طلسم ہوش رُبا

جلد دوم

خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری۔ پٹنہ

بیمن توجہ مہاراجی کنور ن منکا کار فرمائی شان کا

افسانہ دلپذیر و قصہ بے نظیر طلسم کلام سحر تاثیر ہوشربای جادو
سخن پرور و دس کلام زیبا و نو طرز تقریر مرصع و تحریر حیرت افزائے

جلد پنجم حصہ اول

طلسم ہوشربا

ترجمہ داستان

امیر حمزہ صاحبقران

بار دوم

تصنیف نامور و نثار زمان و داستان گوی شیرین بیان سخن سنج صاحب خوان
پسندیدہ مجالس امیران درمیان سرآمد اہل فن رشک اہل ہنر جناب منشی احمد حسین قمر

مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ میں بمحلہ طبع محلی ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آغاز کتاب طلسم ہوش ربا جلد پنجم من تصنیف شاعر شیرین مقال ثنا بیشمال جناب علم و ہنر جناب منشی مرزا احمد حسین صاحب متخلص بہ قمر نظم مؤلف

ای بلبل خامہ ہان چہک جا
تعریف رقم کرون خدا کی
مالک ہی زمین و آسمان کا
مٹی ہی کہین کہین ہی اکسیر

ہو باغ سخن مین نغمہ پیرا
کیا پاک ہی ذات رب عالم
بانی ہی بنائے دو جہان کا

آغاز ہو حمد کبریائی
کیا کیا ہین صفات رب عالم
کیا خاک کو اُسنے دی ہی تاثیر

زہے صنعت باغبان قضا و قدر کیا کیا نیرنگیان دکھائین

اسد و اکبر کہین زیبائی شاہد گل کی کہین نغمہ سرائی بلبل کی کہین قمری طوق اطاعت بگردن مصروف تسبیح حق سرو کہین بساختہ قلندر مشرب دلق خاکستری زیب جسم مصروف بہ گوکو ہر برگ و بار سے رنگ قدرت نمائی ہویدا ہی ملاحظہ چمنستان عالم سے بوے یکتائی پیدا ہی کارساز حقیقی خالق مطلق حلیم رحیم کریم سمیع علیم بصیر جل جلالہ و عم کمالہ

نعت جناب حبیب خدا اشرف انبیا محبوب خالق ارض و سما باعث ایجاد عالم محترم و محتشم ماہ اوج رسالت آفتاب عالمتاب آسمان نبوت نظم مؤلف

لکھ ای کلک نعت رسول خدا
کہ صاحب ہی جو قاب قوسین کا
وہ بزم نبوت کا مصباح ہی

طلسمات عالم کا فتاح ہے
یہ روشن ہے ہر ایک پر سربسر
کروں ذکر کیا اُسکے اعجاز کا
کیا ایک انگلی سے شق القمر
کہ ہے لوح فتح طلسم جہان
رہے جس سے حیرت میں ساحر سدا
یہ مہر نبوت سے پایا نشان

منقبت جناب امیر حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام قصیدہ

اے ثنا خوان پیمبر یا امیر المومنین
مہد میں چیرا ہے اژدر یا امیر المومنین
تیرے بحر فیض کو دیکھے اے دریائے فیض
رانده نقش پا پیمبر یا امیر المومنین
قدردان رب اکبر یا امیر المومنین
عدل میں حضرت کے مجھکو ایک تمثیلہ ہے
قطرہ بنجائے سمندر یا امیر المومنین
مدح خوان ہے یہ قمر شاہا نگاہ مہر کر
بیچنے سے ہو غضنفر یا امیر المومنین
قصہ باز و کبوتر یا امیر المومنین
کنہ ذات با صفات حق نہ یہ لکھی
آفتاب ذرہ پرور یا امیر المومنین

سبب تصنیف حیرت افزا جلد پنجم کتاب طلسم ہوشربا

بخدمت دقیقہ سنجان معانی پرور و سخنوران فیض گستر و قدردانان متاع بازار معانی و خریداران جواہر زواہر کالائے ہوشربائے دکان سخندانی ناظرین اولوالابصار و نازک خیالان عالی وقار پر واضح و لائح ہو کہ حقیر سراپا تقصیر خاک پائے رہروان جادۂ منازل علم و کمال و کفش بردار سالکان مراحل قیل و قال اذل کونین منشی احمد حسین بندۂ احقر خالق جن و بشر متخلص بہ قمر عرض رسا ہے کہ ایک روز غریب خانے میں حاضر تھا کہ ہمارے دوست صادق محب واثق ہو فیوض لم یزلی جناب میر معصوم علی صاحب نے سرفرازنامہ فیض شمامہ جناب مستطاب معلی القاب قدردان اہل فضل و ہنر سخن فہم دُر الاگہر گوہر بے بہائے بحر زخار ریاست سرو خرامان بوستان امارت نیر اعظم برج سپہر جاہ و جلال و بدر درخشان آسمان دولت و اقبال مسندنشین بزم خلق و مروت زینت افزائے اریکہ شوکت جوہر شناس فلک اساس والا مرتبت عالی ہمت ادیب

صاحب تہذیب نافع الخلق جامع الخلق نظم

حفظ آداب میں ہے آنکہ سیماب حمل
فیض تعلیم سے قالب میں گئی دیکھ
ادب آموز فلاطون ہے معنی میں خیال
حشر تک فخر اقلیم میں سب عمل
دیکھ او طبع رسا خوب سے شغل خوب سے شغل
خلق وہ خلق کہ انجام تصور ہے یاد
ہر کتابیں میں ہے سطور کی ہی تعلیم عمل
اے خدا تاکہ رہیں شمس و قمر کے جلوے
تھے جو حیوان وہ انسان ہے خدمت
لیتے اس سے سبق حضرت استاد ازل
گر نہ آمیزش تہ میرے یا میں تب
اے خدا تاکہ رہیں یا سے دن مست ازل

غزت و دولت و اقبال ہیں سب ہمراہ | شوکت و شان و تجمل میں ہیں یہ افضل | خازن مخزن علم و شعور یعنے

جناب منشی نولکشور صاحب مالک مطبع نامی اودھ اخبار دام اقبالہ کالپی تشریف لائے
نیاز مند سرفراز ہوا مرحمت و عنایت پر نہایت ناز ہوا فوراً دولت زیارت کیمیا خاصیت حاصل
کی ازراہ قدردانی ارشاد فرمایا کہ براہ مہربانی جلد پنجم و ششم و ہفتم کتاب طلسم ہوشربا
بعبارت لطیف و نفیس کہ پسند خاطر خاص و عام ہو تحریر فرمائیے کہ ناظرین بلند بین و شائقان
خوش آئین اس سے لطف اُٹھائیں مگر تعجب کا مقام ہے کہ آپ ایسا کامل و اکمل داستان گو
وحید عصر شاعر و نثار ہر فن میں ذیوقار لکھنؤ میں موجود ہے افسوس ہمکو قبل خبر نہوئی اب زبانی اکثر
رؤسائے ذیوقار و شاہزادگان والاتبار کے ظاہر ہوا آپ کے کمال سے بخوبی ماہر ہوا اسوجہ سے
اپنے دوست جناب میر صاحب موصوف مذکور کو ذریعہ کرکے آپکو تکلیف دی اگر قبل اسکے آپ سے
ہم واقف ہوتے تو یہ جو چار جلدیں طبع ہوئی ہیں آپ ہی سے اُنکا ترجمہ کراتے اور لکھواتے خیر اب
[illegible] بسم اللہ قلم اُٹھائیے مقامات رہائی اسد والا و روحالات طلسم باطن یہ داستانیں
منتخب ہیں ہر کس و ناکس کا یہ کام نہیں کہ تحریر کر سکے یا بیان کرے اور راہ تقریر حجرہ ہفت بلا میں
ایسے قدم رکھے کیا مجال اشعار سے تازہ کرنا اور چیز ہے ان داستانوں میں اسرار ہیں اسکا کسکو
تمیز ہے مگر دمہ آپ کا مدح خوان ہے واضح ہوا اس شہر میں سب داستان گو آپکے پیرو ہیں
دفتر ہوشربا آپ ہی کی سحر بیانی سے مشہور عالم ہوا ورنہ کوئی اسکے نام سے بھی آگاہ نہ تھا اب
آپکو انکار بیکار ہے ناظرین کو ہر سہ جلد کے طبع ہونے کا بہت بڑا اصرار ہے الاشتیاق اشد من الموت
مشہور ہے بہر نوع ترجمہ کرنا آپکو ضرور ہے ہر چند کہ یہ حقیر اس تحریر کی لیاقت نہ رکھتا تھا لیکن
بلحاظ اسکے الامر فوق الادب انکار نہ کر سکا اور بموجب ارشاد فیض بنیاد جناب ممدوح کے
تحریر و تالیف و ترجمہ ہر سہ جلد کا اقرار کیا

التماس بخدمت حضرات ناظرین و شائقین

اب خدمت ناظرین با تمکین و صاحبان بلاغت و فصاحت آئین میں یہ بے بضاعت سرگشتہ
وادی حیرت مرکب بجہل و نادانی ناآشنائے بحر رموز سخندانی عرض رسا ہے کہ اگر کہیں اس
ترجمہ میں غلطی پائیں ازراہ عنایت عیب پوشی کو کام فرمائیں ہر چند بخوف حرف گیران

و افشا کنندگان عیوب سخن سے نہایت لرزان و ترسان ہون لیکن انشاء اللہ تعالے بحول قوۃ و اعانت رب اکبر و بتائید خالق جن و بشر و بمدد ستار العیوب و غافر الذنوب السیی داستانہائے لطیف بعبارت ظریف شائقین ملاحظہ فرمائینگے امید واثق ہے کہ حظ وافر اُٹھائینگے نظم

گو مرے جنس سخن کی قدردانی کیا مگر ... نقد دل دیدے سخنخواہان نکتہ دان ہون تو سہی
ترجمہ اچھا نہیں ہر چند مجھ نافہم کا ... اہل دانش جتنے ہیں سب مدح خوان ہون تو سہی
داستانیں مندرج ایسی ہون جن میں عشق کی ... دل ضعیفون کے بھی سن سنکے جوان ہون تو سہی
ہون رقم برق و عمرو کی اسطرح عیاریان ... دنگ سب مکار و غدار جہان ہون تو سہی
اس طرح لکھون کسی موقع پہ حال انقلاب ... منفعل گردش سے اپنی آسمان ہون تو سہی
نعرۂ مردان میدان وہ لکھون ہیبت فزا ... آب ڈر سے زہرۂ شیر ژیان ہون تو سہی
یون کرون تحریر رنگ آمد فصل بہار ... بلبلیں گلشن میں میری مدح خوان ہون تو سہی
داستانیں سب وہ ہون دلچسپ و مضمون دلپسند ... ناظرین بہجت و صفا شادمان ہون تو سہی
اے قمر رنگین عبارت وہ ہو جسکے رشک سے ... روے اعدا زرد مثل زعفران ہون تو سہی

آغاز داستان شوکت بیان ارادہ کرنا افراسیاب جادو کا بہ تحریک کلاب عقاب سوار قتل شہسوار میدان یکہ تازی اسد بن کرب غازی کا اور پہونچنا اس خبر وحشت اثر کا شہنشاہ اوج عیاری و قطب فلک خنجر گذاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار کو اور مغموم ہونا خواجہ کا اور آنا تحریر کوہ نشین کا اور جنگ کرنا کلاب عقاب سوار کا مہرخ وغیرہ سے اور قتل کرنا اُن سب کو

خواجہ عمرو عیار یکتائے روزگار کا ساقی نامہ

پلا ساقیا خون دل کی شراب ... کھلا ساقیا مرغ دل کے کباب ... کہاں ہے تو اے ساقی گلعذار
دکھاتی ہے جوبن عروس بہار ... ترے میکدے کی سدا خیر ہو ... نشہ میں طلسمات کی سیر ہو
گلابی اُٹھا ساقی بے نظیر ... کہ پیر مغان خود ہے روشن ضمیر ... ترے دور میں کیون نہ مسرور ہون
سمجھ نا یہ بدمست و مخمور ہون ... مرے ساقی مہرخ و بیعدیل ... نہیں کوئی عالم میں تجھسا شکیل
اُٹھا ابر رحمت کہ ہے وقت سحر ... کرین کیون نہ چشمک نئی برق ہر ... ہوئی کیا عنایات رب صمد

صریر قلم ہی کہ گونجا اسد
اسد شیر دل ہو بنیگے جب رہا
نہ مغرور ہو مثل افراسیاب
قمر طبع روشن کا جلوہ دکھا
کہ عیاری برق کی فکر ہی
عمرو تیز رو کا بتاؤن نشان
شہنشاہ اقلیم افسون گری

رہائی کا اک شیر کی ذکر ہی
کھلین گے اُدھر چہرہ ہاے بلا
امید وفا ہی تری ذات سے
کہ مشتاق ہین مہروش جابجا
اشارہ ہی یہ طبع بیباک کا
تماشہ شدہ ریش جادوگران

بلاؤن سے بچنے کی بھی فکر ہی
پلا جام صہباے حیرت شتاب
بچانا مجھے ظلم آفات سے
تڑپتا ہی دل اور ہی ذکر ہی
بندھے رنگ عقل مین چالاک کا
زنامش بہ بزم عدو ابتری

اسیران دام حسرت انجام صعوبت وگرفتاران محبس اندوہ ومحنت محبوسان خرابۂ درد انگیز ومقیدان قیدخانۂ آفت خیز پابندان بسلسلۂ زنجیر دلبستگان پیمان پیچ وتاب تقریر حال حیرت اشتمال رہائی شمع دودمان صاحبقرانی رافع رایات کشورعالیجناب سرکوب افراسیاب صاحب چتر وافسر اسد دلاور سے کلک جواہر سلک سے یون زیب قرطاس فرماتے ہین اور مشتاقان گوش آمادہ کو داستان نوسناتے ہین اول ظاہر کرنا اس مضمون کا ضرور ہی کہ جلد چہارم مین اس مقام تک تحریر ہوا ہی کہ کلاب عقاب سوار عین معرکہ کارزار مین بخدمت افراسیاب حاضر ہوا ہی اور افراسیاب کو مقابلۂ مہرخ وغیرہ سے یہ صلاح دیکر پھیرے گیا کہ اے شہنشاہ اب آپ کس لیے لڑتے ہین بیکار ہر روز یہ معرکے پڑتے ہین جنگ سے ان تیرہ بختون کی تامل کیجیے چلکر شمع حیات طلسم کشا کو گل کیجیے سارا افسادفع ہوجائے دل شہنشاہ کا اس صدمۂ جانکاہ سے آرام پائے پھر باغیون کو سزاے کامل ملے ہوا خواہان سرکار کا غنچۂ آرزو کھلے یہ بات افراسیاب کو بہت پسند آئی اور خوش ہو کر کہا واہ بھائی خوب تم نے تدبیر بتائی غرض افراسیاب طبل بازگشت بجوا کر بصد کروفر مع لشکر سرداران شقاوت اثر زیر گنبد نور آ کر اُترا ہی اس ارادہ پر کہ صبح کو اسد کو قتل کرونگا اُسکے خون سے ہاتھ بھرونگا اور یہ خبر وحشت اثر ایک جادوگر نے ملکہ بہار شمشیر زن اور خواجہ عمرو کو سُنائی ہی اسد کا یہ حال پرملال سُنکر طبیعت عمرو کی گھبرائی ہی اور خواجہ عمرو بہار سے یہ کہکر اُٹھے کہ اے ملکہ یا تو صبح کو اسد کو چھڑاتا ہون یا جان دینے جاتا ہون یہ کہکر بتعجیل اپنے لشکر مین آئے عیاران نامور کو ساتھ لیکر طرف گنبد نور کے روانہ ہوے ہین اور لقا بردۂ قاف سے آکر مصروف عیش ہی اور

زلزلۂ آفاق ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران عالی شان مع سرداران نامی و پہلوانان گرامی بفر
فریدونی و حشمت جمشیدی داخل بارگاہ سلیمانی ہین جیت جو ہین زبدۂ زمرۂ ساستان
وہ لکھتے ہین اسطرح یہ داستان ۔ شاہباز کلک کو صیدگاہ میدان صفحۂ قرطاس مین برائے
شکار طائر روح کلاب عقاب سواریون بلند پرواز کرتے ہین اور شیران مضامین تعقب
غزالان سطور مین ناز کرتے ہین کہ جب کلاب عقاب سوار مکارسا فراسیاب ناہنجار کو قتل
اسد نامدار پر زیر گنبد نور بصد سرور آمادہ کرکے داخل بارگاہ ہوا اور تحریر ہو چکا ہی کہ اس خبر
وحشت اثر کو خواجہ عمرو بن امیہ نامدار نے سُنا سر دھنا اور مع عیاران لشکر براے جستجوے
خبر اسد نامدار بیقرار ہوکر داخل شہر ناپرسان ہوے اور ایک خدمتگار کی شکل بنکر بارگاہ افراسیاب
مین آئے دیکھا کہ افراسیاب تاج نخوت برسر تخت نکبت پر بصد کروفر متمکن ہی پہلو مین ملکہ
حیرت زیور ولباس سے آراستہ خلعت ناز وادا سے پیراستہ کرسی جواہر نگار پر مثل
طاؤس طناز کلمات افراسیاب پر گوش بر آواز جلوہ فرما ہی صحبت عیش ونشاط بصد
انبساط گرم ہی یکایک کلاب عقاب سوار نے عرض کی کہ ای شہنشاہ گردون بارگاہ یہ
خیرخواہ عرض کرتا ہی منادی کو حکم ہو کہ مشتہر کرے کہ صبح کو طلسم کشا قتل کیا جائیگا اور اپنی سرکشی
کی سزا پائیگا یہ گفتگو درپیش تھی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا سب نے کہ ایک ساحر سیہ فام بصورت
مہیب و شکل عجیب سامنے افراسیاب کے آیا دعا وثناے شہنشاہی بجالایا افراسیاب
نے پوچھا ای تحریر کوہ نشین اسوقت آنے کا کیا سبب ہوا دست بستہ اُسنے عرض کی کہ
زیارت شہنشاہ کا مشتاق ہوا صرف ملازمت کو نہین آیا ہون ایک عرض بھی کرنے آیا
ہون غلام نے زبانی طائران طلسم کے مژدۂ قتل طلسم کشا سُنا ہوش اُڑ گئے براے خیرخواہی
واجب ولازم ہوا کہ سرکار سے اسرار اس طلسم کے عرض کرون مین حضور کے بزرگون کے
وقت سے صاحب کتاب ہون میرے پاس روزنامچہ مقیدان طلسم کا حاضر ہی کہ جو ہر وقت
اس کتاب ساختۂ منجمان طلسم کا ناظر ہو شاہان طلسم اسی کی پیروی کرتے آئے ہین یہ چند اوراق
خاص براے انتظام بنائے ہین ملاحظہ فرمانا حضور کا ضروری ہی نہ عرض کرنا خیرخواہی سے
دوری ہی یہ کہکر چند اوراق پریشان اُس بے ایمان نے ہاتھ مین افراسیاب کے دیے

افراسیاب نے پایا سامری کہکر وہ اوراق بصد اشتیاق آنکھون سے لگائے اور بآواز بلند پڑھنا شروع کیا لکھا تھا کہ ای شاہان طلسم ہوش ربا جو کچھ اسمین تحریر ہے وہ گویا حقیقت مین طرف سے خداوند سامری و جمشید کے نوشتۂ تقدیر ہے جو اسکے خلاف کریگا اپنے خون سے ہاتھ بھریگا زندگی پر حرف آئیگا بذلت و رسوائی مارا جائیگا طلسم درہم و برہم ہوگا ہجوم لشکر رنج و غم ہوگا خبردار خبردار اسکا خیال رکھنا خوان طعام ذلت کا مزہ نہ چکھنا اگر طلسم کشا گرفتار قید ہوا اور ساحران ہوش ربا کا صید ہو جبتک میعاد قید معینہ نہ گذرے قتل نہ کرنا اسکی احتیاط ضروری ہے بغیر سمجھے کام کرنا سراسر قصور ہے مثل سخن شنیدن گنج دولت یہ مضمون پڑھکر افراسیاب نے سر جھکایا اور براے تحقیق ایام میعاد قید اسد سرماے برف انداز کو بلایا اور فرمایا ای وزیر اعظم دستور معظم جس کتاب مین تاریخ قید اسد مندرج ہے جلد لاؤ اور ہرگز ہرگز دیر نہ لگاؤ وزیر با تدبیر نے جا کر کتب خانۂ طلسمی کھولا یکایک پہلو سے آواز آئی مبارک مبارک وزیر صاحب تشریف لائے ہین کتاب میعاد قید طلسم کشا کی خواہش ہے اسمین سر اسکا اشارہ ہے اسکا نام فتاح طلسم ہوش ربا ہے اسکو کون قتل کر سکتا ہے یہ کلمات حیرت آیات سنکر سرماے برف انداز کے ہاتھ پاؤن ٹھنڈے ہوگئے دانت سے دانت بجتا تھا مثل بید تھرا رہا تھا حیران ہو کر دیکھا پہلوے قصر مین ایک ماہ وش کی تجلی لباس نقرہ در بر تاج مرصع بر سر تخت یاقوت پر جلوہ فرما ہے حسین مہ جبین نازک اندام گلفام سرو قد خورشید خد غمزہ ابرو چشم جادو ہیئت بہ خندہ گز لب بستہ تبسمی برنگ غنچۂ گل خستگان کی تھی نگاہ

سراپا کا اُسکے کرون کیا بیان — حسین مہ جبین قاتل عاشقان
بھری چشم فتان مین جادوگری — دہن غنچۂ گلشن حسن و ناز
وہ بوٹا سا قد بات مین دلبری — خبردار علم نشیب و فراز

جب سرماے برف انداز مثل آئینہ حیران و بصورت زلف پریشان ہو کر نظارۂ جمال بے مثال کرنے لگا اور مبہوت ہو کر ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا اُس قاتل عالم نے مسکرا کر کہا کہ کیون ای وزیر صاحب خیر تو ہے کچھ فرمایئے اسقدر نہ گھبرایئے جو مجھکو کہنا تھا کہہ چکی وزیر شہنشاہ کو اختیار ہے کتاب حاضر ہے لیجایئے لیکن مناسب ہو تو شہنشاہ کو سمجھایئے کہ میعاد معینہ ابھی ناتمام ہے ہمکو قتل طلسم کشا مین کلام ہے یہ کہکر اُس آرام جان و قاتل عاشقان نے بصد ناز و انداز ایک کتاب اٹھا کر وزیر مذکور کو دی سرماے برف انداز نے افراسیاب

کی راہ لی اور بہ تعجیل تمام خدمت افراسیاب مین حاضر ہوا مگر رنگ رو متغیر لب پر آہ سرد چہرہ
زرد یہ حال دیکھکر افراسیاب نے پوچھا خیر تو ہی وزیر حال خیریت مآل تیلی کا زبان پر لایا سارا
قصہ گفتگو کا کہہ سنایا افراسیاب ہنسا کہا ای وزیر اعظم ایسے ایسے عجائب اس طلسم ہوش ربا مین
بیشمار ہین یہ حرامزادیان کنیزان سامری شراب نخوت سے مست و سرشار ہین ما بدولت کا
عالم مین کون ہمسر دہی رنگ آفتاب روبرو میرے جاہ و جلال کے زرد ہی اگر سحر پڑھکر زبان
ہلا دون سرکشان دہر کو خاک مین ملا دون اگر تلوار کھینچون جلاد فلک لرزان ہو دنیا مین
قیامت کا سامان ہو سرہاے دشمنان مثل حباب بحر فنا مین بہتے پھرین لاشے دشمنون کے
زمین پر دھڑ دھڑ گرین دریاے خون کی روانی ہو کشتی حیات عدو طوفانی ہو اگر جوشش قہر و
غضب دکھاؤن دریاے ہستی مسلمانان کو تلاطم مین لاؤن یہ باغی جو میرے گرد ہین اس
دامن دولت کی گرد ہین صرف مجکو ایام میعاد معینہ کا دیکھنا ضرور ہی اس فاحشہ کی باتین ما بدولت
سے کہنا سراسر تمہارا قصور ہی یہ کہکر کتاب کو ہاتھ سے سرما کے لیکر کھولا اور انگلیون پر
شمار کرکے سر ہلایا اور طرف کلاب عقاب سوار کے متوجہ ہوا کہ ای برادر بجان برابر تمنے
حقیقت مین ازراہ خیرخواہی کہا تمکو قتل اسد کی مشتاقی ہی مگر مجبور رہون کہ ابھی ایک مہینہ کامل
میعاد مین باقی ہی اب تم براے چندے اپنے ملک کو جاؤ بروقت اطلاع دینگے تمہارے
ہی ہاتھ سے یہ کام لینگے علاوہ اسکے بروز قتل طلسم کشا تمام شاہان ساکنان طلسم ہوش ربا
اس جلسہ مین آئینگے اپنی اپنی شان و شوکت دکھائینگے چونکہ کلاب عقاب سوار کے
دماغ اس ملعون کا کبر و نخوت سے بھرا ہی اور اپنی سحر و ساحری پر بہت غرہ ہی دست بستہ عرض رسا
ہوا کہ غلام بغیر کوئی کارنمایان کیے ہوے یہان سے نجائیگا اس عرصہ گذرنے میعاد قتل طلسم کشا
مین مہرخ وغیرہ کو گرفتار کرکے لائیگا یہ کہکر فوراً نفیر سحر بجائی فوج اسکی تیار ہو کر سامنے آئی افراسیاب
نے بمجبوری خلعت رخصت دیا اور سمجھا کر کہا کہ ذرا عیارون سے ہوشیار رہنا صرف لشکر اسلام
مین چھ عیار ہین مگر قیامت کے پتلے آفت روزگار ہین جب انسے جان بچاؤ گے تب
مہرخ وغیرہ پر فتح پاؤگے اس بیچارے نے ہنسکر جواب دیا جو شہنشاہ نے فرمایا بجا فرمایا مگر
عیارون کی یہ مجال ہی کہ آپکے غلام کے سامنے آئین اور پھر زندہ واپس جائین ایک

اشارۂ سحر مین جلادون خاک مین ملادون یہ کہکر گردن سحر پہ سوار ہوا تین لاکھ فوج ہمراہ لیکر
بمقابلۂ لشکر مہرخ چلا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری جو بشکل خدمتگار دربار مین موجود تھے یہ سب
کیفیت دیکھکے بارگاہ افراسیاب سے باہر نکلے اس فکر مین کہ یہ فوج ثقیل تمام لشکر پر ہمارے جاتا
ہو دیکھیے کیا دکھاتا ہی مگر ای عمرو اگر بن پڑے اور خدا افضل شر یکحال کرے تو اسکو تابہ لشکر
نجانے دو یہ فن عیاری راہ مین رو کو دل سے باتین کرتے ہوے جاتے تھے کہ بازار شہر ناپرسان مین
پہونچا خواجہ نے سر اٹھا کر دیکھا کہ ہمتو برق فرنگی ایک درویش کامل کی شکل بنا ہوا سیرا کی بغل
مین شجرفی لباس زیب جسم یاہادی یا مرشد کہتا ہوا چلا آتا ہی اور اہالیان شہر کا گرد جماؤ ہی اگر کسی
نے پوچھا شاہ صاحب کہان سے آتے ہو کہان جاؤگے کہا آپ کا کہان ہی جواب دیا بابا
تکیہ فقیر کا پروردگار ہی بیت فقیرون کا ماوا و مسکن کہان ❊ جہان تھک کے بیٹھے وہ گھر
ہو چکا ❊ بابا دنیا سے ہاتھ کھینچا پانون پھیلا دیے دتا کے در کے کتے ہین عمرو خدمتگار بنا ہوا
برق کے قریب آیا ہاتھون کو لیکر بوسہ دیا اور بادب سلام کیا برق نے بھی استاد کو پہچانا
آپسمین اشارون سے باتین ہوئین عیاری کی گھاتین ہوئین عمرو نے انھین اشارون مین
جانا کہ اب عقاب سوار کا برق کو سمجھایا اور کہا کہ ای فرزند اسی کی فکر مین جاتا ہون اگر وہ ہمارے
لشکر تک پہونچ گیا تو غضب ہو جائیگا یہ کہکر برق ایک جانب اور عمرو ایک طرف روانہ ہوے
اب وہ کلرہ داستان رنگین بیان لشکر ظفر اثر ملکہ مہرخ سحر چشم بیان ہوتے ہین کہ بیان کل
سرداران نامی وساحران گرامی جب میدان کارزار مقابلۂ افراسیاب جادو سے بعد
پیچ وتاب واپس آئے ملکہ مہرخ سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہوئین اور فرمایا کہ آج عجب معرکہ
تھا خدا نے ہاتھ سے افراسیاب ظالم کے بچایا اگر وہ خود میدان کارزار مین آتا کون ایسا تھا
زبردست تھا جو اسکے مقابلہ کو جاتا ملکہ بہار جادو رنگین بیان یون زبان سے گل فشان
ہوئین کہ حضور باغبان قضا و قدر صرصر حوادث خزان سے ہمیشہ بوستان لشکر اسلام کو
یونہین بچائیگا اور صانع گلشن عالم ہوائے مدعائے دلی سے اسی طرح غنچۂ خاطر کھلائیگا اسی
گفتگو مسرت آگین مین چند دیرینہ ہرکارے لشکر اسلام کے حاضر ہوے اور دست دعا
اٹھا کے یون ثنا سے شہنشاہی بجا لائے قطعہ | ای بہرکار رفیقت فضل ہو الہدا عا

دو گلبان تن و جان تو والله الصمد	لم یلد یا لے ولم یولد بہ جاد شگیر	لم یکن یابے وہ وزش لہ کفوا احد

اے شہنشاہ گیتی ستان اس باغ پر بہار دربار کو جب اگر چشمہ سرسبز و شاداب رکھے اور تا زمان
اس چمن بے خزان کا خار ذلت و رسوائی سے دل فگار رہے تو جائے ہوا سے مصیبت
و آلام کے صدمے سے اصل کیفیت یہ ہے کہ یہان سے افراسیاب طبل آسائش بجوا کر
شہر ناپرسان مین گیا ارادہ قتل اسد نامدار تھا ایک کتاب وہ بے کتاب دیکھا گھبرایا الحمد
اس ارادہ فاسدہ سے باز آیا مگر اب کلاب عتاب سوار نابجار مع تین لاکھ لشکر ساحران
غدار براے مقابلہ سرکار ردولتمدار آتا ہے اسکی نہیب سحر سے پیر فلک تھراتا ہے ملکہ نے فرمایا
خدا سے ما بزرگ است بیت سری چہ غم زشمشیر حبیب * ہرچہ آید بر سر من با نصیب * مگر
ملکہ سرخ موے کاکل کشا نے پریشان ہو کر دست بستہ ملکہ مہرخ سے عرض کی کہ حقیقت
مین یہ کلاب بیدین بدبخت آئین نہایت زبردست ساحر ہے حال سے اس زبون خصال
کے یہ کنیز بخوبی ماہر ہے فن مکاری مین طاق ہے سحر و نیرنگ بازی مین شہرہ آفاق ہے یہ ذکر
تھا کہ خواجہ عمرو اور مہتر برق فرنگی حیران و پریشان مثل بید لرزان داخل بارگاہ ہوئے
تشریف آوری خواجہ سے سب سردار آگاہ ہوئے ملکہ مہرخ نے پوچھا خواجہ خیر ہے اسوقت
آپ کا حال کیون غیر ہے خواجہ عمرو نے کہا ملکہ وہ خیرہ روزگار تمھارے مقابلہ کو آیا ہے جسنے
کہ فلک شعبدہ باز کو مکر و افسون سکھایا ہے جس وقت یہ ملعون شہر ناپرسان سے روانہ ہوکر اسطرف
چلا مین نے اور برق نے تعاقب کیا قصد تھا کہ عیاری کرکے راہ مین اسکو مارون اور تا بہ
لشکر اسلام نہ جانے دون لیکن اُسنے تخت سحر تیار کیا اور بیہودے ہوا اُڑکر روانہ ہوا تمھارے
مقابلہ مین آ پہونچا وہ دیکھو سامنے بارگاہین استادہ ہین ہاے تمھارے قتل پر سب ساحر
آمادہ ہین مگر عمرو فکر مین جاتا ہون خدا چاہتا ہے تو سر لاتا ہون یہ کہکر بابنائے عیاری سے آراستہ
ہو کر طرف لشکر کلاب عتاب سوار کے روانہ ہوئے لشکر مین آکر کنارے بصورت ایک چوبدار
کے کھڑے اندر سے بارگاہ کلاب عتاب سوار کے آواز آئی کہ آب خاصہ لاؤ دارو غہ
آبدار خانہ بے آبرو بعد جستجو صراحی و گلاس لیکر چلا تھا کہ دور سے خواجہ عمرو نے دیکھا ہر چند کہ
قلب تھرایا مگر صراحی جواہر نگار دیکھکر منہ مین پانی بھر آیا بہ تعجیل تمام رنگ روغن عیاری کا لگاکر

ایک خدمتگار کی شکل بنے گلے دار پگڑی سر پر جمی ہوئی چکن زیب جسم اور مشروع کا پائجامہ
پاپوش زردوزی ٹھمر ٹھمر کرتے ہوئے دوڑے داروغہ کے قریب آ کے کہا واہ صاحب
شہنشاہ کلاب پیاسے ہیں ہم سب کو تشنیع دینگے تم جا کر بیٹھو گلاس و صراحی ہمکو دو داروغہ سمجھا
کہ شاہ نے جوش غضب میں اسکو بھیجا ہی اسوقت سامنے جانا بیجا ہی اشیائے مذکور دیکر
چلا گیا خواجہ حاضر حاضر کرتے ہوئے اندر آئے دیکھا کہ وہ تیرہ بخت بر سر تخت مثل خوک
صحرائی جھوم رہا ہی قصد جنگ میں قبضۂ شمشیر چوم رہا ہی سات سو دنگل و کرسیان گرد اگرد تخت
آراستہ ہیں اُسپر ساحران خدا نا یک ایک سامری عہد جمشید روزگار بہ کبر و نخوت تمام ذکر قتل
مہرخ و بہار وغیرہ کر رہے ہیں دم محبت افراسیاب کا بھر رہے ہیں ایک کہتا ہی مہرخ کو
قتل کرونگا دوسرا نیرنگ ساز کہتا ہی کہ بہار کے خون سے ہاتھ بھرونگا مسلمانوں نے
بڑا اسر اٹھایا ہی قدرت سامری ہی کہ افراسیاب ایسے جلیل کو ستایا ہی اب بدلا انکی لینگے
سر میدان شکست دینگے عمرو یہ باتیں سنتا ہوا گلاس اور صراحی ہاتھ میں لئے بات میں روبرو
کلاب پہونچکر گلاس پانی کا پیش کیا اُسنے ہاتھ بڑھا کر لیا مگر زبان سے یا سامری کہا فوراً پانی
شرارہ بنکر اُڑ گیا کلاب عتاب سوار نے کہا تو کون ہی عمرو مثل برق جہندہ نعرہ کرکے پہلو میں
آیا تاج سر کلاب سے لیا لپٹ کر خنجر مارا کلاب عتاب سوار نے اپنے تئین تخت سے گرا دیا
خنجر تخت پر پڑا کاٹ کر زمین کا بوسہ لیا چاہا جست کرکے نکل جائے جان بچا کر ٹل جائے
فریب جادو اسکا وزیر پہلو میں تخت کے دنگل پر تمکن تھا اُسنے سحر کیا اور کلمہ پڑھ کر کہا عمرو مثل
لوٹن کبوتر کے زمین پر گرا فریب جادو تیغہ کھینچکر جھپٹا کہ سر اس نا عیار کا کاٹ ڈالوں
اس بیباکی کی سزا دوں بقدرت پروردگار رعد و برق نا مدار پیچھے سے اس بارگاہ میں
آکر جو بار بنے ہوئے پہلو میں فریب جادو کے کھڑے تھے ہاں ہاں کہکر عصا سر پر فریب
کے اس زور سے مارا کہ سر اُسکا پھٹ گیا دستور ہی کہ جب ساحر مارا جاتا ہی تو واسطے چند
ساعت کے اندھیرا ہو جاتا ہی مرنے سے فریب جادو کے عمرو کود کر بھاگا برق بھی ریچھ
چاک کرکے نکلا کلاب جادو نے جو یہ معرکہ دیکھا غصہ میں پیچ و تاب کھا کر اُٹھا کہ ابھی جا کر
سار بان نا دے کو دربار سے لیکر آتا ہوں اور دار پر چڑھاتا ہوں سب سردار قدموں

سے لپٹ گئے کہ حضور نہ جائیں جان نثار موجود ہیں اگر حکم ہو تو طبقے زمین کے آسمان پر اڑا دیں
کل لشکر مہرخ کو ابھی خاک میں ملا دیں سب کے کہنے سے کلاب نے تامل کیا مگر غصہ میں آکر
حکم دیا کہ نقارۂ رزمی بجے صبح کو ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا بحکم کلاب عقاب سوار ادھر جلد
نقارۂ جنگی پر چوب پڑی جو اسیسان لشکر اسلام خبریں لیکر خدمت ملکہ مہرخ میں حاضر ہوے
تمام حال عیاری خواجہ بیان کرکے عرض کی کہ کلاب عقاب سوار نے طبل رزمی بجوایا ہی
کل اسکا ارادہ ہی کہ نکلکر معرکہ آرائے نبرد ہو اور آتش کینہ و عناد و فساد کو دوبالا کرے باقی
خیر و عافیت ہی یہ حال خواجہ سنکر ملکہ نے فرمایا خدا انکی جان کا نگہبان ہی ہر وقت قیامت کا
سامان ہی بسم اللہ کمند و ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے جو کچھ کہ نقاش ازل
اور کاتب تقدیر نے ہماری قسمت میں تحریر کیا ہی وہی پیش آئیگی ناحق حیرانی ہی اسیوقت
سات سو نقارہ پر چوب پڑی صدائے طبل جنگی بلند ہوئی شعر ز نقارہ آواز آمد عجیب
کہ نصر من اللہ و فتح قریب • تمام اہالیان لشکر کو معلوم ہوا کہ طبل جنگی بجا ہی کل لشکر کفار سے
مقابلہ ہو دیکھیے کہ دو دن دون انقلاب سپہر بوقلمون تاج دولت کس کے سر پر رکھتا ہی اور
خاک مذلت کس کے سر پر ڈالتا ہی دیکھیے کل تختۂ تابوت پر کون سوتا ہی اس معرکہ میں کون
سرخرو ہوتا ہی بھائی سے بھائی دوست سے دوست ملنے لگا جا بجا ہوم خانے درست ہوے
لڑائی پر مردان عالم چست ہوے کہتے تھے کہ نمک شہنشاہی کھایا ہی خواجہ نے ہمکو اس مرتبہ
پر پہونچایا ہی افراسیاب کے ہم نبرد کہلاتے ہیں شہروں سے افراسیاب کے خراج لاتے
ہیں جہاں ہمارے بادشاہ کا پسینہ گریگا وہاں خون کا دریا بہا دینگے مثل نہنگان دریا جر فوج
کفار میں ڈوب جائینگے وہ بیچارے ہماری تلوار کی کیا تاب لائینگے بودے ہیں دامن صحرا سے منھ
چھپا لینگے کمانداروں نے کیانی جہان جہان سے خانہ گیری تھیں سینک کر تیار کیا تیر بلے سے پہلو
کو زہر میں بجھا کر آبدار کیا تیغے چرخ پر چڑھنے لگے کہ عقل پیر چرخ کی چرخ میں آئی دہشت سے
دلیران جنگی کے زمین تھرائی ادھر مردان عالم کا تو یہ حال ہی ہر دلیر آمادۂ حرب و پیکار ہی
مگر سب طرح کے لوگ لشکر میں ہوتے ہیں وہ جو نامرد و بزدلے ہیں بھاگنے کی تدبیر جان بچانے کی
تقریر بیٹھے بیٹھے جوش آیا دل گھبرایا سائیس کو آواز دی بد جا حاضر ہو سائیس سامنے آیا

سائیس بھی یک چشم ہی ہر وقت مائل خشم ہی پوچھا میان کیا ارشاد ہوتا ہی فرمایا ہمارا مرکب اور
پرتل کا ٹٹو پہر رات رہے سے تیار رہے سائیس گستاخ تھا عرض کی پہر رات رہے سے کیا
ضرورت ہی غلام کو کمال حیرت ہی فرمایا برائے شکار صحرائے پر بہار مین جائینگے شیران دشت
کو شکار کر کے لائینگے سائیس ہنسا ایک آنکھ چمکا کر جواب دیا کہ حضور کل شکار کا دن نہین ہی بلکہ
روز معرکہ کارزار ہی ہرگز حضور ارشاہی آمادہ حرب و پیکار رہی آپ ہی دشمن کا شکار کیجیے گا داد مردی
و مردانگی دیجیے گا یہ سنکر سردار صاحب کو غصہ آیا مونچھون پر تاؤ دیکر فرمایا او دیجا ہم تیری حرزدگی
جانتے ہین تجھکو بخوبی پہچانتے ہین ہم میدان کارزار مین مارے جائین تھاری بتنا مین آرمین
تم جان بچاؤ تمام مال و اسباب جو کوڑی کوڑی کر کے جمع کیا ہی اسکو لیکر بھاگ جاؤ غرض بیت
کند ہمجنس با ہمجنس پرواز مخنث با مخنث ہیز با ہیز ۔ اس عرصہ مین پہر رات گذر چکی تھی
بادشاہ لشکر اسلام ملکہ مہرخ نے دربار برخاست کیا ہر سردار نامی و نام آور اپنے اپنے مقام پر
آیا اوران اول ملکہ بہار جادو نے کنیزون کو آواز دی گلشن و گلستان و نسرین و نسترن
و غنچہ دہن و شمشاد و سرو آزاد و گلعذار و سرشار و سیمبر و نازک اندام و شیرین ادا و مہ لقا
وغیرہ پر بہار باغ حسینون کا غنچہ مہ جبینون کا پریون کا اکھاڑا حورزادون کا جمگھٹا سامنے آیا
ملکہ بہار نے فرمایا جلد حمام خانہ آراستہ ہو اسباب سحر و ساحری پیراستہ ہو فوراً ان گل عذارون
نے ایک خیمہ مکلل بجواہر ستون الماس نگار بھاری مقیش کی جلد استادہ کیا اور ایک چوکی سنگ
سفید کی وسط خیمہ مین بچھا دی گرد اگرد گلدستہ ہائے گل خود رو کہ جسمین ہر طرح کے پھول
تھے چن دیے یکایک ملکہ بہار اس خیمہ رشک باغ ارم پر تشریف لائین چوکی مذکور پر جلوہ
ہوئین کنیزون نے سبوئے نقرئی جسمین آب صاف و شفاف تھا حاضر کیا کہ جسکو دیکھکر
آبروئے گوہر بے بہا کی آب آب ہو اور آب چشمۂ حیوان کو شرم سے پیچ و تاب ہو اُس آب
نایاب سے ملکہ بہار نے غسل کیا ایک ساری آب روان کی نصف باندھی نصف اوڑھی
موئے مشکین سے قطرے پانی کے ٹپک رہے تھے صاف ظاہر ہوتا تھا ابر تیرہ و تار سے
مروارید بے بہا برس رہے تھے اپنے دست نگارین پنجۂ خورشید نما سے زلف تابدار کو
نچوڑا ظاہر ہوا کہ ناگن نے زہر اُگلا چہرہ رشک ماہتاب اگر قطرات آب عارض زیبا پر

تحسین توصاف ثابت ہو کہ تارے مشاطۂ تقدیر نے تصدق اُتارے رُخ انور رشک قمر ترچھی نظر مطلع وہ مژگان جب عدوے عاشق دلگیر ہوتی ہے چھری خنجر کٹاری سانگ برچھی تیر ہوتی ہے ابروے خمدار کھنچی ہوئی تلوار سینے پر جوبن کا اُبھار اس آن بان کو دیکھ کر گلعذار فرزین کی نے اُٹھکر بلائیں لیں ترقی حسن و جمال کی ہاتھ اُٹھا کر دعائیں دیں اور یہ اشعار آبدار زبان پر

جاری ہوئے اشعار

مرحبا قتل ہمیں کر کے مکرنے والے
جی بچے یار اگر جی سے گذرنے والے
کھول کر بال پریشان کریں سج کو تو

ہیں لب نازنیں کو زندہ ہی کرنے والے
منہ سے کہتے نہیں احسان کہ کرنے والے
یہی کرتا ہے اشارہ کوئی اُٹھتا جوبن
ادھر سو گئے پردے میں سنورنے والے

ڈھونڈھ لیتے ہیں بہانا کوئی مرنے والے
ہر ادا اور تری کھلا ئیگی انداز قضا
یون بکھرتے ہیں محل پا کے اُبھرنے والے

ملکہ بہار نے مسکرا کر جواب دیا

او گلعذار زیادہ چرب زبانی اچھی نہیں ہوتی یہ کہکر اشیاے سحر ہاتھ میں اُٹھائے گلدستہ ہاے سحر تیار ہوے غنچۂ طلسم گل کھلنے لگے اسی طرح اپنے اپنے خیموں میں سب شاہزادیاں مصروف تیاری سحر تھیں ملکہ ہلال سحر افگن ماہ رخسار و ملکہ یاقوت پوش و شاہزادہ رعد جادو و ملکہ برق برق افگن و ملکہ برق لامع و ملکہ شمع رخ ہوے کاکل کشا و ملکہ نافرمان وغیرہ کی بارگاہوں سے صدائیں بلند بخورات جا بجا روشن ادھر لشکر کفار میں کلاب عقاب سوار نے بعد بجوانے طبل جنگی کے اور نکل جانے خواجہ عمرو اور برق فرنگی کے ظاہر میں تو یہ کہا کہ صبح کو ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا قتل دشمنان سے منھ نہ موڑونگا کاکل کو گرفتار کر کے سامنے شہنشاہ طلسم کے لیجاؤنگا خلعت انعام و جاگیر پاؤنگا لیکن باطن میں ہوش پریشان مثل زلف پریشان دل سے کہتا ہوں عیاروں سے کیونکر جان بچیگی یا سامری خیر صبح ہوگی افسران فوج کو تو حکم دیا اپنے اپنے سحر آراستہ کر و حربہ ہاے سحر سے پیراستہ رہو اور خود حالت انتشار میں اُٹھا لرزان و ترسان ایک خیمہ میں آکر حصار سحر کیا در خیمہ پر ایک اژدر آتش فشان بٹھا دیا اب باطمینان تمام بچہ ہاے خوک ذبح کر کے خون سے چوکا دیا اگر گل وغیرہ روشن کیا کبھی اژدہا بنا کر تیار کیا کبھی روئی کے گالوں پر بعد خوبروئی پانی کا چھینٹا دیا لکہ ہاے ابر بنکر تیار ہوے کبھی جھلی سے ماش کا آٹا بد معاش نے نکالا پتلہ بنایا سحر پڑھا وہ پتلہ زندگی پا کر دیو بنکر سامنے آیا اُس سے یہ باتیں کیں کہ ای خوک پیکر سالہا سال ہمنے تیرا

پوجا کیا بھینٹ سے جرایت بجا کل اپنا زور دکھاتا دشمن کو میرے کھا جانا اور ہر سردار اسکے اپنے اپنے مقام پر سحر تیار کرتے تھے کلوا بھیرون نار سنگھ کو پکارتے تھے کوئی کہتا تھا ای کالی بھوانی کلکتہ والی دشمنون پر جائیو اپنا کام کر آئیو عدو میرے سامنے مبہوت رہے جو میرا مطلب ہو وہی کے سر چڑھکر کھیلنا دریاے سحر عدو کو جھیلنا اسی شور و شر مین چار گھڑی رات باقی رہی جانبین کے نقیبون نے آوازین دا سطے جگانے کے لگائین بہت جوانو جوان مرد تیار رہو ہتھیارون سے اپنے خبردار ہو یکایک غلغلہ ہوا صبح ہو گئی

لو سحر ہو گئی مخمس مصنف

رنج سے ٹوٹینگے سب کوکب تابان سحر — نغمہ سنجی کے عوض رو دینگے مرغان سحر
دیکھنا ہوئیگا فق روے درخشان سحر — جان دونگا جو شب ہجر مین خواہان سحر
چاک ہوگا مرے ماتم مین گریبان سحر

مہر گردون پہ نکلنے کی قسم کھاتے ہین — روشنی شرق کی جانب مجھے دکھلاتے ہین
کٹ گئی وصل کی شب صبح ہوئی جاتے ہین — چھیڑنے کو وہ شب وصل یہ فرماتے ہین
لو فلک پر وہ نمایان ہوے سامان سحر

حق دکھائے نہ کسی کو بھی شب ہجر مہیب — وصل محبوب ہمیشہ ہو نہ قسمت ہو نصیب
رحم کر رحم کہ ہے مرگ کا ہنگام قریب — دیکھ اب طول شب ہجر سے حالت ہے عجیب
ای فلک جلد دکھا چہرۂ تابان سحر

اک نیا رنگ تہ گنبد افلاک کرون — نذر سودا بخوشی مایۂ ادراک کرون
قصۂ رنج شب ہجر صنم پاک کرون — دلولے مین اسے ای جوش جنون چاک کرون
ہاتھ آئے جو کسی روز گریبان سحر

مین نے تو انکا کیا تھا نہ کوئی جرم و گناہ — بے سبب کیون یہ مرے قتل کے درپے [illegible]
خون ناحق مرا کرتے ہین یہ انا للہ — ای شب وصلت محبوب ذرا ہو کوتاہ
بیخطا ذبح مجھے کرتے ہین مرغان سحر

طاعت حق کو بجالاتے ہین سب صبح و مسا — اسمین جن ہون کہ بشر یا کہ ہون مرغان سحر

جھوٹ کہتا نہین مین قول ہے یہ راست مرا | شور و غوغا سے سمجھے نہ کوئی ذکر خدا
کہ ہم ذکر خدا کرتے ہین مرغان سحر

خون عاشق ہو سر دست لگا ہے جو حنا | لے مسی تو نہ سوسن کے رہین ہوش بجا
عاشقون کو تو یقین اسکا ہے بے چون و چرا | چنے پیشانی پہ افشان وہ اگر ماہ لقا
شرم سے دیکھے ہون اختر تابان سحر

غافل اب دیکھ کہ مالک ہے ترا عز و جل | لیکے جا ساتھ سوئے ملک عدم نیک عمل
کٹ گئی شام جوانی کی اب آئیگی اجل | چونکہ پیری مین یہ ہرگز نہین سونیکا محل
سر پہ ہے سایہ فگن نیر تابان سحر

تجھسے جسدن سے جدا ہو گیا وہ رشک قمر | زندگی ہجر مین اے دوست ہوئی ہے بسر
شوق نظارہ ہے اسدرجہ اسے مد نظر | صبح کا ذکر شب ہجر مین کرتا ہون اگر
دل یہ پہلو سے صدا دیتا ہے قربان سحر

خوش بیان یار سا دنیا مین کوئی ہوگا کم | اس جگہ بند مین سب ہیچ ہے پرواز رقم
راست کہتا ہون مین یہ بلبل بستان کی قسم | اے قمر سنتے ہی تقریر دل آویز صنم
تجھسے بھول لیے مرغ خوش الحان سحر

جب ساحر فلک نے اپنے شکم سے بغیظ و غضب بیضۂ آفتاب بصد آب و تاب نکالا اور تار شعاع سے خوب مضبوط باندھکر جانب ساحران طلسم جہان کھینچ مارا کلاب عقاب سوار خیمہ حصار گردہ سحر سے باہر آیا نفیر سحر بجی قرنا پھنکی اژدر آتش فشان سحر پر سوار ہوا لشکر کفر سمت اشرار تیار ہوا سمت میدان کارزار چلا ادھر لشکر اسلام مین جابجا صداے تکبیر بلند ہوئی جس آواز سے روح سامری دردمند ہوئی جلوخانۂ شاہی مین ساحران نامدار بصد شوکت و وقار آکر جمع ہوے انتظار آمد شہنشاہی مین چشم براہ ہون سے پوچھ رہے تھے کہ برآمد ہونے مین ملکہ مہرخ کے کیا عرصہ ہے لشکر طلسم اتنے سمت میدان تبرجا چکا ہے وہ عرض کرتے تھے کہ جامہ خانہ مین داخلہ ہے نزول اجلال و ورود اقبال فرمایا چاہتی ہین یہ ذکر تھا کہ عیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ اٹھا تخت شاہنشاہی نمایان ہوا ملکہ مہرخ تخت زرین پر تاج شاہی

بر سر چار قبہ شاہنشاہی در بر سپر و شمشیر مثل ہلال و خورشید سامنے رکھی ہوئی ایک پہلو میں نساء
سحر آراستہ گرد اگرد نازنینان ماہ طلعت بصد حشمت و شوکت نقیب خوش نصیب آگے آگے
آواز لگاتا ہوا صدائے دور باش سناتا ہوا شعر ترقی ہو اقبال کی دمبدم ، بڑھے عمر و دولت
قدم با قدم ، چپ و راست سے ملکہ بہار گلعذار کا سلام ہوا ملکہ مہرخ نے سینہ پہ ہاتھ رکھ
اشارہ تھا کہ جگہ تمہاری ہمارے دل میں ہے حقیقت میں مہر و وفا تمہارے آب و گل میں
ہے بعد ازاں ملکہ نافرمان و شکیل و رعد و برق و سرخ مو حسن کاکل کشا و ملکہ ہلال
سحر افگن وغیرہ نے باادب تمام سلام کیا سواری کوچہ سلامت سے نکلکر بصد کر و فر سمت
میدان کارزار روانہ ہوئی بیت سوئے دشت شہ کی سواری چلی ، کہے تو کہ باد بہاری
چلی ، ملکہ مہرخ نے ملاحظہ فرمایا کہ سب شاہزادیاں اپنے اپنے لشکر پر بعہدۂ سپہ سالاری
قائم ہیں اس کیفیت سے لشکر مہرخ میدان جنگگاہ میں آکر ٹھہرا دیکھا کہ سامنے سے گرد اڑی
لشکر کلاب عقاب سوار بڑے زور و شور سے آتا ہے ہر ساحر رو سیاہ اپنی اپنی شان و
شوکت دکھاتا ہے نشان ہائے سیاہ سر کلاب عقاب سوار تیرہ بخت پر کھلے ہوئے ہوا میں
پھر پھرے اڑ رہے ہیں اوپر تصویریں سامری و جمشید کی بنی ہوئی ہیں صدائے جرنگ جرنگ کی کہیں نعرہ
یا سامری جمشید کی بلند غرض میدان کارزار میں آکر ٹھہرے میدان آراستہ ہونے لگا ایک ساحر نے
جوش میں بڑھ کر سحر کیا ابر آیا پانی برسا ہوا نکل گیا ایک نے ایسا سحر کیا کہ ہوائے تند چلی خس و خاشاک
کو میدان کے ہٹا دیا ایک سنگدل نے پتھر برسائے جو نخل حائل نظر تھے بلند و مرتفع سر بسر
تھے انکو کاٹ کر گرا دیا ایک ساحر نے بیلچہ کاری کا سامان کیا نشیب و فراز عالم کو ہموار
کر دیا غاروں کو خس و خاشاک سے بھر دیا بعد آراستگی میدان صفوف آرائی ہونے لگی
میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ کمینگاہ طرفین سے درست ہوا نقیب ہائے بلند آواز کو
اشارہ ہوا گویوں کے لڑکے ماہ تمثال خورشید جمال بھولی بھولی صورتیں کلاہ زریں برسر
لباس زرنگین زیب جسم اور ایک ایک انگوٹھی کان میں مثل ویکتا آن بان میں مثل لالہ
بھیروں کے سروں میں سرود بجائے اہالیان میدان کارزار وجد میں آئے گن گن کر
آوازیں لگا میں ابیات | انھیں سے فدوی یک بیک صید | کر دنیا جگہ خوف و عبرت کی ہے

سکندر نہ باقی رہا دہر مین
یہ دنیا سرا رنج و آفت کی ہی
مکانات عالی بناتے ہین کیون
جگہ جو کہ آخر مین راحت کی ہی
بڑھا کر قدم پھر نہ کھینچے ہٹے
گھڑی دو گھڑی جو کہ فرصت کی ہی

یہ آئینہ ہی بات حیرت کی ہی
ہوے زر کے خاطر تو منعم خراب
عبث فکر انہین جاہ و حشمت کی ہی
شجاعو یہ میدان جنگاہ ہی
سمجھ لو کہ یہ بات غیرت کی ہی

ادھر کو ہی دارا فریدون کدہر
پڑی فکر انہین مال و دولت کی ہی
لحد کوئی اپنی بساتا نہین
جگہ امتحان اور جرأت کی ہی
قمر مہر خالق مین کر عمر صرف

یہ اشعار عبرت آمیز سنکر سب دلاور پست ہو گئے سر جھکا کے

شکل ناپائداری دنیا آنکھوں مین پھر گئی کلیجون پہ چھری چل گئی ہوا و ہوس دنیا بالکل دل سے
نکل گئی ارادہ مصمم کیا کہ لڑین اور مر جائین اس عالم ناپائدار مین کچھ نام کر جائین کہ یکایک
لشکر کلاب عقاب سوار سے فولاد مشت زن مرکب سحر بڑھا کر سامنے کلاب عقاب سوار
کے آیا اجازت خواہ ہوا کلاب عقاب سوار نے جواب دیا کہ تمکو سامری و جمشید کے سپرد
کیا جاؤ ساحران لشکر مہرخ کو للکارنا سرداران فوج کو چن چن کے مارنا اُس بیحیا نے مرکب سحر
اڑایا بکبر و نخوت تمام میدان مین آیا آواز دی جسکو تمنائے مرگ ہو میرے سامنے آئے
کچھ نیرنگ بادی دکھائے شعر گران ہر کسے بار سر و تن است و حکیم علاجش بدست
من است ۔ اس صدا کو سنکر سمت صف دست راست ملکہ مہرخ نے ملاحظہ فرمایا ملکہ عالم
کا نور نظر پارہ جگر جوان بیعدیل شاہزادہ شکیل جادو نے فورا پایہ تخت کو بوسہ دیا عرض کی
اے شاہنشاہ گردون بارگاہ اجازت میدان دیجیے حق مین میرے دعا کیجیے آرزو ہی یا تو
سر کو قدم اقدس پر نثار کرون یا اس بیحیا مغرور کو مشکین باندھ کر سامنے حضور کے لاؤن انجام
مہر مادری رنگ ملکہ مہرخ متغیر ہو گیا فرمایا اے جان مادر تمہاری جدائی بہت شاق ہی یہ فولاد
مشت زن ملعون بہت سخت ساحر ہی عرض کی باقبال حضور کے مقابلہ کرونگا غلام کیا ڈریگا
ملکہ نے مجبور ہو کے فرمایا بسم اللہ مالک حقیقی و رب تحقیقی حافظ و نگہبان ہی شکیل جادو
بصد آرزو سامنے فولاد مشت زن کے آیا فولاد نے گولا آہن سحر کا جھولی سے نکالا
شکیل پر بقہر و غضب تمہارا شکیل نے ایک نشتر نکالا ہوا کچھ اسم سحر پڑھکر اپنی ران کا
خون لیا جب گولا قریب آیا بعون ہاتھ پھیلا دیے کہا کہ تیرا بھوگ حاضر ہی وہ گولا گویا

موم کا ہو کر ہاتھ مین آیا شکیل جادو نے اُسی خون سے گولہ کو رنگین کیا آواز دی کہ او فولاد
بد بنیاد لے تیرا سپر تجھ ہی کو کھا جائیگا یہ کہکر وہی گولہ اُسی کو مارا اب وہ گولہ مثل شعلہ جوالہ جانب
سینہ فولاد مشت زن چلا ہر چند سحر سے اُسکو روکا مگر نہ رُکا سینہ پر کینہ مین پیٹھا مہرہ پشت
کر توڑ کر پار نکل گیا فولاد مشت زن زمین پر گر کے جلنے لگا آندھی سیاہ اُٹھی تاریکی ہوئی
بیرون نے آواز سنائی افسوس مارا اُسکو جسکا نام فولاد مشت زن تھا لشکر اسلام سے
صداے تحسین و آفرین بلند ہوئی ملکہ مہرخ نے بھی فرمایا کہ ماشاء اللہ خدا نظر بد سے بچائے
فلک کج رفتار روز سیہ نہ دکھائے شکیل جادو واسطے تسلیم کے خم ہوا پھر دلولہ شجاعت
مین نہیب دی ای فرقہ باطل پرستان جو تم مین سے اپنی زندگی سے بیزار ہو آکر مصروف
کارزار ہو لکھا ہی کہ سات ساحران زبردست طرف سے کلاب عقاب سوار کے نکلے
ہاتھ سے شکیل جادو کے واصل جہنم ہوئے جس وقت کہ ساتون ساحر شکیل کے ہاتھ سے
مارے گئے کلاب عقاب سوار کو غصہ آیا اپنے کرگدن سحر کو جانب میدان کارزار بڑھایا
اور مثل دیو کے چنگھاڑتا ہوا قریب شکیل پہونچا پہونچتے پہونچتے ایک روئی کا گالا جھولی
سے نکالا چند قطرات آب اُسپر ڈالکر ایسا افسون پڑھا کہ وہ روئی کا گالا ایک لکہ ابر بنگیا
جون جون اونچا ہوتا تھا دیکھنے والے کہتے تھے یہ ابر ہی کہ خداے بند بحر کا قہر ہی یا اژدر
زہر ہی خدا آبرو شکیل کی بچائے اگر یہ ابر برسے گا کشت سرسبز حیات ساحران لشکر مہرخ
کو جلا کر خاک کریگا چشم زدن مین ایک ایک قطرہ اسکا ہلاک کریگا یکایک وہ ابر محیط عالم
ہوا ہر چند کہ شکیل نے بہت رد کرنے ابر مذکور پر جستجو کی لیکن کچھ نہوا آبرو بچانا دشوار ہوا
اسقدر ابر برسا کہ زمین پر مثل دریا بہتا رہا پانی کی طغیانی ہوئی کشتی حیات شکیل طوفانی
ہوئی یعنی ایک نہنگ سیہ رنگ اُس دریا سے پیدا ہوا اور طرف شکیل کے جھپٹا
پیشناور دریاے جرأت و آشناے قلزم جلالت تیغہ کھینچکر مرکب سے کود پڑا چاہا کہ
تیغہ سحر کا ہاتھ لگاؤن اُس نہنگ کے منہ سے ایک حباب نکلکر کلائی پر شکیل جادو کے
پڑا تیغ ہاتھ سے چھوٹ کر دریا مین گری مثل کشتی سامنے سے بہتی ہوئی نکل گئی شکیل
نے ہر چند کوشش کی مگر وہ نہنگ اُس گوہر بحر خوبی کو نگل گیا اور غوطہ مارکر اُسی دریا

تلاطم مین غائب ہوا کلاب عقاب سوار شکیل سے فرصت پاکر اور زیادہ جوش مین آیا مثل
رعد گرجا لشکر اسلام پر برس پڑا یعنے ابر و دریاے سحر کو کل لشکر مہرخ پر اشارہ کیا ابر آسمان
سے برسنے لگا دریا سے طوفان اٹھا ملکہ مہرخ اور ملکہ بہار وغیرہ نے دیکھا ہزارہا بندگان
خدا دریاے سحر مین ڈوبے سر مثل حباب تیرتے پھرتے ہین وہ تلاطم ہی کہ ہر ایک کا ہوش
گم ہی دریا تو اس جوش پر ہوا ابر مین یہ اثر ہی کہ جسپر قطرہ آب گرتا ہی پانی ہوکر بہ جاتا ہی پناہ پانی
اہل لشکر مہرخ کو مشکل ہی ادھر دریا کا کنارہ نایاب ہی اُدھر سر پر بارش باران سحاب ہی
کیونکر جان بچائین آفت ہاے ارضی و سماوی نازل ہی کہان جائین ناخداے کشتی عالم
کے سوا کون بچائیگا اس طوفان موج خیز مین وہی کام آئیگا یہ ہنگامہ جو ملکہ مہرخ وغیرہ نے
ملاحظہ کیا اپنی اپنی سواری سے سب سردار اُترے اور دریا اور ابر پر سحر کرنا شروع کیا
نہنگان خون آشام کو جلایا مچھلیون کو قتل کیا ملکہ مہرخ نے طرف رعد و برق کے اشارہ کیا
برق تڑپ کر ابر پر گری چمک کر ابر کے ٹکڑے اُڑا دیے پانی برسنا دم بھر مین موقوف
ہوگیا رعد نے قریب دریا کے جاکر ایک چیخ ایسی ماری کہ خوف سے دریا کا کلیجہ پھٹ گیا
ایک ہی آواز مین دریا سمٹ کر پیچھے ہٹ گیا گل گرداب چشم پُر آب بنگئے حباب نے
آنکھون پر اُس قلزم زخار کے ورم آگیا تھا مچھلیون کا کلیجہ بھر آرہا تھا ملکہ مہرخ و بہار نے
بھی کچھ پاش کے دانے پڑھ پڑھ کے دریا مین ڈالے جسکی ہیبت سے دریا غائب ہونے لگا
کلاب عقاب سوار قہر و غضب مین آیا مثل خوک صحرائی چلایا کل لشکر کو آواز دی لینا
یہ باغی نہ جانے پائین دشمنی کا شہنشاہ کی پھل پائین یہ کہکر سحر کرتا ہوا مع فوج شقاوت موج
لشکر ملکہ مہرخ پر جا پڑا ملکہ مہرخ تخت پر سوار ہوئین نقارون پر چوب پڑی علم ہاے نصرت
کے پھریرے کھل گئے دونون لشکر مثل آب شور و شیرین و برنگ شب و روز آپس مین مل گئے
گرز اُچھلنے لگے تیغ چلنے لگے نخل ہاے صحرائی مثل شمع کافوری جلنے لگے ایک سمت آکر
ملکہ بہار نے گلدستہ سحر مارا پھول برسنے لگے جسپر پھول پڑا پایا اُٹھا کر سونگھا رنگ رو متغیر
ہو ہونٹون پر خشکی آنکھون مین تری حواس مین ابتری ظاہر ہوئی اشعار عاشقانہ پڑھتے
طرف ملکہ بہار گلعذار کے دوڑے ابیات

نہ کسیکی زلف سے کام تھا نہ کسیکا گیسوئے دام تھا
کھڑے پوچھتے ہو مین یہ کسیلئے کہ ہی عاشقونکے تو ہین جگر

مجھے تو فراغ مدام تھا مگر انکی تیغ مین آ گیے
انھین بستی والون کے تھے جگر جو تمھارے داغ اٹھا گیے

کسی کا گریبان چاک کسی کے منھ پر خاک آثار عشق چہرہ سے ہویدا گل رخسار بہار کا شیدا
اُس بیقراری مین یہ پکارتا تھا کہ ای غنچۂ نودمیدہ باغ خوبی وای سرو رعنائے چمن خوبی ہم
اسیر طرہ گیسو و فریب خنجر ابرو نگاہ مہر و وفا کے طالب ہین سب عاشقون پر محبت مین غالب
ہین برائے باغبان قضا و قدر یک نظر سے خوش کر دے ملکہ بہار جادو مسکرا کر انکو جواب
دیتی تھین اگر ہمارے عاشق صادق ہو تلوار کھینچو اپنے گلے پر رکھو دیکھین کیونکر مرتے ہو
دل دادہ نگاہ سحر آگین یہ کلام رنگین سنکر تیغ و خنجر کھینچکر اپنے اپنے گلون پر رکھتے تھے موت
کے مزے چکھتے تھے چہرے زرد مثل برگ خزان دیدہ زمین پر پڑے تھے ایک طرف
رعد و برق نے لشکر کو تباہ کیا تھا یعنی رعد نے کانون پر ہاتھ رکھکے آواز لگائی منم رعد
جادو و برق جادو مادر رعد آسمان پر چمک رہی تھی بیٹے کی آواز سُنی فوراً تڑپکر گری
کئی سو کو کاٹ کر پھر بلند ہوئی ایک سمت ملکہ سرخ موے کاکل کشا بصد ناز و ادا اطور
سے مصروف جنگ ہے کہ پنجۂ نگارین سے کاکل مشکین کو تھام کر جنبش دی معلوم ہوا کہ مار
سیاہ لہرایا آنکھون مین لشکر عدو کے اندھیرا چھایا اُس تاریکی مین ملازمان ملکہ سرخ مو لشکر
عدو کو پامال کر رہی ہین اسی طرح سب سرداران نامی اپنے اپنے سحر سے آفتین برپا
کر رہے ہین دم جرات کے بھر رہے ہین کلاب عقاب سوار نے جب یہ معرکہ قیامت خیز دیکھا
اپنے کرگدن سحر کو فوج سے ہٹایا ایک گوشہ مین آیا زیر سایہ نخل ٹھہر کر جھولی مین ہاتھ ڈالا
ایک چراغدان مع چونک نکالا بجائے روغن اُس چونک مین اپنا خون ران کا کاٹ کر ڈالا
کچھ بال سر کے نوچے اُسکی بتیان بنائین پھر روئی جھولی سے نکالی بالون کو اُسمین لپیٹا ساری
کہکر ایک چیخ ماری چارون بتیان مثل شمع کافوری روشن ہوئین اب چراغدان کو ہاتھ مین لیکر
بلند کیا میدان مین ایک شعلہ چمکا جب اُسکی ضو پھیلی سرداران لشکر مہرخ کے چراغ عقل
گل ہوئے شب تاریک بخت نارسا نے یہ اندھیر مچایا دن دہاڑے روز سیہ دکھایا سحر
فراموش ہونے لگے خود بخود بدحواس ہو کر اہالیان لشکر مہرخ پیچھے ہٹے یا تو قصد تھا کہ لشکر کفار

کو مارین اور بڑھ بڑھ کر آنکھو لڑا رہین یا یکایک تاثیر روشنی چراغ سے مثل شعلہ کے تھرانے لگے اکثر سرداروں کے بھڑکنے لگے ساحر مثل ماہی بے آب زمین پر گر کے پھڑکنے لگے ابیات

عجب گردش چرخ کجباز ہی کہین سوز ہی اور کہین ساز ہی کہین جاہ و دولت کا سامان ہی
کوئی مثل گیسو پریشان ہوا کسی جا ہی شادی تو ماتم کہین کہین چہچہہ چشم پرنم کہین
کسی نے رکھی سر پہ ترچھی کلاہ سراسر کوئی ہو رہا ہی تباہ کوئی ہجر ساقی مین ساغر بدست
کوئی بادہ کبر و نخوت سے مست کوئی صاحب دولت و تاج ہی کوئی دانے دانے کو محتاج ہی
شگفتہ ہوئے غنچہ و گل کہین تڑپتی تھی بیتاب بلبل کہین ہوا فوج مہرخ مین یہ انقلاب
بڑھا لیکے لشکر وہ خانہ خراب گلاب سیہ بخت تھا باغ باغ لیے ہاتھ مین اپنے روشن چراغ
اسے فہم کامل تھی اور ہوش تھا ادھر سحر سب کو فراموش تھا قمر سرنگون ہون اسی غور مین
بچے جان اس چرخ کے دور مین

جبکہ ملکہ مہرخ و ملکہ بہار وغیرہ کل سرداران نامی سے جو یہ آفت دیکھی فوراً سپرین سحر کی بنا کر اپنے چہرون کے آگے قائم کین کہ عکس چراغ ہمپر نہ پڑ جائے چراغ سے کہین آنکھ نہ لڑ جائے مگر اس حال پرملال مین دفع سحر کرنا محال ہوا چشم زدن مین لشکر مہرخ کا یہحال ہوا کہ پیر و جوان کی زبان سے صدائے الامان بلند ہی ہر ایک خرد و کلان اس آفت سے دردمند ہی ضو چراغ کی پھیلی ہی دود غلیظ سے تاریکی بڑھتی جاتی ہی ادھر لشکر گلاب عقاب سوار پامال کرتا ہوا چلا آتا ہی ایک طرف سے گلاب اپنی سرکشی دکھاتا ہی یعنی ایک بلند ٹیکرے پر کھڑا ہی ایک ہاتھ مین چراغ لیکر بلند کرکے دکھاتا ہی ایک ہاتھ سے گولہ سحر کا لگاتا ہی اسوقت اس بدحواسی و پریشانی مین سرداران لشکر اسلام نے بیقرار ہو کر دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے کہ ای چارہ ساز بیچارگان وای داد رس بیکسان ارحم الراحمین رب العالمین جلد مدد کر اس بلا کو رد کر نظم موافق مضمون مقام نظم

خداوندا شبم را روز گردان چو روزم اندر جہان فیروز گردان شبے دارم سیہ چون بخت امید
درین شب رو سفیدم کن چو خورشید تو ای یاری دہ فریاد ہر کس بفریاد من فریاد خواہ رس

بعنایت رب اکبر تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا یعنی سب نے دیکھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا ایک تخت ہوا پر اڑتا ہوا آتا ہی اسپر افراسیاب سوار تاج شہریاری بر سر زیور جواہر جسم پہ آراستہ

موتیون کے مالے کنٹھے یاقوت احمر کے زیب گلو بصد آرزو آواز دیتا ہوا کہ ای قوت بازوے میں کیا لکنا مہرخ وغیرہ یا تو جان بچانے کی تدبیرین کچھ کچھ سحر پڑھ رہی تھین یا افراسیاب کو دیکھکر خوف کا یہ جوش ہوا کہ جو سحر یاد تھا وہ بھی فراموش ہو چاہا کہ جان بچا کر نکل جائین مگر شرم و دلاوری مانع ہوئی ہر چند قلب تھرایا کلیجہ منھ کو آیا مگر میدان جنگاہ کو نہ چھوڑا جان دینے سے منھ نہ موڑا یہان تخت افراسیاب قریب کلاب عقاب سوار آ کر اترا کلاب نے جھک کر سلام کیا افراسیاب نے سر سینے سے لگا لیا اور کہا کہ ای برادر مین باغ سیب سے کتاب سامری میں تمھاری جرات اور شوکت دیکھ رہا تھا دل تمنے ابرو دریاے سحر بنایا ان باغیون نے جوش مین آ کر اسکو مٹایا شکیل کا گرفتار ہونا بھی مین نے دیکھا اسکو گرفتار کرکے کیا کیا قتل کیون نہ کر ڈالا تمنے تمھارے سردار مارے ایسے سرکش کو کیون زندہ رکھا کلاب نے عرض کی ای شہنشاہ وہ مسحور میرے خیمہ مین بیہوش پڑا ہی مین نے خیال کیا سب کے ساتھ اسکو بھی قتل کرونگا یہ چراغ بزرگون کے زمانہ سے ہی جب کوئی برا وقت آتا ہی تب روشن کیا جاتا ہی بجاے روغن خون جسم کا اسمین جلتا ہی اسکے روشن کرنے مین شعلۂ آتش منھ سے نکلتا ہی مگر ان نمکحرامون نے ایسی سرکشی دکھلائی کہ تاب نہ آئی افراسیاب نے کہا تیرا مثل کہان ہی سحر سامری کا نمونہ عیان ہی مگر وہ دیکھو سامنے بہار و مخمور سحر کرتی ہوئی بھاگی جاتی ہین تم بھی آگاہ ہو جبدن سے بہار اپنی بہن سے لڑ کر نکل آئی میرے باغ مین سنا ہی مخمور کی جدائی بادۂ رنج و غم کا خمار ہی گویا نشکا اتار ہی ان دونون کو جلد گرفتار کرے کلاب نے پوچھا ای شہنشاہ کہان افراسیاب نے کہا وہ جاتی ہین جیسے ہی کلاب نے پلٹ کر اسطرف دیکھا پہلو سے آواز آئی باش او بچیا منم شہنشاہ روح عیاری نعرہ زن دگرد

عمر دم کہ کلہ از سر قیصر ببرم
رنگ از رخ مجتنک بہ اختر ببرم
در مجلس خسروان چو گردم ساقی
تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم

یہ نعرہ کرکے خنجر لپیٹ کے مارا اس پہلو پر پڑا اس پہلو کو توڑ کر نکل گیا کلاب ہاے کہکر زمین پر گرا آسمان پر ابر تیرہ و تاریک پیدا ہوا سنگ باری برف باری ہوئی آواز آئی کہ مارا مجھکو کہ نام میرا کلاب عقاب سوار تھا عمرو نے گرتے گرتے تاج اسکے سر سے لیا لباس بھی اتارا قصد عمرو کا تبل تھا کہ اس چراغ کو لینگے اور اپنے خیمے مین روشن کرینگے کوئی ہمارے خیمہ مین

نہ آسکیگا اسباب ہمارا نہ اُٹھا سکیگا اندھا ہوجائیگا ٹٹولتا پھریگا مگر اُسکے مرتے ہی وہ چراغ جلکر
خاک ہوگیا خواجہ ٹیکرے سے کود کر بھاگے مہرخ اور بہار نے دیکھا کہ عین وقت پر خواجہ نے اگر
کلاب عقاب سوار کو مارا کیا کمال کیا یہ دیکھتے ہی دل قوی ہوا لشکر کلاب پر حملہ کیا گوے
ترنج نارنج سحر کے چلنے لگے زمین سے شعلے نکلنے لگے وہان شاہزادہ شکیل کہ خیمہ کلاب مین بیہوش
پڑا تھا سحر مین اس بیجیا کے مبتلا تھا اسکے مرنے سے خود بخود ہوش آیا غصہ مین اُٹھا نگہبان دوڑے
بچا ہا پکڑین شکیل نے چند سنگریزے اُٹھا کر مارے کئی سَو کے سر پھٹ گئے گر کر زمین پر گرے سحر شکیل
سے جلکر خاک ہوئے تڑپ تڑپ کر ہلاک ہوئے اسی طرح لڑتا ہوا بیرون خیمہ آیا دیکھا ہنگامۂ
رزم گرم ہی فوج کلاب پر آفت برپا ہی سرداران مہرخ کے نعرے بلند ہین لشکر کلاب بھاگنے
پر آمادہ تھا مثل مشہور ہی لشکر بے میر فقیر بے پیر تکیہ بے فقیر ترکش بے تیر بکار ہین آخر بلا زمان
کلاب تاب مقابلہ سرداران مہرخ نہ لائے الشکل تمام لاشہ کلاب اُٹھا یا اور ایک کھٹے پر
ڈال لیا روتے پیٹتے خاک اُڑاتے طرف باغ سیب کے روانہ ہوئے یہان اہل اسلام نے خیمے
و بارگاہین لوٹ لین اپنے قبضے مین کین خزانہ بہت سا ہاتھ آیا ایک ایک ساحر کو اسقدر
انعام ملا کہ غنی ہوگیا نوبت و نقارے بجاتے ہوئے سرداران نامی مع ملکہ مہرخ سحر چشم
داخل بارگاہ ہوئے کمیدان رسالدار اپنے اپنے مقام پر کمرین کھول کھولکر اُترے سجدۂ شکر
پروردگار بجالائے جہت دفع شکوک سامعین تحریر کیا جاتا ہی کہ جس تخت پر خواجہ عمرو سوار
ہوکے آئے تھے وہ تخت انکو ملک زہبجد نگار سے ہاتھ آیا ہی حکما نے واسطے زہبجد شاہ کے
بنایا تھا واضح ہو کہ زہبجد شاہ خدائی کرتا تھا دامہ جادو بہت بڑی ساحرہ تھی اُسنے سامان
خدائی زہبجد شاہ درست کردیے تھے ایک قصر معلق بنایا تھا اُسمین زہبجد شاہ رہتا تھا صبح کو
اُس تخت پر سوار ہو کر بصد کروفر تخت کو اُڑاتا ہوا دربار مین آتا تھا سبکو جاہ و جلال دکھاتا تھا
خواجہ نے بڑے زور و شور سے عیاری کرکے اپنے تئین قصر معلق پر پہونچایا تب یہ تخت
ہاتھ آیا جب زہبجد شاہ کو گرفتار کرکے داخل کرلیتے ہین تو حیران ہوتے ہین کہ مین زیر قصر
معلق کیونکر جاؤن اُسی حیرانی مین ملاحظہ فرماتے ہین کہ پایۂ تخت مین ایک تختی نصب ہی اُسمین
مرقوم ہی کہ اگر کوئی شخص اسپر سوار ہو بلندی پر جانا منظور ہو تو اکثر اسمین کلین نصب ہین گردان

کل کے اوپر ہاتھ رکھے یہ تخت بلند ہوتا چلا جائیگا اگر یہ چاہے کوئی کہ مائل پستی ہو تو اس طرح اس
کل کو دبائے نیچے اتر آئے غرضکہ سب طرح کی صورتین اسمین مرقوم تھین جیسے خواجہ نے اس تخت کو
پایا ہی بوقت ضرورت اُسپر سوار ہوتے ہین داستانین بالتصریح دفتر ایرج نامہ مین موجود ہین انشاء اللہ
الرحیات مستعار باقی ہی تو بخاطر فیض عاطر جناب منشی نولکشور صاحب بملاحظۂ ناظرین باتمکین
پیشکش ہونگی اور دوسرے اگر شاید ناظرین خیال فرمائین کہ سحر چراغ کلاب عقاب سوار نے
خواجہ پر کیون نہ تاثیر کی سر پر خواجہ عمرو کے کلاہ حجاب الابصار تھی خاصیت اسمین یہ ہی کہ
سحر صاحب کلاہ پر تاثیر نہین کرتا سوائے ضرورت شاقہ کے صاحبقران نے قسم لیلی ہی کہ
بلا وجہ اسکو سر پہ نہ رکھنا اسوقت اُسکو پہنکر بصورت افراسیاب آئے تھے فی الجملہ یہ فتح
بعیاری خواجہ عمرو بفضل رب اکبر حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی ملکہ مہرخ سر پر جہانبانی
پر آکر بصد فر و تمکین جلوہ فرما ہوئین دربار گرم ہوا محفل عیش کی تیاری ہوئی رقاصان پریچہرہ
آکر رقص کرنے لگے ساقیان حور رخسار جام بادۂ گلنار لیکر میکشون کو مسرور کرنے لگے کہ دفعتاً
یکایک خواجہ عمرو بصد کر و فر مع مہتر برق فرنگی و جانسوز و ضرغام شیر دل و مہتر قران
نامدار و چالاک بن عمرو داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوئے تمام شاہزادیان واسطے تعظیم
و تکریم کے اپنی اپنی جگہ سے اُٹھین خواجہ عمرو کرسی جواہر نگار پر بیٹھے عیاران نامی اپنے
اپنے عہدون پر متمکن ہوئے سردارون نے شکریہ خواجہ ادا کیا ملکہ مہرخ نے خلعت فاخرہ
کشتی مین لگا کر سامنے پیشکش کیا خواجہ عمرو شگفتہ نہوئے مُنھ پُھلائے بیٹھے رہے ملکہ مہرخ نے
دست بستہ عرض کی کیون خواجہ خیر تو ہی عمرو نے سر جُھکا کر کہا کہ ملک مین لٹ گیا ایک مہاجن نے
معتبر جانکر دو صندوقچے دیے تھے واسطے فروخت کرنے کے وہ میری کرسے لگے تھے اسوقت جلدی مین
عیاری کرنے آیا اس بچاؤ کو مارا وہ دونون صندوقچے کر سے گر گئے اب اُس مہاجن سے بڑی تکرار ہوگی ملکہ
مہرخ کچھ سمجھکر ہنسین عرض کی ہم سب طرح پر حاضر ہین جسقدر حکم ہو پیشکش کرین خواجہ عمرو نے سر جُھکا کر
فرمایا اُسکی تعداد غیر ممکن ہی آپ لوگ اپنے موافق مقدور کے جو کچھ دینگے اُسکو لیکر سمجھاؤنگا آئندہ جو
باقی رہیگا محنت و مزدوری کرکے ادا کرونگا اعتبار مین فرق نہ آنے دونگا غرض کل سردارون نے نذر کثیر
بصد توقیر منگا کر سامنے خواجہ کے حاضر کیا زر سرخ و سفید کو دیکھکر چہرہ خواجہ کا مثل کندن کے دمکنے لگا

ہنسکر فرمایا مجھے کیا تم سب صاحبون سے انکار ہے یہ کہکر وہ سب بدرگیر نذر ذیل کیا ملکہ مہرخ نے باز آب عرض کی آج خدا نے زندگی دوبارہ کی وقت عیش و سرور ہے اگر خلاف خاطر مبارک نہو سرفراز فرمائیے مجلس کیجیئے بخدا علم موسیقی مین آپ شہرۂ آفاق ہین کان سب کے صداے الحان داودی کے مشتاق ہین خواجہ کا بھی اسوقت دماغ بادۂ ناب سے گرم تھا نازنینان پریچہرہ شیرین ادا گلعذار لالہ رخسار صحبت مین حاضر تھین دور جام گلفام بے دغدغۂ گردش ایام چل رہا تھا بادہ کشان خمخانۂ عشرت کا حوصلہ نکل رہا تھا ایک سمت کنیزان ملکہ بہار بصد ناز و انداز مثل طاؤسان طناز سرگرم خرام ناز تھین

ایک اک انمین شوخ دیدہ تھی　　پردہ ناموس کا دریدہ تھی
ایسی بے چین ایسی گرما گرم　　برق و سیماب کو بھی آوے شرم

خواجہ نے اس جلسہ کو دیکھکر دست دعا اٹھائے اور یہ دعا دی کہ اے بہار پیراے عالم بصد لطف و کرم اس باغ پر بہار کو باد خزان سے بچانا پھر کبھی ایسا روز سیہ نہ دکھانا یہ کہکر بصد خوشی جیب سے ونکالی سازندون کی جانب متوجہ ہوے کہ تم سبھون کی آس ہی روح تانسین کا پاس ہے جلد ساز ملاؤ ہمارے قریب آؤ لیکن خیال رکھنا جیسے الگ نہو نا فورًا کاردانان علوم موسیقی نے ساز ملائے خواجہ نے کچھ نکالا اول اس بند کو مصنف کے شروع کیا مخمس

غم مطرب پسر سے قصر دل آباد کرتے ہین
ترانے مثل بلبل ہم نئے ایجاد کرتے ہین
دل ناشاد کے نالون سے طبیعت شاد کرتے ہین
کسی محبوب کی بزم طرب کو یاد کرتے ہین
برنگ نے ہمارے استخوان فریاد کرتے ہین

صداے نے جو بلند ہوئی آواز تحریر سے سامعین کو غش آنے لگے دل بھر آئے قلب تھرائے آنکھون سے اشکون کا تار بندھا پھر عمرو نے جوش مین آکر یہ غزل بجائی

غزل

مجھکو جس دل کی شکایت تھی کہ قابو مین نہین　　اب تڑپتا ہون اکیلا وہ بھی پہلو مین نہین
ہجر کی شب آئی تھین کتنی بلائین کچھ نہ پوچھ　　اسقدر تھین جتنے بل بھی تیرے گیسو مین نہین
داغ عشق یار کو اپنا نہ سمجھے دل کبھی　　رنگ کہتا ہے وفا اس پھول کی بو مین نہین
کہتے ہین وہ اپنے انداز آئینہ مین دیکھکر　　آج کچھ میری طبیعت میرے قابو مین نہین
بے اثر دونون ہین گو یہ چشم سرد و اشک گرم　　پھر بھی ہے جو آہ مین گرمی وہ آنسو مین نہین
تو چھپائے لاکھ جب چھپنے بھی دے دل کی تڑپ　　دل ہے عاشق کا یہ مچھلی تیرے بازو مین نہین

بیٹھے ہی پاس مجکو آپ سے باہر کیا — غیر کے پہلو مین ہو تم میرے پہلو مین نہین
خود گلا کاٹو گے اپنے زخمیون کو دیکھکر — ترچھے زخمون کی ادا وہ ہے جو ابرو مین نہین
تم ٹپکتے دیدہ کی حسرت کو کیونکر دیکھتے — آنکھ سے گر پڑنے کی خصلت اس آنسو مین نہین
دلکو صدمے کیسے کیسے دل کی الجھن نے دیے — یاد گیسو کے وہ جھٹکے ہین جو گیسو مین نہین
وصل مین بھی ناگوار انکا نکلنا ہے جلال — کیا کہین ارمان دل کے اپنے قابو مین نہین

بیان تو یہ صحبت عیش و نشاط آراستہ ہے جلسہ جما ہوا ہے مگر اب دو کلمہ داستان افراسیاب کے بیان کیے جاتے ہین انشاء اسد ناظرین اس داستان حیرت بیان مین لطف تازہ پائینگے مصنف کو بدعاے خیر یاد فرمائینگے افراسیاب جادو باغ سیب مین آیا ہے چونکہ قتل اسد غازی کا ارادہ کیا تھا اسوجہ سے ملکہ حیرت بھی مع وزرا امرا و مع شاہان طلسم اس مقام پر موجود تھی افراسیاب نے حیرت جادو سے کہا ہے کلاب عقاب سوار مقابلہ مین باغیون کے گیا ہے کانٹا بنکر سبکے دل مین کھٹکیگا وہ بیاہ افسون گری سے نہ بچینگا تمھاری ہمشیرہ صاحبہ بھی گرفتار ہوکے آتی ہونگی اب مجھسے اُسکی سفارش نکرنا خبردار کچھ گذارش نکرنا آتے ہی ایک ایک کو قتل کرونگا انکو نافرمانی کی سزا دونگا یہ سُنکر حیرت کا چہرہ لال ہوا غصہ سے عجب حال ہوا فرط غیظ و غضب سے ہونٹھ کانپنے منھ سے بات نہ نکلتی تھی ضبط کرکے جواب دیا کہ واہ شہنشاہ بموجب مثل دھوبی سے نجیتے گدھے کے کان اُمیٹھے مین نے خود کیسے کیسے رنج اُٹھائے ہین ان لوگون سے کیا کیا مزے پائے ہین جو مین اُنکو قتل سے بچاؤنگی اسی اثنا مین شور گریہ و زاری بلند ہوا حیرت نے گھبرا کر پوچھا دیکھو یہ کیا ماجرا ہے کون روتا پیٹتا ہے کنیزین واسطے خبر کے اُٹھی تھین یکایک دیکھا کہ ملازمان کلاب عقاب سوار نالان و زار لاشہ اپنے مالک کا لیے ہوئے سامنے افراسیاب کے حاضر ہوئے پکارے دہائی شاہنشاہ کی افراسیاب نے پوچھا ارے کیا ہوا عرض کی سبھون نے حضور ہمارا مالک اس زور و شور سے لڑا کہ باغیون پر اس جلدی مین کبھی کوئی غالب نہ آیا ہوگا اول ابر و دریاے سحر بنایا اُس سحر کو انلوگون نے باطل کیا اس وقت مالک نے چراغدان سحر نکالا کہ جو کئی سال مین پوجا پاٹ کرکے بدقت تمام بنایا تھا جلایا عوض روغن کے اپنا خون صرف کیا اُسکے خوف سے سرداران لشکر مہرخ کو سحر فراموش ہوا کل لشکر نے بھاگنے

کا قصد کیا کیونکہ سحر کا ایک حرف کسی کو یاد نہ تھا ہمارے مالک ایک ٹیکرے پر کھڑے ہوئے چراغ
دکھا رہے تھے دشمنان تیرہ بخت کو جلا رہے تھے اب خطا معاف ہو تو حقیقت بھی عرض کریں
لیکن جان کی امان پائیں تو زبان پر لائیں افراسیاب نے کہا ہاں کیوں نہیں کرتے
اسمیں معافی خطا کیسی تمھاری ایسی تیسی سب تو نہ بول سکے لیکن دو چار سردار جو زیادہ گستاخ
تھے وہ دست بستہ آگے بڑھے عرض کی کہ ای شہنشاہ ہمارا مالک تو غالب آچکا تھا یکایک
حضور کا تخت نمایاں ہوا اُسی ٹیکرے پر پاس کلاب عقاب سوار کے حضور اُترے جنے دور
سے دیکھا کہ پہلے کچھ باتیں ہوئیں یکایک حضور نے غصہ میں آکر للکار ۔ کلاب کی کوکھ پر خنجر مارا
وہ تڑپکر گرا آپ سحر کرکے غائب ہو گئے خداوند انصاف فرمایئے غلاموں سے نہ چھپایئے وہ تو قوت
بازو تھا زینت پہلو تھا کیا کسی زمانہ میں اُس سے کچھ خلاف طبع واقع ہوا تھا جسکے عوض میں حضور نے
یہ انتقام لیا اگر ایسا ہی تھا بعد فتح جنگ سزا دی ہوتی یا قید کا حکم دیا ہوتا جرمانہ کیا ہوتا سلطنت
سے معزول کرتے شہنشاہ ایسا غصہ جان ہی سے مار ڈالا خوب نمک خواروں کو جانفشانی کا فراملا اب
ہم سب بہر حال بغاوت مہرخ و بہار وغیرہ بھی ظاہر ہوا کہ جان و آبرو کے خوف سے نکل گئے ایک
غیر شخص غریب الوطن کے شریک ہوئے یہ باتیں سُنکر افراسیاب مثل مار دُم بریدہ کے غصہ سے
بل کھانے لگا قہر و غضب میں تھرانے لگا غیظ سے چہرہ سُرخ ہوا کف مُنھ میں بھر آیا بقہر و غضب
تمام جواب دیا کہ او بجیاؤ نامردو بے وقوفو اندھو یہ کیا واہیات بکتے ہو بادولت تو سیب کے بیرون
باغ تک بھی نہیں تشریف لیگئے میں نے اُسکو کیونکر مارا میرا چچا زاد بھائی تھا ہر چند نالائق تھا
مگر کروڑہا روپیہ خرچ کرکے سحر سکھایا علم شر نجات پڑھایا دیکھنے میں موٹا تھا لیکن مجھسے بہت چھوٹا
تھا اُسپر میرا ہاتھ کیونکر اُٹھتا اور سردار تو خاموش ہو گئے لیکن طرار جادو کہ سپہ سالار لشکر
کلاب تھا اُسکو تاب نہ آئی قبضہ پر ہاتھ ڈال کے عرض کی کہ آپکے ارشاد کو کون جھوٹ کہے
صاف تو یہ ہے کہ تین لاکھ فوج نے ہماری دیکھا اپنی خرابی اپنی زبان سے کہینگے خداوند سامری
و جمشید سے آپکے ظلم کی فریاد کرینگے یہ سُنکر افراسیاب نے بقہر آواز دی ان سبکو جو یہاں حاضر
ان زبان درازوں کی ناکیں کاٹ لو کہ بادولت کو جھوٹا بناتے ہیں میرے بھائی کا مجکو قاتل بتاتے
ہیں غلامان افراسیاب اپنے اپنے مقام سے اُٹھے تلواریں پکڑکے قولیاں کمر سے نکالنے لگے

اُن سب کی ناکین کاٹ لین جب تو طرار جادو نے بھی اسباب سحر نکالا تیغہ سحر برق مثال کھینچا
ساتھ والون کو آواز دی کہ یارو اب نکٹے ہو گئے یا جان دو گے مین اس سے ڈوب کر مر جاؤنگا
ناک نہ کٹواؤنگا یارو کیون حیران ہو جانبازی کرو کہ اس ناک کاٹنے والے کو بھی کان ہو پھر کبھی
کسی سپاہی شریف سے ایسے کلمات نامعقول نکرے آپ ہی حرامزادے نے ہمارے مالک کو
مارا ہی ہم تو جان بچا کر آئے ہین تو ہماری ناک کاٹنے کا حکم دیتا ہی یا خداوند سامری و جمشید تمپر روشن
ہی کہ ہم لشکر مہرخ سے کیسے لڑے دشمنون سے کیسے معرکہ پڑے یہ بیداد گر ہمپر ستم کرتا ہی زبردستی
ہماری آبرو ریزی کا درپئے ہی ساتھ والون نے آواز دی ای افسر ہمارا تیرا ساتھ ہی تیرا دامن
دولت ہی اور ہمارا ہاتھ ہی جہان تیرا پسینہ گریگا وہان ہم سب لہو گرائینگے ہرگز ہرگز ناکین نہ کٹوائینگے
یہ کہکر حربہ سحر ہاتھ مین لیے غلامان افراسیاب پر جا پڑے آگے سبکے طرار غدار عقب مین
یہ فوج بیشمار غلامان افراسیاب سے تیغ و ناچخ گجے پیکان کے چلنے لگے مرنے والے نوبت
بُرے ہوتے ہین ایک چشم زدن مین پانچ ہزار غلامان افراسیاب مارے گئے سو یہی کام آئے
اب طرار نے چاہا کہ باغ سیب سے ابھر کر نکل جاؤن بس افراسیاب نے یہ کیفیت دیکھکر طرف
آسمان کے اشارہ کیا ایک لکہ ابر مختصر گھر کر آسمان پر آیا پانی برسنے لگا برق چمکنے لگی رعد گرجنے
لگا جسپر قطرہ پڑا بیہوش ہو کر زمین پر گرا افراسیاب کے سحر کی کون تاب لاسکتا تھا جب وہ سب
بیہوش ہو گئے ملازمون کو حکم دیا کہ ان سبکی مشکین باندھ لو طوق و زنجیر مین مسلسل کرو ہوشیار
کرکے انکو ہمارے سامنے لاؤ اب جو اُن سبکی آنکھ کھلی سحر فراموش تھا ضعف و نقاہت کا
جوش تھا اپنے کو قید پایا افراسیاب نے آواز دی کیون نمک حرامو اب کہو تمہارا کیا حال کرون
طرار سے پھر بھی ضبط نہو سکا جواب دیا کہ نمک حرام تو ہی شہنشاہ لاچین اپنے ولی نعمت کو جسنے تجکو
خاک سے پاک کیا اُسی کو بمکر گرفتار کرکے طلسم ہوش ربا پر قبضہ کیا اب شہنشاہ بن بیٹھا ہی ہمکو
نمک حرام کہتا ہی اب تیرے قبضے مین ہین قتل اور غیر قتل کا تجکو اختیار ہی یہ سنکر افراسیاب نے
اشارہ کیا کہ جلد بیرون باغ سیب میدان خونی کی تیاری کرو ان چرب زبانون کو دارون پر
کھینچو کہ سرکشان طلسم کو عبرت ہو ظاہر ہماری شوکت ہو ملازم افراسیاب کشان کشان
بیرون باغ لائے دارین استادہ ہوئین جلادان مریخ خصلت تیغہائے برہنہ لیے ہوئے سامنے

آئے کسی کو زیدار لائے کسی کے واسطے چبوترے ریت کے بنائے ایک جلاد نے ہاتھ پکڑ کر طرار کا کھینچا تیغۂ زہر آلود پکڑ کر سر پر آیا اسوقت طرار کا یہ حال تھا آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے چہرہ اُداس عالم یاس دل سے کہتا تھا کہ ای مہرخ و عمرو کے خدا اگر ہم اس قتل سے نجات پائین سامری و جمشید پر لعنت کرین عمرو کے شریک ہو جائین وہ بیشک جوہر شناس ہی قدردان ہی اور یقین ہی کہ خدائے نادیدہ برحق ہی طرار تو دل سے یہ باتین کر رہا ہی کبھی آسمان کی طرف جاتا ہی کبھی شباب کی موت پر آنسو بہاتا ہی افراسیاب نے ایک حکم دیا ہی چاہتا ہی کہ حکم ثانی دے کہ بقدرت رب اکبر ملکہ صرصر سامنے نمایان ہوئی یہ معرکہ دیکھکر بہت پریشان گھبرائی ہوئی جھپٹ کے قریب افراسیاب کے آئی عرض کی ای شہنشاہ یہ معرکہ کیا ہی ان سبھون کی کیا خطا ہی افراسیاب نے کہا ای صرصر یہ سب مجکو قاتل کلاب عقاب سوار بتلاتے ہین کہتے ہین وہ لڑائی مہرخ کی فتح کر چکا تھا آپنے آگر اسکو خنجر سے مارا بادولت ہر چند کہتے ہین یہ نہین مانتے ہین قسمین کھاتے ہین کہ آپنے مارا اور ای صرصر بادولت تو آج در باغ سیب سے باہر نہین نکلے علاوہ ازین مین اپنے بھائی کو کیون قتل کرتا مجھکو یہ سب تم بتا یہ سنکر صرصر ہنسی عرض کی سرکار سچا ارشاد فرماتے ہین یہ بھی جھوٹی قسم نہین کھاتے ہین عمرو عیار ساربان زادہ بلائے بے درمان ہی آپکی شکل بنکر آیا ہوگا بھلا یہ بیچارے کیا پہچانتے حضور کتاب سامری ملاحظہ فرمائین کہ کلاب کیونکر مارا گیا ابھی ظاہر ہو جائیگا افراسیاب کو یہ سنکر سناٹا آگیا سر جھکا لیا دلمین اپنی حماقت پر نادم اور منفعل ہوا اسیوقت کتاب سامری کھولکر خود دیکھا صاف اُس سے ظاہر ہوا کہ عمرو نے بصورت افراسیاب عیاری کرکے کلاب عقاب سوار کو مارا یہ دیکھکر بہت شرمندہ ہوا سرما سے اشارہ کیا کہ تم ان سب کی سفارش کرو بادولت سے گذارش کرو سرما نے فورا دست بستہ پکار کر عرض کی کہ آپ سرکار انکی گستاخی غلام کی خاطر سے معاف فرمائین یہ اپنی سزا کو پہونچ چکے افراسیاب نے سر جھکا لیا الخاموشی نیم رضا کا مضمون ظاہر ہوا سرما نے بتعجیل تمام طرار کو مع دس ہزار ساحرون کے رہا کر دیا افراسیاب نے سرما کو ایک شیشہ پُر از آب دمیدہ سحر دیا کہ ان سب پر چھڑک دو کہ سحر ان سب پر سے بادولت کا اُتر جائے سرما نے یہی کیا طرار سے کہا شہنشاہ کے قدمون پر گرو خبردار پھر ایسی حرکت ناشایستہ نہ کرنا اپنے ولی نعمت پر تہمت

نہ دھرتا طارا نے کچھ جواب نہ دیا سر جھکائے فکر کرتا رہا سرمانے کہا کہ ای طارا جاؤ اس اپنی فوج
کو لیکر شریک لشکر ملکہ حیرت ہو طارا مع اُن دس ہزار جادوگرون کے باغ سیب سے نکل کر
طرف لشکر حیرت کے روانہ ہوا شام کو اک دشت پُر فضا مین آکر ٹھہرا رخ مین کھانا بھی کھایا
کمیدان و جمعدارون کو بلا کر اپنے خیمہ مین جمع کیا طارا سب کے سامنے روتا ہوا اپنے مقام
سے اُٹھا آوازدی بھائیو تمنے ظلم و جبر افراسیاب کا دیکھا کہ ہمکو تمکو بلا وجہ ذلیل کیا اب کہو
کیا ارادہ ہی سب نے جواب دیا اب بجائے شہنشاہ کلاب عقاب سوار آپ ہمارے سرپرست
اور مالک ہین ہو جب مصرع صلاح ما ہمہ آنست کان صلاح شماست یہ سُنکر طارا جادو نے
کہا کہ بھائیو اس بات کو گوش ہوش سے سنو جس وقت ہمکو اور تمکو زیدار بٹھایا تھا مین نے اُس وقت
خداے مہرخ اور عمرو سے رجوع کی تھی اور دل سے عہد کیا تھا کہ اگر اس بلا سے نجات پائینگے
مطیع اسلام ہو کر خدمت عمرو مین جائینگے فوراً اس مذہب کی برکت ظاہر ہوئی دیکھو خودبخود
افراسیاب ہمارے اور تمھارے قتل سے باز آیا ظہور قدرت خداے عمرو ہوا علاوہ اسکے
خیال کرو عقل کو دخل دو اہل اسلام کہتے ہین کہ ہمارا ایک خدا ہی کوئی اُسکا شریک نہین ہی
جو چاہتا ہی وہ کرتا ہی بیان پونے دو سو خداوند مشہور ہین کیونکر ہو سکتا ہی دو بادشاہ سلطنت
باہم کر نہین سکتے کہ حکم مین خلل آئیگا ایک کی راے کچھ ہوگی ایک کچھ کہیگا نہ کہ مقدمہ خدائی
اب خیال کرو کہ پونے دو سو خداوند ہین کیونکر احکام ترتیب عالم جاری ہوتے ہین سچ تو یہ ہی
کہ عقل نہین قبول کرتی یہ سُنکر سب نے عرض کی کہ ای سردار نامدار بہت درست ارشاد
فرمایا ہماری بھی عقل باریک بین مین آیا طارا نے کہا شکر ہی خداے نادیدہ کا کہ مقدمہ مذہب
درست ہوا اب بتاؤ کہ خدمت ملکہ مہرخ و عمرو مین کیونکر چلین بلا وجہ کیا ہماری قدر ہوگی کہو
ہمارے کون استقبال کو آئیگا سب نے عرض کی جو مناسب وقت ہو وہ کیجیے ہم سب مطیع اسلام
ہین یہ ذکر تھا کہ ایک ساحر آیا عرض کی کہ ای سردار عالی وقار ابھی مین نے سنا ہی کہ عقب
اس کوہ کے لشکر ابرق کوہ شگاف کئی دن سے واسطے شکار کے آیا ہوا ہی یہ مژدہ جانبخش
سُنکر طارا نے کہا کہ چلو آج اس بیچارے پر شبخون مارین لڑتے بھڑتے اپنے تئین خدمت عمرو مین
پہونچائین بہادرون کے قدردان ہین ضرور عنایت فرمائینگے اُنکی غلامی یہان کی سرداری

سے بہتر ہی یہ مشورہ کرکے دو پہر رات گئے لشکر کو آراستہ کیا اور لشکر ابریق کوہ شگاف پر آکر گرا
سب کو سکھا دیا تھا کہ یارو تمام مردہ یہ ازمرد ہوتا ہی لشکر ابریق کوہ شگاف پر گرنا تو تمام سرداران
ملکہ مہرخ سحر چشم کے لینا اس طور سے ان بھیاؤن کو شکست دینا خدا سے نادیدہ انجام بخیر کرے
غرضکہ سب نے یہی کیا کسی نے نعرہ کیا کہ منم رعد جادو کسی نے نام شکیل جادو فرزند مہرخ کا لیا
کسی نے نعرہ کیا کہ منم شاہزادہ خورشید زرین سحر فرزند دلبند ملکہ سرخ موے کاکل کشا گر طرار نامدار
نے آواز دی کہ منم معمار قدرت صاحب شوکت فوج ابریق کی مع ابریق سب شراب پی پی
خواب خرگوش مین مبتلا تھے اس آفت ناگہانی کی خبر نہ تھی جو گھبرا کر اٹھا ہاتھ سے سرداران
طرار کے واصل جہنم ہوا ایک چشم زدن مین پانچ ہزار بھیاؤن کو مارا اب تو فوج ابریق مین
تلاطم ہی حواس ہر ایک کا گم ہی بعضے غافل پڑے سو رہے تھے گھبرا کر آنکھ کھلی خدمتگار سے پوچھا
یہ کیا ہنگامہ ہی اُسنے عرض کی کہ ملازمان مہرخ شبخون آئے ہین ہنگامہ گیر و دار بلند ہی یہ سنکر
آواز دی او سائیس جلد مرکب ہمارا تیار کر سائیس نے ساز و یراق مرکب پر آراستہ کیا اگاڑی
کھولی جلدی مین پچھاڑی کھولنا بھول گیا میان ساحر صاحب خیمے کے باہر آئے دل مین ارادہ یہ
تھا کہ گھوڑے پہ سوار ہو کر بھاگ جائین اپنی جان بچائین تعجیل مرکب پر سوار ہوئے گھوڑے کو ایڑ کی
وہ آگے نہ بڑھا چلا کر کوڑا مارا گھوڑے نے جست جو کی میخ اُکھڑ کر سر پر پڑی گھوڑے سے خود بھی زمین
پر گر پڑے پیچھے کسی نے گرز مارا اُدھر سے ہمزہ بیان طرار آکر پہونچے خنجر کرکے میان ساحر صاحب کے
ٹکڑے ٹکڑے اُڑا دیے جب یہ قیامت برپا ہوئی خادم نے جا کر ابریق کو جگایا گھبرا کر اُٹھا پوچھا
کیا ہنگامہ ہی خادم نے عرض کیا چند سرداران ملکہ مہرخ شاید واسطے شکار کے صحرا مین آئے تھے
آپکے لشکر کو دیکھکر آگئے ہین ہزارون آپکے لشکر کے مارے گئے ابریق عالم نشۂ شراب مین
جھومتا ہوا اُٹھا کہتا کچھ تھا منھ سے نکلتا کچھ تھا جھولی سحر کی لینا بھولا باہر نکل آیا نشہ مین لینا لینا
کہنے لگا ہر مرتبہ اسباب سحر جسم پر ہاتھ پھیر پھیر کے ڈھونڈھتا ہی کچھ ہاتھ نہین آتا ہی اس اثنا مین
اُدھر سے طرار لڑتا ہوا آتا تھا ابریق کو دیکھکر ہاتھ تیغۂ سحر کا مارا اُسنے سپر سحر کے لیے ہاتھ اُٹھایا
سپر کو بھی پشت پر نہ پایا اتنے عرصہ مین تیغۂ سحر طرار اسکے سر پر پڑا تا دو ابرو پہونچا تھا کہ ابریق نے
یا سامری کہکر کچھ افسون پڑھا تیغہ تو سر سے نکل گیا ابریق غش کھا کر زمین پر گرا طرار نے

چاہا سرکاٹ لون بہر نذر خواجہ عمرو یہ تحفہ مہیا کرون لشکریان ابرلیق نے ابرلیق پر اپنے تئین
گرا دیا بصد ہا نے اپنے کو قتل کرایا مگر ابرلیق کو بمشکل اُٹھایا ہوادار پر ڈالکر لیکر بھاگے طرار نے خیمہ
خرگاہین بارگاہین لوٹ لین اپنے قبضہ مین کین خزانہ بہت سا ہاتھ آیا جو ٹہپا و بر بگہر کر رہ گئے تھے انکو
صبح تک قتل کیا بوقت سحر بفتح و فیروزی طرف لشکر خواجہ عمرو کے چلے مگر محجوب تھا کہ افسوس برائے
نذر کوئی تحفہ نہ ہاتھ آیا سر ابرلیق نہ پایا اس خیال مین ٹھہرتا ہوا آتا ہی یہان ملکہ مہرخ نے
ساری رات عیش و راحت مین بسر کی ہی کہ یکایک جوڑیان ہرکارون کی سامنے سے آئین
دعاے ترقی دولت و اقبال زبان پر لائین **اشعار**

گل سرخ تابد چو روشن چراغ — کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ
نگین سعادت بنام تو باد — ہمہ کار عالم بکام تو باد

ای شہنشاہ گیتی ستان عجب طرح کا معرکہ ہوا ہی کہ کلاب عقاب سوار جو مارا گیا تھا اُسکا سردار
طرار جادو کسی وجہ سے خود بخود مطیع اسلام ہوا شب کو شبخون لشکر ابرلیق کوہ شگاف پر مارا
لاکھون ساحر قتل کرکے آتا ہی اور ابرلیق زخمی شدہ کو ساحران لشکر طرف باغ سیب کے لے گئے
مگر طریقہ طرار نامدار سے ظاہر ہی کہ بے وجہ خدمت مین آتے ہوئے شرماتا ہی جا بجا ٹھہرتا ہوا آتا ہی
یہ سنتے ہی ملکہ مہرخ اور خواجہ عمرو نے خوش ہوکر حکم دیا کہ ہمارے سرداران نامی جلد جائین اور
طرار نامدار کو استقبال کرکے بآبرو لائین اُسی وقت ملکہ سرخ موے کاکل کشا و ملکہ بلال و ملکہ
نافرمان والاشان وغیرہ مع فوج دریا موج واسطے پیشوائی طرار نامدار کے بصد شوکت و وقار
روانہ ہوئین یہان طرار جادو مع اپنی فوج کے ایک صحرا مین ٹھہرا ہوا تھا کہ یہ سب سرداران نامی
پہونچے طرار جادو سے بغلگیر ہوے اور کہا ملکہ مہرخ آپکی نہایت مشتاق ہین اگر عرصہ فرمایئے گا
تو کیا عجب ہی کہ خود تشریف لائین ہمکو بہر استقبال آپکے بھیجا ہی طرار جادو نے طرف اپنے اہالیان
لشکر کے دیکھکر کہا دیکھو جوہر شناس ایسے ہوتے ہین کہ مجھ ذلیل کے استقبال کو ان سرداران جلیل
کو بھیجا ہی کیونکہ ایسون کے نام پر جان نثار نہو غرضکہ ساتھ ان سردارون کے قطع راہ کرکے قریب
بارگاہ فلک اشتباہ ملکہ مہرخ پہونچا تھا کہ دیکھا ملکہ مہرخ بدولت و اقبال مع چار سو سرداران ذیوقار
کے بارگاہ سے برآمد ہوئین اور فرمایا کہ ای طرار جادو ہم عرصہ سے تمھارے مشتاق تھے دیر ہونے کا
کیا سبب ہوا طرار یہ پرورش خاوندانہ دیکھکر دوڑا چاہا قدمون سے لپٹ جائے ملکہ مہرخ نے

سر اُسکا سینے سے لگالیا اور دست شفقت پشت طرار جادو پر رکھا اور بعزت وآبروے تمام لا کے
داخل بارگاہ آسمان جاہ کیا قریب شاہزادہ خورشید زرین سحر زنگل بیٹھنے کو لا اُسکے ساتھ والونکے
واسطے حکم ہوا کہ بارگاہ مین خیمہ سراپردہ استادہ کرکے ان سبکو باآرام تمام اُس بارگاہ مین داخل کرو
اُس پرورش خداوندانہ اور مرحمت خسروانہ پر طرار نے فخر کیا ابھی چند ساعت بیٹھنے نپایا تھا کہ
ملکہ مہرخ نے ارشاد فرمایا کہ اے طرار نامدار آج مع اپنے ہمراہیون کے ہماری دعوت قبول کرو جو
کچھ [illegible] میسر ہو تناول فرماؤ دوسرے دن کے واسطے ملکہ بہار نے کہا ہر سردار نے اسی طرح
فردا فردا وعدہ لیا طرار بفرحت تمام وبکیفیت مالاکلام مصروف دعوت ہائے سرداران نامی ہے
لیکن افراسیاب جادو باغ سیب مین ابھی خواب خرگوش سے بیدار ہوا ہے کہ شور گریہ وزاری
در باغ پر بلند ہوا ملکہ حیرت نے گھبرا کر کہا مرگ تو مبارک باشد کل دن بھر آفت مین طرار کی
گذرا ابھی منہ ہاتھ بھی دھونے نہین پائے کہ رونے کی صدا کان مین آئی سامری وجمشید خیر کرین
معلوم ہوتا ہے باغیون نے کسی کا گل امید توڑا کسیکی گلشن حیات کو پامال کیا ارے دیکھو تو یہ
کیا معرکہ ہے کون روتا ہے افراسیاب نے کہا ملکہ تمکو آٹھ پہر باغیون ہی کا خیال ہے بہار سے ناحق رنج
وملال ہے تمہارے طعن وتشنیع سے وہ نکل گئی یہ کلام ابھی تمام ہوا تھا کہ دیکھا وزیر اعظم ابرق
سر مین زخم کاری ہوادار پر پڑے ہوئے آہ آہ کرتے ہین ساتھ والے زخمی اشکبار بیقرار گریان ونالان
خاک برسر کنان ابرق کو دستگان کو ہوادار پر لیے ہوئے نمایان ہوئے افراسیاب نے
پوچھا ارے یہ کیا ہوا سب نے دست بستہ ہو کر عرض کی کہ شب کو شکارگاہ مین اُترے ہوئے تھے
کہ سرداران مہرخ فوج بیحساب لیکر شبخون لے آگرے ایسے ایسے آپکے غلام لڑے دھمکر پڑے ایک
ایک نے دس دس کو ہلاک کیا لیکن لاکھون مین کہانتک قتل کرتے ہم ایک ایک پر سیکڑون
باغیون کا ہجوم تھا وزیر اعظم غفلت مین زخمی ہوگئے آخر اپنے مالک کو لیکر لڑتے بھڑتے یہانتک آئے
حیرت نے کہا تعجب کی بات ہے یہ تو اُن لوگون کا شیوہ نہین ہے شاید کسی جادو نے یہ کام کیا اُن
دشمنون کا نام لیا یہ کلام ابھی ناتمام تھا کہ صبا رفتار وشمیمہ نقب زن عیار بچیان بصد فن سامنے آئین
واسطے تسلیم کے خم ہوئین افراسیاب نے پوچھا تمنے کچھ دریافت کیا کہ ہمارے وزیر پر کسنے شبخون مارا
عرض کیا لونڈیون کو خوب معلوم ہے خاص یہی خبر لیکر لونڈیان حاضر ہوئی ہین سامری وجمشید

کی ٹکڑا ہونے پر مار پڑے کل حضور نے جو طرار جادو سردار کلاب عقاب سوار کو کچھ چشم نمائی کی
تھی اور پھر بنظر پرورش فوراً انکی خطا معاف بھی ہوئی اسکا یہ ثمرہ حاصل ہوا کہ رات کو جا کر نام
سرداران مہرخ لیا دس ہزار سے دو لاکھ پر شبخون مارا وزیر صاحب کو زخمی کر کے چلتا دھندا
کیا لشکر عمرو میں پہونچے مہرخ نے انکی بڑی خاطر مدارات کی ہے ہر سردار نکوا ہم طرار کی دعوت
کا سامان مہیا کیا ہے طرار جادو ہر ایک کے یہاں دعوت کھاتا پھرتا ہے چہچے قہقہے ہو رہے ہیں
افراسیاب نے اُن ساحرون سے کہا کیون نا لائقو تم ابھی کیا کہتے تھے جھوٹے دغا باز مکار
جلسا نا اپنے کو ایسا بہادر بنایا کہ ایک ایک صاحب سو سو سے لڑکر آئے ہین خوب بادولت کا
ثابت ہوا ہے کہ پتا لگا کا بندہ سر کا مسلمانون کو ہوا سمجھ لیا ہے یہ سنکر اُن سبھون نے سر جھکا لیے
افراسیاب نے ابریق کو ہوا سے اُتروایا مرہم جمشیدی کی سر پر پٹی چڑھائی تب ابریق کو
ہوش آیا افراسیاب نے کہا اے وزیر صاحب سبحان اللہ ہم بلا مین مبتلا ہین تمکو شکار سوجھا
اور ایک ادنی غلام تکرام کے ہاتھ سے زخمی ہو کر آپ تشریف لائے ہین نہ خیال انتظام نہ خوف
ننگ و نام تم صاحبون نے بہت پریشان کیا ہے اگر بادولت ایسے نہوتے تو سلطنت طلسم ہوشربا کا
قائم رہنا محال تھا ابھی جاتا ہون بارگاہ مہرخ سے اُس تکرام کا سر کاٹ کے لاتا ہون کل کو
سزا دونگا آتش قہر مین پھونکونگا لونڈیان غلام بہت سر چڑھ گئے ہین یہ کہکر افراسیاب نے
تاج سر پر رکھا زیور جواہر زیب جسم کیا تیغ کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا ایک دستک دی سامنے سے
مرکب پرند شکین ساز و یراق سے آراستہ زمین پر آ کر اُترا شوخیان کرنے لگا طرارے بھرنے لگا
عجب مرکب بادرفتار تھا شہب فلک نے بھی نہ دیکھا تھا ایک کاوے مین دورۂ عالم تمام تھا
اشہب تیز گام طلسمی نام تھا شعر عجب مرکب بادرفتار تھا ؛ کہ طرار تھا اور فرار تھا ؛ قصد ہوا
افراسیاب کا کہ اُسپر سوار ہو ملکہ حیرت ہان ہان کہکر دامن سے لپٹ گئی شاہزادیان ملکہ یاسمن
یاسمن پیکر و ملکہ قمر اندام گلابی پوش و ملکہ حور پیکر سحر خیز و ملکہ شمیمہ ماہ لقا و ملکہ نازک اندام
جہان پیا و ملکہ شعلہ جوالہ زن و ملکہ آتش خوار طاؤس سوار و ناظمان دربند ہائے طلسم مقہور
بن قہار و ماران اژدر سوار و اژدران فیل گوش و شاہباز تیز پرواز و خاقان تاجدار
و قیصر تاجدار وغیرہ اپنے اپنے مقام سے مثل بلائے ناگہانی کے اُٹھے حقیقت مین ہر ایک انمین

ساحری عہد جمشید زمانہ ہی دست بستہ ہوکر ہر ایک نے قدمون کو بوسہ دیا عرض پیرا ہوا کہ اے
شہنشاہ یہ تو کبھی نہوگا کہ سرکار والا تبار کو مجمع باغیان مین جانے دین عمرو ایسا مکار و غدار
وہان موجود ہی نہین معلوم کیا دام تزویر پھیلائیگا علاوہ اسکے سب سردار چنے ہوئے طلسم کے
وہان موجود ہین جنکو سرکار نے کل علوم سحر تعلیم کردیے ہین دل انکے افسون عجائب و غرائب سے
بھر دیے ہین حضور اگر آپ ایسے کامل و اکمل اور صاحب اختیار ہوتے تو وہ طلسم کشا کو اب تک
پکڑ لیجاتے لوح طلسم کبھی کوشش کرکے لاتے طلسم فتح ہوجاتا ہر جا کم و بیش شکست کھاتا ساحری
و جمشید آپکو سلامت رکھین کہ آپکے سحر کے آگے انکی کیا حقیقت ہے لونڈیون غلامون کی کیا لیاقت
ہے سرکار خیرخواہون کو صرف ایک روز کی مہلت دین ہمسے ان خودسرون کے سر لین ایسے
ایسے کلمات نصیحت آمیز جرأت خیز کہکر افراسیاب کو تخت پر بٹھایا حیرت نے تعجیل تمام رقاصون
کو حکم دیا رقص شروع ہوگیا نازنینان مہجبین الاپنے لگین کوئی غزل گاتی تھی کوئی دہن
تھام کر افراسیاب کا بھاؤ بتاتی تھی کسی نے چنگ مرصع اٹھایا دل توڑ کر بجایا کہ زہرۂ فلک
کو وجد مین لائی کسی نے ٹھمری گائی ہرچند کہ ہنگامہ عیش و نشاط از حد گرم ہوا مگر افراسیاب
کا غصہ نہ اترا ہر مرتبہ تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالتا تھا قصد کرتا تھا سحر پڑھون لشکر مسلمانان پر
جا پڑون ہاتھ اٹھا کر ارباب نشاط کو منع کیا کہ اسوقت ہم اپنی سلطنت کی فکر مین ہین قتل مسلمانان
کے ذکر مین ہین ناچ راگ رنگ سب بیکار ہے افراسیاب اسی گفتگو مین تھا کہ آسمان پر ابر
چھایا مینہ برستا ہوا نظر آیا کبھی برسے ہوا دریا جوش مارتا معلوم ہوتا تھا کبھی خودبخود معدوم
ہوتا تھا یکایک وہ ابر شق ہوا بجلیان ٹوٹ کر زمین پر گرین آنکھین سبکی جھپک گئین اب جو
بغور دیکھا تو ایک بادشاہ جلیل تخت زرین پر سوار یکہ و تنہا ہاتھ جھکاتا ہوا عجائب و غرائب
سحر کے دکھاتا ہوا ظاہر ہوا تخت زمین پر اترا ساحر مذکور تخت سے کودا سامنے افراسیاب
کے آیا جھک کے سلام کیا تو افراسیاب غصہ مین بیٹھا تھا بے اختیار ہنس پڑا بہ شفقت و
محبت پوچھا اے غواص دریا نشین اسوقت کس موج مین تھے کیونکر آئے کیا کبھی دریا کا دم
بھی بھتا ہے ہماری ملاقات سے کنارہ کیا اسنے قدمون کو بوسہ دیا اور عرض کیا سرکار کی
دریادلی کا باعث ہے کہ اس ادنی کو اسقدر کوہ و دشت و دریا براے انتظام سپرد ہوے ہین کہ ایک لحظہ

فرصت نہین ہوئی مگر اب غلام سے مفصل سنا کہ گرداب بحر رنج والم نے سرکار فیض آثار کو گھیرا
اہالیان طلسم ہوشربا قلزم زخار مصیبت مین غوطہ زن ہین بحر افواج دشمن سرکار کی
طغیانی ہو گئی کشتی حیات دوستان طوفانی ہو گئی آشنایان دریاے بجز بیکاری و غواصان
لجۂ بے انتظامی سرکار دولت مدار کے ساتھ ہین ایسی کوئی نہین تدبیر بتاتے کہ دشمنان تبہ
و نمک حرامان غدار خود بخود گلے کاٹ کر مر جائین غرق دریاے مصیبت ہون تڑپ تڑپ کر مرین ابھی
دیکھین یہ کلمات حیرت آیات سنکر افراسیاب نے غواص دریا نشین کو گلے لگا لیا پہلو سے
تخت مین [illegible] تھا اُسپر بٹھا لیا اور کہا ای خیرخواہ بلا اشتباہ مین کیا کسی سے پایکی کار رکھتا ہون
یہ چند لونڈیان غلام بد انجام بگڑ گئے ہین میرا کیا کر سکتے ہین بیہودہ بکتے ہین مگر البتہ جسدن سے
کہ کوکب انکا شریک ہوا ہی غرور سب کا بڑھ گیا ہی دختر بلند اختر اُسکی نام کو نتن ہی اسم با مسمی
شمشیر زن ہی اُسکے ہاتھ سے بڑے بڑے رنج اٹھائے اُسی نے صہباے خون معان خشک
کیا پل پر شاہان نوزاد عمرو کو مین نے برج غضب مین قید کیا تھا اُسی ظالم نے اُسکو بھی چھڑایا
کوکب تو مصروف عیش رہتا ہی تمام انتظام طلسم نور افشان اُسی چھوکری کے سپرد کیا ہی
مدد مسلمانان کو دمبدم وہی آتی ہی عجائب و غرائب دکھاتی ہی ابھی چند روز ہوے کہ مین نے
قید کرکے پردۂ ظلمات مین بھیجا تھا اختر مروارید کہ تحفۂ نایاب اُسکے پاس ہی چھین لیا تھا
قصد تھا کہ قتل نامہ روانہ کرون تیر قضا کا نشانہ کرون مگر برق فرنگی شاگرد عمرو بصد کرو فریب
ظلمات مین پہونچا اور اُس گیسو بریدہ کو رہا کیا صرف مین نے نام لیا تھا کہ طلسم کشا کو قتل کرونگا
طلسم نور افشان مین لشکر گران تیار ہو گیا یہ قصد ہوا کہ آئین مرین اسد کو رہا کرین اب جو
مشتہر ہوا کہ میعاد قتل اسد مین ایک مہینہ باقی ہی سنا ہی کہ راہ مین لشکر گران لیے ہوئے اُترے
ہین مین نے کئی مرتبہ اُسکے قتل کا سامان کیا مگر ہر مرتبہ بچ گئی اگر بران قتل ہو جائے کوکب
اس صدمہ سے گلا کاٹ کر فوراً جان دے پھر لونڈیان غلام نہ ٹھہر سکینگے یہ حالات سنکر غواص
جوش مین آیا عرض کی ای شہنشاہ آپ فکر کا حل نہین کر سکتے ہین یہ بران شمشیر زن طرف سے
اپنی مان کے وارث ساحری ہی آپ کو بخوبی حال معلوم نہین ہی مان اُسکی ملکہ ناہید جام قلعہ
مرصع نگار ہی بڑی صاحب جاہ و وقار ہی فی الحال اپنے شوہر کوکب سے رنجیدہ ہو کر ہجران دیدہ

آفت کشیدہ ہی باعث ملال یہ ہی کہ عرصہ دراز ہوا کہ کوکب ملکہ حنا ئے گلگون پوش شاہزادی قلعۂ رنگین حصار پر مائل ہوا اُس قتال عالم کی تیغ ابرو کا گھائل ہو ا حقیقت مین حسن اُسکا پامال کنندۂ جہان آفت جان عاشقان ہی عاشق ہو کر کوکب نے اُسکو پیغام بھیجا اُسکی ماں نے جواب لکھا آپ بادشاہ طلسم نور افشان ہین آپکے جاہ و حشم عالم پر عیان ہین ہم ایک ذرۂ بیمقدار تابعدار حضور کے خراج گزار ہین بموجب مصرع چہ نسبت خاک را با عالم پاک ٭ بس یہ شادی غیر ممکن ہی اور اگر خاکسر فرازی منظور ہی تو عالی ہمتی سے کیا دور ہی برات لیکر سہرہ باندھکر اس سیہ خانے کو قدوم میمنت لزوم سے روشن فرمایئے کنیز حاضر ہی بیاہ کے لیجایئے موافق مصرع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را ٭ اگر اسکے خلاف ہو گا ہمارے عزیز و اقارب طعن کرینگے زبان ملامت کھولینگے مشہور ہوگا کہ خواہش ملک و مال مین بیٹی کا ڈولا دیدیا کوکب نے اس تحریر کو جوش عشق مین قبول کیا یہ خبر وحشت اثر مفصلاً دشمن وفا ملکہ ناہید مرصع پوش کو ملی شب کو جب کوکب محل مین آئے گھبرائے ہوئے ملال چہرے سے پیدا آثار عشق چہرے سے ہویدا رنگ زرد لب پر آہ سرد ملکہ ناہید نے پوچھا کیون شہنشاہ مزاج کیسا ہی کوکب نے کہا صاحب خیر ہی کچھ خراج شہر ان سے نہین آیا ہی مجھے تردد و انتشار ہی اسی وجہ سے دل بیقرار ہی ملکہ ناہید نے کہا آپ مجھسے کیون چھپاتے ہین آثار حزن و ملال چہرہ سے پائے جاتے ہین مین نے سُنا کہ عشق حنا کا رنگ قلب حضور پر جما ہی ناحق آپ کف افسوس ملتے ہین اس مقدمہ کو میرے سپرد کیجیے حنا کو مجھسے لیجیے قسم ہی جناب خداوند جمشید عالی وقار کی کہ مجھکو اسکا ملال نہین ہی یہ مضمون سُنکر البتہ غصہ آیا ہی دل بھر آیا ہی کہ ایک شخص کے مکان پر آپ سہرا باندھکر جاوینگے اگر ایسا ہو گا تو ہم اپنے عزیزون مین شرمائینگے آپ مطمئن رہین اگر کل ہی جا کر اُسکے جھونٹے پکڑکر نہ گھسیٹ لائی تو مجھکو نواسی جمشید کی نہ کہیے گا اب اُسکی یہ حقیقت ہوئی کہ اپنا عاشق آپکو سمجھکر ناز معشوقانہ دکھاتی ہی آپ ایسے شہنشاہ طلسم نور افشان کو اپنے گھر پہ سہرا باندھوا کر بلاتی ہی جو چلے کی خوبی مین کل لا کر ضرور اُسکو آپکے پہلو مین بٹھاؤنگی اپنے ہاتھ سے دولھن بناؤنگی یہ کلمات ملکہ ناہید کے سُنکر کوکب روشن ضمیر کو غصہ آیا مگر ضبط کر کے جواب دیا کہ صاحب ان مقدمات مین تمکو کیا دخل ہی وہ بھی اپنے ملک کی شاہزادی ہی خراج گزار ہونے سے کیا آبرو جاتی رہتی ہی اگر

شہنشاہ زن وشوہر مین ایسی باتین ملال آگین ہوئین کہ اسی وقت ملکہ ناہید بصد جوش و
خروش قصر جمشیدی سے نکلکر تخت زرین پر سوار ہوئی اپنے ملازمان خاص بندگان باختصاص
کو ہمراہ لیکر قلعہ مرصع حصار مین چلی گئی کوکب نے جوش حنا مین کچھ خیال نکیا سامان شادی
مین مصروف ہوا حنائے گلگون پوش کو سہرا باندھکر بڑے عظم وشان سے بیاہ لایا اسیدن
سے زن وشوہر مین بگاڑ ہی مگر ملکہ ناہید مالک تحفہ جات جمشیدی ہی سحر مین طاق علم نیرنجات
مین شہرہ آفاق ہی ایک ادنی تحفہ انھین اشیاے نادرہ سے اختر مہرہ ہی کہ جو مان نے
اپنی دختر بلند اختر بہار ان شمشیرزن کو دیا ہو اور ایک شرف اور بھی واسطے ملکہ ناہید کے ہی
کہ شاید سرکار بھی اُس سے آگاہ ہون یعنی حجرہ پنجم بلا جو حضور کے طلسم مین واقع ہی مالک اُسکا
ملک اخضر گوہر پوش اُسکی دو صاحبزادیان ملکہ لعل سخندان و ملکہ یاقوت سخندان منظور
نظر سامری وجمشید آن عالم مین اُنکے حُسن کا کوئی عدیل نہین ہی سحر مین بھی بے نظیر صورت
مین رشک ماہ منیر ملکہ ناہید کی یہ دونون بھانجیان ہین جمشید بن کوکب کا پیام شادی
ملکہ ناہید نے پاس ملک اخضر اپنے بہنوئی کو بھیجا تھا ملک اخضر شادی ساختہ ملکہ
لعل سخندان کے قبول کرتا تھا کہ وہ چھوٹی بہن ہی ملکہ ناہید دختر کلان ملکہ یاقوت کی
خواہان تھین کہ حکومت حجرہ بلا پنجم بنام ملکہ یاقوت سخندان ہی اُسی کے خواب مین روز
بلاناغہ سامری وجمشید آتے ہین علوم سحر و نیرنجات تعلیم فرماتے ہین پس ای شہنشاہ اس
سمع خراشی سے یہ مراد ہی کہ قتل بہران ایک شمشیر بے نظیر پر موقوف ہی تا زمانیکہ وہ تلوار
ہمکو نہوگی بہران پہ کوئی ہاتھ اٹھا نہین سکتا افراسیاب نے گھبرا کر پوچھا کہ ای خیرخواہ
بادولت وہ تلوار کہان ہی کس مقام پہ نہان ہی غواص دریا نشین نے جواب دیا کہ
ایسی چیزین معتبرین کے پاس ہوتی ہین اب گوش ہوش سے سماعت فرمایئے مین عرض
کرتا ہون دامن آرزو کو گل مراد سے بھرتا ہون صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش
بادشاہ قلعہ جوہر نگار بیربھائی کوکب روشن ضمیر کا قیامت کا ساحر زبردست ہی بادہ سحر
عجائب سے مست ہی اُسکے پاس تیغ قتل ملکہ بہران شمشیرزن ہی طلسم جہان بین بڑا سحر ساز
و نیرفن ہی کبھی کسی جنگ مین کوکب اُسکو نہین بلاتا ہی وہ ابھی تک وہین شب و روز مرنے

اُڑ رہا ہی نہایت مغرور خود سری کوکب کا وہ بڑا معتبر ہی اسی وجہ سے وہ نیچہ اُسکے سپرد ہی کوکب
کو یقین کامل ہی کہ یہ کسی سے ساز نہ کریگا اسے حتی الامکان نیچہ بہرام فلک کو بھی نہ دیگا افراسیاب
نے پوچھا کہ پھر وہ نیچہ کیونکر قبضہ مین آئے کہ مدعاے دلی بر آئے غواص نے غواص عقل
کو بحر بے پایان فکر مین غوطہ زن کیا بعد عرصہ دراز سر اُٹھایا عرض کی کہ ای شہنشاہ مبارک
ہو گوہر مراد ہاتھ آیا وہ یہ صورت ہی کہ ایک شہزادی ہی کہ نام اُسکا ملکہ لالہ زار نرگسی چشم ہی
حقیقت مین سرو خرامان باغ خوبی و گل رعناے حدیقۂ محبوبی کبک رفتار شیرین گفتار
چشم جادو خال ہندو شعر خنجر ابروے قاتل قتل پر ہین مستعد زلفین بل کرتی ہین دونون
دل پھنسانے کے لیے سرکار والا کے خراج گذارون مین ہی قلعہ بہار خیز کی حاکم ہی اسپر
صمصام بادشاہ قلعۂ جوہر نگار مدت سے مائل ہی خنجر ابرو کا اُس قتال عالم کے گھائل
ہی عرصہ ہوا اُسکو پیغام وصل دیا تھا اُس مغرور حسن و جمال نے صاف انکار کیا تھا اور
کہلا بھیجا تھا کہ مُنھ بنوا رکھو مثل حلوا خوردن را روئے باید بیت تمسے چودہ ہزار مرتے ہین
کہین ہم لوگ رحم کرتے ہین ۔ وہ مایوس ہوا عالم اضطراب مین واسطے شکار کے صحرا مین آیا
مین نے خبر سُنی استقبال کر کے بوجہ دوستی اپنے قلعہ مین لایا سامان دعوت مہیا کیا لیکن
وہ کسی شی پر متوجہ نہوا ایسا بد مزاج تھا کہ کھانا بھی نہ کھایا مین نے دلدہی کر کے سبب پوچھا
تب اُسنے رو رو کر مجھسے یہ حال بیان کیا مین نے کہا تھا بعنایت سامری و جمشید اس مقدمہ
خاص مین مین کوشش کرونگا وہ شکار کھیل کر رنجیدہ اپنے ملک کو گیا مجکو یہ خیال رہا کہ اُسکی
تدبیر کرتا اب اسوقت فرمانے سے حضور کے خیال آیا ہی کہ اگر حضور بھی غلام کے ساتھ تشریف
لیچلین پہلے اُسکو مژدۂ وصل معشوق دین پھر اس مقدمۂ خاص مین اُسکا استمزاج لین کیا
عجب ہی کہ اس دام تزویر مین پھنسے ساری دانائی بھول جائے یہ تقریر دلپذیر افراسیاب
سُنکر مثل گل شگفتہ ہوا کہا ای برادر جس معشوق کا تمنے نام لیا وہ مصاحبان ملکہ حیرت مین
سرفراز ہی ہمکو اُسکی راسخ الاعتقادی پر ناز ہی جو ہم کہینگے وہ وہی کریگی ہمین اُسپر سب طرح کا
اختیار ہی غواص نے کہا کہ بس اب حضور تیاری کرین اُسکی ملاقات کو تشریف لیچلین مگر اس
مقدمہ کی اُسکو خبر نہ کرین ورنہ غضب ہوگا ذرا بھی کوکب کو معلوم ہوگا نیچہ مذکور اُس سے اگر لیجا یگا

پھر سوائے افسوس کے کیا ہاتھ آئیگا افراسیاب نے فوراً صرف ایک تخت سحر تیار کیا غواص کو اپنے پاس بٹھالیا اور سحر غائب کرکے تاکہ راہ مین کوئی نہ دیکھے طرف قلعہ جواہر نگار کے روانہ ہوا

داستان حیرت بیان جانا افراسیاب کا مع غواص دریا نشین کے پاس صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش حاکم قلعہ جوہر نگار کے برائے حصول نتیجہ قتل ملکہ بہار شمشیر زن اور باغی ہوکر کوکب سے شریک ہونا صمصام بدانجام کا افراسیاب کے اور خود آنا آمادۂ قتل بہار ہوکر مقابلہ لشکر ملکہ مہرخ اور عیاران خواجہ عمرو کی اور قتل ہونا اس مردود کا ساقی نامہ مصنف

مرے ساقی مہروش مہ لقا
کہ وقت سحر ہے صبوحی اٹھا
پلا بادۂ ارغوانی کا جام
ترے دور میں عید ہے صبح و شام
ہوا صاف مستی میں یہ امتحان
کہ دشمن ہے ساقی کا پیر مغان
یہی میکدہ مین ہوئی قیل و قال
کہ ہے دختر رز تو کی چھنال
حقیقت میں طرار و بیباک ہے
عبث رند مشرب کو یہ تاک ہے
سبب کیا کہ ساقی کو کچھ غم ہے آج
ہر اک جام ہے چشم پرنم ہے آج
نہیں آج مستو مین بالکل تپاک
اڑاتا ہے پیر مغان سر پہ خاک
بہت میکدہ اب تو بیرنگ ہے
ہر اک بادہ خوار آج دلتنگ ہے
قرابچہ پہ روشن ہوا سر بسر
کہ افشا ہوئی کوئی غم کی خبر
خبر سنکے بے لطف ہیں بادہ نوش
تردد میں ہے شیشۂ مے ہے خموش
وہ اخبار حیرت ہیں عبرت پسند
کیا جسنے ہر ایک کو دردمند
نئی ہے نہ ساقی عجب طور ہے
حقیقت میں اب اور ہی دور ہے
زمانے کی آب و ہوا ہے خراب
ہر اک شے مین پاتا ہوں مین انقلاب
مرے دشمن جانستان ہیں حبیب
مرے ہوگئے ہائے کیسے نصیب
کہ دشمن ہے ساقی کا اک حیلہ ساز
بچالے اسے خالق بے نیاز
نگارندۂ داستان عجیب
یہ لکھتے ہیں اب ماجرائے غریب
صاحبان شمشیر برق نظیر

سخنوری زرہ پوشان جلالت آثار مضامین جادوگری تیغۂ آبدار سخن کو نیام دہن سے کھینچکر میدان قرطاس مین یون مصروف جنگ تحریر و تقریر ہین کہ جب غواص دریا نشین افراسیاب کو ہمراہ لیکر طرف قلعۂ جوہر نگار کے چلا بعد قطع راہ اول افراسیاب کو لاکر ایک کوہ فلک شکوہ پر زرعہ گلستان مین ٹھہرایا اور آپ ایک مرکب پر سوار ہوکر طرف قلعۂ جوہر نگار کے چلا یہان صمصام اپنے قلعہ مین تخت پر بیٹھا ہوا ہے گرداگرد ساحران غدار

امیران سلطنت و مشیران اُمّت اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین غواصان قلزم اخبار عشرت خیز و شناوران دریاے فرحت انگیز گوہر مصفاے خبر و جواہر آئندہ کو بصد جستجو اس طرح پیش صمصام لاتے ہین یعنی ہرکارون نے عرض کی کہ آپکے دوست صادق محب واثق شناور دریاے محبت و غواص لجۂ الفت یعنی غواص دریانشین تشریف لاتے ہین صمصام ہرچند کہ مفارقت مین اُس محبوب طرار یعنی ملکہ لالہ زار نرگسی چشم کی مثل چشم نرگس حیران اور مثل لالہ داغ مفارقت بردل مانند مرغ بسمل بیقرار رہتا ہی ناتوانی کا زور ہی لب گور ہی لیکن نام اپنے دوست کا سُنکر بمشکل اٹھا اور مع امرا و ندما کے باہر آکر غواص کا استقبال کیا اور بہ تعظیم و تکریم لاکر مقام صدر پر جگہ دی بیٹھتے ہی غواص نے صمصام کا رنگ رخ متغیر دیکھکر پوچھا کیون برادر خیر تو ہی مین تمکو بہت نحیف و ضعیف پاتا ہون صمصام نے ایک آہ سرد دل پُر درد سے کھینچکر کہا شعر مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد * وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد نظم

حال دل آہ کہہ نہین سکتا
چشم سے نہر اشک جاری ہی
جان تن زار سے نکل جائے
ہو چراغ حیات کا گُل کُ
چپ بھی افسوس رہ نہین سکتا
یاد مین صبح و شام روتا ہون
تیغ موت اب گلے پہ چل جائے
وصل دلبر کی تو امید نہین
ہجر جانان سے بیقراری ہی
عقل و ہوش و حواس کھوتا ہون
ہوس زیست اب نہین باقی
جامۂ زندگی ہو قطع کہین

یہ کہکر زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگا غواص بیچارہ دل مین بہت خوش ہوا مگر بظاہر خود بھی ملول ہو کر دامن سے بصد محبت اشک حسرت پاک کیے اور کہا ہان ہان اے بھائی گھبراؤ مت ہوش مین آؤ یہ کہکر چپکے سے کان مین کہا جلد تخلیہ کرو مین مژدۂ وصل دلبر لایا ہون خاص اسی واسطے آیا ہون قریب تھا کہ صمصام کو شادی مرگ ہو جائے فوراً حکم تخلیہ دیا جب صمصام اکیلا رہگیا اُسوقت غواص نے کہا اے برادر شہنشاہ افراسیاب کو مین تمھاری ملاقات کو لایا ہون سامنے جو قلعہ ہے کوہ فلک شکوہ ہی اُسپر چھوڑ آیا ہون واضح ہو کہ ملکہ لالہ زار نرگسی چشم معشوقہ تمھاری ملکہ حیرت کی مصاحب خاص ہی اگر شہنشاہ کو راضی کرو گے فوراً شادی خانہ آبادی ممکن ہی بدون رضامندی افراسیاب دامن عصمت تک اُسکے ہاتھ پہونچنا دشوار ہی اُسکو تمسے ملنے مین ننگ و عار ہی صمصام نے کہا کہ مین اپنی

جان نثار کرنے کو شہنشاہ پر تیار ہوں جو ارشاد کریں آنکھوں سے بجا لاؤں غواص نے کہا
مخفی میرے ساتھ چلو شہنشاہ افراسیاب کو استقبال کر کے لاؤ خبردار دیکھتے ہی قدموں پر گرنا
بے تامل گرد پھرنا اسی طرح غواص آمادہ کر کے صمصام کو بالائے کوہ لایا صمصام دوڑ کر
افراسیاب کے قدموں کی طرف بوسہ دینے کو جھکا افراسیاب نے جلدی سے بہ شفقت گلے سے
لگا لیا غواص نے طرف سے افراسیاب کے کہا اے صمصام تمنے قدر دانی کو شہنشاہ کی
ملاحظہ کیا ایک ایک ملازم کو بمرحمت خسروانہ سرفراز کرتے ہیں تنخواہ اس ذرہ نوازی پر ناز
کرتے ہیں دیکھو ایک بادشاہ تمھارا کوکب بھی ہے نہ مردوں کی قدر جانتا ہے نہ کسی شریف ولئیق
کو پہچانتا ہے دوسرے اور ستم اُسنے برپا کیا ہے کہ دین جد و آبا کو ترک کر کے ملحد ہو گیا ہے خدائے نادیدہ
جسکو نہ دیکھا نہ بھالا اُسکی توصیفیں تعریفیں اور ہوتے دو سو خداوندوں کی برائیاں آٹھ پہر
اُسکی زبان پر ہیں سامری پرستوں سے دشمنی ایک ساربان زادہ تین روپیہ کا پیادہ اُس سے
بڑی دوستی ہے بھلا عمرو کہیں کا بادشاہ یا وزیر یا کوئی تاجر جلیل ہے وہ ایک مکار غدار چوٹا
ذلیل ہے اُسکے شریک ہو کر سامری پرستوں کو قتل کیا ہے فقط ہمارے شہنشاہ نے اتنا سنا تھا کہ
تم لالہ زار نرگسی چشم پر مائل ہو رحم دلی دیکھو کہ لالہ زار کو گھر کا اور تمھارے وصل پر راضی
کیا ہے مگر ایک شرط ضرور ہے اب تمکو بھی مناسب ہے کہ جان و مال اپنا نثار کرو اور تحفہ قتل ملکہ بہار
لاکر جلد نذر دو شہنشاہ تمکو خود اپنے ہاتھ سے دولھا بنائینگے بھاری سہرا سر پر باندھکر تخت
پر سوار کر کے لالہ زار کو بیاہ لائینگے اور تو کیا کہوں نہال ہو جاؤ گے شہنشاہ کے داماد کہلاؤ گے
بلکہ حیرت تمھاری معشوقہ کی اسقدر آبرو بڑھاتی ہیں کہ اپنی زبان سے اُسکو دختر فرماتی
ہیں یہ مژدہ جانبخش سُنکر صمصام پھول گیا اپنے کو بھول گیا مگر بخوف خیال انجام متفکر ہوا عرض
پیرا ہوا کہ میرا جان و مال سرکار کے قدموں پر نثار ہے لیکن تحفہ حاضر کرنا دشوار ہے کوکب مجھکو
زندہ نہ چھوڑیگا غواص یہ سُنکر ہنسنے لگا اور کہا واہ بھائی یہ کیا خیال ہے کوکب کی کیا مجال
ہے کہ جسکو ہمارے حضور سرفراز کریں اپنا تنخواہ بنائیں اُسکو اگر کوکب بہ نگاہ قہر دیکھے ہمارے
شہنشاہ آنکھیں نکال لیں وہ سزا دیں کہ عمر بھر یاد کرے تم کچھ اس امر میں خیال نہ کرو فوراً
تحفہ لے آؤ شہنشاہ تمھاری شادی کر کے طلسم باطن میں کہ جہاں کوئی جا نہیں سکتا وہاں

تمکو بھیجدینگے یہ مرتبہ پاؤگے کہ بادشاہ دربند طلسم ہوشربا کہلاؤگے غوّاص نے اس طرح سمجھایا
اور وصال لالہ رخسار کا لالچ دیا کہ صمصام راضی ہوا اور دست بستہ عرض کی کہ ای شہنشاہ
اب مجکو آپ سے راز کا چھپانا مناسب نہین ہے گذارش کرتا ہون گوش ہوش سماعت فرمایئے
جبکہ ملکہ بران شمشیرزن بطن سے ملکہ ناہید مرصع پوش کے پیدا ہوئین اور سن اوکا سات
برس کا ہوا اور سحر مین کچھ دخل ہونے لگا ملکہ ناہید اور کوکب ایک دم آنکھون سے
اوجھل نہ کرتے تھے اُسی جوش محبت مین یہ صلاح ہوئی کہ کوئی تدبیر حفاظت جان بران
کرنا واجب ولازم ہے طلسم وسیع ہے حکومت زیادہ ہے جب اسکو سامری وجمشید پروان چڑھا چکینگے
ہم دونو [illegible] ترک سلطنت کرینگے تاج وتخت کی یہ مالک ہوگی مقابلے بھی اسکو ساحر
عالم سے [illegible] پیش ہونگے ہر طرح کے پس وپیش ہونگے کوئی دشمن سحر وساحری سے قتل نکر سکے
اور جسکا چارہ دشوار ہو پس کل کاہنان طلسم حکیم ندیم ستارہ شناس بحکم کوکب جمع ہوئے
غرضکہ سب نے ملکر یہ نسخہ بنایا اور حکم لگایا کہ جبتک دشمن اس نسخہ سے نقل کریگا ملکہ بران
کی در اصل جان نہ جائیگی اور یہ نیا نسخہ جو آپکے سامنے حاضر ہے بہت بڑا جان نثار تمھارا
جانکر وہ نسخہ میرے سپرد ہوا یہ بھی اسمین قید ہے کہ سوائے میرے ہاتھ کے اور کسیکے ہاتھ سے
جوہر ذاتی نہ دکھا سکیگا اسکے بند ہوجائیگا کیفیت تمام وکمال عرض کرچکا اب جو ارشاد ہو بجالاؤن
حقیقت مین کوکب کا دین جد و آبا ترک کرنا مجکو بھی بہت ناگوار ہوا غوّاص نے کہا
اچھا تمھین خود چلو آج اگر بران قتل ہو تمھارے ہاتھ سے کل سامان شادی تمھارا مہیا ہے
الغرض صمصام نے کہا حضور چلین غلام مع فوج ولشکر نسخہ قتل بران لیکر حاضر ہوتا ہے غوّاص
اور افراسیاب پختہ وعدہ کرکے طرف لشکر حیرت کے روانہ ہوئے صمصام بدانجام
قلعہ مین آیا تمام افسران فوج کو اپنے پاس بلایا برائیان کوکب کی اور اولوالعزمی افراسیاب
کی ظاہر کرکے کہا کہ ہم تو بخدمت افراسیاب جاتے ہین جسکو منظور ہو وہ ہمارے ساتھ
چلے ورنہ خدمت کوکب ناقدردان مین جائے غضب کیا اُسنے دو سو خداوندون کو
چھوڑا ایک خدائے نادیدہ کا اعتقاد کیا نام سامری پر جان دینگے کیا ہمارے دادا
پردادا بیوقوف تھے کہ دین سامری وجمشید پر قائم رہے سب سردارون نے عرض کی کہ ہم

حضور کے ملازم ہین فی الحقیقت یہ کوکب نے بڑا غضب کیا کہ دین بزرگون کا چھوڑا
قتل کرنا اُسکا واجب ہی بس صمصام تخت پر سوار ہوا چار لاکھ فوج کو ساتھ لیا خزانہ چھوڑ و بہ
بابکرا بادہ بنچہ ایک صندوق مین بند کرکے پاس اپنے رکھا نوبت و نقارہ بجاتا ہوا قلعہ
جوہر نگار سے باہر نکلا مگر بقدرت پروردگار ایک اسکا سردار ہی کہ نام اُسکا سعید جادو ہی
نہایت خوشرو ہی صاحب اقبال نمک حلال مالک کی آبرو کا ہر وقت خیال یہ حال بدعت
مآل دیکھکر بہت رویا دل سے کہا کہ یہ بیچارا افسوس شریک افراسیاب کا ہو گیا نمک حلالی کا
خیال نہ آیا مگر ای سعید جلد چلکر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر سے اطلاع کر کہ یہ نمک حرام تا بہ
ملک افراسیاب نہ جانے پائے یہ سوچکر اُسی وقت کنارہ کیا اور ایک عقاب تیز
تیز پرواز تیار کرکے طرف قصر جمشیدی کے چلا یہان شہنشاہ کوکب مع مشیران سلطنت
سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہین پہلو مین کرسی جواہر نگار پر ملکہ حنا بصد ناز و ادا متمکن ہی
اُسوقت بلور چہار دست سپہ سالار لشکر نے خبر دی ہی کہ ملکہ بران دشت عجائب تک
پہونچ گئین چونکہ خبر قتل اسد مشہور تھی برائے جانبازی جاتی ہین نامہ اُنکے پاس شہنشاہ
اوج عیاری کا پہونچا کہ واسطے ایک مہینہ کے قتل طلسم کشا موقوف رہا مگر سردار افراسیاب
کا کلاب عقاب سوار بڑے نمرود شہ سے چڑھ گیا تھا خواجہ عمرو نے بصورت افراسیاب
اُسکو مار ڈالا شکر ہی اب لشکر ظفر اثر مین سامان عیش مہیا ہی بڑا فضل پروردگار ہوا کہ لشکر مہرخ
اُسکی بدعت سے بچا اور ملکہ بران کی یہ عرضی آئی ہی کہ کنیز کو کیا حکم ہوتا ہی پلٹ آؤن یا طرف
لشکر خواجہ عمرو کے جاؤن کوکب نے حکم دیا کہ ساحر تیز رو کو روانہ کرو کہ ای نور نظر لشکر خواجہ
عمرو سے ملحق ہو ایک طرف سے ہم جمشید تمہارے بھائی کو بھی روانہ کرتے ہین اور بحول
قوت الٰہی ہم بھی سامان جنگ مین مصروف ہین بلور چہار دست نے فوراً فرمان شاہی
لکھکر اسی مضمون کا خدمت ملکہ بران مین روانہ کیا کہ یکایک دیکھا چوبدار نے بڑھکر عرض کی
در دولت شاہنشاہی پر ایک ساحر باشندۂ قلعہ جوہر نگار موسوم بہ سعید نامدار حاضر ہی امیدوار
باریابی ہی کوکب نے جو نام قلعۂ جوہر نگار سنا نہایت متردد ہوا حکم ہوا کہ جلد اُسکو ہمارے سامنے
لاؤ خدا خیر کرے خیر خواہان دولت گئے اور سعید کو سامنے لائے سعید نے آتے ہی ساتھ ہی

ہاتھ اُٹھا کر دعا سے ترقی عمر و دولت و اقبال دی قطعہ

تراد ولت ہمیشہ یار بادا	الٰہی بخت تو بیدار بادا
گل اقبال تو دائم شگفتہ	بچشم دشمنت خار بادا

کوکب نے دیکھا کہ سعید جادو گھبرایا ہوا رنگ زرد متغیر لرزان و ترسان حیران و پریشان
آنکھون سے اشک حسرت جاری عالم بیقراری منھ سے اچھی طرح کلام نہین نکلتا ہی اُسطرح
گھبرایا ہوا ہی کوکب نے دنگل پر بیٹھنے کا اشارہ کیا جب یہ بیٹھا تو پوچھا کہ کیون ای خیرخواہ دولت
یہ تمھارا کیا حال ہی سراسر تمھارے چہرے سے ظاہر حزن و ملال ہی سعید ضبط کرکے عرض پیرا
ہوا کہ خداوند نعمت کیا گذارش کرون وہ معاملہ حیرت خیز دیکھا کہ ہوش میرے بجا نہین ہین
عجب طرح کا انقلاب ہوا بادشاہ ہمارے صمصام جنگ آفتاب خونریز زرہ پوش خود بخود
شریک افراسیاب ہو گئے اتنا تو صرف غلام نے دیکھا تھا کہ غواص دریا نشین ملازم
افراسیاب آیا کچھ آپسمین سرگوشی ہوئی دونون باہر بیرون قلعہ گئے وہان سے جو آئے
تو انکی دشمنی کا جوش تھا وہ پیمانہ کبر و نخوت سے مدہوش تھا سب سردارون سے کہا کہ
شہنشاہ کوکب روشن ضمیر نے غضب کیا دین جدو آبا چھوڑا سامری پرستی سے منھ موڑا اور
افراسیاب کے دشمن ہوئے ہین واسطے جمشید پرستون کے رہزن ہوئے ہین دیر کھدواتے
ہین اُس مقام پر مسجدین بنواتے ہین ہمسے یہ نہ دیکھا جائیگا جسکو ہمارا ساتھ دینا ہو وہ ہمارے
ساتھ خدمت افراسیاب مین چلے ورنہ ہم سے کنارہ کرے سب سردارون نے قبول کیا
اُس نامرد کا ساتھ دیا اُسی وقت فوج تیار کرکے بیرون قلعہ گیا ہی بارہ کوس پہنچا کر مقام کیا ہی
غلام کو خیال نمک سرکاری آیا خبر لیکر حاضر ہوا اُسکو اسقدر کہان اتنی جرات نہوئی کہ اُسکو
روک سکتا اور سحر سے اُسکو روک سکتا اس لائق نہ تھا سحر مین بھی اُس نالائق پر فائق نہ تھا
یہ خبر وحشت اثر سنکر کوکب مثل بید تھرا گیا اور خیال انجام سے گھبرا گیا سعید کو خلعت
فاخرہ مرحمت فرمایا اور خود تاج اُٹھا کر سر پر رکھا قبضے پر ہاتھ ڈالا دستک دی فوراً مرکب
پرند شکلین سامنے حاضر ہوا باساز و یراق مرصع کار تیز رو کوہ پیکر خوش گام نازک اندام
مرکب باد رفتار کو کوکب دیکھکر بقہر و غضب تمام تیغہ بتھام کر اُٹھا قصد ہوا کہ سوار ہو خورشید
روشن رای وزیر اعظم دستور معظم گھبرایا ہوا کانپتا ہوا اپنے مقام سے اُٹھا دوڑکر قدم اقدس

کر بوسہ دیا عرض کی خداوند خیر تو ہی ملازمان جانباز کس دن کے لیے ہین کیا منظور ہی ارشاد تو ہو
ابھی جائین اُس باغی کا سر لائین قلعہ مثل برگ خزان دیدہ باد قہر و غضب سے اُڑا دین اور
اُس باغی بوستان خسروان شاہی کو خاک مین ملا دین یہ سنکر کوکب کی آنکھوں سے اشک حسرت
بصد حیرت جاری ہوئے فرمایا کہ ای خورشید وہ نیمچا گیا ہی جسکے واسطے مین اسقدر گھبرایا خود اسکے
مقابلہ کو جاتا مگر تمکو معلوم ہی کہ اسمین کیا راز ہی وہ ملعون کس عہدہ جلیل سے سرفراز ہی پاس اسکے
نیمچہ قتل بلکہ بران رکھا گیا تھا اُسکو وفادار اور صاحب جوہر سمجھا تھا معلوم ہوتا ہی اسی وجہ سے
افراسیاب نے اُسکو بلایا ہوگا لالچ ملک و مال کا دیکر سعید نے جس سردار غواص کا نام
لیا وہ از حد مکار و غدار ہی شاید یہ دام تزویر اُسی نے پھیلایا ہی اور اُس دانۂ روزگار کو
جال مین پھنسایا ہی بدون میرے جائے اُسکو کون روک سکیگا وہ سحر مین مثل ہر کس و ناکس شوک
سنگاب تو خورشید نے بھی سر جھکا لیا حال پُر ملال نیمچہ قتل بلکہ بران مین سینہ آگیا عرض
کی جو ارشاد ہوا بجا ہی غلامون کو اسمین دخل کیا ہی مگر نمکخواران شاہی موم کے نہین ہین کہ
اُسکی آتش سحر سے پگھل جائینگے ایسے وقت مین جان بچاکر نکل جائینگے حضور کا جانا مناسب
نہین ہی خورشید نے جو یہ کلمہ کہا سب سردارون نے عرض کرنیکا موقع پایا [illegible]
دست بستہ سامنے آیا اور عرض کی کہ ابھی غلام جاتا ہی اور بہ اقبال شاہنشاہی سے اُس بدانجام
کی مشکین باندھکر لاتا ہی ایک طرف سے آفتاب جادو و ماہتاب جادو دونون وزیر
خوش تدبیر بھی یہ کہتے ہوئے اُٹھے کہ حضور ہم ہرگز آپ کو نجانے دینگے جاتے ہی اُس خیرہ سر کا
ابھی سر کاٹ لینگے اس گفتگو سے قصر جمشیدی مین ہنگامہ ہوا ہر سردار غصہ مین اُٹھا ہر ایک کا
یہی ارادہ ہی کہ اگر شہنشاہ حکم فرمائین ہم ابھی جائین اُس بدانجام کو جوہر جرات دکھائین نیمچہ چھین لائین
مگر کوکب نہین مانتا فرماتا ہی کہ ای خیر خواہان دولت مین تمکو خوب پہچانتا ہون اچھی طرح جانتا ہون
بخدا جان میری البتہ گرگا تم سب صاحب اپنا خون گراؤ گے مجکو دشمن کے ہاتھ سے بچاؤ گے
مگر یہ موقع ایسا ہی کہ آپ لوگ صبر کرین جیسے نیمچہ کا خیال آیا ہی خنجر الم دل پر چل رہا ہی سنان الم
دل کے پار ہی تیر غم سے کلیجہ دوسار ہی میرا ہی جانا مناسب ہی آپ سب صاحب تامل فرمائین
میرے عقب مین کوئی نہ آئین یہ کہکر خانۂ زین کو مثل آفتاب روشن کیا کوکب سوار ہو قصد کیا

مرکب کو اُڑائے مثل بادِ صرصر نکل جائے کہ یکایک ایک طائر ہفت رنگ بید رنگ چہکارتا بانسا ہوا آسمان سے نمایاں ہوا کاندھے پر کوکب کے آکر بیٹھا منقار سے نامہ محبت شمامہ گود مین کوکب کی ڈالدیا اور ہوا پر اُڑ گیا کوکب نے نامہ کو اُٹھایا مُہر برہمن روئین تن کو سرنامہ پر پایا لفافہ چاک کیا دیکھا گویا کہ نوشتہ تقدیر ہی عجب مضمون جانگزا تحریر ہی بعد القاب شاہی برہمن نے بصد شد و مد لکھا ہی کہ ای شہنشاہ گردون بارگاہ جو کاتب قدرت نے کلک قدرت سے صفحہ پیشانی پر لکھا ہی وہی پیش آتا ہی اسوقت جو خیر خواہ نے نقشہ کہانت کو دیکھا یہ فقرہ نکلا ہی کہ چند ساعتین حضور پر نہایت سخت ہین سرکار کے دشمن لاکھون بدبخت ہین خبردار خبردار قصر جمشیدی سے قدم باہر نہ رکھیے گا ورنہ ذلت و رسوائی کا سامنا ہی گردش سیارگان سے صناع ماہ و مہر بچائے خدا نہ کرے کہ ساعت تحت آجائے ایک روباہ شیر پر غالب آجاتا ہی ستارہ بد اپنا اثر دکھاتا ہی آپ کا ضرور نام نامی و اسم گرامی شاہنشاہ روئے زمین ہی زیادہ عرض کرنا گستاخی ہی زیادہ حد ادب کوکب مضمون کو پڑھکر مایوس ہوئے گھوڑے سے اُترا آیا حیران تھا کہ کیا کرون کسکو بھیجون وہ نہایت زبردست ہی کہ آسمان سے ابر سیہ نمایان ہوا ملازمان کوکب حیران ہوئے کہ یہ کون آتا ہی ابر تیرہ و تاریک عجب رنگ دکھاتا ہی یکایک وہ ابر شق ہوا سب نے دیکھا کہ ایک تاجدار بفر و شوکت و بہ رعب و جلالت چار عقاب تیز پرواز تخت اُٹھائے ہوئے اُسپر سوار پشت پر لاکھ ساحران نامدار ہمراہ کہ جیسے روزگار نمایان ہو تخت سے زمین پر اُترا وہ تاجدار تخت سے اُترکر واسطے تسلیم شہنشاہ کوکب کے خم ہوا کوکب نے جواب سلام دیا و نگل زرین پر بیٹھنے کا حکم ہوا کوکب نے پوچھا اسوقت شاہزادہ بہزیر بلیتن بیان کیونکر آنیکا اتفاق ہوا عرض کی اول تو غلام زیارت حضور کا مشتاق تھا علاوہ اسکے طائران سحر جو اسطغبر کے مقرر ہین اُنسے سنا کہ افراسیاب خانہ خراب طلسم کشا کو قتل کرنا چاہتا ہی اور حضور نے قصد لشکر کشی کا کیا ہی پھر یہ جان نثار ایسے وقت کیون نہ حاضر ہوتا اسوقت جمال بیمثال حضور کا دیکھکر نہایت ہی تردد ہوا ہی کہ آئینہ رخسار پر صاف گرد ملال ہی اس جان نثار پر آئینہ فرمائیے کہ کیا صورت ہی سب طرح خیریت تو ہی دربار کو مثل تصویر تصور پاتا ہون سب خاموش ہین ظاہرا رنج و ملال کے جوش ہین کیا خدا نخواستہ

کوئی حادثہ نو پیش آیا ہی گردش فلک نے کیا انقلاب دکھایا ہی ہزبر چلیتن نے جو براہ خیرخواہی
اسطرح پوچھا کوکب کا دل بھر آیا بے اختیاری مین آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے فرمایا کہ
ای برادر والای جان نثار خوش سیر موجب شعر ہر دم ازین باغ برے میرسد تازہ تر از تازہ ترے

میرسد فلک کج رفتار گردون غدار ہر دم دیتی آزار ہی نظم

دیکھ دنیاے بے ثبات کا طور　بھول مت دیکھ دیکھ آرائش　ہان دلا کر نظر بدیدۂ غور نہین دنیا مقام آسائش
کوئی بزم طرب کا بانی ہی　کہین ماتم ہی نوحہ خوانی ہی　کہین چوتھی ہی اور چالا ہی
کہین افضال حق تعالے ہی　ہی کہین شادی حنا بندان　اور کہین شور مرگ فرزندان
ہی یہ دنیاے دون کا سر رشتہ　نوش اسکا ہی نیش آغشتہ　آسیاے چرخ ہر وقت چرخ مین

ہی پیسے لیتے دانلے روزگار ہیں گئے شجر باغ عالم سے کسی کو ثمر مراد حاصل نہوا ہر سرو قد جفا
کہین سہرے پا بگل ہوا گل شگفتہ و خندان بلبل گریان و نالان ایسے کلمات عبرت خیز
ملال و رنج انگیز زبان سے فرمائے کہ سب اہالیان دربار کے آنکھون مین آنسو بھر آئے
اسوقت ہزبر چلیتن بیقرار ہو کر قدمون سے لپٹ گیا اور عرض کی کہ ای شاہنشاہ ان باتون
کے سننے کی قلب ناصبور مین طاقت نہین ہی مفصل ارشاد فرمائیے یہ جان نثار موافق اپنی
حقیقت کے فورا اسکی تدبیر کرے بتصدق فرق مبارک حضور سب کچھ ہو سکتا ہی خدا نے
سب طرح کا اختیار دیا ہی بالکل مجبور و ناچار نہین کیا ہی کوکب نے تو جوش رنج و ملال مین
کچھ جواب نہ دیا مگر خورشید وزیر اعظم نے تمام حال ابتدا سے انتہا تک صمصام کا شہزادہ
ہزبر چلیتن سے تفصیلاً ظاہر کیا اور نیچہ کی کیفیت سے بخوبی ماہر کیا یہ سنتے ہی ہزبر چلیتن
مثل شیر غضبناک کے ڈکارا اور غصے مین قبضے پر ہاتھ ڈالا عرض کی اُس روباہ صفت
کی کیا مجال ہی کہ میدان اطاعت شاہنشاہ سے قدم باہر رکھکر زندہ نکل جاے غلام ابھی
جاتا ہی مع نیچہ اُس عیار کو گرفتار کر کے لاتا ہی غلام اُسی جانب سے ابھی آیا ہی خود مین نے
اپنی آنکھ سے دیکھا ہی کہ خاص دشت لالہ زار بر بہار مین بارگاہین استادہ ہو رہی ہین خود
اُس مردود کو بھی انتظام کرتے دیکھا ہی مین سمجھا تھا کہ بحکم شاہنشاہی برائے لشکر کشی خراج گذار
نافذ ہوا ہی یہ بھی بموجب ارشاد فیض بنیاد تیاری لشکر مین مصروف ہی اگر اس حال سے واقف

ہوتا تو اب تک اُسکو گرفتار کر لیا ہوتا مین جوبی اُس ملعون کی لیاقت وحقیقت سحر سے واقف ہون
میرا ہم مکتب ہی ابھی طفل ابجد خوان مکتب افسون ہی یہ کہکر الصمصام فرا اُٹھا کوکب نے کہا مین
اور تدبیر کرتا ہون مگر اس شیر بیشۂ جرأت نے تانا تیغہ کھینچکر اپنے گلے پر رکھ لیا اور عرض کیا کہ اگر
حضور روکینگے تو یہ غلام ابھی گلا کاٹ کر مرجائیگا جان نثارون مین نام کرجائیگا جسوقت سے
غلام نے حال بچہ کا سُنا ہی کلیجہ ٹکڑے ہوتا ہی بیچیارہ بخت شمع بزم سلطانی وچراغ دودمان خاقانی
یعنے ملکہ بران تشنہ شمشیرزن کے شعلۂ حیات گل کرنیکا قصد کرے بڑا اندھیر ہی اُسکی موت آئی ہی
تقدیر کا پھیر ہی ایسے ایسے کلمات غصے مین کہتا ہوا قدمون سے لپٹ کے خوب رویا اشکون سے
منھ دھویا آخر کوکب نے فرمایا بسم اللہ خدائے کریم کے سپرد کیا لیکن اسکا خیال رہے کہ
اگر کوئی خرابی واقع ہو ہرچند میرا ستارہ گردش مین ہی فوراً آؤنگا اپنے کو تم تک پہونچاؤنگا ہزبر
بیلقن تخت فلک سیر پر سوار ہو مع فوج دریاموج عازم کارزار ہوا مثل شعلۂ جوالہ تخت اڑاتا
ہوا شان وشوکت دکھاتا ہوا بیجا بازو سرفروش بصد جوش وخروش برائے مقابلہ صمصام
گلفام جاتا ہی مگر حال اس بدمآل کا سنیے یعنی صمصام گلفام اپنی پیکر باندھکر دشت لالہ زار مین
کہ اُسکے قلعۂ جوہر نگار سے بارہ کوس پر ہی وہانتک آکے شام ہوگئی فوراً مرکب سے اُترا
حکم دیا بارگاہ استادہ ہو بار ور ارادہ تو میرا یہ تھا کہ آج ہی اپنے تئین تا بلشکر دشمنان شہنشاہ
افراسیاب پہونچاؤن جاتے ہی سزا دون ملکہ بران کو قتل کرون کہ جلدی سامان شادی
ہوخانہ آبادی ہو سالہا سال گذرے فراق محبوب مین تڑپتے اب صبح امید نے چہرہ اپنا دکھایا
وقت وصل محبوب مطلوب قریب آیا تم سب صاحبون کو وہ عہدے ملینگے غنچۂ آرزو کھلینگے
کہ ایک ایک نہال ہوگا افراسیاب بڑا قدردان ہی نیک اساس قدرشناس صاحب
شرم وحیا بادشاہ طلسم ہوشربا ایسی ایسی باتین واہیات مزخرفات کہتا ہوا تخت پر بصد
نخوت بیٹھا سارا لشکر اُتر پڑا جو کہ صاحب دل ہین عاقل ہین اپنے فعل ناشایستہ پر خجل
ہین آپسمین کہتے ہین یارو دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی آج تو صمصام صاحب کا بڑا غرور جھگیا
ہی نشۂ شراب کبر وغرور چڑھ گیا ہی اپنے ہوش مین نہین ہین جس بادشاہ نے خاک سے پاک
کیا برسے حکومت قلعہ جوہرنگار اپنا ملک دیا زرریز حسن خیز آباد رعایا دلشاد ہی ملک

مقدمہ مین یہ فرماتے ہین اُسکی دختر کو قتل کرینگے یہ بیڑا پار ہوتا معلوم نہین ہوتا بیچ دریا مین ڈوبے گا گرداب محیط بلا مین گرفتار ہونگے بہت شرمسار ہونگے افسوس ہی کہ ہم بھی انکے ساتھ ڈوبے اب کچھ بن نہین پڑتا ایک شفیق کے واسطے افسوس ہی یہ انتظام ہین فوج مین تو یہ چرچا ہی بعضے ہنستے ہین بعضے روتے ہین کچھ لوگ رنج و ملال مین کچھ خوش ہوتے ہین لیکن یہ بحیا کھانا زہرمار کرکے ناچ راگ رنگ مین مصروف ہوا سامان عیش و نشاط مہیا ہی شراب پی رہا ہی کف منھ مین بھر آیا ہی نشہ مین بلبلا رہا ہی کہ یا سامری جمشید جلدی سحر ہو جا کہ اپنی معشوقہ سے ہمکنار ہون گوہر مراد حاصل ہو تسکین دل ہو کبھی یاد محبوب مین تڑپتا ہی کبھی پڑ رہتا ہی لیکن جب ساقی قدرت نے مینائے چرخ سے جام آفتاب مین صبوحی ضیا بصد صفا لبالب بھری اور کشتی گلگونۂ شفق مشرقیہ مین بصد زیب و زینت رکھکر پیش رندان خمخانۂ جہان دھری

نظم

فوج انجم ہوئی گریزان سب — شہ خاور سپہر گرد ہوا — علم آفتاب نکلا جب
ہوا میدان چرخ سے اکبار — ہوا انجم سیاہ رو بفرار — رونق تخت لاجورد ہوا

صمصام اپنے چھپر کھٹ سے اُٹھا اوجے پاسٹ کا سامان کیا لونڈیون بیچارو لونڈیون سے اشنان کیا دھوتی بھی اچھی طرح نہ بھیگی ساری منگوائی باندھی برچھی اُٹھایا ہاتھ مین سامری و جمشید کی سامنے تصویرین رکھین کچھ منتر جنتر پڑھنے لگا لشکر اسکا کمر باندھ رہا ہی کہ یہ بحیا حکم دے چکا ہی ابھی پوجے سے فراغت نہین پائی کہ تیرہ بختی کی بلا سر پر آئی یکایک صحراے گرد عظیم بلند ہوئی آواز شیر کے نعرے کی پیدا ہوئی ایک شید ای کفاران بحیا و ای نابکاران پُردغا صمصام بکجرم کہان جاتا ہی منم شاہزادہ ہنرمند جلیل صف شکن تیغ زن صاحب تدبیر ملازم شاہنشاہ کوکب روشن ضمیر اب سب نے سر اُٹھا کر دیکھا ایک جوان خوش رو با تاج شاہنشاہی شیر پر سوار پشت پر فوج جلالت آثار قریب لشکر اس نوجوان نے یہ پکار آواز دی ای ضرغام صحرا نشین تمھاری خوراک حاضر ہی آؤ ان روبہ صفتون کو کھا جاؤ یہ کہکر دستک دی برق چمکی ہر ایک کی آنکھ جھپک گئی بعد چشم زدن دیکھا صحرا سے ہزارہا شیر منھ کھولے ہوے دم علم کیے ہوے ڈکارین مارتے ہوے اس زور و شور سے لشکر شیران صحرائی آیا کہ شیر فلک کا کلیجہ بھر آگیا یہ شیر سب آکر چیر پھاڑ کے ہر ایک کو پھینکنے لگے کسی شیر نے کسی کو تھپڑ مارا وہ زمین پر گرا شیر نے گلے پر منھ لگا کر خون پیا خون پیکر ادھر اچھالا کہ

ہوا زیادہ بیباک ہوا دو دو کو چار چار کو پامال کرنے لگا ایک حملے مین پچاس ہزار ہمراہیان صمصام رہرو راہ عدم و شعلہ افروز نار جہنم ہوئے پے درپے درہم و برہم ہوئے صدائے الامان الامان بلند ہر ایک محزون و دردمند بے حواس عالم یاس ہرچند چاہتے ہین کہ بھاگ کر نکل جائین شیرون سے جان بچائین ممکن نہین صمصام نے جو یہ ہنگامہ دیکھا گھبرا بعجلت تمام لباس پہنا جھولی کو سحر کی بائین ہاتھ پر ڈالا ایک سیہ کاغذ چھوٹا سا ہاتھ مین لیا معروض بے صد باگینڈے کاٹے زمین پر پھینک دیے نشتر سے پیشانی کا خون لیا اُن سب پر چھڑکا آواز دی ای کرگدن خوک پیکر جلد آ بدعت بیران صحرانشین سے بچا یہ کلمہ اس بد انجام کی زبان سے تمام ہوا تھا وہ پرچے تمام اُڑ گئے بعد دم بھر کے دہ کوہ سے بڑے بڑے گینڈے بیجا فیل مست کے قوی تن قوی تر چست و چالاک پیدا ہوئے شیرون سے لڑنے لگے اب ہزبر بلتن نے دیکھا کہ یا تو میرے شیر لشکر صمصام کو تباہ کر رہے تھے چیر پھاڑ کر کھا جاتے تھے مگر اب گینڈون کی جانب متوجہ ہو گئے اہالیان فوج نے مہلت پائی ہزبر بلتن فوج دریا موج لیکر اسکے لشکر پر جا پڑا آگوے تیغ تاریخ چلنے لگے دریائے خون جاری ہوا جانبین کے ہزارون مارے گئے ادھر شیر اور کرگدن آپسمین لڑکر مرے دو پہر ڈھلتے ڈھلتے شیر اور کرگدن سے میدان پاک اور صاف ہوا لیکن شیران میدان کار زار دادِ مردی و مردانگی دیتے تھے جان دینے پر آمادہ تھے سپر سحر تک ہاتھ مین نہ لیتے تھے اول غفلت مین صمصام ناکام کا لشکر شکست اثر سب قتل ہوا لاکھون کی نوبت پہونچی مگر جب صمصام نے سنبھل کر اشیائے سحر ہاتھ مین لیے اڑتا ہوا میدان مین آیا اور ہزبر دلاور نے جو سحر سے شیر پیدا کیے تھے انکو کرگدن ہائے سحر سے مٹایا ہزبر دلاور نے اپنی فوج ظفر موج کو آواز دی ای مردان بکوشید تا جامہ زنان نپوشید مبیت روز جنگ است جنگ باید کرد بکوشش نام و ننگ باید کرد یارو ہم سب مرنے کو آئے ہین نام کرنے کو آئے ہین جہانتک ہوسکیگا انکو زندہ نہ چھوڑینگے صحرائیون نے قتل سے مونہ نہ موڑینگے اب دونون لشکر آپسمین مل گئے حربہائے سحر چلنے لگے

شعلہ ہائے آتش سحر سے مثل صبح حشر	تیغ کا وری جلنے لگا نظم
ہوا فوج صمصام پر حملہ ور	وہ تھا حاکم تیغۂ برق تاب
ہزبر دلاور بصد کر و فر	لگے کشت امید دشمن خراب

یہی دل میں ٹھانی شہ کینہ جنگ | کرون پُرزے صمصام کو بے درنگ
ہوئی آتش سحر اس درجہ تیز | فلک شعلہ بار و زمین شعلہ خیز
بھڑکنے سے آتش کے یہ ڈول تھا | دھوان دھار سحر کے اُوپر ہول تھا
ہوا گرم ہنگامۂ دار و گیر | لرزنے لگا خوف سے چرخ پیر
کہین خون کی ندی زمین پر بہی | کہین بارش آتش سحر تھی
ہوا ابر خون اسقدر موج زن | ہوئے سنگریزے عقیق یمن
گرج رعد کی اور چمک برق کی | برستے تھے مرجان برسات تھی
وہ سر تھے زمین پر کہ اولے پڑے | دل دشت مین تھے پھپھولے پڑے
ہزبر دلاور نے با شد و مد | کیے قتل چن چن کے اہل حسد

مگر صمصام بھی بلائے روزگار تھی جب اتنے بڑے کام پر ملعون نے کمر باندھی جو ایسے بادشاہ عالیجاہ سے بغاوت کی ہے کہا ہے قیامت اثر کہاں ہو اگر ہنر پرور نے تلوارین برسائیں تو اس سنگدل نے پہاڑ کی طرف اشارہ کیا پتھر پہاڑ سے جدا ہوئے تلواروں کو توڑا ہنر پرور بلتین تھے جسوقت جھولی سے کاغذ نکالکر چھوٹے چھوٹے جانور اور سور ڑھکر ہوا پر اُڑا دیے اور آواز دی کہ ای پرندو وقت بلند پروازی ہی یہ کلمہ زبان سے نکلا تھا کہ صمصام نے دیکھا ہزار ہا طائران خوشرنگ ہوا پر اُڑتے ہوئے نظر آئے اہالیان فوج صمصام کے ہوش اُڑے جبتک صمصام رد سحر کرے وہ طائر سرون پر اُسکے ملازمون کے بیٹھنے لگے جو طائر جسکے سر پر بیٹھ گیا وہ پتھر کا پتلہ تھا ہاتھ پاؤن بے حس و حرکت نہ آنکھ مین بصارت نہ قلب مین قوت اسی طرح قریب پچاس ہزار کے تصویر سنگین بنکر رہ گئے اور ملازمان ہنر پرور کے بھی صدہا ساحر قتل کیے یہ دیکھکر صمصام نے فوراً ایسا سحر کیا کہ دو پرشانو پیدا ہوئے اُڑا بہ عجلت ایک سمت غائب ہوا ایک چشم زدن مین پھر آیا آواز دی ہی مرغان کوہی بحق سامری جلد آؤ خوراک تمھاری حاضر ہے دیکھا آسمان پر تیرہ اقبال کوئی سو عقاب ہا با منقارین کھولے ہوئے پنجہ مثل آہن کے ان طائران خوشرنگ پر آگرے پنجہ سے اگر پکڑا چیر کر پھینکدیا دوسرا غضب یہ ہوا کہ خون اُس طائر کا جسپر پڑا جلکر خاک ہوا اور اگر یہی خون سر پر ان تصویرہائے سنگین کے گرا فوراً ہوش آگیا سحر باطل ہوا جسم اصلی پھر پایا یہ رنگ جو ہنر پرور نامدار نے دیکھا مجبور ہو کر ایک نعرہ کیا سحر پڑھا منہ سے شعلہ نکلا طائران سحر اور عقاب دونون جلکر خاک ہوئے ایسے ہی آپسمین بہت سے

سحر ہوے کبھی غالب اور کبھی مغلوب رہتے لڑتے ہزبر چہلتن اور صمصام ناکام کا سامنا ہوا
آپسین دونون افسرون مین سحر ہونے لگے صمصام نے ہاتھ تلوار کا مارا ہزبر نے سپر سحر پر
روکا کئی سو شعلہ سپر سے نکلا ہمراہیان صمصام کو جلایا اور ہزبر چہلتن نے گولہ نکالکر مارا
صمصام کی تلوار کے دو ٹکڑے ہوئے تلوار پھینک کر صمصام نے انگلی سے اشارا کیا
گولہ دو ٹکڑے ہوا صمصام نے اپنی جھولی سے ایک ترنج شیرین نکالا دل میٹھا جاتا ہی ترنج
پر چھو چھو کر رہا ہی دیکھا ہزبر نے اور اہالیان فوج نے کہ وہ ترنج نہین ہی بلکہ ایک ٹیا ہی اسکو
لھو لکر ہزبر پر کھینچ مارا غبار بلند ہوا گرد ہزبر کے حصار غبار کھنچ گیا بیچ مین تھا اور ہر چند چاہتا
ہی اسکو دفع کرون غبار الم دل پر چھا گیا معلوم ہوا کہ اس بہانے مجکو خاک مین ملایا زبان مین
بھی لکنت آئی سحر فراموش ہوا عجز و بیخودی کا جوش ہوا صمصام بدانجام نے نعرہ کیا فوج کو اسکی
گھیر لو اور قتل کرو ہا ہین نے اس شیر دلاور کو لیا دام غبار مین پھنسایا بعد چند عرصہ کے تلوار
کھینچکر خود اپنے گلے پر پھیرے گا گردن پر رکھیگا مجسے مقابلہ کا مزا پائیگا اب ہزبر چہلتن نامی
قلعۂ خاکی مین بند دل دردمند تمام جسم غبار آلود ملک الموت سامنے موجود ایسا ہی ساحر
زبردست ہی کہ کچھ جھولی سے نکالکر پھینکتا جاتا ہی صمصام کو بھی خوف ہی قریب نہین آتا
دور سے یا سامری و جمشید کرتا ہی غبار سحر کی دیوار بناتا جاتا ہی اور فوج ہزبر پر زیادہ دباؤ ڈال
رہا ہی مگر وہ سب مردان عالم جانباز سرفروش اپنے مالک کی محبت کا جوش گرد اس غبار کے
مصروف جنگ ہین ہر چند قصد کرتے ہین خاک ہو جائین اپنے مالک تک جائین جب غبار
کے قریب جاتے ہین بینائی مین فرق آتا ہی گھبرا کر پلٹ آتے ہین یہان تو ان دلاورون کا یہ
رنگ ہی ادھر ہزبر چہلتن اپنی جان سے تنگ ہی مگر اب حال شہنشاہ کوکب کا تحریر ہوتا
ہی کہ نہایت عدالت گستر رعیت پرور صاحب جاہ و جلال اپنے شہزادون کا خیال اسکے
سال کا زمانہ اس لڑائی کو گزرا اگر کوئی ملازم کوکب کا شریک افراسیاب ہوا مگر اس بیچارہ
کا جس وقت سے یہ حال سنا ہی سر دھنتا ہی ہزبر جو ضد کرکے چلا آیا ہی کوکب پر بہت شاق ہی
ناظرین روشن رائے پر واضح ہو کہ پاس شہنشاہ کوکب کے ایک آئینہ ہی کہ اسکو مرات
واقعہ کہتے ہین خاصیت مین جام جہان نما ہی جب اسکو سامنے رکھکر معائنہ فرماتے ہین جس

امر کے دیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے وہ حالات آئینہ ہوجاتے ہیں جس وقت سے ہزبر بلیتن
واسطے جنگ صمصام کے گیا ہے کوکب تنہائی میں اُس مرأت واقعہ کو ملاحظہ فرما رہا ہے
جو کہ یہاں حالات گذرے وہ سب دیکھے یہانتک کہ ہزبر بلیتن کو حصار غبار میں مبتلا دیکھا
گھبرایا چونکہ برہمن روئین تن نے منع کیا ہے کہ قصر جمشیدی سے قدم نہ نکالنا اپنا جانا تو ممکن
نہ تھا ورنہ فوراً جاتا حصار غبار سحر کو مٹاتا آواز دی ای سیار تیز رو جلد حاضر ہو یکایک
چھت شق ہوئی ایک ساحر نوجوان چہرہ مثل ماہتابان پیشانی پر ثابت ہوتا ہے کہ ستارہ
اقبال کا چمکتا ہے آتے ہی عرض کی حاضر کوکب نے جلد ایک صندوق کھولا اسمین
سے ایک شیشہ بھرا آب نایاب نکالا اور ہاتھ میں سیار تیز رو کے دیا فرمایا ای سیار تیز رو
جلد اپنے تئین صحرائے لالہ زار میں پہونچا ہزبر بلیتن صمصام ناکام سے مصروف
جنگ ہے اُسنے سحر غبار سامری کیا ہے وہ صاف باطن اُسمین پھنس گیا ہے غرق زمین ہو کر
اپنے تئین پہونچانا اس شیشہ سے پانی لیکر پہلے اُسکے منھ پر چھینٹا دینا ہوش میں آجائیگا اور
یہ شیشہ ہاتھ میں اُسکے دیکر کہنا کہ اس شیشہ کو اُٹھا کر طرف آسمان کے پھینک دے شیشہ شکست
ہو کر اسکا آب نایاب جسپر پڑیگا اسکو پناہ پانی مشکل ہوگی حصار غبار سحر بھی باطل ہوگا چند ساعت
کے واسطے سب بیہوش ہوجائینگے اُتنے عرصے میں کہدینا کہ صمصام کو گرفتار کر لینا اُسکے
تخت پر صندوق رکھا ہے اُسمین بچہ ہے وہ بھی اپنے قبضے میں کرنا یہ فرما کر سیار کو حکم دیا کہ جلد
جا خبردار کوئی لفظ فراموش نہ کرنا سیار تیز رو قصر جمشیدی سے باہر نکلا دونوں پاؤن
زمین پر مارے غرق زمین ہوا اور زمین کو کاٹتا ہوا چلا یہاں صمصام نے ہزبر کو
حصار غبار سحر میں پھنسایا ہے جانتا ہے کہ چند ساعت میں تلوار سے خود اپنا گلا مبہوت
ہو کر کاٹ ڈالیگا اس خیال سے طرف فوج ہزبر بلیتن کے پلٹا ہے اپنے دست نجس سے
گوے تیغ تاریخ مار رہا ہے ہزبر نے اب بدحواس ہو کر قبضے پر ہاتھ ڈالا ہے کہ تلوار کھینچوں
کشاکش سحر نہیں اُٹھ سکتی خود اپنا گلا کاٹ ڈالون کہ یکایک زمین شق ہوئی سیار تیز رو
مثل برق جہندہ زمین سے پیدا ہوا منھ پر ہزبر کے پانی کا چھینٹا دیا فوراً ہزبر کو ہوش
آیا اپنے شاہنشاہ کی پرورش دیکھکر چہرہ خوشی سے مثل گل سرخ ہوا سیار نے شیشہ ہاتھ میں دیا

پیام کوکب لفظ بلفظ سُنایا خود غرق زمین ہو کر غائب ہوا ہزبر بلیتن نے فوراً اپنے شیشے
سے تھوڑا پانی چلو مین لیا غبار سحر پر پھینک مارا غبار سحر برطرف ہوا ہزبر بلیتن مثل
شیر غضبناک نعرہ کرتا ہوا جھپٹا اور شیشہ اُٹھا کر جانب آسمان کے پھینکا صمصام نے
جو نعرہ ہزبر بلیتن کی صدا سُنی سنتے ہی پلٹ کے دیکھا جھومتا ہوا آتا ہی گھبرایا یہ غبار
سحر سے کیونکر نکلا جبتک کچھ فکر کرے یکایک لکۂ ابر سیاہ آسمان پر آیا بوندیان پڑنے
لگین جسپر پانی کی بوندیان پڑین ہائے کہکر زمین پر گرا اور بیہوش ہو گیا صمصام نے
قصد کیا کہ میدان رزم سے نکل جاؤن یہ ابر کس غضب کا ہی اس سے بچنا دشوار ہی
کدو کاوش بیکار ہی چاہا تھا زمین پر پاؤن مارون غرق زمین ہو کر نکل جاؤن جان بچاؤن
یکایک چند بوندین پانی کی اُسپر گرین یہ معلوم ہوا کہ شعلہ ہائے آتش جسم سے نکلنے لگے استخوان
جلنے لگے ہائے کر کے زمین پر بیہوش ہوا ہزبر بلیتن مثل قضائے ناگہانی اسکے قریب آیا گردن
پکڑ کر دبائی زبان صمصام کی مُنھ سے ایک وجب باہر نکل آئی ہزبر نے سوزن دیا شکنجہ
باندھین جست کر کے قریب تخت آیا صندوقچے کا اپنے قبضے مین کیا تیغہ پکڑ کر فوج پر جا پڑا
وہ سب بیچارے حال اُس بد اقبال کا دیکھ کر بھاگے چشم زدن مین میدان صاف ہو گیا ہزبر
بفتح و فیروزی پلٹا خیمے خرگاہ صمصام کے اپنے قبضے مین کیے خزانے اُس ملعون کے فوج
نے لوٹ لیے اب صمصام بد انجام کو ہوش آیا اپنے تئین گرفتار طوق و زنجیر سحر پایا اب
ہزبر بفتح و ظفر بصد کر و فر نوبت نقارہ بجاتا ہوا اپنی فوج باقی ماندہ کو لیکر طرف کوکب کے
چلا یہان کوکب نے یہ سب معرکہ مرأت واقعہ مین دیکھا صورت فتح و ظفر نظر آئی سجدہ شکر
پروردگار کیا قصر مرأت سے باہر آیا تمام حال خورشید روشن رائے وزیر اعظم سے بیان
کیا سبنے مبارکباد دی نذرین خوشی کی گذرنے لگین ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش
آواز بصد ناز و انداز حاضر ہوئے ملکہ حنائے گلگون پوش نے حکم دیا کہ سب نازنینان حسین
و مہ جبینان مہر تمکین حاضر ہون آج ہمکو انتہائی خوشی ہی ہماری دختر نیک اختر کی خدا نے
جان بچائی ایسی خوشی سُنائی ملکہ بہاران شمشیر زن کو خدا سلامت رکھے وہ آفتاب عالمتاب
آسمان طلسم نور افشان ہی اُسکی صولت و شوکت سے بہرام فلک لرزان ہی کوکب نے فرمایا

کہا اے ملکہ بخدا جس وقت سے حال تجھے کا سُنا تھا خنجر غم دل پر چل رہا تھا اگر میرے قتل کا سامان ہوتا کبھی نہ اسقدر پریشان ہوتا مختصر جام مے ارغوانی گردش میں آیا صدائے ہوشاہوش دونوشانوش بلند ہوئی ایک رقاصہ نے یہ اشعار گائے نظم

لاتا ہے بار بار نوید وصال عید — معشوقہ طرب کا مبارک معانقہ
ابرو ہے مہوشان کی طرح اہل دید کو — لڑتا ہے کچھ فلک پہ شتابی ہلال عید
مینا ہے آسمان میں گویا کہ ساقی عید — جو جیسے ہر انجمن میں نشاط و طرب کے
ذکر سرود شیخ کو لاتا ہے وجد میں — صوفی کو حال آتے ہیں سنکے حال
سینوں میں اہل شوق کے دل ہیں [illegible] — اُجلا سا ہے بزم حسینان کو آئینہ
آتش شوق میں جل رہے نشینوں کی مجمر ہیں — مشاطہ عروس بدیع الجمال عید
آگے نذر دیتے ہیں جاہ و جلال عید — ہر شادی شبانہ ہے نوروز کا جواب
شاہی شکوہ تیری سواری ہے دیکھ کر — کچھ منفعل وہ ہے میں جاہ و جلال عید
خود آب پاش ہو عرق انفعال سے — عیش و نشاط حاشیہ بوس بساط ہیں
احباب شاد ہو کے بغلگیر ہوں بہم — اعدا کے ہوں گلے پہ تیغ ہلال عید

آتا ہے دور دور سے پیک خیال عید
دیتا ہے مژدہ قاصد فرخندہ فال عید
کیا رنگ نو بدلتی ہے مستوں کو دیکھ کر
ہر بزم میں ہے غلغلہ قیل و قال عید
طرز خرام دیکھتے ہوتے ہیں ہر قدم
آئینہ از حسن رخ بے مثال عید
خدام بارگاہ کو اک شہریار کی
ہر روز جشن رہتا ہے دن بھر مثال عید
جاری اگر ہو حکم معلٰی تو راہ میں
خدام بارگاہ میں جاہ و جلال عید
دربار میں کوکب سے وہ

جشن و عیش ہے کہ ہر خرد و کلان ادنیٰ و اعلیٰ پیر و جوان خوشی سے اپنے جامے میں پھولے نہیں سماتے ہیں در خزانہ وا ہے زر سرخ و سفید تقسیم ہو رہا ہے فلک کج رفتار گردوں غدار چشم زدن میں عیش و سرور کو مبدل بغم و رنج کرتا ہے محفل خوشی کو دم بھر میں درہم و برہم کرتا ہے کہیں شادی کہیں ماتم کہیں عیش کہیں غم کہیں سوز کہیں ساز بموجب بند مسدس

ہے عجب حال جہان بے ثبات و بے مدار — آج جو تخت طلا ہے کل ہے مرقد کا کنار
تھا کہاں جمشید کس جا تھا فریدوں کو قرار — قصر و ایوان تو کہاں ملتے نہیں انکے مزار

ہر کجا افتادہ بینی خشت در ویرانہ
ہست فرد دفتر احوال صاحب خانہ

جس وقت کہ ہزبر بلیتن نے صمصام کو گرفتار کر لیا تجھ بھی قبضے میں کیا وہاں افراسیاب خوشی خوشی بارگاہ حیرت میں آیا ہے خوشی میں حال صمصام ملکہ حیرت کو سنایا ہے اور

عالم خوشی مین کہتا ہی کہ ای خاتون محل مین آپ کے خداوند لقا نے تدبیر معقول کی صمصام
مع بچہ کے قتل برہان آماہی مگر بری مشکل مین مین نے اُسکو راضی کیا ہی تمھاری مصاحب جو
ہی لالہ زار تحر نسی چشم اب تم اُسکو راضی کردکہ جب وہ یہان آئے ایک لمحہ اُسکے سامنے
جائے پھر مین وعدہ شادی کا کر کے تمھاری خدمت مین بھیجدونگا جب برہان قتل ہوجائیگی
خواہ شادی کرے یا نہ کرے اُسکو اختیار ہی مگر اسوقت دام تزویر ضرور بچھانا چاہیے اس مرغ
زیرک کو پھنسانا چاہیے حیرت نے کہا مین ابھی جاتی ہون یہ کہکر قصد ہوا کہ لالہ زار کو
بلاؤن یا خود جاؤن مگر افراسیاب نے کہا کہ ای شہنشاہ کتاب سامری مین ملاحظہ فرمائیے
کہ آج صمصام کس منزل پر آتا ہی کیا کر رہا ہی بجائے خوشامد اُس حوالی کے تاجدار کے
کو فرمان لکھکر روانہ کردون کہ جسکی سرحد مین صمصام پہونچے وہ واسطے اُسکے سامان دعوت
مہیا کرے اور باعزاز و اکرام منزل بمنزل یہانتک پہونچائین پس افراسیاب اس صلاح
حیرت کی نہایت خوش ہوا کتاب اُٹھا کر دیکھنے لگا حیرت نے دیکھا کہ جون جون شہنشاہ
کتاب ملاحظہ کرنے مین رنگ چہرے کا متغیر ہوتا جاتا ہی یا عذر لیش فش پر پڑا ہی تو جھے کا دراوہ
ہی غصے مین زانو پر ہاتھ مارا حیرت نے گھبرا کر پوچھا ای شہنشاہ خیر تو ہی اتنا فقط افراسیاب
نے کہا کہ ملکہ غضب ہوا صمصام گرفتار ہو گیا ابھی جاتا ہون زمین کے طبقے ہلاتا ہون
یہ کہتا ہوا قبضے پر ہاتھ ڈالکر مثل فتنۂ خوابیدہ کے اُٹھا اور ایک تحر کے مثل شعلۂ آتش
سرکش بلند ہوا ستارہ تھا کہ آسمان مین ڈوب گیا یہان ہنر بر جلیس نے دشت لالہ زار
سے نکلنے کا قصد کیا ہی تھوڑا راستہ طی ہوا ہی کہ آسمان پر سے آواز آئی او ہنر بر کہان جاتا
ہی مین آپہونچا ہنر بر نے سر اُٹھا کر جانب آسمان دیکھا قیامت کا سامان نظر آیا کہ خود افراسیاب
نمایان ہوا کف منھ مین غصے سے چہرہ سُرخ کچھ اشارہ کرتا ہوا مثل شعلہ جوالہ زمین پر آیا اور
چند سنگریزے اُٹھا کر طرف آسمان کے پھینکے لشکر ہنر بر پر پتھر برسنے لگے ہنر بر کہ ابھی اسکے
اچھی طرح ہوش و حواس بھی درست نہوئے تھے لشکر بھی بار سحر صمصام اُٹھا چکا تھا
گھبرا گیا سحر تو سنبھالین کرکے افراسیاب پہ کیا گولہ مارا مگر قصد ہوا کہ نکل جاؤن بچہ تو میرے
قبضے مین آچکا ہی اُڑ جنگی ضرورت کیا ہی پلٹ کے جاتا صندوق اُٹھاؤن دیکھا چند بچے

سنہرے صندوق کو پکڑے ہین ہر چند زور کیا مگر صندوق اپنے مقام سے نہ ہلا گھبرا کر اپنے تخت
سے کود پڑا افراسیاب نے آواز دی ہمارے خیرخواہ صمصام کی زبان سے جلد سوزن
نکالو قید سحر سے جلد رہا کرو یہ کہتے ہی ایک پتلہ فولاد کا زمین سے نکلا افراسیاب کو سلام کیا
عرض کی غلام حاضر ہی حکم شاہنشاہی بجا لاتا ہون یہ کہتا ہوا طرف صمصام کے چلا ہزبر نے
دیکھا کہ پتلہ طرف صمصام کے جاتا ہی گولے ترنج نارنج اُسکو مارے پشت و پہلو پر پتلے کے
پڑے کچھ تاثیر نہوئی پتلہ گولے کھاتا ہوا حربے سحر کے اُٹھاتا ہوا قریب صمصام پہونچا جاتے
ہی سوزن زبان سے نکال لیا قید سحر کو توڑ کر پھینک دیا پتلہ خود تو یہ کام کر کے غرق زمین
ہو کر غائب ہوا صمصام کو ہوش آیا قید سحر سے چھوٹا افراسیاب کو دیکھا کہ میرے دشمنون کو
قتل کر رہا ہی ہزبر بھاگا بھاگا پھر رہا ہی افراسیاب کو دیکھکر صمصام دلیر ہوا ہزبر نے جا کر
ہاتھ شمشیر سحر کا مارا ہزبر نے سپر سحر پر روکا آواز دی او نامرد حاجی کو دیکھکر بہت بلبلایا یہ کہکر
خبردار خبردار کے ہاتھ تیغہ سحر کا مارا اُسنے چاہا روکون مگر تلوار مثل برق گری سپر کے دو ٹکڑے
ہوئے جیسے ابر تر سے بجلی کڑکڑا کر نکل گئی ہی خود کو بھی کاٹ کر تا دو ابرو تیغہ پہونچا ہاے کہکر
صمصام زمین پر گرا آواز دی ای شہنشاہ دہائی ہی بچائیے ہزبر نے چاہا کہ اسکی چھاتی پر چڑھکر
سر کاٹ لون افراسیاب جست کر کے بیچ مین آیا اپنا سینہ سپر کر دیا دوسری تلوار افراسیاب
پر پڑی مگر تاثیر نہوئی ہزبر بلیتن مثل ابر افراسیاب پر برس پڑا اب اسباب سحر صرف کیا
یعنی گولے ترنج نارنج گچھے پیکان کے دانے ماش کے مارے افراسیاب زخمی نہوا یہ حیرت ہی
کیونکر سب جیبے خالی ہو گئے افراسیاب نے اپنا تیغہ سحر اُٹھایا سر پہ ہزبر بلیتن کے لگایا وہ تیغہ
قضا تھا کیونکر لگتا ہزبر بلیتن ہاتھ سے افراسیاب کے سیار گلشن جنان ہوا افراسیاب
اسکو مار کر طرف فوج کے متوجہ ہوا صمصام کو آکر زمین سے اُٹھایا گلے سے لگایا زخم باندھا تخت
سوار کیا جس تخت پر صندوق بچہ قفل بران رکھا تھا اُسی پر جست کر کے آپ بھی بیٹھا اور
صمصام بد انجام کو ہمراہ لیکر طرف لشکر حیرت کے چلا راہ مین لشکر صمصام جو درہ ہاے
کوہ مین آکر چھپا تھا اپنے مالک کو دیکھکر دہائی دیتا ہوا نکلا صمصام نے عرض کی ای شہنشاہ
ٹھہر جائیے دیکھیے تین لاکھ مین صرف پچاس ہزار بچے آپکی محبت مین سب مارے گئے

افراسیاب نے تخت روک لیا وہ سب رونے پیٹنے قریب آئے کل لشکر کو ساتھ لیلیا افراسیاب نے
تابجد طلسم ہوش ربا ساتھ آیا کہا اے صمصام اب کچھ مقام خوف نہیں ہے یہ سرحد طلسم ہوش ربا کی
ہے بدولت سبکو خبر کرتے ہوئے جاتے ہیں ایک تاجدار جلیل آئیگا بارگاہ و خزانہ وغیرہ سب ساتھ
لائیگا تمکو باحتیاط لشکر حیرت میں پہونچائیگا بدولت نے تمھاری معشوقہ کو بھی بلا بھیجا ہے کیا سب
سامان وہاں مہیا ہے اتنا تامل اسواسطے ہے کہ بذلت تمھارا اگندہ و بروے لشکر مع فوج شان
و شوکت تمام آزرد با امرا واسطے استقبال کے آئینگے ہم تمھارا مرتبہ بڑھائینگے یہ کہکر افراسیاب
مثل تیر شہاب نکل گیا تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ صمصام بد انجام نے دیکھا ایک تاجدار مع
ساٹھ ہزار فوج آکر پہونچا صمصام سے بغلگیر ہوا صمصام نے نام پوچھا کہا مجھکو مفتوح بیشہ نشین
کہتے ہیں بحکم شہنشاہ طلسم ہوش ربا آپکے لینے کو آیا ہوں کل سامان عیش و نشاط ساتھ ہے
صمصام خوش خوشی عیش عیش کرتا ہوا ہمراہ مفتوح بیشہ نشین کے منزل بمنزل طرف لشکر ملکہ
حیرت جادو کے روانہ ہوتا ہے یہاں لشکر ہزبر پیلتن آفت سنگباری میں مبتلا تھا بعد جانے
افراسیاب کے وہ آفت سماوی برطرف ہوئی جب ہوائے گرم کے چلے سنگباری بہت باری
موقوف ہوئی کان میں آواز آئی مارا مجھکو کہ نام میرا ہزبر پیلتن تھا یہ سانحہ مصیبت خیز ماتم انگیز
جو سرداران ہزبر نے دیکھا گریبان چاک کیے منھ پر خاک ملی لاشہ ہزبر پیلتن کا اٹھا لیا روتے
پیٹتے طرف قصر جمشیدی کے چلے یہاں کوکب تہمتن ضغیر غافل از شعبدہ بازی فلک بزم عیش
آراستہ کیے ہوئے باتیں کر رہا تھا کہ ماشاء اللہ ہزبر پیلتن فوج صمصام سے کیا خوب لڑا ہے
غضب کا معرکہ پڑا مگر شیر بیشہ جرأت نے اُس صمصام روبہ خصال کو گرفتار کر لیا انشاء اللہ
پہونچا چاہتا ہے ایسا سرفراز کرونگا کہ اُسکو بھی ہماری عنایت پر ناز ہوگا اے وزیر اعظم صمصام
کو بھی بھجاتا ہمارے قدموں پر گراتا فقط براہ چشم عقلی دو چار روز نظر بند رہیگا یقین ہے کہ پھر
ایسی خطا اُس سے سرزد نہو مگر پھر اُسکے قبضے سے لینا ضرور ہے اب مجھکو اُسکا اعتبار نہ رہا مقدمہ
جان کا ہے حفاظت ملکہ بہار شمشیر زن کی لازم ہے اب یہ دل میں ارادہ ہے کہ اس بچہ کو خدمت
میں ملکہ مشتری ستارہ طلعت مالک چہرہ بالاے طلسم نور افشان کے بھیجدیں کہ وہ پاس ملکہ
جیحون سبز پوش زبان دراز کے بھیجدیگی وہاں کسی کا گذر ممکن نہیں ہے خورشید نے عرض کی

بہت معقول تجویز فرمائی کیونکہ ہم لوگ جانبازی نہ کرین کہ ایسے دشمن کو حضور فرماتے ہین کہ قتل
نہ کرونگا ہرچند کہ حضور نے ایسی خبر خوشی کی سنائی گویا زبان تازہ جسم مین آئی مگر دل خودبخود
گھبراتا ہی کوکب نے کہا ای وزیر اعظم سچ ہی میرا بھی یہی حال ہی خودبخود دل پر ہجوم غم و ملال ہی
شاید کچھ ہزبر پیلتن پر افتاد پڑی آنے مین یہان بڑی دیر ہوئی جلد مرات واقعہ لاؤ ابھی حال
اُس جوانمرد کا آئینہ ہوگا یہ ذکر تھا اور خورشید اپنے مقام سے اُٹھا ہی کہ مرات واقعہ لاؤن اور
شہنشاہ کو دکھاؤن کہ یکایک شور گریہ و زاری در قصر جمشیدی بلند ہوا کوکب نے گھبرا کر کہا کہ
ارے دیکھو تو یہ کون روتا ہی یہ کلام تمام نہوا تھا کہ بہت سے سردار صبا سے خون مین نہائے ہوئے
لاشہ ہزبر پیلتن اُٹھائے ہوئے سامنے کوکب روشن ضمیر کے لائے چلائے دُہائی ہی سرکار کی کوکب
گھبرا کر تخت سے اُٹھا سرداروں سے پوچھا بارے فتح کی شکست کیونکر ہوئی تم سب تو صمصام
کو گرفتار کر چلے تھے فوج اُسکی شکست کھا کر بھاگ گئی تھی یہانتک تو خبر مجھکو معلوم ہو چکی تھی کہ صحرا
لالہ زار سے بفتح و ظفر آپ لوگ چل چکے تھے اُن سب نے سر اپنے زمین پر دے مارے عرض کیا
ای شہنشاہ گردون بارگاہ ہزبر پیلتن جوان شیر دل تھا حقیقت مین آپکے اقبال سے کس زور
شور سے لڑائی فتح کی تھی سرشار استہلی کیا تھا کہ خود افراسیاب آیا اُس سے بھی یہ شیر ایسا لڑا
کہ اگر رستم و اسفندیار ہوتے حلقۂ غلامی ہزبر پیلتن اپنے کان مین ڈالتے مگر اُس ظالم سے
کیا زور چلے جسپر نیزہ تیر تیغ تا بیخ تاثیر نہ کرے اُس جری نے جانبازی سے منہ نہ پھیرا افراسیاب
پر تلوار کھینچ کے جا پڑا جرات سے اُس نوجوان کی چرخ پیر لرزان ہوا آخر افراسیاب جہنمی
کے ہاتھ سے راہی گلشن جنان ہوا یہ سنکر قصر جمشیدی مین شور گریہ و زاری بلند ہوا کوکب
روشن ضمیر انتہا کا دردمند ہوا آنکھون مین آنسو بھر کے فرمایا انا للہ و انا الیہ راجعون افسوس
موت سے کسی کا زور نہین چلتا وقت قضا کسی طرح نہین ٹلتا کیا کیا تدبیر کی مگر کچھ نہو سکا جو
مرضی پروردگار کی اگر موت بسان کی قریب ہی تو ہما سا کیا اختیار ہی ہر طرح بندہ مجبور ناچار
ہی وہ مالک و مختار ہی دیکھیے پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی کون ہنستا ہی اور کون روتا ہی
ای خورشید روشن رای یہ تو دریافت کرو کہ وہ بیچارا کہان گیا یہ زبان سے کوکب کی نکلا تھا
کہ طائر سحر نے آکر خبر دی کہ ای شہنشاہ صمصام بد انجام کو افراسیاب اپنے ساتھ لے گیا

خراج گذاران افراسیاب راہ مین آکر اس سے بغلگیر ہوے اور لشکر حیرت کے رنگ پر ہونے
یقین ہی کہ صمصام پہونچ گیا ہوگا یہ سنکر کوکب روشنضمیر نے فرمایا خواجہ عمرو کو اس امر کی اطلاع کرنا
ضروری ہی وہ انشاء اللہ کچھ نہ کچھ اسکی تدبیر کرینگے مگر یار صادق تو یہ ہی کہ عمرو کیا کیا کام کرے
مقابلہ ساحران غدار کا وہ سحر سے ایک حرف نہین جانتے گر جرات عمرو پر ختم ہی مین عمرو کا
بندۂ احسان ہون لیکن اس مقدمہ مین نہایت حیران و پریشان ہون خورشید روشن راے نے
دست بستہ عرض کی ایک کام تو آپ جلد کیجیے ملکہ بران شمشیرزن ابھی راہ مین ہونگی نامہ بھیجکر
روک لیجیے وہ طرف ملکہ مہرخ کے نہ جائین یہان چلی آئین اپنی جان بچائین جب یہان پہونچین
تو حکم فرمائیے کہ ای نور نظر چندے باغ نگارین مین سیر کرو گھر سے نکلنا مناسب نہین ہی بعد اسکے
جیسا کہ عقل مین آئیگا سامان کیا جائیگا کوکب نے فرمایا ای وزیر اعظم تمنے بہت خیر خواہی تدبیر
معقول بتائی یہ ہماری بھی عقل مین آئی مگر شیوۂ جرات سے بعید ہی تمام طلسم نور افشان و طلسم ہوشربا
مین مشہور ہوجائیگا ہر خورد و کلان اطلاع پائیگا کہ صمصام نگوراہ کے خوف سے کوکب ایسا
لرزان و ترسان ہوا کہ ملکہ بران شمشیرزن کو باغ نگارین مین پنہان کیا اس ذلت سے مرجانا
بہتر ہی مگر خواجہ کو اطلاع دینا ضروری ہی کہ وہ انکی کنیز ہی یہ بھی خوب جانتا ہون کہ انکو بران
دل و جان سے عزیز ہی مجھسے زیادہ محبت کرتے ہین جب ہاتھ سے عشاق سبز رنگ کے گرفتہ
ہوئی تھی انھین کا کام تھا کہ اس ایسے ساحر زبردست کو مارا اب بھی جو کچھ ہوگا انھین کی کارگذاری سے
پروردگار فضل کریگا سنتے ہی عمرو اپنی جان لڑادیگا یہ کہکر قلمدان طلب فرمایا قلم اٹھایا کوکب
روشنضمیر نے اس طور سے خواجہ کو نامہ لکھا

نامہ لکھنا کوکب روشنضمیر کا خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کو مشتمل بہ تکرار اپنی صمصام
آنا نامے کا اور پہونچنا ملکہ بران شمشیرزن کا لشکر مہرخ مین اور داخلہ صمصام
کا لشکر حیرت مین اور برق کلجا کا ایک جادوگر کو مارنا اور خواب دیکھنا ملکہ مخمور
سرخ چشم کا نورالدہر کو اور روانہ ہونا واسطے دیکھنے نورالدہر کے طرف کوہ عقیق کے
اور آنا نامہ لقا کا پاس افراسیاب کے اور روانہ کرنا افراسیاب جادو کا
عقرب نیشزن جادو کو برائے مدد لقا نامہ

ای شہنشاہ اوج عیاری
دی مہ آسمان طراری
مصدر فیض صاحب ہمت
تاجدار ممالک فطرت
رہبر وجادۂ اولوالعزمی
طی کن منزل پیادہ روی
ذہن کیا کر سکے بیان حضور
عقل ودانش ہین چاکران حضور
عرض پیرا ہی کوکب وپندار
ہی بھری دل مین حسرت دیدار
فلک سفلہ پرور بے جنگ
کردیا اُسکی بدعتون نے تنگ
دمبدم رنگ یہ بدلتا ہی
خنجر ظلم دل پہ چلتا ہی
بخت بدکی یہ نارسائی ہی
آفت تازہ سر پہ آئی ہی
ہو گیا دوست جان کا دشمن
خضر راہبر ہوا دشمن
وہ جو صمصام ہی خراج گذار
ہی عدو جان کا وہی غدار
قتل برّان پہ چست کرکے کمر
جا ملا دشمنون سے بدگوہر
نیمچہ اک جو تحفہ جات سے تھا
پاس اُس بجیلکے تھا رکھا
اُسکے جوہر سے ہو جیے ماہر
صاف کرتا ہون آپ پر ظاہر
ای شہنشاہ ہی یہ جا سے لگا
مہر برّان وہی ہی تیغ قضا
جوہر خنجر ممات ہی وہ
قاطع رشتۂ حیات ہی وہ
دیکھیے رنج کیا دکھاتا ہی
سمت افراسیاب جاتا ہی
دسترس ہو تو قتل کیجیے گا
نیمچہ حیلے سے لیجیے گا
حال رنج وغم وملال تمام
الصمد یاد السلام والاکرام

یہ لکھکر طیران سریع السیر جادو کو طلب فرمایا یہ نامہ سر بمہر کرکے دیا اور ارشاد فرمایا کہ جلد بخدمت خواجہ عمرو یہ نامہ پہنچانا اور زبانی یہ بھی ہماری طرف سے ظاہر کرنا اور تمام کیفیت شاہزادہ ہنر بر چلیتن سے بھی ماہر کرنا کہ مین نے قصد اُسکے روکنے کا کیا تھا یہ شیردل بصد صولت وشکوہ جاکر خوب لڑا صمصام کو گرفتار بھی کر لیا تھا مگر جو نوشتۂ تقدیر ہوتا ہی اُس سے انسان ناچار ہی وہ پیدا کرنے والا مالک ومختار ہی اور ہنر بر چلیتن کی قضا آگئی تھی مین یہان غافل ہوا وہان افراسیاب نے آکر اُس شیردل کو مارا اور صمصام کو رہا کرکے اپنے ساتھ لے گیا اب جو آپ مناسب وقت دیکھیے وہ کیجیے طیران سریع السیر جادو اک عقاب سحر پر سوار ہوکر بعجلت تمام وہ نیک انجام طرف لشکر ملکہ مہرخ کے چلا لشکر ملکہ مہرخ مین تمام سردار اور عیار مصروف عیش ونشاط ہین طرا ابجادو کی دعوتین ہو رہی ہین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کرسی جواہر نگار پر جلوہ فرما ہین اور مہتر برق فرنگی ومہتر چالاک بن عمرو وجانسوز بن قران والاگہر مہتر قران بصد علم وشان اپنے اپنے مقام پر حاضر ہین اور حال خیریت مآل طرا ارتا ماما کے

ناظر ہیں کہ یکایک سامنے سے چرند و پرند جاسوسان لشکر اسلام حاضر ہوئے عرض کی اسوقت
ایک جادوگر صمصام جنگ آزما سے خونریز زرہ پوش بصد جوش وخروش داخل ہوا
چاہتا ہی وزیر و امیر واسطے استقبال کے گئے ہین شاید کوئی خراج گزار افراسیاب کا ہوگا
غلامون نے صرف نام دریافت کیا یہ تحقیق ہوا کہ کس ملک سے آیا ہی کہان کا رہنے والا ہی
اتنا البتہ جان نثارون نے دیکھا کہ سر پر اُس خیرہ سر کے پٹیان مرہم کی چڑھی ہین کہین سے
جنگ کر کے آیا ہی اُسکے ساتھ والے بھی زخمدار بیقرار خستہ شکستہ دیکھے ملکہ مہرخ نے فرمایا
انشاءاللہ دریافت ہو جائیگا اگر ہمارے مقابلہ کو آیا ہی طبل جنگی بجوائیگا بارے آنکہ پروردگار یہی
خدا وہ دن دکھائے کہ اسد غازی رہا ہو کر اس لشکر مین تشریف لائین یہ ذکر تھا کہ طیران نگر
عقاب سحر سے اترا واسطے تسلیم ملکہ مہرخ کے خم ہوا ہاتھ پر نامہ رکھکر خواجہ عمرو کو دیا عرض
کی بغور ملاحظہ فرمائیے عمرو نے فوراً نامہ کو کھولا مضمون جانگزا سے آگاہ ہوا رنگ رو متغیر
ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا قلب تھرا گیا ملکہ مہرخ سحر چشم نے پوچھا اے خواجہ خیر تو ہی عمرو نے
کہا اے ملکہ غضب ہوا تقدیر نے آفت تازہ دکھائی ایک بلائے آسمانی آئی خدا بچائے
اور تمام کیفیت خواجہ نے مضمون نامہ کی ملکہ مہرخ سحر چشم وغیرہ سے بیان کی یہ سنکر ہر سردار
کے ہوش وحواس باختہ ہوئے طیران سریع السیر جادو سامنے خواجہ کے کھڑا ہی
اور رو رو کے حال مصیبت ہزبر پیلتن کا جانبازی کرنا اور قتل ہونا بیان کر رہا ہی بالکل
دربار مع ملکہ مہرخ و ملکہ بہار اس حال مصیبت خیز کو سنکے اشک حسرت بہا رہے ہین
ہر ایک کا یہی کلام ہی کہ افسوس ہزار افسوس ایسے وقت مین ہم لوگون کو خبر نہوئی ورنہ
جا کر جانبازی کرتے اور اس مرد میدان شجاعت کو ہاتھ سے افراسیاب جادو بدخو
کے جسطرح ہو سکتا بچاتے اور صمصام ناکام پر وہ آفت لاتے کہ ماہیان دریا اور مرغان
ہوا اُس بدانجام کے حال پر روتے ہمکو ایسے نمک حرام کے اوپر ذرا ترس نہ آتا مصرع خیر زندہ
ہی اگر یار تو صحبت باقی ۔ دیکھا جائیگا وہ ملعون جب ہمارے مقابلے پر آئیگا اپنی سرکشی کی
انشاءاللہ سزا پائیگا مگر افسوس یہ ہو اس زمانہ مین ہم لوگون پر ایسا وقت تنگ ہی ہر سردار
اپنی جان سے بہ تنگ ہی زمانہ گذرنے میعاد قید اسد کا قریب آیا ہی اپنی اپنی فکر مین ہین گو پھر

اسی ذکر مین ہین کہ پروردگار افراسیاب غدار کے ہاتھ سے اُس نامدار کو بچانے اور
وہ جامع المتفرقین بخیر و خوبی رہا کرکے ہم سے ملائے اچھا جو مرضی پروردگار ایں بلاے

ناگہانی کو کبھی جھیلینگے اپنی جان پر کھیلینگے ہماری تو یہ مثل ہے قطعہ

ہر بلائے کز آسمان آید
گرچہ بادیگرے قضا باشد
بر زمین نارسیدہ میگوید
خانۂ انوری کجا باشد

یہ تقریر ملکہ مہرخ نے طیران سریع السیر کی سُنکر فرمایا صاحبو صبر کرو اپنے دل پر جبر کرو اب اس
مقدمہ مین تدبیر معقول بتاؤ مشیران خوش تدبیر نے دست بستہ عرض کی جواب مین اس نامہ کے
شہنشاہ کوکب کو تحریر فرمائیے کہ فی الحال واسطے چندے ملکہ بہاران کو یہان نہ آنے دین اثنا
راہ سے اپنے پاس بُلالین طیران نے عرض کی کہ یہ صلاح قبل وزیرون نے شہنشاہ کو دی
تھی اُس شیر بیشۂ جرأت صاحب شوکت ولیاقت نے فرمایا کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ مین ایک
نمک حرام کے خوف سے بہاران شمشیر زن صف شکن کو چھپاؤن کبھی ایسا نہو گا عمرو نے کہا اسمین مجکو
کیا دخل ہے شہنشاہ کوکب روشن ضمیر اس حقیر کے کہنے پر ضرور عمل فرمائینگے بہاران کو باغ نگارین مین
چھپائینگے یہ ذکر ابھی درپیش تھا عمرو نے قلم اُٹھایا مگر کچھ بات درپیش تھی کہ یکایک آسمان پر ایک ابر گلنار
نمایان ہوا اس زور و شور سے ابر اُٹھا ہے کہ تمام صحرا سُرخ ہو گیا ہے کوئی کہتا ہے آج آسمان سے خون برسیگا
کوئی کہتا ہے شفق پھولی ہے شام ادھر کی کیفیت بھولی ہے یا کوئی ساحر گلگون پوش آتا ہے حقیقت
مین قلب تھراتا ہے وہ ابر گلنار چرخ مارتا ہوا رعد کی گرج چشمک زنی برق کی دل ہلاتی تھی
طائران خوش رنگ کی زمزمہ سرائی عجیب کیفیت دکھاتی تھی دیکھا تو وہ ابر اسی جانب آتا ہے خاص
لشکر اسلام پر محیط ہو رہا ہے خواجہ عمرو اُٹھ کھڑے ہوئے ملکہ مہرخ و بہار و نافرمان و شکیل
و رعد و برق جملہ سرداران نامی تیغ و ترنج ہاتھ مین لیکر خائف و ترسان بیرون بارگاہ آئے
یقین کامل ہوا کہ افراسیاب نے کسی ساحر زبردست کو بھیجا ہے قصد ہوا کہ قبل از اُترنے
ساحر کے سحر سے رد کرین خواجہ عمرو گلیم کاندھے پر ڈالے کھڑے ہین اس ارادہ پر کہ ابر شق ہو
ساحر نمایان ہو مین لشکر سے نکل جاؤن جا کر عیاری کی تدبیر کرون مہتر برق حباب ہائے
بیہوشی ہاتھ مین لیے ہوئے تڑپ رہا ہے کہ یہ جو کوئی ساحر ہے جلد اُترے آتے ہی
حباب مارون قریب جا کے للکارون مہتر چالاک بن عمرو و بتمیل گوشے مین آیا

بعجلت تمام رنگ روغن نکالا ایک کنیز حسین مہ جبین خوشرو پری تمثال کی شکل بننے لگا
جانسوز بن قران نے ایک ساحر کی شکل بنائی ہے ضرغام شیر دل ایک چوبدار بنکر تیار ہوگیا
عصائے نقرئی ہاتھ مین گوٹے دار پگڑی سر پر جمی ہوئی چکن زیب جسم ململ چشم کا پٹکا کمر مین
چستی وچالاکی تیور مین مہتر قران بعد اختتام کر ایک کوہ مین آکر ٹھہرے ہین ساحرون نے
جو اپنے سردارون کو دیکھا کہ آمادہ حرب وپیکار ہین لڑنے پر تیار ہین کمر بندی کرنے لگے تیغ
تاریخ ناش کے واسطے ہاتھ مین لیے بعضون نے جھولیان اسباب سحر کی جلد جلد اٹھا کر زیب
دوش کین کسی ساحر نے نفیر سحر بجائی فوج ساحران تیار ہوکے آئی کہ یکایک وہ ابر گلنار شق
ہوا بجلی چمکی آنکھین سب کی جھپک گئین بعد چشم زدن دیکھا کہ تخت زرین پر ملکہ برّان شمشیر زن
بصد صولت وشوکت سوار ساحران نامدار کے ہاتھ مین طبلے زرنگار پھرہرے کھلے ہوئے
ہوا مین اڑتے ہوئے اُن پر تعریف الٰہی ونعت پیغمبر برحق بخط جلی مرقوم ہین لاکھو ساحران نامی کی
آمد کی دھوم دھام ہے پہلو مین ایک تخت مختصر اُس پر ملکہ مجلس جادو گر کنیزان خوشرو بارہ سو لڑکیان
ہمسن شوخ وشنگ طائر ہن زرین بال پر سوار کرتے جسم مین کلاہ ہائے زرین سرون پر
چھوٹے چھوٹے خنجر زیب کمر جھولیان بادلے کی بائین ہاتھ پر ڈالے بیندھیان گندھی ہوئین نگین
تارے سرخ عجب کیفیت دکھاتے تھے ابر سیاہ مین یاقوت احمر کے ٹکڑے نظر آتے تھے
خود ملکہ مجلس جادو جس تخت پر ہے ایک گھروندا آراستہ گڑیان مٹی کے کھلونے رکھے
ہوئے ایک گویا دلھن بنی بیٹھی ہے گھونگٹ نکالے ہوئے ڈومنیان بھی وہی مٹی کی گڑیان کسی کی
کمر مین طبلہ بندھا ہے چھوٹے چھوٹے ہاتھون سے ٹکڑے باندھ رہی ہین سر ہلاتی جاتی ہین
ایک گڑی سارنگی بجا رہی ہے ایک سکھ آگے بڑھی ہوئی گا رہی ہے بھاؤ بتا رہی ہے بیت
دو طبلون کی آواز اُنکی صدا وہ گانا کہ اچھا بنا لا ڈولا ایک سمت ملکہ شگوفہ سحر ساز
وزیرزادی بصد ناز طاؤس سحر پر سوار پایۂ تخت ملکہ برّان شمشیر زن پر ہاتھ رکھے ہوئے
جب مسکراتی ہے گویا بجلی چمک جاتی ہے ایک طرف ملکہ حیران جادو اور ملکہ مجلس جادو
بعہدۂ سپہ سالاری لشکر وفوج کو جاتی ہوئی شوکت فوج کو بڑھاتی ہوئی ایک جانب ملکہ
شعلہ برق انداز حاکم قلعۂ آتشبار گرمی حسن بازار خوبی مہوشان کو سرد کرتی تھی

جدھر نگاہ اُٹھاتی تھی برق چمک جاتی تھی ایک سمت ملکہ گلابی چشم نارنجی پوش بصد جوش وخروش
ایک طرف ملکہ چشمک زن جادو نگاہ طالب دیدار کی دشمن غرض اسی طرح چار سو
شاہزادیان ماہرخسار طرحدار بصد زیب وزینت گرد تخت ملکہ بُران شمشیر زن زیر ابرگانا
بلور چہار دست مرکب باد رفتار پر سوار ایک ہاتھ مین تلوار و یک ہاتھ مین سپر صاحب
فتح وظفر دونون ہاتھون کی مٹھیان بندھی ہوئین اگر وہ مٹھیان کھل جائین لشکر عدو پر آفت
لائین سبھی کا بند رہنا ہی بہتر ورنہ مٹھی کھلنے مین خرابی سراسری ہے یہ بھی شہنشاہ کوکب روشن ضمیر سے
اجازت لیکر شریک لشکر ملکہ بُران شمشیر زن ہوا ہی تمام فوج ولشکر کو ساتھ لیے ہوئے نمایان
ہوا تمام سرداران لشکر ملکہ مہرخ سحر چشم ملکہ بُران شمشیر زن کو دیکھکر خوشی سے باغ باغ
ہوگئے واسطے استقبال کے بڑھے اور بصد شوکت وحشمت ملکہ بران کو ہمراہ لیکر داخل بارگاہ
آسمان جاہ ہوئے پہلوے تخت ملکہ مہرخ مین کرسی جواہر نگار پر ملکہ بران شمشیر زن جلوہ گر
ہوئین شاہزادیان بھی اپنے اپنے مقام پر کرسیون پر بیٹھین خواجہ عمرو عیار گلیم کاندھے پر لیکر
کھڑے ہوئے تھے مسکراتے ہوئے اندر بارگاہ کے آئے ملکہ بران واسطے تسلیم کے جھکین
خواجہ عمرو نے بمحبت سر سینے سے لگالیا دعاے جانبازی دی مگر بران شمشیر زن نے دیکھا
کہ رنگ روے خواجہ عمرو متغیر ہی آنسو آنکھون مین بھرے ہوئے ہین رومال سے پاک کرتے
ہین ملکہ بران شمشیر زن نے بیقرار ہوکر پوچھا کیون خواجہ خیر تو ہی کیون آئینۂ رخسار پر گرد ملال
ہی کیا اسوقت اسد لاور کا کچھ خیال ہی خواجہ عمرو نے کہا نہین ای نور نظر اپنے آقاے
نامدار کے فراق مین مبتلا ہون آٹھ پہر تڑپتا ہون وہ آقا کہ جنکے ساتھ کھیل کر بڑے ہوئے
کبھی ایک لمحہ کی جدائی نہوئی تھی یا محبت مین اسد غازی سے سادہ سال کی جدائی ہوئی
دیکھیے کس دن جامع المتفرقین صاحبقران سے ملائیگا کس دن وہ گلشن بےخزان اپنی درباخرہ
نظر آئیگا ملکہ بران خواجہ عمرو سے یہ باتین کرہی تھین دیکھا ایک گوشہ مین طیران خاموش کھڑا
ہی مثل برگ بید کانپ رہا ہی روے زیبا سے ملکہ بران کو دیکھکر روتا ہی ملکہ بُران نے
فرمایا ای طیران تم اسوقت یہان کہان آئے ہو اسقدر کیون گھبرائے ہو اُسنے چاہا کہ مثل
خواجہ کے حال مصیبت مآل کو چھپاؤن دست بستہ عرض کی فقط زیارت خواجہ کو حاضر ہوا

تھا اور سب طرح خیریت ہی ملکہ بران نے فرمایا اسقدر بیقراری کا کیا باعث ہی قسم ہی تمکو ہمارے
سر عزیز کی صاف صاف بیان کرو اسوقت تو مین بھی اہالیان دربار کو پریشان پاتی ہون برائے
خدا جلد بتلاؤ مین ہول کھاتی ہون طیران سریع السیر جادو نے آخر ضبط نہو سکا چیخ مار کر رونے لگا
خواجہ عمرو نے بھی رومال آنکھون پر رکھ لیا اور سب سردارون میں بھی شور گریہ وزاری بلند ہوا
ہر خورد و کلان دردمند ہوا عمرو نے کہا ای نور نظر پارۂ جگر تجھکو مین فرزندان صاحبقران سے
زیادہ تیرے محبت کرتا ہون آہ پھر تمہارا ہی خیال ہی یہ بھی تم بخوبی جانتی ہو کہ تمہارا رازدار
بھی ہون پروردگار وہ دن دکھائے کہ اس راز کا انجام بخیر ہو خوب تمکو یاد ہوگا کہ جب عشاق
سبزہ رنگ نے بعد شکست ہونے دریا کے اور ٹوٹنے پل پر بزاوق کے بچہ سحر قیر مارا اور لاشہ
لیجا کر کوکب نے طلسم نور افشان مین رکھا مین آہ پھر بیقرار تھا مگر عنایت سے پروردگار کی
جا کر اس بچہ کو مارا اور لشکر کو بیاہی معرکہ اب بھی درپیش ہوا ہی اسوجہ سے زیادہ پس و پیش ہوا
ہی ابھی ابھی طیران سریع السیر جادو نامہ تمہارے والد نامدار کا لیکر آیا ہی اس سے دریافت ہوا کہ
صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش خود بخود باغی ہوا ہی اور بجے تمہارے دشمنون کے
قتل کا جو اس نگھرام کے پاس تھا لیکر بخدمت حیرت آتا ہی شہنشاہ کوکب نے خبر پاکر اسکو روکا
تھا تمہارے ملازم ہنر پرچلیق نے اسکو آڑو کا تھا لکھا ہی کہ اسے گرفتار بھی کر لیا تھا اسکے گرفتار ہونے
پر شہنشاہ مصروف عیش ہوئے اس خیال سے کہ اب ہمارا خیر خواہ نگھرام کو گرفتار کر چکا ہی لاتا ہوگا
یہان فلک کجرفتار نے کجروی دکھائی افراسیاب خود وہان جا پہونچا اس بد باطن نے
ہنر پرچلیق کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا صمصام تو چھوڑ الیا اب وہ داخل لشکر حیرت ہوا چاہتا ہی
لہذا میری خوشی یہ ہی کہ تم ابھی جانب طلسم نور افشان چلی جاؤ عیش و راحت باغ نگارین مین
بسر کرو انشاء اللہ مثل عشاق سبزہ رنگ اس بچہ کو بھی نہ مارا اور بجے اس سے نہ لیا تو نام
اپنا خواجہ عمرو نہ رکھا یا میری بھی قضا اسکے ہاتھ سے ہی اب تو مین انتظام ہر بائی احمد کبھی
بھولا بران نے بمحبت ہاتھ گلے مین خواجہ عمرو کے ڈال دیے عرض کی مین آپکو مثل پدر والد
نامدار کے جانتی ہون محبت قلبی سے آگاہ ہون آپکا فرمانا آنکھون سے بجا لاؤنگی مگر مقام غیرت
ہی کہ ایک نگھرام ذلیل ہمارے گھر کا غلام اسنے تو یہ کام کیا افراسیاب خانہ خراب کا شریک ہو

اور برسر مقابلہ آتا ہی شجاعت اپنی دکھاتا ہی یہ کنیز آپکی جسدن سے حاضر ہوئی مقابلہ حیرت جادو
اور افراسیاب جادو سے بھی نہین ہٹی اسکے خوف سے چلی جاؤن باغی کے خوف سے اپنے
تئین باغ مین چھپاؤن یہ کبھی نہوگا بلکہ واضح رہے جب وہ بجا طبل جنگی بجوا کر میدان مین نکلیگا
کسی سردار کو نہ جانے دونگی خود مقابلہ کرونگی اپنا خون اپنی گردن پر لونگی یہ باتین یہان
ہو رہی ہین کہ لشکر حیرت سے نوبت نقارے کی آواز آئی زمین تھرائی عمرو نے کہا شیا برق
دریافت کرو یہ کیا معرکہ ہی برق تڑپ کر چھپا صورت بدل کے لشکر حیرت مین پہونچا دیکھا کہ
ایک ساحر سیہ فام کو ملازمان حیرت استقبال کرکے لائے ہین وہ مغرور اکڑتا ہوا بل کرتا ہوا
چلا آتا ہی ملکہ حیرت بارگاہ مین آکر ٹھہری ہین حکم دیا ہی کہ شہنشاہ صمصام جنگ آہناے
خونریز زرہ پوش خیر خواہ دولت طلسم ہوش ربا کو جلد ہمارے سامنے باعزاز و اکرام تمام لاؤ
کہ ہم بہت مشتاق ہین یہ حکم سنکر وزیر و امیر دوڑے اور صمصام کو سامنے ملکہ حیرت کے لائے
پہلوون واسطے تسلیم کے خم ہوا پایہ تخت ملکہ حیرت کو بوسہ دیا حیرت جادو نے سر اسکا بعنایت
اٹھایا بارگاہ مین لاکر داخل کیا آپ تخت پر جلوہ فرما ہوئین پایہ چہارم تخت پر دنگل خاص جو واسطے
وزیر اعظم کے مقرر تھا اُسپر بیٹھنے کا اشارہ ہوا صمصام اس عنایت پر اور بھی زیادہ پھول گیا
اپنی لیاقت کو بھول گیا ملکہ نے اشارہ کیا جلد سامان عیش و نشاط لاؤ ساقیان مہوشان کو سامنے بلاؤ دیر
نہ لگاؤ یہ حکم ساقیان سیمین ساق غنچہ دہن گلابیان بادۂ ارغوانی کی لیکر حاضر دربار ہوئے جام صہبا
لالفام بے اندیشہ دورۂ انجام سامنے صمصام جنگ آہناے خونریز زرہ پوش ناکام کے
گردش مین آیا رقاصان پریچہرہ بصد ناز و ادا رقص مین مشغول ہوئین اور یہ غزل شروع کی

شب وصلت وہ گر پردہ جل جاتا تو کیا ہوتا — مرے دل سے جو ارمان نکل جاتا تو کیا ہوتا
شب وصلت جھٹک کر ہاتھ میرا یار یہ بولا — کہ او ظالم مرا سینہ مسل جاتا تو کیا ہوتا
دیا بوسہ نہ کیون سے متاع حسن عارض کا — درم اک گنج قارون سے نکل جاتا تو کیا ہوتا
شب وصلت یہ مجھسے پوچھتے ہین وہ شرارت سے — بتا دو وعدۂ وصل آج ٹل جاتا تو کیا ہوتا
نہ پڑھتا فاتحہ لیکن مرے مرقد کی جانب سے — اگر ہنستا ہوا وہ گل نکل جاتا تو کیا ہوتا
نہ پایا اس مسیحا کے سوا صحت دل عاشق — طبیبون کی دوا سے کچھ سنبھل جاتا تو کیا ہوتا

شکایت کی تو بولے وہ بہت تھے چاہنے والے — شب فرقت جو تیرا دم نکل جاتا تو کیا ہوتا
مری میت پہ گر میرے دل پامال کی حسرت — کف افسوس اگر وہ جو مل جاتا تو کیا ہوتا
سوال وصل پہ اب تو نہیں کی پانے لیکن — دلا گر اُنکے مُنھ سے ہان نکل جاتا تو کیا ہوتا
پہونچ جاتے رواق شاہدین ہمراہی قمر ہم بھی — یہ ارمان بھی اگر دل سے نکل جاتا تو کیا ہوتا

یہ غزل جو ایک نازنین پریچہرہ نے مخاطب ہو کر صمصام سے بصد ناز و ادا گائی مدت کا فراق دیدہ ہجران کشیدہ تھا طبیعت بھر آئی تصویر لالہ زار نرگسی چشم میں نظر پھر گئی زیبائی محفل مثل شبنم آنکھ سے گر گئی دماغ بھی بادۂ ناب سے گرم تھا بے اختیار رونے لگا اشکوں سے مُنھ دھونے لگا مبہوت ہو کر سر سے اپنے خود اُتار رقاصہ کو دیا وہ مسکرائی یہ کیسا سپاہی ہے پہلو میں ایک گھڑا جیرہ بکار ہاتھا کہا لو بی بی ہوا سے عیش چلنے لگی تم ایسی گاتی ہو کہ محفل میں بیخودی سے پگڑی اُچھلنے لگی اس فقرہ گرم پر تمام اہالیان بزم ہنسے اُسکو سر برہنہ دیکھکر لوگ پھبتیاں کہنے لگے ایک بولا ننگ خاندان ہے ایک بولا نہیں بھئی یہ محتاج و پریشان ہے سر کھولکر ملکہ حیرت سے فریاد کرتا ہے کسی نے کہا حال آیا چاہتا ہے دل کا رنگ دگرگون ہے کوئی بولا کسی لیلی وش کا مجنون ہے ملکہ حیرت نے رومال مُنھ پر رکھکر مسکرا کر حکم دیا کہ ایک کلاہ زرنگار لاؤ میاں صمصام کے سر پر پہناؤ ملازموں نے حکم سے کلاہ پہنائی رقاصہ بھی اپنے خود کے واسطے بیچارہ صمصام کا مارا روتا ہے مسکراتی ہوئی خود لیکر سامنے آئی عرض کی یہ خود حاضر ہے لونڈی کیا کرے گی صمصام نے جھپٹ کر جواب دیا کہ میں اپنی معشوقہ کے فراق میں روتا ہوں کیا میں خود کے لیے ملول ہوتا ہوں میں سمجھا تھا جسوقت دربار میں ملکہ عالم کے جاؤنگا معشوقہ میری ملکہ عالم کے ساتھ آئیگی میرے پہلو میں بیٹھے گی ہائے محروم ہی رہا اور لذت دید معشوق نہ حاصل ہوئی تھی بیخودی زائل ہوئی اُسوقت ملکہ حیرت نے ہنسی کو ضبط کرکے فرمایا اے صمصام شہنشاہ افراسیاب تمھارے مقدمے میں مجھ سے سب کچھ فرما چکے ہیں ہمنے اُسکا سامان کیا ہے لیکن وہ بھی اپنے ملک کی شاہزادی ہے کوئی زن بازاری نہیں ہے کہ فوراً آکر تمھارے پہلو میں بیٹھ جائے یہاں سے قریب دو کوس کے ایک باغ ہے اُس سرو خرامان گلشن حسن کو مع بہنوں کے وہاں بلایا ہے برہمنوں کو طلب کیا ہے اُسی باغ میں تمھاری گٹ بندھن ہو کر بھونری پھر جائیگی شہنشاہ کو دولہا

بنا کر لیجاینگے تنجل ہاتھی پہاڑی سموڈبری تیاری کا سر پر سوار کینگے جوڑے بانٹے جاینگے ایک
خواص حسین مہ جبین طرار فرار ملکہ کے سر پر رومال ہلا رہی تھی اُسنے مسکرا کر کہا میاں صمصام
صاحب ذرا ریش مقدس مین خضاب لگاؤ معشوق کمسن کا سامنا ہوگا تم بھی نوجوان بنجاؤ
صمصام نے کہا خداوند بہت اچھا شب کو نائی کو بلاؤنگا وسمہ لگواؤنگا اُس طرارہ نے منہ
پھیر کر کہا بھڑوا بھڑوس دیوث خاک مین ملے سامری جمشید یاد کرین کہ عوض وسمہ کے نائی
اسکے لونڈہ لگادے داڑھی مونچھین بھوین گرجائین ہم پھبتی کہین قلندر بڈھا بندر بنا مین یہان
تو سب دربار مین اسکی باتون پر مضحکہ کر رہے ہین مگر قدمون سے حیرت جادو کے لپٹا ہوا کہہ رہا ہی
کہ حضور کی باتون مین بڑھیا مان کا خاص مزا پایا ہی جو حضور فرمائینگی آنکھون سے بجا لاؤنگا کیا
غلام کو سہرہ باندھنے مین انکار ہی حضور کی پرورش اور خداوندی تو مجھپر بخوبی ظاہر ہی مگر اب
امیدوار ہون کہ مین حق خدمت بجا لاؤن بی بران کا سر کاٹون لا کر قدمون پر ڈالدون مگر
غلام لڑائی مین ہمبر جلیتن کے ہاتھ سے نہایت زخمی ہوا ہی دو تین روز علاج کر کے طبل جنگی اپنے
نام پر بجواؤنگا عجائبات سحر دکھاؤنگا ملکہ حیرت نے فرمایا اچھا سامری جمشید کے سپرد کیا بارگاہ تو
تمھارے واسطے استادہ ہو چکی ہی اُسمین جا کر بیٹھو مصروف عیش و نشاط ہو لیکن ایک بات کا
خیال ضرور ہی کسی غیر کو بارگاہ مین آنے دینا انتظام سحر سے کر لینا عیاران لشکر اسلام قیامت کے
پرکالے ہین ہمارے بجز بی دیکھے بھالے ہین اُنسے ذرا بچا رہنا دم بھر مین آکر ساحر کو مار ڈالتے ہین
صمصام نے کہا کہ حضور عیارون کی ہیبت سامنے کیا مجال ہی کہ زبان ہلائین مجھ تک عیاری
کرنے کو آئین سامری و جمشید کرین کہ وہ مجھ تک آئیں آپکا قصد خود اپنے خون سے اپنے ہاتھ بھرین
بوٹیان کاٹ کاٹ کے کھا جاؤن یہ کہکر بل کرتا ہوا اُٹھا اور طرف اپنی بارگاہ کے چلا برق فرنگی
کھڑا ہوا بصورت خدمتگار یہ سب باتین سُن رہا تھا اسکی لاف و گزاف پر دھن رہا تھا دل مین
اپنے کہہ رہا تھا کہ اس حرامزادے بدذات کو زندہ شتر سوار کرونگا اب جو یہ چلا برق نے سمجھا کیا
سوچتا ہوا جاتا ہی کہ کیا تدبیر کرون یکایک دیکھا سامنے سے صرصر شمشیرزن آتی ہین گھبرا کے
پیچھے ہٹا صرصر نے نگاہ ملتے ہی پہچانا کہ بہروپیا جاتا ہی برق بھی سمجھ گیا کہ اُستانی نے پہچانا برق
ایک موٹے جادوگر کے پیچھے چھپ گیا صرصر حیران ہوئی کہ گھوڑا بہروپیا چلا وہ تھا کہان چھپ گیا

نگاہ ہر سمت دوڑانے لگی دیکھا ایک جادوگر کے پیچھے چھپا کھڑا ہی اُس جادوگر کو آواز دی کہ ای میان
جادوگر تمھارے پہلو مین جو خدمتگار کھڑا ہی یہ برق عیار ہی اسکو پکڑلو وہ جادوگر پلٹا برق نے
لپٹ کر پہلو مین اُسکے خنجر مارا نعرہ کیا نعرہ برق فرنگی منم برق رفتار و خنجر گذار ستم پیکر
لیکن گران بر ہزار یہ مشہور ہی کہ جادوگر کے مرنے سے اندھیرا ہو جاتا ہی گیرودار کی صدا بلند
ہوتی ہی آندھی سیاہ اُٹھتی ہی موافق حقیقت ساحر سنگ باری اور برف باری بھی ضرور ہی
جب قتل سے اُس جادوگر کے یہ سامان برپا ہوئے برق تڑپ کر نکل گیا پکارتا ہوا چلا اُسکالی
نے بچو نگاہ یہ ہنگامہ سنکر صمصام پلٹا دیکھا ایک جادوگر کا لاشہ زمین پر تڑپ رہا ہی ملکہ حیرت
بھی شور و غوغا سنکر بارگاہ سے نکل آئی صرصر نے سلام کیا پوچھا ای صرصر یہ کیا ہنگامہ ہی
عرض کیا ابھی حضور نگوڑے برق نے میان صمصام کو مارا ہوتا ساتھ ساتھ آپ کے
خدمتگار بنا ہوا جاتا تھا لونڈی نے آکر پہچانا اور ٹوکا وہ مکار بلاے روزگار اس جادوگر کو خنجر مار کر نکل گیا
یہ بھی خیر ہوئی اس غریب کی جان گئی میان صمصام صاحب کے سر سے بلا اسوقت ٹل گئی لیکن
اُنپر سے رات گذرنا ساتھ سلامتی کے سخت دشوار ہی اور حضور نے بھی غضب کیا کہ جس کام کے واسطے
یہان آئے ہین وہ بیان مفصل کہا اب اُس نگوڑے نے سب حال سُن لیا اب جاکر اپنے بڈھے اُستاد
سے کہیگا ساربان زادہ تین مدعی کا پیادہ دوڑیگا علاوہ اُنکے میان چالاک و ضرغام و جانسوز
اور کالیا مع ترقران اُنکی فکر مین آئینگے ضرور اُنکو راہ عدم دکھائینگے اگر پیشتر سے لونڈی کو اسمقدمے
کی خبر ہوتی عرض کر دیتی کہ صمصام کو بطور مخفی بلایئے بلکہ کسی تہ خانے مین چھپایئے مگر اب کیا ہوتا ہی
حیرت نے جواب دیا کہ ای صرصر درحقیقت تو نے سچ کہا مجکو بھی مطلق اس امر کا خیال نہ رہا صمصام
بدانجام یہ باتین سُنکر مثل آئینہ حیران مانند زلف پریشان ہر طرف نگران ہوا کلیجہ دھڑکنے لگا دل
جان کے خوف سے پھڑکنے لگا ملکہ حیرت نے کہا ای صمصام تم نہ گھبراؤ ہم عیار بچیون کو تمھارے
دربارگاہ پر مقرر کرینگے مگر مناسب یہ ہی کہ گرد اپنی بارگاہ کے حصار سحر کرلو کسی غیر کو نہ آنے دو عرض کیا
بہت خوب یہ کہکے اپنی بارگاہ مین آیا گرد بارگاہ کے اک حصار سحر آتش کر دیا کہ شعلے آتش کے بھڑک کے
تا بہ آسمان پہنچے اور سامنے آنے کے دو تین اژدر بسحر بنا کر بٹھا دیے برق فرنگی دور سے یہ
سحر کر دیکھا کیا آخر کار پلٹا بارگاہ مہرخ مین آیا خواجہ عمرو نے پوچھا کیون بیٹا برق خبر تو ہی کہا استاد

غضب ہوا صمصام بد انجام آ گیا حیرت جادو نے اُسکی بڑی خاطر کی شادی کے سامان مین خلعت
دیا جب وہ اپنی بارگاہ کو چلا مین نے خدمتگار بنکے تعاقب کیا فکر مین اُسکی قتل کے تھا کہ سامنے سے
اُستانی آ گئین بھوریا بھوریا کہتی ہوئی دوڑین مین ایک جادوگر کو مار کر تاریکی مین بھاگا اب لشکر مین
تلاطم ہوا صمصام اپنی بارگاہ مین گیا لیکن حرامزادے نے حصار سحر کر لیا ہو اب اُس تک جانا بہت
مشکل ہی عمرو نے جب یہ سنا غصہ آیا آنکھین بیرہ سی جوش و خروش مین آئین تاب شنوائی کو نہ لا کر
اُٹھے اور دو کوڑے سڑاک سڑاک برق کے چوتڑون پر لگائے برق تڑپ گیا اور کہا ہان ہان
اُستاد مین نے کیا کیا اُستانی کی شوخی و شرارت کا غصہ آپ مجھپر اُتارتے ہین مجھکو بلا وجہ مارتے ہین
عمرو نے کہا اے بیہودہ پاجی تجھے بھی عمر بھر عیاری نہ آئیگی ہے تجھکو واسطے خبر کے بھیجا تھا یا کہا تھا کہ جادو
کو مارنا اور ناکام صمصام کو ہوشیار کر آنا اب وہ ملعون ہوشیار ہو گیا سب عیارون کے واسطے سنا
عیاری کیا برق نے کہا اُستاد آپ ناحق خفا ہوتے ہین آپ جا کر مسافرون کو لوٹیے یہ مقدمہ
ہمارے سپرد کیجیے ہم سمجھ لینگے عمرو نے کہا او نالائق کیا مین قزاق ہون مین تو صبحکو اُٹھکر ہر ایک سب
کے گھر پر جاتا ہون جو جو مین نے جسکے واسطے مقرر کیا ہی وہ دے آتا ہون تم ایسے پاجیون نے
ملعون و بدنام کیا ہی مین بیچارہ دُبلا پتلا کوئی بھوک مارے تو گر پڑون قزاقی کے لائق ہون اگر
پھر کبھی ایسی لفظ ناشایستہ میرے بارے مین زبان سے نکالیگا تو زبان کاٹ لونگا جا دور ہو سامنے
سے برق تڑپکر بھاگا عمرو نے پکارا اوبے کہان جاتا ہی خبردار اب عیاری کرنے نہ جانا جیسا
ہمکو مناسب ہوگا سمجھ لینگے اس تقریر پر اُستاد اور شاگرد کی ملکہ مہرخ اور بہار اور بُران وغیرہ
ہنسنے لگین وقت شب ہو چکا تھا دربار برخاست ہوا خواجہ عمرو بیرون بارگاہ آئے کہتر قِران
اور چالاک کو بلایا برق بھی سامنے آیا کہا اُستاد کیا حکم ہوتا ہی عمرو نے کہا کیون نالائق پھر تو نے
ہماری بات مین دخل دیا مگر خیر اب مناسب ہی کہ اس بلا کی فکر کرو مین تدبیر مین جاتا ہون غرض
پانچون عیار اور خواجہ عمرو الگ الگ تدبیر مین صمصام ناکام کے روانہ ہوتے ہین انکو تو راہ
مین چھوڑیے بر وقت انکا ذکر ہوگا لیکن حال ملکہ مخمور سرخ چشم کا تحریر کیا جاتا ہی کہ آج دربار سے
جا اُٹھی خود بخود دل کو پریشانی سی ہوئی مست مے محبت آشفتہ وادی مودت حریق آتش اشتیاق
و غریق لجۂ ذوق اسیر دام گیسوے پیچ خم ابرو گرفتار دام حسرت انجام الفت و پابند طلسمہ سلسلۂ فرقت

شیفتۂ جمال ماہ مثال گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم کنندۂ زمرۂ بے ایمان
شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان شہر نظیر حمزۂ صاحبقران نجم و بقہرہ شہ ستارہ حشم شاہزادہ
نور الدہر پر عرصۂ دراز سے مائل ہی جلدہائے مطبوعہ میں تحریر ہو چکا ہی کہ اسی عشق میں افراسیاب
سے بگڑ کر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے شریک ہوئی جیسے کئی مرتبہ ملکہ مذکورہ کا کوہ عقیق گلزار سلیمانی
یہ جانا ہوا اور یہ عشق طشت از بام افتادہ ہو چکا ہی ہر کہ و مہ ماہرو صاحبقران پر بھی یہ حال
بخوبی ظاہر ہو آج دربار سے اٹھی اپنی بارگاہ میں آئی کنیزون نے عرض کیا حضور خاصہ حاضر
ہی جواب دیا اسوقت دل نہیں چاہتا کھانے سے دل بھرا ہی پانی نہیں پیا ہی مگر سیراب ہون
آج مثل ماہی بے آب بیتاب ہون دیکھیے فلک کج رفتار گردون غدار کیا دکھاتا ہی جنگ طلسم کو
روز بروز طول ہوتا جاتا ہی اب یہ بیحیا مگر ابن صمصام ناکام ارادۂ قتل بران پر آمادہ ہو کے
آیا ہی مقابلۂ عظیم پڑیگا یہ ملعون جو مے تک لڑیگا دلکو یہ خیال تھا کہ اب اسد غازی چھوٹینگے
دربند ہائے طلسم توڑینگے زمرد شاہ باختری بھی اس ملک میں ضرور آئیگا اُسکے تعاقب میں
زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران مع سواران تہمتن و فرزندان صف شکن تشریف
لاوینگے یہ دونون لشکر آپس میں مل جائینگے گردش فلک نے یہ سامان نہ دکھایا یہ روز سیہ پیش آیا

خیر جو نوشتۂ تقدیر بموجب غزل

شب گذری یار جاتا ہی بیٹھے کے رون
تیر نگاہ ایک ادھر اور بھی سہی

تم سب جگہ تو ہو مرے دل میں بھی آ بسو
شہر رات دن ہی اسمین شہر اور بھی سہی

ساقی پھر اور جام مے ناب تو پیون
تائید اشک دیدۂ تر اور بھی سہی

اک آن بنا فساد کی ہی دوسری نظر
ہی دوستو رقیب اگر اور بھی سہی

جب تیغ اٹھائے غیر کے شمشیر عشق اور
دل ہجر میں ہو دو ہی جگر اور بھی سہی

گستاخی ایک وقت سحر اور بھی سہی
ہنسنے اگر کہا رگ گل تو خفا ہو

ای یار مختصر سا یہ گھر اور بھی سہی
اک ادنگلی بوسۂ لب دیکھے دو مجھے

میں جو رنشہ میں ہوں مگر اور بھی سہی
اس جی روش سا ایک نہیں ہی جہاں میں

نو رحبتر اگر ہی تو زما اور بھی سہی
گھر سے کبھی لگے آسے پر اب ہی نہیں جگہ

اے دل لے خار سا گل تر اور بھی سہی
جان اپنی جانے ایک ضرر اور بھی سہی

میں سے نکل جانا بھی صف عاشق نہیں ہوں
نازک تمھاری اس کمر اور بھی سہی

آخر تو لڑتے رہتے ہو دشمنوں سے کس لیے
تلخی قند بار دگر اور بھی سہی

ذکر گناہ کو عرق شرم سے مٹے
یوں سیکڑوں حسین ہیں شہر اور بھی سہی

سایہ مرے جلانے کو کیا کم ہی انکے ساتھ
ای آہ اک ذرا سا اثر اور بھی سہی

صبح شب فراق تو ہوگی نہ تا ابد

محشر تک انتظار سحر اور بھی سہی | یہ غزل پڑھکر پھر کروٹ بدلکے لیٹی مگر نیند نہین آتی ہی طبیعت گھبراتی ہی

کبھی اٹھ بیٹھتی ہی صحن بارگاہ مین آکر تارے گنتی ہی ماہتابان کو دیکھکر عارض معشوق یاد آتا ہی ستارہ گولی اور چھری کی تاثیر دکھاتا ہی کبھی پھر آکر بیٹھی شمع انجمن پر نگاہ پڑی دیکھا ہزار ہا پروانے آئے ہین گرد شمع کے پھر کر جل جاتے ہین دلمین کہتی ہی ای مخمور یہ محبت جانسوزی اس جلنے مین کیا لطف اٹھاتے ہین مگر ثابت ہوا عاشق و معشوق دونون خراب ہر وقت بیتاب کشش عشق پروانہ کا ہی شمع بھی گھل گھل کر حال پر پروانے کے اشک حسرت بہاتی ہی صبح تک جلکر رہجاتی

ہی جو سنا تھا وہ دیکھا بند مسدس

عشق وہ گل ہی کہ دامن مین ہین جسکے سو خار | عشق وہ میوہ ہی جسمین نہین لذت زنہار
عشق وہ نخل ہی جسمین نہ لگا پھل اکبار | عشق وہ باغ ہی جسمین نہ کبھی آئی بہار

عشق وہ شاخ ہی جسمین نہین پتا دیکھا
عشق وہ غنچہ ہی جسکو نہ شگفتا دیکھا

دیگر غزل مصنف

تجھپہ آئیگی مصیبت دل زار ایک نہ ایک | رنج دیویگی شب فرقت یار ایک نہ ایک
داغ بیکار اٹھائین ترا ای رشک چمن | دل ہی جائیگا ہمین لالہ عذار ایک نہ ایک
بچ گیا چرخ سے جو تیرے میا اسکو | ہو شجر کے پیے ہر طرح فشار ایک نہ ایک
مدح گیسو جو کرونگا تو سیاہی کے لیے | نافے آئیگا آہوے تتار ایک نہ ایک
کبھی سبزہ ہی کبھی پھول ہین تربت پہ مری | کیفیت رہتی ہی بالین مزار ایک نہ ایک
یار کا ساتھ نہ پھولون نے چمن مین چھوڑا | آخر اس گل کی کلی کا ہو ا ہار ایک نہ ایک
ای قمر دشت نوردی مین قلق بھی ہی ضرور | پا تلوون سے ترے ہوئیگا خار ایک نہ ایک

کبھی گھبرا کر کہتی کہ ای مخمور تعلقات احباب سے دامن کھینچو گریبان چاک کر و طرف دشت ویران کے چلین بادیہ روی کے مزے دیکھین خار ہاے صحراے بکنار ہون آئینہ ہاے پا سے تو کہا سے خار ہار ہون یقین تو یہی کہ ہماری غربت پر آبلے بھی پھوٹ پھوٹ کر روئین ہم خود اپنے حق مین کانٹے بوئین وحشت مجنون بھی ضرور دلیگا حضرت مجنون کی قبر کی زیارت ہوگی یاد چشم محبوب مین آہوان صحرا سے

محبت ہوگی وہ بھی ہماری رسیدگی دیکھکر چوکڑی بھولینگے ہم آنکھوں سے محبوب کی گرے ہین وہ بھی
آنکھیں دکھائینگے ہمارے غریب نا آشنائے تصویر قد محبوب وہان بھی پیش ہوگی کیا گلوں کو اس حال کی
خبر نہو گی اس ولولۂ وحشت مین آنکھ اس شوریدۂ دشت محبت و آشفتۂ وادی مودت کی تڑپتے
تڑپتے بند ہوگئی دیدۂ ظاہری بند مگر دیدۂ دل نرگس وار خیال جمال یار مین کھلے ہوئے تھے بخت خوابیدہ
بیدار ہوا عین خواب مین دیکھا کہ میرا گذر کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر ہوا ایک مقام پر ایک بارگاہ استادہ
ہے وہین اسمین پہونچی کہ سلطنت کے گل گلزار صاحبقرانی روح روان نخل سبحانی شیر بیشۂ جرأت صاحب
سطوت و صولت چشم و چراغ صاحبقران شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان خلاصۂ خاندان
نمایان ہوئے آنکھیں چار ہوئین عشق و محبت کا جانبین سے جوش ہوا ادھر نازو ادھر نیاز ادھر خواہش
ادھر کاہش یہ بیقرار ہوا اشکبار ہوا مجکو تحمل آشنا ہوا اُنکو ما تتہ زلف پریشانی اس جوش و خروش مین
چاہا کہ وہین مقام کر حکایت کرے ایام ہجر کی حکایت کرے کہ شاہزادہ منہ پھیر کر یہ کہتا ہوا چلا کہ ہم ہر وقت
سے بات نہین کرتے فراق مین تمہارے ہم پر کیا کیا گذری تمنے ہماری خبر نہ لی تم صاحب اختیار ہم
مجبور و ناچار مقام افسوس ہے کیسی جان جاتی کیا خیال ہو یہ بیان دمبدم قلب پر ہجوم غم و ملال ہو کوئی
ساعت بدبختی کی تمہارے بال جوان آرا کے مائل ہوئے تیغ ابروے کے گھائل ہوئے دل دیا فراق لیا
لیا شعر مجھ مین ہے نہ بتا ہی یار جل میرا ہے کیا ہوا مرے پروردگار دل میرا اشعار

جگر کو چیر قاتل دیکھتا تھا دل	جو پوچھا مین کہا دل دیکھتا تھا	کیا کہون آپ سے کیسی ہے بیماری دل
دوا سے بھی نہیں ہو سکتی ہے غمخواری دل	تیر مژگان نہین تو تیر کے مارا اسکو	بیکلیون سے نہوئی آہ سبکساری دل
دل مردہ کے لیے کوئی نہیں ہے ہائے	صف ماتم نہ بچھی بہر عزاداری دل	ای قمر شہر بتان ابھی غنیمت ہے تجھے
اسد اللہ سے دگر بدکاری دل	نور الدہر بن بدیع الزمان ایسے کلمات بولتے ہوئے چلے جھومتے	

اسی خواب مین بیقرار و بیتاب یہ کہتی ہوئی دوڑی کہ ای شہریار سنیے تو مین بجا ہون شناور دریائے
عشق سے نا آشنا ہون آٹھ پہر ہو خبر یا مین لڑائی کا سامنا ہے اور اسباب آمادۂ ظلم و بدعت ہمارا
آقا اسد غازی مقید زندان مصیبت کس طرح فرصت پائین اپنے تئین کیونکر آپ تک پہونچائین
بموجب شعر نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے ٭ کسے نہ یکے ماند برد خبرے ٭ ای شہریار
یہ کنیز بیکس و بے بس بموجب بیت نہ مونسے نہ شفیقے نہ ہمدمے دارم ٭ حدیث دل بکہ گویم عجب غمے دارم

یہ کیسی ہوئی جو ملکہ جھپٹ کر چلی مسیر فرش کی پائے نازک میں ٹھوکر لگی آنکھ کھل گئی اب جو دیکھا نہ وہ مقام ہو نہ سامنے شاہزادہ عالی مقام ہو۔ اشعار مصنف

ہو کے حیران ہر طرف دیکھا
اک نظر بھی نہ دیکھنے پایا

کور ہو جائیں یہ تو صبر آتا
پھر نہ ہوتیں یہ آفتیں برپا

خواب غفلت نے یہ کیا ہے ستم
نہ کہیں کا رکھا فلک نے آہ

آفت تازہ سر پہ آن پڑی
کس بلا میں ہماری جان پڑی

کون کچھ منھ سے کچھ نکلتا ہے
پڑ گئی سر پہ اب بلائے فراق

آنکھ کھلتے ہی ہو گیا سکتا
ستیاناس ہووے آنکھوں کا

ہائے کیوں سو گئی تھی میں اس دم
زندگی اب محال ہو دو دم

دل سنبھالے نہیں سنبھلتا ہے
ہو گئی آہ مبتلائے فراق

کبھی گھبرا کر رعنا اٹھتی تھی اشکوں سے منہ دھوتی تھی آہ و نالہ گریہ و زاری ملکہ محمودہ سرخ چشم نے گلعذار نے زیر لب کی بیدار ہوئی بارگاہ ملکہ میں دوڑی ہوئی آئی دیکھا ملکہ محمور سرخ چشم فرش خاک پر بیٹھی ہوئی رو رہی ہے چشمۂ چشم سے قلزم محیط موج زن آنکھوں سے اشکوں کا دریا بہہ رہا ہے بال چہرے پر پریشان گریبان کی دھجیاں سینے پر پڑی ہیں مغموم مہموم ہے یہ اشعار مخمس زبان پر جاری ہیں مخمس

اُفتادِ رنج و بلا ہو گیا
یہ کیا ستم اے خدا ہو گیا
بڑا دوست دشمن مرا ہو گیا
وہ اہل وفا بیوفا ہو گیا
بھلا ہو کے وہ بت برا ہو گیا

مصیبت میں میں مبتلا ہو گیا
جدا مجھ سے وہ مہ لقا ہو گیا
غم و رنج کا سامنا ہو گیا
مقدر کی خوبی یہ کیا ہو گیا
غضب ہو گیا وہ خفا ہو گیا

ہوا بعد مدت وہ خلوت نشین
خوشی میں ہوا دل ملول و حزین
بڑے لطف کی چلے باتیں ہوئیں
مکدر ہوا مجھ سے وہ نازنین
ابھی بیٹھے بیٹھے یہ کیا ہو گیا

اکیلے میں مجھ سے جو صحبت ہوئی
جہالت کے باعث ندامت ہوئی
مجھے رنج حاصل ندامت ہوئی
شب وصل بے یہ حجت ہوئی
حیا پردہ بیجا ہو گیا

رہونگا نہ اب رنج مین مبتلا	برآئیگا دل کا مرے مدعا
مقدر ہی ان روز خون سپید حامرا	ابھی سے زمانے کی اب خوف کیا
مددگار رشک گل شاہ ہو گیا	
اکیلا جو کرے مین پایا اُسے	طریق عداوت سکھایا اُسے
سبق یاد اُلٹا دلایا اُسے	رقیبون نے ایسا پڑھایا اُسے
وہ خوش ہو کے مجھ سے خفا ہو گیا	
اجل میری فرقت مین حائل ہوئی	مین مر مر کے زندہ ہوا ہون ابھی
مسیحا کی اُس بت نے تقلید کی	جلایا کبھی مار ڈالا کبھی
مرا یار معجز نما ہو گیا	

یہ حال پر ملال دیکھکر گلعذار قریب آئی دونون ہاتھون سے چہرے کی طرف بڑھا بلائین لین تھی عمر و
دولت حسن کی دعائین دین اپنے دوپٹے سے اشک چشم تر پاک کیے عرض کی واری خیر تو ہی اسوقت
کس ملال مین حضور کو پاتی ہون ہیہات مین صدقے ہو جاؤن بہت گھبرائی ہون کچھ فرمایئے حال جتنے
کنیزین خیر خواہ کس دن کے واسطے ہوتی ہین اپنے مالک کی مصیبت و رنج مین کام آتی ہین اگر محبت کا
امتحان منظور ہو ابھی جان دیدین سر کاٹ کر قدم اقدس پر نثار کرین ملکہ محبوبہ نے ایک آہ سرد دل
پر درد سے کھینچکر کہا اے گلعذار کیا حال دل زار سناؤن اپنے قابو مین نہین ہی اس خانہ خراب نے
ایسا بیتاب کیا صبر و طاقت نے جواب دیا آج شام سے دل پریشان تھا ابھی ابھی مین غنودہ بخت سو گئی
تھی ذرا آنکھ بند ہوئی تھی بخت سیاہ کا سامنا ہوا وہ خواب پریشان دیکھا کہ خدا کسی دشمن کو نہ دکھائے
ایسا سانحہ پیش آئے خلاصہ یہ ہے کہ عین خواب مین جانا کو عقیق گلزار سلیمانی پر ہوا چمن کے مجوب
مین جا کر رشک گل شگفتہ خاطر ہوئی خرامان خرامان بارگاہ فلک اشتباہ شاہزادہ نور الدہر مین ہو گئی
اے گلعذار شاہزادے کو دیکھا اول تو بیقرار ہو کے میری جانب بڑھے مین نے چاہا دامن تھام کر
کچھ شکایت کرون فلک نے تفرقہ پردازی حیلہ سازی دکھائی خود بخود اس شہر یار کو غصہ آیا ابرو کے
خمدار پر بل پڑ گیا یہ کہتے ہوئے منہ پھیر کر چلے کہ ہم اب تجھ سے بات نہ کرینگے ہمنے تمہارے فراق مین بڑی
مصیبتین اٹھائین اور افسوس تمنے خبر نہ لی ہائے نہین معلوم کہ اس شاہزادہ والا قدر نے کیا

صدمے سے جو ایسے کلمات اُس شیر نے اپنی زبان سے فرمائے او گلعذار وہ صاحبقران کے
بیٹے کے شیر ہیں بڑے دلیر ہیں اگر دشمنون کے گلے پر چھری بھی پھر جائے تو اُف نہ کریں برق قہر و غضب
اگر چمکے تو آنکھیں نہ جھپکائیں بزم بیشۂ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن و صفدر طہماس
بن عنقویل دیو پرور حقیقت میں اپنے زمانے کا رستم ہے بلکہ اگر رستم بھی ہوتا تو اس نوجوان بہادر
کے زور کے آگے ایک پیر زال تھا جب یہ جوان طہماس بن عنقویل دیو پرور بصد کرّ و فر ملک
زرائل پہ طرف سے لقائے آیا کل صاحبقران کے سوارون کو زخمی کیا اور صاحبقران بھی
اسکے ہاتھ سے زخمی ہوئے از زرائل تا اژدر کوہ دو بیٹے صاحبقران کے یعنی شیر و بیشہ صاحبقران
و فرخ شہوار قلندر اسی جوان کے ہاتھ سے سیار گلشن جنان ہوئے اُس شیر سے مقابلہ کرنے والے
ہمیشہ پشیمان ہوئے مگر اس شیر بیشۂ شجاعت نے ماشاءاللہ قریب کوہ آذر مشہور ہے کہ اسی طہماس
کا گیند دھڑ کا کر دیا یعنی بہ سر کوہ آذر جاکر اپنے دست حق پرست پر اُٹھا لیا چشم بد دور ہاتھ
بڑے جوان کو سنبھلنے نہ دیا بعضی بات ایسی ہے کہ چھوٹا منہ بڑی بات صاحبقران کے ہاتھ سے
مسلمان ہو وانکی غلامی اختیار کی ہے یا گلعذار میرے سر کی قسم سچ کہو میری خاطر نہ کرو اب بڑا اندر
صاحبقران میں ہے کہ شاہزادہ نور الدہر ہیں اور بعض کوتاہ بینان تنگ چشم نے میان ایرج
صاحب فرزند قاسم نوجوان کو انکا ہم چشم قرار دیا ہے کیا انصاف کیا ہے ایرج بیچارہ بازار کا بیٹھنے والا
جواہر فروش کس شمار میں کس قطار میں خدا خواجہ عمرو کو سلامت رکھے کہ صاحبقران سے بگاڑ
بھاگی گلی گلی پہلوانون کو ڈھونڈھتے پھرتے تھے اس خیال میں کہ کہان سے ایسے زبردست پہلوان
کو لاؤن کہ صاحبقران سے لڑواؤن میان ایرج شہر زنگوشی کی بازار میں بیٹھے تھے دوکان
تجارت فرخ بازرگان آراستہ تھی اسی کے فرزند مشہور تھے خواجہ عمرو جاکر انکو لائے پہلوانی کے
ہنر سکھائے خروج کرایا انکا صاحبقران نے آفتاب پرستان نام رکھا مدتون عالم کفر مین
رہے ملک گیری کی آخر میں صاحبقران کے ہاتھ سے زیر ہوئے یہ بات بنائی گئی کہ امیر
پر دے ہیں ایسے صاحب کو ایسے جری و بہادر کا ہم پلہ گردانا واہ واہ کیا منصفی ہے سچ تو یہ
ہے کہ انصاف دنیا سے اُٹھ گیا ہے گلعذار نے عرض کیا واری بموجب مصرع چہ نسبت خاک را
با عالم پاک وہ حقیقت میں کہ ہے بزرگی اور قدر دانی صاحبقران کی میرے دل سے جاتی

رہی ملکہ مخمور سرخ چشم نے فرمایا کہ ای گلعذار ایک بات مختصر سی اور سناؤن کہ میان امیج صاحب
کا نام لینے کو تیرا دل نہ چاہے ملکہ گیتی افروز اپنی مان پر عالم کفر مین عاشق ہوئے گلی گلی پکارتے
پھرتے تھے کہ عاشق زار ملکہ گیتی افروز کا ہون اسی جوش محبت مین ہزارون مسلمانون کو قتل
کیا قلعہ ذوالامان حصار پر چڑھ گئے سیکڑون حملے کیے مگر اس بی بی کی آبرو کو خدا نے بچایا یہی شہزادہ
میان امیج کی سرکوبی کو آیا اب قلعہ بچا ہا سے نہین معلوم کیا صدمہ گذرا ہی کہ جو اس شیر نے عالم
خواب مین ایسا کلمہ کہا ہی نہین معلوم مزاج اقدس کیسا ہی گلعذار نے عرض کیا کہ ای ملکہ عالم
خواب کا آپکو ناحق خیال ہی بیکار رنج و ملال ہی سنا ہی کہ خواب کی تعبیر الٹی ہوتی ہی وہ آرام و
چین سے ہونگے ہان البتہ آپکو یاد کرتے ہونگے ماشاء اللہ حسن آپکا عابد کش زاہد فریب ہی آپ ہی کے
تصور مین فی الحقیقت آرام و چین ہوگا مصاحب بہلاتے ہونگے میرے نزدیک سب طرح خیر ہی آپ
اپنے تئین ناحق ہلاک کرتی ہین یہ باتین ہی تہین کہ کہ ایک ستارہ سحری آسمان پر چمکا اشعار

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت　　خروس صبحدم آواز برداشت　　عنادل لحن دلکش برکشیدند
لحاف غنچہ از رو درکشیدند　　سمن از آب شبنم روے خود شست　　بنفشہ جعد عنبر بوے خود شست

صداے مرغ سحر سے رنگ روے ملکہ مخمور اور متغیر ہوا کہا ای گلعذار سحر ہوگئی ایک انتظار ہی جان
ہوگا تھے ہر چند کہ بہت سمجھایا مگر دل خانہ خراب نہین مانتا مین طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کیجاتی
ہون ایک نظر دیکھکر اگر حیات مستعار باقی ہی تو چشم زدن مین واپس آتی ہون شاید ایک شب
انکے اصرار سے گذرے ہر چند کہ وہ بہت کہینگے ابھی نہ جاؤ مین بیان کی کل کیفیت ظاہر کرکے
چلی آؤنگی تو اتنا کرنا اگر ملکہ صرصر وغیرہ پوچھین تو کہہ دینا کہ واسطے ایک شب کے سحر تیار کرنے کو وہ برقلون
گئی ہین صمصام سے مقابلہ منظور ہی گلعذار نے دیکھا کہ اگر منع کرونگی تو روح قالب سے اس
مشتاق جمال محبوب کے پھڑک کر نکل جائیگی اس خیال سے عرض کی بسم اللہ تشریف لیجائیے خادمہ
اس راز کو چھپائیگی پس فوراً ملکہ مخمور سرخ چشم نشہ بادۂ محبت شاہزادہ نور الدہر مین چور چور رہتی
لڑکھڑاتی ہوئی اٹھی اسباب سحر کا لا جھولی مین رکھا لباس فاخرہ جسم پر آراستہ کیا دریا سے جواہر
مین غوطہ مارا تمام زیور یاقوت احمر کا پہنا سرمہ دنبالہ دار آنکھون مین دیا دیکھنے والون کی نظر مین وہ
سرمہ دنبالہ دار چشمان مست ملکہ مخمور سرخ چشم مین یون دکھائی دیتا تھا کہ آہوے شوخ چشم صحرا سے

ختن مین جلوہ نما ہی یا ست ہاتھی کے بانڈھین تلوا اتبداروی ہی مطلع آتش سرمۂ منظور نظر ٹھہرا جو چشم یار کو
نیلگون گنبد پہنایا مردم بیمار کو • مطلع مصنف اسقدر گردش نصیبی لازم ہی چشم یار کو • ہو سفر جیسے
ضرر کا مردم بیمار کو • پیشانی پہ افشان چنی بقول مصنف چنے پیشانی پہ افشان وہ اگر ماہ لقا • تیر آیا
افشان کو بھی ہم جوہر شمشیر کہین • اور اگر کچھ ستارے افشان کے ابروے خمدار پر آگئے تو صاف ثابت
ہوا مصرع آب زر نجوم ہی برج ہلال پہ • اشعار مصنف ابروون کو تری کیا ادب سے پیر کہین •
مہ نو یا کسی سفاک کی شمشیر کہین • چھٹ کے ماتھے سے جو ابروے خمیدہ پہ گرے • تیری افشان کو
بھی ہم جوہر شمشیر کہین • سینے پہ جوبن کا ابھار محرم سے نامحرم کری آبدوان کی آستینون دار چست
سب لباس درست کرکے شعلۂ جوالہ بنکے طاؤس واسطے سواری کے سحر کا بنایا گلعذار ابھی سراپاے
محمور پر خیال نظر بد نظر نہین کی ملکہ کو نظر گذر ملکا کا خیال یکہ تصرف اپنی نظر کا اتارا اور تاکید کی داری بلبل
نہ جانیے گا جلد تشریف لائیے گا آج کل صمصام کا معرکہ درپیش ہی عمرو وہ مہرخ کو بہت پس و پیش ہی
حضور کے ہونے سے در اندازی طرح طرح کے فتور برپا کرینگے خواجہ عمرو سے کہینگے کہ دیکھو بی محمور جان
کے خوف سے کہین جاکر چھپ رہین کنیز جواب نہ دے سکیگی دل ہی مین تاؤ پیچ کھائیگی غرض وعدہ
جلد آنیکا کرکے محمور بارگاہ سے نکلی طاؤس کی پشت پر کوتل زیر محمل ہوکر نگاہ اٹھائی کہ ای محمور کس طرف
سے جاؤن ایسا نہو افراسیاب کو خبر ہو جائے تو جانا کیسا جان بچانا مشکل ہوگا فکر کرتے کرتے
سوچی آبادی کا راستہ چھوڑ کوہستان وخارستان کا راستہ لو اسبات کو مصمم دلمین ٹھہرا کر طاؤس
زرین سحر پر سوار ہوئی طاؤس کو اشارہ کیا وہ مثل ستارۂ سحری بلند ہوا اسی جوش وخروش مین ملکہ
محمور برائے ملاقات شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان طرف کوہ عقیق کے جاتی ہین انکو
بھی ابھی یہین چھوڑے وقت پر ذکر کیا جائیگا لیکن یہان یہ داستان حیرت بیان تمام ہونے کو ہی
چند فقرات مین حال افراسیاب سناؤن پھر ناظرین کو نقشہ لشکر اسلام وفوج لقا کا دکھاؤن
افراسیاب خانہ خراب صمصام کو طرف لشکر حیرت کے روانہ کرکے باغ سیب مین آیا نازنینان
مہ جبین نے آکر گھیر لیا تخت پر آکر بیٹھا اسباب عیش مہیا ہوا دفعۃً آسمان پر ایک برق سی چمکی
ایک ساحر پیغام نامہ لیے ہوے آسمان سے اترا افراسیاب کو سلام کرکے نامۂ لقا ہاتھ مین
دیا ناظرین پر واضح ہو جلد ہاے مطبوعہ مین مذکور ہی کہ جب خسرو شاہ باختری کو نامہ دیکر لقا نے

افراسیاب کے منظور ہوتا ہی نامہ کو لکھکر ملازم اُسکے بالاے کوہ عقیق لیجاتے ہین وہان زیر نخل اک
نقارہ رکھا ہی نامہ اُس نقارہ پر رکھکر چوب لگاتے ہین ایک پنجہ ظہور پیدا ہوتا ہی وہ نامہ کو اُٹھا کے
غائب ہوجاتا ہی بعد چند ایک دل کش جسکا دربند جالندہ یہ نام ہی وہان کے حاکم کی گود مین لیجا کے وہ پنجہ
ڈالدیتا ہی وہ حاکم اپنے کسی ملازم کے ہاتھ حاکم دربند دویم کے پاس بھیجدیتا ہی اسی طرح وہ نامہ تا دربند ششم
پہونچتا ہی وہ بادشاہ دربند ہفتم کے پاس روانہ کرتا ہی حاکم دربند ہفتم اس نامے کو باحتیاط اپنے ملازم
تیزرو کو دیکر پاس افراسیاب کے بھیجدیتا ہی نام ان دربندون کے انشاء اللہ تعالی بشرط حیات بر وقت
پہونچنے اسد غازی کے اپنے مقامات پر بیان کیے جائینگے مگر نام بادشاہ دربند ہفتم کا اس مقام پر
لکھنا ضرور ہی واضح ہو کہ بادشاہ دربند ہفتم کو شہنشاہ توسن کہتے ہین نہایت افراسیاب کا معتمد
ہی طرف سے افراسیاب کے سو ملک اسکے قبضے مین ہین شہنشاہ لاچین بادشاہ سابق طلسم ہوشربا
کا یہ وزیر اعظم تھا یہ بھی شریک افراسیاب ہوا اور اپنے ولی نعمت کو گرفتار کرا دیا اور یہی جو پنج
ہے کہ زندان طلسمی بھی اسی کے قبضے مین ہی پس ملازم شہنشاہ توسن نے نامہ زمرد شاہ باختری
کا ہاتھ مین افراسیاب کے دیا افراسیاب نے پہلے اسکو سر پر رکھا آنکھون سے لگایا پھر سینہ کا
مہر ہنگا کو ایک شیر دیدہ بیدار کو حکم دیا کہ نامہ کو خداوند کے باواز بلند پڑھو اُسنے سر مہر توڑ کے نامہ کھولا
پہلے لقاے بے کبر و نخوت اپنی تعریف لکھی تھی بعد اسکے مرقوم تھا کہ اے بندۂ خالق قدرت کو واضح رہے
کہ ہمارا نزول اجلال و ورود اقبال فرمائے ہوئے آجتک تو قدمبوسی کو قدرت کی نہ آیا ساحران مغرور
کو بھیجا قسمت کو کبر و نخوت انکا پسند نہ آیا ہاتھ سے عیاران لشکر اسلام کے قتل کروا ڈالا اور حمزہ
سپہ سالار قدرت ہی صاحب شوکت و لیاقت ہی یہ سب جاہ و حشم اسکو قدرت ہی نے دیا ہی
ظاہر مین دن کو بُرا کہتا ہی لیکن رات کو اُٹھکر گڑگڑاتا ہی ہمسے تو سکتا ہی ہماری محبت کا دم بھرتا
ہی قدرت تو رحم دل ہین خطا اُسکی معاف کر دیتے ہین مگر اب اُسنے بہت سرکشی پر کمر باندھی ہی قدرت
چاہتے ہین کہ تیرے یا تیرے کسی ساحر کے ہاتھ سے حمزہ کو قتل کرائین مرتبہ تیرا بڑھائین اور اگر تامل
کریگا تو قسمت طرف کوہ زلازل کے چلے جائینگے تجھکو عمرو کے ہاتھ سے قتل کرائینگے عمرو کو قدرت نے
جلاد ساحران بنایا ہی اُسکی موت کسی کے ہاتھ سے قدرت نے مقرر نہین کی جلد کسی کو روانہ کیجیو
نامہ سنکر افراسیاب خوف سے کانپنے لگا رنگ چہرہ متغیر ہو گیا کہا صاحبو سنتے ہو جو صاحب بیان کرتے

جاتے ہین جہان دو چار مسلمانون کو گرفتار کیا غرور سا گیا قدرت نے قتل کرا ڈالا مجکو بڑا تردد ہی کہ مین کیا
کرون اگر مین خود مع خدم و حشم جاؤن تو دریا راہ مین خشک ہو جائین غلہ رسانی کا انتظام ملازم
نہ کر سکین گا اور زمین بار بھاری فوج کا نہ اٹھا سکے صحراے عالم مین لشکر میرا نہ سما سکے اکیلا کیونکر جاؤن مناسب
وقت نہین ہی یہ کہکر افراسیاب خاموش ہو رہا تھا کہ ایک جادوگر مصاحبان افراسیاب سے تھا اٹھا نہایت
ہنرمند نام اسکا عقرب نیشزن جادو سحر مین طاق یگانہ آفاق عرض کی اے شہنشاہ بڑے وہ بیوقوف
ہین کہ دربار خداوندی مین غرور کرتے ہین آخر اسکا بدلا یہ ہی کہ بے موت مرتے ہین مناسب ہی کہ وہان
جائین بانکساری قدرت کی خدمت کرین دم محبت کا بھرین جب قدرت خوش ہونگے عمر بڑھا دینگے
اور اولاد عطا فرمائینگے ایسی جاگتی جوت کا خداوند اُنکے سامنے کبر و نخوت سراسر حماقت ہی غلام
کو حکم ہو کہ مع فوج جائے مسلمانون کو خاک مین ملائے قدرت کو ملک ہورونی مین یعنی بالاے
قبطول پہونچادون افراسیاب نے کہا اے عقرب نیشزن قدرت نے یہی وعدہ فرمایا ہی کہ
جب قدرت بالاے قبطول پہونچینگے دریچہ قدرت مین بیٹھکر تقدیرات رنگارنگ کرینگے دریاے
رحمت قدرت جوش مارےگا جتنے بندے انکی محبت مین کام آئے ہین سبکو زندہ کرینگے اور یہی وجہ ہی کہ جو
ساحر اور غیر ساحر انا بآخر تا بکوہ عقیق ہاتھ سے مسلمانون کے مارے گئے ہین ان سبکے نام بقید علت
قدرت نے کتابون مین درج کیے ہین سنتا ہون کہ بڑا امکان ان کتابون سے بھرا ہی شیطان
درگاہ قدرت ملک بختیارک کہتا تھا کہ قدرت کو اس زمانے مین بڑی مشقت ہوگی ازسرنو
سب کے پتلے بنائینگے روحین پھونکینگے اگر تمنے جاکر یہ کارنمایان کیا گویا تمام عالم پر احسان کیا
عقرب نیشزن یہ سنکر مارے خوشی کے پھول گیا اسی وقت نفیر سحر بجائی ساٹھ ہزار ساحران
غدار فوراً آراستہ ہو کر سامنے اُس بیحیا کے آئے اُسوقت سرکار افراسیاب سے عقرب کو
خلعت رخصتی ملا تخت پر سوار ہو کر فوج ہمراہ لیکر نوبت و نقارہ بجاتا ہوا اس شان و شوکت سے
طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے روانہ ہوا اسکو بھی راہ مین چھوڑیے بر وقت ذکر اسکا کیا جائیگا

داستان جلالت نشان لشکر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران و کیفیت
زمرد شاہ بے ایمان آنا فولاد فولاد شکن کا واسطے مدد لقا کے اور عاشق ہونا اسکی دختر
پر ایرج نوجوان نبیرہ حمزہ صاحبقران کا اور جانا فولاد کا بارگاہ ایرج نوجوان مین

اور زخمی کرنا ایرج کو اور پکڑ لانا اپنی دختر کو اور ہونا جنگ مغلوبہ کا اور پہونچنا
عقرب نیش زن جادو کا عین کارزار مین اور آنا مخمور سرخ چشم کا اور لیجانا شاہزادہ
نورالدہر کو طرف صحرا کے اور سلسلۂ طلسم جمشید یعنی قید ہونا ملکہ مخمور سرخ چشم کا طلسم جمشید
مین اور توڑنا طلسم کو شاہزادہ نورالدہر کین بدیع الزمان کا کہ جہان سے سبب
رہائی اسد نوجوان ظاہر ہوتا ہی معرفت حکیم بقراط ثانی عجب داستان ہی ساقی نامہ

کدھر ہی تو ای ساقی بیخبر
تجھے اپنے پہلو مین پاتا نہین
قسم تجھکو اس چشم خونبار کی
تجھے کج میرے لہو کی قسم
قسم ہی تجھے اپنے ایمان کی
قسم تجھکو اپنے دل سرد کی
قسم ہی تجھے میری فریاد کی
قسم ہی تجھے لذت عشق کی
تجھے اپنے مینائے گل کی قسم
تجھے خرق پیر مغان کی قسم
قسم ہی تجھے میرے آلام کی
مری اس تباہی کی تجھکو قسم
قسم ہی تجھے اپنے میخانے کی
قسم تجھکو صہبائے گلفام کی
نہ کر دیر بر لا مری آرزو
وہ مے ہو کہ ناہید بھی پی لے تو
سرور ایسا ہو اس مے ناب مین
تجھے بہتے محبوب آئے نظر

نظر کر محبت سے مجھ رند پر
تجھے میرے صبر و وفا کی قسم
قسم تجھکو میرے دل زار کی
تجھے میری آہ دلہا کی قسم
قسم تجھکو میرے دل وجا کی
تجھے میرے داغ جگر کی قسم
قسم تجھکو اپنے دل شاد کی
تجھے میرے سوکھے لبون کی قسم
تجھے اپنے زیبائے گل کی قسم
قسم ہی تجھے ساغر صاف کی
قسم ہی تجھے اپنے آرام کی
قسم تجھکو رندان میخوار کی
قسم ہی تجھے اپنے پیمانے کی
قسم ہی تجھے جام بلور کی
پلا دے وہ صہبا مجھے تا کہ جو
کرے نشہ ایسا وہ مے جلد تر
کرون مین سفر عالم خواب مین
وہین وقع ہیند اسے کلفت ہو کل

تڑپتا ہی دل چین آتا نہین
تجھے اپنے ظلم و جفا کی قسم
تجھے بس مری آرزو کی قسم
تجھے اپنے ناز و ادا کی قسم
قسم تجھکو میرے رخ زرد کی
تجھے اپنی ترچھی نظر کی قسم
قسم ہی تجھے حضرت عشق کی
تجھے اپنی ہی شوخیون کی قسم
تجھے بادۂ ارغوان کی قسم
قسم ہی تجھے مے کے اوصاف کی
سبو و صراحی کی تجھکو قسم
قسم تجھکو صہبائے گلنار کی
قسم ہی تجھے شیشۂ و جام کی
قسم تجھکو مجھ رند مخمور کی
بڑی بھی ذرا لا نگہ دو بوکی ہو
گرائے مجھے بستر خواب پر
یکایک ہو ایسی جگہ پر گذر
کھلے غنچۂ دل مرا مثل گل

بڑھون اُسکی جانب بصد آرزو
کبھی مجھسے خوش ہو کبھی ہو خفا
جگادون ہر اک شخص کو خواب سے
چلا جاؤن ساقی یہین تا سرِ شوخ
بچھا دین ہاے گر کہین بخت بد
وہ لکھتے ہین یہ داستان عجیب

نہایت خوشی سے کرون گفتگو
کھلے آنکھ جب اشکباری کرون
کہون خواب مین اپنا احباب سے
کہین لڑکھڑاؤن نہ مین راہ مین
قمر صاف کہدون کرون مین مدد

وہ معشوق سے بنکے بناز و ادا
یہانتک تو مین آہ و زاری کرون
اُسی نشہ مین پھر یکبیک
چلا جاؤن وسعت کی مین جادہ
جو ہین کاتبان جلالت نصیب

شہسواران اشہب تیزگام عرصۂ جانبازی و ہمیز کنندگان سمند

بادرفتار میدان سرفرازی نوجوانان تہور شعار و تہور شعاران جلالت آثار کمیت قلم کو میدان قرطاس
مین یون جولان کرتے ہین کہ شہنشاہ آفاق ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر گیتی ستان بارگاہ سلیمانی مین
ڈنگل آصفی پر جلوہ فرما ہین اور ظل اللہ مالک اورنگ سلطانی سلیمان سریر گردون مسیر شہنشاہ باتوقیر
شاہزادہ سعد بن قباد والا نژاد تخت سلیمانی پر بصورت نورانی متمکن ہین اور اسوقت دربار مین
باونہزار پانسو کمین سردار سات سو تاجدار بارہ سو جوانان فرنگی اٹھارہ سو جوانان ترکی و عربی
اپنے اپنے ڈنگل پر بصد کر و فر رونق بخش بارگاہ فلک اشتباہ ہین یہ امر بھی راے بیضا ضیاے
ناظرین باتمکین و مشتاقان طلسم فصاحت آگین پر واضح ہو کہ جب خواجہ عمرو بن امیہ ضمری طرف
طلسم ہوشربا کے تشریف لیچلے تو چالاک اپنے فرزند نامدار کو اپنے مقام پر مقرر فرما گئے تھے جب
چالاک بھی طرف ہوشربا کے گیا تو عیاران لشکر اسلام خود رو ہوے ایک کا حکم ایک نہ مانتا تھا
ہر ایک اپنے تئین ثانی عمرو جانتا تھا فرزندان عمرو یعنی جواہر بن عمرو و شعبان خنجر گذار و سیاہ
و امیہ و مہتر سمک لبنانی و نسیم بن عمرو و قسیم بن عمرو وغیرہ سبکو خواہش ہے کہ بعد چالاک کے
مقام ہمارے والد کا ہمکو ملے غنچہ آرزو کھلے ابو الفتح اصفہانی و عمران خطائی بجاے خواجہ عمرو
کے یہی دونون بلاے روزگار مکار دغا اطوار فن عیاری مین طاق شہرۂ آفاق یہ چاہتے ہین
کہ ہمارے ماموں کا عہدہ ہمین دستیاب ہو شاگردان خواجہ کلباد عراقی و مہتر یزک خطائی و مہتر
سحر ملجی وغیرہ یہ سب بھی بجیل و بے نظیر صاحب تدبیر خواہش رکھتے ہین کہ استاد والا مقام کے جانشین
ہون عہدۂ سرہنگی لشکر اسلام حاصل ہو تب البتہ تسکین دل ہو یہ تو سب اس خیال مین ہین امیر
باتوقیر کو یہ تردد ہے کہ اگر کوئی ضرورت ہوتی ہے تو فرداً فرداً کو حکم دینا پڑتا ہے ایک دن بزبان معجز بیان

ارشاد فرمایا منظور ہی کہ ایک عیار طرار کو جانشین عمرو قرار دین حضرت آشنا فرمایا تھا اسمین عیارونمین
کچھ بحثیان ہونے لگین ہر کس کہتا ہی کہ مین لائق ہون دوسرے کا قول ہی مین فائق ہون جب یہ خبر
امیر کو معلوم ہوئی سوچے کہ اگر ایک فرزند عمرو کو جانشین عمرو کرون دوسرے فرزند کو اسکے رنج ہوگا دونون شاگرد
بھی سب صاحب لیاقت ہین خیر پیشہ فطرت ہین آپسمین لڑ لڑکر مرجاینگے بس سردربار ارشاد فرمایا کہ
سب عیاران لشکر اسلام کا ہمارے نزدیک مرتبہ برابر ہی کون انہین کم تر ہو سب صاحبون کو مناسب ہی کہ
اپنی اپنی عرضی دین اپنے اپنے حقوق سرکار پر ثابت کرین جو ذی حق ہوگا وہی جانشین مطلق ہوگا بعد فرمان
لشکر عیارون نے اپنی اپنی عرضیان لکھین مضامین طولانی ابوالفتح نے لکھا کہ مین وہ عیار ہون کہ
مین نے ناموسجان سے سربابد کر مہتر قلیم گوش کے کان کاٹے برق خطائی نے لکھا جب مین عالم کفر
مین تھا مین نے اُستاد کو دھوکا دیا گرفتار کرلیا فرزندون نے عمرو کے بھی تعریف اپنی اپنی عرضیونمین
لکھی اسی طرح ایک لاکھ چوراسی ہزار ایک بچون نے اپنے اپنے حالات لکھے گر فیض یاب نہوئے
صاحبقران جنکی عرضی دیکھتے ہین عرضی نامنظور کرکے فرماتے ہین کہ یہ تو آپ لوگون نے اپنی اپنی
عرضیون مین شوکت و لیاقت کا ذکر لکھا ہی کوئی حق سرکار پر نہین ثابت کیا ہی عیاران لشکر اسلام حیران
ہین کہ حق کیا ثابت کرین آخر کیا لکھین جواہر بن عمرو بطن سے ملکہ سرو سیمین تن کے ہی کہ شاہزادی
ہی ملک بیران کوہ کی صاحبقران وہان قید ہوکے جاتے ہین کفار پنجرے مین بند کرکے چوب عقابین
پر لٹکاتے ہین خواجہ عمرو اُس ملک مین جاکر بڑی بڑی عیاریان کرتے ہین آخرین ملکہ سرو سیمین تن
پر عاشق ہوتے ہین بعد کشمکش و کوشش بسیار صاحبقران کو خواجہ عمرو رہا کرتے ہین ملک
اسلام آباد ہوتا ہی ملکہ سرو سیمین تن کا داخلہ اسلام مین ہوا صاحبقران نے ساتھ خواجہ عمرو کے اُس
شاہزادی کا عقد کیا اسی کے بطن سے سکندر غبار انگیز پیدا ہوا تھا کہ جو ایرج نامہ مین ہاتھ سے
آس بن الوس کے عین شباب مین مارا گیا بلکہ قتل ہونے سے اسی فرزند کے خواجہ عمرو اور صاحبقران
سے بگاڑ ہوتا ہی کیونکہ عمرو غصے مین غم فرزند نوجوان کے آس بن الوس کی ناک کاٹ ڈالتا ہی امیر کے
خلاف ہوتا ہی عمرو مع لشکر عیاران فوج صاحبقران سے الگ ہوکر شہ کسری وقت سے مقابلہ کرتا ہی سالہا
سال فساد رہتے ہین اسی فساد مین خواجہ عمرو اور ایرج نوجوان دو دو اب کشور کشا کہ یہ دونون اولاد
صاحبقران سے ہین مگر اپنے مولود مسعود سے آگاہ نہ تھے اور عالم کفر مین تھے عمرو انکو فنون سپہ گری

تعلیم کرکے آپ انکا افسر اور انکو پہلوان پایہ تخت بنا کے صاحبقران سے سالہا سال لڑواتا ہی کران
داستانون کا حال مفصل دفتر آئیچ نامے مین درج ہی مراد اس ذکر مجمل سے یہ ہی کہ خواجہ غم مین سکندر
کے زوجات سے ترک وصل کرتے ہین اور ملکہ سرو سیمین تن سکندر غبار انگیز کے غم مین مصروف
گریہ وزاری رہتی ہی جب بزرگون کی جانب سے عمرو کو یہ خواب ہوتا ہی کہ ای خواجہ عمرو سرو سیمین تن
سے موصول ہو پروردگار فرزند نرینہ بعوض سکندر مرحمت فرمائیگا غم والم فراموش ہوجائیگا تب خواجہ
حکم بزرگون کا بجا لاتے ہین تخلیے مین پاس سرو سیمین تن کے جاتے ہین تجلی اُس نجوم کو بجا کے
اُسی شب کو مراد حاصل کرتے ہین بہر جواہر بن عمرو پیدا ہوتا ہی بڑا عیار زبردست ہوتا ہی خواجہ عمرو
بہت عزیز رکھتے ہین جب دربار امیر مین جانشین خواجہ ہونیکا غلغلہ ہوگا اور مطلب دلی صاحبقران
کو کوئی عیار نہ پہونچا جواہر اپنی مان ملکہ سرو سیمین تن کی خدمت مین آیا تمام حال صاحبقران
کے ارشاد کا بیان کیا ملکہ سرو سیمین تن نے کہا ای نور نظر پارۂ جگر مین مطلب کو صاحبقران کے
سمجھی تم دو فقرے عرضی مین لکھکر مثل کرد حمہ اپنے باپ کا ابھی جا کر لو وہ یہ مضمون ہو بعد القاب
صاحبقرانی تحریر ہو کہ مین وہ عیار ہون قدیم خدمتگزار ہون کہ مین نے اپنے نوجوان بھائی سکندر
غبار انگیز کو قدم اقدس شاہنشاہی پر نثار کیا مجھسے زیادہ کون ذی حق ہوگا بموجب ارشاد ملکہ سرو
سیمین تن جواہر بن عمرو نے اسی مضمون کی عرضی درست کر کے پیشگاہ صاحبقران زمان ملایا
صاحبقران نے باواز بلند فرمایا ای فرزندان عمرو وای شاگردان عمرو والاگہر آگاہ ہوجاؤ کہ جواہر بن عمرو
نے حق اپنا سرکار پر ثابت کیا یعنی سکندر اسکا بھائی عالم شباب مین مارا گیا پس تم مین کوئی ایسا
ہو کہ سرکار پر ایسا ہی حق اسکا بھی ہو کل عیارون نے سر اپنے اپنے جھکائے اس مقدمے مین کچھ نہ
کہ سکے صاحبقران نے فوراً جواہر بن عمرو کو خلعت جانشینی عمرو مرحمت فرمایا مقام پر خواجہ عمرو کے
بٹھایا حقیقت مین جواہر نے اس عہدے مین وہی برتاو کیا ہی کہ جسطرح خواجہ عمرو بخلق و محبت
ہر کسی سے پیش آتے تھے سب جواہر کے جانشین ہونے سے خرم و خورسند ہین غرض دربار امیر
باتوقیر مین بہتر و بہر رنگ خشت ہاے زرین پہ بہت جابجا حاضر ہین سامان عیش و نشاط مہیا ہی ذکر
خواجہ عمرو اور اسکا ہو رہا ہی امیر فرماتے ہین نہین معلوم میرے برادر خواجہ عمرو پر طلسم ہوشربا
مین کیا گذری عرصہ سے کچھ خبر نہین معلوم ہوئی اتنا خوب ہو لکھ یقین ہی کہ نہین معلوم عمرو پر کیا

انجم برج والا ہو کہ ہمین فراموش کیا فراق اُس عاشق صادق کو بہت ناگوار ہو سب سردار تائید کلام
صاحبقران کر رہے ہین کہ ای شہریار حقیقت مین عمرو آپ کا عاشق صادق ہو لشکر مین کون ایسا ہو
جسپر عمرو نے احسان نہین کیا ہو ہر ایک کے واسطے جان لڑائی اب بخت بد نے ہمکو یہ کیفیت دکھائی کہ
ایسے شخص سے دور ہین خواجہ عمرو سے مہجور ہین ای پروردگار جلد خواجہ عمرو کو لا کر ہم سب سے ملا یہ ذکر تھا
کہ لشکر کفار سے صدا نوبت نقارے کی آئی زمین تھرائی صاحبقران نے فرمایا ای جواہر جلد خبر منگاؤ کہ
یہ کیا ہنگامہ ہو جواہر نے عرض کی ہرکارے گئے ہین خبر لیکر آتے ہونگے یہ کلام ابھی ناتمام تھا کہ نامیان
خیبری و تومیان خیبری و سرہنگ کی و ابو طاہر خونریز چارون ہرکارے مثل اربع عناصر حاضر
ہوئے زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثنائے بادشاہی بجا لائے قطعہ مصنف

خدایا مرے شاہ پر صبح دم	رہے سر بسر سر پہ ظل حشم	ترقی پہ یہ جاہ و اقبال ہو
عدو مثل سبزے کے پامال ہو	شہریار گیتی ستان کی عمر دراز ہو کہ اسوقت زمرد شاہ باختری اپنی	

بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ وسواس وخناس نو خوش آمد دیو آمدے خبر دی ہو کہ فولاد فولاد شکن بھائی
سلیمان عنبرین مو کوہی کا سات لاکھ فوج سے برائے مدد لقا آتا ہو یہان سے تین کوس کے فاصلے
پر لشکر اُسکا ٹھہرا ہو لقا نے فرامرز تاجدار فرزند نوشیروان نامدار و ملک یاقوت شاہ اپنے جبرئیل
قدرت کو مع بختیارک کے برائے استقبال فولاد فولاد شکن روانہ کیا ہو سنتے ہین نہایت زبردست
ہو بادۂ کبر و نخوت سے مست ہو حضور سلیمان عنبرین موئے کوہی لقا سے کہتا تھا کہ یا خداوند ایک
پہلوان نامی آیا ہو دیکھیے گا مسلمانون پر کیا گذرتی ہو صاحبقران نے فرمایا خدا سے مابزرگ ست
مصرع دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است ٭ مگر اب حال سنیے بختیارک کا جب اسکو
لقا سے حکم استقبال فولاد فولاد شکن کا ملا مع یاقوت شاہ و فرامرز تاجدار با فوج بیشمار اپنے تخت
پر سوار ہو کر طرف صحرا کے چلا وسواس ہرکارے سے پوچھتا ہوا چلا جاتا ہو کہ تمھاری نگاہ مین یہ
کیسا پہلوان ہو وسواس بادوسواس عرض کرتا جاتا ہو کہ ای شیطان درگاہ خداوند اگر آپ
مجھسے پوچھتے ہین تو صاف یہ ہو کہ از باختر تا اینجا ایسا پہلوان زبردست غلام کی نگاہ سے نہین گذرا
طہماس بن عنقول دیو پرور سے بھی قد و قامت مین پانچ گز زیادہ ہو بہرام فلک بھی اُسکے خوف
سے لرزان ہو مریخ فلک کا اُسکی صورت مہیب دیکھکر چھپتا ہو چلنے سے اسکے زمین تھراتی ہو

گاؤ زمین کانپ جاتی ہی دوسرا مقدمہ اور یہ بھی ہی غلام عرض کرے وہ یہ ہی کہ ناموس بھی اُسکے ہمراہ دیر سے
اُس خیال سے شاید سُن چکا ہی کہ ملکہ مہرنگار و ملکہ مہر گوہر تاجدار دختران نوشیروان عالیوقار محبت
مین صاحبقران زمان کی نکل گئین۔ اور شاہ سے کچھ ہو سکا یہی باعث زوال دولت و سلطنت کیانیان
ہوا گنجاب کی دختر ملکہ گوہر ملک شاہزادہ بدیع الزمان پر عاشق ہوئی باغ چار ملک حیران مین
بدیع الزمان کو چھپا رکھا ایسی ایسی صورت مین گنجاب نے شکست کھائی ملک ہاتھ سے گیا جہانگیر کی
بخدمت لقا پہونچا بس اسی خیال سے ناموس کو اپنے ساتھ رکھا ہی بختیارک ہنستا ہوا چلا جاتا ہی
اور کہتا ہی اب مسلمانون کے مقابلے مین آئے ہین ساری شیخی کرکری ہو جائیگی بیٹی یا بہن اگر نوجوان
ہوگی کسی فرزند حمزہ کو دیکھ پائیگی پڑو کی آنچ سے نکل جائیگی دیکھینگے کیا کرتے ہین کیسے بہادر ہین راہ
مین اسطرح ذکر ہوتے ہوے جاتے ہین وہان فولاد فولاد شکن قریب ایک کوہ کے ٹھہرا ہی چاہتا ہی
کہ اُترے اُسی جگہ پر قیام کرے کہ ہرکارون نے خبر دی ای پہلوان دوران وای اسفندیار جہان
آپکی تشریف آوری کی خبر خداوند کو پہونچی جبرئیل قدرت کو واسطے استقبال کے بھیجا ہی قریب آ چلے ہین
یہ سنتے ہی فولاد فولاد شکن اور زیادہ پھول گیا قہقہہ مار کر ہنسا معلوم ہوا رعد گرجا صداے مہیب سے
پہاڑ تھرائے بیشیون مین شیرون کو بخار چڑھ آئے اپنے ساتھ والون سے کہنے لگا کیونکر قدرت خاطر
نہ کرینگے کہ انکو اپنے ملک موروثی لینیکی خواہش ہی اب مجھکو بھی کاہش ہی کہ اسی ہفتے مین سب
مسلمانون کو پامال کرون قدرت کو بالاے قیطول پہونچا کے خوشی خوشی جلد اپنے وطن کو پلٹ جاؤن
یہ کہکر گینڈے کو بڑھایا مغرور و متکبر خراماں خراماں چلا اُدھر تخت ملک یاقوت شاہ قریب صحراے
سبزہ زار کے پہونچا ہی کہ یکایک صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی نوبت نقارے کی آواز آنے لگی زمین
تھرانے لگی طائر آشیانون سے گھبرا کر اُٹھے درندون نے اپنے مسکن چھوڑ دیے ناگاہ دامن گرد
شگافتہ ہوا دیکھا آگے آگے شترسوار اہتمام کرتے ہوئے نکل گئے انکے بعد سات سو علم نشان سات
لاکھ فوج کا نمایان ہوئے بعد گذر جانے اُنکے دیکھا کہ ایک دیو قالب انسان مین سمایا ہوا گینڈے
سوار پہلو مین ارابہ گرز کا گڑگڑاتا ہوا چالیس جوڑیان زنگاو کی اُس ارابہ کو کھینچتی ہوئی لاتی ہین
گرانی سبب بار گران کے ہر مرتبہ بیلون کے گھٹنے زمین سے آشنا ہو جاتے ہین دیوون کے سر اکے پڑ رہے
ہین تک تک کی صدا مین بلندیل گرہون در دمند فولاد انتہا کا مغرور نشہ شراب مین چور ابروون پر

بل پڑے ہوئے ہین یا دریاے رود نیل کی موجین ہین تنگ چشم تنگ پیشانی عوج بن عوق کا ثانی
سینہ پر کینہ قلعۂ ویران کا در سر بسر سرکش بد سیر کالی کالی صورت یا کالی جی کی مورت یا خال چہرۂ
شب چتون مین قہر و غضب دو ساقی بچے جام شراب کے دیتے ہین پی جاتا ہی ہاتھ مین اسکے بھینسے کی
کی ران ہی بجاے کباب کھاتا ہی باچھون سے خون بہتا ہی نقیب نے آواز دی شیطان درگاہ خداوندی
پیش نگاہ بنخوت آنکھون کو کھولا بختیارک نے سلام کیا فولاد نے اک مکھی سی اڑا دی توجہ بھی نکی
بختیارک دل مین کہنے لگا لات و منات اسکی بدعت سے بچائین جلد اسکو جہنم مین پہونچائین سلام
بھی لینا حرامزادے کو ناگوار ہی اسقدر بادۂ خودسری سے مست و سرشار ہی اسوقت پکار کر آواز دی
اے ستم خصال جبرئیل قدرت کا تخت قریب آ پہونچا آپکے استقبال کو قدرت نے بھیجا ہی یہ سنکر فیل
گینڈے سے اُترا یاقوت شاہ کو دیکھکر سر پر ہاتھ رکھا پایہ تخت یاقوت شاہ پر ہاتھ ڈالدیا یاقوت
شاہ بھی تخت سے اُترا کارگزارون نے اسی وقت بارگاہ لاکر استادہ کردی خیمے جا بجا نصب ہونے
یاقوت شاہ اُسکو لیے ہوئے بارگاہ مین آیا پہلو مین اپنے تخت کے بیٹھنے کو جگہ دی سرداران کے
تمام بارگاہ مین دنگلون پر قائم ہوئے تخت یاقوت شاہ اور ہرمز تاجدار ایک طرف بختیارک
نے فولاد کو دیکھا کہ چپ بیٹھا ہی کسی سے کلام نہین کرتا بختیارک تو ایک حرامزادہ ہی پوچھا ای پہلوان
تیغزن واہ فولاد فولاد شکن جبرئیل قدرت پوچھتے ہین کہ تمھارا مزاج کیسا ہی وہان خداوند شتاق
ہین قبل تمھارے آنے کے تقدیر فرما چکے ہین کہ کل مسلمانون کا خون سپرد تیغہ فولاد کیا ہی مگر مسلمان
بھی بلاے روزگار ہین قدرت کی تقدیر کو تدبیر سے پلٹ دیتے ہین ایسے کلمات سنکے فولاد نے
آنکھین کھولین کہ یہ کون مجھسے باتین کر رہا ہی اب جو دیکھا تو ایک شخص زرد رو زرد مو کوتاہ گردن
تنگ پیشانی چہرے پر حرامزدگی کی نشانی ایک سوا ایک گلی کا جامہ پہنے چھاتی پر بند بندھے رفیدہ
سر پر بوڑھا بندر معلوم ہوتا ہی صورت بختیارک کی دیکھکر بہت ہنسا پوچھا صاحب آپ کا نام
کیا ہی بختیارک نے کہا نام نہ پوچھیے وہ شخص شیطان درگاہ خداوندی کا ہی یہی پتہ کافی ہی فولاد نے
کہا نام کے بتلانے مین کیا نقصان ہی بختیارک نے کہا بزرگون کے نام ایسے ہین جو بیوقوف ہین
اُن نامون پر ہنستے ہین فولاد فولاد شکن نے کہا نہین صاحب نام پر ہنسنا کیا بختیارک نے کہا
تو سنیے نام اُس شخص کا بختیارک بن بختک بن القش بن بادہ کش بن سگ سعید ہی

فولاد بے اختیار ہنس پڑا گویا سیاہ کرلا چنگا کہا کہ ای ملک تن سنگ سفید بھی آپکے بزرگون مین تھے
بختیارک نے کہا اولاد نہ زندہ رہتی تھی اسوجہ سے یہ نام رکھ دیا تھا فولاد نے کہا لعنت ہے آپکے
بزرگون پر سوائے سنگ سفید کے اور کوئی نام نہ ملتا تھا بختیارک نے کہا مین نے پہلے ہی
عرض کیا تھا کہ جو بیوقوف ہین وہ ہنستے ہین فولاد نے کہا تو مجھے بیوقوف بناتا ہی بڑا مسخرہ ہی پیلکر
جانب یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کے متوجہ ہوا کہ حضور نے کیون تکلیف فرمائی کل ضرور حاضر
ہوتا یاقوت شاہ نے جواب دیا کہ قدرت تمھارے بہت مشتاق ہین جلد سوار ہو فولاد فولاد شکن
نے عرض کیا امیدوار ہون کہ ایک قصر عالی یا کوئی باغ مرحمت ہو کہ غلام کے ناموس کے واسطے
جائے سکونت ہو یاقوت شاہ جواب نہ دینے پایا تھا کہ بختیارک پھر ہنسا پوچھا ای پہلوان زمان
وائے گرسا شب جہان کیا جو روشنیان جی ساتھ ہین اسکا کیا سبب ہی نشۂ جرأت مین مدہوش ہو
گیا خانہ بدوش ہو فولاد نے کہا ملک جی مین نے ایسے معاملات واہیات سنے ہین کہ جنکا زبان پر
لانا مناسب نہین ہی بختیارک نے کہا وہ معاملہ مجھسے سنیے اول ہمارے شاہزادہ فرامرز صاحب
فرزند لبند شاہ ہفت اقلیم سامنے حضور کے تخت نشین ہین پہلا سانحہ انہین کے گھر سے شروع ہوا
آفتاب عشق طلوع ہوا یعنی صاحبقران انکی ہمشیرہ ملکہ مہر نگار پر مائل ہوئے وہ بھی محبت مین
حمزہ کی سلطنت ہفت اقلیم چھوڑ انکے گھر جا بیٹھین دوسری صاحب ملکہ مہر گہر تاجدار جہان ہوئین
انکو بھی دیدار حمزہ کا اشتیاق ہوا پاس اُس عرب کے جا پہونچین اورون کا ذکر تو کیا اردن خلف
زمرد شاہ باختری جو سب کے پیدا کرنے والے ہین نورچشمۂ قدرت ملکہ گیتی افروز جنکا شعلۂ
حسن جہان سوز و دیگر ملکہ جہان افروز ایک صاحب نبیرۂ حمزۂ صاحبقران پر مائل ہوئین
نورچشمۂ قدرت دوسری تیغ ابروئے بدیع الزمان گردلشکر شکن کی گھائل ہوئین آخر خبط ہوا
راز عشق نہ چھپا کچھ باپ کی خدائی کا پاس نہ کیا فوراً نکل گئین قدرت نے بھی تامل فرمایا ایسے
سنگدلون کو سنگ سیاہ نہ بنایا ہمارے جبرئیل قدرت آپکی صاحبزادی مہر افروز شہسوار عرصۂ
یکہ تازی اسد بن کرب غازی جو طلسم ہوشربا کے فتح کرنے کو تشریف لے گئے ہین اُسی خیر طلب
پر شیفتہ و فریفتہ ہوئین قدرت نے ایسی تقدیر جستی کی کہ تینون صاحبزادیان صاحب اولاد ہوئین
کیسے صف شکن تیغزن فرزند ہوئے کہ جنکی جرأت کے تمام عالم مین شہرے ہین شاہزادہ خاور سیاہ

سے نور نظر پارۂ جگر قدرت کے نواسے حمزہ کے پوتے شاہزادہ ایرج نوجوان صاحب شوکت و مالک
چتر و علم و نشان اُنکی ہیبت شمشیر سے بڑے بڑے پہلوان تھراتے ہین شیران دشت اُنکے خوف سے
دامن صحرا سے مُنھ چھپاتے ہین نہنگان دریائی نے چادر آب کو چہرے پر لیا ہی مریخ فلک کانپتا ہی
قدرت کے بھی پیارے ہین اگر قدرت پر دست انداز ہوئے اُنکی جراُت پر قدرت کو بھی ناز ہوئے
غارت نہین کرتے دوسرے صاحبزادے بطن ملکہ گوہر ملک صاحب شاہزادہ بدیع الزمان سے
گل گلزار خلیل الرحمن نور الدہر والاشان پیدا ہوئے اُنکو تو اسقدر قدرت پر ناز ہی کہ قلعۂ
مشتری حصار پیکر زنجیر قدرت مین ہاتھ ڈالدیا تخت خدائی سے اُٹھالیا سات کوس تک چرخ
دیتے ہوئے لیگئے یہ قدرت مین ہتھکڑیان پاے قدرت مین بیڑیان پہنائین قدرت کے صبر و جبر
کو ملاحظہ فرمائیے کہ کچھ نہ کہا قید خانے مین سر جھکائے بیٹھے رہے پھر آخر قدرت بن جب مزاج مین
آیا تقدیر کرکے رہا ہوئے پھر لڑنے لگے ایرج نوجوان و نور الدہر بن بدیع الزمان نور نگاہ
صاحبقران آپسمین ہم چشم ہین صاحب قہر و خشم ہین خداوندانکی ہیبت شمشیر سے بندگان قدرت
کو بچائین جنہین قدرت کی صاحبزادیون کی شہر کی تاثیر مالک سپر و شمشیر پس آپ نے بہت مناسب
کیا ہی کہ ایسے ایسے حالات سنکر اپنے ناموس کو اپنے ساتھ رکھا ہی اب یہ فرمائیے کہ آپ کی کوئی
صاحبزادی یا ہمشیرہ شکیل و نوجوان تو نہین ہی فولاد نے غصے مین آکر ایک دھول ہلکی سی
لگائی ملک جی کی پگڑی سر سے زمین پر گر پڑی اور کہا او بیحیا خاموش یہ کیا بکتا ہی بختیارک نے
پگڑی اُٹھاکر سر پر رکھا اور کہا دھول دھپے کا تو یہ غلام عادی ہی قدرت نے اُس شخص کو عہدۂ شیطنت
دیا ہی اسقدر گستاخ کیا ہی قدرت کے سامنے بھی ایسی باتین کہتا ہون جو لی بیزار کی بلا سہتا ہون
اور یہ بھی واضح رہے کہ میرا علم لگانا کبھی خلاف نہین ہوتا ہی جو مجکو دھول لگاتا ہی وہ آخر اپنے سر پر
ہاتھ رکھکر روتا ہی حضور نے کچھ میری بات کا جواب نہ دیا کوئی صاحبزادی جوان ہمراہ ہین یا نہین
فولاد نے کہا ہان ایک دختر بلند اختر ہی اُسکو اسی واسطے ساتھ رکھا ہی کہ حفاظت کرون اور وہ
خود صاحب شوکت ہی مرد کے نام سے اُسکو نفرت ہی فن سپاہگری مین طاق ہی حسن مین شہرۂ
آفاق ہی کیا مجال اُسپر کوئی نگاہ بد ڈالے وہ خود شیر کی آنکھین نکال لے اور علاوہ اسکے اے ملک جی
جو مقامات کہ آپ بیان کر گئے اگر میری کنیز پر بھی ایسا امر گذرتا دریاے خون بہا دیتا لشکر

طالب و مطلوب کے سرکاٹ لاتا لو شیروان بادشاہ ہفت کشور تھے بموجب مصرع امور مملکت خویش
خسروان دانند ۔ اور خداوند جو مناسب جانتے ہین وہ تقدیر کرتے ہین ہمین کیا دخل ہی لیکن اب بھی اگر
قدرت ارشاد فرمائین تو گیتی افروز اور مہر افروز و جہان افروز کو محلات حمزہ سے ابھی چوٹی پکڑ کر
گھسیٹ لاؤن اُنکے چاہنے والون کو خاک مین ملاؤن بلکہ بروقت ملازمت قدرت سے اسی بات کو
عرض کرونگا کہ مجکو حکم ہو کہ دختران قدرت کو جا کر قتل کر دن یا لے آؤن بختیارک نے جواب دیا کہ خدا میان
فولاد صاحب ہوش مین آؤ زیادہ نہ بلبلاؤ مسلمانون کا خدائے نادیدہ بقول اُنکے حاضر و ناظر ہی
دلون کے حال سے ماہر ہی مسلمان کہتے ہین کہ ہمارے خدا کو غرور کسی کا پسند نہین آتا اپنے خدا کی
صفت مین کہتے ہین بیت مرا در رسد کبریا و منی ۔ کہ ملکش قدیم است و ذاتش غنی ۔ اور قدرت کو
بھی غرور کسی کا نہین پسند ہی آپ نے اسوقت غرور کیا ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی علاوہ اسکے ایک اور بڑا
غضب ہی کہ شاہزادیان حسین و جمیل مرد اُنکے آپ ایسے اُلو کے پٹھے قد و قامت سا کھو کے
لٹھے بدصورت کالے دنیا سے نرالے ہین اور فرزندان حمزہ حسین و با ہوش طرحدار صف شکن
تیغ زن سرو قد خورشید خد صاحب فصاحت حُسن مین ملاحت گفتگو مین بے نظیر خوش مزاج
صاحب توقیر پس ایسے جوانون کو جب شاہزادیان دیکھین تو کیون نہ فریفتہ ہو جائین فولاد
ان باتون پر بہت بگڑا خنجر پر ہاتھ ڈالا بختیارک گڑگڑانے لگا اور کہنے لگا کہ مین تو آپ کا غلام
بلکہ غلام کا تلام تلام کا احتلام ہون مجھ پر غصہ بیکار ہی نمک صحبت ہون رونے کو ہنساتا ہون
جو بات ہونے کو ہوتی ہی وہ سُناتا ہون یاقوت شاہ نے فولاد کو منع کیا کہ جانے دو اسکی
بات کا خیال نہ کرو یہ درگاہ قدرت کا شیطان ہی دیکھو ہمیں ہمکو کیا کیا کہتا ہی ابھی تمہارے
سامنے کہہ چکا ہی اسکا یہی شیوہ ہی یہ کہکر ضیغم خون آشام کو حکم دیا کہ یہان سے قریب باغ ہی
سلیمان عنبرین موے کوہی کا پُر فضا خوش ہوا رفیع وسیع جلد اسکو جا کر خالی کراؤ آپ کے
ناموس کو بعزت و حرمت محافون سے اُترواؤ بیبیان محافون مین گھٹی جاتی ہونگی گھبراتی
ہونگی ضیغم یہ حکم سُنکر فوراً اُٹھا بعد تھوڑے عرصے کے واپس آیا عرض کی سب سامان تیار ہی
فولاد خود تیغہ باندھ کر اُٹھا مع فوج اور مع محافون قریب باغ سلیمان عنبرین موے کوہی کے آیا
قناتین اپنے سامنے گڑوا دین جا بجا سوارون اور پیدلون کی چوکیان بٹھائین جبتک ناموس اُتریں

سننہ پلٹے خود کھڑا ٹہلا کیا فوج کو گرد باغ کے اُتارا حکم دیا خبردار غیر عورت بھی نہ آنے پائے بختیارک
یہ انتظام دیکھ دیکھکر مسکراتا ہی یاقوت شاہ سے کہتا ہی کہ اس شخص پر دیکھ لیجیے گا ضرور افتاد پڑے گی
صاحبزادی جوان ہین کسی فرزند حمزہ سے ضرور اسکی آنکھ لڑ گئی یاقوت شاہ کہتا ہی کہ اے چپ رہ
فولاد بڑا بدمزاج ہی کہین سنلے اسکا ہاتھ نہ مارے اسوقت بچہ تمکو بچایا نہین وہ ایک خنجر مارتا تمھارا
بھنڈا را کھل جاتا بختیارک نے کہا بہتون نے مجھکو مارا ہی ایسے ایسون کو نگاہ مین کھا جاتا ہون
گمراہون کو سیدھا راستہ جہنم کا بتاتا ہون یہ بھی دو چار روز کے مہمان ہین بہت بلبلاتے ہین نادان
ہین اس اثنا مین فولاد انتظام کرکے آپ براے ملاقات تو یاقوت شاہ اسکو لیچلا بعد قطع راہ
فولاد فولاد شکن لشکر سلیمان عنبرین موے کوہی کے گذرا دیکھا لشکر بے انتہا اُترا ہوا ہی دیکھتا بھالتا
تا بدرگاہ زمرد شاہ باختری پہونچا پردہ اُٹھا اندر آیا دیکھا لقا کو کہ چالیس ارج کا قد و قامت سر مثل
گنبد قصر کہنہ ہاتھ پاؤن بڑے بڑے گویا نخل کلان کے ٹھنے سیاہرو بدخو تیرہ درون آنکھین گرداب
جیحون نشے مین بدمست وہ خود پرست بصد نخوت تخت نکبت پر بیٹھا ہی ہرچند کہ فولاد فولاد شکن
خود کر یہ منظر ہی مگر صورت نحس لقا دیکھکر گھبرا گیا پسینہ آگیا واسطے سجدے کے جھکا لقا نے آواز دی
ای بندۂ خاص من سر از سجدہ بردار کہ لعنت مدام بر تو نصیب کردم فولاد نے سر سجدے سے
اُٹھایا قریب تخت لقا ذرا کل بیٹھنے کو ملا ساقی بچے حاضر ہوے دور جام چلنے لگا جب فولاد کو نشہ ہوا تو
بختیارک کی باتین یاد آئین لقا سے ہاتھ باندھکر پوچھا کیون خداوند نور چکید گئین قدرت ہمراہ فرزند
حمزہ نکل گئین قدرت نے تامل فرمایا ابھی غلام کو حکم ہو کہ مین جاکر بدیع الزمان اور قاسم کو
قتل کرون صاحبزادیون کو محلے مین سوار کرکے لے آؤن دیکھون تو کون مجکو روکتا ہی آپ کے
ہزبر صحراے جرأت کو کون روک سکتا ہی یہ سنکر لقا قہقہہ مار کر ہنسا کہا ای بندۂ خاص الخاص وای طاعت
گزار با اخلاص انتظام کارخانۂ قدرت ذات خاص قدرت ہی پر موقوف ہی دخل دینے والا سرا
سر بے وقوف ہی تم ان باتون مین دخل نہ دو ورنہ تمکو قدرت سنگ سیاہ کردینگے فولاد یہ سنکر خاموش ہوا
اور سلیمان عنبرین موے کوہی نے بھی اشارہ کیا کہ ای فرزند چپ رہو تمکو مشیت قدرت مین
ہمکو کیا دخل ہی فولاد نے سلیمان سے کہا ماموجان اب آپ قدرت سے میری سفارش کیجیے میرے
نام پر طبل جنگی بجوا دیجیے سلیمان نے کہا کہ قدرت پہلے ہی فرما چکے ہین ایک ہفتہ جبرئیل قدرت

دغا لوے قدرت وضیغم خون آشام وسرداران خداوند تمہاری دعوت کرینگے بعد گذرنے ہفتے کے جنگ کا سامان ہوگا ہم خوب جانتے ہین کہ تمہارے خوف سے لشکر حمزہ لرزان وترسان ہوگا کون تمہارے مقابلے مین آئیگا حال جرأت وشوکت سبکا کھل جائیگا یہ کہکر سلیمان عنبرین موے کوہی نے ہاتھ فولاد فولادشکن کا تھام لیا دربار سے اُٹھا کر اپنے عیش خانے مین لایا سامان دعوت کا حکم دیا انکو تو دعوت کھانے مین مصروف رکھیے

اب دو کلمے لشکر صاحبقران جانا ایرج کا واسطے شکار کے اور عاشق ہونا اوپر دختر فولاد فولادشکن موسوم بہ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد اور لے آنا اپنی بارگاہ مین ملکہ مذکورہ کو اُسی شکارگاہ مین اور خبر ہونا فولاد کو اور جا کر زخمی کرنا ایرج نوجوان کو اور لے آنا اپنی دختر کو باغ سلیمان عنبرین موے کوہی مین اور فرداً فرداً جانا فرزندان صاحبقران کا اور ذکر جنگ مغلوبہ بیان کیے جاتے ہین اشعار آبدار

کہان ہی تو ای عشق کاشانہ سوز	کہان ہی تو ای شمع پروانہ سوز	جلا دینے مین تو وہ بیباک ہی
کہ سارا جہان مشت خاشاک ہی	جو ای عشق دریاے ہو جگولا	نکلنے لگے صاف پانی سے آگ
مقابل اگر کوہ ہو جنگ کو	لہو سے بھرے ہر رگ سنگ کو	جفا تجھسی دنیا مین کوئی نہین
بلا تجھسی دنیا مین کوئی نہین	کسی کو کوئی شی دکھاتا ہی تو	اُسے اُسکا شیدا بناتا ہی تو
تجھے بھیجے ای عشق دکھا وہ برق	کیا بجز آفت مین عاشق کو غرق	مثال ملکان عروس سخنوری دجلہ

پروانان شاہدان مضامین گستری کلک جواہر سلک سے بدعت عشق خانہ خراب عاشقان دیر باز ننگ وناموس معشوقان یون تحریر فرماتے ہین کہ یہان صاحبقران زمان بارگاہ سلیمانی مین جلوہ فرماتھے کہ ہر کارے حاضر ہوئے اور بہ اسطرح دعا وثنائے بادشاہی بجالائے قطعہ

بادشاہا بارگاہت چون فلک در	داد عدلت در سرای آخرت معمور باد	ای فریدون ہست رستم دل جمشید فر
تیغ تیز وفرق دشمن ناصر منصور باد	آفتاب دولت واقبال شہنشاہ گیتی ستان کا ہمیشہ تابان و	

درخشان رہے فولاد فولادشکن بھانجہ سلیمان عنبرین موے کوہی کا بڑے علم وشان سے داخل بارگاہ لقا ہوا ہی کبر وغرور اُسکا لائق گذارش نہین ہی نہایت بدزبان بدآئین ہی اُسنے قصد کیا تھا کہ طبل جنگی بجوائے سلیمان عنبرین موے کوہی مانع ہوا واسطے دعوت کے بدلے عرصہ ہفتہ

اپنے قصر مین لے گیا ظاہر اً معلوم ہوا کہ ایک ہفتے تک طبل جنگی نہ بجے گا صاحبقران زمان نے فرمایا
ای دارائے ہند اس عرصے مین وردیان وغیرہ واسطے اہالیان لشکر کے تیار کرو دربار بھی دفتاً فوقتاً
ہوگا اسوقت سب فرزندان نامی وپہلوانان گرامی بارگاہ مین موجود ہین سمت دست چپ نقد
روح روان قاسم عالیشان شاہزادۂ ایرج نوجوان ونکل نیلم نگار پر جلوہ فرما ہین قریب انکے
نیلم زنگی وفیلم زنگی وعنتر صبا دخوجان ضیاباری وسام بن عوجان دریاباری ومیعاد
عاد رشک دراز گردن حاضر ہین سب نے دست بستہ عرض کی ای شہریار بعد مدت مدید وعہد بعید
ایک ہفتے کی مہلت ملی ہے سنتے ہین کہ پہلوے کوہ عقیق مین شکار متعدد ہے واسطے شکار کے ایسے
اجازت دیجیے ایرج حسب فرمائش سرداران سامنے صاحبقران کے آئے صاحبقران
نے فرمایا کیون ای فرزند کیا چاہتے ہو عرض کی حکم ہو تو اندر اس ہفتے کے غلام شکار کے لیے جائے ایرج نے
فرمایا کہ بابا یہ ملک پرآشوب ہے تمھارے نام کے سب دشمن ہین کوہی جابجا رہزن ہین شکار کو
جانا بہتر نہین دست راست مین شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان جلوہ فرما ہین بچہ سمجھ کر کہا
لندھور بن سعدان سے کہا کہ چھوٹے دادا جان حقیقت مین جد عالی تبار بجا فرماتے ہین کیونکر
بھائی ایرج کو واسطے شکار کے جانے دین صحرا مین سو طرح کی خرابیان ہین سو طرح کی آفتین ہین
اکثر شیر بھیڑیے نکل آتے ہین آزار پہونچاتے ہین شکار کو جانے والے گھبرا جاتے ہین چاہیے کہ
شکار کے واسطے دیکھ بھال کے جائیے اپنی حقیقت کو سمجھیے یہ کلمات طعن آمیز ایرج نوجوان کو
بہت ناگوار ہوئے بے اختیار منھ سے نکل گیا کہ شیران بیشۂ جرأت شیر دشتی کو سگ صحرائی سمجھے
ہین یہ کہکر قدمون سے صاحبقران کے لپٹ گیا اور عرض کیا کہ غلام کو اجازت شکار ملے
تا غنچۂ آرزو کھلے انشاء اللہ بعد ایک شب کے صبح ضرور آستان بوسی کو حاضر ہونگا زیادہ
دیر نہ کرونگا صاحبقران نے فرمایا ای فرزند ارجمند جسوقت سے تمنے نام شکار کا لیا ہے تو وہ دو دلبر
تیرا لم پڑا ہے خطاکاران تیرہ بخت کا خیال آتا ہے شاید چھپ کر گوشۂ صحرا مین ٹھہرین اور سقاوپاکر
کچھ فکر کرین لہذا اگر قصد مصمم ہے تو آج ہی دن کو چلے آنا شام کا خاصہ ہمارے ساتھ کھانا ایرج
نوجوان نے عرض کیا انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا قاسم بھی کھڑے ہوگئے فرط محبت پر صاحبقران
کی خوش ہوئے ایرج سے فرمایا اجازت ملی تسلیم کرو تم روح روان لشکر اسلام ہو تھاری بجنگی

کے سبب سے میں مانع نہیں ہوتا میرے بھی قلب کا عجب حال ہے خود بخود ہجوم غم و ملال ہے ایرج نے
عرض کیا کہ آج تو غلام ضرور جائیگا شام تک ضرور واپس آئیگا آپ صاحبوں کی باتیں سننے میں
شیر بھیڑیے کا ہمکو ڈر ہے قاسم نے کہا اے نور نظر ایسی باتوں کا تیر کون گمان کریگا شیر صحرائی تمھارے سامنے
سے بھاگ نکلیگا ایرج نے عرض کیا کہ حضور رتبہ بڑھاتے ہیں آبرو دیتے ہیں حضور نے کیا کیا کام کیے
کیسے کیسے نام کیے ملک شمالیہ باختر کتنا بڑا ملک ہے دربار سیف الملک میں جانا برق شمشیر چمکانا
آپ ہی کا دل تھا یہ مرتبہ کسکو حاصل تھا انشاء اللہ ذرا جنگ سلیمان عنبریں موے کو بھی مہلت
ہو ذنگل زرین رستم کے بھی لینے کی تدبیر کیجائیگی اب نال ہوگا قاسم نے کہا بیٹا یہ تمھارا اقبال ہے کیا
کسی کی مجال ہے جو تمسے آنکھ ملائے یاذنگل رستم کا نام کسی کی زبان پر آئے خون کے دریا بہ جائیں
بڑے لوگ بھاگتے نظر آئیں باپ بیٹوں میں یہ چپکے چپکے باتیں ہو رہیں جرأت کی گھاتیں ہو رہیں
دست راستی اپنے مقام پر بیٹھا کیے نور الدہر مو چھوں پر تاؤ پھیرا کیے غرض ایرج نوجوان
صاحبقران سے اجازت لیکر بیرون بارگاہ سلیمانی آئے شاپور شیر دل عیار کو بلا کر حکم دیا کہ
سامان شکار تیار ہو اسی وقت فوراً بلیے قراول میر شکار یوزباش حاضر ہوئے جانوران شکاری
مثل باز بحری جرہ زرمستی کہی کھیلا لگڑ جھگڑ چرغ ہاتھوں پر چڑھے ہوئے وہ باز بلند پرواز کہ
طائر خیال کو شکار کریں مرغ عنقا کو بصد جستجو لائیں چیتوں کی چارپائیاں سگ تازی تیر

شکار جست وچالاک بیاں نظم	وہ کتوں کی تھیں جوڑیاں لاجواب	دل شیر ہو جنگی دہشت سے آب
جو شیروں کو وہ دشت میں گھیر لیں	یہ بزدل نہیں وہ کہ منہ پھیر لیں	الغرض جب بسامان شکار

مہیا ہو چکا شاہزادہ پشت گلگون باشتر پر سوار ہو کر سمت صحرا عازم شکار ہوا صحرا میں آکر پہلے
قراولوں کو حکم دیا کہ شکار کی جستجو کرو انھوں نے فوراً جھاڑی جھنڈی کو جھاڑا جانور ان ہو بڑے
یہاں سے باندا اون نے باز چھوڑے باز بلند پرواز نے جا کر تیہو کو گھیرا پروں سے طمانچے
مارتا ہوا طرف زمین کے لیچلا ایرج نے گھوڑا بڑھایا تماشا دیکھتا ہوا چلا باز نے تیہو کو زمین پر
گرایا پنجہ فولادی اپنا اسکے سینے پر رکھا چاہا سینہ اسکا چیر ڈالے ایرج گھوڑے سے خوشی خوشی
کود پڑے چمکار کر باز کو ہاتھ پر لیا اس جانور کا قرولی سے سینہ چاک کیا جگر نکال کر باز کو دیا اسنے
پنجے میں دبا کر نوچ نوچ کر کھانے لگا اسی طرح جرہ وغیرہ چھوٹے اپنے اپنے شکار کرکے

طائران ہوا سے ار ا بے بھر لیے کسی قدر دن چڑھا تھا نیر اعظم بلند ہو چکا تھا ایرج نوجوان نے
ایک مقام پر گھوڑا روکا فرمانا صاحبقران کا یاد آیا شاپور شیر دل سے فرمایا ای برادر ہمارے
جد عالی تبار انتظار مین ہونگے ہم چاہتے ہین دو پہر سے قبل واپس ہون مگر مقام تعجب ہی کہ ہنوز وقت
تک کوئی آہو اس صحرا مین نہ دیکھا کہ اُسکے شکار سے لطف حاصل ہوتا شاپور نے عرض کیا کہ
قبل ارشاد غلام نے ہرکارے روانہ کیے ہین خبر آیا چاہتی ہی ہنوز یہ کلمہ ناتمام تھا کہ ایک گنوار
سامنے سے دوڑا ہوا آیا عرض کی کسنیان یہان سے تین کوس پر ایک کھیت دھانون کا نہایت
سرسبز و شاداب ہی وہان شکار نایاب ہی کئی سو آہو اُس کھیت مین چر رہے ہین جلد چلیے شکار
کیجیے ایرج نوجوان نے کرہ بن اشقر کو بڑھایا سردار مرکب چمکا چمکا کر ہمراہ رکاب ہوے شکار
آہو کا ذکر سنکر دل بیتاب ہوے اگر دور سے دیکھا حقیقت مین گرد صحراے سبزہ زار و نواح دلکشا
ایک سمت دھانون کا کھیت اُسمین پچیس تیس ہرن مثل طاؤسان خرامان بیچ مین ایک
آہوے کلان سنگوٹیان مثل محبوبان آنکھین بڑی بڑی شعر ہی اشارہ ہی اُن کالی کالی آنکھون کا
شکار شیر پکھلیں تو ہم غزال نہین و از پشت تا بہ دُم ایک لکیر سفید شاید اسمین بھی کچھ بھید اسکو
کہکشان فلک کہیے یا جادہ راہ عاشقان چشم محبوب نہایت حسین دم غوب بیچ مین مادہ ہاے
آہوان کے وہ خوشخو مستی کر رہا ہی اپنے معشوقون سے دم محبت کا بھر رہا ہی ایرج نوجوان نے
فرمایا اور سب آہوون کے شکار کا سب صاحبون کو اختیار ہی لیکن یہ نر آہو بعد آئے وہ ہم
شکار کرینگے یہ فرما کر چار جانب سے اُس کھیت کو گھیرا نیزون کے لٹو بغلون مین دبا لے
سنان ہاے نیزہ کو بڑھا دیا اب گھوڑون کو مہمیز کیا اُن آہوان صحرائی نے جو صیادون کو کمین
مین دیکھا کنوتیان بدلین چوکڑیاں بھرین جست و خیز کرکے بھاگے ایک دم مین ہوا ہو گئے
سردارون نے بھی اُنکے تعاقب مین گھوڑے ڈال دیے مگر وہ آہوے کلان ایرج نوجوان سے
آنکھ ملا کر جست جو کرتا ہی مرکب وہ اکب کو ذرا کرین نکل گیا کہ جیسے باد تند کا جھونکا اُسکے
گھر خود سے شاہزادے کے مس ہوئے ایرج نوجوان کو نہایت غصہ آیا کہ اس آہوے وحشی
نے مجھی کو گنہگار بنایا اگر اور کسی سوار کی جانب سے چوکڑی بھرتا مین اُسکو متہم کرتا اب یہ
زندہ نہ بچے فوراً گھوڑے کو پھیر کرہ بن اشقر وہ بھی ادھر کو چلا نظم

بیان اسپ سبک رو کی کیا ہو تیز روی — نہ پہونچے گرد کو جسکی ہوا کے گھوڑون کی ڈاک
خود اپنے سایے سے کرتا ہی رم غزال کی طرح — کمین نگاہ سے بھی چشم شوخ کی چالاک
غرض سمند کے کاودون کا ہی عجب انداز — کہ جلکو دیکھکے ہو دنگ گردش افلاک

آگے آگے آہو جان بچائے ہوئے چوکڑیان بھرتا ہوا جاتا ہی مرکب بھی ایرج نوجوان کا
تعاقب آہو کا نہین چھوڑتا ہی اکثر پٹھہ آہو کا اور تھوتھنی مرکب کی مل جاتی ہی ایرج نوجوان
چاہتے ہین کہ نیزہ اسکی پشت پر رکھدون اسی مقام پر شکار کرون لیکن وہ طرارہ بھر کے
نکل جاتا ہی شاہزادے کو اور زیادہ غصہ آتا ہی اور سب بیلیے وغیرہ پیچھے رہ گئے مگر شاپور
شیردل دور سے دیکھتا چلا آتا ہی کہ شاہزادے کا مرکب وہ جاتا ہی چشم زدن مین مرکب
شاہزادے کا آنکھون سے شاپور کے مخفی ہوا صرف گرد کو دیکھتا ہوا جاتا ہی مگر شہزادہ ایرج
نوجوان بصد کر و فر و شوکت و شان تین کوس تک تعاقب مین آہو کے آیا ایک جھیل پر
اگر آہو چوکڑی بھولا ذرا رُکا تھا کہ شاہزادے نے قربان سے کمان ترکش سے تیر یازدہ مشتی
نکالا پلک جھپکتے جھپکتے چلہ کمان مین پیوست کیا ادھر سیسر کمان کا کڑکا تیر پہلو کو آہو کے توڑ کر
باہر نکلا آہو تڑپھا گرا ایرج نوجوان پسینے پسینے ہو گیا تھا مرکب بھی ہانپ رہا تھا ایرج نوجوان
ٹہلنے لگا بند قبا کھلے ہوئے خود زرین کج اس شان سے زیر نخل ٹہل رہا ہی کہ صحرا سے ہونڈلا
گرد کا اُڑا نگاہ اُٹھا کے دیکھا ایک آہو بھاگا ہوا چلا آتا ہی مگر پٹھے پر تیر لگا ہوا ہی عقل سے
دریافت ہوتا ہی کہ تیرا وچھا پڑا سامنے سے کسی شکاری کے بھاگ نکلا ہی ناگاہ سامنے
سے ایرج نوجوان کے گذرا شاہزادے نے اُٹھا کمان تیر اسکو بھی لگایا آہو گر پڑا ایرج
نوجوان نے اسکو بھی خوشی سے ذبح کیا تیر پٹھے سے نکالا دیکھا عجب پیکان آبدار ہی دل کو
لبھاتا ہی مثل تیر مژگان محبوب دل کو برماتا ہی نگینے جواہر اعلیٰ کے پیکان پر نصب ہین نام بھی
کسی کا کندہ ہی رومال سے خون کو پاک کیا قصد کیا نام پڑھون ترکش بیضے مین چھپا لون ناگاہ
گرد اسکی ہم مرکب سے صدا بلند ہوئی سر اُٹھا کر دیکھا ایک نقابدار بادلہ پوش بصد جوش و خروش
بڑھا آتا تھا کنوتی بر مرکب کے گھوڑے کو اُٹھا ہوئے مگر چوکنا چار جانب دیکھتا ہوا جیسے
کوئی کسی کی تلاش مین ہوتا ہی شاہزادے نے نگاہ اُٹھا کر اس جانب دیکھا تیر اپنا ہاتھ مین نہی

شہریار کے پایا آہو اپنا پڑا ہوا دیکھا نہایت غصہ آیا غصے مین گھوڑے سے کود پڑا کہا او شخص
تو نے کچھ بادولت کا خوف نہ کیا ہمارے شکار پر ہاتھ ڈال دیا ایرج نوجوان نے مسکرا کے
جواب دیا آپ اسقدر غصہ کیون کرتے ہین تشریف لائیے اپنا آہو اٹھا لیجائیے نقابدار غصے
مین کانپنے لگا کہا کیا مین پارچہ گوشت کا محتاج ہون صاحب تخت و تاج ہون مبر امزہ کھودیا
پہر پھرے مین اسکے تعاقب مین تھا اتفاق سے تیرا دھا پڑا تو نے کیون شکار کر لیا ایرج نوجوان
نے جواب دیا کہ اب تو تیر ا خطا ہوئی کچھ سزا دیجیے بس اب بہتر یہ ہے کہ اپنی راہ لیجیے
یہ کلمہ سنکر نقابدار مثل شعلہ جوالہ غصے سے کانپنے لگا خنجر بیتاب کمر سے کھینچا مہرہ بدل کے
ایرج نوجوان پر ہاتھ لگایا ایرج نوجوان نے ہاتھ بڑھا کر کفون سپہ گری تھپکی دی خلوا
پٹ پڑی ایرج نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور اجو فشردہ کیا خنجر ہاتھ سے نقابدار کے نکل گیا شہر تو
ایرج نے دست حق پرست بڑھا کر زنجیر مین ڈالا ہاتھ شکر ہے کہ بھاگی جسم کی نرمی ہاتھ کو بھلی لگی
مگر ایرج نوجوان کو غصہ ازحد تھا کچھ خیال نہ کیا نعرہ تکبیر بلند کر کے اٹھا یا کہ جو پڑا بند نقاب
ٹوٹ گیا معلوم ہوا کہ ابر ہٹ گیا ماہ تابان نکل آیا زمین پر روشنی ہوئی ہاد پڑ گیا جو
اٹھا اسکے چہرے سے جسدم نقاب • گرا چرخ سے جیسے کہ آفتاب • ایرج نے گھبرا کر سر اٹھا کر
دیکھا دلمین خیال آیا کہ کیا یہ شجر نخل وادی ایمن ہے زمین مثل طور روشن ہے نگاہ جو چہرے پر پڑی
دیکھا ایک حور مثال پری تمثال خورشید جمال عارض انور رشک قمر چشم جادو خال ہندو چند چونکے

خال خال خال ہین گو چند ہین تو باعث ترقی حسن و جمال ہین سراپا

ابرو جسطرح سے گرد چشم
چشم مستانہ وارحد سے سوا
تھا یہ ظاہر کہ ہین یہ دو رہزن
ایسے خنجر تھے ابروے کافر
ہین یہ دونون ہلال چرخ برین
گورے گورے وہ عارض زیبا
صاف منہ پر طمانچہ پڑ جائے

موے خوش رنگ پیچ کھاتے تھے
لال ڈورے کھنچے کھنچے نقشا
طاق ابرو کا مرتبہ ہے سوا
زخم جنکے کبھی نہون ظاہر
کعبۂ عاشقان یہ ابرو ہین
رنگ گل جنکے آگے ہو کافور
رنگ گل گر مقابلے کو آے

بال بکھرے ہوئے وہ چہرے پر
سانپ جسطرح غصے مین ہووے
قاتل خلق و کافر پرفن
جنکی مشتاق ہووے خلق خدا
یہ بھی کہتے ہین بعض نکتہ چین
یا خط کہکشان یہ ابرو ہین
مہ کامل جو انکے ڈھانے
ہو یقین وہ بھی اپنے منہ کی کھائے

پتلے پتلے وہ ہونٹھ پان سے لال
یا اُسے کہیے غنچۂ گل تر
لوح سیمین وہ سینۂ پرنور
قبۂ نور جسکو سمجھے بشر
وصف موے کمر ہی حس سے فزون
تار خط شعاع مہر کہا
ساق پا مین تو نور کا ہی ظہور
شمع فانوس جیسے ہو روشن
قد تعریف مین ہی حیرانی
پیاری پیاری وہ بانکی بانکی ادا

زرد ہو جاے جسکو دیکھ کے لعل
وہ گلا یار کا صراحی دار
صاف و شفاف مثل شیشۂ ہور
ہاتھ آئین کہین جو عاشق کے
درد سر ہو جو موشگافی کرون
طبع نازک نے بھید یہ پایا
بازو تراشی ہوئی ہی شاخ بلور
لال مہندی سے دونون تھے کف پا
کلک قدرت کہون کہ سرو سہی

دہن تنگ حقۂ گوہر
پتلی پتلی رگون کا جس سے اُبھار
اُبھری اُبھری وہ چھاتیان کیسر
تو لگاتے دو اپنے سینے سے
وہم روشن نے کچھ لگا کے بنا
آئینے مین شکم کے بال آیا
پاجامے مین یون ہین جلوہ فگن
ہاتھ ملتا تھا اپنے درز حنا
سر پہ آنچل پڑا دوپٹے کا

اس حسن دلفریب پر جو نگاہ ایرج نوجوان کی پڑی کمان خانۂ ابرو مین تیر دلدوز مژگان آمادہ خونریزی عاشقان سینے پر ایرج کے پٹے تا بہ سوفار غرق ہوگئے ایرج نوجوان کا جسم تھرانے لگا رعب حسن و جمال سے غش آنے لگا ہرچند چاہا ضبط کرون بچ کے آرزوے اپنے قاتل کو نہ چھوڑون لیکن نہ ہو سکا دامن صبر دست استقلال سے چھوٹ گیا شیشۂ دل سنگ بدعت عشق سے ٹوٹ گیا یارا ے ضبط نہ رہا اتنا صرف منھ سے نکلا بیت مرا کشتی و کیچ گفتی و عجب سنگین دلی اللہ اکبر ۔ اس جوش و خروش سے صرف اتنا کلمہ زبان سے نکلا تھا کہ آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا بخت سیہ کا سامنا ہوا تڑپ کر زمین پر گرا بیہوش ہوگیا یہ عاشق کش ہاتھ سے ایرج نوجوان کے چھوٹ کر زمین پر گری یا خداوند لقا مگر جبکہ نگاہ جمال بیمثال ایرج نوجوان پر پڑی دیکھا ایک جوان شیردل سلاح جنگی سے آراستہ جوان نوخاستہ فر و شوکت چہرے سے ہویدا آثار جلالت ناصیہ سے پیدا چہرہ آفتاب عالمتاب دونون عارض پھول سے زلفون مین پیچ و تاب پریشانی ظاہر فن جرأت سے ماہر اس محبوب یکتا کے بھی منھ سے بے اختیار آہ نکل گئی قصد ہوا سر اٹھا کر زانو پر رکھون حیا مانع ہوئی نقیب غرور نے آواز دور باش دی آنکھون نے چشمک کی ٹھہر گئی کبھی ہٹتی تھی کبھی قریب آتی تھی گھبراتی تھی دل مین کہتی تھی کیونکر اسکو ہوش مین لاؤن اپنا حال دل سناؤن اسی خیال پر ملال مین مثل آئینہ حیران

خجل زلف پریشان عشق کی بیرنگیان آہ شرر افشان زبان پر طپش قلب سے کہتی ہی الامان
الامان آخر ضبط نہو سکا اُسی فرش خاک پر بیٹھ گئی اچھی طرح نگاہ غور سے صورت دیکھی اور زیادہ
تڑپی پھڑکی سر زمین سے اُٹھایا ہی اس ارادے پر کہ زانو پر رکھون اس بیمار چشم کی مسیحائی کرون
کہ سامنے سے بونڈا گرد کا اُڑا دیکھا دور سے ایک عیار خنجر گذار جھپٹا ہوا اسی جانب آتا ہی
حقیقت مین شاپور شیر دل تعاقب مین اپنے آقا کے جستجو کنان مثل باد صرصر پھر رہا ہی اُسوقت یہ
نازنین گھبرا گئی نقاب چہرے پر آراستہ کی بتعجیل گھوڑے پر سوار ہوئی ایک جانب چلی مگر
پھر پھر کے دیکھتی ہوئی گھوڑا اُڑا کے نکل گئی اس نو گرفتار کا ذکر وقت پر کیا جائیگا مگر شاپور
شیر دل نے دور سے مرکب اُپنے آقا کا دیکھا کہ کوتل چرا مین مصروف ہی کلیجہ غم سے پھٹ گیا
دل سے کہنے لگا خداوندا یہ کیا ہوا میرے شہریار پر یہ کیا معرکہ گذرا مثل ہوا کے دوڑا ہوا آیا
اب جو قریب پہونچا دیکھا ایرج نوجوان دھوپ مین ریتی پر پڑا ہوا ایڑیان رگڑ رہا ہی یا
آقا کہکر زمین پر گر پڑا اور پھر اُٹھکر چھاگل مین پانی لایا منہ پر چھینٹا دیا ایرج نوجوان نے آنکھ
کھولی شاپور شیر دل نے گھبرا کر پوچھا ای شہریار خیر تو ہی ایرج نوجوان نے جواب دیا نظم

دہائی زخم کی لذت ہوس دلمین رہی دلکی — پڑی میرے بدن پر بنکے بجلی تیغ قاتل کی
کیا اس تشنہ کام عشق کو سیراب رگ رگ کر — صراحی تھی سرو ہی بہر حلق خشک قاتل کی
چھری پھیرتی ہی ذوق قتل مین مانع ہی کیون ظالم — غضب ہو گی ہے حق مین عدالت شاہ عادل کی
کرے شمع جمال یار روشن شاید اسکو بھی — کبھی تو کام آئیگی اندھیری خانۂ دل کی
شب مرقد ہی شب فرقت مین دن روز قیامت کا — ہراک ساعت ہی آفت کی گھڑی ہر ایک مشکل کی

کمال شوق ہی دیدار یار تھوڑا ہی
عروج و وقفۂ جوش بہار تھوڑا ہی
شب وصال بہت کم ہی پوچھے کیا ہو
مری نظر مین بھی دلکا وقار تھوڑا ہی

کہان زیادہ صبر و ہوا اختیار تھوڑا ہی
ہماری خاک سے کرتے ہو بند آنکھو کو
کہ تیر سینے مین دم انکی گار تھوڑا ہی

ستم کو غنچہ کہلا دو بہر دو جلے سوکھا
بہت یہ کہتے تھے دلمین غبار تھوڑا ہی
نگاہ کیسے جو دیکھا بہار گلشن نے

شاپور حیران ہوا کہ مین نے کیا پوچھا یہ کیا ارشاد ہوا مین کچھ نہ سمجھا دوبارہ
پوچھا کیون ای شہریار کیا کسی دشمن سے مقابلہ ہوا دشمنون نے کیا کوئی زخم آگیا جب مین یہان آیا تھا حضور
بیہوش پڑے ہوئے تھے ظاہر مین تو کوئی زخم نہین معلوم ہوتا ہی ایرج نوجوان ایسا بہوت ہی کہ

شاپور نے شبر دل کو کچھ جواب نہ دیا اک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی آپ ہی آپ پکار اٹھا اشعار

کچھ تمنا میں جو نہیں دل سے نکلنے کے لیے
اشک حسرت وہ نہیں آنکھ سے ڈھلنے کے لیے

شغل اگر ڈھونڈھتے ہو جی کے بہلنے کے لیے
دل میں آ بیٹھو کلیجہ مرا ملنے کے لیے

رہبر جلوہ گہ یار جو ہو ای شوق
ابھی موجود ہوں آنکھیں مری چلنے کے لیے

شکوہ ہے برق تجلی سے کہ ادنی انصاف
ہم ہوں محو دیکھنے کو طور ہو جلنے کے لیے

نازکی دیکھوں ہٹا لیتی ہے کیونکر مجھکو
دے تو دو ہاتھ میں ہاتھ اٹھکے سنبھلنے کے لیے

پاس آ بیٹھے تھے یا کھینچنے لگے مجھسے وہ دور
اثر جذب محبت کے بدلنے کے لیے

ہم ازل ہی میں پکارے جو ملا بخت سیاہ
یہ بلا آئی ہے سر پہ سے نہ ٹلنے کے لیے

دل میں آتا ہے جگر سے تو جگر میں دل سے
درد اٹھتا ہے ذرا آج ٹہلنے کے لیے

کر چکی خنظری یار کی گر کام تمام
جان باقی ہے کچھ آنکھوں سے نکلنے کے لیے

دست دلبر مرے سینے سے جو ہیں وصل میں دو
دل تو موجود ہے دو ہاتھ ہیں چلنے کے لیے

داغ کتنا ہے چراغ شب فرقت سے مرا
ٹھنڈے ہونے کے لیے تو ہیں میں جلنے کے لیے

کس فسوں ساز سے جاتے ہو ڈرانے آنکھیں
جیتے جادو ہیں وہ سب ساتھ ہیں چلنے کے لیے

دل پامال کو جس ہاتھ سے ہم تھامے ہیں
کبھی اٹھتا ہے تو ان تلووں سے ملنے کے لیے

اپنے سائے کو بھی ہم رشک سے ملنے نہیں دیتے
دھوپ میں کوچہ محبوب میں جلنے کے لیے

بن پڑے اسکی دم نزع جو نہ آنکھو
موت سے بگڑی ہے جس دم کے نکلنے کے لیے

پیارے جسکو وہ کمبخت کہا کرتے ہیں
اس سے گرویدہ ہوں تقدیر بدلنے کے لیے

شاپور بدحواس پریشان ہو کر قدموں سے لپٹ کر رونے لگا اور عرض کیا کہ آقا برائے خدا ہوش میں آئیے کچھ حال دل فرمائیے یہ کیا معرکہ ہے دشمنوں کو جنون ہوا ہے ایک ایک کلمہ تو دل دوز ہے غلام کو سننے کی طاقت نہیں باقی ہے میں اپنے کو ہلاک کر دونگا گلا کاٹ کر مر جاؤنگا کونسا ملال ہے کہ جس سے غلام سے پردہ ہے میں قدیم تابعدار ہوں عاشق زار ہوں ایک ساتھ پیدا ہوئے کیا حضور کی کہیں طبیعت مائل ہوئی اگر یہ راز ہو تو بھی غلام سے فرمائیے جیسا کچھ کہ فنون عیاری میں قبلہ و کعبہ نے تعلیم فرمایا ہو عیاری میں کسی صاحب نے یہ کمال نہیں پایا ہے

اگر معشوق حضور کا آسمان پر ہوگا تو مین ابھی اپنے کو مثل دعا پہونچاؤنگا اگر تحت الثری مین ہوگا
تو مثل قطرۂ آب جذب ہوجاؤنگا مگر آپ کے معشوق کو آپ سے لا ملاؤنگا یا کوئی مقدمہ جانبازی
و سر فروشی ہو ابھی جرأت اپنی دکھائین قدمون پر تصدق ہوجائین جب اس طرح محبت و شفقت
شاپور شیر دل پیش آیا مژدۂ وصل محبوب بھی سنایا ایرج نوجوان نے آنکھ کھولی کہا ای یار
وفادار مونس و غمگسار کیا حال بتاؤن واسطے شکار کے آیا خود شکار ہوا تیر عشق کلیجے کے پار ہوا
ابھی ایک غارتگر دین و ایمان کا سامنا ہوا متاع صبر و قرار لوٹ لے گیا بخت رسا کی نارسائی ہوئی
سلطان عشق کی اقلیم دل پر چڑھائی ہوئی اگر جانتا کہ ایسا قتال عالم ہی جب اُسنے تیغے کا ہاتھ لگایا
تھا مین نہ روکتا سر جھکا دیتا عرض کرتا مطلع ادب تا چند ای دست ہوس قاتل کے دامن کا یہ
سنبھل سکتا نہین اب بوجھ ہے اپنی گردن کا کیا کہون خطاوار ہون مجبور و ناچار ہون ایک جلوۂ
نور عارض انور سے مثل حضرت موسیٰ بیہوش ہوا وہ اس عرصے مین دل لیکر روپوش ہوا اگر وہ صورت
زیبا طلعت جان آرا نہ دیکھونگا سر ٹپک ٹپک کے مرجاؤنگا ای برادر جائے رحم ہی اُس محبوب بانی
یار جادو وانی کا پتا لگا دنیا ہمین اُس تک پہونچاؤ شاپور شیر دل نے عرض کی مین جان و دل سے
حاضر ہون ضرور جستجو کرونگا چلیے بارگاہ مین تشریف لے چلیے آپکے والد نامدار جد عالیتبار و سرداران
جان نثار بیقرار ہونگے حضور نے صاحبقران سے جلد واپس ہونے کا وعدہ کیا تھا دن اب
قلیل ہی اس مقام پر ٹھہرنا بیکار ہی ایرج نوجوان نے کہا ای بھائی اس مقام پر اُس ماہتاب
کو دیکھا ہی اس آرزو پر زندہ ہون کہ شاید وہ مسیحائے زمان پھر تشریف لائے اپنے بیمار کی عیادت
کرے یہان سے دو قدم جاؤنگا روح قالب سے پھڑک کر نکل جائیگی طبیعت اپنی کہین تسکین نہ پائیگی
یہان بیقراری کو قرار ہی معشوق خوبرو کا انتظار ہی یہ باتین ہو رہی تھین کہ سامنے سے ہیلے قراول کچھ سوار
کچھ پیدل سامنے سے نمایان ہوئے شاپور شیر دل نے آگے بڑھکے اُن لوگون سے کہا جلد جاؤ بارگاہ
جو شکارگاہ مین ساتھ آئی تھی اُسکو لاؤ اسی مقام پر استادہ کرو آج شاہزادۂ عالم اسی مقام پر قیام
فرمائینگے کارگزار گئے فوراً بارگاہ والے لگے مگر حیران تھے کہ اس صحرائے ہول خیز و وحشت انگیز مین کیونکر
شب کو انتظام کرتے ہین بعض نے بڑھ کے عرض بھی کیا ایرج نوجوان یاد محبوب مین مبہوت بیٹھا تھا
کچھ جواب نہ دیا مگر شاپور شیر دل نے بعجلت تمام بارگاہ فلک اشتباہ اُسی خارستان مین نصب

کرائی شاہزادہ فرش خاک سے نہ اُٹھتا تھا لیکن شاپور دبنت بارگاہ مین لایا ایرج نوجوان نے شاپور شیردل کے گلے مین ہاتھ ڈالکر بحبت کہا کہ بھائی جلد جاؤ جسطرح ہو سکے اُس محبوب جانی یار جادو ادا کو ہم تک لاؤ اگر ہماری زندگی منظور ہے تو عرصہ نہ کرو شاپور شیردل اس جوش و خروش کو دیکھکر گھبرایا دست بستہ عرض کیا ای شاہزادہ والا قدر بے پتہ بے نشان کہان جاؤن دو چار روز صبر فرمائیے انشاء اللہ غلام ضرور تدبیر کریگا نام دو چار روز کا سُنکر ایرج نوجوان نے ایک آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی گریبان پر ہاتھ ڈالا بیقراری مین چلایا مسدس

فراق مین یہ غم بیحساب ہی دل کو — کہ زندگی کی طرف سے جواب ہی دل کو
نہ دن کو چین نہ راتون کو خواب ہی دلکو — خیال یار مین کیا اضطراب ہی دل کو
نہ اُسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو

کرون جو ضبط تو دل کی تپش سے گھبراؤن — خلاف وضع ہی گر کچھ زبان پر لاؤن
خیال یار مین جی کسطرح سے بہلاؤن — غضب مین جان ہی کس سے کہون کہان جاؤن
نہ اُسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو

وصال یار کی کرتا ہون سیکڑون گھاتین — نصیب ہوتی نہین لطف کی ملاقاتین
بنایا کرتا ہون بیٹھا سحر تلک باتین — تڑپ تڑپ کے گذرتی ہین ہجر کی راتین
نہ اُسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو

فراق یار نے کیا کر رکھا ہی حال تباہ — کوئی سنتا نہین مری فریاد کو بہ بخت آہ
تڑپتا رہتا ہون بسمل کی طرح شام و پگاہ — پڑی ہی جان حزین کس بلا مین یا اللہ
نہ اُسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو

فراق مین مری کیسی اُلٹ گئی تقدیر — اثر ہی نالے مین بالکل نہ آہ مین تاثیر

کسی طرح سے نہیں رام ہوتا وہ بے پیر لبون پہ دم ہی خدایا کرون مین کیا تدبیر

نہ اسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو

فراق یار کا صدمہ غضب ستاتا ہی سدا وصال کا شوق اپنی جان کھاتا ہی
جو اس سے کہیے تو وہ کا نیان سناتا ہی خموش رہیے تو منھ کو کلیجہ آتا ہی

نہ اسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو

وصال یار میسر کہان امانت کو سدا فراق مین دیکھا طپان امانت کو
ستایا کرتا ہی درد نہان امانت کو ہمیشہ ہی یہی درد زبان امانت کو

نہ اسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو

یہ اشعار مسدس پڑھکر ایرج نوجوان روتا ہوا اُٹھا اور کہا ای برادر مصیبت مین کون کسی کا شریک ہوتا ہی ہم خود جاکر اپنے معشوق کو تلاش کرینگے کوہ و دشت مین دیوانہ وار پھرینگے آخر رہبری حضرت عشق سے کوے محبوب کا راستہ ملیگا کبھی تو غنچۂ پژمردۂ خاطر کھلیگا بموجب
شعر
کار خود را خود کنم تا خوب آید گشت من + کس نخارد پشت من جز ناخن انگشت من +
شاپور شیر دل یہ دلولۂ ایرج نوجوان دیکھکر خود بھی رونے لگا قدمون پر سر رکھدیا عرض کی آقا لاکھ جانین غلام کی ایک ناخن پاے حضور پر نثار ہین مین بھلا حضور کو یکہ و تنہا جانے دونگا حضور تشریف رکھین مین تدبیر کرتا ہون غرض بمنت و سماجت ایرج کو بٹھایا اس عرصے مین شام محنت انجام نے منھ دکھایا آفتاب عالمتاب غم مین اُس عاشق بیتاب کے بانگ زرد چادر نورانی شب کو چہرے پر کھینچکر داخل سیاہ خانۂ مغرب ہوا بمصداق چو زرین علم شد ز عالم نہان + شب قیرگون سر زد از قیروان + ملازمون نے بتعجیل تمام شمع ہاے موی و کافوری روشن کین مگر ایرج نوجوان کو بخت سیاہ کا سامنا تھا اور زیادہ اندھیرا آنکھون مین چھا گیا کہا بھائی شاپور اس رنجور کے درد دل کا علاج کرو تمنے اقرار کیا ہی براے جستجوے یار متوجہ ہو شاپور نے عرض کی

حضور اس پردۂ شب تاریک مین کہان جاؤن شب بھر کی مہلت دیجیے صبح کو انشاء اللہ نشان معشوق مطلوب غلام سے لیجیے ایک امر کا عرض کرنا واجب ولازم ہی کہ آپ صاحبقران زمان سے دن بھر کا وعدہ کرکے تشریف لائے تھے ایک عرضی عذر غیر حاضری مین لکھکر روانہ فرمایئے آپ سے صاحبقران و شاہزادۂ خاور سیاہ و رستم پیلتن نہایت محبت قلبی رکھتے ہین ایسا نہو کہ سب صاحب جوش الفت مین اسی مقام پر چلے آئین پھر آپ کو کچھ نہ بن پڑیگا ہمراہ اُنکے جانا ہوگا اور یہان غلام خوب سمجھ چکا ہی کہ طاقت صبر آپ مین نہین ہی بیشک اگر وہان جایئے باعث ہلاکت ہوگا ایرج نوجوان نے کہا بھائی تمکو اختیار ہی جو چاہے لکھکر خدمت صاحبقران مین بھیجو لیکن جسطرح ہوسکے میری معشوقہ سے مجکو ملادو شاپور نے ایک عرضی کچھ عذرات عدم حاضری کی لکھکر ایک سوار کو دی کہ جلد جاکر ہاتھ مین ہمارے افسر جواہر بن عمرو کے دیدینا وہ جانشین خواجہ عمرو ہین موقع اور محل دیکھکر بخدمت صاحبقران پیش کرینگے سوار یہ سُنکے اور عرضی لیکر اُس طرف روانہ ہوا شاپور شیردل ایرج نوجوان کو سمجھانے لگا کہ ای آقاے نامدار نہایت مشکل ہی ہرچند کہ حضور نے تقریر مین تصویر حسن دلفریب ملکۂ عالم دکھائی ہی لیکن صاحبان عصمت وعفت شاہزادیان وزیرزادیان تاجربچیان بازار مین نہین بیٹھی ہین کہ اسوقت غلام دیکھے اور عقل سے پہچانے تدبیر کرکے فکر وصال کرے اور حضور کے دل کا رنج وملال دور کرے مگر البتہ کسی محل مین کنیز بنکر جاؤنگا کہین اپنے تئین دلالہ بناؤنگا جب یون خانہ بخانہ پھرونگا تب وہ گوہر دریاے خوبی بصد جستجو ہاتھ آئیگا مگر یہ غلام ضرور عرض کرتا ہی کہ جان اپنی مٹاؤنگا اُس طائر عنقاے معدوم کو دام تزویر مین پھنساؤنگا اور انشاء اللہ عنایت سے جامع المتفرقین کی ایک مسند پر آپ کو اور اُس شاہزادی کو بٹھاؤنگا بعنایت صناع ماہ ومہر یہ خیمے مین قران السعدین ہوگا روح کو راحت دل کو حضور کے چین ہوگا یہ مژدۂ جانبخش جو شاپور شیردل نے سُنایا تو ایرج نوجوان پژمردہ خاطر تھا مثل گل شگفتہ ہوگیا بے اختیار فرمایا نظم

تو نے ایسی خبر سنائی ہی
ای مسیحا مین تیرے منھ کے نثار
تن بیجان مین جان آئی ہی
ہی یہ تدبیر خوش پے بیمار
مگر ای بھائی یہ کالی رات کیونکر
کٹیگی دیو شب غم کا سامنا ہی یقین ہی کہ مجکو ہلاک کریگا قصہ پاک کریگا اشعار مصنف

سیاہی شب فرقت کوئی بدل نہ سکا | چراغ بھی مرے تاریک گھر مین جل نہ سکا
ملی کلام کی طاقت نہ خونفشا نون کو | دہان زخم سے کوئی سخن نکل نہ سکا

دیگر

بلا ہو مری شام فرقت نہین | کہ جسکی سحر تا قیامت نہین
پری ہو تو کیا آدمیت نہین | لحاظ وفا پاس الفت نہین
کہا اُسنے جب سُن لو دلکی لگی | کہا پھر کبھی آج فرصت نہین
ہمین اپنے مرنے کی فرصت نہین | نکلتی نہین جان کیون بیچ مین
تڑپتے کبھی آکے دیکھو ہمین | اُن آنکھون سے جنہین مروت نہین
مجھ ایسے بشر سے محبت نہین | ہو تمہین ذرا آدمیت نہین
کسی کی عیادت کرین خاک ہم | کوئی میرے دلکی یہ حسرت نہین

شاپور شیردل نے دیکھا جنون ترقی پر ہی آتش عشق شعلہ در ہی اب نصیحت سے بجھانا دشوار ہی ایسے دیوانے کو سمجھانا بیکار ہی بقول شاعر شعر مصحفی سود نصیحت کا نہین عاشق کو میں نہ مجھون تو بھلا کیا کوئی سمجھانے مجھے ✽ یہ خیال کرکے شاپور نے عرض کیا غلام ابھی جاتا ہی پتا لگاتا ہی مگر حضور اپنے دلکو سنبھالین خاصہ تیار ہی نوش کرین غلام کو خوف ہی افشائے راز کا یہ سَو دو سَو ملازم جو ساتھ ہین اگر سرکار کو بیتاب پائینگے فوراً جاکر امیر بادوفر کو خبر پہونچا دینگے وہ متردد و متوحش ہوکر دوڑے آئینگے ایرج نوجوان نے کہا ای یار وفادار وای مونس و غمگسار جو تیری خوشی مین خاموش بیٹھا رہونگا پر منھ سے کچھ نہ کہونگا مگر کھانے سے معاف رکھو لذت طعام خوان پر الوان حضرت عشق سے سیر ہون پانی کی خواہش نہین کھانے کی کاہش نہین یہ کہکر جلدی سے آنسو پونچھ ڈالے اور کہا بسم اللہ جاؤ جستجو کرو شاپور شیردل نے اُسی وقت لباس عیاری جسم پر آراستہ کیا سمت کا پتا پوچھا کہ وہ قاتل عالم کس طرف سے آیا تھا ایرج نے کمال کم سُنایا شاپور نے تقریر ایرج نوجوان سے تصویر اُس معشوقہ کی صفحۂ دل پر کھینچلی اور اُسی شب تیرہ و تار مین جستجو کرتا ہوا چلا اسکا حال آیندہ تحریر کیا جائیگا اب دو کلمہ اُس نو گرفتار زندان محبت و آشفتہ وادی اُلفت یعنی حال اُس مہ جبین مہر تمکین کا بیان کیا جاتا ہی اول تحریر کیا گیا ہی کہ فولاد فولاد شکن کوہی جو برائے مدد لقا آیا ہی اور باغ سلیمان عنبرین موے کوہی مین اپنے ناموس کو اُتارا ہی ملکہ یسمین عذار صنوبر قد اسکی دختر ہمیشہ سے شکار کی عادی ہی حصول فنون سپہ گری کی پیروی ہی اس کیفیت سے باپ اسکا ماہر ہی اسکی جرأت اور مردوں کے نام سے نفرت بخوبی ظاہر ہی اُسی دن باپ سے

پہونچکر مع چند کنیزان خوش سیر برائے شکار صحرا مین آئی خود شکار ہوئی یعنی واسطے آہو کے
جاکر ایرج نوجوان سے بگڑنا اور ایرج کا اُسکو اُٹھا کر فرط محبت سے بیہوش ہو جانا اور اُسکا
قصد کرنا کہ اپنے کشتۂ تیغ ابرو کا علاج کرون سر اُٹھا کر زانون پر دہرون مگر آمد شاپور شیر دل دیکھکر
محجوب و شرمسار نالان و بیقرار و اشکبار حیران و مضطر اپنی کنیزون مین آکر پہونچی سب نے پوچھا
واری شکار کیا ہوا ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا خاموش دل مین محبت کا جوش تصویر خیالی ایرج
نوجوان آنکھون کے سامنے پھر رہی دل سے کہتی ہی ہائے نہین معلوم اُس جوان رعنا پر
اس صحرائے ہول خیز وحشت انگیز مین کیا گذری ہوگی نہ یار ہے نہ مددگار ہے نہ مونس نہ غمگسار ہے
یکہ و تنہا خدا نخواستہ دشمنون کے کان بہرے خاک تیرے منھ مین اگر کسی درندے کا گذر ہوا ہوگا
اُسکے دشمنون کو کھا گیا ہوگا وہ عیار نہین معلوم کون تھا اور راہ جاتا تھا ہائے تو کیون گھبرا گئی بدحواس
ہوکر چلی آئی کاش ایک چھینٹا پانی کا دیکر ہوش مین لاتی یا گل عارض پر اشک حسرت ٹپکاتی دل مین
پیچ و تاب اپنے اوپر عتاب کبھی گھوڑے کو روک لیتی تھی اور چاہتی تھی کہ اسی طرف جاؤن دور سے
دیکھ تو آؤن ہوشیار ہوا یا بیہوش پڑا ہی اگر ہوشیار ہوا ہوگا مجکو بے پردہ دیکھ چکا ہی یقین تو ہی
کہ وہ بھی میرے عشق مین بیقرار ہوگا مگر وہ تو خود معشوق طرحدار ہی خود سیکڑون اُسپر مرتے
ہونگے خدا معلوم کہان کہان پیغام و سلام ہوگا ای سیمین عذار صنوبر قد ایسے ہرجائی کا
خیال بیکار ہی نہین معلوم کس خاندان کا وہ عالیوقار ہی اسی پریشانی مین تا بہ در باغ پہونچی
گھوڑے سے اُتری اندر باغ کے آئی مگر طپش دل تھی پہ حیران و پریشان حزین و مضطر بارہ دری
مین آکر سلاح جسم سے دور کیے تلوار کہین سپر کہین پھینکی لباس مردانہ دور کیا پوشاک زنانی زیب جسم
کرکے مسند پر سر جھکا کر بیٹھی دن تو طیل تھا بشکل کٹا اب شام فراق کا سامنا ہوا جب صیاد آفتاب
نے صیدگاہ صحرائے سبزہ زار جہان سے دام تار شعاع کو بہزار آب و تاب کھینچکر لپیٹا اور
طائر دل ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو گرفتار پنجۂ شہباز عشق دیکھ کر دانۂ ضیا بصد صفا اس تختۂ
عالم سے سراسر سمیٹا اور بوجہ کسل براہ راحت کا مائل ہوا محل مغرب مین جلد داخل ہوا
اور فراش پیر فلک نے ردائے ظلمت شکارگاہ میدان بیابان دنیا مین بتعجیل تمام پھیلائی بوقت
مانند ابر تیرۂ و تاریک تاریکی چھائی بموجب مصرع وہ تاریکی کہ ڈر جائے شب دیجور بھی

محیط عالم جہان ہوئی یکایک وہ حریق آتش فراق غریق لجۂ اشتیاق ایسی تاریکی کو دیکھکر گھبرائی
چہار جانب اندھیرا تھا ضیاے مہر بے مہر نے دنیا سے منھ پھیرا تھا وہ شب مثل دل کافر تیرہ
و تاریک تھی ظلمت پردۂ ظلمات مثال اس شب کی ٹھیک تھی فلک پر ماہ تابان نہ تھا اِدل
کا گولا عیان تھا سیارون کو چہرے یا گولیان کہون یا خال چہرۂ زنگی سے مثال دون چہار سمت
سناٹا ہو کا عالم دل پر ہجوم غم و الم بخت سیاہ کا سامنا آنکھون کے نیچے یاد زلف جانان مین اندھیرا
دل بیتاب مثل ماہی بے آب روح کو شکل گیسوے یار پیچ و تاب کنیزون نے شمع ہاے مومی و
کافوری روشن کین مگر شعلہ انکا خوف تاریکی شب سے بلند ہوتا تھا چراغ کے پھول نہ گرتے تھے
گویا اشک چشم سرمہ آگین تھے ملکہ نے گھبرا کر کنیزون سے کہا کہ باہر جاؤ کیا مجھکو قیدی بنایا ہی
کیون گھیرا ہی کنیزین بھیانک ہوکر باہر گئین آپس مین کہتی تھین آج ملکہ کو کیا ہو گیا ہی ایک
کہتی تھی بوا کسی کے یاد گیسو مین سودا ہو گیا ہی مین پہلے ہی تنگارگاہ مین تاڑ گئی تھی کہ
کسی کے تیر مژگان سے زخمی ہوکر آئی ہین مثل صید خائف بد حواس ہین ہوش اُڑے
ہوے مضطر و پریشان ہو منھ پیڑا ہوے تھے چشم نرگسی مین آنسو بھرے تھے پھر پھر کر کسی کو
دیکھتی تھین ملکہ آج کسی پر ضرور مائل ہوئی کسی قتال کے تیغۂ ابرو کی گھائل ہوئی دوسری کنیز
بولی اری چپ رہ ملکہ سن لیگی تو ناک چوٹی کاٹی جائیگی تو بدزبانی کی سزا پائیگی ہماری ملکہ بیچاری
بھولی بھالی عشق و محبت کی باتون کو کیا جانے اسکو مرد کے نام سے نفرت ہی آٹھ پہر فنون
سپہ گری مین بصد شوکت ہی سوسن تجکو بدزبانی کی بہت عادت ہی یہ سنکے سوسن قہقہہ
مار کر ہنسی کہا نگوڑی تو کیا جانے ہم کھیلے کھاے ہین عشق کے مزے اُٹھاے ہین اگر ملکہ کسی پر
عاشق نہوئی ہون تو دو دوئی لکھتی ہون دیکھو دو چار روز مین یہ حال کھل جائیگا ہمارا کہنا
پیش آئیگا پردے سے جھانک کے او نرگس دیکھو مثنوی پڑھ رہی ہین لیلی مجنون کا قصہ
اُٹھایا ہی شیرین فرہاد کی تلاش ہی کنیزین تو اسی طرح بڑبڑا کر اپنی اپنی صحنچی مین جا بیٹھین مگر ملکہ
سیمین عذار صنوبر قد نے جو تنہائی پائی دل کو غم و الم سے خالی کرنے لگی ٹھنڈی سانسین بھرنے

لگی بے اختیار ہوکر پکاری نظم	ای باد صبا سوے دلارام	لیجا تو یہ غمزدون کے پیغام
جس دن سے ہوئی تری جدائی	دیوانے پہ تیرے آفت آئی	آوارہ ہون تیری جستجو مین

سرگشتہ ہون تیری آرزو مین | گھر بار تمام مجھسے چھوٹا | اندوہ نے تیرے مجھکو لوٹا

کبھی گھبرا کر کہتی ہی ای فلک کج رفتار و گردون غدار یہ کیا کجروی ہی ستارون سے مجھپر آنکھین

نکالتا ہی ماہ تابان بھی مجھکو آنکھ دکھاتا ہی

ابیات

جی مین ہی جاؤن نجد کے بن مین

قبر مجنون پہ جاکے بیٹھ رہین | اور کبھی دیکھکر سوے افلاک | کہتی ہی سر پہ اپنے ڈالکے خاک

ای فلک تونے کیا کیا مجھسے | میرا دلبر چھڑا لیا مجھسے | کوئی مونس نہ کوئی ہمدم ہی

ہان یہ غمخوار اک ترا غم ہی | چار پائے پلنگ کے مجھکو | چار پائے درندہ ہین اب تو

ہم ہین اور غم ترا ہی کیا کیجیے | کون ہی کس سے حال دل کہیے | غرض یہ اشعار آبدار پڑھکر

بستر خواب پر تڑپ اور پھڑک رہی تھی کہ غنچہ دہن وزیرزادی باغ مین پھرتے پھرتے قریب بارہ دری کے آئی ہچکیان لینے کی صدا سنی دوڑ کر اندر بارہ دری کے پہونچی دیکھا کہ ملکہ زار مثل ابر نو بہار رو رہی ہی جان اپنی کھو رہی ہی کبھی اُٹھتی ہی کبھی بیٹھتی ہی وزیرزادی کو جو آتے دیکھا دلائی مُنھ سے لپیٹ کر اپنے تئین پلنگ پر گرا دیا غنچہ دہن مُنھ پیٹنے لگی اور کہنے لگی کہ ہی ہی واری یہ حضور کا کیا حال ہی آئینہ دل پر کیون گرد ملال ہی ای ملکہ کدھر خیال ہی لونڈی کو تو ذرا آگاہ کیجیے سر کے نیچے ملکہ کے ہاتھ دیکر بہ شفقت اُٹھایا قدمون سے لپٹ کر رونے لگی اور عرض کرنے لگی واری منہ بولیے زبان کھولیے جب غنچہ دہن نے بہت اصرار کیا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے سر جھکا کر کہا غنچہ دہن جاؤ اپنے مقام پر بیٹھو ہمکو نہ ستاؤ ہمارے کلیجے مین درد ہی سینا پھٹکا ہی بدن سن سناتا ہی غش چلا آتا ہی غنچہ دہن نے عرض کیا واری اس بہانے کو مین نہ مانونگی مجھسے مفصل فرمائیے دل کی کلیہ حقیقت بتائیے ملکہ نے کہا تو ناحق اُلجھتی ہی بیمار ہونے مین کسی کا اختیار ہی اور دل کی یہ حقیقت ہی تنہا بیٹھنے سے رغبت ہی صحبت سے ہم جنسون مین نفرت ہی تو یہ کیفیت ہی سُن چکین جاؤ ہر چند غنچہ دہن نے کہا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے راز دل نہ بتایا آخر غنچہ دہن ناچار ہو کر ایک صحنچی مین جا بیٹھی ملکہ پھر تڑپنے لگی اور یہ غزل قمری زبان پر لائی

غزل

حسرت مین ہین شب تاریک ہی تنہائی ہی

عاشق زلف پہ پھر تیرے یہ بلا آئی ہی | کوئی مونس ہی نہ ہمدم ہی یہ تنہائی ہی | شب فرقت کی بلا سر پہ مرے آئی ہی

ضبط کرتا ہون تو دل سینے مین گھبراتا ہی | جان بیتاب ہی اُس شوخ کی ہرجائی ہی | صورت نقش قدم ہو گیا آخر پامال

چھوٹ کر تیرے قدم سے یہ سزا پائی ہی
وصل سے گر تمھیں انکار ہی اچھا نہ سہی
آجکل خوب ہی اغیار کی بن آئی ہی
اہل اسلام سمجھتے ہین مجھے کافر کیش
گل شگفتہ ہین گلستان مین بہار آئی ہی
تیر دلدوز ہین مژگان کے یہ قطرے مجھ بن
آیا سحر نے منھ اپنا دکھایا نظم
سحر ترکانہ قصد این حشم کرد

ہم اسیرون کو نظر گیا جو کھلا باغ مین گل
بوسہ دینے کی بھی کیا تم نے قسم کھائی ہی
بوسۂ زلف دوتا مانگتا ہون نہین جسم
دل لگانے کی بھی ہم نے یہ سزا پائی ہی
اے اس گل نے وہ عیب قبیح ہی دل
ابر غم ہو کر فلک پر یہ گھٹا چھائی ہی
دم صبح کہ فرزندان انجم
دم گرگے نمودہ گلہ رم کرد

دل تر مردہ کے نزدیک جنون آئی ہی
پاس میرے اگر آج گیا ہی وہ گل
چشمک زن ہاتے ہین جو دیوانہ ہی سودائی ہی
چھوڑ دے بلبل نالان کو خدارا صیاد
بعد مدت مری امید بر آئی ہی
تڑپتے تڑپتے جب دم لبون پر
شد ندا چشم یعقوب فلک گم
ملکہ سیمین عذار صنوبر قد اٹھی

مگر رنگ چہرے کا فق دل مین قلق اول غنچہ دہن وزیرزادی نے آکر سلام کیا چہرہ متغیر پایا تو
بھی بہت حال دل کی جستجو کی بہت منت وسماجت پوچھا مگر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے کچھ جواب نہ دیا
کنیزان ماہ رخسار وانیسین جلیسین مصاحبین ہمراز دمساز بھی گرد اگرد حاضر ہین کوئی آفتابہ لیکر
دوڑی کسی نے سنگاردان لاکر حاضر کیا لیکن ملکہ مثل تصویر خاموش کسی سے کلام نہین کرتی اسبات

ہون تصور مین ترے صورت تصویر لگی
میرا تابوت چلا تخت سلیمان کی طرح
جسم بے حس ہی مرا پیکر بیجان کی طرح
دل ہی دل مین سوز محبت سے شمع سان پگھلتی ہی بڑی آنچ
لب پہ پروانے جلانے کو یہ آیا ہی کاغذ

عشق سے علاقہ ہی یکایک غلغلہ ہوا محلدار دوڑی ہوئی آئی کہ آپ کے والد نامدار تشریف لاتے ہین
اسقدر فولاد فولاد شکن کو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد سے محبت ہی کہ بے دیکھے اسکو چین نہین
پڑتا ہی صبح کو خواب سے بیدار ہو کر پہلے بیٹی کو دیکھنے آتا ہی بعد اسکے دربار اپنا مین جاتا ہی ملکہ
سیمین عذار صنوبر قد نے جو اپنے باپ کی آمد سنی ناچار کلی کر کے ایک چھینٹا پانی کا منھ پر ڈال لیا
ہر چند کہ بخوف افشاے راز عشق بہت اپنے کو آراستہ کیا مگر رنگ چہرہ کو کیا کرے رات بھر مین
چہرہ غم سے اُتر گیا ہی یا تو چہرہ سرخ وسفید تھا یا ظاہر ہوتا ہی کہ خون بالکل جسم مین نہین ملکہ نے
جلدی سے آب روان کے دوپٹے پر سفیدہ لائی اوڑھنی جو تھی کہ سینے پر ڈال لی یا تو دیباے تک
پیشوائی کو باپ کی جاتی تھی آج بارہ دری سے اُترنے نہ پائی تھی کہ فولاد فولاد شکن آ پہونچی
واسطے سلام کے مثل ہلال شب اول خم ہوئی فولاد فولاد شکن نے بمحبت سر سینے سے لگایا بارہ دری

کی طرف چلا ملکہ چاہتی ہی باپ میرے چہرے پر نظر نہ کرے کبھی کنیزون کے آگے کبھی پیچھے اسطور سے چلی مگر فولاد فولاد شکن نے مسند پر بیٹھکر آواز دی بیٹا سیمین عذار صنوبر قد ہمارے سامنے آؤ ہم مشتاق ہین شکل دکھلاؤ اب ملکہ سیمین عذار صنوبر قد ناچار سامنے آئی سر جھکاکے بیٹھی ناگاہ نگاہ جو فولاد فولاد شکن کی چہرۂ بے نظیر دختر پر پڑی عجب کیفیت دیکھی جیسے وقت سحر چاند کا چہرہ فق ہوتا ہی یا رخ شمع مائل بزردی یا جیسے پھول گلاب کا حرارت آفتاب سے کمہلا جاتا ہی فولاد فولاد شکن نے بے اختیار ہاتھ پھیلا کر گلے سے لگا لیا اور گھبرا کر پوچھا ای نور نظر پارۂ جگر راحت جان باعث تسکین دل وجان آج تمھارا مزاج کیسا ہی ملکہ باپ سے لپٹ کر رونے لگی کہ سینہ تمام فولاد فولاد شکن کا اُسکے آنسوون سے تر ہوگیا مگر زبان سے کچھ نہ کہا فولاد فولاد شکن طرف غنچہ دہن کے متوجہ ہوکر پریشان ہوا کہا اے وزیرزادی یہ کیا معرکہ ہی غنچہ دہن نے عرض کی حضور لونڈی اسقدر آگاہ ہی کہ شب سے صاحبزادی کے سر مین درد ہی صندل مین نے رگڑ کر لگایا مگر یہ دردسر نہ گیا حرارت بھی باطن مین ہوگی خاصہ بھی رات کو نوش نہین فرمایا کنیز رات بھر جاگی ہی اب اسوقت اُٹھکر بیٹھی ہین تبرید تیار ہوتی ہی پلاؤنگی فولاد فولاد شکن نے پوچھا آخر سبب کیا ہوا غنچہ دہن نے عرض کیا کل شکار کرنے سے تغیر مزاج کا ظاہر ہوا ہی اس طرف کا صحرا نہایت خوفناک ہی پُر از خس وخاشاک ہی آہو وغیرہ پر گھوڑا ڈالا پسینہ بھی آیا ہوا اگر جملے پر ہوا نے جسم نازک پر تاثیر کی ہی ظاہرا یہی باعث ناسازی مزاج معلوم ہوتا ہی فولاد فولاد شکن نے یہ سُنکر کہا بیٹا سیمین عذار صنوبر قد تمنے اس زمانے مین ورزش وغیرہ کم کردی ہی یہی باعث ہی نقاہت کا ابھی اُنکے اُٹھانے پر جاؤ دنڑ پیلو مگدر ہلاؤ دو چار جشنون کو ندر دلاؤ ابھی بخار اُتر جائیگا دردسر بھی جاتا رہیگا ملکہ ان باتون پر بھی سر جھکائے رہی کچھ جواب نہ دیا فولاد فولاد شکن جانتا ہی کہ بیٹی صاحب شرم وحیا ہی پھر غنچہ دہن کی طرف متوجہ ہوا اور کہا ای غنچہ دہن تو تو خود صاحب سلیقہ ہی صحبت عیش وجشن آراستہ کر وسامان ناچ راگ رنگ مرتب ہو شعلہ رخسار ڈومنی کو بلا بھیجو وہ بہت گرما گرم ہی خوب نقلین کرتی ہی روتے کو ہنساتی ہی ایسا گاتی ہی کہ مطرب فلک کو شرماتی ہی غنچہ دہن نے عرض کیا بہت خوب اُسی وقت غنچہ دہن نے ایک حبشن کو حکم دیا کہ شعلہ رخسار مع اُسکی مادر لالہ عذار کو مع ساز وسامان جلد لاؤ حبشن بموجب حکم گھوڑے پر

سوار ہوکے اُسطرف روانہ ہوئی فولاد فولاد شکن نے کہا ای سوسن پکار کر جبشن سے کہدے آموں
کے باغ کے پہلو مین شعلہ رخسار کا خیمہ ہی جب قریب پہونچے گی طبلے سارنگی کی آواز سے گی پتا
خبردار فراموش نہ کرنا وہین جانا کنیز نے بڑھکر جبشن کو بخوبی پتا بھی سمجھا دیا فولاد فولاد شکن بعد تھوڑی
دیر کے یہ کہکر اُٹھا کہ لو نور نظر اب ہم دربار خداوندی مین جاتے ہین پانچ چھ روز دعوت کے اور
باقی ہین اس سے فراغت پاکے طبل جنگی بجوادونگا ایک ہی دن مین خاتمہ کردونگا زبانی شیطان
درگاہ خداوند لقا کے سُنا ہی کہ حمزہ تو بڈھا ہوگیا ہی مگر دو جوان آج کل صاحب شوکت ولیاقت
لشکر حمزہ مین ہین نورالدہر بن بدیع الزمان و نور نگاہ قاسم عالیشان شاہزادہ
ایرج نوجوان معلوم ہوا کہ دونون کی تلوار کی دھاک ہی اگر ان دونون کو مارا تو لشکر حمزہ
کا قصہ پاک ہی اور ایرج نوجوان کا نام اس وجہ سے زیادہ روشن ہوا ہی کوئی طلسم
تھا موسوم بطلسم آئینہ اُسکو اسنے جاکر بڑی صفائی سے توڑا فتح کرکے آیا اُس روز شاید جنگ
مغلوبہ تھی چند کوڑی ذلیل حقیر لشکر صاحبقران سے لڑ رہے تھے اور کوئی جادوگر بھی طرف
سے شہنشاہ افراسیاب جادو کے آیا تھا ساحر نے سحر کیا تھا مسلمان تباہی مین تھے
اُسوقت یہ جوان بصد شوکت وشان مع ساحران طلسم کے آیا یہ بھی مشہور ہی کہ بادشاہ
طلسم آئینے کی دختر اسپر عاشق ہوگئی تھی اُسنے ساحر بھی کچھ ساتھ کردیے تھے اور کوئی تیغ
طلسمی بھی پاس تھا اسوجہ سے وہ ساحر بھی مارا گیا شاید کوئی گوہر بھی اُسکے ہاتھ سے قتل ہوا
اُسدن سے ملک جی نے ایرج نوجوان کی جراٴت کی بڑی دھوم مچائی ہی اور زیادہ باعث
ایرج نوجوان کی تعریف کا یہ ہی کہ قدرت کا نواسا ہی نام ایرج نوجوان کا جو فولاد فولاد شکن کی
زبان سے نکلا بے اختیار ملکہ کے قلب کو تازگی حاصل ہوئی آنکھون مین روشنی آگئی حقیقت
مین دلکو دل سے راہ ہوتی ہی نام معشوق کا طپش قلب عاشق کو کھوتا ہی بقول شاعر دل را
بدل رہیست درین گنبد سپہر واز سوے کینہ کینہ و واز سوے مہر مہر ملکہ سیمین عذار
صنوبر قد نے خوش ہوکر باپ کے گلے مین ہاتھ ڈال دیے کہا میرے اچھے ابا یہ کیسی بات
ہی مفصل فرمایئے یہ قصہ ضرور مجکو سنایئے کہ ایرج نوجوان قدرت کا نواسا ہی اور اسطرف
سے مسلمانون کے لڑتا ہی کیا خداوند نے اُسکو نکال دیا جو مسلمان ہوگیا ہی فولاد فولاد شکن

نے تیور پر بل ڈال کے کہا بعض بات ایسی ہی کہ زبان سے کہنا مناسب نہیں ہی مشیت قدرت
مین کسی کو کیا دخل ہی نہین معلوم کیا کھیل کھیلتے ہین ہم لوگ ناحق مصیبت جھیلتے ہین بی بی
طولانی یہ حال ہی دفتر بالا باختر مین وقایع نگار نے تحریر کیا ہی کہ صاحبقران زمان ملک
عجم پر تھے کو جنگ باختر فتح کرچکے تھے کسی وجہ سے قاسم نوجوان اُنکا پوتا دربند جالندر پر قید
ہوا الحمان جالندری نے قید قاسم کی بخدمت خداوند زمردشاہ باختری روانہ کی ہفت
دربند طی کرکے قید قاسم کی خبر باختر مین آئی سنتے ہین قدرت نے بڑا احترام کیا تاجدار ایران
جلیل کو واسطے استقبال کے بھیجا اور فرمایا کہ ہمارے سپہ سالار کا پوتا قید ہوکے آیا ہی ظاہر مین
حمزہ ہمکو بُرا کہتا ہی دل سے مطیع ہی ہمارے آگے اُسکا مرتبہ رفیع ہی آخر قاسم نوجوان کو باغ ماے
قبطول بُلایا اُس سرکش نے جمال خداوندی دیکھا مگر سجدہ نہ کیا قدرت نے حکم قتل دیا قدرت نے
ان لوگون کو طاقت بھی ایسی دی ہی کہ اُسنے قید آہن کو توڑ ڈالا گنبد گیتی نما مین لڑا آخر پھر گرفتار
ہوا قفس آہن مین بند کیا گیا قدرت نے بغیظ و غضب فرمایا اسکو لیجاکر چاہ ماران مین پھینکدو
اے خداوند تیری قدرت کے صدقے کبھی بندون پر تیرا غضب ہی کبھی رحم شریک حال ہوتا
ہی چاہ ماران مین پھکوایا آپ ہی نجات دی کسی فرشتے کو حکم دیدیا اُسنے پنجرہ اُٹھا کر بالاے
کوہ دود شاخ پہونچایا قفس توڑ کر وہ نکلا نور چکیدۂ خاص قدرت ملکہ گیتی افروز دختر خداوند
مدت سے اُسپر مائل تھین تصویر اُسکے پاس تھی اُنکے باغ شبستان مین یہ باغی پہونچا اُنھون نے
باعزاز تمام قاسم کو باغ مین رکھا باغ شبستان سے شب کو یہ جوان آتا تھا لشکر خداوندی پر
شبخون مارکر نکل جاتا تھا وجہ یہ ہی کہ قدرت کے بندے غافل بہت ہوگئے تھے اُنکی سرکوبی کے
واسطے قدرت نے اُسکو مقرر کیا تھا جب تو لاکھون سے اُبھر کر نکل جاتا تھا ورنہ لاکھون سے
کوئی اکیلا سواے مابدولت کے لڑسکتا ہی قدرت تو تقدیر کرچکے تھے آخر ملکہ گیتی افروز
ساتھ قاسم کے نکل گئین اُنکے بطن سے ایرج نوجوان پیدا ہوا ہی بس قدرت کا نواسا ہی
یہ ہم کیونکر کہین کہ وہ خداے نادیدہ کی پرستش کرتا ہوگا اس پردے مین کچھ اسرار ہی
ہمارا مشیت خداوند مین دخل دینا بیکار ہی یہ تقریر دلپذیر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے
خوب متوجہ ہوکر سُنی ہنستی جاتی ہین جہان کچھ سمجھ مین نہ آتا تھا پوچھتی جاتی تھی فولاد فولاد شکن

کہتا جاتا تھا کہ بی بی جسقدر مین نے سُنا تھے کہدیا مفصل تو شیطان درگاہ خداوند کو خوب یاد کر
مسلمانون کی ایسی کہانی بیان کرتا ہی جی چاہتا ہی کہ آٹھ پہر سنا کیجیے ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے
عرض کیا ای بابا جان یہ کتابین کہان ہین جسمین مسلمانون کے حالات لکھے ہین فولاد فولاد شکن نے کہا
بیٹا مین کیا جانون مین مرد سپاہی کہان وہ ہی شاہی پڑھنے کی فرصت کہان اتنی دیر کے واسطے
تمھارے پاس آیا کشتی لڑنا موقوف رہا ہان مقدمہ کتب مین بختیارک سے دریافت کرونگا
تمھارا کیا مطلب ہی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے عرض کی یہ دلچسپ ہی راتون کو پڑھوائینگے
سب ملکر سنینگے ہزار باتین جھوٹ ہونگی ایک تو سچ ہوگی اور علاوہ جھوٹ سچ کے ذکر جرأت تو
بہادر کو سننا ضرور ہی کئی برس کا عرصہ گذرا کہ جب حضور نے شاہنامہ پڑھوایا تھا آپ کی کنیز
کو سب لڑائیان رستم کی یاد ہین یہ بھی کتابین تلاش کر کے ضرور لیتے آئیے گا فولاد فولاد شکن
وعدہ کر کے اُٹھا اور بیرون باغ آکر گینڈے پر سوار ہوا برائے ملاقات سلیمان عنبرین مو کی
چلا غنچہ دہن نے دیکھا کہ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جو باپ سے باتین کین چہرہ سُرخ ہو گیا ہی
کسی قدر تغیر رفع ہوگیا ہی غنچہ دہن نے کسی قدر جو ملکہ کو شگفتہ پایا دسترخوان بچھوایا کھانا منگوایا
قسمین دیکر منت وسماجت دو ایک نوالے کھلائے جب زیادہ کہا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے
جواب دیا غنچہ دہن تیرے سر کی قسم اب کھائی چلی گئی ہی بس دسترخوان اُٹھاؤ زیادہ نہ پریشان کرو
بموجب ارشاد ملکہ دسترخوان اُٹھ گیا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے ہاتھ دھوئے گلوری تک
نہ کھائی مسند زرین پر خاموش آکر بیٹھی غنچہ دہن شعلہ رخسار و لالہ عذار کے انتظار مین
ہی کہ کاش یہ جلد آئین کچھ گائین بجائین ملکہ کے سب ملال رفع ہون یکایک حبش نے آکر خبر دی
کہ لونڈی شعلہ رخسار و لالہ عذار نے خبر کرائی سامنے ہیلی منگائی تھی لباس وغیرہ تبدیل کر رہی
تھین حاضر ہوا چاہتی ہین غنچہ دہن نے چپکے سے کہا کہ حرامزادی اپنے ساتھ نہ لائی اُسنے عرض
کی حضور بہر حال مین وہ لباس بدلتی ہین زیور پہننے کو تو عرصہ چاہیے اُسکے ٹھٹے سے آپ آگاہ نہین
ہین قوم کی ڈومنیان ہزارون روپیہ پیدا کرتی ہین بڑے بڑے سردار زادے بلاتے ہین اُنکو
فرصت کہان ملتی ہی یہان کے نام پر پڑ جاتی ہین حضور کے یہان سے تو تنخواہ مقرر ہی بیٹھے کو ٹے
چڑھتی ہی مستی اُنکی دن بدن بڑھتی ہی بی بی شعلہ رخسار کا تو آج کل ناز و حسن گرم ہی نہ حیا ہی نہ

شرم ہی مردانی صحبتون مین جاتی ہین سات سات بھر وہان سے نہین آتی ہین مین نے ابھی جاکر
جگایا مان میٹھی پڑی ہوئی سو رہی تھین اُنھین تو مین نے دیکھا دل کی لگی جابجا سے سلگی ہوئی ہے
اُٹھی ہین سامان کر رہی ہین غنچہ دہن یہ سُنکے خاموش ہوئی خدمت مین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد
کے آئی عرض کی گانئین حاضر ہوا چاہتی ہین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے ٹھنڈی سانس بھر کے
کہا غنچہ دہن تجھے سودا ہوا ہی والد کے سامنے مین منع نہ کر سکی تو نا نہین سنونگی میرا دل نہین چاہتا
ہی بموجب شعر کیا ہنسے کیا خاک کوئی رو سکے ٭ جی ٹھکانے ہو تو سب کچھ ہو سکے ٭ غنچہ دہن
نے عرض کیا واری ابتک آپ نے مجھسے حال دل کا مفصل نہ کہا کیا سبب ہی جو جی ٹھکانے
نہین ہی ملکہ نے کہا ای غنچہ دہن یہ حال مجھسے نہ پوچھو خیر تمھاری خوشی گانئون حرامزادیون کو
آنے دو تم سب مجھکو سُننا بیان ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو اس گفتگو مین چھوڑیے لیکن دو کلمہ
مہترین مہتران عالم عیار کامل مہر شاپور شیر دل تحریر ہوتے ہین کہ یہ جمایج نوجوان کو تسکین
دے کے ہمراے جستجوے مطلوب ایرج نوجوان روانہ ہوا تھا حیران و پریشان کہ ای شاپور مین
کہان جاؤن کیونکر اُس طائر عنقا کا پتا لگاؤن یہ بھی ضرور خیال ہی کہ اگر خالی پلٹ کر جاؤنگا نشان
محبوب بھی نہ پاؤنگا تو وہ سوختۂ آتش دوری و افروختۂ شعلۂ مہجوری اپنے تئین ہلاک کریگا جب
والد نامدار تشریف لائنگے غصے مین فرمائینگے ہمنے حمزہ کے ساتھ کیا کیا کام کیے جان کہین ہمارا آقا عاشق
ہوا ایک دن بھی بیقرار رہنے نہ دیا فوراً تلاش کیا تجھسے اتنا نہو سکا کہ اپنے آقا کی معشوقہ کا پتا لگاتا
اپنی جان مٹاتا عمر بھر ایسے ایسے طعن و تشنیع سُننا پڑینگے چشمون مین ذلیل رہینگے علاوہ ذلت
و رسوائی کے خدانخواستہ اگر آقاے نامدار مولاے قدرشناس پر کوئی اُفتاد پڑی زندگی بیکار ہی
پھر کسکو وہ سینہ دکھائینگے اُنکے فراق مین تڑپ تڑپ کے مر جائینگے وہ تو یہ پرورش فرمائین کہ
غلام کو اپنا بھائی بنائین اور اُنکی ایسی مشکل مین کام نہ آئین دل سے یہ باتین کرتا ہوا پھرتے پھرتے
سحر ہو گئی وہ شب تیرہ و تاریک بسر ہوئی آخر ناچار ایک مقام پر آیا جہیل سامنے تھی تھکا ماندہ
ایک نخل کی آڑ پکڑ کے بیٹھا خدا سے دعا کر رہا ہو کہ ای رہبر کامل پردۂ غیب سے کوئی سامان ایسا
مہیا کر نشان محبوب آقاے نامدار حاصل ہو اسی فکر مین مصروف دعا تھا کہ یکایک تیر دعا ہدف
مراد پر پہونچا ایک جانب سے گرد اُڑتی دیکھا اک بہلی جوڑی نگاوی نہایت معقول جگون پر بیلون

سے غول چاندیکے چڑھے ہوئے جو زین زربفت کی پشت پر گھوڑوں سے زیادہ روی میں تیز تر آرہے
ہوئے چلے آتے ہیں اور اُس بہلی میں ایک نازنین پری تمثال جوان خورشید اُسکی پشت پر
دوسری کہ سن اُسکا قریب چالیس برس کے ہوگا مگر گوری رنگت دونوں لباس عمدہ پہنے ہوئے
زیور معقول جسم پر آراستہ طبلہ سارنگی ایک سمت رکھے ہوئے جسکا سن زیادہ ہے وہ کہتی ہوئی
آتی ہے کہ اری بیٹی شعلہ رخسار یہ تیرے ناز اور تساہل ایک دن ذلیل کرائینگے غضب ہوا دن
چڑھ گیا ملکہ خفا ہوتی ہونگی کئی دن کے بعد تو آج یاد فرمایا تونے بناؤ سنگار میں اتنا عرصہ لگایا دیکھیے
آج کیا ہوتا ہے وہ جوان عورت ساتھ والیوں سے کہتی ہے اری جان کو سودا ہوا ہے آٹھ پہر یونہیں
بڑبڑایا کرتی ہیں کیا میں کچھ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کی لونڈی ہوں خفا ہونگی تو کیا ہوگا
نوکری نہ کر رکھینگی مجھے پروا نہیں ہے میرے بہت قدردان ہیں جب جادو دون آئے تھے نہ جاؤ
فقط اماں جان کے ڈر سے جاتی ہوں ورنہ میری پاپوش بھی نہ جاتی اگر کچھ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد
مجھسے کہینگی تو جواب دونگی کہ بی بی اپنی زبان سنبھالو کلمہ سخت و سُست مجکو نہ کہو میں ایسی نوکری سے
باز آئی یہ جو باتیں جسکا سن زیادہ ہے اُسکے کان میں پڑیں اپنا منھ پیٹنے لگی کہ اری شعلہ رخسار
دیکھوں تیری آشفتگی کیا رنگ دکھاتی ہے یہ ہماری پرانی سرکار ہے اسی در دولت سے ہمارا غرور
وقار ہوا ہے ان مردودوں کی چاہتیں دو دن کی ہیں جب جوبن ڈھلیگا باغ حسن میں خزاں
آئیگی پستی دماغ سے اُترجائیگی کوئی دمڑی کو نہ پوچھیگا یہ چونڈا بہنے دھوپ میں سفید کیا ہے بڑے
بڑے چاہنے والوں کو دیکھ لیا ہے کبھی ہم بھی جوان تھے حسن کی بہار تھی گل رخسار کے سیکڑوں بلبل
تھے شمع جمال کے ہزاروں پروانے تھے کوئی اپنا گلا کاٹتا تھا کوئی سنکھیا کھاتا تھا کوئی اپنی چھاتی
دکھاتا تھا کوئی صاحب کہتے تھے بی لالہ عذار تمہاری محبت میں ہمارا دل داغدار ہے ہم اسی
طرح ہمیشہ چاہینگے عمر بھر نباہینگے دوستانی جتاتے اب اُنمیں سے کوئی بھی آتا ہے بلکہ دور سے
دیکھکر منھ پھیر لیتے ہیں بات کرو تو جواب نہیں دیتے ہیں یہ مردوے عاشق ہیں اپنی غرض
کے بندے ہیں جب اپنی غرض نکل گئی نشہ اُتر لیا ہوشیار ہوئے بس چل دیے اری جہانتک
ہوسکے ان لوگوں کو اشتیاق میں رکھے ہاتھ نہ لگانے دے تو کچھ لپٹ ہے ورنہ ازار بند کی ڈھیلی ہوئی
ذلیل رہوگی دیکھو ہماری نصیحت گوش ہوش سے سنو اسوقت میں جہانتک ہوسکے چار

پیسے پیدا کرلو یہ جوانی چلتی پھرتی چھاؤن ہی جو اسوقت پیدا کرلوگی بڑھاپے مین کام آئیگا پیسا پاس
گانٹھ کا یار ساتھ کا مثل مشہور ہی ابھی ہماری باتین بُری معلوم ہوتی ہونگی مرجین تلخی
ہونگی مین دیوانون کی طرح بک رہی ہون نگوڑی ٹکرٹکر مُنھ دیکھتی ہی بات کا جواب نہین دیتی
اتنا مُنھ سے نہین نکلتا کہ ای جان اب ایسا ہی کرونگی مردون کو لوٹونگی ہماری پاپوش سے ہماری
تو یہی مثل ہی بقول شخصے گذرگئی گذران کیا جھوپڑی کیا میدان مرا اپنا تاچاہنے والا تیرا باپ
بیچارہ اُسی طرح خدمت مین حاضر ہی پانی بھرتا ہی اپنا گھربار چھوڑ کے بال بچون سے مُنھ موڑ کے
میرے یہان پڑا رہتا ہی کیسے کیسے ظلم سہتا ہی اُسکی جورو جور کی صورت ہی میری خاطر سے اُسے
آنکھ بھر کے نہین دیکھتا ہی یہ باتین شاپور شیر دل نے سُنکے دلمین خیال کیا کہ بیشک کہین کا نے
جاتی ہی یہ بھی ظاہر ہی کہ قوم کی ڈومنیان ہین گھر گھر جاتیان ہین ای شاپور کیا تعجب ہی کہ اسی ذریعہ
سے فضل الٰہی شامل حال ہو اور دل کا رنج و ملال ہو مگر رہروی مین کیا تدبیر کرون دونون
مین ایک کو کسطرح لون اس سوچ مین تھا کہ بقدرت پروردگار وہ بھی اُسی نخل کے سائے مین
آکر ٹھہری شعلہ رخسار نے کہا ای جان ذرا پیشاب کرلون لالہ عذار نے کہا اری مستانی یہ
مثل ٹھیک ہی کہ شکار کے وقت کتیا ہگاسی دیکھو صاحب ابھی ہنسے پھر ٹھہر ٹھہر آیا ہی اُسکا یہ ظہور ہی
گھر سے یا تو نکلنا دشوار تھا اب چلی ہین تو راہ مین ہگنا موتنا یاد آیا ہی شعلہ رخسار نے کہا ای جان
میرا پیشاب نکلا جاتا ہی تم تو ہر بات مین جھگڑتی ہو مواسے لڑتی ہو تمھاری کامین نے میرا
سر پھرا دیا انکے مارے بُگنی موتنی بند ہوئی ہی یہ کہکر لٹیا ہاتھ مین لیکر پائنچے سنبھالکر بہلی سے کود پڑی
ایک زرغنہ نخل کی جانب چلی لالہ عذار نے کہا ہی مین اپنا سر پیٹ لونگی اس چھوکری کے
واسطے جان دونگی یہ جنگل کا سناٹا ابھی کچھ ہو جائے تو مین کیا کرون بات نہین مانتی بڑی ضدن ہی
لالہ عذار بکا کی لیکن شعلہ رخسار جنگل مین گھس گئی شاپور نے اپنے دلمین کہا خدا نے اپنا
فضل کیا اب اسکو بیہوش کرو اور اسکی شکل بنو دیکھو پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی یہ سوچتا ہوا آگے
بڑھا شعلہ رخسار کی پشت پر آیا جیسے ہی وہ پیشاب کرکے اُٹھی ازار بند باندھنے لگی
شاپور شیر دل نے کمند ماری گرتے گرتے حباب بیہوشی مارا وہ بیہوش ہوئی شاپور شیر دل
نے بتعجیل تمام لباس اور زیور اسکا اُتار لیا اُسکو تو ایک گوشے مین ڈال دیا اور خس سے

مخفی کر دیا اور رنگ روغن عیاری کا لگا کے جلد تر شعلہ رخسار کی شکل بنکر تیار ہوا اور ادھر جو ہوا
لالہ عذار بہلی سے بیٹھی ہوئی کود پڑی اور کہتی ہوئی چلی آرہی ہے مر گئی ہی ہی کچھ سایہ سکہ ہو جائے
بھوت پریت نہ لپٹ جائے شاپور کی جو شکل شعلہ رخسار بن چکا تھا فوراً آواز دی امی جان
تم بھی یہاں آؤ ایک تماشا دیکھو سانپ اور نیولا لڑ رہا ہے سانپ نے نیولے کو کاٹا نیولا لڑکھڑاتا
ہوا جاتا ہے ایک پتی کھا کر پلٹا سانپ کو مار ڈالا لالہ عذار بیٹھی ہوئی قریب پہونچی ایک دو ہتڑ مارا
کہا اری آگ لگے سانپ اور نیولے کو چل بہلی پر سوار ہو گی کہ نہیں شاپور نے ایک قہقہہ مارا اور
کہا ہم اس جنگل میں آج گاؤ ہم جنات کے بادشاہ ہیں بہت روپیہ دینگے جانی تسے آشنائی کرینگے یہ کہکر
آپ ہی چٹکیاں بجا کر گنگنایا پھر چپ ہو گیا لالہ عذار پیٹنے لگی اری ساتھ والیو دوڑو میری بچی کو
کیا ہو گیا وہ سب بدحواس ہو کر دوڑیں آکے دیکھا شعلہ رخسار چپ کھڑی ہے ہاں پیٹتی ہے وہ کچھ
جواب نہیں دیتی ہے ساتھ والیوں نے کہا بی لالہ عذار تمکو تو سودا ہے خاصی بھلی چنگی ہیں ناحق
گھبرائی ہو فال بد منہ سے نکالتی ہو کیسا نگوڑا بھوت پریت لالہ عذار نے کہا تمنے نہیں سنا ابھی
کہتی تھی کہ میں جنات کا بادشاہ ہوں اس جنگل میں گاؤ روپیہ بہت سا دینگے یہ سُنکے وہ بھی سب
گھبرائیں قریب آکر پوچھنے لگیں کیوں بی بی کیسا مزاج ہے بادشاہ جنات کا کہاں ہے ہم گاتے
ہیں لاؤ روپیہ دو لاکھ لاکھ سب پوچھتی ہیں مگر وہ مثل تصویر خاموش ہے نہ منہ سے بولتی ہے نہ حرکت
کھیلتی ہے کوئی بلائیں لیتی ہے کوئی صدقے ہو کر جان دیتی ہے اور کہتی ہے ارے بی بی ابھی کیا تھا کیا
ہو گیا سچ ہے بزرگوں کا قول سچ ہے گھڑی میں گھڑیال ایک دم میں بھونچال ہے ہائے اب کسکے ساتھ گانے
مشتاق تڑپ تڑپ کے مر جائینگے شاپور یوں چپ ہے گویا منہ میں زبان نہیں دلمیں کہتا ہے حرامزادیو
چھکا کر دیتا کرو ہم پڑھے ہوئے جن ہیں اپنی عیاری سے خوب مطمئن ہیں مر بھی جاؤ گی تو منہ سے
نہ بولینگے جہاں موقع ہوگا وہاں زبان کھولینگے آکر سبھوں نے گود میں اٹھا لیا بہلی پر لاکے بٹھایا
یہ صلاح ہوئی کہ ملکہ کے پاس لیچلو وہ پڑھی لکھی ہیں فال تعویذ بھی جانتی ہو نگی یہ سوچکر
گاڑی بان سے کہا ارے جلد ہی بہلی جلد بڑھا دیر نہ کر تا بہ در باغ جلدی پہونچا میری چودہ
برس کی کمائی برباد ہوئی ہے یہ جب چمک کر میرے سامنے آئی تو بے اختیار زبان پر یہ شعر قمر
کا آیا تھا شعر چودھواں سال خدا خیر سے کاٹے تیرا گھٹنے لگتا ہے مہ چاردہ پورا ہو کر ہائے

مین تو تصدق بھی اُتار چکی انکی سلامتی کی روز نذر و نیاز کرتی تھی آج کس ساعت نحس مین گھر سے
نکلی یہ آفت سامنے آئی ای خداوند لقا میری بچی کو صحت دے تیرا رتجگا کرونگی سلامتی گاؤنگی
شہر کی سب ڈومنیان بلاؤنگی لالہ عذار یہ کہتی ہوئی روتی پیٹتی بہلی پر چلی جاتی ہی کہ سامنے لشکر
فولاد و فولاد شکن معلوم ہوا دیوار باغ سلیمان عنبرین سے کوہی نظر آئی دیکھا کہ گرد باغ کے فوجین
اُتری ہوئی ہین کہین قواعد ہو رہی ہی کہین اکھاڑا گڑا ہی کوئی کشتی مین مصروف ہی انکی بہلی
بیچ مین سے جو نکلی کیدان رسالدار ٹھٹھکا ہے آوازہ کسنے لگے کوئی پکارا میان جانے والے
ذرا جوانون کی سمت بھی آنکھ اُٹھاؤ ایک پکارا ہائے کیا انکھڑیان ہین ایک بولا قیامت کی
چتون ہی ہائے تیر مژگان کلیجے پر پڑا ارے بھائی دوڑنا مین تو زخمی ہو گیا یہ باتین جو لالہ عذار نے
سُنین گالیان دینے لگی ارے جُھلسو میری بچی کو تم لوگون کی نظر کھا گئی جن کا سایہ ہو گیا بہت جوان
یہ سُنکے قریب بہلی کے آگئے اور پوچھنے لگے کہ کیون بی لالہ عذار خیر تو ہی ہم تو تمہاری صاحبزادی کے
دعا گو ہین مفصل کہو کسی نے آنکھ دکھائی ہو تو آنکھ نکال لین لالہ عذار نے رو کر کہا کسکو بتاؤن
آفت آسمانی آئی ہی یون پالی کا سا نقشہ ہو سب جوان تسکین دینے لگے بی لالہ عذار نہ گھبراؤ خداوند
لقا موجود ہین اُنسے جا کہین گے وہ بھوت پریت دیو جن کو ایک اشارے مین قید کر لینگے بلکہ ایسی
باتون کے واسطے تو خداوند زمرد شاہ باختری کافی ہوگا اُسی کا کوئی بھائی بھتیجا ہوگا لالہ عذار نے
کسی کی بات کا جواب نہ دیا در باغ پر اُتری محلدار بی لذت کرسی پر بیٹھی تھی لالہ عذار سے بہنایا
بھی یہ دودھ چاول ساتھ کھلانے بین دیکھتے ہی پکاری اوخیلا کہان تھی جب دس بجے جائین تب
گھر سے نکلتی ہو بڑی مغرور ہو گئی ہی بھلا اب ہم سے کاہیکو آنکھ ملاؤگی یہان کیون آگئی دھندون
سے فرصت کہان لالہ عذار رو کر لپٹ گئی اور رو رو کر کہنے لگی کہ بوا لذت مین لٹ گئی اپنی بچی
کا تو حال دیکھو کیا ہو گیا گھر سے اچھی خاصی چلی تھی راہ مین فقط پیشاب کو اُتری تھی نہین معلوم
وہان کونسی بلا نازل ہوئی میری بچی جب ہو گئی ہی بی لذت محلدار نے تو لالہ عذار کو چھوڑا
جھپٹ کر قریب شعلہ رخسار کے آئی پوچھا کیون چھوکری کیسی ہی بات کیون نہین کرتی ہی شعلہ رخسار
نے کہا کہ ہم اب جائینگے ہماری شادی ہی اب تو بی لذت یہ سنکے دور بھاگین بہت سی کنیزین
یہ غل و شور سنکر باہر آگئین پوچھنے لگین کہ کیا ہو کیا ہوا لذت نے کہا ارے شعلہ رخسار پر

جن چڑھ بیٹھا ہے عجب عجب باتیں کرتی ہے کنیزیں بعد ربعد دوڑیں باغ میں سامنے ملکہ کے آئیں یہاں
ملکہ سیمیں عذار خاموش سر جھکائے یاد محبوب میں بیٹھی تھی یکایک کنیزیں دوڑتی ہوئی آئیں کہا
حضور شعلہ رخسار کو کچھ ہو گیا دروازے پر چلی گئی تھی کسی سے بات نہیں کرتی لذت مخلدار
نے جو بہت پوچھا کہا کہ ہم جائینگے ہماری شادی ہے ملکہ سیمیں عذار صنوبر قد نے کہا جاؤ ہمارے
سامنے لاؤ بھوت پریت جن دیو کیا کسی رنج و ملال میں ہوگی ہم پوچھ لینگے کنیزیں چلیں یہاں
دروازے پر عورتوں کا ہجوم ہو گیا ہے چاؤں چاؤں کر رہی ہیں جیسے بے وقت بسیرے سے چڑیاں بولتی
ہیں ان کنیزوں نے آ کر سب کو ہٹایا پکار کے کہا بی لالہ عذار چلو تمھاری بیٹی کو ملکہ سیمیں عذار
صنوبر قد بلاتی ہیں لالہ عذار نے ہاتھ پکڑ کر کہا بی چلو ملکہ یاد فرماتی ہیں شعلہ رخسار چل نکلی گرد خدام
کا ہجوم جدھر شعلہ رخسار نگاہ اٹھا دیتی ہے سیکڑوں عورتیں بعد ربعد بھاگتی ہیں کوئی چمن میں گری
کوئی پٹکتی ہوئی بھاگی ای ہے او دیکھو مجھکو کس نگاہ سے گھورا ہے شیر کے تیور ہیں بیشک جن کا سایہ ہوا آ
مجھکو یقین آگیا ہماری پڑوسن کے بھی سر پر ایک جن آتا تھا غضب کی باتیں بتاتا تھا بری لونگیں
بھری الائچیاں جو مانگو دیتا تھا آخر چند دن میں مر گئی کسی ملا سیانے سے کچھ نہ ہوسکا ویسی ہی آنکھ اسکی بھی
چہرہ سرخ ہے بس ہوا چند دن میں شعلہ رخسار کو یہ جن لیجائیگا ایک نے کہا چپ رہ خیلا دیوانی
ہوا ری ایسے پوچھ کہ جن جنگل بھرتے ہیں نہ کسی دیو کو نہ کسی جن کو نہ بھوت پریت کو دیکھا یہ سب ڈھکوسلے
ہیں شعلہ رخسار خیلهائی ہے یہ بھی ایک بات ماں کے ڈرنے کے واسطے بنائی ہے کہ ہائے دلے
ہو صدقے چلے اتریں میں خود ایسے فریب کر چکی ہوں میرا میاں بڑا بد مزاج تھا کہیں نکلنے نہ دیتا تھا
اور نہ ماں میرا جدائی کا تھا جو ٹھانے دار بھی چاہتا تھا چار گلیوں میں پھریں چار مردوں کو دیکھیں
اپنے تئیں دکھائیں جوانی کے مزے اٹھائیں وہ نگوڑا اٹھ پہر دروازے میں قفل لگا کے جاتا تھا
ہوا کا بھی گذر نہ تھا بس میں نے ایک دن سر کھول کے کھیلنا شروع کیا دیوار و در میں ٹکریں ماریں
ویریانیاں جھانسیاں ساس بہو کے پیٹنے لگیں کہ ہے ہے میری بہو پر کوئی چڑھ بیٹھا محلے والے دوڑے میری
داد کو پہونچے اسے کسی ملا سیانے کو بلاؤ تمام گھر عورتوں سے بھر گیا میں دو تین ٹکریں مار کر چپکی
ہو کے بیٹھ رہی سب نے پوچھنا شروع کیا میاں کون صاحب ہو میں نے کہدیا شیخ سدو ہوں یہ
تو میری معشوقہ ہے لیکن اسکے میاں کو مار ڈالونگا کیونکہ ہمارے قالب پر ستم و ظلم کرتا ہے اس عورت

مین ہمارے میان سورکھ بھی آ گئے اُنھون نے جو یہ ہنگامہ دیکھا گھبرا گئے مان اُنکی دوڑکر کان سے
لپٹ گئی اور کہنے لگی کہ بیٹا اب جورو پر ہاتھ نہ اٹھانا وہ حضرت شیخ سدو کا قالب ہی ہمارے بندو کا
گھر ناس کر چکے ہین بس پھر تو ساس صاحب نے بگاڑ دیا کڑاہی کی اس دن سے میان میرے بچارے
غلام ہوگئے جہان ذرا شرائے مین نے کہا شیخ جی سے کہہ دونگی بس وہ ہاتھ جوڑنے لگتے تھے بس اہا
اُسدن سے گھر مین دھاک بندھ گئی ویسا ہی اس شعلہ رخسار نے بھی نقرہ بنایا ہوگا مان پہ بٹہ
ڈالنا منظور ہی کنیزون مین تو یہ باتین ہو رہی تھین مگر شاپور شیردل اگر سامنے ملکہ سیمین عذار
صنوبر قد کے پہونچا چپکا کھڑا رہا سلام بھی نہ کیا مگر بخوبی بنگاہ غور دیکھ رہا ہی جی مین کہتا ہی کیا عجب
ہی کہ جسنے متاع صبر و قرار میرے آقا کا لوٹا ہی دل لے لیا ہی وہ یہی ہو تو کیا دور ہی مگر حقیقت
مین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد شعلہ رخسار حسن و جمال مین بیمثال ہی آقاے نامدار اسکا تڑپنا بیکار
نہین ہی شعر جسپہ مٹتی ہو یہ وہی جانے ۔ جو کہ بے درد ہو وہ کیا جانے ۔ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد
نے جب دیکھا کہ شعلہ رخسار سامنے کھڑی ہی قبضہ پر ہاتھ ڈال کے آواز دی کہ کیون شعلہ رخسار
یہ کیا معرکہ ہی بڑھیا ان کو کیون رُلاتی ہی بڑھاپے مین ان کو ستاتی ہی اور آج ہمارا ابھی ادب اور
قاعدہ بھولی سلام تک نہین کرتی ہم کیا تیرے سلام کے محتاج ہین عنایت لقاے خود صاحب
تخت و تاج ہین خیر اسی مین ہی کہ بیٹھ جاو ورنہ ایک تیغہ مارونگی کہ سر گرو کھاتا پھریگا تو نے مجکو بھی
اور کوئی بنایا ہی مین دم بھر مین دھڑ سے علیحدہ اسکو ہوشیار بنا دیتی ہون ملکہ سیمین عذار صنوبر قد
نے جو اس طرح غصے سے کہا اور تلوار کے قبضے پر ہاتھ ڈالا شاپور خوف سے تھر تھر کانپنے لگا جلدی
سے بیٹھ گیا مگر آنکھون سے آنسو جاری ہوے لیکن چپ بیٹھا رہا اور خود جو ملکہ کو دیکھتا ہی تو چہرے
پر آثار حضرت عشق کے ہویدا اور ظاہر ہین شکل آئینہ حیران مانند زلف پریشان ہی بات بات مین
ٹھنڈی سانسین بھرتی ہی مگر اسوقت آپے مین معلوم ہوتی ہی کہ بہل گئی ہی باتین کرتی ہی مگر چوکنا کبھی
ادھر دیکھتی ہی کبھی اُدھر دیکھتی ہی ہونٹون پر خشکی آنکھون مین تری حواس مین ابتری شعلہ رخسار
تو بنظر غور دیکھ رہی ہی مگر ملکہ نے پھر کہا کیون شعلہ رخسار ہماری بات کا کچھ جواب نہ دیا کیا ہمین بھی
دیوانہ بنایا ہی باتین کرو اپنے دل کا حال بیان کرو جب شعلہ رخسار اس تاکید پر بھی نہ بولی تب
لالہ عذار نے کہا واری آپ الگ رہین بیمروائی باتین کرتی ہی جنگل مین پیشاب کو گئی تھی وہین سے

یہ خرابی ہوئی ہی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے کہا دیکھو ہم بتائے دیتے ہین چونکہ عشق مین خود مبتلی
دل مین اپنے کہتی تھی کہ ای سیمین عذار صنوبر قد مثل تیرے شاید یہ بھی کسی پہ عاشق ہوا ہی میری
طرح کشتۂ تیغ ابرو اسیر طرۂ گیسو ہوگئی ہی معشوق تک رسائی غیر ممکن ہی اور تو کچھ بن نہیں پڑتا چپ
ہوگئی ہی حضرت عشق کے تو نرالے کارخانے ہین بموجب **نظم**

ہر جگہ اسکی اک نئی ہی چال
عشق ہی تازہ و کہانہ خیال
کہیں آنسو کی یہ سرایت ہی
کہیں یہ خونچکی حکایت ہی
گہ تاب اسکو داغ کا پایا
گہ پتنگا چراغ کا پایا
کہیں طالب ہوا کہیں مطلوب
دونون باتین غرض ہین اسکی خوب

اس آٹھ پہر مین کیا کیا مزے اٹھائے جاو یوسف کی زلیخا کو کنوین
جھکائے نہین معلوم لیلی نے اپنی سر ٹھوکر کاٹی شیرین کی جان شیرین پر غم فرہاد مین کیا گذری فرہاد سے
آخر ضبط نہو سکا تیشہ سر پر مار لیا **شعر** فرہاد چون تیشہ بر سنگ بزد تیشہ ٭ بگفت باندیشہ سنگ
آمد و سخت آمد ٭ آخر سر پھوڑ کے مر گیا جب جان گئی تو یہ سعادت مندی حاصل ہوئی کہ فن
عشق مین کامل کہلائے عشق خانہ خراب کو آگ لگے محبت کرنے لا علاج مین پڑے مگر ہائے
کیا لذت ہی کہ دل ہی دل مین شعلہ رخسار مزے اٹھاتی ہی زبان پر نہین لاتی ہی یہ سوچکر کہا لا الہ عذار
تم گھر جاؤ شعلہ رخسار کو یہین چھوڑ دو ہم انکا علاج کر دینگے ہاسپاتا طبیب حکیم جو مناسب ہونگے
بلا لینگے یا نہ بلا لینگے اسکو صحیح و سالم تمھارے حوالے کر دینگے دو ایک دن یہان رہیگی اچھی ہو جائیگی
لالہ عذار نے کہا واری ایسا نہو کچھ حضور کو خلل ہو جائے تو آپ کے والد نامدار میری ناک چوٹی
کاٹینگے سب صاحب کہینگے آسیب زدہ کو ملکہ کے پاس کیون چھوڑا ابھی آپ کا ابھی نام خدا کنوارا
پنڈا ہی ابھی دنیا کا کیا دیکھا ہی ہان اتنا ہی کہ آپ پڑھی لکھی ہین آپکی چار آنکھین ہین ملکہ سیمین عذار
صنوبر قد نے جواب دیا کہ تجھے ان باتون سے کیا مطلب ہی ہم اسے سمجھ گئے ہین دوا اسے صحت
کہلا دینگے جلد اچھی ہو جائیگی تشخیص عارضہ کی ہوگئی ہی اب اچھا ہونا اسکا کیا مشکل ہی کل تجھے
چٹر پٹر باتین نکرے تو ہمکو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نہ کہنا شاپور شیردل یہ باتین سنکر اپنے دل مین
حیران ہو رہا ہی کہ خداوند خیر کرنا دیکھیے کیا علاج کرتی ہی فتال عالم ہی کہین ایک ہاتھ تلوار کا نہ [illegible]
اس ظالم کا کوئی کیا کرے گا اپنا ایک ہاتھ مین خاتمہ ہو جائے گا آقا اپنے خیمے مین بیٹھے [illegible]
یہان اس آفت مین پھنسے ہین غرض لالہ عذار کو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے [illegible]

کنیزون سے کہا جاؤ اپنے اپنے کامون مین مشغول ہو ہمکو گھیر کے نہ بیٹھو میرا دل گھبراتا ہی شعلۂ رخسار
کو کانٹا مین کرکے دیوانہ بنا دیا کس کس سے وہ بولے کس کس کی باتون کا جواب دے ہم ابھی شعلۂ رخسار
سے کوٹھے پر جاکے باتین کرینگے یہ کہکر شعلہ رخسار کا ہاتھ پکڑ لیا کوٹھے پر لیکر چلی مگر نیچہ ایک ہاتھ مین اٹھالیا
شعلہ رخسار ساتھ ہولی مگر دل اندر سے تھرا رہا ہی کہ کوٹھے پر جاکر مجکو مار ڈالیگی ایسا نہو کہ جان جائے مگر مجبور
و ناچار ملکہ کے ہمراہ کوٹھے پر آئی وہان دو کرسیان بچھی تھین ایک پر ملکہ بیٹھی ایک کرسی پر شعلہ رخسار کو
بٹھایا اور مسکرا کر کہا اے شعلہ رخسار سچ بتاؤ یہ کیا معرکہ ہی ہم تاڑ گئے ہین مگر اصل یہ ہی کہ ملکہ جو کسی کا
عاشق اسکو بھی کبھی خوف سے رنگ رو سے شاپور شیردل اڑ گیا ہی مثل بید کانپ رہا ہی جانکے خوف سے
ہونٹھ خشک ہین ملکہ نے جو یہ کہا کہ ہم تاڑ گئے شاپور شیردل سمجھا کہ اسنے پہچانا اور زیادہ گھبرایا ہاتھ باندھکے
عرض کیا کہ ملکہ کچھ بھی خبر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے کہا کیون چھپاتی ہی سچ کہ کس پہ عاشق ہوئی
ہم خوب پہچانتے ہین حضرت عشق کے آثار تیرے چہرے سے ہویدا ہین اچھا خوف کیا ہی بتا دے
مین اسکے وصل کی تدبیر نکالی تیری مان سے نہ کہونگی تیرے معشوق تک پہونچا دونگی اری کمبخت
جلد زبان کھول کچھ منھ سے بول ہاے ارے کیا کہون مین بھی اسی آفت ناگہانی مین مبتلا ہون آٹھ پہر
مجھپر بھی تڑپتے تڑپتے گذرے ہین نہ کھانے کی خواہش ہی نہ پانی کی ہوس ہی جی چاہتا ہی چیخین مار کے
رووُن کسی صحراے ویران مین نکل جاؤن پہاڑون سے سر ٹکراؤن دل داغدار سینہ فگار ہی
شب ہجر کا کٹنا دشوار ہی جب دم لبون پر آیا تو روے سیاہ سحر نے دکھایا والد نامدار آئے وہ کچھ بکا کیے
مین نہین سمجھی کہ کیا کہا کیے کبھی نور الدہر کا ذکر کیا کبھی شاہزادہ ایرج نوجوان نبیرۂ حمزہ صاحبقران
قاتل کفاران کی شجاعت کا حال بیان کیا مجھکو بھی معلوم ہی ایرج نوجوان کون صاحب ہین اتنا
تو سنا کہ صاحب جاہ و لشکر ہین بڑے بہادر ہین ہر چند کہ مین بخوبی واقف نہین ہون مگر اتنا تو ہوا کہ
والد نے نام نامی اُس شہریار کا جو لیا دل تڑپنے ٹھہرا اسوقت سے جی چاہتا ہی کوئی اسی شخص
کا ذکر کیے جائے اُسی کی شوکت و جرأت کا حال سنائے یہ سنکر شاپور شیردل کے دل کو تسکین ہوئی
دل مین کہنے لگا کہ کیا عجب ہی کہ یہ وہی شمع شب افروز انجمن محبوبی ہو کہ جسکے شعلۂ رخسار کا میرا آقا
پروانہ ہوا ہی یہ وہی گل ہی کہ جسکا میرا آقا بلبل ہوا ہی ایسی ایسی باتین سوچکر غنچہ دہن کو وا کیا
کہا واری کیا کہون عجب مصیبت مین ہون ہر چند کہ مین گھر گھر جاتی ہون سیکڑون مرتے ہین کبھی

خیال بھی نہ کیا مگر آج دوسرا دن ہو کہ صحرا سے میری ڈولی آتی تھی ایک جوان کو مرکب سہ چشمی پر سوار
خود زرین بر سر شدہ سونے چاندی کی گردون کی زیب جسم اور عارض پھول سے دہن غنچہ چمن باغ دلکشائی
قد سرو خرامان حدیقۂ رعنائی بھولی بھولی صورت صاحب شوکت وجلالت کمان کیانی ہاتھ مین
دو بالی بات بات مین ایک ہرن کے تعاقب مین تھا وہ ہرن بھاگا ہوا میری ڈولی کے سامنے سے
گزرا اُس قدر انداز کامل نے تیر مارا آہو زخمی ہوا وہ تیر دلدوز میرے بھی کلیجے کو توڑ کے پار نکل گیا
وہ گھوڑے سے کودا آہو کو ذبح کرنے لگا وہ چھری گویا میرے کلیجے پر چھری تھی جب اُسنے اُسے
ذبح کر کے سر اُٹھایا مجھسے چار آنکھین ہو گئین مین ذبح ہو چکی تھی وہ بھی بسمل ہوا ہائے جان جہان
کہکر زمین پر گرا بیہوش ہو گیا مثل مرغ نیم بسمل پھڑکنے لگا کبھی آنکھین کھولتا تھا کبھی بند کرتا تھا لیکن میرے
رعب حُسن سے بول نہ سکتا تھا اِس حال پر اُسکے واری جاؤن مجکو بھی سکتہ تھا اُسوقت واری مجکو
رحم آ گیا قصد کیا ڈولی سے اُتروں سر اُسکا اُٹھا کر زانو پر رکھوں لذت ہمکناری محبوب اُٹھاؤں اُتر کے
ڈولی سے اُس سے لپٹ جاؤن مہرا سے کہہ رہی تھی کہ ذرا ٹھہر جا کہ ناگاہ بھلی اماجان کی سامنے سے نمایان
ہوئی آپ تو جانتی ہین ہر وقت کائین کائین کرتی ہین نہ نیک سے مطلب نہ بد سے غرض وہین سے
چیخنے لگین ارے مہرا ڈولی کیون روکی ہے جلد بڑھا سبیرے کھانا کھلانے کا وقت جاتا ہے جلد گھر پہونچا اُنکی
بھیانک آواز سُنکر کہار ڈر سے بس واری ڈولی لیکر ہوا ہو گئے مین پھر پھر کے دیکھتی جاتی تھی گر مجبور
تا چار بیقرار و اشکبار گھر پہونچی لوگون سے مخفی مخفی دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ جوان صاحب
علو شان نبیرۂ صاحبقران تھا پھر اے ملکۂ عالم نہین معلوم اُس بدنصیب پر کیا گذری جیتا ہا یا میری
محبت مین مر گیا یہ سُنکر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے غصے سے کہا کہ بی شعلہ رخسار ذرا جیج اپنی ہمنکو
کسی رئیس جلیل کے مرنے کا اس طرح ذکر نہ کرو آخر قوم کی دُدمنی ہو تا ہر چند کہ تمھارے معشوق ہین مجھے
کیا کام خدا کی قدرت کہ وہ بھی تیمر مرتے ہین بر اور جو تیمر مرتے ہونگے وہ نبیرۂ صاحبقران ہونگے
کوئی گنوار سوار ہوگا کسی ٹٹوے پہ سوار ہوگا بھاڑ سا منہ کھول دیا جو جا ہا بکنا شروع کیا تو کیا جانے
بابا جان میرے اُنکی تعریف کرتے تھے وہ خداوند مردشاہ باختری کے نواسے ہین صاحبقران
کے پوتے کیا فقرہ گڑھا گرمی ہوئی وہ بی شعلہ رخسار پر عاشق ہوئے ہین یہ کون تونے جو یہ کہا کہ سسک علم
مر گئے یا جیتے ہین مجکو بہت ناگوار ہوا مین نے بڑا تیرا پاس کیا ورنہ اس زبان درازی پر تیری زبان

کاٹ لیتی ایسی سزا دیتی کہ تم عمر بھر یاد کرتیں یہ بات سُنکر شاپور شیر دل باغ باغ ہو گیا کھلکھلا کے ہنسا یہ
تو خوب اسکے دلکو یقین ہو گیا کہ یہی میرے آقا کی معشوقہ ہے اب تو گستاخ ہوا تیوریوں کو بدلکے کہا کہ حضور
کا ہمکو خفا ہونا بجا ہے ہم وہ آپس میں طالب و مطلوب ہیں وہ ہمارے محبوب ہیں ابھی میں نے
آپسے صاف صاف نہیں کہا اُنکا پیغام وصل بھی میرے پاس آچکا ایک کٹنی عورت آئی تھی مجھے سمجھاتی
تھی کہ میاں ایرج تپیر مرتے ہیں چل کے اپنے بیمار کا علاج کرو رحم کرنا بہتر ہے اسقدر تغافل مناسب نہیں
ہے میں نے جواب صاف از راہ ناز دیدیا کہ ابھی مجھے فرصت نہیں ہے بی بی ہر چند کہ حال میرا بھی ابتر ہو
جان میری جاتی ہے مگر امی جان کا قول ہے کہ مردوے کو خوب دوڑائے رنڈی اپنی چاہت کو چھپائے
اسکے فقرے میں نہ آئے جب مردوے ہاتھ جوڑیں پاؤں پڑیں تب کہیں راضی ہو ایک ہاتھ نہ لگانے دے
فرمائشیں کرے زر و جواہر جہانتک ہو سکے کھینچے اور ضبط کو یہ انجام ہوا ہے کہ اسی میں آنکھ کے گھوڑے
پر سوار ہو کے میرے خیمے کے دن رات میں سو سو پھیرے کرتے ہیں میں در خیمہ پر کھڑی رہتی ہوں
کبھی آنکھ دکھائی پردہ چھوڑ لیا کبھی غصے سے منہ کو موڑ لیا کبھی منہ چڑھایا انگوٹھا دکھایا کبھی ناز معشوقانہ
کیا کہدیا ہٹ جاؤ امی جان آتی ہیں بیچارہ ڈر کے مارے بھاگ جاتا ہے گھڑی بھر میں دیکھا پھر موجود
دھوپ میں کھڑا جل رہا ہے ان باتوں کو سُنکر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو غصہ آیا چہرہ سرخ ہو گیا تاب
صبر نہ باقی رہی خنجر ہلالی کھینچا یہ معلوم ہوا کہ بجلی چمکی ناگن نکل آئی یا ابر سے بجلی چمکی آواز دی او
شعلہ رخسار تیری قضا آئی ہے ایسے بیہودہ کلام ہمارے سامنے یہ کہکر چاہا خنجر مارے شاپور
شیر دل گھبرا کے قدموں پر گر پڑا ہاں ہاں حضور تامل فرمائیے کیا مجال میری کہ ایسے کلمات زبان
سے نکالوں اصل مطلب سے آگاہ ہو جیئے پھر قتل کا اختیار ہے یہ گنہگار مجبور و ناچار ہے ملکہ سیمین عذار
صنوبر قد کو اُسوقت غصہ تھا خنجر گلے سے نہ ہٹایا کہا بتلا کیا کہتی ہے اب کوئی عذر تیرا ہرگز قبول نہ ہو گا
اب شاپور شیر دل کو سوائے سچ کہنے کے کوئی چارہ نہ ہوا عرض کیا غلام اُسی شیر نیستان صاحبقرانی
کا عیار ہے میرا آقا حضور کے عشق میں بہت بیقرار ہے غلام کو تلاش کرتے ہوئے آٹھ پہر گذر گئے
بمشکل یہاں تک پہونچا اُسوقت ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے شرما کر خنجر ہٹایا شاپور شیر دل عیار نے پوچھ
کے اُٹھ بیٹھا رنگ روغن چہرے سے چھڑایا صورت اصلی دکھائی عرصہ دراز تک ملکہ شرم سے
چھوئی موئی سر جھکائے ہوئے بیٹھی رہی دل سے کہتی تھی حضرت عشق نے کشش دکھائی آئینہ فراق

مین صورت وصل نظر آئی مگر اس ظالم نے غضب کیا کس صورت سے بیان ہوپنچا حقیقت مین ای
ملکہ سیمین عذار صنوبر قد یہ عجب مژدۂ روح افزا ہی بموجب شعر قاصد رسید و نامہ رسید و خبر رسید
در حیرتم کہ جان بکدام کنم نثار یہ بخت دو ہزار گون و طالع نگون سے یہ امید نہ تھی کہ یکایک شاہد تمنا
نے پردۂ حجاب فراق سے چہرۂ زیبا دکھایا مژدۂ وصل سنایا مگر بسبب شرم و حیا کے منھ سے بات
نہین نکلتی شادی سے پیراہن مین نہ سمائی آنکھون سے اشک مسلسل جاری ہوئے ہچکی لگ گئی
شاپور شیردل پھر دوڑ کر قدمون پر گرا کہ لاکھ جانین میری ایک ناخن پاے حضور پر تصدق ہون
مجھکو غیر نہ سمجھیے گا مین خواجہ کا فرزند دلبند ہون شاہزادے کا غلام قدیم بلکہ ندیم ہون ایک ساتھ
پیدا ہوئے ہر وقت کا ساتھ ہی جملہ راز و نیاز کا محرم ہون اُس شہریار کا ہمدم ہون اُنکو بھی اسقدر
حجاب تھا کہ دوپہر تک اس غلام سے بھی آپکی محبت کا راز نہین کہا آخر جب مین نے قدمون پر سر
رکھا کہ حضور کا یہ حال پر ملال ہی کہ آب و دانہ تک ترک ہو گیا ہی چہرۂ گل سا کمھلا گیا ہی ابھی اپنی
جان کو نثار کرونگا سر کاٹ کر قدمون پر رکھدونگا تب اُس صاحب نے بہ ہزار ضبط کے کیفیت بتلائی
آپ کی تصویر دلپذیر تقریر مین دکھلائی شکر ہی کہ غلام قبل شعلہ رخسار یہانتک پہونچا اب حضور
بھی تکو ادرکو سرفراز فرمائین حال نہ چھپائین دیکھیے تو حضور کی صورت کیا ہو گئی ہی ایسا نہو کہ گھٹکر
دم نکل جائے ملکہ نے سر جھکا کر کہا کہ بھائی پھر مین کیا کرون مین تو اس کوچے سے نابلد ہون شاپور
شیردل نے کہا وقت شب بہر رات پردہ دار عاشقان ہی حضور غلام کے ساتھ چلین دو باتین کرکے
چلی آئین دم بھر کے واسطے تکلیف فرمائین آپکا احسان ہوگا اُنکی جان بچ جائیگی اور اگر غلام اس وقت
حضور کو ہمراہ لیکر نہ پہونچا طائر روح پھڑک کر قفس جسم سے نکل جائیگا آپ کے کیا ہاتھ آئیگا دیکھیے حضور
میرا کہنا مانیے ورنہ پچھتائیے گا پھر ایسا چاہنے والا صاحب شوکت نہ پائیے گا ملکہ نے کہا ایسا نہو کوئی
دراندازد دیکھ لے خدا نخواستہ باپ کو خبر ہو جائے تو قیامت آئے نہین معلوم میرا کیا حال ہوگا مگر
دشمنون کو شاہزادے کے جا کر مار ڈالیگا بلاے روزگار ہی دعوی قتل مسلمانان کر چکا ہی صرف دعوت
مین چند دن باقی ہین مین تو تمھارے ساتھ کسی طرح نہ جاؤنگی کسی کے مرنے جینے سے کیا کام مگر انکو
اتنا سمجھانا ضرور ہی کہ صاحب سنو اپنی جان ہی تو جہان ہی میرا باپ بڑا پہلوان ہی اگر وہ طبل جنگی بجوا دے
تمھارا نام بھی لیکر پکارے کچھ حیلہ کرکے باہر نہ نکلنا اُس دیو خصال کے مقابلے مین نہ جانا بڑا جنگخوار ہی

انسانکا قتل کرنا اُسکے نزدیک کھیل ہی لاکھون جوان بڑے بڑے زبردست اپنے زمانے کے رستم و اسفندیار اس ظالم کے ہاتھ سے حسرتین لیکر پردۂ دنیا سے گئے تمام ملکون کے پہلوان اسکے نام سے تھراتے ہین شیران دشت نبرد کو اسکی صورت مہیب دیکھکر غش آتے ہین بھیا مین کم باتین کرونگی مگر تم انکے رازدان اور خیرخواہ ہو بخوبی سمجھا تا میری بات کی اعانت کرنا کہ ملکہ عالم سچ کہتی ہین شاپور شیردل نے کہا حضور نے کیا خوب بات تجویز کی آپ جو اس طرح سمجھائینگی بیشک آپ کی بات سے مقابلہ نہ کرینگے اور اُنکے ہزارہا نوکر ہین اُنکو بھیجدینگے صرف میرے کہنے کا اعتبار نہوگا جلد چلیے مین تھوڑی دیر مین حضور کو وہان پہونچا دونگا ہمراہ رکاب آؤنگا ملکہ نے کہا مجھے کچھ اُنکی ملاقات کی ضرورت نہ تھی مگر تیری خاطر سے اور اُنکی جان بچانے کے واسطے خیر چلتی ہون شاپور نے کہا بندہ نوازی سرفرازی یہ سُنکے ملکہ گوشے مین آئی خوشی خوشی لباس تبدیل کیا مگر خوف و حجاب سے کلیجہ کانپ رہا ہی دل سے کہتی ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی انجام کا خیال ہی مگر کشش عشق کشان کشان ہی کاہ و کہربا کا عالم ہی لبون پر دم ہی شاپور شیردل نے عرض کی حضور چند ساعت کے واسطے تشریف لیچلیے ابھی واپس آئیے گا وہ بھی یہان خیمے مین تنہا ہین کسی اہل انداز کا گذر نہین ہی حضور اس معاملے کی ہوا کو بھی خبر نہین ہی شاپور نے آخر ایسا سمجھایا باتون مین دام تزویر بچھایا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد دبے پاؤن کوٹھے سے اُتری باغ مین دیکھا سناٹا ہی دیدۂ نرگس بھی خواب مین ہی سبزۂ خوابیدہ بھی ہوش مین نہین ہی سوسن کی زبان بند سنبل پیچ و تاب سے دردمند اسوقت باغ مین ہو کا عالم ہی ملکہ نے اشارہ کیا شاپور شیردل نے ایک بادپا آہن شکن کو جھٹ پٹ تیار کیا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد سوار ہوئی شاپور شیردل نے رکاب پر ہاتھ رکھا شب تیرہ و تاریک مین اُس ماہ وش کو لیکر چلا ساقی نامہ

کدھر ہی تو ای ساقی رحم دل	تڑپتا ہون مین آ گلے سے لگ دل	تو ہی ہی مرے زخم دل کی دوا
بغلگیر جلدی ہو بہر خدا	ترے ہجر مین چین آتا نہین	دل زار تسکین پاتا نہین
تڑپتا ہی پہلو مین سیماب سان	قرار اسکو آتا نہین اک زمان	جگر پر نہین داغ ہین لاتعد
محبت کی تیری ہی فردوسند	بھرے اشک آنکھون مین ہین لالہ گون	کرون جام ہی مین یہ لبریز خون
ہوا رنگ رخ دیکھلے زرد ہی	جگر مین ترے ہجر سے درد ہی	نہین اشک و خون جگر کے سوا
گئی میری دنیا مین آب و غذا	مرے دل مین ہی آج یہ آرزو	کرون تجھسے جس ہنسکے مین گفتگو

کرے مجھسے تو بھی یہ شرم و حیا
کوئی دم جو تو ہو مرا ہم نشین
تساہل نہ کر اب تو بہر خدا
نہ دیکھے کوئی رند لیکن ذرا
اُسے آئیگا مجھپہ غصہ سوا
یہ میخانہ ہو جائیگا خون سے تر

محبت کی باتین یہ ناز و ادا
مددگار رزاق ہو تیرا خدا
پلا جلد صہبائے عشرت فزا
کسی رند پر گرچہ ظاہر ہوا
ابھی ہوگا دشمن مری جان کا
نہین آج موقع ہی انکار کا

ذرا خوش ہو اسوقت قلب حزین
رہے تیرا آباد یہ میکدا
مئے مدعا اس طرح سے پلا
لگائیگا وہ زخم تیغ جفا
بڑی جنگ پھر ہوگی باہمدگر
قمر ہی ترا عاشق باوفا

یہان سے اب دو کلمہ اُس عاشق مہجور معشوق سے دور اسیر دام زلف پیچان یعنی شاہزادہ ایرج نوجوان کے تحریر ہوتے ہین کہ بعد جانے شاپور شیر دل کے اب جو خیمہ اکیلا پایا دل غم سے خالی کرنے لگا کبھی دل مین ہوک اُٹھتی ہی کبھی قلب تھراتا ہی ضعف سے بات نکلنا مشکل ہی درد و بیتابی دل جان لبون پر آ گئی وہ باقی رات اور سارا دن پہاڑ ہو گیا کہتا ہی کہ ای ایرج شعر شب فراق تو جون تون کٹی بنالہ و آہ ۰ یہ دن پہاڑ سا کیونکر کٹے مرے اللہ آفتاب اپنے مقام پر جم گیا ہی کیا غروب نہوگا کیا یہ دن آخر روز حیات ہی دم نکل جائے تو کیا اچھی بات ہی اور یہ اشعار حسب حال زبان پر جاری کیے نظم

جسم آپ ہی آپ جل رہا ہی
اُلجھن رہ رہکے ہو رہی ہی
چنگاریان اُٹھتی ہین بدن سے
نشتر کچھ دل مین گڑ گئے ہین
یکسان ہی دل و جگر کا عالم
دل رو رہا ہی آنکھ رو رہی ہی
ہر بال ہی اک وبال سر کا
رعشے کی سی کپکپی ہی تن مین
ہی جی مین کہ کپڑے پھاڑ ڈالون
مجنون کی لحد پہ گل چڑھاؤن

شعلہ دل سے نکل رہا ہی
دل ہاتھون سے کوئی مل رہا ہی
نکلا نہین یہ دھوان ہی سینے سے
اک تیغ جگر پہ چل رہی ہی
ہی ایک ادھر اُدھر کا عالم
درد دل زار لا دوا ہی
ابتر ہی دھمک سے حال سر کا
اُٹھتی ہی سن سنی جو ہر بار
جنگل کی طرف کا راستہ لون
عہدہ جو ملے مجاوری کا

دھڑکن رہ رہکے ہو رہی ہی
سینے مین کچھ اُچھل رہا ہی
کچھ حلق مین کانٹے پڑ گئے ہین
اب جسم سے جان نکل رہی ہی
ہر عضو مین ٹیس ہو رہی ہی
کچھ ہڈیون مین بخار سا ہی
رعشہ ہی تمام تن بدن مین
بیٹھا جاتا ہی یہ دل زار
فرہاد کی گور کو بساؤن
باعث ہو یہ نام آوری کا

جب حال بہت ابتر ہوا شام غم نے منہ دکھایا تاریکی اُس شام حسرت انجام کو دیکھکر سیاہی گیسوے

محبوب یاد آئی حواس منتشر قلب بیتاب خور و خواب سے نفرت روتا ہوا باہر نکل آیا کہتا تھا کہ افسوس
یار قدیم نے ایسے وقت میں ہمکو چھوڑا یعنے بھائی شاپور نے ہماری محبت سے منھ موڑا کہیں جاکر
بیٹھ رہے مجھکو دیوانہ سمجھے کہتے ہونگے کہ اگر جاؤنگا آوارہ و وحشی پن کی باتیں کرینگے ای ایرج اب خود
اپنا گریبان چاک کرکے نکلو دل عشق منزل کی خود رہبری کرے گا محبوب تک پہونچاوے گا یہ خیال
کرکے چاہا گریبان چاک کرے طرف صحرا کے چلے کہ سامنے سے گرد اڑی دیکھا کہ شاپور شیردل دوڑا ہوا
آتا ہی مگر پسینے پسینے ایرج نوجوان یہ کہتا ہوا دوڑا کہ واہ بھائی خوب رفاقت صرف کی ہماری خبر بھی
نلی یہ رات دن بھر تڑپ تڑپ کے کٹا ہی پاس کوئی مونس ہی نہ آشنا ہی تم تھے تو تمسے حال دل کہتے
تھے جب سے تم گئے ہو صورت تصویر خاموش ہیں دل میں اُسی طرح محبت کے جوش ہیں شاپور نے
کہا ای شہنشاہ مبارک ہو لیجیے آپکی معشوقہ کو لایا آپ کی کشش محبت نے تاثیر دکھائی ہی آپکی معشوقہ
خود تڑپ کے آئی ہی غلام عجب طور سے وہاں پہونچا اُسکا حال پھر عرض کرونگا خیمے میں چلیے لباس
بدلیے فرش وغیرہ آراستہ کریں بزم عشرت پیراستہ کریں قریب تھا کہ ایرج نوجوان شادی مرگ
ہوجائے ہاتھ پاؤں سنسنانے لگے فرط خوشی سے غش پہ غش آنے لگے بقول شاعر شعر دو گونہ
رنج و عذاب است جان مجنون را ۔ بلاے صحبت لیلی و فرقت لیلے ۔ جو توں اپنے تئیں سنبھالا خیمے
میں بتعجیل لباس تبدیل کیا مسند اپنے ہاتھ سے بچھائی شاپور شیردل عرض کرتا ہی کہ آقا مجھے حکم
دیجیے میں فرش کروں ایرج کہتے ہیں بھائی دل چاہتا ہی کہ آنکھیں بچھاؤں یہ بتلاؤ کہ ملکۂ عالم
کہاں ہیں شاپور نے عرض کیا سامنے زیر نخل ٹھہرا کے آیا ہوں کہ پہلے آپ کو اطلاع کردوں پھر
یہاں لاؤں یہ کہکر بھاگا ایرج نوجوان قریب پردے کے خاموش مگر آمد معشوق سے کلیجہ اُچھل رہا ہی
بند قبا خوشی سے ٹوٹے جاتے ہیں کچھ خوشی کچھ ملال ہی اسوقت شاہزادے کا عجب حال ہی کہ ناگاہ
شاپور نے پردہ اُٹھایا ایرج نوجوان نے ایک آفتاب عالمتاب کو دیکھا مگر شرمائے ہوئے سر جھکائے
ہوئے شرم سے قدم نہیں اُٹھتا ہاتھ پاؤں میں رعشہ اس طرح غیر مقام پر کبھی جانے کا اتفاق کاہکو
ہوا ہی ایرج نوجوان نے بے اختیار بڑھکر چاہا کہ ہاتھ میں ہاتھ ڈالدے اور منھ سے نکل گیا شعر
رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ۔ کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست ۔ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد
نے کچھ جواب نہ دیا شعر بہت حیرت میں آکے رہ گئی وہ ۔ سر اپنا بس جھکا کر رہ گئی وہ ۔ شاہزادہ

ایرج نوجوان نے جب زیادہ اصرار کیا شرما کے گھوڑے سے اُتری جاکر مسند پر بیٹھی ایرج مثل چاکر
کمترین رعب حسن وجمال ملکہ سیمین عذار صنوبر قد سے چپ بیٹھا ہی سراپا کو دزدیدہ نگاہ بغور دیکھ
رہا ہی پہچانا کہ وہی قاتل ہی اسی کے پاس ہمارا دل ہی ملکہ بھی سر جھکائے خاموش ایرج نوجوان کو
حیرت کا جوش شاپور شیر دل نے دیکھا کہ یہ ہجران کشیدہ آفت رسیدہ آپس مین کلام سے بھی
محروم رہا چاہتے ہین زمانہ بہت قلیل ہی خاموش رہنے کی کیا سبیل ہی جلدی سے جام شراب لبریز
کیا ہاتھ مین ایرج نوجوان کے دیا کہ حضور مہمان کی خاطر کیجیے ایرج نے شراب کا جام جانب ملکہ
سیمین عذار صنوبر قد بڑھایا ملکہ نے شرما کے کہا بھیا شاپور ہم تو تجھسے وعدہ کرکے آئے ہین
زیادہ نہین ٹھہر سکتے ہین وہ باتین تم انسے کہدو ہمکو جلد رخصت کرو یہ وقت شراب وکباب نہین
ہی فقط وہ جلوہ دکھانا ہی شاپور شیر دل نے کہا حضور کا فرمانا پُرتاثیر ہی میری اُلجھی ہوئی تقریر ہی
ایک جام بھی نوش فرمایے وہ باتین سمجھا کے چلی جائیے ملکہ نے کہا کہ شاپور تم بڑے متفنی ہو اپنے
ہی مطلب کی کہتے ہو ہم تمھاری خاطر سے یہانتک چلے آئے تمھارا کیا کہنا ایسی خدمتگاری تمنے
کی تم تو آتش کا پرکالہ ہو بھلا شعلہ رخسار خوب بنتے ہو یہ کہکر نیچہ پلنگ کے اُٹھنے لگی ایرج نوجوان نے
دامن تھام لیا اتنا جُرأت جو ہوا دل کچھ خیال جرأت نہ رہا ہاتھ باندھکر بے اختیار رونے لگا کہا یہ سر حاضر ہی
کاٹ لیجیے ہمارا جھگڑا چکا جائیے اب ہمسے صبر نہوگا دلپر جبر نہوگا آپ باہر نکلین روح میری قالب
سے تڑپ کر باہر آئیگی اُسوقت شاید آپ کو بھی افسوس ہو ہمسے اب صدمۂ فراق نہ اُٹھیگا دل
قابو مین نہین ہی دامن صبر دست استقلال سے چھوٹ چکا آپکے نزدیک کیا مشکل ہی ہاتھ تو تکلیف
نہ دیجیے اشارہ ابرو کافی ہی ہمارا کیا اختیار ہی رحم کرنا تمکو واجب ولازم ہی تڑپ کر اور رونے لگا جو
ایرج نوجوان نے ایسے گلے کیے یعنی تو دل دادہ وفریفتہ ہی جمال ماہ تمثال شاہزادۂ ایرج نوجوان
کی شیفتہ ہی بس تاب صبر نہ باقی رہی رونے لگی سر جھکایا ایرج نوجوان نے دونون ہاتھ بڑھائے
آپ بھی جوش محبت مین بے ہوش ہوکر آغوش تمنا کو وا کیا دونون کے ہاتھ گلے مین پڑ گئے شعر
وہ رو رو کے دو مارے غم یون ملے کہ جسطرح ساون سے بھادون ملے ۔ روتے روتے دونون کو
غش آگیا شاپور سر پیٹتے ہوئے کھڑا ہو دل سے کہتا ہی او عشق خانہ خراب الامان
اگر اسوقت خالی آتا شاہزادے کو موہ پاتا معشوق ملے پر یہ کیفیت ہی حقیقت مین دونون کا

عشق صادق ہی جلدی سے قرابہ کیوڑے کا اُٹھایا چلے منھ پر ایرج نوجوان کے چھینٹا دیا ایرج نے گھبرا کر آنکھ کھولی شاپور شیر دل نے کہا ای شہریار ہوش مین آئیے دل کو سنبھالیے اب غم والم کیسا جامع المتفرقین نے بچھڑون کو ملایا یہ دن دکھایا ایرج جلد اُٹھ بیٹھا ملکہ کا سر اُٹھا کر اپنے زانو پر رکھ لیا بوے زلف معنبر ایرج جو دماغ ملکہ مین پہونچی اور اشک گرم عارض پر ٹپکے اُسنے کام نخلخے کا کیا اسے تاثیر خواب کی دکھائی ملکہ نے بھی آنکھ کھولی زیر تکیہ زانوے محبوب پایا دماغ فخر سے عرش اعلیٰ پر پہونچا یا فوراً اُٹھ بیٹھی اور کہا آپ الگ رہیے مجکو ہاتھ نہ لگائیے مین اپنے بھیا شاپور سے وعدہ کرکے آئی ہون زیادہ نہ ٹھہرونگی لاؤ تمھاری بھی خوشی کرون جام پی لون ایرج نوجوان نے جام شراب دیا لبون سے لگا کر پی گئی مسکرا کر کہا کہ آپکی مراد یہ تھی کہ مین بھی انجام سوچون احسان آپکا اُتارون یہ کہکر جام کو لبریز کیا کہا لیجیے نوش فرمائیے ایرج نوجوان نے ہاتھ باندھکر کہا کہ ای ملکۂ عالم ہمارے آپکے مذہب مین فرق ہی ذرا انصاف کرو پیدا کرنے والے نے ڈر و لقا بیچارا سجدہ کرنے کے لائق نہین مکار و غدار اپنی اپنی پشت کی خبر نہین رکھتا بندگان خدا کو ملعون نے برگشتہ کیا ای مثل ہمارے تمھارے کھاتا پیتا ہی تمنے یہ بھی سنا ہوگا کہ والدہ ماجدہ میری ملکہ گیتی افروز دختر زمرد شاہ باختری ہین ہمکو قبلہ و کعبہ لڑ بھڑ کر نکال لائے حرامزادے سے کچھ بھی نہو سکا برسون یہی پکارا کیا کہ قاسم نوجوان واسطے زیارت کرنے کے نور چکیدۂ قدرت کو لیگئے ہین ایسے ایسے معاملات بکا کرتا ہی کیسا خداوند ہی پروردگار وہ ہی جسنے زمین و آسمان کل اشیاے موجودہ کو بیک کلمۂ کن خلق فرمایا وحدہٗ لاشریک ہی وہ لائق سجدہ کرنے کے ہی اُسکو وحدہٗ لاشریک جانو پیدا کرنے والے کو پہچانو تو ہم تمھارے ہاتھ سے شراب پیین پردۂ دوئی درمیان سے اُٹھ جائے قلب کو سرور آنکھون مین نور بھرے رنج و ملال دور ہو اس فصاحت و بلاغت پر ایرج نوجوان کی ملکہ کو عالم وجد تھا دل سے کہتی تھی کہ باتین کرتے ہین یا منھ سے پھول جھڑتے ہین عشق دمبدم ترقی پر ہوتا جاتا ہی اُسوقت ملکہ نے سر جھکا کر کہا کہ بھیا شاپور کی خاطر مد نظر ہو اور جو کچھ تمھارے کلام مین اثر ہی جو کچھ کہو وہ ہم کہدین اس بحر طویل پڑھنے سے کیا فائدہ لو ذرا سی بات کو کسقدر بڑھایا ہی میرا سر پھرنے لگا بناز و کرشمہ جو ملکہ نے یہ کہا دل ایرج نوجوان کا مثل گل شگفتہ ہو گیا کلمہ تلقین کیا ملکہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہو گئی مگر یہ تقاضا ہر بات مین چلا جاتا ہی کہ بھیا شاپور سے ہمارا امر کب تیار کروا دو تیری ساتھ ہی پشت باغ تک ہین

ہو چکا دو شاپور شیر دل نے عرض کیا کہ حضور اور ایک جام نوش فرمائیے اور وہ جو ہمارے آپکے صلاح ہوئی ہی ٹھہا تو دیجیے اسقدر جلدی نہ کیجیے ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جام شراب بھر کر اُسکے طرف ایرج نوجوان کے بڑھایا ایرج نوجوان نے بخوشی لیکر پیا پھر تو دور جام بے دغدغہ گردش پیہم چلنے لگا شاپور شیر دل نے باشارہ ایرج نوجوان چنگ مرصع اُٹھایا بجانے لگا اور یہ غزل گانے لگا

غزل

نہیں تھکے جانا گوارا ہمارا
جو غیروں نے گیسو سنوارا تمہارا
جبین سنور پہ ہی چاند کیکی
مری آنکھ پر کیا اجارا تمہارا
لگا جب پئے وصل بوسے بگڑ کر
جو باہم ملے دل ہمارا تمہارا
کہ منظور ہی نظارا تمہارا
بگڑ کر وہ کہتے ہیں دامن کو چھوڑو
کہ جکڑا ہوا ہی سنوارا تمہارا
محبت میں ہیں اُنکو دل کیے بولا
نہیں ہوتے راضی اجارا تمہارا
لب بام اُس ماہ انور کو دیکھا
پریشان ہیں جو مت زلف ہونگا
نہیں بیٹھتے ہم اجارا تمہارا
مجھے منع رونے کو کرتے ہو ناحق
ہوا آج سے دل ہمارا تمہارا
خوشی ہو نہایت عجب عید ہوئے
قمر آج چمکا ستارا تمہارا

شاپور شیر دل نے جو یہ غزل حسب حال باثر پُرمضمون گائی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے ہچکی لگ گئی ایرج نوجوان نے دامن سے اشک پاک کیے کہا محبوب جانی رونے کا کیا باعث ہی نشہ تو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو بخوبی ہو چکا ہی خیال خیر و شر دل سے دور ہو گیا ہی مطلوب پہلو میں ایرج نوجوان نے دامن سے بہ محبت اشک پاک کیے فرحت تازہ و سرور بے اندازہ حاصل ہوا جواب دیا ای شیر بیشہ صاحبقرانی مجھے ہزار طرح کے خیال ہیں کیونکر نہ رووں رونا تقدیر میں لکھا ہی حقیقت میں نوشتہ تقدیر نہیں مٹتا اسوقت ایک بہت برا خیال آیا ہی آج صبح کا ذکر ہی کہ باپ میرا فولاد فولاد شکن میرے دیکھنے کو آیا میں جو خلوت سے آپ کو دیکھکر گئی تھی کسی قدر چہرہ اُداس تھا وہ سمجھے کہ خلاف آب و ہوا سے مزاج ناساز ہی کہا کہ ای نور نظر اور ایک ہفتہ تمکو تکلیف ہی بعد اسکے بفتح و فیروزی وطن چلینگے کیونکہ حمزہ صاحبقران جو کہ کل لشکر اسلام کا افسر ہی وہ تو میرے زمین گیر ہی مگر دو شخصوں کو البتہ قتل کرنا ہی ایک نور الدہر ن بدیع الزمان نبیرہ صاحبقران درمیان میں آپ کا نام لیا اور یہ بھی کہا کہ وہ خداوند کے نواسے ہیں اُنکو قتل تو نہ کرونگا مگر گرفتار کر کے خداوند کے قدموں پر گرا دونگا اُسوقت سے ایک دل کو تردد انتہا کا رہتا تھا اتفاق قضا و قدر سے یہانتک آنا بھی ہوا پس براے خدا یہ تو مصیبت ہجر کی

جھیلینگے اپنی جان پر کھیلیں گے لیکن آپ تھوڑے دنوں کے واسطے اپنے وطن قدیم کو چلے جائیے اس
عفریت خونخوار جلاد سفاک بیرحم بے حیا سرکش ستمگر کے ہاتھ سے اپنی جان بچائیے بیوجہ آپکے نام کا
دشمن ہی اور کل مسلمانوں کے واسطے رہزن ہی ایرج نوجوان نے مسکرا کے کہا ای ملکۂ عالم تمھاری مہربانی
اب تو اس بیحیا کا قتل کرنا واجب و لازم ہوا اول تو تجسے محبت ہو گئی اگر مسلمان ہوا تو ہمارا بزرگ ہے
دوسرے یہ کہ اگر ہمسے جنگ کا خواہان ہی بحول قوۃ الہی اگر سر میدان چیر کر نہ پھینک دیا تو نام اپنا نقد
روح رواں قاسم عالیشان ایرج نوجوان نہ رکھا اور جو نام اُسنے نور سالہ مہر بن بدیع الزمان
لیا اُس شیر دلیر کا تو مثل نہیں ہی اول تو اب انکو میں نکلنے کا ہیکو دونگا مجکو واجب و لازم ہوا کہ خود
اُس سے مقابلہ کرونگا اور جانب خدا پرستی رغبت دلاؤنگا اگر نہ مانینگے تو وہ روز سیہ دیکھینگے انشاءاللہ
عمر برباد کرینگے اور خدا کی قدرت کہ ہمارے جد عالی تبار کہ پیر زمین گیر کہتا ہی ای ملکۂ عالم انکا لقب ہی
شکار کنندۂ ہفت قلزم قاف و کشندۂ جنت سیمرغ برد زمعان حمزہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن
عبد مناف زلزلۂ قاف ثانی سلیمان کشندۂ دیو عفریت و قاتل ہمندون ہزار دست ہم سب انکے
زیر کردہ ہیں ماشاء اللہ اس بڑھاپے میں جبدن میدان میں نکلتے ہیں پہلوانان عالم کے جسم میں
تھرتھری ہوتی ہی بارہ کوس تک نعرے کی آواز جاتی ہی زمین تھراتی ہی شیران دشت کو انکے نام سے
تپ چڑھ آتی ہی اسم سعدون کا شباب آنکا بڑھاپا ہماری زبان کیا ہی جو صفت انکی زبان پر لائیں ساتھ
برس کے سن میں دو پہلوانان لشکر نوشیروان طاہر و مطاہر عادی برابر کوہ بو قبیس بجاے قتل
ہمارے جد عالی تبار کے آئے تھے انکو مثل کرپاس کہنہ کے چیر کر پھینک دیا نو برس کے سن میں
ہشام بن علقمہ خیبری کہ جسکا نوے گز کا قد و قامت تھا ایک ضرب شمشیر دو پرکالے کیے بارہ برس
کے سن میں دارائے ہند لندھور بن سعدان خسرو بلاد ہندوستان کو جا کر زیر و زبر کیا اپنا
جانشین بنایا اٹھارہ برس کی عمر میں پردۂ قاف تشریف لے گئے تمام سرکشان قاف کو اٹھارہ برس
کے سن میں تہ تیغ بیدریغ کیا شیاطین پرستوں کا مذہب مٹایا جھنڈا دین اسلام ملت بیضا کا اُس
کفرآباد میں گاڑا چھتیس برس کے سن میں پردۂ دنیا پر آئے نوشیروان بادشاہ ہفت کشور مالک
بحر و بر کو رسوا بیدل ہشیار ہمراہ رکاب رکھتا تھا انکو شکست دی دختر بلند اختر اسکی ملکہ مہر نگار
اپنے قبضے میں کی ترکستان و فرنگستان وغیرہ فتح کرتے ہوئے بر سر بالا باختر تشریف لائے اور زمرد شاہ

باختری ملک باختر مین دعوی خدائی کا کرکے بیٹھا تھا بہشت و دوزخ بنائی گم گشتگان کوے ضلالت
کو عجائب و غرائب دکھائے ہفت طبقات قیطول اس طرح کے بلند و مرتفع بنائے تھے کہ جسپر کمند وہم
وخیال نہ پہونچتی تھی زیر قیطول ایک کرور چراسی لاکھ سوار اور پیدل کی چھاونی تھی پیغمبران مرسل
ونامرسل صاحبان کتاب و صاحبان صحیفہ بے حیا نے مقرر کیے تھے اسقدر مغرور تھا کہ سال بھر کے
بعد قیطول سے اُترکر اپنے بندون کو اپنا جمال دکھاتا تھا بہرام فلک اُسکی جلالت دیکھکر تھراتا تھا برج
لطف سے بیٹھا ہوا خدائی کرتا تھا دم یکتائی کا بھرتا تھا ہمارے جد عالی تبار چالیس برس تک ملک
باختر پر لقاے نابکار سے لڑے وہ معرکے پڑے کہ اگر رستم و اسفندیار دیکھتے زہرے آب ہوتے
آخر قیطول چھین لیے پھونک دیے بھگایا شہر باختر پر اپنا قبضہ کیا اُس دن سے لقا شہر بشہر بھاگتا پھرتا
ہی حالات مین ہمارے جد عالی تبار کے دفتر اول نوشیروان نامہ دفتر دوم کوچک باختر دفتر سوم
بالا باختر دفتر چہارم موسوم بہ ایرج نامہ کہ نام پاس حقیر کے قرار پایا اگر ناظرین و مشتاقین ان دفترون
کو ملاحظہ فرمائین تب مفصل حالات جلالت آیات صاحبقران و فرزندان عالیشان سے بالتفصیل
ماہر ہون ای ملکہ عالم یہ بے حیا کیا بکتا ہی معلوم ہوا کہ موت اسکی دامنگیر ہو اور جو بڑے بڑے کوہی
آئے اُنسے بھی تو حقیر ہی لڑا کئی پہلوان رہنے والے کوہستان کے ایسے ایسے زبردست آئے اگر
جنکا نظیر ممکن نہین کچھ مسلمان ہوئے کچھ لقمہ نہنگ شمشیر آبدار مسلمانان ہوئے ملکہ یہ باتین سُنکر زار زار
مثل ابر نو بہار رونے لگی کہا بھیا شاہ پور شیر دل سنتے ہو ہمنے تو کس محبت سے اُسکی جرأت کا حال
بیان کیا نام خدا وہ جواب دیا کہ دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ای شہریار اب ہمکو جانے دیجیے نہ روکیے
اگر خدا نے چاہا تو اسی طرح آٹھوین ساتوین ملاقات ہوجایا کرے گی ایرج نوجوان نے آنکھون
مین آنسو بھر کے کہا ای معشوق عاشق خصال و ای بدر کامل آسمان حسن و جمال جانے کا نام نہ لو
روح جسم سے نکل جائیگی آٹھ پہر مین وہ صدمات اُٹھائے ہین کہ مر کر بچے اب قلب مین قوت صبر
نہین باقی ہی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے کہا ای شہریار رہجانا تو میرا کسی طرح بہتر نہین ہی مجھکو
قیامت برپا ہوگی جسوقت بوقت سحر باپ میرا مجھکو باغ مین نپائے گا زمین کے طبقے ہلائے گا مین نے
تو آپکی محبت مین سر کو ہتیلی پر رکھا اگر اسمین آپ کے دشمنون کی بھی خرابی ہو اگر کسی نے خبر دیدی
جہان بیٹھی ہونگی اگر لاکھ سوار پیدل گرد ہونگے تو وہ بلاتکلف آئیگا لاکھ مین اور کرور مین خوف نہ کریگا

میرا اور آپ کا دونون کا سر کاٹ کر لیجائیگا مین آپکی بات کو رد نہین کرتی آپکے دادا جان اور آپ بڑے
بہادر ہین صدف دریاے جرأت کے بے بہا در ہین مگر وہ دیو انسان سے آدمی لڑتا ہی پہاڑ کو کون
ٹال سکتا ہی ایک ادنیٰ سی جرأت اُسکی یہ ہی کہ قلعہ فولاد حصار اپنے نام پر آباد کیا ہی اُس جا رہین
ایک صحراے پرہول تھا مدت مدید عہد بعید سے وہان آدم خوار رہتے تھے وہ راستہ آمد و شد کے
بند تھا اگر کوئی بھولے سے جا نکلا اُسکو آدم خوار پکڑ کر لیجاتے تھے چیر پھاڑ کر کھا لیتے تھے جب ہمارے باپ
نے قلعہ آباد کیا اور رعایا بسی اُن آدم خوارون کو نعمت ملی دیہات اور قریات پر آکر گرتے تھے
سیکڑون ہزارون آدمیون کو پکڑ لیجاتے تھے بڑے بڑے ناظم ہمارے باپ کی طرف سے گئے یا
طعمۂ آدم خواران ہوئے یا بھاگ کے چلے آئے آخر تنگ ہو کر ہمارے باپ نے کہا اے افسران
فوج لشکر تیار کرو ہم دشت آدم خواران پر چڑھائی کرینگے بڑے بڑے کوہی موجود تھے سبنے سر جھکانے اور
کہا ہم نوکری سے باز آئے کیا کہون کہین آپکے خلاف نہو کہ وہ تنہا گینڈے پر سوار ہوئے تیغ پکڑکر اس دشت
مین گئے سوا آدمخوار مارے جو باقی رہے وہ بھاگ گئے مہبوت آدمخوار اُن سبکا افسر تھا وہ آگیا ہمارے والد کے
اُچھالا گینڈے کا سر کھینچ لیا والد ہمارے پیدل ہوئے مہبوت سے کشتی لڑے مہبوت نے زندہ
والد کی زنجیر پھینکدی تمام جسم کو ناخنون سے زخمی کیا تین پہر کامل اُس زخم خوردی مین اُس سے لڑے
اسقدر گھونسے مارے کہ وہ مارے صدمے کے بیہوش ہو گیا کمر سے زنجیر کھولی اُسکی مشکین باندھین
کشان کشان لیکر شہر مین آئے اُس دن حضور فولاد حصار مین عجب طرح کا ہنگامہ تھا لاکھون
آدمی تماشہ دیکھنے آئے تھے آخر اسکو قید کیا اُس آدم خوار کو ایسا آدمی بنایا ہی کہ لشکر کا سپہ سالار
ہی یہ جملہ اسواسطے بیان کیا گیا کہ مہربانی فرمایئے اُس ظالم کے مقابلہ کا نام نہ لیجیے ایرج نوجوان
نے کہا اے ملکۂ عالم مصرع خیر زندہ ہی اگر یار تو صحبت باقی ۔ انشاء اللہ اب وہ تشریف لاتے ہین
ضرور مقابلہ ہوگا تمکو تو مین بجانے دونگا یہ سر حاضر ہی کاٹ لیجانے کا ذکر نہ کرو نام فراق سے کلیجہ
اُچھلتا ہی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جوش محبت سے گلے مین ہاتھ شاہزادے کے ڈالدیے
اسقدر روئی کہ ہچکی لگ گئی ہر چند شاہزادہ سمجھاتا ہی رقت ملکہ کی بڑھتی جاتی ہی ایرج نوجوان
کی بھی آنکھون سے اشک حسرت جاری خوف ہی کہین ملکہ کا دم نہ نکل جائے عارض پر عارض
رکھدیا آنسو دامن سے پاک کیے کہا برائے خدا صبر کرو دل پر جبر کرو آخر اسقدر رونے کا کیا باعث

ہی ملکہ نے کہا ای شہریار آپ مجھکو جانے کو منع کرتے ہین مجھکو بہت بڑا خوف ہی کہ خدا معلوم وہ ظالم کیا قیامت برپا کریگا میرا کب دل چاہتا ہی کہ آپ کو چھوڑ کر جاؤن مگر بہ طرح مجبور و ناچار ہون جانے مین صرف میری جان کا ضرر ہی فراق مین آپکے تڑپ تڑپ کے مرجاؤنگی اور نہ جانے مین میری اور آپکی دونون کی جان جائیگی ایرج نوجوان نے کہا ای ملکۂ عالم یہ خیال خام و تصور تمام دل سے دور کرو جیسا کچھ ہوگا ویسا دیکھا جائیگا اول تو خبر ہی نہ پہونچیگی اور اگر آگاہ ہو جائیگا تو کیا کریگا کیا ہمارے ہاتھ مین مہندی لگی ہی یہ چند باتین ابھی عاشق و معشوق مین ہونے پائی تھین مشہور ہی کہ شب وصل باتون مین گذر جاتی ہی یکایک رخ شمع پر زردی آئی آثار سحر نمود ہوئے طائران صحرائی زمزمہ سرائی کی آواز آئی اپنی اپنی زبانون مین حمد خدا کرنے لگے یکایک آفتاب عالمتاب برائے مبارکبادی شب وصال طالب و مطلوب کاشانۂ مطلع مشرق سے برآمد ہو کر پشت اشہب تیز گام فلک پر سوار ہوا اور قطع راہ منازل مین سرگرم رفتار ہوا رخ پُر نور مہر سے روشن جہان ہوا اور دیو سیاہ شب آنکھون سے نہان ہوا بلائے تیرگی شب رخ خورشید سے بالکل دور ہوئی تاریکی شب روشنی مہر سے بالکل کافور ہوئی ہر عاشق مہجور کی امید برآئی صبح ہوئی صورت خورشید نظر آئی شعر موذن اذان سے ہوئے بہرہ مند ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند مرغان خوش الحان حمد و ثنائے سبحان بجالانے لگے جھونکے نسیم سحر کے مثل گلہائے گلشن غنچہ ہائے دل کھلانے لگے اشعار

صبح در آمد زد یوسف زرین رسن	کرد چو یونس بلب بحر دل ماہی وطن	خنجر زرین مہر پہلوے شب را شگافت
روے افق شد از ان رو عقیق یمن	چشمۂ خورشید شد چشمۂ آب حیات	ساقی دوران ازو داد بہ اہل انجمن

وہ صدائے مرغ سحر کا بلند ہونا نالہ ہائے سحری کا جھلانا بارگاہ ایرج نوجوان مین عجب شان ہی رخ شمع پر زردی ہی لگن مین جلے ہوئے پڑے ہین فرش مین جابجا شکن شاپور شیر دل کا بھیرون گانا عاشق و معشوق کا دل لبھانا لباس دونون کے مسکے ہوئے ملکۂ عالم کے چہرے پر بوسون کے نشان شعر وہ رخسارے نازک کہ ہو جائین لال * اگر ان پہ بوسون پہ گذرے خیال نہ کہ پہلوے عاشق مین شب بسر کرنا جوش محبت مین بوسے بازی ہوتا ہوئے شکین چہرے پہ کھلے ہوئے باسی ہارون کو گلے سے توڑ کر پھینکا نمین بھینی بھینی خوشبو ملکہ یمین عذار صنوبر قد نے جو صدائے مرغ سحر سنی مثل ماہ تابان رنگ چہرے کا فق ہو گیا گھبرا کر کہا کہ ای شہریار غضب ہو گیا آپکی باتون مین سحر ہوئی

عجب صورت سے بسر ہوئی ایرج نوجوان نے کہا ملکۂ عالم خیر تو ہی اسقدر کیون گھبرائی ہو ملکہ
سیمین عذار صنوبر قد نے کہا ای شہریار جسکا مجکو خوف تھا اُسی کا سامنا ہوا آپنے میرا کہنا نہ مانا صبح
ہو گئی اب دیکھیے کیا ہوتا ہی اب میرا جانا نا ممکن ہی ایرج نوجوان نے کہا ملکۂ عالم ناحق کا تمکو خیال ہی
بس اب بیٹھو عیش کرو خیالات شر و فساد کو دل مین نہ جگہ دو ہمنے فولاد فولاد شکن کو جو ابنایا ہی کیا آگے
سب کو کھا جائیگا ملکہ تمکو ہمارے سر کی قسم اب نام فولاد فولاد شکن کا ہمارے سامنے نہ لینا ورنہ مین
ابھی ایک نامہ لکھکر پاس فولاد فولاد شکن کے اس مضمون کا بھیجدونگا کہ او بیحیا تیری دختر ہمارے
پاس موجود ہی اگر کچھ دعوی جرات ہی تو آکر لیجا یہ سنکر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد تھر تھر کانپنے لگی شاپور
شیر دل نے اشارہ کیا ملکہ برائے خدا اب ذکر فولاد فولاد شکن نہ کرو اُسکی جرات کا نام نہ لو یہ خاندان
کا خاندان آتش خو شعلہ مزاج مشہور ہی دادا انکے رستم پیلتن علشاہ نوجوان ایسے جاہل اجہل تھے
کہ بات بات پر ہوا سے لڑتے تھے اب چند سے سلیس ہو گئے ہین مگر مقام جرات پر آپ ہی آپ سے
اپنے باہر ہو جاتے ہین اور باپ انکے شاہزادہ قادر سپاہ معاذ اللہ صاحبقران زمان تک اُنکی
بد مزاجی پر طرح دیتے ہین اور یہ تو ابھی نوجوان آگ کے پتلے بنے ہوئے ہین جرات مین جیتے جی مرجانے
کو اپنا فخر سمجھتے ہین پس ایسے مرنے والے سے ڈرنا چاہیے موافق اُسکی طبیعت کے کام کرنا چاہیے اگر
ابکی مرتبہ ذکر جرات فولاد فولاد شکن کروگی ایسا نہو تلوار پکڑ کے خود اُسکے لشکر مین آپ ہی گھس جائین
روبرو اُسکے جاکر کہین کہ بیٹی تیری ہمارے پاس موجود ہی انسے ان باتون کا کچھ عجب نہین ہی ملکہ یہ
سنکے رونے لگی اور کہا کہ ای شہریار آپ کو اختیار ہی اب ہم کچھ نہ کہین گے شاپور نے واسطے بہلانے
شاہزادے اور ملکہ کے سامان شراب و کباب مہیا کیا ملکہ کے دل کو چین نہین آتا وہ گل باغ محبوبی
خاموش ہی کسی جانب متوجہ نہین ہوتی بیان کی تو یہ کیفیت ہی مگر اب وہ کلمہ فولاد فولاد شکن کے تجربہ
ہوتے ہین اول صبحکو خواصین جو سو کر اٹھین دیکھا ملکہ او شعلہ رخسار کہ ٹیڑے پر گئی تھین چاہا جانب
تلاش کرنے لگین سارے باغ کو چھان ڈالا اُس گل حدیقۂ رعنائی کی کہین بو نپائی اب کنیزین باغ
سے سب ایک مقام پر جمع ہین اور متردد و متفکر ہین اور آپسمین کہہ رہی ہین کہ صاحبو یہ کیا غضب ہو
ہماری ملکہ کو کون لے گیا ہمکو شل لالہ داغ دے گیا کہان جائین کہان ڈھونڈھین کیا کرین کچھ عقل
نہین پڑتا ایک کہتی ہی بہو اُنکے باپ سے جلدی خبر کرو کہ آپکی صاحبزادی کا پتا نہین ملا ایک

کہا وہ اگر ہماری تمھاری ناک چوٹی کاٹینگے ہمین سے پوچھین گے ہم اُنسے کیا بتائینگے یہ تقریر خواصون کی سنکر
غنچہ دہن وزیرزادی ملکہ کی تو خاموش ہی اسکو تو اک حیرت کا جوش ہی سب نے کہا بی وزیرزادی
صاحبہ آپ ہم سبھونکی افسر ہین ہم سب سے عقل و فطرت مین بہتر ہین آخر کیا کرین غنچہ دہن نے
کہا صاحبو مین کیا بتاؤن ہی ہی سر پیٹ کر کہان نکل جاؤن جان و آبرو کا ڈر ہی شعلہ رخسار ہمارے
واسطے آگ لگا گئی سٹرن ہو کر ہمکو دیوانہ بنا گئی نہین معلوم ہماری مالک کو کہان لیگئی صاحبو مین
خاک بولون کیا زبان کھولون ہی ہی مین تو بالکل لٹ گئی اپنی شاہزادی حور خصال سے چھُٹ گئی
جان کا کس حرامزادی کو ڈر ہی اُنکی یاد زلف مین حال دل ابتر ہی ہائے اُنکی بھولی صورت یاد آتی
ہی میری آبرو بڑھانے والی وہ دن ہے ہمین بھتین مین نے ہر چند پوچھا کون سی ایسی مخفی بات ہی
جو مجھ ایسی رازدار سے نہ کہی نہین معلوم ہمین کیا بھید ہی کسی کی دام زلف مین پھنسین یا کسی مکار
نے یہ جال پھیلایا اُس بلبل نغمہ سنج باغ حُسن کو ہمسے چھُڑایا یہان آپسمین یہ باتین ہو رہی تھین بعض
ہنستی تھین بعض رو رہی تھین کہ یکایک بی لذت مخلدار تھر تھر کانپتی ہوئی بدحواس آئی کہا اوستا
یہ کیا غضب مچایا ہی اپنی جان کی خیر مناؤ مُوا جلاد فولاد فولاد شکن آتا ہی مین نے سلام کیا پہلے مجھسے
یہی پوچھا کہ سیمین عذار صنوبر قد اُٹھی یا سوتی ہی چھوکری کا مزاج کیسا ہی مین نے کچھ جواب نہین دیا
بھاگی یہان آئی ہون ہوشیار ہو جاؤ استقبال کو چلو مین تو باغ کی کھڑکی کھولکر بھاگی جاتی ہون یا جا کے
ہون کسی کنوین مین گر پڑتی ہون ہی ہی کیونکر اپنی جان دون زمین سخت آسمان دور ای خداوند لقا خیر
کیجیو سب کی جان بچائیو مثل صبا کے ابھی ابھی ہماری ملکہ باغ مین آجائے دل شگفتہ ہو جائے لقا
کے نام پر غریبون کو شراب پلاؤنگی لات و منات کا پوجا کرونگی ہنوز یہ باتین تمام نہونے پائی تھین
سب خواصین لذت کی باتین سُنکر مثل تصویر خاموش کھڑی تھین کہ فولاد فولاد شکن سامنے سے
نمایان ہوا نشہ شراب مین مست پیر ڈالتا کہین پڑتا کہین لڑکھڑاتا ہوا آتا ہی سب خواصین واسطے
تسلیم کے جھکین فولاد فولاد شکن آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا میری حور عین کہان ہی سب نے
سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا مگر مثل بیدلرزان بصورت آئینہ حیران و مثل گیسو پریشان زبانین بند
دل دردمند سب کے آگے بڑھی ہوئی بی لذت کھڑی ہین بھاگنے کا قصد تھا مگر اب تو پاؤن مین
زنجیر پڑ گئی گویا زمین مین گڑ گئی فولاد فولاد شکن نے کہا اری حرامزادیو کچھ جواب نہین دیتین کیا چھوکری

ابھی سو کر نہین اُٹھی سوتی ہو تو خبردار نہ جگاؤ دن بھر بدمزاج رہیگی جب اس تقریر کا بھی جواب نہین
ملا فولاد فولادشکن نے سر پیبی لذت کے ایک گھونسا مارا اُسکا سر پھٹ گیا چرخ کھا کر گری زمین
پہ ایڑیان رگڑنے لگی اور کسیکو تھپڑ کسیکو قبضہ تلوار کا کسیکو ٹھوکر لگائی جب دس پانچ کا اسی طرح خاتمہ
ہوا غنچہ دہن ہاتھ باندھکر آگے بڑھی عرض کی لونڈی کا بھی سر کاٹ لیجیے جلد سزا دیجیے فولاد نے
کہا اری غنچہ دہن آخر معرکہ کیا ہی سو کے نہین اُٹھی یا جاگتی ہی یا مر گئی آخر کیا اُفتاد ہوئی غنچہ دہن
نے کہا اصل حال یہ ہی کہ جسوقت ملکہ واسطے شکار کے گئی تھین خیر وہان سے واپس آئین عجیب
کیفیت تھی چہرہ زرد ہونٹھ خشک خاموش نہ کسی سے کلام نہ کھانے پینے پر توجہ آکر منھ لپیٹ کے
پڑ رہین خواصون پر غصہ فرمایا کہ تمنے ہمکو قیدی بنایا ہی ہمارے پاس سے جاؤ تنہا ہمین رہنے دو
مین جوش محبت مین شب کو جا کر حاضر ہوئی دیکھا تو روتے روتے آنکھین سوج گئی تھین مین نے
حال پوچھا تصدق ہوئی نثار ہوئی یہی فرمایا کہ طبیعت میری علیل ہی میرا بات کرنے کو جی نہین چاہتا
غنچہ دہن میرے پاس سے جاؤ کنارے جا کر بیٹھو اسی پریشانی مین رات کٹی صبح کو حضور تشریف
لائے تو آپنے حکم دیا شعلہ رخسار اور لالہ عذار کو لاؤ کانا سُنو بعد حضور کے جانے کے بی شعلہ رخسار
گریا گری کرتی ہوئی آئین گر مثل دیوانون کے کہتی ہوئی کہ مین جنات کا بادشاہ ہون بی لالہ عذار
پیٹتی تھین یہی ہی میری بچی کو کیا ہو گیا حضور ملکہ سرشام بی شعلہ رخسار کا ہاتھ پکڑ کر کوٹھے پر گئین یہ کہکر کہ
ہم اسکا علاج کرینگے ملکہ عالم نے لالہ عذار شعلہ رخسار کی مان کو رخصت کر دیا ہم لوگون کو حکم دیا کہ
ہمارے پاس نہ آؤ ہم کوٹھے پر اکیلے بیٹھین گے اب جو لونڈیون نے صبح کو جا کر دیکھا نہ بی شعلہ رخسار
کو پایا نہ ہماری ملکہ کا پتا ملتا ہی سارا باغ چھان چکے آپکے خوف سے کھڑے کانپ رہے تھے یہی آپس مین
چرچے تھے کہ اب کیا کرین کہان جائین اصل کیفیت تو یہ تھی اب حضور کو اختیار ہی چاہے لونڈیون
کی جان بخشی ہو چاہے قتل کرین ہم بالکل رازِ دل سے ملکہ کے ناواقف ہین خداوند لقا تو ہمکو غارت
کرے جو ہم اسکو جانتے ہون قریب تھا کہ یہ باتین سُنکر فولاد کا کلیجہ پھٹ جائے یون کانپتا تھا جیسے کسیکو
بخار چڑھتا ہی فولاد تو اس غصے مین کھڑا ہوا ہی گر حال سنیے لالہ عذار مادر شعلہ رخسار کا کہ یہ
بموجب حکم ملکہ بیٹی کو چھوڑ کر چلی تو گئی تھی مگر رات بھر یاد مین مثل ماہی بے آب تڑپا کی اور بیقراری
مین صبح ہوئی بہلی پر سوار ہوکے چلی قضائے کار اُسی نخل کے قریب پہونچی جہان شاپور شیر دل نے

شعلہ رخسار کو بیہوش کرکے ڈال دیا تھا اب اُسکی بیہوشی دور ہوئی اپنے کو ننگا صحرا مین پایا ایک
ہاتھ آگے ایک ہاتھ پیچھے چیخین مارکر رونے لگی لالہ عذار کے کان مین یہ آواز آئی گاڑی بان سے کہا
ہی ہی میری بچی کے رونے کی آواز آتی ہو ارے جلد بہلی روک وہ جبتک روکے روکے لالہ عذار نے
اپنے تئین بہلی سے گرا دیا افتان خیزان دوڑی شعلہ رخسار نے جو مان کو آتے دیکھا چلائی ای امی جان
ادھر آئیے ہی ہی ہم سے ایسی بیزار ہوئین کہ ہمکو ننگا کرکے جنگل مین ڈال دیا اب توبہ کرتی ہون کسی غیر کے
ساتھ نہ جاؤنگی مین تو اُن لوگون سے کہا کرتی تھی کہ میری مان جلادنی ہو خطا پا مارڈالے گی آخر آپ نے
ایسا کلیجہ پتھر کا کیا کہ ہمکو صحرا مین ڈالدیا اگر کوئی شیر بھیڑیا آتا کھا جاتا تو اچھا ہوتا تمھاری امید برآتی یہ
سنکر لالہ عذار متحیر ہوکر دوڑکے لپٹ گئی اور روکر کہنے لگی ای جان مادر یہ کیا کہتی ہو تم یہان کیونکر آئین
مین تو تمکو دیوانے پن مین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کے پاس چھوڑ آئی تھی ایسی ایسی باتین جو آپ کہتی
ہوئین لالہ عذار بھی حیران شعلہ رخسار بھی پریشان طول بیجا کا اس راقم کو بڑا خیال ہی آمدم
بر سر مطلب لالہ عذار نے اپنی دولائی شعلہ رخسار کو اڑھائی ساری باندھنے کو دی اور کہا بیٹا
بڑی حیرت کی بات ہی کچھ سمجھ مین نہین آتا چلو باغ مین ملکہ عالم کے چلکر دیکھین وہان کیا گل پھولا ہو
الغرض اُسوقت دونون باغ مین آکر پہونچین کہ فولاد فولاد شکن غنچہ دہن سے حال سنکر جو اول مین
لکھا گیا ہی خاموش کھڑا ہی کہ ٹہوکا بی لالہ عذار اور شعلہ رخسار باہر سے باغ کے آتی ہین دیکھین
یہ دونون کیا فرماتی ہین جیسے ہی فولاد کے قریب آئین فولاد نے کوڑا اُٹھایا اور کہا کہ سچ بتاؤ کمبختو کیا
معرکہ ہی میری بیٹی کا پتا نہین ملتا لالہ عذار خود پیٹنے لگی کہ حضور میری داد دیجیے مین اپنی بیٹی کو
خدمت ملکۂ عالم مین چھوڑ گئی تھی اسوقت صحرا مین ننگا برہنہ بیٹھا پایا جو میری بچی کو شیر بھیڑیا کھا جاتا
تو کسی طرف کی نہ رہی تھی لونڈیون سے ایسا غصہ مناسب نہین ہی سب نے اُسکو سڑن بنایا تھا وہ
بیچاری قسمین کھاتی ہی کہ نہ مین دیوانی ہوئی نہ سڑن ہوئی ایسی دل لگی نکرنا تھا کہ ننگا کرکے جنگل مین پھکوا دیا
کیا خوب ملکہ نے علاج کیا میری سڑن دیوانی کو میرے گھر بھجوا دیا ہوتا ذرا ملکہ کو تو سامنے بلائیے مین اُنسے
شکایت کرونگی جھاڑو کا نشانہ اُنکے پیچھے پڑونگی اور کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھونگی وہ تو خداوند لقا نے بڑی
خیر کی کہ مین روتی پیٹتی اپنی بچی تک پہونچ گئی جب وہ خونخوار جنگل یاد آتا ہی تو میرا کلیجہ تھر تھر کانپنے
لگتا ہی اگر مین نہ جاتی تو میری بچی مجکو زندہ نہ ملتی ذرا ملکہ آئین تو سہی دیکھو مین کیسا اُنکو آڑے

ناحقون لیتی ہون فولاد نے یا تو گرز اُٹھایا تھا یہ تقریر حیرت افزا سنکر ہاتھ روک لیا کہا اری ملکہ کہان
ہی جسکو بلاؤن میری بیٹی خود غائب ہی کلیجے پر چھریان چل رہی ہین مین کیا کرون کہان اپنی دختر کو
ڈھونڈھون لالہ عذار نے عرض کیا واری میرے خیال مین تو یہ آیا ہی کہ اُسی جنگل مین چل کے
تلاش کیجیے آپکا پھول بھی اُسی خارستان مین ملیگا جیسے مین جنگل مین جا کر شگفتہ ہوئی ویسے ہی آپ کا
بھی غنچۂ آرزو کھلیگا فولاد ساری جرأت بھولا کہا اچھا چلو فقط ان دونون کو ساتھ لے کر اُسی جنگل مین
مثل غول بیابانی چار طرف دوڑنے لگا کبھی نام لیکر ملکہ کا پکارتا تھا کہ اے سیمین عذار صنوبر قبا بی بی
کہان ہو مثل طائر عنقا میری نظرون سے کیون نہان ہو آ کر کلیجے سے لپٹ جاؤ چاند سی صورت
دکھاؤ فولاد تو دیوانہ وار صحرا مین یہ کہتا مارا مارا پھرتا تھا اور دونون ڈھنیان بھی تلاش کرتی پھرتی
ہین مگر خواجہ گراز الدین ملک بختیارک شوم کافر بیدین صبح کو جو اُٹھا پاس سلیمان کے آیا
کہا کیون پہلوان دوران و گرگ خاسب جہان میان فولاد فولاد شکن منھ ہی سے گرجے ہین
کئی دن ہو چکے تشریف لائے ہوئے طبل جنگی کیون نہین بجواتے وہ تو فرماتے تھے کہ اسی ہفتے کے
اندر قدرت کو بالا سے قیطول پہونچا دینگے مسلمانون کو بھگا دینگے اب تامل کا کیا باعث ہی سلیمان نے
کہا ملک جی کل فولاد فولاد شکن شب کو خود کہتا تھا کہ ماموں جان جا کر طبل جنگی بجوا دیجیے مین قدرت سے
شرمندہ ہوتا ہون مین نے روکا آج کی شب کا وعدہ کر لیا ہی مگر نہین معلوم کیا سبب ہی کہ اتنا دن
چڑھ آیا اور فولاد ابھی تک یہان نہین پہونچا بختیارک نے کہا آج مین خود اُنکی ملاقات کو جاتا ہون
ابھی ساتھ لیکر دربار خداوندی مین آتا ہون سلیمان عنبرین موے کوہی نے کہا بہر حال مین دربار
لقا مین چلتا ہون اب وہین ملاقات ہوگی سلیمان گینڈے پر سوار ہو کے اُدھر چلا بختیارک
نے خچر اپنا طرف باغ سلیمان کے بڑھایا رواروی کرتا ہوا آتا ہی چند غلام ساتھ ہین اُنسے کہتا ہوا
آتا ہی آج نالائقون کو لڑوا دونگا اتنے دنون کوئی آگے نہین ٹھہرا اب مین اُنکو جہنم مین پہونچاتا ہون
مسلمانون سے لڑواتا ہون یہ کہتا ہوا در باغ پر آیا دیکھا رنگ باغ دگرگون ہی ہزارون خواصین ملکہ کی
دروازے پر کھڑی پیٹ رہی ہین بعض لقا سے فریاد کر رہی ہین یا خداوند ہماری ملکہ کو ہمسے ملا دے
فولاد فولاد شکن با مراد آئین ملکہ کو بصحت و عافیت صحرا سے پا جائین جس طرح لالہ عذار کی مراد
ملی ننگی ہو گئی بلا سے لباس گیا پاپوش سے اُسکی جان کی تو خیر ہو گئی زندہ تو ملی اسی طرح یا لقا ہماری

بھی مراد حاصل ہو ملکہ کو یہان کھیلتا پایئن ایک کہہ رہی تھی کہ بوا میرے ہوش وحواس باختہ ہین یہ تو یا تین
طلسمات کی سی ہین جیت چمن مین دفن ہوا کوے یار مین نکلا پہ زمین مین بھی نہ ٹھہرا وہ بیقرار ہو گئین
شعلہ رخسار ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کے ساتھ کوٹھے پر گئی اور جنگل مین ننگی ملی دیکھیے تیرہ صدی
کے زمانے مین کیا کیا ہو گا بختیارک نے جو یہ ہنگامہ دیکھا خچر سے کود ا قریب کنیزون کے آیا پوچھا
خیر تو ہے میان فولاد فولاد شکن کہان ہین تم سب کیون اسقدر سفر یا دو زاری نالہ و بیقراری کر رہی ہو
کس ملکہ کے لیے دعا مانگتی ہو سب کنیزون مین الحمد ہوا میان شیطان آئے میان شیطان آئے یہ
خداوند سے بہت گستاخ ہین انکے سامنے بیان کرو یہ قدرت سے کہکر مراد دلی دلوا دینگے بچھڑی ملکہ سے
ملا دینگے اگر کچھ بھوت پریت کا خلل ہوا ہے دیو جن خبیث لے گیا ہے تو یہ کل خبیثات کے باپ ہین
بڑے پریت آپ ہین انسے ضرور کہو مطلب حاصل ہو گا رنج و ملال نہ زائل ہو گا یہ آپس مین مشورہ
کر کے سب کی سب دوڑین قدمون سے بختیارک کے لپٹ گئین کہا میان شیطان صاحب دہائی
ہے ہماری ملکہ خود بخود غائب ہو گئین بختیارک نے کہا کون ملکہ ایک کنیز نے کہا کہ پہلوان صاحب
کی دختر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد خود بخود باغ سے غائب ہو گئی ہین پہلوان صاحب جنگل مین برائے
تلاش تشریف لیگئے ہین بختیارک نے کہا ہین یہ کیا کہ غائب باغ مین ملکہ ہو مین فولاد جنگل مین
ڈھونڈھنے کو گئے اُسنے عرض کیا کہ میان بختیارک تسے مین بیان بھی کرتے ڈرتی ہون ذرا
کوئی وسوسہ نہ دلوائیے گا میری امان ہے مجکو نہ ڈرائیے گا شوہر سے نہ جدا کیجیے گا یہ سب جھگڑے
آپ ہی کی ذات سے ہوتے ہین یہ سنکے بختیارک گالیان دینے لگا کمبخت کہین تمھاری قضا تو نہین
آئی ایک کو بھی جیتا نہ چھوڑونگا جلد مفصل بتاؤ مطلب تو سمجھ گیا ہون لیکن اشارہ کافی نہو گا سوسن
نے کہا ملک جی مجھ سے حال سنیے اور تو جھگڑا اطول طویل ہے لیکن مختصر یہ ہے کہ شعلہ رخسار کے
ساتھ ملکہ کوٹھے پر گئین وہان سے غائب ہوئین شعلہ رخسار جنگل مین ملی وہان ننگی پڑی تھی
اسوجہ سے فولاد بھی اُسی جنگل مین تلاش کرنے گئے ہین بختیارک خوب قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا
وہ مارا جو ہم نے کہا تھا وہی ہوا اچھے اُلو کے پٹھون کا ڈربا کھلا ہے جنگل مین مثل غول بیابانی کے گیا ہے
وہ بیہوش کسی محبوب خوشرو کے پہلو مین بیٹھی ہو گی مزے اُڑا رہی ہو گی یہ کہکر خچر پر سوار ہوا اور
پتھیل جنگل مین آیا دیکھا میان فولاد ہر طرف مثل لنگور کے اُچکتے پھرتے ہین ایک طرف وہ ڈنڈیان

گویا جنگل کی بلائیں پکار رہی ہیں کہ ملکہ آؤ فولاد فولاد شکن نے جو بختیارک کو آتے دیکھا قریب
آیا کہا ملک جی عجب طرح کا معرکہ ہوا باغ سے ملکہ اور شعلہ رخسار غائب ہوئیں شعلہ رخسار کو میں
مان نے اس جنگل سے پایا مگر میرا گل آرزو کہیں کانٹوں میں چھپ گیا ہے نہیں ملتا ہے ڈھونڈھتے
ڈھونڈھتے پانوں میں آبلے پڑ گئے ہیں بختیارک نے کہا آپ میرے ساتھ چلیے میں آپ سے
مفصل بتلادوں فولاد خوشی خوشی ساتھ ہوا لالہ عذار و شعلہ رخسار اپنے خیمے کی طرف گئیں
فولاد جب آکر دربار میں بیٹھا بختیارک نے کہا اے پہلوان دوران یہاں ایسے معاملے بہت
گذر چکے ہیں آپ اس عورت کے کہنے سے ناحق دوڑے گئے عقل سے ظاہر ہوتا ہے کوئی عیار
بشکل شعلہ رخسار بنکر آیا شعلہ رخسار کو وہاں ڈال دیا آپ یہاں پہونچا رات کو قابو پاکر ملکہ کو
لے گیا جو میں نے حکم لگایا تھا آپ کو یاد ہوگا وہ کرسی نشین ہوا ہیں مگر کسی سے پہلے ہی ہو چکا ہوگا
فولاد فولاد شکن کو اس تقریر بختیارک سے نہایت غصہ آیا ایک دھول ماری رفیدہ ملک جی
کا زمین پر گرا اور کہا او بد نہاد تو نے یہ کلمہ مہمل میرے سامنے کہا میری لونڈی بھی کبھی ایسا کام
نہ کرے گی اُسکو تو خود مرد کے نام سے نفرت ہے کس مرد کی مجال ہے کہ اسپر آنکھ ڈالے نہیں معلوم یہ کیا
اسرار ہے چلو خداوند سے پوچھیں وہ صاف صاف اس راز کو بتادینگے بختیارک نے جھاڑ پونچھ
رفیدہ تو سر پہ رکھ لیا اور حضور غصہ نہ فرمائیں اگر دل چاہتا ہے تو اور دو چار دھولیں لگائیں مگر
بگوش ہوش سماعت فرمائیے مصرع چشم من بسیار ازین خواب پریشان دیدہ است ❊ اے پہلوان
دوران علامت اول تو یہ ہے کہ دو چار روز پیشتر سے ضرور بیقرار ہونگی ہاں یہ تو فرمائیے کہیں شیروں
کے شکار کو تو جانے کا اتفاق نہیں ہوا فولاد نے کہا وہ ہمیشہ سے شکار دوست ہے ہرن کیسے شیر کا
بھی شکار کھیلا پلنگ خونخوار کو تلوار سے مارا مگر البتہ کل جو میں صبح کو آیا تو اُسکا عجب حال تھا
دریافت کیا تو کنیزوں سے معلوم ہوا کہ جب سے شکار سے آئی ہیں طبیعت بہت بے لطف ہے
بعد اُسکے سُنا کہ رات بھر منہ لپیٹے پڑی رہیں جب میں آیا اُسوقت حقیقت میں اُسکا حال ابتر تھا
میں نے بیمار جانکر کہا کہ بیٹا ڈنڈ پیلو مگدر ہلاؤ گانے کو بلا بھیجو یہ میرے ہی حکم سے ڈومنیاں آئی ہیں اُسنے
کچھ فرمائش نہیں کی ملک جی یہ معرکہ گذرا بختیارک نے کہا ناک ناک بدتا ہوں جو میرے کہنے
کے خلاف ہو جو اوپر گذرا وہ مجھ سے سُن لیجیے اور میری ذہانت کی داد دیجیے یہ معاملہ گذرا ہوگا کہ شکار گاہ

مین گئی ہونگی کوئی بیٹا پوتا حمزہ کا بھی براے شکار آیا ہوگا اُس سے آنکھین چار ہوئی ہونگی کچھ لوگ
اُسوقت وہان ہونگے اسوجہ سے ناچار ہوئی ہونگی یہ جوان حسین کمسن فرزندان حمزہ بھی دریاے
حسن وجمال کے گوہر بے بہا ہین صورت وشوکت وجلالت مین یکتا ہین چوٹ کھا کر عشق کی آئی ہونگی
اُدھر اُسنے عیار کو اپنے بیقرار ہو کر براے جستجو بھیجا ہوگا وہ اس صورت سے آکر لے گیا حضور کو داغ دے گیا
اگر اسمین فرق ہو سر کاٹ لیجیے ان باتون مین چند سرداران لشکر فولاد بھی آگئے ہین بختیارک سخن اپنی
بھی کرتا جاتا تھا اور جلا جلا کے کہتا جاتا تھا اور ٹھنڈی سانسین بھرتا جاتا تھا کہ ہاے غضب آپ نے
کس ناز ونعم سے پالا ہوگا اُس نابکار بے دردنے خون کا دریا بہایا ہوگا اب مزے اُڑا رہے ہونگے عاشق
ومعشوق گلے مین ہاتھ ڈالے بیٹھے ہونگے فولاد فولادشکن غیرت کے مارے غرق عرق شرم ہوگیا قریب
تھا کہ خنجر مارے لیکن ضبط کر کے کہا ملک جی آپ کی چہ میگوئیان درست ہین لیکن سب آپکا خیال خام ہے
ہرگز میری بیٹی ایسی نہین اور اگر تمکو اس امر مین یقین کامل ہے تو اب مین تمھاری جان اور اپنی جان
ایک کر دونگا ورنہ مفصل بتاؤ کہ کس برج مین وہ آفتاب آسمان خوبی ہے کس ورانداز نے یہ کام کیا ہے
تو ابھی جا کر دریاے خون بہاؤن دونون کے سر کاٹ لاؤن اگر اسمین فرق ہو تو مجکو فولاد فولادشکن
نہ کہنا بختیارک نے یہ سنکر تیوری پر بل ڈالکر کہا بس اب خاموش رہیے حقیقت مین اس شخص نے
برا کیا آپکی جوان بیٹی کو نکال لے گیا لیکن اب اس قدمے پر خاک ڈالیے معاف فرمائیے اگر سچ پوچھیے
تو اُسنے آپ پر احسان کیا کیونکہ آخر آپ کہین شادی کرتے اسمین ہزارہا روپیہ صرف ہوتا الیان
برادری کو بھی تکلیف ہوتی یہ بے رنگ پھٹکری لگائے ہوئے مطلب حاصل ہوا اور آپنے جو فرمایا کہ اگر
پتا ملے تو جا کر دونون کے سر کاٹ لاؤن یہ امر بھی دشوار ہے ہر مسلمان بلاے روزگار ہے اگر مین پتا لگادون
آپ کو تکلیف دون آپ وہان جائین ایسا نہو دشمن مارے جائین پھر کر آنا دشوار ہوگا پس یہ جستجو
کرنا بیکار ہوگا چلیے ناچ رنگ مین مصروف ہو جیے غصے کو تھوک دیجیے جو ہونا تھا وہ ہوا اُسکا
ذکر کیا ہے ایسے معاملے تو اکثر گذرتے ہین بموجب شعر بلبل برداشت آشیان را + گل گفت کہ خس
کم وجہان پاک + ان کلمات مہملات کو سنکر فولادشکن بیحد گرمایا غصے سے مانند بید تھرایا کف منھ
مین بھر آیا مثل مار دُم بریدہ پیچ وتاب مین آیا کہا ایلچی بس بس زبان سنبھالو ایسی واہیات باتین
منھ سے نکالو اگر بے قتل کیے ان دونون نالایقون کو چھوڑدون تو آج سے تلوار باندھنا ترک

کردون فقط آپ کا اتنا احسان ہوگا کہ مفصل مجکو بتلا دیجیے کہ وہان وہ دونون نالائق موجود ہین اُسوقت
آپ پر حال ظاہر ہوگا قسم ہی جاہ وجلال خداوندی کی اب کھانا جب کھاؤنگا جب اُس ورانداز کو
سزائے معقول دے لونگا اب آپ نشان بتانے مین جستجو کیجیے زبان سے کچھ نہ فرمائیے ورنہ مین اپنے تیئن
ہلاک کرڈالونگا آپ شیطان درگاہ خداوند ہین آپ کو کچھ نہین کہہ سکتا اگر اور کوئی ایسے کلمات مُنہ سے
نکالتا تو سر اُسکا کھینچ کر پھینک دیتا بختیارک نے دیکھا کہ فولاد فولاد شکن حقیقت مین آپ سے باہر ہی
نشہ جرأت مین بیہوش ہی از خود فراموش ہی گھبرا گیا کہا مین ابھی فکر کرتا ہون خیر تک اپنے عیار کو بلا کر
کہا جلد جاکر مہتر وسواس کو بلا لا خیر تک فوراً روانہ ہوا بعد تھوڑی دیر کے مہتر وسواس کو اپنے
ہمراہ لایا بختیارک نے کل کیفیت وسواس سے بیان کی اور کہا کہ اگر اس بات کا پتا لگاؤ گے
تو اسقدر نقد وجنس پاؤ گے کہ نہال ہوجاؤ گے وسواس فوراً قنطورۂ زرنفتی وپیتاوہ سقرلاطی و
گوپن عیاری سے آراستہ ہوکر واسطے تلاش ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کے روانہ ہوتا ہی ان سب کو
اس جستجو مین چھوڑیے لیکن اب یہان سے دو کلمہ داستان حیرت بیان لشکر ملکہ مہرخ سحرچشم وصمصام
جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش کہ نتیجہ قتل ملکہ بہار شمشیرزن لیکر آیا ہوا ہی بیان کیے جاتے ہین

ساقی نامہ مصنف

دولتمندون مین ہو تیرا نام
اُس خم کی زکوۃ اک پیالہ
اس آگ سے جب گلاس دہکے
دل مین نئی اک ترنگ آئے
گلدستہ جو ذہن نے بنایا

ساقی اک جام ہو عنایت
پائے جو زلال وردآشام
دھوئے دھائے دھرے ہین ساغر
خمخانے کا تیرا پھول مہکے
ساقی نے شراب دی یہ سنکر
بندش نے عجیب گل کھلایا

باقی رہے دور تا قیامت
جسمین ہو شراب دیرسالہ
بھٹی سے نکال آتش تر
لب سے وہ پری جو لب ملائے
حاضر ہوئی فکر پھول چن کر

مہمیز کنندگان سمند تیزگام عیاری وشہسواران میدان طراری توسن کلک کو میدان صفحۂ قرطاس مین یون جولان کرتے ہین اور غزالان
مضامین داستان صحرائے فرحت افزائے خوش بیانی مین یون طرارے بھرتے ہین سابق مین
تحریر ہوا ہی کہ صمصام تگرام شہنشاہ کوکب روشنضمیر سے پھر گیا اور افراسیاب کے شریک ہو
مع فوج ولشکر بارگاہ حیرت جادو مین آگیا ہی قصد ہی کہ طبل جنگی بجوائے ملکہ بہار سے مقابلہ کرے
مگر چونکہ زخمی ہوکر آیا ہی اسوجہ سے تامل ہوا ہی یہ بھی عرض کرچکا ہون کہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری مع

مہتر برق مہتر چالاک بن عمرو و مہتر برق فرنگی دجانسوز بن قران وضرغام شیردل بفکر قتل
صمصام بد انجام مین روانہ ہو چکے ہین جب صمصام ناکام خدمت ملکہ حیرت مین حاضر ہوا
اور مقدمے مین اپنی معشوقہ لالہ رخسار نرگسی چشم سنگجوبی عہد و پیمان لے چکا اور ملکہ نے بھی اقرار
کیا کہ بڑی دھوم سے شادی کرینگے خانہ آبادی کا سامان ہوگا عرصہ دراز تک بارگاہ حیرت مین
حاضر رہا اور یہ کہکر اُٹھا کہ کل غلام طبل جنگی بجوائے گا اور لطف بربادی خانہ کو کب روشن ضمیر
دکھلائے گا ملکہ نے کہا جاؤ سپرد خداوند سامری کیا مگر عیارون سے ہوشیار رہنا عرض کیا چاہیں
سرداران نامی غلام کے ساتھ ہین کیا مجال ہو کہ میری بارگاہ مین کوئی آسکے یہ کہکر طرف اپنی بارگاہ
کے چلا ساحران غدار و سرداران نابکار خلعت ہائے فاخرہ پہنے ہوئے گرد اس ہیجیا کے مرغ زرین
بنے ہوئے چلے آتے ہین عقب مین خدمتگار یہ تو اپنی بارگاہ کی جانب اسطور سے جاتا ہی مگر واضح رہے
ناظرین ہو کہ خواجہ عمرو ایک تدبیر کر کے ایک مقام پر ٹھہرے ہین اور چالاک کو کچھ سمجھا کر روانہ کر دیا
چالاک صورت بدلے ہوئے در بارگاہ حیرت پر کھڑا ہی کہ صمصام طرف اپنی بارگاہ کے جاتا
ہی چالاک نے پیچھا کیا دیکھا ایک خدمتگار صمصام کا ظاہر بمقرب معلوم ہوتا ہی کہ لباس معقول
پہنے ہوئے گورے دار پگڑی سر پر چُنی چپکن زیب جسم مشروع کا پائجامہ یہ کہتا ہوا عقب صمصام جاتا
ہی کہ آج انعام و اکرام مین کئی ہزار روپیہ میری تحویل سے خرچ ہوا ہی اُسکا حساب لکھنا ہی یہ چالاک
نے سُنا تدبیر تو کر ہی چکا تھا ایک عورت کی شکل بنکر چہرے کو چادر سے چھپایا قریب اُس خدمتگار کے آیا
کہا میاں خدمتگار صاحب ذرا ادھر دیکھیو وہ پلٹا دیکھا کہ ایک نازنین بڑی بڑی انکھڑیان مگر حجاب سے
ہاتھ پاؤن مین رعشہ کر کے ایک کاغذ نکال کر ہاتھ مین اُس خدمتگار کے دیا کہا او صاحب جلدی
کوئی مجھ بدنصیب کو دیکھ نہ لے ماں باپ کی آبرو جائے ہماری عصمت مین فرق آئے مگر نوکری ایسی بری
چیز ہی کہ کچھ بن نہین پڑتا خدمتگار نے رنگے کاغذ ملفوف ہاتھ مین لیا پوچھا یہ کاغذ کیسا ہی اُسنے آنکھیں مٹکا
کے کہا میاں صمصام کی خاطر لکھا ہی جب مالک تمھارے بارگاہ مین بیٹھین یہ کاغذ چپکے سے انکے
ہاتھ مین دینا خبردار کوئی دیکھنے نہ پائے ورنہ کسی بیگناہ کی جان جائیگی اتنا زبانی بھی کہدینا اسکو تنہائی
مین پڑھیے ایسے مضمون پر کاربند ہوجیے ورنہ معشوق سے ہاتھ دھو کر عمر بھر سر پہ ہاتھ دھر کر روؤگے
یہ کہکر وہ عورت تو مٹکتی چلی گئی خدمتگار نے کاغذ جیب مین رکھا جب صمصام بارگاہ مین آکر تخت

بیٹھا خدمتگار نے پوشیدہ نامہ ہاتھ مین دیا اور زبانی بھی یہی کلمہ کہدیا کہ حضور تخلیے مین چلکر اسکو پڑھین
یہان سر دربار نہ کھولین حضور دینے والا یہ کہہ گیا ہی کہ اگر ظاہر ہوگا معشوقہ کی جان جائیگی فقط کہنے کو
کہانی رہجائیگی نام معشوق سُنکے صمصام گھبرایا کاغذ ہاتھ مین لیکر تخلیے مین آیا اب جو دیکھا سر نامہ پر
مُہر ملکہ لالہ رخسار نرگسی چشم کی پائی مگر معلوم ہوتا ہی جلدی مین مُہر کی ہی کوئی حرف ظاہر کوئی مخفی بہ تعجیل نامہ
کھولا اول القاب یہ لکھا ای شوریدہ دست محبت وای آشفتہ وادی مروت زاد عشقہ بعدہ یہ اشعار
نظم تحریر کیے تھے اشعار

جس روز سے روے ہجر دیکھا
شب ہجر کی اک سیہ بلا ہی
جان خواہش وصل پہ ہی مائل
سمجھائی ہون گو ہزار دل کو
ہر دم جو خیال موے سر ہی
واقف ہین تمھارے مو سے پیچان
ابرو کو نہین جو بھولتا دل
ہی مثل کمان قد خمیدہ
جب یاد ہی انکھڑیون کی آئی
کیا غم سے ہوا فراغ دل کو
اک آگ سی لگ رہی ہی تن مین
دل کو کئی مرتبہ جلایا
ای نبض شناس حال مہجور
قرطاس و قلم ہون خاک جلکر

کیا تجھسے کہون مین حال اپنا
اک لحظہ نہین قرار آتا
ہر ایک نفس لبت ہی آگاہ
دل تیغ فراق سے ہی گھائل
ہی پیش نظر تری ہی تصویر
ابتر مرا حال سربسر ہی
اور یاد جبین مین ای ستمگر
ہی تیغ الم سے شکل بسمل
آنکھون مین کھبے ہین تیر مژگان
ہی آنکھ اجل مجھے دکھاتی
ہر شعلۂ غم نے سر اٹھایا
شعلے سے بھڑکتے ہین بدن مین
پاس آتے نہین طبیب میرے
ای عیسی دور و جان مہجور

کیا تم کو لکھون ملال جو سہنا
دن آنکھون مین رات ہوگیا ہی
بستر ہی ہمیشہ نالہ و آہ
پہلو مین نہین قرار دل کو
دن رات یہی ہی اس سے تقریر
جیسا مرا حال ہی پریشان
برگشتہ ہی اختر مقدر
اندوہ ہی یہ ستم کشیدہ
ہین پار جگر کے غم کے پیکان
فرقت نے دیا ہی داغ دل کو
جلتی ہون مین شمع سان سراپا
اس آگ نے خاک مین ملایا
بیٹھے ہین دور دور ڈر سے
گر لکھون مین سوز قلب مضطر

ای شہنشاہ صمصام وای عاشق ناکام یہ ہجران دیدہ آفت عشق
کشیدہ عجب مصیبت مین ہی جب اول مین تمھارا نامہ محبت شمامہ آیا ہم اُسکو پڑھکر آمادہ ہوے کہ
جواب حسب مراد تمھارے تحریر کرین ملکہ حیرت جادو کو خبر ہو گئی کہ ملکہ لالہ رخسار نرگسی چشم کے
پاس کسی کا نامہ آیا ہی مجکو بُلوایا تمھارا نامہ مجھسے لے لیا اور پوچھا تیری کیا مرضی ہی مین خاموش

ہوئی کہ یہ سمجھ جائینگی الخاموشی نیم رضا حیرت جادو نے کہا ہم مطلب تیرا سمجھے ہم جواب بھی لکھیں گے
اور شادی تیری ایسے صاحب لیاقت کے ساتھ کرینگے پھر مجکو نہیں معلوم کہ اُس نامے کو کیا کیا حکم کچھ
لکھا یا نہیں لکھا مجھکو فقرے بازی مین رکھا اگر کل حالات لکھون ایک دفتر ہو جائے اب اصل مراد یہ ہی کہ جب سے
تم لشکر لیکر یہان آئے کنیزون سے مجکو بھی خبر ہوئی آج جو دربار سے پلٹ کر آئی اپنی وزیر زادی سے کہا میا
صمصام میری مصاحب لالہ زار نرگسی چشم کے ساتھ شادی کرنا چاہتے ہین یہ امر غیر ممکن ہی مدت ہوئی میرا
وزیر اعظم سرما اُسکا طلبگار ہی مین اُس سے نسبت پختہ کر چکی ہون اپنے وزیر کو عزیز جانون یا اس غیر کے ساتھ
شادی کر دون جب وہ بران کو قتل کر چلینگے کسی لونڈی کے ساتھ شادی کر دونگی ای عاشق زار و ای غمگسار
یہ حال مضیبت سُنکر مین ملکہ حیرت کو فقرہ دے کر فلان باغ مین آئی ہون صرف چار کنیزین جو میری
ہمراز ہین اور آٹھ پہر کی دمساز ہین اُنکو ساتھ لائی ہون بس لازم ہی کہ بمجرد دیکھنے نامے کے تنہا اسوقت
میرے پاس چلے آؤ جو مناسب وقت ہو صلاح کرکے ہم تم اُسکی تدبیر کرینگے اور تدبیر و تقریر کیا تمھارے
ساتھ نکل چلینگے بموجب مثل دو دل راضی تو کیا کریگا نگوڑا قاضی کسی کی لونڈی نہین ہون مجھپر کسیکا
زور نہین ہی اور اگر اسوقت تم میرے پاس نہ آئے تو پھر حیرت جادو کے دام تزویر مین پھنس جاؤنگی
دم بھر پھر محل سے نہ نکل سکونگی صمصام اس مضمون کو پڑھکر بھر تھرا مثل بید کانپا ابرو پر بل پڑگیا کئی
مرتبہ سر ہلا کر کہا کیا خوب کیا خوب خدمتگار نے پوچھا حضور خیر تو ہی ٹھنڈی سانس بھر کے کہا ای
برادر کیا کہون راز کی بات ہی مگر تو میرا معتبر قدیم ہو خدمتگار نہین ہی بلکہ ندیم ہی کسی سے ذکر نہ کرنا
مین نے اپنی دنیا و عقبیٰ دونون خراب کین میان افراسیاب بڑے جلساز مین بڑے شعبدہ
باز ہین ہاے مجکو میرے مالک اور آقا شہنشاہ کوکب روشنضمیر سے لالچ وصل محبوب کا دے کر
چھڑایا افسوس کچھ ہاتھ نہ آیا اب اس فکر مین ہین کہ ملکہ بہاران کو میرے ہاتھ سے قتل کرائین آخر
مین دھتا بتائین مگر ای خداوند سامری جمشید تمھارے صدقے ہو جاؤن کیا سبب نکالا ہی
کہ معشوق وفادار ہاتھ آئے کیا عجب ہی کہ کوکب سے بھی صفائی ہو جائے ای خیر خواہ یہ نامہ میری
معشوقہ کا آیا ہی تونے کہان سے پایا ہی اُسنے کہا حضور ایک عورت کا منتی ہوئی آئی میرے ہاتھ مین دیکر
چلی گئی صمصام نے کہا تونے بڑا کام کیا اب مین تجکو مصاحب اپنا بناؤنگا چچا بابا کہا کرونگا اب اپنی نگار
وفا شعار مین پاس اپنی معشوقہ کے جاتا ہون اُسکو لیکر طرف اپنے ملک کے چلا جاؤنگا اور میان افراسیاب

کو دکھا بتاؤنگا اور تمھارے نام بھی نامہ روانہ کرونگا تم کسی حیلے سے کل فوج کو لیکر چلے آنا یہ کہکر کہا جائی میرے خضاب جلدی سے لگا دے دس پانچ موے سفید ظاہر ہین شل کافور ہین شکل مشک ہوجائین علاوہ اسکے ذرا سی مہندی ہاتھ پاؤن مین مل لون سرمہ کاجل لگاؤن عمدہ بناؤ کر کے اُسکے پاس جاؤن خدمتگار نے جلدی جلدی صمصام کے وسمہ لگایا مہندی جلدی جلدی ہاتھ پاؤن مین ملدی صمصام نے کلاہ وہ نکالی جسمین گوٹا پٹھا ٹنکا تھا قبا زربفت کی نکالکر زیب جسم کی عطر سہاگ جسم مین ملا کاجل خوب گہرا گہرا آنکھون مین لگایا آئینہ لیکر اپنے روے نحس کو بغور دیکھا اپنا ہاتھ موچھون پر پھیرا جھولی سحر کی اُٹھا کر بائین ہاتھ پر ڈالی اُسمین اسباب سحر رکھا خدمتگار نے عرض کیا حضور جھولی کیا ہوگی آپ معشوقہ کی ملاقات کو جاتے ہین یا کسی سے لڑنا منظور ہی صمصام نے کہا شاید بی حیرت نے کسی ساحر کو نگار رکھا ہو کہ لالہ زار کہین جانے نہ پائے اور وہ ساحر بر وقت سامنے آئے روکنے کا ارادہ کرے اُسوقت کیا مین ڈنٹ بجاؤنگا جھولی اسواسطے رکھی ہی کہ ایک دانہ ماش کا مار کر اُسے جلادونگا اگر دو ہزار ہونگے تو خاک مین ملادونگا معشوقہ کو لیکر فوراً نکل جاؤنگا یہان کھڑے پانی نہ پیونگا تم سامان تیاری لشکر مین مصروف رہو یہ کہکر دونون پیر مارے غرق زمین ہوکر اسواسطے آیا کہ کوئی ملازم افراسیاب مجکو جاتے وقت نہ دیکھے اب طرف صحرا کے تلاش مین اُس باغ کے جسکا پتا نامے مین لکھا ہی چلا رات کا وقت صحرا مین سناٹا فرش ماہتاب نے برابر فرش چاندنی زمین پر بچھایا ہی صبح کا گمان کر کے اکثر جانور آشیانون مین چہک اُٹھے تھے مین شعر رنگ لائی تھی چاندنی کی بہار ؎ زاغ پر تھا گمان بوتیمار ؎ صمصام تجر ام جوش محبت مین جھپٹا ہوا جاتا ہی حیا سطرف نگاہ اُٹھا اُٹھا کے دیکھ رہا ہی کوئی کوس بھر راستہ طی کیا ہوگا ایک نخل کے سایے مین آکر ٹھہرا دل سے کہتا ہی اُس باغ کا کیونکر پتا لے کیونکر اُس سرو خرامان بوستان حسن کو پاؤن یا سامری جمشید جلد پہنچون جسوقت سامنا ہوگا کیا کیا حکایتین شکایتین ہونگی مین اُنکی بات کا کیا جواب دے سکونگا ہاے اُس جان جہان نے کیا کام کیا اپنے کو واسطے میرے بدنام کیا معشوقہ گوشہ نشین کی یہ مہربانی اکیلے باغ مین مع چند کنیزون کے آنا صرف تقاضاے محبت کے سوا اور کیا ہی مجکو اپنا غلام بے دام بنالیا صمصام دل سے یہ باتین کر رہا تھا کہ سامنے سے ایک نازنین کو دیکھا بھولی بھولی صورت دوپٹہ آب رواں کا اوڑھے ہوئے اطلس کا پاجامہ پائچون مین گرہ دی ہوئی دوڑی ہوئی چلی آتی ہو ذرا پتا گھر کہتا ہی تو

ڈر جاتی ہی یا خداوند لقا کلمکر پھر قدم بڑھاتی ہی کبھی کہتی ہی کیا اُلٹا زمانہ ہی نامہ پہونچانے ہوئے پہر بھر گذرا
اُس نگوڑے ننگ عشق نے خبر تک بھی نہ لی بی لالہ زار نرگسی چشم ناحق جان دیے دیتی ہین شاید
میری موت قریب ہی جنگل سے کوئی شیر بھیڑیا نکل آئے گا مجھ مردار کو کھا جائے گا واہ رفاقت کا کیا مزا
ملا ہی دوڑتے دوڑتے پھیپڑی پھول گئی نگوڑا صمصام ملتا تو دانتون سے بوٹیان کاٹتی یہ تقریر جو کہ
خواص کی صمصام نے سنی سمجھا ملکہ کی خواص ہی مجکو ڈھونڈھتی پھرتی ہی حقیقت مین مین نے بڑی
دیر لگائی پکارا ای بی بی یہ گنہگار یہان حاضر ہو دیکھتے ہی وہ عورت اُدھر لپٹی قریب آکر ایک دوہتڑ
مار اکہا ارے تلوار تیرا ہی نام ہی صمصام ہنسنے لگا کہا بی بی کسی کا تلوار بھی نام ہوتا ہی اُسنے کہا میان
جبا جبا کے باتین نکرو مین کچھ جاہل نہین عنایت سے سامری کی کچھ تھوڑا بہت پڑھی لکھی بھی ہون
ملکہ تلوار ہی تلوار کر رہی ہین اسنے خوش ہو کے کہا نہین برا صمصام جنگ آنبا ہے خونریز نمود پوش
کہا ہوگا اُسنے کہا نگوڑا برا لکھو بنا ہی بوا ماما اصیل کو کہتے ہین ارے ہی کہا ہوگا میری جوتی جانے کہین
جلدی چلو اب دیر نکرو شام سے تڑپ رہی ہین اکیلی باغ مین صرف چار کنیزین وہ تینون تو نگوڑی
پردے کی بوبو ہین مین کمبخت بازار کی پھرنے والی شام سے دوڑتے دوڑتے پانون ٹوٹ گئے کبھی حکم
ہوتا ہی چھوٹی چاندنی اُٹھا لاؤ کبھی گلے مین ہاتھ ڈالکر کہا بوا چھو چھو ایک گلابی بھی لیتی آنا بیچاری تھکا ماندہ
آئیگا ایک جام پیے گا تکو دعائین دیگا جب یہ سب سامان جمع کر دیا رونے لگی کہ یہ کاغذ بھی اُن تک پہونچا دو
مگر خبردار کوئی دیکھنے نہ پائے مین بدنصیب وہان دوڑی گئی تمھارے خدمتگار کو نامہ دیا وہ بھی پلٹ کر
پہونچی تھی کہا پھر جا شاید نامہ اُن تک نہین پہونچا مین اسوقت چھل پائیون کی طرح جنگل مین دوڑی دوڑی
پھر رہی تھی اب چلو گے کہ یہین مر رہو گے صمصام نے کہا ملکہ چلو جلد مجکو اُس یار جادو ادا محبوب
جانی تک پہونچا دو آج کے احسان کا جو زندہ ہون تو معاوضہ کرونگا چھو چھو ہنسنے لگی اور کہا اب
تمھاری زندگی کہان موت کا سامنا ہی کاغذ تمھاری زندگی کا پھاڑ ڈالا گیا ہی اِنہی سے جیتے ہو لو
صاحب یہ ہمکو کچھ دینگے ہماری بی بی کی ٹکڑیون پر پڑے رہین گے ارے تو بڑا خوش نصیب ہی بی
لالہ زار نرگسی چشم نے صندوقچے کے صندوقچے سرکار سے ملکہ حیرت جادو کے اُڑا دئیے ہین وہ
سب تمھارے واسطے ہین خود ملکہ ہمکو دینے والی کیا ہی بس تمھارا بڑا احسان یہ ہی کہ میری چھوکری کا
بیاہ و طلال ندینا کوئی رنڈی لونڈا کر نامین نے گود یون مین پالا ہی بڑی ضدن ہی ذرا ذرا سی بات

دن بھر کھانا نہیں کھائی صمصام نے کہا نہیں خدمتگذاری مین فرق نہوگا غرض ایسی باتین باہم کرتے ہوئے دونون چلے آتے ہین بعد قطع راہ کے دروازہ باغ کا نمایان ہوا وہ عورت دوڑی کہ مین ملکہ کو خبر کردون تم بعد ایک لمحہ کے آنا یہ کہکر وہ تو باغ مین جاکر غائب ہوئی صمصام بعد تھوڑی دیر کے جو باغ مین آیا دیکھا کہ باغ کا یہ حال ہی کہ کچھ نخل گر پڑے ہین کچھ سر سبز مین روش جا بجا سے شکست بعض نخل مرجھائے ہوئے روش پٹری کو طے کرتا ہوا وسط باغ مین پہونچا دیکھا ایک چبوترہ سنگ مرمر کا اُسپر فرش مختصر سا بچھا ہوا مسند تاز پر ایک طاؤس طناز قریب تین کنیزین جو پاس کھڑی ہین وہ جھکی ہوئی ملکہ سے کچھ کہ رہی ہین صمصام جھپٹ کر چبوترے پر آیا اب قریب سے اُس ماہ تابان کو دیکھا

نازنین خوشخو پری رو ابرو رشک ہلال چہرہ بدر آسمان کمال نظم

گوہر بحر عالم آرائی
شہریار دیار حسن ہی وہ
دُر یکتاے بحر رعنائی
گل شاداب باغ حسن ہی وہ
گلشن حُسن کا گل تر ہی
زلف پُرپیچ کا یہ ہی عالم
مانگ عاشق کی جان ہی لیتی
پرشکن ہین وہ گیسوے مشکین
مانگ پر کہکشان کا دھوکا ہی

گل شاخ نہال گلشن حُسن
گلعذار بہار حُسن ہی وہ
غنچۂ شاخ نونہال چمن
آفتاب ایاغ حسن ہی وہ
گورا گورا ہی جسم پُر تنویر
ڈھا دیا قہر جب ہوئے برہم
یون خمیدہ ہین بال کاکل کے
ابروون کی طرح ہین چین بہ چین

کوکب حُسن چرخ زیبائی
ہی گریبان حُسن دامن حسن
نونہال بہار یکتائی
آب و تاب جمال دُر عدن
بدر سیماے مہر سیما ہی
سر سے پا تک ہی نور کی تصویر
قہر جوڑا ہی تو بلا چوٹی
جس طرح تار زلف سنبل کے
ہر بن مو سے نور پیدا ہی

قریب تھا کہ صمصام غش کھاکر گرے لیکن بمشکل ضبط کیا اپنے تئین سنبھالا مگر ات لپکے ہاتھ کلیجے پر رکھ لیا وہ قاتل عالم اپنے مقام سے اُٹھی کہا صاحب آئیے تشریف لائیے واہ واہ خوب راہ دکھائی اگر ایسی جستجو نہ کرتے تو آپ اپنی صورت کاہے کو دکھاتے اب بھی ناحق آئے جب ہم دوسرے گھر جا لیتے آبرو گنوا لیتے تب آپ کو شاید افسوس ہوتا یا نہ ہوتا صمصام یہ باتین سُنکر مثل گدھے کے بھول گیا اپنے تئین بھول گیا ہین ہین کرکے دانت نکالنے لگے ہاتھ جوڑنے لگا ملکہ عالم مجکو یہ حال معلوم نہ تھا افراسیاب مجکو فقرہ دیکر لایا ابھی شام تک تو بی حیرت نے اقرار کیا ہی کہ ملکہ لالہ زار نرگسی چشم کے ساتھ تمھاری شادی کرینگے ملکہ نے ہنسکر

کہا کیا آپ نخے نادان ہین دودھ پیتے ہین جو جسنے کہا وہ مان لیا صمصام نے کہا ای ملکہ مین نے
اسوجہ سے دھوکا کھایا کہ اول تمھارے انکار کا نامہ میرے پاس جاچکا تھا مین تمھارے وصل
سے مایوس تھا فراق مین رویا کرتا تھا آخر بیمار پڑ گیا اُس بیتابی مین جو افراسیاب نے مژدہ وصل
سُنایا یقین کامل ہوا کہ سچ فرماتے ہین یہ بھی تو مین بخوبی آگاہ تھا کہ آپ کو ملکہ حیرت جادو سے ترل
ہی دوسرے اتنے بڑے کام کا مجھسے طالب ہوا خیر بہر نوع خداوند سامری نے اپنا فضل کیا مگر
کیون ملکہ عالم تنے آخر ملکہ حیرت سے کیا حیلہ کیا یہان تک کیونکر پہونچین لالہ نزار نے کہا جسوقت
شام کو ملکہ حیرت نے اس بات کا چرچہ کیا کہ اب ہم صمصام کے ہاتھ سے دختر کوکب کو قتل کراکر
تمام طلسم نور افشان کو درہم وبرہم کرینگے اور میعاد طلسم کشا بھی ختم ہوا چاہتی ہی اب یہ سب فساد دفع
ہوجائینگے سب اہالیان طلسم ہوش ربا آرام پائینگے پھر دو غور دیکھو صمصام بد انجام کا کہ ہماری
مصاحب قدیم لالہ نزار نرگسی چشم کو طلب کرتا ہی نگوڑا عشق کا دم بھرتا ہی اب تو وعدہ کرلیا ہی اسکو
مشتاق کردیا ہی آئندہ سمجھا جائے گا بعد قتل پر ان ایسے کلمات ناشایستہ کی سزا پائے گا صاحب سامری
وجمشید بی چھو چھو کو سلامت رکھین مان بھی ایسی محبت نکرتی جیسا انکو خیال ہو میری خوشی سے شاد
ہین میرے رنج کا ملال ہی ای صاحب کیون نہو مین چھ مہینے کی تھی جبسے انھون نے گود یون
مین پالا ہی انانے صرف دودھ پلایا آٹھ پہر انھین کی گود مین رہتی تھی ایسی باتین سُنکر انکے دل کو کیونکر
چین ہو تا ذرا البیلی بھی ہین روتی ہوئی میرے پاس آئین اور کہا ای بی بی غضب ہوا کا شکے مین مرگئی ہوتی
ایسی باتین نہ سنتی بی حیرت تمھارا ذکر کرتی ہین مجکو تو یہ آرزو تھی کہ گل سے چہرے پر بھاری سہرا
دیکھون وہان بھڑوے سرمارے برف انداز کلموہا قوم کا رذیل اُسکے ساتھ بی حیرت تمھاری شادی
کرینگی صمصام جو اپنے ملک کا بادشاہ ہی اُسکے لیے شبو خواص تجویز ہوئی ہی جب اُس بیچارے صاحب
حسب و صاحب نسب سے اتنا بڑا کام لینگی پر ان کو ترجیح کرا ینگی فقرے دیکر شبو خواص کے ساتھ
شادی ہوگی صاحب اصل تو یہ ہی کہ مین کو ٹھے کی میٹھے والی یہ سُنکے گھبرا گئی انگوٹھی الماس کی اُتاری
اچھالون جان دے دون بی بی چھو چھو تو بچا رے مان کے ہین لپٹ گئین انگوٹھی چھین لی اور کہا
کیون بچی ہمنے رات کو رات دن کو دن نجانا تمھارے واسطے سارے کنبے کو چھوڑا مردوا ہمارا
رات بھر تڑپا کرتا ہی ایک رات گھر جانا نصیب نہوا اگر میری بچی کو ن دلدہی کرے گا اسلیے ہماری

مصیبتین اٹھائین کہ تم جان دو چلو مین تمکو لیچلون تمھارے عاشق صادق صمصام سے ملاؤن ان
قریب کرنے والون کے منھ مین لوکا لگاؤن صاحب مین تو ان باتون سے بالکل آگاہ نہ تھی مین نے کہا
چھو چھو بھلا وہان تک مین کیونکر چلون کبھی بازار مین نکلی ہون ڈیوڑھی تک جاتی ہون تو میرے
پانون کانپتے ہین انھون نے کہا نہین بی بی کیا مین تمکو لشکر صمصام تک لیجاؤنگی میرے گھر کے پچھواڑے
ایک باغ ہی کہ اسکو محبوب باغ کہتے ہین مدت سے خالی پڑا ہی تم چلکر وہان بیٹھو مین مردودون کے کان
کاٹونگی تمھارے واسطے خاک چھانونگی ایک اشتیاق نامہ لکھو مجکو دو اپنے چاہنے والے سے کیا شرم ہی
وہ شاہزادہ خود مزاج کا گرم ہی ذرا سی سن گن پائیگا آپ دوڑا آئے گا صاحب جو کچھ کیا چھو چھو نے
کیا مجکو یہان بٹھایا تمکو بھی بلا لائین ہمنے تو اپنے دل کی کہہ سنائی اب تم اپنے دل کا حال بتاؤ تمھین کیا
منظور ہی میرے سر پر نہ مان ہین نہ باپ ہین اب جو کچھ ہین وہ آپ ہین مین اپنی جان دونگی مگر سسرال
کے گھر نہ جاؤنگی صمصام ان باتون کو سنکر پھول گیا کہا ملکہ اب کیون جان دوگی جبتک مین نہ آیا
تھا مقام تردد تھا ابھی تخت پر سوار ہو میرے ساتھ چلو مین لشکر کا بھی بندوبست کر آیا ہون نتیجہ قتل
ملکہ بہاران یہ دیکھو میرے پاس ہی اب کیا دسواس ہی میری تو یہ رائے ہی کہ تمکو ساتھ لیکر بہ راہ
خدمت مین کوکب کے چلون وہ میرا بادشاہ قدیم ہی اسکے قدمون پر گر پڑون وہ رحم دل ہی فوراً خطا
معاف کر دیگا دو باتون مین مقدمہ صاف کر دیگا یہ سنکر چھو چھو تڑپ کر سامنے آئی کہا ہی بچی تو
بھی بیوقوف ہی لونڈیان بھی احمق صمصام بھی گدھا ہی مجھے کیسے بیوقوفون سے پالا پڑا ہی بھلا کوکب
اپنی چھوکری کو نہ جانے دیگی ایک تو وہ بد نظرہ ہی دوسرے تمنے کیا خوب اسکے ساتھ سلوک کیا ہی
اسکی بیٹی کے قتل پر آمادہ ہو کر آئے ہو اسکے سردار ہزبر پیلتن کو مارا اور شاید اسنے خطا بھی معاف
کر دی تو اس ماہ رخسار کو چھوڑیگا فوراً جورو بنا کر گھر مین ڈالیگا مین دیکھا کرتی ہون جب بڈھا
افراسیاب گھر مین آتا ہی میری بچی کو آنکھون مین کھائے جاتا ہی کئی مرتبہ مجھسے پیغام کر چکا ہی کہ اپنی
صاحبزادی کو ہم سے راضی کرا دو ایک ملک تمکو انعام مین دینگے بیٹا خوبصورت سبکے سب طالب
ہوتے ہین مثل افراسیاب کے کوکب بھی دیکھتے ہی ہزار جان سے عاشق ہو جائیگا مگر حد
کوہ ہفت زلازل جہانکا بادشاہ زلزال بن زلزال جادو ہی نہایت صاحب آبرو ہی ہر چند کہ
اقلیم اسکی کوکب اور افراسیاب کے ملک سے قلیل ہی مگر ساحر اولوالعزم بادشاہ جلیل ہی

افراسیاب بادشاہ ہوشربا کوکب بالک طلسم نورافشان جہاندار شاہ بیابان گلریز سب
اسکا ادب کرتے ہین شاہی سامری و جمشید کے ایسے تحفے اُسکے پاس رکھ گئے ہین کہ سب اُس سے
خائف و ترسان رہتے ہین وہان میری حجابی کا بیشمار رسالہ اور اُنکی فوج مین بڑا بہادر اور جرار ہی
میان بیوی چلے جاؤ تمھاری بھی وہان کا بادشاہ قدر کریگا کوکب وہ افراسیاب وہان سے
نہ لاسکینگے اگر قصد کرینگے تو ذلیل ہونگے صمصام نے کہا بی چھو چھو جو تمھاری خوشی مین تو تمھارا
غلام ہون ملکۂ عالم کا عاشق ناکام ہون ان باتون مین ملکہ نے چھو چھو سے اشارہ کیا چھو چھو نے
اپنا مُنھ پیٹ لیا کہ بی دیکھیے تیرا کمان گنہگار ہوگا اس بھولے بچارے شوہر کی جان لیگی کیونکر عمر کاٹیگی
ملکہ سر جھکا کر رونے لگی صمصام نے کہا بی چھو چھو خیر تو ہے چھو چھو نے کہا کیا بتاؤن یہان تو یہ آفت
درپیش ہے جان بچے کا پس و پیش ہے صاحبزادی کو عیش سوجھا ہے فرماتی ہین ایک جام شراب پلاؤ
صحبت مین ملکہ حیرت کی آٹھ پہر یہی چرچا ہے وہ صاحب افراسیاب کی جورو ہین جو طلسم ہوشربا
کا مالک ہے انکو یہ باتین نہین چاہیین اگر نشے پانی کا وقت آئے صبر کرین وقت کو ٹالین پرائے ملک
مین جاکے رہنا ہوگا ہر طرح کی جفائین سہنا ہوگا صمصام نے کہا بی چھو چھو تم ناحق خفا ہوتی ہو مین
ابھی جاکر شراب لاؤن ملکہ کو پلاؤن چھو چھو نے کہا نہین بیٹا تمھارے جانیکی کیا احتیاج ہے مین آٹھ
پہر انکے آرام کی فکر مین مبتلا رہتی ہون مثل دل کے ایک گلابی بغل مین دبائے لائی ہون جانتی تھی
یہ ضدن ہے دم بھر مین اودھم مچائیگی شراب کے واسطے بیقرار ہوجائیگی صمصام نے کہا لائیے نکالیے
غصہ نہ کیجیے چھو چھو نے بغل سے گلابی نکالکر سامنے رکھی کہا میان بیوی کو اختیار ہے یہ تو مین خوب
جانتی تھی کہ میان بیوی ایک ہوجائینگے ہم غیر کے غیر رہجائینگے لالہ زار نرگسی چشم نے اشارہ کیا انکو بھی
ابھی دو یہ کیسے کہا بی چھو چھو گلاس بھی لائین یا نہین چھو چھو نے کہا کہ بی سب کچھ حاضر ہے جھولی سے
گلاس بھی نکالکر رکھدیا صمصام خوشی سے پھول گیا سمجھا کہ اب پھول کا سامنا ہے بیشک یہ وصل
کی طالب ہے طالع نارسا نے رسائی کی معشوقہ عاشق خصال ہاتھ آئی جلدی ہاتھ بڑھا کے گلاس
مے گلگون سے لبریز کیا جوش محبت مین پکار اُٹھا شعر نہ ہوش بادہ کہ با ہم غم نخواہد ماند چنان
نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند ملکہ نے اشارہ کیا پہلے صاحب تم پیو صمصام نے کہا ذرا مُنھ تو
لگادو جھوٹی شراب کا طالب ہون ملکہ نے بناز و کرشمہ گلاس ہاتھ سے صمصام کے لے لیا مسکرا کر

ہونٹھون سے لگایا شاید کوئی قطرہ منھ مین گیا یا نہین منھ بنا کر گلاس رکھدیا اور کہا واہ بی چھو چھو کہا
گلابی اُٹھالا مین میری الماری نہ کھولی یہ تو زہر قاتل ہے چھو چھو نے گلاس اُٹھا کر کہا بیٹا صمصام
تم پیوانکے یونہین نخرے تلے رہتے ہین بی حیرت کی بڑی مصاحب ہین اُسی باندی کی طالب
ہین جو بی حیرت پیتی ہین نہین معلوم یہ گلابی مین کیونکر آئی شہر سے نکل جانے کی تدبیر ہی یہان فقط
ذرا سی بات مین یہ تقریر ہے یہ کہکر گلاس اُٹھا کر صمصام کے منھ سے لگا دیا صمصام خوشی مین
آکر پی گیا جیسے ہی شراب حلق سے اُتری اُف اُف کرنے لگا کہا بی چھو چھو اس شراب مین کیا ملا
تھا شعلہ آتش تھا کہ جسنے دل و جگر کو جلا دیا چھو چھو نے چادر اسر سے پھینکا آواز دی منم مہتر بن مہتر

چالاک بن عمرو نعرہ چالاک
نہ آید باد گرد تیز گام
بعیاری منم چست چالاک
خلیفہ اولم چالاک نام
بچشم دشمن اندازم کف خاک
او چو بصورت لالہ زار نرگسی چشم

تھی اُسنے نیمچہ سنبھالا یا تو یہ نیمچہ نگارین تھا یا نیمچہ جلاد معلوم ہوا نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمرو

کزان اُستاد عیاران عیار
جہان سرہنگ در خنجر گذاری
سراپا دانش و عقل مجسم
بہر کشور بلائے جان کفار
بہ بلاغ دین ز مکرش آبیاری
عمرو آن شاہ عیاران ہما

تیسری نے نعرہ کیا منم جانسوز بن قران چوتھی نے آواز دی منم ضرغام شیر دل صمصام غصے
مین اُٹھا مگر بیہوشی کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہو گیا چالاک تو بڑھا کہ نیمچہ اُسکی کمر سے یون سر
صمصام تن سے جدا کرون عمرو نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا نالائق یہ کیا کرتا ہے کئی ہزار روپیہ کا یہ لباس
سب خون مین تر بتر ہو جائے گا قیمت گھٹ جائیگی پھر یہ پوشاک کسکے پسند آئیگی یہ تینون عیار تو
الگ کھڑے ہین عمرو اُسکا زیور اُتارنے لگا پہلے موتیون کے مالے اُسکے گلے سے اُتارے موتی ہاتھ پر
رکھکے پرکھنے لگے ہر چند چالاک چیختا ہی کہ حضور نیمچہ تو کمر سے نکال لیجیے یہی بڑی چیز ہی کو کب کر
بہت عزیز ہی عمرو نے کچھ بھی بطمع جواہر وغیرہ نہ سنا جواب بھی نہ دیا خواجہ تو جواہر جسم سے صمصام
ناکام کے اُتارنے جاتے ہین مگر قضائے کار ملکہ حیرت جادو نے بروقت برخاست حضور
کو بلا کر یہ کہا تھا کہ صمصام سے ہوشیار رہنا صرصر کنارے پر لشکر صمصام کے ٹھہری ہوئی تھی
کہ دور سے دیکھا ایک خدمتگار چست و چالاک آیا سرداران لشکر صمصام کو جگانے لگا نہین معلوم
اُسنے چپکے سے کیا کہا کہ وہ سب اُٹھتے ہی اسباب سحر آراستہ کرنے لگے دس بیس ایک مقام پر جمع

ہوئے کسی نے اپنا مرکب کھولا کسی نے ہزبر آتشین بنایا صرصر یہ معاملہ دیکھکر گھبرائی دوڑی ہوئی
قریب اُن سرداروں کے آئی کہا کیوں صاحبو یہ کیا ارادہ ہے خدمتگار نے کہا آپ سے کیا بتائیں سپاہی
کو ہر وقت تیار رہنا چاہیے صرصر نے کہا صاحبو مجکو طور بے طور معلوم ہوتا ہے سچ بتلاؤ تمھارے آقا
کہاں ہین ایک سردار بول اُٹھا صرصر صاحب وہ ایک کام کو گئے ہین صرصر نے پوچھا کوئی
بلانے کو تو نہین آیا تھا کوئی عیار نہ لگا لے گیا ہو دم بھر مین سر پہ ہاتھ رکھکے رو دوگے مالک کو اپنے
مردہ پاؤ گے مجھسے مفصل بیان کرو واسطہ سامری کا حال نہ چھپاؤ جب تو خدمتگار گھبرایا کہا ہان ملکہ
صرصر ایک عورت نام ملکہ مشک آئی تھی اُس نامے کے دیکھتے ہی زیور و لباس سے آراستہ ہو کر
نہین معلوم کہان تشریف لیگئے ہین ہم سے فرما گئے تھے کہ تیار رہنا صرصر نے یہ سنکر منھ پیٹ لیا کہا لو
غضب ہوا عیار لگا لے گیا مار بھی ڈالا ہوگا ایک سردار نے کہا اگر دشمن اُنکے مارے جاتے
تو اشیائے سحر اُنکے تباہ ہوتے مٹ جاتے صرصر نے کہا دیکھو تلاش مین جاتی ہون یہ کہکر جا رہا تھا
کہ چلے دیکھا صبا رفتار آتی ہے صرصر نے پکار کر کہا کہ اری جلد جا کر ملکہ حیرت کو جگا دے میری جانب
سے عرض کرنا کہ میان صمصام کو کوئی عیار فقرہ دے کر لشکر سے لے گیا مین جنگل کی طرف جاتی ہون
حضور تلاش کرتی ہوئی آئین شاید کہین زندہ پا جائین یہ کہکر صرصر بھاگی صبا رفتار نے جا کر ملکہ
حیرت جادو کو جگایا سارا حال سنایا حیرت بدحواس ہو گئی فوراً طاؤس سحر پہ سوار ہو کر بر روے
ہوا چلی چار جانب دیکھتی جاتی تھی مگر افراسیاب جادو عیش و عشرت کا بہت پابند ملکہ حیرت
سے چھپ کر اکثر پاس معشوقون کے جاتا ہے آج کو وہ نیرنگ کے پاس ملکہ نیرنگ جادو کے گیا اُسنے
سامان عیش و عشرت مہیا کیا پہر رات رہے تک افراسیاب منھ کالا کر کے طرف باغ سیب کے چلا
اس خیال سے کہ شاید صبح کو ملکہ حیرت جادو باغ سیب مین آئے اور مجکو نہ پائے فساد برپا کریگی
یہ سوچتا ہوا بر روے ہوا اُڑتا ہوا چلا آتا ہے سحر قریب ہے ستارۂ سحری چمک چکا ہے افراسیاب
جلدی مین چلا آتا ہے کہ عمرو کے نعرے کی آواز کان مین آئی گھبرا کر سر جھکا کے دیکھا وہ معرکہ نظر آیا کہ
آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا دیکھا کہ صمصام جنگ آزمائے خونریز روپوش بیہوش ایک باغ
ویران کے چبوترے پر پڑا ہے عمرو اُسکا زیور اُتار رہا ہے تین عیار نیچے کھینچے کھڑے ہین عمرو اُنکو منع
کر رہا ہے کہ خبردار قریب نہ آنا صمصام پر ہاتھ تلوار کا نہ لگانا ورنہ مارے کوڑون کے کھال

گرادونگا افراسیاب نے وہین سے غصے مین نعرہ کیا باش او ساربان زادے کیا کرتا ہے ہم افراسیاب
جادو چالاک و جانسوز و ضرغام تھرا گئے نیچے ہاتھ سے چھوٹ پڑے مگر عمرو نے سر اٹھا کر
دیکھا کہ افراسیاب قریب آچکا ہی سحر کیا چاہتا ہی بس عمرو نے بہ تعجیل تمام کمر مین ہاتھ ڈالا ایک سبز
ترنج نکالا اور ساتھ اوندی کہے افراسیاب آج مین بھی سحر کرتا ہون ملکہ و ماسہ جادو و ساحر شمشش
اس ترنج کے بیرین بھلا اسکو تو روک یہ کہکر کھینچ مارا افراسیاب اپنے سامنے کسی کو موجود کب
جانتا ہی جب ترنج قریب پہونچا یا سامری کہکر ایک چٹکی ماری ترنج کے ہزار ٹکڑے ہوئے اسمین
سے قطرے پانی کے اڑے منھ پر افراسیاب کے پڑے عمرو نے سارا ترنج بیہوشی کا بنایا تھا ایک
ہی قطرہ کافی ہوا افراسیاب دھم سے لڑکھڑا کر گرا عمرو نعرہ کرکے چلا تینون عیار تو مارے خوف کے
بھاگے دیوارین کود کود کر نکل گئے عمرو سمجھا کہ افراسیاب تو مر نہین سکتا جب وہ دن خدا دکھائیگا
کہ اسد غازی لوح طلسم پائیگا تب یہ بیچارا مارا جائیگا اور حقیقت مین جس مقام پر افراسیاب جاتا
بیہوش ہوتا ہی زمین تھراتی ہی یا ہو کی آواز آتی ہی پتلے فولادی زمین سے پیدا ہوتے ہین کبھی شیر
آجاتے ہین ہر نوع اُسکے بیر اسکو قتل سے بچاتے ہین بعض پتلے اگر ہوشیار بھی کردیتے ہین ان خیالات
سے عمرو نے افراسیاب کی طرف سے منھ پھیرا چاہا صمصام کو قتل کرے مگر صرصر شمشیر زن جو جنگل مین
دوڑی دوڑی پھر رہی تھی اسکے کان مین نعرہ افراسیاب کی آواز آئی سر اٹھا کر دیکھا افراسیاب
ایک باغ مین نعرہ کرکے گرا اس نشان سے صرصر باغ کے اندر گھس آئی دیکھا سامنے شہنشاہ
افراسیاب اوندھے بیہوش پڑے ہین ایک سمت صمصام ناکام مثل مردے کے بے حس و حرکت
خواجہ عمرو خنجر برہنہ ہاتھ مین صمصام کا سر کاٹنے چلا ہی صرصر یہ دیکھکر بیقرار ہو گئی وہین سے نعرہ
کیا او ساربان زادے خبردار ہاتھ کو اپنے روک کہ مین آپہونچی عمرو نے پلٹ کر اپنی محبوبہ مطلوبہ کو دیکھا
تلفین چہرے پر آراستہ چست و چالاک عاشق کشی مین بیباک آنکھین رشک چشم غزالان عارض
بدر آسمان حسن و جمال قد سرو باغ دلربائی گل حدیقۂ رعنائی ترچھی نگاہ تیغ ابرو بے پناہ خوبصورت
نیک سیرت

ابیات

بھوین دست و بازوے جلاد حسن	جبین مطلع صبح ایجاد حسن	ابیات
پائچون مین گرہ دیے ہوئے لنگاٹی	قیامت نہان گوشۂ چشم مین	اجل کا مکان گوشۂ چشم مین

باندھے ہوئے سینے پر ابھار حباب دریاے نور کے یا دو گنبد بلور کے بموجب ابیات

وہ ٹھاٹھ وہ نور کا سراپا
ہر چین تھی موجۂ لطافت
دنبالۂ کب انھین سرے کا تھا
شہباز نے وا کیے تھے بازو

ایسا انھین حور کا سراپا
آنکھین اُستاد سامری تھین
بیمار کے ہاتھ مین عصا تھا

وہ صبح جبین تھی صبح جنت
نشے مین شباب کے بھری تھین
بینی کے قریب کب سے تھے ابرو

عمرو نے پکار کے آواز دی ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان

اسوقت الگ بیٹھنا میرے قریب نہ آنا ورنہ مین بری طرح پیش آؤنگا اسوقت مجھے اوسہی فکر ہی آج مین تمھاری ایک بھی نہ سنونگا ابھی مین اور رنگ مین ہون صرصر یہ سنکے لگی گالیان دینے بجو ودے تو اپنے تئین سمجھا کیا ہی آئینہ تو کبھی میسر نہوا ہوگا چپنی مین پیشاب کرکے تو نے اپنی صورت دیکھی ہوگی لنگور معلوم ہوتا ہی مین ایسی صورت پر نہ تھوکون لوٹا پاخانہ کا بھی نہ اٹھواؤن اور تو کیا نصیب ہوگا تجھ دنگوڑے پیٹے نے سوندھا کر دیا یہ کہکے سر سے گوپھن کھولا کلہ گوپھن مین پتھر دیا چرخ دے کر مارا اگر عمرو جست نہ کرے تو سر اڑجائے بعد اسکے نیچہ پکڑکے عمرو پر جا پڑی عمرو ہر چند ہان ہان کرتا ہی بیوی یہ کیا بیوی یہ کیا اپنے شوہر پر یہ غصہ یہ ساری مشقت تمھارے ہی واسطے کرتا ہون گھر چل کے لڑلینا کوئی دیکھیگا تو ہنسیگا بدزبان مشہور ہو جاؤگی گھر ستن ہین میٹھے ٹکڑے پاؤگی یہان نعمتون کی کالیان کھاؤگی عمرو دبکے جاتا ہی لیکن صرصر نیچہ پکڑکے برس پڑی چھوٹ کے ہاتھ کی صفائیان بندھی ہوئی کھائیان سر بچایا کمر پہ ہاتھ مارا کبھی پالٹ کبھی جھنڈا ابیا کی سے لڑ رہی ہی عمرو کبھی خالی دیتا ہی کبھی نیچہ اٹھا کر ڈراتا ہی کہ دیکھو میرا بھی ہاتھ چلا چاہتا ہی عمرو بظاہر مین تو ایسی ایسی باتین کر رہا ہی لیکن دل بیقرار کہ ای عمرو ساری مشقت ضائع ہوئی اب یہ صمصام کو نہ قتل کرنے دیگی اس فکر مین ہی کہ اگر مین بڑے دم صرصر کو بھی بیہوش کرون حباب بیہوشی کھا کیون مین دیے ہوے ہین چاہتا ہی ذرا بھی تھمے تو حباب مارون مگر صرصر تو اندھی ہی تمام ہوش ربا مین اسکی ہوا بندھی ہوئی ہی ایک برق جہندہ ہی کوندہی ہی مانند سبزہ دل عمرو کو روندہی ہی صرصر کی فکر مین تو عمرو تھا ہی جو عین روکتا جاتا تھا اب جو پلٹ کر دیکھا زمین شق ہوئی ایک بے بنا دو در و دیگر گوش مرصع پوش پچکاری ہاتھ مین پیدا ہوئی غل مچاتی ہوئی ہی شہنشاہ زمین پر ہونے چھوٹے ہین یہ کس نے بے ادبی کی لڑکر اُس پیرزادے نے پچکاری منھ پر افراسیاب کے ماری فوراً افراسیاب نے کروٹ لی اب عمرو بھاگا صرصر نے چارون کون عمرو ٹیک کے نیچے کو دیوار باغ فرمایا گرتے گرتے زمین پر گلیم اوڑھکر غائب

ہوا پر پڑا اور تو افراسیاب کو ہوشیار کرکے غرق زمین ہوئی افراسیاب اُٹھا صرصر کو دیکھا نیچے پڑی
دوڑی دوڑی پھرتی ہے افراسیاب سمجھا کہ عمرو نے صورت تبدیل کی صرصر بنکر مجکو دھوکا دیا چاہتا
ہے اُٹھتے اُٹھتے شاباش او ساربان زادے اب تا بدولت کے ہاتھ سے بچکر کہاں جائیگا کیونکر
جان بچائیگا او مکار غدار غضب کیا تھا میرے دوست صادق کو مارا ہوتا جبتک صرصر کی زبان
سے کچھ نکلے افراسیاب نے یا سامری کہکے ایک دوہتڑ زمین پر مارا صرصر مثل لوٹن کبوتر کے
زمین پر گری ساری ہوا ہی صرصر کی بگڑ گئی چوتڑوں میں چوٹ آئی پکاری اے شہنشاہ میں ہوں
واہ سبحان اللہ کیا خوب بیت سعدی نکوئی با بدان کردن چنانست کہ بد کردن بجائے نیک مردان
دشمن کا کچھ نہ کرسکے وہ تو نکل گیا مجھ پر دو دکرتا تے ہیں اگر میں نہ پہونچتی تو میاں صمصام جہنم واصل
ہوگئے ہوتے افراسیاب یہ کہتا ہوا دوڑا کہ میں تیری مکاریاں خوب جانتا ہوں دم بھر میں سو
صورتیں تبدیل کرتا ہے چاہتا تھا افراسیاب کہ صرصر کو ایک ہاتھ تلوار کا لگائے کہ آسمان پر برق چمکی
حیرت جادو نمایاں ہوئی حیرت نے دیکھا عجب طرح کا معاملہ ہے ایک طرف صمصام بیہوش پڑا ہے
صرصر کے پاؤں زمین پر ٹکے ہیں شہنشاہ تلوار کھینچے ہوئے کہتے ہوئے کہ او عمرو آج زندہ نہ چھوڑونگا صرصر
پکاری ہے حضور ٹھہرئیے دیکھئے پچتائیے گا تلوار نہ لگائیے گا گھبرا گئی تڑپ کر زمین پر گری ہاتھ شہنشاہ
جادوان افراسیاب بے ایمان کا تھامنے کا قصد کیا افراسیاب سمجھا کہ برق فرنگی حیرت بنکے
آیا گھبرایا تو ہوا تھا ہی ایک سنگریزہ زمین سے اُٹھا کر مارا کہ او بھیئے میں نے تجکو بھی پہچانا آج
دونوں کی قضا آئی ہے سنگریزہ حیرت کے سینے پر پڑا اگر ساحرہ زبردست نہ ہوتی تو پسلیاں ٹوٹ
جاتیں حیرت نے فورًا رد سحر کیا کہ سنگریزہ زمین پر گرا حیرت نے کہا اے شہنشاہ ہوشیار ہو جیسے
کیسی بدحواسی ہے میں ملکہ حیرت جادو اپنے بیگانے کو پہچانیے جب حیرت نے سحر کو رد کیا تب
افراسیاب کو یقین ہوا کہ میری زوجہ ہے برق فرنگی نہیں ہے اگر عیار ہوتا تو رد سحر نہ کرتا اسوقت
افراسیاب نے حجاب سے سر جھکا لیا کہا ملکہ عجب مصیبت میں ہوں اسکو تو پہچانو کہ صرصر ہے
یا عمرو ہے ملکہ حیرت جادو نے منہ سے پانی لیکر صرصر کے منہ پر چھینٹا دیا اگر رنگ و روغن ہوتا
تو تبدیل ہو جاتا یہ تو صورت اصلی ہے جیسی شکل تھی وہی صورت رہی حیرت جادو نے شہنشاہ
کا سحر اُتارا صرصر ملکہ حیرت کے قدموں سے لپٹ کر رونے لگی کہا جب میں آئی تھی شہنشاہ

بیہوش پڑے تھے عمرو صمصام کو ذبح کیا چاہتا تھا مین نے آکر بچایا اسکا یہ انعام پایا دیکھیے کیسی
چوٹ لگی جس جس مقام پر صدمہ پہونچا اسکا بیان شرم سے نہین کر سکتی حیرت جادو نے پیار سے
گلے لگایا اور کہا سامری اس ساربان زادے کو غارت کرے ایسی جھٹ پٹ عیاری کرتا ہے کہ
عقل دنگ ہے تو بڑی عیارہ ہے مگر اُسکے ہاتھ سے تنگ ہے اب افراسیاب و حیرت دونون
قریب صمصام آئے دیکھا کہ زمین پر صمصام بیہوش پڑا ہے مگر بڑے ٹھاٹھ سے دولھا بنے ہوئے
مہندی ہاتھ پانون مین لگی ہوئی گھرا گھرا کاجل آنکھون مین وسمہ ریش نفش مین عطر سہاگ کی باس
سے بسا ہے صرصر قہقہہ مار کر ہنسی کہا ذرا انکو ہوشیار کرکے حال پوچھیے یہ تو آج خوب بنے ہین شاید
تقریب پر شادی کے یہان آئے ہین مگر عمرو نگوڑے کی چالاکی دیکھیے کہ مجھے اُٹھا جاتا تھا اسی خوف
و بیم مین جاتی اور بوتل شراب کی اُٹھائی اور منہ زمین کرکے نکل گیا یہ کہکر صمصام کے منہ پر چھینٹا
مارا صمصام نے گھبرا کر آنکھ کھولی پہلے نگاہ ملکہ حیرت پر پڑی چونکہ نشہ بیہوشی کا باقی ہے مبہوت
ہو رہا ہے لالہ عذار نرگسی چشم کا تصور کرکے ملکہ حیرت سے کہا آؤ گلے مین ہاتھ ڈالدو کھڑی کیون
میرے سو جانے سے خفا ہو گئین در اصل شراب بڑی چیز ہے تمہین نے کہکر پلائی ملکہ حیرت نے
مسکرا کر منہ پھیر لیا افراسیاب نے کہا ای بہادر اٹھو کیا بیہودہ بکتے ہو صمصام طرف افراسیاب
کے متوجہ ہوا کہنے لگا بس آپکے وعدے کو بھی دیکھ لیا ہمکو دم دیکے ہمارے ملک سے بلایا کہ کب سے
باغی کرایا بر ان کو قتل کیا کہ چاہتے ہو کہ شبو خواص حرامزادی جو بی حیرت کی لونڈی ہے مجھ ایسے
جلیل کی اُسکے ساتھ شادی کردو مین کبھی اُسپر تھوکونگا بھی نہین میری معشوقہ میرے پاس خود چلی آئی
دیکھو وہ کھڑی ہنس رہی ہے اور مین آپ سے کچھ پایگی کا نہین رکھتا ہون مین اپنے ملک کا بادشاہ
ہون وہ گرے مارونگا کہ زمین کے طبقے آسمان پر مثل غبار اُڑ جاوینگے یہ کہکر لڑکھڑاتا ہوا اُٹھا اور
جھولی سے گرز نکالنے لگا افراسیاب نے ہان ہان کہکے ہاتھ تھام لیا صرصر سمجھی کہ ابھی نشہ بیہوشی
کا اسکو ہے حوض سے پانی لیکر جلد منہ دھلایا اب اتنی دیر کے بعد صمصام کو بخوبی ہوش آیا تخیل
تصویر کے خاموش دل مین محبوب مطلوب کی محبت کا جوش چونکتا ہو کر چار جانب دیکھنے لگا
افراسیاب نے کہا ای صمصام خیر تو ہے یہان کہان آئے کون لایا کیسے تم اس باغ ویران
کا راستہ بتایا شبو لونڈی کیسی معشوقہ یہان کہان اب تو صمصام رونے لگا کہا حضور مین تو

ابھی اپنی معشوقہ کے پاس بیٹھا شراب پی رہا تھا یکایک یہ کیا ہو گیا اور یہ شعر پڑھا شعر صبح دمیدہ
شب گذشت ماہ نشین بخانہ رفت ٭ روے سحر سیہ کنید یار این بہانہ رفت ٭ وہ خواب تھا یا بیداری
تھی اُس معشوقہ وفادار کو کیونکر پاؤں سامان وصل مہیا تھا پھر فراق کا سامنا ہو آپ یہاں کیونکر آئے
آپ کو جشن کی کسنے خبر دی آتے ہی صحبت عیش برہم کر دی افراسیاب نے کہا ای صمصام عیاران
لشکر اسلام تمکو دھوکا دیکر یہاں لائے عمرو عیار تمہاری معشوقہ کی صورت بنا تھا تمکو شراب پلا کر بیہوش کیا تھا
قتل کیا چاہتا تھا کہ اتفاق سے میرا ادھر گذر ہوا صرصر بھی پہونچی ملکہ عالم بھی آگئیں تمکو بچایا ورنہ
اُسنے مار ڈالا ہوتا اب تو صمصام نے شرما کر سر جھکایا کہا حضور نے جان بخشی کی حضور اس جان نثار
کی جانبازی کو ملاحظہ فرمائینگے دیکھیے گا کیسا انتقام مسلمانوں سے لیتا ہوں کہ وہ بھی یاد کریں اور بران
کا تو وہ حال کرونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اُسکی جوانی پہ رو دیں اور جسکو ذرا رحم نہ آوے اور عیارون
کی تو بوٹیاں کاٹ کاٹ کر کباب لگاؤنگا ایک ایک تکہ کل اپنی فوج کو کھلاؤنگا افراسیاب نے کہا
تمکو اختیار ہے جو مناسب جاننا وہ کرنا مگر اب عیاروں سے بچے رہنا یہ کہکر افراسیاب نے سحر سے
دو تخت تیار کیے افراسیاب اور حیرت جادو اور صرصر شمشیر زن ایک تخت پر اور ایک پر
صمصام سوار ہو کر اپنے لشکر میں آئے تمام سرداران افراسیاب چار جانب سے دوڑے
افراسیاب تخت پر ملکہ حیرت جادو کرسی جواہر نگار پر متمکن ہوئے اور صمصام کو ایک جگہ
زرین بیٹھنے کو ملا اُسکے سردار بھی سب آکر اپنے اپنے مقام پر بیٹھے صمصام حجاب سے سر نہیں اُٹھاتا
غصے میں کانپ رہا ہے افراسیاب نے ساقی بچے کو اشارہ کیا اُسنے جام شراب اول افراسیاب
اور ملکہ حیرت کو دیا بعدہ ساقی جام مے لیکر صمصام کے سامنے آیا کہا مین نہ پیونگا جو شخص ایسی
ذلت اُٹھائے وہ شراب و کباب کا شغل کرے مقام حیف ہے شعر جیتا ہوں خون دل نہیں خواہش
شراب کی ٭ دل بھن رہا ہے کسکو ہوس ہے کباب کی ٭ ای شہنشاہ غلام کی کیفیت رنج و ملال سے

[illegible] جگر خون ہی بیقرار ہے یہ اشعار پڑھنے لگا اشعار

کبھی چمن میں رہا میں کبھی شرر میں رہا
شب فراق میں ہمکو نصیب وصل نہیں
گناہ بخشے ہے پھر گناہگار رہا

اسیلئے ہم نے ہے ایک غمگسار رہا
اس ایک صبح کا دونوں کو انتظار رہا
پہ چشم داشت بھی منہ پھیر کر نکل گئی

ہمیشہ سوز جدائی سے بیقرار رہا
جو اضطراب سے دلدار تو اضطرار رہا
نگاہ لطف نہ کرنے وہ قتل ہی کرتے
قلق رہا کہ نہ قاتل سے میں دوچار رہا

دور تمھیاں نہ گئیں نشۂ محبت کی | سرور ولبیں بآنکھوں میں خمار رہا | اس انجمن میں نہ گذر ہوش کا ہوا کبھی
تمھارے مستوں میں ایک بھی ہشیار رہا | سلوک خوب کیا اسنے دیکھے دل دم ہو گیا | کبھی چمن سے عاشق تو مزار رہا

یہ اشعار عاشقانہ پڑھکر رونے لگا افراسیاب نے کہا ای خیرخواہ ما بدولت اگر تمکو لالہ زار نرگسی چشم
کی جدائی کا ملال ہی تو میں ابھی بھوبزی بھروادون مگر چاہتا ہون تمھاری شادی میں عالم عالم دنیا
دنیا جمع ہو اس دھوم سے شادی کرون کہ شاہان اولوالعزم رشک کرین تمام تمھاری شوکت دیکھکر
ٹھنڈی سانسین بھرین اور اگر تمکو ذلت کا خیال ہی تو یہ بالکل بیکار ہی یہ شرف ہاتھ سے عیارون کے
سب کو حاصل ہوا ہی ہمارے مرشدزادے مصور جادو تشریف رکھتے ہین اکثر عیارون نے انکو
گرفتار کر لیا قدرت کی بھو ملکہ صورت نگار کا کیا نقشہ کیا برہنہ کرکے اکثر چھوڑ دیا یہ ذلت نہین ہی
ایک تین روپیہ کا پیادہ کوئی حرکت ناشایستہ کرے اسکا ملال کیا کوئی اپنا ہمسر ہوتا تو اسکو جاکر ابھی
ذلیل کرتے سوم تبہ گرفتار ہو کرکے ہین سوم تبہ گرفتار کر لیا مشکین باندھین سزائین دین وہ بے حیا
خوش ہوتے ہین عمرو کا تو یہ قول ہی کہ مین گرفتار ہوا اور حریف کو مار اپس ایسونکی بات کا خیال رکھنا
دانائی سے بعید ہی اگر تم کہو تو ابھی سب کو پکڑوا بلواؤن صمصام نے عرض کیا حضور کی پرورش کی
انتہا نہین ہی اسوقت کے حضور کے فرمانے سے یہ غلام سمجھ گیا کہ شادی تو ضرور ہوگی اور عیار جب
ایسے بزرگون کے ساتھ بے ادبی کر چکے ہون تو میری کیا حقیقت ہی مگر کیا کرون دل نہین مانتا کبھی
اس غلام پر ایسا سانحہ نہین گذرا اب وقعیہ اس رنج و ملال کا یہی ہی کہ حضور جلد طبل جنگی سر کے
تمام پریجا مین صبح کو ملکہ پر ان کو ترجیح کرون خاک و خون مین تڑپتا دیکھون علاوہ قتل ترّان کے
کل مسلمانون کو قتل کرونگا کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر بھی جاؤنگا حمزہ کی بھی مشکین باندھکر لاؤنگا اور
عیارون کا تو نام پر وہ دنیا سے مٹادونگا لوگ چرچے کرینگے کہ فرقۂ عیاران اور مکاران کبھی پردۂ دنیا مین
تھا اور یہ چارون پانچون جو عیاری کرنے آئے تھے انکے کباب لگا کر کھاؤنگا افراسیاب نے جواب
دیا جو چاہنا وہ کرنا تمکو اختیار ہی مگر سر دربار اسطرح کے ذکر نہ کرو عیارون کا دسبدم نام نہ لو وہ ہر وقت
موجود رہتے ہین کیا عجب ہی کہ بھوریا یا کالیا یا تامنیا اسی جلسے مین کھڑے ہون باتین سن رہے ہون
صمصام نے کہا ای شہنشاہ ان کلمات سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ حضور بھی عیارون سے ڈرتے ہین پہلے
انہین کی فکر کرون ابھی جاکر انکو مٹادون افراسیاب نے کہا خیر مین ڈرتا ہون یا نہین ڈرتا ہون

جو مناسب جانتا ہوں وہ کرتا ہوں تمکو کیا غرض ہے تم جس واسطے آئے ہو اُس فکر میں مصروف رہو ان جھگڑوں میں نہ پڑو یہ کہکر حکم دیا کہ طبل جنگی نام پر صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش کے بجے بموجب حکم افراسیاب چار سو نقارہ رزمی پر چوب پڑی زمین لرز گئی آسمان کا کلیجہ کانپ گیا مریخ فلک تھرایا شیران صحرا کو صدائے ہولخیز طبل جنگی سے غش آیا افراسیاب صمصام سے یہ کہکر اُٹھا کہ ما بدولت پردۂ ظلمات میں جاتے ہیں تم باطمینان مصروف جنگ ہونا کسی رنج و ملال کو دل میں جگہ نہ دینا ملکہ صرصر شمشیر زن و ملکہ صبا رفتار کمند انداز و عیار بچیوں کو بلا کر حکم دیا کہ خبردار خبردار آج صمصام کی دربارگاہ پر حاضر رہنا اگر عیاروں کا گذر ہو جائیگا تو تمکو سزائے کامل دیجائیگی پانچوں عیار بچیوں نے دست بستہ عرض کیا کیا مجال ہے عیاران اسلام کی کہ صمصام کے خیمے کے قریب آسکیں یا گوہر مدعا پاسکیں مگر ایک تاکید صمصام صاحب سے بھی کر دیجیے کہ اپنی بارگاہ میں تشریف رکھیں اسوقت سے سحر تک کسی کو اپنے پاس نہ آنے دیں خاصہ وغیرہ ہماری صلاح سے نوش کریں شراب و کباب کا شغل معطل رہے کنیزیں گرد بارگاہ کے رات بھر پہرا دینگی کیا مجال ہے بندہ پر مار سکے اور درندے کی تو کیا لیاقت ہے کہ طرف سے انکی بارگاہ کے گذرے افراسیاب جادو نے کہا اے صمصام تیغ زن صف شکن جو کچھ صرصر نے کہا ہے اسکو بگوش ہوش سن لو اسی طرح جا کر انتظام کرو آج رات تو قیامت برپا ہوگی شب بھر عیار تمھارے قتل کی فکر میں رہینگے ذرا بھی غافل ہو جاؤگے دیکھو پچھتاؤگے صمصام چونکہ چوٹیاں عیاروں کے ہاتھ سے کھا چکا ہے صدمۂ عظیم اُٹھا چکا ہے بہت خوب بہت خوب کہہ رہا ہے افراسیاب بخوبی سمجھا کر تخت زریں پر سوار ہوا بشوکت و شان طرف پردۂ ظلمات کے روانہ ہوا صمصام کو عیار بچیوں نے لاکر بارگاہ میں پہونچایا آپ واسطے حفاظت کے دربارگاہ پر بیٹھیں اور چند ساحران غدار کو قریب اپنے بٹھا لیا اس طرح حفاظت میں صمصام کے مصروف ہوئیں جو اسیان لشکر اسلام یہ خبر وحشت اثر لیکر طرف لشکر ملکہ مہرخ کے روانہ ہوئے ساقی نامہ مصنف

ادھر ہی تو اے ساقی جنگ جو
تنگ تیغ کو تو زیب کمر
خطا میں نے کیا کی ہے تیری بتا
تو اس میکدے میں نہ بدنام ہو

نہ ہو مجھسے میکش کا ناحق عدو
ارادہ نہ کر مجھسے پیکار کا
روا رکھ نہ مجھ بیخطا پر جفا
پلا جام صہبائے تسکین دل

نہ ہو مستعد تو مرے قتل پر
ذرا دل میں کر خوف قہار کا
بس اب دور غصے کو آرام ہو
کہ یہ رند ہے اب بہت مضمحل

مرے ساقی مہروش مہ لقا | مرا خون ناحق بہائے گا تو
بس اب رحم کر مجھ پہ بہر خدا | یہ روشن ہوا تو کرے گا جفا
نہ کیا مے سے مجکو چھکائے گا تو | قمر کی بھی جان کا ہی حافظ خدا

یہان دربار ملکہ مہرخ سحر چشم کا آراستہ ہی تمام ساحران نامی و افسونگران گرامی دربار مین جمع ہین سریر جہانبانی پر ملکہ مہرخ سحر چشم بعہدۂ وزارت ملکہ بہار جادو طرف دست راست کے دست چپ پر بعہدۂ وزارت ملکہ شرخ مو سے کاکل کشا ایک جانب ملکہ ہلال سحر افگن ایک جانب شاہزادہ خورشید زرین سحر یہ چارون وزیر خوش تدبیر سحر مین طاق علم نیرنجات مین شہرۂ آفاق اور دیگر سرداران نامی اپنے اپنے مقام پر جلوہ فرما ہین ایک جانب ملکہ بران شمشیر زن دختر نیک اختر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر حسن مین بے تمثیل سحر مین بے نظیر خیال نگرانی صمصام مین سرنگون خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے آکر حال اپنی عیاری کا بیان کیا ہی اور فرمایا ای نور نظر پارۂ جگر اُس ملعون کو مار لیا ہوتا مگر نہایت سخت جان ہی انشاء اللہ تعالے اب میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جائیگا نگرانی کی سزا پائیگا اور چہ عیار اسوقت داخل بارگاہ آسمان جاہ ہین کہ سامنے چرند اور پرند ہرکارے گرد مین آلودہ پسینے مین غرق اُفتان و خیزان حیران و پریشان چہرہ متغیر مضطر و ششدر آکر دعا و ثناے بادشاہی اس طرح بجا لائے **نظم مصنف**

بڑھے دمبدم دولت و عز و جاہ | خدا یار ہے شاد و خرم یہ شاہ
کہان ہی ہماے سعادت نشان | پھرے گرد سر صورت آسمان
الٰہی یہ جبتک ہین برق و سحاب | ہین جبتک فروزان مہ و آفتاب
عدو مثل سبزے کے پامال ہو | فزون دمبدم شہ کا اقبال ہو

شہریار کی عمر و دولت کو پروردگار دراز کرے اقبال ترقی پذیر ہو دشمن سرکار دولتمدار ذلیل و حقیر ہو اس باغ بے خزان مین ہمیشہ بہار رہے باغی اس بوستان جنت نشان کا صدمۂ خار حوادث روزگار سے سینہ فگار رہے اوج پر آفتاب عالمتاب اقبال ہو کوکب دشمن تیرہ بخت کو زوال ہو اسوقت **صمصام** بد انجام نے بقہر و غضب تمام طبل جنگی بجوایا ہی اُس نگوڑے کا ارادہ ہی کہ ملکہ بران شمشیر زن سے معرکہ آراے نبرد ہو افراسیاب خانہ خراب نے اُسکی حفاظت کے بڑے بڑے سامان کیے ہین پانچون عیار بچیان و نکبت اثر پر اُس روسیاہ کے مثل اعمال بد حاضر اور بہت سے ساحران غدار بھی ناظر ہین اس قدر بچیا کو غرور ہوا ہی کہ زمین پر اچھی طرح پاؤن نہین رکھتا پنجون کے بل چلتا ہی مثل آب چاہ جانستان نخوت سے اُبلتا ہی گرا ی

شہنشاہ اوج عیاری اپنے ذلیل ہونے کا اُسکو بڑا غم ہوا مثل گیسوے دہ سیہ رو برہم ہوا افراسیاب نے تسکین
بہت دی ہی اور منع کیا کہ کسی دام تزویر مین جاکر پھنس جاؤگے ورنہ آپ سب صاحبون کے گرفتار
کرنے کو آتا تھا اور جو جو کلمات سخت نسبت حضور کے کہے ہین لائق گذارش نہین ہین اور سامنے افراسیاب
طرف پردہ ظلمات کے گیا خواجہ عمرو نے فرمایا بی بی بران تم نے سُنا اب ہماری راے کی پابند ہو
تا ہمارا دل زار خرسند ہو وہ راے یہ ہی کہ صبحکو تم میدان کارزار مین نجانا بارگاہ مین مصروف عیش
ونشاط رہنا انشاء اللہ عین معرکۂ کارزار مین اگر اس بحیا سے انتقام نہ لیا تو نام اپنا خواجہ عمرو نہ رکھا مگر
تمھارا میدان کارزار مین آنا اور زنک ذلیل کے مقابلے مین جانا میری راے کے سراسر
خلاف ہی ملکہ بران شمشیرزن نے بسبب سعادتمندی سر جھکا لیا عرض کی اے پدر عالی از ہمہ اولی
ہماری کیا مجال کہ آپکے ارشاد فیض بنیاد سے سرتابی کرین مگر جو میری راے مین ہی اُسکو سماعت فرمایئے
آیندہ جیسا حکم ہوگا بجا لاؤنگی وہ یہ ہی کہ آپ نے اکثر زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا ہی کہ زلزلۂ قاف
ثانی سلیمان کا یہ طریقہ ہی کہ میدان کارزار مین جو جسکو پکارتا ہی نام لیکر للکارتا ہی وہ اُسکے مقابلے مین
جاتا ہی انتہا یہ کہ ایکدن آپ نے ذکر کیا تھا کہ قباد شہریار نور نگاہ ملکہ مہرنگار بارہ برس کے تھے فیروز
شاد مغربی بیٹا سکندر بن ہیکلان مغربی کا بڑے زور و شور سے براے نبرد نوشیروان آیا
بختک نے اُسکو سمجھایا اُس بحیا نے یہ کہکے طبل جنگی بجوایا کہ مین قباد شہریار سے مقابلہ کرونگا
صاحبقران زمان کو کچھ چارہ نہوا ہر چند کہ شب بھر بیقرار رہے تمام سردار بھی اشکبار رہے
مگر صبح کو قباد شہریار نے جاکر فیروز شاد ایسے دیو خصال سے مقابلہ کیا آخر اُسکو عنایت سے پروردگار
کی بعد کر و فر واصل جہنم کیا بس حضور تصور فرمائین جب صمصام بحیا آپکی کنیز کا نام لیکر میدان مین
للکارے گا یقین تو ہی کہ حضور کو سب سے زیادہ خلاف ہوگا اگر آپکو یہ منظور تھا تو نامہ لکھکر مجکو آتے
راہ مین روکا ہوتا یہان آنے نہ دیا ہوتا اب سب پر بخوبی ظاہر ہی ہر ایک اس حال سے بخوبی ماہر ہی
کہ مین اس مقام پر موجود ہون کیسے کلمات سخت و سست یہ نمک حرام کہیگا بھلا میرا قلب تیغ زبان صمصام
کا زخم سہیگا یہ تقریر دلپذیر ملکہ بران شمشیرزن کی سنکر خواجہ عمرو نے سر جھکا لیا دل مین خیال کیا کہ سچ کہتی
ہی مگر مصلحۃً جواب دیا کہ بیٹا وہ مقام اور ہی یہان ساحران مکار کا دور ہی سحر کرنے والے بھاگ کر غرق
زمین ہو جاتے ہین یہ مکر حریف کے پشت پر آتے ہین کبھی دام سحر کبھی کمند سحر مار کر گرفتار کر لیجاتے ہین

اُسے یہاں تعریفیں ہوتی ہین کہ اچھا ساحر تھا کس نطف سے حریف کو پکڑے گیا اور ہمارے آقاے نامدار کے لشکر مین غازیان دیندار و نجابان متہور شعار پہلوانان عالیمقدار اگر ایک قدم پیچھے ہٹا مین زور پہلوانان سے باہر نکل جاتے ہین اور حمزہ تو وہ شیر دل ہی کہ پردہ قاف مین دیو عفریت ایسے زبردست کو سوتے مین مار ڈالا جگا کر لڑا کا مارا وہ وہ سخت قواعد قرار دیے ہین کہ سواے فرزندان حمزہ کے غیر انکی پابندی نہین کر سکتے ہین بس بی بی تم یہان کے قواعد پر عمل کر وصرف ایک دن بارگاہ مین رہو ایسی لڑائی مین اگر خدا چاہیگا اسی بہانے فیصلہ ہو جائیگا کسی نہ کسی عیار کے فریب مین ضرور آنے کا ملکہ بُران نے کہا اے عم نامدار صاحبقران عالیمقدار کا لواے شوکت از پردہ دنیا تا بہ قاف سرفراز ہی مردان عالم کو انکی جرأت پر ناز ہی اُنسے مثال دون کیا مجال ہی مگر میرا باپ بھی شہنشاہ کوکب روشنضمیر مردان عالم سے ہی نامی و نام آور ہی آپ نے اکثر ملاحظہ کیا ہوگا کہ افراسیاب ایسے بادشاہ طلسم ہوشربا پر جا پڑتا ہی کس کس جرأت سے لڑتا ہی حقیقت مین افراسیاب بلاے روزگار ہی وان چارون اقلیمون مین کوئی افراسیاب کا ہمنبرد نہین ہی اگر مین نے اُسکے پکارنے پر مقابلہ نہ کیا والدنامدار پھر میری صورت نہ دیکھینگے اگرچہ ظاہر مین کچھ نہ کہا تو باطن مین نگاہ سے گر جاؤنگی اب اگر حضور زیادہ تاکید فرمائینگے یہ کنیز اپنے تئین ہلاک کریگی عمرو کو یہ سنکر سناٹا آگیا قلب بھر آگیا ضبط کرکے فرمایا اے نور نظر مرحبا جزاک اللہ مردان عالم ایسے ہی جری ہوتے ہین خیر جیسا مناسب وقت ہوگا ویسا کرنا ملکہ بہار وغیرہ نے کہا خواجہ سلامت آپ کیون تردد فرماتے ہین ہم سب واسطے جانبازی کے موجود ہین انشاء اللہ سحر تو ہونے دیجیے اس نمکحرام کو اگر سنگ چوا کر نہ مارا تو نام اپنا ملکہ بہار جادو نہ کہا برق لامع نے بڑھکر جواب دیا یون کڑک کر اُس ملعون کے سر پر گرون کہ خرمن ہستی کو جلا کر خاک کر دون دو ٹکڑے برابر ہون گے رعد نے کہا وہ چیخ مارون کہ حرامزادے کے کان کے پردے پھٹ جائین برق مادر رعد نے بیقرار ہو کر جواب دیا میرے بھی وار سے نہ بچیگا ہم ہان بیٹے ملکے مارلینگے آپ بسم اللہ طبل جنگی بجنے کو حکم دین اسی وقت بموجب حکم ملکہ مہرخ سحر چشم نقارۂ رزمی پر چوب پڑی

اشعار

بزد طبل را آن چنان طبل زن　　کر در بد میت ز ہیبت کفن

دہل زد دہل زن بہ تحسین او　　ببین دین او دین او دین او

صداے طبل جنگ بیدرنگ اس رنگ سے بلند ہوئی کہ روح سامری و جمشید دردمند ہوئی ملکہ مہرخ نے چاہا کہ اب دربار برخاست کرین کہ طیران سریع السیر جادو نے جو نامہ لیکر شہنشاہ کوکب کا آیا تھا

یہ سب معرکے اپنی آنکھوں سے دیکھے اور حالات عیاری خواجہ عمرو نے خیر خواہ قدیم ہی بہت بیقرار تھا لیکن باتون سے خواجہ عمرو کی بہت تسکین حاصل ہوئی اپنی جگہ سے اُٹھا خواجہ عمرو کے سامنے دست بستہ حاضر ہوا عرض کی ای آفتاب عالمتاب آسمان عیاری و قطب فلک خنجر گذاری خدا آپ کو سلامت رکھے سب تردد غلام کے دفع ہو گئے مگر جواب نامہ شہنشاہ چند فقرات مین تحریر فرمائیے تا مین جا کے شہنشاہ کو بھی مطمئن کرون قصر جمشیدی ماتم سرا ہو رہا ہوگا ہر ایک گھبرا رہا ہوگا خواجہ عمرو نے فوراً قلم و قرطاس طلب فرمایا اور جواب باصواب نامہ کوکب روشنضمیر تحریر کیا

نامہ از طرف خواجہ عمرو بخدمت کوکب روشنضمیر

ای شہنشاہ خسروان جہان
نیر اعظم سپہر حشم
آپکے مضمون سے ہم ہوے آگاہ
مین بیٹھے مارے ہین ساحران جلیل
خون سے اُنکے ہاتھ بھرتا ہون
سر صمصام مجھسے لیجے گا

تاجدار طلسم نور افشان
بعد آداب مارجبہ و عیان
سچ از حد ہوا ہے ای ذیجاہ
گھیر کر اسکو لائی ہے تقدیر
جلد ملعون کو قتل کرتا ہون

کوکب سعد چرخ جود و کرم
آیا پاس اپنے آپ کا فرمان
کیا ہی صمصام کند ذہن و ذلیل
ہی کُند اجل مین خود وہ اسیر
جو نزد دو نہ آپ بیچے گا

یہ چند اشعار آبدار خواجہ عمرو نے تحریر فرمائے اور نامے کو ملفوف کیا اور طیران سریع السیر جادو کو دیا اور زبانی بھی یہ کہہ بکہ شہنشاہ کوکب روشنضمیر سے بعد سلام محبت التیام کہنا کہ ای برادر والا قدر سے ملکہ بُران کے مطمئن رہنا جبتک یہ نیاز مند آپکا زندہ ہی کوئی بُران سے آنکھ ملا سکتا ہی اگر میری اجل قریب ہی تو مجبور ہون دعائے خیر سے یاد فرمانا مگر اس معرکے مین برائے خدا تم نہ آنا اگر کسی طرح کی خبر وحشت اثر آپ کو پہونچے تو اُسکا بھی اعتبار نہ فرمایئے گا کسی کے کہنے سننے مین نہ آجائیے گا یہ کہکر طیران کو خلعت رخصت مرحمت ہوا طیران آداب و تسلیم بجا لا کے اپنے طاؤس سحر پر سوار ہو کے طرف طلسم نور افشان کے روانہ ہوا یہان ملکہ مہرخ نے بعد جانے طیران سریع السیر جادو کے دربار برخاست کیا خواجہ عمرو بُران کو ساتھ لیکر طرف بارگاہ بران کے چلے جب دربارگاہ بران پر آئے عمرو نے سرداران بُران سے کہا تم لوگ اسی مقام پر ٹھہر جاؤ جب ہم طلب کرین تو آنا ہمکو ملکہ سے کچھ تخلیے مین امورات جنگ مین باتین کرنا منظور ہین سب سردار دردولت پر ٹھہرے خواجہ ملکہ بران کو لیکر اندر بارگاہ کے تشریف لائے بعد تھوڑے عرصے کے

خواجہ نے آواز دی ملکہ مجلس جادو و عمران جادو و ملکہ شگوفہ سحر ساز و زیبا دی و ملکہ شعلہ تنخو و ملکہ رنگین خوشخو و ملکہ اور نگ تمن بو و ملکہ نارنج گلگون پوش وغیرہ اندر بارگاہ کے آئین بیٹھے دیکھا کہ خواجہ عمرو مسند پر اور ملکہ بران پہلو مین خاموش بیٹھے ہین عمرو نے بکاول کو حکم دیا اُسنے آکر دسترخوان بچھایا خاصہ حاضر کیا خواجہ عمرو نے سب شہزادیون کو دسترخوان پر طلب کیا سلفچی آفتابہ سامنے آیا ہر ایک نے ہاتھ دھوئے ہمراہ خواجہ و ملکہ بران کھانا کھانا شروع کیا مگر ملکہ مجلس نے دیکھا ملکہ بُران خاموش ہین جوڑے مین اختر مروارید چمک رہا ہی کلام بہت کم کرتی ہین اگر کوئی شہزادی ملکہ بران سے کلام کرتی ہی تو طرف سے ملکہ بران کے خواجہ عمرو جواب دیتے ہین فرماتے ہین صاحبو وا بہر حال ملکہ بران جسکو اس رنج و الم کا سامنا ہو وہ کیا کلام کرے اب سب صاحب یہ مجھپر احسان کرین کہ بعد خاصہ نوش فرمانے کے حفاظت مین ملکہ بران کی بیرون بارگاہ جاکر مصروف ہون ملکہ مجھسے فرما چکی ہین اب آرام فرمائنگی آپ لوگ کچھ ملکہ سے کلام نہ کیجئے گا نہ کچھ پوچھیے گا اسمین بھی اک راز ہی موقع کہنے کا نہین ہی بموجب مصرع امور مملکت خویش خسروان دانند۔ ملکہ مجلس جادو نے ہر چند خواجہ سے پوچھا کہ نانا جان مادر مہربان کا مزاج کیسا ہی خواجہ عمرو نے جواب دیا کہ بیٹا کسی قدر طبیعت سست ہی اسوقت انکو تنہائی پسند ہی تفتیش حال مین دخل نہ دو میرا کہنا مانو جاؤ دوسری بارگاہ مین آرام کرو جب مجلس کو خواجہ نے جھڑک دیا پھر کسی کو دریافت کرنے احوال کا حوصلہ نہوا خواجہ نے ہاتھ تھام کر بران کا فرمایا جاؤ بی بی آرام کرو ملکہ بُران نے دوشالہ مُنھ پر کھینچا چھپر کھٹ پہ آرام فرمایا خواجہ عمرو باہر آئے گرد بارگاہ ساحرون کو واسطے نگہبانی کے مقرر کیا اور خود باشائے عیاری سے آراستہ ہو کر طرف لشکر صمصام بد انجام کے روانہ ہوئے برق فرنگی نے سُنا کہ اُستاد جانب لشکر صمصام گئے ہین یہ بھی تڑپ کر چلا لشکر اسلام مین تمام ساحر مصروف سحر خوانی گرد خیمہ بران مین ہر ایک کو پریشانی وہ شب ہولناک ملازمان کوکب کو خوف ہلاک ہر ایک کو تردد ہی کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہی خدا اس اختر تابندہ برج آسمان شہنشاہ کوکب روشنضمیر کو گردش چرخ کج رفتار سے بچائے خورشید حسن و جمال طالع رہے بدعت ظلمت شام صمصام بد انجام سے غروب نہوجائے ہر فرد بشر اس فکر مین بیقرار ہی ہر ایک سردار کو انتشار ہی ابیات

قمر شب کی وحشت کرون کیا رقم		کہ تھرّائے دلبر ہجوم الم		وہ تاریک مثل دل کافران
ستارون پہ خال سیہ کا گمان		وہ لشکر مین ہر سمت تھا شور و شر		تردد مین بیتاب خواجہ عمرو

اندھیرا وہ پر ہول حیرت فزا
کوئی بیقرار اور کوئی دردمند
کہیں شیر کے گونجنے کی صدا
کوئی خوف سے مرگ کے بیقرار

شب فرقت عاشقان سے سوا
کہیں خیمے سے اٹھ رہا تھا دھواں
کہیں لوٹتا تھا پڑا اژدہا
کوئی شیر دل صرف ذکر ستیز

صدائیں وہ یاہو کی ہر سو بلند
فسوں سازیوں کا ہر اک جا نشاں
کسی کو تردد کہیں بے شمار
کسی بزدلے کو تھی فکر گریز

اہالیان طلایا حاضر باش و ناظر باش کی صدائیں بلند کر رہے ہیں قرنا بجنک رہی ہے مگر بارگاہ بران کو اسطرح بیچ میں لیا ہے جیسے سینے میں دل یا انگشتری میں نگینہ ہوتا ہے خود ملکہ شگوفہ سحر ساز وزیرزادی دربارگاہ پر کرسی بچھائے بیٹھی ہے تاکید کر رہی ہے کہ خبردار کوئی غافل نہو ہوشیار رہو اگر ستا گھڑی کا گجر ٹیک کر اٹھ کھڑی ہوئی فوراً اسم شعلہ باش کا دانہ مارا کیا مجال کہ طائر وہم و خیال قریب آنے پائے یا کوئی نگاہ کج سے جانب بارگاہ

ملکہ بران دیکھے نظم مصنف
کہیں گھنٹے بجتے تھے باصد خوشی
کہیں سحر سے ہل رہی تھی زمین
کسی جا پہ گوگل کے جلنے کی بو
نہاتا تھا اُس خون سے بیخطر
کسی خیمۂ نحس میں غل یہ ہے

ادھر فوج صمصام میں اک غریو
صدا تھی کسی جا پہ ناقوس کی
کہیں شور یا سامری کا بلند
اندھیرا دھواں دھار تھا چار سو
کوئی سر ہلاتا تھا بیٹھا کہیں
دہائی ہے کلوا کی کالی کی جے

ہر اک ساحر بد سیر مثل دیو
کہیں جھانجھ بجتے تھے ڈھولک کہیں
جلاتا تھا مرچیں کوئی خود پسند
کوئی بچہ خوک کو ذبح کر
بھوانی کا ہوتا تھا پوجا کہیں
صمصام نکونام اپنی بارگاہ میں

بلہُ د تنہا بیٹھا ہوا سحر تیار کر رہا ہے مگر پریشان خاطر ہر مرتبہ عیار چیون کو پکارتا ہے ملکہ صرصر شمشیرزن و دای صبا رفتار کمند انداز بیدار رہو بخوبی ہوشیار رہو صرصر آواز دیتی ہے کنیزیں حاضر ہیں آپکی حفاظت میں کب قاصر ہیں ابھی بھڑوا ابھوریا آیا تھا ساحر کی صورت بنا ہوا پھر رہا تھا میں نے للکارا بھاگ گیا یہ کہکر صرصر اور صبا رفتار ٹہلنے لگیں ایک ساحر ملازم صمصام موسوم بہ **کلنگ جادو** نہایت بدذات گرد بارگاہ کے پھر رہا ہے لیکن نشے باز ہے ازحد جعلساز ہے جو جادوگر سامنے سے نکلتا ہے اسکو پکارتا ہے بھائی کہاں جاتے ہو ہمارا نشہ اتر گیا ہے تمھارے پاس کوئی گانجے کی کلی ہے یہاں نشے کا اُتار ہے نہایت بیکلی ہے جماہی آیا چاہتی ہے اب طبیعت بہت گھبراتی ہے جو ساحر اسکی ایسی باتیں سنتا تھا مسکرا کر جواب دیتا تھا نہیں بھائی ہمارے پاس نہیں ہے دوکان بھی بند ہو گئی ہے مایوس ہو کر پھرتا تھا ناگاہ ایک ساحر کو دیکھا ایک نخل کے سائے میں بیٹھا ہوا گانجا مل رہا ہے **کلنگ** نظر سب کی بچا کر اسکے قریب آیا کہا بھائی جلد جادو تم بھی

ایک دم یارین سامنے ہمارا خیمہ ہی دروازے پر میان کے ہمارا ہی ہر روز صبح کو آیا کرو دم لگا کر جایا کرو
سب لشکر کے کہار اور مہتر ہمارے پاس رہتے ہین سو سو چلم روز ناڑتی ہوا اُس ساحر نے کہا آؤ بیٹھ جاؤ
دم لگاؤ لالچ کا ہمکو دیتے ہو ہم تو میان سر بازار ساجہان کے پینے والے ہین اسوقت مجبوری ایک
کنڈے کا گانجا ہی نے لیا ہی جوانون کو سب مباح ہی بموجب مثل جسنے نپی گانجے کی کلی اُس بیٹے سے بیٹی
بھلی یہ کہکر جھٹ پٹ چلم جالی کنڈا جھاڑ کر آگ رکھی اور کہا لو بھائی تمہین سے ہو کل صبح سے تمہارے پاس
یارون کا بھی جلسہ رہے گا بھائی ہم سے تو درگاہی غلام حسین کے پل زرا بھنگیرن سے آشنائی ہو گئی تھی
دن بھر جمے رہتے ہین ہم گرد پڑرو کی بلائی ہی آج کچھ نشے مین کھٹ پٹ ہو گئی نہین تو اسوقت اُسکے ساتھ سوتے
ہوتے وہ ساحر تو باتین کرتا رہا لیکن میان **کلنگ جادو** نے چلم اُٹھا کر اڑا کر دم مارا اُڈیڑھ بالشت
لو بلند ہوئی آنکھین غلہ سی نکل آئین چوتڑ ونکے بل زمین پر بیٹھ گیا اور کہا بھئی جوان عجب سرور ہوا بڑا نشہ
ہو گیا اُس جوان نے کہا اسمین دس مین پیچ دستورے کے تھے اب تم ہو **کلنگ جادو** نے پھر اسکے
اٹھانا چاہا تو بولا بھائی جوان پانی پلاؤ دم نکلتا ہی اُس جوان نے کہا واہ بے بچے ایک دم مین یہ حال ہوا کہ جو
سر پی گیا پیتا معلوم ہوتا ہی اس مُنھ پر جوانون کو یہان بلاتا ہی کلنگ ضبط کر رہا تھا آنکھون کے نیچے
اندھیرا آ چکا تھا دم سے دھواں اُٹھا کر زمین پر گرا گرتے ہی بیہوش ہو گیا جوان نے آواز دی تم مہتر برق فرنگی
سوچا اگر قتل کرونگا صدائے گیر ودار بلند ہوگی ٹانگ پکڑی گھسیٹتا ہوا قریب ایک غار کے لایا اسکو تو
وہین ڈالدیا آپ جھٹ پٹ رنگ و روغن عیاری کا لگا کر بصورت **کلنگ جادو** بنکر تیار ہوا اور دوڑا
ہوا قریب خیمے کے آیا کالے ماش کے دانے ہاتھ مین سر جھکائے ہوئے صرصر و صبا رفتار نے
کہا کہان کہا حضور ابھی تو آپ کے پاس بیٹھا تھا سرکار نے کالے ماش کے دانے منگائے تھے لینے گیا تھا
بنیے کی دوکان کھلوا کر لایا صرصر بھی حقیقت مین ابھی بیٹھا تھا شاید **صمصام** نے بضرورت سحر ماش
اُس سے منگائے ہونگے کہا جاؤ یہ حاضر حاضر کرتا ہوا دوڑا پردہ اُٹھا کر اندر بارگاہ **صمصام** کے آیا
دیکھا **صمصام** بیٹھا ہوا سحر تیار کر رہا ہی برق نے جھک کر سلام کیا **صمصام** نے کہا خیر تو ہی گھبرائے
ہوئے کیون ہو کہا حضور ابھی سنا ہی کہ **کوکب** روشن ضمیر صبح کو آئیگا آپ سے ضرور شکایت کرے گا
ایک ساحر ملازم ملکہ مہرخ کا مجھسے کہتا تھا کہ **کوکب** کا قول ہی مین اپنے بھائی **صمصام** کے قدمون
گرونگا اپنے قوت بازو کو ہوش ربا مین نہ رہنے دونگا میرے طلسم نور افشان مین سناٹا پڑ گیا ہی مجھے خلا

ہوئی کہ مین نے اُسکی خبر نہ لی اُسکی معشوقہ کو بھی راضی کرکے لاؤنگا قصر جمشیدی مین بڑے دھوم سے شادی کرونگا
یہ فقرے جو برق نے بچرب زبانی کے صمصام میان نخوت سے پھول گئے کہا بھائی کیا یہ خبر مفصل پائی ہے
سچ کہو ہمارے سر کی قسم برق نے کہا اکتاب سامری اُٹھا کہدون مین کبھی جھوٹ بولتا ہون سالی ہم
سے کنھٹی بیٹھی ہی مین نے مکر جادوگرون سے یہ حال سُنا ہی اب اسمین شک لانا بیجا ہی صمصام نے منھ
پھُلا کر کہا مین تو اب نہ جاؤنگا برق نے کہا ایک بات اور کان مین حضور کے کہونگا صمصام نے سر جھکایا
برق نے کہا حضور مبارک ہو کوکب کہتا ہی مین بر ان کی شادی صمصام کے ساتھ کرونگا اپنی معشوقہ
کو بھر چاہے بخشے یا قتل کرے صمصام یہ سُنکے لگا موچھون پر تاؤ دینے کہا ہان بھائی کلنگ بیشک
اگر وہ ایسا کرینگے تو مین اُنکا غلام ہون فوراً افراسیاب سے بگڑ جاؤنگا کیا مین افراسیاب کے باپ کا
غلام ہون اپنے مزاج کا مجکو اختیار ہی میان افراسیاب کی کوشش بیکار ہی اسمین کلنگ ادھر اُدھر
دیکھنے لگا صمصام نے کہا بھائی کیا دیکھتے ہو کہا حضور اُدس مین جو پھرے نشہ اُتر گیا ایک جام شراب
اس خبر فرحت اثر کے انعام مین دلوائیے خوب جی بھر کے پلوائیے کل سے ہمارے اور آپکے بے تکلفی
کاہے کو ہوگی آنکھ بھی یاران قدیم سے نہ ملائیے گا کوکب کے داماد کہلائیے گا صمصام نے کہا مین ایسا
نہین ہون تم شراب پیو گلابی موجود ہی کلنگ نقلی نے بڑھکر گلابی اُٹھائی یا سامری تیرے صدقے کہکر
جام بھرا چاہا منھ سے لگائے جھکر ہاتھ روک لیا کہا حضور توبہ کرتا ہون خطا ہوئی معاف فرمائیے گا مالک
کے سامنے یہ بے ادبی مجکو مناسب نہین ہی اور مالک بھی کون کہ داماد کوکب روشنضمیر خورشید تقدیر صاحب
اقبال کا پہلے ذرا منھ لگا دیجیے یہ شراب اپنا اُلش کیجیے اس خوشامد کی باتون سے صمصام نے ہاتھ بڑھایا
جام لیکر لبون سے لگایا غٹ غٹ نصف جام پی گیا کلنگ نے کہا واہ حضور غلام کا چلو بھر مین کیا ہوگا
ناگاہ صمصام کے ہاتھ سے جام چھوٹ پڑا اُف اُف کہکے اُٹھا بیہوشی نے طمانچہ مارا چوکی پر سے گرا
گرتے ہی بیہوش ہوگیا برق خنجر پکڑ کے دوڑا کہ سر اُسکا کاٹون نتیجہ اُٹھاؤن کہ ناگاہ پایہ چوکی کا شق ہوا
ایک پُتلی بالشت بھر کی نکلی سر پیٹتی ہوئی پکارتی ہوئی او جلاد کیا کرتا ہی صمصام کے گلے سے خنجر ملاتا ہی
ارے یار دوڑو دوڑو اس زور سے اُسنے آواز دی کہ صرصر نے سنی جھپٹ کر دوڑی اُس پتلی کے نکلنے پر
بھی برق نے چاہا خنجر مار ہی دون وہ پتلی برق کے پکڑنے کو چلی یہ کہتی ہوئی کہ بھڑوے ہڈیان توڑ دونگی
برق نے دیکھا یا تو بالشت بھر کی تھی یا قد بڑھگیا چار ہاتھ کی ہوگئی اب تو ایک جوان سیہ فام معلوم ہوتی تھی

برق نے جست کی کود کر الگ ہوا صرصر اور صبا رفتار بھی اندر بارگاہ کے آگئین دیکھا ایک جوان
سیہ فام سر بیٹھ رہا ہی برق فرنگی قریب سراچے کے پہونچ چکا ہی جبتک یہ دونون قریب جائین برق
سراچہ چاک کرکے باہر نکلا صرصر اور صبا رفتار نے آواز دی کہ یار دلینا برق فرنگی بھاگا جاتا ہی برق
یہ کہتا ہوا بھاگا اے جادوگرو دوڑو صمصام کو عیار مارے ڈالتے ہین جادوگر طرف بارگاہ کے چلے
برق بھاگ کر نکل گیا اُدھر تلی پائے مین چوکی کے غائب ہوئی صرصر نے صمصام کو ہوشیار کیا اتنا مین
صمصام بھی خیمے مین آگئے تھے صمصام گھبرایا ہوا اُٹھا صرصر نے کہا ای شہریار کیا غضب ہوا آپ تو
اپنا سحر تیار کر رہے تھے شراب وکباب کی نوبت کیونکر آئی سامری وجمشید نے اپنی قدرت نمائی کی جو
آپ ہاتھ سے اُس بھورے کے بچ گئے ورنہ اُسنے اپنا کام کیا تھا صمصام نے جواب دیا کہ واہ واہ بی
ملکہ صرصر تمنے آپ کو پہرے پر اسی واسطے مقرر کیا تھا خوب حفاظت کی اُلٹے مجکو الزام دیتی ہو اگر مین
ایسا ساحر زبردست نہوتا اور پیشتر سے انتظام نہ رکھتا تو جان بچنا دشوار تھی آپ کا پہرا دینا بیکار تھا
صرصر نے کہا آپ نے اپنے ملازم قدیم کو نہ پہچانا آپ ہی اُس سے مالش منگوائین ہمکو بدمعاش بنائین
واہ کیا کہنا خوب آپ نے خلعت شکایت سے سرفراز کیا اچھا ہمارا اعزاز کیا کنیزون کے کان ان باتون
کے آشنا نہین ہین ہماری دانائی اور نادانی کا حال ملکہ حیرت اور شہنشاہ افراسیاب سے دریافت
فرمائیے تب آپ کو کیفیت ہماری جانبازی کی معلوم ہوگی یہ نگوڑا بھورا تو کیا ہی ان سب کا اُستاد وہ
نا مُنیا موا عمرو جسنے ملکہ دمامہ جادو کو مارا ساحر شمشش کو دریاے قلزم مین گھسکر للکارا عنقلی آباد مین
سترہ لاکھ جادوگر رہتے تھے مالک اُنکا مالک بن زردشت بلاے روزگار سفاک غدار فتنہ عاقل
علم سحر کا فاضل ایک سال مین عمرو نے کل ساحران شہر کا خاتمہ کردیا صحراے عنقلی آباد لاشہاے
ساحران سے بھر دیا جس ملک مین سترہ لاکھ جادوگر تھا اب اُسمین جادوگر کا نام باقی نہ رہا جو ایسا عیار طرار
ہفت کا پرکالہ ہی وہ میرے ہاتھ سے بھاگا بھاگا پھرتا ہی اپنے خدا سے اپنی موت میرے خون سے مانگتا ہی
اگر میرا قدم اس طلسم ہوشربا مین نہوتا تو وہ نگوڑا اس اقلیم مین بھی غدر مچا دیتا مگر میرے ہاتھ سے جوتیان
کھاتا ہی ہزار جگہ مین نے اُسکی شکلین باندھی ہین آخر ترس کھاکر [illegible] وہ بیچارہ آفت کا مارا جانکر
چھوڑ دیتی ہون جسدن مین غضب آجائیگا مارے کوڑون کے کھال اُدھیڑ دونگی ساری عیاری بھُلا دونگی
صمصام [illegible] صرصر کی اور احوال عیار بے بہاے عمرو سُنکر نگاہ حیرت سے طرف صرصر

سکے دیکھ رہی ہو کہ ناگاہ ایک جادوگر بڈھا سا بڈھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ ایک لٹھیا ہاتھ مین اُنھین سرداران
صمصام ہین جو خیمے مین آگئے ہین اُنھین ملا ہوا کھڑا تھا یہ باتین صرصر کی سُنکر آگے بڑھا کہا بی بی صرصر
واہ واہ کیا کہنا عمرو تم سے کیونکر نہ ڈرے جو روے سبھی ڈرتے ہین مگر غیبت مین ایسے کلمات مہملات کہنا مناسب
نہین ہین وہ تمھین گھوڑون کا دانہ دلواتے دلواتے ہلاک کر ڈالیگا جبھی تک یہ چاہ پیار ہی جبدن تک
تمھارا جوبن ہے اُسکی سیکڑون بیبیان ہین جو چرخا کات کر بسر کرتی ہین دیکھو ملکہ صرصر عمرو کیسا خوبصورت
جوان ہے اسپر تم اسیر مرتی ہین اور تم بھی تو مال کھلاتی ہو امرتیان اور دودھ لیکر اُسکے پاس جاتی ہو
اور اسکی خاطر مدارات کرتی ہو اور سب کے سامنے اُسکی محبت کا الھا گاتی ہو صمصام نے کہا بی بی ملکہ صرصر
ذرا سینے زیادہ عیاری نہ بگھاریے یہ صاحب آپکے واقف کار کیا فرماتے ہین صرصر یہ سُنکے غصے مین
بیٹھی اور کہا او جھوٹے جعلساز مین کب عمرو کے خیمے مین جاتی ہون کب اُسکو زہر کھلاتی ہون بڈھے
جادوگر نے کہا کہ آپ مجھپر کیون خفا ہوتی ہین آپ دونون کی محبت و عشق کا ذکر دفترون مین موجود ہے یہ
سُنکے صرصر نے آنکھ ملائی دیکھا تو خود خواجہ عمرو کھڑے ہین مسکرا کر باتین بنا رہے ہین صرصر کے ہوش
اُڑ گئے اتنا منھ سے نکلا اتھارے یہ ساربان زادہ سربارگاہ کھڑا ہی لینا جانے نہ دینا عمرو نے کہا واہ جان
جہان وہ گھڑی سے کو کرنا کرانا ہو دم بھر مین بیوفا ہو جاتی ہوے جو تیری یہی خوشی ہی تو جاتے ہین عمرو نے
پہلے ہی تدبیر کر رکھی تھی ایک ... سے جادوگر کو تاک کر اُسکے پہلو مین کھڑے تھے خنجر دامن کے نیچے چھپائے
ہوئے تھے لپٹ کے لوگون مین اسی جادوگر کے خنجر مارا دوسرے پہلو کو توڑ کر نکلگیا وہ جادوگر مر کر زمین پر گرا
اندھیرا ہوگیا آواز آئی کشتی مرا نام من جوہر جادو بود سب لینا لینا کرتے تھے اسی تاریکی مین جست و خیز
کرکے نکل گیا مگر یہ کہتا ہوا اے جان جہان پھر بھی تم سے سمجھونگا غیرون کے سامنے اپنے چاہنے والے کو
ایسی باتین کہتی ہو یہ معرکہ حیرت افزا دیکھکر صمصام کے تو ہوش اُڑ گئے صرصر نے شرما کر سر جھکا لیا
تمام ساحر ملازم صمصام کے مضحکہ کرنے لگے کہ واہ بی صرصر عمرو یہ کیا کہ گیا صرصر نے کہا وہ نگوڑا مکار
غدار جعلساز فریبیا یونہین بکا کرتا ہی اُسکے کہنے کا کیا اعتبار ہی اور تو سب خاموش ہو گئے مگر صمصام
نے کہا بی بی صرصر تمھاری حفاظت کا کیا اعتبار کرین عمرو تمھارے روبرو جادوگر کو مار کے نکل گیا اور تم سے
کچھ نہو سکا صرصر جھلا کر بارگاہ صمصام سے باہر نکل پڑی کہتی ہوئی کہ اب اپنی حفاظت کر لیجے گا میرے بھروسے
پر نہ رہیے گا مین بھلا ہوا کو کیا روکون وہ شہنشاہ کے سامنے عیاری کرتا ہے تم بچارے کیا ہو کیفیت صبح

جب مبارزِ صمصام زور آزمائے فلک نے بادشاہ افراسیاب، بعد گردِ زنجیر دو دمۂ ضیائے سحر کو
نیام مشرق سے نکالا اور گروہ سپر زرین آفتاب عالمتاب کو بصد آب و تاب اپنے پنجۂ قوی و پُر زور میں
سنبھالا اور ملکہ بہاران شمشیر زن ظلمت پر حملہ آور ہوا ہنگام مقابلہ ایک ضرب میں طلسم جہان سے نیست
و نابود کیا تمام لشکرِ تاریکی شب فرار ہوا یعنی صبح ہوئی آفتاب نمودار ہوا معبدان معبود نے وظیفۂ نماز سحری
سے فرصت پائی ہر ساحر غدار نے سجدۂ تصویرات سامری و جمشید سے جبین اُٹھائی۔ نظم
علی الصباح کہ سلطان صبح آئینہ فام ✦ ز دود آتشہ آسمان زنگ ظلام ✦ بدست خسرو خاور فتاد
شاہ حبش ✦ ز شاہ روم ہزیمت گرفت لشکر شام ✦ اُس وقت شمع ہائے مومی و کافوری لہرائیں
طائران نغمہ سرا کی کانوں میں آوازیں آئیں صمصام ناکام بقہر و غضب تمام تیغہ قتل کمر پر ان
بصد شوکت و شان زیب کمر شقاوت اثر کیے ہوئے بیرون بارگاہ آیا سرداران لشکر کو حکم کمر بندی کا
دیا اور آپ جانب بارگاہ ملکہ حیرت جادو چلا یہاں ملکہ حیرت جادو خواب ناز سے بیدار ہوئی تھی
وزیر زادیاں شاہزادیاں حاضر ہو کر واسطے تسلیم کے خم ہوئیں اپنے اپنے مقام پہ بیٹھیں یکایک سامنے
سے صرصر نمایاں ہوئی آتے ہی پایۂ تخت کو بوسہ دیا گرد پھری تصدق ہوئی دعائے ترقی حسن و
جمال بجا لائی ملکہ حیرت نے مسکرا کر پوچھا خیر تو ہے شب کو بارگاہ صمصام میں ہنگامہ تھا صرصر نے
عرض کی عیاروں نے میاں صمصام کو دیوانہ کر دیا رات کو بھورینہ نے عیاری کی میاں صمصام کو
مار لیا ہوتا مگر حضور وہ نہایت ساحر زبردست ہے جام بادۂ نخوت سے مست ہے اپنی نگہبانی کی تدبیر کر چکا
تھا بچ گیا غصہ میں بھرا تھا ایک جادوگر کو مار کر شب و قریب صبح نکل گیا صمصام بدحواس ہو رہا ہے دیکھیے
میدان کارزار میں کیا ہوتا ہے حضور الگ سے چلکر تماشائے جنگ ملاحظہ کریں مگر میری رائے یہ ہے
کہ حضور خلل نہ دیں حیرت نے کہا پہلو سے بارگاہ میں ٹیکرا ہے تخت بچھانے کا اُسی جگہ حکم دیا ہے اگر
بہاران کو اُسنے مارا تو مہرخ و بہار وغیرہ جان دینے کا قصد کرینگی مجکو واجب ہوگا کہ صمصام کو بچاؤں
اور اگر کوئی اور صورت ہوئی تو میں سیر دیکھکر پلٹ آؤنگی یہ ذکر تھا کہ چوبدار نے عرض کیا کہ صمصام
در دولت پر حاضر ہے امیدوار باریابی ہے ملکہ حیرت نے حکم دیا کہ بلا کر پردہ بارگاہ کا اُٹھا صمصام سامنے
آیا چوبدار نے مجرا کرایا ملکہ نے دنگل کی جانب اشارہ کیا صمصام دنگل پر بیٹھا ملکہ حیرت کچھ پوچھنے نہ پائیں
خود ہی صمصام نے عرض کیا حضور نے شب کا حال سُنا ملکہ حیرت نے کہا ہاں ایسے واقعات تو اکثر

گذرتے رہتے ہین مرتیوا سے مرتے رہتے ہین خداوند سامری نے عیارون کو خون ساحران معاف کر دیا
ہی خداوند لقا نے عمرو کو جلاد ساحران بنایا ہی بھلا پھر کون اُسکو مار سکتا ہی صمصام نے عرض کی کہ لشکر غلام کا
میدان کارزار مین جا چکا ہی مین واسطے تسلیم کے حاضر ہوا تھا سرفراز ہو چکا اب رخصت ہوتا ہون مگر امیدوار
ہون کہ جان نثار کی سرفروشی کو آپ بھی ملاحظہ فرمائین کہ زیادہ تقویت ہوگی ملکہ نے جواب دیا کہ مجکو سامری
جمشید کے سپرد کیا ملاحظہ کرنا کیسا مین آکر شریک جنگ ہوتی ہون صمصام نے عرض کیا نہین حضور
دور ہی سے جرات و جانبازی اس نیازمند کی دیکھیے مین سب کے سحر کے جواب دونگا کسی سے نہ
رکونگا حیرت تو جا کر اُسی ٹیکرے پر سنہری تخت بچھا اُسپر جلوہ فرما ہوئی گرد و نگل میز و کرسیان
آراستہ ہوئین اُسپر شاہان وربند طلسم اور شاہزادیان اپنی اپنی جگہ پر متمکن ہوئین ہر چند کہ حیرت جادو
نے حکم دیا تھا کہ ہمارا لشکر تیار نہو اُسپر بھی ڈیڑھ لاکھ ساحران غدار ٹیکرے کے نیچے صف باندھکر
ٹھہرے ہوئے ہین ملکہ حیرت نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ صمصام تین لاکھ ساحران غدار لیکر میدان
کارزار مین ٹھہرا ہی آمد لشکر مسلمانان کا انتظار کر رہا ہی اُدھر لشکر اسلام مین سویرے سے ملکہ
مہرخ سحر چشم تخت زرین پر سوار ہو کر برآمد ہوئین اول ملکہ بہار جادو نے آکر سلام کیا بعد اُسکے
ملکہ نافرمان جادو و ملکہ سرخ موے کاکل کشا و ہلال سحر افگن و رعد و برق و ملکہ برق لامع
و شکیل جادو و خورشید زرین سحر و ملکہ گلزار چشم وغیرہ نے آکر سلام کیا چار طرف سے تخت کو
گھیر لیا ملکہ مہرخ سحر چشم کا لشکر جادو خانہ سے چند قدم آگے بڑھا ہی کہ دیکھا آمد آمد لشکر ملکہ بران
شمشیرزن کی ہوئی ایک ہنس پر ملکہ بران شمشیرزن سوار ایک سمت تمام سرداران لشکر شاہ
شہریار زادیان طاؤس ہاے زرین بال پر بصد شوکت باقی تمام لشکر پشت پر علمہاے زنگاری
کے پھریرے کھلے ہوئے ملکہ مہرخ نے آمد بران دیکھکر تخت بڑھایا ملکہ بران نے فقط ملکہ مہرخ کو
سلام کیا اور کسی کی جانب متوجہ نہوئین ملکہ بہار وغیرہ کو اسکا ملال ہوا آپسمین ایک نے دوسری
سے کہا کہ صاحبزادی کو بڑا غرور ہو گیا ہی ایک نے کہا آج اور ہی خیال ہی اُنکے قلب پر ہجوم غم و ملال ہی
پرسش اور غیر پرسش کی شکایت کیا خدا اُنکی جان بچائے گلا شکوہ کر لینگے غرض اس کر و فر سے
لشکر اسلام جانب میدان کارزار بصد شوکت و حشمت چلا یہان صمصام میدان کارزار مین
مع لشکر آ چکا ہی اپنے لشکر سے بعہدۂ سپہ سالاری آگے بڑھا ہوا کھڑا ہی دیکھ رہا ہی کہ ملکہ باے بسرخ

و سبز و زرد ظاہر ہوے زیر ابر قلب فوج مین تخت ملکہ مرصع کا مثل دل کے اور پہلو سے تخت سے
لپٹین پھولون کی آرہی ہین ملکہ بہار جادو طاؤس زرین بال پر سوار بدھیان پھولون کی گلے مین
آڑی ترچھی پڑی ہین چھپکا موتیون کا سر پر آراستہ صاف ثابت ہوتا ہے شب تیرہ و تار مین عقد ثریا
کا ظہور ہے زلف شب دیجور چہرہ نور اعلی نور قامت سرو باغ خوبی دہن تنگ غنچہ گلشن محبوبی پشت پر
ساٹھ ہزار کنیزان دُر در گوش مرصع پوش دف و دائرہ ہاتھ مین سحریات بات مین پچکاریان لیے ہوے
مست مے حسن و جمال اٹھکھیلیون کی چال کبک خوش رفتار اگر سامنے آئے رفتار دیکھکر ٹھوکرین
کھائے اس شوکت و شان سے آمد ملکہ بہار جادو ہوئی کہ صحراے خارستان پُر بہار ہو گیا درختون مین
جو پتے زرد تھے اُنپر زمرد کا دھوکا تھا جس راہ سے سواری ملکہ بہار کی نکلتی تھی شاخین نخل کی ہاتھ
بڑھاتی تھین کہ دم بھر یہ گل رعنا ہمارے سایہ مین ٹھہرے ہمکو بھی شرف حاصل ہو درخت چاہتا ہے کہ مین
بھی ساتھ ساتھ سوار کے نہال ہون بیت سرو در باغ بہ کیپاے ستادست نگر ٭ ہر کاب تو دو دگر
بود ش پاے دگر ٭ آورجملہ سرداراسی آن بان سے شوکت و شان سے اپنے اپنے لشکر کو ساتھ لیے ہوے
پرے جمے ہوے سواری مثل باد بہاری کے آتی ہے ایک سمت سے لشکر ملکہ بران بڑے زور و شور سے نمایان
ہوا ہے مگر صرصر شمشیر زن ایک نخل کی آڑ کپڑے ہوے خاص چہرہ ملکہ بران پر نگاہ ڈالی ہے بخوبی دیکھ
بھال کر خدمت ملکہ حیرت جادو مین دوڑی ہوئی آئی گر پسینے پسینے ملکہ حیرت سے عرض کیا مین کچھ عرض
کیا چاہتی ہون حیرت نے کہا صرصر کہہ تو کیا ہنستی ہوئی آئی کیا دیکھا کیا سُنا صرصر نے کہا واری اس
وقت مین نے بہ نگاہ غور ملکہ بران شمشیر زن کو دیکھا کیا عرض کرون منہ سے نہین نکلتا ہے چہرہ اتنا
متغیر ہے رخ آفتاب مثال پر زردی سراسر ہے ایک شب مین یہ کیفیت ہو گئی کیسی صورت ہو گئی دوسرے
یہ احتمال ہے بڑا کنیز کو اس امر کا خیال ہے اسقدر آج بران شرمائی ہوئی ہے کہ سر نہین اُٹھاتی اپنے ساتھ
والون سے آنکھ نہین ملاتی مجھکو تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ عمرو نے کچھ عیاری کر کے بران کو میدان مین
بھیجا ہے ملکہ حیرت جادو نے کہا کچھ دیوانی ہوئی ہے تغیر کا تو یہ جواب ہے کہ اپنی جان کے ڈر سے بیتاب ہے دم
بھر کے رنج و ملال مین جسم کا خون خشک ہوتا ہے جان کے واسطے آدمی سر پر ہاتھ رکھکر روتا ہے دیکھو جب سے
یہ لڑائی شروع ہوئی میرا کیا حال ہو گیا ہماری بھی صورت تھی دست و پا کی بھی کیفیت تھی ہوا سے بیحال
بران خوف جان دوسری بات کا جواب یہ ہے کہ عمرو کو ایسی عیاری کی کیا ضرورت تھی وہ تو خود عیار ہے آپ

عیاری کی فکر ہی تیرے کلام سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ عمرو نے بہران کو بدل لیا ہی تو ہی رات کو خیالی تھی کہ بہران سے عمرو نے اتنا کہا تھا کہ چلی جاؤ میدان کارزار مین نہ آؤ بہران اپنا گلا کاٹے ڈالتی تھی اور نہ کہ بہران یہ قبول کرتی کہ میرے بدلے میدان مین اور کوئی جائے یہ صرصر تمھاری عقل کی حماقت ہی صرصر یہ سنکے خاموش ہوگئی مگر دونون لشکر بصد کر و فر اس زور و شور سے میدان مین آئے کہ طبقے زمین کے تھرائے دونون دریاے لشکر موج مارتے ہوے میدان رزم مین پہونچے شورش بحر زخار سپاہ سے کشتی دہر کو تلاطم ہوا سفینۂ حیات سبکا گرداب فنا مین مبتلا اب جابجا باجے بج رہے ہین صفوف میدان قتال و جدال مین آراستہ ہونے لگین میسرہ میمنہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ جانبین سے درست ہوئین دونون سمت ساحران غدار کاروبار میدان کارزار مین مصروف ہین ایک ساحر نے بڑھکر سحر کیا آسمان سے تیر برسنے لگے جو جوکہ نخل حائل نظر تھے کاٹ کر گرادیے دوسرے نے سحر کیا آندھی سیاہ اٹھی جھونکے ہوا کے چلے خس و خاشاک کو ہوا اٹھا کر لیگئی ایک نے بادل نے بڑھکر روئی کے گالے ہاتھ پر رکھکر اڑائے لکا ابر سپید ہوا برستا ہوا نکل گیا اسلح میدان چشم زدن مین آراستہ ہوا تقیبان بلند آواز نے آکر آوازین لگائین کہاں ہی ورامہ جادو کہاں ہی ساحر ششمش بد خو سامری و جمشید کیا ہوے ایک چشم زدن مین بڑے بڑے سرکش فنا ہوے دنیا مقام عبرت ہی شل طائر عنقا معدوم عشرت ہی

شعر - اجل لگائے ہوے گھات ہر کسی پر ہی ✤ بہوش باش کہ عالم رواروی پر ہی

نظم

ہاں ذرا کر نظر بدیدۂ غور | دیکھ دنیاے بے ثبات کا طور | بھول مت دیکھ دیکھ آرایش
نہیں دنیا مقام آسایش | کوئی بزم طرب کا بانی ہی | کہیں ماتم ہی نوحہ خوانی ہی
کہیں چوتھی ہی اور چالا ہی | کہیں افضال حق تعالی ہی | ہی کہیں شادی حنا بندان
اور کہیں شور مرگ فرزندان | ہی یہ دنیاے دون کا سررشتہ | نوش اسکا ہی نیش آغشتہ

بیت - رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہگیا ✤ گردون کا آسمان سے نکلے نام رہگیا ✤ بڑے بڑے نامی و گرامی قبر تاریک و تنگ مین سوتے ہین اُنکے حالات نیک و بد نہین معلوم ہوتے ہین تخت شاہی بوریاے فقر بعد مرگ کسی کے ساتھ نجائیگا الا نام مردان عالم صفحہ میدان جہان مین ہمیشہ باقی رہیگا اے مردان شیردل اے رستمان تہور شعار اے دلیران میدان کارزار عرصہ زیست کا بہت تنگ ہی یہ وقت نام و ننگ ہی ایسے کلمات عبرت خیز و اشعار حیرت انگیز زبانپر جاری کیے سرداران ملکہ بہران شمشیر زن کے دل غم سے بھرے ہوے ہین آنکھون سے سب کے اشک حسرت جاری ہین نمونہ پامال ہی عالم آنکھون کے نیچے پھر گیا ہر ایک کا یہی قصد تھا کہ میدان کارزار مین جائیے اور مر کر مر جائیے

لشکر دشمن کو جرأت دکھائیے زندگی چند نفس ہی بالآخر روح کو یہ جسم خالی مثل قفس ہی بکر اودلان اول صمصام
بہرام نے کرگدن سحر اپنا صف لشکر سے نکالا سامنے تخت حیرت جادو کے آیا کرگدن سے کود پڑا پایۂ تخت
کو بوسہ دیا ہاتھ باندھکر اجازت خواہ ہوا ملکہ حیرت نے کہا ای صمصام کیا جلدی ہی ہمارے سب سحر
آمادۂ حرب ہین سالہا سال سے ان لوگون سے لڑ رہے ہین معرکے پڑ رہے ہین تم تو ہمارے مہمان ہو
تامل کرو اول طریقۂ جنگ دیکھو صمصام نے عرض کیا کہ غلام ہی کی لگی بجھی ہو اب تاب صبر و ضبط
باقی نہین ہی غلام بیقراری بس آج ہی خاتمہ کرتا ہون ملکہ حیرت نے اشارہ کیا ایک جادوگر نے لا کر
جام شراب صمصام کو دیا کہا ای سامری وقت جمشید عہد یہ جام شراب جرأت ہی پیکر پینا صمصام
نے اُسکے ہاتھ سے ہنسکر لے لیا ملکہ حیرت جادو نے کہا جاؤ خداوند لقا کے سپرد کیا صمصام بد انجام
مثل غول صحرائی کرگدن کو اُڑاتا ہوا نیرنگ سحر دکھاتا ہوا میدان کارزار مین آیا واضح رای ناظرین
ہو کہ خنجر بار جادو صمصام بچا کا رفیق قدیم ہو صلاح کار و ندیم ہو ساحر بھی زبردست ہی بادۂ کبر و نخوت
سے مست ہی انتہا کا مکار و غدار ہی صمصام کو اس پر بڑا اعتبار ہی اسکو بعہدۂ سپہ سالاری لشکر مین چھوڑ
آیا ہی سمجھا دیا ہی کہ جنگ مغلوبہ ضرور ہوگی اُسوقت تم میرے قریب رہنا جن اشیاے سحر کی ضرورت ہو
تمھین ہم تک پہونچانا دیکھو رہ نہ جانا خنجر بار جادو نے اس سے کہدیا ہی کہ اس خیرخواہ کو ہر وقت اپنی
پشت پر پائیے گا لڑائی مین نہ گھبرائیے گا الغرض صمصام میدان کارزار مین پہونچا نعرہ کیا کہ جسکو تمنا
مرگ کی ہو نکلے اور مین تو ملکہ بران صاحبہ سے جنگ کا طالب ہون ملکہ بران شمشیر زن نے یہ سنتے
ہی تخت سے اُترنے کا ارادہ کیا تھا ملکہ مہرخ سحر چشم نے جو یہ دیکھا پکار کر آواز دی صاحبو غضب ہوا
آپ صاحبون مین سے کوئی صاحب جلد جائین اس بچہ کو جواب دین مقابلہ کرین ملکہ مہرخ کے
منھ سے یہ پورا کلمہ نہ نکلا تھا کہ شکیل جادو فرزند ارجمند ملکہ مہرخ سحر چشم کا پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالے
استادہ تھا فوراً پایۂ تخت کو بوسہ دیکر سامنے آیا عرض کی ای مادر مہربان اجازت میدان ملکہ نے بہ تعجیل
فرمایا بسم اللہ شکیل نے فوراً مرکب اُٹھا دیا وہان ملکہ بہار تاجدار وغیرہ نے ملکہ بہران کو روکا اور
کہا حضور تامل فرمائین وہ دیکھیے شکیل جادو مقابلے مین صمصام کے جا پہونچا ایک سے دو نہین مقابلہ
کرتے ہین ملکہ خاموش ہو کر ٹھہر گئین یہان صرصر نے ملکہ حیرت جادو سے کہا واری یہ معاملہ بھی حضور نے
ملاحظہ فرمایا اُسنے نام بہران شمشیر زن کا لیکر پکارا عوض مین اُسکے شکیل جادو مقابلے پر آیا اب تو لونڈا

قول کرسی نشین ہوا ملکہ بُران شمشیر زن شعلہ جوالہ ہو وہ اس امر کو کب جائز رکھتی ہرگز شکیل جادو کو مقابلۂ
صمصام میں نہ جانے دیتی ملکہ حیرت جادو نے کہا آج مجھے صبح سے یہی خیال ہو تیرے دماغ میں
خلل ہو گیا ہی آج قانون اور قاعدے کا کیا ذکر ہی سب کو ملکہ بُران کے جان بچانے کی فکر ہی حیرت خاموش
ہو گئی یہاں شکیل جادو قریب صمصام پہونچا تھا کہ اُس ملعون نے اپنے گردن سحر کے سر پر ایک سونٹا
یا سامری کہکے مارا اُس گردن کے مُنھ سے ایک شعلۂ کلان نکلا شکیل کے سر پر آکر چمکا قریب تھا کہ خرمن
ہستی شکیل جادو کو جلائے شکیل نے کچھ پڑھ کے دستک دی شعلہ سر سے ہٹا مگر سر پر مرکب کے گرا
مثل طاؤس آتشبازی جلنے لگا ہر عضو تن سے شعلہ نکلنے لگا شکیل جادو کود پڑا کچھ پڑھکر ہاتھ ملایا برق
چلی صمصام کے گردن کا سر اُڑ گیا بقہر و غضب صمصام زمین پر آیا کارد سحر جیبی سے نکال کے
پھینک ماری ہر چند شکیل نے روکا نہ رکی شانے کو توڑ کر پار نکل گئی شکیل غش کھا کر زمین پر گرا صمصام
نے چاہا سر کاٹ لوں خورشید زرین سحر کو تاب نہ آئی چمک کر صمصام پر جا پڑا اُس زمان شکیل جادو
بہ اشارۂ ملکہ مہرخ سحر چشم شکیل کو اُٹھا لائے خورشید زرین سحر سے مقابلہ ہونے لگا دونوں کے سحر سے
شعلے بھڑکے آگ برسی زمین تپنے لگی عرصۂ دراز تک اسی طرح آپس میں سحر ہوتے رہے واضح رہے کہ
صمصام کے پہلو میں دو تیغے حمائل ہیں ایک خاص قتل بُران کا اور دوسرا واسطے ہر ساحر کے آخر
غصے میں آکر صمصام نے تیغہ کمر سے کھینچا خورشید پر مارا ہر چند کہ خورشید نے سپر سحر کو سر پر روکا مگر سپر
کٹی خود کو کاٹ کر تیغہ تا ابرو پہونچا خورشید نے رد سحر کر کے تیغہ تو سر سے نکالا مگر صدمۂ زخم سے غش کھا کر
زمین پر گرا صمصام نے قصد کیا قتل کرون ملکہ بہار جادو کو تاب نہ آئی وہیں سے نعرہ کیا کہ او
خار صحرائے ذلت ہاتھ نہ اٹھانا اپنی بغاوت نہ دکھانا سن ملکہ بہار جادو یون تڑپ کر میدان میں آئی کہ
برق جہندہ شرمائی نور جمال ملکہ بہار جادو سے آنکھوں میں صمصام کے چکا چوند آئی جب تک یہ بچیا
سنبھلے ملکہ بہار گلعذار نے گلدستہ سحر مارا بلند ہو کر گلدستہ پھٹا پھول برسنے لگے ہوائے سرد آئی
غنچے چٹک کر گل ہونے لگے درختوں میں جو زرد زرد پتے تھے سرسبز و شاداب ہوئے عندلیبان خوشنوا
گل عارض ملکہ بہار جادو دیکھکر بیتاب ہوئیں زمزمہ سرائی کرنے لگیں دم محبت کا بھرنے لگیں آوازیں
آنے لگیں شعرای جنون رکھیو بیابان میں سواری تیار ہ اندنون چلنے کو ہے باد بہاری تیار ہ ایک بلبل
خوش نغمہ نے پھول کو پر رکھو لے یہ اشعار آبدار مصنف پڑھنا شروع کیے غزل

ہی شوق ماہ رو کو ہمارے ستار کا
آتا ہی دھوم دھام سے موسم بہار کا
صیاد اب تو چھوڑ دے بلبل کو قید سے
کھاتا ہی پیچ و تاب بگولہ غبار کا
دل کی تڑپ سے برق خجل ہو گئی قمر

تار شعاع مہر نمونہ ہی تار کا
زاہد سُنا حساب نہ روز شمار کا
آتا ہی دھوم دھام سے موسم بہار کا
دل سے حضور کے نہیں جاتی کدورتین
ادنی نمونہ ہی یہ مرے اضطرار کا

ساقی پلا دے جام مے خوشگوار کا
آتا ہی دھوم دھام سے موسم بہار کا
برگشتہ قسمتوں کی نہیں خاک کو بھی چین
اس آئنہ مین زنگ ہی میرے غبار کا

سب نے دیکھا کہ چار جانب سے ابر تنک اُٹھے موسم بہار کی کیفیت نمایاں ہوئی بوندیان ہلکی ہلکی پڑنے لگین گویا عطر بہار کا زمین پر چھڑکاؤ ہوا ہر گل کا کٹورا شراب شبنم سے معمور تھا کیفیت موسم بہار مین نوجوانان چمن کو سرور تھا صبا نشۂ بادۂ خوشگوار مسرت سے اٹکھڑاتی تھی ہر مینا شجر سے سرنگرانی تھی دیدۂ نرگس شوق جمال بہار مین وا کثرت گلہاے رنگارنگ سے دامن صحرا پُر بہار ہوا عطر بار محبت بہار مین دل لالہ داغدار سوسن صد زبان اُس گلشن بےخزان کی ثناخوان صمصام جنگ آزما نے خونریز زرہ پوش اس جوش بہار کو دیکھکر حیران و پریشان چاہتا ہی کہ پھول اُٹھا کر سونگھے بازو پر سنہرہ پتلا بندھا تھا وہ بڑھکر پکارا اُٹھا ای شہنشاہ ہوشیار رہنا پھول نہ سونگھنا یہ تمھارے واسطے خار ذلت ہی دیکھو پچھتاؤ گے دھوکا اُٹھاؤ گے دام مکر بوے گل مین پھنس جاؤ گے صیاد دزد دل آزاری ہی سونگھنے مین موجب ذلت و خواری ہی یہ جو پتلے نے پکار کر کہا صمصام نے پھول ہاتھ سے پھینکے ہوش آیا قلب ٹھہرایا جلد جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک ترنج سبز نکالا کچھ اسماے سحر پڑھکر اُچھالا زمین پر ایک دو ہتڑ مارا ترنج آسمان پر جاکے غائب ہوا یکایک ایک ہواے گرم چلی دھوپ نے وہ تیزی دکھائی ہر شخص کی گرمی سے جان لبون پر آئی وہ دشت کرۂ آتش معلوم ہوتا تھا گویا سوا نیزے پر آفتاب آیا ہی چشمون کا پانی کھولنے لگا مچھلیان بیتاب تھین سیخ موج پر کباب تھین خشکی لب ساحل پر موجین بیقرار و مضطر خیمۂ حباب جلنے لگا ہر گرداب تنور شعلہ فشان بن گیا پھول کمھلانے لگے طفل غنچہ کو حرارت سے غش آنے لگے نخل چمن سے کف افسوس ملنے لگے پھل تلوارون کے مثل شمع کافوری جلنے لگے بلبلون نے نغمہ سرائی موقوف کی سکوت کا جوش مثل تصویر خاموش ابھی موسم بہار تھا چشم زدن مین باغ سحر بہار پر خزان آئی سرسبز و شاداب درختون پر زردی چھائی باغبان بدعت فلک کو اس باغ بہار کو مٹاتے شرم نہ آئی ہمیشہ سے یہی گردش لیل و نہار ہی کبھی خزان اور کبھی بہار ہی ملکہ بہار جادو نے جو اس تابش اور حرارت

کو دیکھا جھوکل سا مجھلا گیا جادو دوسرا سحر کرے صمصام نے نعرہ کیا ای بہار ہوشیار ہو مین تیرے سحر کو مٹا چکا اب کب زندہ چھوڑتا ہون یہ کہکر ایک گرز طرف آسمان کے پھینکا ملکہ بہار جادو پر آگ برسنے لگی ملکہ مہرخ سحر چشم نے جو یہ آفت دیکھی سمجھین شاید ملکہ بہار جادو سحر صمصام مین مبتلا ہوئین فوراً یہ کہکے تخت بڑھایا کہ مین جاکر باران سحر برساؤن ملکہ بہار گلعذار کو بچاؤن ملکہ مہرخ سحر چشم کے تخت بڑھاتے ہی ہمراہ رکاب ملکہ مہرخ بہت سے ساحر بڑھے یہ کہتے ہوئے کہ اپنے مالک کو تنہا نہ جانے دینگے صمصام نگرام کو گھیر کے مار لینگے ابیات مصنف

یہ دیکھا جو صمصام نے شور و شر
کرو حملہ دشمن کے لشکر پہ اب
یہ سنتے ہی لشکر بصد کر و فر
بڑھی سحر پیکار با عز و شان
ملے صورت ابر باہم دگر
کسی نے کسی کو کیا بے نشان
کسی نے کسی پر کیا یہ فسون
کوئی زخمی ناوک سحر تھا
لگا یا کسی نے کسی پر تبر
کوئی سحر پہ اپنے مغرور تھا
وہ غوغا پس مرگ جادوگران
وہ ہونا فزون صد سو درد کا
کوئی کہہ رہا تھا کہ آ اولقا
کوئی بھاگ جانے پہ آمادہ تھا

ہوئی جنگ مغلوبہ مد نظر
نہ دیکھو ذرا بھی بد و نیک کو
سوے فوج مہرخ ہوا حملہ ور
رود دریاے لشکر ہوئے موجزن
ہوئی بارش سحر پھر سر بسر
کوئی خون منھ سے اگلنے لگا
لگا تنکے چننے ہوا یہ جنون
کسی نے کسی کا کیا سر جدا
گرا ہوکے زخمی کوئی خاک پر
ہزارون تڑپتے سر خاک پر
وہ بیرون کی مقتل مین آہ و فغان
کوئی کہہ رہا تھا کہ یا سامری
مجھے دشمنون سے بچا اولقا
ہوا ایسا میدان مین کشت و خون

دیا فوج کو حکم با صد غضب
کرو قتل میدان مین ایک ایک کو
ادھر سے بھی فوراً سپاہ گران
چھپا گرد سے روے چرخ کہن
دکھانے لگا کوئی نیرنگیان
کوئی صورت شمع جلنے لگا
کوئی بزدلا تھا کوئی منچلا
ہوا قید ہستی سے کوئی رہا
کوئی سحر آتش مین مسحور تھا
پدر کو نہ بیٹے کی تھی کچھ خبر
وہ چلنا ترنج اور نارنج کا
گروہ گئے اسدم مری یا دری
کوئی سحر پیکار ہستا دہ تھا
مفصل بیان ای قمر کیا کرون

یہ دونون لشکر مثل آب و شور و شیرین و مانند نور و ظلمت آپسمین مل گئے ہنگامہ سحر برپا ہوا ملکہ بہار گلعذار نے اپنے تئین ایک چشم زدمین سحر آتش سے رہا کیا اسقدر باران سحر برسایا کہ کئی ہزار ملازمان صمصام جوش مین آب ناب سحر کے ڈوب گئے راہ سے تری کے نار سقر مین ہو پہنچے

ملکہ ہمائے تاجدار افسر لشکر برّان نامدار مع فوج ظفر موج لشکر صمصام جنگ آزمائے خونریز
زرہ پوش پر جا پڑین ایک جانب سے ملکہ مجلس جادو ایک جانب سے ملکہ شگوفہ سحر ساز
وزیر زادی ملکہ برّان نے بھی اپنا رخش سب کے عقب مین بڑھایا کسی نے ترنج کسی نے نارنج
کسی نے گچھا پیکان کا کسی نے گولا آہن کا سحر پڑھکر پھینکا تب ملکہ برّان شمشیر زن نے بھی پہلے
آخر مین کچھ ماش کے دانے جھولی سے نکالکر لشکر صمصام پر پھینکے ملکہ حیرت جادو نے اِدھر اپنے
افسران فوج کو حکم دیا ہی کہ صمصام کی جا کر مدد کرو لشکر مہرخ کو گھیر لو مین بھی آتی ہون یہ کہکر اشیائے سحر
ذات پر آراستہ کرنے لگی اُسوقت تک صرصر شمشیر زن قریب ملکہ حیرت جادو کے حاضر ہی چونکہ بلندی
پر ہی صرصر لڑائی کو نظر غور سے دیکھ رہی ہی جب ملکہ برّان شمشیر زن کو اس طرح لڑتے دیکھا ملکہ حیرت
سے کہا اب حضور نے ملاحظہ کیا مجکو تو بخوبی یقین ہو گیا کہ یہ ملکہ برّان شمشیر زن نہین ہی ساربان زاد
نے کسی اور کو برّان بنا کر بھیجا ہی برّان کی لڑائی کا یہی طور ہی آپکے لشکر سے ایسا کب لڑی ہی اگر شہنشاہ
افراسیاب پہ جا پڑی ہی آج تو مردے کی شکل ہی کسی ایسے ویسے پر اُسکا سحر کام کرتا ہی ملکہ حیرت نے
جواب دیا مجکو بھی پڑی ہی بخوف جان یہ حال ہی اُسکے قلب پر ہجوم غم و ملال ہی اُسکے سردار اُسکو بڑھنے
نہین دیتے مگر کسی ساحر زبردست کے چڑھے نہین دیتے صرصر تو چپ ہوئی ملکہ حیرت جادو
طاؤس زرین بال پر سوار ہو کے جا پڑی جاتے ہی ایک گولا اُٹھایا سحر پڑھکر فوج ملکہ مہرخ سحر چشم
مارا اکثر سو کے سر پھٹ گئے پلٹ کر ملکہ بہار جادو نے دیکھا کہ یہ کیا قیامت آئی یہ کیسا دنگا ہوا کہ
دل ساحرون کا کانپ گیا بغور جو دیکھا تو حیرت جادو کے سحر نے حملہ ڈالدیا ہی جس غول پر گرتی ہی صاف
کر کے ہٹتی ہی پس بہار جادو نے بڑھکر آواز دی دیکھو ہٹ جاؤ شامت نہ آجائے یہ تو ہم جانتے ہین
کہ تو بادشاہ کی جورو ہی خصم نے تیرے سب کچھ سکھا دیا ہی یہان بھی کوئی موم کا نہین ہی ملکہ حیرت نے
جواب دیا ای بہار تیری قضا میرے ہی ہاتھ سے ہی اتنا فقط پاس ہی کہ برادری والے کہینگے بہن
کو بہن نے مار ڈالا اور خیال اسکا بھی آجاتا ہی کہ ہم نے اور تو نے ایک پیٹ مین پاؤن پھیلائے ہین
ایک مان کا دودھ پیا ہی کیا دنیا کا خون سفید ہوا ہی کہ چھوٹی ہو کر بڑون کے منھ چڑھتی ہی چل ہٹ سامنے
سے آج مین ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی یہ کہکر ملکہ حیرت نے ایک نارنج اُٹھا کر مارا کہ دس بارہ کنیزان
بہار کے سر پھٹ گئے ٹکڑے اُڑ گئین سیر گلشن جنان ہوئین غصے سے رنگ زرد ہے ملکہ بہار [illegible]

چہرہ مثل گلاب کے پھول کے سُرخ ہو گیا فوراً گلدستہ اُٹھا کر مارا اور کہا ای ہمشیرہ صاحبہ بچنا الامر فوق الادب
جب تک ملکہ حیرت جادو سنبھلے گلدستہ قریب سر ملکہ حیرت جادو وش ہوا ہوا سے
سرخ چلی ملکہ حیرت جھوم گئی ایک پھول سرپہ طاؤس کے پڑا مثل طاؤس آتشبازی کے جلنے لگا ملکہ حیرت
طاؤس سے کود ی جھولی سے شیشہ آب دمیدہ سحر نکالکر اپنے منھ پر چھینٹا دیا سحر بہار کا دفع ہو گیا مگر
سَو دو سَو جادوگر ملکہ حیرت جادو کے گریبان پھاڑ کر دیوانے ہوئے ملکہ بہار نے ابروے اشارہ
کیا اشعار عشق آمیز پڑھکر اپنے گلے کاٹ ڈالے ملکہ حیرت نے غصے مین چاہا کہ ملکہ بہار گلعذار پر
جا پڑے بیچ مین ہلال سحر افگن لشکر لیکر آگئی خوب اُس مقام پر سحر ہوئے ملکہ حیرت سب کو جواب
دیتی جاتی تھی ہر طرف شور قیامت برپا ہی سحر ہر ایک کا چل رہا ہی ہر نخل آتش سحر سے جل رہا ہی لیکن
صمصام بد انجام غرق دریاے سحر جوش مین گھرا ہوا اُڑ رہا ہی جس غول پر جا پڑا کسی پر گرز کسی پر
تیغ مار دیا اتنا بڑا زبردست ہی کہ اگر کوئی جادوگر سنبھلا اُٹھا ہوا تا صمصام نمکحرام پر جا پڑا اور صمصام
جنگ آزماے خونریز زرہ پوش پر ہاتھ تلوار کا مارا اُس بیچارے کلائی پیاسکی ہاتھ ڈالدیا تیغہ چھینکر
پھینکا کمر مین ہاتھ ڈالکر یا سامری کہکے زمین پر مارا چھاتی پر چڑھ کے سر کھینچ لیا ہزارہا ساحران
نامی اسکے ہاتھ سے زخمی ہوئے بہت مارے گئے مثل فیل مست پامال کرتا ہوا جاتا ہی خنجر باز جادو
اسکا رفیق قدیم ہی داد مردی و مردانگی کی دے رہا ہی ہر غول مین بڑھکر اٹھتا ہی جب صمصام آواز
دیتا ہی ای رفیق من و ای صف شکن ای خنجر باز جادو اپنے کو مجھ تک پہونچاؤ بیچیا حاضر کیجئے غول
سے نکلتا ہی قریب صمصام آجاتا ہی جو شی صمصام مانگتا ہی یہ دے دیتا ہی مثل باش کے دانے
ترنج یا نارنج وغیرہ ہر شی اسباب سحر سے اپنے پاس موجود رکھتا ہی صمصام آفرین کہکے پھر لڑنے
لگتا ہی ملکہ مجلس جادو دو واسطے ملکہ گبران شمشیر زن کے سینہ سپر ہو رہے مین ملکہ برہان کو جلنے
نہین دیتی ہی ہر بلا کو اپنے سر پر لیتی ہی اب جو دو لشکرون مین قیامت کے سحر ہونے لگے کہ حیرت
جادو بھی شریک ہی کئی لاکھ جادوگرون کا کھیت جانبین مین ہو چکا ہی صمصام نے آگ برسائی
ہی کسیکے روکے نہین رکتا ہی جسے ٹوکا اسپر جا پڑا کمنی سے بیچیا کی خون ٹپک رہا ہی لختے لختے خون کے تلوار
پر جمے ہین چہرہ سیہ کار کا غصے سے سُرخ ہی دیو خصال مریخ مثال فوج ملکہ مہرخ سحر چشم کو پامال کر رہا
ہی کسی کو آتش سحر سے جلایا کسی کو پانی برسا کے ٹھنڈا کیا اس جوش و خروش مین بیچیا لڑ رہا ہی جاجتا

ہی ملکہ بران تیغ شیر زن پر جا پڑون دختر کوکب سے دل کھول کر لڑون ہر سردار سینے کو سپر کرتا ہی دم محبت
کا ملکہ بران کی بھرتا ہی صمصام بد انجام فوج کو آواز دے رہا ہی ہان یارو جانبازی کرو ایک ایک کو
خلعت و جاگیر سے سرفراز کرونگا تمھاری جرأت پر ناز کرونگا افراسیاب ایسا قدردان ملا ہی جوہر
شناس نیک اساس خود صاحب شمشیر و سپر و آفتاب اقبال اُنکا اوج پر ہی طلسم نور افشان کے
تباہ کرنے کی کوشش مین ہی کوکب روشن ضمیر کا ستارہ گردش مین ہی ایسے کلمات مہملات جو اسکی
زبان سے نکلے اور نمک خواران ملکہ بران نے سنے ایک ایک کو غصّہ آیا دریائے جرأت نے
جوش مارا بہرام سرفروش ملکہ بران تیغ شیر زن مین سے ہی صاحب لیاقت شیر بیشہ جرأت تیغ کھینچ
کھینچکر صمصام پر جا پڑا اور یہ آواز دی کہ او بیحیا شعر زبان درکش و تیغ کش از غلاف ٭ کہ جای
سخن نیست در دشتِ مصاف ٭ یہ میدان کارزار ہی بیہودہ بکنا بیکار ہی او افراسیاب غیر اثر قدردان
باپ دادا نے تیرے خوان نعمت شہنشاہ کوکب روشن ضمیر سے پرورش پائی او نمک حرام بدانجام
تو نے یہ کیا خوب خیر خواہی دکھائی ایسے کلمات کہتے ہوئے شرم نہ آئی یہ جو نعرہ شیرانہ بہرام سرفروش نے
کیا صمصام غصّے مین جا پڑا بہرام نے گولہ مارا یہ مردود تو بلائے روزگار ہی اپنی چھنگلیا تراش کر
گولے پر خون مارا کہا اپنا بھوگ لے دشمن کو شکست دے وہ گولہ اُلٹا پلٹا مثل شعلۂ جوالہ کے گویا توپ
کے منھ سے نکلا بہرام نے ہر چند روکنا چاہا مگر وہ گولہ اُسکے سر پر اس خیرخواہ کے ایسا پڑا کہ وہ
غول جان بحق تسلیم ہوا یہ معاملہ جو ملکہ مجلس جادو نے دیکھا کہ ایسا سردار نامی مارا گیا نیچہ گلی لے کر
صمصام پر برس پڑی کئی ہاتھ مارے نیچے سے ہر مرتبہ شعلے نکلتے تھے صمصام تو اپنے تئین بچاتا تھا
جادوگر صمصام کے قریب جو تھے کئی سو جلے بیدم ہوئے رہرو راہ عدم و شعلہ افروز نار جہنم ہوئے
صمصام نے ایک ماش کا دانہ سحر پڑھ کے نیچہ گلی پر مجلس کے مارا نیچہ مجلس کا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ملکہ
مجلس نے جھولی مین ہاتھ ڈالا چاہا دوسرا نیچہ نکالون صمصام نے بہ تعجیل تمام تیغہ سحر یا سامری یا جمشید
کہکے سر پر ملکہ مجلس کے مارا مجلس نے سپر سحر کی پناہ لی مگر سپر ایسی جلدی کٹی گویا وصل کی شب
تھی سپر کو کاٹ کر تیغہ سر پر ٹھہرا سر اسکا زخمی ہوا ملکہ مجلس دریائے خون مین نہا گئی غش آنے لگا
دل ضعف سے گھبرانے لگا صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش نے چاہا مجلس جادو کا
سر کاٹ لون ہمارے تاجدار بیچ مین جا پڑی للکارا او نمک حرام کیا کرتا ہی یہ کہکر کچھ ماش کے دانے مار

اُس مقام پر اندھیرا ہو گیا اُسی تاریکی مین ملکہ مجلس جادو کو ہٹا لیا صمصام نے اندھیرے کو
مشعل سحر جلا کر دفع کیا اُستادان سخنور نے بیان کیا ہی کہ بعد زخمی ہونے مجلس کے اِس زور و شور سے
تلوار چلی کہ گاؤ زمین کانپتی تھی وہ قیامت کے سحر ہوئے کہ اندھیرا چھا گیا کبھی آگ برسی کبھی لکۂ ابر
سیاہ چھا گیا کبھی شعلہ ہاے آتش بھڑکتے تھے رعد کی گرج برق کی چمک کمانون کی کڑک عقاب طیر
اُڑتے پھرتے تھے سر زمین پر کٹ کٹ کر گرتے تھے کسی کا سینہ تیرون سے غربال ہوا کوئی زیر سُم
اسپان پامال ہوا تمام دشت خون سے لال ہوا صمصام بد انجام نے اُسوقت ایک روئی کا
گالا جھولی سے نکالا سحر پڑھکر اُسپر کچھ پانی ڈالا وہ ابر ہو کر بلند ہوا ایسا اندھیرا چھایا صاف ظاہر ہوتا
تھا کہ شب تیرہ و تار ہی شب فراق عاشق سے مثال دون یا لخال چہرۂ زنگی کہون تاریکی پردۂ ظلمات
سامنے اُس اندھیرے کے مات اُس اندھیرے مین صمصام نے جست کی تحریر کر چکا ہون کہ ملکہ
بُرّان نقلی با اصلی ایک نخل کے سائے مین ماش کے دانے ترنج نارنج پھینک رہی ہی کہ صمصام
اُسی مقام پر پہونچا نعرہ کیا او دختر کوکب کہان جاتی ہی بس برّان نے جو سر اُٹھا کر صمصام کو دیکھا
قصد ہوا کہ بھاگ جاؤن مگر صمصام کب جانے دیتا ہی ایک دو ہتڑ زمین پر مارا برّان لڑکھڑا کے
تھم گئی گویا زمین پر مثل نقش کف پا جم گئی ایسی سحر صمصام مین پھنسی کہ اپنے مقام سے ہل نہ سکی
صمصام نے نیمچہ قتل ملکہ برّان کر کے کھینچا مثل برق کے تڑپ کر ابر نیام سے نکلا اتنے عرصے مین
سرداران مہرخ و ملکہ برّان نے شعلہ چمکا کر اُس تاریکی کو دفع کیا ہی اب جو نگاہ اُٹھا کے دیکھا صمصام
کو قریب ملکہ برّان پایا بدحواس دوڑے وہان صمصام بالکل قریب تھا برّان نے جوڑے سے
اختر مروارید نکالا سینے پر صمصام کے پھینک مارا وہ مثل موم ہو کر زمین پر گر پڑا اپنا فعل قدیم نہ کیا
اُدھر صمصام کا نیمچہ چل گیا ملکہ برّان شمشیر زن نے تھرا کر سپر سحر کو اُٹھایا نیمچہ تڑپ کے گرا سپر کٹی اُسپر
بھی برّان نے چاہا کہ سپر کو پھینک کر بھاگون لیکن قدم نہ اُٹھا جنیو کا ہاتھ پڑا ایک ہاتھ مع سر قلم
ہو کے زمین پر گرا غبار بلند ہوا آندھی سیاہ اُٹھی سنگ باری برف باری شروع ہونے لگی لاش
ملکہ برّان کا زمین پر گر کے تڑپا معلوم ہوا ستارہ آسمان سے ٹوٹ کر گرا ہی صمصام نے تو نعرہ کیا
وہ مارا مین نے چراغ طلسم زر افشان گل کر دیا شمع انجمن کوکب کو بجھایا اُس وقت ملازمان
کوکب و ملکہ مہرخ نے ایسا شور گریہ و زاری بلند کیا اور گوے ترنج نارنج طرف صمصام کے پھینکے

کہ ہنگامۂ قیامت برپا ہوگیا اور کسی نے دشمنی کو مرنے پر ملکہ بُران شمشیرزن کے کیا صدا آئی
دستور ہی کہ جو جادوگر قتل ہوتا ہی ہمزاد اسکا اُسکے نام کی آواز دیتے ہین کہ مارا فلان جادوگر کو اس
ہنگامے مین کس کے ہوش درست تھے کہ اس آواز کو سنتا کہ بیرون نے کیا کہا ہر جادوگر
بدحواس ہوگیا ہر طرف سے یہ صدا آتی تھی بیت گر پیر نود سالہ بمیرد عجب نیست وہ این ماتم
سخت ست کہ گویند جوان مردہ ای آفتاب عالمتاب آسمان کوکب روشنضمیر اسوقت تو
غروب ہوا طلسم نورافشان مین اندھیرا ہوگیا جب اُس شہنشاہ عالیجاہ کو خبر ہوگی تیرے
غم مین دیوانہ ہو جائیگا خدا اس عمر کا قتل نہ کاٹے کسی ماں باپ کے دل کو یہ صدمہ نہ پہونچے
کیونکر وہ بہادر صبر کرے گا کیا لیکے دلپر جبر کرے گا غرض یہ روتے ہوئے گریبان چاک چہرہ خراش
خاک صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش پر جا پڑے اُسکی فوج بھی جانبازی مین
مصروف ہوئی اُدھر ملکہ حیرت جادو نے اپنی فوج کو للکار دیا کہ ارے صمصام ایسے خیرخواہ کو
دشمنوں سے بچاؤ ہر فرد بشر اسوقت جان دینے پر آمادہ ہو صمصام نمکحرام کے قتل کرنے کی فکر ہی
ہر غول مین یہی ذکر ہی کہ یارو ملکہ بُران شمشیرزن تو قتل ہوگئی اس نمکحرام صمصام بدانجام کو بھی زندہ
چھوڑو ہرگز منہ اسکے قتل سے نہ موڑو لشکر حیرت جادو کا بڑھا جنگ عظیم واقع ہوئی اسوقت
اس قدر سحر و ساحری کا ہنگامہ برپا تھا کہ قدم رکھنا ہر شخص کو دشوار تھا کشمکش فوج سے قتل ہر میدان
مین جگہ خالی نہ تھی ہر چند صمصام سحر کا سب کے جواب دیتا جاتا ہی مگر بدحواس عالم یاس قتل
کرے بُرہان کو دیکھتا پاتا ہی کہ اب میری جان ان سب سے کیونکر بچے گی دل مین خیال کرتا ہی کدھر
جاؤن کیونکر اپنی جان بچاؤن اسی تردد و انتشار مین تھا کہ پہلو سے ایک نخل کے آواز آئی اے شہنشاہ
اے شہنشاہ واہ واہ آپکا کیا گمان فدوی جانباز خنجر بار جادو حاضر ہی مگر اس مقام پہ سر جیل پیر رکھکر
آیا ہون یہ گولے وغیرہ جلد لیجیے صمصام نے جو پلٹ کے دیکھا اپنے دوست صادق محبت شائق
خنجر بار جادو کو دیکھا کہ پیچ نخل سے لپٹا کھڑا ہی تمام لباس پارہ پارہ پشت و پہلو پر زخم ہین خون کے
فوارے جسم سے نکل رہے ہین آتش سحر سے آبلے منہ پر پڑے ہین صمصام نے کہا ای دوست
جانی واہ کیا کہنا لا اسباب سحر دے خنجر بار جادو نے کچھ گولے کچھ ترنج نارنج جلدی صمصام کو
دیے اور گھبرا کر کہا ای شہنشاہ آج آپ کو سامری و جمشید بچائیں دشمن سب مارے جائیں

جس بچے سے ملکہ بُرّان کو قتل کیا ہو جلدی مجھے دے دیجیے خون تو پاک کر دون پھر زیب کر لیجیے
صمصام نے اُس پریشانی مین بچہ خنجر بار جادو کو دے دیا اور آپ کسی ساحر پر پلٹ کے
گولہ مارا بعد قتل کرنے اُس ساحر کے پھر پلٹا اور کہا ای برادر خنجر بار جادو بچہ لاؤ پھر آواز نہ آئی
چار جانب پریشان ہو کر دیکھنے لگا خنجر بار جادو کا نشان بھی نہ پایا بچے کو خون سے پاک کرتا ہوگا
یا کسی غول پر جادوگرون کے جا پڑا ہوگا یہ تو سمجھا اس خیال مین ہو لیکن ناظرین والا مقام پر ظاہر
ہو کہ راتوں ارسطو فطرت لقمان حکمت نہنگ بحر عیاری مہر سپہر دشت طراری خواجہ عمرو بن امیہ
ضمری نامدار نے یہ کار نمایان کیا تھا کہ ملکہ بُرّان شمشیر زن کو خیمے مین تنہا لیجا کر بیہوش کر کے زنبیل مین
رکھ لیا تھا اور ایک جادوگرنی رہنے والی ملک عنقلی آباد کی موسوم بہ گلنار جادو مدت مدید و عہد
بعید سے زنبیل مین عمرو کی قید ہو اسکو نکالکر بشکل ملکہ بُرّان بنا دیا تھا اور یہ خوبی سمجھا دیا تھا کہ تجکو ملکہ
بران شمشیر زن دختر کوکب روشن ضمیر کا مرتبہ اور صورت سامری و جمشید نے عطا فرمائی ہو آج
روز تخت پر سوار ہو اکر لاکھون ملازم تیرے ساتھ رہینگے سب تجکو ملکہ بران شمشیر زن کہینگے اور
معرکہ جنگ و جدال ہو جسپر ہو سکے سحر کرنا قتل مین دشمن کے مصروف رہنا ہر چند کہ تیرے سردار ایسے
زبردست ہین کہ جنکے سحر سے سامری و جمشید بھی پست ہین وہ سب تجپر اپنا سینہ سپر کرینگے تجکو نہ لڑنے
دینگے مگر بادشاہ لشکر کو سر پرستی اپنے ملازمون کی ضرور ہو یہ سب باتین سمجھا کر خوب اسکو سکھا دیا تھا پس
وہی گلنار جادو بصورت ملکہ بُران شمشیر زن میدان رزم مین آئی تھی حرکات روزمرہ مین
اسی وجہ سے فرق تھا صرصر شمشیر زن نے اسی وجہ سے ملکہ حیرت جادو سے ذکر کیا تھا ملکہ
حیرت کو خیال نہ ہوا اب خواجہ عمرو نے لڑائی مین دیکھا کہ صمصام جنگ آزما سے خونچہ تعویش
کا خنجر بار جادو برادر فیق ہو بدل و جان شفیق ہو اُسکی شکل بنکر عین گرمی جنگ مین بچہ ہاتھ سے
صمصام بد انجام کے لیا جیسا کہ راقم نے قبل اسکے تحریر کیا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بچہ لیکر
بھاگا ایک درۂ کوہ مین آکر ملکہ بُران شمشیر زن کو زنبیل سے نکالا بُران شمشیر زن نے گھبرا کر پوچھا ای
عمر نامدار یہ کونسا مقام ہو یہ آوازین ہا ہو کی کیسی بلند ہین جادوگرون کے مرنے کی کیسی صدا آتی
ہو کیون اس وقت زمین تھرائی ہو خواجہ عمرو نے تمام حال اپنی عیاری کا لفظاً لفظاً سامنے بُران
شمشیر زن کے بیان کیا اور کہا بیٹا صمصام بد انجام تجکو اس طرح قتل بھی کر چکا مین خنجر بار جادو

بنکر یہ نتیجہ لایا ملکہ برّان شمشیر زن یہ سنکے خوشی سے باغ باغ ہو گئی مثل گل کے شگفتہ ہوئی گلے مین
خواجہ عمرو کے ہاتھ ڈال دیے اور کہا آپ نے میری جان بخشی کی اگر آپکا قدم درمیان نہوتا تو بری
شکل تھی مین تو اپنے نزدیک مردون مین داخل تھی آپ کے تصدق مین روح تازہ پائی زنبیل
کی کیفیت دیکھو آئی حضور جب مین داخل زنبیل ہوئی شب تو نہین معلوم کس طرح سے گذری صبحکو
جو خواب سے بیدار ہوئی دیکھا گرد کنیزان زرین پوش برائے خدمتگذاری حاضر ہین ایک قصر
رفیع وسیع نہایت آراستہ فرش و شیشہ آلات سے پیراستہ مین نے تخت جواہر نگار پر اپنے کو پایا
میری آنکھ کھلتے ہی کنیزون مین بسم اللہ بسم اللہ کی صدا بلند ہوئی ایک نے آواز دی ملکۂ عالم بیدار
ہوئین آفتابہ جواہر نگار طشت مرصع کار لا کے حاضر کیا مین نے پوچھا صاحبو تم کون ہو یہ کون مقام
ہے اس سرزمین کا کیا نام ہے یہان کا کون بادشاہ فلک احتشام ہے سب نے عرض کی حضور ہم سب
آپکی لونڈیان ہین بادشاہ یہان کا خواجہ عمرو ایسا جلیل ہے اے ملکۂ عالم یہ شہنشاہ اوج عیاری کی زنبیل
ہے آپ ہاتھ منھ دھوئین خاصہ نوش کرین جس چیز کی خواہش ہو ارشاد فرمائین فوراً خدمت مین لائین
ہم سے شہنشاہ اوج عیاری و مہر بہ دشت طراری کی تاکید ہے یہ کلمہ ارشاد فرمایا ہے کہ میرے نور نظر
پارۂ جگر کا زنبیل مین داخلہ ہے خبردار ہوشیار کسی طرح اسکو تکلیف نہونے پائے ورنہ سزائے معقول دونگا
مارے کوڑون کے کھال کھینچ لونگا خدا نہ کرے ہمارے پیر و مرشد کو غصہ آئے انکے قہر و جلال کی
کون تاب لائے بس حضور بلا تکلف جو خواہش دل ہو ارشاد فرمائیے جب زنبیل سے تشریف لیجائیے
گا ہماری خدمتگذاری کے اوصاف روبروے خواجہ عمرو زبان پر لائیے گا اے عم نامدار مین نے
ہاتھ منھ دھویا خاصہ عمدہ تناول کیا ان سب نے کہا حضور واسطے سیر کے بیرون قصر تشریف
لیچلیے مین ہوادار پر سوار ہو کے باہر آئی نگاہ اٹھا کے دیکھا صدہا قلعہ بنا ہوا ہے ملک آباد رعایا دلشاد
صاحب لیاقت سب مرد و زن شرفا نجبا کا مسکن ایک سمت ہزارہا مزدور ساحر و غیر ساحر سر پر
ٹوکریان رکھے ایک پشتہ تیار کر رہے ہین میٹ ان سب کا ایک کالا سونٹا اسکے ہاتھ مین غصہ بات
بات مین مزدور ذرہ دیر کا اسکے چوتڑ پر دھڑاک سے سونٹا پڑا مزدور بلبلا گیا مگر کیا مجال جو منھ سے
اف کر سکے بہت سے جادوگر مین نے پہچانے طلسم ہوش ربا کے بھی اسمین شریک تھے ٹوکریان
ڈھو رہے تھے اپنے نصیبون کو رو رہے تھے ادھر سے مین پھری قریب دریا کے پہونچی ایک

بجا لاؤں چہرہ ماہچی لیکر حاضر ہوا اسپ سبزہ رنگ کو بیان قاعدے سے آراستہ قصد کیا کہ مجرے پر سوار
ہوں جا کر دو شاخہ لعلیوں یا مچھلی کے شکار میں مصروف ہوں یکایک چند کنیزیں دوڑی ہوئی آئیں یہ
کہتی ہوئی کہ ملکہ بُرّان شمشیر زن کو شاہ عمرو یاد فرماتے ہیں میری آنکھ پھر بند ہو گئی اب جو ہوشیار ہوئی
آپ کو دیکھا نہیں معلوم اُس مقام دلچسپ سے کیونکر آئی برائے خدا مجھکو وہیں بھیجدیجیے خواجہ
عمرو نے کہا ای نور نظر یہ وقت سیر و شکار کا نہیں ہے تمھاری ہم شبیہ کا لاشہ میدان کارزار میں پڑا
ہے سحر صمصام کا چل رہا ہے صدہا نخل چل رہا ہے دھنواں زمین سے نکل رہا ہے ایسا نہو ملکہ مجلس
جادو وغیرہ اپنی اپنی جانیں دیدیں خود اس رنج و ملال میں اپنے گلے کاٹ ڈالیں بس چلو شریک
جنگ ہو اور ہاں یہ پنجہ ہاتھ میں لیلو ملکہ بُرّان شمشیر زن نے کہا اب اس پنجے کو آپ اپنے ہی
پاس رکھیے ایسا نہو کسی دشمن کے ہاتھ آجائے آپکی محنت برباد ہو خواجہ عمرو نے یہ سنکر پنجہ مذکور
نذر زنبیل کیا ملکہ بُرّان شمشیر زن نے دستک دی ایک ہنس مثل مرکب بادرفتار ساز و یراق سے
آراستہ سامنے ملکہ بُرّان شمشیر زن کے آیا ملکہ بُرّان اُس ہنس پر سوار ہوئیں آمادۂ حرب و پیکار
ہوئیں ہنس اُڑتا ہوا جانب میدان کارزار چلا ایک طرف سے خواجہ عمرو بھی گلیم اوڑھکر روانہ ہوئے
یہاں میدان کارزار میں ہنگامہ گیر و دار بلند ہے ملکہ مہرخ سحر چشم و ملکہ بہار گلعذار و مجلس
وغیرہ بڑی بڑی جانبازیاں دکھا رہی ہیں صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش بھی بڑے
زور و شور سے لڑ رہا ہے ایک طرف سے ملکہ حیرت جادو نے گرزوں کی بوچھار کر دی ہے اہل
اسلام کے پیر اس وجہ سے اُکھڑ چکے ہیں کہ لاشہ ملکہ بُرّان شمشیر زن دیکھکر کلیجہ پھٹا جاتا ہے زبانیں
کثرت غم و الم سے بند ہوئی جاتی ہیں اسباب سحر ہاتھوں سے گر رہے ہیں کہتے کچھ ہیں منھ سے
نکلتا کچھ ہے آتش صدمۂ مرگ ملکہ بُرّان شمشیر زن سے کلیجہ سب کا جل رہا ہے اپنے پرائے تنگ
آگئے ہیں ملازمان ملکہ حیرت جادو و صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش بڑھے آتے
ہیں ملکہ مہرخ سحر چشم و ملکہ بہار جادو و ملکہ مجلس جادو و ملکہ اختر مروارید وغیرہ سے
دست دعا بلند کیے ہیں اور اس طرح دعا میں مصروف ہیں کہ ای بنانے والے طلسم عالم کے

بدعت حیرت و صمصام گمراہ سے ہمکو بچالے اشعار	تو کوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب
دعا ہے کند من کنم مستجاب	چو عاجز رہا ندہ دانم ترا
	درین عاجزی چون بخوانم ترا

ای خالق بے نیاز رب کارساز مالک حقیقی معبود تحقیقی اسوقت سواے تیرے کس سے
عرض کرین سواے تیرے کون معین ہے مددگار ہی ہر ایک بندہ تیرا اسوقت مجبور و ناچار ہی
چہار سمت سے ہم پر باران تیر ستم کی بوچھار ہی تو ستار و غفار ہی دعا ان سب کی پوری ہونے
پائی تھی کہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بقدرت سبحان لم یزل و عزیز بے بدل آسمان سے برق
چمک کر زمین پر گری آواز آئی باشید ای کفاران بیحیا و ای ساحران پُر دغا ہر کہ داند داند
و ہر کہ نداند بشناسد نعرہ ملکہ بران شمشیر زن ستم دختر کوکب صف شکن و منم ملکہ بران شمشیر زن
یہ نعرہ کر کے وہین سے ایک چھرا ہوا کے داؤن کا سحر پڑھ کے مارا ہر چند ساحرون نے
آنکو چرائی ردِ سحر پڑھے مگر کچھ نہ ہوا کئی ہزار ساحر جل کے خاک ہوئے بیحیاؤن کے قصے پاک
ہوئے مگر صمصام جنگ آشناے خونریز زرہ پوش کی نظر جو جمال آفتاب مثال ملکہ بران
پر پڑی ہوش اُڑ گئے کہ ای صمصام یہ کیا معرکہ ہوا مردہ زندہ ہوا اسوقت غُل لشکر کفار اور
لشکر اسلام کا کیا تحریر کرون وہ ماہ تابان چہار طرف سے انگشت نما ملکہ مجلس جادو باتو صدمہ
زخم سے پڑی تھی گرد کنیزین مگس رانی کر رہی تھین مگر ملکہ بران شمشیر زن کو جو نعرہ کرتے
ہوئے دیکھا فوراً اٹھ کھڑی ہوئی پٹی مرہم جمشیدی کی سر پر چڑھائی مادر مہربان کہتی ہوئی
دوڑی ہر ایک ساحر ملازمان ملکہ بران شمشیر زن جو مورچون مین دبے ہوئے پڑے تھے
مثل فیل مست جھومتے ہوئے اُٹھے اور خوش ہو کر لڑنے مین مصروف ہو گئے ملکہ حیرت جادو
بھی حیران سمت ملکہ بران شمشیر زن نگران اور اپنی وزیر زادیون سے کہتی ہی کہ صاحبو یہ کیا معاملہ
ہی کیا میری نگاہ مین فرق آ گیا حقیقت مین یہ ملکہ بران شمشیر زن لڑ رہی ہی سب عرض کرتے
ہین کہ حضور ہماری عقلون مین خود فتور ہی کہ یہ کیا ہو گیا مسلمانون کے مقدمات کچھ ذہن مین
نہین آتے ایک بات سے دل کو تسکین ہی ملکہ بران شمشیر زن کے زندہ ہونے کا یقین ہی
میان بختیارک صاحب شیطان جو حضور کے یہان دعوت مین آئے تھے انھون نے
ایسے فقرے سنائے تھے کہ ہم نے مسلمانون کو مرتے نہین دیکھا اگر مر جاتے ہین تو فوراً انکی صورت
زندگی کی نکل آتی ہی وہ کیفیت حضور آج آنکھون سے دیکھی کہ مردہ زندون کو قتل کر رہا ہی
ملکہ حیرت جادو نے کہا بعضی بات ایسی ہوتی ہی کہ اسکا منھ سے نکالنا مناسب نہین صرصر

نے پہلے ہی کہا تھا کہ حضور یہ ملکہ بُران شمشیر زن نہین معلوم ہوتی لیکن مین نے نہ مانا تاب اُسکا
قول کرسی نشین ہوا اور مردہ تو اب بھی زمین پر پڑا ہی بڑی حیرت تو یہی ہی ایک بُران زندہ
ایک مردہ ایک ہی میدان مین دونون صورتین ظاہر ہین اس بھید سے سامری و جمشید ہی
ماہر ہین لیکن اگر صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش کے ہاتھ سے بچ گئی ہو تو اس چھوکری
کی قضا میرے ہاتھ سے ہی یہ کہکر غصے مین جا بڑی سحر کرنے لگی اُدھر صمصام بدانجام کا تو حیرت
سے خون خشک ہوگیا ہی سحر تو کر رہا ہی مگر رنگ رو متغیر ہی قضاے کار خنجر بار جادو اُڑتا ہوا سامنے
صمصام نگہرام کے پہونچا صمصام نے آواز دی ای برادر خنجر بار جادو وہ نیمچہ جلدی لاؤ
اپنے کو مجھ تک پہونچاؤ شاید میرا ہاتھ اُوچھا پڑا ملکہ بُران اُس طرف اُڑ گئی ہی خنجر بار جادو اُڑتا ہوا
قریب صمصام بدانجام آیا جس نیمچے سے لڑ رہا تھا کہا نیمچہ لیجیے حاضر ہی صمصام نے کہا اسوقت
دل لگی نہ کرو نیمچہ قتل ملکہ بُران شمشیر زن مجکو دو میری جان پر بنی ہی ساری سحر و ساحری بھول
گئی ہی سامری و جمشید کی خدائی مین آگ لگ گئی ہی اپنے بندون کے دشمن ہین مسلمان گالیان
دیتے ہین اُنپر مہربان ہین دیکھو ابھی مردہ ملکہ بُران شمشیر زن کو جلا دیا یہ خداوندلقا کی اُلٹی
تقدیر ہی یہ بیہودہ اُنھین کی تدبیر ہی مگر اب میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جائیگی بموجب مثل
زدہ را میتوان زد خنجر بار جادو نے جواب دیا بہت بجا ارشاد ہوا ہاتھ آپ کا جلدی مین اوچھا
پڑا ہوگا ابکی سمجھکر ہاتھ لگائیے گا مگر نیمچہ قتل ملکہ بُران آپ مجھسے کیا طلب فرماتے ہین حضور
نے نیمچہ طلب فرمایا جو میرے قبضے مین تھا وہ نیمچہ حاضر کیا صمصام ناکام نے کہا کچھ سٹری تو
نہین ہوگیا ہی میرے ساتھ مسخرا پن کرتا ہی خنجر بار جادو نے کہا ہان ہان ای شہریار دراز زبان
کو روکیے ہم مرد سپاہی ہین ہمکو کلمۂ سخت کی برداشت نہین ہی مین نے اسوقت آپ کے لحاظ کا
پاس کیا ورنہ زبان تیغ سے جواب دیتا جو سٹری دیوانہ ہوتا ہی وہ اورون کو مثل اپنے سمجھتا ہی
آپ کے ساتھ بڑے زخم اُٹھائے گرمی جنگ مین اسباب سحر آپ کو پہونچائے اُسکا انعام
مل گیا جائیے دشمنون سے لڑیے دیکھیے ابھی ملکہ بُران شمشیر زن نے آپ کے لشکر کے دو ہزار
ساحر قتل کر ڈالے دیکھیے وہ ملکہ بہار گلعذار کا گلدستہ جادو وہ ملکہ مہرخ سحر چشم نے گرد بار دو دیکھیے
وہ غول ساحرون کا تاثیر سحر بہار سے دیوانہ وار آپے سے باہر ہوا اپنے گلون پر تلوار زنی

رکھتے ہین خود اپنے گلے کاٹا چاہتے ہین دیکھیے وہ ملکہ مہرخ سحر چشم کے گرے سے صد ہا کے
سر پھٹ گئے جلد باران سحر برساتا ہے جو بیچارے مسحور ہین انکو ہوش مین لائیے ان باتون کو سنکے
اُلٹا بھولا گھبرا گیا پھر خنجر بار جادو سے باشتی پیش آیا کہا بھائی خنجر بار جادو کلمہ سخت جو میرے منھ سے
نکل گیا ہو اُسے معاف کرو اور مقدمے مین نیچے کے انکار کرکے میرے گلے پر تلوار نہ پھیرو ای بھائی جو
تمھارے دل مین خیال ہی وہ باکل امر محال ہی تم اسواسطے نیچہ قتل ملکہ بُران شمشیر زن نہین دیتے
ہو کہ مین اپنے ہاتھ سے ملکہ بُران کو قتل کرون اس طلسم ہوش ربا مین نام روشن ہو تم حقیقت
مین اپنے وقت کے ہمتن ہو مگر یہ شرف میری ذات پر موقوف ہی دوسرا اگر اس محال کا قصد کرے
تو سراسر بیوقوف ہی تمھارے ہاتھ سے وہ نیچہ جوہر ذاتی نہ دکھلائے گا کُند ہو جائے گا سوائے ذلت
و ندامت کیا ہاتھ آئے گا ملکہ بُران شمشیر زن تمکو بذلت آتش قہر و غضب سے پھونک دیگی سرکشی
کا بدلہ لیگی یہ تقریر نامعقول صمصام مجہول کی سُنکر خنجر بار جادو غصے سے کانپنے لگا اور ضبط کرکے
کہا کہ حضور آپ اپنے ہوش مین ہین یا خواب خرگوش مین ہین کیسا نیچہ کیسی تلوار خیر خواہ کا نام
کیا کم مشہور ہی اسوقت آپ کو ناحق کا غرور ہی مین نے نیچہ کب آپ سے لیا آپ نے مجھکو کب دیا
صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش نے کہا کیون بے مکرا جاتا ہی بادشاہون سے زبان
لڑاتا ہی جب مین ملکہ بُران کو قتل کر چکا تھا تو نے یہ کہکر نیچہ مانگا کہ لائیے مین خون پاک کر دون مین نے
دیدیا کہ میرا خیر خواہ ہی مین نہ جانتا تھا کہ سیہ رو میری جان کا عدو ہو گا معلوم ہوا تیری قضا دامنگیر
ہی جلد نیچہ دے ناحق تجکو پس و پیش ہی ایک ہاتھ مارونگا کہ سر تیرا گوہ کھاتا پھریگا یہ کہکر تلوار کھینچکر
طرف خنجر بار جادو کے چلا خنجر بار جادو نے پیچھے ہٹ کر گرز مارا صمصام نے سحر پڑھکر اس گرز
کو روک لیا اور آواز دی کہ تو اب بھی خیر ہی نیچہ دیدے اپنی جان کو غنیمت جان ہوس منصب
و جاگیر مین اپنے تئین ضائع نکر میرے ہاتھ سے ذلیل و خوار ہو کے نہ مر خنجر بار جادو نے جواب دیا
کہ او نمک حرام افسوس تیری رفاقت مین مین بھی نمک حرام ہوا آخر یہ انجام ہوا ہزار حیف کہ مثل سعید
نوجوان جاکر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر سے ملتا نیچہ نذر دکھلاتا تمام طلسم نور افشان مین مثل آفتاب
عالمتاب نام روشن ہوتا اسکا دوست تیرا دشمن ہوتا جیسا کیا ویسا پایا جو نوشتہ تقدیر تھا وہ پیش آیا
خود کردہ را درمان نیست خنجر بار جادو تو ایسے ایسے کلمات حسرت آیات کہکر رو رہا ہی اشکون سے

گھونٹ دھو رہا ہو اور یہ اشعار مصیبت خیز حسب حال پُر ملال زبان پر جاری عالم بیقراری اشعار

اور آسمان مجھ کے ذرا کچھ ملال دے	ظالم ہماری حسرت دل تو نکال دے	جتنی محبت آپ نے کی ہمکو انھیں نہیں
کیونکر کسی کے دل میں کوئی ڈالکو ڈال دے	اسکی جفا اٹھانے میں مجھ کو قائمیں ہری	باز آ تو عہد وعدہ جواب سوال دے
نہ کوئی رہبر دشمن رہے صد و غم	کانٹا ہمارے دل کا جگر سے نکال دے	اب تک امید قتل ہے جی میں ہی جلد آکے
جلاد کی کمر میں قلق ہاتھ ڈال دے	صمصام سے کہا اے بیجا اس حکایت و شکایت سے کیا حاصل	

او جاہل اجہل مطلب کی بات زبان پر لا دل میں نہ شرما مجھ کے دیدے میں جا کر ملکہ بُران شمشیر زن کو قتل کروں اُسے زندہ ہو کر قیامت برپا کر دی ہے کیا تو نے بچہ اُسکو دیدیا کہ تسکین ہو گئی ہے اب تو شمشیر اڑ رہی ہے لڑائی بنکر پڑی ہے اگر تو نے بچہ بُران شمشیر زن کو دیدیا ہے تو مجھے صاف صاف کہدے میں اُڑ کر نکل جاؤں اور تدبیر کر کے آؤں تو کیوں مثل تصویر خاموش ہے صاحب فہم و عقل و ہوش ہے خنجر بار جادو نے کہا میں کیا تیری بات واہیات کا جواب دوں اپنی حماقت سے انتشار میں ہوں یہ کہکر تیغ سحر کھینچکر صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش پر جھپٹا چاہا کہ ایک ہاتھ میں دو ٹکڑے کروں صمصام نے پیچھے ہٹ کر جیب سے فولادی گرز جو ہاتھ میں تھا یا سامری کہکر کھینچ مارا خنجر بار جادو ہر چند پیچھے ہٹا دستک دی کچھ منتر جنتر پڑھے مگر وہ گرز گویا قضا کا تھا سر پر پڑا سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے آواز آئی مارا جکو نام میرا خنجر بار جادو تھا پیر اُسکے عمل چلانے لگے لیکن کچھ تدبیر نہو سکی پٹنے چیخنے عمل لگے تاریکی رفع ہوئی سرداران فوج صمصام نگرام نے دیکھا کہ لاشہ خنجر بار جادو کا پڑا ہوا تڑپ رہا ہے اور صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش سر اُسکا کاٹ رہا ہے اور غصہ میں کہتا ہے جو نمک حرامی کرے گا اُسکا یہی حال کرونگا آتش قہر و غضب سے پھونک دونگا سرداروں نے آپس میں کہا ارا ور غضب دیکھیے میاں صمصام نے خنجر بار جادو کو کسی خطا پر مار ڈالا اس ہنگامے میں وہ اسباب سحر لیکر نہ پہونچا ہوگا ایسے جلاد صاحب بیداد سے ڈرنا چاہیے انکی رفاقت سے حذر کرنا چاہیے بموجب مثل دھوبی پر بس نہ چلے گدھی کے کان اینٹھے دوسرے نے کہا بھائی صاف ظاہر ہے جسکا عمر بھر نمک کھایا اُس سے یون پھر گیا اب اس بیجا سے ہمکو کیا امید ہے اگر کہیں اُسنے یہ لڑائی فتح کی بات بات پر ایک ایک کو قتل کریگا قضائے کار آفت روزگار ان سب سرداروں میں ایک افسر کلاں ہے نہایت صاحب شوکت و شان ہے

جوان خوش دیو سوم یہ خوشحال جادو وہ اٹھتا ہوا ایک پرے سے نکلا اپنے ساتھ والے چالیس
افسران نامی کو دیکھا کہ ایک شخص کے سامنے میں کھڑے ہوئے کف افسوس مل رہے ہیں کوئی انگشت
حیرت بدندان کوئی بصورت آئینہ حیران کوئی مثل زلف پریشان رنگ رو متغیر چہرہ ہاے سحر ہاتھون میں
لیے آپس میں کچھ صلاح کر رہے ہیں خوشحال جادو سب کے قریب آیا کہا اے بھائیو یہ وقت جنگ
وجہ ان جو لڑائی سے ہاتھ کھینچ رکھا ہے دیکھو جلوہ ہو رہا ہے اُن سب کے دل غم سے بھرے ہوئے
تھے اُبل پڑے کہا اے افسر قوی ہمارا سرپرست ہے ہم سبھوں سے سحر و ساحری میں بھی زبردست
ہے کچھ آپ پر جوہر صمصام نمک حرام کے بھی کھلے اپنے ولی نعمت سے پھرا اس وقت
خنجر بار جادو کو بھی بخیا مار ڈالا یہ وہ وقت ہے کہ باپ کو بیٹا بھائی کو بھائی نہیں پہچانتا اپنی اپنی
جان و آبرو کی پڑی ہے اگر وہ اسباب سحر لیکر نہ پہونچا تو کیا غضب ہو گیا صرف شکایت کافی تھی
ہمارے سامنے گرز فولاد کا مارا اُسکا سر پھٹ گیا دیکھیے وہ لاشہ پڑا تڑپ رہا ہے ایسے ظالم سے کیا
امید رکھیں انکا ساتھ دیکر نمکحرامی کا مزا چکھیں خوشحال جادو نے کہا بھائیو میں تم سب کا افسر
نہیں بلکہ تابعدار ہوں افسر کی ہاں ہاں فوج آبرو دیتے ہیں ہم تو پیشتر سے بیدل ہو رہے ہیں
کیا کوکب روشن ضمیر سے منحرف ہونے پر ہم راضی تھے مجبور ہو کر ساتھ آئے اب جو کچھ وہ اُن
کیا اس بیچارے پا یہ کیا کار رکھتے ہیں سب نے کہا ہماری راے یہ ہے کہ اپنے مالک قدیم کے
شریک ہو کر کوکب مرد سپاہی ہے مرد کا جوہر شناس قدردان صاحب لیاقت یہ حرامزدہ بے مروت
یہاں یہ سب آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ دیکھا ملکہ بہار شمشیر زن اس زور و شور سے لڑتی
ہوئی آتی ہے کہ زمین تھراتی ہے خوشحال نے بڑھکر سلام کیا آواز دی اے ملکۂ عالم الامان ہم آپکے
نمک خوار ہیں صمصام نمک حرام سے بیزار ہیں غلاموں کی خطا معاف فرمایئے اپنے سایۂ
دامن دولت میں ہم غلاموں کو لیجیے ملکہ بہار شمشیر زن نے ارشاد فرمایا تم سحاردن کی کیا خطا
جو ہوا سو ہوا مطیع اسلام ہو جو بسم اللہ دشمن سے انتقام شہنشاہ سے میں تمھاری شفاعت کرونگی
یہ کہکر ملکہ بہار شمشیر زن مصروف جنگ ہوئین ادھر خوشحال نے نعرہ کیا کہ اے بھائیو وای
نمکخواران شہنشاہ کوکب روشن ضمیر جسکو نمک کا پاس ہو وہ ہمارا شریک ہو ہم نے رفاقت
صمصام نمک حرام سے منہ موڑا اُس ظالم اظلم کا ساتھ چھوڑا یہ صداے خوشحال لشکر بارہ ہزار

ساحر ذی لیاقت شریک خوشحال جادو ہوئے ہمراہ رکاب اپنے افسر کے ہوئے اور حربہ ہاے
سحر ایکفوج صمصام و اشکر ملکہ حیرت جادو پر جا پڑے پہلے ہی حملے مین بیس ہزار جادوگر مارے
آگے آگے سب کے خوشحال نیک خو عقب مین چالیس سرداران خوشرو ایک سمت بارہ ہزار
جوانان جنگ جو سحر ساز لڑائی مین جانبازی کرنے پر آمادہ صمصام کے ساتھ دینے کا حجاب خیال
تمام و ننگ زیر ران مرکبہاے ابلق و سرنگ پر بصد کرّ و فر مصروف کارزار صمصام نے
نے پلٹ کر جو یہ ہنگامہ دیکھا آواز دی ای خوشحال جادو کیون اپنی فوج کو قتل کرتا ہی کیا اندھا ہو گیا ہی
اپنا بیگانہ نہین پہچانتا ہی دوست کو دشمن جانتا ہی خوشحال نے جواب دیا او نمک حرام تو خود نابینا ہی اپنے
ولی نعمت سے دیدہ و دانستہ پھرا ہی اور غول صحرائی اسقدر مغرور ہو ہوش مین آ آپ دختر شہنشاہ کوکب
کے قدمون پر گر خطا معاف کرا ورنہ تیرے واسطے آتش جہنم تیز ہی ہم مین ہر ایک تجھسے آمادہ ستیز ہی
ہم تیرے دشمن ہین تجھ ایسے گمراہ کے لیے رہزن ہین صمصام ناکام کے یہ تقریر سنکے ہوش اڑ گئے
مثل بید تھرا گیا پیشانی پر موت کا پسینہ آگیا چاہا کہ نکل جاؤن جان بچا کر ٹل جاون مگر سحر بران سے
آگ برس رہی تھی برق گر رہی تھی کسی طرف پہاڑ شدت برف سے سفید ہو گئے ہین طائران صحرا
پر پھیلائے ٹھٹھرے ہین ایک جانب دریا آگ کا شعلہ زن ہی زمین سے دھوان نکل رہا ہی صدہا
نخل جل رہا ہی ایک طرف سے ملکہ صبح سحر چشم و ملکہ بہار و زلزلہ و لرزان وغیرہ نے قیامت
برپا کی ہی زمین کانپ رہی ہی صمصام مثل غول بیابانی جدھر بھاگ کر جاتا ہی کسی نہ کسی سردار فوج
کو ڈٹے ہوتے پاتا ہی وہان سے بھاگ کر فوج ملکہ حیرت مین آیا ملکہ حیرت جادو ایک مقام پر
کھڑی ہوئی سحر کر رہی ہی ناگاہ دیکھا صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش مثل صید خائف
بھاگا ہوا آتا ہی ملکہ حیرت نے آواز دی ای صمصام نہ گھبرا میرے قریب آ آج طبقے زمین کے
ہلا دونگی مسلمانون کو خاک مین ملا دونگی صمصام نے اس گھبراہٹ مین جواب دیا ای ملکہ عالم
خدا آپ کو سلامت رکھے غلام کو بچائیے میری مدد کو آئیے سب سردار میرے مجھسے پھر گئے دختر
کوکب کے شریک ہو گئے ساری میری فوج کا خاتمہ کر دیا وہ دیکھیے میدان لاشون سے بھر دیا
کسی طرح رکتے نہین چلے آتے ہین اسوجہ سے غلام بھاگ کر آیا ہی ملکہ حیرت نے کہا انصد قبا پوش
مین کیا کسی کی پرواہ رکھتی ہون مین سن چکی ہون کہ تم نے نمک کھویا ہی اپنی آبرو کو ڈبویا ہی عمرو خنجر باز

ہنر تم سے نیچہ لیگیا ہوگا تم کو داغ دے گیا ہوگا صمصام نے کہا اے ملکہ عالم مین نے تو خنجر بار
اپنے رفیق کو اسی جرم پر مار ڈالا شاید اسی وجہ سے سب سردار مجھسے پھر گئے ملکہ حیرت جادو نے
کہا تم نے بہت برا کیا ہم سے یہ حال نہ کہا عیارون کے اس سے بڑھکر شعبدے ہین یہ ہمارا
ہی کلیجہ ہے کہ انکا بار عیاری اٹھاتے ہین یہ تم نے خیال کیا جسکو تم نے مارا وہ برّان نہ تھی
عمرو نے کسی لونڈی کو ملکہ برّان بناکر بھیجدیا تھا یہ حال صرصر نے پہلے ہی مجھسے کہا تھا ہمکو یقین ہو گیا
خیر نہ گھبراؤ آج برّان کو مارتی ہون ابھی جاکر للکارتی ہون تم فوج صبح سے لڑو یہ کہکر ملکہ حیرت جادو
ملکہ برّان شمشیرزن پر جا پڑی چلہ سحر کا نکالکر مارا برّان کے شانے پر پڑا اوچھا سا زخم آیا پلٹ کر ملکہ
برّان نے دیکھا کہ حیرت کا سحر تھا اسوقت کارد سحر جھولی سے نکالکر جانب ملکہ حیرت پھینک ماری
حیرت نے نشتر سے انگلی کا خون نکالا زمین پر قطرہ ڈالا کہا اے کارد سامری اپنا جوگ لے کارد
فوراً اس قطرے پر گری اور غرق زمین ہوگئی ایسے ایسے دو چار سحر ملکہ برّان اور ملکہ حیرت مین
ہوئے کہ طبقے زمین کے تھرا گئے دیکھنے والون کو خوف سے غش آگئے ملکہ حیرت نے گرماکر غصے مین
نیمچہ کمر سے کھینچا ملکہ برّان پر جا پڑی کلو ابھیرون کا نام لیکر وار کیا ملکہ برّان شمشیرزن نے سپر سحر پر
روکا سپر کو نیمچے نے کاٹا مگر تلوار ملکہ حیرت کی الجھ گئی ملکہ برّان نے قہقہہ مارا کہ او حیرت ابھی
چنے ہو سکیو اپنے دعوے کو رہا ملکہ حیرت نے جھلاکر جھٹکا مارا نیمچہ ٹوٹ گیا ملکہ برّان نے
جب ملکہ حیرت کو خالی ہاتھ پایا قریب آکر نیمچہ مارا ملکہ حیرت سپر سحر اٹھانے پائی تھی کہ نیمچہ سر
حیرت کے پڑا کسی قدر زخم آیا ملکہ حیرت نے پیچھے ہٹ کر ایک نعرہ کیا کہ زمین تھرائی پہلو سے ایک
پریزاد پیدا ہوئی اسنے ایک نیمچہ برق مثال ہاتھ مین ملکہ حیرت جادو کے دیا اور ہاتھ سر پر حیرت
کے پھیرا فوراً زخم اچھا ہوا خون ٹپکنا موقوف ہوگیا ایک چشم زدن مین یہ سب کام ہوا اب ملکہ
حیرت جادو نے ملکہ برّان کو آواز دی او دختر کوکب اب کیونکر بچے گی قضا تیری دامنگیر ہے
مثل صمصام کے مجکو نہ سمجھنا یہ نیمچہ خونریز طلسمی ہے اسنے ہزارون کا گلا کاٹا ہے خون دشمنون کا
چاٹا ہے دیکھ لے اب تک شکم اسکا خالی ہے کبھی اسکا پیٹ نہین بھرتا باندھ اسکی جادۂ راہ عدم ہے
بہ نگاہ غور دیکھ کیا خم و خم ہے معشوق پہلو نشین گوشہ گیر شمشیر بے نظیر قطعہ مصنف

برش تیغ کی تعریف نہین ہو سکتی	پڑ گئی پیکر دشمن پہ اگر یہ اکبار	واہ رے کاٹ کہ چو رنگ عنادل ...

ایک ایک تن کے برابر سے ہوئے حصے چار	یہ کمانات کمر مثل شعلۂ جوالہ ملکہ برّان شمشیر زن پہ جا پڑی جھنجھلا

دشوار کر دیا ہاتھ اٹھا کر تیغ مارا ملکہ برّان شمشیر زن نے سپر کو اٹھایا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سر پر
پڑا زخم کاری آیا سر کر کے بجنبل سر سے تیغ کو نکالا خون بلبلا کر چہرے پر آیا برّان نے لک کر پیچھے ہٹی بعد
حیرت اب کب مہلت دیتی ہے سامنے ہی تیغ کے برّان کو روکا یا پھر تیغ چاہتی تھی کہ ہاتھ ماروں سر برّان کا
اڑ جائے برّان سر سے پیچھے ہٹ کر خالی دیتی تھی اس وقت وہاں مشعلوں چلی اس طرح سے کہ ہزاروں لاشے کٹ گئے کوئی
جلگیا کسی پر برق گری کوئی پڑا ایڑیاں رگڑتا تھا کسی کے بدن پر سیکڑوں آبلے پڑے گرمی آتش سے
جلنے لگا گھبرا کر حوض میں کود پڑا آخر پانی میں مر کر کشتہ ہوا ہر چند ملکہ برّان شمشیر زن دس قدم تک
پیچھے ہٹی مگر ملکہ حیرت جادو نے ملکہ برّان کو مہلت نہ دی یکایک پہلو سے ایک غل کی آواز آئی
دوڑیو دوڑیو شہنشاہ طلسم ہوشربا او کیا انا لونڈی بے وقت پہونچی فلک فرسا مری و جمشید کا چہیتی
اب نہ جلنے پائے اسنے بڑے بڑے داغ دیئے ہیں بڑے بڑے نامی و گرامی ساحر مارے
ملکہ حیرت جادو نے سر اٹھا کر دیکھا ملکہ صنعت سحر ساز بصد کرشمہ و ناز ایک گولا ہاتھ میں لیے
پکار رہی ہے ملکۂ عالم جلد تیغ ماریے میں گولا مارتی ہوں دیکھئے نکل جاتی ہے ملکہ حیرت نے اچھلکر تیغ
پھیر ایکایک بجلی چمکی آواز آئی باش او قبلگان جاتی ہے مگر کوکب درخشان آسمان عیاری آگیا
عالمتاب چرخ خنجر گزاری دوندۂ بیدرنگ قلعہ گیر جنگ صاحب قطور وزنگ وارتقائی
کفار عمرو بن امیہ نامدار یہ نعرہ کر کے چودہ حلقے کمند کے مارے گردن میں ملکہ حیرت جادو کے
پڑے اور کمند کی طینی عمرو نے جھٹکا مارا گرتے گرتے کھائیوں سے حباب کو رہا کیا نمر پر حیرت
کے حباب پڑے ٹکڑے اکر زمین پر گری ملکہ برّان شمشیر زن نے پلٹ کر دیکھا خواجہ عمرو نے آواز
دی بیٹا لینا ملکہ برّان جھپٹی ہی تھی کہ زمین شق ہوئی ایک پتلہ فولاد کا ہاں ہاں کہتا ہوا نکلا عمرو
کمند چھوڑ کر بھاگا پتلے نے ملکہ حیرت کی کمر میں پنجہ ڈالا مثل برق جہندہ تڑپ کر اڑ گیا چشم زدن میں
غائب ہوا اب ملکہ برّان زخم سر باندھ کر طبلی فوج ملکہ حیرت جادو پہ حملہ کرنے لگی مگر ہنگامہ جو ہوا
تھا کہ حیرت جادو نے دختر کوکب کو مارا صمصام خوشی خوشی دوڑ کے اس غول میں آیا
اسوقت پہونچا کہ حیرت جادو کو پتلہ لیجا چکا تھا ملکہ برّان شمشیر زن مصروف جنگ تھی بہار
نے مصور جادو کو زخمی کیا تھا مصور صورت نگار کا ہاتھ پکڑ کر بھاگا صمصام نے جو یہ خبر کہ

دیکھا چاہا کہ پیچھے سے بشغرہ ہو ادسم ملکہ بُران شمشیر زن او نمک حرام کہان جاتا ہی صمصام کو کچھ نہ بن پڑا
تیغ نکالکر ملکہ بُران شمشیر زن پر مارا ملکہ بُران نے اشارہ کیا تیغ پلٹ کر پانون پر صمصام کے
پڑا ایڑی کو توڑکر دور گرا صمصام لنگڑاتا ہوا اٹھا ملکہ بُران مثل شیر غضبناک پنجہ کھینچکر قریب پہونچی
تھین کہ صمصام نے پیچھے ہٹ کر ایک گرز فولادی مارا پنجہ ملکہ بُران شمشیر زن کا ٹکڑے ٹکڑے
ہو گیا اور اُسی گولے سے ایک برق چمک کر سر پر ملکہ بُران شمشیر زن کے گری جس مقام پر ہاتھ
سے حیرت کے زخم آیا تھا اُس زخم کو اس برق نے اور زیادہ کھول دیا قطرات خون روے زیبا پر
اس طرح آئے کہ ماہ تابان پردۂ شفق میں پنہان ہو گیا بس یہ زخم ہاتھ سے صمصام کے کھا کر اُس
شیر زن کو غصہ آیا ابروے خمدار ہلنے لگے ظاہر ہوتا تھا کہ تیغہ اصفہانی نیام انتقام سے نکالا چاہتے

ہیں کا کلین عارض انور پر بل کھانے لگین مثل مار سیاہ لہرانے لگی زلف

گھر ڈباد بنے کو عشاق کے دریا اشک	زلفین پیچ میں کھری تھی چہرہ پہ لگے ڈس دل	جسطرح ایک کھلنے نے پہ پیچین وہ بالک
ناگنی پیچ میں آسکے نہ ملنگے پانی	کھل جاتی ہیں گلاجوڑے سے اُسکی پلنگ	اُس قہر و غضب میں اُس مہر

جب وہ قہر کہ گتھنے میں ہو جسکی ہر لہر

سپہر خود جلال ماہ درخشان آسمان اقبال نے جوڑے پر ہاتھ ڈالا اختر مروارید نکالا آواز دی کہ او
بیحیا خبردار ہو جا کہ ستارہ تیرا گردش میں آیا تیرا اقبال تیرا اکل پہنچی ہوا نمک حرامی کا مزا ملا چاہتا ہی
اب کہان جاتا ہی یہ کہکر اختر مروارید کھینچ مارا ہر چند صمصام بد انجام نے چاہا کہ بچون مگر موت کب
ٹلتی ہی سینہ پر کینہ پر پڑا پشت کو توڑکر پار گذر ا اُڑکر زمین پر گرا بجاے خون جسم سے شعلہ ہاے آتش
نکلنے لگے اُستخوان مثل شمع کافوری جلنے لگے صداے ہاہو بلند ہوئی تاریکی چھا گئی برق چمکی بہت بارش
ہوئی بیرون کے رونے کی آواز آئی ایک ساعت کامل یہی ہنگامہ نمونہ حشر بپا رہا آواز آئی مارا مجکو
کہ نام میرا صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش تھا افسوس حسرت و یاس لیکر دنیا سے گیا
یہ معرکہ جو ملا زمان ملکہ حیرت نے دیکھا ملکہ حیرت جادو کو تو پتلہ فولادی اُٹھا لے گیا ہی مثل مشہور
ہو لشکر بے میر تکیہ بے فقیر فقیہ بے پیر ترکش بے تیر یہ چار چیزین بغیر چار چیزون کے بیکار ہین میدان کارزار
مین پانون نہ تھم سکے شکست فاش کھائی آخر فرار برقرار کیا اور دامن صحرا کو مثل دامن مادر جا کر
پناہ لی ہزارون ساحرون نے میدان کارزار سے عدم کی راہ لی فوج اسلام نے بارگاہین خیمے
صمصام و ملکہ حیرت جادو کے لوٹ لیے جو مل گیا اُسکو غنیمت جانا خواجہ عمرو فریب خزانے

ملکہ حیرت جادو کے آگر شبل چوبدار ٹھہرے فوج والے لوٹ رہے تھے اُنکو منع کیا کہ یہ کیا کرتے
ہو اسکا حساب دینا پڑے گا تنخواہ مین کٹ جائیگا اسوقت چلے جاؤ جمع ہوکر تمھین کو بٹ جائیگا
ایک نے کہا یہ چوبدار کون ہی ہم لڑائی مین جان پر کھیلین یہ مال لوٹنے کو منع کرتا ہی گویا یہ چوبدار
بڑا خیر خواہ ہی یہ سُنکر چوبدار نے فرمان ملکہ مہرخ کا جیب سے نکالا اُسپر مُہر ملکہ مہرخ سحر چشم کی اور سطرین
فقط بخط جلی مرقوم تھین کہ اس چوبدار کو خزانے کا اختیار ہی جو کوئی ہاتھ لگائیگا اُس سے جرمانہ
لیا جائیگا یہ فرمان دیکھکر ساحر ٹھٹھر گئے یہ کہتے ہوئے وہان سے چلے کہ ہمارے مالک کا حکم ہی
ماننا ضرور ہی اس بیچارے چوبدار کا کیا قصور ہی جب سب وہان سے چلے گئے سناٹا ہوا خواجہ
عمرو نے جال الیاسی زنبیل سے نکالا یہ کہکر مارا ای جال جنجال ہو کر گرنا ایک حبہ نہ بچے سب جال مین
آجائے غرض جال کو کھینچا سب خزانہ مع بالشت بھر مٹی کے آگیا اس خیال سے مٹی
کھینچ لی تھی کہ اس زمین پر سونا چاندی رکھا گیا ہی اس خاک کو نیاریون کے ہاتھ بیچ لینگے اُدھر سے
ملکہ مہرخ سحر چشم و ملکہ بہار وغیرہ تشریف لائی تھین کہ ساحرون نے فریاد کی کہ کیون ملکۂ عالم کافرون
کا مال لوٹنے کی بھی اجازت نہین ہی ملکہ نے فرمایا ای غازیان دیندار و ای ساحران شور شعار ایسا
کبھی خیال نہ کرنا شکر ہی خدا کا کہ لڑائی فتح ہوئی مال موذی نصیب غازی مشہور ہی لوٹو ہم الگ
انعام دینگے خلعت سے سرفراز کرینگے اُنھون نے عرض کیا کہ خزانے پر بکلا اور چوبدار منع کرتا ہی
آپ کا مہری فرمان پاس ہی اس وجہ سے ناچار ہو گئے ورنہ ہم لوگ ملازمان خواجہ عمرو مین حضور کے
لشکر کے افسر ہین بہرام فلک سے بھی نہین ڈرتے ہین شیر صحرائی کو چو رنگ کرتے ہین ملکہ مہرخ نے
فرمایا سچ کہو میرا مُہری فرمان ہی عرض کی حضور آنکھون سے دیکھا مضمون پڑھا ملکہ نے کہا جاؤ
اُس چوبدار کو پکڑ لاؤ کوئی جعلساز فقرے باز مکار و غدار ہوگا اسکا گرفتار کرنا واجب و لازم ہی
اب تو ساحر دوڑے خزانے کے پاس جا کر دیکھا قناتین گری ہوئی پڑی ہین ایک خرمہرہ بھی
وہان نہین ہی بلکہ زمین مین گڑھا پڑا ہی یہ دیکھکر پریشان پلٹے خدمت مین ملکہ مہرخ سحر چشم کی آنے
عرض کی حضور وہان تو خاک اُڑ رہی ہی نہ خزانہ ہی نہ چوبدار ہی ملکہ مہرخ نے مسکرا کے فرمایا آپ
لوگون نے مال لوٹ لیا اچھا کیا کون آپ لوگون سے پوچھتا ہی وہ لوگ قسم کھانے لگے کہ سامنے سے
خواجہ عمرو تشریف لائے کہتے ہوئے کہ یہ کیا بیہودہ ذکر ہی چلے ابھی سرداران زخمی کو اُٹھاؤ لشکر سے

پروردگار کا بجا لاؤ مال کیسا خزانہ کیسا ہوگا اور ساحرون سے پلٹ کے کہا بھائیو تم قسمین کیون
کھاتے ہو خزانہ زمین نگل گئی ہوگی اور ہم تو آج بڑے نقصان مین رہے ایک مہاجن نے دو صندوقچے
جواہرات کے دیے تھے کہ اسکو فروخت کرا دیجیے ہم سمجھے تھے کہ کوئی ہزار روپیہ مل جائیگا جس وقت
صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش سے بچہ لیکر بھاگے وہ دونون صندوقچے کر گئے
اسوقت جان بچاتے یا مال اُٹھاتے ای بھائی ناچار سنگ صبر دل پر رکھ لیا اب ان مہاجنون
کو تمسک لکھ دینگے زندگی بھر ادا کرتے رہینگے خدا نے تم سبھون کی جان بچائی اتنی بڑی فتح ہاتھ
آئی آج کچھ کچھ اپنی تنخواہ مین سے صرف کر دو جمع کر کے ہمکو دیدو ہم ہنڈوی کر کے خانۂ کعبہ مین مستحقون
کو بھیجدین ان باتون پر خواجہ عمرو کی ملکہ بہار گلعذار مسکرائین ملکہ مہرخ سحر چشم نے اشارے مین
کہا بس اب چوبداری کی جستجو نہ کیجیے یقین ہوا کہ وہ ہمارے پیر و مرشد تھے اب ملکہ مہرخ سحر چشم کو بخوشی
وخرمی سب سردارون نے سوار کیا نوبت نقارے بجاتے ہوئے زر سرخ و سفید لٹاتے ہوئے
طرف بارگاہ کے چلے ملکہ بُران شمشیر زن اُسی عالم زخمداری مین خوشی خوشی ساتھ ملکہ مہرخ کے
چلی آئی ہین کہ ایک پتلہ سنہرا آڑی پٹی باندھے ہوئے نیچہ ہاتھ مین سپر پشت پر بعد گرد فرزمین
پر اُترا نامہ ہاتھ مین ملکہ بُران شمشیر زن کے دیا ملکہ بُران شمشیر زن نے کھول کر پڑھا کوکب
روشنضمیر نے لکھا تھا ای نور نظر پارۂ جگر زبانی طائسان سحر کے ہمکو معلوم ہوا کہ خدا نے اپنا فضل
شریک حال کیا صمصام بدانجام داخل جہنم ہوا فتح بدولت خواجہ عمرو حاصل ہوئی تسکین
دل ہوئی یہ معلوم ہوا کہ تم زخمی ہو اپنے باغ نگارین مین چلی آؤ آ کے علاج کرو اور خواجہ کو ہمارا
سلام محبت پہونچانا اور کہنا کہ آپکی صفت احاطۂ تقریر اور تحریر سے باہر کیا شکریہ ادا کرین زبان
قاصر ہو مختصر یہ کہ آپ نے بُران کو حیات تازہ عطا فرمائی گویا دوبارہ روح جسم مین آئی ماشاءاللہ
کس دھوم سے عیاری کر کے نیچہ لیا اپنی کنیز کو بچایا حیرت جادو کو کندہار کے خوب میدان رزم
سے بھگایا ارسطو آپ کی کتاب علم فطرت کا سبق خوان ہی اور لقمان آپکے مدرسۂ حکمت کا اک
طفل دبستان ہی علم عیاری نے آپ کے دم سے رواج پایا خنجر گذاران عالم سے آپنے خراج پایا
ملکہ بُران شمشیر زن نے وہ نامہ ہاتھ مین خواجہ عمرو کے دیا خواجہ نے پڑھکر تبسم فرمایا کہ یہ کیا بات
ہی جسکو اسقدر طول دیکر تحریر فرمایا ہی اسکی موت قریب آگئی عیاری بن پڑی مگر ای نور نظر آپ

جنگ مین روز و شبانہ روز برابر گذرے ہین آپ دوانہ سب کا ترک رہا تم نے تو انتہا کا صدمہ
اُٹھایا لہذا آج کی شب یہان بارگاہ مین راحت پذیر ہو انشاء اللہ بوقت سحر اگر موقع ہوگا تو ہم بھی برائے
ملاقات شہنشاہ کوکب روشن ضمیر تمھارے ہمراہ چلینگے بمقدمہ رہائی اسد غازی صلاح کرنا ہی بات
اس مقدمے مین کچھ بن نہین پڑتا یہ کہکر بے اختیار عمر و رونے لگے تمام سردارون کی آنکھون سے
اشک حسرت جاری ہوئے ملکہ بہار گلعذار کو ہچکی لگ گئی ملکہ مہرخ سحر چشم نے رومال آنکھون پر
رکھ لیا ہر کہ و مہ یاد مین اپنے آقائے نامدار مولائے قدر شناس کے زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگے
خواجہ عمرو نے ضبط کرکے کہا کہ بھائیو صبر کرو اس رونے کے بدلے دعا مین مصروف ہو ملکہ بران
شمشیرزن نے عرض کی ای عم نامدار کوئی سبب قوی ہی جو قبلہ و کعبہ نے اس طرح تحریر فرمایا ہی کہ چلی آؤ مجکو
نزد کیے اجازت دیجیے خواجہ عمرو نے کہا بسم اللہ ملکہ بُران شمشیرزن فوراً تخت پر سوار ہوئین
سرداران جان نثار خدمتگزاران ذیوقار نے چار جانب سے اُس شمع انجمن عصمت و عفت کو
یون گھیر لیا کہ جیسے گرد چراغ ہجوم پروانون کا ہوتا ہی پس بشوکت و حشمت سواری مثل باد بہاری کے
جانب طلسم نور افشان روان ہوئی اب ملکہ مہرخ سحر چشم و ملکہ بہار و دیگر سرداران نامدار بصد
شوکت و وقار بفتح و فیروزی داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوکے اپنے مقام پر بیٹھے ملکہ مہرخ
سحر چشم نے ملاحظہ کیا کوئی سردار ایسا نہین ہی کہ زخم کاری سے محفوظ ہو جس روز سے طلسم ہوشربا
مین لڑائی شروع ہوئی اکثر معرکہ ہائے عظیم پڑے مگر سرداران اسلام کو کبھی ایسا سانحہ درپیش نہوا
تھا ایسا کبھی رن نہ پڑا تھا وقائع نگار نے پرچہ ملکہ مہرخ سحر چشم کو دیا ہی اسمین صاف لکھا ہی کہ
آٹھ لاکھ ساحر جانبین کے قتل ہوئے دو لاکھ لشکر ملکہ مہرخ سحر چشم کے اور چھ لاکھ ملازمان
افراسیاب و صمصام واصل جہنم ہوئے یقین ہی کہ اُس صحرا کے درندوگز ند طعمہ جوئی نہ کرینگے
سبزہ اُس زمین پر نہ جمے گا مگر لالہ با دل داغدار و دم الاخوین کہ جس سے ہمیشہ خون جاری رہیگا
روئیدہ ہونگے ملکہ مہرخ سحر چشم نے پرچے کو پڑھکر زانو کے نیچے رکھا خواجہ عمرو نے کہا ای ملکہ
مہرخ سحر چشم ہمارے مہمان تازہ کہان ہین جنکے ہم پر احسان ہین ملکہ مہرخ نے کہا ای خواجہ
مین اس فقرے کو نہین سمجھی خواجہ عمرو نے کہا کہ خوشحال جادو جو عین گرمی جنگ مین شریک
ہوا تھا فتح صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش کو خوب قتل کیا علاوہ اُسکے چالیس

سرداران نامدار بارہ ہزار ساحران ذیوقار شہنشاہ کو کب روشن ضمیر کے نمک خواران سب
صاحبون کا حال دریافت کرنا واجب و لازم ہی شکیل جادو فرزند ملکہ مہرخ خوشخوا اپنے مقام سے اٹھا
خواجہ عمرو سے عرض پیرا ہوا کہ خوشحال جادو بڑے خاندان عالی سے ہی جسوقت لڑائی
فتح ہوئی کنارے پر لشکر کے زخمدار بیقرار اُتر پڑا اپنے مقام پر بیٹھا ہوا رور ہا ہی کہ مین کیا
روے سیاہ بادشاہ لشکر اسلام کو دکھاؤن ہر صاحب لیاقت مجھپر طعن کرے گا کہ یہ نمک حرام
کا سردار ہی بس یہ سنتے ہی ملکہ مہرخ سحر چشم نے فرمایا کہ جو ہمارے سر کو عزیز رکھتا ہو اُس خیرخواہ
دولت کو استقبال کر کے لائے اور ہماری جانب سے کہنا کہ ای بہادر اگر عرصہ کروگے تو ہم خود
لینے کو تمھارے آئینگے اسی وقت تمام سردار سوائے ملکہ مہرخ سحر چشم براے استقبال خوشحال
روانہ ہوئے یہان کنارے پر یہ بیچارہ ملول و حزین ایک خیمے مین داخل تھا اور کہہ رہا تھا کہ
بھائیو زخمون کے ٹانکون کی فکر کرو تو طرف صحرا کے نکل چلین اب وطن مین بھی نہ جائینگے امید
ہی کہ ملکہ مہرخ سحر چشم قدر شناس ہین شاید عنایت فرمائین مگر ہم لائق اسکے نہین ہین انصاف یہ ہی
کہ ہمنے اُنکے ساتھ دغا کیا ہنوز یہ کلام پورا نہوا تھا کہ ملکہ نافرمان و سُرخ موے کاکل کشاد
خورشید زرین سحر و شاہزادہ شکیل بے عدیل وغیرہ آ کے پہونچے خوشحال گھبرا کے کھڑا ہوگیا
متحیر ہو کر پوچھا سب صاحبون نے یہان قدم رنجہ بے وجہ کیون فرمایا ملکہ سُرخ موے کاکل کشا
نے کہا ای سرور ان نامی ہوا ای ساحران گرامی ملکہ مہرخ سحر چشم نے واسطے تمھارے استقبال کے
ہمکو بھیجا ہی دربار دُربار مین طلب فرمایا ہی خوشحال جادو نے سر جھکا لیا دل مین باغ باغ ہوگیا
خوشی سے پھول گیا مگر جواب دیا کہ ملکہ عالم کی عنایت بے غایت کہ اس ذرہ بے مقدار کا نام
روشن کرنا منظور ہوا ورنہ یہ خطاکار کیا خدمت بجالایا جسکا یہ معاوضہ ہوا ملکہ نافرمان نے کہا
ای خوشحال جادو تم سے وہ کار نمایان سرزد ہوا کہ جسکے بیان سے زبان قاصر ہی تمھاری خیرخواہی
ملکہ مہرخ سحر چشم پر بخوبی ظاہر ہی عین وقت پر تمنے لشکر اسلام کی مدد کی اتنی بڑی بلا زد کی جلاد مین
کسقدر کذب کی شکر ہی کہ وہ نمک حرام واصل جہنم ہوا جسنے اپنے ولی نعمت کے قتل کا ارادہ کیا تھا
بس اب چلو ملکہ عالم بہت مشتاق ہین خوشحال کا چہرہ خوشی سے سُرخ ہوگیا سردارون سے بغلگیر
ہوا غرض سب صاحب باعزاز تمام اس خوش انجام کو مع ہمراہیان خوشحال داخل بارگاہ آسمان جاہ

ہوسے خوشحال جادو نے بڑھکر پایۂ تخت ملکہ مہرخ سحرچشم کو بوسہ دیا عرض پیرا ہوا اگر کیا بندہ نوازی فرمائی دولت کونین ہاتھ آئی مصرع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را گاہے بہ نگاہے، ملکہ مہرخ نے خلعت فاخرہ سے خوشحال جادو کو و دیگر سرداران ہمراہی کو مخلع کیا فوج خوشحال کو انعام بیکران عنایت ہوا ایک بارگاہ کلان استادہ کرادی حکم ہوا کہ اپنے لشکر کو لے کر بعیش و عشرت فروکش ہو اب نہ مشوش ہو زخم دوزی کی اپنی مع ہمراہیون کے تدبیر کرو جس شی کی ضرورت ہو خزانہ شہنشاہی سے منگوا لینا حجاب کو کام نہ فرمانا خوشحال جادو دعائین دیتا ہوا جا کر اپنی بارگاہ مین داخل ہوا ساتھ والون سے کہا دیکھا باعث خیرخواہی مین کیا شرف حاصل ہوا اہل اسلام فلک اساس قدرشناس بہادر دوست ہین اُنسے سب طرح کی امید ہو یہان ملکہ مہرخ سحرچشم نے سب سردارون کی زخم دوزی کا سامان کیا خواجہ عمرو ایک کرسی پر جلوہ فرما ہین خوشی مین آکے بالحان داؤدی یہ اشعار آبدار شکریۂ خالق بے نیاز رب کارساز مین زبان پر جاری کیے نظم

تو وہ خورشید ہی گردون یکتائی و وحدت کا
دو عالم ایک مطلع ہی ترے دیوان قدرت کا

عوض طاعت کے یہ عاصی نہین مشتاق جنت کا
مجھے منظور ہی احسان لینا تیری رحمت کا

ہمیشہ رند مشرب دم ترا بھرتے رہین ساقی
رہے آباد مجمع اس خراباتِ محبت کا

کرونگا روز پرسش عرض گستاخانہ اتنی تو
گنہگاری کا باعث تھا بھروسا تیری رحمت کا

تو وہ ہی گلبند گلشن ایجاد ای صانع
ریاض دہر گلدستہ ہی تیرے باغ صنعت کا

کرے گا حشر مین ہم عاصیون کو سرخ رو تو ہی
ترے محبوب نے بیڑا اٹھایا ہی شفاعت کا

ریاض دہر مین سب تیری یکتائی کے شاہد ہین
ہر اک شمشاد پر عالم ہو انگشتِ شہادت کا

ملی نعمت سعادت کی ترے در کی گدائی سے
ہما بھی اک مگس ران ہی مرے خوان قناعت کا

تجلی کو صورت آباد جہان مین جلوہ گر دیکھا
خلل انداز وحدت کب ہوا آئینہ کثرت کا

وہ مجرم ہون کرون گا غسل جب آب خجالت سے
تری رحمت بدلوا دیگی جامہ گرد ذلت کا

نہین جا سے پناہ اسد م کہین جز گوشۂ رحمت
ہوا اعلام جاری جسگھڑی تیری عدالت کا

سیہ کاری سے اب تاریک سارا خانۂ دل ہی
چراغ داغ روشن اسمین کر اپنی محبت کا

تصور پردہ پوشی کا تری کرتا ہی بے پردہ
خیال آتا ہی جب رسوائی روز ندامت کا

ہماری حاجتوں سے ہمکو بڑھ بڑھکر دیا ہر دم | ادا ے شکر کیجے آپ کی کس کس عنایت کا

ان اشعار حمد الٰہی کو سنکر تمام سرداران نامی و ساحران گرامی وجد کر رہے ہیں دم یکتائی پروردگار
کا بھر رہے ہیں بہ عنایت پروردگار بلا حجت و تکرار مصروف عیش و نشاط ہیں مگر اب ذکر سنیے
افراسیاب خانہ خراب کا کہ پردۂ ظلمات سے واپس ہو کر باغ سیب میں آیا کنیزان ماہرو و
نازنینان خوشرو پہلو میں اس بدخو کے آ کر بیٹھیں کارگزاران سلطنت و مشیران اُس سے پوچھا
کہ کچھ احوال دریافت ہوا کہ صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش نے لڑائی میں کیا کیا انھون
نے عرض کی حضور نے تو آج تیسرے روز نزول اجلال و ورود اقبال فرمایا ہے اتنی خبر ملی تھی
کہ دو شبانہ روز تلوار چلی ہنگامہ سحر و ساحری گرم رہا یہ بھی سُنا تھا کہ صمصام نے اُسی تیغ سے
ملکہ بُران شمشیر زن کو مارا عین گرمی جنگ میں للکارا کل شب تک تو یہی مشہور تھا کہ شہنشاہ کے
خیرخواہ غالب آ گئے ہیں مسلمان بہت گھبرائے ہیں آج کی کیفیت نہیں معلوم یقین ہے کہ ملکہ حیرت
جادو نے سب کو گرفتار کر لیا ہوگا شہنشاہ جادوان افراسیاب بے ایمان نے یہ سنکر قصد کیا
کہ طائران سحر کو پرواز دے خبر پیدا کرون یا کتاب سامری دیکھون کہ یکایک آسمان پر برق چمکی
دیکھا ایک پتلہ فولادی ملکہ حیرت جادو کو بغل میں دبائے ہوئے لیکر حاضر ہوا سامنے افراسیاب
خانہ خراب کے ملکہ حیرت جادو کو رکھدیا اور عرض کی اے شہنشاہ سامری و جمشید نے
بڑی خیر کی مسلمان ملکہ عالم کو مارے ڈالتے تھے بیچ میدان کارزار میں بیہوش پڑی تھیں اور
حلقہائے کمند گلوے نازک میں پڑے تھے غلام وقت پر پہونچا ملکہ عالم کو اُٹھا لایا یہ کہکر پتلہ غائب
ہوا افراسیاب نے ملکہ حیرت جادو کو عجب خرابی میں پایا سر پر زخم کاری دوپٹہ سر پر بندھا ہوا
کرتی آب رواں کی ٹکڑے ٹکڑے سر اُٹھا کر ملکہ حیرت جادو کا زانو پر رکھ لیا پانی کا چھینٹا دیا حلقہا
کمند گلے سے کھولے غصے میں تاج زمین پر دے مارا سر پیٹنے لگا یکایک ملکہ حیرت جادو نے
آنکھیں کھولیں سر اپنا زانو پر افراسیاب کے پایا اُٹھکر ایک دوہتڑ افراسیاب کی پشت پر
مارا کہا حضور نے دشمنوں میں تنہا چھوڑ دیا بالکل میری خبر نہ لی اگر مسلمان مجھکو قتل کر ڈالتے تو آپ
خوش ہوتے افراسیاب نے کہا اے ملکہ عالم مفصل حال بیان کرو غصے کو کام نہ فرماؤ مین نے
سُنا صمصام نے ملکہ بُران شمشیر زن کو قتل کیا خوب کوکب کو داغ دیا ملکہ حیرت جادو

ابھی کچھ کہنے نہ پائی تھی کہ شور گریہ و زاری در باغ سیب پر بلند ہوا دیکھا کہ چند ملازمان صمصام
لاشہ اُسکا چارپائی پر ڈالے ہوئے فریاد و الغیاث کرتے ہوئے سامنے افراسیاب کے آئے
افراسیاب نے پوچھا یہ کسکا لاشہ ہی ملازمان صمصام نے سر پیٹ کر عرض کیا صمصام مارا گیا
اس زور و شور سے لڑا تھا کہ خون کا دریا بہا دیا ملکہ بُران کو توگ کر مارا مگر مسلمانون کا خدا بڑا زبردست
معلوم ہوتا ہی اُسی وقت ملکہ بُران شمشیر زن کو زندہ کیا جو مر گئی تھی اُسنے اسکے زندے کو مردہ کیا
ساتھ والے بھی ہزارون مسلمانون کے شریک ہو گئے ایسی لڑائی بگڑی کہ غلامون نے بمشکل لاشہ اُس
کشتہ یاس کا اُٹھایا آخر یہان تک پہونچایا اب ہم لوگ کہان جائین اپنے قدر دان صمصام کو
کہان پائین افراسیاب نے غصے مین آکر ملکہ حیرت جادو سے پوچھا کہ ای ملکہ عالم پھر بیان
کرو یہ پہیلی مین نہین سمجھا ملکہ حیرت نے کہا صاحب حقیقت مین میرے سامنے ملکہ بُران کو قتل کیا
تھا ملکہ مجلس وغیرہ جان دینے پر آمادہ تھین پھر یہ دیکھا کہ نعرہ بُران شمشیر زن ہوا مجھسے لڑائی ہوئی
مین نے زخمی کیا خواجہ عمرو نے مجکو بصورت صنعت سحر ساز بیہوش کیا اُسوقت تک صمصام زندہ
تھا مین بھی اچھی طرح نہین سمجھی کہ یہ کیا معرکہ تھا اب زیادہ تقریر سے میرا سر نہ پھرائیے کتاب سامری
مین ملاحظہ فرمائیے افراسیاب نے کتاب سامری کو اُٹھایا ملکہ حیرت جادو نے دیکھا کہ افراسیاب
کتاب پڑھتے ہی غصے مین تھرتھر کانپنے لگا گویا بخار جاڑے کا چڑھ آیا ملکہ حیرت جادو نے پوچھا
شہنشاہ خیر تو ہی افراسیاب نے جواب دیا ای ملکہ حیرت جادو اس ساربان زادے نے تو
ناک مین دم کیا ہو مگر واہ رے عیار بلائے روزگار تمکو کیا معلوم ہو کہ ملکہ بُران کہان تھی ساربان
زادے کی زنبیل مین نہان تھی ایک ساحرہ نہین معلوم کہان کی رہنے والی کو بصورت ملکہ بُران
بناکر میدان کارزار مین بھیجا بالفعل تمکو سوجھا اور صمصام تو بالکل اُلو کا پٹھا تھا وہ کیا جانتا کیونکر
پہچانتا بس اس فریب مین صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش مارا گیا افسوس یہ ہی
کہ مین ناحق بدنام ہوا ایک حقیر کی خوشامد کرنی پڑی صمصام ایسے لاکھون غلام میرے پڑے ہین
ملکہ ای حیرت عمرو کی قضا بھی آ گئی آج ضرور مار ڈالونگا لو ابھی جاتا ہون کان پکڑ لاتا ہون دیکھون
تو بی ملکہ مہرخ و بہار کیونکر روکتی ہین کس طرح اِبد دولت کو ٹوکتی ہین یہ کہکر افراسیاب اُٹھنے لگا
بڑے بڑے جادوگر قہار جادو و مقہور آتش خوار نہنگ بلا کردار فیلان سوار بیران مارگیر

ماران سیاہ ترود وغیرہ ہان ہان کرتے ہوے اُٹھے عرض کی ای شہریار غلامان جانباز حاضر ہین
کیا ہم سب اس کام مین قاصر ہین جو ارشاد ہو ابھی بجا لائین جا کے ملکہ مہرخ وغیرہ کو تباہ کرین
ایک باغی سرکار دولتمدار کو پردہ دنیا پر باقی نہ رکھین حکم ہو زندہ گرفتار کر کے لائین اگر اجازت
ہو پھونک دین جلا دین خاک مین ملا دین اور ساربان زادے کی کیا حقیقت ہے ابھی چشم زدن
مین لاتے ہین جب مہرخ و بہار کے قتل پر غلام آمادہ ہین کیا عیار اُنسے لیاقت مین زیادہ ہین
افراسیاب خانہ خراب نے آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی اور کہا یارو تم عمرو کو نگاہ حقارت سے
دیکھتے ہو تم اُسکے مرتبے کو نہین جانتے ہو خداوند لقا کا پیارا بندہ ہے اُسکو عہدۂ ملک الموت کا خداوند
لقا نے دیا ہے نام لقا کا سُنکر ملکہ حیرت جادو کو غصہ آیا کہا شہنشاہ اُس منحوس دیوث کا نام نہ لیجیے
جس دن سے ہماری اقلیم مین آیا تباہ و برباد کر دیا دوست دشمن ہو گئے راہبر رہزن ہو گئے
افراسیاب نے کہا ملکہ چپ رہو یہی باعث بربادی طلسم ہے خداوند لقا کو سب طرح کی خبر ہوتی
ہے اب اِسوقت اُنکو تمھارا یہ کلمۂ ناشایستہ دریافت ہوا ہوگا سُنتا ہون ہر وقت مقدمات طلسم ہوشربا
مین گوش بر آواز رہتے ہین سب چیزین اُنکے قبضہ مین ہین ہوا نے ابھی اُنکے کان تک آواز
پہونچائی ہوگی توبہ کرو کان پکڑو خبردار کبھی ایسے کلمے واہیات اُنکی شان مین نہ کہنا جو مزاج مین آتا
ہے وہ کرتے ہین کسی کو مشیت خداوندی مین کیا دخل ہے اصل تو یہ ہے کہ خود خطاوار ہون مقدمات
سلطنت سے مجبور و ناچار ہون کئی سال اُنکو ہماری عملداری مین آئے ہوے گذرے ایک دن
بھی برائے قدم بوسی نہ جا سکا اسی وجہ سے قدرت کو غصہ ہے ملکہ حیرت جادو نے یہ سُنکر سر جھکا لیا
مگر سفاک نیلی پوش بصد جوش و خروش اپنے مقام سے اُٹھا عرض کیا آپ دوسرا جام شراب نوش
فرمائین غلام جاتا ہے عمرو کو ابھی گرفتار کر کے لاتا ہے ہرچند افراسیاب نے منع کیا اسنے نہ مانا رخصت
کرکے چلا یہان خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کسی کار ضروری کو بیرون بارگاہ آئے ہین ہمراہ برق فرنگی و
چالاک بن عمرو یہ دونون ساتھ ہین خواجہ عمرو نے کہا ای برق و چالاک مین کوہ نزالی چوٹی
پر ٹھہرتا ہون تم ذرا تا بلشکر ملکہ حیرت جادو جاؤ خبر لاؤ یقین ہے کوئی ساحر زبردست اور آیا
ہوگا مفصل خبر دریافت کرنا اور ای نور نظر مین نے دربار مین ذکر نہین کیا سردار گھبرا جائینگے زمانہ
قتل اسد غازی بہت قریب ہے ابھی تک کوئی صورت نہین نکلی کدھر جاؤن کیا تدبیر کرون با

اُس شیر کو کیونکر چھوڑا اُڑن برق نے کہا اُستاد جان اپنی دیکھئے انشاء اللہ تعالےٰ اُس شیر بیشۂ
جرأت کو کسی طرح قتل ہونے دینگے عمرو نے کہا افراسیاب بڑا زبردست ہے بہت مشکل ہے کوئی
شخص تا بہ گنبد نور پہونچے اور اسد شیردل کو رہا کرے جب کوکب روشنضمیر ایسا عذر کرے
کہ مین بقدر رہائی اسد شیردل مجبور و ناچار ہون پھر مین سواے خدا کے کسکا بھروسا کرون
سمجھین اور کسیکی کیا لیاقت ہے اگر دعوی کرے تو حماقت ہے یہ سنکر دونون عیار خدمت خواجہ عمرو سے جدا ہوے
عمرو نے یہ چبوترہ کوتوالی آیا بخوبی ٹھہرنے نہ پایا تھا کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم سفاک نیلی پوش جادو
مصاحب شہنشاہ افراسیاب اور سارباں زرد ے خبردار کہان جاتا ہے مین آپہونچا خواجہ عمرو
نے سر اُٹھایا دیکھا تو قریب پہونچ چکا ہے عمرو نے قصد کیا جست کر کے نکل جاؤن اِس ظالم سفاک سے
جان بچاؤن مگر اُسنے ایک گرز مارا کئی جادوگر جو قریب عمرو کے تھے سر اُنکے پھٹ گئے تڑپ کے
گرے خواجہ عمرو کے پاؤن زمین نے پکڑ لیے فوراً سفاک نیلی پوش کوک کر گرا عمرو کی کمر مین پنجہ دیکر
لے اُڑا لشکر مین غلغلہ مچا کوئی جادوگر آیا تھا خواجہ عمرو کو لیے جاتا ہے جب تک دوڑین وہ بلند ہوکر
غائب ہوا چالاک و برق کنارے پر لشکر اسلام کے پہونچے تھے ہنگامہ سنکر لپٹے آگے دیکھا کئی
جادوگر مرے پڑے ہین کچھ سر پیٹ رہے ہین بڑے بڑے سردار خیمون سے نکل آئے ہین تیغ
ناریخ وغیرہ ہاتھون مین لیے قصد کر رہے ہین کہ تعاقب مین جائین جس طرح بنے عمرو کو چھڑائین برق
و چالاک نے کہا آپ سب صاحب تامل فرمائین جب تک ہم واپس نہ آئین کوئی صاحب یہان سے
قدم نہ بڑھائین ابھی ایک معرکہ عبرت خیز حیرت انگیز گذر چکا ہے خدا نے اپنا فضل شریک حال کیا
افراسیاب خانہ خراب دشمن سب کا ہو رہا ہے آج بلغ بیگ ماتم سرا ہوگا صمصام مارا گیا ملکہ
حیرت جادو کو ذلت ہوئی معلوم ہوتا ہے اُسنے کسی کو بھیجا ہے والد نامدار کو سر بازار قابو پا کر لیگیا
مگر کہان جائیگا ہمارے ہاتھ سے کیا چین پائیگا آپ لوگون کے جانے سے کوئی نہ کوئی آفت بپا
ہو جائیگی پھر ہمارے بنائے کوئی تدبیر نہ بن آئیگی یہ سنکر بہت سردارون نے سر جھکا لیے کہا مرشدزادے
ہمارے ہوش درست نہین ہین خواجہ کا ایک لمحہ لشکر مین نہ ہونا باعث انتشار ہے اگر ہم سب قید ہو جائین
اور خواجہ چھوٹے رہین امید قوی ہوگی کہ اب ہمارے سر پرست آتے ہونگے رہا کر کے لے جائینگے
ہاتھ سے دشمن کے بچا لینگے اُنکی گرفتاری بڑا غضب ہے سمجھون کے دونون بہ اندوہ و تعجب ہوئے

چالاک نے سب کو سمجھا کر ٹھہرایا ایک جانب چالاک گیا برق تڑپ کر ایک طرف چلا یہاں
سے حال بیان کیا جاتا ہے سفاک نیلی پوش کا کہ بصورت خواجہ کو پنجے مین دبائے ہوئے اڑتا ہوا
جاتا ہے پیچھے پھر پھر کر دیکھتا ہوا کہ صرصر سحر چشم و بہار وغیرہ تعاقب کرینگی یہ ساربان زیادہ سارے
لشکر کی جان ہے ہر کہ ومہ پر اسکا احسان ہے کوہ و دشت و بیابان کو طی کرتا ہوا اتنا بلند جاتا ہے کہ مرغ نظر
وہاں تک نہ پہونچے دس بارہ کوس راستہ طی کر چکا ہے دور سے ایک کوہ فلک شکوہ نظر آیا چار سمت
اُس کوہ کے گلہائے رنگا رنگ شگوفہ ہائے بوقلمون چشمہ ہائے صاف و شیرین جاری باغبان ازل
کی قدرت کی چار سمت گلکاری طائران نغمہ سرا چہچہ زن گل خودرو سے دامن کوہ رشک گلشن
جا بجا کبک خوش رفتار خراماں کہیں طاؤس رقصان بر سر کوہ ہزارہا نخلہائے میوہ دار بار اثمار
سے شاخین جھوم رہی ہین یا صنعت باغبان قضا و قدر مین زمین ادب چوم رہی ہین مگر اُس
پہاڑ پر سناٹا ہے یقین ہوا کہ کبھی اس مقام پہ انسان کا گذر نہوا ہوگا قریب سے کوہ کے چاہا بلند ہو کے
نکل جاؤں یکایک کان مین آواز آئی یا سامری یا جمشید سر اٹھا کر جو دیکھا بر سر کوہ ایک سنت
بھبھوت چہرے پر ملے آنکھیں سرخ مثل جام شراب گلگون جٹائیں خاکستری مثل موج دریا
پیچون صورت مہیب شکل عجیب ایک کردھنی زنجیر کی مثل مار سیاہ کمر مین لپٹی ہوئی ایک لنگوٹی
جس سے موئے زہار نکلے ہوئے بغل کے بال بڑے بڑے اُن موئے سیاہ سے قطرے پسینے
کے ٹپک رہے ہین یا مار ان سیاہ زہر اگل رہے ہین دھونی آگے لگی ہوئی لکڑی کنڈون کا انبار
ایک سمت صورت ٹھاکر جی کی رکھی ہوئی اُسکی بلندی پر ایک گھڑا پانی کا اُسمین قلیل سا سوراخ دیے
کم نہ زیادہ فراخ سر پر ٹھاکر جی کے ایک ایک قطرہ پانی کا گر رہا ہے ایک سمت چمن گیندے کے
زرد زرد پھول اُن پر عجیب رنگ کی بہار وہ چمن زعفران زار جسکے دیکھنے سے ہنسی آئے دل
باغ باغ ہو جائے ایک جانب لبی چلم گانجا پینے کی اوندھی رکھی ہوئی ہے ہاتھ مین پوتھی کبھی بھجن
سامری کے گاتا ہے کبھی یا جمشید کہکر کھڑا ہو جاتا ہے جب نعرہ مارتا ہے پہاڑ تھراتا ہے کبھی دوڑ کر گانجے کی
چلم اٹھاتا ہے ہتھیلی پر گانجا ملکر چلم مین جاتا ہے اس زور سے دم لگاتا ہے کہ ہاتھ بھر لو بلند ہو جاتی ہے
سفاک نے دور سے جو یہ معاملہ حیرت افزا دیکھا مبہوت ہو گیا دل سے کہتا ہے یہ بندگان
خاص سامری و جمشید مین یہ گوشہ تنہائی پسند آیا ہے سامری و جمشید نے اپنی قدرت سے

ایسے مقام خوفناک پر کیا سامان عیش مہیا فرمایا ہوا ہی سفاک نیلی پوش اس مقام پر ضرور سامری
و جمشید کا گذر ہوتا ہوگا عجب مقام مسرت افزا ہی ہم بڑے خوش نصیب ہین اکثر قریب اس
پہاڑ کے گذرے مگر مہنت صاحب کو کبھی نہ دیکھا آج جو اس مسلمان کو گرفتار کیا پردے آنکھون
سے اُٹھ گئے ایسے مقبول لوگ نظر آئے انکی خدمتگزاری واجب و لازم ہی انھین ایسے بندگان
خاص کی برکت سے زمین و آسمان قائم ہین یہ سوچکر ایک گوشے مین اُٹھا خواجہ عمرو کو مسحور سحر
کرکے ایک تختۂ سنگ پر ڈالدیا خداوندون کے نام لیتا ہوا سامنے مہنت صاحب کے آیا
دور سے پالاگن کی سجدے کے لیے جھکا مہنت نے بقہر و غضب آواز دی او بے ادب کہان
آتا ہی یہ مقام گذرگاہ سامری و جمشید ہی نہین معلوم ہمین کیا بھید ہی اگر ہمارے قریب آئیگا آتش
قہر سے ہمارے دو سو خداوندون کے جل جائیگا سفاک نے گڑگڑا کے دانت نکالدیے اور کہا
گسنیان واسطے درشن کے آیا ہون خداوند سامری کا بندۂ خاص یعنی افراسیاب بادشاہ
طلسم ہوش ربا کا نمک خوار ہون ایک نگاہ لطف کا امیدوار ہون مہنت نے غصے سے جواب دیا
ارے تو نے ہمکو کیونکر دیکھا شاید تجھسے کوئی کار نیک ہوا کیا کسی ملچھ کو تو نے قتل کیا ہی کس وجہ سے
تیری آنکھون سے پردہ حجاب کا اُٹھ گیا ہی ہم کئی سو برس سے یہان رہتے ہین طائران صحرا تک
کی ہم پر نگاہ نہین پڑی ہم قصر پردۂ حجاب قدرت سامری کے رہنے والے ہین سامان قدرت
سامری کے تراشے ہین یہ سنکر سفاک خوشی سے پھول گیا وہین پر سجدے کرنے لگا کہا ای مہنت
بارگاہ سامری آپ پر سب کچھ روشن ہی بیشک مین نے آج اس شخص کو گرفتار کیا ہی کہ جسنے روح
سامری و جمشید کو صدمۂ عظیم دیا ہی ہزارون ساحر مارے جسکے کھود ڈالے قاتل وماہ
وشمش عیار سرکش مکار و غدار قاتل کفار قدرت کا گنہگار مغضوب بارگاہ سامری عمرو بن
امیہ ضمری ابھی اُسکو گرفتار کیا ہی اُسکو بخدمت افراسیاب لیے جاتا تھا کہ آپ کے جمال باکمال
کو دیکھا واسطے زیارت کے حاضر ہوا مہنت قہقہہ مار کر ہنسا پکار کے آواز دی واہ رے سامری
کیا کیا قدرت دکھاتا ہی کبھی ہمکو ظاہر کرتا ہی کبھی چھپاتا ہی یہ کہکر دیر تک مہنت ہنسا کیا جب ہنسنے
سے فراغت پائی ابروون پر بل پڑا غصے مین سونٹا اُٹھایا کہا کیون او احمق نابینا جسکے گرفتار
کرنے سے تجکو یہ مرتبہ ملا اگر اسکو قتل کرتا تو کیا شرف پاتا جیسے جی سکینہ بجاتا دیکھو اس پوتھی مین بھی

اُس ساربان زادے کی بُرائیان لکھی ہین جلد اس ساربان زادے کو میرے سامنے لاہم اپنے
ہاتھ سے قتل کرین تجکو دربار مین سامری و جمشید کے پہونچا دین یہ سنتے ہی سفاک نیلی پوش
باغ باغ ہوگیا دست بستہ عرض کی ای مقبول بارگاہ سامری ایسا نہو شہنشاہ افراسیاب کے
خلاف ہو مہنت نے ایک چیخ ماری کہ زمین تھرا گئی کہا اسی وجہ سے سلطنت مین افراسیاب
کی خلل پڑا ہی اپنے نوکرون کے ہاتھ سے جوتیان کھاتا ہی شکست پر شکست اُٹھاتا ہی بموجب شعر
سعدی دانی کہ چہ گفت زال با رستم گرد ✤ دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد ✤ او ناوان دشمن کو حقیر
سمجھنا جب قبضے مین آگیا مہلت دینا اپنے سر پہ بلا لینا ہی عقلمندون کا یہ کام نہین ہی سفاک
نے کہا سامری و جمشید نے اپنی کتاب مین لکھا ہی کہ جہان عمرو کا خون گرے گا وہ زمین آباد نہوگی
رنجا یا دل شاد نہوگی اور یہ بھی لکھا ہی کہ عمرو کی موت کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین ہی یہ سُنکر مہنت
غصے مین ایسا چیخا کہ پہاڑ تھرا گیا اور سونٹا زمین سے اُٹھایا ایک چوتڑون پر سفاک کے مار کہا
او بیحیا مضمون کتاب تو صادق آیا کسی ساحر کے ہاتھ سے حقیقت مین قضا نہین ہی قدرت خود
اپنے ہاتھ سے قتل کرینگے ہمکو کیا سمجھا ہی ہم سامری کے باپ ہین افراسیاب سے مطیع آپ ہین
دیکھ یوں دو سو خداوند فرشتگان عذاب کو ساتھ لیکر آ پہونچے جلدی پلٹ سجدے مین سر جھکا
ورنہ جلکر خاک ہو جائیگا نرک کنڈ مین پھینکدیا جائیگا ہمیشہ آگ مین جلتا رہیگا جہنم کے آگ کی جفا
سہے گا یہ جو مہنت نے بقہر و غضب کہا اور چوتڑون پر سونٹا بھی پڑا یا خداوند کہکر پلٹا کہ دیکھون
سامری و جمشید کیونکر آتے ہین آج مجکو اپنا جلوہ دکھاتے ہین سفاک کا پلٹنا تھا ذرا منھ پھیرا
کہ پہلو سے نعرہ ہوا او بیحیا منم صاحب بغدۂ گران نظر کردہ بزرگان شیر بیشۂ عیاری دہر بردشت

طراری افسر سرہنگان مہتر قران نعرۂ مہتر قـــران		سریع السیر چون باد بہاری
جہان سرہنگ در خنجر گزاری	بہ میدان اژدر آتش فشانم	منم مہتر قران شیر ژیانم

یہ کہکر بغدہ مارا اسکے بغدے کا دستور ہی اگر سیدھا پڑا انکھون سے گذر گیا اور اگر الٹا پڑا سر کے
ہزار ٹکڑے ہوئے اُسوقت جلدی مین اُلٹے سیدھے کا کسکو خیال تھا اپنے اُستاد کے گرفتار
ہونے کا ملال تھا اس زور سے سر پر سفاک بیباک کے پڑا کہ سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے ہا ہے
کہکر زمین پر گرا تڑپ تڑپ کے واصل جہنم ہوا سنگ باری برف باری ہوئی آواز آئی مارا

مجھکو کر سفاک جادو نام تھا حسرت و یاس لیکر دنیا سے گیا اودھر خواجہ عمرو جو سامنے مین نخل کے
مسحور پڑے تھے آنکھین کھلی تھین ہاتھ پانون بیکار تھے زندگی سے بیزار تھے بالکل مجبور و ناچار
تھے نعرہ قران کی آواز سنتے ہی ہاتھ پانون مین طاقت آئی آنکھون مین بصارت آئی آواز سنکر
دوڑے آکے دیکھا لاشہ سفاک کا سرد ہوا ہی ضرب سے بغدون کی گرد برد ہوا ہی مہتر قران
نے سلام کیا خواجہ عمرو نے گلے سے لگا لیا کہا تیرا مرتبہ سب عیارون سے بہتر ہی تو حقیقت مین
جان بخش عمرو ہی بیٹا یہان کیونکر پہونچے مہتر قران نے کہا استاد مجھکو تو آپ کے گرفتار ہونے
کی خبر بھی نہ تھی آپ کو بارگاہ مین چھوڑکر آیا تھا بہ عیش و راحت یہان فکر مین افراسیاب خانہ
خراب کی آکے بیٹھا تھا حسرت پر اسد غازی کے دل ٹکڑے ہوتا ہی مصیبت پر اُس شیر
بیشۂ جرأت کے ہر خرد و کلان روتا ہی دل مین یہ تھا کہ اگر وہ ملعون اودھر سے گذرے اور
ہمارے دام مکر مین پھنسے تو ایک ہی بغدہ مارون کہ ملعون کا سر پھٹ جائے خواجہ عمرو نے
کہا کہ بیٹا ایسا غضب نہ کرنا اُسکے سامنے جرأت کا دم نہ بھرنا وہ طلسم بندی ہر کاہن و رمال
و پنڈت ستارہ شناسان بلند مین و کاملان خوش آئین نے تحریر کیا ہی کہ تا زمانیکہ طلسم کشا لوح
نہ حاصل کرے گا حجرۂ ہفت بلا وا نے قفل نہون در بند طلسم نہ ٹوٹین اُسوقت تک افراسیاب
خانہ خراب قتل نہین ہو سکتا مہتر قران نے سر جھکا لیا خواجہ عمرو نے لباس سفاک کا اُتار لیا
لاشہ اُس ناہنجار کا برہنہ چھوڑ دیا کوہ سے کود کر مہتر قران ایک جانب گئے خواجہ عمرو داخل
لشکر اسلام ہوئے یہان آکر دیکھا ہنگامہ برپا ہی ہر خرد و کلان غم مین خواجہ کے بیتاب مہرخ
سحر چشم و ملکہ بہار گلعذار اُمنڈ آئین کہ لشکر لیکر فوج کفار پر جا پڑین کوئی کہتا ہی کہ خواجہ عمرو کو
کہان تلاش کرین برق و چالاک دوڑتے پھرتے ہین آنکھون سے اشک حسرت گر رہے ہین
عمرو کو دیکھکر سب دوڑے خوشی خوشی ساتھ لیکر بصد کر و فر بارگاہ آسمان جاہ مین آئے خواجہ
کرسی پر جلوہ فرما ہوئے ملکہ مہرخ سحر چشم نے پوچھا خواجہ اُس ظالم کے ہاتھ سے کیونکر رہائی
پائی خواجہ عمرو نے مہتر قران کا حال بیان کیا اور کہا ملکہ عالم خدا نے بڑی خیر کی مہتر قران
کا ارادہ تھا کہ اگر افراسیاب آئے تو اُس خانہ خراب پر حملہ کرون وہ اسد شیر دل کے واسطے
بہت بیقرار ہی زمانہ قتل اسد بہت قریب ہی افسوس ہی کہ ابتک کوئی صورت نہ پیدا ہوئی

دیکھیے فلک کیا دکھلاتا ہی اس کلام حسرت انجام خواجہ عمرو سے شور گریہ و زاری بلند ہوا ہر
سردار رو رو دیا مند ہوا یہ اشعار حسرت آمیز و عبرت خیز زبان پر خواجہ عمرو کے جاری ہوے اشعار

بنا کرینگے ہم اک انجمن زمین کے تلے	کہ جمع ہیں سب اہل وطن زمین کے تلے	کھلائے چرخ نے کیا کیا چمن زمین کے تلے
گئے ہزاروں ہی غنچہ دہن زمین کے تلے	عدم ہی کوچ کی جا اور یہ منزل گاہ	مسافروں کے لیے ہی وطن زمین کے تلے
لگے وہ داغ کہ پیارا اسے کھود کر پھینکے	پڑا ہی خاک مین اب کو کہن زمین کے تلے	یہ کسکے کشتۂ غم بعد مرگ روتے ہین
اگر سیل اشک ہی اک موج زن زمین کے تلے	سر غرور اٹھاؤ نہ سرکشو اتنا	ملیگا خاک مین سب بانکپن زمین کے تلے
قلق کو باتونکا تیری فراہمین بھولا	رہیگا حشر تلک ہم سخن زمین کے تلے	ان اشعار آبدار کو سنکر اور زیادہ

سب بیقرار ہوے ملکہ مہرخ سحر چشم نے کہا خواجہ کیون دل دکھاتے ہو ہم سب آپ کے ساتھ
جان دینگے روز قتل اسد غازی سر ہتھیلی پر رکھکر جا پڑینگے انشاءاللہ ایسا کشت و خون ہوگا کہ
افراسیاب خانہ خراب بھی عمر بھر یاد کرے گا ہر ایک رہنے والا طلسم ہوش ربا کا فریاد
کرے گا اور خواجہ اصل یہ ہی کہ ہم سب مجبور و ناچار ہین گنبد نور تک نہین جا سکتے سحر مین
افراسیاب کے نہین زبان ہلا سکتے اور شباب مہ جبین کا ہر وقت یاد آتا ہی قلب بھر آتا ہی
کہ اس پابند سلسلۂ محبت و آشفتۂ وادی مودت پر اس قید خانے مین کیا گذرتی ہوگی جیتی
ہوگی نہ مرتی ہوگی مگر خواجہ وہ عاشق صادق ہی یار موافق ہی مین نے سنا ہی کہ اکثر افراسیاب
قید خانے مین گیا اور اپنی دختر بلند اختر ملکہ مہ جبین الماس پوش سے کہا کہ تو عشق و محبت
اسد غازی سے ہاتھ اٹھا تو یہ کر مین تجکو رہا کرون وہی سلطنت حکومت عطا کرون اُس
حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ ناپیدا کنار مذاق اسیر طرۂ گیسو ذبیح خنجر ابرو ملکہ مہ جبین خوبرو
نے یہی جواب دیا کہ میرا اُس شیردل کا ساتھ ہی اُس شہریار کا دامن ہی میرا ہاتھ ہی اُنکے ساتھ
ہی تڑپ تڑپ کے مرجاؤن یہی لطف زندگی ہی افراسیاب ان کلمات محبت آیات پر بہت
جھلاتا ہی مجبور ہو کے قید خانے سے چلا آتا ہی مگر اب سنا ہی کہ حال اسکا بہت ابتر ہی جان لبون
پر ہی دیکھیے جامع المتفرقین احکم الحاکمین زندگی مین ہماری اسکو ہم سے ملاتا ہی یا نہین عمرو نے
رو کر کہا اے ملکہ اگر خدا نخواستہ اسد غازی قتل ہو گیا مین لشکر حمزہ مین منھ دکھلانے کے
قابل نہ رہا یہ ملکہ زبیدہ شیر گیر دختر امیر با توقیر کا نور نظر ہی صاحبقران کا نواسا ہی سب سے

اسکو بناز و نعم پرورش کیا ہی بیٹے اور پوتے صاحبقران کے بہت ہین مگر نواسا اور کوئی نہین ہی نہین معلوم ملکہ زبیدۂ شیر گیر کا کیا حال ہوگا قلب پر ہجوم غم و ملال ہوگا دوسری خرابی یہ درپیش ہی اسکا بڑا اپس و پیش ہی کہ نور نگاہ صاحبقران شاہزادۂ انجم گروہ رستم شکوہ سر فتنۂ ملک باختر پہلوان تہمتن بدیع الزمان گرد لشکر شکن اسی طلسم مین قید ہوکر آیا ہی بخت سیاہ نے عجب روز سیاہ دکھایا ہی آج تک اُس شیر کا پتا نہین ملا کہ افراسیاب خانہ خراب نے کہان قید کیا وہ عنقا صاحبقرانی کس قفس مین بند ہوا ایس ہوسکتا ہی کہ یہ شیر دستیاب ہون اور مین بدنصیب جاکر اپنے آقاے نامدار مولاے قدر شناس کو روے سیاہ دکھاؤن مناسب تو یہ ہی کہ گلا کاٹ کر مرجاؤن ان باتون پر خواجہ کے شور گریہ و زاری بلند ہوا وہ بارگاہ فلک اشتباہ اُسوقت صاف ماتم سرا تھا کسی کے ہوش درست نہ تھے یہان تو اسوقت بارگاہ ملکہ مہرخ سحر چشم مین ذکر اسد غازی و حال پُر ملال بدیع الزمان پر ماتم برپا ہی دو کلمے داستان افراسیاب خانہ خراب کے تحریر ہوتے ہین کہ باغ سیب مین سریر حکومت پر مغرور بیٹھا ہی سفاک نیلی پوش کو براے گرفتاری خواجہ عمرو بھیج چکا ہی ملکہ حیرت جادو نے سامان عیش و جشن مہیا کیا ہی ساقیان پری چہرہ جام مے ارغوانی بصد دلربائی بکرشمہ و رعنائی سامنے افراسیاب کے لائین ایک ایک حسین

نظم

مہ جبین عابد کش زاہد فریب	دید انبوہ پریزاد چند	بہر پابندی آزاد چند
ہریکے را فن دل بردن یاد	ہمہ در صید دلہا استاد	ہریک از گرمی انداز و ادا
کرد سامان قیامت برپا	ماہ چون بر رخ پُر نور کشاد	مہر تابان بہ تہ ابر افتاد
عکس رخسار چو افتاد در آب	شمع گردید فروزان تہ آب	عکس بر رو چو فتاد از حیرت
آب چون آئنہ شد بے حرکت	زلف را پیشہ بود دل شکنی	غمزہ را کیش بود راہزنی
ہمہ از حیلہ گری چشم سیاہ	ہمہ را برق درخشندہ نگاہ	ہمہ چون خیل پری جلوہ کنان
ہمہ غارت گر ہوش انسان	ہریکے از ہنر سحر و فسون	روے آتش بغزات جیحون

افراسیاب نشۂ شراب مین بدمست بیٹھا تھا پہلو مین ملکہ حیرت جادو ایسی نازنین خوشرو کہ جسکا اس اقلیم مین مثل نہین ہی خورشید جمال آنکھین رشک دیدۂ غزال بیت یہی اشارہ ہی

ان کالی کالی آنکھون کا ٭ شکار شیر نہ کھیلین تو ہم غزال نہین ٭ شاہزادیان قریب ملکہ حیرت

بصد صولت بناز و ادا گرد اگرد اُس ماہ اوج حُسن و جمال کے یون نمایان ہین گویا ہجوم سیارگان قریب ماہ تابان یکایک ملکہ حیرت جادو نے کہا ای شہنشاہ عرصہ دراز ہوا سفاک نیلی پوش برائے گرفتاری خواجہ عمرو گیا تھا افراسیاب نے کہا وہ بلائے روزگار ہی علاوہ سحر و ساحری کے بڑا مکار ہی وہ ضرور سار بان زادے کو لیکر آئیگا وہ دھوکا نہ کھائیگا ہنوز یہ کلام ناتمام تھا کہ سامنے میز پر گلدستہ ساختۂ سحر سفاک رکھا تھا اُسمین آگ لگ گئی مثل شمع کافوری جلنے لگا افراسیاب نے کہا غضب ہوا میرے رفیق خیرخواہ کو کسی نے مارا ملکہ حیرت جادو نے کہا مین تو جانتی تھی کہ اُس موئے مونڈی کاٹے کا لانا بہت دشوار ہی ایک ایک شاگرد عمرو کا بلائے روزگار ہی نہین معلوم کس حیلے سے اُسکو قتل کیا خیر سمجھا جائیگا افراسیاب نے کہا ای ملکہ حیرت جادو آج قیامت برپا کرونگا عمرو کو تو زندہ نچھوڑونگا اس وقت ایسا سردار مارا گیا کہ بادولت کو صدمۂ عظیم پہونچا یہ کہکر قبضے پر ہاتھ ڈالا تلوار ٹیک کے اُٹھا زمین تھرائی رنگ باغ دگرگون ہوا طائرون نے زمزمہ سرائی موقوف کی حیران حیران چہرے کو افراسیاب کے دیکھتے ہین پرون کو کھولتے ہین اور سہجاتے ہین غصے کو افراسیاب کے دیکھکر پرواز قاصر ہین قصد کرتے ہین کہ شہنشاہ کو منع کرین مگر بول نہین سکتے اُڑنیکا ارادہ ہی پر کھول نہین سکتے ہر نخل کو سخت مشکل ہی سرو پا بگل ہی روئے گل متغیر چشم نرگس متحیر ہی سوسن کی زبان بند طفل غنچہ بول نہین سکتا مثل طفل شیرخوار زبان کھول نہین سکتا ہر ایک نہر جوش مین ہی مگر بیکار نہ بیراکی موجون سے پابزنجیر ہی چشمون نے حبابون سے آنکھین نکالین مگر مثل دیدۂ کور بے حرکت ہین بینائی نہین زمین کو جنبش ہوئی بوٹے اُٹھے افراسیاب کے ساتھ چلنے کی کوشش ہوئی اس زور و شور سے افراسیاب خانہ خراب اُٹھا گویا فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوا ہر چند سردارون نے منع کیا نہ مانا تیغۂ سحر ہاتھ مین لیکر بارہ دری سے کودا اتنا تو سب نے دیکھا کہ افراسیاب زمین پر آیا ایک نعرۂ کوہ شگاف کیا اور غائب ہوگیا محفل عیش و نشاط درہم و برہم ہوئی محفل شراب و کباب مجلس ماتم ہوئی یہان تو باغ مین یہ رنگ ہی وہان بارگاہ ملکہ مہرخ مین قید اسد غازی کا چرچا ہی ہر ایک سردار رو رہا ہی خواجہ عمرو نے سب کو سمجھایا مہرخ وغیرہ کو گلے لگایا کہا صاحبو صبر کرو دل پر جبر کرو وہ مالک بے نیاز ہی خالق کارساز ہی کوئی

سبب پیدا کریگا اتنا خوب یقین ہی جب تک طلسم ہوشربا نہین فتح ہوتا اسد غازی کو کوئی
نہین قتل کرسکتا ای ملکہ مہرخ جب دربار مین صاحبقران کے یہ ذکر ہوا تھا کہ برائے رہائی
شہزادۂ بدیع الزمان کون جائے فرزندان خواجہ بزرجمہر کہ علم رمل مین طاق ہین مثل اپنے
والد نامدار کے شہرہ آفاق ہین اُنھون نے حکم لگایا کہ اسد نامدار فتاح طلسم ہوش ربا ہی
یہ ضرور جاکر فتح کریگا اس حکم پر اسد غازی کا آنا ہوا ورنہ برادران بدیع الزمان صف شکن
تیغزن فنون سپاہ گری مین یگانہ جرات وشوکت مین یکتائے زمانہ موجود تھے ایک ایک
کو اشتیاق تھا کہ اپنے بھائی کو رہا کرنے جائین علاوہ بھائیون کے شاہزادۂ بدیع الزمان کا
نور نظر نامی و نامور یعنی گل گلزار خلیل الرحمٰن نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ
زمرۂ بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران شعر نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم و بقہر شہ
ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر نہایت صاحب جرأت ولیاقت ہی بہت سے طلسم
فتح کیے ہین وہ جان دینے پر آمادہ تھے کہ اپنے باپ کی رہائی کو مین جاؤن مگر حکم سے خواجہ زادون
کے سب ناچار ہوئے ورنہ اسد غازی کا آنا کون منظور کرتا تھا ہر ایک اُسکی محبت کا دم
بھرتا تھا کیونکر کہون کہ بدون فتح طلسم ہوش ربا وہ شیر بیشۂ وغا قتل ہوجائیگا ان باتون سے
عمرو کی سردارون کو کسی قدر تسکین ہوئی ہی اپنے اپنے مقام پر آکے بیٹھے ہین خواجہ کرسی پر سر
جھکائے ہوئے یاد اسد نوجوان مین صورت آئینہ حیران وبشکل زلف پریشان اندوہگین جلوہ گر
ہین کہ ملکہ بہار جادو نے کہا آج کئی روز سے ملکہ مخمور سرخ چشم کا پتا نہین ہی اس لڑائی مین
بھی نہ تھین نہین معلوم کہ کہان گئین ملکہ مخمور کی وزیرزادی ملکہ مدہوش جادو کو بلاؤ اور اُنسے
دریافت کرو خواجہ عمرو کو بھی یہ سنکر ملکہ مخمور کا خیال آیا مدہوش وزیرزادی کو طلب کیا اُس
سے پوچھا کہ ملکہ مخمور کہان ہین مدہوش نے اول حیلہ وحوالہ کیا مگر خواجہ عمرو نے غصے سے آنکھ
ڈالی کہا مجھسے کیون چھپاتی ہی یہان کوئی اُسکا دشمن بیٹھا ہی تب مدہوش نے کہا خواجہ کئی روز کا
زمانہ گذرا کہ ملکہ مخمور سرخ چشم نے خواب پریشان دیکھا روتی ہوئی اُٹھین کسی طرح اُنکے دل کو
قرار نہ آتا تھا کنیز ہمیشہ سے اُنکی رازدار ہی اُنکے شمع رخسار کا پروانہ ہی جب مین نے کیفیت پوچھا
تو رو کر فرمایا کہ مین نے شاہزادۂ نور الدہر کو عالم خواب مین دیکھا ہی دل مثل ماہی بے آب تڑپتا ہی

ای مہ ہوش مجکو آرام نہ آئے گا دل بیتاب پسلیون کو توڑ کے نکل جائیگا طائر روح قفس جسم مین گھبراتا ہی صدمۂ فراق سے غش چلا آتا ہی سوا شربت دیدار کوئی علاج نہین ہی دل بہت اندوہگین ہی مین طرف کوہ عقیق کے جاتی ہون فقط ایک نظر دیکھکر چلی آؤنگی مگر ای مہ ہوش جہانتک ہوسکے اس راز کو چھپانا پس حضور وہ نور الدہر کو دیکھنے گئی ہین خواجہ عمرو نے کہا اور نیا و تردد تھا ایسا نہو کہ اسپر بھی کوئی اُفتاد پڑے خدا اُسکو خیر و عافیت سے یہان پہونچائے وہ کسی بلا مین نہ پھنس جائے مگر ملکہ بہار گلعذار نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری آتش عشق کا کانون سینے مین چھپانا بہت دشوار ہی صاحبان ربط و ضبط جان دیتے ہین اپنا خون اپنی گردن پہ لیتے ہین کم ظرف اُبلنے ہین بخون کے بل چلتے ہین مین کچھ بُرا محمور کو نہین کہتی ہون آمد سخن مین یہ فقرہ زبان سے نکل گیا کئی روز سے مجھسے بھی کہتی تھین کہ بُرا چلو واسطے دو چار روز کے لشکر اسلام مین رہنا آئین مین نے انکار کیا اُنکے قلب نے نہ مانا گئی تو ہین ایسا نہو کہ افراسیاب کو خبر ہو جائے تو خرابی ہو ان باتون مین سب صاحب مصروف ہین کہ یکایک لشکر مین ہلڑ ہوا ملکہ مہرخ سحر چشم نے پوچھا ارے خیر تو ہی چند کنیزین دوڑین ابھی وہ باہر نہ جانے پائی تھین کہ دیکھا در بارگاہ سے ایک اژدر مہیب بصورت عجیب و غریب مثل کوہ منہ سے قلابہ آتشین چھوڑتا ہوا در بارگاہ سے پیدا ہوا اتنا جلد آیا جیسے برق چمک کر آسمان سے زمین پر گرتی ہی آگ کے شعلون سے آنکھین سب کی جھپک گئین جو جس مقام پر تھا ہل نہ سکا تصویر گلی کا عالم ہر ایک بیدم جسم بے حس و حرکت نہ آنکھون مین بینائی نہ ہاتھ پاؤن مین قوت عمرو نے جو یہ ماجرا دیکھا بچہ ٹیک کر چاہا جست کرکے نکل جاؤن جان بچاکر گل جاؤن جیسے خواجہ عمرو نے جست کی اژدر نے منہ بڑھاکر عمرو کو اپنے دہن مین لیا لیتے ہی پلٹا چشم زدن مین بارگاہ سے نکل گیا جب اژدہا عمرو کو لیکر چلا اب سب کے حواس درست ہوئے ملکہ مہرخ و بہار و نافرمان و شکیل و رعد و برق و خورشید زرین سحر و ملکہ ہلال سحر افگن و ملکہ سُرخ موے کاکل کشا گوہے و تیغ و تاریخ و تیغ پیکان سے لیکر پیچھے اژدر کے دوڑے دیکھا بیچ مین سے لشکر کے جاتا ہی خواجہ عمرو کو منہ مین دبائے ہوئے جس طرف دُم مار دیتا ہی خیمے بارگاہین گر پڑتی ہین صدہا ساحر اُسمین دب گئے اب سرداروں نے اپنے سحر اژدہے پر بصد کروفر کرنا شروع کیے یعنے ملکہ

مہرخ سحر چشم نے گولہ مارا کہ اگر کوہ آہن پر پڑتا پرزے پرزے اُڑا دیتا مگر اژدر کی پشت پر پڑا
گولہ آہن کا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اژدر کو خبر بھی نہوئی ملکہ بہار جادو نے دوڑ کر گلدستہ مارا پھول
شرارہ بنکر جسم اژدر پر پڑے اژدر پر تاثیر بھی نہوئی اسی طرح کیسے کیسے سحر سرداروں نے کیے
کچھ نہوا اژدہا سنہ پھیر پھیر کر بہ نگاہ قہر دیکھتا ہی جسپر نگاہ زہر آلود پڑتی ہی ہاتھ پاؤن مین رعشہ آجاتا
ہی قلب بھر آتا ہی لشکر کے کنارے تک تو اژدر خرامان آیا سرداروں نے پیچھا نہ چھوڑا
کنارے پر لشکر کے اژدر ٹھہر اپھر یری لی زمین پر اُٹھاکر دُم ماری دونوں بازوؤں پر پرواز
پیدا ہوے اُڑکر طرف آسمان کے روانہ ہوا سرداروں نے ہر چند تعاقب کیا اژدر کے قریب
نہ پہونچ سکے تھک تھک کے زمین پر گر پڑے اژدہا آنکھوں سے ناپدید ہوا نہین معلوم کہان
گیا شور قیامت برپا ہوا چالاک بن عمرو و مہتر برق فرنگی و جانسوز بن قران و ضرغام شیردل
و مہتر قران عیار دوڑے ہوئے آئے دیکھا صدہا خیمے گرے پڑے ہین کئی ہزار آدمی جان
بحق تسلیم ہوئے کسی کا سر پھٹ گیا ہی کسی کا ہاتھ ٹوٹا کوئی تڑپ رہا ہی سردار سر پیٹ رہے ہین
پوچھا صاحبو خیر تو ہی ملکہ مہرخ سحر چشم نے کہا ایک اژدہا آیا کیا غضب کی بات ہی ہم سبھوں کے
سامنے عین بارگاہ سے خواجہ عمرو کو لے گیا ہم لوگوں نے ہر چند سحر کیے کچھ تاثیر نہوئی آسمان پر
جاکر غائب ہو گیا ملکہ بہار نے کہا صاحبو یہ خود افراسیاب خانہ خراب تھا اور کسی ساحر کا
یہ کلیجہ نہین ہی کہ ہم لوگوں پر یون بے تکلف گھس پڑے اگر سامری و جمشید ہوتے تو اُنکو بھی
پھونک دیتے مگر وہ بے حیا بادشاہ طلسم ہوش ربا ہی اُس پر پنجہ کب قابض ہو سکتا ہی اگر جائین
تو کس طرف جائین کہان اُس ظالم کا پتا پائین اگر باغ سیب مین گیا کون وہان جائے باغی بھی
تو آسیب اُسے کیا کرین کچھ نہین بن پڑتا بڑے بڑے ساحران نامی اُسکے ہاتھ سے خواجہ عمرو
کے واصل جہنم ہوے جھلایا ہوا ہی بڑے غصے مین خواجہ کو لے گیا ہی ایسا نہو کہ قتل کر ڈالے
اے چالاک و برق اگر خواجہ کے دشمن قتل ہو گئے ایک لمحہ طلسم ہوش ربا مین ٹھہرنا مشکل ہی
افراسیاب سحر مین بڑا کامل ہی چالاک نے کہا آپ لوگ نہ گھبرائین ہم پانچون عیار حاضر ہین
جاکر تلاش کرتے ہین اگر پتا پائینگے یا تو وہین گذشتہ ہو جائینگے یا مناسب ہوگا تو آپ کو خبر ہونچا جینگے
مگر آپ سب صاحب کلام حسرت آمیز و وحشت انگیز زبان پر نہ لائین ورنہ سب اہالیان لشکر

گھبرا جاینگے گوشون مین چھپ کے اپنی جانین بچاینگے ملکہ زبان پر یہ جاسی نہ فرمایئے سرداران
لشکر کو سمجھایئے کہ کیا مجال ہی ہمارے اُستاد کو قتل کرے خواجہ عمرو وہ اُس اولوالعزم کے عیار ہین
کہ جو تمام عالم مین نامی و نامدار ہین اُنکا لواے شوکت از پردۂ دنیا تا بہ قاف سرفراز ہی اُنکی جرأت
وشوکت پر مردان عالم کو ناز ہی یعنی زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالی شان
اگر خدا نخواستہ خواجہ عمرو کو کوئی قتل کرڈالے تو اُنکے آقا اگر زمین کے طبقے آسمان پر اُڑا دین
اُس قوم کی قوم کو مٹا دین الغرض عیارون نے سمجھا کر ملکہ مہرخ و ملکہ بہار گلعذار وغیرہ کو بارگاہ
آسمان جاہ مین پہونچایا پانچون عیار نامدار یعنی مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو و مہتر برق فرنگی
وجانسوز بن قران وضرغام شیر دل و مہتر قران بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر بعد کو
تلاش مین خواجہ عمرو کے روانہ ہوے ہین انکو راہ مین چھوڑو

دو کلمے داستان حیرت بیان کو عقیق گلزار سلیمانی و فولاد فولاد شکن کے بیان ہوتے ہین کہ اسکی دختر کو ایرج نوجوان نکال لے گئے ہین عیاری کرنا دسواس عیار کا اور پتا پاکر جانا فولاد فولاد شکن کا برسر ایرج نوجوان و ذکر جنگ مغلوبہ عجب داستان رنگین وجلالت آئین ہی خمسہ

دیکھیے اب گلعذارون کی فضا دو چار دن | اس چمن مین نخل دل رکھیے ہرا دو چار دن
زندگانی کا اُڑا لیجے مزا دو چار دن | مغتنم ہی باغ عالم کی ہوا دو چار دن
صورت گل ہی یہان نشو و نما دو چار دن

غور تمکو چاہیے اپنے مآل کار پر | بل کی لیتے ہو عبث اس گیسوے خمدار پر
آمد آمد ہی خزان کی حسن کے گلزار پر | سبزۂ خط کا نمو ہی چاند سے رخسار پر
اور رخ پر چھوڑ لو زلف دوتا دو چار دن

یا تو اپنی آنکھ سے اک دم نہوتا تھا جدا | یا چھپایا منھ کو ایسا تو نے اے جان جہان
غیر سے وان صحبتین ہین ہم تڑپتے ہین یہان | اُس بت کافر کی دیکھے تو کوئی بیباکیان
آشنا دو چار دن نا آشنا دو چار دن

آج تو تمکو غرور حسن ہی حد سے سوا | گفتگو مین طاق ہی اصلا نہین شرم وحیا

واسطہ خالق کا دیکر کی جو مین نے التجا ۔ مدعاے وصل سنکر وہ صنم کہنے لگا

بیٹھکر مسجد مین کر یاد خدا دو چار دن

جامۂ ہستی سے مین نے قطع کی جب دوستی ۔ آنسوون سے تر کئی روز آستین قاتل کی تھی
چولی دامن کی طرح تھا ساتھ جسکا ہر گھڑی ۔ مجھ گریبان چاک کے مرنے سے اک وحشت ہی

وار ہے اُس شوخ کے بند قبا دو چار دن

کیا کہون کیا کیا تصور مین مجھے بھائے نہ تم ۔ پر شب مہتاب مین بن میرے گھبرائے نہ تم
آنکھین روشن کرنے کو تشریف یان لائے نہ تم ۔ یہ بڑا اندھیر اک رات بھی آئے نہ تم

چاندنی کیا کیا ہوئی ای مہ لقا دو چار دن

لیچلون گا آج اپنے گھر تجھے مین کھینچ کے ۔ اعتبار ان جھوٹی باتون کا نہین ہرگز مجھے
مین نہ مانون گا کبھی فقرے کسی نادان کو دے ۔ واہ رے وعدہ ترا قربان وعدے کے ترے

ایک دن کے ہو گئے اد یو فا دو چار دن

ایک دن ہونا ہی ہر اعلی و ادنے کو فنا ۔ یہ مسافر خانہ ہی ای غافلو عبرت کی جا
سلطنت دنیا مین کی تو کیا فقیری کی تو کیا ۔ روز آتی ہی لب گور غریبان سے صدا

شادی و غم ہی بے شاہ و گدا دو چار دن

توڑنے پر پھول کے دی ہین ہزارون گالیان ۔ دور سے تیرا کوئی کب کھول سکتا ہی زبان
خاک اُڑے گی باغ مین جب آئیگی فصل خزان ۔ نکہت گل پھر کہان باد بہاری پھر کہان

باندھے ای باغبان اپنی ہوا دو چار دن

مانگتا ہون بوسۂ گیسو تو کہتا ہی یہ کیا ۔ ہوش مین آ اُو علاج اپنا کر و بہر خدا
شانہ کرتا ہون تو نازل سر پہ ہوتی ہی بلا ۔ وہ پری کہتا ہی دیوانہ بنا کر زلف کا

فصد لو اپنی کرو جا کر دوا دو چار دن

دیدون مین ڈالینگے دیدے کھاکے مجھ پیچ و تاب ۔ اُٹھ گیا جب شرم کا پردہ کہان کی پھر نقاب
پھر کہان یہ نیچی نظرین ای دل خانہ خراب ۔ پھر کہان یہ اُنکی چتون چند روزہ ہی حجاب

اور کرلین مجھ سے وہ شرم و حیا دو چار دن

مست ہو جاتا ہے دل گلگشت مین وقت سحر
موج باد صبح موج مے کا رکھتی ہے اثر
بادہ کش تو اک طرف مجکو یقین ہے اسقدر
زاہدون کی رال ٹپکے گی مے گلرنگ پر
گر رہی یونہین گلستان کی ہوا دو چار دن

ہاتھ مین تسبیح رکھیے زاہدون کی طرح سے
بچ سب سے بیٹھیے سر پر عمامہ باندھ کے
جس مین اہل زر پھنسین اب جال وہ پھیلایئے
دام پیدا کیجیے ہے ہو چکی مفلس ہوئے
بیٹھیے مسجد مین بنکر پارسا دو چار دن

یاد کرتا ہے امانت تم کو اکثر باغ مین
سرو ہے مینا ہے ہر پھول ایاغ باغ مین
میکشون کے جمگھٹے رہتے ہین دن بھر باغ مین
بادہ گلگون پیین ہر روز چل کر باغ مین
موسم گل کے یہی ہین اے صبا دو چار دن

ساقی نامہ مصنف قمر

کدھر ہے تو اے ساقی بے خبر
پڑا میکدے مین ہے ابر شرر
عطا کر مجھے جام مے بے دریغ
برستا ہے میخانے مین آب تیغ
کھنچے تیغ موج مے خوشگوار
بنے میکدہ خون سے لالہ زار
دکھا ساقیا جلوۂ آفتاب
قمر پر ہے رحمت کا چھایا سحاب
کمیت قلم آج ہے گشت مین
کہ چلنے کو تلوار ہے دشت مین
زبان کی صفائی دکھا اے قمر
کہ پیر مغان کو ہے منظور شر
تامل نہ کر کیون تو دل تنگ ہے
ارے ایک مطلع مین سر جنگ ہے
وہ تیغ قلم ہے مری سرشگاف
کہ دشت مضامین کرون قلم مین شگاف
کبھی نیزۂ جان ستان ہے قلم
کبھی فوج تحریر کا ہے علم
یہ سامان ہین سلطنت کے بہم
دوات و قلم مثل طبل و علم
لڑائی کی تحریر مین کہ ہوئی
کہ فوج مضامین کی آمد ہوئی
یہ قرطاس کا ہے ضیا بار نور
صفین فوج کی ہین کہ ہین یہ سطور
الف ہین کہ ہین نیزۂ جانستان
دوائر ہین یا خنجر خونچکان
کشش شین کی ہے کہ شمشیر تیز
جو کاٹے رگ جان میان ستیز
کمان کیانی ہے نون بے نظیر
الف صاف آیا نظر مثل تیر
سپر ہے ہر اک نقطۂ دلپذیر
تبر کاف ہے جنگ مین بے نظیر
اگر میم کا منقلب ہو نشان
عدو کو نظر آئے گرز گران
جو نقطہ کرون تیغ کر دے آہ
ہو اک دم مین [illegible] روز سیاہ

چونکہ حقیر پر تقصیر کو اس داستان شوکت بیان مین ذکر جنگ عشق منظور ہے اسی زمانے مین

ثانی نامہ تحریر کیا ایک غزل عاشقانہ بھی سماعت فرمائیں ناظرین لطف اٹھائیں غزل

تڑپ بسمل کو تیرے پاس ای سفاک ہوناتھا — تڑپ کر رہ گیا ناتھا ذرا چالاک ہوناتھا
انھیں خود اپنے گرم اشکوں سے جلکر خاک ہوناتھا — مری ناکام پلکوں کو خس و خاشاک ہوناتھا
گریباں کو جنوں میں تا بہ دامن چاک ہوناتھا — جواب جادۂ صحراے وحشتناک ہوناتھا
جو یہ مقصود تھا دھوتا نہ قاتل اپنے دامن سے — لہو کو میرے پانی ہو کے پہلے پاک ہوناتھا
گلا کچھ وصل میں دست تمنا سے ہی کچھ تم سے — کہ اسکو گدگداناتھا تمھیں بیباک ہوناتھا
اگر بانکی ادا کو تیری بنناتھا قضا میری — تو پھر دشمن نہ ہوتی دوست ای سفاک ہوناتھا
خدا کے سامنے بچے بتوں نے کیں نہ چار آنکھیں — وہیں شرملگئے آخر جہاں بیباک ہوناتھا
نگہ جب تاب لائی تھی نہ عریاں دیکھ سکنے کی — مری آنکھوں کے پردوں کو تری پوشاک ہوناتھا
نہیں معلوم ہم جو بیسے کس کو یاد آئے ہیں — خبر لاناتھا دل کو ہچکیوں کو ڈاک ہوناتھا
نہ آیا تجکو میرے آنسوؤں میں پیرنا ای دل — لہو ہو ہو کے بہناتھا اگر پیراک ہوناتھا
نگاہ گرم کی بجلی سے جلنا تھا مقدر میں — کسی کو آگ ہوناتھا کسی کو خاک ہوناتھا
نکل جاتی نہ رہتی حسرت پرواز تو باقی — قفس کی طرح بلبل کے جگر کو چاک ہوناتھا
رقیب آئے ہیں انکے ساتھ کثرت ہی عذابوں کی — یہیں گذرا وہ مُردے پر جو زیر خاک ہوناتھا
جو آنکھیں پوچھتیں اسکی تو دل میرا بتا دیتا — وہاں شرملکے جھکنا تھا یہاں بیباک ہوناتھا
نہ مرجاتے نہ چار آنسو بہاتا کوئی تربت پر — مقدر میں ہمارے خاک سے یوں پاک ہوناتھا
نگاہ شوق کی حسرت جگر اسکا دو شق کرتی — ترے پردے کو چلمن کی طرح صد چاک ہوناتھا
خدا کی شان کہتا ہی بتوں کی ناک کا تنکا — مری تقدیر میں سب زیوروں کی ناک ہوناتھا
بتوں میں جلوۂ حق شیخ کو معلوم ہو جاتا — برہمن ہی سے ملکر صاحب ادراک ہوناتھا
تڑپ دلکی دکھاناتھا جلال ان شوخ چشموں کو — وہیں کی بجلی نے سستی جہاں چالاک ہوناتھا

ناظرین پر واضح ہوا اول میں تحریر ہوا ہی کہ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد دختر فولاد شکن پاس ایرج نوجوان کے ہی کہ یہ صحرا میں شکار کھیلنے گئے تھے وہیں خود شکار ہوے اسکے عشق میں بیقرار ہوے شاپور خیر دل بشکل شعلہ رخسار عیاری کرکے لایا اب اُسی صحراے سبزہ زارین

ساتھ اُس نازنین مہ جبین کے اپنے خیمے مین مصروف عیش ہین صرف سُو دو سو سوار ساتھ ہین
فقط شاپور شیر دل خیمے مین انکے ساتھ ہی ہین عید رات شب برات ہی اور بختیارک نے
فولاد فولاد شکن کو گرمایا ہی وسواس عیار کو واسطے پتا لگانے کے بھیجا ہی یہ مفصل تحریر ہو چکا ہی
اب ناظرین ملاحظہ فرمائین کہ فولاد فولاد شکن در باغ سلیمان عنبرین مو سے کوہی پر شب سے
بے آب و دانہ غصے مین بیٹھا ہی بختیارک مرچین لگا رہا ہی کہ ای پہلوان دوران و ای گرشاسب
جہان اب طرح دو صبر کرو اگر وسواس خبر لایا کہ تمھاری دختر بلند اختر قبضے مین کسی فرزند حمزہ
کے ہی تو پھر کیا کروگے آخر خاموش ہو رہوگے غصہ تھوک ڈالو چلکر خاصہ نوش کرو فولاد کہتا ہی
ملک جی آپ اس مقدمے مین دخل نہ دین وسواس عیار آکے مجکو نشان بتا لے قسم ہی جاہ و
جلال خداوندی کی یا تو اپنی جان دونگا یا اُس گستاخ کا سر کاٹ لونگا اگر اسکے خلاف ہو مجکو فولاد نہ کہنا
یہان تو یہ ذکر ہی مگر حال وسواس عیار کا سنیے کہ فولاد فولاد شکن نے کئی لاکھ روپیہ کی اسکو
طمع دی ہی کہ جاکر پتا لگاؤ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو کون لے گیا مگر آنکھون سے دیکھ آنا وسواس
طرف لشکر اسلام کے روان ہوا فقیر بنکے داخل لشکر ظفر اثر صاحبقران زمان ہوا دیکھا لشکر آباد
رعایا دل شاد ہر سمت کٹورہ کھنک رہا ہی گرم بازاریان ہو رہی ہین جا بجا لشکر سرداران نامی
و پہلوانان گرامی کے فرودکش ہین بارگاہ سلیمانی وسط لشکر مین استادہ ہی دست راست کے جانب بارگاہ
داراے ہند رستم زمان لندھور بن سعدان برپا ہی سمت دست چپ خیمہ زرنگاری مالک اشتر
صاحب نیزہ دو سر غلام نبی و چار حیدر جوانان عرب جا بجا فرودکش ہین کہین کشتی ہو رہی ہی کوئی
لیزم و پٹا ہلا رہا ہی خیمے استادہ ہین عرب جا بجا ٹہل رہے ہین خود ہاے آہن سرون پر زرہین زیب
جسم ہاتھون پر عبادت کے گھٹے مثل ستارہ سحری چمک رہے ہین قواعد جا بجا ہو رہی ہی ادھر لشکر
لندھور مین جوانان ہندی وضیع و شریف بانکے ترچھے اٹے بٹے کلون پر زخمون کے
نشان ایک باغ بیخزان معلوم ہوتا ہی پلٹنین رسالے کس تکلف سے آراستہ ہین صبح کا وقت
ہی وردی بج رہی ہی جوانان تماشا بین رنڈیون کے خیمون سے نکلے ہین جھیل مین جاکر غوطہ مارا
نماز کا وقت جاتا تھا جلدی آکر نماز چند فقرات مین ادا کی چونکہ نشے باز ہین ڈیڑھ ہتی بغل مین دبا کے
دکان پر بھنگیڑن کی پہونچے چونی اٹھنی پھینکی دم مارا ادھر سے کمیدان آئے ادھر سے رسالدار پہنچے

ایک کھنکھارا ایک نے مونچھون پر تاؤ پھیرا کمیدان نے کہا میان کیا مونچھون پر تاؤ پھیر اکر تنے
ہو آؤ دو دو ہاتھ لڑ لو تلوارین کھینچ گئین ایک کے وار پر دوسرا تعریف کرتا ہی کہ بھی واہ جوان
کیا ساکھے کا ہاتھ مارا ہی بھئی سپر تو پھینکو مردان عالم کہین گھونگھٹ مین رہتے ہین غصے مین دونون
نے سپرین پھینک دین اب دونون کے سینے سپر ہوئے دم بھر مین خون مین تر ہوئے کوتوال کو
خبر ہوئی دوڑے تری پھنکی دھوتو دھوتو دھوتو کی آواز آئی دونون جوان ایک طرف ہو گئے
تلوارین پکڑے آگے بڑھے کہ کوتوال صاحب آپ کو کیا کام ہی ہم بھائی بھائی ایک بیڑے کے
دوالی بند ہین حضور ایسی کیا آفت آئی جو آپ دوڑے آئے کوتوالی چبوترے کے پیادے پیچھے
ہٹ کے کھڑے ہوئے آپس مین کہتے تھے کہ بھیا خان میان سے ڈرنا چاہیے دوسرے نے کہا کہ
مرزا جی کیا کم ہین خانہ جنگیان ہو چکے ہین جب زیادہ ہنگامہ ہوا رسالدار کی طرف سے رسالہ تیار
ہوا کمیدان کی طرف سے پلٹن آپس مین کہتے ہوئے کہ ہمارے افسرون پر نگاہ ڈالے گا تو خون کا
دریا بہا دینگے یہ شور سنکر خود لندھور بن سعدان کئی لاکھ روپیہ کا سیلہ سر پر باندھے ہوئے رفقا
ساتھ آکر ہنگامے کو برطرف کیا دونون جوانان زخمی کو گلے سے لگایا کہا بھائیو آپس مین لڑتے ہو
انشاء اللہ لقا پرستون سے لڑنا غصے مین دونون جوانون نے جواب دیا کئی دن سے طبل جنگی
نہین بجے تلوارین ہماری خون چاٹنے کی عادی ہین جہان دو دن جنگ نہوئی یہ معشوقان خونریز
بہت بکین ہو جاتی ہین جب خون چاٹ لیتی ہین تو آرام پاتی ہین غرض لندھور بہلا کر دونون جوانون
کو لے گئے ٹانکے لگائے شفاخانے مین دوست واحباب دیکھنے کو چلے آتے ہین یہ ہنگامے اکثر
لشکر ہندوستان مین برپا ہین وسواس جابجا خبر لیتا پھرتا ہی پہلے سب سے قریب بارگاہ خسرو
خاور سپاہ کے آیا فقیر کی صورت بنکر عرصہ دراز تک ٹھہرا کچھ پتا نہ پایا نور الدہر و علمشاہ و
قورج بن بدیع الزمان و شاہزادہ ہاشم تیغزن و لندھور بن سعدان و مالک و بہرام
و جمہور جہان سوز و بطرطوس و بہادر شاہ تبرزن و رستم سرزمین مغرب و فرامرز عاد مغربی
و منددیل اصفہانی و شہریار عراقی و شہنشاہ عراقی و عبد الجبار حلبی و نعمان بن منظر و
منظر شاہ یمنی و سیف ذو الیدین وغیرہ کے خیمے وسواس عیار نے چھان ڈالے کبھی عورت
بنکر کبھی بصورت فقیرنی ہر ایک طرح سے دریافت کیا کہین نشان نہ پایا آخر واپس آیا یہان فولاد

اُسی طرح دربلغ پر بیٹھا ہی گرد سرداروں کا جادو ہی کسی سے کلام نہیں کرتا کہ وسواس سامنے
سے آیا عرض کی حضور مین نے سارا لشکر چھان ڈالا کہین ملکہ عالم کا نشان نہ ملا فولاد فولاد شکن
نے کہا کیون ملک جی تم تو کہتے تھے کہ پسران حمزہ کا کام ہی دیکھو تمھارا عیار کیا کہتا ہی بختیارک
نے کہا سوا سے پسران حمزہ کے کسی کا ایسا کلیجہ نہیں ہی اب مجھے بھی ضد ہی کہ بے پتا نشان لگائے
آپ کی خدمت سے کہین نہ جاؤنگا فولاد فولاد شکن نے کہا کہ جلد تدبیر کیجیے نشان بتائیے پتا لگاؤ
ورنہ ایک ہاتھ آپ کو مارونگا کہ بھنڈارا کھل جائیگا اور اپنی بھی جان دونگا تم نے جھوٹ باتین
کہکر مجکو بڑے قلق دیے ہین مرنے والے سے ڈرا کرو بختیارک نے کہا دیکھیے ابھی لیجیے ان
باتون سے نہین ڈرتا بموجب مصرع چشم من بسیار ازین خواب پریشان دیدہ است ٭ یہ کہکر
طرف وسواس عیار کے متوجہ ہوا کہا ای وسواس تم تو عیار ہو دیکھو ہم ابھی پتا لگاتے ہین
تم کو نشان بتاتے ہین لشکر حمزہ مین ابھی جاؤ یہ دریافت کرو کہ کوئی فرزندان حمزہ مین سے
شکار وغیرہ کو تو نہین گیا ہی وسواس نے کہا مین نے پہلے ہی پوچھا تھا دریافت ہوچکا کہ نقد
روح روان قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان کئی روز سے واسطے شکار کے گیا ہی آجتک
پلٹ کے نہین آیا بختیارک نے کہا کہ ای وسواس بس ہم تو بخوبی سمجھ گئے بہ تعجیل اپنے کو
شکارگاہ مین پہونچاؤ ایرج نوجوان کی خبر لاؤ یہ سنتے ہی وسواس طرف صحرا کے روانہ ہوا
کوئی دو گھڑی رات باقی تھی کہ اُسنے دور سے دیکھا کہ صحرائے سبزہ زار مین ایک خیمہ برپا ہی ایک
طرف کوئی دو سو سوار زیر نخلستان فرکش ہین بس اُسنے اُسی وقت رنگ روغن عیاری کا نکالا
اور ایک دھوبن کی صورت بنکر تیار ہوا لہنگا بہت معقول اطلس کا نیچے ڈوپٹہ اوپر ڈلائی اوڑھے
چھوٹے ہاتھ پاؤن مین کچھ کپڑے اُجلے کچھ میلے بطور لادی کے کاندھے پر ڈالکر اٹھلاتا ہوا ناز و
کرشمہ دکھاتا ہوا چلا یہان بالکل صبح ہوچکی ہی کچھ سوار سوتے ہین بعض آنکھین ملتے ہوے اُٹھے
ہین سائیس اپنے اپنے گھوڑون کو مل رہے ہین یہ اُنھین سوارون کے بیچ مین سے نکلا ایک
سوار کی نگاہ پڑی کھنکھارا آواز دی بریٹھن ہمارے بھی کپڑے لیتی جاؤ یہ مٹک کر آگے بڑھا جوانیا
ہمیشہ کلیجے رہوگے تاؤ ڈرا دھوبی کا کتا گھر کا نہ گھاٹ کا ایسے ایسے آوازون کے جواب دیتا ہوا
قریب خیمے کے پہونچ گیا صبح کا وقت ہی پہرے کا سپاہی سمجھا یہ دھوبن روز آتی ہی وہی ہوگی ہوچھے

کچھ نہ کہا بس وسواس پردہ اُٹھاکر اندر پہونچا شب بھر عاشق و معشوق جاگے ہین بیخبر لیٹے ہوے
سو رہے ہین ایک طرف شاپور شیردل عیار شاہزادے کا گوشے مین پڑا ہوا سو رہا ہی اور ملکہ
کے چہرۂ بے نظیر پر سے دوپٹہ ہٹا ہوا ہی فولاد فولادشکن وسواس کو تقریر مین تصویر اپنی بیٹی کی
دکھا چکا ہی بس یقین کامل ہوا کہ یہ وہی ماہ کامل ہی بس اُلٹا پلٹا سوار پیادون سے ہنسی کرتا ہوا
گلستان کی آتش بگڑی لادی وغیرہ کنارے پھینکی بصورت اصلی ہوکر بھاگا فولاد بیٹھا ہوا بختیارک
سے گپ بجتی کر رہا ہی فلک تفرقہ پرداز درمیان مین عاشق و معشوق کے سنگ تفرقہ پھینکتا ہی شعر
یہ دو دل کو اکٹھا بٹھاتا نہین ٭ کسی کا اسے وصل بھاتا نہین ٭ بیچارے عاشق و معشوق ہر وقت
درپے آزار ہین کسی کو صحرا نورد کیا کسی کو مبتلاے رنج و درد کیا کسی سے خاک چھنوائی کسیکو راہ عدم
بتائی یہ ظالم اسی فکر مین ہی یہی تفرقہ ان دونون شیداے یکدیگر کے ہوا چاہتا ہی فولاد فولادشکن نے
دیکھا وسواس خوشی خوشی سامنے آیا بختیارک نے پوچھا کہو ہماری راہبری کچھ کام آئی منصور
خبر پائی وسواس نے کہا ملک جی تمہارا پایان پاؤن چومنا چاہیے غیب کی خبر دیتے ہو فی الحقیقت
ایرج نوجوان کے ساتھ پہلوان جہان کی دختر پڑی ہوئی سو رہی ہی آنکھون سے غلام دیکھ آیا ہی
اسی وجہ سے شاہزادہ ایرج نوجوان صحرا سے لشکر مین آیا نہین معلوم ملکۂ عالم کو کیونکر پایا رات بھر
جاگے ہین دونون عاشق و معشوق لیٹے ہوے سو رہے ہین بختیارک تو ایک ہی حرامزادہ ہی
یہ سنتے ہی اُٹھکر ناچنے لگا اور کہا میان پہلوان صاحب آداب تسلیم بڑے عمدہ جوان کے پہلو مین
پہونچین جو خداوند زمرد شاہ باختری کا نواسا ہی اب غصہ ناحق کا ہی کیا اچھا داماد آپ کو ملا طلب ہے
دختر خداوند کے صلب شاہزادۂ خاور سپاہ کا وہ پوتا صاحبقران کا ایسا صاحب حسب و نسب
کون ہی ایسا پیوند کسکو ملتا ہی فولاد فولادشکن غصے مین تھرتھر کانپا مسلح تو بیٹھا ہی تھا قبضے پر ہاتھ ڈالا
جھپٹ کر گینڈے پر سوار ہوا اور پہلوانون نے چاہا کہ ساتھ دین فولاد نے پلٹ کر غصے مین
آواز دی کہ خبردار اگر میرے ساتھ کسی نے آنے کا قصد کیا مین اُسکا دشمن ہون ڈر کر سب
ٹھہر گئے وسواس سے مقام تو اُسنے پوچھ لیا قہر و غصے مین کپکپاتا چلا بختیارک نے دیکھا
کس زور و شور مین جاتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ جھونکا ہواے تند کا سامنے سے نکل گیا بختیارک
تو یہان بیٹھا ہوا باتین بنا رہا ہی وہان یہ عاشق و معشوق غافل پڑے سو رہے ہین چند سپاہی

پہرے پر بیٹھے ہیں ایک نے دیکھا سامنے سے بونڈلا گرد کا اُڑا دیکھا کہ ایک گرگدن پر سوار مثل
آندھی کے آتا ہی گینڈا برابر فیل مست کے سوار مثل دیو کوہ بالاے کوہ کے ہی جبتک وہ سپاہی
اُٹھے اور ساتھ والوں کو جگائے یہ بدست گینڈے سے کودا سپاہی نے کہا کہاں جاتا ہی فولاد
فولاد شکن نے ایک سپر کی اوجھڑ ماری کہ اُس سپاہی کا سر پھٹ گیا دوسرے نے جھپٹ کے
ہاتھ تلوار اسکا مارا یہ بیچارا ایسی تلواروں کو کب مانتا ہی دیو کو پشہ جانتا ہی تلوار اُس مرد مومن کی
چھین اُسی تلوار سے اُسکو قتل کیا جب دو لاشے زمین پر گرے اور سپاہی گھبرا کر اُٹھے جبتک
وہ لوگ ہتھیار سنبھالیں یہ ملعون پردہ اُٹھا کر اندر آیا یہاں اسوقت تک سوتے ہیں فتنۂ خوابیدہ بیدار
ہو چکا بس فولاد نے جو پہلو میں ایرج نوجوان کے اپنی دختر کو دیکھا ایک نعرہ کوہ شگاف کیا کہ او
گیسو بریدہ شوخ دیدہ کچھ باپ دولت کا تجکو خوف نہ آیا ملکہ کی آنکھ کھلی ملک الموت کو سرپر دیکھا قریب
تھا کہ روح قالب سے نکل جائے مگر فولاد نے قریب چھپر کھٹ کے آکر ہاتھ تھاما ایک جھٹکا دیا
وہ نازنین پروردۂ مہد ناز و نعم مثل چھپکلی کے زمین پر گری مگر گرتے گرتے جوش محبت میں دہائی
دی شہریار ربا سے خدا اُٹھیے اجل سرپر کھڑی ہی موت کا سامنا ہی یہ جلاد خونخوار آگیا ایرج نوجوان
نے گھبرا کر آنکھ کھولی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو پیٹتے ہوئے پایا ایک دیو کو دیکھا تیغۂ برہنہ کھینچے
ہوئے کھڑا ہی اُس شیر دل نے اُٹھتے اُٹھتے نعرہ کیا کہ او ملعون تو کون ہی کہ ناموس پہ ہمارے
ہاتھ ڈالتا ہی ایرج نوجوان سیدھا ہونے پایا تھا کہ فولاد نے بڑھکر ہاتھ مارا شاہزادہ سر برہنہ سرپر
خود نہ کلاہ بخوف اُس ملعون نے ہاتھ لگایا زخم کاری سرپر آیا یقین تھا کہ دو ٹکڑے ہوں دونوں ہاتھ
کو داستانہ کا نیکے عادی تھے دم شمشیر پہ مار دیے تیغہ تو سر سے نکل گیا مگر کلائیاں جھول پڑیں اُسپر بھی
یہ شیر صولت چھپر کھٹ سے کودا قصد ہوا کہ اپنے ہتھیار اُٹھاؤں اس ملعون سے لپٹ جاؤں
مگر چادر خون کی چہرے پر آچکی کلائیوں پر صدمۂ کامل پہنچ چکا لیکن دل میں یہی ہی کہ دانتوں سے
بوٹیاں کاٹ لوں محبوب جانی یار جاودانی کو بچاؤں فولاد نے پھر ہاتھ مارا شانہ نشانہ ہوا اب قلب
اُس عالیجاہ کا تاب نہ لا سکا چکر آیا زمین پر گرے ملکہ پیٹ رہی ہی کہ او ظالم یہ کیا کرتا ہی میں خطاوار
ہوں یہ شاہزادہ سراسر بیگناہ ہی تختے پر ہاتھ تلوار کے مارتا ہی اُسنے پلٹ کر ایک طمانچہ ملکہ کو مارا
اگر بوجھ پڑتا تو سر جنبر گردن سے اُڑ جاتا مگر دو اُنگلیاں پڑیں مثل لوٹن کبوتر کے زمین پر گری اُس ظالم

مین شاپور شیر دل کی آنکھ کھلی دیکھا عجب قیامت برپا ہی شاہزادہ زمین پر پڑا ہے خون مین غوطے
مار رہا ہی گھبرا گیا کہ کیا قیامت ہوئی جب ملکہ کو بھی زمین پر تڑپتے دیکھا فولاد نے غصے مین نعرہ بھی
کیا کہ ستم فولاد فولاد شکن اب شاپور سمجھا کہ ملکہ کا باپ آگیا اسنے غل مچایا کہ ای یارو دوڑو فولاد نے
بڑھکر چاہا کہ اس سبل پر اور ایک ہاتھ مارون شاپور نے جھپٹ کر تیغہ مارا فولاد نے ایک دوہتڑ
سپر کی ماردی یہ بیچارہ بھی منھ کے بل زمین پر گرا اور ایرج نوجوان اپنے خون مین غوطے مار کر
بیہوش ہوگیا فولاد پھر آگے بڑھا اب تو پانچ سات سپاہی اندر گھس آئے یہ حال مصیبت مآل
دیکھکر بدحواس ہوگئے مگر فولاد پر ہر چہار طرف سے تلوارین پڑنے لگین یہ گرگ باران دیدہ گرم و
سرد عالم چشیدہ ایسے لوگون کی حقیقت کیا سمجھتا ہی ان سب پر پلٹ پڑا جسکے ہاتھ مارا دو ٹکڑے
کسی کو قبضہ کسی کو دوہتڑ سپر کی کسی کی کمر مین ہاتھ ڈالکر گھٹنے مارا کہ استخوان اُسکے چور چور ہوگئے
اب دیکھا اُسنے کہ باہر سے سپاہیون کے آنے کا تانتا بندھ گیا دس پانچ کو مار کے ملکہ کو اٹھایا
ایک ہاتھ مین ملکہ ایک مین تیغۂ خون آلود یہ مردود لڑتا ہوا قریب اپنے گینڈے کے پہونچا رکاب
مین پاؤن دیکر پشت گردن پر آیا ملکہ کو آگے گود مین ڈال لیا یہ نازک اندام گلفام تڑپتے تڑپتے
بیہوش ہوگئی ہی اب وہ جو سو دو سو سوار باہر پڑے تھے وہ بھی ہتیار سنبھالکر دوڑے مگر حیران ہین
کہ یہ کیا معرکہ ہوا یہ دیو خونخوار جلاد صاحب بیداد کون ہی کہان سے آیا کہ شاپور شیر دل گرتا پڑتا
بیرون خیمہ آیا پکار کر آواز دی کہ ای یارو تمھارے آقا کو قتل کیے جاتا ہی ملکہ عالم کو لیے جاتا ہی
خبردار جانے نہ پائے یہ جو اُن بیچارون نے سُنا کہ ہمارے آقا کو مار ڈالا اور علامت سے بھی
ظاہر ہی کہ تیغہ خون آلود اُسکے ہاتھ مین خون کی چھینٹین تمام بدن پر پڑی ہوئی ہین کف منھ سے
جاری صورت مہیب نعرے کرتا ہوا دم جرأت کا بھرتا ہوا طرف صحرا کے قصد کیا ہی چاہتا ہی
کہ نکل جاؤن دو سو سوارون نے چار سمت سے گھیر لیا مگر انتشار مین کوئی سوار ہوا کوئی پیدل
دوڑ پڑا کسی نے تلوار اٹھائی کسی کے ہاتھ مین صرف سونٹا آگیا کسی نے فقط سپر اٹھائی ہی کہ خبر
قتل ایرج کی آوازہ آئی ہی ہوش و حواس پراگندہ یکایک اُس آفت کا برپا ہونا مگر جان دینے
آمادہ ہوکر لینا لینا کہکر گھبرا کر اپنے حربے کرنے لگے فولاد فولاد شکن نے جسکو ہاتھ مارا اُسکا سر کٹکر
زمین پر گرا لینڈے کو کاوے پر ڈالا اُسکے جھڑپیے کوئی بیکار ہوکر زمین پر گرا کسیکا ہاتھ ٹوٹ گیا

کوئی مثل مرغ بسمل پھڑک رہا ہی فولاد فولاد شکن کو نکل جانا منظور ہی وس بیس کو مار کر اب جو گینڈے کو
ایڑ دیکر لگائی بیچ مین سے سب کے پامال کرتا ہوا نکلا ہر چند ان بیچارون نے چاہا تعاقب کرین مگر اسکی
گرد کو بھی نہ پایا یہان تو یہ کیفیت ہی کہ بیچارے جنگل مین غل مچاتے ہوے دوڑتے پھرتے ہین کہ یارو
ہمارے آقا کو قتل کرکے نکل گیا شاپور نے جو یہ دیکھا کہ شاہزادہ بیہوش پڑا ہی سمجھا کہ آقا میرا سیار گلشن جنان
ہوا ہائے یہ کیا سامان ہوا گریبان چاک کیا خون شہزادے کا لیکر منھ پر ملا روتا پیٹتا خاک اڑاتا طرف
لشکر اسلام کے چلا کہ انکے والد نامدار و جد عالی تبار کو جاکے اطلاع کرون شاپور شیر دل تو ادھر
جاتا ہی مگر فولاد فولاد شکن ملکہ کو لیے ہوے اس جلدی مین سامنے باغ کے پہونچا کہ بختیارک
حیران ہو گیا اسکے ساتھ کے سردار در باغ پر جمع ہو گئے ہین پوچھ رہے ہین کہ ملک جی آقا ہمارا
یکہ و تنہا کہان گیا بختیارک کہتا ہی کہ معلوم ہو جائیگا تمھارے آقا پاس ملک الموت کے گئے ہین
اب چلکر لاشہ انکا نار تعلی بنانا مرگھٹ پر جلانا یا تو یہ باتین ہین وہ سب بگڑ رہے تھے کہ او شیطان تو
صاف نہین بتاتا کیا خبر وحشت اثر سناتا ہی ان سبھون نے دیکھا کہ فولاد دریائے خون مین نہایا ہوا
آتے ہی گینڈے سے کود ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو کھینچتا ہوا اندر باغ کے لیچلا سب سردار
پیچھے یہ کہتے دوڑے ای شہریار یہ کیا ہوا اسنے اتنا تو پلٹ کر کہا کہ یارو میری عزت مین فرق آگیا مگر
دشمن کو گھس کر اسکے خیمے مین مین نے ٹکڑے ٹکڑے کیا اس نالائق کو پکڑ لایا ہون اب دیکھو کیسی سزا
دیتا ہون اس کشاکش مین ملکہ جو ہوشیار ہوئی اب اپنے کو پنجے مین ملک الموت کے پایا کہ فولاد
فولاد شکن کلائی پکڑے ہوے کھینچتا ہوا باغ مین لایا ایک نخل سے اس سرو قد کو باندھا اب باغ مین
سات آٹھ سو اسکے سردار کیدان رسالدار ہزارون اہالیان فوج آگئے ہین غصہ فولاد فولاد شکن
کا دیکھکر کانپ رہے ہین مگر فولاد جب ملکہ کو نخل سے باندھ چکا کوڑا لیکر سامنے آیا کہا کیون او بد نصیب
کچھ میرا خیال نہ کیا آبرو کو مٹایا مسلمان کے ساتھ بھاگی یہ ساعت یاد نہ تھی مین تو ایسی احتیاط کرتا تھا
سفر و حضر مین تجکو ساتھ رکھا اسی افتاد کے خوف سے وطن مین نہ چھوڑا مگر یہ رسم خداوند لقا نے نکالی
ہی اپنے بندون پر مصیبت ڈالی ہی قدرت کی دختر کو مسلمان لے گئے کچھ نہ کہا انکا حوصلہ بڑھ گیا
ہر ایک کی دختر پر ہاتھ ڈالنے لگے کسی مرد سے سابقہ نہ پڑا ہوگا ملکہ نے اسوقت فریاد کی ای باپ
شیخ ننگ و ناموس میرا سالم ہی صرف کلمہ پڑھنے کی گنہگار ہون فولاد کو اور غصہ آیا مثل بید کانپا

ہر چند اُس گلعذار رشک بہار نے فریاد کی یہ خار بیابان کفر و ضلالت کب مانتا ہی جھپٹ کر کوڑا مارا وہ
جسم نازک وہ گل سا چہرہ کہ جو جھونکے سے ہواے تند کے مرجھاتا تھا بدھیان پھولون کی جسم نازک
پر یقین کوڑا جو پڑا خون کی چھینٹین گلے کا ہار یقین رنگ دگرگون ہوا حال ابتر خون کے فوارے
جسم نازک سے چھوٹے اس بدعت پر اُس بیحیا کی رنگ باغ دگرگون ہوا لالے کا اس غم سے جگر
خون ہوگیا سنبل کو پریشانی چشم نرگس کو حیرانی شمشاد رنج و ملال سے پا بہ گل قمری اس صدمہ جانگزا
سے مثل مرغ بسمل ہر نخل نخل ماتم ہر گل بوٹہ مبتلاے رنج و الم ہے کف افسوس ملتے ہین رنگ سے
پھولونکے شعلے نکلتے ہین عندلیبان چمن نغمہ سرائی بھولین نرگس کی آنکھین روتے روتے سپید ہو گئین
نہرون کو جوش ملال موجون کے کلیجے پر خنجر بے آب چل رہے ہین حباب بدحواسی مین اُبل رہے ہین
لب ساحل سے صداے افسوس بلند مچھلیان اس ماہیت سے باہر ہو کر درد مند باد صبا کو
جی نکلنے کی خواہش خار کو خار الم سے کاہش جھونکون سے ہوا کے رونے کی آواز آتی ہی زمین چمن
اس بدعت پر تھراتی ہی گلاب جوش غم سے عرق عرق ہی گل نسرین کا فرط رنج و ملال سے کلیجہ شق ہی
طفلان غنچہ چٹک کر غل مچاتے ہین نخل شاخون سے اُس ستمگر کے بچانے کو ہاتھ بڑھاتے ہین
باغ مین ہنگامہ قیامت خیز بدعت انگیز برپا ہی یہ بیحیا ایک کوڑا مار چکا ہی ہر مرتبہ غصے مین کلمات
سخت کہکر بڑھتا ہی بختیارک کمر سے لپٹ لپٹ جاتا ہی تمام سردار گرد ہین عرض کرتے ہین بس
ای ستم زمان اسکے واسطے اتنی سزا کافی ہی ابکی کوڑے مین تڑپ کر مرجائیگی ملکہ سیمین عذار
صنوبر قد نے کوڑا کھاکر زبان کھولی کہ او بیحیا خنجر سے مجکو جلد قتل کر میرے خون سے ہاتھ بھر تو نے میرے
وارثون کو غفلت مین قتل کیا اگر وہ شیر بیشہ صاحبقرانی ہوشیار ہوتا تو حال اس بیداد کا کھل جاتا تجھ ایسے
دیو خصال اُس شیر دلیر کے ہاتھ سے صدہا واصل جہنم ہوے افسوس دل کی حسرت دل مین
رہی مین اپنے وارث کو دل کھولکر رونے نہ پائی عجب مین بدنصیب اور سبز قدم تھی کہ جاتے ہی اس
گھر کو برباد کیا فلک نے مجکو لوٹ لیا ان کلمات حسرت آیات پر اور زیادہ جھلاتا ہو سب سے کہتا ہی
مجکو چھوڑ دو مین اس زبان دراز کی زبان قلم کرون اچھی طرح سزا دون مگر سردار سب فولادست
لپٹے ہوے وہ کشتہ حسرت و یاس اپنے معشوق سے دور بدعت سے اس ظالم کی رنجور بیتابی مین

یہ اشعار مصیبت آمیز زبان پر جاری تھے اشعار مصنف	کہتی تھی بجیر روکے ناکام

ای زور ہمارے ہاتھ کو تھام
ای شوق کر اب تو دستگیری
دل ضعف نے توڑا ہی ہمارا
بیچین سکیے ہی بیقراری
یہ جسم پہ چوٹ اُٹھائے ہین ہم

غزل موافق مقام مضمون ہنا

وصل کا ہوتا ہی سائل دل ناشاد عبث
تیغ کھینچے ہی مرے سر پہ تو جلاد عبث
بال و پر ہوتے تو کچھ لطف رہائی ہوتا
دیکھتا باغ مین ہی جانب شمشاد عبث
ہنسکے وہ کہتے ہین کیا فائدہ اس سے ہوگا
وصل مین ای دل ناشاد ہی تو شاد عبث
تجکو وہ شیرین شمائل نہ ملیگا نہیر

طاقت بیتاب ہو گئی ہی
عاجز ہی شباب مثل پیری
آرام قرار کو نہین ہی
غم کرتا ہی آکے غمگساری
فرقت مین کسی کی مبتلا ہین
ہوے وہ رہتا ہی تو مائل فریاد عبث
دیکھنا ہنسکے وہ کہدیگا پریزاد عبث
کلمۂ اُف کبھی آئیگا لب پر میرے
اب رہا کرتا ہی تیرا مجھے صیاد عبث
ای دل زار جنون ہوگا کہے دیتا ہون
تو کیا کرتا ہی یہ نالہ و فریاد عبث
ایک کو بھی نہین دیوانہ بناتے دیکھا
پھوڑتا سر کو ہی تو صورت فرہاد عبث

تسکین خراب ہو گئی ہی
ای طاقت رفتہ آخدا را
راحت دل زار کو نہین ہی
اک کوڑے کا زخم کھائے ہین ہم
مجبور ہین قیدی بلا ہین
وہ نہین مین ہون جو کروگے مجھے آزاد عبث
جنبش ابرو خمدار سے کر قتل مجھے
ظلم کرتا ہی تو ای بانی بیداد عبث
یاد آجائیگا پھر قامت موزون ای دل
ہر گھڑی عشق کا کرتا ہی سبق یاد عبث
صبح ہوتے ہی رخ ہجر نظر آئے گا
مجھسے بے پر کی اُڑاتے ہین پریزاد عبث
الجھی طرف آسمان کے وہ گرفتار

رنج و مصیبت متعدد اُٹھا کے عرض کرتی تھی کہ ای معبود بے نیاز مسبب الاسباب رب ارباب اس ظالم کی بدعت سے اس کنیز کو بچانا اپنی کارسازی سے اُس شہریار کو زندہ دکھانا اپنے بخت واژگون طالع نگون سے یہ امید نہین ہی مگر تو جامع المتفرقین رب العالمین ہی جسم خاکی مین روح کو پھونکتا ہی بطن مادر مین کس آرام سے جگہ دی چالیس روز قبل از ولادت پستان مادر مین دودھ مرحمت فرمایا کس شفقت سے پرورش کیا اس بیکسی اور بے بسی مین بھی تو ہی معین و مددگار ستار و غفار ہی ماں باپ سے زیادہ ستر درجہ مہربان ہی ہر وقت بندون پر تیرا احسان ہی ہاے لسکو بھیجون میرے وارثون کو خبر کرے میری آہ دلدوز اثر دکھاے اُس شہریار کے جد و پدر کو یہ حال معلوم ہوجاے ناظرین خوش آئین یہ ملکہ تو دعا مین مصروف ہی تمام جسم کوڑے کی ضرب سے پاش پاش موت کی تلاش فولاد و فولاد شکن کو سب سردار لیٹے ہوے ہین قریب ایسلکہ سیمین عذار صنوبر قد کے نہین جانے دیتے مگر حال شاپور شیر دل کا سینے کر خون زخمہاے ایہیچ تو جوان کا چہرے پر ملے ہوے طرف لشکر کے چلا تھا یہان ستارہ سحری

چمک چکا ہی لشکر اسلام مین خانیان دیندار و مجاہدان متہور شعار پہلوانان عالی وقار نماز سے فراغ حاصل
کر کے سلاح سے آراستہ ہوے واسطے مجرے کے طرف بارگاہ سلیمانی کے چلے بادشاہ مجاہ سعد بن
قباد بارگاہ مین آ کے سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہین یکایک صاحبقران زمان تشریف لائے ونگل
آصفی پر بادشاہ کو سلام کر کے بیٹھے چند سردار آئے ہین مگر بادشاہ مجاہ نے دیکھا امیر با توقیر مثل تصویر
خاموش چہرے پر غم و الم کا جوش ظاہر ہوتا ہی پوچھا کہ ای جد عالی تبار آج آئینۂ رخسار پر گرد ملال معلوم
ہوتی ہی مزاج اقدس کیسا ہی صاحبقران نے فرمایا ای شہریار کیا عرض کرون خود بخود تصدیع ہی انتشار کی
دل مثل ماہی بے آب بیقرار ہی سبب نہین کھلتا خدا خیر کرے شب کو کچھ خوابہاے پریشان دیکھے کچھ
یاد نہین کہ کیا دیکھا اتنا خیال ہی کہ زمین پر دریاے خون جاری نظر آیا دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی بادشاہ نے
کہا تعبیر اسکی ظاہر ہو کہ کئی دن ہوے ایک پہلوان براے مدد لقا فولاد فولاد شکن نام آیا ہی اُسکو
بڑا جرأت کا دعوی ہی یقین ہی اُسی سے مقابلہ ہوگا پروردگار مالک ہی انشاء اللہ فتح و ظفر عطا کرے گا
صاحبقران یہ باتین کر رہے ہین کہ لندھور بن سعدان جانشین حمزۂ صاحبقران تشریف لائے
تسلیم کر کے طرف دست راست تخت کے بیٹھے ابو فرداً فرداً سردار آنے لگے مالک اژدر و بہرام گرد
بن خاقان چین بصد تمکین داخل ہوے امیر با توقیر نے مالک سے متوجہ ہو کر فرمایا کہ آج کیا سبب
ہی علمشاہ نوجوان و شاہزادہ ملک قاسم کو آنے مین دیر ہوئی مالک نے عرض کی غلام خبر پا چکا
ہی اپنے خیمون سے برآمد ہوے ہین حاضر ہوا چاہتے ہین مگر ای شہریار اطلاع حضور کو کرنا
ضرور ہی کہ شاہزادہ ایرج نوجوان کئی روز سے واسطے شکار کے گئے ہین ابھی تک واپس نہین آئے
صاحبقران نے سر اُٹھا کر فرمایا جواہر بن عمرو کو بلاؤ خدمتگار باہر گئے جواہر بن عمرو کو بلا کر لائے
جواہر نے آ کر قدمبوسی کی ہاتھ اُٹھا کے دعاے جان درازی دی امیر نے زبان معجز بیان سے
فرمایا کہ ای جواہر تم اب مقام پر خواجہ عمرو کے بعہدۂ جانشینی قائم ہو ہر بات کا خیال رکھا کرو آج
کئی روز سے ایرج نوجوان شکارگاہ مین گئے تم کو بھی کچھ دریافت ہوا کہ نہ آنے کا کیا سبب ہی تمھاری
عقلمندی سے عجب ہی کہ خبر نہ منگاؤ اخبار مین تامل ہونا بڑی خرابی کی بات ہی جواہر نے کہا ابھی غلام
جاتا ہی خود اپنی آنکھ سے اُس خیر کو دیکھ آتا ہی اگر ملے گا تو فوراً ساتھ لاؤنگا یا خبر مفصل سناؤنگا
امیر نے بیقرار ہو کر فرمایا نہین معلوم کیا باعث ہی مین نے ایرج نوجوان کا زبان سے نام لیا

میرے کلیجے پر غم و الم کا خنجر چل گیا تم صرف خبر دریافت کرو کہ ایرج کس مقام پر ہے مین خود جاؤنگا نور نظر کا حال دریافت کرونگا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا لشکر مین ہونا صد ہا خرابیان ودپیش پہونچ وہ سب کی فکر رکھتا تھا نہین معلوم طلسم ہوش ربا مین میرے عیار وفادار پر کیا گذری اتنے عرصہ دراز سے کچھ حال بھی نہین دریافت ہوا وہ اگر موجود ہوتے ضرور ایرج نوجوان کی لحظہ لحظہ کی خبر لیتے جواہر بن عمرو یہ سنکر باہر نکلا قصد کیا کہ واسطے خبر کے جاؤن مگر شاہزادہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاور سپاہ اپنی بارگاہ افراسیابی سے برآمد ہوے ہین کہ جاکر دربار شاہی مین حاضر ہون اتنے مین قیماس خان خاوری و الماس خان خاوری و مالک ترک سفید جامہ و عمرو گوہر زاد ختنی و شاہزادہ فرخ بخت و قوس بن ترک وغیرہ گئے قاسم کے ہمراہ ہوے مرکب قاسم خاور سپاہ کا شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی سائیس کوتل لیے ہوے چلا آتا ہے قیماس خان خاوری نے پلٹ کر دیکھا کہ قاسم کی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے ہین دست بستہ عرض کی کہ ای شہریار خیر تو ہے قاسم نے کہا ماموجان اسوقت خود بخود دل گھبراتا ہے کلیجہ منھ کو چلا آتا ہے سبب نہین معلوم مگر اسوقت خدانخواستہ کوئی صدمہ عظیم میرے نور نظر ایرج نامور کو پہونچا کہ دل بھرا آتا ہے قیماس خان نے جواب دیا کہ ای شہریار وہ آپ کے بیٹے ہین شیر ہین صف شکن ہین دلیر ہین اُنسے کون آنکھ ملا سکتا ہے قاسم نے کہا ای ماموجان خدا نہ کرے وقت اُفتادہ نہ آئے چرخ جفاکار گردش نہ دکھلائے بڑے بڑے رستم ایک پیر زال کے ہاتھ سے گرفتار ہوے ہین تقدیر سے سب مجبور و ناچار ہوے ہین اور وہ تو ابھی لڑکا ہے سخن ناشنیدنی آتشخو شعلہ مزاج یہ سنکر بے اختیار ایک چیخ ماری قیماس خان دوڑ کر لپٹ گئے کہ ای شہریار آپ ناحق بھی ایسے شگون بد زبان سے نکالتے ہین وہ صحت و عافیت سے ہین ابھی جاکر انکو ساتھ لاتا ہون قیماس خان نے چاہا کہ مرکب پر سوار ہوکر روانہ ہون دیکھا کہ جواہر بن عمرو جھپٹا ہوا آتا ہے قاسم کو دیکھکر سلام کیا قاسم نے کہا ای جواہر دربار مین جہ حالی تبار آگئے سب سردار جمع ہو چکے تم خلاف وقت کہان جاتے ہو جواہر نے کہا حضور عجب طرح کا سفر کیا ہے صاحبقران واسطے آپ کے فرزند ایرج نوجوان کے اسقدر بیقرار ہین کہ غلام پر غصہ فرمایا کہتے ہین مین نے خواب پریشان دیکھا ہے مین واسطے اپنے نور نظر کے خود جاؤنگا مین صرف مقام دریافت کرنے جاتا ہون بس قاسم اور زیادہ پریشان ہوے اب اُفتاد کا یقین کامل ہوا کہ دادا جان خود مین ابھی

ہین آنکا خواب پریشان دیکھنا خالی از علت نہوگا ای جواہر مین بھی چلتا ہون سیارہ بن عمرو عیار قاسم کا حاضر ہوا سنئے دست بستہ عرض کی حضور مین ابھی خبر لایا یہ کہکر مثل باد صرصر کے ایک جانب نکل گیا قاسم نے کہا ای جواہر ایک لحظہ بھر اب انتظار کرنا سیارہ کا ضرور ہی یہ کہتے ہوے اسی عالم اضطرار مین کنارہ لشکر پر آئے نگاہ حسرت سے طرف صحرا کے دیکھ رہے ہین کہ آواز آئی ہاے آقاے نامدار ای مولاے قدرشناس ہاے ای شہریار اب کون غلام کی قدردانی کریگا غلام کو اپنے ساتھ نہ لیا یہ رفیق خاک اڑانے کو رہگیا قاسم نے کہا ہاے یارو دیکھو یہ کون غل مچاتا ہی آواز تو کان سے آشنا ہی یہ کلمہ تمام نہوا تھا کہ دامن گرد شگافتہ ہوا شاپور اپنے فرزند کے عیار کو اس حال زار سے دیکھا کہ منھ پر خاک و خون ملا ہوا گریبان پھٹا ہوا افتان و خیزان آتا ہی جیسے ہی قاسم نے دیکھا بیتاب ہو کر پکار اٹھا بیت ای پیک رہ راستان خبر یار بگو احوال گل بہ بلبل بستان سرا بگو یہ خون کسکا چہرے پر ملا ہی قالب خاکی مین روح تڑپ رہی ہی بیان کر شاپور منھ کے بھل زمین پر گرا کہا حضور کس زبان سے کہون شکار گاہ مین شاہزادہ شکار ہوا تیر غم ہمارے دل کے پار ہوا فولاد فولاد شکن کی دختر شاہزادے پر مائل ہو کر آئی کئی دن سے انکے خیمے مین تھی کسی نے فولاد فولاد شکن کو خبر پہونچائی فولاد منھ کا بہت کڑا ہی نامردانی وابدی گھات کا وقت تاک کر آیا شاہزادہ سوتا تھا عالم خواب مین آ کر تلوارین مارین بیٹی کو اپنی لیکر چلا گیا وہان کون تھا جو اس دیو خونخوار کو روکتا شکار گاہ مین بیلیے قراول میر شکار چند پیدل سوار وہ بھی پڑے سو رہے تھے ایسے وقت پر آیا کہ یہ ظلم کر کے صحیح و سالم نکل گیا بس یہ سننا تھا کہ قاسم نے اپنے کو ہاے فرزند جوان کہکے فرش خاک پر گرا دیا بے اختیار پکار اٹھا ای نور نظر اشعار

رفتی و مرا خبر نہ کردی — بر بیکسیم نظر نہ کردی
چون زلف دلم بپیچ و تاب است — از آتش غم جگر کباب است
دیگر ای راحت جان و دل ہمارے — تنہا ہمین چھوڑ کر سدھارے
سر پیٹ کے اشکبار ہون مین — تیرے لیے بیقرار ہون مین
ای شیر کہان تجھے مین پاؤن — اس دشت مین ڈھونڈھنے کو جاؤن
چلتا ہی جگر پہ غم کا خنجر — ای لال لہو مین تو ہوا تر
گلشن کو مرے اجل نے لوٹا — مجھسے مرا نونہال چھوٹا
ای نور نظر یہ سخت جدائی — افسوس ملی تری جدائی

سرداروں نے گود مین اٹھایا کہا ای شہریار ایسے کلمات زبان پر نہ لائیے ہملوگون کا دل پھٹا

زخمی ہوے ہین کیا کبھی اُنھون نے زخم نہین کھائے کونسی ایسی نئی بات ہی جلد چلیے چلکے زخمِ دل زنی
کرین انشاء اسد دہی شیر بیشہ حضور اُس روباہ خصال کو لوٹ کر مارے گا چلکر پہلے خبر تو لیجیے غرض بکل
ایسے کلمات کہکر قاسم کو زمین سے اُٹھایا کہ دوسرے گوشہ صحرا سے آواز رونے کی آئی دیکھا سیارہ
بن عمرو آ پہونچا اگر بدحواس عالم یاس قاسم نے پوچھا ای عم نامدار کیا خبر لائے سیارہ بن عمرو نے کہا
ای شہریار مین تا بخیمہ ایرج تو نہین پہونچا بھٹک کر طرف باغ سلیمان کے نکل گیا دروازے پر باغ
کے اہالیان فوج فولاد جمع ہین اُنسے پوچھا تو دریافت ہوا کہ فولاد کی دختر معشوقہ ایرج کو پکڑ کے لایا ہی
باغ مین نخل سے باندھا ہی اور کوڑے مار رہا ہی حضور صدمے نحیف وضعیف اس ماہ پارہ کی
میرے کان مین بھی آئی نام آپکے فرزند کا لیکر رو رہی ہی اور نام پروردگار عالم زبان پر جاری
ہی اور یہ کلمہ حیرت افزا مین نے اپنے کان سے سُنا کہ ارے لوگو میرے وارث کے والد نامدار کو
خبر کر دو تنا اُنکو سنا دو کہ آپ کی بہو پر یہ بدعت ہو رہی ہی لونڈی کو اپنے فرزند کی آکر بچا لیجیے یہ حال
پُر ملال سُنکر قاسم کے آنسو خشک ہو گئے دریاے جرات نے جوش مارا غصے مین قبضے پر ہاتھ ڈالا
فرمایا یہ بیحیا نامرد اپنے دل مین کیا سمجھا ہی شیر کو عالم خواب مین زخمی کر کے بہت بلبلاتا ہی عورت پر غصہ
اُتارتا ہی بخدا اللہ میری بہو ہی مین چلے وہین جاؤنگا اپنی جان دونگا یا اُس ظالم کے ہاتھ سے اپنے
کلیجے کے ٹکڑے کو بچاؤنگا یہ کہا پشت مرکب پر سوار ہو کر قیماس خان و حسن خان وغیرہ سے کہا
آپ لوگ جاکر اُس کشتۂ حسرت و یاس کی خبر لین بر اے خدا میرے ساتھ آنے کا قصد نہ کرین
یہ کہکر گھوڑے پر کوڑا کیا مرکب صبا رفتار طرارہ بھر کر چلا قیماس خان وغیرہ بے اے خبر ایرج چلے
جانتے تھے کہ قاسم نہایت آشفتہ ہی ایسا نہو کہ اپنے کو ہلاک کرے اور اُدھر کی خبر لینا واجب و
لازم ہی روتے خاک اُڑاتے طرف خیمہ ایرج کے چلے قاسم یکہ و تنہا آنکھین بند قلب مین پھڑکن
جگر کو تڑپن وہ مرکب جسپر کبھی چابک نہ چھوا تھا اُسپر کوڑے پہ کوڑا پڑ رہا ہی وہ مثل باد صرصر
اس زور مین جاتا ہی اگر نخل سامنے آیا فراز گیا کنوان گڑھا سب اُسکے رو برو برابر مگر قضاے کا
حال لشکر اسلام سماعت فرمایئے اب لشکر اسلام مین یہ خبر اُڑی کہ ایرج نوجوان کو فولاد دولاد
شکن نے صحرا مین مار ڈالا قاسم نوجوان اپنی بہو کو چھڑانے گئے ہین سرداران قاسم لاشہ
ایرج کی فکر مین ہین جواہر بن عمرو جسکو صاحبقران زمان نے بھیجا تھا قاسم کا جانا ہی کہ

قتل ہونا ایرج کا کانون سے سُنا روتا ہوا بھاگا کہ صاحبقران زمان کو خبر کرون سیارہ بن عمرو عیار قاسم کا اُسنے تو قاسم کو بچپن سے گود مین پالا ہی مزاج سے بخوبی ماہر ہی آتشخوئی کا حال اچھی طرح ظاہر ہی سوچا اگر قاسم نوجوان کو روکونگا یہ میرے فرشتون کا بھی کہنا نہ مانینگے مین جاکر انکے والد نامدار علمشاہ ذی وقار کو خبر کرون یہ سوچکر طرف بارگاہ رستم کے چلے مگر رستم پیلتن وپیلکش کشندۂ قویل ہندی ودویل ہندی علمشاہ نوجوان بارگاہ آسمان جاہ سے نکلے انکے سرداران صف شکن پہلوانان تیغزن آلا گرد فرنگی ومالا گرد فرنگی وکپی ارنسال وکپی زلزال ونہنگ بچہ دریائی وسافظ شاہ دربندی وغیرہ در دولت پر حاضر تھے طنبور گڑگڑا رہا ہی پلٹنین گورون کی جمی ہوئی کھڑی ہین جیسے ہی رستم برآمد ہوے انگریزی باجا بجا انگریزون نے ٹوپی اُتار کر سلام کیا استرمالا کبود فرنگی کسا ہوا سامنے کھڑا ہی عیار رستم کا مہتر سمک یلطاقی قطورہ زریفتی بنادہ سقرلاتی بانما سے عیاری سے آراستہ ہوکر سامنے آیا برائے تسلیم خم ہوا رستم نے گھبراکر کہا اوسمک سمت بارگاہ قاسم یہ کیسا ہنگامہ ہی لوگ کہان دوڑے ہوے جاتے ہین مجھے قاسم کی آتش خوئی سے ہر وقت تردد رہتا ہی شاید کسی سے فساد ہوا بڑھکر خبر تو لا سمک نے قصد کیا کہ بڑھون دو قدم نہ گیا تھا کہ دیکھا سیارہ بن عمرو سر برہنہ بھاگا ہوا آتا ہی رستم نے پوچھا سیارہ خیر تو ہی تیرے آنے سے ثابت ہوتا ہی کیا قاسم سے کسی سے تلوار چلی سیارہ قدمون سے لپٹ گیا چیخ مار کر رویا عرض کی ای شہریار آپ کے باغ پر بہار پر خزان آئی ہی شہزادہ ایرج نوجوان کو فولاد فولادشکن نے زخمی کیا یا میرے منھ مین خاک دشمنون کو اُسکے مار ڈالا لیکن اُنکی منشبہ کو گرفتار کرکے باغ سلیمان عنبرین ہوسے کوہی مین سزا دینے کو لے گیا ہی قاسم یکہ وتنہا اُس باغی بے ادب سے لڑنے کو گئے ہین کسی سردار کو ساتھ نہین لیا علمشاہ نوجوان نے جو یہ خبر وحشت اثر سُنی مُنھ پر ہوائیان اُڑنے لگین رنگ رو متغیر حال ابتر کیا بار دو غضب ہوا فولاد کی جرأت سے کے بڑے شہرے ہین فج بے انتہا ساتھ لایا ہی اپنی جرأت کا بڑا دعوی ہی اُس انبوہ پر اکیلا گیا ہی یہ کہکر پشت مرکب پر سوار ہوے تیغ کپتان فرنگی کے قبضے پر ہاتھ ڈالا مگر آنکھون کے نیچے اندھیرا ہی لشکر اندوہ والم نے گھیرا ہی تعاقب مین قاسم نوجوان کے روانہ ہوے مگر جوان بن عمرو غل مچاتا ہوا لشکر مین یہ کہتا ہوا چلا آتا ہی کہ یار و برائے خدا قاسم کی جلد خبر لو یکہ وتنہا

طرف باغ سلیمان عنبرین موے کو ہی کے گیا اب تو لشکر مین ہلڑ ہو گیا جسنے سنا وہ چلا شاہزادہ وادادا
کشور کشا برادر علمشاہ نوجوان بقہر و غضب چلے ایک سمت سے ہاشم تیغزن فرزند حمزہ صف شکن
و خورشید بن ہاشم و اسفندیار شاہ گیلانی و شاہزادہ شیر افگن بن حمزہ یہ سب شاہزادے
باتو طرف بارگاہ سلیمانی کے جانے تھے جسنے یہ معرکہ جا نگوا سنا اسی طرف پلٹ پڑا یہ تو سب فرداً
فرداً جاتے ہین مگر لشکر مین یکایک نقارے بجنے لگے قرنا بگل باجے بجے صاحبقران زمان نے
بارگاہ مین فرمایا ای لندھور بن سعدان دیکھو تو لشکر مین کیا قیامت برپا ہوئی کیا دن دہاڑے
فوج لقا آپڑی لندھور گھبرا کر باہر آئے دیکھا چار طرف ہنگامہ ہی ہر سردار فرداً فرداً گھوڑے کو
ڈالے ہوئے طرف صحرا کے جاتا ہی ہر ایک سے لندھور پوچھتے ہین کوئی اصلی کیفیت نہین
بتلاتا تلوار اٹھائی اور بھاگا لندھور حیران کہ خداوندا یہ کیا معاملہ ہی کہ دیکھا جواہر بن عمرو سامنے سے
آیا اُسنے لندھور سے رو رو کر مفصل حال کہا لندھور بن سعدان فرزندان صاحبقران کے
عاشق ہین دوست صادق محب واثق ہین چھاتی پر ایک گھونسا مارا خیال مین آیا کہ جنگ امیر
با تو قیر سے خبر کرنے جاؤ گے اتنے عرصے مین اگر وہان کوئی فرزند حمزہ خدانخواستہ قتل ہو گیا تو رو سے صاحبقران
کیسے دکھاؤ گے روانہ ہونا جلد چاہیے بتعجیل اپنے لشکر مین آئے فیل میمونہ مبارک پر سوار ہوے
اہالیان فوج اور سردارون کو آواز دی یارو جلدی تیار ہو مین بڑھتا ہون یہ کہکر فیل میمونہ مبارک کو
کجک مارا ہاتھی دوڑتا ہوا چلا مرکب سے زیادہ تیز قدم گرز خردی من دی پرچہ کوہ اٹھارہ سو من کا
کاندھے پر دھرا وہی مین جاتے ہین یہان سرداران لندھور بن سعدان عادل شیردل
و فاضل شیردل و پہلوان اورنگ و پہلوان گورنگ و گوجر ملک دکھنی اور دونون بیٹے
لندھور کے ارشیون پریزاد و فرہاد خان یک ضربی بتعجیل تمام سلاح جنگ سے آراستہ ہو کے
عقب مین لندھور بن سعدان کے چلے نو لاکھ ہندیون کا لشکر بعد کر و فر بجاہ و حشم چلا یہان بارگاہ
مین صاحبقران زمان حیران ہین کہ لندھور بن سعدان گئے کیون نہ پلٹے اس تردد مین تھے
کہ جواہر بن عمرو بےپردہ اشکبار آیا مگر بیقرار اشکبار صاحبقران زمان نے فرمایا کہ ای عمر جواہر
کیا ہوا جواہر بن عمرو نے ایک پچھاڑ کھائی سر زمین پر دے مارا کہا ای شہریار غضب ہوا
فولاد فولاد شکن ایرج نوجوان کو زخمی کر گیا اور اپنی دختر کو لیکر باغ مین باندھا ہی قاسم نوجوان

اکیلا گیا اُسکے تعاقب مین رستم پیلتن حملشاہ نوجوان بھی اسی طرح فرداً فرداً سب سردار گئے مگر قاسم نوجوان پہونچ گیا ہوگا ای شہریار خدا کے واسطے جلد چلیے سردارون کو بھیجیے قاسم کی خبر لیجیے بس آہ کا نعرہ کرکے صاحبقران زمان اپنے مقام سے اُٹھے فرمایا کہ ان نوجوانون کے جوش وخروش نے ہم کو مارا یہ کہکر بارگاہ سے باہر آئے اشقر دیوزاد پر سوار ہوئے تیغ عقرب سلیمانی کے قبضے پر ہاتھ ڈالا مرکب کو اُڑایا اب بادشاہ حجاہ نے دیکھا کہ ہر سردار اُٹھا بارگاہ سے نکلا اور روانہ ہوا بادشاہ سعد بن قباد نے فرمایا سبحان اللہ ہم ہی نامرد ہین کہ سب سردار جاکر جان دین اور ہم مرغ زرین بنے ہوئے تخت پر بیٹھے رہین غصے مین فرمایا کہ مرکب خنگ سیاہ قیطاس تیار کر دیہ کہکر تیغۂ تمقام کے قبضے پر ہاتھ ڈال کے اُٹھے بادشاہ کا اُٹھنا ہر خرد و کلان ادنی واعلی پیر وجوان سات سو تاجداران اولوالعزم اپنے اپنے ڈنگھائے زرین سے اُٹھے باہر جیتک نکلین دیکھا بادشاہ سوار ہو چکے نقارۂ سلیمانی ونقارخانہ سکندری ہاتھیون پر لد چکا اب تو چار جانب سے کل سردار یعنی کرتیس سپر گردن ونعمان بن منظر ومنظر شاہ یمنی وعامر شاہ رودباری و سیف ذوالیدین ومندویل اصفہانی وشہریار عراقی وعبدالجبار حلبی وعبدالقہار حلبی وداروغۂ بارگاہ سلیمان قبۂ دین ستون اسلام کرب پُرحرب نظر کردۂ بزرگان دین جلالت آئین ویل عادیان پور شدادیان کہتان کرب بن کوہ کرب انکے ساتھ ذوالخمار عادی وارجد عادی ودریابار عادی وغیرہ مع بارہ ہزار قزاق ایک کے بعد ایک عقب مین شہنشاہ گیتی ستان کے چلا پانچ ہزار پانسو پچپن سردار سات سو تاجدار بارہ سو جوانان فرنگی تیرہ سو جوانان مغربی اٹھارہ سو رُہبان ترکی سوار ہو کے آمادۂ حرب وپیکار ہو کے چلے مگر اول ذکر شاہزادہ خاور سپاہ قاسم نوجوان کا تحریر ہوتا ہی کہ غم فرزند نوجوان مین مبتلا آنکھون کے نیچے اندھیرا اسا سوجھتا نہین دل تڑپ رہا ہی آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے طرف باغ کے جاتے ہین بقدرت پروردگار پشت پر دیوار باغ کے پہونچے فولاد فولاد شکن کے نعرہ کوہ شگاف کی صدا اٹھی اور ایک آواز نحیف وضعیف آئی ہی کہ ای خالق یکتا ای رب دوسرا میرے وارث کو بچانا میرے بزرگون کی صورت مجکو دکھانا اب قاسم نوجوان نے گھبرا کر آنکھین کھولین دیکھا کہ مین دیوار کے اس پار ہون اندر باغ کے ہنگامہ ہی یقین ہی کہ

بہ صد ادائے درد آمیز این گفتہ حسرت و یاس کہ معشوقہ کی ہی وہی بلک بلک کے رو رہی ہی آنکھون
سے آنسو ٹپکے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا گھوڑے کو چند قدم پیچھے ہٹا کے کوڑا مارا مثل طاؤس مرکب
باد رفتار دیوار کو اُڑ گیا ایک چمن مین آ گرا اب قاسم نوجوان نے دیکھا کہ ایک مہ جبین دریائے
خون مین نہائی ہوئی درخت سے بندھی ہی اور ایک دیو خصال کوہ پیکر کوڑا ہاتھ مین لیے [illegible]
گرد سر دار ہین وہ لپٹ جاتے ہین بس قاسم کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آ گیا بیتاب ہو گئے اُسکو
پیدل دیکھکر آپ بھی پشت مرکب سے کود پڑے نعرۂ شیرانہ کیا نعرۂ قاسم نوجوان

آفتاب مشرق دین پروری
بہ سطوت بہ شوکت بہ ہیبت وحید
ز آب دم تیغ شستہ زمین

شہسوار لال پوش خاوری
ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ
ہمہ باختر شد بزیر نگین

منم قاتل کافران پلید
زنم تیغ برابر و نیزہ بجاہ
آواز دی او نامرد عورت پر

کیا غصہ کرتا ہی مردان عالم سے آنکھین چار کر ہم پر آ کر وار کر بختیارک نے جو قاسم نوجوان
کو بقہر و غضب آتے دیکھا جھک کر سلام کیا کہا حضور دیکھیے مین انکو ہر چند منع کرتا ہون میرا کہنا
نہین مانتے آپ کی بہو کو کوڑا مارا ہم کہتے تھے کہ وہ شیر آتے ہونگے قاسم سے تو یہ کہا پھر طرف
ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کے متوجہ ہوا کہا بی بی اب نہ رو تمھارے خسر صاحب آ پہونچے
تمکو لیجائینگے بختیارک کے کہنے سے ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے سر اُٹھایا قاسم کو دیکھا ہر چند
کہ بندھی ہوئی ہی مگر ضبط کر کے آواز دی حضور کیون لونڈی کے بچانے کو آئے مین سبز قدمی اپنے
وارث کو کھا گئی میرا منھ دیکھنے کے لائق نہین ہی برائے خدا اس جلاد سے اپنی جان بچایے
واسطہ اپنے دین و مذہب کا نکل جایئے مگر حضور کو گواہ کرتی ہون کہ مین لقا پر لعنت کر چکی ہون
اتنا احسان فرمایئے گا میرا جنازہ اُٹھوایئے گا کفن دفن مین مردہ لونڈی کا نہ چھوڑیئے گا مثل
خدا پرستون کے کنیز کا لاشہ اُٹھے کاندھا دیجیے گا اپنے نور نظر کی روح کا پاس کیجیے گا قاسم نوجوان نے
نعرہ کر کے آواز دی کہ بی بی تم تو اب ایرج نوجوان کی نشانی ہو وہ اتنی سی عمر لیکر دنیا مین آئے تھے
سو راہی ملک عدم ہوئے ہمکو داغ دے گئے تم کو دیکھکر دل کو تسکین دینگے کیا مجال کسی کی جو
تم پر ہاتھ اُٹھائے یا نگاہ ٹیڑھی کر کے دیکھے فولاد فولاد شکن یہ کلمات سنکر مثل ابر کے گرجا بختیارک
کو تو گالیان دینے لگا کہ کیون او منافق دو رنگی مسلمان کی تعریفین کرتا ہی بختیارک نے کہا وہ تو

میرے آقا ہیں میں مسلمان ہوں اب دیکھو تمھارے واسطے بے چلی بیچ لیکر آئے ہیں بیگناہ تم نے
انکی بہو کو مارا ہی دیکھو دم بھر میں سر تمھارا گرہ کھاتا پھرے گا اس عرصے میں قاسم نوجوان قریب
آپہونچے طرف نخل کے چلے جسمین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد بندھی ہو منظور یہ ہوا کہ پہلے اسکو رہا
کرکے قبضے میں کرون پھر اس بیحیا سے لڑون فولاد فولاد شکن کب جانے دیتا ہی للکارا اسنے
تیغہ کھینچا ساتھ والون کو اشارہ کیا فوج کا بلوہ ہوا قاسم نوجوان نے ہنگانہ دریاے فوج مین
غوطہ مارا تلوار چلنے لگی مگر قاسم مثل شیر غضبناک شمشیر زنی کر رہا ہی جسکے ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوے
کسی کا سر اڑا دیا کسی کی کمرگاہ پر ہاتھ مارا مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے اشعار

یکے را بہ بازو یکے را بہ سر | یکے را بہ پشت و یکے بر کمر | فرید و برید و شکست و بہ بست
یلان را سر و سینہ و پا و دست | مانند بنات النعش کے صف لشکر کفار کو پراگندہ کیا ہی تلوار

مثل برق کے چمک رہی ہی سپر بائیں ہاتھ میں جرات بات بات مین جسنے ٹوکا اسپر جا پڑے
ٹوک ٹوک کر سرداران زبردست سے لڑے کئی سو کافر مارے صف کو درہم و برہم کرکے ہرچند
کہ کئی زخم کھائے تیر جسم پر بہت پڑے ہیں تمام جسم چھنا ہوا فوارہ بنا ہوا چہرہ گلنار قریب نخل
کے پہونچا چاہتے تھے کہ فولاد فولاد شکن نعرہ کرکے قریب آیا اور اس نامرد نے پشت پر سے
ہاتھ مارا قاسم چمک تلوار کی دیکھکر پلٹے پورا وار سر پر پڑا خود کو کاٹ کر تلوار فولاد کی تا دو ابرو
پہونچی ایک بیحیا نے پہلو سے نیزہ مارا شانہ نشانہ ہوا قاسم نوجوان لڑکھڑا کے گرے تیغہ ہاتھ سے
چھوٹ گیا فولاد فولاد شکن جھپٹا کہ سر کاٹ لون کہ انکے والد نامدار علمشاہ نوجوان جسطرح قاسم
پشت باغ پر پہونچے تھے اسی طرح قریب دیوار آئے قاسم نوجوان کے نعرے کی آواز سنی
دیوار پر لپک کے گرز مارا دیوار تھرا کر گری اب دور سے دیکھا کہ صد ہا لاشے پڑے ہیں اور
قاسم زخمہاے کاری کھاکر قریب اس نخل کے گرا ہی جسمین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد بندھی ہی
ہوش اڑ گئے وہین سے نعرہ کیا کہ او بیحیا کیا کرتا ہی کوئی زخمی کا سر کاٹتا ہی نعرہ علمشاہ نوجوان

ارشد اولاد امیر عرب | کیست علمشاہ چو رستم لقب | علمشاہ رومی شہ فیل زور
کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور | بیٹے کو زخمی دیکھکر مرکب سے کود پڑے اس جلدی مین قاسم

کے قریب آئے کہ فولاد بد نہاد نہ پہونچ سکا تیغہ کیتیان نیام انتقام سے لیا گرد قاسم کے پھرکے

اڑنے لگے جیسے شمع کے گرد پروانہ پھرتا ہی قاسم نوجوان نے آنکھ کھولکر جو قریب اپنے دیکھا صدا ے
ضعیف و نحیف مُنھ سے نکلی آواز دی قبلہ و کعبہ مجھے آپ کیون بچاتے ہین اپنی بہو کو بچا لیجیے (لشکر کے
نکل جایے ایسا نہو کہ کوئی اُس سوختہ بخت کو قتل کرڈالے آپ کے غلام ایرج کی نشانی ہی علمشاہ
نوجوان نے آواز دی ای جان پدر کن آنکھون سے تمھارے حال زار کو دیکھون کن کانون سے
خبر وحشت اثر ایرج کو سنون کاشکے نابینا و کر و گنگ پیدا ہوتا مگر ای نور نظر مطمئن رہو جبتک
مین زندہ ہون کیا مجال کوئی میری بہو پر ہاتھ ڈالے بعد میرے خدا کو اختیار ہی مصرع بعد از مرمن
کن فیکون شد شدہ باشد* بندہ مجبور و ناچار ہی وہ مالک و مختار ہی آبرو اُسکے ہاتھ ہی اُسی نے
جرات و شوکت عطا کی ہی تقدیر مین ہماری یہ رنج و ملال لکھے تھے کہ تم کو اس حال سے دریاے
خون مین غوطہ مارتے دیکھین انشاء اللہ آج وہ تلوار چلے کہ ترک فلک بھی تھرا جاے ہر مرتبہ
چاہتے تھے کہ فولاد بد نہاد پر جا پڑین وہ لاکھون پہ اکیلے قاسم کو بھی بچاتے تھے کبھی جھپٹ کے
چاہتے تھے کہ ملکہ سمین عذار صنوبر قد کو رہا کردین اپنے مرکب پر لادین پھر سامنے سے لڑین
مگر فولاد بد نہاد نے بڑھکر ہاتھ مارا سر شہزادے کا زخمی ہوا دونون گھٹنے زمین پر ٹیک دیے
بایان ہاتھ سینے پر قاسم کے رکھدیا دہنے ہاتھ سے تلوارین مار رہے ہین کفار کو اس حال
پُر ملال مین بھی للکار رہے ہین کہ سامنے سے نعرہ ہوا انکے بھائی کا یعنی ہاشم تیغزن نعرہ ہاشم
ستم شیر دل صفدر و صف شکن + یل نامور ہاشم تیغ زن دوسری طرف سے نعرہ ہوا ستم
رستم سرزمین مغرب فرامرز عاد مغربی نعرہ فرامرز عاد + جہان پہلوانم یل نامدار
پسر خواندہ شاہ اشقر سوار + بیداں مردی چو رستم نژاد + شہنشاہ مغرب فرامرز عاد
ایک طرف سے نعرہ داراب کشورکشا کا ہوا نعرہ دارا ملک + یل نامور شیر دشت وغا
شہنشاہ داراب کشور کشا + ایک طرف سے نعرہ ہوا شاہزادۂ جمہور کا نعرہ جمہور بہ
نام شدہ در سلک اتان تہمتن + جمہور جہان سوز شہنشاہ تبرزن + ایک طرف سے نعرہ ہوا
مالک اژدر کا نعرہ مالک اژدرہم مالک اژدر خشم و کین + سپہدار در لشکر اہل دین
بیک نیزہ گیرم ز رستم خراج + ستانم ز ترک فلک تخت و تاج + ایک طرف سے نعرہ ہوا منم
گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدہ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ زمرد بے ایمان صاحبقران

بن صاحبقران نورالدہر بن بدیع الزمان نعرۂ نورالدہر		ہماے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی
کشاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان ہمہ	پناہ لشکر اسلام نورالدہر کہ پیش	عدو در رزمگاہش صعوہ از بلای شاہباز جانش

ایک سمت سے بہرام گرد بن خاقان چین کا نعرہ ہوا نعرۂ بہرام   منم گرد بہرام خاقان چین
کہ از ہیبت من بلرزد زمین + مگر واضح ہو کہ سرداران نامی و پہلوانان گرامی پشت باغ سے
فرداً فرداً آتے آتے ہی جابجا گھر گئے مگر شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان شیرانہ شمشیرزنی
کرکے قریب علمشاہ و قاسم کے پہونچ گئے ایک طرف نورالدہر ایک جانب انکا سردار شیر
بیشۂ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن و صفدر طہماس بن عنقویل دیو پیکر یہ دونوں
جوان بصد شوکت و شان گرد علمشاہ و قاسم کے پھر رہے ہیں زخم کھاتے ہیں مگر انکو بچاتے ہیں
فولاد فولاد شکن گینڈے پر سوار ہوا ہی دو سو من کا تیغہ ہاتھ مین سردارون کو زخمی کرتا پھرتا ہی
فوج اس بیحیا کی بیحساب چہار طرف سے مصروف جنگ ہی مگر دل سے کہتا ہی کہ ای فولاد قول
بختیارک کا کریں نشین ہوا وہ کہتا تھا کہ ان مسلمانون کا مثل چیونٹیون کے تانتا بندھ جاتا ہی
حقیقت مین یہی رنگ ہی ہر شیر دل آمادۂ جنگ ہی حقیقت مین بلا سے رزنگار ہین مرنے پر تیار
ہین اور ناظرین پر واضح ہو کہ یہ سب سردار عقب باغ سے پہونچے ہین ایک ایک غول مین ایک
ایک سردار لڑ رہا ہی قیامت کا معرکہ پڑ رہا ہی اور بختیارک نے جب یہ ہنگامہ دیکھا در باغ پر آیا
سات لاکھ کوہی ملازمان فولاد کمربندی کرچکے ہین بختیارک نے یہ انتظام کیا کہ ان سب سے
کہا یارو فرزندان حمزۂ عرب بصد جوش و غضب اور چند سردار اندر باغ کے پشت پر سے پہونچ
گئے ہین اگر تم یہان پر سے جادوگے مدد اسلام کی نہ پہونچنے پائیگی تو وہ سب اندر والے قتل ہو جائینگے
تیغ بیدریغ فولاد سے پناہ نہ پائینگے یہان تو اس بیحیا نے فوج کو یون جمایا جیسے دیوارین لوہے
کی ہوتی ہین اور آپ خچرے پر سوار ہوکر بھاگا جاکر لقا کو خبر دی کہ یا خداوند آج قیامت کی لڑائی
پڑی ہی آپ بھی جلد ہی سوار ہوجیے مع فوج چلکر شریک ہونا مناسب ہی لقا فوراً تخت پر سوار ہوا
اب تو لشکر ہشیار تیار ہوا فوج دریا موج کو لقا لیکر چلا قریب باغ کے پہونچا تھا کہ ایک طرف سے
لشکر اسلام کے گرد اڑی اہالیان فوج لقا نے دیکھا کہ دارا سے ہند رستم زمان لندھور بن سعدان
فیل میمون مبارک پر سوار گرز کاندھے پر پیچ مین نو لاکھ ہندیون کے سامنے نمایان ہوئے

بختیارک نے فوج والون کو آواز دی کہ خبردار یہ فوج آگے بڑھنے نپائے جلدان ہندیون کو
یہین روک لو چار طرف سے سنجانی و باختری و شتری و حصاری فوج لندھور پر آپڑے
ہندیون سے تلوار چلنے لگی لندھور بن سعدان کو رک جانے کا بڑا قلق ہی نعرہ کرکے فوج لقا
سے لڑنے لگا نعرہ لندھور

منم صاحب دو جانشین حمزہ درگردان | بہ ہندوستان ستم زمان لندھور بن سعدان
فلک شد بارگہ انجم خیمہ رشید تاج من | بفرمانم بود صد ہزار و ملک ہندستان

لندھور لڑتا بھڑتا ہوا چاہتا ہی کہ باغ کی طرف نکل جاؤن مگر فوج لقا مثل مور و ملخ کے ہی نکلنا دشوار ہوگیا مگر ہندیون نے لاش
پر لاش گرادی کہ یکا یک لندھور نے دیکھا زمین تھرائی نعرہ صاحبقران کی آواز آئی نعرہ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار | بحکم خدا بستہ شمشیر چار | یکے تیغ صمصام و قمقام نام
یکے تیغ عقرب یکے ذو الحجام | بن کافران از جہان پاک کرد | سر سرکشان جملہ در خاک کرد

جیسے لندھور سے اور امیر با توقیر سے آنکھ چار ہوئی لندھور نے دیکھا کہ صاحبقران کا عجیب
حال ہی صاف معلوم ہوتا ہی کہ قلب پر ہجوم غم و ملال ہی غصے سے چہرہ لال ہی آنکھون مین آنسو
بھرے ہوے گرد و غبار مین اٹے ہوے لندھور کو صاحبقران نے آواز دی ای جانشین
من میرے فرزندون پر کیا گذری کیا آج گلزار ابراہیم پر خزان آئی لندھور نے کہا ای آقا
خدا نکرے کہ آپ ملول ہون غلامان شہنشاہی کو کبھی رنج و غم نہ حصول ہون وہ سب شاہزادے
اندر باغ کے مصروف جنگ ہین مجھے راہ مین اس لقا کے لشکر نے روک لیا غلام مجبور ہو کے
لڑنے لگا قالب خاکی یہان روح وہان ہی وہ آفتاب عالمتاب شہریاری آنکھون سے نہان ہی
حضور اس لڑائی کو روکین غلام لڑتا بھڑتا وہین جاتا ہی جسطرح بنتا ہی اپنے کو ان شیرون تک پہونچاتا
ہی صاحبقران زمان عقرب سلیمانی کھینچکر لشکر لقا پر گرے لڑنے لگے طرف سے لشکر اسلام کے گرد
عظیم بلند ہوئی دیکھا ظل اللہ مالک اورنگ سلطانی سلیمان سریر گردون سیر شہنشاہ با توقیر مع تمام
لشکر اسلام و مع تاجداران نامدار و غازیان تہور شعار پیدا ہوئے بادشاہ نے جو یہ معرکہ دیکھا
کہ صاحبقران زمان و لندھور بن سعدان لشکر لقا سے لڑ رہے ہین فرزندان صاحبقران
مین سے کوئی شیر دل اس مقام پر نہین ہی بادشاہ نے غصے مین مرکب بڑھایا نعرہ کیا نعرہ سعد

منم شاہ شاہان فریدون حشم | بہار گلستان کاؤس و جم | چراغ شبستان صاحبقران

بس بادشاہ جمجاہ مع تاجداران جلیل مثل عزرائیل فوج کفار پر گرے چشم زدن مین لاش پہ لاش سر پر سر دھڑ پہ دھڑ گرا دیے باختری سامنے مسلمانون کے بھاگنے لگے سعد بن قباد جب ہاتھ تلوار کا اُٹھاتے ہین سات سو تاجدارون کی تلوار مثل برق کے چمک کر بلند ہوتی ہی جب بادشاہ کا ہاتھ پڑتا ہی کل تاجدارون کی تلوار برابر سر دشمن پر چلتی ہی شمع حیات کفر جلتی ہی سات سو سراے خون کے ایک مرتبہ بلند ہوتے ہین سات سو کافر ایک مرتبہ واصل جہنم ہوتے ہین سات سو مرکب کوتل ایک مرتبہ ہنہنا کر بھاگتے ہین چار پانچ حملون مین بادشاہ نے قیامت برپا کر دی لندھور نے جو ذرا مہلت پائی اُڑتا ہوا قریب باغ کے پہونچا دیکھا دیباغ پر صفین مثل سد سکندر جمی ہین علمہاے سیاہ کے پھریرے کھلے ہین اندر سے باغ کے نعرۂ فرزندان صاحبقران کی آواز آتی ہی صدا سے شیران دشت نبرد کے زمین تھراتی ہی بس لندھور بن سعدان نے آکر سامنے اُن کافرون کے نعرہ کیا او نامردو سامنے سے ہٹ جاؤ در باغ کا راستہ دو ورنہ خون کے دریا بہا دونگا پہلوے نعرۂ صاحبقران کی بھی آواز آئی اور صدا دی کہ اے جانشین من [illegible] کو جلد ابھر کر باغ مین پہونچاؤ مین بھی آپہونچا لندھور نے جو اپنے پشت پناہ کو آتے ہوئے دیکھا فیل میمونہ مبارک کو بڑھایا کوہیون نے دیکھا کہ تین پہاڑ جنبش مین ہین ایک فیل بے عدیل دوسرے قد و قامت لندھور اسی ارج کا اس قد و قامت پر چہرہ مثل آفتاب جہانتاب لندھور کا نام نامی اسی وجہ سے لندھور رکھا ہی لند یعنی مرد تو مند ھور یعنی نیر اعظم یعنی آفتاب تیسرا مثل کوہ گران کے اٹھارہ سو من کا گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو کاندھے پر اُس جوان خوش رو کے دیکھکر ہوش و حواس کوہیون کے باختہ ہوگئے اور پہلو مین لندھور کے دست راست پر نور نظر فرہاد خان یک ضرب کرگدن مست پر سوار چوبدست آہنی کو گردش دیتا ہوا جھولیں ہاتھ ڈالے ہوئے اُڑ رہا ہی دوسری جانب شاہزادہ ارشون پری مثال بصورت لندھور فیل مست پر سوار تیغ برق مثال ہاتھ مین عقب مین نو لاکھ ہندی کھائی جنگ رستمانہ کرتے ہوے دم جرأت کا بھرتے ہوے یون فوج کوہستان پر گرے جیسے شیر نر رمہ گوسفندان مین آجاتا ہی شکار کرنے لگے بس لندھور ہاتھی بڑھاتا ہوا قریب پھاٹک کے پہونچا

کو ہیون نے پھاٹک بند کر لیا لندھور نے پیچھے فیل کو ہٹا کر زبان ہندی میں بری چو دو مت کہکر
اشارہ کیا فیل نے جھپٹ کر ایک ٹکر ماری پھاٹک گرا لندھور اندر گھسا ایک طرف سے صاحبقران
جنگ رستمانہ کرتے پہونچے ایک جانب سے بادشاہ حجاہ مع فوج آگئے عقب سے لشکر لقا
پہونچا اب تو دیواریں باغ کی پامال ہو گئیں میدان وسیع مردان عالم کو ملا اب بخوبی لشکر اسلام
اور لشکر کفار آپس میں مل گئے ایک طرف سے سرداران لقا و پہلوانان فولاد شکن
فوجیں مثل مور و ملخ آپس میں مثل آب شور و شیرین و نور و ظلمت بصد شوکت و ہیبت مل گئیں

برق شمشیر چلنے لگی نظم مصنف

تزلزل زمین کو ہوا سربسر
پڑی چوب نقارہ بر زم پر
وہ قرنا کی آواز ہیبت فزا
وہ باجوں کا غل دشت میں جا بجا
چلی یوں سپاہ گران کی بھیر
زمین چھپ گئی زیر افلاک پیر
جوانان لشکر کا ہو گیا شمار
کواکب سے بھی تھے زیادہ سوار
رسالوں میں ایک ایک تھا مثل گیو
شجاعت میں رستم تو ہیبت میں دیو
پیادے بھی تھے مثل مور و ملخ
جو اک دم میں اُلٹیں زمین بلخ
جلال اُنکو آئے وہ جنگ اگر
تو شق دشمنوں کا ہو ڈر سے جگر
وہ قوت وہ طاقت میان جدال
سپر اُنکی یا پارہ ہائے جبال
وہ تھی اُنکی زور آوری سربسر
کہ رستم بھی تھا زال پیش نظر
نہ آیا کبھی اُنکی جرأت میں فرق
سراپا تھے دریائے آہن میں غرق
شجاع و قوی و جری و دلیر
نیستان جرأت کے غرندہ شیر
گلستان ہمت کے روشن چراغ
گل زخم کھا کر ہوے باغ باغ
لڑائی وہ گھمسان کی الحذر
تکبیر و بزن کی صدا سربسر
چمکتے تھے نیزوں کے پھل جا بجا
ہوے طائر تیر اُڑ کر ہوا
کہیں برق شمشیر کی تھی چمک
کمان کیانی کی ہر جا کڑک
کسی کے پٹا سینے پر آکے تیر
کوئی سہم کر ہو گیا گوشہ گیر
کسی کے لگا نیزۂ جانستان
کوئی گرز کھا کر ہوا نیم جان
تبر سے کسی کا ہوا سر شگاف
کوئی تیغ سے دو ہوا تا بناف
کسی کا کلائی سے ہاتھ اُڑ گیا
کسی کا لڑائی میں رخ مڑ گیا
کسی کا کہیں نصف چہرہ کٹا
کسی کا کسی گرز سے سر پھٹا
کوئی ہاتھ پالٹ کا کھا کر گرا
طمانچے کی ضرب اک اُٹھا کر گرا
رہے پھر نہ اُس دم کسی کے حواس
ہوا دو طرف لشکروں میں ہراس

ملکدارائے ہند لندھور بن سعدان بصد شوکت بہزاران جرأت اُس مقام پر لڑتا ہوا آیا
جہاں نخل میں ملکہ سیمین عذار صنوبر قد معشوقۂ ایرج نوجوان بندھی ہوئی ایک سمت قاسم

زخمون مین چور چور ہو کر گرے ہین زمین پر بیہوش پڑے ہین علمشاہ نوجوان نے زخمی ہو کے
زمین پر گھٹنے ٹیک دیے ہین ایک ہاتھ قاسم نوجوان کے سینے پر بجست ایک ہاتھ سے کافر کو
ہٹا رہے ہین زخم کھا رہے ہین اُس مقام پر کل فرزندان صاحبقران گھوڑون سے کود کود کر
جم گئے ہین چاہتے ہین علمشاہ و قاسم کو کسی طرح اُٹھائین مگر اس گھمسان کی تلوار چل رہی ہی کہ
قدم بڑھانا دشوار ہی فولاد فولادشکن مثل فیل مست دو دشمن کا تیغہ کھینچے ہوے جس پر جا پڑتا
ہی اُسکے وار کا روکنا مشکل ہوتا ہی ہرچند کہ اس بیچارے نے بھی زخم اوچھے اوچھے کھائے ہین
لیکن ایسے ایسے زخمون کو کب مانتا ہی لڑائی کو کھیل جانتا ہی بس لندھور بن سعدان فرزندان
صاحبقران کا یہ حال دیکھکر ہاتھی سے کود پڑے گرز کو گردش دیتے ہوے قریب علمشاہ
آکر پہونچے علمشاہ کی آنکھ شدت زخمداری سے کبھی بند ہو جاتی ہی کبھی گھبرا کر آنکھ کھول دیتے
ہین لندھور نے جو نعرہ کیا کہ ای رستم زمان علمشاہ نوجوان نورنگاہ صاحبقران باہوشیار ہو
یہ خدمتگزار آپہونچا علمشاہ نوجوان نے صدائے لندھور سنکر آنکھ کھولی فرمایا ای عم نامدار آپکی
جرات و شوکت پر نثار ماشاء اللہ کیا کہنا مگر ہم مرد ہین اگر قتل ہوے تو کیا لاشہ پڑا رہا تو کیا پروا
سب طرح اُسکا فضل شریک حال ہی دیکھیے قاسم بیہوش پڑا ہی اسکا بچنا محال ہی بموجب مضمون
مصرع ع ہرچہ رود بر سرم آنچہ پسندی رواست * مگر انسان جو کچھ کرتا ہی برائے ننگ ناموس
عورت کا مقدمہ بہت نازک ہی اول تو بڑھکر معشوقۂ ایرج نوجوان ملکہ سیمین عذار صنوبر قد
کو چھڑا لیجیے اپنی بہو کے پاس جائیے اُس کشتۂ حسرت و یاس کی پریشانی ہی حقیقت مین مبتلائے
بلائے آسمانی ہی اسکے سہارے ہماری زندگی ہو گی اُسکے حال زار پر ترحم فرمائیے ہماری
طرف نہ آئیے ہم تو آپ سے رخصت ہوتے ہین بعد اختتام جنگ اگر موقع پائیے گا ہماری
ادہر قاسم اور ایرج کی لاش ساتھ اُٹھائیے گا وصیت آخر یہ ہی کہ تینون قبرین ایک ہی مقام
پر بنائیے گا تا آیندہ و روندہ دیکھین کہ پیر زمین گیر نے ساتھ اپنے شیرون کے جان دی اس
غم جانکاہ کی فلک کو برداشت نہوئی مگر وہ سخت جان ہون کہ روح جسم سے نہین نکلتی حسرت
لیکر پردۂ دنیا سے جاتے ہین اس کلام حسرت انجام سے علمشاہ کے لندھور کا کلیجہ پھٹ گیا
گرز کو چرخ دینا شروع کیا سیکڑون کے سر پیچے خود بھی زخم کھائے مگر قدم اُس جگہ سے نہ ہٹے

کس سانگے سے لندھور نے اُس مقام پر جنگ کی کیا عجب تھا کہ زبان تیر اور کلۂ عمود دیے صدائے احسنت و آفرین بلند ہو علم سرو قد برائے تعظیم لندھور اُٹھے ترکش مُنھ کھولکر رہگئے

شعر ترک خنجر دار گردون ہر دم از چرخ برین * رزم او میدید و میگفت آفرین صد آفرین *

لندھور بن سعدان نے جان دیکر اپنے کو قریب اُس نخل کے پہونچایا کمندین کاٹین ملکہ کو گود مین لیا اُس صاحب عصمت و عفت نے آنکھین کھولکر آواز دی اے شخص تو کون ہے میرے جسم مین ہاتھ لگاتا ہے مین نے اپنے کو ناموس حضرت خلیل الرحمان مین داخل کیا ہے علاوہ اسکے جسم میرا کوڑے کی ضرب سے پاش پاش ہے کنیز کو موت کی تلاش ہے اے شخص خوف خدا کر میرے خون سے ہاتھ نہ بھر لندھور نے اس بیان پر ایک چیخ ماری کہ زمین ہل گئی اور کہا بی بی تمھارا خدمتگزار ہون امیر باتوقیر کا پُرانا سردار ہون لندھور بن سعدان میرا نام ہے دم نزع تک آیا ہون ذرا آنکھین کھولکر دیکھو کس کس نے تمھارے واسطے جان دی قاسم نوجوان کا لاشہ پڑا ہے علمشاہ پڑا ہو اور دریائے خون مین غوطہ مار رہا ہے مین نے چاہا اُن زخمیان تیغ جفا کو پہلے اُٹھاؤن ایرج کے جد نامدار علمشاہ عالی وقار نے ایسی مصیبت کے وقت کہ روح قالب سے نکلا چاہتی ہے یہ جواب دیا کہ پہلے ہماری پھوپھی کو رہا کرو بی بی مین آپہونچا میری نور نظر ہو مجکو نامحرم نجانو مین نے شاہزادۂ ایرج اور اُنکے والد قاسم شیردل کو گودیون مین پالا ہے پُرانا خیرخواہ ہون کل حالات صاحبقران زمان سے آگاہ ہون ملکہ سیمین عذار صنوبر قد آنکھین کھولکر دیکھا لندھور بن سعدان کو دیکھا کہ جسم تمام فوارۂ خون کا بنا ہوا ہے بدن تیرون سے مثل غربال کے چھنا ہوا ہے پوچھا کہ اے جد عالی تبار میرے وارث کی بھی کسی نے خبر لی اُس کشتۂ حسرت و یاس پر کیا گذری بارے مین اپنے وارث کو رونے بھی نپائی یہ کہکر دونون کلائیان کہ الماس کے ٹکڑے معلوم ہوتے تھے گلے مین لندھور کے ڈالدین بیہوش ہوگئی منکا ڈھل گیا معلوم ہوتا تھا کہ دشمنون کا دم نکل گیا اب لندھور نے آگے بڑھکر اپنے بیٹے فرہاد خان و ارشیون پریزاد کو آواز دی کہ جلد گینڈون پر سے کود پڑو جاکر خوف نہ کرو ہاتھی لاکر بٹھادو خبردار عرصہ نہو وہ شیر لڑتے ہوئے قریب آئے پیدل ہوئے ہاتھی کو بٹھایا پہلے ملکہ کو ہودے مین ڈالا اب جھک کر لندھور نے قاسم و علمشاہ کو اُٹھایا اسی ہاتھی پر اُنکو بھی مثل مردے کے ڈالدیا دونون بیٹون سے کہا دونون طرف سے جھول کو تھام لو حق

پدری ادا کرو خبردار یہ مقدمہ ناموس کا ہی جبتک زندہ رہنا کسی بچیا کو ہاتھی کے قریب نہ آنے دینا
اگر قتل ہو جاؤگے سعادت دارین پاؤگے تا روز قیامت نام رہے گا ہر بہادر تمکو جانباز اور
سرفروش کہے گا بیٹا قبروں پر میلے رہینگے صاحبان مراد مراد مانگنے آئینگے یقین کامل ہی کہ اپنی
خواہش دل سے مستفیض ہوگے اور اگر ہو سکے تو میرا خیال نکرو ہاتھی کو ساتھ لیکر لڑتے بھڑتے
نکل جاؤ یہ کہکر لندھور اپنے مرکب شبرنگ تازی پر سوار ہوا اپنے سرداروں کو بھی یہی حکم دیا
کہ یارو میرا خیال نہ کرنا ہمارا افسر قتل ہوگا اسکا ملال نہ کرنا ہاتھی کو بیچ مین لے لو سب جوانان ہند
تلوارین کھینچکر اس معرکۂ قیامت خیز مین لڑتے ہوے ہاتھی کے ساتھ چلے کہ صاحبقران زمان
لڑتے بھڑتے نہنگانہ پلنگانہ رستمانہ صفون کو پامال کرتے ہوے اُس مقام پر پہونچے جواہر
بن عمرو رکاب سعادت انتساب سے لپٹا ہوا خنجر ہاتھ مین پشتیبانی کرتا ہوا ساتھ ہی امیر بآواز
فرماتے تھے کہ ای جواہر یہ کیسا ہلڑ ہو کیا علمشاہ وقاسم کے دشمن مارے گئے اب
اسوقت مجکو آنکھون سے نہین سوجھتا ذرا خبر تو لے جواہر نے چاہا کہ رکاب چھوڑون
برائے دریافت خبر جاؤن کہ دیکھا سرداران ہندوستان بصد شوکت وشان ہاتھی کو بیچ
لیے ہوے لڑتے ہوے آتے ہین اور علمشاہ اور قاسم مثل مردے کے ہودے مین پڑے
ہین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد پر تو لندھور بن سعدان نے اپنا دوشالہ ڈالدیا تھا کہ نامحرم
کی نگاہ نہ پڑے وہ تو مخفی ہی مگران شیرون پر نگاہ پڑی صاحبقران زمان نے آواز دی یہ
کیا معرکہ ہی جواہر نے بڑھکر مفصل خبر دریافت کی قریب آکر عرض پیرا ہوا کہ ای شہریار
لندھور نے بڑا کار نمایان کیا علمشاہ وقاسم زخمی ہوکر قریب اُس نخل کے گرے تھے
کہ جسمین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد بندھی تھی لندھور نے ملکۂ عالم کو بھی رہا کیا ان شیرون کو
زخمداری مین اُٹھایا آپ شبرنگ تازی پر سوار ہوکر برائے مقابلہ فولاد فولاد شکن گیا
ہی ملاحظہ فرمایئے کہ ارشیون پریزاد وفرہاد خان یک ضربی پیدل جھول پر ہاتھ ڈالے
ہوے لڑ رہے ہین صاحبقران زمان نے ہاتھ اُٹھاکر فرمایا ای پروردگار لندھور نے
میرے فرزندون کو بچایا وہ بھی اپنے کلیجے کے ٹکڑون کو صحیح وسالم پائے یہ فرماکر آگے بڑھے
بادشاہ حجاج بھی لڑتے ہوے چلے آتے ہین اب وہ وقت قیامت ہی کہ بھائی کو بھائی باپ کو بیٹا

منہین پہنچا تہا جا بجا لاشون کے انبار ملازمان فولاد غدار جانبازی اور سرفروشی کر رہے ہین
اس ہنگامے مین نقیب جانبین کے آوازین لگا رہے ہین ای مردان بکوشید تا جامۂ زنان
نپوشید بیت روز جنگ است جنگ باید کرد ۔ کوشش نام و ننگ باید کرد ۔ ای مردان
عالم یہ میدان کارزار ہی اپنے بزرگون کا نام روشن کرو صف شکن ہو تیغزن ہو دیکھین کسکا
منہ کیسے مین کون سرخرو ہوتا ہی کون آبرو کھوتا ہی یارو دنیا ناپائدار ہی زندگی کا کیا اعتبار ہی دارا
و کیقباد و جمشید و سکندر صاحب حشم و ضحاک مار دوش عمر بھر بادۂ نخوت سے مدہوش رہا ہزار
سال سلطنت کی آخر یہ سب کیا ہوئے خاک کے پتلے تھے خاک مین مل گئے بند مخمس

گئے کل سوئے گورستان جو ہم باخستہ حالی تھے ۔ مقابر جتنے دیکھے ہم نے خستی پائمالی تھے
یہ دو مصرع لکھے اسجا بمضمون خیالی تھے ۔ مہیا گرچہ سب سامان ملکی اور مالی تھے
سکندر جب چلا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے

دنیائے فانی مقام عبرت نہ جلسے عیش و عشرت ہی آئینہ دقوف حیرت ہی مسدس

ہمنے دیکھا ہی تواریخ مین ای اہل نظر ۔ ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر
دہرا اسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر ۔ یعنی وہ کہتا تھا یہ دست تہی دکھلاکر

زاد رہ ہیچ نداریم چہ تدبیر کنیم
سفر دور و دراز است و ما بے خبریم

شعر تردد کیا تمہین ای ساکنان ملک ہستی ہی ۔ عدم کی راہ سیدھی ہی بلندی ہی نہ پستی ہی
آوازین نقیب دگر کیت کی لشکر مردان عالم زور و شور سے اٹھ رہے ہین کہ صاحبقران نے دور
سے دیکھا لندھور بن سعدان اڑتا ہوا آدمیون کو قتل کرتا ہوا قریب فولاد فولاد شکن پہونچ گیا
اور للکارا کہ او نامرد مین آپہونچا صاحبقران دیکھ رہے ہین کہ فولاد فولاد شکن بھی لندھور
کے مقابلے مین پہونچا فولاد فولاد شکن نے ہاتھ مارا لندھور نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا قصد
یہ تھا کہ لپٹ جاؤن تلوار اس ملعون کی چھین لون کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھاؤن مگر اتفاق قضا
و قدر ایک کوہی نے لندھور کے شانے پر نیزہ مارا شانہ نشانہ ہوا سنان نیزہ استخوان
کو توڑ کر پار گذر گئی لندھور نے پلٹ کر اسکو ہاتھ مارا وہ تو واصل جہنم ہوا مگر فولاد کا

سر لندھور پر پڑا خود کو کاٹ کرتا دوابرو پہونچا زخم کاری کھایا بازو مین سنان نیزہ سر پر زخم کاری
سنان نیزے کو شانے سے نکالا خون کا فوارہ بلند ہوا قریب تھا کہ گھوڑے سے گرے ضبط کر کے
اپنے کو روکا فولاد فولاد شکن نے چاہا بڑھکر سر کاٹ لون اُسوقت لندھور پہ ہراس طاری ہے
کہ سر سے چادر خون چہرے پر آئی ہے دریائے خون مین نہا چکے ہین آنکھوں سے نہین سوجھتا
اور فولاد فولاد شکن مثل دیو خشمناک مکار و بیباک زخمی دیکھکر بڑھا ہے بس صاحبقران نے
جو دور سے دیکھا آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا وہین سے نعرہ کوہ شگاف کیا شعر مصنف
منم سرکن لشکر کافران ؛ بہ پیشم نگون شد سر کافران ؛ اونامرد انلی کوئی زخمی پر ہاتھ ڈالتا ہے
خبردار ہاتھ کو روک لے کہ مین آپہونچا یہ کہکر پشت اشقر پر کوڑا مارا اشقر دیوزاد نے مثل غزال
صحرائی جست کی بیچ مین آگرا اُترا لندھور کو ہٹایا اپنا سینہ سپر کر دیا اُس مردود نے وہی تیغہ
خون آلود سر صاحبقران پر لگایا صاحبقران نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر چونکہ تلوار کی
باڑھ سے لڑی ہوئی ہے جب تیغہ قریب سر پہونچا تھکی ماری تیغہ فولاد کا پٹ پڑا صاحبقران
زمان نے پنجہ بلی بڑھا کر کلائی پر اُسکی ہاتھ ڈالا نعرہ تکبیر کر کے جھٹکا مارا تلوار چھین کر پھینکدی

کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ کیا نظم
یکے نعرہ زد میر منزل مصاف
کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف
یکے نعرہ زد آن بحلقش بدر
کہ آہن دلی را دریدہ جگر
صاحبقران زمان نے زور

جو کیا اُس دیو خصال کوہ مثال کو مثل کوہ قاف زمین سے اُٹھا کر دست حق پرست پر بلند کیا تمام
اہالیان لشکر نے دیکھا کہ صاحبقران زمان نے فولاد فولاد شکن کو اُٹھا لیا چاہا کہ چرخ دون
رکابوں کو خالی کرون اشقر دیوزاد سے اُتروں اس بیحیا کی مشکین باندھوں مگر کوہی چارطرف
سے ٹوٹ پڑے صاحبقران کو سنبھلنے نہ دیا ادھر سے ملازمان صاحبقران اُدھر سے
تمام کوہی اپنے افسر کے واسطے جان دینے پر آمادہ ہوئے صوت خروشی برآمد بگیر و بگیرہ

یکے خود نیزہ یکے خود و تیر نظم
ہزاروں کے لاشے زمین پر گرے
ہزاروں کے منہ جنگ سے پھر گئے
بہا وان پہ دریائے خون اسقدر
کہ گھوڑوں کے سم ہوگئے تر بتر
تڑاق عمودان سے رن ہل گیا
ہر اک پہلوان خاک مین مل گیا
روان خون کا دریا ہوا بیحساب
کہ سر لگے پیرنے بشکل حباب
چقاچاق خنجر سے کانپا فلک
زمین کو رہا زلزلہ دیر تک
ہوا حشر تیغوں کی جھنکار سے

کہ طائر زہرے خوف سے دشت کے آس قیامت کی اُس مقام پر تلوار چلی کہ دور تک خون کی ندی

بہی سپرین جو مردان عالم کی اُس دریاے خون مین گرین یہی ظاہر ہوتا تھا کہ کچھوون نے دریا سے
مُنھ نکالا تلوارین جو ہاتھ سے مردان عالم کے چھوٹین گویا مچھلیان شناوری کر رہی تھین گرز
و تبر پر نہنگان دریائی کا عالم خون کا دریا جوش پر دمبدم ترکشون سے تیر جو زمین پر گرے گویا
زمین کے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے صاحبقران زمان نے ہر چند چاہا کہ فولاد فولادشکن کو
سنبھالون مگر اسقدر تلوارین پڑین کہ آخر فولاد ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گرا کوہی جان دیکر
ٹوٹ پڑے جسطرح بن پڑا اُٹھا لے گئے اب جو صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا دارا سے ہند
لندھور بن سعدان دریاے خون مین غرق گرز ہاتھ سے چھوٹ گیا ہی ایک شاخ نخل پر
ہاتھ کثرت زخمداری سے جھوم رہے ہین مگر جوش جرأت سے قبضہ شمشیر کو چوم رہے ہین
صاحبقران گھوڑے پر سے کود پڑے لندھور کو گود مین اُٹھا لیا ہوادار پر سوار کیا آپ
لندھور کو غش آگیا صاحبقران زمان نے اسفندیار شاہ گیلانی اپنے فرزند کو آواز دی
ای راحت جان عم نامدار نے تمھارے کارنمایان کیے مگر کثرت زخمداری سے بیہوش ہین
انکے ہوادار کے قریب رہو فولاد فولادشکن کو کوہی اُٹھا لے گئے یقین تو ہی کہ وہ قابل جنگ نہو
مگر اُسکے ساتھ کے کوہی قیامت برپا کر رہے ہین بڑے جوش و خروش مین آمادۂ جنگ ہین
بیشک یہ کوہی بحر جرأت کے نہنگ ہین دیکھو وہ سامنے بادشاہ لشکر اسلام پر بلوہ ہی فوج لقا نے
گھیرا ہی مین اُسطرف جاتا ہون اسفندیار شاہ گیلانی نے بحکم صاحبقران پاے ہوادار کے
ہاتھ رکھدیا لڑتے ہوے ایک طرف چلے مگر صاحبقران ایک رسالے کو شکست دے کے
چند قدم آگے بڑھے تھے کہ دیکھا ارشیون پریزاد و فرہاد خان یک ضربی جنگو لندھور
نے ہاتھی کے ساتھ کیا تھا جھول تمام کر اسقدر لڑے کہ زخمون مین چور چور ہو گئے ہاتھی ایک
مقام پر تھم گیا کفار نے آگے نہ بڑھنے دیا ہزارہا ہندیون نے شمشیرزنی کر کے اپنی جان دی گرد
ہاتھی کے صدہا لاشہ تڑپ رہا ہی لالہ زار کھلا ہوا ہی کفار کا قصد ہی کہ ہاتھی کو اپنے قبضے مین کرین
فرہاد خان یک ضربی و ارشیون پریزاد نے گھٹنے زمین پر ٹیک دیے ہین مگر ہاتھ تلوار کا
چلا جاتا ہی ابھی تک کسی کو قریب نہین آنے دیا صاحبقران نے جو یہ معرکہ دیکھا آواز دی

ای فرزند و مرحبا صد مرحبا جرأت کا دھرم یہی ہی کیا مردانگی دکھائی دونون نے اُس حال مین جھک کر سلام کیا آواز دی حضور آپ قریب آئین غلامان جان نثار رخصت ہوتے ہین مگر اس حسرت پر روتے ہین کہ باباجان نے ناموس نورنگاہ حضور کو ہمارے سپرد کیا تا بلشکر نہ پہونچا سکے اجل قریب آگئی زندگی اسی قدر تھی صاحبقران زمان گھوڑے کو اُڑا کر قریب آئے ہاتھی کو بٹھایا فرہاد خان وارشیون پریزاد کو بھی ہاتھی پر لادا آپ گرد ہاتھی کے پھر کر لڑنے لگے سردارون نے جو نعرۂ صاحبقران کی صدا سنی جنگ کنان اسی مقام پر آگئے اب کس کی مجال ہی کہ قریب ہاتھی کے آسکے یا جرأت دکھا سکے جو بڑھا افسرون نے جھپٹ کے ہاتھ مارا کافر شعلۂ شمشیر سے جل گیا اس لطف سے صاحبقران شمشیر زنی کر رہے ہین سردار آوازین دیتے ہین کہ ای شہریار ماشاء اللہ قطعہ

آنکھ دشمن سے تری تیغ کے جوہر جو ملا مین خون اترا ہے آنکھون مین لہو کا ہو یہ جوش
پشتہا پشت رہے تیغ کی برش کا اثر کہ عدو زادہ ہو پیدا تو جدا ہون بر و دوش

اب صاحبقران زمان لڑتے ہوے کنارے تک فوج کے پہونچ گئے ہر سردار یہی ترغیب دے رہا ہی کہ حضور اب نکل چلین چار جوانان شیر دل دو نور نظر حضور کے دو پارۂ جگر لندھور کے علاوہ اُنکے ناموس شہنشاہی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد اس ہاتھی پر ہین اگر یہ جنگ قائم رہی اور کفار نے فرار پر قرار نہ کیا تو یہی آکر شریک جنگ ہونگے امیر کو پھر قول مردان عالم کا پسند آیا لڑتے ہوے طرف لشکر کے چلے اگر کفار نے تعاقب کیا پلٹ کر شمشیر زنی کی پھر بڑھے مگر یہان بادشاہ سجاہ فوج لقا مین آمادۂ حرب و پیکار ہین بختیارک فوج کو ترغیب دے رہا ہی بختیارک نے ایک جانب دیکھا کہ ایک صف مین شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان روح روان لشکر اسلام اس جوش و خروش سے جنگ مین مصروف ہی بڑے بڑے پہلوانون کو مارا نامی اہالیان لشکر لقا کو للکار ا بزد سامنے سے اُس شیر کے بھاگتے پھرتے ہین بس بختیارک نے عیارون کو قریب بلایا مہتر وسواس سے کہا دیکھو تو نبیرۂ حمزہ کیا قیامت برپا کر رہا ہی کمند اندازون کو لیجا جسطرح بنے نور الدہر کو گرفتار کرے وسواس بموجب بختیارک چار سو کمند اندازون کو ساتھ لیکر

اُس غول مین آیا جہان شاہزادہ نور الدہر مصروف جنگ تھے ایک رسالے کو اشارہ کیا
ذرا نور الدہر کو سیاہہ دکھاؤ اُن پیادون نے یہی کیا کئی پہلوان تڑک کر سامنے گئے تلوارین
چمکا کے بھاگے نور الدہر نے تعاقب کیا قریب ایک نخلستان کے پہونچے تھے وسواس
نے عیارون کو اشارہ کیا چارسو حلقہ کمند کا نور الدہر پر ایک مرتبہ پڑا حلقے کمند کے گردن
اور کمر مین پڑے شاہزادہ مجبور ہو کر گھوڑے سے زمین پر گرا چارسو پیک تھے شاہزادے
پر ٹوٹ پڑے نور الدہر نے اُس حال مین بھی کسی کو گھونسا کسی کو لات کسی کا سر کھینچ لیا
چالیس پچاس عیار مارے آخر گر کے بیہوش ہوئے وسواس نے کمندون مین باندھ لیا
ساتھ والون سے کہا خبردار کوئی دیکھنے نہ پائے باغ مینا مین چھپا کے لیجاؤ مسلسل کر کے
کسی مکان مین قید کر دو جب خداوند پلٹ کر آئینگے تو اسوقت سمجھا جائیگا عیار شاہزادے کو
لیکر روانہ ہوے اس حال سے عیاران لشکر اسلام و سرداران عالیمقام بالکل آگاہ نہوے
مگر سردار نور الدہر بزم پیشہ گلگان صاحب ساطور گران صف شکن و صفدر طہماس
بن عنقویل دیو پرور و صمصام ماہ منظر و دراج دردرگوش و اشکاش کشیدہ رو
و زرہاب خان و بحین خان و کیوان انجم سیاہ و سہیل ستارہ چشم وغیرہ سرداران
نور الدہر و شبرنگ بن عمرو عیار یہ سب جنگ مین ایک مقام پر مصروف ہین کہ
دیکھا مرکب شاہزادے کا موسوم بہ اسپ پریوش باگین کٹی ہوئی زین ڈھلکا ہوا خون سے
تمام جسم گلنار ایک مقام پر کوتل کھڑا ہوا ہی شبرنگ نے جا کر مرکب کو تھاما روتا ہوا سامنے
طہماس وغیرہ کے آیا کہا صاحبو غضب ہوا معلوم ہوتا ہی کہ دشمن شاہزادے کے کام آئے
مگر بہت تلاش کیا لاش کا پتا نہ ملا گھوڑا کوتل دستیاب ہوا اسوجہ سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ اُنھے
مین کوئی گرفتار کرکے گیا ہی سرداران نور الدہر مین شور گریہ و زاری بلند ہوا شبرنگ نے
سب کو سمجھایا کہ آپ سب صاحب صبر کرین یہ اپنے وقت کے صاحبقران ہین ایسے ایسے
قران صعب انپر بہت پڑتے ہین تمام کفار جان کے دشمن لقا پرست رہزن پروردگار
اپنی قدرت کاملہ سے بچاتا ہی سردار مجبور ہو کر خاموش ہوے مگر ظل اللہ سعد بن قباد ولاؤر
لڑتے بھڑتے قریب تخت لقا پہونچے تھے بختیارک سے دیکھا کہ فولاد فولادشکن گرنے سے

زمین کے بیہوش ہوچکا کوئی اُسکو اُٹھا کے لے گئے بادشاہ لڑتے بھڑتے چلے آتے ہین جملہ سرداران
نامی کا اب اسی مقام پر جاؤ ہی ایسا نہو کہ لقا پر کوئی افتاد پڑے سلیمان عنبرین موے کوہی
دناصر کوہی وعنصر کوہی وغیرہ بھی زخمی ہوچکے ہین بس اُسنے سوچکر طبل بازگشت بجوادیا
دونون لشکر جدا ہوے بادشاہ بجاہ اپنے کشتون کو اُٹھواتے ہوے سرداران زخمی کو تلاش
کر کے ساتھ لیتے ہوے اُسوقت لشکر مین پہونچے کہ صاحبقران نے لندھور و فرہاد خان
یک ضربی و ارشیون پریزاد و علاج و قاسم کو شفاخانے مین اُتروا دیا ہی زخمدوزی کی تدبیر
ہونے لگی اور ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو لاکر محلات معلی مین داخل کیا تمام شاہزادیون نے
آنکھون پر لیا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد محل مین آکے پیٹنے لگی کہ صاحبو میرے وارث کی
مجکو کچھ خبر سُناؤ کنیزون نے بیان کیا بی بی نہ گھبراؤ خدا نے خیر کی سب سردار واسطے جنگ کے
چلے گئے مگر نیلم زنگی و فیلم زنگی و عنتر صباد و عوجان دریاباری و سام بن غوجان و میجان
عادر شک درازگردن وغیرہ سرداران ایرج نوجوان جاکر اُٹھا لائے پروردگار نے
اپنا فضل شریک حال کیا وہ شیر زندہ ہی ٹانکے وغیرہ دیے گئے ہین کل تک انشاء اللہ
محل مین بھی آئینگے یاتو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جوش غم والم مین نام ایرج کا بحسرت
لیا تھا خوشی کی جو خبر پائی سر جھکا لیا بے اختیار یہ اشعار آبدار زبان سے جاری ہوے اشعار

مانند شانہ ہی خلش ہجر جو روزگار	حاصل ہی مثل زلف مجھے طول انتشار	امیدوار ہون دل مشتاق کی طرح
یارب دکھا جمال تمنا پھر ایکبار	آغوش مین مراد ہو لب ہون تھتھے	چھلکون بسان ساغر لبریز بار بار
پھرتا رہون مین صورت وصف سیح گم	گھٹنے مین مثل عمر عدو پاؤن اختصار	دکھاکرین جستین جاجوش شوق بن
پیدا ہو مجھ مین صورت لمعہ داغدار	لپٹون بشکل بچہ ساقی سبوسے رو	چھوٹون بسان لغزش مین جانان ہزار بار
گردن جھکاؤن مثل قلم التماس مین	چہرہ دکھاؤن صورت مضمون آب کی	الفاظ مین بصورت معنی چھپا رہون
مطلب کی دون خبر جو زبانے نہو سکا	خاطر مین آکے قصد ہون منہ مین جواب	پہونچون جو تا بہ گوش مخاطب ہو نوفرار

نگاہ بچا کر بی بیون کی واسطے سجدے کے جھکی عرض کی ای خالق زمین وزمان وای رب دوجہان
کیا شکر یہ تیرا ادا کرون ابیات

ندارم گوہر شکر تو سُفتن	اگر ہر موے من گردد زبانے	زنوہر انم بہ ہر یک داستانے
	سر موے زاحسان تو گفتن	تمام شاہزادیاں خدمت مین

ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کی مصروف ہین جسم کو خون سے پاک کیا لباس تبدیل کرایا دماغ کو
اپنے عرش اعلی پر پہونچایا ملکہ تو محلات معلی مین داخل ہی البتہ دیدار فرحت آثار ایرج نوجوان
کی مشتاق مگر فرحت حاصل ہی سب طرح تسکین دل ہی مگر جب صاحبقران زمان دربار مین
آئے جواہر بن عمرو نے حال ایرج نوجوان کا عرض کیا کہ فضل خدا سے صحیح و سالم ہین ٹانکے
لگا کر پٹیان مرہم سلیمانی کی چڑھا دین مگر ابھی بیہوش ہین اسی اثنا مین شبرنگ بن عمرو نے
عرض کی حضور نور الدہر کو یقین ہی کہ عیاران لشکر لقا عین جنگ مین گرفتار کرے گئے امیر
نے گھبرا کر فرمایا جلد جاکر دریافت کرو ایسا نہو فولاد فولادشکن غصے مین قتل کر ڈالے عیاران
لشکر اسلام واسطے خبر کے روانہ ہوے اب دو کلمہ داستان لشکر کفار تحریر کیے جاتے ہین
کہ لقا شکست کھا کر اپنی بارگاہ مین آیا فولاد فولادشکن کو بھی ہوش آچکا دربار مین تو آکر بیٹھا
مگر حجاب سے سر جھکائے پشت دست کاٹ رہا ہی ہونٹھ چاٹ رہا ہی بختیارک نے کہا ای
پہلوان دوران اب رنج و ملال بیکار ہی جو ہونا تھا وہ ہو چکا آخر کہین شادی کرتے اسنے اپنا
بہ بآب تلاش کر لیا صاحب حسب و نسب نورنگاہ امیر عرب جرأت مین یکتا خداوند لقا کانو
اور اگر کچھ بدلا منظور ہی تو ہمنے جنگ مین شاہزادہ نونہال دہر بن بدیع الزمان کو گرفتار کرالیا
ہی اسکو قتل کیجیے فولاد غصے مین کانپنے لگا کہا ملک جی ایک تو خلاف جرأت مجھسے یہ ہوا
کہ ایرج نوجوان کو عالم خواب مین جاکر زخمی کیا اب یہ کرون جسکو عیار کرے لائے ہون اسکے
قتل کا حکم دون آپ کا گناہگار ہی قدرت کو قتل کا اور عدم قتل کا اختیار ہی مین اپنی زبان سے
کچھ نہ کہونگا مگر اتنا چاہتا ہون کہ سیمین عذار صنوبر قد کسی طرح میرے قبضے مین آجاے پھر اگر
ایک مسلمان کو زندہ چھوڑ دون تو فولاد فولادشکن نام نہ رکھیے گا بختیارک نے کہا یہ اب
دشوار ہی جو نازنین قبضہ مسلمانان مین گئی اسکا ملنا ممکن نہین فولاد نے کہا خیر ہم آپ تدبیر
کرینگے اب بختیارک نے سلیمان عنبرین موے کو ہی کو ورغلانا کہ ای بادشاہ کوہستان
آپکے صدہا عزیز و اقارب ہاتھ سے مسلمانون کے مارے گئے اب بلا کر نور الدہر
بن بدیع الزمان گرد لشکر شکن کا دربار سمجھیے اگر قدرت کو سجدہ کرے فبہا ورنہ اسی وقت
قتل کیجیے سلیمان عنبرین موے کو ہی نہایت غصے مین بیٹھا ہی اور یہ فولاد فولادشکن

بھی سلیمان کا بھانجا ہی اسکی ذلت کا بڑا ملال ہی بس حکم دیا کہ قیدی کو جلد لاؤ حقیقت مین
ملک جی سچ کہتے ہین مسلمانون کا بھی یہی طریقہ ہی جو کوئی ہم مین کا اُنکے یہان گرفتار ہو گیا
اگر مسلمان ہوا آبرو دی ورنہ قتل کرتے ہین ہم کیا کسی سے پایگی کا رکھتے ہین بس فوراً اُسنے
حکم کیا کہ نورالدہر کو ہمارے سامنے لاؤ بختیارک نے چپکے سے کہا ای سلیمان خاص
بارگاہ مین بلانا مناسب نہین ہی مسلمانون کو خبر ہوگی فوراً آئینگے قیدی کو چھڑا لیجائینگے اور
دس بیس ہزار کی جان پر بنے گی کوئی تدبیر نہ بن پڑیگی سلیمان عنبرین ہوے کہ ہی تیغہ پکڑ کے
اُٹھ کھڑا ہوا لقا سے کہا یا خداوند باغ مین چلیے لقا بھی راضی ہوا بیان کیا ہی اُستاد اق
سخنور نے کہ بختیارک نے اشارے کر کے بارہ سو سردار ساتھ لیے باغ مین آکے یہ
باغی داخل ہوے لقا تخت نخوت پر تاج نکبت سر پر رکھ کے متمکن ہوا تمام سرداران
زبردست ذنگل پر دروازے کا بھی بختیارک نے بندوبست کیا اب حکم دیا کہ نورالدہر
کو لاؤ یہان تو بختیارک نے واسطے قتل کے نورالدہر کو طلب کرایا مگر واضح رہے
ناظرین والا تمکین ہو کہ جو جنگ مغلوبہ بمقدمہ ملکہ تحریر ہوئی چار روز کا زمانہ گذر چکا ہی
ایرج نوجوان کو شفاخانے مین ایک دن اور ایک شب تو بالکل ہوش نہین آیا دوسرے
دن شاہزادہ اُٹھکر میٹھا یخنی وغیرہ نوش فرمائی شاپور شیر دل خدمت مین حاضر ہی سردار
جمع تھے انتہا کا حجاب ہی کہ اب مین والد نامدار و جد عالی تبار کو کیا مُنہ دکھاؤنگا جسکے
واسطے کیا کیا قیامت برپا ہوئی کیسے کیسے سردار زخمی ہوے خدا نے سب شیرون کو بچایا
یہ واضح رہے کہ قاسم و علمشاہ وغیرہ زخمدار اور شفاخانے مین ہین ایرج نوجوان
بسبب شرم و حجاب کے اپنی بارگاہ مین ہین جسدن سے ہوشیار ہوے یہ کلمہ زبان پر
جاری ہی جبتک مین فولاد فولادشکن سے بدلا نہ لونگا بزرگون کو مُنہ نہ دکھاؤنگا ہر روز
قصد ہوتا ہی کہ صاحبقران زمان کے سلام کو جاؤن مگر حجاب مانع ہی ابھی تک کسی دن
بارگاہ سلیمانی مین نہین گئے اگر کوئی سردار مثل مالک وغیرہ عیادت کو آئے تو شاہزادہ
ایرج نوجوان کہلا دیتے ہین کہ اسوقت سو گئے ہین قضائے کار عیار نورالدہر کا
سبز رنگ بن عمرو بے تکلف بارگاہ ایرج مین چلا آیا واسطے تسلیم کے خم ہوا ایرج نے

کیزن شبرنگ تمھارے آقا کا مزاج کیسا ہی ہماری عیادت کو نہ تشریف لائے ابتک تو
حال گرفتاری نور الدہر ایرج نوجوان سے چھپا تھا کہ زخمداری مین شاہزادے کو ملال ہوگا
مگر شبرنگ سے جو اس طرح پوچھا شبرنگ بے اختیار رونے لگا شاہزادہ ایرج نوجوان
نے کہا کیون خیر تو ہی کیا خدا نخواستہ زیادہ زخمی ہوے تھے شبرنگ سے ضبط نہو سکا
کہا اے شہریار روز جنگ مغلوبہ سے کہان واپس ہوے عقل سے معلوم ہوتا ہی کہ عیاران
کفار گرفتار کر لے گئے مین نے اس تین دن مین تمام لشکر لقا کو چھان ڈالا کہین پتا
نہ ملا بس ایرج غصے مین تھرانے لگا شاپور شیردل کی جانب بنگاہ قہر دیکھا کہا کیون بھئی
تم نے ہم سے اطلاع نہ کی اگر خدا نخواستہ اُنکے دشمنون پر کوئی اُفتاد پڑے سارا لشکر
یہی کہیگا کہ تعصب بھتیجی مین نور الدہر کو مٹوا دیا بخدا نہ مین کھانا کھاؤنگا نہ پانی پیونگا ٹٹیان
مرہم کی ابھی نوچ کے پھینک دونگا جسطرح سے بنے جاؤ اور نور الدہر کی خبر لاؤ مین جا کر
اُنکو رہا کرون یا اُس شیر کے واسطے اپنی جان دون اسطرح جو ایرج نوجوان نے کہا
شاپور کانپ گیا خوب آگاہ ہی کہ آتشخو شعلہ مزاج ہین جو کہتے ہین وہی کرینگے عرض کی حضور
غلام ابھی جاتا ہو ایرج نے شبرنگ پر تاکید کی کہ اگر جی چاہے تم بھی شاپور کے ساتھ جاؤ
اپنے آقا کا پتا لگاؤ مگر لشکر مین اس بات کا کسی سے ذکر نہ کرنا ہم اس مقدمے مین بہت
محجوب و شرمسار ہین اور اب تو نور الدہر کے واسطے اشکبار و بیقرار ہین شبرنگ
نے کہا کیا مجال جو اس بات کو زبان سے نکالون مین بھی لپٹے بھائی شاپور کے۔ اتھ جاتا
ہون بس یہ دونون عیاران طرار خنجر گذار صورتین تبدیل کر کے سمت لشکر لقا چلے لشکر لقا مین
آ کر دیکھا بارگاہ مین سناٹا پڑا ہی جا بجا سردارون مین چپکے چپکے کچھ باتین ہو رہی ہین اور دو دو
دو چار چار مسلح ہو کر سمت باغ مینا جاتے ہین شاپور نے فوراً اپنی صورت ایک کوہی کی
بنائی ایک کمیدان جاتا تھا اُسکو بڑھ کر سلام کیا کہا کیون حضور کیا آج باغ مینا مین جشن کی تیاری
ہی اُس کمیدان نے کہا نہین بھائی کسی سے ذکر نہ کرنا نور الدہر نبیرۂ حمزہ چار دن سے قید
تھا اندر باغ کے میدان خونریزی کی تیاری ہی یہ مخفی اُسکو قتل کرینگے کہ مسلمانون کو خبر ہونے پائے
اسی وجہ سے دروازہ بند ہی کھڑکی سے آمد و رفت ہی ہم لوگ جا کر دروازے مین ٹھہرینگے

کہ شاید اگر کوئی مسلمان آئے تو باہر ہی روکین اندر نہ جانے دین یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی
شاپور اُلٹا پھرا شبرنگ نے دیکھا کہ شاپور حال دریافت کر چکا یہ ضرور ایرج سے کہیگا
مین جاکر سرداران دست راست کو خبر کرون شبرنگ تو طرف بارگاہ لندھور کے چلا
مگر شاپور آنکھون مین آنسو بھرے ہوے خدمت مین ایرج کی آیا آتے ہی عرض کی ای
شہریار غضب ہوا اندرباغ مینا کے کمینہ نورالدہر کو قتل کیا چاہتا ہی فوجین دروازہ پر
پہونچ گئی ہین دروازہ بندی کفر کی سے آمد و رفت ہی اندرباغ کے جانا نہایت دشوار ہی
اور اگر جانے مین دیر ہوگی شاہزادہ زندہ نہ ملیگا بختیارک نے سلیمان عنبرین موے
کو ہی کو قتل نورالدہر پر بخوبی آمادہ کر لیا سنتا ہون فولاد فولادشکن نہین مانتا تھا اسطرح
کے قتل کو نامردی جانتا تھا مگر بختیارک تو ایک چرب زبان ہی وہ سمجھا کے اُسکو بھی
اندرباغ کے لے گیا ہی جسقدر پہلوان زبردست ہین بادہ کبر و نخوت سے مست ہین سب
اندرباغ کے ہین ایرج نے کہا پھر شاپور کیا کرین مین کسی طرح اندر پہونچ جاؤن یا جان دونگا یا
اپنے ہچشم کو چھڑا دونگا شاپور نے کہا کچھ عیاری کرنا چاہیے مرکب پر سوار ہوکے تو اندر پہونچنا
دشوار ہی پیدل چلیے مین ایک چوبدار کی صورت بنتا ہون آپ ڈھاٹا باندھکر زلفین جلیلی
وخال سبزو رنگ ہاشمی مخفی کر کے چلیے ایرج نے کہا مین ہرطرح آمادہ ہون فورًا اسی صورت سے
کہ شاپور شیردل مرد بنا عصا سونے کا ہاتھ مین لیا ایرج نے اپنے چہرے کو چھپایا پیدل
طرف باغ کے چلے مگر شاپور نے پلٹ کے نیلم زنگی وغیرہ سے کہدیا کہ فوج کو تیار رکھنا جب
نعرہ ایرج کی باغ سے صدا آئے مرکب لیکر فورًا پہونچنا مگر ایرج نے یہ شاپور سے تاکید
ضرور کر دی کہ جدعالی تبار و جملہ سرداران نامدار کو خبر ہونے پائے مین اکیلا پہونچون
اگر خدا فضل کرے نورالدہر کو چھڑا لاؤن گردن پر اُس کشتی گیرزادے کے بار احسان
رکھون کہ پھر کبھی نام ذنگل رستم نہ لین اگر غیرت ہو تو جھک کے ملین ایسی باتین کرتے ہوے
سامنے باغ مینا کے پہونچے دیکھا کل فوج لقا و جملہ سرداران اپنے اپنے مقام پر مسلح بیٹھے ہین
دروازون پر پہرا ہی آنے جانے والے کو روکتے ہین جو جانے کا قصد کرتا ہی اُسکو ٹوکتے
ہین شاپور آگے بڑھا ایرج عقب مین اپنے کو چھپائے ہوے سر جھکائے ہوے جب

شاپور شیر دل قریب گھڑی کے پہونچا اسلح سر جھکا کر چلا جیسے واقف کار جانے کا قصد کرتا ہی
ایک کہی نے آواز دی کون جاتا ہی شاپور نے جواب نہ دیا کہی نے پھر زور سے پکارا میان
مردے کہان جاتے ہو تمھارے ساتھ کون ہی اسوقت ممانعت ہی شاپور نے پلٹ کے
جواب دیا میان سپاہی ہم ابھی سوتے سوتے اُٹھے ہین بیٹے کی برات ہو گئی رات بھر جاگے
خوب ناچ دیکھے شربت پلائی مین دو ہزار روپے پڑے سب فوج کی بھی دعوت کرینگے کیون سپ
کھانے جاتے ہو کا ہیکو اسقدر چلّاتے ہو سپاہی جھلایا کہ میان چوبدار سبحان اللہ سوال دیگر جواب
دیگر شاپور نے کہا بی مشتری رات کو نہ تھین وہ تو کسی مرد آدمی کے گھر بیٹھ گئین بی لبستی خوب گاتین
اب تو سپاہی تلوار لیکر دوڑا کہا یہ کیا بکتا ہی اور سب لوگ قہقہہ مار کر ہنسے کہا میان سپاہی کیون
غصہ کرتے ہو وہ بیچارہ بہرا ہی تم جانے کو منع کرتے ہو وہ بیٹے کی شادی کا ذکر کرتا ہی اسپر بھی
نہین سمجھے ہو سپاہی نے دوڑ کر شاپور شیر دل کا ہاتھ پکڑا اور کہا اندر نہ جاؤ شاپور نے ہنسکر کہا
تمھارے حصے کا کھانا رکھا ہی رات کو صرف برادری کی دعوت تھی ہم لوگ مومن ہین تانا بجانا
کرنے والے صرف بہان کے شہدے نہین ہین بموجب مثل کر گا چھوڑ تماشے کو جاے۔ ناحق
کی چوٹ جولاہا کھاے۔ یہ فقرہ گرماگرم سُنکر لوگ اسقدر ہنسے کہ پیٹ مین بل پڑگئے ایک جوان
نے کان سے مُنھ لگا کر کہا میان مردے صاحب اندر جانے کو منع کرتے ہین قدرت نے حکم
دیا ہی جب تو مردہا بڑبڑایا مُنھ پھلا کر کہا میان جوان ہمکو منع کرتے ہو بہت اچھا ہم جاتے ہین
ملک یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کے اُستاد کو بلانے گئے تھے جنسے وہ رمل کا رسالہ پڑھتے
ہین انکو بھی پھیرے لیے جاتے ہین اب فرزند قدرت کو تم سبق پڑھانا ساعت نیک دیکھی
بتانا یہ کہکے چوبدار بکتا ہوا پلٹا جمعدار نے کہا ارے اسکو جانے دو جبرئیل قدرت نے رمال
کو بلایا ہوگا شاید اُس مسلمان کے قتل کرنے کے لیے وقت پوچھنے کی ضرورت ہوگی گھڑی بھر
مین سب کو خفت ہوگی اب تو سپاہی نے دوڑ کر مردے کا ہاتھ پکڑا کہا بڑے میان جاؤ غصہ
نہ کرو تمکو کون روکتا ہی بہرے ہو اپنی کہتے ہو اور کی نہین سنتے ابتو میان شاپور مچل گئے کہ مین
نہین جاؤنگا اس پلٹن کی پلٹن کا نام کٹواؤنگا لونڈے لاڑی اِدھر اُدھر کے نوکر ہوے ہین
اپنے بیگانے کو نہین پہچانتے ایک تو میان رمال کا میانہ کنارے پر لشکر کے روکا گیا یہانتک

وہ پیدل آنے یہان جہانیں ہوتی ہو اب توسب منع کرنے لگے کہ میان مردہے صاحب
غصہ تھوک ڈالو خفا ہو حقیقت مین یہ سپاہی نیا نوکر ہی جلد اتھا ساجہلی دامن کا ساتھ ہی برتن
سے برتن لڑجاتا ہی شاپور تیوریان بدلتا ہوا ایرج کو لیکر کھڑکی کے اندر آیا دیکھا باغ مین جادو ہی
لقا تخت پر ایک طرف فولاد فولاد شکن ایک جانب سلیمان عنبرین موے کوہی و ناصر کوہی
و عنصر کوہی و ضیغم خون آشام و زنکال خون آشام و کلکال خون آشام وغیرہ تمام گبر اپنے
اپنے مقام پر بیٹھے ہین نورالدہر کو زیر تیغ بٹھایا ہی جلاد تلوار کھینچکر سرپر آیا ہی کوٹلے کا خط گردن پر
دے چکا ہی آواز دے رہا ہی بیت سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست * مرغ را دانہ بلا شد
طعنہ بر جلاد چیست * کس کا سررشتۂ حیات منقطع ہوا ہی کس کا ساغر عمر لبریز ہوا ہی کون مغضوب
درگاہ سلطانی ہی تیغۂ بازہ دار رکھتا ہون بازوے پرقوت ایک ہاتھ مین سرکو تن سے قلم کرتا ہون
جلادی کا دم بھرتا ہون حکم اول ہی بجہ بوجہ کر دیجیے قتل کرنا میرا کام ہی جلانے مین خداوند کا نام ہی
لقا نے کچھ جواب نہ دیا بختیارک نے اشارہ کیا قدرت نے حکم دیا ہاتھ تلوار کا لگا بس شہزادہ
ایرج نوجوان کی آنکھون مین اندھیرا آگیا تیغۂ دودمۂ سکندری پر ہاتھ ڈالا نعرہ کیا یا شیدای
کفاران بیحیا و نابکاران پرُدغا ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد منم نقد روح روان قاسم علیین
ایرج نوجوان نعرۂ ایرج ملک ایرج آن آفتاب منیر * کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر * شاپور نے
گوپھن مین پتھر رکھکر مارا جلاد کا سر پھٹا زمین پر تڑپ کے گرا ایرج نوجوان لڑتا ہوا چلا نورالدہر
نے پلٹ کر دیکھا ایرج نوجوان آپہنچا چشم زدن مین پانچ سات کوہی مار ڈالے پکارتا ہوا آتا ہی
کہ بھائی صاحب نہ گھبرائیے گا مین آپہونچا میری حیات مین تمکو کون قتل کرسکتا ہی یہ جو نورالدہر
نے دیکھا غیرت سے پسینہ آگیا جوش حرارت مین نعرۂ شیرانہ کیا اشعار

شعلۂ شمشیر شان شمع جگرسوز من است

گرمی بازار عشق از تف جان من است
برسر دار فنا خانۂ غوغاے من
باک ندارم ز دار چوب ستون من است

خانۂ تاریک تنگ بستہ بزنجیر عشق
بشکنم این بند را وقت جنون من است
قید کو توڑ کر مثل تار عنکبوت

کے پھینک دیا ایک کوہی نے ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے تلوار اُسکی چھین لی کمر
مین ہاتھ ڈیکر مارا اُستخوان اُسکے چور چور ہوے وہی تلوار لیکر نعرہ کیا نعرۂ نورالدہر
نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم و بقہر * شہ ستارہ حشم شاہزادہ نورالدہر * ایرج نوجوان بھی

لڑتا بھڑتا قریب نور الدہر کے آگیا ایرج نوجوان تو بخوبی مسلح و مکمل ہی نور الدہر کے جسم مین
صرف شبخوابی کا کرتا ہی نہ سر پر خود نہ جسم مین زرہ ایرج نے ایک پہلوان کو مار کے خود
نور الدہر کو دیا نور الدہر نے سر پر رکھنا قبول نہ کیا سر برہنہ لڑ رہے ہین اب نعرۂ ایرج
اور نور الدہر کی صدا بلند ہوئی سرداران ایرج گوش بر آواز تھے مسلح ہو کر چلے یہان تک شہر
بن عمرو نے یہ خبر وحشت اثر لندھور بن سعدان کو پہونچائی لندھور نے زانو پر ہاتھ مارا
کہ غضب ہوا یاردا ابھی قیامت برپا ہو چکی ہو ایرج انتہا کا آشفتہ شعلہ مزاج ہی بہت زخمی تھا
زندگی کی امید نہ تھی اب اس حال پُر ملال مین لشکر کفار پر جا پڑا ہی خدا اُسکو بچائے کچھ چارہ
نہوا فوراً سوار ہوئے انکے بعد سب سردار فرداً فرداً چلے مالک اپنے خیمے سے نکلے تھے کہ
عرب دراز عیار نے تمام کیفیت بیان کی مالک تو خاص ایرج نوجوان کے طرفدار ہین
فرمایا آج خون کے دریا وہ شیر بہادیگا دست راستون پر ہمیشہ دست چپ سے احسان ہوتا
ہی اگر قدم قاسم و ایرج کا ہوتا لشکر تمنا دشوار تھا انہین شیرون کی نہیب شمشیر سے لقا تھراتا
ہی یہ کہکر بادیان عربی پر سوار ہوئے اب تو سردارون کا تانتا بندھا تا میان خیبری و تومیان
خیبری و سعید لنگری و شہاب خرقہ پوش نے صاحبقران زمان کو خبر دی کہ ای شہریار
نور الدہر کا پتا اسوجہ سے نہ ملتا تھا کہ وہ اندر باغ مینا کے قید تھے بختیارک نے تدبیر کرکے
سامان قتل نور الدہر کیا شاپور نے ایرج کو خبر پہونچائی وہ اس ذمہ داری مین یکہ و تنہا عیاری
کرکے اندر باغ مینا کے پہونچا مشہور ہی کہ نور الدہر کو چھڑا تو لیا مگر نکلنا ممکن نہین ہی صاحبقران
آہ کا نعرہ کرکے اُٹھے یہ کہتے ہوے کہ ان نوجوانون نے مجھکو نہایت پریشان کیا ہی چاہیے
ہین کر بیٹھے ہین یہ فرماتے ہوے باہر نکلے پشت اشقر پر سوار ہوے بعد صاحبقران زمان
بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد تخت سلیمانی پر بصورت نورانی جلوہ فگن تھے اُسی طرح کہارون
نے اُٹھا کر چالیس ہاتھیون پر تخت کو کسا گرداگرد مشیران سلطنت وزیران ابہت بصد صولت
و جلالت ہمراہ ہوے مگر بادشاہ نے فرمایا صاحبقران جاتے ہین ہم سے پیشتر سوار ہو چکے
ہین کوئی ایسی بھی صورت ہی کہ پہلے ہم پہونچ جائین اس سے مراد یہ ہی کہ صاحبقران زمان
کو یکہ و تنہا ایرج کا جانا ناگوار ہوا ہی انکا مطلب یہ تھا کہ جیسے خبر گرفتاری نور الدہر پائی تھی

ہم سے اطلاع کرتے ہم جیسا مناسب جانتے فکر کرتے لہذا اسوقت غصے مین گئے ہین ایسا نہو
کہ ایرج نوجوان کو کوئی کلمہ سخت کہین اور ایرج نہایت آتش خو ہی وہ اپنے کو ہلاک کرنے کا
قصد کریگا اگر مین پہلے پہونچ جاؤن تو ایرج کو لڑائی سے ہٹادون افسر لشکر کا یہی کام ہی
اور میرے تو سب صاحب قوت بازو ہین میری سلطنت کا مزہ انھین کے دم سے ہی خدا نخواستہ
انمین سے ایک پرچشم زخم آئے لشکر مین سناٹا ہو فیروزہ بن عمر نے عرض کی حضور تخت کو
ترک کرین پشت مرکب پر سوار ہون مین جلد حضور کو پہونچا دونگا اندر سے درہ کود سے
راستہ ہی غلام دیکھ آیا ہی بادشاہ جہجاہ مرکب پر سوار ہوے فوج کو تو طرف سے شاہراہ کے
روانہ کیا تاجدارون کو ساتھ لیکر طرف سے کوہستان کے مرکب اڑاتے ہوے چلے گریبان
نور الدہر اور ایرج مصروف جنگ ہین دس بیس سردار قتل کیے ہین بہ جرات لڑ رہے
ہین بختیارک نے فولاد سے کہا دیکھو کیا بہادر داماد ملا ہی یکہ و تنہا باغ مین گھس آیا ہی
ای فولاد اب تک ان دونون کو مرکب ملکن نہین ہی اور ابھی تک انکے معین بھی نہین پہونچے
دم بھر مین سم کی صدا بلند ہو جائیگی گاؤ زمین تھرائیگی جلد ان دونون کو مار لے بس فولاد
تیغہ پکڑ کے غصے مین چلا وہان دروازون پر سردار ان ایرج نوجوان نے بلوہ کیا کوہون
سے تلوار چلنے لگی کہ اسمین لندھور بن سعدان بھی آپہونچے انھون نے پہونچتے ہی اپنے کو
لڑ بھڑ کر قرب پھاٹک کے پہونچایا ہندیون نے دریا خون کے بہا دیے جنگ رستانہ کرتے ہوے
تعاقب مین اپنے آقا کے چلے آتے ہین یہ سب سلہٹ کے جوان ہین کفار کو جو بیدل دیکھا یہ
کھینچ کھینچکر گھوڑون پر سے کود پڑے ایک طرف سے پٹے باز نے پٹا لیا استاد قسم دے چکا ہی
کہ پٹا ہزار جوان پر پٹا کھینچتا ہی پٹے کو ہاتھ مین ہلایا تاک کر ہزار جوانون پر جا پڑے اب جو
ہزار جوانون کے بیچ مین کھڑے ہو کر پٹا ہلانا شروع کیا کسی کا ہاتھ کسی کا پانون اڑا دیا چشم زدن
مین ہزار جوانون مین نصف کو مار انصف کو بھگا دیا ایک سمت جمعیت صرف قرولیان باندھے
ہین سپر تلوار گرز تیر و تبر سب کو معیوب جانتے ہین کسی نے گرز مارا لپیٹ کے ہت کٹی کا ہاتھ
مارا اُسکا ہاتھ کٹ کے زمین پر گرا دوسرے نے قرولی ماری شکم چاک کا ذکا قصہ پاک ایک
جانب سے بنیت بانا ہلا رہے ہین پرے کے پرے مٹا رہے ہین ایک سمت مرزا پھوصا

کار ساز حسین حسین جوان کھجوری چوٹیان گندھی ہوئی پشت پر پڑی ہین رنگین ڈوپٹے گلون مین
مہندی ہاتھون مین سونے چاندی کے چھلے پور پور دو دو تھان کے پائجامے کفش پانوؤن مین
اسواسطے کہ قدم نہ چھلے سے چھوٹی ٹوپیان سر پر سرمہ دنبالہ دار آنکھون مین دولھن بنے ہوے
ادی لنگر ہاتھ مارتے ہین مگر پیچھے ان جوانون کے جب چرک گر گرتے ہین مع مرکب درا کب
چار ٹکڑے زمین مین ہو دو دو ہاتھ نیچے اُتر جاتے ہین آگے ان سب جوانون کے اُنکے رسالہ دار
مرزا چھٹو صاحب اُس ہنگامہ جنگ مین لڑتے ہوے چونکہ مزاج مزہ دار ہی اشعار پڑھتے ہوے
گویا اُنکے نزدیک میدان رزم صحبت بزم ہی یہ اشعار پُر بہار زبان پر جاری ہین اشعار

واجو ہو زلف تو کچھ اور ہی خوشبو ہو جاے — گل رخسار تمھارا گل شبو ہو جاے
کھولدے گیسوے شبرنگ جو وہ غیرت گل — تو کرن پھول برنگ گل شبو ہو جاے
بہر زیبائش رخ گر وہ لگاے غازہ — عارض یار چراغ شب گیسو ہو جاے
دست رنگین سے جو تو بال بناے اے جان — انگلی انگلی تری شمع شب گیسو ہو جاے
حال لکھ لکھ کے اگر بھیجے مرا اُس بت کو — یا خدا مثل قلم غیر سیہ رو ہو جاے
یاد ساقی جو کرون عین قدح نوشی مین — جوش رقت سے لب جام لب جو ہو جاے
عاشق چشم ہون ہنس جاؤن مین دھوکا کھا کر — دشت مین دام رگ دیدۂ آہو ہو جاے
ہی پریزاد جو تو رقص کرے مستی مین — دانہ سماک ہر اک پانون مین گھنگرو ہو جاے
گل نکل آمین اگر متصل اُسکے اے ماہ — بانقط آپ کا یہ مطلع ابرو ہو جاے
او چھپے شمشیر نگہ کے جو وہ گل وار کرے — جینی رخت گل تازہ پہ اُتو ہو جاے

اس دھوم دھام سے بے تکلف بے خوف یہ جوان لڑ رہے ہین کچھ جان کی پروا نہین گل ہاے زخم
نخل جسم پر کھلے ہوے ہین زخمون کی دھجیان پڑی ہوئی ہین چہرے مثل گل شگفتہ قد سرو آزاد باغ
جرات کے شمشاد لڑائی مین خوب چھوٹے پھلے لندھور نے جا کر پھاٹک کو گرز سے توڑا اب سب لشکر
اندر باغ کے لڑتے ہوے پہونچے ہنگامہ گیر و دار بلند کوئی سرخرو کوئی دردمند اس اثنا مین بادشاہ
سجادہ بھی آپہونچے شاہ نے دیکھا سب جوان باغ مین پیدل لڑ رہے ہین نعرہ شیرانہ کرکے گھوڑے سے
کود پڑے جھوم جھوم کے لڑنے لگے رن پڑنے لگے مگر گذارش کرچکا ہون کہ شاہزادہ نور الدہر جن

بدیع الزمان نے چونکہ ابھی قید سے رہائی پائی ہی بے سلاح جنگ لڑ رہے ہین پرائی تلوار جب
ٹوٹ جاتی ہی پھر کسی کی تلوار چھین لیتے ہین مگر فولاد فولاد شکن بیچا جو چلا تھا طرف ایرج کے رخ کیا
ادھر سے ایرج بھی نعرہ زن ہوا کہ او نامرد مین تو تیری فکر مین تھا مجکو سوتے مین زخمی کر کے
بڑا ناز کیا اب تو سامنے آ سرکشی کا مزا دکھاؤن خدا افضل کرے تو مثل کرپاس لمنہ چیر کر پھینکدون
فولاد کو نہایت غصہ تھا قتل کرتا ہوا جاتا ہی ایرج نوجوان ایک غول مین الجھ گئے تھے فولاد کا
نور الدہر کا سامنا پڑا نور الدہر بھی آگاہ ہوے ہین کہ اس بھیلنے ایرج کو زخمی کیا تھا جسطرح
سے بنے اسکو مار دو سر میدان للکار دو ورنہ اس تاجر بچے نے آ کر قید سے چھڑایا ہی بارگاہ مین پہنچکر
اپنا احسان جتائے گا اگر اسکو مار لیا تو البتہ شرم سے سر جھکائیگا یہ سوچکر نعرہ کیا منم گل گلشن ابن
خلیل الرحمن نور دیدہ مومنان و مسلمانان برہم زنندہ نمرود بے ایمان صاحبقران ابن صاحبقران
شہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان فولاد نور الدہر پر جا پڑا ہاتھ تیغہ سپید یع کا مارا نور الدہر نے
سپر بھی کسکی اٹھالی تھی اسی سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ فولاد جو پڑا سپر کے دو ٹکڑے سر برہنہ پر
تلوار پڑی زخم کاری سر پر آیا بشکل تیغہ کو سر سے نکالا چادر خونی چہرے پر آئی مگر ہاتھ تلوار کا مارو
فولاد منگیا اس تکان سے شاہزادے کو غش طاری ہوا گھٹنے زمین پر ٹیک دیے مگر ہاتھ تلوار کا چلا
جاتا ہی فولاد نے چاہا بڑھکر سر کاٹ لون یہ کیفیت دور سے ایرج نے دیکھی قریب تھا کہ صدمے سے
روح نکل جائے وہین سے للکارا او نامرد خبردار ہاتھ نہ اٹھانا فولاد نر کا ایرج جنگ رستمانہ
کرکے بیچ مین آ گیا فولاد نے وا شاباش او نبیرہ حمزہ بڑا سخت جان ہی اسدن میرے ہاتھ سے
بچ گیا مگر خداوند لقانے تیری قضا میرے ہاتھ سے مقرر کی تھی بتلوار مسلمانون کے خون کا مزا چکھ چکی
اگر پہاڑ پر مارون تا ہیچ کاٹون لاف و گزاف کرکے ہاتھ مارا ایرج نے گرد اسپر کا اٹھایا مگر منظور یہ کہ
لپٹ جاؤن اگر خدا فضل کرے اسکو زیر کرکے مسلمان کرون جنگ مغلوبہ تو ہو رہی ہی کسی کا تیر
شانے پہ ایرج کے بڑا شاد نشانہ ہوا ہاتھ سپر کا سر سے ہٹ گیا تیغہ فولاد کا پڑا کوئی دو انگل سر
مین اترا تھا کہ ایرج نے فیلبازی کرکے دستانہ مارا تیغہ جھنجھنا کر سر سے نکل گیا مگر قطرے خون کے
روے زیبا پر آئے زخم کھا کر جیسے شیر بپھرتا ہی خبردار خبردار کہکے فولاد پر جا پڑا ہاتھ تیغہ دو دستی سکندری
کا پلٹ کے مارا چمک کے تیغہ گرا سپر فولاد کے دو ٹکڑے جیسے ابر تیرہ و تار سے بجلی کڑک کر گرا کر گذری

بعد سپر خود کو کاٹا سراسر کلے اور جبڑے کو تراشا سرموفرق نہوا سر اپنے گردن سے مانند قطرۂ آب
صندوق سینے سے مثل سیماب شرمگاہ کے پھاٹک کو ویران کرکے تلوار نے زمین پر بوسہ دیا
مثل لیٹے کے دو ٹکڑے زمین پر گرے مثل برج قصر حسد و نفاق زمین پر آیا لاش بھاگ کے گرنے سے
ایک غریو بلند ہوا شاپور رقیب بھاگا کار رای شہریار سبحان اللہ نظم

تیغ وہ تیغ جسے دیکھکے جا سنبھالے
وار چلنے کی تو نوبت بھی نہو ہو وا
واہ رے کاٹ کہ جو رنگ عناصر کیا
اس تیغ کی تعریف نہیں ہو سکتی
ایک ایک جز کے برابر سے ہو جسے جدا
گر گئی پیکر دشمن پہ اگر یہ اکبار
قتل ہونے سے فولاد کے گل

فوج کو ہراس لقا کو عالم یاس اور غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار سرداران نامدار نے
اس کیفیت سے شمشیر زنی شروع کی اندر باغ کے یہ ہنگامہ برپا ہی کافرون کو بھاگنے کا راستہ
نہیں ملتا ہی لندھور و مالک و بہرام وغیرہ مع بادشاہ بجا مصروف جنگ ہین صرف ابھی
صاحبقران نہیں پہونچے مگر نور الدہر جو زخمی ہوکر ایک نخل کے سائے مین گرے شدت زخم سے
اُٹھنا دشوار جب اُٹھتے ہین دل بیٹھا جاتا ہی غش چلا آتا ہی دور سے قوت بازوے نور الدہر بن
بدیع الزمان عاشق صادق محب داش ہزبر بیشۂ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن و
صفدر طہماس بن عنقویل دیو پیکر نے جو دیکھا کہ میرا آقا زمین پر گر اساطور صفت صد منی کھینچے ہوے
صفون کو درہم و برہم کرتا ہوا اپنے کو قریب شاہزادے کے پہونچایا گرد پھر کر لڑنے لگا سعد بن قباد
لڑتے ہوے قریب لقا کے پہونچ گئے ہزارہا پہلوانون نے اُس مقام پر جان دی بادشاہ سے لقا
کا سامنا ہوگیا لقا چلایا ای بندۂ خوابی کہان آتا ہی ابھی سنگ سیاہ کردونگا بادشاہ نے للکارا او گبر کیا
بکتا ہی لقا نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تیغۂ مقام پر لگا جھنجھنانے کی صدا بلند ہوئی الجہاد سے
بادشاہ نے ہاتھ نکالکر نعرۂ تکبیر کہکر لقا پر وار کیا اُس بیحیا نے سپر کو اُٹھا دیا مگر اُس سپر فولادی کے
دو ٹکڑے ہوے تاج بھی کٹا لقا کا سر زخمی ہوا لقا چیخ مار کر بھاگا یہ کہتا ہوا ارے اس بندۂ خوابی کو
مارو غضب ہوا قدرت کو زخمی کیا لقا کے ہٹنے پر کل فوج کے پاؤن اُٹھے قریب تھا کہ فوج کو بالکل
شکست فاش ہو باغ سے نکل جانے کی تلاش ہو اُسوقت ایک لکا ابر سیاہ طرف سے طلسم ہوشربا
کے اُٹھا جسمین رعد کی گرج برق کی چمک سابق مین تحریر کیا ہی کہ لقا نے افراسیاب کو نامہ لکھا
تھا اُسنے عقرب مشتری جادو کو روانہ کیا تھا وہ بیحیا اسوقت آکر پہونچا بارہ ہزار ساحران غدار

عقرب کی پشت پر یا سامری یا جمشید کی صدائیں بلند اُٹھتے اُٹھتے اُسنے دیکھا کہ باغ خداوندی
میں خون کے دریا جاری کئی لاکھ کا کھیت ہو چکا ہے لاشے جابجا مثل مرغ بسمل پھڑک رہے ہیں خداوند
سر برہنہ پا برہنہ سر زخمی مثل صید خائف چیختے ہوئے بھاگے جاتے ہیں سرداران اسلام مثل شیر غضبناک
کافرون کو قتل کر رہے ہیں عقرب غیشزن تخت سے کودکر قریب لقا آیا فوج ساحرون کی ایک
گوشے میں اُتری مگر عقرب نے بڑھکر لقا کا دامن تھام لیا یا خداوند یہ کیا قیامت ہے قدرت پر
یہ مصیبت ہے مجکو افراسیاب نے براے قتل مسلمانان بھیجا ہے لقا تو بدحواس تھا کچھ نہ بولا مگر
بختیارک قریب تھا بڑھکر عقرب سے کہا ارے قدرت خود زخمی ہیں مسلمانون کے ہاتھ سے
صدمے اُٹھاتے ہیں تو دیکھ رہے بھاگے جاتے ہیں مگر مسلمانون سے ایسی محبت ہے تقدیر نہیں کہ
گروہ پتھر کے ہو جائیں مگر تو اسوقت کیا پوچھتا ہے پھوٹی آنکھون سے دیکھتا ہے اگر طرہ پیغمبری کی
خواہش ہے مشیر قدرت بننے کی کاہش ہے تو جلد سحر کرکے سب کو مارے عقرب غیشزن پیچھے ہٹا
جادوگرون کو آواز دی ہان دشمنان خداوند کو مار لو یہ کہکر گولہ فولادی مارا اور بارہ ہزار ساحرون
کے ترنج نارنج گچھے پیکان کے ماش کے دانے چوٹی دار ناریل چلے معاذ اللہ یا تو سرداران اسلام
نہنگانہ پلنگانہ جنگ میں مصروف تھے یا یکایک زمین کانپی کہیں شعلہ ہاے آتش بھڑکنے لگے کہیں ابر سیاہ
گرجکے پانی برسا زمین تپنے لگی گولے پھٹے آہنین سے بھی آگ نکلی کوئی منھ کے بھل زمین پر گرا اور
کسی کے ہاتھ سے تلوار چھوٹی کوئی پاگل ہوکر رہگیا کوئی خاموش کسی پر دیوانہ پن کا جوش کسی
نے گھبراکر اپنا خنجر اپنے شکم میں مار لیا کسی نے اپنی تلوار اپنے ہی گلے پر پھیری کئی ہزار آدمی آتش
سحر سے جلکر خاک ہوا کسی پر برق سحر گری کوئی رعد کی آواز سے تھراکر زمین پر گرا بھائی کو بھائی
باپ کو بیٹا نہ پہچانتا تھا قیامت آگئی ہر شخص یہی جانتا تھا عقرب نے لقا سے عرض کی اب
مسلمان اپنے ہوش میں نہیں ہیں فوج کو حکم دیجیے چار جانب سے گھیر کر قتل کریں ملازمان لقا
و ہمراہیان فولاد بُرد غانے جو شیران دشت نبرد کو اس حال پرملال سے دیکھا کہ جابجا گر پڑے ہیں
تلوارین ہاتھ سے چھوٹ گئین کمانون میں مثل کمر ضعیف خم آگیا مثل تیر خطا کار پاس سے سیدھے
بھاگے جاتے ہیں تیر خاموش کھڑے ہیں گرز مثل مردہ زمین پر پڑے ہیں تلوارین بیدم جوہر
برش کم خنجر دائرہ خطا شکست کمندون کو الجھن دوست مثل دشمن رہزن کوئی اُٹھتا ہے کوئی

گرتا ہی کسی زبان سے آہ کی صدا ہی کوئی زمین پر مثل مرغ بسمل لوٹ رہا ہی اب تو یہ بیحیا قابو پرست نشہ بادہ نامردی سے مست تلواریں کھینچ کھینچکر دوڑے اُن دست و پاشکستہ کے قتل کرنے پر آمادہ ہوے اُن بیحیاؤں کی جوہر نامردی کھلے چشم زدن میں فلک نے یہ انقلاب دکھایا فتح کی شکست حاصل ہوئی وہ بیحیا بزدے جو سامنے سے شیران دشت نبرد کے بھاگتے تھے تلواریں کھینچ کھینچکر جا پڑے انقلاب فلک سے خدا بچائے کسی کو روز سیہ نہ دکھائے دنیا ناپایدار ہی اسکی عیش و راحت کا کیا اعتبار ہی ہمراہ گنج رنج ہی مقام عبرت سرائے سپنج ہی ساتھ عشرت کے مصیبت

ہمراہ عیش غصہ و طیش آ بیا
آیہ فاعتبروا یا اولی الابصار ہو
جلوہ فرما تھا کوئی خسرو با غرور و فا
شاخ گل زمزمہ سنج و نکے نشین تھے مدام
کبھی گل مہندی کا عالم کبھی لالے کی بہار
جھنیہ پڑتا تھا پریزادوں کے جھومر کا گمر
مسکن فاختہ ہی قصر کا ہر نقش و نگار
قصر کو جانے دو باشندونکو واں کے دیکھ
نہ کوئی دوست نہ مونس کوئی ماتم دار

اے مقیمان تہ سقف سپہر غدار
ہو خرابے میں اگر قصر فریدوں تو گذار
رات دن جھلمیں ہاکی تھیں دار و
ارغنوں ارسدا گونجتی تھی صوت ہزار
واہ نیرنگ فلک آفریں سبحان اللہ
آج گل وہ لب جو جھنکا ہی اُمنڈ و
جھلمیں منڈلاتی ہیں لٹتے ہیں بے ہر سمت
تکیہ گور دگوران آج ہی بالک ہمدار
نہ وہ جھلمیں زنگین نہ خود آرائی کی

تا بہ کی حسرت فرزند و زن و شہر و دیار
اس مکان میں کبھی دربار رہا کرتا تھا
عیش و عشرت کا وہاں تھا ہر و بار
بار تھا واں تو خزاں کو نہ کسی موسم میں
واہ ری تیری نیرنگی ای چرخ و وقار
گھونسلے سقف میں ہیں لاکھوں بابلوں کے
ہیں یہاں زن بیزاغ و زغن کے انبار
سینہ لبریز تمنا و بہ لب مہر سکوت
کنج تاریک ہی اور عالم تنہائی ہی

یہ انقلاب اُسوقت اہل اسلام نے دیکھا وہ کفاران بیحیا کہ جو نام سے بھاگے جاتے تھے کبھی منھ پر نہ آتے تھے نعرہ ان دلیروں کا سنکر پشت دکھلاتے تھے اسوقت بڑے بہادر بن گئے مونچھوں پر تاو دیے رہے ہیں مسلمانوں کو دھر بڑھکر گھیر رہے ہیں ایک ایک بہادر مایوس اپنی مجبوری پر کف افسوس مل رہا ہی طہماس بن عنقویل دیو پیر قریب نورالدہر کھڑا ہی جو بیحیا بڑھکر تلوار مارتا ہی سینہ اپنا سپر کرتا ہی زخم نیزہ و تیر اپنے جسم پر لیتا ہی مگر مجبور ہی کہ ہاتھ دستگیری نہیں کرتے پاؤں ثابت قدمی کا دم نہیں بھرتے بادشاہ مجاہ سعد بن قباد ایک مقام پہ دریائے خون بہا رہے تھے تاجدار ان جلیل آب شمشیر میں نہا رہے تھے یکایک عقرب غشزن کا اُدھر بھی ڈنک چلا بیحیا نے ایک گرز فولاد کا پھینک مارا اسپ تاجدار لڑنے سے معذور ہوے تلواریں بیکار خود مجبور و ناچار بادشاہ مجاہ نے

پہ معیت دگیر دست دعا طرف آسمان کے بلند کیے کہ ای خالق عالم رحم اپنا شریک کر بندے تیرے بذلت ورسوائی قتل ہوتے ہیں نامرد بنتے ہیں بہادر روتے ہیں **قطعہ**

ای آنکہ بہ ملک خویش پایندہ توئی — وز دامن شب صبح نمایندہ توئی — دست من بیچارہ قوی بستہ شدہ

بکشائے خدایا کہ کشائندہ توئی — ای معبود لم یزل ای خالق عزوجل صفت تیری پتلا خاکی کیا کرسکتا

ہی قدرت تیری ہر برگ وبار سے آشکار ہی تیری یکتائی پہ ہر نوک سبزہ انگشت شہادت زبان خار

سے ظاہر صفت وحدت ہی **نظم** — قوی کا فریدے نیک قطرہ آب — گہرہائے روشن تر از آفتاب

تومی آری از لطف جوہر پدید — بگوہر فروشان تو دادی کلید — جواہر تو بخشے دل سنگ را

توبر روے جوہر کشی رنگ را — نیارد وہوا تا نگوئی ببار — زمین نادرد تا نگوئی بیار

جہان را بدین خوبی آراستی — برون زانکہ یاری گری خواستی — ز گرمی وسردی واز خشک وتر

سرشتے باندازۂ یک دگر — چنان برکشیدی وبستی نگار — کہ بہ زان نیارد خرد در شمار

ای ستار العیوب دافع البلیات اس بلائے عظیم سے بچالے بندگان حقیر کو اس آفت سماوی سے نجات دے دعا بادشاہ جمجاہ کی تمام ہونے پائی تھی کہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا زمین کانپی نعرۂ شیرانہ صاحبقران کی آواز آئی باعث یہ تھا کہ ایرج نوجوان کے جانے کی خبر سُنکر بدحواسی میں راستہ فراموش کیا تھا جواہر ن عمر و شبل تمام رہبری کرکے لایا اب جو صاحبقران نے ملاحظہ کیا قیامت آشکار ہی ہر سردار مجبور ونا چار ہی زمین کانپ رہی ہی شعلے نکل رہے ہیں نخل باغ آتش سحر سے جل رہے ہیں ایک جانب بادشاہ عالیجاہ پاگل ایک جانب لندھور ومالک وبہرام بیدل ہزارہا ساحران غدار سحر کر رہے ہیں بس صاحبقران نے بغیظ

وغضب تمام نعرہ کیا نعرہ امیر — منم سرکش لشکر کافران — بچشم نگون شد سر کافران

منم اختر برج عز وجلال — منم ماہتاب سپہر کمال — ہمندون بہ چشم فراری شدہ

ہم عفریت از تیغ عاری شدہ — ہمہ قاف از کفر شد پاک وصاف — سلیمان کوچک لقب شد بہ قاف

ہمہ شہر آباد اسلام شد — کہ صاحبقران در جہان نام شد — مگر امیر با توقیر نے ملاحظہ فرمایا

کہ تمام سرداران نامی مع بادشاہ جمجاہ بیدل ہیں مرکب کوتل باغ میں جابجا سرنگوں پڑے ہیں امیر بھی پشت اشقر سے کود پڑے باواز بلند بفصاحت وبلاغت اسم اعظم الٰہی پڑھتے ہوئے

قریب سعد بن قباد کے آئے اسم اعظم دم کیا سحر برطرف ہوا کسی جادوگر کو دوڑ کر ہاتھ تلوار کا
مارا اُسکے مرنے سے چند کس کے ہوش درست ہوئے اُسکے مرنے پر پھر چست ہوئے جیسے سحر
سے رہائی پائی تلوار کھینچکر لشکر لقا پر جا پڑا مگر صاحبقران ملاحظہ فرماتے ہین کہ تمام بلغ سحر ساحر
سے آتش بہار ہو رہا ہی کہین پانی برستا ہی جس سردار کے قریب دیکھا کہ کوئی تلوار کھینچکر پہونچا نعرہ
شیرانہ کرکے اُسکے پاس پہونچے اُسکو قتل کیا اپنے سردار کو بچایا عجب پریشانی ہی مثل آئینہ حیرانی
ہی کس کس کو بچائین اکیلے ہر غول مین کیونکر جائین مگر تیغہ سلیمانی ہاتھ مین بادہ جرأت سے مست

غصے سے چہرہ گلنار رخ مین اپنے سرداروں کے مثل لالہ دل داغدار نظم

نظر آگیا دیکھکر یہ وہ ماد	
غیظ آیا کہ العیاذ باللہ	اک حملے مین پست ہوگئے سب
کافر بدست ہو گئے سب	

مگر امیر کو مشکل یہ ہی کہ ہر سردار سحر مین مبتلا ہی لشکر کفار ایک ایک کے قتل پر آمادہ ہی ساحرون کی
شورش عقرب نیشزن کی کوشش آمد و رفت مین خود تو سر اطہر سے گر گیا ہی ساحر تو سبب
اسم اعظم بدحواس ہین بھاگے پھرتے ہین آپ ہی سحر کرنے مین آپ ہی بہت سے بھاگ کر
قریب عقرب نیشزن کے آئے عرض پیرا ہوئے عجب طرح کا معاملہ ہی سحر ہم لوگون کا تاثیر نہین
کرتا ایک جوان خوش رو آفتاب مثال خورشید جمال شیر بیشہ جرأت صاحب سطوت و صولت
جب سے معرکہ جنگ مین آیا ہی ہزارہا ساحرون کو حضور کے قتل کیا ہی اسیر اگر سحر کرتے ہین
اُلٹا پلٹ آتا ہی اس نیرنگ سے حضور کے غلامون کا دل گھبراتا ہی سر اُٹھا کر دیکھیے ہزارہا مسلمان
مثل مردے کے پڑے تھے اب وہ جنگ مین مصروف ہین عقرب نے کہا وہ بھی کوئی بڑا جادوگر ہوگا
شیطان درگاہ خداوندی سے اُسکا نام پوچھو دریافت کرو کہین کا رہنے والا ہو ساحران ہوشربا سے کبھی
ملک کا ساحر نہین اُسکا عقرب یہ کہہ رہا تھا کہ بختیارک غل مچاتا ہوا مثل صید خائف قریب عقرب
آیا کہا اے عقرب غضب ہوگیا ابتک تمہارا کوئی سرکوب نہ تھا حمزہ عرب صاحب اسم اعظم ہی
دیکھو تمہارے ساتھ والون کا لبون پر دم ہی جلد اسکی کوئی تدبیر کرو عقرب نیشزن نے کہا ماکان کی
اگر پہلے سے آگاہ کرتے مین اسکی بھی فکر کرتا مین گری جنگ مین یہ ممکن نہین ہی اور سب پر تو سحر
تاثیر کرتا ہی ایک جوان کی کیا حقیقت ہی کہ لاکھون سے لڑے اپنے سردارون کو حکم دیجیے
اُس جوان کو تیر و تیغ و نیزے سے قتل کرین چار جانب سے گھیر لین مین اور دن کی فکر مین ہون

حکم خداوند ہو تو طبقہ زمین کا اُلٹ دون بختیارک کو یہ بات پسند آئی فوج کو بڑھکر ترغیب دے کہ یارو مثل آج کے روز سعید نصیب ہوگا سب مسلمان اندر باغ کے آگئے ہین سحر مین عقرب فیشزن کے کچھ پھنسے ہین چند بچے ہین حمزہ مالک اسم اعظم ہی اُسکو سب طرف سے گھیر لو اگر حمزہ کو قتل کیا فتح عظیم حاصل ہوگی لقا پرستون کو تسکین دل ہوگی قدرت کو سرفراز کرینگے تمھاری ہمت پر مردان عالم ناز کرینگے یہ جو اُس بحیانے ترغیب دی سلیمان عنبرین موے کوہی بعد قہر وغضب تیغہ خون آلود کھینچکر بڑھا کوہیون کو للکارتا ہوا یارو مقام عبرت ہی جسدن سے مسلمان آئے کیسے کیسے مردان لوگون کے ہاتھ سے مارے گئے آج حمزہ کو قتل کرو مسلمانون کے خون سے ہاتھ بھر و قدرت وعدہ فرما چکے ہین کہ جسدن بالاے قیطول پہنچو نگا تقدیرات زنگار رنگ کرونگا جتنے ہماری محبت مین مرے ہین زندہ کیے جائینگے خلعت حیات پائینگے آج مسلمان بچکر نہ جانے پائین تمھاری جرأت کے ذکر رہجائین اب تو تمام کوہی طرف صاحبقران زمان کے بڑھے تلوار و نیزہ و تیر ہر طرف سے چلنے لگا صاحبقران ہمہ تن چشم بنے ہوے ہین ان بحیاؤن کو بھی جواب دیتے ہین سرداران زخمی کی بھی خبر لیتے ہین مگر اب زخم سر اطہر پر آنے لگے سر سے خون جاری کفار لا انتہا ساحرون کا بلوہ ہر چند کہ بادشاہ جمجاہ سحر سے رہائی پا چکے ہین جنگ مین مصروف مگر جب سحر ساحران چل جاتا ہی زمین پاؤن مقام لیتی ہی اور بادشاہ نے دور سے دیکھا کہ صاحبقران زمان سے اور سلیمان سے مقابلہ پڑا سلیمان عنبرین موے کوہی نے خبردار خبردار کہکر سر صاحبقران پر ہاتھ مارا اُس زور و شور سے اُس مقام پر تلوار چلی ہی کہ زمین کانپ رہی ہی ایسے وقت مین اُس بحیا سے مقابلہ پڑا اُسکی تلوار کو روکا تیغہ عقرب فیشزن کا ہاتھ لگایا امیر با توقیر کی تو تلوار اور ایک کافر پر پڑی اُسکے دو ٹکڑے ہوے مگر سلیمان نے پہلو سے آکر ہاتھ لگایا سراسر صاحبقران کا زخمی ہوا امیر نے غصے مین نعرہ شیرانہ کیا سلیمان عنبرین موے کوہی کی تلوار پر ہاتھ ڈالدیا اور چھین کر پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈال کے سلیمان کو دست حق پرست پر بلند کیا اسقدر تلوارین پڑین کہ صاحبقران نے کئی زخم بھی کھائے اور سلیمان نہ رک سکا چھوٹ گیا زمین پر گرا کوہیون نے اُسے اُٹھایا کوہی بخت جان چوٹ کھا کر پھر لڑنے لگا مگر صاحبقران

کا حال ابتر ہی اور زخمہائے کاری جسم اطہر پر ادھر بادشاہ نے بیقرار ہو کر آہ کی اودھر صاحبقران نے عالم یاس مین بہ نگاہ حسرت طرف آسمان کے دیکھا دلکو رجوع کیا اشعار

تو گویی ہر آنکس کہ در رنج و تاب
درین عاجزی چون بخوانم ترا

دعائے کند من کنم مستجاب
دگر ہیچکس بے کسے نالد و مار ابسے

چو عاجز رہا نندہ دانم ترا
من مشتی کہ نالم اگر مرانیست کسی

برائے دعائے صاحبقران در اجابت وا تھا دفع بلا کا وقت آگیا تھا دریائے رحمت الٰہی جوش مین آیا شل ابر رحمت بصد صولت وشوکت لکۂ ابر گلنار آسمان پر نمایان ہوا اُس ابر سے بارش مروارید ہوئی برق کی چشمک زنی صدہا ہلال ظاہر ہو کر چھپ جاتے تھے عارض گلگون جانان کے قریب خنجرہائے ابرو نظر آتے تھے صدہا طائران زمزمہ سرا گرد ابر اشعار بہاریہ پڑھتے ہوئے چلے آتے ہین نظم

سنائی باغ مین سوسن نے گفتگو تیری
نکالے نہین دی بتایہ آرزو تیری

آج بیلا بٹ رہا ہی خوشی کی بلبل باغ
چٹک گیا کہین غنچہ تو آئی بو تیری

شاخ ہلے گل لگائے ہین زنگل باغ
فلک کے نالۂ سوزان پھونکدے دل

بختیارک نے تو خوش ہو کر لقا سے کہا یا خداوند کوئی تقدیر ہوئی افراسیاب نے کسی اور جادوگر کو بھیجا کس زور وشور سے ابر باقوی اٹھا ہی یا خون کا دریا جوش مارر ہا ہی یا آسمان یاقوتی پیش نظر ہی یا کوہ پرشکوہ احمری لقا نے کہا ای شیطان درگاہ من کارخانہ قدرت کے قدرت پر موقوف ہین نہین معلوم فقیر کیا ڈالتا ہی کیا نکالتا ہی ہمارے بندے خاص الخاص افراسیاب کی آمد آمد ہی دیکھو ابر سرخ کی گیا شدومد ہی اسکو قدرت کی مدد مین بڑی کمر ہی آج خود برائے مددہی آیا قدرت اسکے ہاتھ سے حمزہ کو قتل کرائینگے اپنے بندۂ خاص کو طرۂ پیغمبری مرحمت فرمائینگے بختیارک نے کہا آپ نے تو یہ تقدیر کی گرا ہی جانے اور کچھ تدبیر کی یہ مطلع اس مقام پر خوب صادق آتا ہی پیش خوانی مین پڑھا جاتا ہی اشعار

چرخ کو کب ہی سلیقہ یہ جفاکاری مین
جان بیتاب ہی ٹھہری طبیعت ٹھہری
دیتے پہلو دم اُٹھنے مین کی ہی کسنے
مایوس ہین نہین ہون مگر بجلی نہ ہی

کوئی معشوق ہی اس پردۂ زنگاری مین
جتنی آنے سے تیرے میری طبیعت ٹھہری
نامہ بریار کی آمد بھی قیامت ٹھہری

طالب دوست کئی عمر محنت ٹھہری
اسقدر بھی کبھی وصل کی ساعت ٹھہری
وہ گلعذار آئے نہ آئے خوشی تو ہی

مزا ہو بادہ خواری کا جو گلشن مین بہار آئے
بہار آئی گھٹا گھنگور چھائی اور برس نکلے

کھلے میخانے کا در ساقی رنگین عذار آئے
وہ گل پہلو مین ہو پھر تو میرے دل کی ہوس نکلے

کرے گا قتل مجکو پھیر کر منہ	عیاں لیلی اسی محمل سے ہوگی	رباعی پری پیدا ہمارے دل سے ہوگی
لقانے کہا ابے کیا بیہودہ بکتا ہے کسکے کسکے مطلع پڑھتا ہے کس کسکا		یقین ہے بے رخی قاتل سے ہوگی

کلام یاد رکھتا ہے بختیارک نے کہا جو لکھنؤ مین عمدہ عمدہ شاعر ہین علم شاعری سے بخوبی ماہر ہین منشی
احمد حسین صاحب قمر داستان گوئی مین بے مثل نثار بے عدیل ہین اور میر ضامن علی صاحب
جلال شاعر جلیل اور میر ذاکر حسین صاحب یاس فلک اساس اور میر شوکت حسین
صاحب عقل و ہنر متخلص بہ سحر یہ سب صاحب کامل و اکمل اسنے ہمین بھی جمع رہتی ہین انمین
کے شعر و مطلع یاد رکھتے ہین میری شاعری بھی چمکتی ہے دیکھیے اب مرلیا جا چاہتی ہے اب قریب
آیام تو جانتے ہو میرا کوئی دوست ہے اور میرا یہ قول ہے کہ مسلمانون پر اب انتہائی مصیبت پڑیگی
خداے نادیدہ نے مدد بھیجی ہوگی بختیارک یہ باتین کر رہا تھا کہ ابر یاقوتی شق ہوا دیکھا ایک
نازنین سرو قد خورشید خد کبک رفتار شیرین گفتار چشم جادو خال ہندو خنجر ابرو خوشخو مشکین مو شعر
زلف معنبر بہ رویت تیرہ شب اور وادی موے رجانہ صبرم در کف عشقت و امن سعی دست زلیخا
دیگر اگر وہ کھولے گیسوے مشک بو نکلے ۔ یقین ہے باغ سے سنبل کشادہ مو نکلے ۔ جوڑا ترچھا بندھا ہوا اور بالے
جواہر مین غرق لباس فاخرہ زیب جسم طاؤس زرین بال پر سوار وہ ماہ رخسار جب آنکھون کو
گردش دیتی ہے گردش لیل و نہار آنکھون سے گر جاتی ہے باغ مین چشم نرگس شرماتی ہے زلف معنبر کو
دیکھکر سنبل پیچ و تاب کھاتی ہے پنجہ نگارین کو جب اٹھا دیا ابر یاقوتی سر پر تڑپا لقا اس نازنین مہ جبین
کو دیکھکر بیقرار ہو گیا دانت نکالنے لگا ریش فش پر ہاتھ پھیرا زبان پر جاری ہوا من چہ تقدیر کردم
اس بادشاہ ملک خوبی تاجدار اقلیم محبوبی کے کان مین صداے یار باہ یا مستغیثا کی جو پہونچی
طرف میدان جنگ کے متوجہ ہوئی عجب قیامت برپا دیکھی کہ سرداران اسلام زخمدار بیقرار
کوئی پڑا تڑپ رہا ہے کوئی سیار گلشن جنان ہو چکا ناظرین کو یاد ہوگا کہ حقیر نے اول مین تحریر
کیا ہے کہ ملکہ مخمور سرخ چشم خواب پریشان بمقدمہ شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان
دیکھکر چلی بعین اسوقت آکر پہونچین عجب پریشانی و سرگردانی مین لشکر اسلام کو دیکھا جیسا کچھ
تحریر ہوا کہ سب سے زیادہ نور الدہر زخمی برابر اسکے طہماس بن عنقویل دیو پردہ
پڑا ہوا زمین پر لوٹ رہا ہے ساطور ہاتھ سے چھوٹ گیا ہے صاحبقران نے کئی زخم کھائے ہین

ہزار ہا سردار سحر مین چھٹنے ہین ایک بیحیا ساحر غدار سیاہ بدانجام مع بارہ ہزار ساحرون کے
سحر کرتا پھرتا ہی مسلمان اپنی زندگی سے تنگ خوف نام و ننگ قدم پیچھے نہین ہٹاتے دم شمشیر
سے گلے ملاتے ہین مر رہے ہین مگر دم جرات کا بھر رہے ہین یہ جو ملکہ مخمور سرخ چشم نے معرکہ
جانگزا دیکھا کلیجہ منھ کو آگیا وہین سے نعرہ کیا با شیدائی کفاران بیحیا وای نابکاران پر دغا منم
صاحب قہر و خشم ملکہ مخمور سرخ چشم گرتے گرتے کنٹھے سے دانہ یاقوت احمر کا نکالا ساحرون
کی جانب کھینچ مارا دانہ ٹکڑے ہوکر جادوگرون کے سر پر پڑا کئی سو جادوگرون کے سر پھٹ کر
زمین پر گرے تڑپ تڑپ کر واصل جہنم ہوئے عقرب نیشزن نے گھبرا کر پکارا ارے
کیا غضب ہوا یہان مخمور کہان آگئی بختیارک تو اچھلنے کودنے لگا کہا میان عقرب
صاحب بھاگیے اب دوسرے کے ڈنک سے بچیے ہم کہتے تھے اچھی بات نہین ہی مسلمانون کو
نہ ستاؤ مگر تم کیا کرو بموجب مثل شعر نیش عقرب نہ از پے کین است ؛ مقتضاے طبیعتش این است
اور لقا کے دو جھڑ مارا کہا یا خداوند آپ تو بھاگ کر نکل جائیے اس قتالۂ عالم سے جان بچائیے
بی مخمور سرخ چشم کے سحر اکثر دیکھے ہین طبقے زمین کے ہلا دیے ہین شیدا اے جمال نورسالدہرین
بدیع الزمان صاحب شوکت و شان افراسیاب کی قوت بازو کھلاتی ہین جوش عشق مین
شریک مسلمانان ہو مین دیکھو تمھاری تقدیر پلٹ گئی ہماری تدبیر کرسی نشین ہوئی جب تک لقا
بھاگنے کا قصد کرے ملکہ مخمورہ سرخ چشم نے جبین نگاہ شیلی ڈالدی مست ہوکر اشعار عاشقانہ
پڑھنے لگا چارطرف یہ صدا بلند ہوئی نظم

چشم انصاف سے دیکھیں جو تمھاری آنکھیں　　سیکڑون اُنکے رُونین تھیں ہی پیاری آنکھیں
چمن وانجمن و تخلیہ و خلوت مین　　ڈھونڈھتی پھرتی ہین اس گل کو ہماری آنکھین
بلغ بلغ اُنکے اشارون سے ہوا جاتا ہون　　چل رہی ہین روش باد بہاری آنکھین
مارا تارا جدھر اک ترچھی نظر کی تم نے　　دیکھنے مین تو چھری ہین نہ کٹاری آنکھین
قلزم اشک حبابون سے جو خالی دیکھا　　خود نکلکر ہوئین اس سیل مین جاری آنکھین
تیرا جلوہ نظر آئے جو بتون کو دیکھون　　دے وہ حق بین مجھے ای ایزد باری آنکھین
شرم کو اب نہین ملتی کسی گوشے مین بھی جا　　قبضۂ شوخ نگاہی مین ہین ساری آنکھین

سنگ رہنے این شب ہجر مجھے اختر برج
وہ تماشے ہین کوئی جو رُت آنا ہی
جس جگہ چاہو رہو آکے گھر اپنا کرلو
دیکھئے دیکھئے سامان شکست دل کے
یہ جو پھر جاتی ہین پھر جاتی ہی مجھسے اک خلق
شادی وصل ہو یا دیکھئے رنج فرقت

کیون نہ پتھرائین دم نجم شماری آنکھین
دیکھ لین پردہ نشینون کی سواری آنکھین
دل ہی تم سے ہین پیارا ہی نہ پیاری آنکھین
ٹوٹ آئینگی کسی روز ہماری آنکھین
گردش بخت دکھاتی ہین تمھاری آنکھین
آج کل دونون پھڑکتی ہین ہماری آنکھین

ایک قیامت لشکر عقرب نیشتر زن مین برپا ہوگئی سیکڑون ساحر و غیر ساحر نے چشم مخمور
مخمور کو دیکھکر گلے اپنے اپنے کاٹ ڈالے مگر ملکہ مخمور سرخ چشم نے حال نور الدہر جن
بدیع الزمان ودلاوری جو ہیبت ابتر پایا جھولی مین سے ایک شیشہ مثل شیشۂ ساعت طرف
ان دونون کے پھینکا نور الدہر اور طہماس اُس شیشے مین بند ہوگئے اور سب کی آنکھون سے
مخفی ہوئے کسی کو یہ نہ معلوم ہوا کہ ان دونون جوانون پر کیا گذری ملکہ مخمور سرخ چشم کو منظور یہ ہی
کہ جھٹ پٹ عقرب نیشتر زن کو قتل کرون اور نور الدہر کو لیکر واسطے علاج کے صحرا مین نکل جاؤن
لشکر غیر ساحران سے ہر چند کہ صاحبقران وسرداران نامی زخمی ہین اُسپر بھی یہ سمجھ لینگے یقین
کہ شکست فاش دینگے یہ سوچکر نور الدہر اور طہماس کو نظر مردم سے مخفی کیا آپ ساحران
غدار پر جا پڑی گانی دوپٹے کی بندھی ہوئی پائنچون مین گرہ دی ہوئی سینے پر اُبھار صورت سے
غادر قدرت پروردگار نشیلی آنکھین تیر دلدوز پلکین سحر آگین نگاہین چال مین الھیلی جوانی کا
عالم ساتھ ساتھ جلال وحشم نقیب ادب دور باش کی صدا دے رہا ہی اقبال دمبدم قدمون کو
بوسہ دیتا ہی غصے سے چہرہ لال عارض بدر کمال کسی جادوگر نے سحر کیا ہاتھ ہلا کر اُسکو دفع کیا
شاید اُسنے کوئی کلمہ سخت کہا غصے مین کچھ پڑھکر ایک طمانچہ مارا سر اُس کافر خاسر کا گردن سے
اڑ گیا کسی کی دونون ٹانگین پکڑ کر چیر اُتارا چیر کر پھینک دیا کبھی ہاتھ چمکایا برق گری کئی سو
کے سر کاٹ کر نکل گئی کوئی صف شعلۂ آتش قہر وغضب سے جل گئی مگر اس جلدی مین [illegible]
کہ صاحبقران زمان اور بادشاہ اسلام کو یہ نہین ثابت ہوتا کہ کوئی ہماری مدد کر رہا ہی سردار یہ
سمجھے ہین کہ صاحبقران کے اسم اعظم پڑھنے سے ہمارے ہاتھ پاؤن مین طاقت ہوئی آنکھون

مین بصارت ہوئی فوج لقا پر جا پڑے ہین ساحرون کا خیال بھی نہین امیر نے بادشاہ کو گھوڑے
پر سوار کیا آپ بھی پشت اشقر پر سوار ہوئے لندھور و بہرام وغیرہ کے ہاتھ پاؤن مین طاقت
آگئی جاتی ہی اپنے مرکبون پر سوار ہو رہے ہین شاپور شیردل نے ایرج نوجوان کا مرکب
پہونچایا ہی یہ شیر کرہ بن اشقر پہ سوار ہو کر بھیون پر جا پڑا ہی اُن نامردون پر بڑا غصہ ہی فولاد
فولاد شکن کو پہلے ہی داخل جہنم کر چکے ہین اب اُسکے سردارون سے تلوار چل رہی ہی وہ سب
بیچارے قتل ہونے سے افسر کے بدحواس ہین بھاگنے پر آمادہ ہوش مین سوار نہ پیادہ علم نگاری
کو بڑھکر قلم کیا کوہیون پر علم ماتم گرا مُنھ اُٹھ گئے جس طرح سے بن پڑا لاش کو فولاد فولاد شکن کی
اُٹھایا ایک کھٹے پر ڈال لیا ایرج نوجوان تعاقب کرتا ہوا چلا آتا ہی بادشاہ اور صاحبقران
فوج لقا کو پامال کر رہے ہین سنجانی باختری مشتری حصاری جنگ سے عاری آمادہ گریز صدا آئے
بریز بریز کبھی الامان کبھی یا خداوند لقا کہکر بھاگتے ہین ایک جانب مالک اژدر کے نیزہ باز
جنگ رستمانہ کر رہے ہین جسکے سینۂ پر کینہ پر بڑھکر نیزہ مارا اُسکو پشت کو توڑ کر پار گذرا ایک دے کر
نیزے پر اُٹھا لیا زمین پر مارا استخوان اُسکے چور چور ہوئے ایک جانب شاہزادہ داراب
کشورکشا فرزند حمزہ عرب بقہر و غضب ایک جانب صفدر وصف شکن شاہزادہ ہاشم تیغزن
مصروف تیغزنی پہلو مین انکے انکا نور نظر خورشید بن ہاشم چہرہ مثل آفتاب روشن صف
دشمن کو پراگندہ کر رہا ہی لقا نے تو ادھر شکست فاش کھائی باغ مینا سے نکلکر وہ کمینہ بھاگا مگر
ملکہ مخمور سرخ چشم سحر کرتی ہوئی قریب عقرب نیشزن پہونچی اب عقرب نیشزن نے ملکہ
مخمور سرخ چشم کو پہچانا آواز دی او شوخ دیدہ گیسو بریدہ تو نے شہنشاہ افراسیاب بادشاہ
طلسم ہوش ربا کا ساتھ چھوڑا ایمان بھاگ کر آئی ہو تیری قضا شاید میرے ہاتھ سے ہی اگر جان
عزیز ہی تو رومال سے ہاتھ باندھکر میرے ہمراہ چل خطا معاف کرا دونگا ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا دشنام
او ملعون یہ میدان جنگ ہی کچھ افسونگری دکھا سامنے آ غیر ساحرون سے تو خوب لڑ رہا تھا
دیکھ تو وہ تیرا خداوند لقا کہان گیا وہ ننگے سر بھاگا جاتا ہی کیا خوب مذہب ہی مبتلا سے بلا وہ
بے ادب ہی یہ کہتی ہوئی قریب عقرب نیشزن کے پہونچی عقرب نے گرز فولاد کا مارا ملکہ
مخمور سرخ چشم نے کہا او بیحیا تجھپر کیا سحر کرون فقط مسکرا دیا غنچہ دہن وا ہوا سپیدی دانتونکی

چمکی برق جہندہ گری گویا لپکا کٹے ہوگئے وہ ٹکڑے اسکے ساتھ والون پر پڑے بیس ساحر واصل جہنم ہوئے
نخل بغض وحسد سے یہ ثمر حاصل ہوئے عقرب نیشزن اور زیادہ جھلایا جھولی سے ترنج نکالا
ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا کیون اسقدر بیقرار ہوتا ہی وقت جنگ ہم ہنستے ہین اور تو اپنے نصیبون
کو روتا ہی اُسنے ترنج مارا مخمور کے ہاتھ مین ایک چھڑی یاقوت احمر کی تھی ترنج کو اُسپر روکا ترنج
بھی پھٹا کئی جادوگر اس سے بھی تمام ہوئے اب تو عقرب نیشزن نے پنجۂ سحر کھینچا گویا ڈنک
ہلایا ہاتھ ملکہ مخمور پر مارا ملکہ مخمور نے پنجۂ طلائی کمر سے کھینچکر بجائے سپر چہرے کی پناہ کیا قبضہ تو
فتح پر ہوچکا جوہر جرأت ملکہ مخمور سرخ چشم ظاہر ہین دلاوران ہوشربا بخوبی ماہر ہین پنجہ اُسکا
ٹوٹ گیا پہلے ہی شکست نے چہرہ دکھایا مثل سپر چار ہار دگردان ہون مگر مخمور سرخ چشم سے کب
پناہ ملتی ہی کلی نخل حسد کی کب کھلتی ہی خبردار خبردار کہکے ملکہ مخمور نے اپنا وار کیا اُسنے سپر سحر کو بلند
کیا پنجۂ ہلالی تڑپ کر گرا مثل قرص آفتاب سپر کٹی عقرب نیشزن کے دو ٹکڑے ہوئے ملکہ نے
مُنھ سے اُف کیا ایک شعلہ نکلا خرمن ہستی عقرب نیشزن کو جلا کر خاک کیا چشم زدن مین
ملعون کا قصہ پاک کیا ساحران باقی ماندہ لاشۂ عقرب نیشزن کو لیکر طرف طلسم ہوشربا کے
بھاگے بھاگتے مخمور سرخ چشم نے کئی ہزار کو جلا دیا اب جو مخمور پلٹی کہ جاکر نور الدہر
اور طہماس کو اُٹھاؤن دیکھا کہ میرا شیشۂ سحر ٹوٹا پڑا ہی چند دانے ماش کے اور چند دانے
رائی کے وہان پائے ہوش اُڑ گئے کہا ای مخمور سرخ چشم بڑا غضب ہوا کوئی ساحران دونون
کو اُٹھا کر لے گیا بہ تعجیل وہ دانہ اُٹھا کر ہاتھ مین لیے اور بقہر و غضب تمام جستجو مین چلین انکو تو راہ
مین چھوڑو اسی جلسے سے داستان رنگین سحر آگین گذارش ہوگی مگر صاحبقران نے جب
دیکھا کہ لقا سامنے سے بھاگ گیا جملہ سرداران زخمی کو اُٹھوا کر نوبت و نقارے بجاتے ہوئے
داخل لشکر ظفر اثر ہوئے لقا نے بھی انتہائی شکست کھائی ہی اس بحیا نے فوراً نامہ متضمن قتل
عقرب نیشزن وبہ امید طلب مدد طرف افراسیاب کے روانہ کیا ہی اور صاحبقران
زمان جب لشکر مین آئے سردارون کا شمار کیا طہماس و نور الدہر کو نہ پایا شبرنگ بن
عمرو سے کہا تمھارے آقا اور طہماس کا نشان نہین ہی شاید زخمداری مین عیاران لقا نہ
گرفتار کرکے لے گئے ہون شبرنگ نے عرض کی حضور نے آتا مخمور سرخ چشم کا ملاحظہ کیا

تھا خدا نے اُسکو عین وقت پر پہونچایا اُسنے عقرب نیشزن وغیرہ کو مار القا جسوقت تک
باغ سے بھاگ کر نکل گیا ہی مین نے نورالدہر اور طہماس کو زیر نخل دیکھا تھا پھر اُس مقام پر
ایک اندھیرا ہوا غلام نے جو بہ نگاہ غور دیکھا کئی جادوگرنیان سیاہ فام نورالدہر اور طہماس
کو اُٹھا کر لے بھاگین نہین معلوم کون تھین غلام ابھی تلاش مین جاتا ہی یہ کہکر شبرنگ روانہ ہوا
صاحبقران نے ایرج نوجوان وغیرہ کی زخم وزی کا حکم دیا خود داخل بارگاہ ہوکر مصروف عیش ہوے

دو کلمہ داستان حیرت بیان ملکہ مخمور سرخ چشم کا تلاش مین نورالدہر کی جانا اور
برسر کوہ ایک ساحرہ کے قبضے مین پانا اُسکو قتل کرنا نورالدہر کو چھڑانا اور گہرریزی
خامۂ مشکین نگارش کی یعنی شروع ہونا حالات طلسم جمشید کا بعد گرفتار ہونے ملکہ مخمور
سرخ چشم کے جانا شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کا براے فتح طلسم جمشیدی
کہ جہان سے نشان رہائی شہسوار میدان یکہ تازی اسد بن کرب غازی کا واضح
ہوتا ہی و دیگر حالات عجائب و غرائب کہ ابتک تو نور نظر ناظرین سے نہ
گذرے ہونگے یہ مقام حیرت انجام عجب شرح و بسط و ربط و ضبط سے مملو
ہی کہ مشتاقان خوشخو جب ملاحظہ فرمائینگے یقین کامل ہی اس حقیر کو بدعاے خیر
یاد کرینگے بیان کیے جاتے ہین شعر

امید قوی ہے یہ احباب سے ۔۔ اُٹھا مین حظ اس نثر نایاب سے

اشعار ساقی نامہ تصنیف مصنف

کدھر ہو تو اے ساقی ذی وقار ۔۔ پلا ساغر بادۂ لالہ زار
شراب طلسمات کا دور ہی ۔۔ صدا قلقل ہی کی ہوویں بلند
لبالب پلا ساغر زرنگار ۔۔ کہ ہی چشم مخمور کو انتظار
فقط عنصری کا ہی یہ طلسم ۔۔ گلابی پلا پھول سی خوشگوار
ہی جو بن پہ بنت العنب آجکل ۔۔ کہ پھیلی ہی رندوں مین جنگ و جدل
ہر اک رند کرتا ہی لڑنے کا عزم ۔۔ ہی شمشیر بہان کہ موج شراب
رکھے ہین سبو پاکر فرق عمود ۔۔ یہ سب منتظب جام ہین ناکہ خود

عطا کر کوئی جام اگر اور ہی
چھلکتا ہی جیسے طلسم سپند
نہ خالی سمجھ ساقیا میرا جسم
کہ ہی باغ مینا دمی پر بہار
کہ میخانہ ہی یا کہ میدان رزم
سپر کاسے ہاے مے لاجواب
ہی آواز قلقل کہ جنگی خروش

گزستون کو ہو تشنہ مے کا جوش
عطا کر وہ مجکو مے لالہ فام
کہ ہو دور گردون بھی جسپر نثار
خدارا وہ دے بادۂ سرخ فام
لگا منھ سے جام مے دلپذیر
قمر طبع روشن ہی اب جوش مین

بہار آئی ساقی وہ دے جام نور
کہ زاہد بھی ہو مشون کو چلے دم
زلال تو لا کی ہی جستجو
نظر آئین مضمون رنگین تمام
لبالب عطا کر وہ جام شراب
کہ اس نشہ مین بھی ہو نہین ہوش مین

کہ ہو غنچۂ دل کو میرے سرور
تجھے چاہیے ہو وہ مے خوشگوار
مرے منھ سے جلدی لگا دے سبو
کدھر ہی تو ای ساقی بے نظیر
خجل جس سے ہو جلوۂ آفتاب

غزل تصنیف نیر

خوش ہوئین ہم گالیان دو اور مجاو بسنکے دس
پانچ بوسے لیکے انکے پانچ بوسے جب لیے
قند مے کو پیکے بولا زاہد نادان یہی
دس شجر بھی ہین نہین بھولے پھلے گلزار مین
عاشق زلف سیہ حکم صنم سے دیکھیے
مین وہ نازک طیر ہون میرے پھنسانے کے لیے
بیس بوسے وصل کی شب لیکے مین گویا ہوا
گر رہا صیاد ہی اسدم کرون گا فرج مین
دس برس کے بعد نیر کا کرو پورا سوال

کر دو لیکن پورے بوسے میرے جانان دس کے دس
بسنکے بوسے اب تو پورے ہو گئے پھر دس کے دس
پی لیے ساغر ہین مین نے نیشکر کی رس کے دس
ہان خزان نے کر دیے ہین ڈھیر خار و خس کے دس
قید خانے کو چلے زنجیر مین ہین کس کے دس
دام صیادون نے بنوائے ہین گل کی نس کے دس
دس تو ہین ہان ہانکے دیکھو اور ہین بس بس کے دس
جمع ہو جائینگے طائر دام مین جب یکس کے دس
دیدو اسکو بھی بوسے ای صنم تم ہنس کے دس

رہروان منازل طلسمات عجائب و قطع کنندگان مراحل مضامین غرائب و سیاحان دشت پرہول فسانۂ رنگین و بادیہ پیمایان صحرائے خارستان وحشت آگین مسافر کلک جواہر سلک کو رہبر قرار دیکر بعد کرو فر اس راہ پرخطر طلسم کو یون طے کرتے ہین جیت سخن سنج و غواص دریائے ہوش ؎ چنین رخت گوہر بدامان کوش ؎ کہ وہ شیفتۂ جمال محبوب و حسن مطلوب پریشان و رنجور یعنی ملکہ مخمور جب عقرب نیشزن کو قتل کر چکی اور اپنی تسکین دہ قلب ناصبور کو زیر نخل پایا بلکہ کچھ اسباب سحر ہاتھ آیا صاف ثابت ہوا کہ کوئی ساحر یا ساحرہ نور الدہر اور طہماس کو اٹھا کر لے گئے عین وقت پر مجکو داغ دے گئے قریب تھا کہ کلیجہ شق ہو جائے حقیقت مین مقام عبرت ہی یہ راز عجب ہی منازل پرخار و صحراہائے راہ ناہموار کو کسی

مصیبت سے ملی کیا صرف اس امید پر کہ یک نظرے خوش گذرے اور دو چار باتین کرینگے اپنی شبہاے فراق کا حال کہینگے عین وقت پر فلک نے یہ تفرقہ ڈالا کیونکر یہ جو اس نمو یہ بھی خوف ہو کہ کوئی دشمن اس صف شکن کو قتل نہ کر ڈالے بڑے بڑے سرکشان عالم اس شیر دل کے ہاتھ سے واصل جہنم ہوے کیسے کیسے پہلوان اس دلیر کی شمشیر آبدار سے بیدم ہوے تمام اقلیم مین ماشاء اللہ وہ شاہزادہ بےمثل و یکتا ہی نام سے اس شہریار والاتبار کے رستم و اسفندیار نے کفن سے منھ چھپایا شیرون کو اس غضنفر کے نام سے بیشے مین بخار چڑھ آیا خداوندا اس شہریار کو دشمنون کے ہاتھ سے بچانا روز سیہ نہ دکھانا صحیح و سالم ان آنکھون سے دیکھون خاک پاکو توتیاے چشم بناؤن ملکہ مخمور سرخ چشم کا دور الجنون غم سے کلیجہ خون چہرہ اداس عالم یاس مین مضطر حیران و پریشان افتان و خیزان صحرا مین چہار جانب دوڑتی پھرتی تھی جب کہین نشان نپایا کو سون جہان ڈالا ایک نخل کے سایہ مین بیٹھ گئی زار زار رونے لگی اور یہ غزل پڑھی غزل

وحشت الفت گیسو رسا کیا کم تھی
کھینچ لانیکو مری آہ رسا کیا کم تھی
چاندنی کی مین شب وصل ہوس کیا کرتا
خاک عاشق کی اڑانیکو ہوا کیا کم تھی
صبح مین آکے نسیم اور سوا انداز ہوئی
خون عاشق کے بہانیکو حنا کیا کم تھی
کسلیے ہجر مین مین سیر چمن کو جاتا
باز اس لب کے رکھنے کو حیا کیا کم تھی
کدھر بار مین لائی کشش عشق مجھے
نشے کو آمد ساقی کی ہوا کیا کم تھی

تیرے دیوانے کو یہ تازہ بلا کیا کم تھی
اپنے دیوانے کو زنجیر عشق پہنائی
تیری تنویر رخ اے ماہ لقا کیا کم تھی
قتل مین دیر ہوا یا بھی اگرچہ شرکیب
رنگ بلبل کے اڑانیکو ہوا کیا کم تھی
ذبح کے واسطے کیون اپنے خنجر کھینچا
ہوا غمہاے دل شیدا کی قضا کیا کم تھی
ساقیا ہے کے جو دو جام پلانے مجکو
ورنہ عالم مین مرے بیٹے کو جا کیا کم تھی
کیون بھری آگے مرے سر مین ہوا سودے کی

منتین وصل کی کیون یار سے کرتا جا
قید کرنیکو تری زلف دوتا کیا کم تھی
باد پا پر جو سوار آتے مین وہ سحر ادا
ایک قتال جہان انکی ادا کیا کم تھی
چشم فتان مین جو قاتل نے دیا ہے سرمہ
قتل عاشق کیلیے تیغ ادا کیا کم تھی
وصل کا ایک ادب عشق ہی مانع ہوا
ایک تیری نگہ ہوش ربا کیا کم تھی
پہلے سے چاک ہی ہین مری ہوس کیا ہوتے ہین
چاک ہونیکو قبا گل کی قبا کیا کم تھی

ان اشعارون سے اور دل بھر آیا حضرت عشق نے رہبری کی خیال آیا کہ اے مخمور کیا ہوش اب باختہ ہین عقل کے ہم آپ دشمن ہوے حضرت عشق ہوش و حواس کے رہزن ہوے وہ جو اسباب سحر اٹھا لائی ہی اس سے کیون نہین پوچھتی کہ تو کسکا سحر ہی یہ سوچ کر وہ

ماش اور سرسون کے دانے جو زیر بغل سے اٹھائے تھے زمین پر مارے دستک دی بقہر وغضب
نعرہ کیا ارے تم کسکا سحر ہو جلد بتلاؤ نور الدہر اور طہماس کو کون لے گیا ورنہ پھونک دونگی
یکایک وہ دانے چٹکے آواز آئی گلرنگ وجلترنگ جادو دونون بہنین ہوا پر اڑی ہوئی
جاتی تھین نور الدہر اور طہماس کو اٹھا کر لے گئین یہ سنکر غصے سے کانپنے لگی آنسو پونچھے انگلیون
پر کچھ شمار کیا سمت کا خیال کر کے شعلہ جوالہ بنکر اڑی قضائے کار گلرنگ وجلترنگ جادو
آسمان پر اڑی ہوئی جاتی تھین نور الدہر اور طہماس کو دیکھکر عاشق ہوئین سحر کر کے اٹھا لائین
ایک کوہ فلک شکوہ پر آکر ٹھہرین گلرنگ نور الدہر پر مائل جلترنگ طہماس کے تیغ ابرو کی
گھائل دونون نے لاکر دونون شیرون کو اس پہاڑ پر اتارا فرش بچھایا زخمدوزی کی پٹیان مرہم کی
چڑھائین اب دونون جوانون کو ہوش آیا نور الدہر نے ایک ساحرہ سیہ فام کو اپنے پہلو مین
پایا طہماس بن عنقویل دیو پرور نے دیکھا ایک دیوی بصورت مہیب میرے قریب گھونگھٹ
نکالے بیٹھی ہوئی ہے دونون جوان گھبرائے کہ کس بلا مین پھنسے یہ کون مقام ہے حیران دیکھے
گلرنگ نے مسکرا کر کہا دیکھو صاحب مجکو ہاتھ نہ لگانا مین چیخونگی سارا پہاڑ سر پر اٹھا لونگی اور جلترنگ
تو بہت خوش مزاج تھی طہماس کے گلے مین لپٹ گئی کہا جانی پیارے تجکو اختیار ہے مین کیا
کسی بات مین تجھسے باہر ہون رات بھر تجکو جگاؤنگی عمدہ کھانا کھلاؤنگی تھک جائیگا تو پاؤن
دباؤنگی طہماس نے لاحول پڑھکر ڈھکیل دیا شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان قہقہہ مار کے
ہنس پڑے کہا او برادر بڑے صاحب نصیب ہو تمھاری معشوقہ خوش غلاف ہے یہان تو انکار
صاف ہے طہماس نے کہا آقا ظرافت نہ فرمائیے اس بلا سے میری جان بچائیے اب وہ دونون
تو اصرار کرتی ہین طالب وصال ہین ان دونون کے خوف سے غیر حال ہین صحبت ناجنس سے
حرامزادیون کے بدن سے بد آتی ہے دماغ پریشان خوف جان مگر نور الدہر نے جھلا کر جواب دیا
او ملعونہ ہٹ کر بیٹھ کچھ شامت آئی ہے جب تو دونون جھلائین سحر جو کیے دونون کے ہاتھ پاؤن بیکار
ہو گئے خنجر کھینچ کے اٹھین کبھی دھمکاتی ہین کبھی منت کبھی خوش آمد کبھی قہر وغضب عجب مصیبت
مین دونون شیر ہین دعائین مانگتے ہین کہ حرامزادیان ہمین قتل کر ڈالین کشاکش سے نجات
پائین جب اس امر مین طول ہوا دونون نے کہا او نگوڑو اگر ہماری خواہش دل پوری

نکرو گے ابھی تمھارے کباب لگائینگے بوٹیان کاٹ کاٹ کر کھا جائینگے طہماس نے کہا او
حرامزادی مین اس شیر کا نمکخوار ہون مجکو قتل کر میرے شاہزادے کے خون سے ہاتھ نہ بھر دونو
واسطے ڈرانے کے نیچے کھینچکر چلین نورالدہر نے ہلاک کر دعا کی کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ مخمور
اُڑتی ہوئی آئی تھی اُسنے جو نورالدہر اور طہماس کو دیکھا کہ زمین پر پڑے ہین جادوگرنیان
قتل کرنے کا قصد کر رہی ہین آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا وہین سے نعرہ کیا خبردار مین آپہونچی
جلترنگ نے جو دیکھا کہ ایک پری رخسار للکارتی ہوئی آئی ہی جھولی سے نکالکر گولہ مارا ملکہ
مخمور سُرخ چشم نے سحر پڑھکر ہاتھ مین روک لیا وہی گولہ کھینچ مارا جلترنگ کا سر پھٹ گیا سسکار کر
آواز دی بھیا طہماس خطا معاف کرنا تمھاری معشوقہ پر مین نے ہاتھ اُٹھایا گلرنگ طرف ملکہ
مخمور سُرخ چشم کے جھپٹی سحر کرنے لگی ملکہ مخمور سحر دفع کر دیتی ہین اور نورالدہر کی طرف اشارہ ہی
کہ صاحب اپنی چہیتی کو منع کیجیے ورنہ سزا پائیگی جوتیان کھائیگی آپ کو ناگوار ہوگا شاہزادہ نورالدہر
حجاب سے پسینے پسینے ہوگئے شرماکر جواب دیا زور سحر مین کسی کا کیا اختیار ہی دیکھو اس لگاتے کے
سحر سے اپنے کو بچاؤ دائرۂ اعتدال سے قدم نہ بڑھاؤ عاشق و معشوق مین ایسے دو چار سے لگے
راز و نیاز کے ہوے کلیجون پر چھریان پھر گئین ملکہ مخمور سرخ چشم نے دانہ یاقوت احمر کا گنٹھے سے
نکالا گلرنگ کو کھینچ مارا مثل ہیمہ سال خوردہ جلکر خاک ہوئی آواز آئی مارا مجکو کہ گلرنگ جادو
و جلترنگ جادو نام تھا اندھیرا دفع ہوا روشنی ہوئی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان
نے گھبرا کر کہا ملکۂ عالم یہان کیونکر پہونچین باغ سے یہ ملعونہ مجکو اُٹھا لائین ملکہ مخمور نے کہا ہم تو برائے
نظارۂ جمال آپ کی معشوقہ کے آئے تھے سو دیکھا حقیقت مین ہم سے بڑی خطا ہوئی کہ اسپر ہاتھ
اُٹھایا بیچاری محروم وصل دنیا سے اُٹھ گئی اسوقت تو مجھپر بڑا غصہ آیا ہوگا شاہزادہ نورالدہر
نے کہا کہ ملکہ یہ باتین مجکو ناگوار ہوتی ہین کیا مین اس حرامزادی کے ساتھ خود آیا تھا سحر مین میرا
کیا اختیار ہی ملکہ مخمور سُرخ چشم نے کہا کوئی زبردستی نہین کسی کو اُٹھاتا بٹھاتا کچھ پہلے سے نامہ و پیام
ہونگے نورالدہر عذر کرنے لگے کہ ملکہ بخدا مین نے اس حرامزادی کو کبھی دیکھا نہ تھا ملکہ مخمور کو
بگڑنا نورالدہر کا اچھا معلوم ہوتا ہی بہت چھیڑا جب دیکھا حجاب سے نورالدہر کی آنکھون مین
آنسو بھر آئے ملکہ مخمور نے کہا آپ کیون رنجیدہ ہوتے ہین جو آپ فرماتے ہین یہی سچ ہوگا

یہ کہکر طرف طہماس کے پلٹیں طہماس نے سلام کیا ملکہ مخمور نے مسکرا کر کہا کیون میان لم قدے حیر
کیا گذری تمھاری معشوقہ خوب موٹی تازی تھی خوب جوڑ تھا متغیر کیون ہو رہے ہو مین سنتی تھی تمھارا
ہاتھ جوڑنا دیکھ رہی تھی بڑے سپاہی ہو خوب لگر کیان جھڑ کیان اُٹھائین تو اپنے آقا کا کُٹنا بھی ہی
یہ آپ ہی کی ذات کا سارا فساد تھا گلرنگ کا پیام اُنکو دیا جلتر تک بجانا خود قبول کیا طہماس
نے کہا بس بس مہربانی فرمائیے کچھ حال طلسم ہوش ربا بیان کیجے ملکہ مخمور نے کہا چہ خوش کسی قصہ
کہانی کہنے والے کو بلائیے غرض کہ آپسمین ہنستے ہوے باتین کرتے ہوے کوہ سے اُترے ایک
درے مین اُسی کوہ کے ٹھہرے کہ نور الدہر نے کہا ای ملکۂ عالم لشکر مین چلو ملکہ مخمور سُرخ چشم نے
کہا کہ دن بہت کم باقی ہی اور وہ ملعونہ آپ کو بہت دور لے آئی اسوقت پہونچنا ممکن نہین لیکن
آپ ٹھہرین مین سحر سے بارگاہ وغیرہ کی تدبیر کرون یا اس حوالی مین کوس دو کوس جا کے
دیکھون شاید کوئی صورت نکل آئے یہ کہکر ملکہ مخمور سُرخ چشم خرامان طرف صحرا کے
روانہ ہوئی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان اور طہماس بن عنقویل دیو پرور سلح دکمل
درۂ کوہ سے نکلکر شاہراہ پر ٹہلنے لگے ابھی ملکہ مخمور پلٹ کر نہ آنے پائی تھین کہ دیکھا صحرا سے گرد
اُڑی قریب آکر دامن گرد کا شگافتہ ہوا آگے آگے بارہ علم نشان بارہ ہزار سوار جرار کا علمدار رد
کے نکل جانے کے بعد دیکھا ایک جوان کوہی گینڈے پر سوار سلاح جنگ سے آراستہ خود کلان
سر پر زرہ زیب جسم انور پشت پر بارہ ہزار فوج جنگی رو وار دی مین آتا ہی اُس کوہی کی بھی نگاہ پڑی
کہ ایک جوان خورشید مثال دوسرا عفریت خصال زیر نخل کھڑے ہین اِس کوہی کا میخوار کوہی
نام ہی براے مدد لقا چلا ہی اُن جوانون پر جو نگاہ پڑی شاطر سے کہا دیکھ تو اس صحرا ے ہولخیز مین
یہ دو جوان کیون حیران و پریشان کھڑے ہین نام بھی دریافت کرنا میخوار کوہی کا عیار قریب
نور الدہر کے آیا فر و شوکت دیکھکر حیران ہو گیا جھک کر سلام کیا کہا ہمارے آقا میخوار کوہی
رُستم زمان پہلوان دوران خداوند لقا کی مدد کو جاتے ہین آپ کا نام و نشان دریافت فرماتے
ہین نور الدہر نے تو کچھ جواب نہ دیا مگر طہماس نے کہا کہ جا کہدے شاہزادہ نور الدہر
بن بدیع الزمان نبیرۂ صاحبقران اور غلام اُنکا طہماس بن عنقویل دیو پرور کسی وجہ سے
یہان آئے ہین تو کیا قاضی ہو کہ نام و نشان دریافت کرتا ہی جان جاتا ہو جا اور اگر کچھ ارادہ ہو

تو آ عیار تھراتا ہوا بھاگا میخوار کوہی کے پاس آیا کہا حضور یہ جوان تو پوتا صاحقران کا ہی
اور دوسرا طہماس بن عنقویل دیو پرور اُسکا رفیق قدیم نہیں معلوم اس مقام پر کیونکر آگئے
ہین پوچھنے سے تو خفا ہوتے ہین مگر حضور آپ فرماتے تھے مین پہلے پہل برائے قدمبوسی
خداوند جاتا ہون برائے نذر قدرت کوئی شی معقول نہین ہی آپ بڑے صاحب اقبال
ہین یہ جوان تو نہایت دشمن قدرت کا ہی اس بندۂ مغضوب نے کئی مرتبہ قدرت کو قید کیا بندۂ
قدرت مین ہتھکڑیان پاے خداوند مین بیڑیان پہنائین بڑی بڑی ہتریان دکھائین مگر خداوند
لقا کے صبر کے صدقے ان ایسے بندگان سرکش کو غارت نہین کرتے بلکہ مشہور ہی کہ قدرت کے
پیارے بندے ہین میخوار کوہی خوش ہوگیا کہا ای شاطر حقیقت مین کارخانۂ قدرت کے قدرت
ہی پر موقوف ہین ہم لوگ بیوقوف ہین راز و نیاز کب سمجھ مین آتا ہی یار و گرفتار کر لو یا تم لوگ
ٹھہر و مین جا کر دونون کو اُٹھا لاؤن مشکین باندھون سب نے کہا حضور ہمین بھی تو اسمین شریک
کیجیے غلامون کو محروم نہ رکھیے میخوار کوہی منع کرتا رہا لیتا لیتا کہکر سب چلے طہماس نے دیکھا کہ
گھٹا کفر کی آئی ہی عرض کی حضور ملاحظہ کرین مین انکو ابھی سزا کا مل دیتا ہون ہنوز یہ کلمہ تمام
نہوا تھا کہ ہمراہیان میخوار کوہی آپڑے طہماس بن عنقویل دیو پرور نے ساطور سے کوہیون
کو جہنم واصل کرنا شروع کیا جسپر ساطور مارا دو ٹکڑے ہوے شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان
نے بھی نعرہ کیا طہماس نے ایک کوہی کی ٹانگ پکڑ کر کھینچ لی گھوڑا اُسکا خدمت مین نور الدہر
کے حاضر کیا نور الدہر کو گھوڑا جو ملا لڑتے بھڑتے جنگ رستمانہ کرتے قریب میخوار کوہی کے پہونچے
طہماس نے اتنی دیر مین کھلبلی ڈالدی کسی کو مع گینڈے اُٹھا لیا اکھیڑ کر مارا گردن دسواں
دونون چور چور کسی کو بڑھکر ہاتھ ساطور کا مارا کبھی او جھڑ سپر کی چلی تین تین چار چار سوار تلے اوپر
گرے ایک چشم زدن مین کئی سو کا کام تمام کیا مگر نور الدہر بن بدیع الزمان جو برابر میخوار کوہی
کے پہونچے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے بار طرح بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر کمر
زنجیر مین ہاتھ دیکے اُٹھا لیا چاہا زمین پر مارین میخوار کوہی نے یہ سطوت و جلالت و قوت جو
دیکھی عاشق ہوگیا عرض کی ای شہریار الامان نور الدہر بن بدیع الزمان نے چھوڑ دیا شاہزادہ
نور الدہر نے کلمۂ طیبہ ارشاد کیا میخوار بصدق مسلمان ہوا فوج کو آواز دی خبردار اب کوئی

ہاتھ نہ اٹھائے میں نے غلامی قبول کی سعادت دارین حصول کی سب نے ہاتھ روک لیے دست بستہ
حاضر ہوے اب مئیخوار کوہی نے کیفیت پوچھی نور الدہر بن بدیع الزمان نے کچھ مجملاً حال
جنگ فولاد و فولادشکن اور آنا جادوگری کا بیان کیا مئیخوار کوہی نے حکم دیا جلد بارگاہ استادہ کرو
فوراً بارگاہ استادہ ہوئی خیمے سراپردے آراستہ ہوے اسکے ساتھ تو کل سامان موجود ہی تھا چشم زدن
میں سامان عیش و نشاط مہیا کر دیا شاہزادۂ نور الدہر نے کان میں مئیخوار کوہی کے کہا کہ ایک
خیمہ بطور تخلیہ جلوے بارگاہ میں آراستہ کرادو مئیخوار تو اس سامان میں مصروف ہوا شہزادۂ
نور الدہر اور طہماس اُس درۂ کوہ کے قریب آئے دیکھا ملکہ مخمور سُرخ چشم دو تین کوس
پھر کر پلٹ آئی ہیں ایک نخل کے سایے میں ٹھہری ہیں کچھ پتلیاں ماش کے آٹے کی تیار
کر رہی ہیں منظور یہ ہی کہ سحر سے کچھ کنیزیں بناؤں ایک خیمہ بھی ترتیب دوں کہ بعیش و راحت
بسر کروں کہ شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان نے قریب آکر کہا ای ملکۂ عالم ای شہنشاہ خوبی
وای سرو باغ محبوبی خدا نے سب سامان مہیا کر دیا بارگاہ خیمے سراپردے کل سامان عیش و نشاط
اُس خالق بے نیاز نے اِس صحراے ہولخیز و وحشت انگیز میں مہیا کر دیا ایک کوہی بر اے مدد
لگا جاتا تھا وہ مسلمان ہوا کیسا دوست خیر خواہ ہوا ہی میں نے الگ بھی ایک خیمہ تمھارے
واسطے درست کرایا کیوں مشقت کرو بسم اللہ چلو ملکہ مخمور سُرخ چشم نے کہا آپ چلیے سب کے
سامنے لشکر میں آنا مناسب نہیں ہی میں غرق زمین ہو کر چلی آؤنگی نور الدہر و طہماس بارگاہ
مئیخوار کوہی میں آکر بیٹھے ملکہ مخمور سُرخ چشم نے اپنے کو اُس خیمے میں سحر سے پہونچایا دیکھا چھپر کھٹ
آراستہ اسباب عیش و نشاط پیراستہ خیمہ مثل عروس شب اول جھاڑ کنول مردنگ وغیرہ سے
بہ تکلف تمام سجا ہوا مئیخوار کوہی بھی سمجھ گیا کہ شاہزادے کے ساتھ کوئی معشوقہ ہی اسنے عرض کی
چند کنیزیں غلام کے ساتھ حاضر ہیں اگر حکم ہو تو انکو بھیجدوں نور الدہر بن بدیع الزمان
نے کہا کنیزوں کو بلواؤ ہم اپنے ساتھ لیکر جائینگے ہم شب کو تمھاری صحبت میں بیٹھنے کی مہلت
نہ پائینگے ہمارے مہربان طہماس تمھارے ساتھ ناچ وغیرہ دیکھنے میں مصروف رہیں گے
مئیخوار کوہی نے کہا بسم اللہ مگر غلام نے طائفے وغیرہ بھی عمدہ عمدہ طلب کیے ہیں چند ساعت
کے واسطے جب ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہوگا چلے آئیے گا اُسی خیمے میں آرام فرمائیے گا

نور الدہر بن بدیع الزمان انشاء اللہ کہکر اٹھے کنیزون کو ساتھ لیکر خیمے مین آئے دیکھا ملکہ مخمور سرخ چشم نے زعفرانی جوڑا زیب جسم کیا ہی دریائے جواہر مین غوطہ زن چہرے پر بجالی مثل طاؤس طناز سرگرم خرام نازنین کنیزین آکر واسطے تسلیم کے خم ہوئین ملکہ مخمور سرخ چشم اور نور الدہر بن بدیع الزمان مثل ماہ و مہر مسند جواہر نگار پر جلوہ افروز ان دونون عاشق و معشوق کو ایک جگہ دیکھکر نیر اعظم کو رشک ہوا پردہ مغرب مین جاکر چھپا دونون وقت بھی آپس مین ملنے لگے طالب و مطلوب کے غنچہ آرزو کھلنے لگے کنیزون نے جھاڑ وغیرہ روشن کیے شعر

شب آمد ساز گار عشق بازان
معطر مشک آگین روح پرور
کشادہ چرخ پر چشم کواکب
اوا سے وہ مہ کامل کا آنا
مہ کامل تھا اس صحبت کا ناظر
کہ بارے برخوردار ز وصل یارے

شب آمد راز دار عشق بازان
سیاہی مثل زلف مہ جبینان
ضیائے ماہ تابان شب پہ غالب
فلک پر جمع سیارونکی محفل
نجوم چرخ رقاصی کو حاضر

دیگر
وہ شب تھی فرح افزا عیش گستر
رخ لیلائے شب وہ نور افشان
حیا سے مہر کا وہ منہ چھپانا
تھے روشن صاف جنکے دیدہ و دل
خوشا وقتے و خرم روزگارے

یہ دونون شیدائے یک دگر مدت سے ہجران دیدہ مصیبت عشق کشیدہ اتفاقات قضا و قدر سے جو یہ سامان ممکن ہوا شاہزادہ نور الدہر پیراہن مین نہین سماتے بند قبا ٹوٹے جاتے ہین ملکہ مخمور سرخ چشم گلچینی گلشن حسن کی کر رہی ہی کبھی شرما کر سر جھکا لیتی ہی کبھی شاہزادہ نور الدہر کے چھیڑنے کو اس جادوگرنی کا ذکر کرکے مسکرا دیتی ہی کہ صاحب وہ بھاگ گئی ہی مین اسکو نہ روک سکی زبردست ساحرہ تھی مین ہٹ جاؤن آپ اسکو بلوا لیجیے مین تو فقط حال دریافت کرنے آئی تھی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کبھی ہنستے ہین اور کبھی غصہ کرتے ہین کبھی فرماتے ہین ملکہ عالم یہ تمکو بہلو خوب ملا مجھے اس فاحشہ سے کیا مطلب ہی سمن رخ نام ایک کنیز بیٹھی ہوئی پیچوان رکھ رہی تھی نہایت طرار و فرار ہی خود بھی ماہ رخسار ہی حسین جمیل جوان بیٹھی ہوئی سامنے مسکرا رہی ہی کبھی نور الدہر بن بدیع الزمان کی بلائین لیتی ہی کبھی ہاتھ اٹھا کر ملکہ مخمور سرخ چشم کو ترقی حسن و جمال کی دعا دیتی ہی اسنے بڑھکر گلابی اٹھائی کہا ملکہ عالم اب اسوقت دفتر حکایت و شکایت نہ کھولیے شاہزادہ تمھاری محبت مین بیقرار ہی اس صحبت کو غنیمت جانیے دم بھر مین فلک تفرقہ پرداز

گردون کج باز رنگ تازہ دکھاتا ہی اسکی نیرنگ بازی شعبدہ سازی مشہور ہی اسکے ہاتھ سے کسنے
آرام پایا ہے کیسے کیسے عاشق و معشوق پر بدعت کی لیلی پر کیا گذری مجنون کی وہ صورت کی دشت
نجد مقام ہوا تب عاشقون مین نام ہوا ایک ایک جام مے گلفام نوش فرمایئے رنج و ملال کو
خاطر فیض عاطر سے دور کیجیے ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا کیون بوا سمن رخ کیا تم بھی اس بلا
مین مبتلا ہو کسی کی شیدا ہو سمن رخ نے ٹھنڈی سانس کھینچی عرض کی واری کا نج درگور عشق بھاڑ
مین پڑے مجھے تو اس سے علاقہ نہین مگر مین اپنے چچا کے صاحبزادے سے منسوب ہون
انھون نے اپنی چاہت مجھے ظاہر کی ایک مثنوی بھی کہی کچھ بد صورت کا اسمین سراپا ہی کچھ بیہودہ
بکا ہی وہ اپنے والد نامدار کے ساتھ براے تجارت گئے ہین یہ توہم تا ہی کہ اکثر راتون کو خواب
پریشان دیکھتی ہون جب خواب مین آتے ہین منھ بنائے ہوے ہاتھ جوڑ رہے ہین جب صبح کو
اٹھتی ہون خیال ضرور آتا ہی ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا کہ خدا انکو اونسے ملائے سمن رخ پروردگار
کسی چاہنے والے کو شب فرقت نہ دکھائے اور ہم تو آٹھ پہر آفتاب لب بام چراغ سحری
رہتے ہین روز و شب مرنے جینے کی جفا سہتے ہین افراسیاب خانہ خراب الہی دشمن ہر وقت
کی لڑائی مالک ہمارے طلسم کشا قید ہین انکی مصیبت پر کلیجہ پھٹتا ہی انکی فرقت مین ایک
ایک دن برابر ایک سال کے کٹتا ہی اتفاقات قضا و قدر سے یہان آگئے ایک نظر
انکو دیکھ لیا خیال لگا ہوا ہی وہ ظالم اظلم افراسیاب خانہ خراب اگر کتاب سامری مین دیکھے
تو نہین معلوم کیا بلا نازل کرے انکی سلامتی کی ہر وقت دعا مانگتے ہین اپنی جان کا کیا ڈر جہان
وہ وہان ہمارا گھر یہ کہکر ملکہ مخمور سرخ چشم رونے لگی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے
دامن سے اشک ملکہ مخمور پاک کیے کہا ملکہ مخمور بس زیادہ دل نہ دکھاؤ یہ کہکر جام شراب اپنے
ہاتھ سے ملکہ مخمور سرخ چشم کو دیا ملکہ مخمور نے نوش کیا بے اختیار زبان سے نکل گیا نظم

الا یا ایها الساقی ادر کاسا و ناولها — که عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکلها — شب تاریک و بیم موج و گردابی چنین هائل
کجا دانند حال ما سبکباران ساحلها — اور اپنے پنجہ نگارین سے گلابی کو اٹھایا جام لبریز کر کے آنکھون سے
شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کے لگا دیا نور الدہر نے یہ اشعار آبدار مصنف کے
زبان پر جاری کیے غزل — آنکھون کو جاتے ہین پیالا شراب کا — مستون کو فرش عین ہی مینا شراب کا

میرا خمیر بادۂ انگور سے بنا
پتلا وہ آگ کا ہی مین پتلا شراب کا
اے بحر حُسن آج تو چل ہوتی جھیل سے
ہولی مین خوب ہوگا تماشا شراب کا

مٹی مین میری پڑ گیا قطرا شراب کا
طفلی سے تا بہ مرگ رہا دور جام ہی
کی ہو عیش باغ مین جلسا شراب کا
دل توڑ ڈالا ساقی مہوش نے ای قمر

آتش مزاج یار ہی عاشق ہی بادہ خوار
عاشق کا جسم بن گیا پتلا شراب کا
پی پیکے رنگ کھیلنگے رندان بادہ خوار
جھلا کے ٹکڑے کر دیا شیشا شراب کا

عاشق و معشوق نے دو دو جام پیے قلب کو سرور خیال خیر و شر دل سے دور گزک بیچ مین سے اُٹھ گئی گزک لبان شیرین کی چلنے لگی بوس و کنار ہونے لگا کنیزین سامنے سے ہٹ گئین خلوت حاصل ہوئی شاہزادہ نور الدہر بدیع الزمان نے دونون ہاتھ حمائل گردن کیے دو ایک بوسے لیے عارض انور ملکہ مخمور سرخ چشم سُرخ ہو گئے اشعار

اگر ان پہ بوسے کا گذرے خیال
یہان ملک نزاکت مین یگانہ ہوا
وہ رخسار نازک کہ ہو جائین لال
جو پہنی پھولونکی بدھی تو درد شانہ ہوا

غرض دونون کو محبت کا جوش شور نا و نوش کبھی ہوشیار کبھی مدہوش عجب صحبت ہی مگر رات جلدی جلدی آنکھون مین کٹ رہی ہی جب گھڑیال کی آواز آجاتی ہی ملکہ فرماتی ہین لو شہریار دو بج گئے شب آخر ہوئی وہ دیکھیے سپیدی سحر کی ظاہر ہوئی شاہزادہ نور الدہر بدیع الزمان گھبرا کر طرف آسمان کے دیکھتے ہین فرماتے ہین ملکہ ابھی تو بہت رات ہی برائے خدا سحر کا ذکر نہ کرو میرا کلیجہ دھڑکتا ہی خداوندا یہ شب مثل گیسوے جانان دراز ہو روے سیاہ سحر نہ دیکھون بقول شاعر پہلے تو ہی خوب سی پی اور باجے بھی رنگین بجے • بجی چھوٹ گیا بس ساقی کا جب تین پہر تین بجے یہان تو یہ کیفیت ہی عاشق و معشوق کی صحبت ہی مگر وہان میخوار کی ہی نے اپنی بارگاہ مین بڑے لطف سے جلسہ آراستہ کیا ہی طہماس کو ناچ دکھا رہا ہی جام ارغوانی چل رہا ہی جوانون کا حوصلہ نکل رہا ہی ایک رقاصہ گلعذار ماہ رخسار کمسن الھڑ پنے کے دن اپنے فن مین کامل اپنی ادا پر آپ مائل کس لطف سے رقص کر رہی ہی اہالیان محفل مثل تصویر خاموش سب کو سکتے کا سا عالم اشعار

سر پہ رکھا الٹ کے جب آنچل
جان اُسنے سسک سسک کے دی

ناچی گت اسطرح وہ ماہ لقا
ماہ تابان پہ چھا گیا بادل

وجد کرنے لگا ہر دوا دا
جسکی جانب بتا کے سسکی لی

کبھی غزلہاے عاشقانہ گاتی ہی اہالیان محفل کو لبھاتی ہی گنگنا کے

یہ غزل عاشقانہ شروع کی غزل

نشان گور یون غیرون کو بتلاتے تو بہتر تھا ہماری قبر کو تم آکے ٹھکراتے تو بہتر تھا
جو راہ عشق مین گر کر سنبھل جاتے تو بہتر تھا کسی کی جستجو مین ٹھوکرین کھاتے تو بہتر تھا
جو کچھ تھی دل مین میرے اُنسے تنہائی مین کہ لیتا اکیلے راہ مین مجکو وہ ملجاتے تو بہتر تھا
مرا دم حسرت دیدار سے آنکھون مین اٹکا ہی جو دم بھر کے لیے اب بھی چلے آتے تو بہتر تھا
خطا کی جو دوبارہ بار سے ہمنے محبت کی کہین ہم اور اپنے دل کو بہلاتے تو بہتر تھا
نہایت تنگ ہون دل سے قبلے یار کی صورت مرے پہلو سے یہ حضرت نکل جاتے تو بہتر تھا
بتون کی سرد مہری نے تو پھونکا تن بدن اپنا ہمارے سوز دل کو یہ نہ بھڑکاتے تو بہتر تھا
نہ لو راہ عدم بعد ہم بھی چلنے والے ہین ذرا ای دوستو دم بھر ٹھہر جاتے تو بہتر تھا
عیان ہو جسکی خوشبو پھر وہ گل کس واسطے پھوے تم اپنے حسن پر اتنا نہ اتراتے تو بہتر تھا
گریبان چاک کرنا خوب تھا سودے کی شدت مین کہین ہم تنگ ہو کر نکل جاتے تو بہتر تھا
تڑپنا نزع مین میرا نہ دیکھا جائے گا تم سے مرے بالین سے تم اسوقت ہٹ جاتے تو بہتر تھا
خبر یون ہجر مین کرنا تھی اپنے حال کی انکو زمین و آسمان نالون سے تھراتے تو بہتر تھا
نہ جاتے پاس اُنکے آپ یہ غیرت کے معنی تھے کسی کو بھیج کر ہمکو وہ بلواتے تو بہتر تھا
پلا کر ہی جو بیخود بھی کیا ہمکو تو کیا حاصل اگر پیر مغان زاہد کو بہکاتے تو بہتر تھا
اگر دو چار آنسو ہجر مین نکلے تو کیا نکلے ہماری چشم سے بادل بھی ترساتے تو بہتر تھا
مزاج انکا یہ ہی جو کچھ کرو وہ ضد سمجھتے ہین مری جانب سے گر اغیار بھڑکاتے تو بہتر تھا
جو تم آتے تو ہو جاتے شگفتہ غنچہ لخاطر تمھارے عاشقون کے پھول کھلجاتے تو بہتر تھا
جو یہ ہوتا تو افشار از دل ہوتا نہ غیرون مین مرے نالے ہی میرا حال کہہ آتے تو بہتر تھا
سحر تک شام سے کین وصل کی شب منتین انکی ہم اپنے دلکو ہی اتنا جو سمجھاتے تو بہتر تھا
ندامت پر اگر ای یاس بخشش تھی گناہون کی مرے اعضا بھی آنسو ہو کے بہجاتے تو بہتر تھا

اس لطف سے جو اُس نازنین نے یہ غزل گائی بیخوار کو ہی بھی عاشق مزاج ہی طبیعت بھر آئی طہماس سے کہا ای رستم زمان ای طہماس نوجوان اسوقت تو اس کمبخت نے مار ڈالا دل کھینچ لیا ہی دل چاہتا ہی چند ساعت کے واسطے شاہزادے کو اس صحبت مین بلا لیجئے

اس حور مثال کا گانا سنو ابھی رات بھی کم باقی ہے سحر قریب ہے ابھیر دین انکے سامنے اُٹھ سے لطفہ سنی
نے کہا شاہزادے نے آج بعد مدت مدید تخلیے مین معشوق کو پایا ہے آنا دشوار ہے مگر بہادر دوست
ہین اگر تم خود جاکر عرض کرو بلا تکلف چلے آئینگے اس محفل کو قدوم میمنت لزوم سے منور فرمائینگے
میخوار کوہی فوراً اُٹھا اُس خیمے کے دروازے پر آیا اتفاق سے ملکہ مخمور سرخ چشم نے چھپر کھٹ
پر آرام فرمایا شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کو نیند کب آتی ہے شمع کافوری ہاتھ مین
گلچینی گلشن جمال کی کر رہے ہین کبھی عارض پر عارض رکھتے ہین کبھی لب سے لب سینے سے
سینہ ملا رہے ہین لطف بوس و کنار کے مزے اُٹھا رہے ہین کہ میخوار کوہی نے بسہولیت
سمن رُخ کو آواز دی وہ باہر آئی میخوار کوہی نے کہا اگر شاہزادہ بیدار ہو تو میری جانب سے
عرض کر کہ غلام حضور کا در دولت پر حاضر ہے کچھ عرض کرنا منظور ہے اگر سرفراز کیجیے تو عنایت
سے کیا دور ہے سمن رُخ نے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان سے جاکر بادب عرض کیا
چونکہ ملکہ مخمور سرخ چشم سوتی تھی شاہزادہ نورالدہر باہر آئے میخوار کوہی نے کہا حضور
واسطے ایک لمحے کے بارگاہ مین چلین ایک غزل اور ایک ٹھمری سنکر واپس آئین کیا
لطف کا جلسہ ہے فقط حضور کے ہونے کی کمی ہے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے
کہا اے برادر کیا مضائقہ ہے اُسی طرح لباس بزم پہنے ہوئے میخوار کوہی کے ساتھ بارگاہ
مین آئے بیچ بارگاہ مین مسند خالی تھی جلوہ فرما ہوئے میخوار کوہی نے بڑھکر اُس نازنین کو
موتیون کا مالا اُتار کر دیا اور کہا کہ اسوقت تو مین شاہزادے کو لایا ہون دیکھون تو کیا کمال
دکھاتی ہے بس مزا یہ ہے کہ اُٹھنے نہ پائین مجبور ہو جائین اس رقاصہ کا حسن آرا نام ہے سکرا کر
کہا تم جاکر بیٹھو ابھی کہو تو گھر پوچھتے چلے آئین ایسا دام زلف مین پھنساؤن کہ پھڑک کر رہجائین
کبھی مسکرا کے بجلی گراؤن کبھی ساون بھادون کی کیفیت دکھاؤن ساری محفل کو رُلاؤن میخوار
کوہی اسکی باتون پر پھڑک گیا کہا پھر اچھا دیکھین تو یہ کہکر میخوار کوہی ہٹا حسن آرا ناز و ادا
سے سامنے جو نورالدہر بن بدیع الزمان کے آئی صورت زیبا دیکھکر خود بیچین ہو گئی خود
بین سر پر ڈھلکا ہوا زلفین خلیلی تا بہ دوش چہرہ مثل آفتاب عالمتاب آنکھون مین رات کے
جاگنے کے لال لال ڈورے معشوق سے ہم بستر ہوئے ہین لباس مین بھینی بھینی بو انگرائیان

لے رہی ہین حسن آرا نے اُن کلیکے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا پیشواز ہاتھ مین اُٹھا کر آگے بڑھی اور یہ
غزل عاشقانہ شروع کی غزل

دار فنا مین ایک بھی بچا نہین شفیق
کیا کچھ خفا ہوے ہو مری جان کیون کہان چلے
رکھدونگا سر مین کاٹ کے قاتل کے پانو پر
رگ ہاے گل کی تاک تو نہین ہین مرے ہان چلے
جوبن یہ مدتون ہی گلستان حسن پر
ہم کیا چلے جہان سے ترے قہر روان چلے
گل توڑنے پہ دیتی ہی دشنام عندلیب
تربت پہ آئے کہائے مرے استخوان کے چلے
یون لکھ رہا ہی کلک مری رہ کا الف

کی خوب سیر باغ کی اے باغبان چلے
سب دوستو نکا خوب لیا امتحان چلے
تجکو یہ اُنکی بد مزگی کا خیال ہی
مد نظر ہو جسکو مرا امتحان چلے
بسمل بنا چکے مجھے تیر نگاہ سے
یارب اس چمن مین باد خزان چلے
ای دوستو ہمین مرے لاشے کو سونپ دو
سچ ہی کسی کا ہاتھ کسی کی زبان چلے
لکھتا ہون اپنے ضعف کا مین حال اے قلم
جیسے عصا پکڑ کے کوئی ناتوان چلے

سائے مین بیٹھے پھول چنے شادمان چلے
اُنکے ہی تیر بزم سے تم اُٹھ کھڑے ہوے
جائین کہین وہ کہ نہین سکتا کہان چلے
جیسے چمن بہار مین چھٹتا ہی بلبلو
اب فیصلہ ہی چھوڑ کے کیون نیم جان چلے
ای درد ہجر یار کھٹکتا ہی سبکو تو
کوچے سے یار کے مجھے لیکر کہان چلے
ہین کیا سگان کوچۂ دلدار خود غرض
اس طرح چل کہ جیسے کوئی ناتوان چلے

اس غزل کو گاتے گاتے توڑا لیکر بیٹھ گئی دامن شاہزادے کا چٹکی سے تھام لیا ایک ایک شعر کو دس دس طرح سے بتانے لگی محفل رہی ہی دونون سارنگیاں ملی ہوئی گویا گلے ریت رہی ہین طبلیا بھی کال و اکل ٹکڑے باندھ رہا ہی ادھر ساز کی کیفیت اُدھر حسن آرا کے ذہن کی جودت گل سا چہرہ ڈوپٹہ سینے سے ڈھلکا جاتا ہی سنبھالتی جاتی ہی کبھی سینے پر ہاتھ رکھکر جوبن میٹے جاو کہکر بتاتی ہی قیامت کے ناز و کرشمے دکھاتی ہی اہل محفل ذبح ہو رہے ہین کبھی بڑھ کے اُٹھا پشت پھیر کر چند قدم بڑھنا چوٹی گندھی ہوئی پشت پر پڑی ہی اُسپر آب روان کا ڈوپٹہ معلوم ہوتا ہی ناگنیان کیچلی جھاڑنے پر آمادہ ہین کمر رگ گل سے باریک پیشواز جسم مین ٹھیک دوبارا پھر سامنے آکے بیٹھی یہ خمسہ طرف شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کے متوجہ ہو کر بتانے لگی خمسہ

اب بھلا کیا ہون نظارے آتشین رخسار کے
ہو گئے غش چاہنے والے جمال یار کے
ولولے نکلے نہ آخر خاطر بیمار کے
رہگئے مشتاق طالب جلوۂ دیدار کے
مار ڈالا اک پری پیکر نے جھوٹ مار کے

کس قدر عاشق ہین یارب اُس بت عیار کے
چار سو رہتے ہین نالے کافر و دیندار کے

ٹکٹکی باندھے ہوے سب لوگ ہین بازار کے
حلقۂ چشم پری روزن ہین قصر یار کے
جن چڑھے امیر جو بیٹھے سائے ہین دیوار کے

دل سے وارفتہ ہین تیرے قد کے اور رفتار کے
قبر بھی مرکر ملے نیچے تری دیوار کے
گر میسر ہون تو نظارے ترے رخسار کے
گوش افسانے سنے جو تجھسے خوشرو یار کے
آنکھ دے اللہ تو قابل ترے دیدار کے

قد سے تا حشر بالا زلف شبگون ہو دراز
اک جہان ہی آپ کا شیدا اے حسن سحر ساز
بس حضور اب عاشقون سے ہو چکے انداز ناز
فرش گل کو بھی قدم سے اپنے کیجے سرفراز
گل بھی سبزے کی طرح پامال ہون گلزار کے

ہمسری سنبل کو اسکی زلف سے زیبا نہین
یار کو دعوی گل اندامی کا ہی بیجا نہین
نونہالان چمن مین رنگ یہ دیکھا نہین
لالہ ہی داغی غلام اُس گل سے چہرے کا نہین
سرو بھی ہین بندہ آزاد قد یار کے

ہی خزان ساری بہار گردش لیل و نہار
عیش مین بھی سوچتا ہون ہر گھڑی انجام کار
ہمنشین عمر دو روزہ کا بھلا کیا اعتبار
چھوڑ کر بیٹھے امیری کی فقیری اختیار
بوریے پر بیٹھے ہین قالین کو ٹھوکر مار کے

مال کو پامال کرتے ہین جو ہین مستان عشق
جسم پر زیبا ہی میرے خلعت سامان عشق
جسم و جان قلب و جگر ہین تابع فرمان عشق
دیکھیے کس سمت بھجوائے ہمین سلطان عشق
کوہ و صحرا دو علاقے ہین اسی سرکار کے

راحت روح و جگر ہی بوے زلف تابدار
زیست کا نقشہ دکھاتا ہی رخ معجز نگار
حضرت خضر و مسیحا کی مدد ہی ناگوار
مرہم زنگاری زخمی کو خط سبز یار
خال لب حب شفا ہی واسطے بیمار کے

خال رخ پہ کیجیے ساتون ستارون کو سپند
نور کے سانچے مین ڈھالا ہی خدا نے بند بند
گورا چہرہ روشنی مین چاند سے بھی ہی دوچند
دیکھکر آئینہ کہتا ہی وہ آرایش پسند
طرے کے قابل ہی سر گردن ہی لائق ہار کے

حُسن کے مذہب مین فرض پنجگانہ عشق ہی — عارضی الفت نہین یہ جاودانہ عشق ہی
اور لوگون کو یہ انداز زمانہ عشق ہی — ہمکو در پردہ محبت غائبانہ عشق ہی
لن ترانی اُسنے ہو سائل جو ہون دیدار کے

جان عالم کی طرح جلوے ہما کے پر کے ہون — پھول قیصر باغ کے قربان تاج سر کے ہون
یا مرصع کار کے ہون یا کسی زرگر کے ہون — خواہ مروارید گل کے خواہ سیم و زر کے ہون
طرے جتنے ہین وہ جویا ہین تری دستار کے

خندہ زن رہتے ہین چشم نم سے کچھ مطلب نہین — کاروبار زندگی سے ہمسے کچھ مطلب نہین
عیش پر مرتے ہین رنج و غم سے کچھ مطلب نہین — کام ہی اللہ سے عالم سے کچھ مطلب نہین
مشتری یوسف کے ہین خواہان نہین زنار کے

خون بہائے ہین تری ترچھی نگہ نے بار ہا — منہ کو شرما کر چھپایا مہر و مہ نے بار ہا
دل گلون کے چھان ڈالے ہین مژہ نے بار ہا — باغ مین پی ہی شراب اُس لچکلے نے بار ہا
چیتھڑے اکثر کیے ہین لالے کی دستار کے

اب تو شاہزادہ بھی انتہا کا متوجہ ہی سحر بجز قریب ہی اسکا زیادہ خیال ہی اس خیال مین آنکھون مین آنسو بھر آئے دل سے شاہزادہ حسن آرا کا گانا سُن رہا ہی مگر قضائے کار وہان ملکہ مخمور سُرخ چشم بیدار ہوئین پہلو مین اپنے شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کو نپایا گھبرا کے کنیزون سے پوچھا شاہزادہ کہان تشریف لے گیا کنیزون نے عرض کی کہ میخوار کوہی بلانے آیا تھا وہان جلسے مین گئے ہین ناچ دیکھ رہے ہین یہ سُنکر ملکہ مخمور سُرخ چشم کو بہت ناگوار ہوا غصے مین آنکھین ملتی ہوئی اُٹھی کنیزون نے کہا کہ حضور ارشاد فرما گئے ہین کہ مین ابھی آتا ہون حضور تشریف رکھیے ہم جا کر اطلاع کرین ملکہ مخمور سُرخ چشم نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی کہا صاحب جم کیا جانو ایک شب بھی تشریف رکھنا ناگوار ہوا مین اُنکو بلوا کر کیا کرونگی مین طرف طلسم ہوش ربا کے جاؤنگی اب میرا آنا اور اُنسے ملاقات کرنا بالکل بیکار ہی یہ کہکر بقہر و غضب طرف بیرون خیمہ چلین ہر چند کنیزون نے روکا نہ رکین مگر دلمین تو انتہا کی محبت ہی خیال مین گذرا کہ دیکھو تو اُن کہ یہ نوجوان کیا کر رہا ہی آتے آتے سامنے بارگاہ کے پہونچی دیکھا شاہزادہ نور الدہر مسند پر

جلوہ فرما ہین اور ایک کیسی دامن پکڑے ہوے بتا رہی ہی اور اُسوقت نور الدہر نے خیال
سے اپنی جلالت کے گلے سے اُتار کے موتیون کا مالا دیا ہی وہ تو قوم کی کیسی ہی ناز کر رہی ہی
یہ جو ملکہ مخمور سُرخ چشم نے دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا آواز دی ای شہریار سبحان اللہ خوب
لیاقت ہی ہمنے اپنی عمر مفت ضائع کی مگر انشاء اللہ اب مُنھ نہ دکھائینگے اب زندگی بیکار ہی شہزادے
نے جو سر اُٹھایا ملکہ مخمور سُرخ چشم کو اس غصے مین دیکھا فرمایا ملکہ مین تو واسطے ایک لمحے کے
آیا تھا یہ کہکر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان اُٹھے عذر کرتے ہوے آگے بڑھے طہماس
نے آواز دی ہان ہان ملکۂ عالم یہ خطا میری ہی معاف فرمائیے بخدا شاہزادہ نہ آتا تھا ملکہ نے کہا
او لم قدے تو تو ہمیشہ سے کٹنا ہی ہم جانتے تھے سپاہی لوگ ان باتون کو معیوب جانتے ہین مگر
تجھ ایسا پہلوان لگائی بجھائی کرے آیندہ کس کو اچھا سمجھا جائے یہ تمھارے ہی فتور برپا کیے ہوے
ہین تم کیا کرو یہ ہمارے نصیبون کی خوبی ہی وہ جو سنتے تھے کہ مردون کی ذات بیوفا ہوتی ہی آج
آنکھون سے دیکھا ہم تو اس کوچے سے نابلد ہین کھیلے کھائے لوگ جانین ایک کو سائی ایک
کو بدھائی ایک سے وعدہ ایک سے انکار شاید اسمین بڑا نام ہی بیوفائی صاحبان ظرف کا
کام ہی ایسی ایسی عورتین تمھارے آقا کے لائق ہین مجھ بدنصیب کو ناحق بدنام کیا مگر بموجب مثل
خود کردہ را درمان نیست۔ جلدی حال کھل گیا با آبرو پردۂ دنیا سے اُٹھ جائین ایسے صاحبان
لیاقت کو زندگی مین مُنھ نہ دکھائین واضح ہو کہ یہ عجب طرح کا جلسہ ہی یہ مقدمہ واقع ہوا ہی کہ آگے
آگے ملکہ مخمور سُرخ چشم طرف سے نور الدہر اور طہماس کے مُنھ پھیرے ہوے گریہ حال ہی
کہ پائنچے ہاتھ سے چھوٹے ہوے دوپٹہ ڈھلکا ہوا عارض گلرنگ پر بوسون کا نشان رات کی
جاگی ہوئی آنکھین اُسپر غصے مین اُداسی اشک حسرت جاری معلوم ہوتا ہی کہ صدف کا مُنھ کھلا
گوہر آبدار اشک گر رہے ہین یا موتیون کا سہرا مشاطۂ تقدیر نے چہرے پر آراستہ کیا ہی دو چار
اشک جو مژگان پر اٹک کر رہگئے ہین تیر نہال آبدار پیدا کی غصے مین ہچکی لگی ہوئی بات مُنھ سے نہین
نکلتی ہی نور الدہر بن بدیع الزمان عقب مین عذر کرتے ہوے کہ ملکہ سنو تو تمھاری شکایت بیجا
ہی میری کیا خطا ہی طہماس دیخوار کوہی سے دریافت کرو صاحب قسم لے لو ملکہ فرط محبت سے
پلٹ تو پڑتی ہی مگر پنجۂ نگارین اُٹھا کر منع کرتی جاتی ہی کہ بس بس زیادہ باتین نہ بناؤ میرے قریب

نہ آؤ ورنہ مین ابھی اپنے چھری مار لونگی اب ہماری قبر پر آئیے گا فاتحہ پڑھ جائیے گا اب زندگی
مین ملاقات نہوگی اور آپ کو ہماری کیا پرواہ ہی جسکو موتیون کا مالا پہنایا وہ تو موجود ہی جاکر جلسے
مین بیٹھے دیکھیے وہ آپ کی چہیتی گھبرائی ہونگی اب رات کوئی تین چار گھڑی باقی ہی آخری چاندنی
ہی فراش فلک نے چاندنی کا فرش زمین پر بچھایا ہی ذرہ ہاے ریگ بیابان ستارہ ہاے
آسمان سے ہمسری کر رہے ہین دن سے بہتر روشنی ہی اُسی حال پُر ملال مین ملکہ مخمور
سُرخ چشم کنارے پر لشکر کے آکر ٹھہری ہی سحر سے طاؤس بنایا ہی اُسپر سوار ہو چکی ہی قصد ہی
کہ اُڑ کر نکل جاؤن نور الدہر بن بدیع الزمان چاہتے ہین کہ دوڑ کر دامن تھام لون اور
آواز دی کہ اے ملکہ بخدا اگر اسوقت چلی جاؤگی اور ہمارا کہنا نہ مانوگی تو ہم اپنا گلا کاٹ ڈالینگے
یہ کہکر نور الدہر نے تلوار کھینچکر اپنے گلے پر رکھی اسوجہ سے ملکہ مخمور پلٹ پڑی کہا صاحب
براے خدا یہ ارادہ نہ کرنا لو مین ٹھہر گئی نہین جاتی نور الدہر بن بدیع الزمان چاہتے ہین
مین قریب پہونچون کہ پہاڑ پر سے آواز آئی اے جان جہان آرام دل مشتاقان آج رات تمنے
کہان گنوائی ہی ہم شب بھر انتظار کرتے رہے ابتو آکر گلے سے لپٹ جاؤ دل بہت بیقرار ہی ملکہ
مخمور سُرخ چشم نے گھبرا کر طرف کوہ کے دیکھا عجب طرح کا سبزہ کہ پیش آیا پہاڑ پر ایک قصر عمدہ
بنا ہوا ہی شیشہ آلات سے آراستہ اسباب عیش و نشاط سے پیراستہ اک کرسی جواہر نگار بچھی
ہوئی ہی اُسپر ایک جوان تاج شہریاری بر سر چار قبہ شہنشاہی در بر موتیون کے مالے گنتھے
یاقوت احمر کے گلے مین پڑے ہوے بازوون پر نورتن اور جواہر نگار کمر مین ڈاب دونون
پر زمرد یاقوت احمر کے ولایتی حمائل سپر عمدہ پشت پر اُسپر جال مروارید بے بہا کا بشوکت
شاہانہ پشت پر کئی سو ملازمان زرین پوش دست بستہ کھڑے ہین سر اسکے مگس رانی کر رہے ہین
وہ ہنس ہنسکر ملکہ مخمور کو آواز دے رہا ہی اور کلمات خلاف تہذیب اُسکی زبان پر جاری ہین جانی
پیاری اسطور سے کہتا ہی کہ سننے والے کو صاف ثابت ہو کہ یہ قدیم آشنا ہی آج کوئی بات ایسی
ہوئی ہی جس سے غصہ کر رہا ہی یہ جو ملکہ مخمور نے معرکہ جان گزا دیکھا قلب تھرا گیا ایسے کلمات
ناشائستہ کبھی کاہے کو سُنے تھے چہرہ فق رنگ متغیر ہاتھ پاؤن مین رعشہ منھ پر ہوائیان
آواز دی او بیحیا یہ تو کس کو کہتا ہی اُسنے ہنسکر جواب دیا جانی خلاف وعدہ کیا اور پھر الٹا

غصہ سے جلد آؤ آخر انتظار کی بھی کوئی حد ہوتی ہی یہ سنتے ہی ملکہ کو تاب باقی نہ رہی طاؤس
اُبر ا کر سامنے اُس قصر کے پہونچی نورالدہر بن بدیع الزمان تو مثل آئینہ کے حیران
دیکھ رہے ہین کہ یہ کیا معرکہ ہی یہ کون شخص ہی یہ تو کوئی قدیم دوست اُسکا معلوم ہوتا ہی
اس جلسۂ عام مین مین کیسا ذلیل ہوا یہ سب دل مین کہتے ہونگے کہ شاہزادہ ایسی عورت پر
عاشق ہوا جسکا چاہنے والا ایسا خلاف تہذیب پکار پکار کر ایسی باتین کر رہا ہی کہ کبھی رذیل
بھی یہ کلمات بیہودہ زبان پر نہین لاتے قبضہ پر ہاتھ تھر تھر کانپ رہا ہی گرچہ مخمور سرخ چشم
برابر قصر کے پہونچی جھولی سے گولا نکال کر مارا وہ یہ ہو کہ وہ قصر برسر کوہ ہی درختون پر جانورون
کا انبوہ ہی گولا جو قریب قصر پہونچا طائر درختون سے اُڑ کر گولے سے لپٹ گئے
منقارین مار کر گولۂ آہنِ سحر مخمور سرخ چشم کے ٹکڑے کر کے پھینک دیے اور چاؤن
چاؤن کر کے وہ مخمور پر آن پڑے گرد طائران بد افعال بیچ مین یہ عنقائے اوج حسن و
جمال دیکھنے والون کے ہوش اُڑ رہے ہین مگر مخمور سرخ چشم نے اُن طائرون سے
جنگ شروع کی سحر پڑھتی جاتی ہی کوئی مخمور پر پر مارتا ہی کوئی منقار سے جسم کو غربال کرنے کا
قصد کرتا ہی بہ جنون سے نوچے ڈالتے ہین مخمور سرخ چشم نے کسی کی ٹانگین پکڑ کر چیر ڈالا
کسی کا سر کھینچ لیا اُف اُف کرتی جاتی ہی منہ سے شعلے آتش کے نکلتے ہین اُن شعلون سے
طائر جلتے ہین وہ تاجدار پکارتا ہی اے طائرو میری معشوقہ کو کشان کشان میرے پاس لاؤ
خبردار ہلاک نہ کرنا مین آپ تنہائی مین سزا دونگا میری خطاوار ہی اور زیادہ مخمور سرخ چشم کا
غصہ بڑھتا جاتا ہی تعلیم کردۂ افراسیاب اگر سحر مین ایسی کامل نہوتی تو وہ جانور بوٹیاں
کاٹ کر پھینک دیتے ہر چند کہ مخمور سرخ چشم نے بعجلت تمام ایک زرہ سحر کی جھولی سے نکالکر
پہن لی مگر جانور کڑیان آہن کی توڑے ڈالتے ہین ہزار در ہزار جانور ہی مگر مخمور سلیمان وار
اُن طائرون کو تسخیر بھی کرتی جاتی ہی جلا بھی رہی ہی کبھی کارد سحر پھینک مارتی ہی ایک مرتبہ
دس دس کے سر اُڑ جاتے ہین مگر جسم سے فوارے خون کے بہ رہے ہین ایک لحظہ مین
طائرون کا کام تمام کر کے قریب قصر چلی دانۂ یاقوت احمر کا نکالکر مارا اب وہ تاجدار پھر سحر کرنے لگا
گر بیہودہ باتین نہین ہو توقف کرتا مخمور سرخ چشم اُسکے بھی سحر سے اپنے کو بچاتی ہی قصر پر

برقین گرا رہی ہی قصر کے بروج اور دیوارین گولے مار مار کر گرا دین کبھی کڑک کر کسی غلام پر گری طمانچہ سحر پڑھکر مارا سر اُسکا اُڑ گیا نورالدہر بن بدیع الزمان سامنے کوہ کے دیکھ رہے ہین کبھی تو تنہائی پر مخمور سرخ چشم کی روتے ہین کبھی بیہودہ باتون پر اُس تاجدار کی بیتاب ہوتے ہین جب تلوار پکڑکر بڑھتے ہین ہاتھ پانون مین رعشہ پیدا ہوتا ہی جھونکا ہوا سے تند کا چلتا ہی لشکر والے ہوا مین ٹکرا رہے ہین خیمے اُڑے جاتے ہین وہ تاجدار وہان سے ڈانٹتا ہی خبردار تم مین سے اگر کوئی آگے بڑھا جلاکر خاک کر دونگا لاشون سے میدان بھر دونگا نورالدہر وطہماس ومیخوار کوہی اور کل انکے ساتھ والے کسی طرح قدم آگے نہین بڑھا سکتے ہین بلکہ جھونکون سے ہوا کے اور پیچھے ہٹے جاتے ہین گھوڑون نے اگاڑیان پچھاڑیان توڑ کر مطلق العنان حیران وپریشان اُس دشت مین پھر رہے ہین کبھی نورالدہر میخوار کوہی سے کہتے ہین ای بہادر یہ تاجدار طرفہ بلا کون ہی یہ قصر وعمارت کیسی جب شام کو ہمارے سپاہ اُترے تھے یہ کوئی علامت نہ تھی یکایک کہان سے آگئی میخوار کوہی کہتا ہی ای شہریار مین نے کبھی ایسا شعبدہ نہین دیکھا مین خود حیران ہون خدا ملکہ مخمور سرخ چشم کو بچائے نہین معلوم یہ کیا طلسم ہی مگر مخمور سرخ چشم اب اندر اُس قصر کے اُس تاجدار کے ملازمون سے جنگ رستمانہ کر رہی ہی زمین ہلا ہلا دیتی ہی کسی پر دانہ یاقوت کا مار کسی کو تیغے سے ہلاک کیا کبھی ابروے خمدار سحر پڑھکے ہلائی ہی چار چار کے سر کٹ کے گرتے ہین مگر اُس تاجدار پر کوئی زوال نہین آتا جب ماش کے دانے پڑھکے پھینکتا ہی ملکہ مخمور سرخ چشم شعلہاے آتش مین چھپ جاتی ہی مگر یاران سحر پرسا کر اُن شعلہاے آتش سے مثل برق کے چمک کر نکلتی ہی ہر چند کہ وہ تاجدار اپنے کو بچاتا ہی مگر مخمور سرخ چشم نے تمام قصر کی دیوار ودر کو گرا دیا ساتھ والون کو اُسکے خاک مین ملا دیا نورالدہر بن بدیع الزمان اور میخوار کوہی وتمام اہالیان لشکر مخمور سرخ چشم کے واسطے بیقرار اور اشکبار نورالدہر طہماس سے فرماتے ہین ای طہماس شاید یہی افراسیاب جادو ہی جو مخمور سرخ چشم ہمیشہ ڈرتی تھی اور مجھسے کہا کرتی تھی کہ افراسیاب ہمہ دان وہمہ گیر صاحب تاج وسریر ساحر یکتا بادشاہ طلسم ہوش ربا ہی معلوم ہوتا ہی اپنی کتاب سامری کو دیکھ لیا آگیا قصر سحر سے بنالیا کل تو اس کوہ پہ قصر کا

نشان بھی نہ تھا آج سب کچھ ہو گیا مجھکو جلا نے کو اُس بجیا نے کلمات حبث آمیز بکار کر کے اور
طہماس کتا ہی ای شہریار چین نے بھی تو کبھی افراسیاب کو نہیں دیکھا خداوندا ملکہ مخمور سرخ چشم
کو پنجہ ظلم سے اس نابکار کے بچانا ہے ابکی مرتبہ کس ساعت سے آنا ہوا ہی صحرا میں آتم پہنے
کا بہانا ہوا ہر مرتبہ نور الدہر بن بدیع الزمان تیغہ خارا شگاف سلیمانی کے قبضہ پر ہاتھ
ڈالتے ہیں نعرہ پر نعرہ کر رہے ہیں مگر بیاڑ تک نہیں جا سکتے طہماس قبضہ پر ساطور کے
ہاتھ ڈالے ہوئے مثل دیو کے جھوم رہا ہی قبضۂ ساطور کو چوم رہا ہی کل فوج تیار آمادہ
حرب و پیکار مگر کسی کا قدم نہیں بڑھتا جو کون سے ہوا کے لشکر میں تلاطم ہی فریاد
و فغان کی صدائیں بلند مگر ملکہ مخمور سرخ چشم بصد قہر و خشم ساتھ والوں کو اُس تاجدار کے
مار کر نیچہ ہاتھ میں جیسے اچھا پھیکت لڑتا ہی دریا خون کے بہا دیے طبقے زمین کے بحر سے ہلا دیے
لختے خون سے تمام لباس پر جے ہوئے چہرہ غصہ سے گلنار دیکھا نور الدہر بن بدیع الزمان
نے کہ برابر اُس تاجدار کے پہونچی اُس بجیا نے بڑھ کر وار تلوار کا کیا مخمور سرخ چشم نے
سپر کو ہاتھ سے پھینکا یا کان سے بجلی نکال کر پھینک ماری برق بنکر اُس بجیا کی کلائی پر پڑی
کلائی کٹ کر زمین پر گری گویا مچھلی دریائے خون میں تڑپنے لگی ہاتھ کٹنے سے وہ خیرہ سر
دست پاچہ ہوا اب کون دستگیری کرے محل نکلنے کا بھی نہ پایا مثل نقش قدم زمین پر
جم گیا اُس حال میں مخمور نے بڑھکر نعرہ کیا او بجیا معشوق بنانے کا مزہ چکھا منم ملک الموت
جان کا فران یہ کہکر نیچہ مارا اُس بجیا نے سر اپنا بڑھا دیا خود اپنے سر پر آفت لی اس سر سے
آگاہ نہ تھا سراسر بدحواس ہوا نیچہ مخمور سرخ چشم کا سر پر پڑا ذرا فرق نہ کیا یا تو نیچہ سر پر پڑا
تھا یا شنگرفیوں سے گذر گیا دو ٹکڑے ہو کے زمین پر گرا فوج میں نعرہ بلند ہوا ملکہ سبحان اللہ
کیا ہاتھ مارا ہی قصر بغض و حسد گرا دیا کس لطف سے لڑی ہو کیا نیچہ برق مثال ہی کیا
جاہ و جلال ہی

نظم

تنہ پہ تیغ برق دم الماس پیکر سے تری [?]	اک قدم آتا عدو کو راہ سو فرسنگ ہی
گر صفِ دشمن پہ سیدھی ہو گئی برق بلا	خود و قاش زین دو حصہ تا بہ حدِ تنگ ہی
پر نہیں یہ وصف جو میں نے بیان اسکے کیے	بلکہ یہ تعریف تو ترش کا آسکے ننگ ہی [?]

آسمان سے تا زمین اور ماہ سے ماہی تلک		امتحان گر کیجیے اسکا تو اک جو رنگ ہو

تمام لشکر میں واہ واہ کی صدائیں بلند ہوئیں ملکہ مخمور سرخ چشم نے اسکو قتل کرکے چاہا بخلون
لاشہ اُٹھی جیسا کا زمین پر مثل ماہی بے آب تڑپا جسم سے خون کا فوارہ چھوٹا ملکہ اُس خون سے
نہا گئی ادھر تو خون جسم پر لگ کے پٹا نہین معلوم اُس مجیب جانی یا رجا دوانی پر کیا صدمہ
گذرا ہاے کا نعرہ کرکے پنجہ ہاتھ سے چھوڑ دیا اب دیکھنے والون نے دیکھا آندھی سیاہ
چلی کوہ پر دھوان بلند ہوا شعلے آگ کے اسقدر بھڑکے کہ کوہ کے پتھر تمام شعلہ جوالہ
بنگئے وہ صداے ہاے ہوئیں بجلیاں چمکین دھوون کا جوش باد تند کا خروش زمین کو زلزلہ
اہالیان لشکر نورالدہر بن بدیع الزمان کو معلوم ہوتا تھا کہ آثار قیامت برپا ہوے ہر
ذیحیات کو یقین کامل ہوا کہ اب ہم فنا ہوے ایک نے ایک کا ہاتھ تھام لیا اندھیرے مین اپنا
بیگانہ نہ سوجھتا تھا معلوم ہوتا تھا ہمکو ہوا اُڑائے لیے جاتی ہے وہ اندھیری تاریکی شب فرقت سے
زیادہ پردہ ظلمات کا سا اندھیرا آنکھون کا بند ہونا بیقراری مین اہالیان لشکر کا رونا بعد عرصہ
دراز کے وہ شور وغل اندھیرا ہواے تند وغیرہ سب ہنگامہ رفع ہوا اب جو آنکھین کھولکر
دیکھا نہ وہ صحرا ہے نہ وہ مقام نہ وہ کوہ نہ لاشون کا انبوہ ایک نئے صحرا مین سب نے اپنے کو
پایا خیمے زمین پر پڑے ہین بارگاہین سرنگون طہماس ومیخوار کوہی شاہزادے کے قریب
کھڑے ہین ساتھ والے کچھ ہوش مین کوئی مصیبت کے جوش مین وہ عجائب وغرائب کھائی
عقل حیران اگر ارسطو ہوتا یہ طلسم دیکھکر مثل طفل دبستان مہر خاموشی دہن پر لگاتا اب سب نے
آنکھین کھولین نورالدہر بن بدیع الزمان کے گرد آگئے نورالدہر نے کہا بھائیو
وہ پہاڑ وہ قصر وہ لاشے سب کہاں غائب ہوگئے ہاے مخمور سرخ چشم کو کون لیگیا
طہماس ومیخوار کو تو ہی کہتے ہین حضور کیا عرض کرین عقل اس معمہ وپیچ وپیچ مین کیا
دخل دے اس تماشاے ہول خیز مین یہ سب اس پریشانی مین سے تھے آثار سحر نمایان ہوئے گریبان
سحر غم مین شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کے چاک ہوا چہار جانب سناٹا تنگ صحرا
دگرگون بلبلون کا جگر خون ہوا طائر عوض زمزمہ سرائی کے صداے ہیہات وافسوس بلند کرتے
ہین پرون سے سر پیٹتے ہین چشمے مثل چشم کور خشک ہین جنگل ویران رنگ چہرہ سحر فق

ہر ذیجات کو قلق اشعار مصنف

ہوئی یک بیک صبح آفت عیاں | ہوئے ماہ و انجم فلک پر نہاں
ستارہ سحر کا ہوا بس نمود | فلک ہو گیا سرخ روئے کبود
اداسی سی ہر سمت کو چھا گئی | کہ صبح قیامت نظر آ گئی
فلک نے کیے برہمی کے رسوم | چلا ماہ لے کر سپاہ نجوم
پڑی اوس میلی ہوئی چاندنی | تلاطم میں سبزے کے دم پر بنی
ہوئے سرنگوں سب نشان اختری | ہوئی آمد خسرو خاوری
لگائے ہوئے غازہ خون جگر | کہ رنگت سے تھا سرخ جسکی سپہر
رخ مہر سے تھا غضب آشکار | تزلزل میں تھا جس سے لیل و نہار
سراپا تھی خورشید میں تھرتھری | طبیعت سے ظاہر تھی آتش گری
گذرنے کا شب کے جو تھا رنج و غم | سحر وہ نہ تھی روز محشر سے کم
اڑاتے تھے ذرے سروں پر جو خاک | سماں تھا دشت وہ ہولناک
صبا کو خزاں کی خبر ہو گئی | گریزاں نسیم سحر ہو گئی
گلوں نے گریباں کیے تار تار | کھٹکنے لگے دل میں غنچوں کے خار
نہالوں پہ تھی صاف پژمردگی | اٹھائے تھا سبزہ بھی افسردگی
بلور اپنے بھولے تھے سب چہچہے | نہ وہ زمزمے تھے نہ وہ قہقہے
بلاتے تھے دل نالہائے چکور | سراسیمہ تھے ہر طرف کبک و مور
کسی جا پہ تھا نالۂ بلبلاں | کہیں مرغ کرتے تھے شور و فغاں
لگے کرنے زاغان کوہی بھی غل | پریشان ہوئے دشت و دشتے کے گل
درندے چھپے خوف سے غار میں | تلاطم ہوا دشت و کہسار میں
قمر کیا سحر کو مصیبت ہوئی | کہ معشوق و عاشق میں فرقت ہوئی

حیرانی و پریشانی میں نور الدہر بن بدیع الزمان بہوت کھڑے ہیں کہ دیکھا شہزادہ بن عمرو عیار انکا جو تلاش کو نکلا تھا اسوقت آکر پہونچا دیکھا تو لشکر میں عجب ہنگامہ کوئی قایم

کوئی خاک اڑا رہا ہی نور الدہر بن بدیع الزمان خاموش فرش خاک پہ بیٹھا ہی شبرنگ
دوڑ کر قدمون سے لپٹ گیا کہا ای شہریار خیر تو ہی آپ جنگ مغلوبہ مین سے غائب ہوے تھے
یہان کیونکر پہونچے یہ لشکر کہان سے ملا اسوقت یہ تردد و انتشار کیا ہی لشکر مین ہاے واے
کا کیون غلغلہ ہی نور الدہر بن بدیع الزمان نے جو اپنے عیار وفادار کو پایا گلے مین باہین ڈالکر
رونا شروع کیا کبھی شبرنگ نے اسطرح شاہزادے کو روتا بیقرار نہ دیکھا تھا قدمون سے
آنکھین ملکر کہا للہ ضبط فرمایے حال مفصل سنایے نور الدہر نے ہاتھ کلیجے پر رکھکر
کہا ای برادر گلرنگ و جلترنگ جادو مجکو و طہماس کو اٹھا کر لائے عالم دل ہو گئین مین
وقت پر آرام جان تسکین دہ دل رنجور عاشق صادق ملکہ مخمور سرخ چشم آکر پہنچین دونون
کو مارا زیر کوہ اترے ای بھائی بیان کو طول کیا دون تخوار کوہی آیا مجھ سے لڑا مسلمان ہوا
شب کو جلسہ آراستہ کیا صبح ہوتے ہوتے فلک نے مجکو لوٹ لیا کوہ پر ایک قصر ظاہر ہوا اسمین
نامرد ایک تاجدار بیٹھا تھا اسنے ملکہ مخمور سرخ چشم کو جانی لنکر پکارا وہ صاحب عصمت و عفت
پہاڑ پر جاکر ایسی لڑی ہزارون ماریں ساحر مارے آخر مین اس تاجدار کو بھی قتل کیا ای شبرنگ
ہمارے بخت سیاہ کا سامنا ہوا بعد قتل ہونے اس ملعون کے ایسا اندھیرا چھایا اب ہم
نہین جانتے کہ وہ پہاڑ کیا ہوا ملکہ کو کون لے گیا ہم اس صحرا مین کیونکر آگئے ہین اپنے
یوسف گم گشتہ کو کہان ڈھونڈھون کہان جاؤن جی چاہتا ہی گلا کاٹ کر مر جاؤن شبرنگ نے
کہا ای شہریار طریقہ سے یہ ظاہر ہوتا ہی کہ وہ مقام کسی طلسم کا ہی اپنے کو کیون ہلاک کیجے چلکر
طلسم کو تلاش کرین انشاء اللہ غلام تیار لگے تھا ملکہ کا گرفتار کرنے والا اپنی حرکت
ناشائستہ کی سزا پایگا نور الدہر بن بدیع الزمان نے کہا ای برادر روح کو راحت نہین
ہاتھ پانون مین طاقت نہین ہے تو اب کچھ نہو سکیگا اگر تم بھی اس معرکہ قیامت خیز کو دیکھتے
ہوش اڑ جاتے ایسے کلام نہ کرتے ای بھائی کہان تلاش کرون یکایک یہ قیامت برپا ہوئی
کہ آنکھون سے مخمور سرخ چشم مخفی ہو گئی مگر بقول تمہارے کیا مین اب پلٹ کر لشکر مین جاؤنگا
اسی صحرا سے ہول خیز مین سر ٹکرا کر مر جاؤنگا ای تخوار کوہی بسم اللہ لشکر تیار کرو فوراً
لشکر مین قرنا ہوئی گھوڑون پر کاٹھیان پڑنے لگین نور الدہر بن بدیع الزمان

کا یہ حال ہوا کہ مرکب پر سوار ہوا نہیں جاتا مرکب سے پانون نکلا جاتا ہی طہماس نے آ کر
ہاتھ تھاما مرکب پر بمشکل سوار کیا خاک اڑاتے طرف صحرا کے چلے لیکن بموجب ابیات

دشوار ہی اک قدم کا چلنا — آسان نہیں یہان سنبھلنا
کہتا تھا بجبر رد کے ہر گام — ای زور رہا رہے ہاتھ کو تھام
طاقت بیتاب ہو گئی ہی — تسکین خراب ہو گئی ہی
ای شوق کر اب تو دستگیری — عاجز ہی شباب مثل پیری
ہی سر پہ وبال دوش اب تو — کچھ بھی نہیں ہمکو ہوش اب تو
ای طاقت رفتہ آ خدا را — دل توڑا ہی ضعف نے ہملا
سر پھرتا ہی گردش فلک سے — رنگ اڑتا ہی درد کی چمک سے
محزون ہون دہر کی ہوا سے — مغموم ہون بخت نارسا سے
طالع گردش دکھا رہا ہی — گردون مجھکو پھرا رہا ہی
شادی سے جو ہی بگاڑ مجھسے — غم کرتا ہی چھیڑ چھاڑ مجھسے
سوز فرقت سے جل رہا ہون — حیرت سے مین ہاتھ مل رہا ہون
وہ نخل ہون جو پھلا نہ پھولا — وہ شی ہون جسے ہر ایک بھولا
وہ درد ہون جو سہا نہ جائے — وہ حال ہون جو کہا نہ جائے
وہ تیشہ ہون اپنا سر جو پھوڑے — وہ سخت ہون اپنا دل جو توڑے
بیداد ز جور چرخ بیداد — فریاد ز دست عشق فریاد
شدت پہ ہی زور ناتوانی — سر پر ہی سوار سرگرانی
غمخواری کرے کسی غرض ہی — تب ڈرتی ہی جس سے وہ مرض ہی

اس جوش و خروش مین شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان قطع منازل و طی مراحل
مین مصروف ہی دن بھر رہروی کی شام کو قریب ایک کوہ کے پہونچے طرف اسیر ایک
قصر کہنہ بنا ہوا معلوم ہوا طہماس نے عرض کی شام قریب ہی آج شب اسی مقام پر بسر
کیجیے نور الدہر بن بدیع الزمان گھوڑے سے اترے طہماس گینڈے سے کود پڑا

ساطور کپڑے شل رہا ہی ایسی بارگاہین وغیرہ استادہنین ہوئین جھگڑون سے باز آ
رہے ہین کارگذاران میخوارہ کوئی تدبیر کر رہے ہین کہ دیکھا اُس قصر کہنہ سے جو لب کوہ
واقع تھا ایک زنگی سیاہ رو بدصورت مہیب قدتاڑ کا لٹھا ہونٹھ موٹے موٹے کریہ منظر
عفریت پیکر بموجب بیت سعدی علیہ الرحمۃ بیت

توگوئی تا قیامت زشت روئی	بر و ختم است بر یوسف نکوئی

تیغہ کے قبضہ پہ ہاتھ دھرے ہوئے پہاڑ سے کودا آواز دی یہ کون اجل گرفتہ ہی جو
یہان لشکر اُتارا ہی غل شور سے ہمارا سر پھرا جاتا ہی جلد یہان سے لشکر کو اُٹھاؤ اور کہین
جاکے اُترو ورنہ ایک ایک کو سزا سے مقتول دونگا جس مقام پر طہماس کھڑے تھے
یہ زنگی ایسے کلام سخت کہتا ہوا وہان پر آیا طہماس نے آواز دی ادھر دیکھ ابی کیا واہی
تواہی بکتا ہی زبان کو بند کر اگر یہان اُترے تو کیا کچھ تیرا لے لیا اس زمین کے واسطے شرف
حاصل ہوا نہین آگاہ ہی یہ لشکر کس کا ہی نبیرہ زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران شاہزادہ
نورالدہر بن بدیع الزمان وہ سامنے جلوہ فرما ہین یہ جو طہماس نے کہا وہ زنگی سیاہ رو
غصہ سے لال ہوگیا جواب دیا کیسا سپاہی کیسا بہادر ہم اپنی زمین پر نہین اُترنے دیتے جلد اُٹھو ورنہ
تلوار کھینچتا ہون طہماس نے ہنس کر کہا او گیدی لاکھ دو لاکھ کو بلا تو شانہ ڈرین گر تنہا اگر عالم
ایک طرف ہو جاوے تو اپنی کرین یہ سنکر اُس زنگی نے طہماس کو تیغہ کا ہاتھ مارا طہماس نے ساطور پر
کا نخطا معلوم ہوا دو اژدہے آپسمین لپٹ گئے طہماس نے تلوار اسکی روک کر نعرۂ تکبیر کیا اُلجھاؤ
مین سے ہاتھ نکالا سر کو بچا کر پر ساطور کا ہاتھ لگایا مثل خیار تر اُس زنگی کے دو ٹکڑے ہوئے
زنگی کا مرنا قیامت برپا ہوئی نورالدہر بن بدیع الزمان نے دیکھا طہماس کی گردن
و کمر مین ایک زنجیر لپٹی ایک پنجہ آسمان سے گر کر مین طہماس کی پڑا اُٹھا کر پردے ہوا
لے گیا اور ایک آواز آئی ہیبت خیز کہ جس سے زمین تھرا گئی بجائے خون کے زنگی کے جسم
سے دھوان نکلا سارے لشکر مین اندھیرا چھا گیا آنکھین سب کی بند ہوگئین بعد تھوڑی
دیر کے زمین کا کانپنا موقوف ہوا دھوان بھی دفع ہوگیا اب دیکھا جس مقام سے صبح کو
کوچ کیا تھا وہی جگہ ہی نہ وہ پہاڑ ہی نہ زنگی کا لاشہ دکھائی دیتا ہی اب تو سب اور زیادہ

حیران و پریشان ہوے واسطے طہماس کے نورالدہر بن بدیع الزمان نے گریبان پھاڑ ڈالا
کہا او شبرنگ دوسری آفت ہوئی رفیق قدیم ساتھ سے چھوٹا فلک نے پہلی منزل مین لوٹا
شبرنگ کے بھی ہوش و حواس درست نہین مگر ضبط کر کے کہا ای شہریار صبر لازم ہی اور
مینخوار کوہی کو پکار کر آواز دی جلد بارگاہ آراستہ کراؤ اس تردد و انتشار سے کیا
حاصل ہوگا سمجھا کر نورالدہر بن بدیع الزمان کو بارگاہ مین لایا مقام صدر پر بٹھایا
سردار اپنے اپنے مقام پر بیٹھے مگر سب خاموش حیرت کا جوش نورالدہر نے کہا ای
مینخوار کوہی اب تم لشکر لیکر اپنے قلعہ کو جاؤ ہمارا ساتھ چھوڑ دو علاوہ معشوق کے
طہماس کے غم نے دل کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہمارے بچپن کا رفیق عاشق صادق جری
بہادر تیغ زن صف شکن ہماری محبت مین طہماسب ایسے بیٹھے کو میدان قلعہ فولادمان مین
دارا چھاتی پر چڑھ کر اپنے نور نظر کا سر کھینچ لیا ہمارے قدمون پر لا کر ڈالدیا ایسے چاہنے
والے کس کو ملتے ہین اب ہم یکہ و تنہا اُسکی تلاش مین نکلتے ہین یا تو اُسکو تلاش کر کے
لاتے ہین یا اپنی جان دینگے یہ روے سیاہ کسکو دکھائینگے مینخوار کوہی بے اختیار رونے لگا
کہا حضور وہ رفیق قدیم تھے ہم غلام جدید ہین مروت سے بعید ہی کہ اسوقت مین آپکا ساتھ
چھوڑین اگر حضور جان دینگے ہمکو اپنی جان کب عزیز ہی اگر حکم ہو سر کاٹ کر قدمون پر ڈالدین
جو حضور کا حال وہی ہمارا بھی حال شب بھر یہان بسر کیجیے صبح جہان سرکار چلینگے
غلام حضور کے ساتھ ہین یہ سب غلامان باوفا ہین انمین سے کوئی قدم نہ ہٹائیگا غلام
کو ہمیشہ سپاہیون سے عشق رہا ان سب صاحبون کو خون جگر پلا کر پرورش کیا ہی یہ بارہ
ہزار بارہ لاکھ سے نہ رک سکینگے بس نورالدہر بن بدیع الزمان نے سر جھکا لیا چپ ہو رہا
سب نے کھانا کھلایا شبرنگ تو مثل سایہ کے ہر وقت ساتھ ہی بعد خاصہ کے پلنگ پر آکر
بیٹھے شبرنگ حاضر ہی اب شب ہجر سیاہ کا سامنا ہوا فرمایا شبرنگ تم آرام کرو صبر و قرار
نے ہمارا ساتھ چھوڑا راحت و آرام نے منہ موڑا یہ کالی رات کیونکر کٹیگی بلا سے سیاہ ہی
کہا جائیگی فلک بھی ستارون سے آنکھین نکالتا ہی آج ماہ تابان مثل تابہ آہن سیاہ ہی
مارے ہین یا خال چہرہ زنگی خیمہ مثل گور تنگ ہی اب تو زندگی سے دل تنگ ہی اس پریشانی

ہین یہ اشعار زبان پر جاری ہوے اشعار میر شوکت حسین صاحب تخلص بہ سحر لنظم

ہجر مین جان پہ آجاتی ہی آفت دل کی
کرتی ہی روح کو بے چین اذیت دل کی

آکے بیٹھو مرے پہلو مین کوئی دم تو کہون
ایک مدت ہی مصیبت کا حقیقت دل کی

کیا کہین اسکو نکلا کوئی ارمان وصال
آج چہرے سے ہویدا ہی بشاشت دل کی

جب سے اس شوخ پہ آئی ہی طبیعت اپنی
روح تن مین ہی جاتی رہی راحت دل کی

جاکے ان گیسوؤن سے الجھتا ہی عبث
دیکھنا ایکدن آجائیگی شامت دل کی

اٹھ نہ پہلو سے کہ ہی شاق بہت ای دلبر
ایک تو ہجر ترا دوسرے فرقت دل کی

دونون عالم کو ڈبو دین مری دونون آنکھین
فرقت یار مین پائین جو اجازت دل کی

مار ڈالیگا طبیعت کا کہین آجانا
جان بھی جائیگی کہتی ہی یہ رخصت دل کی

رات بھر شبرنگ بن عمرو خدمت مین حاضر رہا سمجھایا کیا شاہزادہ نہ خود سویا نہ شبرنگ کو سونے دیا جب قلیل رات باقی رہی ذرا آنکھ لگی تھی گھبرا کر شاہزادہ اٹھ بیٹھا کہا ای شبرنگ بڑا غضب ہوا ملکہ کسی آفت مین مبتلا ہی ابھی ابھی مین نے خواب مین دیکھا میرا نام لیکر روتی ہی مکان تنگ و تاریک مین بند گرد ساحران خوک پیکر وہ ماہ آسمان حسن و جمال عجب رنج و ملال مین مبتلا تھی مین جو سامنے پہونچا آواز دی کیون ملکہ مزاج کیسا ہی فقط اتنا جواب دیا کہ شہریار ہمارے پاس نہ آئیے ہم طلسم مین قید مین اگر آپ یہان آئیے گا تو مصیبت مین پھنس جائیے گا مگر کسیطرح خواجہ عمرو کو اطلاع کیجیے کیا عجب ہی وہ اگر اس بلانصیب کو قید آفت سے چھڑائین بڑے بڑے زبردست یہان ساحر ہین علم سحر سے خوب ماہر ہین ای شبرنگ مین نے چاہا کہ نام طلسم کا پوچھون آنکھ کھل گئی آنکھین کور ہو جائین تو صبر آتا کلمات حیرت دیاس سننے کی طاقت نہ تھی مگر بیٹھے خواب مین بھی اس تک نہ پہونچ سکے پھر کر رہ گئے شبرنگ نے کہا ای شہریار اس خواب سے تو خیال ہوتا ہی کہ ملکہ چین سے ہین آپ نے مصیبت مین دیکھا عکس اسکا علیش ہی نورالدہر بن بدیع الزمان نے کہا ای شبرنگ یہ رؤیا سے صادقہ ہی وہ ہی ہی جو آنکھون سے دیکھا دل خانہ خراب ہدایت کرتا ہی کہ خواب سچا ہی ہر چند شبرنگ بن عمرو سمجھاتا ہی کب صبر آتا ہی ولولہ بڑھتا جاتا ہی

بقول کسی شاعر کے شعر

عاشق کو بھی ہوتا ہے کہیں صبر و تحمل
حضرت ناصح جو آئین یہ وہ دل لئیں آہ

دیگر

وہ کام بتاتا ہے جو آتا نہین مجکو
تو کوئی مجکو سمجھا دے کہ سمجھا نہ کیا

دیگر اشعار مصنف

گیسوؤں کی یاد مین شب غم بسر ہوئی
کن حسرتون مین آہ ہماری بسر ہوئی

فرقت مین تیری رات تڑپکر بسر ہوئی
کچھ رات رہ گئی تھی کہ اپنی سحر ہوئی
یاد رخ صبیح مین پری ہی نہ تھی کہ صبح ہوئی

جب دم لبون پہ آگیا اُس دم سحر ہوئی
عین شباب و فرقت معشوق مہربان
شام شباب عمر کی دم مین سحر ہوئی

جب ہونٹھ پہ دم شاہزادے کا آیا صبح فراق نے روے سیاہ دکھایا اُٹھکر وضو کیا نماز سحر سے فراغت حاصل کی پھر شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان جو شان دخروشان بدحواس عالم یاس پشت مرکب پر سوار ہوکر تلاش محبوب مین چلے شبرنگ رکاب سے لپٹا ہوا عقب مین تمام لشکر ملکہ مخمور سرخ چشم کا غم طہماس کی جدائی کا الم ہر مرتبہ شاہزادہ آہ کا نعرہ مارتا ہے چاہتا ہے ان سبھون کے ساتھ سے الگ ہو جاؤن اپنے کو دشت نجد مین پہونچاؤن شبرنگ بن عمرو تو پہچان کر کہتا ہے کہ شہریارا ایسے مقام پر چند کس کا ہمراہ ہونا بہت مناسب ہے غلام سے الگ ہونے کا براے خدا قصد نہ کیجیے گا بموجب مصرع دو دل یک شود بشکند کوہ را شاہزادے نے بمشکل دل کو سنبھالا بصد سوز و گداز اس غزل کو شروع کیا غزل

زندگی کیون نہ ہو وبال ہمین
کیا کہین آپنے ایک بوسہ کو
صاف ناہین ہم پامال ہین
آج بھی ٹل گیا جو وعدۂ وصل
پھیر دین وہ ہمارا مال ہمین
بھر دل آزاریان وہ کرنے لگے
وہ ہوا اور انفعال ہمین
چاند دیکھا جو چودھوین شب کا

خون سے کر دیا حلال ہمین
شرم ہے مانع سوال ہمین
مجھ سے کہتا ہے تنگ شوق مین دل
یار ہوگا بڑا ملال ہمین
حسرتین دید کی نکلنے آئین
دیکھ پایا ذرا بحال ہمین
خاک ہی اوڑھنا بچھونا ہے
انکے رخ کی ملی مثال ہمین

زلف جانان کا ہے خیال ہمین
تونے قاتل کیا نہال ہمین
ساقیا دُرد محتسب کو دے
اپنے پہلو سے تو نکال ہمین
دل کی قیمت جو بوسہ دیتے نہین
نظر آئے جو وہ جمال ہمین
وصل مین یار سے رو ٹھ گیا
یہی سند یہی ہے شال ہمین
ہائے وحشی کسی کی آنکھون کا

گھورتے ہین بہت غزال ہمین
آکے دنیا مین تجھسے بعد ہوا
کردیا بے چھری حلال ہمین
وصل مین عجب حسن کے باعث
اتنا ہوتا گیا زوال ہمین
بولا قاتل لگا کے تیر نظر
نظر آئے کہین ہلال ہمین
ہجر مین فرش غم پہ گرتے ہین

وصل مین یار مجھسے کہتا ہی
اب ہی دور کار اتصال ہمین
ہوا فصل گل مین کیون سودا
نہوئی بات کی مجال ہمین
یار جو بے عدیل پایا ہی
خوب آتی ہی دیکھ بھال ہمین
عشق ابرو مین جھک کے ہوگئے خم
اٹھ کے اے درد دل سنبھال ہمین

ہجر کا کچھ سنا و حال ہمین
تو نے ابرو دکھا کے غیرون کو
ہو گیا کیا یہ اب کی سال ہمین
جتنا اُنکا عروج حسن ہوا
لوگ کہتے ہین بے مثال ہمین
یار انگڑائی ہاتھ اٹھا کر لے
سب کہین صاحب کمال ہمین
آتش غزل نے اور آگ عشق کی

بھڑکائی مگر خیال ہی کہ ای نور الدہر خواب تمہارا سچا ہی اگر ذرا بھی نشان ملجاے تو تمہاے
پیدا کر جا پڑون اگر زندگی تمام ہوچکی ہی تو قید خانہ مین شکر یہ تو کیگی کہ ہمارا عاشق جانباز تھا
مردان عالم مین سرفراز تھا کہ ہماری جستجو مین جان دیدی اور اگر حیات باقی ہی اور ہمکو
پہونچ گئے بخت نے رسائی کی اور رہا کیا تو اسوقت کیا خوشی ہوگی اور ای نور الدہر
چونکہ مقدمہ وہان ساحری کا ہی اسوجہ سے خواب مین بھی فرمایا کہ خواجہ عمرو
کو خبر کرو جانتی ہین وہ عیار طرار ہی رہا کرینگے اور تمسے کیا ہوسکیگا مگر خدا نے ہمکو
ساحر کش بنایا ہی بچپن مین طلسم گوہر بار سلیمانی کو فتح کیا اگر خدا نے فضل کیا تو اس
طلسم کو بھی چل کر فتح کرسکتے ہین الغرض دن بھر اس وادی ہولناک مین رہروی کرتے
رہے کوئی چھ گھڑی دن پچھلا باقی تھا ایک صحراے سبزہ زار مین گذر ہوا صحرا دلچسپ
قطعہ دار جابجا گل خودرو کی بہار ایک جانب کوٹھا کھلا ہوا صاف ظاہر ہوتا تھا کہ
فرش زمردین پہ جال مروارید کا پڑا ہی طائران زمزمہ سرا بزبان بیزبانی صفت مین باغبان

دمبدم قدرتی مصروف ہین **نظم**
دیگر برگ درختان سبز در نظر ہوشیار
ہر گیاہے کہ بر زمین روید
ہر ورقی فہرست معرفت کردگار
وحدہ لاشریک لہ گوید
چونکہ وقت آخر روز ہی

دھوپ ساتھ زردی کے معلوم ہوتی ہی عکس نیر اعظم سے تمام زمین دشت پر چمن
زعفران زار کا دھوکا ہوتا ہی سبزہ دشت کا دل مین سبز بختون کے تخم محبت بوتا ہی

جا بجا چشمے موج مار رہے ہین طائران صحرا سبزے کی فکر مین عندلیب چمن پیرا سے از ل کے ذکر مین زیر نخل جا بجا پھولون کے انبار ایک جانب لالہ باد ل داغدار ابیات

دشت تھا صفحۂ زمرد گون ۔ صاف مثل دلون پاک درون ۔ تھی اُسی سبزہ زار سے اظہار
سبزۂ خط گلرخان کی بہار ۔ سبزہ ایسا تھا دل فریبندہ ۔ مُردہ ہو جسکو دیکھکر زندہ
بس نظر کرتی تھی جہانتک کام ۔ مخمل سبز ہی بچھا تھا تمام ۔ سو گئے اُس سبزے پر اگر بیمار
تندرستی کے ساتھ ہو بیدار ۔ یہ ہوائے خوش آ رہی تھی ۔ روح بالیدگی سی پاتی تھی
کف پا جنے اُس زمین پہ دھری ۔ پڑھ گئی بس دماغ کو سردی ۔ دل شبنم یہ چاہتا ہے وہان
رہون اسی سبزہ زار پر غلطان ۔ اک طرف کو وہ سبزۂ نوخیز ۔ اک طرف کو زمین عنبر بیز

شاہزادے نے جو دشت پر فضا کو دیکھا یاد عشق نے بیقرار کیا سبزے نے زہر کی تاثیر پیدا کی نوک سبزۂ خار بنکر قلب مین چبھے ہر پھول شعلۂ آتش ہوا واسطے دل جگر کے شمشیر سرکش ہوا ہر نخل کی شاخ خنجر آبدار ہو جہ آب نہر کھنچی ہوئی تلوار حباب آنکھین نکالتے ہین اشارے کرکے ٹھملتے ہین میخوار کوہی نے کہا اے شہریار اسی مقام پر فروکش ہو جیے زیادہ مشوش نہ ہو جیے انشاء اللہ احکم الحاکمین رہبر کامل جادۂ منزل مراد پر پہونچانے گا مطلب دلی بر آئیگا سبزہ زار کو دیکھکر جو شاہزادہ آنکھون مین آنسو بھر لایا قمبر رنگ نے قدم آگے بڑھایا عرض کی حضور غم غلط کرین ٹھنڈی سانسین نہ بھرین ذرا بھی غلام نشان پا جائے ساحر ہون یا غیر ساحر فوراً اپنے کو وہان نہ پہونچاؤن تو فرزند خواجہ عمرو غلام کو نہ کہیے گا مطمئن رہیے دن رات غلام اسی فکر مین ہے کہ یہ کون تھا جو تاجدار بنکر قیامتین برپا کر گیا اور حضور غلام نے سوچا افراسیاب جادو تو نہ تھا اگر افراسیاب ہوتا آپکو زندہ نہ چھوڑتا یہ کوئی شعبدہ جدید تھا انشاء اللہ پتا لگا ہی چاہتا ہے حضور طبیعت کو پراگندہ نہ کیجیے دل کو تسکین دیجیے میخوار سچ کہتا ہے اسی مقام پر اُتریے صحرا معقول ہے وہ دیکھیے سامنے قریہ بھی معلوم ہوتا ہے آبادی بھی قریب ہے نور الدہر بن بدیع الزمان نے آنکھون مین آنسو بھر کر فرمایا کہ اے قمبر رنگ اب تو میرا یہ حال ہے طبیعت ویرانے کو ڈھونڈھتی ہے وہان جاکر ٹھہرون کہ انسان کا نام نہ ہو وحشیان صحرا سے دل بہلائینگے اپنے غزال رمیدہ کو دل کھو کر تلاش کرینگے تم براہ محبت

سمجھاتے ہو مجکو ناگوار ہی اٹھ پہر اُسی کا انتظار ہو اُس ملعون تاجدار نے جو کلمہ محبت آمیز
کہا مین نے دیکھا کہ اُس شیر زن کا چہرہ غصہ سے لال ہوگیا پیشانی پر پسینہ تھا کیون اے
شبرنگ تمکو یاد ہوگا ہزارہا جادوگر طرف سے افراسیاب کے ہم لوگون کے مقابلہ کو آئے
اُن بھیاؤن نے بڑے بڑے نیرنگ دکھائے مگر ایسا سحر کسی کو کرتے نہین دیکھا ماشاء اللہ
کس دھوم دھڑکے سے لڑی اول طائرون کو جلایا وہ طائر کمبخت کیا بلا کے تھے جسم
نازنین اُسکا نوچے ڈالتے تھے آنکو پھونک کر قصر کو مٹایا اُسکے ساتھ والون کو قتل کیا
اُس تاجدار پر بھی تو جا پڑی مگر اُس ملعون کے مرتے ہی قیامت برپا ہوئی ملکہ کا تپانہ طمانہ
قصر تھا نہ وہ کوہ تھا ہمارے قلب پر غم والم کا انبوہ تھا شبرنگ نے کہا اب اُن باتون
کو نہ یاد کیجیے اب ملحوظ رہے کہ شبرنگ پاس نورالدہر کے کھڑا ہی نمائش کر رہا ہی ابھی
لشکر اچھی طرح پر اُترنے نہین پایا ہی بار لدے ہوے ہمراہیان مخیوار کو ہی ہل چل ہے
ہین کہ دیکھا قریہ کی جانب سے ایک عورت سیاہ فام ہوٹے ہوٹے گال سر پر بڑے
بڑے بال قد لمبا شل چنار صحرائی آنکھین بھرائی ہوئین بلکہ ایک آنکھ سے کانی کلوا بھیرون
کی نانی بجیہ کی سی صورت یا کالی جی کی مورت ہیبتناک کھاردے کی تہبند باندھے ہوے
نیلی کرتی دو دو مشکین سینہ پر لٹکتی ہوئین یا ٹھیون کے تھیلے تھے کان مین جست کی بالیان
ناک مین پیتل کی موٹی سی نتھ لسن پیاز کی گٹھیون کا گندھا ہوا ہار جنجی کوڑیون کا مالا گلے مین
شعر تھی جلد بدن کی خرس کی کھال ٭ رو مین نہ تھے ریچھ کے تھے وہ بال ٭ روز روشن
مین اگر کوئی دیکھے آنکھون مین اندھیرا آئے صورت ہیبتناک اُس ماہ ختلی کی دیکھکر
قلب تھرائے چہرہ اسقدر کالا ہی کہ اُسنے توے کی مثال ناقص ہی شب دیجور کھون رات
سے مثال دون جھولی بائین ہاتھ پر آستین اسباب بحرانی کے دہنے مرکے دانے
سرسون و کالے ماش وغیرہ اُس بدمعاش نے یہ سب سامان سحر جھولی مین بھر لیا تھا مگر
اب شبرنگ نے دیکھا کہ بارہ ہزار ساحر جا بجا کھڑے ہین مگر اسکی نگاہ نورالدہر بن
بدیع الزمان پر پڑ رہی ہی شبرنگ چاہتا ہی کہ آقا و سید سے سپاہی ہین قصد ہوا کہ
آگے بڑھکر کلام کرون مگر کلیجہ دھڑکنے لگا دل سے کہتا ہی خدا خیر کرے کوئی آفت تازہ

آئی جاتا کہ بڑھون وہ قریب آگئی اور نور الدہر سے آنکھ ملا کر آوازدی لشکر یہان سے ہٹاؤ
اور کہین جا کر اُترو ربیع کی فصل ہی کھیت سب ہرے بھرے ہین فوج سے پامال ہوجائینگے
ہمارے اسامیون کا نقصان ہوگا بدمزہ ہر ایک کسان ہوگا کوت ہوچلی ہی ابھی کھیت بٹائی کے
مین ملئی لوگ یہان نہین ٹھہر سکتے جو فروش گندم نما معلوم ہوتے ہو تم لوگون کی بھی روٹی
پر شبرنگ نے ہلپٹ کر کہا اے بیکبخت تب کی شب اُتر رہینگے مسافرانہ وار دہین صبح ہوتے
چلے جاوینگے اُس ساحرہ نے کہا نگوڑے الگ جا تو سنا ہے اڑھائی چانول گلا ہم تیرے
آقا سے کلام کرتے ہین نہ خود بات کرتا ہی نہ اور کو بولنے دیتا ہی یہ مقام پر آفت ہی نور الدہر نے
جو یہ کلام واہیات سنے قبضہ پر ہاتھ ڈال کر کہا شبرنگ کیون ایسی نکاتہ کی منت کرتے ہو
مین ابھی زبانِ تیغ سے جواب دیتا ہون شبرنگ نے ہلپٹ کر اشارے سے منع بھی کیا
کہ حضور ساحرہ پر غصہ کرنے سے کیا فائدہ مین ترکیب سے انکی خدمت میکے لیتا ہون یہ مرد
سپاہی بات کی برداشت نہین چاہا تلوار کھینچ کر جا پڑین شبرنگ نے جلدی ساحرہ کا ہاتھ
پکڑ لیا اور کہا بی بی تم ہمسے متوجہ ہو اُنسے کلام نہ کرو ہمین لشکر کا اختیار ہی ہم ابھی لشکر کو یہانسے
لیے جاتے ہین مسافر کو کیا مشکل ہی یہ دشت سبزہ زار ہی ریگستان مین جا اُترینگے ساحرہ
نے ہاتھ چھڑا لیا کہا نگوڑے ہم منع کرتے ہین نہین مانتا جسکے منہ مین چانول بھرے ہوتے
ہین وہی چبا چبا کر باتین کرتا ہی دیکھ مین ابھی سزا دیتی ہون یہ کہکر جھولی پر ہاتھ ڈالنے لگی شبرنگ
سوچا غضب ہوا بس اسنے کہا ملکہ عالم وہ دیکھیے گاؤن سے ٹھاکر صاحب بھی آگئے ہین
آپ کو بلاتے ہین بس وہ ابلہ گرفتہ پلٹی شبرنگ تو برابر کھڑا تھا لپٹ کر کوکھ پر خنجر مارا ساحرہ
کا شکم چاک قصہ پاک ہوا ہاے کہکے زمین پر گری مگر اُسکے گرتے ہی ایک زنجیر آتشین پیدا
ہوئی ایک سرا گردن مین شبرنگ کے دوسرا کمر مین نور الدہر بن بدیع الزمان کے پیچیدہ ہوا
یہ تو بستۂ سلسلۂ محبت تھے ہی خانۂ زنجیر کو قصر راحت سمجھے مگر لشکر مین غل ہوا کہ خواار کو ہی
دوڑا وہ زنجیر دونون کو کشان کشان لیکر بلند ہوئی آنکھ دونون کی بند بیہوش ہوے نہ سمجھے
کہ پھر کیا گذری لشکر والون نے دیکھا کہ عیار و سردار زنجیرون مین گرفتار ہو کر چشم زدن مین
آنکھون سے ناپدید ہوے سب نے چاہا تعقب کرین کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی اُس

آندھی سے رعد کی گرج برق کی چمک مینھ برسنے لگا کوہیون کے سر کٹ کٹ کے گرنے لگے
تمر میخوار کوہی اِس معرکہ کو دیکھکر گھبرایا مگر کیا ہو سکتا ہے اس آندھی مین ہر ایک کو سکتا ہے رنج یہ
نئی ہے یقین ہے اب شورش ہوا سے دم نکلجاے آخر مجبور چار گھوڑون پر سوار ہوکے جسکا جدھر
منہ اُٹھا اُدھر نکلگیا جان بچا کر ٹل گیا ایک سمت میخوار کوہی بھی بھاگا چونکہ افسر تھا ہزار
دو ہزار نے ساتھ دیا مگر دیکھتا ہے کہ آندھی مثل بلاے ناگہانی کے چلی آتی ہے سوار پیدل
سیکڑون سنگر اُنکرا کر مر گئے مال اسباب سب وہین چھوٹا لقد جان کو غنیمت جان کر بھاگے
جاتے ہین جب پانچ کوس پرے آکر پہونچے اب جوش وخروش ہوا کا موقوف ہوا لرزان ترسان
ایک درہ کوہ مین آکر ٹھہرے بعد عرصہ دراز کے ہوش وحواس درست ہوے میخوار
نے کہا یارو افسوس ہے جان کا ایسا پاس ہوا کہ سواے بھاگنے کے کچھ نہ بن پڑا شبرنگ
بن عمرو اور آقاے نامور پر نہین معلوم کیا گذری وہ ساحر نہ تھی بلاے ناگہانی آفت
آسمانی کہنا چاہیے سب نے کہا حضور ہمارا کیا زور تھا اگر نہ بھاگتے تو کیا کرتے شعبدے
تو کبھی آنکھون سے نہ دیکھے تھے منزل اول مین طہماس پر وہ معرکہ گذرا دوسری
منزل مین آقاے جیتے تھے کمال پہلوان دوران لشکر مین صاحبقران کے چلیے صاحبقران
سے جلکر یہ حال بیان کیجیے وہ کشندہ ساحران عالم ہین صاحب اسم اعظم مین کچھ تدبیر
کرینگے میخوار کوہی نے کہا یہ روسیاہ اس قابل ہے کہ جاکر اُنکے بزرگون کو دکھاؤن کیا منہ
لیکے جاؤن اپنے مواق حقیقت کے جنگل جنگل اس شیر بیشۂ جرأت کو تلاش کرونگا یا زہیب
تڑپ کر اپنی جان دونگا ہزار دو ہزار کوہی جو اُسکے ساتھ تھے اُنکو ہمراہ لیکر براے تلاش
شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان وشبرنگ بن عمرو وطہماس بن عقیل دیوبند
روتا پیٹتا ہوا روانہ ہوا اُنکو راہ مین چھوڑو

دو کلمہ داستان حشمت انگیز اُس گل گلزار محبت وعندلیب چمنستان مودت
قمری سرو حدیقۂ رعنائی بلبل شاخسار گلشن زیبائی رنجور مہجور ملک مخمور سرخ چشم
گرفتار طلسم حیرت قیدی زندان مصیبت کے بیان ہوتے ہین کوہر آبدار سخن کو
رشتۂ تحریر مین یون پروتے ہین ساقی نامہ تصنیف مصنف

کدھر ہے تو اے ساقیِ نازنین
پلا جام صہبائے انگور کا
غم و درد سے دل ہوا پاش پاش
کہ گردوں فلک دور پیمانہ ہے
پھنسا ہے مرا ساقیِ مہ لقا
کہ پیر مغان سے نہیں یہ امید
ارے ساقیِ بے خبر تند خو
ہے اس غم سے شیشے کو ہچکی لگی
تصور میں ہے صورت اس یار کی
اسی جستجو میں اڑاتا ہوں خاک

پلا ساغرِ بادۂ دخترزین
پہ کیا ہے بھلا ساقیِ روزگار
ہے وحشت انگیز کی ہے تلاش
کہاں قید ہے رشک بنت العنب
کہ جب شیشۂ مے کا بیکدا
تڑپتا ہوں اس مہ لقا کے لیے
مجھے زہر ہے نام جام و سبو
یہ ہے میکدے میں غم و ہم کا جوش
ترقی پہ ہے نشۂ بیخودی
جہاں تیرہ و تار ہے اے قمر

تصور ہے اک چشم مخمور کا
تلاطم ہے میخانہ میں آشکار
طلسمات کا تیرا میخانہ ہے
بتا ساقیا غیر ہے حال اب
سمجھنا نہ مخمور ہے اس میں بھید
مدد کر مدد کر خدا کے لیے
تصور ہے اس یار کا ہر گھڑی
کہ بے اس کے بیکار ہے ناؤ نوش
اسی گل کی ہے سر بسر مجکو تاک
وہ خورشید رو آئے کیونکر نظر

غزل لائق ملاحظۂ ناظرین

غزل

اے مرگ دیکھتی ہے انھیں بار بار کیا
سینہ کے زخم بھی ہیں شگاف ہزار کیا

بدلو جو رنگ رو کی طرح اختیار ہے
اے جان امید وعدۂ بے اعتبار کیا

اس وصل میں فراق فلک بھی نہ کر سکا
لپٹے ہوئے ہیں دامن لیل و نہار کیا

آنکھیں کھلی ہوئی ہیں جھپکتی نہیں پلک
تکلیف نزع بھی ہو شب انتظار کیا

بہرے ہو تم بھی ناصح نافہم کی طرح
جو پوچھتا ہوں پوچھتے ہو بار بار کیا

مانے نہ مانے مرگ سے کیونکر کروں سوال
جسطرح تیرا دل کہ مجھے اختیار کیا

کب ہے قریب راحت دشمن پہ اعتماد
تلوے کھجائے گی خلش نوک خار کیا

رکھتی ہے شکل روح جو آغوش پر خراش
معشوق آبلہ ہے کوئی نوک خار کیا

سائل ہوں ایک بوسہ کا دو چار کا نہیں
میں طول مدعا میں کروں اختصار کیا

انجام دیکھتے نہیں آغاز کے سوا
ہے طول زلف رحمت پروردگار کیا

جیتا ہوں کے ناز اٹھائیں رات بھر
تھا جوش شوق جلوۂ دیدار یار کیا

ہنگام وصل یار بھی یہ بھولت نہیں
داغ فراق ہے ستم روزگار کیا

قاتل نے بعد ذبح کے آنکھیں نکال لیں		دیکھیں گے شکل راحت خواب مزار کیا
مانند بوسہ چار لبوں میں نہاں ہوئیں		پوشیدگی ہو میسری بھلا آشکار کیا
پتلی سی دے دے اک کفنی دود آہ کی		اے روح پوشش بدن سوگوار کیا
چکر میں ہے نصیب تو گردش میں آرزو		ہم دور آسمان ہیں مرا روزگار کیا
جھگڑے میں ہوں کشاکش انفاس کیطرح		کم ہو سکے گا مشغلہ انتشار کیا
مانند روح قید تعلق سے عار ہے		جب جسم ہی نہیں تو نشان مزار کیا
بدلا ہوا ہے رنگ مزاج اندنوں قمر		دیکھیں جہان کا گلشن ناپائدار کیا
جو ہیں میان بلاغت نشان	دیگر	وہ لکھتے ہیں اسطرح یہ داستان

مخموران بادۂ رنج والم و ساقیان خمخانۂ مصیبت و غم رندان میکدۂ اندوہ و آلام و قدح خواران شراب محنت انجام بجائے صہبائے مروق ساغر خون دل پیکر دگرگ کباب لخت جگر نوش کرکے پیرمغان خامہ دورباش کا مشاق رہبری ہے آستادان سخنور نے اس داستان حیرت بیان کو یوں تحریر فرمایا ہے کہ جس وقت ملکہ مخمور سرخ چشم نے بسرکوہ یہ ہنگامہ برپا کیا تاجدار کو قتل کرکے بیہوش ہو گئی اب جو آنکھ کھلی دیکھا گرد چند حبشنیں ترکنیں گرفتار کیے ہوئے اس حال سے لیے جاتی ہیں کہ زبان میں سوزن ہاتھ میں ہتکڑیاں پانوں میں بیڑیاں طوق گلوگیر گردن میں تمام زیور آہن آراستہ و صدہٗ دراز سے اسیر کمند گیسو تھی گویا آج خواب کی تعبیر ظاہر ہوئی دل سے کہتی ہے اے مخمور حضرت عشق سے سلسلہ بخوبی ہوا گرفتاری زندان عشق کیا کم تھی جو قید آہن میں مبتلا کیا زنجیر گیسوئے مسلسل محبوب بہت خوب تھی مدت سے پابند ہیں قید محبت میں کسی کی دردمند ہیں آج نئے طور سے گرفتار رہے مجبور و ناچار ہوئے اُن عورتوں نے لا کر ایک مکان تنگ و تاریک میں بند کر دیا اوپر سے قفل لگایا اب جو اس مکان تنگ و تاریک میں ماہ درج حسن داخل ہوئی اندھیرے میں دل گھبرایا مطلع زیب اللسانی کا زبان پر جاری کیا مطلع

روز نومیدی چو آید آشنا دشمن شود		غم جدا شادی جدا دولت جدا دشمن شود
ہر کہ پیش از مرگ درمان خواہ درد سر بود		گر حکیمش بو علی باشد دوا دشمن شود

اُس مکان تاریک کے بخت سیاہ جاگے اس خورشید رو کا داخلہ ہوا مثل ماہ یوسفی روشن ہوگیا تاثیر گوہر شبچراغ کی روشنی عارض انور نے دکھائی یا ماریہ نے اپنا من اُگل دیا مگر اسقدر وہ مکان تنگ و تاریک ہی پردۂ ظلمات کی مثال ٹھیک ہی اندھیرے مین اُس بدر کامل آسمان خوبی کا دل گھبرایا قریب تھا پھڑک کر دم نکل جاے ابیات

آہ سرو از دلِ پروردۂ شہ
ہمہ تن گشت بشکل آغوش
ہر زمان پیش نظر رویش بود
رنج مے کرد بدین طور ملال
گاہ مے بود بلا گردانش
سجدہ گہ کرد باندازِ نماز
کہ رُخ خوب تو خلوت دہ گل
کرد بر حاشیہ تفسیر رقم

دامن وجیب ازین ہم بدرید
سقدمش برکتان کردہ
گہ بہ دیدۂ دل سوئیش بود
گاہ قربان جمالش گشتے
گہ گرفتے بہ ادب دامانش
گہ بہ تقریر چنین بست آئین
ہست سودائی زلفت سنبل

بہ بلاگیری آن دشمن ہوش
دیدہ آغوش زہم واکردہ
گفتگو کار نمودے بخیال
ہمہ تن محو خیالش گشتے
گاہ بوسیدہ دو چشمش بہ نیاز
گہ بہ لب زمزمہ آوردہ چنین
ای برخسار تو زلف پرخم

کبھی نالان کبھی اپنے بخت پر خندان کبھی مثل طائر نوگرفتار پھڑکتی تھی کبھی اُٹھنے کا ارادہ کرتی ہی زنجیر پا غل مچاتی ہی اُٹھنے کے خیال سے دل بیٹھا جاتا ہی کبھی خود بخود دل سے باتین کرتی ہی نہ جیتی ہی نہ مرتی ہی کیون اے مجھکو یہ کیا شعبدہ تھا کسکو مارا کس سے لڑے وہ کون لوگ تھے ہم کیونکر گرفتار ہوے سحر و ساحری افراسیاب سے سیکھے ایسے بیکار ہوے اگر کہون کہ افراسیاب جادو تھا خیال خام تصور ناتمام اُسکو کسکا ڈر تھا اول تو اُس شیر بیشہ جرات پر دست انداز ہوتا مین اسقدر سحر کا ہے کو کرسکتی ایک اشارے مین پکڑ لیتا وہ بادشاہ طلسم ہوش ربا ہی اُسکے سامنے میری حقیقت کیا ہی علاوہ اسکے جن مردون نے لاکر یہان قید کیا کوئی اُنمین شناسا نہ تھی اُسکے گھر مین کون ایسا ملازم ہی جسکو ہم نہین پہچانتے نیا مقام بخت نے دکھایا اے فلک کس جگہ پر تو ہمکو لایا کیا شعبدہ تازہ دکھایا شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان پر کیا گذری ہوگی اُس بیچارے کیا کلمات سخت پکار کرکے وہ لائق اُنکی شجاعت کے تھے ہاے شرم و حجاب سے کہین اپنے کو ہلاک نہ کیا ہو یہ جو خیال آیا ضبط نہو سکا رونے لگی یہ چند اشعار زبان پر جاری کیے اشعار

رہتا ہی جب سے دلربا ہائے ستم الگ الگ — جیسے ہی دل الگ الگ دل سے ہیں ہم الگ الگ
رکھتے ہیں عزو سے ترے اپنے بقدر حوصلہ — رنج و تعب جدا جدا درد و الم الگ الگ
شرح فراق کا اثر دیکھئے خط میں نامہ بر — کرتا قلم ہی یک قلم حرف رقم الگ الگ
ہمسے لگاؤ آپ نے رکھے جو ظاہرا تو کیا — کرتے ہو روز غیر سے قول و قسم الگ الگ
ہائے غضب کہ جتنا میں اُس سے زیادہ لگ چلون — اتنا ہی نت مجھسے وہ رہے میرا صنم الگ الگ

کبھی خیال میں آتا ہی کہ اے محمور اُس شیر بیشۂ جرأت سے گرفتاری تیری اٰنکھو نسے دیکھی خدا کرے وہ محفوظ رہے ہوں و نیا کی خاک چھانینگے اس زندان مصیبت سے اگر وہی رہا کرینگے وہ شیر فتاح طلسمات عالم ہی ہزار ہا ساحر بھی قتل کیے خدا اُنکا معین و مددگار ہی اگر یہ طلسم ہی تو عمر کا اُسکی خاتمہ ہوا خدا کرے وہی شاہزادہ اُسکا فاتح اس میدان عجائب و غرائب کا سیاح ہو بیقرار ہو کر پکاری کنیز کی مدد کو آیئے اس زندان مصیبت سے چھوڑایئے ابیات

بے تو بے صبر و قرارم دریاب
غم برآورد دمارم دریاب
ہردم از دوری لعل لب تو
بر سر راہ مزارم دریاب
چند ز اندیشۂ بدنامی تو
پیش ازین تاب ندارم دریاب
عاجز و خستہ و زارم دریاب
گر شود مونس تنہائی من
خون دل از مژہ بارم دریاب
کردہ ام نخل جنون سبز باشک
آہ از دل نہ برآرم دریاب
خون بگشتم ہمہ از سر تا پا
جز تو غمخوار ندارم دریاب
گر سر فاتحہ خوانیست ترا
رشک صد ابر بہارم دریاب
چند بیتاب ز ہجران باشم

الغرض حال اس مقام پر گزارش ہوتا ہے اس طلسم کو جمشید یہ کہتے ہیں وہ مقام علامت طلسم تھا جس مقام پر ملکہ مقید ہوئین بموجب عادت قدیم بادشاہ جمشید جاہ طلسم اپنے تخت پر آکر بیٹھا گرد ساحران نمدار کا جادو ہوا ایکایک چند ساحر سامنے سے بیتاب و بیقرار آئے بعد آداب و تسلیمات کے یہ سخن زبان پر لائے ای شہنشاہ طلسم جمشید عجب طرح کا سحر گذرا یہ کہکر خوب روئے بہت سے لاشے پیش کیے کسی کا منھ آتش سحر سے جھلسا ہوا کسی کے سینہ پر گولی کا نشان خوب ظاہر ہوتا ہی کہ یہ سحر کے مارے ہوئے ہیں جمشید جادو لاشے دیکھکر گھبرا گیا کہا جلد مفصل بیان کرو انکو کس نے مارا اُنھون نے دست بستہ عرض کی علامت طلسم پر ہمیشہ مینوش خونخوار موجود رہتا ہی ہر طرف سے آیندہ روندہ کو پھنسا لیتا ہی کل ایک ساحرہ کا

گذر ہوا ہو جب طریقہ قدیم کسی کو عورت بنکر کسی کو بصورت مرد مبتلاے بلا کرتا ہی چونکہ وہ عورت
نازنین مہ جبین غارتگر ہوش گلگون پوش تھی بشکل تاجدار اُسکو للکارا ای شہنشاہ سرکار کا
بول بالا ہو جاہ دولت دو بالا ہو وہ نازنین اس زور و شور سے گری کہ صدہا ساحر مارڈالے
سیکڑوں کو پھونک دیا صدہا پر مسکرا کر برق چمکائی اُس قتال عالم کے نزدیک یہ لڑائی
بھی ہنسی تھی اگر مقدمہ علامت طلسم ہوتا سحر سے لڑکر خداوند سامری و جمشید بھی نہ گرفتار کرسکتے
آنکھوں کا سحر تو مشہور ہی اُسکی بات بات مین افسونگری رگ رگ مین سحر و ساحری بھری ہی
بمشکل تمام منوش خونخوار نے اپنے کو قتل کرا کر اسکو بیہوش کیا اور گرفتار کرکے بھیجا ہی اسقدر
زخمی ہوا کہ دربار مین نہ آسکا چونکہ وہ شاہزادی معلوم ہوتی ہی حسن مین بمثال ابر ورشک
ہلال رعب و جلال چہرۂ زیبا سے ظاہر ہو ہم لوگون نے ہاتھ نہین لگایا کنیزان شاہی سے گرفتار
کرایا فلان مکان مین نظر بند کردیا ہی باحتیاط رکھا ہی عورتون کو نگہبان قرار دیا ہی شہنشاہ
جمشید جادو یہ حال سُنکر گھبرایا ماتھے پر عرق آگیا کہا جلد ہمارے سامنے اُسکو لاؤ
سزاے کامل دینگے اپنے ملازمون کے خون کا بدلا لین گے چند حبشنین چلین یہان ملکہ مخمور سرخ چشم
کو تڑپتے تڑپتے ساری رات گذری جب آفتاب عالمتاب نے زندان شب تار سے رہائی
پائی بام فلک پہ برآمد ہوا تمام عالم کو صورت دکھائی روز روشن ظاہر ہوا ضیا باری تیر اعظم سے
ذرہ ذرہ ماہر ہوا اُس گرفتار حبس حسرت و یاس نے دیکھا کہ دروازہ اُس مکان تنگ و
تاریک کا کھلا چند حبشنین سامنے آئین صورت زیبا دیکھکر مبہوت ہوگئین بلائین لینے لگین اور
آئین جو سردار تھین وہ محبت پوچھنے لگین ای شہنشاہ معشوقان عالم ای سردار حسینان
بنی آدم آپ کا نام نامی اسم گرامی کیا ہی کس ملک کی بادشاہ ہو کس آسمان جلالت کی ماہ ہو
ہرچند اُنھون نے پوچھا ملکہ مخمور سرخ چشم نے کچھ جواب نہ دیا ناچار زنجیر تھام کر ملکہ کو
لے چلین مکان سے باہر نکلکر ملکہ مخمور سرخ چشم نے ملاحظہ کیا دارالامارۂ شاہی قریب
تھا ہزارہا ساحران خر طینت میمون خصلت غول بادیۂ ضلالت جمع ہین چوبدار نسیا دل
حاجب دربان پرے باندھے کھڑے ہین پردۂ زنبوری کھنچا ہوا ایک ساحر غدار بلاے
روزگار خود آہنی سر پہ زرہ موٹی کڑیون کی جسم مین دنگل پر درگہ سالاری کے کبر و نخوت

متمکن ہی رعب وداب ملکہ مخمور سرخ چشم کا دیکھکر خود بخود اٹھ کھڑا ہوا جھک جھک کے سلام کرنے لگا جشن لیکر ملکہ مخمور سرخ چشم کو اندر دروازے کے داخل ہوئی اب جو کنکھیون سے دیکھا ایک ساحر مہیب الشکل عجیب وغریب سیاہ رو تیرہ درون تاج سر پر جسم سے شعلہ آتش نکل رہے ہین زیور جواہر جسم پر آراستہ لباس فاخرہ سے پیراستہ گرداگرد ہزارہا ساحران غدار تیرہ روزگار و نکلہاے آہنی پر بیٹھے ہین بادشاہ تخت نخوت پر بکبر وغرور متمکن ہی جشن نے جھککر عرض کی ای شہنشاہ خوشخو قیدی طلسم نگاہ روبرو اب جو جمشید جادو نے سر اٹھایا سامنے سے ساحران غدار کو حکم ہوا ہٹ جاؤ ملکہ مخمور اس مجمع کو دیکھکر شرم سے مری جاتی ہی حجاب سے گڑی جاتی ہی سر جھکا ہوا مثل ہلال شب اول جسم مین خم مثل تصویر خاموش دریاے غیرت کا جوش سامنے سے جو لوگ ہٹے جمشید جادو کی جمال جہان آراے ملکہ مخمور سرخ چشم پر نگاہ پڑی وہ صورت زیبا دیکھی جو کبھی نظر سے نہ گذری تھی لیلی وش شیرین ادا زلفین عارض انور پر پریشان آئینہ رخسار نہان آنکھین نشیلی نگاہ ترچھی ابرو شمشیر برہنہ قد نخل چمن مراد جسکی خوش قامتی کا

پیروی سرو آزاد اشعار

وہ زلفین کھوڑے پہ بکھری تھین ناگنین
درخت صندلی پر یا ہوا تھا سکن بلا
وہ گوش گوش نے گل کے نہین ایسے
جو اسکی نرگس بیمار کا رہے بیمار
وہ بینی اسکی الف وار جو کوئی دیکھے
چمک وہ دانتونکی ہر رنگ لو لو شہوار
بہائے دیدۂ حسرت سے خون کا دریا
رکھے ہوئے ہین برابر بہشت کے دو انار
کمر زیادہ ہی باریک بال سے اسکی
کہ زیر ناف ہی اک صفحہ اسکے آئنہ دار
عجب طرح کے کف پا تھے جسکو دیکھکر

نگاہ حور کی ٹھہرے نہ اسکے گہرے پر
لیا تھا سایۂ سنبل نے روے گل پہ قرار
جبین وہ دیکھے ہو جو جبین ماہ کو نہ کب
وہ آنکھ دیکھنے سے جسکے ہو نرگس زار
نگہ وہ تیز کہ بسمل ہو جسکو دیکھکے دل
سدا رہا کرے غمناک و نحیف و نزار
گلو وہ جسکی صفائی کا ہو سکے نہ بیان
جو دیکھے دست حنائی کو اسکے عاشق زار
شکم وہ کہ نہ سکے جسکی ہمسری مخمل
نظر نہ آئی نہ آئیگی وہ کبھی زنہار
مقام خامشی ہی وصف کیا کرون اسپر
رکھے تھا آنکھ سے ینی کھنے کی آرزو ہر بار

فرشتہ دیکھے تو ہو جا لاکھ جی سے نثار
پنڈلی کی پشت پہ اسکے وہ تا کمر چوٹی
فزون تھے تیغ صفاہان سے ابرو خمدار
نہ آپ کار کرے حکمت فلاطونی
مژہ وہ تیر کہ عاشق کا دل کرے افگار
دہن وہ تنگ کہ غنچہ ہو جسکو دیکھکے تنگ
صراحی دیکھکے گردن کی مست ہو ہشیار
غلط ہو سینہ پہ اسکے جو کہتے ہین پستان
وہ پشت جسکی ہی تعریف مین قلم بیکار
بیان کیا کرون آگے کمر سے تا زانو
کیا ہی لام الف کاتب قضا نے نگار

بادشاہ جمشید جادو نے جو

سراپائے دلپذیر وہ لوز کی تصویر دیکھی ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا ہونٹھ چاٹنے لگا قریب تھا
غش کھاکر تخت سے گرے سردارون نے سنبھال لیا مگر آثار حضرت عشق کے چہرے سے پیدا
حزن و ملال ناصیہ سے ہویدا ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا وزیر سے کہا ای وزیر اعظم
دستور معظم تیر مژگان نے اس قتال عالم کے تودۂ دل کو مشبک کیا کلیجہ پر چھری پھرگئی ہوش
و حواس درست نہین ہین اگر شربت وصال سے اسکے سیراب نہونگا بیمار محبت ہون تڑپ تڑپکر
مرجاؤنگا وزیر نے تو سر جھکالیا کہا یہ قیدی طلسم ہی کسی بادشاہ نے کسی قیدی پہ ہاتھ نہین ڈالا ہی
بادشاہ جمشید جادو نے جھڑک دیا کہ کیا بکتا ہی ہماری جان پر بنی ہی تو سمجھاتا ہی یہ کہکر طرف
ملکہ مخمور سرخ چشم کے متوجہ ہوا بیقراری مین یہ اشعار باحسرت و یاس پڑھنے لگا بند مسدس

غم نہین ہجر مین دنیا سے گذر جاؤنگا
آپ کے عاشقون مین نام تو کر جاؤنگا
اب نہ اس کوچے سے اٹھونگا نہ گھر جاؤنگا
مین وہ عاشق نہین جو موت سے ڈر جاؤنگا
ڈر یہی ہے کہ ترے دل سے اتر جاؤنگا
دیکھ لینا مین گلا کاٹ کے مرجاؤنگا

من اگر کشتہ شوم باعث بدنامی تست
موجب شہرت و بیباکی خودکامی تست

یہ ستم دیدہ و دانستہ نہ کر ای ظالم
اپنے بیمار کی لے جلد خبر ای ظالم
کیون مرے قتل پہ باندھی ہی کمر ای ظالم
اٹھ گیا آہ کا دنیا سے اثر ای ظالم
یاد کرتا ہون تجھے آٹھ پہر ای ظالم
تو مجھے بھول گیا دل سے مگر ای ظالم

از چہ من نشنوی و یار چہ می پرسیدے
یار شو با من بیمار چہ می پرسیدے

ایسے ایسے کلام جو اس حیا نے متوجہ ہوکر ملکہ مخمور سرخ چشم سے کہے اور اشعار پڑھے
ملکہ مخمور سرخ چشم نے بہ نگاہ قہر و غضب طرف جمشید جادو کے دیکھا چونکہ زبان مین
سوزن ہاتھ پاؤن مین ہتکڑیان بیڑیان جان سے اپنی بیزار تھی کچھ جواب نہ دیا غرق دریائے
حجاب زلفون کو پیچ و تاب جمشید جادو نے پھر وزیر سے کہا ای خیرخواہ قدیم و ای مشیر و ندیم
قریب جاکر اس نیر آسمان حسن و جمال کو سمجھا اگر مجکو قبول کرے کل طلسم جمشید کا بادشاہ کرونگا

سلطنت قبضہ میں رہے دونگا وزیر مجبور اپنے مقام سے اُٹھا قریب ملکہ مخمور سرخ چشم کے آیا کہا
اے سرو باغ حشمت و اقبال و اے نونہال حدیقۂ حسن و جمال اِس مقام کو طلسم جمشیدی کہتے ہین
بڑے بڑے ساحران نامی یہان رہتے ہین ہمارا بادشاہ جمشید جادو نبیرۂ سامری کہلاتا
ہے اُنکے سحر کے سامنے فلک بھی اپنی افسونگری بھول جاتا ہے مقام ناز ہے کہ ایسا بادشاہ عالیجاہ
آپ کی کمند زلف مین گرفتار ہو نشۂ بادۂ محبت سے آپکے مست و سرشار ہو اگر قبول فرمایئے
ابھی ہزار ہا کنیزان مہ جبین مثل چاکران کمترین خدمت مین حاضر ہون آپکے جاہ و جلال سے
تمام اہالیان طلسم جمشید باہر ہون اب ملکہ مخمور سرخ چشم کو تاب نہ باقی رہی ہر چند کہ زبان مین
بسبب سوزن کے لکنت ہے بات نہین کیجاتی ہے مگر غصہ مین جواب دیا کہ اس ملعون کو شرم نہین آتی
پوتی نواسی کو معشوق بنانے کا ارادہ کرتا ہے خدا کی قدرت کہ یہ سیاہ رو تیرہ درون ہماری محبت
کا دم بھرتا ہے اور تو ہمکو لالچ دیتا ہے خبردار اب ایسا کلام زبان پر نہ لانا جیسا بادشاہ ویسا وزیر
مصرع وزیرے چنین شہریارے چنان + بادشاہ جمشید جادو تخت پر سے دیکھ رہا ہے
کہ وزیر منت و سماجت سمجھاتا ہے مگر ملکہ مخمور سرخ چشم کا عجب عالم ہے چاہتی ہے اپنے کو ہلاک
کردون کل اہالیان دربار کو بھی سناتا ہے آپسین چہگین کر رہے ہین بعض کہتے ہین کہ بادشاہ کو
شرم نہین آتی یہ گل رخسار انکے لائق ہے حسن و جمال مین معشوقان عالم پر فائق ہے بیت
ز عاقل کہ روا باشد سخنہاے خطا گفتن + نزیبد مرد دانا را خلاف ماجرا گفتن + خود طلسمان
جمشید جادو پر یہ امر شاق گذرتا ہے کوئی کہتا ہے وہ صاحب عفت و عصمت ہے دیکھو تو غیرت
سے اُسکا کیا حال ہے چہرۂ زیبا سے ظاہر حیرت و ملال ہے مگر جمشید جادو اپنے جامہ سے باہر ہے یہ
جو اُسنے دیکھا کہ وزیر سے بھی انکار کیا اور کلمات سخت و سست زبان پر جاری کیے اور سر اُٹھاکر
یہ کلمہ کہا کہ او بیحیا تو کیسا بادشاہ ہے عدالت کا خیال نہین نمکخوارون کا ملال نہین کئی سو ملازم تیرا
میرے ہاتھ سے مارا گیا اُنکے خون کا مجھ سے معاوضہ لے قتل کر دار پر کھینچ دے جمشید جادو
نے غصہ مین کہا مجھ سے یہ عشق ضبط نہو سکیگا اے نازنین ماہ دولت بے اختیار نہین ہین مجبور و
ناچار نہین ہین اگر سحر سے زبان ہلاؤن سحر سامری کا نمونہ دکھاؤن وہ وہ منتر جنتر مجکو یاد ہین
ہمیر نگاہ ڈال دون غلام حلقہ بگوش بناؤن اگر چھری پر وہ منتر پڑھکر زمین پر ڈال دون

طائران ہوائی ہوا سے اُتر آئیں اپنے اپنے گلے کاٹ ڈالیں عورت کا تسخیر کرنا کتنی بڑی بات ہے وہ رنگ دکھاؤں کہ مجھ سے زیادہ اسکو محبت ہو بے دیکھے میرے چین نہ پڑے یکایک غصہ میں آواز دی ای وزیر اعظم یہ کلید لو فلان کوٹھا جلد جاکر کھولو تو ہمارے بزرگوں کے وقت کا ایک گلدستہ رکھا ہی ہر چند کہ پھول اُسکے خشک ہوگئے ہونگے جلد اُٹھا لاؤ وہ گلہائے خشک رنگ تازہ دکھائینگے اِس گلعذار کو دیوانہ بنائینگے نیا گل پھولیگا سونگھنے والا گلدستہ بھولیگا وزیر نے کلید اُٹھا لی قصد ہوا کہ جاکر گلدستہ لاؤں یہ حال سنکر رنگ رو اُس غنچہ دہن کا متغیر ہوگیا عصمت کے خوف سے مثل گل گریبان چاک کیا مثل غنچہ دل تنگ خوف نام و ننگ دل کو طرف بہار پیرائے ازل کے متوجہ کیا عرض کی ای باغبان قضا و قدر میرے باغ پر بہار عفت میں خزان نہ آنے پائے جلد طائر ارواح قفس جسم سے نکل جائے اِس ملعون کو نخل بدعت کا ثمر حاصل نہو صرصر قضا کو حکم دے برگ حیات شاخ عمر سے گر جائے موت کی تصویر تا کھون کے نیچے پھر جائے یا اس صیاد کی بدعت سے اِس عندلیب بے بال و پر کو بچائے دام تزویر سے نجات دے بیقرار ہوکر اُس بلبل شاخسار محبوبی نے جو یہ دعا کی چمن مراد میں نسیم بہار کا جھونکا چلا غنچۂ خاطر شگفتہ ہوا یکایک آسمان پر برق چمکی جمشید جادو وغیرہ نے دیکھا ایک ساحر معقول لباس فاخرہ زیب جسم تخت سحر پر سوار آکر بارگاہ مین آتا بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے کہا ای صہیل اختر شناس اسوقت کیونکر آنے کا اتفاق ہوا عرض کی حضور کی زیارت کا دل مشتاق ہوا کچھ امورات ضروری بھی عرض کرنا واجب و لازم ستھے ایکی جشن مین اس حقیر نے وعظ مین عرض کیا تھا کہ یہ سال آخر عمر طلسم ہی ضرور طلسم کشا آئیگا نام اِس طلسم جمشید کا مٹائیگا علامت آمد مین یہ کتاب مین تحریر ہی صاف صاف تقریر ہی کہ پہلے ایک عورت خوبصورت طلسم مین قید ہوکر آئیگی وہی عورت علامت داخلۂ طلسم کشا ہی کا بنان طلسم نے بالتصریح لکھا ہی اس زمانہ مین احتیاط ضرور ہی کوئی امر خلاف کرنا سراسر قصور ہی کتاب بھی لیتا آیا ہون تمام نجومیون کے احکام اسمین مندرج ہین حاضر ہی ملاحظہ فرمائیے جابجا یہی لکھا ہی کہ طلسم کشا کا داخلہ بڑے کر و فر سے ہوگا دوست دشمن ہون ملازمان خاص رہزن ہون یہ حالات سنکر جمشید جادو گھبرا گیا حشق و عاشقی

فراموش بدحواس ہوکر کہا ای خیرخواہ دوست صادق ایک نازنین حسین قید ہوکر آئی ہی حقیقت
مین اُسنے علامت بڑی قیامت برپا کی ہی صدہا ساحر مارا گیا مینوش خونخوار نے بڑا
کام کیا بہ مشکل تمام اُسکو پکڑا اسقدر زخمدار ہی کہ دربار مین بھی نہین آیا مگر دیکھو وہ معشوقہ ساحرکش
یہ سامنے موجود ہی مگر ای سہیل اخترشناس مین اُسکو دیکھکر مائل ہوگیا میری جان پر بنی
ہی ہرچند سمجھایا نہین مانتی جان دینے پر آمادہ ہی ایسی صورت زیبا کبھی میری نگاہ سے نہین
گذری اسکی نگاہ شرم آگین نے مارا میرے کلیجہ پہ چھُری پھرگئی سہیل اخترشناس نے
پلٹ کر ملکہ مخمور سرخ چشم کو دیکھا تھرتھر کانپنے لگا کہا ای بادشاہ خاموش یہ کلمات لاطائل
زبان سے نکالتا ہی اپنے جان و مال کا دشمن ہوا ہی سمجھتا بھی ہی کہ یہ کون ہی یہ معشوقہ رعنا
منظور نظر شہنشاہ طلسم ہوش ربا ہی افراسیاب جادو کی مصاحب خاص ہمدم با اخلاص
نہین معلوم یہان کیونکر آکر گرفتار ہوگئی مگر ہو پرچہ اخبار مین مین نے دیکھا ہی کہ آج کل طلسم ہوشربا
مین غدر پڑا ہی افراسیاب جادو سے اور مسلمانون سے مقابلہ ہو رہا ہی بہت ملازمان افراسیاب
شریک مسلمان ہوگئے یہ بھی کسی وجہ سے بھاگ نکلی ہوگی یہان پہونچگئی ان جھگڑون سے
آپ کو کیا کام باحتیاط اسکو نظربند کیجیے شہنشاہ کو لکھ بھیجیے وہ اپنے پاس بلوالیگا خواہ قتل
کرے خواہ بخشے یہ کہکر سہیل اخترشناس نے چند کنیزون کو حکم دیا کہ ملکہ مخمور سرخ چشم کو
یہان سے لیجاؤ باحتیاط کسی مکان مین رکھو آب و دانہ پہونچانا خبردار کچھ تکلیف نہونے پائے
جب مخمور سرخ چشم کو کنیزین لے گئین سہیل نے میرمنشی کو حکم دیا طرف سے جمشید جادو
کے نامہ اس طرح تحریر ہونے لگا۔

نامہ از طرف جمشید بادشاہ طلسم حبش بہ بخدمت افراسیاب جادو نظم نامہ مصنف

ای شہنشاہ ساحران جہان	ای مددگار افسران جہان	ماہ افلاک دولت و اقبال
اختر برج حشمت و اجلال	ای خدیو طلسم شہنشاہ	دمبدم اوج پر ہو دولت و جاہ
ہو یہ مقبول عرض پردازی	اب یہ لکھتا ہون شعبدہ بازی	آپ کی ہی جو اک کنیز قدیم
یعنی مخمور قابل تکریم	قید ہی اس طلسم مین وہ اب	بھیجیے اُسکو طلب یہ ہی مطلب

ای شہنشاہ گردون پناہ و ای خسرو عالیجاہ نئی طرح کا معرکہ گذرا کہ ملکہ مخمور سرخ چشم میرے

طلسم کی علامت پر نہیں معلوم کس وجہ سے پہونچی اسقدر بلا کہ کئی سو ساحر مارے گئے
چونکہ وہ مقدمۂ طلسم تھا آخر گرفتار ہوئی جب غلام کے سامنے حاکمان دربند لیکر آئے مین نے
پہچانا یہ قوبن چکا ہون کہ آپ سے یہ آمادۂ بغاوت ہو مسلمانون سے محبت ہو باحتیاط نظر بند
کیا یہ عریضہ خدمت مین لکھا کسی معتبر کو بھیج کر بلوا لیجیے یہ نامہ ایک ساحر کو دے کر روانہ کیا
پتہ نشان بخوبی سمجھا دیا افراسیاب جادو کا داخلہ باغ سیب مین ہو خدمت مین نازنینان
مہ جبین مہ جبینان مہ تمکین حاضر ہین مہ پارے برف انداز جادو وابریق کوہ شگاف
وگیسو کشا بن شہاب وشہاب نارنجی پوش جادو وملکہ گلگون نازک بدن جادو
وملکہ نسرین نسترن عذار جادو وغیرہ ناظمان دربند سے ذکر ہو رہا ہو کہ اب زمانۂ میعاد اسد
بن کرب غازی بہت قریب ہو ای ابریق جادو ایک نامہ فیض شمامہ ہمارے قوت بازو
صاحب جاہ وحشم شہنشاہ نیلم کے پاس روانہ کرنا چاہیے و دیگر صفدر صف شکن شہنشاہ توسن
مالک زندان طلسمی کے پاس بھی ابریق عرض کر رہا ہو کہ عنایت سے خداوند لقا کی ایک
دن مین اٹھانہ سو خروج گنہگارون کو خبر ہو جائیگی انجمن مشاورت رونق پائیگی یہ ذکر درپیش
ہو کہ عرض بیگی نے بڑھ کر ہاتھ اٹھا کر دعا دی اور عرض کی کہ ایک نامہ دار بادشاہ طلسم
جمشید جادو کا در دولت پر حاضر ہو امیدوار باریابی ہو افراسیاب جادو حیران وپشیمان
کہ بادشاہ طلسم جمشید جادو کو اس زمانہ مین مجھ سے کیا ضرورت ہو خداوند لقا خیر کرے مقام
حیرت ہو حکم دیا نامہ دار کو جلد لاؤ نامہ دار نے آکر زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا نامہ
ہاتھ پر رکھکر بعد ادب پیش کیا افراسیاب جادو نے وہ نامہ مشیر بہ تدبیر کو دیا اسنے بآواز
بلند پڑھنا شروع کیا تحریر تھا کہ میرے طلسم مین مخمور سرخ چشم قید ہین اور تمام کیفیتین علامت
طلسم پر لانا ہنگامۂ عظیم پڑنا بمشکل گرفتار ہونا لفظاً بلفظاً نامہ مین مندرج تھا افراسیاب
جادو ششدر ہو گیا ہوش اڑ گئے وزیرون سے کہا کیون صاحبو کبھی طلسم جمشید جادو کبھی
مخمور سرخ چشم یہ کیا بھید ہو سب نے عرض کی ای شہنشاہ حضور پر بخوبی ظاہر ہو ہر ایک
باشندۂ طلسم اس حال حسرت مآل سے ماہر ہو کہ شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان پر
مخمور سرخ چشم مرتی ہو اپنے کو مطعون وبدنام کرتی ہو اسی سبب مین اُس طرف جاتا ہوا طلسم

گرفتار ہونے کا بہانا ہوا اور بادشاہ طلسم جمشید جادو ہمیشہ سے سرکار دولتمدار کا فرمانبردار ہی اور بادشاہ طلسم نورافشان بھی نصف ریاست کا دعویدار ہی مگر جمشید جادو دل وجان سے حضور کا خیر خواہ ہی یہ بھی سنا تھا جسدن سے حضور سے اور کوکب روشنضمیر سے فساد ہوا جمشید جادو نے کوکب روشنضمیر کو خراج دینا موقوف کر دیا بموجب تحریر جمشید جادو حضور کسی معتبر کو روانہ کرین مخمور سرخ چشم کو یہان طلب فرمائین سزا وہی سزا جو مناسب وقت ہو وہ کیجیے بادشاہ افراسیاب جادو کو یہ راے پسند آئی فرستادہ ہوش دراز مینی ساحر زبردست کو بلا کر حکم دیا کہ جلد طلسم جمشید مین پاس جمشید جادو کے جا کہ مخمور سرخ چشم وہان موجود ہی ہماری خدمت مین لے آؤ مدہوش دراز مینی مع فرمان شہنشاہ افراسیاب جادو اور دس ہزار فوج کو ہمراہ لے کر طرف طلسم جمشید کے روانہ ہوا اسکو بھی راہ مین چھوڑو

دو کلمہ داستان شوکت بیان گل گلزار خلیل الرحمان نور دیدہ مومنان و مسلمانان برہم زنندہ زمرۂ بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان و شہرنگ بصد کر و فر تحریر ہوتے ہین ساقی نامہ

ای ساقی ماہوش کدھر ہی
رہ رہ کے اُمنگ اُبھارتی ہی
بھر بھر کے پلا شراب گلگون
شادی گھر گھر رچی ہوئی ہی

کچھ تجھکو بسنت کی خبر ہی
خمخانے کی تیرے خیر ساقی
خالی رہین کب تلک یہ خم ہن
اک مست کا انتظار ہی آج

اب زردی رخ سے عاری ہی
حالت تو بہت ہی غیر ساقی
کیون دختر رز بچی ہوئی ہی
یان آمد بادہ خوار ہی آج

یہ غزل لائق ملاحظہ ناظرین غزل

وہ نہ مانینگے اجی انکو سمجھا لینگے کیا
پہلے ہی قسمت نے ٹھہرا دی ہو ٹھہرا لینگے کیا

واے قسمت کہہ رہے ہین دور ہی سے دیکھکر
کس لیے تکلیف کی ہی آپ فرمائینگے کیا

دیکھ لی تاثیر انکی بھی فراق یار مین
ملے محو شرمندہ ہین منہ تک سے آئینگے کیا

غیر ممکن ہی کبھی آرام سے سوئین حریص
ہاتھ تو کھنچتا نہین ہی پانون پھیلا لینگے کیا

انکی برچھی سے کب ڈرتا ہون جنکو ہی ملاحظہ
منہ تو دکھلاتے نہین آنکھین وہ دکھلائینگے کیا

آپکو فرصت ملے رسوا ہونے سے کیا مجال — دوسری طرح سے عاشق ہو جائینگے کیا
کب توقع ہو وہ آئین نعش عاشق دیکھنے — جیتے مانا جان بھی کھو مین تو پھر پائینگے کیا
بعد مرنے کے رہینگے داغ سینہ جلوہ گر — گلشن تصویر ہو نہین پھول مرجھائینگے کیا
سر بکف پھرتے ہین مدت سے امید مرگ مین — کھینچ کر تیغ دو دم ہمکو وہ دھمکائینگے کیا
یہ ادا یہ ناز یہ شوخی کہان سے پائینگے — حور و غلمان دہر کی ہمکو بھلا بھائینگے کیا
رہ گئے ہین ٹوٹکر شانہ مین گیسو کے جو بال — دفن مردہ ہین یہ اے دوست لہرائینگے کیا
جھوٹے وعدے کا ارادہ دلمین آیا شاید آج — کیون بلا ہی مرے سر کی قسم کھائینگے کیا
کسطرح بہلائینگے مجکو یقین آتا نہین — حور و غلمان بھی تمھاری شکل بنجائینگے کیا
گھورتا ہے ہو انھین وہ میل کرتا ہے ادھر — دیدہ و دل سے مجکو باتین سنوائینگے کیا
یہ غلط ہے حشر کو پردہ کرین وہ اے نسیم — عاشقون کو دیدے بھی اپنی ترسائینگے کیا

دیگر کجا بودم اکنون فتادم کجا
بدیدار نیکان نکو آمدم
عنان سخن شد زچنگم رہا
پشست آوردم بار دیگر کجو
دگر بار در گفتگو آمدم
بفرمان حی الذی لایموت

شعر سخن ساز سے کہ معنی ساز کردہ ٭ سخن را اینچنین آغاز کردہ ٭ آستادان سخن ور تحریر فرماتے ہین کہ شہزنگ بن عمرو نے اس ساحرۂ سیاہ فام کو قتل کیا ایک زنجیر آتشین مین شہزنگ بن عمرو و نور الدہر بن بدیع الزمان گرفتار ہوے تھے اور بیخواری کو ہی بھاگ کر ایک درۂ کوہ مین چھپا اور شاہزادے کو تلاش کرتا پھرتا ہے شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان کی جو آنکھ کھلی اپنے کو طوق و زنجیر مین مسلسل پایا پہلو مین اسی حال پرملال مین اپنے عیار شہزنگ بن عمرو کو دیکھا ایک ساحرہ بشکل مہیب سیاہ فام ہوشنگ جادو نام تاج سر پہ تخت پر متمکن ہے گرد اگرد ہزارہا جادوگرنیان سر جھکائے شباب پر شاہزادے کے کف افسوس مل رہی ہین شعلۂ رخسارہ شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان سے مثل شمع جل رہی ہین کوئی کہتی ہے ہوا کیا جوان ہے ایک کہتی ہے صاحب شوکت و شان ہے مگر ہوشنگ جادو نے پکارکے آواز دی کہ کیون او نگوڑے موے مونڈی کاٹے ڈھیلے تو نے میری کنیز سیاہ تاب جادو کو مارا اگر مین نہ پہونچ جاتی تو نکل جاتا جلد تم دونون سامری و جمشید کو سجدہ کرو شہنشاہ

جمشید جادو سے تیری سفارش کرون وہ تجکو اپنا سپہ سالار کریگا اور اے جوان کاہنان طلسم جمشید
نے سو برس سے پیشتر جو تصویر طلسم کشا کھینچی ہی تیری صورت سے نہایت ملتی ہی علامتین بھی سب
ظاہر ہین صاف تحریر ہی کہ روز آمد طلسم کشا ایک کنیز حاکم وقت کی قتل ہوگی عیار ساتھ ہوگا وہ
سب صورتین معلوم ہوتی ہین طلسم مین بھی غلغلہ ہی ایک عورت بھی طرف سے علامت کے
آئی کئی سو ملازم مہوش خونخوار کے قتل ہوے اب سنا ہی کہ اسکو سہیل اختر شناس نے پہچانا
ہی اور وہ معشوق بادشاہ افراسیاب جادو مخمور خونخوار ہی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان
نے طرف شبرنگ بن عمرو کے دیکھا کہا اے برادر تم جو کہتے تھے وہ قول تمہارا کرسی نشین
ہوا ملکہ مخمور سرخ چشم جس طلسم مین قید ہو کر آئی ہین شکر خدا ہم بھی اسی حوالی مین آئے
مگر وہ ہجران دیدہ آفت کشیدہ ہی کہ قید ہو کر بھی مجبور معشوق سے دور شبرنگ بن عمرو نے
کہا مین اس سے مفصل دریافت کرتا ہون نورالدہر بن بدیع الزمان نے کہا ہان یاد سے
کچھ تو پوچھو شبرنگ بن عمرو نے کہا کیون ملکہ عالم اس عورت کے ذکر سے اور جانے قید سے
کیا مطلب ہی ہم تو مسافرانہ اسطرف آ نکلے تھے آپ کی کنیز نے کلمات سخت کہے ہم شریف
تھے ضبط نہو سکا بیشک خنجر مارا خیر ہم تو اس جرم مین قید ہوے اس عورت نے کیا کیا جو تم بھی
آپ نے ملکہ مخمور سرخ چشم زبان سے لیا ہوشنگ جادو نے کہا وہ بڑی زبردست ساحرہ
ہی افراسیاب جادو نے اسکو تعلیم کیا ہی ہمارا بادشاہ شہنشاہ افراسیاب جادو کا
خراج گذار ہی پہلے مخمور سرخ چشم کو دیکھکر عاشق ہوا تھا جب زبانی سہیل اختر شناس
کے ثابت ہوا کہ یہ بادشاہ افراسیاب جادو کی کنیز خاص ہی تب اسکو قید رکھا شہنشاہ
طلسم ہوش ربا کو عرضی روانہ کی ہی وہان سے کوئی رفیق آئیگا مخمور سرخ چشم کو قید کر کے
لیجائیگا سزا جزا کا مالک کو اختیار ہی اور یہ جوان مہر تمثال جو قید ہو کر آیا ہی تصویر طلسم کشا
سے بہت مشابہ ہی ہر فرد بشر کو تاکید ہی کہ جہان ایسی صورت کے جوان کو پاؤ فوراً قتل کرو
پس تم دونون کا بچنا ممکن نہین ہی اگر سامری و جمشید کو سجدہ کرو تو شاید بچ جاؤ شبرنگ
بن عمرو نے چاہا تھا کہ مین باتون مین میل کر کے عیاری کرون اس ہوشنگ کو دہوکا دے کر
مارون مگر شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کب مانتے ہین ایک آہ کر کے معشوق آیا

قلب پہ چھری چل گئی دوسرے اُسنے مذہب کا نام لیا فوراً جواب دیا او ملعونہ کیا بکتی ہی
سامری و جمشید کون مردود ہین جنکو ہم سجدہ کرین ہزار ہزار سامری و جمشید پیدا ہوا آپ کے
پوجنے والون پر لعنت ہی اب شبرنگ بن عمرو نے ہرچند اشارہ کیا کہ حضور یہ ملعونہ جو کچھ
کہے ہان ہان کیے جائیے مین ابھی اسکو مارتا ہون اُنھون نے نہ مانا سچا جواب دیا
ہوشنگ جادو نے آواز دی او جوان حجت ختم کرنا منظور تھا اگر تو سجدہ بھی کرتا تو تجکو ضرور قتل
کرتے کاہنان طلسم کی تاکید ہی کہ جسنے طلسم کشا کو قتل کیا کل والیان طلسم کی جان بچائی
روح سامری و جمشید پر احسان کیا یہ کہکر آواز دی جلد جلاد کو بلاؤ اور آپ بارہ دری سے
اُٹھکر صحن باغ مین آئی کرسی پر بیٹھی کنیزین کشان کشان شبرنگ بن عمرو و نورالدہر بن
بدیع الزمان کو سامنے لائین نگاہ پڑی نورالدہر بن بدیع الزمان کے چہار جانب گلہائے
رنگارنگ و شگوفہ ہائے بوقلمون تمام اشجار بار باثمار سے سرسبز و سب طرح سے
پھول جابجا ہر چمن مین موجود اشعار

اڑا کر ڈالی پھرتی ہی باد بہاری ہر طرف — نکہت گل ہے ہر اک جانب ہین بکھرے عطردان
وجد کے عالم مین صف باندھے کھڑے ہین جوش سے — اک طرف کیلے ہے شکل حلہ پوشان جنان
دار سبتون سے عیان ہر چرخ اخضر کی بہار — تاک کے خوشون پہ ہی عقد ثریا کا گمان
طرز سرسبزی نے کی ہی ہر طرف سے سرکشی — ہی زمین فیروزہ گون اور لاجوردی آسمان

مگر اُسوقت وہ گل گلدستہ حدیقہ شجاعت و نونہال گلشن جلالت جو اِس حال زار سے مسلسل
بیٹھا ہی ہر گل کا کلیجہ خون بلبل کو نوبت بجنون عشق قد نورالدہر بن بدیع الزمان نے ایسا
جوش کیا فاختہ نے بر سر شمشاد کوکو کو فراموش کیا نہرون کو بیقراری کا جوش سوسن سیاہ پوش
بیت روکے قمری نے جب کہا نالہ * سرو گلشن کا بھر گیا تھالہ * اُس عرصہ مین جلاد سامنے
آیا کلاہ جلادی سر پر تیغہ بار تھ دار چار انگل کا نیمچہ چڑھا ہوا صورت اُسکی خونخوار آتے کے ساتھ ہی
ہاتھ پکڑکر شاہزادے کا کھینچا اُسوقت شبرنگ بن عمرو بیقرار ہوا اور گھبرا کر کہا او بیحیا یہ میرا
آقا ہی پہلے مجکو قتل کر میرے مالک کے خون سے ہاتھ نہ بھر ہوشنگ جادو نے کہا کہ تجکو اُس سے
سب سے زیادہ تیرے قتل کی جلدی ہی کاہنان طلسم لکھ گئے ہین اسطرح کا سر ۱۳ اور [illegible]

عیار اگر قتل ہو جائے تو سو برس تک طلسم پر زوال نہ آئے نہ تو بچیگا نہ اسکی زندگی کی کوئی صورت ہی اور حکم دیا اِس ملعونہ نے کہ ای جلاد صاحب بیداد ایک ہاتھ مین دونون کا سر قلم کر حکم اول ہوشنگ جادو دے چکی ہو چاہتی ہو کہ حکم ثانی دے شبرنگ بن عمرو نے بلک کر دعا کی باب اجابت وا تھا تیر دعا با عرش اعلی پہونچا بقدرت سبحان لم یزل وحویز بے بدل آسمان پر برق چمکی سب کی نگاہ اٹھ گئی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے دیکھا تخت زرین پر ایک معشوقۂ دلفریب جسکے دیکھنے سے دل ناشکیب چہرہ آفتاب تابان عارض ماہ درخشان زلفین مار سیاہ یا عاشق کا دود آہ یا سویدائے دل عاشق زار نہ یا نافۂ آہوئے تاتار ہونٹون سے مسیحائی ظاہر ہو دہن تنگ کے رمز سے صانع ازل ماہر ہو سینہ تختۂ نور لبستان

جناب حجر سرو قد نمونہ قیامت کہ آفتاب آسمان شوکت لطم　　بال زلفون کے پیچ کھائے ہوئے

پائنچے ہاتھ مین اٹھائے ہوئے　　سرو شرمندہ اُسکے قامت سے　　تھی خرامان بڑی نزاکت سے

زلف تھی اُسکی یا کہ دام بلا　　مرغ دل جو پھنسا نہ پھر چھوٹا　　دیکھکر وہ جبین گیہان تاب

منہ چھپاتا تھا شرم سے مہتاب　　یون نمایان تھے ابروے خمدار　　دست قاتل مین جیسے ہو تلوار

آنکھ سے شرم چشم نرگس کو　　تھی مژہ تیر قلب مونس کو　　پاس آنکھون کے بینی پرضو

یون نمایان تھی جیسے شمع کی لو　　تھے عجب رنگ و بو کے وہ ذھکا　　جانِ گل جسپہ ہو فدا سو بار

لب تھے ستی سے کر وصل کی رات　　یا نمایان تھا چشمۂ ظلمات　　دانت تھے یا عدن کے گوہر تھے

چرخ خوبی کے یا وہ اختر تھے　　تھا فصاحت کا گرچہ بحر دہان　　ماہی بحر حسن تھی وہ زبان

واقعی تھا وہی یہ چاہ ذقن　　جسمین یوسف نے کھینچے رنج و محن　　آئنہ تھا حلب کا وہ سینہ

نہ کدورت نہ جسمین تھا کینہ　　تھا شکم رشک مخمل و سنجاب　　ناف تھی بحر حسن کا گرداب

اب ہو لازم ہی کمر کا حال　　نہ بیان کر کہ تو یہ بات محال　　چیز جو آنکھ سے نہ آئے نظر

وصف اُسکا بشر کرے کیونکر　　حسن بازون کا کس طرح ہو رقم　　دلپہ چلتا ہوا اپنے خنجر غم

کیا خداداد حسن ہا ماشا　　آپ حق نے اُسے بنایا تھا　　وہ قاتل عالم تخت سے اُتر کر

مثل ہلال شب اول بروئے تسلیم ہوشنگ جادو خم ہوئی اور ہوشنگ جادو سے ہاتھ بہ محبت پھیلا دیئے کہا واری برخوردار عمرو دراز گر نور الدہر بن بدیع الزمان صورت

اسکی دیکھکر بیچین ہو گئے ہوشنگ جادو نے سر سینہ سے لگا لیا کہا واری ملکہ شگوفہ جادو آپکا
یہان کیونکر آنے کا اتفاق ہوا اسکرا کر جواب دیا نانی اماں مین نے سنا کسی مسلمان کو آپ نے
بڑے زور و شور سے گرفتار کیا عجب وہ بیوقوف فرقہ ہے کہتے ہین ہمارا خدا بے نادیدہ آسمان
پر رہتا ہے اور کتابون مین انکے مولویون نے تحریر فرمایا ہے کہ ہمارا خدا وحدہ لاشریک ہے کیون
نانی اماں یہ دلیل حقیقت مین ٹھیک ہے مجھے بڑا اشتیاق تھا کہ دیکھون وہ لوگ کیسے ہوتے
ہین کہ پونے دو سو خداوندون کو چھوڑا ایک کو اختیار کیا ملکہ ہوشنگ جادو نے کہا ای نور نظر
لخت جگر مین نے تو بڑی کد و کاوش سے گرفتار کیا ہے انکی کتابون کا کیا اعتبار ہے یہ فرقہ بڑا مکار
و غدار ہے مگر صاحبان علم و فضل جری بہادر لیق ہین سطوت صولت دولت انکا حصہ ہے بہت طول
و طویل ان مسلمانون کا قصہ ہے بقول کاہنان اس طلسم کا یہی شخص طلسم کشا ہے وہ دیکھو سامنے
قید ہو کر آیا ہے مین نے زیر تیغ بٹھایا ہے اسکو جلد قتل کرون اس ظالم کے خون سے ہاتھ بھرون اور
پونے دو سو خداوند رضامند ہون اسکے بزرگ دردمند ہون ابھی ظالم کو قتل کرتی ہون جمشید
کی تاکید ہے کہ جو اس صورت کا شخص آئے فوراً قتل کیا جاے یہ سنکر ملکہ شگوفہ جادو نے پلٹ کر
دیکھا نگاہ پڑی کہ ایک جوان رشک یوسف کنعان حسن مین بے نظیر چہرہ ماہ منیر خود سر پہ ڈھلکا ہوا
زلفین غلیلی تا بدوش غزال چشم شیر خشم صولت و جلالت چہرے سے ہویدا آثار سروری و سرداری
جبین مبین سے پیدا آنکھین رشک چشم غزال چتون سے ظاہر حزن و ملال طوق و زنجیر مین مسلسل
لشکر جرأت کا ہراول ملکہ شگوفہ جادو کے دل نازک پہ تیر مژگان لگا بے عشق ہو گئے ہاتھ

پانون تھرانے لگے اشعار
بسکہ شد شیفتہ ہر ہوش بس
دامن و جیب ازین غم بدرید
دیدگر تھی نگہ یار کہ جی کی آفت تھی
صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ
ہاتھ جانے لگا گریبان تک
اشک نے رنگ خون کیا پیدا

بدرش خون جنون جوشیدہ
حیرتے آئنہ شد از رویش
از رخش رنگ پریدن میخواست
وہ نگہ ہی وداع طاقت تھی
دل پہ کرنے لگا طپیدن ناز
چاک کے پھیلے پانون ناف تک
سوزش دل نے جی مین جا کی

دود سودا لب بحق پیچیدہ
آہ سرد از دل پر درد کشیدہ
پر پرواز دیدن میخواست
ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ
رنگ چہرے سے کر گیا پرواز
طبع نے اک جنون کیا پیدا
داغ نے آ جگر کو آتش دی

بیساختہ آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اپنی نانی کی گود مین گر کر بیہوش ہوگئی کنیزین چہار طرف سے
دوڑ پڑین ملکہ ہوشنگ جادو سر پیٹنے لگی ہے ہے واری کیا ہوا گلاب کیوڑا چھڑکا ملکہ شگوفہ جادو
کو ہوش آیا مگر حال ابتر دل مضطر چشم تر ہونٹھ خشک حیران طرف نور الدہر بہار الزمان
کے دیکھنے لگی شعر مصنف ہون تصور مین ترے صورت تصویر گلی ٭ جسم بےجس ہو مرا پیکر بیجان کیطرح
ملکہ ہوشنگ جادو نے بلائین لیکر پوچھا واری خیر تو ہے مزاج کیسا ہے اسوقت غش آنے کا کیا
باعث ہوا آٹھ پہر تمھاری سلامتی کی دعائین مانگتی ہون موئی مٹی کی نشانی ہو ہر چند ملکہ ہوشنگ
جادو پوچھتی ہے ملکہ شگوفہ جادو کے منہ سے بات نہین نکلتی ہے وہ جو کنیزین بڑی بڑی عقلمند
تھیین انھون نے بڑھکر کہا بی ملکہ ہوشنگ جادو صاحب تمنے دھوپ مین چونڈا اسفید
کیا ہے چھوکری کا تو کرا پنڈا قیدی زنجیر مین بندھا ہوا اسطرح سلاسل وطوق اپنی جان کا
قلق صورت بھی دکھا دی اسطور سے اس مصیبت مین اپنے کبھی کاہے کو کسی کو دیکھا ہوگا جلاد
خنجر کھینچے ہوے سامنے کھڑا ہے لوگون کے دل کانپتے ہین بی بی سے رہ رہ کر جواب پوچھتی ہو اُسکے
ہوش درست نہین وہ کلام کیا کرے اب پہلو ملکہ شگوفہ جادو کو بھی ملا کہا نانی امان حقیقت
مین مین ڈر گئی مگر دل سے کہتی ہے او دل تباہ خراب کس پر مبتلا و فریفتہ کرایا کہ جو آفتاب لب بام
چراغ سحری ہے نام کا تمام طلسم دشمن دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے ملکہ ہوشنگ جادو نے کہا واری
اچھا دونون وقت ملتے ہین اپنے باغ کو سدھارو کنیزون سے اپنی جاکر کھیلو کودو اسکا ڈر تھا
کیا چیز تھا مسلمان کے قتل کرنے مین بڑے ثواب ہین تکو شل زلف کے ناحق پیچ و تاب ہین ملکہ شگوفہ
جادو کو اور تو کچھ نہ بن پڑا بے اختیار رونے لگی ملکہ ہوشنگ جادو نے گلے سے لگا لیا کہا
بی بی ہنسنے جوگ کا سدھارو کاہیر رونی ہو حقیقت مین تم ڈرو گی اس جوان کو قتل کر کے سر خدمت
مین بادشاہ کی روانہ کرنا منظور ہے ملکہ شگوفہ جادو نے کہا نانی امان آپ خفا نہون تو مین ایک
بات پوچھون ملکہ ہوشنگ جادو نے کہا خفگی کی کیا بات ہے جو دلمین آئے بیخوف کہو ملکہ شگوفہ
جادو نے کہا آپ نے بادشاہ سے بھی دریافت کیا کہ اسکو قتل کرون یا قید رہے ملکہ ہوشنگ
جادو نے کہا اب تو مین نے نہین پوچھا جشن مین کا انھون نے کہا تھا کہ طلسم کشا کے آنے کی یہ
علامت ہوگی جسکو ایسا شخص ملے فوراً قتل کرے ملکہ شگوفہ جادو نے کہا نانی امان عقل سے

سراسر دور ہی زندے کو مردہ کرنا تو آسان ہی اور مردے کو کون زندہ کر سکتا ہی اگر یہ جوان
طلسم کشا نہو اور آپ سرکاٹ کے روانہ کریں بادشاہ کے خلاف ہو پوچھیگا کیوں قتل کیا
ہمسے حکم نیلیا نانی اماں یہ تقدمہ مزاج بادشاہان عالیجاہ ہی بقول شیخ سعدی گاہے بسلامے
برنجند و گاہے بدشنامے خلعت دہند پھر کیا جواب دیجئے گا آپ خداوند سامری و جمشید
ولات اعلیٰ و منات معلی و خداوند لقا و خداوند زبرجد شاہ و خداوند فرعون شاہ و
خداوند شداد شاہ شتقاق الکوہی وغیرہ کی ہمسری میں زندہ کیجئے گا ایک عرضی روانہ کیجیے پہر
دو پہر میں جواب آجائیگا یہ بات تو ملکہ ہوشنگ جادو کو پسند آئی چہرے کی بلائیں لیں اور
ترقی حسن و عمر کی دعائیں دیں کہا بی بی کیا معقول بات کہی ہی حقیقت میں میرے خیال میں
نتھا نام خدا پڑھی لکھی ہو تم بھی موافق اپنے سن کے خوب جانتی ہو یہ کہکر کنیزوں کی طرف
متوجہ ہوئی کہا صاحبو تمنے ذہانت کو ہماری صاحبزادی کی دیکھا بیشک پڑھنے لکھنے سے
چار آنکھیں ہو جاتی ہیں عنایت سے سامری و جمشید کے میں مرجیں تو لیق میتیں ہو صاحبو
دعا کرو ایسا ہی اسکو شوہر بھی ملے خوبصورت نیک سیرت خاندان عالی سے ہو چاند سے
چہرے پر سہرہ دیکھوں میں گھر داماد لونگی اپنے چاند کے ٹکڑے کو گھر سے رخصت نہ کرونگی میری
زندگی کا اب یہی سہارا ہی ہتو چراغ سحری آفتاب لب بام ہوں اسکے بچے گود میں کھلاؤں
گلہائے چمن خوبی کو اس باغ میں دیکھوں یہ کہکر حکم دیا کہ لیجا کر اس جوان کو قید رکھو صبح
تک جواب آجائیگا بس اسی وقت عرضی لکھی تمام حال شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان
اور شبرنگ بن عمرو کا اسمیں مندرج کیا ہاتھ میں ایک جادوگرنی کے دیا کہا ہاتھ میں شہنشاہ
جمشید جادو کے دینا اور زبانی بھی شہنشاہ سے عرض کرنا جواب فوراً مرحمت فرمایئے جادوگرنی

جب روانہ ہو چکی ملکہ ہوشنگ جادو خود اٹھی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان و
شبرنگ بن عمرو کو کشاں کشاں لاکر ایک مکان تنگ و تاریک میں بند کیا ایک ترنج جھولی
سے نکالا سحر پڑھ کر زمین پر مارا شعلے بھڑکے آتش سحر نے نور الدہر بن بدیع الزمان و شبرنگ
بن عمرو کو گھیر لیا خلاصہ وہ دونوں خلیل الزمان آگ کی گرمی سے بیقرار چہرہ آفتاب مثال حرارت
سے سنولا گیا فرط حدت سے غش آگیا ملکہ ہوشنگ جادو نے جادوگرنیوں کو حکم دیا رات کو آب دوانہ

نہ دینا لاکر قیدی غل مچاسے تیجے جلائے خبر نہ لینا یہ حالات ملکہ شگوفہ جادو نے اپنی آنکھ سے دیکھے اب تو بیقراری اور زیادہ بڑھی دل سے کہتی ہی ہاے ای شگوفہ یہ کیا ستم ہوا یہ پروردہ مہد ناز ولغم اس مصیبت کو کیونکر اٹھائیگا یقین ہی رات ہی کو تڑپ تڑپ کے مرجائیگا مگر مجبور وناچار اشکبار بیقرار اپنے تخت سحر پر سوار ہوئی کنیزون کو ساتھ لیا اپنے باغ مین آئی باغ کو دیکھکر خار الم دل مین کھٹکا وہ باغ پربہار بدتر از خارستان سنسان ویران معلوم ہوتا ہی دل اسکا اسی عالم یاس یکہ وتنہا بارہ دری مین آئی کنیزون سے کہا باہر جاؤ میرے سامنے چاؤن چاؤن نہ کرو تمھارے چیخنے سے میرا سر پھرا جاتا ہی دل خود بخود گھبراتا ہی کنیزین تو باہر گئین ملکہ شگوفہ کی آنکھون کے نیچے وہی تصویر دلپذیر پھر رہی ہی دل سے کہتی ہی ہاے اسکی جان تو نے کیا بچائی اور آفت آسمانی اسکے دشمنون کے سر پر آئی اس اندھیرے مکان مین وہ ماہتاب ان کیسا گھبراتا ہوگا ہتکڑیون اور بیڑیون سے سر ٹکراتا ہوگا گرد حصار آتش اسکی گرمی جسم نازک کو جلاتی ہوگی مین اپنا حال دل کس سے کہون بے دست وپا ہون کسکو بھیجون کہ جو دمبدم کی خبر لاکر سنائے بیت نہ قاصدے نہ صبائے نہ ہمدمے دارم ۔ حدیث دل بکہ گویم عجب غمے دارم ۔ کبھی بیقرار ہوکر کہتی ہی ہاے نہین معلوم اس شہریار پر کیا گذرتی ہوگی مین نے تو اسکے ساتھ سراسر دشمنی کی اسطرح پر آب ودانہ بند ہونا تڑپ تڑپ کے جان کھونا گرمی آتش بحر سے کیسا گھبراتا ہوگا کلیجہ منہ کو آتا ہوگا کبھی ہاتھ اٹھاکر آواز دیتی ہی اور یہ ابیات پڑھتی ہی ابیات

ای باد صبا سوے دل آرام	لے جا تو یہ غمزدون کے پیغام	جسدن سے ہوئی تری جدائی
دیوانے پہ تیرے آفت آئی	آوارہ ہون تیری جستجو مین	سرگشتہ ہون تیری آرزو مین
گھربار تمام مجھ سے چھوٹا	اندوہ نے تیرے مجھکو لوٹا	کبھی بیقرار ہوکر پکارتی ہی شعار
جی مین ہی جاؤن نجد کے بن مین	قبر مجنون پہ جاکے بیٹھ رہین	اور کبھی دیکھکر سوے افلاک
کہتی تھی اپنے سر پہ ڈالکے خاک	ای فلک تو نے کیا کیا تجھسے	میرا دلبر چھوٹا ایسا مجھسے
کوئی مونس نہ کوئی ہمدم ہی	ہان یہ غمخوار اک مرا غم ہی	جار ہا ہے پلنگ سے مجھکو
جار ہا ہے درندہ مین اب تو	ہم ابھی یا غم سے ای کیا کیجیے	کون ہی کس سے حال دل کیجیے

آخر روتے روتے آنکھین سرخ ہوگئین شمشاد قد نامے وزیر زادی اپنے قصر مین تھی اسنے

دیکھا سب کنیزین اپنی اپنی چھپنیون مین بیٹھی ہین شمشاد نے کہا اری مشاطو ملکہ شگوفہ جادو بارہ دری
مین اکیلی ہین سب نے کہا بی شمشاد ملکہ تو آج ہمکو کاٹ کاٹ کھاتی ہین تیور دکھاتی ہین ہم
سبھون سے کہا ہمارے پاس سے جاؤ کیا ہمکو قیدی بنایا ہی ہم سب چلے آئے اکیلی وہان بیٹھی ہین
ہم کیا جانین کیا کرتی ہین شمشاد بڑبڑاتی ہوئی قریب بارہ دری کے آئی اب جو پردہ اٹھا کر دیکھے
ملکہ شگوفہ جادو پانون لٹکائے ہوے پلنگ پر بیٹھی ہی ساق بلورین کھلی ہوئین پائنچے چڑھے
ہوے موے سر کھلے ہوے آنکھون سے دریا اشکون کا جاری گل سا چہرہ کمھلایا ہوا آنکھین
لال رونے سے پریشان حال یہ شمشاد روتی ہوئی دوڑی جا کر قدمون سے لپٹ گئی سر سے
پانوتک بلائین لین ترقی حسن کی دعائین دین پوچھا واری خیر تو ہی ملکہ نے پہلے تو بہت انکار کیا
آخر ٹھنڈی سانس بھر کر کہا اے شمشاد یہ جو جوان قید ہو کر آیا ہی اسکی حسرت و مصیبت پر میرا دل
جلتا ہی ومجھے کچھ کام نہین ہی اتنا چاہتی ہون کہ ایک نظر دیکھ لون۔ ورسمجھاؤن ایسی جرأت
کو آگ لگے سحر و ساحری مین خاک دخل نہین جادوگرون سے بھڑ پڑے آخر کیا کر سکے اے
شمشاد مین اسکو کسی طرح سرحد طلسم سے نکالدون شمشاد نے کہا واری بہت دشوار ہی
لونڈی نے دریافت کیا ہی سارے طلسم مین غلغلہ پڑا ہی یہ جوان نبیرۂ صاحبقران ہی نام اسکا
نورالدہر بن بدیع الزمان ہی کاہنان طلسم نے اسی کی تصویر درج کتاب کی ہی اس جوان
کا بچنا دشوار ہی سارا طلسم دشمن عالم عالم رہزن ہی اس بات سے دل کو پھیرئیے اسکا انجام برا ہی
شمشاد نے جو یون سمجھایا ملکہ شگوفہ جادو بلک کر روئی اور کہا اے شمشاد اگر رات کو کچھ
انتظام نہوا جب صبح کو نانی امان اسکو قتل کرنے لگین گی جا کر لڑونگی ہر چند کہ مین نانی امان کے
سحر پر غالب نہ آؤنگی اسکے سامنے تو اپنی جان نثاونگی میرا اسکا لاشہ ایک مقام پر ہوگا خبر
بی شمشاد تم ہمسے رخصت ہو جواہرات وغیرہ جو کچھ ہی اٹھا لے جاؤ یہ جو لباس جسم مین ہی
واسطے کفن کے کافی ہی یہ سنکر شمشاد تڑپنے لگی کہا واری اس مال و اسباب کو آگ لگے ہمین
آپ کی جان کا خیال ہی مال کیا مال ہی اور شمشاد یہ بھی دل مین سوچی کہ یہ آتش عشق آب کلام
نصیحت سے نہ بجھیگی دمبدم شعلۂ محبت بھڑکیگا ضبط کا ملکہ شگوفہ جادو کو اختیار باقی
نہ رہا سوچ کے عرض کی کہ واری ہر چند کہ خرابی ہی ہم بھی اپنی جان آپ کے ساتھ دین گے

یہ جو سامنے کمرا ہی ابھی یہاں سے نقب لگاتے ہیں شاہزادے کو زندان سے نکالے لاتے
ہیں مگر حضور بھی ساتھ چلیں قیدی کے گرد ماران سحر و آتش پیکر ہیں آپکی نانی جان نے اپنے
دست سحر سے یہ سامان کر دیا ہی ہمکو دیکھکر نگوڑے ڈسنے لگینگے وہ سحر سوائے آپ کے کسی سے
دفع نہوگا ملکہ شگوفہ خوش ہوگئی پائینچے چڑھا کر نقب کھودنے پر آمادہ ہوئی کہا اے شمشاد ایسے
سحر کا دفع کرنا کیا مشکل ہی اب میں سحر سے نقب لگاتی ہوں یہ کہکر دوپٹہ کی گاتی باندھی ماش کے
دانے ہاتھوں میں لیکر زمین پر سحر کرکے پھونکی دم بھر میں طبقہ زمین کا پھٹا اب تو شمشاد نے سب کنیزوں کو بھی
بلایا ملکہ شگوفہ آگے آگے سحر کرتی ہوئی عقب میں سب کنیزیں مٹی وغیرہ نکال رہی ہیں چند
عرصہ میں دہنہ نقب کا اسی کوٹھری میں جاکر توڑا ملکہ شگوفہ نے سر نکال کر دیکھا شاہزادہ
نورالدہر اور شبرنگ بیمار صدمہ سحر ہوشنگ جادو سے بیہوش پڑے ہیں گرد ماران سیاہ
بیٹھے ہوئے زبانیں منہ سے نکال رہے ہیں ملکہ شگوفہ نے نیچہ ہوئے ماران سیاہ کو قتل کیا
کبھی ماران زلف پیچ و تاب کا آئینہ عکس ڈالا کبھی باران سحر برسایا اسی بیہوشی میں شاہزادہ
نورالدہر اور شبرنگ کو اٹھایا کنیزیں لپٹ گئیں ہاتھوں ہاتھ نورالدہر و شبرنگ کو لے لیا نقب
میں پھاند کر بیک چشم زدن بارہ دری میں پہونچ گئیں مگر ہوش و حواس سب کے پراگندہ کہ
دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی آپس میں چشمک زنی ہو رہی ہی لونڈیاں تمسخر کرتی ہیں ایک کہتی ہی کہ
بجڑو کی آگ بھڑکی ضبط نہو سکا دھگڑے کو نکال لائیں اب کیسی خوش ہیں پھولوں نہیں سماتی
ہیں دیکھو ہوا ہیسے آنکھ بھی نہیں ملاتی ہیں مگر ملکہ خوشی سے باغ باغ تھی شاہزادے کو مسند
پر بٹھایا سحر اتار کر ہوشیار کیا اور ایک جانب آپ شرمائی ہوئی دوپٹہ سے منہ چھپائے ہوئے
بیٹھ گئی شاہزادہ نورالدہر نے آنکھ کھول کر جس گلعذار کو باغ ہوشنگ میں دیکھا تھا اسکو اپنے
قریب پایا شبرنگ تو ہوشیار ہوتے ہی شمشاد کی جانب متوجہ ہوا کہا جان جہان ہمارے
پاس آؤ ہم تم پر عاشق ہیں اپنے قول کے صادق ہیں عمر بھر خدمت کرینگے روٹی کپڑا اچھے
مزے سے پہونچائینگے شمشاد نے جھنجلا کر کہا نگوڑے کمبخت شامت آئی ہی اپنی امان بہنا کو
روٹی کپڑا پہونچا نخرے کی خوبی یا تو شل مردوے کے وہاں پڑے تھے دام سے چھوٹتے ہی
بکنے لگے یہ ہمارے عاشق ہیں اپنا منہ تو دیکھو آئینہ تو نصیب نہوا ہوگا پانی میں دیکھ کر اپنا چہرہ

دیکھا ہوگا شبرنگ نے کہا کیا مین بہاگتا ہون شمشاد نے ایک دو ہتڑ مارا اور ملکہ شگوفہ سے
کہا حضور اس منحوس سے ہوش صحرائی کے بچے کو منع کیجیے اپنی چوپانج بند کرے نہین لاکھون صلواتین
مین سناؤنگی ملکہ نے اشارہ کیا شمشاد کیون اکڑتی ہو لمحہ بھر کی صحبت ہے نہین معلوم کیا ہو شمشاد
نے کچھ میوہ وغیرہ شاہزادے کے سامنے پیش کیا کہا حضور کیون خاموش بیٹھے ہین دشمنون پر
آب و دانہ بند ہے کچھ نوش فرمایئے ملکہ شگوفہ کو آپ کے حال زار پر رحم آیا نقب سحر لگا کر نکال
لائین ہم سب نے انتہائی شفقت کی شاہزادہ نورالدہر نے مسکرا کر کہا ملکہ عالم کا ہم غریبون پر
احسان ہے ملکہ شگوفہ تو بیٹھی رہی بی بہول اٹھی صاحب کچھ احسان کی ضرورت نہین ہے آپ
کچھ نوش فرمائین مرکب مجھ سے لیجیے بتعجیل یہان سے نکل جایئے صبح ہوتے ہی ثانی امان قیامت
برپا کرینگی آپ کی تلاش ہوگی مین جارہی ہون آپ خیر و عافیت سے اپنے لشکر مین پہونچ جایئے
اگر یاد رہے تو نامہ و پیام سے یاد فرمایئے گا شاید کبھی ملاقات بھی ہو یہ کہا اختیار یہ کہکر
آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے دامن سے اشک
ملکہ شگوفہ کے پاک کیے کہا اے ملکہ عالم ہمارا اس طلسم سے نکلنا دشوار ہے جب تک اس طلسم کو فتح نہ کرینگے
سرحد سے اسکے قدم باہر نہ دہرینگے بعض مقدمات ایسے ہین کہ انکا بیان کرنا مناسب وقت نہین
ہے اگر حیات مستعار باقی ہے کل کیفیت ظاہر ہوگی یا طلسم فتح ہوگا یا موت دامنگیر ہوگی آمادہ بدوست
فلک پیما ہوا اور میوہ وغیرہ کھانا تمہاری عنایت پر موقوف ہے پروردگار کی اطاعت کرو لات و
مناۃ پر لعنت کرو الغرض ملکہ شگوفہ مع کنیزون کے مطیع الاسلام ہوئی دونون کو جوش
محبت شباب کا عالم دو دو جام پیے چند باتین ہونے پائی تھین کہ ناگاہ ماہتاب عالمتاب نے
حجاب برج حمل مین منہ چھپایا اور قیدی زندان مغرب یعنی نیر اعظم زنجیرہاے شعاع مین جکڑا ہوا
فلک نیلی پر تھراتا ہوا نکلا رخ شمع پر زردی آئی مرغان سحر نے دھوم مچائی اشعار

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت
بجای غنچہ از رو در کشیدہ

خروس صبحدم آواز برداشت
سمن از آب شبنم روے خود شست

چمن را دل بلحن دلکش کشیدہ
بنفشہ جعد عنبر بوے خود شست

رنگ روے ملکہ شگوفہ خوف سے فق ہوا ہر طرف غلغلہ ہوا تو صبح ہوگئی یہ دونون عاشق و
معشوق مصروف عیش ہین مگر ہوشنگ جادو شاہزادہ نورالدہر کو قید کر کے سوئی تھی

خواب خرگوش سے بیدار ہوئی یا فتنہ خوابیدہ جاگا حوض پر آکر منہ ہاتھ دھویا یہ نہ جانتی تھی کہ
آج زندگی سے ہاتھ دھونا ہے کرسی پر بیٹھی ہے کہ آسمان پر برق چمکی جس کنیز کو نامہ دے کر خدمت
جمشید جادو بادشاہ طلسم میں بھیجا تھا وہ جواب باصواب حسب خواہش اُس جھونہ کے لیکر
آئی بلائے ناگہانی نے صورت دکھائی ہوشنگ جادو نے فرمان شہنشاہ آنکھوں سے
لگایا چوم چاٹ کر کھولا لکھا تھا اے ہوشنگ جادو خبردار نامہ دیکھتے ہی اُس جوان کو قتل
کرکے سر ہمارے پاس روانہ کرو وہ حقیقت میں طلسم کشا ہے کتاب سامری میں صاف صاف
لکھا ہے یہ مضمون فرح افزا پڑھ کر اُس بدسیر نے حکم دیا جلد قیدیان بلا کو لاؤ جلاد کو بلاؤ میدان خونی
کی بہ تعجیل تیاری ہو کنیزیں دوڑکر قریب کوٹھری کے آئیں قفل کھولا سر ڈالکر دیکھا وہ مکان خالی
پڑا ہے دربان سحر جلے ہوئے شعلہ ہائے آتش سرکش بجھے ہوئے دہنہ نقب موجود بیٹھی ہوئیں سامنے
ملکہ ہوشنگ جادو کے آئیں عرض کی حضور قیدخانہ خالی پڑا ہے کوئی اُس جوان کو چھڑا لے گیا
اتنا تو ہمکو بھی ثابت ہوا کہ کسی ساحر کا کام ہے بس ہوشنگ جادو ہائے کہکر اُٹھی اور اُس مکان
میں آئی معرکہ مذکور دیکھکر غصہ میں بھر گئی اور فوراً نقب میں کود پڑی عقب میں چند جادوگرنیاں
ملکہ شگوفہ نے گھبراہٹ میں بہر نقب کا نہ بند کیا تھا ہوشنگ جادو نقب کو طے کرکے باغ میں
ملکہ کے آکر نکلی اور اُس وقت پہنچی کہ دونوں عاشق و معشوق مسند پر جلوہ فرما ہیں جیلو چین زنگ
بن عمرو کے بی شمشاد اکڑ رہی ہیں شبرنگ تانیں مار رہا ہے ہنگامہ عیش و نشاط برپا ہے دیکھتے
ہی ہوشنگ جل گئی وہیں سے پکارا او شوخ دیدہ ننگ خاندان دھگڑے کو لیکر بیٹھی
بیٹھی ہے اسی جمشید جادو کو نہیں جانتی خبردار توبہ کر اس جوان کو مجھے دے میں سر کاٹ کر
روانہ کروں یہ سنتے ہی ملکہ شگوفہ کھڑی ہوگئی دور سے ہاتھ باندھ کے گڑگڑا کر عرض کی نانی اماں میری
خطا معاف کیجیے آپ کے نزدیک بھی یہ طلسم کشا ہے اور آپ ہی کا قول ہے کہ طلسم کشا کا قتل ہونا محال
ہے بس اس سے دشمنی کرنا بیکار ہے اس شیر صولت کی معافی کیجیے ہونے دو سو خداوند پرست
کیجیے ہر چند کہ بے تمیز ہوں مگر آپ کی کنیز ہوں میرے حال پر رحم فرمائیے یہ سنکر ہوشنگ جادو
مثل شعلۂ آتش کے بھڑک گئی پکاری ہو صاحبزادی اور سنو صاحبزادی ہمکو سمجھاتی ہیں خوب باتیں بناتی ہیں
یہ کہکر گرز اُٹھا کر مارا جب تو ملکہ شگوفہ نے گھاتی ڈوڑ پٹکی بازی جھولی سحر کی اُٹھائی آواز دی

نانی امان الامر فوق الادب اب آپ شاہزادہ شیر صولت کی جان کی خواہان ہین تو ہم بھی موجود ہین
سامری و جمشید رب اکبر کی درگاہ کے مردود ہین کیا خوب آپ کے خدا ہین پتھر کے پتلے بنا لے آلمو جدہ
کیا کبھی کسی آدمی کو خدا بنا لیا استغفر اللہ انھین کے ہاتھ سے دربدر خاک بسر ہو ایسون کا جنم مین
بگڑ رہی ہین تو مطیع الاسلام ہو چکی جان و مال سب اس شہر یار پر نثار رہی بھی شیر ملقب بہ بہرام زمانہ
زمرد ناہنجار ہی یہ کہکر انگلی سے اشارہ کیا گولا ہوشنگ جادو کا پھٹا زمین پر گرا گلی کنیزین ہلاک
ہوئین ملکہ شگوفہ بھی نور الدہر بن بدیع الزمان نے تیغ خاراشگاف سلیمانی کے قبضہ پر
ہاتھ ڈالا نعرہ کیا بیت نظیر حمزہ صاحبقران بخشم و قہر • شہ ستارہ حشم شاہزادہ نورالدہر
ودیگر ہاے اوج رفعت شاہباز گردوں • کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان عالم • پناہ لشکر اسلام نورالدہر کہ ہیبتش
عدو دوز رزمگاہش صیہزار الامان خواہند • شیر جنگ بن عمرو بھی تیر و کمان لیکر آٹھا تیر سے کئی جادوگرون
کو مارا کبھی حقۂ آتش بازی داغ دیا کسی پر حباب بیہوشی لگایا جادوگرنیون کو اسطرح ہلاک کرتا ہی
اپنے کو بھی بچانا ضرور ہی لیکن اس ہنگامہ کو دیکھکر قلب ناصبور ہی نورالدہر بن بدیع الزمان
کے قریب جو ایک جادوگرنی آگئی چوٹی پکڑ کر ایک طپانچہ مارا سر اُسکا جنبر گردن سے اُڑ گیا
اتنے میں باغ آتش بہار ہو انخل شمشاد مثل شعلۂ جوالہ پھول ہر ایک آگ کا انگارہ نہرون کا پانی
کھولنے لگا چشم حباب بھر آگئی تپتے آگ کی چنگاریان بننے لگے زمین کرۂ آہنگران قیامت کا
سامان عیان ہنگامہ سحر گرم ہوا شگوفہ کو اب یہ مصیبت ہی کہ نورالدہر کو بچاتی ہی ہوشنگ
جادو کا سحر بھی ستاتی ہی نورالدہر بن بدیع الزمان کو منع کرتی ہی آپ آگے نہ بڑھین
سینہ سپر کر رہی ہی اور دم محبت کا بھر رہی ہی مگر ہوشنگ بدست ساحرہ زبردست ہی زمین باغ
کو ہلا دیا تمام سے گل و لالہ کو جلا دیا ایسے ایسے سحر کیے کہ ملکہ شگوفہ گھبرا گئی رلتے لڑتے
زخمی بھی ہوئی ایکطرف شمشاد بھی شیر جنگ بن عمرو کو بچا رہی ہی کہتی ہی ارے نگوڑے
تو عیار ہی کود پھاند کر بھاگ جا اپنی جان بچا مین بھی تیرے ساتھ نکل چلونگی شیر جنگ بن عمرو
کہتا ہی اے جان جہان ہمارا آفت تو آمادہ ہنر دجان کا خوف ہم اپنی جان بچا ئین زندگی کو
لے کر نکل جائین ہم سے یہ نہ ہوگا شمشاد محبت مین اُسکی رونے لگتی ہی کا نے پر شیر جنگ بن عمرو
کے عاشق ہوئی ہی کبھی دل سے کہتی ہی او دغا نہ خراب کس مصیبت مین پھنسایا عشق زلف مسلسل

مجوب مین صبح ہوتے ہی روز سیاہ کا سامنا ہوا ہاے مگر ہوشنگ جادو مہلت نہین دیتی
ایک مقام پر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے ایک کنیز کو نیمچے سے قتل کیا صدائین
مرنے کی جادوگرنیون کی بلند سنگ باری برف باری ہوئی ہر دوسے ہوشنگ جادو نے جو
شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کو دیکھا دین سے ایک دو جوز مین پر مارا شاہزادہ
نور الدہر لڑکھڑا کر زمین پر گرا شبرنگ بن عمرو بھی زخمی ہو کر لڑتا بھڑتا مجبور بیٹھ گیا ہوشنگ
جھپٹی کہ شبرنگ و نور الدہر کو قتل کردن ملکہ شگوفہ نے جو دیکھا بجلی کان سے نکالکر پھینکی ہی
ہوشنگ کے سر پر برق گری سر اُس ملعونہ کا زخمی ہوا اُوچھا سا زخم کھایا برق کو کاٹا اب
قیامت کے سحر کرنے لگی آتش سحر برسائی تھی ملکہ شگوفہ کا جسم پھول سے نازک چند آبلے اس
جسم نازنین پر پڑے اب بدحواس ہوئی شمشاد سحر کرتی ہوئی قریب آئی مگر اسکا بھی پشت وپہلو
زخمی عرض کی حضور موافق اپنی حقیقت کے سحر کیا اس ملعونہ پر قبضہ نہوا موت قریب ہی نہ روے
رفتن نہ راہ ماندن شاہزادہ نور الدہر اسکے سحر مین مجبور ہو چکا اُنکا بچانا دشوار ہی کدو کاوش
بیکار ہی اسوقت تک اتنی مہلت ہی کہ شاہزادے کی محبت سے ہاتھ اٹھایئے اپنی جان کو غنیمت
جانیئے ہمارا کہنا مانیے نکل چلیے ورنہ دم بھر مین ہم آپ بھی گرفتار ہو جائینگے جمشید جادو عذاب
الیم سے قتل کریگا آپ کے دشمنون کے خون سے ہاتھ بھریگا ملکہ شگوفہ نے کہا اے شمشاد
مروت و محبت سے بعید ہی معشوق کے سامنے عاشق کا جان دینا بھی عید ہی ایسے وقت مین
شاہزادے کو تنہا چھوڑون مین اُس سے پہلے جان دونگی مگر وقت وہ ہی کہ پلک جھپکانا بھی
دشوار ہی ہوشنگ بلاے روزگار ہی وزیرزادی نے کہا واری اب تک تو مجھکو گمان تھا کہ
جب کڑی پڑیگی لڑ بھڑ کر نکلجاینگی بہر نوع اب جان پر آبنی ایک بات مجھکو یاد آئی ہی ایک دن
آپ اپنی نانی اماں کے ساتھ خزانہ کے ملاحظہ مین مصروف تھین وہ صندوقچہ جسپر مخمل کاشانی
سبز کا غلاف ہی جب آپ کی نانی صاحبہ نے اُسکو کھلوایا اُسمین ایک تختی مثل ستارہ چمک رہی تھی
آپ کی نانی نے منع کیا کہ بیٹا اسکو نہ اٹھاؤ ہم سحر بھیجے جاتے ہین یہ لوح محفوظ ہی جمشید جادو
نے میرے سپرد کی ہی یہی باعث میری آبرو کا ہی جس شخص کے گلے مین یہ ہوا سپر کسی کا سحر تاثیر
نہ کریگا اگر سامری و جمشید بھی قبر سے اٹھ آئین اس لوح محفوظ پر قبضہ نہ کرسکین اسوقت مجھکو

یاد آیا: وہ تختی نکال کر شاہزادے کے گلے میں ڈال دیجیے وہ ایسی حرامزادی ہوشنگ
ننگ خاندان کو قتل کرینگے ملکہ اس لڑائی میں شمشاد کے متفق ہونے لگی کہا اے موئی وہم
کیا بات بتائی ہے جلد لا اگر میں بھی سامنے سے ہٹ جاؤنگی تو یہ ملعونہ شاہزادے کو قتل کر ڈالیگی
یہ کہکر کنجی ازاربند سے کھول کر شمشاد کو دی شمشاد نے جا کر قفل کھولا تختی نکالنے میں مصروف
ہوئی یہاں ہوشنگ جادو سحر کے قریب نورالدہر بن بدیع الزمان پہونچا چاہتی ہے کہ شگوفہ
جھپٹ کر سامنے نورالدہر کے آئی سینہ سپر کر کے کھڑی ہوئی زخم کھاتی جاتی ہے مگر نہیں ہٹتی ہوشنگ
جادو آواز دیتی ہے اری او شگوفہ تیرے دیدے سے ڈرنا چاہیے دھگڑے کے لیے جان دیگی
ہٹ جا میں نے خطا معاف کی اب تجکو کچھ نہ کہونگی جمشید سے بھی ذکر نہ کرونگی شگوفہ سر ہتھیلی پر
لیے کھڑی ہو کہتی ہے ارے لکا نہ کیا جھک مارتی ہے پہلے میرا سر کاٹ لے بعد اس شیر بیشۂ جرأت پہ
ہاتھ ڈالنا لاکھ جان میری اسکے ناخن پا پر سے نثار ہے جمشید حرامزادہ کیا ناہنجار ہے اب تو
ہوشنگ تیغہ سحر کھینچکر دوڑی کہتی ہوئی کہ بلا دھیوکری ابھی کل کا ذکر ہے کہ رو کر روٹی مانگتی تھی
آج دیدے میں دیدہ ڈالکر کلام کرتی ہے سامری و جمشید سے نہیں ڈرتی ہے شگوفہ نے کہا
میں ان بجاؤں پر لعنت کر چکی بس جیسے ہی ہوشنگ نے چاہا کہ تیغہ مارے شمشاد آواز
دیتی ہوئی خبردار خبردار میں آپہونچی شگوفہ تو سامنے سے ہوشنگ کے کود کر بھاگی شمشاد
نے جھپٹ کے لوح محفوظ گلے میں نورالدہر کے ڈال دی شاہزادے پر سے سحر اتر گیا ہاتھ
پاؤں میں طاقت آئی تیغہ خاراشگاف سلیمانی پکڑ کر اٹھا ہوشنگ چاہتی ہے شگوفہ کو
روکے شاہزادہ نعرہ کر کے بیچ میں آیا سینہ ملکہ پر سپر کر دیا اسکا تیغہ سحر شاہزادہ نورالدہر
پر پڑا کچھ تاثیر نہ کی جسم پر سے اچٹ گیا بس نورالدہر نے خبردار خبردار کہکر نعرہ کیا تیغہ
خاراشگاف سلیمانی کو چمکایا ہوشنگ سمجھی کہ میرے ہوتے شگوفہ نے اسکو بچا لیا ہے یہ
غریب ساحر میرا کیا کر سکتا ہے جیسے ہی نورالدہر نے ہاتھ مارا ہوشنگ نے کلوا جیرون کا نام
لے کر خود اپنا سر آگے کر دیا تیغہ خاراشگاف جو سر نحس پر پڑا دو ٹکڑے ہوئے لاشہ جلنے لگا
دھواں چھا گیا سنگ باری برف باری ہونے لگی وہ آندھی سیاہ اٹھی کہ اندھیرا چھا گیا
ہر ایک کا قلب تھرا گیا دشت کے شیروں کو خوف سے غش آگیا بعد عرصہ دراز کے

آواز آئی کہ مارا مجکو نام میرا ہوشنگ جادو تھا آخر سرکشی کا یہی انجام ہوا بعد لمحہ بھر کے رنگی
ہوئی کنیزان ہوشنگ جادو نے دیکھا کہ ہماری بی بی کا لاشہ پڑا تڑپ رہا ہی نور الدہر
بن بدیع الزمان نبیرۂ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر گیتی ستان شیرانہ اطرہا ہی کنیزون
مین جادوگرنیون مین صدائے الامان الامان بلند ہوئی سبھون نے دست بستہ آواز دی
ملکۂ عالم جیسے آپ کی نانی کے ملازم تھے اب آپ کے تابعدار ہین ہم غریبون کو بچائیے
نور الدہر نے ہاتھ روک لیا ملکہ شگوفہ کو بھی منع کیا سب دوڑکر قدمون پر گرین خوشی سے
مطیع الاسلام ہوئین اب ملکہ شگوفہ مع کنیزان ماہ رخسار اور مع ملازمان ہوشنگ جادو
بارہ سو جادوگرنیان اس باغ مین جمع ہوئین باغ مین پھر بہار آئی چہرہ ملکہ شگوفہ کا مثل گل
شگفتہ ہوا ملکہ شاہزادے کو ساتھ لیکر خوشی خوشی بارہ دری مین آئی سب کی زخمد وزی ہوئی
پٹیان مرہم کی چڑھ گئین شمشاد وزیرزادی منظور نظر شبرنگ بن عمرو نے بتعجیل تمام صحبت
عیش ونشاط آراستہ کی شاہزادہ مسند جواہرنگار پر جلوہ فرما ہوا ایک طرف ملکہ شگوفہ جادو
آکر بیٹھی شمشاد نے شبرنگ سے کہا کہ گوئیے اب تو کوئی غزل سنا شبرنگ بن عمرو نے کہا
جان جہان جب شب کو ہم تم تنہا ہونگے غزل ٹھریان بڑے بڑے راگ سنائینگے شمشاد
نے ایک ہاتھ مار کر منہ موڑ لیا سے پھر مجھسے ایسی باتین شروع کین مین پھر تجھ سے کبھی بات نکرونگی
اب تو خدا نے اپنا فضل شریک حال کیا دور دل کا رنج وملال کیا شبرنگ بن عمرو نے
کہنے سے شمشاد کے یہ غزل گانا شروع کی

غزل

دل نے جو کرم کی اک نظر کی
دل چپ ہی کہ مین کہون کدھر کی
تجھ ہی سے اُسنے ہاتھ اُٹھایا
اللہ ری کمی تری نظر کی
احسان ہی آہ نیم شب کا
تم بھولے ہو راہ اسکے گھر کی
سنتے نہین کوئی کچھ سنائے

مالک ہوئی آہ خشک و تر کی
کیون راہ بتادی انکے گھر کی
خوبی یہ دعاؤن کے اثر کی
کھوئے گئے بیہوش رہتہ
تصویر کھنچی ہی اس کمر کی
ناصح یہ خدا کرے کسی شب
کانون کو لگی ہی تو کدھر کی

باتین نہین یان ادھر ادھر کی
کچھ کہتی ہی چال نامہ بر کی
کچھ آنکھ مین ہم تری نہ ٹھہرے
یہ بے خبری تری خبر کی
کھوئے ہوئے سے ملے ہو مجکو
آجائے بلا ادھر ادھر کی
کیون سوتی نہ صبح وصل تقدیر

جاگی ہوئی تھی یہ رات بھر کی
دیکھے نگھرے جگر کو کیا غم
شاگرد ہی چشم فتنہ گر کی
آنسو تو کوئی نکالے دو
کیا لی ہی خبر دل و جگر کی
دیکھا تھا مری تڑپ کو تم نے
یون موت لکھی تھی نامہ بر کی
الفت مین خدا ادب کے ہی فرق
رکھتے ہی قدم زمین سر کی
بگڑے شب وصل بھی یہ کہنے
دی اُنھین آپ ہی خبر کی

ہی چرخ تمھی نہ گردش بخت
او چھوڑ نہ رکے گی اُس سپر کی
جس قصد سے چاہو جھونک آؤ
حسرت یہ نہین ہی چشم تر کی
رکھتی ہی جو کچھ بھی غیرت ای آہ
کچھ بڑھ گئین شوخیان نظر کی
حور اور ہمین ملے نہ زاہد
خالق ہی وہ خیر کی بشر کی
بجا کہین بند ہو کے ای آہ
تھی شام سے آرزو سحر کی
گرمی ہی جلال کی تپش مین

ہی یاد کچھ اپنے ہمسفر کی
شوخی کرے کیون نہ گردش دہر
چتون نہ چھپے گی خیر و شر کی
ای دور و ترقیان ہون تیری
شرمندہ نہ ہو جیو اثر کی
خط دینے گیا تھا آنکھ وہی جان
لونڈی ہی بلا کشون کے گھر کی
کیا کھیتی ہی بار کی گلی دور
صورت کسی بیوفا کے در کی
قاصد بھی گیا تو پھر وہی کو
تپتی ہوئی ٹھیک دوپہر کی

مگر شمشاد وزیر زادی نے ہٹ کر جو دیکھا ملکہ شگوفہ جادو کے ہچکی لگی ہوئی ہی شاہزادہ نور الدہر
بن بدیع الزمان سے اشارہ کیا ملکہ کا نکو ڈال دو رد و چند ہو گیا ہائے خدا ذرا بچا لیجے
شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے دل اپنے دامن سے اشک ملکہ شگوفہ کے
پاک کیے فرمایا کیون ملکہ خیر ہی شمشاد بھی ملکہ کی بلائین لینے لگی کہا ملکہ گانٹھیے ملکہ نے کہا
بی شمشاد تمکو گانے کی پڑی ہی ہمارے کلیجہ پر چھری پھر رہی ہی ای شہریار خدا کے واسطے اس
جلسہ وغیرہ کو آگ لگائیے جلدی تخت پر سوار ہو جیے ہم آپ سب ملکر یہان سے نکل چلین ورنہ
دم بھر مین قیامت برپا ہوا چاہتی ہی ہوشنگ کا مارا جانا کچھ اچھا نہوا جمشید جادو کے دربار
مین ایسے ایسے سردار بلائے روزگار ہزارون ہین یہ خبر مخفی نہ رہیگی وہ بادشاہ طلسم ہی معلوم
ہو جائیگا کسی ساحر زبردست کو روانہ کریگا فوراً ہمکو و آپ کو گرفتار کر لیجائیگا شاہزادہ
نور الدہر بن بدیع الزمان نے کہا کہ ملکہ مین تو یہان سے قدم نہ ہٹاؤنگا اب تو شب ہو گئی
ہی صبح کو راستہ بتا دینا مین خود یکہ و تنہا دربار جمشید مین جاؤنگا ایک یار صادق محب وافق
وہان قید ہی اُسکے واسطے دل تڑپ رہا ہی اگر اُسکی تدبیر نہ کرون تمکو کیا امید ہوگی میرے واسطے

اُسنے اپنے کو بلا مین پھنسایا اٹھارہ سو ملک کی سلطنت پر لات ماری اسکا مبتلاے بلا ہونا مجھ
چھُریان چل رہی ہین ہڈیان آتش فراق سے جل رہی ہین ملکہ نے پوچھا وہ کون صاحب ہین
شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی ملکہ مخمور سرخ چشم کا
ذکر اسطور سے کیا کہ ہا لیان صحبت رونے لگے طرز کلام سے ملکہ شگوفہ کو صاف ثابت ہوا کہ
ملکہ مخمور سرخ چشم پر مدت مدید سے عاشق ہین اُسکا فراق ایسر شاق ہے دیدہ و دل اُسکے
جمال کا مشتاق ہے بس بے اختیار سر جھکا کر دل سے کہتی ہے ای شگوفہ یہ کیا ستم ہوا اب قلب
ناصبور پر ہجوم رنج والم ہوا یہ جوان شیر صولت رستم ہیبت ملکہ مخمور سرخ چشم کے عشق مین
مبتلا ہے فی الحقیقت وہ حسن وجمال مین یکتا ہے دیکھیے پھر کیا گذرتی ہے یہ جو خیال کیا چشمہ چشم سے
قلزم محیط موجزن ہوا شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے اشکون کو دامن سے پاک
کیا کہا ملکہ رونا بیکار ہے اس مقدمہ مین تمکو ناحق اسرار ہے ہم لوگ پابند وضع ہین جس سے جو عہد
کیا تا مرگ یاد رکھیں گے تمکو کسی حال مین نہ بھولینگے اُسکا رتبہ تُسکے ساتھ ہی تمنے بھی جان بخشی
کی ہے زندگی بھر اس احسان کو نہ فراموش کرینگے اگر حیات مستعار باقی ہے بعد فتح طلسم ہمیشہ
تمسے آکر ملیں گے بعنایت باغبان قضا و قدر پھر غنچہ آرزو کھلیں گے مگر مین کسی طرح رک نہین سکتا
طلسم ہمیشہ مین بخدا ضرور جاؤنگا یا تو تم اسی مقام پر بسر کرو یا نامہ لکھدون میرے لشکر مین
چلی جاؤ وہان میرے جد عالی تبار عم نامدار سرداران ذوالفقار موجود ہین سب تمکو آنکھون پر
بٹھا ئینگے بلکہ تمھارے جانے سے اور فرزندان صاحبقران بھی میری تلاش مین آئین گے
ملکہ نے دونون ہاتھون سے منھ پیٹ لیا کہا کیون حضور نے آپ کی محبت مین گھر بار تج دیا
نانی کو قتل کیا اسکا انجام یہی ہے کہ آپ تو اتنے بڑے مقام پر جائین ہم اپنی جان بچائین ہمتو آپکو
یہان سے نہ جانے دینگے یا ہمکو اپنے ساتھ لشکر مین اپنے لے چلیے وہان ہمکو چھوڑ کر پھر آپکو
اختیار ہے یا اپنے دست زبردست سے ایک ہاتھ لگا دیجیے اس کشاکش سے چھوٹ جائین
قبر مین پانون پھیلا کے چین سے سوئین آرام پائین شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان
نے کہا واہ ملکہ یہ روے سیاہ جا کر بھائی بھتیجون کو دکھاؤن علاوہ مخمور سرخ چشم کے
قوت بازو میرے بلکہ عاشق صادق صف شکن و صفدر طہماس بن عقوبیل دیو پرور بھی

یقین ہی کہ اسی طلسم مین قید ہون جب دادا جان سنینگے کہ اپنے سردار کو قید کرا کے چلا آیا
منہ کو نہ دیکھین گے نظرون سے گرا دینگے اسی دربار مین ایک سیہ نا چشم ہی جرأت و شوکت
مین بے نظیر صاحب سپر و شمشیر سرکردہ بہادران شاہزادہ ایسج نوجوان وہ طعن و تشنیع کریگا
دربار مین بیٹھنا مشکل ہوگا مین بخدا طلسم جمشید مین جاؤنگا خدا چاہیگا تو فتح کر کے پلٹونگا
جب شاہزادے نے قسم کھائی اور یاد مین ملکہ محمود کے یہ غزل زبان پر جاری ہوئی غزل

راز الفت نہ کرینگے کبھی افشا عاشق — اپنے معشوق کو کرتے نہین رسوا عاشق
اُس گل حسن کو دل دیکے مین پھل پاؤنگا — دیکھتے ہین ثمر نخل تمنا عاشق
عشق جب اپنا جتاتا ہون تو فرماتے ہین — اس زمانہ مین نہین کوئی کسی کا عاشق
سیر منظور ہو گر آپ کو جانبازی کی — ابھی سر کاٹ کے دکھلا دین تماشا عاشق
روکے کس ناز سے کہتے ہین جنازہ پہ مرے — اٹھ گیا آج زمانے سے ہمارا عاشق
دل ہی مجھ مست کا دیوانۂ چشم ساقی — اس خرابات مین ہی جام پہ مینا عاشق
یاد کاکل مین شب ہجر بسر ہو کیونکر — تیرہ روزی پہ مری ہی شب یلدا عاشق
جام سان چور رہا کرتی ہی مستی مین مدام — جام ساقی پہ ہی کیا تشنۂ صہبا عاشق
حال موسی کا نہین آنکھ سے دیکھا شاید — کسلیے دیدار کا کرتے ہین تقاضا عاشق
جان پا جاتا ہی وہ باتون مین ہر دل مردہ — اس تکلم پہ ہی اعجاز مسیحا عاشق
تیری بازار محبت کا نرالا ہی چلن — مول یان لیتے ہین سر بیچ کے سودا عاشق
ہمسے مفلس کے لگے ہاتھ تو دکھلائین مزا — مالدارون پہ عبث ہی زن دنیا عاشق
طوطی گلشن اعجاز ہی تیرا خط لب — ہستہ کیا دیکھین تو ہون خضر و مسیحا عاشق

شہرنگ نے ملکہ کو اشارہ کیا کہ ملکہ اب کچھ نہ کہو یہ جو زبان سے کہتے ہین وہی کرتے ہین ملکہ
نے کہا بھیا وہ تم بھی مجھی سے کہتے ہو للہ شاہزادے کو سمجھاؤ شہرنگ نے کہا ملکہ مین انکے ساتھ
کھیل کر بڑا ہوا سایہ ہوا من دولت مین پرورش پائی مزاج سے بخوبی آگاہ ہون کیا سمجھا کہون
اسوقت شمشاد نے ملکہ کے چٹکی لی اشارے سے کہا ذرا الگ چلیے مجھے کچھ عرض کرنا ہی ملکہ
فوراً اٹھکر ساتھ شمشاد کے دوسرے کمرے مین آئی شمشاد نے کہا آپ کیون اپنے زبان

اڑاتی ہین مین نے تدبیر کرلی ہے نہ گھبرایئے چلکر رقص شروع کریئے کچھ حیلہ کرکے لوح محفوظ انکے گلے سے اُتروا لیجیے رومال مین لپیٹکر اپنے پاس رکھیے چپکے چپکے سحر کرکے سردار دنیا دونون کو بیہوش کیجیے تخت پر ڈال کر نکل چلیے جب سرحد طلسم سے نکلجائینگے انکو ہوشیار کیجیے گا آپ کا کیا کرینگے لکڑی کے چور کو کوئی کٹاری سے نہین مارتا ہتھیلین گے غل مچائین گے آخر اپنے لشکر مین چلنا قبول کرینگے ملکہ کو یہ صلاح پسند آئی شمشاد کو گلے لگا لیا کہا کیا معقول بات کہی اب شاہزادی اور وزیرزادی دونون ہنستی ہوئین آکر مسند پر بیٹھین کہا گانیون کو بلاؤ نورالدہر سے کہا اے شہریار جو آپ کہین گے وہی کرین گے کل صبح کو آپ طرف طلسم جمشید کے جایئے گا ہم اسی باغ مین رہینگے جب آپ طلسم فتح کرکے آیئے گا آپ کے ساتھ ہولین گے مگر لوح محفوظ گلے سے اُتار دیجیے لایئے رومال مین لپیٹ کر رکھ لین نورالدہر نے فوراً گلے سے اُتار کر ملکہ کو دے دی ملکہ نے رومال مین لپیٹ کر اپنے پاس رکھ لی چپکے چپکے سحر کیا نورالدہر اور شبرنگ بیہوش ہوئے بس اُسی وقت فوراً چند تخت سحر تیار کیے ایک پر نورالدہر اور شبرنگ کو ڈال لیا باقی تختون پر کنیزون کو سوار کیا جو اسباب لائق اُٹھانے کے تھا لے لیا باقی وہین چھوڑا مع بارہ سو جادوگرنیون کے تخت اُڑاتی ہوئی ایک جانب روانہ ہوئی انکو راہ مین چھوڑ دینے

دو کلمہ داستان لشکر اسلام سے آنا ارکان کوہی برادر فولاد شکن اور زخمی ہونا ایرج نوجوان کا اور مرکب کا نکال لیجانا زمرداری مین طرف صحرا کے اور پھر قید ہونا ایک ساحرہ کے ہاتھ سے اور آکر رہا کرنا ملکہ ترّان شمشیرزن کا ایرج نوجوان کو اور جانا ایرج کا بھی طرف طلسم جمشید کے ساقی نامہ

لا جلد پلا کدھر ہے ساقی
نہ رند ہین اب نہ جمگھٹا ہے
آرائش میکدہ ذرا کر
ساغر بھر بھر کے اب پلائین
گلشن مین نئی بہار آئے

جو کچھ ہو شراب باقی ساقی
کیون جام و سبو الگ پڑا ہین
رکھ شیشہ مین ہو تو بھر برابر
وہ بادہ پلا خمار ہو اب
غنچہ ہر ایک مسکرائے

سونا ترا کیون یہ میکدہ ہے
کیون رند ادھر اُدھر کھڑے ہین
آواز دے میفروش آئین
یان خون کا آبشار ہو اب
اب تو بھی ادا مین اے صبا کر

خندان ہوں گل ہی کھل کھلا کر | آگے ہی وہ داستان رنگین | ہیں جسمیں شگفتہ سب مضامین
احوال طلسم اب بیان ہی | خامہ مرا جنگ کر رہا ہی | ہی کوئی رہا تو قیصہ کوئی
صیاد کوئی ہی صید کوئی | ہو طرح قمر کو آج جودت | ہی اوج پہ آفتاب شوکت

شہسواران عرصۂ جانبازی و یکہ تازان معرکۂ سرفرازی توسن کلک کو میدان جنگ طلسم میں یوں جولان کرتے ہیں بیت مورخ جو ہیں دہر میں باہنر وہ دیتے ہیں اس داستان کی خبر جبکہ فولاد فولاد شکن ہاتھ سے ایرج تیغ زن کے واصل جہنم ہوا ہمراہ مالکہ حسن عذار صنوبر قد ایرج نوجوان کا عقد ہوا گوہر مراد حاصل کیا اُسکے بطن سے ایک شاہزادہ شیر دل پیدا ہوگا کہ ذکر اُسکا انشاء اللہ تعالے بشرط حیات تورج نامہ میں تحریر ہوگا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان ہمابے نور الدہر بن بدیع الزمان متردد ہیں کہ نہیں معلوم اُس شیر بیشۂ جرأت پر کیا گذری بالآخر خواجہ عمرو سے پوچھا عرض کی ای شہریار عنایت سے پروردگار کی خانۂ حیات تو معمور ہو شکل فرح تو ظاہر ہو صاحبقران اس ذکر میں تھے کہ ہرکاروں نے آکر عرض کی کہ ارکان کوہی بدعوی خون فولاد فولاد شکن اپنے ملک سے لشکر لاتا ہی یہاں پہنچا ہی طبل جنگی بجوایا ہی کل اُسکا ارادہ ہی کہ معرکہ آرا نبرد ہو صاحبقران نے فرمایا کہ ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہاں طبل سکندری پر چوب پڑی سرداران نامی و پہلوانان گرامی و غازیان دیندار و مجاہدان ہشیار شعار کو معلوم ہوا کہ کل لشکر لقا سے جنگ ہی لشکر ظفر اثر میں تیاری ہونے لگی چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ شہنشاہ انجم سپاہ نے شکست کھائی خسرو خاور اُصبہ کرو فرباً فوج و حشم ضیا شعاع لیکر تخت فلک نیلی پر جلوہ افروز ہوا لشکر جانبین کے میدان کارزار میں آکر ٹھہرے بعد صفوف آرائی ارکان کوہی قریب تخت لقا حاضر ہوا عرض کی یا خداوند شعلہ قتل برادر کلیجہ میں بھڑک رہا ہی فولاد فولاد شکن وہ پہلوان تھا کہ جسکے نہیب شمشیر سے سرداران زبردست تھراتے تھے اگر صحرا میں جاکر نعرہ کرتا تھا شیروں کو غش آتے تھے نہیں معلوم کیا اتفاق پڑی وہ اس طرح قتل ہوگیا یا تو کسی مجمع میں پھنسا ہوگا یا مسلمانوں نے ازروے بلوہ مارا ہوگا بختیارک نے کہا ای ارکان ہمکو بھی یقین ہی کہ رکن اعظم کوہستان گرگیا مگر مسلمانوں کا یہ دستور نہیں ہی کہ ایک سے دو ملکر مقابلہ کریں وہ تو اپنے خویش کے ہاتھ

مارے گئے بموجب مثل کردنی خویش آمدنی پیش ✦ ارکان تو سارا حال سن چکا ہی کہا ای
ملکہ جی ان باتون سے کیا فائدہ ہی میرے بھائی کے قاتل کا نام بتایئے پھر تماشا دیکھیے آج
میدان مین اُسکو قتل کرون پھر یکہ و تنہا لشکر مین مسلمانون کے گھس جاؤنگا اُس گیسو بریدہ کی
چوٹی پکڑ کر کھینچتا ہوا لاؤنگا بختیارک نے کہا آپ کو اختیار ہی بجا ما ہمارا کام ہی اُنکا ایرج
نوجوان نام ہی اور شوم دست لقب ہی اپنے چھوٹے سے مقابلہ کرنا کیا ضرور ہی وہ پروردہ
کردہ ہمارے شہنشاہ اوج و ماہ فلک خنجر گذاری کا ہی ارکان نے کہا اب مجھکو آپ ذرا نہ روکیے
مین اُس جوان کو ضرور قتل کرونگا یہ بھی سن چکا ہون کہ قدرت کا نواسا ہی مگر ملکہ جی یہ تیغ
خونخوار اُسکے خون کا پیاسا ہی بختیارک نے سر جھکایا چپکے سے کہا اُسکی قضا آگئی موت سر پر
کھیل رہی ہی لقا نے کہا ای پہلوان دوران مجھکو اپنے یہ قدرت کے سپرد کیا ارکان گو ہی
گیندے کو اٹھا کر چلا بختیارک کہہ رہا ہی یا خداوند یہ ابھی لقمہ شمشیر آبدار ایرج شیردل ہوگا
نخل بغض و حسد سے ثمر اسکو حاصل ہوگا اور جو سردار قریب کھڑے تھے صاحبان عقل و فطرت
انھون نے کہا صاحبو مقام عبرت ہی مثل فولاد فولاد شکن پر بھی بہت غرور کرتا ہی سنگ تیرا
چشم زدن مین ایسے صاحبان نخوت کا سر جو رکتا ہی فولاد بھی اسی غرور مین مارا گیا یارو دنیا
مقام عبرت ہی محل راحت نہین ہی کیسے کیسے صاحبان شوکت خاک مین مل گئے سکندر
و دارا و کیقباد کیا ہوئے نظم

عجب نادان ہین جنکو ہی عجب تاج سلطانی — فلک بال ہما کو پل مین دیتا ہی مگس رانی
نہین معلوم اُسنے خاک مین کیا کیا ملا دیکھا — کہ چشم نقش پا سے تا عدم نکلی نہ حیرانی
ہماری آہ دل تیرا نہ زمانے تو یا قسمت — دگر نہ دیکھ آئینہ کہ پتھر ہو گئے پانی
تری زلفون سے اپنی روسیاہی کہہ نہین سکتا — کہ ہی جمعیت خاطر مجھے اُنکی پریشانی
زمانے مین نہین کھلتا ہی کار بستہ حیران ہون — گرہ غنچہ کی کھولے ہی صبا کیونکر بآسانی
جنون کے ہاتھ سے سر تا قدم کاہیدہ ہوتا ہون — کہ اعضا دیدہ زنجیر کی کرتے ہین نگرانی
نہ رکھا جگ مین رسم دوستی اندوہ روزی نے — مگر زانو سے اب باقی رہا ہی ربط پیشانی
خدا کیواسطے باز آ تو اب ملنے سے خوبان کے — نہین ہی اُنسے ہرگز فائدہ غیر از پشیمانی

ہر شخص کو غرور ارکان کا ناگوار ہوا مگر ارکان گنبد کو چپکا کے میدان مین آیا فنون سپہ گری دکھلا کر آواز دی کہان ہی قاتل میرے بھائی فولاد فولاد شکن کا یہ کلمہ زبان سے ارکان کے ہنوز ناتمام تھا کہ ایرج نوجوان نے صف سے مرکب نکالا قریب تخت شہنشاہی آکر اجازت خواہ ہوا جام کلاہ عزت مرحمت ہوا ایرج نوجوان نے جام شربت جرأت نوش فرماکر پشت مرکب کرہ بن اشقر پر سوار ہوا گھوڑا طرارہ بھر کر چلا کوہ سیر کو کفل تھوتھنی غنچہ گل سنبل بیچان کا گل دو ورد و خوبیان سو سو نظم

زیر ران ہی جو ترے رخش فلک سیر شہا — ہو وہ محبوب بجا جسے کہیے نہایت اچپل
شکل کیا اُسکی بتاؤن کہ بے شوخی سے — دائرے بیچ مقدر کے بنین پتلی کل
اُسکی سرعت کا مین حسن کہون کیا جسکے — تلف شوق نے دیکھے سے کلیجا وسیل
بزغزو گام سے باہر ہی کچھ اُسکی رفتار — ہو چھلاوے کی طرح چالا ہین اُسکی اچھل بل
جست و خیز اُسکی بیان کیجیے گر پیش حکیم — اعتقادات حکیمانہ مین آجائے خلل
اُسکی جلدی کا تو کیا ذکر ہی سبحان اللہ — نسبت اُسکی فرس ایسا کہ جسے کہیے اجل

ارکان کوہی نے جو اس شہسوار عالی وقار کو بصد صولت و شوکت آتے ہوئے دیکھا ناخن شعار رخسار سے جل گیا غصہ مین قلب سے دھوان نکلا اس خیال سے کہ اُسنے میرے بھائی کو مارا بھتیجی کو نکال لے گیا اس نالے کے سبب سے بدنام ہوئے نگاور کا بھی قصد نہ کیا بڑھ کر نیزہ مارا ایرج نوجوان نے جو خلاف قاعدہ دیکھا نعرہ شیرانہ کر کے نیزے کو توڑ ڈالا اُسنے غصہ مین ہاتھ تلوار کا لگایا ایرج نوجوان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا کرہ بن اشقر کو بڑھایا منظور یہ کہ زیر بغل جا کر تلوار چھین لون کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھاؤن مگر اتفاق قضا و قدر گھوڑے نے سکندری کھائی سپر سر سے ہٹی جو ضرب مین خود سر سے گرا تیغہ ارکان کوہی کا چل گیا سر پر شاہزادے کے زخم کاری آیا غصہ مین گھوڑے کو سنبھالا تیغ دو دمہ سکندری کو کھینچا زخم سر پا مین ہاتھ سے تھا نہ بالیست کے ہاتھ مارا ارکان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مثل برق کے تیغہ گلا سپر کے دو ٹکڑے دیکھنے والون نے دیکھا تو برق شمشیر قبہ سپر پر چمکی تھی یا زیر تنگ پہونچی زمین سے گرد اڑی ارکان کوہی مع گنبد کے چار ٹکڑے ہوئے اُسکے افسرون نے

گریبان چاک کیے لینا لینا کہکر دوڑ پڑے بختیارک نے بھی منع کیا کہ یارو کیون روتے
ہو مغاوبہ کا سامان نہ کرو آقا تمھارا ایک تھا اب تو وہ ہو گئے مگر انھون نے زمانا ایرج نوجوان
کو وہ لاکھ کوہیون نے گھیر لیا ادھر سے صاحبقران و سرداران ایرج نوجوان نعرے کر کے
آگے بڑھے مگر زخم ایرج کا کاری تھا ضبط نہو سکا غش آنے لگا سنجلو مین لڑتے لڑتے تلوار نیام
مین کی ہاتھ گردن مرکب مین حائل کیے گھوڑے نے مالک کو سست پایا میدان جنگ سے
لے نکلا بختیارک نے طبل امان بجوا دیا صاحبقران جب پلٹ کر قریب بارگاہ پہونچے جواہر
بن عمرو نے بڑھ کر عرض کی ای شہریار ایرج کو زخمداری مین گھوڑا نکال لے گیا صاحبقران
کو انتہا کا ملال ہوا شتر سوار سانڈنی سوار برائے تلاش روانہ کیے مگر شاپور شیر دل بیحواس
ہو کر اپنے آقا کی تلاش مین چلا گر مرکب ایرج نوجوان کو عالم غش مین لیے ہوئے ایک صحرا
مین پہونچا مرکب نے جبیل پر پانی پیا بدن کو جنبش دی وہ ماہ اوج صاحبقرانی زین سے
بروے زمین گرا مرکب بلحاظ محبت گرد پھر رہا ہے کبھی زبان سے زخم چاٹتا ہے کہ آقا یسا
اٹھے مگر یہ بیہوش و مدہوش ہین قضاے کار افلاک کوہی واسطے شکار کے صحرا مین آیا
اسکے ملازمون نے دور سے دیکھا کہ ایک ماہ تابان دریاے خون مین نہایا ہوا زمین پر پڑا
ہے افلاک کوہی سے کہا وہ گھوڑا بڑھا کر زیر نخل آیا دیکھا کہ قبضہ ہاتھ مین سر زخمی مگر لاکھون
روپیہ کا جواہر ذات پر آراستہ و پیراستہ افلاک کوہی کو نہایت ناگوار ہوا کہا یہ جوان کوئی
تاجر ہو قزاقون نے قصد لوٹنے کا کیا مگر یہ جوان خوب لڑا اسکو اٹھا کر لے چلو جب اسکو
ہوش آئیگا پتہ نشان پوچھ کر قزاقون کو گرفتار کرونگا شہزادے کو اٹھوایا مرکب کو ساتھ لے لیا
اپنے قلعہ افلاکیہ مین آیا ایک مکان عمدہ نہایت معقول فرش و شیشہ آلات سے آراستہ
اسمین لاکر ایرج کو چھپر کھٹ مین لٹایا جراح بلایا زخم دوزی کرا کر ٹکیان مرہم کی چڑھاین
بعد دو پہر کے شاہزادے کو ہوش آیا سرہانے اپنے ایک پہلوان کو پایا پوچھا یہ کون مقام
ہے افلاک کوہی نے کہا ای جوان تیرا مرکب بھی موجود ہے سلاح بھی حاضر ہے مین نے جنگل
مین آپ کو زخمی پایا قلعہ مین اٹھا لایا کہان تلوار چلی کس کے ہاتھ سے زخم کھایا راہ مین
قزاقون نے گھیرا تھا ایرج نوجوان سے ضبط نہو سکا کہا قزاقون کی کیا حقیقت تھی

کر چوہے سے ہنگام ملاقات مگر ارکان کوہی بھائی فولاد فولاد شکن کا لقا کی مدد کو آیا تھا مقابلہ پڑا
اُسنے ہاتھ مار دیں زخمی ہوا اُسکی تضا تھی میرے ہاتھ سے مارا گیا زمرد اسی میں تھوڑا اسطرف
بحال لایا افلاک کوہی کو سناٹا آگیا یہ کوہی سب چھ بھائی ایک ہی مین یہ بھی ارکان کوہی و فولاد
فولاد شکن و سلیمان عنبرین موسے کوہی کا عزیز دار ہی حیران ہی کہ اب مین کیا کرون اگر گرفتار
کرون تو حیات مین فرق آتا ہی اگر رہنے دون باعث بدنامی اہل برادری کے خلاف ہوگا مگر
چونکہ بہادر ہی خیال مین آیا کہ جری کے ساتھ برائی کرنا ایسے وقت مین سراسر خلاف ہی مگر جب
صحت پا جائیگا اپنے لشکر کو چلا جائیگا لشکر مین حمزہ کے مجمع بہادران ہی اُس میدان شیران مین
بابدولت کا بھی ذکر آئیگا یہ سوچ کر کچھ نہ کہا جواب و پاکا ہی ٹھہرا رہا لڑائی مین یہی ہوتا ہی جیسے
خدمتگار خدمت شاہزادے کے چھوڑ کے آپ دربار مین آکر بیٹھے رفقا سے کہا ہی یارو تم
سمجھے یہ جوان نبیرۂ صاحبقران قاتل فولاد فولاد شکن وارکان کوہی یہی ہی مگر ایرج نوجوان
نام تھا کا دلیر ہی بھائیو مین اسکی دل و جان سے خاطر کرونگا بلکہ اگر امتحان پر راضی ہوگا
نیچہ وغیرہ مین امتحان کرکے خداوند لقا کو سجدہ کراؤنگا اور قصد یہ ہی کہ اسکو مطیع کرکے
بادشاہ کرون خود سپہ سالار بنون سب جواب دیتے ہین حضرت مناسب ہی آپ کا دوست
مین آپ کا بڑا نام ہوگا یہ باتین کر رہا تھا کہ خدمتگار نے بڑھکر عرض کی جلد تخلیہ کیجیے ملکہ
شوخ چشم جادو تشریف لاتی ہین افلاک کوہی گھبرایا جلد تخلیہ کیا شوخ چشم جادو کو بایاء
سے ملکہ شوخ چشم جادو سے اور افلاک کوہی سے آشنائی ہی ہمیشہ آتی جاتی ہی آکر پہلو مین
افلاک کوہی سے لپٹکی باتین ہونے لگین دو دو جام شراب کے پیے مگر افلاک کوہی کو جرات
پر ایرج کی ایک محبت ہوگئی تھی دل سے کہتا ہی کہ اس جوان نے کچھ خوف نہ کیا مفصل اپنا
حال بتا دیا ایسے شیر کیکو ملتے ہین لہذا تھوڑی دیر پہلو مین شوخ چشم کے بیٹھتا ہی پھر اُٹھکر چلا جاتا ہی
محل مین آتا ہون وہان جاکر ایرج کے زخم وغیرہ کو دیکھکر پھر چلا آتا ہی شوخ چشم نے پوچھا
ای افلاک آج تو متوحش کیون ہی بدحواس جاتا ہی پھر آتا ہی افلاک نے کہا ای جان جہان کیا
کہون عجب طرح کے تردد مین ہون نبیرۂ صاحبقران ایرج نوجوان زخمی ہوکر میرے حوالی
مین آیا ہی اُسکو سوداگر جان کر اُٹھا لایا زمرد ونی کی قصر عالی مین جگہ دی جب وہ ہوشیار

ہوا مین نے نام پوچھا الیاس بہادر ہی کہ اُسنے صاف نام اپنا تبلادیا کئی بھائی میرے اُسکے ہاتھ سے
قتل ہوے ہین اب اگر اُسکو آزار پہونچاتا ہون تو زمرۂ مردانِ عالم سے نکلا جاتا ہون اگر دیا دہ
خدمت کرون سلیمان عنبرین مو سے کو ہی کو خبر پہونچے وہ برادری مین حقہ پانی بند کرادے
اب مین نے یہ سوچا جب صحت پائیگا کچھ لوگ ساتھ کرکے اُسکے لشکر مین پہونچوا دونگا یہ سنکر
شوخ چشم کو غصہ آیا کانپنے لگی کہا او ظالم دشمن خداوند لقا کو تونے اپنے گھر مین جگہ دی ہی
علاوہ اسکے افراسیاب کا دشمن ہی واسطے ساحرون کے رہزن ہی طلسم آئینہ اسی ظالم نے
درہم وبرہم کیا جسروز اِسنے طلسم آئینہ فتح کرکے ملکہ آئینہ جادو کو مارا ہی طلسم آئینہ کی قلعی
کھل گئی ہر ساحرہ کو حیرت تھی یہ جوان نخر سکندر رو دارا ہی بڑے بڑے ساحرون کو مارا ہی
اُسی دن سے تباہ ہون خاص سکونت میری طلسم آئینہ مین تھی جلد اسکی مشکین باندھکر میرے
سامنے لا مین خدمت مین شہنشاہ ہوش ربا کی روانہ کرون از سر نو کسی ملک مین جاکر آباد
ہون سلطنت ملے پریشانی رفع ہو یہ سنکر افلاک کوہی گھبرا گیا اور کہا اے ملکہ عالم ایسا کلمہ
زبان سے نہ کہو اے شوخ چشم مجھے اُسکی صاف گوئی پر محبت ہوگئی بے دیکھے اُسکے جبین
مبین پڑھتا جوان خوشرو صاف گو صاحب سطوت وصولت اُسکے آنے سے میرا گھر دو شین
ہوگیا کچھ کچھ اُسکے زخم بہ اندمال پہونچے ہین دو چار دن مین اُسکا امتحان کرونگا وہ بڑا منصف
مزاج ہی اگر زیر ہوگا تو ضرور خداوند لقا کو سجدہ کریگا اور اگر مجھپر غالب آیا تو مین بھی بہت
اُسکی اطاعت کرونگا غلام حلقہ بگوش بنونگا شوخ چشم نے کہا کہ اب تیری قضا آئی بس
اسی مین بہتر ہی کہ اُٹھ اور مشکین باندھکر میرے سامنے لا اور جو تامل کیا تو قسم ہی سامری کی
قیامت برپا کرونگی میرے روبرو کہتا ہی کہ مسلمان کی اطاعت کرونگا افلاک کوہی نے کہا
اے شوخ چشم جہان اُسکا پسینہ گریگا مین اپنا خون گراؤنگا مین اپنے گھر مین اُسکی ذلت نہ
گوارا کرونگا بڑا خداوند لقا کا پاس ہی جا دکشکر مین جاکے لاؤ بڑے بڑے جادوگریان افراسیاب
کے یہان سے آئے بستم کندہ شوئی گئے کی موت مارے گئے شوخ چشم غصہ مین آکر اُٹھنے لگی
افلاک نے کہا کیون کہان چلین شوخ چشم نے کہا مردودسے تو تو دیوانہ ہوا ہی سودائی ہی
بیہودہ بکتا ہی مین تجھے ہمیشہ بیوقوف جانتی رہی تیری بات کا کیا اعتبار ہی مین جاکے ابھی اُسکی

مشکین باندھے لاتی ہوں تو اس بات میں دخل نہ دے اگر وہ تجھ سے فریاد کرے کہ اتنے
طلسم آئینہ میں انکے عزیزوں کو مارا یہ تمکو پکڑے لیے جاتی ہے میں کیا کروں افلاک نے کہا
کہ ملکہ پہلے مجکو قتل کرے تب وہاں جانا خبردار میرے مہمان کو ہاتھ نہ لگانا شوخ چشم اٹھی
افلاک تو قریب بیٹھا تھا طپنچہ کھینچکر ہاتھ مارا شوخ چشم کے سر پر پڑا سر زخمی ہوا اگر سحر کی حفاظت
نہ کرے تو وہیں پر کام ہوتے شوخ چشم غلطاک مارنے لگ جا گری اُٹھتے اُٹھتے آواز دی
او موے مونڈھی کاٹے تیرے ہاتھ کاٹوں تجکو اندھیری گور میں سلاؤں مارہی ڈالا ہوتا افلاک
تکو دیگ کے دھنے لگا شوخ چشم نے چار دانے ماش کے مارے افلاک لڑکھڑا کر گرا ہاتھ
پانوں بیکار ہوے تیغہ ہاتھ سے چھوٹ گیا افلاک کو بیکار کر کے اب وہاں سے نکلی یہاں
ایرج نوجوان جس قصر میں ہیں افلاک اپنے رفقا کو برائے خدمت ایرج نوجوان چھوڑ گیا ہے
وہ گرد ایرج کے بیٹھے ہوے باتیں کر رہے ہیں ایرج لڑائی کا فولاد فولاد شکن کے
ذکر کر رہا ہے یکایک گرد اٹھا سامنے سے دیکھا ایک جادوگرنی سحر کرتی ہوئی آتی ہے کئی ہزار کو جادو
گرا دیا ایرج نے چاہا آگے بڑھیں شوخ چشم نے چند دانے ماش کے کچھ پڑھ کے پھینک دیے
ایرج بھی گرے اور رفقان افلاک بیکار ہوئے جو شوخ چشم نے نقارہ ڈالدیا صدا کو
سنکے جلادیا سب نے فریاد بلند کی ملکہ ہماری کیا خطا ہے امان مانگی اسنے مہلت دی آگے بلاکر
ایرج و افلاک کو مع چار سو رفقا سلسل و طوق کرایا آپ لباس سرخ پہنکر تخت پر بیٹھی اراکین
سلطنت لرزاں و ترساں خدمت میں شوخ چشم کے حاضر ہوے شوخ چشم نے ایرج و
افلاک کو سامنے بلایا افلاک سے کہا ہر سے تیرے مدت کی ملاقات و محبت ہے اس جوان
کے ہاتھ اُٹھا مجکو رہا کروں تیری سلطنت تجکو دوں اسکو بھی قتل کروں افلاک نے کہا او تجھ میں نے
دل و جان سے اسکی اطاعت کی پہلے مجکو قتل کرے میں اس شیر دل کا ساتھ ہرگز نہ چھوڑونگا اس جوان
کی محبت سے منہ نہ موڑونگا شوخ چشم نے انکو قیدخانہ میں بھیجا اپنی جادوگرنیوں کو بلوایا ہزار
بارہ سو جادوگرنیاں آکر گرد شوخ چشم کے جمع ہوئیں انسے اسنے صلاح کی کہ میں ایرج
کو قتل کروں اور سر اسکا بخدمت افراسیاب جادو بھیجوں سب نے کہا حضور آپ کو
قتل کرنا ایسے جوان کا مناسب نہیں ہے کوکب روشن ضمیر سلمانوں کا طرفدار ہے اور یہ جوان

ایک مرتبہ طلسم نور افشاں میں گیا تھا شاہزادہ جہانگیر سے لڑا تھا ایسا ہو کہ کوکب کو خبر پہونچا کے آپکا ستارہ گردش میں آ گیا کسی بت میں مختفی ہوئیے گا بہتر یہ ہے کہ اس حال کی ایک عرضی بحضور افراسیاب روانہ کیجیے اسمیں یہی مضمون ہو کہ کسی ساحر زبردست کو یہاں بھیجئے جسے اپنے دشمن کو بھیجے وہ جیسا مناسب جانیں گے کرینگے خواہ قتل کریں خواہ بخشیں یہ صلاح شوخ چشم کو بہت پسند آئی فوراً عرضی اسی مضمون کی لکھی کہا کوئی اس عرضی کو خدمت میں افراسیاب کے پہونچائے شعلہ جادو نام ایک کنیز مبارک کرا سی عرضی لیکر روانہ ہوئی

دو کلمہ داستان گرفتار دام گیسو شہید خنجر ابروا سیر زندان محن یعنے ملکہ بران شمشیر زن بیان ہوتے ہیں

ناظرین پر واضح ہو کہ ملکہ بران شمشیر زن دختر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر عرصہ دراز سے ایرج نوجوان پر عاشق ہے۔ ان کو ہمیشہ یہی خیال قلب پر ہجوم غم و ملال عملداری میں ملکہ بران شمشیر زن کی ایک مقام ہے ہزار دورہ اسکا نام ہے بہت انتظام وہاں آئین بیج جہاں نما پر جادہ فرما ہوئیں سامنے صحرا سے سبزہ زار نوا ن دلکشا صحرا ہے پر فضا طائران زمزمہ سرا کا جا بجا ہجوم چہکارنے کی بیل خوشنوا کی دھوم گل خودروست جنگل نمونہ گلشن لالہ کے جا بجا چراغ روشن نرگس حسرت سے نگراں سنبل میں زلف محبوب کا سمان شمشاد قد معشوق کی کیفیت دکھاتا ہے جوشش بہار سے اکڑا جاتا ہے **قطعہ**

لکھوں میں قوتِ نشوونما کی کیا تاثیر
کہ نکلا خال کے دانہ سے سبزۂ خط یار

چمن میں دیدۂ گل نادیدہ کرتی ہے
مزے اڑاتی ہے کیا چشم دوربین ہزار

ہزار شکر کہ پھولوں سے آشیاں چھایا
بہت دنوں میں بر آئی مراد بلبل زار

بہار نے یہ عنادل سے زور گرمی کی
پنہا دیا ہے گلوں کو لباس آتش کا

بفیض باد بہاراں نون ہے عالم میں
درخت آگ کا پیدا ہو گر پڑے جو شرار

نہیں وہ فرطِ رطوبت سے موج شہر چمن
زمین باغ پہ رکھے وجو برہنہ تلوار

عجب نہیں ہے کہ دکھلانے کو بہار چمن
نسیم سبزۂ خوابیدہ کو کرے بیدار

جنبک کے غنچہ اگر مثل طفل نالاں ہو
تو نکلے دہر کی پستان سے شیر صبح بہار

بہار گلشن عالم ہے اسقدر دلکش
کرن کے تار پہ یون آفتاب اترآئے
بنے ہین پھول کرن پھول پتے برگ درخت
پڑے جو رنگ گل تر کا عکس دریا مین
برنگ شبنم تر ہر ستارہ ہے سیار
کمند جیسے ہے ہر عنکبوت کے لیے تار
نہال قامت خوبان ہے صورت اشجار
صدف مین دانہ مرجان بنے در شہوار

ملکہ بران شمشیر زن نے جو گنبد جبل نما سے یہ جوش بہار صحرا سے سبزہ زار کا دیکھا آنکھون کے نیچے گل رخسار یار پھر گئے قد کی یاد مین صنوبر و شمشاد نظر سے گر گئے نرگسی آنکھون مین آنسو بھر آئے اب دل بیقرار کو قرار کہان آخر گھبرا کر ایک گوشہ مین آئی یاد مین ایسے نوجوان کی روٹے لگی اور یہ اشعار آبدار زبان پر جاری ہوے نظم

سونا پہلو بھی ہو گیا ہے
تڑپا کرین حال زار کب تک
بے صبر ہے جان عاشق زار
اک جان کو کھوئیے کہان تک
وابستہ کار بیخودی ہون
بے حس یون ہون لباس تن مین
ناکامی سے وسوسہ پڑا ہے
اقبال نے جب سے منہ کو پھیرا
تبلا تو کہین کہان ہون اے شوق

رغبت کسی چیز پر نہین ہے
ہو خواہش دید یار کب تک
آخر کچھ اسکی انتہا بھی
دو آنکھون سے روئیے کہان تک
مطلب نہین دہر مین کسی سے
مردہ جسطرح سے کفن مین
اس راہ ستم سے نابلد ہون
ادبار نے سب طرف سے گھیرا

اک دل تھا وہ بھی کھو گیا ہے
کچھ اپنی مجھے خبر نہین ہے
اب ضبط فراق کا ہے دشوار
اس درد کی ہے کہین دوا بھی
گمنام دیار بیخودی ہون
دھو بیٹھی ہون ہاتھ زندگی سے
بدنامی سے سابقہ پڑا ہے
ایذاکش جور بخت بد ہون
پس ماندہ کاروان ہون اے شوق

آخر بیقراری نے اسے قرار کیا کہ اے بران شمشیر زن کسی طرح سے ایک نظر اس جوان صف شکن کو دیکھ آئیں یون دل بہلائیں اور کوئی علاج اس سے بہتر بیماری ہجر کا نہین ہے بند مسدس

ہے وہ سرسام مجھے کوئی دوا راس نہین
میرے جینے سے زمانہ مین کسے یاس نہین
سب سے نفرت ہے کوئی آس نہین یاس نہین
نخلخے سنتے ہین لیکن تری بوباس نہین
طاقت اٹھنے کی نہین بھوک نہین پیاس نہین
کیا تعجب ہے کہ تجکو بھی مرا پاس نہین

از غم عشق تو بیمارم و میدانے تو

داغِ عشقِ تو بدل دارم و میدانی تو

دمبدم شعلۂ عشق بھڑک رہا ہی دریاے محبت کی طغیانی ہی کشتی حیات طوفانی ہی بناہ پانی شکل جوش پر بیتابی دل اسی جوش و خروشِ محبت مین آخر تاب نہ آئی اپنے مقام پر سے ساتھ والیون سے یہ کہکر اُٹھی تم لوگ یہین ٹھہرو مین طرف قصر جمشیدی کے جاتی ہون ساتھ والیون کو اسی مقام پر چھوڑا مصاحبون کی محبت سے منھ موڑا اشیاے تحفات پر آراستہ کیے ایک طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی کوے محبوب کا قصد کیا مگر خوف سے کوکب روشنضمیر کے دل دھڑک رہا ہی کلیجہ بھڑک رہا ہی دل سے کہتی ہی او خانہ خراب کہان لیے جاتا ہی ایسا نہو جان کھونا زندگی سے ہاتھ دھونا ہو کہین کوکب روشنضمیر مرأت واقعہ مین دیکھ لے تو ساری قلعی کھلجاے اپنا تو سر ہتیلی پر رکھا ہی موت کا مزا ابتداے عشق سے چکھا ہی مگر ایسا گوہر قلزم جرأت کی جان پر نہ بنجاے وہ قتال محبوب مطلوب کا نہ دشمن ہوجاے نہ اراد پر ملاقات کے دل کو تسکین ہوتی ہی بیتابی دل ہوش کھوتی ہی آخر آتے آتے ایک کوہ فلک شکوہ پر ٹھہری چارجانب سر اُٹھا اُٹھا کر دیکھنے لگی یہی خیال ہی سرحد کوہ عقیق مین چلو ملاقات کرکے چشم زدن مین چلے آئین گے جب باپ کا خیال آتا ہی پھر رک جاتی ہی اسی پہاڑ پر تختی عشق کاٹ رہی ہی سنگ صبر دل پر رکھتی ہی مگر ہوش و حواس گم قضاے کار جس جادوگرنی کو شوخ چشم نے نامہ دے کر بخدمت افراسیاب روانہ کیا تھا اُسکو بے دردگار نے ایسے مقام پر پہونچایا یعنے شعلہ جادوگری صحرا کی اُٹھاے ہوے بدحواس دیکھتی چلی آتی ہی کہ کہین پانی ملے تو ہونٹھون کو تر کرون کسی سایہ مین دم بھر ٹھہرون اُس پہاڑ پر جو نگاہ پڑی چشمۂ آب صاف و شفاف نظر آیا پانی کی چاہ مین دل لہرایا چشمے پر آکے پانی پیا ٹہلنے لگی ملکہ بران شمشیرزن کی اُس جادوگرنی پر نگاہ پڑی خود قریب آئی شعلہ نے جو ملکہ بران کو دیکھا دل مین تو جلی مگر واسطے تسلیم کے جھکی ملکہ نے پوچھا ارے تیرا کیا نام ہی کہان سے آتی ہی اس صحرا مین کیا ضرورت ہی شعلہ تھرانے لگی گھبرا کر جواب دیا حضور کہین نہین ملکہ نے کہا اس صحرا مین بے وجہ آنا کہین نہین کیا صاف صاف بیان کر ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ رخ تیرا طرف طلسم ہوش ربا کے ہی اُسنے پھر گھبرا کر کہا مین تو حضور ہوش ربا کو نہین جانتی

افراسیاب کی رعایا نہین ہون اب تو ملکہ بران کو کامل شک ہوا غصہ مین کہا یہ کیا بیہودہ باتین بناتی ہو صاف صاف نہین بتاتی دیکھون تو تیری جھولی مین کیا ہو کیا کسی کی تونامہ بر ہو اسقدر کیون بیقرار ہی یہ کہکر جھولی چھین لی اب جو اُسکو کھولا نامہ سربمہر شوخ چشم جادو کا نکلا لفافہ پر یہ بھی لکھا ہو نامہ بندا در طلسم ہوش ربا بخدمت افراسیاب پہونچے جب تو ملکہ بران نے کہا کیون اد شوخ دیدہ جتنے تجھ سے ہر چند پوچھا کیون یہ راز چھپایا شعلہ تو تھر انے لگی ملکہ بران نے لفافہ چاک کرکے ملاحظہ کیا مضمون پڑھا قلب تھرایا کلیجہ منہ کو آیا ہر الف اُس نامہ کا تیر جان ستان ہر دائرہ خنجر بران ایک ایک سطر شمشیر خون ریز ہر ایک دستان نیزہ سر تیز حال گرفتاری ایرج مرقوم ہو غصہ مین آکر چٹکی خاک کی اُٹھائی جسم پر شعلہ کے ڈالدی وہ تو ملعونہ جلکر خاک ہوئی اب کیونکر دل کو تاب آئے گرفتاری محبوب کا حال دیکھا جیا بھی ہاتھ آیا اگر شاہد والد نامہ دار آئینہ مین دیکھ بھی لین گے تو جاے کلام ہو کہ آپ کے طرفدار کے فرزند کو چھڑانے کے لیے گئی تھی فوراً طاؤس زرین بال پر سوار ہو کر مثل بادِ صرصر بقصد کرد فر طرف قلعہ افلاکیہ کے چلی یہان شوخ چشم جادو نے جو دیکھا کئی دن گذرے شعلہ پلٹ کر نہ آئی مصاحبون نے یہ صلاح بتائی کہ حضور دشمن کو قتل کیجیے ساحرون کے خون کا بدلا لیجیے جب ایرج قتل ہو جاے گا افلاک کوہی مدت کا آشنا ہی اُسی طرح خدمتگزاری کریگا ملکہ اُسکا زندہ رہنا باعث خرابی ہو یہ راے اسکو پسند آئی تخت پر سوار ہوئی بارہ سو جادوگرنیان بارہ ہزار کوہی بیرون قلعہ کے میدان خونی آراستہ کرنے لگے حکم دیا گنہگار کو لاؤ ایرج نوجوان وہ افلاک کوہی کو مع سرداران افلاک آرا بے پر سوار کرکے سامنے شوخ چشم کے لائے کنیزک شوخ چشم نے حکم دیا کہ جاکر افلاک کو سمجھاؤ کہ مین تیرے حامی کو قتل کرتی ہون تو اُسکی محبت سے توبہ کر اپنے خون سے ہاتھ نہ بھر افلاک کوہی نے جوش محبت ایرج مین شوخ چشم کو گالیان دین اور کہا او ملعونہ مین تو لات و منات پر بھی لعنت کر چکا اب شہریار کا غلام حلقہ بگوش ہون جو تجھ سے ہو سکے قصور نہ کر کنیزون نے کہا حضور اس سے کلام نہ کیجیے یہ نوجوان تسخیر عظیم ہو نہین معلوم آپ کے آشنا کو کیا کر دیا اُسی کی محبت کا دم بھرتا ہو مرنے سے نہین ڈرتا ہو جب وہ قتل ہو جائیگا

تب افلاک کو بھی اُسکے سحر سے نجات پائیگا پھر وہی یار موافق معشوق و عاشق ملکر ایک
مقام پہ چین کرینگے یہ سنکر شوخ چشم نے جلاد کو اشارہ کیا جلاد نے ہاتھ پکڑکر شاہزادے کو
کھینچا چبوترہ ریت کا بنایا شعر نطع بر افگند و برو ریگ ریخت ٭ دیو زد دیو انگیش بیگریخت ٭
تلوار کھینچکر سر پر شاہزادے کے آیا گردن پر کوئلے کا خط کھینچکر آواز دی ای ملکۂ عالم حکم اول
ہی سمجھ بوجھکر دیجیے گا صاحبقران اعظم کا پرپوتا قتل ہوتا ہی ہزارون اسکے خون کے دعویدار
ہین اسکے بزرگ بڑے نامدار ہین شوخ چشم نے کہا بھڑوے مجکو ڈراتا ہی جلد قتل کر جلاد
قریب ایرج کے آیا شانہ پکڑکر ہلایا کہا ای نوجوان وقت مرگ ہی جو ہوس ہو بیان کر ایرج
نے کچھ جواب نہ دیا مگر آنکھون مین آنسو بھر آئے صورت ملک الموت کی نظر آنے لگی یاد ملکہ
تبران شمشیر زن مین طبیعت گھبرانے لگی دل سے کہا ای ایرج آفتاب عمر کو زوال ہوا
بروقت مرگ اُس ماہ اوج حسن و جمال کو نہ دیکھا قبر سے پشت نہ لیگی سوزش قلب کفن کو
جلادیگی قبر پر گل نرگس اُگے گا اس شہسوار حسن کا تربت پر عزیزون کی کاہے کو آنا ہوگا عدم
مین آنکھین ڈھونڈھینگی اُس لالہ زار کی جدائی کا داغ دل پر لے چلے ادھر معشوقہ کی یاد ادھر
سر کے تلوار کھینچے ہوئے جلاد آفتاب لب بام چراغ سحری کی سی کیفیت ہی اس بیقراری مین
دافع البلیات یاد آیا طرف پروردگار کے رجوع کیا ای مالک بے نیاز و ای رب کارساز

نظم

ارحم الراحمین مالک یوم الدین
شبے دارم سیہ چون بخت امید

خداوندا شبم را روز گردان
درین شب رو سپیدم کن چو خورشید

چو روز نامد درجہان فیروز گردان
ہنوز دعاے ایرج نوجوان

تمام ہونی تھی کہ دریاے رحمت الہی جوش مین آیا لکہ ابر آسمان پر نمایان ہوا برق چمک
چمک کر گرنے لگی کئی ہزار کے سر اُڑگئے شوخ چشم گھبرائی آسمان کی جانب دیکھنے لگی

نظم

یکایک گرد بھی اُٹھی نظم
از دامن دشت آن غبارے

از دامن دشت و کوہ اورنگ
رخسارہ نمود شہر یارے

گردے بر خاست تو تیا رنگ
شوخ چشم نے دیکھا کہ مرکب

بادرفتار پر بصد کروفر تفر فریدونی و بجلالت رستمی شاہزادہ جمشید بن کوکب سوار تیغ
کھینچا ہوا ہاتھ مین حربات ہات مین جب نیچہ کو ہلادیا برق چمک کر گری گئی سو کے سر اڑ گئے
کوئی جل گیا کوئی دو ہو کر گرا جمشید بن کوکب نے وہ نہ سے انکو کیا او ملعونہ اب تو نے

یہ لیاقت پیدا کی شیر بیشۂ صاحبقرانی پر ہاتھ ڈالا اور آتے آتے اشارہ کیا تنہ سے پنجے
پیدا ہوئے ایرج نوجوان کی قید کو اُن پنجوں نے توڑ کر پھینک دیا ایک پنجہ گرد پھرا
جیسے شمع کے گرد پروانہ پھرتا ہو اُس پنجے سے قطرے پانی کے ٹپکے سحر بھی شوخ چشم
جادو کا دفع ہوا ایرج نوجوان بھی غصہ مین آکر اُٹھا ایک سوار نے نیزہ مارا ایرج نوجوان
نے نیزہ چھین کر پھینک دیا ٹانگ پکڑ کر مرکب سے کھینچ لیا جب کہ گرا اُسی مرکب پر سوار ہوئے
نعرۂ شیرانہ بلند کیا اخترؔ برج سعادت ایرج آن آفتاب منیر + کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر +
افلاک کوہی نے پھر قید توڑی ایرج نوجوان نے اُسکے ساتھ والون کو رہا کیا ایرج
نوجوان سب کے آگے بڑھ کر لڑتے لگا جمشید بن کوکب سحر جادوگرنیون کا دفع کر رہا
ہے ایرج فوج مین کوہیون کی ڈوب گیا جمشید کو شوکت دکھا رہا ہے جو پہلوان سامنے
آیا کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کے پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈال کر سر سے بلند کیا ہاتھ
پر تول کر پھینکا دس گز پانچ گز بلند ہوا اترتے اترتے ہاتھ مارا جو سنگ ہوائی کیا جمشید نعرۂ تحسین
کرتے ہوئے آتے ہین آواز دیتے ہین کہ سبحان اللہ ماشاء اللہ کیا جرأت ہے کیا صولت و
جلالت ہے ایرج اور زیادہ گرما گرم مار رہے ہین مگر جمشید نے چند سحر ایسے کیے کہ زمین پھٹ گئی
لئی ہزار کا فر واصل جہنم ہوئے شوخ چشم لڑاک کر سحر کرتی ہوئی جمشید پر جا پڑی جمشید نے
سب سحر دفع کیے جب شوخ چشم قریب پہونچی چٹیا پکڑ کر ایک تھپڑ مارا ایک ہی تھپڑ مین
زمین پر گری بیہوش ہو گئی ملازمان افلاک کوہی سے کہا اُسکی مشکین باندھ لو ملازمان افلاک
نے گرفتار کر لیا زبان مین سوزن دے دیا سب جادوگرنیون نے امان مانگی کوہی جمع ہو کر
خدمت افلاک کوہی مین حاضر ہوئے کہا اے شہریار ہم مجبور ہین خوف جان سے شوخ چشم
کے شریک ہوئے تھے افلاک نے سب کو امان دی ایرج گھوڑے سے کود پڑے
جمشید سے بغلگیر ہوئے پوچھا کہ اے شیر بیشۂ کوکب آپ کا یہان کیونکر تشریف لانا ہوا جمشید
نے کہا برائے انتظام ممالک نکلا تھا آپ کو مقید دیکھ کر ٹھہر گیا افلاک سے ایرج نے
اشارہ کیا افلاک کوہی نے لا کر پائے انداز بچھائے ایرج زر نثار کرتے ہوئے جمشید
کو لیکر بارگاہ مین آئے تخت زرین پر جمشید کو بٹھا کے محفل عیش و نشاط آراستہ کی ایرج کو

ڈھونڈھتا ہوا شاپور شیر دل بھی یہان آ پہونچا شاہزادے کو دربار مین دیکھکر قدمون سے
لپٹ گیا پوچھا اے شہریار کیا سرگذشت گذری ایرج نوجوان نے تمام حال بیان کیا جمشید نے حکم دیا
شوخ چشم کو لاؤ اگر شاہزادے کی اطاعت کرے تو بہتر ورنہ فوراً قتل کر دونگا آتش قہر و غضب
سے پھونک دونگا شوخ چشم بندھی ہوئی سامنے آئی افلاک کوہی نے آمد کر سمجھایا کہ اے
شوخ چشم جادو مین دل و جان سے شاہزادے کا غلام حلقہ بگوش ہوا تجکو بھی مناسب ہے
سامری و جمشید پر لعنت کر دیکھ چشم زدن مین ظہور برکت مذہب اسلام ہوا کہا طلسم فرو افشان
کہا جمشید بن کوکب کا پہونچنا یہ ظہور کرامت ہے خداوند تعالیٰ لائق بعث ہے شوخ چشم جادو
کے بھی زنگ کفر آئینۂ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا صدق دل سے مطیع الاسلام
ہوئی اسکو بھی رہا کیا صحبت مین آکر بیٹھی ایرج نوجوان نے شاپور سے کہا الگ ایک
بارگاہ استادہ ہو تخلیہ مین جمشید بن کوکب کو لیچلو شاپور نے فوراً الگ ایک بارگاہ استادہ کی
مثل عروس شب اول آراستہ کر دی ایرج نے ہاتھ تھام کر کہا اب تخلیہ مین جلوہ فرما ہوجیے
جمشید بن کوکب ایرج نوجوان کے ساتھ اٹھکر جب تخلیہ مین آئے بیقرار ہوکر ایرج نوجوان
نے معشوق کا بھائی جان کر بے اختیار گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا آپ نے ہماری جان بچائی
گردن پر ہماری بار احسان ہے شاپور نے دیکھا جمشید سے ضبط نہو سکا چیخ مار کر رویا بیت
وہ رو رو کے دو ہمغم یون ملے * کہ جس طرح ساون سے بھادون ملے * بلک کر جمشید
کا کہنا کہ اے شاہزادہ والا قدر بس بس ایسا نہو کہ روح قالب سے نکلجائے اب ایرج نوجوان
نے اس بجوائی مین روے زیبا پر نگاہ کی اپنے محبوب جانی یار جاودانی باعث تسکین دل
یعنی ملکہ مہران شمشیرزن کو دیکھا ایرج غش کھا کر گر پڑا شاپور قریب آیا ملکہ نے سر اپنے
زانو پر اٹھا کر رکھا اشک حسرت آنکھون سے ٹپکے بوے زلف عنبر دماغ مین ایرج کے
پہونچی اشک گرم نے کام گلاب کا کیا بوے زلف عنبرین نے نخلخے کا اثر دکھایا شاہزادہ
فوراً ہوش مین آیا فرط محبت سے دونون لپٹ لپٹ کر خوب روئے کئی مرتبہ بیہوش ہوگئے
شاپور سرہانے حاضر ہے دونون کے حال کا ناظر ہے کبھی آقا کو کبھی ملکہ کو سنبھال لیتا ہے مگر یہ
دونون وہ ہجر دیدہ و آفت کشیدہ مبتلاے گردش فلک و آوارہ معشوق بھی مجبور عاشق بھی ناچار

بمشکل شاپور نے دونون کو ہوشیار کیا لاکر مسند پر بٹھایا اسوقت ایرج نوجوان کا خوش ہو کے
کہنا کہ بھائی شاپور عجب یہ روز سعید ہی آج ہمارے گھر مین عید ہی جلد سامان عیش و نشاط
لاؤ آج ملکۂ عالم نے سرفراز کیا ہی مین نے اپنے ستارۂ اقبال کی ترقی پر ناز کیا ہی ملکہ بران
کا رونا کم نہین ہوتا ایرج نے دامن سے اشک پاک کیے پیار سے ہاتھ گلے مین ڈال کے
کہا کیون ای جانِ جہان اول تو آنے کا سبب ظاہر کرو شدت گریہ کے حال سے ماہر کرو
بران نے ضبط کرکے جواب دیا کہ کنیز شوخ چشم کی نامہ لے کر بخدمت افراسیاب جاتی
تھی راہ مین مین نے اسکو گرفتار کیا آنے کا تو یہ اتفاق ہوا ای شہریار رونا تو ہمارے
واسطے عمر بھر ہی اول ہی طلسم آئینہ مین ہمنے آپ سے عرض کیا تھا کہ ہمنے آپ سے محبت
نہین کی اپنی جان کے واسطے آفت مول لی شہنشاہ کوکب روشن ضمیر وہ بادشاہ جابر
و قاہر ہی جس زمانہ مین آپ کو براے مقابلہ شاہزادہ جہانگیر طلب فرمایا مجکو حکم تھا کہ جبتک
یہ ہمارے یہان مہمان رہین خبردار ای بران ہمارے دربار مین نہ آنا آپ ہی جہانگیر
سے لڑے صاحبقران بھی تشریف لائے ہم زیارت سے بھی محروم رہے ہمارے عشق کا انجام
بد ہی یہ کلام ہمارا مستند ہی صید و شکار سے دل بہلایا کیجے ہمارا تصور کرنا یاد کرنا نالہ و فریاد
کرنا بالکل بیکار رہی ہماری موت کا حیلہ پروردگار نے مقرر کیا ہی مینے آپ کو دل نہین دیا اپنی
جان کا ضرر مول لیا نہ آسکتے ہین نہ تمکو بلا سکتے ہین بار فراق اٹھانے کی اب طاقت نہین
رہی یہ کنیز لب گور ہی ضعف و نقاہت کا زور ہی امروز یا فردا تڑپ تڑپ کے مر جائینگے
کب تک مصیبت فراق اٹھائینگے باپ ہمارا ہمہ دان و ہمہ گیر ہی علم کہانت مین بے نظیر
ہی اگر کہین اسوقت مرآت واقعہ پر آنکھ ڈالدے اور اس راز و نیاز کو ہمارے آپ کے
دیکھے چشم زدن مین اسی مقام پر آوے نہین معلوم کس عذاب الیم سے مجکو اور آپ کو
قتل کرے آپ کے بزرگون سے فساد کریگا خواجہ عمرو و مہرخ پر بیداد کریگا پس کیونکر
خوف نہ کرون دل سے مجبور تھی آپکا حال قید دیکھکر رہ نہ سکی مگر اب رخصت ہوتی ہون
ٹھہرنا مناسب نہین ایک دم بھر مجکو آنکھ سے اوجھل ہونا نہین اپنا چشم و چراغ سمجھتا ہی مجھ
مجکو آپ کی بربادی کا دھیان ہی یہ سنکر ایرج نے کہا ملکہ ہم تو آج شب کو جانے دینگے

بران نے کہا ای شہریار برائے خدا نہ رویئے اس ملنے کو ہمارے غنیمت جانیے اگر زندہ
ہیں تو پھر کبھی ملیں گے اگر ہمارے مرنے کا حال سننا سر نہ دھننا چلا چلا کے نہ رونا جان کو
نہ کھونا بعد مرنے کے بھی ہمکو بدنام نہ کرنا دل ہی دل میں دم محبت کا بھرنا ہم بھی مثل شمع
سوز عشق سے جلتے ہیں پروانہ وار زبان سے اُف نہیں کرتے ہیں قلب پر صدمے
سہتے ہیں ای شیر بیشہ شجاعت یہ بھی جرات ہی کہ چھری گلے پر پھرے زبان سے آہ نہ نکلے
تلوار کا زخم کھاتے ہیں زخموں میں ٹانکے دیے جاتے ہیں زخم تیغ ابرو لا علاج ہیں تمہاری
ایک نگاہ لطف کے محتاج ہیں ان کلمات حسرت آیات سے کلیجا ایرج کا پھٹ گیا
دامن ملکہ بران کا تھام لیا اشک آنکھوں سے جاری ہوے اپنی بیتابی ظاہر کرنیکو یہ اشعار پڑھنے

ناظرین و شائقین اس جلسۂ عاشق و معشوق کو بنظر غور ملاحظہ کریں زبانی ایرج
کے اشعار آبدار دامن معشوق بتھام کر بحسرت فرماتے ہیں نظم مخفی بطور مسدس

بہ سنانِ نگہ یار قسم
بکمانِ خانۂ ابرو سوگند
بہ سر طرۂ دلدار قسم
بسرِ نرگسِ جادو سوگند
کہ شدم کشتۂ چشم نگہت
خاکِ رہ گشتہ طرز ستمت

بہ صفائے گلِ روئے تو قسم
بہ گرہ گیرے زلفت سوگند
بسوادِ شبِ موئے تو قسم
بدلِ آویزے الفت سوگند
خاک رہ کرد مرا حیرانم
غیر مردن نبود درمانم

بسرِ چشم سیاہِ تو قسم
بسرِ ہندوے خالت سوگند
بغضب گیر نگاہِ تو قسم
بلبِ لعل مثالت سوگند
سوختم سوختم از بیدادت
چند فریاد کنم از دادت

بصفائے دُرِ گوشِ تو قسم
بادلِ فہمی ہوشش تو قسم

بسر ناوکِ مژگان سوگند — بخمِ زلفِ پریشان سوگند

چون منِ نیست دگر بندۂ تو
بندۂ لعلِ شکر خندہ تو

بشکر ریزیٔ گفتار قسم — بخرامِ قدِ دلدار قسم
بعقیقِ لبِ شکر سوگند — بزلالِ سرِ کوثر سوگند

شبِ ہجران بجز از خویشم نیست
جز خیالِ تو کسے پیشم نیست

باز گفتم بدہانِ تو قسم — بسرِ موئے میانِ تو قسم
بہ برو دوشِ تو زیبا سوگند — بہ بناگوشِ مصفا سوگند

مہر و مہ را بجُود پیشِ تو قدر
پیشِ تو جملہ ہلال اند تو بدر

بہ صفائے بدنِ یار قسم — بسرِ چاہِ ذقنِ یار قسم
بہ لباسِ گلِ سوری سوگند — بہ غریقِ غمِ دوری سوگند

عاجزم عاجزم از ہجرانت
لطف فرما کہ شوم قربانت

اِن اشعارِ دلفگار نے قلبِ ملکہ برانِ شمشیر زن کا بیچین کردیا خانۂ دل کو غم و رنج سے بھر دیا کہا اے شہریار بس اِن حالات کے سننے کی دل میں طاقت کہاں ایک ایک کلمہ واسطے تودۂ دل کے تیرِ دل دوز ہے آپ کی خاطر سے اِس شب کو بجاؤنگی ایسا نوجوان سے ہاتھ دھونا پڑے اِس آغاز کے انجام پر رونا پڑے شاپور نے دیکھا کہ ان دونوں عاشق و معشوق کا خیال خیر و شر میں کہیں دم نکلجائے فوراً گلابی اٹھائی جام لبریز کیا ہاتھ میں ایرج نوجوان کے دیا کہا کہ معشوق کی جان لینا منظور ہے ایک جام شراب ملکہ کو پلا دیجئے وقت عیش و سرور ہے ایرج نوجوان نے جام بلورین ہاتھ پر رکھا کہا ملکۂ عالم ہمارے سر کی قسم اسے نوش فرمائیے نظم

خوشتر ز عیش صحبتِ باغ و بہار چیست — ساقی کجاست گو سببِ انتظار چیست

بر وقت خوش کہ دست دہد مغتنم شمار
کس را وقوف نیست کہ انجام کار چیست

ملکہ نے ہاتھ بڑھا کر جام لیا اور دو قدح نہ کی نوش فرمایا اپنے پنجہ نگارین سے گلابی کو اُٹھایا جام
عشرت انجام کو شراب ارغوانی سے لبریز کیا پھر یہ اشعار پڑھ کر ہاتھ بڑھایا نظم

فصل گل رفت و حریفانہ شرابے نزدم
بر لب شیشۂ دل قطرۂ آبے نزدم
شد تہی شیشۂ عمرانی بمستی و ہنوز
بزم نو گرم نشد سیخ کبابے نزدم

اے شہریار ایرج نامدار بیت بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند
شاہزادے نے ہاتھ بڑھایا ساغر لیتے ہی آنکھوں میں نشہ آیا مستانہ وار ان اشعار کو پڑھا ابیات

ساقی بنوربادہ برافروز جام ما
مطرب بگو کہ کار جہان شد بکام ما

دیگر

قسمت سے مل گیا مجھے ساغر شراب کا
چھینا ہے جس نے برج آفتاب کا
اس مہ کے ہاتھ میں نہیں ساغر شراب کا
مہتاب سے مقابلہ ہے آفتاب کا
ہر سال قبر پیر مغان پر چڑھاتے ہیں
شیشہ شراب ناب کا دونا کباب کا
مجھ رند بادہ خوار پہ سایہ پری کا ہے
صدقے میں میرے دیجیو تیلہ شراب کا

عاشق و معشوق نے دو دو جام نوش فرمائے خیال خیر و شر دل سے دفع ہوا طبیعت لہرائی
ملکہ بزدان یہ کلمے زبان پر لائی کہ سنا ہے طلسم جمشید یہ میں نور الدہر کا داخلہ ہوا ہے ایرج نے
کہا میرا بھی اسی طرف قصد ہے میں نے زبانی شوخ چشم کے سنا اول مخمور جا کر قید ہوئی
نور الدہر بھی اُسکے تعقب میں گئے اب مجکو جانا واجب و لازم ہے جبتک وہ ادھر اُدھر
پھرتے رہیں گے میں بحول و قوت الٰہی و لعنایت فیوض نامتناہی اُسکو فتح کر دوں اگر میں نہ پہونچا
اور اُسنے فتح کر لیا لشکر میں جا کر مبلائیں گے ایسے ایسے غرور کے کلمے فرمائیں گے کہ جنکو
سنکر ضبط کرنا دشوار ہے تم بخوبی آگاہ ہو میرے بھیشم ہیں دنگل رستم کا جھگڑا ہے قبلہ و کعبہ کے
زمانے سے یہ فساد برپا ہے ہمیشہ یہ دست راستی ذلیل ہی ہوتے ہیں مگر صاحب غیرت ہیں
ملکہ نے کہا یہ طلسم بھی ہمارے قبضہ میں ہے آپ شوخ چشم کو ساتھ لیکر چلیے میں جا کر دو الدنا مدار
سے کہکر کسی ساحر بہ پوست کو روانہ کرا کر جمشید سے کہلا بھیجونگی کہ نبیرۂ صاحبقران شاہزادہ
ایرج نوجوان تمہارے طلسم میں آتے ہیں لوح حوالہ کر دو اور تم اطاعت کر و نہیں یا ان طلسم

بھی اِنکے سپرد کرو وہ ضرور اطاعت کریگا پھر آپ کو اختیار ہی ایرج نے کہا ملکہ کچھ اسکی
ضرورت نہین بعنایت پروردگار سب سامان ہوجائینگے ملکہ خاموش ہو رہی جانتی ہی
کہ آتش خوشعلہ مزاج ہین مردان عالم کے سرتاج ہین دل مین خیال کیا ہم یہ سب تدبیرین
جاکر کرینگے انسے کہنے سے کیا فائدہ شب وصل بہت تھوڑی ہوتی ہی انھین باتون مین گذر گئی صدا
مرغ سحر بلند ہوئی چہرون پر عاشق و معشوق کے ہوائیان اڑنے لگین اُسوقت محفل کی اُداسی
رخ شمع پر زردی پروانے بیتے ہوئے لگن مین پڑے ہین فرش مین جابجا شکن صاف
معلوم ہوتا ہی کہ خیال عاشق و معشوق مین فرش بھی چین بجبین ہی پردہ ہوا سے ہنین اُڑتا
حسرت پر عاشق و معشوق کی سر ٹپکتا ہی لپٹ لپٹ کر دونون کا رونا اشکون سے مُنھ
دھونا صدائے الوداع والفراق بلند ایک بیقرار ایک دردمند زلفون کی اُلجھن سے
پریشانی ظاہر چہرون سے حیرانی نجوبی ماہر بران کا یہ کہنا کہ ای شہریار بخدا حافظ
دنیا صرا ایرج کا جواب مین یہ کہنا مصرع گئے تم اودھر اور موے ہم یقین ہی + ملکہ جانی
اب کب ملاقات ہوگی بران نے آنکھون مین آنسو بھر کے جواب دیا وعدہ فردائے
قیامت وہان بھی ملاقات کی امید نہین شعر حشر پہ وعدہ دیدار ہی مین ڈرتا ہون +
بھیڑ ہووے گی رخ یار ادھر ہو کہ نہو + ملکہ نے کہا ای شہریار بس اب غصہ نہ کیجیے ایسا نہو
بابا نے آئینہ دیکھا ہو غضب ہو جائیگا وہ نہایت صاحب غیرت ہی ایرج نے کہا
ملکہ فقط تمھاری بدنامی کا خیال ہی ورنہ طلسم نور افشان کو مٹا دیا کیا محال ہی ملکہ یاقوت
روتی تھین یا ہنس پڑین کہا صاحب آپ ایسے ہی ہین میرا خیال ضرور ہی کبھی ایسا قصد
نہ کیجیے گا جہانگیر کے مقدمہ مین کئی پیچ پڑے اب روح طلسم نور افشان کا مٹنا مشکل ہی
مگر آپکے واسطے کیا دشوار ہی ایسی باتین عاشق و معشوق مین ہو رہین شمع سحری نے بھی اشک حسرت
انکے حال پر بہانے نیر اعظم کا چہرہ زرد بلبلون کے دل مین درد الغرض ملکہ بمشکل تمام
ایرج نوجوان سے رخصت ہو کر زمین مین غرق ہوئین کئی کوس پر جا کر نکلین راہ کو
طے کرکے قصر جمشیدی مین پہونچین کوکب سریر جہانبانی پر جلوہ فرما تھا ملکہ بران واسطے
تسلیم کے خم ہوئین کوکب نے اپنے گلے سے لگا لیا پیشانی پر بوسہ دیا پوچھا ای نور نظر کہان

لگی تھیں ملکہ بران نے دست بستہ عرض کی ہزار روپے کے انتظام کو گئی وہان جاکر خبر
سنی کہ شاہزادہ ایرج نوجوان وشاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کا طلسم جمشید میں
داخلہ ہوا ہی گو جمشید جادو بر سر پرخاش ہی ایسا نہو کہ فرزندان صاحبقران پر کوئی افتاد
پڑجاسے تو آپ کو صاحبقران سے شرمندگی ہوگی اور جب سے آپ سے اور افراسیاب
سے فساد ہوا اُس بیجا نے خراج بھی نہین بھیجا جو یہان سے جا دے خراج کا بھی تقاضا کرے
اور فرزند صاحبقران کا جمشید کو مطیع کرادے کوکب نے اُسیوقت خورشید روشن رای سے
اپنے وزیر اعظم دستور معظم کو چار سو ساڑھے چار سو جادوگر ساتھ کرکے حکم دیا جسطرح ملکہ نے
فرمایا ہی جلد جاکر انتظام کر خواہ نورالدہر خواہ ایرج نوجوان پہونچ گئے ہون فوراً نوح دلوا دینا
خبردار انکا کوئی مو سے جسم میلا نہونے پاسے خورشید روشن رای سے اُسی وقت طرف طلسم جمشید
کے بعجیل روانہ ہوا انکو راہ مین چھوڑو وقت پر حال تحریر ہوگا بعد جانے ملکہ بران شمشیرزن
کے ایرج نوجوان بیتاب وبیقرار رہی آخر مجبور وناچار دربار مین آن کر بیٹھے افلاک کوہی کو
حکم دیا لشکر تیار کروا ور شوخ چشم سے فرمایا تم اپنی جادوگرنیون کو حکم دو ہمین طرف طلسم جمشید کے
جانا منظور ہی شوخ چشم نام طلسم عجیب سنکر گھبراگئی عرض کی ای شہریار طلسم جمشید مین بڑے بڑے
ساحران غدار رہتے ہین وہان کا قصد نہ کیجیے اُسکا فتح ہونا دشوار ہی ایرج نے فرمایا ہمارا
بھائی بحچشم اُس طلسم مین پہونچ چکا آفت مین مبتلا ہی ہوسکتا ہی کہ کسی مردکو نہ جاؤن تم جلدی
تیاری اور رہبری کرکے ہمکو لیچلو جب طلسم قریب رہے تم الگ ہوجانا اپنی جان بچانا شوخ چشم
قدمون سے لپٹ گئی عرض کی کنیز کو حضور کی جان سے اپنی جان عزیز نہین ہی مگر مقام تردد آشوب
ہی ایرج نے کہا پروردگار مالک ہی شوخ چشم خاموش ہوئی بارہ سو جادوگرنیان اسباب سحر
سے آراستہ ہوکر سامنے آئین افلاک کوہی نے دس ہزار فوج تیار کیا ایرج نوجوان نے
شوخ چشم کو تخت پر سوار کیا افلاک کوہی کو سپہ سالار کیا آپ بعہدہ صاحبقرانی گرہ بن اشقر
پر سوار ہوئے ہین جاہ وحشم کر وفر سے نوبت نقارے بجتے ہوئے طرف طلسم جمشید کے
روانہ ہوئے حال خیریت مآل انکا وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان شوکت بیان شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کہ ملکہ شگوفہ

جوش محبت مین شاہزادے کے بیہوش کرکے اس ارادے پر چلی ہی کہ شاہزادے کو طلسم سے نکال لیجاؤن راہ مین ہنگامۂ عظیم ہونا ساقی نامہ مصنف

اے ساقی مہروش گل اندام
اب دیکھیں گے صورت فلک سیر
بوتل سے نکال بادۂ ناب
کھو دیگا مرا غبار ساقی
سر پر مری گرد یا نہ پائے

دے بھر کے سبو سرور کا جام
منظور نظر سفر ہے ساقی
دورے کے لیے ہے طلب شتاب
طاقت مجھے پلا کے آکے لیجا
عنقا بھی مرا پتا نہ پائے

بیٹھے رہے کی نہ اب تلک سیر
اور نشہ آثار پر ہے ساقی
شیشہ مین بھی آثار ساقی
منزل پہ ہوا اڑا کے لیجا
دشت لوردان وادی محنت

دگر فشاران دام حسرت انجام صعوبت اس داستان کو یہانکو یون تحریر فرماتے ہین کہ ملکہ شگوفہ شگفتہ جمال نورالدہر بن بدیع الزمان اپنی نانی کو قتل کرکے بخوف جان شاہزادے کو بیہوش کرکے اس ارادے پر باغ سے نکلی کہ انکو طلسم سے نکال لیجاؤن رات بھر تخت کو اڑائے ہوے آئی مگر شب کو یہ نہ ثابت ہوا کہ مین کدھر جاتی ہون گردش فلکی ہمراہ تھی ہر پھر کے سرحد طلسم ہی مین رہی صبح ہوئی ایک درۂ کوہ مین آکر اتری اس خیال سے کہ شاہزادے کو رات بھر گذری بیہوش ہی ویسے نزدیک سمجھی کہ سرحد طلسم سے نکل آئی اب شاہزادے کو ہوشیار کرون پھر غصہ کرینگے اسکا کیا تردد ہی جو کہینگے سنونگی آخر مین سمجھا دونگی سمجھ جائینگے اپنے لشکر مین مجکو لیجائینگے یہ تحمل جادوگرنیون سے درۂ کوہ مین آتے ہی لوح محفوظ شاہزادے کے گلے مین پہنادی شاہزادے پسے سحر بھی اتارا سرد ادو عیار ہوشیار ہوے نورالدہر نے اپنے کو ایک درۂ کوہ مین پایا گھبراکر پوچھا اے ملکہ یہ کیا مقام ہی اس سرزمین کا کیا نام ہی ملکہ شگوفہ تھرا کر قدمون پر گری کہا اے شہر یار جو کچھ مین نے سمجھایا آپ نے قبول نہ کیا آخر میرے دل سے خوف نہ نکلا مین آپکو بیہوش کرکے بیرون طلسم لے آئی اب یہ سر حاضر ہی کاٹ لیجیے جو مناسب وقت ہو سزا دیجیے رنگ روے نورالدہر متغیر ہوگیا شاہزادہ غیرت سے عرق حجاب مین غرق ہوا کہا ملکہ بڑا غضب کیا تم نے مجکو دین و دنیا سے کھودیا نہین معلوم اس گرفتار زندان مصیبت و بلا ملکہ مخمور سرخ چشم پر کیا گذری ہوگی اپنے دل مین کیا کہتی ہوگی کہ شاہزادے نے ہماری خبر نہ لی اگر خدا نخواستہ بادشاہ طلسم حیرت پہ نے اس گل بدن غنچہ دہن نوخواستہ حدیقہ محبوبی کو قتل کر ڈالا تم حورت ہو

تمکو تو کچھ نہ کہونگا اپنا گلا کاٹ کے مر جاؤنگا شہرنگ بھی گھبرا گیا چپکے سے کہا ملکہ غضب
کیا یہ شہر جس میشہ مین جائین بدون شکار واپس آئین دوسرے مقدمۂ ناحق حال اس عشق کی
طینت از بام افتادہ ہی یہ قلق سب سے زیادہ ہی نور الدہر نے کہا شہرنگ تم کیون گھبراتے
ہو مرکب تیار کرو ہم ابھی چلتے ہین اپنے کو جس طرح بنیگا طلسم جمشید تک پہونچا دینگے
ملکہ عالم اپنی جان بچائین جہان چاہین جائین مجھے اُنسے کچھ کام نہین میری آبرو کی درپے
ہوئین وہ کیا خوب احسان کیا ہی جینے لیلی سے مخمور کا حال منفصل نہ کہا تھا پردہ بے پردہ
ذکر کر دیا تھا مخمور نے ہمارے واسطے افراسیاب کہ جو طلسم ہوش ربا کا مالک سلطنت وسیع
رکھتا ہی اُس سلطنت پر لات ماری شریک خواجہ عمرو ہوئی سالہا سال سے لڑ رہی ہی افراسیاب
سے جیا سے مقابلہ سر کو ہتیلی پر رکھ لیا جان آبرو کو ہیچ دیا ان باتون کا بالکل خیال نہ کیا
اسطرح جو غصہ مین نور الدہر نے کہا شگوفہ مثل گل مرجھا گئی کانپنے لگی عرض کی ای شہریار مین
نے جمشید سے یہ حرکت ناشائستہ کر بیٹھی سر حاضر ہی کاٹ لیجیے نور الدہر نے کہا ملکہ مین تمسے
کچھ نہین کہتا مگر مین بیشک جاتا ہون شہرنگ بخوبی مزاج سے واقف ہی اُسنے فوراً مرکب تیار کیا دروازہ کے
کے باہر جا کر ٹھہرا آواز دی ای شہریار مرکب تیار ہی شگوفہ نے کہا بھیا شہرنگ اسقدر جلدی نکرو برائے
خدا شاہزادہ کو سمجھاؤ شہرنگ نے اشارہ کیا ملکہ کار از دست رفتہ تیر از کمان جستہ پلٹنا ممکن نہین مین کیا نادان
ہون جو سمجھاؤن مین تو بیچارہ کیا ہون اگر انکے بزرگ بھی آئین یہ اپنی کرین نور الدہر فوراً سلاح سے آراستہ
ہو کر مرکب پر سوار ہونے چلے تیغہ خارا شگاف سلیمانی ہاتھ مین غصہ سے کف منہ مین بھرا ہوا
چہرہ سرخ آنکھین اُبلی ہوئین اب تو شگوفہ اٹھی دست بستہ عرض کی اے شہریار بسم اللہ
چلیے لونڈی ساتھ چلیگی مین یہان رہکر کیا پہاڑ سے سر ٹکراؤنگی ہمراہ رکاب رہونگی مگر اتنا
عرض کرتی ہون تا بقلعۂ طلسم پہونچنا دشوار ہی کنیز سراسر خطا وار ہی نور الدہر نے کہا ہر کامل
ساتھ ہی خضر دل رہبری کریگا منزل مقصود تک پہونچائیگا واضح ہو کہ یہان درۂ کوہ مین یہ
ہنگامہ ہی شاہزادہ پشت مرکب پر سوار ہو چکا ہی شگوفہ نے اتنا کہکر روکا ہی کہ ایک لمحہ تامل
فرمائیے اسباب سحر جسم پر آراستہ کرون جادوگرنیون کو آواز دے رہی ہی جلد تیار رہو
سب آراستہ ہو کر باہر آئین شاہزادے نے قصد کیا توکلت علی اللہ مرکب بڑھائیے

مگر دو کلمے داستان مہ ہوش دلارمینی کہ جسکو افراسیاب نے بعنوان دیگر بمضمون طلب کید
ملکہ مخمور روانہ کیا تھا وہ پاس جمشید جادو کے پہونچا فرمان افراسیاب کا جمشید جادو
نے پڑھکر اُسیوقت اپنے ایک ملازم معتبر موسوم بہ شاہ مور جادو کو مع بارہ سو جادوگرون کے
طلب کیا ملکہ مخمور کو قید خانہ سے بلاکر اژدہے پر سوار کیا شاہ مور و مہ ہوش دلارمینی مع تین ہزار
ساحران غدار قید مخمور لیکر بیرون قلعہ طلسمی نکلے علمہاے زرنگاری کے پھریرے کھلے
ہوے نوبت نقارے بجتے ہوے اُس کروفر سے جاتے ہین شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان
قریب درہ کوہ مرکب پر سوار مع ملکہ شگوفہ چلا جاتا ہے کہ دیکھا طرف سے مور کے گرد عظیم
بلند ہوئی نورالدہر نے آمد لشکر دیکھکر شبرنگ سے فرمایا دریافت تو کرو یہ کسکا لشکر آتا ہے
شبرنگ نے چاہا کہ بڑھے کہ اُس گرد کا شگافتہ ہوا علمہاے زرنگاری کے پھریرے کھلے ہوے
دو سردار ساحران زبردست بطور سرداری آگے آگے تین ہزار ساحر پشت پر بیچ مین ایک
اژدہے پر ایک مہ جبین شل قیدیون کے سلاسل مطوق چہرہ اُداس عالم یاس اب جو نورالدہر نے
بغور دیکھا اپنی محبوب جانی یار جادو وانی ملکہ مخمور سرخ چشم کو پایا بس نورالدہر نے کلیجہ پر گھونسا
مارا کہا تو ملکا غضب ہوا ملکہ مخمور سرخ چشم کو پکڑکر ساحر لیے جاتے ہین ملکہ شگوفہ نے
چاہا کچھ جواب دے مگر شاہزادے کو کب تاب تھی مرکب بڑھایا نعرہ کیا نعرہ

ہمای اوج رفعت شاہباز عرصہ مردی — کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانند
پناہ لشکر اسلام نورالدہر کز بیمش — عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خوانند

دگر منم سر کن لشکر کافران — نقارا بہ یک دست بر داشتم
بہ پیشم نگون شد سر کافران — ظفر بر یلان عرب یافتم
ز طفلی بہ جرأت ہنر داشتم — شہ نوجوانان لقب یافتم

آج محفوظ تو عنایت پروردگار سے کہے ہین تھی تلوار کھینچکر لڑنے لگے جھکے ہاتھ مارا دو
ٹکڑے چاہتے ہین کہ ملکہ مخمور کو رہا کرلون ساحران غدار جھگڑ رہے ہین بسبب حرز ہیکل کے
کسی کا سحر اثر تاثیر نہین کرتا ملکہ شگوفہ نے جو یہ ماجرا دیکھا تنہائی پر شاہزادے کی کلیجہ پھٹ گیا
عاشق صادق نورالدہر کی ہمراہ اپنے بھی گاتی باندھی جھولی سنبھالی مع اپنے ساتھ والیون کے
سحر کرتی ہوئی جا پڑی گوے ترنج و نارنج رائی کے دانے مرچ کے دانے چلنے لگے زمین سے

شعلے نکلنے لگے صدہاے عجائب وغرائب آتی تھی اژدرہاے آتش فشان دوڑنے لگے ماران سیاہ برستے تھے ساحران غدار قتل نور الدہر پر کمر کستے تھے ایک سمت سے مدہوش دماز میں ہوشیار ہوا خود بھی بھولا ملکہ بحیا کو کان ہوئے نیب شمشیر نور الدہر سے ناک مین دم ہی کان پکڑتا ہی بنگلی ہو کر بھاگ جاؤن لیکن تعلیم کردہ افراسیاب ہی زمین کو ہلا ہلا دیتا ہی ایک جانب شاہور جادو ملازم جمشید لڑائی مین لشکر کدکر رہا ہی نور الدہر پہ کیسے کیسے سحر کیے مگر تاثیر نہوئی لیکن ملکہ شگوفہ لڑتی بھڑتی لشکر کفار مین دشمنی خوب خوب سحر کر رہی ہی عین گرمی جنگ مین جمال بیمثال مخمور نگاہ بھی دیکھا حسن مین بیمثال بدر شک ہلال چہرہ چودھوین رات کا چاند سامنے عارض انور کے بدر کامل ماند گیسوے عنبرین رشک آگین کاکل پر پیچ کی لہر یا مار سیاہ پہ قہر پریشانی ظاہر ہی رنگ رو متغیر حال ابتر شمع جمال کی روشنی سے وہ مقام نورانی و منور پیشانی پیرا کر بند مسدس

ہی وہ جبین یہ اصل ہی یا صبح عید کی — عالم سے جسنے ظلمت غم ناپدید کی
سو جان سے جہان کو خواہش بدید کی — کانون کو تار زد ہی صفت کے شنید کی
سجدہ کرون جھکاؤن جبین نیاز کو
محراب نور پاؤن اگر مین نماز کو

دریا لکھون جبین نور کا یا عکس آفتاب — یا لوح سیم مایۂ حسن صد آب و تاب
دفشان سے یا لکھون مطلا سر کتاب — القصہ کیا لکھون کہ وہ ماتھا ہی لاجواب
اہل نجوم کو یہ تحیّر تمام ہی
جبہہ ہی خود قمر کہ قمر کا مقام ہی

ابرو ہی یا فلک پہ ہی قوس قزح عیان — یا ہی خدنگ غمزۂ قاتل کو یہ کمان
یا ہی قتل عاشق بے صبر و ناتوان — کھینچی ہی یہ غلاف سے شمشیر اصفہان
در سورۂ قمر یہ ہی رحل فضا ہوا
یا ہی سفینہ لوح کا الٹ پڑا ہوا

آنکھون سے ساحران جہان مردہ ہوگئے — بادام آنکھ دیکھ کے پژمردہ ہوگئے

نرگس کے پھول باغ میں افسردہ ہو گئے | آہو حیا سے دشت میں رم خوردہ ہو گئے

قربان چشم مردم ہندی نژاد ہیں
آنکھیں ہیں یا دو طفل پری زاد ہیں

ملکہ شگوفہ کے ہوش اُڑ گئے جی میں کہتی تھی حقیقت میں کیا حسن و جمال ہے کیا خط و خال ہے صانع
ازلی نے اپنے دست حق پرست سے یہ تصویر بنائی تھی کیونکر شاہزادے کو خیال نہو یہ حسن
یہ جمال معشوق عاشق خصال ادھر ملکہ مخمور نے دیکھا شاہزادہ نور الدہر جو تیغ بکف ہو کے بڑھا
صدہا ساحر دم بھر میں مار ڈالے دل باغ باغ ہو گیا قید کے رنج والم سے فراغ ہو گیا غنچہ طرح
شگفتہ پھول سے گال جو کملائے ہوئے تھے یا سرخی آگئی تھی ایک نازنین کو مع چار سو
جادوگرنیوں کے دیکھا گرد شاہزادے کے پھر کر سحر کر رہی ہے مخمور بھی صورت شگوفہ کی دیکھا
حیران جمال و محو دیدار ہو کر دل سے کہتی تھی معلوم ہوتا ہے یہ شاہزادے پر عاشق ہو کر یہاں تک
آئی ہے یقین ہے کوئی شاہزادی ہے اپنے قید رہنے سے بہت گھبرا رہی ہے کہ نور الدہر پر جادوگروں
کا ہجوم ہے ارے اس جوان کو مارو چاروں طرف سے یہی دھوم ہے شاہزادہ نور الدہر شیرانہ
جنگ کرتا ہوا قریب مدہوش دراز بینی کے پہونچا مدہوش نے ہوش پراگندہ ہیں کیسے کیسے
گولے نور الدہر پر مارے گرتا پھر زمین ہوئے ایک ہو کے جسم بھی اس شاہزادے کا مبتلا
ہوا دل سے کہتا ہے سحر کیوں جواب دیتا ہے جب شاہزادہ قریب پہونچ گیا مدہوش نے تیغ جو
مارا نور الدہر نے تیغ خاراشگاف سلیمانی پر گاتا تھا صدہا شعلے بھڑک کر گرے یقین تھا کہ
بعنایت پروردگار سے محفوظ رہے وار مدہوش کا روک کر ایک تیغ خارا شگاف کا مارا مدہوش
نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا لوح محفوظ کا عکس پڑا سپر سحر کی دو ٹکڑے ہوئی چاہا تڑپ کے
نکل جاؤں اجل نے مہلت نہ دی چمک کے تلوار گری مدہوش کے دو ٹکڑے ہو گئے اب تو تمام
ساحر بھاگے آواز آئی کہ مارا گیا کہ نام میرا مدہوش دراز بینی تھا شاہور کے ہوش اڑ گئے
ارادے کو تو مخمور کے نہ چھوڑا مگر میدان سے پاؤں اُٹھے نور الدہر قتل کرتے ہوئے چلے
شگوفہ نے سیکڑوں نخل قد ساحروں کے تبر قلم سے مثل برگ خزان دیدہ کافسر
گرتے میں شگوفہ پامال کرتی چلی آتی ہے نور الدہر جاتے ہیں مخمور کو چھڑا لیں کسی کو بس

اڑتے ہوئے آئے قلعہ طلسمی معلوم ہونے لگا شاہور نے ایک جادوگر کو حکم دیا جلد جاکر شاہ کو
خبر کر کہ طلسم کشا آگیا امیر سحر ہمارا تاثیر نہین کرتا مدہوش مصاحب افراسیاب مارا جاچکا جلد
آئیے ورنہ قید مخمور چھین جائیگی وہ جادوگر بھاگا جمشید تخت پر بیٹھا تھا اُس سے آکر تمام کیفیت
بیان کی جمشید غصہ مین اُٹھا مرکب سحر پر سوار ہوا جمشید کا چلنا لاکھون ساحر اسکے ساتھ ہوے
اُسوقت آکر پہونچا کہ نورالدہر نے تمام فوج کو تہ وبالا کر دیا ہی شاہور بھاگا پھرتا ہی اور
شگوفہ کو جو مصروف جنگ دیکھا جل گیا دہن سے نعرہ کیا باش او طلسم کشا او خبردار او
شگوفہ جلد رومال سے ہاتھ باندھ کر قدمون پر بادولت کے گر ہر چند کہ شگوفہ گھبرائی گر سحر کرنے مین کمی نکی
جمشید نے چار گولے اپنے ہاتھ سے ایسے مارے زمین تھرا گئی کئی سو جادوگرنیان شگوفہ کی بیہوش ہوکر
گرین شگوفہ بھی زخمی ہوئی مگر نورالدہر پیچھا اُسکا نہین کرتا قریب ہی کہ شگوفہ کو گرفتار کرے کہ اندر سے
قلعہ کے پانچہزار ساحرون کے ساتھ سہیل اختر شناس آکر پہونچا یہ پہلے سے مطیع الاسلام ہی چونکہ کاہن
زبردست ہی کتاب مین دیکھا تھا کہ طلسم اب ٹوٹ جائیگا خداے نادیدہ برحق ہی ساحری پرستی کرنا ناحق ہی ناظرین کو
یاد ہوگا اسیلیے بدعت سے جمشید کی ملکہ مخمور کو بچا کر قید کرایا تھا اسوقت پانچہزار ساحرونکو مطیع الاسلام
کرکے آ پہونچا جمشید سمجھا میری مدد کو آتا ہی مگر سہیل برابر ملکہ مخمور کے احاطے کے پہونچا ہٹو ہٹو
کر کے ساحرون کو ہٹایا زبان سے سوزن ملکہ مخمور کے نکال لیا سوزن کا نکلنا مخمور
اُٹھی سنگ ریزہ اُٹھا کر مارے کہ کئی سو ساحر واصل جہنم ہوے سہیل نے بھی نعرہ کیا منم
غلام شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان پانچ ہزار فوج سے لشکر جمشید پر حملہ کیا اُدھر
مخمور نے آفت برپا کر دی لڑتی ہوئی قریب شگوفہ آئی شگوفہ نے جھک کر سلام کیا ملکہ
مخمور نے پوچھا بی بی تمہارا کیا نام ہی شگوفہ نے سر جھکا کر کہا بندی غریب الوطن مجبور ناچار
وطن سے دور موت سے قریب آوارہ و سرگشتہ بدنصیب ملکہ مخمور نے کہا کیون بی ساحرون
سے کیون لڑتی ہو ظاہرا تم بھی طلسم کی رہنے والی ہو شگوفہ نے کہا آپ کی قید کا حال سنکر
دلکو تاب نہ آئی شکر ہی آپ رہا ہوئین بڑی تمنا یہ ہی کہ ہم آپ دونون ملکہ شاہزادہ سے
کو بچائین اس طلسم سے نکال لیجائین اب جمشید بادشاہ طلسم خود آگیا ہی قلب کانپ رہا ہی
بدون لوح طلسم بادشاہ کا قتل ہونا دشوار ہی رکھ دو کا دخل بیکار ہی ملکہ مخمور سمجھ گئی کہ یہ بھی

شاہزادے پر عاشق ہے زیادہ کلام کی مہلت نہ پائی مخمور لڑتی ہوئی ایک جانب نکل گئی
شگوفہ ایک سمت لڑنے مین مصروف ہوئی اُسوقت قیامت کی جنگ ہے سہیل اختر شناس نے
ہزارون کو مارا ملکہ مخمور نے طبقہ زمین کا ہلادیا نورالدہر نے بڑھکر علم فوج کو قلم کیا اب جمشید
گھبرایا دل سے کہتا ہے کیا باعث ہے اس جوان پر سحر تاثیر نہین کرتا آخر ایک کنارے پر آکر
ایک چراغ روشن کرکے چند دانے ماش کے مارے ایک سنہری پتلی پیدا ہوئی جمشید نے
اُس سے پوچھا اے کنیز ساحری اِس جوان پر سحر کیون نہین تاثیر کرتا اُس پتلی نے آواز دی اے
شہنشاہ اِس جوان کے پاس لوح محفوظ موجود ہے آپ کے قریب نہین جاسکتے اُس پتلی
سے یہ سنکر جمشید میدان جنگ مین آیا اٹھاکر ایک گولا مارا سہیل وشگوفہ دونون بیہوش
ہوکر گرے جمشید نے حکم دیا ملازمون نے سہیل وشگوفہ کو گرفتار کیا تعجیل قلعہ مین بھیجدیا
بعض جادوگرون سے اشارہ کیا مخمور پر بلوہ کرو بیچ مین لاکھون جادوگر آگئے اب مخمور نورالدہر
سے دور ہوگئی نورالدہر نے ایک مقام پر آکر ایک جادوگر کو مارا پہلو سے آواز آئی شہریار کنیز کو
بچائیے نورالدہر نے پلٹ کر دیکھا کہ ملکہ مخمور زمین پر پڑی ہوئی تڑپ رہی ہے جسم پر آبلے
پڑے ہوئے نورالدہر نے کہا ملکہ یہ کیا ہوا ملکہ نے کہا حضور جمشید نے مجھپر سحر کیا تمام
ہڈیان جل رہی ہین ذرا لوح محفوظ مجکو دیجیے اپنے جسم سے مس کرون نورالدہر نے گھبراکر
لوح گلے سے اُتاری سامنے مخمور کے پھینک دی مخمور نے اُسکو اُٹھاکر رومال مین لپیٹا اور
نعرہ کیا او طلسم کشا منم شہنشاہ جمشید اب نورالدہر نے دیکھا کہ جمشید تاج پہنے سامنے کھڑا ہے
ملعون نے صورت سحر سے مخمور کی بنائی تھی اب جو ایک دوہتڑ مارا نورالدہر زمین پر گرے
شبرنگ کو ڈھونڈھکر پکڑ لیا سردارون کے سپرد کیا اب طرف مخمور کے آیا چونکہ بادشاہ طلسم
ہے آخر مخمور بھی اُسکے سحر سے بیہوش ہوئی مخمور کو بھی اندر قلعے کے روانہ کیا آپ اسواسطے بیرون
قلعہ ٹھہر گیا لاشے بھی اٹھوانا اپنے صلح والون کے منظور ہین اور یہ بھی خیال ہے اگر طلسم کشا کو
اندرون قلعۂ طلسم لیجاؤنگا تو بعد میعاد معینۂ طلسم قتل کرنا ہوگا اُسی مقام پر بارگاہ استادہ کرائی
قید نورالدہر کی چند ساحرون کے سپرد کی سلسل کرکے شہزادے کو اور شبرنگ کو اسی بارگاہ
مین بٹھلایا جمشید جادو بیرون بارگاہ ٹہل رہا ہے کہ آسمان پر برق چمکی خورشید روشن راے

وزیر کوکب روشنضمیر جسکو ملکہ بران نے روانہ کرایا تھا وہ اسوقت آنکر پہونچا جمشید
جادو کو سلام کیا پوچھا یہ رن کیسا پڑا جمشید نے کل کیفیت بیان کی اپنے ساتھ لیکر
بارگاہ مین آیا کہا اے خورشید مخمور کو خدمت افراسیاب مین روانہ کرونگا سہیل وشگوفہ
میری ملازم ہین انکو خود سزا دونگا اور طلسم کشا کو توابھی قتل کرتا ہون خورشید روشن رائے
نے فرمان شہنشاہ کوکب کا ہاتھ مین جمشید کے دیا کہا اسکو پڑھیے اسکے مضمون پر کاربند
ہوجیے نورالدہر اور شبرنگ مخمور کو ہمین حوالے کیجیے ہم خدمت شہنشاہ مین لیجائینگے
سہیل اختر شناس وشگوفہ کا تمکو اختیار ہے جمشید جادو یہ سنکر غصے مین کانپنے لگا کہا اے
وزیر اعظم یہ میری شرافت تھی کہ مین تمکو استقبال کرکے لایا جسدن سے شہنشاہ کوکب
روشنضمیر شریک مسلمانان ہوے مین نے تو خراج بھیجنا موقوف کیا مین تو افراسیاب
کا ملازم ہون اسیوقت نورالدہر وشبرنگ کو قتل کرونگا ہر چند کہ خورشید روشن رائے
کے ساتھ بارہ چودہ سردار دربار مین بھی موجود ہین چار سو ساحر ہمراہ آیا ہے مگر سوچا کہ یہ مقام
فساد کرنے کا نہین ہے ہنس ہنس کر باتین کرنا شروع کین کہ اے برادر تمکو اختیار ہے جبتک حکم
شاہنشاہ پہونچایا خواہ قتل کرو خواہ بخشو چند ساعت یہ باتین کرکے خورشید روشن رائے
ٹھہرا اور کمال یہ کیا کہ بیٹھے بیٹھے چپکے چپکے سحر کرکے سر پر جادو ووزیر جادو ملازمان جمشید کو بصورت
نورالدہر وبشکل شبرنگ قید مین چھوڑا نورالدہر وشبرنگ کو بہ نیرنگ سحر اپنے قبضہ مین کرلیا
جب اپنا کام کرچکا کہا لو جمشید اب ہم جاتے ہین جمشید نے کچھ اعتنا نہ کی خورشید روشن رائے
باہر نکلا تخت پر سوار ہو اساتھ والون کو لیکر بہ تعجیل تمام روانہ ہوگیا جمشید جادو نے کہا کہ فوراً
دار استادہ کراؤ جلاد کو بلاؤ جلاد نے آکر نورالدہر وشبرنگ کو دار پر کھینچا جمشید جادو نے حکم
دیا جلاد نے تیغہ مارا دونون کے سر اڑ گئے آواز آئی کشتی ملازمان سر پر جادو وزیر جادو
بود جمشید حیران ہوگیا یہ کیا معرکہ ہوا مرنے سے ان مردون کی صورتین بھی بدل گئین آ سکے
خونریز سر پیٹنے لگے اور کہا اے شہنشاہ ان غلامون نے کیا خطا کی تھی جمشید پریشان ہوا اوراق
مین جو دیکھا صاف معلوم ہوا یہ شعبدہ خورشید روشن رائے وزیر کوکب روشنضمیر
کر گیا میرے سردارون کو قید کرایا نورالدہر وشبرنگ کو لیگیا غصہ مین اندر [illegible] کے

آیا ملکہ مخمور سرخ چشم و ملکہ شگوفہ و سہیل اختر شناس کو قید خانہ مین بھیجدیا اور اِن جملہ حالات کی
عرضی بخدمت افراسیاب روانہ کی سب حال لکھا آخر مین یہ تحریر کیا کہ آپ کی دوستی مین کوکب
سے دشمنی ہوئی طلسم کے بچانے کی فکر کیجیے وزیر کوکب طلسم کشا کو نکال لے گیا وہ اُسکی
ضرور مدد کریگا یہ نامہ جو افراسیاب جادو کو پہونچا نہایت غصہ مین آیا کہا مین لوح طلسم جمشید
ابھی منگائے لیتا ہون یہ کہکر محیط ابر بار جادو کو بلایا اور ایک نامہ بنام جمشید لکھا اُسکا مضمون
یہ تھا کہ اے خیرخواہ بلا اشتباہ کیا مجال کوکب کی جو تم سے آنکھ ملا سکے مجھے ہر وقت خیال ہے
مگر برادر محیط ابر بار جادو مع فرمان ابد دولت کے آتا ہے وہ جو قلعہ ہے جسکو دخانیہ کہتے ہین شبرنگ
آتش خوار وہان کا حاکم ہے محیط تمھارے پاس آئیگا تم بھی نامہ بنام شبرنگ آتش خوار
لکھ دینا فرمان ابد دولت کا اور نامہ تمھارا لیکر قلعہ دخانیہ مین جائیگا مقام لوح ہمنے محیط کو
سمجھا دیا ہے وہ قلعہ دخانیہ سے لوح لیکر ہمارے پاس چلا آئیگا ہم لوح کو اپنی حفاظت مین
رکھین گے جب لوح دستیاب ہوگی طلسم نہ فتح ہو سکیگا محیط ابر بار فرمان افراسیاب
لیکر طرف طلسم جمشیدیہ کے روانہ ہوا مگر خورشید روشن راے اپنے سحر سے نورالدہر و
شبرنگ کو نکال لایا پانچ کوس پر آکے بارگاہ استاد کی شاہزادے کو ہوشیار کیا مسند آراستہ
کرکے جگہ دی آپ دست بستہ سامنے کھڑے ہوکر سلام کیا نورالدہر حیران تھا کہ تو مین قید مین
جمشید کی تھا یا اپنے کو بارگاہ آسمان جاہ مین پایا اسباب عیش و نشاط مہیا ایک جوان وزیر
وضع سامنے دست بستہ حاضر ہے جسکی صفت خلق مین زبان قاصر ہے حیران ہوکر کہا اے برادر یہ کیا
مقام ہے آپ کا کیا نام ہے خورشید روشن راے نے دست بستہ عرض کی کہ شہنشاہ کوکب
روشن ضمیر کا وزیر ہون آپ کی طلسم کشائی کی خبر شہنشاہ کو پہونچی مجکو نامہ دے کر روانہ کیا کہ جاکر
جمشید سے لوح دلوا دو شاہزادے کو شکست و عدم شکست کا اختیار ہے مین نے جاکر
حضور کو قید مین پایا اُس بیحیا نے حکم شہنشاہ کو نہ مانا شکر ہے کہ مین حضور کو مع عیار نکال لایا
اب حضور میرے ساتھ براے ملاقات شہنشاہ کوکب روشن ضمیر تشریف لے چلیے
یا اسی مقام پر تشریف رکھیے مین لازمون کو خدمت مین چھوڑ کر پاس کوکب کے جاؤن
جمشید نمک حرام شہنشاہ کا ملازم ہے اب منزل بغاوت کا عازم ہے شہنشاہ اُس سے لوح

منگوا کر آپ کی خدمت مین حاضر کرینگے نور الدہر سنکر خاموش ہو رہے نہایت شاق ہوا کہ
مددے انسان کی کام کرین یہ بات ضرور مشہور ہو گی کہ کوکب نے جب لوح دلوادی تب
فتح طلسم نصیب ہوئی ای نور الدہر رب اکبر پر تکیہ کرو جسطرح بنے یہان سے نکل چلو جو اپنے
بزرگون کا طریقہ ہو اُسپر کاربند ہونا شیوۂ مردی و مردانگی ہو وہ بے نیاز کارساز مدد کریگا
اس بلا کو دور کریگا دلمین تو یہ خیال کیا ظاہر مین فرمایا ای خورشید روشن رای تمنے جو کچھ
کہا مناسب کہا جو کچھ تمنے کہا ایسا ہی کرینگے ہم یہان ٹھہرینگے تم جا کر سوچ کے تدبیر کر دینا
خورشید روشن رای کو بڑی خوشی حاصل ہوئی شاہزادے کی خوش بیانی پر تسکین دل
ہوئی بعد خاصہ نوش فرمانے کے خورشید نے آرام کیا نور الدہر اپنے چھپر کھٹ پر آئے
شبرنگ کو سمجھا دیا تھا اُسنے شاہزادے کو جگایا بہ تعجیل مرکب تیار کیا نور الدہر چپکے سے
اُٹھے پشت مرکب پر سوار ہوئے برائے اطمینان خورشید روشن رای سے ایک پرچہ لکھ
ڈال دیا کہ ای وزیر اعظم تم متردد نہونا ہم توکلت علی اللہ طرف طلسم جمشید کے جاتے ہیں
اور تمکو براہ محبت سمجھاتے ہیں ہمارا تعاقب نہ کرنا اپنے ملک کو جاؤ شہنشاہ سے ہماری جانب
سے شکریہ ادا کرنا اور کہہ دینا کہ ہم لوگ اپنے پروردگار کو حاضر و ناظر جانتے ہین پیدا کرنیوالے
کو بخوبی پہچانتے ہین انشاء اللہ اگر حیات باقی ہو تو طلسم کو فتح کرین گے ورنہ اپنی جان دینگے
یہ تدبیر کر کے اُس شب تیرہ و تار مین مع شبرنگ ایک جانب روانہ ہوئے صبح کو خورشید
روشن رای نے شاہزادے کو نہ پایا کاغذ اُٹھا کر پڑھا ساتھ والون سے کہا کہ صاحبو
فرزندان حمزہ کیا بہادر ہین دریاے جرأت کے بے بہا دُر ہین مجبور خدمت مین کوکب کی
آکر حاضر ہوا تمام کیفیت ظاہر کی او سلکہ بران نے بھی بقدمہ ایرج نوجوان صف آرائی کی
دست بستہ گذارش کی کہ حضور از روے وقائع کے معلوم ہوا کہ ایرج نوجوان نے بھی
طلسم جمشید کا بڑے کروفر سے قصد مصمم کیا ہو اور یقین ہو کہ قریب طلسم جمشید پہونچگئے ہونگے
کوکب روشنضمیر نے اپنے ایک سردار عالیجاہ کو غصہ مین فرمایا کہ ای ابریق آسمان سیر تم
جا کر شاہزادہ ایرج نوجوان کا ساتھ دو وہ بھڑ کر جمشید سے لوح لو شاہزادہ مرحلہ شکست
کریگا اُس بیچارہ باغی خار صحراے غرور کو مثل برگ خزان دیدہ پامال کریگا ابریق آسمان

ملکہ ومنا ماطاؤس پر سوار ہوکر بتلاش ایرج نوجوان طرف طلسم جمشید کے روانہ ہوا

اول دو کلمہ شاہزادہ نورالدہر بدیع الزمان تحریر ہوتے ہیں

کہ یہ بارگاہ خورشید روشن رات سے نکلے قطع منازل وطے مراحل کرتے ہوئے اس
مقام پر پہونچے جس مقام پر شبرنگ بن عمرو نے ساحر کو مارا تھا اور گرفتار ہوئے تھے
وہاں پر آکے زیر نخل ٹھہرے ارادہ تھا کہ شب ہو بعد نماز مغرب رب مشرقین سے رجوع
کریں کہ کلید فتح طلسم حاصل ہو شبرنگ سے کہا ابھی تو دن زیادہ ہے صحرا سے ایک آہو شکار
کر کے لائیں کباب لگا کر کھائیں شب کو مصروف دعا ہونگے دیکھیں پردۂ غیب سے کیا ظاہر
ہوتا ہے شبرنگ نے کہا بسم اللہ مرکب پر سوار ہوکر ایک سبزہ زار میں آئے ایک ہرن پر مرکب
ڈالا شبرنگ پیچھے رہگیا کوس بھر پر آکے نورالدہر نے ہرن کو شکار کیا تیر کھا کر آہو گرا
نورالدہر مرکب سے کودے آہو کو اس خونخوار کے بقربانی پہونچایا انتظار میں ہیں کہ شبرنگ
آئے تو آہو کو اٹھا کے چلیں کہ سامنے سے ایک آہو تیر خوردہ پیدا ہوا لنگڑاتا ہوا چلا آتا
ہے نورالدہر نے اٹھا کر تیر مارا وہ آہو گرا نورالدہر نے اسکو بھی ذبح کیا دونوں کو کھینچکر
ایک مقام پر رکھا ہے کہ دیکھا ایک نقابدار بادل پوش بصد جوش وخروش مرکب باد رفتار
پر سوار تیر وکمان ہاتھ میں چوکنا گھوڑا ڈالے ہوئے آتا ہے اس نقابدار کی نگاہ اپنے صید پر
پڑی بغیظ وغضب تمام قریب نورالدہر کے آکر کہا کیوں او اجل گرفتہ تو نے ہمارے صید کو
کیوں شکار کیا کچھ خوف ما بدولت کا نہوا نورالدہر بے ساختہ ہنس پڑے فرمایا آپ کا صحرا میں
اجارہ ہے صید سامنے آیا شکار کیا نقابدار نے کہا یہاں ہماری عملداری ہے کسی کی مجال نہیں کہ
یہاں شکار کھیل سکے نورالدہر نے کہا اب تو تیر مارا خطا معاف کیجیے جو مناسب ہو سزا دیجیے
نقابدار نے کہا یہ ہرن اٹھا کر گردن پر لادو ہمارے مقام پر پہونچا دو جب تو نورالدہر کو غصہ
آیا فرمایا کہ کیا بیہودہ بکتا ہے یہ کام مزدوروں کا ہے بس نقابدار غصہ میں مرکب سے کود پڑا
ہاتھ نیمچہ کا بلا تکلف مارا نورالدہر نے نیمچہ نگارین کو بڑھا کے جھٹکی ماری نیمچہ ہٹ پڑا کلائی پہ ہاتھ
ڈال دیا ذرا زور کیا نقابدار کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ گئی کمر میں ہاتھ ڈالکر نورالدہر نے
نقابدار کو اٹھا لیا تکان جو پہونچی نقاب چہرۂ نقابدار سے دور ہوئی یہ معلوم ہوا برق تجلی

یا ابر ہٹ گیا ماہ تابان پردۂ حجاب ابر سے نکل آیا ایک ماہ پارہ حور خصال پری تمثال ماہ جبین
مہر تمکین نظر پڑی شاہزادہ عجب حسن وجمال کی تاب نہ لا سکا غش کھا کر زمین پر گرا ہر چند کہ وہ نازنین
بھی شکار ہوئی زخمی تیغ ابرو اسیر کمند گیسو مگر حجاب مانع ہوا عشق کہتا تھا اپنے بیمار کا سر اٹھا کر
زانو پر رکھو عناب لب سے علاج کرو شربت وصال پلاؤ بنفشۂ گیسو کی بو سنگھاؤ جس طرح بنے
اسکو ہوش مین لاؤ حجاب کا قول تھا شرم مناسب ہی حیا جان عصمت کو پاس ناموس ضرور ہی
عشق تاکید کرتا تھا سراسر عقل کا قصور رہی اسی کش و پیچ مین حیران حیران بالین پہ اپنے
بیمار کے اشک حسرت بہا رہی ہی کبھی بیٹھ جاتی تھی کبھی قصد ہوتا تھا کہ بند نقاب آراستہ کر کے
نکل جاؤن مگر جوش محبت مین یہ بھی خیال تھا کوئی جانور درندہ اسکو آکر گزند نہ پہونچاے یا
خدانخواستہ شیر آکر دشمنوں کو کھا جاے یہ وجہ مجھپر خون ہوگا اس خیال سے بیٹھی ہی آنکھو سے
اشک گرم ٹپکے لخلخہ سے گلاب عارض پر شاہزادے کے پڑے آنکھ کھل گئی نازنین نے چاہا
ہٹون نور الدہر نے کلائی تھام لی اس نازنین نے شرما کر سر جھکا لیا ہان ہان کہکر اشارہ کیا
دیکھو ای شخص مجکو ہاتھ نہ لگانا اپنی جان پر آفت نہ لانا یہ کہکر جو مسکرائی سپیدی براقی گوہر دندان
کی اس سے برق گری خرمن ہوش وحواس کو شاہزادے کے جلا دیا زلف نے پریشان کیا
آئینۂ جمال نے حیران کیا ہاتھ تو بہ منت تھام لیا اب بخوبی نگاہ جمال بیمثال پر پڑی سراپا
موزون صانع ازل نے نور کے سانچے مین ڈھالا ہی قیامت قد بالا ہی بند مسدس

زلفِ رسا ہی یا شبِ معراج سربلند — یا قدسیون کے صید کو پھندا ہی یہ کمند
یا ہین وہ مارِ شانۂ ضحاک خود پسند — ہی جسکی دست برد سے آفاق کو گزند
آشفتہ اس سے ایک نہ سنبل چمن مین ہی
دل خون و خشک مشک کا نافہ ختن مین ہی

ہی زلف یا دھوان ہی یہ شمع جمال کا — اعجاز حسن و ناز سے اونچا نہ ہوسکا
یا ابر آفتاب کے پہلو مین چھا گیا — پیدا ہی یا کہ شام غریبان ہی برملا
خورشید روے یار کی گو زلف غرق ہو
ممکن نہین ہی یہ شب یلدا سے فرق ہو

شانے سے آشنا جو وہ زلف دوتا ہوئی
صیاد مرغ روح ہوئی دلربا ہوئی
آفت ہوئی ستم ہوئی قہر خدا ہوئی
عاشق کا دل ستانے کو کالی بلا ہوئی

زلفیں سنوارنے میں جو شانہ شل ہوا
کھا کھا کے رشک پنجۂ شمشاد شل ہوا

ہیں معجزے وہ چشم خرد بین میں بیگمان
دیکھے جو سامری بھی تو ہوجائے بیزبان
جادو ہوا انکے نام سے دنیا میں بے نشان
آشوب دہر فتنۂ آفاق ہیں عیان

پہونچے نہ چشم زخم کہیں خوفناک ہون
دم سورۂ صاد کا میں کرون کیون ہلاک مین

اُس چشم مست نے مجھے بیہوش کردیا
تار نگاہ لطف سے زخم جگر سیا
چتون نے کشتۂ دم تیغ ادا کیا
آنکھیں کبھی چرا کے مرا دل چرا لیا

سیدھی نگاہ تیری سینے کے پار تھی
ترچھی اگر نظر کی تو برچھی دوسار تھی

پہلوے گل کے خار ہیں پلکیں کہ ہیں خدنگ
یا فوج کی صفیں ہیں مہیا سے رزم و جنگ
رگہاے جان پہ تیر ہیں یا نشتر فرنگ
پہنے ہوے ہیں جسم پہ وردی سیاہ رنگ

پلکوں سے ترک چشم نے بھالے سنبھالے ہیں
یا بہر صید باز نے پنجے نکالے ہیں

شاہزادہ بیقرار اشکبار جب کئی مرتبہ اُس مہ جبین نے غصہ کرکے کہا صاحب چھوڑ دو نورالدہر نے بدحواسی میں سر قدمون پر رکھ دیا اور کہا ای ملکۂ عالم ایک چشم زدن تامل فرماؤ اپنے بیمار محبت کا علاج کرو اگر چلی جاؤگی ابھی پھڑک کے دم نکل جائیگا نورالدہر نے جلدی میں زین پشت مرکب سے اُتار کر بچھا دیا پلکون سے جاروب کشی کی وہ نازنین شرما کر بیٹھ گئی مگر دزدیدہ نگاہ سے جمال بیمثال نورالدہر کو دیکھ رہی ہی ہر مرتبہ جوش عشق کہتا ہی گلے مین ہاتھ ڈالدو دل کھول کر ملون مگر پھر شرما کر رک جاتی ہی دونون عاشق و معشوق حیران نورالدہر منت کر رہے ہین وہ شہنشاہ اقلیم شرم و حیا آنکھین نیچی کیے شرم سے کانپ رہی ہی [illegible]

ابھی آکر پہونچا اسوقت ملکہ نے گھبرا کر کہا اے شہریار دیکھیے کوئی راہگیر آتا ہے نور الدہر نے پلٹ کر
دیکھا کہا ملکۂ عالم یار وفادار ہے یعنی شبرنگ بن عمرو عیار ہے شبرنگ قریب آیا دیکھا جنگل میں عجیب
جلسہ ہے شاہزادہ ایک نازنین کے سامنے دست بستہ بیٹھا ہے منتین کر رہا ہے شبرنگ تو عیار
ہے اسنے فوراً اپنے توبڑے سے گلابی نکال کر بیچ مین رکھدی آہو کے گوشت کے کچیل کے
تیار کیے اپنے ہاتھ سے جام بھر کر شاہزادے کو دیا کہ بسم اللہ اس مست شراب حسن وناز کو
اک جام پلائیے نور الدہر نے جام سامنے کر دیا ملکہ شہریار کی آنکھوں مین آنسو بھر لائی کہا اے
شہریار یہ کیا موقع ہے میرا باغ یہان سے قریب ہے ہر چند کہ مقام خوف وخطر ہے مگر یہان سے
اٹھ چلنا بہتر ہے نور الدہر نے چومکے کہا یہ جام نوش کرلو پھر جہان کہو گی وہان چلین گے یہ
جو نور الدہر نے منت سے کہا ملکہ نے جام نوش کیا آنکھوں مین نشہ آیا خیال خیر وشر دل سے
دفع ہوا اپنے ہاتھ سے جام نور الدہر کو دیا نور الدہر نے مذہب کا ذکر کیا وہ کلمہ پڑھکر
بصدق دل مسلمان ہوئی اب جو دو دو جام پیے ملکہ نے پوچھا اے شیر بیشۂ جرات اس صحرائے
پرہول مین کیونکر آنے کا اتفاق ہوا نور الدہر نے تمام حال اپنا بیان کیا نام ونسب بھی
بتلایا مگر نور الدہر نے دیکھا باتین کرتے کرتے یہ نازنین سہمی جاتی ہے چہار جانب دیکھ رہی ہے نور الدہر
نے پوچھا ملکہ اسقدر گھبراتی کیون ہو یہ مقام خالی از خیر ہے ہماری وجہ سے ہوائے غربت کی سیر ہے
اس مہ جبین نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی کہا کیا اپنا حال تمہارا بیان کرون یہان سے قریب
ایک شہر ہے میرا باپ وہان کا بادشاہ ہے ملک آباد رعایا دل شاد مگر باپ ہمارا مطیع بہمن شاہ
جمشید جادو بادشاہ جنشیر کا خراج گزار ہے نہایت ساحر زبردست مکار وغدار ہے کسی وجہ
سے اسکا اس حوالی مین گذر ہوا تھا باپ ہمارے مطیع ومنقاد تھے استقبال کر کے اپنے
شہر مین لائے سامان دعوت مہیا کیا کسی درانداز نے مجھ بدنصیب کے حسن وجمال کی تعریف
کی بادشاہ نے مجھکو دیکھ لیا باپ سے ہمارے سوال شادی کا کیا باپ نے محل مین آکر مادر مہربان
سے کہا محل مین شور گریہ وزاری بلند ہوا کہ ایسی بیٹی بھولی بھالی جادوگر کے تصرف مین جائے گی
نہین معلوم کیا رنج وملال اٹھائے گی آخر مشیرون نے صلاح دی کہ بادشاہ سے کہیے
ابھی آپ کی کنیز کمسن ہے دو برس کی مہلت دیجیے بعد اسکے سامان شادی ہوگا اے شہریار

وہ زمانہ وعدہ کا منقضی ہو گیا میرے چوتھے دن اُسکے ساحر آیا کرتے ہین باپ پر ہمارے
دبائو ہی جلد سامان شادی مہیا کرو جمشید جادو عشق مین بیتاب ہی وزرا وامرا پر عتاب ہی
اِس غم سے آب و دانہ ترک رہتا ہی ہر وقت یہ خیال ہی کہ اب کوئی جادوگر آئیگا اُٹھا لیجائیگا
عورتون سے کیا ہو سکے گا جان دونگی نور الدہر نے کہا اے ملکہ طلسم مین اسی فکر مین نکلا ہون
انشاء اللہ طلسم جمشیدی کو فتح کرونگا میرے یاران ہمدم جمشید جادو کے یہان قید مین ابھی چوتھا
دن ہی ایک لڑائی پڑی تھی کئی ہزار ساحر میرے ہاتھ سے واصل جہنم ہوے لڑتا ہوا قریب
قلعہ جمشیدیہ کے پہونچ گیا تھا مگر فلک نے انقلاب دکھایا دھوکا دے کر اُسنے لوح محفوظ
لے لی ایک ہفتہ عشرہ کی ملکہ تمکو تکلیف ہوگی اُس بچیا کی کیا مجال جو تمہارا نام لے سکے
مگر ملکہ تمنے اپنے نام نامی سے نہ آگاہ کیا ملکہ سر جھکا کر رونے لگی کہا اے شہریار دریا مصیبت
ہی شناور ملکہ ماہ پرور مگر آپ کی باتون نے کلیجہ فگار کیا نہ بچیا ساحر زبردست بادہ سحر و
ساحری سے مست اُسکا قتل ہونا دشوار ہی نور الدہر نے کہا ملکہ اپنی آنکھون سے دیکھ لینا
بعد ایک مہینے کے طلسم بھر مین ایک جادوگر واسطے علاج کے نہ ملے تو ہمکو نبیرہ صاحبقران
نہ کہنا اِن دونون عاشق و معشوق مین رنج و ملال کی باتین ہو رہی تھین شبرنگ دس بیس
قدم پر جھیل ہی پانی پینے کو گیا ہی کہ آسمان سے نعرہ ہوا باش او برباد کن ساحران عالم
کہان جائیگا تمام ساحران طلسم تیری تلاش مین پھر رہے ہین تو اِن صحراؤن مین معشوقہ شہنشاہ سے
عیش مین مصروف ہی قتل تیرا ہمارے ہاتھ پر موقوف ہی اور اے ماہ پرور غضب کیا اُس
باغی کے دام مکر مین پھنسی تیرے لیے بھی خرابی ہوگی جب تک نور الدہر اُٹھین ایک پنجہ کمر مین
پڑا ابروے آسمان لیکر روانہ ہو گیا ایک ساحر مہیب سامنے اُس ماہ پیکر کے آیا یہ نیر سپہر
آسمان حسن دیکھکر کانپنے لگی صورت مہیب دیکھتے ہی بیہوش ہو گئی چونکہ جمشید جادو اسپر عاشق
ہی اُس ساحر مہیب شکل نے تخت بنا کر ملکہ کو بٹھا لیا سحر سے ہوا ہو گیا میٹ کے شبرنگ
بن عمرو نے جو یہ معرکہ دیکھا چار جانب جستجو مین دوڑا جب پتا نشان دستیاب نہوا ایک
جادوگر کی شکل بنکر تیار ہوا جھولی بائین ہاتھ پر تھیلے سونے چاندی کے گلے مین سیندور کا
ٹیکا ماتھے پر بنا ہوا ایک ترسول ہاتھ مین سامری و جمشید کا نام لیتا ہوا ایک سمت جستجو کنان

چل نکلا ملکہ کا حال تو وقت پر ظاہر کیا جائیگا ناظرین کے ذہن اقدس مین آئیگا مگر رستم صولت
اسفندیار صفت صاحب رعب وجلالت آفتاب آسمان شوکت وشان شاہزادہ نور الدہر
بن بدیع الزمان کی جو آنکھ کھلی اپنے کو قید آہن مین مبتلا ایک دربار عالم مین پایا ایک بادشاہ
ساحر تخت پر بیٹھا ہی گرد ساحرون کا دور ہی سردارون کے کہنے سے ثابت ہوتا ہی فیروز جادو نام در جنب
طلسم جمشید ہی فیروز نے پکارکے آواز دی ای سیاح جادو تمنے بڑا کام کیا ساحران طلسم مین
نام کیا کہ طلسم کشا کو گرفتار کر لائے مگر بادشاہ نے تحریر فرمایا تھا کہ ایک سردار ہی دوسرا اسکے ساتھ
عیار ہی تصویرین دونون کی آگئین اکیلے طلسم کشا کو لائے عیار کو کہان چھوڑ آئے عرض کی یہ
غلام تلاش مین نکلا تھا ایک مصاحب بھی بادشاہ کا اسی جستجو مین آیا اور وہ دونون براے
جستجو ایک صحرا مین پہونچے ایک سایہ نخل مین ملکہ ماہ پرور دختر مہران شاہ سے یہ جان مصروف
عیش تھا وہ ملکہ کو اٹھا کر لے گیا مین اس شیر صولت کو آپکی خدمت مین لایا اور کسی کو
اُس مقام پر نہین پایا فیروز نے کہا اُسی مقام پر جاکر تلاش کرو وہ اسکا ہمرازی بڑا جلادی سیاح
نے کہا کہ غلام پھر جاتا ہی ملتا ہی تو ڈھونڈھکر لاتا ہی یہ کہکے پر پرواز پیدا کرکے مثل طائر خیال
بلند ہوکر اُڑتا ہوا چلا شبرنگ بشکل ساحر اُسی صحرا مین پھر رہا ہی سیاح آسمان پر جسکا کو سون
منزلون پیک نگاہ کو دوڑایا سواے ساحر کے کسی کو نہ پایا خیال مین آیا اسی کو لے چلو
سامنے بادشاہ کے پیش کر دینگے خلعت وانعام لینگے وہین سے سحر کرتا ہوا گرا شبرنگ بن
عمرو کی کمر مین پنجہ دے کرکے اُٹھا چشم زدن مین دربار مین فیروز کے لیکر پہونچا شبرنگ
بن عمرو کو کھڑا کر دیا کہا ای شہنشاہ اُس صحراے مہیب مین سواے اس ساحر کے اور کوئی ملا
یہ حاضر ہی شبرنگ بن عمرو کی جو آنکھ کھلی دیکھا ایک طرف شاہزادہ مسلسل و مطوق بیٹھا ہی جلسہ
ساحران جما ہوا ہی ایک بادشاہ تخت پر یہ تو عیار فرزند خواجہ عمرو بن امیہ نامدار ہی آنکھ
کھلتے ہی بادشاہ کو سلام کیا دعا دی خداوند سامری و جمشید کی مدد سے آفتاب اقبال روشن
رہے گیان کی جے کار گرو کی دیا رہے آج جمشید و سامری نے اپنی قدرت کا ظہور
دکھایا اِس ظالم جلاد کو قید مین پایا مجھ ایسے مقبول بارگاہ سامری کا کلیجہ دکھایا سب ہمارے
باپ دادا خدمت مین جمشید و سامری کی جایا کیے پوری کچوری مٹھائی مندر سے پاتے تھے

ہمارے پاس بھی تصویر خداوندی ہے ہر وقت پوجا پاٹ کے اب بھی اشارے کیا کرتی ہو جاتے
ہین مگر اس ساحر کش کا خون بہاؤ لگا ٹھاکر جی کی پیشانی پر ٹیکے لگاؤ لگا یہ کہکر خنجر کھینچ کر نور الدہر
کی گردن پر رکھدیا کہا کیون اعظم میرے نوجوان بھائی جودھہ کو قتل کرتے تجھے افسوس آیا
دیکھہ قدرت سامری کہ تجکو میرے قبضہ مین کردیا اب سب بھائی بلدری والے سامری پرست
ہونے دو سو خدا سے بندے موجود ہین اب مجھے کیا ڈر ہے جادوگرون نے ہان ہان کہکر ہاتھ
تھام لیا بمشکل خوشامد کر کے سامنے فیروز کے لائے فیروز ان باتون سے بہت خوش ہوا کہ یہ
بندۂ خاص سامری ہے رگ و ریشہ مین اوتارون کی محبت بھری ہے کرسی پر بیٹھنے کو جگہ دی کہا آؤ
بھائی تمھارا کیا نام ہے اب کس دیر مین مقام ہے کہا حضور جگت جی کرن قوم کا برہمن بیابان جادو
نام پوجا پاٹ کرنا ہی کام ہے اس مسلمان نمک حرام نے میرے جوان بھائی کو مارا حضور مجکو حکم دین کہ
اپنے ہاتھہ سے قتل کرون خون اسکا کافور مین رکھکر لیجاؤن شوالون مین ٹیکے دون اور آپ کے
غلام کے پاس ایک پتلی ہے اشارے کرتی ہے بھجن گاتی ہے شوالے سے ملی تھی سامری کے گھر
کی لچھمی ہے جس دن سے یہ ملی نہال کردیا ہر چہ ماہی مین منتون کو جمع کرتا ہون ہوم بھوگ
کھلاتا ہون بڑے بڑے داتا لوگ جمع ہوجاتے ہین بڑی بڑی دور سے لچھمی جی کے درشن کرنے
آتے ہین داتا لوگون کے سامنے دیکھو لچھمی جی پتر پتر باتین کرتی ہین نتھنی پھڑکاوت ہین فیروز
جادو حیران ہوگیا کہنے دو دو لاکھ روپے کے بت خریدے ہین ابتک منہ پر کی مکھی بھی نہین
اڑاتے سو بھی نہین ہلاتے یہ بندۂ خاص ہے یہ سوچ کر کہا ذرا لچھمی جی کا ہم بھی درشن کرین کہا سامنے
یہان دربار مین مجمع بیٹھا ہے کنارے چلیے لچھمی جی سے دو دو باتین کرلیجیے فیروز جادو اشتیاق
مین اٹھا ایک کمرے مین آکر کہا دیوتا لاؤ لچھمی جی کو دکھاؤ شبرنگ نے کمر سے ایک پتلی نکال ہاتھ
مین فیروز جادو کے دی کہا مہارانی اپنے باتین کرو سامری کے بندے ہین اور فیروز جادو
سے کہا مہارانی کے منہ سے منہ ملاؤ پیٹ پر ہاتھ رکھکے دباؤ باتین کرینگی فیروز جادو نے پتلی کے
منہ سے منہ ملا کر پیٹ پر پتلی کے ہاتھ رکھا پتلی نے منہ کھولا فیروز جادو نے خوش ہوکر قہقہہ
مارا شبرنگ نے پتلی کے پیٹ پر ہاتھ رکھکے جو زور سے دبایا پتلی کے منہ سے دھوان نکلا
شبرنگ نے پتلی مین کل لگا کے بیہوشی بھردی تھی فیروز جادو فوراً بیہوش ہوا شبرنگ نے

پتلی کمر میں رکھی فیروز جادو کی زبان میں سوزن دیا ستون سے مضبوط باندھا زنگ روغن عیاری
کا نکال کر بشکل فیروز جادو تیار ہوا تاج اُسکا لیکر اپنے سر پر رکھا تمام لباس جسم پر آراستہ
کرکے باہر آیا پکار کر آواز دی قیدی کو ہمارے پاس لاؤ مگر ہتکڑیان بیڑیان کاٹ دو ہم تنہائی
مین سزا دینگے نور الدہر کے جسم سے قید یون نے دور کی شبرنگ ہاتھ تھام کر شاہزادے کا
اندر لایا اور دروازہ مکان کا بند کر لیا نور الدہر سے کہا ای شہریار غلام آپ کا آپہونچا فیروز جادو کو
مین نے گرفتار کر لیا نور الدہر کو مقام صدر پر بٹھایا اپنی صورت اصلی بنائی فیروز جادو کو ہوشیار
کیا اب جو فیروز کی آنکھ کھلی اپنے کو ستون سے بندھا دیکھا نور الدہر سلاح سے آراستہ قید
جسم پر ندارد اور ایک عیار خونخوار تیغ برہنہ ہاتھ مین لیے نعرے کر رہا ہے کہا ای فیروز جادو قدرت
پروردگار کو ملاحظہ کیا تجھ ایسا جادوگر میرے قبضہ مین آگیا شاہزادہ رہا ہوا تیرے ملازم بیرون
قصر بالکل بیکار ہین اگر تجھکو قتل کرین کسی کو خبر نہو قدمون پر شاہزادے کے لوٹنے بڑے افسوس
کی بات ہے کہ تم لوگ آپسے کہتے ہو کہ عمر طلسم تمام ہو دی اور پھر قتل طلسم کشا مین کوشش کرتے ہو
ہونے دو سو خداؤن پر لعنت کرو وحدانیت کے قائل ہو وہ حاکم زمین و آسمان بانی بناے
آفتاب و مہتاب و ثابت سیارگان ہے اسطرح شبرنگ نے سمجھایا کہ زنگ کفر آئینۂ دل سے
فیروز جادو کے دور ہوا قلب کو سرور ہوا اشارہ کیا کہ دل وجان سے اطاعت قبول کی سعادت
دارین حصول کی شبرنگ نے سوزن زبان سے نکالا ستون سے فیروز کو کھولا فیروز دوڑکر
قدمون پر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کے گرا عرض کی اگر غلام کلمہ پڑھے گا تو تاثیر سحر
کی زبان سے جاتی رہیگی حضور کی غلامی مین رہونگا ملازمان جمشید سے لڑونگا نور الدہر نے
سر سینہ سے لگایا فیروز جادو شہزادے کو ساتھ لے کر مع شبرنگ بن عمرو دربار مین آیا اہالیان
دربار حیران ہوے شاہزادے کو دخل زرین پر جگہ دی رفیقون سے پکار کر کہا صاحبو تمکو خبر ہے
کہ ہمپر کیا گذری ہم گرفتار ہوگئے اگر یہ صاحبان رحم کا سامنا نہوتا قتل ہو جاتے تمکو خبر
بھی نہوتی ہے میں نے اطاعت دین اسلام قبول کی حلقۂ غلامی گوش جان مین ڈالا غلام با اخلاص
ہوا سب نے عرض کی ہم بدل وجان حضور کے مطیع و تابعدار ہین بادشاہون کو امورات نیک
و بد کے اختیار ہین اب تو صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئی ساقیان ماہ رخسار جام مئے گلنار لیکر

حاضر ہوے رقص شروع ہوا آفتاب عیش و عشرت طلوع ہوا ایک نازنین گل رخسار نے یہ غزل گائی اہالیان صحبت کی طبیعت لہرائی غزل

کسی کا ہوا آج کل تھا کسی کا
کسی نے نہ دیکھا تماشا کسی کا
مجھے مار ڈالا ہی انکار نے بھی
مگر دلبر نہین زور چلتا کسی کا

نہ ہو تو کسی کا نہو گا کسی کا
نہ میری سُنے وہ نہین ناصحو کی
یہ کہنا کہ کیا عجیب دعوا کسی کا
کوئی کیا کرے آپ ہرجائی ہو تم

کیا تم نے قتل جہان اک نظر مین
نہین مانتا کوئی کہنا کسی کا
جو پھر جائے اس بیوفا سے تو جانون
نہین میر سچا ہن شکوا بیجا کسی کا

نورالدہر بن بدیع الزمان نے جو اشعار عاشقانہ سنے یاد مین ملکہ محمور صبح چشم کی اشک آنکھون سے جاری ہوے دل بیتاب چشم پرآب دل کو دھڑکن جگر کو پھڑکن آہ گرم ہڈیان جلانے لگی سوزش عشق آگ سینہ مین بھڑکانے لگی اشعار

چشم آغوش حسرت دیدار
شوق پامال حسرت و حرمان
آرزو سے نظارہ خاک ہوئی
گرد دل سے اُڑے زمین کے ہوش
فتنہ محشر آفرین افغان

بحر اشک آب باکشن صبر
کف افسوس نچپہ مژگان
خاک مین ہی ملا دیا غم نے
نالہ آسمان فگن کا جوش
اشک آنکھ سے متصل جاری

جوش خمیازہ رہ گشت انتظار
نگہ یاس برق خرمن صبر
سرمہ سا چشم آبناک ہوئی
خاک اُڑائی کدورت دم نے
صور کا نفخ اولین افغان
خون دل تا بلخت دل جاری

حال شاہزادے کا ابتر دیکھکر فیروز جادو نے حوض کی کیھن شہریار اسوقت آئینہ رخسار پر گرد غم والم کی ترقی ہی چہرہ صاف و شفاف سے بیقراری پائی جاتی ہی نورالدہر نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچی کہا ای بلاد شناک کجرفتار نے عجب روز سیہ دکھلایا ہی بخت واژگون طالع نگون نے اس حال کو پہونچایا ہی ایک ایک دم برودم شمشیر معصیت گذرتا ہی خنجر فراق محبوب ذبح کرتا ہی

درس شفقت ما بیان دیگر است
با فلک ہر دم قران دیگر ست
از شراب عشق ہے سوز جگر
طالب حق را مکان دیگر است
ہمچو خورشید جہان ہر ذرہ را

این مدرس را زبان دیگر است
تا بکے سرگرم کار انجہان
نقل این از مکان دیگر است
رہبر و راہ طلب را ہر قدم
با نعمت راز نہان دیگر است

اختر اختر شناسان ترا
این جہان را ہم جہان دیگر است
درمیان خلق ہے جو نیدو نیست
ہم ہے ا کاروان دیگر است
کس نمیداند کہ منزل در کجاست

ہر کسے را کاروان دیگر است | در نیابد غیر چشم حق شناس | ہر دمیدان را نشان دیگر است
در نیابد ہر کسے اسرار عشق | این معلم را زبان دیگر است | پرتو اقبال صاحب ہمتان
مخفیا از آسمان دیگر است

نورالدہر بن بدیع الزمان سے کلمات عشق آمیز و اشعار وحشت انگیز جو پڑھے فیروز جادو بے اختیار رونے لگا کہا شہریار غلام ساحر زبردست ہے آپ کا معشوق کہاں ہے اگر آسمان پر ہوگا تو اپنے کوشل دعا سے مظلوماں پہونچاؤنگا اگر تحت الثریٰ میں ہوگا قطرۂ آب بنکر جذب ہو جاؤنگا ہر طرح آپ کے مطلوب کو آپ سے ملاؤنگا نورالدہر نے کہا کہ طلسم جمشید یہ میں ملکہ مخمور سرخ چشم عاشق زار معشوق وفادار قید ہے دوسری نازنین مہ جبین ملکہ شگوفہ اسی صیاد کی صید ہے ہم محفل عیش و عشرت میں بیٹھے ہیں گانا سنتے ہیں نہیں معلوم اُس گرفتار قفس طلسم پر کیا گذری ہوگی پروردہ مہد ناز و نعم صاحب شوکت و حشم اسیر یہ سرنج و الم بس اب تمھاری مہربانی یہ ہے کہ مجکو جلد رخصت کرو جستجوے محبوب میں جائیں اپنے کوشل نقش پا مٹائیں یا طلسم کو شکست کریں اس لڑائی کا بند و بست کریں فیروز نے عرض کی کہ ایسے وقت میں غلام ساتھ نہ چھوڑیگا خدمت گزاری سے منہ نہ موڑیگا ہر چند کہ مفتوح ہونا طلسم کا بدون لوح غیر ممکن مگر ہم سرکار کے ساتھ ہیں نورالدہر نے کہا سبب ساز وہ مسبب الاسباب مہیا کر دیگا فیروز نے کہا بسم اللہ بیس ہزار ساحرانِ غدار کو فیروز نے تیار کیا نورالدہر بن بدیع الزمان نے فیروز کو تخت پر سوار کیا آپ خانۂ زین کو مثل خانۂ آفتاب روشن فرمایا علماے گلنار کے پھریرے کھل گئے اس کر و فر سے مع لشکر فیروزی اختر طرف طلسم جمشید دو منزلیں طے کیں ایک دن وقت سحر ایک صحرا سے سبزہ زار میں گذر ہوا شاہزادہ پشت مرکب سے اترا بہار سبزے کی دیکھنے لگا یہ نہ سمجھا کہ سبزہ بیگانہ ہے جیسے ہی سبزۂ خوابیدہ پر پاؤں رکھا مثل طالع خفتہ سوتے سوتے دشمن بیدار ہوا ترپ کر ایک پنجہ آسمان سے گرا کمر میں نورالدہر کی پڑا اس جلدی میں تبدیل فلک ہوا کہ کوئی ساحر قریب نہ جا سکا ساحروں میں غل ہوا کوئی شاہزادے کو اٹھا لے گیا فیروز جادو چار طرف دوڑا کچھ نشان نہ ملا روتا ہوا پلٹا شبرنگ بن عمرو سے کہا کیوں اے برادر جو ہم کہتے تھے وہ پیش آیا طلسم میں ہنگامہ ہو چکا ہے کل حاکمان دربند کو حکم پہونچا ہے جس طرف ہے

طلسم کشا نکلے گرفتار کرو آخر مین سنے بھی گرفتار کرایا تھا تصویرین سب کے پاس پہونچ چکی ہین بائی
شبرنگ کیا عجب ہی شبرنگ آتش خوار حاکم قلعہ دخانیہ نے یہ آگ لگائی ہو وہ مرد وہی نہایت
ساحر زبردست ہی مشہور ہی کہ اُسکے قبضہ مین لوح ہی وہ سب سے زیادہ کد و کوشش کریگا اسی کے
سا ورے گئے ہونگے اسی جانب ہم بھی چلتے ہین شبرنگ نے کہا بسم اللہ فیروز مع لشکر سمت
دخانیہ چلا مگر شاہزادے کی جو آنکھ کھلی اپنے کو سامنے ایک جادوگر کے پایا وہ تخت پر بیٹھا ہی گرد
بہت سے ساحر ہین اپنے ہاتھ پانون سحر سے بیکار شبرنگ آتش خوار نے آواز دی کیون ای
جوان چند عرصہ مین طلسم مین بڑے بڑے ہنگامے ڈالے ہزارہا ساحر تیری وجہ سے طلسم جمشیدیہ
کے مار ڈالے گئے مگر میرا نام شبرنگ آتش خوار ہی میرے شعلۂ قہر و غضب سے بچنا دشوار
ہی یہ کہکر حکم دیا پہلوے قصر مین جو کمرہ ہی وہان لیجا کر اس جوان کو رکھو بادشاہ کو عرضی لکھے مین
جیسا حکم ہوگا بجا لا وینگے یہ ملحوظ رہے کہ نوالہ بہر کو قید آہن سحر مین مبتلا کر دیا کمرے مین شاہزادہ
بیٹھا ہوا نہ بیداد رہا ہی شبرنگ آتش خوار اپنے وزیرون مشیرون سے صلاح مین مصروف
ہی کہ صلاح ہو اسکو قتل کردن یا بادشاہ کو عرضی لکھون ہر ایک اپنی عقل کے موافق سردار جواب دیتا ہین

دو کلمہ محیط ابربار جادو کے سنیے کہ جسکو افراسیاب جادو نے یہ کہکر روانہ کیا تھا
کہ طلسم جمشیدیہ کی لوح ہمارے پاس لے آؤ

اول محیط جادو پاس جمشید کے آیا فرمان افراسیاب کا جمشید پڑھکر بہت خوش ہوا اپنا
نامہ بہی مضمون کا لکھا ای شبرنگ آتش خوار محیط ابربار شہنشاہ افراسیاب کا سردار مع فرمان
و مع نامۂ ما بدولت تمھارے پاس پہونچتا ہی فوراً اسکو لوح حوالے کر دینا شہنشاہ نے خود
اسکو مقام لوح کا پتا بتا دیا ہی چشمہ کو خشک کرکے با آبرو لوح خود نکال لیگا پس جمشید سے
یہ نامہ لیکر محیط جادو طرف قلعہ دخانیہ کے روانہ ہوا جسوقت شبرنگ آتش خوار نوالہ بہر
کو قید کرکے اپنے سردارون سے صلاح کر رہا ہی اسی وقت محیط جادو بکبر و نخوت تمام
داخل بارگاہ مین شبرنگ آتش خوار کے آکر اُترا بسبب غرور کے شبرنگ کو سلام بھی نہ کیا شبرنگ
نے دنگل زرین دیا پوچھا آپ کا نام نامی اسم گرامی کیا ہی کیونکر آنے کا اتفاق ہوا ہی محیط نے
نامہ و فرمان ہاتھ مین شبرنگ کے دیا اور کہا مین لوح لینے آیا ہون شہنشاہ طلسم ہوش ربا کا

ارشاد ہی کہ جلد جاکرے آؤ لوح طلسم جمشیدیہ ہماری خدمت مین پہونچاؤ وہ قصر کس مقام پہ ہی
شہنشاہ نے مجکو نشان بتادیا ہی پہلو مین کمرہ ہی پاس حوض بنا ہی اسپر تختۂ آہن ہی لوح طلسم کا
وہی حوض مسکن ہی شبرنگ آتش خوار نے کہا آپ کا نام تو محیط ابر بار ہی اور مزاج مین یہ گرمی
ذرا تامل فرمایئے ایک جام شراب نوش کیجیے یہ کہکر ساقی بچے کو اشارہ کیا محیط نے پیالہ پیا
اور دماغ مین نشۂ غرور بھرا بلٹ کر کہا صاحب مجکو بہت تعجیل ہی زیادہ نہین ٹھہر سکتا شبرنگ نے
کہا مین جواب تحریر کرتا ہون مین نے طلسم کشا کو گرفتار کر لیا ہی اب لوح لیجانے کی ضرورت کیا
ہی محیط نے کہا مین تحریر و تقریر نہین جانتا وہ سامنے قصر ہی حوض بھی مجکو معلوم ہوتا ہی شہنشاہ نے
سب نقشہ مجکو بتلا دیا ہی مین لوح جاکر نکالتا ہون یہ کہکر اپنے مقام سے اٹھا جب تو شبرنگ
آتش خوار نے کہا میان محیط صاحب اسقدر سر نہ اٹھایئے نشہ مین نہ بلبلایئے ہرگز لوح نہ لیجانے
دونگا بانیان طلسم نے ہمارے بزرگون کو ایسا معتبر جانا لوح طلسم کو سپرد کیا جسنے آج تک برابر
بجان کے رکھا اب طلسم کشا کا بھی انتظام کر چکے صحرا صحرا پھرے تکلیف اٹھائی کانٹے صحرا کے
پانون مین چبھے جب طلسم کشا کو گرفتار کر کے لائے ہین اب آپ واپس جایئے گرفتاری طلسم کشا
کا حال کہیے ہم اس عرصہ مین سر طلسم کشا روانہ کرتے ہین محیط نے کہا مین قاصد نامہ دار نہین ہون
بلکہ ہمنشین افراسیاب ہون خود صاحب قہر و عتاب ہون یہ کہکر غصہ مین آکر اٹھا اور کہا
دیکھو یون لوح لیے جاتے ہین جب تک شبرنگ سنبھلے محیط نے ایک گولہ سحر کا بڑھ کر مارا
تمام بارگاہ مین شبرنگ کی دھوان چھا گیا شعلے بھڑکنے لگے کوئی زمین پر گرا مثل ماہی بے آب
تڑپنے لگا کسی کی زبان بند کوئی دردمند شبرنگ بھی اُسکے مثل تصویر تصویر کے خاموش
حیرت کا جوش تخت سے اُٹھ نہ سکا محیط گولہ مار کر بلی کرتا ہوا بارہ دری سے نکلا قریب حوض کے
آیا حوض پر سے تختۂ آہن اٹھایا حوض مین پانی بھرا تھا چند دانے ماش کے مارے پانی خشک
ہو گیا محیط جوش سحر سے حوض مین کود پڑا دیکھا پہلو مین ایک مختصر سا دروازہ لگا ہی اسنے لات
ماری کہ دروازہ ٹوٹا اندر اس دروازے کے میز پر ایک صندوقچہ رکھا تھا کلید آہن لگی ہوئی
تھی محیط نے قفل کو جھٹکے سے کھولا ڈھکنا اٹھایا اندر اُسکے لوح طلسم جمشیدیہ مثل آفتاب عالمتاب
چمک رہی ہی ریشم مین گندھی ہوئی کچھا نقش کا تختی الماس کی اسپر یاقوت احمر کے حرف محیط نے

خوشی مین آکر ہاتھ مین اُٹھا لیا بحیرت اُس لوح کو دیکھتا ہوا کہ یہ کیا شی بنائی ہی یہ تو ایک سلطنت کا
مول ہی وی محیط اسکو شہنشاہ کو دے اپنے پاس چھپا رکھ کسی وقت پر کام آئیگی دولت دنیا
دلوانے کی عجب شی نایاب ہی لوح ہی یا آفتاب عالمتاب ہی یہ نہ سمجھا کہ یہ الماس ہی اسکی محبت دل
کے ٹکڑے اُڑوا دیگی جان جائیگی خون تھوکنا پڑیگا ایک ایک ریزہ اسکا نشتر بنکر دل مین گڑیگا
ہاتھ مین لوح چمکاتا ہوا محبت مین بہوت محیط جادو جوش مین جو پہنچا شاہزادہ نورالدہر قید سحر مین
مبتلا بیٹھا ہی محیط نے جو طلسم کشا کو دیکھا آواز دی باش او مسلمان دیکھ یہ لوح مین نے لے لی
سر بھی کاٹ کر لیتا جاؤن اسکے معاوضہ مین الگ خلعت و انعام افراسیاب سے پاؤن یہ کہکر
تیغہ کھینچکر جھپٹا یہ ناظرین پر مخفی نہ رہے کہ بائین ہاتھ مین لوح طلسمی ہی داہنے ہاتھ سے تلوار کھینچے ہی
جیسے ہی قریب نورالدہر کے پہونچا عکس لوح کا پڑا قید سحر دور ہوئی طبیعت شاہزادے کی مسرور
ہوئی تلوار پر اسکی ہاتھ ڈال دیا محیط چاہتا ہی کہ سحر پڑھون بسبب لوح ہاتھ مین ہونے کے سحر
فراموش ہی قلب پر حیرت کا جوش ہی شاہزادے سے اور محیط سے کشتی ہونے لگی شہزنگ آتش خوار
مع اہالیان دربار بڑے بڑے ساحران غدار سحر مین محیط جادو کے مبتلا ہین جو باہر تھے وہ چلا
سنکر دوڑے ہین کہ یہ کیا قیامت ہی وہ ہمارے مالک پر کیسی مصیبت ہی تخت سے اُٹھا ہی دل
بیٹھا جاتا ہی شعلے چہار طرف بھڑک رہے ہین اب جو نورالدہر نے نعرہ کیا سب نے دیکھا کہ
طلسم کشا سے اور محیط جادو سے آبرو سے کشتی ہو رہی ہی سحر تو اُس سمجھا کو یاد نہین آتا زور کر رہا ہی
نورالدہر نے کمر مین ہاتھ دیکر اُکھیڑ کر مارا لوح چھین کر گلے مین ڈالی چھاتی پر چڑھ بیٹھے کندہ
زانو سے دباکر فرمایا او ہیچ حالا در شناختن پروردگار چہ میگوئی اُس مغرور نے سامری و جمشید کا
نام لیا کچھ جواب سخت دیا نورالدہر نے ایک ہاتھ گردن پر دوسرا ٹھوڑی پر رکھ کے چرخ
دے کر ایسا ایک ہاتھ مارا مع نرخرے گردن کو گھسیٹ کر پھینکدیا اتنا بڑا جادوگر واصل جہنم ہوا تمام
دربار مین اندھیرا ہوگیا سنگباری برف باری ہونے لگی جو عمل کرتے تھے کچھ تدبیر نہین آتی
بعد عرصے کے آواز آئی کشتی مرا نام من محیط جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و مطلب خود
نرسیدیم تو محیط ابر بار جادو کا شہزنگ آتش خوار وغیرہ سے دفع ہوا روشنی ہوئی شہزنگ
آتش خوار نے یہ سب معاملے اپنی آنکھون سے دیکھے دیکھا کہ سامنے سے طلسم کشا لوح

گلے مین خون مین محیط کے نہایا ہوا چہرے پر قہر و غضب شبرنگ تخت سے اٹھکر دوڑا پکارا
اے شیر بیشۂ صاحبقرانی تیرا دین سچا ہے خداے نادیدہ یکتا ہے میرے دل کو اعتقاد ہوگیا رد سحر کو
شاد کیا ماشاء اللہ اس مغرور کو کس زور شور سے مارا یہ کہتا ہوا قریب آیا قدمون سے لپٹ گیا
نور الدہر نے سر اٹھا کر سینہ سے لگایا فرمایا اے برادر تم ہمارے قوت بازو ہو زینت پہلو ہو دیکھو
پروردگار ہمارا کیا مسبب الاسباب ہے چشم زدن مین کیا کا کیا ہوا تمھارے پاس قید ہو کر آئے
تھے معبود نے مشکلکشائی کی قید سے چھوٹنے کی طرح ہاتھ آئی تم شریک ہوے اب معاملات
فتح طلسم ٹھیک ہوے شبرنگ نے تمام اپنے سردارون کو آواز دی صاحبو تمنے ظہور مذہب
اسلام دیکھا مین تو دل و جان سے مطیع الاسلام ہوا جسکو طلسم کشا کا ساتھ دینا ہو رہے ورنہ
نکلجاے سب نے عرض کی اے شہریار ہم سب کی اس شاہزادے نے جان بخشی کی ہے دل و جان سے
حاضر ہین شبرنگ آتش خوار مع فوج و افسران نامدار مطیع الاسلام ہوا شاہزادے نے
شبرنگ آتش خوار کو تخت پر بٹھایا آپ اورنگ زرین پر جلوہ فرما ہوے کہ فوراً ہرکارے نے سامنے
آکر ہو بچے ہاتھ اٹھا کر دعا اور ثناے بادشاہی بجالا کے کہا

الٰہی بخت تو بیدار بادا
ترا دولت ہمیشہ یار بادا
گل اقبال تو دائم شگفتہ
بچشم دشمنانت خار بادا

اے شہریار والا تبار فیروز جادو و شبرنگ بن عمرو آپ کا عیار تو تخو مع فوج ظفر موج قریب
قلعۂ دخانیہ آکر اترے ہین مائل جنگ و جدل ہین سب جوان جان نثار بے بدل ہین آپکی
قید کی خبر سنکر آے ہین قریب قلعہ پہونچ چکے ہین نور الدہر نے حکم دیا ہمارے دوست کو
استقبال کرکے لاؤ ہم تک پہونچاؤ شبرنگ آتش خوار نے پوچھا اے شہریار یہ کب مطیع ہوا
آپکی غلامی سے اسکا بھی مرتبہ رفیع ہوا فرمایا اسکے یہان بھی قید ہو کر آے تھے یہ بھی
شریک ہو چکا بس شبرنگ آتش خوار خود بھی براے استقبال اٹھا فیروز جادو کو مع شبرنگ
بن عمرو بعد کروفر ساتھ شاہزادے کے لایا فیروز نے آکر شاہزادے کو مقام صدر پر پایا
کلاہ فخر کو عرش اعلے پر پہونچایا اب محفل عیش و عشرت آراستہ ہوئی ایاغ سیمین ساقی و
مطربان خوش آواز و رقاصان سحر ساز دربار مین حاضر ہوے محفل فرحت و بزم سرور و
نشاط گرم ہوئی ایک نازنین پریچہرہ نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی غزل

ای در خم زلف تو پریشان دل عاشق — وی بر رخ گل روے تو حیران دل عاشق
آمیے کہ بصد خون جگر یافت لب خضر — دیداست دران چاہ زنخدان دل عاشق
تا زلف تو سر رشتۂ زنار بتان ست — ہرگز نہ شود مائل ایمان دل عاشق
تا گشت لب لعل تو ہمراز تکلم — خون دل من خورد بہ دامان دل عاشق
مخفی بسر دار برد خواہ بآ دیدہ — از کردہ خود نیست پشیمان دل عاشق

محفل مین صداے تحسین و آفرین بلند ہوئی اُسوقت شاہزادہ بھی مسرور خیال فراق دل سے دور دور چار پہر رات اسی ہنگامۂ عیش و نشاط مین بسر ہوئی صبح کو نورالدہر نے فرمایا اے شبرنگ آتش خوار ماے فیروز جادو جلد لشکر تیار کرو بیرون قلعہ چلو مین براے فتح طلسم جاؤن شبرنگ نے کہا جلد لوح ملاحظہ کیجیے سمت مرحلہ جات تشریف لیجایئے ہم لشکر لیکر آتے ہین اُسی وقت لشکر تیار ہوا بیرون قلعہ آئے نورالدہر نے لوح کو ملاحظہ کیا لوح مین نکلا اے فاتح طلسم واے شجاع این عجائبات جب پروردگار اپنا فضل شریک حال کرے لوح طلسمی حاصل ہو کسی قدر تسکین دل ہوا اسم حاشیۂ لوح پڑھنا ایک طائر خوش رنگ بلند پرواز آسمان سے آئیگا اُس سے کہنا او اژدر جنی مژدہ ہو کہ مین نے لوح طلسم پائی جاکر مرشد سے فتح کرونگا تجکو قید سحر ساحران طلسم سے نجات دونگا وہ تمکو سوار کرکے لیجائیگا گوہر مراد ہاتھ آئیگا شبرنگ وغیرہ نے دیکھا شاہزادے نے زیر نخل جاکر ایک اسم پڑھا طائر پیدا ہوا قریب شاہزادے کے آیا پہلے وہ طائر آمادۂ حرب و پیکار تھا جب اژدر جنی نام لیا مژدۂ رہائی دیا طائر رام ہوا شاہزادے کو خوشی خوشی اپنی پشت پر سوار کیا اُڑتا ہوا آسمان پر جاکر غائب ہوا عقب مین فیروز جادو و شبرنگ آتش خوار و شبرنگ بن عمرو نامدار فوج ساحران لیکر روانہ ہوے انکو راہ مین چھوڑیے

دو کلمہ داستان شوکت بیان گل گلدستہ صاحبقران نقد روح و روان قاسم عالی شان شاہزادہ ایرج نوجوان تحریر ہوتے ہین ساقی نامہ مصنف

لا جلد شراب ناب ساقی — دے جام مجھے شتاب ساقی
تھوڑی سی بات کو نہ دے طول — اے ساقی نوجوان کرم کر
ہو جاؤن شگفتہ [illegible] وہ پھول — مستی مری کھو کے تازہ دم کر

ای کلک سخن کے پاؤں دھرنا الٹا ہوا پھر بیان نکرنا ہشیار کہ ہی یہ اور ہی راہ
یہ وہ نہیں جس سے تو ہی آگاہ بہکوں تو مجھے سنبھال لینا تقریر کو دیکھ بھال لینا
اب نشہ بھی رہ گیا ہی کم کم پی لوں میں شراب مے توہم ہی نبت عنب کی اک مجھکو
کرتا ہی یہ غم ہلاک مجھکو اس مست تو میں ہوں چور و خواب واں دختر رز کمال بیتاب
اے پیر مغان کا دم سلامت دکھلادے چاندنی وہ صورت لو ہوگیا دل کباب اپنا
دیکھ آئے ہم آفتاب اپنا گوہر آبدار سخن کو زیب گوش سامعان ذی ہوش کرتے ہیں مخبر

واقفان کار دریں سخن فرواندند شرح این داستان چنین کردند ۔ سابق میں ذکر کیا ہی شاہزادہ ایرج نوجوان باصد شوکت و شان مع شوخ چشم جادو وافلاک کوہی سمت طلسم جمشید روانہ ہوئے اب قریب دربند آہن تاب آکر پہونچے ظلمات آہن تاب پہلوان بے مثل و نایاب طرف سے جمشید جادو کے یہاں کا حاکم ہی مگر ساحر نہیں ہی یا دزید دست بادہ جات سے حسب اسکو ہرکاروں نے خبر دی کہ ایرج نوجوان نبیرہ صاحبقران مع فوج کوہستان سے طلسم جمشید جادو جاتا ہی ظلمات آہن تاب بصد قہر و عتاب کرگدن مست پر سوار ہوا ساٹھ ہزار فوج کو ہمراہ لیا بیرون قلعہ آکر اترا پہر بھر دن باقی تھا کہ ایرج نوجوان مع افلاک کوہی سامنے آکر خیمہ کش ہوئے ایرج کو شاپور شیر دل نے خبر دی کہ ظلمات آہن تاب اپنے زمانے کا رستم آپکے روکے رکتا ہی مگر طمع کرتا ہی کہ نبیرہ حمزہ ساحرہ کے بھروسے پر آیا ہی ایرج نے اُسی وقت ملکہ شوخ چشم سے کہا تم اپنی جادوگرنیوں کو ساتھ لے کر الگ جا ٹھہرو ہماری لڑائی میں دخل نہ دینا شوخ چشم پریشان اپنی جادوگرنیوں کو ساتھ لیکر ایک کوہ فلک شکوہ پر آکر اتری مگر جبکہ آفتاب عالمتاب بجوف شہنشاہ گردون رکاب بھی شتاب قلعہ مغرب میں جاکر محصور ہوا اور شہنشاہ ماہتاب مع فوج ثوابت و سیارگان تخت سپہر نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا ظلمات آہن تاب کو خبر ملی کہ نبیرہ حمزہ کو حفاظت جات کا بڑا خیال ہی شوخ چشم جادو کو اپنے سے الگ کر دیا نشہ میں شراب کے حکم دیا طبل جنگ پر چوب پڑے ہرکاروں نے خبر شاہزادہ ایرج نوجوان کو پہونچائی کہ ظلمات آہن تاب نے طبل جنگ بجوایا ہی صبح کو قصد ہی کہ حضور سے مقابلہ کرے حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی نوازندہ طبل جنگی

بجے ہیان نقارۂ زرّین بجا نظم
دہل زن دہل زن کہ تحسین او
بزد طبل رزم آنچنان طبل زن
بہ چین دین اودین اودین او
کہ دیدیت از ہیبت کفن ٭
اس جنگ کا مختصر تحریر کرنا منظور

ہی بلا وجہ طول دینا لیاقت کا قصور ہی چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا نور کا تڑکا ہوا ظلمت دور ہوئی سیاہی شب کی کافور ہوئی ایرج عالی مقدار بعد نماز سحر بعد کروفر پشت کرہ بن اشقر پر سوار ہو کر بصد صولت و شوکت وارد میدان کارزار ہوے ادھر سے ظلمات آہن تاب بصد قہر و عتاب مع لشکر ہزیمت اثر آکر میدان جنگ مین پہونچا جانبین سے صفین آراستہ ہوئین نقیبان بلند آواز کو حکم ہوا نقیبون کا وہ فرقہ ہی اگر اشعار عبرت آمیز سنائین نامردِ بزدلون کو مٹا دین ہزدرون کو کٹوا دین خرامان خرامان بیچ میدان مین آکر نقیب خوش آواز ٹھہرے بہیرون کے سُرون مین اول چند الفاظ کے کہ مردان عالم وقت جانبازی ہی پانون پیچھے نہ ہٹانا دشمن سے لڑ بھڑ کر مرجانا بزرگون کا نام روشن کرو لشتہ بادۂ شجاعت

سے جھوم جھوم کے لڑو پھر یہ اشعار پڑھے نظم

عجب وقت یہ ہی جو ہمت کرو
پس مرگ تربت مین آرام سے
یہ ملک جہان ہی تمھارے لیے
یہان اور وہان کامرانی رہے

حیات ابد ہی جو اس دم مرو
جو باقی رہے پھر تو غازی ہو تم
نعیم جنان ہی تمھارے لیے

تو بہتر یہی ہی کہ جان کام سے
سزاوار گردن فرازی ہو تم
سعادت ہی جو جانفشانی کرے

دنیا ناپائدار ہی زندگی کا کیا اعتبار ہی آنکھون کو کھول کر دیکھو چشم بصیرت حقیقت وا کرو جمشید جم کیا ہوا دارا ایسا بادشاہ سکندر کے دم مین فنا ہوا نظم

رستم رہا زمین پہ نہ سام رہ گیا
فردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا
عبرت سرا مقام ہی یہ جاے غور ہی
ضحاک کا عروج نہ خسرو کا دور ہی
بیاہ لیجاؤ عروس موت کو
دو طلاق اس زندگی کی سوت کو

اشعار عبرت آمیز سنکر شیران دشت نبرد جھومنے لگے قبضۂ شمشیر چومنے لگے آنکھون کے آگے موت کا نقشہ پھر گیا لطف زندگی نظر سے گر گیا ہر ایک کا قصد ہی لڑین بھڑین جان دین نقیبون کا میدان کارزار سے ہٹنا اول ظلمات آہن تاب بصد قہر و عتاب گینڈے کو بڑھا کر میدان کارزار مین آیا گھرڈی بھر کا ل نیزہ ہلایا گینڈے کو دوڑایا جب خوب

عرق عرق ہوا دونوں سپروں سے یوں پسینہ ٹپکا جیسے دو کالی گھٹائیں برستی ہیں گینڈے کو رو کا نیزے کو گاڑ دیا لشکر اسلام کو تیز بتیز بہ نظر تیز دیکھا ہر بہادر از تیغ بیل ہو وزد غرق دریائے آہن بیت چنان مرد خود یاد در آہن گرفت ٭ کہ مژگان او شکل سوزن گرفت پکار کر آواز دی جسکو تمنائے مرگ ہو وہ میرے سامنے آئے ایرج نوجوان نے مڑ کر پھیرا افلاک کوہی سے فرمایا ای برادر اجازت میدان دو افلاک کوہی تخت سے کود عرض کی ای شہریار آرزو ہی کہ اس دیو خصال سے غلام مقابلہ کرے یہ ظلمات سیہ بخت بڑا صاحب طاقت ہی شیران دشت کے دلوں میں اسکی ہیبت ہی فرمایا کہ ای خیرخواہ صحیح دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است ٭ مجکو دیر ہونا بہت ناگوار ہی یقین ہی کہ نورالدہر طلسم میں پہونچگیا ہو میں چاہتا تھا کہ طلسم جلد جلد فتح کروں ہشم کی آنکھ چمکاؤں افلاک نے سر جھکا لیا کہا حضور خدا کے سپرد کیا ایرج دوبارہ دامن گردان کمر کرہ بن اشقر پر سوار ہوئے مرکب لاجواب سوار جرأت میں انتخاب مثل باد صرصر تیور کلائیاں اتا ہوا دم سے چنور کرتا ہوا جاتا ہی نظم

زیر ران ہی جو تیرے رخش فلک سیر شہ　　ہی وہ محبوب جسے کہیے نہایت اچپل
شکل کیا اسکی بتاؤں کہ جسے شوخی سے　　دائرے بیچ تصور کے نہیں پڑتی کل
اسکی سرچوٹی کا میں حسن کہوں کیا جسکے　　زلف معشوق کا دیکھے سے کلیجا ہے جل
جزو غو گام سے باہر ہی کچھ اسکی رفتار　　ہی چھلاوے کی طرح چال میں اسکی چل بل
یلہ وہ ہاتھ سے شاطر کے اگر ہو جائے　　پڑ سکے پیچھے نہ اسکے کوئی جز اسکے کفل
جست و خیز اسکی بیان کیجے اگر پیش حکیم　　اعتقادات حکیمانہ میں آجائے خلل
قاش سے زین کے ذرہ جو اچک جا عنان　　مارے جھپٹ روئے زمین پشت فلک کو وہ کچل
اسکی جلدی کا تو کیا ذکر ہی سبحان اللہ　　نسبت اسکے ورس ایسا کہ جسے کہیے اچل
توسن وہم کو دوڑا اپنے ساتھ اسکے تو ہو　　بازگشت اسکی تمام اسکی ہی گام اول

ظلمات آہن تاب نے گردہ سپر کا ہاتھ میں لیا بڑھ کر گاودزن ہوا پانچ قدم گینڈا ظلمات کا اور تین قدم گھوڑا شاہزادے کا پیچھے ہٹا ظلمات آہن تاب نے جو دھب

وہ بدبہ دیکھا حیران جمال و محو دیدار ہو کر کہا ای شیر دولت اگر آپ میری اطاعت قبول کرین
تو اپنے لشکر کا بادشاہ کرون ایرج نے جواب دیا ای ظلمات اگر سامری و جمشید پر لعنت کرو ایک
مسلمان ہو تو تجھکو زینت بارگاہ قرار دون ظلمات نے غصہ مین نیزہ اٹھایا تاک کر سینۂ بے کینہ کو
وار کیا ایرج نے سنان نیزہ کو سنان پر لگا لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا دو گھڑی کامل آپس مین
نیزہ بازی ہوئی تین سو ساٹھ فن نیزہ بازی کے آپس مین صرف ہوئے چوریان اور گھات تمین
ہو رہی ہین ایرج نوجوان نے آخر نیزہ ظلمات کا کاٹا پھیرا اما صاف ہاتھ سے
ظلمات کے نیزہ نکل گیا ظلمات کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آ گیا شعلۂ غضب بھڑکا غصہ مین
قبضہ پر تیغہ کے ہاتھ ڈالا دو سو من کا تیغہ نیام انتقام سے کھینچا معلوم ہوا کہ اژدہا غار سے
نکلا خبردار خبردار کہکر ایرج پر جا پڑا اور وہی تیغہ لگایا ایرج نوجوان نے سپر کو چہرے کی پناہ
کیا مگر نگاہ تلوار کی باڑھ پر ہی جب تیغہ قریب سر آیا ایرج نے پنجۂ خورشید نما کو بڑھا کر جھپکی ماری
تیغ دیت پچا کلائی پر ہاتھ ڈال دیا کشاکش کے زور ہونے لگے مرکب و کرگدن تاب نہ لا سکے
چیٹ کے بعل زمین پر بیٹھ گئے جانبین سے پہلوانون نے آواز دی ای شیرو یہ بیزبان ہلاک
ہو جائینگے اُتر کر مقابلہ کرو ایرج و ظلمات کودے خم مار کر کشتی مین مصروف ہوے
دونون سر ٹکرانے لگے پیچ توڑ جوڑ بند صرف ہو رہے تھے مگر ظلمات زور بازوے شاہزادے
کے دنگ زندگی سے تنگ دو پہر کامل ایکطرح کشتی ہوئی ایرج نوجوان تعلیم کردہ مہتر مہتران
فنون سپاہگری مین طاق شہرۂ آفاق فن کشتی کا مشاق صاحب مذاق ایک مقام پر پکڑ لایا
دونون مونڈھے تھام کر یکبار گھٹنے ظلمات کے زمین سے آشنا ہوے چاہا لنگر قائم کرے
حریف زبردست کب لنگر قائم ہونے دیتا ہے کمر زنجیر پر ہاتھ ڈال کر نعرۂ تکبیر جگر سے کھینچا لیلے ہی
زور مین تا بہ گھٹنا دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا قصد ہوا زمین پر
مارون ہا لیان فوج ظلمات نے دیکھا کہ بڑا اندھیر ہوا اب ہمارے آقا کو گرفتار کر لیگا
تلوارین پکڑ کر جا پڑے شاہزادے کو سنبھالنا دشوار کر دیا چہار طرف سے نیزے اور تلوارین
پڑنے لگین ایرج نے کئی زخم کھائے ظلمات ہاتھ سے چھوٹا ہاتھون ہاتھ سرداروں نے
بچایا ظلمات گینڈے پر سوار ہوا ایرج نوجوان نے ننگا ندریاے خون مین غوطہ مارا

نعرہ کیا شعر ملک ایرج آن آفتاب منیر ہے کہ صاحبقرانیم وآفاق گیر ہے تیغہ دو دمہ سکندری
کھینچکر لڑنے لگا ادھر سے افلاک کوہی فوج کو لیکر پہونچا ایرج نوجوان نے چن چن کے
سردار مارے اب ظلمات آہن تاب کے پاؤن اُکھڑ چلے ہین اہل اسلام لڑتے ہوے
پڑاؤ تک آگئے خیمے خزانے لٹنے لگے ملکہ شوخ چشم جادو بحکم ایرج نوجوان اتری ہی
سر کوہ سے دیکھ رہی ہی کئی مرتبہ شاہزادے سے کہلا بھیجا کہ تو کہے تو ایک چشم زدن مین آکر
لڑائی کو فتح کرے ایک سحر مین سب کو بیہوش کر دے ایرج نوجوان نے کہلا بھیجا خبردار
سحر تو کرنا کیسا اگر تم قریب آئین تو اپنے کو ہلاک کرونگا مردان عالم کا یہ دستور نہین ہی کہ غیر ساحر
سے ساحر کو حکم جنگ دین مرد کو عاجز کرین شوخ چشم جرأت ایرج کی تعریفین کر رہی ہی
قضائے کار طلسم جمشید مین جہان ہنگامہ برپا ہی جمشید کے نکل در بندون پر ساحران زبردست
روانہ کیے ہین ایک ساحر موسوم بہ بدست جادو اڑتا ہوا آسمان پر چلا آتا ہی در بند آہن تاب
پر جو ہنگامہ دیکھا آسمان سے اُتر آیا ظلمات کے قریب پہونچا پوچھا اے پہلوان یہ کیسا
معرکہ ہی ظلمات نے دانت نکال کر کہا نبیرہ حمزہ نے جی چھڑا دیے ہین سارا پڑاؤ لٹ
رہا ہی اے برادر بدست جادو یہ مسلمان جانے نہ پائین بس یہ کہنا تھا کہ بدست جادو نے ماش
کے دانے ہاتھ مین لے کر پڑھا سحر کر کے ماش کے دانے پھینکے لشکر ایرج مین ایک قیامت
بپا ہوگئی کوئی زمین پر گرا کوئی مثل مرغ بسمل پھڑکنے لگا گھوڑون نے بدلگامیان کر کے سوارونکو
گرا دیا ایرج کا بھی گھوڑا ایک مقام پر تھم گیا ہر چند ایڑ کرتے ہین نہین بڑھتا بدست نے
اشارہ کیا اے ظلمات فوج کو حکم دے کہ یہ سب بیکار ہین انکو مار لین مگر شوخ چشم نے
جو سر کوہ سے یہ معرکہ دیکھا حیران ہوئی کہ یہ فتح کی شکست کیونکر ہوئی طاؤس کو اڑا کر آگے بڑھی
دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام سحر کرتا پھرتا ہی بے بسی مین ملازمان ایرج قتل ہو رہے ہین افلاک
کوہی کا گینڈا ایک مقام پر ٹھہر گیا ہی رفقا اسکے زمین پر پڑے لوٹ رہے ہین نعرہ کر کے
آبڑھی آواز دی کہ اے شہریار آپ نے وہ ساکہا کیا ہمکو قریب لشکر نہ آنے دیا مگر یہ ملعون
بھروسے پر ساحر کے لڑ رہا ہی بیکار رہ گیا ہی شوخ چشم نے پہلے سحر کیا ایرج کے ہاتھ پاؤن
قابو مین آسکے پھر بڑھکر افلاک کو بچایا بدست پر سحر کرنے لگی مگر اسوجہ سے ناچار ہو کہ ذرا

غفلت کی بدمست فوج ایرج پر سحر کرتا ہی یہ لوگ بیکار ہوتے ہین ظلمات کی فوج
والے قتل کر ڈالتے ہین تو شوخ چشم کو ہر غول مین جانا پڑتا ہی ایک ایک کو بچاتی پھرتی ہی
اور بدمست جادو نہایت ساحر زبردست ہی ایک مقام پر سحر کیا زمین سے دھوان نکلا جس
دھوین سے کنیزان شوخ چشم و سرداران ایرج و افلاک نابینا ہوگئے جابجا
ٹٹولتے پھرتے تھے منہ کے بل زمین پر گرتے تھے شوخ چشم نے ہر چند سحر پڑھا مگر دھوان
دفع نہو سکا اسکی بھی آنکھون مین دھوان لگا زخمی ہو چکی تھی لڑکھڑا کر زمین پر گری سحر مین
بدمست کے مسحور ہو گئی اتنے مین بدمست نے اور ظلمات آہن ناپ نے برچھی سے اہل اسلام
کو قتل کرنا شروع کیا شاہزادہ ایرج نوجوان و شاپور شیردل سحر سے بدمست جادو کے
مضمحل ساتھ والے بے موت مر رہے ہین یہ حال دیکھکر دست دعا بدرگاہ مجیب الدعوات
بلند کیے عرض کی اے خالق بے نیاز و معبود کارساز اس مشکل کو تو آسان کر بندون کو اپنے
بچالے آفت سماوی سے نجات دے فوراً تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا سابق مین تحریر کیا ہی
کہ کوکب روشنضمیر نے ابریق آسمان سیر اپنے وزیر خوش تدبیر کو طرف طلسم جمشید کے
یہ کہکر روانہ کیا تھا کہ جس طرح بن پڑے جمشید سے لڑکر شاہزادہ ایرج نوجوان کو لوح
دلوا دینا شمل جان نثارون کے ساتھ رہنا ابریق آسمان سیر وزیر خوش تدبیر شہنشاہ
کوکب روشنضمیر تلاش کرتا ہوا اسوقت آکر پہونچا ایرج نوجوان کو عجب حال پر ملال مین
دیکھا زمین دار بیقرار مرکب کے پاؤن زمین نے تھام لیے ہین ہر چند وہ شیر قصد کرتا ہی مرکب
اپنے مقام سے نہین ہٹتا ابریق آسمان سیر کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا دہن سے
نعرہ کیا منم ابریق آسمان سیر شیر خوش تدبیر شہنشاہ کوکب روشنضمیر او ملعون بدمست جادو
مین نے پہچانا تجکو بھی یہ لیاقت بہم پہونچی کہ فرزندان صاحبقران کے ساتھ اس طور سے پیش
آتا ہی اُس تیغ زن صف شکن کو شعبدۂ سحر دکھاتا ہی یہ کہکر ابریق آسمان سیر نے دستک
دی ایک برق چمک کر سامنے سے ایرج نوجوان کے نکل گئی بدمست جادو کے سحر کا نشہ
شاہزادہ ایرج نوجوان کے سر سے اُتر گیا جام بادۂ جرأت سے مست ہوا لڑائی مین مصروف
ہوا اب شاہزادے کو نیک و بد کا وقوف ہوا ابریق آسمان سیر نے چشم زدن مین کل

اہالیان لشکر ایرج پر سے سحر دفع کیا ملکہ شوخ چشم مثل شعلہ جوالہ آتش غیظ و غضب
بھڑکی جم کر سحر کرنے لگی لشکر ظلمات آہن تاب جو تباہ و خراب ہونے لگا شاہزادہ
ایرج نوجوان نے ہاتھ ملکہ شوخ چشم کا تھام لیا کہا ای ملکہ اپنے سحر نہ کرو بدست جادو سے
لڑو ملکہ شوخ چشم نے شاہزادے کی بلائیں لیں ترقی جاہ و جلال کی دعائیں دیں کہا ای
شہریار والا تبار دشمن کا بھی اسقدر خیال کافرون کے قتل ہونے کا ملال ہے کہتی ہوئی لڑتی
طرف ظلمات آہن تاب کے چلی ابریق آسمان سیر بدست جادو پر جا پڑا للکارا او
بدست شراب نخوت واو پیر مغان میکدہ ذلت غیر ساحرون پر کمان جاتا ہے ہین آ کہ ملاتا
ہے بدست جادو جو بھبتا ہوا بڑھا گولے نارنج و ترنج ابریق پر مارنے لگا جو سحر بدست جادو
نے کیا ابریق آسمان سیر نے دفع کر دیا بدست نے گھبرا کر تیغہ سحر مارا ابریق آسمان سیر نے
کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کر ایک طمانچہ مارا سر بدست جادو کا چنبر گردن سے اڑ گیا
لاشہ دھڑ سے زمین پر گرا مثل ہیزم خشک جلنے لگا ہر استخوان سے شعلہ نکلنے لگا میدان
تاریک ہوا بعد سنگباری و برف باری آواز آئی گشتی مرا نام من بدست جادو بود
شاہزادہ ایرج نوجوان جنگ رستمانہ کرتا ہوا قریب ظلمات آہن تاب پہونچا ظلمات
نے تیغہ مارا شاہزادہ ایرج نوجوان نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے تلوار چھین کر پھینک دی کمر
زنجیر میں ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا اور سر سے بلند کیا چاہا زمین پر ماریں ظلمات آہن تاب کا آب
دیدہ دل روشن ہوا آواز دی ای شہریار الامان ایرج نے کہا امان بشرط ایمان عرض کی تازہ
ایم بندہ ایم ایرج نوجوان نے ہاتھ سے رکھ دیا ظلمات آہن تاب کلمہ پڑھکر بصدق دل
مسلمان ہوا آواز دی کوئی ہاتھ نہ اٹھائے ہینے شاہزادے کی اطاعت قبول کی سعادت
دارین حصول کی سب بہادرون نے تلوارین نیام میں کیں ابریق آسمان سیر وزیر خوش تدبیر
شاہنشاہ کوکب روشن ضمیر قریب شاہزادے کے آیا جھک کے سلام کیا رکاب کو بوسہ دیا
شاہزادہ عالیشان ایرج نوجوان نے سر سینہ سے لگایا فتح کے نقارے بجاتے ہوئے
داخل قلعہ آہن تاب ہوئے اہالیان شہر واسطے تماشے کے آئے گلی کوچہ تماشہ بینون سے
معمور ہوا ہر رئیس و امیر کے قلب کو سرور ہوا آگے آگے ایرج نوجوان ایک سمت ابریق

ایک سمت افلاک کوہی ایک جانب ملکہ شوخ چشم و ظلمات آہن تاب چوب و چقماق
ہاتھ میں مجبت ایرج نوجوان بات بات میں اہتمام سواری کرتا ہوا دونوں ہاتھوں سے زر
سرخ و سفید لٹاتا ہوا تماشا شہر کا دکھاتا ہوا لیے جاتا ہے اہالیان شہر جمال بے مثال ایرج نوجوان
دیکھکر کہتے تھے پروردگارا اس آفتاب جرأت کو سلامت با کرامت رکھنا کہ اسکے تصدق سے
راہ ضلالت سے نکلکے چشمۂ ہدایت پر پہونچے اس دھوم سے آکر دربار میں پہونچے ظلمات جادو
نے عرض کی شہریار بسم اللہ تخت پر قدم رنجہ فرمائیے ایرج نوجوان نے فرمایا کہ اے ظلمات
آہن تاب تخت و تاج کی خواہش نہیں ہے رواج دین اسلام کی کوشش ہے بسم اللہ تمھارا
تخت و تاج تمکو مبارک رہے ظلمات آہن تاب تخت پر ایرج نوجوان داہنی زرین پر
ایک جانب افلاک کوہی ایک جانب ملکہ شوخ چشم ایک جانب ابریق آسمان سیر
سب اپنے اپنے مقام پر متمکن ہوئے محفل عیش و نشاط گرم ہوئی اسوقت ابریق نے دست بستہ
عرض کی شہنشاہ کوکب نے غلام کو اسواسطے بھیجا ہے کہ حضور کے شریک ہو کر جمشید سے لب جلال
طلسم حضور کے دست حق پرست سے فتح کرائی اور از روے خبر معلوم ہوا تھا کہ نور الدہر بن
بدیع الزمان کا بھی داخلہ ہو چکا نہیں معلوم نوح پائی یا نہیں میں فوراً حضور لوح کی تدبیر
کرونگا ایرج نوجوان نے خوش ہو کر لشکر کی تیاری کا حکم دیا مع ابریق آسمان سیر و ملکہ
شوخ چشم و افلاک کوہی و ظلمات آہن تاب مع تین لاکھ فوج کے نوبت و نقارے
بجاتے ہوے اس جاہ و حشم سے طرف طلسم جمشید کے روانہ ہوے

دو کلمہ داستان شوکت بیان گل گلزار خلیل الرحمان نور دیدۂ مومنان
و مسلمانان برہم زنندۂ زمرد سبے ایمان شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان اب
تحریر ہوتے ہیں ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا اب بصد کر و فر
قمر کو پلا ساغر آفتاب
نکا دے مرے منھ سے تو خم کے خم
مجھے فتح کرنا ہے ملک طلسم

وہ مے جس کا ہو رنگ خون جگر
سبو و خم و شیشہ ہائے ظفر
کہ سب فتنۂ سحر ہو جس سے گم
پڑھے فتح مضمون سے وہ جیب ظفر

نہ کر دیر لا برق دم اب شتاب
مری فوج مضمون کو تقسیم کر
بچون کیوں نہ ساقی محشر کا اسم
قلم ہو خون رواں شرق سے تا غرب

چقاچاق خنجر سے ہو قہر بقری
کہ قبضہ ہو اب قاف سے تابہ قاف
دکھاؤں سرِ معرکہ رستمی
اُمنگ اور ہووے وہ موقع جنگ
وہ مشک ہی شیر نیستان جب
وہ ہی گوہر بحرِ صاحبقران
وہ لکھ چہرۂ داستان اے قلم

ہلے تیغ جمشیدی و سامری
چمکتا جلد ہوں اب میں خنجر بکف
تلاطم ہو لشکر میں اور برہمی
ہو آج اُس ہادے جنگ و جدل
ہلاتی ہے دل کوہ کا جسکی ضرب
ٹپکتی ہے جرأت ہر اک بات مین
کہ حاسد کا منہ فق ہو مثل سحر

سفر بلا ساقی خوش غلاف
کرون صاف اکدم مین دشمن کی صف
تامل نہ کر ساقی شوخ و شنگ
شجاعت مین جو فرد اور بے بدل
وہ شہزادہ ابن بدیع الزمان
مین جو رنگ دو اسکے اک ہاتھ مین
شناوران دریاے بیکنار

جرأت و ہمت و غواصان بحر زخار صولت و جلالت زورق کلک کو بحر پر خطر جنگ طلسم مین

یون روان کرتے ہین نظم
دارد و زبان حکایت کن
از دین سخنوران ستونی
معجز کند این قلم چو بنیاد
از قادر و ہر زاد قوام

ای خامۂ سحر سنج بہرام
نا سر را کن شکایت کن
گوئی کہ قلم عصاے موسی است
ز انگشت رسول آمدیم یا
این خامہ کہ ہست دریا ہی

در راہ سخنوری بنہ گام
ای خامہ نہ عاجز و زبونی
کز وی ہمہ معجزات پیداست
این خامہ بقد نخل مریم
در بحر معانی است ماہی

یہان تک اس داستان بوستان کو تحریر کیا تھا کہ شاہباز اوج ہمت و صولت و شوکت و شان شاہزادہ نور الدہر ابن بدیع الزمان بحکم لوح پشت احمر جنی پر سوار ہو کر چلے ہین کہ احمر جنی کو والیان طلسم نے بشکل طائر بنایا نور الدہر نے اسکو مژدہ دیا کہ مین تجکو بشکل انسان بناؤنگا اس مژدۂ روح افزا کو سنکے شاہزادے کو لیے ہوے ایک صحراے پر بہار مین لاکر اُتارا عرض کی غلام یہان سے آگے نہین بڑھ سکتا مگر وقتاً فوقتاً براے خدمتگاری حاضر ہونگا مگر براے خدا قدم قدم پر لوح کو ملاحظہ فرمایئے گا ورنہ کسی بلا مین پھنس جایئے گا یہ کہکر رخصت ہوا شاہزادہ صحراے پر بہار کی سیر کرتا ہوا ایک جانب چل نکلا خیال مین ہے جب کوئی ساحر سامنے آئیگا تو لوح کو ملاحظہ کیا جائیگا قطع راہ کرکے سامنے ایک باغ کے پہونچا دیکھا ایک دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کے کھلا ہے خیال مین آیا کہ اس باغ مین چلکر چند ساعت ٹھہریے ابھی باغ مین نہ پہونچنے پائے تھے کہ دیکھا اندر سے باغ کے ایک

نازنین حور رخسار نکلی مگر پریشان حال کپڑے میلے چہرہ اداس چہار طرف دیکھتی ہوئی کہ نگاہ
اسکی شاہزادہ نورالدہر پر پڑی قریب آئی جھک کر سلام کیا دست بستہ عرض کی حضور نے
مجھے پہچانا نورالدہر نے کہا اتنا تو البتہ ثابت ہوتا ہی کہ کبھی کسی مقام پر دیکھا ہی عرض کی گلشن
میرا نام ہی ملکہ شگوفہ کی کنیز ہون نام شگوفہ کا سنکے شاہزادہ مثل گل شگفتہ ہوگیا فرمایا وہ
گل باغ خوبی کہان ہی عرض کی ای شہریار صانع باغ عالم نے دینا فضل شریک کیا لڑائی مین
جمشید جادو ملکہ مخمور و سہیل اختر شناس و ملکہ شگوفہ کو گرفتار کرکے لیگیا تھا ملازمان سہیل
نے بڑی جانبازی کی مخفی قید خانہ مین پہونچے ملکہ شگوفہ و مخمور و سہیل کو رہا کیا وہان سے یہ
تینون صاحب نکلے بخوف جمشید شب کو اس باغ مین آکر ٹھہرے ہین قید خانہ مین یہ خبر سنی تھی
کہ دربند و خانیہ پر لوح آپ کو حاصل ہوئی ملکہ شگوفہ تو اس طلسم کی رازدار ہین اس باغ
مین آکر اسواسطے ٹھہری ہین کہ اس رستہ سے طلسم کشا کا گذر ہوگا اسوقت مجھے فرمایا کہ بیرون
باغ جاکر دیکھ شکر کہ پروردگار نے آپ کو یہان پہونچایا مدعاے دلی بر آیا مین جاکر ملکہ سے
اطلاع کرون شاہزادہ حال مخمور و شگوفہ و سہیل سنکے باغ باغ ہوا غم سے دل کو فراغ
ہوا وہ کنیز بھاگی ادھر سے نورالدہر بڑھے اندر باغ کے نہ پہونچنے پاے تھے کہ اندر سے
باغ کے آگے ملکہ مخمور سرخ چشم ایک جانب ملکہ شگوفہ ایک جانب سہیل اختر شناس
مخمور شاہزادے کو دیکھکر مسکرائین شگوفہ نے حجاب سے سر جھکایا سہیل براے تسلیم خم
ہوا بڑھکر عرض کی اب تیرہ اقبال غلام کا چمکا جمال آفتاب مثال حضور کا دیکھا مخمور نے بڑھکر
ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا چٹکی لے کر طرف شگوفہ کے اشارہ کیا دیکھیے آپکی چاہنے والی
موجود ہین قید خانہ مین آپ کا نام لے کے روتی تھین اور ہمین تو اپنی قید کا فقط ملال تھا آپکا
کب خیال تھا اب نورالدہر کو ایک حجاب ہی کہ شگوفہ سر جھکاے ہوے آنکھون مین آنسو
بھرے ہوے چپکی چلی آتی ہی سہیل باتین کرتا ہوا کہ ای شہریار لوح طلسم کہان سے پائی
سنا تھا کہ حضور نے صاحب افراسیاب کو مار دربند و خانیہ پر لوح حاصل ہوئی ہمکو تو ہمارے
ملازمون نے چھوڑایا شاہزادے نے لوح دکھلائی کہ گلے مین پڑی ہوئی ہی سہیل نے کہا
حضور اس سے بہت ہوشیار رہیے گا ملازمان جمشید اسکی فکر مین نکلے ہین یہ باتین کرتے جو

اندر باغ کے داخل ہوئے دیکھا باغ پربہار جوانان چمن اکڑ رہے ہیں تمام نخل بار
افتخار سے سر بسجود چمن ہائے طولانی گلہائے رنگا رنگ و شگوفہ ہائے بوقلموں نہریں
سلسبیل آسا جاری جا بجا کشتی میں مصروف باد بہاری **نظم**

دکھا رہی ہے یہ وحدت میں کثرت آج بہار / ریاض دہر میں ایک ایک گل بنا گلزار
ہر اک نخل گل اُس سے چمن میں پیدا ہوں / گرے زمیں پہ اگر تخم اشک بلبل زار
ہوا اسکے فیض سے نجاست وہ قدم کا درخت / اُگے نشان قدم سے اگر کسی کے غبار
ہر ایک شاخ پہ افشاں ہے جو بجلی کی جگہ / ریاض دہر میں گل ریزہ ہے نسیم بہار
گھر ہے یہ درش طفل ذرہ ہے نقطہ سا / کہ آفتاب ہے پستان کرن ہے دودھ کی دھار
بنا ہر ایک ذرہ گوشش بینۂ سنبل / وہ کون ہے جو نہیں عاشق گل رخسار
ہوا ہیں نافہ وہ جسکو ضرر یہ دہان رو رو / چراغ گل ہو وہیں گل جو ہو چراغ شعلہ
ہے ایسی فرط رطوبت کہ کہتے ہیں مرد ور / ہم آپ آئینہ لے کر اُٹھائیں گے دیوار

شاہزادہ ساتھ دونوں معشوقان پری چہرہ کے سہیل کے عقب میں خراماں سیر
کرتے ہوئے مگر شاہزادہ محجوب و محجوب ساتھ ہیں بارہ دری میں آکر ٹھہرے ملکہ مخمور نے
سہیل سے فرمایا بھیا تم یہاں کے واقف کار ہو کچھ سامان عیش و طیش بھی ہے سہیل نے
کہا سب کچھ حاضر ہے یہ باغ تو غلام نے بنوایا جب میں حضور کو لیکر یہاں آیا یہ کہکے سہیل
نے ایک کمرہ کھلوایا اور چند گلابیاں شراب کی کشتیاں کباب کی لا کر سامنے ملکہ مخمور کے
رکھیں ملکہ مخمور نے چھیڑ چھاڑ ساتھ شہزادے کے چلی جاتی ہے کبھی آنکھ سے طرف شگوفہ
کے اشارہ کیا کبھی کہا اے ملکہ شگوفہ صاحب قریب آؤ اپنے ہاتھ سے شاہزادے کو شراب
پلاؤ نور الدہر مسکرا کر سر جھکا لیتے ہیں مخمور کی بات کا جواب نہیں دیتے ہیں مگر غنچہ خاطر
شگفتہ دل باغ باغ سامنے باغ بہشت آئین پہلو میں دو ماہ جبین آفتاب اقبال اوج پر
مخمور کے غنچہ دہن میں جام شراب روح پرور لب بالکل شاہزادے کو اس وقت خیال
نہیں ہے کہ میں برائے طلسم کشائی آیا ہوں لوح ملاحظہ کروں ملکہ مخمور نے طعن و تشنیع کر کے
جام بھرا سامنے شاہزادہ نور الدہر کے ہاتھ بڑھایا ناز و ادا سے اور مسکرا کے کہا اے شہریار

بیت بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند ٭ چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند ٭ شاہزادے
نے جوش محبت مخمور مین چاہا کہ ہاتھ بڑھاؤن مخمور کے ہاتھ سے جام شراب پیون کہ آسمان پر ہنگامہ
ہوا شعلے بھڑکے ایک جادوگر یہ منظر کو دیکھا وہی طائر خوشرنگ کلان جسپر نورالدہر سوار ہوکر
آئے تھے لیئے احمر جنی پر وہ ساحر احمر جنی کو تازیانے مارتا ہوا چلا آتا ہے اور احمر جنی غل مچاتا
ہے کہ اے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان خبردار خبردار جام نہ پیجیے گا یہ ملکہ مخمور سرخ چشم
نہیں ہے مرجان جادو اسکا نام ہے اگر جام پی لیا تو اپنے کو گرفتار کرایا بارے لوح کو ملاحظہ کیجیے
احمر جنی تو ضرب تازیانہ سے زمین پر گرا ماران جادو بھی بڑھکر پاس آیا نعرے کرتا ہوا کہ او احمر
تو نے طلسم کشا کو بچایا اب تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا احمر سامنے سے بھاگا ہوا طرف بارہ دری کے
آتا ہے عقب مین ماران جادو و نورالدہر نے یہ معرکہ دیکھکر لوح پر نگاہ ڈالی اسمین لکھا کہ اے
فتاح طلسم احمر جنی خیر خواہ ہے یہ مخمور نہین مرجان روسیاہ ہے یہ جام جو اسکے ہاتھ سے لیا ہے اسی
پر پھینک مارو پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھو نورالدہر نے فوراً وہ جام مخمور پر پھینک مارا اُسنے
چاہا بھاگ کر بچون لیکن اجل سر پر کہان بچا سکے کیونکہ بیچ قطرہ شراب جو سر پر پڑا آہ کرکے جلنے لگی
نورالدہر نے نعرہ کیا تلوار کھینچی سہیل او شگوفہ جنکو سمجھے تھے دونون ساحران غدار بلاسے
روزگار سیاہ رو تیرہ درون نے بڑھکر نورالدہر پر گولے مارے نورالدہر نے لوح کو سامنے
کیا سحر باطل ہوا تیغ خارا شگاف سلیمانی سے دونون بچا کے ان کو واصل جہنم کیا احمر جنی پشت
پر آکر شاہزادے کے کھڑا ہوا ماران جادو بل کرتا ہوا قریب آیا چاہا احمر کو پکڑلے نورالدہر
نے کلائی پر ہاتھ ڈالکر ایک ایسا پنجہ مارا کہ سر ماران سیہ رو کا چنبر گردن سے اڑ گیا زمین پر گرا اب
مرجان جادو و ماران جادو سیہ رو ذیرہ کے مرنے سے روز روشن تیرہ و تاریک ہوگیا ہنگامہ
گیر و دار بلند ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من مرجان جادو و ماران سیہ رو بود افسوس ارزیم و جان
دادیم و بمطلب خود نرسیدیم بعد چند ساعت کے اندھیرا سب دور ہوا شاہزادے نے دیکھا لاشے
ان جادوگرون کے پڑے تڑپ رہے ہین جو تعر کہ کھکے تھے جل گئے جو اصلی تھے وہ باقی
رہگئے احمر جنی نے قدمون کو بوسہ دیا عرض کی شہریار غضب کا دھوکا کھایا تھا جس وقت مجھکو
ثابت ہوا کہ آپ باغ مین مرجان جادو کے ہو بیٹھے اور انکے دام تزویر مین پھنسنے مین بیقرار ہو کر

اپنے مقام سے چلا کر شاہزادے کو جا کر آگاہ کرون نہ وہین اس بیچارہ مان سپہر رو نے گھڑا پر دو لگا
نے بروقت حضور کو پہونچایا بموجب مصرع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت اب حضور طلسم کشائی
مین جلدی کرین مین نے سنا ہے کہ جمشید جادو فوج ہمراہ لیکر چل چکا ہے آپ کا لشکر کہان ہے شہزادے
نے کہا اے احمر جنی فیروز جادو و شبرنگ آتش خوار ساٹھ ہزار ساحران نامی عقب مین
آتے ہین مرحلہ طلسم پہ نہ آسکے اب مرحلہ شکست ہوا مرجان جادو مارا گیا یقین ہے کہ آیا ہی
چاہتے ہین قریب ہو گئے ہونگے احمر جنی نے عرض کی مین جا کر تلاش کرون ڈھونڈھ کے لاؤن
مین از قوم جن اپنی تیز روی مین مشہور ہون نور الدہر نے کہا مجھے تمھارے جانے کی ضرورت
نہین ہے خدا میرا مالک ہے یہ تیرہ راہ خوفناک طلسم کا سالک ہے ایسے ایسے معرکے بہت پیش
آئینگے کہان کہان ہم مددگارون کو بلائینگے پروردگار ساتھ ہے اُسکا دامن قدرت ہے
اور ہمارا ہاتھ ہے احمر جنی سے یہی نور الدہر یہ باتین کر رہے تھے کہ بیرون باغ سے گرد اڑی
دیوار باغ تو گر چکی ہے دہشتناک معلوم ہوتا ہے دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا آگے آگے ایک
جادوگر سرخ پوش بصد جوش و خروش مرکب پر سوار پشت پر ساٹھ ہزار ساحران نابکار سیاہ دل
بدخو باز و بط و بز برہاے آتشین پر سوار نمودار ہوئے اس ساحر سرخ پوش نے جو دور سے
لاشۂ مرجان جادو دیکھا اور طلسم کشا کو تنہا پایا وہین سے نعرہ کیا منم یاقوت جادو برادر
مرجان جادو اے طلسم کشا غضب کیا تمام افسوس ہے مین نہ پہونچا تو نے ایسے ساحر
شعبدہ باز کو کیونکر مارا اب اُسکے معاوضۂ خون مین تجکو کیا چھوڑتا ہون یہ کہکر ساحرون سے
اشارہ کیا جلد طلسم کشا کو قتل کرو اس ظالم کے خون سے ہاتھ بھرو نور الدہر نے بھی تلوار کے
قبضہ پر ہاتھ ڈالا اور نہنگانہ دریاے فوج ساحران مین غوطہ زن ہوے ساحرون کے سحر
نور الدہر پر چلنے لگے تحمل بانات مثل شمع کافوری جلنے لگے مگر بھبھوت طلسم کے شاہزادے
پر سحر تاثیر نہین کرتا نور الدہر نے جسکو ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے افسرون کو مارا ہنگامہ گرم
ہوا یاقوت جادو نے دیکھا طلسم کشا پر سحر جادو کسی کا کام نہ کریگا ساحرون کو آواز دی
یارو یہ جوان صاحب لوح ہے سحر نہ کرو تیر و تلوار نیزہ سے مارو جواب ساحرون نے
حربہ ہاے سحر موقوف کرکے سلاح ہاے جنگ سنبھالے شہزادہ شیرانہ رستمانہ ان جیالون

لڑ رہا ہے مگر ہزاروں تلواریں چلیں طائران تیر پر کھول کھول کر اُس شہباز اوج جرات پر گرتے
ہیں جیسے شمع کے گرد پروانے مگر شاہزادے کو تردد تھا کس کس سے لڑے اس بیقراری
میں دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے کہ اے خالق بے نیاز رب کارساز وقت
بیکسی میں سواے تیرے کون معین و مددگار ہے تو ستار و غفار ہے نظم

الٰہی من رئیس دلفگاران
از راہ کرم برآر کارم
در وادی معصیت اسیرم
وز شرم سرے فگندہ در پیش
بردار ز مطرح ہلاکم

وی چارۂ کار خام کاران
سرگشتہ مکن مرا ازین بیش
مگذار کہ تشنہ لب بمیرم
چون آمدہ ام بعذر خواہی
مگذار میان خون و خاکم

مگذار چنین ذلیل و خوارم
بنمائے رہم بجانب خویش
خجلت زدہ ام ز کردۂ خویش
نومید مکن مرا اسے
ابھی دعا شاہزادے کی تمام

نہ ہوئی تھی کہ صحرا سے گرد بلند ہوئی شبرنگ بن عمرو آگے آگے عقب میں شبرنگ آتش خوار
بہیروز جادو و فوج ساحران نامی ہے شبرنگ بن عمرو نے نعرہ کیا دیکھا گل گلزار صاحبقرانی
یکہ و تنہا مصروف جنگ ہے چہرہ و جسم خون سے گلنار ہے کنپٹی سے خون ٹپک رہا ہے جیسے کوئی ہولی
کھیلتا ہے شبرنگ نے فیروز وغیرہ کو آواز دی یارو شاہزادہ یکہ و تنہا لڑ رہا ہے یہ سنتے ہی
فیروز وغیرہ حربے سر سنبھال کر آگے ہی شریک جنگ ہوے ایک ہی حملہ میں صدہا چورنگ
ہوے اب نورالدہر نے ایک سوار کو مار کر مرکب لیا اُسی پر سوار ہوے شیرانہ مصروف کارزار
ہوے شبرنگ آتش خوار نے زمین ہلا دی چار جانب سے آگ لگا دی ہزاروں ناریوں کو
جلا دیا جنہوں نے دل میں غبار رکھا تھا انکو خاک میں ملا دیا شاہزادہ نورالدہر لڑتے ہوے قریب
یاقوت جادو کے پہونچے اُسنے کئی گولے مارے نورالدہر نے لوح کو سامنے کر دیا وہ گولے
پلٹ کر اُسی کی فوج ضلالت موج پر گرے کئی سو ساحر ہلاک ہوے یہ حال دیکھ کر کلیجہ یاقوت
جادو کا خون ہو گیا آخر قریب آکر ہاتھ تیغ جوہر کا مارا شاہزادے نے تیغ خاراشگاف سلیمانی
پر روکا الجھا دوسرے ہاتھ نکال کر تیغ برق مثال کو ننگا جوہردار لگے ہاتھ مارا اُسنے سامری
و جمشید کا نام لیکر سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار گھاٹ سے چلی سپر کے دو ٹکڑے ہوے
نئی بات ہے کہ شب ہجر کٹی یاقوت نابکار سپر کٹی تھی یا زیر تنگ زمین پر تلوار نے بوسہ دیا یاقوت

کافر کا خون آسمان سے برسنے لگا ابر سرخ رنگ پیدا ہوا آوازین مہیب آئین سنگباری
برف باری ہوئی آواز آئی کشتی ہر انام مین یاقوت جادو بودا فسر جو مارا گیا اہلیان فوج
شکست کھا کر کچھ بھاگے کچھ مارے گئے شاہزادہ تیغ ظفر بلا فیروز وغیرہ نے آ کے
شاہزادے کے قدمون کو بوسہ دیا مگر شاہزادہ زخمی ہوا اور شبرنگ بن عمرو نے حکم دیا جلو
بارگاہین استادہ ہون کہ زخم دوزی کیجاے یہان تو بارگاہین خیمے آراستہ ہو رہے ہین
اب دو کلمہ داستان جمشید کے ذکر کرنا ضرور ہین کہ جب ابریق آسمان سیر دربند آہن تاب
پر آ کے شریک ایرج نوجوان ہوا تھا ایرج لشکر ظفر اثر کو درست کرکے طرف طلسم کے
چلے یہ خبر جمشید جادو کو پہونچی غصہ مین آ کر تین لاکھ ساحران زبردست کو اپنے ساتھ لیکر آ مل
لشکر ایرج پر آ کے گرا یہ بھیا بادشاہ طلسم ہو سواے طلسم کشا کے کوئی اسپر غالب نہین ہو سکتا
بس ابریق آسمان سیر خوب خوب لڑا بڑے بڑے ساحران غدار کو مارا مگر جب جمشید جادو
سے مقابلہ پڑا وہ مگر بھی کامل سحر چلا آخر جمشید ابریق پر غالب آیا اور گرفتار کرکے زندان
مین سوزن دیا شوخ چشم کو ایک سحر مین پکڑ لیا غرض اسکے ہوتے ایرج وغیرہ سب
بیہوش ہوے سب کو جمشید جادو گرفتار کرکے طرف قلعہ طلسمی کے لیکر چلا راہ مین اسکو
خبر ملی کہ مرحلہ مرجان جادو فتح ہوا یاقوت جادو کے ساتھ کے ساحر بھی زخمدار بھاگ آ کر
پہونچے تمام کیفیت بیان کی اور کہا کہ طلسم کشا تا بدر بند مرجانیہ پہونچا مرجان جادو کا کام
تمام ہوا اب یقین ہی کہ طرف قلعہ طلسم کے رجوع کرے بس یہ خبر وحشت اثر سنکے جمشید مثل
ابر کے گرج گرجا اسباب سحر ہاتھ مین لے کر اٹھا اسیوقت نفیر سحری لشکر مین تیاری ہوئی قیدیون
کو اراببے پر سوار کرکے ہمراہ لیا جمشید بہ فوج قاہرہ براے مقابلہ طلسم کشا چلا یہان شاہزادہ
نور الدہر بن بدیع الزمان بعد قتل یاقوت جادو خود بھی زخمی ہین اہلیان فوج بھی زخمدار
ہین فیروز و شبرنگ بھی بخوبی لڑ چکے ہین ابھی استراحت نہین کرنے پاے ہین بارگاہ مین
قصد ہی جائین کہ ہرکارون نے مجرہ کر عرض کی اے شہریار ہوشیار ہو جایئے جمشید جادو مع
کئی لاکھ فوج ساحران کے آ پہونچا اور شاہزادہ ایرج نوجوان کو گرفتار کر لیا ہی نور الدہر یہ خبر
وحشت اثر سنکے گھبرائے بتعجیل تمام باہر آ کے پشت مرکب باد رفتار پر سوار ہوے جب تک

شبرنگ وغیرہ سحار ہون آمادہ حرب وپیکار ہون جمشید سے آتے ہی سحر کیا کہ شعلہ ہاے آتش
بھڑکنے لگے تکتہ ہاے ابر تیرہ فقار کڑکنے لگے کئی ہزار ساحر کر رہ گیا کوئی تڑپ کے بسمل زمین پر
گرا کوئی مثل مرغ نیم بسمل تڑپا کسی پر گولہ پڑا کسی نے بدحواس ہو کر اپنے خنجر سے گلا کاٹ ڈالا دو تین
حملون مین جمشید نے زمین کو ہلا دیا ایک جانب شبرنگ آتش خوار ایک سمت فیروز نامدار
سحر مین معروف ہین مگر شاہزادہ نورالدہر پر چونکہ لوح طلسمی گلے مین ہی سحر تو ساحرون کا تاثیر نہین
کرتا مگر کئی لاکھ ساحرون کا انبوہ ہی نیزہ خنجر بھی چل رہے ہین پہلی لڑائی مین زخمی ہو چکے ہین اب
روح کو راحت نہین جسم مین قوت نہین ہی مگر شیر بیشۂ صاحبقرانی ہین گلہاے زخم جسم پر کھلے ہین
بدحواس پڑی ہین چہرہ گلنار زخمون سے خون کی دھار روان قبضہ ہاتھ مین جم گیا ہی یکہ و تنہا
کس کس سے جنگ کرین ایک کو قتل کیا اسی مقام پر دس بیس آ جاتے ہین دم لینے کی مہلت نہین
پاتے ہین ہر طرف سے یہی صدائین ہین کہ طلسم کشا کو گرفتار کرو مہلت نہ دو اور زیادہ بیقراری کا
نورالدہر کی یہ باعث ہی کہ دیکھ رہے ہین کہ شاہزادہ ایرج نوجوان سلاسل و طوق زنجیر کھائے
ہوے سرنگون غم سے کلیجہ خون طرف انکے دیکھتا ہی تیوری سے یہ پیدا ہی کہ یہ جوان بچشم اس
حال زار سے ہمکو قید مین نہ دیکھتا زنجیرین ہلا رہا ہی مگر قوت اتنی بسبب زخمی ہونے کے نہین باقی
ہی کہ قید توڑے مجبور و ناچار انکے جملہ سردار بھی مبتلاے مصیبت مثل آئینہ حیرت ہین ہر مرتبہ لولاک
آمادہ مرگ ہو کر چاہتے ہین کہ جان دون اور اپنے برادر بیجان پیارے کو قید سے چھڑاؤن مگر لوح
کے رہنے سے اسلیے کہ ہر گدھر خیال کرین کہان تک جرأت دکھائین اور جمشید بادشاہ طلسم ہی
شبرنگ آتش خوار و فیروز جادو ضیواسی کے ملازم ہین اسکو غصہ مین دیکھ کر فرار کے عازم
ہین ہزار ہا بدون مقابلہ بھاگے جنکو اپنے افسر کا خیال ہی اور کوئی نامرد کے ایسا کلال ہی وہ
جانبازی مین معروف رہے بعض کہتے ہین ہم اپنے شہنشاہ سے لڑین کیا بیوقوف ہین آخرش
قریب شام جمشید بد انجام نے شبرنگ آتش خوار و فیروز جادو وغیرہ کل سپہ سالارون کو
گرفتار کر لیا قریب شام ایرج نوجوان وغیرہ کو بھی مقید کیا اب باقی شاہزادہ نورالدہر
بن بدیع الزمان و شبرنگ رہ گئے جمشید نے دیکھا کہ شاہزادے کو غش آیا چاہتا ہی بس
شبرنگ بن عمرو نامدار تراشندۂ ریش کفار نے جانبازی کرکے ایک حقۂ آتشبازی کا

ساحرون پر مارا کسی کا منہ جلا کسی کا گریبان پھنکا ڈرا جو شبرنگ نے مہلت پائی شاہزادہ
نورالدہر بن بدیع الزمان کو بھی بیہوش کرکے پشتارہ باندھکر بھاگا ایک درۂ کوہ مین آکر
مخفی ہوا اُسی بیہوشی مین اپنے آقا کی زخمدوزی کی یہان جمشید جادو رات بھر اُسی نخل کو گھیرے
رہا صبح کو دیکھا کہ گرد شجر کے صدہا لاشے پڑے ہین وہ تنک رن پڑا ہو سب طرف تلاش کی
مگر طلسم کشا کو نہ پایا اب جمشید جادو حیران کہ طلسم کشا کیا ہوا ساتھ والون نے کہا حضور بارہ
چودہ ہزار ساحرون کا کھیت ہوا غلطی سب مارے گئے کشتۂ حیات ساحران پامال ہوئی
ایک جوان کا لاشہ کیونکر ملے کیا طلسم کشا فولاد کا تھا علاوہ سحر کے ہزارون تلوارین سحر کی اسپر
پڑی ہین زخم تیرون سے کاری کھائے آخر پامال ہوا جمشید جادو خوشی خوشی ان سب
قیدیون کو ساتھ لیکر بعد کر و فر کے داخل قلعۂ طلسمی ہوا جس قیدخانہ مین ملکہ مخمور سرخ چشم و ملکہ
شگوفہ و سہیل اختر شناس قید تھے اُسی زندان پُر محن مین شاہزادہ ایرج نوجوان وغیرہ
کو لاکر داخل کیا اور ملکہ مخمور نے یہ خبر وحشت اثر سنی کہ شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان
جنگ مغلوبہ مین مارا گیا اسقدر زخمی تھا کہ لاشہ بھی نہ ملا قریب تھا کہ روح جسم سے نکلجائے نظم

قلزم اشک نے طغیانی کی	دست مژگان نے دُرافشانی کی	شوق نے سلسلہ جنبانی کی
بیقراری نے بھی طغیانی کی	کبھی جو ذرا ہوش آیا منہ سے یہ کلمہ نکلا ہائے ای مخمور کاش کے	

ہم بھی ہلاک ہوئے ہوتے یہ خبر نہ سنتے کہ نورالدہر قتل ہو گئے اور ہم زندہ ہین نظم

ملک الموت بھی کیا ہی بیدرد	آہ سچ ہی کہ بڑا ہی بیدرد	تھامتی ہون دلکو مین بھر کر آہ
کیسی یان آن بنی ہی اے آہ	جان پہ رنج دوسرا یا غم ہی	رنج سا رنج ہی غم سا غم ہی
دیکھتی ہون عجب احوال اپنا	کیا کہون کس سے کہون حال اپنا	کبھی جی چاہتی ہی اپنے کو ہلاک کرون

قصہ زندگانی کا پاک کرون ای مخمور جور کس ساعت سے اس تیرہ طلسم مین آکر قید ہوئی کہ شاید اگر
جان بچی یہ روسیاہ خواجہ عمرو کو کیونکر دکھاؤنگی کیا بات بناؤنگی جس روز علامت طلسم پر
قید ہوئی تھی اُس ایک شخص کے بارے مین بہیرا غصہ کرتا اُس شیر جنت آرامگاہ کا بجز دم محبت کا بھرتا
اگر مین بدنصیب نہ قید ہوتی وہ شیردل اس طلسم منحوس مین کاہے کو آتا ہائے میرے سر پر کھیلی تھی
مین ہجر کی جفا مین جھیلتی تھی ہمیشہ یہی خیال تھا جب کو عشق پہچانیگی روے زیبا دیکھکر جی آئیگی

نظم چون ماہیان بحالت زار
بے گفت زور و آن دل افگار
بے تو من و دل فگار و جان ریش

راضی شدہ ام بمردن خویش
ای جان چہ بود زتن برآئی
دی عمر خوش است گر سرائی

عمرے کہ چنین رود حرام است
ہر کیست کہ زندگیش نام است
ای کاش کہ مادرم نزادے

وہ زاد اجل سبب دوادی
بے لذت زندگی نہ دوانم
مرگ دگر است ہر زمانم

نے بود زہجر یار دلتنگ
بر سینہ زدے زدست جز سنگ
شاہزادۂ عالی شان ایرج

نوجوان ابھی قید مین سر جھکائے ہوئے ایک جانب بیٹھے ہین انتہا کا قلق ہے دل سے کہتا ہے کہ ای ایرج نوجوان افسوس ہے کہ ہمارے ہاتھ سے طلسم فتح نہوا فلک نے یہ روز سیہ دکھایا اس زندان تنگ و تاریک مین پہونچایا شکوۂ فلکی کر رہا ہے حجاب سے سر نہین اٹھاتا مگر ملکہ مخمور سرخ چشم کا جو حال سب ابتر دیکھا قریب آکر فرمایا ای شہنشاہ ملک خوبی وای سرو نوخاستۂ باغ محبوبی صبر کرو دل پر جبر کرو تمھارا تصدق یہ مصیبت ہی ہمارا تو وہ شہزادہ ریج کی حسرت ہی ہای دل تو خیال کرو کہ خدا نخواستہ اگر وہ شہسوار میدان یکہ تازی شیر بیشۂ سرافرازی مارا جاتا تو یہ بیحیا لاش لاتے سر لاکر ہمکو دکھاتے اسی طریقے سے ثابت ہوتا ہی کہ لڑائی بڑی قیامت کی پڑی ساتھ والے سب گرفتار ہوئے آخر بار لشکر نہ سنبھل سکا لوٹا بڑا کسی جانب نکل گیا ان بیحیاؤن نے یہ مشہور کر دیا کہ طلسم کشا قتل ہوا سراسر غلط ثابت ہوتا ہی خاص دل پر غم و الم کا ہجوم نہین ہی دل کو تسکین ہی اس قید خانہ مین تو یہ رنگ ہی ہر ایک اپنی زندگی سے تنگ ہی مجبور ایک کو ایک سمجھاتا ہی شاپور شیر دل ایرج کو بہلاتا ہی اور دل کو تسکین دلاتا ہی

دو کلمہ داستان شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان بیان ہوتے ہین

کہ شہرنگ بن عمرو عیار نامدار درۂ کوہ مین اٹھا کر لایا زخم دوزی کی صبح کو شاہزادے کی آنکھ کھلی اپنے کو درۂ کوہ مین پایا شہرنگ بن عمرو کو بالین پر دیکھا پوچھا ای برادر یہ کیا معرکہ ہی شہرنگ رونے لگا کہ حضور فلک نے گردش دکھائی سردار سب آپ کے قید ہو گئے لشکر منتشر ہوا زخمون سے آپکا عجیب حال تھا جان بچنا محال تھا مین عالم غشی مین شب کو یہان اٹھا لایا شکر ہی کہ لوح موجود ہی سر پہ وہ موجود ہی انشاءاللہ آپ طلسم کشائی سے کیجیے گا نورالدہر نے مجبور ہو کر کہا ای برادر جو منظور خدا مین اپنے کو اب قلعۂ طلسمی مین پہونچاؤنگا

یمن نے ایرج کو بہی تو قید مین دیکہا ہین معلوم وہ کیونکر یہان پہونچے سردار بڑے بڑے
انکے بہی ساتھ تھے خدا نخواستہ اگر ایک مو سے جسم ایرج کم ہوا مین لشکر مین منہ دکہانے کے لائق
نہ رہونگا اس سے بہتر ہی کہ ادہر سے ٹکر مر جاؤن شبرنگ نے کہا جو حضور فرماتے ہین یہی مناسب
ہی غلام اتنا طالب ہی کہ ایک روز تو یہان توقف فرمائیے کہ زخم خشک ہو جائین نور الدہر نے
کہا دل پر زخم ہی کس کس کا علاج کروگے یہ کہکر فرمایا تہوڑا پانی کہین سے تلاش کرکے لاؤ شبرنگ
چہاگل ہاتہ مین لے کر بیرون درہ کوہ آیا جستجو مین پانی کی چلا مگر جمشید جادو جب آکر دوسرے
دن تخت پر بیٹہا شیران سلطنت سے کہا یارو طلسم کشا مارا نہین گیا نہ لوح ملی نہ لاشہ دستیاب
ہوا طلسم کشا کہین چہپ گیا تلاش اسکی ضروری ہی اسکا وزیر تہو کہ اسکا سفاک شعلہ زن نام
ہی سکاری و فریب اسکا کام ہی کہا حضور آپ کی رائے سلیم ہی طلسم کشا بجا علام ہو بیشک لڑتے
لڑتے کہین مخفی ہوا بیٹا عمرو ایسے عیار کا اسکے ساتہ ہی اسنے ضرور ہی کوئی تدبیر کی ہوگی مگر
اس حوالی سے کہین دور نہین جا سکتا انتہا کا زخمی تہا اسی کوہ کے گردے مین ہوگا غلام
ابہی جاتا ہی اگر سامری و جمشید نے مدد کی تو طلسم کشا کو مع عیار لیکر آتا ہی یہ کہکے سفاک شعلہ زن
بہڑک کر چلا جہان رن پڑا تہا لاشے جابجا ساحرون کے موجود تھے عجب مقام خوفناک
تہے خون کے نالے بہتے ہوئے نخل صحرا کے جلے ہوئے یہ بیچا دیکہتا بہالتا چلا دور سے اسنے
دیکہا کہ شبرنگ عیار چہاگل ہاتہ مین لیے ہوئے اندر سے درہ کوہ کے نکلا اس بیچا کو
یقین کامل ہوا کہ بیشک طلسم کشا اسی درہ کوہ مین مخفی ہی اپنے آقا کے لیے پانی لینے جاتا ہی
خوشی سے منہ مین پانی بہر آیا مثل موج بیتاب ہوکر اسکو گرفتار کرنے کے روان ہوا چند قدم
شبرنگ بن عمرو گیا تہا کہ سفاک شعلہ زن نے دو دانے ماش کے شبرنگ بن عمرو پر
پہینکے شبرنگ بے حس و حرکت ہوکر زمین پر گر پڑا سفاک شعلہ زن قریب آیا کہا کیون او
نا عیار اپنے سردار کو خوب بچایا درہ کوہ مین لاکر چہپایا اب دیکہ تیری صورت بنکر جاتا ہون
لوح چہین کر انکو بہی گرفتار کرکے لاتا ہون شبرنگ مجبور ناچار رونے لگا اشکون سے
منہ دہونے لگا سفاک نے شبرنگ کو لاکر ایک گوشے مین ڈال دیا آپ ہوئے صورت
شبرنگ بن عمرو کی بنا قریب درہ کوہ آیا آواز دی ای شہزادہ پانی حاضر ہی نور الدہر باہر

حل نے کہا ای برادر پانی لائے اُسنے کہا پانی تو حضور حاضر ہی مگر لوح پر خون جم گیا ہی لاییے
پہلے اسکو پاک کرون چشمے مین غوطہ دے کر لاؤن نورالدہر تو جانتے ہین کہ میرا یار وفادار ہی
کیا خبر ہی کہ یہ عیار سکار ہی گردش فلکی سے ہر شخص مجبور و ناچار ہی دم بھر مین یہ فلک نیا شعبدہ
دکھاتا ہی رہروان کوے جرأت کو شش نقش پا مٹاتا ہی نورالدہر نے لوح گلے سے اتار کر حوالے
کی سفاک شعلہ زن نے لوح کو ہاتھ مین لیا رومال مین لپیٹا جھولی مین رکھ کے آواز دی
باش او طلسم کشا منم سفاک شعلہ زن فدوی اعظم جمشید صف شکن دیکھیو لوح لیتے ہین
مسلمانون کو داغ دیتے ہین یہ طلسم جمشید و سامری کی قدرت کا نمونہ ہی خاص بندگان خداوند اس
طلسم مین رہتے ہین یہ سنکر نورالدہر نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا اُسنے چند دانے ماش کے مارے
ہاتھ پاؤن جنبش و حرکت سے رہ گئے سفاک شعلہ زن نے ایک تخت سحر تیار کیا شاہزادہ نورالدہر
بن بدیع الزمان و شبرنگ بن عمرو کو اسیر ڈال لیا اور طرف قلعہ جمشید کے روانہ ہوا جمشید
جادو تخت پر بیٹھا ہی سفاک شعلہ زن آکر پہونچا لوح ہاتھ پر رکھکر نذر دی تمام کیفیت بیان
کی نورالدہر اور شبرنگ کو قید سحر مین سلسل کر کے قیدخانہ مین بھیجا یا ملکہ مخمور سرخ چشم و ایرج
وغیرہ قیدخانہ مین بیقرار و اشکبار تھے کہ شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان بھی سلاسل و
طوق قیدخانہ مین پہونچے شور گریہ و زاری بلند ہوا زنجیرین تھام کر سب اٹھ کھڑے ہوئے
ایرج نوجوان نے گلے مین ہاتھ ڈال دیے کہا ای برادر عجب خبر وحشت اثر سنی تھی کہ دشمن جنگ مغلوبہ
مین قتل ہوئے اس غم سے کلیجہ مین آبلے پڑ گئے زندہ تو پایا مگر اس حال پر ملال مین دیکھا کوئی
ساعت مصیبت تازہ سے فرصت نہین ملتی کلی باغ مراد کی نہین کھلتی ملکہ مخمور سراپا کو شاہزادے
کے دیکھتی ہی کبھی گھبرا کہتی ہی کیون ای شہریار یہ رات ہی یا دن ہی آنکھون سے نہین سوجھتا دل
قابو مین نہین افسوس میرے واسطے آپ نے کیا کیا مصیبت اٹھائی مجھ بدنصیب کا کیون چھپا کیا
قتل ہو جاتی زندان سے چھوٹ جاتی نورالدہر نے سب کو تسکین دی اور فرمایا خدا
مالک ہی شبرنگ بن عمرو ہمارے عیار وفادار نے دشمنون سے بچایا فاک پھر عیار لور شکر
آیا خیر شکر ہی سب ایک مقام پر ہو گئے مرگ انبوہ جشنے دارد مگر خدا واسطے ایرج نوجوان کے
دل رکھتا ہی ایسا ٹوٹ بار دکھلکو مگن ہوتا ہی جب سے یہ لشکر مین آئے یہ پہر فقط ماتم آتیر بنا

اگر لمحہ بھر کو جدا ہوے تو مثل ماہی بے آب بیقرار رہے عدم مین بھی ایک ساتھ جائین گے مگر
ای ملکہ مخمور تمہاری مصیبت پر کلیجہ پھٹتا ہی یقین ہی جمشید ملعون ہمکو قتل کریگا مگر تمکو پاس افراسیاب
کے بھیجے گا ایک سردار افراسیاب کا ہمارے ہاتھ سے در قید خانہ پر مارا گیا فیروز نمس ملعون
کو خبر پہونچی ہوگی تمہارے نام پر جان دیتا ہی ملکہ مخمور نے ٹھنڈی سانس بھرکر جواب دیا ہر چند
مین سخت جان ہون مگر آپ کے بعد سر ٹکراکر جان دونگی روسیاہ افراسیاب خانہ خراب کو
خدا نہ دکھائے اسکی صحبت سے بچائے اسوقت قید خانہ مین شور گریہ و زاری بلند ایک
ایک جان کے خوف سے دردمند بیان جمشید ملعون نے سفاک شعلہ زن کو جلد بھاری
خلعت دیا جلسۂ عیش و نشاط آراستہ ہوا جمشید نے حکم دیا منادی ندا کرے کل صبح طلسم کشا کو
مع کل قیدیان بلا بدولت قتل کرینگے ایک ایک نمک حرام کو سزاے معقول دین گے تمام کوچون
مین قلعۂ جمشیدیہ کے اشتہار چسپان ہوے منادی جا بجا ندا کرتا پھرتا ہی کہ کل صبح کو طلسم کشا
و ملکہ شگوفہ و سہیل اختر شناس و فیروز جادو و شبرنگ آتش خوار و ابرق آسمان سیر
مصاحب شہنشاہ کوکب و ملکہ شوخ چشم و ایرج نوجوان و شاپور شیر دل و شبرنگ بن
عمرو و ملکہ مخمور سرخ چشم وغیرہ قتل کیے جائین گے سرکشی کی سزا پائین گے یہ آواز کان مین
قیدیون کے پہونچی علاوہ ان سرداران مذکور کے بارہ چودہ ہزار اہالیان فوج بھی قید ہوکر
آگے ہین ایک رسن مین بیچارے بندھے بیٹھے ہین شور فریاد و الغیاث بلند کیا انور الدہر نے
بھی سُنا قریب دروازے کے آکر کہا بھائیو کیون فریاد کرتے ہو اپنے معبود کو ایسے وقت مین
سینہ یاد کرتے ہو جو شر در جہان باپ سے زیادہ مہربان ہی رحم کرنا اسکی شان ہی اگر اسکی عنایت
شریک حال ہوئی چشم زدن مین دام بلاے مصیبت سے رہا ہو جاؤ گے اس آفت سماوی
سے امان پاؤ گے رباعی

دنیا ہی عجب سرائے فانی جہات	نہ دیر مین کچھ ہی نہ حرم مین کچھ ہی	دنیا مین نہ کچھ ہی نہ عدم مین کچھ ہی
	دم مین کچھ ہی اور ایکدم مین کچھ ہی	ان سب نے غرض کی فنا

آپ کو سلامت رکھے آپ کا جمال بے مثال دیکھکر روح کو راحت قلب کو قوت آنکھون
مین بصارت پیدا ہوئی ہی آپ کا حال حسرت انجام دیکھکر خود مصیبت زار زار روتی ہی
یہ آپس مین باتین حسرت و یاس کی ہو رہی تھین کہ حال قتل مسلمانان سُنکر تیرا عظم کا چہرہ زرد

ہوا کا نپتا تھراتا کاشانۂ مغرب مین جا کر چھپا لیلائے شب زلف مشکین کھول کر حیران پریشان بتلاش جنس آرزو وبصد جستجو محمل اندوہ والم مین سوار ہوئی نظم

سیاہی ہویدا ہوئی سر بسر
کھلے موے لیلائے شب سر بسر
کہ ذرے چھپے خوف سے زیر خاک
قمر دل ہوا اس ڈر سے بیقرار

وہ اس شب کی ظلمت کہ دن تیرہ تار
لباس سیہ بر مین پہنے قمر
ستارون کی دہشت سے تھین آنکھین بند
دکھائے نہ گردش پیل ونہار

شب غم کا ایک ہوئی جلوہ گر
فلک پر کواکب کو بھی انتشار
وہ سنسان تھی رات اور ہولناک
زمین بیقرار و فلک درد مند
عجب اس شب کو ستاتا اہالیان

زندان خائف وترسان شب کو دربانون نے دروازہ بھی بند کیا اور غم تازہ دیا سب مہ رویان ماہی شہریاران گرامی پروردۂ مہد ناز ونعم اسیر مصیبت واندوہ والم اندھیرے ست قیدخانہ کے گھبراتے تھے بعض بیقرار ہو کر چلاتے تھے نور الدہر سب کو سمجھاتے تھے کہ یار وقت دعا ہی نہ گھبراؤ اپنے معبود سے دعا کرو سب نے کہنے سے نور الدہر کے ہاتھ طرف آسمان کے اٹھائے نور الدہر دعا کرتے ہین سب آمین کہ رہے ہین آنکھون سے اشک حسرت بہ رہے ہین فرزند رشید صاحبقران اوصاف الہی مین مصروف نظم

سازندۂ آدم از کف خاک
نقاش نگارخانۂ غیب
تشریف دہ زمین بہ مردم
بر کوہ بہ پیل چرخ خود رائے
از قوس قزح کجک بدستش

بینائی چشم اہل بینش
منشی صحیفہ ہائے لاریب
نقش زمرہ خجستہ امید
آگو واده بندو سے زحل جا

دارندۂ ہفت کاخ افلاک
فیاض وجود آفرینش
زینت گر آسمان زانجم
خاکال بساق عرش پیچید
داد از پئے ضبط پیل ستش

اے رحیم وکریم فضل اپنا شریک کر اپنے بندون کو قتل سے بچالے زندان مصیبت سے نجات دے بیجا مصیبت سے قتل کریگے کفن تیرے بندونکو ڈھونڈینگے شب بھر تو پھڑک پھڑک کر کاٹی چونکہ مصیبت تھی آنکھون مین کٹ گئی چہرۂ لیلائے شب سے نقاب الٹ گئی محل ظلمت کا اٹھا فوج شیاہگان کو شکست ہوئی شہنشاہ زرین علم کو ذکر بند وبست ہوئی نظم مصنف

گئے خاک غم منہ پہ مہر فلک
تھی نظم دیگر

ہوا مرغ شب جب الم سے ہلاک
برآمد ہوا شرق سے یک بیک
رخ افلاک پر کدورت ہین

سحر کا گریبان ہوا چاک چاک
عجب سحر مصیبت خیز دہشت انگیز
انجم سب مائل مصیبت ہین

گلشنِ دہر ہی اُداس اُداس
دل پہ ہوا ہر حسرت و حرمان
کفِ افسوس برگ ملتے ہیں

عالمِ حزن اور حسرت و یاس
نخل ماتم کی طرح نخلِ چمن
آتشِ رنج و غم سے جلتے ہیں

ہی ہر اک وحش و طیر نالہ کناں
غمکدہ ہی بنا ہر اک گلشن
صبا خاک اُڑاتی ہی ہر شجر سے

سر نگراں ہی نوجوانانِ چمن کو گلعذارانِ صاحبقران کا غم ہی ہر نخل گلزار نخل ماتم ہی عندلیبان
خوش نوا غزل خوانی بھولیں آہ و فغان کرنے لگیں یکایک اُس گلشن میں ہوائے سرد آئی
زبانِ موجِ ہوا سے یہ آواز سُنائی ای ساکنانِ باغِ عالم کیا غم و الم ہی باغبانِ قضا و قدر مالک
و مختار ہی بعد خزان کے بہار ہی ای غمخوارانِ گلشنِ ایجاد تاثیر تمہاری آہ میں ہی قافلہ آمد آمدِ بہار
غنچہ و گل راہ میں ہی گُلِ مراد ملا چاہتا ہی غنچۂ آرزو کھلا چاہتا ہی الغرض سپیدۂ سحری آسمان پر
چمکا نیرِ اعظم بصد شوکت و حشم علمِ زرین شعاع کھلا ہوا تختِ نیلی پر جلوہ فرما ہوا جمشیدِ رو سیاہ
تاجِ نخوت بر سر تختِ نکبت پر آ کے بیٹھا تمام ساحرانِ غدار غولانِ صحرائے کفر و ضلالت
گُمرہیت خرس طینت میمون خصلت دربار میں آ کر جمع ہوئے آج اسقدر جادو ہی دربار میں جمشید
ملعون کے کہ تل رکھنے کی جگہ نہیں ہی دنگل و کرسیان طورا سپر دستانِ شراب کبر و غرور
نزدیک و دور سے ہزارہا بچھائے ہیں عمرو ساحری کے مشتاق قتل طلسم کشا کے مشتاق سفاک
شعلہ زن مثل آتش تنور کے بھڑک رہا ہی کہ یارو میں نے بڑا کام کیا طلسم جمشیدیہ میں نام کیا
طلسم کشا کو میں گرفتار کر کے لایا ابھی خلعت بھی نہیں پایا ابھی گھبرا کے جمشید جادو سے کہتا ہی ای
شہنشاہ جلد طلسم کشا وغیرہ کو بارگاہ میں بلائیے کسی کو دار پر چڑھائیے کسی کو خنجر سے قتل کرائیے
جمشید نے حکم دیا مقیدانِ طلسم کو جلد لاؤ اول دربار میں پہونچاؤ دیکھے نکو اِموں کو سمجھائینگے
اگر مان جائیں تو بہتر ورنہ حلقۂ شاہباز شمشیر ہوں سرکش ہمارے نام سے زیر ہوں داروغان
جیل خانہ کا دوڑا قید خانہ میں آ کر مقیدانِ زندان بلا کو نکال لائے آگے نور الدہر بن بدیع الزمان
ایک سمت ایرج نوجوان ایک جانب ملکہ ممور سرخ چشم و ملکہ شگوفہ و فیروز جادو
و شبرنگ آتش خوار و شبرنگ بن عمرو نامدار ایک طرف سرداران ایرج نوجوان افلاک
کوآئی و ملکہ شوخ چشم و ابلیق آسمان سیرانِ سب کے عقب میں ہزار ہزار ساحر زنجیر
در گردن سر سے بندھے ہوئے دربار میں جمشید جادو کے پہونچے یہ ملحوظ رہے کہ شاہزادہ نور الدہر

والا مقام کے جسم پر قید بحر لیٹے ہیں ساتھ ہتکڑیوں کے مار سیاہ لپٹا ہوا ہی طوق بھی آہنی آتش کا
مگر شاہزادہ نے ضبط کر کے آواز دی السلام علیکم سلام من درین مجلس و دین ما دا بکسے بلند کہ
ہمانند دلشنا سید کرنده ایک دست و پیغمبر حق برحق ایرج نے وعلیکم السلام کا جواب دیا کافر دیکھ
کے بے پیر تیر بخیہ آ مشتعل ہوئے آتش دیدہ کے جل کیا بالان ان کی صدا بلند ہوئی جمشید جادو نے منع
کیا کہ یار دیگروں رنجیدہ ہوتے ہو اب ان قیدیوں کی بات کا برا ماننا بیجا ہی بقول سعدی ہر کہ دست
از جان بشوید ہر چہ در دل دارد بگوید سہیل اختر شناس ملکہ شگوفہ و فیروز جادو و شہرنگ آتش خوار
وغیرہ کی جانب متوجہ ہوا کہ انکا ہمراہ ہونے طلسم کے شکست کرانے کی تدبیر کی تھی مگر میں خیرہ
ساری ہوں شیر پیشہ ساحری ہیں اب بھی قدموں پہ گرو ورنہ اب جانبری غیر ممکن ہے بڑے افسوس
کی بات ہی خدا تمہارا الآن وحقانیت ہی بونے دوسو کو چھوڑے ہو تمہاری عقل پر پتھر پڑیں مجھ ایسے
بادشاہ سے منہ موڑتے ہو جلد جواب دو سہیل وغیرہ نے کہا کیا بکتا ہی جو تجھ سے ہو سکے قصور
نہ کر بیٹے شاہزادے سے جواب سخن سے ہاتھ بھر ایک امر اور ملحوظ ہوا شاہزادہ نور الدہر کو جمشید
جادو نے قریب تخت کے طلب کر لیا ہی دس پانچ قدم کا فاصلہ ہی جمشید جادو بہ عتاب
اپنے مددگاروں سے خطاب کر رہا ہی کہ یکایک آسمان در سے برق چمکی ایک جادوگر ایک مہ جبین
کو تخت پر سوار کیے ہوئے آکر پہونچا مگر وہ نازنین حجاب سے سر جھکائے ہوئے آنسو آنکھوں میں
ڈبڈبائے ہوئے چہرہ اداس عالم یاس جسم میں رعشہ وہ تخت زمین پر آکر اترا جمشید جادو اس
مہ جبین کو دیکھکر مثل گل کے شگفتہ ہو گیا اس نازنین کو اپنے تخت پر بٹھا لیا اور وہ طلسمی ساتھ
جمشید جادو کے تخت پر رکھی ہوئی ہی سہیل وغیرہ کو دکھلا رہا ہی کہتا ہی اب اسکو خدمت میں شہنشاہ
افراسیاب جادو کے بھیجونگا شہنشاہ اسکو اچھا دے رکھیں گے سو جسے لج تخت پر
رکھی ہی اس جادوگر نے دست بستہ عرض کی یہ آپ کی صفو قدماہ پہ دو دختر مہران شاہ ہی میں اسکو
پہلے سے اس طلسم کشا کے اشتاہ دیا تھا ایک ہفتہ نجمائے گذرا بہت میں طلسم کشا کی مدہوش ہی
دریائے عشق کا جوش ہی اس دربار عام میں جمشید متین کر سنے لگا اس وقت تسکین دل زار دو
ای معشوق کا فدا جس سے کو مرنے بہ شکل وہ سامنے صبر سے عقد بیٹھا ہی ملک الموت سے آنکا
سامنا ہی قتل ہوا چاہتا ہی یہ سنکر ملکہ ماہ پیکر نے سر اٹھایا اس حال میں شاہزادہ نور الدہر سے

آنکھ جا رہی کہ شاہزادہ قید کرین مبتلا شل گنہگارون کے بیٹھا زاد ہیں آنکھیں چار ہوئیں پر پنہان عاشق و معشوق دونون سے کلیجے کے پار ہوئیں کچھ اشارے ہوئے اس کنانے کو کون سمجھے شعر

میان عاشق و معشوق رمز لیست ٭ کرام الکاتبین راہم خبر نیست ٭ ماہ پرور کا کلیجہ دھڑکنے لگا پیشانی سے قطرے پسینے کے ٹپکے وہ بھی بناوٹ سے خالی نہ تھے مطلع قطرے نہیں عرق کے رخ لاجواب پر ہیں دیکھو پڑی ہے اوس گل آفتاب پر ہے بند مسدس

سینہ وہ باصفا کہ ہو خورشید کا یقین
دو سا بلور سے بھی مصفا ہیں یہ کہیں
رکھے ہیں یا چنگیر میں گلہا سے یاسمین
جیتی صفا سے صبح کی صادق کبھی نہیں

سینہ ہے آئنہ قدم دم دھرا ہوا
آب گہر سے یا کوئی دریا بھرا ہوا

وہ چھاتیاں ہیں یا کہ ہیں الماس کے کنول
ہوتے ہیں فرقدین دسان صاف تمثل
دو سیقے یہ نور کے رکھے ہیں مشتعل
کرتا گمان انار کا ہے سخت تنزل

بیٹھے شراب کے ہیں کہ کوزے نبات کے
یا ہیں حباب چشمۂ آب حیات کے

ادھر آنکھوں سے شاہزادہ نور الدہر کے اشک حسرت ٹپکے ملکہ ماہ پرور آنسوؤں کو پی گئی اشارے سے منع کیا کہ یہ شہریار والاتبار وقت جوش و خروش نہیں ہے اور جمشید کو جواب دیا کہ اے بادشاہ اس ساحرے تیرے مجھکو اس ہفتہ میں کیا کیا تکلیفیں پہونچائیں جسکا مجکو عاشق بتاتا ہے میں اسکو پہچانتی بھی نہیں ہون میرے ماں باپ سے مجکو چھڑایا اس دربار میں مجکو بلایا کیسا عاشق فاسق ہے معشوق کا یہی مرتبہ ہوتا ہے یہ بیچارہ دیا ہو سامنے کھڑا ہے باغ میں سے میرے مجکو اٹھا لایا طالب وصال ہوا جب میں نے نہ مانا جان دینے کا قصد کیا تب یہان سے لے کر آیا ہے عشق طلسم کشا و غیر طلسم کشا بتلاتا ہے اگر حضور کا طلسم کشا نام ہے تو ہمارا نیک انجام ہے ماں باپ ہمارے منسوب کر چکے ہیں ہمیں کیا دخل ہے اور اگر کسی اور کو یہ بتایا کتا ہے تو اسکو نیچی ناک ہوتی پر نثار کرون خاک میں ملاؤن اندھیری گور میں سلاؤن یہ سنکر جمشید بیقرار ہو گیا کہ اے ملکہ ملا اس جیلے نے آپ پر دست اندازی کا ارادہ کیا تھا ملکہ ماہ پرور نے کہا اگر بیٹھا تھا

تو اس سے پوچھیے۔ آٹھ دن کمان لیے لیے پھرا مین تو دھاگڑے کے پہاڑ مین تھی تجکو لایا دھاگڑے
کو نہ لا سکا بس یہ سنکر جمشید مثل شعلۂ آتش بھڑکا کہا او سنگبار جادو ملکۂ عالم کی بات کا جواب
دے کیا فرباقی ہین سنگبار نے کہا حضور مین اِسی جوان کے پہلو مین سے اٹھا کر لایا تھا
جلدی کا ابن امیر ہاتھ نہ ڈال سکا بس جمشید جادو نے یہ سنکر غصہ مین سنگدلی کی ایک چٹکی
خاک کی سر پر سنگبار جادو کے ڈال دی جلکر خاک ہوا قصہ پاک ہوا تمام اہالیان دربار
تھرانے لگے کانپ گئے کسی کے منھ سے بات نہ نکلی آہستہ کہ رہے تھے کہ دیکھو اس نکوہام نے
غضب کیا منصوبہ شہنشاہ پر نگاہ بد ڈالی آخر اعمال قبیح کی سزا پائی اور جمشید جادو نے ملکہ
ماہ پرور کی پشت پر ہاتھ رکھکر کہا کہ ای ملکۂ عالم مین جب سے دراز سے اسیر طرۂ گیسو ذبیح خنجر ابرو ہون
آپ کے یمن قدم سے لوح کی فتح ہوئی ورنہ اس لسلوں نے تمام طلسم کو درہم و برہم کیا دست
بچگن ہوے اپنے بیگانے ہوے جب خود تکلیف کی تو گرفتار کرکے لایا ہون یہ تمھارے
قدم کی برکت ہو یہ سات لوح طلسمی موجود ہی اسی کی وجہ سے ہزارون ساحر مارے گئے ملکہ ماہ پرور
نے سر جھکا کر کہا صاحب یہ کیا چیز ہی جمشید جادو نے کہا جان طلسم روح طلسم اسے لوح طلسم
کہتے ہین اسکو دیکھکر ہم لوگ جتنا مین سنتے ہین سحر بھولتے ہین جسکے پاس یہ موجود ہو اُس پہ ہمارا
کچھ نہین قابو نہین ہو سکتا ملکہ ماہ پرور نے کہا مین دیکھون تو سہی کیا لکھا ہی جمشید جادو نے
کہا ملکہ اسکو نہ دیکھو پھر عکس پڑتا ہی سحر بھول جاتے ہین سامنے طلسم کشا بیٹھا ہی اگر اسکے
طلسم سے مس ہو جاے تیرہ کرید درہم ہو مجکو قلق طلسم کشا کو سرور ہو وہ اوہ ای ملکہ یہ جوان یکہ تاز میدان
جرأت کی شہسوار عرصۂ جلالت ہی لاکھون سے اکیلا لڑتا ہی طلسم مین کیا کیا معرکہ چکا ہی اسکے بڑے
بڑے جادوگر مین کیسے کیسے باہنر ہین مجکو خوف ہی ملکہ ماہ پرور نے لوح کے پاس سے ہاتھ
ہٹا لیا اور کہا کہ آپکا عشق ہمیں لگ گیا ہمارے نصیبہ کی خوبی کہ ماں باپ نے ایسے کے ساتھ منسوب
کیا جو کچھ کیا خوب کیا واہ واہ کیا قدرت سامری کی ہی ہم باقی کو بچائین گے اپنے وارث کو قتل
کرائین گے ماں باپ تک سے جدا ہو چکے اب سو تمھارے ہمارا پوچھنے والا کون ہی تمسے ہم کو
یون نفرت واہ ری قسمت جمشید جادو ہاتھ جوڑنے لگا اور لوح سے کر سامنے رکھدی کہ یہ تو
تمھارے ہی پاس رہیگی ملکہ نے کہا صاحب مین کیا کرونگی مین تو دشمن ہون طلسم کشا کو بیر دیگی

جمشید جادو نے کہا ملکۂ عالم غصہ نہ کرو اسکو پاس رکھو ملکہ ماہ پرور نے کہا لاؤ مجبوری تمھاری
خوشی یہ کہکر ملکہ نے لوح ہاتھ مین لی جمشید جادو نے کہا جلد جلاد کو بلاؤ پہلے طلسم کشا کو قتل کرو
مرگ جلاد کو بلانے کو دوڑے جمشید جادو طرف وزیرون کے متوجہ ہوا کہا کیون صاحبو لوح اپنے
پاس رکھون یا بخدمت شہنشاہ افراسیاب بھیجدون کسی نے کچھ کہا کوئی جواب دینے سے عاجز
ہوا ماہ پرور نے کہا وقت شاہزادے کا قریب آگیا جو کرنا ہی کرگذرو اپنی جان جائیگی صدقہ پانچ
یہ شیر صولت بچ جائے عاشقون مین نام رہیگا ہر عاشق ہمکو ثابت قدم کہیگا جمشید جادو کا تو منہ
اور طرف تھا ملکہ ماہ پرور تخت سے اٹھی تیغہ ہاتھ مین لے لیا جمشید جادو نے کہا ملکہ کسان
ماہ پرور نے کہا یہ گھونگھٹا سونڈنی کا ہاتھ مجھکو گھور گھور کر دیکھتا ہی آنکھ مین میلا ہے اسکے گھیر دون جمشید
نے ہان ہان کہا ملکہ نے پہلے لوح اسکے منہ کے سامنے چمکائی جمشید جادو کے رہے لنگ تمام
پھر ابس ملکہ ماہ پرور نے تخت پر سے جست کی لوح گلے مین شاہزادہ نورالدہر کے ڈالدی
کہا شہریار ہوشیار ہو جیسے ہی لوح گلے مین شاہزادہ نورالدہر کے آئی مارے غصہ کے جل کر
گر پڑے شاہزادہ نورالدہر اٹھا ملکہ ماہ پرور کا ہاتھ کھینچ لیا اپنی پشت پر کیا ملکہ ماہ پرور نے
ملکہ مخمور کی زبان سے سوزن کھینچ لیا کہا بوا خوش شاہزادے کو بچاؤ ادھر شاہزادہ نورالدہر
نے نعرہ کیا نعرہ نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم و قہر و شیر شکار رستم شاہزادہ نورالدہر + ادھر مخمور
سرخ چشم بل کرکے اٹھی سنگریزے اٹھا کر مارے پتھر کی سلین برسنے لگین سنگ لون کے
سر پھٹے بہت حیران ہوکر بت بنگئے ملکہ مخمور نے دور ساحرون کی زبان سے سوزن نکالا فوراً انہ
نے نعرہ کیا شاہزادہ ایرج نوجوان پر لوح کا عکس ڈالا ایرج نوجوان نے بھی قید سحر کو توڑا
نعرہ کیا نعرہ شاہزادہ ایرج نوجوان ماہ برج آن آفتاب سپہر و کرم صاحبقران نسیم
و آفاق گیر + ابرق آسمان سیر وزیر خوش تدبیر شعلہ کوکب روشن ضمیر بھی اٹھا اٹھے
زمین کو ہلا دیا شہنشاہ جمشید جادو ہائے کا نعرہ کرکے تخت سے اٹھا کہا ہائے یارو پکڑو اس تن
گرگ بغل کہان سے پیدا ہوا اس قتال عالم پر کیون شیدا ہوا تھا سردارون کو اشارہ کیا مارو
اب فوجین بارگاہ مین تلوار چلنے لگی گھمسان کی لڑائی ہونے لگی اشعار

چلی تیغ شہزادۂ شیر دل	کہ ساحر ہوے خوف سے پاہ گل	چمکنے لگی برق تلوار کی

پنہ تھی نہ اُس شیر کے وار کی
کٹے ایک حملہ مین کتنو کے سر
ہر اک جان سے اپنی عاری ہوا
قیامت بپا کی تھی مخمور نے
سنانین کلیجون مین گڑنے لگین
کسی سمت آبریق فیروز بخت
لگی سحر کرنے بعد قہر و خشم
شگوفہ کی جرأت کے بھی گل کھلے
ہوے خاک جل جل کے اہل حسد
بڑی ڈر سے منھ کو چھپانے لگے
مدد دیکھیے آن کر اب ذری
زمین طلسمات کانپی تمام
رہے یون کہ ساحر ہوے دردمند

ہر اک ساحر بیحیا سنگدل
سیہ رو ہوے خون مین تر بتر
کسی غول پر ایرج نوجوان
دکھائی چمک شعلہ طور نے
ہوے تیرہ بختی سے ساحر تنگ
لگا کرنے ہر ایک پر سحر سخت
نہ تنگا نہ شبرنگ کی وہ جدال
کہ گلہاے افسون برسنے لگے
لڑائی وہان تھی وہ گھمسان کی
قدم اپنے پیچھے ہٹانے لگے
کوئی پوسنے دو سمے لیتا تھا
بگڑنے لگا سحر کا انتظام

ہوا ڈر سے شمشیر کے تنگدل
وہان خون کا چشمہ جاری ہوا
جھپٹ کر گیا مثل شیر ژیان
نگاہین نشیلی جو پڑنے لگین
لگے بھاگنے جو کہ تھے ناپچنگ
اور اک سمت کو ملکۂ شوخ چشم
فنا کر دیے ساحر بیشال
کیا سحر جم کر جو باشتہ دمد
کہ اُن ساحرون کو پڑی جان کی
زبان پر تھا ہر اک کی یا سامری
چھپا کوئی جمشید کا تخت تھام
شجاعت سے شہزادہ ارجمند

اسطرح کی جنگ مغلوبہ ہوئی کہ زمین و آسمان تھرا گئے خوف سے

نامردون کو غش آگئے جمشید جادو لڑتا بھڑتا بیرون بارگاہ آیا شاہزادہ والاگہر نورالدہر بن بدیع الزمان کو بھی ملازمان خاص نے مرکب بادرفتار پر سوار کیا شاہزادہ عالیشان ایرج نوجوان کا بھی اسپ تیزگام آیا ملکہ مخمور نے قیامت برپا کر دی لاشون سے زمین بھر دی کوہ و برزن مین دریاے خون بہ رہے ہین شیران سحر ڈکارتے پھرتے ہین انکے خوف سے بزدلے بیہوش ہوکر گرتے ہین ملکہ شگوفہ جادو نے سیکڑون باغیون کو قتل کیا نمونہ باغ مرگ دکھایا ابریق آسمان سیر وزیر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر نے لشکر جمشید جادو کے دھوین اُڑا دیے لاکھون بیحیا خاک مین ملا دیے شبرنگ آتش خوار نے آگ برسائی ناریون کو راہ جہنم دکھائی فیروز جادو مظفر و منصور ہر پُرغرور کو راہ دارالبوار دکھاتا ہی اِسکے حربے آسمان افسون ساز تھراتا ہی شاہزادہ والاشان نورالدہر بن بدیع الزمان ڈٹے بھڑتے جنگ رستمانہ کرتے ہوے مثل شیر خشمناک برابر جمشید جادو کے ہو بجے للکارا کہ او مغرور کہان جاتا ہی جمشید جادو نے جو

شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کو دیکھا خون آنکھون مین اُتر آیا سحر سے آگ برسادی
زمین ہلادی اور ہزار جادوگر جلکر مرگیا مگر شاہزادہ نور الدہر تیغ چمکاتے ہوئے پاس آگئے
اب مجبور ہوکر جمشید جادو نے تیغ سحر کا وار کیا نور الدہر نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار کو تا دامن
سپر روکا وار اُسکا روک کر اپنی دامن مین سے ہاتھ نکالا خبردار کہکر تیغہ خاراشگاف سلیمانی کا
ہاتھ لگایا اُس بیحیا نے کلمۂ اعیون کو یاد کیا سپر سحر کو اُٹھا دیا مگر تیغ جھک کر جو گری سپر سحر کے
دو ٹکڑے کرتی تاج کاٹ کرتا دو ابرو پہونچی ہاے کہکر جمشید جادو نے اپنے کو زمین پر گرا دیا غل ہوا
نور الدہر نے چاہا گرفتار کرون یا قتل کر ڈالون جمشید نے پر پرواز پیدا کیے مثل طائر
خائف بلند ہوا ساتھ والون کو آواز دی یارو نکل چلو مین طرف گنبد جمشید کے جاتا ہون
وہان سے لشکر کشی کرونگا طلسم کشا کا پیچھا نہ چھوڑونگا مگر اسوقت نکل آنا جان بچانا سب
ہر کئی لاکھ ساحر اُسکے ساتھ بلند ہوئے سحر کرتے ہوئے نکل گئے ملکہ مخمور سرخ چشم وغیرہ نے
چاہا کہ روکین یہ نہ نکلا بیق آسمان سیر نے آواز دی کہ تعاقب مناسب نہین ہے لشکر آپ کا
خستہ ہوگا سب سرداران کے اہالیان شہر نے پناہ مانگی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان
نے سب کو سرفراز کیا تیغہ خون آلودہ ہاتھ مین تیغ وغیرہ دی سپاہ آکر داخل بارگاہ جمشید ہوئے
ملکہ ماہ پرور کو بتکلیف تمام داخل محلات کیا تخت سلطنت پر غاشیہ ڈالوا دیا نور الدہر نے ایک
نوجوان کو مقام صدر پر جگہ دی اپنے ساتھ والون کو دکھاتے زرین پر رخصت ہوئے کرسی جواہر نگار
پر ملکہ مخمور سرخ چشم بیٹھی ذکل جواہر نگار خزانے سے جمشید جادو کے نکلا جو اسیر شاہزادہ
نور الدہر بن بدیع الزمان بعد شوکت و شان شکن ہوئے زخم دو زبان ہونے لگین بہا
ملکہ شگوفہ زبردست ماکی مخمور سرخ چشم مقام تجزیہ ہوا یہ بھی ہاتھ باغ ہے آج غم والم سے فراغ
ہوا ملکہ مخمور سرخ چشم نے پکار کر آواز دی اے ساحران نامی وای جان نثاران گرامی بادشاہ طلسم
شکست کہا کر نکل گیا مقام تردد کا ہے ہرکارے روانہ کیے جائینگے دو چار روز مین انتظام ہوگا مگر اب
سب ساحرون کو مناسب ہے کہ طلسم کشا کے جان کی خیر مناؤ حفاظت کے سامان کرو ایسا نہ ہو کہ
دراندازی آپ نے خدانخواستہ اُنکے دشمنون کو گرفتار کر کے لیجائے طرح کی فکر ضرور ہوگی سب نے
عرض کی اے ملکہ عالم آپ ہماری مالک و مختار ہین آپ کو سب طرح کے اختیار ہین جسطرح ارشاد

فرمایئے حاضر ہین ہم بھی اس مقدمہ کے ناظر ہین ملکہ مخمور سرخ چشم اپنے مقام سے اٹھین
شبرنگ آتش خوار کو سیر طلایہ کیا فیروز جادو کو انتظام لشکر کا حکم دیا اور ملکہ شگوفہ سے فرمایا
تم دروازے پر بارگاہ کے رہنا اور مین اس بارگاہ مین شاہزادہ آرام فرمائیگا بشکل طاؤس
قبۂ بارگاہ پر بیٹھکر رات بھر حفاظت کرونگی سب نے اس بات کو بخوشی خاطر منظور کیا
یہان تو سامان عیش و نشاط مہیا ہے

دو کلمے داستان جمشید جادو کے بیان ہوتے ہین

جمشید جادو جو ہاتھ سے نور الدہر کے طرف گنبد جمشید کے بھاگا ہرچند کہ شکست فاش کھائی
مگر تین لاکھ ساحران غدار ساتھ ہین اسکی طرف سے سہیل جادو گنبد جمشید پر حاکم ہے اپنے
مقام پر ہے کہ ہرکارون نے خبر دی اے پہلوان دوران غضب ہوا شہنشاہ نے شکست کھائی
قلعۂ جمشید یہ مین طلسم کشا کی عملداری ہو گئی سہیل مکار گھبرا کر اٹھا فوج کو لے کر برائے استقبال
چلا کوس بھر پہونچا تھا دیکھا ساحران غدار جمشید جادو کو چادر پر ڈالے ہوے عالم زاری
مین لیے ہوے آتے ہین مگر حیران پریشان سرون سے ساحرون کے خون جاری ہے سہیل
جادو نے کہا حضور نہ گھبرائین چلکر گنبد جمشید یہ مین فروکش ہون زیادہ نہ مشوش ہون مقام
افسوس ہے کہ سرکار دولتمدار کے ابتدا سے غلام کو خبر نہ کی وہ تدبیر کرتا کہ اتنا طول جنگ کو نہوتا
مگر اب بھی مقام تردد نہین بادشاہ جمشید کو تسکین دیتا ہوا لا کر قریب گنبد جمشید پہونچا نام اسکا
گنبد کا گنبد جمشید ہے اسمین ایک بڑا بھید ہے آگے ناظرین پر واضح ہوگا گرد گنبد جمشید صدہا قصر
عالی بنے ہوے ہین ایک قصر عالی مین جمشید جادو کو سہیل مکار نے لا کر داخل کیا زخم دوزی
کا سامان ہوا جب جمشید جادو کا مزاج درست ہوا کہا اے مکار نامدار اب بتلاؤ کہ کیا تدبیر
کرون ہرچند کہ بڑے بڑے ساحران غدار شریک طلسم کشا ہین مگر مجکو کسی کا خوف نہین
دگر طلسم کشا نہو یا لوح اسکے قبضے سے نکل جائے ایک سحر مین سب کو دیوانہ بنادون تڑپا تڑپا کے
مارون مگر نام سے طلسم کشا کے کانپتا ہون جب لوح طلسمی چمکا دیتا ہے کلیجہ تھرا جاتا ہے سہیل مکار
نے کہا کہ یہ تو فرمائیے طلسم نور افشان کے بادشاہ کی جانب سے کوئی شریک طلسم کشا ہے یا نہین
جمشید جادو نے جواب دیا افراسیاب بھی بخوبی ماہر ہے اپنے سردار کو روانہ کیا تھا

طلسم کشا کے واصل جہنم ہوا کوکب روشن ضمیر نے اپنے مشیر خاص ساحر زبردست ابریق آسمان سیر کو شاہزادہ ایرج نوجوان کے پاس بھیجا ہی ابریق آسمان سیر نے در قبہ ظلمات فتح کرایا بدست جادو میرے ملازم کو قتل کیا ایرج نوجوان کو ساتھ لیکر طرف طلسم کے آتا تھا مین نے جاکر اسکو بھی گرفتار کیا تھا اب وہ سب ایک ہی مقام پر ہین ابریق آسمان سیر وزیر کوکب روشن ضمیر موجود ہی اس جنگ مین اسنے قیامتین برپا کین جب تو من نے شکست کھائی یہ حال پر ملال سنکر سہیل مکار ہنسا کہا ای شہریار لوح کو مع طلسم کشا مجھ سے لیجیے مین سالہا سال خدمت مین شہنشاہ کوکب روشن ضمیر مالک طلسم نور افشان کے رہا ہون اُسکے سردارون کو بخوبی جانتا ہون ایک ایک کو اچھی طرح پہچانتا ہون اب حضور تامل فرمائین غلام جان دے کر قلعہ جمشیدیہ مین جاتا ہی اگر سامری و جمشید مدد کرتے ہین تو طلسم کشا کو مع لوح لاتا ہی جبکہ طلسم کشا گرفتار ہو جاے یا لوح ہاتھ آجاوے پھر حضور کو اختیار ہی باقی سردارون کو جاکر قتل کر ڈالیے گا یہ کہکر اُس عیار نے اپنے پاس سے اسباب سحر نکالا اپنے کو سحر سے بصورت آفتاب جادو وزیر کوکب روشن ضمیر بنایا اور ایک نامہ جعلی مہر کوکب روشن ضمیر سے تیار کیا مضمون اسکا بروقت ناظرین پر ظاہر ہوگا اس صورت سے مرکب بادرفتار پر سوار ہو کر طرف قلعہ جمشیدیہ کے روانہ ہوا

دو کلمہ داستان شوکت بیان سہیل مکار کا بشکل آفتاب جادو وزیر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر بہ بہت شاہزادہ عالیشان نور الدہر بن بدیع الزمان جانا اور لینا لوح طلسم کا و ذکر قتل جمشید جادو

ساقی نامہ

ای ساقی لالہ فام و می نوش	مجھ رند کو کیون کیا فراموش	سرمست مے ازل کو بھولا
کیون پھول کا جام پیکے بھولا	محفل کی تھی زیب و زین مجھسے	رندون کو بڑا تھا چین مجھسے
کاوش جو خمار مے نے کی ہی	ہشیاری مین طرفہ بیخودی ہی	اب دل کی لگی بجھا دے ساقی
مرتا ہون دوا پلا دے ساقی	اس درجہ ہون بھری مے سے سرشار	ڈھونڈھا آیا کہان کہان ناچار
دے بنت عنب شتاب مجکو	تو کھلا رخ آفتاب مجکو	دل ہجر سے ہی کباب ساقی
باقی نہین ضبط تاب ساقی	اچھی سی پلا وہ بادہ تند	کچھ دیر نہ جس سے ذہن ہو کند

بند آنکھ کو کر کے جب مین چپ ہوون	شہود شاہد مدعا کا جو ہوون	کیفیت بزم کو بڑھاؤن
اک رند کی داستان سناؤن	مشتاق ہوئی جو طبع عالی	ساقی نے شراب دی نرالی
اب دیکھیے میری خوش بیانی	حضار سنین نئی کہانی	شاہد عروس بیان کو براے

نظارہ مشتاقان نرگس وار چشم براہ انتظار کے مشاطہ نظم و نثر یون آراستہ کرتی ہے شعر خردمند و
دانا ے فرخ نشان + رقم کرتے ہین اس طرح داستان + کہ بیان شاہزادہ نورالدہر
بن بدیع الزمان بارگاہ آسمان جاہ مین مع سرداران صف شکن دستور شعاران تیغ زن
اپنے اپنے مقام پر متمکن ہین ملکہ مخمور سرخ چشم انتظام مین مصروف ہین ہرکارون کو حکم ہوا
دریافت کرو جمشید بے ایمان کس جگہ نہان ہوا مہتر شاپور شیر دل عیار ایرج عالی وقار و
شبرنگ بن عمرو شاطر نورالدہر بن بدیع الزمان سامنے حاضر ہین عرض کی جو اسپیان
تیز رو گئے تھے خبر لے کر آئے مفصل معلوم ہوا کہ وہ بچیا قریب گنبد جمشید یہ جا کر اترا ہی فوج جمع
کر رہا ہی قصد ہی کہ لشکر کشی کرے فقط زخم سر مانع ہی صحت پاتے ہی آئیگا جرأت کو فرو کھائیگا
شاہزادہ والا قدر نورالدہر بن بدیع الزمان نے فرمایا بچا جائیگا ہمارے سردار غازیان
دیندار و مجاہدان تہور شعار اگر زخمدار نہوتے ہم ایک شب کی بھی اسکو مہلت ندیتے جب تک
کہ اُس بچیا نامرد ابدی اور ازلی کو تخت سلطنت سے تختہ تابوت پر نہ کھینچونگا آرام نہ کرونگا
اگر سب صاحب بالغ ہوتے تو مین یکہ و تنہا جاتا شبرنگ آتش خوار نے عرض کی کہ صرف
حضور دو روز کی مہلت دین غلامان جانباز جس طرح بنے گا جا کر اُس سے لڑین گے حضور
کو اکیلا نہ جانے دینگے اور حضور یہ بھی ملحوظ رہے کہ اب اس جنگ کو طول ہوا شہنشاہ افراسیاب
کو بھی سب طرح کی خبر پہنچی ہوگی اور جمشید جادو نے بھی عرضی لکھی ہوگی کیا عجب ہی کہ ہوش ربا
سے بھی مدد آوے شاہزادہ نورالدہر نے مسکرا کر فرمایا کہ اے شبرنگ آتش خوار والد نامدار
طلسم ہوش ربا مین قید ہین جسم سے شعلے نکل رہے ہین میرے برابر کوئی بدنصیب نہوگا وہ [illegible]
سے قبلہ و کعبہ کا نشان نہین ملتا ہم کیسے نالائق فرزند ہین کہ آج تک کچھ نہین ہو سکتا اسلد
غازی والد نامدار کا بھانجہ ہی وہ جا کر تو جانبازی کرے قید کی مصیبت اٹھائے اور ہم سے
کچھ نہو سکے اگر خدا اپنا فضل شریک حال کرے کہ ہم بھی لڑتے بھڑتے تا بطلسم ہوش ربا

پھر بخیرین یا طلسم ہوش ربا کو لڑ بھڑ کر فتح کرین یا مارے جائین دولت کونین حاصل ہو مردان عالم مین
نام ہو بخیر انجام ہو ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا اے شہریار طلسم ہوش ربا عجب مقام ہے وہان جانا دشوار
ہے راہ مین ہزار طرح کی خرابی ہے یہ باتین ہو رہی تھین کہ چوبدار نے بڑھ کر عرض کی کہ آفتاب جادو
وزیر اعظم شہنشاہ کوکب روشن ضمیر مع نامہ شہنشاہی در دولت پر حاضر ہے امیدوار باریابی ہے
شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے سردارون کو حکم دیا استقبال کر کے لاؤ شبرنگ ناسک
آتش خوار وغیرہ گئے باعزاز و اکرام آفتاب جادو کو لائے سامنے آکر واسطے تسلیم شاہزادہ ایرج
نوجوان و نور الدہر بن بدیع الزمان کے خم ہوا شاہزادہ نور الدہر نے دنگل زرین مرحمت فرمایا
آفتاب جادو نے نامہ پیش کیا شاہزادہ ایرج نے فوراً حکم دیا سونے کا ممبر نصب ہوا میر منشی نے
باواز بلند پڑھا مرقوم تھا کہ اے شاہزادگان والا قدر آفتاب جادو مع نیاز نامہ حاضر خدمت
ہوتا ہے اگر فتح طلسم مین تامل ہو تو مین خود حاضر ہو کر آستان عالی پر جبہ سائی کرون فتح طلسم
کرادون اور ابریق آسمان سیر کو روانہ بھی کر چکا ہون اب تک کچھ خبر دریافت نہین ہوئی آخر
گھبرا کر یہ عرضی روانہ کی جسوقت تک آپ رہائی سے جمشید پلید کی مہلت نہ پائین گے یہ وزیر خوش تدبیر
بھی خدمت بندگان عالی مین حاضر رہیگا کچھ فقرات طرف سے عمرو کے بھی لکھے تھے نور الدہر و
ایرج نے آفتاب جادو کی بڑی خاطر کی ایک بارگاہ اسکے واسطے الگ استادہ کرائی خادم و خدمتگار
اسباب عیش و نشاط مرحمت ہوا اور کہا بسم اللہ اُس بارگاہ مین جا کر آرام کرو آفتاب جادو نے دست بستہ
عرض کی اے ذرہ نواز جب حضور دربار برخاست کرینگے تب ہی اپنی خوابگاہ مین جاؤنگا شاہزادہ نور الدہر
نے جلسہ آراستہ کرایا آفتاب جادو ابریق آسمان سیر سے گھل مل کے باتین کر رہا ہے شاہزادہ
ایرج نے آنکھین فرش کر دین اس خیال سے کہ کوچہ محبوب سے آیا ہے پیام والد دلدار لایا ہے
اپنے قریب جگہ دی ہے چپکے چپکے پوچھ رہے ہین کہ ملکہ عالم کا مزاج کیسا ہے یہ بیچارہ باتین بنا رہا ہے کہ
ہان حضور مزاج بہت اچھا ہے آپ کا ذکر اکثر دربار مین آتا ہے شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان
نے حکم دیا ساقیان پری رخسار جام بادہ گلنار لے کر حاضر ہوئے دور جام گردش مین آیا ہنگامہ ہاؤ ہو
و نوشا نوش بلند ہوا ایک حور پیکر نے سامنے کھڑے ہو کر یہ غزل گائی عاشق مزاجون کے سر پہ

آفت آئی	غزل	کیا اٹھ گئے دنیا سے خریدار محبت		کھلتا نہین کیون بند ہے بازار محبت

خواہاں نہیں عزت کے خریدار محبت	تو قیر ہی رسوائی بازار محبت	دل لیکے چلا جو سوے بازار محبت
ہم تال ہی ہمراہ خریدار محبت	بولی وہ جو ہے فاش تہ اسرار محبت	داخل کریں جو رہا تہ گنہگار محبت
بیمار ہی ہر اک عضو سے آثار محبت	آنکھیں ہیں مری روزن دیوار محبت	یان عشق مجازی مین حقیقت پہ نظر ہی
جنت پوچھتے ہین کوے خریدار محبت	شوریدہ سر حسن ہیجان ہیں اس سے	ہم لوٹ تو بیہی ہین نمک خوار محبت

سب سے زیادہ ایرج نوجوان بیقرار ہادمین ملکہ بران شمشیر زن کے آنسوون کا تار بندھا ہی تصویر خیالی آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی جب زلف لیلاے شب کرسے گذری جلسہ برخاست ہوا نورالدہر اپنی بارگاہ مین آئے ملکہ مخمور سرخ چشم نے وہی انتظام کیا کہ جب شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے چھپر کھٹ پر آرام فرمایا بشکل طاؤس قبہ بارگاہ پر آن کر متمکن ہوئی سر اٹھا اٹھا کر چہار جانب دیکھتی جاتی تھی دربارگاہ پر شیر رنگ آتش خوار و فیروز نامدار حاضر ہین صداے دور باش دے رہے ہین کیا مجال پرندہ پر مار سکے اور دوندے کی تو کیا لیاقت ہی جو ادھر سے گذرے مگر سہیل مکار جو بشکل آفتاب جادو وزیر شہنشاہ کوکب روشنضمیر آیا ہی بارگاہ مین اپنی آن کر چپکا لیٹ رہا بیجا کو نیند کب آتی ہی انتظار مین ہی کہ سناٹا ہو تو طلسم کشا کو گرفتار کرون مقام تو اپنی آنکھون سے دیکھ آیا ہی جب اسنے دیکھا کہ پہر رات باقی رہی اپنی بارگاہ سے نقب سحر لگاتا ہوا طرف بارگاہ نورالدہر کے چلا و ملکہ مخمور سرخ چشم کا یہ حال ہی کہ بشکل طاؤس قبہ بارگاہ پر بیٹھی ہی قبہ بارگاہ مین منقار سے سوراخ کر لیا سر جھکا کر کبھی شاہزادے کو دیکھا کبھی کوہ و دشت و بیابان کی طرف نگاہ ڈالی خیال ہی اگر کوئی آئیگا تو باہر سے آئیگا آفت ارضی کی کسکو خبر ہی وقت آخر شب ہوا ٹھنڈی جو چلی ملکہ مخمور سرخ چشم کی آنکھ بند ہو گئی یہ سو رہی فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا یعنے سہیل مکار نے گوشہ بارگاہ شاہزادہ نورالدہر مین سر نکالا دیکھا شمعہاے مومی و کافوری روشن ہین چار خدمتگار پاؤن دبا رہے ہین نفیر خواب شاہزادہ والاقدر نورالدہر بن بدیع الزمان بلند ہی سہیل مکار نے سحر کیا چارون خدمتگار بیہوش ہوے اب یہ بیجا تڑپ کر نکلا یہ بھی آگاہ ہی کہ مخمور سرخ چشم بالاے بارگاہ تھی ہی قلب خوف سے بیقرار ہی جانتا ہی کہ مخمور سرخ چشم بلاے روزگار ہی اس سے بچنا دشوار ہی افتان و خیزان مثل صید خائف قریب چھپر کھٹ کے آیا دوشالہ چہرے سے ہٹا یا دیکھا ایک شیر دلیر پڑا ہوا سو رہا ہی لوح طلسمی گلے مین ہی خیال مین گذرا اگر جاگ اٹھا تو جان کا بچنا دشوار ہی پہلے ہی لوح طلسمی لینا چاہیے

مقراض جھولی سے نکال کر جو دیکھا ریشم کا کاٹا گویا رشتہ حیات شاہزادے کا قطع کیا لوح نے کہا ہیں
بیچیا نے جھولی میں ڈالی اب اسنے قصد کیا کہ میں نورالدہر کو بھی وہیں پھر خیال میں آیا کہ گرفتار
کر کے کیا کرونگا ایک ہاتھ ماروں کہ برباد کن ساحران عالم کے دو ٹکڑے ہوں اس جلاد صاحب
بیداد نے تیغہ کھینچا شاہزادہ وہ ہنبار سحر تو کیا نہ تھا نورالدہر کی آنکھ کھل گئی دیکھا ایک سیاہ پوش
بصد جوش و خروش تیغہ برہنہ ہاتھ میں لیے وار کیا چاہتا ہے نعرہ کیا ہاش او بیچیا ہر چند کہ لوح چھین چکا
ہو گیا نام مردود از مردی الرحیم کہتا تو یہ بیکار ہو جاتے سہیل مکار بھاگا نعرے سے شاہزادے
کے ملکہ محمور سرخ چشم کی آنکھ کھلی دربارگاہ سے ابریق آسمان سیر وزیر شہنشاہ کوکب برآیا
روشن ضمیر و شبرنگ آتش خوار وغیرہ جھپٹے سہیل جادو کو اور تو کچھ نہ بن پڑا کسی طرف سے اپنے
نکلنے کا راستہ نہ پایا اسی نقب سحر میں جا ندرپڑا ملکہ محمور سرخ چشم جو تڑپ کر گری دیکھا شاہزادہ
حیران کھڑا ہے کہا اے شہریار خیر تو ہے کہا ملکہ ایک جادوگر تو جسے کہ اس غار میں جا ندرپڑا مجھپر
تلوار کھینچ کر آیا تھا میں نے نعرہ کیا تم سب جو دوڑے اسنے اپنے کو اس غار میں گرادیا ملکہ محمور نے
کہا اے شہریار یہ غار نہیں یہ تو نقب سحر ہے شبرنگ وغیرہ سے کہا نقب بارگاہ سے آفتاب جادو
کے لگی ہوا ہے ماہ عالم یہ وزیر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر نے کہا یا عجب ہے سہیل مکار ناظم گنبد خورشید
ہووے وہ بڑا جعلساز دغا باز ہے ملکہ محمور سرخ چشم نے کہا کہاں جائیگا تم سب صاحب
تیار ہو کر ساتھ شاہزادے کے آؤ میں تو چلتی ہوں مگر برائے خدا اب لوح پاس نہیں ہے اپنے آقا
نامدار کو اکیلا نہ چھوڑنا یہ کہکر جم سے نقب میں جا ندپڑی یہاں شاہزادہ نورالدہر نکلکر پشت
مرکب پر سوار ہوے ایک جانب سے ایرج نوجوان و ملکہ شوخ چشم و ابریق آسمان سیر وزیر
شاہنشاہ کوکب روشن ضمیر و شبرنگ آتش خوار وغیرہ نامدار حربہ ہاے سحر ہاتھ میں لے کر
ہزار آتشین پر سوار ہو کر چلے مگر سہیل مکار نقب سحر کا تابود تین کوس پر صحرا میں جا کر نکلا چاہا تھا
پھر پرواز پیدا کر کے اڑوں کہ پشت سے نعرہ ہوا سنبھل ملکہ محمور سرخ چشم او بیچیا کہاں جاتا ہے
میں نے پہچانا سہیل مکار نے جو مڑ کر دیکھا ملکہ محمور مثل شعلہ جوالہ کالی ڈوپٹہ کی بندھی ہوئی
چہرہ غصے سے سرخ دیباب سحر ہاتھ میں غصہ بات بات میں نقب سحر جو جلدی میں لگائی انگلیوں سے
ہاتھ کی خون کے قطرے ٹپک رہے ہیں سہیل جادو بدحواس ہو گیا ملکہ محمور سرخ چشم نے گرج کر

چندروانے ماش کے مارے شعلہ ہائے آتش نے سہیل جادو کو گھیرا اسنے گھبرا کر لوح کو
چمکادیا شعلے پانی ہو کر گر گئے لوح کو جلدی رومال مین لپیٹ کر جھولی مین ڈالا ملکہ مخمور پہ گولہ
مارا ملکہ مخمور سحر دفع کرنے لگی یہ پھر خوف سے تھراتا ہوا بھاگا ملکہ مخمور جب سحر دفع کر چکی پیچھے
گھوڑا کا اٹھا دیکھا سہیل جادو بھاگا جاتا ہے مثل برق جھپٹی اور للکارا کہ او ملعون خیر اسی مین ہے
کہ لوح پھینکدے مین تیرا پیچھا نہ کرونگی جان بچ جائیگا میرے ہاتھ سے امان نہ پائیگا یہ کہکر ہاتھ
ہلایا برق چمک کر گری سر سہیل سحرکار کا ٹکڑے ہوا ملکہ مخمور سرخ چشم نیچے کھینچا چاہتی تھی وہ سحر
کر کے بھاگتا ہے ملکہ مخمور سرخ چشم نے عاجز کر دیا ہے قریب ہے کہ ملکہ اسکو گرفتار کرے لوح
چھین لے کہ طرف سے گنبد جمشید پہ اسکے گرد عظیم آتشی شعلے بھڑکتے ہوئے طائر منڈلاتے ہوئے
اژدہون کی پھنکار شیرون کے ڈکار پھینکنے کی آوازین آئین دیکھا کہ جمشید جادو مع تین لاکھ فوج
کے اژدر پر سوار مع فوج ساحران غدار پیدا ہوا سہیل سحرکار نے آواز دی ای شہریار دوڑیے
جلدی آئیے مجھکو ہاتھ سے اس خونخوار کے بچائیے بس جمشید وہین سے جھپٹا نعرہ کیا او مخمور
سرخ چشم اپنی جان کو غنیمت جان نکل جا تعرض نہ کرونگا شہنشاہ افراسیاب کا مجھکو پاس ہے
اگر قتل کر ڈالونگا وہ بادشاہ عالیجاہ دلتنگ ہوگا کہ میری معشوقہ کو کیون قتل کیا ملکہ مخمور سرخ چشم
نے آواز دی او بیحیا مین افراسیاب خانہ خراب پر لاکھ لاکھ مرتبہ لعنت کرتی ہون تو اسکا
پاس نہ کر جمشید جادو نے کل فوج کو حکم دیا چار طرف سے گھیرے تیغ و ناوک کے اس ماہ رخ
کمان پر پڑنے لگے مگر مخمور سرخ چشم اس بلوے مین کہ گھٹا فوج کفر کی چھائی ہوئی مثل
آفتاب عالمتاب چمک چمک کے نکلتی ہے صدہا کو تہ تیغ کر ڈالا مگر کسی کسی کے وار
کو روکے سب سے زیادہ یہ خیال ہے کہ سہیل سحرکار جمشید جادو کے پاس نہ پہونچنے پائے زخم
اٹھاتی ہے مگر مثل برق تڑپ کر سہیل جادو پر جاتی ہے ایسے زخم کھائے کہ تمام چہرہ گلنار ہے لخت
خون سے جسم بھیگے ہوئے تیغ جو ہاتھ مین ہے کبھی سے خون ٹپک رہا ہے جمشید جادو نے آواز
دی ارے غلامو کمند ہائے سحر مین گرفتار کرو چار طرف سے کمندین لے کر ساحر بڑھے اب ملکہ
مخمور سرخ چشم گھبرائی طرف آسمان کے دیکھکر پکار اٹھی ای سامع الدعوات وای رفیع الدرجات
اس بلا سے بچا لے دریائے مصیبت سے نجات دے نظم

ای کارکشاے بستہ کاران | اے بہر امید واران | بر خیز کہ تا بدل رسیدہ
زان پیش کہ گوے او شنیدہ | مائیم و ندامت و تحیر | سرگشتہ بہ وادی تفکر
وردا کہ بہ آب چہ نبردیم | لب تشنہ درین سراب مردیم | زین پردہ ندا دکس جوابی
نگشودہ درے ہیچ بابے

مخمور سرخ چشم کی دعا تمام ہونے پائی تھی کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم شبرنگ آتش خوار و فیروز نامدار ایک جانب سے ملکہ شگوفہ زنگ رو متحیر انگشت تفکر زیر دندان تحیر ملکہ مخمور کو جو گھوڑے دیکھا جاتا پا نہ اپنے کو گرادیا کہا ملکہ مخمور یہ کنیز آپہونچی کیا کہنا ثابت قدمان کوے محبت ایسے ہی ہوتے ہیں ملکہ مخمور سرخ چشم نے جواب دیا ای شگوفہ تمکو قتل ہوجانے دے وہ غول میں ساحرون کے سہیل مکار و حیلے جاتا ہی اسکو جاگر و کے سحر کرکے ٹوک لے شگوفہ طرف سہیل جادو کے جھپٹی کیطرف سے نعرہ شاہزادہ نور الدہر و بدیع الزمان کی صدا آئی نعرہ

بناہ لشکر اسلام نور الدہر کہ بہ بخشش | ہما اوج رفعت شاہباز عرصہ مردی | کہ شاہانش جہانگیر و فلک تیغ ستان خادم
عدو دور رزمگاہش صد ہزاران الاماں خوانند | ایک جانب تلوار کھینچکر یہ بھی گرے

لڑنے لگے دونون لشکر آپس میں مثل آب شور و شیرین و مثل ظلمت و نور مل گئے ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا ملکہ مخمور سرخ چشم نے جو اتنی مہلت پائی صفون کو پامال کرتی ہوئی جاتی ہی سہیل جادو گھبرایا ہوا سرسے پانگ زخمدار بھاگا ہوا طرف جمشید جادو کے جاتا ہی ہزارہا جادوگر اسکو گھیرے ہوئے ہیں جمشید جادو نے حکم دیا میرے قوت بازو کو بچاؤ ہاتھوں ہاتھ میرے پاس لاؤ جادوگر لڑتے ہوئے سہیل مکار و نابکار کو بچاتے ہوئے زور اپنے سحر کے دکھاتے ہوئے قریب تخت جمشید بدبخت پہونچے سہیل جادو نے آواز دی ای شہریار لوح لیجیے مخمور خونخوار میرے تعاقب میں آتی ہی جمشید جادو تخت سے کود پڑا اُدھر سے سہیل جادو بڑھا اِدھر سے جمشید چلا ملکہ مخمور سرخ چشم نے دور سے دیکھا کہ لوح طلسمی پاس جمشید جادو کے پہونچا چاہتی ہی ساحران نامدار کو آواز دی یارو یہ وقت جانبازی اور سرفروشی ہی اگر لوح جمشید جادو پاگیا پھر کچھ نہ ہوسکے گا اُسوقت شبرنگ آتش خوار و ابلق آسمان سیر و زرین خوش تدبیر شاہنشاہ کوکب روشن ضمیر مالک طلسم نور افشان و فیروز نامدار وغیرہ اس زور و شور سے سحر کرنے لگے کہ زمین و آسمان میں زلزلہ پیدا تھا فلک شعبدہ باز اس سحر ساحری کو دیکھکر اپنے نیرنگ افسون کو

بھولا مگر باعث انتشار طبیعت نورالدہر وایرج نوجوان کو یہ ہے کہ شاہزادہ والاشان ایرج نوجوان
و نورالدہر بن بدیع الزمان دریائے فوج ساحرہ میں غوطہ مار رہے ہیں ساحران بیحیا کو ہلاک کر
رہے ہیں جب کسی ساحر کا سحر اپنے پر چل جاتا ہے ہاتھ پاؤں بیکار مجبور و ناچار ہو کر ٹھہر جاتے ہیں شبرنگ
آتش خوار و فیروز نامدار وغیرہ یہ بھی فکر کرتے ہیں اِدھر برق طلسم کے دونوں شیروں کو بچاتے ہیں ہر چند
قصد کرتے ہیں کہ سہیل جادو تک پہونچیں نہیں ممکن ہوتا فوج جمشید جادو نے بھی جان لڑا دی
صفیں باندھے لڑ رہے ہیں قیامت کے معرکے پڑ رہے ہیں وہاں سہیل جادو نے جمشید جادو
کی طرف ہاتھ بڑھایا کہ لوح دیوے ملکہ مخمور سرخ چشم برق بنکر آسمان میں ڈوبی کڑک کر جو گری
سہیل مکار کا سر اڑ گیا یہ بیحیا پھڑک کر زمین پر گرا لوح ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر مثل ستارۂ سحری
کے چمک رہی ہے جمشید بدبخت چاہتا ہے میں اٹھالوں ملکہ مخمور کا قصد ہے کہ ابھی جان دوں یہ بیحیا
لوح نہ پائے مگر شاہزادہ والاشان نورالدہر بن بدیع الزمان بصد شوکت وصولت لڑتے ہوئے
اُس مقام پر پہونچے دیکھا لوح بیچ میں پڑی ہے گھمسان کی تلوار چل رہی ہے ہزارہا لاشہ پڑا لوٹ رہا ہے دشت
ریگستان چمن لالہ زار رنگین ہوا ہے نعرہ کر کے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان مرکب سے کودے
لوح کو دیکھکر جسم میں طاقت آ گئی سینہ سے نیزوں کو ریلتے ہوئے جان پر کھیلتے ہوئے بڑھے ناظرین
کو یہی ملحوظ رہے کہ ملکہ شگوفہ جادو مثل پروانہ کے گرد شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کے
پھر رہی ہے جبکہ شاہزادہ والاقدر نورالدہر پہ سحر کیا جھپٹ کر اُسی کو مارا سر تن سے اتارا ایک ساحر
فیروز جادو بھی آ گیا ہوا اُدھر ملکہ مخمور سرخ چشم نے بھی گولہ آہن کا اپنے خون میں تر کیا تو گولہ
آہن کا تھا یا گلاب کا پھول بنگیا کھینچکر لشکر جمشید بدبخت پر مارا اُس پھول کے ٹوٹنے سے اُس مقام
پر اندھیرا چھا گیا ہر ساحر بدکار کا قلب تھرا گیا اُس تاریکی میں شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان
نے اپنے کو لوح پر گرا دیا رستم وار لوح کو اٹھا لیا اب جو اُٹھے تو لوح کو گلے میں ڈالے ہوئے ایک
سوار کو مار کر گھوڑا بھی لے لیا اُسپر سوار ہو کر نعرہ کیا منم گل گلزار خلیل الرحمان نور دیدہ مومنان
و مسلمانان برہم زنندۂ زر و بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران نبیرۂ کوچک سلیمان نورالدہر

بن بدیع الزمان عالیشان نظم	رگ گلی بہ جرأت بنیزہ اشکستم	تہا رہا بیک دست برداشتم
ظفر بریان نسب یافتم	نشہ نوجوانان لقب یافتم	جمشید جادو نے جو شاہزادہ

بن بدیع الزمان کو لوح پہنے ہوے دیکھا سر پیٹتا ہوا پیچھے ہٹا کہتا تھا یارو سامری و جمشید نے
اپنے پرستاروں پہ یہ کیا آفت ڈالی نئی صورت تباہی کی نکالی مگر یارو جی داری کرو دلگیر کر مسلمانوں
کو مارو تم زیادہ ہو وہ کم ہیں مگر فرزندان حمزہ اپنے زمانہ کے رستم ہیں اس ہنگامہ میں ملکہ مخمور سرخ چشم
بھی انتہا کی زخمی ہوئی ہے مگر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کو جو لوح پہنے دیکھا چہرہ خوشی
سے سرخ ہو گیا درد زخموں سے موقوف ہوا اشعار

زمین کو تزلزل فلک شعلہ بار
دلیران جنگی یہ ہے وقت جنگ
کرو کشت جرأت تمہاری ہری
اب ان باغیوں کو کرو پائمال

نقیبان لشکر صدا دیتے تھے
کرو ہو بجر جرأت کے تم سب نہنگ
گل زخم کھا کھا کے خون میں بھرو
زمین خون سے ہو دے رنگ لال لال

یہ تھا گرم ہنگامہ گیر و دار
قدم بڑھ کے یارو نہ پیچھے ہٹو
کرو جنگ میں اب وہ نام آوری
لڑائی میں رہ جائے سر سبز ہو
اٹھو دلیران نامی دلاور پہلوانان

گرامی عرصہ زیست بہت تنگ ہے رستم دلو وقت نام و ننگ ہے دنیا مقام عبرت در جائے عشرت نہیں ہے
زمانہ زندگی کا کم ہے حسرتیں بہت ہیں یہی غم ہے بڑے بڑے اولوالعزم بہادران میدان رزم دنیا
فانی سے حسرتیں لیکر گئے بروقت نزع منفعل ہوے مال دنیا کا بدمآل ہے اسکے جمع کرنے کا
ناحق خیال ہے مثل از حکیمے پرسیدند نیک بخت کیست و بدبخت چیست گفت ای یار نیک بخت
آنکہ خورد و کشت و بدبخت آنکہ مرد و ہشت مصرع نوشیروان نمرد کہ نام نکو گذاشت ۔ بادشاہ ہوتا
عدالت سے نام ہے بہادروں لڑ بھڑ کر مرنا کام ہے اپنے ملک کا ساتھ دو زخم کھاؤ بلیغ جہان
میں سرخرو ہو بجز عالم میں آبرو وہ صدائیں نقیبوں کی سن سن کے جو نامرد اور بزدلے تھے بھاگنے
کی فکر کر رہے تھے جھوم جھوم کر پلٹ پڑے دم شمشیر سے گلے ملادیے شاہزادہ نور الدہر بن
بدیع الزمان نے شمشیر زنی کر کے طبقے زمین کے ہلادیے لوح طلسمی مثل ستارہ سحری گلگون
چہرہ مثل آفتاب عالمتاب تیغ برق مثال ہاتھ میں جس کا ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے نظم

یکے را بہ بازو یکے را بسر
یکے را دو کرد و دو را چار کرد

یکے را بہ پشت و یکے بر کمر
درید و برید و شکست و ببست

بہر جا کہ شمشیر او کار کرد
یلان را سر و سینہ و پا و دست

اس جوش و خروش میں سنگ بجز صاحبقرانی جنگ کر رہا ہے کیا عجب ہے زبان تیر و کلمہ عمود
سے صدائے احسنت و آفرین بلند ہو کمانوں نے اپنے تیغ اسکے بازو پر قربان کیا ترکشوں نے

خوف سے منہ کھول دیا نیزے تھرا رہے ہیں انگلیاں سنان کی اٹھا کر بھاگنے کا راستہ بتا رہی
ہیں تلواریں جنگ سے آری سپر کو اپنی روسیاہی پر بیقراری خنجر خوف سے خم تیر بیدم گرا سرکشی
بھولے دشمنوں کے ہاتھ پاؤں پھولے جرأت شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان دیکھکر
دشمن بھی تعریفیں کرتے ہیں شعر ترک خنجر دار گردن ہر دم از چپ و راست میں + رزم او ای دیدہ می گفت
آفرین صد آفرین + المختصر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے بڑھکر علم فوج ظلم کیا
سامری پرستوں پر علم مصیبت گرا نامردوں نے کھیت چھوڑا بھاگنے کی فکر ہوئی استادان
سخنور تحریر فرماتے ہیں کہ تین شبانہ روز اسی طور پر جنگ رہی فوج جمشید بیحساب لشکر
اسلام بہت کم مگر یہ تھوڑے ایسے لڑے لاکھوں سے جی چھوٹ گئے آخر بھاگنے لگے شاہزادہ
عالیشان نور الدہر بن بدیع الزمان علم فوج ظلم کر کے قریب جمشید جادو پہونچے اسنے بھی
سحر سے دریائے خون بہا دیئے ہیں شاہزادہ نور الدہر کو ہوا سے دیکھا ترنج و نارنج گولے
آہن کے گچھے پیکان کے اس کے دامن سب نور الدہر پر پھینک مارے ایک برج آتشین
شاہزادے پر گرنے لگا نور الدہر نے سپر کو جھکا دیا وہ برج آتشین ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اسکے
لشکر پر گرا ہزاروں ناری جلے نور الدہر برابر جمشید کے ہو گئے جمشید گھبرایا جانتا ہے سحر اس جوان
پر تاثیر نہ کریگا تخت سے اپنے کو گرا دیا غلطاں مار کر کچھ سحر کیا بازوؤں پر اس صید خالق کے
پر پیدا ہوئے اڑ کر چلا قصد ہوا کہ لیجاؤں اسے کو خدمت میں شہنشاہ افراسیاب کے پہونچاؤں
سرداروں نے شاہزادہ نور الدہر کو آواز دی ای شہریار اگر یہ نکل جائیگا تو بڑا فساد برپا کرے گا
شاہزادہ نور الدہر نے دیکھا حقیقت میں ایک جست میں قندیل فلک ہو جائیگا پھر اسکو [illegible]
تصور بھی نہ پائیگا بہ تعجیل تمام کمان کیانی دوش پر سے اتاری تیر سہ پہلو جگر کمان میں پیوست کیا
تاک کر جمشید جادو کو مارا تڑ سے تالو آس بجیائی [illegible] وہ تیر سینہ پر پڑا [illegible] پشت کو توڑ کر [illegible]
گذرا جمشید جادو الٹ گیا بجائے خون کے جسم سے شرارہ آتش نکلا جہنمی جلتا ہوا زمین پہ گرا
تمام زمانہ تیرہ و تاریک ہو گیا آوازیں [illegible] سنگباری پر قباری ہونے لگی بعد اسکے آواز
آئی کشتی مرا نام من جمشید جادو بود افسوس [illegible] جان دادم و مطلب [illegible] تمام ساحر [illegible]
طلسم جمشید پھر اسکے صدہا مکانات جو اسکے سحر سے بنے تھے وہ گر گئے تین شبانہ روز

اڑائی کو گنبد میں پہنچے تھے چہار طرف سے آواز الامان بلند ہوئی وزرا و امرا ساکنان گنبد جمشیدی
رومال سے ہاتھ باندھکر خدمت میں حاضر ہوے سطیع الاسلام ہونے لگے شاہزادہ نورالدہر
بن بدیع الزمان بفتح و فیروزی مع شاہزادہ ایرج نوجوان بصد عظمت و شان داخل گنبد جمشیدی
ہوے دیکھا ایک قصر عالی بیچ مین تخت جواہر نگار گرد منبر و دنگل و کرسیان و شیشہ آلات سے
قصر آراستہ ایک جانب ملکہ شگوفہ و ملکہ مخمور سرخ چشم ایک سمت ابریق آسمان سیر سیر
خوش تدبیر شہنشاہ کوکب روشنضمیر مالک طلسم نور افشان مع شبرنگ آتش خوار وغیرہ
تمام سب زنہار و قرار و برابر سے چابک دست حاضر ہوے دو دن کامل مین نغمہ ذری سے
سب سرداروں نے عشرت پائی تیسرے دن جار شاہزادے کا گرم ہوا کو ہے نو دینے کے
کھلے سلاح ہاے طلسمی ساز و یراق و مرکبان و صندوقچہ ہاے جواہر اسطے یہ سب اسباب
نکلکر سامنے گنبد جمشیدی کے انبار کیا گیا شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے خلعت
و انعام سے سرداران طلسمی کو سرفراز کرنا شروع کیا اس سامان مین شاہزادہ معروف
شبرنگ آتش خوار کل امورات کا مہتمم ہو کر شبرنگ بن عمرو نے بڑھکر عرض کی کہ دولت پہ
ایک مرد پیر سفید پوش حاضر ہو شاہزادہ نورالدہر نے کہا بلاؤ دیکھا تو سامنے سے ایک مرد پیر
بزرگ با ریش سفید عمامہ سفید سر پر قباے اطلس در بر آکر سلام کیا ایک کشتہ ہاتھ پر رکھکر بطور
تحفہ پیش کش کیا عرض کی کلاہ شگوفہ گلزار صاحبقرانی داہی نوبادہ گلشن کامرانی فتح طلسم جمشید
مبارک ہو یہان سے قریب قصر ہوای گنبد سے متعلق کہ اُسکو قصر حکما کہتے ہین اس قصر مین جناب
حکمت مآب بقراط ثانی رہتے ہین اب تک ہم سب لوگ تقیہ مین تھے شکر ہے کہ آج مذہب
یزدان پرستی شائع ہوا آفتاب عالمتاب ملت حق طالع ہوا پس جناب حکیم صاحب نے
بعد دعاے ترقی عمر و دولت عرض کی ہے مین نہایت زیارت کا مشتاق ہون براے چند
ساعت سرفراز فرمائیے ہر چند کہ حاضر ہونے مین میرے لیے شرف تو ہین ہر درد کو راحت
دل کو چین ہے مگر چند امورات ضروری عرض کرنا ہین شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے
فرمایا بسم اللہ بزرگون کی زیارت سے ترقی عمر و دولت ہے اُنکی ملاقات کرنا ہماری سعادت
ہے شاہزادہ نورالدہر اُٹھا ملکہ مخمور نے اشارہ کیا پھر امین مگر خود کمر ہی ساتھ چلیگی شاہزادہ

نورالدہر نے مسکرا کر جواب دیا مگر ان بزرگ کے چہرے سے آثار زہد و عبادت ظاہر ہیں عرض
کی کہ میں ضرور چلونگی وہ جو بزرگ آئے تھے اُنھوں نے کہا ای شہریار خود حکیم صاحب نے فرمایا
ہی کہ ملکہ مخمور سرخ چشم کو ضرور ساتھ لائیے گا اور دوسرے صاحب فرزند تھا ور سپاہ آنکو بھی
ساتھ بھیجے نورالدہر بن بدیع الزمان نے شاہزادہ ایرج نوجوان و ملکہ مخمور سرخ چشم
و شعلہ رنگ آتش خوار وغیرہ چالیس سردار دونوں عیاروں کو ہمراہ لیا اُن مرد بزرگ کے ساتھ
پانچ کوس بھر راستہ طے کر کے قریب قصر عالی کے پہونچے دیکھا دروازے پر چند خدمت گزاران
معقول صاحب عقل و شعور حاضر ہیں شاہزادے کو دیکھ کر واسطے تسلیم کے خم ہوئے پردہ زنبوری
اٹھایا شاہزادہ بسم اللہ کہکر اندر داخل ہوا دیکھا مکان نفیس ایک چوکی گرد اگرد کرسیان جواہر نگار اسباب
عبادت بیشمار بخورات روشن قصر رشک گلشن اس چوکی پر ایک مرد مقدس بزرگ چہرے سے
آثار رعب و جلالت ظاہر جبین میں پر گٹھا عبادت کا مثل ستارۂ سحری چمک رہا ہی شاہزادہ نورالدہر
بن بدیع الزمان کو دیکھ کر اپنے مقام سے اُٹھے مسکرا کر فرمایا ای شیر بیشۂ صاحبقرانی وای خورشید
فلک کیہانی تشریف لائیے شعر رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ۔ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست
نورالدہر بن بدیع الزمان سے یہ فرمایا اور شاہزادہ ایرج نوجوان کو دیکھ کر فرمایا ای نقد
روح و روان قاسم عالی شان وای شاہزادہ ایرج نوجوان شعر بیا بیا کہ ترا تنگ در کنار کشم

بتنگ آمدہ ام چند انتظار کشم رباعی	ز آمدنت اگر خبر داشتمے	در رہگذرت گل و سمن کاشتمے
نگذاشتمے کہ پاے بر خاک نہی	خاک قدمت ز دیدہ بر داشتمے	اور دست راست میں کرسی جواہر نگار

پر شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کو جگہ دی دست چپ شاہزادہ ایرج نوجوان کا
مقام ہوا طرف شاہزادہ نورالدہر کے وہ مرد بزرگ متوجہ ہوئے فرمایا کہ آپ کے قدم میمنت لزوم
کی برکت سے دیدۂ دل روشن ہوئے مجھے صرف ملکہ مخمور سرخ چشم سے ملاقات منظور تھی ملکہ
مخمور سرخ چشم بلا تکلف سامنے آئیں حکیم صاحب نے فرمایا کہ ای نیر آسمان حسن و جمال کچھ مجملا
کچھ مفصلا طلسم ہوش ربا کا حال ارشاد فرمائیے میعاد شاہزادہ عالی وقار اسد نامدار کے قید رہنے کی باقی
ہی افراسیاب خانہ خراب کس فکر میں ہی یہ سنکر ملکہ مخمور سرخ چشم کی آنکھوں سے دریا خون
کا جاری ہوا عرض کی وہ حال آپ نے پوچھا جسکے بیان سے قلب تھراتا ہی کلیجہ منہ کو آتا ہی

سو صہ دراز نگذرا شہسوار عرصۂ یکہ تازی شاہزادہ اسد بن کرب غازی گنبد نور پر قید ہو سات
طلسم ہوش ربا کا جیسا ہی نہیں معلوم زندان مصیبت میں اُس خجستہ صورت کا کیا حال ہی حکیم صاحب
نے فرمایا اے نور نظر و صاحب اقبال ہی ایک دن افراسیاب جادو کی قید سے ضرور چھوٹینگے
مگر افراسیاب کا وہ نگاہ ہو رستم خصال افراسیاب کا قاتل ہی جو اُسکے قتل کی فکر میں ہی وہ ابھی
جاہل ہی بچہ افراسیاب کی کتاب سامری نہیں دیکھتا جو کچھ اُسمین تحریر ہی وہ نوشتۂ تقدیر ہی
مگر اے ملکہ مخمور رہا ہونا اسد کا گنبد نور سے نہایت دشوار ہی مگر وہ بے نیاز مالک و مختار ہی
بعد ازان پرچۂ طراری سنگ بحر عیاری صاحب جاہ و وقار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار سے عرض
کرنا بقراط ثانی آپ کی قدمبوسی کا بہت مشتاق ہی نہیں معلوم کیا باعث فراق ہی انشاء اللہ
بحول و قوت الٰہی و بہ عنایت فیوض نامتناہی وقت معین پر حاضر ہونگا جو مناسب وقت ہوگا
عرض کرونگا مگر یہ نیاز نامہ ملفوف ہی سواے خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کے جو کھولے یہ نوشتہ
ہی شاہنشاہ اوج عیاری سے کہنا کہ اِسکو ملاحظہ فرمایئے اِسکے مضمون پر کاربند ہوجیے
مِن جن ساحرون کا نام اسمین لکھا ہی جبتک وہ آپ کے مطیع و منقاد ہونگے دشمن پامال
دوست دلشاد ہونگے اور عرض کرنا کہ آپ کو بڑے بڑے مقامات سخت کا سامنا ہی اُس روز
پروردگار آپکے سرداران نامی کی جان بچائے کہ جب افراسیاب حجرۂ ہفت بلا کے کھولنے
کا قصد کریگا میں نے جو علم ستارہ شناسی میں دیکھا صاف ثابت ہوا کہ مشعل جادو ضرور
آئیگا اپنی روشنی دکھائیگا اُسکی شمع حیات کون بجھائیگا حجرۂ دوم جسکے مالک کا نام ملکہ
تاریک صورت کش ہی اُسکے نام سے دل مشوش ہی اُس مقام تک جانا مشکل ہی کد و کوشش
لا حاصل ہی اے مخمور اِن فقرات کو خدمت میں خواجہ کی باادب گذارش کرنا ہمارے لیے دعاے
خیر کرین ضرور سفارش کرنا بہت سے ہو بات فرما کر وہ نامہ مخمور کو دیا شاگرد رشید اُنکے جو
شاہزادے کو بلانے گئے تھے اُنکا پیر عبادت گذار نام ہی فرمایا کہ شاہزادے کیواسطے
سامان طلسمی لاؤ پیر عبادت گذار ایک کشتی میں سلاح طلسمی آراستہ کرکے سامنے حکیم صاحب
کے لائے اپنے دست حق پرست سے حکیم صاحب نے خود یاقوت احمر بعد کو تو فوراً اُس افسر کے سر پر
رکھا زرہ الماس نگار روانہ سے صد ہزار زیب جسم شاہزادہ والا قدر کیے چار آئینے کو

دیکھکر ہر شخص کو حیرت ہی آئینہ سکندری کی کیا حقیقت ہی یہ تمام اشیاے نادرہ دیکر تیغ
برق مثال اپنے ہاتھ سے کمر مین شاہزادے کے لگایا کمان کیانی نے داہنی جانب متعلق ہوا
ثابت ہوا ماہ تابان برج قوس مین آیا ہزار تیرون کا ترکش مثل اُم طائر بائین جانب ایک سلاح
نیلم نگار خدمت مین شاہزادہ ایرج نوجوان کے حاضر کیا چالیس سرداران نامدار جو ساتھ
شاہزادہ عالی وقار کے آئے تھے جناب حکمت مآب نے سب کو خلع کیا اور فرمایا ای شاہزادہ
والاقدر اپنے جد عالی تبار صاحبقران نامدار سے ہمارا آداب و تسلیمات عرض کرنا اور کہنا خوش
فرش راہ دین اسلام ہین اب غلام سمت خانہ کعبہ جائیگا بعد فراغ مہم طلسم ہوش ربا مین بھی
آئیگا یہ کہکر تشنے ہوا اور سوار ہوے سامنے شاہزادہ نورالدہر کے مع بندگان خاص ملازمان
باختصاص سمت صحرا روانہ ہوگئے ناظرین اس مقام کو محفوظ رکھین انشاء اللہ وقت پر جناب
حکمت مآب کا ذکر آئیگا ہر ایک متعلق انکی داستان کے لطف اُٹھائیگا اب شاہزادہ عالیشان
نورالدہر بن بدیع الزمان قلعہ جمشیدیہ مین آئے صلاح سے ملکہ مخمور سرخ چشم کی ملک شکوفہ
کوہیان کا حاکم کیا شبرنگ آتش خوار وغیرہ کو دربندون کے انتظام کا حکم دیا زندان طلسمی
مین کہ اسی قلعہ جمشیدیہ مین واقع ہی ہزارہا بندگان خدا قید تھے مخبران سلطنت نے جب اسکا
نشان بتایا نورالدہر خود در زندان پر تشریف لائے در زندان وا ہوا اپنے عاشق صادق
ہزبر بیشۂ کاشتگان صاحب سطوت گران صف شکن وحشت طہماس بن عنقویل دیو برق
کو پایا شاہزادہ نورالدہر نے جوش محبت مین گلے سے لگالیا انکی سو رہیان جلیل القدر تھے
سب کو رہا کیا سب نے شرف پانے کلمۂ طیبہ زبان پر جاری کر کے مسلمان ہوے بعد ایک
ہفتہ کے ملکہ مخمور سرخ چشم شاہزادہ نورالدہر سے رخصت ہوئین آپس مین انکا رخصت ہونا
خیال فراق مین بلک بلک کے رونا دیکھنے والون کے کلیجے شق ہوتے ہین مخمور کا عرض کرنا
کہ ای شہریار دوجہان قدر مین جاتی ہین پروردگار آپ سب صاحبون سے ملائے ای شہریار وہ
زمانہ قریب ہی ہم لوگ رہائی طلسم کشائی کی فکر کرینگے افراسیاب خانہ خراب قتل کی تدبیر مین ہی
دیکھین فلک کیا دکھائے نورالدہر و ایرج نوجوان و شاپور و شبرنگ نے اپنی اپنی عرضیان
خدمت مین خواجہ عمرو نامدار کے روانہ کین چاہا کہ تحفہ جات دین ملکہ مخمور سرخ چشم نے

نے کہا ای شہریار تا بطلسم ہوش ربا ہمکو پہونچنا دشوار ہی راہ ہاے مشہور ترک کرینگے کوہستان و
خارستان کو طے کرینگے نقد جان کا بچنا مشکل ہی تحفہ جات کیونکر بچائین ان اشیا کو بچا کر بحفاظت
رکھیے جب جامع المتفرقین آنے آپ کو ملائیگا ان تحفہ جات کو بھی پیش کیجیے گا ان کلمات
حسرت آمیز پر ملکہ مخمور سرخ چشم کے سب کی آنکھون سے اشکون کا دریا جاری ہوا شور گریہ و
زاری بلند ہوا شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کو گریان و نالان چھوڑکر آوازِ الفراق و الوداع
کہتی ہوئی جفاے سپہر سہتی ہوئی طاؤس زرین بال پر بیٹھکر سمت طلسم ہوش ربا روانہ ہوئی بعد
اسکے جانے کے شاہزادہ نور الدہر نے اول ملکہ ماہ پرور سے عقد کیا ملکہ شگوفہ جادو کو
وقت فتح طلسم ہوش ربا کا مژدہ دیا ساحر سب اسی مقام پر چھوڑے غیر ساحر جوانان پیلتن و
دلاوران صف شکن کو ہمراہ لیا مال طلسمی چھکڑون پر لدوایا طہماس بن غنقویل دیو پرور
بعہدہ سپہ سالاری براے انتظام لشکر آگے بڑھا کئی سو نقارے پر چوب پڑی شاہزادہ نور الدہر
بن بدیع الزمان مع ایرج نوجوان نقد و جان روان قاسم وشان بصد شوکت و شان
طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے روانہ ہوے انکو راہ مین چھوڑو وقت پر انکا بھی حال تحریر کیا جائیگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان طلسم ہوش ربا سے کہ بارگاہ مین سے ملکہ مہرخ کی
خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کو افراسیاب جادو لیگیا ہی پہونچنا اسکا کوہ مروارید پر اور
ملکہ شبنم گوہر پوش کا روکنا شہنشاہ افراسیاب جادو کو اسکا شریک جلسہ ہونا
عیاریان عیارون کی بعد جستجوے بسیار رہائی خواجہ عمرو عیار نامدار ساقی نامہ مصنف

کدھر ہی تو اے ساقی ماہرو
پلا ساغر بادہ جستجو
مرے ساقیا جلد آ ہوش مین
کرون ذکر حالِ عمرو جوش مین
ترے میکدے مین ہوا انقلاب
کہ ہی در پے جنگ افراسیاب
ترے دور مین جام عشرت پیون
طلسمات جمشید سے جلون
دکھاتا ہی کیا دیکھین رو شراب
ارادہ ہی اب سوے افراسیاب
دکھا جلوہ روے بنت العنب
رہائی عمرو کی ہی منظور اب
غضب کی ہین عیاریان ساقیا
بدہ ساغر بادہ پُر ضیا
نہ ہو دور دے وہ زلالِ لطیف
جسے دیکھکر ہونٹ چاٹین ظریف
عبث جام صہبا پہ مغرور ہی
کہ فکر سے طبع مخمور ہی
جھکا دے مرے ساقیِ مہربان
دکھاؤن تجھے شعبدہ سازیان
لگا سے مضامین کو گلدستہ

تحریر و تقریر مین آراستہ کر کے غنچۂ محفل سامعین مین رنگ و بو دکھاتے ہین داستان رنگین و سحر
آگین ناظرین کو سناتے ہین شعر مصنف جو ہین کاتبان جلالت شعار وہ رقم کرتے ہین بادل [illegible]
سابق مین تحریر ہوا کہ افراسیاب خانہ خراب بصد پیچ و تاب آیا اور بنکر خواجہ عمرو کو اٹھا لیگیا
سردارون نے ہر چند پیچھا کیا کچھ بنا چالاک وغیرہ نے سردارون کو روکا اور پانچون عیار
فکر رہائی خواجہ عمرو نامدار مین چلے مگر افراسیاب نے بصورت اصلی ہو کر عمرو کو پنجہ مین دبایا
عمرو ہوشیار بھی ہوا اپنے کو پنجۂ بدعت مین اُس جلاد کے پایا ہنسکر کہا ای شہنشاہ آپ کو
تکلیف ہوئی ای غلامون کو اسقدر سر نہین چڑھاتے ہین آپ مجھ گنہگار کو اپنے ہاتھ مین لیے جاتے
ہین مجھکو چھوڑ دیجیے مین حضور کے ساتھ چلون افراسیاب نے کہا او ساربان زادے تو نے
ایسے ایسے صدمے پہونچائے ہین کہ کلیجہ داغدار ہی تیرے ظلم سے دل فگار ہی آج مجھکو ضرور
قتل کر دونگا یا لیجا کر کسی بیابان طلسم خوفناک مین چھوڑ دونگا کہ تڑپ تڑپ کے جان دے
خواجہ عمرو نے کہا حضور غصہ مین فرماتے ہین مگر اپنے خیرخواہ پر ضرور رحم آئیگا اب مین آج اقرار
کرتا ہون حضور مجھکو چھوڑ دین مین ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ کو سمجھا کر لے آؤن اور نہ مانین تو
عیاری کر کے گرفتار کر دون اب مین بہت ناچار ہو چکا ہون فاقون سے مرتا ہون بی مہرخ
تو بادشاہ بنکر بیٹھی ہین اپنے کو وحید عصر جانتی ہین شہرون سے جو روپیہ خراج کا آتا ہی وہ خزانے
مین جمع ہوتا ہی ہمکو صرف تین روپیہ مہینہ دیتی ہین اُسمین بھی غیرحاضری کاٹ لیتی ہین دو دو دن جنگل
بیابان بے آب و دانہ گذرتے ہین وہان کوہ عقیق پر اہل و عیال رہتے ہین نہ یہان کسی کو ہمارا
خیال نہ وہان حمزہ کو ہمارے عیال کا ملال ای شہنشاہ ہم نہ اِدھر کے ہوے نہ اُدھر کے ہوے
بموجب شعر ؎ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم ؞ نہ اِدھر کے ہوے نہ اُدھر کے ہوئے ؞ تجھے چاہ کے ہم
خدا کی قسم نہ اِدھر کے ہوے نہ اُدھر کے ہوے ؞ بس اب ای شہنشاہ توبہ کرتا ہون آپ کی
خدمتگذاری مین بسر کرونگا آپ ایسا قدردان کہان پاؤنگا عیار بچون کو دیکھتا ہون لاکھون روپے
صرف کرتی ہین روز سرکار سے خلعت ملتے ہین اور مجھ پر آپنے کیا ہو سکتا ہی مین نے کس گن کے
آپ کے ہزارون جادوگر مارے اس خیال پر کہ سرکار سے ملکہ مہرخ کی خلعت ملیگا غنچۂ آرزو
کھلیگا اسکا عوض یہ ملتا ہی کہ ارشاد فرماتی ہین خواجہ نگہبر دو بوقت رہائی اسد غازی

سمجھا جائیگا ایک شہر کی سلطنت آپ کو دینگے خراج بھی آپ سے نہ لین گے آپ بالیقین مانیے گا
قسم ہی خداوند لقا کی جھوٹ نہ جانیے گا جب ذات خاقو سے گند جاتی ہی تب جنگل مین جاکر لگ رہتا ہون
اسوقت حضور مجکو اپنا بیگانہ نہین سوجھتا جو سامنے آگیا اُسکی خیر منائی گلی کتھری کر لی خواہ آپ کا
ملازم ہو یا بی مہرخ کا ناظر ہو انصاف سے فرمائیے مرتا کیا نہ کرتا اب ضعف و نقاہت غالب
ہی دل آرام کا طالب ہی حضور کی خدمت مین ہاتھ دنیا سے اٹھا کر رہونگا جو ٹکڑا سرکار سے ملیگا
غنیمت جان کر بسر کرونگا یہ کہکر عمرو بن امیہ خوب بلک بلک کر رونے لگا افراسیاب جادو
کو بھی یہ حال سنکر افسوس ہوا کہا کہ ای عمرو وہ تو سچ کہتا ہی سلطنت کے امورات مین مجکو دخل نہین ہی
عمرو نے کہا نہین حضور سب آپ ہی کا اختیار ہی بے آپ کے حکم پتا نہین ہلتا بی مہرخ صاحبہ بڑی عقلمند ہین
صبح کو اٹھکر سلام کرتی ہین مرنے جینے کی باتین پوچھی جاتی ہین روپے پیسے مین ہمکو دخل نہین ہی بموجب
مثل گھر کے مالک ہو مگر کسی شی کو ہاتھ نہ لگاؤ اور عورتین حضور یون کہتی ہین گھر بار سارا کوٹھری کنجلے
کو ہاتھ نہ لگانا یہ مثل میرے مقدمہ مین صادق آئی ہی ان باتون مین افراسیاب کو ایسا مزا ملا
کہا ای عمرو مین کسی مقام پر ٹھہر کر تجھسے پوچھونگا آگے آگے تھا افراسیاب سامنے کوہ مروارید کے
پہونچا صبح کا وقت ہی ملکہ شبنم گوہر پوش حاکم کوہ مروارید سر پر حباب نیلی پر جلوہ فرما گرد کنیزان
زرین پوش اسباب عیش و نشاط درست ہوتا جاتا ہی کہ ملکہ شبنم کی نگاہ پڑی کہ شہنشاہ کوئی شمع
پنجہ مین دبائے اُڑتے ہوے آتے ہین ملکہ شبنم کھڑی ہو گئی کنیزون کو تا حد سے پشت
پر جا مثل ہلال شب اول واسطے تسلیم کے خم ہوئی کہا ای شہنشاہ تشریف لائیے افراسیاب کی
جو نگاہ جمال بیمثال ملکہ شبنم گوہر پوش پر پڑی بھولی بھولی صورت دونون عارض پھول سے بھکے
سامنے خجالت سے گلہائے چمن پانوون پڑی ہی آب صاف دشتان گوہر سے منہ دھویا ہی
اگر قطرے جبین نور آگین سے گرے ہین صاف ثابت ہوتا ہی شبنم بھری برگ گلہائے یاسمین
سے قطرہ زن پیشانی پر شکن آنکھین نرگس شہلا ابروے خمدار کھنچی ہوئی تلوار کا نقشہ خال عارض
انور پر خال خال ہین اگر ہین تو باعث ترقی حسن جمال ہین بھوین خمیدہ کشیدہ مردم دیدہ کے
ہمو شامہ ہین اس مثال مین بڑے کمال ہین قریب بدر کامل دو ہلال ہین گلا صراحی دار
ہی گلنار حسن سے معمور باعث عیش و سرور سینہ پر دو حباب دریائے نور یا دو قبہ بلور نظم

حیرت ہے مجھکو سرو مین کیونکر لگے ثمر | طوبا بہشت سے اُتر آیا ہے بار در | احول کی یا نگاہ غلط بین ہین دو قمر
پیترین چرخ ہین کبھی بہد گر | انسان کی مجال نہین ہے جو بام لے | دیکھے اگر فرشتہ کلیجہ کو تھام لے
عشقی بشکل ریزۂ بلم نظر پڑی | پھولونسے رس ہے پاگمس شہد کچھ ہی | ہم رنگ گو زحل ہے نہ لکھون مگر کبھی
یہ مردمک ہے دیدۂ عشاق کی جمی | پیدا ترنج پہ گل سوسن مگر ہے | سر بستہ یا ہین لاکھ سے درج گہر ہے

سرسے پانک قیامت بوٹا سا قامت یا سرو باغ جنت دریاے زیور جواہر مین غوطہ زن پوشاک
نفیس مزاج سلیس افراسیاب کی ملکہ شبنم کو دیکھکر رال ٹپک پڑی فوراً اُترا یا ملکہ کے بڑھ کے
ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا عمرو بن امیہ نامدار کو زمین پر رکھدیا کنیزین چیخ مار کر بھاگین ہوادیٔ شہنشاہ
یہ بن مانس جل مانس کہان سے لانے ایک کہتی ہے لو اِس شال سے طبیعت مطمئن ہے یہ گوڑا
مرچیا جن ہے ایک نے کہا ناحق کا غل ہے جن پہچان گئی شہباد یکھا افراسیاب نے کہا اے ملکہ عالم
یہ شخص بلاے روزگار ہے کشندہ ساحران غدار ہے عمرو اسکا نام ہے جادوگرون کا قتل کرنا اسکا
کام ہے افراسیاب ملکہ سے شکایتین کرتا جاتا ہے مگر سراپا پر نگاہ پڑتی ہے صبح کا وقت ہے کوہ
فلک شکوہ مثل گلدستہ کے آراستہ چمنہاے رنگارنگ پیراستہ غنچون کی چٹک پھولونکی مہک
ہواے شاخہاے نخل کا جھومنا عارض گل کو بلبل کا چومنا ابیات

بسجدۂ خالق ہین ہے ہر شاخ نخل پُر ثمر | حمد مین وحدت کی ہر اک غنچہ کھولے ہے زبان
نشۂ عشرت مین سنبل ہے کھلے بالون کھڑی | کرتی ہے تعریف سوسن باغ کی باصد زبان
آبشارون سے خجل ہین چشمہ ہاے سلسبیل | حوض آب ایسے کہ منہ پر حوض کوثر کا گمان
ہے تماشا گاہ حوران ارم ہر کنج مین | جوش گل سے ہر چمن ہے رشک گلزار جنان
نغمہ پیرایان گلشن ہین بہم مرغولہ سنج | دیتے ہین گویا صلاے عشرت طائران خوش بیان
چہچہے کرتے ہین گل پر عندلیبان چمن | زمزمہ پرداز کو کو سرو پر ہین قمریان
قہقہہ زن کبک ہے شمشاد کے سایہ تلے | کرتے پھرتے ہین قدردان چمن اٹکھیلیان
ہے نکلتا موج آب جو سے لہرا ساز کا | لحن داؤدی سے پانی بھر رہے ہین باغبان
نخل کے پتون سے آتی ہے جلاجل کی صدا | ہر روش پر کر رہے طاؤس ہین رقاصیان
ہر طرف ہے بزم عیش اور نغمۂ چنگ و رباب | ہے کمند آہوے دل کو تار ساز مطربان

چھاپ سے بلبلون کی ہے سپر فلک کے ڈپہ چوٹ	پہنچی ہاہین کی گمک بھی تا بہ گوشِ عرشیان
شیشہ و ساغر بکف ہین ساقیانِ حور چشم	دور مین ہی دورہ جام شراب ارغوان

افراسیاب جادو تخت پر متمکن ہی پہلو مین ملکہ شبنم گوہر پوش گلچینی گلشن جمال کی کر رہا ہی دم عشق و محبت کا بھر رہا ہی خواجہ عمرو چپکے سر جھکائے سامنے بیٹھے ہین پکار کر کہا اے شہنشاہ مجھکو بھی رہا کر دیجیے آپ تو میری خطا معاف کر چکے ہین مین بھی کچھ گاؤن ملکہ عالم کو غزلین اور ٹھمریان سناؤن حضور جیسے شہنشاہ ہین ویسا ہی معشوق بھی ملا ہی چشم بد دور کیا حسن ہی کیا جمال ہی کیسا اچھا جوڑا ہی بچے بھی عمدہ ہونگے حسن مان کا جلال باپ کا ملکہ شبنم گوہر پوش نے تیوری پر بل ڈال کے آواز دی نگوڑے کچھ دیوانہ ہوا ہی کیا بکتا ہی شہنشاہ اسکو منع کیجیے مین اسکی صورت دیکھکر ہول کھاتی ہون خوف سے مری جاتی ہون افراسیاب جادو نے کہا ملکہ تم اس شخص سے آگاہ نہین ہو اسکا لقب ہی یکہ تازِ میدانِ طراری شہسوار شب عیاری سر برندہ جادوگران تاج ستانندہ ریش کافران قاتل ملکہ دمامہ برباد کن ملک غلغل آباد ملکہ شبنم گوہر پوش دینے کالے کے ملک برباد کیے جس دن سے طلسم ہوش ربا مین آیا ہی ہزارہا ساحر اسکے ہاتھ سے مارے گئے ملکہ اب کسی قدر راہ پر آیا ہی سوا میرے کسی سے نہین دبتا ہی ملکہ نے کہا ہوگا نگوڑا مجھے کیا کام تمہاری وجمشید ایسی صورت نہ دکھائین یہ کہکے کنیزون کو آواز دی ہماری سوسن ڈومنی کو لاؤ شہنشاہ کو گانا سنواؤ فوراً ایک کنیز چلی کنیز دوڑی ہوئی جاتی ہی ادھر سے ایک گنوار کی شکل بنا ہوا مہتر برق فرنگی آتا ہی کنیز کو دیکھکر پکارا بی بی کہان جاتی ہو یہان جنگل مین ایک بھیڑیا نکلا تھا ایک مسافر کو پھاڑ ڈالا ہم قوم کے پاسی ہین ٹھاکر صاحب نے ہمکو یہان حفاظت کے واسطے مقرر کیا ہی یہ سنکر وہ کنیز چونکہ نوجوان تھی گھبرا گئی کانپنے لگی کہا یہان نوکری سے ناچار ہین سامنے گانون مین سوسن ڈومنی کے مکان مین جاینگے برق فرنگی نے پوچھا اس سے کیا کام ہی کنیز نے کہا شاہنشاہ افراسیاب جادو مالک طلسم ہوش ربا آئے ہین ایک بن مانس کو کسی جزیرے سے لائے ہین ملکہ کو منظور ہی کہ شہنشاہ کو گانا سنوائین یہ سنتے ہی برق اسکے سامنے ہوا کہا بی بی چلو ہم تم کا پہنچا دون چار پانچ قدم پر جا کر حلقہ کمند کا مارا حباب مار کر بیہوش کر دیا ٹانگ پکڑ کر کنارے لے گیا بس دفن کیا پوشاک اسکا اتار لیا اسکی صورت آپ بنکر تیار ہوا مکان پر سوسن کے

پہونچا اگر دلمین حیران کہ جسکو بیہوش کیا اسکا نام نہ دریافت ہوا جیتے ہی دروازے پر سوسن کے پہونچا سوسن اٹھی
سوکر اٹھی تھی صورت دیکھتے ہی پکاری شمشاد آج کہان آئین برق سمجھا کہ مین جسکی شکل ہون اسکا نام شمشاد
تھا کہا بی بی جلدی سے تیار ہو شہنشاہ افراسیاب آئے ہین ملکہ شمیم نے تمکو یاد کیا ہی یہ جلدی سے اٹھی آئینہ لیکر
مین جاکر لباس زیور سے اپنے کو آراستہ کرنے لگی برق بھی تیز کرکے اندر پہونچا گھل مل کے باتین کرنے لگا ۔ روانہ کرنیکا
پھیر دیا جلدی سے گاوری اپنے پاس سے نکالی کہا بولی سوسن تمکو توفیق نہین ہوئی اگر ہم تنہا تو
نہین ہین ہماری گلوری کھاؤ تر و تازہ ہو جاؤ سوسن نے گاوری کھائی کھاتے ہی بیہوش
ہوئی برق نے سوسن کو تو اٹھا کر جلدی سے صندوق مین بند کیا آپ رنگ و روغن عیاری
کا لگا کر سوسن کی شکل بنکر باہر نکلا ماں اسکی شبو اسنے پوچھا بیٹا شمشاد کہان گئی برق نے
کہا ہی ای جان تمکو دن رات یہ ایسا لگ سوجھتا ہی ابھی تو تمھارے سامنے سے گئی ہی شمشاد
کنیز بیٹھنے کے برابر تمکو نہین سوجھی شبو نے کہا ہان بیٹا ابھی صبح کا وقت ہی افیون کا نشہ بھی
ابھی نہین ہوا تھا تب بھی نہین پہچانا چلو سوار ہو برق ڈولی مین سوار ہو کر روانہ ہوا عقب مین شبو
سارنگی والے طبلے یہ بھی چلے یہان خواجہ عمرو بیٹھے کہ رہے تھے ای شہنشاہ میری خطا
معاف ہوئی افراسیاب کہتا ہی کہ خواجہ عمرو ہمین یقین نہین آتا کہا حضور کو اختیار ہی ایک
مرتبہ تو اور قبول کیجیے اگر جو خلاف ہو تو پھر کبھی میری بات کو نہ مانیے گا بالکل مجکو جھوٹا جانیے گا
یہ باتین تھین کہ سوسن آن کے پہونچی ڈولی اُتری برق تو سامنے آیا مٹکتا ہوا افراسیاب
کو جھک کر سلام کیا افراسیاب جادو سوسن کی چال ڈھال شوخی طراری زبان تڑاق
پڑاق دیکھکر بیچین ہو گیا متوجہ ہو کر باتین کرنے لگا پوچھا کیون ای سوسن اچھی رہین
مسکراکر کہا حضور کو دعا دیا کرتے ہین افراسیاب نے جو آنکھ ملائی برق نے منھ چڑھا کر
انگوٹھا دکھایا افراسیاب اس شوخی سے پھڑک گیا کہ شبو وغیرہ بھی بھونچکین برق فرنگی
کنکھیون سے دیکھ رہا ہی کہ استاد قید مین بیٹھے ہین افراسیاب اچھا اچھا کہتا جاتا ہی اور
سوسن کی زبان درازی کو سن رہا ہی افراسیاب جادو نے کہا ہان سوسن کچھ گاؤ شبو نے
اشارہ کیا سازندوالیون نے ساز ملایا برق فرنگی نے گنگنا کر یہ غزل شروع کی غزل

عشق مین رسوا جو اپنی آہ و زاری ہوگئی		کچھ ہماری دھوم کچھ شہرت تمھاری ہوگئی

بزم جاناں میں جو آمد شد ہماری ہو گئی ٭ غیر پر گرنے کو بجلی بیقراری ہو گئی
پہلے تھا بیزار جیسے وہ سکے تم خواہاں ہوئے ٭ مجکو بھی اُس دن سے اپنی جان پیاری ہو گئی
گریۂ حسرت سے اور آنکھوں سے جو تھی رسم و راہ ٭ بعد مدت پھر تری فرقت میں جاری ہو گئی
اُسکے در سے مر کے بھی اُٹھے کا اک افسوس ہے ٭ لاش اپنی کیوں احبا پہ یہ بھاری ہو گئی
آرزو دل میں جو تھی اپنے ترے اک تیر کی ٭ آخر کار آپ ہی وہ زخم کاری ہو گئی
کاش یہ قاصد نہ لکھ دیتا کہ آتا ہے کوئی ٭ ہر تسلی پر زیادہ بیقراری ہو گئی
مجھ سے ہے یہ بدگمان پوشیدہ رکھنا ہے اسے ٭ دل لگی ثابت آنکھ کی بے اعتباری ہو گئی
آسرے نے بس جلا رکھا ہے وصلِ یار کے ٭ آج تو یہ ہے زندگی امیدواری ہو گئی
وصل میں دل ہے مرا میری طرف کچھ بولتا ٭ آنکھ جانب بھی تو انکی شرمساری ہو گئی
آ نہیں سکتا میں بیخود ہو کے پہروں آپ میں ٭ رفتہ رفتہ اسقدر بے اختیاری ہو گئی
کل جو غش کھا کر گرے تو اُنکے قدموں پر گرے ٭ ہم سے بیہوشی میں بھی اک ہوشیاری ہو گئی
گرد اپنی لاش کے پھرتا ہے قاتل بعد ذبح ٭ زیرِ خنجر بھی وہ ہم سے وضعداری ہو گئی

اس رنگ سے یہ غزل گائی ملکہ شبنم گوہر پوش کی طبیعت بھر آئی افراسیاب بھی تعریفیں کر رہا ہے مگر عمرو منھ پھلائے بیٹھا ہے ملکہ شبنم گوہر پوش نے کہا کہ شہنشاہ یہ نگوڑا عمرو انسان ہے کہ حیوان افراسیاب نے کہا ملکہ کیوں کہا آپ دیکھتے ہیں سب تعریفیں کر رہے ہیں کوئی ہنستا ہے کوئی روتا ہے اس نگوڑے کی سمجھ میں نہیں آتا افراسیاب جادو نے کہا ہے ملکہ عالم یہ علم موسیقی میں کامل و اکمل ہے ملکہ شبنم گوہر پوش نے کہا ہو شہنشاہ بھلا یہ نگوڑا کیا گائیگا کچھ مسخرا پن کرتا ہوگا یا بھانڈوں کے ساتھ پھبتیاں کہتا ہوگا افراسیاب نے کہا کہ خواجہ عمرو ملکہ کو تمھارے گانے کا یقین نہیں آتا خواجہ عمرو نے کہا ہاں حضور بجا ہے میں کیا گاؤنگا بقول شاعر شعر بھی سب حال ہوتے ہیں ٭ ہم غزل کیا کہیں گے روتے ہیں ٭ حضور کو میری بات کا اعتبار نہیں آتا نہیں تو ملکہ کو دو چار شعر گا کے سناتا مجھے کچھ حضور سے عرض بھی کرنا ہے افراسیاب جادو نے کہا خواجہ عمرو کہو عمرو نے کہا یا میرے پاس آیئے یا غلام کو قریب بلائیے بعضی بات ایسی ہوتی ہے کہ چلا کے کہی نہیں جاتی اور یہ تو ظاہر ہے کہ میں حضور کا دشمن ہوں افراسیاب جادو نے کہا کہ

میرے قریب آؤ یہ کہکر افراسیاب نے سر اوتار لیا یا تو عمرو کے ہاتھ پاؤں بیکار رہتے تھے اُٹھنے کی طاقت
ہوئی برق اپنا رنگ جما رہا ہی شبنم سے آنکھیں ملا کے ہوئے گا رہا ہی یہ کیا معلوم کہ اُدس
پڑنے کو ہو خواجہ عمرو نے اُٹھتے اُٹھتے کی پشت پر سے برق کو حلقے کمند کے مارے اور للکار کر
کہا واہ دری کرو پاجی شہنشاہ ہماری خطا معاف کر چکے برق کمندوں میں پھنس کے گرا ملکہ
شبنم گوہر پوش نے کہا ہان ہان او ساربان زادے میری گائن کے ساتھ یہ کیا حرکت کرتا ہی خواجہ
عمرو نے کہا ملکہ یہ برق فرنگی عیار ہی تمکو اور شہنشاہ کو مارنے آیا ہی شبنم تو چلا کر اُٹھی عمرو نے
مروڑ کر برق کی مشکیں باندھیں جلدی سے پانی کا چھینٹا منہ پر مارا رنگ و روغن عیاری کا
اُتر گیا اب سب نے دیکھا کہ ایک انگریز سامنے کھڑا ہی شبو سر پیٹنے لگی ہای ہای میری بچی کو کیا کیا
خواجہ عمرو نے ایک کوڑا برق فرنگی کو مارا کہ بتا سوسن کو کیا کیا برق نے تڑپ کر کہا استاد
وہین کمرے میں صندوق میں بند کر آیا ہون شبو تو پیٹ رہی تھی مگر ملکہ نے کنیزون کو بھیجا
سوسن کو صندوق سے نکال کر لائین اب تو شبنم گوہر پوش نے کہا ای شہنشاہ عمرو بڑا خیرخواہ
ہی خواجہ عمرو بھی اس سے پوچھو میری لونڈی کیا ہوئی عمرو نے اور دو تین کوڑے برق
کو مارے کہا بتا شمشاد کہاں ہی برق تڑپ گیا کہا استاد وہان جنگل میں پڑی ہی عمرو نے اور
دو طمانچے مارے کہا ابے استاد کسکو کہتا ہی مین تیرا قاتل ہون بی صرصر اور بہار کی ناک چوٹی کاٹ کے
لاؤ تو لگا ہی پر وہ دو غا سے گئی ہین سب قورمہ اور پلاؤ کھائین ہمکو ترسائین کنیزین جاکر شمشاد کو
بھی لائین اب تو شبنم گوہر پوش نے خواجہ عمرو بن امیہ کا ہاتھ تھام لیا کہا ای عمرو تو نے مجھپر بڑا
احسان کیا لا کر شہنشاہ افراسیاب جادو کے قدمون پر گر دیا عمرو رونے لگا کہ ملکہ مین تمہاری
خدمت مین رہونگا صرصر وغیرہ نے مجکو پیٹ کی بڑی مددی میری کچھ قدر نہ کی اب آپ ذرا دو
چیزین میری سنیے افراسیاب اب بھی کے جاتا ہی ملکہ مجکو عمرو کی بات کا اعتبار نہین آتا ہی ملکہ
شبنم گوہر پوش نے کہا ای شہنشاہ اب یہ آپکی بڑی نا انصافی ہی اگر دل سے نہ شرکت کرتا منظور
ہوتا آپ اپنے شاگرد کی گرفتاری مین حصہ ہوتا اور حضور نے مجکو اسکے کھانے کا شائق کیا چند چیزین
سننے کے بعد آپ کو اختیار ہی اگر آپ کو اعتبار نہین ہی بعد برخاست جلسے کے اپنے ساتھ باغ
مین لیجائیے گا خواہ قید کیجیے گا خواہ کسی صحراے خوفناک مین چھوڑ دیجیے گا کہ جہان سے آنا

لیکن سنو افراسیاب جادو کے بھی خیال میں آیا کہ ہاں سچ کہتی ہو طرف خواجہ عمرو کے متوجہ ہو کر
کہا خواجہ اب جو تم نے فتور کیا تو پھر زندہ نہ چھوڑونگا خواجہ عمرو نے کہا اب میں کچھ نہ عرض کرونگا
جو کچھ ہوگا ملاحظہ فرمائیے گا وہ خدمت کرونگا جو لطف اٹھائیے گا ملکہ شبنم گوہر پوش نے کہا
خواجہ بس باتیں ہو چکیں گانا سناؤ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری دو زانو ہو کر سامنے بیٹھا سازندوں کو
اشارہ کیا ساز درست ہوئے عمرو نے یہ غزل شروع کی

غزل

شب غم فرقت ہمیں کیا کیا مزے دکھلائے تھا — دم رکے تھا سینے میں کمبخت جی گھبرائے تھا
یاں تو دم دیتا تھا وہ یاں نامہ بر بہکائے تھا — تجھے ملا پیغام سارے کون یاں تک آئے تھا
دل بے عیاری عدو کے آگے وہ پیمان شکن — وعدۂ وصل آج پھر کرتا تھا اور شرمائے تھا
سنکے میری مرگ بولے مر گیا اچھا ہوا — کیا برا لگتا تھا جس دم سامنے آجائے تھا
یار و دشمن راہ میں کل دیکھنا کیونکر ملے — وہ ادھر کو جائے تھا اور یہ ادھر کو آئے تھا
بات شب کو اس سے منع بیقراری پر بڑھی — ہم تو سمجھے اور کچھ وہ اور کچھ سمجھائے تھا
کوئی دن تو اس پہ کیا تصویر کا عالم رہا — ہر کوئی حیرت کا نقشہ دیکھکر بنجائے تھا
سوئے صحرا پہلے اس کوچے سے میری لاش تک — تھا یہی ڈر ان دنوں تو امڑا گھبرائے تھا
ناز و شوخی دیکھتا وقت تکلم دمبدم — مجھ سے وہ عذر جفا کرتا تھا اور جھنجھلائے تھا
ہو گئی دو روز کی الفت میں کیا حالت ابھی — مومن وحشی کو دیکھا اس طرف سے جائے تھا

یہ دلی زبان کی غزل جو خواجہ عمرو بن امیہ نامدار نے گائی ہر اہل دل کی طبیعت بھر آئی مذاق ملک
دہلی اشعار عاشقانہ مضامین بیتابانہ مومن ایسے شاعر کامل کے اشعار عشق و عاشقی کے اسرار
ملکہ شبنم گوہر پوش نے دیکھا کہ سب گانے والیوں پر اوس پڑ گئی عمرو کے پاؤں چھو چھو کر دیتی
ہیں بعض بعض اخذ اطوار کرتی ہیں صاحبان مذاق نوقتل ہو گئے واقفان علم موسیقی دنگ تھے
اور ملکہ شبنم گوہر پوش کو ہمیشہ سے سودائے علم موسیقی دل کو لگی ہوئی تھی کہ ایسے کامل کی کنیزیں کر
رہنا بہتر ہی کیا صاحب بعقل و ہنر ہی افراسیاب جادو سے کہا شہنشاہ یہ تعویذ بازو بنانے کے
لائق ہی کل کانوں پر تاق ہوا افراسیاب جادو کا یہ حال ہی خاموش بیٹھا سن رہا ہی سر دھن رہا ہی
کہا خواجہ عمرو قسم ہی سامری و جمشید کی وہ مرتبہ تمہارا کرونگا کہ شاہان ملک رشک کرینگے میں ملا

تمھارا گوہر مدعا سب بہ بہاسے بھر دینگے ملکہ شبنم گوہر پوش نے کہا خواجہ عمرو براے خدا خاموش ہو ایک چیز تو اور گاؤ عمرو نے کہا ملکہ سنیے نئے طور سے بجاؤنگا گند صبا کے سننے والے دنگ ہوں وہ کمال دکھاؤنگا افراسیاب کو بھی نشہ شراب ہو میں شبنم ایسی ماہتاب بول اٹھا کہ اچھا خواجہ ہم بھی آج فن نوازی کے مشتاق ہین ہم خوب جانتے ہین کہ آپ اِس کمال مین طاق ہین کشتی مین جوڑیان ڈلی کی تین عمرو نے بہ تعجیل ہاتھ پھیری کرکے اپنے پاس سے جوڑی ڈلی کی نکالی دہن پر رکھ کے دم ہو کا یہ غزل شعلہ انگیز آتش ریز شروع کی

غزل

تا ز آتش غمزہ آتش روے زیبا آتش است
بوالہوس منشین کہ آن بد خو سراپا آتش است

تا نہ سوزد خویش را پروانہ نشنید زہا سے
مرغ آتش خوارہ ما آرے تنہا آتش است

گر سمندر طینت است و گر بود ماہی مزاج
در سر اہلِ ہوس از عشق سودا آتش است

کے تواند چشم موسے تاب دیدار آورد
گر تجلی شعاع کوہِ سینا آتش است

مینہ ند بس شعلہ در دل آتش و سوداے عشق
بلبلان را در نظر تصویر گلہا آتش است

دل کباب از سوزش و دیدہ لب بریز ما
معجز عشق است یکجا آب و یکجا آتش است

شعلہ خیزد ز خاک وادی ایمن ہنوز
بسکہ آن را در جگر از عشق موسیٰ آتش است

ز درچنان مخفی محبت آتشے در دل مرا
کز حرارت بر لبم آب دریا آتش است

اب تو محفل مین تا مین اڑنے لگین سوز محبت سے کلیجے جلنے لگے استخوان سے ہر ایک کے شعلے نکلنے لگے اور شبنم گوہر پوش نے زیور اتار اتار کے دینا شروع کیا افراسیاب جادو سے کہتی جاتی ہی کہ شہنشاہ اِس عیار کو مجکو دے دیجیے اور مجھسے عہد لیجیے اپنے کوہ سے نیچے نہ اترنے دونگی حضور خاطر و دلہی وہ چیز ہی کہ جانور بھی رام ہو جاتے ہین اور یہ تو مصیبت کا مارا آرام پائیگا غلام حلقہ بگوش ہو جائیگا خواجہ عمرو نے جو سب کو محو دیکھا اب ذرا بیہوشی بھر بھر کے اڑانا شروع کی گاتا بھی جاتا ہی دیکھتا بھی جاتا ہی بجانے کے حیلے مین شمع ہاے موی اور کافوری پر پروانے بیہوشی کے پھینکتا جاتا ہی دو گھڑی کے عرصہ مین دود بیہوشی ساری محفل مین پھیلا افراسیاب جادو بھی چھینک مار کے بیہوش ہوا ملکہ شبنم گوہر پوش کا بھی سر ڈھلک گیا کنیزین گھبرا گھبرا کر اٹھین دھما دھم گر کر بیہوش ہوئین عمرو حیران ہی کہ دود بیہوشی نے اسقدر جلد

تاثیر کی اپنے مقام سے اٹھا جو ساقی بچہ شراب پلا رہا تھا ظاہر مین تو بیہوش تھا جیسے ہی عمرو بڑھا
ساقی بچے نے خواجہ عمرو کا ہاتھ اُچک کر پکڑ لیا کہا کیون خواجہ عمرو شہنشاہ افراسیاب کو جگاؤن
عمرو کانپنے لگا مگر نگاہ ملا کے جو دیکھا اپنے فرزند ارجمند چالاک کو پایا گوشے سے کنیز کی
شکل بنا ہوا جانسوز بن قران ایک طرف سے جشن بنا ہوا ضرغام شیر دل در میخانہ پر بلا روغن
بنے ہوئے مہتر قران آئے کہا اُستاد بیچارے برق کو کیون باندھا یہ شعبدہ کیون کیا ہم لوگ
پہلے ہی پہونچ گئے تھے مہتر قران نے کہا مین نے داروغہ کو پکڑ کے غار مین ڈالا اُسکی شکل
بنکر شراب مین بیہوشی ملا دی چالاک نے کہا مین نے ساقی کو پکڑا مین ہی تو شراب پلا رہا تھا
جانسوز و ضرغام شیر دل نے کہا ہمنے گزک مین بیہوشی ملائی اب خواجہ عمرو نے اول بڑھکر
برق فرنگی کو کھولا چالاک چلا تھا کہ ملکہ شبنم گوہر پوش کو قتل کرے خواجہ عمرو نے ہاتھ تھام لیا
کہا یہ کیا کرتا ہی انشاء اللہ یہ مطیع الاسلام ہوگی خواجہ عمرو نے ملکہ شبنم گوہر پوش کو اُٹھا کر زنبیل
مین رکھ لیا اب محفل کو لوٹنا شروع کیا مگر مہتر قران بغدا پکڑ کر طرف شہنشاہ افراسیاب جادو
کے چلے زینہ پر تخت کے قدم رکھا چاہا کہ جھپٹ کے بغدا مارون کہ سر اسکا گوہ کھاتا چوبے زمین
کانپی مہتر قران زینے سے نیچے گر پڑے سمجھے کہ شاید پاؤن پھسل گیا تین مرتبہ زینہ پر چڑھے
عمرو نے جو دیکھا آواز دی ای قران خبردار کیا کرتا ہی اِس بچیا کو سواے طلسم کشا کے کوئی مار سکتا ہی
مہتر قران نے کہا اُستاد آج اسکو بے مارے نہ چھوڑونگا یہ کہکے سر سے گوپھن کھولا کلہ گوپھن
مین پتھر دیا چرخ دے کر مارا کہ اگر تختۂ آہن پر پڑے ریزہ ریزہ ہو جاے مگر وہ پتھر جب اُس سنگدل
کے قریب پہونچا ایک سنہرا پنجہ زمین سے پیدا ہوا اُس پنجہ نے افراسیاب جادو کی دستگیری
کی یعنے پتھر کو طمانچہ مارا کہ پتھر پاؤن پر مہتر قران کے پڑا قریب تھا کہ ہڈی ٹوٹ جاے قران ایسے
جری کے منہ سے آہ نکلی خواجہ عمرو و جانسوز و ضرغام شیر دل و چالاک بن عمرو و برق فرنگی
کپڑے سب کے اُتار اُتار کے ڈھیر کر رہے ہین جب انبار زیادہ ہوتا ہی خواجہ اٹھا کر زنبیل
مین رکھ لیتے ہین اور جادوگرون کو قتل کر رہے ہین ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا سنگباری و
برف باری ہو رہی ہی مگر مہتر قران اسی فکر مین ہین کہ افراسیاب جادو کو مارون جب کئی
پتھر مارے اور وہ پلٹ کر اپنے ہی پاؤن پر پڑے پاؤن مہتر قران کا غربال ہوا اب تو

غصے سے چہرہ لال ہوا تو بٹوے میں ہاتھ ڈال کر گولی بارود کا ایک تھیلا نکالا دور سے
افراسیاب پر بارود پھینکی افراسیاب کے دامن وغیرہ پر سب بارود پڑی اب مہتر قران
نے ایک پگڑی نکالی اُسکا فتیلہ بنایا ایک سرا سینہ پر افراسیاب جادو کے پھینکا ایک سرا
تھام کر مہتر قران نے پیچھے ہٹا عمرو کو آواز دی اُستاد ہٹ جاؤ اس ناری کو جلائے دیتا ہوں
خواجہ عمرو نے کہا کہ ای مہتر قران کیا غضب کرتا ہے یہ کندۂ جہنم اس آگ سے نہ جلے گا آخر
میں تو کف افسوس ملیگا میں سب تدبیرین کر چکا مگر مہتر قران نے نہ مانا پگڑی کے سرے
میں آگ لگا دی عیار کود کود کر الگ ہوئے فتیلہ جلتا ہوا تھوڑی دور گیا تھا کہ آسمان سے
آواز آئی باش اونا عیار رو کیا کرتے ہو اب جو سر اٹھا کر دیکھا ماہیان زمرد پوش بصد جوش
وخروش نانی افراسیاب جادو کی نعرہ مہیب کرتی ہوئی آئی بد عیار تو چھوٹن پہاڑ سے کود کے
بھاگے ماہیان زمرد پوش نے دیکھا کہ افراسیاب کا دامن و گریبان جلا جاتا ہے باران ابر
برساتی ہوئی گری نیچہ کمر میں دے کر افراسیاب کو اٹھا لیکر بلند ہوئی پہاڑ پر دیکھا ہزار ہا
جادوگرنیون کے لاشے تڑپ رہے ہیں سر پیٹتی ہوئی افراسیاب کو لیکر طرف پردۂ ظلمات
کے روانہ ہوئی مگر ملحوظ خاطر سامعین ہو کہ چار گھڑی رات باقی تھی عمرو اندھیرے میں بھاگا
پانچون عیار بھی ساتھ ہیں جدھر منھ اٹھ گیا شب تیرہ و تار میں چلے جاتے ہیں خوف کے مارے
کسی مقام پر نہ ٹھہرے عیاروں نے بھی ساتھ نہ چھوڑا اس خیال سے کہ راہ بھول جاینگے
لشکر اسلام تک کیونکر پہونچینگے بعد عرصہ دراز کے ایک جنگل کے سایہ میں آکر ٹھہرے کہ یکایک
آثار سحر نمود ہوئے عابد شب زندہ دار ماہ تابان کے ہمراہ طاعت گزار یعنی ثابت و سیارگان
عبادت رب اکبر میں سربسجود ہوئے عیار طرار خنجر گزار آفتاب عالمتاب بہانہ عیاری سے
آراستہ ہوا یعنی کمند ہائے شعاع کو بازو پر لپیٹ کر میدان چرخ نیلی فام میں سرگرم رہروی ہوا
خواجہ عمرو بن امیہ نامدار نے چشمہ پر وضو کیا چھوٹن عیاروں نے نماز سحر ادا کی اب خواجہ عمرو
نے چہار جانب سر اٹھا کر دیکھا کوئی نشان اپنے مقام لشکر کا نہ پایا حیران ہو کر مہتر قران سے
کہا رات کو بڑی دور نکل آئے نہیں معلوم یہ کیا مقام ہے اس سرزمین کا کیا نام ہے صورتین بدل لینا
مناسب ہے طلسم ہوش ربا کا سنگریزہ بھی ہمکو بچانا ہے خواجہ عمرو کے کہنے سے سب نے

صورتین تبدیل کین خواجہ عمرو بن امیہ نامدار ایک ساحر نوجوان کی شکل بنکر تیار ہوے
تو دسر پر لباس فاخرہ زیب جسم جھولی بائین ہاتھ پر اور آئین اسباب سحر یہ پانچون ملازم و
رفیق معلوم ہوتے ہین خواجہ نے افرون کی صورت بنائی ایک جانب کو چلے اب نیر اعظم
بلند ہوتا جاتا ہی تابش وحرارت بڑھنے لگی بہر سوا بہر رہروی کی تھی کہ جھونکے ہوا ے گرم
کے چلنے لگے طپش وحرارت سے نیر اعظم کی نخل جلنے لگے جو ذرہ خاک کا اڑکر جسم پر پڑا شعلہ
آتش کی تاثیر پیدا کی آبلہ پڑگیا آب نایاب طائر اس دشت کے عطش سے بیتاب چشمے جابجا
مثل چشم کور کے خشک پڑے تھے پتے درختوں کے مثل چہرہ مدقوق زرد جھونکون سے ہوا کے
شاخین گرد برد پیک نگاہ جلتا تھا طائر وہم بھی خوف حدت سے باہر نہ نکلتا تھا تھر تھرکے رہے
تھے جانوران درند شدت تشنگی سے پھڑک رہے تھے جنگل کا سناٹا گرمی کی شدت دھوپ کی
حدت خواجہ عمرو اس صحراے ہول خیز وحشت انگیز مین ایک سمت مع ساتھ والون کے
بھاگا چلا جاتا ہی پیاس کا خیال ہر ایک کی جان لیتا ہی ہوش تشنگی مین ایک ایک کو تشنے دیتا ہی پیا
پانی مشکل ہی ترقی پر طپش دل ہی

نظم

کوسون کا وہ چٹیل ایک میدان — انسان نہ وہان کوئی نہ حیوان
دھرتی تھی قدم جہان نہ وان پہ — ہر ذرہ تھا آفتاب محشر
گرمی مین ہر ایک لون کا جھونکا — اک شعلۂ آتش سقر تھا

اگر زمین پر گرتا ہی تو دانہ بھن جاتا ہی دن بھر اس صحرا مین خواجہ عمرو بن امیہ نامدار
مع عیارون کے مارے مارے پھرے مگر کوئی مقام استراحت کا نملا پانی تک ممکن ہوا
جب دن قلیل باقی رہا دم لبون پر آیا دور سے ایک نخل سرسبز وشاداب نظر آیا چند طائر بھی
آشیانہ خیالان گزین ہین سامنے چشمۂ آب صاف وشفاف دن بھر کی پیاس اٹھائی ہی پانی
انکو دیکھکر جان آگئی اسی چشمہ پر آکر گرے پانی پیا غش آنے لگا اسی نخل کی بیخ پر سر
رکھکر پڑ رہے پانی بھی بمشکل تمام ملا کھانا کیسا صبح کو قران نے کہا استاد ظاہر ا معلوم
ہوتا ہی کہ اس دشت ہولناک مین قضا لیکر آئی ہی اب تو بھوک سے دم نکلتا ہی کچھ زنبیل
مین سے نکالکر دیجیے خواجہ عمرو نے کہا بیٹا کھانے کی کوئی چیز تو میری زنبیل مین رہتی ہی نہین

چالاک نے کہا کاش حضرت خضر کا آب کے پاس تھا آج تو وہ مرحمت فرمایئے خواجہ عمرو نے کہا
بیٹا وہ تو لیگئے بھلا بزرگ لوگ اپنی شئی کسی کے پاس چھوڑتے ہین بڑے خسیس ہوتے ہین پروردگار
کے رازدار ہین اُسکے گھر کے مختار ہین ایسا کرتے تو انتظام کا ہیکو چلتا لاکھ لاکھ مہتر برق فرنگی
اور چالاک نے کہا خواجہ عمرو نے کچھ سماعت نہ کی اُسی حال مین وہ شب بھی بسر ہوئی تڑپ
تڑپ کے وہ رات کاٹی مگر صبح کو مہتر قران نے کہا کہ اُستاد آنکھون سے دیکھنے مین یہ نخل
اور چشمہ وہی معلوم ہوتا ہی جو روز اول ملا تھا خواجہ عمرو نے کہا مجھے بھی یہی خیال ہوتا ہی
اب زیادہ اپنی آوارگی کا ملال ہوتا ہی رہبر کامل مالک ہی آج انشاء اللہ اس صحراے ہول خیز
سے نکلجاینگے ایسی باتین حسرت آمیز کرکے ایک جانب روانہ ہوے کسی قدر دن چڑھا تھا
وہی صحراے ہول خیز و وحشت نظر آیا اسی طرح دن بھر مارے مارے پھرے شام کو پھر اُسی
نخل اور چشمہ کے پاس پہونچے اب یقین کامل ہوا خواجہ عمرو نے کہا یارو الگ الگ ہوجاؤ
صحراے سحر مین لاکر تقدیر نے پھنسایا یہ روز سیہ دکھایا شب تو تڑپ تڑپ کے بسر کی اب صبح کو
الگ الگ روانہ ہوے مگر سمت کو چھوڑدیا خواجہ عمرو ایک درہ کوہ کے اندر گئے اُس درے
سے باہر نکلے تھوڑی دور راستہ طی کیا تھا کہ ایک سواد شہر معلوم ہوا دیہات و قریات جابجا
آراستہ کھیت پر کسان وغیرہ حراست مین زراعت مین معروف ہین چشمہ ہاے آب صاف و
شفاف جاری ہین کاہ فروش ہیزم فروش گٹھے سرون پر رکھے ہوے اندر شہر کے جاتے ہین
خواجہ عمرو بھی ایک نخل کے سایہ مین ٹھہرے رنگ وروغن عیاری کا نکالا ایک تاجر جلیل کی صورت
بنکر تیار ہوے کیسی رنگت سرخ وسفید ریش تابناک قباے اطلس زیب جسم کنٹھے یاقوت احمر
کے گلے مین لعل و یاقوت کی انگوٹھیان ہاتھ مین مگر بسبب زیادتی سن کے جھریان پیشانی
پر ہر گروہ جھریان نہین ہین ایک ستر سکاری ہی کمر کا خم خم کمان ہی کہ تیر تدبیر تو وہ مطلب پر
لب معشوق ہوتا ہی ایک چشمہ یاقوت احمر کا گلے مین آنکھ پہ رکھکر ملاحظہ فرماتے ہوے طرف
شہر کے چلے تھوڑا سا راستہ طی کیا تھا کہ دیکھا مہتر برق فرنگی و مہتر قران نامدار و ضرغام
شیر دل عیار و جانسوز ہین قران صاحب شوکت و شان حیران و پریشان سامنے
سے چلے آتے ہین خواجہ عمرو ٹھٹھرگئے کہا ارے کمبختو تمکو کہین مرنے کی جگہ نہ ملی پھر سے

پاس آئے مہتر قران نے کہا استاد چار طرف مارے مارے پھرے جب ایک درہ کوہ مین داخل ہوے تو حضور کے پاس پہونچے اب جہان جایئے ہمکو ہمراہ رکھیے بموجب مصرع ع ہرچہ رود برسرم انچہ پسندی رواست ✤ خواجہ عمرو نے برق و ضرغام و جانسوز سے کہا کہ اچھا صورتین گماشتون کی بناؤ اور مہتر قران نامدار سے کہا بیٹا تم مرد سپاہی ہو ایک جوان شمشیرزن کی قطع بنو آن چارون عیارون نے جھٹ پٹ صورتین تبدیل کین کوئی گورا کوئی کالا کوئی سونلا شیر و شکر کی پگڑیان سرون پر قبائین متقول پہنے ہوے جوتے کامدار مہتر قران نامدار ایک دکھنی جوان کی صورت بنکر تیار ہوے سیلا کئی ہزار روپیہ کا سر پر ڈاب کئی ہزار کی زیب کمر و لاتبی ڈاب مین سپر پشت پر مثل قرص قمر بانکپن چہرے سے ظاہر آثار جرأت و جلالت ناصیہ سے ہویدا وماہراس شان و شوکت سے خواجہ عمرو بن امیہ نامدار بسم اللہ کہکر داخل قلعہ ہوے چار گماشتے پشت پر مہتر قران نامدار تلوار کا سایہ کیے خواجہ بزرگان سب کے آگے آگے تلاشین کر دیکھا شہر آباد و رونق پاکیزہ عمارات پختہ کثور اکمنک رہا ہے گرم بازاری ہو رہی ہے شعر

زہے صفاے عمارت کہ در تماشائش ✤ بدیدہ باز نہ گردد نگاہ از دیوار ✤ صراف بنانہ جوہری بازار نہایت تکلف سے آراستہ جوہری نیچے حسین سرخ و زرد و کپاسی پگڑیان سرون پر جن مین رشک قمر جواہرات اعلیٰ و بیش قیمت کا سامنے ڈھیر گماشتون کے آگے ہی کہاتے کھلے ہوے کانٹے چھوٹے چھوٹے ہاتھون مین وشرے پڑے ہوے سامنے انکی دکانون کے کنجڑون کی دکانین عجب تکلف سے لگے عمدہ عمدہ چنگیریان ادڑے ہوے انوٹ بھیجے ہاتھ پانون مین دکانین مولسری کے درختون کی چھاؤن مین شعر صدا اپنے عاشق پہلین نعرہ زن کرے نار پستان و سیب ذقن ✤ دیگر نارپستانکی کیا لکھون تعریف ✤ یہ تو میوہ ہے باغ رضوان کا کمرون پر کسبیان تماش بینون کے گلے کی تسبیحان طرار قرار وضعدار حسین مہ جبین خوش جمال چہرہ ماہ تابان ابرو ہلال آنکھین لیل و نہار کو آنکھین دکھاتین بلکہ شعر مثال چشم آفت مجالش ✤ مگر چشم دگر باشد مثالش ✤ دیگر بہر خندہ کز لب برانگیختے ✤ نمک بر دل خستگان ریختے ✤ دیگر

زلف عنبر بر مہ رویت تیرہ شب است و وادی ہرجا	جائے صبح مروکف عشقت دامن یوسف دست زلیخا

ساز ہو سے سامنے حاضر ماشق تن جمال بیشمال کے ناظر نظم ایک اک آئین شوخ دیدہ بھی

پردہ ناموس کا دریدہ تھی | ایسی بچین ایسی گرما گرم | برق وسیماب کو بھی آوے شرم

خواجہ عمرو بن امیہ نامدار آتے آتے قریب ایک جوہری کی دکان کے پہونچے سیٹھ سوداگر جناب
کو دیکھکر کھڑا ہو گیا تاجر جلیل جان کر سلام کیا کہا سوداگر صاحب تشریف لائیے دکان آپ ہی
کی ہی جو خرید و فروخت منظور ہو سب کچھ ممکن ہی خواجہ عمرو فوراً دکان پر بیٹھ گئے چارون گماشتے
دست بستہ کھڑے ہین مہتر قران بقچہ کاندھے پر رکھے ٹہل رہے ہین خواجہ عمرو نے جیب سے
ایک جوڑی گوہر بے بہا کی نکالی سامنے سیٹھ جی کے رکھدی فرمایا جوہری صاحب اسکی قیمت لگاؤ
ہرچند کہ کوئی ضرورت فروخت نہین ہی میری آنکھوں مین بصارت نہین ہی مگر کاروان پیچھے ہی کل آجائیگا آج سارا
مین ٹھہرنا ہی کا صرف ومصارف روزمرہ کو دس پانچ ہزار روپیہ کی ضرورت پڑتی ہی تم جانتے
ہو ہوشیاری سر کی ذرا ذرا سی بات پر لڑتی ہی بازاری لوگون سے کون زبان لڑائے ایسا کچھ
انکو دیا جاوے کہ جنسے کلام بھی نہ کرین دم خدمتگزاری کا بھرین جوہری نے جوڑی کو اٹھا کر نگاہ
خریداری دیکھا رنگ ڈھنگ مین نایاب پایا منھ مین پانی بھر آیا کہا سوداگر صاحب کچھ قیمت
فرمائیے کا منھ لگاؤن بیعانہ دون آپ نے فرمایا جو گماشتہ ہی قیمت وغیرہ وہ جانچتا ہی جو تمھارے
نزدیک مناسب ہو قیمت لگاؤ اونے پونے خرید لو وہ جوڑی مہاجن کے ہاتھ مین ہی قیمت کی
تکرار ہو رہی ہی کہ ایک طائر سرخ رنگ شاخ نخل سے اڑا زقیل مارتا ہوا چلا مہتر قران نے
چٹکی کے اشارے سے کہا استاد اس طائر کو دیکھکر میرے ہوش اڑ گئے ہین خدا خیر کرے عمرو
بھی گھبرا کر اٹھا کہا سیٹھ جی جوڑی موتی کی رہے دو سرا سے جاکے گماشتے کو بھیجونگا جوہری جی ین
کتنا ہی کرا ایسی شی عمدہ ہاتھ سے جاتی ہی اگر یہ جوڑی ملتی ہزارہا روپیہ کا نفع ہوتا خواجہ عمرو نے بمشکل
اسکے ہاتھ سے لی چاہتے ہین کہ اٹھین دیکھا نقارے پر چوب پڑی سواری کسی بادشاہ جلیل
کی آتی ہی ہٹو بچو کا ہلڑ ہی مہتر قران تو پیچھے ہٹے ایک کوچہ تنگ تھا سیلا وغیرہ سر سے اتار کر یہ تو
ایک جانب بھاگے مگر خواجہ عمرو جبتک اٹھین سواری کے آگے چوبدار تھا اسنے خواجہ عمرو سے
پکار کے کہا خواجہ بازرگان ہماری مالک شاہزادی اس ملک کی ملکہ سہیل نارنجی پوش
یاد فرماتی ہین خواجہ عمرو اچھا کہکر اٹھا چاہا نکلجاؤن مگر چوبدار نے ہاتھ پکڑ لیا خواجہ عمرو نے
پلٹ کے دیکھا برق و چالاک وغیرہ بھی ہلڑ مین چلدیے خواجہ عمرو چوبدار سے کہتے تھے

کہ ہاتھ چھوڑ دو ہم تمہارے ساتھ چلتے ہین خواجہ نے ابھی یہ کلام تمام نہین کیا تھا اُس مجمع مین سے
ایک ساحر نے زمین کو دیکھا کہ تاج شہریاری برسر لباس فاخرہ زیب جسم نور آ سنے پکار کے آواز دی
مرد بے خبر دار اِس ساربان زادے کو نہ چھوڑنا جس وقت میرے ملک مین آیا تھا اُسی وقت برون
نے خبر پہنچائی تھی پانچ عیار اور بھی اسکے ساتھ تھے اسکے حواس خمسہ وہ پانچون بھی بڑے پاجی
ہین کدھر گئے خواجہ عمرو نے دیکھا وہ کہتی ہوئی قریب آئی ہے مرد ہاتھ نہین چھوڑتا خواجہ عمرو
نے کہا مرد ہے صاحب دیکھو وہ منع کرتی ہین مرد جیسے ہی پلٹا عمرو نے کوکھ پر خنجر مارا عمرو
بھی سمجھ گیا کہ یہ پہچان گئی بلا مین پھنسے دیکھیے پروردگار کیا دکھائے خنجر مرد ہے کی کوکھ پر پڑا
یہ تو ہائے کہکے زمین پر گرا عمرو نے جست کر کے گلیم اوڑھ لی چوبدار کے مرنے سے آواز آئی
کشتی فرانام من تابدار جادو بود بازار مین ایک ہنگامہ برپا ہوا دکانین بند ہونے لگین سہیل
نارنجی پوش وہان پر آن کے شہری پکار کر کہا یہ ہمارا قلعہ ہے اس قلعہ کو قلعۂ عجائب کہتے ہین یہ
نگوڑے مکار و غدار اپنے پانون سے اپنی گور مین آئے ہین اب کہان نکل سکین گے خواجہ عمرو
ایک گوشے سے گلیم اوڑھے دیکھ رہے ہین ملکہ سہیل نارنجی پوش یہ کہتی ہوئی پلٹی کہ مین ابھی
اِن سب کو بلوائے لیتی ہون اس سرکشی کی سزا دیتی ہون تابدار جادو کا خون بالا بالا نجائے گا
ساربان زادے نے کیا مجکو افراسیاب سمجھا ہے اپنی بارگاہ مین آئی خواجہ عمرو بن امیہ نامدار
بھی اسکے عقب مین مہتر برق فرنگی و ضرغام شیردل و جانسوز بن قران صاحب شوکت و
شان یہ چارون صورتین بدل کر شہر مین پھرنے لگے جس دروازے سے آئے تھے تلاش کیا
وہ پھاٹک نہ ملا گھبرائے ہین کہ ہم کہان ٹھہرین کوئی بصورت فقیر بنا مہتر برق فرنگی ایک گھوڑی
کی صورت بنکر تیار ہوا بصورتہا سے مختلف شہر مین پھر رہے ہین کچھ بن نہین پڑتا مگر مہتر قران
جو بھاگے ایک ٹوٹی قبر مین لیٹ رہے دروازہ شہر کا نہ ملنے سے انکو بھی زندگی سے یاس ہی بڑا
ہراس ہے خواجہ عمرو بھی گلیم اوڑھے در بارگاہ پر کھڑے ہین مگر خوف سے کانپ رہے ہین ملکہ
سہیل نارنجی پوش بصد قہر و غضب بارگاہ مین آئی کنیزون سے کہتی ہوئی نگوڑے عیارون
کی شامت آئی ہے میرے قلعہ مین سے دیکھون کیونکر نکل کے جاتے ہین ابھی بلاتی ہون جھولی
مین ہاتھ ڈال کر تمر سرخ کا قد بالا متوازی سے چھ گھوڑے کترے زمین پر ڈال دیئے چند دانے

ناتش کے مارے جتنون بصورت مرکب اصلی بنکر تیار ہوے ملکہ سہیل نارنجی پوش نے
ایک ایک کی پیشانی پر ایک ایک عیار کا نام لکھا کہا جاؤ اپنے اپنے سوار کو جلد لاؤ جس مرکب
کی پیشانی پر خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کا نام تھا چونکہ گلیم اوڑھے عمرو دروازے پر کھڑا ہی
وہ اسی مقام پر آن کر ٹاپنے لگا یعنے ٹاپون سے زمین کھود رہا ہی بگرد عمرو کے چیخ مارتا ہی
کنیزون نے آکر کہا حضور پانچ مرکب تو روانہ ہو گئے ایک گھوڑا دروازے پر ٹاپ رہا ہی
سہیل نارنجی پوش گھبرائی کہ یہ کیا سوکہ ہی مگر مہتر برق فرنگی بازار مین ایک دکان پر مہاجن
کی ہلہ ڈکر رہا ہی یعنے بصورت الگوری ایک کٹوری ہاتھ مین لے لی ہی جسمین کھلی بھری ہوئی لوگون
پر پھینک رہا ہی لوگ جانتے ہین کہ وہ ہی بھاگے پھرتے ہین کبھی پیشاب کر کے چلو مین لیتا
ہی لوگون پر دوڑتا ہی آدمی پر آدمی گر رہے ہین بازار مین ہنگامہ ہی لوگون نے دیکھا
ایک گھوڑا کوتل دوڑا ہوا چلا آتا ہی وہ گھوڑا گرد برق فرنگی کے پھرنے لگا برق بھی تڑپ کر
بھاگا گھوڑے نے پیچھا چھوڑا پانون مین گھسکر اپنی پشت پر سوار کر لیا جیسے ہی مہتر
برق فرنگی پشت مرکب پر آیا رنگ روغن چہرے کا دفع ہو گیا مہتر برق فرنگی نے اپنے
کو بصورت اصلی پایا ہوش و حواس پراگندہ ہاتھ پانون مین رعشہ بازاریون مین غل ہوا میان
انگریز بنگلے بنی ٹوپی سر پر پتلون جاکٹ جسم پر آراستہ حلقے کمند کے بازوون پر توبڑہ کسوت
عیاری کا پہلو مین لٹک رہا ہی جب مہتر برق فرنگی نے اپنا یہ حال دیکھا چاہا گھوڑے سے گرے
کودون ممکن نہوا تو مہتر برق فرنگی نے ہی بڑی جالی پودے سے پر ہاتھ ڈالا ٹوپی اڑتا ہوا
ہشو بھونکتا ہوا جاتا ہی ہزارون آدمی شہر کے ہنستے ہوے پشت و پہلو پر تھوڑی دور برق
چلا ہی کہ دیکھا جانسوز بن قران و ضرغام شیر دل و چالاک بن عمرو اسی طرح مرکبون پر
سوار بصورت اصلی مجبور و ناچار چلے آتے ہین آپسمین اشارے ہوے ہر ایک نے طرف
آسمان کے اشارہ کر کے کہا دیکھین بھائیو اب خدا کیا کرتا ہی اس قلعہ مین آکر پھر پھنسے مگر جالی
مہتر قران کا سینے یہ جاکر ایک ٹوٹی قبر مین اتر گئے دیکھا کہ ایک مرکب آتا ہی مہتر قران نے
خیال کیا اسی جانب آتا ہی کیا عجب ہی کہ میری تلاش مین ہوا کہ مہتر قران دروازہ بھی شہر کا
نہ ملا تمہارے لیے بزرگون نے قید لگائی ہی کہ جس دن گرفتار ہوے موت کا سامنا ہی یا حیدر کرار

کہکے ایک بغدا زمین پر مارا مہتر قران طبقے کے اندر آیا اب جو خیال کیا وہ گھوڑا اسی مقام
پر چرخ مار رہا ہے ٹاپون سے زمین کھودنے کا ارادہ کرتا ہے تو مہتر قران اندر ہی اندر
نقب کھودتے ہوے چلے مہتر قران تو نقب کھودتے ہوے جاتے ہین ہر چند اندر زمین
کے دل گھبراتا ہے دنفس درقفس پیچیدہ مگر مہر درویش بر جان درویش انگلیون سے قطرے
خون کے ٹپک رہے ہین نقب کھودتے ہوے جاتے ہین مگر خواجہ عمرو بن امیہ گلیم اوڑھے
دربارگاہ ملکہ سہیل نارنجی پوش پر کھڑے ہین گھوڑا گرداب تنگ خاک اُڑا رہا ہے کہ یکایک اوڑھا ہوا
دیکھا مہتر برق و چالاک و جانسوز و ضرغام مرکبون پر سوار بیقرار اشکبار چلے آتے ہین الامان
لشکر عمرو کنارے ہوا ملکہ سہیل نارنجی پوش کو چوبدار نے خبر دی چار مرکب چار عیارون کو
لے کر آگئے ہین ایک اتبک نہین پلٹا ایک دروازے پر خاک اُڑا رہا ہے سہیل نارنجی پوش
غصہ مین بیرون بارگاہ آئی دیکھا چارون عیار گھوڑون پر سوار کھڑے ہین جو مرکب کہ خاک
اُڑا رہا تھا ملکہ سہیل نارنجی پوش نے بنگاہ قہر اُسکی جانب دیکھا کہا کیون بچھڑے میرے
دروازون کے گرد پھرتا ہے جا کر اپنے باپ کو نہین تلاش کرتا مرکب نے بنگاہ حسرت طرف ملکہ
سہیل نارنجی پوش کے دیکھا ملکہ سہیل نارنجی پوش نے ایک دانہ ماش کا اُٹھا کر مارا اور کہا
روح سامری مین بھی تاثیر جاتی رہی دانہ پڑتے ہی مرکب جلکر خاک ہوا عیارون کی جانب
متوجہ ہوئی کہا کیون گھوڑو میرے قلعہ مین آکر کچھ مزا اٹھایا اب تمھارے سر کاٹ کر خدمت مین
شاہنشاہ افراسیاب مالک طلسم ہوش ربا کے روانہ کرونگی جادوگرون سے اشارہ کیا کہ
انکو گھوڑون سے اتار و شکین بندھوا کر اندر لائی کہا دیکھو اُن دونون کو بھی بلواتی ہون مہتر
برق نے کہا ملکہ عالم اعلے اعلے مراتب رہین چراغ حسن و جمال ہمیشہ روشن رہے دشمن مثل
سبزہ پامال ہون دوست نہال ہون اور کسی کے دل کا حال تو ہم نہین جانتے ہم تو غلامی کو
حاضر ہین آپ نے ہمکو یہ مرتبہ دیا پیادے مشہور تھے گھوڑے پر سوار کیا اس آبرو سے اپنے
سامنے بلایا آخر ہماری کیا خطا ہے ہین جو خدمت مین رہونگا دل و جان سے خدمت گزاری
کرونگا ملکہ سہیل نارنجی پوش نے کہا او دغا گر نیز کے بچے میرے سامنے زیادہ باتین نہ بنا اگر
مین نے یہ انتظام نہ کیا ہوتا تو نہین معلوم کیا قیامتین برپا کرتے مہتر برق فرنگی نے کہا

ہیتو و ضور کا نام سُنکر آئے تھے جیسا سُنا تھا اُس سے زیادہ پایا ہتھر برق فرنگی تو اپنی جگہ
جاتا ہی مگر ملکہ سہیل نے کہا ایک منقل آتشین لاؤ مین اُن دونون عیارون کے بلانے کی تدبیر
کرون کنیزین چلی تھین کہ آسمان پر سناٹا ہوا شعلے آگ کے گرے خوشبوے مشک و عنبر آئی ملکہ
سہیل نارنجی پوش نے سر اُٹھا کر دیکھا ایک بزرگ آسمان سے اُترے چلے آتے ہین ریش
سفید تا بہ ناف تاج زرین سر پر جامہ زیب جسم گرگٹ کی طرح رنگ بدل رہا ہی کبھی سرخ
کبھی زرد کبھی کبود ہو جاتا ہی اُن بزرگ نے آواز دی ہم پابوس بزرگوار نائب خداوند لات و
منات ای سہیل نارنجی پوش تیرا ستارۂ اقبال اوج پر ہی کیا کار نمایان کیا اِن مکارون کو پکڑ لیا
مگر ساربان زادہ بلاے روزگار ہی تجکو متردد پاکر قدرت نے ہمکو بھیجا لو عمرو بن امیہ نامدار
گرفتار کرکے پاس ہماری بندی خاص ملکہ سہیل نارنجی پوش کے پہونچا دو عمر اُسکی بڑھاؤ
سہیل نارنجی پوش گھبرا کر تخت سے کھڑی ہوگئی نائب لات تخت پر اُترے جامہ کو دیکھکر سب
اپنے جامہ سے باہر ہین کہ دمبدم رنگ بدل رہا ہی پہلو سے عمرو کو نکال کر سامنے پھینک دیا کہا
ای سہیل یہ عمرو بن امیہ نامدار موجود ہی اب ملکہ سہیل نارنجی پوش نے دیکھا عمرو مشکین
بندھا ہوا سامنے تخت کے پڑا ہوا ہی دربار مین یا خداوند لات و منات کا ہلڑ ہوا سب واسطے
سجدے کے جھکے سہیل نارنجی پوش نے بھی قدمون کو بوسہ دیا نائب لات نے سر چھاتی سے
لگایا کہا ای ملکہ سہیل نارنجی پوش دربار مین قدرت کے تیری بڑی تعریف ہی زبان قدرت
پر تیری توصیف ہی جلد اِن پانچون کو قتل کر خبردار اِس برق کے دام تزویر مین نہ پھنسنا برق
تو حیران کہ خداوندا یہ کیا معرکہ ہی چالاک نے اشارہ کیا کہ تو بچالی قبا دیکھیے آ گئے نائب
لات نے کہا ای سہیل رات بھر لات و منات و سامری و جمشید مین جرگی پیزار رہی ہی لات
مناط کہتے تھے کہ عیارون کو ہاتھ سے سہیل نارنجی پوش کے قتل کرائینگے سامری و جمشید
کہتے تھے کہ سہیل کا ستارہ گردش مین آیا عمر کا اُسکی خاتمہ ہوا ملک الموت جاے اُسکی روح
قبض کرے تب لات و منات نے ہمکو حکم دیا کہ ای پابوس بزرگوار تم جاکر اُسکی عمر بڑھا دو
دو دو سو برس کی عمر کل اُسکے ساتھ والون کو عطا کرو سامری و جمشید سر پٹکتے رہجائینگے
کچھ بھی نہ کر سکینگے جلد شراب منگا ایسا نہو ملک الموت آجاے ملازم اُسکے دوڑے

شکے قرابے شراب کے لاکر دربار مین رکھے نائب لات نے ایک قرابے پر القاب لات ومنات
پڑھا لوگ حیران تھے کہ یہ کون سی زبان ہی کہا اس قرابے کی شراب سب مین ملادو ایک ایک جام
سب ملکہ مین مگر خبردار ایک ہی سانس مین اگر نہ پیا ابھی دم نکل جائیگا اور یارہ ملک لات جل جیگا جو
آیا ہی چاہتا ہی قرابہ کھینچکر اپنے ہاتھ سے بھر کر ملکہ سہیل نارنجی پوش کو دیا کہا ای بندی
خاص لخاص جلد پیجا دیر نہ کر ملکہ سہیل نارنجی پوش نے خوشی خوشی جام ہاتھ مین لیا جیسے
ہونٹون سے لگایا ایک شعلہ چمکا شراب پہ گرا شراب شعلہ بنکر اڑگئی جام کے ہزار ٹکڑے ہوے
اسی شعلہ مین سے آواز آئی ای ملکہ سہیل ہوشیار ہو جا بس سہیل نے پلٹ کر آواز دی باش او
سکار مین نے پہچانا یہ کہکر ہاتھ اٹھایا چاہا تھا کہ رون خواجہ عمرو تخت سے کودے سرسنگ جادو ہکا
وزیر سامنے کھڑا تھا اُسکے کلائی پر خواجہ عمرو کی ہاتھ ڈالا جھٹکا دیا عمرو منہ کے بل زمین پر گرا گرتے ہی
گرتے نعرہ کیا منم مہر سپہر عیاری قطب فلک خنجر گزاری یہ کہکر لیٹ کر خنجر مارا سرسنگ جادو کے
پہلو کو توڑ کر خنجر باہر نکلا سرسنگ لڑکھڑا کر گرا عمرو نے جست کی کہ مین نکلجاؤن جادوگرون
نے گھیرا خواجہ عمرو نے حقہ آتشبازی کا مارا کسی کا ہاتھ جلا کسی کا منہ جھلسا کوئی ہاے ہاے
کہکے گرا اب بارگاہ مین عمرو بھاگا بھاگا پھرتا ہی دروازہ بارگاہ کا بھی آنکھون سے ناپدید ہا
گھبرا کر عمرو نے تیغ بھی کھینچا کسی پر جاب مارا وہ بیہوش ہو کر گرا کسی پر کمند ماری کسی کے خنجر
کوکھ پر مارا کیغچہ مین نکلکر کسی کو چیر مارا ملکہ سہیل دیکھتی ہی کہ عمرو مثل برق کے تڑپ رہا ہی زمین
پر قدم نہین جمتا کئی سو جادوگرون کو مار کر ڈال دیا مگر مجبور ہی کہ دروازہ بارگاہ کا نہین ملتا جو تھا
تک جاتا ہی جب ساحر لینا لینا کہکر دوڑتے ہین گھبرا کر پلٹ آتا ہی سہیل نارنجی پوش نے چند دانے
ماش کے ہاتھ مین لیے عمرو نے ایک جادوگر کو خنجر مارا وہ گرا تھا کہ سہیل نارنجی پوش نے ایک
دو دھتڑ زمین پہ مارا آواز گیر کی دی زمین نے پانون خواجہ عمرو کے پکڑ لیے اب ملحوظ ہو کہ مہتر
برق فرنگی وجانسوز بن قران وضرغام شیردل وچالاک بن عمرو پرتو بندسے بیٹھے ہین عمرو
کے پانون زمین نے پکڑ لیے ملکہ سہیل نارنجی پوش نے نعرہ کیا ہان سب کے سر کاٹ لو
جادوگر تلوارین کھینچ کھینچ کر بڑھے اب خواجہ عمرو کو عالم یاس ملک الموت پاس بلک بلک کر
آواز دی ای رب بے نیاز وای خالق کارساز اس مشکل کو حل کر ادھر مہتر برق وجانسوز

وضرغام وچالاک وغیرہ تڑپ تڑپ کر پکار رہے ہین اے معبود لم یزل واے عزیز بے بدل
ہلاکت سے بچالے ظلم سے اِن ساحرانِ غدار کے نجات دے خواجہ کو اس حال مین دیکھکر
چالاک نے سرد سے مار اپکارا کہ اے رحیم وکریم اگر قبلہ وکعبہ قتل ہوجائینگے چراغ لشکر اسلام
از طلسم ہوش ربا تا بکوہ عقیق گل ہوجائیگا ایک آن مین گلزار امید پر خزان آجائیگی افراسیاب
کے ظلم سے فوج مہرخ امان نہ پاسکے گی

نظم

در خیمہ کو کبش سپاہی	او بافتہ عجوزۂ خاک	او داد بہ آفتاب شاہی
او کرد بنا سراچۂ تن	بکشاد دو روزہ دیدہ روزن	زین پنبہ صبح چرخ افلاک
برمنظرہ دیدہ طاق ابرو	او ساختہ این ہمہ عجائب	بستہ ز کمال قدرت از مو
در مشعل مہ کہ برفروزد	بے روغن و بے فتیلہ سوزد	او کردہ بناے این غرائب
بر رگ دو روزن از رہ و خود	در مثبۂ ابر آن یگانہ	در بیضہ سر نگون اخضر
رگ واج دہ بچار جود است	بخشندۂ خلعت وجود است	بنہفتہ ز ژالہ پنبہ دانہ

تو بے نیاز ایسے مقام پر قتل
ہوتے ہین کہ دفن وکفن بھی نہ ملیگا لاشہ کون اُٹھائیگا قبر تک کون پہونچائیگا یہ دل سے جن
جبھون نے دعا کی تیر ہدف مراد پہ پہونچا بقدرت پروردگار مہتر قران نامدار جو نقب دیتے ہوے
اندر سے زمین کے آتے تھے زیر زمین اُسی بارگاہ مین آکے پہونچے جان سے قوائے بیزار
روح قالب سے نکلنے کو تیار آفت مین گرفتار انگلیون سے خون ٹپک رہا ہے یکایک کان
مین آواز گیر ودار کی آئی مہتر قران نامدار نے اوپر ہاتھ کر کے ایک نقب امارا قلیل سا طبقہ
ٹوٹا مہتر قران نے دیکھا خواجہ عمرو ومہتر برق فرنگی وجانسوز وضرغام شیر دل وچالاک
سنگین بندے بیٹھے ہین خواجہ عمرو کے بالون زمین نے پکڑ لیے ساحر تلوارین کھینچے ہوے
آمادہ قتل ہین یہ لوگ گریہ وزاری کر رہے ہین اور ایک ساحرہ جو سب کی افسر معلوم ہوتی ہے
تیغہ کھینچے ہوے طرف خواجہ کے جاتی ہے اندھیرا آنکھون کے نیچے آگیا قلب تھرا گیا گردن
اٹھا ہوا لباس پھٹا ہوا زمین سے نکلتے ہی نعرہ کیا باش او قحبہ کیا کرتی ہے مین آن پہونچا

نعرہ مہتر قران ذیشان	سریع السیر چون باد بہاری	جہان سرہنگ در خنجر گزاری
بمیدان از در آتش فشانم	منم مہتر قران شیر ز یانم	ملکہ سہیل نارنجی پوش پلٹی کہ

یہ بلا کہان سے آئی چاہتی تھی کہ سحر کرے بغدا اُچڑا اُسکے ہزار ٹکڑے ہوئے عمرو کے بازون
زمین نے چھوڑے برق و جانسوز و ضرغام و چالاک یہ سب قید سے رہا ہوئے سکان کرنے لگے
صداے ہاہو بلند تمام ساحر دردمند اسد عرصۂ دہان کے آواز آئی کشتی سر نام من سہیل نارنجی پوش
بود اب روشنی ہوئی ساحرانِ شہر نے عیارون کو گھیرا عیار لڑتے بھڑتے بیچ شہر مین آ گئے
مین مہتر قران کا بغدا چل رہا ہی خواجہ عمرو نے جاب مار مار کے صدہا نامردون کو مارا
برق کرچ کھینچے تڑپ رہا ہی ساحران شہر کے تو یہ لوگ قبضہ مین نہین آتے حقہ ہاے
آتشین مار کر ہزارون کو جلا دیا اب دروازہ شہر کا بھی معلوم ہو رہا ہی قریب ہی کہ لوٹ پھر کر
نکلجامین ساحر بھول گئے ہین دیوارین شہر کی گر گئی ہین باغ مین گلہاے رنگا رنگ سے
چنگاریان نکل رہی ہین شاخین مثال شمع کافوری جل رہی ہین ہر نخل شمشاد پر شعلہ کا گمان ہو
ہر درخت آگ کا شجر معلوم ہوتا ہی کو در رن مین ہنگامہ ہی کہ یکایک آسمان سے نعرہ ہوا
کہ باشید او نا عیار دہیری دختر بلند اختر کو مارا منم شعلہ خوار جادو مہتر قران نے جو سر اٹھا کے
دیکھا ایک ساحر فدا ہے بلا سے رو نگار ہزبر آتشین پر سوار ہاتھین اسباب سحر دسون انگلیان
مثل چشمانٹے کے روشن آگ کا پتلہ بنا ہوا عیارون نے چاہا کہ کود پہاند کر نکلجامین جہانقاب
مجمع ساحران مقابلے سے ان بلاؤن کے حیران پریشان ہوا یک چشمکنے نہ پائی کہ شعلہ خوار
زمین پر اُترا ہزبر آتشین سے کود کے ایک دو ہتڑ زمین پر مارا کہ عیارون کے پاؤن زمین نے
تھام لیے اور شعلہ خوار جادو بھڑک کر بیٹھا ایک طرف لاشہ جانی بیٹی کا تڑپتے دیکھا آگ
لگ گئی گریبان چاک کیا منہ پر خاک ملی آواز دی ہاے ای نورِ نظر پارۂ جگر ان ظالمون کو رحم
نہ آیا عین شباب مین تجھکو مارا یہ کہکر طرف عیارون کے پلٹا عمرو سے آنکھ ملا کر آواز دی او
ساربان زادے تم چھوٹون کو تو ابھی پھونکتا ہون مگر مہرخ وغیرہ کی بھی شامت آئی ہی
اگر اس خون کے معاوضہ مین جا کر کل کو نہ مارا تو نام اپنا شعلہ خوار جادو نہ پایا یہ کہکر جھولی
سے گولہ نکالا چرخ دے رہا ہی عیارون نے دیکھا کہ وقت خاتمہ قریب آیا سبقیہ ادبکر
پکار اُٹھے ای دافع البلیات وای سامع الدعوات فریادرس درماندگان خلاق زمین و
آسمان تو نے بطن مادر مین جگہ دی تو ہی نے نو مہینے حفاظت کی چالیس روز قبل از تولد

[illegible]پریشان مرحمت فرمایا ایک کار کن میں تمام عالم کو بنایا نظم

[illegible]تمام آموز سرو جویباری
[illegible]ادہ آموز رندان قدح خوار
[illegible]ق بہ روز در محنت گزاران
[illegible]شکرش پر شکر کام شکر فان
[illegible]ار میں اپنے آقا کو پکارے ہیں نظم
[illegible]علی در ماندہ ام دستم بگیر
[illegible]ز اسیری تو وزیری من گدا
وصف ذاتت در کلام اللہ ہست

بلندی بخش بر ہمت بلندے
بطاعت گیر پیران ریاکار
زنجیر لطف او ابر بہاری
ز قہر شش زہر عیش تلخ حرفان
مشکلم در پیش یا حاجت روا
در گناہ خود گرفتارم اسیر
یا علی سلطان عالم نام تو
تو اما مے تو ید اللہ ہست

تعصب باف عروسان بہاری
بہ پستی افگن ہر خود پسندے
انیس خلوت شب زندہ داران
کند خار و سمن را آبداری
سب سے زیادہ مہتر عمران
کس نی جز ذات تو مشکل کشا
کن نظر بر بے نوائی یا شہا
آسمان پست است پیش بام تو
ای کریم کارساز و واسطان

بزرگان دین کا رحم کر اس بجیا کے ظلم سے بچائے بلک کر جو ان سبھوں نے دعا کی دریائے رحمت الٰہی جوش میں آیا اتفاقات قضا و قدر بحکم مالک بحر و بر ملکہ مخمور سرخ چشم جو طلسم جمشیدیہ سے شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان سے رخصت ہو کر چلی تھی بخوف شہنشاہ افراسیاب مثل ستارے کے آسمان میں ڈوبی ہوئی چلی آتی تھی شور و غل کی آواز ان میں پہونچی دیکھا ایک شہر کو کہ دیواریں وغیرہ گر گئی ہیں قصر ہائے پختہ جابجا جل رہے ہیں ہر در و دیوار سے شعلہ ہائے آتش نکل رہے ہیں اپنے ہمرہی عیاروں کو دیکھا کہ مجمع ساحران ہیں پا بجل ہیں لاشے سیکڑوں گرد پڑے ہیں ایک ساحر شعلہ آتش کا تیکہ بنا ہوا ہاتھ میں دنے کو پہنچ دیا ہی کلمات سخت بنسبت عیاروں کے زبان پر جاری گولہ مارا جاتا ہی ملکہ مخمور سرخ چشم کا کلیجہ جلا مگر شعلہ خوار جادو نے گولہ مارا کہ عیار جل جائیں ملکہ مخمور سرخ چشم نے وہیں سے سحر کیا کہ وہ گولہ اُلٹ پلٹا مع ساحران میں آکر پھٹا کئی ہزار ساحر جلکر گرے شعلہ خوار گھبرایا کہ یہ کیسی آگ لگی میرے سحر نے میرے ہی جادوگروں کو جلایا چاہا کہ تیغ کھینچ کر جھپٹے کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم ملکہ مخمور سرخ چشم میں نے بچایا اترتے اترتے سحر کیا زمین تپنے لگی سو بچایا واصل جہنم ہوئے شعلہ خوار نے کہا باش او مخمور میں نے بچا یا یہ کہکر اُسنے مٹھی کے دو دفعے مارے صدہا شعلوں نے اُس ماہ آسمان خوبی کو گھیرا ملکہ مخمور سرخ چشم نے دونوں

ہاتھ چمکا کے باران سحر برسا آتش سحر کو اُس بجھایا کی بجھایا اور پلٹ کر موتیون کا مالا توڑ کر پھینکا
وغیرہ پر وہ موتی گرے ہاتھ پانون سحر سے چھوٹے اب یہ بھی کندین پکڑ کر ساحرون سے لڑنے
لگے مخمور نے قیامت برپا کی کئی ہزار ساحرون کو مار کر سامنے شعلہ خوار جادو کے پہونچی
بہت سے سحر کیے ملکہ نے دانہ یاقوت احمر کا کنٹھے سے نکالا اسم سحر کا پڑھکر للکارا سینہ پر کینہ
شعلہ خوار جادو کے مارا ہر چند چاہا بچن نہ سکا سینے پر بیٹھا کر پشت کو توڑ کر نکل گیا شعلہ خوار
چرخ کھا کر زمین پر گرا صدائین ہا ہو کی آئین زمین کانپی سنگباری برف باری ہوئی خواجہ
نے اِس اندھیرے مین لوٹنا شروع کیا بعد عرصہ دراز کے آواز آئی کشتی مرا نام من شعلہ خوار
جادو بود بیکبار لاشہ شعلہ خوار ولاشہ سہیل نارنجی پوش خود بخود بلند ہوے جھونکے ہوا
کے اُڑا کر طرف آسمان کے لیگئے ملکہ مخمور سرخ چشم نے آواز دی ای خواجہ عمرو دام طمع مین
نہ پھنسو شہر کے لوٹنے مین نہ مصروف ہو نکل جاؤ مین لشکر مین آکر ملونگی اب راستہ بھی فراموش نہو
جلد نکل جیئے یہ لاشے دونون کے طرف باغ سیب کے گئے ہین افراسیاب کو خبر
ہو جاوے گی فوراً آئیگا قیامت برپا کریگا یہ کہکر مخمور سحر کر کے بلند ہوئی چھون عیار بنیچہ بنیک ا
بنیک کر شہر سے نکلے طرف لشکر اسلام کے چلے اب راستہ بھی معلوم ہوا دو تین کوس راستہ طی کیا
تھا کہ نشان لشکر اسلام معلوم ہونے لگا یہان ملکہ مہرخ بارگاہ آسمان جاہ مین مع سرداران
نامی و جادوگران گرامی جلوہ فرما ہین جبسے کہ خواجہ عمرو کو افراسیاب لیگیا ہی بارگاہ مین
سناٹا پڑا ہی ملکہ مہرخ کہہ رہی ہین کہ صاحبو نہین معلوم خواجہ عمرو پہ کیا گذری ایک سر
ہزار سودا خدا اُسکی جان بچاے سامنے دشمنون کے سرخ رو رہے فلک روز سیہ کہا ہے
یہ کہکر ملکہ مہرخ نے کہا کیون ای ملکہ بہار ہم تو فکر مین خواجہ عمرو کی بیتاب ہین بجور دوا
مین عہدہ وزارت تمھارے سپرد ہی مناسب یہ ہی کہ ہر کس و ناکس کا خیال رکھو کئی مہینے کا
زمانہ گذرا کہ بی مخمور سرخ چشم کا پتا نہین ہرکارے بھیجو خبر منگاؤ رونق لشکر اسلام کی رازدار
صاحب جاہ و وقار خدانخواستہ کہین افراسیاب جادو نے پکڑ نہ لیا ہو قید کر کے طلسم مین
نہ بھیجا ہو ملکہ بہار نے مسکرا کر کہا عاشق مزاجون کے لیے فکر بیکار ہی اُنپر بھوت عشق کا سوار
ہی کوہ عقیق پر ہونگی مزے اڑا رہے ہونگے آنکھون مین رنگ نشے کے جمے ہونگے نئی نئی چاہت

دلمین جوش محبت حضور ربط و ضبط بہت مشکل ہی جو آتش عشق کو یون سینہ مین چھپائے وہ بڑا
کا مل ہی کلیجہ آتش عشق سے جلے منہ سے دھوان نہ نکلے قلب پر چھری سی چلے ہاے واے
نہ کرے بی محمور کے دل نے نہ مانا اپنے معشوق کو دیکھنے گئی ہین جلدی کیا ہی آشفتگی کوئی قید
ہی تو انھین کیا مرنے والا مرے جینے والا جیے اپنے مزے سے کام اپنے فعل کی مختار
ہین انھین کون بدنام کریگا کئی جینے گر مرے دل نہین پھرتا اگر ہمارا خیال ہوتا شاہزادہ اسد
بن کرب غازی کے قید ہونے کا ملال ہوتا ضبط کو کام فرماتین اس زمانے مین نہ جاتین ملکہ
مہرخ نے ہنس کے فرمایا ای ملکہ بہار جادو ہم تمھارے ربط و ضبط کے قائل ہین ماشاء اللہ
کیا ضبط ہی شاہزادہ سعد بن قباد کی محبت کو کیا چھپایا ہی نام سعد بن قباد سنکر ملکہ بہار کی آنکھون
مین آنسو بھر آئے کہا حضور خدا اس شہریار کو سلامت رکھے انکے غلامون سے ہمین محبت ہی
مگر اپنے کو بدنام کرنے سے نفرت ہی ہر چندکہ آتش عشق کا چھپانا کلیجہ کو جلانا مردان مسلم
کا کام ہی عاشقان صادق کا نیک انجام ہی نظم

عشق سر دفتر دیوان قضاست
عشق بس سانحہ اندیش بود
عشق ہمخوابہ چشم بیخواب
عشق شوریدہ کند بلبل را
عشق را رحم نباشد غمبار
بستہ ہمدگر از روے فراق

عشق سر حلقۂ ارباب بلاست
عشق آشوب پسنداست مدام
عشق ہم بزم دل خانہ خراب
عشق راہست در شادی بند
عشق را نیست روش جز بیداد

عشق را فتنہ گری پیشہ بود
عشق راہست ہمین طرز مدام
عشق گلگونہ بمالد گل را
عشق را راحت کس نیست پسند
حسن و عشق اندر روز میثاق

یہ اشعار آبدار پڑھ کر ملکہ بہار کے عارض رنگین پہ اشک خونی
بہنے قریب تھا کہ ہچکی لگ جاے ملکہ مہرخ نے فرمایا ای بہار ای گلعذار ای سرو باغ رعنائی ای غنچۂ
چمن زیبائی حقیقت مین تمنے خوب ربط و ضبط کو کام فرمایا کیکنا بہار نے کہا حضور نہ ربط ہی نہ
ضبط ہی کوچۂ عشق مین قدم رکھنا سراسر خبط ہی ہمین اپنے بخت واژگون طالع نگون سے امید
نہین کہ پھر زیارت اس شہریار کی نصیب ہو یہ ہمسے نہ ہو سکے گا کہ یہان ہنگامہ قتل اسد غازی
برپا ہو ہم مزے اڑانے جائین یہ جنکا کام ہی انکو مبارک رہے ہان اگر خدا فضل کرے اور
شاہزادہ اسد بن کرب غازی قید افراسیاب سے چھوٹین اور صاحبقران لڑتے بھڑتے

یہان پہونچین اسوقت مین یک نظرے خوش گذرے کل لشکر اسلام کی سلامتی کی خبر سناتے ہین
ہمارا عشق یہی ہے جہان رہین جان و مال کی اُنکے خیر ہو یہ باتین تھین کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ملکہ
مخمور سرخ چشم طاؤس زرین بال پر سوار دریاے جواہر مین غوطہ مارتے ہوے مثل برق جہندہ
بارگاہ مین آکر اتری پایۂ تخت کو بڑھکر بوسہ دیا سب سے صاحب سلامت ہوئی ملکہ بہار نے مسکرا کر
کہا حضور بادشاہ بخیر ملکۂ عالم آئین کیون ملکہ مخمور خوب مزے اُڑائے اتنی جلدی آنا کیا ضرور تھا
معشوق کے پہلو مین دل مسرور تھا یہان آنے سے کیا فائدہ ہر وقت جان جانے کا خیال
آٹھ پہر جنگ وجدال توپ راگ و رنگ مین مصروف رہین ملکہ مخمور نے کہا بی بہار صاحبہ تمکو کچھ
حال بھی معلوم ہے آتے ہی طعن و تشنیع شروع کر دی بہار نے کہا اجوا خفا کاہے کو ہوتی ہو
حقیقت مین اسد غازی کو چھڑانے گئی تھین لوح طلسمی بھی ملگئی در بند بھی فتح ہوے انجو
ملکہ مخمور کا غصہ سے چہرہ سرخ ہوا کہا بی بہار صاحبہ خدا چاہیگا تو شاہزادہ اسد بن کرب غازی
بھی چھوٹین گے لوح طلسمی بھی حاصل ہوگی وہ بھی دن خدا دکھائیگا اور انشاءاللہ ہمین لوح طلسمی
کا پتا لگائینگے تم سمجھتی ہوگی ہم کوہ عقیق سے آتے ہین پروردگار نے ہمین ایسے وقت پر پہونچایا
کہ تمام لشکر اسلام مصیبت مین تھا بادشاہ و لشکر اسلام کی جان بچائی اس کلمہ پر تو ملکہ بہار کو
غصہ آیا کہا بس لو بیٹھو چھوٹا منہ بڑی بات نہ بولو اُنکا خدا حافظ و نگہبان ہے پیدا کرنے والے کا
آسرا چاہیے ذرا سی بات کی رٹنے لگین معشوق کی جہانجہ چھپر اُتاری دونون مین چاؤن
چاؤن جو ہوئی ملکہ مہرخ نے منع کیا دونون کو گلے سے لگایا کہا ملکہ مخمور بیان کرو کیا سرگذرا
گذرا ملکہ بہار ہمارے سر کی قسم حال تو سنو مخمور نے کہا حضور مین بیشک کوہ عقیق پر گئی تھی
کسی کی چوری نہین ہے مین کسی کی لونڈی باندی نہین جب کوہ عقیق پر پہونچی ایک جادوگر یہان آ
گیا تھا اُسنے قیامت برپا کی تھی اول جا کر اُسکو مارا سر میدان لٹکا رہا اب اور بڑی مصیبت
کیا عرض کرون کسی وقت مفصل بیان کرونگی مجمل یہ ہے کہ طلسم جمشید یہ مین غیبی خدا سلامت رکھے
اُس شیر بیشۂ جرأت ہژبر دشت ہمت گل گلزار خلیل الرحمان شاہزادہ نورالدہر کو اُس
زور شور سے طلسم فتح کیا کہ زمین تھراتی تھی جمشید جادو کو گلشکر مارا وہان سے مہلت پا کر
آئی راہ مین خواجہ عمرو بن امیہ ایک قلعہ مین جا کر بتلاے بلا ہوے تھے وہان پہونچکر

شعلہ خوار جادو کو مارا قلعہ سے اُن سب کو نکالا یہ سب کچھ کیا اور پھر پہلو مین بیٹھی تھی راگ و
رنگ مین مصروف تھی یہ خیر خواہ ایسی بیوقوف تھی ملکہ بہار نے مسکرا کر کہا جوش محبت مین یہ
سب کچھ ہوا نہایت دربار مین خوشی ہوئی ملکہ مہرخ نے پوچھا ای ملکہ مخمور خواجہ عمرو کو تو افراسیاب
جادو لیگیا تھا قلعہ مین کیونکر پہونچے ملکہ مخمور نے کہا مین نے یہ خواجہ سے دریافت نہین کیا
شعلہ خوار جادو کو جب مارا لاشہ اُسکا مع سہیل نارنجی پوش ہوا پر اُڑکر چلا مین گھبرا کر بتعجیل تمام
نکل آئی خواجہ کو آواز دی کہ استاد جلد نکلو ایسا نہو کہ بلا مین پھنسو بارے وہ بھی نکل گئے یقین ہی
تشریف لاتے ہونگے یہ ذکر تھا کہ ہرکارون نے عرض کی خواجہ عمرو مع عیارون کے آتے
ہین مہرخ مو وغیرہ واسطے استقبال کے نکلین خواجہ عمرو بارگاہ مین آئے سب سردار واسطے
تعظیم کے اُٹھے ملکہ مہرخ نے تصدق وغیرہ اُتروایا پوچھا کہ خواجہ اُس ظالم کے پنجہ سے کیونکر رہائی
پائی عمرو نے تمام کیفیت بیان کی اور ملکہ شبنم گوہر پوش کی آنکھ کھلی حیران ہوئی کہ پھراون کیونکر
پہاڑی اپنے کوہ مروارید پر گانا سُن رہی تھی اس دربارگاہ مین کیونکر آئی خواجہ عمرو نے پکار کے آواز
دی ای ملکہ شبنم گوہر پوش قدرت پروردگار کا تماشا دیکھا مین تجکو بارگاہ فلک اشتباہ ملکہ مہرخ
مین گرفتار کر لایا اگر قتل کرڈالتا کسی کو خبر بھی نہوتی اول تو تمھارا احسان تھا کہ تمنے افراسیاب
جادو سے میری سفارش کی جان بچانے کی گذارش کی علاوہ اسکے تُمسے ایک محبت بھی ہوئی
سامری و جمشید پر لعنت کرو ان سب شاہزادیون کا ساتھ دو کتاب سامری مین صاف صاف
تحریر ہی کہ شاہزادہ اسد بن کرب غازی قاتل افراسیاب جادو ہای جہاد کرنا دین اسلام
مین بڑا ثواب ہی ہرچند خواجہ عمرو نے سمجھایا مگر ملکہ شبنم گوہر پوش کو ناگوار ہوا ہرچند کہ گانے
پر خواجہ عمرو کے مائل ہوئی ہی تیغ علم موسیقی کی گھائل ہوئی ہی گرفتار ہو کے اپنا آنا بہت شاق
ہوا مگر یہ بھی خیال کیا کہ بڑے بڑے ساحران نامی دربار مین ملکہ مہرخ کے جمع ہین ملکہ بہار
و باغبان عالی وقار و معمار قدرت صاحب سطوت و صولت برق و رعد وغیرہ سبھی کہ انکا
مین خرابی ہی دوست بنکے کام کرو اپنے دل مین سوچ کر جواب دیا کہ خواجہ مجھے عذر کیا ہی مین ہمیشہ
اسی فکر مین تھی کہ آپ کی خدمت مین پہونچون افراسیاب جادو سے لڑادن یہ بھی آپ پر
ظاہر ہو جائیگا بہت سے اسرار طلسم مجھے معلوم ہین بروقت رہائی طلسم کشا عرض کرونگی مقام لوح

بتاؤنگی بین نے دل وجان سے اطاعت طلسم کشا قبول کی یہ سعادت حصول کی ملکہ مہرخ
نے منگوا کر خلعت دیا پہلو مین ملکہ سرخ کے کرسی ملی مگر خواجہ عمرو نے چپکے سے ملکہ بہار سے کہا
کہ ملکہ مہرخ سے کہدینا کہ شبنم گوہر پوش دل سے مطیع نہین ہوئی چہرے سے سیاہی کفر کی دور
نہین ہوئی بہار نے کہا نہین خواجہ یہ ساحرہ بڑی صاحب لیاقت ہے یہ ایسا دکریگی عمرو عیار ہوش
ہو رہا ملکہ شبنم گوہر پوش کے دل کو تو پیچ و تاب ہے کہ شب ہو تو سار بان زادے کو گرفتار کرکے
خدمت مین ملکہ حیرت کی لیجاؤن اسکی عیاری کی سزا دون مگر بشکل کنیز شمیمہ نقب زن عیاریہ
دربار مین ملکہ مہرخ کے حاضر تھی دربار کی کیفیت دیکھکے بجائی خدمت مین ملکہ مہرخ کی آئی عرض کی
ای ملکہ عالم شاہنشاہ عمرو کو لیگئے تھے ملکہ شبنم گوہر پوش کے مقام پہ جا کر ٹھہرے تھے عیارون نے
عیاری کی عمرو رہا ہوا ملکہ شبنم گوہر پوش کو زنبیل مین ڈالکرے آیا راہ مین کسی وجہ سے قلعہ سہیل
نارنجی پوش مین پہونچا سہیل نارنجی پوش کو مہتر قران نے مارا باپ اسکا شعلہ خوار ملکہ
سرخ چشم کے ہاتھ سے واصل جہنم ہوا قلعہ ویران ہو گیا ابھی عمرو نے ملکہ شبنم گوہر پوش کو زنبیل
سے نکالا عمرو نے سمجھایا وہ مطیع اسلام ہوئی عمرو سے کہ رہی ہے بعد رہائی شاہزادہ اسد
کرب غازی لوح طلسم ہوش ربا کا پتا بتاؤنگی در بند فتح کراؤنگی انکو بڑا بھاری خلعت ملا ہے ملکہ
حیرت جادو قہر و غضب مین کانپنے لگی کہا جو نمک حرام جاتا ہے لوح کا ضرور پتا لگاتا ہے بلاؤ تو ملکہ صرصر
شمشیر زن کو یہ کلمہ منہ سے نکلا تھا کہ سامنے سے صبا رفتار کمند انداز بصد کرشمہ و ناز نمایان
ہوئی ملکہ حیرت کو غصے مین دیکھکر مثل آئینہ حیران ہوئی ملکہ حیرت نے کہا ای صبا رفتار مین تجکو
نہال کردونگی دامن آرزو گوہر بے بہا سے بھر دونگی شبنم گوہر پوش ملکہ کمال جادو کی بھانجی
ہو مسلمان ہوئی جس طرح سے بنے گرفتار کرکے لا مارے کوڑون کے حرامزادی کی کھال
کھنچوا دونگی صبا رفتار نے کہا لونڈی گئی اور جا کے لائی صبا رفتار سر شام صورت اپنی ایک
جادوگرنی کی بنا کے لشکر مین خواجہ عمرو کے داخل ہوئی مگر ملکہ شبنم گوہر پوش بصد جوش و خروش
دربار مین ملکہ مہرخ کے داخل ہے غصے مین خاموش بیٹھی ہے دل سے کہ رہی ہے کہ ای شبنم تیری
دست برد تو رات کو ہو گی مسلمانون پہ اوس پڑے گی یعنے خواب مرگ مین مبتلا ہونگے جسکو پاؤنگی
سرکاٹ کرلے جاؤنگی ٹکوڑے سے عمرو کا تو وہ حال کرونگی کہ عمر بھر یاد کریگا میری بدعت سے

فریاد کریگا پہر رات گئے ملکہ مہرخ نے دربار برخاست کیا ملکہ شبنم گوہر پوش کے واسطے ایک
بارگاہ استادہ کرادی کنیزین برائے خدمتگزاری مرحمت ہوئین سب سردار اپنے اپنے خیمے مین
گئے صبا رفتار ایک درخت کی آڑ پکڑے ہوئے بارگاہ شبنم گوہر پوش کو تاک رہی ہی کہ سناٹا
ہو تو جاکر تدبیر گرفتاری کرون یہان ملکہ شبنم گوہر پوش کو کب آرام ہو بعد جانے خیمے کے کنیزون کو
اپنے پاس سے رخصت کردیا تنہا جاگ رہی ہی کہ رات زیادہ گذرے تو بارگاہ سے نکلون
پہلے نگوڑے عمرو عیار کا سر کاٹ لون جو ہوسکے آج رات بھر قتل کرلی پھر ونگی صبح ہوتے بارگاہ
ملکہ حیرت جادو مین پہونچونگی جب اسنے یہ خیال کیا کہ پہر رات باقی رہی ہی اپنے چھپر کھٹ سے
اٹھی باہر بارگاہ کے آئی چہار طرف نگاہ اٹھا کے دیکھنے لگی خواجہ عمرو کے خیمے پر نگاہ ڈال رہی
ہی کہ گوشے سے صبا رفتار نے ملکہ شبنم گوہر پوش کو دیکھا جی مین کہتی ہی کہ کیا سبب ہی
کہ اسوقت ملکہ شبنم اپنی بارگاہ سے نکلی گھرائی صبا رفتار ہی وقت عیاری ہی جھٹ پٹ
رنگ و روغن عیاری کا لگا کر مہتر برق فرنگی کی شکل بنکر تیار ہوئی دوڑتی ہوئی سامنے
ملکہ شبنم گوہر پوش کے آئی شبنم اسکو دیکھکر جی مین کہنے لگی کہ یہ عمرو کا قوت بازو ہی پہلے اسکو
لینا چاہیے پکار کر آواز دی بھیا کہان سے آتے ہو صبا رفتار تو خود ہی چاہتی ہی کہ یہ مجکو
بلائے تو مین اپنا کام کرون پلٹ پڑی پکار کر کہا ملکہ علم خیر تو ہی ملکہ شبنم گوہر پوش نے کہا بھیا
برق اسوقت بارگاہ مین دل گھبرایا چاندنی کی سیر دیکھنے باہر نکل آئی آؤ گھڑی بھر ہمارے
پاس بیٹھو خیال مین ہی کہ اسی شبنم بیٹھے تو اسکو بارگاہ مین لیجا کے اسکا سر کاٹ لو صبا رفتار نے
کہا ملکہ حاضر ہوا ملکہ شبنم گوہر پوش برق کو لیکر اندر گئی صبا رفتار نے آتے ہی کہا ملکہ کوئی
گلابی شراب کی بھی ہی اسوقت بہت جی چاہتا ہی ملکہ شبنم نے کہا بھیا لو پیو یہ کہکر گلابی سامنے
کی صبا رفتار نے جھٹ پٹ جام لبریز کرتے کرتے بیہوشی شامل کر کے ہاتھ پر رکھکر کہا ملکہ پہلے آپ
پیجیے ملکہ شبنم نے بے تکلف ہاتھ بڑھا دیا جام لبون سے لگا کر پی گئی جام پلا کر صبا رفتار اٹھی ملکہ
شبنم نے کہا بھیا برق کہان چلے صبا رفتار نے کہا اب ٹلانے پر جاونگا ملکہ شبنم اٹھی
کہ ماش کا دانہ مارون کہ بیا ہر نہ جاسکے اٹھتے اٹھتے بیہوشی نے طمانچہ مارا کہ لڑکھڑا کر گری صبا رفتار
نے فوراً زبان مین سوزن دیا حلقہ ہائے کمند سے مشکین باندھین سراپچہ چاک کرکے نکلگئی

طرف لشکر ملکہ حیرت کے روانہ ہوئی ستارۂ سحری چمک چکا ہی خواجہ عمرو کو رات بھر خیال
رہا ہی کہ دیکھیے ملکہ شبنم گوہر پوش کیا کرتی ہی دو گھڑی رات رہے سے عمرو اُسکی بارگاہ پہ
آیا اندر آکر دیکھا پتیرا صبا رفتار کا معلوم ہوتا ہی سرا پچہ چاک ہی بس خواجہ عمرو نے خیمے سے
نکلتے ہی آواز دی ملکہ شبنم گوہر پوش کو صبا رفتار پکڑا لیگئی سرداروں نے قصد کیا عمرو
نے کہا پہلے میں جاتا ہوں دیکھوں تو معرکہ کیا ہی آپ لوگ خبر منگایئے گا جیسا مناسب وقت
ہوگا عمل میں لایئے گا یہ کہکر طرف لشکر کفار کے بھاگا یہاں ملکہ حیرت جادو تخت پر بیٹھی ہی
شاہزادیاں وزیرزادیاں آتی جاتی ہیں مصور و صورت نگار و ملکہ یاقوت جادو و ملکہ
شعلۂ آتش مزاج و ملکہ نمکین شیرین کلام و ملکہ صنوبر شمشاد قد وغیرہ جمع ہیں ملکہ حیرت
جادو کہ رہی ہی کہ میں نے برائے گرفتاری ملکہ شبنم گوہر پوش صبا رفتار کو روانہ کیا ہی صبح
ہوگئی تو شبنم کو کہاں پائیگی مصاحبین عرض کر رہی ہیں حضور وہ لے ہی کر آئیگی یہ سخن ناتمام تھا
کہ صداے زنگ کی بلند ہوئی دیکھا صبا رفتار کمند انداز شیشہ بدوش آ پہنچی ملکہ حیرت سے
پوچھا صبا رفتار کیسے لائی عرض کی حضور شبنم گوہر پوش کو لائی یہ سنتے ہی ملکہ حیرت جادو
نے کہا لا سامنے بٹھلا دے صبا رفتار نے بائیں کرسی بٹھا کر فتیلہ رفع بیہوشی دیا ملکہ شبنم نے
آنکھ کھولی ملکہ حیرت جادو نے پکار کر آواز دی او قحبہ او شتل او کمبخت اپنے باوا سے دیپ
عاشق ہوئی اسد غازی کو رہا کرنے جاتی تھیں لوح طلسمی کا راز بتاتی تھیں اب کہ تیرے
حمایتی کہاں ہیں ملکہ شبنم شرم سے غرق عرق ہوگئی ایسے کلمات مغلظات کبھی کانوں سے کاہیکو
سُنے تھے جواب دیا ملکہ خیر تو ہی میں یہاں کیونکر آئی عیار بچی نے کہا میں برق بنکر تمہاری تمکین
باندھ لائی شبنم نے کہا حضور میں تو اسواسطے مطیع الاسلام ہوئی کہ عمرو کا سر کاٹ کر لاؤں
یہ آپ نے کیا غضب کیا میرا کام بنا بنایا بگاڑ دیا ملکہ حیرت جادو نے کہا او صاحبزادی ذرا سنو
مجکو کل کی چھوکری نادان بناتی ہی وہاں گئیں تو آنکی دوست یہاں ہمارے ساتھ فقرہ بازی
جعلسازی اب سے دیکھ تو میں تیرا کیا حال کرتی ہوں تو نے مقام پر شاہنشاہ کو بیہوش
کرایا تیری ہی باتوں سے عمرو چھوٹا ورنہ ابکی شاہنشاہ اُسکے غفرے میں نہ آتے اپنی چمک چمک تی
دکھا کے میرے بھولے شاہنشاہ کو بہکایا دشمن کو چھڑوا دیا ہمارے دشمنوں میں جینیک کر

فتح طلسم کی تدبیر بتاتی ہین میرے سامنے آکر یہ باتین بناتی ہین جلد جلاد کو بلاؤ اس نمک حرام
کو قتل کرین شبنم ہر چند کہتی ہی ملکہ ذرا ہوش مین آؤ چوچ سنبھالو بادشاہ کی جورو بنکر آپ سے
باہر ہو دوست کو دشمن بناتے بھی شرم نہین آتی ہی اِس بات پر تو ملکہ حیرت جادو کو اور غصہ
آیا اور جلاد کو بلایا کہا اِس زبان دراز کو قتل کر جب جلاد نے ہاتھ پکڑکر کھینچا ریت کا چبوترہ بنایا
گردن پر کوئلے کا خط دیا تیغ چمکا کر پکارا شعر سلطنت سلطان کند فرما د بر جلاد چیست مرغ را
دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست ٭ کسکا سر رشتۂ حیات منقطع ہوا کسکا ساغر عمر لبریز ہوا کون مغضوب
بارگاہ سلطانی ہی کسکی کشتی عمر طوفانی ہی ملکہ عالم حکم اول ہی سمجھ کے دیجیے اب تو ملکہ شبنم گوہر پوش
کا عجیب حال قلب پر ہجوم غم و ملال کہ سنی کی موت کا سامنا اتنے بڑے دربار مین ہر کس دشمن
جان کشتۂ خون نظر آیا رنگ روے ملکہ شبنم گوہر پوش متغیر ہوا پیشانی پر موت کا پسینہ آیا
جسم مین رعشہ دل سے کہتی ہی ای شبنم تیرے مرنے مجھکو ہلک کیا اب اسوقت ثابت ہوا کہ دین
عمرو کا سچا ہی کجا ملکہ مہر رخ دہمار کجا مقابلۂ افراسیاب نابکار قوت و قدرت خدا اسے نادیدہ
صاف ظاہر ہو اتنا بڑا بادشاہ چاہے اپنے ملازمون کو نہ قتل کرسکے جو جو اوصاف خواجہ عمرو
بن امیۂ نامدار نے اپنے پروردگار کے بیان کیے وہ سب حق ہین ای دل تردد منزل وہ معبود
برحق ہی ای خداے عمرو مین عہد واثق کرتی ہون اگر اِس بلاے ناگہانی سے بچون خواجہ عمرو
کی شریک ہوکر افراسیاب خانہ خراب سے لڑون شاہزادہ اسد غازی کی رفاقت مین جان
و دل سے کوشش کرون یہان ملکہ حیرت جادو نے پکار کر کہا ای جلاد سنے حکم اول دیا اِس
بد انجام نمک حرام کو جلد قتل کر جلاد نے شانہ ملکہ شبنم گوہر پوش کا ہلایا کہا او گنہگار حکم اول تیرے
قتل کا مل چکا جو کہنا ہو کہہ لے جو وصیت کرنا ہو کرلے اب جان کا بچنا دشوار ہی موت تیرے
سر پر سوار ہی ملکہ شبنم گوہر پوش نے جواب دیا او بھیا اپنے کام مین مصروف ہو نہ پانی کی ہوس
نہ کھانے کی خواہش البتہ یہ بڑی کاوش ہی کہ جو کسی وقت اگر کسی کا گذر لشکر اسلام مین ہو
تو خواجہ عمرو سے ہمارا یہ پیغام پہونچا دے کہ ای شہنشاہ اوج عیاری آپکی کنیز ناچیز بے بس
و بیکس ہوکر دیار کفار مین قتل ہوئی یہ ہوس دل مین رہ گئی کہ وقت آخر آپ کی زیارت سے
مشرف ہوتی مگر جہان تک ہوسکے اس کنیز کا لاشہ لیجائیے گا طریقے پر اہل اسلام کے دفن کیجیے گا

آپ کے سامنے مین نے مکر سے کہا تھا مگر اب صدق دل سے اطاعت دین اسلام قبول کی شکر ہی وقت آخر سعادت دارین حصول کی فاتحہ خیر سے فراموش نہ کیجیے گا لونڈی کے جنازے کو کاندھا دیجیے گا یہ کہکر چیخ مار کر روئی نگاہ طرف آسمان کے اُٹھائی بیقراری مین پکاری **نظم**

ای عمرو کے خداے نادیدہ — ہے یہ تیری کنیز رنجیدہ — مجکو اس قید سے چھڑا جلدی
بدعت و جور سے بچا جلدی — بھیجی اپنی سنا کو ای معبود — سنتی ہون ہر جگہ تو ہی موجود
شان قدرت کی اب دکھا یارب — اس بلا سے مجھے بچا یارب — دین اسلام ہی قبول مجھے
جانبری جلد ہو حصول مجھے — ای سمیع و علیم ای ستّار — خالق بے نیاز ای غفار
وقت امداد و دستگیری ہی — شاق لونڈی پہ یہ اسیری ہی — تیری قدرت تو آشکارا ہی
اب ترا ہی فقط سہارا ہی — سُن چکی ہون کہ بے نیاز ہی تو — اپنے بندونکا چارہ ساز ہی تو
تیرے در کے گدا ہین شاہ و فقیر — پھیر دے اس کنیز کی تقدیر — مجھ گنہگار کی دعا ہو قبول
ہو رہائی اب اس بلا سے حصول

ملکہ شبنم گوہر پوش کے جو آنسو نکلے ابالیان دربار اور زیادہ ہنسے کہا ای ملکہ عالم خداے نادیدہ سے دعا کرتی ہی دم اُسکی وحدت کا بھرتی ہی حیرت جادو نے حکم دیا او جلاد جلد سر کاٹ لے جلاد تیغہ کھینچ کر چلا جیسے ہی چاہا کہ ہاتھ مارے پیشانی پر ایک پتھر پڑا جلاد کا سر پھٹ گیا چرخ کھا کر زمین پر گرا آواز دی وہ مارا اب سبنے دیکھا کہ ملکہ شبنم گوہر پوش تو صحیح و سالم بیٹھی ہی جلاد کی لاش پڑی ہی ملکہ حیرت جادو نے کہا دیکھو تو ای صبا دیکس نے پتھر مارا صبا رفتار چہار طرف نگاہ اُٹھا کے دیکھنے لگی دیکھا کہ عمرو خدمتگار بنا ہوا ستون کی آڑ پکڑے ہوے کھڑا ہی صبا رفتار نے پشت پر سے حلقے کمند کے مارے آواز دی او ساربان زادے کہان جائیگا عمرو نے پلٹ کر دیکھا کہ حلقے کمند کے گردن و کمر مین پڑے سبک ہو کر کمند کے حلقون سے اور منہ سے نکل گیا منہ شہنشاہ اقلیم عیاری کسکی مجال ہی کہ ملکہ شبنم گوہر پوش کو قتل کرے مگر حلقون سے کمند کے نکلکر عمرو زمین پر گرا تھا کہ ایک جادوگر نے آواز گیر کی دی زمین نے پاؤن عمرو کے پکڑ لیے اُس جادوگر نے چاہا عمرو کو تلوار سے مارے چلو پرچہدار سونے کا عصا لیے کھڑا تھا اُسنے آواز دی او میان ساحر دیکھو ملکہ منع کرتی ہین اسنے منہ پھیرا چہدار نے وہی عصا سر پر جادوگر کے مارا اور نعرہ کیا منم صاحب بغدہ گران قاتل ساحران

مہتر قران اس ساحر کے مرنے سے اندھیرا ہوا عمرو کے پاؤن چھوٹے لوٹ مار کر قریب ملکہ شبنم
گوہر پوش کے پہونچا زبان سے سوزن نکالا کہا ای ملکہ شبنم گوہر پوش ہوشیار ہو ملکہ شبنم
نے اُٹھتے اُٹھتے ایک دو پتھر زمین پر مارا زمین کانپی کئی جادوگر مرے ترلپے کے بیرون
بارگاہ آئی دیکھا چون عیار نیچے ہاتھ مین پڑے موجود ہین حلقے کمند کے جواب بیہوشی حقہ ہاے
آتشبازی مار مار کر کئی سو جادوگرون کو قتل کیا مگر ملکہ حیرت جادو غصہ مین دوڑی باہر بارگاہ
کے آکر دیکھا ملکہ شبنم گوہر پوش سحر کر رہی ہی سنگریزے اُٹھا اُٹھا کر پھینکتی ہی عیار بھی
لڑ رہے ہین مثل برق سر کے نیچے مارا اور غائب ہوے خوف سے ساحرون کے زرغلطان
مین چھپ جاتے ہین کبھی کسی غار مین جا پڑتے ہین بڑی چستی و چالاکی سے لڑ رہے
ہین ملکہ حیرت جادو نے شبنم کو للکارا خبردار او شبنم کہان جاتی ہی منم ملکہ حیرت جادو
خاتون شاہنشاہ طلسم ہوشربا ملکہ شبنم گوہر پوش نے ایک جادوگر کو مار کر جھولی اُٹھالی
ہی آستین سے ترنج نکال کر مارا حیرت نے برق چمکائی ترنج ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا
مگر کئی ساحرون کو شعلۂ آتش نے جلا دیا بس حیرت نے بڑھ کر ایک گولہ ملکہ شبنم پر مارا بال
اپنے کھول دیے ملکہ شبنم کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا تاب نہ لایا لڑکھڑا کر گری ملکہ حیرت
نے آواز دی اسکا سر کاٹ لو اب مہلت نہ دو ساحر بلوہ کر کے چلے ملکہ شبنم گوہر پوش
نے خیال کیا کہ سحر فراموش قلب پر حیرت کا جوش قریب ساحر نہ پہونچنے پاے تھے کہ پیٹین
پھولون کی آئین طائرون نے زمزمہ سرائی شروع کی آسمان سے نعرہ ہوا ای شبنم گوہر پوش
نہ گھبرانا منم ملکہ بہار جادو گرتے گرتے ملکہ بہار نے حیرت جادو پر گلدستہ سحر مارا کچھ پھول
شبنم پر چھینٹے شبنم بھی اٹھی گلدستہ ملکہ بہار جادو کا سر پر حیرت کے پھٹا پھول برسنے لگے کہا
مسیح نے شعلۂ آتش کی تاثیر پیدا کی جسکے جسم پر پھول پڑا جل گیا جس پر نگاہ سحر آگین ڈالی وہ
جھوما شعر عاشقانہ پڑھا تلوار کھینچ کر اپنی گردن پر رکھ لی کسی نے قرولی اپنے پیٹ مین ماری
آپسمین بھی تلوار چلی کئی سو جادوگر سحر بہار سے جہنم مین پہونچے بہار نے آتے ہی شبنم کو
بھی رہا کیا شبنم پر اوس پڑ چکی تھی ہمت اشکستہ تھی یہ بھی لڑنے لگی بہار نے جو اتنی مہلت پائی
پھر اُٹھا کر گلدستہ مارا پھول برسنے لگے ملکہ حیرت کا مصاحب زریر جادو پانچ سو جادوگر

اسکی پشت پر کھڑا ہوا رکر رہا تھا پھول جو بہت کچھ اسکے سر پر گرے جلدی سے اوٹھا کر سونگھنے بھول گیا اپنے کو بھول گیا جیسا گلچینی گلشن بہار کی کرنے لگا ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا باغی تھا جو لگا ہوا ہے عشق کا چلا چکا سا اٹھا ای سرو باغ محبوبی وای غنچہ نو دمیدۂ حدیقۂ محبوبی آپ کے گلشن عشق کا ہوا خواہ ہوں آرزوے وصل مین تباہ ہوں یہ کہکر غزل عاشقانہ پڑھتا ہوا طرف بہار کے دوڑا غزل دوست صادق جناب میر محمد تقی صاحب متخلص بہ جواد

مرمٹے ہم تو محبت مین یہ انجام ہوا
مین بھی مجنون کیطرح خلق مین بدنام ہوا
زندگی مین ہوا ہین نگر لیکھی بھر کو نصیب
درد دل میرے لیے باعث آرام ہوا
آپکے عشق کا حاصل یہ ہوا مجکو ثمر
آپکے ہجران جو بہارا وہ گل اندام ہوا
دل جو خوش جناب الفتین ملا شمع چراغ
آپکے دامن مین وہ عطر گل بادام ہوا
اب بتا کیون چھپے پھر آپ یاد کے لیے
رات ادھر آئی تو روشن یہ سر شام ہوا
رات بھر جلکے مکان زمین لاے جلتے
کوئی معشوق ہوا کوئی دل آرام ہوا

آپ کہتے ہیں کہ ہین ہم تمہین بدنام ہوا
مستعد قتل پہ ہیں جو دہ گلفام ہوا
قبر مین سے تو حاصل ہمین آرام ہوا
آپنے لی زنجیر اپنے گرفتاری کی
انکھیان آ سمٹے لگین خلق مین نام ہوا
ایک جلتے ہین یون جلکو محبت کا ہی فرق
آنسو آنکھو نکا مری روغن بادام ہوا
ایک عالم پہ زمین بزم مین ہنسے پایا
جو ہمارے لیے ہونا تھا سر شام ہوا
رات کے آتے ہی دل بجھ گیا ناچراغ
گل چراغ انکے مزار دلکا سر شام ہوا

ایسے دل کے لگنے کا یہ انجام ہوا
روح بالیدہ ہوئی خوش دل ناکام ہوا
غش کے عالم مین ہی بیخبری تا یہ سحر
مرگئے آخر کار لکا یہ انجام ہوا
تنگیا رشک چمن خانۂ وحشت اپنا
جام شیشے سے نہ شیشے سے جدا جام ہوا
آنکی آنکھو نسے جو گری مین پسینہ ٹپکا
بھر کے سو مرتبہ خالی صفت جام ہوا
درد الفت بھی حسینو لکا ہی کیا کوئی چراغ
جو کہ ہونا تھا دم صبح سر شام ہوا
دلکو جلا لیا سودا محبت نے جواد

غزل دیگر تصنیف کردۂ منشی احمد حسین صاحب متخلص بہ قمر

جلد دے جام ساقیا نشہ کا اب اتار ہی
پھولون کی ہر طرف مہک سبزے کی جا بجا لہک
زلف دوتا ے نازنین کالی بلا سے کم نہین
تیر نگہ کا ذکر کیا جسکے پڑا وہ پھر بچا
دیکھکر اس پری کی چال ہنر ورقص ہون پائمال
اسکی وہ نازنین کر جو کہ عدم کی دے خبر

تیری نشیلی آنکھ کا آج تلک خمار ہی
غنچون کی یک بیک چٹک باغ مین کیا بہار ہی
جب ہوئی مار آستین سینے مین دل فگار ہی
ترچھی نگہ کی جب ذرا برچھی جگر کے پار ہی
قد ہی کہ تازہ ہی نہال پھول سا ہر عذار ہی
نور کا سانچہ سر بسر کیا ہی حسین نگار ہی

پائین گلے میں ڈالدو حسرت دل نکال دو	اب نہ سوال ٹال دو ہجر یہ ناگوار ہے
شب کو گئے جو آئے قمر کو حیین آسکے نظر	ماہ نہ وہ بیٹھا نظر فکر ہی انتشار ہے

ملکہ بہار نے آواز دی کہ کیون بیان کیا چاہتے ہو سب نے دانت نکال کر کہا میری جان جاتی
ہے ملکہ بہار نے جواب دیا تم مرتے ہو یا خاتون کی مصیبت کا دم بھرتے ہو کہا نہین حضور آپ پر
جان جاتی ہے آتش عشق ہڈیون کو جلاتی ہے کہا اچھا تلوار کھینچ خفت کھینچا یہ کہتے ہی اُسنے تلوار
کھینچی پانچ سو ساحرون نے اپنے اپنے گلے پر رکھی ملکہ بہار مسکرائین برق گری کہ خرمن
ہوش وحواس کو اُنکے جلادیا آہ کرکے پانچ سو نے اپنے اپنے گلے کاٹ ڈالے چشم زدن مین
اتنے ساحر بیدم ہوکر گرے کہ خون کے دریا بہے صدائے دار وگیر بلند ہوئی حیرت نے جو
یہ پلٹ کر دیکھا نہایت دردمند ہوئی آواز دی کہ او بہار تو نے میرا کلیجہ داغدار کر دیا اتنی
دیر مین میدان کو لاشون سے بھر دیا مگر آج تیری قضا دامن گیر ہے دیکھ تیرے قتل کی تدبیر
ہے یہ کہکر کارد سحر جھولی سے نکالی اسم پڑھا بہار پر چھری پھینک ماری بہار نیچے ہٹی ہر چند
چاہا بچون ممکن نہوا کارد آن کر شانہ پر پڑی شانہ نشانہ ہوا گل سا چہرہ کمھلا گیا اب حیرت چلی
کہ بہار کو مارون یکایک زمین شق ہوئی ایک جوان کو دیکھا دہشت چہرے سے آشکا بھورے
بھورے بال صاحب اقبال کانون پر ہاتھ رکھکر چیخ ماری نعرہ کیا منم رعد جادو اکثر عرض
کیا ہے کہ مان بیٹے ساتھ رہتے مین ملکہ برق مان رعد جادو کی آسمان پر چلتی ہے اپنے فرزند کے
آواز کی مشتاق رہتی ہے رعد نے نعرہ کیا اسکی صدا کی تاثیر سے حیرت تھرائی برق چمک کے
آسمان سے گری سر حیرت جادو کا زخمی ہوا مگر زخمی ہوتے ہی حیرت جادو نے اٹھا گولہ
مارا رعد جادو زخمی ہوا دونون پانون مارکر غرق زمین ہوگیا برق تڑپ تڑپ کے ڑنے لگی
یکایک نقارے پر چوب پڑی دیکھا ملکہ مہرخ سحر چشم بعد قہر وخشم مع چار سو ساحران نامی
اور نیسان گرامی پشت پر لشکر ظفر اثر علمہائے زرنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے اپنے
اپنے نام کے نعرے کرتے آپڑے ملکہ شبنم گوہر پوش نے دیکھا کہ میرے واسطے کل اہل اسلام
آئے دونون لشکر آپس مین ملگئے ہر ملازم ملکہ مہرخ کا یہی چاہتا ہے کہ ہم اپنی جان لڑا دین مگر
ملکہ شبنم گوہر پوش کو بجا من مثل گل شگفتہ وجد کر رہی ہے کہ حقیقت مین ہمراہیان خواجہ عمرو

بڑے قدرشناس ہین اپنے ملازم کے یہ پاس ہین ایک کے واسطے ہزارون نے جان دی
سب سردارون نے جان لڑا کر ملکہ شبنم گوہرپوش کو بیچ مین لے لیا نخی ہو گئی تھی ہوادار پر سوار
کیا ملکہ مہرخ نے آواز دی ای غازیان دیندار وای مجاہدان شورشعار جو مراد تھی وہ حاصل ہوئی
شبنم کو باغیون سے بچالیا تسکین دل ہوئی اب نکل چلو سب سرداران نامدار ہٹ کر ایک مقام
پر ہوے لڑتے ہوے سحر کرتے ہوے ملکہ شبنم گوہرپوش کو لیچلے ملکہ حیرت جادو ہر چند کدو
کاوش کرتی ہی جنگ مین کوشش کرتی ہی مگر ممکن نہین ہوتا ہی یہ بھی بلاے روزگار ہی زوجہ افراسیاب
ناہنجار ہی ہزارون کو مارا بڑھ بڑھ کر ملکہ مخمور وبہار جادو کو للکارا ملکہ بہار نے آواز دی او حیرت
کیون بہکی بہکی پھرتی ہی ہم اپنے سردار کو لینے آئے تھے تجکو داغ دیتے آگے تھے اپنے دھگڑے
افراسیاب کو بلا اس سے مدد طلب کر جا ہٹ جا کیون جان دیتی ہی اپنا خون کاہیکو اپنی گردن
پر لیتی ہی ہماری شریک ہو جا تجکو بادشاہ بنائین طلسم ہوش ربا لے جا کر مٹائین غصہ مین حیرت
جادو ملکہ بہار پر سحر کر رہی ہی کبھی ملکہ مخمور نے بڑھ کر اسکا سحر رد کیا کبھی باغبان قدرت نے
بڑھ کر روک لیا اسطرح لڑتے ہوے کنارے تک لشکر کے پہونچ چکے ہین وزیرزادیان ملکہ
حیرت جادو سے عرض کر رہی ہین کہ حضور اب کد و کاوش بیکار ہی شبنم گوہرپوش کو وہ لوگ
چھڑانے آئے تھے لیے جاتے ہین اب ہٹ آیئے میدان کارزار مین دیکھا جائیگا ٹوک کر اسکو
میدان کارزار مین قتل کرینگے ملکہ حیرت نے قصد کیا کہ واپس ہو اونکی سحر طرازیان ملکہ مہرخ
ملکہ شبنم گوہرپوش کے ہوادار کے گرد مین شبنم بھی انتہا کی زرداری مین ہی سحر کرتی جاتی ہی [illegible] عرض
کرچکا ہون کہ صدق دل سے مطیع الاسلام ہو چکی ہی اب جو جو سردار آ کر لڑے اور زیادہ ملکہ مہرخ
وغیرہ سے محبت ہوئی روح کو راحت قلب کو قوت ہوئی کہ یکایک آسمان پر نعرہ ہوا ایک ساحر
سیہ فام کو دیکھا کہ قفس آہنی ہاتھ مین منہ سے شعلہاے آتشین نکلتے ہوے للکارتا ہوا کہ ای ملکہ
شبنم غضب کیا کہ شریک مسلمانان ہوئی اپنی جان پر کھیلی مین سلح شور جادو فرستادہ ملکہ سمنکال
جادو تمھاری خالہ صاحبہ کو خبر معلوم ہوئی ہی حکم دیا ہی کہ مشکین باندھ کر لاؤ یہ کہکر اس زور و شور
سے گرماش کے داغے پھینکتا ہوا کچھ شعلے بھڑکے گرد ہوادار کے جو ساحر تھے وہ آتش سحر
سے جلنے لگے ہر ایک کی آنکھون سے شعلے نکلنے لگے سلح شور جادو نے ہاتھ بڑھا کر شبنم کو

ہوا دار پر سے اٹھا لیا قفس آہنی مین بعجلت تمام بند کیا مثل شعلۂ جوالہ کے گرا اور مثل برق جہندہ
کے قفس لیکر بلند ہوا ملکہ حیرت جادو کو پکار کر آواز دی اے ملکہ عالم تردد نفرمایئے گا مین انکو
انکی خالہ صاحبہ کی خدمت مین لیے جاتا ہون وہ کان پکڑ کر دو طمانچے مارینگی راہ پر آجاینگی
اتنا جلد غائب ہوا کہ اہل اسلام سحر نہ کر سکے اب جو پلٹ کر دیکھا وہ ساحر غائب ہو گیا حیرت
اپنے لشکر کو لیکر طرف اپنی بارگاہ کے پلٹ آئی ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ با خاطر پریشان منتشر
و بیقرار ہانپتی کر بارگاہ مین آئین عیارونکی سب ساتھ ہین ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ بڑا غضب ہوا
ملکہ شبنم کو وہ ساحر سیہ فام لے گیا اسکی فکر واجب و لازم ہی خواجہ عمرو نے کہا مجکو بھی بڑا خیال
ہی برق و جالاک نے کہا استاد ابھی جاتے ہین ملکہ شبنم گوہر پوش کا پتہ لگاتے ہین ملکہ مخمور
نے کہا خواجہ میرے آنے کے ساتھ ہی شبنم گوہر پوش کا بھی جھگڑا نکل آیا مجھے آپ سے ایک
بڑا امر بزرگ عرض کرنا ہی اسکو بگوش ہوش سماعت فرمایئے عمرو متوجہ ہوا کہ ملکہ بیان کر ملکہ مخمور
نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری آپ سے پردہ کیا ہی مین نے ایک شب کو خواب پریشان
دیکھا واسطے ملاقات شاہزادہ نورالدہر ون بدیع الزمان کے روانہ ہوئی لشکر ہی مین سے دربار کا
ایسے وقت پر پہونچی کہ ایک ساحر [illegible] افراسیاب خانہ خراب لشکر اسلام کو تباہ کر رہا تھا
جاتے ہی اسکو مارا اور دو جادوگرنیان کہین سے آئی تھین وہ شاہزادہ نورالدہر و طہماس
کو اٹھا کر لے گئین ایک پہاڑ پر جاکر انکو بھی قتل کیا وہ مقام علامت طلسم جمشید تھا نہین معلوم کہ
آمین کیا بھید تھا مقصود یہ ہی کہ مین طلسم جمشید مین قید ہوئی شاہزادہ نورالدہر نے لوح حاصل کی طلسم
کو فتح کیا جمشید جادو کو چار گنبد جمشید پر مارا وہان کے قصر مین ایک حکیم بقراط ثانی جلوہ فرما تھے
مجکو اور نورالدہر کو بھی نہایت اعزاز و اکرام سے پیش آکے آپ کو سلام کہا ہی ہزار دعائین
دی ہین ایک پرچہ کاغذ کا دیا ہی اور فرمایا تھا کہ خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کو یہ کاغذ دینا
بمقدمہ رہائی اسد بن کرب غازی کام آویگا یہ سنکر خواجہ عمرو نے اسی وقت تخلیہ کیا
کاغذ لیکر ملکہ مخمور سے پڑھا بعد حمد و مدح طرف سے بقراط ثانی کے مرقوم تھا کہ اے سرپرست
مسلمانان و سردار عیاران رفیق و شفیق زلزلۂ قاف ثانی سلیمان سرو باغ خنجر گذاری گل شگفتہ
عیاری نامی و نامدار خواجہ عمرو ذی وقار پر واضح ہو کہ تدبیر رہائی طلسم کشا مین مقدمہ اولی یہ ہی

کہ سمنکال جادو کو مطیع کرو دوسرے ملکہ ماران زمین کن واسرار جادو کا بھی شریک ہونا واجب ولازم ہی راستہ گنبد کوزر کا سرحد باغ سیب سے پیدا ہوگا یہ بھی امر ملحوظ خاطر رہے کہ رہائی شہسوار عرصۂ یکہ تازی شاہزادہ اسد بن کرب غازی آپ ہی کی کوشش پر موقوف ہی مگر جو جو نام عرض کیے یہ ساحران مذکور جب تک شریک نہونگے رہائی شیر بیشۂ صاحبقرانی کی ناممکن ہی اگر تقاضائے ہمت دی تو بعد طواف خانہ کعبہ یہ نیازمند لقراط ثانی بھی بر وقت حاضر خدمت ہوگا یہ مضمون پڑھکر خواجہ عمرو نے پوچھا ملکہ سمنکال جادو و ماران زمین کن واسرار جادو یہ سب کہاں ہین ملکہ بہار نے کہا سمنکال جادو تو یہان سے پانچ چار منزل پر ایک قصر ہی اسمین رہتی ہی ملکہ شبنم گوہر پوش کی خالہ ہی آپنے اسکو پایا ہی مگر ماران زمین کن واسرار جادو کے آج تک ہمنے نام بھی نہین سنے نہین معلوم یہ کون ہین ملکہ مخمور نے کہا خواجہ یہ طلسم نہایت وسیع ہی افراسیاب جادو اٹھارہ سو ملک کا مالک ہی کیا ہر ایک کو سب جانتے ہین مگر اتنا مین آگاہ ہون کہ ماران زمین کن واسرار جادو سرحد باغ سیب مین ہین اُس سرحد مین جا کے آنا نہایت دشوار ہی جسطرح پر دریائے خون رواں و پل پر بزدان تھا کہ بدون حکم افراسیاب جادو کوئی اُس پار نہ جا سکتا تھا ویسا ہی پانچ کوس کے گرد مین سرحد باغ سیب ہی جو اُس سرحد مین پہونچا گویا تہ تیغ آسیب ہوا نام سنا ہی مگر بخوبی آگاہی نہین ہی خواجہ عمرو نے کہا حساب تو کرو کہ میعاد اسد غازی مین کسقدر زمانہ باقی ہی مخمور و بہار نے کہا ایک ہفتہ سے زیادہ نہوگا بلکہ خبر پائی ہی کہ افراسیاب خانہ خراب نے حاکمان دربند کو نامے بھی تحریر کیے جو بڑے بڑے شاہان اولوالعزم ہین کہ چار چار لاکھ فوج سے ایک ایک مہینے کے راستے سے سفر کرکے اپنے اپنے مقام سے چل چکے ہون تو عجب نہین مگر ابھی افراسیاب نے مشتہر نہین کیا امروز فردا مین یہ بھی ہوا چاہتا ہی خواجہ عمرو نے کہا خیر خدا مالک ہی مین ملکہ شبنم گوہر پوش کی فکر مین اب جاتا ہون مہتر چالاک و مہتر برق فرنگی و جانسوز بن قران و ضرغام شیر دل اس تخلیہ مین شریک ہین ان سب نے عرض کی کہ استاد ملکہ شبنم گوہر پوش کی فکر کرنا واجب ولازم ہی یہان تو خلیہ مین یہ صلاح ہو رہی ہی مگر ملکہ حیرت جادو نے ملکہ دمر کو

روانہ کیا کہ ای صرصر جا دیکھ تو مسلمان کس تدبیر مین ہین ملکہ صرصر شمشیر زن کیا دھر چلین

اب دو کلمہ داستان افراسیاب جادو بیان ہوتے ہین

کہ کوہ مروارید سے اِسکو ملکہ ماہیان زمرد پوش اُٹھاکر پردۂ ظلمات مین لائی افراسیاب
جادو جب ہوشیار ہوا ملکہ ماہیان نے کہا ای افراسیاب یہ کیا شامت ہی کہ ہر مرتبہ دام تزویر
عمرو مین پھنستا ہی افراسیاب جادو نے کہا کیا کہون مجکو بڑا افسوس ملکہ شبنم گوہر پوش کا ہی
کہ ساربان نادہ اسکو گرفتار کرکے لیگیا ہی نہین معلوم اُسپر کیا گذری اب مین باغ سیب مین
جاتا ہون کل کیفیت ظاہر ہوگی یہ کہکر باغ سیب مین آیا نازنینین جلیسین خدمت مین حاضر ہوئین
دور شراب شروع ہوا یکایک آسمان پر سے رونے پیٹنے کی آواز آئی افراسیاب جادو
نے سر اُٹھاکر دیکھا لاشۂ شعلہ خوار جادو و سہیل نارنجی پوش سامنے آکر گرا پیرون سے
زبانی کی افراسیاب جادو نے پوچھا ارے انکو کسنے مارا عرض کی حضور ایک کو شتر قران نے
ایک کو ملکہ مخمور سرخ چشم نے قتل کیا افراسیاب جادو نے کہا یہ لوگ وہان کیونکر پہونچے
یہ کہکر کتاب اُٹھاکر دیکھی کل کیفیت معلوم ہوئی غصہ مین تھرایا ایک کوٹھا لکھکر فولادی تپلہ نکالا
کہا جاکر صرصر کو تو یہان لا اُدھر صرصر بارگاہ سے ملکہ حیرت جادو کی گلی ہی جاتی ہی طرف بارگاہ مہرخ
کے جاؤن کہ آسمان پر سے بجلی تپلہ فرستادۂ افراسیاب جادو زمین پر گرا صرصر شمشیر زن کی آنکھ
کھلی اپنے کو سامنے افراسیاب جادو کے پایا صرصر نے دیکھا کہ افراسیاب غصہ مین بیٹھا ہی
صرصر واسطے تسلیم کے خم ہوئی افراسیاب جادو نے کہا ای صرصر ابھی ساربان نادہ سے
نہایت مجکو پریشان کیا ہی کلیجہ خون ہوگیا کوہ مروارید سے جاکر تباہ سہیل نارنجی پوش مین بچا
ملکہ سہیل نارنجی پوش و شعلہ خوار باپ اُسکا دونون مارے گئے مگر بڑا تعجب ہی کہ ملکہ مخمور
کا نشان طلسم نشید پر سے ملا تھا یہان ساحرون نے بیان کیا کہ شعلہ خوار کو مخمور نے مارا صرصر
نے کہا حضور فرزندان حمزہ قدم جس مقام پر گیا وہ مقام ویران ہوا طلسم فتح ہوگیا ہوگا مخمور
وہان سے بلتی ہوئی آئی ہوگی یہان عمرو وغیرہ بحر مین شعلہ خوار کے پھنسے مخمور نے دیکھا ای
گرمی مین شعلہ خوار کو مارا اسکا تعجب کیا ہی آج کا حال تو حضور نے سنا ہی شبنم جاکر
مطیع الاسلام ہوئین موجب حکم ملکہ حیرت جادو مین گرفتار کرلائی نکو مجسے عمرو نے ہنگامہ

برپا کیا شبنم گوہر پوش کو چھڑا لیا عین گرمی جنگ مین سلخ شور جادو آیا شبنم گوہر پوش کو گرفتار
کرکے لیگیا ملکہ حیرت جادو سے کہتا گیا کہ مین شبنم کو بخدمت ملک سنکال جادو لیے جاتا ہون
وہ انکی خالہ ہین سمجھا لینگی سرکشی کی سزا دینگی افراسیاب جادو نے کہا ای صرصر سنکال جادو
کے مقدمے مین مجھے بڑی فکر ہی ایسا نہو اسکو عیار گرفتار کرلین اور وہ بھی عمرو کی شریک
ہو جاے تو مقدمہ رہائی اسد بن کرب غازی مین راے سقول دیگی مین چاہتا ہون اسکو
بلوالون سرحد باغ سیب مین ایک باغ دون وہ آمین ہیگی سرحد باغ سیب سے اسکا نکلنا
مناسب نہین ہی مگر جسطرح سے ہوسکے جاکے مخمور کو گرفتار کر لا ای صرصر قسم ہی سامری و جمشید
کی کہ جس روز سے مخمور سرخ چشم نکلگئی ہی نشہ اُتر گیا شراب و کباب کا مزا نرہا یہ کہکے آنکھون
مین آنسو بھر لایا ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا کہا ای صرصر اسوقت مخمور کا ذکر آیا دل قابو مین نہین
آتا ہی یہ کہکر اشعار زبان پر جاری کیے غزل مصنف

کیا کہین آپ سے کیسی ہی یہ بیماری دل	درد سے بھی نہین ہو سکتی ہی غمخواری دل
تیر مژگان سے نے اُنکین توڑکے مارا اُسکو	پسلیون سے نہ ہوئی آہ سپرداری دل
دل مردہ کے لیے کوئی نہین روتا ہی	صف ماتم نہ بچھی بہر عزاداری دل
ای قمر شیر زبان سے بھی نہ خون آئے مجھے	اسد اللہ رسد گریہ مددگاری دل

دیکھ لائے خدا ہی اس غلام کو راہ پر	چھائی ہوئی ہی بے اثری رنگ آہ پر	جا ٹکی جان سرمہ چشم سیاہ پر
رکھی ہی باڑھ یار نے تیغ نگاہ پر	ہی زاہد و نکو مزد عباد کی چشمداشت	سیری نظر ہی اسکے کرم کی نگاہ پر
کچھ اسکا اعتبار نہین ہو وفا ہی یہ	نازان ہو جو زن دنیا کی چاہ پر	ہنگام دید سامنے اُس رشک ماہ کے
یوسف کبھی چڑھے نہ کسی کی نگاہ پر	معشوق پری پہ اُسکی قدم مارنے لگے	جاوین و کیک آئے مین جیحون راہ پر
دیکھا جو چھپ کے یار نے آنکھین جھپک گئین	بجلی کا شک ہوا مجھے اُسکی نگاہ پر	اس تیر کو خطا کبھی کرتے نہین سنا
عاشق اثر ہو درد رسیدہ کی آہ پر	سمجھا کہ کیچلی مین ہی یہ سانپ مبتلا	افشان جو چھڑکی یار نے زلف سیاہ پر
دکھلائے سیر چشم فسونگر وہ طفل اگر	رقصان ہین پتلیان ابھی تار نگاہ پر	داغ جگر یہ ڈالی نرگس کس جیحین آنکھ
دم ہم چڑھے ہوے ہین یہ کسکی نگاہ پر	بیتاب ہے گردش بحر جہان تردل	گویا کہ ہون سوار حصار زبرجد پر

یہ اشعار عاشقانہ پڑھکر افراسیاب جادو نہایت مکدر ہوا صرصر سے کہا کر شاہنشاہ رنجیدہ

ہنسون مین ابھی جاکر مخمور کو گرفتار کرکے لاتی ہون یہ کہکر بانہاے عیاری سے آراستہ ہوئی طرف
لشکر اسلام کے چلی یہان خواجہ نے جلسہ جلیلہ کا برخاست کیا ملکہ مہر رخ سے کہا کہ مین فکر رہائی
ملکہ شبنم مین جاتا ہون برق وچالاک پہلے سے روانہ ہو گئے خواجہ عمرو اپنے خیمے مین آئے
ہین بانہاے عیاری بدن پر آراستہ کر رہے ہین ملکہ مخمور جو اس جلسے سے اٹھی طرف اپنی
بارگاہ کے جاتی تھی انہیں جلیبین گھرے ہوے صرصر بھی اسوقت بصورت مبدل آئی مخمور
کی فکر مین پیچھے پیچھے چلی سمن رخ نامے کنیز ملکہ مخمور کے پیچھے رہگئی تھی صرصر بھی ایک جادوگرنی
کی صورت بنی ہوئی ہے سمن رخ کو اشارہ کیا ہوا ایک بات تو سنو سمن رخ پلٹی جیسے ہی درخت
کی آڑ مین آئی صرصر نے حباب مار کر بیہوش کیا رنگ روغن عیاری کا لگا بصورت سمن رخ
ملکہ مخمور کے ساتھ ہوئی ملکہ مخمور اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھی مگر مانند اسد غازی کے مقدمہ مین
پریشان اور بیاد نور الدہر مین حیران بے اختیار بول اٹھی شعر صیاد فکر باغبان ہے
دو علم مین ہمارا آشیان ہے یہ شعر پڑھکر زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگی گوہر اشک حسرت
سلک مژہ مین پرونے لگی آہ آتشبار نے خرمن خرد پر بجلی گرائی حشر توڑا آفت ڈھائی دل سے
کہتی ہے کہ اے مخمور یہ کیا غضب کیا کسکو دل دیا آخر عنان صبر دست اختیار سے کھو بیٹھی کشتی
دل کی دریاے الم مفارقت مین ڈبو بیٹھی دفعتہً یہ کیا سودا ہوا کسکی کمند زلف مین اسیر ہوئی کسکی
تیر نگہ کی نخچیر ہوئی کسکی تیغ ابرو سے گھائل ہوئی کسپر دل وجان سے مائل ہوئی اب
آتش فراق مین دل جل رہا ہے ہاے کیسا زمانہ ہجر کا کٹ رہا ہے بیت نہ مونسے نہ رفیقے نہ
ہمدمے دارم ۔ حدیث دل بکہ گویم عجب غمے دارم ۔ افسوس ہے کہ دل بھی آیا تو کسپر کہ جسکا تمام
اہل طلسم دشمن اور اسیر پنجۂ دشمن دیکھیے خالق بے نیاز وکریم کارساز داد رس درماندگان
وفریاد رس مہجوران کب وہ دن لاتا ہے کہ اس سے بہ فرحت ہوے کو ہم غم رسیدہ سے ملاتا ہے دیکھون
تقدیر کب تک بیڑیان رنگ دکھاتی ہے آگے کیا نہیں دکھاتی ہے اب تو جان پر بنی ہے دل مین ہی
ٹھنی ہے کہ اس کشاکش جدائی سے تڑپ تڑپ کے جان دون یا کچھ ایکبار کھا کر سو رہون دام
برما در گرفتاری ما کاش بحکم مادر مین پیدا نہوتی تو کاہے کو الم فراق سوزش قلبی سے جان کھوتی
بیت چہ خوش بودے اگر مادر نزادے ۔ بجاے شیر ما را زہر دادے ۔ قسمت کا لکھا

سب کچھ پورا ہوا شکایت فلک کجرفتار نا ہنجار بیکار ہی اپنی جان بچانا دشوار ہی کیا کروں کہاں جاؤں اس دلِ ناصبور کو کیونکر سمجھاؤں جیت بدل دے اور دل اس دل کے بدلے الٰہی تو تو رب العالمین ہی ہماب تو ضبط و شکیبائی کا یارا مطلق باقی نہیں رہا آتش فرقت نے دل و جگر میں آگ لگا دی بے اختیار طبیعت بھر آئی اسی حالت بیقراری و گریہ و زاری میں یہ اشعار زبان پر لائی اشعار دوست صادق جناب شاہ میرزا صاحب التخلص باشک

تڑپ رہی ہو مری جان الغرض تیرے
کوئی گھڑی نہیں دلکو قرار بن تیرے
جو ایسا جانتے تم سے نہ ہم جدا ہوتے
چڑھ آیا رو کے اکثر بخار بن تیرے

کوئی گھڑی نہیں دلکو قرار بن تیرے
وہ مرحلہ تھا تجاز تو یہ آپکے اکثر
کہ ایکدم بھی نہ ہوگا قرار بن تیرے

ہوئے ہو جب سے جدا تم سے تم جدا
پلک پلک کے ہوا ہی نگار بن تیرے
جو کچھ خیال محبت کا آگیا ہی کبھی

وا آہ ری تقدیر کوئی چارہ نہیں دفعتہً گیا باد مخالف میرے

چمن عیش و کامرانی میں چلی کہ دل شگفتہ کو پژمردہ کر دیا چار دن بھی اپنے اُس گل خوبی کو جی بھر نہ دیکھا کہ یہ روز سیہ پیش آیا جب وہ گھبرائی اس غزل کو بار بار پڑھتی غزل جناب شاہ میرزا

صاحب التخلص باشک
ہم کہیں اور تم کہیں صاحب
شب ہجران ہی اور زاری ہی
کر نہ برباد آسکے کوچے سے
اسی عاشق کی دم شماری ہی
سن تو اے اشک کب تلک رونا

چشم کو شوق اشکباری ہی
خاک یہ زندگی ہماری ہی
نہ جئیں گے کبھی صبح تک ہم
اے صبا خاک یہ ہماری ہی
یہ سبک تو نے کر دیا ظالم
اب تو ناوک غلق جاری ہی

چشمۂ فیض ہی کہ جاری ہی
کسکا سونا کسے ہی آتی نیند
آج کی رات ہیبہ بھاری ہی
جو نہیں تھا کسی شمار میں آج
میرا مردہ بھی سبکو بھاری ہی
صرصر جو بصورت سمن ریخ

حاضر ہوا سے بڑھ کر بلا میں ہیں ترقی حسن و جمال کی دعائیں دیں کہا کیوں واری حضور اسوقت زیادہ متردد ہیں ملکہ محمور نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر کہا اے سمن رخ کیا کہوں دیکھیے اب انجام کیا ہوتا ہی دل بہت گھبراتا ہی ایک ہفتہ میعاد شاہزادہ اسد غازی میں باقی ہی کوئی صورت رہائی کی نہیں معلوم ہوتی اگر خدانخواستہ وہ شیر بیشۂ شجاعت قتل ہو گیا ایک ہی دن میں افراسیاب خانہ خراب سب کو قتل کریگا اُس ظالم کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی شاہزادہ نور الدہر کے فراق میں دل بہت بیقرار ہی یہ کہتی اور یہ غزل پڑھتی غزل

دوست صادق الوداد جناب میر محمد تقی صاحب متخلص بہ جواد

رات فرقت کی تڑپنے مین بسر کرتے ہین ‏— نالہ و آہ مین ہم شب کو بسر کرتے ہین
وصل پر اُنکو رضامند اگر کرتے ہین ‏— شام ہوتے ہی فغان مرغ سحر کرتے ہین
پردے مین وصل کی درخواست اگر کرتے ہین ‏— سر جھکا لیتے ہین وہ نیچی نظر کرتے ہین
اُنکے کوچہ مین کبھی ہم جو گذر کرتے ہین ‏— نالے پہلے سے اُنھین جاکے خبر کرتے ہین
ہم ہین جھگڑا ہی محبت کا مٹائے دیتے ‏— آج سر دے کے مہم عشق کی سر کرتے ہین
آپ کی اتنی عنایت بھی ہمین بس ہوگی ‏— کیون نہین آپ اِدھر نیم نظر کرتے ہین
آپ ہی آپ جلے جاتے ہین محفل مین رقیب ‏— مسکرا کر وہ نظر ہمپہ اگر کرتے ہین
بیخودی مین نہ رہا ضبط کا یارا تو جواد ‏— تھام کر دل سوے افلاک نظر کرتے ہین

محبت مین اُس شیر بیشۂ جرأت کی کیا کیا صدمات اُٹھائے فلک کج رفتار مصیبت کسی فرد بشر کو نہ دکھائے
قضا سے کار جانسوز بن قران پھرتا ہوا قریب بارگاہ ملکہ مخمور آیا چونکہ ہر روز سنتا ہی کہ زمانۂ
اسعاد شاہزادہ اسد بن کرب غازی گذر گیا ہی دل غم و الم سے بھرا ہی خیال مین آیا کہ چل کر ملکہ
مخمور سے پوچھین کہ ہمارا آقائے نامدار کیونکر رہا ہوگا یہ سوچ کر دروازے پر پہونچا ایک کنیز نے جاکر
ملکہ مخمور سرخ چشم سے عرض کی مہتر ضرغام شیردل آتے ہین ملکہ مخمور سرخ چشم نے اشک گہر
رشک آنکھون سے پاک کیے کلیجے پر ہاتھ رکھکر فرمایا بلا لو صاحبو واے بر حال ضرغام والا
مقام و دیگر عیاران خوش انجام کہ ایک سر ہزار سودے تمام ساحران ہوش ربا غریبون کے دشمن
جو بانی جور و جفا آتا ہی پہلے ہی فکر ہوتی ہی کہ عیارون کو مٹائین گرفتار کرکے پاس افراسیاب
خانہ خراب کے لیجائین نہین معلوم یہ ارسطو فطرت لقمان حکمت کیونکر اپنی جان بچاتے ہین جرجر
شمشیر زن جو بصورت سمن رخ باتین سن رہی ہی آمد ضرغام شیردل سنکر روباہ صفت سن
ہو گئی گھبرائی ہوا سے کے اُٹھی کہا حضور کنیز پیشاب کرکے حاضر ہوتی ہی یہ کہکر لوٹا لیکر بھاگی بیت الخلا
مین جا کر چھپی لیکن ضرغام شیردل زراق اسد نامدار مین روتا ہوا سامنے ملکہ مخمور سرخ چشم
کے آیا سلام کیا ملکہ مخمور نے فرمایا ای مہتر والا گہر اسوقت کدھر کا قصد ہی ضرغام نے بے اختیار
آہ کا نعرہ مارا چشمۂ چشم سے دریاے اشک موجزن ہوا اس طرح رویا جسطرح ابر نو بہار

غم مین اپنے فرزند نوجوان کے گریان ہو مخمور رنجور خود درد رسیدہ غم فراق شاہزادہ نورالدہر
مین کبیدہ بیقراری واشک باری ضرغام پر قلب ناصبور ملکہ مخمور بھر آگیا کلیجہ منہ کو آگیا کہا ای
ضرغام رب انام انجام بخیر کرے دامن مدعا تمہارا گل مراد و آرزو سے بھرے اسقدر پریشان
نہو تمہارے ہزارہا بلکہ تمام ساحران طلسم ہوش ربا دشمن ہین اگر مبتلاے غم و الم رہو گے بہت
افراسیاب سہو گے آٹھ پہر وہان بھی فکر بارگاہ حیرت مین ہر وقت یہی ذکر ہی جسطرح ہو سکے
اول عیاران لشکر اسلام کو گرفتار کرو تب سامان قتل طلسم کشا کرو نام طلسم کا سنکر ضرغام
نے سر زمین پر دے مارا کہا ای ملکہ دل تردد منزل کا حال کس سے کہین اب یہی قصد ہو زیر
گنبد نور جا کر اپنی جان دین ضرور لوگ کہتے ہونگے ضرغام شیر دل خاص عیار طلسم کشا ہی لیکن
بڑا بیحیا ہی کہ آقاے نامدار قید بلا مین مبتلا گرفتار دام حسرت انجام مصیبت و بلا یہ کیسا رفیق قدیم
مشیر ندیم ہی کہ اس سے کچھ نہین ہو سکتا عیش و عشرت مین مصروف ہی بخدا ای ملکہ جسدن سے
یہ سنا کہ ہفتہ عشرہ میعاد اسد غازی مین باقی رہگیا ہی آب و دانہ حرام آٹھ پہر رونے سے کام
اسوقت یہ سوچ کر تمہاری خدمت مین حاضر ہوا کہ براے خدا کوئی تو ایسی تدبیر بتاؤ کہ تا بہ گنبد نور
پہونچین اپنے آقاے نامدار کو رہا کرین یا جان دین عنایت خدا سے مشہور ہی کہ ملکہ مخمور سرخ
چشم مصاحب خاص افراسیاب ہین لیکن ہم پر نظر لطف و عنایت نہین معلوم ہوتی ہم کو
راہ طلسم سے آگاہ کرو ہمکو تا بہ گنبد نور پہونچاؤ بدنام نہون اگر ادر کچھ نہ ہو سکے تو زیر قدم آقاے
نامدار اپنی لاش ہو ہر شخص یہ کہے کہ غلام وفادار نے آقاے نامدار کے واسطے جان دی سعادت
کونین حاصل ہوئی یہ سنکر ملکہ مخمور سرخ چشم رونے لگی کہا ای ضرغام شیر دل ہمنے آج تک
کیا کوئی راز چھپایا ابتدا سے عاشق صادق ہین یار موافق ہین تمنے تو سنا ہوگا کہ جب نورالدہر
سے اول مرتبہ ملکہ آئے افراسیاب آگاہ ہوا وہ ملعون ہمہ دان ہمہ گیر سحر و ساحری مین بینظیر
محبت مین انکی کوڑے کھائے سختیان سہین ظلم اٹھائے لیکن دامن صبر دست استقلال سے
نہ چھوٹا غرق دریاے محبت رہے آپ لوگون کے آکر شریک ہوے ای ضرغام والا مقام
میری جان تک نام اسد نامدار پر نثار ہی مین صبح کی رازدار ہون گنبد نور کا حال مجھکو نہین
معلوم انشاء اللہ سنا ہی کہ ملکہ اسرار جادو و ملکہ ماران زمین کی رازدار گنبد نور ہین اگر وہ

مطیع الاسلام ہون تو شاید گنبد نور تک رسائی ہو یہ تو تلاش کرو کہ یہ دونون کہان رہتی ہین مقام
سکونت انکا دریافت ہو اُسوقت مین خود تمھارے ساتھ چلون اُنکی گرفتاری کی فکر کرون یا لڑ
بھڑ کر محبت مین اسد نامور کی جان دون اس بات کو خیال مین رکھو گوش ہوش سے سنو
جسطرح بن پڑے اپنے کو پاس ملکہ صنعت سحر ساز کے پہونچاؤ وہ افراسیاب کی قوت بازو
اُسکی بیت پہلو ہی کیا تعجب ہی کہ ملکہ اسرار و ماران زمین کن کا مقام و مسکن جانتی ہو کسی حیلہ سے
اُس سے پوچھو اُسوقت میرے پاس آؤ مجھ سے کل کیفیت بیان کرو تب مین تدبیر پہونچنے
گنبد نور کی تبلاؤن بلکہ تدبیر و تقریر کیسی جان و مال سے حاضر ہون کل سردارون کو لیکر
حملہ کرون خدا فضل کرے تو اسد نامدار کو قید افراسیاب خانہ خراب سے چھڑاؤن
اے ضرغام یہ نہ خیال کرنا کہ ہم اسی طرح بیٹھے ہوے رہجائینگے روز قتل اسد غازی زیر گنبد نور
مرینگے گرد اُس شیر دل کے ہم سب کے لاشے ہونگے کہنے والے کہین گے کہ وہ سردار نامدار غلامان
وفادار ہم بے خبر نہین ہین مگر مجبور و ناچار راز گنبد نور سے ناواقف لیکن آمادہ مرگ و مہیاے قضا
ہین جہان تک ہو سکے گا سلطنت افراسیاب کو مٹائینگے جان لڑائینگے لیکن عیاری مکاری
تمھارا کام ہی جو کچھ کہ ہمنے کہا ہی دریافت کرکے آؤ پھر ہماری جانبازی دیکھو ضرغام شیر دل نے
کہا اے ملکہ عالم مین ابھی جاتا ہون ملکہ اسرار جادو و ملکہ ماران زمین کن کے مسکن کا پتا لگاتا
ہون ملکہ خود حیرت جادو سے پوچھونگا اگر رسائی ہوئی اور تا بہ افراسیاب خانہ خراب پہونچا
خود اُس بیحیا بانی مکر و دغا سے دریافت کرونگا حتے الامکان جستجو مین کوئی دقیقہ اٹھا نرکھونگا
یہ کہکر سامنے ملکہ مخمور سرخ چشم کے بانما سے عیاری آراستہ کرنے لگا لیکن صرصر شمشیر زن
پردۂ بیت الخلا سے یہ سب باتین سن رہی ہی خوف ضرغام شیر دل سے پسینہ پسینہ جی مین
کہتی ہی اے صرصر یہ نگوڑا مجکو دیکھ لیگا قیامت برپا کریگا جان بچنا دشوار ہوگی افراسیاب جادو
حیرت کو کیا خبر ہی کہ مجھپر کیا گذری کون یہان آکر بچائیگا یا سامری و جمشید یہ نگوڑا جلد جاے
ایسا نہو کہ ملکہ کسی کام کو مجھی کو پکارین جواب نہ دون تو بھی خرابی ہی ہر طرح دل کو بیتابی ہی
مگر ملکہ مخمور غافل از شعبدہ بازی فلک کجرفتار کہہ رہی ہی کہ اے دختر عالی وقار جلد جاؤ جس طرح
ہمنے کہا ہی جستجو مین مصروف ہو خبر فرحت اثر لیکر آؤ صاف صاف سمجھاؤ اے ضرغام ایک ایک لمحہ

برابر ایک ایک سال کے گذرتا ہو اب دیر نہ کرو ضرغام شیردل نے قصد کیا کہ کچھ دیر ٹھہرون
مخمور کے خیمے مین آیا ہون ایک دو جام شراب پیون پھر یہان سے چلون ملکہ مخمور نے
کہا کہ اے مہتر ضرغام کیسی شراب کیسے کباب شعر پیتا ہون خونِ دل نہین خواہش شراب کی ہے
دل بھن رہا ہے کسکو ہوس ہے شراب کی + اور دل مین ملکہ مخمور کے ہے کہ جلد مہتر ضرغام
جائین تو مین اپنے دل کو غم سے خالی کرون تصویر نورالدہر بن بدیع الزمان آنکھون
کے سامنے ہے کچھ باتین کرین دفتر شکایت کھلین اس عرصہ مین ضرغام شیردل بانداے
عیاری سے آراستہ ہوا ملکہ مخمور سے کہا تو ملکہ تلاش مین ماران زمین کن وملکہ اسرار جادو
کی جاتا ہون خدا چاہتا ہے تو خیر وخت اثر لیکر آتا ہون ضرغام شیردل ملکہ سے رخصت ہوکر
گیا صرصر شمشیر زن ایسی ہوا ئی تھی کہ پائخانہ مین سجدہ شکر یہ سامری و جمشید کیا نام بحس لات و
مناة ورد ہوا کہ راست پر آنکی ناز کرتی تھی اب اپنے کو درست کرکے پائیچے سنبھالتی لوٹا ہاتھ
مین لیے ہوے سامنے ملکہ مخمور کے آئی ملکہ نے جو اپنے کو تنہا پایا فراق یار مین دل گھبرایا
بیساختہ آہ کا نعرہ مارا اشک حسرت چشم پرنم سے جاری ہوے پنجہ وحشت نے گریبان جنون
چاک کیا دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا سر کو زمین پر دے پٹکا غش آگیا کنیزین دوڑین
صرصر نے بڑھکر ملکہ کو سنبھالا عرق گلاب و بید مشک چھڑکا ملکہ نے آنکھ کھولی صرصر نے کہا
ملکہ عالم خیر تو ہے مہتر کے جاتے ہی آپ کو کیا ہو گیا ہوش وحواس درست فرمایئے دلکو بہلایئے
اگر آپنے غم فراق مین تڑپ تڑپ کے جان دی شاہزادہ بھی خدانخواستہ آپ کے صدمے
مین مردہ ہو گا ملکہ ٹھنڈی سانسین بھر کر جواب دیا شعر دل مین اک درد اٹھا آنکھون مین آنسو
بھر آے + بیٹھے بیٹھے ہمین کیا جانیے کیا یاد آیا + دیگر شکل امید تو کب مجکو نظر آتی ہے + صورت
یاس بھی بن بن کے بگڑ جاتی ہے + بی بی سچ کہتی ہو کس امید پر دل مضطر کو سمجھاؤن ہاے کیا
کرون دو چار دن مین خدانخواستہ اسد نامور قتل ہونگے پھر بھلا ہمارے وارث زندہ رہینگے
اپنی جان نہ دینگے مین پہلے ہی سے اپنے کو کیونکر نہ ہلاک کرون کن آنکھون سے وارث کا
لاشہ خون مین ڈوبا دیکھون صرصر نے کہا حضور بجا فرماتی ہین شب فرقت مین سچ ہے منہ عاشق کی
اکھیٹ جاتی ہے مصرع غضب کی رات ہوتی ہے بڑی مشکل سے کٹتی ہے بلی سچ تو یہ ہے کہ جدائی مین

جان ہی پر بنتی ہی شب فرقت کیسی کھلتی ہی بقول شاعر بیت دل لگانا عذاب ہوتا ہی + آدمی کیا خراب ہوتا ہی + مگر حضور ایسا بھی نچاہیے انسان اپنے کو سنبھالے رکھے اسطرح ہوش وحواس نکھو بیٹھے خداوند کریم مسبب الاسباب ہی کوئی تو ایسا سبب کریگا کہ آپکا نخچۂ آرزو کھلے گا ملکہ تو کھیل لی ہوا رہی تھی صرصر کو کہ جو لبصورت من رخ سمجھا رہی تھی جھوک دیا کہا کیونکر ضبط کرون تیر اسا جگر کہان سے لاؤن شعر تھمتے تھمتے تھمین گے آنسو + رونا ہی یہ کچھ ہنسی نہین ہی + اے من رخ تو کیا جانے جسپر گذرتی ہی کسی کا دل کچھ خوب مزے اٹھاتا ہی خواب خواب مین بھی نہین آتا ہی غزل دوست صادق الوداد سید محمد تقی صاحب المتخلص بہ جواد

شام سے نالۂ مرغان سحر کرتے ہین
اسطرح ہجر مین ہم شب کو بسر کرتے ہین

بیخودی مین جو کبھی شکوہ زبان سے نکلا
ہاے جا جا کے رقیب انکو خبر کرتے ہین

ہر صنم مین نظر آتی ہی خدا کی قدرت
ہم کبھی دیر مین جاکر جو نظر کرتے ہین

فرط غیرت سے ہوے جاتے ہین خود غرق عرق
ہمسری لب ترے دندان گہر کرتے ہین

تمھے ہمکو نہ طلب ہی نہ شاہی سے غرض
کنج عزلت مین فقیرانہ بسر کرتے ہین

سات کو بھی نہین منزل یہ ہین دم لیتے جواد
صفت ریگ روان ہم جو سفر کرتے ہین

صرصر تو نہایت چست وچالاک ہی جلدی گرفتار کرون یہی تاک ہی ہاتھ باندھکر عرض کی ایک خبر نئی سنی ہی حضور گوشہ مین چلین تو مین عرض کرون ملکہ مخمور تخلیہ مین آئی صرصر نے ادھر ادھر کی باتین کرکے کہا حضور ایک جام شراب نوش فرمایئے غم کو دل سے بھلایئے یہ کہکر گلابی اٹھائی جام لبریز کیا ملکہ مخمور کو دیا ملکہ مخمور بے تکلف پی گئی پیتے ہی کلیجہ مین آگ بھڑکی کہا من رخ یہ شراب کیسی تھی دل وجگر پھنکا جاتا ہی کہا حضور شراب زکشیدہ تھی ذرا اٹھکر ٹہلیے تشفی ہو جائیگا دل تردد منزل تسکین پائیگا ملکہ مخمور اپنے مقام سے اٹھی بیہوشی تاثیر کر گئی اڑے کہکر لڑکھڑائی گرتے ہی بیہوش ہوئی صرصر نے چادر عیاری بچھائی دو حلقون سے دونون ہاتھ دو حلقون سے دونون پاؤن دو حلقون سے گردن وکمر ساتوین حلقے سے مضبوط کرکے زبان مین سوزن ملکہ مخمور کے دیا پشتارہ دوش پر لگایا سراچہ چاک کیا مثل باد صرصر نکل گئی یہ تو روا روی کرتی ہوئی نخلستان کی آڑ پکڑتی ہوئی جاتی ہی خیال ہی کہ عیار فرد بچھا کر ینگے پلٹ پلٹ کے دیکھتی جاتی ہی یہان

کنیزون نے جب دیکھا کہ ملکہ کو تخلیہ مین عرصہ ہوا پردہ اُٹھا کر اندر آئین دیکھا نہ سمن رخ ہی
نہ ملکہ مخمور ہی پشتارہ باندھنے کا نشان معلوم ہوتا ہی بس کنیزون نے غل مچایا خواجہ عمرو
بانہائے عیاری سے آراستہ ہو کر ملکہ مہرخ سے رخصت ہوئے تھے کہ کنیزین دوڑی
ہوئی ملکہ مخمور کی آئین کہا خواجہ غضب ہوا ملکہ مخمور کو کوئی چرا لیگیا عمرو بدحواس چلا ایک گوشہ
مین دیکھا سمن رخ بیہوش پڑی ہی عمرو نے اُسکو اُٹھایا ہوشیار کیا وہ حیران حیران اُس سے
بہت پوچھا مگر وہ نہ بتا سکی عمرو نے کہا اس سے کیا پوچھتے ہو اسی کی شکل بنکر کوئی عیار پہنچی
لیگئی اول عمرو خیمہ مین آیا صرصر کے پیترے کا نشان پایا کہا وہی ظالم لیگئی مین تلاش مین
ملکہ شبنم گوہر پوش کے جانے کو تھا برق و چالاک جا چکے مین شبنم کا خدا حافظ ہی تلاش
ملکہ مخمور کرنا ضرور ہی یہ کہکر عمرو طرف صحرا کے چلا مگر صرصر مثل ہوا کے اڑی ہوئی جاتی ہی
عیارون کا جو خوف ہی کئی کوس خلاف راہ کے نکل آئی گھبرا رہی ہی اگر پتا کھڑکتا ہی خیمہ
کھینچکر ٹھہر جاتی ہی دل سے کہتی ہی تکوڑے کا بیٹا کا سامنا ہو وہ ہر وقت لنگوڑا لغدا مانے
پھرتا ہی سامری و جمشید اُس سے بچائین فکر مین ہی کہ کوئی ملازم شہنشاہ کا ملجائے اُس سے
کہون مجھے تخت پر سوار کر کے باغ سیب مین پہونچا دے اگر عیار ایک بھی آجائیگا مخمور کا
شاہنشاہ تک پہونچنا مشکل ہوگا اور کیا عجب ہی کہ ساحر بھی تعاقب مین آئین اس خیال
مین تھی کہ سامنے سے گرد اڑی ایک تاجدار کو دیکھا تاج شہریاری بر سر قبہ شاہنشاہی در بر
موتیون کے مالے کنٹھے یاقوت احمر کے گلے مین پشت مرکب پر سوار ساٹھ ہزار ساحر پشت پر
بصد کر و فر شکار کھیلتا ہوا چلا آتا ہی ادھر سے تو صرصر بڑھی اس خیال مین کہ اس تاجدار سے
کہونگی کہ دشمن کو افراسیاب جادو کے گرفتار کر کے لائی ہون باغیون کا ڈر ہی جان کا خطرہ
ہی قلب مین کانٹا کھٹکتا ہی آپ اپنی فوج ساتھ کر کے تا باغ سیب پہونچا دیجیے اُدھر اُس
تاجدار کی نظر پڑی کہ ایک نازنین عیار وضع پشتارہ بدوش سامنے سے آتی ہی ناظرین پہ تیغ
ہو کہ ساحر تاجدار کا سنگ بخت جادو نام ہی افراسیاب کا خراج گذار ہی برائے شکار صحرا مین آیا
ہی اُسنے جو صرصر کو آتے ہوئے دیکھا اپنے ساتھ والون سے پوچھا تھا جو تم پہچانتے ہو یہ نازنین
کون ہی جو ملازم پہچانتے تھے اُنھون نے دست بستہ عرض کی حضور یہ عیار بچی افراسیاب کی

نہایت طرار و فرار صف شکن ہو اسی کا نام صرصر شمشیر زن ہو کسی کو گرفتار کیے ہوے لاتی ہی
سبز بخت نے جو جمال بے مثال صرصر کو دیکھا بیقرار ہو گیا کلیجہ تھام لیا صرصر قریب آئی واسطے
تسلیم کے خم ہوئی ہاتھ اٹھا کر دعا دی گہر ریزی صرصر کی زبان سے سنکر سبز بخت اور زیادہ
بیقرار ہوا بہ خندہ پیشانی پوچھا ملکہ صرصر مزاج تو اچھا ہی یہ تشنہ رسے مین کسکو باندھا ہی جسم
نازک پر صدمہ پہونچا ہو گا صرصر نے کہا حضور ہمارا یہی کام ہی پیشۂ عیاری مین نام ہی مگر
اسوقت ہمارا ایک مطلب ضروری در پیش ہی مین تنہا ہون دشمن شاہنشاہ کو گرفتار
کیا ہی اسکے دوست نہ آجائین اسکا پس و پیش ہی سبز بخت تو صرصر پر عاشق ہو چکا ہی کہا
ملکہ کسی کی مجال ہی اگر تمکو کوئی نگاہ بد سے دیکھے آنکھ نکال لین ہم تمھارے ساتھ چلین گے
تا باغ سیب پہونچا دینگے ہم بارگاہ استاد کراتے ہین گھڑی بھر چل کے بیٹھو شراب پیو کباب
کھاؤ تھکی ہوئی آتی ہو لمحہ بھر آرام کرو پھر باطمینان خدمت شاہ مین چلو مگر دل مین یہ ہی کہ اسکو
اپنی بارگاہ مین لیچلو دشمن شاہنشاہ کو تو ضرور پہونچا دینگے مگر اسکو لالچ دے کر مطلب دل
حاصل کرینگے صرصر جو گھبرائی ہوئی تھی اُسکے مطلب دلی کو نہ سمجھی کہا کیا مضائقہ سبز بخت نے
جھٹ پٹ بارگاہ استاد کرائی جو گھڑے چنگیر عطر دان پاندان گلابیان شراب کی کشتیان کباب
کی سب سامانِ عیش درست کر دیا اب سبز بخت نے کہا ملکہ چلو اور ملکہ مخمور سرخ چشم کا پشتارہ
بندھا ہوا ہی یہ سمجھا کوئی قیدی ہو گا صرصر کو لے کر بارگاہ مین آیا چند مصاحبان خاص بندگان
باختصاص ساتھ آئے سبز بخت مسند پر بیٹھا ملکہ صرصر سے کہا آؤ بیٹھو پشتارہ رکھدو صرصر
نے پشتارہ زمین پر رکھدیا با ادب سے سامنے مسند کے بیٹھی سبز بخت بہ نگاہ محبت ملکہ صرصر
سے باتین کرنے لگا آغاز کلام کسی سلسلہ سے ضرور ہی کہا ملکہ صرصر یہ گنہگار مرد ہی یا عورت ہی
اسکی کیا کیفیت ہو صرصر نے کہا ای شہنشاہ اسکا نام ملکہ مخمور اپنے حسن و جمال پر اس نازنین
کو بڑا غرور ہو شاہنشاہ کی دشمن ہوئی واسطے ساحرون کے رہزن ہوئی شہنشاہ افراسیاب
کا حکم ہوا مین نے لشکر مین جاکر اسکو گرفتار کیا یقین ہی کہ ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ میری جستجو مین آئین
اسکو چھڑا لیجائین اسواسطے مین حضور سے طالب مدد ہون آپ کے ذریعے تا باغ سیب
پہونچون سبز بخت نے کہا ملکہ صرصر اسکا پشتارہ کھولو ہوشیار کرو ہم اسکو سمجھا کر مطیع شہنشاہ

کرین لطف سے پیچلین صرصر نے کہا ان جھگڑون سے آپ کو کیا کام ہی آپ نہ چلیے ایکی صحرا
مین شکار کھیلیے ہزار دو ہزار ساحر میرے ہمراہ کر دیجیے وہ پہونچا دینگے اپنے کہا ملک مین خود
جاونگا یہ اشارہ تو کہو صرصر نے چادر چہرہ سے ملکہ مخمور کے ہٹائی چہرہ کھلتے ہی اک برق چمکی
آنکھون کے نیچے سبز بخت جادو کے اندھیرا آگیا آفتاب جمال دیکھا قلب تھرا گیا آگھین

بلکہ دیکھا پھول سے رخسار معشوق نہایت حسین طرحدار نظم

خورشید ہو جسطرح گہن مین | رخسار ہر اک چمک رہا تھا
یون تھا اُسکے لباس تن مین | خورشید جبین دمک رہا تھا

اِس جمال حورشمال پر جو سبز بخت کی نگاہ پڑی گل عارض سے آنکھ لڑی کلیجہ تھام لیا سامری کا
نام لیا مخمور کی بھی آنکھ کھلی بیہوشی تو اتر چکی تھی گھبرا کر چارطرف دیکھنے لگی زبان مین سوزن بلیا
اب سمجھی کہ مین اِس دربار کفر مدار مین قید ہو کر آئی صرصر بکر طلائی شرم سے سر جھکا لیا سبز بخت کی
بیقراری بڑھتی جاتی ہی صرصر کا ہاتھ پکڑ کر کنارے لایا کہا ای صرصر مین اب اسوقت صاف صاف
کہتا ہون پہلے تو تمکو دیکھکر مائل ہوا مگر اب اِس قتال عالم کی تیغ ابرو سے گھائل ہوا دلبر
قابو نہین اگر اُسکے وصل مین عرصہ ہوگا مر جاؤنگا ای صرصر واسطے سامری و جمشید کا میری جان
بچا مخمور کو میری طرف سے سمجھا تجکو بھی نہال کر دونگا دامن آرزو گوہر مراد سے بھر دونگا یہ
سنکر صرصر گھبرائی کہا ای شہریار ذرا ہوش مین آئیے اپنے دل کو سمجھائیے ورنہ قیامت برپا
ہوگی یہ افراسیاب جادو کی معشوق ہی وہ مدت سے اسپر مرتے ہین یہ اُنکی خدمت سے
نکل آئی ہی مین اُنکے حکم سے گرفتار کر کے لیچلی ہون افراسیاب سے تو اسکو انکار ہی تمہارا
عشق جتانا بیکار ہی صاحبقران کے ہوتے پر یہ مرتی ہی اُسی کی محبت کا دم بھرتی ہی اب ایسی بات
منہ سے نہ نکالو شاہنشاہ سُن پائینگے صورت سے بیزار ہو جائینگے سبز بخت نے کہا شہنشاہ کو
اب اسمین کیا دخل ہی اُنکا کیا نقصان ہی وہ عاشق ہوے اُسنے اُنکو نہ قبول کیا مجھپر تو آنکھ کھولتے
ہی نگاہ محبت ڈالی دیکھ لینا ای صرصر میرے کہنے ہی کی دیر ہی دل وجان سے قبول کر لیگی
صرصر نے کہا خوبصورت تو آپ ایسے ہی ہین آپ کہیے راضی کیجیے مین زبان سے نہ کہونگی یہ
آفت اپنے سر پر نہ لونگی آپ کو اگر یقین ہی کہ مجھپر مائل ہو چکی آپ جا کر سوال وجواب کیجیے آپ کو
اختیار ہی مین اِس باب مین دخل نہ دونگی بلکہ ابھی جا کے شاہنشاہ سے اطلاع کرتی ہون ورنہ

میری ناک چوٹی کاٹی جاتی ہی یہ سنکر سبز بخت کو غصہ آیا کہا ای صرصر سنو ہم تمہارے شاہنشاہ
کا غلام زر خرید نہین ہون خراج گذار البتہ ہون تمنے تو ایسا ڈرایا دھمکایا گویا کہ شہنشاہ ملکہ کو مانگے
شہنشاہ کی بات کا ہم جواب دے لین گے مگر تم براہ مہربانی بجا کے راضی کر دو اسکے عوض مین
موتیون کا مالا لو صرصر نے کانون پر ہاتھ رکھکر صاحب مجھے آزاد کر دیجیے میرے قیدی کو مجھے
دیجیے کہ شاہنشاہ سے جاکر پیغام سلام کیجیے سبز بخت نے کہا واہ وا میری تو اسوقت جان جاتی ہی
معشوقہ قبضہ مین ہی مین تمہین حوالے کر دون تم لیجاؤ شہنشاہ قتل کرین ہم یہان اسکے فراق مین رو رو
کے مرین یہ مجھسے کبھی نہوگا صرصر نے کہا مین تو بے پشتارہ لیے نجاؤنگی بلا سے راہ مین عمرو یا
برق وغیرہ چھین لینگے شہنشاہ کے معشوقہ کی آبرو تو بچ گئی یہ کہکر صرصر طرف مخمور کے چلی کہ بیہوش
کر کے پشتارہ باندھون جب تو سبز بخت نے صرصر کو ڈانٹا او شغل ادھر کہان جاتی ہی یہ کہکے
قریب آیا صرصر کو کلمات سخت کہنے لگا صرصر نے کہا دیکھیے زبان سنبھالیے سبز بخت نے آواز دی
کہ اس بیہودہ کی گردن مین ہاتھ دو ہماری بارگاہ سے نکالو مخمور حیران دیکھ رہی ہی دل سے
کہتی ہی خداوندا یہ کیا ہو گیا کیا چپکے چپکے صلاحین ہو رہی ہین اب مخمور نے دیکھا صرصر اور اس
تاجدار سے باتین چپکے چپکے ہو رہی تھین یا تو مین جادوگر صرصر کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتے ہوے لیچلے
ہر چند صرصر چیخی چلی سبز بخت نے ایک فریاد نہ سنی صرصر کو بیرون بارگاہ نکلوا دیا صرصر کو نکال کر
سبز بخت رو بیاہ آکر تخت پر بیٹھا ملکہ مخمور فرش پر بیٹھی تھی سبز بخت نے رفیقون کو اشارہ کیا دو
تین رفیق قریب ملکہ کے آکے کہا ای ملکہ عالم ہمارے شاہنشاہ نے آپ پر احسان کیا قید سے
صرصر کی چھڑایا اب احسان کا بدلا احسان ہی بس شاہنشاہ کی تجھپر جان جاتی ہی بادشاہ جلیل مین
ساحر زبردست ہین وہ مرتبہ تمہارا ہوگا کہ بڑے بڑے بادشاہ رشک کرینگے یہ کلمات سنکر
ملکہ مخمور سرخ چشم کا چہرہ سرخ ہو گیا ہاتھ پاؤن مین رعشہ ضبط کرکے جواب دیا اپنے بادشاہ
سے کہو کہ کیون صرصر سے چھین لیا ہمنے تجھسے درخواست کی تھی اور کہ ملکہ خبردار شامتین
نہ آئین اپنا منہ نہ بنوائین دور رہو ہمارے سامنے سے اگر تم افراسیاب کے دوست ہو تو ہم اسکے
دشمن ہین ہمکو قتل کرو عصمت کا نام نہ لینا ورنہ ابھی تڑپ تڑپ کے جان دونگی جاکر سمجھا دو
کہ او بے حیا مجھکو بے وارث نہ جاننا چار سو سرداران نامی دیباران گرامی مع فوج بیشمار میرے

مرنے پر تیار ہو گئے ہر ایک اپنی جان دیگا بہرام فلک سے تیرے خون کا معاوضہ لیگا غرض ہیرون
نے سبز بخت سے یہ سب کچھ بیان کیا کہا حضور وہ اس نام پر جان دیتی ہی ہر چند سمجھایا مگر وہ نہیں
مانتی جب تو ان لوگوں نے پکار کر کہا ای ملکہ محمور اب میرے قبضہ سے نکلنا دشوار ہی یہ غلام
آپ کا عاشق زار ہی جو حکم دو سب طرح پر حاضر ہوں ملک و مال جاہ و جلال اور یہ جو کہا انجام
کبھی نہ مانوں گا ساحر زبردست ہوں ایک موہنی ایسی پڑھونگا کہ تم خود مجھپر عاشق ہو جاؤگی یہ کہکر
اسنے خدمتگاروں سے کہا کچھ پھول پتے جنگل سے توڑ لاؤ ابھی گلدستہ سحر بناؤنگا اس سرکش
کو سونگھا دونگا مجھسے زیادہ بیقرار ہو جائیگا ہماری منت سے نہیں مانتی مہرخ و بہار پر کیا
کرینگی وہ ساربان زادہ تین روپیہ کا پیادہ کیا ہی میں اسکو کیا سمجھتا ہوں محمور کے تو ہوش
پراگندہ ہیں اور ساحروں نے اشیاے منذکورہ مغرور کے سامنے لا کر جمع کیے محمور نے دیکھا
یہ بیجا سحر پڑھ پڑھ کر گلدستہ بنا رہا ہی خود بھی سحر کی واقفکار ہی اسوجہ سے اور زیادہ بیقرار ہی دلسے
کہتی ہی ای محمور غضب ہوا آج عصمت میں فرق پڑیگا سوا ے جان دینے کے کچھ نہ بنے گا
افسوس صد افسوس دل کو اپنے معبود سے رجوع کیے ہوئے اشک حسرت آنکھوں میں بھرے
ہوے سبز بخت بیٹھے اٹھا اٹھا کے گلدستہ بنا رہا ہی مگر صرصر روتی ہوئی بارگاہ سے سبز بخت
کے نکل سر پیٹتی ہوئی جاتی ہی چونکہ خود بھی عورت ہی اور معاملہ عصمت ہی صرصر کے دل پر چھری
چل رہی ہی بھاگی ہوئی جاتی ہی ادھر خواجہ عمرو بھی تو چل چکے تھے ایک نخل کی آڑ میں کھڑے
کھڑے تھے دیکھا صرصر خالی ہاتھ روتی ہوئی آتی ہی عمرو حیران ہوا کہ یہ کیا سوکہ ہی یہ تعجیل
صورت صبا رفتار کی بنا تھوڑی سی خاک اٹھا کر چہرے پر ملی جیسے ظاہر ہوا کہ دور سے
آتی ہی اس صورت سے اپنے کو آراستہ کر کے آنکھیں ملتا ہوا نخل کی آڑ سے نکلا پکار کر آواز
دی ملکہ کہاں جاتی ہو صرصر کا دل آبھرا ہوا تھا صبا رفتار کو جو کہ نے دیکھا آواز دی او صبا رفتار
آج غضب ہو گیا میں نے محمور کو چھپایا تھا راہ میں سبز بخت ملا اسنے بشارہ ملکہ کا مجھسے چھین لیا
محمور پہ عاشق ہوا اب سامان وصل میں مصروف ہی مجھکو گردن میں ہاتھ دے کر نکلوا دیا میں شہنشاہ
سے اطلاع کرنے جاتی ہوں یہ جو عمرو نے سنا ہوش اڑ گئے پکار کے کہا ملکہ جا کے شہنشاہ سے
کہو میں جا کر ملکہ حیرت کو لاتی ہوں حرامزادے کو سرکشی کی سزا دلواتی ہوں صرصر نے بے اختیار

ہوکر کہا جلد جاکر ملکہ سے بیان کرو کہ وہ خود آئے اس ملعون کو سزا دے مخمور کی قید لے عمرو
وہین سے پھرا یہ کہتا ہوا کہ ملکہ جاؤ اب زیادہ کلام کرنے کی ضرورت نہین ہین مطلب اصلی سمجھ گئی
صرصر تو بھی پریشانی مین خیال سنو طرف باغ سیب کے چلی مگر عمرو بشکل صبا رفتار سامنے
سبز بخت جادو کے پہونچا بہ تعجیل ایک نامہ مہر افراسیاب سے تیار کیا ہاتھ مین لے کر اسی صورت
سے سامنے سبز بخت کے آیا دیکھا مخمور سامنے سر جھکائے رو رہی ہے کلیجہ پھٹ گیا مگر ضبط کیا
سبز بخت کو ہاتھ اٹھا کر دعا دی پایہ تخت کا بوسہ لیا نامہ سبز بخت کے ہاتھ مین دیا مہر شاہنشاہ
دیکھکر لفافہ چاک کر کے جو پڑھا ایسا مضمون عشرت خیز لکھا تھا کہ مونچھون پر تاؤ دینے لگا تاج کو
کج کیا وزیرون نے پوچھا کیا امر ہے ہنسکر کہا افراسیاب ہمارا بادشاہ ہے ہم اسکے غلام قدیم
ہین بی صرصر نے جاکر فریاد کی ہماری سرکشی کا حال کہا بی صرصر کی ہوا بگڑ گئی شاہنشاہ نے شغل
کو تھگیا ملکہ مخمور کو ہمین بخشدیا وزیرون نے کہا حضور بادشاہون کے اعوذ عاکرام بادشاہ
کرتے ہین وہ عیار پچی ناحق حضور سے کج بحثی کرتی تھی سبز بخت نے کہا بی صبا رفتار بیٹھو عمرو
نے مسکرا کر کہا وہ دعا بیان ہین ہمین بھی خلعت دلوایئے ایسی خوشی کا نامہ لے کر آئے ہین آج تو بھاری
جوڑا لونگی سبز بخت نے کہا ایسا نہال کرونگا کہ دولت دنیا سے مالا مال کرونگا مگر اے صبا رفتار مخمور
مجھ سے راضی نہین ہوتی خیر گلہ شکایت مین تیار کرتا ہون مجھ سے اسقدر محبت ہو جائیگی کہ مثل کنیزون
کے خدمت مین رہیگی صبا رفتار نقلی نے دستبستہ عرض کی کہ اے شاہنشاہ یہ عورت کیسی کو ظاہر
دکور باطن ہے آپ ایسا طرحدار وضع دار تاجدار صاحب اقتدار دولتمند سن شریف ابھی تو تیس زیادہ
نہوگا شفق مین تارے سے چمکتے معلوم ہوتے ہین پیری و شباب گلے مل رہے ہین مگر رنگ شباب
غالب ہی ہے تو صاحب جا بجا یہ سنا کہ ہر نازنین آپکی طالب ہی ایک شہزادی کے پاس
آپکی تصویر ہے آج وہ بات یاد آئی ایکدن جو ہم ہمارے ملاقات کو گئے تو اُس شہزادی نے تصویر
محبت تاثیر مجھکو دکھائی اور رو کے کہنے لگی کہ صبا رفتار ایک سوداگر آکر یہ سودا ہمارے ہاتھ
بیچ گیا پتا نہین لگتا کہ کس تاجدار کی تصویر ہے آج جو آپکے جمال بیشال کو دیکھا وہ جملہ یاد آگیا
سبز بخت نے سحر کرنا تو موقوف کر دیا صبا رفتار کو سامنے کرسی پر بٹھا لیا کہا صبا رفتار میرے
سر کی قسم سچ کہتی ہو صبا رفتار نے کہا حضور آپکی جوانی کی قسم اب مین اُس بیچاری کے پاس

جاؤنگی مژدۂ وصل دے کر ہزارون روپے پاؤنگی سبزبخت نے کہا اُس شاہزادی کو بلاؤ اُسکا
کیا نام ہی صبا رفتار نقلی یعنی خواجہ عمرو نے مسکرا کر کہا کسی قطنی کو بلاؤ مجھے کیا نفع مین تمھاری
نگاہون کو دیکھکر خود ہول کھائی ہوئی ہون ایسے مردوے سے ڈرنا چاہیے آنکھون مین کھاسے
جاتا ہی سبزبخت سمجھا یہ بھی مجھپر عاشق ہوئی کہا صبا رفتار کیا ہم تمسے باہر ہین مخمور کو راضی کردینگے
تم سے بھی مزے اُڑائینگے عمرو نے ہاتھ بڑھاکر پٹے پکڑ لیے اور ایک طمانچہ اُلٹے ہاتھ سے سبزبخت
کو مارا کہا کیون نگوڑے میری آبرو لیگا مین ایسے ہرجائی سے محبت نہین کرتی یہ کہکر ٹھنڈی
سانس بھری آنکھون مین آنسو ڈبڈبا کر اُٹھی یہ کہتی ہوئی کہ بھلا رے دیکھیے تیری محبت کیا کیا رنگ لائیگی
آخر کو خاک چھنوائیگی لوگ سمجھاتے ہین مگر ایک سنتے ہین تخلیہ کا حکم دو کہ تنہائی مین سمجھاؤن
عورت کی بات عورت خوب سمجھتی ہی مردوا مورکھ کیا جانے عشق تو اُسکی آنکھون سے ٹپک رہا ہی
نہین معلوم کس وجہ سے انکار کیا سبزبخت نے کہا دوسرے خیمے مین لیجاؤ جسطرح مزاج مین
آوے سمجھاؤ باتون پر صبا رفتار کی بھول گیا مونچھ پر تاؤ پھیرنے لگا رفقا سے کہا کہ بی
صبا رفتار بھی ہمپر مائل ہوئین یارو تمنے سنا تصویرین بھی ہماری دور دور پہونچی ہین ایک
شاہزادی مدت سے عاشق ہی صبا رفتار اُسکو بھی لائیگی بدولت اُسکا بھی عمل کرینگے
اور صبا رفتار کو بھی گھر مین ڈال لینگے ایسی ہی عورتون سے انتظام خانہ داری خوب
ہوتا ہی رفقا سر جھکائے مسکراتے ہین آپسمین کہتے ہین کہ ہمارے شہریار کو سودا ہوا ہی
کہکر بڑی ڈاڑھی صورت کالی بجا کی پھبتی ہوتی ہی بڑے شریف یہ میان کو باہ بھی ہنوز ہوگی
اُسپر اسقدر بلبلا رہے ہین مگر خواجہ عمرو مخمور کو لیکے کوٹھے مین گیا کہا کیون ملکہ ایسے حسین
وجمیل کا وصل کیون نہین قبول کرتی ہو مخمور نے بہ نگاہ قہر و غضب دیکھا کہا او شفتل کیا بکتی
ہی افراسیاب ایسے جلیل کو تو مین نے قبول نہ کیا پھر یہ کیا چیز ہی مین گنہگار رہون وہ
مجکو قتل کرے میرے خون سے ہاتھ بھرے عصمت کا نام لیگا تو بہت مزا اُٹھائیگا انشاء اللہ
خواجہ عمرو کے ہاتھ سے سزا پائیگا صبا رفتار نے کہا نگوڑے عمرو کا کیون نام لیتی ہو وہ
بھڑوا کیا ہی اُس سے کیا ہو سکتا ہی مخمور نے کہا جیسا وہ ہی تمھارا دل ہی خوب جانتا ہی افراسیاب
خوب پہچانتا ہی جب تو خواجہ نے ہا یمن آنکھ کا تل دکھایا ملکہ مخمور مثل گل کے شگفتہ ہوگئے

کہا خواجہ خدا تمکو سلامت رکھے میری زبان سے سوزن کو نکالیے کابھی اس ملعون کو سزا
دون سارے لشکر کو تباہ کر دون عمرو نے کہا ملکہ جو گرفتار ہوے مرے اُسکو زہر کیون دیجیے
چلکے بیٹھ جاؤ مُنہ سے نہ بولو مین اپنا سب مطلب کر لونگا دو چار کوڑی کا روزگار کر لون ملکہ
مخمور نے کہا مجھے کلام کرنا نہایت ناگوار ہی عمرو نے کہا تم کچھ نہ کہنا ہم سمجھ لینگے باتین بنا لینگے
یہ کہکر مخمور کی زبان سے سوزن نکالا مخمور کو ساتھ لیے ہوے باہر نکلا آگے بڑھکر سبز بخت
سے کہا واہ رے اگو کے پٹھے مردوے تو تو گدھا ہی سلطنت کیونکر کرتا ہی مخمور کہتی ہی مین نے
جیسے دیکھا ہی میری جان جاتی ہی یہ کیسا عاشق تھا کہ پہلے ہی بدعت کرنا شروع کی اسوجہ سے
مجکو بھی نفرت ہوئی او مبڑوے عورتین اپنے کو یونہین رکتی ہین اپنی چاہت نہین ظاہر کرتی
ہین سبز بخت نہال ہو گیا ملکہ مخمور کو دیکھکر اُٹھ کھڑا ہوا ہاتھ باندھنے لگا کہ ملکہ میری خطا
معاف کرو عمرو نے مخمور کو کرسی جواہر نگار پر جگہ دی سبز بخت کو اشارہ کیا بس بیٹھو تعظیم و تکریم
نہ کرو اب تو بڑی خوشی ہی شراب و کباب منگاؤ دو چار جام پیکے معشوقہ کو تخلیہ مین لیجاؤ مزے
اُڑاؤ ہمارے احسان کو نہ بھولنا سبز بخت نے کہا ساقی پچون کو طلب کرو جلد حاضر ہون
صبا رفتار نقلی یعنے خواجہ عمرو نے کہا کلید میخانے کی ہمکو دو ہمین شراب کا انتظام کرینگے
سبز بخت نے کنجی میخانے کی خواجہ عمرو کو دی عمرو نے میخانہ مین جاکر ساری شراب کو خراب
کیا سب مین بیہوشی ملائی نہایت سلیقہ سے کنٹر اس لگا کر کشتی مین لا کر سامنے آراستہ کیے
سبز بخت سے کہا آپ خوش ہین میرے قلب کو فرحت ہی جسم خاکی مین روح کو راحت ہی
دل چاہتا ہی کہ ایک غزل اسوقت ہم گائین شراب بھی اپنے ہاتھ سے پلائین سبز بخت نے
کہا صبا رفتار تمہین اختیار ہی عمرو نے اہلیان دربار کو اشارہ کیا کہا لوصا جو بیٹھ لشکر مین
تلے کے چٹلے بھیجہ پیے کان سے اشارہ کیا کہا ذرا بایان چھیڑو اُسنے بایان بجایا خواجہ عمرو
نے گنگنا کر یہ غزل شروع کی غزل

کبھی بے نقش درم ہو نہ مسخر معشوق
دیکھے انسان حقیقت مین تو ہی زر معشوق

غیر ممکن ہی وفادار ملے ہر معشوق
قدردان ہوتا ہی قسمت سے میسر معشوق

اُسپہ ہم مرتے ہین مرتا ہی زمانہ جسپر
اپنے معشوق سے دیکھا نہین بہتر معشوق

ستم و جور کے سب ہوتے ہین خوگر معشوق	کچھ نئی ہمپہ نہین کرتا ہی بیداد وہ شوخ

یہ غزل جو خواجہ عمرو نے سامنے سبز بخت باغی کے گائی دربار مین صداے احسنت و آفرین
بلند ہوئی مخمور کو اُسی ہنگام مین جام بھر کر اشارہ کیا کہ اک جام سبز بخت کو پلادو مخمور نے سر جھکالیا
عمرو نے اپنے ہاتھ سے بھر کر دیا مسکرا کر کہا کہ لو میان جام پیو جو ہونا تھا ہو چکا سبز بخت خوشی مین
آکر جام پی گیا کل اہالیان دربار شراب پی چکے ہین اب عمرو اس خیال مین ہی کہ دو چار شعر اور
پڑھون یہ سب بیہوش ہو کر گرین لوٹ لون نکل جاؤن مخمور بھی اشارے کر رہی ہی کہ تو جلدی
کر عمرو منھ پھیر کر کہد تیا ہی کہ ہول کیا ہی مگر قضاے کار ملکہ صرصر شمشیر زن جا کر باغ سیب مین
پہونچی افراسیاب جادو عیش و نشاط مین مصروف ہی دیکھا کہ صرصر روتی پیٹتی چلی آتی ہی افراسیاب
نے کہا خیر تو ہی صرصر نے کہا ای شہنشاہ غضب ہو گیا مین بموجب حکم سرکار لشکر مسلمانان مین گئی
دیکھی جان لڑائی ملکہ مخمور کو۔ نکلی راہ مین مجکو تردد تھا کہ ایسا نہو عیار آکر پشتارہ چھین لین میان
سبز بخت جادو شکار کھیل رہے تھے مین نے اُنسے کہا کہ مجکو تا بہ باغ سیب پہونچا دے
اُنھون نے بارگاہ استاد کرائی ملکہ مخمور کے جمال بیمثال کو دیکھکر مائل ہوے پہلے مجھسے لیے
تھے مجھسے کہا ہمکو رضامند کردین آگاہ بھی کہ ہمارے حضور کی نگاہ اُسپر پڑتی ہی مین بگڑی کہ
پشتارہ یہان نہ چھوڑونگی غصہ مین میری گردن مین ہاتھ دیا بارگاہ سے نکلوایا اور یہ کہا کہ ابھی گلدستہ
سحر سونگھا کر اُسکو راضی کر لونگا ای شہنشاہ وہ بھڑوا سبز بخت گلدستہ بنا رہا ہی خدا اُسکی آبرو بچاے
یہ سنکر افراسیاب جادو کو غصہ آگیا ابرون پر بل پڑ گیا قبضہ پر تلوار کے ہاتھ ڈالا کہا نمک حرامون
نے بہت پریشان کیا ہی اس حیا کی یہ لیاقت ہوئی کہ ہماری منظور نظر پہ نگاہ محبت ڈالے
حیا کو شرم نہ آئی ابھی دیکھو جا کر کیا قیامت برپا کرتا ہون آتش عمر و غضب سے پھونک دونگا
یہ کہکر مثل شعلہ جوالہ کے چمک کر آسمان مین گم ہوا یہان دربار مین خواجہ عمرو نے گاتے گاتے
سبز بخت جادو سے اشارہ کیا کہ اب معشوقہ کا ہاتھ پکڑ کر تخلیہ مین لیجاو خوشی مین آن کر سبز بخت
نشہ مین اپنے مقام سے اُٹھا بیہوشی تو اپنا کام کر چکی تھی دھم سے لڑکھڑا کر گرا ساتھ والے لینا لینا
کہکے اُٹھے وہ بھی گرے بیہوش ہوے موج نے پھر پھر سے غل غپاڑہ مچا جوتی پیزار چل رہی ہی کوئی
اوک رہا ہی کوئی قہقہہ لگا رہا ہی کوئی نشہ کی دھن مین گا رہا ہی کسی نے کپڑے اُتار کر پھینک دیے

ننگا بھاگا جاتا ہی یہان بارگاہ مین عمرو نے نعرہ کیا نیچہ پکڑ کر چلا کہ سبز بخت کو پھل تلوار کا چکھاؤن
مخمور کھڑی ہی خواجہ جی ان تو کلیجا ؤن آپ فرماتے ہین ملکہ میرا ساتھ دو کچھ کام کرو سبکے کپڑے
تو اُتار دو مخمور ہاتھ باندھتی ہی کہ اُستاد مجھ سے کچھ نہین ہو سکیگا فرماتے ہین مخمور مین ابھی اسکو
بیدار کر دونگا مخمور کہتی ہی آپ کو اختیار ہی سر حاضر ہی ہمسے کسی کے کپڑے نہین اُتارے جائینگے
یہ کلام ناتمام تھا کہ افراسیاب جادو آسمان پر چمکا اسنے اول اہالیان لشکر کو دیکھا کہ آپس مین
جوتی پیزار ہو رہی ہی یہ سمجھا کہ سبز بخت نے سب کو شراب پلوائی ہی یہ سب خوشی کر رہے ہین
وہان سے نعرہ کیا باش او نمکحرام دو دہ بچہ سبز بخت کہان ہی جسنے بغاوت پر کمر باندھی معشوقہ پر
نگاہ ڈالی نعرہ افراسیاب کی آواز کان مین عمرو کے پہونچی مخمور سے کہا بھاگ افراسیاب جادو
آپہونچا مخمور نے گھبرا کر دونون پانون زمین مین مارے غرق زمین ہو کر بھاگی عمرو نے دیکھا کہ
سبز بخت مارا نہین گیا اور افراسیاب جادو آگیا صبا رفتار تو بنے ہوے تھے ایک حباب
دافع دارو بیہوشی سبز بخت کے منھ پر مار دیا اسنے آنکھ کھولی کہا شہنشاہ جلدی اُٹھیے
افراسیاب آگیا اپنے قول سے پھرا معشوق کی اُسکو محبت آگئی اُسنے سب کام خراب کیا
مخمور کو اُسنے سحر سے چھپا لیا ہی مجکو بھی قتل کریگا اب اسوقت کچھ جرات دکھاؤ مین اس خیمے مین
چھپی جاتی ہون اُترتے اُترتے حرامزدے کو ایک گولہ مارو کہ اُسکا سر پھٹ جاے یہ کہکر عمرو
تو دوسرے خیمے مین گھس گیا گلیم اوڑھلی سبز بخت غصے مین سنبھل کر اُٹھا گولہ ہاتھ مین لیا افراسیاب
غصے مین پردہ اُٹھا کر بارگاہ مین آیا نعرے کرتا ہوا او نمکحرام سبز بخت میری معشوقہ پر آنکھ ڈالی
جیسے افراسیاب نے اندر خیمے کے سر ڈالا سبز بخت نے ایک گولہ مارا کہ یون بیحیا مردان عالم کو
کلمات سخت و سست کہتا ہی مخمور تیری خالہ ہی ہم تو ضرور وصل حاصل کرینگے گولہ افراسیاب کی
پیشانی پر پڑا اگر طلسم بند نہوتا تو سر پھٹ جاتا افراسیاب نے چرخ کھایا گو پھٹ کر زمین پر گرا
نعرہ کیا او باغی تیا مخمور کہان ہی سبز بخت نے کہا تیرے پاس نہان ہی مین تجکو مار کر بولونگا جب
سبز بخت نے دیکھا کہ میرے سحر نے تاثیر نہ کی افراسیاب بڑھتا چلا آتا ہی تلوار کھینچکر جا پڑا ہاتھ
تلوار کا مارا افراسیاب نے خالی دیکر کلائی پہ ہاتھ ڈال دیا ایک طمانچہ مارا سر سبز بخت کا اُڑ گیا
مر کر گرا ایک لات ماری استخوان چور چور ہوے اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا

نام ہن سبز بخت جادو بود مار کر اُسکو غصہ مین افراسیاب خیمے مین چہار جانب ڈھونڈھنے لگا
کہین ملکہ مخمور کو نہ پایا ران پہ ہاتھ مار کے دیکھا کہ مخمور کہان گئی نوشتہ پایا کہ مخمور نکل گئی فلان
صحرا مین جاتی ہی غصہ مین جھپٹا باہر نکلکر چند سنگریزے اُٹھا کر اُچھالے وہ سب بیہوش پڑے تھے
اُنپر تیر برسنے لگے ہزارون کے سر پھٹ گئے آپ جستجوے مخمور مین چلا اب عمرو نے نکلکر
سب مال لوٹنا شروع کیا سب مردون کو برہنہ کر دیا اور بتعجیل عقب مین افراسیاب کے راہی
ہوے ملکہ مخمور جو غرق زمین ہوئی تھی کوس بھر پہ جا کر نکلی مگر پسینہ پسینہ گھبرائی ہوئی افراسیاب
کا خیال کلمات سبز بخت کا ملال زیر نخل کھڑی ہوئی چہار جانب دیکھ رہی تھی دل سے کہتی ہی کہ
ای مخمور راستہ لشکر اسلام کا کدھر ہی کہ سامنے سے نعرہ ہوا منم افراسیاب جادو او مخمور
تیرے واسطے کیا کیا خاک چھانی ہی اتنو تیرے فراق مین عجب عالم ہی عاشق کا لبون پر دم
ہی مخمور کے ہوش و حواس پراگندہ ہو گئے اور افراسیاب جادو قریب آگیا مخمور نے جھولی
سے اسباب سحر نکالا ترنج و نارنج ماش کے دانے افراسیاب پر پھینک مارے صدہا شعلہ ہاے
آتش افراسیاب خانہ خراب پر گرے ایک طرف سے تلوار گری شانہ پر خنجر پڑا مگر یہ بھیا
بیغیرت کب کٹتا ہاتھ اُٹھا کر اشارہ کیا سب چیزین باطل ہو گئین مخمور سحر کر کے سامنے افراسیاب
کے بھاگی افراسیاب جھپٹا چونکہ مدت سے عاشق ہی تصویر بدحواسی مخمور کی دیکھ کر کلیجہ پھٹا جاتا
ہی وہ گل سا چہرہ کھلایا ہوا پیشانی پر پسینہ جسم مین رعشہ ہونٹ تھراتے ہوے کبھی لڑکھڑاتا دوپٹہ
ڈھلکا ہوا کرتی آب روان کی مسکی ہوئی پائنچے ہاتھ سے چھوٹے ہوے گرد چوٹی ذرے زلفین
عنبرین پر جیسے شب تیرہ مین تارے فلک خوشی سے تارون کو تصدق اُتارے افراسیاب پکارتا
ہی ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان کیون مجھ سے بھاگتی ہی قسم ہی سامری جمشید کی کچھ سزا
نہ دونگا کل طلسم کا بادشاہ کر دونگا ای مخمور میری صحبت سے تو نکل گئی بیکسی کا مزا جاتا رہا جب مخمور
نہین تو کیسا خمار افراسیاب منتین کرتا ہی مخمور حربے سحر کے کرتی جاتی ہی کبھی غصہ مین آواز دیتی
ہی کہ او بھیا کیا بکتا ہی اپنی خالہ حیرت کو سلطنت دے مجھسے محبت و الفت کا نام نہ لے مین تیری
دشمن ہون دیکھو زمانہ قریب آچکا ہی انشاء اللہ اسد غازی کو قید سے چھڑا لینگے وہ شیر دل
طلسم فتح کریگا ای افراسیاب جادو تیرا نمک کھایا ہی براہ خیر خواہی سمجھاتی ہون مسلمان ہوجا

اسد غازی کو لاکر خدمت مین خواجہ عمرو کی پہونچا ورنہ کُتّے کی موت مارا جائیگا ہاتھ سے شہنشاہ
عیاران عالم کے امان نہ پائیگا ان باتون کو سنکر افراسیاب جادو شل بید کے کانپا غصے سے چہرہ سُرخ
ہوگیا مخمور نے چاہا پر پرواز پیدا کر کے نکل جاؤن جان بچا کر ٹل جاؤن افراسیاب نے غصہ مین
آیا ساحری کنکر ایک دو تہ زمین مین مارا زمین سنگلاخ ہوگئی مخمور زمین پر گری ہونٹ بند ہوگئے
اسم سحر نہ پڑھ سکی افراسیاب قریب آیا ہاتھ پکڑ کر غصہ مین کھینچا ہوا لیچلا کہتا جاتا ہی کہ ای مخمور آج
اگر میرا کہنا نہ مانا سرتابی کی تو اس ظلم سے قتل کرونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر
روئین ورنہ دیکھ سمجھاتا ہون توبہ کرو وہ مرتبہ اعلی کرونگا کہ تمام ساکنان طلسم ہوش ربا رشک کرین
مخمور کچھ جواب نہین دیتی سر جھکائے ہوے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے افراسیاب ہر مرتبہ
قبضہ پر ہاتھ ڈال کے ڈراتا ہی کہ سر کاٹ لون سرکشی کی سزا دون مخمور گھبرا کر سر جھکا دیتی ہی اشارہ
ہی کہ تجھے اختیار ہی میری جان کا حافظ پروردگار ہی اس حال پر ملال مین مخمور کو لیے ہوے افراسیاب
سو قدم تک آیا اب قصد ہوا کہ مین تجھ دون باغ سیب مین لیچلون وہان تمام شاہزادیان
وغیرہ موجود ہین سمجھائینگی ڈرائینگی دھمکائینگی ضرور اطاعت کرے گی قتل کرنے کے خیال مین دل
دھڑکتا ہی کہ ہاے ایسے محبوب جانی یار جادو والی ماہ رخسار گلعذار شمشاد قد خورشید خد نازک اندام
کبک رفتار شیرین گفتار ماہ آسمان خوبی خورشید فلک محبوبی کو اپنے ہاتھ سے قتل کرون دست ظلم
اُسکے خون سے بھرون ایسی ایسی باتین سوچ کر بڑا ارادہ کیا کہ آخر کے آٹھ دن اسکو کسی مقام پر
قید کرون کہ دیکھا سامنے سے بوتلا گرد کا اٹھا ملکہ صرصر شمشیر زن باتمامے عیاری سے آراستہ
خنجر کمر مین لگا ہوا سینہ پسینہ جھپٹی ہوئی آتی ہی افراسیاب نے پکار کر آواز دی ای صرصر مین نے
اُس بیحیا نمک حرام کو مارا ساری فوج کو جلا دیا مخمور کو گرفتار کیا ہی حیرت جادو سے جا کر کہنا
سنبر بخت جادو کسی خطا پر ہاتھ سے شہنشاہ کے مارا گیا جہنم واصل ہوا اُس قلعہ پر کسی منتظم کو
روانہ کرین رعایا تباہ و برباد نہو مخمور کو اس طرف باغ سیب کے جاتا ہون یا کسی مقام پر
قید کرونگا کہ یہ پھڑک پھڑک کر مرے صرصر بہت خوب کہتی ہوئی قریب آئی مخمور کو سمجھانے
لگی ای مخمور شہنشاہ کے قدمون پر گرو ایسے مالک پرورش کرنے والے کسے ملتے ہین حلال وہ
مالک چاہنے والے کے صاحب شان و شوکت شہنشاہ طلسم ہوش ربا ہفت اقلیم دا

انکی قدمبوسی کی آرزو رکھتے ہین تمھاری عقل پر یہ کیا پتھر پڑے ہین اپنی بھلی بری نہین سمجھتی ہو
ناحق جان جائیگی ان باتون پر صرصر کی افراسیاب خوش ہوا آنکھ سے اشارہ بھی کیا کہ اسکو راضی کر
تھوڑا سا ابھی یہ عذر کرے تو مین معاف کردون خوشی خوشی لے کر باغ سیب مین جاؤن صرصر
ہاتھ باندھ رہی ہے ای مخمور میری بات کا جواب دو مثل تصویر کیون خاموش ہو مخمور کو سمجھانا صرصر
کا بہت ناگوار ہے افراسیاب ہاتھ تھامے کھڑا ہے کلیجہ پر خنجر غم والم چل رہا ہے مگر ناظرین پر واضح
ہو کہ یہ صرصر شمشیر زن نہین ہے خواجہ عمرو بارگاہ سبز بخت بدسیر جو لوٹ کر چلے تھے دور سے
جو دیکھا افراسیاب مخمور کو گرفتار کرکے لیے جاتا ہے آکر باتین کرنے لگے قصد ہے کہ اسکو بیہوش
کردون ملکہ مخمور کو چھڑاؤن سامنے افراسیاب کے کھڑے مخمور کو سمجھا رہے ہین افراسیاب
کو بہلا رہے ہین مگر قضائے کار صرصر شمشیر زن تو افراسیاب سے اطلاع کرکے چل چکی ہی
اسوقت آکر پہونچی جیسے ہی صرصر سامنے دکھلائی دی عمرو نے دیکھا کلیجہ دہل گیا وہان سے صرصر
اصلی نے دیکھا کہ عمرو میری شکل بنا ہوا شہنشاہ سے گھل مل کر باتین کر رہا ہے للکارا کہ ای شہنشاہ
منم ملکہ صرصر شمشیر زن یہ نگوڑا اٹھوا موٹی کا ساربان زادہ میری شکل بنا کھڑا ہے آپ کو دھوکا
دیا چاہتا ہے عمرو نے دامن پکڑ کر افراسیاب کا کہا دیکھیے میری شکل پر عمرو آتا ہے مخمور جو پکڑی گئی
نگوڑے کو چین نہ پڑا افراسیاب جادو حیران ہوا کہ مین کیا کرون اب کسکو صرصر جانون یہ کنیز ہے وہ
عمرو ہے وہ کہتی ہوئی آتی ہے یہ عیارون کا افسر ہے اب صرصر اصلی پچاس قدم پر ہے دوڑی ہوئی چلی
آتی ہے غل مچاتی ہے عمرو نے کہا ای شہنشاہ آپ تو حیران ہو گئے ہین مین مہر دستی ہاتھ کو ران پر
رگڑ کے دیکھیے آپ کا کمال آپ کی دستگیری کریگا صاف آئینہ ہوگا افراسیاب نے منہ پھیر کر
ران پہ ہاتھ رکھا عمرو نے جھپٹ حلقے کمند کے مارے پلک جھپکنے کی دیر تھی اسکو کھینچکر افراسیاب
پلٹا تڑاق سے جاب مارا افراسیاب زمین پر گرا صرصر دوڑی بھلا نگوڑے تو نے غضب
کیا شہنشاہ کو بیہوش کرلیا یہ کہکر تیغ کو مین مین رکھکر مارا عمرو نے جست کرکے خالی دیا مخمور کی زبان
سے سوزن نکالا مخمور نے کہا خواجہ بھاگو عمرو نے کہا تم جاؤ ہم بھی آتے ہین صرصر نے جو دیکھا کہ
مخمور کی زبان سے سوزن نکل گیا ڈری کہ مجھکو نہ پکڑے نخل کی آڑ مین چھپ گئی خواجہ عمرو نے
جب دیکھا صرصر غائب ہوئی مخمور نے چاہا کہ عمرو کی کمر مین پنجہ دے عمرو نے کہا مین اپنا کار

کاٹ لونگا جان دیدو نگا مین نہ تاج تو اسکا ے لون دو چار کوڑی کا روزگار تو کر دن بال بچون کی
فکر ہی سویرے سویرے تبنی بنوگی تو سارا دن خالی جائیگا تمھارے کیا ہاتھ آئیگا مخمور تو
چرخ مار کر بلند ہوئی عمرو نے کمند پھینک کر تاج تو افراسیاب کا کھینچ لیا صرصر نے نخل کی آڑ
مین دیکھا کہ مخمور چلی گئی اب نعرہ کر کے دوڑی کہتی ہوئی کہ خبردار ساربان زادے کیا کرتا ہی
عمرو نے تاج اُٹھا کر کہا لو جانی یہ پہنو تیرے دم کے لیے ماری فکر ہی اے صرصر غصہ نہ کرو تو ہم
ایک بات کہین صرصر نے کہا گموڑے کیا کہتا ہی عمرو نے کہا مجھکو کئی برس ہو چکے کہ تمپر عاشق ہون
اپنے قول کا صادق ہون جو تو نے مجھ سے نکاح کر لیا ہوتا کیسے عمدہ عمدہ لڑکے پیدا ہوے ہوتے
طرار مکار عیار تمکو کمائی کھلاتے ضیعفی مین کام آتے آج تو کلائی ہاتھ ڈالدے ایک بوسہ مین
لون تو بھی مجکو پیار کر لے صرصر نے کہا گموڑے اسی ہوس مین مریگا اور خنجر کھینچکر آپڑی عمرو
سمجھا اب یہ افراسیاب کو ہوشیار کر دیگی کار عظیم درپیش ہی شبنم گوہر پوش کے قید ہونے کا
بڑا پس و پیش ہی یہ سوچکر چوٹین بچاتا ہوا ایک جانب نکلگیا صرصر نے آکر افراسیاب کو ہوشیار
کیا افراسیاب کانپتا ہوا غصہ مین اُٹھا پوچھا یہ ساربان زادہ کہان گیا صرصر نے کہا حضور مین
چیختی رہی آپ نے کچھ خیال بھی نہ کیا وہ ہوا کا خواص رکھتا ہی میرے روکے سے کیا رکتا اڑ کر
نکلگیا افراسیاب نے کہا مین ہی جاتا ہون مشکین باندھکر عمرو کو لاتا ہون صرصر نے کہا حضور
آپ طرف باغ سیب کے تشریف لیجائین کنیز جا کر فکر کرتی ہی حضور کے سر انور پر تاج بھی تو
نہین ہی دینا عیب ہین ہی سرکار کو سر برہنہ دیکھکر دشمن مضحکہ کرینگے دوست ٹھنڈی سانسین
بھرینگے افراسیاب مجبور ہو طرف باغ سیب کے روانہ ہوا دوپٹہ کمر سے کھولکر سر پر لپیٹ لیا
صرصر مثل باد صرصر کے تلاش عمرو مین گئی خواجہ عمرو لشکر مہرخ مین آئے مخمور بھی پہنچی سب کو
خوشی حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی عمرو نے پوچھا چالاک برق پلٹ کر نہین آئے ملکہ
مہرخ نے کہا کچھ کیفیت نہین معلوم عمرو نے کہا اے ملکۂ عالم مجھکو شبنم گوہر پوش کا بڑا غم ہی مین
اُسکی رہائی کی فکر مین جاتا ہون اتنی ہی سنگنی ملی ہی شبنم کی خالہ کا سمنکال جادو نام ہی پرچہ مین
حکیم افراط ثانی کے اول مین بھی نام ارقام ہی کوئی صورت ابھی رہائی اسد غازی کی نہین ظاہر
ہوئی حساب سے ایک ہفتہ باقی ہی دربار مین شور گریہ و بکا بلند ہوا ہر ایک نے کہا خواجہ دیکھین

گردون دون والقلاب پسہو قلمون کیا دکھاتا ہی جب ذکر اسد آتا ہی کلیجہ کانپ جاتا ہی عمرو نے کہا پروردگار مالک ہی نہ گھبراؤ مشکل لاحل کو وہی آسان کریگا دامن آرزو گل مدعا سے بھریگا مگر لشکر سے ہوشیار رہنا یہ کہکر سامنے ملکہ مہرخ کے عمرو نے قطورۂ زرلفتی وبیابۂ شعرلالی وگوپھن عیاری حیلہ ہاے ناق سے اپنے کو آراستہ کیا سب سے رخصت ہوکر تلاش مین قصر ملکہ سمنکال کے روانہ ہوا انکو راہ مین چھوڑو

دو کلمہ داستان شوکت بیان گہر ریزی کلک جواہر سلک کی ذکر ربائی ہنر بر بیشۂ صاحبقرانی زینت آراے سریر سلطنت جہانبانی قرہ باصرۂ مکنت وحشمت غرۂ ناصیۂ جرأت وہمت صاحب لواے صفوف آراے میدان صولت وجلالت گوہر دریاے سخاوت دکان جواہر مروت لقر کردۂ بزرگان دین صاحب عز وتمکین پروردۂ مہد جانبازی شہسوار عرصۂ یکہ تازی تاجدار اقلیم سرفرازی شاہزادہ اسد بن کرب غازی مین دریاے مضامین جلالت آئین مین براے جستجوے گوہر مراد یون غوطہ زن ہوتا ہی عیا ریان خواجہ عمرو کی جانبازی بہتر قران نامور کی خراجگزاران افراسیاب کا زیر گنبد نور جمع ہونا براے ملاحظہ قتل اسد غازی سامان میلہ وجشن از در شہر نا پرسان تا کوہ مروارید آمادۂ مرگ ہونا سرداران عمرو کا اور مشہور ہونا کہ خواجہ عمرو قتل ہوگئے فکر سے خواجہ کے رہا ہونا اسد نوجوان کا ساقی نامہ مصنف

ساقی مے عیش وعشرت آمیز	لا جلد پلا دلال گلریز	اب دل کو ہی تاک دخت رزکی
پلوا کوئی ساغر گلابی	دے بادۂ عیش خم کی ہی تیز	میلے کی کرون ادھر ادھر سیر
کراتنی ذرا تو مہربانی	دے مجکو شراب ارغوانی	میخانے مین تیرے جگمگاہی
مجمع رندون کا جابجا ہی	گلرنگ وہ دے شراب گلخواد	ہو عشق ہیوجے دلکو بھی چاہ
میخانے مین تیرے اک ہی میلہ	بلوہ کرتا ہی کیون جمیلہ	میخوارون سے ساقیا نموشی
سمجھا ہی تو سعیل میفروشی	دو چار پلا دے بھر کے ساغر	احسان ترا ہما رہے سر پر

کچھ نظم کا رنگ اب جماؤن
جم جم یہ پیوے مے معطر
مجلس شادی و خرمی کی ہی دید
رکھنا نہ دقیقہ کوئی باقی
...ون سے چھینیگا آج وہ گل
مشتاق و نزار ہی اسی کی
فرقت مین ہمیشہ اُسکے سنبل
بر نیزہ ہی خون دل سے تھال
شکنجہ مین کھڑا ہوا تھا شمشاد
کر زبان وہ بھی اب کر گئی
سبزے کو خوشی ہوئی یہ تازہ
گل کی طرح مہک رہا ہی
شیر اسد وہ فرد و یکتا
شان وہ شکوہ وہ شجاعت
بھی خوشی سے بیخودی ہی
مین کر نیا سمان ہی
جلسہ کا منتظم قمر ہی
سمت ہی سوز نیک جانان
کی وہ رنگیان عیان ہین

جلسے کا نیا سمان دکھاؤن
روشن تو کرو قمر یہ سپہر
کیا آج کوئی سعید ہی عید
عمدہ سے جو عمدہ ہو وہ مولا
سو جان سے فدا ہی جیسے بلبل
وہ مردم چشم گلرخان ہی
پیچ ہی شل مارو کا گل
سر بستہ جو غنچہ چمن تھے
اب ہونگا غم و الم سے آزاد
مرغان چمن تھے نغمہ بھولے
مخمل کا بچھایا سبز جادہ
سب کو جو سرور لا تعد ہی
جلات مین ہی کون اُسکا ہمتا
شیرون کا ہی زہرہ آب ڈر سے
لا جلد پلا دے ساغر مے
پی پی کے شراب اب مین جھومون
جو صورت مہر جلوہ گر ہی
لشکر مین عمرو کے رنج و غم ہی
یان غم ہی اُدھر کو شادیان ہین

بلا ساقی پھر سے ساغر
مجلس جشن کی ہی خوشی سراسر
چمن نے کہا کچھ نہ پوچھ ساقی
چھلک جاؤن سرور مین وہ پیالا
نرگس بیمار ہی اسی کی ◆
وہ رونق صحن بوستان ہی
ہی داغ بدل الم سے لالہ
اب ہوینگے پھول وہ بھی کھلکے
سوسن کو چمن مین تھی خموشی
ہووینگے شگفتہ اب خوشی سے
صحرا صحرا لہک رہا ہی ◆
اب فکر رہائی اسد ہی
اللہ رے ہیبت و جلالت
عفریت نہ لاسکے تاب ڈر سے
میلہ اسی جشن کا ہوا ہی
ہر سمت براے سیر گھومون
یون لکھتے ہین راویان جانباز
حیرت عشرت مین دمبدم ہی

غواصان قلزم زخار مضامین و دران دریاے بیکنار فصاحت آئین طرازان میدان جانبازی و عیاران سرفروش بازار ترازی شاطران خنجر گزار و جواسیسان اخبار عشرت آثار فکر و جستجوے حالات حیرت آیات رقم کشا ہین یون قطرہ زن ہین قطعہ سہ چیز آمد مسلم نزد شاہان ◆ ہنر یا مال یا مرد سخندان ◆ از مال و ہنر چیزے ندارم ◆ یکے فضل سخن لازم بیارم ◆ شعر بیایم بار دیگر مین بگفتار ◆

درون سینہ دارم قصہ بسیار ۔ اس داستان شوکت بیان کو چھپوا دل کو نین منشی احمد حسین قمر تخلص
رہنے والے مین نقل و منزعلع ہ قمر بطرز نو لفظاً لفظاً تصنیف مالک تالیف گزارش خدمت سامعین مین کرتا ہی اس
داستان کی تصنیف مین خون دل کھایا ہو بڑے بڑے جلسون مین شاہزادگان والا مقام و رئیسان
عظام کو یہ مضمون سنایا ہی خلعت تحسین و آفرین پا چکا ہون مال دنیا کے بھی مزے اٹھا چکا ہون اب
یہ مضمون فرحت آگین مشتہر ہوتا ہی صاحبان خاص و عام سے امید ہی روز مرہ کے لفظ لفظ مین بھید ہو
حرف حرف ملاحظہ فرمائین جہان جہان غلط ہو اصلاح دین عیب کو چھپائین سبحان اللہ ولکو معتکا
شاد کرین بدی کا خیال نہ کرین بنام نیکی یاد کرین اول ایک غزل عاشقانہ لکھنا ضرور ہی اسوقت
اس مضامین فرحت آگین کو تحریر کرتا ہون طبیعت مسروری

غزل

سینہ کوبی سے زمین ساری ہلا کے اٹھے
یان ملک روئے کہ اسکو بھی رلا کے اٹھے
گر ہو دل مین خیال نگہ خواب آلود
دل چرا بیٹھے وہ جب آنکھ چرا کے اٹھے
ہو خدا یہ شب یلدا رہائی یا رب
جس جگہ بیٹھ گئے آگ لگا کے اٹھے
سوزش دل سے ہو کیا ہی مین پانی پانی
پانون کیا کوچہ مین اس ہوش ربا کے اٹھے

کیا علم دھوم سے تیرے شہدا کے اٹھے
ویسے کیونکر نہ دھوان سا تم ہوا کے اٹھے
درد کیا کیا اثر خفتہ جگا کے اٹھے
لوکہم صفحہ ہستی پہ تھا کہ حرف غلط
لعنت ہ سے کہین مر فنا کا اٹھے
مین دکھاتا ہمین تاثیر گریا قدر سے
وہ جو پہلو سے سینہ مین بنا کے اٹھے
شمر موج کے ترے بیٹھ کے اسکے آگے

آج اس بزم مین جو فان اٹھا کے اٹھے
شمع سا تپ غم سینہ جلا کے اٹھے
شمع کے جسکا محفل مین جو مذکور
ایک ٹھیس بھی تو اک نقش مجلا کے اٹھے
آفت سے گری بات کہ ترے وخت
ضعف کے ہاتھ سے کب قت تھا اکے
رہی مانند نشان کف پا بیٹھ گئے
خوب احوال دل زار سنا کے اٹھے

واضح راے بیضا ضیا ہو کہ خواجہ عمرو و جنتر برق و چالاک نامور براے تلاش ملکہ شبنم نور ہر لوچ
بصد جوش و خروش اپنے مقام سے روانہ ہوئے اول جنتر بن جنتر چالاک بن عمرو بانہنا
عیاری سے آراستہ اڑتا ہوا جاتا ہی دیکھا اک صحرا سے سبزہ زار فرح و دلکشا جا بجا نہر تیار جلیبیل
آئین آب صاف و شفاف جسکے سامنے آب گوہر بے آبرو بہر سرو لب جو قمری معروف کوکو جان
زمزمہ سرا نہر بان میزبانی تعریف باغبان قضا و قدر کی کہتے ہیں کسی جانب طاؤس رقصان کہیں
موے سنبل پریشان تدرو خوش رفتار خرام ناز معشوق کا مزا دکھاتا ہی عندلیب خوش نوا کا دل بے
ہی ایک جانب ایک قصر عالی بلند در تنگ چھت پردے سے آراستہ چند نازنینان ماہ جبین

جو ہر تمکین اُس قصر مین اپنے اپنے مقام پر حاضر ہین بارہ دری مین ایک مسند پُر تکلف پر ایک
شاہزادی خوش سیر بصد زیب و فر متمکن ہی چالاک نے کہا ارے آگرا یہی صورت صبا رفتار
گلسند انداز کی بنائی ہی فطرت ہاتھ آئی کرچلکر دریافت کیجیے کہ اس شاہزادی کا کیا نام ہی یہ چالاک
ہی دل سے باتین کرتا ہوا بصورت صبا رفتار سامنے قصر کے آیا سب کنیزین پکارتی ہوئی
دوڑین ارے خیلہ صبا رفتار کہان جاتی ہی بڑی بیمروت ہی لمحہ بھر ٹھہرنا دشوار ہی تھوڑی دیر مین
چلی جانا ہم جانتے ہین بڑی خوبصورت ہو چاہنے والون سے فرصت نہوتی ہوگی مگر ہمون سے
ہمارا نام لے دینا چالاک بھی ہنستا ہوا اُنکے منہ چڑھاتا ہوا کوئی ارے بیمروت کہکے لپٹ گئی کوئی
دوپٹہ پکڑکے کھینچنے لگی کسی نے اُگال منہ سے نکال کر پھینک مارا کسی نے کہا ارے مدت سے
کہان تھی چالاک بھی ویسا ہی جواب دیتا ہی کسی کے منہ پر ہاتھ رکھدیا کسی کا بوسہ لے لیا اُن سب سے
باتین کرتے کرتے چالاک نے پوچھا بی بی کیا کر رہی ہین ارے اچھال چھکا مین تیری بی بی کا نام
ہی بھول گئی ایک نے کہا صبا رفتار دن بدن نخی ہوتی جاتی ہو ہماری بی بی ملکہ آہو چشم آج بڑے
تردد مین ہین صاف کہین ہین بھی خبر ہی بوا صبا رفتار بڑا غضب ہوا ہی ہمنے فقط سنا ہی کہ عمرو عیار نے
بی شبنم گوہر پوش پر کچھ سحر کر دیا وہ مسلمان ہو گئین حیرت کے نوکرون کو قتل کیا انکی خالہ سمنکال جادو
کو خبر ہوئی بوا تم جانو وہ تو اسگلے وقت کی ہین اُنھون نے سلیح شور جادو کو بھیجکر پکڑ بلوایا اُدھر ہی
سے قفس مین بند کرکے بھیجا ہوا مجھے وہ بھولی بھولی صورت دیکھکر بڑا رحم آیا سمنکال جادو نے
ہماری بی بی آہو چشم کو لکھ بھیجا ہی کہ اپنی گوئیان کو آ کر سمجھاؤ ہماری بی بی جانے کی تیاری کر رہی ہین
یہ سنکر چالاک کنیزون کے ساتھ ساتھ اندر قصر کے آیا ملکہ آہو چشم کو سلام کیا آہو چشم نے کہا
صبا رفتار کہان سے آتی ہی چالاک نے کہا حضور طلسم ہوش ربا مین آگ لگی ہی گھر گھر تباہی ہی
جہان دیکھو آفت برپا ہی عیارون نے ہنگامہ الدیا ہی اسی فکر مین نکلی ہون آپ سے بھی کچھ
عرض کرنا ہی دلکنارے چلیے تو عرض کرون آہو چشم اُٹھ کھڑی ہوئی گھبراکر کہا کہو صبا رفتار
خیر تو ہی کہا حضور خیر و شر کا حال خدا ہی قتل اسد غازی کی تاریخ قریب ہی آفتاب لب بام وہ
بے نصیب ہی غایان اوہ النجم صبح ہونگے مہرخ صبا کہتی ہین ہم اسد کو چھڑا لینگے اپنی جان
لٹائینگے کمبختون کو سودا ہوا ہی شاہنشاہ سے کیا لڑ سکینگی اٹھارہ سو ملک کا مالک جادو علام سحر

وہ شعبدے کا سالک ہر دان ہمہ گیر خوش تدبیر صاحب فوج کثیر آہو چشم کہتی ہے ای صبار فتار سچ کہتی ہے
بادشاہ کا مقابلہ کرنا کیا آسان ہے ان لوگوں کی سرکشی سنکر دل پریشان ہو رہا ہے میں تو لیوا بہار سے
محبت ہے اب مجھ سے نہیں نکال سکتی کوئی بن بائے شہنشاہ سے کہے وہ کہیں کہ بہار سے
لگاؤ ہے تو یہ بھی باغی ہے چالاک درست درست کہتا ہوا ملکہ آہو چشم کو تنہائی میں لایا عیارون کی
عیاری کا ذکر کرنے لگا کہ عیارون نے بڑے بڑے ستم برپا کیے شہنشاہ کو کیا کیا دھوکے دیے
آجکل سکوت سحر ابین ہے ہیں بچھائے دیتی ہوں کسی غیر کو یہاں آنے نہ دیا کہ سے مکارونکے
بھی رہنا آہو چشم نے کہا ہو اصبار فتار تمھاری مہربانی ہے میرے یہاں نگوڑے عیارون کا کیا
کام ہے اپنے قصر کیسے نہیں نکلتی ہو باتیں کرتے کرتے چالاک نے خاصدان سے گلوری نکالی
آہو چشم کو کھلا کر بیہوش کرکے اسکو تو ایک صندوق میں بند کر دیا آپ اسکی شکل بنکر نکلا کنیزون
کو آوازدی تخت تیار کرو قصر یہ ملکہ سنکال کے ہمکو لیچلو سحر کرنے کی تاب ہے ہمنے قسم کھائی ہے روز قتل
اسد غازی جب لشکر مہرخ سے مقابلہ ہوگا اسی دن سحر ہونگے مہرخ و بہار کو قتل کرینگے
کنیزون نے کہا واری آپ کو سحر کرنے کی کیا حاجت ہے ایسی کونسی ضرورت ہے یہ باتیں کرتا ہو چالاک
تخت پر سوار ہوا پانچ کنیزیں ساتھ لیں تخت اڑاتی ہوئی طرف قصر سنکال جادو کے چلی
اب مہتر برق فرنگی کا حال سنیے یہ ایک جادوگر بنا ہوا ترا بنا ہوا جاتا تھا قریب ایک باغ
کے پہونچا دیکھا چوبدار وغیرہ در باغ پہ ایستادہ ہیں مگر برق نے پہچانا کہ سرما سے برف انداز
کے بہت سے ملازم زیر دیوار باغ ٹہل رہے ہیں عقل سے دریافت کیا شاید سرما سے برف انداز
اس باغ میں آیا ہے آج بن پڑے تو انھیں کو ٹھنڈا کرو یہ سوچ کر بشکل صرصر شمشیر زن در باغ
پر آیا صرصر حسین تو انتہا کی ہے ملازمان سرما نے پکارا بی صرصر کہاں سے آئی ہو برق نے
منہ بنا کر کہا تمھارے منہ میں آگ لگانے آئی ہوں جہاں نگوڑون نے دیکھا گھنکھارنے لگے
نگوڑے آنکھوں میں کھائے جاتے ہیں جا کے اپنی بٹیا بہنیا کو تاکو نگوڑو گھر کی تو خبر لو دو چار قہقہہ
مار کر ہنسے کہا بی صرصر تم تو ہوا سے لڑتی ہو تم سے بات بھی کرنا دشوار ہے آج کل زبان بہت کھلی
ہے صرصر بولے کہا کسی کی دبیل نہیں ہوں ساحری جمشید شہنشاہ کو سلامت رکھیں کوئی ٹیڑھی نگاہ
اڑائے تو آنکھیں نکلوالوں ابھی جو شہنشاہ سے کہدوں تو معلوم ہو کیا ان نے آکر صرصر کا

ہاتھ تھام لیا کہا بی صرصر کیوں خفا ہوتی ہو یہ پیادوں کا فرقہ ای تمکو خدا نے حسن ہی ایسا دیا ہے
برق نے تیوری بدل کے سر جھکا لیا کہا کیدان صاحب یہاں کہاں آنے کا اتفاق ہوا کیا
وزیر صاحب بھی آئے ہیں کیدان نے چپکے سے کہا اس باغ میں ملکہ عجب جادو آشنا وزیر صاحب
کی رہتی ہیں کبھی کبھی چوری سے چھپ کر چلے آتے ہیں مزے اڑاتے ہیں صرصر نے کہا میاں
کیدان صاحب خوب بتایا مجھے ناحق بڑھ ہوتی مکان پر سے جا کر لیٹنا چلتا اب جاتی ہوں
پیغام شہنشاہ کا دے کر چلی جاؤں گی یہ کہکر اندر باغ کے آیا دیکھا نہایت باغ پر بہار نخل قطار
در قطار گلہائے رنگارنگ شگوفہائے بوقلموں سرو شمشاد قد معشوق اکڑ رہے ہیں گلچین و باغبان
جوش بہار دیکھکر اڑ رہے ہیں ہر نخل سرسبز و شاداب تختوں کی آب و تاب دیکھکر آب گوہر بتاب
حباب چشم معشوق کا سماں دکھاتے ہیں نخل جوش بہار سے پھولوں میں نہیں سماتے ہیں حوض میں
فوارے چھوٹ رہے ہیں خزانے گلزار بے بہا کے لٹ رہے ہیں برق فرنگی بشکل صرصر
ہوائے باغ کھاتا ہوا وسط باغ میں پہونچا دیکھا سرما سے برف انداز مسند پر پہلو میں ملکہ عجب
جادو جام شراب چل رہے ہیں دو صفحے کل رہے ہیں برق واسطے تسلیم کے خم ہوا سرما نے پوچھا
ملکہ صرصر کہاں سے آئی ہو یہاں کا ذکر ہمارے لشکر میں نہ کرنا ناحق کا فساد ہوگا یہ وجہ تو ہمارا گھر سے
نکلنا ہوتا نہیں شہنشاہ نے حکم دیا کہ جا کر سمنکال جادو سے ملاقات کرو اسکو لا کر سرحد باغ سیب
میں بسا دو شاہ کا کچھ اسمیں مطلب ہوگا میں نے دیکھا دن زیادہ ہے یہاں ٹھہر گیا برق نے تیوری
بدل کر کہا واہ وا وزیر صاحب آپ نے کیا مجکو احمق نادان بنایا ہے میں بیٹھکی ہلکی نہیں ہوں لگائی
بجھائی سے مجکو نفرت ہے میں جہاں کی بات دیکھتی ہوں وہیں ختم کرتی ہوں سرما نے کہا ملکہ صرصر
بنے آمد سخن میں کہا تھا سو ہم خوب سمجھ جاتے ہیں یہ تمہارا شیوہ نہیں ہے صرصر نے کہا حضور آپ نے
کہا شبنم گوہر پوش اور ملکہ سمنکال کا نام دیا آج سب عیاران لشکر اسے رہائی شبنم نکلے ہیں محل
سمنکال میں آوس پڑے گی ذرا مجھ بوجھکر وہاں تشریف رکھیے گا سرما نے کہا صرصر تم بھی ہمارے
ساتھ چلو آج شب بھر وہاں رہنا ہوگا سمنکال مجکو آنے نہ دیگی بڑے لطف سے دعوت کیجیے گی
بہت خلیق ہی نہایت لئیق ہے برق نے سر جھکا کر کہا آپ کی خوشی اس محفل میں شب کو دھما چوکڑی
ضرور ہوگی اگر مجکو آپ لیے چلتے ہیں تو بی سمنکال سے کہکر انتظام شراب میرے سپرد کرا دیجیے گا

دھوکا نہ کھائیے گا صرصر نے کہا وہاں اپنا اختیار ہی مگر صرصر ضرور چلو تمھارے کہنے سے مجکو بھی خوف
پیدا ہوا حقیقت مین عمرو وغیرہ ضرور آئینگے صرصر نے جواب دیا آئینگے تو ذلت بھی اُٹھا ئینگے صرصا
نے ہاتھ پکڑکر اپنے تخت پر بٹھایا تحیر جادو کو بھی ساتھ لیا تخت اُڑا کر طرف قصر سمنکال کے روانہ
ہوئی دو کلمہ داستان ملکہ سمنکال کے سُنیے جب آپنے اپنے بھانجی کے مسلمان ہونے کی خبر پائی بہت
گھبرائی روئی پیٹی سلخ شور جادو کو روانہ کیا قفس مین بند کرکے لایا سامنے سمنکال کے پہونچایا
سمنکال قید مین دیکھکر سر پیٹنے لگی ہی ہی بچی اسی دن کے لیے پالا تھا کہ تجکو اس حال سے دیکھا ہے
موئے عمرو نے کیا سحر کیا ہماری محبت کو فراموش کردیا مین نے اپنی ساری جوانی تیر گنوائی پہلو مین
تجکو لیکر سوتی تھی رات ساری جاگ کر بسر ہوتی تھی اب نام خدا جوان ہوئین ہماری جانبازی کو فراموش کیا
اری بی بی واسطہ ساری کا توبہ کرو مین تمھین قفس سے نکالون زخمون مین ٹانکے دون تصدق اُتار دون
اپنے کو تیرے واروں شبنم کی زبان مین سوزن ہی کلام نہین کیا جاتا بمشکل جواب دیا خالہ امان
آپ ناحق جان دیے دیتی ہین نہ مجھپر کسی نے سحر کیا نہ جادو کیا مین نگوڑے عشق و عاشقی کا نام نہین
جانتی مذہب مسلمانون کا پسند آیا افراسیاب کے نام سے نفرت ہوئی بی حیرت نے سر دربار بلا وجہ
ذلیل کیا دو سلے کیے جو کبھی کانون نے نہ سُنے تھے مین غدر کرتی تھی کہ عمرو کے گرفتار کرنے کو لشکر
مسلمانان مین رہی تھی وہ مکّار غدار بنانے لگین عمرو نے آکر مجکو بچایا اگر سرداران اسلام نہ آجاتے
ہم قبرون مین سوتے ہوتے وہ سب میرے محسن ہین میری جان بچائی جا ہو قتل کر ڈالو جیتے جی مسلمانون کا
ساتھ نہ چھوڑونگی یہ سنکر سمنکال بہت جھنجھلائی سیکڑون کنیزین گرد جمع ہوگئین جانون پانون کرتی
ہین کوئی کہتی ہی بی بی خالہ امان کو یون جواب دیتی ہو دو ہی دن مین دیدہ پھٹ گیا ایک کہتی ہی
تم عاشق مزاج نہ تھین اب تو اٹھارہ حضرت عشق کے چہرے پر پائے جاتے ہین ہونٹون پر پپڑیان
ہوئے زلف پریشان آئینہ رخسار آئینہ سان حیران ایک نے کہا حرامزادی چپ رہ اپنی خالہ کی
لاڈلی ہین لاڈلی بیٹیان دیوارین پھاندتی ہین ہم جو جی سمجھاتے ہین تبھی سمنکال خفا ہوتی ہین
کہ میری بچی پر طعن و تشنیع نہ کرو میری بچی گھٹ گھٹ کر دبلی ہوجاے گی یہ باتین ہوچ رہی تھین سمنکال
کو سنا تا ملکہ شبنم کے ہاتھ پانون مین رعشہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ ملکہ آہو چشم سنہ لیلی ہین ملکہ
شبنم کی تخت پہ سوار تاج جواہر نگار سر پر آنکھون مین آنسو بھرے ہوے چند کنیزین ساتھ تخت

اگر آئی آہو چشم نے سمنکال کو سلام کیا سمنکال گلے سے لگا کر رونے لگی کہا بیٹا آہو چشم
تمہاری بہن وحشی ہو گئی جو کوڑی بھولی ہمکو آنکھیں دکھاتی ہے ساتھ والیوں سے شوخی ہے آہو چشم
نے کہا خالہ اماں میں تو اسی واسطے دوڑی آئی ہوں میری بوا کو کیا ہوا ارے میری بھولی بہن کو کسنے
نظر کا دیا ستیاناس گئی مسلمانوں میں کس واسطے گئی وہ تو سب بھوت پریت ہیں آنکھوں میں نگوڑوں کے
سوختنی ہے جو انہیں جا کر دیکھا ساسامری جمشید کو بھول گیا بی بہار صاحب سرو قد غنچہ دہن پھول سے عارض
صراحی سا گلو شیریں سخن خوش رفتار آئینہ رخسار افراسیاب کی منظور نظر یکایک بہن سے لڑیں
مسلمانوں پر جا پڑیں جاتے ہی عمرو کی شریک ہو گئیں بی بہار نکل گئیں باغ سب برباد ہوا خالہ اماں
انصاف تو کرو جس باغ میں بہار نہو وہ باغ ہے کہ کلیجہ کا داغ ہے کانٹا اسکی محبت کا دل میں شہنشاہ
کے کھٹکتا ہے اُس سرو قد کی یاد میں مثل قمری کے پھڑکتا ہے سمجھایا بھی قید بھی ہوئیں ذلت اُٹھائی مگر
راہ پر نہ آئی دیکھیے ہمشیرہ صاحبہ کیا کرتی ہیں مگر خالہ اماں خفا نہو تو میں کچھ عرض کروں چھوٹی
ہوں بات بڑی کہونگی انصاف کے مقام پر خاموش نہ رہونگی خطا معاف آپکی چاؤں چاؤں
آٹھ پہر کی کانوں کانوں نے یہ آفت برپا کی آپکی صحبت سے بیزار ہو کر باغ میں رہیں نوجوان
ستانیاں نوکر رکھ لی گئیں جب کبھی میں نے جا کر دیکھا جھنڈا سا سر کھلا ہوا ہے دونوں وقت ملتے کوئیں
ہوئی دوڑی دوڑی پھرتی ہیں وہ نگوڑیاں کھل پائیاں ساتھ ہیں آنکھ مچولا چادر چھپولا ہو رہا ہے
میں ہمیشہ کھٹکتی تھی کہ دیکھیے اسکا انجام کیا ہوتا ہے یہ کہکر بیٹے خوب رویا پھر کان میں جھک کر کہا اب
آپ زیادہ ظلم و بدعت نہ کیجیے میرے کہنے پر رہیے میں اسطرح سمجھا لونگی صبح تک آپکے قدموں پر
گر دونگی سمنکال نے ہاتھ باندھے کہ بیٹا آہو چشم میں تیری لونڈی ہو جاؤنگی جو تیرے نزدیک
بہتر ہو وہ کر چالاک نے کہا قفس تو الگ رکھوا دیجیے کنیزوں وغیرہ وہاں نہ جاویں سمنکال
نے کہا کہ قفس صاحبزادی کا صحنچی میں رکھ دو خبردار وہاں کوئی نہ جائے آہو چشم ہماری چھوکری جو
کہے وہی کرنا کنیزوں نے قفس اُٹھا کر ایک صحنچی میں رکھ دیا مودب سامنے سمنکال کے بیٹھا
دل میں سوچ رہا ہے کہ کس صورت سے تقریب شراب کی کروں یہ سب بیہوش ہوں ملکہ شبنم
کو رہا کروں اس خیال میں تھا کہ ہوا سے سرد چلی ابر سیاہ پیدا ہوا سب دیکھنے لگے ابر شق ہوا دیکھا
سرما سے برف انداز ایک پہلو میں اُسکی معشوقہ شجر جادو مع چند کنیزوں کے گوشہ تخت پر ملکہ

بانہائے عیاری سے آراستہ سہاے برف انداز سے گریبان کر رہی ہو چالاک کے ہوش
اڑ گئے کہ یہ تو غضب ہوا والدہ ماجدہ آن پہنچین اب ہوا بگڑی صرصر کے سامنے بیری ہوا بندھی
آتے ہی پہچان لیگی سمنکال سرما کو دیکھکر کھڑی ہوگئی سرما تخت سے اُترا صرصر بھی کودی
سمنکال نے کہا وزیر صاحب آپ نے سنا ہمارا گھر برباد ہوتا ہے اپنی تباہی پہ ہر وقت روتا ہے
سرما نے کہا میں اسی واسطے حاضر ہوا ہوں شہنشاہ نے مجھکو بھیجا کہ شبنم کو بھی جا کر سمجھاؤ اور ملکہ
سمنکال سے کہو کہ آکر سرحد باغ سیب میں بسو جبتک طلسم کشا قتل نہو جائے سرحد سے باہر
قدم نہ نکالو سمنکال نے گھبرا کر کہا اس سے کیا فائدہ گھر بسا بسایا کیونکر چھوڑوں سرما نے کہا
یہ مقدمات راز و نیاز ہیں بروقت سمجھا دینگے سمنکال نے کہا چھوکری کے بارے میں کیا ہوگا
صرصر بول اٹھی بی سمنکال کیوں گھبراتی ہو ہم اسی واسطے آئے ہیں بی سمنکال ابھی انتظام
ہوا جاتا ہے بوڑھا چونڈا ہلاتی ہو ناحق کی باتیں بناتی ہو صاحبزادی نے کسی کا گھر لوٹ لیا کسی
کی دیوار پھاندی کسی سے نین شکا کر لیا بی حیرت نے کلمات سخت کے صاحب شوکت صاحب
لیاقت بگڑ گئیں عمرو عمرو پکارنے لگیں جسکی جان اور آبرو پہ بنے تبلاؤ بی سمنکال وہ کیا کرے
بڑے بڑے رستم جان جانے کے وقت گھبرا جاتے ہیں دامن بیحیائی سے منہ چھپا لیتے ہیں آپنے
بھی غضب کیا میاں اسلح شور کو بھیجدیا انھوں نے بھی جرأت دکھائی گرفتار کر کے قفس آہنی میں
بند کر لیا اب تبلاؤ آدمی کو ناگوار ہو کہ نہو کوئی صاحبان لیاقت کو جوتیاں مار کر نہیں سمجھاتا ہے
بی سمنکال خفا نہو نادانی کا ہنگامہ منہ پر آتا ہے چالاک بیکل آہو چشم صرصر کو دیکھکر منہ چھپائے
بیٹھا تھا اب جو اس طرح کی باتیں سنیں کان کھڑے ہوئے دل سے کہتا ہے یہ باتیں تڑاق پڑاق
ہمارے بھائی برق کی معلوم ہوتی ہیں ڈرتے ڈرتے منہ پھیر کر دیکھا بھوری بھوری آنکھیں
دیکھکر پہچانا اب تو چالاک اٹھا کہا بی صرصر میرا بھی سلام برق نے آنکھ ملائی ایک نے دوسرے
کو پہچانا خوب آپسمیں اشارے کنائے ہوئے برق نے کہا بھائی چالاک ابھی سب کو مارے
لیتا ہوں چالاک نے کہا میں رنگ بجا چکا ہوں برق نے پوچھا ملکہ شبنم کہاں ہیں چالاک نے
اشارہ کیا پنجی میں قفس رکھوا دیا ہے آج تو وزیر اعظم کی بھی گردن ہو چالاک نے کہا اب کہاں جاینگے
سرما قریب آن کر ملکہ سمنکال کے بیٹھا سمنکال نے کہا سامان عیش و عشرت مہیا کرو سرما نے

کہا بی سمنکال انتظام شراب وکباب بی صرصر کے سپرد کرو اسی واسطے مین ساتھ لیتا آیا ہون آج
ضرور عیاران اسلام عمرو وغیرہ ادھر کا قصد کرینگے انکے سامنے کیا مجال ہے کہ آسکین بخوبی
ایک ایک کو پہچانتی ہین انکو گرفتار کرلینگی اور ہمیشہ شراب پینے مین احتیاط کیا کرو رہائی اسد غازی
قریب ہے عمرو آفتین برپا کریگا ہم لوگ فکر قتل مین مسلمان ذکر رہائی مین جسکی چل جائے سمنکال
نے کہا اے وزیر اعظم بہت مناسب کیا صرصر نے برق سے بڑھکر کلید میخانہ کی لی اب چالاک و
برق خوش ہین کہ سب کو مار کر محفل درہم وبرہم کرینگے چوگھڑے جنگیر عطردان پاندان کنیزین محفل
مین آراستہ کررہی ہین برق نے گلابیان نکلوانے کا قصد کیا ہے چالاک کا اشارہ ہے کہ ہان بھائی
جھٹ پٹ داروے بیہوشی ملاؤ برق چلا ہے کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی حضور کے جشن کا ذکر
سنکر ایک کلاونت در دولت پر حاضر ہے امیدوار باریابی ہے سمنکال تو خود چاہتی تھی کہ آج ایسا سامان
مہیا ہو کہ وزیر اعظم دستور معظم افراسیاب خوش ہوکر کہے کہ اسطرح کا جلسہ کبھی صحبت شہنشاہ افراسیاب
مین بھی نہین ہوا حکم دیا بلاؤ برق وچالاک گھبرا کر دیکھنے لگے آپس مین اشارے ہوے
چالاک نے کہا بھائی برق شائد قبلہ وکعبہ آپہونچے یہ ذکر ابھی تمام نہوا تھا دیکھا ایک شخص نحیف
وضعیف آب روان کا کرتا زیب جسم شروع کا پائجامہ اگلی وضع کا سفید ڈاڑھی تا ناف پاؤن مین
رعشہ طنبورہ کہنہ کاندھے پر منھ مین ایک دانت مگر چوٹلا مزیدار سرخ چہرہ سر پہ گاڑھی جوکھائی
ہی پیک گر رہی ہے ازضعف ڈاڑھی رنگی ہوئی سرمہ دنبالہ دار آنکھون مین دیا ہوا جھک کر ملکہ سمنکال
کو سلام کیا عرض کی ربعے اعلے مراتب رہین آفتاب سلطنت تابان رہے صرصر نے آگے بڑھکر
کہا میان گویے صاحب کہان سے آتے ہو بڑے میان گھبرا گئے بغلین جھانکنے لگے سر جھکا کر کہا
حضور مین نے پہچانا نہین آپ کون صاحب ہین صرصر نے کہا آپ نے ہمکو نہین پہچانا صحبت مین
شہنشاہ افراسیاب کی آپ آکر گائے تھے اب آپ کی آج یہان بڑی خاطر ہوگی اچھی طرح
خدمتگزاری کیجائیگی بڑے میان نے سر جھکا کر کہا بی بی تمہاری خوشی ہو تو ہم چلے جائین تم لوگون
کے جھپاک مین ہانک کہاسے مین بڑے بڑے لوگون کی محفل مین جاتے ہین سامری جمشید مسلمانون
کو غارت کرین جبدن سے انکا قدم آیا فیض بالکل اٹھ گیا کسی کو دمڑی نہین دیتے جابجا ملک ڈیرے
بڑے ہین ہمارے قدردان مٹ گئے برق نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا کہا بڑے میان صاحب

بیٹھیے حقیقت مین یہ عمرو ہین روح جسم سے نکل گئی دل سے کہا خواجہ اب پکڑے گئے یہ ظالم آپ
پکار کر کہدیگی ابھی خیر ہے نکل چلو دوسری طرف سے آہو چشم نے آکر ہاتھ پکڑ لیا کہان میان کلاونت
صاحب ہم آپ کے قدردان ہین دل سے تمھاری خدمت کرینگے اب عمرو اور زیادہ گھبرایا کہ پکڑے
گئے برق جو بصورت صرصر ہے کہا ذرا سر تو اٹھائیے ہمسے آنکھ ملائیے گھبرائیے نہین خدمت مین
شہنشاہ کی آپ کو بڑی دھوم سے لے چلینگے عمرو نے اب جو سر اٹھایا اس پہلو پر برق کو دوسری
جانب اپنے نور نظر چالاک کو دیکھا اب تو بڑے میان ٹھٹھا مار کر ہنسے کہا اب ہمنے بھی پہچانا
تم دونون صاحب تو ہمارے کمال سے خوب آگاہ ہو اب زیادہ لطف ہوگا برق نے کہا
بڑے میان شراب ہمارے قبضہ مین ہے عمرو سمجھ گیا کہ یہ دونون پہلے سے آئے ہین رنگ اپنا
جما چکے ہونگے شراب مین بیہوشی بھی ملا چکے ہونگے دو زانو ہو کر سامنے سمنکال کے بیٹھے سمنکال
سمجھی یہ بڈھا کیا گائیگا نخرا ہی کریگا آواز بھی منھ سے نہ نکلیگی کہا اے صرصر اس بڈھے کو کچھ دیدا دو
رخصت کرو برق نے ہاتھ بڑھا کر کہا ملکہ صاحب یہ لوگ یادگار ہین تانسین بیجو باورا و میان
تان تورخان وغیرہ کی انھون نے آنکھین دیکھی ہین سماعت تو فرمائیے بہت محظوظ ہوجیے گا
ہمنے انکو بہت سنا ہے سمنکال نے مجبوری کہا خوشی تمھاری اب تو خواجہ عمرو نے طنبورے کو
ملایا گلا ملا کر یہ غزل شروع کی

غزل

کشتۂ حسرت دیدار ہین یارب کس کے	نخل تابوت مین جو پھول لگے نرگس کے
وہ چلا جان چلی دونون یہان سے کس کے	اسکو تھامون کہ سے پانون پڑون کس کس کے
پانون تربت پہ مری دیکھ سنبھلکر رکھنا	چور ہو شیشۂ دل سنگ ستم سے بس کے
کس پریرو سے ستمگر سے ملا دل افسوس	کشتۂ دیوانہ ہوا ہوش گئے ہین اسکے
نالۂ اشک نہو باعث دردسر مرگ	نیہر گئے سر پہ لگاتا ہے وہ صندل گھس کے
کیون نہ ہم شمع کے مانند جلین دور کھڑے	جب عدو باعث گرمی ہون تری مجلس کے

اس غزل سے صدائے واہ واہ بلند ہوئی عاشق دل جو تھے انھون نے کلیجے تھام لیے آنکھ
ملا کر ملکہ سمنکال سے یہ غزل زیب النسا مخفی کی گائی غزل

رشتۂ بر تپش دیدہ و من تحیر ہنوز	دارم خیال روے ترا در نظر ہنوز

اے گریہ ہمتے کہ زخونابہ جگر ۔ دارم ہزار دجلہ بر چشم تر ہنوز
خاک وجود من غم ہجران بباد داد ۔ من در ہوائے وصل تو ام دبدر ہنوز
مخفی اگرچہ خانہ خرابی ہنر شدم ۔ دارم ہوائے صحبت اہل ہنر ہنوز

برق نے لاکر کلابیان چن دین بیہوشی دل بھر کے ملائی چالاک اپنا کام کر رہے ہین ساقی بیچے
شراب پلا رہے ہین رنگ محفل دگرگون ہے یہان سرما کے پہلو مین معشوق صدلالاولا کی بلند برق
بھی جانبازی مین مصروف خواجہ کو ہاتھ نہین ہلانا پڑتا برق کئی مرتبہ تڑپ کر صحنچی مین پہونچا ملکہ شبنم
گوہر پوش سے کہہ آیا ملکہ نہ گھبرانا تمھارے واسطے تین عیار اس محفل مین موجود ہین ابھی سب کو
قتل کرتے ہین تمکو چھڑا کر لیے چلتے ہین ملکہ شبنم دل مین اپنے بحال چہرہ خوشی سے لال دل سے
کہتی ہو کر اے شبنم ان لوگون کا کیونکر ساتھ بدے ہر وقت واسطے جانبازی کے موجود ہین صحنچی مین
دیکھ رہی ہے برق کے کہنے پر پہچان گئی تھی کہ خواجہ طنبورا لیے گا رہے ہین برق بشکل صرصر
تڑپتا پھرتا ہے چالاک گاویان حاضر کر رہا ہے رات تھوڑی باقی تھی اب نشہ تیز ہونے لگا سرما کی
آنکھون مین سرسون پھولی سر چکرانے لگا ملکہ ہمنکال جادو سے کہا دیکھو خداوندون کے تخت
آسمان سے اُتر رہے ہین اور تم تعظیم کے لیے نہین اُٹھتین بڑی بے ادب ہو سنگ سیاہ ہو جاؤگی
ہمنکال جادو نے کہا کہ تم وزیر افراسیاب جادو ہو پہلے تمکو اُٹھنا مقدم ہے ادھر گھبرا کر سرما
اُٹھا اُدھر ملکہ ہمنکال جادو اُٹھی اِدھر کنیزین اُٹھنے لگین بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے سب
گرے جا بجے مقطع سے اُٹھا گویا جہان سے اُٹھا دھما دھم گر گر کر بیہوش ہونے لگے عمرو نعرہ
کرکے اُٹھا برق نے تیغ کھینچا چالاک خنجر پکڑ کر چلا اول برق نے جھپٹ کر ملکہ شبنم گوہر پوش کو
قفس سے نکالا زبان سے سوزن کھینچا شبنم اپنے کو آراستہ کرنے لگی جھولی سحر کی اُٹھا کر بائین ہاتھ
پر ڈالی عمرو کپڑے اتارنے لگا زیور اتارا اور قتل کیا لاشے جادوگرون کے برہنہ پڑے کرنے لگے
دریائے خون جاری ہوا عمرو ہر مرتبہ قصد کرتا ہے کہ ہمنکال کو قتل کرون کسی کو برق نیمچہ
مار دیتا ہے کسی کو چالاک خنجر لگاتا ہے اندھیرے مین عمرو لوٹنے مین مصروف ہے مرنے سے ساحرون
کے اندھیرا ہو گیا صداہائے مہیب آرہی ہین زمین کو تزلزل آسمان کو چکر سارا مکان پردۂ ظلمات
ہے سیاہی شب یلدا کی مات ہے ظلمت آباد کتنا ٹھیک ہے اُسوقت وہ قصر مثل گور یہودان تاریک ہے

ہنگامہ دیکھکر شبنم گوہر پوش گھبرا رہی ہے ہر مرتبہ پکارتی ہے خواجہ خدا کے واسطے نکل چلو کوئی اور
مصاحب نہ آجائے قلعہ ہیبت وسیع ہے اسکا مرتبہ رفیع ہے عمرو کب سنتا ہے ہزاروں کو قتل کر ڈالا
شبنم پکارتی ہے خواجہ ستارہ سحری چمکا چاہتا ہے کبھی گھبرا کر کہتی ہے خالہ امان کو گرفتار کر لو قتل کرنے کا قصد
نہ کرنا سمر ماکو ٹھنڈا کرو افراسیاب جادو کا بازو ٹوٹ جائیگا اسکی ذات سے بڑا انتظام ہے عمرو ہان
ہان کہتا جاتا ہے مگر ہاتھ نہیں رکتے قضائے کار مطر جادو مصاحب سمنکال کا واسطے شکار کے گیا ہوا
تھا وہان سے پلٹا ہے یکایک قصر پر سمنکال کے دیکھا آگ برس رہی ہے ساحرون کے مرنے کی صدا
بلند ابر تیرہ و تار چھایا ہوا ہے گھبرا گیا کہ یہ کیا بلا نازل ہوئی پر پرواز پیدا کر کے بلند ہوا آسمان پر جاکر
دیکھا کہ تین عیار خنجر ہائے برہنہ ہاتھ میں لیے قتل کرتے پھرتے ہیں سمنکال ایک جانب بیہوش پڑا ہے عظم
کو انتظام فراموش وہین سے نعرہ کیا خبردار او نابکار عیارو یہ کیا ستم برپا کیا ہے مین آپہونچا منم مطر جادو
شبنم نے آواز دی تو خواجہ غضب ہوا جلد بھاگو یہ عیار کب رکتے ہین جست کر کے چشم زدن مین قصر
سے نکلے شبنم نے دو چار گولے مارے آگ برسادی سیکڑون اسکے سحر سے بھی مرے تڑپکے
یہ بھی بیرون حلقہ آئی خواجہ عمرو و برق و چالاک بھی باہر آکر ٹھہرے صبح ہو چکی تھی شبنم کا انتظار ہے
مگر عمرو افسوس کر رہا ہے کہ کیا فلک نے گردش دکھائی ہائے پیٹے مین نے سمنکال کو گرفتار کر لیا
برق کہتا ہے استاد اسکی موت ابھی نہیں بدبخت بچ گئی کل آن کر مارینگے عمرو نے کہا مقراطلیقی نے جو پرچہ
بھیجا ہے اوس مین اسی کا نام لکھا ہے کہ سمنکال جادو کو مطیع کرنا چاہیے فلک ہمارے ساتھ ہے گردش

ابیات

ہے بیکار ساری کوشش	جو پہونچی قیامت تو آہ و فغان ہے	مرے ہاتھ مین دامن آسمان ہے
کوئی آج سے ہے فلک دشمنی کیا	ہمیشہ مرے حال پہ مہربان ہے	کدورت یہان کیا کرون میں کہے تو
یہ دل گرد کلفت کا اک کاروان ہے	جو روتا بھی ہون غبار دلی سے	تو آنسو کا سیلاب ریگ روان ہے
عجب مخمصے مین ہون جور فلک سے	حوادث کے تیرون کا سینہ نشان ہے	عمرو اسی خیال مین کھڑا رو رہا ہے

کہ ملکہ شبنم گوہر پوش بھاگی ہوئی آئی کہا خواجہ غضب ہوا مطر جادو رس پڑا سمنکال دسر ماکو
ہوشیار کر دیا سب تیرے تعاقب مین آتے ہین جلدی بھاگو یہ کام تمام ہونے پایا تھا کہ سامنے
سے سمنکال بصد قہر و جلال کف منہ سے جاری گالیان دیتی ہوئی چلی آتی ہے شبنم کو دیکھکر پکاری
او چھوکری کہان جاتی ہے تیرے دھوکے نے میرا گھر برباد کیا خوب تو نے مجکو تماشا دکھایا اب تو زندہ

نخل کے جائیگی شبنم ملیٹ پڑی خواجہ نے گلیم اوڑھ لی چالاک وبرق تڑپ تڑپ کے زرغہا سے
نخلستان مین چھپے قلعہ کے اندر سے ہزارہا جادوگر دوڑ پڑا شبنم گوہر پوش کو گھیر لیا سرما بھی
اپنی معشوقہ کے لیے روتا ہوا آپہونچا کہتا ہوا کہا ہاے جوان معشوقہ کو میری مارا خنجر جادو کے نخل
حیات کو قلم کیا یا سامری اس ہرن کا درخت بھی نہ کٹے ایسا صدمہ کوئی نہ دیکھے باغ حیات پر
اسکے صرصر خزان چل گئی شاخ زندگانی نہ پھولی نہ پھلی غنچہ آرزو سربستہ رہا گل امید نہ کھلا اب سرما
نے بھی اس گرمی مین شبنم پر سحر کیے روئی کے گالے اولے برف پڑنے لگی ایک جانب
سنگال جادو چلاتی ہے شبنم کو پکڑو یا آتش سحر سے پھونک دون خواجہ عمرو جب دیکھتے ہین
کہ شبنم کو ساحرون نے گھیرا شبنم بدحواس عالم یاس مین زخمی ہورہی ہے اسوقت گلیم اتار کر ایک
حقہ آتشبازی کا ماردیا سو دو سو جلنے لگے کبھی جادوگر شنکر آیا کسی کی کوکھ پر خنجر مارا چالاک بھی بلا ہے خنجر
مارتا پھرتا ہے مگر ساحرون کا بلوہ نہین کم ہوتا اگر کسی کے سحر مین پھنس جاتے ہین شبنم ان جادوگر
کو قتل کرکے عیارون کو چھڑاتی ہے مگر کس کس کو مارے اکیلی کیا کرے خواجہ عمرو کو انتہا کا قلق ہے
کہ افسوس شبنم گوہر پوش قتل ہوتی ہے گل رخسار پر زردی چھاگئی ہے آنکھون مین حلقے جسم مین زخم
اہالیان شہر کے نزدیک اک تماشہ مین کوس تک شبنم گوہر پوش زخمی ہوکے آئی ہاتھ سے
جادوگرون کے نہدت نہ پائی زخمون مین جدجد ہوئی سمنکال جادو وسرما نے برف انداز نے
قیامت برپا کردی بیقرار ہوکر دل کو طرف پروردگار کے رجوع کیا عمرو وبرق چالاک نے بھی دعا کی نظم

یارب سگ نفس زشت را ساز
بنماے بجانب خودم راہ
کن مدالف کہ ہست در آہ
خواہم نگہے کہ نایدش خواب
توفیق تو گر رفیق راہ است
سوے نگنی ز لطف تقصیر

از راہ چشم دلبران باز
در چاہ شقاوتم بمین عوز
سازم رسن و برآیم از چاہ
مارا ز خودی خود جدا کن
غم نیست اگرچہ رہ تباہ است
ساز دو کلید قضا چو بستم

در کوکب اشک در سحرگاہ
از توحید دو از سر سوز
از شوری اشک چشم بے آب
توفیق رفیق راہ ما کن
چون دست اجل شود گلوگیر
از راہ کرم بگیر دستم

شبنم بھی آنکھون سے اشک حسرت بہا رہی ہے کہ اے باغبان قضا و قدر مثل نسیم سحری گرمی آفتاب
سحرستان جادوؤن کے پامال ہون یہ کنیز غم والم سراپا اشک ہورہی ہے نظرون سے ان ظالم نکم

گرہی ہی ہوا ہے لطف سے نخل آرزو کو سرسبز کرے دامن مدعا گل مراد سے بھر دے دعا
تمام ہوئی تھی کہ بقدرت سمیع و علیم و بعنایت رحیم و کریم ملکہ بران شمشیر زن طاؤس زرین بال پر
سوار باغ نگارین سے طرف ہزار درے کے چلی ہیں صبح کا وقت نور کا تڑکا تاروں کا جھلملانا
طائران خوش الحان کا چہچہانا کبک کوہی کا قہقہے مارنا عندلیب خوش نوا کا پھول پھول کر ہر شاخ
پر چہکارنا سبزے کو صنعت باغبان قضا و قدر نوک زبان چشم نرگس تھہلا سے اشکباری عیان
ملکہ بران نے جو یہ سمان دیکھا باد گل عارض ایرج نوجوان میں اشک حسرت آنکھوں سے ٹپک پڑے

ایک کہ فلک شکوہ پیدا کر ٹھہر گئی یہ اشعار زبان پر جاری ہوگئے اشعار		ای جلوۂ برق خانمان سوز
اے شعلۂ آتش جہان سوز	اے طعنہ زن فسون نگاہان	اے موجد قتل بیگناہان
اے دلبر و دلربائے دلدار	ای کافر بیوفائے عیار	ای محرم و محرم تمنا
اے ہمدم و ہمدم مسیحا	ای مہر عروج کج ادائی	اے ماہ بروج بیوفائی
اے نقش و نگار مسکن حسن	اے تازہ بہار گلشن حسن	اے نورس بوستان خوبی
تجھ سے نثار جان خوبی	اے جادوے برق فسون سازی	بازی دہ عاشقان جانباز
اے باعث قطع دست کوے	اے غیرت دلبر زلیخا	اے داروے درد بیقراران
اے مرہم زخم دلفگاران	اے موجب آہ و زاری دل	اے باعث بیقراری دل
ای حوصلہ سوز چارہ سازان	آتش زن آرزو گدازان	کبتک یہ ستم کے طور ظالم
کب تک یہ جفا و جور ظالم	عرصۂ دراز تک ان اشعار کو پڑھ کر روئی کبھی دل سے کہتی تھی ای	

نہاں ان یہ بیقراری اشکباری بالکل بیکار ہے جان دینا عشق میں مآل کار ہے اسی تردد و انتشار میں ٹہل
رہی تھی کہ ایک جانب سے ہنگامۂ دار و گیر کی صدا کان میں آئی کبھی شعلے بھڑکے کبھی لگے
ابر کے کڑکے گھبرا کر طاؤس پہ سوار ہوئی کہ دیکھ یہ کیا معرکہ ہے کسی مقام پر ساحروں سے
جنگ ہو رہی ہے بجلی سی چمکتی ہے بتعجیل آنسو پونچھے طاؤس پر سوار ہو کر مثل ستارۂ سحری آسمان پر
چمکی دیکھا کہ ایک مقام پر ہزاروں جادوگر ایک مہ پارہ کو گھیرے ہیں اس ماہ پیکر نے لڑتے لڑتے
زخمی ہو کر زمین پر گھٹنے ٹیک دیے ہیں تمام جسم خون سے لال لختے خون کے لباس پر جمے ہوئے
یہ حال دیکھ کر دل بھر آیا اس نازنین کی تنہائی پر قلب تھرایا مائل بہ پستی ہوئی جب قریب پہنچی

دیکھا کہ خواجہ عمرو بھی لڑ رہے ہین حقہ ہائے آتشبازی مارکر گلیم اوڑھ لیتے ہین اب تو بران
نے نعرہ کیا خواجہ نہ گھبرانا یہ کنیز آن پہونچی آتے آتے مٹھی بھر کے ماش کے دانے مارے کئی سو
جادوگر آتش سحر سے جلکر خاک ہوئے قریب ملکہ شبنم کے پہونچی شانہ تھام کے اٹھایا چونکہ بران
نے اُسکو دیکھا نہ تھا تازہ مطیع الاسلام ہوئی ہی پوچھا ای شاہزادی تیرا کیا نام ہی عمرو نے پہلو سے
اپنے کو ظاہر کیا کہا ای نورنظر اسکے شریک ہوتے ہی آفت آئی کوہ مروارید کی شاہزادی ہی ملکہ شبنم
گوہر پوش نام ہی یہ سمنکال جو لڑ رہی ہی اسکی خالہ ہی گرفتار کرا لیا تھا ہمنے آن کر بچا لیا اب ان
سبھون سے نگھبرا ای زہرہ بیتہ جرأت جہانتک ہوسکے سمنکال کو قتل نہ کرنا زندہ گرفتار کرو شبنم پر
اوس نہ پڑنے دو یہ سنکر بران نے کہا خواجہ ہٹ جائیے خدا چاہتا ہی تو ابھی اسکو گرفتار کرتی ہون
یہ کہکر ملکہ بران نے گاتی دوپٹہ کی باندھی نیمچہ نام انتقام سے لیا ساحرون پر حملہ کیا شروع کیا
جب نیمچہ کو جنبش دی برق چمکی دو چار کے سر اڑ گئے کسی پر گولہ مارا کبھی جوڑے سے اختر مروارید
نکالا جب چمکا دیا ہر ساحر بدگہر مروارید کو دیکھکر گھبرایا صدف چشم مین تاریکی چھائی طبیعت گھبرائی
اندھا ہوکر ٹٹولنے لگا بھاگ کر نکلا وہاں گنبدے تولنے لگا چونکہ قلعہ قریب ہی ہزارہا ساحر برائے
مدد سمنکال چلے آتے ہین لینا لینا کا غل مچاتے ہین جب برق شمشیر ملکہ بران شمشیر زن چلتی
ہی الامان کہکر ہٹتے ہین بیغیرت تلوار سے سب کٹتے ہین مگر سمنکال بڑے زور شور سے ملکہ بران
پر سحر کرتی ہی ہزارہا تیر و تیغ ورائی کے دانے بران پر پڑتے ہین مگر بران نہنگانہ بلنگانہ

اک رہ با ہون مین مصروف سحر خوانی ہی **نظم مصنف**

زمین ہلگئی کانپا مہر منیر	اٹھی کسقدر گرد بائے سمند
چھپا مہر تابان بزیر غبار	قیامت ہوئی ہر طرف آنسکا
اندھیری بیابان مین شب ہوگئی	وہ ڈھالونکی اٹھی گھٹا جھوم کے
چمکنے لگی برق شمشیر کی	صدا آئی پیہم پہ تیر کی
زمین شعلہ بار و فلک شعلہ خیز	یہ اک جا یہ لاشونکا ستر اُدھا

ہوئی جنگ تازہ تر چرخ پیر
بنا اک سیہ آسمان بلند
اڑی گرد یہ دن کی شب ہوگئی
بڑھی فوج تیغونکو سب چوم کے
وہ حملے تھے بران کے گرم تیز
زمین تر تھی یہ خون کا چھڑکا و تھا

آخر نہیب برق شمشیر ملکہ بران شمشیر زن سے ساحران فدار بھاگنے لگے تیر و کمان پھینک کر
گوشون مین چھپے کمانون مین خم آیا تیر انداز سہم گئے تیر پہ نکھولتے تھے ترکش مین تیر تھے یا

طائران پرندے تھے ملکہ بران لڑتے بڑھتے سامنے سمنکال کے پہنچی للکارا کہ خبردار اے سمنکال
جھولی پھینکنے سے قدمون کو چوم نعرہ غرور سے زجیوم سمنکال نے کئی کوڑے مارے بران نے
روک کر اعرمروارید سامنے سمنکال کے کردیا ایک شعلہ چمکا سمنکال بیہوش ہوکر گری بران
نے زبان مین سوزن دیا رسن سحر سے مشکین باندھ لین ہمراہیان سمنکال بھاگ کر قلعہ مین چھپے
اب میدان کارزار مین تینون عیار و ملکہ بران شمشیر زن و ملکہ شبنم گوہر پوش موجود مین سب
کافر بھاگ گئے خواجہ عمرو نے ملکہ بران سے کہا سمنکال کو ہوشیار کرو بران نے سحر اتارا
سمنکال نے آنکھ کھولی اپنے کو اس حال تباہ مین پایا شبنم خالہ کا یہ حال دیکھکر رونے لگی
اُس زعمداری مین ہاتھ باندھکر آگے بڑھی کہا کیون خالہ امان ظہور شرف اسلام دیکھا آئینہ دل سے
غبار رفع ہوا اطاعت دین اسلام ملت بیضا کی قبول کیجیے سعادت کونین حصول کیجیے میری خاطر
سے ملکہ بران نے آپ کو قتل نہ کیا عمرو بھی سمجھانے لگا بران نے بھی کہا اے سمنکال تو ساحرہ
زبردست ہی کہ اب سامری مین فروغ دیکھا کہ عمر طلسم ہوش ربا تمام ہوئی سامری پرستون کی آبرو
جا چکی اسد شیر دل افراسیاب کا قاتل ہی احکام مین حکماے طلسم کے جو دخل دے وہ جاہل
ہی اسوقت سمنکال زعمدار بھی تھی غصہ بھی انتہا کا ہر چند ان سب نے کہا اُسنے جواب بھی نہ دیا
عمرو نے کہا ملکہ ہٹو مین ابھی اسکو سمجھائے دیتا ہون یہ کہکر خنجر کھینچکر بڑھا شبنم گوہر پوش رونے لگی
ہاتھ سے خواجہ کے لپٹ گئی دست بستہ عرض کی خواجہ مان نے میری کمسنی مین انتقال کیا اسنے
مجکو بڑے ناز و نعم سے پالا اسوقت غصہ مین ہی نہین مانتی ہے چلکر قید کیجیے قتل کی سزا نہ دیجیے
آخر دو چار روز مین مان جائیگی مین سمجھا لونگی عمرو رک گیا ملکہ بران نے قصد کیا کہ تخت سحر چلا
کرے مگر حال افراسیاب جادو سماعت فرمایئے باغ سیب مین تخت جواہر نگار پر بیٹھا ہے
شاہان طلسم ہوش ربا فرمان المضمون طلب روز قتل اسد لکھا رہا ہی اب ہر وقت یہی جی جی
ہین کہ زمانہ قتل اسد قریب ہی جو اس جلسہ مین شریک نہ ہوگا بے نصیب ہی کہ یکایک دیکھا سمرود
بدمست اندام زخمی چلا آتا ہی افراسیاب جادو نے گھبرا کر پوچھا اے وزیر اعظم مین نے تمکو
واسطے لینے سمنکال کے بھیجا تھا یہ کیا ہوا سرما نے کہا شب کو عیارون نے آکر قیامت
برپا کی شبنم کو رہا کر لیا ہم سب نے جا کر گھیرا مین وقت پر بران آ گئی غلام اسکے ہاتھ سے

زخمی ہو کر چلا آیا نہیں معلوم سمنکال پر کیا گذری یہ سنکر افراسیاب نے کہا بڑا غضب ہوا لیا
نہ عمرو اُسکو گرفتار کر کے لیجائے اگر وہ مطیع الاسلام ہو جائے گی تو باعث خرابی ہو اِس راز کو
شہد سے نکال نہیں سکتا یہ کہکر بقہر و غضب تمام سمت قلعہ سمنکال چلا یہاں خواجہ وغیرہ چاہتے
ہین کہ سمنکال کو سے کر چلین کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ شہنشاہ طلسم ہوشربا و دختر کوکب بابدولت
آن پہونچے تیری قضا میرے ہاتھ سے ہے عمرو تو پہچا مین دیکھکر نیچہ ٹیک کر ایک غار مین پہاند پڑا
برق ایک جانب چالاک ایک سمت شبنم نے گرز اُٹھایا براں نے برق چمکائی بھلا افراسیاب
انکے سحر کو کب مانتا ہی براں نے بہت سے ماش کے دانے پھینک مارے افراسیاب سحر
دفع کرنے لگا براں نے دیکھا اُس سے جان بچانا دشوار ہے اِس سے لڑنا بھی بیکار ہے
یہ کہکر دونوں پانوں زمین مین مارے شق زمین ہو کر نکل گئی شبنم ایک جانب بھاگی نظروں سے
افراسیاب کی مخفی ہو گئی اب جو افراسیاب نے دیکھا براں و شبنم کو نہ پایا قریب سمنکال کے
آیا زبان سے اُسکی سوزن نکالا سمنکال دوڑ کر قدموں سے لپٹ گئی کہا شہنشاہ عیاروں نے
میرا گھر لوٹ لیا لونڈی کو تباہ کر دیا میری بھانجی کو مطیع کر کے لے گئے مجکو بڑا داغ دے گئے
افراسیاب نے کہا اے سمنکال بعد ایک ہفتہ کے سردار روما سے ہاتھ باندھ باندھکر بندۂ مست
بابدولت مین حاضر ہونگے جب اسد قتل ہو جائیگا مایوس ہو کر آخر کہاں جائینگے شرف خدمتگزاری
پائینگے شبنم کو مین گرفتار کرا منگاؤنگا تمھارے سپرد کر دونگا مگر تمھارا رہنا اِس قلعہ مین مناسب نہین
ہے واسطے دو ہفتہ کے چلکر سرحد باغ سیب مین رہو خبردار اِس سمت نہ آنا جہاں تک ہو سکے
اپنے کو چھپانا اسمین بھی اسرار ہے اُسکا ظاہر کرنا بیکار ہے سمنکال نے کہا جو مناسب وقت ہو
افراسیاب سمنکال کو لیکر قلعہ مین آیا تختا سے سحر تیار کیے مال اسباب سمنکال کا اُسپر بار کیا
کنیزوں کو بھی اُسکے ساتھ لیا ایک تخت پر آپ بیٹھا تخت اُڑتا ہوا قریب باغ سیب کے آیا
باغ سیب سے دو کوس ہٹ کے ایک باغ مین کہ نہایت سر سبز و شاداب تھا سمنکال کو
اُسمین اُتارا تاکید کی خبردار خبردار سی تین کوس کے گرد سیر و شکار کرنا آگے جانے کا قصد نہ ہو
ورنہ بابدولت کے خلاف ہوگا سمنکال اِس مطلب کو نہ سمجھی مگر عرض کی ایسا ہی ہوگا شعر
خلاف رائے سلطان رائے جستن ٭ بخون خویش باشد دست شستن ٭ افراسیاب

سمنکال کو بخوبی سمجھا کر طرف باغ سیب کے گیا سمنکال اس باغ مین سکونت پذیر ہوئی
مگر خواجہ عمرو جب افراسیاب جا چکا غار سے نکلے صورت بدل کر قلعہ سمنکال مین آئے
لوگون سے سُنا افراسیاب سمنکال کو مع کنیزون مع مال سرحد باغ سیب مین لیگیا عمرو
متفکر و پریشان اپنے لشکر مین آیا ملکہ مہرخ سے کہا ایک سمنکال جادو کا پتا ملا تھا اُسکو بھی
افراسیاب جادو لیگیا قلعہ مین خبر سنی کہ لیجا کر سرحد باغ سیب مین بسایا سرحد سے نکلنے کی
اُسکو ممانعت ہے اور ملکہ عالم بقراط ثانی کے پرچہ مین نام نکلے تھے کہ کوشش رہائی اسد نامدار
مین یا امر واجب و لازم ہی کہ سمنکال جادو و اسرار جادو و ماران زمین کن کو مطیع کرنا ضرور
ہوگا جبتک یہ تینون شریک ہونگی تدبیر طلسم کشا کی رہائی کی ٹھیک ہوگی بارے اب مین کیا کرون
کدھر جاؤن باتون سے عمرو کی دربار مین شور گریہ و زاری بلند ہوا مصیبت پر اسد غازی
کی ہر خرد و کلان دردمند ہوا ملکہ مہرخ و بہار و باغبان قدرت و خورشید زرین سحر صاحب
صولت نے عرض کی خواجہ با اطمینان مجتمع بروقت قتل اسد نامدار خون کے دریا بہا دینگے ملازمان
افراسیاب کو انشاء اللہ مثل نقش قدم مٹا دینگے اور کوئی تدبیر ہمارے ذہن مین نہین ہی عمرو
نے کہا اے سرداران نامی و اے جانبازان گرامی خدا تم سب کو صحیح و سالم رکھے مین چاہتا ہون کہ
تم سب کی جانین بچاؤن اور اسد غازی کو قید سحر افراسیاب سے چھڑاؤن اسکا دردمند
ہون احکام بزرگان دین کا پابند ہون بموجب حکم اسی نبی والا تمام من اللہ و خدا حافظ و ناصر
اسی فکر مین جاتے ہین مسبب الاسباب سامع الدعوات شاید کوئی سبب پیدا کرے مہتر
برق فرنگی تڑپ کر سامنے آیا عرض کی استاد اس غلام جانباز کو ضرور ہمراہ لیجیے عمرو نے کہا
تم سب کو بہرے حفاظت لشکر اسلام چھوڑ جاتا ہون یہان بھی تو دمبدم بلا نازل ہوتی ہی ہر روز ساحران
زبردست کا سامنا ہی اے عیاران خنجر گزار جہان تک ہوسکے مجھ سے ہاتھ نہ اٹھانا شبنم گوہر پوش
جو زخمدار آئی ہی عمرو نے اسکی زخم دوزی کا حکم دیا شبنم زار زار روئی کہ اے شہنشاہ عیاران اے
پیشوائے خنجر گزاران عجب وقت مین یہ کنیز شریک ہوئی کہ آپ اس بیقراری مین سرداران
نامی اشکباری مین عمرو نے کہا اے شبنم جسدن سے اس طلسم مین آئے ایک لمحہ آرام نہ پایا کیا
کیا انقلاب فلک نے دکھایا اب وقت جانبازی ہی تم آرام سے ہمراہ مہرخ و بہار لشکر مین

رہو کوئی تمہاری خدمتگزاری سے سرتابی نہ کریگا بعد شبنم کے بچانے کے عمرو نے تخلیہ کیا اُس جلسہ
مین ملکہ مخمور و ملکہ مہرخ و ملکہ بہار جادو و باغبان قدرت و خورشید زرین سحر و شکیل جادو
وغیرہ چالیس سرداران نامی شریک تھے عمرو نے بحسرت سب سے کہا ایک امر کا اور آپ سب
صاحب خیال رکھیے گا اگر میری کسی خرابی کی خبر آئے کوئی کہے کہ عمرو گرفتار ہو گیا یا قتل ہوا صبر کرنا
دل پر جبر کرنا اپنی تدبیر سے غافل نہونا جھگڑا مین شامل نہونا ان کلمات حسرت آیات خواجہ عمرو
پر ہر ایک کی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوے اپنے اپنے دل مین سمجھ گئے کہ عمرو
بہ تنگ ہو کر جان دینے پر آمادہ ہوا مخمور و بہار نے خواجہ عمرو نامدار سے لپٹ کر کہا خواجہ تمہارے
راز باطن سے ہم بخوبی آگاہ ہوے واے ناکامی ہم کیسے تباہ ہوے اگر ایک دن آپ لشکر
مین نہونگے اور اسباب سے ہمکو جان بچانا مشکل ہو گی بدون آپ کی زیارت کے کیونکر تسکین دل
ہو گی عمرو نے ان دونون کو گلے سے لگایا ہر چند ضبط کی نہوسکا چیخ مار کر رو یا کہا اے مخمور و بہار میرا
جسم خاکی تلاش مین جاتا ہے روح لشکر مین رہیگی بس اب خدا کو یاد کرو ہمارے واسطے دعا فرماؤ کہ
سب کو روتا پیٹتا چھوڑ کر عمرو بانہاے عیاری سے آراستہ ہوا ایک ایک کو گلے سے لگایا فکر رہائی
اسد غازی مین طرف صحرا کے روانہ ہوا دل مین ہزارون طرح کے تاؤ پیچ کبھی یہ خیال کہ دنیا
ہیچ ہے اے عمرو کیا فکر کرون ہرچند کہ انتہا کی بیقراری اشکباری شرمساری ہے مگر طمع ہر وقت غالب
ہے طبیعت مال جمع کرنے کی طالب ہے راہ مین چلے جاتے ہین جہان کسی مسافر کو دیکھا قزاق
بنکر لوٹ لیا کسی مقام پر ایک معشوق نازنین کی شکل بنکر بیٹھ گئے رونا شروع کیا راہگیر نے
پوچھا تم کون ہو کہا سامنے جو گاؤن ہے زمیندار رہتا ہے اُسکی دختر ہون کسی نے اُس سے کہدیا یہ
خراب ہے باپ نے غصہ مین نکالدیا یہان آن کر بیٹھی ہون چاہتی ہون کنوین مین گر پڑون مرد
مسافر بھولی باتین سنکر بیقرار ہوا ہاتھ کلیجہ پر رکھا پوچھا کسی کے یہان رہو گی جواب دیا ہان جب
جھاڑو بہارو دینے کے لائق ہون مرد مسافر نے کہا تمہین اپنی آنکھون مین رکھین گے گھر کی
بی بی بناوینگے تتلا کر جواب دیا بیوی خالہ کو کہتے ہین چھوٹی خالہ کو بیوی کہا کرتے ہین مرد مسافر
سمجھا بالکل نادان ہے بھولی بھالی ہے اس سے مزے ملینگے شعر اُسے طفلی مین جی کہتے تھے
ہم یون شادمان ہو کر کہ یہ اک آفت جان جہان ہوگا جوان ہو کر ہمدم مسافر کو لگا کہنے مین

لیگئے وہ سمجھا مطلب حاصل ہوگا اپنے پاس سے اُسنے روٹی نکالی اُسی کھانے مین اُسکو بیہوشی
دی سنگے مین پھانسی چھپی تھی سے گلے مین ڈال کر مارا اسطرح اُسکے قتل کی خبر سناتے ہوئے
جاتے تھے مین ایک گانون کی طرف سے تاشا بجنے کی آواز آئی جا کر دیکھا ایک زمیندار کی برات
اُتری ہے آموون کے باغ مین ایک بڑی سی دری بچھی ہے ایک طرف لکڑ سانگ رہے ہین نالی
چاہین بھر کر دیتے جاتے ہین شراب چل رہی ہے ایک دیہاتن میری تان اُڑا رہی ہے گنوار
لوگ ڈٹے بیٹھے ہین سپر تلوار سامنے انگوچھے سر پر باندھے ہوئے دوہری مرزئی پہنے
نیفون اوپر مین سنگ مارلین کی دھوتیان ہاتھ مین چاندی کی موٹی موٹی انگوٹھیان کمر مین کرحینیان
دولھا بیچ مین ایک چادری مین یہان نیز کے بجائے مسند لگا دیا ہے دولھا کے گلے مین نند جاما
پچرنگا پائجامہ دولھا پیشاب کو اُٹھا تو ڈھول تاشا بجنے لگتا ہے دیہاتن ناچنے والی بھی نشہ مین
شراب کے آڑی ترچھی تانین لگا رہی ہے جیرون کا وقت ہے مگر بہاگ گا رہی ہے یہ سامان جو خواجہ
نے دیکھا منہ مین پانی بھر آیا دل سے کہا دو ہزار کا تو ٹھکانا ہے اسی دم یہ سوچ کر رنگ روغن
عیاری کا نکالا نوجوان گویے کی شکل بنکر تیار ہوئے گوری صورت بھاری ٹوپی سر پر ایک
کان مین بالی ایک مین انگوٹھی مشروع کا لٹھا بھاری جوتہ چھوٹی سی ستاری ہاتھ مین گنگناتے ہوئے
بوٹی بوٹی پھڑکتی ہوئی محفل مین آکر ہاتھ اُٹھا کر دعا دی ٹھاکر جی کی جے رہے اعلی مراتب
رہین کشت امید سرسبز ہو سبکی کی بڑھتی رہے شہر مین غلہ کی ارزانی ہو جنس عشرت کی فراوانی
ہو دولھا کے باپ نے پوچھا میان گویے کیا نام ہے کہا حضور ہمارے نانا پیر خان صاحب
آپکے یہان کے قدیم آنے والے غلام کو اُستاد بجر نگی کہتے ہین ہمیشہ دھانون کی فصل مین آتے
ہین شادی کی خبر پائی ہے کہا بیٹا زمیندار صاحب کے یہان جاؤ تمہارے بزرگون کی برت ہے
نانا جی کا گولا اُتر گیا باپ جوانی مین مرا اب آپ لوگون کی آس ہے ٹھاکر صاحب نے کہا بھیا ایک
بیل گاو دو تین من اناج اور چار پنسیری جو سوا سیر مٹھائی ملیگی جب گونے کے کھربان پہنچے ادا کر دیں
کہا نذر لیجا وا کر دو گویے نے جھک کر سلام کیا ستاری بجانے لگا رنڈی وہان پاس آن بیٹھی قدم
چھو کر کہا ہان اُستاد آج تو کوئی بڑھیا خیال سناؤ میان بجر نگی نے جواب دیا بیٹا یہ غزل سنو

اجل سے خوش ہون کسی طرح ہو وصال تو ہو	نہ آئے نعش پہ وہ پر یہ احتمال تو ہے

حنا کے رشک سے کیونکر نہ آئے جوش مین خون — کسی سبب سے ہو پر وہ بھی پایمال تو ہی
ذرا تھم اے دل مضطر کہ فکر وصل کرون — شب تعلق نہ سہی خواب ہی خیال تو ہی
کہان تلک گلہ ہائے تغافل تامل — ہم آپ کاٹ لین آخر یہ سہ و بال تو ہو
جفائے یار کو سونپا معاملہ اپنا — اب آگے ہو نہ ہو امید انفعال تو ہی
وہ اضطراب کہان ضعف سے مگر اب بھی — ہوا اُون حضرت عیسیٰ تک احتمال تو ہی
شب فراق مین بھی زندگی پہ مرتا ہون — اگر خوشی نہین سٹنے کی پر ملال تو ہی

اس غزل پر سب زمیندار جھومنے لگے دو دو زمان چوتیان ٹینٹ سے نکال کر پھینکیں میان بحرنگی نے چادر اپھیلا دیا اب رنگ خواجہ کا جما ہوا ہے ارادہ ہے کہ شراب کا چرچا کرون بیہوشی ملاؤن قضائے کار ملکہ سمنکال جادو کہ اُسکو لاکر افراسیاب نے ایک باغ مین رہنے کا حکم دیا سیر و شکار کا نہایت شوق ہے صبح کے وقت تخت سحر پر سوار ہوئی اُڑتی ہوئی کوہ و دشت و بیابان مین جاتی ہے ایک بلند پہاڑ پر ٹھہری سبزہ زار کی کیفیت دیکھ رہی ہے صبح کا سہانا وقت دھوپ جا بجا برنگ زعفرانی نخلستان پر ظاہر ہوئی جاتی ہے چشمہ ہائے آب روان کو دیکھکر طبیعت لہراتی ہے طائران دشت صفت باغبان قضا و قدر مین دم بھر رہے ہین شاخہائے نخل پر چہچہے کر رہے ہین سمنکال بسر کوہ ٹہل رہی ہے کہ کان مین گانے کی آواز آئی گھبرا کر چار جانب دیکھنے لگی دل سے کہتی ہے یہ کون ظالم گا رہا ہے خفتگان خاک کو جگا رہا ہے چونکہ علم موسیقی مین اُسکو بھی اچھی طرح معلومات ہے خود بھی اس کمال مین اُستاد ہے تخت کو اُتار کر طرف اُسی آواز کے چلی جھانک کے دیکھا ایک مقام پر گنوارون کا مجمع ہے ایک گویا نوجوان خوبصورت نیک سیرت کس لطف سے گا رہا ہے کہ طبیعت بھری آتی ہے سمنکال نے بلندی پر تخت ٹھہرا لیا عرصہ تک سُنا کی آخر دل مین سوچی کہ اسکو اُٹھا کر لے چلو اپنے باغ مین چلکر دل کھول کر سنو اسکو تعویذ بازو بنانا خوب ہے معشوق خوبرو صورت مین محبوب ہے یہ سوچ کر سحر کر کے گری پنجہ کر مین دے کر خواجہ کو اُٹھا لیا خواجہ متوجہ ہوا سے بیہوش ہو گئے سمنکال اُسی بیہوشی مین لیے ہوئے اپنے باغ مین آئی آپ مسند پر بیٹھی خواجہ کو سامنے بٹھا کر ہوشیار کیا عمرو نے آنکھ کھول کر سامنے ملکہ سمنکال جادو کو دیکھا باغ باغ ہو گیا دل سے اپنے کہتا ہے سبحان اللہ کیا قدرت پروردگار ہے عجب

شعر یار در خانہ و من گرد جہان می گردم + آب در کوزہ و من تشنہ دہان میگردم + یہ تو عمرو سمجھ گیا کہ گویا جان کر ایکا لائی ہی خیر اس تک پہونچے یہ بڑی بات ہی اب انکا گریبان ہی اور میرا ہاتھ ہی دل میں یہ باتیں کرکے ہاتھ اٹھا کر دعائیں دیں گھبرا کر کہا حضور یہ کیا مقام ہی آپ کا غلام یہاں کیونکر آیا یہ کہکر تھر تھر کانپنے لگے آنسو آنکھوں میں بھر آئے سمنکال نے کہا میاں گویے صاحب گھبراؤ ہم تمکو لائے ہیں کچھ گانا سناؤ انعام واکرام لو دانت نکالکر کہا حضور میں اپنے گھر میں پہونچ جاؤنگا بڑھیا مان راہ دیکھتی ہوگی نانی ڈھونڈھتی پھرتی ہوگی سمنکال نے کہا اپنا نام بتاؤ میاں گویے کہاں کے رہنے والے ہو عمرو نے کہا حضور اُستاد بجرنگی نام ہی جہاں بھینسیں بندھتی ہیں نانا کا بیڑا ہی وہی رہنے کا مقام ہی سب کنیزیں کھلکھلا کے ہنس پڑیں سمنکال نے کہا میاں اُستاد بجرنگی تم ان مستانیوں کے ہنسنے پر نجاؤ ہمکو گانا سناؤ عمرو نے تانیں مارنا شروع کیں سامنے سمنکال کے یہ غزل عاشقانہ گائی غزل

اندھیری گور کی صورت نظر بیچانہ ہوا
ہمیشہ تنگ چھپے ہیں منہ اہل چمن
وہ شاخ ٹوٹ پڑی جس پہ آشیانہ ہوا
عمر نے آہ جو کھینچی ٹپک پڑے آنسو

فراق جسم میں آنکھیں کہیں ہماری کہاں
ابھی بنا ابھی برباد آشیانہ ہوا
شباب بنکے چھلاوہ گذر گیا افسوس
صبا جس کی نسی قافلہ روانہ ہوا

دکھا کے زلف جو گل مجکو وہ روانہ ہوا
کہ آنسوؤں کے بہانے کا بھی بہانہ ہوا
ہمیشہ آفت محشر ہیں یہ آیا کی
کھلا نہ کچھ کہ کدھر آیا کدھر روانہ ہوا

یہ اشعار عمرو نے گا کر تمام اہالیان محفل کو ہنسایا رُلایا مارا جلایا سمنکال تو بیتاب ہوگئی موتیوں کا مالا اُتار کر دیا عمرو کو یہ خبر نہیں ہی کہ میں سرحد باغ سیب میں آگیا اور اصل یہ ہی کہ بدون حکم افراسیاب نکلنا مشکل ہی خواجہ عمرو نے جب دیکھا کہ سمنکال رجوع ہوچکی کہ رہی ہی کہ اُستاد ہم تمکو نجانے دینگے نوکر رکھینگے خواجہ عمرو کہ رہے ہیں کہ آپ مالک ہیں میں خوب آپکو راضی کرونگا یہ کہکر عمرو نے پیر پھیلائے کہا ملکہ ہم تو اب رخصت ہوتے ہیں سمنکال نے کہا اُستاد کیوں عمرو نے کہا اب جوانوں کے نشہ پانی کا وقت ہی ہٹی پہ جائینگے مٹکے کا ٹھرا پی کر چوک کی سیر کرینگے سمنکال نے کہا اُستاد شراب یہاں حاضر ہی کہا حضور اگر آپ نے ایک آدھا دیا تو اُس سے کیا ہوگا سمنکال نے کہا مٹکے موجود ہیں کہا حضور میری عادت ہی جب سب اہالیان صحبت کو پلا لونگا تب میں بھی ایک جام پیونگا سمنکال نے کہا لاؤ شراب کنیزیں بھی بیقرار ہوگئی ہیں عمرو کے گانے پر

جلد لا کر لگا دیا ان شراب کی کشتیان کباب کی حاضر کین خواجہ عمرو نے ایک گلابی اٹھالی کہ غلام کو یہی کافی ہی سمنکال نے مسکرا کر کہا جسقدر تمہارا جی چاہے پیو عمرو کو سمنکال کو دیکھکر حیرت ہوگئی ہی دل سے کہتا ہی جھٹ پٹ پلا کر بیہوش کر دیکر خدمت مین ملکہ مہرخ کے چلو اس خیال سے بتعجیل تمام جام لبریز کیا ہاتھ پر رکھکر سامنے سمنکال کے پیشکش کیا سمنکال نے مسکرا کر جام لیا عمرو نے آنکھیں ملا کر اشعار پڑھنا شروع کیے ای ملکۂ عالم اشعار

مستون کو فرض ہین ہی پینا شراب کا ❊ ہوئے دیا سرور نہ مجھ بادہ خوار کو
بس لطف سے گذرتی ہی مستون کی آجکل ❊ پہلو مین یار ہاتھ مین شیشا شراب کا
جسکے دہ آگ کا ہی مین تیلا شراب کا ❊ طفلی سے تا بمرگ رہا دور جام ہی
ای بحر حسن آج تو چل ہی تی جھیل کی ❊ کی ہی عیش باغ مین جلسا شراب کا
ہوتی ہین خوب ہوگا تماشا شراب کا ❊ دل توڑ ڈالا ساقی بیہوش نے ای قمر

آنکھوں کو جانتے ہین پیالہ شراب کا
ساقی اخیر کر دیا دورا شراب کا
آتش مزاج یار ہی عاشق ہی بادہ خوار
عاشق کا جسم بنگیا تیلا شراب کا
پی پی کے رنگ کھیلینگے رندان بادہ خوار
دکھلا کے ٹکڑے کر دیے شیشا شراب کا

سمنکال تعریفین کر رہی ہی جام شراب ہاتھ مین تمام اہالیان محفل کا یہ حال ہی کہ بے شراب پیے مست ہین خواجہ عمرو نے جو یہ اشعار آبدار پڑھے آنکھوں مین میکشون کی نشہ آگیا عمرو سمنکال سے آنکھ ملائے کہ رہا ہی ملکۂ عالم نوش فرمائیے نوش فرمائیے شراب گلرنگ کے مزے اٹھائیے سمنکال نے جام کو ہونٹون سے لگایا اسکو تو افراسیاب بہت ہوشیار کر چکا ہی اپنے قصر مین عیارون کے دھو کے اٹھا چکی ہی بازو پر پتلی صورت سامری کی بندھی ہی وہ تڑپ کر شعلہ سان جام شراب پر گری شراب شعلہ بنکر اڑ گئی جام کے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے اسی پتلی نے آواز دی ملکہ سمنکال جادو ہوشیار ہو جا یہ عمرو عیار ہی بس سمنکال نے ایک دو ہتڑ مارا عمرو کے پاؤن زمین نے تھام لیے سمنکال تیغہ پکڑ کر اٹھی کہا کیون او ساربان زادے تیرے خوف کے مارے یہان آکر بھی یہان بھی بچیانے بچیا نہ چھوٹا بھانجی کو میری مطیع الاسلام کر لیا لو سارا الوشا اب جان کا خواہان ہی تیری مجال کیا ہی کہ مجھپر دست انداز ہو تیری بوٹیان کاٹ کاٹ کے کھاؤنگی نگوڑے مکار جہلساز کو خاک مین ملاؤنگی یہ واضح رہے کہ عمرو اسی گویے کی صورت پہ ہی جب سمنکال نے تیغہ کھینچکر چاہا عمرو کو قتل کرے عمرو نے لگا ہاتھ باندھ کر کہا ای ملکۂ عالم آپ صاحب انصاف ہین عدالت فرمائیے ظالم و جاہل نہ بنجائیے ایکدن خدا وند لقا کا سامنا ہوگا وہ عدالت شعار بات بات کی تحقیقات کرے گا

مین جس جنگل مین زمینداروں کی برات مین میٹھا تھا یہی میرا پیشہ ہی کہ باجا بجا کر رئیسون کو منبا کر
چار پیسے لیتا ہون بی مہرخ وغیرہ کیا کھا دیتی ہین جو مانگ جانچ کر لیجاتا ہون وہ بھی چھین لیتی ہین
آپ مجھے کیون اٹھا لائین مین نے آپ کے قتل کا قصد نہین کیا آپ سے آپ کے گھر نہین آیا تھا
مین بھی آپ کو بیہوش کیا مگر قتل نہین کیا آپ کی بھانجی شریک ہوچکی ہی ہمکو آٹھ پہر یہی فکر رہتی ہی کہ
آپ کی خدمتگذاری کرین شبنم کے مطیع ہونے کا رنج تھا مین سمجھا بجھا کر پاس ملکہ مہرخ کے لیجاتین
ای سمنکال تو ساحرہ جہان دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ ذرا خیال کر میرے خون سے ہاتھ نہ [illegible]
کتاب سامری مین پڑھا ہوگا کہ عمر طلسم ہوش ربا تمام ہوئی اب رغازی قاتل افراسیاب ہی
دیکھو تو ہستنے بڑے طلسم پر کیا انقلاب ہی مہرخ وغیرہ کا مجمع بڑھتا جاتا ہی اور طلسم گھٹ رہا ہی مذہب
کے بارے مین دیدۂ دل کھول کر دیکھو چشم انصاف وا کرو سامری و جمشید بھی مثل تمہارے ساحر
تھے آخر مر گئے معاذ اللہ پیدا کرنے والا احکم الحاکمین رب العالمین مسبب الاسباب سامع الدعوات
اکیلا ہی زمین و آسمان کو ایک کلمۂ کن سے بنایا ہی ہر گل بوٹے سے رنگ صنعت قدرت آشکار ہی
کیسی خزان کیسی بہار یہ سرکشی قبر مین کام نہ آئیگی تاریکی قبر مین شمع اعمال روشن ہوگی وقت مشکل اپنی
زبان اپنی دشمن ہوگی راہ ضلالت کو چھوڑو نور اسلام سے تاریکی قلب کو روشن کرو مین بالکل بے خطا
ہون اسطرح کے کلمات عبرت آمیز حسرت خیز وحشت انگیز عمرو نے کہے سمنکال کانپ گئی ہاتھ
روک لیا کہا ای عمرو تو نے اسوقت مجھکو تشکک مین ڈال دیا اس خطا پر تو مین نادم ہوئی کہ مین خود
تجھے اٹھا لائی مگر مقدمۂ مذہب مین بڑا انتشار ہی نہین سمجھ مین آتا کہ اصل مین کون پروردگار ہی عمرو
نے کہا ملکۂ عالم میرے پاؤن سے تحرا اتار لیجیے رہائی دیجیے مین ابھی سمجھا دونگا جادۂ حق دکھا دونگا
راہ بہشت عنبر سرشت بتا دونگا سمنکال نے کہا خواجہ مین تمسے ڈرتی ہون تم تو چھلاوا ہو ہوا کا
بگولہ ہو دم دے کے بھاگ جاؤگے پھر ہاتھ نہ آؤگے تمنے پہلے خداوند لقا کا نام لیا پھر صفت
اپنے پروردگار کی بیان کی اسکا کیا سبب عمرو نے کہا ای ملکۂ عالم وہ کلمۂ خوشامد کا تھا یہ کلمۂ
حق ہی سمیع و علیم رب برحق کارساز مطلق ہی شک کرنے والے مشرک کہلاتے ہین جہنم مین جھونکے جاتے
ہین ایک سوال کا جواب آج تک تمام عالم نیڈت نہ دے سکے یعنی دہ درویش در گلیمے بخسپند و
دو بادشاہ در اقلیمے نگنجند ایکے منصفات اسکا ہین خیالات محالات بیکار ہین جب دو

بادشاہ سلطنت نہیں کر سکتے پس یوسفے دو سو خدا کیونکر ہو سکتے ہیں کہنے والے بیہودہ بکتے ہیں ظلم

صفتیں اسکی ہیں بیان سے فزون
جس جگہ دیکھیے وہ ہی موجود
آسمان و نجوم و شمس و قمر
ور کے شجر اور باغ و ارم
خلد کی وہ تمام آرائش
ارم و خلد جنت الماوے
غنچہ و گل جدا جدا رنگین
ہو زمرد سے رنگ جنکا تیز
ملک و قدسیان و جن و بشر
بحر زخار و بر و کان و نہال
لفظ کن میں یہ سب کیے پیدا

اسکی قدرت کا کیا میں وصف لکھوں
اسنے کیا کیا نہیں کیا پیدا
عرش و کرسی و جنت و کوثر
قصر اک اک جہان میں نورانی
جس میں دنیا سے بڑھکے آسائش
خوشنما جابجا تمام شجر
جنکی خوشبو سے شاد قلب حزین
بلبلیں اور مرغ خوش الحان
وحشیان و طیور و دشت و در
خاک و آب و ہوا و آتش بھی
کارخانے عجب کیے پیدا

وہی خالق ہے اور وہی معبود
ہر مکان کا مکین کیا پیدا
سب حجابات اور لوح و قلم
رفعت و شان جسکی لاثانی
سلسبیل اور کوثر و طوبے
کیسے خوش ذائقہ سب انکے ثمر
روشون پر وہ سبزۂ نوخیز
حور و غلمان تمام اور رضوان
ہفت طبقات ارض و دشت و جبل
جس سے ساری بنا ہے انسان کی
اے ملکہ سمنکال اگر دلائل ثبوت

اسلام عرض کرون سالہا سال میں ختم نہوں بس دلیل کامل ہے کہ تمھارے خداوند کیسے تھے جو مرگئے پروردگار کی ذات کو ہمیشہ بقا ہے جو چیز دنیا میں پیدا ہے اسکو ایک دن ضرور فنا ہے بموجب کلام قدسی نظام رب انام کل من علیہا فان و یبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام علاوہ ازین روز حشر جس دن وہ معبود حقیقی و رب تحقیقی صفت قہاری و جباری کی کام فرمائیگا آفتاب عالمتاب سوا نیزے پر آشکار ہوگا ہر خرد و کلان حدت سے بیقرار و اشکبار ہوگا ایک سمت دفترہائے نامۂ اعمال کھلینگے میزان عدالت میں اعمال نیک و بد کے تلینگے کس کو پیدا کرنے والے سے سوال و جواب کی تاب ہوگی اے سمنکال اُسوقت کیا جواب دوگی سوال ہوگا کہ شیاطین کو میرا شریک کیا اپنے خدا بنائے کفر و کافری سے اس بیحیائی پر بھی نہ شرمائے تمھارے لات و جبل کہاں ہیں اسوقت تمھاری شفاعت نہیں کرتے اب دم خدائی کا نہیں بھرتے اے سمنکال اس کفر و کافری کا انجام جہنم ہے وقفہ زیست کا بہت کم ہے وحدانیت اُسکی یاد کرو اپنے نفس امارہ پر نہ بیداد کرو عمرو نے یہ کلام حسرت انجام جو سامنے سمنکال کے کہے سمنکال

سکے رونگٹے کھڑے ہو گئے شل بید کانپی رنگ چہرے کا متغیر ہوا منھ پر ہوائیان اڑنے لگین
کہا خواجہ تمھارے کلام فیض انجام نے بیقرار کر دیا خانۂ دل کو صفت معبود سے بھر دیا کہا برائے
خدا مین کیا کرون افراسیاب سے کیونکر جدا ہون میرا پیچھا نہ چھوڑیگا قتل سے منھ نہ موڑیگا
عمرو نے کہا ناحق کا انتشار ہی افراسیاب کیا نابکار ہی مسبب الاسباب وہ پروردگار ہی جو ظالم
کے ہاتھ سے مظلوم کو بچاتا ہی ہر مشکل مین وہی کام آتا ہی دیکھو ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ کا کیا
کر لیا ہر مرتبہ انکے قتل پہ آمادہ ہو کر بقہر و غضب تمام جاتا ہی وہ رحیم و کریم انکو بچاتا ہی سمنکال
نے کہا مجکو دین اسلام کا اعتقاد ہوا مگر خوف افراسیاب دل پر غالب ہی آپ تو جایئے مین تدبیر
کر کے آؤنگی اپنی جان بچانے کی فکر کر کے آپ کے لشکر سے ملجاؤنگی عمرو نے کہا ملکہ اعتقاد
کامل ہوا پروردگار کو حاضر و ناظر سمجھا صفحۂ دل پر اس مصرع کو نقش کرو ع دشمن اگر قویست
نگہبان قوی تراست وہ جب تمھارا خدا ہی تب جتاہی اہالیان دنیا سے ڈرنا کیا ہی اب سمنکال
ہاتھ باندھے سامنے خواجہ کے کھڑی ہی کہ آپ جایئے مین کوئی کار نمایان کر کے آؤنگی اگر نجیبہ
قابض ہو گا تو سر افراسیاب لاؤنگی مگر افراسیاب خانہ خراب باغ سیب مین تخت پر
بیٹھا ہی ذکر قتل اسد نامدار ہو رہا ہی یکا یک خیال آیا کہ دیکھون ساربان زادہ کہان ہی اس
سفاک کے نام سے بہرام فلک لرزان ہی فوراً کتاب اٹھائی اسمین دیکھا عمرو سمنکال سے کھڑا
باتین کر رہا ہی سمنکال ہاتھ باندھے کھڑی ہی کہ مین کل حاضر ہونگی اطاعت اسلام قبول کی پس
افراسیاب غصہ مین کانپا وزیرون نے پوچھا شہنشاہ خیر تو ہی افراسیاب نے جواب دیا
نمک حرامون نے سر اٹھایا ہی مجکو نادان بنایا ہی سمنکال حرامزادی عمرو کو اپنے باغ مین
لائی ہی نکل جانے کا ارادہ ہی مسلمانون سے ملنے پر آمادہ ہی یہ کہکر غصہ مین آواز دی کوئی حاضر
ہی ارسے جا کر عمرو و سمنکال کا سر لائے سرکشی کا مزا چکھائے پلنگ جادو موجود ہی اسنے
کہا ابھی غلام جاتا ہی چشم زدن مین دونون کو گرفتار کر کے لاتا ہی افراسیاب جادو نے کہا
سمنکال زبردست ہی بادۂ سحر و ساحری سے مست ہی لڑ بھڑ کر نکلجائیگی تیرے ہاتھ نہ آئیگی
اگر یہ شیشہ لیتا جا آب دیدہ سحر ہی پہلے اسکو پھینک مارنا بعد ملاکارنا واسطے چند ساعت کے
سمنکال بیہوش ہو جائیگی فوراً گرفتار کر لانا پلنگ نے سلام کیا شیشہ آپ سے کر فوراً

وہ بے آبرو چلا سمنکال و عمرو باتین کر رہے ہین کہ آسمان سے نعرہ ہوا باش او سمنکال
ارے نمک حرام تو نے دشمن کو اپنے گھر مین بلایا شہنشاہ کا خوف نہ آیا سمنکال نے سر اٹھا کر
دیکھا کہا لو خواجہ غضب ہو معلوم ہوتا ہی افراسیاب نے کتاب سامری سے دریافت کیا
اس بھیجا غلام کو ہمارے قتل کرنے کو بھیجا خواجہ ہٹو یہ کہکر سمنکال نے چاہا کہ سحر کر کے اپنے
کو بچا سکے مگر پلنگ جادو جوش غضب مین شیشۂ آب نایاب پھینک چکا تھا وہ ٹوٹا ایک
قطرہ سر پر سمنکال کے ایک سر پر عمرو کے گرا یہ سنبھل نہ سکی پناہ پانی شکل ہوئی لہرا کر گری گرداب
دریا سے بلا مین پھنسی پلنگ کڑک کر گرا ایک پنجہ مین عمرو و سمنکال کو اٹھا لیا طرف افراسیاب
جادو کے چلا بر دے ہوا بحوش و خروش اڑا ہوا جاتا ہی صبح کا وقت ہی راہ مین باغ ہی ملکہ
گاگون نازک چشم کا چونکہ آج کل حکم افراسیاب کل ناظمون کو پہونچا ہی کہ بروز قتل طلسم کشا
سامان لشکر کشی واجب و لازم ہی ملکہ گاگون نازک چشم سحر اپنا تیار کر رہی ہی چار سو کنیزین
ایک ایک شعلہ جوالہ آتش کا پرکالہ سحر مین طاق شہرہ آفاق زمین سے تا آسمان دھوان دھار
کسی نے آگ روشن کی کسی نے پانی برسایا کوئی فولادی گولے اچھال کر اسکا زور دیکھ رہی
ہی کوئی عقاب بنکر اڑتی ہی کوئی ستارہ بنکر چلی کوئی بشکل برق کڑکی باغ مین آتش کا ہنگامہ بحر
گرم ہی اسی راستہ سے پلنگ جادو گذرا گاگون نازک چشم نے سحر پڑھکر بڑے زور شور سے
گولہ طرف آسمان کے پھینکا وہ گولہ سینہ پر پلنگ جادو کے پڑ گیا قضاء اسکی کیا تدبیر
سمنکال کو ہوش آ چکا تھا پلنگ کے مرتے ہی اسکے پنجہ سے چھوٹی ساحرہ زبردست ہی سحر
کر کے ایک جانب بھاگی دل سے کہتی ہوئی قول عمرو و تخت نشین ہوا پیدا کرنے والے نے
جان بچائی اب افراسیاب کو کیا منہ دکھلا سکتے ہین نہ لشکر اسلام مین جا سکتے ہین دیکھیے تقدیر
کیا دکھاتی ہی کہتی ہوئی بھاگ کر ایک درہ کوہ مین مخفی ہوئی حیران و پریشان مضطر و بدحواس
مگر نقش اسلام نگین خاطر پر جم چکا خدا واحد ہی یقین واثق ہو گیا مگر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
پنجے سے پلنگ جادو کے چھوٹ کر سامنے ملکہ گاگونہ نازک چشم کے گرے اٹھتے اٹھتے
آواز دی بموجب مصرعہ ہندی نع ہمیشہ دلبر سجان مبارک باشد بد ملکہ گھبرا کر دیکھنے لگی دیکھا ایک
گویا ٹڈا اتر رہا ہی ایک سمت لاشہ پلنگ جادو کا تڑپ کر سرد ہو چکا ہی گھبرا کر ملکہ نے پوچھا

ای شخص تو کون ہی عمرو رونے لگا کہا بیبیان لون آپ لوگون کا ہاتھ دیکھنے والا ملکہ نے پوچھا یہ
کیا معرکہ تھا کہا حضور بھر گوہ یا مجرے کی جمع مانگی تو مارنے کو دوڑے یہ کہکر بیٹھے تھے کہ اب
رات بھر نچوڑونگا حضور میرا منھ چھوتے تھے گلے لگائے لیتے تھے میری پشت پر ہاتھ پھیرا مین
چیخنے لگا بس خدا معلوم کیا کردیا مجکو لیکر آسمان پر بلند ہوگئے کنیزین ہنسنے لگین کہا ای ملکہ عالم کوئی
حسن پرست ہوگا مگر یہ کیا حماقت کہ بدون رضامند کیے ایسے امر کا ارادہ کرنا ملکہ نے کہا چپ رہو
بیہودہ نہ بکو نگوڑا کوئی ظالم ہوگا میان گوئیے صاحب کچھ ہمارے سامنے گاؤ عمرو نے کہا حضور
مین اب توبہ کرچکا ہم تو سمجھتے ہین اس جلسے مین چار پیسے کما کر کھائین اب ثابت ہوا کہ کمال
باعث زوال ہی کنیزون نے کہا ہماری ملکہ صاحب فیاض و سخی ہین ایک چیز سنکر صدہا روپے
دیدیتی ہین وہ حرامزادہ کوئی جلاد صاحب بیداد ہوگا عمرو نے کہا حضور اب پہلے ملجائیگا
تو گاؤنگا ملکہ نے کہا تمکو بہت کچھ ملیگا کنیزین بھی گرد اُن کے جمع ہوگئین ملکہ نے چند اشرفیان
سامنے عمرو کے پھینکدین عمرو نے دیکھا سارا جلسہ لباس فاخرہ سے آراستہ ہی عرض کی ذرا
سازندون کو حکم ہوجائے مگر میرے گھر مجکو پہونچا دیجیے گا بڑھیا نانی دروازے پر کھڑی
ہوگی رات کو مین ڈرتا ہون جو رات کو واسطے پیشاب کے اٹھتا ہون تو نانی کو پکار لیتا ہون
اور حضور اب تو مین بنیے کی دوکان سے سودا لیکر چلا آتا ہون کنیزین قہقہہ مارکر ہنس پڑین کہا
حضور یہ تو بڑے بہادر ہین مگر نام تو بیٹے بتادو کہا حضور استاد خورد برد ہمارا نام ہی بات بھی
کثرت کرتا ہون بڑی بڑی تانین لیتا ہون باپ ہمارے بڑے گوّیے تھے میان تان تودن خان
کا پوتا ہون نانی نے مجکو تبلا نا بھی سکھلایا ہی ہماری نانی خالہ امان کے ساتھ مجرے مین
جاتی ہین زمان سے روپیہ لاتی ہین ہمین خوب دودھ ملیدا کھلاتی ہین یہ میان جادوگر صاحب
ہمکو گھر سے بلالائے بی ہمسائی نے کہا تھا استاد خورد برد لونڈے بازون سے بچے رہنا
سب ٹھٹھے مارکر ہنسین کہا استاد خورد برد اب گاؤ اپنے نام کی پیروی کرو کچھ کھاؤ کچھ لیجاؤ
کہا حضور خوب راضی کرینگے سامنے نرگس جو اس بیٹھی تھی موٹی سی کردیل جوان چھوٹے چھوٹے
بال اسکی طرف دیکھ کر میان خورد برد بہت ہنسے کہا حضور یہ حکم دین تو مین گاؤن ملکہ
نے کہا میان خورد برد اسکے کیا معنے ہمارا کنا ناگوار ہی بی نرگس کا بڑا اختیار ہی کہا حضور میری

جورو کی صورت اپنے سے بہت ملتی ہے کوٹھے پر ہر وقت وہ کھڑی رہتی ہے جب جورو امان کہکر پکارتے ہین ہنستی ہوئی چلی آتی ہے مگر ابھی دودھ نہین پلاتی ہے اسی وجہ سے ہم دبلے ہین نانی نے سمجھا دیا ہے کہ بیٹا روپیہ کما کے لاؤ تو تمھاری شادی کردین جب جورو دودھ پلائیگی موٹے ہو جاؤگے نہین عمر بھر دبلے رہوگے جفا مین سو گئے تھا اور خواب مین اسقدر ہنسین کہ پیٹ مین درد ہونے لگا ملکہ نے کہا بی نرگس اپنے خصم کے قریب آ بیٹھو گانے کا حکم دو وہ خواہ ہنستی ہوئی قریب آ بیٹھی اپنے مسکرا کر کہا بی ذرا پیٹ پر ہاتھ بھی رکھدو کہ کلیجہ ٹھنڈا ہو جائے نرگس نے پشت پر ہاتھ رکھا میان خورد برد نے دانت نکوس کر کہا ہمین ذرا سا دودھ پلادو یہ کہکر چھاتیون کی جانب ہاتھ بڑھایا نرگس نے ہٹ نگوڑے کہکر دھکیل دیا گرے چوٹ لگی مگر ہنس دیے کنیزون نے کہا میان استاد خورد برد اب گاؤ رات کو تمھارے پہلو مین جورو کو سلوا دینگے دودھ بھی پلوا دینگے اب تو خواجہ بن اسبہ ضمری نے نے اٹھائی بیقراری مین یہ غزل بجائی غزل

دل اس نگہ کے زخم رسیدون مین مل گیا — یہ بھی لہو لگا کے شہیدون مین مل گیا
گر بعد نقشہ پیر سگ دنیا ہوا نقشہ — کمبخت پاک ہو کے پلیدون مین مل گیا
دکھلا کے کہکشان سے فلک چاک سینہ رات — اس ماہوش کے سینہ دریدون مین مل گیا
اس شکل سے ہوا وہ طلبگار دیدیار — صاف آئینہ کا دیدہ ندیدون مین مل گیا
حب حسین ذوق وہ شے ہے کہ جس سے حر — تھا اگرچہ اشقیا مین شہیدون مین مل گیا

دیگر

دائم اسیر درد زگردون دل من است — دہ بزم غم پیالۂ پرخون دل من است
از جستجو نشان وصالت نیافتم — وصلت مراست لیلی و مجنون دل من است
خون دلم گذشت ز جیحون و کم نشد + — از صد محیط قطرۂ افزون دل من است
نرگس شنید نالہ زارم زہوش رفت — فریاد رفت بادۂ گلگون دل من است
مخفی دلم زنغمہ شوق آشنا نشد — ہنگامۂ شکایت و افسون دل من است

وہ وہ غزلین عمرو نے گائین کہ ملکہ گلگون نازک جسم کی آنکھون سے آنسو جاری عاشق تنون کے دل کو بیقراری کوئی آہ کرتا ہے کوئی واہ کنیزین بلائین لیتی ہین انگوٹھی اتار کر دیتی ہین خواجہ بھی کسی کی گود مین جا بیٹھے کسی کے گلے مین ہاتھ ڈال دیے احمق بیوقوف وہ بھی ہنستی ہین

بعضی آوازہ کستی ہیں میاں استاد خورد برد تم تو ہر دل عزیز ہو پیاری چیز ہو گلگون نازک چشم
نے کہا میاں استاد خورد برد ہماری نوکری کر لو اسی باغ میں شامل ہو کے بسو تمہاری شادی
کر دینگے عمرو نے کہا اب ہم زیادہ نہ ٹھہرینگے اب ہمارے نشہ پانی کا وقت آگیا بھٹی پر جا بیٹھینگے
وہاں دو چار چیزیں گا ئینگے ٹکے کا ٹھرا پی کر گھر کی راہ لینگے بنیے کے یہاں سے سودا بھی خریدنا
پڑتا ہے قرض کے سبب سے بنیا روز لڑتا ہے ملکہ نے کہا کمبخت غریب ہے اس کمال پر بدنصیب ہے
ہمارے ہم تجکو بہت کچھ دینگے روز بنیے کے یہاں نجانا پڑیگا جنس غلہ بھروا دینگے تیرے
گھر بھر کی خبر لینگے عمرو نے کہا واہ حضور جتنے جو چیزیں گائی ہیں وہ پیسے ہم لیکے ٹلینگے اور
آدھا دارو کا منگا دیجیے ہم بھی پئیں آپ بھی پیجیے ملکہ نے کہا لاؤ گلابیاں گلابیاں کنٹلا مگن
لاکر رکھے گئے ساقی بنے موجود ہوئے ملکہ نے کہا لو میاں استاد خورد برد جسقدر چاہو پیو عرض
کی حضور ساقی ہمیں بنایے ہم ساقی ہونگے کسی کو باقی نہ چھوڑینگے نشہ میں گانے کی کیفیت ہوگی
پھر اور ہی صورت ہوگی ملکہ نے کہا اچھا تمہیں اختیار ہے تو خواجہ نے شراب کو الٹ پلٹ کرنا
شروع کیا نمک سرکاری ملایا جام بھر کر ملکہ گلگون نازک چشم کو دیا ملکہ خوش ہو کے پی گئی
سب کنیزیں مصاحبیں چاہتی ہیں کہ جلد شراب کا خاتمہ ہوگا اس ظالم کا تئیں عمرو ایک ایک کو
شراب پلاتا جاتا ہے اشعار عاشقانہ پڑھتا جاتا ہے ملکہ گلگون نازک چشم وزیرزادی سے کہہ رہی
ہے کہ اس کمبخت کو روپیہ بہت سا دینگے کوئی راستہ میں چھین لیگا چوبدار ہمراہ کر کے ایک توڑا
روانہ کیا جائے چوبدار جا کر اسکے ماں باپ سے کہدے کہ یہ اب خدمت میں ملکہ کے رہے گا
ایک دن شہنشاہ افراسیاب کو صحبت میں بلا ئینگے اسکا گانا سنوا ئینگے کنیزوں نے کہا حضور
وہ حسن پرست ہیں اسکا پیچھا نہ چھوڑینگے فوراً لیجا ئینگے محفل میں ہنسی دلگی ہو رہی ہے عمرو سبکو
شراب پلا رہا ہے رنگ اپنا جما رہا ہے کبھی گاتا ہے کبھی بھاؤ بتاتا ہے اب یکایک بیہوشی نے سب پر
تاثیر کی نرگس کی ٹکٹکی بندھ گئی شمشاد قد اکڑ کے اٹھے تالیاں بجا بجا کر گانے لگے خود بھی
بھاؤ بتانے لگے غنچہ دہن کی زبان بند سوسن کی زبان درازی موقوف ہوئی سنبل نے ہوے سر
کھول دیے آستین دست درازی ہونے لگی کسی نے کسی کی چوٹی پکڑی کسی نے پاجامہ
اتار کر پھینکدیا ہنستی ہوئی تھی بھاگی کوئی چمن میں جا کر بیہوش ہوئی کوئی جوش میں نشہ سے

توقف مین پھاندپڑی غرق دریاے خجالت ہوئی اب محفل کا رنگ دگرگون کسی کی آنکھین
غائب سی نکلی ہوئین کوئی اُچھلتی ہی کوئی کودتی ہی ایک نے کہا بوا میری چار آنکھین ہین اُسنے
جواب دیا بُوا نوج کتیا چہارچشم ہوتی ہی تیا تو خیلا یا آنکھین کہان ہین دو آنکھین تو ظاہر ہین
دو آنکھین کیا تیرے کلیجے مین نہان ہین اُسنے جھنجھلا کر دو اُنگلیان اُٹھائین کہا دیکھو دونون
وہ ہین اور دو یہ ہین یہ کہا یہ دو اُنگلیان اُسکی آنکھون مین گھسیڑ دین وہ ہاے ہاے کہکر گری کہا
حرامزادی خدا کرے تیرے بھی دیدے پٹم ہون کوئی کہتی ہی ادی تُجھ میرے ہاتھ پکڑلے مجھے کوئی
آسمان پر لیے جاتا ہی ایک کہتی ہی میری آنکھون مین اندھیرا آتا ہی اب جا بجا گر گر کنیزین بیہوش
ہونے لگین آپسمین لڑ رہی ہین عجب طرح کا ہنگامہ بلوہ فساد کنیزین دادبیداد گلگون نازک چشم
غصہ مین جھنجھلا کر مسند سے اُٹھی کہتی ہوئی کہ حرامزادیو میری محفل تنے بازار بنادی عمرو نے جی کہا
ہان ملکہ لینا جیسے ہی نازک چشم اُٹھی بیہوشی تاثیر کر چکی تھی گر کر بیہوش ہوئی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
نیچہ پاپڑ کر اُٹھا کپڑے سب کے اُتارنے لگا لباس اُتار کر قتل بھی کرتا جاتا ہی لاشے پھڑک رہے
ہین شور گیرودار بلند ہی ہر طرف غل مچا رہے ہین کچھ تدبیر نہین بنتی سنگباری برفباری ہو رہی ہی دس
بیس کنیزون کو قتل کر کے اب عمرو چلا کہ گلگون نازک چشم کو قتل کرون وہان افراسیاب
نے باغ سیب مین بیٹھے بیٹھے وزیرون سے پوچھا جسے پلنگ جادو کو براے گرفتاری ہنگال
و عمرو عیار کے بھیجا تھا عرصہ ہوا پلٹ کے نہین آیا یہ کہکر کتاب سامری اُٹھائی یہ مضمون لکھا
کہ زندگی پر حرف آیا منہ پیٹ لیا یہ کہکر اُٹھی یارو غضب ہوا پلنگ جادو مارا گیا عمرو باغ مین
گلگون نازک چشم کے خون کے دریا بہا رہا ہی اب اسکو قتل کیا چاہتا ہی مین خود جاتا ہون
ہر چند وزیرون نے کہا کہ ہم جائین عمرو کو باندھکر لائین افراسیاب جادو نے کہا وقفہ
بہت کم ہی سواے مابدولت کے کوئی نہ پہونچ سکیگا یہ کہکر غصہ مین بلند ہوا مگر کتاب مین دیکھا
کہ عمرو نیچہ کھینچکر قریب گلگون نازک چشم پہونچ چکا ہین سے نعرہ کرتا ہوا چلا خبردار او سارباں زادے
گلگون نازک چشم کو قتل نہ کرنا ورنہ بوٹیان کاٹ کاٹ کر کھا جاؤنگا دنیا مین ایک مسلمان کو
زندہ نہ چھوڑونگا عمرو چاہتا تھا کہ گلگون نازک چشم کو قتل کرے کہ نعرۂ افراسیاب کی
آواز کان مین آئی اور دیکھا کہ قریب سر کے آپہنچا عمرو بھاگا افراسیاب جادو نے کہا اینا

عمرو اُچک کے ایک صحنچی مین آیا افراسیاب نے پکارا کہ عمرو صحنچی سے نکلکر بارہ دری مین گیا
افراسیاب دوڑا قصر دہان متعدد تھے عمرو بھاگ کر ایک کوٹھری مین گھس گیا اندر سے زنجیر
بند کر لی کوٹھری مین ایک جانب دیکھا چاندنیان دریان بہت سی پڑی ہین اُن سب کو اُٹھا کر
اپنے اوپر ڈال لین آپ درمین مختفی ہوا اب افراسیاب چہار طرف دوڑا جب عمرو کو نہ پایا
پلٹ کر ملکہ گلگون نازک چشم کو ہوشیار کیا گلگون نے اُٹھتے اُٹھتے کہا استاد خورد برد
خوب گاتے ہو دل کو لبھاتے ہو پھر وہی اشعار آبدار عاشقانہ سنایئے ایسے مضامین سے
دل روشن ہوتے ہین ایک سے ایک اشعار انکا بہتر ہی تیرا اقبال اوج پر ہی افراسیاب نے
ایک دو تھپڑ مارا کہا کیا استاد خورد برد آنکھ تو کھول قتل ہو گئی ہوتی او نام خورد برد افراسیاب
بہت ہنسا کہا عمرو روز نام نئے بناتا ہی جیسے صورت بدلتا ہی اب ملکہ گلگون نازک چشم گھبرا کر
اُٹھی دیکھا صدہا لاشے کنیزون کے پڑے تڑپ رہے ہین اب تو جو کنیز اٹھی پیٹتی ہوئی اُٹھی کوئی
کہتی ہی کہ ہی میری بُوا کیا ہوئی کوئی کہتی ہی کم سنی مین میری بچی ماری گئی گلگون نازک چشم نے
کہا ای شہنشاہ یہ کیا معرکہ ہی افراسیاب نے کہا عمرو تمہارے باغ مین پہونچا مین حیران ہون
یہان کیونکر آیا مین نے واسطے گرفتاری سمکال و عمرو عیار کے پلنگ جادو کو روانہ
کیا آخر پلنگ کیا ہوا گلگون نے کہا شہنشاہ مین اور کچھ نہین جانتی مگر ایک جادوگر گورے
کو بچہ مین دبائے ہوئے جاتا تھا مین سحر تیار کر رہی تھی گولہ اُسپر پڑ گیا وہ مر کر گرا ایک ساحرہ
اور بھی تھی وہ فوراً نکل گئی گویا باغ مین گرا مین نے اُسکو اُٹھایا اُسنے ایسی چہلی باتین کین
کہ ہم سب ہنستے ہنستے بیقرار ہوئے آخر وہ خوب گایا شراب پلائی اب جو آنکھ کھلی حضور کو دیکھا
افراسیاب نے کہا وہ عمرو عیار تھا تمنے غضب کیا میرے جادوگر کو مارا سمکال پنجہ سے
نکل گئی اُس حرامزادی نے اپنے گھر مین عمرو کو جگہ دی یہ بھی یقین ہی کہ سطح عمرو ہو چکی تھی کہ
پلنگ نے جا کر دونون کو گرفتار کیا معلوم ہوتا ہی وہ یہان پہ تمہارے ہاتھ سے مارا گیا
عمرو نے گویا بنکر بیہوش کیا مین نے کتاب سامری مین دیکھا فوراً آکر تمکو بچایا لیکن اب
ای گلگون نازک چشم عمرو بھاگ کر انھین مکانون مین چھپ گیا ہی مین نے ڈھونڈھا
نہین دستیاب ہوا ان کنیزون کے لاشے اُٹھوا کر پھنکواو کل مکان اچھی طرح تلاش کرو

شاید نکل گیا ہو مین جاکر اطراف مین تلاش کراتا ہون مگر افسوس یہ ہے کہ عمرو سرحد باغ سیب مین
آگیا تم بھی جادوگرون کو واسطے تلاش کے بھیجو گلگون نازک چشم یہ حالات حیرت آیات
سنکر گھبرائی عرض کی ای شہنشاہ آخر عمرو اس سرحد باغ سیب مین کیونکر آیا افراسیاب جادو
نے کہا حرامزادی سمنکال جادو اٹھاکر اپنے باغ مین لائی نہین معلوم دوستی سے یا دشمنی سے
جس وقت سے اُسکی بھانجی مسلمان ہوئی اُس دن سے اُسکے ہوش پراگندہ ہین شاید عمرو نے
اُسکو تسخیر کرلیا باتین اُسکی سحر آمیز ہین سامری جمشید اُس ظالم کی باتون سے بچائین ای گلگون
بہت ہوشیار رہنا عرض کی اب حضور لونڈی سمجھ گئی کوئی غیر میرے باغ مین نہ آسکیگا ساحر بھی
برائے تلاش عمرو و سمنکال روانہ کرتی ہون افراسیاب بخوبی سمجھا کر چلا گیا اب گلگون
نازک چشم کا جو مقام عیش و راحت تھا غمکدہ ہوگیا یا تو سروہاے باغ غم سے آزاد تھے
اکڑے رہتے تھے قد معشوق کی شان دکھاتے تھے یا بشکل آہ معلوم ہونے لگے گل بشکل
شعلہ ہاے آتش غنچون سے چنگاریان نکلتی ہین شاخون پر بار غم و الم شکل کمان خم نخل
پا بہ گل باد صبا خاک اڑاتی ہی ہر گوشہ چمن سے رونے کی آواز آتی ہی گل قصر محل رنج و مصیبت
سارے باغ سے ظاہر آثار حسرت گلگون نازک چشم لاشے سب کے اٹھواکر اپنے مقام سے
اٹھی کنیزون کو ساتھ لیکر مکانون مین پھرنے لگی ہر گوشہ مین ڈھونڈھتی رہی کسی کا نشان جو نہ ملنا تھا
ساتھ والیون سے کہتی تھی ما جو شہنشاہ نے ناحق پریشان کیا یہ کہدیا کہ عمرو یہین ہی اس مکر
نے بشکل آئینہ حیران کیا اب اُس نگوڑے کا دیدہ دلیر ہوا سب کو قتل بھی کیا اور ہمارے باغ مین
بیٹھا بھی رہا ہے تو کبھی دیکھا تھا نام بھی نگوڑے عمرو کا سنا نہ تھا ورنہ کیا مجال تھی جو عیاری
کرتا شہنشاہ اسقدر احمق ہین کہ سو مرتبہ تو خبر بیان کرچکا اور چپ چاپ طرح طرح کی صورتین بناکر آتا ہی دغابازیان
کرجاتا ہی اور دون پر طعن کرتے ہین آپ اُنسے زیادہ بیوقوف کون ہی مگر یہ باتین تھین جو گلگون نے کہدے
تھے کہ کھٹکنے کی صدا بلند ہوئی عمرو نے اندھیری کوٹھری مین گھبرایا خوف ہوا کوئی اس
مکان کو کھولکر آئیگا تو گرفتار کرلیا جائیگا عمرو نے گھبراکر اپنے کو زمین پر گرادیا اوندھا لیٹا نقش زمین
بنگیا سینہ مین کوئی شی چبھی عمرو نے ہاتھ سے ٹٹولا معلوم ہوا قفل لگا ہے عمرو نے فرش کو چاک
کیا دیکھا زمین مین ایک دروازہ نصب ہے اُسمین بڑا سا قفل لگا ہے خواجہ عمرو سوچے اسمین

خزانہ رکھا ہوگا قفل کاٹین خزانہ مین چلین دو چار کوڑی کا روزنگار کرین یہ سوچکر زنبیل مین ہاتھ
ڈالا کنجیان نکالین ہزارون کنجیان آپکے پاس رہتی ہین ایک کنجی قفل مین ٹھیک آئی اُس سے
قفل کھولا دروازہ وا کرکے خواجہ عمرو اندر آئے دیکھا نہایت اندھیرا ہی اپنا ہاتھ اپنے کو نہین
سوجھتا سیڑھیان پختہ انکو طے کرتا ہوا گرتا پڑتا بعد عرصہ دراز انجام پر سیڑھیون کے پہونچا دیکھا ایک
دروازہ لگا ہی اسمین بھی قفل آراستہ ہی اُسکو بھی عمرو نے کھولا باہر نکلا دیکھا مختصر سا ایک صحرا ہے
سبزہ زار جا بجا چشمے چھٹّر جھیلین مقام سرسبز و شاداب دور سے دروازہ ایک باغ کا معلوم
ہوتا ہی مثل آغوش عاشق وا عمرو گلیم اوڑھے ہوے اُس صحرا کو طے کرتا ہوا دم صحبت باغبان
قضا و قدر کا بجز تا در باغ پر پہونچا مگر حیران و پریشان دل سے کہتا ہی عمرو عجائبات سرحد باغ سیب
مین آکر پھنسے احکم الحاکمین بچائیگا دیکھیے یہان سے کیونکر نکاسی ہوتی ہی چلو اس باغ کو بھی دیکھ
اسمین کون رہتا ہی یہ سوچ کر عمرو اندر باغ کے آیا مگر واضح رہے کہ خوف سے یہان کے عجائب
و غرائب کے گلیم سر پہ دل مضطر صورت آئینہ حیران الشکل زلف پریشان دل مین شمار کہ زمانہ
قتل اسد نامدار قریب ہی ہم اس بلا مین مبتلا اُسکی رہائی کی صورت حافظ حقیقی پیدا کریگا دامن
آرزو گلہاے مراد سے بھر یگا اس خیال مین آنکھون سے اشک حسرت ٹپکتے ہین سوز فراق
اسد غازی مین استخوان جل رہی ہین اپنی جان کا خیال غربت مین آن کر کیلے پھنسے اسکا ملال
کبھی ملکہ مہرخ و بہار کو یاد کرتا ہی اپنے خدا سے فریاد کرتا ہی کہ پروردگار ان سب کو پنجہ ظلم
افراسیاب سے بچانا صورت روز سیہ نہ دکھانا عمرو تو روتا ہوا گلیم اوڑھے ہوے کبھی اُس باغ
مین جانے کا قصد کرتا ہی کبھی ڈرتا ہی مگر افراسیاب جادو ملکہ گلگون نازک چشم کو ہوشیار
کرکے باغ سیب مین آیا مشیران سلطنت و وزیران ابت نے پوچھا ای شہنشاہ کیا معرکہ
گزرا افراسیاب جادو نے آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی کہا یارو عجب معرکے در پیش ہین ہزار
طرح کے ماہ دولت کو لپ در پیش ہین اول تو ہمارا رہ سو ملک کے ناظمون کو نامے لکھنا مناسب
ہین کہ بروز قتل اسد غازی آکر شریک ہون اُس سرکش کے قتل کو دیکھین ہر ملک کے ہنگامے
سو قوف ہون جبدن سے اسد غازی نے طلسم ہوش ربا مین داخلہ کیا ہی ہر شخص کے یہی
زبان پر ہی کہ یہ نوجوان فتاح طلسم ہوش ربا ہی طرف سے شہر ناپرسان کے آیا وہان بھی

اُس جوان نے جرأت دکھائی حیرت نے گرفتار کرا سکا یا کتاب قدیم سے تصویر اسی جوان کی
نکلی عورت کی عقل ناقص اُسی وقت قتل کر ڈالتی مگر صحرائے حیرت مین قید کیا وہان ملکہ مہ جبین
الماس پوش اُسپر عاشق ہوئی صندل جادو کو اسد غازی نے مار ڈالا یہان طلسم کو درد سر
پیدا ہوا صاف صاف کتاب مین لکھا تھا کہ قاتل صندل جادو فاتح طلسم ہوش ربا ہو سامری
نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہی مگر یارو سامری جمشید ابد دولت کی شوکت سے آگاہ نہ تھے ورنہ ایسے
کلمات جہلات کبھی نہ لکھتے کسکی مجال ہی کہ طلسم ہوش ربا پر نگاہ ڈالے چند لونڈیان غلام باغی ہوے
میرا کیا کر سکتے ہین سب لوگ بیہودہ بکتے ہین یہ سمنکال حرامزادی شریک ہوگئی تو میرا کیا کر سکتی
ہی ارے ارژنگ جادو بارہ ہزار فوج لے کر جلد جا سمنکال فلان فلان درۂ کوہ مین چھپی ہی
مجکو یقین کامل ہی کہ عمرو سے ملگئی ہی ایسا نہو کہ اِس سرحد سے عمرو نکال لیجائے ابا ربان زادے
کو بھی تلاش کر کے قتل کرونگا سرحد باغ سیب سے نہ نکلنے دونگا اول مین سرحد طلسم ہوش ربا دریائے
خونخوار دوان ویل پر بنیاد ڈالا تھا اسکو دختر کوکب نے مٹایا خاک مین ملایا اب یہ سرحد باغ سیب ہی
بدون میرے حکم کے کیا مجال جو نکلجائے مگر جو ساحر کہ واقفکار ہین علم سحر مین ہوشیار ہین وہ البتہ
لیجا سکتے ہین بس مجھے بڑا خوف سمنکال جادو کا ہی ایسا نہو عمرو کو نکال لیجائے سمنکال کے
شریک ہونے مین بڑا فتور ہوا ہی اِس نالائق کو اپنے سحر پر بڑا غرور ہوا ہی ارژنگ جادو جلد جا فلان
درۂ کوہ مین یقین ہی کہ چھپی ہی جلد بشکین باندھکر لانا ہماری خدمت مین پہونچانا مارے کوڑون کے کھال
کھینچوا دونگا اب کسی کا پاس نہ کرونگا ارژنگ جادو بارہ ہزار ساحران غدار لیکر برائے تلاش
سمنکال روانہ ہوا اسکو راہ مین چھوڑیے مگر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار ضغط پڑھکر بسم اللہ
کہکر اندر باغ کے داخل ہوئے دیکھا باغ وسیع و دلکش نخل باردار پھولے پھلے ہر طرح کی بہار
جا بجا مرغان چمن اکڑ رہے ہین نہرین مثل مار ماہی ہین طائران بے زبان صفت ایزد منان مین مصروف
سبزۂ چمن کو اعتقاد وحدانیت معبود کی صفت نوک زبان خوابیدہ نہین بیدار ہی ہر نوک سبزہ سے
ثابت ہی کہ اوصاف مین سبز بختان چمن کے زبان کھولا چاہتا ہی غنچہ چٹک کر بولا چاہتا ہی عندلیبان
خوش نوا پھول پھول کر شاخہائے گل پر زمزمہ سرائی مین تر زبان نخل سرو پر قمری طوق اطاعت
بگردن سبز بختان چمن کی مدح خوان چمنستان مین جا بجا زیر نخل پھولون کے انبار ایک جانب

کیلون کی قطار صاف ثابت ہی کہ خوبان سبز پوش قبائے اخضری دربر سرسبزی و شادابی چمن پر جھوم رہے ہین نظم

سجدۂ شکر مین ہی شاخ ثمردار ہر ایک ۔ دیکھکر باغ جہان مین کرم عزّ و جل
قوت نامیہ لیتی ہی نباتات کا عرض ۔ ڈال سے پات تلک پھول سے لیکر تا پھل
واسطے خلعت نوروز کے ہر باغ کے بیچ ۔ آبجو قطع لگے کرنے روش پر مخمل
بخشتی ہی گل نورستہ کی رنگ آمیزی ۔ پوشش چھینٹ قلمکار بہر دشت و جبل
عکس گلبن جو زمین پر ہی کرین سے آگے ۔ کار نقاشی مانی ہی دوم وہ اول
تار بارش مین پروتے ہین گہر ہائے تگرگ ۔ ہار پہنانے کو اشجار کے ہر سو بادل
ہار سے آب روان عکس ہجوم گل سے ۔ لوٹتے ہی سبزے پہ ازبسکہ ہوا ہی بیکل
شاخ مین گل کے نزاکت یہ بہم پہونچی ہی ۔ شمع سان گرمی نظارہ سے جاتی ہی پگھل
جوش روئیدگی خاک سے کچھ دور نہین ۔ شاخ مین گاوزمین کے بھی جو پھوٹے کونپل
حدّ ایام کے پیش از حد نامیہ سے ۔ بچۂ مرغ چمن تخم سے آتا ہی نکل
دست گل خوردہ و شاخ گل و گلزار سے ۔ بجہان نشو و نما کرنے مین ہی ضرب مثل
چشم نرگس کی بصارت کی زبس ہی درپے ۔ غنچۂ لالہ نے سرمے سے بھری ہی مکحل
اسقدر محو تماشا ہی کہ نرگس کی طرح ۔ چشم سیار گلستان مین جھپکتی نہین پل
آبجو گرد چمن لمعۂ خورشید سے ہی ۔ خط گلزار کے صفحہ پہ طلائی جدول
لڑکھڑاتی ہوئی پھرتی ہی خیابان مین نسیم ۔ پانو رکھتی ہی صبا صحن مین گلشن کے سنبھل

اس باغ جنت نظیر کو خواجہ نگاہ حیرت سے دیکھکر حیران کہ سبحان اللہ کیا صنعت قضا و قدر ہی وسعت طلسم ہوش ربا اسقدر ہی کہ زمین کے اندر مکانات اسقدر رفیع و وسیع جابجا نازنینان مہ جبین پھر رہی ہین ابھی تک خواجہ گلیم اوڑھے کنج باغ مین کھڑے ہین اس فکر مین ہین کہ کوئی کنیز اسطرف آئے اسکی صورت بنکر جاؤن چونکہ صبح کا وقت ہر ایک پارہ آنکھین ملتی ہوئی اٹھی ہی کوئی حوض پر منھ دھو رہی ہی کوئی کسی کو پکارتی ہی کہ ارے سنبل کس پیچ مین ہی سات بھر تو غائب رہی اب صبح کو بھی آئیگی یا نہین یا اندھیر مچائیگی ایک پکارتی ہی نجوا

نرگس اٹھو آنکھیں کھولو نرگس نے انگڑائی لیکر کہا خدا کرے تیرے دیدے چٹم ہو جائیں سونے
نہیں دیتی تڑکے سے اودھم مچایا ہے شبنم کا جا کر منہ دھلا شمشاد اکڑتی ہوگی اسکو بلا کنیزوں
مین یہ ہنگامے ہین خواجہ تماشا دیکھ رہے ہین ایک کنیز کو دیکھا چھوٹے چھوٹے گال بوٹا سا قد
دوپٹہ ڈھلکا ہوا سوتے سوتے اٹھی لٹیا ہاتھ مین لے کر بولائی ہوئی کنج باغ مین آئی ایک نخل
کے نیچے پائجامہ کھولکر بیٹھ گئی چھل چھل موتنے لگی عمرو نے منہ پھیر لیا جب وہ پیشاب کر کے اٹھی
پائجامہ باندھنے لگی خیال مین آیا اسکو تو بیہوش کرو اسکی صورت بنکے چلو مگر سوچے کہ اس کمسن نوجوان
کے واسطے بیہوشی کا عراب کرنا سراسر حماقت ہے گلیم اوڑھے تھے سر کھول دیا اور دونون ہاتھ
کھول کر جیسے ہی سامنے اسکے آئے اسنے دیکھا ایک سر اور دو ہاتھ میرے سامنے آتے ہین ہائے
کہکر گر پڑی اور بیہوش ہو گئی عمرو نے لباس و زیور اتار لیا اٹھا کے کنیز کو زنبیل مین ڈال لیا اس
خیال سے کہ کسی رئیس کے ہاتھ اسکو فروخت کرینگے گوشہ مین آ کے رنگ روغن عیاری لگا کر اسی
نازنین کی صورت بنکر تیار ہوئے وہی خال وہی خط وہی قد و قامت وہی کرشمہ بھولی بھولی صورت
اگر اسکی ماں بھی دیکھے تو نہ پہچانے لٹیا ہاتھ مین لے کر خرامان خرامان چلے دو چار پھول توڑ کر انگیا
مین رکھ لیے جب صحن مین آئے ہر منجی کے آگے ایک ایک پلنگڑی بچھی ہے کوئی خالی ہے کسی پر
نازنین بے چین لوٹ رہی ہے کوئی اٹھ کے بیٹھی ہے ٹہل کر رہی ہے لٹیا اٹھا کے کلی کی کٹوری سے کلے مین
رکھلی ہے بیٹھی کھجا کے اٹھی لوٹا ہاتھ مین لیا طرف بیت الخلا کے جانے لگی اب حیران ہین میری منجی کونسی
ہے نام میرا کیا ہے کہ ایک نے پکارا اے گلرو جلدی فراغت کر کے چل ملکہ باران زمین کن بیدار
ہوئی ہین عمرو نے گھبرا کر کہا ابھی تڑکے تڑکے ہوش بھی درست نہین ہوئے تو نے کانون کانون
کر کے اور پریشان کیا یہ تو نجلی سمجھے گئے کہ مین گلرو خواص کی صورت پر ہون پکار کر کہا خیلہ
یہ تو بتا رہے میری منجی کونسی ہے ایک نے کہا ارے ادھر آ تیرے سر نگرنے کی یہ جگہ ہے جو کچھ بات
کو کہاتی ہو وہ بھی بھول جاتی ہو ستانی اچل پچی ہے اپنے رہنے کی جگہ بھول گئی ہے ایک نے کہا
بجا ہے گلرو توشہ خانے کی مالک ہین ساری مندریں انہین کو ملتی ہین انکی نانی ڈھنڈو قمرن
روز صبح کو دوپٹے پائجامے لیکر گدڑی بازار مین جاتی ہے پرانے کپڑے بیچ لاتی ہے دھگڑ دونکو
جاوداں کے انگرکھے بنا کر پہناتی ہے اپنی آج منجی بھول گئی آنکھوں مین چربی چھائی ہے بی گلرو

پھول گئیں خواجہ بھی تڑاق پڑاق جواب دیتے ہوئے کسی کا گال نوچ لیا کسی پر گلوری کا اگال پھینک مارا سے ظالم لپک کے کسی کے سینہ پر ہاتھ رکھدیا کسی کے مارنے کو پاؤن سے جوتی اتاری کسی پر سپاہ ٹھوکری لڑتے بھڑتے اپنی کنجی مین آکر بیٹھے دروازہ بھیڑ دیا گٹھریان اٹھا اٹھا کر زنبیل مین رکھین کنجی کو اسباب سے صاف کر دیا بیٹھکر کنگھی چوٹی کی تسی ہو ٹھون پر مِلی بن سنور کر باہر نکلے کنجی مین قفل لگا دیا کر کوئی یہ نہ دیکھے کہ کنجی مین اب بورا یا ٹاٹ نہین باقی ہی کہ یکایک تڑاقا ہوا کہ ملک ماران زمین کن پیدا ہوئین چوبدار نے آواز لگائی ارے جلد آؤ ملکہ علام آ پہنچین آکر پھا ہاتھ دھلوا دو چوکی پر لیجاؤ عمرو سب کے ساتھ ہنستا ہوا مسخراپن کرتا ہوا سامنے بارہ دری کے آکر پہونچا دیکھا پردہ ہاے زربفتی کنیزون نے باندھے بارہ دری مثل عروس شب اول کے آراستہ و پیراستہ ہو گئی طے پیکدان عطردان پاندان گلدستے باسی اٹھا کر پھینکدیے تازے گلدانون مین رکھدیے کنیزان ماہرو پنجہ مژگان سے فرش پر جاروبکشی کر رہی ہین مسند ناز پر ایک ماہ پارہ بعد ناز و ادا جلوہ فرما ہی جبین مبین خورشید تابان عارض ماہ درخشان انگھڑیان ستارۂ سحری کو آنکھین دکھانے والی صف مژگان تیر دلدوز براے قلب عاشقان مطلع ابرو قریب چشم خوشخو نہایت موزون کلیجہ نگار ہونے کے مضمون ظاہر ہین ہم خوش بیان ہین اس اشعار سے بھی ماہر ہین قد

نظم

سرو باغ دلجوئی سراپا ئی چو بر
برچو شاخ نوبت شاخ درخت
دہنش تنگ با شکر ولتنگ
ہر طرف کا بروتبسم کردہ
بردہ صد رہرو ندہ پا انداد
نرگسش دور باش غمزہ خدنگ
کردہ تعلیم ذوردی عجبش
لعل او کردہ بر شکر میری
عالمے را بغمزہ نخرید
ستے از نازکی در دو نہ فریب

قامتے در خوشی چو عمر دراز
سخت رستہ ز صحبت دل سخت
سر درآوردہ ابروانش بکار
آرزومیش دہ ہوش گم کردہ
طرہ را سر زدہ بخونخواری
لعل در آشتی و عشوہ بجنگ
سخن تلخ در لبش چو نبات
شہد را داد چاشنی گیری
گیسوے پیچ پیچ از سر ناز
پاے تا سر ہمہ لطافت و زیب

ہوس انگیز تر ز عشق مجاز
روے گلرنگ او ز گل با رنگ
چون مقابر بہ جبین قبلہ
چون بدنبال چشم کردہ نگاہ
چشمہاے وہم ز بیماری
نیم وا دیدہ خندہ زیر لبش
مرگ را داد چاشنی زجاق
خال او گو ہزار بردہ دیدہ
داد بر دست فتنہ رشتہ دراز
رگ نمودہ برون ز لطف بدن

ہمچو مو در زجاجہ جلی	خویش در دوست در تنگ جلی	ہمچو رشتہ درون گوہر عدن

عمرو نے جو یہ صورت زیبا طلعت جہان آرا دیکھی کلیجہ پر ہاتھ رکھ لیا سامنے آکر گلچینی گلشن جمال
کی کرنے لگا کام خدمت مین معروف ہوا دل سے مشورہ کر رہا ہی کہ کیون خواجہ یہان سے
کیونکر نکاسی ہوگی یا بن پڑے تو اسکو گرفتار کرون ای عمرو یہ وہی نام ہی جو پرچہ مین حکیم لقراط ثانی
کے لکھا ہی خدا فضل کرے تو اسکو مطیع کرون سنگال تو راہ پر آکر ہے جیوتی دیکھیے اُس سے
کیونکر ملاقات ہوتی ہی عمرو یہ کھڑا سوچ رہا ہی اور جمال بیمثال ملکہ ماران زمین کن پر نگاہ ہی
کبھی واہ ہی کبھی دل سے آہ ہی جب ملکہ ماران زمین کن ہنس دیتی ہی گوہر آبدار فرج دہن
سے ظاہر ہوتے ہین دیکھنے والے رشتہ نگاہ مین موتی پروتے ہین سینہ پر نارپستان کا اُبھار
عاشقون کی سینا مین دل کے پار ہوئی ہین شعر نارپستان کی کیا لکھون تعریف + یہ تو میوہ ہی باغ
رضوان کا + مگر عمرو نے خیال کر کے دیکھا نصف بارہ دری مین ایک پردہ کھنچا ہوا ہی
اسکے اندر سے ایک ضعیف عورت کے بولنے کی آواز آئی ہی عمرو نے ایک کنیز سے چپکے
سے پوچھا تو اس پردے مین کیا ہے وہ ہنسی اُسنے عمرو کا ہاتھ مروڑ دیا کہا کیون ستاتی ہی تو نے
فتنہ کی باتین کہین اتنا دن آیا مگر تیرا انشا نہین اترا ملکہ عالم کی نانی ملکہ اسرار جادو آرام کر رہی
ہین نام اسرار جادو سنکر عمرو بن امیہ ضمری بھول گیا مگر دل دھڑک رہا ہی کلیجہ پھڑک رہا
ہی دل مین تو یہ ہی کہ ابھی ان دونون کو مطیع کرون مگر یہان سے کیونکر نکلونگا ای پروردگار
مین کس مقام پر ہون تہ تہ زمین کی پہونچا ہون عمرو یہ سوچ باتین کر رہا ہی کہ اندر سے آواز
آئی ماران زمین کن سو کے اٹھی یا نہین یہ سنتے ہی ماران زمین کن حاضر ہوکر اُٹھی
طرف پردے کے چلی عمرو بھی ساتھ ساتھ چلا پردہ اٹھا کر دیکھا ایک ضعیفہ ساحرہ سانولی صورت
جھریان پڑی ہوئین کمر مین خم مگر لباس عمدہ زیب جسم کھانسی کا عارضہ گو طشت سو دانی کا سامنے
رکھا ہی کھر کھر کھانس رہی ہی طشت بلغم سے معمور مگر چہرے سے جلالت پیدا و آثار کاری جھلکی
ہویدا عمرو پردے کے باہر سب کے پیچھے تھر تھر کانپ رہا ہی پردے سے جھانک جھانک کے
دیکھتا ہی ملکہ ماران زمین کن سامنے پہونچی مثل ہلال شب اول بر لب تبسم ہوئی اسرار جادو
نے قریب بلا کر گلے سے لگایا چتر سر پر لاکھ لیتی ہی مگر جو ھوا دھنوان نکلنے لگا کہا بیٹا تمھین تو

آٹھ پہر کھیل کود سے کام ہی کچھ خیال ہی کہ کونسا زمانہ ہی زمانہ قتل طلسم کشا قریب ہی جو اس تنگنا
مین بچ جاے وہ بڑا خوش نصیب ہی سامری و جمشید کے احکام مین فرق آیا چاہتا ہی دیکھین
فلک کج رفتار کیا رنگ دکھاتا ہی اس زمانہ مین آٹھ پہر ہوشیار رہنا چاہئیے کھیلنا عیش و فرحت موقوف
کرو جب سے اٹھی ہون دل کا عجیب عالم ہی قلب پر ہجوم غم ہی صاف مجکو معلوم ہوا کہ عمرو عیار
باغی تمھارے باغ مین آیا ہی اسی جلسہ مین ہی میرے پیرون نے مجکو خبر دی میرا انداز ضعف
و پیری کا ہی تم نام خدا جوان ہو بزرگون کے تحفجات کی مالک ہو راہ گنبد نور کی سالک ہو
بی بی تمنے ابھی اپنے مرتبہ کو نہین پہچانا بادشاہ طلسم ہوش ربا کو ہماری اطاعت واجب و
لازم ہی اگر ہم بادشاہ طلسم ہوش ربا سے بگڑ جائین کل ساکنان طلسم بامصیبت اٹھائین مگر
سامری جمشید ایسا نہ کرین مذہب بڑی چیز ہی جسنے پیدا کرنے والے کو نہ پہچانا بڑا بد نصیب ہی
اب جاکر باغ مین تلاش کرو عمرو عیار کو اپنی کنیزون مین ڈھونڈھو خبردار بیٹی ہوشیار
رہنا عمرو عیار بلاے روزگار ہی تمنے بی بی نہین سُنا ساحر شمشمش خداوند ساحران عتاد دریاے
قلزم مین عمرو نے اُسکو جاکر مارا دم بھر مین بڑے بڑون کی آبرو شادی حقیقت مین یہ چار بانی دہ
نہنگ بحر عیاری ہی ہزبر دشت طراری ہی مجکو اطمینان ہو گا کتابین نکالون تمکو سکھاؤن پڑھاؤن
وارث تحفہ جات سامری ہو سحر مین یکتاے عالم ہو بچپن کی باتین چھوڑو عمرو کی فکر سے منہ موڑو
رات کو گھڑی بھر میرے پاس بیٹھا کرو پوتھیان بزرگون کی پڑھو لوماران زمین کن سر جھکاے
لکڑی تمام باتین سنتی ہی منہ پھیر کے ہنستی جاتی ہی ساتھ والیون سے کہا نانی جان کو سودا ہو گیا
ہی اسرار جادو سے سب حقیقت کھلکے پردے کے باہر آئی عمرو شکل گلرو ساتھ ہی ماہ رُخان
زمین کن خرامان خرامان مسند جواہر نگار پر جلوہ فرما ہوئی مگر ہنسی کے مارے لوٹی جاتی ہی کھلکھلا
ہنس رہی ہی عمرو نے آگے بڑھکر قدمون کو بوسہ دیا سر سے پانو تک بلائین لین ترقی حسن و
جمال کی دعائین دین پوچھا خیر تو ہی نانی جان آپکی کیا کہتی تھین ملکہ نے کہا ارے گلرو آج
تو نانی امان نے نئی نئی باتین کہین کہتی ہین کہ عمرو عیار تیرے باغ مین آگیا کنیزون مین تلاش
کرو تمھارے نوکرون مین چھپا ہی سوتے سوتے اٹھی ہین رات کو شراب بہت پی گئی تھین اسکا
سرور باقی ہی اگلے ساحرون کی آنکھین دیکھی ہین ناحق کو بھی بڑبڑبکے جاتی ہین روز تو یہ

غصہ تھا بیٹا نہانا دھو کپڑے بدلو زیور پہنو باغ سے کہین نجاؤ آنکھ مچولا نہ کھیلا کرو کتاب لاؤ سبق
پڑھو چار حرف لکھو دونون وقت ملتے بلاوری سے نہ نکلو آج ان باتون مین سے کوئی
بات نہین پائی کچھ کہین یاد کہین عمرو نے کہا ملکہ عالم عمرو کون شخص ہے بڑا کوئی چور ہے منحوس
ہے مین اپنا زیور اتار کے رکھ آؤن آگ لگے گہنے مین جو جان جاے ایسا نہو گلا گھونٹ جاے
میرا زیور لیلے جب سے نانی امان نے آپ سے یہ باتین کہی ہین مین ہول کھاتی ہون مری جاتی
ہون حضور میرا تو سواے آپ کے کوئی نہین ہے ہان مرگئی بڑھیا نانی کو دمہ کا عارضہ ہے
رات کو بھی کھانسی اٹھتی تھی جب اٹھ کے پیٹھ سہلائی ٹھنڈائی جوش کرکے پلائی تب جان
بچی صبح و شام کی مہمان ہین دل مین بڑے بڑے ارمان ہین حضور کڑھائی چڑھوا دیجیے
سب کے چلے مین گولہ اٹھاؤنگی بڑی روٹی کی قسم کھاؤنگی حضور سامری و جمشید کے علم سے
لونڈی کو دھبا نہین لیگا ماری مین نے آج تک کسی کا تنکا نہین چھوا بس اب واری اٹھیے
باغ مین چلیے اچھی طرح تحقیقات کیجیے چور کو سزا دینا ہے واری آج صبح کو ایک تماشا مین نے
دیکھا تھا ہو بہو صاف صاف کہدون جب مین صبح کو پیشاب کو گئی زیر نخل نرگس تیر کا انبار ہے وہ خود بخود
ہل رہے تھے مین آنکھ بند کرکے بھاگی بس اتنا معلوم ہوا جو دیکھا وہ کہدیا واری آنکھین پھوٹین
جو مین نے کبھی کسی کی چیز اٹھائی ہو جھوٹی قسم کھائی ہو جب مین ایکے گھر نوکری کرنے آئی نانی امان
نے کہدیا تھا کہ بی بی محل مین نوکری کرنے چلی ہو جس کسی کی چیز کو دیکھنا زہر سمجھنا حضور مجھکو
بہت بہت نانی امان نے تاکید کیا ہے کہتی تھین بیٹا چور کا کوئی شکل نہین ہوتا ان بھولی
باتون پر ماران زمین کی ہنسی کلرو کے آنسو پونچھے کہا ارے دیوانی چور آچکا کیسا وہ عمرو عیار
ساحر کو پکڑ کر مار ڈالتا ہے کوئی صاحبقران ہین انکا عیار ہے بڑا مکار و غدار ہے ملکہ مہرخ سحر چشم
ملکہ بہار جادو و نافرمان سحریان و شاہزادہ شکیل بیدیل و رعد جادو و برق خونخوار صف شکن
ملکہ ہلال سحر افگن و صاحب شوکت و صولت وزیر اعظم باغبان قدرت و صاحب ناز و ادا
ملکہ سربے موے کاکلکشا و صاحب قہر و خشم ملکہ مخمور سرخ چشم وغیرہ کو اُس عیار نے اپنے
شریک کرلیا ہے سنتے ہین کہ افراسیاب کا ناک مین دم کر دیا ہے طلسم کے برباد ہونے کا شہنشاہ
کو بڑا غم ہے مجکو تو نانی امان کا حکم نہین ہے مین تو کبھی باغ سے باہر ہی نہین جاتی نانی امان رات کو بھی مجھکو سلے

گھمار اکرتی ہین جہان مین رات کو سبق پڑھنے میٹھی ہی باتین شروع کردین تو بی بی رعد و
برق عمرو کے شریک ہوگیئن باغبان قدرت بھی جا کر لگیا فلان ساحر مارا گیا میری بلا جانے
جھوٹ ہی یا سچ ہی بیٹھے بیٹھے ایک یہ بھی ا ینچ ہی کہان میرا باغ کہان عمرو عیار بڑی نگہبان
ہمارے باغ کی ملکہ گلگون نازک چشم ہین سو وہ بھی جب شریک ہوجائین خود راستہ ہمارے
باغ کا بتائین تب آنے والا آسکتا ہی وہ خالہ زاد بہن ہین وہ کیا کسی کی شریک ہونگی اول
تو یہ مقام سرحد باغ سیب ہی یہان کسی کا گذر ممکن نہین ہی اگر آئے تو بے شک کہین ہی بیچا
میٹھے بیٹھے یہ بھی ایک شعبدہ بنا دیا گلرو ڈھٹو اپنے کام مین مصروف ہو آج رات کو کوٹھے پر
جلسہ کرینگے ڈومنیان بلوا ئینگے شب ماہ ہی گانا سنینگے یہ باتین سنکر خواجہ عمرو کو تو اطمینان
ہوا کہ اسکے دل مین کینہ بالکل نہین ہی رات کو شراب پلا کر اول اسکو بیہوش کرونگا اسکی شکل
بنکر اسی دھندے سے کوٹونگا مگر یہ باتین ختم ہونے پائی تھین کہ پردے سے اسرار جادو نے
پکارا بیٹیا ماران زرین کن کہو عمرو کو تلاش کیا ماران نے کہا نانی اماں ڈھونڈھ رہی ہو
ہمارے باغ مین کہین نہین ہی سارا باغ چھان چکی آپ کا حکم بجالائی اسرار جادو نے
پکار کر کہا ہماری باتون کو خلاف سمجھتی ہی وہ لال جلد والی کتاب کسی کنیز کے ہاتھ بھیدے مین
دیکھکر نام بتا دون کہ کسکی صورت مین ہی تمکو بھلا کھیل سے فرصت کہان ہمکو بہلاتی ہو اپنی کنیزون
مین بیٹھکر مسخرا بناتی ہو ماران زرین کن نے ہنسکر الماری سے ایک کتاب نکالی عمرو گھبرایا
کہ حرامزادی صورت بتائیگی اب جان بچنا دشوار ہی تامل بیکار ہی چلے چل کسی کو لو یہ جگہ
کہا لاؤ میٹے کتاب مین دے آؤن ملکہ ماران نے کتاب ہاتھ مین عمرو کے دی عمرو حاضر جا
لیکے پردے کے قریب آیا پردہ اٹھایا اسرار جادو نے سر اٹھا کر اول سراپا کو دیکھا پھر
کتاب ہاتھ سے لی کھول کر پڑھنے لگی عمرو نے دیکھا یہی وقت ہی کتاب کھولتے ہی وہ ہنسی ہی
سراپا کو بھی تمہارے بنگاہ غور دیکھ چکی ہی اب اسکو مار و یہ سوچکر حلقے کمند کے مارے گردن
اور کمر مین اسرار جادو کے اچھی طرح پڑے عمرو نے جھٹکا مارا سر کٹ کے الگ گرا جسم چارپائی
پر تڑپنے لگا عمرو حیران کہ یہ کیا معرکہ ہوا کمند نے خنجر کا کام کیا حیران دیکھ رہا ہی ہوش اڑ گئے
ایسا کبھی اتفاق نہ ہوا تھا بیہوش ہونا کمند سے برق بنکر نکلجانا یہ سانحے نہ دیکھے تھے ایسا

شعبدہ کبھی پیش نہ آیا تھا ہاتھ کانپے کمند بھی ہاتھ سے چھوٹ گئی قصد ہوا کہ بھاگون جان بچا کر
نکلجاؤن اب باغ مین ٹھہرنا دشوار ہی کوشش بیکار ہی یہ عمرو سوچ رہا تھا کہ پہلو سے دیوار
شق ہوئی نعرہ ہوا سنو ملکہ اسرار جادو او ساربان زادے تجکو تو نے حیرت اور افراسیاب
بنایا مصور بصورت نگار سمجھا عمرو نے پلٹ کر دیکھا اسرار جادو بلا بر آ چکی ہو قصد کیا
پلٹ کے خنجر مارون اسرار جادو نے ایک دو ہتڑ زمین پر مارا شعلہ آگ کا بھڑک کر عمرو پر
گرا رنگ و روغن اڑ گیا زمین نے پاؤن تھام لیے عمرو بصورت اصلی ہو گیا وہ لاشہ جو پڑا تھا
مانش کے آٹے کا پتلہ ٹھہرا اسرار جادو نے آواز دی بی صاحب زادی صاحب یہان آؤ ہماری
باتون کو باد ہوائی سمجھا ہمکو سودا تھا آکے دیکھو عمرو کو پکڑ لیا ماران زمین کن مع سب انیسون
اور جلیسون کے دوڑی ہوئی آئی اب جو ماران زمین کن کی نگاہ پڑی ایک شخص عجیب الخلقت
دنیا سے نرالی صورت قریب پلنگ کے کھڑا ہی تھر تھر کانپ رہا ہی سراپا اسکا یہ ہی ناریل سا سر
کلچہ سے گال مروارید سے دانت زیرہ سی آنکھین تتی سے ہاتھ پاؤن چھ گز کا دھڑ تلے کا
اوپر کا منڈلا تین گز کا کنیزین آہ اوہ کرکے بھاگین کہتی ہوئین ہی ہی واری یہ کیا بلا ہی چل ما لنس
ہی بابن مانش یا پرچھاچن ہتیا دیو کی بھتی ٹھیک ہی بیعنی ہی ہی میری جان گئی کہکے گر پڑین
کوئی بولی بوا مشاد مجھے سنبھال نرگس گھور گھور کے دیکھنے لگی سوسن نے غل مچایا
سنبل نے بال کھولدیے سر پیٹنے لگی ماران زمین کن تھر تھر کانپی ہوش و حواس اڑ گئے
اسرار جادو نے کہا بی بی ہنسے یہ چونڈا دھوپ مین نہین سفید کیا ہی ایک ہفتہ پیشتر تمکو خبر دی تھی
کہ عمرو اس باغ مین آئیگا اب تو ہمکو سودائی نہ بنانا گلگون نازک چشم کو بلاؤ قفس آہنی لاؤ
اس نگوڑے موے ہونڈی کاٹے مکار غدار کو بند کرو خدمت مین شہنشاہ کی روانہ کیا جائیگا
اسیوقت قفس آہنی آیا جب کنیزین اٹھین عمرو کو بند کرنے لگین عمرو نے ہاتھ باندھ کر کہا
کہ ملکہ اسرار جادو تجھ ایسی جادوگرنی میری نگاہ سے نہین گزری جسدن سے طلسم ہوش ربا
مین قدم رکھا ہزار ہا ساحران غدار سے مقابلہ پڑا بڑے بڑے نامور صاحبان لشکر
شعبدہ باز جعلساز ہم عیار ہم سردار کے لڑے اس عہد ذلیل سے ہو کے پڑے حرامزادو نکو
سکے کی موت مارا جہنم واصل کیا شرف جہاد حاصل کیا مگر یہ انتظام میرے واسطے کسی نے

نہین کیا جس وقت مین آپ کے باغ مین داخل ہوا آپ کو خبر ہو گئی میری تقدیر یہ گئی مگر آج میرے
دل کو اعتقاد کامل ہوا کہ مذہب سامری جمشید کا درست مسلمانون کی دلیل سست ہی چاہتا ہون
آپ کا غلام بنکر رہون شرف خدمت حاصل کرون مین عیاری مین کامل تم سحر و ساحری مین عاقل
بموجب مصرعہ خوب گذرے گی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو + آپ تخت نشین ہون مجکو لشکر سپرد
کیجیے اول برخ و بہار کو ستاؤن پھر کوہ عقیق پر جاکر لشکر حمزہ مین آگ لگاؤن اسکے بعد طلسم ہوش ربا
و طلسم نور افشان و بیابان گلریز و ہفت کوہ زلازل ان سب سے لڑ لیے اگر سب کو مار کر آپکی
عملداری نہ کرا دون تو نام اپنا خواجہ عمرو نہ رکھون تصویر سامری و جمشید منگائیے اپنے
قدرت کے احکام تلقین فرمائیے بچپا کا گوہر بھی پیونگا مسلمانون کا آج سے ذکر ذکر دونگا اسرار
جادو یہ باتین سُنکے قہقہہ مار کر ہنسی کہا خواجہ آفرین صد آفرین یہ فقرے تمھارے افراسیاب
جادو قبول کریگا یا مرشد زادے میان مسعود صاحب میرے سامنے ایسی باتین نہ فرمائیے ذرا
ہوش مین آئیے قضا تمھاری قریب ہے اسد بد نصیب ہے خوب مجکو یقین ہے اگر افراسیاب نے قتل
کیا طلسم ہوش ربا بربادی سے بچ گیا مین نے بھی سامری نامے کو پڑھا ہے اُسمین صاف ہی لکھا
ہے کہ عمرو کی کسی ساحر کے ہاتھ قضا نہین ہے عمرو قاتل ساحران ہے مکر و فند اُسکا عالم پر عیان ہے مگر
قضا تمھاری میرے ہاتھ سے ہی عمرو نے کہا ہے ملکہ عالم اب تو مین سامری و جمشید پر لعنت کرونگا تمھارے
مذہب کو برا کہونگا سامری نامہ مین تو صاف مرقوم ہے کہ عمرو کی کسی ساحر کے ہاتھ موت نہین ہے
پھر آپ مجکو کیونکر قتل کرینگی یا سامری و جمشید جھوٹے تھے یہ کیسا واہیات مذہب ہے صاف صاف
مطلب ہے اے اسرار جادو تو ہر بات کو میری مکر جانتی ہے حقیقت مین مین کبھی تم لوگون کے شریک
نہونگا گھس گھس کے جادوگرونکو مارونگا ہمارا خدا مسبب الاسباب ہے رب الارباب ہے ہر بندہ
اُسکے فیض سے کامیاب ہے وحید و یکتا عالم و دانا سمیع و علیم رحیم و کریم قہار و جبار ستار و غفار
تم سب پر وہ مجکو غالب کریگا اگر صاحب عقل و شعور ہے تو قدمون کو بادولت کے بوسہ دے اسلام
اختیار کر دم سامری پرستی کا نہ بھر مثل تیرے وہ بھی ساحر تھے کتے تھے داخل جہنم ہوئے زمرد شاہ
باختری جسکو تم جانتی جرأت کا خستہ گئی ہو بریش او شاشیدم و تراشیدم ہاتھ سے ہمارے
آقائے نامدار کے ملک ہے وہ بندہ قریہ بقریہ مقام بمقام بھاگا بھاگا پھرتا ہے مثل ہمارے تمھارے

بکتا موتتا ہی اہل وعیال کھانا پینا سونا جاگنا کل حرکات وسکنات مین شریک ہی اب اسکی
خدائی کیونکر شک ہی سو مرتبہ صاحبقران نے اسکو گرفتار کیا اسکا نام جلالت ہی کر پھر چھوڑ دیا یہ
فرمایا کہ تجکو مجمع عام مین قتل کرینگے جس مقام پر تیرے سلاکھ دولاکھ حامی ہونگے اُس جگہ اُسکے خون
سے ہاتھ بھرینگے مگر ایسا بیحیا ہی کہ پھر منھ دکھاتا ہی انھین سے لڑنے کو آتا ہی لیکن عنایت پروردگار
سے شکست پر شکست کھاتا ہی ملکہ عالم یہ تمھارا مذہب ہی مسلمان ہو تو بڑا غضب ہی اسرار جادو
کلام صداقت التیام عمرو سے حیرت مین آگئی صفت پروردگار مطلق کارساز برحق سُنکر جھومنے لگی
بات منھ سے نکلتی تھی قلب پر تاثیر ہوئی انتہا کی دلگیر ہوئی مگر کچھ سوچ کے جواب دیا خواجہ بس
چرب زبانی موقوف کرو آمادۂ مرگ مہیاے قضا رہو اگر بلاے ناگہانی سے بچ جاؤگے تو
دیکھا جائیگا یہ ذکر ہو رہا تھا کہ گلگون نازک چشم بھی آکر پہنچی ملکہ ماران زمین کن گلے سے
لپٹ گئی پوچھا بوا گلگون یہ خواجہ عمرو پنجرے مین بند بیٹھے ہین اسوقت نانی امان سے
ایسی باتین کین کہ میرا دل ہل گیا پیدا کرنے والے کا خوف پیدا ہوا دیکھیے اب کیا ہوتا ہی بوا
میرا دل میرے قابو مین نہین صاف معلوم ہوتا ہی کہ اسوقت پہلو مین نہین ہی تمھارے باغ
مین یہ عمرو کیونکر پہونچا اب اسرار جادو بھی مسند پر آکر بیٹھی گلگون نے تمام کیفیت گذشتہ ظاہر
کی کہا مجکو شہنشاہ نے آکر بچایا ورنہ گویا بنکے بیہوش کر چکا تھا ایسا کمبخت گاتا ہی کہ دل بیقرار ہو جاتا
ہی اور جس کسی کو اس علم مین کچھ سودا ہی اُسکے واسطے تو یہ جادو ہی مگر جب شہنشاہ نے آکر مجکو جدا کیا
بعد جانے شہنشاہ کے سارے باغ مین مین نے ڈھونڈھا لیکن پتا نہ ملا صبح کو پہنچی دیکھا تھا
کہ وہ کوٹھری کھلی ہوئی تھی مجھے کچھ خیال نہ ہوا نہین معلوم کسنے وہ مقام بتا دیا کہ یہان آ پہونچا
ماران زمین کن نے کہا بوا سویرے اُٹھتے ہی نانی امان نے مجھسے کہا کہ عمرو عیار تمھارے
باغ مین آگیا مین سچ کہون مجکو مطلق یقین نہ تھا مگر نانی امان کو تو پھر دھن لگ گئی آخر کو کتاب
سنگانی یہ نام خود لیکر دوڑا جا کر کمند ساری مگر نانی امان انتظام کر چکی تھین ہم ایسے لوگ ہوتے
تو مار لیا ہوتا مگر کیا اسوقت مذہب مین اس شخص نے کلام کیا ہی کہ دل مین تاثیر پیدا ہوئی
ہین تو اسکے کلام پر شیدا ہوئی مگر بقول نانی امان اسکے دشمن ساحران عالم ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی
یہ تو ظاہر ہی کہ اسکا قتل ہونا دشوار ہی انتہا کا مکار و عیار ہی تقریر مین طرار قرار ہی آتا تو ضرور

اسوقت معلوم ہوا کہ مذہب ہمارا سبت خام ہی ہر ساحر کا بد انجام ہی نانی امان مصاحب سامری
کہلاتی ہین مگر عمرو کی کسی بات کا جواب نہ دے سکین دنگ ہوگئین زبان ہی کہ قینچی چلتی ہی اس ظالم
کے فقرہ ہاے گرم سے شمع انجمن جلتی ہی گلگون نازک چشم نے کہا بجا سامری وجمشید خبر کرین
دیکھیے اس زمانہ مین کیا ہوتا ہی جو ہر طرف طلسم مین غدر ہی تو میرا بھی قول ہی کہ طلسم کا بچانا دشوار
ہی فتاح اسکا بیشک اسد نامدار ہی اسرار جادو نے پکار کے کہا چھوکری کیا چکنے چپڑے باتین
کرتی ہو مین سمجھ رہی ہون بیہودہ باتین نہ بکو جو کچھ سامری وجمشید دکھائینگے دیکھینگے ہماری
راے پر رہو جو ہم کرین وہ کرنا بیٹا گلگون کچھ جادوگرنیان ساتھ لے تو قفس عمرو باغ سیب مین
پہونچا دو میری جانب سے عرض کرنا کہ جس صبح کو اسکے قتل کرنے کا قصد ہو مین بھی حاضر ہونگی
طلب فرمایئے گا ماران زمین کن کو بھی ساتھ لیتی آؤنگی مکرر عرض کرنا کہ اے شہنشاہ گردون پناہ
پنبہ غفلت گوش ہوش سے نکالیے زمانہ انقلاب آگیا اگر عمرو کو قتل کیا خیر و عافیت ہی ورنہ
سراسر مصیبت ہی اس زمانہ مین غرور کو کام نہ فرمایئے جو کچھ سامری نے لکھا ہی وہ سب پیش
آتا جاتا ہی ہم خیر خواہان دولت ہین نمکخوار سلطنت ہین براہ خیر خواہی عرض کیا قبول وعدم قبول
کا اختیار ہی تقدیر سے ہر شخص ناچار ہی یہ تمام کلمات حسرت آیات سنکر گلگون نازک چشم
نے قفس عمرو کا اٹھالیا اسی راہ کو طے کرکے جسطرح سابق مین تحریر ہوا ہی اپنے باغ مین آئی
کنیزین سب دوڑین کہنے لگین واہ ری یہ کس جزیرہ کا جانور ہی لیکن بے بال و پر ہی کیسی بولی
بولتا ہی نر ہی یا مادہ ہی ایک نے کہا واری آنکھین بھی ہین ایک نے کہا کان ناک بھی ہی ایک نے
کہا ظاہرا معلوم ہوتا ہی چالاک بھی ہی گلگون نازک چشم نے کہا بیہودہ نہ بکو یہ تم سبھون کا جھگڑا
ہی او حرامزادیو یہ عمرو عیار ہی وہ جو گونگا بنا تھا بھلی بھولی باتین بنا کر بیہوش کر گیا تھا اسکی
صورت اصلی یہ ہی جا کر باغ مین ملکہ ماران زمین کن و اسرار جادو کے پہونچا اسرار جادو نے
آخر گرفتار کیا یہ نگوڑا انکے بھی قتل کرنے پر آمادہ ہوا تھا مگر وہ تو مصاحب سامری ہین ماہر سحر و
ساحری ہین معمور صاحب عقل و شعور اپنے کو غائب کر کے اسکو دھوکا دیا تب یہ ظالم گرفتار ہوا
جلد تیاری کرو ابھی اسکو لے کر خدمت افراسیاب مین جا ئینگے قید اسکی باغ سیب مین ہوگی پہنچا کے
چار سو جادوگرنیان اسباب سحر سے آراستہ ہوئین ملکہ گلگون نازک چشم تخت پر سوار ہوئین

قفس سامنے رکھ لیا طرف باغ سیب کے روانہ ہوئی قید عمرو لیکر چلی اسکو راستے مین چھوڑدو

ہو وکالۂ داستان زرِ رنگ جادو کہ افراسیاب نے براے گرفتاری سمنکال روانہ کیا تھا یہ

ناظرین ملاحظہ فرماوین سابق مین ذکر کیا تھا کہ سمنکال جادو پلنگ جادو کے قبضہ سے چھوٹکر بخوف افراسیاب خانہ خراب ایک درۂ کوہ مین جا کر چھپی مگر حیران کہ کیا کرون کدھر جاؤن کا عمرو کا بھی ساتھ چھوٹا شریک لشکر مہرخ نہو سکی کس بلاے ناگہانی مین مبتلا ہوئی کہتی تھی ای خداے نادیدہ مین نے تیرے مذہب کا اعتقاد کیا اس وقت مصیبت مین تجھکو یاد کیا مجھکو تا بلشکر مہرخ پہونچا دام آفت سے چھوڑا کیا لیکے تجھکو پکارون اس راہ سے بالکل نابلد ہون نہین معلوم عمرو پر کیا گذری اب سواے لشکر مہرخ میرا کہان ٹھکانا ہی دن عمر کے تمام ہوئے گرفتار دام رنج و آلام ہوئی اگر لشکر ملکہ مہرخ مین جاتی ملکہ بہار جادو سے ملتی غنچۂ آرزو کھلتا سمنکال درۂ کوہ مین بیقرار اشکبار زندگی سے اپنی بیزار گردش فلک دوار کی شکایت کر رہی ہی بعد عرصۂ دراز درۂ کوہ سے نکلکر ایک جانب چلی مگر زر رنگ جادو کو جو افراسیاب نے مع بارہ ہزار ساحرون کے تبلاش سمنکال جادو تپاشان تپا کر روانہ کیا ہی وہ اس صحرا مین آیا چہار طرف ڈھونڈھ رہا ہی ساتھ والے اسکے صحرا مین پھر رہے ہین کئی مسافرونکو دھوکے مین مارا بیچارے غریبون کو لاکالا خون ناحق اپنی گردون پر لیا اپنے لیے جہنم کا سامان کیا جیسے ہی سمنکال جادو درۂ کوہ سے نکلکر ایک جانب کو روانہ ہونا چاہتی تھی کہ زر رنگ جادو کی نگاہ پڑی پہچانا وہین سے للکارا کہ خبردار او سمنکال مین آپہونچا ارے حال سے ہاتھ باندھے چلکر قدمون پر افراسیاب کے گر سمنکال نے جو پلٹ کر زر رنگ جادو کو دیکھا اسباب سحر لیکر پلٹ پڑی جواب دیا او نابکار کیا بکتا ہی افراسیاب کیا مردود ہی میرا رب اکبر معبود ہی جو کہا وہ کیا چہار طرف سے بارہ ہزار ساحرون نے سمنکال جادو کو گھیرا اگرچہ یہ ساحرہ قدیم ہی بلکہ افراسیاب کی ندیم ہی اس بلوے کو کب مانتی ہی جب گولہ مارا دس کا سر پھٹ گیا کبھی ہاتھ ہلائے برق چمکائی ان بیچاؤن پہ بجلی گرائی خرمن حیات جل کر خاک ہوا کئی سو بیچاؤن کا دم بھر مین قصہ پاک ہوا جس ساحر پر جا پڑی پنجہ کمر مین دے کر بلند ہوئی دونون ٹانگین پکڑکر چیر ڈالا جادو گردون پر ساحر کو پھینک مارا اس خون سے دریا سے آتش

پیدا کیا ساحر مثل ہیمۂ خشک جلنے لگے جسم سے شعلے نکلنے لگے ہنگامۂ سحر و ساحری گرم ہوا نظم

سمنکال جادو لڑی اس طرح
قیامت کا میدان مین عالم ہوا
قیامت کا سامان عیان ہر طرف
وہ تھی بجو جرأت کی گویا نہنگ
لیا ایک گرز بعید شد و مد
کنیز سیہ رو گنہگار تھی

تڑپتی ہی برق تھا جس طرح
زرنگ سیہ رو بتنگ آ گیا
ہوا خون کا دریا روان ہر طرف
کیا وار جب اسنے تلوار کا
کہا رو کے خالق مری کر مدد
ترے لطف کی ہون مین امیدوار

کیا سحر جسپر وہ بیدم ہوا
سحاب الم فوج پر چھا گیا
سمنکال پر جا پڑا جب زرنگ
سمنکال جادو نے رد کر دیا
تو ستار ہی اور غفار ہی
کر اب جسکو منصور پروردگار

دل کو خالق بے نیاز سے رجوع کر کے اسم پڑھا خبیث کے زرنگ نابکار پہ مارا اسنے لاکھ
کلوا بیرون نارسنگھ کو پکارا کچھ نہوا گرز سینہ پر پڑا پشت کو توڑ کر پار گزرا جنگل مین اندھیرا ہو گیا
آواز آئی کشتی مرا نام من زرنگ جادو بود افسوس جان دادیم و مطلب نبود رسیم ساحرہ دونون
نے جو دیکھا کہ افسوس ہمارا مارا گیا سمنکال پہ ہمارا کچھ قابو نہین ہوا بجلی کو کیا رد کین ایسے زبردست
کو کیا ڈھین فرار پر قرار کیا سمنکال مارتی ہوئی پیچھے چلی ہزارون کو قتل کیا مگر حیران پریشان
کی آخر الامر کہان جاؤن کدھر جا کر جان بچاؤن افراسیاب جادو کا دشمن کہان امان پائیگا
پروردگار بچائیگا اس تردد مین لڑتی بھڑتی جاتی ہے قضاے کار اسی طرف سے ملکہ گلگون
نازک چشم قید خواجہ عمرو لیے ہوے طرف باغ سیب کے جاتی تھی یکایک کان مین آواز
ہا و ہو کی پہنچی زرنگ کے مرنے کی قیامت بپا ہوئی گھبرا کر پلٹ پڑی اپنی ہمراہ چیلی
ساتھ والیون سے کہتی ہے کہ یہ کیسا ہنگامہ ہے کسی مقام پر قیامت کی لڑائی ہو رہی ہے دریں
جادوگرون کے مرنے کی آواز آتی ہے خیال کر کے دیکھو زمین تھراتی ہے کنیزون نے عرض کی
واری اپنے کام کو چلیے لڑائی مین جانے سے کیا فائدہ مسلمان فوج شہنشاہ سے لڑتے ہونگے
مہرخ و بہار سے معرکے پڑے ہونگے گلگون نے کہا یہ مقام سرحد باغ سیب ہے یہان کا ہر وقت آنا جانا
آسیب ہے مہرخ و بہار یہان نہین آ سکتین اگر آئین تو نکلنا مشکل ہوگا آپسمین ڈانڈے پر
لڑائی ہوگی پس مصالحہ کرانا ضرور ہے یہ کہکر پر پرواز پیدا کیے گلگون بلند ہوئی کنیزون نے
اس تخت کو گھیر لیا جسپر قفس عمرو کا رکھا ہے عقب مین چلیں بیان سمنکال شیر غضبناک

فوج زرنگ کو قتل کر رہی ہے تعاقب فراریوں کا نہیں چھوڑتی کہ گلگون نازک چشم آسمان
پر چلی دیکھا کہ سمنکال جادو ساحروں کو قتل کر رہی ہے گلگون نے للکارا اے سمنکال یہ کیا
ہنگامہ ہے یہ لوگ تیرے مقابلے کے قابل ہیں لشکری پیادے جاہل ہیں انھوں نے تیرا کیا
نقصان کیا تلوار ہاتھ سے پھینک دے ورنہ تیرے سے حقول وہ کی چٹیا پکڑ کر کھینچتی ہوئی سامنے
افراسیاب کے لیجاؤنگی سمنکال نے للکارا او چھوکری کیوں شامت آئی ہے میں مطیع الاسلام
ہو چکی افراسیاب دشمن ہے وہ گمراہ میرے واسطے رہزن ہے مگر کیا کر سکتا ہے ہمارا مالک پروردگار ہے یہ کہکر گلگون
نے اہل فوج کو آواز دی کیوں بھاگے جاتے ہو اگر فتح تمھارا نہیں ہے ہم تو ہیں یہ کہکر گلگون نے بھی سحر کرنا
شروع کیا بھاگے ہوئے پلٹ پڑے سمنکال سے الجھ گئے ہیں سمنکال نے تخت پر قفس عمرو کا رکھا ہوا دیکھ
دل بیقرار ہو گیا پکار کر آواز دی خواجہ یہ کنیز تازہ آپ کی محبت میں برباد ہوئی آتی ہے آپ کو
رہا کرتی ہے آپ کیونکر گرفتار ہوئے ہوں مجبور و ناچار ہوں عمرو نے آواز دی اے سمنکال
فلک بر سر گردش ہے افراسیاب جادو کو بھی سے جلی کا ڈر ہے مگر اے سمنکال اتنا خیال رکھنا
اگر ہماری قضا قریب ہے تو مجبور و ناچار ہوں ورنہ انشاء اللہ لشکر اسلام میں جس طرح بنے گا
مجکو لیجاؤنگا قتل ہونے دونگا اور اگر رہا ہو جاؤں تو حکم سے پروردگار کے کل فوج ساحران
کو کھڑے کھڑے شکست دوں سمنکال لڑنے لگی اچھا جاتی ہے کہ خواجہ کو چھڑاؤں لڑتی بھڑتی
تا بہ تخت پہونچوں گلگون نازک چشم کے ساتھ چار سو جادوگرنیاں تخت پر محاصرہ کیے ہیں
کوے تیر و تیغ و ناوک چل رہے ہیں زمین کانپ رہی ہے مگر سمنکال ساحرہ زبردست ہے بادہ
الملامت عمرو سے مست ہے زخم کھاتی جاتی ہے گھسی جاتی ہے گلگون تا بہ تخت نہیں آنے دیتی
سینہ سپر کیے سحر کر رہی ہے مگر سمنکال لڑتی بھڑتی ہے اہالیان فوج زرنگ تو بدل ہو چکے ہیں
گلگون کے اکثر ساحر مارنے سے بڑھ گئے ہیں جدھر سمنکال رخ کرتی ہے کائی سی پھٹ جاتی ہے ساحر
پر ساحر گرتا ہے سپاہیوں کی آنکھوں میں نقشہ موت کا پھرتا ہے گلگون نازک چشم سے دو سمنکال
سے مقابلہ چاہا گلگون نے ایک جانور رمش کے آٹے کا بنایا سامری کہکر اسکو اڑایا آواز دی او
سمنکال یہ طائر سحر سامری ہے اس میں افسونگری بھری ہے ہوش اڑا دے گا طائر وہم و خیال اس
افسون تک نہ پہونچیگا بس سمنکال نے دیکھا وہ طائر ناگہ سر سمنکال پر چونچ مارنے لگا ہیبت

ہیہات کلکلا لکار نے لگا سمنکال پر جو سایہ طائر کا پڑا عقاب ہوش اُڑا ہاتھ پاؤن مین رعشہ
آنے لگا قلب تھرانے لگا خیال کیا اگر تین چرخ اور ساریگا تو بالکل ہوگی پھر بڑی مشکل ہوگی سمنکال
نے پیشانی پر نشتر مارا خون ہتیلی پر لے کر آواز دی ای طائر سامری یہ تیرا بھوگ ہے خون پینے کا
تجکو ذوق ہی طائر گندے باندھکر ہتیلی پر سمنکال جادوگر کا خون پینے لگا خون پیکر مثل
کبوتر کے ہاتھ پر سمنکال کے گونجا منقار اُٹھاکر چہرۂ زیبا سمنکال کو دیکھنے لگا صاف ظاہر
ہوتا تھا کہ تسخیر ہوا سمنکال نے کہا ای طائر سامری خوراک پائی شکم سیر ہے اب کام کرنے مین کیا
دیر ہی طائر گندے تول کر اڑا اسر پر گلگون نازک چشم کے آیا جھپکا مارا تھرا کر سر پر گلگون
کے بیٹھ گیا گلگون نے ایک چیخ ماری کہا ہائے خود کردہ را درمان نیست خاموش ہوکر بیٹھ گئی
زبان بند ہوئی سمنکال نے گرز اٹھا کر مارا سینہ کو توڑ کر نکل گیا گلگون نازک چشم تھرا کر گری
جہنم واصل ہوئی ہوا نا کی گشتی ملازمان گلگون نازک چشم بود اب کنیزین گھبرائین قفس عمرو
ہاتھ مین لیا بیتاب و بیقرار ہوکر بھاگین اب سمنکال نے انکا تعاقب کیا منظور ہی کہ قفس عمرو
چھین لون اب کنیزین تو بھاگی جاتی ہین سمنکال سحر کرتی ہوئی دوڑی جاتی ہی اپنی جان
بچاتی ہی کہ جس طرح بنے قفس عمرو چھین لون مگر وہ کلمۂ اسرار جادو و یاران زمین کن ملاحظہ
ناظرین ہون کہ یونانی نوای دونون بعد حوالہ کرنے قید عمرو کے آپس مین باتین کررہی ہین فکر
قتل اسد غازی درپیش ہی اسرار جادو نے کہا ای صاحب افسون ہن ای یاران زمین کن
قید عمرو تو مین نے روانہ کی مگر ادھر خبر دیتا ہی کہ کچھ فساد پڑے گی گلگون نازک چشم ابھی کمسن
ہی اپنے کمال پر مطمئن ہی ای نور نظر کسی کنیز کو روانہ کرو یا تم ہی اسباب سحر سے آراستہ ہو جاکر
دیکھو کیا سحر گزرا اسوقت خود بخود دل گھبراتا ہی میرا کچھ اور ہی تدبیر بتاتا ہی یاران زمین کن نے
کہا نانی امان آج تمھین صبح سے انھین جھگڑون کا خیال ہی اب عمرو سوا مونڈی کا تو نگوڑا
گرفتار ہوا گلگون نازک چشم لے کر گئی اب تردد بیجا ہی دم بھر مین وہ واپس آئیگی خبر قتل
سنائیگی جب وقت قتل عمرو مشہور ہوگا آپ نے کہلا بھیجا ہم آپ چلینگے تماشائے قتل عمرو دیکھینگے
اسرار جادو نے کہا ای نور نظر یہ وقت غفلت نہین ہی ساحران طلسم کی جان پر بنی ہی حقیقت
مین عمر طلسم تمام ہو چلی افراسیاب نے غفلت مین سب کام خراب کیا تمہارے بزرگ کہتے

بڑے مرتبے کے تھے بادشاہ ہوش ربا جب بجبر بلاتا تھا تب جاتے تھے سو جو نوروح طلسم ہوش ربا
کی نگہبان ہو ایسا نہ ہو کہ انجام مین پشیمان ہو مین شب قتل اسد کو پہلوے افراسیاب مین ہونگی
رات بھر بیدار رہونگی اگر مجکو ذرا غفلت ہو ایسی قباحت ہو کہ سنبھالنا دشوار ہو جاے طلسم کے
انتظام مین فرق آے دیکھیے زمانہ کیا رنگ لاتا ہی فلک کیا گردش دکھاتا ہی عمرو نے مقدمہ
مذہب مین ایسے کلام کیے کہ اسوقت تک محویت ہی صاف تو یہ ہی کہ مثل آئینہ روشن ہی کبھی انجام
کا خیال ہی کبھی بربادی طلسم ہوش ربا کا ملال ہی ماران زمین کن چونکہ ابھی نوجوان ہی انکو تمیز
ہنستی ہی اسرار جادو کی باتون پر آوازے کستی ہی یکایک زمین تھرائی کچھ ٹکڑے ابر کے آسمان پر
نمایان ہوے آثار رنج و ملال عیان ہوے منبر پر ایک گلدستہ رکھا تھا وہ خود بخود جلکر خاک ہوا
اسرار جادو نے اپنا سر پیٹ لیا کہا او غضب ہوا گلگون نازک چشم قتل ہو گئی یہ گلدستہ اسکا
گل حیات تھا دیکھیے خود بخود پژمردہ ہوا ہاے اسکا غنچہ آرزو نہ شگفتہ ہوا جھونکا باد خزان کا چلا
عین بہار مین صرصر رنج و الم چلی شاخ تمناے گلگون نہ پھلی نہ پھولی اب تو ماران زمین کن
کے بھی ہوش پراگندہ ہوے نام گلگون کا لے کر رونے لگی اسرار جادو تو بھید سے بخوبی
واقف ہی اسباب سحر لیکر مثل شعلہ جوالہ کے اٹھی پر پرواز پیدا کر کے چلی آواز دی بیٹا جلد آؤ دیر
نہ لگاؤ ماران زمین کن طاوس زرین بال پر سوار ہوئی عقب مین کئی سو جادوگرنیان ایک
ایک فسون ساز شعبدہ باز یگانہ آفاق سحر و ساحری مین طاق روتی پیٹتی چلین یہان سمنکال
جادو گلگون نازک چشم کو قتل کر کے کنیزون سے لڑ رہی ہی قصد ہی قفس عمرو مین لون یا جا
دون عمرو قفس مین سے کہہ رہا ہی کہ اے سمنکال تو جان بچا کر نکلجا پروردگار رسیدہ حافظ ہی اگر حیات
باقی ہی چھوٹ جاؤنگا مجکو اسرار جادو نے قید کر کے بھیجا ہی وہ بلاے روزگار ہی بڑی مکار و
غدار ہی سمنکال جادو کہتی ہی خواجہ اگر تمکو نہ چھڑایا تو کیا کام کیا بلکہ اپنے کو بدنام کیا مہرخ جادو
کو کیا منھ دکھاؤنگی آپ کے قید کی خبر سناؤنگی یہ کہتی جاتی ہی انجام سے سحر کر رہی ہی دو سو کنیزون
کو قتل کر چکی ہی چند باقی ہین کہ یکایک آسمان سے نعرہ ہوا باش او سمنکال جادو غضب کیا
گلگون کا خون بہایا ہمارا ابھی خوف نہ آیا سنو ملکہ اسرار جادو عمرو نے جو قفس سے اسرار جادو
کو آتے دیکھا جی چھوٹ گیا یقین ہوا کہ اب رہائی غیر ممکن ہی ملک الموت کا سامنا ہی مگر سمنکال

کہ اسکو دو پہر لڑتے گذر چکے ہیں ہزاروں ساحر مارے ہیں دریاے خون میں نہائی ہوئی
ہے بلوے سے ساحروں کے گھبرائی ہوئی ہے اب اسرار جادو کو دیکھکر رنگ رو متغیر ہوا طاقت
ہوش و حواس اُڑا حواس خمسہ میں خلل آیا اسرار جادو سنگ تراش نے سحر کیا کارد نکال کر
اسم سحر پڑھا کارد کو پھینکا ہرچند سمنکال نے رد کا شانہ نشانہ ہوا موت کا بہانہ ہو چکا تھی اسی
زخم شانے کا باندھیں اسرار جادو نے یا سامری کہکر دو تیر زمین پر مارا وہ سر کھولے ہوئے
اُف اُف کرتی ہوئی ٹھہری سمنکال جادو کو چرخ آنے لگا لڑکھڑا کر زمین پر گری زبان بند
دل دردمند اسیر اسرار جادو نے زبان میں سوزن ہو یا گرفتار کر لیا قفس عمرو کنیزوں سے طلب کیا
کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ ماران زمین کن بھی مع چند کنیزوں کے آکر پہونچی دیکھا تین کوس
تک دریاے خون بہا ہے مواج ہے لاشہ پڑا تڑپ رہا ہے گھبرا گئی پوچھا نانی اماں یہ ساحر کسکے
ہاتھ سے مارے گئے اسرار جادو نے کہا بیٹا آنکھیں کھولو بنگاہ خود دیکھو جو ہم کہتے تھے وہ ہوا
یا نہیں ماران زمین کن نے کہا نانی اماں آپ بجا فرماتی ہیں حقیقت میں سحر میں کامل ہیں
اسرار جادو نے کہا سمنکال کو نگاہ ملاتے ملاتے عمرو نے مسلمان کیا صاف تو یہ ہے کہ میرے بھی
آئینۂ دل پر غبار آگیا مذہب کے معتقدین بڑی فکر ہے ہر وقت دل تردد منزل سے یہی ذکر ہے چلو
اب خدمت میں افراسیاب کی چلتے ہیں دیکھیں وہ غافل عیش پسند کیا کرتا ہے تدبیر معقول تو یہ ہے
کہ اسوقت ان دونوں کو قتل کیا جاے طلسم ہوش ربا کو بربادی سے بچاے اگر اسکے خلاف
کیا روز سیاہ کا سامنا ہے وقت بہت قریب آگیا ہے بیٹا ماران زمین کن وہ تو بادشاہ طلسم ہوشربا
ہے اسکا بڑا مرتبہ ہے سیلا آتی برس کا سن ہے کسکی کسکی آنکھیں دیکھیں شعر کے جلسے میں شریک ہوئی
جناب شیخ امام بخش ناسخ کیسا شاعر جلیل ہوا حافظ زبان اردو کا باندھ گیا اُسکے ہمچشم خواجہ حیدر علی
آتش نے کیا زبان روزمرہ پائی تھی بی بی صاحبان مذاق کو روزمرہ بہت پسند ہے ایک غزل
آنکی قافیہ ہاے تحمل میں باداے معنی گھٹکا جھٹکا مگر کس لطف سے اسکو نظم فرمایا ہے بی بی تم نوجوان

ہو جو اس غزل کو یاد کرو غزل آتش	فراق عشق میں مارا گیا جو دل شب کا	یہی وہ راہ ہے جس میں ہو جانا کا کھٹکا
نہ بوریا بھی میسر ہوا بچھانے کو	ہمیشہ خواب ہی دیکھا کیے چھپرکھٹ کا	کہوں جو عرش بریں بھی تو کچھ نہیں کھٹکا
بہت بلند ہوا پایہ ترے چھپرکھٹ کا	پری سے چہرہ کیوں نہ دکھائیں نازنین گھونگھٹ کا	حجاب دور ہوا مجھ کو طلسم گھونگھٹ کا

کبھی تو ہوگا ہمارے بھی یار پہلو میں
جسے کہ راہ ہوئی اس سے خوب ہی ٹھکا

ابھی تو قصد کریگا زمانہ کروٹ کا
عجب زمین ہے جو سودا ہو شعر گوئی سے

عجب بھول بھلیاں ہیں غفلت ہستی کی
خراب کرتا ہے آتش زبان کا چسکا

بی بی دیکھو مطلع اس غزل کا موافق مطلب افراسیاب جادو کے ہے غفلت کا انجام خراب ہے
ملکان زمین گیر کو سمجھاتی ہوئی قید سنگال وخواجہ عمرو لیے ہوے طرف باغ سیب کے چل نکلی یہان
افراسیاب جادو باغ سیب مین بیٹھا ہوا تھا انتظام مین مصروف تھا اپنے وزیر سرمایہ برف انداز
ابریق کوہ شگاف سے کہہ رہا ہے کہ کل ممالک مین نامے روانہ کرو روز قتل اسد غازی مین وقت
پر آجائیں قتل ہونا اسد غازی کا اپنی آنکھوں سے دیکھین ہمارے خداجگناروں کو اطمینان
خاطر ہو عین وقت پہر کہ دبہ حاضر ہو سرمایہ یہ باتین کرتا جاتا ہے عیش و طرب کا سامان مہیا ہے
نازنینان مہ جبین حاضر ہین ایک جانب ساقیان ماہرو گانے والیان خوش گلو سرمایہ نے عرض کی
کہ چند ساعت راگ و رنگ موقوف رہے غلام نامے تیار کر لے تو سب پہونچ جائیں طائران
تیز پر طلب ہوں نامے جلد جلد پہونچائین افراسیاب نے کہا تم نامے لکھو ہم گائین سوسن
خوش آواز زبان دراز گئی ہے ایک غزل سن لین پھر امورات مالی و ملکی مین مصروف ہون سوسن کو

اشارہ ہوا سوسن نے یہ غزل گائی
ہمیشہ بدر ہیں عارض کبھی ہلال نہیں
شکستہ حال کی آواز ہے سوال نہیں
خدا کسی کو نہ روز سیاہ دکھلائے
نہال عمر کو ارہ ہے یہ ہلال نہیں
کبھی ہوا کبھی شعلہ کبھی ہے خاک اکبر
ہے حسن رحمۃ شاگرد میر ضیاء الدین ضیا
اسی واسطے تجھکو کم دیکھتے ہیں
جو ہستی کو اپنی عدم دیکھتے ہیں
اگر زندگی ہے تو چلکے حسن اب

بہار حسن خداداد کو زوال نہیں
یہ حسن نور خدا ہے اسے زوال نہیں
فلک کو پاس ہے ہم دل گرفتہ دیکھے ہیں
کسی مین چاند ہے تا ہے شریک حال نہیں
بیاض حسن کے گیسو میں یہ لطافت ہے
کہ تمہارے عناصر میں اعتدال نہیں
تجھے جس گھڑی ای صنم دیکھتے ہیں
ابھی دل تمہارا ہم دیکھتے ہیں
خدائی کا احوال ظاہر ہو دیسے
ان آنکھوں سے کیا کیا ستم دیکھتے ہیں

سدا گلاب کے دو پھول ہیں گل تر
جواب دیکے نہ دل توڑ سائل کا
کسی کا عقدہ کشا ناخن ہلال نہیں
مہینہ زیست کا گذرتا ہے ہر مہینے میں
عیان ہے سیب کا دانہ ذقن چھال نہیں
غزل دیگر میر حسن صاحب تخلص
جھگڑا خدائی کا ہم دیکھتے ہیں
عدم میں ہستی انھین کو احاطہ ہے
کب اسکو کم از جام جم دیکھتے ہیں
افراسیاب نشے مین مست

غزلیں بھمر یان سن رہا ہے کہ آسمان سے برق تجلی ملکہ اسرار جادو و یاران زمین گیر حس

خواجہ عمرو و ملکہ سمنکال کو لیکر سامنے آئین ملازمان زر رنگ نعرہ یاد کرتے ہوے آئے افراسیاب
گھبرا گیا عمرو کو تو قفس مین دیکھکر خوش ہوا ملکہ اسرار جادو نے آکر پایۂ تخت کو بوسہ دیا عرض کی شہنشاہ
مقام افسوس ہی زمانۂ قتل طلسم کشا کا اسقدر قریب ہی آپ کو ناچ رنگ سے فرصت نہین یہ وقت
عیش و راحت کا نہین ہی ملکہ سمنکال جادو مسلمان ہوئین زر رنگ جادو کو مارا ملکہ گلگون اسی
ظالم کے ہاتھ سے قتل ہوئی اگر کنیز نہ پہنچتی عمرو کو چھڑا لیجاتی افراسیاب نے گھبرا کر کہا ای ملکہ اسرار
تم نے عمرو کو کیونکر پایا اسرار جادو نے عرض کی حضور نے جاکر گلگون کو بچایا تھا وہان سے
بھاگ کر میرے باغ مین پہونچا آپ کے اقبال سے مین نے اسی وقت بی ماران زمین کن سے
کہدیا انھون نے میری بات کو ہنسی مین اڑا دیا یہ ساربان زادہ میرے پاس پہونچا مجکو بیہوش کرنیکا
قصد کیا آپ کے اقبال سے میرا کیا کر سکتا ہی مین نے انکی گردن لی قید اسکی بدست گلگون روانہ
کی راہ مین بی سمنکال نے اسکو مارا اسکے مرتے ہی مجکو خبر ہوئی مین نے آتے ہی بی سمنکال جادو
کو ایک سحر مین بیہوش کیا اب یہ دونون گنہگار حاضر ہین سرکار کو اختیار ہی مگر مناسب و انسب یہ ہی
کہ فوراً قتل کیجیے دیر بہتر نہین ہی میعاد قتل اسد مین کے دن باقی ہین مین نے آکر آپ کو عیش و
راحت مین مصروف پایا خالی ہمارے تدارک سے کیا ہوگا عمرو کو تو آج ہی شب کو قتل کیجیے اب
اس ظالم کو مہلت نہ دیجیے ای شہریار اس بات کو ہماری لکھ رکھیے اگر عمرو زندہ ہی تو اسد غازی
رہا ہو جائیگا اور اگر عمرو قتل ہوا پھر طلسم ہوش رُبا فتح ہونا دشوار ہی اب عیش و راحت کو ترک
فرمایئے امورات مالی و ملکی پر متوجہ ہو جایئے افراسیاب نے کہا ای خیر خواہ دولت جو تم کہوگی وہی
ہوگا ابھی ابھی مشہور کرو سرحد باغ سیب مین مشتہر ہو جاے کہ صبح کو ساربان زادہ قتل ہوگا اسرار
جادو نے دل زن کو بلاکر اذن دیا وہ چلا سرما دبرف انداز و ابریق نے چند اشتہار لکھے سرحد
باغ سیب مین چسپان ہوے افراسیاب نے کہا ای ملکہ اسرار جادو آج شب کو تم بھی اسی مقام
پر کیفیت باغ سیب ملاحظہ کرو صبح کو عمرو کو قتل کرکے جانا ای اسرار جادو تیرا آجانا درست ہی مگر
لونڈیان غلام بادولت کا کیا کر سکتی ہین انکی بھی یہ لیاقت ہی کہ بادولت کے مقابلہ مین آئین جسپر
قصد کرونگا مثل نقش قدم مٹا دونگا اسرار جادو نے عرض کیا ای شہنشاہ شعر خلاف رای سلطان
رای جستن * بخون خویش باشد دست شستن * مجکو زیادہ گستاخی مناسب نہین ہی مگر دوسرے

مقام پر سعدی صاحب ارشاد فرماتے ہین بیت دانی کہ چہ گفت زال با رستم گرد + دشمن نتوان
حقیر و بیچارہ شمرد + آپ نے کیون انکو حقیر جانا چشمہ جو کر دیا ہو گیا اب فنا وری دشوار ہوئی بحر
متلاطم و زخار ہو موجہائے بلا کی طغیانی ہے کشتی حیات طوفانی ہو تو کیا عجب ہے اتنک جو کچھ کیا خوب
کیا اب جلد انکا خاتمہ کیجیے سرکشی کی سزا دیجیے یہ نزدیک ملک عمرو عیار آگیا یہان سے
تا کوہ عقیق مسلمانون کا فیصلہ ہوا عمرو عیار سب کا سردار ہی یہ ذکر تھا کہ لیلائے شب نے زلف مشکین
کو سنوارا مثل عروس شب اول بناؤ کرنے لگی ستارون کی پیشانی پر افشان چنی بدر کامل کی چاندنی
لگائی لباس نور آگین جسم پر آراستہ کر کے حجلہ چرخ برین کو منور و روشن کیا بیت چون بشام
آفتاب نورانی + گشت در زیر خاک زندانی + شد ظلمت شب کہ مشک فام بود + بہر آسائش
تمام بود + افراسیاب نے کہا جلسہ آراستہ ہو ایک جانب ملکہ اسرار جادو بیٹھی ملکہ ماسان
زمین کن کر سپاہے جواہر نگار پر متمکن ہوئین مگر افراسیاب جادو نے سنگ رنگ سے کہا کہ
سمنکال و عمرو کو لیجا کر مقام عیادہ پر رکھو سنگ رنگ نے قفس عمرو کا اٹھایا سر زنجیر سمنکال جادو
کو تھاما اپنے کرے مین لا کر قفس رکھا دروازے پر کرسی بچھا کر خود بیٹھی مگر افراسیاب نے
آرائشگی باغ کو حکم دیا اول میان روشن علی خان نے جھاڑ کنول آراستہ کیے ابیات

کنول پانی کے وہ چڑھے تھے گلاس	جن سے شرماے ساغر الماس	فلک انجمن کے تارے تھے
یا کلس عرش کے وہ تارے تھے	ایک جانب آئینے قد آدم بتکلف تمام آراستہ جو آئین صورت	

دیکھے غبار دل مٹے اپنے خوبصورت ہونیکا جوش ہو شان و شوکت سکندر فراموش ہو نظم

آئینہ تھا کہ باغ جوہر تھا	بے تکلف دل سکندر تھا	جو تھے سنگ کوہ طور کے تھے
جھاڑ سب ایک ڈال نور کے تھے	زور دیوار گیرون پہ بہار	سینے پستان شاہد دیوار

کنول کا دو شاخہ مثل دست دعا بارہ دری مین یہ کیفیت باغ سیب ابر بہار پر گل بوٹے کیفیت
دکھاتے تھے موتیا موگرا چمپا چنبیلی جوہی موتیے کے پھول آبرو گوہر بے بہا کی مٹاتے تھے بیلا البیلا
جوہی کی نزاکت عارض محبوب کو خجلت بو وہ بھینی بھینی کہ دماغ جان کو معطر کرے چشمونکی صفائی
دیکھکر آب گوہر پانی بھرے چمن ہائے طلائی ہر نخل لاثانی کھلا ہے خوشبو دار سے ماہ خرامان بجا
تا زمینان خوشرو سفید پھول ہین کہ تارے چمک رہے ہین جھونکون سے ہوا کے غنچے چٹک رہے ہین

بہار اس باغ کی کنیز ہمیشہ دست بستہ حاضر گلچین و باغبان خود اس گلشن فرح افزا کے ناظر نازنینان حسین و مہ جبین بھاری پائجامے آنچل ٹپکے دوپٹے چہرے آفتاب عالمتاب ناز و غمزے مین نایاب گل سے چہرے دیکھکر عاشق بیتاب انکھڑیان لشین اپنے حسن بیمثال پر مغرور اسرار جادو کے منہ سے نکلا کہ شہنشاہ فیروز بخت ایسا باغ پر بہار کبھی نگاہ سے نہین گزرا ابیات

دلکش ایسا ہے یہ باغ کہ سبحان اللہ — جسکو سعدی کی گلستان کا نہ پہونچے کوئی باب
باغ ایجاد کے چارون چمن اسپر صدقے — تختۂ فردوس نہین ایک خیابان کا جواب
ہر طرف بوقلمونی کے عجائب نیرنگ — سرو و شمشاد ہرے گل و ریحان نایاب
غنچون کے دل مین امنگین ہین جوانی کیسی — بوٹے دکھلاتے ہین رعنائی آغاز شباب
جب نسیم آتی ہے کھلجاتا ہے غنچہ دل کا — جب نسیم آتی ہے مہکاتی ہے وہ عطر گلاب
روشون پر عجب انداز سے چلتی ہے صبا — روح کو پامال کیے دیتی ہے جسکی بیتاب
رنگ لالہ سے ہم آغوش ہے نسرین بہار — بستر ناز پہ سبزے سے طراوت بیخواب
نکہت سنبل تر کرتی ہے مشک افشانی — گل وہ شاداب ہین جیسے کہ ٹپکتا ہے گلاب
صحبت بادہ پرستان کا ہے نقشہ گل مین — شاخ ساقی ہے سبو غنچہ ہے گل جام شراب
بلبلین مست ہین مطلق نہین فریاد کا ہوش — بار ہو جاؤ گلون کا یہ گلون سے ہے خطاب
باغبان کرتے ہین خاطر تو مدارا گلچین — دشمنون سے بھی چلی آتی ہے بوے احباب
ایسے سرسبز گلستان نہ کبھی دیکھے تھے — کشت امید رہی فیض سے جسکے شاداب
چار سو جوش ربا مین کا گلون کی کثرت — وسط گلزار مین اک نہر مصفا پر آب
جو سے آئینہ مین دیکھی تھی نہ یہ جلوہ گری — چشمۂ مہر مین پائی تھی نہ اسطرح کی تاب
جسکی موجون مین تماشا ہے درخشانی برق — جسکے فوارون مین کیفیت باران سحاب
جنبش لہرا سے طبیعت وہ روش لہرون کی — جسکا دم بھرنے لگے چشم تماشا و حباب
وہ صفا خیز وہ تابان وہ درخشان پانی — پانی پانی ہو جسے دیکھ کے موتی کی بھی آب
وہ چمک ہے وہ ترشح ہے نہر کی لب گردان مین — لاے الماس کبھی جسکے تماشے کی نہ تاب
برج اک نہر پہ خورشید درخشان کا شرف — بارہ برجون مین نہین جیسے کہ اک اسکا خواب

چار بنگلے وہ فرح بخش ہین وہ روح افزا | ایک اک عرصۂ ارم جن کی ہوا مین بیتاب

الغرض ملکہ ماران زمین گن دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے چہرہ گل رنگین مزاج سر پہ
جواہر نگار تاج رکھے ہوے سیر باغ دیکھکر شگفتہ ہو رہی ہی صفت مین افراسیاب کی اسکا اگر
زبان کھولی گل کلام روبرو افراسیاب یون پیش ہے کہ ای شہنشاہ گردون پناہ کیا باغ
آپ کا پر بہار ہی بارہ دری کیا قطع دار ہی حسینان عالم کا اسوقت باغ مین جمگھٹ ہی پرستان کی
پریون کا میلا ہی افراسیاب جادو کی بھی نگاہ تحت جمال جہان آرائے ماران زمین گن پہ پڑی
جواب دیا کہ ای شہنشاہ خوبی ای سرو باغ محبوبی آج تمھارے قدم رنجہ فرمانے سے نخل جلد منزل
کا اور ہی عالم ہی غنچہ خاطر با دولت کھلا ہی تمھارے قریب بیٹھنے سے لطف زندگی ملا ہی یہ کہکر
ساقیان ماہ وش کی شارہ ہوا جام آفتاب ہاتھ پہ رکھکر بعد ناز و ادا پیش کیے اب تو دور
جام بے دغدغہ گردش انجام گردش مین آیا ناچ ہو رہا ہی رنگ بندھا ہوا ہی زلف سنبل شب کم
سے گذر چکی ہی مگر گرفتار قفس محن مقید سلسلہ غم آوارہ وطن ذی جوہر والا گہر خواجہ عمرو کو جسے
مین قید ہین گلرنگ جادو کے عید مین ہنگامہ عیش سنکر طبیعت لہرائی ایک عیاری یاد آئی
خیال آیا کہ خواجہ بیٹھے رہوگے صبح کو دم خنجر پر گلا رکھو گے اس کمسنی مین موت کا مزا چکھو گے
ابھی دنیا کا کیا دیکھا حسرت و ارمان دل مین بھرے ہین مفلسی دامنگیر ذلیل و حقیر جان تو
بچاؤ کچھ فکر کرو مثل گل جادو بیچاری زخمی ہو کر جو آئی ہی ایک گوشے مین بیہوش پڑی ہوئی
گلرنگ جادو کرسی بچھائے دروازے پر بیٹھی ہین اگر کوئی ادھر آتا ہی تو منع کرتی ہین کہ ادھر
نہ آؤ عمرو قید ہی اسطرف سے راستہ چلنے کی قید ہی یکایک کان مین گلرنگ کے رونے کی
آواز آئی پلٹکے دیکھا عمرو بلک بلک کے رو رہا ہی بیقرار مضطرب لباس تمام آنسوون سے
تر بتر گلرنگ نے پوچھا خواجہ خیر تو ہی کیون روتے ہو کیا ملال ہی جان جانے کا خیال ہی کہ
جیتے نہ بچے اتنے بڑے بادشاہ سے بگاڑ ہے افراسیاب بادشاہ طلسم ہوشربا ہی بڑے
بڑے بادشاہون کو مار چکا ہی بادشاہ قدیم طلسم ہوشربا کہ تہ تیغ ناحق بین جلالت و عدالت
آئین شہنشاہ لاچین اسکی سلطنت کو افراسیاب نے مٹایا گرفتار کر لیا آج تک کسی کو نہین
معلوم کہ کہان قید ہی نشان قید ملنا دشوار ہوا ہاتھ سے افراسیاب کے ذلیل و خوار ہوا شاہان

بنگالہ و کانرودیس سے اکثر قصد کیا کہ ہوش ربا پر قبضہ کریں لشکر کشی کر کے آئے یہاں سے
وہ وہ ساحر مقابلہ مین پہونچے کہ اُنکے جی چھوٹے شہنشاہ نیلم شنشاہ توس ملکہ فیروزہ فیروزبو
ودخشان سیہ رو و ملکہ صنعت سحر ساز وغیرہ اُٹھنے جاکر لڑے آخر ساحران کانرودیس
مقابلہ نہ کر سکے نوک دم بھاگے ملازمان شاہنشاہی نے خیمے بارگاہین وہان خزانہ لوٹ لیا
اگر شہنشاہ ارادہ کرتے ہم لوگ جاکر خاص کانرودیس مین جھنڈے گاڑتے مگر افراسیاب
نے خیال نہ کیا فرمایا اُس ملک نحس پر قبضہ کر کے کیا کرونگا جادوگرنیان کریہ منظر بدصورت بدبو
یہان کی شاہزادیان خوش رُو خوش پوشاک فن سحر و ساحری مین چالاک کس تکلف سے
طلسم کو آباد کیا یہ سامان یہ شوکت یہ شان کسکو نصیب ہے ای عمرو تجھ ایسا عقلمند ایسی حرکت
کرے اتنے بڑے بادشاہ کے منھ چڑھے آغاز انجام نہ سوچا چند لونڈی غلام شریک ہوے
آپ سمجھے سامان ریاست ٹھیک ہے ملکہ گلرنگ جادو نے جو اس طرح کہا عمرو اور زیادہ تڑپ
تڑپ کر رویا کہا ای ملکہ گلرنگ مین اس طلسم کو اسقدر وسیع نہ سمجھا تھا اس جوش مین چلا آیا کہ
ایک بادشاہ کو عیاری کر کے مار ڈالونگا طلسم ہوش ربا پر قبضہ کرونگا بدیع الزمان کو چھڑا لاؤنگا
طلسم مین پہونچتے ہی بی مہرخ شریک ہو گئین مجکو ترغیب دی شہنشاہ سے لڑوایا یہ نہ سمجھایا کہ
افراسیاب قتل نہین ہو سکتا وہ لوگ تو چھٹ جاتے ملازم ہین جسوقت جائینگے ملجائینگے اپنی خطا
بخشوالینگے مجھ بیچارے غریب کی مفت مین جان گئی ای ملکہ گلرنگ ذرا اندر آؤ مین تمھین
سے کچھ اپنے دل کا حال کہون کہان تک خاموش رہون رات دو پہر گذر چکی جون جون رات
کٹتی ہے کلیجے پر چھری چل رہی ہے بموجب شعر غافل تجھے دیتا ہے یہ گھڑیال منادی + گردون نے
گھڑی عمر کی اک اور گھٹادی + میرے بیٹے ننھے ننھے بچے کئی جورواں ہین سب بھوکی پیاسی مرینگی
انکی سرپرستی کون کریگا صاحبقران کے دفتر مین ہماری غیر حاضری لکھی ہوئی تنخواہ ملنے کی
امید نہین ملکہ اسوقت زمین پاؤن کے نیچے سے نکلی جاتی ہے طبیعت خود بخود گھبراتی ہے مین نے
دو چار کوڑیان جمع کر رکھی تھین اہل و عیال دار کو سب طرح کی فکر ہوا ہی صاف کہون گے سے
چار پیسے کا غرور ہے کچھ دو چار نیلے پیلے نگینے بھی ہین آپ میرے قریب آئیے تو دکھاؤن
حال دل بھی مفصل سناؤن نام جواہرات کا سنکر گلرنگ کے منھ مین پانی بھر آیا یہ سب

جانتے ہین کہ عمرو فرد طماع ہی بڑے بڑے مال پا گئے ہین جلدی اٹھکر اندر آئی عمرو کو دم دینگی
خواجہ مجھسے کوئی بات نہ چھپاؤ ہم تمھاری سفارش کرینگے ہمارے کہنے پر رہوگے تو قید سے تمھین
چھڑوا دینگے مین افراسیاب جادو کی کلید عقل ہون مجھے سب طرح کا اختیار ہی بی حیرت
کی میرے سامنے کیا لیاقت ہی ہر بات کا شہنشاہ مشورہ مجھی سے لیتے ہین میرے حسن و جمال
پر جان دیتے ہین میری بانکی ادا اٹھلا کے چلنا ذرا بہت پسند فرماتے ہین اکثر کہا کرتے ہین مین تجکو
گھر مین ڈال لونگا مین منھ نہین لگاتی رات کو کبھی انکے پاس نہین جاتی الگ الگ رہتی ہون
عمرو نے کہا ای ملکۂ عالم شہنشاہ سے ہماری سفارش کرا دو ہمیشہ غلامی کرینگے تابعدار بنے
رہینگے گلرنگ نے کہا صاف صاف کہو ہمکو کیا دوگے ہم ابھی چھڑوا سکتے ہین بچا سکتے ہین
شہنشاہ امیدوار رہتے ہین کبھی خراج دباج کے واسطے اکثر جو بادشاہ قید ہوتے ہین مجھی
کمبخت کو بولنا پڑتا ہی وہ بیچارے سلامت رہین مجکو بہت مانتے ہین حیرت جادو سے
بیشتر مانتے ہین تحفہ تحائف بھیجا کرتے ہین میرے نام سے ڈرتے ہین عمرو نے کہا بی گلرنگ
تمکو اپنی صورت کی قدر نہین ہی اپنے کو بگاڑے رہتی ہو صبح کو اٹھکر دو انگلیان مسی کی لگا لیا کرو
ابٹنا منھ پر ملا کرو چار دن مین رنگت کھلجائے انگڑیان تمھاری غضب کی ہین اور یہ جو آپ نے
فرمایا ہے کیا دوگے مجھ غریب کے پاس کیا ہی ایک تاج لقا کا مدت سے میرے پاس رکھا ہی
ایک سال کا خراج ملک باختر کا اسمین صرف ہوا ہی بی گلرنگ آدھا تم لے لو سارا نہ لیسکوگی
گھبرا جاؤگی گلرنگ ایسی بات کو کیا بجتی جواب دیا خواجہ مین چھپا رکھونگی جو لمبے کے نیچے بڑی
ہنڈیا مین رکھ کے گاڑ دونگی عمرو نے کہا ہان ملکہ جو ایسا مزاج مین ربط و ضبط ہی تو ضرور دونگا
اب تمھارے ساتھ معاملہ کرونگا میرے ہاتھ کھلوا دیجیے تو تاج نکال کے دکھاؤن اب تم سے
کیا پردہ ہی میرے پاس بڑا مال ہی جس ملک پر چڑھ کر حمزہ گئے ہین نے وہان کے بادشاہ کا
تاج لیا اسکو محتاج کر دیا گلرنگ نے پوچھا خواجہ کہان رکھے ہین عمرو نے کہا میرے پاس
زنبیل ہی وہ میری تحویل ہی تم آدمی معقول ہو سب چیزین دکھاؤنگا مگر بے ایمانی نہ کرنا ایک
تاج لے لینا سونا چاندی بھی میرے پاس بہت ہی باوجود سونا سیر بھر چاندی سے زیادہ نہین دونگا
تم سے عہد پختہ کر لونگا گلرنگ نے کہا خواجہ ہماری بات مین کبھی فرق نہوگا جو کہوگے

وہی کرینگے جو چیز لین گے تمھاری خوشی سے لین گے یہ کہکر گلرنگ نے عمرو کے ہاتھ کھولے خواجہ کے ہاتھ پانون قابو مین آئے سنبھل کے بیٹھے کبھی مسکرائے کبھی ہنسے کبھی گنگنائے کہا ملکہ غزل کو سن تو تم سمجھدار معلوم ہوتی ہو زرادل سے اپنے حسب حال یہ اشعار مین یہ کہکے چپکے چپکے بہاگ کی دھن مین یہ غزل خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے ملکہ گلرنگ کو سنائی

غزل

ہمدمی ہجر مین جز آہ رسا کس نے کی	آبیاری مرے اشکون کے سوا کس نے کی
مرض عشق مین پھٹکا مرے پاس کوئی	کس نے دی مجکو غذا میری دوا کس نے کی
کب نکلسکتا ہی ظلمات مین پھنس کر کوئی	میری گردن تری زلفون سے رہا کس نے کی
غنچۂ دل کو ہو کیون پاس نسیم وصلت	سب چمن ہوے مین پیدا یہ ہوا کس نے کی
جز ترے آنکھون مین انسان رہا کیون ای نور	خانۂ دل مین جگہ تیرے سوا کس نے کی
کھینچ لاتا تھا دل اس کوچہ مین اوربانون سے	ہو ستم کس نے سزا پائی خطا کس نے کی
عشق کامل تھا مجھے کی نہ مگر حسن نے قدر	تمہین منصف ہو وفا کس نے جفا کس نے کی
حیرت آئینہ کو ہی سو ہوے فتنے بیدار	نازسے آنکھ دم صبح یہ وا کس نے کی
گل نے بھی بدلا ہی جامہ نہ وہ رنگ اور نہ وہ بو	باغ مین زیب بدن سرخ قبا کس نے کی
ابر برسا ہی ذرا مجھسے نہ لیجے طوفان	مین تو واقف بھی نہین آہ و بکا کس نے کی

گلرنگ جادو یہ غزل سنکر بیقرار ہوگئی کہا خواجہ سب شعر بہت عمدہ ہین خوب گاتے ہو بس اب لاؤ مال دکھاؤ ہم افراسیاب سے تمھین مانگ لین گے اپنے ساتھ رکھین گے عمرو نے کہا ملکہ ہم بھی تمھارے پاس رہین گے رات کو پانون دبایا کرین گے گانا سنائین گے رنج و غم مین دل بہلائینگے لو اب مال دیکھو یہ کہکے زنبیل کی گنڈیان کھولین کہا ملکہ ذرا دیکھو تو ولینا دینا تو خیر جو تمھارا ہی وہ ہمارا ہی جو ہمارا ہی وہ تمھارا ہی گلرنگ نے سر جھکا کر دیکھا زنبیل مین ایک شہر آباد نظر آیا عمارتین عمدہ عمدہ ایک سے خوشنما ہشت سونے چاندی کے سنگ و خشت درخت پھولے پھلے در و دیوار سے شکل آغوش عاشق کھلے ہر رنگ کا تماشا مہ جبینون کا جمگھٹا حوروشون کا جلسا ابیات ذوق ملاحظہ نظارن

بیچ مین باغ کے ہی جلوہ نما اک کوٹھی	رب اورنگ زمین تاج فلک عرش جناب
وجد سمارون کو ہو طرز عمارت ایسی	سجدہ کرنے لگین دیکھین جو درون کی محراب

پر تکلف کبھی دیکھے نہ سجاوٹ یہ کبھی ایسے سامان نظر آئے نہ ایسے اسباب
غازۂ صبح سفیدی در و دیوار کی ہے فرش اُسکا شرف چادر عکس مہتاب
دیکھکر حسن کو پردوں کی چھپتیں حیرت مین خوشنما ایسی چھتیں جیسے ہر پردہ کو حجاب
جھاڑ سب نور کے شاخ شجر طور کنول آئینہ مہ درخشاں کا رخ عالمتاب
نصب وہ چار طرف بوقلموں تصویریں دیکھنے والے کو تصویر کرے استعجاب

ہر طرف ہنگامۂ عیش و نشاط برپا ہے ایک حور وش کی زبان پر بصد ناز و ادا یہ جاری ہے خداوندا ہمارے بادشاہ خواجہ عمرو سلامت باکرامت رہیں دوست انکے نہال دشمن پامال گلرنگ نے دیکھا ایک جانب دریائے قہار و زخار اسمین بجرے مورپنکھیاں بڑے بڑے جہاز دخانی کشتی و بازی چھوٹے ہین سب طرح کے مال اُسپر لدے ہین جابجا اشیاے نادرہ کا انبار روشنی بیشمار کہین طبل بجتا ہے صدائے فریاد و الغیاث کی بلند کوئی خوشنود کوئی دردمند کنارے دریا کے ہزارہا مزدور نوکریاں سرون پر میٹ سونٹا ہاتھ مین کام ملے ہاہی ذرا مزدور کا چوتڑون پر دھڑاک سے سونٹا پڑا جہاز سے مال اُتر رہا ہے صندوق زر و جواہر سے معمور ایک گوشہ مین تاج بھی بہت سے رکھے ہین گلرنگ نے کہا خواجہ یہ کون شہر ہے تمھارے نام کا بازارون مین گذر سا ہے ایک طرف تاج بہت سے رکھے ہین پانچ تاج لونگی جب تمکو رہا کرونگی خواجہ عمرو نے کہا دیکھو بدعہدی ہونے لگی یہ باتین میرے بہت خلاف ہین مگر خوشی تمھاری اٹھا لو گلرنگ جادو ہاتھ بڑھا کر جھکی عمرو نے چوتڑون مین ہاتھ دے کر دھکا دیا گلرنگ زنبیل مین جا پڑی گلرنگ نے دیکھا کہ تھے ہی آفت برپا ہوئی کالی کالی وردیاں کالی کالی صورتین پانچ چار آکر گلرنگ سے لپٹ گئے کپڑے اتارنے لگے یہ چیخی بیٹی کون سنتا ہے کپڑے اتار کر ایک عرقی باندھی ٹوکری ٹٹی کی سر پر رکھی سپاہی نے کہا چل آگے بڑھ ذرا جو رکی ایک دھول ایک تھپڑ لگی گلرنگ کو بھولا بالکل فراموش حیرت کا جوش انشاء اللہ دو مقام پر مختصر مختصر حال زنبیل کا محرر نے لکھا ہے کسی مقام معقول پر مفصل تحریر ہوگا کہ زنبیل مین خواجہ عمرو کی کیا کیا اشیا ہین بموجب روایت لاطہیر فاریابی یہ زنبیل عطیہ حضرت آدم کی ہے یہ زنبیل اب خواجہ کی ہمدم ہے جب خواجہ نے گلرنگ کو زنبیل مین ڈال دیا ایک گنہگار کو زنبیل سے نکالا اُسکو اپنی صورت بنا کر قفس مین بند کیا ہاتھ پاؤن اسیطرح رسی سے

باندھ دیے آپ رنگ و روغن عیاری کا لگا کر گلرنگ کی صورت تیار ہوئے وہی صورت شاہی
لباس وہی زیور ذات پر آراستہ کیا ہنستے ہوئے باہر نکلے دیکھا ہنگامہ عیش و نشاط برپا ہے افراسیاب
مست و مخمور تخت پر بیٹھا ہے ایک پہلو میں ملکہ ماران زمین کن افراسیاب بہ نگاہ محبت چہرہ
بے نظیر کو دیکھ رہا ہے مگر ملکہ اسرار جادو دمبدم یہی کہہ رہی ہے اے شہنشاہ اب رات کم باقی ہے یہ صبح
قتل عمرو کی ہے سامری و جمشید ہماری آپ کی امداد کریں خیر و عافیت سے عمرو قتل ہو جائے مراد
سامری پرستوں کی پوری ہو مسلمانوں کا حوصلہ پست ہو اے شہنشاہ صفحۂ خاطر پر اس کلام فرحت
انجام کو لکھ لیجیے عمرو کے قتل ہوتے ہی بی مہرخ و بہار وغیرہ فوراً خدمت میں حاضر ہونگی عذر
تقصیرات کرینگی سرکار محبت ملینگے اول تو اس کنیز نے آپ کی اب کمر باندھی ہے میں صبح کو لشکر
گران لے کر بر سر مسلمانان جاؤنگی ایک سحر کرکے سب کو باندھ لاؤنگی مگر بشرطیکہ عمرو قتل ہو جائے
افراسیاب کہتا ہے اے اسرار جادو تجکو سودا ہے خیالات محال تیرے دل میں ہیں شکوک
تیرے آب و گل میں ہیں اب تھوڑی رات باقی ہے عمرو کو اپنے ہاتھ سے قتل کر لشکر کشی کا تجکو
اختیار ہے اتنا تردد بیکار ہے یہ باتیں خواجہ نے سب اپنے کانوں سے سنیں ریش مبارک پر ہاتھ
پھیرا کنیزوں سے پلٹ کر کہا دروازے پر قید خانہ کے حاضر ہو آج سامان دعوت اسرار جادو
و ماران زمین کن کا دیا ہے ہر ایک مصاحب سرکار کام کر رہا ہے ایسا نہو کہ صبح کو پرسش ہو میں
میخانہ کا انتظام کر دوں چونکہ اسرار جادو سے ڈرا ہے فکر ہے کہ اسکے سامنے بھی بجا لاؤں الگ الگ
اپنا کام کروں یہ کہکر میخانہ پر تشریف لائے داروغہ سرشار جادو کرسی پر بیٹھا ہے گلابیاں
بھیج رہا ہے عمرو بصورت گلرنگ سامنے آیا سرشار جادو اٹھ کھڑا ہوا کہا کیوں ملکہ گلرنگ
خیر تو ہے عمرو نے کہا واہ میاں سرشار کیا خاک انتظام کیا شہنشاہ خفا ہو رہے ہیں بادشاہوں
کے پینے کی شراب خاص عمدہ کشیدہ الگ چاہیے تفریق علحدہ ہو مگر آپ سے کچھ نہو سکیگا
آپ کنارہ کیجیے اب ساقی محفل میں ہم روانہ کرینگے بڑے جوش و خروش میں انتظام ہوگا اب
ہم بھی مورد میں ہیں ہمارے تمہارے کیا جدائی ہے بدنامی ہو شہنشاہ ناحق غصہ کرتے ہیں
عجب مردود ہر جائی ہے آج بی ماران زمین کن پر لہو گل رہے ہیں انکی باتیں کی فکر ہے
یہ افراسیاب ہے ضرور ڈنک ماریگا پیچ و تاب میں کھائیگا آخر مہتری کا سر کھلا جائیگا یہ سنکر

دار وغہ صاحب کرسی سے اُٹھ کھڑے ہوے کہا ملکہ عالم آپ ہی سب صاحبون کے تصدق سے یہ عہدہ ہے یہ سنتے ہی عمرو میخانہ مین گھسا شراب کو خراب کرنے لگا بیہوشی ملا ملا کر بھیجنا شروع کیا ساقی بچون پر پکار پکار کر تاکید کر رہا ہے ارے جلد شراب پہونچاؤ سب کو پلاؤ آج ہم ساقی ہین کوئی باقی نہ رہجاے شکایت کا کلمہ کسی کی زبان پر نہ آوے اب عمرو نے پیٹیلے شراب کے بیرون باغ سپہ پالیان افراسیاب کو بھجواے سپاہی افسر دوڑے ملکہ گلرنگ کو دعا دینے لگے ای ملکہ گلرنگ ہمیشہ تمھارے باغ حسن مین بہار رہے گل مراد شگفتہ ہو شاخ آرزو پھولے پھلے دشمن خوار و زار رہین صرصر حوادث کی جفا مین سہین عمرو کہتا جاتا ہے کہ میدان صاحب لیجیے آج ہمارا اہتمام ہے دل بھر کے پیجیے جو نہ پیتے تھے وہ بھی دوڑے بقول شخصے کہ مفت کی شراب قاضی نے بھی حلال کی ہے باہر لشکر مین عجب میکشی کا ہنگامہ گرم ہوا بارگاہ مین افراسیاب کے کوئی شک شکوک کا محل باقی نہین عمرو قید ہے اول مین چند جام پہونچ چکے ہین اسرار جادو بھی نصیحتین کرتے کرتے خاموش ہوئی ماران زمین کن نشہ مین چور افراسیاب مخمور سامنے طائفے ناچ رہے ہین ہر مرتبہ پلٹ کر جمال عابد کش زاہد فریب ماران زمین کن کو دیکھکر محو ہوتا ہے مزرع دل مین تخم محبت بوتا ہے نشہ مین بی ماران زمین کن کا چہرہ سرخ دونون زلفین دونون جانب ہل رہی ہین ہر حلقہ مین دل عاشقان گرفتار شب تاریک کے مضمون پیدا ہے بے اختیار افراسیاب صفت گیسوے مشکین مین اشعار پڑھنے لگا

افشا ہو راز حسن کھلین عقدہاے زلف — شانے کی ہر زبان پہ ہو ماجراے زلف
اے خوش خرام پیچ نزاکت کا ہے بڑا — سوے کمر دوتا ہو اگر جھونک کھاے زلف
سودا ہے ہمکو سنبل باغ مراد کا — چلتی ہے اپنے گلشن دل مین ہواے زلف
شانے کی جا انھین دل صد چاک دیجیے — وہ پیچ کھائیے کہ بہت پیچ کھاے زلف
کھل جاے اپنی آنکھ معطر دماغ ہو — غش مین نہ خود وہ ہی ہین آکر سونگھاے زلف

دیگر

موے سنبل کے کیجیے طول کلام زلف — ہو جاے آج وادی ایمن شام زلف
کیون آنکھ پھیر لیتے ہو گیسو کے ذکر مین — کانا نہ تیغ تار جسے سنتے کلام زلف
گیسو کی یاد جو خفا بھی نہ بھولین گے — قرطاس صبح حشر پہ لکھین گے نام زلف

ہون محو زلف پیچ کی باتین نہ کیجیے	ٹلتے بہت نہ رشتہ طول کلام زلف
زلفون کو منھ پہ رکھکے وہ دانستہ ہنس پڑے	آب گہر مین گھولتے ہین مشک شام زلف

ماران زمین کن نے مسکرا کے منھ پھیر لیا کہ شہنشاہ مجھے یہ باتین اچھی نہین معلوم ہوتی ہین اب
رنگ محفل دگرگون ہونا شروع ہوا اول بیرون در باغ سیب سے لگا لگا یہ شراب جو پہنچی
جسنے پی بیہوش ہوا اب باغ سیب مین جا بجا جادوگر و جادوگرنیان نشہ کے جوش مین بدحواس
پھرنے لگین کوئی کنج باغ مین جا گری کوئی جوش مین آکر چشمہ مین پھاند پڑی کوئی آنکھون کی
اندھی کنوئین مین جا رہی ناچنے والیون کے بھی ہوش پراگندہ ساز نہ رہے بدحواس خواجہ عمرو
در میخانہ پر بیٹھے دیکھ رہے ہین ہنستے ہین خوش ہین کہ نمک سرکاری کی تاثیر شروع ہوئی رنگ
جم گیا افراسیاب پر عمرو کی نگاہ ہر سب سے زیادہ اسرار جادو کا خیال ہو دل سے کہتے
ہین کہ یہ بڑی ہوشیار ہی آج دربار کو درہم و برہم کر سکے نکلو مگر جب یہ خیال آجاتا ہی دل تھراتا ہی
کہ سرحد باغ سیب سے کیونکر نکاسی ہوگی بڑی خرابی ہوگی یہ سوچتے ہوے پھر قیدخانہ مین آکر
سمنکال کو ہوشیار کیا گھبرا کر اسنے آنکھ کھولی دیکھا قفس مین خواجہ بیہوش پڑے ہین قریب
سر پہ گلرنگ کھڑی تنبیہ و تہدید کر رہی ہی کہتی ہی کیون ای سمنکال جادو اب کہو صبح کو کیا ہوگا
ساربان زادے کے ساتھ دینے کا مزہ چکھا یہ بھی قتل ہوجایگا امان نہ پایگا تمھاری جان
گئی اب کہو کیا ارادہ ہی اگر سامری و جمشید کو برحق جانو تو مین تمھاری سفارش کرون شہنشاہ
ہوش ربا سے گزارش کرون سمنکال نے جواب دیا کہ ای گلرنگ جادو جاؤ تم ہمارے
مقدمہ مین دخل نہ دو سامری و جمشید پر لعنت ہی مین دل سے مطیع اسلام ہو چکی ہون خضر
بیابان ہدایت نے رہبری کی اب غول بیابان بدعت بنکر نہ مجکو بھٹکا۔ چھوکری جا نہ مجکو
سمجھا مین عمرو کے ساتھ اپنی جان دونگی یقین ہی کہ ثابت قدم رہونگی جب عمرو نے سمنکال
کو ثابت قدم کو سے محبت مین پایا کہا ای سمنکال مبارک ہو مین نے رہائی پائی گلرنگ کو
پکڑ لیا وہ زنبیل کی سیر کر رہی ہی دیکھو سب بیہوش ہو رہے ہین مگر ہو سکتا ہی کہ تو مجکو باغ سیب
سے نکلیگی یہ لشکر تک پہونچ سکے گی سمنکال مثل گل کے شگفتہ ہوئی جواب دیا خواجہ
اس کنیز لونڈی کا خیال رکھنا فراموش نہ کرنا سرحد کیسی تم تو باغ سیب مین ہو میری یہ لیاقت نہین ہی

کہ مین یہان سے لیکر نکل سکون جو شخص مثل افراسیاب ہو سحر مین انتخاب ہو وہ لیجا سکتا ہی یہ سری
یہ حقیقت نہین ہی ای خواجہ حقیقت مین تمنے بڑا کارنمایان کیا تمھاری عیاری پر دل کو تقویت
اور روح کو راحت ہوئی مگر سب کے بیہوش کرنے سے نفع ہوا نکلنا دشوار ہی کد و کاوش بیکار ہی
عمرو نے کہا خیر ملکہ تم نہ گھبراؤ خدا مالک ہی اگر نہ نکل سکونگا تو آج باغ سیب مین خون کے دریا
بہا دونگا یہ کہکر خواجہ عمرو نے روئی عطر بیہوشی کی کان سے نکالی سمنکال جادو کو سنگھائی اسکو
بھی اٹھا کر نذر زنبیل کیا مگر کہدیا کہ دادا جان اسکو اچھی طرح رکھنا یہ ہماری دوست صادق محب
و ولی ہی مطیع الاسلام ہی ایک اور گنہگار نکالا اسکو بشکل سمنکال جادو بنایا اسی طرح سلسل
کرکے ڈالدیا اتنے عرصہ مین بارہ دری مین سب بیہوش ہوئے افراسیاب کا بھی تخت پہ
منکا ڈھلک گیا مع اسرار جادو و ملکہ ماران زمین کن وغیرہ سب بیہوش اب اندر سے
باہر تک سناٹا ہو گیا اسقدر عمرو کو ملال ہی جان جانے کا خیال ہی کہ اسوقت کسی کا لباس
نہ اتارا مال و اسباب بھی نہ اٹھایا مگر اسرار جادو پر نیمچہ کھینچکر چلا کہ پہلے اسی کو مارون یہ بڑی
ساحرہ زبردست ہی کیا کیا افراسیاب کو سمجھایا ہی میری جانب سے بہکایا ہی جہان تک جلد ہو سکے
آج اسکے امیرون اور وزیرون کو قتل کرون صبح ہو جائیگی کسی گوشہ مین چھپ رہونگا آگے
کوئی سامان نکاسی کا کل آئیگا جامع المتفرقین اپنی قدرت سے مہرخ و بہار سے ملائیگا ہر چند
کہ سب بیہوش پڑے ہین مگر دل بیتاب ہر مرتبہ نیمچہ کھینچکے قریب اسرار جادو کے جاتا ہی گھبرا کر
پلٹ آتا ہی عمرو ایسا بیباک قتل مین ساحرون کے چست و چالاک مگر اسرار جادو پہ ہاتھ
نہین اٹھتا دل بیٹھا جاتا ہی جب کئی مرتبہ یہی کیفیت ہوئی آئینہ دار عمرو کو حیرت ہوئی دل سے

کہا بسم اللہ قتل بھی کرو ہرگز نہ ڈرو نعرہ کرکے چلا نعرہ خواجہ عمرو

سراپا دانش و عقل مجسم	بباغ دین زکرش آبیاری	کزان استاد عیاران عالم
بہر کشور بلائے جان کفار	عمرو آن شاہ عیاران عیار	جہان سرسنگ در خنجر گزاری

لیجا رہا تھا کہ نیمچہ مارے کہ ہر فرش
کی ہو گئی عمرو گھبرا کر کہا کہ خدا خیر کرے یکایک زمین شق ہوئی عمرو نے دیکھا کہ نور افشان
جادو استاد شہنشاہ کوکب روشن ضمیر گرد مین اٹا ہوا پسینہ پسینہ رنگ رو متغیر متردد و متفکر ہاتھ
خواجہ کا تھام لیا کہا ای شہنشاہ اوج عیاری وای گل گلدستہ حدیقہ طراری ماشاء اللہ کیا کار نمایان

کیا مگر آپکی عقل سے بعید ہی اسرار جادو کو آپ قتل کرتے ہین اِس بھید سے آپ بیخبر ہین
حکیم بقراط ثانی کے پرچہ مین اسرار جادو و ماران زمین کُن تحریر ہی کہ حضور مطیع کرینگے
یہی تدبیر ہی قول بزرگان فراموش کیا ایک ہفتہ سے کم میعاد قتل اسد غازی مین باقی ہی اگر
یہ قتل ہوجاتی پھر رہائی اسد نامدار تا روز قیامت نہو سکتی مسبب الاسباب نے سامان مہیا
کیا مین نے بیٹھے بیٹھے اسوقت قصر نور افشان مین بطور ستارہ شناسی کے دیکھا کہ خواجہ عمرو
ملکہ اسرار جادو و ماران زمین کُن کو قتل کیا چاہتے ہین عرق زمین ہوکر آیا ہے اُسکو آپ تک
پہونچایا ہر کس و ناکس کی مجال نہ تھی کہ اِس مقام تک آتا شکر ہی کہ مین پہونچ گیا آپ کی تقدیر
دلپذیر اسرار جادو کے دل مین تاثیر کر چکی ہی فقط فہمائش کی دیر ہی دوسیطرح خیر ہی عمرو نے
سر جھکا لیا کہا ای نور افشان بڑا کام کیا مجھکو بالکل خیال نہ تھا ای شہنشاہ نور افشان ایک
سر ہزار سود ہے نور افشان نے کہا آپ بہت بجا فرماتے ہین یہ کہکر نور افشان جادو نے
اسی بیہوشی مین ملکہ اسرار جادو و ملکہ ماران زمین کُن کو گود مین اُٹھا کر بارہ دری سے باہر
نکالا دونون کو ہوشیار کیا ملکہ اسرار جادو نے آنکھ کھول کر شہنشاہ نور افشان کو دیکھا
عمرو کو رہا پایا ہوش اُڑ گئے کہا ای اسرار جادو یہ کیا بھید ہی نور افشان نے کہا ای ملکہ اسرار
جادو اقوال کاتبان طلسم سب کے سب یقین ہوے عمر طلسم تمام ہو چکی ہے تمسے زیادہ دنیا کو
دیکھا نہ مذہب سامری و جمشید باطل پایا ای ملکہ اسرار جادو انجام کا خیال ضرور ہی عمر دو روزہ
پر بیجا غرور ہی بڑے بڑے شاہان اولوالعزم تہ خاک پنہان ہوے صاحبان نوبت و نشان کا

اشعار

کوئی نام نہین لیتا قبر دن کا بھی نشان مٹ گیا ۔۔۔ نہ سکندر ہی نہ دارا نہ فریدون باقی
نہ ہی ضحاک نہ خسرو نہ ہمایون باقی ۔۔۔ نہ وہ دیہیم رہے اور نہ وہ تاج رہے ۔۔۔ صاحب چتر و حشم قبر کے محتاج رہے

ای ملکہ اسرار جادو دنیا مقام عبرت ہی نہ جاے عشرت سوچ تو ہم تم کیا ہین کترا جواب دریا ہین
زیادہ کلام کا محل نہین ہی تم خوب سمجھتی ہو مذہب خداے نادیدہ کا برحق ہی وہ خالق مطلق ہی
ای ملکہ اسرار جادو مین نے مصاحبت سامری و جمشید کی اُن شیطانون کی صحبت دیکھی سواے
مکر و فریب کے کچھ نہ دیکھا خواجہ عمرو نے آکر مجھکو راہ پر لگایا اہل اسلام کی بات کا جواب ممکن نہین
ای ملکہ اسرار جادو افراسیاب کو غرور مٹائیگا طلسم ہوش ربا ضرور فتح ہو جائیگا تم کس سامری

کی رازدار ہو صاحب جاہ ووقار ہو بس بہتر یہی ہی کہ عمرو کا ساتھ دو موت قریب ہی کفر و کافری کو ترک کرو مین خواجہ عمرو کو لیے جاتا ہون جو جو صلاح ہم تم سے کر جائین ای ملکہ اسرار جادو خبردار خبردار اسکے خلاف نہ کرنا اسکا خیال دل سے مٹا دو کہ افراسیاب جادو بادشاہ طلسم ہوش ربا ہی وقت تباہی طلسم آچکا ہی ای ملکہ اسرار تو جہاندیدہ اور آزمودہ کار ہی زیادہ تجکو ناحق اصرار ہی جب وقت بربادی آتا ہی دوست دشمن بنجاتا ہی جلالت روز و شب نابود اس طلسم کا کیا وجود ای ملکہ اسرار جادو تمکو نادان نہین جانتا ہون اچھی طرح پہچانتا ہون خدا نکرے فلک کجرفتار ریسر آزار ہو کیا ہی زردار ہو فلک مثل مار سیاہ ٹیڑھی چال چلتا ہی ہردم زہر اگلتا ہی عقرب نیش زن ہی ہر صاحب لیاقت کا دشمن ای ہموجب اشعار

مستعد اتنا یہ افعی ہی گزندِ خلق پر — پیچ اسکی چال کا دیکھو ہی شکل اژدہا
خوان پر اُس روسیہ کے ست بجھتا رنگے نقل — چکے ہین تودہ مین خاکستر کے یہ چنگاریان
ختم اُسپر ہو چکی بدخلقی و بدخصلتی — پھر نہ آیا اِسکے تمر اسکا ہوا جو بیسان
تنگی اوقات کرتا ہی نصیب حسن ولطف — غنچہ و گل اس سبب سے رنگ و بو کا ہی مکان
ناتوان کو دے توانائی اگر اُسکی مدد — خار ہو جاوین وہین زنجیر پاے رہروان
دیکھ نک احوال عنقا کا اس ظالم کے ہاتھ — نام پیدا اگر کرے کوئی تو مٹتا ہی نشان
پابرہنہ دربدر ہر دم پھرا دے دھوپ مین — خار کے سر پہ کرے دامان گل کا سائبان
ابر دریا بار کو برسا دے دشت یاس پر — خشک کر رکھے مزرعۂ امید ہر پیر و جوان
ہنس کو موتی چگاتا ہی سدا یہ بے تمیز — پوست کھینچے ہی ہما کا دیکھے مشت استخوان
رشتہ کی خاطر کرے سوراخ گوہر کا جگر — بہر سود ناکسان اس سے کسان کا ہی زیان

ای ملکہ اسرار جادو اب زیادہ دماغ خالی نہ کراؤ اسی طرح جاکر اپنے بستر پہ آرام کرو مسلمانون کا ساتھ دو سرکشان مغرور کو قتل کرو اپنا نام کرو باغ اسلام کی سیر مبارک ہو خارستان کفر سے نکلو انشاء اللہ باغبان قضا و قدر گل مراد سے دامن بھریگا سر وصدلقۂ جرأت اسد غازی کو نہال کریگا غنچہ آرزو شگفتہ ہوگا گل سرکشی افراسیاب جادو پژمردہ ہوگا اس روش سے انتظام کرو کہ ملکہ بہار کی جا کر شریک ہو مثل سوسن زبان درازی بیکار ہیجان سے پریشانی آشکار

سر ہمشادو نے سرکشی کرکے کیا پھل پایا بے ثمر مشہور ہوے ناحق اکڑا کر مغرور ہوے ان کلمات
عبرت تمیز نورافشان جادو سے ملکہ اسرار جادو کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے گلے
مین ہاتھ ڈال کر کہا ای برادر بجان برابر قسم ہی پیدا کرنے والے کی تمھارے کلام فصاحت انجام
سے غبار کفر آئینۂ دل سے دور ہوا قلب کو سرور آنکھون مین نور ہوا صفائی حاصل ہوئی آئینۂ
اسلام نے صورت فتح وظفر دکھلائی مین بدل وجان حاضر ہون ای شہنشاہ نورافشان شب قتل اسد
کو میرے لیے بڑی بختی ہوگی مگر اس بار کو سر پر اُٹھایا ہی جان کا ناحق خوف وخطر ہی ملکہ اب مجھکو
نہ شریک ہونے مین ایمان کا ضرر ہی تمھارے چراغ کلام نے خانۂ تاریک دل منور وروشن کردیا
بادۂ نور اسلام سے ساغر قلب کو بھر دیا صہبائے صفائے ایمان سے مست ہون تا حیات نشہ
نہ اُتریگا مخمور شراب الست ہون یہ لشکر یاران زمین کن کا ہاتھ ہاتھ مین خواجہ عمرو کے دیا کہا
ای رہبر کامل اس جوان کا اور آپ کا شب قتل اسد ساتھ ہوگا آپ کا دامن اسکا ہاتھ ہوگا
جادۂ نقب طلسمی کا راستہ پرخطر قدم بقدم جان کا ضرر مین جا نہ سکونگی شب بھر پاس افراسیاب
کے اسی باغ سیب مین رہونگی آپ اسکی دانائی اور نادانی کا خیال نہ کیجیے گا خواجہ سمجھ سوچ کے
قدم دھرنا اپنی رائے پر کام کرنا یہ کنیز حضور کی رہبر ہی خواجہ عمرو نے جواب دیا ملکہ خدا سمیع
ہی اگر حیات باقی ہی سب مصیبتین جھیلین گے ابھی بڑے بڑے کھیل کھیلین گے دیکھو صبح قریب
ہی ایسا نہو افراسیاب ہوشیار ہو جاے ساری مشقت ضائع جائے میری ہم شبیہ و ہمصورت
ملکہ سمکال کو صبح ہوتے ہی قتل کرا دینا عرصہ نہونے پاے نوبت نقارون کو حکم دینا جنگ کا مرتب
قتل کرانا ای ملکہ اسرار جادو اسعد پر خوشی کرنا کہ افراسیاب بھی مبہوت ہو جاے بس بڑا کام یہ ہی کہ
سب سمجھنے نہ پاے اب ہمارے تمھارے کہان وعدہ ہوتا ہی اسرار جادو نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری
وای نہنگ قلزم رفتار طراری ہم بھی لشکر کشی کرکے زیر گنبد نور آئینگے بعد انتظام کے افراسیاب
جادو کو لیکر باغ سیب مین آئیگا شب بھر میرا اُسکا ساتھ رہیگا ای یاور غریبان وای دادرس بیکسان
آپ ملکہ یاران زمین کن کو ساتھ لیکر جہان یہ لیجاے وہان جائیے گا اپنے حاضر وناظر کو ساتھ
رکھیے گا اسطرح کے آپس مین عہد وپیمان ہوے ملکہ اسرار جادو وملکہ یاران زمین کن کے راز
ونیاز خواجہ عمرو نے خوب سمجھ لیے عمرو نے ٹھنڈی سانس بھری کہا ای ملکہ عالم خدا معین ومددگار ہی

ملکہ اسرار جادو و ملکہ ماران زمین کن اسی طرح جا کر اپنے اپنے مقام پر لپیٹ زمین گویا سوتی ہین نور افشان جادو نے خواجہ عمرو کی کمر مین پنجہ دیا سحر کرکے غرق زمین ہوا خواجہ کو لیکر قصر نور افشان مین پہونچا ملکہ آفتاب گوہر دندان و ہلال گوہر دندان دونون بیٹیان شہنشاہ نور افشان جادو کی حسن اسکے عابد کش زاہد فریب پھول سے چہرے آنکھین نرگس شہلا قد سرو باغ حسن و جمال ابرو رشک ہلال شہنشاہ اقلیم حسن و جمال سینہ پر ابھار جیسی چنپی کریان جسم مین پھرتیان ہونٹھ برگ گل باغ رعنائی گلوصراحی دار چمن حسن پربہار سامنے قصر نور افشانی کے مقام مزار عشاقان تھیرہ کئی شاہان جلیل و پہلوانان بیعدیل جمال بے مثال پر ان دونون غزال صحرائے دلربائی کے مائل ہوکر آوارہ دشت ادبار مصیبت عشق مین گرفتار ہوے آخر آتش سوزان عشق کی گرمی کی تاب نہ لا سکے بار کوہ مصیبت حضرت عشق سر پر نہ اٹھا سکے نقیر بنکر سامنے قصر نور افشانی کے آنے تاب آفتاب جمال کی نہ لائے جسم پھکنے لگے استخوان دہکنے لگے دل و جگر جلا سودا بڑھا خون گھٹا کوئی گلا کاٹ کر مر گیا کسی نے زہر کھا لیا کوئی مثل فرہاد تیشہ سے سر ٹکرا کر جان شیرین کا دشمن ہوا تڑپ تڑپ کے جان دی کوئی دشت نجد مین گیا جا جانشین قیس ہون ایک جگہ اُس مار گزیدہ ہون آنکھون کی یاد مین آہوان صحراے اُنس کر دون فراق قد محبوب کے بونٹون سے گرد کے بیعت ہون دامن خار صحراے الجھین آبلہ پا ہماری جان پھوٹ پھوٹ کے روئین خاک بستر خشت بالش سر رہے چندے اس حال مین بسر کی آخر شبہاے تاریک فراق نے ستایا دریاے خواہش دید ار محبوب جوش مین آیا بعد چندے دیوانہ وار وحشی مثال یہ اشعار پڑھتے ہوئے پھر کوے محبوب مین آئے نظم

روز و شب ہنگامہ برپا ہی میان کوے دوست	ہڈیون پہ پھیری لڑتے ہین سگان کوے دوست
کسنے مجھ وحشی کے پھینکے آنکے آگے استخوان	اک سرے سے ہوگئے مجنون سگان کوے دوست
کب ہی کعبہ کا شرف ایسا کہ رکھتے ہی قدم	پانون اپنے چومتے ہین رتبہ دان کوے دوست

یہ اشعار آبدار بھی اپنے حسب حال مصیبت مآل کوے محبوب مین جھکر پڑھنا شروع کیے غزل

سوز دروں کی اے دل اسکو خبر نہین ہی	آہین شرر فشان ہین لیکن اثر نہین ہی
روتے ہین رات دن ہم لیکن ہی خشک دامن	مثل گہر ہمارا آنسو بھی تر نہین ہی
شعرون مین کسکو باندھون دیوان مین لا دون کسکو	اک وہم ہی سب کو اُسکے کمر نہین ہی

مرتے ہین پر نہین پاس نقدِ اطاعت حق
زندہ سمجھ کے مجکو کرتا ہی وار پہ وار
اوسکی گلی مین کیونکر پہونچیگی روح اپنی
ابرو کی تیغ تولو مژگان کے تیر مارو +
ای شاہدان مضمون کیونکر بلاؤن تمکو
جس ورجہ چاہیے ملے مہتاب آسمان پر
کوچے سے اپنے بستر اٹھوا دو تم شہیدا
اس حور کو لبشہ تو کہ سکتا تھا نہ واعظ
وہ خامہ کیا کہ جس سے مضمون نو نہ نکلے
تن پر سے سر جو اترا بس سر کا درد اترا
اس گل پہ مال اپنا سب نے کیا تصدق
بلبل سدرہ کے آگے پڑھوائی قبول اشعار

کیونکر کٹے گی منزل زادِ سفر نہین ہی
مین مر گیا ہون کب کا اوسکو خبر نہین ہی
روح الامین کا بھی اب جا گذر نہین ہی
عاشق ہون مین مجھے کچھ خوف و خطر نہین ہی
اب نذر کو تمھارے خون جگر نہین ہی
جب تک کہ بام پر وہ رشکِ قمر نہین ہی
اب تک تمھارے دل مین کیا میرا گھر نہین ہی
پر بخشدے مجکو منظور شر نہین ہی
بتیمہ رشاخ ہی وہ جسمین ثمر نہین ہی
تن پر جو سر نہین ہی اب دردِ سر نہین ہی
غنچون کی بھی گرہ مین دیکھا تو زر نہین ہی
کیا بادشاہی کا تجکو ہنر نہین ہی

چند عرصہ تک اس ہائے وائے مین رہے ایکدن خیال ہوا کہ آہ کی تاثیر دیکھین تڑپ تڑپکے نالے کرین شاید دلِ معشوق سرکش پسیجے آہ کی تاثیر تو پیدا کی مگر برق بنکر اپنے اوپر گری بوجب مصرع آخر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے بھنک کر رہگئے ہر ایک نے جو دیکھا وقت سحر ڈھیر تھا عاشق صادق کی خاک کا ڈھیر تھا الا زمان نورافشان کو ثابت ہوا ان جوانان عاشق تن نے محبت مین ملکہ آفتاب گوہر دندان و ہلال گوہر دندان کے جانین دین شب وصل کی صورتین نہ دیکھین اِن ناشاد و نامراد کی قبرون بنانا مناسب ہی اسوجہ سے اُس مقام پر حسرت و یاس غالب ہی عود و سوز و عنبر سوز روشن ہین دُخان پیچ و تاب کھا کر اٹھتا ہی پیچ و تاب دیکھکر صاف ثابت ہوتا ہی کہ یہ عاشقان زلف کے مزار ہین اب بھی بعد مرنے کے کمند مصیبت مین گرفتار ہین چادرین پھولون کی بالائے قبر نازک مزاج پڑی ہین بار پھولون کا بھی روح پر بار ہی کبھی کبھی یہ دونون شاہزادیان زیور و لباس سے آراستہ ہو کر بناز و کرشمہ سامنے سے مزار عاشقان کے گذرتی ہین نگاہ یاس سے اُسطرف دیکھ لیتی ہین کہ

عاشقون کی روحین قبرون مین بیتاب ہو جاتی ہین آوازین عجیب وغریب آتی ہین کسی نے تڑپکر
صدا دی شعر روشن شد از وصال تو شبہاے تار ما ۔ صبح قیامت است چراغ مزار ما ۔ اگر
گجرا پھولون کا کسی نازنین کے ہاتھ سے لحد پر گر پڑا آواز آئی شعر آہستہ برگ گل بفشان بر مزار
ما ۔ بس نازک است شیشۂ دل در کنار ما ۔ کسی سوختہ بخت کی روح مجروح نے آہ کی پتھر
قبر کے جلنے لگے خاک سے بھی شعلے نکلنے لگے خواجہ عمرو نے جو اس مقام حیرت انجام کو دیکھا
نور افشان جادو سے پوچھا کہ یہ قبرین کن سوختہ بختون کی ہین جن سے حسرت و یاس
برس رہی ہی بقول شاعر شعر ابر رحمت اگر نہین ای برق ۔ بیکسی گور پر برستی ہی ۔ نور افشان
جادو نے بیان کیا ای شہنشاہ عیاران یہ دونون کنیزین آپکی آفتاب گوہر دندان
و ہلال گوہر دندان صاحبان عفت وعصمت یکتاے روزگار حسن مین اپنا مثل نہین رکھتین
جا بجا کے شہزادے انپر عاشق ہو کر آئے سوداے زلف عنبرین مین انکے تباہ ہوے آخر
انجام عشق یہ ہوا کہ اپنی جانین دین چونکہ شاہزادگان جلیل تھے قبرین انکی اسی مقام پر بنوائین
مزار عاشقان اسکا نام رکھا ہی ہر سال عاشق تن جمع ہوتے ہین انکے ورثا آکر انکی نوجوانیان
یاد کر کے روتے ہین اِن دونون کی عفت وعصمت کی قسم کھانا چاہیے جب مین طالب انکی
شادی کا ہوا انھون نے جواب صاف دیا ہم ابھی حصول علم وکمال مین مصروف ہین اگر ہماری
شادی کیجیے گا تو تعلیم وتلقین ترک ہو جائیگی جس طرح چاہنے والون کو اپنے محبت ہی انکو سیر محبت
سے رغبت ہی مجھکو انکی ذات سے بڑا آرام ہی ہاکون ملکون بسبب جن کے انکا نام ہی جب رنج
سے مین نے آپ کا مذہب اختیار کیا انکا خضوع وخشوع مجھ سے بھی زیادہ ہی جس طرح خوبصورت
ہین اسی طرح نیک سیرت ہین پاکدامن صاحبان علم وفن حسن وجمال مین یکتا صاحب مہر ووفا
ہر چند یہ صاحبزادیان میرے صلب سے نہین ایک شاہ جلیل القدر کی دختر بلند اختر ہین اب مجکو
روح سے بہتر ہین خواجہ عمرو نے یہ سنکے دونون شاہزادیون کو گلے سے لگایا پیشانیون پر بوسے
دیے دونون گلعذارون نے غنچۂ دہن وا کیے کہا خواجہ صاحب ہم روز بابا جان سے کہتے ہین کہ ہمکو
مقابلۂ حیرت مین جانے کی رخصت دیجیے ہم بھی جا کر حیرت سے لڑین ایسے معرکے پڑین کہ بی حیرت
گھبرا جائین ہوش وحواس درست نہین جواب دینا مشکل ہو مگر قبلہ وکعبہ نہین قبول کرتے فرماتے ہین

کہ ای نور نظر ایک وقت ایسا آئیگا کہ اہل اسلام کے کشت حیات پر سحاب ابر غم و الم چھا جائیگا اُسوقت
مدد کرینگے عنایت سے پروردگار کی بلاے مبرم کو دور کرینگے مگر آپ ہین اپنے ساتھ لیجیے کوشش
رہائی طلسم کشا مین شریک کیجیے خدمتگاری بوجہ احسن بجا لائینگے خدا چاہے تو ملازمان افراسیاب
مان جائینگے خواجہ عمرو نے کہا انشاء اللہ ہم تمھین اطلاع دینگے بدوا جیمین کے تمھارے آستاد
بیمثل و بے نظیر ہین ہمہ دان و ہمہ گیر ہین انکا کہنا مانو وقت کی منتظر رہو آجکل تردد و انتشار ہی افراسیاب
آمادۂ حرب و پیکار ہی شہنشاہ نور افشان نے سامان عیش و نشاط سامنے خواجہ کے مہیا کیا
چند ساعت ٹھہر کر خواجہ عمرو طرف اپنے لشکر کے بصورت مبدل روانہ ہوے دو کلمہ داستان
افراسیاب سنیے کہ یہ مبتلاے خواب خرگوش صبح کو غل فتنہ کے بیدار ہوا دیکھا ملکہ اسرار جادو و
ملکہ ماران زمین کن اٹھین کل سردار اپنے اپنے مقام سے اٹھے افراسیاب نے کہا اے اسرار
جادو بیرون باغ سیب میدان خونی کی تیاری کرا و سامان قتل عمرو تعجیل مہیا ہو اس عرصہ مین
کارگزاران شاہی حاضر آے دست بستہ عرض کی شب کو سرکار نے براے قتل عمرو اشتہار دیا تھا
لاکھون کھا آدمی واسطے تماشا دیکھنے کے حاضر ہین انتہا کا جماؤ ہی مگر جا بجا یہی چرچے ہین کہ کئی مرتبہ عمرو
کے قتل ہونے کا اشتہار ہوا وہ ظالم ہمیشہ بچا آج بھی ویسا ہی کچھ ہوگا اسرار نے کہا سچ کہتے ہین اندھا
جب تپیا سے جب دو آنکھین پاے جلد جا کر میدان خونی کی تیاری کروا ہالیان مجمع کو تسکین دو
کہو کر بچا ہو آنکھ تو اب بے انتہا حاصل کرو قتل عمرو مین شریک ہو یہ بھی سنا دو کہ ملکہ اسرار جادو کا
قیدی ہی آپ لوگ آمادہ رہین فوراً آتے ہین ساربان زادے کی قید آپ سب صاحبون کو دکھاتے
ہین اس باغی کو ابھی دار پر چڑھاتے ہین کارگزاران شاہی بیرون باغ پہونچے جلادان خرس طینت
میمون خصلت جمع ہونے لگے ہر طرف ہنگامے ہین کہ لو صاحبو سرکشی کا اختتام ہوا آج تو ساربان زادہ
قتل ہوتا ہی اب بی مہرخ و بہار کہان جائینگی آخر دست بستہ خدمت شہنشاہ مین آئینگی مگر یار وہ یہ
وہ شخص ہی کہ جو شہنشاہ سے برابر لڑا کئی سال معرکہ پڑا ایک نے کہا یہ تمکو کاہے سے معلوم ہوتا ہی
کہ وہ قتل ہوگا بھلا وہ مرتا کیا جانے کتنی مرتبہ ہم لوگون نے بھی سنا عمرو قتل ہوتا ہی یہان جب
آے تو خبر پائی کہ وہ لوٹ مار کے نکل گیا شہنشاہ کا لاکھون روپیہ کا نقصان ہوا ویسا ہی کچھ آج
بھی ہوگا یہ ذکر تھا کہ نقارے پر چوب پڑی آمد آمد افراسیاب کی ہوئی اول اول سرہا دو بنفا مدہ

دابرق کوہ شگاف اہتمام سواری کرتے ہوے آکر ٹھہرے ایک جانب سے لکہ ہاے ابر
سرخ وسیاہ اُٹھے شاہزادیان خوبصورت نیک سیرت نازنینان دربند طلسم کرجوا کثر خدمت مین
افراسیاب کی رہتی تھین اسباب سحر سے آراستہ لباس معقول زیب جسم آکر ٹھہرین بیچ مین دیکھا
افراسیاب ایک تخت سحر پر سوار چار اژدر آتش فشان کسے ہوے منھ سے شعلہ ہاے آتش چھوڑتے
ہوے افراسیاب بکبر ونخوت تخت نکبت پر سوار گرداگرد سرفا روتا جدا جدا ایک سمت طاؤس
زرّین بال پر ملکہ ماران زمین کن وملکہ اسرار جادو اہتمام کرتی ہوئی دم محبت شہنشاہ کا بھرتی
ہوئی ایک آرا بے پر عمرو عیار وملکہ ہمکال جادو مسلسل ومطوق بیہوش ومدہوش پڑے ہین
جادوگرون نے جب بہت غل مچایا ہی صدائین نقارون کی بلند ہوئی تب ان دونون گنہگارون
نے آنکھین کھولین حیران وپریشان چہار جانب دیکھ رہے تھے اب تو غل بلند ہوا یارو
افراسیاب کا نیّر اقبال اوج پر ہی مالک فتح وظفر ہی تو واسطے دودن کے سلطنت و
وزارت حکومت ہو چکی خاتمہ ہوا آج عمرو قتل ہوتا ہی اسی ہفتہ مین طلسم کشا بھی مارا جائیگا
گنبد نور سے اُتارا جائیگا اب بی مرغ وبہار کیا کرینگی کہان بھاگ کر چھپینگی کون انکا دستگیر
ہو تو جادوون کے قتل پر آمادہ پسر خ پیری جابجا یہ ہنگامہ ہر کوئی کہتا ہی عمرو قتل ہوتا ہی بعض
لوگ کہتے ہین مشہور تھا کہ عمرو کی ساحرون کے ہاتھ سے قضا نہین ہی یہ بصورت عمرو
کوئی اور ہی یہ بھی ایک عیاری کا طور ہی بچا تو وہ بڑا فتنہ انگیز ہی عیاری مین بہت تیز ہی اسرار
جادو کو قتل عمرو مین بڑا اصرار ہی سب دیکھ رہے ہین کہ انتہا کی بیقرار ہی بذات خود انتظام
مین مصروف ہی دار استاد کرائی نقارچیون نے آواز دی سترہ سو نقارہ چاشنی دے کر درست کرو
تیار رہو جس وقت یہ دونون بیدم ہون رہرو راہ جہنم ہون سترہ سو نقارون پر ایک مرتبہ چوب
پڑے یار و مزا یہ ہی کہ زمین ہل جاے سب کو خلعت زرتار ملینگے غنچۂ آرزو کھلینگے ایک
ایک کو بادشاہ طلسم ہوش ربا نہال کریگا منھ تمھارے موتیون سے بھریگا کہان تک زر
وانعام لوگے بہت راضی ہوگے ہماری مشقت وخیر خواہی نہ دیکھو یہ حرامونڈی کا نا ہمارے
باغ مین پہونچا بعنایت سامری ہمنے گرفتار کیا راہ مین بی ہمکال نے چاہا قید چھین لین ہم فوراً
پہونچے اس ملعونہ کو مقید کیا رات جاگ کر کاٹی سعی سامری کر کے صبح ہوئی آج یہ دو شخص قتل ہوتا ہی

جسکا تمام عالم مین شہرہ ہے بڑے بڑے ساحران نامی کو اسنے مٹایا کوئی اسکا دامن نہ چھو سکا
آفتاب جاہ و جلال افراسیاب طالع ہوا تیر دولت و کامرانی ساطع ہوا ای اہالیان طلسم ہوش ربا
مضمون حق بحقدار رسید ظاہر ہوتا ہے دوست خوش ہین دشمن مثل ابر بہار روتا ہے زمانہ سرکشی کا
تمام ہوا البرز عمرو کی زندگی کا جام ہوا نعرے لگاتی ہوئی ملازمان شہنشاہ کو ہنساتی ہوئی قریب
اراپے کے آئی ایک لات عمرو کو ماری کہا کیون گوڑے سوے موڈی کاٹے حرامزادے فسادی
جعلساز غدار و مکار چور اچکون کے سردار ارے تمہاں تیرا قدم جائے ماں بیٹون مین فساد ہو
جس گھر پر سایہ تیرا پڑے وہ گھر برباد ہو اگر تیرا سایہ باغ مین پڑے پھولون سے رنگ و بو جدا ہو
سرو اپنی راستی بھولے ہر چمن مین فساد کا گل پھولے بلبل و قمری مین جھگڑا ہو گلچین و باغبان
آپسمین لڑین خزان بہار پر غالب آئے ہوا تاثیر آگ کی دکھائے ہر گل شگفتہ مرجھائے ہر شجر
نخل ماتم ہو جائے مگر یہان تمھاری سرکشی نے کچھ تاثیر نہ دکھائی گیا جلد موت آئی یہ کہکر ملازمون
سے اشارہ کیا ملازمون نے دونون کے پاؤن مین زنجیر باندھی زنجیر پکڑ کر کھینچی اس گز زمین سے
اونچے ہوگئے مثل چورون کے الٹے لٹکے ملکہ اسرار جادو دوڑی ہوئی قریب شہنشاہ
افراسیاب کے آئی افراسیاب نے کمان کیانی اٹھائی ساٹھ ہزار کمانین کڑکین ملکہ اسرار
جادو نے تیر چھوڑا ساٹھ ہزار عقاب تیر گوشہ کمان سے اڑے سینہ پر گنہگارون کے پڑے
مہرہ پشت کو توڑ کر پار گذرے جسم چھلنی ہوگئے اب اور ساحرون کے ڈھیلے تیر و تفنگ چلے
لاشے بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے ستر ہ سو نقارے پر چوب پڑی زمین کانپ گئی صدائے مبارکباد
بلند ہوئی لاشون کو حکم ہوا پاؤن مین رسی باندھکر سرحد باغ سیب مین کھینچتے ہوئے پھرو تمام ملکون مین
مشتہر کرو کہ عمرو قتل ہوا افراسیاب پلٹ کر تخت حکومت پر بیٹھا نذرین گذرین خوشیان ہونے لگین
ملکہ اسرار جادو و ملکہ ماران زمین کن کو خلعت فاخرہ سے شہنشاہ افراسیاب نے مخلع کیا ملکہ
اسرار جادو نے کہا ای شہنشاہ جہان تک ہو سکے خبر قتل عمرو و ملکہ مہرخ و بہار کو نہ پہونچے جب
طلسم کشا بھی قتل ہو جائیگا یہ دست و پا ہو کر آپ سے عذر کرینگی اگر اسطرف خبر قتل عمرو پائینگی
لڑ بھڑ کر جان دینگی افراسیاب نے کہا صرف حیرت کو لکھ بھیجونگا یہ مضمون ضرور ہوگا کہ پڑھکر خط کو
چاک کر ڈالو سامان تیاری لشکر مین مصروف رہو اسرار جادو و ماران زمین کن افراسیاب سے

یہ لکھکر رخصت ہوئین کہ اب حضور معرفت نقارہ نواز طلسم کے جب تاریخ قتل اسد کا ڈھنڈھورا پٹوائینگے ہم ثانی لوای باغ سیب مین آئینگے جب یہ دونون جاچکین افراسیاب نے حیرت کو نامہ لکھا

نامۂ افراسیاب برائے حیرت جادو

ای نوگل باغ شادمانی | نوبادۂ گلشن جوانی | شاہنشہ ملک کامرانی
ای نزہت باغ زندگانی | ای تازگی دماغ عاشق | پرسازمئے ایاغ عاشق
ای تازہ شمیم گلشن عشق | ای نور چراغ روشن عشق | ای موجۂ نکہت گل عشق
ای سوزش و مستی دل عشق | ای تاب و شکیب بیقراران | کا نور قلوب دلفگاران
ای شعلۂ ناز و فتنہ بازی | تاثیر فنون سحر سازی | ای نیر آسمان مکنت
ای گوہر بحر درج حشمت | خورشید سپہر عشوہ و ناز | مبارک زمانہ شوخ و طناز
ای نور جمال ماہرویان | زیبائش تاج مشکبویان | سر حلقۂ زمرۂ حسینان
سرکردۂ بزم نازنینان | سرمایۂ عیش و کامرانی | بخشندۂ عمر جاودانی
آگاہ ہو بعد شوق دیدار | آتا ہی یہ نامہ فرحت آثار | احسان ہی ستاری کا ہمیشہ
سب طرح ہی خیریت کی اشعار | سرسبز ہوئی ہی کشت امید | اقبال کا اوج ہی ہی خورشید
کھینچا دشمن کو برسر دار | گلشن مین خزین ہی اپنے ابتک | لینے کرتی عمرو کی شوکت
قتل اسکو کیا بظلم و بدعت

ای شہنشاہ اقلیم خوبی ای حاکم ملک محبوبی اس نامۂ فرحت آثار کو پڑھکر

چاک کر ڈالنا اس بات کو سننے سے دکھان قتل عمرو کی خبر تا صبح قتل اسد غازی مخفی رہے ورنہ مسلمان فساد برپا کرینگے نقارہ نواز طلسم کو اب حکم ہوگا مشتہر کرایا جائیگا کہ فلان تاریخ کو طلسم کشا قتل ہوگا شہر ناپرسان مین تشریف لانے کی تیاری کرو اب صبر مناسب نہین ہی افراسیاب نے یہ نامہ طائر جادو کو دیا وہ نامہ کو لیکر طرف ملکہ حیرت کے چلا ادھر کا لشکر ملکہ مہرخ کے سنیے بیان کئی دن کا زمانہ گذرا کہ حیرت نے طبل جنگی نہین بجایا ملکہ مہرخ سحر چشم اپنی بارگاہ فلک اشتباہ مین مع کل سرداران نامی و ساحران گرامی جلوہ فرما ہین مثل برق فرنگی و مہتر چالاک و جانسوز و ضرغام شیر دل و مہتر قران نامدار سامنے ملکہ مہرخ کے خشتہاے زرین پر متمکن ہین مہرخ نے فرمایا ای عیاران نامی آپ لوگ بہت غافل ہین ایک ہفتہ کامل گذرا کہ شہنشاہ اوج عیاری خواجہ عمرو

نہیں معلوم کہاں ہیں آثار رنج و ملال عیاں ہیں برائے خدا لشکر حیرت سے خبر تو لاؤ کہ
ہمارے سرپرست پر کیا گذری خدانخواستہ کہیں قید تو نہیں ہو گئے انکو ہماری جدائی میں
کیونکر آرام آیا یا کہیں جاکر کسی معشوق سے دل لگا یا وقت جان دینے کا قریب آگیا ہی قلب
مضطر دریا ہی وہ تشریف لاوین جلسۂ مشورہ منعقد کریں اُنکے حکم سے لڑیں مریں آخر کیا کریں یہ سنکر
چالاک نے کہا حضور میں ابھی جاتا ہوں اپنے قبلہ و کعبہ کی خبر مفصل لاتا ہوں یہ کہکر طرف
لشکر حیرت کے روانہ ہوا راہ میں آکر صورت تبدیل کی شکل کنیزان حیرت کے صورت بنائی
خرامان خرامان داخل بارگاہ حیرت ہوا دیکھا دربار حیرت کا ساحران نامی سے معمور ہی حیرت
تخت یاقوت نگار پر بکبر و نخوت تمام متمکن چہرہ مثل آفتاب روشن زلف گرہ گیر میں پیچ و تاب آنکھیں لئے
عتاب تا ہر ناز میں خدمت میں دست بستہ حاضر دریائے جواہر میں غوطہ زن لباس فاخرہ
زیب بدن گرد شاہزادیاں دیک ایک سحر میں طاق شہرہ آفاق مہتر چالاک اگالدان بغل میں
لیکر پشت پر ملکہ حیرت جادو کے آیا رومال سے باد مگس رانی کرنے لگا سراپا کو دیکھ رہا ہی
کبھی کلیجہ پر ہاتھ رکھتا ہی کبھی اگالدان سامنے کرکے جھک جاتا ہی یکایک آسمان پر برق چمکی
ایک جادوگر عقاب سحر پر سوار آکر پہونچا برائے تسلیم خم ہوا نامہ ہاتھ پر رکھکر پیش کیا کہا حضور اسکو
ملاحظہ فرمائیں اسکے مضمون پر کاربند ہوں دوست خوش دشمن دردمند ہوں یہ کہکر نامہ دیگر
ساحر تو چلا گیا ملکہ حیرت نے نامہ کھولا پڑھنا شروع کیا ایک ایک حرف سے بشاشت آشکار
خوشی سے چہرہ گلنار چالاک جو پشت پر کھڑا تھا یہ جھکا ہوا مگس رانی کرتا جاتا ہی حرف حرف
پر نگاہ ہی حیرت نے پڑھکر نامہ چاک کرکے اگالدان میں ڈال دیا چالاک تھراتا ہوا با ہزار
آنکھوں میں اشک حسرت قلب پر گرد کدورت ہر چند ضبط کرتا ہی دریائے غم و الم جوش میں ہاتھ
دستگیری نہیں کرتے پاؤں ثابت قدمی سے محروم آنکھیں کہتی ہیں دریا بہائیں دل کہتا ہی کہ
قبلہ و کعبہ کہکر اوروں کو بھی رلائیں اس حال میں مبہوت دہن پر مہر سکوت ہر چند دل میں جوش کے
مگر مثل تصویر خاموش بہ شکل تمام افتان و خیزان بارگاہ مہرخ میں پہونچا مہرخ نے دیکھا رنگ
روئے چالاک متغیر متردد و متحیر آنکھیں ڈبڈبائی ہوئیں جسم میں رعشہ ماتھے پر پسینہ مہرخ نے گھبرا کر
کہا ای مہتر والا گہر خیر تو ہی غم و الم سے چالاک کا یہ حال تھا کہ بول نہ سکتا تھا گھبرا کر ایک ایک کا

منہ تکتا تھا برق دوڑ کر لپٹ گیا کہا مرشد زادے خیر تو ہے کیا ایسا صدمۂ جانکاہ پہونچا برائے
خدا ظاہر کرو اسقدر ضبط کرنے مین روح نہ نکلجائے چالاک نے ہائے قبلہ وکعبہ کہکر ایک نعرہ
مارا مثل مرغ بسمل زمین پر گرا تڑپنے لگا تمام شاہزادیان اپنے اپنے مقام سے اُٹھین چالاک
کو سنبھالنے لگین مہتر قران نے گود مین اُٹھا لیا کہا ای فرزند برائے خدا حال تو ظاہر کرو چالاک
نے سر پیٹ کر قران کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا ای نظر کردۂ بزرگان جسکے تم جان بخش کہلاتے
تھے وہ عیار گلشن جہان ہوئے یکہ و تنہا پاکر قبلہ وکعبہ کو بیکسی اور بےبسی مین افراسیاب نے
باغ مین اُس سردار کو دار پر کھینچا بروقت انتقال ہم خدمتگزارون مین سے کوئی نہ پہونچا نہین
معلوم لاش پر کیا گذری سنتا ہون سر اطہر کنگرے پر باغ سیب کے رکھا گیا لاشہ اُس بیچارے
نظر کردۂ پیغمبران کا جنگل مین پھکوا دیا قران نے پوچھا ای فرزند کیونکر معلوم ہوا خاک اُسکے دہن
مین کسنے یہ خبر سنائی چالاک نے کہا راز مین افراسیاب نے حیرت جادو کو نامہ لکھا اور یہ تاکید
تھی کہ خبردار راز ظاہر نہو کوئی عیار ماہر نہو مین کنیز بنا ہوا پشت پر کھڑا تھا مین نے بھی پڑھ لیا یہ خبر
وحشت اثر سنکر سردارون نے قیامت برپا کی کسی نے سر چوب خیمہ پر مارا کوئی ہائے معین مددگار
کہکر روتے روتے بیہوش ہو گیا جب چالاک وضرغام ہائے قبلہ وکعبہ کہکر نعرے مارتے ہین
سننے والون کے کلیجے پھٹے جاتے ہین ملکۂ بہار نے پچھاڑ کھائی مخمور نے پیٹ پیٹ کر اپنے کو
نیلا کر دیا ملکہ مہرخ آئینہ دار حیران ایک ایک کو سمجھاتی ہین کہ صاحبو صبر کرو دل پر جبر کرو اول ہمکو یقین
نہین آتا اور اگر خدانخواستہ ایسا ہی ہوا تو مرضی پروردگار مین کیا چارہ ہے اگر باغبان قضا و قدر
کو اس باغ پر بہار کا برباد کرنا منظور ہوا خزان کی آمد ہے کیا اختیار ہے بندہ مجبور رہنا چاہیے ہمکو اُسکا
معاوضہ یہی ہے کہ ہوش وحواس درست کرو لڑ بھڑ کر اپنے معین مددگار کے خون کا بدلہ لو کیا اکیلے
جان دینگے خدا چاہیگا تو خون کے دریا بہا دینگے ملکہ مہرخ نے سمجھا کر ذرا سب کو روکا کسیقدر
ہنگامہ کم ہوا مہتر قران نے کہا یارو تخلیہ کرو غیر کو اس محفل غم والم مین نہ آنے دو تو مین سب
صاحبون سے کچھ راز دل ظاہر کرون فوراً تخلیہ ہو گیا پانچون عیار چالیس پچاس سردار اُس
تخلیہ مین شریک ہین مہتر قران نے کہا یارو سب صاحب میرے حال عسرت مآل سے بخوبی ماہر
ہین شاہان اولوالعزم وزیران باتدبیر پر کیفیتین ظاہر ہین کہ مین ملک حبش کا حکمران ہون مجکو

بشارت ہوئی بزرگان دین نے مجھ ایسے روسیاہ پر نظر رحمت ڈالی نظر کردہ بزرگان
مشہور ہوا روح کو راحت قلب کو سرور ہوا پھر حکم ہوا کہ خواجہ کی غلامی جا کر اختیار کرو جنگ
کر کے راہ خدا مین لڑو مرد خدا صاحبقران زمان کو سلامت رکھے اپنے سرداران نامی
مین مندرج فرماتے تھے جان نثار کی آبرو بڑھاتے تھے مین نے جادۂ بزرگان دین
سے قدم نہ ہٹایا راہ عیاری سے منھ نہ پھیرا خواجہ نے یہ عزت دی جان بخش خطاب دیا ذرہ
کو آفتاب بنایا مہر پدر و مادری کو فراموش کیا ملک بہ ملک اُنکے ساتھ جہاد کرتا رہا ای ملکۂ عالم
اِس تمہید سے یہ مراد ہے کہ وہ مجکو فرزند جانتے ہین مین نے قبلہ و کعبہ کہا کلاہ فخر کو آسمان پر
پہونچایا شب سے بیشک مجکو تردد و انتشار ہے روح بیقرار ہے مگر اُنکے انتقال کا یقین
نہین آتا امین کوئی مطلب معقول ہے ہماری مراد دل حصول ہے سب سے زیادہ یہ بڑی
دلیل ہے اُنکے جان بچنے کی سبیل ہے کہ وہ سرانذیب پر بموجب روایت دفتر رب اکبر نے اُنسے
وعدہ کیا کہ جب تک تین مرتبہ اپنے منھ سے موت نہ مانگو گے قبض روح کا ملک الموت کو
حکم نہوگا پھر مین کیونکر کہون معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد ارشاد مین اس صادق الوعد کے
فرق آئیگا فلک ہمکو یہ روز سیہ دکھائیگا صاحبو سب صاحبان عقل و فراست ہو مالک سریر سلطنت
ہو اپنے اپنے دلون پر ہاتھ رکھو دیکھو دل کیا کہتا ہے بخدا اسوقت اس کلام سے روح
کو راحت قلب مین قوت آگئی تصویر خداوند نعمت کی آنکھون مین پھر رہی ہے وہ شہنشاہ عیاران
ہین اس رمز مین حصول مطالب دلی عیان ہین دیکھیے حال کھلیگا مناسب یہ ہے کہ اپنے
اپنے طور پر فکر و کوشش رہائی اسد نامدار مین سرگرم رہو رونا پیٹنا موقوف کرو کلام نصیحت التیام
مہتر قران سے سب کو تسکین ہوئی چاہتے تھے کہ اُس تخلیہ سے باہر آئین مہتر قران نے
گھبرا کر کہا کوئی میری گوشمالی کر رہا ہے اور کہتا ہے کہ او کالے چپ رہ عمرو باغ سیب مین مارا گیا
جسم سے اُسکا سر اُتارا گیا سب لوگ حیران چہار طرف دیکھنے لگے دیکھا زمین پر ایک پرچہ
کاغذ کا پڑا ہے مہتر قران نے اُسکو اُٹھایا لکھا تھا اے ملکہ مہرخ و بہار و ای عیاران نامدار
ہماری فکر نہ کرو مرنے جینے کا ذکر نہ کرو اپنے اپنے اختیار کے موافق فکر رہائی اسد غازی
کرو جا کر لڑو ہم اب روے سیاہ تم سب کو نہ دکھائین گے یا اسد و مہ جبین کو لے کر

آئینگے یا اب تم سب صاحبون سے عدم مین ملاقات ہوگی والسلام راقم خواجہ عمرو مہتر قران نے چپکے چپکے وہ نوشتہ سب کو سنایا مطمئن ہو کر ملکہ مہرخ وغیرہ بارگاہ مین آئین یہی چرچے ہین کہ دیکھین فلک کیا دکھاتا ہی یکایک لشکر مین ہنگامہ ہوا چند وپرند ہرکارے دوڑے ہوے آئے مگر گھبرائے ہوے سامنے آکر ہاتھ واسطے دعا کے اٹھائے صفت وثنا شاہنشاہی بجا لائے قطعہ

نگین سعادت بنام تو باد	ہمہ کار عالم بکام تو باد
کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ	گل سرخ تابد چو روشن چراغ

غرض کی شہریار عالم کی عمر دراز ہو ہر تاجدار آپ کے فیض سے سرفراز ہو بیرون بارگاہ آئیے ملاحظہ فرمائیے ایک ساحر ضعیف ونحیف تخت پر سوار نقارہ ایک آگے رکھا ہی چوب ہاتھ مین تخت اڑاتا ہوا وسط سما مین ٹھہرا ہی کچھ لکر نقارہ بجایا چاہتا ہی جلد باہر تشریف لائیے خود بگوش حق نیوش سماعت فرمائیے ملکہ مہرخ وبہار ونافرمان وشکیل ورعد وبرق وبرق لامع وبلغان قدرت وسمار قدرت وخورشید زرین سحر وغیرہ جملہ سردار وپانچون عیار گھبرا کر بیرون بارگاہ آئے سر اٹھا کر دیکھا ایک ساحر مہیب بشکل عجیب غریب سیہ فام ایک لنگوٹ باندھے ہوے جسم سے برہنہ بال سر سفید وسیاہ ترچھی نگاہ ہیبت ناک بیباک نظاہر اچست وچالاک نقارہ آگے چوب ہاتھ مین لیکر بلند کی آواز دی تمام خلقت پیدا کی ہوئی خداوند سامری وجمشید کی بحکم قضا شیم افراسیاب جادو شہنشاہ طلسم ہوش ربا کا کل ساکنان طلسم آگاہ ہون کہ آج کے تیسرے دن بوقت صبح بعد گرفتاری اسد نامور دملکہ مہ جبین خود سر بیٹی شہنشاہ کی دختر زیر گنبد نور قتل کیے جائینگے اپنی سرکشی کی سزا پائینگے یہ آواز دے کر نقارہ پر چوب لگائی زمین طلسم ہوش ربا تھرائی اسی طرح اس جیا نے تین آوازین دے کر تین چوبین لگائین باغبان قدرت نے کہا صاحبو افراسیاب ایسا صاحب اختیار ہی کل صاحبان طلسم ہوش ربا کے کان مین یہ آواز پہونچ گئی ہوگی اٹھارہ سو ملک کے شاہ اور شاہزادیان اب فوجین لیکر چلینگی کوئی آج کوئی کل شہر ناپرسان مین آجائینگی اپنا اپنا جاہ وحشم دکھائینگی یار وافسوس ہی دل کی دل مین رہی ابتک کوئی تدبیر نہ کی اے عیاران نامی خواجہ عمرو نے حجاب سے منہ چھپایا اب کس سے صلاح ومشورہ کرین اب اپنے کو شہر ناپرسان مین پہونچائین جو کچھ

سردار جس طور سے آئے بقید نام ملک وتاجدار نام دریافت کرکے ہمکو خبر ہو پہنچائے خیر
تقدیر مین ہماری یہ بد نامی لکھی تھی جو مرضی کریم کارساز کی گنبد نور مین جانا اسد غازی کا
چھڑانا امریست مشکل و کاریست دشوار مگر جسوقت اسد و مہ جبین کو زیر گنبد نور دار پر چڑھائے
لائینگا ہم سب مرنے واسطے کمرین باندھکر جا پڑینگے زیر دار لڑینگے اپنے سردار کے سامنے
مرجائینگے یہی نا ہی ہی کہ فوج افراسیاب کی بیشمار ہوگی ہماری فوج کی کیا حقیقت ہو ہماری
کیا لیاقت ہی تابعدار کا ہو پہنچنا دشوار ہو گا فوجون کے ریلے ہونگے خیر اپنی جان دینے پر
قادر انکی محبت مین مرنے کو حاضر ہین ملکہ بہار جادو نے کہا اے باغبان قدرت اے
صاحب شوکت خواجہ کا نہونا بڑی خرابی ہو دل کو بیتابی ہو وہ ہمارے تاجدار ہین آج تک
انہین کی صلاح پر کیا انھون نے ہر مقام پر ہمکو چھڑوا دیا نتیجہ بدعت افراسیاب سے بچایا ہمکو
اس کاغذ کے پڑھنے سے تسکین ہوئی افراسیاب حاکم نیرنج و شعبدہ ہو یہ کاغذ بھی بزور سحر
یہان پھکوا دیا ہی کیونکر ہوسکتا ہی کہ خواجہ ہم لوگون سے ملاقات نہ کرتے مشورہ خیر و شر دیتے
ملکہ مہرخ نے کہا اے بہار اب یہ سوچ بچار سب بیکار ہی پروردگار کو اختیار ہی دیکھو پردۂ غیب
سے کیا ظاہر ہوتا ہی پانچون عیار منظورہ ہائے زرنفتی و چیتاوہ ہائے ستولاتی و گوہرین ہائے
عیاری ذات پر آراستہ کرکے طرف شہر نار پرسان کے چلے ملکہ مہرخ و بہار نے دیکھا کہ ملکہ
حیرت جادو و مصور و صورت نگار و ملکہ یاقوت جادو و مانی و نقاش و بہزاد و سنگ کش
و گیسو کشائے بن شباب وغیرہ لشکرہائے جنگی آراستہ کرکے بڑے کر و فر جاہ و حشم سے
ہمراہ ملکہ حیرت کے طرف شہر نار پرسان کے روانہ ہوئے عقب مین تمام بہیر و بنگاہ کا ڑیان
چھکڑے اسباب باربرداری وغیرہ و مشتعلم ہمراہ سب چلے جاتے ہین انبوہ سے لشکر کے راستے
بند ہو گئے ہین راہگیرون کو راستہ چلنا دشوار ملکہ مہرخ و بہار نے بلاکر جمعدارون کیدارون
کو حکم دیا کہ تم سب صاحبون نے سُنا نقارہ نواز نقارہ بجا گیا ہمارے واسطے وہ کوس رحیل
تھا نوبت جان دینے کی آگئی جہانتک بھی دیکھو کف افسوس مل رہے ہین ہمارے غم مین
علمون نے بال کھول دیے ہین شہنا دبی کی سانس لے رہی ہی قرنا کا دم بند ہی ہر جانور
وغیر جاندار دردمند ہی آپ سب صاحب کمرین باندھے موجود ہین جسوقت موقع ہو آواز دین

جاکر لشکر افراسیاب سے لڑین اب عیاران اسلام گئے ہین خبرین آمد کی لشکرون کی
لائینگے تم شاہان طلسم اس ہنگامہ مین آئینگے ہم ہمیشہ سے کم ہین پروردگار ہمکو کیا تماشا
دکھائینگے دریاے لشکر کفار مین ڈوب جائینگے تم سب صاحب جرأت سے ننگ
ہو وہ جاکر خونریزی کرو کہ خون کے دریا مین سب بے آبرو آسمین ڈوبین پروردگار ناخدا کے
بحر و بر کشتی مسلمانان کو آفت سے بچائے بیڑا پار لگائے سب نے عرض کی کہ اے شہنشاہ
گردون پناہ سب خبرین نمکخوارون کو معلوم ہین یہ بھی سن چکے کہ خواجہ عمرو کئی دن سے معدوم
ہین انکے مقدمہ مین اقوال مختلف ہین وہ ڈورین جو پیدا کرنے والے سے منوط ہین دونون
طرح ہماری آبرو ہے غازی دنیا و عقبے دونون جگہ سرخرو ہین ہم لوگ آٹھ پہر تیار ہین آپ کے
اشارہ کے امیدوار ہین نام قتل اسد غازی سنکر جا پڑینگے سینے سپر کردینگے قبرستان
لاشون سے بھر دینگے ملکہ مہرخ نے کہا مرحبا صد مرحبا سپاہیون کا یہین نام ہے مردان عالم
کا لڑ بھڑ کر مرجانا کام ہے آپسمین عہد و پیمان واثق ہوا ایک کے ہاتھ مین ایک نے ہاتھ دیا نامرد
بزدلون کو بھاگنے کی فکر ہوئی چپکے چپکے مال و اسباب سنبھالنے لگے افسرون سے حیلہ حوالہ
کی باتین بھاگنے کی گھاتین کسی نے کہا کمیدان صاحب گھر سے خط آیا ہے بیٹی کے عقد کا زمانہ
قریب ہے یہ معاملہ عجیب ہے نجاؤنگا تو برادری والے طعن کرینگے کہ کمبخت باپ نہین آیا بیٹی کو
رخصت نہ کر گیا مین حضور رات ہی کو جاؤنگا صبح کو گجردم چلا آؤنگا آپ کو سوتے مین جگاؤنگا
بعض نے کہا رسالدار صاحب گھوڑے کے پیٹ مین گرگری ہوگئی ہے دوا پوچھنے سلوتری
کے مکان پر جاؤنگا گھوڑے کو بھی لیجانا ضرور ہے میان سلوتری کا مکان بہت دور ہے بعض
نے چپکے چپکے ہتھیار سنبھالے کمر باندھی گٹھری کپڑون کی اٹھائی سلام علیک کرکے چلے افسر
نے کہا میان سپاہی صاحب کہان دور جاکر جواب دیا حضور یہ اسباب گھر پر رکھکر چلا آؤنگا
آخر وقت کام آکر پہرہ دونگا بعضے دس بیس ایک مقام پر جمع ہوئے حقہ بیچ مین رکھ لیا گھٹ پٹ
ہونے لگی ایک نے کہا بھائی تمنے سنا خواجہ عمرو قتل ہوگئے ایک نے کہا بھائی آخر
سرکشی کا یہی انجام ہے ایک نے کہا میان تمکو کیا کام ہے ہم تم تو بھائی بڑھتی کے ساتھی ہین نام
کٹواؤ آج ہی کل چلو چاندنی رات ہے صبح ہوتے ہوتے اپنے گانون مین پہنچ جاینگے

ہم تو بھائی کسان ہین کھیتی کر کھائینگے ہم تو بھائی جلوسی لوگ ہین سیکڑون جگہ نوکری کی جب
لڑائی کا موقع آیا آبرو سے اپنے گھر چلے آئے اسی دن کے لیے پانچ سے کے نوکر ہین ادھر اُدھر
سے لوٹ مار کے کھاتے ہین تنخواہ اپنی بچاتے ہین گھر چلکر چار بیگھے زمین کا ٹھیکہ لینگے محنتی ہین
ایک گوئی بیل کی خرید لینگے وہ الگ کرایہ پر چلیگی جنس کی رقم بچیگی سوائی پسا پسا سونکو دینگے
فصل پر من کا سوا من لے لینگے یہ آپسمین باتین کین دو دو کر کے نکلے سوداگر جا بجا
دوکانین بند کر رہے ہین مال دوکانون سے نکال لیا غلامون کے ہاتھ طرف شہر ناپرسان کے
روانہ کیا کان مین گماشتے کے کہدیا در شہر ناپرسان پر چلکے دوکانین لگاؤ مسلمانون کا
اب ستارہ گردش مین ہے یہان مال رکھنا بہتر نہین ہے جاتے ہی دوکان کا ٹکٹ لے لینا ایک
مہینہ کامل یہ میلہ رہیگا مال خوب بکیگا جو مردان عالم کہ جان نثار ہین نمک حلال صاحب جاہ
وجلال مالک کے خیر خواہ سپاہی زادے بانکے ترچھے لڑے بھڑے اُنکے الگ مجمع ہین اسباب
جنگ کی تیاری مین معروف ہین ایک کہتا ہے بھائی زیردار اسد نامدار یہ تلوار چلیگی خاک
وخون مین غلطان ہونگے جب مردان عالم کی تلوار کھنچی ملازمان افراسیاب بودے
ہین ہمارے منھ پر کیا چڑھینگے دمبدم جوانون کے قدم آگے ہی بڑھینگے ایک قدم آگے
رکھا آبرو پائی ایک قدم پیچھے ہٹا ذلت اُٹھائی بزرگون کے نام نہ مٹانا سینون پر تلوارین
کھانا لوٹ کے لڑنا دشمنون کو ٹوکنا مجمع کو روکنا منھ پر تلوارین کھائینگے اپنے افسر اسد غازی
کو چھڑائینگے اگر آگ کا دریا ہوگا کود پڑینگے آگ برسا دینگے پس بھائیو اپنے اپنے خیمہ مین
چلکر بیٹھو سلاح جنگی درست کرو داہنے ہاتھ سے کھانا حرام ہے سپاہی کا نیک انجام ہے لشکر
مہرخ مین عجب ہنگامہ کہین شور گریہ وزاری کہین فریاد وبیقراری کسی کو بھاگنے کی فکر کہین جان
لڑانے کا ذکر یہی خبرین ہرکارون نے ملکہ مہرخ کو آکر سنائین کہ حضور جس وقت سے نقارہ
بجا ہزارہا آدمی آپ کے لشکر سے نکل گیا اب بھی بستر اُٹھ رہے ہین پر پیکے پرے خالی ہو چکے
ہین ملکہ مہرخ نے فرمایا جا کر لشکر مین پکار دو کہ ہم خوشی سے کہتے ہین جسکو اپنی جان عزیز ہو
وہ لشکر سے چلا جاے اگر خدا ہماری فتح کرائیگا بلا تکلف آپ تشریف لائیے گا اگر حال
شکست سن پایئے گا اپنے اپنے گھرون مین آرام فرمایئے گا جسکو مرنا ہو جان دینا ہو

ہمارا ساتھ دے اب وقت زوال ہی ہمارے لشکر مین رنج و ملال ہی ہمارا تکیہ خدا پر ہی آپ
سب صاحبون کا اسیوقت نکل جانا بہتر ہی وقت پر منھ پھیرنے مین خرابی ہی ان کلمات پر
ملکہ مہرخ کے شور گریہ وزاری بلند ہوا سرداران عمرو کے گریبان چاک چہرون پر خاک حال
ابتر و بیقرار مضطر حیران و ششدر مگر نگاہ سبکی عنایت خدا پر اب راقم کو حال جشن طلسم
شہر ناپرسان کا لکھنا منظور ہی جس مقام سے رہائی اسد کا چھوڑا تھا لکھا ساقی نامہ بھی تحریر
ہوا مگر اس مقام سے کہ مضمون جشن و آمد سرداران افراسیاب بالتصریح لکھنا منظور ہی لہذا
چند اشعار آبدار بطور یادگار مرقوم ہوتے ہین ناظرین اس داستان شوکت بیان کو ملاحظہ فرما کے
یقین واثق ہی کہ مضامین داستان اور روزمرہ کا لطف اٹھائین گے **نظم دلفریب**

چاہیے نام اُسی کا ای خامہ	زینتِ نام زیب سرنامہ	فلک اُسکی نمونہ قدرت کا
یک قلمدان ہزار صنعت کا	رخِ قرطاس کو صفائی دی	اور سیاہی کو روشنائی دی
دیا قمری کو مصرعۂ نالا	مصرعۂ قد سرو پر بالا	کی عطا نو خطون کو کلک ادا
کیا عاشق کو تختۂ مشق جفا	ساقیا جلد اٹھ درنگ نہ کر	عرصۂ مطلب کا دیکھ تنگ نہ کر
طاق سے تو اتار لے شیشہ	طاق پر رکھ کتاب اندیشہ	شیشۂ مے کی یہ دراز زبان
اور پھر یہ ستم کہ پنبہ دہان	مین ہون مانند ساغر لبریز	جان بلب جان بلب کو کیا [illegible]
جھوم جھوم ایسے بادل آنے لگے	پانون توبہ کے لڑکھڑانے لگے	کر دے یا تنک مجھے نشہ مین چور
تاکہ مانند خوشۂ انگور	دلکے سارے پھپھولے توڑون مین	نکتہ باقی کوئی نہ چھوڑون مین
شب ہجران بسر نہین ہوتی	نہین ہوتی سحر نہین ہوتی	بستر رنج و کنج تنہائی
رات کیا آئی اک بلا آئی	شام سے حال ہی یہ صبح تلک	نہین لگتی مری پلک سے پلک
کیون نہین بولتے سحر کے طیور	کیا شفق نے کھلا دیا سیندور	جان بیتاب جیسے بجلی برق
وہ بھی گرم فنا رہ کل برق	نصیبین چھوٹی ہو مین غشی طاری	ایک فرقت ہزار بیماری

دیگر ساقی نامہ مصنف قمر

ساقیا رنج و غم کا ذکر نہ کر	لا پلا دے شراب فکر دگر	نشۂ مے مین سیر کرنا ہے
مرحلات طلسم ہونگے طے	اب وہ دے جام بادۂ سرجوش	رہین مستی مین بھی بجا مرے ہوش

ساقیا دے شراب عیش و سرور
جسکے خاطر پہ رنج و غم جھیلا
میکدے کی بھی تیرے خیر رہے
میکشون سے تو آج جنگ نکر
بزم رندان مین آج جلسا ہی

ذکر عیاری عمرو ہی ضرور
وقت عیش و سرور ہی ساقی
جام دے سبکو آج پڑ در پڑ
ای قمر دے عنان رخش قلم
دیکھین میلہ مین کیا تماشا ہی

فکر کر جا کے دیکھ لون میلا
ابتو ناحق غرور ہی ساقی
جلد لا ساقیا درنگ نکر
نظم مضمون تازہ ہون پیہم
دیگر اشعار حسب مقام مضمون ہم

عشق کی چوٹ کا کچھ دل مین اثر ہو تو سہی
درد کم ہو کہ زیادہ ہو مگر ہو تو سہی

دیکھنا الیتی ہین کیا دل کی تمنا ہین قصاص
جوشش گریہ بھلا خون جگر ہو تو سہی

یا ہمین کھینچ بلائینگے انھین یا وہ ہمین
کشش عشق اِدھر خواہ اُدھر ہو تو سہی

دل کو کیا دخل لڑے یار جو مجھسے بیدل
خیر سمجھونگا کوئی مانع شر ہو تو سہی

زلف کی جھونک اٹھائیگی یہ ہنگام خرام
قابل اسکے تری بل کھاکے کمر ہو تو سہی

نہ سنیگا جو مری داور محشر نہ سنے
عرصۂ حشر مین اچھا وہ نظر ہو تو سہی

دل کی خواہش ہی کہ مہمان بلاؤ اسکو
کتنی ہی خانہ بدوشی کہین گھر ہو تو سہی

صبح ہوتی نہین کیونکر شب فرقت دیکھین
دل بوالہوس کو امید سحر ہو تو سہی

استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہی عجب مضمون ہاتھ آیا ہی کہ مہتر برق فرنگی و مہتر چالاک بن عمرو و جانسوز بن قران و ضرغام شیردل و مہتر قران و ملکہ مہرخ وغیرہ کو مطمئن کر کے طرف شہر ناپرسان کے روانہ ہوے مہتر قران نے کہا بجا ہی استاد تمھارے سر پر اسوقت موجود نہین ہین کسی بات مین کمی نہو مزاج مین بہی نہو ملکہ مہرخ کو خبرین بھی پہنچین اور یہ بھی دیکھو کون کون سردار آتا ہی آج افراسیاب کیا رنگ لاتا ہی اب امین ہمسے تمسے ملاقات ہو یا نہو اپنے اپنے کام مین چست و چالاک ہو جاؤ برق نے جواب دیا خلیفہ صاحب آج سے کل تک مین نے سنا ہی کہ خود جگرزا آئینگے جنگی فوجین ہمراہ لائینگے اب خلیفہ صاحب فرداً فرداً الگ ہو جاؤ اپنا اپنا رنگ عیاری کا جماؤ آپسمین صلاحین کر کے یا تو پانچون مثل حواس خمسہ ایک جگہ تھے پانچون عیاری مین پانچ ہین مثل برگ خزان رسیدہ فرداً فرداً چلے مہتر برق فرنگی ایک ساحر مہیب کی شکل بنکر دروازے پر شہر ناپرسان کے آیا

دیکھا انتہا کا اژدہام ہی دھکم دھکا ہو رہا ہی جانے والون کے کپڑے لٹے ہوتے ہین عیار رکھون
کا انتظام ہی ایک ایک کو دیکھتی جاتی ہین کبھی غل مچاتی ہین ای نگہبانان در شہر ناپرسان وای ساحران
نمکخواران شہنشاہ دوران دیکھو خیال رکھو عیاران لشکر اسلام اندر شہر کے نہ آنے پائین انکا
اُستاد مارا گیا ہی شہر مین آکر غدر ڈال دینگے جسکو پائین گے قتل کرینگے انتظام دشوار ہوگا
عتاب شہنشاہ نامدار ہوگا مگر برق نے گوشہ سے دیکھا ملکہ صرصر شمشیر زن جب ذکر قتل عمرو
کرتی ہی ٹھنڈی سانسین بھرتی ہی دوپٹہ اُسکے سر سے ڈھلکا جاتا ہی آئینۂ رخسار پر حیرانی
زلفون کے اُلجھنے سے پریشانی نمایاں ہوتی ہی دل سے کہتا ہی ای برق ملکہ صرصر کو اُسکا ملال
ہی رنڈاپا چہرے سے برس رہا ہی خداوندا یہ خبر غلط ہو مگر کیونکر اندر جاؤن ایسا نہو یہ ظالم
پہچان کے گرفتار کرا دے تو غضب ہو اسوقت مین کون چھڑائیگا سوائے خدا کون مدد
کو آئیگا اسی فکر مین کنارے کھڑا تھا کہ دیکھا ایک جوان ساحر صورت مہیب تازیانہ آتشین
کا ہاتھ مین سب کو للکارتا ہوا چلا آتا ہی شوشو کی آواز دیتا ہوا انتہا کا زبردست ہی جب ڈپٹ
مار دیا چار چار تلے اوپر گر گئے برق نے پہچانا کہ خلیفہ جاتے ہین انہین کے پیچھے نکل چلو یہ
سوچکر یہ بھی عقب مین چلا ملکہ صرصر شمشیر زن نے چاہا اس ساحر کو روکے ہر چند کہ پہچانا
نہین مگر قصد ہوا کہ روک کر پوچھون کہ کس کے ملازم ہو کس سمت کے عازم ہو مہتر قران نے
کاندھے پر ہاتھ رکھکر ٹہلکار دھکا دیا ملکہ صرصر منہ کے بل گری مہتر قران و برق جست کر کے
نکل گئے داخل شہر ناپرسان ہوے ایک گوشہ مین آکر ٹھہرے مہتر قران نے برق سے
اشارہ کیا مین زیر نخل ٹھہرا ہون تم بارگاہ حیرت کی خبر لاؤ دیکھو وہان کیا رنگ ہی برق
نے قصد کیا تھا کہ تڑپ کر بڑھے دیکھا سامنے سے ایک جوگی جٹا مین خاکستری چھوٹی ہوئی
لوہے کے کنڈل کانون مین کرڑی ڈاڑھی بھبوت بدن پر ملے ہوے خاک کا تپلہ بنا ہو
اکتارہ ہاتھ مین دو چیلے پشت پر ایک کے ہاتھ مین کھنجری دوسرا ہاتھ سے تال دیتا ہوا جو دونون
کا گرو ہی اکتارا بجا کر بھجن گاتا ہوا چلا آتا ہی مہتر قران نے پہچانا کہ چالاک و جانسوز و ضرغام
شیر دل بھی اندر شہر کے آگئے آپس مین اشارے ہوے پانچون پانچ سمت گئے مگر برق
فرنگی جادو گر بنا ہوا بارگاہ ملکہ حیرت پر آیا دیکھا چوبدار یساول حاجب دربان قطا

باندھے کھڑے ہین ایک سمت کرگدن ہائے آتشین مرکبہا سے پرند شیران جنگی ٹہل رہے ہین
برق دیکھتا بھالتا سر جھکائے ہوئے دربارگاہ پر پہونچا دیکھا پردہ زربفتی کھنچا ہی ایک ساحر
زبردست بادۂ کفر و نخوت سے مست و نگہ سالاری کے دنگل پہ بیٹھا ہی آنے جانے والون کو
روکتا ہی برق فرنگی پیلے تور کا جبر حاضر حاضر کہکے بلا تکلف اندر پہونچا دیکھا ملکہ حیرت جادو
بصد زیب و زینت تخت پر جلوہ فرما ہی گرداگرد سات سو شاہزادیان سونے چاندی کی کرسیون
پر بیٹھی ہین افراسیاب کا تخت خالی ہی اسپر خاشیہ پڑا ہی ملکہ صنعت سحر ساز و سرما برف انداز
وابرلق کوہ شگاف تینون وزیر باادب بیچ بارگاہ مین کھڑے ٹہل رہے ہین دریاے
آتش بار سحر مین غوطہ زن ہین ملکہ حیرت سے عرض پیرا ہین کہ حضور بارہ پہر کا وقفہ ہی ابھی تک
خراجگزارون کی آمدنین شروع ہوئی ملکہ حیرت نے کہا آج سے کل تک سب پہونچ جاوینگے
دیکھو دور سے ابر فیروزی اٹھا ہی جا کر خیمے بارگاہین آراستہ کرو جو سردار آئے موافق حیثیت کے
اُسکا سامان کرو دیکھے شہر ناپرسان مین کیونکر تاجداران اولوالعزم ٹھہر سکتے ہین صنعت سحر ساز
نے کہا حضور ہمنے رعایا کے بھی مکان خالی کرا لیے ہین یہ کہکر صنعت آگے بڑھی برق بھی
دیکھنے لگا دیکھا ابر فیروزی قریب آیا یکایک شق ہوا دیکھا تخت فیروز نگار پر ایک نازنین ماہ پیکر
تاج شہریاری بسر چہرہ مثل ماہ انور بڑی بڑی آنکھڑیان دلدوزی پر آمادہ تیر مژگان تختۂ سیم
پیشانی ابرو تیغ ہائے اصفہانی قد موزون مصرع دیوان حسن و ملاحت خوبصورت نیک سیرت ابیات

عجب شکل اُسکی دل آویز تھی
حیا ساتھ اُسکے بلا خیز تھی
قد ناز کا سرو طوبی غلام
نسیم چمن پائمال خرام
جبین بدر تھی اور ابرو ہلال
ببر چشم تھی اور مردم غزال
نظر دام دلہائے برنا و پیر
مژہ تیر و بینی چو پیکان تیر
دہن درج یاقوت و دندان گہر
زبان پارۂ لعل و کان دُرر
وہ صدف گوش تھے اور بناگوش دُر
گلا سی گلو از مو حسن پُر
وہ بازو تھے دو شاخ نخل کمال
وہ ساعد تھے دو شمع بزم جمال
نہ تھا سینہ تھا بحر حسن سراب
دو پستان اُسی بحر کے دو حباب
وہ آئینۂ پشت کی آبرو
دکھائے رخ شاہد آرزو
نظر مین جو آتی نہ تھی وہ کمر
کمر ہی نہ تھی تھی وہ تار نظر
وہ لوح شکم صبح امید تھی
نہ تھی ناف وہ قرص خورشید تھی
اب آگے تو وہ خامہ گرداب ہی
بیان سے تو بیجا ہی آداب ہی

وہ پائے نگارین تھے جو موج گل — الف پائے رنگین تھے جون برگ گل — وہ انداز و غمزہ وہ ناز و ادا
وہ رمز و کرشمہ بلا در بلا مسدس

کف الخضیب ہے کفک نور کا لقب — تلوؤں کو نور دے مہر نہ پہونچے بعد تعب
آنکھیں جو فرش راہ کرون شوق کے سبب — تار نظر ہو خار نزاکت ہے یہ غضب
بوسہ کا وہم مین جو تصور بیان ہوا
تلوؤں مین صاف رنگ حنا کا عیان ہوا

قامت وہ حشر جس سے قیامت ہو پائمال — سرو بہشت لکھوں تو ہو راستی کمال
تشبیہ دون جو قد سے تو شمشاد ہو نہال — شاخین چمن مین نکلین جو طوبیٰ سے وہ مثال
فتنہ کی خوبی قد و قامت سے موت ہو
قد قامت الصلوٰۃ نمازی سے فوت ہو

رفتار وہ غضب کہ دل خلق کو سلے — انسان کیا ملک کے تلے ہین قدم تلے
آرام مثل برق کسی جا نہ وہ لے — محشر بھی پیچھے سایۂ قد کی طرح سے چلے
چلتے ہین ایسی چال کہ دل چل بچل جہان مین ہو
شور نشور جن و بشر کے گمان مین ہو

فیروزہ کی جوڑا زیب جسم نشست پر دہلا کو ساحران جنگ آزما ایک ایک سحر و ساحری مین یکتا طائران پہ مند پر سوار وہ تخت آکر اترا ملکہ صنعت بغلگیر ہوئی ہاتھ تھام لیا طرف بارگاہ ملکہ حیرت کے لیچلی پوچھا کہ ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش آنے مین کیون حرج ہوا کیا باعث تھا فیروزہ نے کہا بوا صنعت ایسا تاکید کا نامہ پہونچا مین شکارگاہ مین تھی جلدی مین جریدہ چلی آئی دہی دو لاکھ فوج جو شکار مین ہمراہ تھی اُسکے سوا اور سامان نہ کر سکی یہ باتین کرتی ہوئی ملکہ فیروزہ بعد جوش و خروش اندر بارگاہ کے آئی ملکہ حیرت جادو کو نذر دی پہلو مین بیٹھنے کو کرسی ملی سرمار برف انداز و ابریق کوہ شگاف کو حکم ہوا انکی فوج کو جا کر بآرام تمام اُتروا و جگہ معقول انکے واسطے تجویز کرو خبردار کسی کو تکلیف نہونے پائے سرمار و ابریق دونون بموجب حکم کے باہر آئے کہ صنعت سحرساز نے دیکھا اور ایک ابر سیاہ اٹھا زمین و آسمان دھنوان دھار ہوگیا

دھوین کا آسمان تیار ہوگیا اُسمین شعلہاے آتشین چمکتے ہوے صاف معلوم ہوتا ہی کہ
شب تاریک مین جگنو پھر رہے ہین شعلہاے سرکش زمین پر گر رہے ہین دھنوین کا زمین
و آسمان تک گیا چاہ بابل کا نشان دیتا تھا عاشقان زلف سیاہ دود آہ جانتے سمجھے کوئی کہتا
تھا یہ پہاڑ ہی یا سیہ بختون کی قسمت کا بگاڑ ہی وہ ابھی قریب بارگاہ کے آکر یکایک شق ہوا
دیکھا ایک ساحر سیہ فام دُخان سیہ رو نام آتش خو آتش مزاج مردود بارگاہ کبریا جہنم کا
کندہ ٹوپی والا کو ساحران غدار ساتھ تخت سے سیہ بخت کود اُسکا صنعت سحر ساز نے صاحب سلامت
کر کے بارگاہ ملکہ حیرت مین پہونچایا دُخان سیہ رو نے نذر دی خلعت مرحمت ہوا ایک جانب
دلنگل پر آکے یہ بھی بیٹھا کار گزارون کو حکم ہوا اہالیان لشکر کو جگہ معقول دو برق فرنگی نے
دیکھا ان ساحرون کے اُترنے کی نوبت نہین آئی ہی کہ زیر آسمان یکایک طوفان نوح
برپا ہوا ایک دریاے قہار پر سر ہوا جوش مارتا ہوا ظاہر ہوا نہنگان خون آشام ماہیان
سمن اندام گھڑیال مگر خوش حال اُس دریاے قہار مین اُچھلتے موج مین کلیل کرتے ہوے
ظاہر ہو کر غوطے مارتے ہین کبھی ڈوبتے ہین کبھی اُبھرتے ہین صاف ظاہر ہوتا ہی کہ تمام
دنیا ڈوب جائیگی پناہ پانی دشوار ہوگی کیونکہ کشتی حیات پار ہوگی سامان سلاح جنگ اُس دریا
سے آشکار ہر گرداب سپر مدور ہر موج شمشیر پر جوہر ہر لجہ آب مقام کارزار ہر حباب چشم پر عتاب
مچھلیان تیر دلدوز پر پریشان جگر سوز باشندگان شہر ناپرسان کو خیال اب سب ڈوب جائینگے
اس دریاے قیامت خیز سے کیونکر امان پائینگے لیکن جون جون دریا قریب آتا ہی مختصر ہوتا جاتا ہی
قریب شہر ناپرسان آکر دریا معدوم ہوا کر گدن بحر پر سوار ایک غدار معلوم ہوا مندیل وزارت سر پر
قطرہاے آب اُنگلیون سے ٹپکتے ہوے تمام لباس پانی مین تر منہ وہی آبرو دھوا پر پشت پر
سات لاکھ ساحران غدار ہزبراے آتشین پر سوار اُس دریاے آتشین پر ڈال بارگاہ زرنگی کا
لداہوا سر پر پہونچا کے علم سیاہ کھلا ہوا ملکہ صنعت نے بمحبت آواز دی اے دوست صادق ہی محب
واثق اے آبروے ساحران نامی اے در صدف بحر خوش کلامی اے مواج بن گرداب آدم خوار تمھارے
بادشاہ عالیجاہ شہنشاہ ہیلم کب تشریف لائینگے ملکہ عالم سب مشتاق ہین یہ سنتے ہی موج
لکرا یا تخت سے کود پڑا پہلو مین اسکے نوجوان بیٹا صاحب شوکت دہوش لطمہ صدرگوش

دریانوش زوجہ اسکی حسین وخوبرو مواج جادو کی دختر نہایت پرفن ملکہ لجۂ غوطہ زن مصاحب اسکے
حباب خونریز و مرغاب فتنہ انگیز و سرخاب کلنگ سوار و نہنگ آتشبار مواج بن
گرداب کو حلقہ مین لیے ہوے ملکہ صنعت کو مواج بن گرداب نے جواب دیا اے صاحب
راز و نیاز اے ملکہ صنعت سحرساز فرمان شاہنشاہی ایسے وقت پر پہونچا کہ شہنشاہ نیلم کا
ارادہ شکار کا تھا فوراً عابد دولت کو حکم کیا جلدی مین اٹالہ بارگاہ کا لدوایا صرف سات لاکھ ساحر
لیکر شبا شب آیا کسی مقام پر نہین ٹھہرا شہنشاہ بھی تشریف لاتے ہین بارگاہ استادہ کرا دون
شہنشاہ کو بروقت تشریف آوری تکلیف نہو مواج بن گرداب یہ باتین کر رہا تھا کہ کئی
ہزار نقارون پر چوب پڑی سب نے دیکھا شہنشاہ نیلم بعد جاہ وحشم تخت جواہر نگار پر سوار
پشت پر بارہ لاکھ ساحران نابکار بد کردار ہمیون وار مرکب ہاے سحر پر سوار صداے یا سامری
و جمشید زمین کو ہلاتی تھی فوج کی کثرت سے گاو زمین تھراتی تھی ایک جانب نازنینان خوشرو
سمن عذار قمر سیما نازک اندام زہرہ جبین طاوسان زرین بال سے اتری شہنشاہ نیلم تخت سے
اترا نقارے بجے دمامے گرگرائے صنعت مع کل فوج کے براے سلام اُس ناکام
کے خم ہوئی شہنشاہ نیلم نے ملکہ صنعت کو قریب بلایا بشفقت ومحبت ہاتھ پشت پر رکھا اچھا
مزاج اچھا رہا صنعت نے قدمون کو بوسہ دیا عرض کی دعاے دولت مین مصروف رہتی ہون
شہنشاہ نیلم نے کہا تمنے تو اب ہمارے پاس آنا بالکل چھوڑا عابد دولت کی محبت سے تنفر ہوا
صنعت نے کہا اے شہنشاہ آپ کو طلسم ہوشربا کا حال بھی معلوم ہے آٹھ پہر لڑائی جھگڑا ہے ہر وقت
فساد برپا ہے لاکھون آدمی ملازمان شہنشاہی معرض تباہی مین آیا صدہا ملک قبضہ سے نکل گئے
مسلمانون نے لیلیے ایسے ایسے سردار قتل ہوے جنکا عدیل ونظیر ممکن نہین ہے مین نے اکثر اپنے
سحر مین سب کو پھنسایا کوکب روشنضمیر نے مدد بھیجکر بچایا اعیار تو قیامت کے پرکالے ہین چن چن کے
سردارون کو مارا سیاہ باغبان قدرت بھی شریک مسلمان ہین طلسم ہوشربا کی تباہی کے
سامان ہین کس کس خیرخواہ شہنشاہ کا نام لون شرم آتی ہے اے شہنشاہ زمین پاؤن کے نیچے سے
نکلی جاتی ہے سرزمین ہوشربا مقام جنگ وجدل ہے عملداری مین خلل ہے شہنشاہ نیلم نے مسکرا کر
جواب دیا شہنشاہ ان سب کو قتل کیون نہین کر ڈالتے عابد دولت سے فرمائین اے صنعت مجکو تو یہ

دماغ کہاں کہ بذات خود میدان کارزار میں جاؤں کھڑے ہو کر اپنے لونڈی غلاموں سے لڑوں
مگر اپنے وزیر خوش تدبیر دریا دل مواج بن گرداب سے اشارہ کر دونگا سب کو ڈبو دیگا اُبھرنا مشکل
ہوگا دہن اژدر لب ساحل ہوگا اُسکے سحر کے حباب تھپیڑے گولیاں ہیں موجۂ دریا سے سحر شمشیر آبدار
ایک پہر بھر میں باغیوں کو مٹا دیگا صنعت نے فخر سر جھکا لیا کہا سبت بجا ارشاد ہوا اب سلمان
ایسے نہیں ہیں کہ جنپر کوئی یکایک غالب آئے بڑے بڑے سامان ہیں ارکین سلطنت شاہنشاہ اُنکے
شریک ہیں سلطنت وزارت فوج ولشکر ملک ومال جاہ وجلال سب کچھ اُنکے پاس موجود ہی شہنشاہ
نیلم نے ہنسکر کہا تیرے دل پر سکۂ رعب مسلمانان جمگیا ہی نام سے مسلمان کے رنگ اڑتا ہی اسی
حیلہ میں ما بدولت تشریف لائے ہیں انتظام معقول کر دینگے جبل لاشہاب سلمانان سے بجز نگے
اے صنعت ہم وہ ہیں کہ اپنے ولی نعمت شہنشاہ لاچین صاحب شوکت کو گرفتار کرا دیا سلطنت کو
اُنکی مثل نقش پا مٹا دیا یہ بیچارے کیا چیز ہیں شہنشاہ افراسیاب کے منتظم بے تمیز ہیں یہ کہتا ہوا
مع چارسو سرداران زبردست اندر بارگاہ حیرت کے آیا برائے تعظیم شہنشاہ نیلم حیرت تخت سے
اُٹھی چچا جان کہکے لپٹ گئی شہنشاہ نیلم نے ملکہ حیرت کو گلے لگا لیا مسکرا کر کہا بی تخت پر بیٹھو
ہمارے واسطے دنگل منگاو حیرت نے برابر پایۂ چہارم تخت کے دنگل جواہر نگار رکھوا دیا اُسپر
شہنشاہ نیلم جب بیٹھ چکا تب حیرت متمکن ہوئی سرداران شہنشاہ نیلم اپنے اپنے مقام پر بیٹھے
بارگاہ ملکہ حیرت تاجداران اولوالعزم سے معمور ہوتی جاتی ہی شہنشاہ نیلم بیٹھکر لاف وگزاف
کرنے لگا کبھی ملکہ حیرت کو سمجھاتا ہی نام مہرخ وبہار سنکر بہت جھلاتا ہی کہتا ہی بی حیرت جادو
نمکحراموں کا میرے سامنے نام نہ لو ما بدولت کو بہت ناگوار ہوتا ہی اب ہم شہنشاہ کا کہنا نہ مانینگے
اپنے ہاتھ سے انتظام کر کے جائینگے مہتر برق فرنگی سلمان فوج شہنشاہ نیلم دیکھکر گھبرا گیا دل
سے کہتا ہی خداوندا ان ظالموں کے شر سے ملکہ مہرخ وغیرہ کو بچانا گھبرایا ہوا باہر بارگاہ کے آیا
دیکھا کہ دوڑے ہوئے ہرکارے ہانپتے ہوئے کانپتے ہوئے برق نے پوچھا کیا خیر تو ہی اُنھوں
نے جواب دیا ای بھائی صفدر صف شکن شہنشاہ توسن کی آمد ہی اس گرد فرسے آیا ہی ابلق چرخ
اُسکا جاہ وجلال دیکھکر تھرایا ہی برق نے کہا وہ بھیجا گیا ہی توسن نام ہی فقطقان کا تراہی اُسپر بھی
سواری کا نشیب نگے دانہ گھاس بند کر دینگے چونکہ ساحر بنا ہوا ہی ہمزبان حیرت سے باتیں کرتا ہوا با

نکلا خبر آمد شہنشاہ توسن کی سنکر ملکہ حیرت جادو باہر نکل آئی خود شہنشاہ نیلم انتظار مین آکر ٹھہرا یہ
مالک زندان خانہ طلسمی ہی اسکا سب پاس کرتے ہین صاف تو یہ ہی کہ ڈرتے ہین نیلم ملکہ
حیرت سے کہہ رہا ہی ہمارے بھائی صاحب تشریف لاتے ہین ملکہ عالم ہم دونون بھائیون نے
ملکہ تمھارے شوہر کو بادشاہ بنایا شہنشاہ کا آباد گھر مٹایا تحفہ جات چرا چرا کر نکالے راستے طلسم کے
بتائے مگر شہنشاہ لاچین ایسا بادشاہ جلیل ساحر زبردست تمھاری سلطنت بگڑ جانے پر سالہا سال
لڑا ایسا ایسا معرکہ پڑا کہ ایک ایک دن مین دس دس لاکھ ساحرون کا کھیت ہوا صدہا شہر ایسے
ویران ہوئے کہ جنکا آباد ہونا دشوار ہی مال و دولت کا بیان کرنا بیکار ہی اس عدالت و لیاقت سے
شہنشاہ لاچین نے سلطنت کی ہر گلی کوچہ گلزار رہتا تھا مظلوم ظالم کے ظلم سے رنج و ملال نہ سہتا تھا
مگر سامری جمشید کو یہ منظور ہوا شہنشاہ افراسیاب بادشاہ ہوئے اب انکو عیش و سرور سے
کام ہی ای وزیر با تدبیر اسکا بد انجام ہی تم نے بھی زمانہ کے نشیب و فراز دیکھے آنکھون کے سامنے
کیسے کیسے آباد گھر مٹ گئے باغ عالم مین کبھی خزان کبھی بہار گل کی رعنائی بے اعتبار بقول شاعر نظم

دنیائے بے ثبات مین کسکو قیام ہی
جمشید کس جگہ ہی کہان اسکا جام ہی
ہان چار روز کے لیے یہ اژدحام ہی
عمر روان ہی توسن چالاک خاطر
اورنگ جم ہی اور نہ سکندر کا آئنہ
توسن بھی اسطرح کا کہ جو بے لگام ہی

صنعت کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا ای شہنشاہ عجب عبرت آمیز حیرت خیز آپ نے
کلمات فرمائے آنکھون کے سامنے ناپائداری دنیا پھر گئی جاہ و حشم کی خواہش نگاہون سے گر گئی
اب ہمارا غفلت و غرور پیشہ ہی آٹھ پہر تباہی ملک و مال کا اندیشہ ہی اس حیلے سے آپ تشریف لائے
ہین آپکے بھائی صاحب بھی آئے ہین دونون صاحب ملکے اس طلسم کو مٹا دیجیے سرکشون
کو اپنے دست زبردست سے سزا دیجیے نیلم اچھا اچھا کہکے سر ہلا رہا ہی کبر و نخوت سے تاج کو سر پر
کج کرتا ہی کہ دیکھا سامنے سے شتر سوار چیدار سامان ماہی مراتب ظاہر ہوا ملکہ حیرت نے کہا شہنشاہ
توسن آئے یہ کہکر مع وزرا و امرا مع شہنشاہ نیلم و مواج بن گرداب چند قدم آگے بڑھی
بعد نکلنے سامان تزک کے سات سو علم سیاہ رنگ نشان کفر و ضلالت پیدا ہوئے علمدار
علمون کو جلوہ دیتے ہوئے ایک جانب ٹھہرے یکایک صدا ہو حق کی بلند ہوئی آگے قرق زنجیر
کھینچتی ہوئی پشتین رسالے وردیان زرق برق کی سوار ہیل پہنے ہوئے رسالے کے آگے

رسالدار پشت پر سوار مرکب دور کا سبے اوپچی بنے ہوے مرکبون پر نقارے نقارچیون کی وردیان بنات سلطانی کی کار زردوزی سے درست ہر خورد و کلان اپنے اپنے کام پر جالاک چست کپتان اپنی پلٹن کے آگے تاشے بجتے ہوے ایک جانب شہنانواز بصد سوز و گداز بھیرون کی تانین اڑاتے ہوے ٹھمریان غزلین گاتے ہوے غزل

نہ آہ مجھ سے نہ نالے ہی ساز کرتے ہین
وہ ننگ عشق ہون سب احتراز کرتے ہین

کسی کے سوز محبت سے ساز کرتے ہین
ابھی ہم اپنے ہی دل کو گداز کرتے ہین

بتون سے ہوتے ہین ہم تجدید کر کے طالب وصل
دعا بھی بعد ادائے نماز کرتے ہین

پکارتی ہی محبت جو بیٹھے چپ بھی ہین
یہ ڈھنگ جلد تر افشائے راز کرتے ہین

لبون تک آتے ہین نالے جو ضعف مین تا لب
شکایت رہ دور و دراز کرتے ہین

نہ بند کر در مسجد کو مجھپر اے زاہد
مرے گناہ در توبہ باز کرتے ہین

وہ شوخ کہتا ہی مجھکو بنا کے بے پروا
نیاز مند کو یون بے نیاز کرتے ہین

کہین نظر نہ لگے آئینہ کی ڈرتا ہون
نگاہ ناز پہ کیا کیا وہ ناز کرتے ہین

گلا نہ کیجیو اے دامن شب ہجران
کہ ہاتھ پنجۂ مژگان دراز کرتے ہین

وہ تیرے غم نے شب ہجر میرے ساتھ کیا
کہ بیکسون سے جو بیکس نواز کرتے ہین

بگاڑے قبر کو پامال کر کے عاشق کی
ملا کے خاک مین ہم سرفراز کرتے ہین

نہ بخت خوش نہ دل اے عشق بے اثر تجھے
بگڑ بگڑ کے سگلے کارساز کرتے ہین

بصد نیاز اٹھاتا ہی خنجر قاتل
شہید ناز جو مقتل مین ناز کرتے ہین

جلال بھول کے بھی آپ مین نہین آتے
خودی سے عشق مین ہم احتراز کرتے ہین

تمام سامان شاہانہ گرداگرد صدہا نقیب آوازین لگاتا ہوا مصرعہ بڑھے عمر و دولت قدم باقدم تخت جواہرنگار پر توسن جادو بصد نخوت و غرور کئی ہزار مصاحب نیق ساحر بے نظر ندیم وزیر پایہ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے بڑے تکلف سے سواری شہنشاہ توسن کی پہنچی شہنشاہ نیلم بجائی صاحب کہکر بڑھا ہاتھ تمام کے تخت سے آ تارا کئی سو پنڈت برہمن اشلوک پڑھتے ساعت نیک و بد بچارتے ہوے ہر ایک چوراہے پر پوریان تل آ بجے ہوے چنے دوڑ دوڑ کر

رکھنے لگے نیلم ہاتھ تھام کر شہنشاہ قوس کو لیے ہوئے طرف بارگاہ ملکہ حیرت کے بڑھا حیرت
نے بھی آگے بڑھ کر سلام کیا صنعت نے بڑھکر دامن دین وزیر امیر شیث پر حیرت و نیلم برابر
برابر اس کر و فر سے داخل بارگاہ حیرت جادو ہوا بیچ مین تخت حیرت ایک پہلو مین تخت شہنشاہ
نیلم ایک جانب شہنشاہ قوس کے واسطے تخت آراستہ ہوا حیرت جادو تخت پر بیٹھی اب کسی سے
تاجدارون کا مجمع ہے سرداران زبردست ساحران بدمست کا کیا شمار ہے بارگاہ حیرت معمور ہے برق
یہ سامان دیکھکر باہر نکلا دیکھا چالاک بن عمرو چوبدار کی صورت بنا ہوا عصا چاندی کا ہاتھ مین
لباس معقول زیب جسم کھڑا تماشا دیکھ رہا ہے برق ساحر بنا ہوا قریب آیا آپسمین آنکھین لڑین اشارے
ہوے مجمع سے الگ آئے برق نے کہا کیون مرشد زادے تمنے یہ سامان دیکھا اب تو شہر
ناپرسان مین بارہ کوس تک تل رکھنے کی جگہ نہین ہے اور ابھی سنتے ہین سردار تاجدار آنے کو باقی ہین
چالاک نے کہا اے برق فرنگی قفس جسم مین روح گھبراتی ہے عجب طرح کی حیرت ہے فلک آمادۂ
بدعت ہے اس مجمع مین ساحرون کے بیخ و بہار زیر دار اسد نامدار سوچ سکینگی بارہ کوس یہ
روک لیجائینگی ہوا کا گذر دشوار ہے مگر قبلہ و کعبہ کو تلاش کرو اگر زندہ ہین تو اس مجمع مین ضرور
ہونگے یہان تو فرداً فرداً تاجدار چلے آتے ہین بارگاہ مین جاؤ ہے اب چلکر بیرون شہر ناپرسان انبوہ
خلائق کا سامان دیکھنا چاہیے ابھی ایک ساحر ذکر کر رہا تھا کہ مہینہ بھر پیشتر سے واسطے حاضری
اس جلسہ کے بنام تاجداران جلیل اشتہار جاری ہوے تھے دور کا مذہبی طلب ہوے ہین
در شہر سے تا بہ کوہ مرجان بڑے تکلف سے میلہ آراستہ ہوا ہے بڑے انتظام داروغہ کارگزار رکھا ہے دار
چلے آتے ہین ہر طرف یہی دھوم ہے ملکہ عالم نے حکم دیا ہے اس جشن مین خبردار کسی کا نقصان ہونے
پاوے بڑے تکلف سے انتظام ہو جاوے چور گرہ کٹ نہ آنے پائین جب سرحد مین قدم رکھین مقید
ہو جائین انجام جلسہ تک قید مین رہین جائین سہین ایک خبر یہ بھی سنی ہے زیر کوہ مرجان برائے انتظام
آمد مسلمانان فوجین جا کر اتری ہین خبردار مقرر ہے حکم ہو چکا ہے کہ جب مسلمانون مین کمربندی ہو
فوراً خبر ہو جاوے بڑھکر فوج شہنشاہی باغیون کو روکے آگے نہ بڑھنے دے سرحد کوہ مرجان سے
آگے بڑھ کر جنگ و جدل ہو ہمارے جشن مین نہ خلل ہو سب کد و کاوش بیکار ہے آپسمین صلاحین
کرتے ہوے چلے راہ مین قران و جانسوز و ضرغام بھی ملے ایک نے ایک سے اشارہ

کتا ئے سے حالات آمد شہنشاہ نیلم و شہنشاہ توسن ظاہر کیا قران نے اشارہ کیا اپنے پیدا
کرنے والے کو یاد کر و بیان سے باہر ہین چلو ہین نے سرعت دور سے بازار جوہری فروشان
مین ایک تاجر جلیل ضعیف کو دیکھا مین قریب نہ جا سکا اُس مقام پر زیادہ ساحرون کا مجمع تھا
ایک طرف سے اُستانی آتی تھین گھبراکر ہٹ آیا بخوبی پہچان نہ سکا یقین ہی کہ اُستاد والا نژاد
تھے جوہریون کی دوکان پھر رہے تھے چالاک نے کہا یہ تو ظاہر ہی کہ قبلہ و کعبہ نے
قتل کا شعبدہ کیا مگر اِس حال کا ظاہر کرنا مناسب نہین ہی کوئی صورت ایسی کرو کہ ہمسے
اُنسے ملاقات ہو جائے چالاک نے کہا بھائیو الگ رہو ایک ساتھ نہ چلو عیار پہچان
چیرہ ہی ہین آنکھ ملتے ہی پہچان جاتی ہین کئی مرتبہ سامنا ہوا جان بچا کر نکل آئے خدا اُن
ظالمون کے ہاتھ سے بچائے یہ کہکر پانچون پھر الگ ہوئے کوئی بشکل تاجر کوئی بصورت
چوبدار کوئی ہرکارے کی صورت بنا جرین لیتا ہوا مگر مہتر قران نے رنگ روغن عیاری کا
لگایا کوتوالی چبوترے کے سپاہی بنکر تیار ہوئے نیلی تپی سر پہ دھوتر کا انگرکھا گاڑھے کا
گھٹنا جادرہ گاڑھے کا کمرے بندھا ہوا سپر کندہ پشت پر تلوار پُرانے چمڑے کی نیام کی کوتی گرگی
ڈوپیلا نکلا ہوا اِس کیفیت سے سر جھکا کر طرف بازار کے دیکھتے بھالتے ایک بلندی پر آکر ٹھہرے
دیکھا زیر گنبد نور فوجین بیشمار خیمون بارگاہون مین سردار گوش بر آواز بیٹھے تھے کہ ذرا آمد
آمد سلیمانان کی خبر سُنین جا پڑین دمبدم مجمع فوج بڑھتا جاتا ہی اٹھارہ سو ملک کے خراجگزار
تاجدار چلے آتے ہین جو تاجدار آیا لشکر کو اُتارا ایک وزیر چند مشیر ہمراہ لیے جاکر داخل بارگاہ
حیرت ہوا اب مہتر قران یہ دیکھکر حیران ہو گیا ہی دل کانپ رہا ہی دل سے کہتا ہی افراسیاب
کی کتنی بڑی سلطنت ہی افراسیاب کی عملداری کی بڑی وسعت ہی کیونکر غرور نہ کرے نخوت اُس
بیجا کی بیجا نہین ہی زمین کانپ رہی ہی ادھر فوج آرہی ہی دیکھیے آمد فوج کا کب اختتام ہوتا
ہی اب مہتر قران ٹہلتے ہوئے ٹیکرے سے اُترے دیکھا اول بازار جوہر فروشان برابر
کئی ہزار دوکان ایک ایک جوہری حسین خوبصورت سرخ سبز و زرد کیاسی پگڑیان سرون پر
لباس پرتکلف پہنے ہوئے سامنے وہ جواہر رکھے اور بیش قیمت ڈھیر ہی کہ جوہری فلک
یک چشمۂ آفتاب کو آنکھ پہ رکھکر بصد حسرت دیکھ رہا ہی کسی جگہ گوہر بے بہا بحرین کے تاجران

جلیل غوطہ خور آنکے ہمراہ مین لیکر آئے ہین مول تول کر رہے ہین جوہر شناس جمع ہین دلال بیچ مین
گھسے آتے ہین رنگ ڈھنگ سنگ مین دھبا لگاتے ہین خریدارون پر مشتری فلک کو رشک ہی
ایک ایک موتی معشوقان خوش چشم کا اشک ہی ضیاے الماس جگر مین جگہ کرتی ہی اگر دیکھ پائین
رشک سے ہیرا کھائین یاقوت احمر خوش رنگ عاشقون کا لخت جگر اشک خونی سے بہتر و برتر
نگینے موزون شہر نگینہ والون کے اُسکو دیکھکر جگر خون نیلم نایاب چرخ نیلی جسکو دیکھکر بیتاب زمرد
ریحانی پر معشوقان سبزہ رنگ کی جان جاتی ہی سبز بختون کی طبیعت گھبراتی ہی ہر گوشے سے
یہ صدا آتی ہی شعر سبز رنگے بخط سبز مرا کرد اسیر ✦ دام ہمرنگ زمین بود گرفتار شدیم ✦ سبز سبز نگینے
سبز بختان چمن پر طعن کرتے ہین سبزہ درختون کا انکی محبت کا دم بھرتے ہین عقیق یمنی شجری
پھولون کے رنگ کو شرماتا ہی یہ نگینہ جسکے ہاتھ مین ہوتا اثر دکھاتا ہی بلاے ارضی و سماوی سے
بچاتا ہی ایک جانب صراف و جوانان سیمتن زردار مالدار کوٹھی وال ہنڈیان سکرتی ہین حساب
اصل و سود بہی کھاتون پر لکھے جاتے ہین مدت کے دیے ہوے قرضے چلے آتے ہین ایک
نے کہا سیٹھ صاحب اصل کا روپیہ موجود ہی گماشتے نے جواب دیا کہ سود کی تکرار ہے سود ہی گورے
گورے لڑکے پاس بیٹھے ہین شوخ و شنگ کندن سے رنگ سونے کے بانے وضع کے نرالے
آستین مروارید بے بہا کا لون پر چڑھے ہاتھ مین طلائی کڑے کردھنی کمر مین ناپ تول نظر مین سونے
چاندی کی تھیلیان رکھی ہین روپیہ حاصل کرنے کی خوب لذتین چکھتی ہین ایک جانب دکانین
بزازونکی کان کرشمہ و ناز کی دکان پر پرشتہ دارون کا بجاو دلالون کا بگاڑ بناو گلبدن نایاب
اطلس چرخ کو جس سے حجاب تنزیب مین شکل جس سے دیکھکر دل کو چین آنکھون کو ٹھنڈک ایک
ایک تھان نفیس لینے والے رئیس ہر طرح کا کپڑا موجود ہی ململ ڈھاکے کا جو رنگ خاندان مین
اُسکا عیب ڈھانکتا ہر دکان پر گھوٹے کے تھان کے اکثر بیان ہین یہان ایک دکان پر صد ہا
تھان ہین ریشمی کپڑون کے طاقے بیشمار پھولدار اطلس باغ پر بہار اگر چھینٹ سے برسات
مین آنکھ لڑ جاے خریدار پکارے مجھپر چھینٹ نہ پڑ جاے ایک جانب گلفروش بسے ہوے
ہار ہاتھون پر کمر کسے ہوے آواز دیتے ہین ہار جوہی بیلے کا دل بس جاے البیلے کا طرہ یہی بازار
خوب خریدار محبوب ایک جانب کانمین سنگترون کی تخت بلند پائین دل پسند صدہا قسمین پھولی پھلی

چہرے ماہ آسمان حسن و رعنائی قد موزون شمشاد حدیقۂ زیبائی زیور عمدہ نفیس پہلوؤن مین جوان جوان جلیس جوڑے ترچھے اودے من بانکی گرہ گرہ بان سنہری سرخ نیچے شان و شوکت سے اپنے اپنے مقام پر جلوہ فرما ہین جوان نشہ باز معشوقون کے دستار نشلی آنکھین طرے چڑھے ہوے ہین دم جو چڑھے نشے تیز ہوے اشعار پڑھنے لگے پکار اُٹھے شعر زاہد کے دم مین کھینچ دم چرسون کے رندون مین ہے پیارے دم ہی کا توفق ہے مرد ملن و رندون مین ہ دوسرے نے جھوم کے جواب دیا بھائی کیا نعرہ کہا جوانون کا تو یہ اعتقاد ہے کسی کامل کا ایک شعر یاد ہے شعر زاہد کے دم مین تو اگر کچھ دھن کا بچا ہے بہشت اک باغ ہے دوزخ کا بھی اک شرعی دھڑکا ہے بھائی دنیا مین چار پیغمبر آے چارون آپس مین بھائی ہین دو کے معتقد زاہدان خانہ خراب و شیخ بدنیت دو کے معتقد ہم لوگ جوانان بیباک چست و چالاک بھائیو سمجھ لو وہ کون ہین نماز روزہ بھنگ

کوزہ سر جھکا نا غل مچانا انکو مبارک مطلع حضرت مصنف

اللہ کا کرم رہے رندون کے حال پر | تلوار لیکے ہاتھ مین اکڑو ہیرا ای بخو

قاضی پر آفت آئے بلا کوتوال پر | عاشق ہوے ہین ہم تو ہی چال ڈھال پر

بھائیو ہم لوگ خدا کے پیارے ہین نشہ باز ہوے بھاے مزاج نرالے رنگیلے طرحدار دم باز ہوا وہ ہین تو یہ ہنگامے ہین بھنگیڑ ہین معشوق مزاج عاشقون کے سرکا تاج جو دو رندے کے چینے والے ہین وہ تخت پہ آبیٹھے ساقی سے ساقی ملگے اُس گلعذار نے مسکرا کر بات کی نہال ہو گئے غنچہ آرزو کھلا گئے گندا اٹھا کر جھپیکا کہا بھائی آج تو چور کر دو پیر کی پلوا فا ایک دم لگواؤ نشہ کا آتا رہا فصل بارش کی بہار ہے سینے پر کیا ابھار ہے دم لگا کر او رندیادہ اکڑے تعریفین سراپا کی ہو نگین ہماری بھنگیڑن حسن مین بے نظیر ہے چہرہ رشک ماہ منیر ہے ابروے خمدار ذبح کرتے ہین ان نشیلی آنکھون پر ہم مرتے ہین ای محبوب جانی یار جانی ودانی گھر بار جان و مال سب تجھ پر نثار کرین خوب نشہ ہوا کیا دم چڑھا کہو تو سرکاٹ کے قدمون پر رکھین دو سراگنڈا لاؤ و چلم بھر وا اُسنے مسکرا کر ویسے اٹھا لیے پنجہ نگارین سے چرس جانے لگی دم مارنے والے بول اُٹھے کشمیر بیٹا ناسا بجھا نکا جانا زیر تخت ڈھانک کے بگل چل رہے ہین نوکر غرقی باندھے وہ ابھی اگلا چاہنے والا نشہ مین چور ہاتھ بڑھا کر چلم لی بگل کی آگ جھولی جھولی جاتی میان کے سامنے حاضر کی میان نے کرد کر کے دم لگایا بالشت بھر دو اُٹھی طرف نوکر کے متوجہ ہوے کہا اے بھائی پیتے تو بھی دم

لگانے نشہ جمائے اپنے پھر حقہ منہ پر رکھا یہ فقرہ ہنسکر کہا بھائی جو چرس کتی ہی کھانسی کرون گم گم کرون اسپر بھی پینے والا نہ مرے تو مین کیا کرون اس بازار مین بڑے ہنگامے ہین ان معشوقان طناز سراپا ناز کے حالات حسن و خوبی رقم کرون کلام کو زیادہ طول ہو مشتاق ملول ہو مگر عجب جلسہ ہی ڈھولک بج رہی ہی شعر خوانی کا ہنگامہ مطلع اشعار خمسے رباعیات پڑھ رہے ہین بعضے جلا کر کہتے ہین میان کیا خاموش ہو میان آتش صاحب کا واسوخت پڑھو شعر سے شعر لڑے ابکی چودھوین کو مشاعرہ ہوگا استاد مٹرو مدار بخش آئینگے ممو خان فیض آبادی سے تکرار بڑی ہی بڑی یاد کرکے آیا ہی بارہ بار پڑھتا ہی مین چار دن کی یاد ہی شیخ گھسیٹا ہمارا استاد ہی اب اسوقت تمام میلہ جوش و خروش پر ہوا نظارہ ہوتا ہی آدمی جمع ہی راہ سے نکلنا دشوار ہی ایسا جلسہ خوشنما میلہ کسی نگاہ سے نہین گذرا النظم مصنف

جو صورت مہر جلوہ گر ہے
معشوقونکے گھر دہن سے آگلون
جبین کہ سماں ہی سب چمن کا
پہنے ہوئے سب لباس پرزر
ہر غنچہ دہن کے منھ پہ سرخی
وہ نرگس چشم سرمہ آلود
دل بانکی ادا پہ جنکے قربان
مجمع افیونیون کا اک جا
نظارہ کنان ہین جنکی پریان
گنا کوئی چھیلتا ہی بیٹھا
کشمیری کہین پہ چھپ رہی ہی
چلمون پہ چرس کی بڑے تے ہین دم
نکا ڑ انشہ کا اسنے جنتشا
عیاش کمال کھیلی کھائی

میلہ کا رقم کرون وہ سامان
حاسد کا ہو رشک سے جگر خون
کیا کیا خوش رو و گلبدن ہین
ترچھی سکے کلاہ سر پر
ہونٹون پہ کوئی مسی لگائے
مژگان ناوک سے تیز افزود
اک سمت کو جانڈو پینے والے
جنکے اوصاف سب ہین زیبا
جسکی کوئی بیٹھا گھولتا ہی
ہی کوئی مزہ گزک کا چکھتا
اک سمت ہین ساقتون کی باتین
مشغل سے نہین ہی جسکی تو کم
دکانین تنبولنون کی اک سو
پہنے ہوئے زیور طلائی

اس جلسہ کا منتظم قمر ہی
ہون آئنہ وار لوگ حیران
میلہ ہی یہ اک نئے فشن کا
رشک نسرین و یاسمن ہین
کھائے ہوئے پان کی گلوری
سوسن کو بھی جس سے شرم آئے
کس ناز سے ہر طرف خرامان
بانو ہاتھون مین ہین سنبھالے
بیٹھے ہین بچھائے اپنی دریان
کاٹنے مین تمر کے تو لتا ہی
نقلی کہین چاسے بن رہی ہی
دم دیکھے نگاہ جن پہ ڈالین
دم مارا کسی نے دیکھے گنڈا
بانکی ترچھی حسین و خوشرو
ہنس ہنس کے اگال اک پہ پھینکا

دکھلا یا کسی کو مرڑ کے ٹھینگا
کرتی ہین کسی سے کہکے یہ چاپل
رنگ اپنا کوئی جما رہا ہی
جھبڑون مین دھرے ہین آنکھ کے کیلے
لنگا بھڑکا کے پانون دھرنا
آوازین ہین اسطرح لگاتے
اک جا پہ مٹھائی کا ہی جوبن
پیڑا برفی امرتیان ہین
کیا ذائقے دال موٹھ کے ہین
پانی کی یہ ہی سبیل پیاسو
جل ٹھنڈا پی لے آکے جھٹ پٹ
یہ بالیان بجلیان یہ کنگن
کیا ہار کھلے ہین موتیا کے

چونا کسی یار کے لگایا
بیڑا اب کھاسیے میرے گھر لال
اک سمت ہین کنجڑین شکیلہ
کہتی ہین ڈبل کے تین لیلے
بیٹھے ہین کسی جگہ کبابی
لے لونگ چڑھے کباب گلچے
شیرین سخنی سے وہ دوکاندار
لڈو عمدہ جلیبیان ہین
سقے بھی کٹوریون کو بھر کر
گرمی مین کلیجہ ٹھنڈا کر لو
کہتے ہین یہ گلفروش ہنس کر
یہ گجرہ کا یہ بدھی اور یہ جوشن

ہنس ہنس کے کسی کا خون بہایا
بیڑا کوئی لیکے کھا رہا ہی
صورت مین حسین اور چھبیلے
یارون سے اشارے بازی کرنا
چہرے چمکے ہین آفتابی
اک بیچ رہا ہی حلوا سوہن
کہتے ہین پکار کر یہ ہر بار
اک کہتا ہی لڈو سونٹھ کے ہین
کہتے ہین یہ شور و غل مچا کر
ہی ٹھٹھ لوگونکی بالصنونکے کھٹ پٹ
گہنا پھولون کا ہی معطر
کہتے ہین کبھی صدا لگا کے

عیاران طرار یہ تماشا دیکھتے ہوے صورتین بدلے جان کا ڈر مگر ہر مقام پہ جانا بھی ضرور ہی اپنے استاد کو ڈھونڈھتے ہین یہ منظور ہی ایک جانب جو آئے دیکھا عجب ہنگامہ ہی ایک جوان گھنٹی بجا کے پکار رہا ہی ایک پیسا ٹکٹ نقل کی اصل دکھا دین اب جو آگے

بڑھا دیکھا نظم مصنف
ہی لاگ کہین یہ سر کٹے کی
انداز طلسم جا بجا ہی
جی چاہتا ہی کہ گھر بنائین
یارب طالع کو اسکے چمکا
باجا کسی جا گمک رہا ہی
طنبورے کی ترکہین یہ نوبت
گاتی ہی کوئی غزل قمر کی

تھیٹر کا کوئی جائے ہی رنگ
حیران ہوا جسنے شکل دیکھی
کیا میلہ ہی واہ اور جلسہ
رات آج کی شب ہین گنوائین
اک سمت ہین رنڈیونکے ڈیرے
سارنگی کا شور چنک رہا ہی
خالی کوئی گنگنا رہی ہی
اور کوئی ہی منتظر سحر کی

بجتا ہی کہین رباب مرچنگ
ہر جا آپسمین تذکرا ہی
دیکھا کرے بس بغور جلسہ
یہ سب ہی قمر کے دم کا جلوا
عیاش کھڑے ہوے ہین گھیرے
بجتی ہی کہین ستار کی گت
سر سازسے اک ملا رہی ہی
غزل مصنف قمر

ہون خاک بسر غم سے برباد سے کہتے ہین | راحت سے ہین واقف ناشاد اسے کہتے ہین
کی ایسی کشش دل نے وہ آپ چلے آئے | اے دام کشو دیکھو صیاد اسے کہتے ہین
قصے گل و بلبل کے کل ہین نئے کیے اُسنے | باتون مین پھنسا رکھا صیاد اسے کہتے ہین
تصویر تصور نے کوچہ کی ترے کھینچی | فردوس اٹھا لایا شاداب اسے کہتے ہین
ناسخ سے کے قمر کیا کیا شہرے ہین زمانے مین | قول اہل سخن کا ہے استاد اسے کہتے ہین

تماشہ بین جمع ہین مجرا ہو رہا ہے نازنینان مہ جبین شوخ و شنگ طرار قرار ناز و کرشمہ چتون مین دلی
ہوئی مست ہین اُنکے بانکے چاہنے والے قریب بیٹھے مین فرمائش ہو رہی ہے بی لذت بخش
کوئی ٹھمری کوئی غزل گاؤ نگینی دکھاؤ ہم تو مدت تک مشتری کے خریدار رہے جس دن سے وہ
خانہ نشین ہوئین لطف غزل کا اٹھ گیا گانے کا مزہ جاتا رہا انکی فصاحت و بلاغت کی کیا تعریف
کرین خود صاحب تصنیف موزون مزاج گانون کے سرکا تاج نائکہ نے جھلا کر جواب دیا خیاب
رسالدار صاحب خطا معاف اس چھوکری کے شہرے ہین یہی شعر نظم کرتی ہین تمام زمانے مین
طاق شہرۂ آفاق ہان چھوکری جو کل غزل یاد کی ہے بہاگ کے ذہن مین سنا دے برق چمکا دے
رسالدار صاحب بڑی دور سے آئے ہین ہمیشہ خط آیا کرتا تھا اشتیاق تھا آپ کے رکھے ہین
ہم تو انہین کی تحریر پاکے جلسہ مین شہنشاہ افراسیاب کے بڑے مزے اٹھائے یہان تو اک
بنگالہ ہے میلہ کا ہے کو جھمیلا ہے میان داروغہ باب نشاط نے کل سے صرف ایک مرتبہ دو خوان
کھانے کے پہونچائے یہان پچاس آدمی ساتھ مین ٹٹو گھوڑے بیلیان اتنا صرف ہوا ہے یہ سنکر
رسالدار صاحب پھول گئے ساری شہسواری بھول گئے گرہ سے نوٹ سو روپیہ کا نکالا پیش کیا
کہا بی لذت بخش صاحب آپ تو ہماری مہمان ہین اس جلسہ مین تشریف لانے کے بہت احسان
ہین نائکہ نوچی دونون خوش ہوئین سازندون سے کہا رسالدار صاحب سامری جمشید سلامت
رکھین بی لذت بخش گاؤ ہم رسالدار صاحب کو مدت سے جانتے ہین بہت کچھ دینگے خوش ہوکے
یہان سے بھیجینگے روپیہ ملنے سے بی لذت بخش کو بھی مزا ملا غنچۂ آرزو کھلا چہرہ مثل گل کے
سرخ ہوگیا مسکرا کر گنگنا مین یہ غزل شروع کی

غزل

عشق مین رسوا جو اپنی آہ و زاری ہوگئی | کچھ ہماری دھوم کچھ شہرت تمھاری ہوگئی

بزم جانان مین جو آمد شد ہماری ہوگئی ۔ غیر پر گرنے کو بجلی بیقراری ہوگئی
پہلے تھا بیزار جب سے اسکے تم خواہان ہوئے ۔ مجکو بھی اُسدن سے اپنی جان پیاری ہوگئی
گریہ حسرت سے اور آنکھون سے جو تھی رسم وراہ ۔ بعد مدت پھر مری فرقت مین جاری ہوگئی
اُسکے در سے مرکے بھی اُٹھنے کا اک افسوس ہی ۔ لاش اپنی کیون احبا پر نہ بھاری ہوگئی
آرزو دل مین جو تھی اپنے ترے اک تیر کی ۔ آخر کار آپ ہی وہ زخم کاری ہوگئی
وصل مین دل ہو مرا میری طرف کچھ بولتا ۔ اُنکی جانب بھی تو اُنکی شرمساری ہوگئی
کل جو غش کھا کر گرے تو اُنکے قدمون پر گرے ۔ ہمسے بیہوشی مین بھی اک ہوشیاری ہوگئی
نازدل کیا ہے تجھے اُٹھائے غیر کے احسان تک ۔ ختم تیرے ناتوان پر بردباری ہوگئی
گرد اپنی لاش کے پھرتا ہی قاتل بعد ذبح ۔ زیر خنجر بھی وہ ہم سے وضعداری ہوگئی
دل پکڑ لیتا ہی دشمن جب تڑپتا ہی جلال ۔ اُسکی بیتابی ہی کیا شوخی تمھاری ہوگئی

دیگر

غم نہین ترک جو کی دل نے رفاقت میری ۔ میرے روٹھے کو منا لائیگی حسرت میری
ذکر کہین غیر کے روکے سے بھی یارب اکدن ۔ اِدھر آنے مین وہ نبجائین طبیعت میری
جان دے کر یہی کہتا ہون انھین کچھ نہ دیا ۔ حوصلہ سیر ہی دل سیر ہی ہمت میری
ناتوانی کا گلہ مجھسے ہو کیا تاب اے عشق ۔ شکوۂ ضعف کرون یہ نہین طاقت میری
آپ ہی جاؤ نہ تم یا مجھے مرجانے دو ۔ خود بخود ہوتے ہو نہ منظور ہی رخصت میری
یار آیا ہی شب وعدہ کہ تصویر اسکی ۔ دیکھتا ہی کوئی بیٹھا ہوا صورت میری
ٹھوکر اک لگتے ہی کیون بیٹھ گئے راہ مین وہ ۔ آگئی ہو کہین قدمون سے نہ تربت میری
مجبر عشق دو عالم سے کیے دیتا ہی ۔ دل سے کہتا ہون خبر لیجے حضرت میری
روئے تقدیر کا رونا کوئی کسکے آگے ۔ وہ تو ہنستے بھی نہین سُنکے مصیبت میری
منہ لگائین تو سمجھ کرکے لگائین مجکو ۔ کچھ نہ بن آئیگا بگڑیگی جو عادت میری
یار کو ڈھونڈھ نکالین گی کہین ہی جلال ۔ کچھ پتا دل کا لگائیگی تو حسرت میری!

اُس غزل پر تو اُس قاتل عالم نے کبھی مارا کبھی جلایا ایک ایک شعر کو سو سو طرح تبایا تیلنے مین کبھی جنگل کبھی باغ دیوانہ پن کبھی نقشۂ محبوب کبھی صورت مطلوب کبھی سینہ پہ ہاتھ رکھے

سسکیان بھرنا کبھی سامنے مشتاقون کے مچلنا کبھی دل عاشق پاسے نگارین سے ملنا اب تو
روپیہ اشرفی برسنے لگا بیل پڑھنے لگی کہین ایک بنیا مہاجن بیچارا آفت کا مارا اس جلسہ مین آپھنسا
رسالدار نے پانچ دیے اُسنے دس پھینکے رسالدار بیچارے دس کماتے ہین پچاس اُٹھاتے مین
آج جلسہ کے خرچ کے واسطے سود و سو روپیہ قرض لیکر چلے تھے وہ دیکے کچھ بازار مین صرف ہوا
مہاجن نے جب ٹمینٹ ٹٹولا یہ گھبرائے چاہا کہ جیب مین سے نکالکر کچھ روپیہ دین نائکہ نے جھپکی لی مٹھی
روپیون کی پہلو مین رکھدی اشارہ کیا ہمسے لیتے جاؤ بی لذت بخش کو دیتے جاؤ بیٹے کو لٹنے دو
ہمارا نفع اسکا نقصان تمھارا ہم پر احسان رسالدار صاحب یا تو بدلگامی کرنے کو تھے قدم تھم گئے
اب تو بیل دینے پر جم گئے بنیا دم بھر مین لٹ گیا آخر چوتڑ جھاڑ کے بی امیر بخش سلام کر کے
اٹھ بھاگا بعد اسکے جانے کے ہنسی دل لگی ہونے لگی اسیطرح دس آتے ہین پانچ جاتے ہین سب رند
سازکر کے تماش بینون کو لگا کے لاتے ہین جو بانکا تھا اسنے اسکا ہاتھ پکڑ لیا کہا حضور دکن
سے ایک بائی آئی ہے کیا خوب گاتی ہے چلکر دو چیزین سنئیے اس کوچہ مین جو آیا لٹا ہنستا ہوا آیا
روتا ہوا گیا بعض تو خرچی چکا کر رہے ہین بعض خرچی چکاتے ہین ساٹھ کے یارون سے
کہ رہے ہین بھائی یاران ہم پیشہ ہی کھیل کھیلتے ہین ایک شب سے زیادہ دوسری شب کسی
کے یہان نہین آتے ہین سو کسبیون کے نام فرد پر لکھے ہین مگر پردہ نشین خانگیون کی ڈولیان
آتی ہین اوباش گرستون کو لگا لاتے ہین ہر خیمہ مین رنڈیون کے یہی ہنگامہ ہے کہین سوز کہین
ساز کہین ناز و نیاز عیاران لشکر اسلام ہر سمت جاتے ہین خواجہ عمرو کی تلاش ہر مقام
پر کسبیون کے بڑھے ایک مقام پر دیکھا ایک خیمہ کلان استادہ ہے اسمین نوجوان جمع
ہین دف بج رہا ہے خیال میر شوکت حسین صاحب سحر کے باواز بلند گائے جاتے ہین —

بجتا ہی رباب اور مرچنگ — دارے کا بجا ہی اک رنگ — کچھ بیٹھے ہین اُسمین کلغی کا
کرتے وامے ہین کچھ نرالے — کچھ دادرا گا کے رہے ہین — کچھ جھوم کے تان اُڑا رہے ہین
گاتے ہین خیال یہ سحر کا — جلوہ جسمین ہی سب سحر کا

خیال تلامذۂ لسنت شاعر بنظیر عالی استعداد جناب میر شوکت حسین صاحب
المتخلص بہ سحر چوک پہلا

بسنت آیا ہی شور ہر سو ہی بلبلون کا ہر اک چمن مین
وہ پھولا ٹیسو لگی ہی آتش چنار جلتے ہین سارے بن مین
سمایا ہی رنگ زعفرانی ہر ایک نسرین و نسترن مین
خدا کی قدرت کا ہی تماشا کہ زردی آئی ہی یاسمن مین
ہی بیلا البیلا ین دکھاتا کہ زرد پوشاک ہی بدن مین
چنبیلی کیا گل کھلا رہی ہی چٹک ہی غنچہ کی ہر سخن مین
نہین ہین پھولے سماتے غنچے خوشی کے مارے خود اپنے تن مین
بھرے ہین گلچین کی جھولیون مین وہ پھول بکھرے جو تھے چمن مین

قطعہ

دی ہی خبر بہار کی لا کر نسیم نے — مہکا دیا چمن کو گلون کی شمیم نے
صیاد کو ڈرایا ہی امید و بیم نے — شادی رچائی بلبلون کے دل دو نیم نے

شگفتگی کا بھرا ہی پانی ہر اک تھالی کے بھی لگن مین

چوک دوسرا تلازمہ بسنت مصنفہ سحر

شمائل یرقان ہی چشم نرگس ابھی ہی البیلی بالے پن مین
کہ کنگنی بھی لگی ہوئی ہی گلون پہ حسرت ہی انجمن مین
ستارے چنپا سے ہو رہے ہین کوئی تو بھی اب اس ٹھن مین
بسنتی پوشاک ہی جو پہنے بہار کیا آ گئی چمن مین
نہین ہی جوہی کا کام یان کچھ سمائیگا سوتیا بن مین
بہار رنگینیے کی آج کل ہی بسنت آیا ہی ہر چمن مین

قطعہ

اجڑا ہوا چمن یہ پھر آباد ہو گیا — استادہ پیشوائی کو شمشاد ہو گیا
شادان ہر ایک بلبل ناشاد ہو گیا — پژمردہ غم سے اب دل صیاد ہو گیا

خوشی سے سنبل کو وجد یہ ہی اکڑ رہا ہی وہ بانکپن مین

چوک تیسرا مصنفہ سحر

بسنت کا رنگ جم گیا ہی طلب مین تاتار مین ختن مین

ہر ایک دشت و جبال و بر مین ہر ایک دریا مین اور چمن مین
بسنتی سبزہ ہی یون روش پر عقیق یا زرد ہین یمن مین
یہ زعفرانی ہی ترش گل گاون کی خاطر ہر اک چمن مین
کہین یہ ہی شور فاختہ کا کہین یہ قمری ہی ہر سخن مین
کھلا ہوا پھول یا کہ غنچہ کہین یہ بلبل کے ہی دہن مین

قطعہ
دیکھو ہزار رنگ پہ گلزار آج ہی
اب تخت زعفرانی کی بھی احتیاج ہی
مرغان خوش نوا کا فلک پر مزاج ہی
ہر گلبدن کے سر پہ بسنتی جو تاج ہی

نہین ہی کھوٹا کھرا ہی ہر گل ہر ایک ثابت قدم چمن مین

چوک جو تھا مخلص استادان خیال

رسا لگر کا بھی زعفرانی لباس نو عمدہ ہی بدن مین
مداری کپڑے بسنتی پہنے ہوے ہین داخل اس انجمن مین
اگر ہی ہیرا کا لال جیسہ یہ زرد پوشاک ہی بدن مین
ٹھاٹھ عاشق علی کے دیکھو اکڑے آتے ہین بانکپن مین
گئی خزان اور بہار آئی سحر ہمارے بھی اب چمن مین
اسی سے ٹھہرہ ہی لکھنو کا یمن مین عدن مین حلب ختن مین

قطعہ
پرچا رہیگا چنگ و سرود و رباب کا
دورہ وہ ہر طرف کو شراب و کباب کا
دھرپت کی تان راگ خیال جناب کا
پری مین آج اٹھیگا مزہ کچھ شباب کا

یہ رات گذریگی عیش مین سب بسنت جلوے کا بدن مین

اس جلسہ کو دیکھکر جوان کس پر یقیل نہیں اوصاف مین معروف ہین کہ کس کمال نے یہ رنگ جمایا ہی کیا کیا خیال ہین غزل کا بھی لطف ہو ٹھمری کا مزہ ہو مصنف نے کیا کام کیا ہر ٹہا خون جگر کھایا ہی کس کس مضمون کے خیال نظم فرمائے ہین باغ یہ بہار سامنے بنا کر دکھائے ہین کیا فصل بسنت کے مضامین دل نشین ہین پڑھنے والے بھی جوانان فصاحت آئین ہین جی چاہتا ہی صبح تک بیان سحر کے خیال سنین بیان سے قدم نہ ہٹا ہین عیاران لشکر اسلام اس مقام پر بھی دیر تک ٹھہرے

خواجہ عمرو کی چار جانب جستجو کی اس چمن مین بھی اپنے پھول کی بو نہ پائی آگے بڑھے ایک عجب
تو بڑے جھگڑے دیکھے جوانان شیر دل کی آواز آرہی ہے ہاہو کے نعرون سے زمین تھرا رہی
ہے کسی سے پوچھا اس مقام پر کیا جلسہ ہے ایک نے کہا بھائی اسی مقام پر تو سارا میلہ ہے اول
صاحبان آبرو پیروان حضرت خضر و الیاس حق شناس نیک اساس دریادل پاک از زشتی
شہر ناپرسان کے سارے بہشتی حق نیوش مشک بدوش بجوش و خروش آکر جمع ہوئے ہین ایک جانب
ظاہر کے میلے دل کے اُجلے جنکی ذات سے تمام وضیع و شریف سفید پوش ہوتے ہین کہ کثافت
لباس کو دھوتے ہین صاحبان شست و شو خوش خو صاحب حسن و خوبی سارے شہر کے دھوبی
آکر ڈٹے ہین دونون فرقون مین معرکے پڑ گئے ہین کیا کیا عمدہ عمدہ گھنڈ گاتے ہین جو ہمین
سمجھتے ہین وہ اُسکو پاکھنڈ بتلاتے ہین اگرچہ رنگین صاحب فراست سے وہ ہین مثنویان
دلچسپ مضامین عمدہ شاعران نامی نے اسطور مین نظم کیا ہے ان صاحبون کو یاد کرا دیا ہے یہی سب
جوان گاتے ہین ہر میلے مین آتے ہین عیارون کو اشتیاق ہوا اس جلسہ مین آکر پہونچے دیکھا
بڑی بڑی انگیٹھیان بجائے فرش رکھی ہین ایک جانب ستے کھاروے کی لنگیان دوہری مرزائی
پگڑیان سرون پر زری کے جوتے ڈٹے ہوئے ہین دوسری جانب دھوبیون کا پرا جما ہوا ہے انگرکھا
جامدانی کے اُجلے صاف و شفاف پاجامے ٹین سکہ کے گلے میلے ایک پائچہ چڑھا ہوا ایک اُترا ہوا
تیوریون پر بل پڑا ہوا ہاتھون مین چاندی کے کڑے گلے مین لڑی زنجیرین گاوریان کھائے ہوئے
گنٹھے دار جوتی چڑھائے ہوئے دونون فرقے ڈٹے ہوئے ہین بڑے لطف سے یہ گھنڈ تصنیف
میر شوکت حسین صاحب سحر کے گا رہے ہین گھنڈ

دھوبی سنو تکے ہین مقابل
سر سے وہ مُنڈاسے ہین اُتار

سب گھنڈ کے گانے پر ہین مائل
گاتے ہین یہ گھنڈ ہاتھ پھیلا

اُجلے میلے ہین دھوبی سارے
دیتے ہین جواب دھوبی چیلا

گھنڈ تصنیف میر شوکت حسین صاحب تخلص سحر لکھنوی اول سوال سنون کا

ایک کامل اُٹھین آگے بڑھا اپنے کان پر ہاتھ رکھکر پکارا

ہان ہان او میرے میان

سنو بھائی دو چار سنون کے نارے | ہا ہا | اب عاشق کے دل مین بیت بیٹھ لیے

صبا لے کے جو چمن مین اشارے | تو غنچے چٹک کر یکایک پکارے

چلو بلبلو آئی ہوا بہارے

جواب دھوبیون کا

ایک دھوبی بھی آگے بڑھا اور یہ نعرہ مارا

ہان ہان او میرے پیارے

خوشی سے جو بن گل جو پھولے سماتے
اکڑ اکڑ کر بین شمشاد جوبن دکھاتے | تو مرغان گلشن مین اترانے آتے
خبر لا کے پیک چمن میں سناتے

کہو باغبان سے کہ گلشن سنوارے

دوسرا سوال سقون کا

صنم آج گر وصل ہو تو مزا ہی
مئے لالہ گون با دل پر صفا ہی | گھٹا چھائی ہی اور چمن پر صفا ہی
بھرے جام ساقی یہی کہ رہا ہی

کہ پہلے شراب تو کچھ جو خمارے

ارے او میرے میان

تو میرا ہی دلدار | مین تیرا بچپن کا یار | پیارے جلدی آؤ | عاشق کے گلے لگ جاؤ

جواب دھوبیون کا

فلک نے میرے حال پر رحم کھایا
مجھے سادہ پن یار جانی کا بھایا | کہ وہ ماہرو میرے گھر آج آیا
کہ آتے ہی مجکو گلے سے لگایا

سحر کا داغ اب فلک پر ہی بارے

او میرے میان

تو میرا ہی پیارا | مین نے تجھ پر جی اپنا وارا | دل تیرے نذر کیا | حسن تیرا مول لیا

سامعین مین چرچے ہو رہے ہین کہ آج تیسرا دن ہی سقے دھوبیون کی جان کو کلپ رہے ہین بیڑا کرنے پر آمادہ ہین کہتے ہین خوب گندی کرینگے انکی استری لینگے دھوبی باٹہ کرینگے جب تو پیچ مین آئینگے ایک کہتا ہی بھائی دھوبی کا کتا گھر کا نہ گھاٹ کا ادھر دھوبی بھی جوش مین کہتے ہین ہم

بشتیون کو سوندن مین جلوا لینگے ڈول رشک چھوڑ کر بھاگین گے خاک پھانکتے ہین ابھی سے کنوین جھانکتے ہین اب آبرو پہ بنیگی ہمارے اِنکے خوب چھنیگی پناہ پانی مشکل ہوگی ہمارے اُنکے تکرار لب ساحل ہوگی عیاران لشکر اسلام نے ہر ایک مقام پر ٹھہر کر تلاش عمرو کی ابتک ملاقات نہوئی ایکطرف بازار مین دیکھا بڑا ہنگامہ ہے مرچلے چاقو ہاتھ مین سر پر چرکے لگے ہوے خون بہا کر پیسہ لیتے ہین بڑا کمال حاصل کیا ہے ایک پیسہ اُنکا خونبہا ہے ایک جانب گرز مار دو ضرب مین لگا مین پیسہ لیا ایک طرف شیدی نے چھچھنے ہاتھ مین شلنگین لگا رہے ہین جہان اُترے گنڈا لیکر ٹلے ایک مقام پر ستر سے شاہی نقیب بے پروا ہی

ڈنڈے بجا کے یہ بانی کہ رہے ہین **قطعہ یعنی بانی**	آٹھ پہر چونسٹھ گھڑی گھر پر ہے نوبت
صدقہ نانک شاہ کا بھنڈارے بھرپور جگ جگ جیے لاڑلی بجتی ہرم جا ہی	شاد ہو روح سامری کہتے ہین شاہی

عجب رنگ پہ میلہ ہے کل شہرون کے دکاندار ہر مقام پر کہ نے طور کی بہار خریدار بیوپاری وہ اشیاء نادرہ کہ مشتری فلک جان دیکے خریدے سکندر ایسا بادشاہ اگر اِس میلے مین آئے مثل آئینہ حیران ہو جائے جمشید نے کبھی ایسا جلسہ آنکھ سے نہ دیکھا ہوگا جام جہان نما مین آغاز و انجام اُس نیکنام کو ثابت نہوتا کاسہ ہاے چینی دکانون کے آگے جام سے بہتر جا بجا جلسون مین نازنینان چین پیکر آٹھ پہر مین میلہ خوب جما ہے دکانین نہایت لطف سے آراستہ تاجرون کے اسباب بکلف سے پیراستہ کوچہ ہاے بازار دلچسپ سے کوچۂ زلف محبوب کا نشان ملتا ہے غنچۂ آرزوے عاشقان اِس بازار رشک گلزار کو دیکھکر کھلتا ہے دکانون مین تصویرین دلپذیر اگر مانی و بہزاد ہوتے آہ کھینچتے یا تصویر کشی سے ہاتھ کھینچتے اگر کسی عاشق مزاج کا اُس کوچہ مین گذر ہوتا تصویرونکو دیکھکر مثل تصویر تصور خاموش حیرت کا جوش

تعریف میلہ و بازار نظم دلچسپ مین یہ نظم جرأت کی نہین ہے نہایت پاک وصاف ہے بے تکلف میلے کا نظم اوصاف ہے

کہان ایسی بازار آئینہ بند	دکانین ہین ایسی کہان دلپسند	جو بازار مین یوسفان حسن
دکانین نظر آتی ہین کان حسن	سجاوٹ دکانون کی ایسی پری	کہ سو جان سے ہونگے مشتری
کبھی ایسے سوداگر آئے نہ تھے	کبھی مال تاجر یہ لائے نہ تھے	گرانمایہ ہین جتنے اسباب ہین
سب اشیا و اجناس نایاب ہین	کبھی تھین نہ ایسی خریداریان	نہ ہر جنس کی گرم بازاریان

ہر اک شی جواہر کی تولون بکی
ہر اک چیز یوسف کے مولون بکی
کسی مال کا مایۂ جان ہی مول
کسی جنس کا نقد سلمان ہی مول
کوئی چیز وہ جسکی قیمت ہی دل
سمجھتا ہی مفلس غنیمت ہی دل
کسی سمت بزازہ آراستہ
کسی سمت صرافہ پیراستہ
کہین جوہری ہین لگائے دکان
دکانین ہین آنکی جواہر کی کان
دکانین کہین شیشہ آلات کی
جہان دنگ شوخی خیالات کی
نہ دیکھے سختے یہ شیشہ پُر بہار
نہ کی تھی کبھی سیر مینا نگار
وہ جلوہ دکھاتی تھین مردنگیان
زمہوے لگا اپنی نیرنگیان
صفا بار یسے مصفا کنول
بجھا ہو تو روشن ہو دل کا کنول
صفا جیسے سب آئینے نور کے
دل آویز سب جھاڑ بلور کے
کہین جلوہ آرا ہے مینا ے سبز
فلک عکس سے جسکے ہو جا سبز
کہین شیشۂ سبز پر تو فگن
بناوے جو بیلے کا گل پیرہن
کہین ہین وہ ہمشکل حلوا فروش
سمجھئے جنھین من و سلوا فروش
بیان کیجیے کیا مٹھائی کا لطف
دکھاتی ہی شیرین ادائی کا لطف
جلیبی مزے شیرہ جان کے دے
اگر امرتی کھاے امرت نہ لے
بھرے غرمے کتنے نزاکت سرشت
پسند آے حور ونکو جو در بہشت
جو قند مکرر مین آیا مزہ
وہ شیرین لبونین نہ پایا مزہ
لگاے ہوے ہین کہین مطبخی
دکانین طبقہاے نعمات کی
کچھی ہین وہان نعمتین بیشمار
مطنجن مزعفر مربے اچار
کبابی جہان بھونتے ہین کباب
وہین آکے پیتے ہین سکش شراب
کبابون کی گرمی ہی کیا گفتگو
کہ بے چین کردیتی ہی جسکی بو
کہین پھول والون کا بازار ہی
دہان کی ہوا تک بھی گلبار ہی
نرالی ہی خوشبو نیا موتیا
عجائب ہی جو ہی عجب موگرا
چنبیلی کی کثرت ہی بیلے کا جوش
وہین پر زیادہ ہی بیلے کا جوش
دکانین کہین دور تک عطر کی
بساتی ہی کیا رہے مہک عطر کی
کسی عطر مین ہی گل تر کی بو ٭
کسی عطر مین سنبل تر کی بو
کسی بو پہ مائل نسیم چمن
کسی بو پہ عاشق شمیم چمن
کوئی نکہت ایسی کہ لیجاے ہوش
کسی بو سے بیہوش کو آے ہوش
تنبولن بھی بیٹھی ہی اک شوخ و شنگ
جمالگے ہوے شل پان اپنا رنگ
یہ سرسبزی حسن کا حال ہی
زبان جسکی تعریف مین لال ہی
بجسے وہ گلوری بناکر کھلاے
وہ خود قتل کا اپنے بیڑا اٹھاے
کسی سمت ساقی کے جوبن کی دھوم
تماشائیون کا آسی جا ہجوم
حقیقت مین وان ہی سمان نشہ کا
کھنچا ہی وہان سائبان نور کا
وہ شوخ دیرے رو ہین جلوہ گر
ادھر کچھ جوان حسین کچھ ادھر
جسے بھر کے حقہ پلاتی ہی وہ

دھوئین اُس جوانکے اڑاتی ہے وہ   عیاران جانباز ہر جلسہ مین جاتے ہین جلسہ دیکھنے کا کسکو ہوش

ہے دریاے مصیبت کا جوش صاف یہ ہے کہ سارے میلے کو خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کی تلاش مین
چھان ڈالا ابھی تک تو کہین پتا نملا ناگاہ سلطان انجم سپاہ پر شکست کے سامان نظر آئے ستارے
چرخ نیلی فام پر جھلملائے فوج شعاع نیر اعظم کی بصد شد و مد معرکہ میدان فلک پہ آمد آمد ہوئی شہنشاہ
ظلمت کو مقابلہ و مجادلہ کی کد ہوئی ہر چند چاہا جوانان سیارگان کو میدان رزم مین جاؤن شان و
شوکت و جلالت دکھاؤن لیکن صاف ثابت ہوا کہ وقت تنگ ہے شہنشاہ زرین پوش اقلیم روز آمادۂ
جنگ ہے آخر قلعۂ مغرب مین جا کر محصور ہوا داخلۂ فوج ضیاے آفتاب عالمتاب سے ظلمت کدہ
عالم پر نور ہوا

نظم مصنف

برآمد ہوا شاہ گیتی فروز | درخشندہ کال چہار دے روز
چمکنے لگے ذرہ ہاے زمین | منور ہوا صاف چرخ برین
برآمد ہوا مہر با عز و شان | طیوران صحرا ہوے نغمہ خوان

عیاران اسلام تیار و ناکام شہر ناپرسان سے متردد و پریشان

نکلے لشکر ظفر اثر ملکہ مہرخ مین آئے دیکھا لشکر مین شب سے کمر بندی ہے اپنے اپنے افسرون کے
ساتھ خیمون مین بارگاہون مین جمع ہین اشارون کے مشتاق ہین جرأت و شوکت مین طاق ہین
عیار بارگاہ مہرخ مین آئے دیکھا ملکہ مہرخ تخت پر کرسیون پر شاہ و شہریار و شہزادیان بصد کر و فر دریاے
سلاح جنگ مین غوطہ مارے ہوے آمادہ جانبازی مصروف ذکر جالات ہین غازی عیار دعا و ثناے
شاہنشاہی بجالائے عرض کی اے غازیان صف شکن و اے تہور شعاران شمشیر زن کل صبح کو آپکی
خدمت سے رخصت ہوے تھے آٹھ پہر شہر ناپرسان مین رہے جو کچھ کہ آنکھون سے دیکھا کیا
عرض کرین از شہر ناپرسان تا کوہ عقیق فوجون کے جھگڑے ہین سرداران افراسیاب مع فوجہاے
جنگی آ گئے ہین پیک نگاہ کا گزرنا دشوار ہے ہر ایک جیا آمادہ حرب و پیکار ہے ملکہ مہرخ نے کہا
ہمین مرنا جان دینا ہے مرنے والے کے نزدیک ایک اور کرور برابر ہین اے عیاران خجستہ گزار
خواجہ عمرو بن امیہ نامدار ابھی کہین ملے یا نہین چالاک نے کہا کہ ابھی تک زیارت نصیب نہین
ہوئی بہت کوشش کی مہتر قران نے کہا وہ مکر سے غافل نہونگے خدا انکو زندہ رکھے جامع المتفرقین
آنسے ملائے زیارت سے مشرف ہون صرف آپ صاحبون کو خبر کرنے آئے تھے خدا حافظ پھر جاتے
ہین اب صبح کو اگر حیات باقی ہے زندہ ملینگے ورنہ لاشے ہمارے زیر دار اسد نامدار پڑے ہونگے

ملکہ مہرخ نے کہا آج کی شب شب قیامت ہے چند سوار وسط سما پر جا کر ٹھہرینگے وقت کے منتظر رہینگے
جب افراسیاب ہمارے آقاے نامدار کو گنبد نور سے نکالیگا جو بن پڑیگا وہ کرینگے زبان سے
کچھ نہین کہتے جو منظور خداے کارساز کو مگر یار وافسوس صد ہزار افسوس ایک شب بیچ مین باقی ہے
کوئی تدبیر معقول نہوئی ہاے سعادت ابدی حصول نہوئی خواجہ عمرو کا ہمسے چھوٹنا بڑا ستم ہوا اگر
وہ ہوتے مرنا بھی ایک تدبیر کے ساتھ ہوتا اب خدا سے یہی عرض ہے جان دینا ہمپر فرض ہے یہ ہنگامہ
دیکھکر دل پر اُس پرورد ہ مہد ناز و نعم ملکہ مہ جبین الماس پوش پر کیا گذرتی ہوگی نہ جیتی ہوگی نہ مرتی
ہوگی دھڑکون مین اسکی جان جائیگی وہ عاشق صادق نہ بچیگی مردہ زیر گنبد نور آئیگا آخر مین
افراسیاب پچھتائیگا ملکہ مہرخ نے کہا صاحبو وہ بچیا عیش پسند نشہ سلطنت مین چور اپنے سرو ساری
پر مغرور اس ہوسے کو نہ کسی کے جینے کی خوشی نہ مرنے کا غم ہم لٹتے ہین سامان تباہی ظاہر ہی
دل کے حال سے پروردگار رہا ہی کلیجہ چیر کر کسکو دکھائین زمین شق ہو سما جائین ماں سے اسکی
کمسنی مین انتقال کیا خون جگر پلا کر پالا آئی تقدیر کے نوشتے کو نہ دیکھا کہ کاتب قدرت سے
کلک قدرت سے صفحۂ پیشانی پر یہ مضمون مصیبت خیز لکھا ہی کہ چودھوان برس بھاری ہوگا جب سے یہ
سال شروع ہوا ہم بلائین لیا کرتے تھے شعر چودھوان سال خدا خیر سے کاٹے تیرہ گھٹنے لگتا ہی مہ
چار دہ پورا ہو کر بھا جو ہر سال صدقہ اُتارتی تھی اپنی جان اُس پر وارتی تھی اس سال مین تقدیر نے
بھلا دیا تصدق میری بچی پر سے نہ اُترنے پایا جس دن سے صحراے حیرت کی سلطنت ملی دل مین
مجھ بدنصیب کے دھڑکن پیدا ہوئی شاہزادی لکا نہ فاحشہ صندل جادو کو بچی کا نگہبان کیا مجھے
درد سر پیدا ہوا کہا کرتی تھی کہ اُس فاحشہ کے اطوار دیکھکر لڑکی کو اسکی نہ ہونے لگے ابھی بچی لکڑی ہی ہر
ہر طرف جھکائی جاسکتی ہی مین جب جا کر کہتی تھی کہ بی بی دو چار دن کو گھر چلو میرے کلبۂ احزان کو نور رشک
سے منور کر دو کھیل کود مین پڑی رہتی تھین کل آؤنگی کہکر ٹال دیتی تھین مین باغ کو شیشہ آلات سے آراستہ
کرتی تھی دن رات انتظار مین گزر جاتا تھا جب آفتاب جمال نہ طالع ہوتا تھا بغیرت جبنکر
پھر جاتی تھی بلا مین ایسے کلمات شکایت آمیز جو میری زبان سے نکلتے تھے صاحبو انکی ہمادتندی
کا کیا ذکر کرون نانی امان کہکر لپٹ جاتی تھی جہان ذرا غصہ کیا رونے لگتی تھی جو تحفے ملکون سے آتے
تھے چھپا رکھتی تھی مین کہتی تھی بی بی تمنے نوش کیا جواب اُسکا یہ تھا کہ نانی امان تم بغیر ہمارے

حلق سے ذائقہ ہم ساتھ کھائین جب مین گئی ہے کھانا کھلائے نہ آنے دیا اُس اپنی ماہ تابان کو کمان
پاؤن جیتے پاؤن مین باندھ کر جنگل و صحرا مین نکل جاؤن اپنے غزال دیدہ کو کس بن مین ڈھونڈھون
دس بیان پر ملکہ مہرخ کی بارگاہ فلک اشتباہ مین شور گریہ وزاری بلند ہوا بہار کی بجلی لگ گئی بلبجان
قدرت نے گریبان چاک کیا ملکہ سرخ ہوے کا کلکشا بال نوچنے لگی شکیل جادو بھانجی کا
نام لیکر بہت رویا تلوار ٹیک کر اُٹھا کہا مادر مہربان آپ کا رونا ہمسے نہین دیکھا جاتا ہم ابھی جا کر جان
دیتے ہین یہ کہکر چاہا پر پرواز پیدا کرے ملکہ مہرخ نے دامن تھام لیا کہا ای باعث قوت و توانائی قلب
وجگر ای نور نظر اب تمہارے جمال کو دیکھکر جیتے ہین ہمارے بعد جان دینا پہلے ہمکو دفن کر لینا پھر تمکو
اختیار ہے ملکہ نے کہا بیٹا ہماری وصیت آخر گوش ہوش سے سنو جسوقت ہم سبھون کا بیان خاتمہ ہو
یعنے لڑ بھڑ کر افراسیاب سے مرجائین وصیت اول یہ ہے اگر ہو سکے تو لاش اُٹھانے کی تدبیر کرنا اگر
ممکن نہو ای جان مادر اپنی خدمت مین زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان کے پہونچانا ہم
کشتگان حسرت و یاس کا تفصیل سُنانا بقیہ عمر خدمت مین آقا کی بسر کرنا کہ غلامی کا دم بھرتا یقین کامل ہے
اپنے لونڈی غلامون کے خون کا عوض لینے طلسم ہوش ربا مین ضرور آئینگے آقا کے ساتھ آنا لونڈیون کی
قبرون کا نشان بتانا عرض کرنا کہ سورۂ فاتحہ سے اپنے نمک خوارون کو یاد کیجیے روحونکو شاد کیجیے شکیل
قدمون سے مان کے لپٹ کر چیخ مار کر رویا عرض کی مادر مہربان یہ آپ نے کیا نصیحت کی کیسی ہدایت
کی خدا اُس روز تک غلام کو نہ رکھے کہ حضور قتل ہون مین روسیاہ لیکر خدمت مین صاحبقران کی
جاؤن اس گلشن کے خزان کے بربادی کی خبر سناؤن آپکے قدمون کے نیچے ہمارے واسطے بہشت
عنبر سرشت ہے ہم قدمون کو نہ چھوڑینگے آپ سے پیشتر جان دینگے ملکہ مہرخ نے گلے لگا لیا کہا ای نور نظر
تمہارے دیدار سے روح کو راحت آنکھونکو بصارت حاصل ہوتی ہے تسکین دل ہوتی ہے ہم سب ساتھ جان
دینگے اپنی فوج کو مخفی مخفی تیار رکھو شام کے منتظر رہو انشاء اللہ جلکر قیامتین برپا کرینگے دریاے خون بہا دینگے
وہ تلوار چلیگی کہ افراسیاب بھی تمام عمر یاد کریگا کیا ہم اکیلے مرینگے اُسکے خراج گزارون کے نام مٹا دینگے
سب نمک حرام جمع ہوے ہین کیا مقابلہ کرینگے بودے ہین بھاگ جائینگے پشت دکھائینگے یہ دو حیا
نمک حرام شہنشاہ نیلم و شہنشاہ توسن جادو بڑے غرور کرتے ہین اپنے ولینعمت کو گرفتار کرایا نمک حرامی کر کے
عہد سلطنت کا پایا انشاء اللہ بحول قوت الٰہی و لعنایت فیوض نامتناہی اس ملک کو اسلام آباد

کرینگے جبھی تک مجبور ہین کہ جب تک طلسم کشا اندرون گنبد نور ہی ہر جانباز مجبور ہی گنبد نور سے باہر
تو لا کے پھر تماشا دیکھیے بارہ لاکھ گلا زنجیر دار مین ہوگا جب بارہ لاکھ مر لینگے تب طلسم کشا کو کفار قتل
کرینگے اس مرنے مین ہفت اقلیم مین ہمارا نام ہی جان نثاران نمکخوار کا یہی کام ہی ایک دن مرنا ضرور ہی
اسطرح کے جان دینے مین روح کو راحت قلب کو سرور ہی ان کلمات جرات آیات ملکہ مہرخ سے
سب سردار اٹھ کھڑے ہوے ملکہ مہرخ سے لپٹ گئے عرض کرتے تھے اگر تجھ ایسا بادشاہ ہمارے
ہمراہ ہی ہمکو کیا پروا ہی دن بھر لشکر اسلام مین یہی کلام رہے مطلع سرد پڑے مین باب عیش ونشاط
مسدود ایک ایک متنفس جان دینے کو موجود جب دن قلیل رہا عیاران اسلام صورتین تبدیل
کرکے الگ الگ شہر ناپرسان مین آئے میلہ جلسہ مبہم ترقی پر ہی چالاک وبرق نے اپنے کو بشکل
ساحران جلیل عرصہ قلیل مین بارگاہ حیرت مین پہونچایا دیکھا مجمع تاجداران سے بارگاہ حیرت مین
تل رکھنے کی جگہ نہین ہی یکایک جلسہ مین ہنگامہ ہوا ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی علامت
آمد شہنشاہ ظاہر ہی اٹھارہ سو تاجدار اپنے مقام سے اٹھے بیرون بارگاہ آکر پرے جمانے برق اور
چالاک بھی نگران ہین یکایک آسمان پر لکہ ہاے ابر ہفت رنگ کمال رعنائی وزیبائی سے
ظاہر ہوئے سات رنگ کے ابر الگ الگ ایک جانب ابر گلنار صاف ظاہر ہوتا ہی کہ یاقوت احمر
کا پہاڑ ہی یا شفق پھولی یا خون برسیگا یا ظاہر ہی کہ بہرام فلک سرخ پوش ہی قہر وغضب کا جوش ہی ایک
سمت لکہ ابر زعفرانی پر بہار ہی یا شگفتہ مین زعفران زار ہی ایک طرف ابر کبود رنگ نہایت شوخ
وشنگ کہین لکہ ابر سیاہ بصورت اژدر مہیب کینہ خواہ ہر لکہ ابر علیحدہ علیحدہ صنعت سے انکو آراستہ
کیا ہی مصنوعات مالک ہر ابر سے ظاہر ابر سرخ کو بہ نگاہ غور دیکھو سکندر ودارا کی لڑائی کے مرقع حسن تدبیر
سے آراستہ کیے صاف کھلتا ہی کہ دونون بادشاہ برابر سے مقابلہ جمے ہوے ہین فوجون کی دھوم لشکر کا
ہجوم بخوبی ظاہر ہوتا ہی کسی جانب مرقع مداین تختگاہ نوشیروان بصد عظم وشان نمایان یعنی تخت سلطنت
پر نوشیروان ملک العادل کسری دربار سردارون سے مملو گرداگرد شاہان خوشرو جہ سو حکیم جہ سو ندیم
بدہ سو کرسی نشین اٹھارہ سو دعویدار سلطنت بصد تمکنت کرور سوار کا افسر ایک سے ایک بہتر وبرتر
خود سر مغرور ومتکبر موجود ہین عیش وفرحت کا سامان رقاصان پریچہرہ حاضر جو بد ایسا دل ناظر ساقہ ابرون
مین ہفت اقلیم کا نمونہ زیر ابر مروارید تخت جواہر نگار افراسیاب تاج یاقوت نگار سر پر قباے زرکار

زیب جسم خود سر موتیون کے بنے گنٹھے یاقوت احمر کے اِنکے و نورتن الماس کے دریائے جواہر مین گم طرہ
ابروون پر ل بارہ ہزار پریزادان حور نژاد طریقہ سحر و افسون مین استاد عارض چاند کے ٹکڑے سے
ابرو ہلال عید آنکھین نرگس شہلا لب لعلین پھول کی پنکھڑیان سراپا سے شوخی عیان قریب
تخت افراسیاب ساز بجاتے ابر سے موتی برستے ہوئے بکبر و نخوت تمام بہ بدانجام اپنے
خراجگزارون کے لشکر بنگاہ تماشا ہوا جادو لشکرون کے دیکھکر پھولا ہوا شل گدھے کے مونچھون پر
تاؤ پھیرتا ہوا تاج پر ہاتھ چلا جاتا ہے بجلا ہی دکھاتا ہے اس زور و شور سے آمد افراسیاب جادو ہوئی
بارہ کوس کے گرد مین کوئی ایسا نہ تھا کہ جو اپنے مقام سے برائے تعظیم نہ اٹھا ہو شوالون مین
گھنٹ و ناقوس کی صدا بلند ہوئی کہ گوش گردون کر ہوتا تھا اسقدر زر و جواہر لٹایا ہے کہ ایک ایک
گدا غنی ہوگیا اس شان و شوکت و جلالت و ہیبت سے افراسیاب کا تخت زمین پر آیا شہنشاہ
قوس و شہنشاہ نیلم وغیرہ برائے تسلیم جھکے افراسیاب نے شفقت پشت پر انکی ہاتھ رکھا ایک ایک
کا بحت مزاج پوچھا کل تاجدارون نے افراسیاب کو گھیر لیا اب داخل بارگاہ ہوئے افراسیاب کا
تخت اکیس زینے بلند بیچ مین بچھا اُسپر تمکن ہوا اٹھارہ سو تاجدار اپنے اپنے مقام پر آکر بیٹھے اِس
کروفر سے دربار افراسیاب آراستہ ہوا اُسوقت چہرے پر افراسیاب جادو کے نگاہ نہین ٹھہرتی
ایک جانب ستون کی آڑ کیے کھڑے ہوئے چوبدار کی شکل پر صاحبقران بنگاہ حیرت دربار افراسیاب کو
دیکھ رہے ہین جادوگرنیان کیسی کیسی حسین و جمیل جمع ہین پرے اِن سب کے جمے ہین تن تن کے
بن بن کے سینے اُبھار اُبھار کے جمال اپنے افراسیاب کو دکھا رہی ہین یہ باغ بیخزان سامنے
پھولا پھلا آراستہ و پیراستہ ہے اُس مجمع مہجبینان مین صاحبقران کی جو نگاہ پڑی ایک شعلہ عذار کو دیکھا
کہ نہایت حسین کمسن زعفرانی جوڑا زیب جسم زیور رکم دو تین سے زمرد نگار اسکا عکس جو عارض انور
پر پڑتا تھا کھیتی حسن کی سرسبز و شاداب ہوتی تھی ناز و کرشمہ دست بستہ جلو مین آنکھین دیدہ لیل و نہار
کو آنکھ دکھائین چشم نرگس شہلا کو جھپکائین

اشعار

چشم انصاف سے دیکھین جو تمھاری آنکھین　　سیکڑون انکھڑیون مین ہی پیاری آنکھین
چمن و انجمن و تخلیہ و خلوت مین +　　ڈھونڈھتی پھرتی ہین اُس گل کو ہماری آنکھین
باغ باغ انکے اشارون سے ہوا جاتا ہون　　چل رہی ہین روش باد بہاری آنکھین

دار آتا ادھر اک ترچھی نظر کی تم نے ۔۔۔ دیکھنے میں تو چھری ہیں نہ کٹاری آنکھیں

مسدس

قامت وہ ہے کہ جس سے قیامت ہو پائمال ۔۔۔ سرو بہشت لکھوں تو ہی راستی کمال
تشبیہ دوں جو قد سے تو شمشاد ہو نہال ۔۔۔ شاخیں سخن میں نکلیں جو طوبیٰ سے دوں مثال
فتنہ کی خوبی قد و قامت سے موت ہو
قد قامت الصلوٰۃ نمازی سے فوت ہو

رفتار وہ غضب کہ دل خلق کو ملے ۔۔۔ انسان کیا ملک کے جگر میں قدم ٹلے
رام مثل برق کسی جا پہ وہ نہ ملے ۔۔۔ محشر بھی پیچھے سایۂ قد کی طرح سے چلے
چلتے ہیں ایسی چال کہ دل مل جہاں میں ہو
شور نشور حشر و بشر کے گمان میں ہو

رفتار سے ہے لغزش مستانہ آشکار ۔۔۔ آمد جو باغ خاطر احباب کی بہار
ٹھوکروں سے پیستے دل عاشق ہیں بار بار ۔۔۔ ٹھوکر لگا کے مردوں کو کرتے ہیں ہوشیار
جنگل میں باپ بیٹے کو جو وہ تھام کر چلے
زندوں کی موت کا وہ سرانجام کر چلے

مہتر قران اس زرق و برق کو دیکھ کر حیران کسی مقام پر وہ شوخ و شنگ مثل برق کے قرار نہیں لیتی کسی کے چٹکی لی کسی کا منھ چڑھا دیا کسی کو انگوٹھا دکھایا کسی کو دھکا مار دیا مہتر قران بکمال حسرت دیکھ رہا ہے اس نہال بے مثال کو دیکھ کر بیقرار ہے مہتر قران تو اس فکر میں کہ کسی طرح اس مہ جبین کو قبضہ میں کرے اتنا ملجائے تو گود میں اٹھا کے لے بھاگوں مگر افراسیاب جادو طرف شہنشاہ نیلم و توسن جادو کے متوجہ ہوا نیلم نے دست بستہ ہو کر پوچھا کہ شہنشاہ طلسم ہوش ربا کوہ نیلم پر پرچے اخبار کے پہونچے حال بانی ماران سحر کے سنے کیفیت سنکر ہوش اڑ گئے چند عرصہ میں ایسا انقلاب ہوا تاجداران طلسم پر خداوند سامری و جمشید کا عتاب ہوا لاکھوں آدمی مارا گیا بڑے بڑے سحر کے مشہور ہیں کہ باغی خوب خوب لٹے کس قدر باغی زبان فیض بنیان سے ارشاد فرمایئے کہ یہ کیا رنگ ہے ہر شخص اپنی جان سے تنگ ہے افراسیاب نے کہا ای برادر نہ انقلاب ہے نہ کوئی پیچ و تاب ہے چند لشکریان غلام نمک حرام بد انجام باغی ہو کر عمرو کے شریک ہوئے ساحر بھی اکثر مارے گئے چونکہ بادولت رعدی کو کام

فرماتے ہیں وہ لوگ بچ جاتے ہیں جس روز دل چاہیگا چشم زدن میں شادوانگا راہ عدم دکھا دونگا
ایک شاہزادی ملکہ حیرت صاحب کی ہمشیرہ بی بہار جادو بین سے لڑین غصہ مین نکل گئین شریک
عمرو ہوئین لیس انکا سارا پاس ہے کہ حیرت صاحبہ کو ملال ہوگا باغبان قدرت بھی باغیون مین
شامل ہوا بدولت کا کیا نقصان ہے کل اسد کو قتل کرکے ان سب کو گرفتار کر لاؤنگا اول یقین کامل ہے
کہ بعد قتل طلسم کشا رومال سے ہاتھ باندھ کر سب آپ ہی چلے آئینگے خطائین معاف کرائینگے اگر نہ آئے
تو ثابت ہوا کہ ستارہ انکا گردش مین ہے تیر اقبال کا زوال ہوا بدولت سے بچکر کہان جائینگے یہ
سنکر نیلم نے کہا اے شہنشاہ گردون پناہ ہم دونون بھائی کیسے خیرخواہ ہین طلسم ہوشربا کے پشت پناہ
ہین رائے بیضا ضیا پہ بخوبی روشن ہے ہمسے زیادہ کون انکا دشمن ہے جلسہ قتل طلسم کشا مین ہم دونون
بھائی حاضر ہوے ہین اگر خلاف مزاج شہنشاہی نہو کل بعد قتل طلسم کشا دونون غلامان خیرخواہ کو حکم
ملے کہ جاکر ایک پہر مین سب کی مشکین باندھ لائین یا سر کاٹ لین دونون امر ممکن ہین یا اپنے
وزیر اعظم مواج بن گرداب آدم خوار کو اشارہ کرو جو اس جوش و خروش مین جا سکے چشم زدن مین
سب کو ڈبو دے غوطے کھا کھا کے مرین ایسے دریائے سحر مین ڈوبین کہ قیامت تک نہ ابھرین وہ
دریائے سحر کی طغیانی ہو کہ کشتی حیات مسلمانان طوفانی ہو پڑا اگر تحفہ مسلمانون کو کوکب روشن ضمیر پر ہی
وہ کیا خود سر ہوا ابھی طلسم نور افشان پر لشکر کشی کرین کیئے تو یکہ و تنہا جا پڑین یقین تو ہے کہ آدھی سلطنت
کا خواہان ہے طلسم نور افشان مین تلاطم عیان ہے چھوٹی بات کا بڑھ جانا کیا ضرور ہے تامل کرنا عقل کا قصور ہے
افراسیاب ہنسا کہا اچھا بعد قتل طلسم کشا دیکھا جائیگا یہ باتین ابھی ناتمام تھین کہ آسمان پر ایک ابر سیاہ
پیچ و تاب کھاتا ہوا نمایان ہوا بر سر بارگاہ برقین چمکین تڑپکر زمین پر گرین آنکھین اہالیان دربار کی جھپک
گئین قران نے دیکھا ایک ماہ پارہ پندرہ سولہ برس کا سن جوانی کی راتین شباب کے دن سراپا مین
خوبی بوٹا سا قد نہال باغ محبوبی ایک ساحرہ سن رسیدہ ہمراہ عظمت و نخوت پیشانی سے آشکار دونون تخت
سے آکر برائے تسلیم افراسیاب و حیرت خم ہوئین ہر تاجدار سے سن رسیدہ بخلق و مروت ملی وہ مہ جبین سر جھکائے
کھڑی رہی افراسیاب نے مسکرا کر اس عورت سے کہا ملکہ باران آؤ ہم تمہارے مشتاق تھے تمہاری سرحد مین کہو
خیر و عافیت ہے سر جھکا کر عرض کی اقبال شاہی شریک حال ہے اس ضعیفہ سے پھر کے افراسیاب نے کہا ہمراہ
جادو آذا ایک طائفہ کوس لودہ گھونٹ شہر و بیرم تم باغ سیب مین چھینکے شب وہین بسر کرین گے

صبح کو آکر طلسم کشا کے خون سے ہاتھ بھرینگے ملکہ ماران زمین کن و ملکہ اسرار جادو کو افراسیاب خانہ خراب نے قریب تخت جگہ دی کرسی جواہر نگار مرصع ہر ملکہ ماران زمین کن صف مین شاہزادیوں کے تمکن ہوئی اسرار جادو نے کہا اے شہنشاہ گردون پناہ ہماری عرض خیرخواہی سرکار کو یاد ہے ہم نے خبر پائی کہ خبر قتل عمرو ملکہ مہرخ و بہار کو پہونچ گئی یہ خبر چار دن مخفی نہو سکی افراسیاب نے جواب دیا تمہارے سامنے ملکہ حیرت کو نامہ لکھا تھا طائر سحر لیکر آیا اسی احتیاط سے کسی جادو کے ہاتھ بھیجا کہ شاید کوئی عیار اسکو گرفتار کرکے نامہ پا جاوے اب بدولت حیران ہین کہ کیسے انکو خبر پہونچائی ہرچند کہ ہم خوب جانتے ہین عیاران اسلام بلا کے ہین کوئی اس دربار مین حاضر ہوگا ملکہ کے ملاحظہ کرلے مین نام پڑھ لیا مگر اسکا کیا خوف ہے ہم نے عمرو کو قتل کیا جسکو دعوے ہو وہ ہم سے انتقام لے صاحب اصل تو یہ ہے اگر عمرو نہ قتل ہوتا اس شب کو آفتین برپا کرتا اب کل مسلمان مثل مردے کے ہین یقین ہے کل دست بستہ حاضر ہونگے لونڈیان اور غلام کیا مقابلہ کرینگے وہ ان سب کا پشت پناہ تھا مکارون کا بادشاہ تھا اصل تو یہ ہے کہ ملکہ اسرار جادو کی صلاح سے وہ قتل ہوا انھون نے بہت معقول صلاح دی قتل مین سارنبان نہ دے کے جلدی کی ورنہ مین ہمیشہ قید کرتا تھا اسکے شاگرد آکر چھڑا لیجاتے تھے دربار مین افراسیاب خانہ خراب کے یہ باتین ہو رہی ہین ہر ایک بیجا آمادہ حرب و پیکار سامان عیش و عشرت مہیا ساقی بنچے جام ہائے شراب ارغوانی لیے ہوے اپنے کو پوشاک نفیس سے آراستہ کیے ہوے سرداران بارگاہ کو پلاتے ہین ناز و کرشمے دکھاتے ہین مضمون شب مصیبت بارگاہ آفتاب عالمتاب ہا جگر کباب حیران و پریشان لرزان و ترسان بارنگ زرد گریبان دریدہ جفاے حرارت کشیدہ غم بربادی اہل اسلام سے کاشانہ مغرب مین جاکر روپوش ہوا شام مصیبت انجام نے صورت دکھائی لیلاے شب نے جوڑا گیسوے مشکین کا کھولا آثار ظلمت سواد شرق سے عیان ہوے ذرہ ہاے ریگ بیابان مثل قمر سے خاک مین پنہان ہوے ماہ تابان مثال عزا بر دوش بنات دختیا رگان فلک کو غم

وہم کا جوش نظم صنف
سیاہی وہ اس رات کی ہولناک
کسی کے نہ باقی رہے عقل و ہوش

یکایک عیان شام غربت ہوئی
گریبان مہتاب تھا چاک چاک
اندھیرا ہر اک سمت تھا اشک کا

مصیبت کی ظاہر علامت ہوئی
ہوا فوج اسلام مین غم کا جوش
دلون مین غم و رنج کا تھا غبار

کوئی جان دینے پر آمادہ تھا
کوئی شکل تصویر استادہ تھا
کوئی اشکبار و کوئی دردمند

مصیبت میں تھے سب وہ حسرت آشنا
یہ کہتے تھے لڑ بھڑ کے مر جائینگے
مرینگے مگر نام کر جائینگے

کہیں مُہرّخ مو بال کھولے ہوئے
پریشان و مضطر غم و رنج سے
شکیل دلاور کو تھا رنج و غم

مشوش نہایت بہ درد و الم
ہوا باغبان کا بھی پژمردہ دل
بہار اُس چمن میں ذرا فسردہ دل

تھا ظلم میں سردار لشکر تمام
نہ راحت نہ عشرت نہ وہ انتظام
لشکر اسلام میں عجب ہنگامہ بر سر جان

دینے پر آمادہ جس لشکر میں شب بھر کٹورا کھنکتا تھا گرم بازاریاں ہوتی تھیں آج شام سے دکانیں بند دوکاندار دردمند بازار میں متاع رنج و مصیبت کی خریداری خریداروں کو بیقراری اشکباری رونق پر بازار نہیں کسی کا کوئی خریدار نہیں اسلیے عیش و عشرت کی گرانی جنس غم و رنج کی ارزانی کاروان اندوہ و الم کا داخلہ ہوا تاجران مسرت و شادمانی نے کوچ کیا اسباب شادی کی کمی مزاج میں دوکانداروں کے برہمی قافلہ راحت و آرام لٹ گیا بھائی سے بھائی دوست سے دوست چھوٹ گیا جھنڈے بازاروں کے نشان رنج و مصیبت آشکار باد دل عاشق بیقرار پھریرے ہوا میں اُڑتے ہیں یا سر پیٹنے کو بال کھولے ہیں جا بجا اندھیرا ہے فوج رنج و الم نے لشکر اسلام کو گھیرا ہے بارگاہ میں ملکہ مہرخ و ملکہ بہار جادو و باغبان قدرت و سمار قدرت و ملکہ ہلال سحر افگن و شاہزادہ خورشید و زنبان سحر وغیرہ سرنگوں بیٹھے ہیں ملکہ مہرخ نے کہا یارو ہمیں بیٹھے بیٹھے شب بسر کرنے گے رو رو کے سحر کر دینگے عیاران اسلام کہہ گئے تھے کہ اب اس مجمع سے ہمارا یہاں تک آنا دشوار ہے جو کچھ ہوسکیگا کر گذرینگے اب پلٹ کے نہ آئینگے یا زیر گنبد نور ہمارے لاشے ہونگے حقیقتاً وہ بیچارے وارے برحال کیا کیا کام کریں خبر ہے یا نہیں کہ عیاری میں مصروف ہوں اب یارو تم لوگ بھی اتنی فکر کرو کہ بروقت آنے اسد نامدار کے گنبد نور سے قریب اپنے آقا کے پہونچ جاؤ پہلے کوہ طلسم کشا کو اپنے قبضے میں کرکے لڑو بہر نوع اپنی جان دو ان کلمات حسرت آیات کو سنکر صاحب شوکت و لیاقت باغبان قدرت حسین و خوبرو ملکہ بہار جادو مہ جبین و رعنا ملکہ مہرخ و ملکہ شاہ صاحب جرأت و صف شکن ملکہ ہلال سحر افگن و ساحر بے بدیل شاہزادہ شکیل بارہ ساحران نامدار ذی وقار جان نثار سر فروش بادۂ جرأت سے مدہوش اس امر خاص پر آمادہ ہوے اور ملکہ مہرخ کو صلاح دی کہ آپ لشکر ظفر اثر کو تیار رکھیں ہم بارہ سردار مثل ستاروں کے آسمان میں ڈوبے رہینگے بطور مخفی بروقت سحر آمادۂ مرگ ہو کر لشکر افراسیاب پر گر پڑینگے ممکن ہوگا اسد نامدار مہ جبین الماس پوش کو اپنے

قبضہ مین کر لینگے اگر آنکو پا سکے اور وہ ہمارے قبضۂ قدرت مین آ گئے کل آنے کی تدبیر کرینگے ورنہ
لڑائی مین مصروف ہونگے آپ گوش برآواز رہین جب ہم مرنے والون کے نعرون کی آواز سنین لشکر
ظفر اثر کو لیکر جہان تک ہو سکے اپنے کو تا بدروازۂ شہر ناپرسان پہونچائین بس اب زیادہ صلاح بیکار
ہی جامع المتفرقین حافظ حقیقی مالک و مختار ہی ملکہ مہرخ نے اس صلاح کو قبول کیا ملحوظ خاطر ناظرین
ہو کہ ملکہ مہرخ بارگاہ مین مشتاق آواز باغبان قدرت وغیرہ ہین مگر باغبان گیا رہ سرداران نامی
کو لیکر بیرون بارگاہ آیا باغبان نے سحر کیا پر پرواز پیدا کر کے بشکل عقاب بنا پر مارتا ہوا بر سر
شہر ناپرسان اپنے کو بلندی پر مخفی کیا ملکہ بہار جادو نے طرہ اٹھا کے جھٹکا اندھیرا چھا گیا اس
تاریکی مین وہ ماہ آسمان خوبی خورشید فلک محبوبی چہرہ اوس عالم یاس اڑکر بلندی پر مقام مذکور کے
پہونچی ملکہ مہرخ موے کا کاکل شانے گیسوے مشکین کھولکر دستک دی یہ بھی اڑکر بلند ہوئی یہ بارہ
ساحران روز روان لشکر بر سر شہر ناپرسان نگاہ ڈال رہے ہین سحر کے انتظار مین ہین مگر قہر
قران نامدار رہا افراسیاب مین جس نازنین کا اول ذکر کیا ہی اسکے جمال پر فریفتہ ہو کر نظارہ بازی
کر رہے ہین کبھی افراسیاب پر نگاہ ہی مگر اس مہ جبین کی محبت مین حالت تباہ ہی یکایک افراسیاب
طرف ملکہ ماران زمین کن کے متوجہ ہوا کہا اے ماہ آسمان حسن وجمال واے مہر درخشان فلک جاہ وجلال
اب تمکو ہم سامری وجمشید کے سپرد کرتے ہین اپنے مقام پر جاؤ مصروف حفاظت ہو مگر اتنا خیال رہے
کہ آجکی شب آرام کرنیکی نہین ہی اپنی سرحد کی گرداوری واجب ولازم ہی ہر ایک کی خبر لینا آجکی شب پھر کو اپنی خدمتین
انجام دینا بوقت سحر مع اپنے معاجان زیر گنبد نور آنا ہماری نصیحت بھول نجانا ملکہ اسرار کو ہمراہ لیکر
باغ سیب مین جاتے ہین حیرت نے کہا اے شہنشاہ آپ تشریف لیجائین ماران اکیلی تو بس بنکے جائیگی کہ ابھی تو سر شام
ہی سرحد پر ابھی کیا کام ہی افراسیاب نے کہا کیا مضائقہ ہی مگر ملکہ انکو جلدی رخصت کر دینا دو گھنٹے سے
زیادہ دربار آج کی شب نہ رہے کل تاجداران جلیل اپنی اپنی بارگاہون مین بعد برخاست دربار
تشریف لیجائین اس حکم قضا شیم کو با دولت کے بگوش ہوش سماعت فرمائین اپنی اپنی بارگاہ رہکر مین
حفاظت گنبد نور مین مصروف رہین آرام نہ فرمائین اے ملکہ حیرت تم اپنے خیمہ مین سحر کامل اپنا تیار رکھنا
وزرا وامراسب کا خیال رہے یہ شب شب قیامت ہی یہ سمجھا کر افراسیاب جادو تخت پر سوار ہوا
اسرار جادو کو پہلو مین بٹھا لیا طرف باغ سیب کے روانہ ہوا وقت پر اسکا ذکر تحریر ہوگا ماران زمین کن

انتہا کی جمیل و حسین ہی حیرت جادو نے قریب اپنے تخت کے کسی پھلجڑی گائن کو اشارہ کیا حکم ہوا غزل شروع کرو ملکہ ماران زمین کن کو بھی رخصت کرین ہم جاکر اپنے کام مین معروف ہون آج کی شب ہمکو بڑی مشقت ہی گرصبا جو اس شب کی شفقت تمام عمر کی راحت ہی ماران سے اپنے حالات کے ملکہ حیرت زہر اگل رہی ہی کہتی ہی ای ماران زمین کن آج سب سے زیادہ ہمکو پیچ و تاب ہی دیکھیے آخر روز شب کسکو نکلتا ہی ہرچند کہ عمرو قتل ہوا مگر اسکے شاگرد عقرب نیش زن ہین شب بھر آسکے تو نک چلینگے صبح کو ہاتھ ملینگے ماران نے کہا حضور بس اس طائفہ سے ایک غزل سن لیجیے ہمکو جلد رخصت کیجیے گائن نے غزل عاشقانہ شروع کی

غزل

جوش پر پھر میری چشم اشکبار آنے کو ہی　　اپنے رونے پر ہنسی پھر عجب کو یار آنے کو ہی

بعد مدت ای جنون تیری بہار آنے کو ہی　　ہوش ہی جانے کو بو سے زلف یار آنے کو ہی

مانگ لیتا بوسہ لب یار سے مین وصل مین　　ورنہ خود ہونٹھون پہ جان بیقرار آنے کو ہی

دیکھنے کو تھا کدھر وہ بت ادا سے بزم مین　　یہ ابھی کسکی قضا پر وردگار آنے کو ہی

چند اشعار غزل کے سنکر ماران ابھی قران وغیرہ نے دیکھا جلسہ برخاست ہوا سب تاجدار طرف اپنی اپنی بارگاہ کے چلے مگر ماران بہ تعجیل اٹھکر باہر نکلی کھڑے ہوکر ادھر اُدھر دیکھنے لگی قران نے جس نازنین کو تاکا تھا اُسی نے ماران کو سلام کیا اب اسوقت بارگاہ حیرت پر ہنگامہ ہی کل تاجدار نکل آئے ہین قران نے دور سے اتنا دیکھا کہ ماران نے ہاتھ اُس نازنین کا پکڑ لیا کہا بوا چلو آج ہمارے باغ میں رہو آس نے مسکرا کر کہا بہت خوب مین آپ ہی کے انتظار مین کھڑی تھی ماران نے ہاتھ تھام کے تخت پر بٹھا لیا تخت ہوا پر بلند ہوا قران دیکھکر رہگیا کہ چالاک جادوگر بنا ہوا آیا کہا لو خلیفہ دربار برخاست ہوا اب سب ساحر اپنے اپنے انتظام کر رہے ہین جو کچھ کرنا ہو کر لو قران نے کہا ای فرزند یہ ساحرہ جو ماران نام ہے آئی تھی ایک نازنین کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھا کر لیگئی ہی اسکی چتون پر استاد کا دھوکا ہوتا تھا مگر استعجلہ تخت نکلگیا اور کوئی زور نہ چل سکا چالاک نے کہا یہی ہمین پیر دستیاں مین ہین صبح کو سب کچھ کھلجائیگا میں ان امتحان مین سب کا کمال کھل جائیگا دو دو کلام آپسمین ہوے ہین کہ صرصر اور صبا رفتار پھرتی ہوئی سامنے سے آئین دیکھتے ہی دونون نے قران و چالاک کو پہچانا آواز دی لیجیے یہ دونون عیاران لشکر اسلام مین قران و چالاک انکے نام ہین چند جادوگر دوڑے کہ قران نے بہ تعجیل ایک ساحر کو لپٹا مارا اسکا سر کٹا زمین پر گرا اندھیرا

ہوا قران نے اُسی دم پری پیکر صرصر و صبا رفتار کو گود میں اٹھا لیا ویرانے کی جانب بھاگا
کہا آشنائی اگر غل مچاؤگی گردن دبا دونگا چھری ٹک کر بیٹھ جاؤگی دونوں کو سکتہ ہو گیا شہپر کے
قبضہ میں ہیں جانتی ہیں کہ آج کا لیا جوش و خروش میں ہر ما نکالنا اسکے نزدیک کیا بڑی بات
ہی خاموش ہو کر رہ گئیں قران دونوں کو لے کر ایک گوشے میں آیا درختوں میں دونوں کو باندھا
برق بھی آ گیا چالاک تو ساتھ تھا قران نے کہا بھائیو یہ دونوں صاحب یہاں آرام کرینگی اب جس سے
بن پڑے جا کر و میں بھی جاتا ہوں اسی مقام پر چالاک رنگ روغن عیاری کا لگا کر بصورت صرصر و برق بصورت
صبا رفتار اب الگ الگ ہوئے اول چالاک بسد طرف بارگاہ ملکہ حیرت کے چلا دروازے پر پہنچ کے دیکھا کہ
نگہبان حاضر ہیں پوچھا ملکہ عالم کیا کرتی ہیں سب نے کہا تیاری میں سحر کے مصروف ہیں اب تھوڑے عرصہ میں سحر تیار
کرکے برآمد ہونگی چالاک بلا تکلف پردہ اٹھا کے اندر آیا دیکھا حیرت بصد شان و شوکت بکمال تنہا چوکی پر
سنگ مرمر سفید کے بیٹھی ہے ایک گلدستہ سحر کا بنایا ہے اپنے پہلو میں رکھ لیا ہے چالاک نے بشکل
صرصر جھک کر سلام کیا بڑھ کر بلائیں لیں ترقی حسن و جمال کی دعائیں دیں پوچھا اس گلدستہ
کیسا ہے حیرت نے کہا ای صرصر صبح کو بروقت قتل اسد مسلمان آکر اپنی جان دینگے اسوقت
ہو نظط بلانا مشکل ہوگا اسواسطے یہ سحر تیار ہو تو دیا ساحری لیکر پھینک دینے کی دیر ہے دس پانچ
ہزار کو یہ سحر جلا دے گا چالاک نے پوچھا حضور سوا آپ کے اگر اور کوئی اسکو اٹھا کر یہی کہکر
پھینکدے اور آپ کے لشکر کا نام لے حیرت نے کہا ای صرصر عجب طرح کا نکتہ پوچھا یہ بات کہنے
کے لائق نہیں ہے یہ گلدستہ قیامت آئین ہے مگر تجھ سے کیا پردہ ہے حقیقت میں اگر تو اٹھا کر پھینکدے
وصہ دراز تک یہ پھول چنگاریاں بنکر گریں ہزاروں کیسے لاکھوں کو جلا دیں منظور یہ ہے کہ جس وقت
لشکر باغیان سامنے آئے ایک ہی سحر میں گل حیات انکا پژمردہ ہو جائے گلشن مراد دشمنوں
کا خزاں ہو لوا بہار کا بھی تجربہ امتحان ہو جائے گلہاے سحر دیکھکر پھول جائیں ہواے گرم کے
جھونکے آئیں یہ کلام حیرت انجام سنکر چالاک خوش ہوا جھککر کہا داری شام سے جو اوس میں لونڈی
بھری نشہ اتر گیا ایک جام شراب کی خواہش ہے لونڈی کو شب بھر کا ہوش ہے چاہتی ہوں یہ نگوڑے
عیار آنے نہ پائیں رات کو سب گرفتار ہو جائیں حضور مبارک ہو اب کل تک حراموں کا خاتمہ
ہوگا میں نے خبر سنی ہے ملکہ بہار رعنال سے ہاتھ باندھکر آنے میں انکار کرتی ہیں فرماتی ہیں

مین اپنے باپ کے ملک مین چلی جاؤنگی ہوش ربا مین نہ رہونگی یا حیرت کی کامین کا مین کی جف
نہ سہونگی مگر اب حضور کو مناسب ہی آپ بزرگ ہین وہ خوردہین میرے پاس پیغام آیا تھا انکو
مزاج سے افراسیاب کے بڑا ڈر ہی ایسا نہو کہ سزا ے جبی دین مثل مخمور کے مجکو بھی کوڑے مارین
مین لاکر انکو آپ کے قدمون پر گروادون آپ بھی گلے سے لگا لیجیے گا سزا نہ دیجیے گا نام بہار
کے ملنے کا سنکر مثل گل شگفتہ ہوگئی ہنسکر کہا صرصر تجکو میرے سر کی قسم بہار سے ملا دے
چالاک نے کہا حضور عمرو مرچکا ہی کہ طلسم کشا قتل ہوگا اب کسکے بھروسے پر رہینگی حضور یا
جو رہینگی ناک رگڑینگی جان پڑی جیز ہی سب کو عزیز ہی چالاک نے ایسی گھل مل کے باتین کین
کہ حیرت خوش ہوگئی گلابی سامنے کھسکا دی کہا او صرصر پی تھوڑی سی تو جاکر بہار کو بلا لا دعرض
کی بہت اچھا ابھی جاتی ہون اپنے ساتھ ہی لیکر آتی ہون یہ کہکر جام بھرا کہا حضور بھی نوش کرین
حیرت خوشی مین پی گئی پیتے ہی لڑکھڑا کر بیہوش ہوئی چالاک مدت سے حیرت پر مرتا ہی تنہائی
مین خوب پیار کیا گود مین اٹھاکر پلنگ پر لٹا دیا دوشالہ اُڑھا دیا اب باطمینان تمام رنگ روغن
عیاری کا نکالکر صورت حیرت جادو کی بنکر تیار ہوا تاج زرین سر پر رکھا زیور بھی اُسکا اُتار کر اپنے
زیب جسم کیا اُس گلدستہ کو جھولی مین رکھا وہ جھولی بائین ہاتھ پر ڈالی مسکراتا ہوا باہر آیا ملکہ
یاقوت جادو وزیرزادی در دولت پر حاضر ہی اُس سے کہا اب ہمکو رات بھر آرام کرنا مناسب
نہین ہی گلدستہ سحر ہمنے تیار کر لیا مین نے قسم کھالی ہی کہ اب شب بھر سحر نہ کرون جب مسلمانونکا
سامنا ہو تو آگ برسا دون مین تخت پر سوار ہوتی ہون تم اپنے سحر سے اُڑکر قریب گنبد نور چلو
وزیرزادی نے کہا بہت خوب واری آپ کو سحر کی کیا احتیاج ہی اب چالاک بصورت حیرت
برعب و جلالت تخت پر سوار ہوا پہلو مین وزیرزادی کو بٹھالیا اُسنے سحر کیا تخت اُڑتا ہوا طرف
گنبد نور کے چلا اس بات کو تو چالاک بخوبی جانتا ہی کہ اندر گنبد نور کے جانا دشوار ہی مگر جب
افراسیاب اسد غازی کو نہالے ہی تخت پر بٹھالو گا جو ہین پڑے گا کرونگا چالاک تو بشکل
حیرت چلا دل مین غرور ہی کہ مثل میرے کوئی عیاری نہ کریگا برق فرنگی بصورت صبا رفتار
بارگاہ مصور جادو مین آیا پوچھا شہزادے کیا کرتے ہین لوگون نے کہا جلسے خانہ مین جلوہ فرما
ہین تصویرین کھینچ رہے ہین برق تڑپ کر اندر خیمے کے گیا دیکھا مصور جادو نے ایک گلدستہ

تصویر دنکا کھینچا ہی آیتر کچھ ہندسے بنا رہا ہی مصور نے سر اٹھا کر پوچھا صبا رفتار اسوقت کہاں آئین
عرض کی حضور پھرتے پھرتے پاؤن ٹوٹ گئے موئے برق فرنگی سنگدل کے بھی ایک تھپڑ مارا بالون اسکا
ٹوٹ گیا لنگڑاتا ہوا بھاگا اب حضور ملاحظہ پر چلین یہ تصویرین کیسی ہین مصور نے کہا وقت موعود کیلیے
بنا رکھی ہین جمشید کا نام لے کر مقراض سے انکے سر قلم کرونگا اُنکے ہی سردارون کے سر کٹ کٹ کر گر پڑینگے
سر مو فرق نہوگا برق نے پوچھا حضور اب تو یہ تصویرین ہر شخص کے ہاتھ سے کام کر سکتی ہین مصور نے
کہا یہی نقشہ ہی بس برق نے مصور کو بیہوش کیا گاودی کھلا کر برہنہ کر کے ایک گوشے مین ڈالدیا
اسی کی صورت بنکر تصویرین جھولی مین رکھین باہر نکلا کہا ملکہ صورت نگار ہماری زوجہ صاحب کو
بلاؤ ہم قریب گنبد نور جا کر حفاظت کرینگے یہ خبر سنکر فوراً صورت نگار آئی کہا صاحب چلو اب بیٹھنے کا
وقت نہین مگر تخت اُڑانے مین سحر تعین کرتا مین ایک ہی مرتبہ مسلمانون پر بلا نازل کرونگا جسکا دفعیہ
مشکل ہو یہ کہکر تخت پر بیٹھا صورت نگار اپنی زوجہ کو پہلو مین بٹھالیا چند وزیرزادیان گرداگرد اس
شان وشوکت سے صورت مصور جادو برق خوش خوش تخت اُڑاتا ہوا طرف گنبد نور کے چلا مہتر
قران نامدار ایک ساحر کی شکل بنکر ایک نامہ ہاتھ مین لیکر بہر افراسیاب بارگاہ ابریق کوہ شگاف
پر آیا خدمتگار سے کہا وزیر اعظم سے عرض کرنا نامہ دار شہنشاہ کا آیا ہی ابریق نے خبر سنکر فوراً
بلوالیا قران نے دیکھا ابریق کے تخت پر ایک سنگ کلان اور گرد چھوٹے چھوٹے پتھر رکھے
ہین پہلے قران نے نامہ ہاتھ مین دیا ابریق نے پڑھا لکھا تھا ای وزیر اعظم شب کو بہت اچھی طرح
حفاظت کرنا ہمنے اپنے معتبر کو روانہ کیا ہی ایک راز بھی کہدیا ہی تنہائی مین یہ دریافت کرلینا اس راز
پر کاربند ہونا ہرگز در غفلت نہ کرنا یہ آخر شقہ ہی ابریق کوہ شگاف نے نامہ پڑھکر کہا شہنشاہ نے
راز مین کیا ارشاد کیا ہی اور نام نامی اسم گرامی آپکا کیا ہی قران نے کہا مجھے عمار جادو میرا نام ہی کل مالک
کی خبر گیری ہمارا کام ہی سب کو بارگاہ سے رخصت کیجیے کل امورات ظاہر کرون حالات قتل اسد سے آگاہ
کرون ابریق نے فوراً تخلیہ کیا مصاحبون کو ہٹا دیا اول قران نے پوچھا میان وزیر صاحب
یہ تخت پر سنگ کلان وخُرد کیسے رکھے ہین کیا عمر پر پتھر پڑتے ہین ابریق نے کہا میان بردبار جادو
صاف تو یہ ہی کر وقت ہنگامہ قتل اسد ظہور ہوگا صرخ دھبار وغیرہ ہر دو را سے آینگی اسوقت بھی عمر
سنگدلی دکھائینگی یہ پتھر تخت پہلے سے تیار رہیگا اشارہ کرتے ہی الٰہیان لشکر سب بجائینگے پر عمر کا دل

پتھر برسیگا ایک ایک قطرہ آب کو ترسیگا جوان پتھرون کو جس فوج پر میرا نام لیکر پھینک مارےگا لینا لینا
کھٹکا لگا رہیگا مطلب ہو جائیگا دشمن امان نہ پائیگا قران نے کہا مین سمجھ گیا حضور نے بڑا کام کیا
تھوڑی آگ منگائیے راز سحر شہنشاہ سے آپ کو آگاہ کرون داں آئندہ آپ کا گل مراد سے بھر دون ابرق
نے منقل آتش لا کر رکھی قران نے گرما کر جھولی سے لوبان نکالا کہا اسکو آگ مین سلگائیے پھر کیفیت
ملاحظہ فرمائیے ابرق نے لوبان ڈالا دھوان نکلا ابرق بیہوش ہوا قران نے اُس سنگدل کو
چٹائی مین لپیٹ کر کنارے ڈالدیا آپ اُسکی شکل بنکر تخت پر سوار ہوے وہ پتھر اپنے پاس رکھ لیے
ملازمون کو حکم دیا اڑا کر قریب گنبد نور کے لیچلو اسی طرح سر بار برف انداز کو جاکر بعد مکر دہ نہر قمر عام
شیر دل نے محمنشا کیا جانسوز کو بشکل خدمتگار اپنے پاس بٹھالیا ملازمون سے تخت بلند کر کے
چلے اب ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ حضرت چالاک بن عمرو بصورت ملکہ حیرت برق بشکل مصور بدیر
قران بطور ابرق کوہ شگاف قمر عام قطع پر سر بار کے جانسوز بشکل خدمتگار تختون پر بیٹھکے
سمت گنبد نور جاتے ہین بارہ سرداران چیدہ گریبان دریدہ آسمان پر اس امید پر اڑ رہے ہین
کہ بوقت سحر جانبازی کرینگے دو کلمہ خواجہ عمرو کی تحریر کرچکا ہون کہ بصورت نازنین ماہ پیکر ساحرہ
پرُفن ملکہ ماران زمین کن کے ساتھ روانہ ہوے راہ مین ماران سے کہا اے ماہ آسمان عیاری
وہی نہر ترنج خنجر گذاری اب مین آپکو اول اپنے باغ مین لیکر چلتی ہون وہان میرے باغ مین
نقب ہے اُسمین تا بہ گنبد نور بانیان طلسم نے راستہ قرار دیا ہے بیچ مین جابجا ساحران غدار مین ا
کے مکار ہین فن افسون مین طاق شہرہ آفاق خدا اُنسے بچاے تا بہ گنبد نور بخیر و عافیت لیجا
ملکہ اسرار جادو نانی امان شب کو ہمراہ افراسیاب باغ سیب مین رہینگی اگر افراسیاب نے
کتاب سامری دیکھلی تو اُنکی زندگی پر حرف آئیگا وہ ظالم زندہ نہ چھوڑیگا مگر جو نوشتہ تقدیر ہے باتین
کرتی ہوئی اپنے اُسی باغ سیب مین آکر پہنچی جس مقام پر خواجہ گرفتار ہوے تھے ماران خواجہ کو
لیکر بارہ دری مین آئی تخت زرنگار بچھا تھا کہا خواجہ اسکو اُٹھاؤ فرش ہٹاؤ اسی مقام پر نقب ہے جو
سے مطلب ہے عمرو نے تخت اُٹھایا تختہ سنگ ہٹایا مہرہ نقب نظر آیا باشارہ ماران خواجہ بصورت
اسرار جادو بنکر تیار ہوے ماران زمین کن لوٹ مار کر بصورت اژدہ مہیب آراستہ ہوئی خواجہ بشکل
اسرار جادو پشت پر سوار ہوے ماران نقب مین گری تلا بہ آتشین بحالت آدمین منہ سے چھوٹتی ہوئی

چلی مگر لرزان ترسان مضطر و حیران قدم قدم پر خوف جان اندیشناک دشمنون کون ملاحظہ کیا تھا کہ راہ مین دیکھا
ایک حجرہ پختہ بنا ہوا شیشہ آلات سے آراستہ فرش عالی سے پیراستہ جھاڑ کنول روشن ایک ساحر بعید
گرد و فر اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہوئے یکہ و تنہا ٹہل رہا ہی آواز دی کون آتا ہی خواجہ نے آواز دی
ستم ملکہ اسرار جادو ای ہوشیار خوشخو آج شب آتل طلسم کشا ہی قیامت کا سامنا ہی خبردار ہوشیار رہو
آج شہنشاہ بھی باغ سیب مین بیدار ہین کل شاہان طلسم زیر گنبد نور حاضر ہین یہ سنکر ہوشیار قریب
آیا ملکہ اسرار نقلی کو با ادب سلام کیا ماران زمین کن بھی بشکل اصلی نبی ہوشیار جادو بتعظیم و تکریم دونون
کو حجرے مین لیکر آیا مسند پر بٹھایا گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی حاضر کین عمرو نے بہ تعجیل
تمام جام شراب اٹھا لیا گھاتی سے پڑیا داروے بیہوشی کی ڈال کر پہلے آپ منھ سے لگا یا کہا او ہوشیار
تم بھی پیو کسنے دست بستہ عرض کی او ملکہ عالم آج کی شب ہمکو شراب پینے کی ممانعت ہی یہ شب شب
قیامت ہی اوراق سامری مین صاف تحریر ہی کہ اس راستہ سے عیاران نا دہ عمرو آئیگا ایسا نہ ہو
شراب پیکر سو جاؤن عمرو نے کہا ای فرزند یہ وہ مقام ہی کہ ہوا بھی نہین آسکتی بھلا نگوڑا عمرو اس
مقام پہ کیا آسکتا ہی بڑے بڑے صاحبان عجائب و غرائب کو اس نقب کے ذکر سے سکتا ہی تحریر
سامری کا کیا اعتبار اُسنے کتاب مین جوش مین آکر لکھدیا کہ طلسم ہوشربا فتح ہوجائیگا سراسر عقل
کے خلاف افراسیاب نے لوح توڑ کے پھینکدی جب لوح ہنوگی طلسم کاہے سے فتح ہوگا لڑائی
جھگڑا ہونے سے کیا ہوتا ہی او عمرو اب دنیا مین کہان ہی لاشہ صحرا مین سرگنگرہ باغ سیب پر
آویزان ہی مثل مشہور ہی سلاطین ہمان بداشت خانہ مہمان گذاشت ہی جب تم نہ پیوگے ہمین کیا
ضرورت ہی شراب کباب بڑھا دو ہمین تا بہ گنبد نور جانا ہی طلسم کشا دختر شہنشاہ کی صبح تک حفاظت
مین رہینگے ہوشیار جادو منتین کرنے لگا ملکہ عالم آپ کے فرمانے کی بات ہی ہم اس سے زیادہ
کیا حفاظت کرینگے آپ ہی کی تعلیم کردہ ہین مگر حضور مین نے ابھی اوراق دیکھے تھے صاف مرقوم
ہی کہ ای ہوشیار خبردار رہنا عمرو آکر تمکو شراب پلائیگا ماران زمین کن ان باتون پر متحیر کا نپ
رہی ہی کہ خداوند داد دیکھیے کیا ہوتا ہی افسوس ملکہ مہرخ نہ بہار سے نہ ملے حسرت و یاس لیکر دنیا سے
چلے صاف صاف تو ہوشیار کہ رہا ہی مگر عمرو وہ دلیر ہی کہ انی کہے جاتا ہی خیر عمرو نے اپنے ہاتھ سے
جام بھر کہا او بیٹا ہوشیار پیو مجھے ملال ہوگا جو اس وقت نہ پیوگے سامری نامہ مین جو لکھا ہی وہ ہی

ہو رہا ہی مین عمرو ہون شراب پلاؤنگی اسمین زہر کیا ہی جیتا پیا اور رہے یہ کہکے ہوشیار کا کان
پکڑ لیا کہا لنگوڑے چھوکرے عقل کے ناخن لے تجھ ایسے ونڈے مین نے بہت سے بناکر چھوڑ دیے
ہین بڑی باتین بناتا ہی بڑے ہوشیار ہو لیکن جبتک قتل کے درپے ہونگی دیکھین بھڑوے ساحری
جمشید کیونکر بچاتے ہین تمکو بے ذبح کیے بچاؤنگی تمھارے قتل کا مسلمانون سے انعام پاؤنگی ہوشیار
گڑگڑانے لگا کہا ملکہ میری کیا مجال لائیے مین پینے کو حاضر ہون عمرو نے فوراً جام منھ سے لگا ہی دیا
ہوشیار نے جام ہاتھ مین لیا یا ساحری کہکے برابر دہن کے لایا قصد کیا کہ پیون شراب شعلہ بنکر
اڑگئی جام ٹکڑے ٹکڑے ہوا اتنا تو ہوشیار کے منھ سے نکلا ارے یہ کیا غضب ہوا باش افطالم
مین نے پہچانا ماران کے تو ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا ہوشیار نے چاہا تھا کہ اپنے مقام سے اٹھے
عمرو مسند پر چاق و چوبند چست و چالاک عیاری مکاری مین یکتا جال الیاسی کاندھے پر تھا
نعرہ کرکے ہوشیار پر مارا اس جال مین ہوشیار پھنسا ساری ہوشیاری بھولا عمرو نے کھینچکر داخل
زنبیل کیا ماران زمین کن قدمون پر گر پڑی کہا خواجہ کیا کارنمایان کیا موت کا سامنا تھا مگر خواجہ
اب آگے قیامت کا مقام ہی ایک جادوگر اور ہی جسکا نخل بدعت نام ہی عمرو وہان کا تمام اسباب
اٹھا اٹھاکر نذر زنبیل کرتا جاتا ہی کہا ملکہ نخل بدعت کے کیا معنی ماران نے کہا یہ دو فقرے گوش ہوش سے
سن لیجیے پھر آگے چلیے افراسیاب جادو نانی امان کو اپنے ساتھ باغ مین لے گیا ہی عین بارہ دری
کے سامنے ایک درخت نصب ہی اسکا نخل بدعت لقب ہی یعنی یہان سے آگے بڑھکر ایک جادوگر
ہی انجام نخل بدعت نام اس لقب کا نگہبان ہی شاہان ہوش ربا نے اسکا مرتبہ بڑھایا ایسے طور
نے وہ نخل باغ سیب مین اپنے ہاتھ سے بنایا ہی اگر اسپر کوئی افتاد پڑے اگر یہ بیہوش ہو کوئی اسکو
بیہوشی پلائیگا وہ نخل خشک ہوجائے گا اگر کسی نے اسکو مار ڈالا وہ نخل جلنے لگتا ہی ہر شاخ و برگ
سے شعلے نکلنے لگتا ہی اگر اس نخل پر ایسی کوئی افتاد ہوئی چلے تو افراسیاب نانی امان کو قتل کرے گا
جانتا ہی کہ اسرار ظلم ہی صاحب راز ہی خوش انجام ہی یکو تمکو بھی آکے زندہ نہ چھوڑیگا چشم زدن
مین آجائیگا علاوہ ازین آج رات بھر وہ طور کتاب سامری دیکھیگا اور نقب کے حالات پر
نگاہ ڈالتا رہیگا عمرو نے کہا ای رشک مین ای ماران زمین کن وہ مسبب الاسباب ہی جان دیگر
یہان آنے مین ان حالات کو ملکہ اسرار سے کہہ چکی ہین مگر کیا کرین پارہ جگر نور نظر اسد دلاور

قتل ہوتا ہی اُسکی مصیبت پر دل روتا ہی طلسم اللہ دیرینہ کر اب مجکو بچا آئندہ کیا ہوگا یہ سوچ بموجب مصرع حال غیبی کس نمیداند بجز پروردگار ساتھ ماران زمین کن مجبور ناچار مضطر بچہ بشکل اژدر بکر تیار ہوئی خواجہ بشکل اسرار جادو پشت پر ماران زمین کن کی سوار ہیے اسی طرح نقب مین چلے دو کلمہ افراسیاب جادو و ملکہ اسرار خو فتحو ناظرین والا تمکین ان مضامین فرحت آگین کو بنظر مہربانی لفظاً لفظاً ملاحظہ فرمائین عجب و بسط سے یہ مضمون رہائی اسد تصنیف ہوا ہر ایک داستان شوکت بیان اس حقیر پُر تقصیر منشی احمد حسین قمر کو حفظ مراتب جانبین کا بجا خیال رہتا ہی امر بہت دشوار ہی ورنہ تحریر و تقریر سرسری کیا ہی افراسیاب بادشاہ ہوش ربا صاحب شوکت و شان عمرو عیار سلیمان نظر کردہ ہفت پیغمبران ہی دونون کے مرتبے مین فرق نہ آسکے اور طلسم کشا ہوجاے ابتداے تحریر حقیر سے تا انجام ہر کس کے حفظ مراتب کا بہت خیال رہیگا ان جواہرات بے بہا کے نگینون کو بازار مین پھینکدیا اسکا عمر بھر ملال رہیگا ایک طرح کی خوشی بھی ہی کہ شاعران نامور قدر شناسان والا گہر کے ملاحظہ مین آئیگا یہ خاکسار خلعت تحسین و آفرین پائیگا نہال ہوجائیگا حاکم مطبع اودہ اخبار قدردان ذی شعور جناب منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای کی عنایت بے بہا نے ایسا ممنون کیا کہ کچھ عذر نہوسکا یہ تحفۂ حقیر پیشکش ہی اگر اپنی کم علمی جہالت کج مج بیانی پر ہر وقت طبیعت مشوش

ہی چند اشعار ساقی نامہ
دماغ قمر عرش اعلےٰ پہ ہی
شراب مضامین سے سرمست ہی
مری نظم مین رنگ تاثیر ہو
ہی ہر لفظ ملک سخن کا خراج
چل ای توسن کلک جادو نگار

کہان ہی تو ای ساقی خوبرو
سبو معتطر ملا جام مے
مرے ساتھ وہ ساقی گلبدن
مسلسل ہو دلچسپ تقریر ہو
بس اب بحر غم سے نکلتا ہون مین
دکھا جلد باغ سخن کی بہار

پلادے مجھے بادۂ مشکبو
مجھے ٹوکنا اب اگر مست ہون
شگفتہ ہو دل وقت سیر چمن
خزانہ بیان کا لٹاتا ہون آج
گہرہائے مضمون اگلتا ہون مین
چہرہ عبارت آرائے باغبان

حدیقۂ سخنوری و گلچینان گلشن افسونگری گلہائے مضامین رہائی اسد نامور کو گلدستہ بیان مین زیب دیکر غنچۂ انجمن ناظرین مین یون پیش کرتے ہین خواجہ عمرو شب کو اژدر سوار بشکل ملکہ اسرار نقب پختہ کو طے کرتے ہوئے جاتے ہین مگر افراسیاب خانہ خراب بصد قہر و عتاب ملکہ اسرار جادو کو ساتھ لے کر باغ سیب مین آیا بارہ دری مین باغ کی مسند جواہر نگار پر متمکن ہوا سامنے ملکہ اسرار جادو بیٹھی لیکن

اسرار جادو کا دل دھڑک رہا ہے کلیجہ پھڑک رہا ہے کہ افراسیاب کے ہاتھ مین کتاب سامری ہے اگر یہ خون
یاران زمین کن کو دیکھیگا کہ عمرو کو پری شکل پر ساتھ لیکر نقب پختہ کی راہ سے گنبد نور پر جاتی ہے فوراً
آتش قہر و غضب سے جلا دیگا کشت حیات کو خاک مین ملا دیگا خوب جانتی ہے کہ اس ملعون نخل جادو پہ
جب عمرو غالب نہ آئیگا تا بہ قید اسد کیونکر جائیگا مگر اس ملعون پر افتاد پڑے اور یہان شاخ نخل چلے
وہ نخل افراسیاب کے سامنے ہے اسی واسطے افراسیاب نے پردے بارہ دری کے اٹھا دیے ہین اُس
نخل سرسبز و شاداب پہ پردم نگاہ ہے وہ نخل بھی اسی باغ کا ہوا خواہ ہے اب اسرار جادو حیران ہے کہ مین
کیا حملہ چھیڑ دون کہ یہ کتاب دیکھنے نہ پاے ورنہ غضب ہو جائیگا اسرار جادو نے یہ دل مین خیال کیا
ہے کہ افراسیاب جادو نے کہا اے ملکہ اسرار جادو مین چاہتا ہون کہ دیکھون ملکہ یاران زمین کن
باغ مین ہین کہ نقب مین گرد آوری کر رہی ہے اسرار جادو نے کتاب پر تو ہاتھ رکھ دیا اور کہا شہنشاہ
گیتی ستان اے عادل باذل اے شہنشاہ بحر و بر فخر شاہان ہفت کشور جس عدالت و سخاوت سے آپ سلطنت
کر رہے ہین نوشیروان آپ کے گلشن عدالت کا خوشہ چین تھا بلکہ ایک چاکر کمترین تھا سخاوت مین
حاتم کیا لیاقت ہے اسقدر حضور نے زرریزی اقلیم ہوش ربا مین کی کہ کسی جا گدائی آوازہ کان مین نہین
آتی ایک ایک فقیر غنی ہے محتاج کا آپ کے ملک مین نام نہین کشکول گدائی پر تاج شہنشاہی کا گمان ہے
فلک سرکش آپ کا ممنون احسان ہے ملکہ اسرار جادو نے اسطرح کی تعریفین کی کہ افراسیاب بھول گیا کتاب
ہاتھ سے رکھدی کہا کیون اے ملکہ اسرار جادو نوشیروان بڑا بادشاہ عادل تھا بدولت نے تو سنا ہے کہ ایک
مرد جاہل تھا ملکہ اسرار نے کہا حضور عدل مین تو کامل تھا امورات مملکت سے غافل تھا جیسے حضور اپنی
ذات سے شجاع و دلیر ہین ہمیشہ طلسم ہوش ربا کے شیر ہین اگر آپ زبان ہلائین آسمان کی طنابین زمین پہ
کھینچ دین اگر شمشیر زنی پر آجائین میدان کارزار مین خون کے دریا بہائین یہ لیاقت نوشیروان نے خواب
مین نہ دیکھی تھی مرغ زرین بنا کر تخت پر بٹھا دیا تھا اسی غفلت مین حشام بن علقمہ خیبری نے [illegible] زمین
شاہ کو گرفتار کیا تاج و تخت چھین لیا آنکہ وزیر اعظم خواجہ بزرجمہر سابق مین انتظام کر چکے تھے کہ امیر حمزہ
کو پسر خواندہ کرا دیا تھا حشام کو جا کر چرب زبانی سمجھایا کہ اے حشام شاہ تمھارے آنے سے بڑی خوشی
ہوئی شاہ چاہتے ہین تمکو مالک سریر سلطنت کرین نیک و بد کا ہفت اقلیم کے تمکو اختیار دین چلو شہر مین
چلو شاہ کو رہا کرو شاہ نے امیر حمزہ مرد مسلمان کو اپنا پسر خواندہ کیا ہے وہ دعوے سلطنت کرتا ہے تم اتنی

تکلیف اٹھاؤ تا بہ خانہ کعبہ جاؤ اُس سرکش کا سر کاٹ لاؤ حشام مغرور کو اپنے زور بازو پر ناز تھا قول آ
قبول کر لیا امیر حمزہ پر چڑھ گیا اُس شیر بیشہ عرابستان سے مقابلہ پڑا میں معرکہ کارزار میں حمزہ عرب نے
بیک ضرب شمشیر اُسکے دو پرکالے کیے فوج ہزیمت موج کو شکست دی تاج وتخت شاہی اپنے
قبضہ میں کیا بر اسخ الاعتقادی شاہ کو عریضہ لکھا اس نمکخوار جان نثار نے اُس دشمن کو واصل جہنم کیا
تاج وتخت کو باحتیاط رکھا ہی زہے فخر شرف کہ اس کمترین عقیدت گزین کے گھر میں تاج وتخت
شہنشاہی جلوہ افروز ہو کسی معتبر کو بھیجکر شہنشاہ گردون پناہ اِس تحفہ موروثی کو طلب فرمائیں یا
نیازمند کو بلائیں تخت شہنشاہی کو بفخر و افتخار سر نیاز پہ رکھکر لاؤں کلاہ فخر کو آسمان پر پہونچاؤں نیز
آنچہ رائے مولا از ہمہ اولی اِی شہنشاہ طلسم ہوش ربا نوشیروان اس عرضی کو دیکھکر پھول گیا
غیر مذہب کو فرزند جان کر اپنے ملک میں طلب کیا حمزہ عرب آسمان عربستان صاحب
شوکت وشان محسن حسین جمیل آفتاب عالمتاب آسمان جرأت خورشید درخشان فلک ہمت جو
تاج وتخت لیکر حاضر ہوا شہر مدائن میں ہنگامہ تھا کہ قاتل حشام آیا دختر بلند اختر شہنشاہ گل رخسار
ملکہ مہر نگار جمال حمزہ عرب پہ مائل ہوئیں خنجر ابروسے گھائل ہوئیں حضور یہ باعث زوال دولت
سلطنت کیا نیاں ہوا کنیز نے تاریخ معتبروں میں دیکھا کہ حمزہ عرب نہایت صاحب غیرت شیر بیشہ جرأت
تھا آخر میں باغ مراد میں اُسنے بھی ملکہ موصوف کو دیکھا دلدادہ و فریفتہ ہوا مگر آتش عشق کو کانون
سینہ میں مخفی کیا ہر چند گرمی عشق نے دل وجگر کو جلا دیا مگر اُس ربط وضابطہ نے اف نہ کی شہریار
اقلیم ہندوستان لندھور بن سعدان شاہ ہفت کشور سے غرور میں اپنے زور کے باغی ہوا تھا
بارہ برس خراج نہ بھیجا تھا شاہ نے حمزہ عرب کو حکم دیا کہ اگر ای فرزند تم لندھور بن سعدان کو جا کر
زیر کرو ہماری خدمت میں حاضر لاؤ تمھاری اپنی دختر بلند اختر کے ساتھ شادی کریں شرف دامادی
سے تم سرفراز ہو شاہان ہفت اقلیم کو تمھارے مرتبہ پر ناز ہو شہسوار میدان یکہ تازی و سر فروش معرکہ
جانبازی جفائیں راہ کی جھیل کر جان پہ کھیل کر ملک ہندوستان میں پہونچا بعد معرکہ ہائے عظیم
لندھور کو اپنا مطیع کیا کہ مفصل یہ حال نوشیروان نامہ میں تحریر ہی یہ تو مجمل تقریر ہی ای شہنشاہ حمزہ
نے تو بیخیر خواہی کی اپنی جان پر کھیلا لندھور کو مطیع کیا حساب کر کے بارہ برس کا خراج لیا مگر نوشیروان
کا وزیر دیگر بختک نام بدانجام بد کار بد سرشت متعصب اُسنے شاہ کو یہ صلاح دی کہ حمزہ مرد مسلمان ہی

جب زیادہ زور پکڑیگا آپکی سلطنت پر دست اندازی کریگا خاص بر سر ہندوستان اُس لعون نے
حمزہ کو زہر دلوایا وہ تو صاف باطن تھا زہر سے بچا صحت پائی بختک نے یہاں یہ بات بنائی ای شاہ
حمزہ ہندوستان میں مرگیا جوان دختر کا گھر میں بٹھانا بہتر نہیں ایک بادشاہ مرحوم یہ اولاد بن مرزبان
خراسانی کو بچارہ بلوایا اُسکی شادی کردی ملکہ مہرنگار صاحب عصمت نے اُنکو اُس سے بچایا عہد کیا
کہ بعد چھ مہینے کے میری بارگاہ میں آنا اولاد بن مرزبان کوچ کرکے اِس شرط پر ملکہ کو لیچلا راہ میں حمزہ
عرب نے خبر پائی بجرأت جاکر اولاد بن مرزبان کو مارا ہر چند کہ عاشق تھا مگر ملکہ مذکور کو باحتیاط تمام
خدمت میں شاہ کی روانہ کردیا یہ کہدیا کہ جب شاہ خوشی سے میرے ساتھ شادی کر دینگے یہ شرف
حاصل ہوگا ایسی ایسی بے اعتدالیاں شاہ نے حمزہ کے ساتھ کیں آخر حمزہ نے لڑ بھڑ کر مہرنگار کو قبضہ
میں کرلیا بختک نے پھر تو فساد کامل شروع کرادیا دن بدن حمزہ کا عظم و شان بڑھا سلطنت
نوشیروان پر زوال آنے لگا حق بھی طرف حمزہ کے شریک تھا ملک عراق و اصفہان کوہستان و ملک
کشور ملک یونان استنبول خرسند روم کل ملک جنوب وغیرہ حمزہ کے قبضہ میں آئے آخر میں شاہ بھاگ کر
ملک ترکستان تک پہونچے خوان اعظم سلسال بن ڈال بن دیو بن شمامہ جادو بہادر جنگجو شاہ کے
شریک ہوکر خوب خوب لڑا آخری لڑائی میں خان اعظم نے فرار پر قرار کیا بختک کو خواجہ عمرو نے
جھلا کر مار ڈالا حرلیہ بچا کر شاہ کو اور اُسکے بیٹے بختیارک کو کھلا دیا تب نوشیروان تھک کر ملک
مدائن میں آیا حمزہ کو بعاجزی لکھا اب میں کبھی عمر بھر آپ سے جنگ نہ کرونگا صرف ملک مدائن کو
چھوڑ دیجیے ملکو اروں کا ملے دعا دیا کرونگا حمزہ نے عوض میں ایک ملک کے سات ملکوں کی سند
لکھکر بھیجدی آخر بھی التفا شاہ کے فرزند ہرمز و فرامرز کو بختیارک لیکر نکلا حمزہ پر خروج کیا حمزہ
نے انسے بھی مقابلے کیے بڑے بڑے شاہ پہلوان رستم زمان گرشاسب جہان شاہزادوں سے
شریک ہوے کچھ حمزہ کے ہاتھ سے مسلمان ہوے کچھ مارے گئے بختیارک شاہزادوں کو لیے
ملک بملک پھرا یہاں تک کہ تا بہ باختر پہونچا خداوند مرو شاہ باختری کی خدائی کے بڑے زور وشور
تھے ایک کرور چھ براسی لاکھ فوج پہلوانان زبردست کا اوج موج حمزہ اُس ملک پہنچا لڑتا بھڑتا
پہونچا خداوند سے بڑے بڑے معرکے پڑے وہی بختیارک بن بختک خداوند لقا کا ندیم ہوا خداوند
لقا نے اُسکی صورت مضحک دیکھکر اپنی درگاہ کا شیطان قرار دیا اُسنے خدائی میں بھی فتور ڈالے ایسے رخنے

نکالے کہ قدرت سے شکست نہ کھائی ملک موروثی چھوڑا مثل نوشیروان شہر بشہر قریہ بقریہ دیہ بدیہ
حمزہ کے ہاتھ سے بھاگے بھاگے پھرتے تھے یہ خداوند تھے بہادشاہ ہر ایک پہلوان برائے
مدد آتا تھا مگر حمزہ و فرزندان حمزہ کے ہاتھ سے مارا جاتا تھا وہی خداوند لقا عاجز و درماندہ ہوکر
آپ کے خراجگزار سلیمان عنبرین موے کوہی نامدار کے ملک مین بھاگ کر آئے ہین حمزہ مع
اپنی فوج ظفر موج کے برسر مقابلہ ہین آپ کے ساحر بھی برائے مدد خداوند جاتے ہین فرزندان عمرو
کے ہاتھ سے شکست کھاتے ہین اُسی حمزہ کا بیٹا بدیع الزمان آپ کے طلسم مین آکر قید ہوا اسد غازی
نواسہ حمزہ کا اپنے ماموں کے چھڑانے کو آیا پانچون عیار ساتھ آئے آپ کے سردار مہرخ و بہار
وغیرہ شریک ہوے بیان کا حال تو سب سرکار پر روشن ہے دن بدن مسلمانون کو ترقی ہے شاید خداوند
لقا نے مسلمانون کے واسطے تقدیر بہبودی کردی ہے یہ حال مجمل جو ملکہ اسرار جادو نے سامنے افراسیاب
خانہ خراب کے شروع کیا اور آفتاب تقریر دلچسپ نے طلوع کیا دیدۂ دل افراسیاب کا منور ہوگیا
گوش ہوش مشتاق ہوا ہر مرتبہ کہتا تھا اے اسرار جادو حال عشق حمزہ نگار یا جنگ ملک باختر مفصل
بیان کر کیا کیفیت دلچسپ ہے عجب لذت ملتی ہے جی چاہتا ہے عمر بھر سنون ملک بال کے کاروبار ترک
کردون اسرار جادو کبھی حال باختر مین الجھاتی ہے حال عشق دختر لقا ملکہ گیتی افروز کا سناتی ہے کہ تمام
نبیرہ حمزہ نور چکیدۂ خالق قدرت پر مائل ہوا کبھی عشق ملکہ گوہر ملک دختر گنجاب ساتھ بدیع الزمان
کے ذکر کرتی ہے کبھی حال نبرد نگار مقام خدائی زبرجد شاہ و مششش و دمامہ کہتی ہے کبھی حال فرعونیہ
وساحر مششش و عیار ریاسے عمرو و مہرخ بیان مین لاتی ہے کیفیت دلپذیر عشق و جنگ کی معقول تقریر
سن سن کر افراسیاب کبھی جھومتا ہے کبھی زانو پر ہاتھ ملتا ہے کبھی کہتا ہے اے اسرار یہ کتابین ہمکو منگا دو
کتب خانہ شاہی سے نکلوا دو ایک جلد روز پڑھا کرون جسکی مجمل مین یہ کیفیت ہے مفصل کی کیا لذت
ہوگی اب پھر اول کو مین بے ہنر منشی احمد حسین قمر خدمت شائقین مین عرض رسا ہے کہ اول مین
اسرار نے افراسیاب کی توصیف کی توصیف کے بعد جب افراسیاب متوجہ ہوا کتاب دیکھنے سے غافل
ہوا تب اسرار نے اس مقدمہ طولانی کو چھیڑ دیا مراد اس سے یہ ہے کہ اسرار ایسی باتین کر رہی ہے کہ
افراسیاب کو باتون مین محو کردون کتاب ساری نہ دیکھنے دون حال یاران نہ دیکھنے پائے
ورنہ مدعاے دلی حاصل نہوگا یاران عمرو صف شکن کو سے کرتا بہ گنبد نور نہ پہونچ سکینگی اسواسطے

یطول کلام ہی اسواسطے اس تقریر دلپذیر کا یہ انجام ہے مگر شعبدہ بازی فلک کجرفتار سے اسرار
جادو بھی غافل ہے یہ فلک ہر وقت بر سر گردش ہے نیرنگ دکھانے کی ہر وقت کوشش ہے نظم مصنف

فلک ہر گھڑی درپے جنگ ہے
عجب گلشن دہر کا رنگ ہے
کسی کو نہ دم بھر بھی راحت ہوئی
غم و رنج کھینچے مصیبت ہوا
اگر ایک ساعت ملا دلکو چین
یہ مضمون کیا مجھکو غور و یقین
اگر شب کو شادی کا سامان ہوا
تو وقت سحر شغل افغان ہوا
فلک کی عجائب ہیں نیرنگیاں
بجز رنج و غم عیش ممکن کہاں
کبھی ہے خزان اور کبھی ہے بہار
جو دیکھا تو لالہ بھی ہے داغدار
کوئی گل خوشی سے جو خندان ہوا
ستم بڑھ کے گلچین نے اسپر کیا
بہا رنگ غم اور حال جفا
کیا توڑ کر پائمال جفا
اگر سرو نے سرکشی کی ذرا
وہیں اسپ بدعت کا آرہ چلا
چمن میں جہاں گل کے انبار تھے
یکایک جو دیکھا خس و خار تھے
یہاں تو بلغ سیب میں اسرار

جادو نے دام قصص و حکایات میں افراسیاب کو پھنسایا کتاب کو نہ دیکھنے دیا مگر سپہر عیاری
بعد گرفتار کرنے ہوشیار جادو کے بشکل اسرار جادو پشت ماران پر سوار ماران بشکل اژدر
بعید کرتا و وحشی باد تند نقب بجنہ کو طے کرتی ہوئی جاتی ہے گھبراتی ہے کہ اب رات کم رہگئی کیونکر خواجہ
کہاں تک تیز روی کروں بارہ کوس کی یہ نقب ہے پھر گنبد نور کی دیوار میں یہ نقب پہنچی ہے صناعان
چابکدست نے دیوار کو خالی کیا ہے بصنعت تمام نقب کو پہنچایا ہے یہ راستہ برابر ہے وہ راہ بلندی پر
ہے اب نشیب ہے وہ مقام فراز ہے ہر چند مجکو اپنی رہروی پر ناز ہے دیکھیے مقام تخل بدعت سے
کیونکر گزروں یا الٰہی جلد تا بہ گنبد نور پہنچوں طلسم کشا قبضہ میں آجائے تب یہ تمنا دیکھا سے
یکایک دور سے خواجہ عمرو نے دیکھا ایک کمرہ نقب میں بنا ہے انتہا کی روشنی ہے ایک ساحر کریہ منظر
نحس پیکر میمون صورت طینت میں بدعت باہر کمرے کے کھڑا ہوا ٹہل رہا ہے جیسے ہی اسکی نگاہ
اژدر پر پڑی پکارا کون آتا ہے ماران نے آواز دی اے تخل بدعت جادو راہ میں سے ہٹ
اسوقت میرے آنے میں بھید ہے ملکہ اسرار جادو پشت پر سوار ہیں ہم بشکل اژدر خونخوار ہیں برائے
حفاظت طلسم کشا بحکم افراسیاب جاتے ہیں تخل نے کہا ملکہ جاتی ہیں کون روک سکتا ہے نانی امان
تمہاری مالک ہیں ہمیشہ سے اس راہ نقب کی سالک ہیں ایک ایک سنگریزہ یہاں کا پہچانتا
ہے یہ حقیر بھی بخوبی جانتا ہے آپ ہماری افسر ہیں ہم سے سب طرح بہتر ہیں مگر ہم طرف سے شہنشاہ

طلسم ہوش ربا کے نقب پر ملوو مین یہ شب بشب قیامت ہے قول سامری و جمشید یہی ہے شارہ فنا حیران
کی تحریر کا بھید یہی ہے خیر سے اتنی رات کٹے دل مین دھڑکے ہین گردش سیارگان سے ڈرتے ہین
ملکہ ماران جواب دیتی جاتی ہے اور آگے بڑھتی آتی ہے لیکن خواجہ عمرو نے جسوقت سے نخل بدعت
کو دیکھا ہے پاؤن مین شاخ نکال رہا ہے جڑ کی بات کہتا ہے کلام سے آسکے ثابت ہوتا ہے کہ اسوقت
دانا ماران واسرار کا اسکو بار ہے بھولتا جاتا ہے چونکہ ذلیل وخوار ہے دل مین خواہش ہے کہ گل حیات
طلسم کشا پامال ہو ملکہ بہار و باغبان قدرت کو ملال ہو جسوقت سے خواجہ نقب مین داخل ہوئے
ہین چست وچالاک وہوشیار ہمہتن چشم تیور پہ قہر وخشم چال حضرت الیاس کا کاندھے پر ایک کاندھے
پر گلیم عیاری حلقہ ہاسکند آصفا سے باصفا بازوؤن پہ جتورا حضرت داؤد کا کمر مین بجائے خنجر
تیور کو اسکے دیکھ رہے ہین جیسے ہی ماران قریب آن کر پہونچی قصد کیا دب کر نکلجاؤن نخل بدعت
نے عمرو پر اپنا سایہ ڈالا خواجہ کے چہرے سے رنگ روغن عیاری کا اڑگیا نخل بدعت نے
ڈانٹا او ماران ساربان زادے کو ساتھ لیے جاتی ہے عمرو تو کودکر کنارے اتنی جلدی آیا کہ جیسے
برق چمکتی ہے گرتے گرتے گلیم اوڑھ کر چھپتی ہوا مگر نخل بدعت نے ماران پر گولا مارا ماران کے
گرد شعلہ آتش آگئے یہ تڑپ کے نکلی بصورت اصلی ہوئی برق بنکر نخل پر گری کہ اس ملعون کو قلم
کرون مگر نخل بدعت بلاے روزگار ہے قدیم ساحر ہے فنون سحر سازی سے بخوبی ماہر ہے اپنے کو بچا
للکارا کہ او ماران تو نے غضب کیا ہمتو جانتے تھے کہ سامری نامہ مین صاف لکھا ہے کہ عمرو
اس راہ سے ضرور آئیگا جب تو ہمنے اپنے اوپر سحر کر رکھا تھا کہ کسی صورت پر آئے ہمارے سایہ
سے صورت تبدیل ہوجاے لٹتا جاتا ہے اور چہار جانب آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھ رہا ہے حیرت ہے کہ
ساربان زادہ کہان گیا پشت اندرسے اڑتے اڑتے غائب ہوگیا ماران نے دو چار حربے ایسے
کیے کہ نخل کو زخمی کیا قتل نہ کرسکی ایک مرتبہ جھوم کر یا سامری کہا دو تبر زمین پر مارا ماران لہرا کر
زمین پہ گری زبان بند ہوگئی چہرہ اداس مردنی منہ پر چھاگئی یہ تیغہ سحر کھینچکر جھپٹا کہ سر
کاٹ لون پھر عمرو کو ڈھونڈھون ماران نے دل کو رجوع کیا اور کہا اے خالق بے نیاز جان
بچالے مصیبت سے نجات دے قطعہ

لطف تیرا عام ہے کرم رحمت	ہو کرم سے تیرے چشم کرامت	مجرم عاجز ہون کرنگاہ عنایت

تو ہی خالق تجھے ہے یہ سلطنت
رحم کر خاکِ ذلت سے اٹھا
سر پہ اعمال لائے ہیں غضب

دیگر کیا سیہ کاری نے سنہ کالا کیا
میری عقد جسم کی تخصیص کیا
رکھتے ہیں چشم عنایت تجھے سب

بات کرنے کا نہیں کچھ مقدور رہا
دیکھو ہو رہے ہیں ہم جو دو رنگی خطب
تجھ سوا کس سے کہیں احوال اب

نخل نے چاہا کہ سر یاران کا کاٹ لون خواجہ عمرو پہلو میں گلیم اوڑھے کھڑے ہیں دل کو تاب نہ باقی رہی فوراً گلیم سر سے اتاری سامنے سے ٹوک کے نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

عمرو ہون میں عیار صاحبقران
زمانے کا مکار غدار ہون
اڑا دون جسکے بھی میں ہوش کو
جہان گیر عالم کا عیار ہون

مرے مکر سے کانپتا ہے جہان
مرا تیز رفتار ہو گر قدم
نہ پائے مری گرد پاپوش کو

تراشندۂ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
دوندہ جہان گرد طرار ہون

اوچھا کیا کرتا ہے خبردار عورت پر کیا وار کرتا ہے مردان سامنے آنکھ چار کرا دھر دیکھ جیسے آنکھ ملا ہمارے سامنے آنخل غصہ میں پلٹا عمرو بار تو پہنچ ہی چکا تھا ہتوڑا حضرت داؤد کا سر پر مارا نخل بدعت کے سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے مر کر گرا لاشہ تڑپا اندھیرا چھایا صدائے گیر و دار بلند ہوئی روح سامری دردمند ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من نخل بدعت بود افسوس جان دادیم و مردیم و مطلب خود نہ رسیدیم ہائے نخل بدعت کو قتل کیا نخل شباب سے پھل نہ پایا بہار عمر پر خزان آئی خزان نے صورت دکھائی اس ہنگامے میں ماران اٹھی کھڑی ہو کر پیٹنے لگی سر زمین پر دے مارا کہا خواجہ غضب کیا اسکو کیون مار ڈالا عمرو نے کہا وہ مجکو قتل کرتا تھا اور میں کیا کرتا اُسنے کہا خواجہ بڑی قیامت ہوگی اُسی کے ہاتھ کا بنایا ہوا ایک نخل باغ سیب میں افراسیاب کی بارہ دری کے سامنے ہے وہ آب جل جائیگا افراسیاب دوڑا ہوا آئیگا جلدی گنبد نور پر چلو ہائے اب نانی کو بھی مار ڈالیگا ہرگز زندہ نہ چھوڑیگا عمرو کے بھی ہوش اُڑ گئے کہا بی بی جلدی چلو ماران و عمرو دوڑتے ہوئے زیر گنبد نور پہونچے دیکھا اندر دیوار کے اوپر گنبد نور کے جانے کا راستہ بنا ہے اب عمرو آگے ماران پیچھے عمرو صورت بدلتا ہوا یعنی رنگ روغن عیاری کا لگاتا جاتا ہے صورت افراسیاب بنانا منظور ہے گنبد نور میں بارہ جلاد اسد اور سہ جبین کے نگہبان ہیں ہر وقت سر پر تلوار کھینچے موجود رہتے ہیں حکم ہے افراسیاب کا اول تو یہان کوئی آہی نہیں سکتا اگر سوائے میرے

کوئی آئے فوراً اسد و مہ جبین کو قتل کر ڈالنا عمرو تو صورت بنکر افراسیاب کی گنبد نور مین نکلا
چلا جاتا ہی سو دو سو قدم کا راستہ باقی ہی مگر وہان رات قلیل ہی بلکہ ستارہ سحری چمکا چاہتا ہی اسرار
جادو نے رات بھر افراسیاب کو دام کلام مین پھنسایا یکایک آسمان سے ایک شعلہ بھڑک کر
اس نخل پر گرا جلنے لگا افراسیاب نے سر پیٹ لیا کہا او اسرار حرامزادی تو نے مجھکو کتاب
نہ دیکھنے دی صاف ظاہر ہی کہ تو مسلمانون سے ملگئی ارے ہٹنے نگہبان نقب مارا گیا سوائے
تیری نواسی کے عمرو کو وہان کون لیجاتا اب معلوم ہوا کہ قتل عمرو مین بھی تو نے مجھکو دھوکا دیا وہ کوئی
اور تھا جسکو تو نے قتل کروایا یہ کہکر غصہ مین اشارہ مین جاکر گنبد نور پر دیکھون ابھی ابھی نخل عشرت بد
سرا ہی جب تو شعلہ اس نخل پر گرا ہی اسرار جادو کے ہاتھ مین اسباب سحر تھا افراسیاب پر پھینک مارا
لگی تلوارین کئی چھریان کٹاریان افراسیاب پر گرین یہ بچا کب ہٹتا ہی چوٹ جسم مین لگی موے بدن بھی
میلا ہوا اف کہکے اٹھا وہ سحر سب باطل ہو گئے دامن سے افراسیاب کے گلا اسرار جادو کا بند ہوگیا
افراسیاب تو اڑ کے طرف گنبد نور کے چلا اسرار جادو مثل چھپکلی کے لٹک رہی ہی مثل ماہی بے آب
پھڑک رہی ہی مگر رہا نہین ہو سکتی وہان عمرو روزن دیوار توڑ کر منتظر شہنشاہ طلسم ہوش ربا کھڑا تھا جلادون
نے جو افراسیاب کو دیکھا جھک کے سلام کیا عمرو نے بتعجیل جیب مین سے مشت زر نکال کر جلادون
کو دیا کہا تم لوگون نے خوب حفاظت کی ایک ایک کو شہر کا بادشاہ کردونگا یہ تو آپسمین تقسیم کرلو رات
بھر جاگتے ہو ایک ایک جام پیو یہ شراب قیصر سامری کی ہی یہ کہہ جیب مین سے گلابی نکالی ایک ایک
پیالی یارون کو پلائی پیتے ہی وہ سب لڑکھڑا کر گرے اسد و مہ جبین کو عجب حال پر ملال مین دیکھا
اسد غازی کے بال بڑھکر سر سے گذر گئے ہین ناخن جو رشک ہلال تھے بدر کمال ہوئے آنکھین
مثل نرگس بیمار نحیف و زار مہ جبین کے چہرے پر ہوائیان دونون کے پانون ہاتھ مین ہتھکڑیان
بیڑیان صورتین دونون کی دیکھ کے عمرو کا کلیجہ پھٹ گیا مگر بتعجیل جال مار کر دونونکو ادھر تو عمرو نے
نذر زنبیل کیا جلادون کے سر کاٹے تھیلیون مین انکے اشرفیان تھین ہاتھ مار کر چھین لین عمرو
زنبیل کرکے طرف ماران کے بھاگا ادھر بتعجیل اور افراسیاب مثل شعلہ جوالہ بر سر گنبد نور کراکا ہاہا
جادو وان سے بندھی لٹک رہی ہی چالاک بشکل ملکہ حیرت جادو گلدستہ سحر ہاتھ مین کنیزین گرد تخت
کو اڑاتی ہوئی قریب گنبد نور پہنچا ہی ایک طرف سے برق بصورت مصور گٹھہ تصویرون کا لیے ہوئے

قران بصورت ابرلق سحر کے پتھر ہاتھ مین ضرغام بشکل سہار برف انداز زردی کے گاون پر قطرے
پانی کے پڑے ہوے سرمار اصلی کے بنانے ہوے جانسوز بشکل خدمتگار پہلو مین گرد چند مصاحب
ان بھرون کے تخت اڑتے ہوے ساحرون کے ہمراہ قریب گنبد نور پہنچے مین جیسے ہی افراسیاب
مثل برق کڑکا بصورت شعلہ جوالہ حیرت کو دیکھکر آواز دی ای خاتون محل غضب ہوا عمرو یقین ہے گنبد نور
مین پہونچا اسرار نگہ لم اسنے رات بھر مجکو کتاب نہ دیکھنے دی قصص و حکایات مین بہلائے رہی جد گنبد نور
کی خبر نے چالاک نے کہا شہنشاہ بہت خوب لائیے اسرار حرامزدی کو تو مجھے دیجیے افراسیاب جادو
نے بائین ہاتھ سے اشارہ کیا اسرار کی گردن بندھی ہوئی کھنچی دامن اٹھا بیٹھ گیا تخت پر چالاک کے
گری یہ سب عیار تو تخت اٹھا کر قریب افراسیاب کے آئے جب اسد و مہ جبین کو عمرو اپنی زنبیل مین
رکھکر چیکا لقب مین پہونچکر سفید مہرہ بجاکر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ عمرو

سراپا دانش و عقل مجسم	ببلغ دین زکارش آبیاری	کزان استاد عیاران عالم
بہر کشور بلائے جان کفار	عمرو آن شاہ عیاران عیار	جہان سرہنگ در خنجر گزاری
		آہ ساحران بجا مین نے اسد

ومہ جبین کو اپنے قبضہ مین کیا ای ساحران مطیعان اسلام اگر آمادہ جانبازی ہو نکل جاو خدا کا فضل
شریک حال ہوا اسد نامدار عالی وقار نبیرہ حمزہ شہسوار میرے قبضہ مین آیا یہ جو خواجہ عمرو نے اندر سے
نعرہ کیا بہار و باغبان وغیرہ جو آسمان پر اڑ رہے ہین انکے بھی کان مین یہ صداے جانفزا روح بخش
فیض انتما پہونچی ہاتھون مین اشیاے سحر اس ارادہ سے تھے کہ افراسیاب پر سحر کرینگے اب وہی اسباب
فوج کفار پر پھینک مارے مگر چالاک بصورت حیرت تخت زرین پر پڑا اسرار جادو کو افراسیاب نے
اپنے دامن سے جھٹکا کہا ای حیرت لینا مین گنبد نور مین جاون یہ کیسی آواز حیرت خیز آتی ہے زمین کیون
تھراتی ہے چالاک نے بچالاکی اسرار جادو کو لیا برابر افراسیاب کے تخت پہونچ ہی چکا تھا آواز عمرو
سنکے سفید مہرے کی سن رہا تھا دس حباب دس انگلیون سے منہ پر افراسیاب کے مار دیئے پہلے سے برق
بصورت مصور و قران بصورت ابرلق و ضرغام بصورت سرمار ان سب نے اشیاے بیہوشی افراسیاب
پر مارے افراسیاب تو الٹ گیا غلطین کھاتا ہوا چلا مگر بیہوش ہوتے ہوتے ہاتھ جو ہلا دیا تخت
جادو کے ٹکڑے ٹکڑے ہوے مگر اسباب سحر ساحران مذکورہ کے جو انکے پاس تھے یعنی چالاک نے گلدستہ
حیرت پھینک مارا آواز دی کہ ای ساحری یہ جو شہر ناپرسان مین فوجین تیار ہین انکو جلا دو وادراپنے

نام کا نعرہ بھی کیا منم مہترین مہتر چالاک بن عمرو نعرہ چالاک

بچشم دشمن اندازم کفِ خاک

نہ آید باد گردِ تیز گامم

قران نے نعرہ کیا نعرہ قران

سریع السیر چون ابر بہاری

بمیدان اژدرِ آتش فشانم

منم مہتر قران شیر نامم

بیاری من آنم چست و چالاک

خلیفہ اولم چالاک نامم

جہان سرہنگ و خنجر گزاری

ضرغام و جانسوز نے بھی نعرہ

کیا برق بھی پکار اٹھا نعرہ برق منم برق رفتار و خنجر گزار × منم یکہ لیکن گران بر ہزار
بہار و باغبان وغیرہ نے دیکھا کہ ان لوگون نے انتہا کی جرات پیدا کی کہ ساحران مذکور کی شکل
پر ہوا پر تھے اسباب سحر تو اپنے پھینکے مگر افراسیاب کا ہاتھ جو ہلگیا تخت سب کے ٹکڑے ٹکڑے
ہو گئے زمین پر یہ سب گر پڑے اور اسرار بھی الٹی لیٹی جاتی ہی کڑک کڑک کے گرے عیارون کی
کمر مین پنجے دیے چالاک نے کہا ملکہ اسرار کو لینا یہ بھی ہماری طرفدار معلوم ہوتی ہی بحر افراسیاب مین
مبتلا ہی ایک ساحر نے اسکو بھی پنجہ مین دبایا یہان قیامت برپا ہی ابریق سنگدل کے سحر کے پتھر
شہر ناپرسان مین برس رہے ہین سحر حیرت سے شعلہ ہائے آتش گر رہے ہین گلدستہ مین اسکے
شعلہ جوالہ بھرے ہوے تھے ناریون کو جلانے لگے قران نے تصویر ہائے مصور کو پھینکا اسنے یہ
نقشہ کیا مثل تصویر تصویر ہو کر ملازمان افراسیاب گرنے لگے سرکشون کے سر چکرانے لگے سحر بار
نے برف برسائی گرم مزاجون کو ٹھنڈا کیا بچھاؤن پر سر منڈاتے ہی اولے پڑے ٹھنڈے جہنم مین ہو گئے
سرخ تو عیارون کو مع اسرار پنجون مین دبا کر طرف اپنے لشکر کے چلے جب عمرو نقب مین اترا مارن
نے سحر کر کے طبقہ زمین کا اڑا دیا عمرو کو ساتھ لیکر طرف لشکر ملکہ نوا شکے مثل باد صرصر بھاگی مگر خوف سے تھراتی
ہی یہان شہر ناپرسان مین رات بھر شہنشاہ نیلم و شہنشاہ نوش و دیواج بن گرداب آدم خوار و ملکہ
صد گوش دریانوش و حیون جادو و ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش و بد سرشت و بد خو دخان سیہ رو
و ملکہ عقاب آسمان سیر و ملکہ شبرنگ سیاہ پوش و ساحر لاثانی و قواق کمر با پیشانی و طیران
و سیران گوشہ گیر و ملکہ شیخ و شنگ و ملکہ زعفران عجائب رنگ و قتال جادو و مشعال
جادو و ابابیل جادو و ہابیل جادو و شریر جادو و ضریر جادو و منیر آسمان نشین و ملکہ
شور انگیز جلالت آئین و قلماق اژدر پوش و سالار مینوش و ملکہ طنبور سحر ساز و ملکہ عندلیب
نغمہ پرداز وغیرہ رات بھر اپنی اپنی بارگاہون مین جاگی ہین دو گھڑی رات رہے سے جلادون

خرس طینت و میمون خصلت خرسہاے بادیۂ ضلالت سیاہ رو بدخو تیرہ درون حاضر ہین آرہ کش
تسمہ کش چشم کن سینہ شگاف پھر رہے ہین دارین استادہ بر سر کشی جلاد سب سے زیادہ منتظم حاجب
حجاب و حشم شہنشاہ ذیلم و ساحر پرفن شہنشاہ توسن سحر ہوتے ہی بارگاہون سے نکلے تھے کہ یکایک
یہ قیامت برپا ہوئی چونکہ براے انتظام کل شاہان و ساحران بدانجام اپنے خیمون سے باہر آچکے تھے
دیکھا کہ شہنشاہ آسمان سے یون چلے آتے ہین نیچے سر اوپر پانون اور عیارون کے نعرے ہوے
برف و سنگ و خنجر و تیر و تبر برسنے لگے لاکھون بیجا واصل جہنم ہوے صداہاے گیرودار تا بفلک
پہونچی زمین تھرانے لگی چونکہ یہ سب ساحران زبردست ہین بادۂ سحر و ساحری سے مست ہین حیران
و پریشان لاکھون لاشہ پھڑک رہا ہی کہ ابر تیرہ و تار کڑک رہا ہی رعد کی گرج برق کی چشمک زنی
تیرون کی بوچھار ساحران زبردست نے بتعجیل تمام بخیال انجام سپرین سحر کی فوراً تیار کین ان
آفتہاے آسمانی سے اپنے کو بچاتے تھے کبھی گھبراتے تھے کہ یہ کیا قیامت آشکار ہی غل ہی کہ
اب جان بچانا دشوار ہی کوئی کہتا ہی خداوند لقا کو غصہ آیا تقدیر برعکس کی مفت مین ہم غریبون کے
جان پربنی کسی طرف شور ہی یا لات اعظم مناۃ علی توبہ کرتے ہین آپ کے بندے مرتے ہین دست
و دستگیری ہی کوئی سامری جمشید کو پکارتا ہی بعض گھبرا کے کہتے ہین ان سب پر لعنت کرو یہ سب خداوند
بڑے ظالم ہین اپنے بندون کی تباہی کا افسوس نہین کسکو پکارین کس سے فریاد کرین رات سے
بازاری بدمعاش جمع تھے بڑے بڑے پہلوان ڈنڈپیل سن چکے تھے کہ بروقت قتل اسد
ضرور لڑائی ہوگی مال لوٹینگے آج کے وعدے پر مہاجنون سے قرض لیا تھا ان سب مہاجنون
نے جو یہ ہنگامہ دیکھا آپسمین کہا لو بھائیو غدر ہوگیا اسوقت نہ داد ہی نہ فریاد ہی جو مطلب حاصل
کرو جسکا مال ملجاے لوٹ لو اپنا ہیگا نہ کیسا کسی نے کسی کی پگڑی اچھال دی صرافونکی دوکانون کی
تھیلیان غائب ہونے لگین شہر ناپرسان لٹنے لگا دوکاندار رام رام کہکر بھاگے بعض جانفکاران شہر
شوالون مین گھس پڑے بت سونے چاندی کے قبضون مین کیے برہمن تیسری دھوتیان باندھے
ہوے پوتھیان پھینک پھینک کر بھاگے جلاد اپنے گلے کاٹنے لگے مگر افراسیاب زمین تک پہونچا
تھا کہ پتلہ فولادی زمین سے نکلا شہنشاہ کہتا ہوا افراسیاب کو لپٹ گیا گود مین لیکر چھٹا پانی کا
مارا افراسیاب نے آنکھ کھولی یہ قیامت برپا دیکھی ساحر جل رہے ہین زمین سے شعلے نکل رہے ہین کہین

پتھر برستے ہین ساحر جان بچانے کو ترستے ہین ایک سمت برفباری اہالیان فوج کی بیقراری افراسیاب
نے اُٹھتے اُٹھتے ایک نعرۂ کوہ شگاف کیا دیکھا نہ حیرت ہے نہ سرمایہ نہ ابریق نہ مصور مگر سحر آسمان سے
پتھر برسا رہے ہین برف گرا رہے ہین وہان بوقت سحر صرصر وصبا رفتار جو در خو لئے بندگی مجلس گاہ کی تھین
نے آکر انکو کھولا یہ دونون بدحواس افتان وخیزان اس مجمع مین آکر پہونچین دیکھا دریا خون روان
بہ رہا ہے افراسیاب سُم سُم کہہ رہا ہے بھاگ کر در بارگاہ حیرت پر آئین دیکھا در بارگاہ پر سناٹا ہے خوف
سے نگہبان بھاگ گئے ہین یہ دونون پردہ اٹھا کر اندر آئین دیکھا حیرت دوشالہ تانے سو رہی ہین
خیال کرکے دیکھا دماغ پر پٹی بیہوشی کی چڑھی ہے دونون پیٹنے لگین پٹی اُتاری منہ دھلا کر کہا بی بی جلد
اُٹھیے سارا شہر قتل ہو رہا ہے صاف ثابت ہے کہ مسلمان آپڑے سحر ہو رہے ہین آپ کی فوج والے
رو رہے ہین لاکھون بھاگے لاکھون مرچکے شہنشاہ کو سنا زمین پر گرتے تھے تیلے نے روکا شاہان
اولوالعزم اپنے کو بچاتے ہین سرداران لشکر گھبراتے ہین حیرت آنکھین ملتی ہوئی کہتی ہوئی چلی آگ لگے
اس سلطنت کو کسی غریب کے گھر بیاہی جاتی ماش کی دال روٹی کھاتی آرام تو پاتی نگوڑے مسلمانون
نے دن سوجھے نہ رات نہین معلوم مجھکو کون بیہوش کرکے ڈال گیا مین کیا جانون صبح ہوتے ہی کیا اندھیر
ہوا ناگاہ ایک کنیز دوڑتی ہوئی آئی کہا ملکہ جلد چلیے شہنشاہ خفا ہوتے ہین آپ کے سحر نے آگ لگادی
ہزارون جلگئے لاکھون جان بچا کر نکلگئے یہ سنکر حیرت گھبرا کر دوڑی اس عرصہ مین صرصر اور صبا رفتار
خیمۂ مصور مین پہونچین دیکھا مرشد زادے ننگے چٹائی مین لپٹے کھڑے ہین صبا رفتار نے کہا
اُستانی صاحب دیکھیے یہ کیا سامان ہے صرصر نے کہا یہ نگوڑا ننگ خاندان ہے ہمیشہ جامے سے باہر
رہتا ہے عیارون کی خباثت ہے صرصر نے منہ پھیر کر چادر اُڑھایا منہ پر چھینٹا پانی کا مارا مرشد زادے
نے گھبرا کر آنکھ کھولی صرصر وصبا رفتار کو سامنے پایا سمجھا عیاران اسلام مجھے مارنے آئے ہین چاہا
دوڑ کر دو چپیڑ مارے صرصر نے کہا مرشد زادے ذرا ہوش مین آیئے شہنشاہ کے پاس چلیے دیکھیے آپکی
تصویرون سے کیا نقشہ کیا ہے ہم صرصر وصبا رفتار ہین مصور گھبرایا جامے سے باہر تھا اب لباس
پہنا گھبرا کر پوچھا کہ اسد قتل ہوگیا عیارنیون نے کہا باہر تو چلیے زیادہ نہ بکیے مصور جلدی لباس
پہنکر بیرون بارگاہ نکلا دیکھا قیامت کا ہنگامہ ہے اس عرصے مین صرصر وصبا رفتار نے جاکر سرمایہ و ابریق
کو بھی ہوشیار کیا یہ بھی دونون آنکھین ملتے ہوئے گھبرائے ہوئے بدحواس کہتے ہوئے کیون ملکہ خیر

تو ہو صبا رفتار نے کہا چلو تم لوگ یہان بیہوش پڑے تھے سحر نے تمھارے قیامت برپا کردی یہان
افراسیاب کھڑا ہوا فوج والون کو بچا رہا ہی سحر دفع کرتا جاتا ہی آگ بجھانے کو پانی برساتا ہی برف
پر برق چمکاتا ہی کہ سامنے سے ملکہ حیرت پیٹتی ہوئی پہونچی افراسیاب سے کہا کیون او حیرت ناک
تیری کاٹ لون تیرے سحر نے لاکھون کو جلایا حیرت نے کہا شہنشاہ مین تو بیہوش پڑی تھی سحر تو مین نے
برائے مسلمانان بنایا تھا کہ صبح کو زیادہ مشقت نہو مسلمانونکو میرے فسون سے مہلت نہو سرماد ابریق و
مصور بھی پہونچے افراسیاب نے کہا او ناہنجار زادے بڑے حرامزادے ہو اپنی تصویرونکو تو روکو مصور
نے کہا زبان سنبھالیے بیہودہ بات منہ سے نکالیے ناداسے کہکر سارا طلسم مٹوادونگا افراسیاب نے کہا تمھارا
ناناداوا بیچارے کیا تھے الٹی پلٹی نالایق تدبیر کرتے ہین ایک مسلمانون کا خدا ہی یہ ایسے نامرد ہین ایک
سے پونے دوسو ڈرتے ہین آپ کو کچھ معلوم بھی ہی شاید طلسم کشا چھوٹ گیا پھر بھر کال افراسیاب مصور
و حیرت و سرماد ابریق نے ملکر وہ جو سحر سے آفتیں برپا تھیں انکو ہٹایا اب جہان تیرہ وتار روشن
ہوا افراسیاب کو پرچہ اخبار گزرا کہ بارہ لاکھ جادوگر مرگیا کچھ برف مین ٹھنڈے ہوے کچھ آگ کی سوزش سے
جہنم مین گئے شور گریہ وزاری بلند ہی کوئی کہتا ہی باپ مارا گیا کوئی کہتا ہی جوان بیٹا موا کوئی کہتا ہی بھائی
تو نے شباب مین جان گنوائی کسبیان سر پیٹ رہی ہین شہدے بچے زیورون کو لے گئے افراسیاب نے
سرماد ابریق سے کہا ان سب کو چپ کرو خاموش ہون لاشے جلد اٹھواو بدولت جاکر گنبد نور مین تو
دیکھین اگر حرامزادی ماران خواجہ عمرو کو لے کر راہ نقب سے پہونچی جلادون پر تو حکم ناطق تھا کہ سواے
میرے جو کوئی آسئے اگرچہ میری زوجہ بھی ہو اسد و مہ جبین کا سر کاٹ لینا دیکھو ان بچاون نے کیا کیا
سرماد ابریق وغیرہ چوب و چقماق لیکر دوڑے اس بدعت مین ہزارون کے سر پھٹے لاشے اٹھوانے مین مصروف
ہوے جنگل تمام لاشون سے معمور ہوگیا افراسیاب بقہر و عتاب چرخ مار کر بالاے گنبد نور آیا آکے دیکھا اسد
و مہ جبین ندارد جلادون کے سر کٹے پڑے ہین گھبرا کر نقب مین پھاند کر دیکھا بیچ مین سے طبقہ ٹوٹا ہوا ہی لاشے
نخل بدعت پڑا ہی نقب کی عمارتین برباد یہ حالات مصیبت آیات دیکھکر تہو غضب مین کانپتا ہوا بیرون
نقب آیا تمام حاکمان ذربند متردد و متوحش ایک مقام پر کھڑے ہین سب کا افسر شہنشاہ نیلم و شہنشاہ
توسن و ملکہ فیروزہ و دخان سیہ رو آپس مین اشارے کنایے کر رہے ہین نیلم کہتا ہی شہنشاہ کی
غفلت حد کو پہونچی سردارون کو یون بیزار کیا سب نامی نامی مارے گئے طلسم راز دار جاکر شریک مسلمانان ہو

قید اسد غازی کا انتظام نہو سکا ہمارے بھائی صاحب شہنشاہ توسن کیلیے منتظم ہین کون کون صاحبین
بھائی صاحب کے سپرد ہین اگر کہین چھوٹ جائین تو طلسم ہوشربا کی خاک اڑا دین شہنشاہ ہوشربا کی
زندگی دشوار ہو جائے گی کار رشتہ نے ہر شخص کو رنج و ملال ہو پھر بھلا چھڑانا تو مشکل ہے اتنا تو کوئی دریافت
کر دے کہ ہمارے بھائی صاحب کے زندان مین کون شخص قید ہے قیدی کا کیا نام ہے اُسکے قید کرنے سے
کیا مطلب ہے نہ محافظ ہین نہ نگہبان اتنے بڑے بادشاہ جلیل القدر ہو کر ہفتہ مین خود ایک مرتبہ تشریف لیجاتے ہین
اپنی آنکھون سے قیدیون کو دیکھ آتے ہین مصور جادو تو ایک الو کے پٹھے ہین کہا ای بادشاہ عالیجاہ
وہ کونسے قیدی ہین جو شہنشاہ توسن کے سپرد ہین بادشاہ ملک ہین یا گردہین شہنشاہ توسن نے ہنسکر
کہا مرشد زادے اعزاز و اکرام تو قیدی کا آپ نے سنا اُسکا نام لینا کیونکر مناسب ہے اور آپ بخوبی آگاہ ہین
اسوقت خیال مین نہین ہے آپ ہی بزرگون کی صلاح سے وہ لوگ قید ہوے مگر عرض کرتا ہون مثل
باغبان وغیرہ اگر ہم شہنشاہ سے باغی ہو جائین ایک ہفتہ مین طلسم کا کام تمام کر دین مگر شہنشاہ کے راز دار
ہین اس سلطنت ہوشربا کے ہم خود مالک و مختار ہین کل مہمات ہماری راے سے ہوتے ہین ایک
قید مین طلسم کشا کی ہمنے دخل نہ دیا دیکھیے کیا انجام ہوتا ملاحظہ کیجیے شہنشاہ گنبد نور سے آتے ہین
مردون کی خبر لاتے ہین یہان تو یہ باتین ہین توسن و نیلم کی باتون پر کل سردار ہنس رہے ہین افراسیاب
پر ضحکہ ہے کوئی کہتا ہے غافل ہے کوئی کہتا ہے بالکل جاہل ہے کوئی کہتا ہے انتظام نہو سکا ایک کہتا ہے اسد کو
عمرو چھڑا لیگیا کچھ نہو سکا ایک کہتا ہے کیا غضب کے عیار ہین آسمان پر اڑ رہے تھے بیہوش کرکے شہنشاہ
کو بھاگے کیا غضب کر گئے لاکھون کی جان گئی کیا قیامت کا ہنگامہ تھا چند کس جو بچ گئے یہی عنایت
لات و منات ہے صبح کو یہ سمجھ مین آتا تھا دن ہے کہ رات ہے یہ باتین تھین کہ افراسیاب غصہ مین بھرا ہوا
منھ مین کف بھرا ہوا پیشانی پر شکن دریاے قہر موجزن جیسے ہی قریب آکر پہونچا نیلم و توسن نے براہ
ضحکہ مسکرا کر پوچھا کیون شہنشاہ کیا طلسم کشا چھوٹ گیا عمرو کیونکر پہونچا کس نے سراغ لگایا اس راہ کو
کون جانتا ہے عمرو کی کس نے رہبری کی کس سرکش نے خود سری کی افراسیاب نے جو سب کو مسکراتے
دیکھا فرط قہر و غضب مین پیچ و تاب کھا کے سوچون پہنا ڈپٹ کر کہا ای حاکمان دربند طلسم ہوشربا ای ناظمان
ممالک عجائب دنیا بدولت کسی صاحب کے بھروسے پر سلطنت نہین کرتے ہین اگر انگلی کر دون تمام کوہ و دشت کو
جلا دون اگر دعوی خدائی کرون مردے کو زندہ زندہ کو مردہ کر دکھاؤن اگر علوم نیرنگ و شعبدہ پر آجاؤن

فلک ہفت پیکر کے چھکے چھڑا دون سب صاحب بخوبی واقف ہین چند کس ناواقف ہین اپنے بزرگون سے
سنا ہوگا جس روز بادولت دریاے نیل پر پہونچے لوح طلسم کی تلاش تھی آپ سب صاحب فرماتے تھے
ای شہنشاہ دریاے نیل پر نہ جایئے ہیچ لینے کے سودے مین نہ پڑیے وہ مقام عجائب و غرائب ہے دریا کیا
قہار و پر مصائب ہے جو ساحر نے وہان سے کنارا کیا اسکا ڈوبنے والا کبھی نہ ابھرا ایک ایک موج
اسکی گرداب قیامت ایک ایک قطرہ محیط آفت نہنگان دریاے نیل مکار دیل مچھلیون کی ہیبت سے
ماہی کون آگاہ ہے اس نیل جوش و خروش مین کسکو بیم ورجا ہے حباب بھی آنکھین نکالتا ہے مستغنا ہے کہ
قہر و غضب مین گھور رہا ہے ہر وقت کف لاتا ہے مردم آبی کو ڈراتا ہے مقام خوفناک پر ہول کنارے سے کنارا
بہتر خوف تباہی جہاز عمر روان ہے ہر ایک موج شمشیر بران ہے گرداب حلقہ ماتم گھاٹ اسکا نگوارا گھاٹ
پاٹ اسکا چادر چرخ نیلی کا پاٹ ہے ہزارہا اسمین جانور آدم خوار زمین وہان کی ناہموار مگر بادولت نے
کچھ خیال نکیا بجوش و خروش پہونچا صاحب جو قہقہہ فیل سر قد و قامت مین دیو کا ہمسر قہقہہ کا مارا کب
ہنسی تھا سب صاحب فرمایئے اسکو کیونکر نکال کر لایا مثل کرباس کہنہ کے چیر پھاڑ کر پھینکدیا
اسوقت سب صاحب مضحکہ کرتے مین بادولت بہرام فلک سے نہین ڈرتے ہین اگر سرداران خواجہ عمرو
و عیاران نامور پسران شہ نگہوامان بڑا کام کر گئے ماران نے عمرو کو راہ نقب سے تا بہ گنبد نور پہونچایا اسرار
جادو نے شب بھر مجکو قصص و حکایات مین معروف رکھا کتاب نہ دیکھنے دی بہی جستجو کی اب آپ سب
صاحب دیکھین سب باغیون کو چشم زدن مین لاتے ہین دیکھون میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاتے ہین
اسوقت آپ سب صاحبونکے موج تبسم نے خنجر ان کا کام کیا اس ہنسنے نے زخم جگر پر نمک چھڑکا ان
کلمات قہرآیات افراسیاب سے بڑے بڑے ساحر موجود ہین اور اپنے کو سامری زمان اور جمشید عہد
جانتے ہین ایسے ویسے کے سحر کو کب مانتے ہین غصہ دیکھکر افراسیاب کا کانپنے تھرائے دیکھا حقیقت مین
افراسیاب کی صورت بدل گئی چہرہ سرخ ابرون پر بل آستین تا بمرفق چڑھائے آنکھین جوش قہر و غضب
سے اول آتشین شعلہ جوالہ یا جہنم کا جلا ہوا کندا معلوم ہوتا تھا یہ کہتے کہتے صرف دشنک دیکھے تھرون سے
سب کی غائب ہوا سب سکتا ہ ہوش اڑے حیرت نے پریشان ہو کر بال کھولدیے دوپٹہ منہ پر رکھکر
رونے لگی کہا صاحب غضب ہوا ایسا غصہ مین کبھی شہنشاہ کو مین نے نہین دیکھا اکیلے گئے ہین مسلمانون مین
صرف سترہ سو سردار ہین چھٹے ہوئے عیار مکار رضا دار ہین ایسا نہو کہ میرے وارث کو کسی دام مکر مین پھنسا دین

آپ لوگونکا مضحکہ کرنا مصلحت ناگوار ہوا آج یہ سحر تو آشکار ہوا دیکھتے دیکھتے غائب ہوئے مین نے خبر ظفر کی
جاکر اپنے وارث کی خبر ہوگئی برے وقت مین جاکر شریک ہون مجھے اپنے راج سہاگ کا ڈر ہی ارا کین
طلسم ہوش ربا کا بارگاہ عمرو مین گذر ہی ہیرو وارث تنہا ہی نکلا ہون نے ایکبارگی یہ کہکر آگے آگے حیرت
پشت پہ اٹھارہ سو تاجدار گرد وگرد نکش ساحران یکتا ناظمان در بند طلسم ہوش ربا ساحر بیشمار غول
کے غول غٹ کے غٹ چلے آتے مین طبقے زمین کے تھراتے مین عیاد ذیحیون کو حیرت نے اشارہ کیا
کا ای کمبختو ذرا بڑھکر خبر لو جو کچھ وہان گذرے دمبدم کی کیفیت سناؤ یہ سنکر صرصر وصبا رفتار و شمیمہ
نقب زن و شرارہ سنگ انداز و شاہین چنگل کش اصورتین بدلکر مثل باد صرصر کے جا گئین دو کلمہ

لشکر عمرو کے سنئے ساقی نامہ — ساقی ہی کدھر شراب لائے — دن فصل بہار کے پھر آئے
ای روز الست کے شرابی — لاتا اک پھول کی گلابی — سودا ہی یہ ہنسی خوشی کا
دے جام ابھی سلامی کا — مر مر کے خزان کے دن گذارے — پھولا نخل مراد ہارے
ای میری دعا کے لینے والے — کر دل پہ ہی مرے حوالے — دل ہو مرا ڈانواں ڈول کب سے
ملوا دے دختر عنب سے — دلمین مرے وہ شباب آجائے — دس دن میں آفتاب آجائے
نظرون ہی مین دیکھکر چلی جاون — مرنے سے بے نجات جی جاؤن — آ جائے جدھر وہ رشک محفل
بھر جائے خوشی سے شیشۂ دل — آنکھوں مین ٹین جولانی رہے — پھر جائین لٹے مین کالے گورے

سیہان ظل اللہ مالک اورنگ سلطانی سلیمان سریر گردون سریر شہنشاہ یاقوت قبر صاحب قہر وخشم ملکہ مہرخ
سحر چشم شب بھر مسلح کمل آمادہ مرگ مہیائے قضا زندگی سے بیزار مجبور و ناچار حیران وپریشان متردد
و متوحش کبھی بارگاہ مین کبھی بیرون بارگاہ گردش سیارگان پر نگاہ جون جون رات گھٹتی ہی غم والم بڑھتا
ہی ہوا ہالیان لشکر کمرین باندھے ہوئے اپنے اپنے بستر پر بیٹھا ہوا و مکد کے گوش بر آواز کہ مالک ہمارا حکم دے
اگر دریائے آتش ہو پھاند پڑین میدان لڑین ناگاہ گریبان سحر چاک ہوا ملکہ مہرخ سحر چشم گھبرا کر بیرون بارگاہ
آئین کہا لو یارو سحر ہوگئی ہم سب کی صبح ہولی کوئی عیار پلٹ کر نہ آیا کچھ حال شہنشاہ پرستان نہ سنایا جان
دینے کا بھی وقت آیا برائے خدا یارو چڑھکر دیکھو شہنشاہ پرستان کا کیا رنگ ہے خدا نخواستہ طلسم کشا
کو قتل تو نہیں کیا اگر گنبد نور سے اتارنے کا قصد ہوا ہو ہمکو جلد لاکر خبر دو ہمی جاکر جان دین افسوس
صد افسوس کیا لاشہ ہمارے لشکر کا اکیلا رہیگا وجب تو یہ تھا کہ بیچ مین تھا وا یسا لا گردن ہالیان فنا فلد

دیکھنے والے دیکھیں ملازم نکوکار بعد مرنے کے بھی اپنے آقا کے ہمراہ ہین اصل مین ہوا خواہ ہین قریب تھا
کہ لوگ خبر کے واسطے دوڑین آسمان پر بہ قین چمکین باغبان قدرت بصد صولت خوش انداز خوش رو
ملکہ بہار جادو و ملکہ سرخ موے کا کلکشا وغیرہ بارہ سردار عیارون کو اپنے پنجۂ قوی مین تھامے ہوئے
ایک ساحرہ ضعیفہ کو باغبان قدرت اپنے دوش پر ڈالے اس رنگ سے آکر زمین پر اترے ملکہ مہرخ
نے بیتاب ہوکر آواز دی یارو براے خدا کچھ خبر بھی سناؤ دل کو مجھ سوختہ بخت کے تسکین دو ادل باغبان
قدرت نے اتنا جواب دیا اے ملکۂ عالم خیریت ہی بیان کرتے ہین جس ساحرہ کو مین لایا ہون اسکو
افراسیاب باغ سیب سے گرفتار کرکے لایا تھا ہوشیار کرون تو مفصل حال یہ بیان کرے یہ کہنے
عیارون کو رو دے ہوا سے گرتے دیکھا فوراً سنبھال لیا ملکہ بہار جادو نے اور باغبان قدرت
نے ملکہ اسرار جادو کا سحر اتارا یہ رازدار ملکہ اسرار بیہوش تھی جسوقت افراسیاب اسکو لیکر باغ سیب
سے چلا تھا ایسا سحر بیجا اسنے کیا تھا کہ تمام جسم مین آبلے پڑ گئے تھے آنکھون سے بالکل نہ سوجھتا تھا
اب جو بہار و باغبان نے پھول برسائے گل مراد حاصل ہوا چہرۂ انور اسلام سے مثل ماہ کامل
ہوا آنکھ کھولکر اس بارگاہ فلک اشتباہ کو دیکھا ملکہ مہرخ انتشار مین خبر فرحت اثر کے انتظار مین جلد
سرداران نامی سالاران گرامی کو اپنے گرد حلقہ زن پایا چار جانب ہجوم سیارگان بیچ مین ملکہ مہرخ
مثل ماہ تابان اسرار جادو اب سمجھی کہ مین بارگاہ گردون پناہ اہل اسلام مین پہونچی خوشی خوشی
اٹھکر بادشاہ جمجاہ کو سلام کیا ملکہ اسرار جادو نہایت بلیغ و فصیح ہر چند کہ سن زیادہ تھا مگر حسن ملیح
شیرین کلام نیک انجام بعد سلام ہاتھ اٹھاکر صفت ملکہ مہرخ مین بفصاحت یہ چند شعر پڑھے نظم

شاہا ترے گدا کا ہی مشہور احتشام — شاہان سرفراز سب اسکے ہین بارے نام
ہو اسپ پر سوار کرے عزم جنگ اگر — میدان کارزار مین ادنے ترا غلام
جولان کرے جدھر کو رہے سطرف نہ خاک — اڑ جلے خاک آدھر کو جدھر کو پھرے لگام
پامال اسقدر ہو کہ معلوم بھی نہ ہون + — افراسیاب کون ہی رستم ہی یان کدام
شمشیر اسکی خرمن اعدا کو ہی جو برق — آوے گر اسکے ہاتھ مین یک تیغ بے نیام
ہلجاے اور تک صف اعدا کی اور کو — سب سر ہین پھر تو مد نظر یک قلم تمام

آپکے اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ کو کسکے منھ مین زبان ہے جو بیان کرسکے مداحین حضور کی

یہ چند اشعار آبدار عرض کرنا واجب ولازم ہی اشعار

نوشیروان پہ عدل کا گویا ہی اتہام
کیا کیا ہی خوبیونسے کیا حق نے تجکو خلق
یامین تری شجاعت و ہمت سے اب کلام

دنیا ہی تیرے عدل مین اودعا دل زمان
ابنائے روزگار کے ای فخر واحترام
تیرا ہی بار حلم ہی ای صاحب وقار

او وہ کہ تیرے عدل کی نسبت بجا و عام
زخم جگر کو سودہ الماس الیتام
مذکور حلم کا مین کرون یا بیان خلق
کشتی خاکدان کا جو پانی پہ ہی قیام

دعا دیکر سرداران بارگاہ اسلام سے بغلگیر ہوئی ملکہ مہرخ نے فرمایا ای ملکہ اسرار برائے پروردگار جلد کچھ حال خیریت مآل طلسم کشا وخواجہ عمرو بیان کرو کہ قلب ناصبور کو گونہ تسکین ہو اسرار جادو نے کہا ای شہنشاہ انجم سپاہ پروردگار عالم دمبدم اقبال کو ترقی عطا فرمائے روز سیاہ دشمنان تیرہ بخت کو دکھائے خواجہ صحیح وسالم ہین کنیز حضور صف شکن ملکہ ماران زمین کن راہ نقب سے انکو ہمراہ لیکر بر سر گنبد نور گئی ہو مین برائے کارگزاری باغ سیب مین پاس افراسیاب کے رہی رات بھر اُس تیرہ بخت کو کتاب سامری نہین دیکھنے دی ایک افتاد پڑی کہ نخل بدعت کو شاید خواجہ یا ماران نے قتل کیا بس افراسیاب خانہ خراب آگاہ ہو گیا مجھپر بھی یہ بلا نازل ہوئی تھی خواجہ کو سمجھا دیا تھا کہ جہان تک ممکن ہو نقب کے دو ساحر نگہبان مین انکو زندہ گرفتار کرنا انکے خون سے ہاتھ نہ بھرنا مگر نخل بدعت نہایت ہوشیار مکار غدار تھا عقل سے دریافت ہوتا ہی کہ اُسنے ضرور خواجہ عمرو کو پہچانا ہوگا وہی اُسکی موت کا بہانہ ہوا اب نہین معلوم پھر خواجہ عمرو پر کیا گذری ہی مگر آگے بڑھکر خبر دریافت کرنا واجب ولازم ہی اگر طلسم کشا کو قبضہ مین کر لیا تو کیا سبب ہوا کہ ابھی تک تشریف نہین لائے خیر خواہان دولت کی کیون نہ طبیعت گھبرائے یہ کیفیت بگوش ہوش عیاران نامی سن رہے تھے بہ تعجیل باانہائے عیاری سے آراستہ ہوکر برق وچالاک و جانسوز وضرغام وقران بیرون بارگاہ آئے باغبان وبہار نے کہا ای عیاران طرار ہمارا بھی ساتھ چلنا ضرور ہی اسوقت مین تامل وتساہل سراسر عقل کا قصور ہی سب سردار آمادہ ہوئے کہ ہم سب جاتے ہین خبر لاتے ہین ایسا نہو کہ نقب سے نکلتے نکلتے ملازمان افراسیاب گھیر لین از شہریار بیان تا کوہ بلور نوجین فروکش ہین خیر خواہان طلسم ہوش ربا سرکش ہین مہرخ کو بھی تاب نہ آئی کہا اچھا جو مین سب مین نامرد ہون کہ مرغ زرین بنی بیٹھی ہون شب بھر سر دھنا کی آتش رنج ومصیبت مین بھنا کی سب سرداران جان نثار مستعد ہین چلنے پر تیار ہین کہ صحرا سے گرد اٹھی مگر پیچان نیرو نشان غبار الم سے

دون پر سے تھے اسی جانب سب دیکھنے لگے یسان ابر رحمت یا آیۂ فرحت دو گرد نمود ہوئی سب نے دیکھا
آفتاب درخشان آسمان عیاری نیر تابان برج خنجر گزاری مثل باد صرصر اڑے ہوئے آتے ہیں ایک جانب
ملکہ باران زمین کن مگر رنگ رو متغیر سب سردار بے اختیار آگے بڑھ کر پکار اٹھے شعر
ای پیک راستان خبر یار ما بگو + احوال گل ببلبل بستان سرا بگو + دیگر از کجا بسری ای ہدہد فرخندہ قدم
باد قربان سرت حلقہ مرغان ارم + خواجہ برائے خدا زبان معجز بیان سے خبر فرحت اثر سناؤ ایسا نہو
مشتاقوں کی روحیں پھڑک کر جسم خاکی سے نکل جائیں خواجہ عمرو نے آواز دی ای سرداران نامی و جان
نثاران گرامی رب اکبر صانع بجو ہر نے فضل اپنا شریک حال کیا دور دلکا غم و ملال کیا اسد غازی و
ملکہ مہ جبین کو گنبد نور سے جا کر بخیر و خوبی لایا مالک بے نیاز نے یہ روز سعید دکھایا باغبان قدرت
یہ مژدہ جان بخش سنکر مثل گل شگفتہ ہوا بہار جادو خوشی سے پھولے نہیں سماتی تھی دوڑ کر خواجہ عمرو بن
امیہ نامدار کو گود میں اٹھا لیا یاران سے ایک ایک بخوشی بغلگیر ہوتا تھا اس عظم و شان سے خواجہ
عمرو کو لیکر بارگاہ فلک اشتباہ میں آئے ملکہ مہرخ بخوشی تخت پر سرداران ذیشان زرجان و شادان
کرسیوں پر متمکن پانچوں عیار سامنے حاضر ہیں سب باشتیاق خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کی جانب
دیکھ رہے ہیں مصرع چون گوش روزہ دار بر اللہ اکبر است + اب خواجہ کرسی پر جلوہ فرما ہیں مگر خاموش
حیرت کا جوش ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ برائے خدا کچھ بیان کرو ذیل سے اسد و مہ جبین کو بلاؤ آنکھیں
مشتاق ہیں چند ساعتیں بھی شاق ہیں دیدار فرحت آثار سے دیدہ دل منور ہوں یہ سنکر خواجہ نے
منھ بنایا کہا صاحبو یہ تو ٹھیک ہے گنبد نور سے انکو اتار لایا مگر وہ دونوں میرے پاس نہیں ہیں میں دوچار
دن میں تدبیر کر کے لے آؤنگا ہفتہ عشرہ میں تمسے ملاؤنگا ملکہ بہار نے گھبرا کر کہا خواجہ کیا راہ میں افراسیاب
ملکیا آپنے چھین لیا جلد فرمایئے اسکا نام بتایئے ہم کہاں افراسیاب سے مقابلے کو موجود ہیں اور کسی کی
کیا حقیقت ہے عمرو نے کہا صاحب جہان اسد و مہ جبین ہیں وہاں لڑائی کا کام نہیں ہے اس مقام
پر فرشتوں کے پر جلتے ہیں ملکہ بہار نے کہا کیا کوئی افراسیاب سے بھی زیادہ ہے عمرو نے کہا اسکو
ساکھ بھی چھوڑی ہی لین دین میں زور نہیں چلتا میں مہاجن کا قرضدار تھا مقدمہ رہائی اسد غازی میں
اسسے قرض لیا تھا صرف کیا وہ راہ میں چھپا کھڑا تھا جب میں نقب سے نکلا اسنے قیدی مجھسے چھین لیے
میں کیا عذر کرتا یہ سنکر باغبان قدرت ہنسا کہا خواجہ ہم سب قرضہ ادا کرنے کو حاضر ہیں

عمرو نے کہا صاحب سنو صاف یہ ہی روپے کا کام زبان سے نہین نکلتا جن صاحب سے جو کچھ ہو سکے
مجھے کسی سے انکار نہین ہی موافق اپنی اپنی حقیقت کے سب صاحب دین اپنا افسر کو رہا کرین ورنہ
وہ صاحب بڑا ظالم ہی نہین معلوم کیا آفت برپا کریگا یہ کہکر ایک بڑا سا چادرہ زنبیل سے نکالا عین
بارگاہ مین بچھا دیا فرمایا ہان بسم اللہ سب صاحب رکھین یہ تو مجکو یقین ہی کہ آخر مجکو تمسک لکھنا
ہوگا رفتہ رفتہ ادا کرتا رہونگا مگر سود تو پہونچ جائے روپیہ بڑھنے نہ پائے وہ قرضہ اسقدر ہی کہ جسکا
سود بھی پہونچانا دشوار ہی اسکا بانی حمزہ نامدار ہی آنکی دختر بلند اختر زبیدہ شیرگیر میرا فرزند کرب دالا
تدبیر وہ شادی جسمین تمام شاہان عالم کا مجمع تھا محفل نہ تھی گویا مرقع تھا آقائے نامدار نے وعدہ
سب کچھ کیا تھا مگر ابھی تک ایک حبہ بھی نہین دیا بعد چوتھی سب سے وعدہ تھا پھر قرضہ کیونکر ادا
ہوتا ایک ایک پیسہ ادا کرتے ہین سود بھرتے ہین اب یہان تم سب صاحبون کے بھروسے پر
لیکر خرچ کیا مگر شکایت حکایت بیکار ہی جو جس سے ہو سکے وہ اسوقت مین کمی نہ کرے اُس جا
پر اشرفیون کے توڑے گرنے لگے خواجہ خوشی خوشی مال اُٹھاتے جاتے ہین باتین بناتے جاتے
ہین بلحوظ خاطر ناظرین رہے کہ ابھی خواجہ عمرو نے شاہزادہ اسد و ملکہ مہ جبین کو زنبیل سے
نہین نکالا روپیہ پیسہ زیور سوا دیے جاتے ہین وہ داخل زنبیل ہو رہا ہی یہ بھی فرماتے ہین کہ مجھے
کسی صاحب سے انکار نہین یہ مقدمہ فیض دینا ہی جو کوئی ایک دیگا دس پائیگا یہ فیض ضائع نجائیگا
علاوہ قرضدارون کے غربا و مساکین در دولت پر شب کو منہ چھپا کے آتے ہین انکو دیا جاتا ہی
ہر شخص فیض پاتا ہی خانہ کعبہ مین ہزار ہا روپیہ روانہ کرتا ہون جناب خواجہ عبد المطلب والد نامدار
صاحبقران مستحق کو نہین پہونچاتے ہین وہ غربا مجکو عرضیان تحریر کرتے ہین دوبارہ بھیجدیتا ہون
سب اہل دربار خوش خرم ہین ہنسی قہقہے چہچہے ہو رہے ہین خواجہ عمرو کا بھی دماغ تر ہی تحصیل پر
آمادہ ہین تمام اہالیان لشکر ظفر اثر مشتاق دیدار فرحت آثار اسد نامدار ہین مگر خواجہ یہی فرماتے
ہین کہ آج کوئی متنفس لشکر مین باقی نہ رہے جبھی خوش کرنے کو سردارون کے گنگنا کے یہ چند
اشعار گاتے ہین اہالیان محفل کو بہاتے ہین اشعار

بوسہ لون چشم مست کا وقت خمار ہی	ساغر چڑھاؤن نشہ مے کا اُتار ہی
پستان یار کا بھی قیامت ابھار ہی	گویا نشان قد ثمر میوہ دار ہے

دل اپنا بلبلِ چمنِ روے یار ہی — یہ باغ وہ ہی جسمین ہمیشہ بہار رہی
سرسبز خط سے کیا چمن روے یار ہی — ہی طرفہ ماجرا کہ خزان مین بہار ہی
جلتے ہین بعد مرگ بھی عشاق کے قبر کو — ہم خاک مین ملے اُنھین اب تک غبار ہی
ای گریہ چشم تر کی حفاظت ضرور ہی — یہ کاسۂ گدائی دیدار یار ہے
نیرنگ دہر سے نہین حیرت زدون کو ڈر — تصویر کے چمن مین ہمیشہ بہار رہے
نیرنگِ عشق دل مین کھلاتا ہی گل نئے — اپنے چمن مین سیر طلسم بہار رہے

اسوقت محفل مین عجب فرحت وانبساط ہی جلسۂ عیش ونشاط ہی مگر انقلاب فلک کجرفتار گردون غدار مشہور ہی ایک دم مین رنگ تازہ دکھلاتا ہی ہنستے کو رُلاتا ہی شب کو چمن گل کھلا صبح کو جھونکے سے ہواے گرم کے مرجھایا اس دار ناپائدار مین کبر ونخوت بیجا ہی انسان ضعیف البنیان خاک کا پتلا ہی جہان فانی کیا لائق سکونت ہی حقیقت مین مقام عبرت ہی جمشید نے جام بنایا انجام کیا ہوا سکندر کا بھی حال پرملال آئینہ ہی تمام حیرت کنان صاحب آئینہ ہی دودن کیواسطے تاج وتخت ہی شاہ وگدا کو درپیش منزل سخت ہی ہر دم دم کا شمار ہی رنج وراحت بالکل بیکار ہی صاحبان جاہ وحشم کہان ہین ملول وغمگین ہر وہ خاک مین پنہان ہین یہ فلک شعبدہ پرداز اژدہا ہر گردش مین ہی جسکو عیش مین دیکھون اُسکو رنج دون یہی کوشش ہی گردش فلکی تخم مصیبت بوتی ہی گل ہنستے مین شبنم آنکے حال پر روتی ہی لالے نے رنگ باقی پایا فورًا داغ کا دھبا لگا عندلیبان خوش نوا فصل بہار کے مشتاق رہتے ہین پھول کر شاخ گل پر بیٹھنا نصیب ہوا چشم زدون مین مصیبت باد خزان سہتے ہین شب کو عشوق گلعذار سے وصلت سحر کو صدمۂ فرقت ہر ساعت دنیا مین رنج والم شادی وغم توام مین دیکھین انجام کیا ہوگا خوب ثابت ہی جو ذیحیات ہی ضرور فنا ہوگا اشعار

ہر شخص کو ایک دن ہی مرنا — بوڑھا ہو طفل ہو کہ برنا — مٹی مین ملین گی صورتین سب
مٹنے کو بنی ہین صورتین سب — جانے کے لیے ہی سبکا آنا — گذر ایون مین اسقدر زمانا
کر یاد امانت خدا مین — کیا دخل مشیت خدا مین — اک نقش برآب ہی یہ دنیا
ہشیار ہو خواب ہی یہ دنیا — فرصت نہین منھ سے بولنے کی — مہلت نہین آنکھ کھولنے کی
خیر رُک نسکا وہ جسکی آئی — بیٹا ہو باپ ہو کہ بھائی — بندہ بندہ خدا خدا ہی

جو حکم وہ دے وہی بجا ہی
نابود اور فقط بود ہی ایک
آغوش لحد مین اسکی جا ہو
سبکے لیے اک یہی سبق ہی
اچھون کو قضا بھی چاہتی ہی
جھٹکا را بچھو نہین کہین پر
کیا کیا نہ کچھ انتظام تھا وان
موقوف اک آدمی پہ کیا ہی
دو روز کا ہی فقط پس و پیش
کس کس کو موت نے نہ لوٹا
گھنڈ گھنڈ کے گرتے پتے ہزارون
جو آیا سفر کریگا اک دن
آتے جاتے ہین سلسلے وار
آئے تو خدا کی مہربانی
برباد ہوئے ہزارہا گھر
کس جا پہ نہین گذر ہی اسکا
جب وہ نہ رہے تو کوئی کیا ہی
ڈھارس کو نہین یہ ذکر تھوڑا
باقی ہر چیز کو فنا ہے

بد ہو یا نیک نحس یا سعد
سبکا عدم و وجود ہی ایک
ہو زیست اگر بصورت نوح
مرنا برحق ہی موت حق ہی
وعدہ جب ہو گیا برابر
آ پہونچیگی موت بس وہین پر
پہرا دیتے تھے انس اور جن
ہر چیز کے واسطے فنا ہی
یہ جو ہی سات دن کا ہفتہ
کیسا تھا ساتھ جو نہ چھوٹا
تکیہ مین بستر اہی سب کا
جیتا ہی جو مرے گا اک دن
اس دم کا اعتبار کیا ہی
جائے تو وداع زندگانی
کس دل کو دیے نہ داغ اسنے
داغ ہوا ہر جگر ہی اسکا
محبوب خدا ہی ہمارے
انکو بھی تو موت نے نہ چھوڑا
تلخی ہی صبر کی بہ از قند

پہلے کوئی جائیگا کوئی بعد
جو مان کی کنار مین رہا ہی
اک دن نکلیگی جسم سے روح
یہ بات مگر سمجھنے کی ہے
گھر ہو کہ سفر ہو جسم یا یہ
جس گھر مین تھے حضرت سلیمان
پہونچی یہ موت وان بھی لیکن
سبکے لیے یہ سفر ہی درپیش
سب جائینگے اسمین رفتہ رفتہ
رشتے ناتے کٹے ہزارون
ہڑ دھڑون مین گھر بنا ہی سب کا
آگے پیچھے یونہین لگاتار
اس سانس پہ اختیار کیا ہی
اس موت سے کون بچا مگر
گل لاکھون کیے چراغ اسنے
جنکے لیے یہ جہان بنا ہی
ویسے اللہ کے تھے پیارے
ایک اسکی ذات کو بقا ہی
اللہ ہی صابرون سے خرسند

جب کوئی خوشی ہو تو خوف کرے فلک کی گردش سے ڈرے کہ سامنا رنج و غم کا ہوتا ہی ہنسنے کے بعد آنسوؤن سے منہ دھوتا ہی وہ سامنا اسوقت اہل اسلام کو ہی کہ خواجہ عمرو بارگاہ مین جلوہ فرما ہین سرداران سے ہنس ہنس کر زر و جواہر لے رہے ہین دربار مین چہل پہل لشکر مین خوشی کا ہنگامہ اسدغازی و ملکہ مہ جبین جنوز ذیل مین نقد صاحبقرانی

عمرو کی بغل مین کر چکا ایک نعرہ کوہ شگاف کی آواز آئی زمین تھرائی اہالیان لشکر نے دیکھا
کہ مین دربارگاہ مہرخ پر افراسیاب بصد قہر وغضب زمین سے پیدا ہوا پہلے پردہ اٹھا کر اندر
بارگاہ کے گیا سب کو عیش وراحت مین مصروف دیکھا للکارا او نمک حرامو اوراے ساربان زادے
تین روپیہ کے پیادے بڑا صدمہ باد ولت کو دیا دیکھو تو کیا رنگ دکھاتا ہون نمکحرامی کا آج
مزا چکھاتا ہون ملکہ مہرخ وبہار و باغبان قدرت وسمار قدرت وغیرہ نے چاہا اٹھکر بھاگین
یا افراسیاب پر سحر کرین عیارون نے بھی قصد کیا کہ حلقہ ہاے کمند این یا گر کر نقش زمین ہین
عمرو نے بھی ہنچہ ٹیکا کر جست کرکے نکلجاؤن یا گلیم اوڑھ لون مگر افراسیاب نے اس جلدی مین سحر
کیا کہ کوئی سردار ہاتھ مین حربہ سحر کا نہ اٹھا سکا پہلے تو ایک دستک دی سب سردارون کی آنکھون
مین اندھیرا آگیا نشے ڈھل گئے معلوم ہوتا تھا کہ مردے بیٹھے ہین کسی کے قالب مین جان نہین
عمرو مع کل عیار چالاک وبرق وغیرہ زمین مین پڑے ہین ہچکی لگی ہے دم توڑ رہے ہین نہ ہاتھ
پاؤن مین طاقت نہ آنکھون مین بصارت افراسیاب خانہ خراب یہ حرکت کرکے بارگاہ سے بقہر
وغضب تمام باہر آیا پردہ چھوڑ دیا اہالیان لشکر کا عجیب حال چہرون پہ ہوائیان اپنے اپنے
مقام پر خاموش دریاے حیرت وغیرت کا جوش افراسیاب بارگاہ کے کل سردارون کو بیکار کرکے
باہر نکلا ہی کہ طرف سے شہزادہ پرسان کے ملکہ حیرت جادو مع اٹھارہ سو تاجدار ساحران بدکردار کے
جو تھا قب مین چلی تھی رہوار روی کرکے آپہونچی سب نے دور سے دیکھا کہ افراسیاب دربارگاہ
مسلمانان پر کھڑا ہی جیسے ہی سب کو آتے دیکھا نعرہ کوہ شگاف کرکے غرق زمین ہوا شہنشاہ توسن
وشہنشاہ نیلم وغیرہ وہان سے آوازین دینے لگے کہ اے شہنشاہ گردون بارگاہ سب خیر خواہان دولت
آپہونچے آخر ہم کسدن کے واسطے ہین ذرا تامل فرمایئے ٹھہر جایئے دیکھے تو ہم کیا کرتے ہین افراسیاب
نے جواب بھی نہ دیا ان سبکے سامنے غرق زمین ہوا نیلم وغیرہ نے دیکھا کچھ عرصہ نہ گذرا تھا کہ بارگاہ
مسلمانان تھرائی زمین سے چہار طرف بارگاہ کے دھوان نکلا وہ بارگاہ کہ جسکے اندر سترہ سو
سرداران نامی ونام آور جان وروح لشکر ظفر اثر جمع ہین اسکے گرد کا طبقہ تھرایا اب بادشاہ نیلم
وتوسن جادو وغیرہ حیران ہین کہ یہ کیا شعبدہ ہے دھوان کیسا چہار طرف سے بارگاہ کے
نکل رہا ہی ان باتون کو تمام نہ کرنے پاے تھے کہ اندر سے زمین کے نعرہ ہوا منم شہنشاہ

طلسم ہوش ربا اب طبقے کا طبقہ زمین کا ابھرا افراسیاب بالقہر وعتاب دونوں ہاتھوں سے کل
طبقے کو مع بارگاہ لیے ہوئے ابھرا مگر حال یہ ہے کہ تاج سر پہ کج آنکھیں ابلی ہوئیں معلوم ہوتا ہے
حدقۂ چشم سے نکل جائیں گی بند قبا ٹوٹے ہوئے زرہ کی کڑیاں شکست نعلین پارہ پارہ اس حال
پر حال سے یہ کوہ عظیم الشان اٹھائے ہوئے منہ سے کف جاری قدم کو لغزش مگر عظم وشان
دکھانے کی کوشش قدم بڑھاتا ہوا آتا ہے ہر قدم پہ ٹھہرتا ہے نیلم و توسن وغیرہ وکل ناظمان دربند
طلسم ہوش ربا کے ہوش پران ہیں غول کے غول اس تماشے کو دیکھ کر یا سامری یا جمشید کہتے تھے
غل مچا رہے تھے افراسیاب پانچ قدم پر آکر وہ بار عظیم ہاتھوں پر لیکر ٹھہر گیا پکار کر آواز دی ای
سرداران شعبدہ بازو ای ساحران نیرنگ سازتم میں سے کوئی ایسا ہے کہ اس بار عظیم الشان کو
ہاتھوں پر اٹھائے تا بہ شہر ناپرسان پہونچا دے سب نے فریاد کی کہ ای شاہنشاہ گردون بارگاہ
تو شاہنشاہ طلسم ہوش ربا ہے اس طلسم کی سلطنت کے تو ہی لائق ہے سحر و قوت وطاقت میں سامری
و جمشید پر فائق ہے ہم میں کسی کی یہ لیاقت نہیں کہ اس بار کو سر پر اٹھائے یا تا بہ شہر ناپرسان لیجائے
افراسیاب بعد پیچ وتاب اس بار کو لیے جھوم رہا ہے پھر غصہ میں آواز دی یارو دس لاکھ
سنبھالو تم لوگ ابد ولت پر گھمنڈ کرتے تھے قوت وطاقت و اختیار ابدولت کا دیکھو چشم زدن
میں آیا بارگاہ میں بیک چشم زدن کل کو بیہوش کردیا ہمیں ستو سو سرداریں چھیون عیار ہیں
اب ان سب کو اسی طرح تا بہ شہر ناپرسان لیجاؤ نگا آج ان سرکشوں کو خاک میں ملاؤنگا کوئی
سوال کا افراسیاب کے جواب نہیں دیتا تھا ہر ساحر کے جسم میں تھرتھری مگر ملکہ حیرت جادو
نے جو اپنے وارث کو اس حال میں دیکھا کہ طبقے کا طبقہ ہاتھوں پر اٹھائے ہوئے کھڑا ہے انگلیوں سے
قطرے خون کے ٹپک رہے ہیں استخوان لرزنے کی صدا قریب ہے کہ نسیں تڑخ ہو جائیں سر
پیٹنے لگی چلائی ای شاہنشاہ یہ کنیز آکر شریک ہوتی ہے افراسیاب نے اشارے سے منع کیا ای
خاتون محل خبردار زیر طبقۂ بارگاہ آنے کا ارادہ نہ کرنا ملکہ حیرت جادو نے آواز دی ای شہنشاہ
میں کیونکر یا نون میرا کلیجہ ٹکڑے ہوا جاتا ہے ایسا نہو کہ آنکھیں نکل پڑیں یا دشمنوں کے ہاتھ پانون
بیکار ہو جائیں واسطہ سامری و جمشید کا کچھ جلد تدبیر کیجیے افراسیاب اپنا کمال دکھا رہا ہے دل میں
گھبرا رہا ہے قوت سلب ہوئی جاتی ہے پسلیوں کے کڑکنے کی آواز آتی ہے افراسیاب تھا صاحب اختیار گر

ان کلمات حیرت آیات کو سنکر ولیکن سوچا کہ حقیقت مین اس بار گران کو لیکر تا بہ شہر نا پرسان
ہرگز نجا سکونگا ایسا نہو کہ کسی طرح کی ذلت ہو بڑے بڑے نامیان دربند موجود ہین یہ سب بڑے
مردود ہین پھر مضحکہ کرینگے دم بیرنگ بازی کا بھرینگے یہ سوچکر شل ابر کے گرجا نعرہ کو شگاف کیا
آواز دی ای غلامان سامری جلد حاضر ہو بادولت کو بڑی ضرورت ہی نیلم وغیرہ نے دیکھا کہ کلمہ
افراسیاب کا ہنوز ناتمام تھا کہ زمین سے دھوان نکلا شعلے بھڑکے آواز آئی ای شہنشاہ
حاضر غلامان ذلیل کل امورات مین سرکار کے کفیل ہین اب سبنے دیکھا کہ چار پتلے قوی تن قوی
تن زنگی بچے معلوم ہوتے ہین زمین سے نکلے افراسیاب نے اشارہ کیا چارون نے چارون
کونون پر اس طبقے کے اپنے سر لگا دیے اُس بار گران کو اپنے سر پر لیا افراسیاب نے کہا اب
بادولت چھوڑتے ہین اُن جوانون نے آواز دی بحکم سامری سرکار الگ ہو جائین غلام بخوبی لیکر
چلینگے مقام شرم و محل ہی سرکار اتنا بڑا بار اُٹھائین چار غلام اُٹھانے مین تامل کرین اب افراسیاب
نے اس بار عظیم کو اُنپر چھوڑا آپ جھومتا ہوا نکلا جب سرحد طبقہ سے باہر آیا حیرت لپٹ کر
رونے لگی کل سردارون نے دوڑ کر ہاتھ چوم لیے قدمون کو بوسے دیے کہا ای شہنشاہ گردون
بارگاہ تو ہی سلطنت طلسم ہوش ربا کے لائق ہی کل شاہان ہفت اقلیم پر سحر و قوت مین فائق ہی
اٹھارہ سو تاجدارون نے افراسیاب جادو کو گھیر لیا حیرت دامن سے لپٹی ہوئی ہجوم عام بحساب
از مقام لشکر مسلمانان تا بہ شہر نا پرسان تل رکھنے کی جگہ نہین ہی آدمیون سے معمورہ زمین ہی پشت پر
وہ چارون غلامان سامری طبقۂ بارگاہ مسلمانان لیے ہوے آتے ہین اب یہ نقشہ نگاہ ناظرین پیش

دو کلمہ داستان ندرت بیان صاحب جرأت و تدبیر شہنشاہ آسمان جاہ کوکب روشنضمیر بیان ہوتے ہین

اس شب کو یہ شہنشاہ خیر خواہ مسلمانان شب بھر صفائی قلب سے مرآت واقعہ دیکھا کیا
خواجہ عمرو کا جانا اسرار جادو کا افراسیاب کو بہلانا پھر آفت گذشتہ برپا ہونا بلکہ اسوقت
کوکب نے قصد کیا تھا کہ جاؤن جسوقت خواجہ نے نقب مین نخل بدعت کو مارا تھا اور
افراسیاب غصہ مین جھپٹا تھا مگر فوراً کوکب پر آئینہ مین آئینہ ہوا کہ خواجہ عمرو نے ماہ
و مہ جبین کو زنبیل مین رکھ لیا اور نقب سے نکل گئے اسوقت کوکب نے آئینہ کو ہاتھ سے

دکھا غبار دل شاہ یا ہنستا ہوا قصر مرآت سے نکلا اسوقت خورشید روشن رائے نے پوچھا حضور
خیر تو ہی کوکب روشن ضمیر نے ہنسکر کہا میاں افراسیاب کی قلعی کھل گئی کیا عمرو کی صنعت کردن
ماشاءاللہ کس زور و شور سے ساتھ ماران زمین کن کے نقب کو طے کیا اسد و مہ جبین
کو زنبیل میں رکھلیا ای خورشید روشن رائے طائران سحر کو روانہ کرو جلد خبر منگاؤ ہم جبتک
امورات دفع ضرورت میں مصروف ہوتے ہیں اور ملکہ بران شمشیر زن کو باغ نگارین میں
خبر دو کہ نور نظر تردد دل میں نہ کرو خوشی کا سامان مہیا ہو خواجہ عمرو نامدار نے بصد کر و فر
بحسن تدبیر قید سے اسد غازی کو رہا کرلیا یہان تک میں دیکھ چکا کہ خواجہ عمرو اپنے
لشکر ظفر اثر میں بخیر و خوبی پہنچ گئے کوکب روشن ضمیر یہ کہکر ہاتھ منہ دھونے میں مصروف
ہوا خدمتگاران کارگزار حاضر ہوئے خورشید روشن رائے نے دو طائر بھیجے ایک سمت لشکر
ظفر اثر خواجہ عمرو و دیگر بخدمت ملکہ بران اول ذکر ملکہ بران شمشیر زن واجب و لازم ہی
انکو بھی شب بھر باغ میں تڑپتے گذری لشکر تیار خود آمادہ حرب و پیکار باغ میں ٹہل رہی ہی
مگر وہ تمام شاہزادیان صبح کو رنگ رو فق چہرے سے ظاہر قلق حکم کی اپنے باپ کے منتظر ہی
کہ اب وقت قتل اسد آگیا ہمکو جاکر شریک ہونا مناسب ہی افراسیاب بربادی مسلمانان
کا طالب ہی یکایک آسمان سے طائر آکر پہونچا نامہ اسکے گلے میں بندھا ہوا ملکہ بران نے
نامہ لیکر مضمون پڑھا ہنس پڑی مثل گل کے شگفتہ ہوگئی کہا لو صاحبو خواجہ نے طلسم کشا
کو چھڑالیا افراسیاب خانہ خراب کو داغ دیا صدائے مبارکباد بلند ہوئی ملکہ بران نے
کہا اب سب ملکر لشکر میں خواجہ عمرو کے چلینگے آج سریر جہانبانی پر جلوس ملکہ مہ جبین
الماس پوش ہوگا بحر عیش و عشرت کا جوش ہوگا یہان تو یہ ذکر ملکہ بران شمشیر زن
کو جلسۂ عیش میں جانے کی فکر لباس فاخرہ نکلنے لگے سب سردار کپڑے بدلنے لگے
مگر وہ طائر جو برائے تہنیت خواجہ عمرو بن امیہ ضمری گیا تھا جو حال مصیبت مآل تحریر
کر چکا ہون اسکو دیکھکر چشم زدن میں پلٹا کوکب تخت پر آکر جلوہ فرما ہوا ہی جواہرات
کی کشتیان نکلوانے کا حکم دیا ہی کہ وہ طائر آکر پہونچا کہا ای شاہنشاہ غضب ہوگیا افراسیاب
جادو کل سرداروں کو مع طبقۂ بارگاہ مسلمانان سحر سے بیکار کرکے لیے جاتا ہی غلام نے

آنکھوں سے دیکھا اہالیان لشکر عمرو مین شور گریہ وزاری بلند ہوئی بارگاہ مین سب سردار
کل عیار موجود تھے جب افراسیاب آیا جس طرح عرض کیا اٹھا کر لے گیا یہ سنکر کوکب نے
زانو پر ہاتھ مارا کہا لو صاحبو غضب ہو گیا عمرو کی کل مشقت ضائع ہوئی عجب خبر وحشت اثر
شائع ہوئی مگر مین ابھی جاتا ہون ای خورشید روشن رائے تبان کو بھی فوراً لکھو کہ بی بی
لشکرکشی کرو افراسیاب خانہ خراب کل سردارونکو مع شیخ وشاب لیے جاتا ہی ہم سب کو
داغ تازہ دیے جاتا ہی خورشید روشن رائے نے فوراً ملکہ بران شمشیرزن کو خبر دی
ملکہ بران نے بھی منہ میٹ لیا یا تو خلعت نکل رہے تھے آن سب کو چھینکا اسباب سفر آٹھایا
تیاری جنگ ہونے لگی کوکب روشنضمیر بیتاب وبیقرار حال مسلمانان پر اشکبار سلاح
جنگ سے آراستہ ہو کر مرکب بادرفتار پر سوار ہوا کہ ایک طائر کاندھے پر آکر بیٹھا چہکلا مارکر
ایک کاغذ ہاتھ مین کوکب کے دیا کوکب نے اسکو کھول کر پڑھا طرف سے برہمن دیگین تن
کے مرقوم تھا کہ ای شاہنشاہ گیتی پناہ برائے خدا کیسی ہی ضرورت ہو خبردار قصر جمشید سے
قدم باہر نہ رکھنا ورنہ خدانخواستہ دشمنان شاہنشاہ کے واسطے سامنا ذلت کا ہی گردش
سیارگان سے صانع خورشید وماہ بچائے فلک نیرنگیان دکھاتا ہی صاحبان لیاقت ہی کو ستاتا
ہی یہ مضمون پڑھکر کوکب کو پسینہ آگیا قریب تھا کہ غیرت سے غش آجائے قبضہ پر ہاتھ ڈالا کہ
اپنے کو ہلاک کرون خورشید روشن رائے نے ہاتھ تھام لیا قدمون کو بوسہ دیا گرد پھرا تصدق
ہوا عرض کی خیر ہی چشم زدن مین کیا ہو گیا فلک نے کوئی نیرنگ دکھایا شعبدہ نو کا سامنا
ہوا کوکب نے کہا کہ مسلمانون پر تو یہ افتاد افراسیاب ستم ایجاد کی بیداد کل سردارونکو قہر و
عتاب وہ خانہ خراب لیے جاتا ہی آستاد جی نے تحریر فرمایا ہی کہ قصر جمشید سے باہر قدم رکھنا
کیسی مشکل ہی عمرو کے کیا کیا مجھپر احسان ہین کہان کہان اپنے جان لڑائی جان و آبرو بچائی
مین اسکی مدد کو نجاؤن منہ چھپا کر بیٹھ رہون مصرع وہ ہے برباد گرفتاری ما * اگر خواجہ
عمرو کو افراسیاب نے قتل کیا یا اسکا ایک موئے جسم بھی کم ہوا مین دنیا مین منہ دکھانے
کے قابل نہ رہونگا صاحبان جرأت کیا کہین گے ہر محفل مین یہی ذکر ہو گا کوکب روشنضمیر
تابو پرست ہی خواجہ عمرو سے بھائی چارہ کیا وقت پر اسکا ساتھ نہ دیا خورشید روشن رائے

نے کہا ای شاہنشاہ تقدیر الٰہی سے آپ مجبور ہین برہمن روئین تن نے بتاکید لکھا ہی دشمنون
کو ذلت کا سامنا ہی مردان عالم کی جان جائے بخت بد روز سیہ نہ دکھائے خورشید تہنا ہی
خیرخواہ ہی حسن تدبیر سے کوکب روشن ضمیر کو روکا اور باتون مین اُلجھایا فوراً معرفت طائران
سحر بران کو بھی آگاہ کیا صرف اتنا مضمون لکھدیا کہ برہمن کی تاکید ہی خبردار باغ نگارین
سے قدم باہر نہ رکھنا ورنہ خرابی ہوگی یہ خبر وحشت اثر سنکر بران نے بھی رونا شروع کیا
دو پہر ڈھلنے لگا ہر ایک کا یہی قول تھا یارو یہ کیسا غضب ہی مہرخ و بہار وغیرہ قتل ہون
ہم براے امداد بیجا سکین بران کہتی ہی کہ صاحب باپ کے حکم سے گردن تابی ناممکن ہی مگر
یہ بھی واضح رہے کہ بعد خواجہ عمرو اگر سر ٹکرا کر جان نہ دی تو نام اپنا ملکہ بران شمشیرزن
نہ رکھا لڑ بھڑ کر افراسیاب سے مرجاؤنگی کسکو روے سیاہ دکھاؤنگی ابھی دو دن گذرے
ہین صمصام بد انجام باغی ہوکر افراسیاب کا شریک ہوا قتل پر میرے آمادہ تھا شاہنشاہ
اقلیم عیاری و تاجدار ممالک خنجر گذاری نے کس حسن تدبیر سے مجکو بچایا صمصام کو میرے ہاتھ
سے قتل کرایا آج اُنپر یہ آفت اور ہم شراکت نہ کرین دنیا کے لوگ کیا کہینگے ہر محفل مین
طعن و تشنیع کرینگے ایسی زندگی سے موت بہتر ہی ہمارا دل کا ہیکو ہی تھہرے نہ حیا نہ حجاب نہ خوف
خدا نہ شرم اہالیان دنیا ان باتون پر ملکہ بران شمشیرزن کے تمام شاہزادیان نامہربان درہم
پریشان و دردمند آنکھین پر آب دل مین حجاب زلفون کو پیچ و تاب عجب ہنگامہ محشر انگیز
برپا ہی بران نے کہا یہ بیٹھا رونا بیکار ہی براے خدا آپ لوگ اتنا احسان کرین کہ والد نامدار
سے ذکر نہ کیجیے گا مین جاتی ہون جس طرح بنتا ہی ان بھوتون کو چھڑاتی ہون یا قضا لیے جاتی
ہی عقل میری جادہ عدم دکھاتی ہی آبرو تو رہ جائیگی ملکہ شگوفہ نے دامن تھام لیا کہا ای گل رعنا
شہریاری وای بلبل حدیقہ تاجداری آپ کے والد نامدار کسی مقام پر افراسیاب بدکردار سے
رکے یا کسی فن مین سبک ہوگئے ملک و مال کا پاس ہوا کسی جنگ مین ہراس ہوا ہمیشہ شیرانہ سینہ
سپر کیے رہے آج قصر کے باہر قدم نہ رکھنا گردش سیارگان کا سبب ہی اسمین بھی کچھ مطلب
ہی حضور جان کا خوف نہین آبرو کا پاس ہی ساعت نحس شومی بخت بری چیز ہی حضور آبرو اس
بحر جہان مین سب کو عزیز ہی چھیمون مین ذلیل ہوکر جیا تو کیا زندہ ہی تو ناکام مرگیا تو بدنام موت

زلیست دونوں خراب حضور کوکب کیا نادان ہیں عمرو کے اہلیان نورافشاں پر بڑے بڑے
احسان ہیں کیا وہ احسان فراموش ہیں نام خدا صاحب عقل و ہوش ہیں ملکہ بران شمشیرزن
ان باتوں کو سنکر بے اختیار زار زار رو رہی ہے اشک گلرنگ چہرۂ زیبا پر جاری حالت غشی
کی طاری ہچکی لگی ہوئی ہے بات منھ سے نہیں نکلتی ہے مثل شمع دل ہی دل میں جلتی ہے مثل تصویر تصویر
خاموش کھڑی ہے یکایک آسمان پر سناٹا ہوا ایک جوانمرد کو دیکھا تخت زرین پر سوار قوی تن قوی
من سونی صورت صاحب شوکت و جلالت تاج زرین بر سر خلعت فاخرہ در بر آسمان سے
آکر اُترا سب حیران حیران دیکھنے لگے کہ یہ جوان تاجدار کون ہے وہ نوجوان تخت سے اُتر کر
قریب ملکہ بران کے آیا بران نے اُس پریشانی میں سلام بھی نہ کیا نگاہ حیرت سے دیکھنے
لگی اُس نوجوان نے سر سینے سے بران کا لگا کر فرمایا اے نور نظر اے چراغ طلسم نورافشان
اے نیر تابان کوکب عالیشان یہ کیا حال ہے مجکو نہیں پہچانا میں ہوں ملک احول مربع نشین
شاگرد رشید شاہنشاہ نورافشان پیر بھائی تمھارے الناملدار کا میں نے خبر سنی کہ افراسیاب
جادو ہمارے بھائی کا دشمن ہوا ہے معرکۂ عظیم پڑا ہوا ہے برائے جان نثاری حاضر ہوا بھائی میں
کہاں ہیں میری جانباز یہاں آپ عیان ہیں ملک احول نے یہ جو فرمایا تیا نشان اپنا بجھایا
بران شمشیرزن عم نامدار کنکر لپٹ گئی بے اختیار رونے لگی کہا اے عم نامدار غضب ہو گیا
افراسیاب بدانجام کل سرداران اہل اسلام کو ہمارے قتل بہت شہر ناپرسان لیے جاتا
ہے والد نامدار پر ساعت سخت ہے بحیر استاد بہمن کی تاکید ہے کہ جادۂ اعتدال سے قدم
نہ بڑھاؤ مقابلہ میں اُس بیجا کے نجاؤ پس کیسا مقام غیرت ہے جاے جبرت ہے ایسے
سرداران جلیل خواجہ الیاس عقیل جسنے ہر مرتبہ ہماری جان و آبرو بچائی وہ یوں بذلت
قتل ہوا ہے افسوس ہم سے کچھ نہو سکے یہ سنکر احول مربع نشین نے کہا بیٹیا پروردگار
چاہتا ہے تو ابھی جا کے سرداران اسلام کو لاتا ہوں افراسیاب ناکام بدانجام کے منھ پر ناکا ملتا ہوں
تم تامل کرو کیوں بیقرار ہوتی ہو بلاک بلاک کے روتی ہو افراسیاب خانہ خراب کی مجال ہے کہ
جو میری زندگی میں قتل کر سکے اگر موت ہے دامنگیر ہے شعر سر نے پیچم ز شمشیر حبیب + ہر چہ
آید بر سر من یا نصیب + اگر اس ہنگامہ میں مارے گئے نام ہوا نیک انجام ہوا اسے تنے

بڑے بادشاہ گمراہ سے لڑے ہر مقام پہ ذکر ہوگا کہ احول مربع نشین مسلمانون پہ نثار
ہوا نام مردانگی کا روشن کر گیا ای نور نظر جسکا نام باقی ہی وہ زندہ ہی ایکدن مرنا ضرور ہی
اسوقت تامل کرنا سراسر قصور ہی اشعار

بس نامور بزیر زمین دفن کردہ اند — کز ہستیش بروے زمین یک نشان نماند
آن پیر لاشہ را کہ سپردند زیر خاک — خاکش چنان بخورد کزو استخوان نماند
زندہ است نام فرخ نوشیروان بعدل — گرچہ بسے گذشت کہ نوشیروان نماند
خیرے کن اے فلان وغنیمت شمار عمر — زان پیشتر کہ بانگ برآید فلان نماند

مگر ای بران خبردار تم میرے تعاقب مین نہ آنا ورنہ انتہا کا ملال ہوگا تمھارے والد نامدار
کے بار احسان سے سر اٹھا نہین سکتا ہمارے آنکے عاشق ومعشوق کا باہم راز و نیاز
ہی افراسیاب جادو بڑا جعلساز ہی ہمارا وہ بے نیاز کارساز ہی یہ کہکر ملکہ احول مربع نشین
نے ایک ناند سحر سے بنائی قدرت آئین بالی سیاہ رول ہاتھ مین مثل تخت اُس ناند مین
یہ جان رستم شوکت صاحب جلالت سوار ہوا جسے اشارہ کیا وہ ناند چرخ مارتی ہوئی چلی چشم زدن
مین آنکھون سے ملکہ بران شمشیرزن کے غائب ہوگئی بران اس حال پر ملال کو دیکھکر حیران و
پریشان دعا مین مصروف ہوئی کہ ای خالق کونین میرے عم نامدار کو افراسیاب بدکردار پر مظفر
کرنا جاکر افراسیاب کے سحر کو مٹائین سرداران اسلام کو چھڑائین فوراً ایک طائر سحر کو واسطے
خبرگیری کے روانہ کیا مگر احول مربع نشین جلالت آئین ناند سحر غائب کیے ہوے اپنےکو
نظر سے مثل مردم دیدہ چھپائے ہوے کوہ و دشت و بیابان کو طی کرتا ہوا دم سحر و
افسونگری کا بھرتا ہوا اُس مقام پر پہونچا جہان کا حال تحریر کر چکا ہون تحریر نقشہ بارگاہ خواجہ عمرو
و فوج افراسیاب سامنے آنکھون کے معلوم ہوتا ہی ناظرین والا تبار پر بالتصریح مفہوم ہو
کہ افراسیاب آگے آگے مجمع مین وہ اٹھارہ سو تاجدارون کے بہ کبر و نخوت مونچھون پہ تاؤ
پھیرتا ہوا اپنے سحر پر نازان دمبدم کہتا چلا آتا ہی کیون ای شاہنشاہ نیلم وای شاہنشاہ توسن
آج اگر سامری و جمشید زندہ ہوتے بادولت کے سحر کی داد دیتے دعوائے خدائی سے باز آتے
خداوند بھی سر سجود جھکاتے ایسا بار کون اٹھا سکتا ہی مین خداوند طلسم ہوش ربا ہون سحر و

ساحری قوت و شجاعت مین بیمثل دیکھتا ہون اگر دعوائے خدائی کرون زیبندہ و سزاوار ہے
شوکت و جلالت آشکارا ہو سب تاجدارون نے دست بستہ عرض کی جو ارشاد فیض بنیاد ہے
بجا ہے کسی کی کیا مجال کہ آپ کے سامنے سحر و ساحری کا نام لے آپ کا دامن دولت تھام لے حضور
صاحب تاج و تخت ہین بیمثل و بے نظیر خوش رو خوش تدبیر زور و ہمت سخاوت و جلالت ریاست
و امارت سب آپ کے بندۂ درگاہ ہین آپ ہفت اقلیم کے شاہنشاہ ہین آپ کے اوصاف
مین یہ اشعار صادق آتے ہین شاعران شیرین سخن فرماتے ہین نظم

گر طوافِ آستان مین ہو توقف ایکدم — نکہتِ گل پر پڑین موجِ صبا کی قمچیان
بیضۂ فولاد سے نکلے صدائے عندلیب — گلشنِ حافظ کو ہو گر شعبدے کا امتحان
رعبِ شوکت سے گلستان مین زبانین بند ہین — غنچۂ سر بستہ کہہ سکتا نہین رازِ نہان
اسقدر بخشے جواہر وہ کہ جسکی شرم سے — پھینکدے دامن سے الماسِ کواکب آسمان
قطرۂ شبنم گہر کی آبرو پیدا کرے — صبح دم دیکھے اگر لطفِ بہارِ بوستان
نام سے ہر سینۂ صد چاک ہوتا ہی رفو — زخمِ غم بھر دیتے ہین شانونکے یہ گیسوے بتان

اِن اشعار آبدار کو سنکر افراسیاب پر کبر و نخوت جھومنے لگا کہا بجائی شہنشاہ عظیم اس سے
بڑھ کے مال دولت کی صفت ہے ہمکو تمسے کمال محبت ہے افراسیاب اِس کبر و غرور مین تاجدارانِ
ہمراہی سے ہنس ہنس کے باتین کرتا ہوا چار کوس راستہ طی کر چکا ہے مگر احول مربع نشین سحر
غائب کرکے چلا تھا اس مقام پر پہونچا ایک نخل کی آڑ پکڑ کے مانند کو چون مین نخل کے چھپا جس
بارگاہ کو تپلے اٹھائے ہوئے ہین سحر غائب کرکے احول قریب پردے کے آیا پردہ اٹھایا اندر
بارگاہ کے آکر دیکھا سترہ سو سردار و چار عیار سحر سے افراسیاب کے صورت تصویر بنے ہوئے
بیٹھے ہین نہ ہاتھ پاؤن مین حس و حرکت نہ آنکھون مین بصارت آنکھین پتھرائی ہوئین سرنگون
ملول و محزون احول کے دل پر چوٹ پڑی کلیجہ یہ سانحہ دیکھکر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ضبط نہ کرسکا
بیقرار ہوکے رویا خیال مین آیا کہ ان سب سردارون کا لیجانا تو آسان ہے مگر علم نیرنج و شعبدے
کا بھی امتحان ہے افراسیاب خانہ خراب دیکھیگا یہ لوگ کہ غلامان کو کب ایسے ایسے صاحبان قیامت
موجود ہین تاجداران ہوش ربا سب مردود ہین اب تپلے اسی طرح راہ طی کر رہے ہین احول

اندر بارگاہ کے ان تدبیروں میں مصروف ہے دل سے کہتا ہے افراسیاب بڑا بیوقوف ہے دل
سے یہ باتیں کرکے بہت سا ماش کا آٹا اُس دانائے روزگار نے جھولی سے نکالا تپلے شبیہ
سرداروں کے بنائے مہرخ کو تخت سے اُٹھایا تخت پر مہرخ نقلی کو بٹھادیا اسی طرح ہر سردار کے
مقام پر تصویریں بنا بنا کے بٹھادیں اور فولادی پنجے بنائے ایک ایک سردار کی کمر میں پنجہ
ڈال کر بیروں کو حکم دیا کہ فلان مقام پر درہ کوہ ہے انہیں لیجاکر جمع کرو فرداً فرداً پنجے فولادی نکال
نکال کر لیجاتے ہیں اُس درہ کوہ میں جمع کرتے جاتے ہیں یہ بھی واضح رہے کہ سب سرداران مہرخ
ابھی سحر میں افراسیاب کے مبتلا ہیں ورنہ خود آکر نکلجاتے جلدی یہیں احوال اپنے سحر بھی نہیں
آتار سکا اس خیال سے کہ شہر ناپرسان کے قریب پہونچ چکے تھے اتنے عرصہ میں احول لے
سترہ سو سرداروں کو مع عیاروں کے بارگاہ سے نکالا درہ کوہ میں اُسکے بیروں نے پہونچایا جب
کل کو نکال چکا اور دروازہ شہر ناپرسان کا دکھلائی دیا تب خود سحر غائب کرکے نکل گیا اپنی کارگذاری
پر آب نازان چہرے سے بشاشت عیاں شادان و فرحان چلا اب ذکر اسکا وقت پر آئے گا
افراسیاب اسی طرح نشۂ غرور میں جھومتا ہوا قبضۂ شمشیر کو چومتا ہوا گرداگرد جیساب جادو سب کو
اشتیاق ہے کہ دیکھو صاحب ہوتا تو صرف اسد غازی قتل ہوتا اب جملہ سردار و عیار قتل ہونگے ایک
زندہ نہ بچیگا آج سے آزادی کا جھگڑا مٹ جاویگا مہرخ و بہار خوب لڑیں باغیوں نے خوب سر
اُٹھایا شاہنشاہ کو ستایا یہ نہ سمجھے کہ یہ بادشاہ طلسم ہوش ربا ہے سحر و ساحری میں بھی یکتا ہے
دیکھو کیا کار نمایاں کیا اٹھارہ سو نافرمان دربند اپنی شوکت سحر کو عیان کیا تماشا دیکھنے والوں کا
ہنگامہ شہر ناپرسان کے گلی کوچے معمور ہزارہا آدمی کوٹھوں پر مشتاق قتل اسد نامور نگاہیں
بارگاہ پر کسی کی زبان پر صدائے واہ کوئی آہ کرتا ہے اس باغ پر بہار کے قلم ہونے کا غم بہار کی
گرفتاری کا الم کوئی نام باغبان کا لیتا ہے کوئی گلچین کا پتا دیتا ہے کوئی مثال شبنم گریاں کوئی
مانند گل خندان تپلیوں نے اُس بارگاہ فلک اشتباہ کو مع طبقۂ زمین بیچ شہر ناپرسان
میں نصب کیا جادوں پتلے نکلکر سامنے افراسیاب کے آئے آداب و تسلیم بجا لائے افراسیاب
نے جادوں کی پشت پر ہاتھ رکھا کہا اے غلامان سامری کیا کہنا تمہارے اوصاف شاہان طلسم پاس
کو لکھکر آگاہ کرونگا اپنے ہمچشموں میں آبرو پاؤگے افسر غلامان سامری مشہور ہو جاؤ گے وہ جادو

رخصت ہوئے اہالیان شہر محو حیرت ہوئے ملازمان افراسیاب نے بڑھکر پردہ بارگاہ ملکہ مہرخ اُٹھایا
دیکھا سب خاموش منکے ڈھلے ہوئے آنکھیں پتھرائی ہوئین سرنگون بیٹھے ہین ملکہ حیرت نے جو
بہار کو اس حال حیرت مآل سے دیکھا ہاتھ پھیلا پھیلا کے کوسنا شروع کیا کہا کیون بوا بہار اب
تمھارے حمایتی کہان ہین نگوڑا ساربان زادہ بھی قید ہوا اُٹھکر عیاری نہین کرتا باغبان بھی
نگوڑا اچپکا بیٹھا ہی بہرا ہوا آنکھ بکر بکر دیکھ رہا ہی گویا منھ مین زبان نہین بی مہرخ صاحبہ بڑی صاحب شوکت
وجلالت ہین مالک سریر سلطنت ہین چار دن کو تخت پر بیٹھین چوتڑون کے دلدر جھڑ گئے
تمام ہوش ربا مین جھنڈے گڑ گئے یہ کہکر بہار کو کوستی ہوئی طرف بارگاہ کے چلی کنیزون نے
روکا حیرت نے کہا مین نہ مانونگی بہار کو اپنے ہاتھ سے سزا دونگی چوٹی پکڑ کر دو چار چوبیان
انکے سر پر مارونگی افراسیاب نے بھی ہان ہان کہا سرما وا برق سے اشارہ کیا کہ کسی تدبیر سے
بہار ومخمور کو الگ کرو سمجھا کے قصور معاف کر دونگا ان بہار گل مراد سے بھر دونگا مخمور کو منتظم
جلسۂ عیش کرنا ہی انچہ گذشت گذشت یہ دونون منظور نظر ہین دل سے انکی محبت نہین نکلتی ہی سرفراز
کرونگا سرما نے چاہا ملکہ حیرت کو بڑھکر روکے حیرت نے کہا ای وزیر اعظم مین اپنا سر
پیٹ لونگی کنوین مین گر کے جان دونگی میرے قریب نہ آؤ میرے مقدمہ مین کوئی صاحب دخل
نہ دین شہنشاہ اپنا چونچلا اُٹھا رکھین ابھی تک دل سے محبت نہین گئی بی بہار ومخمور کا بڑا پاس
ہی انکی اذیت ناگوار ہی مجھسے کوئی نہ بولے مین اپنے ملک کی بادشاہ ہون سزا جزا کا مجھکو
اختیار ہی خوشی سے چہرہ سرخ بکتی جھکتی اندر بارگاہ کے گھس آئی ملکہ بہار کے جھونٹے پکڑ کے
کھینچے بالون کے ساتھ سر بھی دھڑ سے گر پڑا حیرت پیٹنے لگی ہی ہو شاہنشاہ سے کیا سحر کیا میری بہن
گل گئی یہ کہکر ہاتھ پکڑا ہاتھ بھی ہاتھ مین آگیا موم کا خواص ہوا سب اعضا الگ الگ ہو گئے حیرت
غل مچانے لگی ای شاہنشاہ دوڑو میری بہن کے اعضا کو کیا ہو گیا سرکہ ملا کر سحر کیا تھا سب اعضا
گل گئے اچار بن گیا اتنے کنیزین ملکہ حیرت کے سنبھالنے کو دوڑین اندر بارگاہ کے گھس آئین یہ
کہتی ہوئی مارو نگوڑے باغیون کو جب ہماری بی بی کی بہن ملکہ بہار گل گئین یہ بھی سب سڑ گئے ہونگے
جس نے جسکا ہاتھ پکڑ کر کھینچا گویا دستگیر ہوئی ہاتھ پکڑنے کی لاج نہ کی ہاتھون کا عجیب حال پایا
اب تو کنیزون کا جسم تھرتھرایا ہنگامہ ہوا کہا ای شہنشاہ آپ خود اندر تشریف لائیے گنہگارون کا حال

تو ملاحظہ فرمائیے اتنے کل سردار مع شاہنشاہ اندر بارگاہ کے آئے بغور جو دیکھا سب ماش کے آٹے کے پتلے تھے اس حال حیرت مآل کو دیکھکر افراسیاب جادو کو سناٹا آگیا توسن و نیلم مناسب مقرب مین قریب مکر سے تھے پوچھا حضور یہ کیا معرکہ ہی کیا مسلمان جو فروش گندم نما ہین ماش کے آٹے کا خرمن جمع ہوگیا مگر شاہنشاہ یہ کسی بدمعاش کا کام ہی بڑی دانائی کرگیا نہ خوف ظاہر ہوا نہ دل پر دھر گیا نہین معلوم جن تھا یا انس تھا ہمارا آپ کا مجلس تھا فلکی آدمی کا یہ کام نہین ہی ایسی باتین کر کے پھر اسی طرح ضحک کیا جیسا بروقت رہائی اسد غازی مسکرائے تھے کلمات طعن آمیز زبان پر لائے تھے افراسیاب جھلاتا ہوا بیرون بارگاہ آیا کتاب سامری دیکھی غصہ مین آیا ہتھین چڑھائین تھرتھر کانپنا قبضہ پر ہاتھ ڈالا دوڑ کر حیرت لپٹ گئی کہا شاہنشاہ کچھ حال تو کھلا ہی کیسے کیا معرکہ ہی یہ کسنے شعبدہ کیا ہی کسکی موت آئی ہی افراسیاب نے کہا صاحب مین تمھارے کہنے سے طلبیدہ کو پتلون کے سپرد کر کے سردارون سے باتین کرتا آگے بڑھ آیا تھا میان احول آکر اپنا شعبدہ دکھا گئے سردارون کو لے گئے ابھی تک فلان درہ کوہ پر نہین پہونچے سردارون کو درہ کوہ مین رکھا ہی سحر میرا نہین اتارا ہی اسوقت تمنے پریشان ہو کر بیٹھا دیا اگر ما بدولت کے دوش پر ہوتا ایک گمس آکر بیٹھتی مجکو دریافت ہوجاتا آنکھین پھیر کر بیٹھ رہتا اتنے عرصہ تک وہ بارگاہ مین رہا اپنا کام کرلگیا خیر سمجھا جائیگا مصرع صید را چون اجل آید پے صیاد رود + یہ سنکر تمام تاجدارون مین غل واہ واہ کا بلند ہوا افراسیاب دردمند ہوا غصہ سے چہرہ سرخ ہوگیا قبضہ پر ہاتھ ڈالا چاہا پر پرواز پیدا کرون حاراب ظلماتی ملازم ماہیان زمرد پوش کا برابر کھڑا تھا قدمون سے لپٹ گیا کہا شاہنشاہ آپ کا جانا مناسب نہین ہی اگر کوکب ہوتا البتہ ہم آپ کو جانے دیتے یہ کہکر پر پرواز پیدا کر کے بجوش وخروش روانہ ہوا افراسیاب غصہ مین شمل رہا ہی میدان خونی درہم وبرہم کوئی کہین گیا کوئی گوشہ گیر ہوا کوئی حیرت سے دام غم والم مین اسیر تھا دارین سرنگون جلادون کا غم سے کلیجہ خون خراج گذار بھی روانہ ہونے لگے دوکانین تباہ اسباب جابجا پڑے رہگئے شیشون فروشون کی بھٹیان ٹوٹی پڑی ہین ہر طرف سناٹا لوگ آپسمین باتین کرتے چلے جاتے ہین قہقہے لگاتے ہین بعض کہتے ہین کہ بار وجو ہوتا تھا ہوا اب ناحق کد وکاوش ہی افراسیاب کی بیکار کوشش ہی عمرو جیسا عاقل ہو فن عیاری مین کامل ہو کس کے نکالنے سے

بالائے گنبد نور پہونچا اسد و مہ جبین کو لیگیا ایک دن اسیطرح لوح حاصل ہوجائیگی در بند تباہ
ممالک ویران رعایا حیران و پریشان ہوگی جتنے ساحران عمدہ ہین عمرو کے شریک ہوے طلسم کشا
بھی اب سلمان سلطنت درست کریگا ابتک صرغ و بہار کو یہ ملال تھا ہر دم اسکا خیال تھا کہ
افسر پر نہین لوح کسکے لیے تلاش کرین وہ سب طلسم کے رازدار ساحران نامدار ہین نشان لوح
کے دریافت کرکے طلسم کشا کو لیجائینگے دیکھنا اسدن بھی شہنشاہ سر پیٹتے ہوے آئینگے بعض کہتے
ہین بھائی جو مسلمان ہوگیا اچھا رہا ہمکو خوف افراسیاب نے تباہ کیا بیکار کے گمان ہین کہ شہنشاہ زندہ
نہ چھوڑینگے اورون کا کیا ہم تم بھائی خوف مین خاموش رہے اب واجب و لازم ہو دل اپنا اپنے
فعل پر نادم ہوا افراسیاب نے سرما سے کہا بیٹے کو جاؤ سردار دنگور دکو پیر بھائی میل گیا ہو سب کو لیکر
آتا ہو آج ہی کل کو قتل کرونگا اب کیا مسلمانون کو زندہ چھوڑونگا سرما ہر چند روکتا ہو کوئی نہین مانتا
وہ جو عیارون نے سرما و ابرق مصور وغیرہ کے صرف کیے تھے اسمین لاکھون جنم داخل ہوے
روکنے پر وزیر اعظم کو باقی ماندہ جواب دیتے ہین ای وزیر اعظم مال لٹا ساتھ والے قتل ہوے بیٹے مین
آکر بیٹا لفغ ہوا اب کیا منظور ہی ٹھہرنا کیا ضرور ہاں سرما سر جھکا لیتا ہو کبھی غصہ مین جواب دیتا ہو یارو
ابھی سب مسلمان گرفتار ہوکر آئینگے اسی میدان خونی مین مارے جائینگے وہ جواب دیتے ہین اب حضور
قتل کرین اب اور لوگ جلسے مین آئینگے ہم تو صورت بھی نہ دکھائینگے شہر نا پرسان کا تو یہ حال ہے مگر کسو
ناکس کے دل پر ہجوم غم و ملال ہو مگر احول مربع نشین جلالت آئین قریب کوہ کے آیا مانند سے
نکلا قصد ہوا اندر درہ کوہ کے جاؤن مسلمانون پر سے سحر اتارون قریب درہ کوہ کے نہ پہونچنے پایا تھا
کہ آسمان پر سے نعرہ ہوا تھم داراب ظلماتی احول نے دیکھی ایک ساحر سیفام للکارتا ہوا اتنی جلدی
اترا کہ احول درہ کوہ تک نہ پہونچ سکا داراب کو دیکھکر بیٹا اس سنگدل نے اترتے اترتے احول
پر گولہ مارا احول نے رول جو ہاتھ مین تھا گولے پر لگایا گولا اچٹا پلٹ کر سر پر داراب کے جھٹا شعلہ
آتش نے ساری کو گھیر لیا بلک احول جھپٹا کرجا کر اسکی مشکین باندھون یا سر کاٹون داراب شعلہ ہا
آتشین مین شامل ہی ہے آب تو بارانِ سحر برساتا ہوا اندر سے آگ کے نکلا مگر آبلے تمام جسم پر چھپک کے
پڑگئے آبلون سے وہ تنگور شکل خوشہ انگور ان آبلون مین جان سا ما ماہکین بھرا جسم پر تازہ گل پھولا
اس گرمی مین سیاہ رو بقہر و غضب تمام تیغہ کھینچکر احول پر جا جھپٹا اسنے آگ بھڑکائی تھی یہ بھی بڑا

کئی ہاتھ تیغہ سحر کے لگائے احول مردسپاہی پھنکیت ہر سب چوٹین خالی دین مثل شیر غضبناک نعرہ کیا او بچیا شعر تو ضرب بے زدی ضرب این توش کن ہمہ شادی از دل فراموش کن ❖ نظم مصنف

ذرا ضرب مردان عالم نورد
منم صف شکن پہلوان گرد مرد
منم افتخار یل پیلتن
من آنم سرکوب افراسیاب
نہ جان اپنی او بچیا مفت دے
جہنم مین جائیگا تو بیدریغ

سپاہی کو او بچیا یون نہ ٹوک
منم ناصر ہیچ ذی حشم
ہزبر دمان رستم صف شکن
قضا کے تو پنجہ مین اب آگیا
مسلمان ہو جا گیر اسلام لے

منم فارس عرصہ گاہ نبرد
منم قاتل کافر بدشیم
یہ مین ضربت تیغہ پر آب و تاب
ترے دل پہ ابر الم چھا گیا
نہین تو ترا سر کہ اور میری تیغ

نعرہ شیرانہ کرکے تیغہ سحار اشکاف نیام انتقام سے کھینچا اُسکا وار روک کر داہنا قدم آگے بڑھایا پترے سے کمر کو تباکر سر پر اُس خودسر کے ہاتھ مارا رو سیاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا معلوم ہوتا تھا بخت سیاہ کا سامنا ہوا پنل کا ٹیکا ماتھے پر چڑھا آئینہ شمشیر مین جلوہ عروس مرگ دیکھا تیغہ تقضا تڑپ کر گرا سپر کے دو ٹکڑے خودسر کاٹ کر تلوار نے زمین پر بوسہ دیا مرتے ہی داراب ظلمانی کے اندھیرا ہوگیا آوازین مہیب آدمن ہیرون نے لاکھو تدبیرین کین کچھ بن نہ پڑا آواز آئی کشتی مرا نام مین داراب ظلمانی بود ادھر تو لاشے داراب زمین پر گرا سر شق ہوا ایک طائر سیاہ رنگ مثل زاغ پیدا ہوا زقلین مارتا ہوا طرف افراسیاب کے چلا بیان احول اسکو قتل کرکے نہر پر آیا تیغہ پاک کرکے کمر سے لگایا چھینٹین خون کی جو زرہ پر پڑی تھین اُنکو دھونے لگا یہان افراسیاب سناٹے مین کھڑا دیکھ رہا ہی تاجدار سوار ہو ہوکے چلے جاتے ہین میلے والے سرکشی دکھاتے ہین افراسیاب نے غصہ مین کہا ای وزیر اعظم ہنر دو سب کو جانے دو پہر بھر مین سبہالیان در بند کو بلوالونگا جشن عام کرونگا یہ کلام ناتمام تھا کہ آسمان سے طائر سیاہ نمایان ہوا حیرت نے گھبرا کر کہا شہنشاہ دیکھیے یہ طائر کیسا آتا ہی صورت رنج و الم کی دکھاتا ہی وہ طائر بہ تعجیل زقیل مار کر کاندھے پر افراسیاب کے آبیٹھا افراسیاب نے گھبرا کر پوچھا ای طائر صحرائی میرے بیر بھائی پر کیا گذری طائر نے ایک چیخ ماری پروں سے سر پیٹا زمین پر گرا طائر روح اُسکا قفس جسم سے پرواز کرگیا خبر وحشت اثر نہ سہ سکا افراسیاب نے کہا داراب پر کوئی افتاد پڑی بیشک کوئی خرابی ہوئی یہ کہکر کتاب سامری اُٹھالی

مضمون پڑھکر کچھ نہ سمجھے نہ کہا پر پرواز پیدا کرکے چلا حیرت نے آواز دی شہنشاہ مین بھی ہمرہ چلون
دشمن کا کام تمام کرون افراسیاب نے کہا خبردار جو میرے تعاقب مین آئیگا سزاے معقول پائیگا یہ کہکر
غائب ہوا دنیاے ناپائدار کا عجب عالم ہی کبھی عیش کبھی غم ہی دنیا کیا کسی کی جاگیر ہی موت ہر وقت دامنگیر
ہی بچشم خیال اگر دیکھا جاوے تو قضا خود ہر شخص کی نگہبان ہی جب محافظ حفاظت
سے ہاتھ اُٹھاے نگہبان ہی دشمن ہوجاے انسان ضعیف البنیان کیونکر بچے موت سے کسکو
چارہ ہی اسکے خوف سے دل پارہ پارہ ہی ملک الموت کا قاطع لذات نام ہی مجمع کا متفرق
کرنا اسکا کام ہی سہاگن عورتونکو بیوہ کیا بھائی سے بھائی بھی جدا ہوا ضعیف باپ نوجوان
فرزند کی لاش پر روتا ہی رونے پیٹنے سے کیا ہوتا ہی جس معشوق کو پہلو مین سلاتے ہین اُسکو
مکان تنگ و تاریک مین بند کرکے چلے آتے ہین نظم

ناسازی زمانہ سے کیسے کہان کہان تک	بیزار ہوگئی ہی جسم حزین سے جان تک
رکھکر لحد مین مردہ کوئی نہ پاس ٹھہرا	خویش و عزیز سارے بس تھے فقط یہان تک

اب ان فقرات عبرت آمیز سے مصنف کی مراد ظاہر ہوگی کہ وہان افراسیاب کی آواز آئی زمین
مثل گہوارے کے کانپی طائر گھبرا کر اپنے اپنے آشیانون سے اُڑے اژدرون نے مسکن چھوڑے
پریون نے محبت شجر سے منہ موڑے پہاڑون سے پتھر گرنے لگے کل صحرا مین تلاطم شیران دشت
کے ہوش و حواس گم اس زور شور سے افراسیاب جادو پہونچا اہول مربع نشین قدم
نہ بڑھا سکا افراسیاب للکارا کیون اہول میرا حال نہ معلوم تھا شعبدہ کرکے میرے گنہگارونکو
نکال لایا اگر جان کی خیر چاہتا ہی میرے قیدیون کو حوالے کر دیکھ اپنے خون سے ہاتھ نہ بھر اہول
نے جواب دیا او مغرور کیا بکتا ہی مردان عالم مرنے سے کب ڈرتے ہین جو کچھ کرتے ہین سمجھ کے
کرتے ہین افراسیاب جادو نے سنگریزہ اُٹھا کر مارا اہول پر پتھر برسنے لگے اُس فلک شکوہ
نے پتھرون سے اپنے کو بچایا ایک پتھر ناند پر پڑا اسکے ٹکڑے اُڑ گئے ایک پتھر سینہ پر
افراسیاب کے پڑا ضرب سے اُسکی چوتڑون کے بل زمین پر بعد سے گرا اہول نے قہقہہ
مارا کہا او نمک حرام بدانجام سنبھل مین آپہونچا یہ کہکر جھپٹا جب تک افراسیاب جادو خاک سے
اُٹھے ایک رول افراسیاب پر مارا سر پر افراسیاب کے پڑا کڑاکے کی آواز آئی افراسیاب

کو تیوراتا گیا مگر یہ تو ملعون وہ سخت جان ہے کہ اسکا مرنا دشوار ساحر غدار جبتک لوح طلسم کشا کو
نہ ملے مرنا اسکا مشکل ہے سحر و علوم نیرنگ مین بھی کامل ہے حکمایان اشراقین کا یادگار ساحر کامل
اٹھارہ سو ملک کا سردار رول کھا کر بقہر و غضب تمام اٹھا تیغۂ برق مثال کمر سے کھینچا اژدہا غار
سے بل کر کے نکلا ابھی ذلت اٹھائی سر مین چوٹ کھائی بموجب مثل خوب سرکوبی ہوئی اب سر کی
کھا کر خیرہ سر سنبھلا سودا سے غرور سر سے نہ نکلا افراسیاب خانہ خراب تیغۂ سحر کھینچکر چلا نعرہ

کوہ شگاف کیا نعرۂ افراسیاب
مرا نام ہے شاہ افراسیاب
دلیرون کو ہے مجھسے شرم و حجاب
ہلا سے جہان سحر مین بجیل
مرے آگے قطرہ ہے اک رود نیل
زمانے کا مین اپنے جمشید ہون
کہ مین چرخ افسون کا خورشید ہون
نہین کوئی عالم مین میرا نظیر
مری اوج سے پست ہے چرخ پیر
اگر سحر پڑھکر اشارہ کرون
فلک کو زمین پر ابھی کھینچ لون
بکبر و نخوت تمام کلمات غرور زبان پر

قریب احول کے پہونچا ہاتھ تیغ کا مارا اُسوقت بھی احول نے خوب خوب سحر لیے افراسیاب پر آگ
برسائی مگر موت دامنگیر تھی تیغۂ سحر افراسیاب پڑا اُس بہادر بے نظیر کا سر کٹ کر زمین پر گرا زمین
سے خاک اڑی صاف ظاہر تھا کہ زمین احول کے غم مین خاک اڑاتی ہے کوہ و دشت سے رونے
کی صدا آتی ہے شجر آپسمین سر ٹکرانے لگے سوز غم مین شجر کے کلیجہ سے چنگاریان نکلتی تھین گھاسیان
جلتی تھین نخل دشت شاخ سے سر پیٹنے لگے پتون نے کف افسوس ملے ہر شجر کی حالت تباہ
ہر شجر بشکل آہ ہنگامہ گیر و دار بلند طائران صحرا در وحشان بیابان در کلاشہ زمین پر گر کر تڑپا محجوب خاطر
سامعین رہے جو ساحر کے مرنے کی صدا آتی ہے کہ قتل مرا نام فلان بود یہ آواز نہین آئی انجام
اس آواز نہ آنے کا انشاء اللہ وقت پر تحریر ہوگا ناظرین حظ اٹھاینگے بہت پسند فرماینگے
مگر افراسیاب خانہ خراب جوش قہر و غضب مین تاج کو سنبھالتا ہوا تلاش مین صرصر و غیرہ کی اُدہر
کوہ مین آیا اتنا کا وہان اندھیرا پایا افراسیاب جادو کو حیرانی نے گھیرا مشعل سحر کو روشن کر کے
وہ تیرہ بخت دیکھنے لگا کسی سردار کو اس درۂ کوہ مین نہ پایا مثل غول صحرائی بڑی سختی اٹھائی پہاڑ
کے اندر دوڑتا پھرتا ہے کبھی ٹھوکر کھا کر گرتا ہے جب سردارون کو کسی مقام پر نہ پایا زمین مین
ٹٹولنے لگا حیران تھا کہ یہ کیا غضب ہوا گنہگار میرے کیا ہوئے آخر بدحواس ہو کر بیرون
درۂ کوہ آیا ران پر ہاتھ رگڑ کے دیکھا معلوم ہوا کہ مہران شمشیر زن دختر کوکب نکالے

لیگئی اور حقیقت مین معرکہ یہ ہوا کہ جب افراسیاب جادو احول سے لڑائی مین معروف ہوا
اتنے عرصے مین ملکہ بران شمشیر زن سحر تو جلدی مین نہ اتار سکی مگر سردارون کو تخت پر ڈال کر
باغ نگارین مین لیگئی افراسیاب کو جو یہ معلوم ہوا قہر و غضب مین یہ کہتا ہوا چلا کہ آج دختر کوکب
کا ستارہ گردش مین آیا میرے ہاتھ سے قضا تھی میرے گنہگارونکو لیگئی مجکو داغ دے گئی غصے
مین چلا یہان ملکہ بران شمشیر زن سردارون کو لیکر باغ نگارین مین پہونچی وسط باغ مین چبوترے
پر لا کر اتارا قصد ہوا سب کا سحر اتارون مگر دیکھا سب کے منکے ڈھلے ہوے آنکھین بند بیہوش
کلام کرنے سے معذور نہ عقل نہ شعور سب سے زیادہ عیارونکو بلا مین مبتلا دیکھا خواجہ عمرو کا لباس
پارہ پارہ جسم پر آبلے اول ملکہ بران قریب خواجہ عمرو کے آکر بیٹھی سحر کرنا شروع کیا مگر سحر افراسیاب
خانہ خراب کا بھی دفع ہونا دشوار ہی بران نے جوڑے سے اختر مروارید نکالا پیشانی پر اپنی نشتر مارا
وہ خون اختر پر ڈالا مروارید کو لعل بے بہا بنایا حوض مین سے پانی لیکر ایک کاسے مین چند غوطے
اختر مروارید کو دیے آبروے مروارید پانی مین شریک ہوئی اس پانی سے منھ خواجہ عمرو کا دھلایا
کلمہ پڑھکر خواجہ نے آنکھ کھولی بالین پر اپنے بران شمشیر زن کو دیکھا پوچھا ای نور نظر کیا مقام ہی ہم یہان
کیونکر پہونچے بران نے کہا خواجہ خدا نے فضل اپنا شریک حال کیا افراسیاب آپ سب
صاحبون کو گرفتار کر کے لیچلا تھا عم نامدار احول مربع نشین ذی وقار نے آپ سب صاحبون
پر جان اپنی نثار کی لونڈی آپ سب صاحبون کو اٹھا کر اپنے باغ مین لائی مگر اٹھکر کنارے ہو جیے
افراسیاب آیا چاہتا ہی صرف عیارون کا سحر ملکہ بران شمشیر زن اتار نے پائی تھی اب طرف
سردارون کے متوجہ ہوئی کسی قدر اتارا ہی کسی قدر باقی ہی کہ آسمان پر سے افراسیاب جادو کا
نعرہ ہوا پکارتا ہوا کہ او چھوکری کیون قضا دامنگیر ہوئی ہی آج تیرے قتل کی تدبیر ہوئی ہی میرے
گنہگارون پر دست انداز ہوئی تمھارے چچا جان کو تو مار ڈالا لاشہ اسکا پڑا پھڑکتا ہی جا کے انکے
دفن و کفن کی تدبیر کرو یہ کہتا ہوا کف منھ سے جاری زمین پر آیا بران نے بڑھکر مقابلہ کیا سرداران
بیہوش کو پشت پر لیا ملکہ مہرخ و بہار ہوشیار ہو چلی ہین دیکھ رہی ہین کہ بران و افراسیاب سے سحر
چلنے لگا بران نے مجربات تمام سینہ اپنا سپر کر دیا ہی چاہتی ہی مین قتل ہو جاؤن مگر ان سبکو بچاؤن افراسیاب
کے سحر الامان الامان زمین تھرائی آسمان سے آگ برسنے لگی باغ نگارین کیسا پر بہار تھا نرگس سے

گھبرا کر آنکھین بند کرلین کہ بربادی باغ نہ دیکھون سنبل بصد پریشانی بالون کو کھوئے مصروف دعا طفلان غنچہ کو بیکلی کہ ایسے باغ پر بہار مین یکایک باد خزان چلی سرو گھبرا کا نپ رہا ہی باغ سے نکلجانے کی فکر عذر لنگ سے پابگل قمری کا طوق گلوگیر عوض کو کو کے آہ وزاری کی تدبیر سوسن کی زبان مین کانٹے پڑے خار پھولون سے اُلجھنے لگے بلبل کو شغل آہ وزاری طایر مصروف بیقراری رنگ باغ دگرگون بید مجنون کو جنون عشق ہیجان کوہ حشیش الجھن مین خاطر مشوش بران باران سحر بہ ساقی ہی باغ کو صرصر گرم سے بچاتی ہی مگر جھونکون سے ہوا کے آواز گریہ وزاری آتی ہی عندلیب خوش نوا بصد

رنج والم یہ غزل گاتی ہی غزل
بنانے سے یہ مطلب ہمنے پایا
ستانے کے لیے ہمکو بنایا

بشکل اشک ہون ناقدر و بیقدر
وہ گوہر ہون کہ کھویا جسنے پایا
نہ طعنہ تھا نہ شکوہ تھا مرا نام

عجب ہی تیرے لب پر کیونکر آیا
سرشک چشم کوئی آبلہ تھا
جو نشتر نوک مژگان نے لگایا

وہ مشتاق شہادت ہی دم ذبح
گلے سے مجکو خنجر نے لگایا
نہ اٹھا گر کے آنسو کی طرح سے

عدم کا لطف ہنسنے نے دکھایا
ہوا سرمہ بھی شاہد حسن انجام
جو ایسا تیری آنکھون مین سمایا

مزا جوش محبت نے یہ بخشا
گلہ بھی شکر ہوکر لب پر آیا
ہوئی جھوٹی قسم کھائی جو منظور

خوشا قسمت مین انکو یاد آیا
مگر واعظ بھی کوئی دردِ دل ہی
کہ میٹھا آپ اور مجکو اٹھایا

نسیم اعدا سے شکوہ کیا ہی زمرگ
ہمین یارون نے مٹی مین ملایا
ملکہ مہرخ و بہار یہ حال پر ملال

دیکھکر چاہتی ہین اپنے مقام سے اُٹھین بران کے ساتھ جنگ مین شریک ہون مگر دست و پا بیکار زبان کو لکنت صاف دہن تنگ پر مہر خاموشی ہوشیاری پر غالب بیہوشی اُٹھنے کا قصد کرتی ہین دل بیٹھا جاتا ہی غش چلا آتا ہی ضعف کو قوت ناطاقتی کو طاقت ہی لیکن رخسار پر حیرت چہرے سے ظاہر لقاہت دو تین سحر ملکہ بران شمشیر زن نے افراسیاب کے دفع کیے قہر و غضب کے تیر سینہ پر لیے بارہ سو کنیزین افراسیاب پر سحر کر رہی ہین آنکھون کے اشارے سے افراسیاب ہر ایک کے سحر کو ٹالتا غصہ سے آنکھین نکالتا ہی ہر مرتبہ کہتا ہی کہ سامنے سے ہٹو گنہگارون کو قتل کرنے دو مگر سب نے چہار طرف سے گھیرا ہی کئی سو نے اپنی جان دی لاشے زمین پر تڑپ رہے ہین گویا تارے خاک پر پڑے ہین افراسیاب نے پیچھے ہٹ کر ایک دو ہتڑ زمین پر مارا یا سامری کہکے نعرہ کیا ملکہ بران شمشیر زن مع اپنی بارہ سو کنیزون کے

زمین پر گری زبانین بند ہو لیان سحر کی جل گئین افراسیاب تیغ کھینچکر چلا کہ ان سب کو قتل کرنی
ایک کو زندہ نہ چھوڑون کہ یکایک آسمان سے نعرہ ہوا خبردار او بچا کیا کرتا ہی مین آ پہونچا نظم

سنم ماہ افلاک علم و ہنر
یل صف شکن صاحب ہوش آن
خبردار سازم کہ ہشیار باش

ہنر بر دمان کوکب نامور
دلیر و عدو کش شہ بے نظیر
ازین خواب خرگوش بیدار باش

سنم قاتل کافران جہان
لعب یافتم خاص رد غضنفیر
افراسیاب نے دیکھا کوکب

بسطوت و صولت تیغ برق مثال ہاتھ مین سامنے افراسیاب کے آیا بران و مرخ وغیرہ جو زمین
پر تڑپ رہی تھین انکو پشت پر لیا افراسیاب نے بڑھکر وار کیا کوکب نے تلوار کو تلوار پر
بچا لیا شعلہ ہاے آتش دونون کے سر سے اڑنے لگے کبھی کوکب برج آتش مین چھپ گیا
باران سحر برسا کے نکلا کبھی افراسیاب برج خاکی مین مخفی ہوا دو چار سحر آپسمین چلے کہ
افراسیاب نے نعرہ کیا ارے کوئی حاضر ہی ہر چند کہ افراسیاب سرحد غیر مین آیا ہی مگر طلسم ہوش ربا
حقیقت مین مقام ہوش ربا ہی نعرہ کرتے ہی افراسیاب کے ایک پریزاد نہایت حسین
شمشاد قد خورشید خد کشتی ہاتھ مین چشم زدن مین سامنے افراسیاب کے آئی اسمین ایک تاج
مکلل بجواہر رکھا تھا فوراً افراسیاب کے سر پر رکھدیا اور خود غائب ہوئی اب تو چہرہ
افراسیاب کا سرخ ہو گیا چہرے پر جرات کے آثار ہویدا شجاعت و شوکت ناصیہ سے پیدا تلوار
پلٹکے کوکب پر جا پڑا کوکب نے چاہا تلوار پر تلوار کو روکون عکس تاج کا پڑا آنکھین جھپک گئین
تلوار سر پر کوکب کے پڑی سر زخمی ہوا کوکب پیچھے ہٹا افراسیاب نے کوکب کو سایہ مین تلوار کے
لیا چاہتا ہی کہ ہاتھ مارے کوکب جب افسون کرتا ہی ایک شعلہ بھڑک کر سامنے افراسیاب کے آتا
ہی افراسیاب کچھ پڑھکر اسے بجھاتا ہی پھر بڑھتا ہی مگر کوکب پر وقت تنگ تاج کے عکس نے
کوکب کو پریشان کیا ہی یکایک ایک نخل بلند سے آواز آئی اے شہنشاہ کیا کہنا تجھ پر سایہ سامری و
جمشید کا رہے دشمن تیرا جفاے شکست سے منہ ملکہ حیرت جادو افراسیاب نے دیکھا صاف نظر آتا
ہوتا ہی کہ حیرت آسمان سے اتری شاخ نخل بلند پر ٹھہری ہی دوپٹہ سنبھالتی جاتی ہی ہاتھ مین اسباب
سحر شاخ نخل سے کود ی افراسیاب نے کہا ملکہ قریب نہ آنا کوکب سحر کرتا جاتا ہی مین نے زخمی کرکے نیم بسمل
کیا ہی حیرت نے کہا اے شہنشاہ ع دو دل یک شود بشکند کوہ را + یہ کہتی ہوئی قریب پہونچی ذرا پلک

افراسیاب کی جھپکی تھی نعرہ کرکے حلقہ ہائے کمند مارے آواز دی ہم ہین برق شعار طراری نہنگ بحر عیاری
طرار و خنجر گذار خواجہ عمرو نامدار چودہ حلقے کمند کے گردن مین افراسیاب کی پڑے ادھر سے کہکر لپٹا عمرو
نے جناب بیہوشی منہ پر مارا افراسیاب چرخ کھاکر زمین پر گرا عمرو نے آواز دی اے شہنشاہ لینا کوکب
تلوار لیے ہوئے جھپٹا یکایک سارا زمین شق ہوئی ماہیان زمرد پوش بصد جوش وخروش حرکت کرتی ہوئی
زمین سے نکلی نکلتے ہی ہاتھ مین دانے ماش کے تھے کوکب پر پھینک مارے کئی خنجر ٹوٹے پیکان تیر
کے جسم پر کوکب کے پڑے کوکب انکے دفع کرنے مین معروف ہوا ماہیان نے بغچہ مین افراسیاب
کو دبایا دونون پانون مار کر غرق زمین ہوئی صاف مثل برق تڑپ کر نکلگئی ماہیان کے آنے سے
عمرو گلیم اوڑھکر مخفی ہوا تھا گلیم اتار کر اپنے کو ظاہر کیا کوکب دوڑکر خواجہ سے لپٹ گیا کہا اے شہنشاہ
عیاران عالم اے محترم و محتشم ماشاء اللہ کیا اسوقت کام نمایان کیا اسوقت افراسیاب نے خاتمہ کردیا
تھا سر پر اسکے تاج طلسمی پر پرواز رکھی تھی اے خواجہ افراسیاب نہایت صاحب اختیار ہے عکس سے
تاج کے آنکھون مین اندھیرا آنے لگا تھا بڑی قباحت تھی جان بچنے کی اور کون صورت تھی خوب آپ پہونچے
خواجہ سے شہنشاہ کوکب بغلگیر ہوئے ہاتھونکے بوسے لیے سب سردار مع ملکہ بران بیہوش پڑے
تھے خواجہ نے کہا اے شہنشاہ اپنے سحر اتار لیے ہوشیار کیجیے کوکب نے کہا خواجہ اتنا تو مژدہ سنادو
کہ اسد و مہ جبین قبضہ مین آگئے عمرو نے کہا اے برادر بجان برابر یہ شب شب قیامت ہے یاران کے
ساتھ نقب سے راستہ جابجا اسد و منتظر موجود افراسیاب نے جو کام کیا ساتھ تنگی و مضبوطی کے بحال
و تھی کہ اس راہ پر خوف کو کوئی طرح تار رہا آپ نے پہونچایا شکر ہے کہ شہسوار عرصہ یکہ تازی اسد
بن کرب غازی و ملکہ مہ جبین کو چھڑا لایا کوکب روشن ضمیر کا خوشی سے چہرہ سرخ ہوگیا
پلٹ کے حکم دیا کہ قصر جمشید سے فلان صندوق مین شیشہ آب دمیدہ سحر موجود ہے اسکو
بہت جلد لاؤ ملازمان باآبرو و خیرخواہان خوش رو فوراً شیشہ آب نایاب کو لائے کوکب نے اسی پانی
سے منہ مہرخ وغیرہ کے دھلائے چہرے سردارونکے مثل ماہتاب روشن ہوگئے گویا آب حیات تھا فوراً
اٹھ بیٹھے سب سردارونکے بعد کوکب نے اپنے گوہر بے بہا کا منہ دھلایا بران بھی اٹھین ملکہ مہرخ و بہار
و نافرمان و شکیل جادو و صدر و برق و ملکہ سرخ مو سے کا کلکشا و خورشید زرین تحرو باغبان قدرت
و معمار قدرت وغیرہ اٹھے آپسمین گلے ملنے لگے وہی باغ نگارین جو ابھی محل رنج و الم تھا اب قدرت سے

باغبان قضا و قدر کی پر بہار ہوا شاخین جھومین درختون نے سرکشی کی غنچے مسکرائے پھول رنگ لائے نرگس کی انکھڑیان نشیلی ہر شاخ نخل رنگیلی سنبل کی زلفین لہرائین سوسن نے ہولیان گائین بلبلو کے چہچہے کبک خوش رفتار کے قہقہے سوسن کی زبان درازی دیکھکر طائران خوش الحان کو تاب نہ آئی یہ اشعار زبان پر جاری کیے اشعار بہاریہ بطور خمسہ

کچھ خبر دیتی ہی فریاد عنادل باغ مین — کوئی چھولیگا شگوفہ آج اے دل باغ مین
موت کا سامان ہی یہ رنگ محفل باغ مین — زعفرانی پہنے ہی جوڑا وہ قاتل باغ مین
ہنس رہے ہین گل برنگ زخم بسمل باغ مین

دیکھ الفت کے اثر جل تو بھی اے دل باغ مین — یہ تماشا یاد رکھنے کے ہی قابل باغ مین
تام عاشق اُس سے ہوتا تھا جو حاصل باغ مین — آکے فرماتا ہی وہ لیلی شمائل باغ مین
بید مجنون کے تلے ٹھہرا او محمل باغ مین

خوب گلگشتین ہوئین جام ہو اسمر پیے — تازیانِ ہوش جو کچھ ارادے سے کیجیے
ای صبا خود رفتگی مین رو سے گل کیا دیکھیے — چاہیے سیر چمن رنگین مزاجون کے لیے
ہم سے دیوانے ہین کب جانے کے قابل باغ مین

کچھ دنون ہی سر بلندی پھر وہی افتادگی — اپنے اپنے وقت پر ہر شے کو ہوتا ہی یہی
نخل مریان تشنہ ہی بجلی کی سر پر کڑی — آمد باد خزان کیا ہی قیامت خیز تھی
شور محشر تھی آہ عنادل باغ مین

کیا خداوند ازل نے حسن کو بخشا فروغ — جلوہ ہوتے ہی روش کے شمع کا گل تھا فروغ
خودنمائی پر جو آیا روے روشن کا فروغ — پرتو رخسار جانان سے بڑھا ایسا فروغ
چاندنی کو ڈھونڈھتا ہی ماہ کامل باغ مین

اسقدر طوفان اٹھا سب شناور ڈر گئے — باغبان صیاد گلچین غرق ہو ہو مر گئے
حوصلے دریا دلی کے قہر برپا کر گئے — بحر اشک بلبل گریان سے جل تھل بھر گئے
خاک دکھین شاہد گل لطف ساحل باغ مین

لاکھ پھولون سے زیادہ ہین ہمارے دل کے داغ — دیکھتا ہی جب کبھی ہوتا وہ گل باغ باغ

میری باعث سنت گلچین سے ہی اسکو فراغ　　سیر گلشن سے شگفتہ ہوگیا وہ خوش دماغ

بوے گل ہی مثل دود شمع محفل باغ مین

حسب سرداران نامی وساحران گرامی مثل گل شگفتہ وخندان شکریہ باغبان قضا وقدر بر زبان
آپسمین ایک سے ایک بغلگیر کوکب سے خواجہ نے کہا اب ہم لوگ اپنی بارگاہ مین جاتے ہین کوکب نے کہا
ہم عقب مین آتے ہین دیدار فرحت آثار طلسم کشا سے فیضیاب ہون دشمنوں کے دل جلکر کباب
ہون ملکہ مہرخ وبہار وجملہ سردار تخت سحر کے تیار ہوے خوشی خوشی سوار ہوے طرف اپنے لشکر
کے چلے کوکب وبران وملکہ اختر بن سہیلان وملکہ مجلس جادو وملکہ شگوفہ سحر سار خوشرو
وغیرہ قصر جمشیدی مین آکے باور جبار دست وخورشید روشن راے کو کوکب نے حکم دیا کہ
کشتیان جواہرات کی براے نذر طلسم کشا وپیشکش ملکہ مہجبین حور لقا آراستہ کرو جامے لشکر وردیان
عمدہ تقسیم ہون کہ جنکی آب وتاب سے فلک اطلس شرمائے ہر ملازم خوشی سے پیرہن مین نہ سمائے
ہمارا اور خواجہ عمرو کا چولی دامن کا ساتھ ہی دشمن کا گریبان ہی اور ہمارا ہاتھ ہی کارگزاران شہنشاہی
تیاری مین مصروف ہوے ساقی نامہ وجشن رہائی اسد وجہین

ہی غیرت باغ ہر بر و دشت
اب دور فلک سے دل ہوا شاد
ہی مستی بادہ خوار کے دن
کیا رنگ چمن بہار پر ہے
شمشاد کھڑا ہی سخت حیران
ہی وجد فزا نواے بلبل
کیا چہچہی ہاے قمری
کیا کیا ہی مچا رہا ہی دھوم ابر
سیر گل ولالہ زار دیکھین
شاید اسی طرح چین آئے
مسرور ذرا ہو جان غمگین

پھر لب سے مرے اسے لگا دے
ہی نام جمل کا مہر آباد
تو مین کس سکین یہ ایام
عالم گل ولالہ زار پر ہی
اور دیکھے جلوہ ہاے شمشاد
قربان ترانہ ہاے بلبل
باندھے ہی ہوا نسیم کیتی
آتا ہی سدا م جھوم جھوم ابر
اٹھین لب آبجو یہ یک دم
ہی ٹھہرے کچھ اضطراب جائے
ہو چارہ پذیر درد الفت

ساقی ہین یہ روز ہاے گلگشت
ساغر کی مثل پلا دے
ہین جلوۂ نو بہار کے دن
گلگشت چمن کے ہین یہ ایام
آتا ہی نظر جو سرو بستان
پابند طرب ہی سرو آزاد
دلکش ہی غضب صداے قمری
ہی روح فزا نسیم کیتی
چل سوے چمن بہار دیکھین
پی جائین سبو سبو یہ یک دم
پائے دل غمزدہ تسکین
اٹھ جائے جہان سے گرد کلفت

پامال کرے نیلون غم عشق
اس حال خراب سے جئیں ہم

جینے دے عذاب ہمدم عشق
خونناب کھاتا کب پیے دل

اس رنج عذاب سے جئیں ہم
تڑپے ہی شراب کے لیے دل

نغمہ سنجان شاخسار ریاض خوش بیانی و زمزمہ پردازان حدیقۂ سخندانی گلچینان دوحۂ تحریر و
تقریر و عندلیبان گلشن تسطیر دلپذیر غنچۂ انجمن مشتاقان مین یون چہچہے کرتے ہین شعر مرتب کن جشن
این داستان چنین سے نگارند با عز و شان شہنشاہ خنجر گزاران دسر برندۂ جادوگران باج ستانندۂ
سرکشان کافران افسر عیاران صاحب جاہ و وقار خواجہ عمرو نامدار مع مہرخ و بہار وغیرہ آکر داخل
بارگاہ آسمان جاہ ہوئے حکم قضا شیم صادر ہوا کہ برائے ملکہ مہ جبین تکلف تمام تخت طاوسی
آراستہ ہو و برائے ہژبر بیشۂ جرأت نہنگ بحر جلالت سرخیل پہلوانان آہنی اسد غازی پلنگ جواہر نگار
پیراستہ ہو کارگزاران لشکر ظفر اثر و جان نثاران نامور کمر ہمت باندھکر بصد کر و فر آمادہ ہوئے بارگاہ
گردون اشتباہ زرنیفتی وہ استادہ ہوئی کہ قبہ پرنور جسکا خورشید درخشان سے ہمسری کرتا تھا طنابین
زلف حور کی ایستادے الماس نگار ستون مرصع کار قناتین پردہ پوش صاحبان عفت پردہ پردہ دار
حجاب نشینان عصمت حمام کے گرم کرنے پہ مغتامان جابجا بدست سرگرم ہوئے نازنینان دریا دل جوانان
آبرو دار دو جانب حاضر ہین ایک سمت اسد شیر دل ایک جانب ملکہ مہ جبین الماس پوش نہا کو لاکر
داخل کیا حوض نایاب پر از آب صاف و شفاف جسکے سامنے گوہر بے آبرو مہر و ماہ فلک کو آسمین
غوطے لگانے کی جستجو اسد نامدار غسل کرکے جامہ خانہ مین آئے صاف ثابت ہوتا تھا کہ وہ ماہ تابان
برج آبی سے برآمد ہوا کنیزان ذیہوش ملکہ مہ جبین الماس پوش کی خدمتگزاری مین مصروف ہین
ملکہ مہرخ و بہار و جملہ تاجداران عالی وقار شاہزادیان حورنژاد دونون کے استقبال کو باادب
تمام ایستادہ ہوئین سب کو قاعدے پیشوائی کے بخوبی یاد ہین سب گوش بر آواز ہین اپنے تیر اقبال پر
ناز کنیزین بڑھ بڑھ کے خبر دے رہی ہین ملکۂ عالم قمر حمام سے برآمد ہوا چاہتی ہین لباس زیب جسم
فرما رہی ہین کوئی تاجدار ہنستا ہوا اڑہکر آتا ہے اسد غازی کی تشریف آوری کی خبر سناتا ہے کہ لباس جسم
اقدس پر آراستہ کر چکے سلاح خانہ مین تشریف لیگئے ہین مسلح ہو کر برآمد ہونگے آنکھین مشتاقان دیدار
کی نرگس وار کھلی ہین تخت طاوسی آراستہ دنگل جواہر نگار پایۂ چہارم تخت پر بصد کر و فر بچھایا گیا یکایک
صدائے بسم اللہ الرحمن الرحیم کی بلند ہوئی روح سامری و جمشید دردمند ہوئی سب نے نگاہ اٹھا کر دیکھا

ایک جانب ملکہ مہ جبین سیمبر غنچہ دہن گلبدن قد دلجو رشک سرو لب جو چہرہ ماہ تابان جبین انور خورشید
درخشان ابروے خمدار کو کس سے مثال دون ہلال فلک کیونکر کہون یہ ابرو ہین یکتا ہلال انگشت نما
خنجر ہین تلوار ہین قدرت پروردگار کی حسن عارض بدر آسمان کمال ہی گل تر گلشن ناقص مثال ہی
لب جان بخش عیسی مریضان محبت غنچہ دہن تنگ اسرار الفت دندان موتیون کی لڑیان جمال
بیمثال حیرت افزا سانچے مین ڈھلا ہوا سراپا ایک جانب سے اسد نامدار بصد شوکت و وقار
سلاح ذات پر آراستہ رستم شوکت فریدون جلالت چہرہ پر نور آفتاب عالمتاب شہریاری پیشانی
کوکب شش جہت افروز جہانداری دہن کی صفت مین فکر جو کی ظاہر ہوا کہ ایک بات ہے لبون سے پیدا
اعجاز کرامات ہی شیر صولت رستم ہیبت صاحب علم و نشان روح روان حمزہ صاحبقران کے بیٹے
سرداران صف شکن تیغ زن فنون جرات سے ماہر غیر ساحر سایہ مین تلوار زنون کے شاہزادہ والا قدر
کو لیے ہوے داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوے خلعت ہاے فاخرہ سرداران نامی کے زیب جسم
بارہ ہزار کنیزان مرصع پوش ایک ایک حسن مین بے نظیر جیسے رشک ماہ منیر ناز و کرشمہ و انداز ہمدم و ہمراہ گرد
ملکہ مہ جبین ایک پہلو پر تخت کے ملکہ مہرخ ایک جانب معشوق گلعذار ملکہ بہار ایک پایہ پر صاحب سطوت
و صولت باغبان قدرت چوتھے پہلو پر بیٹھ گیا ملکہ مہرخ موسے کا کلکشا چالیس مشیر چالیس وزیر حکما
و ندیم ہمخواران قدیم اپنے اپنے مقام پر مصر خرم خاموش بحر شادی و عیش کا جوش اس کروفر جاہ و حشم سے خواجہ
عمرو مرغ زرین بنے ہوے خلعت فاخرہ سے مخلع زرہ ہی آنکھیں چلتی ہوئین پشت پر جانماز ٹنگی
مہتر برق فرنگی عاقل و کامل مہتر ضرغام شیر دل آفتاب عالم افروز مہتر جانسوز صاحب لعبہ گران
مہتر قران عیار بیباک مہتر چالاک باہمہ عیاری سے آراستہ تنبورہ ہاے زرنگی سے پیراستہ ملکہ
مہ جبین کو تخت طاؤسی پر جلوہ فرما کرا کے اولاں اول خواجہ عمرو نے نذر دی ملکہ مہ جبین مسکرائین کہا
تو نظیر مین تو خود گدا ہو میری نذر پر تہ ہاتھ رکھیے اب کل سردار نذر دینگے ہم لیتے جائینگے جمع رکھین گے
وقت پر حساب سمجھا دینگے خواجہ عمرو یہ کہکر دامن پھیلا کر کھڑے ہوے نذرین گذرنے لگین سب سے پیشتر
ملکہ مہرخ یہ کہکر جھکین کہ داری شکر ہی جس روز سے تمھارے دشمن قید ہوے تمھاری نیابت مین عہدہ
سلطنت پر قائم ہی آج تسکین ہوئی حق بحقدار رسید ایک سو ایک تختی الماس کی پیش کی خواجہ
دامن پھیلائے کھڑے ہین دامن مین نذرین لیتے جاتے ہین گلہاے نذر نچھاور ہین پر رکھکر ملکہ بہار نے

سامنے اُس سرو حدیقۂ سلطنت کے پیش کیے ساحر بیدیل شاہزادہ شکیل نے تیغۂ برق مثال ہاتھ پہ رکھکر واسطے نذر کے خم ہوا خواجہ عمرو نے فرمایا آج سپاہگری کا کام نہین ہی نقدی لایئے جواہرات نذر مین دیجیے شاہنشاہ گیتی ستان کے ملبوس جان ہو تصدقات اُتار کے ہمکود و خانہ کعبہ کو روانہ کرین تمام سرداران شادان و فرحان نذرین دینے مین مصروف ہین سترہ سو نقارے پر چوب پڑی روشن چوکی بج رہی ہی غزلین بہار کبادی کی شہنائی مین بجارہے ہین تائین اکڑ رہے ہین اسد شیر دل دنگل سپہ سالاری پر جلوہ فرما معشوق حور نژاد پر نگاہ محبت پڑ رہی ہی ملکہ مہ جبین تخت طاؤسی پر بشوکت و سطوت جلوہ فرما ملکۂ نیکو نکی آمد کا ہنگامہ کئی ہزار طائفے در دولت پہ حاضر ہین دار وغۂ ارباب نشاط جوانان خوشرو منتظم کارگزاران سبکے ناظر ہین ہزارہا خیمہ استادہ ہوا ہی سرداران نامی کی بارگاہین اپنے اپنے مقام پر بازارین دلچسپ دوکانین عمدہ دوکاندار طرحدار بازار کھلے ہوے بیع وشرا پہ تلے ہوے ہر مقام پر سامان عیش و عشرت مہیا کل لشکر مین جشن کی دھوم تاجران جلیل القدر چلے آتے ہین دوکانین لیکر اشیائے نفیس بجا رہے ہین چند عرصہ اس سامان مین گذرا تھا کہ شاہنشاہ زرین پوش آفتاب عالمتاب سامان جشن بے نظیر دیکھ کر بنا بر تبدیل لباس قصر مغرب مین داخل ہوا اور سلطان گردون پناہ یعنی خسرو انجم سپاہ مشیران و وزیران ثابت و سیارگان ہمراہ فرش چاندنی آراستہ کرکے برائے ملاحظہ تماشائے دلپذیر بصد توقیر فلک نیلی پر جلوہ فرما ہوا کارگزاران شبلی سامان روشنی مین مصروف ہوے شعار جشن

ہر طرف فوج مین ہی آرائش
ہر روش کی نہین ہی گنجائش
شیشہ بازِ فلک ہی آتشباز
کہکشان سے ہوا ہوائی ساز
نہین رستون مین روشنی کے دیے
انجم ہی چشم روشنی کے لیے
شبِ شادی کی دھوم کی کیا بات
روز روشن تھی روشنی سے رات
آؤ ساقی کہ جمع ہین احباب
سب مہیا ہین عیش کے اسباب
لادہ جون آفتاب ساغر زر
آب گلرنگ سے لبالب کر
گرچمن زار و دشت و در کی سیر
ہین نہال آج آشنا و غیر
گل منقل شگفتہ سبکے کیے
خلعت فاخرہ سبھون کو دیے
ہر طرف رقص مین ہین دلربائی
بائے کوبان ہین سلسلہ مویان
شادمانی سے ہو نوا پرداز
ہی یہ منظور سب درست ہون ساز
گل و لالہ سے چشم باز کرے
رنگ صحبت کو دیکھ ناز کرے
چھیڑ ساز طرب نوا کے تئین
باندھ آواز سے ہوا کے تئین
وجد مین لا تو مے پرستون کو
یاد دے سالک سرود مستون کو
آؤ ساقی کہ روشنی ہی خوب

محو آرائش آج ہین محبوب
لالہ رنگ رخ نکویان کو
رنگ مجلس مین ڈال شیشے سے
جل گلابی کو ہاتھ مین لے لے

شیشہ شیشہ شراب ہی درکار
مایۂ ناز خوبرویان کر
ہو کے سرمست ہو تماشائی
ایک دم جام متصل دے دے

صحبت عیش کو جھکا ایکبار
اس پری کو نکال شیشے سے
حکم گشت ہی سپہر مینائی
ٹھاٹھ بندی جا بجا ہو رہی ہی

روشنی سے چراغان کے زمین بہتر از چرخ برین بارگاہ مین جھاڑ نایاب اشعاب کنول اُسکے روغن گل سے معمور جنکی روشنی سے عندلیبان گلشن عیش کو سرور بتیون مین تازنگاہ پریرویان یاشعاع آفتاب تابان بیاض سفیدی بحر وصل معشوقان صفاہری کی چربی اُسکے فتیلے نازنینان حورپیکر نے اپنے ناز و کرشمہ کے سانچے مین ڈھالے الماس کی ہر ایک مردنگ ہی آبروے گوہر بے بہا

جسکو دیکھے دنگ ہی طلسم
فیل پائی کے وہ چڑھے تھے گلاس
یا کلس عرش کے اتارے تھے

طرفہ فرشی کنول پہ تھا جوبن
جن سے شرمائے ساق الماس
زر در دیوارگیرون پہ بہار

نور ہو ایک جا پہ تھا روشن
فلک انجمن کے تارے تھے
کیسے پستان شاہد دیوار

پردے بارگاہ زرنفتی کے اُٹھے ہوے ہین کہ آسمان سے لگا ابر مرواریدی ظاہر ہوا خواجہ عمرو نے دیکھا کہ بھتیجی شہنشاہ کوکب روشنضمیر کی ملکہ اختر بنت سیلان فیل زور شمشیرزن تخت سے اتری بارہ سو نازنینان مرصع پوش ہمراہ شوکت و شان لشکر دیکھتی ہوئی خوشی سے چہرہ گلنار گلشن حسن پربہار داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئی سہ جبین واسد کو نذر دی کرسی جواہر نگار ملی محفل عرش منزل مین وہ مہ تابان جلوہ فرما ہوئی دوسرا لکہ یاقوت نگار بڑی دھوم سے اُٹھا معلوم ہوتا ہی کہ پردے سے ہوا دریا سے خوزوان جوش مار رہا ہی ملکہ بران گرد پریزادان حور پیکر وزیرزادیان رشک شمس و قمر بارہ ہزار صاحبان خاص ماہ رویان باخلاص بارگاہ مین پہنچین نذر دی شرف خلعت فاخرہ سے سرفراز ہوئین قریب تخت وفلک زرین پر بیٹھین خواجہ عمرو نے پوچھا ای نور نظر شہنشاہ کی تشریف آوری مین کیا دیر ہی ابھی تک کچھ انتظار مین ناچ نہین شروع ہوا ملکہ نے دست بستہ عرض کی سوار ہو چکے ہین تشریف لایا چاہتے ہین یہ کلمہ ناتمام تھا کہ ابر نورانی بصد ہیبت و جلالت مثل آفتاب تابان ہوا سب نے دیکھا کہ آگے آگے شہنشاہ پرجبیں زرین علم صاحب جاہ و حشم علمدار شہنشاہ کوکب فیل مست پر سوار ہی شعر سواری کے فیل کی وہ دھوم ؛ جیسے ابر بہار آوے جھوم ؛ علم زرنگار کی چھڑ بغل مین دبائے ہوئے پھریرا زرفشان

پرچم گیسوے حور جان اِس شوکت و شان سے شہنشاہ برجیس فیل سے اُترا اُسی پر بارہ ہزار جوانان
خوبرو و خوش خو چہر کو ایک علم یگانہ دیا خود منتظر آمد شہنشاہ مین صف باندھکر ٹھہرا ایک جانب سے شاہزادہ
جمشید بن کوکب مرکب بادرفتار پر سوار بارہ سو شیر دل مصاحب کمسن کم سبزہ آغاز جاہ و شوکت
مین سرفراز گھوڑے سے اُتر کر یہی مشتاق آمد پدر عالی مقدار ہونے لگا ابھی ابر عظیم اُٹھا کئی ہزار طائر
زیر ابر زمزمہ سرائی کرتے ہوے روے ہوا پر ٹھہرے ابر شق ہوا سب نے دیکھا شہنشاہ کوکب بصد توقیر
گرد پہلوؤن مین چار دن وزیر باوزیر چہار دست سپہ سالار نامور پایہ تخت پر شاہ کے با غرور کیے ہوے
اِس شد و مد سے آکر پہنچا تخت جواہر نگار سے اُترا مع شہنشاہ برجیس زرین علم و جمشید والا حشم قریب و ہیب
وزیران خوش تدبیر داخل بارگاہ ہوے اسد نامدار براے تعظیم کوکب روشن ضمیر ذی تمکن سے اٹھے کوکب
نے چاہا قدمون سے لپٹ جاؤن اسد نامدار نے سر سینے سے لگایا کوکب کی آنکھون سے آنسو ٹپک
پڑے جمال بے مثال سطوت و صولت و قد و قامت کو بہ نگاہ حسرت دیکھ رہا ہی مثل آئینہ چہرے پر حیرانی
چشمہ چشم سے اشکون کی طغیانی عمرو نے بڑھکر رومال سے اشکِ کوکب پاک کیے کہا بھائی آج روزِ
عیش و فرحت ہی بیقراری اشکباری کیسی سجدۂ شکر بے نیاز کرو اُسکی رحمت پر ناز کرو کہ عنایت ہوئی
مجھ سے ضعیف مشت استخوان کو مرتبہ سلیمانی عطا فرمایا اسد شیر دل کو گنبد نور سے رہا کرکے لایا کوکب نے
جواب دیا خواجہ خوشی کی تو انتہا نہین مگر اسوقت یہ خیال آیا کہ اس عرصہ دراز تک یہ ماہ اوج صاحبقرانی
بیچ گنبد نور مین غروب رہا کیا رنج و الم سہے شاہ جلیل پروردۂ صد ناز و نعم یکایک یہ ہجوم غم و الم
اسدن کی کسے امید تھی آج دیدۂ دل زیارت آفتاب چرخ صاحبقرانی سے روشن ہوے اسی کی حیرت
ہی اسوقت دل پر ہجوم لشکر عبرت ہی کلام حسرت انجام کوکب پر کل سردارون کے آنسو بھر آئے ہر ایک
نے اشک حسرت ٹپکائے کوکب نے دیکھا ایسا نہو محفل عیش کا رنگ دگرگون ہو پلیٹ کر تخت الماس
کی دست زبردست پر رکھکر سامنے ملکہ مہ جبین الماس پوش کے ختم ہوے عمرو نے مسکرا کر کہا برادر
تمھاری نذر کی کیا ضرورت ہی اگر قبول نہوگی تم رنجیدہ ہوگے تمھارا ملال ہمکو گوارا نہین ہی لاؤ بسم اللہ
خوشی تمھاری گلے سے اُتار کر کنٹھا یاقوت احمر کا شریک کر دو کہ تمھارا نام ہو چلتے وقت پھیر لینا کوکب
نے ہنسکر چند دانے یاقوت احمر کے جیب سے چاہے نذر مین شریک کیے خواجہ نے یہ بھی مال نذر زنبیل کیا
کوکب روشن ضمیر کو ذی تمکن یاقوتی پہلوے اسد غازی مین ملا آج پہلے پہل کوکب نے اسد نامدار کو

دیکھا جب اسد گنبد نور پر قید ہو چکے تھے تب خواجہ عمرو بعد عرصۂ دراز طرف ملک کوکب کے گئے اور شراکت
کوکب ہوئی آج نگاہ جو جمال بیمثال پر پڑی ہر حیران جمال و خجل دیدار خلق سے اسد کا کلام کرنا اور فرمانا
کہ ای شہنشاہ طلسم نورافشان ہم نہایت ممنون و مشکور ہین کہ محبت اہل اسلام مین کیا کیا کام نمایان ہوئے
گنبد نور مین زبانی جادوون کے ہمکو خبرین ملتی تھین جس زمانے مین جہانگیر نے آکر آفت برپا کی اور بوح حامل
کی سُن سُن کے دل گھبراتا تھا کلیجہ منہ کو آتا تھا کہ اگر یہ خبر رہا ہوتا تو انکو لطف ملتا آخر ثابت ہوا کہ نور نظر
ماما جان کے ہین وہ آکر زیرک کے فیلگئے ای شہنشاہ ہم رہائی کو قید سے بدتر جانتا ہون جس خواہش
مین مین آیا ہون اُسکا ابھی تک نشان بھی نہین ملا ماموں جان بخم گردہ ستم شکوہ سرفتنہ ملک باختر
پہلوانان تہمتن بدیع الزمان گرد لشکر شکن نہین معلوم کس مقام پر قید ہین ای شہنشاہ ہم تو آجتک
بالکل بیکار مجبور و ناچار ہو گئے ماما جان کو خدا سلامت رکھے اگر انکا قدم نہوتا کون ہمکو قید سے افراسیاب
کی چھڑاتا بزرگ ہزار ہا منزل پر یہان تو دربار مین یہ باتین ہو رہی ہین مگر دو کلمہ داستان افراسیاب
خانہ خراب کے بیان ہوتے ہین باغ ملکہ بران شمشیر زن سے ملکہ ماہیان زمرد پوش بجوش و خروش لیکر
افراسیاب کو باغ سیب مین آئی ملکہ حیرت جادو و سرمایہ برف انداز و ابریق کوہ شگاف
و مصور جادو و صورت نگار وغیرہ بھی یہان پہونچے بید لرزہم و برہم ہو گیا سب بادشاہ اپنے
اپنے ملک کو گئے ماہیان زمرد پوش نے افراسیاب جادو کو ہوشیار کیا افراسیاب جادو
غصہ مین آنجہا کہا کہ نانی امان تم مجکو کیون لائین ہائے اسد غازی چھوٹ گیا مین اپنی جان دونگا
حیرت رونے لگی بال کھولدیے کہا ہائے میرے شہنشاہ کو کیا صدمہ پہونچا ماہیان نے کہا ای حیرت
خاموش رہو ایسا نہو کہ میرا بچہ گلا کاٹ کے مر جائے اگر اسد غازی چھوٹ گیا تو ہمارا کیا نقصان ہوا
نمکحرامون نے یہ فساد برپا کیا ماران زمین کن و اسر جادو اگر نہ شریک ہو جاتین عمر بھر اسد غازی
نہ رہا ہوتا ان نمکحرامون کی فکر واجب و لازم ہے ملکہ حیرت جادو تم سامان لشکر کشی کرو جا کر مقابلہ مین
آکر اسکی تدبیر کیجائیگی جب ماہیان نے اسطرح کہا تو افراسیاب بھی بول اُٹھا کہ اسد غازی
کے رہا کرنے سے کیا ہوتا ہے روح پیر طلسم کی مفقود ہے بالکل نابود ہے ماہیان زمرد پوش
نے برائے تسلیم افراسیاب خانہ خراب جلسۂ عیش و نشاط آراستہ کیا ملکہ حیرت جادو و مصور
و صورت نگار وغیرہ کو ہمراہ لے کر اپنے لشکر مین چلی افراسیاب کو ماہیان زمرد پوش نے

شراب پلاکر مطمئن کیا اِس اثنا مین ملکہ صرصر و صبا رفتار وغیرہ پانچون عیار بچیان افتان و خیزان حیران و پریشان متردد و متفکر و متوحش آکر سوچتین دیکھا افراسیاب نشہ شراب سے مست بیٹھا ہوا لاف و گزاف کررہا ہی صرصر نے بڑھکر سلام کیا افراسیاب نے کہا ای صرصر ملکہ حیرت مع لشکر مقابلہ مسلمانان مین گئی ہین تم بھی جاؤ خبردار ابھی طبل جنگی نہ بجوانے دینا مقابلہ کا قصد نہ کرین ہم بدولت خود کدو کاوش کرینگے قتل مسلمانان مین کوشش کرینگے ہر چند کہ ناظمان دربند بھی آمادہ تھے مین مانع ہوا کہ سمجھ کے انتظام کیا جائیگا پانچون عیار بچیان بھی فوراً روانہ ہوئین یہان ملکہ حیرت جادو مع لشکر اپنی بارگاہ مین داخل ہوئین لشکر اہل اسلام سے کوس بھر ہٹ کر بارگاہ حیرت جادو استادہ رہتی ہی ہو جب طریقۂ قدیم بارگاہ مین آئی تخت پر بیٹھی پانچون عیار بچیان بھی آئین سب ملکہ حیرت جادو کو بہلا رہی ہین رنج رہائی اسد مین انتہا کا اٹھایا ہی سب سے زیادہ مرشد زادہ مصور بدخو سمجھا رہا ہی کہ ای ملکۂ عالم تصویرین کھینچکر دیکھیے تو مسلمانون کا کیا نقشہ کرتا ہون اگر ان سب کو دیوانہ کر کے نہ مارا تو نام اپنا نبیرۂ سامری نہ رکھا ہمین حیرت نے ملکہ صرصر سے کہا جا کر خبر لشکر باغیان لاؤ آج تو سب نگوڑے عیش کل کے بھولے بیٹھے ہونگے طلسم کشا کو چھڑا لیا اپنے نزدیک بڑا کام کیا ہو اصرصر سامری نہ کرے کہ پھر سے شہنشاہ کو غصہ آجاے نگوڑون کو جان بچانا مشکل ہوگا جلد لیکر آنا فوراً ملکہ صرصر شیر زن بہ اے خبر طرف لشکر مظفر اثر کے روانہ ہوئی یہان بارگاہ اہل اسلام مین ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی صحبت جشن آراستہ و ردیان نئی تقسیم ہوئی ہین باغ مسلمانان مین بہار

ہو باغیون کو خار ہی نظم
ہو مبارک یہ جشن خوش انجام
کچھ مزے سے بھی آشنائی کر

ساقیا دے وہ مے جو باقی ہی
دور گردون بکام عیش مدام
پڑھ غزل میر کی جو ہووے یاد

شادی ایسی بھی اتفاقی ہی
اے مغنی غزل سرائی کر
انکو اس فن مین کہتے ہین استاد

غزل میر تقی میر
کب تلک آئینے کا یہ حسن قبول
دیکھین ہم سب جب ایسی بو بھی ہو
سرکشی گل کی خوش نہین آتی
ہو تو گل ہی کی گفتگو بھی ہو

سو ہم ابر ہو سبو بھی ہو
منہ ہزار اس طرف کبھو بھی ہو
ہی غرض عشق صرف ہی لیکن
ناز کرنے کو دلبر و بھی ہو
دل تمنا گدا تو ہی ہر سو

گل ہو گلشن ہو اور تو بھی ہو
ہو جو تیرا سا رنگ گل کا ہے
شرط یہ ہی کہ جستجو بھی ہو
اسکو بلبل ہی دم کشی کا دماغ
ہو تو اسکی ہی آرزو بھی ہو

تمام لشکر مین چھا گیا ہر خیمہ مین نازنینان پریوش مجرے کر رہی ہین بارگاہ اسد نامدار تو اسوقت
نمونہ بہشت عنبر سرشت ہی تمام تاجداران تخت نشین شاہزادیان گلفام گل اندام فصاحت آئین
اپنے اپنے مقام پر بیچ مین اسد غازی ایسا ماہ تابان گرداگرد ہجوم سیارگان فلک سے چاند
بہ نگاہ حسرت اس جلسہ کو تک رہا ہی ہوس ہی کہ اس محفل نورآگین مین شریک ہون بہ نگاہ آرزو اس
جلسہ کی کیفیت دیکھون ایک ایک رقاصان سیمبر گل پیرہن غنچہ دہن ناز و کرشمہ مین اُستاد بلا سے
عاشقان جلاد ساز لے ہوے کوئی نا ساز نہین تانین پڑ رہی ہین لولی فلک وجد مین ہی ساقیان
سیمین ساق جام و صراحی ہاتھ مین جابجا حاضر ہین دور جام صہباے گلگون کا جوش ہی صداے
نوشا نوش و نوشا نوش ہی خواجہ عمرو کسی جواہر نگار پر خلعت زرین زیب جسم الوالعزم جلوہ فرما ہین پانچون
عیار منتظم کار بد بار اُسوقت صرصر شمشیر زن بصورت مبدل اس بارگاہ فلک اشتباہ مین آکر
پہونچی سامان جشن و عیش دیکھکر محو حیرت ہوئی اُلٹے پاؤن پھری سامنے ملکہ حیرت کے آئی
مگر گھبرائی ہوئی کچھ مسکراتی ہوئی ملکہ حیرت نے پوچھا کیون صرصر خیر تو ہی اسوقت تو تم محو حیرت ہو
صرصر نے کہا واری کیا عرض کرون آج لشکر مسلمانان مین ایسی صحبت عیش آراستہ ہی کہ کبھی کنیز کی
نگاہ سے ایسا جلسہ فرحت افزا نہین گذرا بارہ کوس تک لشکر مین جابجا ناچ ہو رہا ہی روشنی ایسی
کہ دیدہ و دل روشن ہوتا ہی بارگاہ مین جاکر جو دیکھا ہی مہ جبین صاحب تخت طاؤسی پر طلسم کشا صاحب
دلکل جواہر نگار پر شاہان ذی وقار سے تمام بارگاہ مملو ہی ایک ایک نازنین پری جبین ہی حقیقت مین
اسوقت بارگاہ رشک گلشن ہی اب اسوقت کوکب روشن ضمیر نے عمرو سے فرمائش کی ہی نے نوازی
کی خواہش کی ہی حضور اب بانسری عمرو کی بجے گی آج سا بان زیادہ دل توڑ کے نئے طور سے نے
بجائیگا واقفکاران علم موسیقی کو وجد ہو جائیگا مین تو آپ کے خوف سے خبر لیکر چلی آئی روح کو
اُسی جلسے مین چھوڑ آئی آنکھون کے نیچے وہ سامان پھر رہا ہی لونڈی تو جاتی ہی آج کی شب وہین رہونگی
خواجہ عمرو کی نے نوازی سنونگی صرصر نے جو اس چرب زبانی سے کیفیت جشن کی بیان کی حیرت
بھی نہایت مشتاق ہوئی کہا کیون صرصر ہم اس جلسہ کو کیونکر دیکھین تو نے دل بیتاب کر دیا خانہ دل کو
اشتیاق سے بھر دیا صرصر نے کہا واری آج کیا مشکل ہی جلسہ عام ہی روک ٹوک کا وہان کیا
کام ہی ہمارا بلا تکلف تماشا ہی اس اژدحام مین کون کسکو پہچانتا ہی مصور نے کہا ملکہ ہمارا بھی دل لہرایا

بیشک آج جلسہ بڑی کیفیت کا ہوگا ایک تدبیر ہم بتائیں ہم آپ چند کس چلیں صورتیں بدل لیں
ہماری اپنی بہن کو نائکہ بناؤ ہمکو اُنکا آشنا قرار دو تم اور پانچوں عیار بچیاں نوچیاں بنو بہلی میں سوار
ہوکے چلو بڑی خاطریں ہونگی پلاؤ زردے بھی کھاؤ مفت میں جلسہ بھی دیکھو یہ رائے سب کو پسند
آئی صرصر تو خود بیقرار ہی اسنے بھی کہا بہت اچھا یہ خوب بات ہے اب صرصر نے رنگ روغن عیاری
نکالکر مصور سے کہا داڑھی مونچھیں مونڈ ڈالیے مصور راضی ہوا داڑھی مونچھونکو رخصت کیا صورت
انکی صرصر نے بدلی بھاری ٹوپی گوٹے ٹھپے کا لباس بہت عمدہ مشروع کا پائجامہ ٹاٹ بانی جوتا صورت نگار
اسکی جورو کو نائکہ بنایا اپنی بھی مع چاروں عیار بچوں کے صورت تبدیل کی مگر صرصر شعلہ جوالہ بنکر تیار ہوئی
حیرت جادو خود حسین مہ جبین تھی اُسکے جو رنگ روغن لگایا حسن چھٹ پڑا لباس جواہر نگار زیور
مرصع کا پانچوں عیار بچیاں مصور و ملکہ صورت نگار و ملکہ حیرت شاہ رخسار دو کنیزیں ہوا سطے خدمت
کے لیکر بہلی میں یہ سب سوار ہوکر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئیں کنارے پر لشکر اسلام کے داروغہ
ارباب نشاط حاضر ہی ہے طائفہ آتا ہے اُسکو باعزاز خیمہ میں جگہ دیتے ہیں جیسے ہی یہ پہنچیں داروغہ نے
پوچھا صاحب کہاں سے آنا ہوا میاں مصور بول اُٹھے جناب داروغہ صاحب بی نور بائی دکن سے
آئی ہیں ابھی ریل سے اُتری ہیں حال جشن طلسم کشا کا سنکر تشریف لائی ہیں داروغہ ارباب نشاط بھی
نوجوان جمال بیمثال حیرت دیکھکر بیقرار ہوگیا سینے پر ہاتھ رکھدیا کہا بی بائی صاحبہ آپنے تکلیف
کیا سرکار طلسم کشا سے بہت کچھ ملیگا خدمت کو ہم حاضر ہیں باتیں کرتے کرتے ران پر ہاتھ رکھا حیرت
نے مسکی لیکر ہاتھ ہٹا دیا تیور پر بل پڑ گئے مصور کی جانب دیکھا مصور بول اُٹھا داروغہ صاحب آپ ہمسے
باتیں کیجیے یہ بہت کم سخن ہیں ابھی سرفراز نہیں ہوئیں اب داروغہ کی نگاہ صرصر پر پڑی کلیجہ تھام لیا
قریب آکر پوچھا کیوں بی تمہارا کیا نام ہے صرصر طرار فرار عیارہ بلاے روزگار اُسنے مسکرا کر کہا نام اپنے
گھر میں جاکر پوچھیے ذرا اپنی صورت تو دیکھیے آئینہ تو میسر ہوا ہوگا چینی میں مورت کے تو دیکھا ہوگا آپ تو
تصویر کھینچنے کے لائق ہیں صورت میں لنگور پر فائق ہیں داروغہ یہ بیباکی چالاکی تقریر دلپذیر سنکر
بیقرار ہوگیا اب جو پہلے بیچ میں سے چلیں رسالوں کی گذری روشنی تو ہر مقام پہ بے انتہا ہی جوانوں کی
جو نگاہ پڑی آواز سے کسنے لگے کوئی پکار اُٹھا میاں جلنے والے جوانوں سے تو ذرا آنکھیں چار
کرلو ایک نے کہا ہاے کیا انکھڑیاں ہیں ایک نے کہا سینے پر کیا غضب کا ابھار ہے سنان غم کلیجے کے

یار ہی یہ جو آوازین چہار طرف سے آئین حیرت نے کہا صرصر تونے بڑا غضب کیا پہلے یہ اعتراض ہمارے
ذہن مین نہ آیا کسی کو جو دیکھیگا آوازہ کسیگا داروغہ لنگوڑے نے ران پر ہاتھ رکھدیا دل مین
یہ آیا کہ برق بنگر رون خرمن ہستی بجز وے گستاخ کی جلادون میان مصور ہاتھ جوڑنے لگے کہ ملکہ
واسطے سامری جمشید کا غصہ کو کام نہ فرمانا ورنہ غضب ہو جائیگا جان بچنا مشکل ہوگی مثل چونٹیون
کے سرداران نہرخ دوڑ پڑینگے انہو جو کیا وہ کیا زانو پر ہاتھ رکھنے مین کیا نقصان ہوا کچھ ہو تماشا
تو دیکھینگے مگر حیرت کو بہت ناگوار ہے دل سے کہتی ہے مین نے یہ کیا کیا اب تو مین خود تماشا
بنگئی ہلی کا ٹھہرنا مشکل ہے جوان تماش بین ہلی سے لپٹے جاتے ہین کوئی اشارون سے پوچھتا
ہے کیا نخرے ہی ہے حیرت غصہ مین سرخ ہو جاتی ہے جواب نہین دیتی سر جھکا لیتی ہے کوئی میان
مصور کے قریب آن کر کہتا ہے میان صاحب آداب عرض ہے یہ جو آپ کے قریب ہین گوری بی بی یہ
کیا نہین لینگی مصور حیران کوئی صورت نگار سے کہتا ہے بی صاحبہ تسلیم ایک کہتا ہے لاؤ ہم تو نائکہ سے
ملاقات کرینگے خوب بالائی ہڑپا سنگے لہلائیگی صرصر ہاتھ جوم ہے یہ تڑاق تڑاق سب کو جواب دیتی ہے
مگر اپنی حرکت ناشائستہ پر نادم دل سے کہتی ہے ای صرصر دیکھیے کیونکر آبرو بچتی ہے آغاز مین خیال انجام
نہ کیا یہ کیا کام کیا اگر عیار پہچان لین تو گرفتار ہو جائین افراسیاب ناک کاٹ ڈالیگا نہین معلوم
کیا آفت برپا کریگا سب مجھی کو بیوقوف بنائینگے صلاح بتانے والے الگ ہو جائینگے بمشکل ہلی خیمہ تک
پہونچی ہرکارے چپراسی جمع ہو گئے ہر ایک نام پوچھتا ہے مصور جلدی سے خیمہ کے اندر سب کو
لیکے داخل ہو گیا پردے چھوڑ دیے حیرت نے ایک دوہتڑ مارا کہا مرشد زادے آپ نے غضب کیا
کسبی بنا کے لائے بازاری پیشہ یہ قوم تو سب سے بیحجاب ہوتی ہے مردوے چھوٹے پڑتے ہین اگر سن
پائیگا میر انتظام مجھے کیا جانیگا آپ لوگون کا کیا جائیگا دیکھیے کیا ہوتا ہے مصور نے کہا نہ گھبراؤ کیا کسی کے
ہاتھ لگانے سے کچھ نقصان ہو جاتا ہے ہمارے مذہب مین ان باتون کا عیب نہین ہے جب پنچایت
ہوتی ہے چودھری صاحب پکار کے کہدیتے ہین راہ گلی کا معاملہ معاف ہے جرمانہ نہ شکرانہ ایک دو
مرتبہ مین عورت گنہگار نہین ہوتی ہم افراسیاب کو جواب دے لینگے جس واسطے یہ جفا اٹھائی ہے
تو اپنی قوم کی صورت بنائی نیرہ سامری ہین کچھ شرم نہ آئی تم ناحق بیقرار ہوتی ہو یہ باتین تھین کہ
داروغہ صاحب خوان کھانے کے لیکر آئے ہمراہ مزدورون کے اترواکے حیرت کے پاس

بیٹھکر کہا نوجان جہان خاصہ نوش کرو حیرت نے مصور کی جانب دیکھا مصور جلدی سے بیچ مین آگیا
کہا داروغہ صاحب چُٹکی سے بات نہ کرو یہ بہت کم سخن ہے بڑکی کی طرف آؤ داروغہ صرصر کی طرف بڑھے
صرصر نے کہا موے کلموہے تیری شامت دامنگیر ہی جا کے رنڈیون کو کہا نا پہونچا ایک ایک پہ گرا
پڑتا ہی کچھ ہو بھی سکتا ہی کہ خالی منہ سے مزا نکالتا ہی جو روا کی تو جا کے خبر لے وہ کو بھی فراقی ہونگی
تیرے یار کو بلاتی ہونگی یہ کہکے داروغہ صاحب کا منہ چڑھا دیا چٹکے بڑھ کے ایک طمانچہ مارا داروغہ صاحب
ہنستے ہوئے چلے مگر مصور سے پوچھا آپکا کس نام سے ذکر کرین میان مصور نے کہا طائفہ تو نور علی
کے نام سے مشہور ہی میرا شیخ ہینگا نام بتا دیجیے گا اب ہمکو جلدی طلب فرمائیے صحبت مین بلوائیے
داروغہ صاحب نے کہا ابھی جاکر بلوا آتا ہون صرصر نے داروغہ کا دامن تھامکر پوچھا ارے کلموہے
یہ تو بتلاتا جا خواجہ عمرو کی ذرّہ نوازی مین کیا دیر ہے داروغہ صاحب نے کہا اب سامان ہو رہا ہی ابھی
تک تو طائفون کا ہنگامہ تھا کئی ہزار طائفہ ہی ملکہ مہرخ نے آج دروازہ خزانہ کا کھول دیا ہی روپیہ
لٹ رہا ہی جو اس جلسہ مین آئیگا نہال ہو کر جائیگا علاوہ زر و جواہر کے جاگیرین پائیگا سب طائفے
مشتاق خواجہ عمرو کے بیٹھے ہین بارہ بجے خواجہ شروع کرینگے یہ کہکر داروغہ رخصت ہوا ایسان
حیرت نے غصہ مین کہا انکھایا مصور و صورت نگار نے بلا در روے یہ خوب ہے تھے ارے یہ تو
بیفکرے ہین لیکن حیرت کو نہایت انتشار ہی مگر جلسے کا وہ اشتیاق ہی کہ سب کچھ گوارا ہوا بعد تھوڑے
عرصہ کے داروغہ صاحب نے آن کر کہا میان شیخ ہینگا صاحب چلیے تو چیون کو اپنے ساتھ لیجیے
سرکار سے طلب ہی صرصر نے داروغہ سے کہا اتنا احسان کرنا ہم لوگ خواجہ عمرو کی ذرّہ نوازی کے
بہت مشتاق ہین یہی زمانہ کے اتفاق ہین کہ ہم لوگون کا آنا ہوا بادشاہ دکن کے ملازم ہین کسی طرح سے
رخصت نہ ملتی تھی حیلہ کر کے آئے ہین ہمارا مجرا دن کو ہو تو بہت بہتر ہی شب کو ہنگامے مین کیا ضرور ہی
داروغہ نے کہا تمہارا ابھی مہینہ بیس دن رہنا ہوگا مجرائیون مین ملازم کرا دینگے بہت کچھ دلوائین گے
مگر میان شیخ ہینگا صاحب ہمارا خیال رہے بی چُٹکی کی انکھڑیان مارے ڈالتی ہین پلکون کے تیر
چل رہے ہین حیرت سرخ ہو کے رہگئی داروغہ نے ہنسکر سینہ پہ ہاتھ رکھدیا مصور حیران ہین کہا تک
ہنیلی دون کس کس سے بچاؤن اب یہ سب داروغہ کے ساتھ چلے داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوے
دیکھا عجب سامان ہین شوکت پر بارگاہ کی ماہ و مہر قربان ہین سرداران ذی وقار تاجداران نامدار عیاران

غرض گلزار نازنینان پری پیکر اپنے اپنے مقام پر حیرت کی نگاہ پڑتی گل رخسار ملکہ بہار پر کس شان و شوکت سے جلوہ فرما ہے زیور مین پھولونکے لدی ہوئی عروس شب اول بنی ہوئی بدھیان پھولونکی زیب جسم انور چھپکا موتیے کا سر پر بصد حسن و ادا ناز و کرشمہ مثل کنیزان خدمتگزار دست بستہ حاضر ہین ایک جانب ملکہ مخمور شبلی انکھڑیان آثار جلالت چہرۂ زیبا سے عیان ساغر چشم بادۂ حسن سے معمور کمان خانۂ ابرو مین تیر مژگان براے دلدوزی عاشقان لیس ہین ادا کی برچھیان نگہ کی کٹاریان چل رہی ہین ملکہ مہرخ بصد کر و فر چہرہ مثل گل شگفتہ تمام اہالیان دربار کی خدمت مین مصروف ایک جانب بادشاہ با توقیر نوجوان جرات مین بے نظیر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر حیرت جاہ و جلال دربار دیکھکر دنگ ہوگئی نظم لاعلم

عجب بارگاہ و عجب گیر و دار | تو گوئی کہ یک عرش و کرسی ہزار | عجب بارگاہ معلّے اساس
نہ قابلین و جا نیم بود سے قیاس | تخت طاؤسی پر سلیمان حشم فریدون خدم بالقیس شیم ملکہ مہ جبین

تاج شہریاری زیب الور لباس فاخرہ زیور جواہر نگار صاحب جاہ و جلال اوج پر نیر اقبال نظم

امارت عدالت کا آئسے رواج | حسین مہ جبین صاحب تخت و تاج | مہ آسمان حشم ذی وقار
سمن بر سمن بو حسین گلعذار | رعب و جلال دیکھکر یہ سب واسطے قیام کے خم ہوے گوشہ بارگاہ

مین بیٹھنے کو جگہ ملی اس ہنگامۂ عیش مین کسی کی نگاہ نہ پڑی برق و چالاک وغیرہ کاروبار ضروری مین مصروف خلعتہاے فاخرہ پہنے ہوے کبھی بیرون بارگاہ جاتے ہین کبھی اسباب ضروری لے کر اندر آتے ہین جو حکم خواجہ عمرو نامور قران صادر ہوتا ہے یہ سامنے حاضر ہین حکم پاکر اشارہ کرتے ہین برق وغیرہ فوراً بجا لاتے ہین اتنا بڑا جلسہ شور و غل بکیفیت تمام دور جام مُل جین گرمی صحبت مین کوکب نے کہا برادر خواجہ عمرو الکریم اذا وعدہ وفا الاشتیاق اشد الموت خواجہ چپ لے بیٹھے رہے کچھ جواب نہ دیا ملکہ بران نے مجلس جادو سے اشارہ کیا مجلس جادو چالاک خواجہ سے بیباک گستاخ اپنی کرسی سے اٹھے خواجہ کے گلے مین ہاتھ ڈال دیے کہا نانا جان گائیے آج خوشی کا دن ہے سب کی طبیعت مطمئن ہے عمرو نے ذرا تامل کیا مجلس نے اپنے کو زمین پر گرا دیا فوراً ایڑیان زمین رگڑنے لگی خواجہ کو کچھ بن نہ پڑا سامنے تخت ملکہ مہ جبین کے آکر بیٹھے سازندون کو اشارہ ہوا سازندے آپس مین ساز کرنے لگے دم سرون کا بھرنے لگے تمام اہل محفل کی نگاہین طرف خواجہ عمرو کے ہین صرصر نگاہ محبت دیکھ رہی ہے حیرت جادو شرمائی بیٹھی ہے خواجہ نے جوڑی ذکی نکالی ناگنی تڑپتی ہوئی ہاتھ مین لی دہن پر رکھکر دھم پھونکی یہ غزل

عاشقانہ شروع کی غزل

میرے گھر کاہے کو آپ آئیے گا
ایسا جانباز کہان پائیے گا
کس طرح ہجر مین جاتی ہی جان
کیجیے کچھ اور بھی فرمائیے گا
چھپ کے غیرونکو بلاتے مین آپ
ہان بجا سچ ہی ضرور آئیے گا
روز کے آنے کا وعدہ نہ سہی
دو گھڑی بیٹھ کے اُٹھ جائیے گا
بیٹھ مونڈھے تو رہے گی نہ یہ آنکھ
زلف کو چھیڑ کے خطا پائیے گا
کل بھی منھ پھیر کے فرمائیے گا
خیر بندے ہی کو بلوائیے گا
وصل مین کہتے ہین بیٹھے بیٹھے
دیکھیے سیر چلے آئیے گا
دیکھیے جان پہ کیا بنتی ہی
دیکھیے دیکھیے پچھتائیے گا
جیتے جی ہو چکے واحد شاہ
چلتے پھرتے تو کبھی آئیے گا
روح قالب سے یہ کہکے نکلی
ایک کروٹ مین بدل جائیے گا
آج گھر جائیے کل آئیے گا
میرا دل پھیر کے پچھتائیے گا
آپ سایہ مین لپٹ جائیے گا
سنکے حال شب فرقت بولے
آپ تو اٹھ کے چلے جائیے گا
ایسے ہی وعدے وفا ہوتے ہین
کچھ قیامت مین نہ کام آئیے گا
بات رہجائے مریض غم کی
دل کسی اور سے بہلائیے گا
ای خلیل ابھی بیجان ہی یہ

تب گانے پر عمرو کے گوش برآواز ہین یا دمین اپنی قید کی مصیبت کے اسد ومہ جبین کی آنکھون سے اشکون کے دریا بہ رہے ہین صرصر محو حیرت حیرت غرق دریاے حیرت مصور کا یہ نقشہ ہی کہ تصویر بنگیا ہی کوکب بیتاب بیقرار سب سے زیادہ بران ہجر دیدہ آفت فراق کشیدہ اشکبار اپنی وزیرزادی شگوفہ سے کہا مین بے سبب نہین کہ سکتی تو خواجہ سے فرمائش کر کہ اشعار زیب النسا مخفی سابق مین جلد پنجم طلسم ہوش ربا مین دیکھے تھے مگر وہ ترجیع بند پورا تحریر نہین ہی لطف باقی ہی اگر یاد ہو براے خدا ارشاد فرمائیے جسمین سوگند و قسم ردیف ہی عجب کلام لطیف ہی عمرو اشارے کو بران کے سمجھا جاتا ہی عاشق زار فراق ایرج مین بیقرار ہی زبان حال سے یہ ترجیع بند شروع کی ترجیع بند مخفی لائق ملاحظہ ناظرین والا تمکین

بسر عہدہ دوست قسم
بہ نگہاے تکلم سوگند
بنگہے بر سر داغم نفشان

دیگری نیست بہ اودست قسم
بہ اداہاے تبسم سوگند
بوے گل بر سر داغم نفشان

بسر نرگس مخمور قسم

بدل عاشق رنجور قسم

بہ بر و گردن عجب سوگند — بہ سرو سنبل اشہب سوگند
کہ دل از دست شدہ جانم — مدہ ای دوست دگر آزارم

بہ حنائے کف پائے تو قسم
باز گفتم بہ ادائے تو قسم

بہ گل عارض رعنا سوگند — بہ خم زلف چلیپا سوگند
عاشقم عاشق گفتار توام — عاشق قامت رفتار توام

بدم تیغ سیہ تاب قسم
بصفای دل بیتاب قسم

بصف خنجر مژگان سوگند — بدل خون شہیدان سوگند
بندہ ام بندۂ دیرینۂ تو — محو مہر و غضب و کینۂ تو

برخ عارض گلفام قسم
بہ بناگوش دل آرام قسم

بسر جعد معنبر سوگند — بجفاہائے تو دلبر سوگند
نیست غیر از مرا اعجازے — تند خو سنگدلے شہبازی

ان اشعار محبت آثار نے محفل میں سناٹا ڈال دیا سماں بندھا تھا کسی میں طاقت کلام نہ تھی ہر ایک کو
عمرو کے کمال کا خیال آنکھ ملتے آنسوؤں کا تار مزاج ناساز صرصر تو آج ذبح ہو گئی ہوائے محبت عمرو
میں محو مطلق صبا رفتار سے کہتی جاتی ہے صبا رفتار تجکو میرے سر کی قسم یہ آواز کیسی گوش زد ہوئی تھی
کمال دیکھو بیشک وحید عصر ہے حیرت بھی کہہ رہی ہے اے صرصر عمرو سرگروہ کاملین ہے اب علم موسیقی
میں اسکا مثل نہیں ہے صرصر نے کہا واری عیاری میں بھر وسے کا کب نظیر ہے کیسا خوش تدبیر ہے آپس میں
چپکے چپکے یہ باتیں ہو رہی ہیں کہ قضائے کا مثل مشہور ہے ع دل را بدل رہی است درین گنبد سپہر
حیرت اس مضمون کو گوش زد ناظرین کرچکا ہے کہ چالاک حیرت پر جان دیتا ہے کام کرتے کرتے گھبرایا برق
نے پوچھا کیوں مرشدزادے خیر تو ہے کہا بھائی برق کیا کہوں اسوقت کچھ خود بخود اضطراب ہے دل

محبت منزل بیتاب ہی کئی دن کا زمانہ گذرا اپنے معشوق پریچہرہ کو نہین دیکھا بڑا تعجب ہی کہ اتنا بڑا جلسہ
عیش آراستہ ہوا اگر جمشید زندہ ہوتا اِس باغ عیش کی گلچینی کرتا خدا کی عنایت سے ایسی کیفیت ہی اِندر
کے اکھاڑے کی کیا حقیقت ہی کیا کیا نازنینان حوروش جمع ہین بارگاہ مین اسوقت قیامت برپا ہی قبلۂ و
کعبہ نے ایسی ذی بجائی طبیعت بھر آئی مخفی کے اشعار ایسے پڑھے کلیجے پر چھری چلنے لگی یقین ہی کہ عیار بچیان
اس جلسہ مین ضرور آئی ہون یہ بھی خیال ضرور ہی غافل رہنا سراسر قصور ہی برق نے کہا مرشد زادے
بہت بات معقول کہی دیکھبھال ضرور چاہیے ہی استاد آج رنگ مین بھنگ مین فرما دیا ہی سب باتون کا خیال رکھنا
یہ کہکر برق و چالاک دونون کے دونون اندر آئے مصور نے ملکہ حیرت سے کہا ساقی نیچے سب طرف
شراب پلا رہے ہین اِدھر نہین آتے دور مین ہین نہین پایا ہے حیرت نے کہا ابھی مرشد زادے چپکے بیٹھے رہو
حال نہ کھلنا چاہیے اسکو غنیمت جانو مگر مصور نے چالاک کو دیکھکر اشارہ کیا چالاک قریب آیا مصور نے کہا
مہتر صاحب بی نوربانی کے ساتھ والون کو شراب نہین پہنچی ہم لوگون کی شراب جنم گھٹی ہی چالاک نے
کہا ابھی حاضر کرتا ہون صرصر و صبا رفتار تو عیار بچیان ہین انھون نے چالاک کو دیکھکر منہ پھیر لیے چالاک
نے جو بغور مصور سے آنکھ ملائی بہ نگاہ اول پہچانا کہ یہ تو مصور جادو ہی اب تو بیٹا صورت نگار کو بھی پہچانا
پہلو مین صورت نگار کے بی حیرت سر جھکائے شرمائی ہوئی آنکھ نہین چار کرتین چالاک نے ہاتھ بازو پر
رکھکر کہا جانی ذرا سر تو اُٹھاؤ یارون سے نگاہ ملاؤ شراب تمھارے واسطے لاؤن اپنے ہاتھ سے تمھین
پلاؤن حیرت نے سر اُٹھایا مگر اسکے کہا نہین مین شراب نہین پیونگی چالاک سے نگاہ جو چار ہوئی سنان
مژگان دل کے پار ہوئی شرمگین آنکھون نے قتل کیا ابرو کی جنبش سے کلیجے پر خنجر چل گیا بخوبی پہچانا
دل سے کہتا ہی یہ ظالم برباد کن صبر و طاقت ہی سامنے آنکھون کے ملکہ حیرت ہی مگر یہ بھی عیار ہی فرزند عمرو
نامدار ہی گھل مل کے باتین کرنے لگا پاس بیٹھنا غنیمت ہو گیا حیرت شرمائی جاتی ہی پیچھے ہٹتی ہی نہین نہین
کیے جاتی ہی چالاک نے ہنستے ہنستے سینہ پر ہاتھ رکھا پستان کا مزا چکھا حیرت نے اُلٹا ہاتھ مارا اُٹھنے کو
مہتر قران بھی آ گئے چالاک نے کہا خلیفہ صاحب ذرا یہان تشریف لائیے آپ نے گوریان یہان
نہین پہنچائین اِس طائفہ کے یہان شیخ مینگا صاحب مالک ہین مہتر قران بھی سمجھا کچھ دال مین کالا
ہی یہ جو آکر بیٹھے صبا رفتار پر نگاہ پڑی مشتاق دلنواز صاحب کرشمہ و ناز حیران ہو کر بین میچکے ران پر ہاتھ رکھکر
پوچھا بی تمھارا کیا نام ہی صبا رفتار نے سر جھکا کر کہا مجھے گلعذار کہتے ہین قران نے کہا تصدق اس نام کے

اگر کسی بیوقوف نے نام رکھا تھا رسے عارض رنگین سے گل کوکب مثال ہی یہ عارض بدر کامل ابرو رشک ہلال ہی نام خدا کیا سراپا ہی صناع ازل نے جسم الوز کو لوز کے سانچے مین ڈھالا ہی صبا رفتار نے کہا آپ کی عنایت بیجا ہی اتنے مین مہتر برق فرنگی بھی آیا دیکھا ایک نازنین سے میان چالاک گھل مل کے باتین کر رہے ہین ایک سے خلیفہ صاحب چپکے چپکے کلام مین مصروف ہین اسنے جیٹھے ہی شیمہ لقب کو پہچانا معشوقہ دلفریب کو دیکھکر دل ناشکیب ہوا تڑپ کر بیٹھ گیا کہا صاحب آپ لوگونکو شراب نہین پہونچی بھائی چالاک صاحب دو چار گلابیان اٹھا لائیے آپ سب صاحبون کو پلائیے آپ کے سب صاحب مہمان ہین جشن مین سرفراز کیا ہم سب پر احسان ہین صرصر منھ پھیرے بیٹھی ہی اسکو یہ گمان ہو کہ صورت ہر ایک کی تبدیل ہی شناخت کی کیا دلیل ہی خوبصورت رنڈیان دکھین یہ بھی نگوڑے جوان ہین لپٹے جلسے مین مگر ای صرصر اچھا نہ کیا دیکھیے کیا ہوتا ہی انجام اسکا بد ہی یا ستری جمشید وقت مدد ہی یہان چالاک و برق و مہتر قران نے اب بخوبی ایک ایک کو پہچانا آپسمین اشارون مین باتین ہوئین عیاری کی گھاتین ہوئین مگر قران نے برق کو اشارہ کیا مین انکی نگہداشت کرونگا جا کر اُستاد سے اطلاع کر دو دیکھو کیا حکم دیتے ہین برق یہ کہکر اٹھا میان شیخ ہینگا صاحب مین آپ کے لیے شراب و کباب لاتا ہون مصور شراب کے لیے بیقرار ہی تھا کہان مہتر صاحب دو چار گلابیان لائیے برق اس حیلے سے اٹھا یہان خواجہ کے گانے پر سامعین کا رقص بسمل کا حال ہی کسی کے ہوش درست نہین ہین اسوقت یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے ہین اشعار

ہی رخصت جان حال مین بتلا نہین سکتا	رہوار ربست تیز ہی ٹھہرا نہین سکتا
وہ ضعف ہی ایجان کہ کہین جا نہین سکتا	مین عمر گذشتہ کی طرح آ نہین سکتا
کچھ خال سے بھی کم ہی کنارِ لحدِ تنگ	آرام کہان پانون تو پھیلا نہین سکتا
قاصد کی طبیعت بھی ہوئی خاطر نادان	سنتا ہی مگر یار کو سمجھا نہین سکتا
ہون خاطرِ پژمردہ کہان تازگی شوق	لطفِ چمنستان مجھے بہلا نہین سکتا
پوشیدہ ہون جسطرح ارادہ ترے دل کا	ڈھونڈے اگر کوئی مجھے پا نہین سکتا
سیاح عدم قید تعلق سے ہین آزاد	دامِ رگِ تن روح کو الجھا نہین سکتا

دن رات بھڑکتے ہیں مرے جسم کے شعلے
بجھا ہا کوئی تار نفس جگر آ نہیں سکتا

تقصیر شب وصل ہے شکوہ بھی تمھارا
شرم آتی ہے تا نوک زبان آ نہیں سکتا

لاکھوں گرہیں ہیں دل عاشق کیطرح سے
شانہ شکن زلف کو سلجھا نہیں سکتا

رکتے نہیں سیاح عدم اشک کیصورت
جب آنکھ سے ٹپکا کوئی ٹھہرا نہیں سکتا

سنتے نہیں گوش شنوا عاشق جانباز
دیوانے کو تیرے کوئی سمجھا نہیں سکتا

مشکل ہے نسیم اب کہ میسر ہوں وہ راتیں
کھوئے ہوئے آرام لے شب پا نہیں سکتا

برق فرنگی خبر لینے آیا تھا سر پکڑ کے بیٹھ گیا تڑپنے لگا جب خواجہ ٹھہرے تب برق کے ہوش درست ہوئے جھک کر کان میں عرض کیا استاد جلد صلاح بتلائیے مصور و صورت نگار و ملکہ حیرت جادو و ملکہ صرصر و صبا رفتار و شمیمہ نقب زن و شرارہ سنگ انداز و شاہین چنگل کشا مع دو کنیزوں کے صورتیں بدلکر آپ کے دربار میں آئی ہیں مصور صاحب قوم ساقی بنے ہوئے سب کے سر پر ہیں تیغ ہینگا بیڑا دے کا نام ہے اس انتظام میں کیا ارشاد ہوتا ہے عمرو گھبرا کر سوچنے لگا بعد دم بھر کے فرمایا ای برق نہیں معلوم انکو کیا منظور تھا خدا نے ابتک محفوظ رکھا اگر دو فرزند تدبیر معقول یہ ہے آپ لوگ عشق و عاشقی کو کام نہ فرمایئے گا اسوقت آپ بہت گھبرائے ہوئے آئے ہیں معشوقہ کو دیکھا تڑپ گئے ساری عیاری بھول اب جا کر کیفیت سے شراب پہونچا دو بیہوشی بھی سلیقہ سے ملاؤ بیہوش کر دیں میں بھی آتا ہوں برق تو ادھر چلا عمرو قریب ملکہ مہرخ کے آیا کان میں کہا حیرت وغیرہ صورت بدلکر دربار میں آگئیں میں نے برق کو بھیجا ہے سب کو جا کر بیہوش کرو اگر حیرت آگاہ ہو گئی تو قیامت برپا کرے گی یہ سنکر ملکہ مہرخ کے ہوش اڑ گئے کہا خواجہ اسکا جلد انتظام کرو عمرو پاس سے ملکہ مہرخ کے ہٹے خود بھی اسکی فکر میں چلے گر حضرت برق فرنگی گلابیاں لیکر چلا تھا اثنائے راہ میں چالاک ملا کہا کہو بھائی کیا حکم ہوا برق نے کہا استاد نے ارشاد فرمایا ہے کہ خبردار یہ نکلکر جانے نپائیں چالاک نے کہا بھائی برق حیرت بھی قید ہو جائیگی یہ تو مجھکو گوارا نہیں ہے میری معشوقہ کی زبان میں سوزن دیا جائے میرے کلیجے میں سنان غم کی کھٹکیگی میرا دل چاہتا ہے میں جا کر اسکو آگاہ کر دوں وہ بیچاری نکلجائے برق نے کہا ایسا غضب نہ کرنا چالاک کا رنگ رو متغیر ہوا کہا بھائی بدعت کرنے کو اور کافر کیا کم ہیں اس بیچاری کو نہ ستائینگے تو کیا نقصان ہوگا یہ باتیں تھیں کہ خواجہ عمرو آکر پہونچے دیکھا چالاک و برق گھسر پھسر کر رہے ہیں عمرو نے کہا اوے برق کیوں

دیر کی برق نے سر جھکایا خواجہ سمجھے کہ چالاک سفارش حیرت کی کرتا ہوگا دو طمانچے چالاک کو مارے کہا
کیوں نالائق عرصہ کرتا ہے عیار بچیاں سلطنت میں ذرا سے اشارے کو سمجھ جاتی ہیں خاص یہ سب فکر میں
اسد کے آئی ہیں وہ شیر ببر سے آگاہ نہیں ابھی چھپ کر ایک گرز مار دے قیامت ہو جائے اگر ہم سبکو
مار بھی ڈالینگے تو کیا ہوگا نام اسد سنکر چالاک بھی گھبرایا کہا حضور میں دشمن کا پاس نہ کرونگا ابھی جا کر
سب کی گردن لیتا ہوں عمرو الگ ہوا برق و چالاک گلابیاں لیکر آئے میاں مصور واسطے
شراب کے تبلے ہوئے تھے گلابیاں دیکھکر ہاتھ بڑھایا کہا حضرت صاحب لائیے چالاک و برق گلابیاں
دیکر ہٹ گئے گوشہ بارگاہ میں آکر ٹھہرے مصور نے سب سے پہلے شراب اپنی جورو کو پلائی صرصر نے
کہا مرشد زادے سحر بہت قریب ہے شراب موقوف رکھیے عیار گوڑے دیکھ گئے ہیں ایسا نہو کوئی فتور
برپا ہو مصور نے کہا اس ہنگامہ میں کون کسی کو پہچانتا ہے عیار رنڈیاں خوبصورت دیکھکر بیٹھ گئے تھے
صرصر نے بھی مصور کے کہنے سے دھوکا کھایا جب ایک ایک جام سب پی چکے صرصر نے کہا بھائی جو
غضب ہوا معلوم ہوتا ہے کہ شراب میں بیہوشی تھی یہ کہکے قصد کیا کہ اٹھے بیہوشی تاثیر کرچکی تھی لڑکھڑا کے
گری چشم زدن میں مصور و حیرت وغیرہ سب بیہوش ہوئے سحر فراموش ہوئے گوشے سے عیار نکلے چالاک
تو قریب حیرت کے آیا زبان میں سوزن دینے کے حیلے سے پیار کرنے لگا برق اپنی معشوقہ سے لپٹا
خواجہ نے سامنے آکر دو دو کوڑے سب کو مارے مصور و صورت نگار و حیرت وغیرہ کی زبان میں سوزن لگا
دیا عیار بچوں کو کمند سے باندھا تو باہر ہوا ملکہ مہرخ و بہار و کوکب وغیرہ کھڑے ہوگئے کہا خواجہ خیر تو
ہے کسکو گرفتار کیا عمرو نے کہا کہ خدا نے بجا بجا فضل کیا مصور و صورت نگار و حیرت سب مل کر
فکر میں اسد غازی کی آئے تھے برق وغیرہ نے بچا کر گرفتار کر لیا اسد غازی نے کہا نانا کے گرفتار
کرنے کی سند نہیں ہے ان سب کو رہا کر دیجیے خواجہ عمرو ہنسے کوکب سے کہا انکی دردمندی سماعت فرمائیے
یہ جرأت و شوکت کے پابند ہیں کوکب نے کہا ہے ہر پیشہ کما حقہٗ انی دادی ننگ بجز خوش بیانی یہ مقدمہ
سحر میں سب سے کافی تھا اگر عیاروں کا قدم درمیان میں ہوتا ابتک یہ لشکر مقابلہ میں افراسیاب کے
رہ سکتا تھا خواجہ عمرو نے کہا کیا کہا غایبان کیجیے آپ تو عرصہ دراز کے بعد چھوٹے ہو جو ہنگامہ ہوئے ہیں وقائع
نگاروں نے لکھے ہیں کبھی بوقت مہلت ملاحظہ فرمائیے کہ تب خواجہ عمرو کی قدر ہوگی اسد نے کہا یہ
پیر و مرشد میری ترقی یا قسمت کے باعث ہیں کل لشکر اسلام انکی رائے کا پابند ہے لوائے شوکت انکا آسمان تک پہنچے

بلند ہو مگر ہمکو شاق ہوا کہ عیاری سے گرفتار کیا عمرو نے کہا اپنے مقام پر بیٹھے رہیے آپ ہمارے مقدمہ مین دخل نہ دیجیے یہ طلسم ہوش ربا ہی ہر ایک مقدمہ یہان کا ہوش ربا ہی اتنے اندر باہر ہنگامہ ہوا کہ زوجۂ افراسیاب گرفتار ہوئی جلسہ درہم برہم تمام سردار باہر سے اندر آئے ایک سے ایک پوچھتا ہی کیونکر گرفتار کیا یکایک سب نے دیکھا کہ مصور کی شکلین تبدیل ہوئی زبان مین سوزن پہلو مین بی صورت نگار عیار بیچان رہی مین آفتاب اقبال حیرت گلشن مین یہ بھی سر جھکائے ہوے تیوری پر بل غصہ سے کانپتی ہوئی مصور چونکا گھبرا کے ہر طرف دیکھتا ہی بیہوشی جو دی گئی تھی اُسکے نشہ کی تاثیر باقی ہی کسی قدر ہوشیار ہوے مگر خیال شراب وساقی ہی لاؤ لاؤ کیے جاتے ہین زبان مین سوزن ہونے سے گھبراتے ہین بی صورت نگار کیطرف متوجہ ہوکے فرماتے ہین کیون صاحب مین نے کیا خطا کی جو مجھے ہتکڑیان بیڑیان پہنائی ہین مین تو تمکو کسی بات کو نہین روکتا صبح سے پہر رات گئے تک جہان جا ہو جاؤ رات کو میرے پاس چلی آؤ بی بی تمھارے بغیر مجکو نیند نہین آتی کسی مقام پر بانتر رکھکر سو رہتا ہون کبھی کوئی لفظ خلاف تمکو نہین کہتا ہون ان باتون پر مصور کی سب ہنسے مگر بہار نے غیرت ایسی گلعذار کو جو مقید دیکھا بیقرار ہوکر اٹھی کہا اوجا برائے خدا طلسم کشا کی اطاعت کرو تاج و تخت لو اب تو اقبالمندی طلسم کشا کی تم پر ظاہر ہوئی ظہور قدرت پروردگار دیکھا باغبان قضا و قدر نے کیا کیا گل کھلائے باغیونکو خار دیے آج باغ اسلام پر بہار ہی خزان کے دن گئے ہر دشمن مثل لالہ دل داغدار ہی تمھاری کیا شامت تھی کسی نکبر آئین یہ صلاح کسنے بتائی مین مصور تو بغیرت ہی تمھارے حال پر حیرت ہی میرا دل ٹکڑے ہوتا ہی کوئی یون آبرو کھوتا ہی تقدیر بگڑتی ہی تو کچھ زور نہین چلتا ہی ہر وقت آسمان رنگ بدلتا ہی ای ملکۂ عالم نظم

گر نہ دے صاحب جوہر کو ثمر عزت	جو عمر فرد ہی بالفرض کو کیا بے قسمت
قاضی چرخ جو تو ہی تو یہ کیا گر تیرے	مثل دہقان فلک رکھتے ہون طالع نکبت
دور گردون نہ موافق ہو تو ہو ادر خفیف	تجر اثقال مین تو جتنی اٹھائے محنت
آگے برگشتگی بخت کے چلنے کی نہین	نظری و عملی کوئی بھی تیری حکمت
گو فصاحت مین تو سحبان ہی ولے بے تقدیر	حرف مطلب پہ زبان کو ہو تری سو لکنت
گو ریاضی مین ہین صنائع اگر بخت مین بد	نقش باطل ہی تری شکل وہ جمعین صنعت

ملکہ بہار نے اس فصاحت و بلاغت سے حیرت کو سمجھایا گویا منہ سے پھول جھڑتے تھے ہر کلام

مسلسل موتیون کی لڑی معلوم ہوتا تھا عندلیب خوش نوا گلشن بیان مین نغمہ سنج ہے کہ حیرت جادو نے
بنگاہ قہر و غضب طرف بہار کے دیکھا لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے جواب دیا بس زیادہ اپنا عظم و شان نہ دکھا
مجکو بیہودہ نہ سمجھا قدرت سامری کی ہے مین تمھاری اطاعت کرون دشمنون سے محبت کرون اب تو بیلت
منصور کو بھی غصہ آیا ہوش درست ہوے بگڑ کے اُٹھے منہ نبیرہ سامری ابھی نانا دادا سے فریاد کرونگا
آتش قہر و غضب سے پھونک دونگا اپنے بجائی خداوند داؤد سے کہکر سب مسلمانون کو سنگ سیا
کرا دونگا بدولت کے غصہ سے ڈرو بیہودہ کلام نہ کرو بس بہتری اسی مین ہی کہ زبان سے سوزن نکال لو
ہمین اپنی بارگاہ مین جانے دو عمرو نے کہا میان شیخ ہینگا شنجی نہ گھبراو آمادہ مرگ وہیاے قضا
ہوا لیے بیٹھا جورو کو ناملکہ بنایا آپ قرم ساق بنگے آیا غیرت نہ آئی اب نانا دادا کو بلاؤ آج کچھ کرامت دکھاؤ
ہم بھی دیکھین کیسے نبیرہ سامری ہو یہ کہکر عمرو نے آواز دی بس بہار تمھو تم دخل نہ دو یہان جلاد کو بلاؤ
فوراً جلاد حاضر ہوے پردہ بارگاہ کا اُٹھایا قصد ہوا ان سب کو قتل کرین ملکہ بہار زار زار رو رہی ہی
عمرو کا غصہ دیکھکر بول نہین سکتی ملکہ مہجبین کو بھی انتشار اسے نامدار کو ان کا قتل ہونا ناگوار حکم سے خواجہ
کے جلادون نے چاہا انکے ہاتھ پکڑ کر کھینچین گردن پر گولے کے خط دین یکایک زمین تھرائی صدا ے
مہیب آئی قریب تھا کہ گوش گردون کر ہو تمام عالم زیر و زبر ہو زمین شق ہوئی افراسیاب غصہ مین
بھرا ہوا زمین سے نکلا نکلتے نکلتے چند سنگریزے اُٹھاکر مارے پتھر برسنے لگے حیرت کی کمر مین پنجہ
دیا سب کو سحر کرکے اٹھا لیا نعرہ کیا باشیدای مسلمانان تم سبھون کی قضا قریب ہی یہ سرکشی ملعبد ولت سے
لشکر کشی طلسم کشا کے رہا ہونے پر گھمنڈ نہ کرنا وہ بلا مین نازل کرونگا کہ خود اپنے گلے کاٹ کر مر جاؤ گے
میرے ہاتھ سے امان نہ پاؤ گے یہ کہتا ہوا اتنا جلد افراسیاب نکل گیا کہ کوئی زبان نہ ہلا سکا عرصہ دراز
تک اندھیرا رہا خود کوکب نے سحر دفع کیا جب روشنی ہوئی دیکھا کہ افراسیاب جا چکا دور سے نعرے کی
صدا آتی ہی کوکب نے چاہا پیچھا کرون عمرو نے دامن پکڑ لیا کہا اے شہنشاہ جانے دو اپنی زوجہ کو لے گیا
ع رسیدہ بود بلائے و لے بخیر گذشت ہوا آب اور صلاحین کرنا ہین یہ خوب ثابت ہی کہ افراسیاب
قتل نہین ہوسکتا بس اس کے دو کاوش سے کیا فائدہ کہنے سے خواجہ کے کوکب رک گیا افراسیاب تو
جا ہی چکا تھا یہان کوکب وغیرہ سب مع کے دربار مین بیٹھے جلسہ تو درہم برہم ہو گیا مگر افراسیاب حیرت
وغیرہ کو لیے ہوے باغ سیب مین پہونچا سب کو ہوشیار کیا متعجب ہوا سے بیہوش ہو گئے تھے افراسیاب نے

کہا مرشدزادے واہ کیا آپ نے کمال کیا اگر مین وقت پر نہ پہونچتا ساربان زادہ سب کو قتل کرتا
ہمنے اسواسطے بھیجا تھا کہ مقابلہ مین فروکش ہو مسلمان مطمئن ہوجائین نہ کہ اس صورت سے دربار سلمان
مین جانا عیاران اسلام سے آپ کی آگاہی دیتی اُٹھتی ہوئی چڑیا کو وہ لوگ پہچانتے ہین دل کا حال
جانتے ہین سب سے زیادہ صرصر پر غصہ کیا صرصر نے کہا حضور مین تابعدار حکم سے سرتابی کرسکتی تھی فرمانے
سے مرشدزادے کے مجبور ہوگئی مین نے تو عرض کیا تھا کہ مسلمان خلق مین بے نظیر ہین خود صاحب توقیر
ہین ظاہر مین سوار ہوکر ہوادار پر چلیے مسلمان باعزاز واکرام لیجائینگے مقام صدر پر بٹھلائینگے ان سب کا
قول ہے روز جنگ روز آشتی آشتی افراسیاب نے کہا نہ وہ درست تھا نہ یہ مناسب اب تم جاکر
مقابلہ مین اُترو مین وہ فکر کرتا ہون کہ ایک زندہ نہ بچے یہ کہکر افراسیاب نے حیرت کو سمجھا کر طرف لشکر
کے روانہ کیا آپ کتاب سامری لیکر مطالعہ کی بعد نکلجانے افراسیاب کے کوکب نے کہا اے شہنشاہ اوج
عیاری اب زمانہ عیش و سرور کا نہین ہے فکر لوح واجب ولازم ہے یہ سنکے خواجہ کے کان مین کہا ہم تو رخصت
ہوتے ہین گرد مقدسہ کو باغبان و مخمور سے رجوع کیجیے یہ کہکر کوکب و ملکہ بران وغیرہ سرداران
طلسم نورافشان بصد شوکت و شان طرف قصر جمشیدی کے روانہ ہوئے افراسیاب باغ مین بیٹھے
بیٹھے گھبرایا سوچا کہ مقام لوح تک کون جاسکتا ہے کسکی مجال ہے یہ بادولت ہی کا کمال ہے کہ ایسے
مقام پر لوح کو رکھا ہے کہ طائر وہم وخیال بھی نہین جاسکتا ایسے ایسے معاملات سوچ کر چونکہ عیش پسند
ہے تخت پر سوار ہوکر طرف پردہ ظلمات کے روانہ ہوا یہان عمرو نے بعد برخاست جلسہ انجمن مشاورت
کو منعقد کیا شمع رائے کو روشن کرکے معروف صلاح ہوئے گلہائے کلام روبروے باغبان
پیشکش کیے فرمایا اے باغبان عالیشان خدا نے تمھارے پھول کو کانٹون سے نکالا اب کیا دیر ہے
لوح کی فکر بتاؤ باغبان نے چند باتین مخفی کان مین خواجہ عمرو کے کہین خواجہ عمرو نے اسد غازی کو
شراب پلاکر بیہوش کیا زنبیل مین رکھ لیا برق اس جلسہ مین حاضر ہے خواجہ نے ایک خرما جیب سے نکالکر
کہا بیٹا برق یہ رطب تازہ خانہ کعبہ سے آئے تھے لو تمھارا حصہ ہے برق ہاتھ جوڑنے لگا کہا استاد
مفصل فرمایئے کیا منظور ہے آخر غلام کا کیا قصور ہے عمرو نے کہا قصور کیسا ہم کوئی چیز تمھارے بغیر کھاتے
ہین پہلے تو تم کھالے تو پھر حال آپ بھی چکھیے برق کہتا ہے کہ استاد خدا کیواسطے صاف بتایئے عمرو نے
زبردستی منھ مین ٹھونس دیا یہ کہکے کہ تبرک کی چیز ضرور کھلاؤنگا حلق سے اُترتے ہی برق نے کہا استاد مجھے

روئیے میری جان گئی ہائے مجھے بیہوشی کھلا دی عمرو نے سر کے نیچے ہاتھ دیا برق بیہوش ہوا
برق کو عمرو نے اُٹھا کے نذر زنبیل کیا بعد اُسکے ضرغام کو بلایا کان سے عطر کی روئی نکالی
کہا دیکھو بیٹا عطر کیسے آیا ہی کتنے تولہ کا ہی اترا نا ہمین صاف صاف بتانا ضرغام نے حیران ہو کر سر جھکا کر
کہا کیون قبلہ و کعبہ کیا کسی طرح کی سزا دیجیے گا بیہوش کیجیے گا میرے پاس خود بیہوشی حاضر ہی سنکھیا
بھی موجود ہی جو حکم ہو کھا لون جان قدم اقدس پر نثار کرون عمرو نے زور سے اسکا کان پکڑا کہا کیون
بے جوانا نہ مرگ ہم تجھے زہر سنکھیا کھلائینگے اِسی دن کے لیے پالا تھا ہمین زکام ہو گیا دماغ بند ہی ہم سوچے تھے
کہ یہ نوجوان ہی قیمت بوجہ احسن بتائینگے تمھارے لیے سنکھیا زہر بنگیا ان نالائقون کی حرکتون سے کلیجہ
چھن گیا یہ کہکر روئی بخور روئی دماغ سے ضرغام کے لگا دی ضرغام چھینک مار کر بیہوش ہوا عمرو نے اُٹھا کر
اسکو بھی نذر زنبیل کیا باغبان نے کہا ہم تو آگے بڑھتے ہین آپ حضور کے ہمراہ تشریف لائیے انشاءاللہ
وقت پر ہم بھی پہنچ جائینگے مقام ضرورت پر آپ کو پہونچائینگے یہ کہکر باغبان قدرت و ملکہ بہار جادو و
رعد و برق و برق لامع خواجہ کے سامنے ایک جانب روانہ ہوے بعد انکے خواجہ عمرو و ملکہ
مخمور ملکہ مہرخ سے رخصت ہونے لگے تمام سردار بیقرار ہو کر رونے لگے مہرخ نے ہاتھ اُٹھا کر دعا دی
کہ اے شہنشاہ اوج عیاری شعر بسفر رفتنت مبارک باد ✦ بہ سلامت روی و باز آئی ✦ اے سفر سے
پروردگار ہمارے مالک و حاکم کو خیریت سے لانا جمال جہان آرائے طلسم کشا بخوشی و خرمی دکھانا
کل سرداریون بلک کر رونے جیسے نوجوانون کے جنازے پر شور گریہ و زاری بلند ہوتا ہی عمرو نے
ایک ایک کو چھاتی سے لگایا کہا ملکہ حقیقت مین یہ سفر آخرت ہی شریک حال اُسکی عنایت ہی مین
نہین واقف کہ یہ کمبخت جادوگر مجھکو کہان لیے جاتے ہین خدا ان ساحرون کی بدعت سے بچائے ہم
تم سبھون سے ملائے یہ فرما کر چالاک کو قریب بلایا گلے سے لگایا فرمایا کہ اے نور نظر حفاظت لشکر کا خیال
رکھنا جامع المتفرقین پھر تمکو ہمسے ملائے چالاک نے عرض کی حضور کا اقبال شریک ہوگا غلام جانبازی
اور سرفروشی کو حاضر ہی مگر کیا مجال مثل حضور کے حفاظت کر سکون جان لڑا دونگا یہ خبر دہشت اثر سنکر قران
نامدار درہ کوہ سے نکل آئے دوڑ کر خواجہ سے لپٹ گئے کہا استاد غلام کو بھی ہمراہ لیجیے خیرخواہ کو تباہ
نہ کیجیے عمرو نے کہا اے جان بخش من میرے ساتھ چلنے سے یہان رہنا بہتر ہی ایسے مقام پر سارا لشکر خدانخواستہ
اگر لشکر پڑاؤ سے ہٹ جائے تباہی آئے بڑا چھوٹا ان شان شکست ہو مقدم یہی بندوبست ہی قران نے

عرض کی آپ بڑا ہمارے سر پہ بار رکھتے ہین خدا اسکا انجام بخیر کرے خواجہ نے سب کو گریان و نالان چھوڑ کر ملکہ مخمور کو ساتھ لیا مگر چالاک سے اتنا پھر کہہ دیا ای نور نظر ہمارا جانا ثابت نہو ہماری صورت بنا کر وزدی کا عیاریون سے اپنے کو بچانا اور ای قران باغبان و رعد و برق و برق لامع و بہار مخمور یہ چند سردار لشکر سے نکلے ہین انکی صورت کبھی سردار بنانا فراموش نکرنا یہ نہ ثابت ہو کہ یہ لوگ لشکر سے نکلگئے ہین بخوبی سب کو سمجھا بجھا کر قنطورہ زرلبقی و بیتا وہ سفرلاتی وگوہین عیاری بصد طراری آراستہ کر کے مخمور سے کہا بسم اللہ مخمور نے کہا مین پنجہ مین آپ کو دباون پر پرواز پیدا کر کے لیچلون عمرو نے کہا آپ چلیے مین آپ کے ساتھ ہون جہان تلاش فرمایئے گا اُس جگہ پر غلام کو اپنے سایہ مین پایئے گا مخمور نے پر پرواز پیدا کیے اُڑ کر چلی خواجہ نیچے ٹپک کر مثل برق جہندہ سایہ مخمور مین طرف صحرا کے روانہ ہوئے

دو کلمہ داستان شگفت بیان بہار آگین فصاحت آئین جانا خواجہ عمرو کا برائے تلاش طلسمی برہبری مخمور و باغبان وغیرہ راہ مین ملنا مرحلہ غافل و ہوشیار کا جرأت خواجہ عمرو بن امیہ نامدار اور پھر پہونچنا باغ باغبان قدرت مین و ملاحظہ نیرنگ سحر باغبان قدرت وہان سے پہونچنا بہ مقام گنبد بے نور مین اور رسائی خواجہ عمرو کی تا بہ باغ سیماب جادو و داستان دیگر متعلقہ مقامات ساقی نامہ

کھولیو ساقی منہ کو سبو کے
چشم بھر آئی ساغر بھر دے
ہوش مین آ نشہ ہی مجھکو
ست تغافل کب تک رہنا
جب تو سُن آواز کسی کی
صبر شکن ہی بانگ تظلم
ست شراب غم کی خبر لے
جوشش خار تشنۂ دل ہی
بادہ سرشک اور چشم ہی پیالہ
بادۂ الفت زہر اثر ہے

پیتے ہین کب سے گھونٹ لہو کے
غفلت بیجا رشک پری کیون
ایسا کہان کا نشہ ہی تجھکو
ربط لب و پیمانہ کہان تک
آہِ فلک انداز کسی کی
غور سے سُن فریاد ستم کش
سینہ کباب غم کی خبر لے
ہائے وبالِ جان ہی جینا
ہائے وہ مستانہ ہی نالہ
یعنی تری اب آن بنی ہے

جام شراب احمر بھر دے
حال سے میرے بیخبری کیون
محو تعطل کب تک رہنا
ہائو ہو مستانہ کہان تک
شور فگن ہی بانگ تظلم
جلد کہین دے داد ستم کش
جان شکنی پیوند گسل ہے
جنبش دم سے ریزۂ مینا
نشۂ غم مین حال دگر ہی
دل شکنی بھی جان شکنی ہی

تڑپتے ہی سینہ بات کہے سے
لب ہم کھلے تو بند زبان ہو
فرش زمین ہی چشم ہم تر
گردش بالین گردش گردون
حیرت و حسرت نالہ و زاری
منبع قلزم دیدۂ پُرخون
دل کی قلق سے دشت نوردی

دردِ اُٹھے ہی سانس لیے سے
چشم کشائی کوہ کنی ہی
یہ بھی مگر اک نقش قدم ہی
جوش طپیدن حوصلہ فرسا
مضطربانہ باتین ساری
بسکہ سرشک خون سے بھرا ہی
نقش قدم ہی صحرا گردی

ضعف سے کیونکر حال بیان ہو
جنبش مژگان تیشہ زنی ہی
بادِ صبا سے حال دگرگون
دل کی طپش سے زلزلہ برپا
گریۂ خونی غیرت جیحون
گوشۂ دامن صحن چمن ہی

سیاحان منازل رنج و مصیبت و دشت نوردان خارستان صعوبت جستجو کنندگان مقام حسرت انجام لوح طلسمات و طالبان مطالب کالاے دکان مصیبت آیات راہ پُرخطر ممالک صعوبت مین یون گام فرسا ہین شعر سخن ساز کہ معنی ساز کردہ بہ سخن را این چنین آغاز کردہ بہ ماہ آسمان اوج عیاری و آفتاب عالمتاب فلک خنجر گذاری صاحب عقل و شعور ملکہ مخمور کے ہمراہ براے جستجوے مقام لوح طلسمی روانہ ہوے فراق خواجہ مین اہالیان لشکر ملکہ مہرخ تیر دلدوز الم کا نشانہ ہوے مگر ملکہ مخمور ماڑی ہوئی جاتی ہی جب جھک کر دیکھتی ہی خواجہ عمرو کو اپنے سایے مین پاتی ہی جی مین کہتی ہی اے مخمور خواجہ عمرو بڑے طرار ہین گویا ہوا کے گھوڑے پر سوار ہین کہین صحراے خارستان و کوہستان خوفناک نہ انسان نہ حیوان مثل کف دشت میدان دھوپ سے پتھر چٹک رہے ہین نخل ہواے گرم سے جلے ہوے نہ شاخ نہ پتا بالکل بے دست و پا ہونڈ لے گرد کے پیچ و تاب کھاتے تشکل دیو مہیب راحت سے دور مصیبت سے قریب دشت کا سناٹا چہار جانب ویرانہ بستی کا نام کہان مقام سکونت غولان کبھی عنایت باغبان قضا و قدر سے صحراے سبزہ زار ملا براے چند ساعت غنچۂ آرزو کھلا ایسا مقام فرح افزا اگر مل گیا تو غنیمت ہوا ملکہ مخمور جونے سے اُتر آئی ایک نخل کے سایے مین دونون مل کر بیٹھے ملکہ مخمور نے کہا خواجہ چار پہر رہروی کرتے گذرے ملکہ مہرخ وغیرہ نے کھجورین شیرینی جو ساتھ کر دی تھی آپ نوش فرمائیے ہمین بھی عنایت کیجیے پھر راہ رو منزل مقصود ہون خواجہ ابھی مقام دوپہر تک کرنا سراسر قصور ہی عمرو نے کہا ملکہ تم ایسی جلدی چلین حیلہ جو دو دن کا گر گیا یہان جنگل ہین

کھانا پینا کہان مگر وہ سامنے گانؤن معلوم ہوتا ہی لاؤ تمھارا کڑا آج لا مین کچھ خریدین تم بھی کھاؤ ہم بھی
کھائین ملکہ مخمور نے ناچار ایک فرد کڑے کی اُتار کر دی خواجہ عمرو نے لیلی گانؤن مین جاکر
فرد تو زنبیل مین رکھ لی رنگ روغن عیاری کا لگا کر مرچڑے کی شکل بے گانؤن مین آئے دو تین
زخم ادچھے ادچھے سر پر لگائے خون بہتا ہوا پیادہ دوکان تحصیل لیا دو پیسے کی جوار بھنائی
صورت اصلی ہو کر پاس مخمور کے آئے سامنے وہ جوار ملکہ مخمور کے رکھدی کہا لو بی بی
کھاؤ رزاق مطلق کا شکر کرو اس صحرا مین یہ نعمت ملی ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا خواجہ کڑا کیا کیا
کہا بھڑبھونجے کو دیدیا اُسنے یہ جوار تو دی وزن مین ڈیڑھ سیر ہی ملکہ مخمور نے گھبرا کر کہا خواجہ
تین ہزار روپیہ کی یہ جوڑی بنوائی تھی اُس موے نے کڑا لیکر صرف جوار ہی دی خواجہ عمرو
نے کہا یہان گانؤن مین کون پوچھتا بھڑبھونجا بڑا مرد آدمی تھا خانہ کعبہ کا رہنے والا ہی جب
بزرگون کے نام بتائے تب اُسنے کڑا لیا ورنہ چور چور کرکے مجھکو لوگون نے پکڑ لیا تھا اُس بیچارے
نے قید سے چھڑایا کوتوال کو رشوت دی مین نے تو شکر تک لکھدیا خیر ادا کر چکے اب اسکا ذکر نہ کرو
کھاؤ پیو چلو مخمور چپ ہو گئی جوار کھا کے شکر کیا پھر روانہ ہوے اسی طرح قطع منازل وطی مراحل
کرتے ہوے دم بہر کابل کا بھرتے ہوے ایک مقام پر آکر مخمور سرخ چشم اُتری ہاتھ خواجہ کا
تھام لیا سر اُٹھا کر دیکھا ایک دیوار آہن نہایت بلند و مرتفع کھچی ہوئی ہی ملکہ مخمور سرخ چشم نے
کہا خواجہ سلامت اس دیوار کے اُس پار باغ غافل و ہوشیار ہی عجب مقام جانگزا مصیبت خیز
عبرت افزا ہی مین سحر کرکے دیوار مین در بناتی ہون آپ کو جست کرکے داخل ہونا چاہیے پہلے
ملاحظہ کر لیجیے مین بھی پہونچونگی عمرو نے کہا بسم اللہ در بناؤ صورت باغ حسرت دیاس دکھاؤ ملکہ
مخمور نے گُتھنے سے دانہ یاقوت احمر کا نکالا خواجہ عمرو کمر چست باندھکر کھڑے ہوے اس امید
پر کہ یہ جب دیوار مین در بنائیگی مین فوراً جست کرونگا اپنے کو اُس طرف پہونچا دونگا ملکہ مخمور
سرخ چشم نے اسم سحر کا پڑھا دانہ یاقوت احمر بصد کر و فر دیوار پہ مارا اگرا کا ہوا در اتنا بڑا بنا کہ
ایک آدمی دیوار آہن کے اُس پار بہ سختی داخل ہو سکتا ہی در بنتے ہی عمرو نے سر اُٹھا کر دیکھا
عجب مقام قیامت ہیبت انگیز نظر آیا تیر الم دل پر لگے سینے پہ نیزے مصیبت کے پڑے
شمشیر جفا نے زخمی کیا خنجر ملال لگے پر پھرا باغ کا یہ نقشہ ہی بجاے گل و ریحان شمشیر و سنان

مثل درختوں کے دہقان بدبخت نے بوئے ہیں اُسکی سیر نے ہوش کھوئے ہیں اصل بیان یہ ہی ایک چمن میں پیکان تیر ایک چمن میں سنان ہائے نیزہ ایک جانب تلواریں قبضے اُنکے نابود نیاں مثل برق چمک رہے ہیں سارا باغ اسی عجائب و غرائب سے مملو ہے چند نخل بھی جابجا مگر کہتر اُنپر ہزار در ہزار جانور عوض زمزمہ سرائی کے صدائے ہیہات و افسوس بلند کرتے ہیں جیسے ہی در تیار ہوا عمرو نے بنگاہ حسرت دیکھا طائر مثل انسان کے غل مچانے لگے ای ساکنان باغ عبرت ہوشیار ہو جاؤ ملکہ مخمور سُرخ چشم نے ساربان زادے عیار کو قریب دیوار آہن پہونچایا سحر سے دیوار میں در بنایا عمرو یہ قیامت دیکھکر رک گیا جست نہ کر سکا چشم زدن میں وہ در بند ہو گیا ملکہ مخمور نے کہا خواجہ یہ کیا غضب کیا آپنے اپنے کو اُس پار نہ پہونچایا عمرو نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا ای مخمور اشیائے سلاح جنگ سے باغ میں تل رکھنے کی جگہ نہیں اگر میں جست کرتا نیزہ و تیر و دم شمشیر پہ گرتا کیونکر جانبر ہوتا عمداً جان کھوتا ای مخمور سُرخ چشم آج مجکو ثابت ہوا تو نے دام مکر مجھ ایسے زیرک کے واسطے پھیلایا پردے میں دوستی کے دشمنی کرلی ہی کیونکر ایسے مقام پہ جاؤں اگر سنان نیزہ پر گرا تمام جسم غربال ہو گا اگر تلواروں پر گرا انصاف سے بتا میرا کیا حال ہو گا کون جان بچنے کی صورت ہی تو بیشک دل سے طرفدار افراسیاب ہی مگر میں بھی لاجواب ہوں ملکہ مخمور سُرخ چشم نے کہا خواجہ عمرو قسم ہے سر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کی باغ سیماب کے جانیکا یہی راستہ ہے اور بڑے بڑے مقام خوفناک ملینگے خدا آپ کی جان بچائے تا بمقام لوح پہونچائے میری جان حاضر ہے نثار کروں مگر اس مقام پر بالکل ناچار ہوں اتنا جلد اور عرض کرتی ہوں کہ ایک مرتبہ میں نے دروازہ پیدا کیا سد باب ہوا بس اکی مرتبہ اور در بنانے کی مجاز ہوں اس مقام کی صاحب راز ہوں دوبارہ دروازہ بنکر جو بند ہو گا اگر تمام عالم کے ساحر آکے سحر کرینگے دیوار میں در نہ بنے گا راہ مقام لوح سے ناامید رہیگا خواجہ عمرو نے سر جھکا لیا آنسو آنکھوں سے جاری ہوئے ملکہ مخمور سُرخ چشم بھی بلک کر رو دی زبان پہ یہ اشعار حسرت فزا جاری ہوئے اشعار

داد خواہوں کے شور سے دیکھو
تیغ کے سے نکالے ہیں جوہر

کوئی اس دور میں بچے کیونکر
چونک پڑتا ہے فتنہ محشر
آتش لعل سینہ احباب سوز

ملک الموت ہے ہر ایک بشر
آسمان نے بھی اس زمانے میں
آب نیسان ہے ایک بد گوہر

جسکو دیکھو سو مایۂ بیداد
آدمی سے پری کو آئے حذر
نہ امیرون کو پاس بندی عدل
جو کرے قتل خورد سالہ پسر
ہین گدا پر غرور شیر دہن
اک بہانہ ہے بہر قطع شجر

کیا ہوا گر نہین ہے سیمین بر
ہے پئے اشتیاق ویرانی
نہ رعایا مطیع فرمانبر
کمترین خانہ زاد طعنہ زن
بیگانہ جو کیا ہے خون پدر

ذکر انسان سے دیو مجنون ہو
شاہ فرہاد و بے ستون کشور
اسکو سنو رستم زمان کا خطاب
طرز حرف ملامت مادر
چمن آرا کو رسم پیرایش

ان اشعار عبرت آثار پر ملکہ مخمور سرخ چشم بھی بیتاب ہوئی صورت شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کی آنکھون مین پھر گئی خیال ہوا ای مخمو ریان مقامات ہولناک سے زندہ پلٹنا دشوار ہے خیر جو مرضی پروردگار ہے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار فراق مین صاحبقران زمان کے خوب رویا کہا ای ملکہ مخمور سرخ چشم امید نہین کہ پھر زندگی مین آقائے نامدار سے قدمبوس ہون ای ملکہ مخمور جب یہ ظاہر ہوا کہ سوائے اس راستے کے اور کوئی راہ نہین بسم اللہ آپ در بنائیے مین اپنے کو دم شمشیر پر گراتا ہون شاید حیات مستعار باقی ہے پہنچینگے ورنہ ملک عدم مین ملینگے ملکہ مخمور سرخ چشم دانہ لیکر آمادہ ہوئی کہا خواجہ برائے خدا اب نہ رکنا ورنہ سر تیک پنکھ کے جان دینا ہوگا خواجہ عمرو بن امیہ نامدار نے کہا ضرور جاؤنگا یہ کہکر خواجہ عمرو نے بانہائے عیاری ذات پر آراستہ کیے گلیم عیاری کاندھے پر ڈالی حلقہائے کمند اصفہانے باصفا بارہ برپیٹے مشت خاک اٹھا کر گریبان مین ڈالی لباس کو کفن تصور کیا آمادہ کم وصیائے قضا ہوا کہا ای ملکہ مخمور سرخ چشم ذی شعور بسم اللہ اب دیر نہ کیجیے ملکہ مخمور نے ایکی مرتبہ دانہ کلان نکالا عوصہ دراز تک سحر پڑھا جھپٹ کے دانہ مارا جیسے ور تیار ہوا طائرون نے غل مچایا الو یا رو پھر مخمور سرخ چشم نے سحر کرکے دیوار آہن مین در بنایا ہے عمرو آتا ہے دو دڑو ظالم کو روکو یہ کہکر طائرون نے صدا دی کہ او عمرو اس باغ مین نہ آنا مقام عبرت ہے اس آغاز کا بد انجام ہے یہان کے حاکمون کا غافل و ہوشیار نام ہے اس مقام سے کسی کو راحت نہ ملی بادشاہ طلسم ہوش ربا ان مقامات پر نہین آتا خبردار اپنی جان نہ کھونا آبرو سے ہاتھ نہ دھو یہان کا ہر گل خار ہے ہر شاخ اصل مین کھنچی ہوئی تلوار ہے مفت مین کیون جان دیتا ہے اپنا خون اپنی گردن پر لیتا ہے ہر چند طائر چیخے پیٹے صدائے حیرت خیز سے کھٹکے تو ہوش اڑے مگر کلیجے پر

پھر کہا اور کہا ای کریم کارساز ای حافظ حقیقی ای مالک تحقیقی تو بچانے والا ہی دل کو رجوع کر کے جست کی اس خیال سے کہ کسی شاخ نخل پر پاؤن جماؤنگا ملکہ مخمور نے بھی دیکھا خواجہ عمرو درسے نکلکر انتہا کا بلند ہوا جو نخل اصلی تھا اس تک تو نپہنچا جس چمن مین تلوارین بوئی ہوئی ہین دنبالے مثل برق کے چمکتے ہین وہ چمن انتہا کا وسیع تھا اُسی چمن پر لڑکھڑاتا ہوا گرا پانچ قدم کی بلندی باقی ہی قریب ہی کہ تلوارون پر گرے جسم پرزے پرزے ہوجاے خواجہ عمرو نے تہ دل سے دعا کی ای سامع الدعوات ای کریم کارساز ای بے نیاز حفاظت کر بچالے اس آفت ناگہانی سے نجات دے افسوس ایسے مقام پر جان گئی لاش کون اُٹھائے گا اس مقام پُر آفت مین کون کام آئے گا دفن و کفن بھی نہ ملے گا ای خالق کونین رب المشرقین و المغربین مین تیری ہی مدد کا خواستگار ہون

نظم

تو گوئی ہر کس کہ در پیچ و تاب
دعائے کند من کنم مستجاب
چو عاجز رہانندہ دائم ترا
درین عاجزی چون نخوانم ترا
عقوبت مکن عذر خواہ آمدیم
بدرگاہ تو روسیاہ آمدیم
سپردم بتو مایہ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

خواجہ عمرو نے جو اس طرح بلک کر عرض کیا زمین کا طبقہ پھٹا بصد صولت و شوکت باغبان قدرت پیدا ہوا نعرہ کیا ای خواجہ عمرو نہ گھبرانا غلام آپہنچا نکلتے نکلتے خواجہ کو اپنے ہاتھ پر روکا طائرون نے غل مچایا ارے یارو باغبان قدرت آپہنچا باغبان قدرت خواجہ عمرو کو لیے ہوے جست کر کے چمن سے تلوارون کے نکلا خالی زمین پر آ کے قائم ہوا [illegible] مین جتنے طائر تھے زمین پر گرے معلوم ہوا ساحر تھے گولے تیغ و تاراج باغبان قدرت پر چلنے لگے باغبان قدرت نے خواجہ عمرو کو نیچے سے یہ کہکر چھوڑا کہ حضور [illegible] بچائین خواجہ عمرو کو دو کر لڑائی مین مصروف ہوے حقہ آتش بازی نکالکر مارا ہزار ہا جادوگر [illegible] باغ سے نکلتا چلا آتا ہی باغبان قدرت پر باغیون نے آگ برسائی خواجہ عمرو حقہ ہا آتشبازی مارکر گلیم اوڑھ لیتے ہین کبھی اُتار کر ظاہر ہوتے ہین باغبان کی تنہائی پر [illegible] ہین باغبان پر طوفۂ عظیم ہی جتنے طائر درختون پر تھے سب انسان بنے ہین اور صد ہا [illegible] سے چلے آتے ہین کسی نے آگ برسادی کسی نے گولہ مارا کسی نے کاوا بھیرون نارسنگو پکارا باغبان بیچارہ کس کس کو جواب دے زخم کاری کھائے اس ہنگامے مین عمرو دریاے سحر کو

تعجیل رہا ہی جب کسی ساحر کلان کو دیکھا کہ براے قتل باغبان چلا خواجہ عمرو نے گلیم سر سے اُتاری اُس مجمع ساحران مین پیترا بدلکر سامنے آیا للکارا ساحر پلٹا خواجہ عمرو نے تڑاق سے حباب بیہوشی مُنھ پر مارا جادوگر لہراے گرا گرتے گرتے عمرو نے نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمرو

عمروم کہ کلہ از سر قیصر ببرم — رنگ از رخ بخشک بد اختر ببرم
در مجلس خسروان چو گردم ساقی — تیغ و سپر و سبو و ساغر بہ برم

جادوگر زمین پر گرا عمرو گلیم اوڑھکر غائب ہوا کبھی جست کرکے کسی کے کاندھے پر پہونچا لپٹ کر خنجر مارا سر اُسکا زمین پر گرا خواجہ کود کے پھر مخفی ہوے اسطرح ہر غول مین ہر صف مین کبھی جھکر پالٹ کا ہاتھ مارا تین تین کے پانون اُڑا دیے کبھی جنگی بان داغ دیا صدہا کے مُنھ جھلس گئے کبھی ظاہر ہوے کسی ساحر کا سحر چل گیا زمین نے پانون تھام لیے تاک کے آسی کو تیر مارا وہ خطا کار مرا یہ آگے ہوے بتعجیل گلیم اوڑھلی جادوگر حیران ہین کہ اس بدمعاش پر زور نہین چلتا برق جہندہ کا حال ہی بجلی کا روکنا ٹوکنا محال ہی اکثر زخم بھی عمرو نے کھاے ساحرون کے تیر و تفنگ بھی چل رہے ہین ناریل اُچھل رہے ہین مگر باغبان قدرت مجمع ساحران مین گھسا ہی نہنگانہ پلنگانہ لڑ رہا ہی یکایک بارہ دری سے دو جادوگر تاج پہنے ہوے لباس عمدہ زیب جسم ایک نے نعرہ کیا منم غافل جادو دوسرے نے نعرہ کیا منم ہوشیار جادو غافل نے بڑھکر باغبان قدرت پر کارد سحر لگائی شانے کو توڑکر باغبان کے پار گذری ہوشیار جادو نے خبردار کہکے برق چمکائی سر باغبان زخمی ہوا باغبان نے گھٹنے ٹیک دیے ایک ساحر مہیب الشکل عجیب قطران جادو نام اُسکو غافل و ہوشیار نے آواز دی کہ باغبان قدرت کا سر کاٹ لے اس باغی کو جلد سزا دے وہ بیچیا سحر کرتا ہوا طرف باغبان کے چلا ہرچند کہ باغبان قدرت نے گھٹنے ٹیک دیے مگر سنبھلکر پتھر اُٹھا کر سنگدلون پر مارتا ہی کسی کا سر پھٹا کسی کا مُنھ ٹوٹا یون اپنے کو بچاتا ہی مگر قطران جادو بد خو نے جیب سے باغبان قدرت پر ماش کے دانے مارے اس جنس کے سحر کو باغبان نے روکا مگر بیدم ہوگیا غش آنے لگا قطران تیغہ کھینچکر طرف باغبان قدرت کے بڑھا عمرو نے دیکھا باغبان قدرت قتل ہوتا ہی گلیم سر سے اُتار کے نعرہ کیا ادبیچا کیا کرتا ہی برابر آکے کمند ماری جھٹکا دے بیچیا مُنھ کے بھل زمین پر آیا لپٹ کے خنجر مارا قطران کا شکم چاک قصہ پاک قطران کو

شجر نخل باغبان سے یہ ثمر حاصل ہوا فوراً جہنم واصل ہوا ہوشیار جادو نے دور سے
یہ دیکھا کہ عمرو نے بصد صولت و شوکت و جرات قطران جادو کو مارا اب عمرو نے قصد کیا
گلیم اوڑھ لوں ہوشیار نے وہین سے گھبرا کے آواز دی عمرو لڑکھڑا کر گرا زمین نے پاؤں تھام
لیا خواجہ عمرو نے حافظ حقیقی کا نام لیا کہا لو باغبان بھی بیکار ہوا سحر مین اس بچیا کے
پھنسا اب باغبان نے بلک کے دعا کی عمرو نے آمین کہی یکایک آسمان پر سناٹا ہوا بقدرت
باغبان قضا و قدر پھولوں کی لپٹین آئین ہوا کے جھونکے چلے دیکھا سب نے ملکہ بہار گلعذار
گلدستہ ہاتھ مین اڑی ترچھی بدھیان گلے مین طرہ موتیے کا آراستہ و پیراستہ رنگین مزاج حسینان
عالم کے سر کا تاج دیکھا ملکہ بہار جادو نے کہ باغبان پڑا زمین پر تڑپ رہا ہے خواجہ بیکار
ساحران غدار دونوں کو قتل کیا چاہتے ہین بہار نے نعرہ کر کے گلدستہ مارا پھول برسے
ایک پھول عمرو پر گرا عمرو تو خوشی سے پھول گیا سرو قد مین طاقت نرگس چشم مین بصارت یہ
رنگ دیکھتے ہی اٹھکر گلیم اوڑھ لی ساحر جھومنے لگے ملکہ بہار زمین پر آئی گلشن سحر کو رونق دی
اسی طرح دو تین گلدستے مارے بہار نے باغبان کی دستگیری کی تمام ساحر مست ہو گئے گلچینی
گلشن حسن بہار کرنے لگے غافل و ہوشیار نے دیکھا کہ بہار نے آتے ہی رنگ اپنا جما لیا چمن
جوہر شمشیر پر خزان آئی یعنی تلوار کے چمن نیزہ و تیر کے گلشن بہار نے آتش قہر و غضب سے
جلا دیے کئی ہزار ساحر گلے کاٹ کر مر گئے غافل و ہوشیار نے بڑھکر سحر کیے گل عارض بہار
مرجھا یا یعنی سر زخمی ہوا قطرے خون کے رخسارے انور پر قریب تھا کہ بہار لڑکھڑا کر گرے زمین شق ہوئی
رعد جادو نعرے کرتا ہوا انگلیاں کانون پر ہاتھ رکھکر آواز دی منم رعد جادو کئی سو ساحر چیخ کیا
گرے سر پھٹ گئے برق چمک کر آسمان سے گری کئی ہزار کے سر اڑا دیے رعد گرجنے لگا برق
چمکی خون کی ندی بہا دی گر غافل و ہوشیار رعد و برق پر سحر کر رہے ہین جب دونوں طوق
ٹھہرتے ہین سحر پڑھتے ہین زمین ہلا دیتے ہین رعد و برق و باغبان قدرت پرا تماشا کا
جلوہ ہو ہزارون کو مارا مگر مجمع ساحران کم نہین ہوتا یکایک آسمان پر برق کلان چمکی نعرہ ہوا منم
ملکہ برق لامع غافل بڑھا ہوا چاروں پر سحر کر رہا تھا برق لامع چمک کر غافل جادو پر
گری اس بچیا کے دو ٹکڑے ہوئے آواز آئی کشتی مرا نام ہین غافل جادو بود و بوارین باغ

کی تھرا ہین مکان جلنے لگے ہوشیار جادو خبردار ہوا کہ بھائی مارا گیا بازو ٹوٹا بدحواس ہوکے
طرف برق لامع کے چلا برق لامع چمک چمک کے گرنے لگی ہوشیار دیکھ رہا ہی کہ کسی مقام
پر برق لامع جسے ذرا بھی سمجھے تو مین سحر کرون بھائی کے غم مین رو رہا ہی برق لامع ایک
ایک صف کو کاٹ کر ایک نخل کے سایہ کے نیچے رکی تھی کہ ہوشیار جادو نے خبردار
باش کہکے ایک ترنج سبز کھینچ مارا برق لامع نے انگلی کے اشارے سے اُس تیر و بخت
کے ترنج سبز کو کاٹا ترنج کٹا اُسمین سے کارد نکلکر شانے پر پڑی برق لامع بھی زخمی ہوئی اسکے
قوت بازو کو مارا اسکا شانہ بھی نشانہ ہوا کون دستگیری کرے ہیہات کہکے پھر چلی مگر جسم مین رعشہ
پایا دیکھا کہ مخمور سرخ چشم بھی پہونچی شریک جنگ ہوئی ہوشیار سب کو جواب دے رہا ہی
بھائی کے غم سے بدحواس چہرہ اداس لیکن زبان کا اپنی خون لیکر جسپر خون مارتا ہی قطرہ خون
چنگاری بنکر جسم پر پڑتا ہی آتش سوزان کی تاثیر پیدا کرتا ہی ساتھ والون کو صدا دے رہا ہی یارو
یہ چند کس مین بیکس و بے بس ہین بلوہ کرو اب امان نہ پائین برادر رفافل کے غم سے بیقرار ہون
تام کو ہوشیار ہون اسقدر ساحرون کا جماؤ ہی تمام باغ آتش بہار ہو رہا ہی ان سرداران مذکور
نے لاشون کے انبار لگا دیے کشتون کے ڈھیر مگر سحر سے ہوشیار کے اندھیرا خواجہ عمرو کبھی
ظاہر کبھی مخفی لڑائی سے منھ نہین موڑتے جس ساحر کو پاجاتے ہین تیر و تفنگ سے قتل کرتے ہین
باغبان قدرت و ملکہ بہار و ملکہ مخمور سرخ چشم و برق لامع در رعد برق دریاے خون
مین غرق جنگ مین مصروف ہین قریب ہی کہ بلوے مین گرفتار ہو جائین بیقرار ہو کر سب نے
دعا کی ای ستار و غفار ان نابکارون کے ہاتھ سے بچالے خواجہ عمرو نے بھی تڑپ کر کہا ای

شعر

رحیم و کریم و ای سمیع و علیم
خداوندا تو میدانی کہ بد کردم بنادانی
امید رحم تو دارم توئی ستار یا اللہ
سلطان بی وزیری خلاق بی نظیری

ستا ہاز کریمی و رحیمی و غفور
ز دست نفس شیطانی گرفتارم یا اللہ
از دست بیقرارم فریادرس الٰہی
چون دست من بگیری فریادرس الٰہی

دست نگیرد در پابندی بیجا [illegible]
نہ طاعت لایق دارم نہ شخصے [illegible]
جز تو کسے ندارم فریادرس الٰہی
دعاے خواجہ قبول ہوئی حصو

حصول ہوئی آسمان پر لکہ ابر گلنار پیدا ہوا دیکھا ابر شق ہوا دل ابر سے چودھوین رات
کا چاند جیسے سامنے خورشید عالمتاب مانند چرخ مارتا ہوا ظاہر ہوا ہوشیار بیچارہ ماہر ہوا

گر یہ کیا اسرار ہی عمرو سمجھ گیا کہ ملکہ بُران ماہ رخسار ہی گرا کے کی آواز آئی چاند کے دو ٹکڑے
ہوے زمین پر گری ساحرون کے جسم مین آگ لگ گئی نور ماہ نے ناریون کو جلایا سیہ بختون
کا ستارہ گردش مین آیا نعرہ بُران بہ افسونگری نامور ذی وقار منم دختر کوکب نامدار
زمین پر آتے آتے گلے سے موتیون کا مالا اُتارا اُس گوہر صدف دریاے خوبی نے لشکر
ہوشیار جادو پر کھینچ مارا موتی شکست ہوے کئی ہزار ساحر زبردست پست ہوے تیغہ
نیام انتقام سے کھینچا دہ دریادل ساحرون پر برس پڑی جوش قہر و غضب مین کنار پر جا پڑی
ندی خون کی بہی اب رعد و برق وغیرہ کو بھی مہلت ہوئی جم کر لڑنے لگے برق لامع بھی
لڑکی ملکہ بہار نے مہلت پائی سحر کے گل کھلائے ہزارہا ساحر دیوانے ہوکر سر پھوڑنے لگے
کوئی تڑپا کوئی کڑکا کسی پر مخمور جا پڑی کہین برق لامع گری خرمن ہستی کا فوران جلا کے اُٹھی
لنکے سحر کی عملداری مٹی مگر ملکہ بُران شمشیر زن صف شکن سحر و افسون مین بے نظیر حسن مین
رشک ماہ منیر نیمچہ سحر کھینچا ہوا غصے سے کف منھ مین بھرا ہوا جو ہر جرأت آشکار دونون ابرو
خمدار کھنچی ہوئی تلوار اشارون کی کٹاریان مژگان کے تیر بے جمن مین چل رہے ہین کوئی
پامال کوئی غربال صفون کو درہم برہم کرکے قریب ہوشیار پہونچی آواز دی او ہوشیار جادو
ہمارے سحر سے غافل ہی علم فسونگری سے جاہل ہی آنکھ چار کر پیروا کر ہوشیار جادو ملعون
ملکہ بُران پر سحر کرنے لگا کئی گولے مارے بدمعاش نے ماش کے دانے پھینکے رائی کے
دانون کا کیا شمار ملکہ بُران سحر اس بچیا کے دفع کرتی ہوئی بڑھی و مردانگی لڑتی بھڑتی قریب
ہوشیار پہونچی اُس بچیا نے تلوار کا وار کیا ملکہ بُران نے سپر سحر پر روکا اختر مرواریدجوڑ سے
نکالا خبردار خبردار کہکے ہوشیار پر کھینچ مارا سینۂ پرکینہ پر پڑا توڑ کر پشت کو پار نکل گیا لڑکھڑا کر
زمین پر گرا لاشہ جلنے لگا بعد سنگ باری و برف باری آواز آئی کشتی مرا نام من ہوشیار
جادو بود ساحرون کے جی چھوٹ گئے چاہا فرار بر قرار کرین باغبان و بہار نے آواز
دی یہ بچیا نکلنے نہ پائین اگر بھاگ جائینگے افراسیاب نابکار کو خبر یہان کی پہونچا ئینگے رعد
و برق و برق لامع و مخمور نے چہار جانب سے گھیرا جادوگرون کو نکلنا مشکل کردیا تا بہ
شام سب ساحران بدانجام واصل جہنم ہوے سرداران مذکور فتح کرکے بارہ دری مین آئے

خواجہ عمرو بھی ظاہر ہوئے مگر سب صاحب زخمی ہیں باغبان قدرت نے بارہ دری میں
بیٹھنے کا سامان کیا خواجہ عمرو قصر عالی دیکھکر بے چین ہوئے کہا میں دیکھوں کیا کیا آراستگی ہی یہ دونوں
ساحران جلیل تھے افراسیاب کے بڑے کفیل تھے جس مقام کو مقفل دیکھا سوہن سے قفل
کاٹا اندر جاکر جال مارا مال اسباب جو پایا اُٹھاکر نذر زنبیل کیا ہنستے ہوئے باہر تشریف لائے فرمایا
ای باغبان قدرت یہان تو خزانے مین ایک حبہ نہین ہی کمبایہ بیحیا خسیس تھا بالکل خبیث
تھا سب مکانون مین ڈھونڈھا نقد نکانہ نکلا ایک مکان مین دو مٹکے مٹی کے رکھے تھے جھنجھی
کوڑیون سے بھرے تھے اُنکو مین نے حوض مین پھینک دیا جھنجھی کوڑیان کیا ہوتین باغبان
نے کہا غافل وہوشیار یہان کے بادشاہ تھے اس زمانے مین بہت تباہ تھے آپ مکانون
مین کیون جاتے ہین ناحق تکلیف اُٹھاتے ہین خواجہ عمرو اُسی مقام پر بیٹھ گئے کہا اب مین
کہین نہ جاؤنگا تمھارے پاس بیٹھا ہون باغبان قدرت نے سب کے زخمون مین ٹانکے
دیے خواجہ عمرو نے زنبیل سے نکالکر مرہم دیا سب کے پٹیان مرہم کی چڑھائین اب سب سردار
مع ملکہ برّان نامدار و خواجہ عمرو عیار باطمینان بیٹھے باغبان قدرت نے کہا خواجہ حاکم
طلسمات عالم نے بڑے مقام عجائب وغرائب کو اپنی قدرت سے فتح کرایا ای شہنشاہ
اقلیم عیاری یہ امید نہ تھی کہ ان دونون بیحیاؤن پر ہم غالب آئینگے ان ایسے ساحران نامی
پر فتح پائینگے پہلے تو یہی تردد تھا کہ آپ کیونکر باغ مین ان باغیون کے پہونچینگے مگر ماشاءاللہ بخدا
کیا کام کیا بڑا نام کیا ابھی آپ کو بڑی مصیبتین اُٹھانی ہین فکر مین لوح کی چلتے ہین اس راہ پر خطر
مین فرشتون کے پر جلتے ہین آپ نے جو کام کیا یہ عہدۂ طلسم کشا تھا خواجہ عمرو نے سر جھکالیا
کہا ای باغبان قدرت اُسکی قوت و توانائی پر نازان ہون بندۂ حقیر رب دوجہان ہون
اب باغبان قدرت و ملکہ مخمور و رعد و برق و برق لامع و بہار و ملکہ برّان شمشیر زن
صلاح کرنے مین مصروف ہوئے خواجہ سے کہا آپ آرام فرمائیے شب بھر ابھی باغ غافل
وہوشیار مین بسر کیجیے ناگاہ شہنشاہ فلک اول نے شکست کھائی مع فوج ثابت و سیارگان
حصن حصین مغرب مین جاکر روپوش ہوا اشعار در توصیف صبح لاعلم

چو شاہنشہ روم لشکر کشید	سپہدار مغرب الم برکشید
گل سرخ بشگفت ازین سبز باغ	

ز طاؤس زرین چون گشت زاغ | چو برتخت مینا نشست آفتاب | سر نازنینان بر آمد ز خواب

بوقت سحر سرداران مذکور خواب سے بیدار ہوئے کمر بانده عزم رہروی پہ آمادہ ہوئے خواجہ
عمرو سے باغبان قدرت نے کہا بسم اللہ پروردگار نے اس منزل پر مہل سے بفتح و فیروزی
نجات دی بسم اللہ تشریف لے چلیے ہر شخص الگ الگ رہروی مین مصروف ہو یہ تو بخوبی
ظاہر ہی ہمارے ہاتھ سے کوئی باغی بچکر نکلنے نہین پاتا شاید افراسیاب خانہ خراب کتاب
سامری دیکھے ہمارے حال سے آگاہ ہو جائے یا تعاقب کرے تو سب کو ایک مقام پر
نہ پائے کئی کوس پر ایک باغ ملیگا وہین چلکر ٹھہریے ہم بھی حاضر ہوتے ہین خواجہ عمرو نے
بانداے عیاری جسم پر آراستہ کیے نشان پر باغ کے چلے خواجہ عمرو کے بعد رعد و برق وغیرہ
الگ الگ سب اُسی جانب روانہ ہوئے اول خواجہ عمرو بن امیہ ضمری باغ غافل
و ہوشیار سے جو نکلے صحرا دلچسپ نظر آیا ہر جانب گلہائے خودرو طائران خوش آواز
چشمہائے صاف و شفاف ہوا معتدل تماشا دیکھتے ہوئے جاتے ہین کسی قدر راستہ طی کیا ہی دیکھا
ایک چہار دیواری سنگ مرمر سفید کی اُسپر کارگزاران حجاکدست نے منبت کاری کی ہی گلشن
بیخزان کا نمونہ دیکھنے مین حسن دونا پھاٹک عظیم الشان مثل دیدۂ مشتاقان کھلا ہوا عمرو سوچا
یقین ہی کہ باغبان قدرت نے اسی باغ کا وعدہ کیا ہو بسم اللہ کہکر اندر باغ کے قدم رکھا
بیشین پھولون کی آمین صبا نے عطر مجموعہ پیش کیا دماغ جان معطر و معنبر ہوا جوانان چمن خوش ادا
ہر گل کا جوبن نرالا دایہ بہار کو طفلان غنچے کی پرورش کرنے کی تلاش زمین مشک آگین ہوا

عطرپاش ابیات قسم
کر رہا ہی عجیب گلریزی
جیسے ٹپکے شجر سے پختہ ثمر
رنگ دکھلا رہی ہی طبع قمر
نقطے ہین غنچہ ہائے سربستہ
کی نظر جس طرف کو باغ مین جا
جس سے ہون شاد قلب بلبل

چمن تازہ مین ہی تازہ خیال
کیا جلی لگتی ہی سبک خبری
جابجا یہ صبا پکار آئی
گل تازہ کھلے ہین کاغذ پر
اُس چمن مین ہوا ہی آج گذر
دیکھی اک شان باغبان قضا
ہی کسی جا پہ بیلا البیلا

جھومتا ہی قلم برنگ نہال
حرف یون بن رہے ہین کاغذ پر
چمن نظم مین بہار آئی
حرف ہین یا کہ پھول نورستہ
جو کہ باغ ارم سے ہی بہتر
ہین شگفتہ وہ رنگ رنگ کے پھول
کہین سنبل کے سر پہ ہی سیلا

کھل رہی ہی چنبیلی ایک طرف
جس سے پامال ہو دل خوشرو
کسی جا پر اکڑتا ہی شمشاد
پھرتی ہی ہر طرف کو البیلی
کیا کہون حسن سبزۂ رخسار
اس چمن مین بسی ہی کیا بو ہی
تاک انگور پر وہ طرفہ بہار
میکشون کو نوید دیتے ہین
پر ہین مشتاق سبز باغ بڑے
صورت نخل شمع خود سیراب
اک طرف کو ہی لطف ریحان پر
کہین بلبل کی لحن داؤدی
عندلیبون کا شاخ گل پہ ہجوم
چشم نرگس کو انتظار رہی آج
آئے گا کیا کوئی صنوبر قد
کسی گلرو کا انتظار رہی آج

کہین نسرین و نسترن کی صفت
کہین نرگس اشارے کرتی ہی
رنج و اندوہ و غم سے ہی آزاد
گل لالہ عقیق زرد کا تھا
ہر طرف فرش مخمل زنگار
ہم بھی باشندگان گلشن ہین
جیسے خمیازہ کش کوئی میخوار
سرو آراستہ ہی دوش بدوش
دیکھ لو ایک پانون سے ہین کھڑے
داغ لالے مین بسکہ پیدا ہی
سبزۂ خط یار سے بہتر
کیا گل اشرفی کا کیجے بیان
اس غزل کی پڑی ہوئی ہی دھوم
پا بہ زنجیر موج ایسی کیون
قمریون کا گر شکار رہی آج
ای قمر باغ کی صفت جو لکھی

ہی کسی جا گل حنا کی بو
شوق مین دید گل کے مرتی ہی
کر رہی ہی نسیم اٹکھیلی
عاشقون کو سبب ہی درد کا تھا
بولی سوسن جو ہین کھلی جو ہی
سب پر از گل چمن کے دہن ہین
خوشے جھونکے ہوا سے لیتے ہین
شکل مینائے سبز پر مدہوش
نہین کوئی درخت طالب آب
حسن اور عشق سب ہویدا ہی
کہین گلشن مین نخل داؤدی
ہی لٹاتا چمن مین اشرفیان
کہ باغ مین آمد بہار رہی آج
باغ مین سرو جوئبار رہی آج
چشم نرگس جو وا ہی گلشن مین
گلشن نظم پر بہار رہی آج

خواجہ عمرو نے جو اُس باغ مین گل و لالہ پر نگاہ کی بے اختیار غنچہ دہن سے واہ کی ہوا سے باغ و داغ مین بھری بند قبا کھولدیے خرامان روش پٹری کو طی کرتے بڑھے دیکھا گوشۂ باغ سے ایک باغبان بچی ماہ پارہ گلعذار سرو قد غنچہ دہن یاسمین پیکر خوش منظر جسم مین پھولونکا زیور اٹکھیلیون سے چال چلتی ہوئی ہاتھ مین سونے کا بیلچہ زربفت کا لہنگا گلنار دوپٹہ اسپر دولائی آب روان کی آستینون دار کرتی وہ کرتی پھنسی پھنسی خوبصورت نیک سیرت کبک رفتار شیرین گفتار مثل ماہ تابان سامنے سے نمایان ہوئی خواجہ عمرو کی نگاہ اُس عاشق کش کے جمال پر پڑی چھری نگاہ کی دل خست منزل مین گڑی اُس عالمتاب سپہر حسن کو دیکھکر پسینہ آیا

کلیجہ بھر آیا دل کو اضطراب جان بیتاب آنکھین مشتاق جمال خواہش کو آرزوے وصال بیساختہ آہ کی کلیجہ تھام لیا حافظ حقیقی کا نام لیا وہ شوخ چشم شرما کر ایک جانب چلی خواجہ عمرو دیوانہ وار مضطرب بیقرار سایہ سان اُسکے ساتھ ایک نخل کے سایے مین جا کر وہ شمشاد قد ٹھہری خواجہ بھی تڑپتے ہوے اُسی مقام پر پہونچے نگاہ حسرت سے گلچینی گلشن جمال کی کرنے لگے وہ غنچہ دہن مسکرا کر روش پٹری درست کرنے لگی زرد پتے اُٹھا کر کنارے رکھتی تھی کبھی روشون پر دست نازنین سے بیلچہ کاری بعشوہ و ناز کبھی خرامان مثل طاوس طناز جب بصورت ہمزاد اُس پریزاد کے عقب مین عرصہ دراز تک پھرے کبھی لڑکھڑا کر گرے اپنے کو عصاے آہ ٹیک کر تھاما مگر سنبھلنا دشوار دل بیقرار جب دل خانہ خراب نہ سنبھلا دریاے محبت نے جوش مارا موجہاے غم کی طغیانی قریب تھا کشتی حیات طوفانی ہو سامنے جا کر دست بستہ کھڑے ہوے رعب حسن و جمال سے کچھ کہہ نہ سکے اُس آئینہ رخسار نے بصفائی قلب پوچھا کیون ای شخص کیا صورت ہی کیون دمبدم تکتی حسرت ہی مجھسے کیا چاہتا ہی کون مانع ہی خواجہ عمرو نے گڑگڑا کر کہا ای سرو چمن خوبی و ای رنگ و بوے گل حدیقہ محبوبی تیرے گل عارض کا بلبل ہون اب تاب صبر و ضبط باقی نہین قریب ہی کہ طائر روح قفس جسم سے پرواز کرے غزل زیب النسا مخفی

سخت دشوارست لعلش معنی ناگفتہ را
سیر گلشن بشگفاند خاطر آشفتہ را
عمر شد صرف شمار روز عمر ای بیخبر
گرد بد جاروب مژگان خانقاہ رفتہ را
دعائین دینگے چھٹکر قیدی الفت
نہ مجھپر رحم او جلاد کرنا
اُڑا دو خاک میری ٹھوکرون سے
بتا کر قاعدے بیداد کرنا
جنازا اُٹھ سکے میرا تو تم بھی

سوزن الماس باید گوہر ناسفتہ را
پنجہ ہمت نگیرد دامن یاس امید
خندہ چون طفلان نگہدار جنگی بنہفتہ را
دیگر کسی صورت تو دلکو شاد کرنا
جہانتک ہو سکے آزاد کرنا
مسیحائی دکھانا بعد مردن
اگر منظور ہی برباد کرنا
مزا اٹھانے بیسی کی گالیونمین
ادا رسم مبارکباد کرنا

میکند گر نالہ بلبل در چمن عیش کمن
چون زلیخا گر بچنگ آریم عمر رفتہ را
مخفیا اشکے ز چشم ترک بیحاصل بود
ہمین دشمن سمجھ کر یاد کرنا
کہین وہ آفرین ایسا ٹپے ہاتھ
جو دل چاہے تو کچھ ارشاد کرنا
ادب سیکھے نہین ہین تو گرفتار
اُسی بھولے سبق کو یاد کرنا
اُس باہوش نے مسکرا کر جواب

دیا ای شخص تو یہ ہم سے کیسی باتین کرتا ہی نہ جان نہ پہچان نہ دیکھا نہ بھالا مسافرانہ تو یہان آیا

اپنا عشق جتاتا ہی ہر چند کہ طریقہ دنیا کا یہی ہی خلاق زمین و زمان نے مرد واسطے عورت کے مقرر فرمایا ہی عقد مناکحت کی تاکید کی ہی مگر عقل سے بعید ہی غیر کفو سے اتفاق نہین ہوتا میرا اندیشہ بخوبی ظاہر ہوا کہ مین باغبان بچی ہون تو قوم شریف سے معلوم ہوتا ہی پس ہمارے اہل برادری ماں باپ کیونکر قبول کرینگے لیکن تیری بیقراری نے ہوش اُڑا دیے باغبان لڑکی سے خوف آتا ہی قلب تھراتا ہی ایسا نہو کہ گلشن حُسن مین خزان آجاے مخالفت برباد کرے اگر اپنے کو قوم باغبان سے قرار دنے کمال کو اس پیشے کے حاصل کر کیا عجب ہی کہ اہالیان برادری قبول کرین خواجہ عمرو گھبرا کر قدمون پر گر پڑا رونے لگا کہا مجھے نقش پا تیرا تاج شاہی سے بہتر ہی غلامی مین فرق سرا سری جس خدمت کو حکم ہو آنکھون سے بجالاؤن اگر چھری گلے پر پھرے گردن نہ ہلاؤن اُسنے کھرپی عمرو کے ہاتھ مین دی کہ ای شخص کاروبار مین مصروف ہو جب اور باغبان آئین قوم پوچھین اپنے کو باغبان بتانا شرافت و نجابت کو چھپانا جب چندون مین بخوبی سب اہالیان برادری تیرے حال سے ماہر ہونگے اُسوقت ہمارے والدین سے شادی کی خواہش کرنا مگر درخت مین پیوند لگانا روش پٹری درست کرنا حاصل کرو چودھری بروقت نسبت امتحان لینگے اگر امتحان مین خام رہے چودھری قبول نہ کرے گا آیندہ ای شخص تجھے اختیار ہی تیرے عجز و انکسار پر رحم آتا ہی خواجہ عمرو نے کہا ای گل گلشن مہر و وفا ای رنگ و بوے چمن حلم و حیا مین بہت جلد ان کمالات کو حاصل کرونگا وہ باغبان بچی تعلیم کر رہی ہی خواجہ عمرو کھرپی لیے ہاتھ مین سایہ سان اُسکے ساتھ پھر رہے ہین لباس پر گرد و غبار پڑا ہوا کبھی زمین کھودتے ہین شاخین تراش کر پیوند لگاتے ہین کبھی فرماتے ہین دیکھو صاحب یہ پیوند لائق ملاحظہ ہین وہ مسکرا کر جواب دیتی ہی ای شخص یہ علم دریا ہی خواجہ اس حال مین ہین مگر رعد جادو جو باغ غافل و ہوشیار سے چلا تھا وہ بھی اسی باغ مین مثل بو کے داخل ہوا سیر گل و لالہ دیکھتا ہوا ایک نخل کے سایے مین وہ نہال حدیقۂ افسونگری ٹھہرا کہ ایک گوشے سے معشوقہ سہی قد ماہ رخسار سیمین عذار گل پیرہن نازک بدن غنچہ دہن رشک گلشن خرامان خرامان مثل خورشید درخشان نمایان ہوئی رعد کی نگاہ اُس مایۂ حسن و ناز پر پڑی آنکھ سے آنکھ لڑی ہوش باختہ ہاتھ پاؤن مین رعشہ رنگ زرد متغیر بیتاب و مضطر ہو اکلیجہ تھام لیا

رعب حسن و جمال سے تھرایا اُٹھ کھڑا ہوا بے اختیار پکار اُٹھا مطلع نکالون کس طرح سینے سے اپنے
تیر جانان کو ٭ نہ پیکان دل کو چھوڑے ہے نہ دل چھوڑے ہے پیکان کو ٭ مطلع پھرا دیا جلوے نے
ترے چشم صنم کو ٭ چکرا دیا غمزے نے ترے طوف حرم کو ٭ غزل زیب النسا بیگم مخفی

ریخت برخاک غلت لب کہ آب دیدۂ ما
چین پیشانی نہ بیند گوشۂ ابروی ما
از برای خاطر آثار فلکی تا کی توان
آخرش ای ماہ تو یکدم نظر کن سوی ما
دگر جو کا شوق ہے دل دوستدار ہو جائے
شریک حال دل بیقرار ہو جائے
ابھی اٹھاتے ہیں سر جنازہ کیوں خیال
کسیکا تو دل بے اعتبار ہو جائے

آبروی خود نیاید رنگ بر روی ما
پنجۂ غم سالہا شد پنجۂ صبرم شتاب
اینقدر سرگشتہ در عالم عجب جوی ما
دل ضعیف و غم قوی تنہا درین عشق بتان
مری طرف مرا پروردگار ہو جائے
نہاں تو دل میں ہی کسی کی حسرت تھی
وہ اپنے گھر کو تو پہلے سوار ہو جائے
کمال عاشق کامل یہی کہ ملتے ہی آنکھ

گر بغرق ما ہند صد کوہ محنت روزگار
رستم وقت خود دست ایچ قوت بازوی ما
بہر بوی پیرہن چشم تمنا شد سفید
وای گر مخفی نبودی ہم ترازوی ما
ابھی جگر کو بھی ای درد عشق دو رفیق
جو آنکھ سے کہیں آشکار ہو جائے
بغل میں میری ہو یا اسی کے پہلو میں
جلال وہ بت بیگانہ یار ہو جائے

رعد جادو نے جو یہ اشعار عبرت آثار پڑھے تاب نہ آئی غش کھا کے زمین پر گرا مثل مرغ بسمل
تڑپا اُس آفت جان شہنشاہ خوبان نے جو اس شیر بیشۂ جرات کو زمین پر تڑپتے دیکھا غربت پر
اُسکی رحم آیا فرش خاک پر بیٹھ گئی سر اُٹھا کر زانو پر رکھا بوے زلف معنبر دماغ میں پہونچائی عاشق زار
کی روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہوئی آنکھ کھولدی گھبرا کے اُٹھ بیٹھا بحسرت و یاس سراپا کو
دیکھنے لگا مگر آنکھوں سے آنسو جاری منھ سے کچھ نہیں بولتا اب اُس آفت روزگار نے غنچۂ دہن
وا کیا کلام رنگین منھ سے نکالا پوچھا کیوں ای جوان تجکو یکایک کیا ہوا کیوں غش کھا کے گرا رعد
جادو اور زیادہ تڑپا بے اختیار ہو گیا کچھ کہہ نہ سکتا تھا آئینۂ رخسار پر نگاہ تھی مثل تصویر سکتا تھا
دوپٹے سے اُسنے اشک پاک کیے کلمات نمکین زبان معجز بیان سے کہے تب رعد نے ڈرتے ڈرتے
کہا کہ تیرا عاشق زار ہوں نرگس بیمار کا بیمار ہوں ای مسیحاے زمان مسیحائی فرمایئے اب زندگی دشوار
ہے دل تردد منزل بیقرار ہے یہ سنکر وہ شہنشاہ حسن و ناز بصد غمزہ و انداز مسکرائی کہا ای تاجدار والا
قدر ای افسر افسران ای پہلوان دوران ہیں بھی تو سمجھا میں کون غریب باغبان بچی ہوں ای شخص
تو شاہزادہ کامگار جلیل میں قوم کی باغبان بچی ذلیل بھلا یہ پیوند ممکن ہے میرے تیئے لیاقت نہیں

حقارت اپنے دل کو سنبھال آبروریزی کے کلمات اپنی زبان سے نہ نکال اپنے دوست احباب کی
نظر سے گر جائیگا بہادر جری صاحبان سطوت و لیاقت تجھکو کیا کہینگے مین اپنی برادری مین بدنام
تیرا بد انجام رعد نے کہا تیرا نقش قدم تاج شاہان ہفت اقلیم سے بہتر یہ ذلت عزت ہی اس نامردی
مین شوکت ہی دل پر اختیار نہین کسی کا تابعدار نہین جو ذلیل سمجھے گا نہ ملے گا یہ سنکر اُس نازنین نے
سر جھکا لیا کہا ای شخص یہ بڑی مشکل ہی علاوہ لیاقت کے نوجوان رعنا زیبا چہرے سے جرأت ہے
پیدا تیری نسبت میرے واسطے فخر و افتخار ہی مگر والدین کی بدنامی برادری والے حقہ پانی بند کرینگے
شادی غمی موقوف والدین کو داغ ہوگا عمر بھر ہمکو غم سے نہ فراغ ہوگا کیسا غضب ہی باغبان بچی
کوئی نہ کہیگا شاہزادی کہنے والے کہینگے ہم جواب حجاب سے نہ دینگے پس دلکو اپنے سمجھا کر گھر کا راستہ
لے ہمکو بھی تیری یاد رہیگی شب بھر ستائیگی یہ خوشامد منت تیری یاد آئیگی ایک البتہ صورت ہی ہمیشہ کو
باغبانی اختیار کر جو پوچھے اسکو جواب دے غریب الوطن حیران و پریشان ہون قوم کا باغبان ہون
رعد نے کہا مجکو سب کچھ منظور ہی یہ پیشہ سلطنت سے بہتر ہی اُس باغبان بچی نے رعد کے ہاتھ مین
بیلچہ دیا کہا یہ اسباب جہالت دور کیجیے خود و زرہ اُتار کے ایک گوشے مین رکھ دیجیے رعد باغ
باغ ہو گیا مثل گل کے شگفتہ ہوا سلطنت کو مین ہاتھ آئی کہا ای جان جہان کیا تدبیر معقول بتائی فوراً
خود و زرہ اُتار کے کنج نخل پر رکھدیا بیلچہ ہاتھ مین لیا گلکاری مین بخاکساری مصروف ہوا اسی
باغبان بچی کے ساتھ پھرنے لگا مگر ملکہ بحران شمشیر زن دختر شہنشاہ کوکب روشنضمیر مہراکو طے
کر کے مثل بہار اس باغ جنت نظیر مین تشریف لائین گلگشت مین مصروف ہوئین سامنے ایک
باغبان بچی نہایت حسین بھولی بھولی صورت کمسن عمدہ لہنگا دوپٹہ زعفرانی خرامان خرامان سامنے
آئی ملکہ بحران شمشیر زن دختر شہنشاہ کوکب روشنضمیر کو سلام کیا ملکہ بحران شمشیر زن
نے مسکرا کر کہا بوا کیون کیا نام ہی اُسنے شرما کے سر جھکا کے جواب دیا لونڈی کو گل پیرہن کہتے
ہین اسی باغ ہمیشہ بہار مین ہم بھی رہتے ہین ملکہ بحران شمشیر زن نے کہا بوا ہمین تم سے قلبی
محبت ہوئی جی چاہتا ہی تم سے بہناپا کرین دوپٹہ بدلین اُسنے دست بستہ عرض کی مین باغبان بچی
آپ شاہزادی میری مجال ہی کہ آپ سے دوپٹہ بدلون لونڈی ہوکر آپ کو بہن کہون ملکہ بحران
نے کہا ہماری یہی خوشی ہی تمکو منھ بولی بہن بنائین تخت پر اپنے برابر بٹھائین اُسنے کہا حضور یہ

ناممکن ہی ہم برادری کو نہین چھوڑ سکتے اگر ہم سے محبت ہی تو ہمارے پیشے کو اختیار کیجیے یہ سونٹی
کھرپی ہاتھ مین لیجیے ملکہ برّان شمشیر زن نے کہا ہمین بدل وجان منظور ہی یہ کہکر اپنا دوپٹہ اسکو
اُڑھادیا اُسکا دوپٹہ آپ اوڑھا کھرپی ہاتھ مین لیکر اُسکے ساتھ پھرنے لگین اسی طرح ملکہ بہار جادو
بھی آمین ہی ساختہ ملکہ بہار گلعذار پر بھی گذرا برق لامع و برق اسی طرح اس باغ مین آئین
بلا مین چھپین ملکہ مخمور سرخ چشم بھی آکر اس باغ مین گھین ہوئین بعد سب کے باغبان قدرت
اس باغ جنت نظیر مین آیا خواجہ عمرو ایسا عیار ایک باغبان بچی کے عشق مین مبتلا ایک پر رعد
ایسا جوان شیدا ایک کی محبت مین ملکہ برّان مبہوت بہار و مخمور و برق و برق لامع نے
باغبان بچیون سے بنایا کیے ڈوپٹے بدلے ہین ساتھ ساتھ اُنکے اس رنگ سے پھرتی
ہین یہ حال دیکھکر عرصہ دراز تک ہنسا پھر مثل برق تڑپا باغ کو بہ نگاہ حسرت دیکھا ایک ایک
نخل سے لپٹ لپٹ کر رویا اشک حسرت پاک کرکے خواجہ عمرو کو آواز دی ای شہنشاہ عیاران
میرے پاس تشریف لائیے پھر عرض کرتا ہی کہا معشوقۂ گل رخسار کے ساتھ ہین اس صنوبر قد کے
ہم پر احسان ہین ہم تو قوم کے باغبان ہین باغبان نے کہا مین اس سہی قد کے ساتھ آپکی
شادی کرونگا ای رعد تم اُوتمھاری بھی خانہ آبادی کرونگا یہ سنکر عمرو رعد وغیرہ قریب باغبان آئے
مگر وہ باغبان بچیان حیران و پریشان چہرون پر ہوائیان لرزان ترسان ہاتھ باندھے ہوئے
سامنے باغبان کے آئین کہا ای شہنشاہ کس حسن سے ہمنے اپنا کام کیا حضور کو کچھ پسند آیا کیسا
تام کیا دختر شہنشاہ کوکب روشنضمیر عمرو ایسا عیار صاحب تقریر و تدبیر ارسطو فطرت لقمان
حکمت مرد زیرک جہاندیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ ایسا دانا دام مین پھنسا ہو مبہوت ہو رہا ہی
ان سبکا یہی حال ہی اب قتل کرنا بہت آسان ہی اگر جان بخشی کیجے آپ کا احسان ہی باغبان
نے حجاب سے سر جھکا لیا کہا تمھارا کیا کہنا تم لوگ ایسے ہی کامل ہو مگر دنیا مقام عبرت ہی ہر شی
کے لیے فنا ہی باغبان قضا و قدر کو بقا ہی گل و گلشن کی بھی بے ثباتی عیان ہی آج بہار کل خزان ہو

دور ایام اگر شر مو حجابے دارد	فلک از ابر بر خسار نقابے دارد
بخت سیراب نگاہان مے خوابے دارد	آنکہ از سنبل او غالیہ تابے دارد

باز با دل شدگان ناز و عتابے دارد

ہر بلا ہی سر عشاق پر آوردۂ زلف
روز کس کس کی یہ یقین آہ سیہ کردۂ زلف
ظلمت شب جسے کہتے ہین سو پروردۂ زلف
ماہ و خورشید نمایش زپس پردۂ زلف
آفتابیست کہ در پیش سحابے دارد

گرچہ ہر بوسے پہ ہم کرتے ہین سو جان نثار
جان لیجاوے اجل تو بھی ہی مرنا دشوار
پر ہمین زندگی تازہ ملی ہی ہر بار
آب حیوان اگر آنست کہ دارد لب یار
روشن ست اینکہ خضر نیز سرابے دارد

جستجو مین تری ہر سو ہی روان سیل سرشک
تو جہان جاے ہی پہونچے ہی وہان سیل سرشک
دیکھتی ہی ترے پاؤن کے نشان سیل سرشک
چشم من کرد بہر گوشہ روان سیل سرشک
تا سہی سرو ترا تازہ بآبے دارد

زندگانی سے ہون بیزار جدائی مین اشد
ہون تو مجرم پہ تفقد سے خوش ہون بیحد
شاد ہوتا ہون جب احوال نظر آتے ہین بد
غمزۂ شوخ تو خونم بخطا مے ریزد
فرصتش باد کہ خوش فکر صوابے دارد

سینہ آتش کدہ ہی آہ سے جھڑتے ہین شرر
ابتک اس خام کو ہی حاجت صد داغ جگر
اس تپ و تاب مین آتا ہی دل افسردہ نظر
چشم خونریز تو دارد ز دلم قصد دگر
ترک مست ست گرش میل کبابے دارد

لب ہلانے کا بھی باقی نہ رہا ضعف سے حال
دل کی دل ہی مین رہی عرض تمنا ہی محال
کیا کہون سینے مین کیسا ہی بھرا شوق وصال
جان بیمار مرا نیست ز روے تو سوال
ای خوش آن خستہ کہ از دوست جوابے دارد

ایک دشمن ہی یہ مومن کو خدا فضل کرے
اس سے کہتا ہی کہ خاموش رہیا آہ بھرے
سخت بدخواہ و عزیزان ہی کہین جلد مرے
کی کند سوے دل خستۂ حافظ نظرے
چشم مستت کہ بہر گوشہ خرابے دارد

دیگر

قد موزون سے ہم لگے ہونے لگے باجدا ہو کے
لو جی گئے جو آگے کہا تم نے مر کہین
مہندی سے لگے پاؤن کی اب نقش پا ہو کے
اچھی گھڑی کے کوسنے ہم کو دعا ہو گے

شاکی ہی اک زمانہ کہ ملتے نہین کہین
پہونچے جو آپ تک یہ سلوک آپ ہی کا تھا
مدت سے دیکھتا نہین غیرون کے ساتھ بھی
کیا خاک مین ملائیگی ارمان یاس وصل
حاصل ہمارے دل کے لگانے کا دیکھنا
افسوس دل لگاتے ہی لیلی قضا نے جان
اپنا ہی جانتا ہی تمھین گبر ہو کہ شیخ
کچھ شعر اب سناؤ اس انداز کے جلال

تم کیون کسی کے درد جگر کی دوا ہوئے
رہبر تھی بیخودی جو ہم اتنے رسا ہوئے
جو لے نکلتے تھے ادھر اُنکو وہ کیا ہوئے
گم ہو گیا جو ایک کبھی دس سوا ہوئے
اہل وفا تھے چند کہ وہ بیوفا ہوئے
تیری اداؤن کے بھی نہ حق سے ادا ہوئے
بُت سنگ کے کسی کے کسی کے خدا ہوئے
انداز قافیہ ہو ردیف اُن مین کیا ہوئے

ان اشعار کو پڑھکر باغبان عرصہ دراز تک رویا ہر نخل و چمن کو بہ نگاہ حسرت و یاس دیکھکر ٹھنڈی سانسین بھرتا کبھی اشک حسرت بہے کبھی کلمات عبرت زبان سے کہے آخر چٹکی خاک کی اُٹھا کر سر پر معشوقہ عمرو کے ڈالدی وہ آہ کر کے چیخی دہن سے شعلہ ہائے آتش نکلے شل شمع سراپا جلنے لگی عمرو نیچہ کھینچکر باغبان قدرت پر جا پڑا کہا او باغی یہ تونے گرما گرمی مجکو دکھائی باغبان پیچھے ہٹ گیا عمرو کا نیچہ زمین پر پڑا ہائے لیکے بیہوش ہوا اب باغبان نے اُسی طرح پر معشوقہ ماہ رخسار کو خاکساری دکھائی یعنی چٹکی خاک کی ہر ایک کے سر پر ڈالی جسوقت رعد جادو کی معشوقہ جلی رعد گرجا ہائے جان جہان کہکر چاہتا تھا کہ لپٹ جاؤن مین بھی اسکے ساتھ ستی ہون مگر گر کر بیہوش ہو گیا یہی حال سب شاہزادیون کا ہو گیا کہ جلنے سے اُن باغبان بچیون کے بیہوش ہو گئین بعد عرصہ دراز سب ہوشیار ہوئے خواجہ عمرو نے کہا ای باغبان یہ کیا قیامت تھی کہ ابتک قلب پر صدمہ عظیم ہی باغبان نے کہا ای خواجہ اسد نامدار بیشک طلسم کشا ہین اقبال مندی مین بھی یکتا ہین یہ باغ آپکے غلام کا ہی مقام لوح کا یہی راستہ ہی بیان کی ہوا کی تاثیر دیکھیے کیا قلب کا آپکے حال تھا اگر سامری جمشید اس راستے سے قصد کرتے تو یونہین دیوانہ کرکے مار ڈالتا کیا مجال تھی جو آگے قدم بڑھاتے پہلا مرحلہ غافل و ہوشیار دوسری منزل کا منتظم آپ کا تابعدار ملکہ بُرّان دیہار نے باغبان کی بڑی تعریف کی بُرّان نے کہا ای باغبان حقیقت مین آتے ہی ہوا کی طبیعت نے اور کیفیت

پیدا کی تھی باغبان نے کہا حضور یہ مقام ہمارے بڑے بڑے بزرگوں نے بڑی مشقت سے بنائے تھے تلاش لوح مین ایسی ایسی سختیان ہین جب تو افراسیاب کو اطمینان ہو جاتا ہی کہ اس راہ پُر خطر سے گذرنا ناممکن ہی مگر اقبال مند کے لیے سب آسان ہی آخر مین شریک ہوتا جن نازنینان مہ جبین نے آپ کو مبہوت کیا تھا اُنھین مین سے ایک مجکو خبر پہونچانی مین آکر گرفتار کرتا بڑے بڑے اولوالعزم صاحبان افسون و نیرنگ اس مقام پر آکے ناچار ہوے آپکے نیاز مند کے ہاتھ سے گرفتار ہوے یہ کہکر باغبان نے ماش کے دانے ہاتھ مین لیے گلستان پر پھینکنا شروع کیے نخل جلنے لگے ہر پھول سے شعلے نکلنے لگے تمام باغ آتش بہار ہو گیا ہر غنچہ چنگاری ہر پھول انگارا ہر نخل شجر آہ اُس باغ پُر بہار کا حال تباہ طائران نغمہ سرا کا آہ آہ کرکے اُڑنا لہرا کے آگ مین گرنا عوض زمزمہ سرائی کے پرون سے سر پیٹتے تھے باغ سے نکلنا دشوار آگ کے قصر شعلون کی دیوار سے کنج باغ سے شورش آشکار ہنگامۂ آتش زنی گرم تھا کہین زمین سے دھوان نکلا بعد عرصۂ دراز تمام چمن و نخل و گلشن و غنچہ و گل و در و دیوار و طاؤس و بلبل سب جلکر خاک ہوے ہو کا مقام معلوم ہوتا تھا باغبان اپنی گرم مزاجی پر روتا تھا کہا خواجہ آپکی محبت مین اس مرحلۂ پُر بہار کو غلام نے مٹایا آج اسم بامسمّیٰ ہوا گلچین و باغبان ہمیشہ سے غنچہ و گل کے دشمن ہین صیاد اور دام بردوش عندلیب خوش نوا کے رہزن ہین آج شبکو اسی مقام ویران مین آرام فرمائیے صبح کو منزل مقصد کا راستہ لیجیے بہار کو بھی اس باغ کے جلنے کا نہایت ملال ہوا اب باغبان سب کو ساتھ لیکر ایک قصر کہنہ مین آیا کچھ فرش قلیل اپنے ہاتھ سے بچھایا سب صاحب بیٹھے مگر بہ نگاہ حسرت اُس مقام ویران کو دیکھ رہے ہین چشم و دل مین یہ رنگ ہوا بقول جناب میر حسن صاحب مرحوم و مغفور شعر

جہان رقص کرتے تھے طاؤس باغ * لگے بولنے اُن منڈیرون پہ زاغ *

باغبان نے دستک دیکر آواز دی ایک غلام زنگی سامنے آیا باغبان نے کہا یہ سب صاحب آج تمھارے مہمان عزیز ہین کچھ سامان آب و خورش مہیا کرو غلام زنگی گیا تھوڑی دیر مین ایک خوان کسا ہوا سر پہ رکھکر لایا باغبان نے اُسکو کھولا اُسمین سب طرح کا عمدہ کھانا چند گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی باغبان نے سب صاحبون کی خدمت مین حاضر کیا سب نے خاطر سے باغبان

لی کھایا سب کے دل غم سے بھرے ہوئے تھے ایسے مقام پُر فضا کا برباد ہونا باغبان کا
دمبدم رونا تڑپ تڑپ کے وہ شب بسر کی مسافر منازل آسمان سرائے مغرب مین داخل
ہوا شہنشاہ روز تخت چرخ زبرجدی پر جلوہ افروز ہوا سب صاحبون نے کمر ہمت چست
باندھی اُس مقام ویران سے مضطر و پریشان آگے بڑھے صحرائے پُر فضا ملا غنچۂ آرزو کھلا
دشت کی کیفیت ہوا کی برودت طائرون کی زمزمہ سرائی شاہدان گل خودرو کی زیبائی جابجا
گل ہزار رنگ کے بلبلون کے چہچہے کبک خوش رفتار کے قہقہے زیر نخل جابجا پھولون کے

انبار ہر مقام پہ نئے طور کی بہار بقول سعدی
روضۃ ماؤ نہرہا سلسل
دوحہ سجع طیرہا موزون
آن پُر از لالہ ہای رنگا رنگ
وین پُر از میوہای گوناگون
باد در سایۂ درختانش
گسترانیدہ فرش بوقلمون

عمرو تنگے عقب مین باغبان
و ملکہ مخمور رعد و برق و برق لامع و ملکہ بہار و ملکہ بران صحرائے پُر فضا ملاحظہ کرتے
ہوئے چلے آتے ہین کنارے ایک نہر کے آکر برائے تفریح ٹھہرے دیکھا ہزار ہا ساحر و غیر ساحر کوئی
مرکب پر کوئی پیادہ کسی جانب سے تاجر چھکڑے و بیڑا اسباب لدا ہوا گماشتے ہمراہ چلے جاتے ہین کسی جانب سے
اہالیان قریہ آگے آگے زمیندار صاحب ٹٹوے پر سوار سپر تلوار باندھے ڈھال ٹیکا
درست سفر پر چست پشت پر ہزار ہا گنوار دل گاڑھے کی دوہری کمر مین باندھے ہوئے
مرزائی اُتارے کمر مین لپیٹ لی ہے گلے مین مالا ایک دانہ اور لچ کا ایک سونے کا اسی وا
مرزائی اُتار ڈوالی کر دیکھنے والے مالا کیونکر دیکھین کاندھون پر لٹھ بقول شخصے گنوار کے لٹھ
منھ پھٹ تنے ہوئے چلے جاتے ہین ایک جانب ہزار ہا پاسی ننگے پیر جوتا پہنے ست
نیز کمٹھا ہاتھ مین ایک جانب کانوار تھی ہزار در ہزار کانور کاندھون پر بم بم کی آوازین
ایک سے ایک پوچھتا ہوا بجائی اندھ ہزار ہا برہمن ماتھون پر تلک لگائے ہوئے تھیر ہوتیا
بغل مین دبائے پوتھیان ساعت بچارون کہتے ہوئے چمڑے جوتے مین ڈوبے ہوئے
اُسپر گرد جمی ہوئی غول کے غول غٹ کے غٹ ڈھیر وبجتے ہوئے کسی جانب ہزار ہا چماریان
لنگام کے لہنگے گاڑھے کی چدریان گاڑھے کی کرتیان نیلی رنگی ہوئی توں کی گوٹ جھنسی کرتی سینے
پر چھاتیون کی پوٹ ایک کا ہاتھ ایک تھامے ہوئے مستانیان گاتی ہوئی چلی جاتی ہین زمیندارن

کی عورتین گنوارنیان لہنگے گلبدن کے جھوٹا گوٹا چوڑا چوڑا امینو کی دولائیان انوٹ بچھوے پانون مین جابجا درختون کی چھانون مین کنوین پر برہمن لوٹے کا ڈول بریجی لوٹیا گول گول میٹھا ہوا آواز دے رہا ہی بھلی مسافر وجل پیو ٹھنڈا لوہے کے کڑے سے ڈول بج رہا ہی بھجن گا رہے ہین مسافرون کو پکار رہے ہین کسی جانب دیہات کے جوان شوقین گلنار پگڑیان رنگین لباس خوش مزاج وضعدار طرحدار بڑے گلے مین دبے ہوے چالیس چالیس پچاس پچاس جوان ساتھ ہنستے ہوے ایک کے گلے مین ڈھول اس غزل کی تانین اڑتی ہوئی خوشی خوشی گاتے ہوے چلے جاتے ہین

غزل

غیرون پہ کھل نہ جاے کہیں راز دیکھنا

میری طرف بھی غمزۂ غماز دیکھنا	اڑتے ہی رنگ رخ ترا نظروں سے تھا نہان	اس مرغ پرشکستہ کی پرواز دیکھنا
دشنام یار طبع حزین پر گران نہین	ای ہم نفس نزاکت آواز دیکھنا	دیکھ اپنا حال زار منجم ہوا رقیب
تھا ساز گار طالع ناساز دیکھنا	بدکام کا مآل برا ہی جزا کے روز	حال سپہر تفرقہ انداز دیکھنا
مت رکھیو گرد تارک عشاق پر قدم	پامال ہو نہ جاے سر افراز دیکھنا	کشتہ ہون اسکی چشم فسونگر کا ای مسیح
کرنا سمجھ کے دعوی اعجاز دیکھنا	میری نگاہ خیرہ دکھاتی ہی غیر کو	بیطاقتی سرزنش ناز دیکھنا
ترک صنم بھی کم نہین سوز جحیم سے	مومن غم مآل کا آغاز دیکھنا	خواجہ عمرو نے باغبان سے

پوچھا ای رہبر کامل عاقل جاہل مجھکو لگا کے اب کہان لیے جاتا ہی یہ سب کہان جاتے ہین کیا کہین میلا ہی ای ظالم اب بھی کوئی جھمیلا ہی مین خوب جانتا ہون جادوگرون کو اچھی طرح سے پہچانتا ہون تم سب ملازم افراسیاب ہو میرے پھنسانے کے لیے بیتاب ہو مین اکیلا تمھارے ساتھ ہون اگلے وقت کا بھولا آدمی سنکھیا کھلا کے مار و سوتے مین گلا گھونٹ دو آخر کہان لیے جاتے ہو اتنا بخوبی جانتا ہون کہ ملازمان افراسیاب آپسمین ایک ہو صاحب تدبیر بڑے نیک ہو بلکہ میں ان کی وجہ سے خائف و ترسان ہو خدا اسکو سلامت رکھے اگر میری جان لوگے یہ بھی سب کر توک لوگ سے مارے گی ایک ایک کو للکارے گی بھاگتے پھروگے اسکی وجہ سے میری جان بچی ہی ورنہ تم سب صاحبون نے ملکر مار لیا ہوتا مگر اتنا سمجھ لو کہ مرنیکے بعد میرا رکس ہوونگا تمھارے سب کے سرون پہ جا کر کھیلونگا گھر سب کے خاک سیاہ کردونگا اب صاف صاف بتاؤ باغبان نے گلے مین خواجہ کے ہاتھ ڈالدیے کہا ای محسن ساحران شہنشاہ خنجر گزاران لوائے

شوکت صاحبقران باج ستانندۂ ریش کافران ہماری جان آپ پر نثار ہی اس راہ مین مجبور
و ناچار ہین تلاش لوح مین خدا آپ کی جان بچاے منزل مقصد پر پہونچاے خدا ہمارے باطن
سے ماہر ہی حضور پر بھی ہماری جانبازی ظاہر ہی ملکہ مخمور و ملکہ بہار بھی رازدار ہین یہ منزلین
بڑی دشوار ہین سواے اس راہ سخت و صعب کے اور کوئی راستہ نہین قلب کانپ رہے
ہین کہ خدا خیر و عافیت سے ان منزلون کو طی کراے افراسیاب غافل رہے اصل کیفیت
یہ ہی کہ یہ سب گنوارون کا میلہ جاتا ہی اس سرحد کو صحراے مصر کہتے ہین متعلقہ طبقہ یونان
بڑے بڑے حکیمان ذیشعور گذرے ہین جنھون نے اپنے دور علم پر دعوی خدائی کیا علم نیرنج
و شعبدے کو رواج دیا یہان سے بارہ کوس پر دریاے قہار وزخار ہی بعد سال بھر کے کنارے
دریا کے میلہ ہوتا ہی ہزار ہا دیر نشین یہ سب چیلے والے اُسی مقام پر جاتے ہین آج سے کل تک
اجماع عالم انبوہ خلایق ہوگا بوقت سحر نیر اعظم بوجہ احسن برآمد ہوگا اُس دریاے بیکنار سے
ایک گنبد زبرجدی بصدر عنائی ظاہر ہو کر پانی پہ قرار پکڑتا ہی اُسوقت لاکھون آدمی اسپار
کنارے پر جمع ہوتے ہین صدائین یا سامری جمشید کی بلند ہوتے باٹ کا غزلو چند ساعت
وہ گنبد نایاب برسر آب دریا ٹھہرتا ہی شیشے پر اُس گنبد کے ایک پتلی سونے کی نگر حسین جمیل
فہیم و عقیل خوش بیان حکما نے اپنے علم و حکمت سے شیشے پر قائم کی ہی چند ساعت مین وہ پتلی
حالات آیندہ و گذشتہ بیان کرکے ایک آواز دیتی ہی کہ زمین کو زلزلہ ہو جاے دریا کو جوش
و خروش ہو طوفان نوح ظاہر ہوتا ہی اُسکے بیان پر کوئی ہنستا ہی کوئی روتا ہی کسی کو عبرت کسی کو
حیرت کوئی غرق دریاے عجائب کوئی غوطہ زن بحر فکر غرائب بعد چند ساعت وہ گنبد اُسی طرح
دریا مین غائب ہو جاتا ہی بس میلہ درہم و برہم کسی کو شادی کسی کو غم اُس گنبد کو گنبد بے در کہتے ہین
بیچ مین اُس گنبد کے حکما نے اپنی صنعت سے ایک دریچہ بنایا ہی وہی باغ سیماب کا راستہ ہی
حضور کو وہی منزل گنبد عجائب درپیش ہی غلام کو سب سے زیادہ پس و پیش ہی خواجہ عمرو نے
سر جھکا لیا بعد عرصہ دراز سر اُٹھایا کہا اے باغبان تم بھی تو ساتھ چلو گے اس راہ خوفناک مین
ساتھ دو گے باغبان نے کہا خواجہ یہی تو دشوار ہی غلام اس معقدے مین مجبور و ناچار ہی گو یا یہ
منزل عدم ہی دوست دو عزیز ساتھ نہین دے سکتا یار وفادار کا کام نہین جسقدر معلوم تھا عرض کیا

یہ بھی عرض کیے دیتا ہون اگر آپ رک گئے اور داخل گنبد ہوئے پھر سال بھر کامل انتظار مین
گذریگا درمیان سال مین وہ گنبد کہان اس حوالی مین ٹھہرنا دشوار ہوگا کہین مقام قیام نہین چنانچہ
کہ جب خدا آپ کو منزل مقصود پر پہونچائیگا یقین ہی کہ ہم بھی راہ دور و دراز طی کرکے حاضر ہون
آیندہ جو منظور پروردگار خواجہ خاموش ہوگئے باتین کرتے ہوے اس مقام سے اٹھے ساتھ
اسی مجمع عام کے چلے مگر عمرو غرق دریاے تحیر غواص بحر تفکر سوچ رہا ہی کہ ای عمرو کیا ہوگا ایسے
مقام عبرت خیز پر کیونکر جانا ہوگا دل سے یہ باتین کر رہے ہین اپنے جانے کے الم مین ٹھنڈی
سانسین بھر رہے ہین بعد قطع منازل و طی مراحل بوقت شام یہ سب ناکام راہ کو طی کرکے قریب
دریاے قہار و زخار پہونچے عمرو نے دیکھا کنارے اس دریاے زخار کے ریتی کا میدان وسیع
ہزارہا شوالہ بنا ہوا شوالون مین سونے چاندی کے بت تختہاے زرین پر آراستہ گھنٹے نواز
ناقوس نواز ہزار در ہزار دوکانین بیشمار میلہ جا ہوا بارگاہین خیمے سراپردے استاد رئیس و امیر
بارگاہون مین داخل ہین سامان عیش و نشاط جابجا مہیا بازار کھلی ہوئی روشنی بیحساب خریدار
نایاب ایک گوشے مین آکر باغبان وغیرہ ٹھہرے باغبان نے کہا خواجہ اگر خدا نے فضل
کیا اور اس راہ پر خطر کو آپ طی کر گئے باغ سیماب مین پہونچے کرور در کرور روپیہ کا اس باغ مین جواہر
ہی زبانی افراسیاب کی سنا ہی کہ سات طاؤس یاقوت احمر کے خزانے مین سیماب کے ہین اگر
سیماب جادو مارا گیا یا گری تیغ شہریار طلسم کشا سے اڑ گیا وہ سب طاؤس آپ کو ملینگے اب
اسوقت فرش نکالیے عمرو نے کہا آپ ہی وہان جائیے جواہرات کی فکر مین نقد جان گنوائیے
فرش تو میرے پاس نہین ہی مگر کہین سے کرایہ کا لاؤن باغبان نے کہا جیسا مناسب ہو عمرو نے
کہا کرایہ دلوائیے باغبان نے کہا یہان تو ہمارے پاس حاضر نہین ہی لشکر مین چلکر دینگے عمرو نے کہا
تمسک لکھیے باغبان نے کہا یہان قلم دوات کہان خواجہ عمرو نے کہا سب حاضر ہی دو دو ہزار
کے رقعے سب کے سامنے پیش کیے سب نے مہرین کردین خواجہ نے رقعے زنبیل مین رکھے
اٹھکر ایک جانب گئے بعد تھوڑی دیر کے ہنستے ہوے آئے کہا چلو دیکھو روپیہ بھی کیا چیز ہی
جنگل مین منگل ہی باغبان وغیرہ خواجہ کے ساتھ ہوے تھوڑی دور بڑھ کے دیکھا سامنے چمن
گلستان کے ایک خیمہ استادہ سراپردے اٹھا کر اندر آئے دیکھا وہ خیمہ مثل عروس شب اول

آراستہ بیچ مین ایک مسند فرش معقول گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی کل سامان عیش ونشاط مہیا ہی سب نے خواجہ عمرو کے ہاتھ چوم لیے بہار نے کہا خواجہ بجز آپ کا عدیل ونظیر نہین کوئی ایسا دنیا مین صاحب تدبیر نہین خواجہ عمرو نے کہا مجکو بھولا پاکر تم صاحبون نے خوشامد کرکے بنا لیا ہی مین کمبخت اگلے وقت کا آدمی خوشامد پر پھول جاتا ہون اب ملکہ بران شمشیر زن کو مسند پہ جگہ دی سب آکر بیٹھے پردہ خیمے کا اٹھا دیا میلے کو ملاحظہ کر رہے ہین ہرست گانے کی آوازین آتی ہین شباشب میلے والے چلے آتے ہین وہ رات دن سے بتون شوالے کے دروازے کھلے ہوے پوجے پاٹ کا ہنگامہ ملکہ بران نے ملکہ بہار سے اشارہ کیا کہ خواجہ سے کچھ گواؤ منظور نظر بادشاہ اسلام ہو تمہارا کہنا ضرور مانینگے ملکہ بہار نے کہا ملکہ مخمور تم زیادہ گستاخ ہو خواجہ عمرو سے کہو آپسمین کھسر پھسر جو ہوئی خواجہ نے کہا کیا ماجرا ہی کچھ ہم سے تو بیان کرو مخمور نے کہا حضور آفت مین تو مبتلا ہر دم موت کا سامنا جو گھڑی ہی غنیمت ہی اسوقت سب صاحبون کی یہی خواہش ہی کچھ گائیے کسی طرح یہ رات بسر ہو خواجہ نے منھ بھلا کر کہا صاحب مین کوئی گویا نہین ہون ہزارون طائفے میلے مین موجود ہین روپیہ دیجیے مین بلا لاؤن مخمور نے دو انگوٹھیان یاقوت احمر کی اتار کر سامنے خواجہ کے پیش کین کہا حضور یہ انگوٹھیان آپ کے لائق ہین خواجہ عمرو نے کہا میان خوشی تمہاری اے مخمور تیرا ملال مجکو بہت ناگوار ہی چند اشعار تمہاری خوشی سے گاتا ہون یہ فرما کر خواجہ گنگنانے اور یہ غزل عبرت آمیز شروع کی **غزل نسیم**

ہوئین جب بند آنکھین خوف پرسش کا یقین آیا | ہوے بیدار جب ہم وقت خواب واپسین آیا
اٹھے شعلے درون سینے سے تعظیم مین میرے | سرشک دیدہ استقبال کو تا آستین آیا
تڑپ کر رات کاٹی بھی مگر افسوس وہ ظالم | نہین آیا نہین آیا نہین آیا نہین آیا
وہ تھا محروم راحت مین وہ مقتول جفا تھا مین | کہ ایذا ڈھونڈھنے کو جو کوئی آیا یہین آیا
سنا پایا کوئی مجھسا بے زبان شاید زمانے مین | کہ ناصح سرزنش کرنے کو جب آیا یہین آیا
دہان زخم گھر مین بیٹھے ہم نے توبہ کی محبت سے | نہین عصمت کا دھیان آیا نہین بھی پاس دین آیا
ملاء اعلی سے اعلی پست پستی سے ہوا باہم | فلک پر روح آپہونچی بدن زیر زمین آیا
نہ ڈالی آنکھ مین نے اسقدر تیرا تصور تھا | فرشتہ موت کا سو سو طرح بنکر حسین آیا

کہاں تک شکر ہو اے صید افگن تیرے احسان کا / کہ جو تیر نظر سینے تک آیا دلنشین آیا

ہوا گلزار ابراہیم دل آتش پرستون کا / بہار اپنی دکھانے کو فنا خلوت نشین آیا

نہین ہی جائے آبادی یہ ویرانہ ہی او غافل / ہوا کمزور راہی اس مکان مین جب مکین آیا

خدا کی یاد تحفہ ہی جہان سے جانے والونکو / وہی کچھ لے گیا دولت جسے کچھ پاس دین آیا

ادب او نالۂ گستاخ بس آگے نہ بڑھ جانا / ٹھہر آہ شرر زا پاس اب عرش برین آیا

خبر اپنی نہ رکھی اور کا کیا حال بتلاتا / ہدف ہو کر گیا اس کوچے مین جب نشانہ بین آیا

غرض کیا تشنۂ دیدار کو ہی اس سے او ساقی / اگر لب تک چھلکتا جام آب آتشین آیا

اذیت دوست ہی ہر چند لیکن دل بہلتا ہی / سبب کیا ہی ابھی تک ناصح مشفق نہین آیا

پھر آئی فصل گل اٹکھیلیان کرتے ہین دیوانے / اترتی پر ترا سودا اے زلف عنبرین آیا

کلام معترض کی جا سخن مین ہم نہین رکھتے / گیا محروم ہو کر جب کوئی یان نکتہ چین آیا

نسیم اک اور بھی رنگین غزل اسطرح مین پڑھیے / کہ ابتک جوش مضمون کا طبیعت مین نہین آیا

ملکہ ہجران تو چوٹ کھائی ہوئی ہین خیال وصل سے کلیجہ ٹکڑے ہوتا ہی ناامیدی کی امید ہجران دیدۂ جاوید ضعف کو قوت نہ دوردن بہ نقاہت ہر روز ہجر کی شب کا سامنا امید و بیم کا معاملہ اس مقدمۂ خاص مین نہ ہوش نہ ہمدم نہ زار و نزار و دل نہ دو منزل سے ہر وقت تکرار کہتی ہین او خانہ خراب یہ کیا کیا ہمین آفت مین مبتلا کیا یہ اشعار عاشقانہ جو سنے دل بھر آیا آنکھون سے دریائے اشک جاری ہوا اسقدر روئی کہ ہچکی لگ گئی دل بیتاب کی طپش بڑھی آہ نے سر کھینچا نالۂ دل فلک پر چلا ملکہ مخمور و ملکہ بہار ایک اشکبار ایک بیقرار باغبان قدرت مبہوت مثل تصویر سکوت وہ رات اسی حال مین گذری ناخدائے کشتی روز یعنی مہر گیتی افروز دریائے نیلگون سپہر بوقلمون سے شناوری کرکے تخت زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا

اشعار در صفت صبح

سیاہی شب تیرہ گم شد ز انظار ... / غبار رنگ ظلمت محو شد از عرصۂ غبرا

سحر کہ جانب مشرق برآمد از ید بیضا / فروغ برق رنگین شاہ شام شد پیدا

فرو شد لشکر انجم درین سیماب گون دریا / جہانگیر و از تجلی جمال خورشید نورانی

خواجہ نے وضو کرکے نماز ادا کی بخضوع و خشوع ہاتھ اٹھا کے دعا کی اے ستار العیوب و اے دافع البلیات کیا کیا تیری بندہ نوازیان کارسازیان بندون پر ہین

صرف ہوتی ہین ہاتھ پاؤن چشم و گوش عطا فرمائے کار دنیا مین کامل ہوے کیا کیا شرف حاصل ہے نظم

کیا پایۂ منت سلیمان
افسون شہنشہی سکھایا
ذی عقل بسیط اُسکا پرتو
عالم ترا عجز نے دکھایا
یان عقل ہی گم کہ بس تجھی کو
یعقوب کو مدتون رُلایا
یان شعلے کو سرکشی کی کیا تاب
کرسی کا نہ عرش کا یہ پایا

اک بات مین تخت پر بٹھایا
اب بھی نظر اس مجاز مین ہی
ذی نور مجرد اسکا سایا
ہر جا پہ ہی تیرا جلوہ لیکن
پایا ہر شی مین پر نہ پایا
یوسف سے عزیز کو کئی سال
ابلیس کو خاک مین ملایا

کیون شکر کرین نہ آل داود
کیون مہر نگاہ مین سمایا
سبحانک یا الٰہ عالم
دیکھا تو کہین نظر نہ آیا
اللہ ری تیری بے نیازی
زندان عزیز مین پھنسایا
تجکو ہی سزا ہی کبریائی

ای رہبر خضر و الیاس ای قابل شکر و سپاس بخیر و عافیت منزل

مقصود پر پہونچا نا جادہ گمراہی نہ دکھانا اسد غازی منصور و مظفر ہو یہ مرحلہ سخت و صعب سر ہو ملکہ بران وغیرہ دیکھ رہی ہین کہ اس مکاری غداری پر کسقدر خواجہ کا قلب صاف ہی مقام انصاف ہی ادھر ہاتھ بلند کیے آنسو چشم حق بین سے بہنے لگے نماز سے فراغت کرکے خواجہ اُٹھے بانہاے عیاری سے چست و چالاک ہوے خیمے سے باہر نکلے سب سردار ساتھ ہین باغبان قدرت خواجہ کے پہلو بچھاتا ہوا کہ خواجہ تامل نہ فرمایئے گا گنبد بے نور مین فوتا جائیگا اب وقت بہت قریب ہی لائق ملاحظہ یہ معاملہ عجیب و غریب ہی کنارے دریا کے اسوقت ہنگامہ عظیم برپا ہی غریب و امیر و فقیر وضیع و شریف شہری و بازاری سب طرح کے لوگ جمع ہین دریا پر سب کی نگاہ ہی سوا پہر دن نہ آنے پایا تھا کہ دریا مین تلاطم ہوا معلوم ہوتا تھا کہ طوفان نوح کا ظہور ہونے کو ہی ہر گرداب چشم خونخوار ہوجاے دریا تیغ ابلا لاکھون مچھلیان تڑپ مین نہنگ نکلے مگر گھبرائے ہوے گھڑیال گھڑی گھڑی اُبھرتے تھے مردمان آبی فریاد کرتے بعد تلاطم امواج دریا ساکت ہوا وسط دریا مین چمک ہوئی اول ایک تجلی ظاہر ہوئی بعد تجلی کے شمسہ مثل آفتاب چمکتا ہوا ظاہر ہوا گنبد زبرجدی دریا سے اُبھرا چشم زدن مین پانی پر قائم ہوا ضیاے گنبد زبرجدی پر نگاہ نہ ٹھہرتی تھی ہر خرد و بزرگ ادنی اعلی پیر و جوان صداے یا سامری یا سامری دینے لگے پھول دریا مین پھینک رہے ہین

کوئی دوڑ کر سبز پتے لایا کسی نے مٹھی بند کر کے دریا میں کچھ چھوڑا بڑا کار ثواب کیا گپت دان دیا
پتلی نے آواز دی ای بندگان سامری و جمشید ای پرستاران باد و خورشید ای مطیعان لات
و جبل ای پیروان ملت و مذہب جہل آگاہ ہو گوش ہوش سے سنو یہ سال انقلاب ہی سامری
پرستوں کو اضطراب ہی اس ممالک میں اور مذہب شائع ہوگا تمھارا ریاض مذہبوں کا
شائع ہوگا آب وہوا سے طلسم ہوشربا خلاف ہی مزاجوں میں سامری پرستوں کے اختلاف
ہی خرابی بربادی قریب ہی معاملہ عجیب و غریب ہی خواجہ دیکھ رہے ہیں کہ بیچ میں گنبد کے
ایک دریچہ ہی مثل چشم باز کھلا ہی پتلی کی جانب سب دل و جان سے متوجہ ہیں اسی سمت دیکھ
رہے ہیں پتلی پکار رہی ہی ایہا الحاضرین ای مشتاقین و ناظرین افراسیاب بادشاہ تمھارا
مغرور ہوا پابند عیش و سرور ہوا رعایا کی فکر نہیں عدالت کا ذکر نہیں رعیت برباد حاکم
مثل جلاد چور ٹھگوں کا زور بدمعاشوں کا زمانہ کوتوال کو رشوت کھانے کا بہانہ جب کسی
غریب کے یہاں چوری ہوئی کوتوال صاحب برائے تحقیقات آتے ہیں جسکے یہاں
چوری ہوئی اسی کے عزیزوں کو دھمکاتے ہیں کسی بیچارے غریب کو پکڑ لیا کہا یہ بدمعاش
ہی کسی طرح چار پیسے لیجے یہی تلاش ہی حاکم لوگ رشوت کھاتے ہیں چور اچکے مزے اڑاتے ہیں
کچہریوں میں ہر رنگ پڑے ہیں نامنصفوں کی ناانصافی کے جھنڈے گڑے ہیں آشنا
ناآشنا نام دوست مثل کیمیا زر قلب کا چلن ہر شخص مہوس ہمہ تن بھائی کا بھائی دشمن ہی باپ کا
بیٹا رہزن ہی رنگ باغ عالم دگرگوں بدعت و جور باغباں سے گلوں کا کلیجہ خون جانور
بیچارے پتوں میں چھپتے ہیں چڑیمار لاسا چھکی لیے پھرتے ہیں ای سامری پرستو آج
کا میلہ آخری ہی آنکھیں کھولکر دیکھو ہم آج سے اس جلسے میں نہ آئینگے غرق دریاے فنا
ہو جائینگے آج اس جلسے میں وہ شخص آیا ہی کہ جسکے نام سے ساحروں کو تپ چڑھتی ہی اسکے
ہاتھ سے ملک سامری پرستان برباد و تباہ ہوے کیسے کیسے ساحران جلیل مارے گئے
جو کچھ سامری و جمشید لکھ گئے ہیں اسکا اظہار ہوا اس جلسے میں سربرندہ جادوگران
و ریش تراشندہ کافران آگیا نام و مقام سنو آنکھیں کھولکر دیکھو سامنے لباس سبز پہنے کھڑا ہی
کون پہچان سکتا ہی ساحر کشی اسکا کام صاف صاف یہ ہی کہ عمرو عیار اسکا نام ہی تمام اہالیان

جلسہ اس کلام حسرت انجام پر گھبرا گئے چہار جانب دیکھنے لگے **باغبان** نے کہا خواجہ
بسم اللہ اب اپنے کو جست کرکے کھڑکی مین پہونچایئے اب تامل نہ فرمایئے دیکھیے گنبد
لہرایا وقت اُسکے غرق ہونے کا قریب آیا مثل مشہور ہی قطرے کا چوکا گھڑے ڈھلکا ے تو
کیا ہوتا ہی اور تیلی نے بھی آپ کا نام صاف صاف لیا سارا میلہ آپ کا جویا اگر دیکھ لینگے
زندہ نہ چھوڑینگے ہم لوگ آپکے تابعدار مشہور ہین اس راہ مین ہم نہایت مجبور ہین
جہان موقع ہوگا اپنے کو آپ کی خدمت مین پہونچا ئینگے جان نثار کرنے ضرور آئینگے خواجہ
عمرو نے دیکھا حقیقت مین تیلی کے ساکت ہوتے ہی گنبد زبرجدی مین جنبش ہی غرق
ہونے کی کوشش ہی بس **عمرو** نے مرنے پر کمر چست باندھی ہٹو ہٹو کہکر نعرہ کیا ای ساحران
غدار و ای کافران نابہنجار منم نہنگ بحر عیاری دُر بے بہائے صدف قلزم طراری قاتل
کافران سرکوب ساحران جہان فاتح ملک غلغلی آباد و برباد کن ملک زبرجد نگار دافع
بدعت و بامہ و شمشہ منہدم کن بنائے قصور ظالمان سرکش نامی و نامدار **عمرو عیار** حمزہ
ذی وقار ای ساحران تیرہ درون دیکھ لو پھوٹی آنکھون سے کہ گنبد بے نور مین جاتا ہون
اور طلسم کشا سا تم ہو یہ بھی آگاہ ہو جاؤ انشاء اللہ جاکر لوح لیتا ہون **افراسیاب** نابہنجار
کو شکست دیتا ہون اس آواز کو سُنکر تمام ساحرون نے اس جانب دیکھا ایک شخص دُبلا پتلا
نا ٹا سا کلاہ نمدے کی سر پر نمدے ہی کا کرتہ زیب جسم اور ایک جانگھیا کھاروے کی پہنے ہوے
اُسمین زنگ ٹکے ہوے ناریل سا سر کچے سے گال زیرہ سی آنکھین مروارید سے دانت
لمبان سا پیٹ تاگا سی گردن رسی سے ہاتھ پاؤن چھ گز کے دھڑ تلے کا تین گز کا اوپر کا منہ لا نوگز کا
پیادہ مگر شطرنج کا پیادہ ہی بادشاہ کو دوڑ کر مارتا ہی اس صورت زیبا طلعت جہان آرا کو دیکھکر تمام
ساحران بدسیر گھبرا گئے پیشانیون پر ہیبت کے پسینے آ گئے اپنے خداوندون کو
پکارنے لگے یا لات اعلیٰ منات معلیٰ تیتے میتے دُم خبیثہ سر اگاے کا بچھڑا الومک لوٹا
تمجوٹک جھوٹا ارزل خرمل خیرا اڈبا ای پرنے دو سو خداوند و مددگار دوڑو یہ ساربان زادہ
گنبد بے نور مین جاتا ہی روح کو تمہاری ستاتا ہی اس ظالم کو روکو لوح کی تلاش ہی بڑا بدمعاش ہی
قتل کی آپ کے بندون کی فکر ہی ہر گلی کوچے مین یہی ذکر ہی زمانہ انقلاب کا آیا کا ہنون کا قول

کرسی نشین ہوا یہ سب غل مچاتے رہگئے مگر یہ ہزبر بیشۂ جرأت صاحب سطوت و لیاقت جانباز
سرفروش بحر عیاری کا جوش کسی جانب متوجہ ہوا تمام خدائیکو تجہ پیکا جست کی جیسے طائر اُڑتا
ہوا جاتا ہو تاک کر اُسی کھڑکی مین داخل ہوا عمرو تو گنبد بے نور مین گرا مگر باغبان قدرت وغیرہ
کی جانب سب ساحر و غیر ساحر بلوہ کرکے چلے نام لیلیکے پکارتے تھے نعرے مارتے تھے
یارو باغبان قدرت و ملکہ مخمور سرخ چشم و رعد و برق و برق لامع و دختر کوکب
روشنضمیر ملکہ بہاران شمشیرزن یہ سب موجود ہین رہبری کرکے لائے نہین معلوم باغ غافل
و ہوشیار سے کیونکر گذرے ان سب کو مار لو زندہ نہ جانے پائین عمر بھر یاد کرین یہ کہتے
ہوئے طرف باغبان وغیرہ کے چلے باغبان قدرت سب کو سمجھا چکا ہی کہ یہ مقام
لڑنے کا نہین ہی نکل چلنا مناسب ہی فوراً سب نے سر کیے زمین کے طبقے پھٹے چشم زدن
مین سب کی نگاہون سے مخفی ہوگئے سب بیچارے سر پیٹتے خاک اُڑاتے طرف اپنے
اپنے مسکن کے روانہ ہوئے تو وہ دل تیر غم و الم کے نشانہ ہوئے ہر ایک ذکر کرتا تھا
کہ یارو کیا بلا کا عیار ہی بڑا طرار و فرار ہی کس دھوم سے داخل گنبد بے نور ہوا سب کو
رنج و ملال مین دیکھا اب آیندہ دیکھیے کیا ہوتا ہی اب یہ میلہ عمر بھر ہوگا روح سامری کو صدمہ
دیا عیش مین ہم سبھون کے خلل پڑا غرور نے افراسیاب کے یہ روز سیہ دکھایا کہ عمرو
کو گنبد بے نور کا پتا ملا ہم لوگ جانتے تھے مسلمان عمر بھر لڑینگے مقام و نشان لوح نہ پائینگے
یہ تو سب اس طور سے شکایت سامری و جمشید و افراسیاب کرتے ہوئے جاتے ہین

اب حال خواجہ سنئے نظم	مغنی فغانی کہ آمد بجان	درین زیر نہ پردہ آسمان
درین پردہ آواز نالم چو نی	باحوال جم یا باحوال کی	کوکب درخشان بیچ فطرت

نیر تابان فلک ہمت آفتاب عالمتاب چرخ متانت ماہ شب افروز آسمان جرأت یعنی
خواجہ عمرو جب گنبد بے نور مین داخل ہوئے یہ معلوم ہوا کہ مین کسی بلندی پر سے کودا
اندھیرا انتہا کا بعد عرصۂ دراز پاؤن زمین پر قائم ہوئے نگاہ اُٹھا کے دیکھا نہ نشان
دریائے قہار معلوم ہوتا ہی گنبد بھی معدوم ایک صحرائے ہول خیز و حشت انگیز ریتی کا جنگل
کہین نشان انسان و حیوان نہین درخت بے برگ و شاخ صحرائے ریگستان وسیع و فراخ

جہانتک نگاہ کام کرتی ہی وہی دشت ہولناک بے خس وخاشاک ہواے گرم کے جھونکے
چل رہے ہین تمام دشت کرۂ آہنگران ہر شجر خوف ہواے گرم سے مثل بید لرزان اس
مرز وبوم شوم مین صدا اے بوم نہین ہر ذرہ مثل شعلۂ جوالہ چمک رہا ہی اگر جسم پر پڑ گیا قلب
تھرایا سوزش جہنم کا ذکر آیا خواجہ عمرو کو پیاس نے بیقرار کیا جستجوے آب مین چہار جانب
دوڑنے لگا آب اس دشت آتش بہار مین نایاب چشمۂ آفتاب پر نگاہ پڑتی ہی اوس سے
سیرابی غیر ممکن اس دھوپ مین ہر ایک سمت براے آب دوڑ دھوپ کرتا ہی پیاس
کی شدت مین نہ جیتا ہی نہ مرتا ہی طپش قلب ترقی پر ہونٹھون پر جان مضطر کئی کوس کا میدان
طے کیا مگر پانی دستیاب نہوا چاہتا ہی کوئی مقام سائے کا ملے لمحہ بھر آرام لون اس سوزش حرارت
سے جان بچاؤن سایہ غیر ممکن نظم

دشت پرہول ہرطرف سنسان | مسکن خوف وبیم ہو کا مکان
بونڈے گردباد کے ہرجا | کرۂ نار دھوپ سے صحرا | تابش آفتاب زورون پر
ذرے اسپند دشت سب مجمر

خواجہ اس قدر اس دھوپ مین گھبرائے کہ پیاس سے
لبون پر دم آیا سوزش وحرارت سے قلب تھرایا دن سارا اسی دوا دوش مین گذرا تمام
تیرہ روزگار کا اسی دشت ہولناک مین سامنا ہوا سمجھے تھے کہ اب آرام ملیگا ایک مقام پر
عمرو ریتی مین بیٹھ گیا جھونکے ہواے گرم کے بیلے موقوف ہوے یہ پھکا جاتا ہی شب کو اوس
زیادہ مصیبت کا سامنا ہوا اندھیرے سے دل گھبرایا کالی بلاے بالا پڑا روشنی کا کہین
نام نہین غولان بیابانی دوڑتے پھرتے ہین آنکھین انکی مثل مشعل کے روشن براے مسافران
رہزن کہین مار سیاہ گھبرا کے بانبی سے نکلا ہی اوس جاے کی فکر کر رہا ہی اس وادی جہنم مین
اوس کمان مار سیاہ کے کلیجے مین چھری غم کی گڑی اسپر بھی اوس پڑی کہین اژدر آتش فشان
ریتی مین لوٹتا ہی اپنی آگ مین آپ جلا جاتا ہی آسمان پر بھی اندھیرا چارطرف سے غم والم نے
گھیرا تڑپ تڑپ کے وہ رات عمرو نے بسر کی جسکو دیکھا نیر اعظم کے نکلتے ہی ہواے گرم
چلنے لگی خواجہ عمرو کا جب بھوک پیاس سے عجیب حال ہوا انتہا کا غصہ آیا خیال مین گذرا
ہم تو آٹھ پہر سے بھوکے پیاسے مر رہے ہین بہ تقی وخضر تمام مفت خوری زنبیل مین
کر رہے ہین ہم پر یہ مصیبت اونپر راحت نیوسے کھاتے ہونگے مزے اڑا رہے ہونگے

ای خواجہ جو ہم سوچے تھے وہی ہوا ملازمان **افراسیاب** پردے مین دوستی کے دشمنی
کر گئے اس صحرائے آفت خیز مین پھنسا دیا اب **افراسیاب** سے جا کر کہینگے **عمرو** کو ہم نے
مارا آگ لگے گنبد بے نور کو عمر بھر عیاری کی ہم بیچارے بھولے آدمی مکر کو مکارون کے نہ سمجھے
گنبد بے نور مین چل دیے کود پڑے وہ بیچاری تیلی خیرخواہ تھی اُسنے نیک و بد سُنا دیا ہمارے
قیاس مین نہ آیا خیر خدا اُن سُعبون سے سمجھے گا ایک دن مکار جہنم مین جائینگے مجھ غریب کو مار کر
کیا پائینگے ایسے ایسے خیال کر کے بیچ جنگل مین کھڑے ہین پانون مین آبلے پڑ گئے ہین زنبیل سے
برق و ضرغام کو نکالا جیسے ہی وہ زنبیل سے نکلے دشت ویران کو دیکھے تو ڈر گئے ضرغام
تو چپکا کھڑا ہی مگر **برق** تو بڑا تیز ہی پوچھا اُستاد یہ کیا مقام ہی کیا اسی دشت کا وادی جہنم نام ہی
عمرو نے کہا میری بلا پوچھ جلانے گنبد بے نور مین کود اتھا اس ریگستان مین آ کر نکلا **باغبان**
وغیرہ پھنسا گئے جعلسازون نے دام تزویر بچھایا مجھ بیچارے بھولے غریب سے کہدیا صاحب
یہی لوح ملنے کا راستہ ہی مین اُنکے دام مکر مین پھنس گیا بے سمجھے بوجھے پھاند پڑا آج تین دن
گذرے کہ آب و دانے کا نام نہین گرمی سے یہان کی کلیجہ بھن گیا مین تو اب نوبت بجان
وکارد باستخوان ہون آپ دونون صاحبون کو اسواسطے نکالا ہی کہ میرے پاس سے جائیے
برق نے کہا اُستاد نہ گھبرائیے ہم جانبازی کو حاضر ہین رزاق مطلق آب و طعام بھی پہونچائیگا
رہبر کامل منزل مقصد کا چہرۂ زیبا دکھائیگا غلام جستجو کرینگے آپ کے تعلیم کردہ ہین کسی مقام پر
رہ نہ جائینگے اگر اصل مین **باغبان** وغیرہ نے ایسا ہی کیا تو انشاء اللہ اُنسے بدلہ لینگے اُنکو
بھی کسی مصیبت مین پھنسائینگے اب گھبرانے سے کیا فائدہ آپ نے بہت خوب کیا
ہمکو نکال لیا صلاح کر کے کوشش کرینگے دامن مراد گل آرزو سے بھرینگے **باغبان** قضا و قدر
پھر نہال کریگا نخل تمنا پھولے پھلیگا خواجہ نے کہا بس بس زیادہ نہ باتین بناؤ میرے سامنے
سے دفعان ہو اب اُن پھنسانے والون کو ہم کہان پائینگے جو سزا دینگے آپ بڑے قانع
ہین بے صبر ہونے سے مجکو مانع ہین مجکو زبان درازی زیادہ نہین پسند آتی ہی بھوک پیاس
سے میری جان جاتی ہی بڑے شاگرد رشید ہو فرزند سعید ہو لاؤ کھانا کھلاؤ پانی پلاؤ **برق** نے
کہا اُستاد ہمارے جدا ہونے سے آپ کو کیا حاصل ہوگا یہ فعل سراسر لاطائل ہوگا حضور بقول شاعر

شعر دو دل یک شود بشکند کوہ را * پراگندگی آرد انبوہ را * مصرع صبر تلخ ست ولیکن
بر شیرین دارد * عمرو نے کہا بڑے صابر و جابر ہو میرے سامنے سے جاؤ پھر صبر و جبر کرو
مین اپنی جان سے بیزار ہون بھوک پیاس سے بیقرار ہون جسپر تین دن گذرے ہون
اُسکے دل سے پوچھیے تم زنبیل مین تھے اُستاد کے شاگرد بنکر خوب مزے اُڑاتے ہونگے
آب سرد پیا ہوگا میوے تر و خشک کھائے ہونگے چبا چبا کے باتین کرتے ہو مجھے چرب زبانی
سے نفرت ہی اپنے حال مصیبت مآل پہ بڑی حیرت ہی ہائے مین نے اُن نالائقون کا
کیون کہنا مانا اپنے کو اس مصیبت مین پھنسایا برق تو منت کر رہا ہی مگر ضرغام نہایت
آتش خو شعلہ مزاج ہی کہا بہت اچھا والد نامدار ہم جاتے ہین آپ کاہکو خفا ہوتے ہین
پروردگار ہمکو اس کرۂ جہنم سے نکالیگا بعد مصیبت کے راحت ہوگی کھانے کی فکر پانی کی جستجو
کرینگے رزاق مطلق رحم کرے گا خواجہ عمرو نے دو کوڑے ضرغام کے مارے کہا کیون
بے نالائق جوانا مرگ ہم اپنی مصیبت مین ہین ہم سے زبان لڑاتا ہی اس گرمی مین شعلہ مزاجی
دکھاتا ہی پال پوس کر جوان کر دیا قسم کھاؤ کبھی کوئی ٹکڑا باپ کو بھی دینا نصیب ہوا میرے
ٹکڑے کھا کھا کے پلے ہو ضرغام نے کہا ہر مہینے کی تنخواہ آپ لے لیتے ہین کبھی تنخواہ مین کوئی
ٹکا دیتے ہین ہم اپنی لوٹ مار مین بسر کرتے ہین ناحق کا ہمپر غصہ ہی ہم کیا کرین کیون آپ
مصیبت مین پھنسے کچھ ہمنے اس مصیبت مین پھنسایا ہی اُسکا غصہ آپ ہمپر اُتارتے ہین ناحق
ہم کو مارتے ہین عمرو نے کہا ابے تنخواہ کیسی ملکہ مہرخ پر چڑھتی ہی اُنسے کیون نہین مانگتے جاؤ
جا کے طلب کرو نکو ڈگری پیکر باندھو عرضی لکھواؤ منصفی مین جاؤ وکیل کرو محکمۂ اول مین جاؤ اپیل
کرو بقول شاعر شعر بلبل ڈگری گل بے دلیل است * وکیل نالہ در فکر اپیل ست * ہم جانتے
ہین تم سب کچھ کرو گے ہمارے منھ پر کہتے تنخواہ ہماری یہ نوکری کے لائق ہین کچھ عیاری
بھی آپ کو آتی ہی عیاری کس جانور کا نام ہی عمر بھر کبھی تجکو نہ آئیگا ہمیشہ جوتیان کھائیگا ضرغام
تو یہ سنکر کنارے ہوا کہا حضور بس رُکے ہوئے مردے نہ اُکھیڑیے ہم ابھی جاتے ہین
ایسا نہو کچھ ہمارے منھ سے نکل جائے جہنم کا سامنا ہو آپ کی پرورش تو ظاہر ہی کہین سے
لوٹ مار کر لاتے ہین وہ بھی تو آپ چھین لیتے ہین ہم ایسے سعادتمند ہین کہ دیدیتے ہین

عمرو نے دو کوڑے ضرغام کے اور مارے ضرغام بلبلا گیا روتا ہوا پیچھے ہٹا وہی کوڑا
لیکر برق پر چلے برق بھی تڑپ کر بھاگا کہا استاد لیجیے جاتے ہین کوڑے کھانے کی
طاقت نہین یہ کہکر دور کھڑا ہوا اور رو کر کہنے لگا استاد اب آپکو مُنھ نہ دکھائینگے اس دشت
ویران مین بھوکے پیاسے تڑپ تڑپ کے مرجائینگے ایک دن کے کھانے کو تو ہمکو دیدیجیے
عمرو نے کہا اے نالایق مین آپ بھوکون مرتا ہون میرے پاس کیا رکھا ہی برق نے کہا
حضرت خضر کا مشکیزہ اور گُرز آپ کے پاس ہی وہ کیون نہین نکالتے آپ بھی کھائیے
ہمین بھی کھلوائیے عمرو نے کہا وہ تو مجھسے چھین لیگئے بزرگان دین کسی کا پاس کرتے ہین
اور اگر ہوتا بھی تو مین نہ دیتا اُسمین حکم ہی جب آدمی چالیس روز بھوکا پیاسا رہے تب اُس
کلچے کو کھائے مشکیزے کا پانی پیے برق نے کہا استاد خدا سے ڈریے چالیس دن مین
آدمی زندہ کاہیکو رہے گا عمرو نے کہا ہماری پاپوش جانے چاہے کوئی مرے چاہے کوئی
جیے لیجیے آپ دونون کے حال پر رحم کرتا ہون ایک سوکھی روٹی خمیری پڑی ہوئی ہی
لو آدھی آدھی بانٹ لو برق نے کہا استاد ہم دونون جوان ہین آدھی روٹی مین کیا ہوگا
ڈاڑھ بھی تو گرم نہوگی عمرو نے آدھی آدھی دونون کے آگے پھینک دی کہا چاہو کھاؤ
چاہو مرو یہ کہکر اُسی صحرائے ریگستان مین خواجہ ایک جانب چلے ضرغام نے کہا ای
برادر برق قبلہ و کعبہ نے تو چشم مروت پر ٹھیکری رکھ لی نگاہ پھیری اب اپنے مسبب الاسباب
کو یاد کرو جستجو مین مصروف ہو مگر نہین معلوم یہ کیا مقام ہی اس سرزمین کا کیا نام ہی ساتھ
رہنا مناسب نہین نام ہمارے اور تمھارے مشہور ہین کل ساحران طلسم ہوش ربا
پہچانتے ہین اگر ایک گرفتار ہو دوسرا محفوظ رہے برق کو یہ رائے پسند آئی کہا ہان بھائی
سچ کہتے ہو یہ صلاح کر کے دونون الگ الگ چلے انکا حال وقت پر تحریر ہوگا مگر
مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری نے غصے مین یہ کام کیا برق و ضرغام کو اپنے
پاس سے نکال دیا اُسی صحرائے پُر ہول مین ایک مقام پر جا کے ٹھہرے سوزش و حرارت
و سموم صحرا کی بڑھتی جاتی ہی طبیعت تسکین نہین پاتی ہی اب سوچے کہ ای عمرو یہ تمنے کیا
حرکت کی ایسے عیار خنجر گذار طرار فرار مکار غدار مصیبت جھیلنے والے جان پر کھیلنے والے

اگر ساتھ رہتے قوت بازو زینت پہلو خیر خواہ جان نثار ہزار طرح کا مطلب نکلتا غصے کا کام
خراب ہی ترقی پر اضطراب ہی لاحول پڑھکر رونے لگے پھر جو کچھ خیال آیا پکار ے رستم ہوئے دوڑے
بیٹا برق وضرغام کہاں گئے آؤ میرے پاس چلے آؤ ملول نہو وہ دور نکل جا چکے تھے
اگر سنا بھی تو تساہل کیا اب خواجہ زیادہ بدحواس ہوئے اپنی حرکت پر نفرین کرتے ہین آخر
مجبور و ناچار مضطر و بیقرار اپنی حرکت ناشایستہ پر منفعل ایک جانب روانہ ہوئے تھوڑی
دور راستہ طی کر کے اُسی صحراے بے آب و گیاہ مین ایک مقام پر عمرو ٹھہرا تین شبانہ روز
عمرو کو گذرے ابھی تک کوئی ساحر و غیر ساحر عمرو کو نہین ملا اس وجہ سے زیادہ انتشار ہی
دل سے کہتا ہی کہ ای عمرو کاشکے کسی راہگیر سے ملاقات ہوتا تو دریافت کرون کہ کیا مقام ہی
اس بیابان آتش خوار کا کیا نام ہی اب تو جیسی پڑے جھیلنا چاہیے مگر برق وضرغام کا
جدا کرنا بڑی حماقت ہوئی وہ اگر ساتھ ہوتے خبر لاتے اُن کمبختون سے صلاح کرتے اب وہ
بیچارے بھوکے پیاسے تڑپ تڑپ کے مر جاینگے ای عمرو عقل پر بھی زوال ہی اب فرزند
وشاگرد کے واسطے قلب پر ہجوم غم و ملال ہی اس غربت مین اپنی کیا گذرے گی اس سوچ
مین خواجہ کھڑے تھے کہ دور سے دیکھا ایک ساحر سیاہ فام گھبرایا ہوا چلا آتا ہی مگر بدحواس
مثل صید خائف چوکنا ہر ایک جانب گھبرا کر دیکھتا ہوا صاف ظاہر ہی کہ پانی کی جستجو اُس
بے آبرو کو ہی وہ ساحر قریب پہونچا تھا کہ عمرو نے آواز دی ابے او ساحر کہان جاتا ہی اِدھر آ
ہمین کچھ تجھسے پوچھنا ہی وہ قریب آیا کہا بھائی صاحب آپ کیا شیرین زبان ہین ابے تبے
کیسی کسی مرد آدمی کو یون نہین پکارتے ہین عمرو نے کہا ہماری یہی زبان ہی تیرے باوا کا اجارہ
ہی ہم سے باتین نہ بنا جلد بتلا یہ کیا مقام ہی اس سرزمین کا کیا نام ہی کون یہان کا حاکم ہی کون
یہان کا ناظم ہی اُسنے کہا صاحب ذرا زبان سنبھالیے بیہودہ کلمے مُنہ سے نہ نکالیے اس سرزمین کو
سرحد سیماب کہتے ہین ہمارے حاکم کا سیماب جادو نام ہی شہنشاہ افراسیاب کا قوت بازو
ساحر خوش خو و نیک خو لیجیے طلسم ہوش ربا کا حاکم اس ملک کا ناظم آپ کون صاحب ہین کیا
کسی بڑے بادشاہ کے مصاحب ہین جو چبا چبا کر باتین کرتے ہین دم یکتائی کا بھرتے ہین
عمرو کو دل لگی سوجھی کہا کیون جی تم مجکو دیکھ رہے ہو میرا چہرہ کیسا ہی قد و قامت کتنا بڑا ہی

اسنے کہا صاحب آدمی معلوم ہوتے ہو عمرو نے کہا او ناری تو نے مجکو نگاہ بھر کے دیکھا جلکے
خاک کیون نہو ا بدولت کا نام قہر و غضب سامری ہی رگ رگ مین آگ بھری ہی مگر دیکھ اب
تجکو جلاتا ہون او جیمنی تجکو خاک مین ملاتا ہون یہ کہکر آنکھین نکالین سرخاب جادو گھبرا کر
بھاگا عمرو پکارتا ہوا پیچھے دوڑا لپے او سرخاب ٹھہر جا ایک بات سُن لے تجکو آدھا جلاؤنگا
نصف ٹھنڈا رہیگا سرخاب جادو پر پروانہ پیدا کر کے اُڑ گیا نظرون سے مخفی ہوا عمرو نے
پھر اپنے فعل پر نفرین کی دل سے کہتا ہی کہ ای عمرو تجکو کیا ہو گیا ہی عقل پر بالکل پتھر پڑے عیاری
مکاری سب بھول گئے اتنا بڑا انشان پایا مناسب تھا اُسکو گرفتار کرتے اُسکی صورت بن کے
باغ سیماب مین جاتے افسوس صد ہزار افسوس یہ کیا غضب ہوا مین بالکل بیوقوف ہو گیا
عمرو دل سے باتین کرتا ہوا پلٹا مگر حال اس سرحد کا سماعت فرمائیے سرخاب جادو جو عمرو
سے خائف ہو کر بھاگا باغ سیماب مین آیا واضح ہو کہ سیماب باغ سیماب کا حاکم ہی وسط باغ
مین ایک چبوترہ سنگ مرمر کا نہایت تکلف سے آراستہ اُسپر سات گلدستے جسمین گلہای
عجائب و غرائب پتیان سر سبز نہایت نیرنگ سازی گلگون طرازی سے درست کر کے رکھے
ہین اُن گلدستون پر افراسیاب خانہ خراب نے ایک ابر سیمابی درست کیا ہی تاثیر اُسکی
یہ ہی کہ افراسیاب نے سیماب جادو سے کہدیا ہی کہ جب عمرو مع اسد غازی سرحد
باغ سیماب مین پہونچے گا ابر کو جنبش ہو گی اور جب خاص اندر باغ کے وہ باغی داخل ہو جائیگا
ابر سیمابی رنگ تانہ دکھائیگا یعنی چرخ ماریگا یہ علامت قرار پا چکی ہی سیماب جادو بارہ دری
مین بیٹھا ہی یہی ذکر ہو رہا ہی کہ باغیون نے بہت سر اُٹھایا ہی طلسم کشا کو رہا کر لیا سیماب اپنے
رفقا کو جواب دیتا ہی رہا ہونا اسد کا بیکار ہی لچ نہیں دستیاب ہو سکتی کون مرحلہ غافل و
ہوشیار فتح کرے گا باغ باغبان سے کیونکر گذریگا دیوانہ تری بنکر سر ٹکرائیگا بو سے پھولون کی
مست ہو جائے گا اگر باغبان قدرت نے اپنے باغ کو خود مٹایا گنبد بے نور مین داخلہ مشکل
ہی کون ایسا مرد کامل ہی اگر ایسا بھی ہوا صحرائے سیمابیہ مین گرمی سے مرجائیگا تشنگی نہ سہہ سکیگا
بعض کہتے ہین حضور عمرو بڑا عیار ہی نہایت مکار و غدار ہی شہنشاہ عیاران قاتل ساحران
لقب ہی بڑا بیدھب ہی ملکہ مخمور صاحب مسلمان ہو چکی ہین اس مقام کی رازدار ہین بری

ہوشیار ہین ملکہ بہار جادو بھی ایک بغاوت دکھا چکین سیر گلشن اسلام مین مصروف ہین انکی
ذات پر بڑے بڑے کام موقوف ہین باغبان قدرت قوت بازوے **افراسیاب** بھی
شریک ہوا ہی بہار و باغبان کا ساتھ ٹھیک ہوا **افراسیاب** ایسا غافل ہوا ان تینون
کے قتل واجب ولازم تھے **سیماب** نے کہا **افراسیاب** بڑا ساحر نامی شہنشاہ گرامی ہی جسدن
چاہے گا لڑائی کو فتح کریگا لاشون سے میدان بھر دیگا اپنی اپنی عقل کے موافق ہر ایک کا کلام ہی
سیماب نے کہا یار وہم تک نہین کوئی آسکتا اور مین کسی سے بازی کا نہین رکھتا باغبان و مخمور
و بہار کیا چیز ہین **افراسیاب** کو غرہ ہین مین گلشن بہار کا گلچین نہین ہون کہ مین انکی صورت
زیبا دیکھکر اشعار رنگین پڑھون میان باغبان کا پاس کرون بی مخمور کی نشیلی آنکھین دیکھکر
مست ہوجاؤن محبت سے نگاہ ملاؤن اگر آنکھ غضب کی ڈالون بی مخمور کی آنکھین پتھرا جائین
نرگس شہلاے باغ سے آنکھ ملانا بھول جائین یہ کلام حسرت انجام دردمند مصاحبان **سیماب**
کو پس و پیش کہ **سرخاب** گھبرایا ہوا آیا پسینے پسینے کانپتا ہوا ہانپتا ہوا سامنے **سیماب** کے گر پڑا
سیماب نے پوچھا خیر تو ہی **سرخاب جادو** کی زبان بند دل دردمند منھ سے بات نہین نکلتی
حضور حضور رکتا ہی کبھی اپنے جسم پر ہاتھ پھیرتا ہی **سیماب جادو** نے اٹھکر ہاتھ تھام لیا کہا برادر
ہوشیار ہو اسقدر نہ بیقرار ہو بیان تو کرو کیا کوئی بلاے تازہ نازل ہوئی **سرخاب** نے گھبرا کر کہا
پہلے تھوڑا پانی پلائیے غلام کی آبرو بچائیے آبدار نے لاکر جام آب دیا **سرخاب** نے جب پانی
پیا ہوش وحواس درست ہوے کہا ای شہنشاہ آپ کا نام **سیماب** ہی غلام حضور کے واسطے
بہت بیتاب ہی شعلہ آتش قہر سامری کا اس حوالی باغ مین آگیا مین تو بچا مگر حضور سیماب ہین
اڑ جائینگے ہم لوگ کیونکر تاب لائینگے مسلمان آپ کا کشتہ بنائینگے حضور ہمارے نزدیک کیا ہوجاتا
یہ قہر **سامری** بڑا منحوس ہی جنگل مین بوٹیان پتیان ڈھونڈھتا پھرتا ہی کانٹون مین الجھکر نہین
گرتا ہی جلدی تدبیر کیجیے **سیماب جادو** یہ حال حسرت مآل سنکر تڑپ گیا کہا ای **سرخاب** مین
اس پہیلی کو اچھی طرح نہین سمجھا ہوش مین آ با تفصیل سمجھا کہا حضور غلام راہ مین آتا تھا قہر سامری
سے ملاقات ہوئی انھون نے فرمایا مین شعلہ آتش قہر **سامری** ہون تو نے مجھپر نگاہ ڈالی کیون
نہ جل گیا حضور یہ گرما گرمی سنکر مین بھاگا وہ پکارتا ہوا میرے پیچھے دوڑا حضور سحر نے آبرو بچائی

پر پرواز پیدا کرکے اُڑا بمشکل یہانتک پہونچا سیماب جادو ہنسا کہا اے سرخاب کیسا
قہر سامری کیسے جلا بینگے کیسی افسونگری بالکل مہمل باتین کرتا ہے تجکو کوئی جادوگر ملا تھا تیرا شناسا
یا غیر شناسا تھا کہا حضور آدمی بھی عجیب الخلقت مہیب صورت مین نے کبھی اس وضع کا
آدمی نہین دیکھا مصور خیال تصویر نہین کھینچ سکتا مانی و بہزاد ہوتے تو آہ کھینچتے ہاتھ بصد اکراہ
کھینچتے سیماب یہ حال مصیبت مآل سنکر متردد و متوحش ہوا بارہ دری سے باہر نکل آیا سیماب
کے دل پر غم و الم چھایا طرف ابر سیمابی کے دیکھا ابر مین جنبش ہے کہا لو یارو غضب ہوا عمرو عیار
مع اسد نامدار حوالی باغ سیماب مین آگیا اے سرخاب جلد جا جس شخص کو تونے دیکھا تھا
اُسکو پکڑ لا خبردار تامل نکرنا وہ ساحر نہین ہے ہرگز نہ ڈرنا اگر اُسکو گرفتار کرکے لائیگا نہال ہوجائیگا
سرخاب جھپٹا صحرا مین آکر چارجانب مثل غول بیابانی دوڑنے لگا دور سے خواجہ عمرو نے
دیکھا کہ وہی ساحر پھر آیا یہ تو کنارے ہوے کہین جا کر چھپے مگر سرخاب بیقرار بیتاب انعام
و اکرام کی خواہش عمرو کے ملنے کی کاہش ہر ایک جانب جاتا ہے ہر یک خیال کو دوڑاتا ہے ہوا ے
گرم چل رہی ہے بونڈلے گرد کے چارجانب سنسان اُس ویرانے مین دیکھا ایک سیٹھنی بیچی
تھالی ہاتھ مین اُسمین کچھ پھول گرم گرم موہن بھوگ ایک گلابی شراب کی گوری گوری صورت
نشیلی انکھڑیان اٹھکیلی کی چال زیور سے زینت جسم دوڑی ہوئی جاتی ہے سرخاب چال ڈھال
دیکھکر مرگیا کلیجے پر خنجر ابرو پکارتا ہوا دوڑا کہ جانے والی ذرا ٹھہر جا اس دھوپ مین
کہان جاتی ہے جفا گری کی اُٹھاتی ہے اُسنے پھر کر دیکھا ہنسکر کہا کیون رے کیا تو کوئی قزاق ہے
جو عورت کو اکیلا پاکر راہ مین گھیرتا ہے تجھسے کیا بتائین کہان جاتے ہین ہمارا سیٹھ بیمار ہے ٹھاکر
کی پوجا کرنے جاتے ہین سرخاب قریب آگیا اب تو نگاہ لڑی کلیجے مین چھری مژگان کی گڑی
بھولی بھولی باتین محبت کی گھاتین یاد ابروے خمدار خنجر خونخوار خود جلاد سرخاب نے کلیجہ
تھام لیا بدحواس ہوکر سامری کا نام لیا نشۂ محبت سے لڑکھڑایا بمشکل اپنے کو سنبھالا گڑگڑانے
لگا ہاتھ باندھکر سامنے کھڑا ہوا کہا مجھی جی دیا کیجیے ذرا دیر ٹھہر جائیے مین تمھارے سیٹھ کے لیے
دوا بتاؤن تمھارا بھی علاج کرون مسکرا کر اُسنے جواب دیا کچھ دیوانہ ہوا ہے کیا تو کوئی بڑا بید ہے یا
حکیم ہے ہم کاہیکو ٹھہرین کیا ہمارا جان پہچان قدیم ہے مہاجنون مین بدنام ہو جائینگے ساکھ جاتی

رہیگی ہمارے سیٹھ کی ہنڈوی نہ بکیگی سرخاب نے کہا مین بھی کہاتہ دیکھ لونگا درگتی کا سود
لگادونگا دو باتین سن لو پھر چلی جاؤ سیٹھنی درہ کوہ مین بیٹھ گئی کہا بتلا کیا کہتا ہی کونسی دوا بتلاتا ہی
سرخاب نے کہا یہ بوتل مین کیا ہی اُسنے کہا ٹھاکرجی کے بھوگ لگانے کی شراب ہی کہا پرشاد
ہمین بھی دو اُسنے بوتل آگے بڑھادی کہا لے یہ پرشاد ہی مگر تیری جان کو جلادیگا اور بھروسے چور
ٹھگ اسمین زہر ملا ہی سمجھ کے پینا کلیجہ کٹ جائیگا دل ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیگا سرخاب نے کہا
ہی اس دھمکانے ڈرانے کو کب مانتا ہی بوتل اُٹھا کر مُنھ سے لگالی پیتے ہی گھبرا گیا پیشانی پر موت
کا پسینہ آگیا اُف اُف کہتا ہوا اُٹھا کبھی پوچھتا ہی اس شراب مین کیا ملا تھا اُسنے کہا جو مین نے
کہا وہی تھا زہر قاتل سودہ الماس کف مار سب کچھ اسمین ملا تھا نالائق تو کیون پی گیا ہمین نہین
پہچانتا وہی قہر سامری بات بات مین افسونگری قاتل ساحران سرکوب کافران ماہ آسمان
وقار خواجہ عمرو عیار سرخاب ہائے کہکے دوڑا بیہوشی تاثیر کرچکی تھی لڑکھڑا کر گرا عمرو نے
بہ تعجیل سرخاب کو اپنی صورت بنایا آپ اُسکی صورت بنکر تیار ہوئے پشتارہ دوش پر لگایا
طرف باغ سیماب کے چلے یہان سیماب جادو نے ورق سامری مین دیکھا بیقرار ہوکر کہا
ارے عقاب جادو جلدی جا عمرو نے تیرے بھائی کو پکڑ لیا جلد جاکر عمرو کو مار عقاب
چلا صحرا مین آکر ڈھونڈھنے لگا دور سے دیکھا سرخاب پشتارہ بدوش آتا ہی پکار کر پوچھا بھائی
خیر تو ہی عمرو نے جواب دیا بھائی مین نے ساربان زادے کو پکڑا مگر بڑا فعل کیا ہی خوب تلوار
چلی ساحر بھی ہی بڑے بڑے ظالم نے سحر کیے مگر مین آپ کا تعلیم کردہ ہون بڑے زور و شور سے
گرفتار کیا لو بھائی اسکو قتل کرو سر کاٹ کے سیماب جادو کے پاس لیچلو انعام و اکرام ملے گا
جاگیر لینگے تعلقدار بنکے بیٹھینگے عقاب خوشی خوشی قریب آیا عمرو نے سامنے اُسکے سرخاب
کو بشکل عمرو عیار ڈالدیا کہا بھائی تم اپنے ہاتھ سے قتل کرو تم جانتے ہو میرا خون بہت ہلکا ہی
کسی کی فصد کھلتی ہی تو مجکو غش آجاتا ہی عقاب جادو نے تیغہ کھینچکر دو ٹکڑے کیا سرخاب کے
گلے مین گیند ٹھنسا ہوا ہی غین غین کرتا ہی اشارون سے یہ مطلب ہی کہ مین تیرا بھائی ہون
خبردار قتل نہ کرنا عمرو نے کہا دیکھو بھائی یہ مکار کیا اشارے کرتا ہی جلد ہاتھ لگاؤ ایسا نہو کوئی
اسکا مددگار آجائے پھر قتل کرنا دشوار ہو میری محنت بیکار ہو عقاب جادو نے ہاتھ تلوار

کا مارا سرخاب جادو کا سر کٹ کے گرا آواز آئی کشتی مرا نام من سرخاب جادو بود عقاب نے کہا بھائی یہ کیا ہوا عمرو تو بشکل سرخاب انکے پہلو میں کھڑے تھے لپٹ کے خنجر مارا کہا دیکھو یہ ہوا منم مہر سپہر عیاری عقاب کا بھی طائر روح قفس جسم خاکی کو توڑ کر اڑ گیا وہاں سیماب نے اوراق سامری مین دیکھا تو پر ہاتھ مارا کہا او یار و عقاب نے سرخاب کو مارا عقاب کو عمرو نے قتل کیا کہا لینا جانے نہ پائے کئی ساحران غدار چلے یہان عمرو دونون کے کپڑے اتار رہا ہی کہ سامنے آکر ساحرون نے آواز دی کہ او مکار کیا کرتا ہی ہم آپہنچے عمرو نے پلٹ کر دیکھا ساحر قریب آچکے ہین سحر کیا چاہتے ہین عمرو نے حقہ آتشبازی مارا کسیکا ہاتھ جلا کسی کا منھ پھکائی ناری واصل جہنم ہوے دس پانچ اسمین کم ہوے اُنکے غول مین سے عمرو جست کرکے بھاگا ساحرون نے پیچھا کیا جب وہ قریب آجاتے ہین عمرو نعرہ کرکے جا پڑتا ہی ساحرون سے بعیاری لڑتا ہی کسی کو حلقۂ کمند مارا کسی پر حباب بیہوشی لگایا ساحر کے منھ پر پڑا وہ بیہوش ہو کے گرا عمرو نے خنجر مارا کسی کو تلوار سے کسی کو تیر سے کسی کو عقل و فطرت و تدبیر سے ہنگامہ رستاخیز لڑتا ہوا صحرا مین جاتا ہی ساحر پیچھا نہین چھوڑتے مگر عمرو اس تیزی سے لڑ رہا ہی ساحرون کو ہونٹھ ہلانا دشوار ہوا ساحر نے منھ کھولا چاہا سحر پڑھون عمرو پرباش کے دانے مارون خواجہ نے بتعجیل تمام تیر تفنگ مین رکھکر مارا حلق مین پڑا گدی کو توڑ کے پار گذرا ساحر گرا اندھیرا ہوا عمرو پھر بھاگا جب کئی ساحر مارے گئے دس بیس جو باقی رہے وہ بھاگے عمرو تو دور نکل گیا گلیم اوڑھکر غائب ہوا مگر وہ ساحر بھی خاک اُڑاتے سامنے سیماب جادو کے آئے کہا ای شہنشاہ کون گدھا کہتا ہی کہ عمرو ساحر نہین ہی علم افسونگری سے ماہر نہین ہی بہت بڑا جادوگر ہی صاحب فضل و ہنر ہی دم لینا مشکل کر دیا لاشون سے میدان بھر دیا پھر سحر کرکے غائب ہو گیا اسکو ڈھونڈھین کہان تلاش کرین اب سیماب کے ہوش و حواس باختہ ہوے ابر سیمابی کی جنبش مین ترقی ہی زیر ابر گلدستے بھی شگفتہ ہین جیسے آمد بہار مین پھول کھلتے ہین طفلان غنچہ زبان کھولا چاہتے ہین صنعت باغبان قضا و قدر مین بولا چاہتے ہین سبز پتیون پر زمرد ریحانی کا عالم شاخین دست تمنا رنگ و بو مین بھی ترقی ہی قریب گلدستون کے ہوائے سرد چل رہی ہی سیماب جادو نے کہا یار دوہ

باغی سرحد باغ سیماب مین موجود ہی یا بدولت جاکر سامنے ابر سیابی کے جلوہ فرما ہوتے ہین ابر
پر نگاہ ہے دروازہ باغ کا بند کرو آمد و رفت موقوف ہو کوئی پکارے خبردار دروازہ باغ کا
نہ کھولنا آج باغ مین انقلاب ہی دیکھو تو سنبل کو پیچ و تاب ہی نرگس کی آنکھین پتھرائی ہین سوسن
خاموش دریاے حیرت کا جوش سب شجر نخل ماتم ہو رہے ہین پتے خنجر بران نہرین مثل آئینہ
حیران جا بجا خاک اڑ رہی ہی باغ سنسان معلوم ہوتا ہی قلب پر ہجوم غم و الم ہی خوف سے لبون پر
دم ہی دیکھیے خداوند لقا کیا تقدیر کرتے ہین یہ خداوند جاگتی جوت کا جسدن سے حوالی طلسم ہوشربا
مین آیا ہر روز نیا انقلاب ہی ہزارون دوست دشمن ہوے راہبر راہزن ہوے طلسم کشا کا پیدا
ہونا گنبد نور سے چھوٹنا مقام تعجب ہی ایسے مقام محفوظ پر جب ساربان زادہ پہونچ گیا تو یہان آنا
کیا مشکل ہی نہین معلوم کون کون راہبر ہین ہمراہ کتنے ساحر ہین باغبان نکو نام مخمور دشمن جان
بی بہار رازدار بھی سب ساتھ آئی ہونگی ساربان زادے کو ہمراہ لائی ہونگی انکی سحر و ساحری
افسونگری چست و چالاکی ساربان زادے کی مہیا کی سب طرح کے سامان مسلمانون کو مہیا ہوگئے
ہمارے افراسیاب صاحب عیش مین مصروف ہین وزرا امرا انکے سب بیوقوف ہین آجتک
کوئی تدبیر خوب نہ کی ہمکو بھی اطلاع نہ کی وہ کسے لکھنا محال تھا کیا بڑا کمال تھا اپنے بادہ غرور مین مست ہی
آٹھو پہر شراب و کباب مین مصروف ہی صد ہا شاہزادیان واسطے خدمتگاری کے ہر مقام پر حاضر
ہین آٹھو پہر انکے جال کی ناظر ہین زنان سلطنت لاچین مین بڑے بڑے کام کیے سلطنت کو
اپنے مالک کی مٹا دیا کیا خوب نام کیا سلطنت لیتے ہی آپ سے باہر ہوے اب غفلت کے
انجام ظاہر ہوے سرکوب آپہونچا عنقریب طلسم تمام ہوئی افراسیاب وہ شخص ہی اب بھی اگر
سنبھل جائے ہوش مین آئے تمام ساحران عالم ایک طرف ہون یہ اکیلا تمام دنیا کو درہم برہم
کرے خیر اب ہم خود انتظام کرتے ہین اس باغ مین وہ نیرنگ باز عیار شعبدہ ساز کیونکر آتا ہی
جاؤ دروازہ بند کرو بند و بست کرو اب جبتک ہم حکم دین دروازہ نہ کھلے ملازمون نے
دروازے کا انتظام کیا سیماب جادو اسباب سحر سے آراستہ ہو کر سامنے ابر کے کرسی پر
بیٹھا گرد اسکے ہزارہا ساحران مکار و غدار حربہ ہاے سحر لیے ہوے آمادہ حرب و پیکار اب احوال
خواجہ عمرو تحریر ہوتا ہی کہ ساحران فرستادہ سیماب جادو سے الجھکر ایک جانب نکل گئے

ایک درۂ کوہ مین جاکر ٹھہرے اپنی حماقت پر نفرین کر رہا ہی کہ ای عمرو تمام عمر عیاری کی مگر خاک کچھ
نہ آیا ناحق کو سرخاب وعقاب کو مارکر اپنی جان پر آفت لی اب رسائی باغ سیماب مین
ناممکن اسی صحرا مین پھڑک پھڑک کر مرے نکلنا بھی اس سرحد سے دشوار ہی عمرو اس سوچ مین
کھڑا تھا کہ دیکھا ایک جادوگر آتشا ہوا اسی جانب چلا آتا ہی عمرو ساحر کو دیکھکر گوشے مین آیا رنگ
روغن عیاری کا لگاکر ساحر مہیب کی صورت بنا وہ ساحر جستجوے آب مین اسی مقام پر آیا
طرف چشمے کے چلا جاتا تھا پانی پیے عمرو نے آواز دی او بخوبے آبرو ناہنجار بدکردار پانی سے
لب تر نہ کرنا آبرو نہ کھونا اپنے کو چاہ ضلالت مین نہ ڈبونا اس ساحر نے پلٹ کر دیکھا کہا بھائی
صاحب آپ تو بڑے بدزبان ہین زبان سنبھالیے اپنے ہوش مین آیئے کلمات بیہودہ نہ فرمایے
عمرو نے کہا زبان کے ساتھ اب جوتا سنبھالینگے تو نے کیا سمجھ کے پانی کی چاہ کی ابے تو کون ہی
تیرا کیا نام ہی کہان سے آتا ہی کہان جاتا ہی کیا کسی کا نامہ دار ہی یا چور اچکا مکار ہی ہم خاص طرف
سے سامری وجمشید کے اس مقام پر مقرر ہین بندگان سامری کی جان بچاتے ہین بھائی آج
صاف صاف مضمون تمکو بتاتے ہین اس چشمے مین اگر اژدہا پانی پیتا ہی یہ پانی نہین کنا ہی ہر لہر
موجہ اسکا تیغۂ آبدار ہی حباب اسکے بس کی گانٹھ ہین گرداب آب محیط بلا نام اسکا چشمۂ فنا خانہ ہو
اسواسطے ایسے کلمات ناشایستہ کہے کہ جسمین تمکو غصہ آئے پانی نہ پیو اب ہم تمکو پانی پلاینگے
ٹھنڈک مین بٹھاینگے اس ساحر نے خواجہ کے ہاتھون کو بوسہ دیا کہا بھائی تمھارا احسان یہ گالیان
مصری کی ڈلیان ہین اگر پانی پیتا ہڈیان تک پانی ہو کے بہ جاتین ای برادر اب میرا حال
سنو مین قاصد ہون خداوند داؤد کا احمر جادو میرا نام ہی خداوند کو اپنی کرامت سے معلوم
ہوا کہ ساربان زادہ حوالی باغ سیماب مین آگیا ہی پس نامہ مجکو دیا کہ جاکر سیماب جادو
کو دیتا کہ آگاہ ہو جائے عمرو باغ مین نہ آنے پائے عمرو نے ہنسکر کہا بھائی تمنے بڑا کمال کیا
اب ہم تمھارے حال سے ماہر ہوے پانی پیو کھانا کھاؤ یہ کہکر ایک جانب دو ٹھے چھاگل
مین پانی چھلکاتے ہوے لائے دو ڈلیان برفی کی جیب سے نکالین کہا لو بھائی نوش بھی کرو
پانی بھی پیو خالی پیٹ مین پانی پینا مناسب نہین ہی کلیجے مین پانی مثل تیر کے لگجاتا ہی آدمی دھوکا
کھاتا ہی ساحر نے خواجہ کے قدمون کو بوسہ دیا برفی کھائی عمرو نے ہنسکر کہا لو بھائی تمھاری موت

آئی اُسنے ہنسکر پانی بھی پیا کہا آپ کے مزاج مین بڑی ظرافت ہے پانی پیتے ہی گھبرا کر اُٹھا کہا بھائی
اس پانی مین کیا شریک تھا عمرو نے کہا سم قاتل تھا ہم تو چلے ہی کہ چلے تھے کہ تمکو موت لیکر آئی یہ
بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا عمرو نے قتل نہ کیا کہ شاید جسکا نامہ دار ہے اُسکو ظاہر
ہو جاوے پچی بیہوشی کی دماغ پر اسکے چڑھا دی نامہ اسکی جھولی سے لیا اُسکی شکل بنکر تیار ہوے
طرف باغ سیماب کے چلے

پہونچنا خواجہ عمرو کا باغ سیماب مین اور لڑنا اسد غازی کا اور جنگ مغلوبہ ہونا ساحرون سے ساقی نامہ مصنف

ای ساقی گلرخ و گل اندام
ساغر وہ پلا کہ مست کر دے
ہون تنگ تری رُکھائیون سے
منہ شیشہ کا کھول ساقی
دیدے کہین کم ہو یا سوا ہے
جیسی مین چاہتا ہون ویسی
نوشین جان بخش روح پرور
خوشبو مین گلاب رنگ مین ہو
دیدے کہ یہ دور وقت ہے صد
ے اور بھی بادہ خوار کئے
اڑتے ہین یہ چھینٹین مارتے ہین
شاید کہ چھپا کوئی مہذب
ملا کو بلا نہ لائے ہون یہ
اگلون سے جو ہے سُنی سُنائی
ہو لیتے ہین قرض و دام لیکے
ہین ظلم کے میگسار تیرے

دے جھول کا آج پھر کوئی جام
بے قلقل و شیشہ اپنا ہے قول
دم ناک مین ہے جمائیون سے
ہو شین آکل سے جام بھر دے
پیمانے کی احتیاج کیا ہے
رنگین خوشبو کہن فربدار
بیغش روشن صفا مقطر
آئینہ مثال پاک شفاف
ناگی ہے پھر آج سال بھر بعد
مدہوش خبر بھی کچھ ہے گھر کی
چھکے چھکے پکارتے ہین
زاہد پہ نہ آفت آگئی ہو
قاضی کو نگا نہ لائے ہون یہ
ان مغبچون کا یہ مسئلہ ہے
دینا انکو تو دام دیکے
باتین جو کرین تو دل لبھائین

ہان زور خمار پست کر دے
اب نشے کا ہے اُتار بالکل
بیتاب ہون کچھ تو بول ساقی
کانٹے مین نظر کے تول کر دے
ہر بار نہ پوچھ یہ کہ ساقی
شیرین سرخوش ہو تند گلنار
روح افزا دیمرس شفق گون
قلب صوفی کی طرح سے صاف
سُن گر تجھے اعتبار آئے
زنجیر ہلا رہے ہین در کی
عادت انکی بھلا یہ تھی کب
واعظ کی نہ شامت آگئی ہو
ہان خوب یہ بات یاد آئی
می مفت کی ہو اگر روا ہے
آفت کے ہین بادہ خوار تیرے
چپکے چپکے تو قہر ڈھائین

گویا خاموش دونون آفت
شعلے ہین مزاج آگ کا ہی
دیگر ساقی دریا دلی عیان کر
صافی صفت سحاب دکھلاے
بادل کی گرج سُنا مین میخوار
کشتی شراب کا بندھے پُل
ہر چیز نگاہ مین ہری ہو
طاؤس بط شراب بنجاے
مہتاب منیر جام بنجاے
ساغر بنے چاند چودھوین کا

بیہوشی و ہوش دونون آفت
آنکھون مین نشا ہمین سر مین آتش
کشتی مے ناب کی روان کر
ہو آب و شراب مین نہ کچھ فرق
واعظ پہ ہون چھینٹون کی بوچھار
کیفیت سحر باغ دکھلاے
شیشے کو کدو سے ہمسری ہو
صہبا مین قمر کی روشنی ہو
پیمانہ مہ تمام بنجاے

غصہ انکا ستم بلا ہی
پتھر کی طرح جگر مین آتش
بجلی کی چمک شراب دکھلاے
قلقل کی صدا ہو خندۂ برق
ہو جوش پہ بحر ساغر گل
نشہ مجھے سبز باغ دکھلاے
طوطی مرغ کباب بنجاے
صافی شراب چاندنی ہو
ہو دور جو آب آتشین کا

شعر جو ہین زبدۂ زمرۂ راستان وہ لکھتے ہین اسطرح یہ داستان پُر رنگ سحر
عیاری نامور نامدار صاحب جاہ و وقار افسر سرہنگان باجگیر اقلیم مکاری کشندۂ ساحران
جہان قوت بازوے صاحبقران نامی و نامدار خواجہ عمرو عیار بشکل نامدار خداوند
داؤد طرف باغ سیماب کے روانہ ہوے قبضہ و ذرہ زرنگتی چیتا بہ سقرلاطی سے آراستہ
جست و خیز کرتے ہوے نہایت خوش و خرم کہ اب تو ایسے معزز و مکرم کی شکل پر جاتا ہون
کہ سیماب تڑپ جائیگا بخواہش تمام اندر باغ کے بلائیگا انشاء اللہ باغ مین رنگ جائینگے
اسد غازی کو گلدستہ ہاتھ آئے لوح تک پہونچائینگے آج ضرور لوح حاصل ہوگی تسکین دل ہوگی
یہ نہین معلوم کہ در باغ بند ہی ہمارے آنے سے وہ واقف ہو چکا ہی انتظام کر رہا ہی حقیقت
مین اُس ابر سیمابی کی یہ کیفیت ہی جسقدر خواجہ قریب باغ سے ہوجاتے ہین قدم بڑھاتے
ہین جنبش ابر ترقی پر ہی سیماب بیقرار و مضطر ہی ساحرون کا جماؤ اسکے قریب بڑھتا جاتا
ہی کہتا ہی دیکھو یارو وہ ظالم اسی جانب آتا ہی کیا سوچا ہی بڑا حوصلہ ہی مگر فساد انگیز ہی بڑا
عیار با تدبیر ہی یہ بیان کر رہا ہی سُننے والے کانون پر ہاتھ رکھتے ہین حضور طائر وہم و خیال
کے پر جلتے ہین اس صحراے آتش خیز کے ذکر سے زبان پر شعلے نکلتے ہین کیونکر اس صحرا
مین بسر کی کیونکر شب ہوئی کیونکر سحر کی صاحب طلسم کشا بڑا صاحب اقبال ہی روشن ہی

اوج پر اسکا نیر اجلال ہی ایسی قید شدید سے رہا ہونا عرصۂ دراز تک زندہ رہنا جفائے
قید شدید سہنا اسی شیر کا کام ہی بڑا صاحب جرأت ولیاقت ہی وقائع مین تحریر ہی مورخین
کی صاف صاف تقریر ہی کہ آٹھ برس کے سن مین اس ہوشنگ بجلالت نے خروج کیا اولان
اول دربند ہوشنگیہ پر پہونچا اسی کم سنی مین اٹھارہ امیر زادے ساتھ تھے ہوشنگ شاہ
کو زیر کر لیا اس دربند پر قبضہ ہوا لقا کے صدہا گانون لوٹ لیے زمیندار نام سے اس
جوان کے تھرّاتے تھے جس مقام پر یہ فوج کش ہوتا تھا نذرانہ لیکر آتے تھے لشکر خداوند لقا
بیحد و بے انتہا مثل مور و ملخ کے ساتھ اس کمسنی مین خالو سے قدرت خداوند سے اُٹھ کھڑا
ہو کر پڑا جس فوج پر بدیع الزمان اور قاسم جاتے تھے اس سے یہ آنکھ ملاتے تھے
دس ہزار انھون نے مارے دو ہزار اسنے بھی قتل کیے دس برس لشکر خداوند سے
یہ جوان لڑا فیطولات پر قید بھی ہوا وہان سے بھی رہائی پائی سند جرأت ہاتھ آئی اب اس
ہوش ربا مین قدم رکھا ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی باغ سیماب مین تو یہ ذکر ہی دروازہ بند ہر کو
دمبدم جنبش سیماب اسباب سحر سے ہوشیار مگر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار شکل قاصد
خداوند داؤد راہ کو طے کر کے قریب باغ سیماب پہونچے دروازے پر آئے روزن سے
جھانک کر دیکھا باغ مین ہزارہا جادوگر پھر رہے ہین عمرو نے پکار کر آواز دی شہنشاہ سیماب
سے خبر کرو کہ احمر جادو شہر داؤد سے فرمان خداوند داؤد لیکر آیا ہی اندر طلب کرین
فرمان پڑھکر جواب دین عمرو نے دیکھا ساحر سنتے ہوئے چلے جاتے ہین کوئی جواب بھی
نہین دیتا جب عمرو بہت چیخا ایک ساحر نے بڑھکر کہا ای برادر اسوقت چلے جاؤ دروازے
بند ہی شہنشاہ سیماب کا حکم نہین ہی سیماب خود تڑپ رہے ہین یہان ساربان نژاد
کی آمد ہی اسواسطے بند و بست کر رہے ہین اور وقت آنا کیون عمل بجاتے ہو سر کھاکے جلتے ہو
خود بھی خداوند داؤد آئینگے تو دروازہ نہ کھلے گا یہ کہکر وہ ساحر چلا گیا اب عمرو حیران ہوا کہ
یہ بڑا غضب ہی ہماری آمد کا یہ انتظام ہین اپنی قدر نہین شہرون مین جا بجا نام ہی شعر
ذکر میرا مجھسے بہتر ہی کہ اس محفل مین ہی ÷ رتبہ دیکھو میرے کینے کا کہ اُسکے دل مین ہون
عمرو ہر چند پکارتا ہی ایک ایک کو للکارتا ہی کوئی قریب دروازے کے نہین آتا اب

عمرو نے ڈرانا شروع کیا کہ یارو جا کر خداوند داؤد سے کہہ دوں سب کو سنگ سیاہ کر دینگے
شامت آجائیگی زمین باغ سیاہ ہو جائیگی ایک نخل اژدہا بنکر سب کو کھا جائیگا ہر ایک شاخ
مار سیاہ بنکر ڈسیگی پتے بچھو ہر سرو خرس بدخو شیر زمین سے پیدا ہونگے چیر پھاڑ کر سبکو پھینک دینگے
لاکھ عمرو نے رنگ جمایا کسی باغی نے جواب نہ دیا اب عمرو حیران ہوا کہ مین کیا کرون کیونکر
اندر باغ کے جاؤن کہاں تک غل مچاؤن کوئی بھی نہین سنتا جب عرصہ دراز گذرا عمرو نے
دیکھا ایک باغبان بچہ نوجوان سبزہ آغاز لال پگڑی سر پر دوہری مرزائی مین ململ کی دھوتی
نری کا جوتا گیندے کا ہار گلے مین چاندی کے موٹے موٹے کڑے ہاتھ مین ٹہل رہا ہے عمرو نے
اسکو تاکا پکارا کہ بھائی باغبان ہم خداوند داؤد کے پاس سے نامہ مع تحفہ جات لیکر آئے
ہین ذرا دروازہ کھول دو اُسنے بھی یہی جواب دیا کہ میان کنجی قفل کی تو میرے پاس ہے مگر شہنشاہ
کی ممانعت ہے باغ مین آنے کی کونسی صورت ہے اسوقت چلے جاؤ کل آنا عمرو عیار بڑا قزاق ہے
لٹیرا قاتل ساحران سردار مکاران اس سرحد مین آیا ہوا ہے سرخاب و عقاب کو مار کے
سَو ساحرون سے لڑ صحیح و سلامت نکل گیا اسواسطے دروازہ بند ہے کہ وہ باغ مین نہ گھس آئے
سب کو لوٹ لے باغ کے ساحران اسباب چھپائے پھرتے ہین بھائی مین نے بھی تھالی لوٹا
چمن مین دفن کر دی جو کچھ نقدی ہے اپنی مینٹ مین رکھ لیا وقت بیوقت ہر جگہ رہ پڑے لگا میرے
پاس رہے عمرو نے کہا بھائی دروازے کے قریب آؤ دروازہ نہ کھولو دو ہی باتین کر کے
چلے جاؤ باغبان بچہ قریب آیا عمرو نے کہا بھائی دروازہ کھول دو خداوند کا نامہ لیلو باغبان بچے
نے کہا نہین صاحب ہماری نوکری جاتی رہیگی ہم دروازہ نہین کھولینگے یہ کہکر منھ پھیر کر چلا
عمرو نے کہا بھائی جاؤ نہین نہ کھولو ایک بات اور سن لو وہ پھر آیا عمرو نے کہا ہم خداوند کے
نامہ دار ہین اگر ہمین اندر آنے دوگے قدرت سے کہکر تمھین بادشاہ کرا دینگے ایک شہر دلوا دینگے
مزے سے سلطنت کیا کرنا رنڈیاں نوکر رکھنا سیکڑون خدمتگار مصاحب چوبدار رئیس و امیر
و وزیر ہاتھ باندھے کھڑے رہینگے تاج جواہر کا تمھارے سر پر ہوگا تخت زبرجدی پر بیٹھوگے
میان سیماب بھی تمھین سلام کرنے آئینگے ایسے ایسے بادشاہ تمھارے دربار مین بار نہ پائینگے
مگر بھائی ہمکو وزیر کرنا روپیہ کھیلا کرینگے ہر وقت خزانے مین تمھارے دو چار کرور جمع رہینگے

دیکھو بھائی روپیہ کو عزیز کرنا برادری والون سے نہ ملنا میاں چودھری تمھارے جو حقہ پانی بند
کرتے ہین ڈھڑ نیچے کی علت مین پکڑوا لیوا اُسنے کہار کی جورو گھر مین بٹھالی ہی سب کا دھرم
ناس کرتا ہی کہار گا بجہ پینے والون کا پاس کرتا ہی اب تو باغبان بچے نے ان باتون کو خوب گوش
ہوش سے سُنا جواب دیا بھائی تمھاری مہربانی وزیر کیا تمکو اپنا نائب بنا دینگے چودھری حرامزادے
کی ناک کٹوا دینگے مگر دروازہ کھولنا مشکل ہی ہم شہنشاہ سیماب سے پوچھ آئین تم کھڑے رہو
عمرو نے کہا ابے تو بڑا گدھا ہی ہماری بات تیری سمجھ مین نہین آئی دمبدم سیماب کا نام لیتا
ہی پارے کی کیا حقیقت ہی دو انگار پان رکھدینگے اُڑجائیگا خیر ایک کام کرو قفل کھولو
ہمین اندر نہ آنے دو جو مال خداوند نے بھیجا ہی وہ تو لیلو باغ مین لاکھون جادوگر ہین عمرو
سے یہ خوف ہی ایسا نہو کہ راہ مین اس مال کو ہم سے چھین لے ہم تو اکیلے ہین اب باغبان بچہ
قریب آیا کہا مال کیا ہی عمرو نے کہا کچھ اشرفیان کچھ جواہرات ہی اسکا لینا کیا بڑی بات ہی باغبان
بچے نے کہا ہم دیکھین عمرو نے اشرفیان زرد زرد ہاتھ پر رکھکر دکھائین باغبان بچہ چمن زعفران زار
کو دیکھکر پھولا دل مین سوچا یہ لات ومنات کی عنایت ہی مفت مین مال ملتا ہی اس غدر
مین کون پوچھے گا بعد دو چار دن کے تحقیقات ہوگی پہچان بھی نہ سکیگا ایسا مال پاکے ہم نوکری
کا ہیکو کرینگے کانون مین جا کر ٹھاکر جا کے جہان مجھ رہینگے یہ سوچکر کہا لاؤ جی مال اور نام ہمکو
دیدو تم ٹھنڈے ٹھنڈے چلے جاؤ عمرو نے کہا اچھا بھائی کھولو مال لیلو میرے بوجھ اُترجائے
مفلس کو کون پوچھے گا نقد جان تو بچ جائیگی باغبان نے جنیو سے کنجی کھولی قفل کھولکر زمین پر
رکھا زنجیر کھول کے دروازے مین کھٹنا اُڑا دیا دراز سے ہاتھ باہر نکالا کہا لاؤ بھائی کہین تمھاری
مشکل آسان ہو سویرے سے اپنے گھر پہونچ جیسے ہی اُسنے ہاتھ نکالا چاندی کا کڑا ہاتھ مین تھا
عمرو کے منھ مین پانی بھر آیا عمرو نے خنجر نکالکر باغبان کا کھٹ سے ہاتھ کاٹ ڈالا باغبان بچے
نے ہائے کا نعرہ کیا چیختا ہوا بھاگا عمرو نے دھکا دیا دروازہ کھل گیا عمرو اندر آیا دیکھا باغبان بچہ
ہاتھ سے پرنالہ خون کا بہتا ہوا روتا پیٹتا بھاگا جاتا ہی عمرو نے آواز دی ابے مال تو لیتا جا
دوسرا کڑا مجھے دے وہ تو جا کر کسی چمن مین بیہوش ہوکر گر پڑا عمرو جھپٹ کر ایک گوشے مین آیا
اسد غازی کو زنبیل سے نکالا ناظرین پر واضح ہو کہ جلد اول مین ارماس بن طرماس

برائے مقابلہ لشکر مرخ آیا تھا اُسکے پاس چادر جمشیدی تھی صاحبقران نے اُسکو قتل کیا تھا
وہ چادر لیکر مہتر برق بھاگا تھا اُس چادر پر سحر تاثیر نہین کرتا عمرو نے وہ چادر زنبیل مین رکھ
لی تھی اسوقت نکالی اسد غازی کو اُڑھائی سلاح جنگ بہ تجمل جسم پر اُس شیر بیشہ جرأت کے
آراستہ کیے کہا ای نور نظر اُٹھتے بیٹھتے تمکو باغ سیماب مین لیکر آئے ہین لاکھون ساحرون سے
مقابلہ ہی اب وقت جرأت ہی انجر کرانے کو گلدستہ ہائے لوح تک پہونچا دو مالک طلسم عالم فضل
اپنا شریک کرے لو طلسم ہوشربا دستیاب ہو مگر آج امتحان زور صاحبقرانی ہی دریائے
آتش کا جھیلنا جان پر کھیلنا مین برائے جان نثاری حاضر ہون اسد غازی نے فرط محبت
سے ہاتھون کو خواجہ کے بوسہ دیا کہا حضور آپ کے تصدق سے یہ دن نصیب ہوا یہ کہکر
اسد غازی آگے بڑھا ایک ہاتھ مین تیغ بید ریغ ایک مین سپر فولادی فراخ دامن اس
صولت سے یہ دلیر صف شکن بڑھا عمرو پشت پر مثل ہمزاد ہمراہ ہوا یہان سیماب جادو
کرسی پر بیٹھا تھا یا تو ابر مین جنبش تھی یا ابر نے چرخ مارا ابر سیابی تڑپا سیماب گھبرا کر اُٹھ کھڑا ہوا
کہا لو یارو عمرو عیار مع طلسم کشا ضرور بالضرور اندر باغ کے آگیا افراسیاب نے علامت
بتادی تھی وہ ظاہر ہوئی دیکھو ابر سیابی کو اضطراب ہی مثل زلف مہوشان پیچ و تاب ہی
ہنوز یہ کلام ناتمام تھا کہ پشت سے شیر کے نعرے کی آواز آئی زمین باغ کی تھرائی نخل کانپے
طائر درختون سے بدحواس ہو کر بھاگے رنگ باغ دگرگون نوجوانان باغ کا کلیجہ خون نعرۂ اسد

اسد شہسوار مرد روز جنگ	بدم دل شیر و بجرم پلنگ	شہنشاہ نام آور و کامران
اسد شیر دل ابن صاحبقران	باشیدای کفاران بیچارہ ای نابکاران بدید غا شیر بیشہ مین آگیا	

بدون تکار کب پلٹتا ہی سیماب نے دیکھا چمنستان سے یون اسد غازی برآمد ہوا جیسے
دھان کے کھیت سے ظہور نیر اعظم چہرہ آفتاب عالمتاب رعب و جلالت و داب پیشکار
ظہور و شرافت ناصیہ سے آشکار قد سرو باغ صولت آنکھین رشک چشمان غزال صحرا سے
ہیبت تیغ برق مثال دست زبردست مین شیرانہ ساحران غدار پر آ کر گرا سیماب نے
آواز دی خبردار جانے نپائے ہان یارو مار لو طلسم کشا کو چار جانب سے گھیر لو خواجہ عمرو
پہلو پر اسد غازی کے مگر اس کیفیت سے کہ گلیم کاندھے پر خنجر برہنہ ہاتھ مین جادوگرون کا

جو بلوہ ہوا عمرو تو گلیم اوڑھکر مخفی ہوا گئے اسد شیر دل پر ساحروں نے بلوہ کیا چار جانب سے
حربہ ہائے سحر پڑنے لگے بسبب چادر جمشیدی کے سحر کسیکا تاثیر نہیں کرتا اسد نے جسپر ہاتھ مارا
دو ٹکڑے کیے کسی پر اوجھڑ سپر کی لگائی خود سر کا سر پھٹ گیا ہائے کہکر زمین پر گرا کسیکی کمر میں ہاتھ
ڈالکر اٹھایا گرد سر کے پیچ دیا زمین پر مارا سر غرق زمین ہوا ٹانگیں تھرائیں روح نجس نے جسم
سے راستہ پایا کل گئی جب عمرو دیکھتا ہی کہ اسد غازی پر زیادہ بلوہ ہی اپنے کو ظاہر کرکے
لڑائی میں مصروف ہوتا ہی مگر دل سے دعا ہی کہ خداوندا اسقدر فوج کا کیونکر خاتمہ ہوگا تا بگلدستہ
لوح رسائی نہایت دشوار ہی بحساب فوج کفار حقیقت میں سیماب نے گرد اس چبوترے کے
صفیں باندھیں ہیں لوہے کی دیواریں معلوم ہوتی ہیں دریائے فوج ساحران کا جوش گیرو

بزن کا خروش
نظم مصنف

اسد شیر دل تھا جو مصروف جنگ
ہر اک کافر روسیہ تھا بہ تنگ

ہوا گرم ہنگامۂ گیر و دار
زمین باغ کی بن گئی لالہ زار
وہ نعرے اسد کے بوقت وغا

کہ باشید ای کافران بیحیا
منم شیر صولت یل ذی وقار
منم صفدر و صف شکن نامدار

منم رہرو جادۂ صفدری
کہ باطل کنم مذہب سامری
منم آنکہ سرکوب افراسیاب

نظر کردہ شاہ عالی جناب
چو تیغ یلی بر کشم از غلاف
تزلزل فتد از میان مصاف

عمرو بھی بمردی و قہر و عتاب
لیے ہاتھ میں تیغۂ برق تاب
کبھی حملہ در گاہ روپوش تھا

یم مکر کا دمبدم جوش تھا
کبھی حقہ لفظوں سے چلا
لگی آگ منھ ناریوں کا جلا

کبھی جوش میں آکے مارا جاب
گرا دھم سے ساحر بصد اضطراب
کبھی نیمچہ کھینچکر جا پڑا

بقہر و غضب کافروں سے لڑا
قسم مہر خالق سے وہ شیر نر
مہ اوج اقبال و فضل و ہنر

لڑائی میں مصروف بےخوف و بیم
وہ فوج گران اور وہ جنگ عظیم
مگر سیماب خانہ خراب نے

دیکھا کہ صدہا ساحران نامی کو اسد غازی نے قتل کیا کس زور و شور سے یہ بحیا سحر کر رہا ہی
دم افسونگری کا بھر رہا ہی مگر اسد پر تاثیر نہیں ہوتی سیماب گھبرایا کہ یہ کیا معرکہ ہی سحر جواب
دے رہا ہی اور اسد نے تاک تاک کر افسروں کو قتل کیا غصے میں تیغۂ سحر کھینچکر جا پڑا اسد
شیر دل پر تلوار کا وار کیا شعلے گرے مگر اسد کے جسم پر نہ پڑے اسد نے قدم مردی بڑھا کر
تیغۂ سحر کو سپر فولادی پر لگا لیا نعرہ شیرانہ کرکے ہاتھ مارا سیماب نے تڑپکر سپر سحر کو چہرے کی

پناہ کیا مگر نہیب تیغ اسد سے ٹھہر گیا آئینۂ شمشیر مین جلوۂ عروس مرگ دکھلائی دیا تیغہ برق شان
تڑپکر بگری سپر کو کاٹ کر تاج سر کو کاٹا سر پہ گری ادھچا ساز خم آیا تھا سیماب نے اپنے کو یا سامری
کہکر زمین پر گرادیا سیماب تھا تڑپکر نکل گیا اسد جھپٹا بیچ مین ہزارون ساحر آگئے لڑائی ہونے
لگی سیماب جھاڑ پونچھکر اٹھا اب نہایت تردد ہوا دل سے کہتا ہی بابدولت کے سحر نے تاثیر
نہ کی اب فتح سے دل ناامید ہی ای سیماب اسمین کچھ بھید ہی سیماب نہایت ساحر زبردست
وچست وچالاک سحر وساحری مین یکتا تمام باغ اشیاے سحر سے مملو قریب ایک نخل کے
آیا پیشانی پر نشتر مارا قطرہ اپنے خون کا لیکر بیخ نخل پر مل دیا آواز دی ای سحر سامری یہ کیا
تماشا ہی ساحرون کی تباہی کا بہانہ ہی آج باغ مین نیا گل پھولا رنگ سحر کا طلسم کشا پر نہین چڑھتا
غنچۂ خاطر پژمردہ نہین کھلتا ہزارہا سرو قد قتل ہوگئے ثمر نخل سحر سے نہین حاصل ہوتا طلسم کشا
باغ باغ جھونکے باد خزان کے باغ امید سامری پرستان پر چل رہے ہین ای سرسبز کن شاخ نخل
امید مدد کیجیے آپ کے بندون کے دم نکل رہے ہین بیخ نخل سے ایک برق چمکی آواز آئی ای
سیماب بدون تدبیر اگر طلسم کشا سے مقابلہ کرے گا کشتہ ہوکر خاک ہوگا ہاتھ سے طلسم کشا
ہلاک ہوگا چادر جمشیدی طلسم کشا اوڑھے ہین جبتک وہ جسم سے جدا ہوگی سحر تاثیر نکریگا
جمشید نے برسون خاک چھانی تانا بھاری کی خوبروئی سے سوت کاتا لگڑیان بنائین روئی
دھنکی تانا بانا چڑھایا یہ چادر تیار ہوئی نقان کے تڑپے تھے چادر مین تاثیر بھر گئی کیون کوئی بر
قریب جاے کیونکر کوئی شیطان ہو نخڑ ہلاے جلد تدبیر کر زیادہ نہ تقریر کر یہ سنکر سیماب گھبرایا
غصے سے پسینہ آیا گوشۂ باغ مین آکر دستک دی ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون اشور دم
کندۂ جہنم تیغ و سپر ہاتھ مین لیے زنجیر آہنی کمر سے باندھے جھومتا ہوا سامنے سیماب کے آیا
کہا ای شہنشاہ کیا حکم ہی آج کیون غلام کو تکلیف دی کیا سرکار پر مصیبت پڑی سیماب نے کہا
ای اہرمن طلسمی طلسم کشا باغ سیماب مین آگیا جرأت اسکی جوش پر چادر جمشیدی دوش پر
جلد جا شعبدۂ طلسمی دکھا چادر چھین لے ورنہ آج باغ سیماب کا خاتمہ ہی اٹھا تھر تا وہ جوان
قریب چبوترے کے پہونچ چکا ای اگر نوح پا گیا زندگی سامری پرستون کی دشوار وہ جوان جا لیتا
رستمانہ جنگ مین مصروف ہی یہ سنکر وہ اہرمن ہلتی تیغہ تولتا ہوا سامنے اسد نامدار کے

آیا آواز دی او طلسم کشا کیا ساحروں پر وار کر رہا ہی مردان عالم سے آنکھ چار کر قریب آ ہمپر وار کر اسد غازی شیر دلیر تو کہتے ہی جا پڑا اہرمن نے ہاتھ مارا اسد نے تلوار کو تلوار پر گا تھا ہزاروں ساحر نیزہ و شمشیر کے وار کر رہے ہیں اسد کی ذرا جو پلک جھپکی اُس زنگی سیاہ رو نے ہاتھ بڑھا کر چادر دوش سے اسد کے کھینچ لی چادر زمین پر گری اسد نے چاہا جھککر اٹھاؤں سیماب دیکھ رہا تھا ایک گولہ مارا وہ اہرمن ہائے کہکر منھ کے بل زمین پر گرا جسم سے ناری کے آگ نکلی چادر جمشیدی جلنے لگی اہرمن نے ایک چیخ ماری او سیماب خانہ خراب میرے ساتھ دغا کی مگر او پاجی ہمارا جلانا کیا خالی جائیگا تھوڑی ہی دیر میں منھ کی کھائیگا کتے کی موت مارا جائیگا چشم زدن میں چادر جمشیدی اور وہ زنگی جلکر خاک کا ڈھیر ہوگئے اسد غازی غصے میں بڑھے تھے سیماب نے صرف آنکھ سے اشارہ کیا غضب کا اشارہ تھا اسد لڑکھڑا کر زمین پر گرا زمین نے پاؤں تھام لیے ہاتھ بھی بے حس و حرکت ہوئے چار جانب سے ساحر اسد پر ہجوم کرکے چلے عمرو گلیم اوڑھے ایک گوشے سے یہ معرکہ حیرت افزا دیکھ رہا تھا اسد کے گرتے ہی کلیجہ پھٹ گیا گلیم اُتار کر نعرہ کیا حقۂ آتشبازی مار دیا حقہ روغن نفط بھی پھینکا کئی سو ساحر واصل جہنم ہوئے پرے کے پرے درہم برہم ہوئے عمرو جست کرکے برابر اسد کے آیا مثل پروانے کے گرد پھرنے لگا کبھی گلیم اوڑھ لی کبھی بیقرار ہو کر ظاہر ہوا مثل برق جہندہ عرصۂ دراز تک لڑا ایک ساحر نے چاہا اسد پر نیزہ مارے عمرو نے گلیم اُتار کر اُسپر ہاتھ تیغ کا مارا سیماب نے فوراً گھبرا کے آواز دی عمرو بھی برابر اسد کے گرا سیماب جادو نے آواز دی او نامردو دونوں کے سر کاٹ لو خواجہ عمرو بیقرار ہو ہو کے ہاتھ واسطے دعا کے بلند کیے پکار اُٹھے

نظم دعائیہ

		ای کشانندہ خزانۂ جود
نقش پیوند کارگاہ وجود	کوکب آرائے آسمان بلند	ہم زمین ساز و ہم زمین پیوند
بود نی را ہمیشہ بود از تو	بود نابود را وجود از تو	آفرینش رقم کشیدۂ تست
ہرچہ چیزیست آفریدۂ تست	در بنائے بہ فہم عالمیان	در نگنجد بود ہم آدمیان
آدمی کیست خاک بے سروپا	کو بداند خدائے را چو خدا	سخن آنجا کہ از خدا دانیست
لاف دانش دلیل نادانیست	مور کا قد میان دریا بار	کی سد از شناوری بکنار

عقل گو صد ہزار رنگ آمیخت
ہمہ دانندگان تو دانی و بس
طمع نیست از کشت بیحاصلم
زطاعت مکدر ز عصیان ملول
ندارم بجز عجز چیزے بکف
من و دست و دامان بیچارگی
نگیری چسان دست افتادہ
گدائے درت نیستم کیستم
در افتادگی از کہ خواہم مدد
کسے نیست غیر از تو فریادرس
بہر حاجتم از تو امیدوار

از خجالت بپاے بس بگریخت
دگر خسروا یا بجاہ خداوندیت
بخشنودیت کار دارد دلم
کہ نیک و بدم ہر دو بود و بدا
شد از کف مرا نقد فرصت تلف
بدرگاہت آوردہ ام عجز خویش
کہ خود از کرم ہستیش دادہ
اگر ہست بنما در دیگرم
مدد از کہ افتادگان را رسد
ز خاک قفس ارمغان بہار
کہ ہم فیض بخشی ہم آمرزگار

ہر چہ اندر جہان بداند کس
کہ بخشی مقام رضامندیت
بسے عمر سارم ز نفس فضول
چو عصیان بود و طاعت نا سزا
نبخشید سودے جگر خوارگی
سر از شرم بیبرگی افگندہ پیش
بیک عمر در نعمت زیستم
دگر نہ بحرمان مران زین درم
خروشان خراشم جگر در قفس
فرستم صفیر دل سوگوار

عمرو نے جو بیقرار ہو کر دعا کی دریاے رحمت الٰہی جوش میں آیا آسمان سے نعرہ ہوا منم باغبان قدرت منم صاحب عقل وشعور ملکہ مخمور منم مسخر کن غرب و شرق یعنی رعد و برق منم سیف قاطع یعنی برق لامع منم گل حدیقۂ جاہ و وقار یعنی ملکہ بہار منم صف شکن ملکہ بران شمشیر زن یہ ساحران نامی جان نثاران گرامی کوئی زمین سے نکلا کوئی آسمان سے مثل برق گرا سحر کیے ہوے قریب اسد و عمرو پہونچے پہلے عمرو پر سے سحر اُتارا عمرو نے شتری گلیم اوڑھ کر مخفی ہوا اسد شیردل نے تلوار کھینچ کر نعرہ کیا سب سے پیشتر ملکہ بہار نے آتے ہی گلدستہ مارا پھول کھلے ہوا نے اپنا رنگ باندھا گل سحر شگفتہ ہوے گل حیات کفاران مرجھاے طفلان غنچے کو اضطراب شاخوں کو پیچ و تاب جوانان چمن اکڑنا بھولے شمشاد و بید سے نہو سکے نرگس شہلا کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے سنبل نے بال نوچے سوسن گونگی بہری نہروں سے طوفان اٹھا جوش ہوا کہ کافروں کو ڈبو دوں لب نہر سے صدا آئی بھاگ جاؤ آبرو بچاؤ گل سمن و یاسمن پر تازہ بہار لاے کی نگاہ قہر آگین جو خونخوار طائروں نے غل مچاے باغیوں کے ہوش اُڑاے غل ہوا آمد فصل بہار ہے جدھر دیکھو دیوانوں کی قطار ہو گئی ہزار ساحر دیوانہ وار سے سر ٹکرانے لگے سرکشوں کو غش آنے لگے مخمور نے دانہ یاقوت احمر

کاکا لکر ہار اکئی سو کے سر پھٹے ٹھیلی آنکھوں پر ہزاروں کے گلے کٹے باغبان نے پھولونکا گیند
مارا شرر ہائے آتش نکلے ناری جل بھن کے خاک ہوئے رعد نے چیخ ماری کئی سو لڑکھڑا کے
گرے جو مغرور تھے اُنکے سر پھٹے برق تڑپ کر گری کئی سو کو کاٹ کر نکل گئی برق لامع نے
قیامت برپا کی زلف شبگون ہلادی اندھیرے مین سیہ رو گھبراتے تھے درختون سے سر ٹکراتے
تھے بُرّان کا اختر مروارید چلا جس بدبخت پر اختر مروارید مارا ستارہ اُس منحوس کا گردش مین
آیا کچھ تدبیر نہ بن پڑی بد اختر نے سر پٹک کے جان دی سیماب نے دیکھا کہ ان ساحران نامی
نے ہنگامہ برپا کیا زمین ہلادی چشم زدن مین ہزارون مارے گئے باغ مین لاکھون کا
کھیت ہوا دریائے خون جاری ہوا اسد کو ان سبھون نے بیچ مین لے لیا ہے سحر سے ساحرون
کے بچاتے جاتے ہین اپنا سینہ سپر کرتے ہین خواجہ گلیم اوڑھے کنارے کھڑے دیکھ رہے ہین
الامان الامان کر رہے ہین خداوندا سب کو بچانا اگر سیماب جادو کسی کے سحر کو نہین مانتا
سب کو جواب دے رہا ہی سردارون کو تو اپنے نہین بچا سکتا اُنپر ان سبھون نے قیامت برپا
کردی باغ لاشون سے بھر دیا ہزار ہا زنان فاحشہ ہوش ربا کو بیوہ کر دیا باغبان قدرت
پر سیماب جادو غصے مین جا پہٹا اسم سحر پڑھکر گولہ مارا باغبان نے اُس گولے کو کاٹا
اُسمین سے برق چمک کر باغبان پر گری ہر چند روکا نہ رک سکی سر زخمی ہوا روے زیبا
باغبان گلگون ہو گیا بہار نے بڑھکر مقابلہ کیا کئی گلدستے مارے اُس بیحیا نے آتش سحر سے
جلادیے آتش بہار پر بھی زوال آیا پھول سا چہرہ کمھلایا برق و رعد کو بھی زخمی کیا برق لامع
خوب لڑی ندی خون کی بہادی ہزارون کو جلادیا صدہا کو خاک مین ملادیا آخر سیماب نے کارد
پھینکی برق لامع کا شانہ نشانہ ہوا بُرّان نے بڑھکر آواز دی او بیحیا خبردار یہ سرداران
نامی رونق لشکر اسلام ہین طلسم ہوشربا کی زینت صاحبان جرأت و جلالت بے ادبی نہ کرنا انکے
خون سے ہاتھ نہ بھرنا عرصہ دراز تک سیماب و ملکہ بُرّان سے سحر چلا مگر یہ بیحیا بلائے روزگار
ہی بانیان طلسم نے محافظ لوح قرار دیا ہی ہر طرح کے سحر کو دفع کرتا ہی پہلو نشین سامری رگ
و ریشے مین افسونگری افراسیاب کا قوت بازو زینت پہلو بد سرشت بدخو آخر سر بُرّان کا
برق سحر سیماب سے زخمی ہوا اپنے ساحرون کو للکار رہا ہی ایک ایک کا نام لیکر پکار رہا ہی

ای مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید بیت روز جنگ ست جنگ باید کرد • کوشش نام و
ننگ باید کرد • ایک جانب نقیب کرخت صدائین دے رہے ہین ای بندگان سامری
روز جوانمردی ہی باغیون کا ہنگامہ ہی نام کرو دشمنان افراسیاب کو گھیر لو جانے نپائین سرکشی
سے باز آئین سرکار شہنشاہ سے جاگیر پاؤگے سرفروش کہلاؤگے افراسیاب ایک ایک
کو نہال کر دیگا سپرین تمھاری زر سرخ و سفید سے بھر دیگا ان صداؤن کو سنکر ملازمان سیماب
آمادۂ سرفروشی لب پر مُہر خموشی بہار جادو نے کنارے آکر زخم سر کو باندھا دور سے دیکھا
بُران پر جلوہ ہی چہار جانب سے ساحران ناہنجار نے گھیرا ہی گلدستہ لیکر پھر بڑھی آمادۂ
مرگ و مہیاے قضا ہوئی جو الفاظ رنگین غنچہ دہن سے نکلا کھلکر پھول ہوا گلدستے کو ہاتھ کے
جھٹکے دیکر شگفتہ کیا آواز دی ای نکہت و گل اندام جلد آؤ غنچۂ خاطر شگفتہ کرو کافرون پر بلا
نازل ہو یہ کہکر گلدستہ مارا از رنگ بہار دوبارہ جو

غزل

شادی بہار کی ہی ہوا ہی چمن درست
رکھا وہان تنگ مطلب کو نا تمام
کر باغبان نشیب و فراز چمن درست
دست جنون نے قید تعلق سے دی نجات
ہوتا ہی پھر نشان مزار کہن درست
ساقی بھلا ہو خیر سبو کی جام دے
کرتے ہین غنچہاے چمن پیرہن درست
بیفائدہ ہین چارہ گرون کی تشفین
زخمون کے منہ تو نہین ہوتے ہین دہن درست

پیغام رستخیز ہی آمد بہار کی
نکلا تمھارے منہ سے نکوئی سخن درست
پیوند مہر و ماہ لگاتا ہی روز و شب
ہوتا نہ ایک تا بگلو پیرہن درست
ہوتی ہین جوش عشق مین جو جو شگاف
رکھے خدا ہمیشہ تری انجمن درست
رنگ و مئی سے آئینۂ دل ہی پاک صاف
ہوتے نہین ہین عشق کے بیمار تندرست
بدلو ردیف اور کہو جی بھر گیا نسیم

غنچے نے تاج گل نے کیا پیرہن درست
مرکر ہوئی ہی نرگس بیمار تندرست
گل جلوہ گر ہین آمد فصل بہار ہی
کرتا ہی چرخ پیر ردائے کہن درست
کرتی ہی جمع باد صبا خاک منتشر
کہتا ہی ناز سے وہ بت سیمتن درست
کس شکل گلکی شہرت نظارگی ہی آج
رہتا ہی اپنا گوشۂ بیت الحزن درست
جاتا ہی ایک عمر لعاب زبان تیغ
ہوا ور طرح زلف عروس سخن درست

اس سحر مین بھی بہار نے ہزارہا کو پامال کیا صدہا مثل برگ خزان دیدہ زرد رو زمین پر گرے
ٹھوکرون مین فوج کی پامال ہوے اب کی سیماب نے قہر و غضب مین ایک ترنج سبز جیب
سے نکالا اپنے خون سے اُسکو سُرخ کیا اسم سحر کا پڑھکر ان سب پر پھینک مارا ترنج سبز پھٹا
معلوم ہوا صور اسرافیل پھنکا قریب تھا کہ محمور وغیرہ کے کان کے پردے شق ہون ہر چند

اپنے کو سنبھالا نہ سنبھل سکیں لہرا لہرا کے زمین پر گریں زبان میں بند سحر فراموش بیہوشی کا ہوش
ایک سمت اسد نامدار بھی گر کر بیہوش ہوئے سیماب تیغہ کھینچ کے چلا کہ جا کر سبکو قتل کرون
عمرو کا کلیجہ منھ کو آگیا بیقرار ہو کر رویا خالق بے نیاز کو پکارا خداوندا ان سردارونکو بچالے
بدعت سے اس جلاد کے نجات دے کہ آسمان سے نعرہ ہوا او سیماب خانہ خراب
دست خود را نگہدار اینک رسیدیم منم صاحب جبروشان سرکوب کافران برہم زنندۂ فوج
ساحران غلام جدید صاحبقران شہنشاہ طلسم نور افشان رستم نظیر منم کوکب روشنضمیر
عمرو نے دیکھا کہ کس زور و شور سے کوکب آیا تیغہ برق نظیر دست زبردست مین کھنچا ہوا
تاج زبرجدی بر سر زرہ یاقوتی زیب جسم انور جوان رعنا جرأت و شوکت مین یکتا ہو پہنچ ہی
سحر کیا بران و باغبان و مخمور و رعد و برق و برق لامع و بہار کو ہوش آیا اسد
تیغہ ٹیک کر سنبھلا کوکب نے دیکھا یہ سب انتہا کے زخمدار ہین کثرت جراحت سے بیتاب
و بیقرار ہین کہا تم لوگ سحر کرکے نکل جاؤ مین سمجھ لونگا یہ تو سب پر پرواز پیدا کرکے نکل گئے
کوکب روشنضمیر اسد نامدار کی پشت پر آیا عرض کی ای شیر بیشۂ صاحبقرانی بسم اللہ
بڑھیے غلام برائے خدمتگذاری حاضر ہی یہ کہکر کوکب نے چند سنگریزے زمین سے
اٹھائے طرف آسمان کے پھینکے بت پرستون پر پتھر برسنے لگے ہزارہا سنگدل واصل جہنم ہوے
سیماب کو للکارا او بیحیا دیکھ یہ طلسم کشا ہی جستجوے لوح مین یہانتک آیا صاحب جرأت
و اقبال ماہ آسمان جاہ و جلال ہزبر دشت جرأت فریدون فر سکندر حشمت آکر اسکے قدمونکو
بوسہ دے اطاعت اسلام قبول کر دولت کونین حصول ہو انشاء اللہ عنقریب طلسم تمام ہوگی جا بجا
ڈنکا اسلام کا بجیگا کفر کا نام نہ باقی رہیگا ستارہ سامری پرستان گردش مین آگیا جو اس
با اقبال کے شریک ہو جائیگا عزت و آبرو پائیگا ورنہ ذلیل و رسوا ہو کر جہنم واصل ہوگا
شجر بغض و عداوت سے یہ ثمر حاصل ہوگا سیماب کوکب کو دیکھکر بیقرار تو ہوا اگر جب
مصرع تربیت نااہل را چون گردگان بر گنبد است چکنا گھڑا تھا آب نصیحت نے تاثیر
نہ کی جواب دیا ای کوکب تم نے غضب کیا دین جد و آبا چھوڑا کیا باپ دادا بیوقوف تھے
انکو ان امورات کے نہ وقوف تھے تیرا قتل واجب و لازم ہی شہنشاہ طلسم ہوشربا سے تو

دشمنی پیدا کی وہ بادشاہ عالیجاہ طلسم نور افشان مین آگ لگادیگا سر کو بیان کرچکا جہانگیر بن
صاحبقران کو لایا ابھی چند دن کا ذکر ہو سرخ مو رو بار تلاش کرتے تھے چھپنے کو جگہ
نہ ملتی تھی ابکی مرتبہ بے قتل کیے نہ چھوڑیگا طلسم نور افشان کو مٹا دیگا بھاگتے راستہ نہ ملیگا
جس ہوس مین ہو وہ نہ پوری ہوگی لوح طلسم ہوشربا نہ ملیگی آگ لگادونگا پانی برساؤنگا میرے
سحر قہر خداوند سامری ہین رگ و ریشے مین شعبدہ بازی بھری ہے مین کیا دین جد و آبا
سے پھرونگا جس خدا کو دیکھا نہ بھالا اُسکو سجدہ کرونگا یہ کلمات مہملات سُنکر کوکب روشن ضمیر
کی ابروون پر بل آیا قبضہ شمشیر برق مثال پر ہاتھ ڈالا جواب دیا او نامرد کیا بیہودہ بکتا
ہے افراسیاب نے کد و کاوش کی طلسم نور افشان کے مٹانے مین بڑی کوشش کی میرا کچھ
نہ کرسکے جہانگیر بن صاحبقران کو لاکر مُنھ کی کھائی وہ شیر دلیر ہمارے آقاے نامور کا
نور نظر تھا شیر بیشۂ فتح و ظفر تھا آخر حق بحقدار رسید اپنے قبلہ و کعبہ سے ملے غنچۂ آرزو
کھلے باغیون کو داغ ہوا ہمین غم سے فراغ ہوا اب انشاء اللہ وقت قتل افراسیاب
قریب آیا ٹھوکرین کھائیگا ذلیل و رسوا ہوکر مارا جائیگا غافل مغرور نشہ بادۂ نخوت مین چور
تو اپنا زور بازو دکھلا اُس نامرد کے نام سے نہ ڈرا سیماب یہ سُنکر آگے بڑھا سحر کرنے لگا
گولے ترنج و نارنج سب اسباب جھولی کا صرف کیا کوکب نے سب سحر دفع کردیے چمن ہاے
طلائی لاشہاے ساحران سے بھر دیے سیماب سحر کرتا ہوا قریب آیا تیغہ سحر کمر سے نکالکر
کوکب پر برس پڑا پینترے بدل بدل کے کئی ہاتھ لگائے کوکب نے خالی دیکر بصد شجاعت
ہاتھ بڑھایا کلائی پکڑ لی اس زور سے دبائی یقین ہوا شیر کا پنجہ کلائی پر پڑا استخوان توڑ کر انگلیان
نکل جائینگی کوکب نے جھٹکا مارا سیماب تڑپا کہ ہاتھ چھڑا کر نکل جاؤن سحر کرون مگر وہ دست
زبردست پنجہ اجل تھا کسی پیر نے بچپا کی دستگیری نہ کی ہیہات ہیہات کی صدا آئی کوکب نے
بقہر و غضب تمام ایک طمانچہ مارا سر اُس خود سر کا چنبر گردن سے اُڑ گیا لاشہ زمین پر گرا سیماب
کشتہ ہوا طمانچہ مارنا اکسیر ہوگیا پیر مہوس غل مچانے لگے کوئی تدبیر نہ بن پڑی تاریکی چھاگئی سارا
باغ نمونۂ پردۂ ظلمات تھا شور ہاے بلند سنگباری برف باری کر کے پیر بھی ٹھنڈے ہوے بعد
عرصۂ دراز بصد سوز و گداز آواز آئی کشتی مرا نام من سیماب جادو بود اب باغ مین روشنی

ہوئی تاریکی دفع ہوئی خواجہ عمرو نے بھی گلیم سر سے اُتاری کوکب کے ہاتھ چوم لیے کہ برادر بجان برابر۔ ایسے وقت پر تم آئے لڑائی کو فتح کیا سیماب ساحر زبردست تھا چادر جمشید میں نے اسد کو اُڑھا کر لڑوایا مگر اُس بھیانے سحر کر کے چادر جمشید کو جلا دیا اتنا بڑا تحفہ خاک میں ملا دیا برق وغیرہ سب مجبور ہو چکی تھیں کسی کا سحر اُسپر غالب نہوا خدا نے فضل اپنا شریک کیا برزان وغیرہ سب زخمدار ہو گئیں خدا سب کو بخیر و خوبی لشکر میں پہونچائے کوکب نے کہا خواجہ اب رنج و غم کا ذکر نہ کرو حمد الٰہی میں مصروف ہو دیکھو سیماب مرا اب سیماب گون مثال وہ سامنے چبوترے پر گلدستے رکھے ہیں ای اسد نامدار بسم اللہ کہکر قدم مردی بڑھائیے چبوترے پر جائیے یہی طلسم کشائی کی شناخت ہے بسم اللہ کہکر گلدستون پر ہاتھ ڈال لیجے جس گلدستے میں لوح ہے بحکم قضا و قدر اُسی گلدستے پر آپکا ہاتھ پڑیگا لوح دستیاب ہوگی ای شہریار مقام عیش و فرحت ہے اشعار مخفی

تا باد صبا را بگلستان گذری ہست
ہر شام کہ آید ز پے آن سحری ہست
گر شربت وصلت بہ لب تشنہ نہ نوشد
در کوے تو از باد صبا با خبری ہست

مرغان چمن را بہ گل نظری ہست
بنشین نفس بلبل شوریدہ کہ امروز
با غم عشق ترا چشم تری ہست
بیداد من این ہمہ با رعلی مخفی

نومید نباید شدن از گردش ایام
با نالۂ زار دل من ہم اثری ہست
چشم ہمہ قافلۂ بوے وصالت
اندیشہ نما غیر تو ہم رادگری ہست

آج رب اکبر نے یہ روز سعید دکھایا سامنے گلدستہ لوح کے پہنچایا اسد غازی اس مژدۂ فرح افزا سے مثل گل شگفتہ ہوا ہر چند کہ زخمدار ہے گل زخم نخل جسم پر کھلے ہیں بدھیان پڑی ہیں مگر یقین ہے کہ نخل مراد بار لائے گلشن پژمردۂ خاطر میں بہار آئے گی بلبل دل نغمہ سرا ہے غنچہ آرزو کھلا ہے طرف گلدستون کے جاتے ہیں نظارا بخت رسا یاوری پہ درخشان اقبال کا اختر خواجہ عمرو ایک نخل کے سایہ میں کھڑے ہوئے دیکھ رہے ہیں کوکب مثل نرگس نگران اسد تلوار ٹیک کر سنگ مرمر کے چبوترے پر آیا دس بیس قدم گلدستون سے مفاصلہ ہے رنگ گلدستون کا سرسبز و شاداب طفلان غنچہ زبان کھولا چاہتے ہیں آغوش تمنا سے طلسم کشا کے مشتاق پھولون کو جدائی دم بھر لی شاق شاخیں ہاتھ بڑھا رہی ہیں پتیان لہرا رہی ہیں نقش پاے اسد شیر دل سے چبوترے کے پتھرون کو شرف حاصل کوکب کہ رہا ہے ای سرو باغ صاحبقران وای رنگ و بوے گل حدیقۂ شوکت و شان قدم مردی بڑھائیے جلد گلدستون کے پاس جائیے عمرو بھی پھولا ہوا دیکھ رہا ہے صدمہ زخمون کا بھول

گیا ہی وہان زخم سے صدائے مبارکباد بلند ہی اعضا شکنی مین کون درد مند ہی مگر قضائے کار اتفاقا
روزگار فلک ناہنجار بدکردار شعبدہ باز نیرنگ ساز نے بیرحمی پر کمر باندھی اپنی عادت قدیم پر آمادہ ہوا
لمحہ بھر کی بھی خوشی ناگوار ہوئی ساری شفقت بیکار ہوئی افراسیاب باغ سیب مین سریر حکومت
پر بیٹھا ہی سامان عیش و عشرت مہیا ہی سرما و ابریق بڑے بڑے شاہان طلسم بصد فر و شوکت
ذکر رہائی اسد مین مصروف ہین افراسیاب کہتا ہی اگر اسد رہا ہوا تو کیا کر سکتا ہی واسطے لوح کے عمر بھر
سر کرا نگا نشان مقام نہ پائیگا کسکی لیاقت ہی جو مرحلہ ہوشیار و غافل کو طی کرے یا گنبد بے نور مین
کو دے اگر رستم بھی صحرائے سیماب مین پہونچے جل کر خاک ہو چشم زدن مین قصہ پاک ہو سیماب
جو حاکم باغ سیماب ہی بدولت کا قوت بازو زینت پہلو بدولت کا تعلیم کردہ یکتا نابرد اُس سے
کون مقابلہ کر سکتا ہی اور علاوہ ازین باغ سیماب مین کیا رکھا ہی وہ بھی ایک راستہ ہی لوح میرے طلسم
کی کہان ہی جب مین نے قہقہہ فیلسر کو بعد انتقال اُسکے پاس سے لی اُسیوقت توڑ کر پھینکدی
سب کہتے تھے ای شہنشاہ یہ آپنے بڑا کام کیا آغاز مین انجام کا خیال ہوا سلطنت طلسم ہوش ربا
اُنکے واسطے زیبندہ و سزاوار ہی آپ کے دم سے سحر و ساحری کو رونق سامری و جمشید کا مذہب
برحق کہانتک اپنے بندون کو لقا ستائیگا آخر کبھی رحم بھی آئیگا خداوند لقا دیر گیر ہی مگر سخت گیر ہی
اُسکا شیطان بڑا بے پیر ہی قدرت کی تقدیر پاس بچیا کی تدبیر جب سے آئے ہوشربا مین غدر ڈالا
دم بھر چین نہ ملا اب تو ای شہنشاہ سامان لشکر کشی کیجیے شاہان دربند کو حکم دیجیے مسلمانون کو پامال
کرین اسد پہلوان یگانہ ہی لڑائی مین ضرور شریک ہوگا عین گرمی جنگ مین اُسی پر جا پڑینگے اب
آپکے غلام بڑے زور و شور سے لڑینگے مسلمانون کے ٹکڑے اُڑا دینگے مہرخ و بہار و عمر کی مشکین
باندھ لائینگے ایک جنگ تو ایسی ہو کہ بادشاہ طلسم نور افشان کے بھی دانت کھٹے ہو جائین ملکہ
بُحران کے قتل کی تدبیر کیجیے آٹھو پہر یہی تقریر کیجیے یکایک بیٹھے بیٹھے افراسیاب خانہ خراب
خود گھبرایا پیشانی پر عرق آیا کہا بار دبارہ دری کے باہر نکلو اسوقت طبیعت کا عجب عالم ہی قلب
پر ہجوم غم و الم ہی ایک ہفتے سے جنگ نہین کی شاید طلسم پر کچھ افتاد پڑی کوئی حیرت کی خبر لانے
شاید مہرخ و بہار نے اُسکو گھیرا کمبخت سخن ناشنو ہی ایسا نہو اُسنے طبل جنگی بجوا دیا ہو شاید عیارہ
دام تزویر مین پھنس گئی ہو چند سردار آمادہ ہوئے کہا حضور ہم ابھی جاکر خبر لاتے ہین گر لڑائی

ہو رہی ہوگی ہم شریک ہونگے ابھی ساحر روانہ نہوے تھے کہ صرصر آ پہونچی افراسیاب نے
کہا کیون صرصر مزاج حیرت کا کیسا ہی طبل جنگی تو نہین بجوایا پھر تو کسی جنگ کے تماشا نہین دیکھنے گئین
صرصر نے کہا حضور طبل جنگی وغیرہ تو نہین بجا مگر آج مین لشکر مسلمانان مین گئی تھی عیارون مین حضرت
چالاک و قران و جانسوز بن قران بن عمرو و برق و ضرغام کا بالکل نشان نہین تابعہ ہوتا
اور سردارون مین بہار و مخمور و باغبان و رعد و برق و برق لامع و اسد نامدار نہین ہین
چالاک نے مکر کیا ہی عمرو بنا پھر رہا ہی لونڈی غلامون کو بشکل بہار و باغبان وغیرہ بنایا ہی مگر نہین نے
پہچان لیا حضور۔ دو ہفتے سے یہ سب نہین ہین یہ بھی آج ثابت ہوا کہ تلاش لوح مین یہ سب گئے
ہین یہ سنکر افراسیاب نے کہا کتاب لاؤ فوراً کتاب اُٹھائی کتاب دیکھتے ہی افراسیاب نے
سر پیٹ لیا کہا یارو غضب ہوا اسد غازی تو باغ سیماب مین کھڑا ہی لوح لیا چاہتا ہی یہ کہکر مثل
برق چمکا و بصورت رعد گرجا پھر پرواز پیدا کر کے آسمان مین ڈوبا ساحرون نے چاہا ساتھ دین
افراسیاب مانع ہوا کہا یارو کسی کا کام نہین ہی مقدمۂ لوح تو آفتاب لب بام چراغ سحری ہو رہا
ہی یہ کہکر غائب ہوا یہان اسد شیر دل قریب گلدستہ ہاے لوح پہونچ چکا ہی مگر گردش فلکی ہمراہ ہی
پاے جستجو کوتاہی فلک بر سر گردش بیکار کوشش بخت رسائی نارسائی زمانہ ناموافق کی کج ادائی
طالع کی نحوست وقت بد کی بدعت آفتاب اقبال کو زوال ماہ شوکت و جلالت بصورت ہلال
گل عیش پژمردہ غنچہ خاطر ناشگفتہ گلشن عیش سے رخصت بہار شکل آمد باد خزان آشکار قریب
گلدستون کے اسد پہونچا ہاتھ بڑھاتا تھا کہ آسمان سے آواز مہیب آئی زمین باغ سیماب تھرائی
افراسیاب کا آسمان سے نعرہ ہوا باش او طلسم کشا خبردار گلدستے کو ہاتھ نہ لگانا اب قدم
نہ بڑھانا افراسیاب نے جو اسد کو قریب گلدستے کے پایا گھبرا گیا یہ بھی نہ دیکھا کہ سیماب کیا ہو
لاکھون کا کشت و خون کیون ہوا اسد پہ مثل برق جہندہ گرا اسد کے پاس کوئی تحفہ تو موجود
نہین ہی کہ سحر افراسیاب سے محفوظ رہین افراسیاب نے منھ سے اُن کی مثل تنکے کے
اسد چبوترے سے نیچے گرے افراسیاب نے گرتے گرتے لوح کو گلدستے سے لیا تڑپ کر
بلند ہوا کوکب نے جو یہ معرکہ دیکھا ہوش اُڑ گئے روح پر صدمہ ہوا وہین سے نعرہ کیا کہ او
افراسیاب خبردار کہان جاتا ہی ہاے لوح لیجلا یہ کہکر کوکب برابر افراسیاب سے پہونچا

انگلی سے اُتار کر انگشتری کھینچ ماری پیشانی پر افراسیاب کے پڑی افراسیاب نے تین چرخ کھائے اور زیادہ بلند ہو گیا افراسیاب تمنا اونچا ہوا مثل ستارہ کے معلوم ہوتا ہی مگر کوکب تعاقب نہیں چھوڑتا یہان اسد غازی بعد بلند ہونے افراسیاب و کوکب کے مایوس و مجبور فرش خاک سے اُٹھا عمرو بھی حیران کھڑا دیکھ رہا ہی قریب ہی کہ روح قالب سے نکل جائے مثل تصویر تصویر کے عمرو خاموش بحر حیرت کا جوش آنکھین عمرو کی بحر اشکین رنگ روے اسد متغیر عمرو بیخبر اسد حیران عمرو پریشان اسد کو غم عمرو کو الم اسد گریہ عمرو کوشش و رنج اسد دیوانہ وار عمرو اشکبار و بیقرار تردد مین اسد نامدار عمرو کو فکر و انتشار وہان آسمان پر کوکب و افراسیاب سے مقابلہ ہو رہا ہی کوکب جان توڑ توڑ کے افراسیاب پر سحر کر رہا ہی افراسیاب پر حیرت طاری ہی چاہتا ہی مقابلہ نہ کرون ایسا نہو کہ کسی بلا مین پھنس جاؤن لوح میرے پاس ہی طلسم کشا سامنے موجود ہی سار بان زادہ بھی دیکھ رہا ہی جب کوکب سحر کرتا ہوا قریب افراسیاب پہونچا جوش جرأت مین چاہا لپٹ جاؤن لوح چھین لون افراسیاب اسقدر بد حواس ہی سوائے دفع سحر کے کوکب پر ابتک کوئی سحر نہین کیا یہی فکر ہی کہ نکل جاؤن جب کوکب نے قریب آکر ہاتھ تلوار کا مار لپٹنے کا قصد کیا افراسیاب کو اور کچھ بن نپڑا لوح طلسمی ہاتھ مین تھی چمکا دی کوکب کو غش آگیا آہ کر کے اُلٹتا پلٹتا چلا اگر افراسیاب قصد کرتا کوکب کو مار لیتا مگر سحر کر کے نکل گیا سوار نقدین پوش پیدا ہوا اُسنے کوکب کو گود مین لیا طرف طلسم نور افشان کے لے گیا اب عمرو و اسد اُس باغ ویران مین حیران و پریشان کھڑے ہین جیسے کوئی سوتے سوتے جاگتا ہی عمرو نے نگاہ اُٹھائی اسد کو زخمدار بیقرار اپنے قریب پایا غصے مین کانپنے لگا ہوش نہ باقی رہا اسد کی طرف متوجہ ہوا کہا او بد اقبال تیرے برابر کوئی بدنصیب نہو گا کس دریاے مصیبت و آفت کو جھیل کر جان پر کھیل کر یہانتک پہونچے عین وقت پر تیرے بخت واژگون طالع نگون نے نارسائی کی لوح نہ اُٹھا سکا ہاتھ پانؤن مین جان نہ تھی دو قدم آگے نہ جا سکا بس تیرے ستارے کی گردش سے خوب ثابت ہوا کہ تو طلسم کشا نہین ہی خواجہ بزرجمہر کے بیٹون کی عقل لے گئی کی اصل مقدمہ پر انکی بھی نگاہ نہ پہونچی زبردستی کہدیا دیوانہ مجہول طلسم کشا ہی سب کوشش بیجا ہی ہاے تیری محبت مین مین اپنے آقا سے چھوٹا بدنصیب ہوا زندگی سے دور موت سے قریب ہوا اب

مجھسے کچھ کام نہو سکیگا جہان جی چاہے جاؤن مین اپنے آقا کی خدمت مین جاؤنگا علاوہ اسکے طلسم
فتح کرنے میرے بلا سے پر آئے تھے منھ اٹھا دیا چل نکلے یہ نہ سمجھے کہ سفر دور دراز ہے نجومی پنڈت
رمال جمع ہوتے مقدمۂ خاص مین حکم لگاتے مثل جانورون کے گنبد نور مین قید ہو کر بیٹھ رہے مین نے
اپنی جان آبرو مشاق تابہ گنبد نور پہونچا لاکھون روپیہ کا میرا نقصان ہوا مہاجن مجھسے کہا جائینگے
میرے بال بچے چھوٹے آپ سے کیا فائدہ اب چپکے خاموش کھڑے ہو بتا او دیوانے مین کیا
کرون اسد زار زار مثل ابر نوبہار رویا جواب دیا کہ نانا جان میری کیا خطا ہے سحر پر میرا کیا زور
تھا اگر پہلوان ہوتا مین لپٹ پڑتا عمرو نے کہا تمہارے نانا کو موت کئے خدا تم ایسے بدنصیب
کی صورت نہ دکھائے اب یہ دلیل تقریر بیکار ہے میرے سامنے سے جاؤ ورنہ مارے کوڑون کے
کھال گرادونگا اپنے گلے پر خنجر پھیرونگا اس طرح طعن و تشنیع دے کر جو عمرو نے کہا اسد دریاے
شرم و حجاب مین غرق ہوگیا کہا نانا جان بیشک مین بد اقبال ہون بیشک آپ میرے واسطے
تباہ ہوے حضور عرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے جائین مین کوہ و دشت و بیابان مین ٹکراکے
جان دونگا اپنا خون اپنی گردن پر لونگا نانا جان سے آداب و تسلیمات عرض کر دیجیے گا والدہ
ماجدہ ملکہ زبیدۂ شیر گیر سے بعد تسلیم کے عرض کیجیے گا مادر مہربان غلام کو حق شیر بحل کیجیے اب ہم
حضور کو زندہ نہ ملینگے قبلہ و کعبہ دین ستون اسلام کرب عالیمقام انکو پیغام پہونچا دیجیے گا کہ غلام
آپکا طلسم ہوشربا مین بیکس و بیبس ہو کر ہاتھ سے ساحران غدار کے سیار گلشن جنان ہوا
فاتحہ خیر سے فراموش نہ فرمائیےگا اگر ہو سکے تو ساحران طلسم ہوشربا سے معاوضہ لیجیے گا یہ تو یقین
کامل ہے کہ نانا جان ضرور آئینگے ساحران ہوشربا پر دست انداز ہونگے افراسیاب ضرور
مارا جائیگا ہاتھ سے ہمارے عزیزون کے مہلت نہ پائیگا بھائی نورالدہر جانبازی کرینگے
ایرج نوجوان بہ لطف آئیگا سب مجھ نالائق بدنصیب کو آنکھ کی پتلی جانتے ہین ہر فرد بشر کو غم و الم
ہوگا ضرور ہوشربا مین ہنگامۂ عظیم برپا ہوگا سب صاحب اس بیکس کو یاد کرینگے سورۂ حمد سے
روح کو شاد کرینگے عمرو نے کہا پیغام کسی قاصد نامہ دار کے ہاتھ بھیجیے مین آپکے نانا جان کا غلام
نہین ہون کہ گھر گھر پیغام سلام کہتا پھرون یہ کہکر عمرو بڑبڑاتا ہوا ایک جانب چلا اسد نے جو یہ
بے اعتنائی خواجہ عمرو کی دیکھی زار زاری مین کانٹون کے جنگل مین گھس گیا دل مین مصمم سوچ لیا

کر چلکر اپنے کو کسی غار وغیرہ مین گرادون یا گلا کاٹکے مرجاؤن اس بیکسی مین نام کر جاؤن اب کیا کسی کو روے سیاہ دکھائینگے زندہ اپنے لشکر مین جائینگے حقیقت مین ناناجان نے بہت بجا ارشاد فرمایا مین بداقبال و بدنصیب ہون واے برحال اُنکے کہ جانبازی کرکے تا بہ باغ سیماب پہونچے ہم بدنصیب محروم رہے گوہر مراد دستیاب ہوا اب سواے جان دینے کے کیا چارہ ہی دل سے باتین کرتا ہوا ٹھنڈی سانسین بھرتا ہوا آمادۂ مرگ و مہیاے قضا زخمدار بیدست و پا آنکھوں مین اشک حسرت چہرے پر گرد کلفت تمام جسم زخم نیزہ و تیر و تبر سے فگار نہ کوئی مونس نہ غمگسار نامرادی دامنگیر جان دینے کی تدبیر زبان حرف شکایت فلک کج رفتار حکایت بیوفائی گردون غدار دل مین حسرت و ارمان کا ہجوم نشان راہ نامعلوم ایک نخلستان کی آڑ پکڑکے اُفتان و خیزان حیران و پریشان ایک جانب چل نکلا عمرو زیر دیوار باغ سیماب بصورت آئنہ حیران تمثل گیسو پریشان خاموش کھڑا ہی سوچتا ہی کہ اب کیا کرون غضب ہوا لوح قبضے مین آکر نکل گئی کلیجے پر چھری چل گئی یہ عمرو کو یقین نہین ہی کہ اسد کہین چلا جائیگا اسقدر متردد و متوحش ہی دل مین خیال ہی کہ اسد میرے پہلو مین کھڑا ہی اب جو سر اُٹھایا اسد کو قریب نہ پایا ہوش اُڑ گئے چہار جانب دیکھنے لگا اسد کہتا ہوا دوڑا ابھی پکارتا ہی ای نور نظر اُسوقت مین ہوش مین نہ تھا جو کلمات مین نے کہے اُنکو معاف کرو ہمارا وقت ضعیفی ہی ہوش و حواس مین فرق آگیا نہین معلوم انتشار مین کیا کہا ملول نہو میرے پاس آؤ ملکر صلاح کرین جستجوے گوہر مراد مین مصروف ہون ہر چند عمرو چیخا اسد نے سُنا مگر جواب نہ دیا خیال مین آیا اب جواب دینا بیکار ہی عمر بھر ناناجان کو داغ رہے یہ کلمات ہمارے سُننے کے لائق تھے بس اب غل مچانے دو طرف صحراے ہولناک کے نکل چلو یہ سوچکر اسد نے اپنے کو ایک غار مین مخفی کیا عمرو جنگل مین دوڑتا دوڑتا پھر رہا ہی اسد دیکھتا ہی مگر فرط غیرت سے جواب نہ دے سکا سامنا بھی نہ کیا عمرو دوڑ دھوپ کرکے ناچار ہوا اپنی بیوقوفی پر خوب چیخین مارکر رویا اپنی حسرت و مصیبت و بیوقوفی پر طعن کر رہا ہی کہ ای عمرو دو حماقتین ایسی ہوئین کہ عمر بھر یاد رہینگی اول وہ کہ برق و ضرغام کو اپنے سے جدا کیا نہین معلوم کہ وہ کمبخت مرے کہ زندہ رہے ناحق کا غصہ اُنپر اُتارا آج تو رکن لشکر صاحبقرانی گرادیا اُس بیچارے اسد کا کیا اختیار تھا اگر اسیاب آگیا لوح لے بھاگا ہاے ای عمرو یہ صاحب غیرت اپنی جان دیدیگا ایسے کلمات سخت کہے ذرا سے

غلامون نے کبھی نہ سُنے ہونگے کیونکہ اُسکو جائز رکھتا عرصہ دراز تک عمرو اُس صحرا مین اسد کو ڈھونڈھتا پھرا جب کہین نشان نہ پایا بدحواس عالم یاس ایک جانب چل نکلا اسد غازی غار سے دیکھ رہے ہین جب عمرو نظرون سے مخفی ہوا اسد غار سے نکلا جان دینے پر آمادہ ہو کر ایک طرف چلا یہی جستجو ہی دل مین یہی آرزو ہی یا تو کسی پہاڑ پر سے اپنے کو گرا دیجیے یا گلا کاٹ کے مر جائیے یا کسی کنوین مین گر پڑیے ہر طرح اپنی جان دیجیے کسی کو مُنھ نہ دکھلائیے اب یہ مقام ملحوظ خاطر ناظرین و شایقین رہے برق و ضرغام آوارہ ہو کر ایک جانب گئے افراسیاب لوح لیے جاتا ہی کوکب زخمدار ہو کر قصر جمشیدی مین گیا اسد جان دینے پر آمادہ عمرو بدحواس عالم یاس مین ایک جانب روتے پیٹتے جاتے ہین ان سب کا حال خیریت مآل داستان رنگین فصاحت آئین وقت پر تحریر ہوگی

داستان شوکت بیان گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدہ مومنان و مسلمانان برہم زنندہ زمرد بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان و نقد روح روان قاسم عالیشان ایچ نوجوان کہ طلسم جمشید یہ فتح کر کے دونون شاہزادے طرف لشکر ظفر اثر کے روانہ ہوے و ذکر لقا و لشکر اسلام

ساقی نامہ مصنف

تند خوئی باعث آزار ہی
بے نمک ہی سرکہ پیشانی تری
کام کیا اب ساغر سرشار سے
ہو گیا دل گرمیون سے جی کباب
چشم تر لبریز خون پیمانہ ہی
کیا کرون سمجھتا نہین دل کیا کرون
پھر سرشک لالہ گون غماز ہی
پھر پھرے دن نالۂ شبگیر کے
بادۂ جرأت پلادے ساقیا

ساقیا اب نازبیجا کس لیے
زہر قاتل تلخی گفتار ہی
ای تنک ظرف اسقدر بدخو نہو
بادہ کش ہون جام چشم یار سے
جلوۂ مو نے پلایا خون مجھے
جون صراحی گریہ مستانہ ہی
نازبیجا اور مین کم حوصلہ
رنگ رو پھر مائل پرواز ہی
ساقیا امداد کا ہنگام ہی
جنگ کا سامان دکھا دے ساقیا

چین ابرو بے محابا کس لیے
بے مزہ ہی شکر افشانی تری
دل ہوا گھٹتا ترش ابرو نہو
مجلس غم ہی مجھے بزم شراب
آگئی یاد لب میگون سے مجھے
ماجرا سخت مشکل کیا کہون
کیا اُٹھے ہی ولولہ سا ولولہ
پھر ہین کیا کیا ولولے تاثیر کے
دور دور گردش ایام ہی
چہرۂ غازیان دیندار دکھادے

نور شعار محرران سحر بیان افسونگری وکاتبان اخبار نیرنگ جمشید و سامری کلک شعبدہ اپنی
سحر طرازی پر یون ناز کرتا ہی حال جنگ جات وسحر آغاز کرتا ہی شعر مسحور کن ملک تحریر سحر
رقم کرتے ہین رنگ تقریر سحر وسابق مین تحریر کیا ہی کہ شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان و
ایرج نوجوان طلسم جمشید کو فتح کر کے بصد صولت وشوکت طرف لشکر ظفر اثر صاحبقران کے روانہ
ہوے تھے قطع منازل وطے مراحل کرتے ہوے آتے ہین مگر زمرد شاہ باختری نے بعد قتل ہونے
عقرب نیش زن جادو کے نامہ افراسیاب کو لکھا کہ کسی ساحر زبردست کو جلد روانہ کر افراسیاب
نے تیمور سحر طراز کو مع بارہ ہزار ساحران غدار برائے مدد زمرد نابکار روانہ کیا پہنچا تخت پر
سوار مع ہمراہیان بدکردار طرف کوہ عقیق کے جاتا ہی بیان نزول قاف ثانی سلیمان برائے
نور الدہر و ایرج نہایت پریشان ہوے کہ ان شیرون کا عرصہ دراز سے نشان نہین معلوم
جواہر سے ارشاد ہوا کہ ای جواہر ایرج نامدار ہاتھ سے ارکان کوہی کے زخمی ہو کر نکل گیا
تھا آج تک کچھ احوال نہ معلوم ہوا نور الدہر بن بدیع الزمان کو کوئی ساحرہ اٹھا لیگئی تھی اُسکی خبر
واسطے تمکو جانا واجب ولازم ہی اُسی وقت جواہر بانہاے عیاری سے آراستہ ہو کر مع چالیس
عیاران نامی کے برائے تلاش نور الدہر و ایرج پاے شاطری مارتا ہوا چلا مگر نور الدہر و ایرج
قطع منازل وطے مراحل کرتے ہوے چلے آتے ہین ایک روز ایک صحراے سبزہ زار نواح دلکشا مین
گذر ہوا طہماس بن عنقویل دیو پرور نے بارگاہ زربفتی استادہ کرائی بازارین آراستہ ہوئین لشکر اترا
دونون شیر یعنی ایرج و نور الدہر آ کر داخل بارگاہ ہوے پردے بارگاہ کے اُٹھے نظارہ گل و
ریاحین مین مصروف ہین کہ یکایک صحراے گرد اٹھی دیکھا آگے آگے سو علم نشان لاکھ فوج کا بڑے بڑے
قد کے جوان زبردست پہلوان دور کا بے کرگدون پر سوار سامنے سے گذرے ایک جوان کوہی بھنڈ
افسری کرگدن مست پر سوار لاکھ سوار وپیدل فوج کے دل کے دل زرہ پوش چار آئینہ بند آکر
اُسی دشت پر فضا مین اُترے جن مین بارگاہین استادہ ہوئین اُس جوان کی نگاہ لشکر شاہزادگان
پر پڑی شاطر تیز رو کو حکم ہوا دریافت کرو یہ لشکر کسکا ہی کون لوگ ہین کہان سے آئے ہین کہان جاتے
ہین یہان ایرج و نور الدہر نے شاپور و شبرنگ سے فرمایا جلد خبر لاؤ اُسکا شاطر دریافت کر کے
پلٹا شاپور نے فوراً خبر دی حضور بدمست کوہی برائے مدد لقا جاتا ہی اپنی دور رفت پر اُسکو

بڑا غوغا ہی ادھر شاطر نے بدمست سے عرض کی نور الدہر و ایرج فرزندان صاحبقران طلسم جمشید کو
فتح کرکے چھپے ہین مال طلسم مذکور لیے ہوے طرف اپنے لشکر کے جاتے ہین بدمست کو بھی کا یہ
حال سنکر نشہ اُتر گیا غصے مین کم ظرف مثل جام شراب کے اُبلا شاطر سے کہا ابھی جاؤ فرزندان حمزہ
سے کہو کہ اُس طلسم کا ہمارے بزرگون نے اکثر قصد کیا مگر موقع فتح کرنے کا نہ ہاتھ آیا لیکن تم نے
بڑی بے ادبی کی کہ طلسم جمشید کو فتح کیا اب بہتر یہ ہی کہ مال طلسمی لیکر خدمت ما بدولت مین حاضر ہو
خداوند کو سجدہ کرو ہم براے خدمتگزاری خداوند جاتے ہین قدمون پر خداوند کے گرا دینگے ہم بری
عرض و معروض سے دریاے رحمت خداوندی جوش مین آئیگا عمر بھر کا گناہ ایک نظر رحمت خداوند
سے معاف ہو جائیگا اگر خلاف کیا تو بہت بری طرح پیش آونگا ابھی تلوار کھینچکر لشکر مین گھس آونگا
بڑی ذلت سے قتل کراونگا مال طلسم مذکور چھین لونگا عیار نے کہا حضور ایک نامہ تحریر فرماے
کسی پہلوان کو دیجیے وہ جاکر سمجھائیگا نہ مانینگے تو کان پکڑ کر ساتھ لیتا آئیگا بدمست نشہ کبر و نخوت
مین چور اپنے زور پر مغرور یہی مضمون مذکور اور بہت کچھ مزخرفات کلمات مہملات نامے مین درج
کراے ملفوف کرکے آواز دی اے پہلوانان کوہی تم مین سے ایک جوان فرمان ما بدولت کا لیکر
بارگاہ مین فتاح طلسم جمشید کے جاے باآشتی سمجھاکر مع مال طلسم دونون کو خدمت مین ما بدولت
کے لاے سرشار کوہی سپہ سالار لشکر ہجوم کرا نے دنگل پرسے اُٹھا کہا اے پہلوان دوران و اے
گرد شب جہان یہ میرا کام ہی ابھی مع مال دونون کو لاتا ہون یہ کہکر نامہ سر سے باندھا گینڈے پر
سوار ہوا چار ہزار کوہیون کو ساتھ لیکر طرف لشکر شاہزادگان والا قدر کے چلا شاہزادہ نور الدہر کو
شبرنگ نے خبر پہونچائی کہ حضور بدمست نے ایلچی روانہ کیا ہی بڑے کروفر سے آتا ہی نور الدہر نے
فرمایا کیا مضائقہ ہی ایلچی را زوالے نیست لشکر مین خبر کردو منادی ندا کرے ہر ایک بہادر آگاہ ہو جاے
کہ بدمست کا ایلچی آتا ہی کسی بدعت بیجا کی کوئی صاحب خیال نکرین فوراً حکم شہنشاہی تمام لشکر مین
پہونچ گیا مگر سرشار مغرور و متکبر بصد نخوت داخل لشکر اسلام ہوا دیکھا جا بجا جوانان صف شکن پہلوانان
تیغ زن اپنے اپنے مقام پر جلوہ افگن ہین کئی خیمون کی طنابین اُس بھیانے پکڑ کر کھینچ لین خیمے گر گئے
بندگان خدا دب گئے ہاتھ منہ ٹوٹا مگر کوئی اُس بھیا سے نہ اُلجھا موچھون پر تاؤ پھیر کر یہی جواب دیا
اپنے آقا کے حکم سے ناچار ورنہ ان ایسون سے تو ہم اصطبل کا کام لیتے ہین مگر سواے صبر چارہ کیا

کوئی چارہ نہین بچا ئیگا اس مغرور کو جانے دو میدان کارزار مین سمجھ لینگے خدا چاہیگا تو کوئی دن مین
سر ٹکرا کے مرینگے نہیب شمشیر سے جوانون کے بت بجا ئینگے اسوقت سنگدلی دکھائے جو چاہے
بدعت کرے مگر سرشار مغرور قریب بارگاہ شاہزادگان والا جاہ پہونچا در گہ سالار کو حکم ہو چکا تھا
اُسنے پردہ اُٹھا دیا سرشار اندر بارگاہ فلک اشتباہ کے آیا دیکھا سردارون کا دور بندھا ہوا
ہے اپنے اپنے مقام پر ہر شیر جلوہ فرما ہے مقام صدر پر نور الدہر و ایرج دریائے سلاح مین غوطہ
مارے ہوئے پشت پر ہزبر بیشہ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن و صفدر طہماس بن
عنقویل دیو پرور شل فیل مست بیٹھا ہوا جھوم رہا ہے سرشار کبھی دربار دیکھکر دنگ ہو گیا اُس
نے صاحب سلامت بھی نہ کی نور الدہر نے اشارہ کیا ملازمان جان نثار نے صندلی آہنی بچھا دیا
سرشار بیٹھا جوانون سے آنکھین لڑانے لگا اپنا رعب و دبدبہ دکھانے لگا نور الدہر نے ہر ایک
کو اشارے سے منع کیا ساقی بچے کو اشارہ ہوا ساقی نے سرشار کو جام شراب دیا بے اندیشہ انجام
پی گیا دو جام پر دیسا پیے دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا ابلا کر کہا کہ طہماس نامہ دو نور الدہر نے کہا
یہ کسکا نامہ ہے اسنے جواب دیا کہ پہلوان پُرزور و زبردست شاہزادہ بدست کا نور الدہر نے کہا
نامہ لائیے اُس بیحیا نے نامہ سر سے کھولکر نور الدہر کے ہاتھ مین دیا نور الدہر نے میر منشی سے فرمایا اس
نامے کو پڑھو جو مضمون تحریر کر چکا ہون نور الدہر نے سنکر سر جھکا لیا مگر ایرج نوجوان نے قبضۂ تیغۂ
دو دم سکندری پر ہاتھ ڈالا غصے مین کف منھ مین بھر آیا کہا بیحیا نے کیا لکھا ہے ان افعال کی بیحیا کو سزا دون
نور الدہر نے اشارہ کیا برادر ہمارے سر کی قسم اسمین بد نامی ہے ہم جواب نامہ جنگ لکھے دیتے
ہین میدان مین سمجھا جائیگا نور الدہر نے میر منشی کے ہاتھ سے نامہ لیا کہا ای سرشار ہمنے جواب نامہ
جنگ لکھدیا مال طلسم کا دینا ہمکو منظور نہین یہ سنکر وہ بیحیا بگڑا کہا ای جوان کیا مین خالی پیغامبر ہون
ابھی مال طلسمی منگوا دے مین مال طلسمی بھی لونگا اور نقد جان پر بھی دست انداز ہونگا کان پکڑکر
تم دونون کو لیجاؤنگا نور الدہر نے کہا ای سرشار یہان بدمستی نکرو میدان جنگ مین ہمسے سمجھ لینا
مگر یہ بیحیا کب مانتا ہے رستم و اسفندیار سے اپنے کو بہتر جانتا ہے قبضے پر ہاتھ ڈال کے کہا چلو اُٹھو
با دولت کی رکاب تھام نہ طہماس تو بخوف نور الدہر خاموش ہے ہونٹھ کاٹ رہا ہے منھ سے نہین
بول سکتا مگر ایرج کو نہ تاب آئی کہا بھائی صاحب آپ کس بیہودہ سے کلام کرتے ہین او ملعون زرد رو

اپنے حمایتی سے جاکر اطلاع کر اور نامہ ہاتھ سے نور الدہر کے ایرج نے لیکر پھاڑ ڈالا اور سامنے
سرشار کے پھینکدیا کہا جاکے اسکی بتی بناکے بدمست کی اسمین چلادے سرشار ابلا ہوا بیٹھا تھا
بقہر وغضب تمام اپنے مقام سے اٹھا تیغہ نیام سے کھینچا خبردار کہکے ایرج پر وار کیا ایرج نے
دنگل پر بیٹھے بیٹھے چپکی ماری تلوار اسکی پٹ پڑی گویا قسمت الٹ گئی نور الدہر ہان ہان کرتے ہین
کہ بھائی ایرج جانے دو جد عالی تبار کے خلاف ہوگا یہ اچھی ہی ایرج نے جواب بھی نہ دیا کلائی
پکڑ کے جھٹکا مارا سرشار کا پیمانۂ عمر لبریز ہوچکا ہی ایرج نے ایک طمانچہ مارا اگر پورا پڑتا سر چنبر گردن
سے اُڑجاتا صرف دو انگلیان پڑین تڑاخے کی آواز بلند ہوئی سرشار چرخ کھاکے زمین پر گرا ایڑیان
رگڑنے لگا ایرج نے اٹھکر چاہا ٹھوکر ماروں کہ سر مغرور خود سر کا پھٹ جاے رشتۂ حیات کٹ جاے
نور الدہر نے اپنے سر کی قسم دی ایرج غصے مین رک گیا سرشار بارگاہ مین آنکھین بند کیے پڑا تھا
کبھی آنکھ کھولتا ہی ایرج کو قریب دیکھکر پھر بند کرلیتا ہی نور الدہر نے جو یہ دیکھا قریب آکر فرمایا ای سرشار
خوف نہ کر چلا جا بھائی صاحب دخل نہ دینگے سرشار جھاڑ پونچھکر اٹھ کھڑا ہوا جھک کے سلام کرنے لگا
نور الدہر نے کہا ای سرشار جاؤ اُسنے جھک کر پرزے نامے کے اٹھالیے گھبرایا ہوا باہر آیا
گینڈے پر سوار ہوا ساتھ والوں سے کہا چلو نامے کا جواب مل گیا دو ایک نے پوچھا حضور
عارض پر کیا عارضہ ہوا کہا چلو بتادینگے تمکو سمجھادینگے ہر بات کا موقع محل ہی بقول سعدی شعر
ہر جاے مرکب توان تاختن ÷ کہ جاہا سپر باید انداختن ÷ ساتھ والے خاموش سرشار نے
گینڈے کو کٹھے بڑھایا گھبرایا ہوا بارگاہ مین بدمست کی آیا گال سوجا ہوا بدمست نے پوچھا
کیون برادر خیر تو ہی پان طلسمی لائے کہا حضور مسلمان بڑے مکار ہین جیسے ہی مین بارگاہ سلطانی
مین پہونچا ایک سو جوان مجکو لپٹ گئے اسپر بھی مین نے دس بیس کو مارا مگر ایک ہاتھ مین دس مین
لپٹے ہوئے تھے نامہ چھین لیا دیکھیے ٹکڑے ٹکڑے کیا میرے گال مین بڑی چوٹ لگی بمشکل یہانتک
آیا یہ سنکر بدمست مثل رعد کے گرجا کہا ان دونون جوانون کی شامتین آئی ہین قضا انکی دامنگیر ہی
کیا معقول تدبیر ہی مین نے اسے ملاقات قدرت جانا تھا کوئی شی بطور تحفہ میرے پاس نہ تھی انھین
دونون کے سر جاکر نذر دونگا طرہ سنجری پاؤنگا یہ کہتا ہوا اٹھا گینڈے پر سوار ہوا سرشار منع کرنے
لگا حضور اسوقت تامل فرمائیے جو کچھ مجھپر گذری وہ گذری صلاح کرکے سمجھا جائیگا بدمست نے

تمام لشکر مین قرنا ہوئی لاکھ سوار پیدل تیار ہوے مجبور سرشار بھی عقب مین چلا مگر بدمست بقہر
وغضب اُٹھاے ہوے گینڈے کو جاتا ہی یہان بعد جانے سرشار کے نورالدہر نے دیکھا ایرج
کا غصہ کم نہین ہوتا مونچھون پر تاؤ پھیر رہا ہی نورالدہر سمجھاتے ہین ای برادر غصہ نکرو اگر جد بھائی تاجدار
کو خبر پہونچے گی اُنکے مزاج سے خلاف ہوگا لقا پرستون کی کیا کیا بدعت اُٹھاتے ہین اپنی بارگاہ
مین طرح دیتے ہین ایرج کہتے ہین بھائی صاحب مین آپکا سا مزاج کہان سے لاؤن آپکو کلمات
سخت سننے کی عادت ہی مین ابھی بارگاہ بدمست مین جاتا ہون انشاءاللہ ملعون کو سزاے
معقول دونگا سب سردار ایرج کو سمجھا رہے ہین شیر کو بہلا رہے ہین کہ نوبت نقارے کی کانمین
آواز آئی صداے باہوے زمین تھرائی ایرج نے کہا دریافت تو کرو یہ کیا ہنگامہ ہی کہ شاپور
وشبرنگ دوڑے ہوے آئے عرض کیا ای شہریار بدمست کوہی سوار ہوا مع فوج آپہونچا
یہ سنتے ہی ایرج ونورالدہر و دوشیر اپنے مقام سے اُٹھے طہماس نے قبضۂ ساطور پر ہاتھ ڈالکر
کہا ای شہریار آپ تکلیف نہ فرمائین غلام جاکر اُن بیحیاؤن کو سمجھا دیگا مگر یکایک غلغلہ ہوا شبرنگ
نے کہا حضور کوہی لشکر مین گھس آئے تلوار چلنے لگی نورالدہر وایرج بیرون بارگاہ آے دیکھا
کوہیون نے ہنگامہ برپا کر دیا پامالیان فوج نورالدہر وایرج غفلت مین اپنے اپنے مقام پہ تھے وہ
بچیا آپڑے کئی ہزار جوان زخمی ہوے کئی سو سیار گلشن جنان ہوے نورالدہر بتعجیل پشت اسپ
پریوش پر سوار ہوے نعرہ کیا نعرۂ نورالدہر نبیرہ حمزہ صاحبقران کشتم وبقہر شہ ستارہ حشم شاہزادہ
نورالدہر وایرج نوجوان بصد شوکت وشان کرہ بن اشقر پر سوار ہوے نعرہ شیرانہ کیا نعرہ ایرج
ملک ایرج آن آفتاب منیر و کہ صاحبقران نجم وآفاق گیرہ پیادے صدا بلند ہوئی منم ہزبر بیشۂ
کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن وصفدر طہماس بن عنقول دیو بچہ دراب سرداران
ایرج ونورالدہر بھی سنبھلے کوہیون پر جا پڑے بھر کر تلوار چلی کیا عجب تھا کہ نوک مژگان سے بھی
کارزار ہو ولال ازل درکار ملک الموت بیکار ایک کی روح قبض نہین کرنے پایا دو ہزار مرکر
گرے ملک الموت کو خواہش ہی اس جنگ مین بڑی کاہش ہی کہ براے قبض روح گماشتے
قرار دون مگر ایرج ہنگامہ پلنگانہ اُڑتا ہوا جاتا تھا بدمست سے جو آنکھ چار ہوئی بدمست نے
للکارا کیون او فرزند حمزہ میرے ایلچی کے ساتھ بُرا سلوک کیا ہزارون ہلکر لپٹ گئے وہ بیچیز نامہ چھین کے

چاک کیا ایرج نے جواب دیا او بیحیا مردان عالم کا یہ دستور نہیں کہ ایک پر دو دست انداز ہوں
نہ کہ سو دو سو وہ جھوٹا دغا باز ہی بدمست نے طرف سرشار کے دیکھا کہ ہاں ای سرشار بس جوانکی
زبان تو کھینچ لے ایرج نے جو سرشار کو دیکھا آواز دی کیوں او بیحیا سوائے میرے اور کون شخص
دست انداز ہوا تھا اب تو سامنے آ سرشار بدمست کے بھروسے پر نعرہ کرکے جا پڑا ہاتھ تلوار کا
لگایا ایرج کو انتہا کا غصہ تھا بازو بچا کر پھر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر پھینکدی کمر میں ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا
پہاڑ کو دست حق پرست پہ بلند کیا اسی غصے میں طرف آسمان کے پھینکا آتے آتے اترتے ہاتھ تلوار کا
مارا چو رنگ ہوا کیا شاہ پور نے آواز دی ای شہر ا سبحان اللہ ماشاء اللہ دوست و دشمن کی زبان سے
صدائے آفریں بلند ہوئی مگر بدمست کہی یہ رنگ دیکھکر طرف ایرج نوجوان کے چلا للکارتا ہوا
کہ او نبیرہ حمزہ تو نے میرے قوت بازو کو مارا میرے لشکر میں اسکا نظیر نہ تھا میرے ہاتھ سے بچ کر
کہاں جائیگا اس زبردستی کی سزا پائیگا ایرج قریب بدمست کے پہونچا جلدی کرکے بدمست نے
ہاتھ تلوار کا مارا تیغہ لنگر دار جوان زبردست ایرج نے جلدی میں سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار
بدمست کی جو پڑی گوشہ سپر کو کاٹ کے سر پر گری زخم کاری سر میں ایرج کے آیا ایرج نے دستانہ
مارا تیغہ جھنا کر نکلا مگر چادر خون چہرۂ بے نظیر پر آئی جی داری کرکے ایرج نے ہاتھ مارا اسنے گینڈے
کو ہٹا لیا ہاتھ ایرج کا خالی گیا تکان سے زیادہ صدمہ پہونچا بدمست نے چاہا سر کاٹ لوں نور الدہر
ایک غول میں مصروف جنگ تھے دور سے جو یہ معاملہ جانگداز دیکھا کلیجہ ہاتھ سے تھام لیا نعرہ کیا
اور کہا خبردار دست خود را نگہدار نعرہ کرتے ہوے برابر بدمست کے پہونچے بیچ میں گھوڑا ڈالدیا
بدمست کا سامنا ہوا بدمست نے وہی تیغہ خون آلود بر سر شاہزادہ نور الدہر لگایا نور الدہر
نے تیغہ خارا شگاف پر گانٹھا آواز دی او بدمست شعر تو ضرب بے زدی ضرب من نوش کن وہمہ
شادی از دل فراموش کن ٭ دیگر دو مجنون گذشت نوبت ماست ٭ ہر کرا پنج روزہ نوبت اوست ٭
یہ نہ کہنا خبردار نہ کیا او بدمست نشۂ بادۂ نخوت سے ہوشیار ہو خواب خرگوش سے بیدار ہو نعرۂ شیرانہ
کرکے ہاتھ مارا اس روسیاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا دل سے کہتا تھا کہ نام تو اسکا سہ پہر اگر ایک
بھی پڑتا سر زمین ہوتا تو اڑ جاتا اور نہ رکتا مگر تیغہ برق مثال تڑپکر گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوے خود و طبعہ
طوق چیں کو کاٹا سر پر گرا زخم کاری سر پر آیا اسنے دستانہ مارا تیغہ سر سے اسکے نکلا چادر خون سر سے

بیجیا کے جاری ہوئی نور الدہر نے چاہا سر اُسکا کاٹ لون ہزار ہا کوہی آپڑے ایک طرف سے طہماس بھی جنگ کرتا ہوا آیا وہان خوب تلوار چلی دریاے خون بہ گیا ایک جانب سے نقد روح روان قاسم عالیشان ایرج نوجوان زخم سر باندھکر آیا جنگ مین مصروف ہوا اشعار

خروشے بر آمد بگیر ابگیر
نیستان سے بھی بڑھکے کچھ نیزہ دار
ہوا ساما نا تیر سے چلنے لگے
زمین خون سے یکسر ہوئی لالہ رنگ
سر و حلق گردان جنگ آزما
سر پہلوانان تھے مثل حباب
بیاپے تھی یون ضرب گرز گران
کہ صحرا ہوا بحر خون سر بسر

سبکے خور و نیزہ کے خور و تیر و گرز
وہ رستم لڑائی بھڑائی مین تھے
نیامون سے خنجر نکلنے لگے
کرون کیا بیان ماجراے ستیز
نثار دم خنجر و تیغ تھا
یہ کیونکر کہون مین کہ پیکار تھی
کہ جس طرح سے تیک آہنگران

ہزارون زرہ پوش خنجر گزار
وہ سہراب جنگ آزمائی مین تھے
ہوے کشتہ میدا مین ہنگام جنگ
کہ برپا تھا اک دشت مین رستخیز
روان خون تھا مانند دریاے آب
قیامت وہان اک نمودار تھی
زد و گشت اُسدم ہوئی اسقدر

ای مردان دشت نبرد رستم و اسفندیار کے یادگار ہو شیر بیشہ کارزار ہو شعر بیاہ لیجاؤ عدو س موت کو دو طلاق اس زندگی کی سوت کو وہ ہر ایک جانب ہنگامہ گیر و دار بلند ہو لشکر کوہیان دردمند بہے بڑے قد بھاگتے پھرتے ہین نیب شمشیر مسلمانان سے مُنہ کے بل گرتے ہین بھاگ کر کوہی پڑاو پر آئے ایرج و نور الدہر وہان بھی آپڑے پڑاو کوہیون کا لٹنے لگا بارگاہون پر کوہیون کی مسلمانون نے قبضہ کیا بدمست زخمدار بیقرار مثل صید خائف بھاگا بھاگا پھرتا ہی اہالیان فوج مثل موج پراگندہ غم و الم کی طغیانی کشتی حیات کافران طوفانی دریاے خون مین غوطے کھارہے ہین کنارے تک پہونچنا دشوار جوش پر بحر تیغ آبدار مسلمان نہنگانہ شناور دریاے جرأت و ہمت جنگ مین مصروف بحر دریاے لشکر کوہیان کو جھیل رہے ہین جان پر کھیل رہے ہین اہل اسلام نے لشکر بدمست کو گھیرا ہی ناظرین پر واضح ہی کہ ایرج و نور الدہر مین آپسمین چشمکی ہی اگر ایرج نے بجرأت و شوکت بڑھکر کیدان کو مارا نور الدہر نے بصد صولت و لیاقت رسالدار کو للکارا غول کے غول پراگندہ بدحواس کوہیان بدمعاش کو میدان جنگ سے بھاگ جانیکی تلاش دریاے نامردی کا جوش پراگندہ لشکر عقل و ہوش غلماے لشکر سرنگون زمین پر یون پڑے ہین جیسے مردے کفن مین بھاگو بھاگو کی

صدا مین گھوڑے کوتل پھر رہے ہین ہتھیار کوہیون کے کھل کے گر پڑے گرز سرکوبی بھولے
تیر گوشون مین چھپتے ہین کمانون مین مثل کمر پیر خم تلوارین بیدم نیزے مثل جسم مدقوق نحیف وزار
سنانین بنانین بالکل بیکار خنجرون مین نہ دم نہ خم اسکا کیا علاج تبر مثل تیر ایک نقطہ کے محتاج
سپرون کو دوران سر دامن چاک پھول مرجھائے ہوئے اپنی سیہ بختی پر غیرت سے کٹی پڑی کمانین
کو دفتر فنا سے تنخواہ بیباقی ملتی ہی چہرے نامردون کے نظری نہ دفتر نہ دفتری قریب ہی کہ کوی فرار
برقرار کرین مگر قضاے کار ملکہ ترنج جادو بدمست کی آشنا ہی جب یہ چلا تھا اُس سے کہکر آیا
تھا کہ مین واسطے مقابلہ مسلمانان کے جاتا ہون ملکہ ترنج نے منع کیا تھا کہ ای یار صادق وای محب
واثق مسلمانون سے بگڑی اُلجھانا اچھا نہین جو تمھارا بھائی بند گیا وہان سے زندہ پلٹ کے نہ آیا
لہذا وہان نہ جاؤ بدمست کو اپنے زور کا نہایت غرور تھا اسلیے نمانا اور آیا جو کچھ گذرا وہ ناظرین
پر واضح ہی ملکہ ترنج بعد جانے بدمست کے گھبرائی چارسو جادوگرنیون کو ساتھ لیکر جوش محبت
مین چلی اسوقت آکر پہونچی آسمان سے دیکھا بدمست زخمدار کوہیون کی فوج کا ستھراو مسلمانون
نے قیامتین برپا کی ہین دریاے خون بہ رہا ہی بارگاہین خیمے سرنگون بازارین ویران محلے فوج
کے لٹے ہوے دوکانین برباد جھنڈے بازارون کے گرے ہوے مُنھ کوہیون کے لڑائی سے
پھرے ہوے دو جوانان صف شکن نہنگانہ پلنگانہ لڑ رہے ہین ایک جانب ایک جوان مثل
فیل مست ساطور بدست فوجون کو درہم وبرہم کر رہا ہی دم جرأت کا بھر رہا ہی پہلوان یگانہ رستم
خصال عفریت مثال کوئی کہی اُسکے مُنھ پر چڑھ نہین سکتا کسی پہلوان کا قدم بڑھ نہین سکتا
یہ معرکہ قیامت خیز جو آسمان سے ملکہ ترنج نے دیکھا اپنے دھگڑے کا سر زخمی پایا بدحواس ہو گئی
وہین سے نعرہ کیا یا شیداے مسلمانان ہم ملکہ ترنج جادو یہ کہکر زمین پر آئی ایک سحر مین قیامت
برپا کردی کوئی گھوڑے سے گرا کوئی زمین پر تڑپا چارسو جادوگرنیان اُسکی گولے ترنج و نارنج
مارنے لگین شاپور و شبرنگ عیاران طرار حقہ ہاے آتشبازی مار رہے ہین ساحرون کو
للکار رہے ہین کئی جادوگرنیان گندون سے حباب ہاے بیہوشی سے قتل ہوئین ہر چند
شاپور نے کہا ای برادر شبرنگ جادوگرنیون سے سامنا ہی نکل چلو جان بچا کر چل چلو شبکو آکر
عیاری کرینگے شبرنگ و شاپور نے قصد کیا مگر جادوگرنیون کے سحر سے زمین ہلنے لگی قدم اُٹھ نا سکی

دشوار ہی زمین و آسمان شعلہ بار ہی کہین پانی برس رہا ہی کہین نہر آب جاری ہی کہین نخل شرر اُگ رہا
گھوڑے مطلق العنان کو دل پھر رہے ہین جا بجا منھ کے بل گر رہے ہین شبرنگ و شاپور نے ہر چند
چاہا کہ جست و خیز کر کے نکلین مگر ترنج نام عیارون کے سن چکی تھی کہ فرزندان خواجہ عمرو و شاگردان
عمرو کے افسر ہین دیکھا ڈبلے پتلے تانبے تصویر عمرو کی دیکھ چکی ہی ترنج اُسی طرف پلٹی ان دونون کو
دیکھا کسی پر کمند لگائی کسی پر خنجر مارا کبھی حقہ آتشبازی مارا دس پانچ کے منھ جھلس گئے کبھی جنگی باجا
واغا اُن شعلون سے دو چار جلے ایک ساحرہ گلبدن نام وزیرزادی ملکہ ترنج کی مصاحب
خاص ہمدم با اخلاص ساحرہ شعبدے باز شاپور پر جا پڑی ماش کا دانہ مارا شاپور کے پانون
زمین نے تھامے مگر ہاتھ سحر سے بری رہے گلبدن بڑھی کہ نیچے سے سر کاٹ لون جیسے ہی وہ
قریب آئی شاپور نے کمند ماری وہ منھ کے بل زمین پر گری شاپور نے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک
نعرہ کیا ستم شاپور شیر دل ترنج نے پھر کر دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا قلب تھرایا اپنی مصاحب
خاص کو تڑپتے پھڑکتے دیکھا یہ بھی دیکھا کہ ایک عیار نا آگہ سحر سے کسی کے مقابلہ کرتا ہی دوسرے نے
لپٹ کر خنجر مار دیا جادوگرنی مری پھر دونون نے قیامت برپا کر دی الگ الگ لڑنے لگے ایک
کی ایک مدد کرتا ہی یہ شعر زبان پر جاری ہی ہان بھائی شاپور شعر دو دل یک شود بشکند کوہ را
پراگندگی آرد انبوہ را ۔ یہ سب حرکتین اُن عیارون کی ترنج جادو نے دیکھین دور سے للکارا ای
عیاران غضب کیا میری وزیرزادی کو مارا اب میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جاؤ گے عیارون نے
پلٹ کر دیکھا چاہا جست و خیز کر کے نکل جائین مگر ملک الموت کے سامنے سے ٹلنا دشوار تھا ملکہ
ترنج نے ایک نارنج پھینک مارا دونون عیار لڑکھڑا کر گرے بیہوش ہو گئے ملکہ ترنج نے جادوگرنیون
کو اشارہ کیا کہ جلد ان نگوڑون کو گرفتار کرو ان مکارون نے بڑے داغ دیے نور الدہر ایرج
و طہماس وغیرہ سب ایک مقام پر پا بہ گل ہر چند کہ آسمان جرأت کے ماہ کامل ہین مگر ہاتھ
دستگیری نہین کرتا ثابت قدمی نے جدائی کی ہوش و حواس نے کج ادائی کی گھوڑون سے گر کے
بیہوش ہوے ہوش و حواس رو پوش ہوے بد مست رنجیدہ کبیدہ زخمدار بیقرار سامنے
اپنی معشوقہ کے آیا کہا جان جہان مین لٹ گیا اپنے رفقا سے چھوٹ گیا کیسے کیسے صف شکن مسلمانون کے
ہاتھ سے مارے گئے ملکہ ترنج نے کہا ای بد مست ہمنے تمکو پہلے ہی ہوشیار کر دیا تھا تمنے ہمارا کہنا

ستانا استم بامسمّی ہو بدمستی کے نشے کا یہی کام ہے ذلیل و رسوا ہونا اکبر دکھونا یہ کہکر حکم دیا ان سب کو
گرفتار کرکے طوق و زنجیر پہناؤ دربار ان سب کا مجھ سوال جمشید پرستی کرو اگر قبول کرین اپنا رفیق بناؤ
ورنہ فوراً قتل کرو بدمست نے بلا کر آہنگرون کو حکم دیا سرداران نامی پہلوانان گرامی کو مسلسل و
مطوق کیا اسوقت چونکہ بدمست زخمدار تھا سب کو قید خانے مین بھیجا از سر نو بارگاہ مین استاد
گرامی ملکہ ترنج کا ہاتھ تھامے ہوے بارگاہ مین آیا سب رفیق و امیر و وزیر ہمراہ ملازمان شہزادہ
ایرج و نور الدہر جو گرفتار ہوے بعض بھاگ کر درہ ہاے کوہ مین چھپے بدمست کی زخمدوزی
کی ملکہ ترنج آکر تخت پر بیٹھی بدمست وکل زرین پر تمام خزانہ طلسم جمشیدی قبضے مین بدمست
کے آیا صدہا چھکڑے انپر صندوق ہاے کلان مخمل کاشانی کے غلاف قفل ہاے رومی ترنج
نے چاہا مال اُترواکر ملاحظہ کرے بدمست نے کہا اے جان جہان اب جلسۂ عیش و نشاط آراستہ
ہوتا ہے گانا سنین شراب پیین ہم تم لپٹ کر سوئین ملکہ ترنج نے کہا کچھ دیوانہ ہوا ہے بیہودہ باتین
کرتا ہے دیکھ میرے ہاتھ پاؤن مین درد ہے رنگ چہرے کا زرد ہے اب یہ بتلا کہ ان سردارون کے
مقدمے مین کیا منظور ہے بدمست نے کہا مین ان سب سے سوال سامری پرستی کرونگا پسران
حمزہ مذہب لات و منات کبھی نہ قبول کرینگے سُنا ہے اکثر قید ہوے تلوارین گلون پر رکھی گئین مگر
اپنی کہے گئے ملکہ ترنج نے کہا سامنے تو بلوا دیکھو تو اب کیا کہتے ہین کچھ جواب سخت دیتے ہین یا خاموش
رہتے ہین بدمست نے داروغۂ زندان خانے کو حکم دیا نور الدہر و ایرج و طہماس کو سامنے
مابدولت کے لاؤ ملکہ ترنج نے سمجھ لیا ہے قید آہن مین سب گرفتار ہین داروغہ قید خانے مین
گیا نور الدہر و ایرج و طہماس کو سر زنجیر تھام کر سر دربار لایا ہر چند کہ تینون سردار انتہا کے زخمی
ہین مگر شیران دشت نبرد جیسے ہی بارگاہ مین آئے پکار کر آواز دی السلام علیکم سلام من درین مجلس
و در حق ماد ابر کسی باد کہ بداند و بشناسد کہ خدا یکے است و پیغمبر او برحق وہ بے نیاز کارساز خالق
مطلق ہے بدمست بگڑا قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا ملکہ دیکھو تمنے غضب کیا مسلمانون کو بارگاہ مین ناحق
بلایا ہمارے پوجنے دو سو خداوندون کو بُرا کہتے ہین بڑے یہ لوگ سرکش ہین مگر ترنج کی نگاہ جو
جمال بیمثال نور الدہر و ایرج پر پڑی چہرے آفتاب عالمتاب قد سرو باغ مراد آنکھون مین
خیر کے سے نیچے جلوہ گر ہین چنونون مین رستمی مزاجون مین بہی ایک جانب طہماس ایسا جوان

قد و قامت مین دیو جرأت مین آن بان مین یکتا پہلوان صاحب شوکت و شان تینون پسائل ہوئی حیران
جمال و محو دیدار کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا کچھ اعضا پھڑکنے لگے گھبرا کر بدست سے کہا صاحب ذرا
الگ بیٹھو اسوقت مجھسے نہ بولو یہ بیچارے غربت کے مارے ناحق مصیبت مین پھنسے ہین شاہزادے
صاحبان لیاقت زنجیر پہنے کھڑے ہین انپر رحم لازم ہی ان لوگون سے نام جرأت قائم ہی اگر یہ بُرے
ہوتے خداوند لقا کا ہے کو زندہ چھوڑتے کیا قدرت کو اختیار نہ تھا جب چاہتے مٹا دیتے سنگ سیاہ
بناتے قہر و غضب قدرت دکھاتے کوئی بات تو انمین اچھی ہی کتابین اُٹھا کر دیکھو قدرت نے انکے
دادا جان کی خاطر سے ملک موروثی باختر ایسا شہر ترک کیا خفا ہو کر چلے آئے مگر انکو نہ مٹایا اور
یہ بھی کتاب خداوندی مین مرقوم ہی کہ حمزہ سپہ سالار قدرت خداوند لقا ہی دن بھر خدا کو بُرا کہتا ہی
رات کو ایک خیمے مین اُلٹا لٹکتا ہی توبہ توبہ کرتا ہی دم قدرت کی محبت کا بھرتا ہی قدرت دن بھر
کے گناہ معاف فرماتے ہین میرا جی چاہتا ہی ان بندگان خاص خداوند کو قید سے رہا کر دون محفل
عیش مین شریک ہون قدرت کو بُرا کہینگے آپ آفت سہین گے بدست نے کہا اے ملکہ عالم
یہ شیر زنجیرون مین گرفتار دست و پا انکے بیکار ہین رہا ہوتے ہی آفت برپا کرینگے ابھی خون کے
دریا بہا دینگے انکو کون روک سکیگا مین نے جنگ ان ظالمون کی دیکھی جرأت مین بے نظیر صاحب
توقیر میرے کوہی کتنے کی موت مارے گئے کوئی منھ نہ چڑھ سکتا تھا کون آگے بڑھ سکتا تھا بدلیت
بھی زخمی ہوے اگر ملکہ عالم تم نہ آجاتین لمحہ بھر مین لشکر کا خاتمہ تھا ان لوگون پر رحم کرنا بیجا ہی وہ جوان
جسنے سرشار کو مارا خداوند لقا کا نواسا ہی مگر قدرت سے برگشتہ ہی فولاد فولاد شکن کوہی رنگین
کوہستان اسی جوان کے ہاتھ سے قتل ہوا اُسکی دختر بلند اختر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو نکال لیگیا
بھائی فولاد نے بڑی کوشش کی کچھ نہوا آخر لڑ بھڑ کے اُس صاحب غیرت نے جان دی ہی ابھی
انکو قتل کرونگا ملکہ عالم بیقرار اُنکا نام سنا تو زور تھا یہ کہکر آواز دی جلاد کو بلاؤ ابھی ان جوانون کو مع دونون
عیارون کے قتل کرو ملکہ ترنج عاشق ہو چکی ہی چاہتی ہی انکو کسی حیلے سے بچاؤن معشوقان
پری چہرہ کو پہلو مین بٹھاؤن صف شکن تیغ زن صاحب صولت و جرأت شمع افروز انجمن عشرت
جیسے ہی جلاد سامنے آیا بدست نے کہا نور الدہر و ایرج و طہماس و شبرنگ و شاہرخ
کو قتل کر اب ہم سے حکم نہ پوچھنا جلاد تیغہ کھینچ کر اول سر نور الدہر پہ آیا گردن پر کوسنے کا خط بنا طہماس

نے آواز دی او بیحیا یہ میرا آقاے نامدار ہی پہلے مجکو قتل کرین اپنے آقاے نامدار کا ملال دیکھون
جان اپنی اُسکے قدمون پر نثار کرون جلاد اُدھر ملتا طہماس نے سر جھکا دیا اب تو ملکہ ترنج کو نہایت
غصہ آیا اُٹھ کھڑی ہوئی کہا کیون او بیحیا بہاڑی ہمارے حکم مین رخنہ انداز ہوتا ہی تیری کیا حقیقت
ہی کوئی تجکو جانتا پہچانتا تھا ہمنے خاک سے پاک کیا کوہستان مین تیرا نام ہوا پہلوانون کو ہمنے سرکرکے
زیر کرا دیا او احسان فراموش آج بھی اگر ہم نہ آتے تو کُتے کی موت مارا جاتا اور روباہ خصال ان
شیرون کے ہاتھ سے امان پاتا بدمست نے کہا کچھ دیوانی ہوئی ہی او مکارہ ہمین اختیار ہی
ہمارے دشمن ہین ہم خود قتل کرینگے اگر تو بولے گی ہمارے حکم مین دخل دیگی تو تجھے بھی قتل کرونگا
کیا دھگڑون کو دیکھکے عاشق ہوئی جب سے یہ بارگاہ مین آئے اُسی جانب دیکھ رہی ہی ملکہ ترنج
ہنسی کہا نگوڑے قتل کرنے والے کو بھاڑ مین ڈالون اپنے ہوتے سوتون کو مار بیشک یہ جوان
جری بہادر اسی لائق ہین سر پر مکان بنادے اُسمین انکو جگہ دے دو محبوب مطلوب قیصر اور بڑے
قد کا پہلوان اپنی جان نثار کرونگی تجکو آتش رشک مین جلاؤنگی بدمست تیغہ کھینچ کے جھپٹا کہا
حرامزادی تجکو قتل کرتا ہون ملکہ ترنج پیچھے ہٹی ایک دانشاش کا مارا تیغہ اُسکے ہاتھ سے چھوٹ کے
زمین پر گرا اُسی مقام پر پامال ہوا انجر بغض وحسد سے یہ ثمر حاصل ہوا بدمست کا نشہ اُترا لگا غل
مچانے ای ملکہ ترنج ٹھہر جا ری مجھے تجھسے بڑی محبت تھی مین تجھپر جان دیتا تھا تو مجھپر شیدا تھی یاد
ذکر تیری خدمتگزاری سے کبھی منھ نہین موڑتا اگلی باتین سب بھول گئی ان گلعذارون کو دیکھکر ایسی
بھول گئی ملکہ ترنج کب مانتی ہی آتش عشق نورالدہر وایرج وطہماس شعلہ ور ہی گرمی محبت سے
استخوان جل رہے ہین قلب ناصبور سے شعلے نکل رہے ہین وہی تیغہ بدمست کا اُٹھا کر دوڑی
ہر چند بدمست چیخا چلایا اگلے پچھلے ذکر کھولے کچھ اثر نہوا ملکہ ترنج نے قریب آکر ہاتھ مارا بدمست
کے دو ٹکڑے ہوے ہاتھ ہلا کر برق چمکائی جلاد کا سر اُڑ گیا اُسی غصے مین طرف کوہیون کے پلٹی کہا
بتلاؤ نگوڑو تم کیا کہتے ہو یہی شرط ہی سب کو پھونک دون آتش قہر وغضب مین جلا دون سب کوہی
گھبرا گئے منتین کرنے لگے کہ ملکہ ترنج ہم تابعدار ہین میان بدمست صاحب کے مزاج مین بڑا
غرور آگیا تھا آپ نے خوب کیا وہ اسی لائق تھے آپکے بھروسے پر بڑے بڑے ظلم کیے ملکہ ترنج
نے کہا اسکا لاشہ پھینک دو خدمت مین بادولت کی حاضر رہو کوہیون نے ٹانگ پکڑ کر لاشہ بدمست

کا مزبلے پر پھینک دیا ملکہ ترنج بہ تعجیل بناؤ کر کے مسی کاجل لگا کے تخت پر بیٹھی نورالدہر و ایرج و
طہماس یہ معاملہ حیرت افزا دیکھ رہے ہین ملکہ ترنج نے کہا ان تینون جوانون کی قید کاٹ دو آہنگرون
نے فورًا قید سے رہا کیا ملکہ ترنج نے کہا ای شہزادو آؤ دنگل پر بیٹھو تمھارے واسطے اپنے بڑے آشنا کو
مار ڈالا مگر ان عیارون کو نہ چھوڑونگی نورالدہر و ایرج و طہماس خاموش دنگلون پر بیٹھے سر جھکا
ہوے شبرنگ و شاپور نے فریاد کی ملکہ عالم ہم بھی تابعدار ہین جو ارشاد ہوگا فورًا بجا لائینگے ہم تو
نمک صحبت ہین گا ئینگے بجائینگے آپ کو خوب راضی کرینگے ملکہ ترنج نے کہا میرے بزرگون نے مجھسے
کہدیا ہی کہ عمرو و فرزندان عمرو سے ڈرنا چاہیے بڑے مکار و غدار ہوتے ہین ہر چند دونون نے کہا
ملکہ ترنج نے ان دونون کو رہا نہ کیا حکم کیا قید خانے مین لیجاؤ داروغہ زندان خانہ دونون کو کشان
کشان لے گیا اب ملکہ ترنج نے جلسہ آراستہ کیا ساقی بچے حاضر ہوے اول طرف نورالدہر کے
متوجہ ہوئی کہا کیون جان جہان و آرام دل مشتاقان خاموش بیٹھے ہو کچھ تو بولو مین تم تینون صاحبون
سے باہر نہین ہون اور سب دنیا کے مرد آج سے مجھپر حرام ہوے تمھارے لیے بہت سے خود و زرہ تیار
کرونگی کوئی دنیا مین تم سے مقابلہ نہ کرسکیگا ایرج نے نورالدہر کے چٹکی لی کہا او بھائی صاحب تم پر
بہت مہربان ہی بھلا اب ہم تمسے کا ہیکو کشتی کرسکینگے کیا مجال ہی کہ دنگل رستم کا نام لین نورالدہر نے
غصے مین جواب دیا ای ملکہ ترنج کیا بیہودہ بکتی ہی ملکہ ترنج مسکرا کر طرف طہماس کے متوجہ ہوئی کہا
او جوان تو تو مجکو لگا ہون مین کھائے جاتا ہی ذرا مجکو ہاتھ نہ لگانا مین ابھی چھینکی ہون ابیات

لینا نہ کبھی ابروے خمدار کا بوسہ
لیلون مین اگر اس بت مہجو ا کا بوسہ
ہوتی جو تری نخوت کا بنا نا ہمین اسمٰا

نادان کوئی لیتا ہی تلوار کا بوسہ
آتا ہی مجھے رشک سیہ بختی پہ اپنی
تو لیتے کبھی لب کبھی رخسار کا بوسہ

تا حشر نہ ہوش آئے مجھے نشے سے اسکے
جب زلف تری لیتی ہی رخسار کا بوسہ
نورالدہر نے کہا ای ملکہ عالم یہ

تمھارے ہی لائق ہین جوان اور خوبصورت ہین ایرج نے کہا کہ ادنی سی بات ہی ستر و سو من کا سا طوق
باندھے ہین بڑے شقی جری بہادر ہین ملکہ ترنج نے کہا کیا مین انسے باہر ہون ای جوان شراب
پی لے مین بہت خوش ہوئی یہ دونون شاہزادے بڑی تیری تعریف کرتے ہین طہماس نے اُٹھا ہاتھ
مارا جام زمین پر جا کر گرا اور ٹکڑے ہوگیا ملکہ ترنج نے کہا ای جوان تو بڑا بد مزاج ہی عاشق و معشوق
کا تنہائی مین ناز و نیاز بہتر ہی مین الگ اُٹھ چلون کچھ تنہائی مین کہے گا ابھی دن ہی رات ہونے دے

ایرج و نور الدہر نے قہقہہ مارا طہماس نے کہا شاہزادو ہنس ہنس کے میری جان لیگے اس
کم بخت کی شامتین آئی ہین ملکہ ترنج نے کہا کیون رے کم قدرے مین نے تیرے ساتھ کیا برائی
کی جو تو کہیگا مجھے بدل و جان منظور ہی بوجہ غصہ کرنا تیری عقل کا قصور ہی میرے مزاج سے تو آگاہ ہی
ذرا سی بات پر مین نے بدمست کو مارا ابھی ڈبا کر کھونٹے مین باندھ دونگی وہ دونون بیچارے سمجھاتے
ہین آپ پھولے جاتے ہین انسانیت سے باہر ہیں چل اُٹھ دیر نکر اسی مین تیری خیر ہی اب تو
طہماس گالیان دینے لگا کہا کم بخت یہ دونون جوان دل لگی باز ہین یہ میان ایرج صاحب
جو بیٹھے ہین بڑے عاشق مزاج ہین ہم نوکر چاکر بیچارے غریب محتاج ہین خواجہ عمرو کے فرزند ہین
ہم سردار ہم عیار نامی و نامدار ان سے ضرور آشنائی کرو میرا قد و قامت دیکھنے ہی کا ہی یہ حسین
خوب رو پہلوان بعکیت بکیت البتہ قابل دوستی ہین جب تمھارے پاس بیٹھینگے لوگ حیرت سے
آتش حسرت پر جلینگے ملکہ ترنج نے کہا اچھا مین اُنکے خوش کرنے کو حاضر ہون لو پیارے یہ جام
تمھین پیو اب میان ایرج گھبرائے ملکہ ترنج نے جام شراب کا ایرج کے منھ سے لگا دیا کہا لے
پی نخرا نکر بڑا بحیت ہی تیری پھبتی دیکھونگی ایرج نے منھ پھیر لیا ترنج نے کہا پہلا جام اگر تو نہین پیتا تو مین
پیے لیتی ہون یہ کہکے جام شراب خود پی گئی گنگنائی ایرج کے رجھانیکو یہ غزل گائی غزل قبول

سوز درون کی ای دل اُسکو خبر نہین ہی
آہین شرر فشان ہین لیکن اثر نہین ہی

روتے ہین رات دن ہم لیکن ہی خشک دامن
مثل گہر ہمارا آنسو بھی تر نہین ہی

شعرون مین کسکو باندھون دیوانہین لاؤن کسکو
اک وہم سا ہی سب کو اُسکے کمر نہین ہی

اُسکی گلی مین کیونکر پہونچیگی روح اپنی
روح الامین کا بھی اُسجا گذر نہین ہی

ای شاہدان مضمون کیونکر بلاؤن تمکو
اب نذر کو تمھاری خون جگر نہین ہی

تن پہ سے سر جو اُترا ایس سر کا درد اُترا
تن پر جو سر نہین ہی بس درد سر نہین ہی

اہل ہنر کے آگے بڑھ ای قبول اشعار
کیا یادشاعری کا تجکو ہنر نہین ہی

یہ غزل گاکے نشہ کے جوش مین ایرج کو لپٹنے لگی ایرج نے ایک طمانچہ مارا اگر سحر کرکے اپنے کو ملکہ
ترنج نہ بچاتی تو سر اُڑ جاتا ایرج و نور الدہر و طہماس اپنے اپنے مقام سے اُٹھے کہ ہیون نے
جلوہ کیا دو چار کو طہماس نے مارا چند کو نور الدہر نے کسی کو ایرج نے پس ملکہ ترنج جادو

غصے مین اُٹھی دیکھا زمین پر دریاے خون ہو گیا غصے مین ایک دم ہر مارا تینون سردار زمین پر
گرے سحر مین تینون کو مبتلا کیا کہا ای جوانو میرا کہنا مانو بڑا مجکو قلق ہی انصاف کرو تم پر میرا حق ہی تمھارے
واسطے مین نے اپنے آشنا کو مار ڈالا کیسے نا انصاف ہو مجھے خود رہ رہکے افسوس آتا ہی اگر میرا
کہنا نمانوگے تو وہی حال تمھارا بھی ہوگا ایرج و نور الدہر و طہماس گالیان دینے لگے کہ کمبخت
کیا بیہودہ ارادہ کرتی ہی ہم لوگ اس فن کے نہین ہین ملکہ ترنج نے کہا بلاؤ جلادون کو ابھی ان کو
قتل کرونگی مین سلامت رہون ان ایسے ہزارون پیدا کرلونگی مجھے کیا پروا ہی اپنے نصیبون کو
جھینکین مجھ ایسی چاہنے والی انکو نہ ملیگی سب طرح حاضر ہون نگوڑے ایسے ڈھونڈھے ہین کسی طرح
نہین گرماتے ان جوانون نے کچھ جواب نہ دیا جلاد خنجر کھینچکر قریب آئے اب ایرج و نور الدہر
کو زندگی سے یاس ہوئی اپنے معبود حقیقی سے التجا کرنے لگے دعا مین مصروف ہوے ملکہ ترنج
غصے مین کانپ رہی ہی کہتی گردہین کہ یکایک ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی ای ملکہ عالم
جبرئیل قدرت خداوند باختری یعنی ملک یاقوت شاہ تشریف لاتے ہین شاید واسطے شکار کے
صحرا مین تشریف لائے تھے آپکی خبر سُنکے پلٹ پڑے ملکہ ترنج اُٹھی باہر بارگاہ کے آئی دیکھا کہ
ملک یاقوت شاہ ہوادار پر سوار تاج شہریاری بر سر چار قبہ شہنشاہی در بر موتیونکے مالے
کنٹھے یاقوت احمر کے زیب گلو چالیس جوانان خوش رو سپاہی چوبدار ہٹو بچو کرتے ہوے چلے آتے
ہین ملکہ ترنج نے آگے بڑھکے سلام کیا پائے پر ہوادار کے ہاتھ رکھا پوچھا ای جبرئیل قدرت
یہان کیونکر آنیکا اتفاق ہوا یاقوت شاہ نے کہا بدولت واسطے شکار کے آئے تھے زبانی
ہرکارون کی معلوم ہوا کہ بندی خاص خداوند لقا نے مسلمانون کو گرفتار کیا ہی اور قدرت نے
بھی فرمایا تھا کہ جب شکار مین جاؤگے شکار بزرگ دستیاب ہوگا دشمنون کو اضطراب ہوگا
مین مطلب اصلی کو نہ سمجھا اب جو ہرکارون نے یہ خبر وحشت اثر سُنائی کرامت ارشاد
خداوندی یاد آئی ملکہ ترنج بہ اعزاز و اکرام یاقوت شاہ کو لیکر بارگاہ مین آئی ساحرہ والون سے
کہتی ہی صاحبو دیکھو مین نے یہان مسلمانون کو گرفتار کیا قدرت کو وہان معلوم ہو گیا جاگتی جوت کا
خداوند ہی لات و منات سے اسکا مرتبہ بلند ہی اسمین بھی کچھ شبہ ہی قدرت کی رحمت ہی کہ
ان سرکشون کو نہین مٹاتے ہین دنیا کے عجائب و غرائب دکھاتے ہین جس دن دریاے قہاری جوش مین

آئیگا ایک ایک مسلمان مثل حباب بحر عالم سے مٹ جائیگا اب مجکو یقین ہی طرۂ پیغمبری ملے گا
غنچہ آرزو کھلیگا سب کو ہی عرض کرتے ہین آمنا وصدقنا ترنج نے یاقوت شاہ کو لاکر تخت پر
متمکن کیا حکم ہوا جلد ساقیان پری رخسار جام مے گلنار لیکر حاضر ہون جبرئیل قدرت نے ملکہ
ترنج کے چٹکی لی مسکرا کے کہا صاحب تمھارے بڑے مرتبے ہین خداوند ہمسے فرماچکے ہین لیجے
تیرا نے آشنا بدمست کو قتل کیا قدرت کی تقدیر کا ظہور ہوا اب جانی تمھاری شادی ہمارے ساتھ
ہوگی ہم تم مزے اڑائینگے اپنے پہلو مین تجھ ایسی حسینہ کو سلائینگے مگر یہ تو بتلاؤ کوئی خیمہ ایسا بھی ہی
کہ جہان تخلیہ ہو راز و نیاز کے کلام ہون شکار سے تھکے ہوے آئے ہین آرام پائین نور قدرت
تمھارے پیٹ مین اتارین یہ سنکر ملکہ ترنج پھول گئی سر جھکالیا شرما گئی گھونگھٹ نکالکر کہا ای جبرئیل
قدرت حکم خداوندی مین کون دخل دے سکتا ہی مگر کنیز کو خوف سے سکتا ہی چلیے تشریف لیچلیے
چھپر کھٹ درست ہی مگر لونڈی کی طبیعت سست ہی یاقوت ہاتھ تھام کے ترنج کا اٹھا ساتھ
والون سے کہا ہم ملکہ ترنج سے تنہائی مین کچھ باتین کرینگے تم سب صاحب بارگاہ مین باطمینان
بیٹھو چرچا شراب و کباب کا کرو ملکہ ترنج کو ساتھ لیکر بخدمت خداوند چلینگے سب کوہی و کنیزان
ملکہ ترنج نے ان سب کی شراب و کباب مین شرکت کی مگر ملکہ ترنج دلمین باغ باغ کہ اب قدرت
کی ہوا کھلاؤنگی یہ جبرئیل قدرت ہی تجھسے قلبی محبت ہی ای ترنج اپنے کو روکنا چاہیے جب تخلیہ
مین آئی مسند پر یاقوت آکر بیٹھا ملکہ ترنج شرمائی ہوئی ہٹی جاتی ہین ناز معشوقانہ دکھاتی ہین
یاقوت نے کہا جان جہان قریب آؤ تنہائی مین نہ شرماؤ ملکہ ترنج نے کہا ای جبرئیل قدرت
دیکھو مجکو ہاتھ نہ لگانا مین لوٹ جاؤنگی تمسے روٹھ جاؤنگی اور کسی بات کا ارادہ نہ کرنا دیکھو سینہ
تو میرے ہاتھ رکھو کلیجہ دھڑک رہا ہی دل خوف سے مثل مرغ بسمل پھڑک رہا ہی میرا دم نکل جائیگا
تمھارے کیا ہاتھ آئیگا یاقوت نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا کیون پیاری کیا ہمین ترساؤگی
شربت وصل نہ پلاؤگی تشنہ جام وصال ہین قلب ناصبور پر ہجوم غم و ملال ہین اشعار

زخم تن ہمنے خدا سے پایا ہم نے
خوب پانی تری تلوار سے پایا ہم نے
سبزہ آغاز ہی بوسے مین تو دیتا ہی دکا

داغ اس چاند سے رخسار پایا ہم نے
اور ہم ہوگئے رونے مین گہر نما
گل رخسار ترا خار سے پایا ہم نے

تشنہ بوسہ چاہ ذقن ای یار تجھے ہم نے
یہ مرض نرگس بیمار سے پایا ہم نے
داغ بڑھتے گئے لیکن نہ وہ منہ دکھلا

نہ تو دِرہم سے نہ دینار سے پایا ہم نے
ایسا صدمہ کوئی اغیار سے ہمکو نہ ملا
جو مزہ سایۂ دیوار سے پایا ہم نے

تیرے زخمی کو ترا سبزۂ خط یاد آیا
جسقدر رنج دل زار سے پایا ہم نے
دل دانا کے لیے ہوتا ہی رہزن ریش

درد و نوم ہم نے نگار سے پایا ہم نے
لطف یہ سایۂ طوبیٰ میں نہو گا ہرگز
حسان قسیج کو زنار سے پایا ہم نے

کیون ای جان جہان ہم تو بیقراری مین حکم سے خداوند کے آئے تمکو ہم سے انکار ہی ملکہ ترنج نے کہا نہین
ای جبرئیل قدرت آپسے انکار کیا آپ خداوندزادے نور چکیدۂ خاص قدرت ہین مگر مین دل کو کیا
کرون گھبراتا ہی کہ تم کیا کروگے میرے کلیجے پر خنجر پھیروگے لیکن ناچار سنگ آمد و سخت آمد مگر ایک
وعدہ مجھسے کرلو اور کسی عورت سے کبھی کلام نہ کرنا قدرت کے جاہ و جلال کی قسم کھاؤ تب مجھے
ہاتھ لگاؤ نہین تو مین چیخونگی سارا خیمہ سر پر اٹھالونگی یاقوت شاہ نے کلائی تھام کر کھینچا کہا جانی
جاہے جتنی قسمین لیلو نوشتہ لکھدونگا قول و اقرار کا پابند رہونگا شعر قول کا ہو نہ یقین ہم نے
نوشتہ لے لو یہ ضامن انسان کے عوض چاہے فرشتہ لیلو یہ خداوند لقا کی قسم لقا کے باپ کی
قسم تمکو راضی رکھونگا کبھی لونڈا رنڈی نہ کرونگا دس ہزار کنیزین واسطے خدمتگاری کے پانچ ہزار
روپیہ صرف پاندان دو ہزار روپیہ بابت میوہ خوری اسمین کا ہے کی چوری اب تو بی ملکہ
ترنج پھسل گئین ٹھٹھا مار کے ہنسین کہا مردوے کیون اتنی قسمین کھاتا ہی باتین بناتا ہی مین نے
بھی دنیا کو دیکھا ہی اسوقت شیطان سر پر چڑھا ہی یہ وہی کھیل رہا ہی جب اپنا مطلب نکل جاویگا
پھر بات بھی نہ پوچھوگے یہی حکم دوگے تنخواہ لو کھاؤ محل مین پڑی رہو یاقوت نے کہا بس اب
زیادہ نہ بگھارو لو جام شراب کا پیو جلدی فیصلہ ہو جام بھر کے لبون سے ملکہ ترنج کے لگا ہی دیا ملکہ
ترنج نہین نہین کرکے پی گئی پیتے ہی گھبرا کے کہا ای جبرئیل قدرت میرے کلیجے مین آگ بھر گئی ہڈی
ہڈی جلنے لگی بوٹی بوٹی پھڑکتی ہی یاقوت نے کہا اری شراب نو کشیدہ ہی گرمی کی ہو تو کیا بعید ہی
ملکہ ترنج گھبرا کر اٹھی بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے گری یاقوت نے نعرہ کیا منم جواہر بن عمرو
ساتھ والون نے باہر کنیزون کو بیہوش کیا جواہر نے ایک خنجر مارا ملکہ ترنج کا شکم چاک قصہ پاک
ہوا صدائین مہیب آئین آندھی سیاہ اٹھی ابوالفتح وغیرہ ساتھ تھے انھون نے بارگاہ کو مزبلہ
قصابان بنا دیا کنیزان ملکہ ترنج کو قتل کیا ایرج و نورالدہر و طہماس و شبرنگ و شاپور
قید سے چھوٹے لشکر جو بھاگ کر دہ ہائے کوہ مین چھپا تھا حالات عشرت آیات سنکر آئے نورالدہر

نے جواہر کو گلے سے لگالیا پوچھا ای برادر تمہارا کیونکر آنیکا اتفاق ہوا جواہر نے کہا جب آپکو
عرصہ دراز گذرا صاحبقران بیقرار ہوئے مجھے حکم ہوا جاکر شاہزادون کو تلاش کرو راہ مین
غلام نے حضور کی گرفتاری کی خبر پائی شکر ہی خدانے وقت پر پہونچایا اب آپ بتعجیل تمام لشکر
مین آئیے آپ کے جد عالی تبار آٹھ پہر یاد کرتے ہین ہم آگے بڑھکر خبر پہونچا دینگے آپ مع لشکر
منزل بمنزل آئینگے نور الدہر و ایرج نے جواہر بن عمرو کو بڑا بھاری خلعت دیا چالیسون
عیارون کو بھی مخلع کیا جواہر بن عمرو مع عیارون کے طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا بعد
کو ایرج و نور الدہر نے لشکر آراستہ کیا مال طلسمی لدوایا بشوکت تمام بکیفیت مالا کلام بسمت
لشکر ظفر اثر صاحبقران چلے دو کلمہ داستان صاحبقران و زمرد بے ایمان سنیے کہ زمرد شاہ
باختری اپنی بارگاہ جہان پناہ مین داخل ہی سلیمان عنبرین موسے کوہی عرض کرتا ہی یا خداوند میرے
کلیجے پر صد ہا داغ ہین کیسے کیسے بھائی بھتیجے جری بہادر ممالک کوہستان سے آگے ہاتھ سے
سرداران اسلام کے مارے گئے ملک جی ہمیشہ مانع ہوتے ہین بادولت کو نہین لڑنے دیتے
جسدن تلوار نیام انتقام سے کھینچونگا طبقے زمین کے ہلا دونگا بختیارک نے کہا ای پہلوان
دوران تمکو کیونکر لڑنے دین اندھے کی ایک لاٹھی بڑا بھروسا طلسم ہوشربا کا وہ مدد و عدم
مدد انکی رائے پر موقوف ہی عرصہ سے کوئی ساحر نہین آیا ای رستم زمان ساحر کے آنے سے
بڑی چہل پہل ہو جاتی ہی آپ تامل فرمائیے یقین ہی کوئی نہ کوئی ساحر آتا ہوگا مسلمانون کا
پیشدستی کا طریقہ نہین ہی یہی بڑی خیر ہی نہین تو تمنا قدم کا جمنا دشوار ہوتا سلیمان نے کہا
ملک جی تمہارے دل مین مسلمانون کی طرف سے خوف سما گیا ہی بختیارک نے کہا حضور
بچپن سے حال مسلمانان دیکھتا ہون کیسے کیسے پہلوان بڑے بڑے ساحر مسلمانون سے
لڑتے آخر مین جہنم واصل ہوئے یہ باتین ہو رہی تھین کہ طرف سے طلسم ہوشربا کے ابر تیرہ و
تار نمودار ہوا اسمین رعد کی گرج برق کی چمک لقا پکار اٹھا ای بندگان من چہ تقدیر کردم دیدی
قدرت مرا بندۂ خاص الخاص نے کسی بندۂ مقبول کو بھیجا ابر آگے شق ہوا دیکھا ایک جادوگر تاج
سر پر ساٹھ ہزار ساحران غدار پشت پر بصد کر و فر آگے اترا بارگاہ لقا مین آیا واسطے سجدے کے
جھکا لقا نے کہا ای بندۂ سرکش سر خود از سجدہ بردار لعنت بر تو غضب کردم ساحر نے عرض

افراسیاب کی بخشش کی بختیارک نے اُسکو پڑھا طرف سے افراسیاب کے اُسمین لکھا
تھا یا خداوند تیمور سحر طراز ساحر سرفراز خدمت فیض درجت مین حاضر ہوتا ہی کل مسلمانون کو
قتل کرکے آپکو بالاے فیطول پہونچائیگا تیمور کو زنگل زرین بیٹھنے کو ملا بختیارک نے پوچھا
کچھ حال طلسم ہوشربا بیان کرو تیمور نے کلاہ زرین پر دے ماری کہا کیا عرض کرون ساربان زادے
نے غضب کیا طلسم کشا کو گنبد نور سے جاکر ہار لیا بختیارک ناچنے لگا کہا مبارک باشد ایکدن
ہمارے پیر و مرشد افراسیاب کو قتل کرینگے تیمور نے کہا ملک جی یہ ناممکن ہی لوح طلسم ہوشربا معدوم
ہی جسدن افراسیاب بگڑے گا لونڈی غلامون کو قتل کر ڈالیگا حضور غلام کے نام طبل جنگی بجوایا ہی
دیکھیے کل ہی کیا قیامتین برپا کرتا ہون بختیارک نے خوش ہو کے حکم دیا نقارہ رزمی گڑگڑایا مگر
تامیان خبری و توامیان خبیری و سرہنگ کی و ابوطاہر خونریز جو اسپان لشکر اسلام ہر وقت
براے خبر لشکر لقا مین حاضر رہتے ہین خبرین لیکر بھاگے یہان بارگاہ سلیمانی مین بادشاہ جمجاہ تخت
سلیمانی پر و زنگل آصفی پر زر قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران مرتع دربار تصویر سرداران
سے معمور کہ چارون ہرکارے حاضر ہوے ہاتھ اٹھا کر دعا و ثناے بادشاہی بجالاے قطعہ

کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ | گل سُرخ تابد چو روشن چراغ
نگین سعادت بنام تو باد | ہمہ کار عالم بکام تو باد

شہریار عالم کی عمر دراز رہے تیمور سحر طراز طرف سے افراسیاب
کے آیا ہی اُسنے طبل جنگی بجوایا ہی دوسرا مژدہ فرح بخش غلامون نے پایا ہی کہ جس سے روح راحت
قلب کو فرحت حاصل ہوئی ہمارے اُستاد صاحب نے جانبازی کرکے اپنے کو گنبد نور مین پہونچایا
اسد کو بڑے کروفر سے قید افراسیاب سے چھڑایا مگر اب طلسم ہوش ربا مین ہنگامہ ہاے عظیم
برپا ہین مشہور ہی کہ طلسم کشا کو لوح کی تلاش ہی افراسیاب مشہور کرتا ہی کہ میرے طلسم کی لوح نہین
ہی مگر رازداران طلسم ملکہ مخمور و بہار و باغبان فکر حصول لوح مین مصروف ہورہے ہین کیا
تعجب ہی کہ انشاء اللہ طلسم ہوشربا بہت جلد فتح ہو مگر سنا ہی کہ ابھی تک بدیع الزمان کی قید کا پتا
نہین لا خواجہ عمرو کو اس مقدمے مین بڑی کوشش کی طلسم انتہا کا وسیع ہی آج یہ بھی سنا ہی کہ
افراسیاب بڑی بڑی قیامتین برپا کریگا ناظمان دربند کو تحریر کیا ہی اٹھارہ سو ملک کا بادشاہ
تلوار اُسکی ہیبت پناہ خدا ہمارے اُستاد کی جان و آبرو بچائے خیر و عافیت سے لاکر حضور سے ملائے

صاحبقران نے فرمایا عمرو ایسا ہی طرار عیار ہے تم سب کا حقیقت میں سردار ہے ایسے مقام پر بیچارہ اسد کیا طلسم کشائی کریگا اگر لاکھوں پہلوان ہوتے صفوں کو پامال کرتا شیر کے گلے چیرتا ساحر ونشے کیا کریگا خدا اسکو مظفر و منصور کرے ایسا طلسم وسیع کبھی ہماری نگاہ سے بھی نہیں گذرا سب مین بڑا طلسم ہزار اسپ تھا ایک سال کامل مین اسمین لڑا عمرو ایسا عیار تھا اہالیان طلسم خاص ہر مسلمان تھے خواہش رکھتے تھے طلسم جلد فتح ہو جاے دختر لنبا خر حکیم اشراق روشن ضمیر حسین مہ لقا ماہ منیر آفتاب عالمتاب آسمان عزو شان ملکہ رضیہ سلطان مجبوائل ہو چکی تھی درویش ذاکر و منکر ذوالفنون زاہد و مہر نوش سبز پوش یہ سب کامل و اکمل عالم و فاضل عامل عاقل رازداران طلسم میرے شریک تھے مگر کسی کا کچھ زور نہ چلا ایسی ایسی بلاؤن مین پھنسا کہ نوبت بجان و کارد بر استخوان پہونچا مین صاحب اسم اعظم تھا صاحب حرز ہیکل فتح کے دل یہ تمام سامان تھا مگر طلسم عجائب و غرائب مین مجبور تھا آٹھ پہر ملول و رنجور رہتا بڑی بڑی مشقتون سے طلسم فتح ہوا حقیقت مین طلسم ہوش ربا ہوشربا ہی ہے مین وکفیل عمرو و اسد کا خدا ہے ایسے کلمات حسرت انجام زبان سے فرماکر ارشاد ہوا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے قلابہ چینی و کبابہ چینی داروغہ نقارخانہ کو حکم ہوا کہ طبل جنگی پر چوب پڑی قطعہ

زنا ہید مریخ کرد این سوال
بگفتا کہ نا طبل اسکندر است

جہان را اگر روز آخر رسید
کہ آوازہ او گوش گردون کر است

چو بر طبل اسکندر آمد دوال
سرافیل صور قیامت دمید

صداے طبل جنگی اہالیان لشکر نے سنی سب پر ظاہر ہوا ہر سردار اس حال سے ماہر ہوا کہ کل لشکر کفار سے مقابلہ ہے ایک ساحر زبردست ہوشربا سے آیا ہے سرداروں نے سپر و شمشیر کو ہاتھ سے ڈال دیا حسرت و یاس سے کہا افسوس صد ہزار افسوس کس ملک مین آئے شمشیر زنی کا نام بھول گئے یہان چھوٹے کا کام ہے سحر و شعبدہ مین بڑا نام ہے کس سے لڑینگے مجبور ساحرون کے سامنے سر جھکا دینگے وہ بدمعاش ایک ماش کا دانہ پھینک دیتے ہین ساری جی داری فراموش پراگندہ ہوش ہاتھ پانون بیکار سپاہی سردار مجبور و ناچار اسکی قدرت سے لڑائی فتح ہو جاتی ہے ورنہ سحر سے ساحرون کے زمین تھراتی ہے لشکر اسلام مین چارجانب ہنگامہ واضح رہے اے عالی رہے کہ جواہر بن عمرو و ترنج کو بارکرا ایرج و نورالدہر سے رخصت ہو کر چل نکلا مگر ابھی لشکر ظفر اثر مین نہین پہونچا ایرج و نورالدہر بھی ابھی راہ مین ہین مگر جب

لشکر صاحبقران میں طبل جنگی بجا سرداروں میں بھی چرچا ہوا کہ دیکھیے کل ساحروں سے کیونکر جان
بچتی ہے شعبان خنجر گزار روح روان عمرو نامدار بانہائے عیاری سے آراستہ ہو کر اٹھا بیرون
بارگاہ آیا مہتر برق خطائی نے پوچھا مرشد زادے کیا قصد ہے کہاں جاتے ہو شعبان نے جواب دیا
آپ سب صاحبوں نے سنا ساحر زبردست طلسم ہوشربا سے برائے مدد لقا آیا بکبر و نخوت طبل جنگی بجوایا
جملہ سرداران تہمتن و جان نثاران جمعیت شکن پریشان ہیں اُنکا تردد بجا ہے سحر و ساحری میں کسکا زور
چلتا ہے ارادہ ہے کہ جا کر اُس مردود کو ماروں آتش سحر کو نہ بھڑکنے دوں برق نے کہا میں بھی ہمراہ چلوں
شعبان نے کہا آپ سب صاحب حفاظت لشکر میں مصروف رہیں پروردگار معین و مددگار ہے
برق پلٹا شعبان طرف لشکر لقا کے چلا یہاں بارگاہ لقا میں تیمور سحر طراز جب طبل جنگی بجوا چکا
لقا نے دربار برخاست کیا تیمور طرف اپنی بارگاہ کے چلا بختیارک نے کہا میاں تیمور صاحب ذرا
عیاروں کا خیال رکھیے گا آپنے آتے ہی طبل جنگی بجوایا ہے دل مسلمانوں کا دکھایا ہے میرے پیر و مرشد کے
نور نظر شاگرد ان نامور ضرور آپکی فکر میں آئینگے ذرا غفلت ہوئی مشکیں باندھ کے لیجائینگے تیمور نے کہا
ملک جی آپ کی مہربانی کوئی عیار صاحب مجھ پر عنایت نہ فرمائینگے عیاری کرنے نہ آئینگے بختیارک
نے کہا ہمنے براہ خیرخواہی واقف کیا آگے اختیار ہے سمجھا دینا ہمارا کام ہے غرور کا یہ انجام ہے تیمور نے
کچھ جواب نہ دیا ہنستا ہوا چلا چند رفقا ساتھ طرفدار مرد تماش بین نشے باز ہیں رنڈی کو ساتھ لائے
ہیں منزلوں میں مزے اڑاتے ہوئے آئے ہیں اپنی بارگاہ میں آکر بیٹھا چوبداروں سے کہا ملک گلنوش
کو جلد بلاؤ ایک غزل سنکر آرام فرمائینگے صبحکو میدان کارزار میں جائینگے چوبدار چلا شعبان قبل ساحر
لشکر میں آیا ہے فکر تیمور میں پھر رہا ہے دور سے اُسنے دیکھا اسی بارگاہ سے ایک چوبدار نکلا ہے بہ تعجیل کہیں
جاتا ہے شعبان جھپٹ کر چوبدار کے قریب آیا کہا مروے صاحب آداب و تسلیمات قبول ہو چوبدار
نے پلٹ کر ایک ساحر کو دیکھا جواب دیا بھیا اچھے رہے کیوں کیا مطلب ہے شعبان نے کہا آپ
کہاں جاتے ہیں چوبدار نے کہا بھائی ساحر صاحب دن بھر جا بجا حکم پہنچاتے ہیں رات کو بھی
فرصت نہیں ملتی اب میاں تیمور صاحب کی رنڈی کو بلانے جاتے ہیں شعبان باتیں کرتا ہوا
مروے صاحب کے ساتھ ہو لیا باتوں باتوں میں نام و نشان پوچھا یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ اپنے ساتھ
لائے ہیں پرانی آشنا ہے ایک مقام تنہائی پا کر شعبان نے چوبدار پر حلقے کمند کے مارے بیہوش

کر کے کنارے ڈالدیا لباس اُسکا اُتار لیا صورت تبدیل کی عصا ہاتھ مین لیکر بڑبڑاتے ہوے چلے
راہ مین اکثر جو ساتھ والے ملے پوچھا میان مردے صاحب خیر تو ہی کس پر غصہ کرتے ہو شعبان نے
کہا بھائی اس زمانے کی نوکری کو آگ لگے کتنا مین کہتا ہون کہ ناچ رنڈی کو بلانے جاتے ہین لوگون سے باتین
کرتا ہوا خیمے مین گلنوش کے آیا دیکھا ایک کسبی خوبصورت لباس و زیور سے آراستہ سازندے
موجود انتظار مین بیٹھی ہی شعبان کو دیکھکر اُٹھ کھڑی ہوئی کہا کہیے مردے صاحب کیا حکم لائے شعبان
نے کہا چلیے آپ کو یاد فرمایا ہی سازندے بھی اُٹھے جب ڈولی لاکر رکھی گئی شعبان نے کہا بی گلنوش
صاحب مجھے کچھ تنہائی مین کہنا ہی مین آپ کو سمجھا دون یہ مقام لشکر خداوندی ہی ذرا سی بے ادبی ہو جائیگی
گدھی بنجاؤ گی دھوبی پکڑ کے لیجائیگا کھونٹے سے باندھ دیگا لدے سواریان گا ٹھنگے کہین چین نہ ملیگا مثل
مشہور ہی کہ دھوبی کا گدھا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا بیچاری کسبی تھرا گئی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا میان
مردے صاحب واسطہ سامری کا سب نشیب و فراز سمجھا دو بدلنگے حالات بتادو ہی جو مین
گدھی بنگئی تڑپ تڑپ کے مرونگی ایسے خداوند کی خدائی مین آگ لگے مین ایسی نوکری سے باز آئی مردے
نے کہا گھبراؤ نہین ہم سب ترکیبین بتلاوینگے یہ کہکر ہاتھ تھام لیا پھر خیمے مین لے گھسا اور تنہائی مین
پایا کہا بی گلنوش یہ گلوری کھالو پیک نگل جاؤ ہمیشہ سُرخ رو رہو گی ہم تمھاری حفاظت کا بیڑا اُٹھاتے
ہین گلنوش نے مُنھ کھولا شعبان نے گلوری مُنھ مین دی گلنوش جلدی جلدی چبا کر کھا گئی
پیک حلق سے اُترتے ہی بیہوش ہوئی شعبان نے لباس اُتار لیا گلنوش کو ایک گوشے مین
چھپا دیا اُسی کی شکل بنکر مسکراتے ہوئے باہر آئے ڈولی مین پانون پھیلا کے بیٹھے سازندون کو ساتھ لیا
کہارون سے کہا مہا ذرا جلدی جلدی چلو یہان تیمور ٹہل رہا ہی کہ شعبان بشکل گلنوش اُسے تیمور
دیکھکر باغ باغ ہو گیا کہا کیون ملکہ گلنوش ہم تو مسلمانون سے لڑنے کو آئے ہین تمنے دن بھر ہمارا
خیال نہ کیا اور ہماری یاد نہ آئی شعبان نے جھٹ پکڑ کے ایک طمانچہ مارا کہا نگوڑے دیوانے سفر کے
تھکے ماندے آئے نہ نہائے نہ دھوئے نہ کپڑے بدلے تمھارا اسونٹے والا پہونچ گیا لے مین آئی کیا
کہا جائیگا صبح کو مسلمانون کے ہاتھ سے مارا جائیگا تیری خونخوار صورت سے دل کانپتا ہی بڑھوے
جلاو کا سامنا ہی سامری جمشید میری جان بچائین تیمور نے کہا ای جان جان مسلمان بیچارون کی
کیا حقیقت ہی کل سب کو قتل کرونگا قدرت کو بالائے قیطول پہونچا دونگا شیر قدرت لقب پاونگا

شعبان نے کہا یہ دن کبھی نصیب ہوگا مجھے تو دن بھر گذر دیہی سنتے سنتے کان بھر گئے کہ ہزارون ساحر
یہان آئے عیارون نے مار لیا قدرت کے مزاج کا ٹھکانا نہین دم بھر مین تولہ دم بھر مین ماشہ جو چاہا
تقدیر کردی تیمور نے کہا میرے بارے مین تقدیر معقول فرما چکے ہین کہتے ہین تجکو ماہ پیغمبری دونگا
صاحب کتاب کرونگا ملکہ گلنوش نے کہا کہ بھڑوے اب تیری زندگی پر حرف آیا رشتہ حیات
قطع ہوا املا غلط انشا غلط تیمور نے ملکہ گلنوش سے کہا دو ایک چیزین گاؤ بجاؤ باتین ونباؤ
شعبان سامنے بیٹھا ساز درست ہوئے شعبان نے غزل مصنف کی شروع کی غزل مصنف

ہم داغ بنکر عاشقونکے دل مین رہتے ہین	گل لالہ مین مسکن ہے کاکل مین رہتے ہین
عدم سے شوق سے آئے چلے دنیا سے حسرت مین	نہ اُس عالم مین مسکن تھا نہ اس منزل مین رہتے ہین

تیمور تڑپنے لگا کہا جان جہان اب آج شب کو یہین رہو سازندون سے اشارہ کیا باہر جاؤ ہم گلنوش
سے کچھ باتین کرینگے سازندے باہر گئے تیمور لپٹنے لگا شعبان نے ایک طمانچہ مارا کہا نگوڑے
بھوت پریت بنگیا لپٹا جاتا ہے ارے شراب توپی سے نشے مین مردہ بنکر پڑ رہ مین اپنے خیمے مین جا کے
آرام کرون تیمور نے گلابی کھینچی جام بھر کر سامنے کیا شعبان نے لے لیا سونگھا کے تھوک تھوک کرنا شروع
کیا کہا کہ کیا ہے اسمین گوہ ملا ہے تو ہی پی تیمور اُٹھا کر پی گیا پیتے ہی گھبرایا کہا ملکہ گلنوش میرے
کلیجے مین آگ جلتی ہے تمام جسم مین آگ پڑ گئی شعبان نے کہا اسمین سنکھیا ملی تھی گھبرا کر تیمور
اُٹھا بیہوشی تاثیر کر چکی تھی گرتے ہی بیہوش ہوا شعبان نے چاہا قتل کرون پھر خیال آیا گردتو ہزارون
جادوگر ہین بچکر نکلنا مشکل کر دینگے یہ سوچکر جلدی مین زبان مین سوزن دینا بھول گیا پشتارہ جانماز
سراپچہ چاک کر کے بھاگا شعبان تیمور کو لیے جاتا ہے مگر صابر نمد پوش عیار فرامرز بن
نوشیروان بختیارک نے اُس سے کہا تھا کہ ای صابر تم اب ایسے ٹھنڈے ہوگئے کیسے ساحر
یہان آئے ہین کبھی نہین گراتے زمانے مین نوشیروان کے ہمنے بڑی بڑی عیاریان سنین عمرو کا مقابلہ
کیا ہر بات مین جواب دیتے تھے اب تم سے کچھ نہین ہوسکتا تیمور بڑا ساحر زبردست آیا ہے اگر تم
کسی طرح حمزہ عرب کو پکڑ لاؤ تو کل ہی اُسکے ہاتھ سے سرداران اسلام کا خاتمہ کرا دون صابر
اُدھر سے روانہ ہوا جب کنارے پر لشکر کے پہونچا نخل کی آڑ پکڑے کھڑا تھا شعبان کو نکلتے دیکھا
سمجھا کہ میرے لشکر مین جاتا ہے ضرور تیمور کی فکر کیگا بہ تعجیل شعبان کی شکل بنکر لشکر اسلام مین داخل ہوا

دربارگاہ حشامی پر آیا فرامرز عاد مغربی کا پہرا تھا اُسنے شعبان کو آتے ہوے دیکھا کہا ای فرزند مہتر
مہتران کہان سے آتے ہو صابر بڑا نا عیار ایک ایک کو پہچانتا ہی کہا ای رستم سرزمین مغرب آجوقت
مین نے خبر پائی ہی کہ عیاران لقا بجستجوے صاحبقران مین آئے ہین ایسا ہو کہ دست بُرد کرین
مین اندر جاکے حفاظت کرون فرامرز نے کہا بہت مناسب ہی صابر اندر آیا دیکھا کہ صاحبقران
آرام کر رہے ہین چار خدمتگار ڈیوڑھی پر ہین صابر نے خدمتگارون سے کہا جاؤ ہم حفاظت کرینگے
خدمتگار نیند مین جھوم رہے تھے انکو غنیمت ہوا گوشۂ بارگاہ مین جاکر سو رہے صابر برابر چھپر کھٹ
کے آیا کنچے مین دارو بیہوشی رکھکر دماغ سے صاحبقران کے لگایا صاحبقران چھینک مارکر
بیہوش ہوے صابر نے پشتارہ باندھا سراچہ چاک کر کے لے نکلا یہان فرامرز نے دیکھا عرصہ ہوا
شعبان باہر نہین آیا پردہ اُٹھاکر جو دیکھا صاحبقران کو فرش خواب پر نہ پایا دیکھا سراچہ چاک
فرامرز بدحواس باہر آیا مہتر برق خطائی کو آواز دی ای برق بڑا غضب ہوا کوئی امیر باتوقیر
کو چرا لے گیا شعبان بنکر آیا تھا نہین معلوم کون عیار پہونچا ابھی ابھی لیکر نکل گیا ہی ہاے کیا غضب
ہی خواجہ عمرو و چالاک بن عمرو طلسم ہوشربا کو گئے جواہر بن عمرو براے تلاش نورالدہر
ابھی نکل گیا کوئی بہیا شکل شعبان آیا ہمارے لیے صورت شعبان مین رمضان کا ہوا برق
بیقرار ہوکر دوڑا اسات کم رنگی تھی فرامرز عاد مغربی بھی مع اپنی فوج ظفر موج تلاش مین مکار عیار کے
چل نکلا اب لشکر مین ہلڑ ہوا فیروزہ بن عمرو نے یہ خبر وحشت اثر بادشاہ کو پہونچائی گھبرا کر باہر
نکل آئے دیکھا سرداران تہمتن مثل جمہور و بہرام وغیرہ چلے جاتے ہین غلغلہ ہی کوئی عیار امیر کو
چُرا لیگیا اہل اسلام کو داغ دے گیا بادشاہ نے فیروزہ سے کہا سردارون کو روکو تم شاگردان عمرو
کو لیکر خود بڑھو سائیس سے ارشاد ہوا کہ جلد مرکب خنگ سیہ قیطاس کو تیار کرو یہان تو یہ ہنگامہ
ہی کل سردارون کو خبر ہو گئی لندھور و مالک ہتھیار لگائے ہوے بارگاہون سے نکل آئے
سنا کہ بادشاہ برآمد ہوے ہین خراماں خراماں اسی جانب چلے مگر عرض کر چکا ہون شعبان خنجر گذار
نورنگاہ عمرو بن امیہ نامدار تیمور کو لیے ہوے آتا ہی اُدھر سے صابر نمد پوش بصد جوش و
خروش پشتارہ صاحبقران بردوش لشکر اسلام سے نکل چکا ہی راہ صحرا نوردی طی کر رہا ہی نہایت
خوش بشاش دل سے کہتا ہی کہ لاکھون روپیہ انعام مین خداوند لقا سے پاؤنگا یہ سوچتا ہوا

جاتا تھا کہ کان مین آواز زنگ کی آئی سمجھا میرے شاگرد تعاقب مین چلے ہونگے اسنے آواز دی کون
آتا ہی یہ شعبان تیمور کو لیے ہوے آتا ہی اُسنے آواز صابر کی پہچانی اپنا نام نہ بتلایا جواب دیا ای
شخص تو کون ہی صابر نے خوشی مین کہا منم صابر عیار شہنشاہ ہفت کشور حمزۂ نامور کو گرفتار کرکے
لایا ہون شعبان کے ہوش اُڑگئے جی مین کہتا تھا ای شعبان سماہی کے روزنے واجب ہوے
پشتارہ تیمور کا زمین پر رکھا نیمچہ کھینچکر ٹھہرا جب صابر قریب آیا ستارۂ سحری چمک چکا ہی اُسنے دیکھا
ایک پشتارہ تختۂ سنگ مرمر پر رکھا ہی میٹا عمرو کا راہ روکے کھڑا ہی صابر نے کہا او چھوکرے تو کسکو
گرفتار کرکے لایا شعبان نے کہا تمھارے باپ تیمور سحر طراز کو باندھ لایا اب بہتر یہی
ہی کہ پشتارہ صاحبقران زمان کا رکھدے اپنے لشکر کا راستہ لے صابر نمد پوش
نے پشتارہ زمین پر رکھا کہا او چھوکرے مین ہمیشہ برابر تیرے باپ سے لڑا ہون اپنی جان بچا تیمور
کو چھوڑکر نکل جا ورنہ تیرا ابھی سر لیتا جاؤنگا شعبان چمک کر جا پڑا نیمچہ چلنے لگا صابر نمد پوش
عیار قدیم نوشیروان کا ندیم شعبان سے برابر لڑ رہا ہی ان دونون مین تلوار چل رہی ہی وہان
بختیارک کو رات بھر نیند نہین آئی دو گھڑی رات رہے سے رفیدہ سنبھال کر اپنے خیمے سے
نکلا در بارگاہ تیمور سحر طراز پر آیا دیکھا جابجا ساحر و غیر ساحر آنکھین ملتے ہوے اُٹھے ہین کوئی
لوٹا لیکر طرف صحرا کے جاتا ہی کوئی حقہ بھر رہا ہی نشے باز لوگ اُٹھتے ہی گانجہ ملنے لگے کشتی بوتل
شراب کی سامنے رکھی ہی رات کے بچے ہوے کابلی مٹر وہ سامنے مٹی کی سکوریان بھر کے رکھے ہین
بعض چرس کی چلم چڑھا رہے ہین ساتھ والون سے کہتے ہین بھائی ٹرے پر ساجھان کے دم لگاؤ
ہماری ساقن پیاری کو دعا دو بختیارک یہ تماشے دیکھتا ہوا قریب بارگاہ تیمور آیا جادوگرون
سے پوچھا تمھارے افسر صاحب اُٹھے خدمتگارون نے اشارون سے منع کیا میان شیطان
چپ رہو رات سے بی جی صاحب آئی ہوئی ہین رات بھر جاگے ہونگے ابھی آنکھ لگی ہی بختیارک
گالیان دینے لگا کہا ذرا پردہ تو اُٹھاؤ خواب مرگ مین نہ مبتلا ہون بی جی کون اُنھون نے کہا
صاحب ہمارے مالک کی پرانی آشنا ہین بختیارک نے بڑھ کے پردہ اُٹھا دیا دیکھا بھیرون
ناچ رہا ہی بختیارک نے کہا لو نہ بی جی صاحب نہ میان جی اُسی کسبی کی شکل بنکر کوئی عیار
چلا آیا ہوگا مشکین باندھکر لیگیا ای کمبخت جلدی جاکر خبر لو شاید راہ مین ملجاے ابھی نکل گیا ہوگا

اب تو ساحر و غیر ساحر دوڑے بختیارک نے بڑھ کے ضیغم خون آشام سے کہا آپ جلد جائیے
اے خداوند قدرت آپنے سنا تیمور سحر طراز کو عیاران اسلام گرفتار کر کے لیگئے آپ جلد بڑھ کر خبر لیجیے
ضیغم دور کا بیضہ کب پر سوار ہوا مثل باد صرصر چلا عقب مین اسکے ہزار ہا لقا پرست جھپٹے یہان شعبان
و صابر نمد پوش لڑ رہے ہین دن نکل آیا ہی شعبان نے صابر نمد پوش کو زخمی کیا ہر مرتبہ قصد کرتا ہی
کہ پشتارے پر قبضہ کرون صابر نمد پوش جان دیے ہوے لڑ رہا ہی کہ طرف سے لشکر لقا کے گرد
اڑی ضیغم خون آشام بد انجام مع بارہ ہزار سوار و پیدل کے ظاہر ہوا صابر نمد پوش نے آواز دی اے
خداوند قدرت جلد آیئے اس چھوکرے نے غمزوں کے بہت پریشان کیا ہی یہی حمزہ کو گرفتار کر لایا ہین
ضیغم نے یہ سنکر گھوڑا دوڑایا شعبان نے صابر نمد پوش کے منہ پر تھوک دیا کہ ابھی اسی منہ پر دعوے
عیاری کرتا ہی مگر گھبرا گیا سوار پیدل چہار جانب سے نیزے اٹھا اٹھا کے شعبان پر چلے شعبان
نے نکال کر حقہ آتشبازی مارا دو چار کے ہاتھ منہ جلے ناری مثل ہیمہ خشک کے پھکے قریب تھا کہ نوک نیزہ
بر نیزہ دار شعبان خنجر گزار کو اٹھا لین اس عیار طرار کو ہلاک کرین کہ دیکھا طرف سے لشکر اسلام کے رستم
سرزمین مغرب فرامرز عاد مغربی مع دو ہزار مغربیون کے پہونچا شعبان کو بلوے مین کافرون کے دیکھا
لشکر ضیغم خون آشام پر تلوار کھینچکر جا پڑا تلوار چلنے لگی شعبان خنجر گزار نے جو اتنی مہلت پائی صابر نمد پوش
کو خنجر مارا شانہ اسکا کٹا نشہ ہوا پشتارے پر صاحبقران کے شعبان نے قبضہ کیا کمند مین کاٹ دین
منہ پر صاف واقع دار دے بیہوشی مارا صاحبقران کی آنکھ کھلی دیکھا ہنگامہ گیر و دار بلند ہی شعبان خنجر گزار
مدینہ مغون مین کھایا ہوا عرض کر رہا ہی اے شہریار آئیے ادھر تیمور سحر طراز کی زبان مین شعبان خنجر گزار
نے جلدی مین سوزن نہ دیا تھا پسینہ جو آیا بیہوشی اتر گئی سحر کر کے پشتارے سے نکلا دیکھا تو ہنگامہ گیر و دار
بلند ہی تلوار چل رہی ہی دریا خون کے جاری ہین آٹھے اس بیچارے کو دار اکی سوار منہ کے بل زمین
پر گرے گھوڑے بدلگامی کرنے لگے ادھر لقارے پر چوب پڑی زمرد شاہ باختری سوار ہوا اسوقت اکے ہیکل
اور حقیل وفادار غلام صاحبقران عالی وقار خبر سنکر مع بارہ ہزار تیر اندازون کے پہونچا صاحبقران
کو بہ تعجیل پشت اشقر پر سوار کیا امیر نے دیکھا فرامرز عاد مغربی عجب مصیبت مین مبتلا ہی اتالیان فی جیوید

شعلہ ہاے آتش کرتے ہین امیر نے نعرہ کیا نعرہ امیر — امیر عرب ضیغم روزگار
بہ حکم خدا لبد شمشیر چار — لیے تیغ صمصام و قمقام نام — لیے تیغ عقرب سے ذوالجام

بن کافران ز جہان پاک کو	سر سرکشان بجلاد در خاک کو	تیغ عقرب سلیمانی کھینچکر کفار پر

جا پڑے جلدی مین خود جو وندہ ولوی زیب جسم نہین کرنے پاسے ادھر انالیان فوج نے فرامرز
کو اس تباہی مین دیکھا کہ بے بسی سے قتل ہو رہے ہین طلازمان لقا تیغ ہای آختہ تبرزین کشتہ حماری
ہیشہ نام سے اہل اسلام کے بھاگتے اسوقت جو سحر مین مبتلا پایا قتل کرنا شروع کیا صاحبقران
اسم اعظم پڑھنے لگے ہمراہیان فرامرز کو بچاتے پہونچے ہین یکایک طبل سکندری چوب پڑی شاہزادہ اسعد
بن قباد چراغ لشکر اسلام مع سرداران نامی و تاجداران گرامی آکر پہونچے ایک جانب سے لندہور
بن سعدان نے نعرہ کیا النعرہ لندہور جزیرہا سعدیا اگر ترا بہ ہندستان * اگر نام نیکی وانم منم لندہور بن سعدانؓ
دوسرے پہلو سے آواز آئی منم مالک اژدر صاحب تیغ و دوسر غلام نبی و چاکر حیدر
منم مالک اژدر خشم گین * سپہ دار و رشک اہل دین * تلوار کھینچکر کفار پر گرے تلوار
چلنے لگی ملازمان لقا گھبرائے بختیارک نے ساحرون کو آواز دی ای نالایقو نامردو سحر کرو حمزہ کی ضرب
سے اپنی جان بچاؤ وہ صاحب شوکت و حشم مالک اسم اعظم ہو برہمنت اسم اعظم پڑھکے دم کرتے
ہین سردارون کو بچاتے ہین اس آمد و رفت مین کئی زخم کھاے سر اطہر زخمی ہوا لشکر کفار نے
بسبب ساحرون کے دباؤ ڈالا تیمور سحر طراز نے جو مہرہ سحر کر گولہ مارا دو دھوان بہوت ہوگئے کسی ساحر
نے پانی برسایا تمام جرات ڈوبا کسی ساحر نے آگ برسائی کہین برف گری کئی ہزار ٹھنڈے ہوے
ایک مقام پر صاحبقران کھڑے لڑ رہے ہین ضیغم جوان آشام نے روباہ صفت اس شیر بیشہ بہادری
کی پشت پر چھپٹ کر ناگہ تلوار کا مارا اسیر باتو قدرت سے تلوار کے پلٹے تختہ سر اقدس پر بڑا زخم کاری
کھایا پلٹ کر ناگہ تلوار کا مارا آدھے گینڈے کا سر کٹ گیا تمہ کے پھل زمین پر گرا تمام کفار ٹوٹ پڑے
ضیغم کو اٹھالے گئے صاحبقران نے زخم سر باندھا لڑائی مین مصروف ہوے مگر غش چلا آتا ہے جب
بڑھکر وار کرتے ہین زخم سر کھل جاتا ہے پھر کنارے آتے ہین زخم سر باندھکر پہلوانون پر جا پڑتے ہین تیمور
سحر طراز سحر کرتا ہوا صفون کو درہم برہم کر رہا ہے یجا تاری نے ہزارون کو جلا دیا ہر چند کہ صاحبقران زخم
سر سے نہایت بیقرار ہین مگر تیمور سحر طراز کو جو اسطرح سے لڑتے ہوے سحر کرتے ہوے دیکھا نعرہ کرکے
جا پڑے اسنے بڑھکے گولہ مارا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا گولہ پھیر کے گرا کئی ساحر بالا جو
دل مین سمجھا یہ بھی کوئی بڑا ساحر ہے علم افسون گری سے ماہر ہی غش کے مارے جھینکے وہ بھی تھا صاحبقران پر

صدقہ ہو کر گر پڑے تیمور سحر طراز نے کیسے کیسے سحر کیے زمین ہلا دی آگ برسائی مگر صاحبقران
پر کچھ تاثیر نہ ہوئی تھا سحر کھینچکر جا پڑا امیر پر ہاتھ لگایا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر تیغ عقرب پیرو کا
شعلہ ہائے آتش گرے وہ بھی بیکار ہوئے امیر نے خبردار کہکر ہاتھ مارا تیمور سحر طراز نے سپر سحر کو
چہرے کی پناہ کی تیغہ برق مثال تڑپ کر گرا ابر سپر کے ٹکڑے اڑ گئے سر پر خود سحر کے برق شمشیر
گری کشت حیات کو جلا دیا ناری کو خاک میں ملا دیا مع مرکب چار ٹکڑے آندھی سیاہ اٹھی صدائے
گیرو دار بلند ہوئی مگر صاحبقران نے اس زور شور سے ہاتھ مارا کہ زخم کے تکان سے سر زیادہ
کھل گیا غش آنے لگا گھبرا کر تیغہ نیام میں رکھا ہاتھ گردن مرکب میں حمائل کیے بیہوش ہو گئے
مرکب نے جو اپنے راکب کو سست پایا طرف صحرا کے لے بھاگا مگر بیزبان ہی تھان پر نہ جائیگا
جدھر منہ اٹھا چل نکلا یہاں ہمراہیان تیمور سحر طراز مرنے سے اپنے مالک کے بدحواس ہوئے
لاشہ تیمور سحر طراز اٹھا کے طرف طلسم ہوش ربا کے بھاگے بعد نکلنے ساحروں کے اہل اسلام
نے لشکر اعدا پر قیامت برپا کی قریب ہو کہ لقا شکست کھا کے بھاگے صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی شعر
از دامن دشت و کوہ اورنگ ٭ گردے برخاست توتیا رنگ ٭ بختیارک نے دیکھا آگے آگے
دو سو علم فشان لشکر دو لاکھ سوار ہر ایک علم کے پھریرے پر تعریف زمرد شاہ باختری مرقوم
آمد موج کی دھوم ایک پہلوان کوہ پیکر کرگدن مست پر سوار مغرور متکبر زیر سایہ علم خرس پیکر
پشت پر دو لاکھ کوہی بڑے بڑے قد کے جوان دو در کابے مرکبوں پر نخوت چہروں سے آشکار
بختیارک نے فوراً ہرکاروں کو دوڑایا کہ دیکھو تو یہ کون جوان ہے کس ملک کا پہلوان ہے خناس و وسواس
گئے چشم زدن میں پلٹے عرض کی ازرنگ کوہی چچازاد بھائی سلیمان عنبرین مو کا برائے مدد قدرت
آیا ہے بختیارک نے کہا جلد خبر کرو کہ خداوند جنگ مغلوبہ میں معروف ہیں مسلمان آمادہ بے ادبی
ہیں آکر شریک ہو وسواس وغیرہ ہرکارے قریب ازرنگ کوہی پہونچے تمام کیفیت بیان کی
ازرنگ کوہی جام شراب نخوت سے چور انتہا کا مغرور یہ سنتے ہی قبضہ پر تلوار کے ہاتھ ڈال کہا
صدقے خداوند کے تقدیر کرینگے کیا اچھے وقت پر پہونچا ہوں آج ہی مسلمانوں کا خاتمہ کرتا ہوں
یہ لوگ بڑے سرکش ہیں ہم خود گرم مزاج شعلہ آتش ہیں دیو ہو تو اسکو بھگا دیں شیر کے کلے چیریں
اگر دریا دلی دکھائیں تشنگان خونخوار کا خون بہائیں سیر گرداب پھر ڈالیں دریا میں جوش و خروش

ہون مرد ماں آبی روپوش ہون میدان رزم کو صحبت بزم جانتا ہون رستم و دستان کو کب مانتا ہون
لاف و گزاف کرتا ہوا گینڈے کو بڑھایا مثل اژدر بل کھاکے نعرہ کیا باشیدای مسلمانان منم پہلوان
جہان رستم زمان چل دیاں ازرنگ کوہی بس اسی مین خیر ہو کہ ہٹ جاؤ یا خداوند لقا کو سجدہ کرو
سپاہ گری سے ہاتھ اٹھاؤ جان بچاکر بھاگ جاؤ تمھاری قضا دامنگیر ہے تیغہ میرا برق نظیر ہے بلبلاتا ہوا
فوج ظفر موج اہل اسلام پر گرا تمام فوج اُسکی تازہ دم اہل اسلام کو غم و الم لڑتے لڑتے سارا دن گذر
چکا تھا اور سحر طراز نے دیوانہ کردیا تھا تمام میدان لاشوں سے بھر دیا تھا چند ساعت گذری کہ سرو
افسون سے مہلت پائی ہے اب جو بچیا دو لاکھ کو ہیون سے لشکر اسلام پر گرا افسر فوج صاحبقران
نامدار زخمی ہو کر نکل چکے ہین قریب تھا کہ پانون اٹھ جائین شکست فاش کھائین اہل اسلام مصروف
دعا ہوئے فوراً تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بقدرت سبحان لم یزل و عز بے بدل ازپردۂ بیابان گرد
برخاست سب نے دیکھا شاہزادہ ایرج نوجوان بن صاحبقران و نورالدہر بن بدیع الزمان
مع سرداران تہمتن و جان نثاران صف شکن اسوقت آکر پہونچے ہنگامۂ قیامت برپا دیکھا
شاپور دشمن شکن نے بڑھکر خبر دی کہ ای شہریار لشکر اسلام پر عجب آفت برپا ہے اول کوئی ساحر آیا
تھا وہ تو واصل جہنم ہوا اُسکے مرنے سے کچھ غم کم ہوا اب ازرنگ کوہی دو لاکھ فوج سے آیا ہے قد
قامت مین مثل دیو جرأت مین گیو آپ کے دادا جان کے بھی نعرے کی آواز نہین آتی لندھور
و مالک سب زخمی ہوچکے شیران دشت نبرد حیران و پریشان ہین ہر اسپر شکست کے سامان ہین
یہ سنکر دونون شیرون نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا آتے ہی نعرہ کیا لڑنے لگے پرے کے پرے
درہم برہم کردیے تھا نام سے ایرج و نورالدہر کے کانپتا ہے باختری بے لڑے بھڑے صورتیں
دلیران دشت نبرد کی دیکھکر آمادۂ فرار ہوے ان دونون جوانون کے ہاتھ سے شکستین کھائین
ذلتین فاش اٹھائین مگر اسپاہیان ازرنگ کوہی لڑائی مین مصروف ازرنگ کوہی نے دیکھا
خداوند لقا تخت اپنا بشاکر دور جاکر ٹھہرے ہین وہین سے تقدیرون بگھار رہے ہین بندون کو
اپنے للکار رہے ہین ازرنگ کوہی نے آواز دی یا خداوند ہاتھی بڑھایئے مین مسلمانون کو ابھی
شکست دیتا ہون پر اُدھر چھین لیتا ہون بختیارک نے آواز دی قدرت یہین سے تقدیر
کر رہے ہین سب مسلمانون کا خون تمھاری تلوار کے سپرد کردیا ہے لڑتے جاؤ مسلمانون کو سامنے سے

ہٹاؤ قدرت کے بندۂ خاص طاعت گزار با اخلاص ہو جب بارگاہ مسلمانان پر قبضہ کر دے گے تو قدرت
جلے آئینگے تمکو دغل پر صاحبقران کے بٹھائینگے سپہ سالار قدرت بنائینگے تمہارے ساتھ ملک موروثی
پر جائینگے یہ سنکر ازرنگ کوہی اور زیادہ مغرور ہوا نشۂ بادہ حماقت سے چور ہوا جگ جگ کے
لڑنے لگا ادھرسے نورالدہر بن بدیع الزمان ایک جانب ایرج نوجوان جنگ رستمانہ کرتے
ہوئے آتے ہین ایک جانب سہ بریشہ کلنگان طہماس بن عقوبل دیو پیر و مثل شیر نہ جوشتا
ہوا قبضۂ ساطور پر ہاتھ جس غول پر جا پڑا درہم و برہم کر دیا اب کوہی گھبرانے ملازمان لقا تو صحرا
درانے دور کھڑے ہین یہ وہی لوگ ہین کہ تیغ کا کھٹکا ادر بندہ سر کا جبتک ساحر موجود رہے جنگ
کیا کیے اب سامنا تلوار و تیر کا ہو دور سے لینا لینا کر رہے ہین قریب کسی مسلمان کے نہین آتے
مگر ملازمان ازرنگ کوہی جانبازی مین معروف ہین خوب بھڑ کر تلوار چلی ہو قزولی کی نوبت
آگئی ہو دریاے خون کی طغیانی کشتی حیات طوفانی گھٹا ڈھالون کی چھائی ہو سر مثل اولون کے گر
رہے ہین سرِ ملے کفاران مثل حباب دریاے خون مین پیر رہے ہین شاہزادہ ایرج و نورالدہر
بن بدیع الزمان بحر زخار فوج مین شناور ہین حال کا فرون کے ابتر ہین اولاً اول ایرج نوجوان
نے بڑھکر علم لشکر ازرنگ کوہی سرنگون کیا سب سے آگے بڑھکر علمدار کو مارا سو جیون پرتا و پھیر کر
ایرج نے نعرہ کیا کہ یون فوج کفار کو شکست دیتے ہین نورالدہر بن بدیع الزمان پر نگاہ ڈالی مسکراکر
کہا بھائی صاحب وہ علم فوج کفار سرنگون ہوا آپ تامل فرمایئے مین ازرنگ کوہی کو بیتاب ہون
نورالدہر بن بدیع الزمان کو ناگوار ہوا گھوڑے کو کوڑا کیا ازرنگ کوہی کو للکارا اور نامردوا زلی کیا تیغ
کے سپاہیون کو قتل کرتا ہو ادھر آ مردون سے آنکھ ملا ازرنگ کوہی مغرور متکبر تو کہتے ہی جل گیا
آواز دی او خیرہ و حمزہ مین آیا یہ کہکے گینڈا بڑھایا نورالدہر بن بدیع الزمان نے اسپ پر جوش پر
کڑا کیا دورسے ایرج نوجوان نے دیکھا کہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے ازرنگ کوہی کو ٹوکا
غصے سے چہرہ لال ہوا نہایت ملال ہوا اپنے سرداروں سے فرمایا کہ شتّی لیزادہ اپنی جرأت پر
ناز کرتا ہی ہرچند کہ کچھ ہو نہین سکتا علم فوج قلم ہونے سے لشکر کفار پر شکست فاش نامردون کو بھاگنے
کی تلاش ہی اب سر دینے پر جاتے ہین شوکت دکھاتے ہین مین کب مانتا ہون ازرنگ ایسے
پہلوان کوہی کو پشہ سے کم جانتا ہون تیغ دو دستہ سکندری کو جلوہ دیا گرہ بن اشقر کی پشت پر ہاتھ

رکھا فرمایا ای مرکب اصیل باد رفتاری دکھا دے دم شمشیر پہ ہاتھ رکھ کے فرمایا ای تیغۂ برق مثال
طبقے زمین کے ہلا دے نور الدہر بن بدیع الزمان سامنے ازرنگ کوہی کے پہونچے اُسنے ہاتھ
تلوار کا لگایا شاہزادۂ نور الدہر نے تیغۂ خاراشگاف سلیمانی پر لگا تھا وار اسکا روک کے نعرۂ غیرانہ
کیا ہاتھ تلوار کا مارا تیغۂ خاراشگاف مثل برق چمک کر گرا سپر ازرنگ کوہی کے دو ٹکڑے ہوئے یا
تو قبضۂ سپر پر چلی تھی تا بہ جگرگاہ پہونچی دور سے ایرج نوجوان نے دیکھا دلسے کہا غضب ہوا کشتی گیر
زادے نے ازرنگ کوہی کی تصور کو مٹایا تختۂ مشق مردان عالم تھا گھوڑے کو کڑا کیا اسوقت تیغ
سپہنچ شمشیر بے نظیر نور الدہر کی جگرگاہ تک اتر چکی تھی ایرج نوجوان نے جا برابر کمر پر ہاتھ مارا
مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے ہجوم کر نعرہ کیا منم جزیرہ دشت جرأت نہنگ دریائے شوکت
نور الدہر بن بدیع الزمان کو بہت ناگوار ہوا کہا سبحان اللہ مردہ کشی نہیں جاتی شرم نہیں آتی
ایرج نے کہا میں نہ آجاتا تو آپ کا کام تمام ہوتا اُسنے کمر سے خنجر نکالا تھا کہ کمر پر مار دیتا آنتیں ڈھیر
ہوجاتیں جان بخشی کی آپ لوگ احسان فراموش ہیں نور الدہر بن بدیع الزمان نے کہا
مردہ کیا خنجر مارتا ایرج نوجوان نے کہا بس سامنے سے ہٹ جاؤ زیادہ جرأت نہ دکھاؤ نور الدہر
بن بدیع الزمان نے کہا آپ کیا کرینگے جو کچھ حوصلہ ہو آئیے ایرج نوجوان آتش خو شعلہ مزاج
افسران لشکر کے سر کا تاج ان کلمات کی کب برداشت ہو کہا او کشتی گیر زادے لے یہ کہکے ہاتھ
تلوار کا مارا اگر نور الدہر بن بدیع الزمان سپر کو چہرے کی پناہ نہ کریں دو پرکالے ہوں نور الدہر
نے سپر اٹھا دی مگر تیغ ایرج نوجوان نے گوشۂ سپر کو کاٹا زخم سر پہ نور الدہر بن بدیع الزمان کے
آیا دستانہ مارا تیغہ سر سے نکلگیا چادر خون روئے انور پر اب نور الدہر کو تاب نہ رہی کہا او
لکڑہاس فروش بازاری آج دعوی جرأت سب نکلا جاتا ہے یہ کہکر ہاتھ نور الدہر بن بدیع الزمان نے
بھی تیغۂ خاراشگاف سلیمانی کا مارا ایرج نوجوان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغہ برق مثال کب
رکتا تھا سپر کو کاٹ کر تا دو ابرو ایرج خونخوار پہونچا ایرج نوجوان نے بھی جیل دستانہ مارا تیغہ سر سے
نکلگیا مگر چادر خون منہ پہ میعاد عادہ رشک دراز گردن سردار ایرج نوجوان نے جو یہ منہ کر دیکھا للکارا
ای شاہزادہ نور الدہر بس ایسا ہو کہ مجکو بھی غصہ آجائے یہ سنکر طماس نے ساطور کے قبضے پہ ہاتھ
ڈالا آواز دی او عادی بچے شاہزادگان والاقدر کا نام بہ بے ادبی سے لیتا ہی میعاد طرف طماس کے بچے

پلٹا ہاتھ تلوار کا مارا الماس نے ساطور پر روکا میعاد کی تلوار کے دو ٹکڑے ہوئے پہلی شکست یہی
ہوئی الماس نے ہاتھ تلوار کا ماردیا ضربہ تو قیامت کا پڑا زخم کاری کھایا قریب تھا میعاد مارا جائے
سرداران ایرج نوجوان و نور الدہر بن بدیع الزمان میں تلوار چلنے لگی دور سے بادشاہ جہجاہ نے
دیکھا سرداران ایرج و نور الدہر زخمی ہو رہے ہیں کسی کا شانہ جھولا کسی کا سر زخمی ہوا نور الدہر
ہجوم کر زخداری میں لڑنے پر آمادہ ہیں بادشاہ ہان ہان کہکر بیچ میں آپڑے نور الدہر و ایرج کو
الگ کیا سردارون کو آواز دی کہ آپ سب صاحب اسی کے منتظر تھے سب علیحدہ ہوئے غصہ
مین دونون جوان زخم باندھکر فوج کو ہیان پر جا پڑے ازرنگ کو ہی مارا جاچکا تھا سب کو ہی
لاشہ لیکر بھاگے لقا نے طبل بازگشت بجوادیا بادشاہ جہجاہ سرداران تن کو لے کر پلٹے جواہر بن عمرو
بھی آکر پہونچا جب کنارے پر لشکر کے آئے گھبرا کر کہا حیدر علی تبار کہان ہین شعبان خنجر گزار نے
عرض کی صاحبقران زمان انتہا کے زخمی ہوئے تھے خدانخواستہ گرفتار نہ ہو گئے ہون عیاران
اسلام یہ کہکر دوڑے ہم ابھی خبر لاتے ہین لشکر لقا مین اپنے کو پہونچاتے ہین چشم زدن مین گئے
فوراً واپس آئے عرض کی اے شہنشاہ گیتی ستان غلامون نے لاشون مین تلاش کیا لشکر لقا کو
چھان ڈالا کہین نشان نہ ملا میان چھبری و تومیان خیبری و سرہنگ گنی و ابو طاہر خونریز
سامنے حاضر تھے عرض کی خوب غلامون کو نہایت بے زخداری مین آقائے نامدار کو گھوڑا نکال لیگیا
بادشاہ نہایت پریشان خاطر ہوئے سردارون کی زخم دوزی کرائی نور الدہر بن بدیع الزمان جو مال
طلسم جمشید یہ لیکر آئے ہین اسکو خزانے مین جمع کرایا جواہر بن عمرو نے عرض کی غلام برائے تلاش
صاحبقران جاتا ہے بادشاہ نے کہا اے برادر اے عیار نامور بہت جلد خبر لانا لشکر مین واپس آنا اب
ہمارے خواجہ عمرو کے تم ہو چند ساعت تمہارا نہ ہونا شاق ہوتا ہے تیرہ لشکر کفار نہین ملتی جواہر بن عمرو نے
کہا انشاء اللہ باقبال شہنشاہی غلام بہت جلد لیگا میری کیا مجال ہے کہ عہدے کو قبلہ و کعبہ کے سنبھال
سکون بادشاہ نے کہا اے جواہر بعد چالاک بن عمرو کے تمنے بڑے لطف سے افسری کا کام کیا
ماشاء اللہ اس سفر مین بھی جاکر ساحرہ کو مارا خوب نام کیا جواہر بن عمرو نے دعائے جان درازی
بانہائے عیاری ذات پر آراستہ کرکے برائے تلاش ذات اقدس ثانی سلیمان روانہ ہوا بیان
لقا نے افراسیاب کو نامہ لکھا کہ تیمور سحر طراز کو بھنے بہشت مین بھیجا جلد کسی ساحر کو روانہ کرو ورنہ تقدیر

کرکے تیز سے طلسم کو ہاتھ سے عمرو عیار کے درہم برہم کر اونکا نامہ اشرف جاتا ہی جواہر بن عمرو براے
تلاش صاحبقران روانہ ہوا ہی انکو راہ مین چھوڑ دو

داستان شوکت بیان نزول قاف ثانی سلیمان کر خماری مین گھوڑا نکال لے گیا ہی ساقی نامہ تصنیف قمر

ساقی پھر ذہن ہو چلا کند	گلرنگ گلال بادۂ تند	شیشہ کی سن رہا ہون قلقل
رکھا ہی کدھر کو ساغر مل	آنکھون مین ہی خمار ساقی	نشہ کا ہی آثار ساقی
پھر آب آتشین پلا دے	اس دل کی آگ کو بجھا دے	دشمن مرے دوست سے ملا ہی
جنگل مین اور گل کھلا ہی	بدمست جو بزم پاک مین ہی	یہ بنت عنب کی تاک مین ہی
جن سا نشہ چڑھا ہوا ہی	حد سے اپنی بڑھا ہوا ہی	اک سر سے بہت اتارتا ہی
اک دیو سیہ کو مارتا ہی	ہر صفحہ بنے گا رزم نامہ	چمکے گی دم بن سیف خامہ
اس شیر جری کا اب بیان ہی	جو صاحب تیغ سرفشان ہی	نامی و گرامی و جری ہی
جرأت رگ و ریشہ مین بھری ہی	آن قاتل کافران بدخو	برباد کن یلان بدخو
اب ختم یہ جلد آگئی ہی	حسرت دل مین یہی بھری ہی	شائق ناظر ہی حظ اٹھائین
اس بیچ دان کو دین دعائین	اے مہر سخن عروج دکھلا	ہو طبع قمر کی جلوہ آرا

چہرہ داستان مصنف قمر سیاحان دشت معانی و طی کنندگان جادۂ سخندانی شائقین کو رسم و راہ شہر داستان شوکت بیان سے یون آگاہ کرتے ہین شعر قمر سخن سنج و دانا ے شیرین بیان یہ رقم کرتے ہین اسطرح داستان کہ نزول قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر علی شان میدان جنگ سے زخمی ہو کر بیہوش ہوے اشقر دیو نژاد مرکب امیر والا نژاد کو لے نکلا مگر بے زبان تھا ان پر نہ جا سکا جدھر منہ اٹھا ادھر چلا تا ہوے دلیران کی صدا کان مین بھری ہوئی رات بھر چلا آیا وقت سحر ایک صحرا ے سبزہ زار مین قریب جھیل کے ٹھہرا پانی پر نظر ڈالا جسم جنبش دی صاحبقران زمان پشت اشقر سے زمین پر گرے اشقر نے گھٹنے ٹیک دیے زبان سے زخم چاٹنے لگا حیران تھا کیونکر اٹھاؤن جب صاحبقران ہوشیار نہوے ناچار چرتا ہوا صحرا مین پھرنے لگا جب اپنے آقا کی یاد آتی ہے پھر قریب آتا ہی مجبور پلٹ جاتا ہی مگر اس حوالی مین ایک قلعہ ہی نام اسکا حصار ہوشنگیہ ہی ہوشنگ دزد جری بہادر اس قلعہ کا حاکم و ناظم ہی بارہ ہزار قزاق ہمراہ رکھتا ہی جو کاروان اس حوالی

مین آتا ہی جا کر لوٹ لیتا ہی اکثر بادشاہون کے خزانے تاراج کیے بڑے بڑے پہلوان اس جوان کے
ہاتھ سے قتل ہوے اسوقت بڑے سے صحرا مین آیا دس پانچ جوان ہتھیار بند ساتھ تھے کسی کی
نگاہ اشقر دیوزاد پر پڑی کہ ایک مرکب کوہ سرین کوہ کتل باگین کٹی ہوئین زین ڈھلکا ہوا چرنے
مین مصروف ہی ساتھ والون نے ہوشنگ کو آگاہ کیا کہ حضور ایک مرکب صبا رفتار کوتل پھر رہا ہی
ہوشنگ نے پلٹ کے دیکھا گھوڑے کو دیکھ کے عاشق ہو گیا ساتھ والون سے کہا یہ تو مرکب
بے نظیر ہی اسکو گھیر کے گرفتار کرو ہمارے قلعہ مین لے چلو آگے ساتھ کے قزاق دوڑے اشقر جو گھاس
چرنے مین مصروف تھا آسنے ہاتھ ڈالدیا اشقر نے سر اٹھا کے دیکھ منھ کھول کر سر چبا گیا لاشہ
اسکا زمین پر گرا اب تو دس بارہ جوان کمندین رسّیان لیکر دوڑے اشقر نے کسی کو پٹک ماری
کسی کو دولتّی لگائی کہین فعلمانے سم سے پیچھے چل گئے کئی جوان کچل گئے چند جوانون کو مار کر شیہہ
کھینچتا ہوا طرف اپنے آقا کے بھاگا قریب آکر گرد پھرنے لگا اب تو ہوشنگ دزد نے اپنے بازو دار
پر سے کمندین کھولین ہتھوٹو کھکر بڑھا جب قریب پہونچا دیکھا ایک جوان خوشرو رشک یوسف
کنعان چہرے سے فر و شوکت نمایان انتہا کا زخمدار زیر تل بیہوش پڑا ہی حیران جمال ہو دیدار ہو کر
ساتھ والون کو آواز دی یارو جسکی قضا تھی وہ اس حیلہ سے مارا گیا مرکب کا راکب بھی موجود ہی کسی
نامرد ولت نے بیشہ مین شکار کیا اس جوان شیر دل کے لوٹنے کا قصد کیا مگر سبحان اللہ کیا خوب لڑا ہی
مال اپنا نہین لینے دیا نقد جان دے کر مال کو بچایا اس مقدمہ مین کد و کوشش کرنا واجب و لازم ہی
نہین معلوم مردہ ہی یا صحیح و سالم ہی چارپائی لاؤ اٹھا کر لے چلین یہ کہکر مرکب کو جھکایا قریب صاحبقران
آکر سینہ پر ہاتھ رکھا آمد و شد نفس پائی دیکھا قبضۂ شمشیر برق مثال دست زبردست سے چھٹا نہین
وجد کر رہا ہی یہ زخم ہولناک دیکھکر ہوش اڑ گئے ہین کہتا ہی دیکھو یارو ایسے جوانان شیر دل بھی پردۂ دنیا
پر ہین تیر زنی سے آرگیا مگر مال نہین دیا مگر وہ کون صاحب تھے کہ ہمارے حوالی مین آکر جرأت
دکھائی صاف تو یہ ہی کہ بڑے نامرد تھے قصد کیا اور مال نہ لے سکے ہمنے تو جبکو تاکا بے مال لیے
بیچارہ چھوٹا کیسے کیسے بادشاہون کے خزانے لوٹے اکثر تم بھی گئے سب صاحب آگاہ ہین بے
مال لیے نہ ٹلے بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ یہ جوان انتہا کا بیہکیت ہی مرکب اسکا باعدہ زیر ران دو چار مارے
گئے زخمی کر کے نامردے بھاگ نکلے اپنے ساتھ والون کے لاشے لے گئے یہ بستم تھا انتہا کا زخمی تھا

بیہوش ہوسکے گر پڑا اُس قلعہ سے چارپائی آئی چار پانچ جوانوں نے ملکر اُٹھائی اشقر دیوزاد اُن سب پر آنکھیں نکال کر چلا ہوشنگ نے بڑھکر چمکارا کہا اے مرکب وفادار تیرے آقائے نامدار کو برائے علاج لیے جاتے ہیں تیرے آقا کے دشمن نہیں ہیں اشقر مثل انسان کے سب کچھ سمجھتا ہے سر جھکا کر چارپائی کے ساتھ ہولیا ہوشنگ صاحبقران کو لیکر اپنے قلعہ میں آیا قصر عالی تعمیر باغ جنت نظیر ایک بارہ دری میں لاکر اُتارا جراحان چابک دست حاضر تھے اول شراب سے زخم کو دھویا ٹانکے دیے پٹیاں مرہم کی چڑھائیں مگر ہوشنگ کو عشق دلی ہے طبیعت گھبراتی ہے کہ یہ جوان بیدار ہو تو سب حال اسکا دریافت کرون حسب و نسب پوچھون رومال ہاتھ مین لگس ہٹرائی کر رہا ہے بعد عرصۂ دراز صاحبقران زمان کی آنکھ کھلی اپنے کو ایک قصر عالی مین چھپر کھٹ پر پایا مکان کو چھت پردے سے آراستہ دیکھا پروردگار کا شکر کیا دوسری جانب ایک جوان رستم خصال تہمتن مثال بیٹھا ہوا خدمت مین معروف ہے ہوشنگ کی بھی نگاہ پڑی کہ زخمی نے آنکھ کھولی اشارے سے حال پوچھا امیر نے فرمایا بہت اچھا ہون مگر اے محسن یہ کیا مقام ہے تمہارا کیا نام ہے تو نے اس عالم غربت مین جان بخشی کی پہلے اشقر کو پوچھا کہ ہمارا مرکب کہان ہے ہوشنگ نے کہا سپر شمشیر زرہ کمان کیانی چار آئینے وغیرہ سب موجود ہین مرکب آپ کا تھان پر بندھا ہے اس قلعہ کو ہوشنگیہ کہتے ہین یہان سب شیرے قزاق رہتے ہین یہ حقیر ان سب کا افسر ہے آپ کو صحرا مین بیہوش پایا بہ محبت اُٹھا لایا مردان عالم کا ہمیشہ سے خدمت گزار ہون آپ کا نام و نسب سے آگاہ ہونے کا امیدوار ہون یہ بھی فرمایئے کہان لڑائی ہوئی کس سے تلوار چلی کیونکر زخمی ہوئے مگر واہ کیا کہنا کیا خوب نامردون سے اپنے کو بچایا صاحبقران اُٹھ بیٹھے فرمایا مین ایک بادشاہ کا نوکر تھا آپہین کچھ فساد ہوا مین اپنے مالک کے ساتھ زخمی ہوا گھوڑا اسطرف نکال لایا سہیل یکہ تاز اس حقیر کا نام ہے سپاہگری کا پیشہ قدردانون کی ملازمت ہوشنگ نے کہا آپ کچھ فکر نہ فرمایئے خانہ بے تکلف ہے مین بھی مرد سپاہی ہون مردان شمشیر زن کا تابعدار ہون لات و منات کی عنایت سے صحت پاکر چندے کلبۂ احزان کو قدوم میمنت لزوم سے منور و روشن فرمایئے بدل و جان خدمت گزاری کرونگا صاحبقران نے فرمایا کہ تقاضائے آب و دانہ یہان لایا ہے یقین ہے عمر بھر ساتھ رہے احسان فراموش نہین ہین ایسے وقت بد مین تو نے دستگیری کی اور جان بچائی ہوشنگ خود عذر کرنے لگا ایسے کلمات نہ فرمایئے

مین محجوب ہوتا ہون غرضکہ ہوشنگ مع قزاقون کے خدمت گزاری مین صاحبقران کی مصروف
رہا بعد ایک ہفتہ کے امیر نے غسل صحت فرمایا ہوشنگ نے طائفے بلوائے سامان جشن مہیا کیا
صحبت عیش آراستہ ہوئی صاحبقران زمان غسل کرکے سلاح جنگ سے آراستہ ہوئے خود وزرہ چار آئینہ
سونے و رلکے کمان کیانی دوش پر صاف ثابت ہوتا تھا کہ ماہ تابان کا برج قوس مین مسکن ہی ہزار
تیرون کا ترکش مثل دم طاؤس بائین ہاتھ پر مثال آسکی یہ ہی کہ پہلوے ماہ مین ستارہ دنبالہ دار چہرے
سے شور و جلالت آشکار آنکھین رشک غزال صحراے ہمت و سخاوت زلفین خلیلی تابہ دوش شیرون
کے تیور صف شکن صفدر بہادرون کے افسر صاحب جوہر شمشیر دو سر ہوشنگ وزرہ جمال بے مثال
دیکھکر مثل گل شگفتہ ہوا جوش محبت مین گلے سے لپٹ گیا دل سے کہتا ہی کہ یہ جوان اگر میرے ساتھ رہے
برابر کا حصہ دون اپنا قوت بازو سمجھون اسوقت جمال ماہ تمثال سے میرا قصر چرخ اسعد سے بہتر ہی در و
دیوار روشن و منور ہی لاکر امیر با توقیر کو مقام صدر پر بٹھایا گرد افسران فوج آکر متمکن ہوے شیرون سے
بیشہ صحبت معمور ہر ایک جوان کی کمر مین تیغہ برق تاب سپر پشت پر رشک قرص آفتاب ہوشنگ
پروانہ جمال صاحبقران ہی آئینہ رخسار دیکھکر مثل آئینہ حیران ہی بوے زلف عنبرین سے سارا مکان
بسا ہوا ہی شمشیر زنی کا چرچا ہی ہوشنگ وزرہ نے اشارہ کیا ایک معشوقہ پریوش سامنے آکر کھڑی ہوئی
گت شروع کی سارنگی بجی گلے کٹنے لگے ساز آپسمین ساز کیے ہوے نازنین خوشی آواز گانے مین سوز و
گداز اہالیان محفل متوجہ مگر وہ مہ جبین کشتہ تیغ ابروے صاحبقران اسیر دام گیسوے عنبر فشان ہر ترج
سامنے صاحبقران کے آکر بیٹھ جاتی ہی مسکرا مسکرا کر بتاتی ہی پردے مین اپنا حال دل سناتی ہی یہ غزل
عاشقانہ بسوز و گداز گاتی ہی غزل عاشقانہ

ستم قاتل سے اسیر دردِ غم ہم نہین رہے
اسکی زلفون کا الجھی پیچ و خم ہم نہین رہے
ایسی ہمت ہی کہ رکھتا ہون کھیلون کو بھی شاد
تیغ قاتل ہاتھ مین یا رب علم ہم نہین رہے
مولات ہون ثواب و جبر ہر کچھ کرتا نہین
ہاتھ جنبش مین ہو سر گردان قلم ہم نہین رہے

قید غم سے چھٹ گئے اغیار ہم نہین رہے
شکوہ بے اتفاقی ہی عبث اس شوخ سے
خوش فلک اسمین ہی تجکو الم ہم نہین رہے
مین جو ہو بیٹھا مضطرب رہ رہ مین تو زلزلہ
ہاتھ مین دونون فرشتون کے قلم ہم نہین رہے
تم کرتے ہو بھلا کیون قتل کرکے شکوہ ہے

او وہ اس پھندے سے چھوٹونگا مگر دو جسن تم
یہ غنیمت ہی تو مجھ سے وہ ستم ہم نہین رہے
حسن غصہ مین ہی وہ اب رجوع کرتی ہی دعا
حشر تک اب ساکن ملک عدم ہم نہین رہے
جبتک ای دل وہ نہ لکھ بھیجے جواب خط شوق
دیکھا لیا اگر سینہ مین دم ہم نہین رہے

ہو تو اسکو شکست دین فوج افسر کے بھروسے پر لڑتی ہی یہ جوان یقین ہی تم سب سے سو قدم آگے بڑھکے
لڑیگا شیر کے گلے چیر ڈالیگا صورت سے جرأت آشکار ہی بیشک کوئی نامی خونخوار ہی بعد برخاست جلسہ
بوقت سحر تم پوچھ لینگے ایک ایک سے محبت و خلق کی باتین رہتی ہین یہ ہمنے امتحان کیا نوشیروان کی
لڑائیاں ملک سنجان کے ذکر اس جوان کو اسطرح یاد ہین صاف معلوم ہوتا ہی نوشیروان کے زمانے
سے تا بہ باختر و ملک فرعونیہ وغیرہ سب جگہ لڑائیون مین شریک رہا باتون مین سب کچھ بیان کیا
جب یہ پوچھا گیا آپ شریک رہے ہیں یا نوشیروان یا خداوند لقا کے ملازم تھے تامل کر کچھ اونہ کر شروع
کر دیا صاف صاف ثابت نہوا اب ہم پوچھ لینگے جھوٹ بولنے کی بھی عادت نہین ہی سب کیفیت
ظاہر ہو جائیگی انھین باتون مین وہ جلسۂ شب تمام ہوا ایک رقاص آفتاب مع ساز و سامان
ضیا و شعاع محفل چرخ زبرجدی مین مصروف رقص و سرود ہوا اس محفل خلد منزل مین بھیرویں
اُڑ رہی ہی طائفون کو بھی خوب انعام ملا ہی سب کا غنچۂ آرزو کھلا ہی ہرکہ و مہ باغ باغ غم سے فارغ ہو ہوشنگ
کا قصد ہوا کہ صاحبقران زمان سے حال پوچھون قریب آیا دست بستہ ہو کر کہا آپ کے نیاز مند
کو بڑی حیرت ہی یہ امر لائق سماعت ہی آپ نے اپنا نام نامی اسم گرامی سہیل یکتاز بتلایا ہی لفظ
یکتاز پر مجکو ناز ہوا مگر سہیل آپ ایسے آفتاب عالمتاب کا کیسے نام رکھا آپ رشک آفتاب و
ماہتاب ہین حسن مین یوسف کے جواب ہین آپ صاف صاف فرمایئے کہ نام نامی اسم گرامی
کیا ہی کیا افتاد پڑی کہ آپ ایسا رستم خصال زخمی ہوا مرکب بادرفتار اسطرف نکال لایا مرکب آپ کا
سیہ چشمی آنکھون مین جسکی تصویر پھرتی ہی قہر اسپ رخش رخشان کہ مرکب رستم نوجوان تھا مرکب آپکا
بےنظیر چال آپ کا رشک مہر منیر صاحبقران نے سر جھکا لیا کہا تم خود بہادر لاجواب فخر نریمان سہراب
ہو جو تمنے کہا وہی مفصل ہی اگر تمھارے نزدیک بھلا یہ نام نہین ہی شاید یہی ہو گا اصلیت بھی کھل جائیگی
تمھاری طبیعت تسکین پائیگی کیا جلدی ہی ابھی تو ہم تمھارے مکان مین تمھارے ہین بڑے بڑے احسان
ہین ہنوز کلام معجز نظام صاحبقران زمان ناتمام تھا ہوشنگ درد اٹھ کھڑا ہوا ہاتھ اٹھا کر طائفے
کو منع کیا ناچ موقوف ہوا گھبرا کر کبھی جاتا ہی پھر اندر آتا ہی رنگ رو متغیر متردد متحیر کبھی اپنے سردارون سے
سرگوشی کرتا ہی کبھی تیغ و سپر اٹھاتا ہی کبھی بھالا سنبھالا کبھی تیر و کمان پہ ہاتھ ڈالا آخر سردارون کو ساتھ لیا ایک
گوشے مین جا کر اونھا کچھ صلاح کی پھر گھبرایا ہوا قریب صاحبقران زمان کے آیا کہا اسوقت میری گستاخی

معاف فرمائیے شکر ہے خدا ذوالجلال کا میری مراد دلی حاصل ہوئی آپ نے صحت کامل پائی نشان
اپنا ہمکو لکھوا دیجیے مین دو سو سوار ہمراہ کرتا ہون آپ اسوقت روانہ ہو جائیے اگر زندہ رہینگے ہم خود آپکے
پاس آئینگے یا آپ خود سرفراز فرمائینگے بشرط حیات ملاقات ضرور ہوگی صاحبقران نے فرمایا کیون برادر
خیر تو ہے سبب تو ظاہر کرو تمھارے رنج و راحت کے شریک ہین اسوقت تمکو بہت پریشان دیکھتا ہون ہوشنگ
کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے کہا آپ لیسے ہی شیر ہون مگر مہمان کا بچانا ضرور ہے کسی آفت مین غیر کو
پھنسانا عقل کا قصور ہے امیر نے فرمایا ای برادر ہم ہرگز کہین نجائینگے معلوم ہوتا ہے کسی زبردست سے لڑائی
درپیش ہے صاف یہی پس و پیش ہے ہم سمجھ گئے اب نہ چھپاؤ ہوشنگ نے کہا اصل کیفیت یہ ہے کہ یہان
سے پانچ منزل پر ایک قلعہ ہے اُس قلعہ کو آہن حصار کہتے ہین بڑے بڑے نہاور اُس قلعہ مین رہتے ہین
بادشاہ وہان کا رستم وقت ہلال زرین علم صاحب جاہ و حشم اُسکا خزانہ لازم لے کر میری سرحد سے گذرے
مین جاکر لڑا ہمراہیان خزانہ کو مارا مال تمام لوٹ لایا اب اُسکو کسی نے خبر مفصل سنائی کہ ہوشنگ
قزاق کا یہ کام ہے اُسنے قنطور آہن کلاہ اپنے پہلوان زبردست کو مع ساٹھ ہزار فوج کے روانہ کیا
اُسنے آکر قلعہ کو گھیر لیا سرہنگ عیار نے ابھی یہ آکر مجکو خبر سنائی اب قلعہ سے نکلنا دشوار ہے یہ آپکو
ظاہر ہوا کہ مین قزاق ہون صرف بارہ ہزار جوان ملازم ہین اتنے بڑے بادشاہ سے کب لڑ سکتا ہون
آب و آذوقہ اتنا قلعہ مین نہین ہے کہ برس چھ مہینے بیٹھ کر لڑون آخر کیا کرون یہ صلاح ہوئی کہ ایک
سکھدل کر بارہ ہزار جوان فوج قنطور پر جا پڑین لڑ بھڑ کر نکل جائین کسی صحرا مین جاکر چھپ رہین قلعہ کو وہ
لے لین جب کبھی موقع پائینگے پھر قلعہ پر قبضہ کرینگے ورنہ قزاقون کا گھر وحشت مقام ہے لوٹ مار کا یہی
انجام ہے صاحبقران زمان نے سر ہوشنگ وزد کا سینہ سے لگایا فرمایا ای بہادر نہ گھبرا جلد لشکر
تیار کر اس بہانے سے ہم مقابلہ کرینگے تا بآہن حصار لڑتے بھڑتے چلینگے آہن حصار کا تمکو بادشاہ
کرینگے اگر ہم قنطور کے ہاتھ سے مارے جائین اُسوقت تمکو اختیار ہے خواہ لڑنا یا جان بچانا ہوشنگ
نے کہا ای جوان مین تیرا شکر گذار و ممنون ہوا دس ہزار سوار سے اتنے بڑے بادشاہ کا مقابلہ کرنا ناممکن
بس اب آپ اسمین کد نفرمائین جلد قلعہ سے نکل جائین صاحبقران نے خود سر انور پر رکھا زرہ پہنی
گھوڑے پر کاٹھی ڈالی کہا بھائی تم ہمارے ساتھ آؤ تردد و انتشار کو راہ نہ دو دیکھو تو کیا ہوتا ہے ہر چند
ہوشنگ نے کہا صاحبقران نے نہ مانا پشت اشقر پر سوار ہوئے ہوشنگ مردانہ وار مع بارہ ہزار

جوانان جرّار ہمراہ ہوا ساتھ والون سے کہتا ہی مین اس جوان کو اُٹھنے نہ دونگا پہلوانون مین بنام ہوجا
بہادر ضعف بہی کیسے نگے مہمان کو اپنے گھر مین بلا کر قتل کرا دیا مگر اسکی صولت و شوکت مین فرق نہین
سربازی کرنے کو موجود ہی غرض بیرون قلعہ آئے ہوشنگ نے بارگاہ استاد کرائی خیمے استادہ ہوئے
چند ساعت دن باقی ہی کہ صحرا سے گرد اڑی قنطور آہن کلاہ مع ساٹھہ ہزار فوج کے آکر پہونچا اسکو غیظ
کہ ہوشنگ دزد واسطے مقابلہ کے آیا ہی موچھون پر تاؤ پھیر کہا واہ قدرت خداوند لقا قزاقون کو بھی
یہ حوصلہ ہوا کہ ہمارے مقابلے مین آیا ہی لشکر لیکر اترا ہی قضا دامنگیر ہی ایسے کلمات لاف و گزاف کہتا ہوا
دنگل آہنی پر بیٹھا شراب پینے لگا جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا حکم دیا نقارہ زنی بجے ہوجب
حکم طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارے ہوشنگ کے موجود تھے خبرین لے کر چلے یہان صاحبقران
دنگل پر جلوہ فرما ہوشنگ دزد سرنگون نہایت پریشان ہر مرتبہ صاحبقران سے کہتا ہی ای جوان بلند اختر
اقبال سے مین نے بڑی مہلت پائی قنطور آہن کلاہ اگر اتر پڑا مجکو یقین تھا کہ یلغار کرکے آپڑیگا اب یہ
رات بھر کی مہلت پائی مین مرد قزاق ہون ہزارہا کوس نکل جاؤنگا کیا مجکو پا سکتا ہی راتون کو اگر وہ شبخون
مارونگا کہ ان بہادرون کے جی چھڑوا دونگا ہم سرگروہ ہین لڑ سکتے ہم لوگون کا یہی کام ہی قلعہ آہن حصار
کو جا کر تہ و بالا کردونگا سلطنت مین خلل ڈالونگا اسیر فرماتے ہین ای برادر نگہ رکھو اگر طبل جنگی بجوائیگا
یا یہ یلغار آئیگا جواب دیا جائیگا قسم کی کھائیگا آہن حصار کی بھی تدبیر ہو جائیگی تم اس مقدمے کو ہمارے
سپرد کرو جب ہم قتل ہو جائین پھر تمکو اختیار ہی ہنوز یہ سخن ناتمام تھا کہ ہرکارے آکر پہونچے ہوشنگ
کو دعائے جان درازی دیکے عرض کی کہ قنطور آہن کلاہ نے طبل جنگی بجوایا ہی کل صبح کو میدان
کارزار مین مقابلہ کریگا مگر حضور نہایت مغرور ہی جام بادۂ نخوت سے چور ہی ہوشنگ چاہتا
تھا کچھ جواب دے کہ صاحبقران نے فرمایا ای برادر ہوشنگ اپنے لشکر مین بھی نوازش
طبل کا حکم دو متردد نہو ہم اس سے مقابلہ کرینگے ہوشنگ نے مجبور ناچار حکم دیا لشکر قزاقان
مین بھی طبل جنگی بجا تیاری ہونے لگی ہوشنگ کو نہایت تردد کہتا ہی قنطور آہن کلاہ نہایت
زبردست ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی اس جوان نے غیرت دلا کر سب کی جان لی یہ تو ہماری غیرت
تقاضا نہ کریگی مفت مین ایک مرد سپاہی مارا جائے ہم کھڑے دیکھا کرین مقام غیرت ہی جان
دینے مین سپاہی کی عزت ہی قزاق جواب دیتے ہین حضور جوان تو وہ منچلا ہی مگر ہم اُسکا نکلنا گوارا

نہ کرینگے خود لڑینگے ہم مرنے والے ہین کہنے سے اسی جوان کے قلعہ سے نکل آئے ورنہ ہمارا کام یہ ہو کر دھوکے سے رات کو لڑین غفلت مین جا پڑین ہلڑ کر کے قافلہ لوٹ لیتے ہین اپنی تدبیر سے دشمن کو شکست دیتے ہین اودھر قنطور آہن کلاہ جب طبل جنگی بجا چکا دربار برخاست کیا تخلیہ مین آکر بیٹھا ہر کارون سے پوچھا ہوشنگ وزد وکس بھروسے پر قلعہ سے باہر نکل آیا ہے کیا اپنے دل مین سمجھا ہے ہرکارون نے عرض کی اے پہلوان دوران اے گرشاسپ جہان ہم جو بارگاہ مین ہوشنگ کی گئے دربار مین آسکے ایک جوان فخر رستم و سام و نریمان مقام صدر پر بیٹھا تھا ہوشنگ حضور کے نام سے کانپتا تھا اس شیر صولت نے ہوشنگ کو مطمئن کیا کہا کہ میدان مین ہم مقابلہ کرینگے تم کیون گھبراتے ہو مگر وہ جوان رعنا حسن و جرأت مین یکتا ہے ہمنے اس حوالی مین اسکو کبھی نہین دیکھا قنطور آہن کلاہ نے پوچھا آخر اسکا نام کیا ہے وہ بھی کوئی بڑا یادی چور ہے یا کوئی شہزور ہے کہا نہین حضور اسکے چہرے سے آثار سروری و سالاری نمود ار ہے ماہ اوج عزت و وقار ہے قنطور آہن کلاہ نے کہا تم لوگ کیا جری بہادر کو پہچانتے ہو صبح کو باد دولت قلعہ مین چاشت کھائینگے جوان بڈھے سب کو دیکھ لینگے دونون لشکرون مین تیاریان مگر قزاقان پریشان حال جانبین مین طلایہ پھر رہا ہے صداے خبردار باش ناظر باش بلند ہے رات رہے سے

انھیون نے جوانان شیر دل کو جگانا شروع کیا نظم　　نقیبان سو لیو گشتہ خروشان

کہ دنیاے بے ثبات و بے قرار است　　جوانان دل قوی دار بیدار شب　　کہ فردا روز گار کارزار ست
جوانو جوانمرد ہشیار ہو　　سلاحون سے اپنے خبردار ہو　　یکایک ستارہ سحری آسمان پر چکا تھا
علم آفتاب نکلا جب　　فوج انجم ہوئی گریزان سب　　شہ خاور سپہر گرد ہوا
رونق تخت لاجورد ہوا　　ہوا میدان چرخ سے اکبار　　سپہ انجم سیاہ رو بہ فرار

شہنشاہ زرین علم بعد شوکت و حشم تخت چرخ زبرجدی پر جلوہ افروز ہوا قنطور آہن کلاہ بعد شوکت و جاہ کرگدن مست پر سوار ہو کر مع فوج وارد میدان کارزار ہوا اوج ہوشنگ بارہ ہزار قزاق آراستہ کیے صاحبقران اپنے خیمہ سے باہر تشریف لائے ہوشنگ وزد سے صاحب سلامت ہوئی اشقر کو آگے بڑھایا ہوشنگ وزد کو مع فوج پشت پر لیا بعد کر و فر میدان جنگ مین آکر پہونچے جانبین مین صفین جنگ کی درست ہوئین نقیبان بلند آواز

سنے صدا دی ای مردانِ عالم یہ میدان کارزار ہے نام اپنے بزرگون کا روشن کرو نام رستم
و اسفندیار صفحۂ ہستی سے مثل حرف غلط کے مٹا دو جاہ و جلال دنیا پر مغرور نہو معشوقان
پریچہرہ کو دیکھکر مسرور نہو حسینانِ یوسف جمال کیا ہوے بعد مرنے کے چہرے چاند سے
گرد و غبار زمین اٹ گئے تنہائی مین قبر کی کون کسکا ساتھ دیتا ہے منزل ملک عدم کا سامنا ہر [illegible] نظم

چار دن دیکھ لے تو لطف گلستان جہان
پھر نواسنجی مرغانِ خوش آہنگ کہان

یاد کر جب سے تو پیدا ہوا کیا کیا دیکھا
کیسے کیسے گلِ خندان ہوے آنکھون سے نہان

جنسے اک دم کی جدائی نہ گوارا تھی ہمین
ایسے بچھڑے کہ نہین صفحۂ ہستی پہ نشان

فلکِ تفرقہ پرواز کی کج بازی سے
وہ جدا ہو گئے فرقت کا نہ تھا جنکی گمان

سامنے چشم تصور کے ہین وہ تصویرین
رات دن پیش نظر ہین وہ لب و چشم و دہان

حیف وہ لب جو نہ خالی تھے تبسم سے کبھی
مسکراہٹ کا اب آثار نہین اُنسے عیان

مہ رخسار نہ کمند رہین تن آغشتہ بخاک
نہ وہ ہے ناوکِ مژگان نہ وہ ابرو کی کمان

نہ کسی چیز کی پروا نہ وہ شوخی نہ وہ ناز
نہ وہ ہنسنا نہ کسی کے لیے فریاد و فغان

کبھی ہو جاتی تھی گل شمع تو گھبراتے تھے
ہاے کیا قبر کی تاریکی مین ہوگا خفقان

نہ جہان پرتو خورشید نہ تحریک صبا
نہ جہان اختر تابندہ نہ ماہ تابان

نہ غم شادی دنیا نہ تمیز بد و نیک
نہ بستر نرم کی خواہش نہ تلاش لب نان

کوئی مونس نہین ہمدم نہین ہمراز نہین
طاقتِ نطق کہان سانس بھی دمساز نہین

صدائین نقیبون کی سنکر مردانِ عالم جھومنے لگے آنکھون مین نشے جرأت کے آ گئے دل [illegible]
ہو کر کہتے تھے بجا ہے مر جائین نام کر جائین قنطور آہن کلاہ نے اس لڑائی کو مفت جانکر
ساتھ والون کو روکا اپنا گینڈا بڑھا کر میدان کارزار مین آیا آواز دی ای قزاقان
سرکش کچھ تمکو خوف نہ آیا مال سرکار کا لوٹ لیا بادشاہ عالی جاہ کہ جسکی نہیب شمشیر سے
مردانِ عالم تھرّاتے ہین شیرانِ دشت نبرد دامن صحرا سے منھ چھپاتے ہین شہنشاہ
زرین علم محترم و محتشم بندۂ مقبول خداوند لقا زور مین پہلوان یکتا اب جسکو تمناے مرگ
کی ہو وہ میرے مقابلے مین نکلے مگر ہو ہوشنگ وزو تیری جان بخشی کرتا ہون رومال

سے ہاتھ باندھ کے چلا آخطا تیری شاہ سے معاف کرا دونگا صاحبقران نے مرکب صف سے بڑھایا ہوشنگ وزر گھوڑے سے کود کر رکابون سے لپٹ گیا کہا ای صف شکن قنطور آہن کلاہ برسر رحم ہے مین جا کر اصلاح کرتا ہون مال شہنشاہ کا ابھی اپنے ذمہ کرلونگا کسی طور سے ادا کردونگا صاحبقران زمان نے فرمایا ہم تم سے کو چلے بعد ہمارے تمھین اختیار ہے بس اجازت میدان دو تکرار نہ کرو ہوشنگ وزر نے سر جھکایا صاحبقران نے مرکب بڑھایا قنطور آہن کلاہ پر نگاہ پڑی ایک جوان شیر صولت حسین وجمیل صف سے قزاقون کی نکلا مرکب بادرفتار زیر ران کلائیان مارتا ہوا دم سے جنبور کرتا ہوا اتھو تھنی مثل غنچہ گل زلف ورکاکل چالاک وجست اعضا

سب درست عیوب سے پاک
طاہر عجب رنگ مشکین ہے
صبا نام رکھوں تو بیرنگ ہے
قدم کی روانی کو دریا کہون
کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہے

نظم

رقم وصف توسن رقم کیا کرون
اسی سے لقب اسپ شبرنگ ہے
ہر اک نعل ہے جیسے مثال کل
وہ کوہ گران جس کا پاسنگ ہے

کہ شبدیز خامہ کا پالنگ ہے
تڑپتا ہے میدان مین سیماب وار
قدم باقدم مائل جنگ ہے
نہ کاوے کا محتاج ہو کس طرح

قنطور آہن کلاہ حیران جمال وجو دیدار ہو کر سراپا کو صاحبقران زمان کے دیکھ رہا ہے بار ادہ لگا ور بڑھا امیر نے آدھ جبر سیر کی لگائی کہ پانچ قدم گھنڈا قنطور کا دو قدم مرکب صاحبقران ایسے سور کا ہٹا قنطور نے چہرہ زیبا کو بخوبی دیکھا شیر خشمناک فن جنگ مین بے باک مثل آئینہ حیران ہو کر سراپا کو دیکھا واضح رہے ناظرین ہو کہ ہوشنگ وزر بھی صف سے نکل آیا ہے محبت مین صاحبقران کی بیقرار چونکہ صاحب جرأت ولیاقت ہے اپنے مہمان کا قتل ہونا شاق ہے خود جان دینے کا خواہان ہے قنطور آہن کلاہ نے پوچھا ای جوان تو بھی قزاق ہے فن جنگ مین بڑا مشتاق ہے بمقابلت کے مقابلہ مین آیا کچھ خوف نکیا اپنے نام سے آگاہ کر قریب قنطور آہن کلاہ ایک عیار کھڑا تھا اسنے کہا ای پہلوان جہان مین کچھ عرض کرنا چاہتا ہون قنطور آہن کلاہ نے جھکایا عیار و سردار سے آپس مین سرگوشی ہوئی قنطور کلام عیار سنتا ہے کبھی سر دھنتا ہے کبھی حیران ہو کر جمال صاحبقران پر نگاہ کبھی آہ کبھی واہ بعد عرصہ دراز سر اٹھایا کہا ای جوان تو ہی صاحبقران

داماد نوشیروان ہمراہ ان قزاقون سے کیونکر ملا ایسے شیر ببر کا اس بیشہ ویران مین کیونکر گذر
ہوا صاحبقران نے فرمایا صاحبقران کون مین تو ہوشنگ وزرد کا نوکر ہون بدلے
اپنے مالک کے جنگ کو حاضر ہون قنطور آہن کلاہ نے کہا اب نہ چھپائیے مفصل
سبب آنے کا بتائیے ہر شخص آپکو جانتا ہی ایک ایک سنگریزہ پہچانتا ہی صاحبقران
زمان نے فرمایا جو آپ کا گمان ہو شاید یہی ہو اب تو یہ میدان کارزار ہی ایسی باتون
کا ذکر بیکار ہی قنطور آہن کلاہ نے کہا یا صاحبقران زمان مین تو مدت مدید سے آپ
کے مقابلے کا مشتاق تھا میرا بادشاہ شہنشاہ زرین علم اکثر خواہان ہوا کہ یہ ہر مسلمانان
لشکرکشی ہو مگر ہر امر ساعت پر موقوف ہی آپ خداوند لقا کے دشمن ہین لقا پرستون
کے رہزن ہین آئیے یہ میدان کارزار ہی ہوشنگ وزرد نے بھی سنا پیچھے ہٹا اپنے
قزاقون سے کہا لو صاحبو یہ جوان امیر عالیشان زلزلہ قاف ثانی سلیمان صاحبقران
زمان داماد نوشیروان ہی یہان صاحبقران اور قنطور آہن کلاہ سے نیزہ چلنے لگا
ہوشنگ وہمراہیان ہوشنگ وزرد بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین تعریف مین مصروف
ہین کبھی کہتے ہین ای افسر آپ بڑے لشکر شناس جرأت اساس ہین روز اول سے آپ
فرماتے تھے یہ جوان کوئی بڑا صاحب شوکت وشان ہی یہ نہ جانے تھے کہ صاحبقران
ہی اب حضور کیا ہوگا ہوشنگ وزرد کہتا ہی کہ مین صاحبقران کا ساتھ دونگا میرے
واسطے آمادۂ حرب وپیکار ہوا اتنا بڑا شہنشاہ عالی وقار ہی جسکا لوائے شوکت از پردۂ دنیا
تابہ قاف سرفراز ہی بلند ہو ایسا بادشاہ اسکی ملازمت سے ممتاز ہی میری کیا حقیقت ہی
مجھ ایسے ہزارہا چاکران کترین اسکی خدمت مین حاضر رہتے ہین خداوند لقا کا بھی خیر ہی
ایسے جوان کی شبیب شمشیر سے رنگ آفتاب ومہتاب زرد ہی یہان تو یہ صفت وثنا
ہو رہی ہی صاحبقران اور قنطور آہن کلاہ سے نیزہ چل رہا ہی چند عرصہ مین صاحبقران
نے قنطور آہن کلاہ کا نیزہ نکالا قنطور آہن کلاہ کی آنکھون مین اندھیرا آگیا قہر وغضب
مین تلوار کھینچی ہاتھ مارا صاحبقران زمان نے بازو کو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا قصد
کیا تلوار چھین لون قنطور نے گریبان مین ہاتھ ڈالا کشاکش ہونے کے زور ہونے لگے گیدڑ مرکب

تاب نہ لاسکے پیٹ کے بل زمین پر بیٹھ گئے دونون جوان کو دے آپسمین کشتی ہونے لگی
ہوشنگ وزرد کمزادیکھ رہا ہی دونون لشکرون مین صدائے تحسین وآفرین بلند ہو قنطور
آہن کلاہ تین پہر کامل صاحبقران زمان سے لڑا پہر دن رہے صاحبقران زمان
نے قنطور آہن کلاہ کو زیر کیا فرمایا شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی قنطور آہن کلاہ
سو جواب اگر کچھ خلاف کہونگا جان جائیگی طوطے کی طرح کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا صاحبقران
زمان نے چھوڑ دیا قنطور آہن کلاہ نے اہالیان فوج کو بھی آواز دی صاحبو مین نے
صاحبقران زمان کی اطاعت کی جسکو مسلمان ہونا ہو میرے ساتھ رہے ورنہ میرے
پاس سے چلا جائے سب افسران لشکر اشارے کو قنطور آہن کلاہ کے سمجھ گئے جواب
دیا ہم حضور کے ساتھ ہین جسکی آپ نے اطاعت کی ہم بھی اُسکے غلام حلقہ بگوش ہین اب
صاحبقران زمان طرف ہوشنگ وزرد کے پلٹے فرمایا ای ہوشنگ وزرد تم ہمارے
محسن ہو مفصل حال کے مشتاق تھے اب حالات ظاہر ہوے ہمارے حسب ونسب سے
ماہر ہوے ہوشنگ وزرد دوڑ کر قدمون سے لپٹ گیا عرض کی کہ جان میری ناخن پا پر سے
حضور کے نثار ہی آج دولت کونین حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی مع بارہ ہزار قزاق کے کلمۂ
طیبہ زبان پر جاری کیا بصدق مسلمان ہوا مگر قنطور آہن کلاہ نے دست بستہ عرض کی
کلاہ فخر غلام کی پایۂ عرش اعلی پر پہونچائیے آج لشکر مین غلام کے دعوت نوش فرمائیے ہوشنگ
وزرد بھی شریک جلسہ ہون کل جیسا ارشاد ہوگا بجا لائینگے تا حیات قدم اقدس کو نہ چھوڑینگے
صاحبقران زمان نے فرمایا ای برادریان ایک ایک دم مجکو زیر دم شمشیر گذرتا ہی لقا سے
مقابلہ ہوا تھا جنگ مغلوبہ مین زخمی ہوا مرکب اسطرف نکال لایا چاہتا ہون کہ اسی وقت اپنے
لشکر مین پہونچاؤن ایک لمحہ تامل نکرون اور ای برادر یہ بھی سب صاحبونکو معلوم ہو کہ کوئی ہوشنگ کو ہوشنگ وزرد
نکہے بیٹے ہوشنگ نوجوان خطاب دیا قنطور آہن کلاہ نے عرض کی بدل وجان قبول کرینگے مگر آج کی شب
غلام کو خدمتگذاری سے محروم نہ فرمائیے صاحبقران خلق مجسم ہین سر جھکا لیا کہا جو تمھاری خوشی کل صبح کو
کوچ کرینگے یہ فرما کر قنطور آہن کلاہ کے ساتھ ہوئے بارگاہ مین آئے قنطور آہن کلاہ نے بظاہر صاحبقران
زمان کو لا کر مقام صدر پر بٹھایا سامان دعوت مہیا کیا پہلو مین صاحبقران زمان کے ہوشنگ نوجوان بھی بیٹھا اُلخ

شروع ہوا ایک نازنین پریکا بیکر باشارۂ قنطور سامنے صاحبقران کے آکر رقص کرنا گی غزل

اُس لب پہ الٰہی مرے مرنے کی دعا ہو — مین سُنکے کہون کہ سننے والے کا بھلا ہو
جس مُنھ سے عنایت کا تری شکر ادا ہو — شکوہ وہ کرے پھر تو مین اُس سے گلا ہو
احسان ہو اُسکا ترے در پر جو گرا دے — ٹھوکر ہو کوئی ضعف ہو یا لغزش پا ہو
سینہ مین فقط یار کا دم بھرتی رہے سانس — تار ایک ہو بس ایک ہی اسمین صدا ہو
خلوت مین جو آتے ہو کوئی اور نہو ساتھ — دل ہی مین رکاوٹ ہو نہ آنکھون مین حیا ہو
آتی ہے پری بنکے مرے گھر شب فرقت — آفت ہو تو ٹلے کوئی رد ہو جو بلا ہو
دل مانگتے ہو تمسے مگر کچھ نہین کہتے — انسان ہو تم یا کوئی شوخی ہو ادا ہو
مین ماہ ہون تم چاند مگر دلمین جو ہو فرق — آغوش مین ہو وصل کی شب اور جدا ہو
کیا غم مرے پہلو کو کیا دل نے جو خالی — اندیشہ ہے کچھ یار کو جا کر نہ پھرا ہو
رہ سکتے نہین غیر کے دل مین بھی وہ جیکر — دنیا ہو فلک اور مری آہ رسا ہو
قاصد کو اُدھر بھیج کے آیا ہے جو کچھ یاد — کرتے ہین دعا یار کا گھر بھول گیا ہو
کیا جانے کہان تجھے ابھی کچھ پوچھ نہ ہمدم — کہدینگے ٹھکانے کی ذرا ہوش بجا ہو
ہو خاک مری خاک یہ ڈالے رہے آباد — آندھی ہو بگولا ہو کہ صرصر ہو صبا ہو
بیباک ہی ہو نا نگہ یار کا اچھا — ملتی ہے جلال آنکھ وہ کب جسمین حیا ہو

عین محفل عیش ونشاط مین قنطور آہن کلاہ نے اپنے سردارون سے صلاح کی کہا بھائیو مین نے حمزہ کے ہاتھ سے اپنی جان بچائی اب چاہتا ہون کہ ہوشنگ وزند وحمزہ کو گرفتار کرون خدمت مین اپنے بادشاہ کی لیجاؤن تمھارے نزدیک کیا مناسب ہے سب نے کہا حضور یہ مرد مسلمان ہے اسکا قتل کرنا خداوند لقا پر احسان ہے قدرت کو بڑے بڑے صدمے دیے ہین بچارے خداوند ملک بملک بھاگے پھرتے ہین اب کوہ عقیق گلزار سلیمانی مین آئے ہین سلیمان عنبرین موے کوہی نے دامن پناہ دیا ہے عرصہ دراز سے ٹھہرا ہے اگر آپ اسکو خدمت مین خداوند کی لیجائینگے تو طرۂ پیغمبری ملیگا ہم لوگ عہدہ ہاے جلیل سے سرفراز ہونگے قدرت کو ہماری خیرخواہی پر ناز ہوگا ہوشنگ وزند بھی دل سے

مطلع ہوا ہی ظاہر مین خاطر کیجیے بیہوشی پلا کے پکڑ لیجیے قنطور کو یہ راے پسند آئی فوراً شراب
مین بیہوشی ملائی عین گرمی صحبت مین اُس مست بادۂ جرأت و شجاعت و سرشار ساغر شان
و شوکت کو جام شراب اُس بدمست مئے مکر و نخوت پیر مغان خمخانۂ تزویر و دولت نے پیشکش
کیا اُس ساقی میکدۂ سخاوت کو کچھ انکار نہوا نوش فرمایا ہوشنگ وزروے نے بھی پیا صاحبقران
زمان کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا قنطور آہن کلاہ ملعون سے فرمایا کہ یہ شراب کیسی خراب
تھی دل کو بےچین کر دیا جام قلب کو غم و الم سے بھر دیا قنطور آہن کلاہ نے کہا باش او
حمزہ تو نے بڑے بڑے ملک تباہ کیے سیکڑون ندیمطا قتل ہوے یہان تمھاری قضا
لیکر آئی تھی صاحبقران زمان تلوار ٹیک کر چاہتے ہین اٹھین بیہوشی نے اپنا کام کیا
اُس آغاز بدکا یہ انجام ہوا ولکھڑا کر گرے بیہوش ہوے ہوشنگ نوجوان گھبرا کے
اٹھا اُسکو بھی بدمستی کا جوش ہوا آخر یہ بھی گر کے بیہوش ہوا چار سو سرداران ہوشنگ
آگے امیر بلا زمان قنطور آہن کلاہ وبارزے ایک کو دس نے ملکر گرفتار کیا فوج بے شبخون
مارا قزاق تاب نہ لائے آخر بھاگ نکلے اُس بیحیا نے مال خزانہ سب لوٹ لیا خیمہ بارگاہ بین
قبضہ مین کین رات ہی کو صاحبقران و ہوشنگ نوجوان کو ایک ارابے پر لاد کر
طرف آہن حصار کے روانہ ہوا جب نیّر اعظم بعد ورود الم تمس مشرق سے زنجیر لے
شعاع مین جکڑا ہوا قلعۂ نیلی حصار پر پابند گشت ہوا روشن و منوّر ہر ایک کوہ و دشت
ہوا کان سے ارابے کی اول ہوشنگ کی آنکھ کھلی دیکھا اپنا گھر چھوٹا یہ کیا سلسلہ بکہ
خانۂ زنجیر مین مسکن ہی طوق و زنجیر کے پابند ساتھ والون کو دردمند پایا قریب اپنے امیر
با توقیر کو مسلسل و مطوق دیکھ کر بہت گھبرایا آواز دی ای آقاے نامدار آنکھین کھولیے دیکھیے
یہ کیا غضب ہوا امیر بیدار ہوے ہوشنگ کے پکارنے سے ہوشیار ہوے فرمایا ای برادر
کیون گھبراتے ہو جو مشیت پروردگار ہو ظاہر ہوا کہ اُس نامرد نے حماقت کی دوستی مین
عداوت کی ایسے ایسے شعبدے بہت پیش آئے ہین وہ مالک ہی اگر حیات باقی ہی رہا
ہو جائینگے متردد نہو مصرعہ چشم من بسیار ازین خواب پریشان دیدہ است ✤ ای برادر
قول سوداز مانے کو ہر دم کامل و اکمل کے ستانے کی کوشش ہی فلک کجرفتار گردون غدار

کو ہر وقت گردش ہی نظم سودا

سوائے خاک نہ کھینچ نگاہ مشت وستار / کہ سرنوشت لکھی ہی مری بخط غبار
چمن زمانے کا شبنم سے بھی رہے محروم / اگر نہ رووے مرے روزگار پر شب تار
کرون ہون تیز مین دندان اشتہا پر میچ / زمانہ سنگ ملامت سے توڑتا ہی بہار
عجب نہین ہی کہ جاتی رہی ہو دنیا سے / کہ بس خوشی نے مرے دل سے اب کیا ہی کنار
شراب خون جگر ہی مجھے کہ زکٹ دل خویش / صداے نالۂ دل ہی مجھے ترانۂ یار
رہی نہ شیشۂ صحبت کی ہیچ کیفیت / کہ مت اٹھو کے سنگ سے اس سر کا توڑتا ہی خمار
زمانہ دل کو مرے اور عہد یار کو اب / شکست سے نہین دیتا ہی ایک آن قرار
زبسکہ دل ہی مکدر مرا زمانے سے / بجاے اشک مین آنکھو نسے پونچھتا ہون غبار
کہان تلک وہ کرے روزگار کا شکوہ / کہ جسکے بخت کی سوگند کھاے ہی ادبار

اے ہوشنگ نوجوان وقت رنج و ملال ہی اسکا کیا خیال پروردگار کا شکر کرو وہ حافظ و نگہبان ہی اس قید و بند مین بھی اسکا احسان ہی نامردون نے بہ مکر گرفتار کیا ہی مردی و جرأت مین فرق نہین آیا مگر قنطور آہن کلاہ جب قریب آہن حصار پہونچا پانچ کوس کا فاصلہ باقی رہا قنطور آہن کلاہ نے اپنے بادشاہ کو عرضی لکھی بعد القاب شاہانہ لکھا اے شہنشاہ باقبال صاحب جاہ و جلال آپکا تیر اقبال اوج پر ہی غلام سرِ چلہ ہوشنگیہ لشکر کشی کرکے گیا ہوشنگ قزاق بہ صد طمطراق حمزۂ عرب کو ساتھ لیکر مقابلے مین آیا مین نے حمزہ کو بہ فن کشتی زیر کیا ہوشنگ دزد کی بھی مشکین باندھ لین قلعہ مین آپ کا سکہ جاری کیا قید صاحبقران لیکر حاضر ہوتا ہون پانچ کوس قلعہ سے ہٹ کر اترا ہون جسطرح حکم ہو قید دشمن خداوند لقا کو لیکر قلعہ مین آؤن معاوضہ مین جرأت و لیاقت کے خلعت و جاگیر پاؤن عیار نے عرضی دی آنکے خدمت مین شہنشاہ زرّین علم کے پیش کی شہنشاہ نے پڑھکر تاج کو کج کیا نخوت سے مونچھون پہ تاؤ پھیرا کہا یارو قنطور آہن کلاہ نے وہ کام کیا جو بہرام فلک سے نہ ہو سکتا از قاف تا قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران کو گرفتار کرکے لاتا ہی جواب لکھو کہ کل بوقت سحر قیدی اس سرکش کی لیکر داخل قلعہ ہو شہر تمام

آئینہ بند کیا جائے دوکانداروں اور اہالیان شہر کو بھی خبر ہو اشتہار دیا جائے ڈھنڈورا پیٹے
کہ کل دشمن خداوند لقا کی قید شہر مین آئیگی سب اپنے اپنے مقام پر خوشی کرین بوقت سحر
آمد قید کا تماشا دیکھین قنطور آہن کلاہ نے پہر رات رہے سے لشکر تیار کیا گنہگارون کو
ارابے پر سوار کیا طرف شہر کے لیکر چلا بیابان صبح سے بازار مین ہنگامہ ہی تمام دوکانین
تماشا بینون سے معمور کرون پر کسبیان بناؤ کرکے بیٹھی ہین ہر ایک کی زبان پر یہی ذکر ہی
ساجو کیا ہمارا بادشاہ صاحب اقبال ہی جسنے سلطنت نوشیروان کو مٹایا کنجاب ایسے
سرکش کو مارا ملک باختر پر لشکر کشی کرکے آیا ملک قرنا کوک عقرب چشم زحل پیشانی ہژبر ایلان
نامدار غیر رستم و اسفندیار اپنے سامنے فیل مست کی حقیقت نہ جانتا تھا حمزہ سے آکر ہم نبرد ہوا
اسکی نہیب شمشیر سے وہ بھی گرد برد ہوا آج قید ہو کر آیا ہی یہ روز سعید خداوند لقا نے دکھایا ہی
تمام امرا و رؤسا بیٹھے مہاجن مرد عورت ادنی اعلی خورد و کلان پیر و جوان قید کا تماشا دیکھنے
کے مشتاق ہین ناگاہ غل ہوا اہالیان شہر نے دیکھا ایک جوان رشک نور نگاہ پیر کنعان صاحب
شوکت و شان چہرہ ماہتابان جلالت و لیاقت چہرۂ نورانی سے عیان قید آہن مین گرفتار
ارابے پر سوار پہلو مین ایک شیر نر رستم و اسفندیار سے بہتر مسلسل و مطوق عقب
مین چار سو سوار نامی نامدار قنطور آہن کلاہ آگے آگے اہتمام کرتا ہوا الپشت پر سائے ہزار
سوار جوانان نیزہ داران قیدیون کو گھیرے ہوئے چلے آتے ہین جس کسی کی نگاہ جمال
بے مثال صاحبقران زمان پر پڑی کوئی یہ کہکر ہنسا کہ یارو آج روز عید ہی زمانہ سعید ہی
یہ وہ شخص ہی جسکی نہیب شمشیر سے بہرام فلک کانپتا ہی سلطنتین مٹا دین چند خداوندون
کو قتل کیا تمام آتشات و بتخانات مٹاتا ہی بجائے دیر مسجد بناتا ہی شکر خداوند لات و منات سے ذلیل
و حقیر ہوا قنطور آہن کلاہ نے ذکر کیا اب اسکو قتل کرینگے جو اسکے قتل مین شریک ہوگا خداوند
لقا اسپر جنت واجب کرینگے دوسرا اہل دل اسکے برابر کھڑا تھا اسنے اسکے منہ پر ہاتھ رکھدیا کہا ای
بھائی توبہ کر گردش فلک سے ہر شخص ناچار ہی دنیا مقام عبرت ہی نہ جائے عشرت نظم سودا

مین سخت تنگ زمانہ سے دل مین حیران ہون	کہ مہر سنگ دلان کیونکر یہان گئی ہی سما
گداز عشق ہی اتنا کہ چند قطرہ اشک	مثال شمع ہی ہر بند استخوان میرا

گذر ہوا طرف میکدہ مرا اک دن | بتون کی چشم مین جون آئے شیشۂ صہبا
وے نگاہ جو کرتا ہون میکدے کی طرف | گئے حواس مرے مجھ سے دیکھتا ہون کیا
کہ مست چاک گریبان وجام چشم پُر آب | ہر آہ ونالہ مین ذکر سبو و رگلو مینا
یہ حال دیکھ کے وانکا خرد سے پوچھا مین | جگہ طرب کی مین آیا ہون یا کہ جائے عزا
دیا جواب خرد نے مجھے کہ ای نادان | مقام رنج ومصیبت ہی صاف یہ دنیا

ای برادر خوف کرنا چاہیے ہمکو یا تمکو بھی فلک گردش نہ دکھلائے خوشی مبدل بہ مصیبت
ہو جائے گر آرابہ صاحبقران زمان کا بیچ چوک مین پہونچا کوٹھون پر ہنگامہ ہی کسبیان
پکارتی ہین کہ کیا حسین ہی ایک کہتی ہی بوا ظالم کی آنکھین تو دیکھو دیدۂ غزال کو شرمانی ہین پلکین
چھریان یا تیر جان ستان ابرو شمشیر اصفہان عارض رشک ماہ تابان ہونٹھون سے
مسیحائی عیان سفید دانت موتی کی لڑیان سینہ صفحۂ بلور شکم تختی نور پانون ستون قصر
جرأت وہمت اور ہاتھ دستگیر جود وسخاوت سراپا سانچے مین ڈھلا ہی ای بوا یہ جوان
تو نور کا پتلا ہی کوئی چاہتی ہی اپنے کوٹھے سے گرادون کسی کا قصد ہی کہ جان ومال نثار کرون
ایک کھیلی کھائی کہتی ہی اس جوان کو پاؤن تو کلیجہ مین چھپالون قنطور آہن کلاہ کا سوار مغرور
خرس پیکر صاحبقران زمان کے آرابے کے قریب ہی امیر نے فرمایا ای پہلوان دوران ہمارا
حکم ہی چند ساعت کو آرابہ ٹھہر جائے ہم بھی تمہارے شہر کی کیفیت دیکھ لین اتفاق سے قید
ہو کر گذر ہوا ہی آباد مقام ہی ملک زرریز زمین حسن خیز نازنینان سیمین کا جماؤ ہی پریون
کا اکھاڑا حورون کا جمگھٹا ہم بھی سب کو دیکھین آنکھین سینکین بقول شاعر مطلع غیر آنکھین سینکین اور
اپنا دل مضطر جلے * وے سے بے دردی کوئی تا پے کسی کا گھر جلے * مغرور نے کہا بادشاہ کا حکم
آچکا ہی آرابہ نہ ٹھہریگا امیر نے فرمایا او بیحیا ہمنے تجھ سے ہنس کر کہا تو نے جواب بہ نخوت دیا ہم چند ساعت
یہان ضرور ٹھہرینگے مغرور نے کہا قیدی کا کیا اختیار مسلسل مطوق مجبور ناچار امیر نے فرمایا
مجبور ناچار تو ہوگا کلام سخت کریگا تو بے آبرو ہوگا یہ فرما کر دونون ہاتھ شیرانہ آرابے پر جمائے بقوت
تمام لنگر مارا آرابہ چلتے چلتے رک گیا بیل و بیل بنگلے رسیہ کے مثل اکے پڑ رہے ہین قدم نہین
اٹھا سکتے تک تک کی صدائین بلند گاڑی بان درد مند غل شور تو یار و قیدی بگڑ گیا آرابہ نہین

بڑھتا مغرور نے اشارہ کیا نیزہ دارون نے سنا سنا نیزہ جسم سے صاحبقران کے
طاوس جسم اطہر چھن گیا تمام بدن فوارہ بن گیا فرماتے ہین او نامردو سنان نیزہ سے کیا
ڈراتے ہو سر بھی کاٹ لو تو اپنی ہی کرین ثابت قدمان کوے جراٴت ہین لاش بھی اسی مقام
پر دفن ہو گی اب امیر چہار جانب سر اٹھا اٹھا کر زیب و زینت شہر کو ملاحظہ فرما رہے ہین
عمارتین قطع دار سجا ہوا بازار ہر سمت یہی پکار ہو کیا صاحب ہمت و لیاقت ہی تاجران عالم
اسوقت جمع ہین خواجہ خورشید بازرگان جہان گشت ہین ہر ایک اقلیم مین جاتا ہی
تلوارین سپرین نیزہ و تیر و کمان شاہان و پہلوان اِسی تاجر سے خریدتے ہین اسنے دیکھا
کہ صاحبقران زمان نے للکارا اور مغرور خرس پیکر تیغہ کھینچکر چلا کہتا ہوا کہ ابھی اِس
قیدی کا سر کاٹے لیتا ہون ابھی اس سرکشی کی سزا دیتا ہون خواجہ خورشید نے دامن مغرور
خرس پیکر تھام لیا کہا ای پہلوان دوران اگر اسوقت اس شیر بیشہ یکتائی کا سر کاٹ لوگے
خوب سمجھ لو اسکے فرزندان ارجمند سرداران جراٴت پسند قیامت برپا کرینگے قلعہ آہن حصار
مین آگ لگا دینگے اور رستم خصال مین ہر سال اسکے لشکر مین جاتا ہون نفع کثیر پاتا ہون خداوند
فرعون شکوہ پر جب سامان لشکر کشی ہوئے ہفت در بند فرعونیہ کے تمام عالم مین جا بجا ہل
مشہور ہین مشیر خدائی ساحر سرکش تھا ایک پہلوان بادشاہ سرکش تھا در بند اول
سہیلیہ سہیل چرم پوش نوجوان خوش رو کئی مہینے آپ کے لشکر سے لڑا آخر زیر ہوا دیگر در بند
نقرہ کوہ بادشاہ سکندر شاہ نقرہ کوہی ایسا صاحب شعبدہ تھا کہ لشکر خداوند لقا سامنے
سے لشکر اسلام کے غائب ہو گیا جراٴت اسکا نام ہو کیسا شیر دلیر آمادہ ہوا کہ تلوار کھینچکر دریا
مین کود پڑو نکالا اندر قلعہ کے جاکر خداوند لقا کو گرفتار کر دکھا پھر قابدار سیاہ پوش سے لڑائیان
اِسکے ہاتھ سے سرداروں کی صفائیان کیسے کیسے ساحر و پہلوان مارے زمین تھراتی تھی زبان
دشمن سے تحسین و آفرین کی صدا آتی تھی جانشین اسکا دارا سے ہند رستم زمان لندھور بن
سعدان اٹھارہ من کا گرز کاندھے پر رکھ کر میدان مین آتا ہو جسکی ہیبت و سطوت سے
چرخ چنبری تھراتا ہی اس لیے رشک رستم کو اب جوان دیو کش نے بارہ برس کے سن مین
جاکر زیر کیا اسکا فرزند دلبند انجم گروہ رستم شکوہ سرفتنہ ملک باختر پہلوان تہمتن بدیع الزمان

گردنشکر شکن ملک سنجان مین یکہ و تنہا پہونچا دختر گنجاب ملکہ گوہر ملک معشوقہ فرزند خاقان
لقا پر عاشق ہوا چہار باغ ملک حریان سے اسقدر شبخون لشکر گنجاب پر مارے کہ کئی سو افسر
نامی و نامور قتل کیے فوج کا کیا شمار آخر گنجاب کے ممالک قبضہ مین گئے جنگ ہفت صف
مین ساتون صفین توڑین کمر بند گنجاب مین ہاتھ ڈال دیا تمام عالم نے دیکھا کہ دست حق پرست
پر بلند کیا ای پہلوان ایسے شیر دلیر کو اس خطا پر قتل کرتا ہی اسکے فرزندان و برادر و پہلوانان عالی
دماغ سے نہین ڈرتا ہی مین جاکر بہ لطف عرض کرتا ہون وہ لشکر اپنا اٹھا لینگے مغرور خرس پیکر
یہ حالات جلالت آیات سنکر تھرایا رک گیا مگر خواجہ خورشید بازرگان قریب صاحبقران
زمان کے آیا جھک کر سلام کیا امیر نے جواب سلام دیا اور بکشادہ پیشانی فرمایا ای خواجہ خورشید
اس شہر مین کیونکر آنے کا اتفاق ہوا عرض کی خبر سنکر زیارت حضور کا مشتاق ہوا اسوقت
سنان نیزہ سے جسم حضور کا فگار ہی جرأت آپ کی مثل آفتاب عالمتاب روشن و آشکار ہی
وہان دربار مین بادشاہ کے سردار جمع مین چلکر وہان شیرانہ کلام کیجیے ای شہریار حفاظت
جان بھی واجب و لازم ہی آپ کی شمشیر زنی سے ستون قصر جرأت قائم ہی صاحبقران نے
فرمایا ای خورشید ایسے ایسے معرکے بہت گذرے نامردون نے مجھے سالہا سال قید کیا
جفائین اٹھائین اس زندہ داری کا کیا افسوس ہی یہ فرماکر امیر نے دست حق پرست اٹھانے
ارادہ سبک ہوگیا مگر ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ صاحبقران زمان کی قید کے آنے سے ایک دن
پیشتر مشہور ہوا تھا کہ داماد نوشیروان سرکوب کفاران زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ
صاحبقران کو قید کرکے قنطور آہن کلاہ لاتا ہی وزرا و امرا و اہالیان شہر تماشا کو مین خیمہ
محل مین شہنشاہ زرین علم کے ناظرون نے پہونچائی شاہ مذکور کا شانہ عفت مین ایک گوہر
بے بہا رکھتا ہی ایک دختر بلند اختر ماہ جبین حسین نیکو سرشت رشک حور بہشت شیرین
کلام ماہ عالم افروز نام کنیزون نے آکر کہا حضور آپ کے والد تاجدار بڑے صاحب اقبال ہین
کہ داماد نوشیروان قید ہوکر آتا ہی تمام شہر آئینہ بند ہی تمام اہالیان شہر واسطے تماشا کے
جمع ہین آپ بھی چلکر ملاحظہ فرمائیے مقام عیش و فرحت ہی ملکہ ماہ عالم افروز نے پوچھا
کہ یہ تو اکثر سنا ہی وہ نوجوان بڑا زبردست ہی مگر لفظ نوشیروان سنکر یہ خیال آیا کہ کونسی

دختر بلند اختر شہنشاہ بلند اقبال کی اُس جوان کو منسوب ہی ملکہ پروین وزیرزادی نے
دست بستہ عرض کی حضور یہ قصہ طول وطویل ہی داماد ہونے کی یہ دلیل ہی دختر شہنشاہ
ہفت کشور ملکہ مہر نگار سمن عذار سہی قد ماہ پیکر نازنینان جہان کی افسر شہرۂ حسن وجمال
اُسکا ہفت اقلیم مین تھا یہ جوان قید ہو کر جو آیا ہی یہ بھی آفتاب عالمتاب عربستان شیر چرخ
تھا کئی پہلوانان نامی بلکہ دشمن شہنشاہ حشام مین علقمہ خیبری کہ جسکا نوے ارنج کا قد وقامت
تھا جسکی ہیبت سے فیل مست صحرا سے نہ نکلتے شیر دُم دبا کر بھاگتے تھے تاج وتخت
نوشیروان چھین لیا تھا اس جوان نے اُس کوہ تمثال کو یک ضرب شمشیر دو ٹکڑے
کیا شاہ کا تاج وتخت لاکر دیا ملکہ مہر نگار ایسی گلعذار کو اس ماہ اوج اقبال سے منسوب کیا
اسوجہ سے داماد نوشیروان مشہور ہوا آخر مین فساد برپا ہوے نوشیروان نے بڑی
بڑی شکستین کھائین ذلتین اُٹھائین علاوہ ملکہ مہر نگار دوسری دختر نوشیروان فرحسینان
جہان ملکہ گوہر تاجدار بھی اس جوان کے عقد مین آئی پس حضور یہ شیر بیشۂ عربستان بالعیب
ہو ثانی سلیمان حسن وجمال مین یکتا ہی انتہاے رستمی یہ ہی کہ خداوند لقا سے لڑ رہا ہی شہرون
شہرون بھگاتا پھرتا ہی نہین معلوم کیا افتاد پڑی کہ قنطور آہن کلاہ اس صاحب حشمت
وجاہ کو قید کرکے لایا ہی ملکہ عالم افروز یہ قصہ جانفزا سنکر دل وجان سے دیدار فرحت آثار
اسیر باتوقیر کی مشتاق ہوئی سر بازار چوک مین ایک قصر شاہی تعمیر ہی اسمین ملکہ مع
پروین وزیرزادی وچند انیسان خاص ہمدم با اخلاص جلوہ فرما ہی جسوقت یہ ہنگامہ ہوا
یعنی صاحبقران زمان نے لشکر مارا اکثر ہوا قتل کر وقیدی بگڑ گیا ملکہ ماہ عالم افروز
سے پروین وزیرزادی نے کہا حضور دیکھیے قید مین وہ جوان بگڑ گیا ہی اگر مجبور نہ ہی ایسا
زبردست ہی اراہ نہین بڑھتا ہی ملکہ ماہ عالم افروز لبعد ناز وادا مسند ناز سے اُٹھی قریب
چلمن آئی جھک کر دیکھا جمال خورشید مثال صاحبقران زمان پر نگاہ پڑی دیکھا سرچشمہ
سے فر وشوکت آشکار چہرے سے جلالت وشوکت نمودار شیر خشم رستم حشم یوسف جمال
آسمان لیاقت کا ماہ کمال پاے اقدس سے ثابت قدمی پائی جاتی ہی دست وبازو قوی ہمتوا

پرہرہی نظم جلال

ہر بار کوندتی ہے وہ بجلی نگاہ مین
کچھ دل مین ہم وہ لیکے چلے کچھ نگاہ مین
دل سے لبون تک آنے کا بھی حوصلہ نہین
تارے گنا کیا ہون مین روزِ سیاہ مین

کھلتی نہین ہے آنکھ تری جلوہ گاہ مین
کچھ ٹھنڈی گرمیان سی ہین مری آہ مین
کہتا ہے نالہ یاس بٹھاویگی راہ مین
لے ڈوبے دل کو دیدۂ تر واہ رے سلاک

حسرت تھی دید کی جو تری جلوہ گاہ مین
وہ بھی تو دیکھتا ہون انھین کی نگاہ مین
اللہ ری تیرگی کہ برنگِ شبِ فراق
یوسف کو بھائیون نے کیا غرق چاہ مین

ملکہ ماہ عالم افروز نے بے اختیار آہ کی کبھی واہ کی زبان سے نکلا ابیات

آنکھون مین ہوکے دل مین قدم رنجہ کیجیے
تکلیف ہوگی تھوڑی سی گردش ہے راہ مین

چمکا ہے صبح تک مرے سینہ کا داغ بھی
چشمک چلی ہے رات کو کیا مہر و ماہ مین

کیا مجھ سے بچتی پھرتی ہے قاتل مری قضا
آکر چھپی ہے تیغ ادا کی پناہ مین

آہون کے جوش نے تہ و بالا کیا ہے دل
آندھی اٹھی ہے میرے جہازِ تباہ مین

یون آہوانِ دشت کی آنکھون مین کھپ گئی
سبزی رہی نہ میری لحد کی گیاہ مین

شوخی فریب سحر فسون لاگ شعبدہ
کتنے کرشمے دیکھے تری اک نگاہ مین

بے یار صبح و شام ہے آنکھون مین ایک سی
ہمکو نہین تمیز سفید و سیاہ مین

کیا اُنکے آگے شیشے مین عاشق ڈھلے بچے
آواز تک نہین ہے غمزون کی آہ مین

جاگا کوئی تو صبح کو برپا کریگا حشر
فتنے بھی سو رہے ہین تری خوابگاہ مین

پہونچے نہ کوے یار تک آخر ہم اے فلک
بیٹھی نہ خاک اُٹھ گئی دیوار راہ مین

مین نالے کرکے کیا قیامت مین رہ گیا
چٹکی وہ لی کسی نے دلِ دادخواہ مین

اب کیون ڈرین گناہ کرین شوق سے جلال
لکھنے ہی کی جگہ نہین فردِ گناہ مین

دیگر

رکتا ہے دم نفاق عجب جسم و جان کے بیچ
کیون اے فراق دوست یہ جھگڑے کہان کے بیچ

چھپتے نہین گواہ یہ سوزِ نہان کے بیچ
چند اشک گرم ہین کئی چھالے زبان کے بیچ

اے آہ اُنسے پہلے سمجھ بوجھ یار مین
آزار دیتے ہین جو شریکِ آسمان کے بیچ

کسطرح نالے کرتے ہین مین بھول ہی گیا
احسان مجھ غریب پہ ضبطِ فغان کے بیچ

فریاد ہم کرین بھی خدا سے تو کیا کرین
مارے ہوئے تغافل جورِ بتان کے بیچ

منزل مین تھکے بیٹھ گیا ہے ہجوم یاس
تھکنے نہ ہم تھکائے ہوئے آسمان کے بیچ

اپنا غمِ فراق نے دونوں کو کر لیا
عاشق تری گلی سے نہ جائینگے بے مٹے
نقشِ قدم پکارتے ہیں راہِ عشق میں
حسرت ہی بسملوں کو بھی دم توڑتے تو یوں
زیرِ مژہ ٹھہر گئے عارض پہ رہ گئے
دل دیکھنے کو کہتے تھے دل پھیر دیجیے
رخصت کچھ آگے بڑھ کے انھیں لگی اے جلال

اب دل جگر ہمارے سنین سیمان کے ہیں
نقش زمین ہیں داغ دلِ آسمان کے ہیں
مٹ جائے جو مٹے جسے نام و نشان کے ہیں
انداز جان کنی وہ ترے نیم جان کے ہیں
رنگ آنسوؤں کے حال میں بچھڑا نوا کے ہیں
پہلو نئے تمھیں یاد امتحان کے ہیں
جو تجھے پیچھے حشر میں بیر زبان کے ہیں

یہ اشعار آبدار عشق خیز وحشت انگیز زبان پر جاری ہر تو اس تجلی ہولی سراپا کو دیکھ رہی تھی مبہوت عشق میں دل میں جوش محبت آنکھوں میں نشہ بادۂ عشق کی کیفیت پیشانی پسینہ آلود فوج رنج و مصیبت سامنے موجود سست حق پرست صاحبقران نے ارادے سے اٹھائے خون چشم سے بہتا ہوا نگاہیں خشم آلود پلکوں سے سرکشی آشکار تیر مژگان کلیجے میں ملکہ ماہ عالم افروز کے گڑ گئے قلب و جگر میں ناسور پڑ گئے ہائے کہکر سینے پر ہاتھ مارا بے اختیاری میں کہا ہائے ستم

نظم

ہمیشہ مستعد کارزار ہیں پلکیں
فراق یار میں یوں اشکبار ہیں پلکیں
وہ کنگھی جس سے بھری مانگ تھی گیسو بھی
سنبھالیں تیرے اگر زخم دل میں پلکیں
جگر کی پھانس ہو مژگان یار کی الفت
کہ جسکو دیکھ کے خود بیقرار ہیں پلکیں
نہ لگ چلے بہت آپ سے چشم یار سے دل
دراز دست تری کو ہزار ہیں پلکیں
جلال اشاروں میں کیا کہہ نہیں سکتے

کبھی ہیں خنجری کبھی نیزے کی انی ہیں پلکیں
یہاں گذرتی ہے آنکھوں میں رات وصل کی
شریک گردش لیل و نہار ہیں پلکیں
یہ کاوش مژہ بجا ستگی میں پس مرگ
جو دلیں دیکھ کے نکلیں وہ خار ہیں پلکیں
جھپک گئی تھیں شب ہجر میں کہیں اپنی
کہ تیر افگن شیغم شکار ہیں پلکیں
رولا رہی ہے لہو یاد حق جو آنکھوں میں
زبان چشم سخنگوئے یار ہیں پلکیں

ستم گھٹائیں برستی ہیں جیسے بارش میں
گواہ طول شب انتظار ہیں پلکیں
اکھڑی ہو میرے دل کو تانے وہ مشتاق
کہ اپنے کام میں بیدار ہیں پلکیں
غضب ہے شوخ نگاہی تمہاری آنکھوں کی
جہاں پر آنکھ اٹھی نیشتر ہیں پلکیں
پہنچ سکیں نہ کہ جان جب تک شب ہجر
جگر کے ٹکڑے ہیں منصور دار ہیں پلکیں

ان اشعار نے اور زیادہ آگ بھڑکائی کشاکش سے جان لب پر آئی اس کوچہ سے نا آشنا ضبط نہ ہو سکا دامن صبر دست استقلال سے

چھوٹا شیشۂ دل سنگ ہجرت عشق سے ٹوٹا آہ دل پر درد سے کھینچی مثل شمع سحری تھرائی
زمین پر گر کے بیہوش ہوئی کنیزین گھبرائین پروین وزیرزادی بڑی وفاداری کر کے دوڑی
سر زانو پر رکھا گلاب کیوڑا بید مشک چھڑکا بعد عرصۂ دراز ملکہ نے آنکھ کھولی پروین نے
پوچھا حضور خیر تو ہے مزاج اقدس کیسا ہے فرط نزاکت سے غش آگیا اسطرح کبھی کسی قیدی کو
کاہے کو دیکھا تھا بیچارہ مصیبت کا مارا ہاتھ مین ہتکڑیان پانون مین بیڑیان گلے مین طوق
گران بگوڑے نیزہ دار گھیرے ہوے آپ رحم دل آخر نہ دیکھا گیا یہ انجام ملکہ عالم افروز
نے پروین کو تو کچھ جواب نہ دیا مگر اٹھ کر دوڑی اس اشتیاق مین قریب چلمن کے آئی کہ اس
ماہ اوج دلبری کو اور ایک نظر دیکھ لون دل ناصبور کو تسکین دون جو آکر دیکھا تو صاحبقران
کی جا چکی تھی بازار مین سناٹا گویا کوئی شہر کو لوٹ لے گیا وہ کاہین ویران بازار سنسان وہ
صورت زیبا نظر نہ آئی زبان سے کچھ کہہ نہ سکی مگر مثل تصویر تصور خاموش ہو رہی ہر چند
پروین نے پوچھا کچھ جواب نہ دیا اشارہ کیا سواری لاؤ محافہ آیا اسیطرح خاموش باغین
آئی گل لالہ دیکھ کر اور دلکو داغ ہوا بارہ دری مین آکر بیٹھی پروین حیران کہ کیسا ہمارا ستارہ
گردش مین آیا یہ ماہ آسمان خوبی کلام نہین کرتی سر جھکائے ہوئے مثل تصویر خاموش بیٹھی ہے
مگر حال صاحبقران سنیے کہ قنطور آہن کلاہ و مغرور خرس پیکر قید کو صاحبقران کی
لیے دربار میں شہنشاہ زرین علم کے پہونچے تمام فوج کے سپہ سالار سرکش دربار مین جمع
ہین مغرور خرس پیکر سر زنجیر تھامے ہوے اندر دربار کے لایا صاحبقران کی جو نگاہ اس
بارگاہ کفر و ضلالت پر پڑی موافق طریقۂ اسلام کے سلام کیا قنطور آہن کلاہ قریب شاہنشاہ
زرین علم کے دنگل پر جا کے بیٹھا چاہے شاہنشاہ نے قنطور آہن کلاہ سے پوچھا تو نے قلعۂ
ہوشنگ پر اسیر کو کیونکر پایا عرض کی چند عرصے سے زخمی ہو کر آئے تھے ہوشنگ وزیر نے
علاج کیا بروقت میرے پہونچنے کے موجود تھے جب مین نے طبل جنگی بجوایا میرے مقابلے مین
نکلے مین نے دوپہر کی کشتی مین زیر کیا فوج ہوشنگ پر جا پڑا اسکی کیا حقیقت تھی کہ مین ہاتھ
ڈالتے کاش زین سے اکھیڑ لیا شاہنشاہ زرین علم یہ حال سن چکا تھا کہ صاحبقران نے بطریق
اسلام سلام علیک کی شاہنشاہ زرین علم نے کہا کیون حمزہ دیکھ خداوند لقا نے تجھکو کیسا

او لعین کیا ابھی سرکشی باقی ہی صاحبقران نے فرمایا او نامرد ازلی و ابدی سرکشی کو ہماری کسنے مٹایا اگر تجھ ایسے نامرد کے سامنے قید ہو کر آیا تو کیا خوف ہی تیرے دربار مین کوئی ایسا ہی کہ ایک ہاتھ کی ہتکڑی نکالدے اور پھر اسیطرح پابند کرے شاہنشاہ نے کہا کہ میرے سردار نے تجھکو بہردی و مردانگی سر میدان زیر کیا نہین شرماتا یہ وہی مثل ہی کہ رسی جلگئی مگر بل نہین جلا صاحبقران کو نہایت غصہ آیا فرمایا اس نامرد سے دریافت کر میدان کارزار مین مین نے اسکی مشکین باندھین اس ملعون عہد شکن نے لقا پر لعنت کی مسلمان ہوا اطاعت کا عہد و پیمان ہوا دعوت مین بہانے عداوت کی بیہوشی دیکر مجھکو اور ہوشنگ کو گرفتار کیا اب بتلا نامردی کا کسکی اظہار ہوا شاہنشاہ زرین علم نے قنطورے کہا حمزہ کیا کہتا ہی تو نے اسے مکر سے گرفتار کیا صاف صاف بتلا کیا معرکہ گذرا قنطور کھسیا کر مارا بادشاہ سے کہا ای شاہنشاہ حمزہ جھوٹا ہی آپ کے سامنے مکرتا ہی اسکے قول کا کیا اعتبار قول سعدی علیہ الرحمۃ باطل است آنچہ مدعی گوید بادشاہ سے یہ کہکر طرف صاحبقران کے متوجہ ہوا کہا کیون حمزہ کب میدان مین مجھکو زیر کیا مغرور خرس پیکر زنجیر تمھارے کمر میں تھا آواز دی کہ او مغرور اس دشمن خداوند کا سر کاٹ لے یہ مغضوب بارگاہ خداوندی بڑا زبان دراز ہی اپنی جرات پر نہایت نازہی پس مغرور نے سر زنجیر کو جھٹکا دیا کہا او حمزہ خاموش نہین رہتا یہ کہکر تلوار کا ہاتھ مارا امیر نے ہاتھ اٹھا دیا سلسلہ جنبانی طرف سے کارساز مطلق معبود برحق کے ہوئی تلوار اس نامرد کی ہتکڑی پر پڑی وہی تلوار باعث دستگیری ہوئی یعنے ہتکڑی کٹی پس امیر نے غصہ مین قید آہن پر ہاتھ ڈالا نعرۂ تکبیر بلند کیا شعر خلیل اللہ بسم اللہ برگفت بہ نعرہ اولین این قید بشکست قید کو توڑ کر مثل تار عنکبوت پھینکدیا ہتکڑی مغرور خرس پیکر پر کھینچ ماری مغرور خود سر کا سر چرخ کھا کر زمین پر گرا ضرب دست صاحبقران سے ملعون کو سرسام ہوگیا تڑپ کر واصل جہنم ہوا اسی کی تلوار صاحبقران نے اٹھالی ہوشنگ وزیر مع چار سو سرداروں کے قید آہن مین مبتلا تھا امیر نے نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران اشعار مصنف

منم اختر برج عز و جلال	منم آفتاب سپہر کمال	سمندم بہ پیشم فراری شدہ
ہم عفریت از تیغم عاری شدہ	زمین قاف از کفر شد پاک و صاف	سلیمان کوچک لقب شد بقاف

بستہ مظفر آباد در اسلام شد کہ صاحبقران درجہان نام شد ۔ بارگاہ شاہنشاہ زرین علم
مین لڑنے لگے کئی زخم کھائے مگر ہوشنگ نوجوان کو بھی قید سے چھڑایا چار سو جوان چھوٹے
مثل شیر خشمناک مصروف جنگ ہوئے قنطور آہن کلاہ نے آواز دی او حمزہ مین آپہونچا
دیکھو پھر گرفتار کرتا ہون مگر افسران فوج کو آواز دے رہا ہے ہان یارو بلوہ کرکے ان جوانون
کو گرفتار کرلو ہوشنگ وزرد کو بھی پکڑلو کفار نے بلوہ کیا صاحبقران ہرچند چاہتے ہین اپنے
کو قریب قنطور پہونچاؤن مگر یہ بیچارہ ہمراہیان ہوشنگ پر جاپڑا دو چار کو قتل بھی کیا مگر
قریب صاحبقران کے بھی نہین آتا الگ لڑ رہا ہے شاہنشاہ زرین علم نے بھی حکم
دیا ہے ہزارہا کفار اندر بارگاہ کے آگئے مگر صاحبقران شیرانہ پلنگانہ رستمانہ لڑ رہے ہین
کیا عجب ہے کہ زبان تیر وکمان خود سے صداے تحسین وآفرین بلند ہو کمانین بازوے تہمتنی پر قربان
تیر سیسے ہوئے ترکشون مین طائر پر بند دیدہ جوہر تیغہ خونخوار اسرار نظر بند مگر حال سنئے یعنی وہ گرفتار
دام عشق ومحبت اسیر زندان الفت صاحب محنت وغم اندوز یعنی ملکہ ماہ عالم افروز
اپنے باغ مین یاد گل رخسار محبوب وخیال سرو قد مطلوب مشتاق دیدار فرحت آثار
صاحبقران مضطر و دلریش ۔ پریشان مثل تصویر تصور دل ہی دل مین پیچ وتاب کھاتی ہے
زلف مسلسل اسیر بانو کو قید یاد آتی ہے پریشانی بڑھتی جاتی ہے رخصت عقل وہوش دریاے
محبت کا جوش عالم اضطرار آتش الفت شعلہ بار پروین وزیر زادی دم بدم پوچھتی ہے حضور
کلام کیجیے خاموش بیٹھیے کیا حضور سوچتی ہین کچھ سبب تو فرمائیے لونڈی سے نہ چھپایئے ملکہ نے
سر اٹھا کر دیکھا آنکھون سے آنسو نکل آئے مگر زبان سے کچھ نہ کہا گویا رمز شعر مفہوم ہین بالکل
معدوم کلام کرے تو دہن ثابت ہو جائے چپکے بیٹھنے مین وہ لذت ملتی ہے کہ زبان سے بیان
نہین کرسکتی دل سے کہتی ہے اظہار عشق معیوب ہے خاموش رہنا خوب ہے کہ سامنے سے یکایک
ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی عرض کی واری یہ نگوڑا موا مونڈی کاٹا قیدی دربار شاہنشاہی مین جاکر
بگڑ گیا قید توڑ ڈالی دربار مین کس زور وشور سے لڑ رہا ہے سرکش کے ہاتھ کٹین ویسے ہی تین
سیکڑون ملازم شاہنشاہ کے مار ڈالے مین نے محل کے کوٹھے سے دیکھا سیکڑون مر گئے ہین کچھ
پڑے مین بس یہ زبان درازی اُس کنیز بے تمیز کی سنکر ملکہ جلا کر بولی اٹھی او حرامزادی بد زبان

کسی شریف جری بہادر صف شکن تیغ زن کو کلمات لاطائل کہنا کسنے سکھایا ہی خوف نہین
آتا ہی ہمارے دربار مین یہ طریقہ نہین یہ کہکر آواز دی سنبل پانچ کوڑے حرامزادی کو لگا دے
نرگس آنکھین نکال لے اسکو تو کنیزون نے کھینچا شمشاد بڑھی کہ واری اسکو دار پر چڑھا دون نگوری کو
سرکشی کی سزا دون ملکہ نے منھ پھیر لیا اسکو تو جواب نہ دیا مگر پروین سے کہا پروا چلو کوٹھے پر سے
دیکھین بڑا غضب ہوا افسوس اس جوان نے اپنی جان کا پاس نہ کیا کیون پروین ماشاء اللہ
بڑا صاحب طاقت ہی قید آہن کو توڑ ڈالا انئی بات ہی انکا خدائے نادیدہ انکو بچائے پروین یہ دعا کر
کہ اس غربت مین خدانخواستہ سر کٹ جائے مگر آبرو مین فرق نہ آئے اتنا تو دریافت کر کس بات
پر بگڑے کیون قید توڑی پروین نے اس خواص کو بلایا بہت پوچھا مجھکو کچھ معلوم ہی اس گنہگار نے
قید کیون توڑی کیا سبب ہوا زنجیر آہن جسکے ہاتھ مین ہتھکڑیاں ہون کس سلسلہ سے توڑی تقریر
مسلسل ملکۂ عالم کے سامنے بیان کر کنیز نے دست بستہ عرض کی حضور یہ نوجوان جب دربار مین
پہونچا قنطور آہن کلاہ سے کچھ تکرار ہوئی قنطور نے بادشاہ سے کہا مین نے بہ جرأت زیر کیا یہ سراسر
خلاف تھا بیہوش کرکے لایا یہ مکر ہی مغرور ہی حرس پیکر نے بموجب حکم قنطور ہاتھ تلوار کا مالیقدی
کا بڑا خدا زبردست ہی ہتھکڑیاں کٹین ہاتھ انجمن سے چھوٹے بس حضور اسنے قید کو توڑ ڈالا خانۂ زنجیر
مین غل ہوا لڑائی پڑی ہی ابتک اس پر کوئی دست انداز نہو سکا زخم دار ہو گر پالا سے رو رہا ہی
ہوشنگ وزرد کو بھی چھڑا لیا اب حضور بارگاہ مین تلوار چل رہی ہی یہ شیر خشمناک شمشیر زنی مین
بیباک لڑائیمین چست و چالاک یقین ہی سبکو قتل کرکے شہر مین اپنا دخل کرلے گا تعریف صاحبقران
عالیشان سنکر ملکہ مسکرائی سر جھکا لیا چپکے سے کہا بوا تیرے منھ مین گھی شکر اب ملکہ بر سر بام آئی
جھروکون سے آکر دیکھا قیامت برپا ہی مگر صاحبقران السعد شوکت و شان شیرانہ رمہ کو سفندان مین
شمشیر زنی کر رہے ہین اس کیفیت سے لڑ رہے ہین کہ شعر

ترک خنجر دار گردون بر دم از چرخ بریں		رزم او دید و بگفت آفرین صد آفرین

جب کوئی ہاتھ صاحبقران پر پڑتا تھا ملکہ گھبرا جاتی ہی الاماں کی آواز زبان سے نکلجاتی ہی جسطرح
کوئی سپر سر پہ لاتا ہی یون ہاتھ اٹھا دیتی ہی کبھی کلیجے پر ہاتھ کبھی منھ ہیٹ لیتی ہی کبھی ہاتھ اٹھا کر
دعائین دیتی ہی ای حمزہ کے خدائے نادیدہ اگر تو برحق ہی اپنے بندہ خاص کو بچالے غربت مین مصیبت

سے امان دے یہ دشمن سب اندھے ہو جائیں یہ بیچارے غریب الوطن اُدھر بھر کر نکل جائیں
اب ملکہ نے دیکھا دن بہت قلیل باقی ہے امیر لڑتے بھڑتے قریب قنطور آہن کلاہ پہونچے
للکارا او قنطور تو نے مجھکو دو پہر مین زیر کیا تھا اب مین آیا تلوار کا وار کر غیرون سے آنکھ
چار کر ہوشنگ نوجوان بھی لڑتا بھڑتا اُسی مقام پر پہونچا جب قنطور تلوار کھینچکر بڑھا ملکہ بہت
گھبرائی کہا لو پروین غضب ہوا وہ ہنڈیلا اُس شیر کے مقابلے مین جاتا ہے دیکھو پروین مقام
انصاف ہے قنطور کے ساتھ بڑے بڑے سردار یہ بیچارے غربت مین گرفتار نہ مونس نہ
غمگسار اُنکا اعتقاد اُنکو بچائیگا خدائے نادیدہ اگر برحق ہے یہ زبان و بازو کی کھائیگا اے پروین
اسوقت قنطور کے ہاتھ سے اگر یہ شیر بچگیا مین خدائے نادیدہ کی معتقد ہو جاؤنگی بیشک
خداوند لقا پر لعنت کرونگی اے بوا پروین تم خفا ہوتا میرے اسوقت حواس درست نہین
ہین اس شیر کی غربت پر کلیجہ پھٹا جاتا ہے دیکھو ہنڈا اچھا ہو گیا سر مین خلل پیدا ہوا مین نے ایک
کتاب مین لکھا دیکھا یہ جو ڈرب(؟) مین انکے مولوی کی کہی ہوئی تھی آسنے یہ مضمون تحریر کیا عجب
تقریر دلپذیر تھی کہ ہونے دو سو خدا کیسے دو بادشاہ تو ایک ملک مین سلطنت کر نہین سکتے
اتنے خدا کیونکر ہوئے سراسر خلاف اعتقاد صاف یہ ہے کہ خدا وحدہ لاشریک ہے کیون پروین
یہ بات عقل سے نزدیک ہے اسدن سے میرے دل مین کھلبلی ہے لو اب امتحان بھی ہوا جاتا ہے
یہی مذہب حق کے امتحان کی فال ہے ناحق دلکو ملال ہے اگر صاحبقران زمان غالب آئے انکا
دین سچا ہے وحدہٗ لاشریک یکتا ہے پروین نے کہا واری ہمین نہ لقا سے مطلب نہ خدائے نادیدہ
سے کام آپ ہماری خداوند ہین اس جوان کے واسطے دردمند ہین ہم بھی دعا کرتے ہین قنطور
بھڑوے کے ہاتھ ٹوٹین آنکھین پھوٹین کتّے کی موت مارا جائے یہان تو یہ باتین مگر قنطور مغرور
تیغہ کھینچے ہوئے کف منہ سے جاری قریب صاحبقران پہونچا تلوار کا وار کیا اسوقت اُس مقام
پر انتہا کا ہنگامہ ہے زور و شور سے تلوار چل رہی ہے ہوشنگ نوجوان بصد شوکت و شان بہ پشتبانی
مین صاحبقران کی جان لڑا رہا ہے جیسے ہی قنطور آہن کلاہ نے تیغہ کا وار کیا صاحبقران نے
بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا قنطور لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی اب ملکہ زیادہ بیقرار ہوئی کہا پروین
یہ نگوڑا اسٹنڈا(؟) قصائی کا کتا بیچارے غریب کا ہاتھ مروڑے ڈالتا ہے پروین نے کہا حضور دیکھیے تو

اُس روبہ خصال کو یہ شیر غضبناک کس زور شور سے ریلے پے جاتا ہی ایک بات اور ملاحظہ کیجیے
یہ زندہ رہین مگر یا حواس اُسکے چہرے سے حسرت و یاس ظاہر ہی دیکھیے بجز و ہانپنا کانپتا ہی دانت
نکالے ہوئے گھبرا رہا ہی ملکہ نے جھک کے دیکھا قنطور نے ٹکر ماری ملکہ نے اپنا سر پکڑ لیا امیر
کے ماتھے سے قطرے خون کے ٹپکے ملکہ نے کہا پروین اب اس بیحیا دغاباز نے سرکشی دکھائی
مگر کیون نکالی پروین نے کہا ملاحظہ تو کیجیے وہ تو اسیطرح شیرانہ ڈٹے ہوئے ہین وہ ملعون
آنکھین بند کیے جھوم رہا ہی صاف روشن ہی کہ آنکھون مین اندھیرا آگیا ہی یہان دربار مین ابر تیغ
برس رہا ہی سر مثل اولون کے گر رہے ہین مگر قزاق گرد صاحبقران ہمہ رہے ہین تیسرے
پیچ پر صاحبقران ریل کے لے دوڑے اب قنطور پیچھے ہٹتا جاتا ہی دونون مونڈھے پکڑ کے صاحبقران
نے بکہ مارا دونون گھٹنے اُس بیحیا کے زمین سے آشنا ہوئے جاتا لنگر قائم کرے صاحبقران نے
دست حق پرست اُس بدمستی کی کمر مین ڈالا نعرہ تکبیر بلند کیا شعر کیے نعرہ زد ہمہ منزل معانق
کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف مع اُس دیو خصال عفریت مثال کو سر سے بلند کیا ملکہ ماہ عالم افروز
نے کہا ای وزیر زادی دیکھ کیا زور بازو ہی پہاڑ کو ہاتھ پر اُٹھا لیا اب تو یقین کامل ہوا خدائے
نادیدہ برحق ہی پروین نے کہا واری ابھی تو قنطور زندہ ہی امیر نے چرخ دیکر قنطور کو زمین پر دے مارا
اُس ہنگامہ مین کہ پلک جھپکانا دشوار ہی چار جانب سے تیغون کی بوچھار ہی مگر بموجب قاعدہ
گشتہ اُس بے ادب کے سینہ پر رکھ کے فرمایا حالا در شناختن پروردگار چہ میگوئی اُس سنگدل
نے جواب سخت دیا یہ غیر جبار سینہ سے اُٹھا ایک پاؤن قنطور کا زیر پا دوسرے کو دست حق پرست
سے تھام کر بعد کر دو قرچ جلکا مارا قنطور کو مثل کرباس کہنہ چیر کر پھینکا ملکہ واسطے سجدے کے جھک
پڑی پکار اُٹھی ای خدائے نادیدہ تیرے صدقے کیون ہوا پروین اب تو لقا بھڑوے پر لعنت کرو
پروین نے کہا واری مجھے بھی بیشک اعتقاد ہوا مگر صاحبقران قنطور کو مار کر طرف ہوشنگ
نوجوان کے پلٹے فرمایا ای برادر شاہنشاہ زرین علم بگیا اب لڑتے بھڑتے باہر نکلو ہوشنگ
نے عرض کی بسم اللہ غلامان جانباز ساتھ ہین آرزو ہی کہ مرین تو سر حضور کے قدم پر ہو آغاز سے
انجام بہتر ہو مانع ہو کہ سب سرداران ہوشنگ کام آئے مع ہوشنگ و دس جوان باقی ہین
صاحبقران لڑتے ہوئے تا بہ جلوخانہ پہنچے تھے کہ نیر اعظم نہیب خنجر صاحبقران سے

لرزان و ترسان چہرہ زرد حصار مغرب مین جاکر مختفی ہوا ماہ تابان مع فوج ثابت و سیارگان
تخت نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا تاریکی سے صاحبقران گھبرائے جسم اطہر پر زخمون کی بھی کثرت
ہی ضعف و نقاہت سے عجیب کیفیت ہی بمشکل ادہر اودہر بیرون بارگاہ آئے دیکھا شاہنشاہ
زرین علم تخت پر سوار فوج کو ترغیب دے رہا ہی صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا ہوشنگ کا
بھی حال ابتر ہی منظور ہوا کسیطرح ان جوانون کو بچاؤن بیرون قلعہ نکالون ایک سوار نے نیزہ
مارا امیر نے اپنے کو بچایا سوار کو مارا مرکب پر آسکے سوار ہوئے فرمایا ای ہوشنگ عقب مین
میرے چلے آؤ مگر فوج کے بلوے مین گھوڑا کا گرا کے سوار آتے ہین اب ملکہ کی نگاہون سے
صاحبقران چھپ گئے اتنی خبر ملی کہ لڑتے ہوے بازار شہر مین پہونچے ملکہ نے بدحواس ہوکر
کہا ای پروین اب شمکو اس ماہ آسمان جرأت کا بچنا محال ہی دیکھا تھا کہ زخمون سے بھی چُور حال
ہوا ای پروین مین تو نقاب ڈالکر نکلتی ہون صبر ناممکن ہی پروین نے کہا لونڈی حاضر ہو ملکہ نے
نقاب چہرے پر ڈالی بارہ کنیزان ہمراز کو ساتھ لیا شب تیرہ و تار مین یہ نیر برج حسن و جمال
بیقرار و اشکبار مثل برج قمر سے نکلی نیچے ہاتھ مین نکلتے ہی سنا ہر کوی برزن مین ہنگامہ ہی ہر گھر مین یہی
ذکر ہی کہ صاحبقران نے قیامت برپا کی ہی ہزارون مارے گئے کسی گھر سے رونیکی صدا کہ میرا
شوہر نگوڑے حمزہ کے ہاتھ سے قتل ہوا مین بیوہ ہوگئی کوئی فرزند کا نام لیتا ہی صدائے نالہ آتی ہی
ہائے کوکہ آج جل گئی ملکہ ایک گوشہ مین آکر ٹھہری سمن بر کنیز سے کہا میری اچھی بوا جاکر خبر تو لا
کہ اب کیا کیفیت ہی خدا نے تا دیا اُنکو بچائے سمن بر واسطے خبر دریافت کرنے کے چلی
یہان صاحبقران لڑتے ہوئے تا بہ چوک پہونچے ہین شہنشاہ زرین علم نے جو کلمات
سخت سرداران فوج کو کہے غیرت مین آکر نامرد ٹوٹ پڑے ہوشنگ مع ساتھ والونکے
گرفتار ہوا وہ بچا سمجھے کہ جنے صاحبقران کو بھی پکڑ لیا امیر بھی انتہا کے زخمدار ہین ایک کوچہ
تنگ کی جانب مرکب بڑھایا ہر چند اپنے کو سنبھالتے ہین پشت مرکب پر سنبھلا نہین جاتا
رکابون سے پاؤن نکلے جاتے ہین مگر بقدرت پروردگار جب کوچے مین صاحبقران
آئے کوئی اس رسم و راہ سے آگاہ نہوا کسی نے پہچانا نہ کیا صاحبقران اسی حال پر ملال
مین تلوار کھینچے ہوئے جاتے ہین مقام استقامت کی تلاش ہی تمام جسم زخمی ہو کر پاش پاش ہی

نغش طاری عالم بیقراری شب تیرہ و تار چار سمت اندھیرا گلی کوچون مین سناٹا دور سے
ایک دیوار معلوم ہوئی قریب دیوار کے اسکے گھوڑے سے اترے دیوار سے پشت لگا کر بیٹھے
چاہا شندہ تحت الحنک سے زخم سر باندھون ہاتھ کانپا غش آگیا زیر دیوار گر پڑے گھوڑا استادہ
یہان سردارون نے شاہنشاہ زرین علم سے عرض کی حضور سبکو گرفتار کر لیا حکم ہوا سبکو
قید خانہ مین لیجاؤ مسلسل و مطوق کرو صبح کو سمجھا جائیگا شاہنشاہ زرین علم پلٹا سمن بر نے یہ
سب حال پر ملال دریافت کیا روتی ہوئی خدمت مین ملکہ کے آئی عرض کی حضور سب گرفتار
ہوگئے فلان قصر مین حکم سے آپکے والد نامدار کے قید ہوے ملکہ روئیگی کہا او پروین غضب ہوا
اب صبح کو سب قتل ہون گے رات ہی کو کچھ تدبیر کرو اگر خدا نخواستہ یہ شیر قتل ہوا ہے صد مشیر
نہ اٹھیگا کالی راتین ہجر کی کیونکر کاٹینگے تڑپ تڑپ کے جان دینگے پروین نے عرض کی باغ
مین اپنے چلیے صلاح کرکے رات ہی کو قید خانے پر چلین گے حضور اس اندھیرے مین جان
آکر ملینگے ملکہ اسیطرح بیکل طرف باغ دلکشا کے چلی مگر حال ابتر آنکھون سے اشک حسرت
جاری و دل دلبر سے مایوس ہوش و حواس پراگندہ اشعار

دل شکن حرف نادرست درست	طرز عبرت فزا درست درست	رائے سالم بلا بلا انگیز
سخن لطف ہم جفا آمیز	طعنہ حرف نصیحت آلودہ	طرز تفہیم وحشت آلودہ

کبھی دل سے کہتی ہو کہ اشعار

مجھ سا نادان عشق کیا جانے	شوق زلف سیہ بلا جانے	تپش دل کی حد مین کیسی
مجھ سی نازک یہ شکنجن کیسی	محشر آباد یاس و حرمان دل	خانہ زاد جنون پنہان دل
خار غم تیز سینہ کاوی مین	مژہ سرگرم خون تراوی مین	شوق نظارہ سے نگہ بیتاب
نجم سیارہ دیدۂ بیخواب	جان مصیبت کش خمار الم	خواب و خور صورت شراب حرام
گرم بازار گریہ ہمہ جوش	دیدۂ نم دکان شیشہ فروش	دل تنگ ہجوم درد و محن
زخم لو ہنستین داغ کہن	نفس گرم و شعلہ افشانی	سوز تقریر دود نسخ ثانی
جھڑے پھول بنکے جلے تن سے شرار	رشک گلزار آہ آتش بار	شعلۂ آہ سے فلک بیتاب
جوست ہم داغ ماہی بے آب	بیخودی مین نہ بات کا سر پاؤن	اٹھ گئے ہوش رکھ کے سر پہ پاؤن

چاک دل کشتِ زعفران دیدہ | اشکِ گلگون گلِ خزان دیدہ | ماہتاب دے قرار دل کو شبِ چمن کنج

مین پھر کن آہین گرم منھ سے نکل رہی ہین ہڈیان سوزشِ عشق سے جل رہی ہین مست جامِ محبت چہرہ صاف پر گردِ کلفت آنکھین مشتاقِ دیدار دلکو جستجو سے یار ہاتھ کتے ہین گریبان چاک کرو پانون دوڑتے ہین کہ بیابان نجد مین چلو مجنون سوختہ بخت سے ملاقات ہوگی وہ فنِ عشق کے اُستاد ہین اُنکو سبق کتابِ مکتبِ عشق خوب یاد ہین اشعار

| جان کو درد یہ فسانہ ہی | جسم کیا ہی کہ قید خانہ ہی | پڑ گئی سر پہ اب بلائے فراق |
| ہو گئے آہ مبتلائے فراق | اِس رنگ سے وہ گلعذار قریب دیوار باغ پہونچی قصد تھا کہ داخل |

باغ ہون بخت نارسا نے رسائی کی گھوڑے کے ہنہنانے کی آواز کان مین آئی پروین نے کہا حضور وہ دیکھیے سامنے زیرِ دیوارِ باغ ایک گھوڑا کھڑا ہی مگر زین ڈھلکا ہوا ہی شاید اپنے سوار کو گرا کر آیا ہی ایک نے کہا ہاگین بھی کٹی ہین ایک نے کہا تو تمنی خون سے لال ہی خون سے رنگین بال ہی ملکہ دوڑی دیکھا ایک جوان دریاے خون مین نہایا ہوا زیرِ دیوارِ باغ بیہوش پڑا ہی مگر قبضۂ شمشیر ہاتھ سے نہین چھوٹا کنیزون نے کہا حضور سوار بھی پڑا ہی مگر کسی نے مار ڈالا ہی کوئی کنیز ڈر کے قریب نہین جاتی مگر کششِ عشق ملکہ کو کھینچتی ہی جب ملکہ بڑھتی ہی کنیزین مانع ہوتی ہین کہ واری مُردے کے قریب نہ جائیے ملکہ نے کہا او نالائق نفس کی صدا بلند ہی مُردہ یا زندہ کسیکو کہا جائیگا پروین سے کہا واری روشنی منگاتے ہین مگر جانے سے اور دیکھنے سے تمکو کیا ہی ملکہ نے کہا ای پروین کسی غریب کی خدمت کرین دل اُسکا راضی ہو اسی وجہ سے اُس مسافر کی جان بچے زندانِ رنج مصیبت چھٹے شمع رخسار کو اشارہ ہوا جلد روشنی لا اول روشن ہو یہ کون غریب ہی زیرِ سایۂ دیوار باغ پناہ لی ہی رحم کا مقام ہی نہین معلوم کون گمنام ہی ان باتون کو سنکر شمع رخسار جل گئی ٹمٹماتی ہوئی جلی روشنی لائی اب جو نگاہ ملکہ کی پڑی جیسے تیغِ ابروے خدا سے خود زخمی ہوئی ہی اسی جوان کو زخمدار پایا بہ نگاہِ اول ہی پہچان لیا کہا ای پروین خدا جو تم نہ بلوائے یہ تو وہی داماد نوشیروان شوہرِ ملکہ مہرنگار ہی کسیقدر زخمدار ہی یہ کہکے فرشِ خاک پر بیٹھ گئی سر اُٹھا کر زانو پر رکھ لیا کنیزین ہان ہان کہکے دوڑین دیکھیے واری کپڑون مین خون بھر جائیگا ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا خون زخمون کا اپنے دوپٹے سے پاک کرنیلگی اب تو مجبور کنیزین بھی قریب آئین بیقرار ہو کر کہا صاحبو اُٹھا لیچلو ہاتھون ہاتھ چھا جنبر ان

کو لیکر باغ مین آئین مسند پر لاکر لٹایا طشت و آفتابہ منگایا زخمون کو اپنے ہاتھ سے دھویا چونکہ فنون
سپاہ گری کا ذوق ہی ٹانکے زخمون مین اپنے ہاتھ سے دیئے مگر روتی جاتی ہی سب زخمون مین امیر
کے ٹانکے دیکر پٹیان مرہم کی چڑھائین ناگاہ رستم زرنگار ماہ تابان شفاخانۂ شفق مغرب مین برائے
علاج داخل ہوا و سہراب زرین پوش بصد جوش و خروش پشت اشہب فلک پر سوار ہو کر
وعدہ گاہ عالم مین گرم عنان ہوا شعاع نورانی چہرۂ انور سے پر نور جہان ہوا شعر صبح

صبح کہ قندیل زر آفتاب	شعلہ زد از گنبد نیلی قباب	مہرۂ مہر از دل صندوق چرخ
یافت ز انوار فلک انقلاب	جوہری چرخ جواہر فروش	کرد عیان دانۂ در خوش آب

چھپر کھٹ پر صاحبقران کو لٹایا آپ کرسی پر رومال ہاتھ مین مگس رانی کر رہی ہی گلچینی گلشن
جمال مین مصروف ہی کہ صاحبقران زمان نے آنکھ کھولی دیکھا سامنے کرسی پر ایک ماہ جبین
گلعذار کبک رفتار شیرین گفتار سمن بو خوش خو سنبل پیچان گیسو خنجر خونریز ابرو چشم جادو خال ہندو شعر
بہر خندہ کز لب برانگیختے ؛ نمک بر دل خستگان ریختے ؛ دیگر زلف عنبر بہ روئیت تیرہ شب
است و وادی موسا ؛ جائے صبرم در کف عشقت دامن یوسف دست زلیخا ؛ ایک جانب
باغ ہفت آئین پر نگاہ پڑی نہایت سرسبز و شاداب گلہائے رنگارنگ سے معمور چمن ہائے
طولانی ہر نخل لاثانی طائران خوش الحان مصروف نغمہ ہائے باغبان کن فکان نہرین آب صاف
و شفاف سے مملو نخل شمشاد لب جو انبر قمریان مصروف حق سرہ فاختہ کی صدائے کوکو صاحبقران
نے حیران حیران باغ اور جمال اس حور پیکر کا دیکھکر دل سے کہا شکر پروردگار عالم شعر بعد الحمد ہر آن چیز
کہ خاطر میخواست ؛ بانہ آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید ؛ چونکہ راہ مین پروردگار کی جہاد کیا اسکی رحیمی
و کریمی سے یہ باغ بہشت عنبر سرشت واسطے رہنے کے ملا یہ حور بہ قصور سراپا نور رب غفور
برائے خدمتگزاری مرحمت فرمائی ملکہ نے جو صاحبقران کو عالم حیرت مین دیکھا شرما کے سر جھکا لیا
پیروین کو اشارہ کیا وہ قریب آئی کہا کیون شہریار مزاج کیسا ہی شربت انار مین حاضر ہی نوش
فرمائیے اب امیر نے اپنے دست و پا کو دیکھا پٹیان مرہم کی زخمون پر اب سمجھے کہ مین زخمی
ہون فرمایا کیون صاحب یہ کیا مقام ہی اس ملک پیکر حور سرشت کا کیا نام ہی پیروین نے کہا اے شہریار
آپ جنگ سے زخمی ہو کر زیر دیوار ہماری ملکۂ عالم کے باغ کے گرے حضور کو ہم اُٹھا لائین علاج کیا

مقصد ہی کہ آپکو صحت حاصل ہو ایک بندہ خدا کی جان بچے اسواسطے یہ اہتمام ہی صاحبقران
اٹھ بیٹھے کنیزون نے شربت انار وغیرہ پیش کیا امیر نے فرمایا جبکہ ہم مہمان ہین وہ مرحمت فرمائینگی
تو ہم پیئین اگر زخمی کو اٹھا لائین تو مسیحائی فرمائی ملکہ نے شربت اپنے ہاتھ مین لیا کہا کہ صاحب
پیو صلاح نشد بلا شد ہم غریب الوطن جانکر اٹھا لائے زخم دوزی کی اسپر یہ نخرہ ہی امیر نے ہاتھ
تھام کر کہا ای شاہنشاہ خوبی وای رنگ و بوئے گل حدیقہ محبوبی بار احسان سے تمہارے سر جھکا ہی
مگر اس شربت کے پینے مین عذر اہم ہی تمہارا مذہب کیا ہی پیروین قہقہہ مارکر ہنسی ملکہ نے بھی
دوپٹے سے منہ چھپا لیا امیر نے ہر چند پوچھا کچھ جواب نہ ملا امیر نے جام شربت ہاتھ سے رکھدیا
کہا صاحب جبتک اسکی شرح نہوگی تمہارے ہاتھ کا کھانا پینا حرام ہی خاص معتقدہ مذہب مین کلام
ہی ملکہ نے مسکراکر جواب دیا صاحب کوئی ناز اٹھاتا ہی کسی سے لڑنا پڑیگا فرمایئے تو کیا کرنا چاہیئے
مہمان کا ہر نوع پاس لازم ہی صاحبقران نے کلمۂ طیبہ زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا کہا دل
سے وحدانیت کا اعتقاد کرو دم اسکی یکتائی کا بھرو پیغمبر پروردگار کے بھیجے ہوئے برحق ہین لقا پرست
و سامری پرست کافران مطلق ہین پیدا کرنیوالے سے محبت دشمنون پر لعنت یہی
مذہب حق کا اعتقاد ہی ملکہ نے طرف پیروین کے دیکھا مسکراکر کہا اس عبارت کا یاد ہونا دشوار ہی
مگر مہمان کی دلشکنی مناسب نہین تھوڑا تھا کے عرصۂ دراز مین الفاظ کلمۂ طیبہ اوا کیے پروین
وزیر زادی نے بھی مع کنیزون کے کلمہ پڑھا بصدق دل مسلمان ہوئی اب صحبت عیش و
نشاط آراستہ ہوئی جام مے ارغوانی گردش مین آیا ملکہ ماہ عالم افروز پہلو مین صاحبقران
کے بیٹھی دلنوازگان سامنے آئی تسلیم کی بیٹھی ملکہ نے اشارہ کیا ساز درست ہوئے دلنوازن
نے بصد سوز و گداز یہ غزل شروع کی غزل جلال

کردے خبر آس خانہ برانداز سے کوئی | روتا ہی کہین درد کی آواز سے کوئی
کہتی ہی شب وصل کہ تجھسا بھی نہوگا | غافل فلک تفرقہ پرواز سے کوئی
اٹھ رہے غمزے ستم سا موت شب ہجر | معشوق بھی آتا نہین اس ناز سے کوئی
کچھ تھے دم عیسی جو ترے طرز سخن سے | زندہ نہوا تھا فقط اعجاز سے کوئی
جو دل مین ہی اس سے نہون آگہ بھی محرم | یون راز چھپاتا نہین ہمراز سے کوئی

کچھ اپنی خبر رکھتے نہیں بخبر عشق
کیا دہشت صیاد ہی مرغان چمن کو
دم گھٹ کے نکل جائے مگر آہ نہ نکلے
دیتا نہ جواب ارنی یار سر طور
کاٹا ہی پرون کو مرے صیاد نے کیونکر
بیجا ہی جو قاتل سے کرے خون کا دعوے
رکھتے ہین جلال ایک روش مضطرب شوق

انجام سے واقف ہی نہ آغاز سے کوئی
روتا نہین شبنم صفت آواز سے کوئی
ڈرتا نہین یون عشق مین غماز سے کوئی
پہچان نہ جائے تجھے آواز سے کوئی
پوچھے یہ ستم حسرت پرواز سے کوئی
کشتہ کوئی شوخی سے ہوا ناز سے کوئی
تھکتا نہین منزل مین تگ و تاز سے کوئی

ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہی دماغ تر خیال خیر و شر دور قلب عاشق و معشوق مسرور ساری رات فرحت و انبساط مین گذری بوقت سحر شمع ہائے موی و کافوری لہرائین نازنینان ماہ رخسار کے چہرون پر اداسیان چھائین باغ رنگ بہار سے مملو درختون پر طائران زمزمہ سرا فرش مین جا بجا شکن پروانون کے جلنے سے مجوب شمع لگن باسی ہارون کا جا بجا انبار پھولون کی بھینی بھینی خوشبو آب شبنم سے چہرون کو دھویا فلک اس محفل عاشق و معشوق کو دیکھکر شبنم کے اشکون سے رویا ملکہ ماہ عالم افروز کی انکھڑیون مین جاگنے کا خمار مستوالی دیکھ ماہ رخسار

دو کلمہ داستان شاہنشاہ زرین علم کے بیان ہوتے ہین

یہ لڑائی کا تھکا ماندا شکوا آکر خواب خرگوش مین مبتلا ہوا بوقت سحر لباس سرخ پہنا خونخوار بنا تخت پر آکر بیٹھا تمام اہالیان دربار جمع ہوئے مگر کل افسر حیران و پریشان کوئی عرض کرتا ہی میرا بازو ٹوٹ گیا برابر کا بھائی قتل ہوا ایک کہتا ہی آنکھون کا نور جاتا رہا جوان بیٹا مارا گیا شاہنشاہ زرین علم ایک ایک کو تسکین دیتا ہی کہ یارو نہ گھبراؤ یہ لوگ محبت خداوند لقا مین قتل ہوئے ہین بڑا شرف یہ ہوا دشمن اعلی خداوند کا پکڑا گیا اسکا سر نوک نیزہ پر رکھکر چلینگے نام اور نشان کے ملکو تو قدرت سے کہکر سبکو زندہ کرا دینگے باغی کے قتل کے عوض مین ہم طرۂ پیغمبری پائینگے یہ مژدہ جان بخش سنکر سردارون کو تسکین ہوئی عرض کی حضور جلد قیدیان بلا کو طلب کرین سر سبکے لیکر خدمت مین خداوند کے چلین زرین علم نے فوراً حکم دیا حمزہ عرب کو مع ہوشنگ و نژند جلد لاؤ دربار مین حاضر کرو دفع حجت ضروری ہی شاید مجبور ہو کر خداوند لقا

کو سجدہ کرے یہ بھی مشہور ہی کہ حمزہ سپہ سالار قدرت خداوندی قدرت کو دل سے
اسکی سرکشی پسند ہی داروغہ جیل خانے کا گیا قیدیون کو نکالا ہوشنگ نوجوان آگے
دس جوان پشت پر پریشان و مضطر طوق و زنجیر مین مسلسل اس طور سے دربار کفر وار شاہنشاہ
زرین علم مین آئے ہوشنگ نوجوان نے پکار کر مثل اہل اسلام سلام کیا دس جوانون کے
نعرے سے بارگاہ تھرائی لوگون نے دیکھا کہ صاحبقران زمان ان قیدیون مین نہین ہین
شہنشاہ زرین علم نے گھبرا کر داروغۂ زندان خانہ سے پوچھا حمزہ غرب کیا ہوا داروغہ نے
عرض کی دس جوان مجھکو ملے مسلسل کر کے مین نے قید کیا پچاس جوانون سے شب بھر پہرا دیا
غلام خود جاگا کیا قید خانے سے تو کوئی قیدی نہین بھاگا بادشاہ نے ہوشنگ سے پوچھا تیرا آقا
کہان ہی ہوشنگ نے کہا او شیر بیشۂ جرات لڑتا بھڑتا نکل گیا ہوگا اس درمدے پر یہ روباہ
خصال کیا ہاتھ ڈالتے مین زخمی ہو کر رہگیا اسوجہ سے گرفتار ہوا اتو شاہنشاہ زرین علم
گھبرایا نگہبانان درِ قلعہ کو بلایا اُنسے پوچھا شبکو بعد اختتام جنگ کوئی زخمدار لڑتا ہوا بیرون قلعہ
نکل گیا انھون نے عرض کی جب لڑائی شروع ہوئی تھی ہمنے دروازے بند کر کے قفل ڈال دیا تھا
شب بھر دروازہ نہین کھلا اسوقت تک وہی بند و بست ہی کون عالم مین ایسا زبردست ہی
کہ ہماری آنکھون مین خاک ڈالکر چلا جاتا اب شاہنشاہ نے وزرا سے صلاح کی کیون یارو
تمھارے نزدیک حمزہ پر کیا معرکہ گذرا سب نے دست بستہ عرض کی کہ ہماری رائے مین یہ ہی
کہ یا تو اس شہر مین اسکا کوئی دوست تھا وہان جا کر مخفی ہوا یا کسی کوچے مین گرا ہرکارون کو حکم ہو
تلاش کرین مگر ان سبکو قتل کیجیے بادشاہ نے کہا جلاد کو بلاؤ اسی وزیر نے دست بستہ عرض کی
حضور ایسے سرکش کو اسطرح مخفی قتل کرنا مناسب وقت نہین ہی آج انکو اشتہار دیجیے کل وقت سحر
بیرون قلعہ تمام اہالیان شہر جمع ہون مجمع عام مین قتل ہون دیکھنے والون کو عبرت دوستون
کو عشرت بدخواہ ملول خیر خواہون کو فرحت حصول بادشاہ نے اس رائے کو پسند کیا تو نہ قدرت
خدا ظاہر ہوا بموجب مصرعہ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد + بادشاہ نے حکم دیا قیدیون کو
بیا اوڑھنے و راپٹے اشتہار چسپان ہون منادی یہ بھی ندا کرے کہ حمزہ صاحبقران زخمی ہو کر
غائب ہوگئے جو اپنے گھر مین جگہ دیگا مغضوب درگاہ خداوندی ہوگا اور جو اسکو گرفتار کرے

لائیگا یا خبر مفصل بتائیگا خلعت و انعام و جاگیر پائیگا تمام شہر مین یہ معرکہ مشہور ہوا کہ ہوشنگ فرخ
کل بوقت سحر دار پر کھینچا جائیگا سرکشی کی سزا پائیگا گرز لرزہ قاف ثانی سلیمان صاحبقران
زمان باغ مین ملکہ ماہ عالم افروز جلوہ فرما ہین دن بھر یہی فرمایا کیے ملکہ بس اب مجکو جانے دو
مین دربار مین تمھارے باپ کے جاؤن بیجا نامرد کو سزا دون نہین معلوم ہے ہوشنگ
نوجوان پر کیا گذری گرفتار ہوا یا علف شمشیر آبدار ہوا ملکہ انجام نہ سمجھی کہا حضور باہر نہ جائین
خبر منگائے دیتی ہون ابھی تو حضور کے جسم پر زخم بے انتہا ہین اس مصیبت مین مبتلا ہین یہ کہکر
شمشاد کو حکم دیا دریافت تو کر شہر مین کیا غلغلہ ہی ہوشنگ نام لیکر پوچھنا یہ شخص قیدی یا کہین
نکلگیا لفظاً لفظاً دریافت کرکے آنا شمشاد اڑتی ہوئی مردانہ لباس پہنکر واسطے خبر کے نکلی اب
وقت شب ہی ملکہ نے صحن باغ مین فرش بچھوایا چاندنی دیکھنے کا سامان کیا امیر مسند پہلو مین یہ
ماہ پیکر انیس جلیس سامنے حاضر ہین قریب ہی کہ صحبت رقص و سرود شروع ہو آفتاب عیش
طلوع ہو کہ سامنے سے شمشاد تھر تھر کانپتی ہوئی ہوا سی مین ہانپتی ہوئی آکے تھم کے بھل گری ملکہ
نے کہا خیر تو ہی عرض کی واری کل شب کو ہوشنگ مع دس جوانون کے پکڑ لیا گیا سبھون نے جانا
صاحبقران کو بھی گرفتار کر لیا صبح کو شاہ نے دربار مین بلایا حضور کو نہ پایا ہرکارے کو دربدر
مین پھر رہی ہین ہمارے حضور کی بڑی تلاش ہی ہوشنگ کے واسطے قتل کا حکم ہوا ہی صبح
کو بیچارہ مارا جائیگا مہجور آہن کلاہ بھائی قنطور گمراہ کا مع پچاس جوانون کے زندان خانہ کا
نگہبان ہی وہ کل پڑ بیٹھا جاگ رہا ہی حکم ہی اسطرف سے کوئی راستہ بھی نہ چلے لونڈی اپنی آنکھون
سے دیکھکر آئی سارے شہر مین ہنگامہ ہی اُس بیچارے کی جوانی پر لوگ روتے ہین یہ خبر وحشتناک
سنتے ہی صاحبقران قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا فرمایا اُس مردود کی کیا مجال ہی کہ جو میری زندگی مین
میرے دوست کو قتل کرے خود سر پر رکھا زرہ زیب جسم کی ملکہ گھبرائی دامن سے لپٹ گئی
کہا کیون شہریار کیا قصد ہی امیر نے فرمایا اب جاکر مین دوست صادق محبّ واثق کو رہا کرونگا
یا اپنی جان دونگا ملکہ نے کہا اے شہریار مہجور آہن کلاہ بڑا زبردست ہی اپنے بھائی قنطور سے
زیادہ مغرور صاحب کبر و نخوت آتش خو شعلہ مزاج وہ وہان نگہبان ہی پچاس افسر اسکے ہمراہ ہین
آپ زنہار یکہ و تنہا وہان نجائیے کنیز کی جان بچائیے اگر دشمنون پر کوئی افتاد پڑی مین بیدست و پا

کیا کرونگی کچھ بلا سے مین ترتیب کے مرونگی میری کنیزین گھوڑے پر سوار ہوتا خوب جانتی ہین
ایک کو نامہ لکھکر دیجیے طرف اپنے لشکر کے روانہ کیجیے فوج ظفر موج طلب فرمائیے جب فوج قریب
آجائے میان سے نکل جائیے فوج ساتھ لیکر مقابلہ کیجیے مین تنہا نجانے دونگی صاحبقران زمان
نے کہا ملکہ تم اس مقدمے مین دخل دو ورنہ ہماری تمھاری محبت نہ بنے گی بڑے شرم کی بات ہی
کہ ہمارا سردار قتل ہو جائے ہم محل عیش و نشاط مین بیٹھے رہین مردان عالم کیا کہین گے بہت
صاحبان سپر و شمشیر مین بیٹھنے کے لائق تم بنگے یہ کہکر فوراً صاحبقران یکہ و تنہا اٹھے غصہ مین جو
امیر نے یہ کلمات فرمائے ملکہ ڈر گئی رونے لگی جواب نہ دے سکی صاحبقران نے سیاہ دو شاہے
کا جُھرمٹ مارا تیغہ برق نظیر کمر سے لگایا ملکہ نے پلٹ کر پروین سے کہا کیون یہ بڑے توانا
ہین اسوقت بہت ہی اور رہین جام صہبائے بیوفائی ہنگے دونو مین اے پروین آنکھون کو دیکھکر
مین ڈر گئی دونون ابروے خمدار غصہ مین بل یہ بڑھ ہین گویا دو تلوارین چل رہی ہین گیسوون
کشمکش مین پیچ و تاب ہی کہ ناگنیا اچھل رہی ہین جبین پُر شکن موجہ دریائے قہر ہی عکس زلف
عنبرین آئینہ رخسار پر یا سیاہ کی لہر ہی قطعہ جلال

دکھیں آئینے مین وہ اپنی ذرا چین جبین
کبھی آنکھ بھی تو آئینہ ہو آئین جبین

مانگ ہی آرہ کش دل نہین سر پر انکے
تیغ کھینچے ہوے ابرو بھی ہین پائین جبین

خوف اسکا ہی کہ مین صبح نکر دے غضب جل
خندہ زن ہوکے تمھاری گل نسرین جبین

چاند کو دبدبہ اُس رُخ کا دبا لیتا ہی
روکش عرش ہی اللہ ری تمکین جبین

چہرہ یار کی تصویر جو ہی پیش نظر
مانگ کی مدح کبھی ہی کبھی تحسین جبین

خانہ زادون مین تری چشم کے ہین خشم و غضب
ہی اگر چین جبین بندہ دیرین جبین

مشورہ کرتی ہی کیا جانے مرے قتل مین کیا
شکن ابروے پُر خم سے تری چین جبین

عرش مین جھولتی ہی یار کی تلوار جلال
آس ستمگار کے ابرو نہین پائین جبین

رعب و ہیبت صاحبقران دیکھکر ملکہ ماہ عالم افروز با جگر پر سوز عقب مین صاحبقران
کے پریشان حال قلب پر ہجوم غم و ملال چلی آتی ہی آنکھون سے آنسو جاری دوپٹہ ڈھلکا ہوا
آئینہ رخسار پر حیرانی زلف شبگون سے روشن پریشانی کبھی جھپٹ کر صاحبقران کا

دامن تھامنا عرض کی ای شہریار مجھے صدمۂ فراق نہ اٹھیگا ایک ہاتھ تلوار کا لگا دیجیے ہماری
مشکل آسان کیجیے اگر آپ کے دشمن کسی آفت مین پھنسے آپ رستم وقت ہین شاید
ادہر کر نکل گئے یہ خبر تمکنی نہ دیگی باپ کو ضرور پہونچے گی یہی کہینگے جا کر سب حال کہین گی
یہ شفقتین خاموش نہ دیگی فرمائیے وہ ہمارے ساتھ کیا کریگا نہین معلوم کیا ذلت و رسوائی
ہو ایک اور راز کی بات ہی وہ آپ سے کیونکر چھپاؤن چند دن گذرے کہ مجھ سوختہ بخت
کی تصویر کسی تاجر نے یاقوت شاہ جبول قدرت لقا کو پہونچائی اُس بیحیا نے بہت
پسند کی فرمان بنام والد نامدار آیا کہ اپنی دختر کو بطور ڈولے کے سوار کر کے روانہ کرو یہان
بہت خوشیان ہوئین مجھکو خود بخود ملال تھا باپ نے چھ مہینے کا وعدہ کیا تھا وہ زمانہ گذر
چکا ہی سامان جہیز تیار اقرار مدار ہو چکا ہی یہ لقا بیحیا سُنیگا انصاف فرمائیے کہ میرے لیے
کیا قیامت ہوگی صاحبقران نے گلے سے لگا لیا فرمایا ای ملکۂ عالم مرد سپاہی واسطے ناموس
کے سب کچھ کرتے ہین جان دینے پر آمادہ ہوتے ہین اب تم ہمارا ناموس ہو ممکن ہی کہ کوئی
خدانخواستہ تمپر دست انداز ہو حکم قضا و قدر مین کسکا اختیار ہی بندہ ہر وقت مجبور و ناچار ہی
اگر شاید قضا ہمکو لیے جاتی ہی قتل ہو جائین کوہ عقیق گلزار سلیمانی مقام ہی تم فوراً اپنے کو
وہان لشکر مین پہونچانا میرے سرداران نامدار و فرزندان عالیوقار تمکو باعزاز و اکرام لیجا کے
پردہ ہائے چشم مین جگہ دینگے اور یا بحول قوت الٰہی جو میری نیت مین ہی بیٹھے جا کر مجھ آہن کلاہ
کو قتل کیا ہوشنگ کو چھڑا لیا تو مین یہین باغ مین آتا ہون ملکہ نے بنگاہ یاس چہرۂ بے نظیر کو
دیکھا اسقدر روئی کہ دامن و گریبان تر کر دیا شدت گریہ مین مُنھ سے نکلگیا شعر گئے تم ادھر اور مرے
ہم یقین ہی ٭ کوئی دم جیے تو دم واپسین ہی ٭ وہ دن اور وہ وقت ای شہریار خداوند کھلائے
کہ بدون آپ کے لشکر اسلام مین جاؤن آپ کے محلات متعلقات مجھ بدنصیب کو کیا کہینگے
کون صورت دیکھے گا کوئی سبز قدمی کوئی جھنڈ پیری کہیگا صاحبقران نے آنسو دامن سے
ملکہ ماہ عالم افروز کے پاک کیے فرمایا ہمارے لشکر مین یہ طریقہ نہین کیا مجال جو تمکو کوئی
ٹیڑھی نگاہ سے دیکھے انشاءاللہ ہم خود تمکو اپنے ساتھ لیجلینگے ملکہ رونے کے بدلے دعا کرو ہمارے
دل کو صدمہ ہوتا ہی تمھارے خیال سے جنگ و جدل مین فرق آئیگا عین وقت پہول گھبرائیگا

ملکہ تاجدار ہوئی صاحبقران یکہ وتنہا سیاہ دوشالہ اوڑھے ہوئے تیغہ عقرب سلیمانی بغل
مین رہروی کرتے ہوئے چلے شب تیرہ وتار مین ملکہ پٹ پر دروازے کے ہاتھ رکھے
بحسرت دیکھ رہی ہے صاحبقران آنکھون سے مخفی ہوئے آہ کرکے بیہوش ہوئی دانت بیٹھ گئے
مردنی چہرے پر ہاتھ پاؤن بےحس وحرکت پروین نے ملکہ کو اٹھایا کنیزین روتی ہوئی ساتھ
کہتی ہوئی کہ ہائے اس ماہ ملک حسن کو تقدیر نے کس بلا مین پھنسایا عیش وراحت مین
ہم سب کی فرق آیا ملکہ پر گلاب کیوڑا بید مشک چھڑکا بعد عرصہ دراز آنکھ کھولی پوچھا کیون
پروین صاحبقران آئے عرض کی واری ابھی تو پہونچے بھی نہون گے گھبرا کر اٹھ بیٹھی کہا
صاحبو برائے خدا ہمپر احسان کرو تم سب صاحب مجھکو اپنی لونڈی جانو ذرا جاکر خبر تو لاؤ اگر
انکے دشمنو پر نوع دگر ہو تو مین بھی اپنی جان دون دام ذلت مین نہ پھنسون غنچہ دہن بولی اچھی
واری مین جاتی ہون بہت اچھی خبر لاتی ہون ملکہ نے کہا غنچہ دہن تیرا منھ موتیون سے بھر دونگی
نہال کردونگی غنچہ دہن مردانے کپڑے پہنکر واسطے خبر کے چلی ملکہ صحن باغ مین آکر کھڑی ہوئی
موے مشکین پریشان کیے طرف آسمان کے ہاتھ اٹھائے پکاری اے آسمان کے خداے نادیدہ
میرے وارث کو مجھسے زندہ ملانا مجھ سوختہ بخت کو روے تاریک شب سیاہ نہ دکھانا دشمن
سب اندھے ہو جائین وہ بےتکلف اپنے رفیق کو چھڑا لائین ایک کنیز نے کہا واری مجھکو
ایک ٹوٹکا یاد ہے دیوالی کی کلھیا مین چولھے کی راکھ بھر کر دیوار مین گاڑ دیجائے سب دشمنون کا منھ
بند ہو جائیگا پیر دیدار کا کونڈا مانیے بی ترت مجرت کی پڑیا ٹیک کی سیپاری پر چلچو
کو جوتیان یہ سب ٹوٹکے آزمائے ہوئے ہین ملکہ نے کہا نذرین مانو مین نقد جان دینے کو حاضر ہون
تم کو اختیار ہے میرا مالک پروردگار ہے مین اپنے وارث کو اسی سے لونگی رنجکہ کرونگی یہان
باغ مین یہ حال ہے کہ ملکہ ماہ عالم افروز دعا مین مصروف ہے مگر صاحبقران گلی کوچے کو طے
کرکے سامنے قید خانے کے پہونچے دو پہر سے شب گذر چکی ہے زلف لیلاے شب تا بہ کمر پہونچی ہے
ہر کوچے مین سناٹا صاحبقران نے دور سے دیکھا بہجور آہن کلاہ سلاح جنگ سے آراستہ
پچاس جوان گرد شہر اجواری کر رہے ہین اس مکانکا دروازہ کھلا ہے جس مین ہوشنگ مع
دس جوانون کے قید ہے بہجور مغرور شراب پیتا ہے دردو قیدیون پر پھینکتا ہے زبان تیغ کھول

رہا ہے کہتا ہے او ہوشنگ اب صبح کو قتل کیا جائیگا اپنی سرکشی کی سزا کامل پائیگا ہوشنگ
جوانمرد کہتا ہے او بیحیا اگر نامردون کے ہاتھ سے قضا آئی کیا خوف شکر ہے خدا کا کہ راہ ضلالت
سے نکلا آب چشمۂ ہدایت سے سیراب ہوا میرا آقا زندہ نکلگیا میرے خون کا بدلہ لیگا تم
ایسے نامردون کو کتے کی طرح قتل کریگا جب یہ ہوشنگ نے کہا مجبور بیحیا غصہ مین اٹھا یہ
کہتا ہوا ہم کو کتا بناتا ہے ابھی سر کاٹ لونگا یہ جو حال پرملال صاحبقران نے دیکھا کہ مجبور
قتل کرنے کو ہوشنگ کے جاتا ہے تاب نہ آئی قبضے پر تیغۂ سلیمانی کے ہاتھ ڈالا نعرہ کیا

نعرۂ صاحبقران عالیشان

امیر عرب ضیغم روزگار	بحکم خدا بستہ شمشیر چار	یکے تیغ صمصام و قمقام نام
یکے تیغ عقرب یکے ذوالجام	بُن کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ در خاک کرد

نعرۂ صاحبقران سے زمین کانپی مجبور مغرور پلٹا دیکھا کہ صاحبقران تلوار کھینچے ہوے قریب
آگئے پلٹ پڑا ہوشنگ نوجوان نے جو اپنے آقاے نامدار کو دیکھا روح کو راحت قلب مین
قوت آگئی جسطرح بنا قید کو توڑ ڈالا آواز دی آقا غلام بھی آیا مجبور نے دیکھا ادھر سے صاحبقران
شیرانہ ادھر سے ہوشنگ نوجوان بیگانہ پھرے چلے آتے ہین گھبرا گیا ساتھ والون کو آواز
دی یارو لینا قیدی بگڑ گیا حمزہ کہان سے آیا جلد دونون کو قتل کرو پچاس جوان تلوارین پکڑ کے
آ اٹھے ہوشنگ پہلوان زبردست پیشۂ قزاقی جس سپاہی کے لپٹ گیا دے مارا چھاتی پر چڑھ
بیٹھا سر کھینچ لیا اسکو چیر کر پھینک دیا اسکی تلوار اٹھالی اپنے ساتھ والون کی قید کاٹی زخم کھاے
مگر رفیقون کو چھڑا لیا صاحبقران زمان لڑتے ہوے برابر مجبور بے ایمان کے پہونچے للکارا او
بیحیا مردان عالم پر یہ بدعت اسنے ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے تیغۂ عقرب سلیمانی پر
کاٹھا وار کو اسکے روکیا خبردار کہکے برق شمشیر چکائی سپر آس خود سر کے ضرب تیغ ہیبت نکالی
آئینۂ شمشیر مین آس نامرد کو جلوۂ عروس مرگ دکھلائی دیا سپر کو جیسے کی پناہ کیا تلوار کھینچ
گری سپر کٹی یا تو تیغہ سپر پر چکی تھی یا تلوار آبدار نے زمین پر بوسہ دیا مجبور دو ٹکڑے ہوا اوسکے باقی
جوان ہوشنگ نے مارے باقی بھاگنے لگے امیر نے فرمایا اے برادر ہوشنگ خبردار انمین سے
کوئی بچکے نجانے پائے ورنہ وقت شب ہی ہنگامۂ قیامت برپا ہوگا جو میرا بیان ہوشنگ نے

گھیر کر نامردون کو مارا بھاگ کر ایک نہ جانے پایا رات بہت قلیل باقی ہے کہ صاحبقران نے
قتل سے اُن تیرہ بختون کے نجات پائی مظفر و منصور ہوئے ہوشنگ دوڑ کر قدمون سے
لپٹ گیا ساتھ والے گرد پھرنے لگے ہوشنگ نے پوچھا حضور کیونکر بچے اس شہر نامردان
مین کہان رہے امیر نے فرمایا اب ساتھ آؤ سب احوال معلوم ہو جائیگا مین نے تمھاری خبر
قتل سُنی شکر ہے کہ وقت پر پہونچا مطلب دل حاصل ہوا ان دس جوانون کو ساتھ لیکر طرف
باغ ملکہ کے چلے مگر دریا سے خون مین نہائے ہوے یہان باغ مین ملکہ ماہ عالم افروز معہ
دو ماکنیزین دوڑ دوڑ کر جاتی ہین بیرون باغ اندھیرا دیکھکر پلٹ آتی ہین ملکہ ایک ایک سے
پوچھتی ہے کیون صاحبو کیا دیکھا ہائے افسوس وہ اکیلے وہان نامردون کے ریلے خدا انکو بچا کر
لائے کہ سامنے سے شمشاد دوڑی ہوئی آئی کہا واری کچھ لوگ آتے ہین مگر سبکے لال لال کپڑے
ہین ڈر کے مارے آگے نہین گئی تلوارین بھی چلتی ہوئی ہاتھ مین ہین ملکہ دوڑی اُفتان وخیزان
در باغ سے باہر نکلی اب جو دیکھا آگے آگے صاحبقران عقب مین دس نوجوان امیر کی
کنپٹی سے خون ٹپکتا ہوا ہاتھ کٹا ہوا ملکہ نے بہ نگاہ اوّل صاحبقران کو پہچان لیا دوڑ کر لپٹ گئی
دوپٹے سے خون زرہ کا پونچھنے لگی کہا کیون شہریار کوئی زخم تو نہین کھایا میری دعا نے آپکو یہان
پہونچایا یہ پشت پر لوگ کون ہین امیر نے کہا ہمارا رفیق ہوشنگ نوجوان ہے عنایت سے
پروردگار کی مجور کا معشوقہ مرگ سے وصال ہوا نگہبانون کو بھی واصل جہنم کیا اب چلکر ایک قصر
معقول ہمارے رفقا کے واسطے خالی کراؤ تو ملکہ خوشی خوشی اندر باغ کے آئی پکاری اے پری پروین
تو تمھاری دعا کی تاثیر سے صاحبقران زمان اپنے رفیقون کو چھڑا لائے بڑا کمرہ خالی کرو فرش و
فروش سے آراستہ ہو شراب و کباب بھی پہونچاؤ وہ بھی تمھارے مہمان ہین تم سب صاحبون
کے بھیر احسان ہین پروین نے کہا واری خدا نے بڑا فضل شریک حال کیا قصر آراستہ ہین
پردہ کرین ہم ہٹ جائین پھر مردانہ ہو ملکہ نے کہا پروین انکے رفیقون سے کیا پردہ ہے وہ سب
تمھارے تابعدار ہین یہ باتین تھین کہ صاحبقران مع ہوشنگ نوجوان اندر باغ کے تشریف
لائے ملکہ نے اشارہ کیا صاحبقران نے قصر مین لا کر ہوشنگ کو مع دسون جوانون کے بٹھایا
کنیزون کو حکم دیا طشت و آفتابہ آیا اپنے دست حق پرست سے سبکے زخم دھوئے ٹانکے دیے

ہوشنگ کی نگاہ اُس اختر برج خوبی حسین و مہ جبین وزیرزادی ملکہ پروین پر پڑی شمع جمال
کا پروانہ ہوا پروین نے بھی بہ نگاہ محبت اُسکو دیکھا اشارون سے صاحبقران کو بھی ثابت
ہوا کہ ہوشنگ و پروین مین باہم اشارے ہوئے مسکرا کر فرمایا کہ بی پروین اندر آؤ یہ بادشاہ
ملک ہوشنگ ہمارا رفیق و شفیق جان بخش و محسن ہی پروین نے شرما کر سر جھکا لیا کہین اور
خوش رو نوجوان امیر نے خدمت مین آن سردارون کی چھوڑین پروین کو پہلو مین ہوشنگ
کے جگہ دی امیر بارہ دری مین تشریف لائے ملکہ سے احوال پروین بیان کیا ملکہ بہت
خوش ہوئی کہا اے شہریار ہوشنگ و پروین کو بھی اسی جلسے مین طلب کیجیے صحبت مین
جگہ دیجیے اب ایک مقام پر جلسہ قرار پایا ہوشنگ و پروین ہر ایک جوان کے پہلو مین
ایک ایک مہ جبین مسند پر صاحبقران و ملکہ ماہ عالم افروز جلسہ عیش آراستہ جام مے
ارغوانی گردش مین آیا بیان تو یہ صحبت عیش و نشاط آراستہ مگر شاہنشاہ زرین علم وقت
سحر آمادہ قتل ہوشنگ تخت پر سوار ہو کر بارگاہ سے نکلا امرا رفقا حاضر ہوئے حکم ہوا گنہگارون
کو لاؤ مہتر باد رفتار عیار شاہنشاہ کا دوڑتا ہوا قید خانے کے قریب پہونچا دیکھا دروازہ کھلا ہی
پچاس لاشے پڑے ہوئے نگہبان مردہ قیدی ندارد سناٹا پڑا ہی باد رفتار گھبرا گیا حیران کہ کس سے
حال پوچھون کون ہی جس سے دریافت کرون مرے کیا جواب دینگے آخر الٹا سامنے شاہنشاہ
کے روتا ہوا آیا عرض کی حضور عجب طرح کا سانحہ درپیش ہی کہ سمجھ مین نہین آتا نگہبان سب مرے
پڑے ہین رات کو کوئی اُن سبکو قتل کر کے قیدیون کو لیگیا ایک بھی نہین بچا جس سے حال
شب کا دریافت کرون اندر شہر کے یہ غدر کہ سرکاری قیدی قید خانے سے نکل جائین نگہبان
بیچارے سزا پائین شاہنشاہ زرین علم بہت گھبرایا خود ٹہلتا ہوا در زندان پر آیا دیکھا حقیقت
مین جو باد رفتار نے کہا وہی صورت ہی سردارون نے کہا حضور مقام عبرت ہی کوئی مار آستین
گرگ بغل پیدا ہوا اتنا بڑا کام کر گیا باد رفتار نے کہا حضور یقین کامل ہی کہ ابھی کل گنہگار شہر مین
ہین در قلعہ پر خوب انتظام ہی بادشاہ نے کہا اے باد رفتار ہر گھر کی تلاشی لو کوتوال کو حکم دو جلد
اُسکی فکر کرے باد رفتار نے کہا غلام آج ہی اسکی فکر کرتا ہی تمام شہر کو چھان ڈالونگا حضور بارگاہ
مین چلین بادشاہ رنجیدہ کبیدہ پشت دست کاٹتا ہوا بارگاہ مین آکر بیٹھا باد رفتار باہر نکلے

عیاری سے آراستہ ہوکر بہر لے تلاش نکلا اُستادان سخنور نے تحریر کیا ہی کہ تین دن کے عرصے
مین بادرفتار نے سارا شہر چھانا ایک ایک مکان کی خبر دریافت کی کہین پتا نہ ملا تیسرے
دن قریب شام تھکا ماندا سامنے بادشاہ کے آیا کہا اے شاہنشاہ کہین گنہگارون کا پتا نہین
ملتا غلام ناچار ہی بادشاہ غصے مین تھرایا کہا او بیحیا مین تجھکو قتل کرونگا صرف آج کی شب کی مہلت
ہی کل صبح کو تیرے واسطے سحر قیامت ہی یہ تیرا ہی قول ہی کہ در قلعہ پر بخوبی انتظام ہی پھر یہ بے ادبی
کسکا کام ہی بادرفتار کے ہوش اُڑ گئے سمجھا کہ ہوا بگڑی کا نپتا تھرا تا اُتھار روتا ہوا باہر آیا شاگردون
نے پوچھا اُستاد خیر تو ہی بادرفتار نے کہا بھائیو کیا کہون بموجب مثل دھوبی سے نجیتین گدھے
کے کان اینٹھین وہ ہمارے بادشاہ کا حال ہی کوئی سرکش ہونا لگ گیا غصہ مین پھر فرماتے ہین
کل بیحکو تجھکو قتل کرونگا مین سارا شہر چھان چکا کوئی گھر باقی نہین رہا اب مین کہان جاؤن
صرف باغ مین دختر شاہ ماہ عالم افروز کے نہین جانیکا اتفاق ہوا شاگردون نے کہا اُستاد
شاید ملکہ کے باغ مین وہ باغی ہو بادرفتار نے کہا ایسا کلمہ زبان سے نہ نکالو وہ صاحب عصمت و
عفت ہی اپنے باغ مین مردانہ پھول نہین رکھتی بڑے بڑے شاہان اولوالعزم اُسکے نام پر مائل ہین
آپنے شادی نہین قبول کی اُسکو مسلمانون سے کیا کام شاگردون نے کہا ہم ملکہ عالم کو نہین کہتے ہین
شاید کوئی کنیز یا وزیرزادی نوجوان نے ایسا کام کیا ہو دشمنون کو چھپا رکھا ہو اُستاد جائیے دیکھ
چلے آئیے بادرفتار نے کہا ہماری قضا ہی آپہونچی حکم شاہنشاہ سے کیا چارہ تم سبھون کے کہنے سے
جاتا ہون دیکھ آتا ہون یہ کہکر مہتر بادرفتار اُفتان و خیزان حیران و پریشان طرف باغ ملکہ
ماہ عالم افروز کے چلا میان جس روز سے صاحبقران تشریف لائے ہین دروازہ باغ کا بند
رہتا ہی خوف ہی کہ کوئی دراندازی نہ کرے قریب پہر رات کے گذر چکی ہی کہ مہتر قریب دیوار
باغ ملکہ پہونچا دیکھا دروازہ بند ہی اندر سے گانے کی آواز آتی ہی سمجھا کہ ملکہ کو ہمیشہ سے ناچ گانے کا
شوق ہی صحبت عیش آراستہ ہوگی پھر کچھ سوچکر پشت باغ پر جا کر کمند باری جست کرکے برسر دیوار
آیا دیکھا صحن باغ مین شامیانہ باسلک ہاے مروارید استادہ چوبین الماس نگار گلدستے رکھے ہوے
مسند ناز پر ملکہ ماہ عالم افروز پہلو مین زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران
زمان ایک سمت ہوشنگ نوجوان اُسکے پہلو مین ملکہ پری پیکر مثل ماہ درخشان خوش جوان

شیر صولت آنکے پہلو مین خواصان خاص انیسان با اخلاص و دور جام بے اندیشہ انجام چل
رہا ہی فلک کجرفتار رشک سے جل رہا ہی مہجور آہن کلاہ کا حال صاحبقران سامنے ملکہ
کے بیان کر رہے ہین اور فرماتے ہین ای ملکۂ عالم ہمکو کئی دنکا زمانہ گذرا نہین معلوم لشکر کا کیا
حال ہی ہر وقت یہی خیال ہی لقا ایسا دشمن موجود ہی ساحران غدار طرف سے افراسیاب
ناہنجار کے چلے آتے ہین افسونگری کے کمال دکھاتے ہین بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد [illegible]
کل بوقت سحر بعنایت رب اکبر دربار مین تمہارے باپ کے جاؤنگا اگر مسلمان ہوا تو فبہا ورنہ
مکاری کی سزا دونگا کمر مین ہاتھ ڈال کے اٹھا لونگا ملکہ دامن تھامے رو رہی ہی کہ ای شہریار
برائے خدا یہ ارادہ نہ کیجیے ابھی تک کسیکو خبر نہین ہی طرف اپنے لشکر کے نکل چلیے اگر آپکو منظور
ہوگا کہ تسخیر قلعۂ آہن حصار کرون اپنے سردارون کو ساتھ لیکر آئیے گا میرے باپ کے پاس
فوج بے انتہا ہی وہ خود بھی زور و طاقت و شجاعت مین یکتا ہی ان چند کس سے کیا ہوگا ایسا
نہو دشمنون پر کوئی افتاد پڑے میرے لیے بڑی خرابی ہوگی اگر یہی قصد کامل ہی تو مجھے پہلے ایک
ہاتھ لگائیے جب کر اچکائیے صاحبقران فرماتے ہین ملکہ ان مقدمات مین دخل نہ دو کل صبح کو
ہم ضرور جائینگے مہتر باد رفتار نے یہ سب معاملہ اپنی آنکھون سے دیکھا ارادہ ہوا نعرہ کرون
نیچے کھینچکر جا پڑون پھر خیال کیا کہ یہ جوان تاثل قنطور آہن کلاہ ہی مہجور کو قید خانے پر جا کر مارا
پچاس جوانون کو کیلے نے للکارا مین کیا کر سکونگا یہ سوچکر دیوار سے اتر آیا دل سے کہتا ہوا کہ بادشاہ
سے جاکر عرض کرون فوج لیکر آؤن مگر وہ تو جوان خود قصد کر رہا ہی کہ دربار شاہنشاہی مین جاون
اسکے تیور سے ظاہر ہی جو کہتا ہی وہی کریگا یہ سوچتا ہوا دربار شاہنشاہی پر آیا ستارۂ سحری چمک
چکا ہی باغبان تقدیر اعظم گلچینی گلہائے ثابت و سیارگان کرکے گلدستۂ شعاع ہاتھ مین بصد فرحت
و انبساط نظارۂ باغ عالم مین مصروف ہوا شاہنشاہ زرین علم چہرہ چھپایا ہوا فکر و تردد
مین گھبرایا محل سے باہر آیا دیکھا کہ باد رفتار عیار خاموش کھڑا ہی بادشاہ نے کہا کہو مہتر صاحب
کچھ باغی کا پتا ملا مہتر باد رفتار تو جلا ہوا تھا کہا حضور ان باغی باغ مین ہی گلچینی جمال گلعذاران
کی کر رہا ہی بادشاہ نے کہا مین یہ پہیلی نہ سمجھا کیسا باغ گلچینی کسے کہتے مین گلعذار کیا چیز ہو بادشاہ
کے سامنے بے ادبی کی باتین کرتا ہی بڑا بدتمیز ہی بڑا شاعر ہی استعارے سے بھی ماہر ہی باد رفتار

نے کہا حضور کیا عرض کرون آپ صاف صاف پوچھتے ہین صاحبقران زمان مع ہوشنگ
نوجوان آپ کی صاحبزادی کے باغ مین موجود ہین تھوڑے عرصے مین ہنگامہ بپا ہوا چاہتا ہی
وہ شیر دلیر بارگاہ شاہنشاہی مین گھس آئیگا قیامت ڈھائیگا صاحبزادی حضور کی منع کر رہی
ہین ورنہ ابتک آچکا ہوتا صاحبزادی حضور کی پہلو مین لیے بیٹھی ہین پیار سے عذر کر رہی ہین کہ رہی ہین
کہ مجھے اپنے لشکر مین لیچلو وہان سے فوج گران لیکر آؤ وہ شیر کہتا ہی ہم بیٹھے ہین آنے بدون شکار
ہوا پس ہونگے یہ روباہ خصال کیا کر سکین گے اگر وہ جوان دلیر ثابت قدم کوے جرات ہوتا تو
شاہزادی صاحب اسکو لیکر نکل گئی ہوتین یہ الفاظ تہمات صاف صاف تمہید بنا کر چو بادرفتار
نے سامنے شاہنشاہ زرین علم کے کہے بادشاہ عرق خجالت مین غرق ہوگیا غصے مین کانپا
تلوار کھینچ کر کہا او بادر بنجا بھی حرام ہی ہماری بیٹی کا نام لیتا ہی وہ کم بخت ان باتون کو کیا جانے کسی
کوڑی باندی نے چھپایا ہوگا بادرفتار سامنے سے روفرار لایا بادشاہ اسی قہر و غضب مین
پشت مرکب پہ سوار ہوا افسرون کو حکم دیا جلد فوج تیار ہو اگر جھوٹ نکلا تو اس ملعون کو دار پہ
کھینچونگا یہ کہکر بجوش جرات مین گھوڑے کو بڑھایا عقب مین سردار و سوار و پیدل سے چلے مگر ملکہ
کہن باغ سے آشکار ہاتھ صاحبقران کا تھامے ہوئے جاتی ہی کہ ایک کنیز گھبرائی ہوئی آئی عرض کی کہ
غضب ہوا در و دیوار کا کسیکو خیال نہ رہا معتبر بادرفتار بوقت شب اس جلسے کو آکر دیکھ گیا
بادشاہ کو خبر کی وہ مع فوج آتا ہی ملکہ تو گھبرا گئی کہ صاحبقران نے فرمایا دیکھو ملکہ ہمارا کہنا نہ مانا تم
وہ ہمارا بزرگ ہی ہم بڑھکر استقبال کرینگے ہوشنگ سے پلٹ کر فرمایا جلد گھوڑے تیار کرو ہتیار
لگاؤ ملکہ نے کہا آپکا کیا ارادہ ہی امیر نے فرمایا اب بھی قصد پوچھتی ہو وہ نامرد مع فوج آتا ہی ناموس
مین گھس آئے ہم بیٹھے دیکھا کرین یہ فرما کر ملکہ کا ہاتھ چھوڑ دیا گھوڑون پر کاٹھیان پڑگئین امیر نے
قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا پشت مرکب پر سوار ہوگئے ہوشنگ بھی مع اپنے سردارون کے ہمراہ رکاب
سعادت انتساب ہو لیا امیر نامور نے فرمایا اے برادر ہوشنگ ہم آگے بڑھکے مقابلہ کرینگے
تم در باغ پر ٹھہرو ناموس کی حفاظت کرو اگر پھر کوئی افتاد پڑے ملکہ کو قتل کر ڈالنا باغ مین تہلکہ
کنیزین بدحواس جاتی ہین بھاگ کر نکل جائین ملکہ مثل تصویر تصور خاموش در باغ پر ہنگامہ ہی
آنکھین آکر ٹھہری ہی دعائین مانگنے لگی مگر صاحبقران گھوڑے کو چمکا کر بیرون باغ آئے ہوشنگ

مسلح ہوکر مع اپنے سرداروں کے ہمراہ ہوا امیر نے کہا برادر جو ہنے کہا ہے وہ کرو در باغ پر مجمع
ہوشنگ نے کہا غلام اس وقت مین ساتھ نہ چھوڑیگا کیا مجال کسیکی جو میری زندگی مین باغ
کی جانب نگاہ کج سے دیکھ سکے غلام بخوبی خیال رکھیگا ملکہ عالم سے مین اچھی طرح اطمینان کر
وہ عاشق ثابت قدم ہین صاحب جاہ و حشم ہین جسوقت دشمنان حضور پر کچلی افتاد پڑیگی وہ
فوراً جان دے دینگی قربانی تھین کہ بچا لیا مین خدانخواستہ گرفتار ہوکر جاؤنگی قید مصیبت کی
اٹھاؤنگی اپنے وارث کے ساتھ جان دونگی اپنا خون اپنی گردن پر لونگی صاحبقران مرکب
کو بڑھاکر سو قدم باغ سے آگے ٹھہرے مرکب کو روکا نیزہ گاڑ دیا انتظار آمد فوج شہنشاہ زمین علم
کر رہے ہین یہان جب شاہ مذکور مغرور تھوڑا سا راستہ طے کر چکا ساتھ والون نے عرض کی عیار
تو بھاگ گیا حضور ایک سوار کو روانہ کرین وہ دیکھے تو باغ کا کیا رنگ ہے اول تو یہ امر خلاف
معلوم ہوتا ہے اگر شاید کسی لونڈی باندی نے ایسا کام کیا بھاگنیکی تدبیر ہو بعید ہوگی حمزہ کوئی
دشمن ہاتھ پاؤن مین اس روز کی شکست کا کیا ذکر بلا وجہ لڑائی ہوئی ہم دیکھتے تھے حضور نے صلح
دی تھی وہ بھی آپ سے کیا لڑ سکتا ہے بادشاہ کو یہ رائے پسند آئی ایک سوار کو دوڑا دیا سوار
نے آکر دیکھا صاحبقران زمان سو قدم آگے بڑھے ہوئے انتظار مین فوج کے کھڑے ہین اور دروازہ
پر باغ کے ہوشنگ نوجوان مثل فیل مست جھوم رہا ہے سوار بھاگا سامنے شاہ کے آیا عرض
کی اے شہنشاہ وہ جوان نامدار آمد فوج کے انتظار مین باغ سے باہر کھڑا ہے بھاگنا کیسا یہ حال سنکر
سرداروں کے ہوش اڑ گئے بادشاہ نے کہا بدون قتل اس سرکش کے واپس نہ جاؤنگا یہ کہکر
گھوڑا بڑھایا صاحبقران نے جو دیکھا گرد بلند ہوئی علمہائے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے
پھریرون پر تعریف لقائے بیمار قوم ہے صاحبقران کو قتل کرو گرفتار کرو ہر طرف یہی دھوم ہے
بس صاحبقران نے مرکب بڑھایا نعرہ کرکے دریائے فوج مین نہنگ آسا غوطہ مارا تلوار چلنے لگی
ہوشنگ اپنے ساتھ والون کو لیکر شریک جنگ ہوا صاحبقران کو دیکھا پشت و پہلو سے
ہوشیار چہرے سے جلالت آشکار غول مین کافرون کے لڑ رہے ہین مگر بادشاہ پر نگاہ ہے جھنڈے
مین بڑھکر علمدار کو مارا علم فوج قلم کیا نشان شکست ظاہر ہوا ہوشنگ نے تحسین کر کہا کہ اے شہریار
ماشاءاللہ کیا جرات ہے اس جنگ کے نظارے لڑائی مین کون آپکا ساتھ دے سکتا ہے صاحبقران

فرماتے ہین ای برادر اپنے کو بچا کر لڑو میرے قریب نہ آؤ یہ فرماتے ہوئے قریب شاہنشاہ
زرین علم بصد شوکت و حشم پہونچے للکارا شہنشاہ پلٹ پڑا امیر نے جھک کے سلام کیا کہا
کیون حضور مجھسے کیا خطا سرزد ہوئی حمزہ کے قتل کرنے مین کیون کوشش ہوئی کیا نان و نفقہ نہین پہونچا
اگر داماد کو قتل کیجیے گا جوان بیٹی کو بیوہ بنا کر بٹھایئے گا آپ کیسے جلاد ہین قول شاعرون کے
نہین یاد ہین یہ ہندی کی مثل ہر بیٹی دیکر داماد کو مارے جو کوئی خطا تو ثابت کیجیے اپنے داماد
کا خون نہ سر لیجیے شاہنشاہ زرین علم غصے مین کانپا کہا حمزہ یہ کیا بیہودہ بکتا ہی کیسی بیٹی
کہانکا داماد قبضہ پر ہاتھ رکھکر صاحبقران زمان نے فرمایا ہم صاحب تہذیب ہین بزرگ پر ہاتھ
اٹھاینگے جب آپکی بدعت سے مجبور ہو جاینگے اسوقت سمجھا جایگا غصے مین شاہنشاہ
زرین علم صاحبقران زمان پر تلوار کھینچکر جا پڑا امیر نے گرد اسپکا اٹھایا مگر خیال ہی کہ اسکو
زندہ گرفتار کرون بار بچا کر قبضہ پر ہاتھ ڈالا بالمواجہین کی جھنکری کرتین ہاتھ ڈالکر نعرہ تکبیر
کیا فاش زین سے اٹھا لیا ہوشنگ قریب آیا گرد پھر پھر کے لڑنے لگا صاحبقران نے
آواز دی شاہنشاہ اب کیا قصد ہی پکارا آخا ہو شہریار الامان امیر نے فوراً ہاتھ سے رکھدیا
شاہنشاہ قدمون سے لپٹ گیا امیر نے کلمہ زبان سے فرمایا شاہنشاہ زرین علم بصدق
دل مسلمان ہوا تمام افسران فوج حاضر خدمت ہوئے شرف اسلام سے مشرف ہوئے
نوبت و نقارہ سے بجاتا ہوا شاہنشاہ صاحبقران کو لیکر بارگاہ مین آیا وزیر اعظم سے اشارہ
کیا اسنے ترنج خوشبو سینہ پر صاحبقران کے لگایا عرض کی اپنی دختر بلند اختر کو شاہنشاہ نے
حضور سے منسوب کیا یہ کنیز واسطے ہاتھ ملانے کے منظور ہو روح کو راحت قلب کو سرور
ہوا امیر نے سر جھکا لیا صاحبقران کے عقد کی تیاری ہونے لگی شہر کو آئینہ بند کرایا مہمان خانے
آراستہ ہوئے منزلون ٹھہرے ہوئے کہ صاحبقران زمان کا عقد شاہنشاہ زرین علم
کی دختر ملکہ ماہ عالم افروز کے ساتھ ہوتا ہی امیر دربار مین جلوہ فرما ہین اسباب عیش و نشاط
مہیا ساقی بچے حاضر ہین کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی در دولت پر ایک عیار طرار خنجر گذار شعبان
بن عمرو اپنا نام بتاتا ہی امیدوار باریابی ہی نام شعبان سنکر صاحبقران بیقرار ہو گئے لشکر ظفر اثر
کا خیال آیا فرمایا جلد بلاؤ شعبان خنجر گذار سامنے صاحبقران نامدار کے آیا دعا کے ترقی عمر و دولت

بجالایا صاحبقران نے فرمایا اے شعبان حال لشکر ظفر اثر و فرزندان نامور و خیریت بادشاہ جم جاہ
جلد بیان کر عرض کی کہ غلام دو ہفتے سے لشکر سے جدا ہوا جب حضور زخمی ہو کر نکل آئے بادشاہ و جملہ
سردار گھبرا گئے میں برائے تلاش حضور کا رہ و اطوار نکلا قلعۂ ہوشنگ پر پتا لا لشکر ہو غلام نے حضور کو
بخیر و عافیت دیکھا خیریت لشکر کا حال رات غالب ہے بخوبی روشن ہے مقابلہ میں لقا الیا دشمن ہے عدم
موجودگی حضور میں نہیں معلوم کیا فساد برپا کیا ہو گا کوئی ساحر طرف سے افراسیاب کے ضرور
آتا ہو گا صاحبقران گھبرا گئے کرسی جواہر نگار پر شعبان کو جگہ دی اسی شب کو ساحرہ ملکہ کے عقد کیا
گوہر مراد حاصل ہوا ہوشنگ نوجوان کی شادی ساحرہ پروین وزیرزادی کے کی اور وقت سحر دربار
میں شاہنشاہ کے تشریف لائے فرمایا اب مجکو رخصت کیجیے حالات لشکر آپ نے سنے دشمن بزرگ
سے مقابلہ ہے اب عرصہ ہونا بہت ناگوار ہے بہت جلد اپنے کو لشکر میں پہونچاؤں وہ ہزار سے خرابی کرے
جاؤں عرض کی غلام ساتھ چلیگا تا بہ قید حیات دامن دولت نہ چھوٹیگا ہوشنگ نے بھی یہی
عرض کی قلعۂ آہن حصار و قلعۂ ہوشنگ پر نام معتبر کیے گر و سکہ تمام محمد بن قباد جاری ہوا
صاحبقران نے شاہنشاہ کو تخت پر سوار کیا ہوشنگ نوجوان کو عہدہ سپہ سالاری ملا صاحبقران
محل میں تشریف لے گئے ملکہ ماہ عالم افروز سے رخصت ہوئے ملکہ نے دامن صاحبقران تھام لیا
عرض کی کنیز کو بھی ہمراہ لیجیے صاحبقران نے دامن سے اشک پاک کیے فرمایا اے ملکہ عالم انشاء اللہ
جنگ طلسم ہوش ربا سے جب مہلت پائینگے تمکو ضرور بلوائینگے آخر ملکہ نے بہ جبر صبر کیا صاحبقران
آنکھوں میں آنسو بھرے باہر تشریف لائے پشت اشقر دیوزاد پر سوار ہوئے مع چالیس ہزار فوج جرار
طرف کوہ عقیق گذار سلیمانی کے کوچ کیا طے مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے چلے ہیں دیکھیے کس وقت
اپنے لشکر ظفر اثر میں پہونچیں یہ حقیر سراپا تقصیر اذل کونین بے ہنر منشی احمد حسین متخلص بہ قمر
اس حصہ جلد پنجم طلسم ہوش ربا کو اس مقام پر ختم کرتا ہے کہ بہ تعجیل تمام طبع ہو کر ملاحظہ ناظرین والا
تمکین و شائقین خوش آئین گذرے ان داستانہاے رنگین کو بہ نظر اصلاح ملاحظہ فرمائیں عیب کو اس ہیچمدان کے

چھپائیں اشعار التماس مصنف قمر

دل مضطرب اب نہیں مطمئن
ولیکن ہے روشن کہ ہوں بے ہنر

شعلہ کار ہوں میں سیہ کار ہوں
کہ آلودہ ہوں سر سے تا دامن
نظر غور سے جب کریں نکتہ بیں

بدام جہالت گرفتار ہوں
تخلص ہی عاصی کا گو ہے قمر
یقیں ہے کہیں آفریں آفریں

چھپائیں کوئی عیب دیکھیں اگر — قمر پر کریں مہر کی سب نظر
نویسم دگر قصہ دلفریب — کہ برم زعشاقی صبر و شکیب

واضح ہو کہ شہسوار عرصۂ یکتازی شاہزادہ اسد بن کرب غازی باغ سیماب سے
علمین نشین خواجہ عمرو بن امیہ سنکر اس حسرت مین یکجانب چلا ہو کہ کسی مقام پر جاکر
بجان دون اپنے ہاتھ سے اپنا گلا کاٹ ڈالون بعد مخفی ہونے شاہزادہ اسد کے خواجہ عمرو
منفعل ہوکر تبلاش اسد مارے مارے چلے ہین صحراے ہول خیز وحشت انگیز حوالی باغ سیماب
مین برق و ضرغام کو زنبیل سے نکالکر غصہ مین حکم دیا کہ میرے پاس سے جاؤ یہ دونون
بیچارے آفت کے مارے الگ الگ روانہ ہوے ہین طیور سحر طراز برائے مدد لقا
گیا تھا واصل جہنم ہوا اب نامۂ لقا پاس افراسیاب جادو کے بھیجا ہے جو ساحر آئیگا
اسکا نام وقت پر لکھا جائیگا افراسیاب جادو باغ سیماب سے لوح طلسم لیکر طرف
کوہ بلور کے جاتا ہے یہ حال بھی دائرۂ تحریر و تقریر مین آئیگا ملکہ مہرخ وغیرہ اپنے لشکر مین
ہین مگر فراق اسد و عمرو مین بیقرار اشکبار ہین ملکہ حیرت جادو و مصور صورت نگار عجب
مین افراسیاب بدکردار کے طرف کوہ بلور کے جاتے ہین ان سبکے حالات انشاءاللہ بحول
قوت الٰہی حصۂ دوم جلد پنجم طلسم ہوش ربا مین بہ تصریح و تشریح گزارش خدمت والا ہونگے

قطعات تاریخ طبع اول

تاریخ در سن عیسوی مصنف جلد ہذا ناظم و نثار بندۂ حقیر پروردگار رکاب خوان
شہسوار روش رسول الثقلین منشی میرزا احمد حسین رونق کن بیاض سحر
متخلص بہ قمر قطعہ تاریخ

لکھی یہ جلد پانچوین مین نے بصد نیاز — مدت سے شائقین کو تھا جسکا انتظار
کیونکر نہ کھلے غنچۂ خاطر شگفتہ ہو — بلبل ہزار جان سے فدا جسپہ بار بار
لڑیان ہین موتیون کی عبارت کا سلسلہ — کیا موج زن ہے طبع کا دریاے بیکنار
مضمون دلفریب ہین یا گل کھلے ہوے — باغ طلسم ہوش ربا کیا ہے لالہ زار
ہو وجد بلبلون کو سنین گر یہ داستان — ہو طوطیان باغ فصاحت کو انتشار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ثناے خالق اکرم بانی بناے طلسم عالم منشی لوح و قلم صانع صنعت آدم حی قدیر سمیع و بصیر علیم و خبیر رزاق خلق شاہ و فقیر از نظم مصنف

فتاح و علیم و ربّ اکرم — از کُن شدہ خلق جملہ عالم
افلاک و زمین و کوہ و دریا — اک حکم سے سب ہوئے پیدا
رزّاق و رحیم ہے تری ذات — کیا غم ہے کریم ہے تری ذات
ای مدرک و حیّ ساتر عیب — ای سالم خالق بلاریب
ای خالق و قادر توانا — عالم مین نہین شریک تیرا
مجھ عاجز و خستہ کی مدد کر — عصیان کے حجاب سے ہون مضطر
عصیان کے حجاب سے مفر دے — دامن کو گل آرزو سے بھر دے
ای ذرہ نواز اس قمر پر — جلدی سی اب مہر کی نظر کر

نعت جناب اشرف انبیا محبوب خدا صاحب قاب قوسین او ادنی اعنی جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از نظم مصنف

ای شاہد طبع ناز دکھلا — غمزے بڑھ بڑھ کے آج کرنا
لکھ نعت رسول باکرامت — نوبادہ گلشن رسالت

روشن کن شمع خانۂ دین — مہر افلاک عز و تمکین
محبوب خدا لقب ہی تیرا — واجب سب پر ادب ہی تیرا
معراج ہوئی بزینت و زین — ادنے رتبہ ہی قاب قوسین
پردے پردے کے وہ مطالب — ظاہر کیے حق نے سب مراتب
روشن ہی یہ معجزہ جہان پر — دو ٹکڑے کیا قمر برابر
مجھ عاجز و خستہ کی زبان کیا — نکتہ جو تری صفت مین لکھتا
سن لے مری ای حبیب داور — ہی بار گنہ کا میرے سر پر
عصیان کے عذاب سے بچالے — اس غم سے ہین میرے لب پہ نالے
پر دل نے کہا جو یا محمد — سب مشکلین ہوگئین وہین رد

منقبت جناب حیدر کرار وصی احمد مختار زوج زہرائے نامدار باپ شبر شبیر کنندۂ باب خیبر مظہر العجائب و مظہر الغرائب غالب کل غالب علی ابن ابی طالب نظم مصنف

ای ساقی آفتاب صورت — ہو شرب شراب مثل شربت
مینائے قلم ہی پر سر جوشش — کر دے مئے سرخوشی سے مدہوش
دل مین جب لطف می سمایا — ساقی کوثر کا یاد آیا
اس ساقی آفتاب ضو کا — ہون دل سے مین مبتلا و شیدا
حیدر صفدر لقب ہی تیرا — اعلی سب سے نسب ہی تیرا
تجھ سا نہوا نہو گا نامی — معراج مین تجھے نبی کے حامی
جلوہ ہر رنگ مین دکھایا — سلمان کو شیر سے بچایا
ظاہر مین ہوے بھی تھے نہ پیدا — جبوقت یہ معجزہ دکھایا
جب جمع ہوے تھے جل کے ناری — آفت مین پھنسے خلیل باری
اس نام کا دھیان آگیا جب — آتش گلزار ہو گئی سب
یوسف کا بھی تذکرہ ہی روشن — بھائی انکے ہوے جو دشمن

دل مین اُنکے یہی سمایا — اُس ماہ کو چاہ مین گرایا
نام آیا زبان پر علیؑ کا — تاریک کنوان تھا قصر زیبا
اس درجہ رجوع کی بعید جاہ — آخر ہوے سب کے شہنشاہ
کیا کوئی لکھیگا زور حیدر — اس باب مین ہی گواہ خیبر
زور دست ید اللّٰہی پر — آگہ جبریل کے ہین شہپر
مرحب سا وہ دیو خوک پیکر — اِک حملہ مین دو ہوا برابر
شہرے ہین جہان مین طاقتون کے — سکے ہین تری شجاعتون کے
پیدا ہوے کعبہ مین بعید جاہ — یہ نور ہین کبریا کے واللہ
دوش احمد پہ پاؤن رکھکر — کعبہ سے کیا بتون کو باہر
کام آتے ہین یہ مصیبتون مین — حیدر ہین شریک آفتون مین
اے چرخ نبی کے بدر کامل — آسان ہو قمر کی جلد مشکل

التماس بخدمت ناظرین و مشتاقین والا تمکین حصہ اول جلد پنجم طلسم ہوش ربا اِس مقام پر ختم ہوا کہ صاحبقران زمان قلعۂ آہن حصار کو فتح کر کے طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے روانہ ہوے ہین لقا بمقابلہ سعد بن قباد بمدد سلیمان عنبرین موے کوہی گردش ہزنامۂ افراسیاب جادو کو بہ طلب مدد بھیجا ہی اسد نامدار باغ سیماب سے آوارہ ہو کر ایک جانب جاتے ہین خواجہ عمرو ایک سمت بدحواس پریشان چلے ہین برق و ضرغام آوارۂ دشت مصیبت و محنت افراسیاب خانہ خراب باغ سیماب سے لوح لیکر ششدر و مضطرب طرف کوہ بلور کے جاتا ہی ان سب کے حالات اپنے اپنے مقام پر تحریر ہونگے

آغاز داستان شوکت بیان اول بزم دشت جرأت یلہ تاز میدان جلالت

برہم زن لشکر ساحران شہرۂ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان شہسوار عرصہ یگانہ تازی اسد بن کرب غازی و حال خیریت مآل گوہر بے بہاے قلزم طراری نہنگ بحر ذخار عیاری خنجر گذار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کا پہونچنا شہر داؤدیہ مین و عشق ملکہ لالہ خون قبا دختر خداوند داود سے و ذکر حصول لوح بہ عیاری خواجہ عمرو

ساقی نامہ مصنف

کدھر ہے تو ای ساقی لاجواب
شراب مضامین کی خواہش ہوئی
شراب کہن مین نیا لطف ہے
نیا رنگ مضمون دکھا ساقیا
پلا دے جو اک جام ای گلعذار
ہر اک جا یہ ہون چست فقرے تمام
وہ اس گلشن نظم مین گل کھلین
کشش ہو ہر اک حرف کی زلف سے
تجلی طبع قمر دیکھ لین
ہون خوش مصفیران باغ جنان

قمر کو ہوئی خواہش آفتاب
مجھے جام صہبائے گلگون پلا
بھلا میکدے مین یہ کیا لطف ہے
شراب صفا کی ہے جستجو
کھلے دفتر نظم باغ و بہار
ہر اک حرف ہو غنچۂ گلستان
کہ خار الم باغیون کو ملین
دکھاؤن وہ مین نظم کا بوستان
اب اس بے ہنر کا ہنر دیکھ لین

ترے میکدے مین جو کاوش ہوئی
کھلے غنچۂ باغ حیرت فزا
مے ارغوانی پلا ساقیا
پلا جلد ای ساقی ماہرو
عبارات رنگین کا ہو انتظام
ہر اک نقطۂ خال رخ مہوشان
چمن سے مشابہ ہو مین اسطور
جلین سبز بختان باغ جہان
دکھائین مضامین گلزار یان

چہرہ نوردان غریب الوطن و مالکندگان صحرائے خارستان رنج و محن صعوبت زدگان جادۂ مصیبت و گم کردگان راہ منازل محنت حال حیرت مآل مسافر شہر اندوہ و حرمان بے سروسامان یون تحریر فرماتے ہین شمہ مصنف متانت شعاران فرخندہ ہو رہ عشق کرتے ہین یون سر سے طے اول دو کلمہ افراسیاب بیان ہوتے ہین جبکہ افراسیاب بیچ طلسم مغبر نیلگ پر سر کوہ طور پہونچا ملکہ حیرت و مصور و صورت نگار ۔ دھڑ سے برق آسمان سے ابر بلق کوہ شگاف وغیرہ چالیس سردار پاس افراسیاب کے پہونچے ملکہ حیرت نے دیکھا افراسیاب گھبرایا ہوا ماتھے پر پسینہ رو پارہ پارہ گریبان تا بدامن چاک چہرے پر خاک حیرت کمر سے لپٹ گئی کہا ای شہنشاہ جلد حال باغ سیماب بیان کیجیے کیا باغ سیماب مین اسد آکر پہونچ گیا افراسیاب نے کہا ای ملکہ عالم مخمور و بہار و باغبان مرحلے شکست کراتے ہوئے اس راہ پہلنی کے بند و بست کرتے ہوئے باغ سیماب مین پہونچے ذکر لڑائی کا بہت طول طویل ہے اسکے بیان کرنے کی کیا سبیل ہے سیماب خوب لڑا مخمور و بہار و باغبان و بران وغیرہ کو سحر سے بیہوش کیا کوکب نے آکر سیماب کو مارا طلسم کشا قریب گلدستون کے پہونچ چکا تھا جا کر مین نے لوح کو لیا اس حال کو دیکھ کر مین ایسا گھبرایا طلسم کشا کو ایک ہاتھ تلوار کا مار سکا نا لتصریح پھر بیان کرونگا اب

سب صاحب یہ بتلائیں کہ لوح طلسمی کو کسکے سپرد کرون سیماب ایسا خیر خواہ کہان سے لاؤن سیماب
میری محبت مین کشتہ ہوا ایسا دوست صادق کیمیا ہی دنیا کی خاک چھانونگا ایسا حقوق محبت نباؤنگا
اپنی اپنی موافق عقل کے سب نے کہا مگر صورت نگار جادو زوجہ مصور نے جواب دیا ای شہنشاہ وہ
صلاح بتلاؤن کہ اگر سامری و جمشید قصد کرین لوح نہ پا سکین دیو میرا خداوند داد ساحر اتنا بڑا
ہی کہ آپ کو کتاب سامری بنا کر دیتا ہی اگر وہ قبول کرے اور لوح اپنے پاس رکھ لے خداوند ہی تمھارا پیدا
کرنے والا ہی اگر اُسکے دل مین آجائیگا لوح طلسم کو عرش اعلی پر بھجوادیگا فرشتون کے پاس رکھیگا
سب کچھ اُسکے اختیار مین ہی مسلمان دنیا کی خاک چھانینگے آسمان پر کیونکر جائینگے فرشتون کو کہان
سے پائینگے تڑپ تڑپ کے مرجائینگے اس فصاحت و بلاغت سے ملکہ صورت نگار نے سامنے
افراسیاب کے بیان کیا کہ افراسیاب نے کہا ای صورت نگار بات تو معقول کہی مگر اُسکو امورات
خدائی سے کب مہلت ہی صورت نگار نے کہا آپ اسی مقام پر تشریف رکھیے اول عرضی لکھیے اگر
وہ قبول فرمائین تو ہم اور آپ لوح لیکر چلین زیارت سے بھی مشرف ہون لوح اُنکے سپرد کرین مدت
سے آپ گئے بھی نہین ہین عمر بھی بڑھ جائیگی مسلمانون سے لڑائی ہی جان کا خوف بھی رہتا ہی جب
خداوند عمر بڑھا کر لوح محفوظ پر دہ سن تحریر کردینگے پھر کوئی مسلمان ہلو نہ مار سکیگا افراسیاب کو یہ
باتین بہت پسند آئین جواب دیا ای قدرت کی بجا و جی کیا معقول بات کہی ہی مگر احتیاط واجب لازم ہی
ایسا نہو کسی طور سے سلیمان زادہ دربار مین خداوند کے پہونچ جاے عرضی لیکر عیار بچیان جائین پھر
ایک کے بعد ایک دربار خداوندی کو اچھی طرح دیکھ آئین کہ اور اُس دربار مین کوئی عیار تو نہین پہونچا
صورت نگار نے کہا کہ بہت مناسب ہی افراسیاب نے اپنے ہاتھ سے ایک عرضی لکھی اول القاب جدید تہنیت کی
بعد اُسکے یہ تحریر تھا اشعار مصنف

خداوند عرض ہو یہ قبول
ہو یہ مقبول عرض پردازی
اپنے بندے کی ہو سرافرازی
آپ ہی اب معین یاور ہین
وقت امداد دستگیری ہی
بندۂ خاص سامری ہو ملول
اہل اسلام سرکشی پر ہین
آپ کی دی ہوئی امیری ہی

یہ عرضی خدمت فیضدرجت مین پہونچی ہی امیدوار ہون کہ لوح طلسمی قبول فرمایئے اپنی خدمت
مین رکھیے مین خود لوح لیکر حاضر ہون زیارت سے مشرف ہون حال مصیبت اپنا بیان کرون آپکا
بندۂ قدیم کوکب روشن ضمیر دشمن ہوگیا ہی لونڈیان غلام سب بگڑ گئے طلسم کشا کو تا بہ باغ سیماب

پہونچایا مگر یہ بندۂ حقیر آپکا لڑ بھڑ کر لوح طلسمی لایا آج دو دن سے کوہ بلور پر حاضر ہوں بخوف
عیاران لوح لیے بیٹھا ہوں مشکل آسان کیجیے مجھکو رنج والم سے نجات دیجیے یہ سب مضمون لکھکر
صرصر شمشیر زن کو عرضی دی کہا دربار خداوندی میں جاؤ اپنی آنکھ سے وہاں کا حال دیکھ آؤ ایک
ایک امیر و وزیر و مشیر و خدمتگار چوبدار وغیرہ کو دیکھنا عرض کی ایسا ہی ہوگا صرصر شمشیر زن بلباس
عیاری سے آراستہ ہوکر طرف ملک داؤدیہ کے روانہ ہوئی بعد جانے ملکہ صرصر شمشیر زن کے
افراسیاب نے برائے انتظام و احتیاط صبا رفتار کمند انداز کو بھی اسی مضمون کی عرضی دی اور بھی
سمجھا دیا کہ بخوبی وہاں کا حال دیکھنا صبا رفتار بھی طرف ملک داؤدیہ کے چلی ان دونوں کو راہ
میں چھوڑیے اب دو کلمہ داستان اسد عالی تبار و خواجہ عمرو نامدار ملحوظ خاطر ناظرین ہوں شہسوار
عرصہ یکہ تازی اسد بن کرب غازی کہ باغ سیماب سے طعن و تشنیع خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سنکر
مضطر و پریشان آنکھوں سے اشک حسرت جاری ایک جانب چل نکلا مگر دل سے کہتا ہوا کہ اے اسد
نامدار خواجہ عمرو نے بہت بجا ارشاد فرمایا میں بد اقبال ہوں لوح کے سامنے پہونچا افسوس بزہ سے سکا
افراسیاب کو ہاتھ میں کیوں نہ لیٹ پڑا وہ ساحر تھا مجکو مار ڈالتا مجھ ایسے بدنصیب کا مرنا بہتر تھا
اب چلکر کسی مقام پر جان دوں اپنا خون اپنی گردن پر لیں اب روے سیاہ خواجہ عمرو کو نہ دکھلاؤنگا
اے اسد انصاف شرط ہے خواجہ عمرو نے کیا کیا جانبازی کی میں فتاح طلسم نہیں ہوں فتح طلسم کی
تدبیر تو خواجہ عمرو کر رہے ہیں ہر مقام پر جان دینے کا قصد کیا خدا نے انکو بچایا پروردگار ایسا
سامان کرے مجھ بد نصیب کا خاتمہ ہو وہ خدمت میں باباجان کی پہونچ جائیں یقین ہے مادر مہربان
جناب ملکہ زبیدہ شیر گیر دختر بلند اختر آسیہ با توقیر حق شیر بحل کرینگی دو چار دن رو دھو کے آخر دل
بہل جائیگا اے اسد بڑا افسوس یہ ہے کہ بعد لخت جگر نور نظر شاہزادہ غضنفر بھی اسی طلسم میں آگیا ہے
ہمارے انتقال کی خبر سنکر افراسیاب سے لڑیگا مگر وہ بیچارہ کمسن کیا کر سکیگا افراسیاب گرگ باران
دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ بادشاہ طلسم ہوشربا سحر و ساحری میں یکتا فوج لشکر بے انتہا وزیر
مشیر سب صاحبان تدبیر خواجہ عمرو کا یہ طریقہ تھا سالہا سال اس ملعون سے لڑے کیسے کیسے گھمسان
کے معرکے پڑے کسکی مجال ہے کہ افراسیاب سے لڑسکے کون ایسا ساحر ہے جو اسکے سامنے ٹھہر سکے
پس وہ بیچارہ غضنفر کیا لڑیگا ہزار مکر و فریب سے افراسیاب گرفتار کریگا ان خیالات میں متفکر جبین کا

بھی خیال آیا بے اختیار یہ اشعار زبان پر لایا اشعار مصنف

ادبار نے سب طرف سے گھیرا
کب تک چشم فلک میں کھٹکوں
بتلا تو کہیں کہاں ہوں اے شوق
ڈرتے ہوے سر چڑھیں اکر
کانٹے تلوؤں کو چوستے ہیں
ہر گام پہ دیتے ہیں خلش خار
جنگل دیتا ہی اپنا دامن
کیوں اتنا مجھے ستا رکھا ہی

تنہائی ہی میری حال پرسان
ہی خوف کہ رستہ میں بھٹکوں
گھیرا ہی حصار گرد غم سے
خوش ہیں مجھے خاک میں ملاکر
دشمن کی بھی دوستی ستم ہی
آنکھوں میں جہاں ہی تیرہ و تار
کتا کبھی اے فلک یہ کیا ہی
کیوں دل کو مرے دکھا رکھا ہی

اقبال نے جیب سے منہ کو پھیرا
ہیں صورت زلف ہم پریشان
پس ماندہ کارواں ہوں اے شوق
جنگل کو بھی ہی غبار ہمسے
گرد اپنے بگولے گھومتے ہیں
یہ اور بھی میرے حق میں سم ہی
عریانی ہی بسکہ جامۂ تن
ایذا اسمیں کب تلک سہا ہی
میں نے ترا کیا کیا ہی ظالم

کب کا یہ عوض لیا ہی ظالم

غرض خار الم دل میں کھٹکتا ہوا اسد نکلتا ہوا ایک صحراے سبزہ زار میں پہونچا ایک جانب دریاے قہار ایک سمت کوہ فلک شکوہ کنارے دریا کے یہ آوارۂ دشت مصیبت و سرگشتۂ وادی بلا و محنت زیر سایہ نخل بیٹھا اس سوچ میں کہ پہاڑ پر چڑھ جاؤں سختی اٹھاؤں اپنے کو دریا میں گرادوں بحر زخار میں ڈوبوں جسیکی آبرو ریزی ہو چکی ہو اسکے واسطے یہی بہتر ہو نہنگان دریا کا طعمہ ہوں اس خیال میں اسد غازی کی نظر طرف صحراے سبزہ زار کے اٹھ گئی آفت دیدہ ہجران کشیدہ جان سے بیزار مجبور و ناچار دل میں یاد و لدار ملک الموت کا سامنا مونس و ہمدم غرقاب میں جان دینے کا عزم دیکھا صنعت باغبان قضا و قدر سے وہ جنگل نمونۂ گلشن ہی کہیں لالہ باجل داغدار کہیں کوثر بالا کھلا ہوا ہوا سے سرو عیسیٰ مسیح نفس چلتا ہی پر نظم

کانٹے کو ہے ہواے جنت
ابر و گل و سبزہ طرب ریز
سبزے کی ہے شوق گلشن دل
رخسار زمین پہ سبزہ ہر سو
ہی خاک طلسم جیسے رخ خضرا

اور اسپہ وفور ابر باران
افلاک و زمین سرور انگیز
دل میں ہوئی اپنے جاے صحرا
ریحان خط عذار گلرو

زاہد کی جو وہ ہوا ہو قسمت
ہنگامۂ عید بادہ خواران
کھینچا ہی ہواے سے وامن دل
زنجیر ہی ہواے صحرا
از بسکہ ہی سبزہ جلوہ آرا

ہر مرتبہ شاہزادہ قصد کرتا ہی پہاڑ پر چڑھ جاؤں گر موت بھی محافظ و نگہبان ہی زندگی دامن تھامے ہی دام حسرت و یاس میں شاہزادہ مبتلا ہی کبھی روتا ہی

کبھی روتا ہے کبھی ہنستا ہے سراپا زخمی باغ سیماب مین انتہا کی تلوار چلی تھی طول رہگذر خانہ اسے زر قطرہ آگے خون سے معمور ہونے کی خواہش فراق مہ جبین الماس پوش کی کاہش رنگ روپ شکستہ متحیر نالان بیقرار نہ دوست نہ مونس نہ غمگسار کبھی مادر و پدر کا ہے یہ خیال دلبر کا افسوس دریائے طلسم مین اگر گوہر مراد نہ پایا شاہزادہ بدیع الزمان اپنے ماموں جان کو نہ چھوڑ پایا یہ حسرت لیکر پردۂ دنیا سے چلے شاہزادہ اس خیال محال مین سر ڈالے تفکر مین جھکائے رو رہا ہے کہ دریا مین دور سے ایک مور پنکھی پیدا ہوئی کنارے کنارے آتی ہے ایک شامیانہ نہایت عمدہ آسمان استادہ مسند پر ایک پریزاد گرد چند نازنینان مہ جبین ماہ جبین قمر کی بتلانین زلف کے لٹکے چندیان اوڑھے ہوے زیور عمدہ زیب جسم ڈانڈین سنہری روپہلی تال سم سے مور پنکھی کو کھیتی ہوئی چلی آتی ہین صاحب خانہ کی نگاہ جمال خورشید مثال اسعد نامدار پر پڑی دیکھا کہ ایک شیر دلیر دریائے خون مین نہایا ہوا زرہ پارہ پارہ جوشنون کے تار کٹے ہوے سپر کے پھول مرجھائے ہوے آئینۂ عارض سے حیرانی رنگ زلف شبگون سے پریشانی مگر سطوت صولت رعب و دبدبہ تہور شجاعت آشکار مثل جاکران کمترین طول غمگین ہر سمت نگران ایسا ست

بیٹھا تھا وہ جانشین مجنون
کیا صورت پاک اللہ اللہ
تشریح کا نسخہ وہ تن زار
تھے ضعف سے کیا دہان اُسکے
بس اک سر سو کو جھاڑ لے کر
جون لالہ ہو زیب بخش دستار
حیران سا چہرہ آشفتہ وار
جون جام سر شہید پرخون
اب آنکھون مین اشک بھر آئے
تھا انکو مگر کسی کا ماتم
پر غم ہی تو انکو کسکا ہی غم
شاید دل زار کا ہوا خون

حیران و دل افگار و محزون
یہ جلوۂ حسن ناتوانی
ہر ہر رگ و پے غرض نمودار
وہ بال کہ زیب بخش سر تھے
پیدا ہووے زمین دیگر
سب حال جبین کی چین سے ظاہر
منہ زرد برنگ زعفران زار
مژگان ہوے سر شہیدان
وہ گریہ کے ساتھ باہر آئے
رہن ورنہ سیاہ پیرہن کیون
ماتم ہی تو ہے یہ کس کا ماتم

کیا تن تہ خاک البتہ البتہ
زیبا اُسے لاف لن ترانی
لٹکے ہوے سر سے بال اُسکے
آلودۂ خاک کسقدر تھے
سر پر گل داغ یون نمودار
قسمت کا لکھا جبین سے ظاہر
آنکھین سبب سرشک گلگون
یا خار کہ دل مین تھے وہ پنہان
ظاہر رخ مرد لک سے ہی سم
ہین دست غم سے سینہ زن کیون
جاری ہی جو مشتعل سا خون

اُس شہنشاہ خوبی رنگ رہوے گل حدیقۂ محبوبی کی نگاہ جو جمال

اسد نوجوان پر پڑی بیساختہ منھ سے آہ نکلگئی قلب تھرایا حال زار اسد دیکھکر پسینہ آگیا بہ مشکل
ضبط کیا ناگن جادو نامے وزیرزادی پہلو مین بیٹھی ہی ہمدم ہمراز ساتھ کھیل کر پرورش پائی ہی
اُسکی جانب دیکھکر کہا کیون وزیرزادی یہ جو بیچارہ غریب لٹ کر تنہا اس صحراے پربلا مین بیٹھا ہی کسی کی

نظم

گلشن مین گھر سے نکلا ہی	پوچھ کہان یہ ماجرا ہی	یون بھی یہ قلق کہین ہوا ہی
ہر کچھ تو کہ ہی کچھ اور ہی طور	کچھ تو ہی کہ ہو نظر ہی کچھ اور	اللہ ری نگاہ حسرت آلود
دل خون کہین آہ حسرت آلود	انداز نگاہ چشم حیران	چون طرہ خم بخم پریشان
وہ کان کہ دو جلاجل غم	وہ کان کہ برگ نخل ماتم	لخت دل چاک گوشوارہ
صد برگ عذار پارہ پارہ	دیتی ہی کہ شمع بزم ماتم	لب یا سیہ عشرۂ محرم

سینہ فگار ہی صفائی ظاہر ہوتا ہی کہ دل بھی داغدار ہی نشۂ غربت سے مبہوت لبون پر مہر سکوت
ایسے کلمات حسرت دیکھکر وہ رشک قمر بیتاب ہوئی دیدرو سے محبوب جان کو عذاب ہوئی کھینے
والیون سے کہا جلد کشتی کنارے لیچلو جب تک ملکہ کشتی سے اُترے یہ حیرتی آئینہ رنج والم گرفتار
محبس اندوہ و غم شدت زخمداری سے اُٹھنے کا قصد تھا دل نے کہا بیٹھ بیہوش ہو کے زمین پر گرا
وہ نازنین سرجبین روتی ہوئی سرہالین اپنے مسیحا کے آئی ساتھ والیان ہان ہان کرتی رہین کریہ
گھبرا کر فرش خاک پر بیٹھ گئی کہا صاحبو مجھے یہ خیال ہی اس امر کا بڑا ملال ہی یہ جوان رعنا کوئی امیر
جلیل ہی قزاقون کی تیغ بدعت کا قتیل ہی مال کی ہوس مین جادوون نے گھیرا یہ شیر صولت خوب
لڑا اسلاح جواہرات کو بچایا نقد جان کو مٹایا یہ بڑی بدعت ہی ہماری عملداری مین ایک رئیس
اسقدر زخمی ہو ہم جلد اسے اُٹھا کر باغ مین ہمارے لے چلو وہان علاج کرینگے جب اسکو ہوش
آئیگا حال پوچھینگے اُن ظالم جادوون کو گرفتار کرا کے جن ہاتھون سے بدعت کی ہی اُنکے قلم
کرنے کا حکم دینگے اس ظلم وستم کا بدلا لینگے بڑے غضب کا مقام ہی مسافرون پر یہ آفت ہی لیون
کی یہ کیفیت کنیزون نے سرجھکایا جب ملکہ خود اُٹھانے پر آمادہ ہوئی کنیزون نے بھی ہاتھ لگایا
ہاتھون ہاتھ نہنگ بحر صاحبقرانی کو کشتی پر لائین اب ملکہ نے حکم دیا جلد کشتی پھیرو کھینے والیون
نے منھ اُودریا سے ڈانڈ امینڈھی شروع کی مثل ہلال شب اول صفحۂ آب پر چلی باغ اُس رشک
چمن کا قریب تھا چند ساعت مین زیر دیوار باغ پہونچین اُسی طرح ہاتھون ہاتھ اسد نامدار

کو اُتار اشام لباس ملکہ کا خون آلود ہو گیا کنیزون نے بہت کہا کہ حضور الگ رہین ہم
لیے چلتے ہین ملکہ نے جو دیکھا کہ تو جوانین لپٹی جاتی ہین مزے اُڑاتی ہین ملکہ نے کہا حرامزادیو شغل اپنے
باپ سے لپٹی جاتی ہو دیکھو اُسکے زخم نہ دکھ جائین الگ رہو ہین تو پاس آنے سے مانع ہو یہ کیا بیہودہ
بے ادبی ہے خندہ زنی کرکے ہین لوگون نے اس بیچارے کو زخمی کیا مسافر کو لوٹ لینے کا قصد کیا
دریافت کرکے انسے اسکو رخصت کردینگے اگر دو چار دن مہمان رہیگا تو کیا نقصان ہے ہمارا احسان ہے لیکن
مین خون بھر گیا بلا سے بدل ڈالینگے کنیزین خاموش ملکہ کے دل مین محبت اسد کا جوش ہاتھ پانون مین
رعشہ چشم مین تر تھری اسی حالت سے قصر عالی مین لاکر اسد نامدار کو پہونچایا چھپر کھٹ پر لٹایا اپنے
دست نازنین پنجۂ نگارین سے زخم دھوئے پٹیان مرہم کی چڑھائین کرسی پر آکر سامنے بیٹھی گلچینی گلشن
جمال کی کررہی ہے ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہے کبھی سینہ پر ہاتھ رکھدیتی ہے کبھی تنہا پاکر تلوے سہلانے
لگتی ہے اشک آنکھون سے ٹپک پڑتے ہین پھر کنیزون کے جو پانون کی آہٹ سنتی ہے الگ آکر کھڑی
ہوتی ہے گھبرا کر کہتی ہے کیون سمن دیا سمن مری ابھی لیا غنچہ دہن ذرا منہ سے بولو میری بات کا جواب
دو تمنے ایسے زخمی کبھی دیکھے ہین یہ زخم اچھے ہوجائینگے صحت پاکے اُٹھینگے چلینگے اس باغ مین مثل سرو
خرامان ہونگے زخم بھر آئینگے تمنے تو ایک دن ذکر کیا کہ ہمارے بھائی کیدان مین لڑائی مین زخمی ہوے
کیون ہوا اسقدر زخمی تھے یہ تو زخم بیشمار ہین تیرون کے تلوار کے نیزون کے صاف نشان ظاہر
ہین بڑی لڑائی لڑے بڑا کام کیا ہزارون مین نام کیا کیونکر یہ اب منہ سے باتین کرین تو مین جانون
صحت پائیگا خوشی خوشی اپنے گھر جائیگا اپنے ماں باپ سے جا ملیگا قوم کا تو شریف ورنہ معلوم ہوتا ہے
ہمکو دعا دیگا عمر بھر احسان مانیگا اور کہیگا اُسنے جانے سے تو کچھ کام نہین خط مین سوال جواب ہوا کریگا
جب ہم خط پڑھینگے تم لوگ پوچھوگے کیون یہ کسکا خط ہے ہم ہنس کر یاد دلائینگے وہ جوان جسے جنگل سے اٹھا لائے
تھے صاحبو اُسی نے خط لکھا ہے یہ جانتے نہ بھیجے ہم تو بھیجا کرینگے ہمین کیا پروا ہے ایک پیسے مین خبر بھیجا
ستال کردینگے یہ بھی اپنے ماں باپ سے کہیگا ایک ملکہ عالم ہماری جان بخش ہین انھون نے بچنے بھیجے
اسلئے عزیز اقارب ممنون و مشکور ہونگے یون اسی طرح امیرون رئیسون سے ملاقات ٹھہرتی غنچہ دہن
نے عرض کی حضور درست ہے یہ بہت جلد شفا پائینگے بہت جلد اچھے ہوجائینگے زخم اوچھے
ہین ایسے زخمی بہت جلد اچھے ہوتے ہین ملکہ کو دمبدم بیقراری دل سے مشتاق کہ یہ شخص آنکھین کھولے

منھ سے بولے اسکا حسب ونسب پوچھین آج رات کو ہم اور یہ ساتھ کہانا کھا یئن اس حیرانی مین کبھی
کنیزون کو سناتی ہی تنہائی مین جو ڈرتی ہی پھر بالتی ہی کسی پہلو دل کو آرام نہین آتا کچھ دن باقی تھا
کہ اسد غازی نے آنکھ کھولی اسوقت ملکہ سر جھکائے خاموش بیٹھی تھی اول اسد نے قصر کو دیکھا
مکان عالیشان اسباب عیش ونشاط سے درست جا بجا نازنینان مہ جبین پھر رہی ہین مگر جلالک حیث
دوسری جانب جو نگاہ کی بے اختیار آہ کی ایک پری پیکر سمن بر گلعذار غنچہ دہن سہی قد خورشید خد
طرۂ گیسو مشک آگین چہرۂ زیبا رشک ماہ مبین طرز جلالت آئین دریاے حسن کی گوہر یکتا بے مثل و

بے نظیر سراپا اشعار مصنف
بیان کیا کرون ابرون کا چشم
دکھاتی ہی ہر رود شب اپنا چشم
دہن اور لبون پر ہو بلبل نثار
کہ بان راہ بھولا ہی خضر قلم
اگر وصف ناخن مین لکھون بیان
نہ اشستہ ناخن پاے اوست
تماشاے قدرت یہ تھا خوب تر
نظر آتی تھی قدرت کردگار
محیط ایک یہ وصف ہی ناف کا
زبان قلم مین ورا ہی شگاف
بسان حباب اسکی انگیا تھی لب

نہ تھا رخچہ کاکل کا سایہ پڑا
وہ تھے شاخ آہوے چشم صنم
نہین گل سے تشبیہ رخسار کی
کہ تھی غنچہ مین گل کی ساری بہار
وہ گردن نہ تھی شمع طور تھی
تو یاد آئے یہ شعر حسب الزمان
قیامت تھا اسکی کچون کا ابھار
کمر سرو آزاد مین تھے ثمر
بیان کیا کرون مین کمر کی صفت
وہ پرکار قدرت کا تھا دایرا
وہ ساق اسکی تھی پائچے مین نہان
ابھارے تھی جسکو ہوا و ہوس

ہوئی تھی شب وصل و ہجر ایک جا
سپیدی چشم اور سیاہی چشم
یہ گل وا تھی وہ گل عارضی
زنخدان کی تعریف ہو کیا رقم
حقیقت مین تھی اک لڑی نور کی
ہلالے کہ بر آسمان جاے اوست
جوانی کی تھی اسنے دو لی بہار
شکم اسکا شفاف آئینہ وار
سمجھ مین نہین آتا ہی یہ لغت
رقم کیا کرون نقطہ زیر ناف
کہ تھی شمع فانوس کے درمیان
دریاے جواہر مین غوطہ زن دو دُر

آب رواں کا سر سے ڈھلکا ہوا حسن مین نگینی کی کج کلج حسین جمیل اسد نامدار بے قرار ہو گیا ٹھنڈی
سانس بھینچکر یہ منھ سے نکل گیا شعر سبز رنگے بجند سبز مرا کرد اسیر * دام ہمرنگ زمین بود گرفتار شدیم
جب اسد نے آہ کی اور یہ شعر پڑھا ملکہ نے سر اٹھا کر دیکھا اس جوان نے آنکھ کھولی میری جانب
دیکھ رہا ہی ملکہ نے شرما کے دوپٹہ سے منھ ڈھانپ لیا وزیرزادی نے چٹکی لی کہا تاکن مہمان بیدار
ہوا مین تو نہ بات کرونگی تھا اسد نہ بیٹھی ہون تو حال پوچھ تو لے سنا انھون نے عاشق معشوقی

کا شور پڑھا ان یاقوتوں کو سمجھا دے ذرا چرخ اپنی بند رکھیں یہاں کوئی کسبی بازاری نہیں ہے کہدینا جو
سب کے خداخداوند داؤد جادو میں یہ نور چکیدہ خالص قدرت صمدیت خداوندی کی گوہر بیبہا
موسوم بہ ملکہ لالان خون قبا جب میرے سامنے آئیں تو سجدہ کریں اسکے خلاف ہوگا تو میں بہت
بُری طرح پیش آؤنگی یہ کہکر ملکہ ہنستی ہوئی مسکراکر پلٹ پلٹ کے دیکھتی ہوئی بارہ دری میں آئی
مسند پر بیٹھ کر ہنسنے لگی اور کنیزوں سے کہا جاؤ مہمان کو ہوش آیا ہے مہمان کی خاطرداری کرو سب
ہمراہیں وہاں آئیں اسد غازی اٹھ بیٹھے زخموں کے اکثر ٹانکے بھی ٹوٹ گئے ناگن وزیرزادی قریب
آئی جھک کے سلام کیا عرض کی حضور مزاج کیسا ہے آپکا نام نامی اسم گرامی کیا ہے اسد غازی نے
جواب دیا کہ ہم نام و نسب کچھ نہ بتائینگے اب ہم رخصت ہوتے ہیں یہ تو ہمپر ظاہر ہوا کہ جو صاحب
کرسی پر جلوہ فرما تھیں یقین کامل ہے کہ وہی صاحب خانہ ہیں ہمارے ہوشیار ہوتے ہی وہ تشریف
لیگئیں پس ہم بار خاطر ہیں بموجب مصرع طاقتِ مہمان نداشت خانہ بمہمان گذاشت پس ہمارا
ٹھیرنا بیکار ہے یہ کہکر اسد نے خود اٹھا کر سر پر رکھا زرہ زیب جسم کی تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا
چھپرکھٹ سے اُترے ناگن دوڑی ہوئی ملکہ کے پاس آئی عرض کی واری مہمان صاحب جاتے
ہیں آپکا اٹھ آنا اُنکو بہت ناگوار ہوا کہتے ہیں ہم صاحب خانہ کو بار ہیں ملکہ گھبرائی کہا ناگن جاؤ
میرے سر کی قسم دلاؤ کہنا صاحب اگر آپ ہمکو بار ہوتے تو جنگل سے کیوں اٹھا لاتے یہ بھی
سمجھا کے کہنا ملکہ نے تمھارے زخموں کو اپنے ہاتھ سے دھویا شب بھر یہیں بیٹھی رہیں تمنے وہ شعر
پڑھا اسوجہ سے چلی گئیں سمجھا کے یہاں بلالاؤ اپنی طرف سے کہنا اے جوان دختر خداوند کو چل کے
سجدہ کرو جن لوگوں نے تمکو زخمی کیا اُنکا حال کہو ابھی حضور سب کو پکڑ بلا منگینگی ان سب کو دار پر
کھینچینگی مرکب مع ساز و یراق نقد و جنس تمکو دیکر رخصت کرینگی ناگن دوڑی ہوئی آئی اسد
نعلین پہن چلے تھے کہ ناگن نے آکر دامن تھام لیا کہا چلیے حضور آپ کو ملکہ عالم بلاتی ہیں ابھی
جانے کا قصد نہ کیجیے ملکہ آزردہ ہونگی اُنکی خوشی بھی آپ پر واجب و لازم ہے انصاف کیجیے کہ ملکہ عالم
دختر خداوند نے آپ کی جان بخشی کی آپ ذرا سی بات پر آزردہ ہوتے ہیں چلیے میرے ہمراہ
تشریف لیچلیے اسد غازی خود عشق میں اُسکے بیقرار تھے بموجب مثل ادھمتے کو ٹھیلتے کا بہانہ ساتھ
چلنے پر ناگن کے آمادہ ہوگئے کہا وزیرزادی صاحب ہم تمھارے کہنے سے چلتے ہیں اب تمنے

ملکہ عالم کا احسان بھی جتایا یہ بھی ثابت ہوا کہ دختر خداوند ہیں اپنا تو یہ قول ہی شعر
کافرم عشق مسلمانی مرا درکار نیست * ہر رگ من تار گشتہ حاجت زنار نیست * حکم ملکہ عالم کا جاری آنکھوں پر
محراب ابروے خمدار میں سجدہ بھی کرینگے انھیں کے نام کی تسبیح جپینگے یہ حقیر آپ کا رند عاشق مذہب
ہی خوشی سے مستغرق کی مطلب ہر سب طرح ملکہ عالم کا بڑا احسان ہی معشوق خوشخو دین و ایمان ہی
یہ کہتے ہوے اسد غازی چلے ناگن دوڑی ہوئی پہلے ملکہ کے پاس آئی کھلکھلا کر ہنسی کہا واری آج
کے مہمان آئے ہین سجدہ کرنے پر بھی راضی ہین اب تو ملکہ خوشی مین پھول گئی دیکھا سامنے سے اسد
شیر دل تمتا ہوا قبضۂ شمشیر پہ ہاتھ رعب و جلالت ساتھ ساتھ ملکہ بانکپن کی چال دیکھ کر بیچین
ہو گئی اسد غازی آکر مسند پر بیٹھ گئے ملکہ نے چاہا سٹ جاؤں اسد غازی نے دامن تھام کر کہا دیکھو
صاحب یہی کج ادائی طریقہ دلربائی ناگن اشارہ کرتی ہی سجدہ کرو اسد غازی نے کچھ جواب نہ دیا
اور چند کنیزین بڑھ بڑھ کر چاؤں چاؤں کرنے لگیں کہ میاں سجدہ کرو یہ نور چلیدۂ خالص خداوند داؤد
ہین جو افراسیاب جادو کو کتاب سامری بنا کر دیتے ہین ہفت اقلیم کے ساحر انھیں کے بندے
ہین اسد نے انکو جھڑک دیا کہا کیا بیہودہ بکتی ہو اب ملکہ بھی بول اٹھی کہا صاحب چپ رہو کیا انکے سجدہ
کرنے سے بری کچھ آبرو بڑھ جائیگی بی ناگن بیٹھ جاؤ نام و نسب وجہ زخمی ہونے کی پوچھو ناگن نے
دست بستہ عرض کی اے شہریار جن قزاقوں نے آپ کو زخمی کیا مال چھین لینے کا ارادہ ہوا جس دشت
مین تلوار چلی اُس مقام کا نام اپنا حسب و نسب مفصل بیان فرمایئے اسد غازی نے درج
دہن کو کھولا گہرہاے بے بہاے کلام اسطرح بہ تقریر مسلسل سامنے ملکہ کے پیش کیے کہ اے
شہنشاہ حسینان واے سرتاج سہ جبینان ہمکو قزاق کیا لوٹینگے خاک بجز فتار گردون غدار نے
البتہ لوٹ لیا ساتھ تو جیش آیا یقین ہی تمنے بھی نام اُس بدبخت کا سُنا ہو گا ہر ایک سنگریزہ
طلسم ہوشربا کا ہمکو پہچانتا ہی افراسیاب جادو بھی جانتا ہی شہسوار عرصۂ یکتازی شاہزادہ
اسد غازی نبیرۂ صاحبقران عبد ذلیل رب دو جہان اس حقیر کا نام ہی فتاح طلسم ہوشربا
لقب اول گنبد نور پر قید رہا میرے ساتھ اور بھی کوئی ماہ پیکر زندان مصیبت مین تھا بعد
عرصۂ دراز گنبد نور سے رہائی پائی باغبان و بہار و ملکہ تیران شمشیرزن وغیرہ و خواجہ عمرو
ہمکو ساتھ لیکر مرحلے طے کرتے ہوے تا بہ باغ سیماب آئے انتہائی جنگ منظور ہوئی سیماب

جادو واصل جہنم ہوا مگر بسبب ہجوم لشکر رنج والم ہوا افراسیاب جادو لوح طلسمی لیگیا ہم آوارہ ہوکر یہان
نکل آئے رب اکبر نے تمکو مہربان کیا ہمکو اٹھاکر یہان لائین ممنون و مشکور ہے یہ حال مصیبت جو اسد
نامدار نے بتصریح بیان کیا ملکہ لالان خون قبا کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے سر اٹھاکر طرف وزیرزادی
کے دیکھا کان مین کہا ناگن یہ کیا غضب ہوا یہ شیر وہ شخص ہے جسکا تمام عالم دشمن افراسیاب رہزن ہے
کیا کرون ناگن نے کہا جو گذرا وہ گذرا آپ کے باغ مین انکا رہنا مناسب نہین فوراً مرکب وغیرہ دیکر
روانہ فرمایئے اگر خداوند داؤد و آپ کے والد نامدار کو خبر ہوگئی تو قیامت برپا ہوگی ہم سبھون کی ناک
چوٹیان کاٹی جائینگی حضور بھی سزا پائینگی سالہا سال سے یہ دلیر گنبد نور مین قید تھا عمرو عیار نے بڑے
زور شور سے رہا کیا اب لوح طلسمی کی فکر مین مصروف ہے قاتل کفاران اس شیر کا لقب ہے نبیرہ حمزہ ہے
یہ ملکہ ہاتھ پکڑ کر وزیرزادی کا کنارے آئی گلے مین ہاتھ ڈالکر زار زار رونے لگی دریاے اشک چشم سے
موج زن ہوا کہا اے رفیق شفیق اے ہمدم و ہمراز اے صاحب رائے و نیاز اگر یہ جوان جائیگا روح قالب خاکی
سے تڑپ کر نکل جائیگی کسی طور سے بندوبست کرو اسد نامدار کو اسی باغ مین رکھو مجھپر احسان عظیم ہوگا
ناگن نے ہاتھ کوٹ لیا کہا واری انکے رہنے سے جان و آبرو کا ضرر ہے خیال فساد و شر ہے مین نے پرچہ
اخبار دیکھا تھا تمام مرحلجات شکست ہوئے غافل و ہوشیار جادو مارے گئے بڑے بڑے ساحران نامدار
اسکے ساتھ تھے خداوند داؤد نے بھی ایک نامہ براے حفاظت لوح سیماب جادو کو لکھا نہین معلوم
اُس نامہ دار پر کیا گذری سنو بہار و باغبان یہ شیر زیان باغ سیماب مین پہونچ گیا سیماب ملکہ ثریا بانو
کوکب کے ہاتھ سے کشتہ ہوا رخصت کرنا کچھ مشکل نہین ہے یہ تو انکو ثابت ہوا کہ آپ دختر خداوند مین ہم
سمجھا دینگے کہ صاحب آپ یہان سے نکل جایئے یہ ہمارا احسان کیا کم ہے کہ اگر خداوند سے خبر کردین لاکھون
ساحر خداوند کی خدمت مین مین ایک حجر لوا کر روانہ کردین آپکی مشکین باندھ کر لیجائینگا یہان تنہا آپکا
مناسب نہین ہے خوف جان سے خود بھاگ جائینگے اس طرف کا کبھی رخ نہ کرینگے یہ سنکر روے رنگ ملکہ متغیر
غش آنے لگا بیٹھ گئی منہ سے بیساختہ نکلا سعیج واے برباد گرفتاری ما یہ کہکر آہ کی حالت اپنی تباہ کی
غش آگیا دانت بیٹھ گئے مردنی چہرے پر چھاگئی ہاتھ پاؤن ٹھنڈے سراسیمہ حال زار دیکھکر ناگن گھبرائی منہ
پیٹنے لگی سر اٹھاکر زانو پر رکھا گلاب کیوڑا بید مشک چھڑکا عرصہ مین ملکہ کو ہوش آیا ناگن نے کہا واری گئی
صبر کیجیے کہا ناگن مین ملکہ دل کو سمجھاتی ہون غش طلب و سیدم زیادہ پاتی ہون دامن صبر کا

دست استقلال سے چھوٹ گیا شیشۂ دل بدست سنگ عشق سے ٹوٹ گیا لاکھ چاہتی ہون صبر کرون مگر سوزش قلب سے مجبور و ناچار ہون دمبدم آتش عشق شعلہ در ہی جھکی جاتی ہون دیکھ بیٹھا چھپکا ہی کلیجہ جل رہا ہی تو نے وہ کلام کیا تیر دلدوز جگر کلیجہ پر پڑا تو وہ دل نشانہ ہوا الفت کا اس ظالم کی بہانہ ہوین تو اس رسم وراہ سے آگاہ نہ تھی اپنے حسن پر آپ فریفتہ رہی کسی کی چاہ نہ تھی ای وزیرزادی اب تو یہ حال ہی دل پر غم و ملال ہی بموجب مضمون مسدس سن

یہ رنگ زرد جو ہی اور اشک آتے ہین لال
بیان کرتے ہوے جی کٹے ہی یہ احوال
یہ سب بال غرض جی کے لگنے کا ہی وبال
خدا کے واسطے یارو نہ پوچھو انکا حال

دل فریفتہ در روے قاتلے دارم
ز دست دل بعذابم عجب دلے دارم

تڑپتے گذرے ہی ہر روز جاگتے ہر شب
کسی سے کہہ بھی تو سکتا نہین یہ کیا ہی غضب
یہ کیسی لگی مجھ پہ کیا ہوا یارب
کہ سب عذاب یہ دل کے سبب ہین لگے

دل فریفتہ در روے قاتلے دارم
ز دست دل بعذابم عجب دلے دارم

نہ شکوہ فلک بخت نارسا ہی مجھے
غرض کسی سے نہ شکوہ نہ کچھ گلا ہی مجھے
نہ کچھ شکایت دلدار بیوفا ہی مجھے
اگر گلا بھی ہی تو اپنے دل ہی کا ہی مجھے

دل فریفتہ در روے قاتلے دارم
ز دست دل بعذابم عجب دلے دارم

کہان تلک نفس سرد و آہ گرم بھرون
کہان تلک قلق و اضطراب سے مین مرون
کہان تلک پے تسکین جگر پہ ہاتھ دھرون
نہین ہے بس مین کہ ایسے دلکو قید کرون

دل فریفتہ در روے قاتلے دارم
ز دست دل بعذابم عجب دلے دارم

یہ میرا حال جو ای یارو دیکھتے ہو تباہ
ہین اشک چشم مین اور لب پہ نالۂ جانکاہ
کہ رنگ منہ کا ہی فق اور پھری پھری نگاہ
یہ سب ہین دل کے سبب مجکو دل نے مارا آہ

دل فریفتہ روئے قاتلے دارم
ز دست دل بہ عذابم عجب بلے دارم

تعلق میں رکھے ہے مجکو ہمیشہ میرا دل
اگر ہوا بھی تھا تو جیسے اور سب کا دل

ترے تو سینہ میں یاں کا شگفتہ ہوتا دل
تجھے بھی دینا تھا یارب مجھی کو ایسا دل

دل فریفتہ روئے قاتلے دارم
ز دست دل بہ عذابم عجب وے دارم

ملا جو مونس غمگین بحال زار مجھے
تو کچھ بھی منہ سے نہ وہ دل گرفتہ بولا مگر

کہا یہ میں نے کہ کیا حال ہے بیان تو کر
پڑھا یہ شعر عظیم اُسنے ہاتھ دھر دل پر

دل فریفتہ روئے قاتلے دارم
ز دست دل بہ عذابم عجب بلے دارم

ان اشعار عشق انگیز محبت خیز کو پڑھ کر ملکہ رو دی ناگن گھبرائی سوچی کہ اب تب نصیحت سے بیتابی کش
سرکش نہ ہجیے گی ناواقف مذہب عشق دام سلسل گیسو سے محبت میں پھنس گئی اب اس کی دشوار ہوئی چھٹ
عذاب محبت کی شکار ہوئی یہ باتیں سوچکر چیں بچیں چہرۂ زیبا کی بلائیں لیں ترقی حسن و جمال کی دعائیں دیں
عرض کی واری ہم ہر حال میں آپ کے شریک ہیں مگر بقدر مقدور چارہ سازی ہو بسم اللہ میں در باغ کا بند و بست
کرتی ہوں آمد و رفت میں انھیں بلانے کا خیال رہے گا مگر وہ سمجھیں گے ترک محبت طلسم کشا کو اب دیکھئے
ملکہ خود ناگن کی بلائیں لینے لگی کہا اے وزیر زادی میں تیری کنیز ہوں ایسا انتظام کر کہ کسی طرح اُنکی جان
بچ جائے جسطرح تم کہو گی وہی کرونگی ناگن نے ہاتھ تھام لیکر کہا واری میں تمہاری صدقے ہوئی اپنی
کنیز خاص کی خوشامد نہ کیجیے میں اسی طرح حاضر ہوں آپ کے حال نیک و بد کی ناظر ہوں آنکھیں
ملکہ کی سوج گئیں چہرہ تمتمایا ہوا پایا بمشکل سنبھال کے اٹھی ناگن کا ہاتھ تھامے ہوئے مگر ناگن کو پیچ و تاب
دل بیتاب لیکن ملکہ نے وہ زہر کا گھونٹ پیا ملکہ لالان خون قبا کو لا کر چلے اسد غازی ہیں
جگہ وہی اسد غازی نے جو دیکھا ملکہ کی آنکھیں سوجی ہوئی گل عارض مرجھائے ہوئے روئے سے
آنکھیں لال اشک ٹپک پڑتے ہیں ضبط کرتی ہے خوف میں اپنے باپ کے ٹھنڈی سانسیں بھرتی ہے
اسد نے اپنے دامن سے اشک پاک کرکے کہا اے شہنشاہ خوبی و اے سرو باغ محبوبی میں تمکو بسبب

ستغیر پاتا ہون سبب مفصل حال بیان کرو ملکہ نے سر جھکا لیا دزیرزادی نے کہا کچھ الیسی کی باتین تھین آپکا
ذکر نہین آپ آرام سے بیٹھیے شراب نوش فرمائیے یہ کہکر چند گلابیان پیش کین ملکہ نے جام سے ارغوانی
بھر کر کہا صاحب آپ مہمان عزیز ہین خاطر مہر واجب ہے دل آپکی خوشنودی کا طالب ہے اسد نے ہاتھ روک لیا
ملکہ کا غصہ سے چہرہ سرخ ہو گیا کہا صاحب مین بخوبی حال سے بی سرجبین صاحب کے ماہر ہون عرصہ
دراز سے وہ آپ پر عاشق ہین اُنھون نے عہد و پیمان کرا لیا ہو گا قسم لی ہو گی کہ کسی کے ہاتھ سے شراب
نہ پینا مین نے مہمان سمجھ کے آپ کی خاطر کی ہے مین عشق عاشقی کا نام نہین جانتی یہ کہکر سر جھکا لیا دل بھرا
ہوا تھا آنسو ٹپک پڑے اسد غازی نے کہا ملکہ بخدا یہ بات نہین ہے جبتک کلمہ نہ پڑھو گی ہم کوئی چیز تمھارے
ہاتھ کی نہ کھائینگے ناگن نے کہا اے شہریار انکے مذہب کو آپ کیا پوچھتے ہین یہ خداوند کی دختر بلند اختر ہین
مرتبہ مین شاہان ہفت اقلیم سے بہتر ہین اسد نے کہا اے ملکہ عالم خدا کے بیٹی بیٹا جورو لڑکے بھی
ہوتے ہین باپ تمھارا ساحر زبردست ہے بادہ کبر و نخوت سے مست ہے بندگان خدا کو بہکاتا ہے ورنہ خدا
وحدہ لاشریک ہے اعتقاد وحدانیت کرو ایسے دغا باز پر لعنت کرو وہ معبود یکتا رب دوسرا ہے نظم

نہان گو کہ ہے پر وہ موجود ہے
سلیمان کا لشکر کرے سو پست
کیا خاک سے خلق انسان کو
دکھائے یہ وحدت مین کثرت کے رنگ

رگ جان سے نزدیک معبود ہے
یہ ہے اُسکی قدرت کی ادنی ہی بات
تو ناری بنایا ہے جان کو
مگر پھر وہ قادر ہے مختار ہے

اگر اُسکی قدرت کا ہو بند و بست
کہ اک کن سے پیدا ہوئی کائنات
بھرے لعل و یاقوت ہین سنگ
وہ دیتا ہے جو جلوہ درکار ہے

اس فصاحت و بلاغت سے ثنائے رب اکبر اسد نامور نے بیان کی کہ زنگ کفر آئینۂ قلب سے
سب کے دور ہوا دیدۂ باطن روشن ہوئے دل کو سرور ہوا ملکہ کلمہ طیبہ پڑھکر مع کنیزون کے صدق دل
سے مسلمان ہوئی مگر ناگن نے عرض کی حضور سوا میرے انمین کوئی ساحرہ نہین ہے مین دل سے
مطیع الاسلام ہوئی اگر کلمہ پڑھونگی تو سحر فراموش ہو جائیگا شاید کسی وقت حضور کے کام آؤن
دربار خداوندی مین صبح و شام جاؤنگی وہان کی خبر لاؤنگی یہ کہکر کنیزون سے اشارہ کیا مجلس عیش و نشاط
آراستہ ہوئی ساقیان گلرخسار جام بادہ گلنار لیکر حاضر ہوئے کانون کو حکم ہوا رقاصہ ماہ طلعت جو ہر ایک فدائے
حسن ہو خوشرو صاحب کرشمہ و ناز خوش آواز مصروف رقص ہوئی سازندے ہوئے سُریلی آواز بجانے کا
نیا انداز بعد سوز و گداز یہ غزل عاشقانہ شروع کی غزل ساغر پلا کے تحفہ دو جہان بنا

اوج پر ہے فرودین میں بھی جوان بنا
تھا کچھ تو جب بھی نہ کہو تم کہ کچھ نہ تھا
ایسا ہوا بلند کہ اک آسمان بنا
لیل و نہار گیسو و رخسار یار ہیں
جس جا کہیں کسی کے قدم سے نشان بنا
بیکار تھی نہ خاک نہ دود جگر نسیم

اللہ رے درازی آغاز مدعا
گر کچھ نہ تھا تو کاہے سے سارا جہان بنا
وہ بے نشان تھا میں کہ یہاں تک بے نشان بنا
جی چاہتا ہے سینہ میں اک جہان بنا
عشاق جانفروش کے دیکھو تو حوصلے
اس سے زمین بس ہے ہر اک آسمان بنا

نکلا جو حرف منہ سے مرے داستان بنا
اٹھا مرا غبار جو تعظیم یار کو
مجھ سے عیان یار بنا لامکان بنا
نغمے کا لیس ہے وہیں طلاق ہو گیا
عقل تمام سحر کہ امتحان بنا
ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہوا دور جام

عاشق و معشوق نے بے لال ڈوبے تسلی آنکھوں میں آئے خیال خیر و شر دل سے دفع ہوا اسد نے کہا ای ملکہ عالم جیوٹے نانا جان خواجہ عمرو نے لوح کی جستجو میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا میں بدنصیب تھا کہ لوح دستیاب نہوئی اور غصہ میں خواجہ سلامت نے ایسے کلمات طعن و تشنیع کہے کہ میں انکے سامنے سے چلا آیا جوش میں جان دینے کے قریب دریا کے پہنچا تھا چاہتا تھا کہ دریا میں کود پڑوں ڈوب مروں مگر نہیں معلوم کہ خلق کو پروردگار کو کیا منظور ہے کہ تم تک پہونچا کشتۂ تیغ ابرو اسیر طرۂ گیسو ہوا مگر دل میں یہی خیال ہے کہ فضل سے پروردگار کے ذلیل نہوں جستجو کر کے لوح طلسمی حاصل کروں انشاء اللہ بوقت سحر لوا کبیر کو دربار میں وا دو جادو کے لعین جاؤنگا اس مردود کا تخت خدائی الٹ دونگا اپنا تو سر ہتھیلی پر رکھ چکا ہوں موت کا مزہ چکھ چکا ہوں اب سیرت زندگی ہے جان بچانے میں شرمندگی رہیگی دشمنوں سے کیونکر آنکھ ملاؤں گا لشکر میں بڑے نانا کے کیا روسیاہ لیکر جاؤنگا یہ سنکر ملکہ عالم بے اختیار رونے لگی کہا اے شہریار بڑے بڑے شاہان عالی وقار ساحران عدار اسکو سجدہ کرتے ہیں کل اہالیان طلسم ہوشربا اسکی افسونگری سے ڈرتے ہیں آپ کا اسکے دربار میں جانیکا قصد ہے سحر و ساحری میں آپکو دخل نہیں کوئی تحفۂ طلسمی اب تک ہم نہیں پہونچا در دولت تک اسکے جانا محال ہے آپکا عجب خیال ہے وہ بڑا صاحب جاہ و جلال ہے جسکا ہمسر نا ممکن ہے یہ معاملہ اچھا ہے مگر اسکی تدبیر کیجائیگی ہوا تا کہ ان دونوں وقت دربار خداوندی میں جائینگی کسی صورت سے لوح کا پتا لگائینگی جلدی نہ کیجیے دس پانچ دن یہاں تشریف رکھیے اسد نے کہا ایک دم زیر دم شمشیر ہے نصیحت کسی کی بیجا ہے اسلیے تیر و تیر ہے کنیزوں نے دیکھا کہ عاشق و معشوق میں باتیں محبت کی گھاتیں ہو رہی ہیں رات زیادہ ہو چلی ملکہ ڈگمگائیاں لے رہی ہیں ہر کام کے چلے جس محفل سے مشعل ہاے زرنگار سرائی جاتی ہیں صحبت گل و بلبل خلوت شمع و پروانہ رہگیا دونو شیدا یکدیگر مست مے محبت بادہ خوار جام مودت جھومتے ہوے چھپر کھٹ پر آ کے گرے اپس کے لذت...

باہم کلام سوز و گداز اسکو جوش محبت اُسکو شرم و حجاب اسکو ولولہ وصلت اسکی زلفین عنبرین کو خوف
سے پیچ و تاب شکل وصلی چھپان دل مین بھرے ہوئے ارمان یہ ماہ طلعت وہ مہر صورت یہ شمع انجمن دلبری
وہ پروانۂ جمال حور و پری لشتہ شباب خمار شراب لپٹ کر دونون نے آرام کیا بوقت سحر کنیزان نامور سوتے
سوتے اُٹھین سب سے پہلے نرگس جاگی سنبل بل کرتی ہوئی اُٹھی شمشاد بانہیں دکھاتی ہوئی آئی غنچہ دہن
آتے ہی مسکرائی سمن و یاسمن اٹھلاتی ہوئی پہونچین قریب ہو دے کے آکر سب جمع ہوئین نرگس نے
اشارہ کیا بوا غنچہ دہن کچھ شب کی کیفیت نہ معلوم ہوئی شاید کہا بدی آپسمین کھسر پھسر ہونے لگی
ایک کہتی ہی بوا وہ بات نہین ہوئی ورنہ آواز آہ و واہ ضرور آتی دوسری بولی تو بہن تھی کہ ہی تیری ملکہ بھی
نادان ہماری اپنے دل کی محبت مین سُنا کرلا لی مین اب صورت ہی اور ہم لوگون سے آنکھ نہین
ملاتی یہ باتین کر رہی تھین کہ اسد کے نماز پڑھنے کی آواز آئی ایک نے کہا ای لو بوا یہ مسلمان بے نہائے
نماز بھی پڑھ لیتے ہین ایک نے کہا بوا کچھ غسل کام نہین کرتی سنا ہی مسلمانون مین طہارت کی بڑی احتیاط
ہو عجب وہ اب ملکہ سے مردود ڈر گیا ایک نے کہا دیکھو ابھی دریافت ہوا جاتا ہی حاضر ہو کے سب لوچوبین
اُٹھتی مسکراتی اندر بارہ دری کے آئین دیکھا اسد نمازی وظیفہ پڑھ رہے ہین ملکہ مسند پر مگر گرتی
آب رواں کی مسکی ہوئی چہرے پر سرخی پاندان کھلا ہوا گلوریان بنا رہی ہین سبھون نے سلام کیا سوسن
بڑی زبان دراز ہمدمۂ مصاحبت سے سرفراز ہی بڑھکر عرض کی واری حمام تیار ہی ملکہ نے مسکرا کر کہا
استاد ہوئی تم ہمارے اشارے کنائے خوب سمجھتی ہو ای سوسن یہ لوگ پابند شریعت ہین اسی سے
انکو انکے پروردگار نے سرفراز کیا ہی بدون عقد و نکاح امورات باطنی کی جانب توجہ نہین کرتے اپنے
پیدا کرنے والے سے ڈرتے ہین مجھے بھی اسکا خیال تھا ملکہ یہ جبین الماس پوش عرصۂ دراز سے
انپر مائل ہو سالہا سال انکے ساتھ لبند تو رہین ہی اصل تو یہ ہی کہ بڑی بڑی جفا سہی اب بعد قید سے
چھوٹنے کے بھی ساتھ رہا وصل سے ابتک محروم ہو فرماتے ہین یا افراسیاب جادو ملا جائے
یا مسلمان ہو قاضی نکاح پڑھے تب انکے یہان عورت مرد پر حلال ہوتی ہی ہر ایک کنیز نے اس مسئلہ کو
سنکر وجد کیا کہا واسے ان مقدمات مین ربط و ضبط انھین کا کام ہی اسی وجہ سے ہفت اقلیم مین
ان سب صاحبون کا نام ہی اسد نامی بعد فراغ نماز مسند پر آکر جلوہ فرما ہوئے ملکہ لالان خونقبا
نے ناگن وزیرزادی کو حکم دیا کہ آج شب کو روشنی دیکھنے کا سامان کرو ناگن نے کنیزون کو حکم دیا کنیزان

کارگذار صاحبان ماہ رخسار آراستگی میں مصروف ہوئیں اسد غازی ملکہ لالان خون قبا کے ساتھ عیش
مصروف عیش ونشاط میں انکو تو یہین پر چھوڑ دو کلمہ داستان ہو بہجا خواجہ عمرو کا ملک داؤد میں
اور عیاری کرنا بشکل افراسیاب اور پہچانے جانا انجم درخشان برج طراری آفتاب عالمتاب چرخ خنجر
گذاری نہنگ بحر سکاری ہزبر دشت عیاری مہتر مہتران وبہتر بہتران سرہنگ سرہنگان بلاد دینی آدم
مولائے معظم ومکرم جامع فضل وکرم وہ وندہ پیدر نگ تلو گیر جنگ عیار ذوالفقار خواجہ عمرو بن امیہ
نامدار کے بیان ہوتے ہیں شعر عمرو تیز رو کا بتاؤن نشان ۔ بہ تراشندہ ریش جادوگران ۔ باغ
سیاب سے جو اسد غازی کو لعن وتشنیع کرکے اپنے سے جدا کیا بعد چند ساعت کے غصہ اُترا جیسے
کوئی سوتے سوتے اٹھتا ہے گھبرایا ہوا اشترو دستوحش دل سے کہتا ہے اے عمرو یہ تونے کیا کیا نادانی کی
اسد شیردل صاحب غیرت شیر بیشہ جرأت پروردہ مہد ناز ونعم معزز ومکرم اسکو ایسے کلمات مغلظات
کہے ایسا نہو غیرت میں اپنی جان دیدے لوح کے مقدمہ میں وہ بیچارہ کیا کرتا سحر سے افراسیاب
کے ناچار ہوا جاتا تک مقام جرأت تھا ملازمان سیاب سے خوب لڑا میں نے یہ کیا غضب کیا اسکی
جان کا خواہان ہوا ہے وہ ماہ تابان صاحبقرانی میری آنکھوں سے پنہان ہوا اسعد زخمی تھا کہ علم بدن
پرزے پرزے اڑ گیا نیزہ وتیر وشمشیر کے زخم کھائے اے تیری عقل پر کیا پتھر پڑے کہ پارہ جگر کے ساتھ
یہ سنگدلی کی چار جانب دوڑا اسد کو ڈھونڈھا اس خیال سے کہ اگر اس شیر کو پاؤں عذر کرون
جب اسد شیردل نہ ملا مجبور وناچار صورت ایک ساحر کی بنکر ایک جانب چلا دور سے ایک قریہ نظر آیا
سوچا کہ اس قریہ میں چلیں دو چار کوڑی کا روزگار کریں یہ بھی دریافت ہو کہ کس ملک کی یہ سرحد ہے
لشکر صاحبقران کتنی دور ہے آخر رنگ روغن عیاری کا لگا کر اگھوری کی شکل بنکر تیار ہوئے ایک کھوپڑی گیلی
اٹھالی اسمیں کھلی بھرلی ایک ہاتھ میں بوتل شراب کی دوسری کھلی ہوئی اوکتے ڈبکتے بازار میں آئے
جسکی دوکان پر جاتے ہیں وہ رام رام کہکے پیسہ پھینک دیتا ہے خوب رقم تحصیل ایک مقام پر بیٹھ گئے
لوگون سے پوچھا یہ قریہ کس شہر سے متعلق ہے ایک نے جواب دیا یہاں سے بارہ کوس پر شہر داؤد ہے
خداوند داؤد کا تختگاہ سامری پرستون کی پشت پناہ تخت خدائی پر جلوہ فرما ہیں اور بڑے بڑے
شاہان ذی وقار برائے زیارت کو آتے ہیں سجدہ کرکے شرف کورنش پاتے ہیں سال میں دو چار مرتبہ
افراسیاب جادو بادشاہ طلسم ہوشربا بھی حاضر ہوتا ہے کتاب سامری کو قدرت درست

کر دیتے ہین وہ کتاب مثل جام جہان نما ہی تمام عالم کا حال اُسمین مجھے معلوم ہوتا ہی یہ شنکر عمرو بن امیہ
ضمری بیرون قریہ آیا در کوہ مین آکر شہر اغواص عقل کو بحر بے پایان فکر مین غوطہ زن کیا بعد حوصلہ
دراز گوہر مراد ہاتھ آیا لیکن اسد غازی کی غربت یاد کرکے وہ بہت رویا آخر دل مین ٹھانی کہ ای
عمرو چلکر اپنی جان دو یا خداوند داؤد کو گرفتار کرو اگر اسکو ساحر جلیل دام مکر مین پھنسے کیا عجب ہی
کہ اس ذریعے سے لوح طلسمی بھی ہاتھ آئے یہ سوچ کر حسین عیاری کو پسند کیا اُس صورت بطرف
شہر داؤدیہ کے روانہ ہوا ناظرین پر ظاہر ہو جائیگا جس صورت سے عمرو اپنے کو پاس داؤد جادو
کے پہونچائیگا اب دو کلمہ داستان ذکر ملک داؤدیہ و کیفیت داؤد جادو بیان ہوتے ہین داؤد ایسا
ساحر زبردست ہی کہ سلفنے اُسکی افسونگری کے رتبہ سامری و جمشید پست ہی کیفیت تمام شہر
داؤدیہ مین خدائی کرتا ہی یکتائی کا دم بھرتا ہی شہر آباد رعایا دلشاد ملک زرریز زمین حسن خیز آب و
ہوا معتدل جب دار الامارۃ شاہی مین آکر تخت خدائی پر جلوہ افروز ہوتا ہی ساحران غدار و شاہان
عالی وقار حاضر ہو کر فخر اپنا جانکر سجدہ کرتے ہین لاکھون روپیہ بطور پیشکش لاتے ہین فوجین لا انتہا
سحر و ساحری مین یکتا در نافت شہر مین ایک گنبد ہی اُسکا گنبد سامری نام رکھا ہی زیر گنبد
ایک حوض کلان آب صاف و شفاف سے معمور فوارے ہزار کے چڑھے ہوئے ہر وقت ساون
بھادون کی کیفیت معلوم ہوتی ہی دو دیوارین بیچ مین دو نقرئی پہلوے گنبد سے تا لب حد حوض درست
کرائین ہین اُن دونون دیوارون پر پتلیان سونے چاندی کی ہزار در ہزار قطار باندھے با ادب تمام
ایستادہ رہتی ہین بوقت سحر داؤد جادو بصورت اصلی گنبد سامری مین یکہ و تنہا آکر بیٹھتا ہی اُن سونے
چاندی کی پتلیون سے باتین کیا کرتا ہی وہ پتلیان خبر آئندہ و گذشتہ داؤد جادو سے بیان کرتی ہین
مخصوص صبح کو اُس گنبد مین بیٹھکر پتلیون سے حالات طلسم و غیر طلسم پوچھا کرتا ہی تمام اہالیان شہر یہی
جانتے ہین کہ صبح کو خداوند گنبد سامری مین جلوس فرماتے ہین ہزار در ہزار لوگ بآرزوے زیارت
زیر گنبد آتے ہین گھنٹہ و ناقوس بجنے کا شور برپا ہے برہمن جٹا دھاری و جوگیان باندھے ہوئے
پوتھیان ہاتھ مین پوجا پاٹ مین مصروف رہتے ہین تا بر آمد ہونے خبر اعظم داؤد اُسی گنبد مین
موجود رہتا ہی کبھی پتلیون کو آواز دی کہ ای کنیزان سامری کچھ حال طلسم ہوشربا بیان کرو ایک اُنمین سے
مسکرائی دوسری ہنسی تیسری بول اُٹھی یا خداوند طلسم ہوشربا مین بڑا غدر ہی آپ کے بیٹھے

لاکھون مارے گئے زوال دولت افراسیاب قریب ہی غرور اُسکا بڑھتا جاتا ہی عیش و عشرت کا پابند
حال نہ پاتے بنگر اتفاق سے اسوقت داؤد جادو اُن پتلیون سے حال باغ سیماب دریافت
کرتا ہی پتلیان بفصاحت بیان کرتی ہین داؤد بگوش ہوش سن رہا ہی سر دھن رہا ہی زیر گنبد ہزار ہا آدمی
جمع ہی اس کرامت پر قدرت کی ہر ایک مبہوت ہی دہن پر مہر سکوت لگی ہے کہتے ہین قدرت خداوندی ظاہر
ہو سوا قدرت حق کے اس بھید سے کون ماہر ہی سونے چاندی کی پتلیان کیا باتین بناتی ہین ہزارون
کوس کا حال بتاتی ہین طرز کلام پتلیون کا یہ ہی جب داؤد کسی بات کو پوچھتا ہی یعنی اے کنیزان سامری
کچھ حال بیابان گرز بیان کرو ہمارا بندہ خاص ملک جہاندار شاہ عرصہ سے خدمت ما بدولت مین
نہین آیا صاف بتاؤ اسپر کیا گذری ایک نے کہا عرض کرون دوسری بولی صاحب صاف بتاؤن تیسری
بولی تو چپ تھی فقط مدرکہ نہیں چوتھی نے بیان کرنا شروع کیا یا خداوند آج وہ بندہ خاص آپکا سلمان لشکرکشی مین
مصروف ہی جب سے اُسکا سپہ سالار صاحبقران یعنی سمار قدرت شریک مسلمانان ہوا ملک جہاندار شاہ کو
بڑا قلق ہی اسی وجہ سے مسلمانان لشکرکشی کر رہا ہی قصد ہی جا کر مہرخ و بہار کو ملعون سمار کو سزا دون ایک نے کہا
بہت ہی انجام کا تو حال کہو اب سمار قدرت مسلمانون سے جدا ہو کر آجکل قلعہ بے نظیر تیار کر رہا ہی اگر وہ قلعہ بن گیا
اُسکا فتح ہونا دشوار ہی قلعہ بنانے مین اُستاد ہی یہ سحر اُسکو مدت سے یاد ہی بڑا اسرار ولی ہی اسی وجہ سے نام اُسکا
سمار ہی داؤد گوش ہوش سے سن رہا ہی کبھی جا کر تخت پر بیٹھتا ہی کبھی کھڑا ہو کر زیر گنبد نگاہ ڈالتا ہی اہل
شہر ادب سے ہین کوئی کہتا ہی یا خداوند اولاد نہین ہوتی کوئی کہتا ہی حبشی ماندی ہی ایک ایک
کو داؤد تسکین دیتا جاتا ہی کبھی کمال خدائی دکھاتا ہی کچھ پڑھ کر سحر کر دیا ابر گرجا برق چمکی کبھی برف
کبھی آگ لگ گئی کوتوال شہر کسی دزد یا خونی کو گرفتار کر کے لایا حال بیان کیا داؤد نے سنا برق تڑپ کے
اُس گنہگار پر پڑی کشت حیات گنہگار جل کر خاک ہوئی عدل و انصاف کے شہرے خدائی کے ڈنکے بج رہے
ہین عجائب و غرائب افسون گری کے دکھا رہا ہی جسکو بندہ و قرار دیا ہی وہ وجد مین ہین پکار رہے ہین یا خداوند
تیرے صدقے تیری عدالت و انصاف کے نثار تو غلامان غلامان وہ وہ ان سامری ہی تیرے رگ و ریشہ
مین کرامت بھری ہی پہلے دو سو خداوند بھی تیرے بندے تھے تو نے اُنکو فنا کیا جب سرکشی کی سزا دیا
اب دنیا مین جالتی ہوت کے دو خداوند ہین ایک زمرد شاہ باختری جو اپنے بندون کے ہاتھ سے
بھاگتا پھرتا ہی اُسکی خدائی کا بھی حال کھل گیا اگر خداوند ہوتا بندون کے ہاتھ سے شکست نہ کھاتا غصہ

کر کے اُنکو سناتا تیری کرامات ظاہر ہیں تیری بزرگی سے کون نہین ماہر ہر مشکل مین تو امداد کرتا ہی ہر بندہ
تیرا نام لیکر فریاد کرتا ہی دلون مین تیری یاد لب پر تیرا نام تو خداوند عالی مقام ہی بندے تیرے افراسیاب
دکوکب روشن ضمیر و ملک جہاندار شاہ و تزلزل بن ازلال مقبول تیری بارگاہ کے اُنسے
کون ہمسری کرے دل سے تیرے مطیع مرتبے انکے رفیع طلسمات بنا ڈالے سب کو حاکم کیا کسی کو وزیر کسی کو
ناظم کیا کس لطف سے دنیا کو آباد کیا ہر بندے کو اپنے شاد کیا اتنا بڑا ملک داؤد یہ کہ اکی صدا کا یہان
نام نہین عزت و فاقہ کشی سے کسی کو کام نہین لہذا خاطر ناظرین ہو کر داؤد یہ باتین سنکر مغرور تاج
خدائی سر پر لباس فاخرہ در بر ہنس ہنسکر سب کو جواب دے رہا ہی تمام اہالیان شہر کی نگاہین باشتیاق
گنبد سامری پر جمال کو داؤد کے دیکھ رہے ہین یکایک آسمان پر سناٹا ہوا سب نے سر طرف آسمان
کے اُٹھا کر دیکھا شہنشاہ طلسم ہوشربا افراسیاب جادو ایک تخت پر سوار تاج شہنشاہی بر سر
جامہ شہنشاہی در بر سونیون کے مالے کنٹھے یاقوت احمر کے گلے مین پڑے کروفر سے تخت اُڑاتا ہوا
آتا ہی سب کی نگاہ تخت افراسیاب پر پڑی داؤد جادو نے بھی دیکھا کہ افراسیاب جادو بڑے
کروفر سے تخت اُڑاتا ہوا آتا ہی یا شہنشاہ کا ہنگامہ ہوا داؤد جادو نے کہا ہمارا بندہ خاص الخاص
آتا ہی یا تو تخت مثل ستارہ سحری کے بلند تھا یا اُس پر بہتی ہوا ناظرین پر یہ ضرور واضح رہے کہ حقیر نے
تحریر کیا کہ جس گنبد مین داؤد جادو کھڑا ہی وہ دیوارین سونے و چاندی کی گنبد کے پہلو مین آراستہ
ہین اُنپر سونے چاندی کی پتلیان کھڑی ہین مثل غلامان حسین داؤد سے باتین کر رہی ہین جیسے ہی
تخت افراسیاب جادو آسمان سے نمایان ہوا ایک پتلی مسکرائی دوسری ہنسی تیسری نے کہا
ہوا کیا نہین چوتھی نے کہا ہوا کیا بتاؤن پانچوین نے جواب دیا کسی کا حال کہین اپنے کو ہر انداز
بتاؤن چھٹی بولی ہم قدرت کے نگہبان ہین ساتوین ٹھٹھا مار کر ہنسی اور کہا سامری جمشید کے
ہیر احسان ہین آٹھوین نے کہا ہوا مین پہیلی کہنا نہین جانتی جو بات ہوگی صاف کہدونگی میری بلا پوش
چھپائے نوین بولی کون باتین بنا سکتا اس عرصہ مین تخت افراسیاب جادو قریب دیوارون کے
آپہونچا داؤد سے آنکھ ملی افراسیاب نے سر واسطے سجدے کے جھکایا برائے تسلیم ہاتھ اُٹھایا
داؤد نے آواز دی ای بندۂ خاص الخاص و ای طاعت گزار باخلاص ای شہنشاہ باحیا ای آفتاب
عالمتاب طلسم ہوشربا ہم مدت دراز سے تمہارے مشتاق تھے تخت جیسے ہی سرحد مین دیوارون

کی آیا دسوین پتلی کہ جسپر اختتام کلام ہوا تھا مغرور خاموش کھڑی تھی بیس ہاتھ سے قہقہہ مارا آواز دی اری
کنیزان سامری ہوشیار ہو جاو بڑا غضب ہوا ہماری روح پر صدمہ ہی کوئی بلا آتا ہی خود بخود دل گھبراتا ہی
سب پتلیان چاؤن چاؤن کرنے لگین غل مچایا خداوند داؤد غضب کیا ستم ہی دل پہ ہم سب کے ہجوم لشکر
غم والم ہی اب وہ تخت درمیان مین دیوارون کے بیچ پہونچا جب پتلیون نے غل مچایا اور بلند ہوکر اپنا
عکس تخت اور صاحب تخت پر ڈالا اب جو داؤد نے نگاہ اٹھائی دیکھا افراسیاب کیا ایک شخص
عجیب الخلقت ناریل سا سر کلہ سے گال مثل مرولیہ ہدیان خوشنما زیرہ سی آنکھین مثل جگنو کے چمکتی ہوئی
طباق سا پیٹ ناکاسی گردن مثل رسی کے ہاتھ پاؤن چھ گز کا دم تلے کا تین گز کا اوپر کا سندلا لنگوٹ
کا پیادہ قیامت کا پرکالا مگر پیادہ شطرنج کا جو بڑھ کر بادشاہ کو مارتا ہی داؤد کے ہوش اڑ گئے پتلیون
نے آواز دی یا خداوند عمرو آیا ایک بولی نگوڑے نے غضب کیا سامنے حضرت کے گستاخی
واضح رائے ناظرین ہو کہ عمرو بن امیہ ضمری افراسیاب کی شکل بنکر چونکہ جان سے اپنی بیزار تھا تخت
زبرجدی پر سوار ہو اڑتا ہوا آکر پہونچا یہ سمجھا کہ سایہ مین دیوارون کے رنگ روغن عیاری کا اڑ جائیگا
اب جو یہ کیفیت ہم پہونچی داؤد نے بھی دیکھا تخت پر سوار ہی سینہ سپر کیئے ہوے آتا ہی عمرو نے
جھک کر حوض مین دیکھا اپنے کو بصورت اصلی پایا داؤد نے ہاتھ اٹھایا کہ سحر کرون عمرو تخت اڑا کر
نہ بھاگ سکا تخت زبرجدی اسی مقام پر چھوڑا تخت سے کود پڑا گرتے گرتے ایک حقہ آتش بازی کا
داغ دیا لکتون کے منہ جلے کچھ منہ کے بل زمین پر گرے دامن و گریبان جلنے لگے بھاؤن کی چشم
سے شعلے نکلنے لگے لینا لینا کا غل ہوا داؤد گنبد سے دیکھ رہا ہی عمرو مثل برق جہندہ کے زمین پر گرا
غول مین جادوگرون کے قیامت برپا کرتا ہوا جاتا ہی کسی پر کمند لگائی کسی کے منہ پر جا بہونچی
مارا کبھی حقہ آتشبازی داغ دیا زبان ہلاتا ہاتھ اٹھاتا ساحرون کو مشکل ہوا ہر چند چاہتے مین گرفتار
کرین مگر برق جہندہ پر کون ہاتھ ڈالے کبھی ظاہر کبھی غائب کبھی لوٹ مارکے الٹ کا ہاتھ مارا
چار چار کے پاؤن اڑا دیئے پھر جست کرکے نکل گیا جس ساحر نے منہ موڑا عمرو نے تاک کے تیر مارا
گلدی کو توڑ کر پار گذر گیا ہزار ہا جادوگر پامال ہوے داؤد گنبد سے دیکھ رہا ہی ہوش اڑے گئے
خدائی کرنا بھولا لینا لینا کہ رہا ہی پتلیان قہقہے مار رہی ہین کہتی ہین کیون خداوند آپ نے کیا بندہ
گستاخ پیدا کیا ہی آپ کے بندون کو مارے ڈالتا ہی جلد تدبیر کیجیے اس بندۂ بے ادب کا سنگ سیاہ

بنا دیجیے داؤد غصہ مین جواب دیتا ہی تمہین ہماری مشیت مین کیا دخل ہی تم آگاہ ہو کہ کون کون
قتل ہو رہا ہی جو دل سے یاد نہین کرتے اعتقاد مین خام مین بد انجام ہین یہ بندہ بے ادب ہمنے
بنایا ہی جلاد ساحران اسکو لقب دیا ہی اسکا آقا حمزہ صاحبقران سپہ سالار قدرت ہی لقا ہماری
ہمسری کرتا ہی اُسکی بربادی کے لیے اُس صاحب جاہ وجلال کو پیدا کیا ہی اس طرار مکار غدار کو
اُسکا عیار بنایا خبردار خاموش رہو بیہودہ مت بکیا اس عرصہ مین عمرو جھپٹ کر نکلا گلیم عیاری اوڑھکر
مخفی ہوا رعایا مین شور گریہ وزاری بلند ہوا کوئی کہتا بیٹا مارا گیا کوئی کہتا ہی فرزند قتل ہوا کوئی کہتا ہی
بازو ٹوٹا برابر کا بھائی چھوٹا یا خداوندان سب کو جلا دیجیے کرامت دکھلائیے کبھی ملک داؤد مین
آفت برپا ہوئی تھی اپنے اپنے گھرون مین پاؤن پھیلا کر سوتے تھے یون نصیبون کو نہ روتے تھے
یہ شور سنکر داؤد جادو جھلایا حکم دیا یہ سب بے ادب ہین مورد قہر وغضب ہین سامنے سے ہٹاؤ ہرگز
مردون کو زندہ نہ کرینگے اپنی اپنی جان کی خیر مناؤ سبکو سنگ سیاہ بنا دونگا ابھی سزا دونگا قہر وغضب
سے قدرت کے نہین ڈرتے ہو سب روتے پیٹتے اپنے اپنے گھرون کو آئے شہر داؤدیہ مین گھر گھر
یہی ہنگامہ عمرو کیا بلا کا عیار ہی قدرت کے سامنے آیا لاکھون کو مار کے نکل گیا کوئی کچھ نہ کر سکا اب
دیکھیے کیا ہوتا ہی اس ملک مین بھی اُس ظالم کا قدم آیا بعض کہتے ہین اب خرابی درپیش ہی ہم لوگون
کو مرالیس وجیش ہی سامنے قدرت کے آیا قدرت نے کچھ نہ کیا اب کیا ہوتا ہی ساحرون کے واسطے
سراسر خرابی ہی تمام شہر مین یہی ذکر ہر ایک کو اپنی جان کی فکر ہی مگر داؤد جادو غصہ مین گنبد سے اُترا
تخت زبرجدی کو ہوا سے اُتارا اب جو اُس تخت کو دیکھا حکمایان اشراقین نے علوم حکمت سے
اُسکو بنایا ہی ایک تختی اُسمین نصب ہی اُسمین کل کیفیت مرقوم ہی جو اس پر سوار ہو اگر بلند ہو تو یہ صورت ہی [illegible]
کی یہ کیفیت ہی داؤد جادو کے ہوش اُڑ گئے تخت کو اُٹھوا کر ساتھ لیا دار الامارۃ شاہی مین آیا وزرا
امرا حاضر ہوئے تخت سلطنت پر داؤد متمکن ہی مگر قلب پر صدمہ عظیم شہر داؤدیہ مین کبھی ایسا اتفاق
نہوا تھا خاموش بیٹھا ہی مگر خواجہ عمرو جو شہر داؤدیہ سے بھاگے جنگل مین آکر ایک مقام پر پہنچے دیکھا
آگے آگے ایک ساحر پشت پر چالیس ہزار ساحر توڑے روپیون کے کاندھون پر رکھے ہوئے چلے
آتے ہین عمرو نے جو چالیس توڑے دیکھے منھ مین پانی بھر آیا بتعجیل تمام ہنگ دغن عیاری کا نکالکر
ایک برہمن کی صورت بنے گاڑھے کی دھوتی دھوتر کا انگوچھا سر پر بندھا ہوا لمبی چوٹیا ایک پختہ کنوئین پر

ڈول لوہے کا رسی لیسا لیکر بیٹھا پکارنا شروع کیا جل ٹھنڈا جا ہیئے جاوؤ اُس ساحر نے پلٹ کر دیکھا کہا برہمن دیوتا جل پلاؤ مزدور بھی ٹھہر گئے توڑے سب کنوین پر رکھدیے خواجہ عمرو نے پہلے اُس ساحر کو پانی پلایا اُسی سمج مین مزدورون نے بھی پانی پیا آبروریزی کا خیال کیا پانی پیتے ہی پیاہ پانی کل ہوئی سوچا آب سانپ کی لہر تھا پانی پیا تھا پانی پیتے ہی لڑکھڑائے رام رام کہکے گرے بیہوش ہوئے خواجہ عمرو کنوین سے اُترے چالیسون توڑے اُٹھا کر زنبیل مین کہا دادا جان پہیچے اور سمجھکر اُس ساحر کے بھی کپڑے اُتارے ڈاڑہی مونچھین مونڈین مونچھ مین ایک بال رہنے دیا ایک کاغذ لکھا مضمون اُسکا یہ تھا کہ اے داوٗد جادو منجم سپہر عیاری وقطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار پیک طرار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار آگاہ ہو کہ قدم ہمارا تیری سرحد مین پایتخت زبرجدی ہمارا ابست احتیاط سے رکھنا ایک نگینہ بھی اگر گم ہو گیا نقد جان پر تمھاری بنے گی بہتر یہ ہو کہ غاشیہ حکم کو دوش ہوش پر رکھکر مانند غلامان حلقہ بگوش در دولت پر آکر حاضر ہو مذہب اسلام قبول کرو یکتائی کا دعوی مناسب نہین ہے پروردگار برحق کارساز مطلق رب اکبر بانی بناے زمین وآسمان پیدا کنندۂ انس وجان رحیم وکریم سمیع وعلیم ارحم الراحمین مالک یوم الدین ہمارا خدا ہے بے مثل وحکمت اپنے کو خدا کہواتا ہے پیدا کرنے والے سے نہین شرماتا ہے بخدا اگر گھسکر نہ مارا تو نام اپنا خواجہ عمرو نہ کہا کام کرکے خواجہ عمرو نامدار اور صحرا مین جا چھپے بعد صندل اُس ساحر نے چشم بازی اپنے کو ننگا پایا ساتھ والون کو بیہوش دیکھا روپیہ ندارد اُٹھتے ہی سر پیٹنے لگا مزدورون کو ساتھ لے گئے روتا پیٹتا شہر داوٗد مین آیا یہان خداوند داوٗد سنائے مین بیٹھے تھے کہ دوہائی کی آواز آئی داوٗد نے سر اُٹھایا پوچھا کیا ہے لوگون نے کہا ایک فریادی آیا ہے داوٗد نے فاغذ بلوایا دیکھا ایک ساحر ماول رنجہ مونچھین ڈاڑہی منڈی ہوئین ایک خرقی باندھے ہوئے ہے پوچھا ارے کیا ہوا ساحر نے تمام حال بیان کیا کہا حضور ایک برہمن سے پانی پیا ہم سب سوگئے پھر جو ہوشیار ہوئے نہ روپیہ پایا نہ پانی پلانے والا ہاتھ آیا یہ کاغذ ہماری مونچھ کے بال مین بندھا تھا خداوند داوٗد نے وزیرون سے کہا پڑھو جواب جو وہ پرچہ پڑھا گیا کمال ہوا داوٗد کے حرف آگیا گھبرا گیا کہا یہ کیا ماجرا ہے الٹا غلط الٹا غلط یہ سوچ کے سر جھکا لیا اُس ساحر کو خزانہ سے چالیس ہزار روپے دلوائے اس خیال سے کہ خدائی مین فرق نہ آئے کہا سیٹھ جی روپیہ لیجاؤ مگر ہوشیار رہنا ظاہر مین اُس سے کہدیا یہ کار خانے

قدرت کے قدرت کی ذات پر موقوف ہیں آمین دخل دینے والے بیوقوف ہیں جب وہ ساحر جہان سے
جا چکا خداوند داود نے پکار کر کہا ای مددگارو خواجہ عمرو نے اس مہاجن کو لوٹ لیا ہم اے واہ دیو میں
موجود ہے جلد ساحران غدار جائیں ساربان زادے کو جلد گرفتار کر کے لائیں ہزارہا ساحر برائے گرفتاری
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار چلے شہر میں ہنگامہ ہوا لوسا جو آج ایک مہاجن لوٹا گیا خواجہ عمرو
نے داڑھی مونچھیں مونڈ ڈالیں روپیہ لے لیا کچھ خداوند کو لکھکر بھیجا خداوند خاموش ہیں قضائے کار
ناگن وزیرزادی ملکہ لالان خون قبا کی خیرخواہ عاشق زار دونوں وقت واسطے خبر کے دربار میں آتی
ہے حالات جاکر ملکہ لالان خون قبا کو سناتی ہے یہاں آج وقت شب ملکہ نے چاندنی دیکھنے کا سامان
کیا مسند پر اسد غازی نامدار کنیزیں جوڑے بہاری پہنے ہوئے محفل میں گلدستے چوگھڑے چنگیر عطردان
پاندان مہیا ہیں شراب کی کشتیاں کباب کی خاک سیاہ تاباں محفل میں ملکہ ایسی مہر درخشاں مصاحبین

بجائے ثابت و سیارگان مگر بوستان پر بھی جوبن تھا لطف — مگر بوستان پر تھے جوبن ہزار

وہ چوپڑ کی نہریں چمن کی بہار — جسے دیکھ کر گم ہو رنج و محن
کسی جا ہوا سے شجر باردار — زمین بوس اٹھ اٹھ کے ہوں پایاں
پرندے پھریں ہر طرف پاؤں بلند — لگا ایک تختہ میں یوں لالہ زار
کہ غنچوں کے منہ میں بھی ہو قہقہے — ہزاروں کریں بلبلیں چہچہے
پرے باندھے بستی پھریں دو ردہ — مصاحب کوئی ہمیں کوئی خواص
تکلف کی پہنے تھی پوشاک وہ — حکمت باز چالاک بیباک وہ
وہ تھے سرو شمشاد زیب چمن — شگوفوں کی بو بوسہ لیوں کی چھالو
دل عاشقاں جیسے ہو وا غدار — ادھر کمسنیں حور تمثیل حور
نگار اپنے عالم میں سب خاص خاص — ملکہ لالان خون قبا زیب جسم

گلنار چہرا سانچے میں ڈھلا ہوا سراپا دل میں جوش محبت اسد نامدار مختصر جلسہ پریوں کا اکھاڑا
اسد شیر دل بصد صولت و شوکت پہلو میں ملکہ کے جلوہ فرما کہ ناگن وزیرزادی ہنستی ہوئی سامنے
ملکہ لالان خون قبا کے آئی واسطے تسلیم کے خم ہوئی ملکہ نے پوچھا کیوں بوا ناگن خیر تو ہے آج کیا کچھ
پڑا پایا کچھ زہر اگلو پیچ و تاب نہ کرو ناگن وزیرزادی نے کہا اے شہریار آپ کے سننے کی بات ہے
جب سے حضور تشریف لائے آٹھ پہر یہی خیال ہو لیا ہے کہ افشائے راز ہو جائے واہ دجادو
سن پائے خدانخواستہ کوئی بلا نازل ہو دونوں وقت دربار خداوندی میں جاتی ہوں اسی فکر
میں کوئی غازی نہ رہے آج نیا معرکہ در پیش ہوا صبح کو خداوند گنبد سامری میں بیٹھے تھے آپ سے

نانا جان خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار بعد کروفر بصورت افراسیاب تخت پر سوار تخت ہوا پر
اڑتا تھا بہت آئے راستے یہان کے واقف نہ تھے سونے چاندی کی پتلیان اُنھین عمرو آیا عمرو آیا
رنگ روغن بھی چہرے کا خواجہ عمرو کے اڑ گیا داؤد نے چاہا کہ پرون تخت سے کودے ہزارون
جادوگرون کو مار کر نکل گئے تخت انکار کیا خداوند داؤد ولایۃ مین جا کر بیٹھے وقت تھا ایک مہاجن کے
چالیس ہزار روپیہ خواجہ عمرو نامدار نے لوٹ لیے مہاجن کی داڑھی مونچھین مونڈ ڈالین ایک کاغذ لکھا
خواجہ عمرو نامدار کے ہاتھ کا لیکر دربار خداوندی مین آیا اس کاغذ کو پڑھکر رنگ روے خداوند داؤد
متغیر ہو گیا مگر ہزارون ساحر براے تلاش خواجہ گئے ہین خدا انکی جان دشمنون سے بچائے اے شہریار اگر
آپ حکم دین تو مین خواجہ عمرو کو تلاش کرون یہان باغ مین بلا لاؤن مگر انکا ملنا دشوار ہے آپ کچھ
شناخت بتائین تو کنیز فوراً جائے اسد غازی یہ حال پر ملال سنکر بدحواس ہو گیا کہا تو ملا تجھ سا خدا
انکو سلامت رکھے باغ سیماب مین مجھپر غصہ تو کیا مگر میری تلاش یہ لوح کی فکر مین یہان آ پہونچا اب میرا
چھپنا مناسب نہین ہے بہتر ہے کہ مین نکلون دربار مین داؤد کے جاؤن ہاتھ اس بدبخت کا کاٹ ڈالون
یا اُسیپر لکھ جاؤن خدانخواستہ انکے دشمنون پر زوال آیا اگر قطار ہے پھر مین منہ دکھانے کے لائق
نہ ہونگا اب انکی محبت کیون ملکہ عالم پیشتر ثابت ہوئی یہ لطف و کیفیت مجھکو بیہوش کیا غوث آہ پھیلا
فرمائی ہین کیا سارے لشکر کے محسن ہین ہمارے نانا جان صاحب زر زرکاف ثانی سلطان حمزہ صاحبقران
انکے ساتھ کیا کیا کام کیے ہر ملک مین نام ہے یہ تخت زبرجدی جسکو اٹھائے ہوئے آئے تھے خوف
جان سے چھوڑ کر بھاگ گئے ملک زبرجد نگار مین اسکو پایا اسکا قصہ عجیب و غریب ہے عقل انسان دنگ
ہو اگر دیکھے تو افلاطون کا متغیر رنگ ہو و ماسہ جادو نے واسطے زبرجد شاہ کے ایک قصر معلق بنایا تھا
نہ زمین پر نہ آسمان پر کئی ہزار گز کی بلندی قرار دے کر اس صاحب سحر و افسون نے قرار دیا تھا
زبرجد شاہ شب کو اسی قصر مین جا کر رہتا تھا ہمارے قبلہ و کعبہ خواجہ عمرو شب تیرہ و تار مین جنگ
زار کر سر قصر معلق پہونچے تصرف کا اس داستان حیرت بیان کی ایچ نامہ مین موجود ہے اگر مفصل لکھون
اصل مطلب کو طول ہو ناظر مشتاق ملول ہو اسد غازی فرماتے ہین کہ اے شہنشاہ خوبان افسر
محبوبان جب خواجہ عمرو نامدار قصر معلق پر پہونچے زبرجد شاہ کو گرفتار کیا اس تخت کے اوصاف
سے آگاہ ہوئے زبرجد شاہ کی شکل بنا اسی تخت پر سوار ہوے خزانہ زبرجد شاہ کا لوٹ لیا مع

چاہ الماس مین جاکر وامہ جادو کو مارا تمام لشکر اسلام کو بچایا اگر عیاری اسے خواجہ عمرو بیان کرون سالہا سال گذر جائین عیاریان تمام ہوتی ہین اگر انکے لیے نوع دگر ہوا از ہوش ربا تا کوہ عقیق شکست حاصل ہوئی مہرخ و بہار کا قدم شہر سلیکا ایک دن مین افراسیاب خاتمہ کر دیگا اب میرا نکلنا ضرور ہی ملکہ لالان خون قبا بے اختیار رونے لگی کہا ای شہریار اس بات کو میرا دل کسی طرح قبول نہین کرتا کہ آپ یکہ و تنہا در بار داؤد مین جائین دشمن جا کر ساحرون مین پھنس جائین مین بیٹھی بیٹھی کیا تدبیر کر سکتی ہون اسد غازی نے کہا ملکہ بڑی مشکل ہی خواجہ عمرو کیا کیا کام کرینگے مین طلسم کشا قرار پایا ہون کدو کوشش ضرور ہی یہ حال سنکر قلب ناصبور ہی زندگی میرے واسطے موت ہی لطف شادی و عیش دل سے فوت ہی آجتک جو کچھ کیا خواجہ عمرو نے کیا مجھ سے کیا ہو سکا مر جانے مین آرام ہی در پے ایذا فلک خود کام ہی اس حسرت سے اسد غازی نے ان کلمات کو بیان کیا ملکہ کا کلیجہ پھٹ گیا کہا صاحب ہمارے حال دل سے تم نہین آگاہ ہو صاف یہ کیفیت ہی شعر ہم نہین واقف کہ کیا الفت کی پیچ و تاب ہی رحم لازم ہی کہ ظالم اپنی پہلی چاہ ہی یہ شعر پڑھ کر ٹھنڈی سانس بھری آنکھوں سے آنسو نکلنے لگے چونکہ صاحب عفت و عصمت ہی اشعار بھی زیب الف تحتی کے پاداے رو رو کر پڑھنے لگی مسدس

بہ گوشہ رخسار قسم
بہ شہیدان محبت سوگند
بہ آن مہ دلدار قسم
بہ اسیران مودت سوگند

رحم بر فراق مدم وشادم کن
از ہمہ رنج و غم آزادم کن

بصفای بر و دوش تو قسم
بہ صفای گل نسرین سوگند
بجہانگیری ہوش تو قسم
بہ سر ساق بلورین سوگند

کہ بہ جانب ما ار بکن
شاہبازے سر پرواز بکن

بہ اسیر نظرہ یار قسم
بادائے قد دلجو سوگند
بہ ضیائے مہ رخسار قسم
بہ نسیم سر گیسو سوگند

گوئی از لطف کہ من یار توام

بخدا خستہ و بیمار توام

بہ شکنج شکن یار قسم
بہ دلآویزی گیسو سوگند

بسر تافتہ تا تار قسم
بہ کج اندازی ابرو سوگند

ہر دم از شوق وصالت مردم
بہ تمنائے دو لعلت مردم

بہ صفائے ملک العرش قسم
بخدا و بہ حقیقت سوگند

از سما تا بسر فرش قسم
بسر شمع نبوت سوگند

مدعا خاک رہ جانان است
نظر لطف سبب درمان است

یہ اشعار پڑھ کر بہت روئی کہا ای شہنشاہ اقلیم شجاعت ای ہژبر بیشۂ جرأت اگر سایۂ دامن دولت آپ ہمارے سر سے اٹھاتے ہیں کہ وہ تنہا دربار میں جاتے بڑے جادوگر کے جاتے ہیں ہماری مشکل آسان کرنے جائیے خنجر ابرو سے خدار کو جنبش دیجیے یا دست زبردست سے اپنے تلوار لگائیے ہم کشاکش دیوی سے چھوٹ جائیں پھر آپکو اختیار ہے اسد غازی نے سر ملکہ لالان خون قبا کا سینہ سے لگایا ٹھنڈی سانس بھر کر فرمایا ای ملکہ لالان خون قبا ہمارا حال زار قابل بیان نہیں ہے ہمارے ماموں جان شاہزادہ بدیع الزمان گردنکش شکن فرزند حمزۂ تیغ زن اس طلسم میں مدت سے قید میں افراسیاب کے ہیں ہم انکو چھڑانے کو آئے خود بلا میں پھنسے عرصۂ دراز تک قید رہے خدا خواجہ عمرو کو سلامت رکھے مجھ ایسے اسیر دام سحر و افسونگری کو کس زور شور سے رہا کیا کیا عیاریاں کیا کیا سفاکیاں کیا کیا جرأت دکھائی ساحروں سے لڑے جان پر کھیلے یہاں بھی اڑتے بھڑتے آگئے جگر انکا غم سے پاش پاش ہے مجھ بدبخت کی تلاش ہے ای ملکہ عالم ای عاشق صادق وای یار موافق نظم

کیا کہوں جی پہ کیا گذرتی ہے
ہے ستم کسکو آنے کا باور
اپنی حسرت کا کچھ علاج نہیں

یار ہو بخت یا فلک یا در
ہمکو یقین یہ کہ خاک ہی میں ملے
آرزوئے وصال ہمیں بر

نکلے ارمان کیا کہ نکلے ہے سیج
نالہ ہائے شب فغان سحر
کچھ انصاف ہے کہ ظلم ہے ظلم

کہ سنو ہے التفات ادھر
تاب رخسار غیرت ممنوعی ہے
وہ اگر مہر ہے تو میں ہوں قمر

نہ کوئی مایہ دار حسن اتنا	نہ کوئی مجھ سا عاشق بے بہا	عجب بلا میں مبتلا ہوں نزدوست

رفیق نہ زاد ماندن کیونکر جان دینے پر آمادہ نہوں خواجہ عمرو نے اپنے کو میرے واسطے یہانتک
پہونچایا ہزار ہا جادوگر اُنکی تلاش میں گیا ہر ہر فرد بشر و جنبندہ تھا پھرتا ہی پس میں جاکر اُنکے شریک
ہوں یا اُنھیں گرم جاؤں اب گوشہ نشینی میرے لیے بہتر نہیں ہی ملکہ انصاف کو کام فرماؤ ایسے
محسن کامل کے قدموں پر سر کاٹ کے رکھدینا مناسب ہی مجھپر اُنکی امداد واجب ہو اتنے بڑے ملک
کے قریب آئے نہ دوست نہ آشنا نہ مونس نہ ہمدم نہ غمگسار برق و ضرغام کو بیہوش کرکے زمین میں
ڈال لائے اُنھے صحرائے سیماب میں ایسا غصہ آیا اُنکو بھی اپنے ساتھ سے جدا کر دیا نہیں معلوم اُن کمبختوں
پر کیا گذری سب طرح کے مجکو خیال قلب پر ہجوم غم و ملال میں ہو حسب حال یہ مضمون زیب النسا مخفی کا ہی

من ز دل تنگ و دل من تنگ است	صحبت ما چو شیشہ و سنگ است	مخفیا کے رسی بمنزل دوست
راہ تاریک مرکبم لنگ است	من ز پروانہ نیستم کہ بیکدم عدم شوم	شمعم کہ جان گدازم و دم بر نیاورم

آج کی شب حکایت و شکایت میں بسر ہوئی ہی کلمات حسرت آمیز اسد پر ملکہ بلک بلک کے رو رہی ہی
ناگن وزیرزادی ہر مرتبہ سمجھاتی ہی ملکہ عالم رنج و ملال کو دفع کیجیے دل کو تسکین دیجیے کبھی اسد نامدار
کو اشارہ کرتی ہی او شہریار جو حضور کو منظور ہو وہ کیجیے کا زبان سے نہ فرمایئے کلمات تسکین سے اس خستہ
بخت کو سمجھائیے انھیں باتوں میں رات تھوڑی باقی رہی مگر ناگن وزیرزادی دیکھتی ہی آج خود بخود گلرخسار
ملکہ عالم کے مرجھائے ہوئے ہیں آنکھوں سے حسرت پیدا چہرے سے یاس ہویدا ہر چند کہ ناگن نے
سمجھا کر عاشق و معشوق کو ایک ایک جام پلایا آب نصیحت آتش شکایت و حکایت پر چھڑکا مگر ملکہ
کی حسرت و یاس کو ترقی ہی بلا وجہ گھبرا رہی ہی کہ ناگن وزیرزادی نے عرض کی حضور پشت و پہلو سے
ہوشیار رہیے گا دروازہ بند رہے ایسا نہو کوئی در انداز گھر کرے میرے نزدیک تو بہتر یہ ہی کہ اب صبح ہوتی
ہی صحن باغ سے نکلکر بارہ دری میں جا بیٹھیے شاید صبح کے وقت کوئی جادوگر اڑتا ہوا آسمان پر نکلے
اس جلسہ عیش و نشاط کو دیکھ لے فساد برپا ہو راز افشا ہو پھر حضور جان پر بنجلی ہر وقت رنگ
انقلاب درپیش ہی ہر طرح کا پس و پیش ہی باغ عالم ہر دم رنگ بدلتا ہی کبھی بہار کبھی خزان گل کے
پہلو میں خار ہمراہ راحت رنج اور ایک نکتہ عرض کروں سماعت فرمایئے عشرت اور حسرت کی ایک صورت
ہی بقول زیب النسا مخفی غزل

ابر بر رونق چمن گرید
دیدہ بر حالِ خویشتن گرید
رفت حسن گل و چمن برباد
شمع بر صبح انجمن گرید
بسکہ غفلت ربود مردم را
بر شگافت دل کفن گرید

گل بر ایامِ زیستن گرید
وصل شیرین نصیب خسرو شد
سرو بر باد یاسمن گرید
روز این عمر کوتہ آخر شد
چرخ بر حالِ مرد و زن گرید

دل ز دستِ فراق نالہ کند
غمِ ہجران کو کوہکن گرید
سوخت پروانہ بر ہوائے وصال
شب ز تاریکی لگن گرید
بیوفائی عمر ای مخفی

حضور ہر وقت خیالِ انقلاب ہے دل کو لیٹنے کے پیچ و تاب ہے خوب ملکہ کو سمجھا کر ناگن وزیرزادی طرف دربار داؤد جادو کے بڑے خیرخواہ ہوئی یہاں ستارۂ سحری چمکا ہی ہنگامۂ سحر برپا ہوا طائر آشیانوں سے پر کھول کر نکلے ستارین حدائق میں کھولین چہچہے زن ہوئے قمری نے صدائے حق سرہ کی بلبل اڑ کر چہکے گل میں آئی ہر سمت آوازۂ عیش و نشاط و سرور جام لالہ صہبائے شبنم سے معمور نسیم سحر مستانہ وار اٹکھیلیاں کرتی ہے مینا شجر سے سر ٹکراتی ہے نرگس شہلا نے برائے دیدار شاہدان چمن آنکھیں کھولیں سنبل نے موے مشکیں میں گرہ دی سوسن صفت باغبان تھا و قد میں پھول گئی سرو لب جو کی آئینہ آب رواں میں خوشنمائی اپنے قد دلجو کو دیکھ کر اکڑ رہا ہے دونوں عاشق و معشوق مسند ناز پر جلوہ فرما شب کے جاگتے کا آنکھوں میں خمار ملکہ نے کہا اے شہریار بارہ دری میں اٹھ کے چلیے وہاں چلکر بیٹھیں ہماری وزیرزادی سمجھاتی ہے ہماری خیرخواہ ہے کوئی بات اسکی نصیحت سے خالی نہیں ہے اسد غازی نے کہا ملکہ غلط وشی ہو جائے تو اٹھ کر چلیں قضائے کار بقول ناگن وزیرزادی صبح کو اکثر ساحران عذار ملازمان داؤد جادو برائے سیر نکلتے ہیں ایک ساحر موسوم افلاک جادو مصاحب داؤد جادو اڑا ہوا آسمان پر جاتا تھا طرف سے باغ ملکہ لالان خون قبا کے گذرا کان میں گانے کی آواز آئی طرف باغ ملکہ لالان خون قبا کے متوجہ ہوا نگاہ پڑی اسد نامدار و ملکہ لالان خون قبا کو ایک مسند پر دیکھا چونکہ اسد غازی مشہور طلسم کشا ہے تصویر اسکی ہر ایک فرد بشر دیکھ چکا ہے نگاہ پڑتے ہی اسد نامدار کو پہچانا بیقرار ہو گیا جلسہ میں کنیزوں کے دیکھا خود اپنا کام کہ جا کر خداوند داؤد سے کہوں اس شوخ دیدہ کو سزا ملے طلسم کشا قتل کیا جائے ہمارا نام ہو یہ خار طلسم سے نکلے افراسیاب ان جھگڑوں سے چھوٹے سرداران افراسیاب سے سبیل کرینگے یہ سوچتا ہوا دربار میں داؤد جادو کے آیا اسوقت داؤد جادو دولتخانہ شاہی میں

تخت پر بیٹھا تھا تمام سردار جمع ہین بڑے بڑے شاہان اولوالعزم سجدہ کر رہے ہین مسرور شکر سجدہ
لے کر آواز دیتا ہی سر خود را از سجدہ بردارید کہ نعمت بر شما نصیب کردیم خورشید جادو وزیر
پہلو مین ہر چند کہ بالکل جاہل ہی مگر لقب اُسکا پیغمبر نامرسل ہی اُس سے کہ رہا ہی خواجہ عمرو کو کوئی
گرفتار کرکے نہ لایا خورشید جادو نے دست بستہ عرض کی مین نے خداوند سے عرض نہین کیا
خواجہ عمرو نے حوالی ملک داؤدیہ مین غدر ڈالدیا صدہا مسافر مار ڈالے بہت جیسے مہاجن [illegible]
صدہا مسافر کی خبر غلام نے پائی جو بنجارہ لوٹا گیا صدہا مہاجنون کو گھر پر جا جا کر خواجہ عمرو نے
لوٹ لیا کہین چور بنکر گیا چاندی سونے کا مال بیچارہ تانبے پیتل کا تھا سب خبرین غلام کو ملین بجز
حضور ذکر نہین کیا جا بجا غدر پڑا ہی داؤد جادو نے کہا ای پیغمبر مین کیا کرون خود قدرت تلاش
مین اُسکی نکلین ایمان سے مجھے تقدیر کرین خورشید جادو نے کہا خداوند قصد کرین غلام
خود جائیگا مشکین باندھکر اُس ساربان زادے کی لائیگا میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا داؤد نے
کہا تم ہمارے رازدار ہو جا بجا ملک داؤدیہ مین ذکر ہی بندون کے دل مین فرق پڑ گیا کہ
قدرت کے سامنے زیر گنبد سامری لاکھ ہزارون کا کعبہ ہوا کیسے کیسے ساحر مرے جلا [illegible] ممکن
خورشید جادو نے کہا حضور ایک دن کی جستجو کا کام ہی جس دن قصد کیا فوراً لایا کہان جا سکتا ہی
اجل اُسکی دامنگیر ہی ایک پیادہ عیار ذلیل و حقیر ہی یہ باتین ہو رہی تھین کہ افلاک جادو پسینے
پسینے آیا گھبرایا ہوا سجدہ کرکے سامنے دست بستہ کھڑا ہوا داؤد نے کہا کیون ای بندۂ خاص
مصاحب با اخلاص کچھ عرض کرنا منظور ہی افلاک جادو اسکا نام ہی ظلم بدبخت کام ہی عاشق و معشوق
کو جو ایک مقام پر دیکھا جلگیا ہمیشہ سے مردم آزار طالب و مطلوب کا دشمن راہ عیش و عشرت
کا راہزن کسیکی خوشی منظور نہین رنج و غم دینے مین قصور نہین ہر وقت اسی فکر مین پھرتا ہی کسکو ناشاد
کرکے گھر برباد کرون کس کو جلاؤن کسکو بھونون سامان غدر کا جو ظلم و بدعت مین فرد ہو مردان
عالم کا دشمن ہو نامرد ہی بے اختیار عرض پیرا ہوا یا خداوند کچ غلام کو بڑا تعجب ہی زبان سے وہ حرف
نہین نکلتا اس ذکر مین یہی مصرعہ کافی ہی مصرع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی یہ حضور کی مددگاری
نور چشمۂ خالص کو آج ایسے رنگ مین دیکھا غلام کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا قصد ہوا کہ باغ جلاؤن
ہمراہیان ملکہ کو خاک مین ملا دون مگر خائف ہوا شاید حضور کے خلاف ہو داؤد جادو نے

کہا صاف صاف کہو کیا پہیلیان کہتا ہی آخر لالان خون قبا نے کیا کیا اُس سے کون سا قصور
ہوا افلاک جادو نے کہا جان کی امان پاؤن تو مفصل کیفیت عرض کرون داؤد جادو نے کہا
بیان کر کہا حضور مین بوقت سحر آسمان سے سیر کرتا ہوا آتا تھا طرف باغ ملکہ لالان خون قبا
کے گذر ہوا طلسم کشا اسد غازی کو پہلو مین ملکہ لالان خون قبا کے بیٹھے دیکھا صحبت عیش و نشاط
آراستہ گانے والیان حاضر دور جام شراب دونون کا شباب غلام نے یہ انقلاب دیکھا قلب کانپا
غصہ آیا ضبط کیا کہ حضور خود انتظام کرین یہ سنکر داؤد جادو غصہ مین کانپ اٹھا ایک چیخ ماری
تمام قصر تھرایا حاضرین دربار کے رنگ رو متغیر ہر ایک وزیر امیر متنفر متحیر داؤد جادو نے افلاک جادو کو
حکم دیا کہ سو ملازمان نمک خوار ساحران غدار ہمراہ لیکر طلسم کشا کا سر لاؤ اُس گیسو بریدہ کو محافہ مین سوار
کر کے ہم تک پہونچا دو قدرت سے سزا دینگے ساہے کوڑون سے کھال کرا دینگے آتش قہر خداوندی مین
جلا دینگے ایسی گیسو بریدہ کو خاک مین ملا دینگے کرا دو افلاک جادو اگر خلاف نکلا سنگ سیاہ بنا دونگا
تیری قوم بھر کو مٹا دونگا افلاک جادو نے کہا حضور غلام نے اپنی آنکھون سے دیکھا اگر خلاف نکلے
گردن از مو باریک مجل ہو کہ خداوند کے سامنے بقدر سر نو چکیدہ خالص ایسے مہملات حالات فضیحت
آیات بیان کرین قدرت کے قہر و غضب سے زمین بھی ظاہر ہو جاویگا غلام سو ساحر لے کر جاتا ہی
طلسم کشا ملکہ کو باحتیاط لاتا ہی یہ کہکر پہیجا باہر نکلا ساحرون کو جمع کرنے لگا کہ قضائے کار ناگن وزیرا کی
دونون وقت برائے دریافت خبر آتی ہی ایک گوشہ مین حاضر تھی جس قصر مین چند نازنینان مہ جبین جو حوران
قدرت کہلاتی ہین اُنسے ناگن بھی باتین کر رہی ہی مگر گوش بر آواز تا ایک نازنین ہانپتی ہوئی آئی سبھون سے
کہنے لگی اری حوران قدرت خداوند داؤد نے کچھ سنا بڑا غضب ہوا ابھی مین دربار خداوندی مین حاضر
تھی نگوڑا افلاک جادو زشت خو سامنے قدرت کے آیا کہتا ہی ملکہ لالان خون قبا ہمراہ طلسم کشا باغ
مین اپنے اُس ابیٰ کو لیے بیٹھی ہین خداوند داؤد غصہ مین کانپ رہے ہین اُسی نگوڑے افلاک جادو
کو حکم ملا سو ساحر لیکر برائے گرفتاری ملکہ لالان خون قبا و طلسم کشا جاتا ہی ہوا ایسی خبرین سنکر کلیجہ
تھراتا ہی اُس قصر مین نازنینان مہ جبین کا جمگھٹا ہی ایک بولی بیٹھو سراسر بہتان معلوم ہوتا ہی ملکہ
لالان خون قبا کو مرد کے نام سے نفرت ہی جو سکے باغ مین ہزار پھول ہنسین دوسری بولی بیٹھا لا
دنیا مین ایک جگہ مرد سے نفرت ہی ایک بی ملکہ صاحب کواری جانی دیوانی ہوتی ہی شباب مین جو

نام پر سال ٹپک پڑتی ہی ہم بھی ایسا ہی کہتے تھے اب یہی جی چاہتا ہی بازار میں نکلیں چار کو دیکھیں اپنے
کو دکھائیں جوانی کے مزے اڑائیں پاس کوچہ عشق و محبت میں بڑے مزے ہیں مردوں کی بھولی بھولی
باتیں وقت پر یقین کرنے میں ذرا ہنسا ہے کو کھینچا قدموں پر گرتے ہیں تصدق نثار ہوتے ہیں ذرا
منھ پھیر لیا زار زار روتے ہیں جان تک ہار دینے کو حاضر ہیں لیکن نگوڑے نٹ کھٹ اپنے
مطلب کے عاشق یار ناموافق جہاں مطلب نکل گیا پھر کون آتا ہی اگر کہیں ملے ہم تو وہی اپنا عاشق
سمجھے وہی اگلی چلتی چلتی باتیں یاد رہیں اُنھوں نے منھ پھیر لیا گویا ان تلوں میں تیل ہی نہیں بعض نازک
مزاج وفا جو فائی کی گھبرا کر سنکھیا کھالی ہوا مجھ پر آ گئی زہر کھا کھا کے مر گئے اب مجھ کو چاہت کی قدر ہوئی
ایک سے کر کے بیٹھ رہی ہمارے ناز اٹھاتا ہوا اُسنے اپنے جورو بچے چھوڑ دیے پھر اکثر غلام ہی اسیطرح
جوش جوانی میں ملکہ نے بھی طلسم کشا کو بلا لیا ہوگا نہایت خوبصورت جوان ہی جری بہادر صاحب حسب
و نسب ہی ملکہ حسین دختر افراسیاب کا معشوق سنا ہی بڑا خوش مزاج ہی معشوقان جہان کے سر کا
تاج ہی جب تو بی بی مہ جبین طلسم ہوش ربا کی حکومت چھوڑ کر صحراے حیرت سے اُسکو لے بھاگیں قید بھی ہی
مگر محبت سے اُسکی ماننے میں اُٹھایا اب اُسکے لشکر میں چین کرتی ہیں اُسنے تخت سلطنت پر بٹھایا ہی
شاہان عالم کو اُسکے نصیبے پر رشک ہی یہ باتیں جو ناگن وزیرزادی نے سنیں گھبرا کر اُس قصر سے
باہر نکلی جی میں کہتی ہی اسنے بڑا غضب ہوا جس بات کا ہمکو خیال تھا بخت سیاہ نے وہی روز دکھایا
مگر پر پرواز پیدا کر کے طرف باغ کے چلی ساحرہ زبردست ہی ایک چشم زدن کنج باغ میں آ گری
دیکھا ملکہ لالان خون قبا اُسی طرح صحن باغ میں مشغول عیش ہیں سامنے آ کر سلام کیا عرض کی
ذرا الگ تو چلیے مجھے کچھ کہنا ہی ملکہ لالان خون قبا رنگ روے ناگن متغیر دیکھ کر گھبرا اُٹھی ناگن
ہاتھ تھام کر کنج باغ میں لائی چونکہ ملکہ سے محبت دلی ہی بچپن سے ساتھ کھیلکر پرورش پائی ہی
قدموں سے لپٹ کر رونے لگی ہچکی لگ گئی ملکہ گھبرائی ہو ناگن جلد بیان کر خیر تو ہی ناگن وزیرزادی
نے کہا واری خیر کیسی سراسر شر ہی حضور کو کیا خبر ہی ہم جتنے وقت کہ گئے تھے کہ اب صبح ہو چکی ہی
اندر بارہ دری کے جا کر دیکھیے آپ نے ہمارا کہنا نہ مانا افلاک جادو گڑا ہوا جاتا تھا آپ کو پہلو میں
طلسم کشا کے دیکھ گیا جا کر خداوند داؤد سے سر دربار اُس بیچارے کا کہا قدرت نے حکم دیا ہی فوج
براے گرفتاری طلسم کشا آتی ہی یہ حال مصیبت مآل سنکر ملکہ لالان خون قبا کا چہرہ زرد ہو گیا ہاتھ

پاؤن مین رعشہ پیشانی پر قطرہ ہاے عرق السپینہ بے اختیار رونے لگی کہا اے وزیر زادی اب کیا کرون
مین کنوئین مین پھاند پڑون ہیرے کی انگوٹھی چباؤن انکو کسی طرح بچالے مجھے اپنی جان کا خیال
نہین ہے وہ بیچارے غریب الوطن انکے بزرگ ہزارہا کوس پر ہین ان بیچارے کو کون بچائیگا اس آفتاب
عالمتاب حسن پر زوال آجائیگا آتش خوشعلہ فراق مین تلوار کھینچکر لڑائی پر آمادہ ہونگے سحر ساحری کچھ
جانتے نہین ہاے کیا کرون کہان انکو لیکر چھپاؤن مین کیا جانتی تھی کہ آج آفت آسمانی نے کوہ ظلم
گردش دکھلائیگا افلاک جادو یون دیکھ جائیگا ناگن نے کہا اب حضور گھبرائین نہین آئی ہوئی عقل
جاتی رہیگی سوچینگے کچھ منہ سے بات نکلیگی اور نکلیگی بگڑی ہوئی بات بنانا دشوار ہے ابھی تک خیر ہوگئی
بھاگ کے آنے مین عرصہ ہے اتنی دیر مین کچھ فکر کیجیے مرنے جینے کا نہ ذکر کیجیے ملکہ لالان خون قبا نے
کہا ہوا ناگن تم جو کہو وہ کرون ناگن نے کہا اے ملکہ عالم یہ کوے محبت ہے اسمین ہزار طرح کی آفت ہے
کیسے کیسے جوان اس ظالم نے ستائے تحمل محبت سے کس کو بیل بلا کا غنچہ آرزو کھلا مجنون دشت
نجد مین برباد رہا فرہاد ناشاد مرا لیلی کو کب شب وصل حاصل ہوئی ہمیشہ جفاے فرقت سہی شیرین
نے اپنی جان شیرین دی حضرت یوسف اسی چاہ کی بدولت سے قید ہوے وام الفت زلیخا کے
صید ہوے اگر لونڈی اپنی جان ستائیگی جہان تک ہوسکیگا آپکی اور طلسم کشا کی جان بچائیگی مگر
اتنا یاد رکھیے خداوند لقا آپ پر بدعت کرین سواے نہین منہ سے ان ننگے سر کٹ جائے بات مین
فرق مین نہ آنے الفت بڑی چیز ہے افلاک جادو حرامزادہ بڑا بے تمیز ہے اگر میرا فقرہ چل گیا تو انکو
بچایا اسکو قتل کرایا ورنہ مین بھی جان حضور کے قدمون پر نثار کرونگی مین اس گل سے چہرے کی
بلبل شمع رخسار کی پروانہ آنکھین پھوٹین جو حضور کو بے طور دیکھون یا دشمنون کے رنج و ملال کی
خبر سنون اب یہ تدبیر ہے کہ طلسم کشا صاحب جرأت و شوکت اپنے زمانہ کا رستم اگر اس بات کو سن پائینگے
تلوار کھینچکر سامنے ساحرون کے جائینگے ایک ساحر انکے واسطے کافی ہے ہماری اتنی لیاقت نہین کہ
داؤ و جادو سے ٹرسکین اب مین سحر کرکے طلسم کشا کو چھپاتی ہون آپ محفل عیش آراستہ کرکے
بیٹھیے دل کو سنبھالیے جو کچھ گذرے دل پر گذرے تغیر ظاہر نہ ہونے پائے جب افلاک جادو
آئے جواب صاف دیجیے اور دلیر ہوکر فرمایئے کہ ہم طلسم کشا کو نہین جانتے ہرگز نہین بتاتے
خدا نخواستہ اگر خداوند کے سامنے بھی پرسش ہو ہماری سر کٹ جائے بات مین فرق نہ آنے

سوامر لونڈی کے کہنے کا خیال رہے بموجب مصرعہ ع قدم عشق پیشتر بہتر۔ اُس گوشہ مین کھڑے
ہوکر ناگن نے ملکہ لالان خون قبا کو خوب سمجھایا ملکہ سن رہی ہی مگر سرو صن ہو رہی ہی ہر بات کا یہی جواب
ہی ہوا جو کسو کی دہی کرونگی خدا اُنکی جان بچائے ای خیرخواہ بلااشتباہ اپنی جان دینے پر آمادہ ہون غزل

امید وصل کو باشد زغم دل ریش کی مانند
دگر آنرا چو مجنون کم کار خویش کی مانند
تو خواہی سوون الماس ریزہ خواہ ہم نہ
جو مخفی است عقل و ماند ریش کی مانند

اگر چہ جان دہ شا گرد و شمع دل ریش کی مانند
جنون ہر جا تخن کی مانند سوز دل ہر پیچ
جراحت ہمچو ان شود ناسور ہم انبوش کی مانند

کسی کو شد گرفتار سر زلف پریشانی
مجال گفتگوے عقل ہوا ندیش کی مانند
کسی کز دست ظلم ہوم نخوان دل کشتہ جگر

ناگن وزیرزادی کی بھی ان باتون سے چٹکی لگ گئی کہا حضور خدا
آپکی جان بچائے انجام اسکا بخیر ہو حقیقت مین کوے عشق مین سواے رنج مصیبت کے کیا ہی۔ کہکر ملکہ کو
ساتھ لیے ہوے طلب مین آئی اسد غازی کو ملکر ایک کمرے مین لیگئی مخفی طور پر کرکے لخلخہ اون بیہوش کیا
ناظرین پر واضح ہو سید احمد علی صاحب نے اس مقام کو اسی طور پر لکھا ہی کہ ناگن نے ایسقدر سحر کیا کہ اسد غازی
ایک سنگدانہ بنگیا ملکہ لالان خون قبا کی پازیب کے گھنگرو کا سنگ کہکر یہ دانہ شکر کا اُسی گھنگرو مین
رکھکر منھ اُسکا بند کر دیا حضور اب اگر ساحری جمشید بھی ڈھونڈھینگے نہ پائینگے آپکا معشوق آپ ہی
کا پابند ہا اللہ لونڈی بھی وقت پر کسی طور سے آئیگی یہ تقریر و تدبیر کرکے ناگن تو ایک جانب روانہ
ہوئی مگر ملکہ لالان خون قبا مثل زلف پریشان بصورت آئینہ حیران سر جھکائے بارہ دری مین بیٹھی
تھی کنیزین بخوف داود جادو کانپ رہی ہین گوشون مین چھپتی پھرتی ہین ملکہ لالان خون قبا
ہر چند منع کرتی ہی دیکھو صاحبو ہوش وحواس درست رکھو استقلال ثابت ہو تم لوگ کیون گھبراتی ہو
جو آفت ہوگی میری جان پر گذریگی تمہارا اونا بیکار ہی بچانے والا پروردگار ہی ملکہ ان باتون مین مصروف تھی
کہ دروازے سے پہرہ دار ہوا محلدار دوڑی ہوئی آئی کہا ماری افلاک جادو سو ساحرون کو لیکر آیا ہی کہتا ہی
تمہارے باغ مین طلسم کشا آکر چھپا ہی ملکہ نے کہا آنے دو دیکھو کیا ہو تلاشی لو سارے باغ کو چھانو
افلاک جادو بلبلاتا ہوا باغ مین گھس پڑا چاہتا ہی باغی کو گرفتار کرے مثال اُسی گھٹا کو خار ونگا
مثل سرو صحرائی اکڑتا ہوا ساحران غدار ساتھ سو چھون پر تاؤ دیتا ہوا ملکہ کے سامنے آیا بے ادب نے
سلام بھی نہ کیا ملکہ لالان خون قبا تو نہ بولی مگر کنیزون نے پوچھا میان افلاک کہان چلے کیون
خیر تو ہی افلاک جادو نے کہا دستانیو خوب ملکہ عالم کو بدراہ کیا ہی بتلاؤ طلسم کشا کہان ہی گھس

مکان میں چھپا دیا صاف صاف بتلا دو ورنہ مارے کوڑوں کے کھال گرا دونگا اب ملکہ بول اُٹھی کہ
افلاک کچھ دیوانہ ہوا ہی کیا حقیقت ہی تم باسمی ہی بیشک فلک کا کام گردش ہی ظلم و بدعت میں کوشش
مگر ہمارے باپ نے اپنی قدرت سے زمین و آسمان بنایا ہی ہمارے ساتھ کجروی کریگا افلاک جادو
نے کہا ملکہ عالم بس اسی میں خیر ہی اپنی جان و آبرو بچائیے طلسم کشا کو بتائیے میں مجکو آسمان پر اڑتا ہوا
جاتا تھا اپنی آنکھوں سے دیکھا طلسم کشا آپکے پہلو میں بیٹھا تھا شراب پی رہی تھی ملکہ لالان چیخ اُٹھی
نے کہا دیوانہ ہی کیسا طلسم کشا ہمارے باغ میں طلسم کشا کا کیا کام ہی مجکو بیشک جلسہ آراستہ تھا ناچ
گانا روز ہوتا ہی کوئی خواص ہماری مرد اسکے کپڑے پہنے بیٹھی ہوگی روز سوانگ بنتے ہیں کسی کو مرد بنایا
کسی کو شراب پلا کے شری دیوانہ قرار دیا ہمارے باغ میں مرد کا کام نہیں اگر تو نے دیکھا ہی تلاش کرلے
سارا مکان پڑا ہی خبردار میری کنیزوں سے اور نہ کچھ کہنا منہ ڈالنا یہ سب ہماری ملازم ہیں عہد حکومت
سے سرفراز ہیں افلاک جادو نے کہا میں ڈھونڈھ لونگا یہ کہکے اشارہ کیا ساحران غدار قصر و
مکان میں گھسے تلاش کرنے لگے مشعل و فانوس لیے ہر طرف ڈھونڈھتے پھرتے تھے جس مکان میں جاتے
تھے طلسم کشا کو نہ پاتے تھے بدحواس اگر افلاک سے جا کے کہتے تھے ای افسر سب مکان خالی پڑے
ہیں طلسم کشا کا نشان نہیں معلوم ہوتا ہی تبھی فرمائیے آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا افلاک جادو
گھبرا گیا صندوق پٹارے کھلوانے لگا ہر چمن میں جاتا ہو ہر روش پٹری چھانتا پھرتا ہی اُس گل کا کہیں پتا
نہیں ملتا اس ہما کا نخل آرزو نہیں پھلتا تمام باغ کی خاک چھانی خاک بر سر ہوا مطلق تسکین دل نہوئی
آخر غصہ میں سامنے ملکہ کے آیا کہا آپ نے کہیں طلسم کشا کو چھپا دیا خداوند قدرت سے دریافت
کرینگے چلیے سوار ہو جیے قدرت نے یاد فرمایا ہے ملکہ لالان خون قبا روتی ہوئی اُٹھی محافہ میں آ
ہوئی کنیزیں اشک حسرت بہاتی ہوئی عقب میں محافہ کے افلاک جادو پایہ پر محافہ کے ہاتھ
ڈالے ہوئے کہتا جاتا ہو دیکھیے ملکہ چھپا ہے اب بھی منصف بتا دیجیے میں قدرت کو سمجھا دونگا کہ میں نے
طلسم کشا کو جنگل میں پایا باغ میں ملکہ کے نہ تھا میں اکیلی جادونگا قدرت غصہ میں کوڑا لیے بیٹھے ہیں
ملکہ کچھ جواب نہیں دیتی کنیزیں کوسنی چلی جاتی ہیں کہتی ہیں یا خداوند گمرا افلاک جادو مر جائے
بجھو وے کے ہاتھ پاؤں کو گھن دیدے پھوٹیں کیا مرا ہو جو خداوند قدرت نسائی کریں دونوں
دیدے بجھو وے کے پھوٹ جائیں ظالم کے کوڑھ ٹپکے ہماری ملکہ پر تہمت لگاتا ہی اسی طرح سے محافہ

داخل شہر داؤدیہ ہوا شہر میں بھی ہلڑ پڑی ہر گھر میں یہی ذکر ہے کہ تو صاحبو ملکہ لالان خون قبا نور چشم شہنشاہ خالص خداوند قید ہو کر آئی ہیں نہیں معلوم سچ ہے یا جھوٹ کہتے ہیں کہ طلسم کشا اسد غازی باغ میں آ کر ملکہ لالان خون قبا کے چھپا ہے بعض کہتے ہیں ملکہ عاشق ہوئی ہے ایک کہتی ہے ہوا بلا خداوند کی بیٹی کیا عاشق ہو گی کسی نے ہمت لی ہے عقلمند کہتے ہیں مصرع تا نباشد چیزکے مردم نگویند چیزہا یہ آوازیں کان میں ملکہ کے آتی ہیں محافہ میں رو رہی ہے کبھی ہاتھ اٹھا کر دعا کرتی ہے ای آسمان کے خدائے نادیدہ میری عزت و آبرو بچانا پھر باغ میں خیر و عافیت سے پہونچوں بیچارہ طلسم کشا معصیت کا پابند ہے میں تو سحر و ساحری نہیں جانتی نہیں معلوم اس حال میں کیا گذر رہی ہو گی ناگن نے غضب کیا سر کا دانہ بنا کر گنگر و میں رکھ لیا ہے ایسا نہو جرم ثابت ہو جائے بیڑیاں پہنائی جائیں جہانگیر کے قبضہ میں آئے کیونکہ وہ بیچارہ بچے کا افلاک جادو دوڑا ہوا جاتا ہے پیش محافہ کے دربار میں آیا دیکھا داؤد جادو غصہ میں کانپ رہا ہے کوڑا ہاتھ میں غصہ بات بات میں جیسے ہی افلاک جادو سامنے آیا کہا کیوں طلسم کشا کو لایا افلاک نے کہا یا خداوند معلوم ہوتا ہے کسی نے ملکہ کو خبر پہونچا دی ہاتھی کو کہیں چھپا دیا ہر چند میں نے ڈھونڈھا نہ ملا حضور ملکہ سے پوچھیں سزا پائینگی آپ ہی بتا دینگی داؤد جادو تو غصہ میں بھرا بیٹھا تھا کہا گیسو بریدہ کو لاؤ ملکہ کا پنیس ہوئی محافہ سے اتری داؤد جادو کو سلام کیا مثل شعلۂ آتش بھڑک رہا تھا منہ پھیر لیا کہا کیوں او گیسو بریدہ او ننگ خاندان بتا طلسم کشا کہاں ہے ایسے کا نئے کو اپنے باغ میں جگہ دی ہمارے جاہ و جلال کا خیال نہ آیا سچ بتا کہاں چھپایا خوف کے مارے ملکہ کے منہ سے بات نہیں نکلی ڈرتے ڈرتے غنچۂ دہن وا کیا ای والد نامدار میں طلسم کشا کو نہیں جانتی نام سے بھی آگاہ نہیں کبھی نصیب تک نہیں دیکھی داؤد جادو نے کہا میرے سامنے مکرتی ہے میرے صاحب کو جھوٹا کرتی ہے افلاک نے اپنی آنکھوں سے دیکھا مفصل حال کہہ چکا مجال ہے کہ قدرت کے سامنے جھوٹ بولتا صاف بتا نہیں تو آتش قہر و غضب سے بھڑک دونگا دوزخ میں پھکوا دونگا ملکہ لالان خون قبا نے سر جھکا لیا جواب نہ دے سکی داؤد جادو نے کہا اسکو ستون سے باندھ دو یہ گیسو بریدہ یوں نہ قبولے گی تمام امرا و وزرا ارکین سلطنت کانپنے لگے ہر ایک خائف و ترساں مثل بید لرزاں الیسین کہتے ہیں دیکھو یارو بیٹی ہے یہ قیامت ہے اس مقدمہ میں اور کسکا پاس کریگا سلاطون کے نام سے قدرت جلتے ہیں اس قوم نے بڑا غضب کیا کہتے ہیں خدائے نادیدہ آسمان

پس ہی خداوند داؤد کا مقابل بنایا قدرت کو کیونکر رشک ہو مگر جب داؤد جادو نے دیکھا کوئی
ملکہ کو ہاتھ نہیں لگاتا خود تخت سے اُٹھا اُس شہنشاہ خوبی گلعذار ماہ رخسار سمن بو خورشید و جسکے جسم
نازنین پر بدھی پھولوں کی بارتھی رسن سے کس کے باندھا کوڑا لیکر کھڑا ہوا کہا دیکھ او شوخ دیدہ
مارے کوڑوں کے کھال گرا دونگا ملکہ لالان خون قبا نے جواب دیا میں نہیں جانتی آپکو اختیار ہی کسکا
نام اسد نامدار ہے اب داؤد جادو نے غصہ میں کوڑا مارا قیامت برپا ہوئی لباس پارہ پارہ خون کے
فوارے جسم سے نکلنے لگے گل سا چہرہ کمھلایا سنگ ڈھلا آہ کا نعرہ کیا اتنا منہ سے نکلا ای والد نامدار میں
کوڑے کی سختی نہیں خنجر تلوار سے قتل کیجیے آج مجھ بدنصیب کا ماتم شاد کیجیے یہ کہکر ضرب کے صدمے سے
پھڑکی تڑپی سارے جسم کو جنبش ہوئی داؤد جادو کوڑا لیے کھڑا ہی وزیر اسیر لپٹ گئے کہتے ہیں ای شہریار
اب کی کوڑے میں مر جائیگی پروردہ مہد ناز و نعم ہے سہہ چکی ظلم و ستم بس اسیقدر سزا کافی ہی رحم کیجیے زیادہ
سزا نہ دیجیے اگر یہ بات سچ ہوتی کیا مجال تھی چھپا سکتی افلاک جادو بھی تھر تھر کانپ رہا ہی اب سب
افلاک جادو کو برا کہہ رہے ہیں کہ اس ملعون نے بڑا غضب کیا ملکہ پر تہمت رکھی اتنی بڑی سزا اُٹھا کر قدرت
کے سامنے کیا مکر کی صاف صاف کہہ دیتی جب داؤد بڑھتا ہی کہ دوسرا کوڑا مارے وزیر ہاتھ باندھتے
ہیں کہتے ہیں بس حضور بس مگر قضا سے کا کوڑا کھا کر جو ملکہ لالان خون قبا کے جسم کو جنبش ہوئی ایڑیاں میں
بند ریں اس لشکر کا منہ کھل گیا دانہ شر کا زمین پر گرا یختہ زمین پر ڈھلکتا ہوا چلا ملکہ لالان خون قبا کی
نگاہ پڑی اپنا دکھ درد بھول گئی ہاتھ بندھے ہوئے بیدست و پا اگر ہاتھ کھلے ہوتے دانہ کو اُٹھا لیتی سر
ٹکرانے لگی نگاہ اُسی دانہ پر وہ دانہ آخر ڈھلکتا ہوا قریب دیوار جا کر ٹھہرا ملکہ لالان خون قبا دیکھ رہی ہی
دیوار میں ایک روزن تھا اُس روزن سے ایک چوہا نکلا اُسنے دانہ شر کا منہ میں لے لیا روزن میں جاکر
غائب ہو گئی اب تو ملکہ نے ہاے کا نعرہ مارا ضرب تازیانے کا صدمہ کم یہ قلق انتہا کا دل بلگیا کلیجہ میں ناسور
قلب ناصبور دل سے کہتی ہی ای لالان خون قبا جیتے جی یہ مصیبت اُٹھائی اُسکو یوں ہاتھ سے
کھویا ہاے ناگن نے اس اعتراض کو نہ سمجھا کمبخت نے شر کا دانہ بنا دیا چوہا کھا جائیگی افسوس صد ہزار
افسوس پاس شیر بیشہ صاحبقرانی کی نعت جان گئی اس خیال میں قلب کو ٹھیس دل میں پھڑکن کلیجہ میں
درد رنگ زرد ہونٹوں پر آہ سرد سینوں سے سرد سے سارہی ہی مگر داؤد جادو نہیں مانتا
چاہتا ہی پھر کوڑا مارے کہ دروازے سے بارگاہ کے صدا دونے پہنچنے کی آئی کوئی یہ کہکر دہائی دیتا ہی اس

خدائی مین آگ لگے خداوند داؤد کے ہاتھ مین کوڑہ تھے ابھی شہر داؤدیہ مین آگ لگجائے آسمان پھٹ
پڑے زمین کے طبقے اُلٹجائین کوئی خداوند دنیا مین باقی نرہے سب گھبرائے کہ کون زبان درازی جو ایسے
کلمات کہتا ہی ملکہ لالان خون قبا تڑپ تڑپ کے بیہوش ہوگئی دو صدمے کال قلب پر پہونچے تاب
نہ اسکی بیہوش مدہوش سنا ڈھلگیا موت کے آثار چہرۂ زیبا سے ہویدا ادھر تو داؤد جادو کی نگاہ اس حال
پر ملال پر اپنی دختر بلند اختر کے پڑی مرجھائی ہی بیہوش ملا کوئی خطائے فاش آنکھ سے نہین دیکھی فقط افلاک جاہ
کی زبانی اسقدر صدمۂ عظیم ہوا قریب تھا روح جسم سے نکلجائے آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے تھے اسی حال
مین یہ صدا اُسنی سر اُٹھا کر دیکھا ناگن جادو وزیر زادی ملکہ لالان خون قبا کی دونون ہاتھون سے سر پیٹتی
ہوئی کلمات گذشتہ زبان پر جاری سامنے خداوند داؤد کے آکر پہونچی آنکھ ملا کر کہا کیون خداوند یہ کیا
ستم کیا او جلاد اپنے نخل مراد کا اپنے ہاتھ سے قلع کیا اس پھول پر رحم نہ آیا گل سے چہرہ کی حالت تو دیکھ مگر
تو جلاد و جفا کار ہی ایسے چمن حسن کو پامال کیا تیرے ہاتھ قلم ہون ایسے نازکبدن کو کیونکر کوڑا مارا ایسی کیا
خطا ہوئی یہ کہکر ایک دو ہتڑ داؤد جادو کے مُنہ پر مارا کہا مارے مجھکو بھی کوڑا مار تلوار کھینچ نہین تو پوشان
کاٹ کے پھینکدونگی مین نے بھی تو ہی خدائی کئی دن سے سجدہ کرنے کو نہین آئی جو سجدہ نہ کرے
اُسکو جلادے خاک مین ملادے ارے جلاد بتلا تو میری بی بی نے تیری کیا خطا کی جو ایسی سزا اسے کامل
دی داؤد جوش محبت مین دختر کے بدحواس تو ہو چکا تھا ناگن جادو وزیر زادی نے جو سر دے مارا
ایسے کلمات سخت کہے داؤد نے ہاتھ ناگن وزیر زادی کا پکڑ لیا کہا بیٹا اُس تو کہ کیا ستم کہ گذرا میرے
کلیجہ کے ٹکڑے ہوگئے ہین اُسکے جسم پر زخم پڑے میرے قلب مین ناسور ہوا جو کبھی اچھا نہوگا مگر بیٹا
حال تو سنلے ناگن نے دامن تھام لیا کہا بتلایئے کسی کی چوری کی کسی کا گھر لوٹا کسی کو ذبح کیا
آخر ایسا کون سا گناہ ہوا جسکی یہ سزا ملی سمجھ گئی اس ہفتہ مین باغ مین نیا گل کھلا تھا ہر ایک گلعذار
مردانے کپڑے پہن کر آراستہ ہوئی تھی کوئی جمعدار کوئی کپتان بنا تھا لڑائی کے سامان ہوئے
تھے سٹی کے تیر مٹی کی کمانین بنائی تھین تلوارین سپرین بانس کی اُس پر چاندی کے ورق لگائے
گئے تھے کوئی رستم کوئی سہراب بنا تھا کسی کا افراسیاب نام کہا اسی بات پر شاید آفت آئی ہو
سبحان خداوند صاحب ذرا تواریخ دیکھیے وہ افراسیاب جو رستم سے لڑتا تھا اور تھا بی بی ہماری
رستم بنی تھین جسکا افراسیاب بنایا تھا جیسے تلوارین ماریں ملکہ نے کمر مین ہاتھ ڈال کے کھینچا

تخت سے آنا بی شہنشاہ افراسیاب بنی تھیں جب تخت سے گرا یا تھا بہت روئی تھیں انھوں نے
شاید آنکھ آگ لگائی ہوگی تو حضور آپ کے بندے افراسیاب کا ذکر نہیں ہو ذرا تو اپنے شکار کو ملاحظہ
کیجیے کجا رستم و افراسیاب کہاں یہ خانہ خراب یہ کہ کے چیخیں مار کے رونے لگی داؤد نے گلے سے
لگایا کہا بی بی بات تو سنو تم اپنے کو ہلاک نہ کرو ناگن نے کہا میری بلا مرتی ہیں زندہ رہونگی پہلے
تمکو اندھیری گور میں سلا دونگی اور میں تو ضرور سنکھیا کھا کے جان دونگی آپ مجھکو رونے پیٹنے کو
منع کرتے ہیں اپنی بی بی کو دیکھکر میرا کلیجہ پھٹا جاتا ہے داؤد سمجھا کہ حقیقت میں اسنے ملکہ کے ساتھ
بڑی شفقت کی ہے ساتھ کھیلکر بڑی ہوئی ہے اسکی سچ پر صدمہ ہے اسوقت اسکی بات کا برا نہ ماننا
چاہیے میری بیوی کی عاشق صادق ہے پیشانی پر بوسہ دے کے کہا بی بی سنو بڑی قیامت کی خبر سنی
ہے سوانگ بننے کا اپنے باغ میں تمکو اختیار ہے جسطرح چاہو کھیلو کودو منع نہیں کرتا افلاک جادو نے
مجھکو خبر دی کہ طلسم کشا اسد غازی پہلو میں ملکہ لالان خون قبا کے بیٹھا ہے شب میں نے ساحر بھیجکر
گرفتار کر منگایا ناگن وزیرزادی نے کہا ایک جن میں طلسم بنایا تھا اگر شیر کوئی نہیں تھا گئے گھوتے تھے کہ
بنا لیتے ایک مرحلے پر انھوں نے کانوں کانوں کی تھی شیر کا بھیس بھی نہیں بنایا پہلو میں کیونکر آتا میں بہروپیا
خوب جتی ہوں لڑکے کو لے جاتی ہوں ایک لڑکا بناتے ہیں اسکے پیٹ میں شہاب بھر دیتے ہیں میں جب سنبھالجاتی
ہوں پیٹ چاک کر کے الگ ڈال دیتی ہوں اسکے ماں باپ روتے ہوئے آتے ہیں پھر محلے والے اسکے ماں باپ کو
سمجھاتے ہیں لڑکے کا لاشہ اٹھتا ہے یہ بڑا صدمہ سوانگ بنایا جاتا ہے کئی دن میں ختم ہوتا ہے داؤد جادو نے کہا یہ تو نام بھی اسد
غازی کا نہیں جانتی کہاری ناگن سن تو کیا سوانگ اسد غازی پوتا صاحبقران کا جو شہنشاہ طلسم
ہوشربا افراسیاب جادو سے لڑتا ہے اسکو کہا کہ باغ میں ملکہ لالان کے موجود ہے یہ سنکر ناگن چیخنے
لگی کہ خداوند تم پر آسمان پھٹ پڑے گا ہماری ملکہ کے باغ میں مردوا یہ کون صاحب کہتے ہیں ذرا انکی
صورت دکھا دیجئے انکی ڈاڑھی مونچھیں مونڈ ڈالوں ڈائن بنکے کلیجہ کھا جاؤں رات کو جو باسی بولتا ہے
اسکی آواز سے تو میری بی بی ڈرتی ہیں نہ کہ مردوا پاس بیٹھے واسطا اپنی خدائی کا مجھے کہنے والے کی صورت
دکھا دے ہو ایسی بھولی بھالی ہے یہ سنت داؤد چونکہ جلایا ہوا تھا مہ ہدی سے بیقرار تھا کہا
یہ صاحب افلاک جادو کہتا ہے کہ میں نے آنکھوں سے دیکھا یہ سنتے ہی ناگن بلبلی خوب خبر ہے
افلاک جادو کی صورت دیکھی جھک کر سلام کیا کہا میاں افلاک صاحب واہ وا آپ کئی دن سے

ہمارے گھر پر نہیں آئے مٹھائی میوہ نہیں لائے اب ہمارے کپڑے پھٹ گئے تھان نہ منگوا دو گے
ملکہ کے ساتھ شادی نہ کرو گے یہ کہکے داؤد جادو سے کہنے لگی افسوس آپ نے ذرا بیٹے سے پوچھا
یہ بھڑوا کلموہا کئی مہینے سے روز مرہ گھر پر آتا تھا روپیہ اشرفیاں میوے مٹھائی لاتا تھا کہتا تھا بی ناگن تمکو
لاکھوں روپیہ دونگا تنہائی میں ملکہ لالان خون قبا سے ملاقات کرادو اس بات کی خطاوار ہوں نقد
روپیہ میں نے کبھی نہیں لیا مٹھائی میوہ کھایا مگر ملکہ سے کبھی ذکر نہیں کیا دم دلاسے میں اسکو رکھا
جب اسکا روپیہ بہت صرف ہو چکا اور کچھ اسنے پھل نہ پایا تب جھلا کے ایک دن کہنے لگا اچھا بی ناگن
تمنے ہمارے ساتھ پیچ کیا تمہاری ملکہ کو قتل کراونگا میں نے کہا جا بھڑوے وہ دختر خداوند ہیں تو کیا
کرسکتا ہے ہم اپنی بی بی کو کبھی بدراہ نہ کرینگے ایسا واہیات پیغام نہ پہونچائینگے ہاے جو میں جانتی
کہ خداوند ایسے تند مزاج ہیں تو کتنا پا کرتی ہاے کسی لونڈی باندی کو پھنسا دیتی خیر اب تو یہ ہوئی
جیسی کرنی والا جو بیٹا کہتا ہے مگر یہ تو مجھ تک پہونچا تھا میں نے اسکے ساتھ برائی کی میں نے اسکی مٹھائی
میوہ کھایا مجھے آشنائی کسی کی جوڑتا تو البتہ برا تھا یہ باتیں سنکر داؤد گھبرایا کہا ناگن سچ کہتی ہے میرے
سر کی قسم تو کھا ناگن نے کہا خداوند تمہارے سر کی قسم تمہارے باپ دادا کے سر کی سوگند خود
اس نگوڑے سے پوچھے ملکہ کو ڈھنڈارے اسکو جوتیاں مارئیے تب قبولے گا داؤد جادو تیغ
کھینچ کے طرف افلاک جادو کے بڑھا کہا کیوں رے نمک حرام ہماری نورچشم خالص قدرت پر
نگاہ ڈالی بڑی مستی سوار ہوئی افلاک جادو نے گھبرا کر کہا حضور میں تو اس باتکو نہیں جانتا ناگن
وزیرزادی کے گھر پر کبھی نہیں گیا داؤد نے کہا پھر تو نے جو خبر سنائی پس طلسم کشا کہاں ہے تو آپ ہی
کہتا ہے سارا باغ چھان ڈالا کیوں نہ ڈھونڈھ کے لایا مجکو ناگن وزیرزادی کا قول سچ معلوم ہوتا ہے
چاہا تھا افلاک نے کچھ جواب دے چونکہ حال پر ملال دختر ملیا ختر کا دیکھکر تاب ضبط باقی نہ رہی تھی
زمین سے بجلی خاک کی اٹھکر سر پر افلاک کے ہولدی افلاک نے چیخ ماری ہمہ سو دہر یکسو سے افلاک
جادو کے شعلہاے آتش نکلنے لگے استخوان مثل شمع کافوری جلنے لگے دم بھر میں جلکر خاک ہوا ماری
کا قصہ پاک ہوا فوراً جہنم واصل ہوا شجر بغض وحسد سے یہ ثمر حاصل ہوا دانا کی کشتی مرا نام من افلاک
جادو بود افسوس مردم وجان دادم بطلب خود نرسیدم اب داؤد جادو نے ناگن سے کہا
جو بیاہن بیجا نے کیا ویسی سزا پائی ملکہ لالان خون قبا کو اٹھا کے باغ میں بیجا علاج کر مگر خبردار کسی

غیر کو کبھی اپنے باغ میں نہ آنے دینا لالان خون قبا سے زیادہ مجھے تجھ سے محبت ہے اسوقت قلب کو
صدمۂ عظیم ہے تو اسکی وزیر و ندیم ہے امرا کا خیال رکھنا ناگن وزیرزادی نے کہا حضور سب کھیل ہوتے
تو بھی ایک ایک کتاب خرید نگے کتب خانہ کا کیس کھیلیں گے مگر اسمین بھی خرابی ہے مولوی ہو جانے کا
اسکو مردانے کپڑے پہننا ہونگے مگر پڑھیا تو جانینگے خوب خدائی آپ کرتی ہیں آج سے اعتقاد کامل ہوا
داؤد نے کہا بیٹا اب جا حقیقت میں میرے ہاتھ کاٹنے کے لائق ہیں میں بے سمجھے اتنا بڑا کام کر گذرا
آج کل بڑے تردد میں تھا اب ناگن نے ہوادار سنگھاسن ملکہ لالان خون قبا کو اسپر سوار کیا لیکر باغ میں
آئی مگر داؤد جادو جبی کو کوڑا مار کر بہت شرمندہ ہوا خورشید جادو سے کہا تم اپنا جلال دکھاؤ خواجہ
عمرو کو تلاش کر کے پکڑ لاؤ خورشید جادو مع بارہ ہزار جادوگروں کے برائے تلاش خواجہ عمرو چیلا
داؤد جادو بیچ میں دوشالہ سے منہ لپیٹ کر پڑ رہا مگر ناگن ملکہ کو لیے ہوے باغ میں آئی زخمون پہ
پٹیاں چڑھا مین ملکہ لالان خون قبا کو ہوش آیا اٹھتے ہی سر پیٹنے لگی کہا ناگن ہم لٹ گئے شاہزادے
سے چھٹ گئے کس حسرت سے اس شیر بیشۂ جرأت کی جان گئی آنکھوں کے نیچے وہ مصیبت پھری کس
میں زندہ نہ رہونگی تڑپ کے اپنی جان دونگی ہاے نہ تمکو سوجھا نہ مجھ بدنصیب کو خیال آیا کہ انجام

کیا ہوگا جو چاہا کر پڑھے اشعار

بہار عمر گذشتہ چو نونہال چمن — دریغ درد دلم چشم اشکبار دگر — کہ داد خویش ستانم ز گریہ بار دگر

کہ پیش یار شکایت بود ز یار دگر — مرا ہمیشہ بود چشم بر بہار دگر — ز یار خویش بود آن نہ یار بیگانہ

ہزار شیشہ تہی کرد از ہوس مخفی — ستوز از دل من بست خار خار دگر

ان اشعار کو پڑھ کر اسطرح بلک کر روئی کہ ناگن کا کلیجہ منہ کو آیا کہا واری ذرا سن تو لیجے آپ نے
تو بات کرنا مشکل کر دی کس بات کا غم ہے فرمائیے تو ملکہ نے کہا تو نے دانہ شر کا اس دانا سے روزگار کو نہ دیا
تھا گھنگرو کا منہ کھول کر اسمین چھپایا جب اس جلاد نے مجھکو مارا جسم کو مجھ بدبخت کے جنبش ہوئی
وہ دانہ گھنگرو سے نکلگیا قریب دیوار کے ڈھلکتا ہوا پہونچا وہاں روزن سے ایک چوہیا نکلی دانہ
منہ میں دبا کر لیگئی مجھکو داغ تازہ دیگئی ہاے اس بیکسی بےبسی میں کیا گذری ہوگی ناگن نے ہنسکے
کہا حضور پھر کیا کریں آپ کی جان تو بچی دانے دانے کا کون شمار کرے وہ چوہیا قول سعدی کی پابند
ہوئی شعر تمتع ز ہر گوشۂ یافتم ز ہر خرمنے خوشۂ یافتم اسنے بھی خرمن محبت سے ایک دانہ
پایا کھسکی کر گئی تخم الفت طلسم کشا مزرعۂ دل میں بو گئی چوہیا ہے فروش گندم نما کیوں حضور تلاش کی

سب باتیں آگئیں لیکھا جو بخشش سو سو ملکہ نے ایک دو ہتھڑ مارا کہا او ناگن تیری زبان میں چاب
کاٹے یہ سحر ہے پن کا وقت ہی جیسے منہ میں چانول بھرے ہوتے ہیں وہ اسطرح چبا چبا کر باتیں کرتا
ہیں آپ سو دانہ حرام ہے شکوہ ول لگی سے کلام ہے ناگن نے کہا جلدی کیا ہے دانہ کو جو بہا گانہ سنکی کہیں
ڈال دے گی میں جا کر تلاش کرونگی جو ہاتھ نہ آئیگا تو چھپا کو مارونگی یا پکڑ لاؤنگی ملکہ لالان خون قبا رونے
لگی کہا واہ بی ناگن آج تو تم نے خوب زہر اگلا ہماری جان پر بنی ہے قند جلد تدبیر کرو یہ کہکر خنجر اٹھایا چاہا
اپنے شکم میں مارے ناگن نے ہاتھ پکڑ لیا کہا نہ گھبرایئے جب اپنی چھاگل سے دانہ گرا میں چھپا لینے کو پہونچی
دانہ اٹھا لائی پھر آکر بھڑوسے افلاک کو قتل کیا سچ کہیے میاں داؤد پر کیا رنگ جمایا ایسی روئی پیٹی کہ
وہ خود گھبرا گئے افلاک میاں گتے کی موت قتل ہوئے چلیے ملاحظہ کیجیے طلسم کشا صاحب اس کمرے میں
آرام فرماتے ہیں واری خوشی کی خبر یکایک سنیں کہتے ہیں کہ انسان کو شادی مرگ ہو جاتا ہے یہ سنکر ملکہ
لالان خون قبا ناگن کی بلائیں لینے لگی ناگن تو نے بڑے احسان کیے کیا شکریہ ادا کریں ناگن نے
ہاتھ تھام لیے آنکھوں میں آنسو بھر لائی کہا حضور ہماری جان تمہارے قدموں پر نثار ہے میں دل سے
پیروی میں مصروف ہوں خدا انجام بخیر کرے ملکہ نے کہا ناگن برائے خدا ان سے آفت کا ذکر نہ کرنا
اگر خون کو پوچھینگے میں کہہ دونگی کہ اندھیرے میں گر پڑی اگر سن پائینگے آفت برپا کرینگے ہائے ناگن
کیا کروں آٹھ پہر تلوار پر سانے ہیں ہر وقت خوف ہے یہ کہکے ناگن کا ہاتھ تھامے ہوئے اس کمرے میں
آئی دیکھا چھپر کھٹ پر اسد نامدار آرام کر رہے ہیں ناگن نے جز عکر پاؤں پر ہاتھ رکھا سحر اتارا اسد
بیدار ہوئے اب ملکہ نے عہد کیا کمرے سے باہر آکے نہ نکلنے دونگی پردے میں آنکھوں کے چھپاؤنگی یہ
عاشق معشوق مصروف عیش ہوئے مگر اس حقیر نے اس داستان شوکت بیان کو اسطرح عرض کیا ہے
دانہ شیر کا بنانا قلب پریشان بنا ناظرین کا دل مشتاق ہوا واضح رہے ناظرین والا تمکین ہو کہ جب ناگن
نے قصد کیا کہ اسد غازی کو مخفی کر دوں سحر کر کے بصورت شیر بنایا ایک درہ کوہ میں جا کر چھپایا درہ کوہ
پر بھی سحر کر دیا کہ یہاں سے کہیں جا نہ سکیں جو کوئی دور سے شیر کو دیکھیگا آپ بھاگ جائیگا شیر شیرانہ
جولت کے قریب کون آئیگا بہر نوع اس طرح اسد شیر دل کو بچایا ساتھ ملکہ لالان خون قبا کے
مصروف عیش و نشاط ہوئے ہر روز کہتے ہیں کہ میں جا کر داؤد جادو کو مارونگا تخت بد بخت کا
الٹ دونگا ملکہ وہ نیرزادی عقل سے مشابہ دے کر روکے ہی میں ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا۔

دو کلمہ داستان حیرت بیان گوہر آبدار قارم طراری وہنگ بحر زخار عیاری آفتاب
عالمتاب آسمان خنجر گذاری ماہ درخشان برج بردباری قاتل ساحران خودسر اعنی مہتر
خواجہ عمرو ساقی نامہ مصنف

پھر نکہت زلف یار آئی
آنکھون مین جان زار آئی
لیلی تری زلف دیکھنے کو
اب نوبت وصل یار آئی

با عطر فشان بہار آئی
پھر دل پہ کھچی شبیہ ساقی
شب بنگلے ہزار بار آئی

تم آئے تو دیکھنے کو ایجان
پھر بادہ کشی کی بار آئی
فرقت کی شبین قمر لے کاٹین

سابق مین تحریر ہوا کہ مہتر مہتران و بہتر بہتران یعنی خواجہ عمرو نامدار
بصورت افراسیاب سامنے داؤد جادو کے آئے کنیزان سامری نے پہچانا تخت زبرجدی چھوڑ کر
بھاگے گلیم اوڑھ کر نکل گئے صدہا مسافرون کو مارا راتون کو جا کر مہاجنون کو لوٹا حوالی شہر داؤدیہ
مین غدر ہو گیا اب داؤد جادو کے بعد مقدمہ ملکہ لالان خون قبا خورشید جادو اپنے وزیر اعظم
کو برائے گرفتاری خواجہ عمرو روانہ کیا یہان خواجہ عمرو ایک درۂ کوہ مین بشکل ساحر تاک لگائے
بیٹھے ہین کہ کوئی مسافر نکلے دو چار کوڑی کا روزگار کرون کئی دن سے آب و دانہ کی بھی مشکل ہے
دیہات و قریات سے بشکل ممکن ہوتا ہے دیکھا کہ ایک حلوائی گرم گرم پوریان بڑی بڑی برفی کی
ڈلیان برنجی تھالی ہاتھ پر رکھے کہین جاتا ہے طریقہ سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی رئیس کے واسطے بھجکو
لے کر چلا ہے خواجہ عمرو بہ تبدیل تمام ڈھنگ روغن عیاری کا ملکر عمدہ کھانا دیکھکر پانی منہ مین بھر آیا ہے
ایک سوداگر نحیف و ضعیف کی صورت بنکر تیار ہوئے عصا تلخ بادام کا ہاتھ مین سونیون کے
مالے گلے مین جیب مین روپے اشرفیان کھنکھناتے ہوئے درۂ کوہ سے باہر نکلے پکارا میان
حلوائی پوریان بیچو گے اُسنے کہا گسیان ٹھاکر صاحب کے واسطے لیے جاتا ہون یہ بکری کا مال نہین ہے
عمرو نے کہا اچھا بھائی جاؤ ہمارے شہر مین اتنی بڑی ایک پوری روپیہ کو بکتی ہے پچاس روپیہ سیر برفی
ہے اس شہر مین کتنی بڑی ایک پوری دو روپیہ کو بکتی ہو گی برفی کا بھاؤ سو روپیہ سیر کا ہو گا یہ سنکر
حلوائی پلٹ پڑا جی مین کہا بڑے سخی داتا کا سامنا ہوا کہا حضور آپ لے لیجیے آپ کے کہنے پر ترس
آیا آپ مسافر ہین ہم خدمت گذاری کو حاضر ہین عمرو نے کہا کنارے آؤ درۂ کوہ مین جا کر بیٹھے کہا
میان حلوائی صاحب ہمکو گنتی نہین آتی ہمارے شہر مین کھانا ضرور لیتے ہین ہم دو روپیہ رکھدین ہر پوری

بات کرو ایک پوری رکھو اسپر ایک ڈلی برفی کی رکھتے جاؤ حلوائی نے کہا بہت خوب آپ کی خاطر
ضرور ہے سب پوریان مٹھائی شمار کرکے اسی تھال مین رکھین روپے گن کر حلوائی کو دیے کہا بھائی ہم
تھال بھی نہ دینگے ہمارے شہر کا یہ دستور نہین ہے حلوائی سوچا ایسا نہو کوئی راہگیر آجائے اس بیچ
کو سمجھا دے جلدی روپیہ اپنی انٹی مین رکھے کہا میان سوداگر صاحب آپ کی باتین برفی سے زیادہ
میٹھی ہین تھال سمیت لیجیے اب مجھے جلدی ہے جاکر اور پکاؤن ٹھاکر صاحب کے واسطے لیجاؤن
حلوائی کے ہاتھ مین چاندی کے کڑے تھے عمرو نے کہا کیون بھائی ایسے کڑے پانچ اشرفیون کو ملتے
ہین حلوائی نے کہا نہین میان چھ اشرفی کے ہین عمرو نے کہا یہ بھی ہمین دیدو چھ اشرفیان لے لو
حلوائی نے جلدی سے کڑے اُتارے پیرومرشد نے کڑے بھی لیے چھ اشرفیان حوالے کین کہا بھائی
ہم ہرروز ادھر سیر کو آتے ہین صبح کو لاکر دیجایا کرو حلوائی بہت اچھا کہکر بھاگا خواجہ عمرو دوسرے پہاڑ
پر جا بیٹھے کڑے اور تھال زنبیل مین رکھ لیے پوریان برفی نوش فرمائین پانی پیکر شکر کیا پروردگار
تو رزاق مطلق ہے اس صحرا مین یہ نعمتین پہونچائین حلوائی دوڑا ہوا گھر پر آیا جورو سے کہا آج بڑے
سخی داتا کا سامنا ہوا روپیہ اشرفیان لایا جورو بھی خوش ہوئی اب انٹی سے روپیہ اشرفیان نکالین
دیکھا ایک لڈو بنکر رہ گیا سر پیٹنے لگا جورو نے لڈو مین سے لیکر قلیل سا زبان پر رکھا فوراً جو چکھا عمدہ
چورن ہے میان بی بی روتے پیٹتے چلے کہ جاکر خداوند سے فریاد کرین صحرا مین آکر دیکھا لشکر وزیر اعظم
خورشید جادو کا اترا ہے خورشید بجاہ وجلال کرسی پر متمکن ہے حلوائی نے آکر دہائی دی کہا وزیر صاحب
ایک بڈھے نے مجکو لوٹ لیا خورشید جادو حال سنکر سمجھا یہ کام عمرو عیار کا ہے اسی وقت صدہا
ساحر واسطے تلاش خواجہ عمرو کے روانہ کیے خود آکر بارگاہ مین بیٹھا عمرو نے بھی راہگیرون کی زبانی سُنا
کہ وزیر اعظم واؤد جادو ہماری فکر مین آیا ہے ایک ساحر کی شکل بنکر نکلے جس ملازم کو خورشید کے جان پایا
کسی کو فقیر بنکر مارا کسیکو عورت بنکر دھوکا دیا کبھی بصورت برہمن کنوین پر جا بیٹھے جو اُدھر سے نکلا
پانی پلاکے ٹھنڈا کیا ہر روز صبح کو سامنے خورشید جادو کے دو چار لاشے آتے ہین جو ساحر اسے
تلاش کیا زندہ نہ پلٹا تیسرے دن غصہ مین بیرون بارگاہ آیا کہا ساحرو تم لوگون کے ہاتھ سے عمرو عیار
نہ مارا جائے گا بدولت خود جاتے ہین فوراً گرفتار کرکے لاتے ہین حضرت گھبراتے ہونگے امورات
سلطنت و انتظام خدائی میری ذات پر موقوف ہے رفقا نے عرض کی آپ کلید عقل خداوندی ہین تکلیف

نہ فرمایئے ایک عیار تین روپیہ کا پیادہ ذلیل و خوار ملکہ عذرا کسطرح واسطے آپ ایسا عالی وقار جائے
غلام کو وہ دشت چھانینگے جسطرح بنیگا گرفتار کرکے لائینگے خورشید جادو نے کہا یارو بڑی غیرت
کی بات ہے اس تین دن کے عرصہ میں کئی سو ساحر مارا گیا کوئی اُس ظالم کو گرفتار کرکے نہ لایا میں سارے
جنگل کو سحر بند کردونگا ناچار ہوکے سامنے چلا آئیگا خورشید بیرون بارگاہ یہ باتیں کررہا ہے اسباب
سحر جھولی میں رکھ چکا ہے قصد ہے پرواز پیدا کردوں تلاش عمرو میں جاؤں کہ صحرا سے گرد اڑتی سب نے
دیکھا ملکہ صبا رفتار گستاخ انداز بانداز عیاری سے آراستہ نیمچہ ہاتھ میں طراری بات بات میں اسی جانب
آتی ہے کتر سوا عیار بھی شہنشاہ طلسم ہوشربا کی آتی ہے یقین ہے کوئی خبر تازہ لاتی ہے صبا رفتار نے آکر
خورشید جادو کو سلام کیا نامہ افراسیاب کا خورشید جادو کو دیا خورشید جادو نے کھولکر نامہ
پڑھا لکھا تھا اے خورشید جادو ماہ دولت کو کتاب سامری سے ثابت ہوا کہ عمرو عیار باغ سیماب سے
بھاگ کر صحرائے ہفت وادی میں پہنچا کئی سو ملازمان قدرت ہلاک کیے ماہ دولت نے صبا رفتار کو
روانہ کیا ہے مگر کبھی اُسکو نہ پاؤگے اس ہوس میں ہلاک جاؤگے ہمراہ صبا رفتار یکہ و تنہا صحرا میں جاؤ
یہ بتلاویگی تم سحر کرکے گرفتار کرلینا خورشید کا چہرہ یہ مضمون پڑھکر سرخ ہوگیا صبا رفتار سے کہا
تمنے بڑا احسان کیا چلو میں تمہارے ہمراہ چلتا ہوں رفقا نے کہا حضور ہم آپکو تنہا نجانے دینگے
صبا رفتار نے کہا صاحبو جب تم دس بیس ملکر چلوگے وہ بلائے روزگار ہے منزلوں نکل جائیگا
کسی کے ہاتھ نہ آئیگا خورشید نے کہا تم سب بیٹھو اپنے مقام پر ٹھہرو حقیقت میں یہ عیارہ ہر
ہر صورت میں اسکو پہچان لیگی سب نے سر جھکا لیا خورشید صبا رفتار کے ہمراہ ہوا صبا رفتار
نے کہا حضور آپ الگ الگ آئیے میں پہچان کر اشارہ کردونگی آپ سحر کرکے گرفتار کیجیے گا خورشید
نے جو مناسب وقت معلوم ہو تمہاری رائے پر ہم کاربند ہیں اس سلطان زادے نے
غضب کیا سامنے خداوند کے افراسیاب بنکر آیا ہزاروں کو قتل کیا [illegible] بڑا قلق ہے
ملکہ صبا رفتار تمکو بھی انعام ملیگا قدرت عمر بڑھا دینگے سب کچھ انکے اختیار میں ہے مگر خواجہ عمرو
کے نام سے وہ بھی گھبراتے ہیں ہوتے میں فرماتے تھے بڑا بندہ بے ادب ہے ہمنے اسکو جلاد ساحران
بنایا ہوگا اب تقدیر جد و جہد کرینگے صبا رفتار باتیں کرتی ہوئی چلی آتی ہے جب صحرا میں پہونچی گلستان
کی آڑ پکڑی ایک طرف دوڑی پھر گھبرائی ہوئی آئی کہا وزیر اعظم میں نے خواجہ عمرو کو دیکھا

اب جھاڑی میں گلستان کے بیٹھا ہے کسی عورت کی صورت بنا چاہتا ہے لہنگا پیرہن بھی رکھا ہے آپ
چلکے سحر کیجیے زمین بیچ مقام لیگی میں گرفتار کر لاؤنگی خورشید خوش ہوگیا ہمراہ صبار فتار کے چلا پچاس
قدم آگے صبار فتار نے کہا دیکھیے وزیر اعظم وہ سامنے آڑ میں پیڑوں کی ساربان زادہ بیٹھا ہے جلدی
سحر کیجیے خورشید نے کہا مجھکو نہیں معلوم ہوتا صبار فتار نے کہا بڑے آدمیوں کو کم سوجھتا ہے روپیہ کا نشہ
ہوتا ہے بخوبی نگاہ اٹھا کر دیکھیے تساہل نہ فرمایئے خورشید جادو آگے بڑھا ہر چند کہ کچھ معلوم نہیں ہوا مگر صبار
کے کہنے سے گولا پھینک مارا ادھر متوجہ ہوا صبار فتار نے گلے میں حلقے کمند کے ڈال دیے کیونکہ
خورشید لب پچانا یہ کہکے نعرہ کیا نعرہ عمرو عیار م کلاہ از سر قیصر ببرم ٭ رنگ از رخ مہتاب بیرم
در مجلس خسروان چو گردم ساقی ٭ تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم ٭ خورشید سنکر دنگ ہوگیا ارے کہکے پلٹا
عمرو نے فراق سے حباب بیہوشی مارا چرخ کھاکے خورشید زمین پر گرا عمرو نے خورشید کو اٹھا کے اندر
زنبیل کیا ایک گنہگار کو زنبیل سے نکالا سر اسکا کاٹا اپنے سر کی صورت بنایا سر پر کمال کیا فرق نہ
معلوم ہوتا تھا آپ بصورت خورشید تیار ہوے سر رومال میں باندھ لیا ہنستے ہوے چلے لشکر والے
دوڑے کہا اے وزیر اعظم یہ کسکا سر ہے خواجہ عمرو نے کہا بدولت کے جانے کی دیر تھی گھیر کے دار اضطراب
حرامزادی ہوا ہوگئی عمرو کے مقابلے میں نہ ٹھہر سکی لوگ کہتے ہیں عمرو ساحر نہ تھا ایسے ساحر زبردست کو
میں نے مارا اسطرح پر چار طرف سے مجھکو گھیرے ہوے ہیں بھایو میرے ہوش پراگندہ ہیں اگر باتیں
خلاف سرزد ہوں گھبرانا نہیں میری حفاظت میں مصروف رہو میرا جی چاہتا ہے اپنا گلا کاٹ لوں حیرت
کا آئینہ دل پر جوش ہے سارا کمال سحر کا فراموش ہے جلد خدمت میں خداوند کی مجھکو لے چلو یہ کہکر تخت پر
سوار ہوے سر آگے رکھ لیا مصاحبوں سے کہا تم سحر سے اتار کے چلو ساحروں نے فوراً سحر کیا تخت
اڑاتے ہوے چلے مگر باتوں سے خورشید جادو کی سب گھبرا رہے ہیں کبھی خائف ہوکے کہتا ہے یارو
دیکھو غضب ہوگیا دامہ جادو آتی ہے مجھکو آنکھیں دکھاتی ہے کبھی کہتا ہے لو ساحر شمتش آگیا اب مجھکو زندہ
بھنوڑے کا خنجر اسکے ہاتھ میں ہے کود کے پچھوار ہوکر آیا ہے شتر سوار بہت سے ساتھ ہیں سب بھوت
پلید چلے آتے ہیں یارو مجھے چھپا ڈالو ایسا نہو کہ ملیں یا سر پہ چڑھ بیٹھیں ہم الکس بھی اسیر ہیں
ساربان زادے کے مخبر وہیں ہیچ تھے میں عمرو کو گھٹنے ملا یارو میرا نام نہ بتانا جلدی مجھے خدمت خداوند
میں لے چلو وہاں شیطانوں کے افسر ہیں سبھوں سے بہتر ہیں جان بچا لینگے ورنہ سب بھوت پلید

مجھکو کھا جائینگے ساتھ والے ان باتوں پر رو رہے ہیں کہتے ہیں ہمارے وزیر اعظم کو کیا ہوا خواجہ عمرو کو قتل کیا مگر دیوانے ہو گئے کہ سے لپٹے ہوئے ہیں ایسا نہو اپنے کو تخت سے گرا دیں اسی طرح شہر میں آ کے ہر کوچہ و برزن میں غل ہوا خورشید جادو نے جاہ و جلال دکھایا عمرو کو مارا مگر قلب اُلٹ گئے ہائے وائے کرتا ہوا آتا ہے ہر شخص آکر دیکھتا ہے منہ پر مردنی چھائی ہوئی ہوش و حواس پراگندہ باتیں خلاف کرتا ہے کبھی ٹھنڈی سانسیں بھرتا ہے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ایک ایک کی طرف دیکھتا ہے بموجب مضمون شعر

آنکھ جس پر پڑ گئی دیوانہ بے باک تھا ۔ پھاڑ کر آنکھیں جسے دیکھا گریبان چاک تھا ۔

غول کے غول تخت کے ساتھ ہیں لڑکے دوڑے چلے آتے ہیں چہرے کو میاں خورشید کے دیکھ رہے ہیں کہ وقت زوال ہے چہرہ کبھی زرد کبھی لال ہے منہ پر ہوائیاں اُڑ رہی ہیں ہر طرف غل مچا ہے دیکھو یارو بچاؤ کالے کالے لوگ پرے باندھے کھڑے ہیں چھپیاں سروں پر منہ پھیلائے ہیں مجھکو بلاتے ہیں ہرکاروں نے جو یہ حال دیکھا گھبرائے سامنے داؤد جادو کے آئے کہا یا خداوند آپ نے سنا بڑا غضب ہوا خورشید جادو نے عمرو کو تلاش کرکے مارا مگر سڑی دیوانہ ہو گیا عمرو کے قتل کا بہانہ ہو گیا روتا پیٹتا آتا ہے عجب عجب طرح کے کلمات کہتا ہے ہزاروں آدمی بازار میں جمع ہیں اُسکی جوانی کا افسوس کرتے ہیں وہ کہتا ہے دمامہ و شمشش پیچھا نہیں چھوڑتے غرض کلام سے اُسکے ثابت ہوتا ہے کہ پیر عمرو کے خورشید جادو کو گھیرے ہوئے ہیں پیچھا اُسکا دشوار ہے نہایت کثیف وزاری ہے داؤد نے حکم دیا جلد میرے سامنے لاؤ بڑے شخص کو اُسنے مارا اگر میرے خورشید پر زوال آیا انتظام خدائی میں فرق پڑا بڑا ساحر کامل ہے عالم فاضل ہے اُسکا بدحواس ہونا خالی از علت نہیں داؤد کھڑا ہو گیا تخت سے اُترا ٹہلنے لگا دیکھا کہ خورشید جادو رومال میں سر عمرو کا باندھے ہوئے مگر مضطرب و حواس چہرہ اُداس کپتا جھکتا سامنے آیا سر عمرو کا قدموں پر ڈال دیا چیخیں مار کر رونے لگا کہتا تھا یا خداوند مجھے ان شیطان بچاؤں سے بچا لیجئے مجھکو پکڑنے آئے ہیں تمام بارگاہ آپ کی انھیں لوگوں سے بھری ہے آپ کی بھی بوٹیاں نوچ کے پھینکدینگے میں آپکا دامن دولت نہ چھوڑونگا لشکر میں قرنا کرا کے اپنے افسروں کو بلائیے داؤد نے خورشید کو گلے سے لگایا کہا اے وزیر اعظم نہ گھبراؤ کلمات حسرت یاس زبان پر نہ لاؤ میرے سامنے کون تمھیں مار سکتا ہے دمامہ و شمشش کی کیا حقیقت ہے ابھی میں جلا دونگا سب کو پھونک دونگا خورشید نے کہا میرے ساتھ آئیے پیچھے تو اپنے دل کا حال کہوں آپ کی خدمت کروں عمرو کا سر کہیں رکھوا دیجئے پیر اُسکا سر دیکھ دیکھ کے

ررستے مین آمادہ حرب وپیکار ہونے مین داؤد نے فوراً سر عمرو صندوق مین بند کیا دل مین بہت
خوش ہو کر کہا آج رکن اعظم اسلام گرا اب مرغ و بہار کی کیا حقیقت ہے ایکدن مین شکست فاش کھائینگی
کیا اگر سنبھلینگی بھاگ جائینگی یہ شخص انکا سرپرست تھا عیار زبردست تھا کوئی اسکا ہمسر نہین ہالک
ساحران اسی نے برباد کیے گھر کے گھر مٹا دیے ابد دولت کا اقبال تھا کہ ایسا شخص مارا گیا حسب الحکم بہت
مین مشکل نہ تھا اسکا سر میرے سامنے آیا مگر خورشید جادو زندہ بچے گی بڑا اپنے وزیراعظم کا غم ہوا ہاتھ
تھام لیا ایک کمرے مین لایا اور کہا ای خیرخواہ بیٹھ جا کہا حضور علاج یہ ہے کہ کرین مرجانے دین
آپ کا نمک تو پاک ہوا مجھ پر جو گذرے گی وہ گذرے گی نمک سرکار سے ادا ہوا اپنے خداوند
پر فدا ہوا داؤد نے کہا ہم سمجھا سکتے ہین تم وہی کیے جاتے ہو ہم ایک ایسا سحر کرینگے سب بھوت پلید
بھاگ جائینگے اب ہم تجھ کو تمھین تدبیر معقول بتائینگے گنبد سامری مین لے چلینگے وہان کوئی بھوت
پلید نہ جاسکیگا مگر مفصل بتاؤ تمھارے دل پر کیا گذرتی ہے کہا ایک جام شراب پلوائیے نشہ ہو
گذشتہ حال کہون داؤد نے کنٹر شراب کا منہ سے لگا کر کہا لو پیو گویا مین تمھارے جان کی کہیا
کہتا ہون خورشید نے جام شراب بھرا ہاتھ پر رکھ کر کہا حضور آتش کردین کہ برکت ہو میری جان
بچنے کی صورت ہو داؤد نے القصہ شراب پی پیتے ہی گھبرایا کہا ای خورشید جادو وہی حال میرا
بھی ہے بیشک وہ مارا گیا تھا نگوڑی یہ شش کے بھی دل کو لگی ہے فوجین چلی آتی ہین خورشید
نے کہا یا خداوند مبارک آپ کے سر پر بھی آسیب چڑھا ذرا ٹھیرئیے داؤد جادو گھبرا کر اٹھا عمرو نے
وہ بیہوشی ڈالی تھی کہ جنون آلود تھے مین دیوانہ ہو کر گر گیا عمرو نے نعرہ کیا سنم مہر سپہر عیاری
و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران ہو یار عمرو نامدار زبان مین سوزن دیا اٹھا کر بند زنبیل کر لیا
کہا دادا جان اسکو حفاظت سے رکھیے یہ خداوند طلسم ہوش ربا سحر و ساحری مین یکتا اسوقت کی
عمرو کی خوشی بند قبا ٹوٹ گئے عرض کی ای کریم کارساز و ای مالک بے نیاز مجھ مور ضعیف مشت
استخوان کو مرتبہ سلیمانی عطا فرمایا اس ظالم ازلی کو میرے ہاتھ سے گرفتار کرایا بعد دعا کے خواجہ
عمرو کو ہ جدہ ہا رنگ روغن عیاری کا نکال کر بشکل خداوند داؤد تیار ہوا تاج خداوندی بر سر
لباس فاخرہ زیب جسم انور خراماں خراماں پکارتے ہوئے آئے کہ ای وزیراعظم خورشید جادو جادو
سبنت مین ہو بیہوشی تمھاری دفع ہو عمرو ایسے شخص کو تمنے مارا کل وزراؤ دربار مین حاضر ہین سب نے

یہ باتین ہمین دیکھا خداوندا آتے ہی پڑھ کر سب نے پوچھا خورشید جادو کہان گیا جواب دیا کہین
تقدیرات قدرت مین کیا دخل ہے خورشید نام تھا برج عقرب مین گیا اگر یہان رہتا گردش فلکی سے اسپر
زوال آتا قدرت پر بخوبی ثابت ہے ستارہ اُسکے طالع کا قمر تھا زمانہ غروب قریب پہونچا براے چندے
قدرت نے بہشت مین بھیجا گردش سیارگان سے محفوظ رہا خوشی خوشی آئیگا پھر ایک دن دربار روشن
ہو جائیگا جلال خداوندی سے خوف کرو خورشید کا نام نہ لو سب نے سر جھکا لیا اب عمرو اور تخت خدائی
پر جلوہ فرما ہوا گنبد سامری مین جانا موقوف کر دیا ظاہر و بیا زمانے کو در پردہ علم نہ آئیگا قدرت گنبد باری
و جمشید مین وہ خلوت کریگا اب خواجہ عمرو نے وزرا سے باتین کرنا شروع کین مگر تاگن وزیرزادی روز براے
خبر لاتی تھی آج یہ خبر وحشت اثر سنی کہ عمرو مارا گیا خورشید پر بھی زوال آیا گھبرائی ہوئی خدمت مین ملکہ
لالان خون قبا کے آئی غصہ بلا کہا حضور بڑا غضب ہوا خواجہ عمرو کو خورشید جادو نے مارا خورشید
جادو کو آپ کے والد نے کہین چھپا دیا ہے خدا طلسم کشا کو خبر نہ کیجیے گا ورنہ سر کٹا کے جان دیگا اپنے
والد نامدار کے سلام کو چلیے اب وقت تکلف نہین ہے خداوند کو بربادی سلطان کا خیال ہر وقت
کی ذکر آتا ہے پھر یہی فکر افتخار جادو سے آج پوچھتے تھے کہ ہماری صاحبزادی کا مزاج کیسا ہے افتخار جادو نے
ہشت افلاک کا حال کہا وہ سنہ دماغ رنگ قدرت نے پوچھا رنگ روے ملکہ لالان خون قبا
متغیر ہو گیا کہا کیون ای وزیرزادی اب کیا کرون بڑے جال سے پالا پڑا آٹھ پہر تلوار برساتے ہین
ہر روز یہی فرماتے ہین مین جاکر داؤد جادو کو قتل کرونگا دیکھیے یہ حال کیونکر مخفی رہتا ہے آج آخر
وقت مین براے تسلیم والد نامدار جاؤنگی مگر خوف سے دل کانپتا ہے تاگن وزیرزادی نے کہا
حضور جب سامنا ہو جانے کو سنبھالیے گا ہاتھ پاؤن مین رعشہ نہو رو سے نہ ہو تغیر نہ آنے پائے
آپ کے بشرے سے رنگ عشق نہ کھلنے پائے اسی خیال سے لونڈی کا کلیجہ دھڑک رہا ہے جب دن
تھوڑا باقی رہا ملکہ لالان خون قبا نے اسد غازی سے کہا اے شہریار مہربان میرے چند ساعت دربار
خداوند داؤد مین جاتی ہون بہت جلد واپس آتی ہون مگر براے خدا باہر بارہ دری کے نہ تشریف
لانے کا ذکر قتل خواجہ عمرو تو نہ کیا مگر دبی زبان سے یہ کہا کہ خداوند کو کچھ بڑی فکر ہے وہان کی
جو خبر پاؤنگی شب کو عرض کرونگی مگر شہریار اشتیاق اشرار پر یہ مشکل سمجھا کر اسد نامدار کو بارہ دری مین
چھوڑا کنیزون کو بخوبی سمجھا دیا کہ انکو براے سیر باغ نہ نکلنے دینا خود سنگزاری مین فرق ... کو ...

تکلیف شاہزادۂ والا قدر کو نہ پہونچے یہ فرما کر لباس تبدیل کیا ہوا دار پر سوار ہوئی ناگن کو مع چند
مصاحبون کے ہمراہ لیا طرف دربار داؤد کے سوار ہوئی مثل باد بہاری چلی مگر خواجہ عمرو نے
انہیں جادو سے سخت عشق اسمنا مار بقدرے ملکہ لالان خون قبا دریافت کیا تھا دل مین بہت
خوش ہوا سوچا کہ وہ شیر دل بند گروہ بزرگان صاحب شوکت وشان یقین کامل ہے یہان تک پہونچا
گر عقل سے دریافت ہوتا ہے کہ ملکہ لالان خون قبا کے ہمراہ کوئی عقلمند ہے اسنے کسی صورت سے بچایا اس
راز کو چھپایا انشاء اللہ تعالیٰ کھایا بیگا اب جو چندے سلطنت کرو دو چار کوڑی کا روزگار کر لو ایسا وقت
پھر نہ ملیگا بیٹھے بیٹھے فرمایا مادولت کو اپنے بندون کے حال پر رحم آتا ہے صرف زیادہ آمد کم اسی وجہ سے
ہر ایک کا مزاج برہم رہتا ہے ہماری یاد مین فرق پڑتا ہے مصرع پراگندہ روزی پراگندہ دل ۔ قدرت
چاہتے ہین سب امیر صاحب مال و دولت ہو جائین تکلیف رنج و ملال سے ہمارے بندے چھوٹ
جائین جسکو جو میسر ہو روپیہ پیسا اشرفی جواہر نقد و جنس قصر خداوندی مین جمع کردو شرف کونین
حاصل ہو قدرت کو بدل و جان منظور ہے بعد ایک ہفتہ کے دونا کرکے واپس دینگے خزانۂ خداوندی
سے فرشتے لاکر لا دینگے بعد اسکے پھر ہمیر کامل شہر داؤدیہ مین ہن برسائینگے دریا دلی دکھائینگے سلاطین
کو ترسائینگے تمہاری امارت دیکھکر تڑپ تڑپ کر مر جائینگے ایکدن مین صاحب زر و دولت ہو جاؤگے
مال بیحساب پاؤگے سب وزرا امرا دعا دینے لگے قصر عالی منزلت مین بلا تکلف مال جمع ہونے لگا
کسی نے قصور نہ کیا مہاجنون کو جو خبر ہوئی یا تو دو روپیہ سیکڑا پہ قرض دیتے تھے دونا ہونے کا
جو غلغلہ سنا اشرفیون کے توڑے جواہرات کے صندوقچے قصر مین لاکر رکھا تھا جو مال پاس تھا اپنے
اپنے نام کی چٹھیان لکھکر لگا دین جسکو میسر تھا وہ قرض مانگتے پھرتے تھے عورتین پڑوس مین دور دور تک
پھرتی ہین ایک ایک سے کہتی پھرتی ہے بوا اپنے زرا جوشن اور طوق دو یا مین بعد ایک ہفتہ کے
دیجاؤنگی اسنے کہا بی بی ہم خود جاکر خزانۂ خداوندی مین جمع کر دینگے دونا کر کے لائینگے تمہین بھی دو زیور
دکھائینگے دیکھنے والون کے منہ مین پانی بھر آئیگا ہم آپ اپنی آبرو بنائینگے بعد ایک ہفتہ کے دونا جو
ملیگا مانگے نہین دینگے اب دیکھیے ہن کب برستا ہے سونے چاندی کے واسطے دل ترستا ہے مین سونے
کی ایک بڑی سی سل بنوا رکھے ہین ڈہونگی دل کے حوصلے نکالونگی ایک کہتی ہے لو سونے کی چاجل
نہین ہے پانچ سیر کی چاجل چھ سیر کا طوق تولہ ماشہ کا کون حساب گڑے پتھر کے سیر سے تول کر دینگے

سنار بنا لائیگا سر سے پانْوں تک سونے مین پیلی رہونگی زیور بھی اپنا جمع کرائی انگوٹھیان چھلے
بھی اپنے رکھ دیے میان سے چھپا کر جو مین نے پیسے جمع کیے تھے وہ بھی بوتل مین باندھ کر ڈالی ہی
اب روز رتجگے ہونگے مہمان گھر مین بھرے رہینگے ہوا مجلو وصول کا بڑا شوق ہی قلقلے باتے کا بھی ذوق
ہی اگر اللہ رحم کریگا بڑے دھوم سے رتجگا ہوگا شہر مین ہر کوو برزن مین یہی ذکر ہین ہنگامہ برپا
ہو رہے ہین کہ لو بار دا جل خداوند داؤد اپنے بندون پر مہربان ہین الیان شہر داؤد یہ پر سراسر
احسان ہین گھر گھر جشن رہیگا ایک کا ایک دست نگر رہیگا کوئی رنج وملال مفلسی نہ سہیگا لیکن شہنشاہ
اوج عیاری وقطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار بیک طرار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار بشکل
داؤد جادو سریر جہانبانی پر جلوہ فرما تھا چونکہ اور جوہریون کا روپیہ چھکڑون اور تھیلون پر لدلد کر
آرہا ہی خزانہ دار داؤد کو الگ بلایا کہا سب صندوقچے جواہرات کے نذرانی کرا او خزانہ دار صندوقچے
لاتا ہی پیرومرشد گوشے مین لیجا کر جواہرات لے لیتے ہین کنکر پتھر بھر دیتے ہین کہ برقع کر ہرکارے
نے خبر دی نور چکیدہ خالص قدرت برائے زیارت حضور پرنور تشریف لاتی ہین عمرو سنبھلکر بیٹھا
تاج کو سر پر کج کیا ایک ایک پر غصہ کرنے لگا ایک جادوگر نے آکر پایہ تخت کو بوسہ دیا سجدہ کرنے
کے لیے سر جھکایا خواجہ عمرو نے تلوار کھینچکر ایک ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوئے فرمایا بجائے صبح وشام بندگی
نے سیکھا سلام یہ وقت سجدہ کرنے کا تھا الیان دربار تھرا گئے مردہ سامنے عصائے مرصع کا تکیہ
کیے کھڑا تھا اسکی جانب سر اٹھا کر دیکھا کہا اس بیحیا کی ناک کاٹ لو تاکہ اورون کو کان ہون روبرو
قدرت یہ بے ادبی کسی کی ناک کٹی کسی کے قتل کا حکم دیا دو چار لاشے سامنے لوٹنے لگے تیغ خون آلودہ
کھنچا ہوا سامنے رکھا ہوا ملکہ لالان خون قبا جادو اس تماشہ کر جیسے ہی اندر بارگاہ کے آئی وزرا
امرا نے سلام کیا کہا اسوقت حضور خداوند قدرت کو بڑا غصہ ہی کئی ساحرون کو اپنے ہاتھ سے قتل
کیا اور لاشے اٹھانے کا حکم نہین دیا دو چار کی ناکین کٹین دیکھیے کیا ہوتا ہی ملکہ لالان خون قبا یہ سنکر
گھبرا گئی پلٹ کے کہا ہونا گن پلٹ چلو اسوقت خداوند قدرت کا سامنا نہ کرو ناگن وزیرزادی نے
کہا حضور اب تو آ چکے جو خدا کو منظور وہ مالک ومختار ہی بندے کی عقلمندی بالکل بیکار ہی بسم اللہ پڑھیے
رحیم وکریم کا نام لیجے خوف نہ کیجے ناگن کے کہنے سے ملکہ لالان خون قبا آگے بڑھی درگہ سالار
نے پردہ اٹھایا چوبدار نے آواز دی نور چکیدہ خالص قدرت نگاہ روبرو خواجہ عمرو نے سر اٹھایا

ملکہ لالان خون قبا ڈرتی ہوئی واسطے تسلیم کے جھکی خواجہ عمرو نے دیکھا رنگ رو متغیر ہونٹون پر خشکی
آنکھون پر تری چاؤ وصل محبوب سے دل نکال ہو چہرہ خوشی سے لال ہو خواجہ عمرو نے نذر لیکے دونو
ہاتھ پھیلا دیے سر سینہ سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا پہلوے تخت مین کرسی جواہر نگار پر بیٹھنے کا حکم دیا
ناگن سے آنکھ ملائی ناگن نے جلدی پایۂ تخت کو بوسہ دیا پوچھا یہ کون صاحب ہین اشہر جادو نے
دست بستہ عرض کی خاص مصاحب ہین پلٹ کر غصہ مین فرمایا بھیا تو کیون بول اٹھا قدرت سب کو
پہچانتے ہین ذرہ ذرہ کا حال جانتے ہین تیرے بھروسے پر خدائی نہین کرتے اشہر جادو نے گھبرا کر
دست بستہ عرض کی غلام سے قصور ہوا اُدھر انہین ہاتھ تلوار کا نشانہ تھین قدرت کا کوئی کیا کریگا یہ تو
سر جھکا کر خاموش ہوا بی ناگن سے آنکھ ملا کر کہا وزیرزادی صاحب مزاج اچھا ہی ناگن تھرتھرا گئی قریب
تھا خوف سے غش آجائے اپنے کو بہ مشکل تمام سنبھالا کہا لونڈی دعا مین مصروف رہتی ہو فرمایا او بیٹو ہم
سب کے دل کا حال جانتے ہین مگر تم ہماری صاحبزادی کی بڑی خیر خواہ ہو کیا کہنا ہم تمکو بہت سرفراز
کرینگے کیا خوب انتظام ہو مگر اتنا سمجھی ہو کہ ہم سب حال سے ماہر ہین تمام عالم کے حالات پہ ظاہر ہین
ناگن کا رنگ رو اڑ گیا ساری عقلمندی بھولی جی مین کہتی ہو آج تو خداوند صاف صاف فرما رہے
ہین صرف نام اسکا لینا باقی ہو اے خداے کارساز اس ظالم کے ہاتھ سے جان بچا ملکہ لالان خون قبا
سے اشارہ کر رہی ہو کہ حضور سنتی ہین آج قدرت کے رمز آمیز کلام مین اسکے بد انجام ہین ملکہ لالان خون
قبا بھی مثل برگ بید کانپ رہی ہو خواجہ عمرو نے دیکھا مہ جبین نازک مزاج پروردۂ مہد ناز و نعم ہی لیسا
منہ خوف سے دم نکلا سے دل مین سمجھ گیا بیشک اسکے باغ مین ہیرا پھول ہو دریافت ہو جائیگا
مگر ملکہ لالان خون قبا کی پشت پر ہاتھ پھیر کہا ایسا لحاظ رکھ ہماری نور دیدہ خالص قدرت ہو
تمثال خورشید جلال کا نیر اقبال ساطع و لامع ہو صاف ظاہر ہوتا ہو کہ طلسم ہوشربا کی حکومت کریگی
اسکا رہ سو ملک اس شہنشاہ خوبی سرو باغ محبوبی کے زیر علم ہوگا آج تک کسی نے ایسی سلطنت نکی
ہوگی طلسم ہوشربا عدالت سے معمور ہر خرد و کلان مسرور پچشتا ہین و عقاب شانہ زلف معمور
ہوگا روباہ و شیر ہم پہلو خوف تمہارے عدل سے چور نگہبانی کرینگے کوئی دزدیدہ نگاہ سے کسی کو
نہ دیکھے گا قزاقون کو عہدۂ نگہبانی جلادون کو خوف دربانی عدالت مین کوئی نوشیروان کا نام
نہ لیگا نام جلیہ جمشید کا مٹ جائیگا تمام عالم مین شہرۂ عدل و فیض و سلطنت ہوگا اوج پر آفتاب

ہمت ہوگا کل اہالیان دربار زبان گہربار سے کلام فیض انجام سُن رہے ہیں سوائے درست و بجا کے
کیا کہہ سکتے ہیں خوف سے مثل تصویر سب ہو سکتے ہیں عرصۂ دراز تک ایسے کلام کہکر ناگن کی عقل و
فطرت کی تعریف کی اپنی غیب دانی کی توصیف کی پھر فرمایا اے نور نظر پارۂ جگر اپنے باغ میں جا و
عیش و عشرت میں مصروف ہو ملکہ لالان خون قبا میں جان تازہ آئی ناگن کا ہاتھ تھام کے ہوادے
پر سوار ہوئی دارالامارۂ شاہی سے نکلی کہا کیوں ناگن آج خداوند نے کیسی باتیں کیں سراسر رمز کی گھاتیں
تھیں دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے ناگن نے کہا حضور میرے کلیجہ پر چھریاں پھر رہی ہیں ہر کلام سے صاف
ظاہر ہوتا تھا کہ ایکی مرتبہ فرمائیے کہ اسد غازی کو تم نے اپنے باغ میں چھپایا ہے حضور میرے انتظام کی
تعریف زبھی صاف پایا گیا کہ آنہیں ظاہر ہو گیا ہے کہ میں نے اسد غازی کو بچایا ملکہ لالان خون قبا
نے کہا ہوں ناگن میں گلا کاٹ کے مر جاؤں گی آگے خدا جان بچائے بڑا ہی خیال ہے اُسی حالت میں لرزاں
ترساں باغ میں آئی اسد غازی مسند پر جلوہ فرما تھے کنیزیں خدمت میں مصروف ملکہ آکر خاموش
بیٹھی ناگن کے بھی ہوش اڑے ہوئے ظاہر میں چہرے کو شگفتہ کیا اس خوف سے کہ اسد غازی کو نہ
ظاہر ہو جائے اسد نے پوچھا کیوں ملکہ میں تمکو متفکر پاتا ہوں صاف بتلاؤ میں ابھی تلوار کھینچکر دربار
میں وارد و جلوہ کے جاؤں بیجا کا تخت الٹ دوں تم نے اب تک ہمکو اپنی عقلمندی سے روکا اب میں
کل مجھکو ضرور جاؤنگا ان کلمات شجاعت آیات پر ملکہ لالان خون قبا زار زار مثل ابر نوبہار رونے
لگی کہا صاحب تمہارے دشمن کون نے ہمکو مارا جب وقت آپکا جانے کو جی چاہے ایک ہاتھ تلوار کا لگا کے
اس بدبخت کا جھگڑا پاک کیجیے پھر اختیار ہے جہاں جی چاہے جائیے ناگن وزیر زادی بھی قدموں پر گر پڑی
کہا حضور ہم سب کی جان آپ کے قدموں پر نثار ہے یہ کنیز آپ کے ہر مقدمہ کی رازدار ہے جلدی کرنا
بیکار ہے میں سمجھکر عرض کروں گی پھر آپ جائیےگا ابھی دو دن تامل فرمائیے ہم خوب جانتے ہیں آپ
آفتاب عالمتاب جرأت و شوکت ہیں صاحب ہمت و سخاوت ہیں مگر آپ کا چھپکے بیٹھنا بہت مشکل ہے
یہ کنیز بھی جاہل نہیں ہے ایسے موقع پر عرض کروں گی کہ کوئی سامان معقول ہو مطلب دلی حضور کا حاصل ہو
اتنے پھر یہی دعا کرتے ہیں انہیں باتوں میں خداوند آسمان چہارم اعنی نیر اعظم عرش تخت سنہری پہ
جلوہ فرما ہو کر پردۂ حجاب حلم رب اکبر میں مخفی بعد شوکت ہوا شہنشاہ تابان اقلیم فلک بہ ثبوت
برسالت احکام نبوت فرق ثابت و سیارگان میں مصروف ہدایت ہوا کنیزان ملکہ لالان خون قبا

نے سامان روشنی مہیا کیا محفل خلد منزل میں مسند ناز پر دونوں عاشق و معشوق بصد شوکت و ناز
متمکن ہوئے جام ارغوانی گردش میں آیا بصدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند خیر خواہان محفل خوش
و دشمن دردمند تھا مطربۂ خورشید جمال تانین مارتی ہی بصد ناز و ادا یہ غزل حضرت امیر شروع کی

غزل

بلندیوں پہ ہری اپنی پستی یہ اوج کس خاکسار میں ہی
پسند آئی فلک پرستی وہ سرفرازی غبار میں ہی

خوشی شب و روز روبرو تھی تبسم و گلفشان گفتگو تھی
ہمیشہ ہنس دینے کی جو خوشی ہی شگاف مزار میں ہی

عجب طرح کی پڑی ہی مشکل ہوئی ہیں دو آستین مقابل
بدن کو قید کفن ہی مشکل کفن جو قید مزار میں ہی

بدن سے لپٹا کفن کا جھگڑا الجھ میں ڈھیلے ہیں سر پہ چھتہ
سمجھ کے آئے تھے جائے تنہا سو یہ بھیڑ مزار میں ہی

فراغ زیر لحد کہاں ہو وہاں بھی تکلیف امتحان ہی
بدن تو اس درجہ ناتوان ہی زمین امید فشار میں ہی

اسی طرح انتشار میں تھا ہمارے جیب اختیار میں تھا
جو عالم اسکا کنار میں تھا وہ حال اپنا فشار میں ہی

بھرا دے خنجر سنان سے عقدہ ستم ہیں قاتل لگاؤ کسکا
دبے ہیں زانو کے نیچے اعضا رگ گلو اختیار میں ہی

یہ ساری چہل پہل تھیں بچھا دین کبھی سند کیا ہو وہ دکھا دین
جو گود میں آؤ تو بتا دین کہ یہ مزا اختیار میں ہی

یہ بیخودی کا ہوا ہی عالم کہ سو گیا تھا جو یار کچھ دم
کئی برس ہو چکے ہیں ہمیں یقین ہی دلبر کنار میں ہی

نہ پوچھیے لطف زندگی کا ہوا ہی وہ حال زار میرا
کہ جسطرح سے تمہارا وعدہ تزلزل اعتبار میں ہی

لیں ارتفاع فقین ہم میں نصیب بھر تن بھی کم زمین
زمین کے آغوش میں جو ہم ہیں زمین فلک کے کنار میں ہی

نسیم کیا جستجو سے ہو گا نہیں ہر تقدیر میں جو لکھا
سوائے سرگشتگی بجا بگولے کے کیا کنار میں ہی

لیکن خواجہ عمرو بن امیہ نامدار بشیرہ شناس نیک اساس عیار کامل عاقل علوم عیاری میں فاضل پرچے
بڑے کاملین کی آنکھیں دیکھیں زبرجد نگار میں گئے جو زبرجد شاہ کی بدعتیں تھیں اونکا دل میزبان خراسانی
پہلوان لاثانی کا برسم ایلچی گری دربار زبرجد شاہ میں جانا اور اُس ملعون کو سجدہ کرنا پھر طبل جنگی بجنا
اعواک رعد آواز کا میدان میں آنا وزادل بدیع الزمان کا زیر ہونا اور جا کر زبرجد شاہ کو سجدہ کرنا
اور دربار میں کل اہل اسلام حیران پریشان مضطر شش در لیکن اس ارسطو فطرت لقمان حکمت نے
اس مشکل کو حل کیا پھر اعواک رعد آواز کو جا کر مارا اُسکی جان عنظروت کو للکارا لاشہ اعواک رعد آواز
لیکر میدان میں آئے زبرجد شاہ کو ذلیل کیا اعتقاد خدائی میں اُسکی فرق پڑا شہر فرعونیہ میں کسقدر
اُس سے بڑھ کر عقل فیاستیں دیکھیں دربند دوم فرعونیہ قلعہ نقرہ کو سکندر شاہ نقرہ کو بی نے بڑھے

بڑے عجائب و غرائب دکھلائے لقادار سیہ پوش کو براے مقابلہ مسلمانان بھیجا اُسنے سامنے صاحبقران
کے بدیع الزمان اور قاسم کو قتل کیا بڑی بڑی بدشگونیاں شوخیاں دکھائیں آخر خواجہ عمرو نے
جا کر طیران جادو کو عیاری کرکے مارا سروازان نامی کو چھڑایا لقادار الف پوش بنکر لقادار سیہ پوش
کو مارا اُس روز زمین ملک سکندریہ کی کانپتی تھی شہناز جادو بڑے کروفر سے براے مدد سکندر شاہ
آیا خواجہ عمرو سوداگر بنکر اُسی وقت دربار میں پہونچے سامنے لقا کے تاج شہناز جادو کا لیا اُسنے کہا
سوداگر صاحب لائیے دیکھیں خواجہ عمرو نے کہا حضور کیا طلب فرماتے ہیں شہناز نے کہا میرا تاج دیجیے
عمرو نے کہا حضور میں نہیں بیچونگا آپ کم قیمت لگاتے ہیں شہناز نے کہا کہ یہ تاج تو میرا ہی خواجہ عمرو
نے جواب دیا کہ سبحان اللہ واہ حضور والا جسکی چیز اُسکے پاس یوں آپ رئیس ہیں دربار میں بلا کر لوٹ لیجیے
ایک حبہ نہ دیجیے شہناز جادو بگڑا کہ بڈھے تیری کچھ شامتیں آئی ہیں میرا تاج ابھی دیکھنے کو لیا اب اپنا
بتاتا ہے عمرو اپنے مقام سے اُٹھا کہا اے شہنشاہ میں خداوند کے کان میں جو اصل بات ہے وہ کہے دیتا
قدرت کو کان ہو جا جیسے شہناز نے کہا کیا مضائقہ لقا نے سر جھکایا عمرو نے کان میں منہ لگایا اور اپنا
ہاتھ پھونک کر ایک دھول قدرت کے لگائی تڑاقے کی آواز آئی بائیں ہاتھ سے تاج بھی لیا نعرہ
کرکے نکلے ساحر پکڑنے کو دوڑے راہ میں اگر نامر جادو کو مارا ساحر بنکر محیط حبشی پر سوار ہو کے
دریا کے اس پار آئے اگر عیار ہوں تا عمرو کی ذکر ہو تا روز حشر و فخر تمام ہو تعجب ہے ایسا کامل الکل
جہاندیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ اگر کسی شخص کی پیشانی پر شکن پڑے سطر بنا کر اس سے حرف چند اُن
مطلب دل سے آگاہی ہو جائے خلاصہ کلام باتوں سے ملکہ لالان و ناگن کے گمان غالب ہوا تھا
کہ اسد نامدار باغ میں ملکہ لعل کے ضرور موجود ہے حیرات ہوئی ہوا دار سنگایا لباس خداوندی زیب
جسم فرمایا سوار ہو کر کہا مجھکو در باغ نور چکیدہ خالص قدرت پر لے چلو چند ساحر ہمراہ لیے وہ پری
کر تھوڑے اُڑے لیکے باغ میں ملکہ لالان خون قبا کے منہ و لیست ہے دروازے پر محلدار ہر وقت
بیٹھی رہتی ہے دروازے میں قفل روزن در سے دیکھا خداوند داؤد ہوا دار پر سوار چلے آتے ہیں
چند ساحر بھی ہمراہ ہیں اسی جانب آتے ہیں محلدار بدحواس دوڑی ہوئی ملکہ لالان خون قبا کے
سامنے آکر گر پڑی کہا حضور براے خدا تاج کا اُلٹ و رنگ موقوف کرو خداوند داؤد آتے ہیں
یہ سنکر ملکہ لالان کے ہوش و حواس اُڑ گئے گھبرا گئی چہرے پر اُداسی چھا گئی ہاتھ پیروں میں رعشہ

آگیا قریب تھا روح جسم زار سے نکل جائے اسد نامدار بھی مسند پر مسلح و مکمل بیٹھے ہین ملکہ لالان خون قبا
کو جو متغیر دیکھا کہا خیر تو ہی کیون گھبرا گئین دروازہ کھول دو وہ سمجھا آگیا تو کیا کریگا ساحر جدائی
کرتا مجلا دونگا ناگین چیر کر پھینکدونگا اسکی قضا ہی اُسکو یہان کھینچکر لائی ہے ملکہ لالان تو مثل
تصویر خاموش ہوگئی ناگن قدمون پر اسد غازی کے گر پڑی کہا حضور برائے خدا و رسول جرات کو
کام نہ فرمایئے ہماری سب کی جان بچائیے جلدی کمرے مین جا کر چھپیے ہم نے آپ سے ذکر نہین کیا آج
دربار مین خداوند نے ایسی باتین کی تھین جس سے صاف ثابت ہوتا تھا کہ کسی نے کہدیا کہ طلسم کشا
کو ہملوگون نے چھپایا ہے آخر ہفت اقلیم پر خدائی کرتے ہین ایکدن میری باتون مین دھوکا کھایا
اب اُسکو بخوبی ثابت ہوگیا ہوگا بمشکل تمام اسد غازی نے مخفی ہونا قبول کیا ناگن نے چاہا تھا
تلوار وغیرہ اسد غازی سے لے لین اسد نے اس بات کو نہ مانا رولے سے ملکہ لالان خون قبا
کے کمرے مین جا بیٹھا ناگن نے جلدی دروازہ بند کیا اب صحبت عیش و نشاط کیونکر مٹا سکے
کیا کیا چیز اُٹھائے چلیگر جو کمرے سے عطردان پاندان کل سامان عیش و نشاط مہیا سارا اقسام اشیاے
نادرہ سے بھرا ہوا ہے کسی شے کو اُٹھانے سکی گلابیان تک شراب کی ہٹانے سکی ملکہ لالان خون قبا دریا
جواہر مین غوطہ مارے ہوئے مثل عروس شب اول عطر سہاگ کی جسم مین ہو خوشرو خوشنما اسطرح پر جو مسا
بالون کو نوچتی ہوئی ہونٹون کو اسقدر چبایا کہ یاقوت احمر کے ٹکڑے معلوم ہوتے ہین ماتھے سے افشان
چھڑائی مگر جلدی مین کیا بن پڑتا ہے وہ بگڑ بناؤ سے بہتر خورشید جمال پری پیکر مضطر و متحیر کنیزین
افتان و خیزان حیران پریشان آپسمین اشارے و کنائے کرتی ہوئین کہ آج ملکہ لالان خون قبا کے
ساتھ ہماری بھی ناک چوٹی کٹی سب کی شامت آئی دیکھیے اب کیا ہوتا ہے دل دھڑکتا ہے دھڑکے
کو باغ مین بٹھایا باپ کا مطلق خیال نہ آیا کوڑے کھائے مگر محبت سے ہاتھ نہ اُٹھایا اب مریداری
کی کیفیت حاصل ہوگی دیکھیے خداوند داؤد کیا کیا قیامتین برپا کرتا ہے آفتین ڈھاتا ہے ایک ایک
سزا کا سزاوار ہوگا سارا باغ آتش بہار ہوگا محلدار نے بڑھکر قفل کھولا ملکہ سر جھکائے ہوئے لڑکی
ہر سفید چادر محمودی کی اوڑھے ہوئے ناگن وزیرزادی پہلو مین شہنشاہ اوج عیاری ہوادار
سے اُترے باغ مین آئے ساحرون کو باہر چھوڑا جیسے ہی باغ مین قدم رکھا ملکہ لالان نے خوب
جھک کر سلام کیا خواجہ عمرو نے سراپا دیکھا دولہن بنی ہوئی ہے ہاتھ تھام لیا ناگن سے کہا بی تیرا تو

صاحب ہمارے قریب آؤ تمھاری عقل و فطرت پر ہمکو ناز ہے ناگن بھی مارے خوف کے کانپ گئی کہا سراسر حضور کی پرورش حضور کی ایک ادنی کنیز بے تمیز ہوں اب خواجہ عمرو سب کے چہروں پر بغور نگاہ ڈال رہے ہیں رنگ رُو سب کے متغیر اب یقین کامل ہوا اپنی رائے پر آفرین کی اسطرح دیکھتے بھالتے باغ کو چلے آتے ہیں درختوں پر جال مغیش کے پڑے ہیں لالٹینیں مثل قطرہ ہائے شبنم

روشن ہے چمن پر لو جو اُن چمن نجم
باغبان سمجھے فلک پر کوئی تارا ٹوٹا
سرخی لالہ و گل ہے شفق صبح سمن

پھول جو چاندنی کا ہی گل مہتاب تھا
ٹوٹ کر کوئی زمین پر جو گرا برگ سمن
چھپ گیا چاندنی کا پھول جو ٹوٹ کے گرا

ہر شجر نور میں ہے غیرت نخل ایمن
ہر چمن نور میں مطلع گل خورشید کا ہے
نرگس کو ہوا صاف کی چاندنی

سارا باغ گلہائے رنگارنگ سے مملو شب کا وقت گلوں کی بھینی بھینی خوشبو نسیم اٹکھیلیاں کر رہی ہے اس گلعذار کی محبت کا دم بھر رہی ہے تمام کیفیت و آراستگی باغ و رنگ روئے گلعذاران بنگاہ غور دیکھتا ہوا عمرو بارہ دری میں پہونچا وہاں بھی دیکھا کل سامان عیش و عشرت مہیا ثابت ہے کہ ابھی کوئی صاحب صحبت اُٹھ گیا ہے دمبدم یقین بڑھتا جاتا ہے آکر مسند پر خواجہ عمرو بشکل داؤ جادو بیٹھے قریب ایک طرف ملکہ لالان خون قبا کو ایک جانب ناگن وزیرزادی کو پہلو میں جگہ دی چہار جانب نگاہ اُٹھا کر دیکھا کہا کیوں بی ناگن بدون صاحب صحبت اس محفل میں سناٹا ہے اُس شیر دل کو ہمارے سامنے بلاؤ بس اب نہ چھپاؤ ہم کیا تمھارے بھروسے پر خدائی کرتے ہیں جلد بتلاؤ کہاں چھپایا ہے تو نے ہمارے صاحب افلاک جادو کو ہمارے ہاتھ سے قتل کرایا سب خطائیں معاف کیں خیر کچھ نہ کہینگے سنتی ہے کچھ جواب نہیں دیتی جب ناگن کچھ نہ بولی طرف ملکہ لالان خون قبا کے متوجہ ہوئے کہا کیوں اے نور نظر ہماری بات کا کچھ جواب نہیں ملتا بتلاؤ صاحب خانہ کہاں ہیں لالان نے گھبرا کر کہا بابا جان میں صاحب خانہ ہوں اور سوائے میرے یہاں کون مالک ہے خواجہ عمرو نے کہا اپنے مہمان عزیز کو بلاؤ جن صاحب کے واسطے یہ جلسہ آراستہ ہوا ہم اُنکی ملاقات کے مشتاق ہیں جو صاحب نہادون میں فائق ہیں ہم بھی دیکھیں کیسے بہادر ہیں عزم و شوکت سے کیسے بہادر ہیں اپنا نظر کردہ کریں سپہ سالاری کا عہدہ دینگے ملکہ لالان خون قبا نے گھبرا کے کہا حضور میں نہیں سمجھی میرے یہاں کوئی مہمان نہیں آیا نہ میں نے کسی کو بلایا جب تو خواجہ عمرو نے جھولی میں ہاتھ ڈالا ایک اسا فولادی گولا نکالا کہا تم سب صاحبوں نے ہمکو نادان سمجھا ہے ابھی سحر کرتا ہوں کہ جہاں ہوگا دوڑا آئیگا

پہر عمر بہر آدمی نہ بناؤنگا کسی دہوبی کے سپرد کردونگا بقول سعدی بیت سگ بین خر اگرچہ بے تمیز است ولی
چون بار برد ہی عزیز است یہ کہکر کچھ پڑھنا شروع کیا ناگن سے کہا بی وزیرزادی صاحب کچھ زہر اگلو جادو
سحر دفع کرو ناگن نے کہا میری کیا مجال خواجہ عمرو نے کچھ پڑھکر گولا اچھالا کہا دیکھا او لالان خون قبا
ابکی مرتبہ جو گولے کو جنبش دونگا وہ شخص گدھا بنجائیگا قضائے کار اسد نامدار دروازہ درست یہ معاملہ دیکھ
رہا تہا سوچا غضب ہوا اب یہ سحر کریگا مین گدھا بنجاؤنگا دن رات دہوبی کے کہونٹے مین بندھا رہونگا اب
کچھ تدبیر کرنا ضرور لازم ہو نکل کے اس سے لڑو بہر دل کا حوصلہ نکالو یہ تو صاف ظاہر ہو کہ یہ بہت بڑا ساحر
ہو مگر جب تلوار مردان عالم کی کہنچی برق شمشیر چمکی خدا چاہیگا تو ہو نہ ٹہرا سکیگا یہ سوچ کر دروازہ کہولا

وہین سے نعرہ کیا نعرہ اسد
شہنشاہ نام آور و کامران
اسد شہسوارم کہ در روز جنگ
اسد شیر دل ابن صاحبقران
بدرم دل شیر و چیرم پلنگ
او داؤد جادو عورت کو کیا ڈر لگا

مردون سے آنکہہ چار کر قبضہ پر ہاتھ دہر ناحق بڑبڑاتا ہو کلوا بہیرون کو جلاتا ہو خدا بخشے بیٹھا ہو پیدا کرنے
والے سے نہین ڈرتا ہو اب خواجہ عمرو نے دیکہا کہ اسد نامور شیرانہ تلوار کہینچکر کمرے سے نکلا ملکہ لالان خونقبا
و ناگن مثل بید تھرا گئین بصورت آئینہ حیران بشکل زلف پریشان مثل نقش پا اسی مقام پر جم گئین اپنے
مقام سے ہل نہ سکین مگر خداوند داؤد گولا ہاتھ مین لیکر اٹھے کہا تبلا دا او سرکش برباد کن خانمان سلطان
ماہ دولت کے سامنے جرات دکھاتا ہو جلکر سنگ سیاہ بنادونگا تلوار ہاتھ سے پہینک قدمون کو بوسے
بوسے دے سجدہ کر یہان تیرا دیوانہ پن نہ چلے گا خواجہ عمرو تو گولے کو لیکر بڑھے اسد شیر دل سوچا
اگر اسکا سحر مجہپر چل گیا ہاتھ پاؤن بالکل بیکار ہو جائینگے بہت جلد تلوار کا وار کرکے سر کاٹ لون
ہو تھ اسکا نہ اٹھنے پائے مثل برق وار جلد چل جائے خرمن حیات اسکا جل جائے سارا سحر کرنیکا
حوصلہ نکل جائے بس شاہزادہ شیرانہ جا پہنچا خواجہ عمرو تو خالی ڈرا رہے تھے اسد غازی تلوار
لے کر سر پر پہونچا اب تو ڈرے کہ ایسا نہو کہ اس بغیر مہلت کا وار پڑے وہی ٹکڑے ہوجائینگے جلد
کے الگ جا کر تو دور کھڑے ہوئے مگر للکارنے لگے ارے تلوار پہینک دے ورنہ جانور بنادونگا
آنکہین پہوٹ جائینگی قدرت کو نگاہ بد سے دیکھتا ہو اتنا اسد شیر دل اور زیادہ شیر ہوا نعرہ
کرکے شیرانہ جھپٹا یہ کہتا ہوا کہ مردان عالم کہین ہاتھ سے تلوار پہینکتے ہین اب ملکہ لالان خونقبا
اور ناگن نے دیکھا کہ جب اسد غازی تلوار کہینچے ہوئے قریب پہونچا ہی قدرت کو ہکے بھاگے

جاتے ہین دور ہی سے للکارتے ہین خبردار میرے پاس نہ آنا اسد شیر دل ایسا گیند پھینکیون کو کیا
مانتا ہے اپنے سامنے شیر کو روباہ جانتا ہے کنیزون نے انہین کہا سبحان اللہ یہ بیانتہ یہ ہے طلسم کشا
خداوند کو جھکاتا پھرتا ہے گرد ستون بارگاہ کے خواجہ عمرو چیخ مارتے ہین اسد شیر دل ہتیا جاتا ہے
جہان پر پاؤن ہاتھ تلوار کا مارون سر کاٹ لون مگر خواجہ عمرو تو شطو حوالہ ہین اسد غازی بھی ہم
سردار وہم عیار تعلیم کردہ انہین پیر مرشد برحق کا ہے بچپن سے فن عیاری کو حاصل کیا ہے طرار فرار ولاد
نامدار صف شکن تیغ زن صاحب طبل و علم محترم و محتشم جنگ دیدہ کارآزمودہ ایک مقام پر جست
کرکے اسد شیر دل جا پڑا سایہ مین تلوار لے لیا جو خواجہ عمرو گھبرائے قریب تھا کہ تلوار پڑے خواجہ
عمرو نے جلدی بائین آنکھ کا تل دکھایا کہا کچھ شناسے نہین آئی ہین اپنے بیگانے کو نہین پہچانتا بڑے سپاہی تنے
مین کان پکڑ کے اٹھیر ڈالونگا اسد غازی نے جو خواجہ عمرو کو پہچانا تلوار پھینک کے لپٹ گئے چیخین مار مار
کے رونے لگے لالان خون قبا نے کہا لگا ناگن پر غضب ہوا شاہزادہ اسد سحر مین مبتلا ہو گیا دیکھیے
چیخین مار مار کے روتے ہین قریب تھا کہ ملکہ لالان کی روح قالب سے نکل جائے اسد غازی نے
پکار کر کہا ملکہ قدمبوسی کرو ہمارے قبلہ و کعبہ خواجہ عمرو بن امیہ نامدار ہین ملکہ لالان خون قبا و ناگن وغیرہ کے
ہوش و حواس اڑ گئے اسد غازی نے کہا حضرات ان سبھون کو صورت اصلی دکھایئے تو خواجہ عمرو نے زمین
پر پاؤن کی ٹھیکی دی بلند ہوئے آواز دی واوا آدم درو لشیا از کل عالم پیش یہ کہکر منہ پر ہاتھ پھیرا دنیا کی
ہوا بدل گئی بصورت اصلی زمین پر پچھڑے ملکہ لالان خون قبا نے جھک کر سو دب سلام کیا کنیزین صورت زیبا
دیکھکر کھسیانی ہو گئین اسد غازی نے کہا دلوایئے کچھ شناسے نہین آئی ہین ہمارے قبلہ و کعبہ ہین ملکہ لالان خون قبا
نے کئی کشتیان جواہرات کی بطور نذر پیش کین اسد غازی سے اشارہ کیا حضور یہ تو پوچھیے کہ داؤد
جادو کہان ہین خواجہ عمرو نے کہا ہماری جیب مین ہین اور تمام کیفیت مفصل سامنے اسد غازی کے
بیان کی ملکہ لالان خون قبا وغیرہ کے ہوش و حواس اڑ گئے کہا اب مین جاکر تخت خدائی پر بیٹھونگا اے
نور نظر اسد نامور تم اسی باغ مین رہو خدا چاہتا ہے تو اس رنگ مین لوح حاصل ہو گی اب جا کر تدبیر کرونگا
اگر اے نور نظر ملکہ لالان خون قبا تم دونون وقت بموجب قاعدہ قدیم دربار مین حاضر ہوا کرو گھڑی دو
گھڑی بیٹھ کے چلی آیا کرو ناگن نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری حقیقت مین آپ نے بڑا کام کیا مگر بڑے
بڑے ساحر خدمت مین رہتے ہین ایسے نہ ہو کہ پہچان لین خواجہ عمرو نے کہا خدا مالک ہے وہ سب نالائق ہین

کہو تو اسمین لڑوا کے خاتمہ کردون دارالامارۂ شاہی لاشون سے بھر دون واداو بڑا شخص تھا جسکو مین نے
پکڑا فضل پروردگار شریک ہوا ورنہ میری کیا حقیقت ہی مگر اُسکی عنایت وہ مسبب الاسباب ہی ذرہ ذرہ
اسکی مدد سے کامیاب ہوا ابھی اُسکا زمین سے نکالنا مناسب نہین ہی شاید اسلام اختیار کرے مغرور [illegible]
طلسم ہوشربا ایسے مقام مین خدائی کی ناگن نے کہا خواجہ عمرو حقیقت مین اگر واداو جادو آپ کا
شریک ہو جائے تو افراسیاب جادو کو سحر و ساحری مین بڑی مشکل پڑے مگر اسکا ہمارے دل کو
اعتبار نہین نہین معلوم کیا فساد برپا کرے مگر آپ خود ارسطو فطرت لقمان حکمت ہین جالینوس آپکے
خرمن فہم و فراست کا خوشہ چین ہی ارسطاطالیس مکتب علم و ہنر کا حضور کے طفل ابجد خوان بقراط آپکے
فیض صحبت و لیاقت کا دربان افلاطون اگر موجود ہوتا علم ادب کا سبق پڑھتا دائرہ اعتدال سے نہ بڑھتا
ای فخر عیاران عالم ای معزز و مکرم اولاد بنی آدم خداوند کریم آپ کو طلسم ہوشربا پر مظفر و منصور کرے
فکر و انتشار دل تردد منزل سے دور کرے دست شاد دشمن پامال ہون عدو پر سرکار کے ہجوم
لشکر رنج و ملال ہون مین ہر روز دربار مین ملکہ عالم کو ہمراہ لے کر حاضر ہوا کرونگی مگر حضور میری عقل
ناقص مین یہ آتا ہی کہ افراسیاب جادو کو ایک نامہ تحریر فرمایئے کہ لوح طلسمی لیکر ہمارے پاس چلا آئے
ہم لوح کو اپنے پاس رکھینگے خواجہ عمرو نے کہا ای ناگن افراسیاب وہ پرفن ہی اگر ہم مین سے خط بھیجے
کتاب سامری دیکھے صاف سمجھ لے کہ عمرو نے واداو کو گرفتار کر لیا وہین سے بیٹھے بیٹھے انتظام کر سکتا ہی
اپنی جانب سے تحریک مناسب نہین ہی یہ مقدمہ نہایت غور طلب ہی اپنی کتاب عقل کو انسان
بالائے طاق رکھے فراست پر ناز نہ کرے رب بے نیاز کی عنایت کا منتظر رہے دیکھو انشاء اللہ
پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی یہ مقدمہ لوح طلسمی ہی اسمین بڑے بڑے مشورے افراسیاب
کریگا مگر میرا پروردگار بآسانی پہونچا دیگا غرض چند ساعت خواجہ عمرو باغ مین ملکہ لالان خون قبا
کے ٹھہرا پھر اسی طرح صورت واداو جادو کی بنا لی تاج و لباس سے آراستہ ہو کر اسد غازی سے
رخصت ہوئے بخوبی سمجھا دیا خبردار ہماری رائے کے خلاف نہ کرنا ای نور نظر اگر اس حال مین کوئی
فتور پڑا عمر بھر لوح طلسمی حاصل نہ ہوگی افراسیاب ایک دن مین سب کو قتل کریگا ہم سے کچھ نہ ہو سکیگا
بخوبی سمجھاتے ہوئے کلمات نصیحت فرماتے ہوئے ملکہ و ناگن دلکیز مین تا بہ در باغ پہونچانے
آئین دیکھا بڑے بڑے ساحر در باغ پر دست بستہ حاضر ہین وہ رعب اپنا ڈال دیا ہی ایک ساحر

بات نہیں کر سکتا نقش تصویر خاموش دریاے خوف خداوندی کے جوش جیسے ہی بیرون باغ تشریف لائے سب نے قدموں کو بوسے دیے ہوادار پر سوار ہوے نقیب آگے بڑھے شیران سلطنت نے شیران ہیبت نے پایہ ہوادار کے ہاتھ ڈالا اس کروفر جاہ و حشم سے داخل دارالامارۂ شاہی ہوے مگر آٹھ پہر دل میں یہی خیال کہ خواجہ کیا تدبیر کروں کس حیلہ سے افراسیاب کو بلاؤں پاے غیرت لنگ آئینۂ عقل پر زنگ ہے کوئی صورت ذہن میں نہیں آتی ہے بہر نوع خواجہ عمرو اس فکر و تردد میں بصورت خداوند داؤد ملک داؤدیہ میں ہیں دیکھیے کس طرح لوح حاصل ہو کیونکر تسکین دل ہو حالات حشمت آیات اپنے مقام پر تحریر ہوتے

دو کلمہ داستان فطرت بیان ملکہ صرصر شمشیر زن و صبا رفتار کمند انداز حیلہ جو افراسیاب جادو نے نامہ دیگر بصلاح ملکہ صورت نگار روانہ کیا اور کیفیت آوارگی مہتر برق فرنگی و مہتر ضرغام شیر دل راہ میں گرفتار کرنا صرصر و صبا رفتار کو اور بلا کے لانا افراسیاب کو مع لوح طلسمی شہر داؤدیہ میں و دیگر حالات متعلقہ داستان ساقی نامہ

بیا ای ساقی خورشید پیکر
بیا ای راحت جان روح پرور
بیا ای شاہد سرمست و طناز
بیا ای پردہ دار محرم راز
بیا ای رونق کاشانۂ ما
بیا ای آبروے خانۂ ما
بیا ای باغبان نخل امید
بیا ای آسمان ماہ و خورشید
بیا ای رہبر آشفتہ کاران
بیا ای چارہ ساز دلفگاران
بیا ای آبروے بادہ و جام
بیا ای آرزوے قلب ناکام
بیا ای تاج فرق کج کلاہان
بیا ای خسرو جادو نگاہان
بیا ای عیسیٔ دوران بیا زود
بیا ای دشمن ایمان بیا زود
خیال قلب ہاے مردہ ام کن
علاج خاطر افسردہ ام کن
و داے ساقی بیت الحل آر
بکف جام و صراحی در بغل آر
تماشاے ہجوم مدعا کن
بیا قفل در میخانہ وا کن
بدہ تکلیف چشم مست خود را
ز رنگ مے حنا کن دست خود را
عمل از دل بحکم اشتہا کن
پر از مے شیشہ و جام سبو کن
بیا ای کعبۂ اسپ مستان
بیا ای پیشواے می پرستان
بیا ای ناخداے کشتی گل
ز جا برخیز و کن نظارۂ گل
دماغ جان معطر کن ز خوشبو
روان بامرادم گشت ہر سو
خدارا کشتی مے را روان کن
ز احسان خشک لب را تر زبان کن
بیفروز آتش رخسار خود را
فروزان کن چراغ کلبہ خود را
بہ بین ہر سو سیہ مست ابر آمد
بہ بین وقت وداع صبر آمد
خرامان شد صبا در صحن گلشن

نظر بر ریگستان نکہت بدہ سن
سرورا فزا ہوائے برشگالیست
درنگ آخر چرا در کار خیر است

گل افشان جا بجا باد بہاریست
چہ شد تیا خبر کہ جام از بادہ خالیست

چہ گلکاری بہ فرش سبزہ زاریست
بیا نظارہ کن ہنگام سیریست

چہرہ تحسبان میخانۂ عقل و فطرت و عیاری و ساقیان ساغر رحیق
سیکدہ سخن گذاری جام گلگون شراب مضامین نیرنگ سازی فہم و فراست کو یون پیش کرتے ہین
شتم مصنف سخن سنجان نیرنگ و بلاغت رقم کرتے ہین با فہم و فراست سابق مین تحریر ہوا
کہ افراسیاب جادو نے بصلاح ملکہ صورت نگار زوجہ و دو عرضیان خدمت خداوند واودین
روانہ کین چشیر صرصر شمشیرزن دیدم صرصبا رفتار و نون الگ الگ طرف شہر داؤد کے جاتی
ہین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار خداوند داود بنے ہوے دارالامارۂ خداوندی مین تخت طلائی
پر بصد صولت و شوکت جلوہ فرما ہین ہر ساعت ہر وقت یہی تصور ہی کہ ای عمرو اتنا بڑا کار نمایان
کیا کوئی مطلب حاصل ہنوا افراسیاب جادو وانتہا کا عقلمند ہی اگر تحریک طلب لوح کرون فوراً
بدگمانی ہو کہ خداوند لوح کیون طلب فرماتے ہین سارا بنا بنایا کھیل بگڑ جائے آخر کہان تلک اس
تخت حکومت پر بیٹھا رہون ہزارہا ساحران زبردست کا روز سامنا ہی اگر ان مین سے ایک حقیر ساحر
بھی آگاہ ہو جاے جان بچانا دشوار ہو آخر کیا کرون اسد غازی کو ساتھ لے کر طرف لشکر مہرخ
کے کوچ کرون یہ بات بھی سراسر بیکار ہی حاصل ہونا لوح کا بہت دشوار ہی اس فکر مین عمرو بیٹھا ہی
گرد ہزارہا ساحران غدار دست بستہ حاضر ہین مقدمات عدالت در پیش مگر خواجہ عمرو کو اپنی جان
کا لیس و پیش کہ ایک مرد ہاوست بستہ آگے بڑھا عرض کی کہ یا خداوند ملکہ صرصر شمشیرزن عرضی
افراسیاب پر فن لیے ہوے حاضر در دولت ہی امیدوار باریابی ہی نام ملکہ صرصر شمشیرزن کا سنکر
خواجہ عمرو کے ہوش اُڑ گئے سوچا ایسا نہو یہ ظالم مجکو پہچان لے ساری ہوا بگڑ جاے شفقت برباد
ہو نہین معلوم کیا افتاد ہو یہ سوچکر خواجہ عمرو نے وزیر سے فرمایا کہ اب قدرت چہرۂ زیبا پر کس قدر نا کس
کو نہ دکھائینگے پردۂ حجاب نقاب مین رہا کرینگے جلد نقاب لاؤ وزیر نے نقاب حاضر کی خواجہ عمرو
نے نقاب چہرے پر ڈالی حکم دیا صرصر کو سامنے لاؤ صرصر سامنے آئی خواجہ عمرو نے دیکھا صرصر مثل
شعلۂ جوالہ ناز و کرشمہ دست بستہ ساتھ چہرۂ زیبا اگرچہ گرد آلود وہ بھی رعنائی سے خالی نہین ہر ذرۂ گرد
پیشانی نورانی پر چمک رہا ہی معلوم ہوتا ہی کہ افشان چنی ہی یا صفحۂ ماہ پر ہجوم سیارگان بھولی بھولی

صورت چہرے پر ملاحت ہونٹوں سے سجائی نمایاں آب چاہ ذقن طلب وطاہر ہی تھے الا غدار سمن بر یاقوت لب کا نور گوش آنکھیں قتال عاشقاں پلکیں تیر دلدوز اس سج دھج کو دیکھا اور بیقرار ہو گیا کلیجہ پر ہاتھ رکھ لیا قریب تھا کہ منہ سے آہ نکل جائے بمشکل تمام ضبط کیا تیر مژگان تو وہ دل پر پڑے لب معشوق ہوئے خنجر ابرو نے ذبح کیا شمشیر نگاہ نے خون بہایا بیقراری میں یہ اشعار زبان سے نکلے غزل

بہت بے چین بیری خاطر بسمل میں رہتے ہیں
کسی سے پوچھ لینا تھا انھیں بس دل میں رہتے ہیں

اشارے مجھ سے تیغ ناز کے بسمل میں رہتے ہیں
کہ ہم بھی حسرت نظارۂ قاتل میں رہتے ہیں

کسی پر باز خود رفتگی ہونے نہیں دیتے
تڑپنے کی طرح ہم یار کی محفل میں رہتے ہیں

ہمارے نالے ہیں یا بات جو بھولی ہوئی کوئی
کہ آسکتے نہیں دل سے لبوں تک دل میں رہتے ہیں

نہ پہونچیں لیں مثل نگاہ نارسا ہم بھی
جہاں سے چلتے ہیں پھر اُسی منزل میں رہتے ہیں

اعانت شوق بیحد کی کشش جب تک نہیں کرتی
بہت سے نقص جذب الفت کامل میں رہتے ہیں

برابر دید کی پیاسی ہیں حسرت دونوں آنکھوں میں
شب و روز امتحان شاہد عادل میں رہتے ہیں

فراق یار میں کہتا ہوں استقلال سے اپنے
جو ثابت آشنا میں ساتھ ہر مشکل میں رہتے ہیں

نہ پہونچاؤں کبھی آغوش تک اُس بحر خوبی کے
اشارے دور ہی سے کشتی و ساحل میں رہتے ہیں

مجھے ور ہی دل شیدا کو عقل الدین نہ بہکا دے
یہ کیسے شور سے شیدا اور غافل میں رہتے ہیں

کسی کی شوخیوں کا کچھ پتا ملتا ہے یاروں کو
وہ انداز اضطراب عاشق بسمل میں رہتے ہیں

نکلجاتا ہے دم تو سامنے آنکلے ہے آسانی
اگر دم توڑنے والے بڑی مشکل میں رہتے ہیں

کسی کی وصل کی شب مختصر کتنی ہی ہو جائے
نکلنے والے ہیں جو حوصلے کیا دل میں رہتے ہیں

کوئی کہدے کہ کھو بیٹھیگا عاشق تم کو بھی اکدن
وہ زندہ ہیں بن سلہیرے سے مہیل میں رہتے ہیں

ادھر مجنوں دکھائی دے اُدھر لیلیٰ کو لے بھاگیں
یہی وعدے ہمیشہ ناقہ و محمل میں رہتے ہیں

نہ دے کچھ جھوٹ کر منہ سے گواہی قتل عاشق کی
یہ چھپائے کس لیے خنجر قاتل میں رہتے ہیں

نہ آزادی میں ہم کو لوٹ لینگے حسرت و ارمان
سمجھ دیتا ہوں میں کچھ کھٹک بھی اس منزل میں رہتے ہیں

قضا آتی ہے سر پہ معین ادا اپنا ستانی ہر
شہیدوں پر بکھیرے کوچۂ قاتل میں رہتے ہیں

تمھارے وصل کے ارمان مجھ سے بڑھ گئے ہیں جب
نکالے جاتے ہیں یہ فتنۂ ارجس دل میں رہتے ہیں

سراپا درد بجا سنے کو ہم کیا آ کے بیٹھے تھے
اُٹھا دیتا ہے تو پھر بھی تری محفل میں رہتے ہیں

تڑپ کر کیوں نہ آغوش عدو سے وہ نکل جائیں
بہت آ آ کے یاد عاشق بسمل میں رہتے ہیں

جلال آ کر طریق عشق میں بہکا نہ دے کوئی
ادھر شیخ بھی نکا خضر جس منزل میں رہتے ہیں

ملکہ تمر صر شمشیر زن واسطے سجدے کے جھکی پایۂ تخت کو بوسہ دیا عرضی افراسیاب کی ہاتھ پر رکھی عمرو نے
کاغذ اُٹھا لیا وزیر کو دیا نامہ کو پڑھو عمرو تو ساعت میں نامہ کے مصروف ہوا مگر صرصر عیار بھی اس دربار
میں ہزار مرتبہ آچکی ہے ہر رفیق و مصاحب پر نگاہ ڈال رہی ہے افراسیاب نے حکم دیا تھا کہ اے صرصر رنگ دربار
خداوند دیکھنا سمجھنا شہر واد وہی ہوا تو نہیں گڑی اس وجہ سے نگاہ اُسکی چار جانب ایک ایک کو پہچان
شغل میں تول رہی ہے سب سے زیادہ چہرے پر داؤد کے نگاہ ہے زبان سے صفت و ثنا کر رہی ہے مگر
کو نگاہ غور دیکھ رہی ہے ایک یہی بات نئی ہے کہ خداوند نے نقاب چہرے پر ڈالی ہے و لیکن ہے کہ نقاب
چہرے سے جتنے زیارت خداوند سے مشرف ہوں اہل دربار گاہ والوں کیا سبب ہے کہ خداوند آج
نقاب پوش ہیں کیوں بندوں سے حجاب ہے کیا وجہ کہ چہرۂ زیبا پر نقاب ہے اس خیال میں تمر دود
سنجر جھانک کر دیکھتی ہے عمرو خوف سے آنکھ چراتا ہے نگاہ نہیں ملاتا قضائے کار چونکہ عمرو عاشق
زار صرصر ہے بیتابی دل ترقی پر ہے طرف وزیر اعظم کے متوجہ نامہ بغور سن رہے ہیں اپنے مطلب کی
بات لکھی جو خواہش دلی تھی وہ پوری ہوئی خود افراسیاب تحریر کرتا ہے کہ لوح طلسمی اگر قدرت قبول فرمائیں
عمرو و اسد کے ہاتھ سے میری جان بچائیں میں بادشاہ ہوں ایک سرہزار سودے اُسی نامہ میں
ایک ہر چہرہ صورت نگار پہ بیدت سے لکھا ہے اس میں سنچ ہے دیو صاحب مجھ پر احسان ہوگا میں نے
آپکی محبت کے بھروسے پر شہنشاہ سے اقرار کر لیا اگر عذر کرو گے گوشمالی کروں گی راز و نیاز کی باتیں یاد
کرو ہمیشہ ستاتے ہو اس حسرت میں عمر بسر ہو گئے مطلب دلی حاصل ہوگا پہلو راضی رکھو ہمیشہ بڑے
بڑے کام میں اس حیلہ سے ہم بھی آجینگے ایک نگاہ دیکھ جائینگے ایکو نہیں دینگے کچھ راز دل کہینگے اس مضمون
کو سنکر خواجہ ہنستے جاتے ہیں کبھی فرماتے ہیں ہماری بھاوج ہمکو بہت چاہتی ہے اُنکی محبت اسوقت تک باقی ہے
مدت سے قدم بوسی کو نہیں آئی اگر آگئی جو بتان کہا نئی ایک ہفتہ بجانے دو نگا اُسکے یہاں رہنے سے
بڑی کیفیت ہوتی ہے خوشی میں سوتی ہے صرصر شمشیر زن آواز بھی بگوش ہوش سن رہی ہے دل میں
شاک اچانک اتفاقات قضا و قدر سے عمرو جو کئی مرتبہ تحریر صورت نگار پر شبہا جسم کو جنبش ہوئی اسی قدر

نقاب چہرے سے ہٹی صرصر کی آنکھ سے آنکھ لڑی تو صرصر نے بخوبی پہچانا مگر ٹال کر نظر پھیر لیا
خواجہ عمرو سمجھے مجکو نہیں پہچانا پھر نقاب درست کر لیا جواب میں نامہ کے حکم دیا افراسیاب کو
تحریر کرو ہم سوچتے ہیں کہ کیا کرینگے اگر قدرت کا دل چاہے ایسی ایسی روز تختیاں بنا کر پھینکا کرے
نامہ حاج صاحب کے خط کا جواب لکھو کیوں دیوانی ہوئی ہو [illegible] بکا کرتی ہو یہ معاملات
طلسم میں ہمیں مجکو کیا دخل ہے اپنی اگلی پچھلی باتیں یاد کر اپنی غرض کو آپ ہی آئیگی آنے نہ آنے کا مجکو
اختیار ہے مگر ہمارا دل تیری محبت میں بیقرار ہے فرصت کر کے آ ہمارے پاس رہنا خلاف کریگی
تو جانیگی یہ تمھیں سوال و جواب ایک ہی جگہ ملفوف کر دیا وزیر نے ہاتھ میں ملکہ شمشیر زن کے
دیا سلام کر کے بھاگی دل سے کہتی ہے گھوڑے نے بڑا غضب کیا خداوند داؤد کو پکڑ لیا قدرت کی
شکل بنا بیٹھا ہے چل کر افراسیاب سے حال کہوں وہ آن کر اس بڈھے کے بچے کو قتل کرے
سزاوار یقین ہے کہ اسد غازی بھی اسی مقام پر ہوگا یہ دل سے سوچتی ہوئی مثل باد صرصر اڑی
ہوئی جاتی ہے یہاں خواجہ عمرو اب بہت خوش ہیں ایک پہر کا عرصہ گذرا تھا کہ عرض بیگی پڑھ کے
آگے آیا عرض کی ملکہ صبار رفتار کمند انداز مع نامہ افراسیاب و صورت نگار حاضر ہے عمرو جی
میں کہتا ہے پھانسنے بڑے انتظام کیے ہیں بے ساختہ حکم دے دیا لاؤ یہ بھی بانہاسے عیاری سے
آراستہ سامنے آئی نامہ پیش کیا اسی طرح خداوند نقلی نے وزیر سے پڑھوا لیا ملکہ صبار رفتار
صرصر سے زیادہ تیز رو جسکی نگہداشت افراسیاب جادو سے پاچکی ہے خاص فکر انتظام
میں آئی اسی طرح اسکی بھی نگاہ خواجہ عمرو پر پڑی اور بخوبی خواجہ عمرو کو پہچانا خواجہ عمرو نے
اسی طرح پشت پر نامہ کے جواب لکھا یا صبار رفتار کو بھی دیدیا صبار رفتار آداب و
تسلیمات بجا لائی دعائیں بھی دیں پڑھ کر سراپا کی بلائیں لیں پشت پھیر کر بارہ دری سے
نکلی دل سے کہتی ہے واہ واہ ری صبار رفتار بنا تماشا دیکھا خداوند بدل گئے عمرو خداوند بنا
ہوا بیٹھا ہے کیا قیامت کا پرکالا ہے جہاں کمند وہم و خیال نہ پہونچے وہاں جا کر عیاری کرتا ہے
ہو جب شعر لا علم شہ جہان وہم فرشتہ کسی عنوان پہونچے۔ الغرض جا کے یہاں حضرت انسان پہونچے
پائے وہم و خیال تنگ حوصلہ نہ تنگ مگر واہ رے ظالم کیونکر پہونچا خداوند کو نہیں
معلوم کیا کیا چلے جلدی اپنے شہنشاہ سے اطلاع کروں وہ مثل برق جہندہ چشم زدن میں

پہونچے کا گھوڑے کی گردن لیکا گھوڑا بھاگ نہ سکیگا اب ناظرین پر واضح ہو کہ اول ملازم ضرغام شمشیر زن
آئی خواجہ عمرو کو پہونچا نامہ و جواب نامہ پاس آگے ضرغام شمشیر زن دو چار کوس پیچھے صبار کنان
دونون مکار غدار خدمت افراسیاب مین جاتی زمین دیکھیے پہونچین یا نہ پہونچین دو کلمہ داستان
برق و ضرغام بیان ہوتے ہین سابق مین تحریر ہوا کہ برق و ضرغام کو عمرو نے صحراے بیابان مین اپنے سے
جدا کیا دونون روتے ہوے جب کوس دو کوس نکل آئے تھک کے ایک نخل کے سایہ مین بیٹھے
اپنے حال زار پر روئے ایک نے دوسرے سے کہا بھائی رونا بیکار ہے صبر کرو دل پر جبر کرو اہل
پیدا کرنے والے کو حاضر و ناظر جانو خواجہ عمرو کی شکایت بھی بیکار وہ بھی مجبور و ناچار ہو کے
بیچارے نہیں معلوم کس آفت مین پھنسے ہوش و حواس برجا نہ رہے وہ غصہ جو ہم پر اتارا کچھ اسمین
بھی بہتر ہوگا مصرع خطاے بزرگان گرفتن خطاست • انکی بدعت سے انجام مین راحت ہوئی
نگاہ خشم آگین صورت زحمت دکھائے گی ہمارے مالک و مختار نے جو مناسب جانا وہ کیا اسکا
پھل پائینگے ہمارے پیر و مرشد آج گوشمالی کرینگے کل گلے سے لگا لینگے دل سے عزیز رکھینگے
اب اپنے خدا سے رجوع کرو بموجب شعر مشکلے نیست کہ آسان نشود • مرد باید کہ ہراسان نشود •
برق نے کہا بھائی ضرغام ساتھ رہنا مناسب نہیں ہے تو خوب آگاہ ہو کہ طلسم ہوشربا کے
سنگریزے بھی ہمارے دشمن ہین خضر راہ بھی ہمارے رہزن ہین اگر آفت آئے دونون
گرفتار ہو جائین ایک قید ہو ایک رہا رہے شاید کچھ تدبیر بن پڑے ضرغام نے قبول کیا
برق الگ چلا ضرغام نے ایک جانب رخ کیا اول حال برق بیان ہوتا ہے کہ قریہ قریہ پھرتا ہے اگر
ساحر کو جہان پایا لاکھ پکڑ مار لیا رات کو کسی نخل کے اوپر چڑھ کے بیٹھ رہا صبح کو پھر چل نکلا
اسی طرح چند عرصہ گذرا ایک دن ایک صحراے سبزہ زار مین برق فرنگی کا گذر ہوا چشمے پر
بیٹھ کے منہ ہاتھ دھویا اپنی غربت پر بہت رویا دعا کی کہ اے رب اکرم بانی بناے ہستی آدم آپ
تیرا بندہ گنہگار بہت بیقرار ہے مدد کر اس بلا کو دور کر جادہ عیش و راحت کا نشان ملے یہ غربت زدہ
تا بہ منزل مقصد پہونچے مدد اہل اسلام ہین جان نثار ین بروقت پر استغو شفیع مذنبین
زبان طعن نہ کھولین اتنے عرصہ دراز تک مارے مارے پھرے کیا کیا ہمارے ہاتھ سے کوئی
کام ایسا بن پڑے جس سے فنای طلسم ہوشربا کی صورت نکلے قسمت بند صاحبقران کو پہونچے آئین

خوشی خوشی جا کر صاحبقران سے ملین تواریخ مین ہمارے نام لکھے جائین کہ برق فرنگی نے
بڑا کام کیا ہوش ربا مین کیا گیا نام کیا شاعر نظم کرین منشی احمد حسین صاحب قمر جلد پنجم
طلسم ہوش ربا ہماری تعریف مین لکھین سبین اہل اسلام مشہور ہون خاکساری عطار قصہ غرور
سے سا کر انجام بخیر بعد مردن باغ جنان کی سیر اشعار

آن خانہ کہ اندرش محمد نام
در دیدہ نکوتر از لب حور
آن چیز کہ باید م سبب سوز
بہبود ہمہ کسان در انست
روزے کہ شود بہار محشر

روشن کنیش ز نور اسلام
از سنگ لحد صار دین ساز
گذار مرا بہ من دران روز
چیزے کہ درو رضا نماری
چون سبزہ برآرم از زمین
از بہر رسول رب اکرم

آن کن کہ نماید م لب گور
کز شب رہ معصیت کہ ہم باز
چیزے کہ رضاے تو در انست
بر بندہ خود روا نداری
انعام کنی مراد ران دم

اپنی غربت اور تنہائی پر خوب رویا فوراً دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا سامنے سے غبار
نمایان ہوا اب جو نگاہ غور کیا ملکہ صرصر شمشیر زن مثل باد صرصر اڑتی ہوئی آئی برق جی مین
کہتا ہے برق دعا مقبول ہوئی سعادت کونین حصول ہوئی اُستانی صاحب کو گرفتار کرو ابھی ان کی
صورت بنو جیسا مناسب وقت ہوگا کیا جائیگا انشاء اللہ دریاے فکر سے گوہر مراد ہاتھ آئیگا
یہ سوچکر زمین نخلستان مین چھپا سر راہ کمندین بچھائین آنکھوں پوش کیا دام کو بچھایا ملکہ صرصر شمشیر زن
نادانستہ اس مقام پر آئی جست کرکے بیچ مین حلقہ ہاے کمند کے پہونچی برق نے شیر کی آواز
دی صرصر رکی برق نے کمند کھینچی جھٹکا مارا دونون پانون ملکہ صرصر شمشیر زن کے پھنسے برق
نے ہوا پر قبضہ کیا منہ کے بل زمین پر گری برق نے تڑپ کے حباب بیہوشی مارا صرصر
بیہوش ہوئی گود مین اُٹھا کے گوشہ مین لایا اس سرو قامت کو ایک نخل سے باندھا
اب ہوشیار کیا ملکہ صرصر کی آنکھ کھلی برق کو سامنے دیکھا تڑپ گئی برق نے صرصر کو جھککے
سلام کیا کہا استانی صاحب آداب و تسلیمات مادر مہربان کہان سے آئی ہو کچھ اپنے بچون
کی بھی خبر رکھتی ہو پیدا کرکے پھینکدیا باپ کو تو ہمیشہ کم محبت ہوتی ہے مگر ماں ایسی ظالم نہ دیکھی
بڑی سنگ دل ہو ملکہ صرصر شمشیر زن نے کہا نگوڑے کچھ شامت آئی ہے مجھے ایک کام کو فرشتا

نے بھیجا تھا وہاں سے آتی ہوں نگوڑے دیوانے تیرے استاد کی جورو جو لاکھ سرو چمن تن ہونے ایسی
باتیں کیا کرو بھڑوے سانڈ کے سانڈ میرے گرفتار کرنے سے کیا فائدہ ہوگا برق نے کہا استانی صاف صاف
بتاؤ میں نے جنگل میں بڑی مصیبت اٹھائی ہے سارا استاد کا غصہ تمہیں پر اتاروں گا کسی کنوئیں میں ڈال دونگا
کوئی حال سے بھی نہ آگاہ ہوگا ملکہ صرصر شمشیر زن نے کہا تجھے اختیار ہے مار ڈال عوض میں میرے خون کے
افراسیاب تجھے قتل کریگا میری عیار بچیاں تیری بوٹیاں کاٹیں گی برق نے کہا جو گذرنا ہوگی
گذر جائیگی میرا کوئی کیا کر سکیگا خدا استاد کو سلامت رکھے انکا البتہ ڈر ہے مجھے بہتر معشوق تلاش
کر دونگا اسوقت استانی تمہارے کلام سے بوے صداقت نہیں آتی کہیں دور سے آئی ہو پسینہ
پسینہ ہو رہی ہو اور یہ بھی بشرہ سے صاف ثابت ہے کسی بڑے کام پر گئی تھیں ملکہ صرصر شمشیر زن
نے لاکھ انکار کیا ہر طرح سے ٹالا مگر برق نے نمانا آخر تلاشی لی تو بٹوے سے عیاری کے وہ کاغذ
نکلا جسمیں پتہ نشان تحریر ہے طرف سے افراسیاب کے نام طرف سے خداوند داؤد کے
جواب بمقدمہ لوح برق خوب ہنسا شادی مرگ ہو گیا کہا استانی صاحب یہ تو بڑا مژدہ جان بخش
ہاتھ آیا شہنشاہ کو علیحدہ پر لوح لیے بیٹھے ہیں کوئی خداوند داؤد میں انکی خدمت میں لوح بھیجی جائیگی
ملکہ صرصر شمشیر زن زرد ہوگئی ہوش و حواس پراگندہ جواب دیا ارے کچھ دیوانہ ہوگیا ہے کاغذ
کئی سال ہوئے جب لکھا تھا تجھے اس حیلے سے قتل کرتا ہوں قتل کر تیرے استاد کو بھی یقین ہو ملال
ہوگا برق نے کہا استانی یہ تو بے کسی لونڈے لاڑی کو سناؤ میں نے خواجہ عمرو کی آنکھیں دیکھی ہیں
قوم کا فرنگی ایسی ایسی دور کی بہت دیکھی ہے تم ایسی عیار بچیاں میری جیب میں پڑی ہیں اب
صاف یہ ہے کہ تمہاری صورت بنا کر وہ بلور پر جاؤنگا عیاری کرکے افراسیاب کو بیہوش کرونگا
لوح لیکر اپنے طلسم کشا کو دونگا ایسا مطلب بحکم عنایت رب کریم سے حاصل ہوتا ہے خط میں سب
پتہ نشان موجود ہے ہم تمہارے فرزند دلبند ہیں صرف اشارہ کافی ہے ملکہ صرصر شمشیر زن
بحر بیقراری کا جوش پراگندہ ہوش اب کیا جواب دے برق نے وہ نامہ کسوت عیاری میں رکھا
سامنے صرصر شمشیر زن کے رنگ روغن نکالا صورت صرصر کی بنا پوچھا جاتا ہے کیوں استانی صورت
بھی ہے سراپا میں تو فرق نہیں ہے افراسیاب تو نہ پہچان سکیگا استانی ہو جو نکتہ رہ گیا ہو تسلیم
کرو دیکھو بلا عوض پر تل بناؤں یہی نکتہ باقی تھا صرصر جھلا کر جواب دیتی ہے میری بلا پوش جانے

آئینہ مین دیکھ لے تیرا استاد وہ استانی دونون بچارے مین پڑین جب برق بجولی صورت صرصر بن
چکا صرصر کو نخل سے کھولا اور گود مین لیکر درخت پر چڑھا شاخین کاٹ کر مچان بنایا اسپر صرصر
شمشیر زن کو بٹھلا دیا کمندون سے ہاتھ پاؤن باندھے کہا کیون آستانی ہمین کسقدر تمھارا
خیال ہوا اب چند روز اس جھونجھ مین رہو چکارے مارا کرو صرصر نے کہا ارے او پاجی مین بھوک
کے مارے مر جاؤنگی برق نے کہا واہ آستانی فرزندان کو بھوکا رکھیگا یہ کہ کے ٹکڑے شیرمال کے
نکالے سامنے ملکہ صرصر شمشیر زن کے رکھدیے ایک جام مین پانی بھرا کہا او استانی یہ ٹکڑے
شیرمال کے کھانا پانی پینا آبرو بچانا تم کم خوراک ہو ایک ٹکڑے مین پیٹ بھر جائیگا صرصر
شمشیر زن نے کہا ارے بچیا ہاتھ تو میرے بندھے ہین برق نے کہا استانی بڑی بیوقوف ہو
مثل کتے [illegible] سے اٹھا کے کھا لینا زبان نکال کے پانی چاٹنا صرصر چپ ہو گئی جب برق
درخت سے اترنے لگا صرصر شمشیر زن نے کہا ارے او نالائق جانوران صحرائی منقارون سے
مجکو ہلاک کرینگے بوٹیان لوچ نوچ کر کھا جائینگے برق نے کہا حقیقت مین جاے استاد خیالی
مین بھول گیا یہ کہکے اپنی جیب سے ایک بانات کا ٹکڑا نکالا اسمین گھنگرو ٹانکے مثل چتے کے
اسکو بنایا گلے مین ملکہ صرصر کے باندھ دیا کہا استانی جب کوئی طائر کلان آئے گردن ہلا دینا
گھنگرؤن کی آواز بلند ہوگی طائر بھاگ جائیگا کبھی تمھارے پاس نہ آئیگا صرصر شمشیر زن مجبور
و ناچار بصد حال زار نخل پر رہی گر برق فرنگی بصورت صرصر شمشیر زن کوہ بلور کیطرف
چلا دو کلمہ داستان ضرغام شیر دل بیان ہوتے ہین یہ جو برق فرنگی کے ساتھ سے علیحدہ ہوا
حیران و پریشان ایک صحرا مین آکر ٹھہرا اسی فکر مین کیا کرون کہان جاؤن اسی سوچ مین
تھا کہ صبا رفتار کمند انداز کو سامنے سے آتے ہوے دیکھا بطور مذکورہ بالا صبا رفتار
کو گرفتار کیا اسی طرح اسکے پاس سے بھی نامہ نکلا ضرغام شیر دل مثل گل شگفتہ ہوا یہی خیال
آیا بشکل صبا رفتار بر سر کوہ بلور پاس افراسیاب جادو کے چلو اگر خداوند کریم اپنا
فضل شریک حال کرے لوح طلسمی افراسیاب جادو سے لین امیر کامل نے رہبری کی
خضر بیابان کرامت نے راہ بتائی آپ تامل کیا اسی طرح صبا رفتار کو درخت پر
پتون مین چھپایا آپ بصورت صبا رفتار کمند انداز بصد غمزہ و ناز طرف کوہ بلور کے چلا

لیکن افراسیاب خانہ خراب بر سر کوہ بلور لوح لیے ہوئے بیٹھا ہے عیش و آرام ترک کر دیا ہے
ملکہ حیرت جادو و مسعور و صورت نگار و سرما د ابرق و ملکہ صنعت سحر ساز وغیرہ خدمت
میں موجود ہیں چونکہ لوح پاس ہے اس وجہ سے کل مقام کی آمد و رفت موقوف رکھی چاہتا ہے
لوح مقام محفوظ پر رکھ کر فوج جا کر صرصر و بہار وغیرہ کو سزا دے کا حال دو دن و سیدم صورت نگار
سے یہی ذکر ہوا تھا پھر یہی فکر ہے کہ صرصر و صبا رفتار ابھی تک نہیں پلٹیں نہیں معلوم خداوند
نے کیا تجویز کیا صورت نگار کہتی ہے خداوند مجھ سے بڑی محبت رکھتے ہیں سوال و جواب کیسا
صرصر آئیں یا نہ آئیں آپ جلسے میں زبردستی لوح انکے سپرد کر دیجئے میرے کہنے سے حضرت نہ رکھیے لوح
اپنے پاس رکھ لیجئے افراسیاب کہتا ہے عیار یہاں پلٹ کے آئیں تو تسکین کا حال ہو ای صورت نگار
مجھکو خوف ہے شاید کسی وجہ سے ساربان زادہ شہر داودیہ میں پہونچ جائے کچھ دام کر بچھائے یہ
مقدمہ لوح طلسمی ہے ہر وقت اسی میں جان لگی ہے صورت نگار نے کہا شہنشاہ عقل کے ناخون لیجیے
ساربان زادہ مسلوری جمشید سے سوا ہے ملک خداوندی میں جا سکتا ہے شکل بنا کے اور آپ کے
خداوند بھی ہو گئے وہ انکے ملک میں جاوے اور انکو حال معلوم نہو جو ساربان زادہ طرف ملک خداوند
کے آکے اتحاد کچھ نکر سکیں انکھیں بند ہو جائیں دربار خداوندی میں ہماری ساحری کا کیا ذکر ہے اے
شہنشاہ آپ کے اعتقاد میں فتور ہے سراسر عقل کا قصور ہے خداوند ایسے ہیں کہ تاب ساحری
آپ کو سب کر دیتے ہیں افراسیاب کہتا ہے ای صورت نگار ان مقامات میں دم مارنے کی
جگہ نہیں ہے خداوند لقا کو دیکھو عمرو کے ہاتھ سے ڈاڑھی منڈوالی اس سے بڑھ کے زحمت
کیا ہو گی صورت نگار نے کہا لقا کو کیا لیاقت اپنی پشت کی خبر نہیں رکھتا خداوند داود ہیں
ہمہ گیر سحر و ساحری و علم کتابت میں بے نظیر اگر بگڑ جائے تو تمکو مشکل پڑے افراسیاب جادو نے
کہا خداوند داود ایسے ہی ہیں مگر عمرو بھی خباثت کا پرکالا ہے اسکی عیاری نے مجھکو دیوانہ بنا رکھا ہے
صاف تو یہ ہے اسی کے خوف سے یہاں آکر بیٹھا ہوں لوح ہر وقت اپنی نگاہ کے سامنے رکھتا ہوں
یہ راتیں کس سختی سے کاٹی ہیں نیند اپنے اوپر حرام کر دی جبتک واپس ہوئے صرصر و صبا رفتار
سے میں نہ جاؤں گا یہ ذکر تھا کہ سامنے سے بونڈا گرد کا اڑتا دیکھا ملکہ صرصر شمشیر زن بانہائے
عیاری سے آراستہ خستہ ہوئی آتی ہے صورت نگار نے کہا او شہنشاہ ملکہ صرصر بھی آ پہونچی ہوا

زمانے کی معتدل ہوئی اب تسکین دل ہوئی مہتر برق فرنگی بصورت صرصر جھومہ کر بالا سے کوہ
آیا پہلے افراسیاب نے یہی پوچھا کہو صرصر دربار خداوندی مین خیر و عافیت ہے برق فرنگی نے
کہا حضور سب طرح سامری و جمشید کی عنایت ہے ملک خداوندی آباد رعایا دلشاد شہر زرریز زمین
حسن خیز قدرت کے جاہ و جلال خرد و کلان مرفہ حال وہان کے قانون مین عورتین صاحب اختیار
مرد بالکل بیکار ذمام وسطے عورت کو جھڑکی دی اُسنے خداوند قدرت سے فریاد کی کہ حضور مین اپنے
مرد وسے راضی نہین قدرت نے فوراً حکم دیا پس مرد کے علم سے تو باہر ہوئی جہان تیرا جی چاہے
بسر کر اچھا وضع دار کوئی شوہر پسند کر لے بازار مین ہزارہا حسین بیٹھی ہین کسب کر رہی ہین مرد
بیچارے نے پہلے تو جورو کو چھوڑ دیا جب وہ بازار مین جا کر بیٹھی حسین تھی قدر ہوئی پوچھی گئی زیور
بنوا لیا لباس اچھا پہنا اب تو میان بھی دوڑے ہوئے گئے جورو سے ہاتھ جوڑ کر خطا معاف کرائی
اُسنے کہا میان پڑے رہو چلیں پھر اگر جو کوئی پوچھے کہدینا ہماری بیاہی ہے وقت بیوقت تمکو
بھی بلا لینگے لگو شہ رو نے غنیمت جانا اُون پڑے رہنے لگا ملک وادی مین ایسے نظام
جاری ہین بہ نسبت مردون کے عورتون کی مروت عادی ہین افراسیاب نے کہا ہومنی کا حال کہو
صرصر نے کہا وہ بھی مشغول تحریر ہے پڑھ لیجیے نوشتۂ تقدیر ہے حرف حرف سے مطلب دلی آشکار
ہر دائرہ خنجر آبدار یہ کہکے نامہ افراسیاب کے ہاتھ مین دیا نامہ تو اصل ہے اول سوال افراسیاب
جواب لاجواب لکھا تھا کہ مین لوح لے کر کیا کرونگا اگر جی چاہے ایسی ایسی سو مین روز بناؤن
بازار والون کو تقسیم کر دون آیندہ تو ہمارا بندۂ خاص الخاص ہے دلشکنی تیری قدرت کو گوارا
نہ ہوگی صورت نگار نے کہا بس چلیے قدرت صاف صاف فرماتے ہین حقیقت مین اُنکو
کیا ضرورت ہے اُنکے نزدیک اُسکی کیا حقیقت ہے افراسیاب نے کہا کہ دوسری عیارنیچی کو بھی آنچہ
دونو دل تردد منزل قرار پکڑے اسیر برق فرنگی بہت گھبرایا متردد ہوا پوچھا اے شہنشاہ بعد میرے کیا
اور کسیکو بھی روانہ کیا تھا افراسیاب خانہ خراب نے کہا اے صرصر جب فوج مسلمان قہر کے باغ
سیماب مین پہونچے سیماب البا سحر ملا گیا دل تڑپنے لگا ہے کہ سیماب البا خیر خواہ کہان سے
پاؤن اُسنے جان دیدی اپنی حیات مین لوح کی بڑی حفاظت کی اب دل پریشان ہے کہ لوح کہان گئی
تیرے بعد مین نے صبا رفتار کو بھی روانہ کیا سمجھا دیا کہ دربار خداوندی کو بہ نگاہ غور دیکھنا

ایسا نہو کوئی عیار طرار مکار غدار وہان پہونچ گیا ہو صورت نگار نے کہا ای شہنشاہ آپ کے
دماغ مین کچھ فتور آگیا ہے عجب مقدمہ مین خداوند کے ایسی ایسی باتین سوچتے ہین اور کسی کی کیا حقیقت
ہے صرصر شمشیر زن اپنی آنکھون سے جو دیکھ کے آئی ہین اب اسمین آپ شاخین نکالتے ہین بیٹھے
صبا رفتار بھی ملجائیگی آپ سوار ہو جیئے کلام ملکہ صورت نگار کی صرصر نقلی نے بھی تائید کی
کہا ای شہنشاہ ملکہ صورت نگار بہت بجا ارشاد فرماتی ہین آپ بخوف و خطر چلیے یہ لونڈی بھی ہمراہ
چلیگی ہر بات کا خیال رکھیگی میرے سامنے کوئی مکار عیار کیا کر سکتا ہے عمرو وغیرہ سب تباہ
ہوے شستی ہون ادھر اُدھر جا بجا تڑپ تڑپ کے مرے لشکر مہرخ مین رونا پیٹنا پڑا ہے خواجہ عمرو
و اسد نامور کا نشان نہین ملتا نہین معلوم کہان ڈوبے حیدر ان قصد کیجیے کہ ان سب کو بھی
مار لیجیے برق فرنگی چاہتا ہے صبا رفتار نے کہا ہاے افراسیاب کو لے نکلون راہ مین عیاری
کرون کسی نہ کسی صورت سے لوح لے بھاگون افراسیاب خانہ خراب اچھا اچھا کر رہا ہے کبھی کہتا ہے
لوح کے نام سے میرا دل گھبراتا ہے جی چاہتا ہے اپنے ہی پاس رکھون کسی کے سپرد نہ کرون اگر مجکو
ہر وقت خیال لگی رہی درپیش ہے بین کہان لوح کو چھپاتا پھرون ہنوز یہ باتین ناتمام تھین کہ دیکھا
صبا رفتار آئی ہے گر لپٹے لپیٹے برق فرنگی کے ہوش و حواس اُڑ گئے جی مین کہتا ہے یہ بڑا
غضب ہوا مجکو ضرور پہچانے گی ساری مشقت ضائع ہوئی اب کیا کرون کہان جاؤن آئی ہے
تو آنے دو جہان تک بنے گا اسکو بھی دم کا دونگا ورنہ زہر کھا کے مر جاؤنگا ای برق فرنگی
جہان تو رہا ہوا مگر ہمارے استاد بھی یاد کرینگے کہ ہمارا کوئی شاگرد تھا کار نمایان کر کے گیا
اپنا نام کر گیا یہ سوچ سمجھ کے ٹہلنے لگا دوسرے ضرغام نے دیکھا کہ صرصر شمشیر زن بھی موجود ہے
ہی گھبرا اٹھا کہ دونون جانب یہ خلقت وہ ہراسان یہ حیران وہ پریشان یہ مضطر وہ متفکر اسکو
شش و پنج وہ ششدر اپنے انجام پر دونون اُمید و بیم مین مبتلا دونون کا ایک حال مگر ضرغام
شیر دل بھی بصورت صبا رفتار سینہ سپر کیے ہوے کہ آنکھین چرا رہا ہوا سینہ پر دوپٹہ سے
کچھ کچھ چھپاتا ہوا برق فرنگی کو آنکھین ضرغام شیر دل کو آنکھین ضرغام نے آکر سلام کیا افراسیاب
خانہ خراب نے کہا کیون ای خیر خواہ صرصر شمشیر زن بھی کہتی ہے وہان سب خیر و عافیت ہے تم کہو
کیا صورت ہے ضرغام کے منہ سے بخوف ملکہ صرصر شمشیر زن بات نہین نکلی اپنا سر جھکا کے

کہا حضور کاغذ مین سب کچھ لکھا ہی عرض کرنا بیجا ہی مگر برق نے کنکھیون سے جو دیکھا قد و قامت
مین شک ہوا جان بچ کے پلٹ پڑا ضر نام نے بھی نگاہ ملائی دل مین غیرت آئی ایک صورت
سے کیا ڈھونڈتے ہو اگر پہچان لے تو تہ دوالو دونون کی آنکھین چار ہوئین مثل مشہور ہی آنکھین
ہوئین چار۔ دل مین آیا پیار ایک نے دوسرے کو پہچانا دوڑ کر صبا رفتار شانی کہ کے
لپٹ گئی ملکہ تم بے مثل و بے نظیر ہو صرصر شمشیر زن نے کہا ہوا تم روشن ضمیر ہو ایسین
خوب باتین ہوئین اشارون مین عیاری کی گھاتین ہوئین ضر نام اشارہ کرتا ہی کہ آگ لگاؤ اُٹھا
برق فرنگی مسکرا کر کہتا ہی تڑپ تڑپ کے بجلی گراؤ لگا نامہ دیا ہوا صبا رفتار کا پڑھا کب
ملکہ صورت نگار نے کہا لو شہنشاہ اب جو کوئی تردد دل مین باقی نہین رہا افراسیاب نے
کہا ای صورت نگار ابھی دو چار دن تامل کرو اسی پہاڑ پر تختی سمو بڑے بڑے ساحرون کو بلاتین
خیر خواہان دولت یہان آئین اس مقدمہ مین انجمن مشاورت ترتیب دو اس جلسہ مین ہر بعید و
قریب بزرگان دین سے صلاح کیجائے تب قلب امیدوار تسکین پائے افراسیاب خانہ خراب
لاکھ حیلہ حوالہ کرتا ہی مگر ملکہ صورت نگار کا یہی قول ہی اے شہنشاہ آپ کو ناحق ہول ہی اور تائید کلام
صورت نگار صرصر و صبا رفتار کر رہی ہین ہوا باندھتی ہین ہر مرتبہ بڑھ بڑھ کر عرض پیرا ہین ای
شہنشاہ شکوک بجا ہین گیا بزرگان دین قدرت سے بہتر ہین ملکہ صورت نگار کی رائے سالس
اُنچے سوار ہو چیے دونون لونڈیان ہمراہ چلین بمقدمہ لوح سے مہلت پائین اور کام مین مصروف
ہون عیاریان کرین مسلمانون کو گھس گھس کے پکڑین سالہا سال گذرے لڑائی مین آگ لگے
سب مسلمان مارے جائین ملازمان شاہی مہلت پائین افراسیاب کا تو دل نہین چاہتا مگر
کہنے سے ان سب کے ناچار ہوا تخت پر سوار ہو الوح رومال مین لپیٹ کے اپنی کمر مین رکھی
مصور و صورت نگار و سرصر برق انداز و ابرق کوہ شگاف و ملکہ حیرت جادو و صرصر
و صبا رفتار ہمراہ افراسیاب یہ سب تخت پر سوار ہوئے حیرت نے کہا اے شہنشاہ کچھ فوج
طلب کیجائے افراسیاب نے کہا راہ مین صدہا ملک ملینگے فوج کی کیا احتیاج ہی کل ہوش ربا
مین دین سامری کا رواج ہی جہان سے فراج مین یکا فوج ہمراہ لے لین گے صورت نگار نے
چاہا سحر کرے تخت بلند ہو مصور کو چھینک آئی افراسیاب خانہ خراب نے کہا ای صورت نگار

دیکھو چھینک ہوتی ہے آج کے دن ٹھہر جاؤ کل چلینگے ملکہ صورت نگار نے کہا اجی چھینک کیسی آپ
تساہل نہ کیجیے اندیشہ کو دل میں راہ نہ دیجیے کئی دن سے اس پہاڑ پر میں کہاں تک سنگ صبر
و شکیبائی دل پر رکھیں برق و ضرغام نے ملکہ صورت نگار سے اشارہ کیا سحر کرو شہنشاہ کو لیکے چلو
مصور و صورت نگار نے سحر کیا تخت بلند ہوا اگلے ابر افراسیاب کے سر پر بعد گرد فر
سمت ملک داؤد یہ چلا دو کلمہ داستان حیرت بیان خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار بیان کیے جاتے
ہیں خواجہ نے یہ دستور قرار دیا ہر دن کو دارالامارۂ شاہی میں جلوس ہوا و معروف عدل و انصاف
شب کو باغ میں ملکہ لالان خون قبا کے آتا ہر شب بھر ملکہ لالان خون قبا و اسد نامدار سے صحبت
رہتی ہے کئی مرتبہ اسد نے کہا نانا جان زنبیل سے داؤد جادو کو نکالیے اُسکو سمجھا میں راہ راست پر
لاؤں شاید مسلمان ہو کر لڑائی کا افراسیاب خانہ خراب سے سامان ہو عمرو نے کہا اے نور نظر
ان مقدمات میں تم کچھ دخل نہ دو جلدی رائے ناقص پر چھوڑ دو جس دن ملکہ مہر چہر شمشیر زن و صبا رفتار
آئیں شب کو عمرو نے ملکہ لالان خون قبا سے کہا تو خدا نے سامان اپنی قدرت سے پیدا کیا
آج صرصر و عیار رفتار نامہ افراسیاب کا لیکر آئی تھیں مراد تحریر یہ تھی کہ لوح کو اپنے پاس
رکھیے بہر احسان ہوگا میں نے جو مناسب جانا جواب لکھ بھیجا مسبب الاسباب نے سبب تو
پیدا کیا ہے انجام بخیر ہو ضرور افراسیاب خانہ خراب آئیگا لوح طلسمی میرے پاس لائیگا میں انکار کرونگا
کہ میں لوح اپنے پاس نہ رکھونگا اے لالان خون قبا اُسوقت عقلمندی کو کام فرمانا بہت مجھکو
لپٹ جانا افراسیاب کی سفارش کرنا بہت اچھی طرح گذارش کرنا میں لاکھ انکار کروں تم ایک
نہ ماننا لوح ہاتھ سے افراسیاب کے لیکر اپنے گلے میں پہن لینا پھر جو کچھ بن پڑے گا دیکھ لینا اُسوقت
کی مشکل کو خدا آسان کرے کہ افراسیاب لوح دیکر چلا جاے بعد حصول لوح انشاء اللہ سیان
داؤد جادو صاحب کو زنبیل سے نکالونگا بخوبی سمجھاؤنگا اگر خداوند کریم نے اپنا فضل کیا اور
یہ سلیح الاسلام ہوا پھر یہ کیفیت افراسیاب جادو سے مقابلے جھگڑے اسد شیر دل ہر جہات کی
جانب جائینگے ہم ملکہ مہرخ وغیرہ کو نامہ لکھکر لائینگے بڑی کیفیت سے مقابلے ہونگے جیسے
نوحت اثر سنکر خوشی سے ملکہ لالان خون قبا کا چہرہ سرخ ہو گیا مانگ و زیبائی شمیمی پڑھ کر
سہاگ کا دی کہا اے شہنشاہ عیاران آپ کی رائے معقول ہے سب کو بدل و جان قبول ہے ملکہ

لالان خون قبا نے اسد غازی سے اشارہ کیا آج تو خواجہ صاحب بہت خوش ہین آپ فرمایئے آج تو کچھ بجائین اسد نے کہا میرے کہنے سے نہ بجائینگے ہزارون صلواتین سنائینگے تمہاری خاطر مد نظر ہو کچھ پیشکش کرو مہربانی فرمائینگے اونکے دل مین آیگا گانینگے بجائینگے ملکہ لالان نے کئی لاکھ روپیہ کے موتیون کا مالا گلے سے اتار کے کہا نامجان یہ مالا حضور کے لائق ہے خواجہ عمرو نے جلدی سے لے لیا کہا بیٹا تمہاری دلشکنی مجھکو منظور نہین کیا (؟) نوازی کی مشتاق ہو اچھا سازندون سے کہو ساز درست کرین جلسۂ عیش و نشاط آراستہ ہوا مسند پر قران السعدین اسد شیر دل و ملکہ لالان خون قبا حسن مین بے نظیر وہ جلالت و شوکت مین یکتا ایک ماہ تابان دوسرا مہر درخشان گرد ہجوم سیارگان خواجہ عمرو قریب سازندون کے آ بیٹھے جو بجایا رنگ محفل دگرگون صدائے آہ اور واہ بلند ہوئی ہر ایک نازنین مثل مرغ بسمل تڑپ رہی جو واقفکاران علم موسیقی ذبح ہوگئے سمان بھی خوب ملا ہوا عمرو کا بھی دل لگ گیا مدتین گذرین اپنے آقا سے جدا فراق صاحبقران مین مبتلا صورت پرنور صاحبقران عمرو کی آنکھون مین پھرنے لگی ندی اشکون کی آنکھون سے جاری ہوئی یاد مین اپنے آقا کے نامدار معشوق طرحدار کے یہ اشعار آبدار زبان پر جاری ہوئے اشعار

روتے روتے ہجر مین بے نور آنکھین ہو گئین — رخصت رفتہ صورت ناسور آنکھین ہو گئین
ضعف سے طاقت نہین بے نور آنکھین ہو گئین — دست و پا بیکار ہین معذور آنکھین ہو گئین
فرقت ساقی مین مژگان وارستہ تاک ہین — آنسوون سے خوشۂ انگور آنکھین ہو گئین
گل نشیلی آنکھون سے اڑ گئی گلشن مین آنکھ — نرگس شہلا کی کیون مخمور آنکھین ہو گئین
نوح کی کشتی قد خم گشتہ میرا بن گیا — اشکون سے طوفان اٹھا تنور آنکھین ہو گئین
دیکھ کر مین گر پڑا غش کھا کے موسی کی طرح — میری خاطر اسکی برق طور آنکھین ہو گئین
لوٹ لیتی ہین متاع دل ہر اک انسان کا — اسلیے رہزن تری مشہور آنکھین ہو گئین
خانہ ہائے چشم مین یہ سیم بر رہنے لگے — ہم فقیرون کی تو ذی مقدور آنکھین ہو گئین
دیکھ کر آنکھین تری پیدا ہوا آزار دید — مثل نرگس میری بھی رنجور آنکھین ہو گئین
شیشۂ دل سنگ الفت سے کیا یان چور چور — تشنۂ مے سے جو اسکی چور آنکھین ہو گئین
تیر مژگان کے تصور نے مشبک کر دیا — صاف مثل خانۂ زنبور آنکھین ہو گئین

ایسی کین تیغ نگہ نے اندنون خونریزیان	قاتل عالم تری مشہور آنکھین ہوگئین
ناتوانی سنے انھین نظرون سے پنہان کردیا	دامن مژگان مین نایاب ستور آنکھین ہوگئین
نوہا فزا حسن ہے اُس حور کا گیا ای قلق	جلوۂ رخسار سے پر نور آنکھین ہوگئین

خواجہ عمرو بھی خود ان اشعارون کو گا کر اسقدر زار زار روے کہ غش آگیا اسد غازی و ملکہ لالان خون قبا دونون گھبرا کے گلاب کیوڑا چھڑک کر ہوشیار کیا ملکہ لالان نے پوچھا کیون حضور اسوقت کیا قلب پر صدمہ پہونچا خواجہ عمرو نے کہا ای بی اس اسد کی محبت مین اپنے آقاے نامدار مولاے قدرشناس زلزلۂ کاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران سے جدا ہوا لاالہ معشوق اسکے ناخن پا پر نثار معشوق عاشق خصال آقاے باکمال ناز اٹھانے والے مجھ ایسے ذلیل کو یہ مرتبہ دیا کہ فرزند اسکے عم نامدار ہوتے اسکے جد عالی تبار کہتے ہین کہ ایک شب اگر کہین جاکر مین رہتا تھا خاصہ نہ نوش فرماتے تھے بمحبت و شفقت اپنے پہلو مین بٹھاتے تھے سالہا سال گذر گئے کہ وہ روے زیبا آنکھون سے پنہان ہے زندگی وبال قلب پر ہجوم غم و ملال جی چاہتا ہے پر پرواز پیدا کرون زیارت سے مشرف ہون بیان پر خواجہ عمرو کے اسد غازی خوب زار زار نالان ہو کر بہار رویا کہا ناناجان حقیقت مین آپ نے بہت بجا فرمایا میرے واسطے آپ نے کوہ رنج و الم سر پر اٹھایا حضور خوب آگاہ ہین کہ اس حقیر پر تقصیر کو جناب والدہ ماجدہ ملکہ زبیدہ شیرگیر و حضرت البتہ اختر اسیر یا توقیر نے کس ناز و نعم سے پرورش کیا مگر جب بنیاز مند عازم طلسم کشا ہو کر براے رخصت حاضر ہوا تو زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا کہ اے اسد مین تجھکو اپنے برادر بجان برابر [illegible] گرد لشکر شکن پر نثار کرتی ہون میرے بھائی کو ہمراہ لے کر آ تنہا منہ نہ دکھانا وہ کلمہ اسوقت تک مجھے یاد ہے رسائی ماموں جان کی حاصل ہے ہر چند حضور کی کوشش سے سب کچھ ہوگا ہم ان مقامات سحر و ساحری مین مجبور و ناچار ہین جب پروردگار عالم اپنا فضل و کرم شریک حال کریگا اور لوح طلسمی حاصل ہوگی اسوقت تسکین دل ہوگی جو کچھ جانبازی اور سرفروشی میرے لائق ہے حضور ملاحظہ فرمائینگے یہ سنکر خواجہ عمرو نے گلے سے لگایا فرمایا ای اسد شیر دل جرأت تیری میرے دل پر نقش ہے مگر اس طلسم ہوشربا مین ساحران خرس پیکر افسونگر حیلہ ساز شعبدہ باز شمار سے باہر ڈھونڈھ لانے مین لشکرون کو زیر و بالا کرتے ہین سلیقہ سے پر مرتے ہین حافظ حقیقی مالک تحقیق انکے شر سے بچائے انھین

باتوں میں وہ رات تمام ہوئی ستارۂ سحری آسمان پر چمکا فتاح طلسمات عالم اعنی ہزبر اعظم نوح ضیاء و
فیض شعار ہمراہ لیکر مرحلۂ فلک چہارم پر سرگرم فتاحی و مصروف سیاحی ہوا خواجہ عمرو نے تبدیل صورت
اپنی تبدیل کی بصورت داؤد نیکر شعار ہوا تاج سر پر رکھا لباس فاخرہ زیب جسم کرکے ملکہ لالان خون قبا
کو بخوبی سمجھایا کہ بعد چند ساعت دربار میں آنا اسطرح کہدیا کہ لوح طلسمی افراسیاب سے لیکر اپنے
گلے میں پہن لینا ناگن کو بخوبی تسلیم کردیا اسی طرح ہوادار پر سوار ہوکر مع مشیران سلطنت و وزیران
ابہت داخل دربار خداوندی ہوئے اپنے اپنے مقام پر ساحر آکر بیٹھے دربار عدل و انصاف گرم ہوا
بعد چند ساعت ملکہ لالان خون قبا و ناگن وزیرزادی مع چند کنیزان محرم راز بصد کرشمہ و ناز
داخل بارگاہ ہوئیں یکایک ہرکارے دوڑے ہوئے آئے بعد دعا و ثنا عرض کی وہ لکا ابر سفید رنگ
آسمان پر چمکا دیکھا افراسیاب جادو آتا ہے اب عمرو سنبھل کے بیٹھا وزیرزادی کو واسطے استقبال کے
بھیجا دوسرے ہرکارے نے عرض کی ہمراہ افراسیاب ملکہ صورت نگار و مصور و سرما و ابریق و
صرصر و صبا رفتار عیار بچیاں بھی تخت پر سوار ہیں نام عیار بچیوں کا سنکر خواجہ عمرو کے کلیجہ پر
خنجر غم و الم پھر گیا ہاتھ پاؤں میں رعشہ آگیا مگر کلیجہ پر سنگ صبر رکھا پروردگار عالم سے التجا کی معبود
حقیقی اس مہم عظیم کو تو سر کریگا لوح طلسمی دلوانے لگا صرصر و صبا رفتار بھی ساتھ ہیں ہر رنگ میں
پہچان سکتی ہیں مگر تو پردہ پوش عالم عالم محکم اُنکی نگاہ سے مجکو بچانا جیسے باطن اُنکا کور ہے ظاہر میں
بھی نابینا بنانا عمرو پریشانی میں مذکور تو بدل رہا ہے روح پر صدمہ افراسیاب جادو بیرون بارگاہ
تخت سے اترا برق فرنگی وضع تمام شیر دل پہلو میں مگر دلوں میں افسوس کرتے ہوئے کہ راہ
میں پہلا نتیجہ قالبص ہوا اب یہاں ہم کیا کر سکینگے اگر لوح داؤد جادو کو افراسیاب نے
دیدی پھر دستیاب ہونا دشوار ہے سنتے ہیں بڑا مکار و غدار ہے آپس میں اشارے کنائے کرتے ہوئے
عقب میں افراسیاب جادو کے داخل بارگاہ ہوئے افراسیاب نے بڑھ کر پایۂ تخت خداوندی
کو بوسہ دیا واسطے سجدے کے جھکا صرصر و صبا رفتار نقلی بھی گرد تخت پھرتی ہیں اوروں کی پشت
پر عمرو ہاتھ پھیرتا ہے مگر عیار بچیوں کے خوف سے آنکھ چراتا ہے دل سے کہتا ہے کہاں چھپوں ان
ظالموں کے ہاتھ سے کیونکر بچوں ملکہ صورت نگار بلائیں لے رہی ہے ہاتھ اُٹھاکر دعائیں دے
رہی ہے اسی پریشانی میں خواجہ عمرو کی نگاہ اُٹھی برق فرنگی سے آنکھ چار ہوئی مجبوری

آنکھین دیکھکر دل باغ باغ ہو گیا فرمایا صرصر مزاج تو اچھا ہی ذرا مجھسے آنکھین چار کرو بڑی بیمروت
ہو تمھاری عیاریون کے بڑے شہرے ہین برق فرنگی نے سر اُٹھایا اپنے اُستاد والا نژاد کو تخت
خداوندی پر پایا ضرغام کے چٹکی لی پکار کر کہا خداوند سے آنکھ ملاؤ دولت حسن وجمال طلب
کرو ضرغام نے بھی سر اُٹھا کر اپنے والد نامدار کو پہچانا خوشی سے جامہ مین نہ سماتے تھے خواجہ
عمرو نے بھی نجابت پر درپردہ لگا کر وجد کیا کلاہ فخر کو آسمان پر پہونچایا افراسیاب جادو کو اپنے
پہلو مین جگہ دی ملکہ صورت نگار قریب تخت کے شانے سے شانہ ملا کر بیٹھی صرصر وصبا رفتار
نے تعریفین شروع کین یا خداوند جہان پناہ آپ کے تصدق سے شہنشاہ باغ سیاب مین غالب
آئے کوکب روشن ضمیر سے لڑ کر لوح لائے اب حضور اپنے پاس رکھ لین اپنے بندون کو مہلت
دین باغیون کو غارت کیجیے مسلمان آپ کو اور آپ کے پوتے دو سو بھائیون کو برا کہتے ہین لیکن
مشیت ازدی مین کسکو دخل ہے ظاہر مین تو سراسر گنہگار ہین باطن مین نہین معلوم کیا اسرار ہین خواجہ
عمرو نے کہا کنارے بیٹھو زیادہ گستاخی نہ کرو اب یہ دونون پہلو مین افراسیاب کے آئے چپکے چپکے
کان مین کہ رہے ہین ای شہنشاہ لوح جلد نظر دیجیے دیر نہ کیجیے افراسیاب خاموش بیٹھا ہے صورت نگار
اٹھی گرد پھری تصدق ہوئی نثار ہوئی شانے پر ہاتھ رکھکر کہا اوہو صاحب مجھکو تو گھور گھور کر آنکھون
مین کھائے جاتے ہو آنکھین جھکاؤ خواجہ عمرو نے مسکرا کر ہاتھ سر پر کھسکا کر کہا کچھ دیوانی ہوئی ہے
آج کل تو تجھپر خوب جوبن ہے چراغ حسن روشن ہے آج کسی طرح خلوت نہ جانے دونگا بھائی مسعود
سے پوچھ لونگا مسعود قہقہہ مار کر ہنسے باتین کرنے لگے کہا بھائی صاحب آپ ہی انکو خوب
راضی کرتے ہین رات کو آپ کو یاد کرتی ہے آپکا نام لیکر فریاد کرتی ہے مجکو لات مار کر پلنگ سے نیچے
گرا دیتی ہے بڑی زبردست ہے صورت نگار نے کہا تم چپ رہو اپنی چونچ سنبھالو مین اپنے دلبر کو لبھاؤنگی
کبھین اسکی محبت سے انکار رکھتی ہون وہ مجھے راضی کرینگے مین انکو خوش کرونگی یہ کہکے دامن تھام
لیا کہا دلبر صاحب آج کہنا میرا ضرور مانو لوح طلسمی اپنے پاس لیکر رکھو یا ہوشربا پری چہرہ حیرت جان
کے پاس حفاظت سے رہیگی خواجہ عمرو نے کہا جب عشق مین لوح لیکر کیا کرونگا ایسی لوحین کہو تو
ہزارون بنا دون تیرے ہاتھ سے طلسم فتح کرا دون تیرا طلسم تو مین نے بنایا ہے یاد ہے یا بھول گئی
صورت نگار نے کہا زیادہ نہ بکو مطلب کی بات کہو لائیے شہنشاہ لوح نکالیے افراسیاب جادو

دل دھڑک رہا ہے کسی طرح دل گواہی نہیں دیتا لیکن مصور و صورت نگار و صرصر و صبار فتار و
وزیران سب یہی کہہ رہے ہیں حضور لوح تو دیکھے افراسیاب دیوانہ ہوگیا کس کس کو جواب دے
جب افراسیاب نے گھبرا کے سر جھکایا ملکہ صورت نگار نے جیب میں افراسیاب کے ہاتھ ڈالکے
لوح نکال لی افراسیاب سے یہ نہو سکا کہ ہاتھ سے صورت نگار کے لوح چھین لے سر جھکا لیا کہا بی بی
صورت نگار تمکو اختیار ہے ملکہ صورت نگار نے کہا دیور صاحب لیجیے خواجہ عمرو نے کہا میں لوح نہ لونگا
ملکہ لالان خون قبا کھڑی ہو گئی دست بستہ عرض کی اے والد نامدار شہنشاہ آپ کے بندۂ خاص
میں طاعت گزار با اختصاص آپ کو انکی مدد واجب و لازم ہے لوح کی حفاظت سے چشم پوشی آپکی
بندہ نوازی سے دور ہے یہ کہکے صورت نگار سے کہا لاؤ بچی اماں لاؤ مجھے دو میں قدرت کو جادو کی
فرشتے آکر آسمان پر لیجا نیگے صورت نگار نے فوراً ملکہ لالان خون قبا کو لوح دیدی ملکہ نے گلے میں
پہن لی افراسیاب نے لوح کو نگاہ یاس سے دیکھا اب عمرو طرف افراسیاب جادو کے پلٹا کہا ای
افراسیاب لالان خونقبا نے تمہاری سفارش کی بھابھی صاحب نے گذارش کی اب ہمکو یہ منظور
ہوا بالکل جھگڑا پاک کردیں بالکل بگاڑ نہ رہے خاتمہ ہو جائے افراسیاب جادو نے کہا آپ مالک
ہیں جو مناسب وقت ہو تجویز فرمائیے اب خواجہ عمرو کا دل بہت مضبوط ہے کہا ای افراسیاب خانہ
خراب تیری عیش پسندی نے لاکھوں بندے قتل کرائے اسوقت مشیت میں گذرتا ہے کہ مسلمانوں
کے ہاتھ سے تجھکو بچاؤں آتش قہر و غضب سے جلادوں جہنم میں پھینکدوں افراسیاب سنکر کانپنے
لگا ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑا ہو گیا کہا یا خداوندا الامان کیا مجال جو ذرہ بھر کو دل میں جگہ دوں جا کر
مسلمانوں کو مار ڈالوں گا اب طلسم میں غدر نہونے پائیگا خواجہ عمرو نے کہا اب تجکو موت و زیست
میں بھی دخل ہے اگر بندگان مغضوب کی موت نہ مقرر کی ہو تو کیونکر قتل کریگا خود طلسم کشا تیرا
قاتل ہے تقدیرات خداوندی میں تو دخل دیتا ہے بڑا جاہل ہے ہمارے نانا دادا سامری و جمشید تحریر
فرما گئے ہیں کہ اسد غازی بادشاہ طلسم ہے طلسم کو آکر فتح کریگا ساکنان طلسم کے خون سے ہاتھ
بھریگا او غافل یہی زمانہ ہے یہی تو نے کتاب سامری میں لکھا دیکھا ہے کہ عمرو کی قضا کسی ساحر کے
ہاتھ سے نہیں ہے وہ جلاد ساحران ہے آفتاب عالمتاب عیاری کل عالم میں تابان و درخشان ہے اب
ہمکو تقدیر جدید کرنا منظور ہے ان احکام قدیم کو مٹانا منظور ہے تو باتیں بناتا ہے غرور میں اینٹھا جاتا ہے

ظاہر ہوا جاتا ہی تجھ الیسا رازدار بادشاہ عالی وقار الیسا بیوقوف ہی ہر وقت عیش و عشرت مین مصروف ہی دیکھو دیدۂ حقیقت اگر کان پر ہاتھ دھرا کتاب سامری ہمکو دے اُسکو پھر سمجھا لین اسمین بھی ایک نکتہ ہی حرف حرف اسرار سے معمور ہی غفلت سراسر قصور ہی جب خداوند نے کتاب کا نام لیا افراسیاب نے کہا یا خداوند کتاب سے ہر وقت کام رہتا ہی یہ تو جام جہان نما ہی اسکے ملاحظہ سے ہر اسطلب نکلتا ہی حضور کے بیان سے ایک مہینہ کے عرصہ مین تیار ہوگی تمام حالات طلسم کس مین مرقوم ہونگے او دونے کہا قدرت مہینون کا کام ایک گھنٹے مین کرسکتے ہین اتنے ہی عرصہ مین بالاے عرش اعلی جا بیٹھے گردش سیارگان ملاحظہ فرماکر چشم زدن مین آبیٹھے کتاب ترتیب کردینگے یہ کیا مشکل ہی آج دریاے رحمت خداوندی جوش مین ہی سنکو ہماری ہمارے بندے قتل ہوں تکلیف نہ اُٹھائیں اُٹھ پہلو جابات کرین افراسیاب نے سنکر سر جھکایا صورت نگار آتش کمر سی ہوئی کہا اے شہنشاہ سجدۂ شکر یہ ادا کرو قدرت پر جان و مال فدا کرو تقدیر نو فرماینگے کتاب سرے سے بنائینگے نفس مین کتاب وا ہے ہمیشہ ہو پیش کرو مین ابھی تقاضا کرکے بنوالونگی قدرت کا پیچھا نہ چھوڑونگی میری بات مین انکار نہین کرسکتے افراسیاب نے کہا اے صورت نگار کتاب مین چھوڑ کر سمجھاؤنگا مشکل پڑیگی مین حالات آئندہ و گذشتہ سے محروم رہونگا صرصر و صبا رفتار آگے بڑھین کہا اے شہنشاہ طلسم ہوش ربا قدرت تو فرماتے ہین کہ ابھی عرش اعلی پر جاؤنگا کل خصوصیات فلکی ملاحظہ کرکے درج کتاب کردونگا تقدیر اسکے آئندہ منسوخ فرمائینگے احکام جدید بنائینگے سامری جمشید کے علم خاک مین ملین جو دل مین آیا لکھ گئے ہی ہی نگوڑے اسد غازی کو ہمارے بھولے شہنشاہ کا قاتل قرار دیا وہ خود ہمارے شہنشاہ کے ہاتھ سے بیموت مارا جائیگا ہم خود جا بانگے اس ظالم کو قتل کرینگے بی بی مہ جبین کے ٹکڑے اُڑائینگے ملکہ صرخ و بہار کو خاک مین ملائینگے یا خداوند ہم دونوں کی پشت پر دست شفقت پھیرئیے اپنا نذر کردہ کیجیے پھر کسی کی نظر نہ لگے جو نگاہ بد سے ہمکو دیکھے اندھا ہو جاے خواجہ عمرو کو جانور بنا دیجیے برق فرنگی پردہ ابر مین چھپے قران کالیا سنگ سیاہ ہو جاے جانسوز کے جسم مین سوزش ہو ضرغام کو شیر ببر نے کھا جائین یہ کلے جو دونون قہقہے مارکے ہنسے کہا او قدرت کے صدقے دعائین قبول ہوئین امیدین حصول ہوئین پردہ حجاب ہاری آنکھون سے اُٹھ گئے

جو ہنسے کہا اسی حال میں سب کو دیکھ رہے ہیں عمرو دیوانہ ہو گیا جنگل میں مارا مارا پھرتا ہی مگر پیرودے
کی باتیں حلالی دیکھیے گا حرامی کو کچھ خاک نظر نہ آئیگا سب دربار والے کہنے لگے ہاں ملکہ سچ ہی ہم بھی
دیکھ رہے ہیں ملکہ صورت نگار نے بغل سے کتاب افراسیاب جادو کے نکال لی کہا لو بھیا
جلدی تیار کرو رنگ رہے افراسیاب جادو متغیر مگر سامنے داؤد جادو کے کچھ بول نہیں سکتا
خاموش حیران ایک ایک کو دیکھتا ہی صرصر و صبار فتار و صورت نگار کی ایک راے ہی
خواجہ عمرو نے کتاب ہاتھ سے ملکہ صورت نگار کے لی لیتے ہی کھڑا ہو گیا کہا ہم ابھی بنا کے لاتے ہیں
اپنی بھاوج کی بڑی خاطر منظور ہی جو کہے گی ہمکو بدل و جان کرنا پڑے گا وہ بھی ہماری بڑی خاطر و مدارت
کرتی ہی ہر چند کہ قدرت کو انتہا کی محنت پڑے گی مگر خیر تیار کر کے لاتے ہیں وہ تقدیر مضبوط ہو
کہ ورق الٹ جاے صرف کتاب کا نام باقی رہے آج شیرازہ بندی اجزاے کتاب زمین و آسمان
منظور ہی دشمن کو زیر و زبر کرنے میں سرور ہی خداوند قدرت کی بات لاجواب دشمن ہمارے کتاب
شکنجہ مصیبت میں کھنچا جاے گا تقدیر کا لکھا ہوا پیش آئیگا مضمون اصلی درج ہو لیس کلام کو قطع
کرو یہ کہکر قدرت ایک کمرے میں تشریف لے گئے دروازے اندر سے بند کر لیے کتاب سامری
خواجہ عمرو کے ہاتھ میں دل سے کہتا ہی اس کتاب کا تو خاتمہ کرو جس وقت جو جی چاہتا ہی اسمیں لکھ
لیتا ہی عیاری کا رنگ نہیں جمنے دیتا ہی یہ سوچ سمجھکر ایک کونڈا پانی کا لبریز رکھا تھا حرف حرف
کو بھگو کر دھویا نقطہ نقطہ بہایا بالکل کتاب سامری کو حرفوں سے صاف کیا ویسی ہی ایک کتاب جلد
بندھی ہوئی اپنے زنبیل سے نکالی بڑا افسوس ہی کہ کتاب کے بدلے کتاب دینا پڑی ہر چند کہ انکے
میں کاغذ کی کل شہر میں تیار ہوئی کاغذ نہایت ارزان ہی دو آنے دیکر جلد بند والی ڈیڑھ آنے کا
دستہ کاغذ کا لگایا جسکا نقصان ہو وہی جانے اسد بیدرد اسکو کیا سمجھے گا مگر مجبور دل سے فرمایا وقت
دیر ہی نفع نقصان ہوتا رہتا ہی سو اگر سب طرح سے جو رہتا ہی اب خواجہ عمرو نے بیچ میں سے کتاب
کو کھول اعدہ قلم خوشنویس سے لکھنے کا نکال کر پہلے لکھا یا فتاح العلیم بسم اللہ الرحمن الرحیم بعد اسکے
حمد الہی و نعت جناب رسالت پناہی و اوصاف زلزلہ اقوات ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران و حالات
جرات و شوکت اسد نوجوان لکھے پھر تحریر فرمایا منم ہر بیشہ طراری گوہر بے بہاے قلزم خنجر گذاری
نہنگ بحر زخار عیاری جوہر شمشیر سکاری و غداری سرہنگ سرہنگان بساط بلاد بنی آدم مولانا عمرو

مکرم جامع الفضل والکرم دوندۂ بے درنگ قاتل کافران باج گیر ریش ساحران برہم زن صف کافران جہان شہسوار عرصہ چالاکی شاہباز اوج عیاری سفتی احکام عقل و فطرت قاضی مسند شوکت و جرأت مہر آسمان جاہ و وقار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار او افراسیاب خانہ خراب لوح طلسم ہوش ربا سے لی کتاب تیری خاک مین ملا دی ترے ہر حرف آسکا دھو یا تیرے سبز گون کا نام ڈبویا اوبے آبرو اب مناسب یہ ہی کہ غاشیۂ حکم کو دوش ہوش پر رکھ کے مثل غلامان حلقہ بگوش در دولت اسد نامدار پر حاضر ہو سامری جمشید پر لعنت کر مذہب اسلام کی اطاعت کرو ورنہ ایسی بُری طرح پیش آونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال زار پر روئیں گے۔ انشاء اللہ اسد نامدار سے فتح مرحلجات طلسم ہوش ربا جایگا تو اپنی سرکشی کی سزا پائیگا خوب نام کو میرے یاد رکھ تیری کتاب مٹانے والا اگر فقرات نثر سنا مد سُنیا در مین یہ مضمون آیا از تصنیف کردہ مصنف عالی قار یاد کرے نظم

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا سکار و غدار ہون
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
جہان گیر عالم کا عیار ہون

مرے کرتب کا شہرہ ہے جہان
صبا تیز رفتار ہو گر قدم
نہ پائے مری گرد با پشتہ لو

ترا شندہ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھاتے ہر قدم
دوندہ جہان گرد طرار ہون

عمرو نے دو تین ورق کامل تختی سیج اشعار بار سلسلہ وار تحت پر فرمائے تنبیہ و تادیب کچھ حالات ساحران گذشتہ و کیفیت عقل آباد و چاہ و ماران وام الجبال و زہر جوہر نگار وغیرہ بہ لطف لکھ دی کہ اشتیاق ناظرین بڑھے اور افراسیاب محزون واندوہگین ہو کتاب کو بند کیا ایسے جو ران بہت ہی دو جو سے زربفت کا امین کتاب کو رکھا یہان دار الامارہ شاہی مین افراسیاب وغیرہ بیٹھے مین ملکہ صورت نگار بی کہہ رہی ہی اب قدرت بروج آسمانی مین پھر رہے ہین خط لاحظ گردش سیارگان سے یقین ہی مہلت حاصل ہو صرصر و صبا رفتار کسی امر بی صورت نگار صاحب تمہارے اعتقاد مین فتور ہے آسمان عقل کا قصور ہے تھے عرصہ مین قدرت نے ساتوں آسمان طے کیے ہونگے آیا جانتے ہین فقط ہم تم لوگون کے دکھانے کو کتاب مین آتشیں صدہا کل ادراک زمین و آسمان پیدا کرنے والے کے پیش نگاہ مین تنبیہ یک چشم زدن مین تمام عالم کو بنایا اپنے بندون کو کیا کیا تماشا دکھایا آنکھ نزدیک سب کچھ آسمان ہی ہر طرح اسکا اپنے بندون پر احسان ہی اعتقاد درست رکھو شک

کو دل مین راہ نہ دو خداوند آیا چاہتے ہین افراسیاب خاموش بیٹھا ہی حیران و پریشان مضطر و
ششدر سب کی صورت دیکھ رہا ہی یکایک کمرے مین سے آواز قدرت کی آنی ثابت ہوتا ہی کسی سے لڑتے
ہین کبھی غل مچاتے ہین کبھی کسی کو جھڑکتے ہین کبھی ہنسنے کی آواز کبھی سوز کبھی ساز ناگاہ دروازہ کمرے
کا کھلا سب نے دیکھا کہ قدرت کتاب بغل مین دابے ہوے پسینے پسینے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہی
کہ کوئی بڑا سفر عظیم کر کے آئے ہین چہرے پر گرد غبار پڑا ہی لڑکھڑاتے ہوے آئے ہین سب کھڑے
ہوگئے افراسیاب نے گھبرا کر پوچھا یا خداوند کتاب تیار ہوگئی قدرت نے کہا او بندہ بےادب
آج قدرت نے تیرے واسطے بڑی تکلیف اٹھائی بڑی محنت مین کتاب بنائی گرچکی رہگئی پر چکی
نہین ہوئی حرفون کو اضطراب ہی سطرون کو مثل زلف مہوشان پیچ و تاب ہی ہر نکتہ خشم قہر و
غضب دارے خشمناک ہر ایک صفحہ دریاے قہار الغضب و جان ستان ساری کتاب مین
مصروف قتال و جدال کا سامان عیان ایک ہفتہ کی تمھارے واسطے تکلیف ہی خبردار ہرگز
ہرگز کتاب کھول کر نہ دیکھنا ورنہ سب وار تہر جل جاینگے استخوان جل جاینگے کتاب کو بغل مین
دابے رہنا خبردار ہوا نہ نکلنے پاے ورنہ صورت بربادی دیکھوگے زندہ نہ بچوگے تین شبانہ روز
جاگتے رہنا سامری جمشید کا نام جپنا خبردار شراب و کباب سے بھی ترک رہے کھانا بھی مزے کا نہ کھانا
تو دور سلطنت نہ دکھلانا یہ مقدمات دین و آئین ہین سب سختیان ابد دولت سہتا ہے اوپر لیں چند
باتین موافق تمھاری حقیقت کے بتا دین سب طرح احتیاط لازم ہی ذرا فرق نہ پڑے معمول کتاب
خراب ہو جائیگا ملکہ صورت نگار نے کہا نہین خداوند ہم سب شہنشاہ کے ساتھ جاگین گے
جس و آسانی ایام احکام کو کاٹ دینگے افراسیاب نے کتاب لیکر بغل مین دبائی بڑا خوف
یہی ہی کہ ہوا نہ نکلنے پاے قدرت ہاتھ تھام کے ملکہ لالان خون قبا کا اٹھ کھڑے ہوے کہا
بس قدرت کو زیادہ فرصت نہین کلام کرنے کی مہلت نہین ابھی مشقت شاقہ باقی ہی
لوح کو لیکر عرش اعلیٰ پر جائینگے فرشتون کے سپرد کر دینگے افراسیاب نے دست بستہ
عرض کی یا خداوند یہی سب سے بہتر ہی کہ لوح پر وہ دنیا مین نہ رہے خواجہ عمرو نے تیوری پر
بل ڈال کے کہا تجھے اب کیا دخل ہی جو مناسب وقت ہوگا وہ کرینگے ارے بیوقوف لوح کو
جلا کر خاک سیاہ کر دینگے اب ہزار برس تک طلسم کو زوال نہو گا کبھی تجکو رنج و ملال نہوگا جا

عمر بھی تیری چڑھادی کوئی دنیا مین تجھ سے آنکھ نہ ملا سکیگا ابدولت خود مسلمانون کے ستانے
مین مصروف ہونگے سب حال تجھپر کھلجائینگے یہ کہکے عمر و ملکہ لالان خون قبا کا ہاتھ تھامے ہوئے
ہوادار پر سوار ہوا امرا و وزرا آکر گرد کھڑے ہوگئے فرمایا کہ ہم باغ مین اپنی دختر بلند اختر کے
جائینگے افراسیاب قدمبوسی کرکے رخصت ہوا جب تخت پر سوار ہونے لگا برق فرنگی و
ضرغام نے جو بصورت صرصر و صبا رفتار ہین افراسیاب خانہ خراب سے عرض کی ای شہنشاہ
دوران ہمکو دوچار دن دربار خداوندی مین ضرور رہنا چاہیے اور تقدیرات معقول کرائینگے
شاید یہان کوئی عیار مکار غدار آئے اُسکا بھی حال قدرت سے عرض کرینگے قدرت کو ہزار
طرح کے کام ہین تمام عالم کے اہتمام ہین داؤد نے بھی پلٹ کے کہا او بندہ خاص ملکہ صرصر
و صبا رفتار کو یہین چھوڑ جاؤ یہ عیاران اسلام کو خوب پہچانتی ہین لشکر چرخ کا بھی حال بخوبی
جانتی ہین ایک ایک کا نام دریافت کرکے پردہ ہاے غفلت اُنکے دلون سے اُٹھادینگی پھر
کوئی سرکشی نہ کریگا ہر ایک دشمن تیری محبت کا دم بھریگا افراسیاب خانہ خراب گرد تخت
کے پھرا دوبارہ قدمون کو بوسہ دیا ملکہ صرصر و صبا رفتار کو یہین چھوڑا ملکہ صورت نگار و حیرت سامان
مذکور کو ہمراہ لیکر تخت پر سوار ہوا طرف کوہ بلور کے چلا راہ مین کہتا ہی ای صورت نگار اس وقت
میرے دل کا عجیب حال ہی خود بخود قلب پر ہجوم لشکر غم و ملال ہی قدرت نے یہ بڑی مشکل
کی بات بتائی جلدی مین کتاب بنائی لیجی رکھی بغل مین دبائے ہون بڑا خوف تو یہی ہی کہ ہوا
نہ لگنے پائے تین شبانہ روز جاگ کر بسر کرتا ہون کا صورت نگار سمجھاتی ہی ای شہنشاہ آپ قدرت
کا شکریہ ادا نہین کرتے کہ اتنے عرصہ مین بالاے آسمان منجم گئے کل بروج ستیارگان ملاحظہ کیے
احکامات قدیم منسوخ فرمائے نئی تقدیرین بناکر لائے قدرت نے اتنی بڑی تکلیف اُٹھا کر محض
شفقت تمھارے سپردگی اسپر اسقدر آپ گھبراتے ہین مجکو ہمیشہ سے آپ جانتے ہین بچپن مین
سر پر ہاتھ دھر کے پاہ کے لائے یہ میان منصور صاحب حبشہ کے سورکہ ہین انھین کھیل کی
پڑی ہوئی ہی برسون انکے پہلو مین سوئی کیا میرے انکے کسی بات کا پردہ ہی میری خاطر سے
سب کام کیے ورنہ کتاب سامری تین مہینے کے بعد اُترتی تھی یا ایک گھنٹہ مین بناکر دیدی
پھر بتلاؤ کیونکر نہ بچی رہجاتی ہم بھی آپ کے ساتھ کوہ بلور پر حاضر رہینگے سوتے جاگتے کی حفاظت

سینے مین دن کی شفقت عمر بھر کی چین اسیر ہی آپکو اعتراض ہر بات مین ناغافل افراسیاب
کتنا ہی چین لیا کرون میرے دل کو آرام نہین آتا دل بیقرار ہی کتنا ہی لیٹ پڑون لوح قدرت
سے مانگ لاؤن کیا لوح رکھنے کی مجھکو جگہ نہین ملتی ہزارہا ملک میرے قبضہ مین ہین کاشغہ خدمت
مین شہنشاہ توسن کے بیحد شاد مان ہوا لاکہ مشکل ہی جو جو چیزین مین نے اسکے سپرد کی ہین انسے
آج تک کوئی آگاہ نہین ملکہ صورت نگار نے کہا قدرت سے بڑھ کر کون ہی یا وہ نگہبانی کریگا اب
لوح طلسمی دنیا سے معدوم ہوئی خواجہ عمرو واسد سر پٹک پٹک کر مرین اگر عمر نوح پیدا کرین تو بھی
آسمان تک نہ پہونچ سکین افراسیاب جادو نے کہا ای ملکہ صورت نگار تیرے کلام سب راست
و درست ہین مگر مین اپنے قلب کو کیا کرون دل تردد منزل کسی طرح قرار نہین پکڑتا خود بخود الجھن ہی
کسی طرح سے چین نہین آتا مصور صورت نگار و سرما و ابرق کوہ شگاف سب مخاطب ہو کر
سمجھانے لگے ای شہنشاہ عالم چونکہ ہمیشہ رنج و ملال بہت اٹھائے ہین اسوجہ سے آپ کو تردد و انتشار
ہی اب بہت جلد چلکے کتاب ملاحظہ فرمائیے گا تیسرے دن سب رنج و ملال خاطر اقدس سے دور ہو گا مگر
افراسیاب سر جھکائے ہوئے تخت اڑا ہوا اسی حال پر ملال مین طرف کوہ بلور کے جاتا ہی حال اسکا آیندہ تحریر ہو گا

دو کلمہ داستان خواجہ عمرو کا سمجھانا داؤد جادو کو اور تائب ہونا اسکا افعال قبیح سے بیان کیے جاتے ہین

نظم

کتنی دو سری تیغ زبان سے زبان تیغ
میرے نفس کی دیکھ کے سحر نمائیان
حتا دم سے پاؤن تلک غرق ہین وجد مین
ہی دل خراشیان مرے اشعار طبع کی
ہرگز نہ کر سکے مرے خامہ سے سرکشی
خجلت سے آب آب سخن کی ہی آب آب
مت پوچھ مجھ سے خون حنا دل کا ماجرا
ہو وے نہ میری صحبت قاطع کے سامنے
کیسی شکست رونق بازار ہو گئی

کیونکر سخن فروش ہون سوداگران تیغ
کیا دور ہی کہ دم نہ رہے درمیان تیغ
جوہر اگر دکھاؤن مین اپنے لبان تیغ
سینہ پہ منکرون کے مین لکھون نشان تیغ
پیدا سر نگون سے ہی عجز بیان تیغ
کیونکر چھپے چھپائے سے شرم نہان تیغ
ہر گل زمین شعر پہ ہی آسمان تیغ
سرگرم لاف و دعوے برش زبان تیغ
ہر نکتہ بند و بست قلم سے دکان تیغ

اک بات مین تمام ہی پایان کار مدعی
کیا بات میرے حرف پہ انگشت رکھ سکے
گر شوق زخم عشق کی لذت بیان کرون

کسکی بلا ہو بار کش امتحان تیغ
ہر خط پہ نکتہ چین کو ہی وہم و گمان تیغ
ہرگز سبا نہ کھائے بجز استخوان تیغ

گوہر آبدار سخن کو آویزہ گوش حق نیوش ناظرین والا تمکین کرکے جوش طبع گہر باریون دریا دلی دکھاتا ہی کہ خواجہ خواجگان عالم صاحب جود و کرم محترم و محتشم کہ تاز سیدان جلالت سرخیل دوندگان باشوکت ذی وقار خواجہ عمرو نامدار لوح طلسم ہوشربا افراسیاب خانہ خراب سے لیکر کتاب سامری کو بے آبرو کرکے دھو دھا کے خاک مین ملایا ملکہ لالان خون قبا کو ہمراہ لیا وزیران سلطنت و مشیران ہیبت کو دار الامارۂ شاہی مین چھوڑا کہا آپ سب صاحب حاضر رہین ماہ دولت چند عرصے مین تشریف لاتے ہین ملکہ لالان خون قبا و ملکہ ناگن و کنیزان ملکہ سینتین خوشی سے خواجہ عمرو کے ہمراہ خرامان خرامان داخل باغ ہو مین جیسے دل باغ باغ رنج والم سے فراغ اسد نامدار گوش برآواز بیٹھے تھے کنیزون سے کہہ رہے تھے دیکھیے آج ہمارے ناناجان پر کیا گذرتی ہی افراسیاب ہمہ دان ہمہ گیر سحر و ساحری مین بے نظیر ہر رنگ مین ہمارے ناناجان کو پہچان لیتا ہی ایسا نہو خدانخواستہ کتاب سامری دیکھ لے تو غضب ہو جاے تخت پر خداوندی بیٹھے مین بھاگ بھی نہ سکینگے اگر اس صورت مین پہچان لیا تو آج زندہ نہ چھوڑیگا اس خیال مین اسد نامدار سلح و کمل ہر تیغ بر کف رکھے ہوئے آمادۂ مرگ و مہیاے قضا دروازے پر باغ کے ٹہل رہے ہین کنیزون سے ہر مرتبہ فرماتے ہین براے خدا جاکر خبر لاؤ دیکھو افراسیاب سے کیا گفتگو ہوتی ہی اگر پہچان لیا ہو تو مجھ سے آکر جلد جلد بیان کرو مین بھی تلوار کھینچکر جا پڑون گر بھر کر اپنی جان دون میرے واسطے زندگی موت ہی لطف عیش و آرام فوت ہی کنیزین ابھی جانے نہ پائی تھین کہ باغ مین صدا آئی خواجہ عمرو کی صورت زیبا نظر آئی ملکہ لالان خون قبا کا خوشی سے چہرہ گلنار ناگن وزیرزادی خوشی سے اکڑتی ہوئی پیچ و تاب ندارد کنیزین خوشی خوشی پھولی ہوئین ہر ایک کے چہرے سے خوشی آشکار غنچہ ہاے خاطر شگفتہ ملکہ لالان خون قبا کے گلے مین لوح طلسمی مثل آفتاب تابان یا ماہ درخشان چمک رہی ہی اسد غازی دوڑ کر خواجہ عمرو سے لپٹ گیا کہا ناناجان فرمائیے خیریت تو ہی لوح طلسمی ملی یا نہین عمرو اسقدر خوش تھا

جب یا خضر بالحان داؤدی یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے ہاتھ طرف آسمان کے اٹھائے اشعار دعائیہ

ہر ایک محو ابروے شہ جہ سیاہ ہے
خوش ان کو اطاعت میں کہیں پیار ہے
تا ہند ایزدی سے سپہر کشان دہر
خورشید و ماہتاب میں جبتک ضیا رہے
فرق جناب تا ہو قلم تیغ سج سے
جاری جہان میں اسکا فیض و بخار ہے

یہ آستانۂ قبلہ اہل وفا رہے
حسن ضیائے گوہر دندان کے سامنے
اقدام پاک شاہ پہ ہر دم جھکا رہے
تا ہو رواج عشق گل و عندلیب کا
لعل صدف میں تا کہ دبے بہا رہے

صحبت میں عاشقوں کا نہ سنیں چلے نکھار رہے
شہر بندہ کس طرح نہ دبے بہار رہے
یارب ہر تا کہ قفس میں یہ ہما آسمان
جبتک چمن میں سرو پہ قمری فدا رہے
خطبہ ہو ہر دیار میں میرے حضور کا

سنکر خواجہ عمرو کی زمزمہ سرائی خوشی میں اسد غازی کو لگے
گانا فرحت میں اشعار آبدار کا اشعار

جو کھل کر انکا جوڑا بال آئیں سر سے پاؤں تک
بتا ہیں ج کے لیں سو سو بلائیں سر سے پاؤں تک
ہم انکی چال سے پہچان لینگے انکو ہر تیغ میں
ہزار اپنے کو وہ ہم سے چھپائیں سر سے پاؤں تک
یہ تیغے سرو میں سب اسکے قد پہ زہر کھاتے ہیں
چمن میں سیر کو کیونکر نہ جائیں سر سے پاؤں تک
مرا دل ایک ہر دوں خوش ادا کی کس ادا کو میں
کہ میں واں تو ادائیں ہی ادائیں سر سے پاؤں تک
سراپا شوق جائیں سر سے کہیں ہم چلے جاتے ہیں
مثال شمع وہ ہمکو جلائیں سر سے پاؤں تک
سنوں بے پردہ تو بھی دو گھڑی ہو ہو کے شوخی سے
پس چلمن میں دربردہ دکھائیں سر سے پاؤں تک
بنایا اس لیے اس خاک کے پتلے کو بھی انسان
کہ اسکے درد کا پتلا بنائیں سر سے پاؤں تک
سراپا پاک میں دھوئے جنھوں نے ہاتھ دنیا سے
نہیں حاجت کہ وہ پانی بہائیں سر سے پاؤں تک
مزا اتنا ہی ذوق افزوں ہو جتنے زخم افزوں ہوں
نہ کیوں ہم زخم تیغ عشق کھائیں سر سے پاؤں تک

گلعذاروں کے قہقہے عندلیبان خوش نوا کے چہچہے گلوں کا پھولنا غنچوں کا مسکرانا سرو چمن اکڑنے لگے نوجوانان چمن کے پھول کھلے نرگس کے اشارے طائران چمن کے چہکارے سوسن خوش آواز لعبت ناز زبان درازی کا قصد کرتی ہے محبت باغبان ازل کا دم بھرتی ہے سنبل نے زلفوں کو درست کیا تخل چمن سنان بلبلین خوش حال خواجہ عمرو اسد غازی کو ساتھ لیے ہوے بارہ دری میں آئے فرمایا بسم اللہ یہ لوح طلسم ہوش ربا ہے پروردگار نے اپنا فضل و کرم شریک حال کیا اتنے بڑے عیار سنزنے دھوکا کھایا لوح اپنے ہاتھ سے مجھے دے کر

چلا گیا اسد نامدار نے خوشی خوشی لوح طلسمی گلے میں پہنی پوچھا کیوں نانا جان کتاب سامری
کا کیا ذکر ہو خواجہ عمرو نے کہا کتاب سامری میں نے افراسیاب خانہ خراب سے لیکر دخالی
ملعون کی بے آبروئی ہوئی انشاء اللہ اب بڑے فتاحی طلسم تمہارا جاتا ہوگا سپہ سالار لشکر کشی
افراسیاب کریگا یقین ہو ضرور ڈرے گا گھبرا کر ملکہ لالان خون قبا نے عرض کی ای خواجہ عمرو
اب مقدمہ میں والد نامدار کے حضور کو کیا منظور ہو خاص اب وقت عیش و سرور ہو خواجہ عمرو
نے کہا مجھے اسی کا انتظار تھا طبیعت کو انتشار تھا کہ اتنا بڑا بادشاہ زبردست اگر بگڑ جاے کون
سنبھال سکے اب صاحب لوح موجود ہو کیا زبان ہلا سکتا ہو مگر خدائی کرچکا ہو کیونکر نصیحت و
وصیت کو مانے گا اسد غازی نے کہا نانا جان اصل تو یہ ہو کہ اب قتل ہونا داؤد جادو کا مجھے
بہت شاق ہو خدا کرے وہ مسلمان ہو دل اس مژدۂ جان بخش کا مشتاق ہو خواجہ عمرو نے
کہا بخدا و رسول مجھے بھی نام سے داؤد کے بہت محبت و نہایت صاحب شوکت لیاقت ہو
یہ فرما کر اسد غازی کو ایک دنگل زرین پر بعد شوکت و حشمت جگہ دی ملکہ لالان خون قبا
خوف سے کمرے میں چھپ گئی کنیزیں تمام دست بستہ اپنے اپنے عہدوں پر حاضر ہیں مگر رنگ
ہر ایک کا متغیر حیران و پریشان ششدر و متحیر ایک سے ایک اشارہ کرتی ہو کہ لو اب خداوند
زمین سے خواجہ عمرو کی نکلتے میں دیکھیے کیا قیامت و مصیبت برپا ہوگی مگر خواجہ عمرو بن امیہ
ضمری نامدار نے اپنی صورت اصلی بنائی داؤد جادو کو زنبیل سے نکالا ستون سے خوب کسکر
باندھا گر زبان میں دو دو سوزن فتیلہ رفع بیہوشی ناک میں دیا داؤد کو ایک چھینک آئی ہوش
آنے ہی آواز دی ای بندگان سن جلد حاضر ہو سامنے آؤ قدرت خواب استراحت سے بیدار
ہونے خواجہ عمرو نے پکارا ای داؤد جادو چشم خود را واکن و حال خود را تماشا کن سامنے پہلوان
دوران گرشاسپ جہان غارت کن سلطان سرکوب افراسیاب خانہ خراب اسد عالی جناب
موجود ہو اٹھکر قدمبوسی کر تو نے بڑا اپنے نفس پر ظلم کیا معاذ اللہ خداوند بنکر بیٹھا جامۂ خودی سے
باہر آ اور چشم بصیرت واکر اشعار

سفر ہو دشوار خواب کب تک بہت بڑی منزل عدم ہو
نسیم جاگو کمر کو باندھو اٹھاؤ بستر کہ رات کم ہو
نسیم غفلت کی آئی ہی اُٹھ سحر ہی ہی میں قضا کی فتنہ بن
پھر ایسا سوئے زمیں میں جا کر کہ جاگنا حشر تک قسم ہو

جوانی و حسن و جاہ و دولت یہ چند انفاس کے ہیں جگ بے
لبان دست سوال سائل ستی ہون ہر ایک مدعا سے
مآل کار جہان فانی کبھی نہیں ایک قاعدے پر
دریغ کرنا نہ زور بازو شناسے ساری کمد مردون کو
زبان رہ کو بہک ہے جو سر درد و شنیدہ جوش بد ہی
یہ سعر عذ مجبر سعبیت کمال ہمکو پسند آیا

اجل ہے استادہ دست بستہ تو بد رخصت ہے ایکدم ہی
نیاز ہے بے نیازیوں سے بغل میں دل صورت صنم ہی
جو چار دن ہے وہ دور راحت تو لیجا اسکے غم و الم ہی
ہوس نہ رہجائے کوئی قاتل کہ سر تہ خنجر دودم ہی
ہو وصال شب تمنا ہر ایک لب سے ابھی ہم ہی
نسیم جا گو کمر کو باندھو اٹھاؤ بستر کہ رات کم ہی

ہزار ہا بندگان خدا کو برگشتہ کیا ای برگشتہ راہ ضلالت وای گم کردہ رسم و راہ حقیقت ابھی زبان
مین طاقت کلام ہی اس سرکشی کا بد انجام ہی وقت سکرات کوئی کام نہ آئیگا اعمال قبیح صورت مہیب
دکھائینگے اُسکی صورت ہیبت ناک دیکھکر ڈر جائیگا مسطور ہی کہ جب انتقال انسان قریب آتا ہی صورتہا
مہیب اشکال عجیب سامنے ظاہر ہوتی ہین اگر صاحب جاہ و حشم ہی بادشاہ کل عالم ہی وزیر و امیر
سنشیران با توقیر پہلوانان و جوانان شمشیر زن کو یہ کہکر پکارتا ہی کہ یارو ان لوگون کو میرے
سامنے سے ہٹاؤ مجکو ڈراتے ہین بلکہ دھمکاتے ہین جب کوئی بھی جواب نہین دیتا اس مضطر و
بیتاب کی خبر نہین لیتا خوب ظاہر ہی کہ آفت دیناز و جواہر دینے سے ٹلجاتی ہی پس گھبراکر کہتا ہی
یارو دروازہ خزانے کا کھول دو ان سبھون کو روپیہ پیسہ دے کر ٹالو وہان سے صدا بلند ہوتی
ہی او بد مآل اب ہم سے کیا ہو سکتا ہی یہ وہ وقت ہی کہ ہر چیز کو سکتا ہی ناحق کے لیے پھر کتنا ہی اتنا
ممکن ہی کہ مجھ سے تجکو دو گز کفن ملیگا اول مجکو خدا کی راہ مین نہ لٹایا زاد آخرت نہ بنایا اب
تیرا وقت آخر ہی بسے .. وہ غیر ممکن ظلم و بدعت کرکے مجکو جمع کیا مار و عقرب بنکر تیرا ساتھ دونگا
ہر مقام پر نیش زنی کرونگا جب مال سے یہ جواب سنتا ہی او واو ُجا دو گوش ہوش سے
سن وہ شخص اور زیادہ سر دُھنتا ہی خیال مین آتا ہی کہ مین نے اپنے اہل و عیال کو پرورش
کی وہ ضرور کام آئینگے ان صورتہا ے مہیب سے مجکو بچا لینگے لہذا گریبی بیٹا جورو بھائی
قوت بازو کو پکارتا ہی کہ یارو میری مدد کرو اس بلاے ناگہانی کو رد کرو ای واو ُدو چشم غفلت
گوش ہوش سے نکال کر سن جنکے واسطے دنیا مین جان لڑائی ذلت اٹھائی جستجو کرکے انکو پہونچایا
وقت فاقہ کشی عیال اور بیوی کاکتی کو بھول جاتا ہی بار گناہ عظیم اپنے سر پر اٹھاتا ہی سن وہ کیا خوب

جواب دینے میں کیا اچھی طرح اپنے سرپرست کی خبر لیتے ہیں انھیں کی زبان سے یہ جواب ہوا اپنے بزرگ خانہ سے خطاب ہے اے شخص ہم مجبور و ناچار ہیں ہم سے کچھ نہیں ہوسکتا ایک کام کرینگے کاندھے پر سوار کرکے مکان تنگ و تاریک میں بند کر دینگے پھر کبھی جاکر تیری خبر بھی نہ لینگے اسسے زیادہ امید نرکھہ والله موت چلی تب وہ شخص مایوس و نا امید ہوکر درگاہ رب بے نیاز میں بہ گریہ و زاری عرض کرتا ہے کہ اگر ایک سال کی مہلت ملے کل احکام الٰہی ادا کروں وہ جو سامنے بصورت مہیب ڈرانے والا کھڑا ہے کہتا ہے اب وقت مہلت نہیں ہے موت سے فرصت نہیں ہے یہ کہتا ہے چھ مہینے کی مہلت ملے کل اعمال نیک کرونگا وحدانیت پروردگار عالم کا دم بھرونگا جواب دینے والا کہتا ہے کہ غیر ممکن اب اتنی مہلت کہاں یہ شخص گھٹاتے گھٹاتے آخر میں عرض رسا ہوتا ہے اگر ایک شب کی مہلت ملے میں اپنا سارا مال راہ خدا میں لٹا دونگا الموارید داعمال قبیح سے توبہ کرونگا جواب دینے والا کہتا ہے اب مہلت ناممکن مجبور و ناچار ہوکر چند ساعت کی امید کرتا ہے اسوقت بھی جینے پر مرتا ہے مگر قابض ارواح جسم سے روح کو کھینچکر دماغ میں بند کر دیتا ہے تمام اہل و عیال کے رونے کی صدا سنتا ہے کلام کرنے کی طاقت نہیں بولنے کی لیاقت نہیں گھبراتا ہے کہ میرے عزیز و اقارب کیوں روتے ہیں کسواسطے اپنی جان کھوتے ہیں ای داد و جاد و جب باب قبر بند ہوا تب راز اصلی کھلا اعمال کی پرسش صدمۂ فراق احباب مکان تنگ و تاریک نکیرین نے کیا پوچھا اسنے کیا جواب دیا ہوش گم اس برگشتگی و سرگشتگی کا انجام جہنم نظم

ہو رخصت جان حال میں ٹلا نہیں سکتا — رہوار بہت تیز ہے ٹھہرا نہیں سکتا
وہ ضعف ہے اسے ہمدم کہ کہیں جا نہیں سکتا — میں عمر گذشتہ کی طرح آ نہیں سکتا
بچھ خیال سے بھی کم ہے کنار لحد تنگ — آرام کہاں پاؤں تو پھیلا نہیں سکتا
سیاح عدم قید تعلق سے ہیں آزاد — دام رگ تن روح کو الجھا نہیں سکتا
دن رات بھڑکتے ہیں مرے جسم کے شعلے — بجھا کوئی تار خسم جسکا آ نہیں سکتا
رکتے نہیں سیاح عدم اشک کی صورت — جب آنکھ سے ٹپکا کوئی ٹھہر نہیں سکتا

مشکل ہے نسیم اب کہ میسر ہون وہ راتین | | کھولے ہوئے آرام سے بستر پا نہیں سکتا

دیگر اشعار آبدار عبرت آمیز

ہر شخص کو ایک دن ہے مرنا
مٹنے کو بنی ہین مورتین سب
کیا زور امانت خدا مین
لے دیکھ کہ خواب ہے یہ دنیا
پھر رک نہ سکا وہ جسکی آئی
سبکا عدم و وجود ہے ایک
ہو نسبت اگر بصورت نوح
مرنا برحق ہے موت حق ہے
جس گھر مین تھے حضرت سلیمان
پہونچی یہ موت وان بھی لیکن
اس دم کا اعتبار کیا ہے
جائے تو وہ داغ زندگانی

بوڑھا ہو طفل ہو کہ برنا
جانے کے لیے ہے سب کا آنا
کیا دخل مشیت خدا مین
فرصت نہین منہ سے بولنے کی
بیٹا ہو کہ باپ ہو کہ بھائی
جو مان کے کنار مین پلا ہے
اک دن نکلے گی جسم سے روح
یہ بات مگر سمجھنے کی ہے
کیا کیا نہ کچھ انتظام تھا وان
سو فوت اک آدمی پہ کیا ہے
اس سانس پہ اختیار کیا ہے
تا حق جینے کی یہ ہوس ہے

مٹی مین ملی ہین صورتین سب
گذرا یون ہین اسقدر زمانہ
اک نقش بر آب ہے یہ دنیا
مہلت نہین آنکھ کھولنے کی
نابود اور نقش بود ہے ایک
آغوش لحد مین اُسکی جا ہے
سب کے لیے ایک ہی سبق ہے
اچھون کو قضا بھی چاہتی ہے
پہرا دیتے تھے انس اور جن
ہر چیز کے واسطے فنا ہے
آئے تو خدا کی مہربانی
اس موت پہ کب کسی کا بس ہے

کیون اے داؤد لحد مین برائے نکیرین کوئی جواب سوچا ہے یہی کہوگے مین خدا ہون سحر و ساحری مین یکتا ہون سوچو تو یہ شیاطین ساتھ ہونگے جہنم سے بچا دینگے یہ سوالات سکرات و اموات و قبر جو بالتصریح خواجہ عمرو نے بیان کیے داؤد کم عقل بید مثل بید تھرایا تمام جسم پسینے مین ڈوب گیا آہ کا نعرہ کیا کہا خواجہ عمرو برائے خدا بس مجھکو جلد کھولدو قدمون پر اس شیر بیشۂ جرات کے گردن عذر عفو تقصیرات کرون للہ مجھکو صورت نجات بتاؤ گم گشتۂ راہ ضلالت کی رہبری کرو جب خواجہ عمرو نے دیکھا کہ داؤد الیا بیتاب بحواسون سے سرگرانے لگا خواجہ عمرو گھبرائے کہ کہین ایسا نہو جسم سے اسکا مرغ روح پرواز کرجائے باپ کی بدحواسی پر ملکہ لالان خون قب سر پیٹنے لگی کنیزون مین صدائے گریہ و زاری بلند ہر ایک خرد و کلان دردمند خواجہ عمرو

نے جلدی سے پڑھکر زبان سے داؤد کی سوزن نکالا گستدون کو کانا داؤد لڑکھڑا کر
زمین پر گرا کبھی قدموں سے اسد غازی کے لپٹتا تھا کبھی گھبرا کر خواجہ عمرو سے کہتا تھا
ای شہنشاہ عیاران ای صاحب ایمان براے خدا کلمۂ طیبہ زبان سے جلد فرمایئے اقرار
وحدانیت رب اکبر کرون اس سرکشی سے تائب ہون ہرچند عمرو سنبھالتا ہی باتون مین لگاتا ہی
کہتا ہے ای داؤد ہماری بات تو سنو ابھی کلمہ نہ پڑھو مطیع الاسلام ہو افراسیاب خانہ خراب
سے لڑائی کا سامان کرو اور ہزارون کو صاحب ایمان کرو راہ خدا مین جہاد کرو طلسم کشا
کی امداد کرو جہاد سے کیسے بڑے بڑے شرف ہین انشاء اللہ سمجھ جاؤگے ایسا وقت پھر
کبھی نہ پاؤگے داؤد جادو جواب دیتا ہی ای نطفہ کردہ ہفت پیغمبران مین نے کوہ
گران معصیت اپنے سر پر اٹھایا رب اکبر سے ہمسری کا دعوی کیا نجات نا ممکن اب اور
دوسرا بار اٹھاؤن کیونکر متحمل ہون راہ دور و دراز زاد سفر سے ہاتھ خالی منزل بے نشان
ایسا بار عظیم سر پر لیکر کیونکر منزل طی کرونگا یہ جسم خاکی پر درد وہ صد ناز و نعم اسیر پنجۂ
رنج و الم یہ نحیف و ضعیف اس بار معصیت کے اٹھانے کے لائق ہی یہ استخوان پہ صدمہ
پہونچے گا عیش و آرام کے عادی تھا یک بیک یہ بربادی اب یہ بہت بڑا احسان ہی کہ بہت جلد راہ
ضلالت سے نکالیے باغ ایمان کی سیر کرایئے شاید کسی پھول کی بو دماغ مین پہونچ جائے
غنچۂ پژمردہ خاطر شگفتہ ہو اب آپ کے غلام ناکام سے کوئی کار دینوی ممکن نہین اپنے
گناہون کبیرہ سے قلب مطمئن نہین کلمہ بتایئے عقاید دین مبین تعلیم فرمایئے ایک گوشۂ
تنہائی مین بیٹھ کر عبادت پروردگار عالم کرون کیا عجب ہی کہ عذاب دوزخ سے رستگار ہون

خواجہ عمرو نے کہا ای داؤد وہ رحیم و کریم ہی سمیع و علیم ہی شعر

ہم حشر مین کہین گے خدا سے غفور سے ۔ کیا کیا گنہ کیے تری رحمت کے زور سے ۔ اسی شعر پر
حقیر مصنف نے مصرع لگا دیے ہین لائق ملاحظہ ناظرین والا تمکین ہین حرف داؤد
اور خواجہ عمرو سے کلام تھا اکیلا شعر اس مقام پر لکھا مخمس

روز نشور قہر سمیع و بصیر سے
پلہ قوی ہی لطف جناب امیر سے
کانپینگے جسم دہشت حبس المصیر سے
ہم حشر مین کہین گے خدائے قدیر سے

کیا کیا گنہ کیے تری رحمت کے زور پر

وہ رحیم و کریم خالق بے نیاز رب کارساز رحمت اُسکا شیوہ ہی گناہگارون کے گناہ بخشتا ہی اُسکی ثنا و صفت مین زبان انسان ضعیف البنیان قاصر ہی ابیات

بہر چہ آفریدی ولیکن طراز	نیازت نداری از ہمہ بے نیاز	چنان آفریدی زمین و زمان
جہان گردش انجم و آسمان	کہ چندانکہ اندیشہ گرد و بلند	سر خود برون ناورد از کمند
نبود آفرینش نبودی خداے	نباشد ہمہ ہم تو باشی بجاے	ز خلوت بدی کافرینش نبود
ز چون کردہ شد بر تو رحمت فزود	ز تعلیم تو پیش تو ہست و نیست	اگر باشد و گر نباشد یکیست

داؤد نے کہا خواجہ سنداسکرات نے آپ کے مجھکو مارا روح قالب مین بیچین ہی حقیقت مین وہ رب الشرقین دمغربین ہی مان رحیمی اُسکی صفت لیکن قہار و جبار بھی نام ہی اسوقت آنکھون کے آگے تاریکی چھا گئی لذت عیش و عشرت دنیا نگاہون سے گر گئی میری دستگیری فرمایئے زیادہ نہ بھٹکایئے عمر و اسد سے اشارہ کرتا ہوا ای نور نظر تم کسی طرح اُسکو سمجھا دو ابھی کلمہ نہ پڑھے افراسیاب سے اُسکا مقابلہ کرا مین بڑی مشکل ہی تم برائے طلسم کشائی جاؤگے ملکہ مہرخ و بہار پر افراسیاب جادو لشکر کشی کریگا وہ ہنگامے ہونگے کہ نہایت مشکل ہوگی آخر کیونکر تسکین دل ہوگی افراسیاب قصد کریگا کہ طلسم کشا کو شاہزادون مرحلات طلسم پر بر سر طلسم کشا لشکر کشی کرون یہ ساحر زبردست جو ہمارے ساتھ ہوگا افراسیاب سے برابر لڑیگا قدم نہ بڑھانے دیگا یقین کامل ہی سوائے طلسم بند ہونے کے اور کسی شرف مین افراسیاب اس سے زیادہ نہین ہی کاہن ساحر زبردست اور ستارہ شناس خوش و خرم لباس اسد غازی یہ سنکر اُٹھے داؤد جادو کو گلے سے لگایا کہا ای ننگ محیط افسونگری وای دریاے ساحری آپ ہمارے بزرگ ہین اب ہر امر مین صلاح نیک دیجیے فتح طلسم کی تدبیر کیجیے آپ اس طلسم کے رازدار ہین صاحب جاہ و وقار ہین آپ کے نام سے ساحران ہوشربا تھراتے ہین آپکی ہیبت و شوکت سے مکان کے دم لبون پر آتے ہین صرف آپ خداے زبر کیجیے مطیع اسلام ہوجیےگی تو قبول ہی سعادت دارین حصول ہی نظم

نہان گو کہ ہی پر وہ موجود ہی	رگ جان سے نزدیک معبود ہی	اگر اسکی قدرت کا ہو بند و بست
سلیمان کا لشکر کرے مور پست	ہین مخلوق اُسی کے زوال و کمال	غرض ہی سبھون کا برابر خیال

نہین بیان حقیقت مین جاسے کلام	ہین اوصاف اُسی کے اُسی پر تمام

یہ کلام نصیحت انجام جو داؤد جادو نے زبان معجز بیان اسد نامدار سے سُنے اور زیادہ بیقرار ہوا اسقدر رویا کہ ہچکی لگ گئی قریب تھا کہ دم نکل جاسے بمشکل اپنے کو سنبھالا اتنا جواب دیا ای آقاے نامدار وای مولاے قدرشناس ای رہبر راہ حقیقت وای خضر بادیۂ طریقت آپکے کلام فیض انجام صفحۂ دل پر نقش ہوے روح کو راحت وہ قلب کو فرح بخش ہوے مگر غلام کی اب راے یہی ہی کہ تائب ہوکر ایک گوشہ مین بیٹھ کر عبادت کرو امورات دنیوی مین اب ملوث نہو زیادہ حضور تعریف نفرما مین کلمۂ طیبہ تہا مین غلام اپنے گناہان کبیرہ کو یاد کرتا ہو دمبدم فریاد کرتا ہی کیون شہر یار پیدا کرنیوالے کا ہمسر بنکر بیٹھا اس خیال مین اُتھوان جسم لرزان ہین جسکے کنگرہ صنعت قدرت تک طائر وہم و خیال نہ پہونچے اُسکا ہمسر بنے اس سے بڑھکر اور کیا گناہ عظیم ہی وہ رحیم و کریم ہی شاید میری غربت پر رحم کرے جسقدر حضور سمجھاتے ہین عبرت بڑھتی جاتی ہی روح قفس جسم خاکی مین گھبراتی ہی اب اسد و عمرو مجبور و ناچار ہوے اسد نے کہا نانا جان آپ کے کلمات نصیحت آیات قلب پر اسکے تاثیر کامل کر گئے یہ نقش اب نہ مٹے گا اسد و عمرو نے حکم دیا داؤد نے طریقہ پر اسلام کے غسل کیا طریقہ وضو بتلایا کلمہ پڑھایا داؤد جادو طیب و طاہر ہوا بصدق دل دائرۂ اسلام مین آیا داؤد کو ایک لمحہ جست اسد ناگوار ہی عرض کی حضور دربار مین چلیئے کل سرداروں کو مطلع کرادون جو سرکشی کرے اُسکو سزا دون اسد نامدار نوجے گلے مین پہنکر مسلح و مکمل ہوے خواجہ عمرو بانہاے عیاری سے آراستہ ہو کر ہمراہ داؤد بیرون باغ آئے وزرا اُمرا نے دیکھا ایک جوان ماہ طلعت مہر صورت لیث سیتین صاحب شوکت وجرات موافق شعر سعدی علیہ الرحمۃ شعر بالاے سرش ز ہوشمندی ٭ میتافت ستارۂ بلندی سپر فولادی پشت پر تیغہ برق شال زیب کمر خود زرین بسر زرہ سونے چاندی کے کڑیون کی زیب جسم انور سرو قد خورشید خد فتح و ظفر دست بستہ پہلو مین آثار جلالت و شوکت چہرۂ زیبا سے ہویدا صف شکنی صفدری ناصیہ سے پیدا آگے آگے اپنے خداوند کو دیکھا دست بستہ اُسی جوان صاحب لیاقت کی پشت پر مثل ہجاکران کمترین ایک شخص دُبلا پتلا نامینا بانہاے عیاری سے آراستہ ساتھ ساتھ چلا آتا ہی سب حیران پریشان کہ یہ کیا سحر کہ ہوا آج تو خداوند کسی کے

تابعدار معلوم ہوتے ہین مگر خاموش ہمراہ ہو لیے آکر دار الامارہ مین پہونچے داؤد تخت پر نہ بیٹھا
مقام صدر پر بھی نہ بیٹھا مقام صدر پر پلنگ بسم غازی بچھایا اُس پر شاہزادے کو جگہ دی آپ کرسی پر
بیٹھا ایک جانب خواجہ عمرو وزرا امرا دست بستہ حاضر ہین امیدوار ہین کہ دیکھیں قدرت کیا فرماتے ہین
داؤد نے سر اُٹھایا پکار کر بہ آواز بلند یہ صدا دی اے اہل حاضرین پہچانو یہ شیر بیشۂ وغا فاتح طلسم ہوشربا
شہسوار عرصۂ یکہ تازی شاہزادہ اسد بن کرب غازی و عمرو سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری
آپہونچے تمکو کیا خبر ہے خواجہ نے ہمکو گرفتار کیا احسان انکا کہ نہ قتل کیا اگر قتل کرڈالتے تمکو خبر بھی نہ ملتی
میری صورت بنکر افراسیاب جادو سے لوح طلسمی لے لی کتاب اُس بے کتاب کی ڈھونڈ ڈالی
طلسم کشا کو لوح ملگئی عرصہ زمانہ تک اُس بے حیا نے اس شیر صولت کو گنبد نور مین قید رکھا مگر قتل
نہ کر سکا انکے خدا نے انکو بچایا اس قید شدید سے چھڑایا بھائیو مجھکو یقین ثابت ہوا مین نے دعوے
باطل کیا تھا اُس پیدا کرنیوالے کا ایک حقیر بندہ ہون جن صاحبون کو اطاعت دین اسلام منظور ہو
اس شیر صولت کی اطاعت کرین ورنہ میرے شہر سے نکل جائین یہ کہکر بھی سمجھو اسوقت کی میری
باتکو دل مین جگہ دو صفحۂ دل پر ایک ایک حرف کو نقش کرو طلسم ہوشربا ضرور فتح ہوگا اسد نامدار
قاتل افراسیاب ہے بہت قریب زمانہ انقلاب ہے جو انکا ساتھ دیگا عزت و آبرو پائیگا ورنہ خجلت
مین دھوکے کھائیگا آبرو پر بن جائیگی پناہ پانی مشکل ہوگی دریائے ہوش ربا مین تلاطم ہوگا آمد طوفان کی
قریب ہے محبت مسلمانان کشتی نجات ہے ہم تمہارے سامنے راہ راست بتادی آیندہ اختیار ہے مگر
آج سے خداوند کوئی نہ کہے داؤد ذلیل بندۂ رب جلیل کا نام ہے دیکھو یارو باطل پرستی کا بدانجام ہے
ایسے کلمات عبرت آمیز جب داؤد جادو نے اپنی زبان سے کہے دربار مین ایک شور بلند
ہوا ہر ایک وزیر و امیر قدمون سے داؤد جادو کے لپٹ گیا کہا اے شاہنشاہ ہمنے دل وجان سے
اطاعت دین اسلام قبول کی افراسیاب سے باپ سے لڑینگے جان دینگے انکا ساتھ تا بحیات
نہ چھوڑینگے محبت سے اس شیر دل کی منھ نہ موڑینگے کیا دولت لازوال پائی نعمت مثل اسلام
ہاتھ آئی داؤد نے سبکو مطیع الاسلام کرایا قدمون پر اسد و عمرو کے گرایا اُسی وقت کارگزارون
کو بلاکر حکم دیا بہت جلد ایک عبادت خانہ تیار ہو ہم اُس مین بیٹھکر عبادت کرینگے فوراً
ایک قصر مختصر مثل مسجد کے درست ہوا داؤد محراب عبادت مین مصلا بچھاکر بیٹھا چند صحیفہ خوان

جمع کیے انکو اپنی صحبت مین جگہ دی شاہنشاہ داؤد بندۂ خاص معبود کا یہ انجام ہوا کہ ہر وقت عبادت
الٰہی مین مصروف لباس کہنہ پیوند دار جسم نحیف وضعیف مین جب طاقت عبادت نرہتی اسوقت
ایک ٹکڑا اٹھا لیتا چند قطرے پانی کے پیتا کہ قلب کو تسکین رہے مگر شاہنشاہ اوج عیاری نے
چار پانچ لاکھ ساحرون کا لشکر جمع کیا ایک نامہ مندرج کل احوال یعنے حصول لوح وغیرہ کا حال
درج کر کے ایک ساحر تیز رو کو دیا کہ یہ نامہ جلد ملکہ بہرخ کو پہونچا دو زبانی بھی ہدایت کرنا کہ شہر
داؤدیہ سے طلسم کشا نے کوچ کیا ہی آپ لشکر کو لیکر آیئے انشاء اللہ راہ مین ملاقات ہوگی
نامہ دار اسی طرف چلا عمرو نے کوچ کا قصد کیا ملکہ لالان خون قبا کو حاکم ملک داؤدیہ
قرار دیا ملکہ ناگن کو بخوبی سمجھایا کہ تم ملکہ کی حفاظت کرنا واضح ہو اسے ناظرین ہو کہ خواجہ عمرو
بامدد گروہ فوج اسد نامور و مع لشکر ظفر اثر شہر داؤدیہ سے روانہ ہوے انکو راہ مین چھوڑیے
ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان افراسیاب جادو کا پہونچنا کوہ بلور پر اور کتاب دیکھکر
گھبرانا آگاہ ہونا کہ لوح طلسمی ہاتھ سے گئی کتاب سامری بھی مٹی نہایت بیقرار
ہونا اور طعن کرنا صورت نگار پر اور صورت نگار کا شرمندگی مین روانہ ہونا طرف
شہر داؤدیہ کے آمادۂ قتل داؤد ہو کر و دیگر مقدمات متعلق داستان ہذا ساقی نامہ

ساقی اک جام اور دے سا
دکھلا کہین آفتاب للہ
دم پر اب ضعف سے بنی کہ
ہی پردۂ ہجر بیچ کا اوٹ
ای کشتیٔ دختِ رز کے ملاح
صحبت اب تھوڑی دیر ہی اور
کہدے یہ مری طرف سے للہ
اب حال بہت چھپا سکی کر
پھر دل کی غم سرا ہو آباد

اڑتا ہون بسہ ز تحفہ لینا
ہوتا ہی سارا نشہ پانی
ایذا سے فراق جانکنی ہی
شیشے کی سن رہا ہون قلقل
دے راحت روح شیشۂ راح
ان جلوۂ دختِ رز دکھا دے
آیا ہی ترا فقیر ای ماہ
کچھ ذکر نہین اب خدا را دو
دیدار سے تیرے دوست ہون شاد

ای مہر سپہر شب مراد کے ماہ
بس بندہ نواز مہربانی
دل پر مرے پڑ رہی ہی اک چوٹ
آنکھون سے نہان ہی ساز دل
چلنے مین آخری ہی یہ دور
بچھڑے ہوے دوستی ملا دو
انجمن ہی بہت خوش اسکا دل کر
کسواسطے پھر کیا ہی پردہ
کر قصۂ غم خوشی ست آغاز

دم بستہ ہی کھول پردہ راز　　ساقی نے یہ نشے سے پلا ئی　　دریا کی طرح طبیعت آئی
منھہ مین جو بھر آیا اسکے پانی　　کی خامہ نے یون گہرفشانی　　غزل زیب النسا مخفی

تا باد صبا را بہ گلستان اثرے ہست　　گل را نظرے جانب صاحب نظرے ہست
ہشیار ستمگر کہ لب نالہ مظلوم　　پوشیدہ زچشم تو خدنگ اثرے ہست
تا ہست بہ بستانِ جہان فیض سحابی　　از شجرۂ امید امید ثمرے ہست
غم نیست اگر روشنی دیدہ من رفت　　با چشم ترم شعلۂ آہ جگرے ہست

سیاحانِ دشتِ پرہول معانی و رہ نوردان جادۂ خوش بیانی اِس داستانِ شوکت بیان کو
یون تحریر فرماتے ہین شعر محررانِ قصص صاحبانِ ذہن و ذکا۔ رقم یہ کرتے ہین اب داستان ہوش ربا
جبکہ افراسیاب خانہ خراب لوح طلسم خواجہ عمرو کو دیکر کتاب سامری کو بغل مین دبائے ہوے
حیران و پریشان لرزان و ترسان اُفتان و خیزان ہر دم یہی کہتا ہوا جاتا ہی ہائے کتاب خام ہی
اسکا بد انجام ہی اِس زور سے بغل مین دبائے ہون کہ شانہ ٹوٹا جاتا ہی آسپر ڈر ہی کہ بربادی کی صورت
اپنی آئینہ خیال مین دکھائے کہین ہوا نہ نکل جائے اِس انتظام مین گو زندگی شکل ہی بادہوائی باتون
پر طبیعت مائل ہی دیکھو صرصر و صبا رفتار بھی دہین ٹھہر گئین خداوند نے انکو کیون روک لیا
اب مجھکو یاد آیا اُسوقت تو مجھکو دیوانہ بنا دیا سوائے لوح دینے کے نشیب و فراز نہ سوچا اب
بڑے بڑے خیال آتے ہین ہوا نکلنے کے خیال سے ہوش اُڑے جاتے ہین کیونکر ہوا کو روکون
صرصر و صبا رفتار ساتھ ہوتین اسم یاد سے ہین کوئی ہوا کے باندھنے کی تدبیر بتا مین اِسی حال
خراب مین بر سر کوہ بلور پہونچا ہزار ہا کنیزین آکر حاضر ہوئین تخت برائے افراسیاب سیہ بخت
آراستہ ہوا افراسیاب نے کہا مین تخت پر بیٹھکر کیا کرونگا مین خیال محال مین مبتلا ہون نام
سامری و جمشید چھپا ہون کتاب خام دستیاب ہوئی دیکھیے کب مہلت ملتی ہی مین شبانہ روز نا
یہی مصیبت ہی سر باد و ابر برق وغیرہ باتون مین بہلاتے ہین حیرت جادو ناز و کرشمہ کرکے اپنی جانب
متوجہ کرتی ہی لیکن افراسیاب غمگین و بیتاب کتاب بغل مین لیے بیٹھا ہی حیران حیران ایک ایک
کا منھہ دیکھتا ہی صورت نگار بہت خوش ہی ملکہ حیرت جادو سے کہتی ہی کیون بوا حیرت تمنے
دیکھا خداوند مجھسے دل لگی کرتے ہین مدت سے مجھپر مرتے ہین تمھارا ساتھ ہوتا تو مین بھی دو چار

دل نہ آتی ہمارے میاں مصور وہاں رہنے کو نہیں منع کرتے صاف تو یہ ہے کہ وہ سب ساحر دن
کے خداوند ہیں اولاد سامری ہیں مرتبے اُنکے بلند ہیں اُنکے کسی بات میں انکار کرنا بیکار ہے اُنھون
نے پیدا کیا ہے نگار تھا دیکھیں گے تو کیا ہوگا حیرت کہتی ہے واہ بوا خداوند ہیں تو ہوا کریں کیا
سبکی آبرو لینگے انہیں باتوں میں دو شبانہ روز سختی افراسیاب نے کاٹے جبکہ معلم علوم آسمانی
خوانندۂ کتب نکتہ دانی ادیب خوش نویس بے نظیر یعنی ماہ منیر طفلان ثابت و سیارگان کو چھٹی
دیکر قصر مغرب میں داخل ہوا اور مجتہد عصر آفتاب عالمتاب جماعت شجاع ہمراہ لیکر منبر فلک چہارم پر
خطبہ خوان ہوا اور زر روشن عیان ہوا افراسیاب نے کہا او صاحبو بڑی سختی سے میں نے دو
راتیں کاٹیں اب تو آج تیسرا دن ہے سب صاحبوں کی طبیعت مطمئن ہے کتاب کھولوں پختہ ہوگئی ہوگی
صورت نگار نے کہا آج کا دن گذر جانے دیجیے شگو ملاحظہ کیجیے افراسیاب نے کہا بدولت
کی جان پر بنی ہے تو دن اور رات کا ذکر کرتی ہے اب ما بدولت سے صبر نہیں ہو سکتا اگر ایک آدھا
ورق کچا رہ جائیگا پھر سمجھا جائیگا سلطنت کرتے گو زمانہ گذرا کتاب کو لیکا نہ سنا تھا اسکی قدرت
نے نیا لطف فرمایا ہے دیکھیے انجام بخیر ہو اب کھولتا ہوں صبر ما بدولت سے نہیں ہو سکتا یہ کہکے
افراسیاب نے کتاب کو خزوان سے نکالا سب سردار مصاحب گرد گھیرے ہوئے ہیں
نگاہ سبکی لڑی ہوئی ہے سب سے زیادہ صورت نگار دہل رہی ہے کہتی ہے کیا جلدی قدرت نے
میری خاطر سے کتاب بنا دی شاہنشاہ صاحب مہینوں سرگردان رہتے جب کتاب ملتی میں نے
اُسی وقت زنجیر کروا دی ہاں شاہنشاہ کھولو تو حرف حرف پر نگاہ ہو ایک ایک سطر شایہ
بہ زلف محبوب ہوگی عبارت بہت خوش اسلوب ہوگی ہر دائرۂ عشرت فزا نکتہ اسکا خال چہرۂ
معشوق دلربا افراسیاب نے کہا اب خاموش رہو سامری و جمشید کا نام لو کتاب کھولتا ہوں
سب نے کہا کھول دیجیے مضامین فرحت آگین پر نگاہ پڑے تسلسل عبارت سے طبیعت لہرے
افراسیاب نے ڈرتے ڈرتے کتاب کو کھولا پہلا صفحہ سادا پایا صورت نگار نے کہا دیکھیے حکم
کے خلاف ہوگیا حرف اڑ گئے کاغذ صاف ہوگیا ہم منع کرتے تھے ہمارا کہنا نہ مانا ہم ناحق خداوند
سے شرمندہ ہوئے افراسیاب نے بصد پیچ و تاب کہا اے صورت نگار تمھاری زبان
نہیں رکتی میرے کلیجے پر چھریاں چل رہی ہیں مجھکو رنگ دگرگوں معلوم ہوتا ہے یہ کہکے جو ورق الٹا

صاف وشفاف حرف کیسا نقطے کا بھی نام نہین سفیدی اُسکی جیسے شیر سواد سے کام نہین جب دس
بیس ورق اُلٹے عبارت ظاہر ہوئی صورت نگار نے کہا و شاہنشاہ بہت کچھ لکھا ہی تمھاری تقدیر کا
نوشتہ ہی تامن کو گھبر لگے کتاب بڑی تھی ایکمن پشینہ تختے کھول کی رنگی تھی اتنے ورق ابھی نہین بہنے
مین تک بن جاینگے بروقت کا پل جانے کے حرف پسائے چھن گئے اب تمہر نباہ نواسے کا کام ہی
ہر طرح قدرت کا ہم ہی افراسیاب نے حرفون پر نگاہ ڈالی کہا ہی زبان ورانہ دیکھ تو کیا لکھا ہی سیاہی
حروف دیکھکر میری آنکھون مین اندھیرا آگیا ہی اسے عربی فارسی پڑھنے والون کو لاؤ اس مین
سوال لکھا ہی جلد ترجمہ کراؤ اس تحریر پر پیچ کو مترجم صاحب سمجھینگے منشی احمد حسین قمر کو بلاؤ وہ
ترجمہ بہت صاف صاف کرینگے مین نے عبارت اُنکی دیکھی ہی زبان صاف وشفاف ہر شخص جوان
خواندہ ناخواندہ خاص وعام نے اُنکی زبان کو پسند کیا ہی ہمسا نے شاہنشاہ سخنوران خطاب دیا ہی
ابریق نے کہا حضور مین نے فارسی پڑھی ہی اُردو کی کتابین بھی اکثر دیکھی ہین مجھے دیجیے افراسیاب
نے کہا میرے پاس آؤ ای بھائی جلد اسکا مطلب سمجھاؤ ساری کتاب مُعرّا مضامین سے بھرا
صرف دو ورق لکھے ہین اُس مین تمام ہوش رُبا کا حال کیونکر معلوم ہوگا ابریق نے سر جھکا کے
کہا حضور اول کا لفظ مین نے ہجے کر کے نکالا ہی زیر زبر بھی بنے ہین دیکھیے لکھا ہی یا فتاح العلیم
اُسکے بعد بسم اللہ الرحمن الرحیم اب آگے مین نہ پڑھونگا شاہنشاہ خفا ہونگے افراسیاب نے کہا تمکا
کیا خطا ہی پڑھنے مین کیون عذر کرتے ہو کہا حضور مین نے دونون ورق پڑھ لیے لفظاً لفظاً پڑھون
یا خلاصہ بتا دون افراسیاب نے کہا میان وزیر صاحب تم مجھکو سمجھنے سے معلوم ہوتے ہو
کتاب کا پڑھنا ہی یا بھانڈون کی نقل ہی ابریق نے کہا زبان سنبھالیے کوئی کلمہ کفت منہ سے
نہ نکالیے ہم بھی قوم کے شریف ہین دیکھیے کپڑے بھی عمدہ پہنے ہین باپ دادا جولاہے تھے ہم تو
تھان کے تُرسے ہین اب تو تانا تمھاری نہین کرتے ہین وزارت کا دم بھرتے ہین یہ سارا مضمون
خواجہ عمرو عیار کے ہاتھ کا لکھا ہی لوح اُسنے خداوندوا ڈ دنگر آپ سے لے لی کتاب سامری
دھونڈال ہونے دو سو خداوندون کے پرستارون کی آبروئی خوب دریا دلی دکھائی اتنے
افراسیاب جادو چیخنے لگا کہا لو صاحبو غضب ہوگیا لوح طلسمی ہاتھ سے گئی اب طلسم کشا سرکشی کریگا
ایک ایک ملازم سرکشی کریگا آجتک ما بدولت مسلمانون سے منہ نہ پھیرتے تھے جب قصد کیا شکست کی

اب طلسم کشا کے سامنے سے بھاگنا پڑیگا وہ لوح طلسمی چھپا لیگا جانیکا خوف تو بڑی چیز ہے اُس ناچیز کے
سامنے سے منھ پھیرونگا اگر ایک سحر کرون طنابین آسمان کی زمین پر کھینچ دون طبقات زمین آسمان پر
پہونچاؤن میری افسون گری نے نام سامری و جمشید روشن کیا مگر بارہا عمرو نے خداوند داؤد
کو کیونکر گرفتار کر لیا کیا کرشمہ کیا یہ ساربان زادہ وہان کسطرح پہونچا اب نہین معلوم قدرت پر کیا
گذری ہوگی کیون ای صورت نگار تُنے ہمکو ڈبو دیا ارے یہ تو دیکھو صرصر و صبا رفتار کہان ہین
کئی دن سے میری آنکھون سے نہان ہین جو کہ میرے ساتھ گئین وہ صرصر و صبا رفتار نہین آئین
کہین سے ڈھونڈھکر تحفہ سامری لاؤ خدمت مین یا ہمان زمرد پوش نانی اماں کے جاؤ انکے پاس
اوراق متفرق موجود ہین یا دل اُس مین حال صرصر شمشیر زن و صبا رفتار دیکھکر دریافت کرون
ابریق نے کہا غلام ابھی جلد جاتا ہے کوہ بلور پر قیامت برپا ہوئی اب ملکہ صورت نگار بھی گھبرا گئی
کہتی ہے یہ کیا نقشہ ہوا افراسیاب کہتا ہے ای صورت نگار تو نے مجھکو تباہ کیا کسی کام کا نہ رکھا
دربار خداوندی مین ایسی باتین کہین مجھکو گھبرا دیا ای صورت نگار مین سچ کہتے دونگا ہاے

مضمون غزل زیب النسا یاد آیا غزل

روز نوا سعدی چو آید آشنا دشمن شود — نجم جدا شادی جدا دولت جدا دشمن شود
ہر کہ میش از وقت درمان خواہ دردم بود — گر علیمش بو علی باشد دوا دشمن شود
چون ز بلبل بخت برگردد بہ رغم باغبان — حسن گل را جنبش باد صبا دشمن شود
رو بسوی ہر کہ آرم رو بگرداند ز من — بخت چون گردد زبون بر تن قبا دشمن شود
بر مراد ما نزد در ہم اگر باد مراد — در محیط عافیت ہم ناخدا دشمن شود
نیست مخفی در دل ما کسی چون دشمنی — ہر کہ با ما دشمن است او را خدا دشمن شود

سراسر میرے ساتھ سب نے دشمنی کی حقیقت مین میری عقل میری دشمن ہے مگر خاص اس راہ
مین تو رہزن ہوئی سیر و زر پر سب ساتھ تھے کسی نے صلاح معقول نہ دی بیچ دریا مین کشتی ہوئی
اس اثنا مین ابریق وزیر پردۂ ظلمات سے جاکر رقعہ جمشیدی لایا پہلے افراسیاب جادو
نے اس مین حال صرصر و صبا رفتار دیکھا کہا صاحبو وہ بیچاریان فلان صحرا مین درختون پر
بندھی پڑی ہین ابریق جلد جاکر لاؤ ابریق کوہ شگاف گیا صرصر شمشیر زن و صبا رفتار کو

اٹھا کر لایا دیکھا کہ وہ بیچاریاں بندی پڑی ہیں پٹیان بیہوشی کی دماغ پر چڑھی ہیں بیہوش ہیں بعد ہوش افراسیاب
جادو نے کہا انکو ہوشیار کرو جب دونون ہوشیار ہوئین دیکھا عجب صحبت ہے شاہنشاہ غصے مین کانپ
رہے ہین حیرت جادو بال کھولے پیٹ رہی ہے صورت نگار بدحواس تمام دربار محفل خاموش ملال
رنج و ملال ہر ایک کے چہرے سے عیان افراسیاب نے کہا ای صرصر و صبا رفتار تمہنے تمکو
کہان بھیجا تھا دونون نے کہا ای شاہنشاہ ہم شہر داؤدیہ مین گئے جب دربار خداوند مین پہونچے
دیکھا بخوبی بیچارا ساربان زادہ تخت خدائی پر موجود ہے وہان ہمنے بولنا مناسب نجانا کہ ذرا منہ سے
بولینگے سب امیر وزیر اسکی خدمت مین حاضر ہین ہمکو گرفتار کریگا اسوجہ سے ٹالا جواب نامہ لیا پہونچ کے
پہلے کہ جا کر شاہنشاہ سے عرض کرینگے انتظام ہو جائیگا راہ مین ایک کو برق نے گرفتار کیا ایک
کے لیے جنگل مین شیر بیٹھا تھا یعنی نگوڑا ضرغام شیر دل چھپا ہوا تھا اسنے دام تزویر بچھایا ہمکو
پکڑ کے درختون پر باندھ دیا کاغذ لے لیے یہ فرمائیے ہمارے بعد کیا ہوا افراسیاب جادو نے کہا
ای صرصر شمشیر زن اب زندگی دشوار ہے بیان کرنا بیکار ہے تم دونون کی صورت بنکر برق و ضرغام
یہان آئے کاغذ تو سنے اگلے پاس موجود دے مجکو لگا کر شہر داؤدیہ مین لیگئے مگر مین نے عیارون
کی بات کا اعتبار نہین کیا جو کچھ کیا صورت نگار کا فعل ہے مین نے اسکے اعتبار پر لوح حوالے
کر دی آفت آپ سے ناز و نخرے سامنے خداوند داؤد کے ساربان زادے نے خوب سینہ
کو ملا دلا چاپٹ بوسے لیے دست درازی کی مرشد زادے صاحب ہنسے دیتے تھے ایسے نامرد میری نگاہ
سے نہین گذرے جورو کی یہ گت بنے اور شوہر خوش ہو یہی دمبدم کہے جاتی تھی
لوح دیدیے بعد لوح حاصل ہونے کے اسنے کتاب دھو ڈالی صرصر و صبا رفتار کو سناٹا آگیا
کہا ای شاہنشاہ حقیقت مین بڑا ستم ہوا یہ تازہ غم ہوا کیون بی ملکہ صورت نگار صاحب آپ
نے بڑے مزے اڑائے ساربان زادہ ایسی باتون کی فکر مین رہتا ہے خیر ہوئی اگر تم رات کو
رہجاتین وہ نگوڑا بدمعاش عیار مکار تمکو شراب پلا کر خراب کرتا اب کیسے کیا ہوگا شاہنشاہ جان
دینے پر آمادہ ہین اب کچھ تدبیر کرو ناحق کی کامین کامین سے کیا فائدہ یہ کہکے دونون
عیار بچیان اٹھین افراسیاب کے قدمون سے لپٹ گئین کہا ای شاہنشاہ ہمی جان دینگے عیاری کرینگے
عمرو کا جی چھڑوا دینگے مگر بی ملکہ صورت نگار صاحب قدرت کی ٹھوکھائی ہین ساحرہ بھی زبردست

زمین ساری آگ بھی انھیں کی لگائی ہوئی ہی اب کچھ فکر معقول کریں لونڈیاں تو ہر وقت سر تلی پر رکھے ہوئی
ہیں ہم مجبور ہیں کہ سحر نہیں جانتے عیاریاں کرنے میں کمی نہ کرینگے اب سب نے صورت نگار کو برا کہنا شروع
کیا جو مہر اتحادی ہی جس سے آنکھ ملاتی ہی وہی کہتا ہی واہ بی صورت نگار بڑا احسان کیا لوح کو
ہاتھ سے کھودیا اب طلسم کشا کس سے دبے گا ساحروں کو گھس کے قتل کریگا فخر رستم و اسفندیار ہی
جرأت و شمشیر زنی میں صاحب وقار ہی اب اسکی بن پڑی لوح طلسمی ملی بعض کہتے ہیں شاہ مثل چرخ و بہار
و باغبان بی صورت نگار صاحبہ بھی ملگئیں لگار شاہنشاہ کو لے گئیں اب کسی مقام پر برا دھوکا
دینگی شاہنشاہ کے جان جانیکی فکر کرینگی اتنا بڑا کام کیا صاحب خوب نام کیا اب طلسم ہوشربا
کا ہیکو بچیگا بڑے بڑے لوگ طلسم کشا کے دستار ہیں مرحلہ جات کا فتح ہوتا کیا مشکل ہی قدم
با قدم رہبری کریگی جو ساحر مکر و حیلہ کرنیکا ارادہ کریگا طلسم کشا لوح دیکھے گا سنا ہی کہ وہی مضمون لوح
میں نکل آئیگا عجب صورت ہی لوح طلسمی بڑی نعمت ہی نگہبان طلسم کشا اگر سامری و جمشید بھی سحر
کریں صاحب لوح پر تاثیر نہواں باتوں کو سن سنکر یہ نقشہ ہوا کہ صورت نگار سن ہو گئی بے اختیار
رو نیلگی کہا صاحبو زبان سنبھالو ایسے کلمے زبان سے نہ نکالو میں سامری و جمشید کی بہو ہو کر مسلمان
سے ساز کرونگی اپنے نانا دادا کو برا کہواؤنگی میں کیا آگاہ تھی کہ ساربان زادہ خداوند داؤد
بنا بیٹھا ہی مگر خیر ای شاہنشاہ جو کچھ ہوا میری ذات سے ہوا اب یا جاکر جان دونگی یا لوح کی فکر
کرونگی اگر داؤد جادو نے اطاعت مسلمانان کی ہی سحر و ساحری میں بیشک مجھسے زیادہ ہی مگر
عیاری مکاری جو کچھ مجھسے ہوسکیگی تامل نہ کرونگی میاں داؤد کی بوٹیاں کاٹونگی اور یا زندہ
نہ پلٹونگی اسوقت مصور کی بیقراری زوجہ کے واسطے اشکباری کہا ای ملکہ عالم میں بھی تمھارے
ساتھ چلونگا جو تصویر انکا تیار ہی اس مغرور بدمست بادۂ غرور کو دیوانہ نکروں تو نام میرا نبیرۂ
جمشید نہ رکھنا صورت نگار نے کہا صاحب داؤد کے سامنے سحر و ساحری کا کام نہیں اگر
ہو تمھو بلا دیگا آسمان کو زمین سے ملادیگا نہیں معلوم کیا کیا تدبیر کرونگی کسی کی میرے ساتھ
ضرورت نہیں اب مجھسے طعن و تشنیع نہیں سنے جاتے اگر یہ کام میرے ہاتھ سے ہوا میں کسی کو
منھ نہ دکھاؤنگی اب تو ہر ایک کی زبان پر یہ جاری ہی کہ ملکہ صورت نگار طلسم کشا کی شریک ہوگئی
لوح جا کر دیدی اب برلے شراکت جاتی ہیں یا لوح لیکر آتی ہیں جو کچھ ہوگا اظہر من الشمس ہو جائیگا

کہنے والوں کو بخوبی یقین آئیگا جسطرح شاہنشاہ طلسم ہوشربا کی لونڈیاں باندیاں شریک مسلمانان
ہوئیں اُسی طرح ہم بھی اسد کا ساتھ دینگے اب شاہنشاہ سے سر میدان لڑینگے یہ کہکر لباس تبدیل کیا
اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا جوش فکر میں گویا دریاے سحر میں غوطہ مارا اُسوقت افراسیاب کو بھی
انتشار ہوا مصور بہت بیقرار ہوا مگر صورت نگار نے کسی کا کہنا نہ مانا ملکہ حیرت جادو نے جو زیادہ
کہا صورت نگار نے خنجر کھینچا گلے پر رکھ لیا کہا اے زوجۂ شاہنشاہ اب کچھ نفرمایئے لونڈی بہت ذلیل
ہوئی لائق منھ دکھانے کے کسی کو نہیں رہی ایسی سخت جان ہوں کہ موت نہیں آتی یہ کلمات کانون نے
سُنے کہ ملکہ صورت نگار شاہنشاہ کی دشمن ہیں اپنے نانا جان دادا جان کے بندوں کے لیے
رہزن ہیں عزت و آبرو بالکل کھوئی ملکہ حیرت جادو نے دیکھا اُسکو انتہا کا رنج و غم ہوا سامری و
جمشید کی بہو کہلاتی ہے خطاے فاش ہوئی بہت شرمائی ہے کہا اچھا بی بی سامری و جمشید کے
سپرد کیا صورت نگار آمادۂ قتل شاہنشاہ داؤد جادو ہوکر طرف ملک داؤدیہ کے روانہ
ہوئی حسب حال اس معاملہ کے ناظرین یہ غزل ملاحظہ فرمائیں غزل

ستم بچا سکی کیا اور کفیل کیا ہوگی — مرے نجات کی یارب سبیل کیا ہوگی
خدا تو ایک ہے کعبے جو تم بناتے ہو — بناے کعبۂ دل اے خلیل کیا ہوگی
کسی ہے ایسی کہ ہو نون تیغ ابروے یار — اب اس سے بڑھ کے کوئی تیغ اصیل کیا ہوگی
ہرن کی آنکھ کہ چیتے کی رنگی اگر — تمہاری چشم دکر سے ذلیل کیا ہوگی
ہمیشہ فرقت سنگین دلانکا غم کھایا — غذا کسی کی اب اس سے ثقیل کیا ہوگی
قیامت آئی بھی گذری بھی پر نہ وصل ہوا — اب اُسطرف سے بھلا اور ڈھیل کیا ہوگی
ہے اُنکی آنکھ کی الفت کا روگ نرگس کو — غرض جو ہے تو یہی ہے علیل کیا ہوگی
ملے کے دوستوں کی وہ اگر بنے رہبیل — قبول خادمین تو سلسبیل کیا ہوگی

ملکہ صورت نگار تو ادھر سے جاتی ہے وقت پر ذکر ہوگا اسد غازی مع فوج ظفر موج
شہر داؤدیہ سے کوچ کرکے روانہ ہوگئے یہ بھی حال اپنے مقام پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق اسیر چاہ گیسو ذبیح خنجر ابرو
حسن و جمال زین یکتا ملکہ لالان خون قبا کے بیان ہوتے ہیں

بعد جانے اسد نامور کے وہ باغ جس مین کئی مہینے گل گلزار صاحبقرانی کا گذرا باحمد پہر جلسۂ عیش و نشاط آراستہ رہا اب جو بعد جانے اُس سرو قد کے باغ پر نگاہ پڑی خار فراق دلمین کھٹکا ہر پھول شعلۂ آتش معلوم ہونے لگا تماشائے باغ دیکھا آہ کا گمان ہوا سنبل کو دیکھکر اور زیادہ دل پریشان ہوا رعنائی پھولون کی کب آنکھون مین سماتی ہے نرگس بھی غصہ مین آنکھ دکھاتی ہے طائرون کی زمزمہ پردازی سے سر پھرتا ہے قطرۂ اشک آنکھون سے چنگاری بنکے گرتا ہے یاد گل رخسار اسد نامدار مین گھبراتی ہے سرو چمن کو دیکھا صورت قامت محبوب آنکھون مین پھر جاتی ہے نظم مصنف

بیتابی دل جو زار پائی — سو بار اسے اُٹھ اُٹھ بٹھائی — چھوٹی قسمت کو رو کے جانے
دل کے وہ تمام زخم آئے — برباد ہوا سب مثل نکہت — اُڑتی تھی غبار بنکے رنگت
آنکھون سے تھے رخچہ اشک جاری — پھولون پہ پڑتی تھی اوس ساری — اللہ رے اضطرار اُسکا
دم رُکتا تھا بار بار اُسکا — سر عقل سے ہو گیا تھا خالی — چہرے پہ ذرا نہ تھی بحالی
تھم جاتی کبھی جو آنکھ رو کر — تھراتے تھے جیسے خشک کاگر — تپ چڑھتی سموم کے چلے سے
پڑتے تھے بدن پہ آبلے سے — بھونے سے جو اسطرف کو آتی — سانس اُسکے صبا بھی ناک اُڑاتی
روکے ہوئے اسکو لاغری تھی — تھامے استون کو بے پری تھی — گہ عقل پہ کچھ عتاب کرنا
گہ عزل توان و تاب کرنا — بالین پہ جو شب کو خواب آتا — بیداریون کا ادب بٹھاتا
فریاد نے گر کبھی کیا جوش — کم گوئی یہ کہتی تھی کہ خاموش — پہلو سے اگر کبھی اُٹھا درد
صبر آکے پکارا بیٹھ نامرد — سر کھینچا اگر کبھی فغان نے — کھولا نہ دہن کا در زبان نے
سونے دیتا نہ بخت بیدار — رونے دیتا نہ ضبط زنہار — راحت پئے دل جگر ہوا آزار

آزاد ہی عشق کا گرفتار — آٹھ پہر خاموشی سے کام گرفتار رنج و الام صحبت گذشتہ کی یاد

قلب مائل فریاد دل صرف بیقراری آنکھین آشنائے اشکباری خواب و خور حرام تڑپنے سے ہر وقت کام اگر کسی نے کچھ کلام کیا ٹھنڈی سانس بھر کے رہگئی لیکن جواب نہ دیا ناگن وزیرزادی ہر چند بہلاتی ہے دل نہیں بہلتا لاکھ لاکھ ضبط کرتی ہے مگر قلب نہین سنبھلتا جب ایک ہفتہ اسی عالم مین گذرا آب و دانہ بالکل ترک ہو گیا آٹھ پہر غم کھاتا خون دل پینا ناگن نے محبت سے گلے مین ہاتھ ڈال دیے کہا کیون داری آپ کو چپ لگ گئی ہمارے کلام کا جواب

نہین ملتا آخر اسکا انجام کیا ہوگا وہ مردین نادہ ضرر گستانی افراسیاب ایسے ظالم سے لڑائی اُنکے واسطے دعا کیجیے کہ خدا دشمن پر مظفر و منصور کرے آپ کا بگانا نہ بنا اُنکے واسطے مضر ہو وہ بھی وہان گھبراتے ہون گے اگر اُنکے قلب کو اطمینان نہوا پراگندہ خاطر ہے انتظام جنگ مین فرق آیگا دشمن کی بن پڑیگی لڑائی مین طبیعت کیونکر لگی خدا نے ایسا فضل شریک حال کیا ہا تو بالکل بیدست و پا تھے اب تو انکو ہیچ طاسی کی کسی کا سحر بھی تاثیر نہ کریگا جرأت و شوکت مین فرد ہین ساحرانہ مین شمشیر زنی سے انکی عفریت لینگے سب کفار سامنے سے روبفرار لائینگے اسی ہفتہ عشرے مین انشاءاللہ ضرغام شیر دل عیار انکا فتح نامہ لیکر آپکا سن بھیجے گا افراسیاب خانہ خراب مارا گیا اس ہنگامہ گیرودار مین آپکو کیونکر ساتھ لیجاتے واسطے بر حال ملکہ جبین الماس پوش آنکو بھی تو لشکر مین چھوڑا ہمراہ اپنے نہین لیا بعد فتح طلسم سب ایک مقام پر ہو جائینگے عیش و راحت کے سامان مہیا ہو نگے بہلے خدا صبر کیجیے دل شد و منزل کو اپنے سمجھائیے آٹھو پہر رونا بہتر نہین ہی دشمنون کو بڑا عارضہ ہو جاے قسمت پہ روز سیہ نہ کھائے جب تاگن اس آوارہ دشت رنج و محن کو اسطرح سمجھایا ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر جواب دیا معرضہ کیا بتاؤن کہ جو حالت دل ناشاد کی ہی وہ ای خیرخواہ مین بدنصیب سب کچھ سمجھتی ہون مگر دل بیقرار نہین مانتا اٹھا اٹھا کسو روتا ہی لہذا لمقدم خلاف پڑھتا ہی غزل

فراق یار مین مجھ اذیت بڑھتی جاتی ہی　　شب ہجران تو گھٹتی ہی مصیبت بڑھتی جاتی ہی
عروج حسن ہی انکا محبت بڑھتی جاتی ہی　　ہمارا آنا ہی جو جو میری وحشت بڑھتی جاتی ہی
مجھے منظور ہی دم بھر نہ ہووے وصل مین انکو　　انھین پروا نہین کچھ اور نفرت بڑھتی جاتی ہی
نہ جانے کسطرح انکی طبیعت مین تلون ہی　　خدایا خیر کرنا اب محبت بڑھتی جاتی ہی
غم و رنج و الم کی ہجر مین دل پر چڑھائی ہی　　غضب کی جا ہی اس لشکر کی کثرت بڑھتی جاتی ہی
ترے گیسو کے سودے مین نکلنے مین جو مشکل ہی　　غریبون کی مصیبت پر مصیبت بڑھتی جاتی ہی
نباہ اسکا بہت دشوار ہی اب دیکھیے کیا ہو　　وہ کم کرتے ہین اور میری محبت بڑھتی جاتی ہی
دکھایا پاس کو مشق سخن نے رنگ بیجا یا　　خدا کے فضل سے اسکی طبیعت بڑھتی جاتی ہی

اب تو اپنی زندگی سے بیزار ہون شاہد مرگ کی خواستگار ہون تجھسے کیا کہون دل مین آتا ہی کہ اپنی جان دون یا کچھ کھا کر سو رہون کہ اس بلاے رنج فراق سے چھوٹون شعر غم فراق کو مین جانون یا خدا جانے

جو میرے دل پہ گذرتی ہے کوئی کیا جانے شعر نہ مونسے نہ رفیقے نہ ہمدمے دارم ٭ حدیث دل بکہ گویم
عجب غمے دارم ٭ ہر وقت خیال خام تصور ناتمام در پیش ہے اگرچہ یہی پس و پیش ہے افراسیاب بڑا بادشاہ
جابر و قاہر ہے اُسکے سحر و ساحری کا حال سب پر ظاہر ہے ایسا نہو کہ دھوکا دیکر یہ عیار لے جائیں دو تو بیچارے
مسلمان ہین نیک و بد دنیا کا نہین جانتے دوست دشمن کو نہین پہچانتے ہین اگر ساتھ ہوتی ہر وقت
سمجھاتی رہتی کہ صاحب بارگاہ سے باہر نہ جاؤ اس زمانے مین کسی سے نہ ملو دربارگاہ پر پہرے مقرر
کرتی غیر اُنکے سامنے نہ آنے پاتا بخوبی انتظام ہو جاتا ناگن وزیرزادی نے جواب دیا جوش محبت مین آپکو خیال
ہے ناحق کا رنج و ملال ہے خواجہ عمرو ایسے عیش اُنکے بزرگ چاہنے والے اُنکے ساتھ ہین جو اُڑتی ہوئی
چڑیا کو پہچانتے ہین ارسطو و لقمان کو طفل مکتب جانتے ہین اُنسے بہتر کیا انتظام کرینگے دوست دشمن کو
کیونکر نہ پہچانینگے ان خیالات کو دل سے نکالیے رنج و الم کو مٹا لیجیے ملکہ نے کہا ناگن میرا بہت دل گھبراتا ہے
کلیجہ منھ کو آتا ہے آخر سب کنیزون نے باہم صلاح کرکے کہا بی وزیرزادی صاحب اگر آپ کے نزدیک
مناسب ہو تو ملکہ کو واسطے سیر و شکار کے صحرا مین لے چلیے یقین کامل ہے کہ وہان جاکر دل بہل جائیگا
طبیعت کو فرحت ہوگی قلب ناصبور آرام پائیگا اس رائے کو ناگن وزیرزادی نے بھی پسند کیا کہا
بہت اچھا جلد واسطے شکار کے انتظام کرو صید گیر بیلے قراول وغیرہ کو حکم دو کہ جلد در دولت پر حاضر ہون
اُسیوقت سب کارگزاران شاہنشاہی انتظام مین مصروف ہوئے بیلے سیر شکار کتون کی جوڑیان
چیتون کی چار پائیان باز بہری جرہ لگڑ جھگڑ وغیرہ رات ہی کو ان سب اشیا کا انتظام ہو گیا جبکہ
شہسوار فلک چہارم یعنی آفتاب عالمتاب برائے صید و شکار کمند شعاع ہاتھ مین لیکر صحرائے فلک مین
داخل ہوا ناگن وزیرزادی نے ملکہ کے قدمون پر ہاتھ رکھا ملکہ نے کہا ای وزیرزادی کیا مین جگی
ہون اپنی تقدیر کو روتی ہون یہ کہکے آنکھین ملتی ہوئی خوابگاہ سے اُٹھی ناگن نے طشت و آفتابہ منگوایا
منھ ہاتھ دُھلوایا باتون مین بہلایا ملکہ نے مردانہ لباس پہنا خود زرین سر پر رکھا چست زرہ جسم پر درست
کمان کیانی مثل ہلال پہلوے ماہ تابان مین تیرون کا ترکش مثل دم طاوس بائین شانے پر جیسے حیدر و لبد و ز
جو طائر وہم و خیال کو شکار کرین مثل سنگ سے پار گزرین تیغچہ برق مثال زیب کمر سپر پشت پر مثل قرص
قمر ابر آسمان سے ملکہ بارہ دری سے برآمد ہوئی مادیان عربی برق رفتار صرصر کردار آراستہ ہوکر سامنے
آئی دامن زرہ گردان کرکے پشت مادیان پر سوار ہوئی نیزہ ہاتھ مین لیا مادیان کو کاوے پر لگایا بارہ ہزار

نازنینان پری پیکر لباس مردانہ پہنکر مرکب ہاے تازی و کجھی و بنی پر سوار ہوئین اس کر و فر سے بجانب شکار سمت صحرا چلین ناگن کا توسن ہمراہ ملکہ کے تھا جو ہواے سحری چلی فرحت تازہ و سرور بے اندازہ حاصل ہوا ملکہ نے کہا کیون اے وزیرزادی یہ سفر خدا ایسا مبارک کرے کہ ہمارے پردیسی آئین باغ سے کنیزین صحرا مین خبر لیکر آئین کہ حضور جلد چلیے طلسم کشا طلسم کو فتح کرکے آئے کیون ناگن اگر اس روز اور ہمارے باغ مین آئین اور ہمکو وہان نہ پائین یقین تو ہی کہ بہت گھبرائین چلتے وقت بھول گئی کنیزون کو سمجھا دینی کہ اگر وہ پوچھین ملکہ کہان گئین تو سب کنیزین کہین کہ حضور آپ کے فراق کا صدمہ اٹھنے نہ اٹھہ سکا ملکہ کا انتقال ہوا ناگن نے کہا واری ایسی باتین نہ کیجیے وحشت ہوتی ہی یہ فکر بیجا ہو اس مین کمی ہی دیکھیے صحراے سبزہ زار ہی ہر گل بوٹے پتا نہ بہار ہی دیکھیے جھاڑیون سے ہرن نکلے نہ دہ بگلے اپنے مقام سے اٹھے تیر کمان سنبھالیے شکار کیجیے باز داران نے باز چھوڑے بہری نے طائرون کے کان کھولے باز بھی شکار سے باز نہ آیا ہر پرند کا خون بہایا شکاری کتے ہرن پر جا پڑے تازی باتھ ہی سمو زور بیان کرنے لگے ناگن نے ملکہ کو شکارگاہ مین بلایا دن بھر شکار کھیلا شب کو بارگاہ استادہ کرائی صحبت عیش آراستہ کی ملکہ لالان خون قبا ہر روز شکار مین مصروف رہتی مین مگر فراق اسد کا رنج سہتی ہین انکو تو اسی حال مین چھوڑیے دوسرا طائر مضمون شکار کیجیے

دو کلمہ داستان حیرت بیان بدکردار ملکہ صورت نگار کے تحریر ہوتے ہین جلادان کاشتکار زمین طلسم مین تخم غم و الم بوتے ہین ساقی نامہ مصنف

ہے ساقی جنگجو کہان ہی
کس رند کے قتل کا ہی سامان
آیا ہی زمانہ اور ساقی
ظاہر ہی کہ خوب جنگ ہوگی
رندون کا یہی کلام ہوگا
روشن ہی قمر پہ حال انجام
مجھے رونا ہی خندۂ گل کا
ہم کسی شانہ مین سے پوچھینگے

کیون بادہ کشون سے بدگمان ہی
مقتل ہی کہ تیرا میکدہ ہی
بدعت کا ہی اب تو دور ساقی
ہی بادہ کشون کا حال ابتر
اس ظلم کا انتقام ہوگا
غزل مومن حسب حال مضمون
دھیان ہی غیر کے تجمل کا
سبب آشفتگی کاکل کا

ہی موج شراب تیغ بران
ی ہی کہ شیشے مین خون بھرا ہی
اس دور مین کیا آتنگ ہوگا
بچے کا خون زمین پر
کر پھر پلا دے ساقیا جام
وہ ہنسے سنکے نالۂ بلبل کا
ہوش دیکھا ترے تغافل کا
لاش کسکی ہے یہ عدو سے پوچھ

میں ہوں کشتہ ترے تجاہل کا
نکہت اس زلف کی صبا میں ہو
میں نے دعوے کیا تجمل کا
حیلہ بیخودی سے ہر موسن

حال ساقی سے کہکے روتا ہوں
اڑ گیا رنگ بوئے سنبل کا
تار شب نے یہ ہوا باندھی
توڑتا ہے بست سنبل کا

کر حرکت ہے خندہ قلقل کا
جلوہ دکھلائے تھا وہ درپردہ
ہوگیا گل چراغ بلبل کا
تالمان خون خوار سخن خوان

شور شعار حالات عجیب آیات مکاری ملکہ صورت نگار کے صفحۂ قرطاس پر یون تصویر کھینچتے ہین کہ
ملکہ صورت نگار جادو زوجہ مقصور زشت رو بقہر و غضب تمام طرف شہر داؤدیہ کے بغرض دیرآ
قتل شاہنشاہ داؤد روانہ ہوئی مگر داؤد پاک باطن کلمات نصیحت آیات خواجہ عمرو نیک صفات
سے ایسا خائف و ترسان ہوا کہ تائب ہو کر عبادت خانے مین بیٹھا ہر وقت رکوع و سجود دل سے
با معبود تسبیح مین اپنے کو تحلیل کیا تقلیل غذا ترک لذات یاد ممات زندگی سے بیزار مطیع احکام
پروردگار سرشار جام عبادت مست بادۂ شراب وحدت مشتاق دور خمخانۂ ازل مخمور پیمانۂ صبا
محتملہ بہل صحیفہ خوان پاک باطن کی ہر وقت صحبت سحر و ساحری کے نام سے نفرت بسبب خیر
ملکہ لالان خون قبا کے شہر داؤدیہ مین جابجا سنا تا ہر کو و برزن دیہات شہرستان فوج جنگی مختصر
ہر کس و ناکس سرد و متحیر کہ صورت نگار جب قریب شہر داؤدیہ پہونچی بشکل طائر ایک نخل پر
بیٹھی دل مین سوچی کہ ای صورت نگار ستم کیا ہے کہ چلی آئی یہ نہ سمجھی مین داؤد سے کیا مقابلہ
کرونگی وہ بلائے روزگار ہے سرگروہ ساحران طلسم ہوش ربا کل علوم شعبدہ بازی مین یکتا اگر
بگڑ گیا افراسیاب کہ مشکل پڑیگی تو اس سے سحر و ساحری مین کیا لڑونگی یہ تو خبر پا چکی ہے کہ طلسم کشا
مع فوج ظفر موج برائے طلسم کشائی گیا ہوا ہے مین آیندہ روندے یہ بھی سنا کہ داؤد جادو شہر مین
موجود ہے آخر سوچی کہ طائر بنی ہوئی شہر مین چلوں پھلے وہان کا مفصل حال دیکھوں جو کچھ کرون
سمجھ بوجھ کے کرون ایسا نہو شرمندہ ہو کے پلٹوں یہ سوچکر بشکل قمری اڑتی دیوار شہر داؤدیہ پہ
آکے بیٹھی نگاہ اٹھا کے کل شہر کو دیکھا بسبب نہونے کسی حاکم کے اہالیان شہر حیران و پریشان عرصہ
دراز تک دیوار قلعہ پر سے بیٹھکر چار جانب دیکھا کہین سامان معقول نہ پایا وہان سے اڑی
خدا اسکو اڑائے پھرتے پھرتے قریب عبادت خانہ ایک قصر پر آکر بیٹھی مسجد کو دیکھکر جلگئی سمجھی کہ
یہ مکان نیا تعمیر ہوا ہے شاید کسی نے قصد کیا ہے اس مقام پر مکان کا محل نہ تھا یہ محل بنا خیر دیکھون

انجمن کون رہتا ہی یہ نگاہ غور اس ملعونہ نے دیکھا ایک شخص نحیف وضعیف محراب عبادت
مین مصروف صحیفہ خوانی آئینۂ رخسار سے ظاہر حیرانی مضطر و دلریش و حیران موے سر طرہ پریشان
بگوشۂ تنہائی مسرور از خویش و بیگانہ مہجور از شاہراہ دنیا بیرون مشتاق لیلاے حقیقت بصورت
مجنون در جوانی از کثرت اندوہ پیر و در پیری از حسرت جوانی دلگیر تمام جسم غبار مین نہان کثرت
عبادت سے تمام بدن پر جھریان بوریاے بیریا پر تکیہ فرش سے نفرت کثرت سجود سے پیشانی
پر گٹھا مثل ستارہ سحری درخشان محبت پروردگار کا مشتاق گناہون سے بری اگرچہ صحیفہ خوان بجزوات
جابجا روشن نقوش بوریاے بیریا سے وہ مقام رشک گلشن صورت نورانی دیکھکر صورت نگار
حیرانی بصورت تصویر خاموش دل مین حیرت کا جوش دل سے کہتی ہی اے صورت نگار یہ کوئی
بڑا عابد ہی حقیقت مین کامل واکمل بڑا زاہد ہی نور اسلام سے چہرہ رشک آفتاب عالمتاب اس کور ظاہر
و کور باطن نے بعد عرصہ دراز پہچانا کہ یہ تو شہنشاہ داؤد ہین اب جو اس ملعونہ نے بخوبی پہچانا خفہ
ششدر ہوئی یہ تو اچھی طرح سمجھ گئی کہ اُسنے سحر سے توبہ کی اسباب سحر کا کہین قصر مین نام نہین ساحر بھی کوئی
اس مقام پر نہین ہی سمجھگئی کہ یہ گوشہ نشین ہی مطمئن ہو کر بصورت اصلی تیار ہوئی آواز دی او مکار
سحر ملک صورت نگار خاتون معتقد جادو نبیرۂ خداوند سامری یہ کیا حال پھیلایا ا تو جسے سجدہ
کرتا تھا اب تو اسکو سجدہ کرتا ہی کسکی محبت کا دم بھرتا ہی لاڈلی بیٹی نے تمھارے طلسم کشا کو گھر مین جگہ دی
حق نمک نہ ادا کی مگر اب بھی راہ پہ آ سامری و جمشید کو خدا جان پونے دو سو کو پہچان ورنہ
قیامت برپا کرونگی آتش قہر و غضب مین پھونک دونگی تیرے سبب سے مین بدنام ہوئی
افراسیاب نے وہ کلمات کہے جو کبھی ہماری لونڈیون نے نہ سُنے تھے داؤد جادو نے جواب دیا
اے صورت نگار مین تارک دنیا ہوا مجھسے ایسے کلام بیکار ہین برق وغیرہ عمرو نے ہی مجھکو ذلت دی
وہ لشکر کشی کرکے مقابلہ حیرت مین پہونچے ہون گے اگر دعوے ہی تو جا کر مقابلہ کر مہرخ و بہار و
باغبان وغیرہ سب وہان موجود ہین تیری سرکشی کا جواب دینگے مین فقیر گوشہ نشین تارک دنیا
جو کام کیا اسکا انجام برا تھا تصدق حق اسد نامدار کے راہ ضلالت سے نکلا چشمۂ ہدایت پر
پہونچا آب ناب مذہب حقیقت سے سیراب ہوا ان باتون کو سنکر صورت نگار اور پھنک گئی آواز
دی او زبان دراز ان باتون سے کیا نتیجہ ابھی آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہو مین آئی ہون ملازمان

داؤد نے جو بیرون سجدے سے یہ سر کر کے دیکھا کہ صورت نگار ایک دیوار پر سے کلمات سخت ہمارے
شاہنشاہ کو کہڑی کہہ رہی ہو چند مصاحب چند خدمتگار بیقرار اشکبار دوڑے ہوے سامنے
شہنشاہ داؤد کے آئے عرض کی ای شاہنشاہ گیتی پناہ یہ فاحشہ کیا بک رہی ہو اسکو سزا دیجیے
اسباب سحر ہم حاضر کرین توبہ شکنی کیجیے یہ حرامزادی شتفل آپسے کیا مقابلہ کریگی ایک ہی دانے مین
اُس کے پھٹک جائیگی بھاگتے ہوے راستہ نہ ملے گا اِسی دن کے لیے خواجہ عمرو آپکو منع کرتے تھے
کہ مطیع الاسلام ہوجیے سحر سے توبہ نہ کیجیے جبکو آپ کی کنیزان کتنے سے نگاہ ملانے کی پہلے لیاقت
نہ تھی اب بسبب تائب ہونے کے آپسے کلام کر رہی ہو دم افسونگری کا بھر رہی ہی ہر وقت باب توبہ
وا ہو آپ بندہ معبود حقیقی ہین کیا پروا ہو توبہ کر لیجیے گا جلد اُٹھکر اسکو سزا دیجیے گو آپ تیغ و ناوک لائین
اشارہ ابرو مین حضور کے خنجر اسکے گلے پر پھر جائیگا یہ باتین سُنکر شاہنشاہ داؤد نے بہ نگاہ حسرت
دیاس طرف مصاحبان نیک اساس کے دیکھا کہا ای خیرخواہان دولت صرف دنیاے ناپائدار
مین تم ہمارے ساتھ ہو قبر مین ہمراہ نجاؤگے وہان اعمال کی پرسش ہوگی ایک بار عظیم سر سے
نہین اُترا دوسرا اپنا رسر پر کیونکر اُٹھاؤن پیدا کرنیوالے کو کیا جواب دون یہ سب باتین صورت نگار
سُن رہی ہو آنکھون سے دیکھتی ہو کہ صدہا مصاحب و ملازم نمکخوار داؤد کے قدمون سے لپٹے ہین
سحر کرنیکی ترغیب دے رہے ہین مگر داؤد توبہ توبہ کرتا ہو ٹھنڈی سانسین بھرتا ہو ہر ایک سے
یہی کلام ہو یارو توبہ شکنی کا بد انجام ہو مصاحب کہتے ہین دیکھیے حضور ایک شعر ہمکو کسی شاعر کا
یاد آیا اسکے پابند ہوجیے جان بچایے شعر زاہد کا دل نہ خاطر میخوار توڑیے سو بار توبہ کیجیے
سو بار توڑیے داؤد نے کہا یارو کیا باتین بناتے ہو شاعرون کے کلام سناتے ہو شاعران شیرین
سخن مضامین نو و کہن کے پابند ہوتے ہین رشتہ نظم مین موتی پروتے ہین مگر احکام امر و نہی مین یہ خیال
ٹھیک نہین ہو رب اکبر کا کوئی شریک نہین ہو مین ہرگز توبہ شکنی نہ کرونگا جب ملکہ صورت نگار نے
دیکھا کہ داؤد جادو نے سبکو جھڑک دیا اور آپ اُسی طرح بخضوع و خشوع محراب عبادت مین جا بیٹھا
تسبیح و تہلیل مین مصروف ہوا تو صورت نگار دلیر ہوئی قتل پر داؤد کے شیر ہوئی تیغ سحر کھینچکر
کودی ملازمان داؤد نے روکا سحر چلنے لگے زمین سے شعلہاے آتش نکلنے لگے مگر یہ ملعونہ زوجہ
مصور جادو و نبیرہ سامری ہو سحر و ساحری مین طاق شہرہ آفاق ان بیچارے ملازمون سے کب دبے

سے کب رک سکتی ہی جسنے سحر کیا اُسنے اُسکا پلٹا دیا وہ گولا اُسی بچارے کے سینہ پر پڑا اور توڑ کر پشت کو نکل
گیا ہزارہا ساحر مطیع الاسلام اِس ملعونہ کے ہاتھ سے مارا گیا گرزے مار مار کے صد ہا نفر گرا دیے
پنجہ سحر سے دریائے خون بہا دیے صدائے الامان الامان بلند ہوئے اِس ساحرہ مکارہ کے
ہر شخص دردمند ترقی ہوئی طرف مسجد کے جاتی ہی اہالیان شہر جیسے اپنے سپر کرتے ہین مگر کسیکا پنجہ
اُسپر قابو نہین ہوتا جسنے عمدہ افسر زبردست تھے داؤد جادو نے چھانٹ کر طلسم کشا کے ساتھ
کر دیے یہان چند اہالیان فوج باقی رہگئے تھے وہ صورت نگار پر بلوہ کر رہے ہین مگر صورت نگار
مثل برق جہندہ پنجہ سحر تانے کسی بجر بجر کے ماش کے دانے پھینکتی ہی کسی پر برق گرتی کہین آگ
بھڑکی کبھی خنجر برسے کبھی آب باران سحر کی طغیانی ہوئی کشتی حیات اہالیان شہر داؤد یہ طوفانی ہوئی
ہزارہا بندگان خدا اِس بیحیا کے ہاتھ سے شہید ہوئے سب بچارے مجبور وناچار سحر اُس کا
ملعونہ پر اثر نہین کرتا آخر جست کرکے در مسجد پر پہونچی در مسجد پر بھی بڑا کشت وخون ہوا مگر یہ خونخوار
سبکبار کر صحن مسجد مین در آئی داؤد اِسی طرح سے عبادت معبود حقیقی مین مصروف ہی جان کے
خوف سے تیور پر بل بھی نہین آیا نہ اپنے مقام سے اُٹھا نہ گھبرایا تسبیح ایک سو ایک دانے
کی ہاتھ مین صحیفہ ابراہیمی کھلا ہوا تلاوت کر رہا ہی دم یکتائی معبود کا بھر رہا ہی صورت نگار نے
صحن مین آکر للکارا کیون او داؤد اب بھی ہوشیار نہین ہوتا کیسی غفلت ہی خدائے نادیدہ
سے بڑی محبت ہی داؤد نے اُس ملعونہ کی بات کا کچھ جواب نہ دیا عبادت الٰہی مین مصروف
رہا صحیفہ خوان اُٹھکر بھاگے آن بگنتا ہون کہ یہی اُسنے قتل کیا ہر فرد بشر کو جان بچانا مشکل ہوا ایسے
بے ادب اندر مسجد کے آئی طرف محراب عبادت کے چلی اسوقت داؤد نے صحیفہ ابراہیمی کو ہاتھ مین اُٹھا لیا
پلٹ کر کہا اے صورت نگار معتوب عالم سے ڈر مجھ بیگناہ کے خون سے ہاتھ نہ بھر مین تجھے سمجھاتا ہون
آتش جہنم سے بچاتا ہون یہ آتش خوار زیادہ بھڑکی شعلہ جوالہ بنگئی لپک کر ہاتھ تلوار کا مارا داؤد
نے سر صحیفہ پر رکھدیا اُس ملعونہ خودسر کا ایسا ہاتھ پڑا اور ذرا فرق نہوا سر اُس فرق کا کٹ کر محراب
عبادت مین گرا کیا عاشق رب اکبر تھا اِس سر سے کوئی آگاہ نہوا جسم سے جدا ہوکر سر نے بھی سجدہ
کیا لاشہ اپنے حال پر تڑپا فوارے سے خون دست دعا بنکے وہان زخم سے آواز آئی نظم مصنف

اے خالق بے نیاز میرے　|　اے مالک کارساز میرے　|　اِس عاجز وخستہ کی مدد کر

عصیان کے حجاب سے ہوں منفعل	عصیان کے حجاب سے منفعل	دامن گل آرزو سے بھرو

بندہ گنہگار امیدوار رحمت ہے سر تذکر کیا مصرعہ گر قبول افتد زہے عز و شرف ؛ عجب ہنگامہ برپا ہوا اہالیان
شہر بے حساب قتل ہوئے جو باقی رہے جان بچا کر شہر سے نکلے اب صورت نگار اسی حال میں مسجد سے نکلی
باہر آکر دیکھا ہر کوچہ و برزن میں لاشوں کا انبار ہے حسرت و یاس برس رہی ہے سارے شہر میں سناٹا پڑا ہے جو لوگ
بھاگے ہوئے جاتے ہیں انکی زبان پر یہ کلام حسرت انجام ہے چلو یارو شکارگاہ میں چلکر ملکہ لالان خون قبا
سے خبر کریں افسوس ہے وہ شکار میں مصروف ہیں یہاں باپ انکا ہاتھ سے اس روباہ کے شکار ہوا یہ
باتیں جو سنیں اور شہر کو بھی ویران پایا اب صورت نگار بھی گھبرائی عجب نقشہ ہوا انجام اس فعل بد کا سوچی
دل سے کہتی ہے ای صورت نگار تو نے یہ کیا غضب کیا مرقعہ شہر داؤدیہ کو مٹا دیا بیگناہ داؤد شاہ کو
قتل کیا اب ملکہ لالان خون قبا کو خبر پہونچیگی طلسم کشا آگاہ ہوگا سارا زمانہ جسوقت اس بدعت کا
حال سنیگا سر دھنیگا اگر لوح طلسم کشا کے پاس رہی جہان جاکر تو چھپیگی تلاش کرکے قتل کریگا تیرے خون سے
ضرور ہاتھ بھریگا اسکی بدعت سے کون بچایگا افراسیاب بھی سامنے سے صاحب لوح کے بھاگ جائیگا سامری
جمشید کی خدائی بخوبی دیکھ چکی اسپر ناز کرنا بیجا ہے ہر ایک سنگدل پتھر کا پتلہ ہے اپنی تدبیر مناسب ہے اگر پھر کوئی
آفت آگئی افراسیاب ہی ہیں کہ چھپ ہو بیٹھے ہزاروں ساحر مارے گئے بڑے بڑے فرزند کین ملے شاہنشاہ نے
کیا داد دی انکے اہل و عیال کی بھی خبر نہ لی ہوا کی بدستی بھی نہ کی پانچ سیر لکڑیاں چندن کی بھی نصیب نہوئیں
لاشوں نے ٹھوکریں کھائیں طعمہ زاغ و زغن ہوئے یہی ہمارا انجام ہوگا یہ سوچکر بہت گھبرائی خوف طلسم کشا سے
جان لبون پر آئی ایک گوشہ میں آکر ٹھہری ایک طائر کی شکل بنکر عیش خانے میں ملکہ لالان خون قبا کے آکر
چھپی اس بات کو دلمین جگہ دے لی کہ جب ملکہ لالان خون قبا کو خبر قتل داؤد پہونچیگی روتی پیٹتی ضرور آئیگی اور
لاش لیکر خدمت میں اسکے جائیگی کسی کنیز مصاحب کی صورت بنکر ہمراہ جاؤں تب لوح دستیاب ہو اس خیال سے
صورت نگار بشکل طائر قصر لالان خون قبا میں چھپی ہے دیکھیے یہ مکارہ کیا قیامت برپا کرتی ہے اب حال لالان
خون قبا بیان ہوتا ہے تحریر ہو چکا ہے کہ ملکہ لالان خون قبا کو ناگن وزیر زادی شکارگاہ میں لائی ہے کئی دن
میں آب و ہوائے صحرا سے ملکہ شگفتہ ہوئی بوقت شب شکارگاہ سے پلٹ کر داخل بارگاہ ہوئی ناگن نے
فوراً جلسہ آراستہ کیا گانیوالیاں حاضر ہوئیں قریب تھا کہ دور جام مے گلفام شروع ہو کہ خود بخود دل ملکہ کے
قلب پر ہجوم غم و الم ہوا دل تردد منزل گھبرایا کہا ناگن خدا خیر کرے اسوقت شاہزادہ داؤد [illegible] یاد میں قلب [illegible]

اور کیفیت تھی اسوقت اور صورت ہو یاد مین شاہزادے کے مہر خاموشی لب پر تھی اسوقت دریاے
اشک کے چشمہ چشم سے طغیانی پر آئینہ قلب پر دو غبار حیرانی پڑی جاتا ہے چین مارکر رو دین سر ٹکراوین استخوان
آتش غم والم سے جل رہے ہین شعلہ تن سے بجاے نفس نکل رہے ہین شہزادؤ دیہ پر کوئی بلا نازل ہولی
ناگن جلد خبر منگا وو ذرا خیال تو کرو جتنے ساحران نامی عمدہ تھے وہ طلسم کشا کے ساتھ چلے گئے خدمت
مین والد بزرگوار کے کوئی ساحر زبردست نہین ہو صرف بیچارے الیان فوج مین قبلہ وکعبہ کو کلام
فیض انجام خواجہ عمرو سے وہ عبرت ہوئی کہ سحر و ساحری کے نام سے نفرت ہوئی اگر وہ آمادہ
سحر ہوتے کچھ مقام خوف نہ تھا یہان تو خواجہ عمرو نے دم دیکر لوح لے لی کتاب اُس بے کتاب
کی ڈھونڈ ڈالی اب جب کوہ بلور پر پہونچیگا سب حال ظاہر ہوگا عیاری سے عمرو کی ماہر ہوگا کسی
ساحر زبردست کو ضرور بھیجیگا کہ جاکر شہزادؤ دیہ کو برباد کرے بیان کون ہو کہ ساحرون کو روکے گا
شہر گھر جایگا وہ بیچارے غریب مصاحب افراسیاب سے آنکھ بھی نہ ملا سکینگے یا بھاگینگے
یا جان دینگے ای ناگن یہ رات مجھکو کاٹے کھاتی ہو یہ شاید رقیب شب نکل جایگا یا الٰہی جلد سحر ہو
کہ شہزادؤ دیہ کی مفصل خبر ملے اس تقریر کو سنکر ناگن وزیر زادی بھی گھبرائی کہا حضور نے بہت بجا
ارشاد فرمایا حضور حقیقت مین بڑی غفلت ہوئی خداوند کا توبہ کرنا سحر سے تائب ہونا اگر مشہور
ہوگیا ایک ایک ساحر حقیر ذلیل مقابلہ کا قصد کریگا افراسیاب کے تو طیبہ پر چھریان چلی ہونگی
اپنی حیرت سے مثل آئینہ ششدر ہوئی ہونگی بلکہ لونڈی کو خیال ہو کہ کہین افراسیاب دل کباب اُسی
پیچ وتاب مین خود نہ قصد کرے اُس ظالم کو کون روکیگا افسوس بروقت روانگی طلسم کشا کو خیال
نہ آیا کہ خواجہ عمرو کو سمجھاتے وہ کوئی اسکی تدبیر بلطف کرتے اب صبح ہو تو لونڈی خود جاے وہان
کی مفصل خبر لاے پروردگار الیان شہزادؤ دیہ کی جان وآبرو بچانا لونڈی کے بھی عزیز واقارب
وہان موجود ہین سبکو خدا اپنے حفظ وامان مین رکھے دیکھیے کیسی رات پہاڑ ہوگئی کسی طرح سے
نہین کٹتی ہنوز یہی ذکر تھا کہ یکایک عابد شب زندہ دار ماہ نے سجدۂ انجم کو سجادۂ فلک پر رکھکر
براے اعتکاف حجرہ مغرب مین داخل ہوا زاہد صومعہ افلاک چار مہمی نیر اعظم کا دست فلک پر
براے تسبیح وتہلیل جلوہ فرما ہوا ملکہ لالان خون قبا کا چہرہ فق دل مین قلق کہا ناگن جلد کسیکو
بھیجو شہزادؤ دیہ سے خبر دے کل حال اپنی آنکھون سے دیکھ آئے قبلہ وکعبہ کو جاکر تسلیمات عرض

کرے میری بیقراری کا حال کے کہ شب سے کنیز بہت بیقرار ہو اپنے دست حق پرست سے خیر و خوبی تحریر
فرمایئے کہ دل کو تسکین ہو گلعذار نے کہا کنیز آمادہ ہوئی جب چلنے کا قصد کرتی ہو ملکہ گھبرا کر کہتی ہو بوا
ٹھہر جاؤ خود والدہ نامدار سے باتیں کرنا خدمتگاروں سے پوچھ کر چلی آنا ناگن کہتی ہو واری اسقدر
نہ گھبرایئے دل کو ٹھہرایئے ملکہ کہتی ہو میں کیا کروں ہر اک موئے جسم کو پیچ و تاب ہو دل بہت بیتاب ہو
ناگن نے کہا اسقدر بیقرار ہو جیے ابھی خبر آتی ہو حضور میں جاؤں اپنی آنکھوں سے شہنشاہ
کو دیکھ آؤں ملکہ نے کہا میرا ارادہ ہو کہ میں خود جاؤں اب تو یہی دل چاہتا ہو گریبان چاک کروں
منھ پر خاک ملوں والدہ نامدار کی خبر نہیں معلوم ہوتی دیکھ لے چہرے پر گرد بیٹھی ہو ناگن نے
کہا حضور خدانخواستہ ایسا تو نہ کہیے لونڈی کو وسواس آتا ہو آپکی ان باتوں سے کلیجہ بیٹھا جاتا ہو
سبکو عیش و راحت میں چھوڑ کر آئے ہیں خدا کے فضل سے سب طرح خیریت ہو یہ کلام ناگن کا تمام
ہونے پایا تھا کہ طرف شہر داؤدیہ کے شور گریہ و زاری بلند ہوا دیکھا اہالیان شہر خستہ و شکستہ زار زار
بیقرار روتے پیٹتے چلے آتے ہیں ہزار ہا عورتیں بال کھولے پریشان فریاد کنان کوئی شوہر کا نام
لیکر روتی ہو کوئی فرزند کے غم میں جان کھوتی ہو کوئی کہتی ہو ہائے جوان بھائی چھوٹ گیا بازو
ٹوٹ گیا چھوٹے چھوٹے بچے خاک اڑاتے ہوئے ماں کی انگلی تھامے ہوے کسی کا سر زخمی کسی کا ہاتھ
جھولا ہوا کوئی سر تا پا دریسے خون میں ڈوبا ہوا ہر خورد و کلان بدحواس پہنچنے سے یاس حیران
و پریشان ملکہ لالان خون قبا نے کہا او ناگن ہمارے غم و الم کا ظہور ہوا ناگن وزیرزادی گھبرا کر
دوڑی پکاری صاحبو بولے خدا صبر کرو دل پر جبر کرو بیان تو کرو کسنے لوٹ لیا کیوں دکھ دیا کیا
بلا نازل ہوئی شہر داؤدیہ میں وہ انکا بولا کہ اسکا گھر لٹا کون بچا چند بیس بدحواس عالم یاس چہروں پر
خاک ملے ہوئے فریاد کرتے سر پیٹتے ہوئے سامنے ملکہ کے آئے عرض پیرا ہوئے حضور آپ کے والد
نیک اساس بصد حسرت و یاس سیار گلشن جنان ہوئے قیامت کے سامان عیان ہوئے
صورت نگار یکہ و تنہا آئی اُس ملعونہ نے وہ تصویر صفحۂ ہستی سے مٹائی ہر چند ہم سب نے بمنت
آپ کے والد نامدار کی خدمت میں عرض کیا بہت کچھ سمجھایا مگر اُس ثابت قدم راہ رضا نے توجہ نکی
نہ گوارا کی مراتب عبادت میں اپنی جان دی تمام شہر کو صورت نگار بدکردار نے قتل و غارت
کیا ہر گلی کوچہ لاشوں سے بھر دیا آپ کے غمخوار خوب لڑے مگر وہ زوجہ مصور جادو تعلیم کردہ

افراسیاب ہی ہم الیسون کے سر کو کب مانتی ہی ہر ایک کو طفل مکتب جانتی ہی سمر مین گھس کر شاہنشاہ کو قتل کیا اُس بیگناہ کا خون بیجگہ ابرا ایسی پر بہا انشاءاللہ اس خون کا بہت جلد انتقام ہوگا اس ظلم و بدعت کا بدانجام ہوگا یہ حال پرملال سنکر ملکہ لالان خون قبا نے اپنے کو زمین پر گرا دیا ہاے مکانو مارا اُسے والدنامدار کہکر تڑپنے لگی ناگن وزیرزادی نے فوراً بغلون مین ہاتھ دیکر روکا کنیزون مین شور گریہ وزاری بلند ہوا ہر ایک اپنے اپنے عزیز و اقارب کی خبر پوچھتی ہی شہر والے جواب دیتے تھے صاحبو کسی کا پتا نہین شہر وادی مین غدر تھا باپ کو بیٹا بھائی کو بھائی نہ پہچانتا تھا اُس سخرف نے برف برسائی آگ لگائی شعلے بھڑکے ہزارہا بندگان خدا ڈوبے نہین معلوم کون کس طرف گیا کون مارا گیا کون جیتا بچا اب جو زندہ بچے ہین مہینون مین ملینگے بشکل غنچہ سربستہ آرزو کھلینگے اس کیفیت کو سنکر ہر ایک بیقرار ہوا ہنگامۂ محشر آشکار ہوا کنیزون نے ملکہ کو بڑی مشکل سے سنبھالا دیکھا فرط رنج و غم سے آنکھین پتھرائی ہوئی ہوش دماغ مین خلل بیقراری مین یہ اشعار زبان پر لائی اشعار

ای والد نامدار میرے	ای افسر تاجدار میرے	ای سالک مسلک طریقت
ای سرو حدیقۂ حقیقت	ای بلبل بوستان اسلام	ای عابد و زاہد خوش انجام
خواہش ہوئی ارم کی نزہت کی	کیا عشق کی راہ سر سے طے کی	کیا خوب ہوا ہی نیک انجام
فردوس مین اب کروگے آرام	ہر وقت رخصت بعد حسرت کنیز کو وصیت کی تھی کہ بیٹیا [illegible]	

راہ اسلام سے منہ نہ موڑنا دامن دولت طلسم کشا نہ چھوڑنا ہماری زیست کا کیا اعتبار ہی آفتاب لب بام و چراغ سحری ہین ہمارے بعد تمھیں نام روشن ہوگا جب زبان سے نام پروردگار لوگی ثواب اسکے ہمکو تا روز قیامت پہونچینگے ای ناگن ایک حسرت بہت بڑی والدنامدار دل مین لیگئے جس دن سے مسلمان ہوئے جب مین برابر تسلیم جانی حق فرماتے تھے ای نور نظر دعا کرو کہ صاحبقران زمان کوچک سلیمان افسر مسلمانان ہماری زندگی مین طلسم ہوشربا مین تشریف لائین کیا روز سعید ہوا شدن ہمکو عید ہوکہ قدمون سے صاحبقران کے لپٹین وہ دست حق پرست پشت پر رکھکر ہمارے واسطے دعاے مغفرت کرین بابا جان یہ ارمان دل مین لیگئے کیون ای ناگن ہم گرفتار رنج عظیم ہوے آج سے یتیم ہوے کوئی سرپرست باقی نہ رہا ناگن نے عرض کی واری رونے کو تو مین آپ کو کیا منع کرون مگر بڑی خوشی کی بات ہی کہ ابا جان اسوقت صبح سے تائب ہوے تھے وقت سے

نفس سرکش پر فوراً غالب ہووے جو شخص دعوے ہمسری سے اکبر کرے وہ تائب ہو کر وحدانیت
کا دم بھرے حضور اب چلیے اُس کشتہ محبت دیاس کا لاشہ اٹھا ہیں دفن و کفن کا سامان کریں جس وقت
اسد شیر دل و خواجہ عمرو کو یہ خبر وحشت اثر پہونچیگی یقین کامل ہے قیامت برپا کرینگے صورت نگار کو
کسی صورت سے زندہ نچھوڑینگے خواجہ کو شاہنشاہ مرحوم سے بڑی محبت تھی وہ مع زوران زن
و شوہر کو قتل کرینگے خون ناحق کا بدلا لینگے ملکہ لالان خون قبا نے کہا اے ناگن خیر ہو چنا کیسا
چلکے لاش شاہنشاہ کی اٹھاؤ جہان لشکر طلسم کشا کا ہو وہین چلو شرف آخرت ہے والد ماجد کو حاصل
ہو طلسم کشا و خواجہ عمرو جنازے کو کاندھا دین اپنے دست حق پرست سے دفن کرین نصیحت کرکے
مسلمان کیا تھا وقت آخر بھی وہی تلقین پڑھین ناگن نے کہا حضور بہت مناسب ہے مگر پہلے کیونجاتی
ہون شہر خالی پڑا ہے ایسا نہو کسی ساحر کو شہزادی چھوڑ نہ گئی ہو مین بخوبی جاکر دیکھ آؤن تب حضور
شہر مین تشریف لائین اب ہمین آپکی جان کے لالے پڑے ہین ہزار طرح کا خوف ہے آپ مبتلاے
غم و الم آپکی راے کا اس زمانے مین کیا اعتبار ہے ہزار طرح کا انتشار ہے ناگن نے یہ کہکے ملکہ کو تخت
پر سوار کیا سب نے لباس سیاہ پہنا کنیزون کو ساتھ لیکر ملکہ نالان و گریان چلی ناگن بھی بعد
رنج و محن ایک طاؤس پر سوار ہوئی اسباب تحرفات پھر آراستہ کیا ملکہ کو بخوبی بٹھا دیا کہ آپ شہر
سے دو کوس کے فاصلے پر ٹھہر جایئے کا مین شہر کے نیک و بد کا حال دیکھ آؤنگی اپنے ہمراہ
آپکو شہر مین لیجاؤنگی ناگن نے سب طرح کا انجام سوچ لیا کر کیا ارے غافل بگرفتار و غدار ہر وقت
درپے آزار ہے طریقہ ظلم و بدعت مین عقل بیکار ہے ہمیشہ صاحب ذات کو دام مصیبت مین پھنسا
ہے ہر نازک مزاج کو وہ الم سر پر اٹھاتا ہے بڑے بڑے حکما و عقلا اسکی بدعت سے پامال ہوئے جب
اسنے گردش دکھائی کچھ عقلمندی نہ چلی تھمکے بیل گر پڑے تڑپے پھڑکے سنبھل نہ سکے بڑے
بڑے شاہان اولوالعزم کے نام تھے صاحبان فوج و چتر و علم تھے بڑے جاہ و حشم تھے اب انکا
کوئی نام بھی نہین لیتا قبر تک کا نشان نہین ملتا نظم

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا — دسکندر ہے نہ آئینہ حیرت افزا
مرتبہ دولت قیصر ہے نہ اقلیم قباد — پایۂ شوکت سنجر ہے نہ تمکنت دارا
نقش بادہر سے یہ صدا آتی ہے — کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا

سیکڑون قافلے راہی ہوے اس منزل سے
گرد اڑتے نے کہین دیکھی نہ سنی بانگ درا

کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال
جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا

وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا
عقدہ سی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا

اس خیابان کا ہر اک نخل ہی نخل ماتم
کف افسوس ہر اک برگ ہی اس گلشن کا

لیے پھرتی ہی صبا دوش پہ آج انکے غبار
جنکی رفتار سے ہر گام پہ تھے فتنے برپا

انکی صورت کو ترستی ہین نگاہین افسوس
صورت نور نظر آنکھون مین ہی وہ نقشا

جنکی آواز مین تھا یہ اعجاز مسیح
خواب مین بھی کبھی سنتے نہین اب انکی صدا

ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھین
ای سیتمان عدم حال کہو کیا گذرا

ہمدمو کیا ہوئین چہلین جو بہم رہتی تھین
کیا ہوا ہمنفسو رابطہ صبح و مسا

نہ وہ ہنگامہ صحبت ہی نہ وہ بزم نشاط
نہ وہ انداز سخن ہے نہ زبان گویا

رابطہ و اخلاص جو آپس مین تھے معمول گئے
دفعۃً ہمسفر وایسا ہمین بھول گئے

انتظام سراسر بیکار عقل و شعور پہ ناز بیجا خدا گردش فلکی سے بچائے کچھ انسان کا زور نہین چلتا ناگن نے سب کچھ انتظام کیا مگر کیا ساحر تھا کہ صورت نگار بیکار نہ فاتح بنی ہوئی قصر مین ملکہ لالان خون کی جگہ سے کچھ نہی وقت کی منتظر گوش برآواز سے بیٹھی مگر وہ خود رو عقل و فطرت پہ نازنا گن بصد رنج و محن نالان و گریہ کنان ہر سو نگران شہر مین آئی جہان کہین پتا لگا اسکا دل دھڑکا ہوشیار ہوگئی سحر کیا و کہین بھاگتی آگے بڑھی دیکھا تمام شہر ویران جا بجا لاشون کے انبار مکانات خالی گلی کوچون مین سناٹا وہ شہر آباد کہ جس مین اکثر سیر کو وہ راکنا کرتا تھا گرم بازار سیان رہتی تھین جا بجا یارون کے جمگھٹے نازنینان سرجبین کے جا وستھا اب وہان پر خاک اڑ رہی ہی ویرانہ دیکھکر دل گھبراتا ہی اشعار

ہر اک سو ہر اک سمت اندھیر ہی
غم و یاس و حسرت کا اک ڈھیر ہی
کرون اور کیا عرض مین بد نصیب
چمن مین یہی کہتی ہی عندلیب
وہ کیا ہو گئی اس چمن کی بہار
کہ ہر گل نظر آتا ہی مثل خار
ہر اک سرو ہی خشک حسرت زدہ
ہر اک سبزہ ہی چشم حیرت زدہ
خزان کا ہی موسم اسی لیے باغ
اسی دن سے لالہ کے ہی دل مین داغ
اسی دن سے ہی خشک نرگس کا گل
اسی دن سے بلبل کا نالہ ہی کام
کلیجہ ہو کیونکر نہ غنچون کا شق
کہ ہوتا ہی بلبل کے منھ سے قلق
خوشی ایسے گلزار کو نا مراد

فلک دیکھکر ہو گیا شاد و شاد	یہ بربادی و ویرانہ دیکھکر قریب تھا کہ ناگن کا کلیجہ پھٹ جاوے۔

در و دیوار سے لپٹ لپٹ کر خوب روئی صورت نگار جو عیش خانہ میں چھپی بیٹھی تھی آواز رونے کی
اسکے کانمین آئی جھپٹ کر یہ نگاہ و غور دیکھا ملکہ ناگن وزیرزادی کو پہچانا اور زیادہ اپنے کو مخفی کیا
ناگن پھرتی پھراتی اشک حسرت چشم پرنم سے بہاتی ہوئی نشہ غم و الم سے ٹھکراتی ہوئی اُس حجرہ
مین آئی دیکھا یہاں بھی صدہا لاشے پڑے ہین چند عزیزون کو جو اپنے مردہ پایا غم و الم سے کلیجہ
منھ کو آیا ہر ایک کی لاش پر خوب بیٹی چیخین مار کر رونے لگی نام لیکر ہر ایک کا پکارا مردے کیا جواب
دیتے اور زیادہ اضطرار بڑھا سکتے کا عالم ہوا صورت نگار نے جو دیکھا کہ وزیرزادی کا یہ نقشہ
ہے مثل تصویر خاموش دریاے غم و الم کا جوش کبھی اُٹھی کبھی بیٹھی تڑپی پھر گئی سحر کی بھول کا بھی کچھ
خیال نہ رہا شانے پر سے گر گئی صورت نگار نے جب اسکو مبہوت پایا چپکے چپکے سحر کرنا شروع کیا
ناگن غافل از شعبدہ بازی فلک کجرفتار اسکے تاثیر سحر سے تھرائی زمین پر گری بیہوش ہوئی یہ لوحہ
جھپٹی اسم سحر کا پڑھکر گولا مارا ناگن کو غرق زمین کر دیا اب مطمئن ہو کر بیٹھی سحر سے اپنی صورت ناگن کی
سی بنائی خوشی سے پیرہن مین نہ سماتی تھی اپنی عقل و فطرت پر نازدل سے کہتی تھی بڑا کام کیا
طلسم ہوشربا مین نام کیا یہ لوح طلسمی ملنا کتنی بڑی بات ہے اب کل انتظام ملکہ لالان خون قبا میرے
ہی ہاتھ ہے اب چلکے ملکہ صاحبہ کو ترغیب دونگی لشکر مین طلسم کشا کے بھیجونگی رات کو سوتے مین لوح
طلسم گلے سے اسد غازی کے اُتار لونگی افراسیاب کو دونگی بہت راضی ہوگا سلطنت طلسم ہوشربا
اب ہمارے خاندان مین رہیگی داؤد جادو مرچکا عہدہ خداوندی میرے شوہر مصور کو ملیگا
اسطرح کا ہمین کو اختیار رہیگا بی حیرت جادو بھی میری دست نگر رہینگی جب کبھی بات پڑیگی جواب
دونگی مین نے تو سبکی جان بچائی مذہب سامری میرے ہی دم قدم سے ہے داؤد جادو کو مارا
لوح طلسمی لشکر خداپرستان سے لائی ایسے وقت پر کسی نے جانبازی نہ کی بھتے سر ہتھیلی پر رکھا زندگی
مین موت کا مزا چکھا جب تو لوح طلسمی لائی عمر والے عیار کے چونا لگایا شہر داؤد یہ کو مثل نقش قدم
مٹایا افراسیاب ہمیشہ دم بھرتا رہیگا ایسے خیالات مہملات کر کے دل مین بہت خوش ہوئی بصورت
ناگن تیار ہو کر طرف لشکر ملکہ لالان خون قبا کے چلی یہان ملکہ لالان خون قبا دو کوس جب
شہر قریب رہا بموجب فہمائش وزیرزادی کے ٹھہر گئی دیکھا کہ ملکہ ناگن بصد انداز و وہ کس آئی ہے

مگر بد حواس و عالم یاس خون منہ پر ملے ہوئے سر کے بال کھلے ہوئے نالان و گریہ کنان حیران و پریشان
ملکہ نے گلے سے لگا لیا پوچھا اے خیر خواہ جلد بتلا کہ شہر کی کیا صورت ہے اُس مکارہ نے اسی طرح بلائین
لیکے جواب دیا کس زبان سے اُس حال مصیبت مآل کو بیان کرون حقیقت مین جلاد کا کام کیا اپنے
نزدیک بڑا نام کیا تمام گلی کوچہ لاشون سے معمور ہے حسرت و حرمان کا دور ہے بڑے بڑے
رئیسان عالیوقار صاحب اقتدار اُس مکارہ کے ہاتھ سے بیجان ہوئے شہر مین قیامت کے
سامان عیان ہوئے اول یہ کنیز مسجد مین گئی لاش شاہنشاہ عبادت خانہ مین دیکھا کلیجہ پھٹ گیا عین
محراب مین مسجد کے یہ ثابت قدمی کی جان دی کل صحیفہ خوان بھی مارے گئے اب حضور شہر مین تشریف
لیچلین اور سب طرف سے اطمینان خاطر ہے یہ کنیز خود اپنی آنکھون سے سارے شہر کو دیکھ آئی وہ
ملعونہ سبکو قتل کر کے چلی گئی یہ بھی بخوبی ثابت ہوا کہ کسی اور ساحرہ کو شہر مین نہین چھوڑا غرض ملکہ
کو سمجھاتی ہوئی بہلاتی ہوئی شہر کی طرف لیچلی سب کنیزین روتی پیٹتی بال سر کے کھلے لباس سیاہ پہنے
ہوئے ساتھ ساتھ صورت نگار مکارہ نے سب سے زیادہ اپنا حال تباہ کیا ایسی ہائے واے
کرکے تڑپی کہ خود ملکہ لالان خون قبا سمجھانے لگی کہا اے ناگن اگر تم اپنا حال ابتر کرو گی تڑپ تڑپ کر
جان دو گی پھر ہماری دستگیری کون کریگا ہمکو دیکھو کہ باپ کا سایہ ہمارے سر سے اٹھ گیا عین
کمسنی مین یتیم ہوئی جنکو وارث قرار دیا وہ اِس دولت تھا ما وہ ہنوز سرزمین مین ہین خدا انکو دشمنون
سے بچائے لیکے اپنے حفظ و امان مین رکھے تمام طلسم ہوشربا انکا دشمن ہے اب صرف تمھاری محبت و
خیر خواہی کا سہارا ہے تم اپنے ہوش و حواس درست رکھو ہر امر مین صلاح نیک دو صورت نگار
نقلی نے کہا حضور مین جان تک نثار کرنیکو حاضر ہون مگر کیا کرون دل نہین مانتا صبر نہین ہوسکتا
آپ کے والد نامدار کی پرورشین یاد آتی ہین آپ سے زیادہ تر مجھکو چاہتے تھے بجاے فرزند
پرورش کیا عزت و آبرو مرحمت فرمائی اسی طرح کے فقرے بناتی ہوئی ملکہ کو لیکر شہر مین داخل ہوئی
ملکہ نے جا کے شہر آباد کو ویران پایا ہر مقام پر کھڑی ہو کر روئی مصاحبین کنیزین اپنے اپنے
عزیزون کی لاشون پر خوب پیٹین ناگن نقلی نے فوراً سب کے لاشے اٹھوا کے دفن کرائے
شاہنشاہ داؤد کے واسطے ایک صندوق سیاہ آراستہ کیا اُس کشتۂ حسرت و یاس کو اُسمین
رکھا مگر لاشے دفن کرا چکین رات ہو گئی آخر یہ صلاح ٹھہری کہ شبکو چلنا مناسب نہین ہے مجبوراً

لشکر ظفر اثر طلسم کشا کے روانہ ہونگے آخر کار کئین قصر ہاے ویران مین آکر مقام کیا لیکن اُس رات کا
بسنا ہر ایک کے قلب پر ہجوم غم و الم سے اپنے عزیزون کے ماتم مین چاک گریبان ملکہ لالان خون قبا
مضطر و پریشان ملکہ کی بیقراری و حالت گریہ و زاری دیکھکر صورت نگار بار بار عرض کرتی ہی
حضور آرام فرماوین کنیز بیدار رہیگی حضور ہزار رحکا دل کو وسوسہ ہی ایسا نہو کہ افراسیاب خانہ
خراب کسی اور ساحر کو روانہ کرے اور وہ آکر ہماری آپکی گرفتاری کا قصد کرے مین برائے نگہبانی
گرد قصر کے پہرہ دونگی ملکہ نے کہا اے مونس و ہمدم تیرے پاس بیٹھنے سے کسی قدر غم غلط ہوتا ہی حقیقت
مین مجھکو بھی اسکا خیال ہی کہ خود افراسیاب نہ چلا آئے تو غضب ہو جائے اگر اُسنے یہ قصد کیا کہ
مجھکو اپنے قبضہ مین کرے کنیزون سے تقریر کرائی کہ مین ملکہ لالان خون قبا پر مائل ہون غنچہ
دہانسے تیغ ابرو کا گھائل ہون مین نے کبھی جواب نہ دیا ہمیشہ سکوت کیا رعب و داب سے
جناب قبلہ و کعبہ کے اُس خانہ خراب کا کبھی زیادہ دھکنے کا حوصلہ نہ پڑا اب ہم یتیم ہوے اُس کینہ
دیرینہ کو ظاہر کریگا پس ایسے وقت مین غافل ہوکے سونا مناسب نہین ہی اگر شاید وہ بیحیا بانی مکر
و دغا بہ ارادہ خام آئے تو ناکام جائے مین اُسیوقت اپنے کو ہلاک کرون خنجر موجود ہی مجھکو مردہ پائے
عمر بھر پچھتائے گا ناگن کیا بتاؤن جسدن سے شاہزادہ عالیوقار اسد نامدار رخصت ہوکے گئے
ہین خواب نایاب ہو گیا ہی پیچ و تاب ہا شب بھر تارے گن گن کے سحر کرتے ہین رات دن تڑپ تڑپ کے بسر کرتے ہین غزل

نواب مہدی علیخان صاحب مخمسہ

ہم کسی کے منتظر جو ہین تو گھبراتی ہی نیند
حسب عادت جو اکیلے ہین اچٹ جاتی ہی نیند
دیو بنکے شب وحشت مین دھمکاتی ہی نیند
تارے گنتے ہین نہین آتی ہی نیند
دل کو تڑپاتا ہی ہجر آنکھون کو تڑپاتی ہی نیند

ہان تصور مین بھی اسون تک نہین آتی ہی نیند
اور اگر آئی بھی تو آکر پلٹ جاتی ہی نیند
منتظر فرط الم سے سخت گھبراتی ہی نیند
گھر مین آنکھون کے قدم رکھنے نہین پاتی ہی نیند
دونون پلکون کے طمانچے رات بھر کھاتی ہی نیند

بوستان دہر مین ایسا کھلا مانند خار
وحشتین مجھپر شب فرقت مین ہوتی ہین ہزار
ایک بوسیدہ سا پنجرہ ہی نہین یہ جسم زار
فرش راحت پر مجھے جسوقت یاد آتا ہی یار

مرغ دل ایسا پھڑکتا ہی کہ اُڑ جاتی ہی نیند

مارے مارے پھرتے ہین جنگل مین لگا ہے کو ہین ۔ خاک اُڑاتے ہین کبھی تنہا کبھی انبوہ مین
عمر آخر ہو گئی ای ہمدمو بس توبہ مین ۔ کون ہی راحت رسان اپنا شب اندوہ مین

موت بھی آنکھین چراتی ہی جو شرماتی ہی نیند

ای مسیحا غور سے اس سمت فرما تو نگاہ ۔ آنکھین پتھرائی ہوئی ہین منتظر بے اشتباہ
بڑھ کے دکھلایا بتون کے عشق نے روز سیاہ ۔ سوؤن کیا آنکھون کے ڈھیلے ہو گئے ہین سنگ راہ

آکے میری خوابگہ مین ٹھوکرین کھاتی ہی نیند

دیدہ و وابستہ بہ ہی دوستداری یار کی ۔ پھر ہی فرض عین ای دل پاسداری یار کی
ہی مآل زندگانی ہمکناری یار کی ۔ عین راحت ہی مجھے خدمتگزاری یار کی

تلوے آنکھون سے جو سہلاتا ہون آجاتی ہی نیند

ایک غافل کا تصور ہر گھڑی ہی سوؤن کیا ۔ سوز الفت کی بدولت واکئی ہی سوؤن کیا
بند اپنے شیشۂ دل مین پری ہی سوؤن کیا ۔ خواہش دیدار آنکھون مین بھری ہی سوؤن کیا

پتلیون مین اپنی جا تل بھر نہین پاتی ہی نیند

عشق مین آزاد اور مجبور دونون ایک ہین ۔ فاختہ اور بلبل رنجور دونون ایک ہین
دیدہ نرگس مخمور دونون ایک ہین ۔ مرغ بسمل عاشق مہجور دونون ایک ہین

اسکو پھڑکاتی ہی مرگ اور اسکو تڑپاتی ہی نیند

ناتوانی مین غشی کے سے ہمیشہ ہین جو ڈھنگ ۔ ہوش مین آنے سے دل کو ہی نہایت عار و ننگ
کیسی راحت کیسی عشرت کسمین باقی ہی امنگ ۔ کیسے تکیے کیسی توشک کیسا ہوتا ہی پلنگ

مین وہ غافل ہون میرے گھر آکے پچھتاتی ہی نیند

ہجر مین آرام ہی تکلیف قلب زار کی ۔ ایک حالت ہی مری اور نرگس بیمار کی
مہربان من قسم ہی دیدۂ بیدار کی ۔ بھول جاتا ہون مین غفلت مین کہانی یار کی

بدلے راحت کے اذیت مجھکو پہنچاتی ہی نیند [?]

شغل نالہ قبر مین کیونکر سنو مجھ زار کو ۔ مر کے بھی ہی ہجر کا غم قلب حسرت بار کو

صور کا ہوتا ہی دھوکا خفتہ و بیدار کو
سوتے سوتے جب پکار اٹھتا ہون اپنے یار کو
مرقدون کے سونے والونکی اچٹ جاتی ہی نیند

ای قمر کچھ خبر ہی وہ لالہ رو دلبر کہان
سیر جنت کی کہان اور مجھسا بد اختر کہان
ہی تصور ہی تصور اعتبار اسپر کہان
یار گل اندام کا زانو کہان اور سر کہان
ہجر مین سوتا ہون مجھکو خواب دکھاتی ہی نیند

یہ اشعار حسرت خیز مصیبت انگیز پڑھکر ملکہ لالان خون قبا اسقدر روئی کہ غش آگیا مصاحبان خاص کا قلب سفر آگیا گلاب کیوڑا چھڑکا بہ مشکل اُس آفت رسیدہ ہجران دیدہ کو ہوش آیا اسی طرح بیقراری و اشکباری مین وہ شب رنج و مصیبت بسر ہوئی ناگاہ مسافر منزل افلاک رہگراے جادۂ آسمان ہوا ناگن نقلی نے بہ تعجیل تمام سامان سفر آراستہ کیا بارہ ہزار کنیزان ماہ پیکر و رئیسان نیک سیر سیاہ پوش ہر ایک کے قلب پر بحر رنج والم کا جوش لاشۂ شاہنشاہ داؤد و بندۂ خاص معبود ہمچنین شامیانۂ سیاہ کھنچی ہوا گریان و نالان خاک بسر کنان طرف لشکر ظفر اثر شاہزادہ اسد نامدار کے [روانہ ہوئے]

دو کلمہ داستان شوکت بیان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران اسیر با تیغ گیتی ستان و کیفیت لشکر نکبت اثر زمرد شاہ گمراہ بیان ہونے مین ساقی نامہ صنف

ساقی جام جہان نما دے — کیفیت دو جہان دکھا دے — گل ہو مرا خار غم شتابی
منگوا دے پھول کی گلابی — وہ بادہ پلا جو مست کر دے — وہ مے جو سخن پرست کر دے
جب نشہ مین دونون لب ہلاؤن — مردہ مضمون کو جلاؤن — کھولون جو زبان مین ہنرمند
بلبل کا ناطقہ کرون بند — صیقل جو ہو بادہ سے مکرر — پھر تیغ زبان کے دیکھ جوہر
ہو ملک سخن کی شہریاری — سکہ مرے نام کا ہو جاری — پھر سوز و گداز کا بیان سن
پھر درد بھری ہوئی فغان سن — گلدستہ بناؤن شاعری کا — پھر سحر دکھاؤن سامری کا
حرف آہمین ہوئی ہی خوش بیانی — حیرت آگین ہی یہ کہانی — عندلیبان خوش الحان بوستان

سخنوری و زمزمہ سرایان حدیقۂ افسونگری شاخسار گل چمنستان بیان مین مصروف رنگین نوائی ہین شعرا سخن سنج و غواص دریاے ہوش و چنین رنگینت گوہر بہ دامان گوش ما سابق مین تحریر ہوا کہ زمرد شاہ باختری نے نامہ بطلب ساحران طلسم ہوش ربا کے روانہ کیا تھا جس زمانہ مین افراسیاب

دل کباب بصد اضطراب متردد و متوحش بر سر کوہ بلور غمگین و رنجور فکر حصول لوح مین تھا اُسی تردد مین
ناسزا لقا بیچارا کا پہونچا افراسیاب نے صیقل جادو کو بلا کر حکم دیا کہ اے صیقل جاد خدمتین خداوند لقا
کی بجا لاؤ لیکن یہ خیال رہے کہ زنگ کبر و نخوت آئینہ خاطر پر نہ آنے پائے مثل آئینہ دل صاف رہے
وہ مقام دربار خداوند ہے قدرت کو کبر و نخوت کسی کا پسند نہین ہے جو یہان سے گیا دو چار دن لڑا
مسلمانون سے معرکہ پڑا قدرت نے تقدیر کر کے غالب کرایا پس اسکے دل مین غرور آیا قدرت نے فوراً
عیاران اسلام کو حکم دیا وہ بلاے روزگار تعلیم کردہ عمرو مکار انہون نے چشم زدن مین مار ڈالا
پس خبردار خبردار عیارون سے ہوشیار رہنا اُنکے مکر مین نہ پھنسنا صیقل نے دست بستہ عرض کی آپ
مالک ہین جو سمجھایا عنایت و پرورش عیارون کی کیا مجال ہے کہ قریب آپکے نمکخوارون کے آسکین
اور غلام کبر و غرور بھی نکریگا جاتے ہی مسلمانون کا خاتمہ کریگا قدرت کو بالاسے قیلولہ ہونچا دیگا
غرض صیقل مع بارہ ہزار ساحران غدار طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے روانہ ہوا یہان لشکر اسلام
مین بادشاہ سجاہ سعد بن قباد بارگاہ سلیمانی مین سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہے تمام سرداران
نامی و پہلوانان گرامی فرزندان صاحبقران عالیشان اپنے اپنے دنگلون پر متمکن ہین مگر بادشاہ
کو کمال انتشار کل سردار بیقرار گزارش کر چکا ہون کہ صاحبقران عالیمقدار عرصہ دراز سے لشکر مین نہین
مین بادشاہ نے ہر کارے صاحبقران کی جستجو کے واسطے بھیجے مگر ابھی تک خبر نہین دریافت ہوئی
احوال صاحبقران زمان کا ناظرین پر بخوبی واضح ہے تحریر ہو چکا ہے کہ صاحبقران کو اسی حالت زندگی
مین مرکب نکال لیگیا تھا قلعہ ہوشنگ وزیر پہونچے وہان سے گزر آہن حصار مین ہوا بڑی
بڑی سخت لڑائیان ہوئین اب مع ہوشنگ نوجوان و شاہنشاہ زرین علم کے فوج ظفر موج
ہمراہ لیکر طرف کوہ عقیق کے آتے ہین اسی وجہ سے بادشاہ اسلام گھبراتے ہین کہ دنگل آصفی پر
غاشیہ پڑا ہے ہونے سے صاحبقران کے بارگاہ مین سناٹا ہے عیاران طرار خنجر گذار ساحت معتبر
جیدہ و سرہنگ بحر عیاری کے نہنگ سامنے بادشاہ کے حاضر ہین بادشاہ نے جواہر بن عمرو
سے فرمایا کیون اے جانشین خواجہ عمرو کچھ جد عالی تبار کی کیفیت نہین معلوم ہوئی جواہر نے
عرض کی غلام خود بھی گیا جا بجا تلاش کیا کہین پتا نہ ملا آخر مجبور ہو کر واپس آیا مگر چند عیار
مین نے بھیجے ہین یقین ہے بہت جلد خبر لائین یہ کلام ہنوز تمام ہونے پایا تھا کہ لشکر اقامت [illegible]

طبل شادیانی بلند ہوئی بادشاہ نے فرمایا ای جواہر خبر تو لو لقا کے دربار مین کیا خوشی ہوئی جو شادیانے
بجتے ہین کیا کوئی ساحر طرف سے افراسیاب کے آیا عرض کی کہ حضور ہرکارے ہر وقت وہان
موجود رہتے ہین خبر لیکر حاضر ہوتے ہونگے کہ یکایک نامیان خبیری وغیرہ حاضر ہوے بعد دعا و ثنا
کے عرض کی کہ صیقل جادو مع بارہ ہزار ساحران غدار طرف سے افراسیاب نابکار کے آیا ہی وہ
وہ بیجیا بیٹھا ہوا بلبلا رہا ہی بادشاہ نے فرمایا مقام انتشار ہی کہ جد غالبو قار موجود نہین ہین ساحر
اگر اپنے سحر کی نیرنگیان دکھائیگا بندگان خدا کے سر پر بلاے تازہ لائیگا جواہر نے عرض کی
حضور نہ گھبرائین خدا چاہیگا تو رات ہی کو روسیاہ کو قتل کرینگے اپنی جان لڑا دینگے یہان تو یہ ذکر
ہو رہا ہی کچھ عیار اپنے لشکر سے نکلکر طرف بارگاہ لقا سے بیجیا کے چلے یہان زمرد شاہ باختری
تاج نخوت بر سر تخت نابت پر بیٹھا تھا کہ صیقل جادو آکر حاضر ہوا نامہ افراسیاب پیش کیا
واسطے سجدے کے جھکا لقا نے صیقل کو خلعت دیا نامہ پڑھوا کر خاموش ہو رہا افراسیاب نے اپنی تمام
مصیبتین تحریر کی تھین حال ہائی اسد نامدار اور عیاریان خواجہ عمرو عیار کی شرکت نامداران
ترشن کان اسلم جادو وغیرہ بہ تصریح تحریر کی لقا نے کہا وہ بندۂ مغضوب ہمیشہ جوتیان کھائیگا طلسم قدرتی
فتح ہوجائیگا قدرت کو کئی سال گذرے آجتک براے زیارت ماہ دولت نہ آیا قدرت کو بھی غصہ ہی
طلسم ہوش ربا کو خاک مین ملائینگے افراسیاب کو جوتیان کھلوائینگے بڑا بیجیا مغرور ہی قدرت کی قدر بھی نہ کرنا اسپر
قصور ہی بخشش نہین کرینگا کہ یا خداوند اب تو معاف فرمائیے مین یہانسے جا کر شاہنشاہ کو اپنے ہمراہ لاؤنگا قدرت کے
قدمون پر گروا دونگا بختیارک قہقہہ مار کر ہنسا کہا میان صیقل صاحب آپکو یہانسے واپس جانے کی بھی امید ہی
یہ دربار قدرت ہی اسمین بڑا بھید ہی جو ساحر ہوش ربا سے آیا زندہ پلٹ کر نہ گیا فرزندان خواجہ
کے ہاتھ سے واصل جہنم ہوا یہی آپکا بھی حال ہوگا صیقل کانپنے لگا کہا میان شیطان صاحب
ذرا زبان سنبھالو ایسے کلمات نامبارک منہ سے نہ نکالو ابھی تو نئی نئی میری شادی ہوئی ہی
جوان جورو کو چھوڑ کر آیا ہون جلدی مین ہاتھ بھی نہین لگایا بختیارک نے کہا محلے مین دو چار
جوان ضرور ہونگے یہان صیقل صاحب مثل مشہور ہی ہمسایہ ما لکا جایا انکا بھی حصہ ضرور ہی بھی
تمھاری جورو باکرہ ہوگی اگر خون محلے والون کی گردن پر ہو تو بہتر ہی صیقل بہت بگڑا کہا یا
خداوند اس شیطان کو منع کیجیے بختیارک نے کہا جو ہونیوالا ہی وہ کہتا ہون اور اگر آپ کو منظور ہی

کر دیا کہ جو دوسرے مین وصل کے نہ سنا تین عیاروں سے ہوشیار رہیے طبل جنگی بجوائیں جلدی کیجیے ایک وجہ سے تو ابھی تقدیر زبردست معلوم ہوتی ہی کہ جو ساحروں کے واسطے ملک الموت ہین یعنے زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان صاحب اسم اعظم محترم و محتشم سپہ سالار خداوند القاجرات و شوکت مین یکتا ہی وہ لشکر مین نہین ہین زخمی ہو گئے تھے مرکب نکال لیگیا یہ تو ہم خوب جانتے ہین کہ اکیلے گئے ہین ہزاروں کو لیکر آئینگے کسی اور ملک پر آفت برپا ہوگی کسی معشوقہ کو بیاہ مین لیے بیٹھے ہونگے مزے اڑ رہے ہونگے صدہا کافر قتل کیے ہونگے پہلوانوں کو بادشاہوں کو ساتھ لائینگے اپنا جاہ و حشم دکھائینگے ای صیقل جادو صاحبقران نہ آنے پائین کہ طبل جنگ بجوا و مسلمانوں کا خاتمہ کرو ایک بات اور ہماری یاد رکھو یہ ساحروں کا بہت بڑا دستور ہی ظاہر مین قتل کرتے ہین اصل مین وہ شخص زندہ رہتا ہی جب یہان ساحر صاحب مارے جاتے ہین وہ زندہ ہو کر چلے آتے ہین ای صیقل مسلمانوں کی صفائی کرو عیاروں سے بچے رہو یہ سنتے ہی صیقل نے کہا ملک جی مین ایک دن مین کل مسلمانوں کو قتل کرونگا دوسرے دن سران سپہ سرکشوں کے لیکر طرف ہوشربا کے جاؤنگا ملک جی آپ فوراً طبل جنگی بجوائیے اب تامل نفرمائیے بختیارک تو اسی بات کی آرزو رکھتا تھا حکم دیا نقارہ رزمی گرگرایا صدائے طبل جنگ لشکر کفار مین بلند ہوئی جو عیاران لشکر اسلام جو واسطے خبر کے موجود تھے حال دریافت کرکے طرف لشکر اسلام کے چلے یہان بارگاہ مین بادشاہ بجاہ جواہر بن عمر و شعبان خنجر گذار پر تاکید کر رہے ہین کہ ای فرزندان خواجہ تا زلنگر تم خود نہ جاؤگے جب حال تبار کا حال مفصل نہ معلوم ہوگا جواہر نے عرض کی اب غلام کا جانا غیر ممکن ہی صیقل جادو طلسم ہوشربا سے آیا ہی سحر کی لڑائی ہوگی ہم ایسے غلامون کا لشکر مین نہ ہونا باعث خرابی ہی مگر خاکسار اور عیاروں کو بوقت ضرور روانہ کریگا کہ فوراً جائین سرداروں کی خبر لائین یہ سخن ابھی ناتمام تھا کہ نا سیان خیبری و تو سیان خیبری و سر ہنگ مکھی و ابو طاہر خوزنہ آکر حاضر ہوئے اتھا نتھا کر دعائے جاندرازی دی نظم

ای فریدون بارگہ دارا حشم | کاسہ گر ہین تیرے در کا ایک جم | آسمان عز و تمکین و شرف
معدن جود و سخا در نجف | کیقباد و قیصر و نوشیروان | حاکمان ہند و شاہان جہان
ہوتے گر طیور اور شاہ جہان | آپ کے بے شبہ ہوتے مدح خوان | دو بدم لب پر ہی اپنی دعا

ای خدا جبتک ہی قائم کائنات | ہی سرائے دہر کو جبتک ثبات | بلبلین جبتک کرین گرم فغان
خندہ گل ہی بہار بوستان | عشق جبتک ہی گل و بلبل مین ہی | نشہ جبتک جام ہائے مل مین ہی
ہی خزان جبتک جہان مین در بہار | سنبل پیچان ہی جبتک سوگوار | روشنی جبتک ہی مہر و ماہ مین
ہو ترقی عمر و اقبال و جاہ مین | ای شاہنشاہ عالم پناہ بختیارک نے صیقل جادو کو خوب بھڑکایا

صاحبقران کا ہونا بھی بخوبی سمجھا دیا اب اُسنے طبل جنگی بجایا ہی کل اسکا ارادہ ہی کہ لشکر ظفر اثر سرکار
دولتمدار سے مقابلہ کرے غلامان حضور کو اذیت دے بادہ کبر و نخوت سے چور ہی اسکو سحر و ساحری
پر بڑا غرور ہی یہ خبر سنکر پادشاہ جمجاہ نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ربانی و بتائید ایزدی
طبل جنگی بجے جواہر بن عمرو نے جا کر قلابہ چینی دکبابہ چینی داروغۂ نقارخانہ سلیمانی و سکندری
کو حکم دیا نقارۂ سکندری پر چوب پڑی تمام لشکر مین مشہور ہوا طبل جنگی بجا کل لشکر کفار سے مقابلہ
ہی مگر سرداران نامی و گرامی ملول و حزین ہین کہ ساحران بیدین سے لڑنا پڑیگا ہمارا حوصلہ نہ نکلیگا ابھی
اپنی بارگاہون مین سر جھکائے ہوئے مکدر بیٹھے ہین اپنے افسر عالیوقار صاحبقران نامدار کی
یاد مین والہ و شیدا ہین مگر جواہر بن عمرو طبل جنگی بجا کر بیرون بارگاہ آیا رنگ و روغن عیاری کا
نکالکر صورت تبدیل کی بصورت خدمتگار تیار ہو کر طرف لشکر کفار کے چلا یہان صیقل بارگاہ لقا
مین بیٹھا ہوا بلبلا رہا ہی کہتا ہی ایک مسلمان کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا عیارون کے سر توڑونگا فرزندان
عمرو کے نام کا دشمن ہون بختیارک نے کہا میان صیقل زبان کو روکیے بد لگامی نہ کیجیے
مرشد زادون کے مقدمہ مین کوئی کلمہ سخت نہ کہیے میرے کان نہین سن سکتے ہین مین شراب مین آپکو
بیہوشی پلاؤنگا ذبح کر ڈالونگا صیقل نے کہا ملک جی کیا بیہودہ بکتے ہو مسلمانون کی تعریف کرتے ہو
بختیارک نے چپکے سے کہا ای صیقل مجھسے زیادہ مسلمانون کا کون دشمن ہی مگر ای صیقل جادو کیا
کرون ڈرتا ہون مرشد زادے یہان موجود ہونگے تمہاری تو گردن ضرور دینگے میرے واسطے بھی باعث
خرابی ہی زندگی دشوار ہو جائیگی اگر فرزندان عمرو پر قابو پاؤن بوٹیان کاٹکر کھا جاؤن یہ جو بختیارک
نے کہا خدمتگار سر پہ رومال جھل رہا تھا پشت پر ملک جی کے چپکے سے خنجر چبھویا ملک جی نے پلٹ کے
دیکھا جواہر بن عمرو نے جھک کے سلام کیا بختیارک تھر تھر کانپنے لگا جواہر نے چپکے سے کہا کیون
ملک جی ہماری بوٹیان کاٹوگے بختیارک بہت گڑگڑایا ہاتھ باندھنے لگا تو بہ کر کے کان پکڑے صیقل

نے پلٹ کر دیکھا کہا ملک جی کیون کان پکڑتے ہو کسواسطے توبہ کرتے ہو کیا خدنہین خداوند لقا
سے کوئی گستاخی کی بات ہوئی بختیارک نے آنکھ سے اشارہ کیا لقا بے بقا سے ڈرتا کیا
ہو ناک الموت سر پر کھڑے ہین بول نہین سکتا صیقل نے کہا کہان بختیارک پلٹا جواہر تو
کانا گیا تھا اب بھلا کب ٹھہرتا ہی قضا سے کارا ایک خدمتگار بیچارہ ہیبت کا مارا ستون کی
آڑ پکڑے اگالدان بغلین دبائے سر جھکائے آنکھ گڑائے رہا تھا بختیارک سمجھا کہ جواہر بن عمرو ہی صیقل
سے کہا لینا یہ عمرو کا فرزند کھڑا ہی مجھکو ڈراتا ہی صیقل نے جھپٹ کر تلوار کا ہاتھ مارا اُس خدمتگار
کے دو ٹکڑے ہوئے غل ہوا کہ عمرو کا بیٹا مارا گیا اُس خدمتگار کا بھائی قریب کھڑا تھا سر پیٹنے لگا
چلایا کیسی رسوائی ہی حضور یہ تو میرا بھائی ہی ایسی بدعت کسکو بھائی یہ تصویر صفحہ ہستی سے مٹائی
اب اس مقام پر جلاد ہو گیا ہی بختیارک نے جھڑک کر اسکے بھائی کو دھکیل دیا کہا اب بیٹھ یہ عمرو
کا فرزند ہی تو ناحق دردمند ہی جب اُسنے سنا نا بھائی کی لاش سے لپٹنے لگا رو رو کے چلایا ہائے
میرا ماں جایا دریائے خون مین نہایا ملک جی نے دھوکا کھایا صیقل بے عقل سے میرے برادر کو
قتل کرایا مین ایسی نوکری سے باز آیا یہ جو حال بختیارک نے دیکھا کہ بیچارہ بھائی کے غم مین جان دیتا
ہی کسی کا کہنا نہین سنتا ہی پکار کر کہا ارے جلدی پانی لاؤ اُسکا منھ دھلاؤ حال کھلے یہان صیقل کی
آمد بڑے جواہر بن عمرو خلوتخانہ مین آ کر ٹھہرا غلغلہ جو سنا کہ فرزند عمرو مارا گیا جھپٹ کر اندر آیا دیکھا
ملک جی صیقل کی تعریف کر رہے ہین کہا اے صیقل تمہاری تیغ جوہر پر صیقل ہوئی کدورت زنگ
خنجر بدعت سے زائل ہوئی ہمیشہ ہمارے اشارے کا خیال رکھنا ہم عیاران اسلام کو خوب
پہچانتے ہین ایک ایک کی حقیقت جانتے ہین صیقل کہتا ہی ملک جی دیکھنا کس کس کے فرزندان
عمرو کو مارونگا ہر ایک مسلمان کو للکارونگا لقا بھی تخت پر کھڑا ہو گیا کہ دیکھین کون مارا گیا یہ بھی
کہتا ہی جلدی پانی لاؤ اس اثنا مین جواہر پشت پر بختیارک کی پہونچا خدمتگار تو بنا ہوا تھا مصاحب
صیقل کے قریب کھڑے ہوئے ہین بختیارک نے جیسے ہی خدمتگار کو دیکھا کہ کھڑا ہوا ہی کہا ارے
جلدی پانی لا اس مردے کا منھ دھلا جواہر نے کہا کہ دیکھیے وہ پانی لایا جیسے ہی بختیارک
نے منھ پھیرا جواہر نے ایک دھول سر پر بختیارک کے ماری رفیدہ سر سے دور گرا شیر جادو
صیقل کا مصاحب برابر کھڑا تھا اُسنے پلٹ کر کہا او خدمتگار یہ کیا کیا جواہر نے کہا تو بھی لے یہ کہکر

خود آگو کہ پہ خنجر مارا شمشیر پر بھی قبضہ کیا وہ جادوگر اسے کا نعرہ مار کر گرا جو اندھیرے میں بلا
نکالا ملک جی نے کہا لینا صیقل جادو سے چھٹنے لگا ساحر کے مرنے سے تاریکی پھیلی بعد سنگ بار
و برق باری کے آواز آئی کشتی مرا نام میں شمشیر جادو بود اب صیقل نے دیکھا رنگ حیات شمشیر
دور ہوا اشتہ رعب رہا ہے صیقل نے کہا واہ ملک جی کیسا فرزند عمرو کو قتل کرایا آپ نے دھول
کھائی پیارے مصاحب شمشیر جادو مارا گیا اب مردے کا جو منہ دکھلایا جیسی صورت تھی ویسی ہی تھی
کچھ تبدیلی نہوئی بختیارک بہت شرمندہ ہوا کہا میاں صیقل صاحب فرزندان عمرو کا منہ
دیکھا ہو کیا تماشہ اس سے ہونا پایا صیقل گھبرایا کہا ملک جی میں اب اپنی بارگاہ میں جاتا ہوں
وہاں انتظام کرونگا کسی غیر کو اپنے یہاں نہ آنے دونگا بختیارک نے کہا جائیے مگر ملک سا ہوتا کا
دیکھ سکے بہت احتیاط کیجیے گا سعد و نیا عیش و نشاط نہو جیے گا ورنہ جان جائیگی صیقل تھرا
ہوا مصاحبوں کو ساتھ لیکر طرف اپنی بارگاہ کے چلا جو اسے نے پیچھا کیا جب صیقل جا کر اپنی بارگاہ
میں پہونچا ساتھ والوں سے کہا صاحبو خیال رکھنا دیکھو کوئی غیر نہ آنے پائے سب ساحر گھبرائے
ہوئے کہتے ہیں حضور اپنے بیگانے کو کیونکر پہچانیں خداوند کے سامنے شیطان درگاہ خداوندی سوجا
سارا اور بار ہوا ہوا قدرت کے خاک خنجر خون آشام ایسے مقام پر ساربان زادے کا فرزند خود
خنجر شمشیر ایسے صاحب جوہر کو مارکے نکل گیا کوئی کچھ نہ کر سکا بختیارک نے بھی دھول کھائی صیقل
نے کہا چپ رہو ذکر نہ کرو وہ شیطان ہے کچھ دلمیں وسوسہ نہ ڈالے ہمکو تمکو آپسمیں نہ لڑوا دے
یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ خدمتگار نے بڑھکر عرض کی ملک جی دروازے پر کھڑے ہیں صیقل دوڑ
باہر آکے جو دیکھا تو حقیقت میں ملک جی کھڑے ہیں صیقل نے جھک کر سلام کیا کہا ملک جی آئیے
سرفراز فرمائیے بختیارک نے کہا اے صیقل جادو مجھے تمہارا بڑا خیال ہے شمشیر جادو کے قتل ہونیکا ملال ہے
خود قصد کیا کہ تمہاری نگہبانی کروں صیقل نے کہا آپ تکلیف نہ کریں اندر بارگاہ کے چلکر تشریف رکھیں
بختیارک نے کہا خیر تمہاری خوشی صیقل بختیارک کو اندر لایا مسند پر بٹھایا مصاحبوں نے اشارہ کیا
شراب و کباب لاؤ گلابیاں شراب کی کشتیاں کباب کی آئیں بختیارک نے کہا اے صیقل تم آزردہ ہوتے ہو
ایک بات کہوں مجھے تمہارے ساقی بچوں کا اعتبار نہیں میں اپنے ہاتھ سے پیونگا اور تمکو بھی اپنے ہاتھ سے پلاؤنگا
ایسا نہو کہ ان لوگوں کی صورت بنکر کوئی عیار چلا آئے صیقل نے کہا آپکو اختیار ہے آپکی خدمت کیا کرے گا سبکی عقلمندی

بیچارہ آپکے مہمان ہیں ہمارے سر پر احسان ہیں بختیارک نے گلابی اُٹھائی جام بھر کے پہلے صیقل کو دیا
صیقل سلام کرکے پی گیا بختیارک نے سبکو دینا شروع کیا چند عرصہ میں سبکو شراب پلائی تھوڑی دیر
میں سبکی آنکھوں میں چربی چھائی صیقل بیٹھے بیٹھے گھبرایا کہا ملک جی دیکھیے تخت خداوند اڑتا ہوا
آیا بختیارک نے کہا قدرت کی ٹانگ نیچے پکار کے کہیے خداوند لقا نیچے آئیے صیقل گھبرا کر اُٹھا
بیہوشی کام کر چکی تھی ڈگمگا کر گرا سب مصاحب لیٹنا لیٹنا کیے اُٹھے چشم زدن میں بر لب فرش ہر سو
نعرہ ہوا میں جواہر بن عمرو صیقل جادو کی زبان میں سوزن دیا شکیں باندھ کر پشتارہ پشت پر لگایا
سراپچہ چاک کرکے طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا جواہر بن عمرو صیقل کو لیے جاتا ہے مگر بختیارک
جب اپنی بارگاہ میں آیا سوچا اب صیقل جادو کا بچنا دشوار ہے ای بختیارک اگر خیر و عافیت سے
صبح ہو جاوے اور یہ لشکر اسلام سے ڈٹے گیا جب بھی فتح حاصل ہو آج کل صاحبقران زمان بھی
سنتے ہیں میں خود جاکر صیقل کی حفاظت کروں اُسکی خبر لوں یہ سوچتا ہوا اُٹھا چند ملازموں
کو ساتھ لیکر دربار گاہ صیقل پر آیا دروازے پر دیکھا خادم و خدمتگار بیہوش پڑے ہیں گھبرا کر
اندر آیا دیکھا صیقل ندارد اور ساحر بیہوش پڑے ہیں بختیارک نے سبکو ہوشیار کیا کہا ارے
کمبختو مالک کو اپنے ہاتھ سے کھویا کون یہاں آیا تھا سبنے کہا میاں شیطان صاحب آپ ہی نے
تو سبکو شراب پلائی بختیارک نے کہا میری شکل بنکر عیار آیا ہوگا وہی جیا عمرو کا جواہر بڑا اسکا ہے
حقیقت میں بلائے روزگار ہے مگر تم سب بلوہ کرکے لشکر اسلام پر جا پڑو جیا فتہ ہو سکے سحر کرو
ہم خداوند کو تخت پر سوار کرکے لاتے ہیں ساحروں نے کہا غلام ابھی جاتے ہیں اپنے افسر کو ابھی
چھڑا کے لاتے ہیں بارہ ہزار جادوگر فوراً سوار ہوے اسباب سحر ہاتھوں میں لیکر چلے بختیارک نے
اگرچہ اس خفتہ بخت کو جگایا لقا جیا اُٹھا گویا فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا کل لشکر بکثرت اثر میں قرنا ہوئی
ہر ایک سردار ہشیار ہوا فوجیں طرف لشکر اسلام کے چلیں جس وقت کہ شاہنشاہ خاور نیزہ خطوط شعاعی
سنبھالکر بارادہ جنگ و پیکار شبدیز فلک چہارم پر سوار ہوکر داخل میدان کارزار ہوا شاہ زنگ
سپاہ ہزیمت خوردہ پریشان و مضطر میدان چرخ سے افواج کواکب کو پھیر کر طرف ظلمات مغرب کے

سر نو شہ لایا ستارہ سحری فلک کا سحر کا نہ قصہ ایں حشم کرد	دمے کہ فرزندان انجم دم گرگ بنمود و گم گم کرد	شد نمودار خنجر یعقوب فاکہ علم آفتاب لگا جب

فوج انجم ہوئی گریزان سب
ہوا میدان چرخ سے اکبار

شہ خاور سپہر گرد ہوا
شہ انجم سیاہ رو بفرار

رونق تخت لاجورد ہوا
لشکر اسلام میں صدائے تکبیر

بلند ہوئی اپنی بارگاہوں سے سرداران نامی و پہلوانان گرامی نکلے طرف در دولت شاہنشاہی
کے چلے جلوخانہ میں آکر ٹھہرے ایک جانب سے رستم پیلتن و پیلان کشندہ قرل ہندی و دو دیل ہندی
سرفتنۂ ملک فرنگستان علم شاہ نوجوان فرزند رشید صاحبقران بصد علم و شان آکر ٹھہرے انکے بعد
دارائے ہند لندھور بن سعدان جانشین امیر گیتی ستان دوسری جانب سے مالک اژدر و صاحب
نیزہ دو سر غلام نبی و جاگنیدر و خاقان ابن الخاقان و بہرام گرد بن خاقان چین صاحب تاج و
نگین و شاہزادہ خاور سیاہ و ایرج نوجوان و تورج بن بدیع الزمان و ہاشم تیغ زن و
خورشید بن ہاشم تیغ زن وغیرہ در دولت شاہنشاہی پر حاضر ہیں امیدوار آمدِ شاہنشاہ گیتی
ستان ہیں ناگاہ مژدہ دہے نے برملا آواز دی بادشاہ جمجاہ برآمد ہونے کو ہیں پردۂ زنبوری کھنچا غرا
کی صدا بلند ہوئی دیکھا سعد بن قباد بصورت نورانی تخت سلیمانی پر جلوہ فرما کمدیان گل اندام
پری پیکر سمن بر حسین مہ جبین بصد عشوہ و ناز تخت شاہنشاہی کاندھے پر لیے ہوئے کہاروں
نے تخت کو بڑھکر کاندھا دیا سرداران صف شکن نے مجرا گاہ سے مجرا کیا بادشاہ جمجاہ سبکا مجرا
لیتے ہوئے جلوخانہ سے باہر نکلے تھے کہ سامنے سے جواہر بن عمرو بصد کروفر گردن میں ٹاہوا پشتارہ
بدوش نمایاں ہوا بادشاہ نے پوچھا ای نور نگاہِ شاہنشاہ عیاران کسے گرفتار کرکے لائے
عرض کی حضور کا اقبال شریک حال ہوا بات بھر جانبازی کی صیقل جادو کو گرفتار کرکے لایا
ہوں حضور بارگاہ شاہی میں تشریف لیچلیں اس بدیا کو دربار میں بلائیں اگر مطیع الاسلام ہو بہتر
ورنہ قتل کیجیے اسکی خود سری کی سزا دیجیے لیکن یہ ملحوظ خاطر رہے کہ یہ بارہ ہزار ساحروں کا سردار ہے
اسکی جستجو میں سب آئینگے آفت ڈھا بیٹھینگے جلد سرکار تدبیر فرماویں بادشاہ جمجاہ مع سرداران نامی آکر
بارگاہ شاہی میں سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہوئے سرداران عالی وقار چپ و راست اپنے اپنے مقام پر
ونگہائے زرنگار پر بیٹھے جواہر بن عمرو نے صیقل جادو کا پشتارہ کھولا زبان میں اسکی سوزن
دیا ہوا تھا بادشاہ نے فرمایا اسکو ہوشیار کرو جواہر نے بڑھکر فتیلۂ رفع بیہوشی ناک میں دیا صیقل کو
چھینک آئی اپنے کو اس بارگاہ آسمان جاہ میں پایا نگاہ اٹھا کر جو دیکھا محو تماشا ہوا نظم

عجب بارگاہ و عجب گیر و دار	تو گوئی کہ یک عرش و کرسی ہزار	عجب بارگاہ و معلا اساس
ز قالین و جاجم نبودے قیاس	قدرت پروردگار کا ظہور شیران دشت نبرد تاجداران جلیل	

تیر بران بلین و مہرداران صف شکن سے وہ جیشہ بیمعور صیقل گھبرایا آنکھین بند کرلین سمجھا مین نے خواب پریشان دیکھا جو اسنے آواز دی ای صیقل چشم خود را وا کن و حال خود را تماشا کن دیکھ کل تو اپنے مقام پر کہتا تھا کہ صبحکو مسلمانون کو قتل کرونگا اب عنایت سے پروردگار کے پنجہ شاہباز اجل مین گرفتار ہوا شاہنشاہ گیتی ستان سامنے موجود ہین سامری و جمشید پر لعنت کر مطیع الاسلام ہو جیشہ شیران دشت نبرد مین تیرا بھی نام ہو بادشاہ مجاہد نے خود زبان معجز بیان سے فرمایا ای صیقل جادو سامری و جمشید بھی مثل تیرے ساحر تھے انکو اپنا خدا جانتا ہی کہ جسے تو دربار لقا مین آیا ہوا ہی اس بھیا کا بھی حال دیکھا اپنی پشت پر کی تو خبر نہین رکھتا تھا تقدیرین کیسا کرتا ہی معبود حقیقی اپنے پیدا کرنیوالے کو سجدہ کر تو ہی دیکھ کہ ملکہ بہار جادو کو کیسے کیسے سر چڑھے غنچۂ آرزو کھلے ملکہ مخمور سرخ چشم و باغبان قدرت وغیرہ یہ سب ارکین سلطنت طلسم ہوش ربا تھے تو نے اپنی آنکھون سے دیکھا ہوگا خواجہ عمرو کا ساتھ دیا سر ہتیلی پر رکھے ہوئے افراسیاب ایسے بادشاہ سے لڑ رہے ہین خدا انکو ہر معرکہ مین مظفر و منصور کرتا ہی اب انصاف کر کہ یہ لوگ قابل مقابلۂ افراسیاب ہین مگر خدا کی قدرت سے کیا کیا کام کر رہے ہین دم وحدانیت پروردگار کا بھر رہے ہین وہ کریم کارساز بمصداق وحدہ لاشریک لہٗ اکیلا ہی معاذ اللہ ان سگہائے ناپاک و ملعونان جعلساز کو اس بے نیاز کا ہمسر بنایا روز حشر کا کچھ خوف نہ آیا نظم

ہے وہ پیدا کنندۂ دارین	رازق العبد و خالق کونین	لائق حمد ہین صفات خدا
وحدہٗ لاشریک ذات خدا	کرو لطف و کرم پہ اسکے قیاس	ہان بجا لاؤ اسکا شکر و سپاس
دیکھو قدرت کی اسکے جلوہ گری	کردیا ہمسکو جامۂ بشری	اسکی کیا نعمتون کا شکر کرون
صفتیں اسکے ہین بیان سے فزون	ہر بن مو اگر زبان سے بنے	تب بھی خالق کا شکر ہو نہ سکے
بیان اسکا وصاف مین کیا کرون	کہ تحریر و تقریر سے ہے فزون	عجب باغ قدرت کی ہے یہ بہار
کہین لالہ زار اور کہین سبزہ زار	کہین پر ہے نسرین کہین نسترن	شگفتہ کسی جا گل یاسمن
کسی جا چمن مین ہے سوسن خموش	کسی جا عنادل کا برپا خروش	کہین پر ہے نرگس کو سکتا ہوا

کوئی گل کھلا ہے مہکتا ہوا	کوئی گل ہے گلزار میں داغدار	اداسی کسی گل پہ ہے بیشمار

ایک عرصہ تک بادشاہ جمجاہ صیقل روسیاہ کو سمجھایا کیے مگر زنگ کفر اسکے دل سے نہ دور ہوا شعر
گلیم بخت کسانیکہ بافتند سیاہ * بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد * اسوقت سرداران نامی نے
عرض کی ماشاءاللہ اسقدر حضور نے اثبات وحدانیت میں کلام کیا فصاحت و بلاغت کلام
سحر نظام میں ہے مگر یہ کور ظاہر و کور باطن گم گشتۂ راہ ضلالت و غول بیابان جہالت کبھی راہ پر
نہ آئیگا حکم دیجیے کہ طائر روح اسکا طعمۂ شہباز اجل ہو مرنے سے اسی کے جہنم میں روح سامری
و جمشید بیکل ہو بادشاہ نے حکم فرمایا جلاد لشکر ذوالخمار عادی کو بلاؤ اسکو قتل کرے
ذوالخمار عادی فوراً حاضر ہوا ہاتھ پکڑ کر صیقل جادو کا کھینچا بیرون بارگاہ شاہی لایا
بادشاہ جمجاہ بھی باہر نکل آئے تمام سردار مسلح و مکمل ہمراہ رکاب ہیں چونکہ میدان کارزار میں
جانیکا قصد تھا کل لشکر بھی تیار ہے کمر بندی ہو چکی ہے پلٹنیں رسالے آگے ہیں بادشاہ جمجاہ اب
بھی فرما رہے ہیں اسکو سمجھاؤ راہ راست پر لگاؤ سب سردار حسب الارشاد شہریار قریب اسکے
ہرچند اس سخن ناشنو کو سمجھاتے ہیں مگر یہ سمجھایی کیے جاتا ہے جان میری نام سامری و جمشید
پر نثار ہرگز خداے نادیدہ کو سجدہ نہ کرونگا اپنی جان دونگا * ذوالخمار عادی تلوار کھینچکر سر پر
صیقل کے آیا بموجب قاعدے کے کہا اے صیقل رشتۂ حیات تیرا منقطع ہوا ساغر عمر لبریز ہو چکا
دیکھ اب بھی بادشاہ جمجاہ سمجھاتے ہیں لقا پر لعنت کر اگر یہ نہیں قبول ہے ہوس دلی ظاہر کر
جو کھانا ہو کھا لے اگر کسی کے دیکھنے کی آرزو ہو بیان کر وہ مغرور چپکا بیٹھا رہا کبر و نخوت سے
کچھ جواب نہ دیا گونگا بہرا بنگیا بادشاہ حکم اول دے چکے ہیں اب قصد ہے کہ حکم ثانی برائے
گردن زدنی صیقل دیں کہ یکایک لشکر میں ہنگامہ ہوا ہزارہا شعلہ بھڑکا آگ برسنے لگی
رسالوں میں صداے فریاد بلند ہوئی بادشاہ گردون بارگاہ نے سر اٹھا کر دیکھا کہ اپنے
اپنے سواروں کو پشت پر سے گرا کر بھاگے جاتے ہیں بعضے بدلگامی دکھا رہے ہیں صدہا
پیدل زمین پر گرے مثل مرغ بسمل تڑپنے لگے ایک جانب سے دریا جوش مارتا ہوا آتا ہے
ہزارہا بندگان خدا اسمیں گر کر ڈوب رہے ہیں سیاہ آندھی اٹھی صدہا خیمے گر گئے جو سپاہیان
لشکر اسلام نے بڑھکر خبر دی بارہ ہزار ساحران غدار ہمراہیان صیقل نابکار آپڑے ہیں

لشکر پامال ہو رہا ہے یہ خبر وحشت اثر بادشاہ عالیوقار سنکر فوراً پشت مرکب پر سوار ہوئے سب سے
پہلے سرخیل وفاداران مقبل وفادار غلام صاحبقران عالی تبار بارہ ہزار تیر اندازون کو لیکر ایک
گوشہ مین آیا ساحرون پر تیرون کی بوچھار گوشون سے کمانون کی کڑک عقاب تیر پر کھول
کے آڑے مرغ روح ساحرون کو شکار کیا سو پچاس ساحر مر کر گرے اور زیادہ اندھیرا
ہوا جو جادوگر انکے مرنے کی علامت برپا ہوئی آوازین آئین کشتی مرا نام فلان بود این اثنا
مین مقبل نے زبان کو رد کا کل سردار گھوڑون پر سوار ہوئے نعرے کرکے لشکر ساحران پر
جا پڑے آمادہ و سرفروشی ہوئے اگر جادوگر سحر کرتے ہوئے قریب صیقل کے پہونچے زبان
سے سوزن اسکے نکالا صیقل رہا ہوا غصہ مین تھراتا ہوا اٹھا زمین سے سنگریزے اٹھا کر
طرف آسمان کے پھینکے لشکر اسلام پر اس سنگدل نے پتھر برسائے اب ساحرون نے صیقل
کے پاس جھول سحر کی پہونچا دی صیقل سحر کرتا ہوا بڑھا جس سردار کو جہان پایا قتل کیا قید
ہو کر آیا تھا جھلایا ہوا تھا گھسے فولادی مارنا شروع کیے صیقل چاہتا ہے کہ مین بالکل صفائی
کر دون ایک مسلمان کو زندہ نچھوڑون زیادہ خرابی یہ ہوئی کہ مین پڑا ہے لشکر اسلام کے
یہ سحر کر دیا ہے لشکر مین صیقل کھڑا سحر کر رہا ہے مگر سرداران نامدار و غازیان دیندار و مجاہدان
تہور شعار ہر چند کہ سحر سے مجبور و ناچار بلاے تازہ مین گرفتار ہین لیکن اگر کسی ساحر کو پائے
یا تو نیزہ مارا سینہ پر کینہ پر ساحر کے پڑا ساحر تڑپ تڑپ کے جہنم واصل ہوا اگر اسکا سحر چل گیا
تو یہ گھوڑے سے گرے وہ غالب آیا اگر کوئی سردار سپاہی یا سوار قریب جادوگر کے پہونچا
غصہ مین لپٹ پڑا شل کر پاس کشتہ جبر کر پھینکدیا چھاتی پر چڑھ بیٹھا سر اس خودسر کا کھینچ لیا
اسطرح ساحرون سے لڑ رہے ہین جانبازی مین مشغول ہین مگر مردان عالم کا زور نہین چلتا
لشکر پامال ہو رہا ہے بادشاہ گردون بارگاہ حیران پریشان تاجداران جلیل جابجا سحر مین گرفتار
کوئی گھوڑے سے گرتا ہے کسی کی تلوار نیام سے اگل رہی ہے اپنا حربہ اپنے گلے پر چلتا ہے ہنوز اس
مصیبت تازہ مین اہل اسلام گھرے ہوئے ہین کہ ناگاہ ایک چار سو نقارے پر چوب پڑی دیکھا
زمرد شاہ باختری قابو پرست نشہ شراب کبر و نخوت سے مست تخت نکہت پر سوار کل لشکر کو ساتھ
لیے ہوئے آپہونچا جو حیا نے سن پایا کہ صیقل جادو رہا ہوا سمجھا کہ مسلمان مترود ہوئے ہین چلکر

قتل کرون بختیارک بھی بخوبی سمجھا چکا ہی کہ یا خداوندا آج کل صاحبقران لشکر مین نہین ہین چلو مسلمانو
کو مارین شکست دین تمام سنجانی باختری شتری حصاری اس بھیا کے ساتھ بے تکلف تلوارین
تولے ہوئے یا تو نام سے اہل اسلام کے بھاگتے تھے آج سینے سپر کیے ہوئے للکار رہے
ہین لینا لینا کی صدا بلند لقا نے بھی نعرہ کیا بھیا نامرد پکارا اٹھا سُن خداوند زمردشاہ باختری
اے مسلمانو قدرت نے ہزار پیشتر یہ تقدیر کر چکے تھے کہ ہاتھ سے اپنے بندۂ خاص صیقل جادو
کے مسلمانونکو شاہینگے صیقل کو شیر قدرت بنائینگے اب بر سر ملک باختر قدرت جائینگے جب تبدیلات
پر پہونچینگے تقدیرات رنگا رنگ کرکے جسقدر بندے قدرت کی محبت مین مارے گئے ہین
سبکو زندہ کرینگے ایسے کلمات کبر و غرور زبان سے بکتا ہوا لشکر اسلام پر آپڑا یا تو تخت پر سوار
تھا یا یک پکارا قدرت کی سواری کے واسطے مرکب لاؤ قدرت آج اپنے ید قدرت سے
مسلمانونکو قتل کرینگے جوان تو قدرداہی تیغہ کھینچکر مسلمانون پر جا پڑا جو لوگ بحر مین مبتلا تھے انکو
قتل کرنے لگا اُسوقت سرداران نامی کی بیکسی و بے بسی رنگ فق دل مین قلق عالم یاس
چہرے اُداس دیکھتے ہین کہ وہ نامرد بڑھ بڑھ کر غازیان دیندار کو قتل کرتا ہی رہ رہ کے
پیچ و تاب کھاتے ہین سوزش قلبی سے سینہ مین دل کباب ہو رہے ہین دانتون سے بوٹیان چباتے
ہین کیسا انقلاب ہی اس سبب سے پیچ و تاب ہی وہ نامرد کہ جو نام سے ان غازیان دیندار
کے فرار کرتے تھے آج قتل کرنے پر آمادہ ہین سنگدل ہین جلاد سے زیادہ ہین بقول بختیارک
جسطرح بن پڑے مسلمانون کو قتل کرو ہتھیار ہا بندگان خدا ان نامردون کے ہاتھ سے قتل ہو رہے
ہین لاشے زمین پر پھڑک رہے ہین آتش سحر نے خرمن ہستی مسلمانان جلائی ازان لقا
مسلمانون سے چلے ہوے گھوڑے دوڑاتے پھرتے ہین اہل اسلام کی پامالی لشکر کفر و
ظلام کی بحالی بادشاہ و لشکر اسلام سعد بن قباد ایک گوشہ مین کھڑے ہوے یہ قیامت
دیکھ رہے ہین مرکب شاہنشاہ کا بھی بدلگامی کر رہا ہی ہر چند چاہتے ہین روکین نہین رکتا
اگر زمین پر پاؤن رکھتا ہی سُم پھٹے جاتے ہین بدحواس ہو کر ادھر سے ادھر آتا ہی بادشاہ پڑی
جاتے ہین رن مین ذرتی ہر ہر تہ یقین ہوتا ہی اب مرکب سے گر پڑونگا اور تاجداران جلیل کا
بھی یہی حال ہی بادشاہ نے بہ نگاہ حسرت طرف آسمان کے دیکھا زمانا بخا یہ ساحرون نے قیامت

کر دی تھا آمادہ بیداد ہی براے مسلمانان جلاد ہی آج نامردون نے قابو پایا ہی یہان ندیکھے
دیکھو بار دیگر جب اُس صاحب اقبال کا قدم لشکر مین نہین ہوتا جان پر بنجاتی ہی جب عالی تبار نہین ہین
ساحرون کا غلبہ ہی وہ موجود ہوتے اسم اعظم پڑھکے چشم زدن مین ساحرون کو واصل جہنم کرتے
اب اپنے بے نیاز سے رجوع کر دینے ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیے بادشاہ جم جاہ نے تاج سر سے
اتار احتیاج بدرگاہ قاضی الحاجات ہوکر پکار اُٹھے ای پروردگار اس مصیبت سے اہل اسلام کو بچا
کبھی بلک کر دعا کرتے ہین کبھی مقبل کو اپنے قریب بلاتے ہین فرماتے ہین ای مقبل وفادار ای نمکخوار
قدیم ناموس کے رازدار اب کوئی صورت فتح کی نہین معلوم ہوتی تو میدان کارزار سے
نکل جانا ممکن کرکے ناموس صاحبقران کو جلد سوار کر براے خدا جس جانب مناسب جان
نکلجا بلکہ اگر جا سکے تو اپنے کو ملک باختر پہ پہنچا کل ناموس قلعہ ذوالامان مین موجود ہین مظفر
ضیغم خون آشام کوتوال و شاہ سلیمان فارسی وہان کا بادشاہ ہی یہ دونون
نہایت خیرخواہ ہین ناموس کو وہان پناہ ملیگی سواران سنجان سن پاینگے فوراً براے حفاظت
آئینگے یہان ناموس کا ٹھہرنا اب مناسب وقت نہین ہی ہم یا قتل ہون یا گرفتار ہو جائین کچھ
مطلوب نہین ہی مستورات کے لیے سب طرح خرابی ہی خیال حرمت ناموس مین بڑی تباہی
ہی ہمارے ساتھ رہنے سے یہ کام بہتر ہی صاحبقران بھی راضی ہونگے یہ کلمات حسرت آمیز مصیبت
خیز سنکر مقبل چیخین مارکر روتا قدمون سے لپٹگیا عرض کی ای شاہنشاہ اگر غلام اسوقت بچکر
زندہ نکل گیا تو صاحبقران کو کیا روے سیاہ دکھائیگا صاحبقران فرمائینگے کہ میرے فرزند نور نظر
و سرداران خوش سیر میدان کارزار مین مارے گئے تو نے اپنی جان بچالی کیون نامرد شرم
نہ آئی اُسوقت غلام کیا جواب دیگا یہ خدمت غلام کے سپرد نفرمایئے غلام ہرگز بجا نلائیگا گستاخی
معاف آنکھون سے دیکھ رہا ہون علم شاہ نوجوان و قاسم عالیشان و شاہزادہ نور الدہر
ابن بدیع الزمان و ایرج نوجوان وغیرہ مبتلاے بلاے ناگہانی ہین دشمن اُنکے قتل ہوا
چاہتے ہین اسوقت کیونکر ہوسکتا ہی کہ غلام خانہ زاد جان بچاے یہ کہکر کمان کیانی دوش
سے اتاری بارہ ہزار تیراندازون کو آواز دی جو جو سب سے بچے ہوے تھے اپنے
افسر کی آواز سنکر قریب آئے مقبل تیراندازی کرتا ہوا بڑھا دریاے لشکر لق

مین سنگانہ غوطہ لگایا صدہا غلام نے اپنی جان دی بادشاہ نگاہِ حسرت سے دیکھ رہے ہین ایکدفعہ تمام
پر مقبل بھی اڑتے اڑتے ختم ہوگیا معلوم ہوا کسی کے سحر کی تاثیر ہوئی بادشاہ بلکنے لگے جانتے
تھے کہ صاحبقران نے مقبل کو مثل فرزندون کے پرورش کیا ہی اسکا یہ حالِ پرملال دیکھکر کلیجہ
منہ کو آگیا اور یہ بھی دیکھا کہ لقا سے بچیار ستمانہ اڑتا ہوا طرف بارگاہِ ناموس کے جاتا ہی اسکو
کلیجہ مین شعلے بھڑکنے لگے قریب تھا حجاب سے روحِ جسمِ خاکی سے نکلجاوے اُدھر محافظون نے
ناموس کو خبر دی حضور سب فرزندانِ صاحبقران گم ہوگئے ساحرون نے سحر سے سبکو بیکار کردیا
لقا اڑتا ہوا اسطرف آتا ہی کنیزان جانباز در دولت پہ لڑ رہی ہین یہ سنکر ناموس شاہنشاہی
نے بال کھول دیے سجادے بچھائے سب بیبیان دعا مانگنے لگین کنیزین سر پیٹ رہی ہین کل بپا
شور گریہ وزاری بلند ہر شخص دردمند شاہزادیون نے خنجر کھینچکر سامنے رکھے جام زہر بھر بھرے گئے
و حشر چل رہا ہی کنیزین بڑھ بڑھ کے جھوے رہی ہین لقا آگے بڑھ آیا ہی کئی ہزار جان نثارون
نے جان دی شاہزادیون نے سر زمین پر دے مارا جان دینے پر آمادہ ہوئین رجوع قلب سے
طرف درگاہِ بے نیاز کریم کارساز کے فریاد کی پروردگارا ہماری ذلت جائز نہ رکھ حکم دے
ملک الموت کو قبض روح کرے یہ سب صاحبانِ عصمت و عفت یہین بیٹھ رہا ہدف مراد پر پہونچا
بادشاہ عالیجاہ بھی نوبت بجان کاردہ باستخوان ہین کہ ناگاہ دامنِ صحرا سے گرد اُڑی عظیم

از دامنِ دشت کوہ اوج رنگ
رخسار نمود شہریارے
گردے برخاست تو تیار رنگ
از دامن دشت آن غبارے

اہل اسلام دیکھنے لگے وہ گرد برائے تشنہ کامان صحرائے
غربت و آوارگان دشت کربت و غربت ابرِ رحمت تھی دافع کلفت و کدورت تھی دیکھا
آگے آگے ساٹھ علم نشان ساٹھ ہزار سوار اسکا ہر ایک علم کے پھریرے پر حمدِ الٰہی
ونعت رسالت پناہی مرقوم آمد فوج ظفر موج کی دھوم سب نے دیکھا کہ زلزلۂ قاف ثانی
سلیمان پشت اشقر پر سوار تخت پر ایک بادشاہ عالیجاہ پہلو مین ایک پہلوان پشت پر
کثرت سپاہ حیاوان اسلام پڑے ہوئے تڑپ رہے تھے کوئی بیہوش کوئی زخمدار
صاحبقران زمان کو دیکھکر دوڑے عرض کی ای شہریار جلد تشریف لائیے لشکر کا خاتمہ
ہی دیر نہ لگائیے جادوگرون نے قیامت برپا کردی ہی وہ دیکھیے آگ برس رہی

یہ سنتے ہی صاحبقران نے اشقر دیوزاد بڑھایا نعرہ کیا یا شیدای کفاران بےحیا دادی نابکاران
پردہ غاہر کرداند داند وہر کہ نداند بشناسد منم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر
گیتی ستان قاتل سلطان نعرہ

امیر عرب ضیغم روزگار | بحکم خدا بستہ شمشیر چار | بیکے تیغ صمصام و قمقام نام
بیکے تیغ ضرب بیکے ذوالحجام | بن کافران از جہان پاک کرد | سر سرکشان جملہ در خاک کرد

ایک جانب سے ہوشنگ نوجوان ایک سمت سے شہنشاہ و زرین علم بصد شوکت و حشم
مع فوج قلعۂ آہن حصار ہوشنگ کے سرداران نامدار تلواریں کھینچکر آپڑے دریاے
خون بہا دیے جواہر بن عمرو قریب صاحبقران پہونچا عرض کی ای شہریار سر سے صیقل کے
لشکر اسلام کا خاتمہ ہے ہر ایک بہادر سحر میں مبتلا ہے اسم اعظم باآواز بلند پڑھیے صاحبقران
نے اسم اعظم پڑھنا شروع کیا ساحروں کے سر پھٹنے لگے نعرۂ صاحبقرانی سے کلیجے پھٹنے لگے
سحر میں جو ذرا کمی ہوئی فوج ساحران میں بےسری ہوئی سرداران صاحبقران بھی سنبھلے
ہوش و حواس بھی درست ہوے لڑائی پر چست ہوے بڑھ کے نعرہ کیا اول
سب سے علم شاہ نوجوان شال شیر میدان کارزار میں آکر گونجا نعرۂ علم شاہ نوجوان

ارشد اولاد امیر عرب | دیگر | کیست علم شاہ چو رستم لقب
علم شاہ و دیو شہ فیل زور | | کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور

دوسری طرف سے آواز آئی نعرۂ لندھور

جزیرہ ہاے دریا را گرفتم تا بہ ہندوستان | اگر نامم بخوانی منم لندھور بن سعدان

ایک جانب سے نعرہ ہوا نعرۂ مالک اژدر

منم مالک اژدر خشمگین | سپہدار در لشکر اہل دین

نعرۂ بہرام گردن خاقان چین

منم گرد بہرام خاقان چین | کہ از ہیبت من بلرزد زمین

بادشاہ بجاہ نے مرکب جنگ سیاہ قیطاس کو بڑھایا بصد صولت و شوکت نعرہ کیا نعرۂ بادشاہ

منم شاہ و شاہان فریدون حشم | بہار گلستان کاوس و جم | منم صف شکن صاحب عز و جاہ

چل نامور سعد عالم پناہ	گر صاحبقران نے ملاحظہ کیا مین پڑاو پر تلوار چل رہی ہے ہزار

اہل اسلام مارے گئے گھوڑے کوتل پھر رہے ہین صدہا خیمے گر گئے ہین ملازمان لقا لوٹتے ہوے تا بخیمۂ ناموس پہونچ گئے ہین ادل اسی جانب رُخ کیا کنیزون نے بڑھکر محلات کو خبر دی مبارک ہو صاحبقران مع فوج ظفر موج آپہونچے دیکھیے سب سردارون کے نعرے کی آواز آئی اُس شیر کے آتے ہی زمین مغرانی قریب درِ دولت ضیغم خونآشام لقاے بیحیا کا خالو بیدین دبد خو لڑائی مین مصروف تھا صداے نعرۂ صاحبقران سنکر بے لُٹے بھڑے مثل صید خائف بھاگا روتا پیٹتا قریب لقا کے پہونچا لقا نعرے کرتا پھرا تھا من چہ تقدیر کردم ضیغم نے قریب آکر کہا ارے بھاگ تیری تقدیر مین آگ لگے صاحبقران زمان آپہونچے جلدی بھاگ جا ورنہ لشکر سے نکلنا دشوار ہوگا طعمۂ نہنگ شمشیر آبدار ہوگا ساحرون کے دم بند ہین بھاگا چاہتے ہین سرداران حمزہ سنبھل گئے بھانی باغریون کے بل نکلگئے بے لُٹے بھڑے بھاگے جاتے ہین لقا نے کہا اے خالو ے قدرت آج ما بدولت تقدیر کرچکے ہین کہ بدون قتل مسلمانان واپس نہون گے ضیغم نے کہا شامت آئی ہے یکایک دیکھا زمین تلے اوپر ہوئی ساحرون مین بھگدڑ پڑی صاحبقران لڑتے ہوے چلے آتے ہین ساحر لاکھ سحر کرتے ہین صاحبقران پر تاثیر نہین ہوتی جسکو بڑھکر ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوے ساحر یا سامری یا جمشید پکار رہے ہین کلوا بھیرون کا نام لیتے ہین مگر نہیب شمشیر صاحبقران سے دوہائی دیتے ہین لقا بیحیا پکارا اے بندۂ خاص التماس اے صیقل جادو جلد اپنے کو قدرت تک پہونچا حمزہ لڑتا ہوا آتا ہے ما بدولت کو سرکشی دکھاتا ہے قدرت نے اسکی قضا تیرے ہاتھ سے مقرر فرمائی ہے اگر اور کوئی حمزہ کو قتل کریگا تیری لیاقت مین فرق آجائیگا صیقل نے جو نعرۂ قدرت سنا سحر کرتا ہوا چلا قریب لقا آکے کہا خداوند کیون غل مچاتے ہو خیر تو ہے لقا نے پکارا اس بندۂ مغضوب کو لینا صیقل جادو صاحبقران پر سحر کرنے لگا پہلے گرز مارا امیر نے اسم اعظم پڑھا گرز اچٹکر زمین پر گرا صیقل نے آواز دی تو بھی کسی گرز کا سوٹا ہے دو چار ساغر جانتا ہے سحر کو میرے باطل کیا یہ کہکے ماش کے دانے پھینکے وہ بھی صاحبقران پر صدقے ہوکر گر پڑے اب تو اُسنے گیند ارجھالا

تیغہ سحر کمر سے کھینچا قریب آ کے ہاتھ مارا امیر نے تیغہ ضرب سلیمانی کو اسم اعظم پڑھ کے چہرے
کی پناہ کیا وار کو اُس نابکار کے رد کیا جیسے ہی وہ تلوار مار کے پلٹا امیر نے خبردار کہکے
ہاتھ تلوار کا مارا اُس روسیاہ نے سپر سحر کو اٹھایا تیغہ برق مثال چمک کے گرا ابر سپر کو
ٹکڑے ٹکڑے کر دیا سپر کو کاٹ کر سر پر گری ہر چند سحر کرتا رہا کچھ نہوا شعلۂ شمشیر نے خرمن ہستی
کو اُس بیحیا کی جلا کے خاک کیا اُس نجس کا قصہ پاک کیا مرتے ہی صیقل کے ساحروں کو آئینۂ
شمشیر صاحبقران میں جلوۂ عروس مرگ دکھلائی دیا سنگباری برف باری ہونے لگی آواز
آئی کشتی مرا نام سن صیقل جادو بود ابتو ایک جانب سے عیاران اسلام حقہ ہائے
آتشبازی لیکر ساحروں پر گرے ساحروں کے دم بند کر دیے مگر رستم پیلتن علمشاہ نوجوان فرزند
رشید صاحبقران تیغہ کپتیان فرنگی ہاتھوں میں کھینچا ہوا اشتر بالا کبود فرنگی پر پٹری جمی ہوئی گرد انکے
سردار آلا گرد فرنگی و مالا گرد فرنگی و کبی ارزال و کپی زلزال و نہنگ بچہ دریائی و
ساقط شاہ دربندی تنبور گڑ گڑاتا ہوا بگل بجتا ہوا ہمنشین گوروں کی جمی ہوئی بڑی
شوکت و شان سے رنتے ہوے سامنے لقا کے پہونچے للکارا او کندۂ ناتراش و بدمعاش
او وحش بادیۂ ضلالت او غول صحرائے جہالت آج تو ہزارہا مسلمانوں کا خون تیری گردن پر
ہے لقا نے جو علمشاہ کو آتے ہوے دیکھا آواز دی او لسپر حمزہ قدرت کے جاہ و جلال سے
نہیں ڈرتا ابھی سنگ سیاہ کر دونگا بھول گیا تیرے ہاتھ سے زنگستان فتح کرایا سرتختہ ملک
زنگستان لقب دیا قدرت سے یہ بے ادبی جا بھاگ جا قدرت کو رحم آتا ہے مادہ ولت کیونکہ
دکھاتا ہے علمشاہ نہایت غصہ میں تھے بے اختیار ہنس پڑے فرمایا اب درم سنیکیے اوچھے
یہ منہ زوریاں ظاہر ہے کہ تو شیطان کا شرا ہے ہمیشہ جوتیاں کھاتا ہے پھر بیہودہ بکے جاتا ہے مگر
آج تو سنگدلی دکھا بھاگ پتھر کا بنا لقا بھی غصہ میں تھا بپھرا خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا جوان
بڑے قد کا دیو ہیکر قالب انسان میں سمایا ہوا ہے دو دستوں کا تیغہ لنگر دار جو ہر دار مارا علمشاہ
نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا بجز کر تلوار کو رد کا تلوار کمالٹ سے آشنا نہوئی زور قی حیات رستم
طوفانی ہونے سے بچی اب رستم پیلتن نے اسی جوش و خروش میں ننگا نہ ہاتھ تیغہ کپتیان کا
مارا نہیب شمشیر علمشاہ نوجوان سے لقا تھرا یا سر کو اٹھایا مگر دل سے کہتا ہے نام اسکا سر پر کی

اگر اصل مین ایک پر بھی ہوتا اڑ جاتا مگر تلوار نہ رکتا تیغہ تڑپ کے گرا پہرے دو ٹکڑے ہوئے تلج
کنا زق قدرت شگافتہ ہوا جس سر مین غرور تھا اُسپر زخم آیا غرور خون بنکے نکلا بے غیرت سمجھا مین
سرخرو ہوا ایک چیخ ماری ای بندگان قدرت دوڑو جبتا سپہ سالار قدرت کا قدرت کو مارے
ڈالتا ہی تمام اہالیان فوج اُس مقام پر آپڑے خوب تلوار چلی لقا کو لیکر کفار بھاگے لاشہ صیقل
لیکر چند ساحر طرف طلسم ہوش ربا کے چل نکلے بعد مرنے صیقل کے زخم سلے بختیارک نے دیکھا
قدرت زخمی ہوے ساحر لاشہ صیقل لیگئے مگر مسلمان چلے آتے ہین پڑاو لوٹ لیا بارگاہ مین
جلادین گھبرا کے حکم دیا طبل ماں بجے اِدھر اُدھر طبل ماں پر چوب پڑی صاحبقران نے صمصام
انتقام کو نیام مین کیا سرداران زخمدار کو ہوادار دن پر ڈالا کشتے اُٹھوائے میدان کارزار سے
واپس آئے بادشاہ جمجاہ کو سلام کیا ہوشنگ نوجوان و شاہنشاہ و زرین علم کو قدمون
پر گروایا بادشاہ نے دونوں جوانون کو گلے سے لگایا ہوشنگ نوجوان کو بہت پسند فرمایا
آکر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوے تمام کیفیت اپنی صاحبقران زمان نے سامنے سردارون
نتھن کے بیان کی فرمایا ہوشنگ نوجوان سے ہماری جان بچائی پھر اپنا قید ہو کر قلعہ
آہن حصار مین جانا وہان کے حالات لفظاً لفظاً بیان کیے مگر جواہر بن عمرو سے فرمایا کہ ین
ای نور نظر یہ ساحر جو طلسم ہوش ربا سے آئے تھے اُنسے کچھ اسد نامدار کی کیفیت ظاہر ہوئی
پارۂ جگر نور نظر بدیع الزمان گرد لشکر شکن سے چھوٹنے کی خبر پائی اسد نے طلسم
فتح کیا کچھ لوح کے ملنے کا ذکر سُنا جواہر بن عمرو بے اختیار رو دیا گا عرض کی ای شہریار جب
طلسم سے کوئی ساحر آتا ہی اول اِسی فکر مین جاتے ہین کہ اپنے والد نامدار و شاہزادگان
عالیوقار کی کیفیت دریافت کرین مگر ابکی مرتبہ صیقل جادو زیادہ نہ ٹھہرنے پایا کہ غلام
نے جا کر گرفتار کیا ساتھ والے اُسکے یہ کہتے تھے کہ آج کل خواجہ عمرو اسد نامدار کو ساتھ
لیکر تلاش لوح مین نکلے ہین کوئی خداوند واقف تھا اُسکو مسلمان کیا لوح ملنے کی تدبیر ہو رہی
ہی ابھی طلسم ظاہر سے مہلت نہین پائی طلسم باطن کیسا بڑا یہ طلسم وسیع ہی افراسیاب
بہت بڑا ساحر ہی علوم شعبدہ بازی سے خوب ماہر ہی خواجہ عمرو ایسے ہی کامل ہین
جو ایسے بادشاہ خود سر کو دھوکا دیتے ہین برق و قران بڑے بڑے کام کرتے ہین

گریہ بھی سنا ہی کہ بدیع الزمان والاشان کا ابتک پتا نہین ملا صاحبقران کی آنکھون سے آنسو
جاری ہوے فرمایا مجبور و ناچار ہین ہمارا فرزند اس بلا مین مبتلا ہوا در ہے کچھ نہین ہوتا ہے یہ بھی
اکثر سنا ہی کہ طلسم ہوش ربا کا فتح ہونا بہت دشوار ہی دیکھیے اپنی حیات مین پھر ہم اُسکو پائینگے یا
بعد مرنے کے قبر پر آئینگے صاحبقران کے ان کلمات حسرت آیات پر تمام اہل ایمان دربار رو دیئے
شاہزادہ نورالدہر قدمون سے صاحبقران کے لپٹ گئے عرض کی ای جدِّ عالی تبار غلام کو رخصت
فرمائیے جاکر اپنے والد نامدار کا پتا لگاؤن یا اس جستجو مین اپنی جان دون اگر راہ مین غلام کا
کام تمام ہوا مردان عالم مین نام ہوا اگر رہبر عالم نے رہبری کی منزل مقصود تک پہونچے
سعادت دارین حصول ہوئی دعا مقبول ہوئی بڑی نامردی ہی کہ ہم آرام سے سوئین والد نامدار
نہین معلوم کس مصیبت مین ہین خواجہ عمرو ایک سر ہزار سودے بیچارہ اسد نامدار کیا کرے
غلام ہر طرح پر اپنے کو تابہ طلسم ہوش ربا پہونچائیگا حال عجائب و غرائب طلسم کھل جائیگا
صاحبقران نے نورالدہر کو گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا فرمایا انشاءاللہ ہم تم خود اُس
بجیا کو شکست دین رو براہ اُٹھتے بیٹھتے طرف طلسم ہوش ربا کے چلین خبردار ایسا نہ کرنا
خلاف ہمارے حکم کے اس راہ پرخطر مین قدم نہ دھرنا خوب ہمکو دریافت ہوچکا ہی راستے
طلسم ہوش ربا کے بند ہین پیچ مین بڑے بڑے در بند ہین اگر تم ہماری نظرون سے چھپے
پھر ہماری زندگی دشوار ہی نورالدہر کو بٹھاکر جواہر بن عمرو سے فرمایا بارگاہ لقا مین جاؤ
خبر معقول بمقدمہ طلسم ہوش ربا لاؤ جواہر اُسی وقت بانواع عیاری سے آراستہ ہوکر برای
دریافت خبر طرف بارگاہ زمرد شاہ باختری کے روانہ ہوا ایمان لقا شکست خوردہ افتان
وخیزان باغ مینا مین آیا سگاران خرس طینت میمون خصلت گرد آکر جمع ہوے تعریفین کرنے لگے
لقا نے کہا صیقل جادو بڑا مغرور تھا قدرت نے اُسکو ہاتھ سے اپنے سپہ سالار قدرت
کے واصل جہنم کرایا قدرت نے کیا برجستہ تقدیر کی راہ دُور و دراز سے بلایا صیقل کو
مٹایا مگر افراسیاب حرامزہ بڑا مغرور ہی سراسر اُسی بجیا کا قصور ہی اگر قدرت کے نزدیک
پھر گرتا اب تک قدرت مسلمانون کو بھی غارت کردیتے غنچہ ہوش ربا مٹ جاتا مگر اب قدرت
اُس مست بادہ کبر و نخوت کو خاک مین ملا دینگے طلسم ہوش ربا اسد شیردل کے ہاتھ سے فتح

گرا ئینگے وہ ہمارے سپہ سالار قدرت کا نواسا ہی افراسیاب کے خون کا پیاسا ہی اوس شیطان درگاہ میں ایک نامہ متضمن بہ تنبیہ و تہدید براے افراسیاب خانہ خراب جلد تحریر کر آخر میں یہی لکھوکر او بھیجا اگر قدرت کی قدمبوسی کو نہ آیگا بڑی مصیبت اُٹھائیگا قدرت سمجھے بہت خفا ہین مرف کوہ ہفت زلازل کے چلے جاینگے اُسکو بادشاہ ہوش ربا بنائینگے بختیارک نے نمک مرچ ملاکر نامہ تیار کیا طرف طلسم ہوش ربا کے روانہ کیا نامہ دار کو راہ • مین چھوڑیے

دو کلمہ داستان حیرت بیان لشکر ظفر اثر اسد نامدار راہ مین قلعہ پر اُترنا اور پہونچنا ملکہ لالان خون قبا کا مع لاشہ داؤد شاہ و ملکہ صورت نگار و عیاری خواجہ عمرو نامدار گرفتار کرنا ملکہ صورت نگار کو اور آنا مصور جادو کا عمرو کا غصہ مین اسکو بھی گرفتار کرنا زن و شوہر کو کوڑے مارنا اور عین وقت پر آنا افراسیاب خانہ خراب کا اور مقابلہ کوکب روشنضمیر سے ساقی نامہ مصنف

ارے ساقی مجھے دے جام بھر کر
ترے میخانہ مین گھبرا رہا ہون
ہی اک ساغر کے دینے مین تکلف
ہی اب فوج اسد کی یادگاری
کسی جادو رہ افسونگری ہی
پھنسے ہین دام الفت مین یہ کلفت
بہ گیسوئیت پریشان روزگارم
بسوزد شکل گلخن قلب غمناک
دمادم شغل آہ و نالہ دارم
زبار فرقتش نوبت بجانست
کشیدم چند مدت انتظارے
مسلمانم مسلمانم مسلمان
زنان شد آسمان از مغرب تا شرق

نہ رندان ازل سے شور و شر کر
مہیاے جفا ہی دور گردون
یہ جام مے ہی یا چشم نا سعت
کو ئی ہی فکر عیاری مین حیران
قمر بزم جہان مین ابتری ہی
زل شفقہ بہ غمگین اثر ہین
بہ ابرویت کہ از بس لالہ گارم
ز زخم شل گل صد برگ زرد است
بدل داغ و بلب نالہ دارم
مرض دارم علاجے کن خدارا
ندیدم شکل اک اجو بہ کارے
نظر بہ عالم ابر و ہوا کن
بہ بین بر گریہ من خندہ برق

جفاے دور گردون مین پھنسا ہون
اُٹھے رندون سے کیونکر دور گردون
یہ کب تک سیکدین بادہ خواری
کہین ہی شعبدہ بازی کا سامان
اگر ہم بادہ خوران بحنت
ہم اپنے حال سے خود بیخبر ہین
بگریہ شل شبنم چشم غمناک
جگر خشک از ہواے آہ سرد است
فراق دختر رز بس گرانست
خدارا ای خود آرا کن مدارا
مکن از خون من آلودہ دامان
نگاہے جانب فوق السما کن
چہ سازم در کسوف است آفتابم

بہ گریم ہوش بر بود اضطرابم	نظر بر التہاب قلب من کن	بیا برخیز و گلگشت چمن کن
زبان فرقت بنت العنب رفت	سپاہ و صدمہ و رنج و تعب رفت	ہنگامہ پروازان میدان جانبازی

چابکسر فروشان بازار رزم یکہ تازی اسپ تیزگام کلک کو یون جولان کرتے ہین شعر مضمون
سخندان و دقائق شناس وعقل وشعور اسد کے حال کو کرتے ہین اسطرح مسطور سابق مین
تحریر ہوا کہ شہسوار عرصہ یکہ تازی اسد بن کرب غازی وہتر مہتران شاہنشاہ عیاران
مع لشکر ظفر اثر شہر داؤدیہ سے بقصد کوہ و قاف لشکر ملکہ مہرخ کے روانہ ہوئے تھے اول
ایک نامہ ایسے مضمون کا کہ لوح طلسمی اسد غازی نے پائی اے ملکہ مہرخ ادھر سے لشکر لیکر تم آؤ
ادھر سے ہم آتے ہین اثنائے راہ مین بکیفیت تمام ملاقات ہوگی اور یہ بھی اسد غازی
کا قصد ہے کہ راہ مین جو خارستان ملیں انھین بھی فتح کرتے چلین خواجہ عمر و ساتھ ساتھ قطع
منازل و طے مراحل کرتے ہوئے جب دوبہ وزیہ کے قریب پہونچے ناظمان افراسیاب کو شکست
دی مقام سلامت آباد کیا گرد و سکنا نام سعد بن قباد کے جاری ہوا تسخیرات کرتے ہوئے لشکر
ہو بدم زیادہ ہوتا جاتا ہے مگر اسی مقام پر ذکر لشکر مہرخ بھی کر دینا واجب و لازم ہے یہ تمام سرداران
نامی و ساحران گرامی بارگاہ آسمان جاہ مین جلوہ فرما ملکہ مہ جبین الماس پوش دختر افراسیاب
معشوقہ اسد نامدار تخت سلطنت پر مگر یاد مین اسد نامور کے آنکھ سے بیقرار اشکبار راتین اختر
شماری مین دن بیقراری مین بسر ہوتا ہے ہر کارون پر تاکید کہ حال طلسم کشا دریافت کر دو دل
ملکہ بہار و عنیان وغیرہ نے جو سوار تا بہ باغ سیماب ہمراہ اسد عالیجناب گئے واپس آئے
تمام کیفیت باغ غافل و ہوشیار و حالات گنبد نور وغیرہ سامنے ملکہ مہ جبین کے بیان کیے
کہا ہمارے سامنے کوکب روشن ضمیر باغ سیماب مین آئے یقین ہے اسد غازی کو
لوح ملگئی ہے انجو غالب ہو کر مدارج ہوئے ملکہ مہ جبین نسوانی زین آپ لوگون کے
منھ مین گھی شکر ہمین اسوقت یقین آئے کہ جسوقت کوئی نامہ مزین بمہر خواجہ عمرو
ہم تک پہونچے بمقدمہ لوح افراسیاب بڑی کد و کاوش کر یگا نہایت کوشش کر یگا خدا
انکی جان اس ظالم کے ہاتھ سے بچائے آفتاب جمال نظر آتے ملکہ مہرخ زمانی مین
ملی بلا اب لوح ملنے مین کیا تامل ہے یہ راہ پر خطر طے ہونے کی امید نہ تھی یہ لوگ باغ سیماب

سے آتے ہین کوکب روشن ضمیر نے سیماب کو گشتہ کیا ہوگا اگر اسد نامدار کا داخلہ طلسم باطن مین
ہو تو عجب نہین وہان سے نامہ آنا دشوار ہی بی بجدہ شکر یہ پروردگار کرو کہ فارث تمھارے
خیر و عافیت سے ہین بڑی بات تو یہ ہی کہ خود خواجہ عمرو ساتھ ہین یہ کلام ناتمام تھا کہ ملکہ
سرخ موسے کاکل کشا نے آکر عرض کی حضور مبارک ہو نامہ دار لشکر ظفر اثر طلسم کشا
سے نامہ لیکر آیا ہی اسد دار بار باطل ہی ملکہ مہ جبین نے خوش ہو کے فرمایا جلد بلاؤ نامہ دار اندر
آیا واسطے مجرے کے خم ہوا پایۂ تخت شاہنشاہی کو بوسہ دیا نامہ پیش کیا ملکہ مہ جبین نے
سرنامہ پر مہر اسد غازی و خواجہ عمرو دیکھی نامہ کو آنکھون سے لگایا ملکہ مہرخ کو دیا کہا نانی
امان جلد اسکو پڑھوایئے شاہزادہ شکیل جادو کو وہ نامہ ملا سونے کا پہنچایا گیا شکیل نے
باآواز بلند نامہ پڑھنا شروع کیا اسد نامدار نے اول باغ سیماب سے آوارہ ہونا کوہ و دشت
مین پھرنا تحریر کیا تھا اس حال مصیبت مآل کو سنکر دربار مین شور گریہ و زاری بلند ہوا شکیل نے
کہا صاحبو صبر کرو خدا کے فضل سے انجام بخیر ہی سب خاموش ہوے اب پہونچنا باغ مین ملکہ
لالان خون قبا کے اور حشق پروے مین تحریر کیا تھا بعد اُسکے خواجہ عمرو کا بصورت خداوند
داؤد جادو لوح طلسمی حاصل کرنا داؤد کا سحر سے تائب ہونا بعد اُسکے سامان لشکر کشی کی کیفیت
تمام مندرج تھا آخر مین لکھدیا تھا ای سرداران ذیشان ادھر ہم لڑتے بڑھتے آتے ہین بمجرد
ملاحظہ نامہ ہذا مع کل لشکر و سرداران نامور کوچ کرکے اسطرف روانہ ہونا ہے راہ مین ہمکو
تمھارے ملاقات ہوگی یہ مژدۂ فرحت و مسرت افزا سنکر نوبت و نقارے بجنے لگے ملکہ
مہ جبین کو نذرین گذرنے لگین ملکہ مہرخ نے فرمایا کیون بی بی کیا جلد پروردگار نے فضل اپنا
شریک حال کیا نامہ دار کو خلعت فاخرہ عطا فرمایا ملکہ مہرخ نے اسی وقت لشکر مین قرنا پھنکوائی
منادی نے ندا کی کہ ملازمان طلسم کشا و ای جان نثاران کوسے وفا آگاہ ہو کہ تمھارے آقا
نامدار و مولاے قدرشناس اسد نامدار فلک اساس نے لوح طلسمی پائی لشکر کشی کا سامان ہو چکا
سجدۂ شکر یہ پروردگار کرو بہ تعجیل تمام سامان سفر آراستہ ہو سلاح حرب سے پیراستہ ہو چلکے اپنے آقا سے
نامدار سے ملین خیمہ باغ مراد کھلین تمام لشکر مین سامان خوشی مہیا ہوے سفر کی تیاری ہونے لگی
اسی دن ملکہ نے لشکر تیار کیا ملکہ مہ جبین الماس پوش کو تخت سلطنت پر سوار کیا نقارے پر چوب لگی

نقیبانِ بلند آواز آگے بڑھے ایک طرف ملکہ بہار جادو و ایک جانب ملکہ مخمور خونخوار صاحب سطوت
وصولت ایک جانب باغبانِ قدرت و شاہزادہ خورشید زرین سحر تیغ زن صف شکن ملکہ
ہلالِ سحر افگن افسونگری میں یکتا ملکہ سرخ موئے کاکل کشا و ملکہ یاران زمین کن و ملکہ اسرار جادو
و گلزار چشم و زیور چشم وغیرہ بصد جاہ و حشم دو منزلہ سہ منزلہ کرتے ہوئے جاتے ہیں جب تین
منزلیں طے ہوئیں ملکہ بہار جادو نے ملکہ مہرخ سے کہا اگر آپکی خوشی ہو ہم آگے بڑھیں پہلے جاکر
لشکر طلسم کشا سے ملیں آپ کے ساتھ لشکر بحساب پانچ کوس سے زیادہ سفر ناممکن باغبان
قدرت و ملکہ مخمور سرخ چشم کی بھی رائے ہوئی کہ ہمارا آگے رہنا مناسب ہے شاید راہ میں کوئی
بادشاہ جلیل طلسم کشا کو روکے اور سحر و ساحری کی پڑے تو اکیلا وہ شیر بیشۂ صاحبقرانی کیا
کریگا کوئی ساحر نامی گرامی ہمراہ نہیں ہے ہم لوگ رازدار طلسم ہیں ہر ایک بادشاہ کو پہچانتے ہیں
ہر ایک ادنیٰ اور اعلیٰ کا مرتبہ جانتے ہیں جیسا موقع ہوگا ویسا عرض کرینگے حالات اس طلسم کے
قابل عبرت ہیں خدانخواستہ کوئی ساحر دام مکر نہ پھیلائے دھوکے میں لوح طلسمی ہاتھ سے جائے
ملکہ مہرخ نے فرمایا اے آپ سب صاحبوں کی بات سالم ہے بسم اللہ آگے بڑھیے ہم بھی جلدی کرتے
ہیں اسی وقت ملکہ بہار جادو و باغبان قدرت و ملکہ مخمور سرخ چشم یہ تینوں سردار عالی وقار
پانچ ہزار فوج جرار اپنے ہمراہ لیکر طاؤسانِ زرین بال و مرکبانِ صبا تمثال پر سوار ہوئے
سحر کرکے مثل باد صرصر طرف لشکر شاہزادہ اسد نامور کے روانہ ہوئے ملکہ مہرخ نے بھی کل
سرداروں کو حکم دیا کہ شبا شب اٹھا بارگاہ کالدے لشکر ظفر اثر بہ تعجیل چلے انکا حال بھی وقت
پر تحریر ہوگا لیکن اسد عالیوقار مع چار لاکھ ساحرانِ نامدار راہ کو طے کرتے ہوئے آتے ہیں
کسی مقام پر لڑائی پڑی ہے برکت سے لوح محفوظ کے سر ہوئی اب ساحروں میں جابجا یہی فکر ہے اسد
نامدار کو طلسم کشائی کی فکر ہے ایکدن وہ آفتاب عالمتاب صاحبقرانی ایک صحرائے سبزہ زار میں
پہونچا وہ اس جنگل کو طے کیا زوال آفتاب ہوچکا ہے کہ دور سے ایک ریتی کا میدان نظر
آیا کارگزارانِ شاہنشاہی نے بڑھکر عرض کی کہ شہریار آج اسی جگہ پر مقام کیجیے فرمایا کوس دو
کوس اور آگے بڑھو خیمے بارگاہیں نصب کرواؤ الیانِ فوج آگے بڑھے یکایک دور سے
ایک دریائے قہار و زخار بطلسم سنج آفت زا نظر آیا جہانتک نگاہ کام کرتی ہے دوسرا کنارہ نہیں معلوم

ہوتا غرانے سے دریا کے گوش گردون کر بانی اُس دریا کا کمتر موجۂ دریا کو دیکھکر خوف آتا ہی
صورت وہ ہیبتناک کہ قلب بھر آتا ہی نظم

عجب بحر قہار و زخار تھا
ابھرتے تھے کس جوش مین جانور
بھڑک کر ابھرتی تھین جب مچھلیان
ہر اک گھاٹ تلوار کا گھاٹ تھا
ہر اک دم یہ موجون سے تھا آشکار
کہ ہی جوش مین اژدر فتنہ گر

قیامت کا سامان نمودار تھا
وہ گرداب اُسکی مصیبت کا گھر
نہوتی تھی ماہیت اُنکی عیان
نہ کشتی نہ بیڑہ نہ انکا کہین نشان
کہ ہی تیغۂ خونفشان آبدار

نہنگان دریا کا وہ شور و شر
ہر اک لہر قہر و غضب تھی مگر
نہان چشم انسان سے وہ پاٹ تھا
قیامت کے آثار سارے عیان
یہ روشن ہی دریا سے حال دگر

اسد غازی قلب فوج مین ہمہ پہلوانان و سرداران نامدار
مرکباے صبا رفتار سے اترے خواجہ عمرو قریب آئے پوچھا کیون نور نظر آج اس صحراے
ریگستان مین مقام ہوگا اسد نے جواب دیا حضور رُکتا ہون دریاے قہار حائل ہی راستہ سطرف
کا کسنے بند کیا ہی انشاء اللہ ظاہر ہو جائیگا یہ باتین ہو رہی تھین کہ لشکر مین ہنگامہ ہوا اسد دلیر
نے گھبرا کر پوچھا خیر تو ہی ضرغام گھبرایا ہوا ناگاہ سامنے آیا عرض کی ای شہریار لشکر اپنا قریب دریا
فرودکش ہونیکو تھا کہ دریا سے طوفان اٹھا مچھلیان تڑپ کر نکلین ہزارہا بندگان خدا کو کھینچکر دریا
مین لیگئین نہنگان خون آشام صدہا کو نگل گئے موجۂ آب کمند آفت ہی کل اہالیان لشکر کشاکش مین
دس ہزار ہا بندگان خدا کو کھینچکر دریا مین غرق کیا جو ڈوبا پھر نہ ابھرا دیکھیے دریا بڑھتا چلا آتا ہی
پانی زور و شور دکھاتا ہی عمرو نے کہا ای نور نظر معلوم ہوتا ہی کسی ساحر نے مکر کیا دریا بنایا پناہ
پانی شکل ہوئی بندگان خدا کی آبرو کا خواستگار ہی کوئی بڑا مکار و غدار ہی جلد بچ کو دیکھو
آگے بڑھو اہالیان لشکر کو بچاؤ تم طلسم کشا ہو دریا دلی دکھاؤ اسد کو سمجھا کر خواجہ عمرو ایک
جانب بھاگے صحرا مین ایک نخل کلان تھا اُسپر چڑھ گئے اب جو عمرو نے نگاہ اٹھا کر دیکھا حقیقت
مین ساحران لشکر اسد ہزارہا اُس بحر مصیبت خیز مین ڈوب گئے بڑے بڑے ساحر اُڑ رہے
ہین گولے ترنج و نارنج دریا پہ مارتے ہین کوئی مطلب نہین حاصل ہوتا ماہیان دریا کا ہنگامہ
تڑپ کر دریا سے نکلین مثل پیکان تیر جسکے سینہ پر پڑین پشت کو توڑ کر پار نکلگئین کبھی نہنگ
نکلا منہ مثل قعر بلا کے کھولکر دو چار کو نگل گیا تڑپ کر دریا مین گرا غوطہ مار کر غائب ہو گیا

کسی سو نفس نے ابھی سو پچھ بڑھائی شکل کمند پانون مین کسی کے لپٹی کھینچکر لیگئی ساحر ہر چند
سحر کرتے ہین مگر اُن جانوران دریائی پر سحر تاثیر نہین کرتا جوش و خروش دریا کا بڑھتا جاتا ہی
عمرو تو نخل کے پتون مین چھپا ہوا دیکھ رہا ہی اسد نے پڑھکر لوح طلسمی کو جیسے آثار ملاحظہ کیا
اُسمین یہ مضمون نکلا ای فتاحِ طلسم ہوش ربا آگاہ ہو کہ لوح طلسم بدون حصول مہرۂ آبدار
سلیمانی کے بیکار ہی طلسم کشا پر واجب و لازم ہی کہ مہرۂ مذکور کی جستجو کرے جب عکس مہرے
کا لوح پر پڑیگا حالات طلسم باطن روشن ہونگے لیکن اگر راہ مین کوئی دریاے قہار و زخار
ملے اور اولیان لشکر پر صدمہ پہونچے یہ مرحلہ طلسم نہین ہی نہنگ جادو اس مقام کا حاکم ہی
اس صحرا و دریا کا ناظم ہی جب تک وہ نہ قتل ہوگا گذر لشکر ظفر اثر کا اس بحر ناپیداکنار سے دشوار ہی
مگر فتاحِ طلسم پر واضح ہو کہ اپنے کو بالاے کوہ فلک شکوہ پہونچاے اُسمین حاشیۂ لوح پڑھا جائے
اگر اپنے زمانہ کا صاحبقران ہی جرأت طلسم کشائی آفتاب عالمتاب عیان ہی دریاے خونخوار
اس بحر قہار و زخار مین پھاند پڑے برکت سے لوح کے سامنے قلعۂ نہنگ خونخوار کے
پہونچیگا مقابلہ اُس سے ہونا زور و قوت پر موقوف ہی اسد نے یہ حال دریافت کر کے ساحرون کو آواز
دی بھاگیو آگے بڑھنے کا ارادہ نکرو آب سحر نہنگ خونخوار سے آبرو بچاؤ یہ کہتا ہوا وہ
نہنگ بحر جرأت بصد صولت و شوکت برفتی پہاڑ پر آیا اسمین حاشیۂ لوح پڑھکر بیخوف و خطر دریا
مین پھاند پڑا بے اختیار زبان سے نکل گیا شعر درین دریاے بے پایان درین طوفان
شور افزا ٭ دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسا ہا ٭ عمرو نے اور تمام سرداران لشکر نے دیکھا
کہ اسد نامدار دریا مین کود کر غائب ہوے لشکر کنارے سے بھاگ کر الگ جا کر ٹھہرا مگر
اسد جو پہاڑ سے کودے پانون زمین پر قائم ہوے دیکھا سامنے ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ
برج و غیرہ آراستہ دروازہ قلعہ کا بند خندق مین پانی جوش مار رہا ہی صدہا توپین چڑھی ہوئین
گولہ انداز ٹہل رہے ہین ایک ساحر بصورت مہیب بشکل عجیب سر قلعہ پر بیٹھا ہی اسد نے
سامنے قلعے کے جا کر نعرہ کیا نعرۂ اسد

اسد شہسوار رزم کردہ روز جنگ	بہ رزم دل شیر و چرم پلنگ
شہنشاہ نام آور و کامران	اسد شیر دل ابن صاحبقران

نہنگ خونخوار نے بالاے قلعہ سے دیکھا کہ طلسم کشا سامنے

قلعہ کے اُسپو پنجا گولا اندازون کو اشارہ کیا گولے پڑنے لگا مگر اسد نے نیا سر کر دیکھا شل آسمان
وہ دریاے قہار سر پر موجود ہی یہان اہالیان لشکر نعرہ اسد نامور کی صدا سن رہے ہین
تو یون کی بھی آواز آرہی ہی مگر وہ دریا بیچ مین حائل اسوجہ سے اہالیان لشکر کو طلسم کشا
اور قلعہ وغیرہ معلوم نہین ہوتا اسد نامدار نے جب دیکھا کہ قلعہ سے گولے چلنے لگا گرز گران
سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو ہاتھ مین لیا شل سمندر اُس دریاے آتش کو طی کرتا ہوا
طرف قلعہ کے چلا جاتا ہی ایسا ہی دل وگردہ ہی کہ اپنے کو گولون سے بچاتا برلب خندق
پہونچ کر نعرہ کیا او ہنگ خونخوار کیون مال خراب کرتا ہی منم شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن
کرب غازی قلعہ مین کھلبلی پڑگئی ہنگ خونخوار نے کہا یارو غضب ہوا طلسم کشا زیر قلعہ
آپہونچا گولا اندازون سے اشارہ کیا ہاتھ کو روکو نعرۂ طلسم کشا کی آواز آتی زمین قلعہ
تھرائی اب جو ہاتھ روکا وہ عنوان برطرف ہوا جبنے دیکھا کہ طلسم کشا گرز کاندھے پر رکھے
برلب خندق کھڑا ہی قصد ہی کہ جست کرکے خندق کو پھاندون ہنگ خونخوار نے آواز دی
یارو اس جوان کو قلعہ مین نہ آنے دو پھاٹک کھولکر نکل پڑو تیر و تلوار و نیزہ سے
ٹکڑے ٹکڑے کردو ساحران خرس پیکر بلوہ کرکے آپڑے قلعہ سے نکلے پل تختہ پڑگیا ایک ساحر
زبردست دور کا بے مرکب پر سوار قریب اسد نامدار آیا نیزہ ہلاتا ہوا گھوڑا اچکاتا ہوا
بڑی آن بان سے نیزہ مارا اسد نے سنان نیزہ کو بچا کر گلوگاہ پر نیزے کے ہاتھ ڈالدیا ایک
مارا یون چھین لیا جیسے کسی طفل کے ہاتھ سے نیشکر کو بدر کیا اُس بھیانے جھلا کر ہاتھ تلوار کا مارا
اسد شیر دل نے بازہ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا جھٹکا مارا وہ سوار بدکردار منھ کے بل زمین پر آیا
اسد نے قبضہ تلوار کا مارا کہ سر اُسکا پھٹ گیا اُسی کے گھوڑے پر سوار ہوا نعرہ کرکے دریاے فوج
مین غوطہ مارا کافرون نے سحر کرنا شروع کیا لوح کے سبب سے سحر تو تاثیر نہین کرتا بڑھکر جسکے ہاتھ
مارا دو ٹکڑے کیا کسی کی بیاض گردن پر ہاتھ مارا صفحۂ ہستی سے مٹادیا کسی کو جھوا کا ہاتھ مارا کسی
کے سرپر تلوار پڑی راکب و مرکب چار پر کالے ہوے کس زور و شور سے شاہزادہ لڑا ہی
شعر ترک خنجر دار گردون ہر دم از چرخ برین در رزم او دید و بگفت آفرین صد آفرین ، کیا
[illegible] دکا [illegible] سے صداے احسنت و آفرین بلند ہو ہنگ خونخوار پکارا ہاے

بانہ سحر نگر و صاحب برج پر سحر تاثیر نہ کریگا اسد للکارتے تھے ہیں اور نامرد آتے نہیں آتا کیسا قہر
لشکر ہے مقابلہ سے منہ چھپایا مردان عالم کے سامنے نہ آیا استادان سخنور نے تحریر کیا ہی کہ آفتاب
عالمتاب شہریاری و کوکب افروز ششجہت جہانداری شاہزادہ اسد نامدار کو لڑتے لڑتے دن
تمام ہوا آفتاب عالمتاب لرزان ترسان بہیبت شمشیر اسد نامدار سے کاشانہ مغرب میں جا کر مخفی
ہوا ماہ تابان مع فوج ثابت و سیارگان برائے تماشائے جنگ اسد نوجوان میدان جہان
میں جلوہ فرما ہوا ہر چند کہ پردہ شب حائل مگر پردہ اس شیر بیشہ جرأت کا نہ ہا اسی طرح ہنگامہ
گیر و دار بلند ہے قلعہ سے برابر ساحر چلے آتے ہیں ہنک خونخوار ترغیب دے رہا ہے پکار پکار کے
کہہ رہا ہے اے یارو طلسم کشا کو قتل کر دیکھیے نامرد ہو ایک شخص کو نہیں گرفتار کر سکتے ہر طرف سے
ساحر یلوہ کرتے ہیں مگر یہ رستم وقت ہمہ تن چشم بنا ہوا ہر چند کہ تمام جسم چھپا ہوا قطرات خون جسم سے
جاری مگر صولت و شوکت جرات و ہمت میں فرق نہیں ایک عجب عالم ہے ہر دل سے کہ رہا ہے
کہ اے اسد پہلی ہی بسم اللہ غلط ہوئی یہ خبر دے چکی ہے کہ بزور دعا جعفرانی ہنک خونخوار کو قتل
کر دیا ہاں ہنگامہ بیشمار و بدبدم ساحران غدار قلعہ سے چلے آتے ہیں اگر دس قتل ہوئے ہزار آگئے
اسطرح اپنے کو تباہ ہنک جادو سے بچاؤ جلاد اکیونکر بچاؤں وہ بچیا بالائے قلعہ میں زیر قلعہ
زمین و آسمان کا فرق ہے اے پروردگار کوئی تو سامان پیدا کہ ظاہرا تو اس خونخوار کا قتل ہونا
دشوار ہے مگر تو ستار و غفار ہے اے عیب پوش عالم وائے خالق اکرم اس بلائے ناگہانی سے نجات
دے یہ مرحلہ طلسم نہیں ہے اسپر یہ تحقیق واقف کاران طلسم ہو گئے تھے وہ ظاہر ہوا کہ طلسم ہوشربا
کا فتح ہونا دشوار ہے اے خالق بے نیاز وائے کریم کارساز تیرے نزدیک سب آسان ہے سراسر
تیرا احسان ہے اسی طرح لڑتے بھڑتے وہ رات بھی بہیبت شمشیر اسد نامدار سے کٹی شاہ زرین
آفتاب نے سپر زرین کو پشت پر لگا کر نیزہ خطوط شعاعی کو ہاتھ میں لیا تیغہ مہر کو حمائل کرکے
توسن فلک پر جلوہ فرما ہوا

اشعار

روز دیگر کاین جہان پر غرور — یافت از سر چشمہ خورشید نور
بندی شب را بہ تیغ افگندہ سر — ترک روز آخر بآئین زرین سپر

قلعہ ہنک خونخوار میں گھنٹے ناقوس بجنے لگے باسامری و
جمشید کی صدا میں آئیں پوجا پاٹ کرکے نامردوں نے کمرین باندھیں پھر آ کر شریک

جنگ ہوئے اس آٹھ پہر میں اسد نے کئی مرکب تبدیل کیے ساحر بڑھ کر مرکب ہی کو پکڑ لیتے ہیں
اب نہنگ خونخوار نے ساحروں کو حکم دیا یارو آٹھ پہر گذرے تم لاکھوں آدمی لڑ رہے ہو مگر
طلسم کشا پر پنجہ قابض نہیں ہوتا کمندوں میں گرفتار کرو دام مکر پھیلاؤ کسی طرح اس کو پھنساؤ
یہاں تو یہ سامان درپیش ہیں اسد نامدار کو بڑے پس و پیش ہیں لیکن یہاں لشکر میں اسد
نامور کے سب متردد و متفکرات بجز نعرۂ اسد کی صدا سنی کان لگائے ہیں جب صدا آجاتی ہے
خوش ہو جاتے ہیں اگر پہر چار گھڑی آواز نہ آئی طبیعت گھبرائی ہر ایک سردار بیقرار ہوتا ہے
چیخیں مار کر روتا ہے خواجہ عمرو ان سبکو سمجھا رہے ہیں کہ یارو نہ گھبراؤ اپنے پروردگار سے
دعا کرو کہ تمہارا آقا کافروں پر مظفر و منصور ہو رنج والم دل پر غم سے دور ہو اگر دریا بیچ
میں حائل ہوتا اپنے کو تا بہ اسد پہونچاتے جان اپنی لڑاتے مگر دریا سد راہ ہے چارہ بجز
دعا کرو اسقدر بیقرار نہو ہر چند کہ خواجہ عمرو تو بظاہر سبکو سمجھا رہے ہیں مگر کلیجہ پر چھری چل رہی
ہے کہ یکایک آسمان پر برق چمکی عمرو نے دیکھا کہ ملکہ بہار جادو و باغبان قدرت و ملکہ
مخمور سرخ چشم طاؤسان زرین بال پر سوار آکر پہونچے دیکھا خواجہ عمرو سر برہنہ
کھڑے ہیں اہالیان لشکر سر پیٹ رہے ہیں خیمے جابجا سرنگوں بارگاہیں ہر مقام پر کھچی
ہیں سامان حزن و ملال مہیا عیش و راحت عنقا گھبرا کر خواجہ عمرو سے پوچھا اے شاہنشاہ
اوج عیاری خیر تو ہے ہمارے آقا ئے نامدار کہاں ہیں دیدار فرحت آثار کے مشتاق ہو کر آئے
راہ میں بڑے صدمے اٹھائے عمرو نے کہا اے سرداران نامدار و اے ملکہ بہار فلک کجرفتار
در پے آزار ہے میں نے کس دقت سے مصیبت اٹھا کر داؤد کو گرفتار کیا لوح طلسمی افراسیاب
سے لی جب اس مقام پر پہونچا صدہا اہالیان لشکر اس دریا میں ایسے ڈوبے کہ آج تک نہ ابھرے
اسد نے لوح میں دیکھا وہ شیر دلیر جوش قہر و غضب میں پھاند پڑا آٹھ پہر گذرے صدا اسکے
کی شیر دلیر کے آرہی ہے دریا بیچ میں حائل ہے ان ساحروں میں جو کوئی جاتا ہے موج دریا کمند
بنکے کھینچ لیتی ہے یہ بیچارے سرداران نامی کیا کریں ہر طرح مصروف جانبازی ہیں ہزاروں
نے اپنی جان دی کوئی مطلب حاصل نہوا یہ سنتے کے ساتھ ہی باغبان قدرت ہنسا
طرف ملکہ بہار کے متوجہ ہوا کہا اے گل باغ افسونگری و اے سرو یاسمن سحر و ساحری سنتے

حال دریا کا سُنا ہننگ خونخوار اِس مقام کا حاکم ہی اُس دریا کو سحر کینے سکھایا شعبدے کے
بھی لائق ہوا ہے آبرو سے دریا بنایا ای شاہنشاہ عیّاران عالم ابھی جاتے ہین خدنہ یا اُسکا
دیکھین کیونکر روکتا ہی یہ کہتا ہوا باغبان قدرت گیند پھولون کا ہاتھ مین لیکر آگے بڑھا
ملکہ بہار نے گلدستہ سنبھالا ملکہ مخمور سرخ چشم نے دانہ یاقوت احمر کا گتھنے سے نکالا تینون
سردار طرف دریاے قہار کے بڑھے اول باغبان قدرت نے بڑھ کے گیند پھولون کا دریا
پر مارا بہار کا گلدستہ چلا مخمور نے دانہ یاقوت پھینکا لب ساحلین کو جنبش ہوئی نگاہ سحر آگین ڈالی
بہار مسکرائین پھول برسنے لگے باغبان نے دریا کو بہ نگاہ قہر دیکھا برق چمکی آسمان سے آگ
برسنے لگی دریا سے شعلے پیدا ہوے یا تو حبابون سے دریا آنکھین نکال رہا تھا یا آنکھین بند
ہو گئین بھنورائین دم آگیا موجون نے براے فریاد ہاتھ بلند کیے برق سحر باغبان سے
دستگیری کی کلائیان کانپین گرداب جو قصر مصیبت تھے اُسکی دیوارین گرنے لگین غرض کم ہوا
خوف سے اِن ساحرون کے مزاج دریا کا برہم ہوا کنارے کنارے غار پیدا ہوے پانی
کو پناہ پانی شکل جابجا خشکی پیدا ہوئی [illegible] ظاہر ہوے خاک اُڑنے لگی عمرو دور سے کھڑا
ہوا تعریف سحر بہار و باغبان و مخمور کر رہا ہی پلٹ کر باغبان نے آواز دی ای سرفروشان
لشکر اسلام و ای جوانان خوش انجام جلد کمربندی کرو جو بہاے سحر سنبھالو یہ کہکر باغبان و
بہار و مخمور اُس دریاے سحر مین پھاند پڑے عمرو نے دیکھا دریا بالکل غائب ہوا قسامہ
ہننگ خونخوار سامنے لاکھون جادوگر بیچ مین اسد نامدار عالیوقار ہو رشعار معرکہ
کارزار تھے دم مین بہار و باغبان و مخمور جا پہونچے جاتے ہی سحر کرنے لگے باغبان نے
گلینہ مارا صدہا کو جلا دیا بہار نے گلدستہ مارا پھول برسے ہزارہا جادوگر جھومنے لگے آنکھین
سرخ ہو گئین نگاہِ محبت سے ملکہ بہار کو دیکھا آواز دی ای سروِ باغ حسن و جمال ہم تجھپر
مرتے ہین ملکہ نے مسکرا کر فرمایا شعر ایسے جو دو ہزار مرتے ہین ٭ کہین ہم ہرگ رحم کرتے ہین
سامری پرست ظاہرا تو معلوم ہوتا ہی کہ فاقہ مست ہو بھوک سے مرتے ہو کیون اپنے کو
بدنام کرتے ہو اگر عشق صادق رکھتے ہو تلوار کھینچو جانبازی دکھاؤ بعد مرنے کے عاشق کا
نام روشن ہوتا ہی اپنے دستان قیس و فرہاد کے طریقے یاد کرو بیجا نہ فریاد کرو ان بیہودون

نے بہ نگاہ حسرت دیکھا دانت نکال دیے کہا ای گل بوستان خوبی وای بلبل چمنستان محبوبی
تیرے بہار عارض حسن پر نثار تیرے سودا سے زلف معنبر کے خریدار ہین واسطہ ساحری کا اگر
تو چاہ کلانہ بیقرار کر ایک ہاتھ تیغ ابرو کا بر جگر لگا عاشقان جانباز کا جھگڑا چکا ہم تو جان و دل سے
بھی پر نثار ہونے پر تیار ہین تیری ہی الفت کا دم بھرتے ہین سودا سے محبت مین سرفروشی پر فخر کرتے ہین
لیجیے خنجر گلے پر دھرتے ہین شعر تجھین پر ہون عاشق تجھین پر ہون شیدا ہر بجان تجھین پر مری
جان فدا ہو ٭ ملکہ نے مسکرا کر فرمایا بسم اللہ کیجیے بیکار کر کا نہ زاند مجھے اسقدر درگور اپنے جلوہ
گور مرگ ملاحظہ فرمایئے سرخرو ہوجیے آپکے خون سے صحرا لالہ زار ہو خزان مین نئی بہار ہو ان
کشتگان تیغ ابرو نے دم شمشیر پہ گلے رکھے ہاے کلکر جاندی ہزار ہا ناری جہنم واصل ہوے
مخمور کا جب دانہ یاقوت احمر چلا ہزارہا کا خون ہوا لشکر ظفر اثر شاہزادہ اسد نامدار بھی
پہونچ گیا اب تو دونون لشکر مل گئے نظم

افغان و غریو کوس برخاست
افروختہ گشت آتش کین
بر باد یلان آہنی تن
سیر زد بہ ستیغ دست بر سر
باران شدہ تیغ و تیر کینہ
گم گشتہ زمین و چرخ اخضر

شد قلب و جناح ہر دو صف است
خورشید برین سپہر اخضر
گردید ز کوہ کوہ آہن
مرگ آمدہ در کمین جانہا
آن دوخت و این درید سینہ
سرہاے سران فتادہ در خاک

ہر سو دم تیز نامے زرین
از نالۂ کرناے سنجہ کر
کوس از غم سروران لشکر
جا کردہ بگوشہ کمانہا
در خون یلان دگر و لشکر
پہلوے دلاوران شدہ چاک

اب جو اسد نے اپنی مہلت پائی اُدھا بنیر تا اندر قلعہ کے داخل ہوا ایک پہلو پر باغبان قدرت
سحر کرتا ہوا ایک جانب ملکہ بہار بہار حسن دکھاتی ہوئی پھول برساتی ہوئی پشت پر ملکہ مخمور ایک
جانب خواجہ عمرو ڈرائی مین مصروف جو ساحر مرکر گرا اسکی کمر ٹٹولنے لگے ہمیانی کاٹ لی کپڑے
اتار لیے تلوارین لوٹی چھتے پھرتے ہین اگر کوئی جادوگر سامنے آگیا اُسنے قصد کیا سحر کرے جست
کر کے حلقہ کمند کا لگا یا گرتے گرتے خنجر مارا سر تن سے اتارا ساحرون کے مرنے سے صدا آرہی ہے
لیکن اسد نامدار شیر بیشہ جرأت نہنگ دریاے ہمت سامنے نہنگ خونخوار کے پہونچا
نہنگ نے سحر کرنا شروع کیا اسد لوح کو سامنے کر دیتا ہے سحر باطل ہوجاتا ہے بڑے بڑے سحر

اُس ہجیا نے کیے مگر کچھ نہ ہو سکا اسد قریب پہونچ گیا مجبور ہو کر اُس بد اختر نے ہاتھ تیغۂ سحر کا مارا
اسد نامدار نے تیغۂ خون آلود پر روکا اُبھاوے سے ہاتھ نکالکر نعرۂ تکبیر کیا ہاتھ تلوار اسکا مارا
برق شمشیر چمک کر گری خرمن حیاتِ ہننگ بدصفات کو پھونکدیا مع گینڈے ہجیا کے چار
ٹکڑے ہوے آندھی سیاہ اُٹھی قلعہ تیرہ و تار ہو گیا سنگ باری و برف باری ہوئی بعد عرصہ
دراز آواز آئی کُشتی مرا نامم ہننگ خونخوار جادو بود افسوس مُردیم و جان دادیم و مطلب
خود نہ رسیدیم تمام ساحرانِ قلعہ زُراُ سے عاجز ہو چکے تھے چادر جلنے لگی آواز الامان بلند
ہوئی اسد نامدار نے تلوار کو روکا نیام انتقام مین کیا رئیسانِ شہر نے آکر طلسم کشا کی قدمبوسی
کی ملکہ بہار و باغبان انتظام مین مصروف ہوے لشکر ظفر اثر اندر قلعہ کے نہ سما سکا بیرون
قلعہ خیمے بارگاہین استادہ ہونے لگین اسد غازی مع سردارانِ نامی و ساحرانِ گرامی آکر داخل
بارگاہ ہوے باغبان و ملکہ بہار و ملکہ مخمور سُرخ چشم آکر طلسم کشا سے قدمبوس ہوے
اسد غازی نے پوچھا اسکا کیا سبب ہی کہ آپ تینون صاحب پیشتر پہونچے اور کل لشکر تو بخیریت
ہی بادشاہ لشکر اسلام کا مزاج کیسا ہی تشریف آوری کا سبب کیا ہی بہار نے دست بستہ عرض
کی کہ فرمان حضور کا پہونچا جیسی خوشی ہوئی اسکو زبان سے نہین عرض کر سکتے ہین ملکہ مہ جبین
الماس پوش بہت بیقرار تھین بالتوا انکو حضور کی خیر و عافیت نہ دریافت ہونیکا تردد تھا
جب مژدۂ فرحت افزا ملا لوح دستیاب ہونیکا حال سُنا اب یہ جلدی ہوئی کہ کوچ کرو اُسی شبکو
لشکر تیار کیا کئی منزل ہم لوگ ہمراہ رہے خود بخود یہ دل مین خیال آیا کہ لوح حضور کو دستیاب
ہوئی بیان کے قواعد مین کچھ تردد ہوا آپسمین صلاح کر کے آگے بڑھ آئے یقین ہی لشکر بھی
قریب ہو ملکہ مہرخ کو بھی قدمبوسی کی بڑی تعجیل ہی پروردگار ان سبکا کفیل ہی یہ ذکر تھا
کہ سرکارے آکر پہونچے ہاتھ اُٹھا کر دعا دی نظم

الٰہی آب پہ تا ہو زمین زمین کو ثبات
زمین پہ خضر کی تا ہو فسانۂ دستگیر
تن قوی و مزاجِ صحیح و عمر طویل

زمین پہ تا ہو فلک اور فلک کے ہو نجوم
عطا کرے تجھے عالم مین قادر قیوم
سپاہ وافر و ملک وسیع و گنج خطیر

فلک بھی چھوڑے نہ تا دامن مسیح حیات
بجاہ و دولت و اقبال و عزت و توقیر
یہ جلسہ آباد رہے دشمن پامال

دوست دل شاد رہین لشکر ظفر اثر حضور کا آپہونچا علمہاے لشکر معلوم ہوتے ہین اسد نامدار

لشکر کا لشکر اشتیاق دیدار ملکہ مہ جبین الماس پوش مین باہر نکل آئے دیکھا علامد لشکر بعد کر دوڑ آگے آگے علمدار انکے عقب مین سپہ دار قلب فوج مین مثل دل کے تخت ملکہ مہ جبین الماس پوش کا ملکہ مہرخ دنا فرمان و شکیل و رعد و برق جادو و برق لامع وغیرہ پایہ تخت شاہنشاہی پر ہاتھ رکھے ہوئے سواری شاہنشاہ کی مثل باد بہاری آتی ہی ملکہ مہ جبین الماس پوش نے دور سے جمال اسد نامدار جنبال دیکھا تخت رکھوا دیا ادھر سے اسد نامدار باشتیاق بڑھے ملکہ مہ جبین قریب آئین دونون مین اشتیاق بھرے ہوے آپسمین آنکھین چار ہوئین مہ جبین کی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوے ملکہ مہرخ نے بڑھکر کہا بی بی سجدہ شکر پروردگار کرو نگاہ عظیم سے کریم کارساز نے طلسم کشا کو بچایا تمھارے وارث کو تمسے ملایا وقت خوش ہونیکا ہی اسد استقبال کر کے ملکہ مہ جبین کو بارگاہ مین لائے ملکہ بہار و باغبان نے تمام کیفیت ہنگ خونخوار بدکردار کی بیان کی کہا حضور اگر ہم لوگ نہ پہونچ جاتے آٹھو پہر لڑتے ہوے طلسم کشا کو گذرے تھے خدا نے عین وقت پر ہمکو پہونچایا ماشاء اللہ کس زور و شور سے اس سفر مین رہے ہنگ خونخوار کو عین گرمی جنگ مین قتل کیا مکار نے بڑا شعبدہ بنایا تھا راہ مین دریا حائل کر دیا تھا ہر نوع لڑائی فتح ہوئی ملکہ مہ جبین نے حکم دیا سامان عیش و نشاط مہیا ہو سرداران نامی کو خلعت ہاے فاخرہ سے سرفراز کیا حاجیت رب اکبر پہ ناز کیا خواجہ عمر و منہ پھلائے بیٹھے ہین ملکہ مہ جبین نے نانا جان کہکے گلے مین ہاتھ ڈالکے پوچھا کیون حضور مزاج کیسا ہی خواجہ نے فرمایا بی بی تمھین سلطنت مبارک ہو سب مطلب ہوگئے لوح طلسمی ملی اب ہم رخصت ہوتے ہین لشکر مین اپنے آقا کے جائینگے ایک بات کا بڑا افسوس ہی اگلے بابے پوچھین گے کہان گئے تھے تو کیا کہین گے یہ مثل ہمارے حق مین اصل ہی۔ بارہ برس دلی مین رہے بھاڑ جھونکا کیے سچ تو یہ ہی کہ ٹکڑے کھائے دن بہلائے کپڑے پھٹے گھر کو آئے بی بی کہینگی نگوڑا نکھٹو کس ناقدر شناس کے ساتھ تھا کہ ننگا لیکر گھر کو آیا اسوقت کیسی شرمندگی ہوگی نادستو نمک حکمن بیٹین مانگتے کھاتے گھر کو چلے جائینگے میان اسد صاحب دولت و جاہ مین آپ لشکر کی بادشاہ ہین ہم کس شمار و کس قطار مین ہین اسد نے کہا نانا جان آپ نے ہمارے شہزادوں کو لوٹ لیا مگر آپکا پیٹ نہ بھرا یہ سنکر عمرو غصہ مین بلبلا کہا میاں ذل

تمھارے باپ کا معاملتا ہمارا یاد رہا صرف کا خیال کیا لاکھوں روپے مصاحبان داؤد کو دیے قرضدار ہوگئے شہر داؤدیہ میں منہ دکھانے کے لائق نہیں ہیں مہاجن ڈھونڈھتے پھرتے ہیں علاوہ لڑائی کے اب ہمارا کیا کام ہے جس حال میں ہیں شاکر خدائے کارساز ہیں اپنے آقا کی خدمت میں پہونچ جائینگے وہاں بھی غیر حاضری لکھی ہوگی وہ بھی پوچھیں گے طلسم ہوش ربا سے ہمارے واسطے کیا تحفہ لائے یہاں پیسہ میسر نہیں کیا تحفہ لیجائیں آقا کو بھی نفرت ہوگی بموجب مضمون جو پہچانے تجھے کون پوچھتا یہ کہکے کرسی سے اٹھے ملکہ مہ جبین نے دامن تھام لیا کہا سب کچھ حاضر ہے یہ کہکر خلعت زر طلب فرما کر دیا چہار سرداروں نے بقدر ہمت خواجہ کے نذر کیا ملکہ نے پچاس ہزار روپیہ حاضر کیے اور کہا میں حضور کو نہیں جانے دونگی عمرو نے گلے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا کہا اے نور نظر اے پارہ جگر مجھے تجھسے محبت ہے بی بی مجھکو چھوڑکر کہاں جاؤنگا مرغ زرین بنکر کرسی پر بیٹھے ساقیان ماہ پیکر جام و صراحی لیکر حاضر ہوئے ملکہ مہ جبین نے کہا آج تو ہم اپنے نانا جان کی زمزمہ نوازی سنینگے طائفون کو منع کرو خواجہ نے کہا اے نور نظر میں تو صرف تمھارے دم سے اس لشکر میں ہوں بسم اللہ میں تو خود کہنے کو تھا کہ آج ہمارا جی چاہتا ہے ایک غزل عاشقانہ تمکو سناؤں نئے طور سے آج ریجھائیں یہ خوب یقین ہے کہ تمھارا باپ بادشاہ طلسم ہوش ربا سطوت و صولت و ریاست میں یکتا لیکن ذلیل عیار کا کفیل اسکے گھر میں تمنے پرورش پائی ہے مروت و سخاوت تمھارے گھر کے غلام آج سرفرازی منظور ہے کی تمسے ہمین کیا انکار ہے اسکے کہا پھر حضور نے پاؤن پھیلائے خواجہ نے چہچہ کر فرمایا او دیوانے تو جل سے بادشاہوں کے دربار میں درانداز ضرور ہوتے ہیں مگر ہماری ملکہ تمھاری بات کب سنیگی بس بی بی تم تو اب متوجہ ہو انکو بکنے دو یہ فرما کر خواجہ نے تان لی آنکھ ملا کر ملکہ مہ جبین سے یہ غزل گائی غزل

چرا کرلے گیا دل کو وہ ہم بیدار کیسے تھے ۔۔۔ کیا بیخود دکھا کر آنکھ ہم ہشیار کیسے تھے

ہوے واعظ بھی آخر عشق میں اس بت کے سرگردان ۔۔۔ بھلا بیدین ہم تو تھے یہ سب دیندار کیسے تھے

اسے آتے جو دیکھا اٹھکے دوڑا بستر غم سے ۔۔۔ وہ ہنسکر بولا شوخی سے کہ تم بیمار کیسے تھے

وہ کہتا ہے کہ رو پر وصل میں قطرہ نہیں بہتا ۔۔۔ ہمارے ہجر میں دیدے یہ دریا بار کیسے تھے

ہوا یہ طول فرقت کو کہ دل سے پوچھتا ہوں میں ۔۔۔ جبین کیسی تھی ہمرے یار کے رخسار کیسے تھے

سمجھے اے برہمن زاہد و پھنسایا ابھی لعنت میں ۔۔۔ یہ کیا دام بلا تھے رشتۂ زنار کیسے تھے

تمھارے گیسوؤں نے کیوں نہ جھاڑا میری تربت کو — سیہ پوشی یہ کیسی تھی یہ ماتمدار کیسے تھے
وہی میں ہوں کہ ای گل خار ہوں ہر سو چمن میں — دگر نہ آگئے تم میرے گلے کا ہار کیسے تھے
وطن کے باغ سیر سبزہ صحرا سے میں بھولا — چمن میں کس روش سے ای جنون گلزار کیسے تھے
عوض مہر و وفا کے اب جفا و جور مجھ پر ہی — مجھے حیرت ہی تیرے وعدہ و اقرار کیسے تھے
الجھکر رہ گئے ہمتو بھی یہ سیدھے نہیں رہتے — پریشان مجھسے تیرے گیسوے خمدار کیسے تھے
پلٹ کر پارسے تا صبح سوے وصل کی شب میں — سحر تک شام سے فرقت میں ہم بیدار کیسے تھے
نہ اک قطرہ لہو کا جسم میں باقی رہا میرے — لہو کے پیاسے ای قاتل لب سوفار کیسے تھے
غزل کہنا نہ آیا حیف تجھکو ای قبول اتبک — مزا پایا نہ کچھ بھی یہ تیرے اشعار کیسے تھے

خواجہ عمرو نے جو یہ غزل گائی عاشق مزاجوں کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوے دل بیکے بھر آئے شب بھر خواجہ نے زبہائی بوقت سحر اسی طور سے وہ جلسہ عیش و عشرت آراستہ ہی دلغ سبکے ہر دنگل زرین پراسد الیاس افسر تخت پر ملکہ مہ جبین الماس پوش ایسی شاہزادی صاحب ہمت و سخاوت حسن میں بے نظیر صاحب جاہ و توقیر سب عیاران نامدار جز گذار اپنے اپنے مقام پر متمکن بارہ کوس کے گرد میں لشکر ظفر اثر فروکش ہی ہر مقام پر دورہ جام ہے دغدغہ خیالی انجام گردش میں پردے بارگاہوں کے اٹھے ہوے افسران فوج اپنی اپنی بارگاہوں میں ناچ دیکھ رہے ہیں جوش عیش و عشرت میں ہاتھ اٹھا کر شاہزادہ عالیوقار اسد نامدار کو دعا میں دے رہے ہیں کہ پروردگار ا ہمارے افسر کو سلامت رکھنا جسکے دم سے یہ سارا جلسہ ہی کیا لشکر ظفر اثر ہی جرأت و مردانگی میں ایک سے ایک بہتر ہی سب جانباز و سرفروش جمع ہیں انشاء اللہ طلسم ہوشربا فتح کرینگے جان لڑا دینگے جہاں پائینگے افراسیاب خانہ خراب کو قتل کرینگے نامرد کو ملکا دینگے کیا لڑسکے گا ہمارے آقائے نامدار کے سامنے سے بھاگ جائیگا شکست فاش کھائیگا اگر مقابلہ کریگا تو ذلت اٹھائیگا لشکر کیا ماشاء اللہ کئی شہر آباد معلوم ہوتے ہیں جس جانب نظر جاتی ہی بجز آبادی کچھ نظر نہیں آتا ہر کوچہ و بازار آراستہ و پیراستہ جو راستہ ہی وہ مصفا جو کوچہ ہی وہ پر فضا اس طرح کا جلسہ عیش و نشاط جو آراستہ ہوا فلک کجرفتار کو رشک آیا دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی سنگ تفرقہ پھینکا جاتا ہی شعر یہ دو دل کو یکجا مجھا تا نہیں ؛ کسی

کا ہے وصل بھاتا نہین وہ اس سنگدل کو ہر وقت یہی فکر ہی اسکی محفل مین کج خلقی کا اٹھو پہر ذکر ہی
کسی کو مثل نقش قدم مٹائے سہرو جادۂ عیش کو راہ بھلائے کوئی برباد ہو فلک کجرفتار شاد ہو
ہر فرد بشر کو شادمان دیکھکر رشک کرتا ہی و بدم در پے آزار و رنج رسانی مین اصرار بانی بناے
ظلم و فساد آمادۂ بدعت و بیداد اسد نامدار نے کیا کیا ظلم سے گنبد نور پر سالہا سال قید رہے
جب قید سے چھوٹے باغ سیماب مین جا کر کیا مصیبت تھی صورت ملک الموت نظر آئی ایسی
مصیبت مین گرفتار ہوئے جان دینا قبول تھا قلب حزین ملول تھا اب ایک شب کی راحت
نصیب ہوئی پہلو مین معشوق خوش رو جلسۂ جام و سبو رنج و مصیبت مین مبتلا تھے دریاے آفت
کے آشنا تھے یہ بانی بیداد خوش تھا اس محفل عیش و نشاط کو دیکھکر فکر مین ہو کہ سنگ تفرقہ
پھینکون کسی مصیبت تازہ مین مبتلا کرون دیکھیے نیرنگی فلک کی کیا رنگ دکھلاتی ہو ظاہر ہوا
کہ ایک خبر وحشت اثر آتی ہی اسد نامدار نے تیسرے دن جلسۂ عیش و نشاط کو موقوف کیا سردارون
سے صلاح ہوئی باغبان قدرت نے کہا اول حضور کو دریاے دل دکھانا چاہیے دریاے نیل
تک جانا چاہیے ملکہ بہار و مخمور نے بھی یہی کہا مشورہ کامل قرار پایا ایک بارگاہ عالی واسطے
ملکہ مہ جبین کی نصب ہوئی اسمین ملکہ مہ جبین کا داخلہ ہوا اسی مضمون و خط آئین کا ایک نامہ
طرف کوکب روشنضمیر کے روانہ کیا خواجہ نے اسمین تحریر فرمایا کہ اے برادر بجان برابر
عنایت سے پروردگار کے لوح طلسمی حاصل ہوئی کسی قدر تسکین دل ہوئی اسد نامدار
پس فردا مع باغبانکو ہمراہ لیکر واسطے تماشاے خارستان ماہ کے طرف دریاے نیل کے جاوینگے
کل لشکر وابستہ قلعۂ نہنگ خونخوار مین فروکش ہی مین بھی عقب مین طلسم کشا کے ضرور جاؤنگا
یقین ہی افراسیاب جادو بسر صرصر وغیرہ لشکرکشی کرے بعد جانے طلسم کشا کے ان سردارون
جانبازون سے سرکشی کرے اطلاعاً تحریر کیا اس لشکر کا خیال رکھنا واجب و لازم ہی وہ مالک یگانہ
حاکم ہی والسلام والاکرام ساحر تیزرو نامہ لیکر ادھر گیا یہان لشکر مین منادی نے ندا کی کل بوقت
سحر اسد نامور طرف دریاے نیل کے توجہ فرمائینگے باغبان قدرت نے ساٹھ ہزار جوانان
شیردل منتخب کیے کہ ہمراہ اسد نامدار رہین اب سب سردار اپنی اپنی بارگاہ مین جلوہ فرما ہین
خواجہ واسطے بالادوی کے گئے ہین برق وچالاک وغیرہ حفاظت لشکر کر رہے ہین

دو کلمہ داستان حیرت بیان لاشہ داؤد لیکر پہونچنا ملکہ لالان خون قبا کا و چند اشعار آبدار ذوق موافق مقام کے بیان ہوتے ہین

ہین مرے آبلۂ دل کے تماشا گوہر
تہ دریا سے بھی جا ڈھونڈھ نکالا گوہر
پاک دنیا سے ہین دنیا مین ہین گو پاک سرشت
کر پرکھتا نہین جز دیدۂ بینا گوہر
صدق اور کذب پہ ہرگز نہ کبھی فخر کرو
تو کبھی کان سے باہر نہ نکلتا گوہر
دل عاشق مین رہے کیونکہ نہ سوز غم
آگے تقدیر سے خرمہرہ ملے یا گوہر

اک گہر ٹوٹے تو ہون کتنے ہی پیدا گوہر
رزق تو در خور خواہش ہی پہونچتا ہے مگر
غرق ہو آب مین پر تر نہین اصلا گوہر
ربط ناچیز سے کرتے ہین کوئی پاک نہاد
کور کیا جانے کہ سچا ہے کہ جھوٹا گوہر
خلش خار جنون سے ہی پتہ پاکیا
اہل ماس سمجھتا ہے یہ بیہودا گوہر

نظر خلق سے چھپ سکتے نہین اہل صفا
مرغ کو دانہ ملا ہنس نے پایا گوہر
کور باطن کو ہو کیا جوہر دانش کی تمیز
ہو نہ ہمچشم تہ سنگ خارا گوہر
ہوتی نوبت یہ اگر قدر نہ خوش جوہر کی
ہر قدم پر ہے قدم آبلہ فرسا گوہر
خود دیلے سخن مین ہین لگاتا ہے

غزل دیگر مومن خان دہلوی حسب حال مقام ہذا

گلشن مین لالہ ہان ہون کہ ہے دل مین جلے داغ
اپنے تو دلنشین نہین کچھ بھی سوائے داغ

کیا ذکر کہ نہ دیکھے عشق مین کیا کیا نہ پائے داغ
زخمون پہ زخم جھیلے ہین داغون پہ کھائے داغ

کیا کیجیے گریبان دل بیتاب کی کہ ہے
سینہ ہے ایک شعلۂ جوالہ جاسے داغ

کرتا ہے سخت ناخن غمزہ خراشیان
دل کو یہ کسکے چہرے کے چیچک کے بھائے داغ

اس رشک مہر و مہ کی نشانی ہے دیکھنا
اے چشم اشکبار کہین بجھ نہ جائے داغ

چھوڑا نہ لالہ زار مین ساتھ اسنے غیر کا
سو بار سینہ چیر کے مین نے دکھائے داغ

دوزخ مین کچھ عذاب نہ پایا ز بسکہ مین
خو کردہ تھا یہ تاب و تب شعلہ ہائے داغ

رہ تو بغل مین غیر کے سینہ سے لگ کے یان
پہلو برائے زخم ہے سینہ برائے داغ

تارون کے بدلے گن کے شب تار کاٹ دی
ایام ہجر مین مرے کیا کام آئے داغ

جلتا ہون اہل نار کی تبدیل جلد سے
مومن غضب ہے آتش لذت فزائے داغ

رائے ناظرین والا تمکین پہ واضح ہو کہ ملکہ لالان خون قبا بہ رنج و مصیبت مین مبتلا صورت نگار جادو صورت ناگن وزیرزادی کی بنی ہوئی مکر کی باتین منزل بمنزل بھاگی ہوئی قریب لشکر اسلام پہونچین ملکہ لالان خون قبا نے چاہا کہ مین داخل لشکر ہون اسد غازی سے جا

ملاقات کرون صورت نگار نے منع کیا اور کہا آپ خداوند طلسم کی دختر ہین بی مہ جبین
الماس پوش کی افسر ہین سوت کے سامنے جانا کیا ضرور ہے ایسا نہو وہ بی بھلو تونکے نام سے کرنے لگین
مجھے میری بھول شاہزادی کو کھلادین تو مین کیا کرون اسی مقام پر اتر لیے ایک کنیز روانہ کیجیے صرف
ایک کاغذ پر لکھ بھیجے کہ والد نامدار آپ کی محبت مین مارے گئے سیار گلشن جہان ہوئے لاش اپنے
باپ کی لیکر آئی ہون اُنکی وصیت تھی کہ طلسم کشا جنازے کو کاندھا دین تا بہ قبر پہونچا دین اسمین محبت
کا حال بھی کھل جائیگا اگر عاشق صادق ہین کلیجہ تھام کے دوڑے آئینگے اور یہ لونڈی مکرر عرض کرتی
ہے کہ بی مہ جبین کا بھی سامنا نہ کیجیے گا اگر طلسم کشا کہین تو فرزانہ انسے کہیے کہ بی مہ جبین استقبال
کو آئین سلام کرین انکا باپ آپ کے در دولت پر ناصیہ فرسائی کیا کرتا تھا انکی کیا حقیقت ہے سلام
کرنا انکے واسطے شرف حاصل ہوگا ملکہ تو اپنی وزیر زادی کی رائے کی پابند ہین اسی طرح ایک کاغذ لکھکر
ایک کنیز کو روانہ کیا اسوقت اسد نامدار کنارے پر لشکر کے کھڑے ہوئے ٹہل رہے ہین لوح طلسمی
گلے مین سرداران سرفروش کے خیمون پر نظر ہے ملاحظہ کر رہے ہین اپنے اپنے مقام پر سب مصروف
سحر خوانی مسلح کمل ہر وقت تیار آمادہ حرب و پیکار رنگ جنگ افراسیاب سے ماہر ہین بجول
حال ظاہر ہین جسوقت اسکا جی چاہتا ہے لشکر اسلام پر آپڑتا ہے بقہر و غضب لڑتا ہے مدت مدید عہد بعید
سے یہ جفا مین اٹھا رہے ہین اسوجہ سے ہر وقت آراستہ و پیراستہ رہتے ہین اسد تو یقین سب سردارون
کی جانبازی کی کرتے ہین کہ ہوا سے رونے کی آواز آئی اسد نے پلٹ کر دیکھا چند کنیزان سیہ پوش
خاک اڑاتی ہوئی آتی ہین اسد گھبرا کر آگے بڑھے کنیزان ملکہ لالان خون قبا کو پہچانا فرمایا کیون
نرگس خیر تو ہے نرگس دوڑ کر لپٹ گئی کہا ای شہریار ملکہ لالان خون قبا یتیم ہو گئین شہنشاہ داؤد
سیار گلشن جہان ہوئے ملکہ عالم جنازہ اُس یزدان پرست کا لیکر آئی ہین اسد نامدار نے گریبان
پھاڑ ڈالا طرف صحرا کنیزون کو ساتھ لیکر چلے اُسوقت وہان چند خدمتگار حاضر تھے وہی ساتھ ہو لیے اُس
بیقراری مین اسد نے کسی افسر کو خبر نہ کی کنیزون سے حال پوچھتے ہوئے گریبان کر دکہا ارائی پڑی از سینا
خود چڑھ آیا افلاک نے عجب روز سیہ دکھایا کنیزین عرض کرتی ہین ای شہریار سامان لشکر کشی کہان ہو
حضرت صورت نگار جادو وائی شہنشاہ حق پرست نے توبہ شکنی نہ کی راہ خدا مین جان دی اُس
کافر نے عین محراب عبادت مین مرد مومن کا خون بہایا انکی لیاقت اور محبت پر سنگدل کو رحم نہ آیا اسد

نامدار نے پوچھا ملکہ کیونکر ہین کنیزون نے عرض کی حضور حافظ حقیقی نے انکو بچایا کئی دن پیشتر سے
آپ کے فراق مین نہایت بیقرار تھین ناگن وزیر نادی نے سمجھایا چرب زبانی سے واسطے شکار کے
لگا کر لے گئی شکار گاہ مین یہ خبر وحشت اثر سنی وہ حرامزادی سارے شہر کو شاکر مکانون کو آگ دیکے مع عالم
چلی گئی جب ملکہ کو خبر ہوئی لاش اُس ثابت قدم کو سے حق پرستی کی لیکر کوچ کیا وہ شہر ویران اب
لائق رہنے کے نہین رہا یہ حال مصیبت مال سنکر اسد کا رومال بھی رومال تر ہو رہا ہی دل اُسکی
مصیبت پر رو رہا ہی جب قریب لشکر ملکہ لالان خون قبا پہنچے دیکھا خیمہ ہاے سیاہ برپا ہین اسد
غازی کا کلیجہ پھٹ گیا ملکہ سر برہنہ سیاہ پوش خیمہ سے روتی ہوئی نکلی صورت نگار ملکہ ساتھ
ساتھ چلاتی ہوئی کمر کے اُسکو سنبھالے ہوئی ہی جیسے ہی اسد کی نگاہ اُس در یتیم پر پڑی ملکہ
مین کرتی ہوئی پڑھی کہا اے شہریار ہم یتیم ہو گئے نظم

ضبط ہجر کی تو تاب ہی نہین
کیا کرون تھمتا نہین دل کیا کرون
ہر سرشک لالہ گون غماز ہی
پارہ پارہ دل جگر ہی پاش پاش
چارۂ تدبیر کا امکان نہین
ماجرائے غم سناؤن کس طرح

طاقت صبر و شکیبائی نہین
بس ہے اب تاب و توان کا کب تلک
رنگ رو پھر مائل پرواز ہی
جان پہ اللہ کیسی آ بنی
درد اپنا قابل درمان نہین

ماجرا ہی سخت مشکل کیا کرون
یاس ہو جان پریشان کا کب تلک
پھر ہوا ہی ناخن غم جان خراش
حال بگڑا جاے ہی یہ کیا بنی
حال ابتر کو دکھاؤن کس طرح

اسد غازی نے اپنے دامن سے اشک ملکہ کے پاک کیے اور کہا

ملکہ مجھکو یہ معلوم ہوا کہ میرے قبلہ و کعبہ کرب نامدار قتل ہوے مگر انشاءاللہ یہ خون بالا بالا
نہ جائیگا خون بیگناہ سر چڑھیگا جسوقت خواجہ عمر وسنینگے وہ اس خون ناحق کا بدلہ لینگے صورت نگار
نے اپنے واسطے کانٹے بوئے اس سرو باغ حقیقت کو قتل کیا انشاءاللہ جو ظہور ہوگا آنکھون سے
دیکھو گی اے ملکہ عالم اب صبر کرو دل پر جبر کرو دفن جلد دفن کرنا مناسب ہی راہ مین بھی کئی دن
گذرے ہونگے صورت نگار تو شرائی دل سے کہتی ہی اے صورت نگار جو خوف تھا اُسکا سامنا
ہوا میری جان بچنا مشکل ہی اب یہی علاج ہی کہ طلسم کشاے لوح لوا اگر لوح اُسکے پاس رہگئی
مجھکو ڈھونڈھکے ماریگا یہ سوچکر قدمون سے اسد غازی کے لپٹ گئی کہ رے خوب روئی
کہا حضور اب دیر نہ لگایئے اس مرد موحد کا لاشہ اُٹھایئے رونا تو عمر بھر ہی اسد نامدار نے

اگر جنازہ اٹھوایا خود کاندھا دیا تا بہ منزل اول پہونچایا اپنے دست حق پرست سے دفن
کیا خود تلقین پڑھی صورت نگار دیکھ رہی ہے دل سے کہتی ہے عقائد مسلمانوں کے بڑے
قائل ترین کا بات تلقین سنکر وجد ہوا ملکہ لالان خون قبا نے اپنا حال ابتر کیا صورت نگار نے
اشارہ کیا حضور ایسا ہو باپ کے غم میں تڑپ کر روح جسم سے نکل جائے اسد نے ملکہ لالان
خون قبا کو سمجھایا قبر سے داؤد کی اٹھایا فرمایا صاحب صبر کرو دنیا کا یہ طریقہ ہے بموجب شعر حضرت
شیخ سعدی شعر ہر کہ آمد عمارت نو ساخت ٭ رفت و منزل بدیگرے پرداخت ٭ ملکہ یہ دنیا مقام
عبرت ہے حضرت آدم ابو البشر جنکو رب اکبر نے خلیفہ روے زمین قرار دیا مسجود ملایک کیا واسطے
فرحت کے کہ دوسرا انیس ہمکن ہو پہلوے چپ سے حضرت مذکور کے جناب حوا کو پیدا کیا انکے
جمال بے مثال پر حضرت آدم کو شیدا کیا دنیا کو انکے ذریعہ سے آباد کیا آخر کیا ہوے چشم زدن
میں مثل نقش قدم مٹگئے بزرگان دین ہادی رہبر بندگان خدا کے افسر صاحبان اعجاز و کرامات
جن صاحبوں نے مردون کو زندہ کیا کلیم اللہ و روح اللہ لقب پائے اوروں کے مردوں کو
زندہ کیا اپنا وقت موت نہ ٹال سکے گردش گردون دون و انقلاب سپہر بوقلمون ہر دم
نیا رنگ دکھاتا ہے بیت ٭ ہر دم ازین باغ بر رسد ٭ تازہ تر از تازہ ترے میرسد ٭ دیگر اشعار آبدار لا اعلم

حال خاران باغ یہ سنیے دلکش
آشیفتگی زن چراغ عقل جو بجھ
لالہ دل پہ لگے جب داغ
جعفری نے دکھایا تب رنگ زرد
مر گئے جب ہزاروں غنچہ دہان
تب گلستان میں گل ہوا اظہار
شاخ پر ہے جو سیب زیب چمن
غافلو گل میں جلیھا ف ن
دیکھکر بے ثباتی عالم
خاک اڑانے لگی نسیم سحر

جسکو دیکھو وہ ہے پریشان تن
خاک جب ہو گئے قد رعنا
تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
جب ہوے خاک صاحب کاکل
ہوا گلشن میں ایک غنچہ دہان
نرگسی چشم میں جو دفن ہین
کسی محبوب کا ہے سیب ذقن
خاک میں گلرخان جو سوتے ہیں
ہمہ تن اشک ہو گئی شبنم
اسی اندوہ میں گرد و غبار کی

اس چمن کی ہواے چمن دیکھو
تب ہوا سرو خوشنما پیدا
جب مٹے بیکشان محفل درد
تب نظر آئے گیسوے سنبل
گل ہوا جب چراغ عارض یار
چشم نرگس جھکی ہے سوے زمین
غنچہ لبون کے ہیں یہی الحان
باغ میں آبشار روتے ہیں
جب ہوا صرصر خزان کا دور
گل سوسن کا ہے کبود لباس

ان اشعار عبرت آثار کو سنکر	کرے اللہ خاتمہ بالخیر	یہ گلستان نہین ہی قابل سیر

ہر خورد و کلان کی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوئے بے ثباتی عالم کا الٹا نقشہ آنکھون مین
پھر گیا لطف جوش دل سے اُڑ گیا نازنینان زہرہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین بدحواس ہو گئین کہتی
تھین ای شہریار آپ کے کلمات حسرت آیات سے چھریان کلیجہ پر چل گئین حسرتین آنسو بنکر آنکھون
سے نکل گئین کوئی حسرت دل مین باقی نہ رہی بس موت کی یاد ہی دنیاے فانی ایسا مختصر مقام ہی
مسافر کو آرام سے کیا کام ہی معلوم ہوا دنیا عبرت سرا ہی اسکا طالب مطلوب جور و جفا ہی ہر چند کہ
صورت نگار کافرہ بت پرست ہی بادۂ ظلم و بدعت سے مست ہی مگر اسوقت یہ بھی گھبرا گئی قلب پر
بھی غم و الم کی چھا گئی بمشکل ضبط کیا ملکہ کو سمجھایا اشارے مین کہا آج طلسم کشا کو جانے نہ دیجیے
اپنی بارگاہ مین لیچلیے ملکہ نے اسد نامدار کا ہاتھ تھام لیا کہا ای شہریار اب بارگاہ مین تشریف لے چلیے
جو قضا و قدر کو منظور تھا ہوا آپ رنجیدہ نہون والد نامدار کو بڑا شرف حاصل ہوا دامن انکا
غبار گناہ سے آلودہ نہوا توبہ شکنی نہ کی راہ خدا مین جان دی انجام بھی بخیر ہوا آپ کے دست حق
پرست سے دفن و کفن کا سامان ہوا انکی روح کو آپ نے شاد کیا اسد نامدار ہمراہ ملکہ لالان
خون قبا بارگاہ مین آئے صورت نگار نے چھپر کھٹ آراستہ کیا دسترخوان لاکر بچھایا کہا حضور
ملکہ کئی روز سے بے آب و طعام ہین اپنے ہمراہ کھانا کھلائیے اپنی زبان معجز بیان سے سمجھائیے
اسد نے ملکہ کو خاصہ کھلایا آپ بھی نوش کیا اس عرصہ مین مسافر روز با جگر پرسوز سیاحی عالم
بے ثبات کرکے داخل سراے مغرب ہوا شہنشاہ پردۂ ظلمات تخت جلالت آیات فلک پر
متمکن ہوا فوج ثابت و سیارگان کی کمر بندی ہوئی صورت نگار نے بہ تعجیل بارگاہ مین روشنی
کی اسد غازی نے فرمایا ملکہ اب تم لشکر ظفر اثر مین چلو ملکہ مہ جبین سے بھی ملاقات کرو ملکہ
سرخ و بہار وغیرہ بھی تمھارے دیدار فرحت آثار کی مشتاق ہین یہ نہ سمجھنا تم سے یہ لوگ آمادۂ
نفاق ہین مین صبح کو طرف دریاے نیل کے سر کرونگا صرف باغبان قدرت کو ہمراہ لونگا حضور
لوح سے ثابت ہوا کہ ابھی لوح بیکار ہی مہرۂ طلسمی کی ضرورت ہی بانیان طلسم کہتے ہین جبتک
دریاے نیل قبضہ مین نہ آئیگا اس مرحلہ سخت و صعب کا طی ہونا دشوار ہی ملکہ تو شاہزادے کا
منہ دیکھنے لگی لیکن صورت نگار نے بڑھکے عرض کی ای شہریار آج کی شب اس حسرت دیدہ

مصیبت کشیدہ کو بہانا ضرور ہی حضور کی فراست سے دور ہی میرے نزدیک تو یہ بہتر ہی کہ آج کی شب یہین
آرام فرمائیے بوقت سحر انکو لشکر مین بہونچا دیجیے گا آپ طلسم کشائی پر کمر باندھیے ہر نوع سے جبر زنگی حضور کے
لیے دعا سے فتح و ظفر مین مصروف رہینگی اسد کے بھی خیال مین آیا کہ سچ کہتی ہی اس شب کو جانا میرا باعث
بیقراری لالان خون قبا ہوگا ملکہ لالان نام فراق سنکر روتی تھی اسد نے اشک اپنے دامن
سے پاک کیے کہا ای شہنشاہ خوبی ای رنگ و بوے گل حدیقہ محبوبی اس شب کو ہم اسی مقام پر آرام
کرینگے سفر و حضر تمھاری راے پر ہوگا صورت نگار نے فوراً مختصر سا جلسہ آراستہ کیا لباس سیہ سبکا
تبدیل کرایا یہان تو اسد غازی آمادہ ہو چلے کہ شب کو اسی مقام پر رہین صورت نگار اس فکر
مین کہ یہ دونون عاشق و معشوق آرام کرین جس طرح سے بنے یہ طلسمی رون طلسم کشا کو قتل کرون
لالان خون قبا کا خون بہاؤن مثل شہزادہ دیو انکو بھی مٹاؤن سر لیکر بخدمت افراسیاب پہونچون
عہدہ ہاے جلیل سے مشرف ہون لیکن دو کلمے حال خواجہ عمرو و ملکہ مہ جبین الماس پوش کے
گذارش ہوتے ہین خواجہ عمرو و ملکہ مہ جبین بارگاہ آسمان جاہ مین داخل ہین ساٹھ ہزار کنیزان
زرین پوش حاضر خدمت فیضدرجت مین تین دن لشکر مین جشن نوروزی رہا اب خیال سفر طلسم کشا
مین متردد و متفکر تھین کہ کنیز بے تمیز گھبرائی ہوئی آئی عرض کی حضور نے کچھ سنا بی بی لالان خون قبا
دختر شہنشاہ داؤد یہان بھی آکے موجود ہوئین پہلے خبر سنی تھی کہ طلسم کشا کو کچھ ناز نخرے دکھلا کے
اس بھولے شاہزادے کو لگا کے اپنے باغ مین لیگئین وہ حضور کے اشتیاق مین چلے آتے کسی وجہ
مین انکے باپ مارے گئے نیا ڈھکوسلا بنایا لاش کو یہان لا کے پہونچایا بی بی ان عورتون کے چلتر
سے ڈرنا چاہیے آپ کے خوف سے دو کوس ہٹ کے اُترین ایک کاغذ لکھکر بھیجا کہ میرے باپ کو
آکر دفن کیجیے آپ کی محبت مین مارے گئے وہ یہ خبر سنکر دوڑے جب وہان پہونچے یقین ہی مردے کے
سامنے آنسو بہاتے ہونگے نہین معلوم کیا دام تزویر پھیلایا اس شہریار کو آج کی شب روک لیا
اب خاصہ وغیرہ نوش فرماتے مردے کی زبانی ابھی معلوم ہوا شب کو وہین تشریف رکھینگے اب سفر
کیسا کجے طلسم کشائی کجا [illegible] ہمکو ڈر ہی کچھ کھلا پلا نہ دین عورتین بڑی چلتر باز ہوتی ہین فرشتون
کو دیوانہ بنا دیتی ہین میرے شوہر سے مجھسے لڑائی ہوا کرتی تھی پڑوسن نے مجھکو ایک ٹوٹکا بتلا دیا کہ بوا
جوتی سے آٹا گوندھکر ٹکیا پکا و اندھیرے پاکھ مین میان کو کھلاو ہمیشہ جوتی کے نیچے رہینگے مین نے یہی کیا

اب کبھی سر نہین اٹھاتے بھگو بھگو کے جوتیان مارتی ہون حضور ایسی باتون کا ڈر ہی بعض ٹوٹکا پلٹ
پڑتا ہی مرد کی جان جاتی ہی ان خیالات مین لونڈی بہت گھبراتی ہی جلد کچھ تدبیر کیجیے مین جاؤن ہاتھ
پکڑ کے کھینچ لاؤن مجھسے بی للان نہین بول سکینگی مین آپ کی خدمتگزار ہون اگر بولین تو سو صلواتین
سناؤنگی صاف کہہ دونگی ہماری بی بی بیاہتا ہین تم اُڑھری ہو میان سلامت رہین ایسے ایسے
معاملے بہت سے ہونگے رہتا پانی رہجائیگا بہتا پانی بہ جائیگا یہ سنکر ملکہ مہ جبین رونے لگی کہا بوا
تم دخل نہ دو وہ اُنکے مزاج سے ڈرتی ہون ذرا مین بگڑ جاتے ہین تلوار چمکاتے ہین مجھے کسی اصل
سے کیا کام گنبد نور پر کوئی آشنائی کرنے نہ آیا نام خدا اب قید سے رہا ہوئے اب سب طرح کے
لوگ جمع ہونگے بچے چھوٹے نانا جان خواجہ عمرو سے کام ہی جلد اُنکو بلا کر لاؤ سیجہ سوار کرا کے نہیت
مین میرے ابا جان کرب غازی کے دیجہ مین اپنی مادر مہربان ملکہ زبیدہ شیرگیر کے زیر سایہ عزت
و دولت بسر کرونگی عمر بھر اُنکو صورت نہ دکھاؤنگی اُبی للان خون قبا کو لیکر جیتین مزے اُڑائین مین
کچھ اُنکی عاشق نہین ہون نئے لوگ نیا عشق جتاتے ہین بس اب میری بارگاہ مین کبھی نہ آئین ملکہ
مہ جبین کا غصہ مین چہرہ سرخ جوش محبت مین آنکھون سے آنسو جاری ہچکی لگی ہوئی بات منھ سے
نہین نکلتی سوت کا نام جو سنا ضبط نہین ہو سکتا کبھی غصہ مین الماس کی انگوٹھی اُتاری کہا
کھا کر چبا جاؤن کلیجہ کٹکے منھ سے نکل جائے ابھی میرا خاتمہ ہو مگر مین وصیت کرتی ہون سبب ہوا آرزو
مین ہزار مردہ خواجہ عمرو اُٹھا مین دلارام وزیر زادی نے ہاتھ تھام لیا کہا واری آپکے
دشمن جان دین ایسی کیا دشمنون کو مصیبت ہی مین نے کنیز کو بھیجا ہی خواجہ عمرو آتے ہونگے اُنسے
شکایت کیجیے وہ بخوبی سمجھا دینگے آپ کے سامنے کسی کی حقیقت نہین ہی خدا وارث کو سلامت
رکھے ایسی ایسی بہت آئینگی انصاف یہ ہی کہ آپ کی محبت کا طلسم کشا کے بھی دل پر نقش ہی اس
مقدمہ مین جو کچھ پیچ ہوگا کھلجائیگا خواجہ عمرو ہی اس بات کا فیصلہ کرینگے اُسوقت باتون پر
ملکہ مہ جبین و دلارام کے محل مین ہنگامہ جان جار ملکہ جبین ہی گھسر پھسر ہو رہی ہی دیکھو بوا
طلسم کشا نے کیا غضب کیا اب جو قید سے چھوٹے رنڈی بازی کرنے لگے بی للان خون قبا
کی بارگاہ مین گئے ہین مرد وسے کے دل مین ڈر نہین ایک کہتی ہی بوا ہماری بی بی صاحب نے
اپنی محبت ظاہر کر دی یہ بڑی خرابی ہوئی جان مرد وسے کو معلوم ہوا کہ یہ عورت چاہتی ہی پیچھے

جلاتے ہیں اپنے آپ مین نہین رہتے یارون مین بیٹھکر ذکر کرتے ہین کہ فلان عورت ہم پر مرتی ہے دیکھیے
اب کیا ہوتا ہے ہماری ملکہ بہت بگڑی ہوئی ہین بڑی ضدن ہین برا مانا منہ پھلایا ہے سوت کا نام
سنکر غصہ آیا ہے ایک نے کہا بوا بیٹھو کچھ بھی اب نہوگا اُنکے سر پر کوڑون دینگے ملکہ کو اس مقدمہ
مین بہت بگڑنا چاہیے ضد کرین کھانا نہ کھائین ایک پلنگ پر نہ سوئین اچھی طرح بات نہ کرین پہلا
مقدمہ ہے بوا مین پڑھی لکھی ہون دیکھو سعدی نے کہا ہے مثل گربہ کشتن روز اول * اگر یہ نہ کرینگی
پچھتائینگی بار فراق اُٹھائینگی یہ باتین جو کنیزون کی ملکہ نے سنین فرمایا صاحبو مین تمھاری بات کا جواب
نہین دیسکتی دل کی جو کیفیت ہے کیونکر دکھاؤن اس بیقرار کو کیا کہکے سمجھاؤن اشعار

یاران غم یار من سر رسید	درد دل زار من سر رسید	دوری من نہ قرار ناید و صبر
از یار و دیار من سر رسید	برکندہ دل از دیار و یارم	از صبر و قرار من سر رسید
ترسم کہ شود نہ تیرہ عالم	حال شب تار من سر رسید	دینی بس ازین بلے زیارت
جز راہ مزار من سر رسید	ہر دم ہے کچھ اضطراب دل کو	طاقت نے دیا جواب دل کو
اب کرتی ہے سانس بھی گرانی	سب خاک مین ملگئی جوانی	ای دلارام وای صاحبان

ندیمو اب ہمکو نہ سمجھاؤ دل ہمارا نہ دکھاؤ صاحبو مین سخت جان نہین ہون ایک آہ مین جان دونگی
یقین ہے سنکے تشریف لاؤ مین کہدینا آپکے ظلم و بدعت نے ہمکو ہلاک کیا آہ جگرسوز نے جلا کر
خاک کیا ایک جنازہ دفن کر چکے اس کشتۂ حسرت و یاس کی بھی لاش اُٹھائیے تا بہ قبر پہنچائیے
دلارام ہماری جانب سے سمجھا کے کہنا کہ ای گل باغ خوبی کا نشا نکل گیا ہمراہ معشوق سرو سہی
بصد نشہ و مدہا خون مین چین کیجیے یا ای نزہا چمن بہار مین گلشن حیات پر خزان آئی صیاد و گلچین
کی بن آئی یہ باتین حسرت آمیز کرکے زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگی ہچکی لگ گئی بات منہ سے
نہ نکلتی تھی کہ خواجہ عمرو پھرتے پھرتے دربارگاہ ملکۂ مہجبین پر آئے محلدار نے پکار کر کہا خواجہ
سلامت اندر جائیے عرصۂ دراز سے ملکۂ عالم آپ کو یاد کر رہی ہین دیکھیے تو محل مین کیا رنگ اُچھل
رہا ہے آتش غم و الم سے ہم سب کا کلیجہ جل رہا ہے عمرو نے گھبرا کر پوچھا خیر تو ہے محلدار نے کہا آپ
اندر تشریف لیجائیے آپ کو خود معلوم ہو جائیگا ہمسے عرض کرنے کی ضرورت نہین ہے عمرو بھی گھبرا کے
بیقرار ہوکر محل مین آیا دیکھا وہ بارگاہ محل رنج و الم ہے ہر ایک کے قلب پر ہجوم غم ہے ملکہ مہجبین

الماس پوش کو دیکھا تمام کنیزین گھیرے بیٹھی ہین ہچکی لگی ہی رنگ سرد متغیر ہی دیدہ خواجہ عمرو کو دیکھا
ملکہ مہ جبین نے اُٹھکر خواجہ عمرو کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے چیخ مار کر رو دی عمرو نے دامن سے اشک پاک
کیے پیشانی کے بوسے لیے کہا کیون نور نظر خیر تو ہی دشمنون کو کیا ایسا صدمہ پہونچا یہ کیا حال ہی مجھے
مفصل کہو ای مہ جبین بچہ چالاک سے زیادہ مجھے محبت ہی اگر کسی نے آنکھ دکھائی ہو واللہ خاک کر دون
مہ جبین تو فرط گریہ وزاری سے جواب نہ دے سکی دلارام نے ہاتھ خواجہ کا تھام لیا کہا حضور مجھے
سنین آپ کے نواسے صاحب اور معشوق کی آنکھو نسے دور تھی کوئی نہ جانتا تھا یہ للالان خون قبا
کے والد مارے گئے وہ لاش لیکر آئین طلسم کشا صاحب فوراً تشریف لے گئے سیان داؤد کو دفن
کیا ابھی چوبدار نے آکر خبر دی ہی کہ آج شب کو وہین تشریف رکھینگے الضاف فرمائیے تھا کو یہ مناسب تھا
کہ ملکہ کا کچھ خوف نہ کرین سوت کے خیمہ مین چلے جائین یہ مضمون سنکر عمرو کے ہوش اڑ گئے مگر ضبط
کر کے کہا ای نور نظر مہ جبین للالان خون قبا کے مقدمہ مین ملال نہ کرو الضاف شرط ہی اسی کی وجہ
سے اسد کی جان بچی اُسکے باپ کی وجہ سے روح طی عشق مین اسد کے للالان خون قبا نے
کوڑے کھائے یقین تھا روح جسم سے نکل جائے لیکن اُسنے نہ بتایا اگر اُسکا باپ مارا گیا بڑا غضب ہوا
لیکن بیٹیا اُسکا خیال رکھنا تیرے برابر کسی کا مرتبہ نہین ہی نہ ہو سکیگا اگر سو معشوق بھی اسد کی ہونگی سبکو
تمھاری اطاعت کرنی پڑیگی تم اسکا ملال نہ کرو بلکہ دعا مین مصروف ہو خدا اسد کی وہان جان بچائے
روح پر کوئی افتاد نہ پڑ جائے تم کھانا کھاؤ عیش کرو دلارام تو تمہین ملکہ کو سمجھانی یہ زندان جاتی ہون
مین ان باتون کی تاکید اسپر نا ممکن ہی اگر تُنے ملکہ کو محبت ہی رشک وحسد کو دل مین جگہ نہ دین یہ کہکر
عمرو گھبرایا ہوا باہر آیا مستوق فرنگی کو بلا کر کہا تو نے سُنا اسد نامور ملکہ للالان خون قبا کے
خیمے مین روح پینے گیا ہی دل میرا تڑپ رہا ہی ایسا نہو کوئی عیار بھی اُنکے لشکر مین ملی ہوئی چلی آئی ہو
روح کی فکر ہو گی جا کر بیٹیا تدبیر کرو بلکہ زیر پلنگ اسد نامور کے آرام کرو تو بہتر ہی مین بھی وقت پر
آؤنگا برق مجکو تردد ہوا دل شل ہاری سیماب تڑپ رہا ہی یہ بھی امر سبب سے خالی نہین ہی اسد
نامدار وہان شبکو کبھی رہنے کا ارادہ نہ کرتا للالان خون قبا کی یہ لیاقت نہین ہی کہ بات نہین روک
لیتی یہ بھی کسی سالار کا کام ہی رات کو اُسکو روک لیا یہی امر کافی تھا کہ بعد دفن شہنشاہ داؤد و ملکہ للالان
خون قبا کو لشکر ظفر اثر مین لاتے ملکہ مہ جبین سے ملاتے ان آئینہ رخسارون مین صفائی ہو جاتی

غبار خاطر رفع ہوتا اور اِدہر بھنا مجکو قتل ہونے کا داؤد کے بڑا قلق ہے صورت نگار وصور سے سمجھ
ونگا اگر ان زن و شوہر پر بچہ قابض ہو فوراً مجکو خبر دینا مارے کوڑون کے کمال گرا دونگا خون ناحق
داؤد کا بجز لی بدلہ لونگا برق نے کہا استاد مین ابھی جاتا ہون خوب سمجھ گیا غلام کو بھی انتہا کا قلق ہوا
اس مرد خدا پرست کو بیکس و بے بس کرکے مارا مگر کیا ثابت قدم کیسے یزدان پرستی تھا تو پرشکنی نہ کی اپنی
جان دی اگر ذرا ہو نحو ہلا دیتا آسمان کو زمین سے ملا دیتا آپ کے کلام معجز نظام نے اسکے قلب پر تاثیر
کی حضور نے ایسی سلسل تقریر کی خوف خدا سے ڈرایا صفت قہاری کا قائل ہوا دل وجان سے اپنے پیدا
کرنے والے پر مائل ہوا استاد و شاگرد دیر تک سرگوشی کیا کیے برق نے بہت بہت کہا کہ استاد آپ بھی چلیے
عمرو نے کہا تم جاؤ مین وقت پر آؤنگا برق فرنگی بالباس عیاری سے آراستہ ہوا تڑپ کر طرف
بارگاہ ملکہ لالان خون قبا کے روانہ ہوا بعد جانے برق فرنگی کے خواجہ عمرو بھی لشکر مین
پھرتے ہوئے جا بجا الیاسان طلایہ کو جگایا ہر ایک سے یہی فرمایا بھائیو ہوشیار رہنا یہ راتین سہم
کی ہین زین خوف آمد افراسیاب ہر لشکر کشی ہوا چاہتی ہے تمام طلسم ہوش ربا مین ٹڑان کے سامان
ہین کمال افراسیاب کے تمام سب ساحرون پر بخوبی عیان ہین پھرتے پھراتے خواجہ بھی فکر حفاظت
اسد غازی مین روانہ ہوئے لیکن وہان بارگاہ ملالان خون قبا کا حال سنیے صورت نگار
مکارہ نے دونون عاشق و معشوق کو شراب پلائی جب رات زیادہ آئی صورت نگار نے اسد
نامدار سے اشارہ کیا ای شہریار ساہ مین ملکہ لالان خون قبا نے بڑی مصیبتین اٹھائین خیال فرمائیے
باپ کا لاشہ ہمراہ تھا اتبک آب و دانہ بھی ترک رہا آج آپ کے تشریف لانے سے غنچہ خاطر انکا شگفتہ ہوا
اب رات زیادہ آچکی آرام فرمائیے تنہائی مین بھی معشوق کو سمجھائیے آپ کا سمجھانا بہت بہتر ہوگا
عاشق کے سامنے اگر معشوق جھوٹ بھی کہے اسکو منزلہ حدیث و آیہ ہوتا ہے یہ کہکر صورت نگار
سامنے سے ہٹ گئی پردہ کھینچ دیا کنیزون سے کہا باہر چلو اپنے اپنے مقام پر آرام کرو یہ تخلیہ کا مقام ہی
صحبت گل و بلبل مین گلچین کا کیا کام ہے اب عاشق و معشوق تنہا ہے اسد غازی نے ہاتھ
ملکہ لالان خون قبا کا تھام لیا پھر کھٹ پر آئے ملکہ بیتاب ہو رہی تھی باپ کی یاد نہ بھولتی تھی
آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے اسد نے کہا ملکہ اب غم و الم کو خانہ دل مین جگہ نہ دو صبر کرو تمکو اگر ملول
و حزین چھوڑ کر جاؤنگا سفر مین بھی تمہاری یاد رہیگی دل کو چین نہ آئیگا لالان خون قبا نے کہا حضور

جہان جائیے مجکو اپنے ساتھ رکھیے پیر لشکر مین کون ہی ایسا ہو بلکہ جبین ایسے ساتھ دشمنی کرین
سب سردار آنکے مطیع ہین اسد نے کہا اے ملکہ عالم کیا مجال ملکہ جبین سے تمہین ملوا کر جاؤنگا ہر ایک
بخوبی سمجھا دونگا سب سردار تمھارے تابعدار ہین دل وجان سے خدمتگزار ہین دونون کو نشہ شراب تھا
باتین کرتے کرتے سو گئے فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا صورت نگار اٹھی پردے سے دیکھ رہی تھی دیکھا
عاشق ومعشوق نے آرام کیا نفیر خواب بلند ہی ہوا تھا کر قریب پلنگ کے آئی دیکھا لوح گلے مین ہے
نامدار کے پڑی ہی شاہزادہ غافل سو رہا ہی خوف سے اس شیر دل کے کانپ رہی ہی جانتی ہی اگر
بیدار ہوا ایک طمانچے مین تیرا کام تمام ہو جائیگا اس شیر کے پنجے سے کون بچائیگا کانپتی تھراتی قریب
پلنگ کے آئی جھول سے مقراض نکال ڈورا لوح کا کاٹا عکس سے لوح کے بھی گھبراتی ہی سحر بھول
جاتی ہی منہ پھیر کر باحتیاط لوح کو اٹھایا رومال مین لپیٹ کر لوح کو جھول مین رکھا اب منظور ہوا طلسم
کشا کو بھی لیچلو اس ظالم کو کیون چھوڑو اب بخوبی اطمینان ہی لوح قبضے سے طلسم کشا کے نکلی اب بیدار بھی
ہوگا تو کیا کریگا اس خیال سے پنجہ کمر مین اسد نامدار کے ڈالا سحر کرکے قصد کیا قبہ بارگاہ توڑ کے
نکل جاؤن قضارا کارستہ برق فرنگی بموجب حکم خواجہ عمرو چھپ کر آیا زیر پلنگ سو رہا تھا آہٹ
سے پاؤن کے آنکھ کھلی دیکھا صورت نگار جادو بصورت اصلی اسد غازی کو پنجہ مین دبا چکی ہی
چاہتی ہی کہ سحر کرکے بلند ہون برق تڑپ کر اٹھا جی مین کہتا ہی ہاے بڑا غضب ہوا یہ ملعونہ کہان
سے آئی صرصر وغیرہ کا البتہ خیال تھا یہ کیا فتنہ ہوا یہ تو زوجہ مصور ہی پلنگ کے نیچے سے دبا
ہوا نکلا پشت پر صورت نگار کے پہونچا صورت نگار کا قصد تھا کہ بلند ہون برق نے چودہ
حلقے کمند کے مارے تڑپ کر نعرہ کیا نعرہ برق شعر منم برق رفتار وخنجر گزار + منم یکہ لیکن گران
بر ہزار + او ملعونہ کہان جاتی ہی حلقہاے کمند گلے مین صورت نگار کے پڑے برق نے جھٹکا
مارا اسد غازی پنجے سے چھوٹ کے صورت نگار سے الگ گرا صورت نگار گرتے گرتے سنبھلی خفا
آگ منہ سے نکل گئی فوراً کمند جل گئی صورت نگار نے گھیر لیکے دو ہتڑ مارا برق زمین پر گرا شل ہا ہی
بے آب تڑپنے لگا صورت نگار نے کہا او نگوڑے پاجی بھوریے اب کہہ کہان جائیگا افراسیاب
تجکو دار پر کھینچیگا برق کی زبان بند مجبور وصد زبان صورت نگار نے اسکی بند کر دی اس
خیال سے کہ غل نہ مچائے بڑھکر برق واسد نامدار دونون کو پنجہ مین دبایا سحر کرکے بلند ہوئی

تا بہ قبۂ بارگاہ پہونچی تھی لیکن آفتاب عالمتاب آسمان عیاری کوکب درخشان خنجر گذاری خواجہ عمرو بھی اگر
اس بارگاہ مین ٹھہرے ایک قنات گوشۂ بارگاہ مین لپٹی کھڑی تھی اسمین گھسکر سو رہے جب برق نے صورت نگار
پر کمندماری نعرہ کیا اسکے گرنے کا دھماکا ہوا عمرو کی آنکھ کھلی قنات سے گھبرا کر نکلا دیکھا صورت نگار
بلند ہوکر قریب قبۂ بارگاہ پہونچ چکی ہے قصہ ہے سحر کرکے قبۂ بارگاہ توڑ دون عمرو گھبرایا فوراً خیال مین آیا جال
الیاسی نکالا نعرہ کیا او مکارہ کہان جاتی ہے نعرۂ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و غدار ہون
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون

مرے کرسے کانپتا ہے جہان
ذرا تیز رفتار ہو گر قدم
نہ پائے مری گرد پاپوش کو

تراشندہ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
دوندہ جہانگرد طرار ہون

صورت نگار سحر کرکے بلند ہوئی تھی عمرو جست کرکے برابر پہونچا جال

مارا صورت نگار و برق و اسد جال مین پھنسے اسی طرح تڑپ کر عمرو زمین پر آیا جیسے ہی صورت نگار
پھنسکر گری عمرو نے حباب بیہوشی مارا صورت نگار کا منکا ڈھلکیا بیہوش ہوئی عمرو نے اسد غازی
و برق فرنگی کو جال مین سے نکال لیا صورت نگار کی زبان مین سوزن دیا کھینچتا ہوا لیکر باہر
آیا ملکہ لالان خون قبا بیدار ہوئین پھٹنے لگین عمرو نے کہا بیٹا کیون روتی ہو سب طرح خیر ہے مین نے
اپنے دوست صادق محب دلی کے قاتل کو گرفتار کیا معاوضہ خون بیگناہ لیتا ہون یہ خبر لشکر اسلام
مین پہونچی باغبان و بہار و مہرخ و سمار قدرت و بلال سحر انگن و مرغ موے کا کلکشا وغیرہ دوڑ
غول کے غول لشکر سے آنے لگے آکر دیکھا کہ صورت نگار کو خواجہ عمرو نے ایک ستون سے باندھا ہے
ہوشیار کر دیا ہے تازیانہ حضرت اسحق کا لیکر کھڑا ہوا ہے صورت نگار کی صورت دیکھکر کانپ رہا ہے کف
منھ سے عمرو کے جاری دیوانہ وار وحشی مثال للکارتا ہے او حرامزادی فاحشہ تو نے اس مومن دیندار
کو جھٹکا مارا کچھ خوف خدا نہ آیا بتلا کہ اسوقت افراسیاب کہا ہے اور گھر تیرا مصور کدھر گیا او مکارہ
عیارہ تو نے مثل عیارون کے عیاری کی اور ملکہ لالان خون قبا فرماتی ہین کہ چھوٹے نانا جان
یہ تو اس سے پوچھیے کہ میری وزیرزادی ناگن کو اس حرامزادی نے کیا کیا عمرو نے کہا مین اس
حرامزادی سے کیا پوچھون ناگن کو مار کے اسکی صورت بنی صاف ظاہر ہے سب صورات کا معاوضہ ہوا
جاتا ہے کل پامالیان شہزادہ دیہ کا خون اس حرامزادی کی گردن پر ہے یہ ملعونہ جادوون کی افسر ہے ملکہ

سُرخ و بہارہ وغیرہ ستر و سو سوار گرد عمرو جمیع ہین مگر کہرے ہین کہ ایسے غضب مین ہمنے کبھی خواجہ کو نہین دیکھا
چاہتے ہین شفاعت کرین مگر حوصلہ نہین پڑتا عمرو نے برق و ضرغام کو آواز دی دونون کانپتے ہوے
سامنے آئے ایک ایک کوڑا عمرو نے دونون کے ہاتھ مین دیا ضرغام سے کہا تو میرا فرزند ہی صاحب
ہمت و جرات ہی دیکھون کسقدر تیرے جسم مین طاقت ہی اور برق سے کہا دیے اگر تیز کوڑے لگا
تم دونون مین سے اگر ایک کا ہاتھ رُک گیا تو بسر صاحبقران یہی حال تمہارا کرونگا برق و ضرغام
جیسے صورت نگار پر کوڑے پڑنے لگے تڑاتڑ خون کے بلند ہوے بوٹیان اُڑنے لگین جب ذرا ان
دونون کے ہاتھ رُکتے ہین عمرو تازیانہ حضرت اسحق کا لیکر پڑھتا ہی ایک ضرغام پر ایک برق
ایک سزا کا صورت نگار پہ پڑتا ہی صورت نگار دوہائی دینے لگی تمام لباس پارہ پارہ چھلنیان
نکلی ہوئین تمام جسم خون مین لال صورت نگار کا عجب حال پکارتی ہی اے عمرو توبہ کرتی ہون
اب کبھی ایسی حرکت نہوگی تیری لونڈی بنکے رہونگی عمرو کہتا ہی او ستمکارہ تیرے قول و فعل کا کیا اعتبار
ہی تجکو اُس مرد خدا پرست پر رحم نہ آیا خدا کا خوف نہ کیا محراب عبادت مین اُسکا خون بہایا اُسی
کے خون نے جوش مارا ہی مین تیری توبہ کو قبول نہ کرونگا اگر وہ مطیع احکام امر و نہی ہوتا تیری یہ
مجال تھی کہ اُسکے سامنے زبان کھولتی آنکھون کے نیچے اُسکی لیاقت پھر رہی ہی سب کلمات نے اُسکے قلب
ایسی تاثیر کی دنیاے دون کو ہیچ جانا راہ خدا مین جان دی وہ داخل بہشت عنبر سرشت ہوا تیرے اعمال
زشت نے تجکو مبتلاے بلا کرایا اب مین تجکو زندہ نہ چھوڑونگا ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالونگا ایک مرتبہ مین قتل
کرونگا جب باغبان قدرت نے دیکھا صورت نگار قریب بمرگ ہی ایسا نہو دو چار کوڑون مین اُسکا
دم نکل جاے دوڑکر باغبان نے خواجہ کا ہاتھ تھام لیا کہا اے شہنشاہ اوج عیاری بس پیر جلیل کی
تو وجہ ہی سزاے کامل ہو چکی عمرو کی آنکھون مین آنسو بھرے تھے نام شہنشاہ داؤد کا لیکر رو رہا تھا ہر
مرتبہ یہ زبان پر جاری ہوتا تھا اے برادر بیجان برابر افسوس وقت انتقال تمہارے ہم قریب نہوے کچھ
وصیت و نصیحت کرتے کس حسرت و یاس سے تیری جان گئی اس حال مین جو باغبان نے ہاتھ تھام لیا
عمرو اپنے ہوش مین نہ تھا ایک کوڑا باغبان پر مارا کہا او باغی اس ملعونہ جہنمی کی سفارش کرتا ہی مین
اسکے زخمہاے جسم پر نمک پاشی کرونگا بلا کر باغبان پیچھے ہٹا عمرو کا غصہ دیکھا اسد نامدار ایک
سے کہتا ہی خبردار اسوقت نانا جان کے قریب نہ جاؤ بخدا مین نے کبھی ایسا بیقرار نہین دیکھا اسوقت

ہوئی نانا جان کو نہ سمجھائے اور نہ قریب جائے اسوقت کسی کا کہنا نہ مانیگے مرغ دہبار بھی بڑھ بڑھکر عذر کرتی ہیں مگر خواجہ کا غصہ ہر ایک پر اُسی حد کا ہی جو باغبان کے ساتھ کیا فرماتے ہیں ہے خدا اسوقت میرے پاس کوئی نہ آوے اسوقت مجھے اُس مرد خداپرست کی حسرت و یاس کا خیال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی میں اپنے ہوش میں نہیں ہوں اب ناظرین پر واضح ہو کہ صورت نگار پر تو بیان کوڑے پڑ رہے ہیں سترہ سو سرداران نامدار و اسد عالی وقار غصہ کو عمرو کے دیکھکر کانپ رہے ہیں ہر چند سردار سمجھاتے ہیں مگر عمرو نہیں مانتا کہتا ہی اسکی ہڈیاں تک شکست کر ڈالونگا زندہ اُسکو نہ چھوڑونگا یہاں تو یہ ہنگامہ ہی

وہ کلمہ افراسیاب و مصور وچند اشعار آبدار حسب حال مقام فرحت انجام برائے کفار مصیبت و آلام بیان کیے جاتے ہیں

ابرو دیکھا تو کمان نے بخار اپنا ہی
داغ داغ اپنا یہ سارا تن زار اپنا ہی
ساقیا ہمسے زیادہ کوئی میخوار نہیں
لگے جاتے ہو کہاں تم یہ مزار اپنا ہی
سیکڑوں پھول ہیں جی میں غم و داغ حسرت
دھیان زلفوں ہی میں اب سنبل و شمار اپنا ہی
اس سینہ میں خلش اُٹھ رہی ہی اگر
جو تمہاری جو وہ ہی تو یہ شعار اپنا ہی
سینہ اپنا نہیں داغوں نے گلستان ہی
ایک مدت ہوئی سنسان مزار اپنا ہی
پڑھکے اشعار مرے ہوتی ہیں پریان بیخود
اندنوں کوچۂ جانان میں گذر اپنا ہی

برق چمکی تو صدا دی یہ شرار اپنا ہی
مجھپہ مرجاینگے ہم ہمسے پکار رقیب
بیخودی کہتے ہیں جسکو وہ خمار اپنا ہی
ای ستم کیسے دامن سے چھڑاتا ہی تو
دل نہیں سینہ میں یہ باغ و بہار اپنا ہی
جان مل جائے عجب پر نہ تماشا الا شہ
غنچہ دل نہیں پہلو میں یہ خار اپنا ہی
فکر یار میں ہوتی ہی زیادہ توقیر
نار کش دل ہی سینے میں ہزار اپنا ہی
موج دریا کو جدا کرکے لیے کیسے
خامہ جادو رقم سحر نگار اپنا ہی

بسکہ سرگرم ستم لالہ عذار اپنا ہی
ہم ترے عہد میں لیکن وہ شکار اپنا ہی
تھا بنا ہی یہ حسرت نے تمہارا وہ کن
یہ فا ایسا نہ تجا یہ غبار اپنا ہی
دن ہو رات ہو گھر میں نہیں ہی عالم
جان میں پھرتے کسطرح کر یار اپنا ہی
دیسے توڑ دو گے تو ہم شہر نہ کبھی ہونگے
جسقدر عشق میں لذت ہو وقار اپنا ہی
اب کبھی دل لیں بھی مزا نہیں جو جلوہ نما
اب جگے اسے نا چیز سوار اپنا ہی
دل بہت خوش ہی بہر خوب گذرتی ہی قول

برسر کوہ بلور افراسیاب سحر ورد مصور جادو و چند سرداران اطہار

میں صورت نگار کے مصور بہت گھبرا کر کہتا ہی ای شہنشاہ جادو میری بڑے کام پڑ گئی ہی ایسا نہو کسی بلا میں پھنس جائے اس فکر میں کہ آسمان سے ایک طائر زمین پر اُترا کہ میں اسکے نام

بندھا ہوا تھا افراسیاب کے کاندھے پر آکر وہ طائر بیٹھا افراسیاب نے جلدی وہ نامہ کھولا
سرنامہ پر مہر صورت نگار کی پائی تصویر فرحت آمیز خیال مین نظر آئی افراسیاب نے خوشی
مین نامہ کھولا کہا مرشدزادے صاحب سماعت فرمایئے آپ کی گھروالی نے لکھا ہی مصور متوجہ ہوا
افراسیاب نے پڑھنا شروع کیا صورت نگار نے جنگ شہرداودیہ کا نقشہ کھینچا تھا لکھا ہی کہ
مین نے خداوند داؤد کو زیر کر کے مارا شہر کو تباہ و برباد کیا ایسا شہر کو مٹایا کہ کبھی آباد نہوگا اب
مین بصورت ناگن وزیرزادی ساتھ ملکہ لالان خون قبا کے طرف لشکر اسد غازی کے لوح
کی فکر مین جاتی ہون ای شہنشاہ نہ گھبرایئے کا لوح لیکر آؤنگی طلسم کشا کا نقشہ خاک مین ملاؤنگی
اب میرے ہاتھ سے وہ کیونکر بچینگے انجام جنگ میرے ہاتھ پر موقوف تھا پھر اگر کوئی ضرورت ہوگی
نامہ روانہ ہوگا ورنہ خود ہی لوح لیکر آؤنگی بیشرۂ فرحت افزا سنکر مصور اپنے جامہ سے باہر ہوگیا
کہا کیون شہنشاہ میری جورو نے کیا کام کیا داؤد ایسے ساحر زبردست کو کس دھوم سے قتل کیا
خدائی کرتے تھے مگر میری جورو سے نہ بچ سکے اب عیاری کر کے گئی ہی بڑا کلیجہ رکھتی ہی مہرخ و بہار
وغیرہ سب کو مارینگی ایک اسکے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگا اب طلسم کی سلطنت کا ہمکو اختیار ہی جسکو چاہین
بادشاہ کرین جسکو چاہین وزیر بنائین افراسیاب جادو نے ان غرور کی باتون پر حیرت سے
اشارہ کیا اسوقت تو مرشدزادے آپ سے باہر ہوگئے ہیں سنبھلے ہین کے طریقے سب ظاہر ہوگئے کی
حیرت مقام حیرت ہی داؤد پر صورت نگار کیونکر غالب آئی اسکے سحر سے تو مین خائف تھا کسی
غفلت مین اسکو مارا جو کچھ کیا بڑا کام کیا خوب نام کیا مگر کان مین کہا ای حیرت الّا انکی وجہ سے لڑائی فتح
ہوئی بہت لیلا لڑینگے مین خاطر کرتا ہون اسوجہ سے خاموش ہون کان پکڑ کے طلسم سے نکال دونگا نہین
معلوم کیا سمجھتے ہین بیہودہ بکتے ہین حیرت نے کہا اب اسوقت خاموش رہیے کسی طرح لوح طلسمی ملے پھر
سمجھا جایگا مگر افراسیاب نے مصور سے کہا مرشدزادے مین تو متردد ہون یہ رقعہ جمشیدی بھیجے
اسمین حال اپنی زوجہ صاحب کا دیکھتے رہیے نگہداشت کرنا واجب و لازم ہی بڑے کار بزرگ اپنے
گھر باندھی ہی لشکر قیامت اثر طلسم کشا مین گئی ہی وہان عیاران اسلام موجود ہین ایک سے ایک کمین
اپنے وقت کا بقراط و جالینوس ہی ایسا نہو کہ پہچانی جائے مصیبت اٹھائے مصور نے رقعہ جمشیدی
ہاتھ مین لیا افراسیاب تو سردارون سے باتون مین مصروف ہوا مصور رقعہ دیکھ رہا ہی کبھی ہنستے کبھی

خوش ہوکر کھڑے ہوگئے ناچنے لگے افراسیاب نے کہا مرشد زادے کچھ خوشخبری سنائیے کہا مجھکو گذرا
مصور کہتا ہے میں ان کا حال دیکھ رہا ہوں صورت نگار صورت پرناگن کے ہمراہ ملکہ لالان خون قبا
کارگزاری میں مصروف ہے بڑی صاحب وقوف ہے قضائے کار افراسیاب نے سر اُٹھا کر دیکھا مصور نے غم
کی صورت بنالی سر پیٹنے لگے ہی ہی پیری جورو لکھ کر پچھاڑ کھائی تڑپنے لگا ہر چند افراسیاب نے پوچھا مرشد
زادے کچھ بیان تو کرو کیا ہوا بدحواسی میں کچھ نہ کہہ سکا تھا منہ سے نکلا اس رقعہ میں پڑھیے میں بی بی
کی مدد کو جاتا ہوں رقعہ پھینک کر تڑپا شکل برق جہندہ بلند ہوا چشم زدن میں آنکھوں سے مخفی ہوگیا افراسیاب
تو حیران کہا اے حیرت مرشد زادے بھی عجب آن کے پتلے ہیں جورو جورو کرتے ہوئے بھاگے کچھ بھی حال
صاف نہ کہا حیرت نے کہا صورت نگار ہمیشہ سے حسن پرست ہے کسی سے لپٹ گئی ہوگی یہ ناحق دوڑے
گئے میں جوتیاں کھائینگے داڑھی نچوا کے آئینگے حیرت تو یہ سخن سے پن کی باتیں کرنے لگی افراسیاب نے
کہا میں طائر سحر روانہ کرتا ہوں وہ تھوڑے عرصہ میں پلٹ کر کا مفصل حال سنائیگا یہ کہکر افراسیاب
نے ماش کے آٹے کا ایک جانور بنا کر سامری کہکے اسکو اڑا دیا لیکن یہاں صورت نگار پر کوڑے
پڑ رہے ہیں کہ مصور آسمان پر چھپا دیکھا تمام لشکر کا جادو ہے سب مردار عمرو کی منتیں کر رہے ہیں عمرو
نہیں مانتا یہ حال پرملال دیکھکر مصور جادو نے نعرہ کیا کہا یا شہد اے سلطان سامری کہہ بدل ہو
پر یہ سحر یہ کہکر بہت سے ماش کے دانے مرغ مہرخ و بہار کے پھینکے عمرو و تو سایہ مصور دیکھا ایک غار میں
گرپڑا اپنے کو چھپایا مگر مصور نے ایسا سحر کیا لشکر اسلام پر اندھیرا چھا گیا مہرخ و بہار سحر دفع کرنے
لگیں مصور اسی اندھیرے میں گرا وہ ستون جسمیں صورت نگار بندھی تھی سحر کرکے اُسے اکھیڑا از وجہ
جلدی میں کھول نہ سکا لیکن ستون کو کاندھے پر رکھکر بلند ہوا عمرو نے غار میں سے دیکھا مہرخ و بہار
وغیرہ سے کچھ نہیں ہوسکتا تاریکی دفع کر رہی ہیں کئی سو ساحروں کے سر کٹ کر گر پڑے بس عمرو اسی
جوش میں غار سے نکلا وہی جال الیاسی کاندھے پر رکھکر نعرہ کیا او مصور کہاں جاتا ہے میرے جیب
کو نہ لیجانا یہ کہکر مثل برق کے تڑپا جست کرکے پچاس گز کی بلندی پر پہونچا وہی جال مصور کو مار مصور
و صورت نگار و میل آہنی سب جال میں پھنسے عمرو نے اُسی طرح جھٹکا مارا زمین پر آتے آتے حباب مار کر
بیہوش کیا دفعتاً میں ہنگامہ ہوا خواجہ عمرو سبحان اللہ اب اور زیادہ سب کے ہوش اُڑ گئے مصور کو بھی
مثل صورت نگار کے ستون سے باندھا زن و شوہر دونوں باندھے گئے سوزن زبان میں و کیمر مصور کو ہوشیار

کیا مصور نے دیکھا زوجہ کے جسم سے خون بہ رہا ہی عمرو شکل جلاد کھڑا ہوا گالیان دے رہا ہی اور کہتا ہی کیون
او بچیا تو نے میرے جسد کو لیجا کر چھپا رکھا تھا قدرت پروردگار کو دیکھا آج عمرو کو پہچانا مصور نے للکارا او ساربان نا
تو نے میری زوجہ کے ساتھ یہ بدعت کی اگر چھوڑونگا تو قیامت برپا کرونگا عمرو نے کہا جب تم زندہ بچ جاؤگے
جوتیان پڑینگا [illegible] کرنا یہ کہکر عمرو نے خضر غلام کو اشارہ کیا فرمایا ہان انکو بھی یہی نا شکل زوجہ کے نکالی حال تباہ و
بلکہ شوہر کا مرتبہ زوجہ سے زیادہ ہی یہ نیرہ سامری ہی انکی خدمتگذاری اچھی طرح چاہیے خضر غلام نے جھپٹکر
مصور کے کوڑا مارا اسکی بھی بوٹیان سٹنے لگین چار پانچ کوڑے پڑے تھے کہ مصور چیخنے لگا پکارتا ہی او جان
نا دے جورو میری مرجائیگی توبہ کرتا ہون اب کبھی تجھسے نہ لڑونگا کبھی جورو کو گالیان دیتا ہی کہتا ہی او
مردار تو نے داؤد جادو کو مارکر اپنی اور میری جان پر یہ آفت لی اب اس ظالم کے ہاتھ سے کون بچائیگا
افراسیاب نالائق کہان ہی طلسم ہوش رُبا مین آگ لگے ہم تو سے برہمن ہین ڈفلی لیکر مانگ کھائینگے
جسکے دروازے پر جائینگے چٹکی آٹا پائینگے اب کبھی سلطنت کا نام نہ لینگے کنارے دریا کے چلکر بیٹھینگے
نہانے والے جو آئینگے سیر و دہی اناج دیجائینگے عمرو کہتا ہی ابے او نالائق اب مین تجکو زندہ چھوڑونگا
تیری زوجہ نے کام جلادون کا کیا وحید عصر کو مارا تمام گناہ اسکے اس فاحشہ کے ذمے ہوئے ذرا تو مین
دل ٹھنڈا کرون جی چاہتا ہی اسکی بوٹیان کاٹ کر چیل کوون کو کھلادون آنکھیں اسکی نکالکر بانسکے نیچے
لٹون اسوقت کا لشکر کا ہنگامہ یوہیں تو عمرو نے صورت نگار کی جھولی سے نکالکر اسد کے گلے مین پہنادی
ہی یہ شیر مسلح کھڑا ہوا ہی اشارون سے سردارون کے بڑھکر عرض کرتا ہی ناناجان بس معاف فرمائیے
انکو قید کیجیے آپ کے مذہب مین اسقدر بدعت درست نہین عمرو کوڑا لیکے طرف اسد کے چلا کہا
او دیوانے تو مذہب کو کیا جانے یہ کافر قاتل مرد خداپرست اس لائق ہین کہ انکو بوریے مین
لپیٹکر پھونکدین جب عمرو نے اسد پر بھی کوڑا اٹھایا اسد الامان کہکے پیچھے ہٹا کہا حضور کو اختیار ہی
مجھے کیا دخل جو مناسب ہو وہ کیجیے اور کسی سردار کی کیا مجال ہی جو اسوقت عمرو سے بول سکے
سب سناٹے مین ہین لیکن افراسیاب خانہ خراب برسر کوہ بطور بعد چلے آنے مصور کے تھوڑی
دیر تو سحر اپنی کرتا رہا کسی نے کہا مرشد زادے جورو کو بچانے گئے ہین کسی نے کہا بیٹھے بیٹھے گھبرا گئے
تھے سیر کرینگے لیکن حیرت نے کہا صاحب ذرا رقعہ جمشیدی مین دیکھو وہ روتے پیٹتے گئے ہین کوئی تو
بلا ایسی نازل ہوئی کہ کچھ کہہ نہ سکا فکر کرتا ہوا بھاگا ہاے میری جورو اتنا کلمہ زبان سے نکلا تھا افراسیاب

رقعہ جمشیدی اٹھایا حیرت نے دیکھا کہ شہنشاہ کی بھی رنگت متغیر ہوئی واے رسوائی کہکر چھاتی پر ہاتھ مارا
ریش فش کو نوچنے لگا حیرت نے پوچھا شہنشاہ خیر تو ہی افراسیاب اٹھا کہا یارو ناک کٹگئی صورت نگار
ومصور ایک ستون مین بندے ہوئے کوڑے انپر پڑ رہے ہین حقیقت مین صورت نگار نے بڑا کام
کیا تھا مگر ساربان ناوہ جہان دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ اُسکے سامنے کسکا کار چل سکتا ہی پیر فلک کو
اُسکے شعبدہ بازی سے سکتا ہی وہ دونون زن وشوہر پکڑے گئے ایسی ذلت کبھی کسی کے واسطے نہین ہوئی
خبردار میرے پیچھے نہ آنا یہ کہکر بڑے کروفر سے بلند ہوا شل بلاے مبرم چلا یہان وہ وقت ہی کہ ضرغام
وبرق نے اسقدر کوڑے دونون کو مارے کہ تڑپتے تڑپتے زن وشوہر دونون بیہوش ہوگئے عمرو نے کہا
اے ضرغام وبرق ان دونون کو پھر ہوشیار کرو یہ مرے نہین مکارون نے دم چرائے ہین مجکو
دھوکا دیتے ہین جبتک انکی ہڈیان باقی رہینگی جبتک مین نہ مانونگا اسی طرح انکو جہنم واصل کرونگا کہ
آسمان سے نعرہ ہوا باشیدای مسلمانان غضب کیا مرشد زادے پر یہ بدعت آواز سنتے ہی افراسیاب
کی عمرو وبرق وضرغام ایک جانب بھاگے عمرو نے گلیم ودھول سردار سنبھلے ملکہ مہرخ وبہار وباغبان
قدرت وغیرہ نے دیکھا کہ افراسیاب اس غصہ مین آتا ہی کہ دیکھنے والون کا قلب تھراتا ہی ان سبھون نے
چاہا سحر کرین افراسیاب نے آتے ہی بہ نگاہ گرم لشکر اسلام کو دیکھا آگ برسنے لگی صداے فریاد وفغان
بلند ہوئی مگر اس نامدار نے نعرہ کیا نعرۂ اسد

اسد شہسوار مرد روز جنگ — بدرم دل شیر وچرم پلنگ
شہنشاہ نام آور وکامران — اسد شیر دل ابن صاحبقران

افراسیاب نے جو اسد غازی کو تاج پہنے ہوے دیکھا قلب تھرا گیا
کلیجہ منہ کو آیا مگر طرف سے اسد کے منہ پھیرا اتنی تو آواز دی یا سامری جمشید مجکو اس غیر ساحر کے سامنے
سے بھاگنا پڑا اگر زبان ہلاؤن آگ برساؤن لاکھون کو دریاے سحر مین ڈبودون مجکو ایسکس سے یہ
خوف یہ کہتا ہوا کف منہ سے جاری تاج ڈھلکا ہوا برابر ستون کے آگرا ہاتھ ڈالکر ستون کو اکھیڑا مصور
وصورت نگار اسمین بندے تھے انکو جلدی مین کھول نہ سکا مگر یہ بادشاہ طلسم ہوشربا زور مین بھی
یکتا ہی بائین ہاتھ مین ستون لیا داہنے ہاتھ سے سنگریزے اٹھا کر طرف مہرخ وبہار کے پھینکتا ہوا اُڑا
ہوا اسکے چلا سرداران اسلام نے پیچھا کیا لیکن اُسکے سحر کو وہ کب مانتا ہی ایسا ایک کو حقیر جانتا ہی جسکو جھڑک
دیتا ہی وہ خائف ہوکر سہم جاتا ہی مثل نقش پا زمین پر جم جاتا ہی سواے اسد غازی کے اور کسی سے نہین

ڈرتا ہی ہزاروں بندگان خدا کو پامال کیا کبھی سنگدلی کی پتھر برسائے کبھی شعلہ خوئی دکھاتا ہی آگ برساتا ہی عجب
دغواب سے مملو شعلہ مزاج ہی تو عمرو نے بھی گلیم سر سے اتاری ہی چاہتا ہی کوئی عیاری کرون مگر مہلت نہین ملتی
افراسیاب شل بادصرصر چھٹا ہوا جاتا ہی سرداران اسلام کو قریب نہین آنے دیتا عمرو نے کئی مرتبہ آواز دی ای
ملکہ مہرخ و بہار اب اس ناہنجار کو نکل جانے دو چھچہ انہ کرو وہ جواب دیتی ہین خواہ ہم خود مجبور و ناچار ہین اس
ملعون کے سامنے بالکل بیکار ہین ہزار ہا بندگان خدا پامال ہوئے یہ سحر کرتا ہی اگر اپنے کو نہ بچائین آتش
سحر سے اس جہنمی کے جل جائین کسطرح اس تک پہونچین کیونکر جان بچائین اسد نامدار ہر مرتبہ چاہتا ہی
مین قریب افراسیاب جادو کے پہونچون مگر افراسیاب شل ہوا کے جاتا ہی بلکہ وہم و خیال کا اس تک
پہونچنا دشوار ہی بادشاہ طلسم ہوشربا بلائے روزگار ہی پلٹکر اسد غازی سے کہتا ہی او جوان سحر
لوح طلسمی بیکار ہی امروز فردا مین مجھسے رونگا مین کیا چھوڑتا ہون اسکی بھی فکر ہو جائیگی مین نے غفلت
کی اسوجہ سے یہ دن مجکو نصیب ہوا اب ماہ دولت نے بیداری مغزی پر کمر باندھی ہی دیکھو تو کیا آفتین
برپا کرتا ہون اور وہ سکارکمان ہی جسنے رشتہ ناد سے او قدرت کی ہو کا یہ حال کیا ہی دیکھنا تو اسکا
بدلہ کیسا لیتا ہون اسطرح للکارتا ہوا نعرے مارتا ہوا افراسیاب جادو اس ستون کو کاندھے پر لیے
ہوئے جیسے کوئی پھول کو اٹھائے ہوئے رہوار روی مین جاتا ہی دیکھنے والون کا اس قوت پر اسکے قلب
تھراتا ہی اسوقت عمرو کی بیقراری غل مچاتا ہی یارو افراسیاب نکلا جاتا ہی ای مہرخ و بہار اگر تم پڑھکر
سحر کرو ذرا افراسیاب کے جلسے مین بڑھکر عیاری کرون اس حرامزادے کو دام عیاری مین پھنساؤن یا آذر
مصور و صورت نگار بگڑ جائینگے قیامت برپا کیجے تصویرین کھینچیگا نہین معلوم کیا نقشہ کریگا اثر ان
تا ای جواب دیتے ہین خواجہ کسپر سحر کرین کسکو روکین بلاے روزگار شعلہ جوالہ علم سحر و ساحری مین شاق
فنون شعبدہ مین طاق ہماری اس ہیچیا کے سامنے کیا حقیقت ہی یہ اس قوی و توانا کی قوت ہی کہ ہم
اس ظالم کے ہاتھ سے بچ جاتے ہین دیکھیے نعرہ سے اسکے پہاڑ تڑتے ہین ہر چند کہ سرداران اہل اسلام کے
سحر کو نہین مانتا مگر یہ سب پٹے ہوئے چلے جاتے ہین برو بر اپنی جرات دکھاتے ہین اب افراسیاب
نے پلٹ کے دیکھا کہ تین چار کوس مین پیدل آیا لیکن سردار پیچھا نہین چھوڑتے خیال مین آیا زمین کا
راستہ چھوڑ دون سحر کرکے بلند ہو جاؤن اب ٹھہرنا مناسب نہین ہی یہ سوچکر افراسیاب نے موتیون کا
مالا گلے سے توڑ کر طرف ملکہ مہرخ و بہار و غیرہ کے پھینکا ابر موتیون کی ظاہر ہوئی جس پر جو دانہ پڑا

دانائی افراسیاب ثابت وہ گر کر بیہوش ہوا کسی کے سینہ پر موتی پڑا توڑ کر پشت کو پار نکل گیا کوئی زخم کھا
کر اکوئی بیہوش ہوا اس حال میں سب کو مبتلا کرکے چاہا کہ افراسیاب نے خاک اُٹھانے کا قصد کیا شانوں
پر خاک ڈالوں پر پرواز پیدا کروں اور اڑ کر نکل جاؤں عمرو نے گوشہ سے دیکھا کہ اب افراسیاب سرداروں کو
بیکار کرکے نکل جائیگا کچھ بن نہ پڑا یہ بیچارہ چاہتا ہی کہ گندہ تاہی خدا ہی اسکی ہدعت سے بچاے دل میں
عمرو حیران ہی کہ اتنا بڑا امر کہ پڑا کیا کوکب روشنضمیر کا ستارہ گردش میں آگیا وہ خورشید آسمان جانبازی
ماہ فلک شعبدہ و بازی ہر شکل میں ہمارا خیال رکھتا تھا آج کیا باعث ہوا کہ ہمارے حال مصیبت مآل کی خبر
نپائی عمرو نے یہ خیال کیا تھا کہ آسمان پر برق چمکی کہ ابر سفید پیدا ہوا مگر ابر سفید سے جلالت آشکار بجلی کی
طرح برق کی چمک سا ابر ہیبت ناک بہ تعجیل اسی جانب آتا ہی قریب آکر ٹکڑا ابر شق ہوا آفتاب عالمتاب طلسم نور
افشان آسمان عز و شرف کا ماہ منیر شہنشاہ کوکب روشنضمیر بسطوت شاہانہ رستمانہ ابر سے ظاہر ہوا
وہیں سے نعرہ کیا باش او افراسیاب خانہ خراب میں آپہونچا خواجہ نے کیا کار نمایاں کیا خوب بیان
مصور کی تصویر کھینچی خوب کوڑے مارے میں نے قصر جمشید ہی سے سب حال دیکھا مراتب واقعہ میں ملاحظہ
کیا یہ سب حال مجھپر آئینہ تھا آنے میں البتہ عرصہ ہوا آج افراسیاب کو میں کب زندہ چھوڑتا ہوں دیر کرنے
میں کچھ تو سبب ہی یہ بچیلے اور بہی آج غرور اسکے دماغ سے نکل جائیگا یہ کہکر افراسیاب پر نعرہ کیا
کہاں جاتا ہی نعرہ کوکب تصنیف قمر

سنم مالک ملک افسون گری
دلیر و قوی پنجہ انجم سپاہ
جلالت شعار و فریدون حشم
ملقب بالقاب روشنضمیر

سنم رایج سکہ ساحری
سنم گوہر بحر جاہ و جلال
قوی دست بازو و رستم شیم

سنم صاحب شوکت و عز و جاہ
سنم آفتاب سپہر کمال
شہنشاہ کوکب شہ بے نظیر

جیسے ہی افراسیاب نے کوکب روشنضمیر کو آتے ہوئے دیکھا فوراً
زمین پر دونوں پاؤں مارے ایک غار ظاہر ہوا زمین افراسیاب کود پڑا کوکب بھی شکل شیر غضبناک
اُس غار میں پھاندا پشت پر ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ اب افراسیاب نے سحر کرکے زمین کو شکل نقب کے
بنایا ہاتھ بڑھا کر سحر کرتا ہی نقب بنتی جاتی ہی افراسیاب جادو کوکب روشنضمیر کی چوٹیں روکتا ہوا
مصور و صورت نگار کے ستون کہ جیسے لگائے ہوئے چلا جاتا ہی انکو بھی بچاتا ہی سحر بھی روکتا ہی
اب ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ وہیں نقب میں دو دو رہ گئیں کوکب سو قدم آگے بڑھا ہوا کوئی شیر کی شکل ہاتھ

اسکے ہاتھ میں ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کہ افراسیاب پر پھینک ماروں لیکن افراسیاب نے یہ بھی سحر کیا ہی جسطرح
مار سیاہ زمین کو کاٹتا ہوا جاتا ہی اور زمین جگہ دیتی ہی اسی طرح یہ اژدر بسبب زمین کے جلنے کو ہٹاتا ہوا
ماہ کو مل کر رہا ہی مگر گھبرایا ہوا کہ آج بے طرح کوکب نے گھیرا ہی اور حقیقت میں کوکب نے ایک ہفت مشقت
کرکے لعل بے بہا سحر کا بنایا ہی وہ لعل بے بہا گویا کلیجہ کا ٹکڑا ہی خون اپنا اس سحر بنانے میں صرف کیا ہی
کوکب کو اس سحر پر دعوی ہی کہ اگر افراسیاب پر مارونگا تو اس سخت جان کا مشکل ہی لیکن کوئی
اعضا ضرور بیکار ہو جائیگا آج یہ ہیبت سے کام لے پائیگا افراسیاب جادو اس لعل بے بہا کو ہستی میں
کوکب کی دیکھکر کچھ سمجھ گیا ہی اس وجہ سے نہیں ٹھہرتا ہی دو مشکلیں افراسیاب کو در پیش اپنی ہی سبب
سے پیش ہیں اول تو وہ لعل بے بہا دیکھ لیا ہی دوسرے مصور و صورت نگار کا ستون اس
میں یہی خوف ہی کہ اسپر کوئی زوال نہ آجاے ورنہ یہ بادشاہ طلسم ہوش ربا ہی سحر و ساحری میں یکتا ہی
کوکب کے آگے سے کیوں بھاگتا کیوں منہ چھپاتا سحر و ساحری میں کوکب روشن ضمیر پر غالب ہی
و شمار و صد ملک کا بادشاہ عالیجاہ شریح و شعبدہ و سحر و کہانت میں بے مثل ہی لیکن آج بڑے وبال میں
پڑگیا ہی اس وجہ سے کچھ بن نہیں پڑتا کوکب اسی کا منتظر ہی کہ کسی مقام پر ٹھہرے تو میں یہ لعل بے بہا
پھینک ماروں ایک آدھ اعضا اس ہیجا کا بیکار کردوں افراسیاب اس پہلو پر کب آتا ہی برسے
قیامت کے کاسہ میں دونوں کے سحر ہو رہے ہیں کوکب وہ لعل بے بہا نہیں مارتا مگر اور سحر کرتا ہی جو افراسیاب
انکو دفع کر دیتا ہی مہرخ و بہار وغیرہ عقب سے سحر کرتی جاتی ہیں اس جادو کو افراسیاب بذور
کب مانتا ہی ایک اشارے میں دفع کر دیتا ہی صرف کوکب کا خیال ہی سب سے زیادہ یہ خوف ہی خداوند
داود تو دنیا سے اٹھ گئے اگر یہ مرشد زادہ قتل ہوا زمین طلسم ہوش ربا میں برکت کسکے دم سے ہوگی
یا کوہ ہفت رنگ پر صراد ہفت رنگ بیرہ سامری و جمشید ہی کہ جسکے قدم کی برکت سے انتظام دو ملک
قبل ہی یہ ہمارے اشورات مشکلات میں کفیل ہی اگر افراسیاب لب ہلانا مناسب نہیں جانے بیغرضانہ
ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ یہ داستان شوکت بیان جسطرح کہ سچ سے واقع ہوئی تھی مگر
حقیر پرتقصیر نے گنجلک اسکی نکالی مضمون جلالت مشحون کو مثل آئینہ صاف و شفاف کیا حال یہ ہی
کہ افراسیاب جادو و علم شعبدہ و نیرنج میں کامل و اکمل لشکر سحر سامری و جمشید کا ہر اول ہی بیکار ایک
کوکب روشن ضمیر نے دیکھا کہ افراسیاب نے اپنے ہاتھ کے جانب سحر کیا طبقہ زمین کا ٹوٹا اسی جانب

پلٹ پڑا ہمین معلوم وہان کیا شعبدہ کیا جب کوکب اُس مقام پر پہونچا دیکھا کہ افراسیاب جادو و تصویر
و صورت نگار کو مع ستون پہلو مین چھپائے ہوئے گوشۂ دیوار سے لپٹا ہوا کھڑا ہے کوکب سمجھا افراسیاب
یہان تک کے چھپا اب میری زد پر ہے وہ دانۂ مثل بے بہا نکالا جو منظور تھا وہ اسم سحر پڑھا افراسیاب پر کھینچ
مارا پیشانی پر افراسیاب کے پڑا سر پھٹ گیا ہر سر مو ہر بن مو سے شعلے آتش کے نکلنے لگے استخوان افراسیاب
جلنے لگے کوکب نے جھوم کر نعرہ کیا وہ مارا او خواجہ مین نے نام افراسیاب مٹا دیا اتنے بڑے
سرکش کو خاک مین ملا دیا یہ کہکے سحر کر کے طبقۂ زمین کا اڑا دیا اب تو تمام لشکر نے دیکھا کہ لاشۂ افراسیاب
مثل ہیزم خشک جل رہا ہے نوبت نقارے بجنے لگے کوکب تو اپنے جامے سے باہر ہو گئے ایک ایک
سردار سے فرماتے ہین یہ دانۂ بے بہا چالیس روز مشقت کر کے مین نے بنا رکھا تھا استاد نور افشان
بھی اس مین شریک تھے چھوٹے استاد صفدر صف شکن برہمن روئین تن کی بھی ہدایت تھی
کہ اس سحر سے افراسیاب پر غالب آؤ گے مگر سوچے طریقے سے صرف کرنا بھی بہت دشوار ہے کس تول
و شور سے مین نے حرامزادے کو گھیر اُس دانائی سے دانہ مارا اُس دانہ زد کو شاباش جس کا ساحر
تھا ہر طرف سے تعریفین ہین کہ ای شہنشاہ سبحان اللہ بڑے شخص کو مارا چراغ ہوش ربا گل کر دیا
کوکب روشن ضمیر لقب ہے اسد نے بھی دوڑ کر گلے سے لگا لیا خواجہ عمرو سے خود کوکب بغلگیر ہوا
کہا خواجہ تم پر عیاری کا خاتمہ ہوا مین نے انجام سحر دکھایا سب تعریفین کوکب کی کر رہے ہین اور
کوکب بھی پھولے ہوئے ہین یکایک وہ لاشہ جلکر خاک ہوا ایک غبار تاریک تھا اسمین سے
برق چمکی آواز آئی او کوکب تو ابھی سفلہ ہے چند دن سحر سیکھ تب اہلیان ہوش ربا سے مقابلہ کرنا یہ
طلسم ہوش ربا ہے تم ملکہ ماہیان ندرو پوش تمھاری مہینون کی مشقت خاک مین ملا دی او نادان
افراسیاب کہان یہ اسکی تصویر تھی تمھین دھوکا دینے کی یہ تدبیر تھی وہ مثل برق چمک کر آسمان پر
غائب ہوئی اب تو سب کے کان کھڑے ہوئے عمرو نے کہا ای کوکب یہ کیا ہوا کوکب نے کہا خواجہ
بڑا غضب ہوا یہ سحر مین نے بڑی مشکل سے تیار کیا تھا بڑا دھوکا کھایا کاش کے وہ زنجیر سے نکل جاتا
تو اسقدر افسوس نہوتا استاد نور افشان نے کہہ دیا تھا کہ اس سحر سے کوئی اعضا افراسیاب جادو
کا ضرور بیکار ہوگا کسی سحر کو نہ روک سکین اس سے کام لینا یہ سحر بڑی مشکل مین درست ہوا ہے دو کوہ تک
مین نے چھپا رکھا تھا کرتے کرتے چھینک مارتا وہ پریشان ہو رہا تھا ضرور مطلب نکلتا مگر خیر اگر جان باقی ہے

تو ایسے ایسے سحر بہت تیار ہونگے مگر یہ فاحشہ ماہیان زمرد پوش افراسیاب کی نانی علم شعبدہ مین
کامل و اکمل ہی ہر وقت خانۂ افراسیاب مین رہتی ہی وہی آگ دھوکا دیگی تصویر بنا کر چھوڑ دی وہی
اسکو لیکئی اسد غازی نے کہا ای شہنشاہ اب بارگاہ مین چلیے التنا باللہ میرے ہاتھ سے اسکی ہوئی
ہی اب سرداران نامی و ساحران گرامی بارگاہ آسمان جاہ مین آئے اسد نامدار نے تخت زرین پر جلوہ
فرما ہوئے کوکب کو اپنے پہلو مین جگہ دی ملکہ مہرخ و بہار گلعذار و باغبان ذیشان و رخ مہ
خوشخو و ہلال باکمال و شکیل سعید و سعد و برق لامع و ملکہ یاقوت پوش و خورشید
زرین سحر و سحار قدرت وغیرہ اپنے اپنے مقام پر متمکن ہوئے اسوقت فلک بارگاہ سیارگان
سرداران سے روشن و منور ہوا بیچ مین آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شش جہت جہانداری
ماہ آسمان سرفرازی شاہزادہ اسد بن کرب غازی بصد صولت و شوکت جاہ و فرما خواجہ گی
جواہر نگار بصد رونق افزا ملکہ مہرخ نے حکم دیا سامان عیش و نشاط مہیا کرو ساقیان پریچہرہ جام
و سبو لیکر حاضر ہوئے جلسہ گرم ہوا رقاصان ماہ جبین مہر تمکین بصد ناز و انداز ہزاران کرشمہ فرما
مصروف رقص و سرود ہوئے خواجہ عمرو بن امیہ نامدار نے تا اس جلسے کا یہ تجویز فرمایا ملکہ مہرخ و بہار سے
کہا ایک شب مین یہ قیامت برپا ہوئی کہ ہمی پروردگار نے بچائی اسد کی جان کی خیر ہوئی ملکہ لالان
خونقبا کا بیرون لشکر رہنا مناسب نہین ہی وہ بھی معشوقہ طلسم کشا ہی بار غم و الم اٹھایا باپ اسکا جب
اسلام مین شیار گلشن جنان ہوا آپ سب صاحب جائین ملکہ لالان خونقبا کو باعزاز و اکرام لشکر مین
لائین ملکہ مہ جبین الماس پوش سے ملوا دین اور بخوبی ملکہ مہ جبین کو سمجھا دین کہ معشوق عاشق
خصال ہی آسمان جاہ و جلال کی بدر کمال ہی باپ اسکا گل کا حاکم تھا طلسم ہوشربا کا ناظم تھا ناظم
دعوے خداوندی بادشاہ جلیل فہیم عقیل دانائے روزگار صاحب لیاقت و ذی وقار تھا انجام اسکا
پروردگار نے بخیر کیا ثابت قدم کوے محبت زہرہ جادو کہ وحدت حاید وزاہد تسبیح مین تہلیل ہوا پروردگار
اسکا کفیل ہوا ایسی موت کسکو ملتی ہی با وضو مصروف عبادت ہاتھ مین صحیفۂ ابراہیمی ہاتھ سے ایسی کا وقت آکر
جان بحق تسلیم ہوا یہ رائے خواجہ کی سب نے پسند کی ملکہ مہرخ سرداران ذیشان کو ساتھ لیکر مع فوج
ظفر موج محافہ زرین درست کرکے چلین یہان ملکہ لالان خونقبا اس ہنگامۂ عظیم کو دیکھکر غم مین مبتلا
ناگن وزیر نادری سے مایوس ہوتا بلک بلک کے رو رہا کہتی بیچارہ ہی مین واری خدا نے خیر کی

لوح طلسمی بھی یکایک یہ بھی خبر آئی کہ افراسیاب کو کوکب روشنضمیر نے مارا لڑائی فتح ہوئی سب سردار کوکب
کو لیکر بارگاہ میں گئے ہیں ملکہ گھبرا کر کہتی تھی اب اسکے نام ہمارے یہاں کا ہیکو آئینگے میری بارگاہ میں رہنا
تا مبارک ہوا خدا نے انکی جان بچائی ورنہ مہ جبین فرماتیں اپنی بارگاہ میں لوح چھنوا دی کوئی کہتا
افراسیاب سے ملکہیں صورت نگار کو صورت پرانی وزیرزادی کے ساتھ لائیں کنیزیں کہتی ہیں
واری آپکو یہ کون کہسکتا ہو کسکی مجال ہو جو ایسے کلمات کہے طلسم کشا اسکی زبان کاٹ ڈالیں آپکے
حالات سے خواجہ عمرو بخوبی ماہر ہیں کیفیتیں آپ کے جاہ و جلال کی کما حقہ ظاہر ہیں ملکہ فرماتی ہیں ہوا
کوئی کہنے والے کی زبان نہیں پکڑتا دیکھو تو یکایک کیا انقلاب ہوا والد ہمارے یوں قتل ہوئے
حرامزادی مکار صورت نگار نامعقول وزیرزادی کو مار کر اسکی صورت بنکر آئی اگر کوئی سوچے تو
صاف یہ مضمون پیدا ہوتا ہو کہ ہماری ذات سے یہ فساد برپا ہوا مگر خدا نے فضل اپنا شریک حال
کیا اب ہمارا رہنا یہاں بہتر نہیں ہو اپنے اسی شہر ویران سنسان میں جا کر رہینگے دل مہ جبین کی یہاں
سلطنت ہوئی مہرخ صاحب جو منتظم کل لشکر ہیں وہ انکی نانی ہیں بہار وغیرہ انکے باپ کے لازم
ہزار طرح کے فساد برپا ہونگے ہمسے کسی کی بات نہ سُنی جائیگی طلسم کشا صاحب جہاں رہیں اپنی جان سے
اچھے رہیں نامہ و پیام سے خبر منگا لینگے ہر طرح دل ترد د منزل کو تسکین دینگے باپ کے مرنے سے
سب حسرت و ارمان خاک میں ملے چند دن زندگی کے باقی ہیں بسر ہو جائینگے تقدیر نے برباد کیا
کون ہمکو آباد کرسکتا ہو آج بے اعتدائی ظاہر ہوئی لڑائی کو فتح کرکے ہمارے پاس آتے کہتے تو
صاحب مبارک ہو ہمنے لڑائی فتح کی ہم بھی خوش ہو جاتے مہرخ کے ساتھ خوشی خوشی چلے گئے
یہ باتیں ہوتی تھیں کہ قمر عالم شیر دل حاضر ہوا کہا ملکہ عالم سب سردار آپ کے استقبال کو آتے
ہیں یہ کہکے قمر عالم باہر گیا کنیزوں نے کہا کیوں حضور آپ گھبرائی نہیں دیکھیے کل سردار آپ
کے لینے کو آتے ہیں آپ کے مراتب سے تمام عالم آگاہ ہو کسکی مجال ہو جو سر نیاز آپ کے در دولت
پر نہ جھکائے اسوقت طلسم کشا دیکھے بہ سبب حجاب کے ساتھ کوکب کے چلے گئے یہ کلام ناتمام
تھا کہ کئی ہزار نقارہ بجا گاؤ زمین تھرا گئی یہ صدائیں سنکر ملکہ لالان خوفقبا کا چہرہ سرخ ہو گیا جھلجل
لباس تبدیل کیا دریائے جواہر میں غوطہ مارا یکایک پردہ بارگاہ کا اٹھا آگے سب کے ملکہ مہرخ
عقب میں ملکہ بہار و نافرمان و ہلال و سرخ مو چار سو شاہزادیاں اندر آئیں ملکہ مہرخ دیکھتے

تسلیم کے خم ہوئیں ہاتھ بڑھا کر بلائیں لین ترقی عمر و دولت کی دعائیں دیں دست بستہ عرض کی
بسم اللہ حضور سوار ہوں یہاں صحرا میں رہنے کی کیا ضرورت ہے ملکہ مہ جبین الماس پوش ملاقات
فرحت آیات کی مشتاق ہیں ملکہ لالان خونقبا نے سب سے خوشی خوشی ملاقات کی ایک ایک کو گلے
لگایا زبان سحر بیان سے فرمایا آپ لوگوں نے مہربانی فرمائی میں خود ملکہ عالم کی زیارت کی تمنا رکھتی
ہوں سب شاہزادیوں نے بڑے اعزاز و اکرام سے ملکہ لالان خونقبا کو محافہ زرین میں سوار کیا
کہاریاں حور پیکر حسین مہ جبین وردیاں عمدہ پہنے ہوئے محافہ کو اُٹھایا ملکہ مہرخ نے پائے محافہ کے
ہاتھ رکھا سب شاہزادیاں گرد آگئیں اس شوکت و شان سے سواری مثل باد بہاری کے چلی خواجہ عمرو
نے بارگاہ سے نکلکر دیکھا سواری ملکہ لالان خونقبا کی قریب آپہونچی اسد غازی سے کہا اب
خوب فساد ہوگا ملکہ مہ جبین کو سلطنت کا غرور ملکہ لالان خونقبا کو شراب حکومت کا سرور غضب
ہو دونوں میں جوتم جوتا ہوگی لالان خونقبا قتل ہو جائیگی مہ جبین کے زیر حکومت سب سردار
یہ بیچاری بیکس و بے یار بی صبح انکی نانی صاحبہ ایک سحر کرینگی بدن میں آگ لگ جائیگی افسوس
مفت میں بیچاری لالان خونقبا کا خون ہوا بی مہ جبین نے صبح سے سامان کر رکھا ہے ہاتھ اٹھا اٹھا کر
کوس رہی ہیں بی بہار انکی خالہ اماں صاحبہ نے اقرار کیا ہے کہ میں پھولوں کی بدّھی بنا کر پہناؤنگی
سارا بدن پھول جائیگا کلیجہ میں درد اٹھیگا دیوانی ہو کر مرجائیگی یہ سنکر اسد غازی گھبرا گیا کہا چھوٹے
نانا جان برائے خدا جلد جاکر اسکا انتظام کیجئے عمرو نے کہا میں کیا انتظام کروں مہ جبین میرے
باپ کا کہنا نہیں مانینگی وہ کہتی ہیں میرے سر پہ سوت لائے ہیں سب سردار میرے تابعدار ہیں اسد
غازی ہو بیٹھے تو بیچ چھنوا دونگی شب کو روتی تھی میرا دامن تھام لیا اور کہا کیوں خواجہ ہماری ثابت
قدمی کا خوب بدلہ ملا ابھی طلسم ہوشربا نہیں فتح ہوا اسپر یہ رنگ ہیں ہم اپنی جان سے جنگ میں
بی لالان خونقبا کو ضرور قتل کرونگی آنکھیں نکلوا کر تلووں سے ملونگی اور جتیا صاف تو یہ ہے کہ
سرداروں کے بھی تیور بدلے ہوئے ہیں بی بہار سیدھی بات نہیں کرتیں منہ بگاڑ کس کس سے مقابلہ کرونگی
مگر ای نور نظر اس بارہ میں اگر انتظام ضروری ہے خزانہ کی کنجی مجھے دو میں جاکے سب کی منھ بھرائی کروں
صبح و بہار وغیرہ کو رشوت دوں بیچاری لالان خونقبا کی جان بچاؤں اسد نے گھبرا کر کہا نانا جان
میں دو لاکھ روپے دونگا مہ جبین و لالان سے فساد نہونے پائے عمرو نے کہا دو لاکھ میں کیا ہوگا

سب شاہزادیان ہین اُنکے منہ پڑے ہین جلا بلی صرخ لاکھ دو لاکھ پر نگاہ نہ ڈالینگی بی بہار ہزارون
لاکھ ڈالینگی اس گھبراہٹ مین اسد غازی سے عمرو نے پانچ لاکھ روپے کا رقعہ لکھوایا یہ بھی کہدیا خبردار کوئی
حرکت کر گذرا اب ہمکو سمجھانا مناسب ہی ہم بھی کچھ قرض دام لیکر ملادینگے ہر نوع راضی کرینگے یہ کہکر پیٹ
پکڑے ہوئے دوڑے اندر بارگاہ مہ جبین الماس پوش کے آئے ملکہ مہ جبین کو خبر پہونچ گئی تھی
کہ طلسم کشا نے سب سردارون کو برائے استقبال ملکہ لالان خونقبا کے بھیجا ہی سواری بڑی
دھوم سے آتی ہی مہ جبین بگڑی ہوئی بیٹھی ہی ساتھ والون سے کہہ رہی ہی بھرے وقت پر کوئی شریک
ہنوا میری بارگاہ مین وہ آئینگی بڑا ملال اُٹھائینگی ہائے صبا جو تیار ہو ساتھ ہزار کنیزین نیچے ہاتھ مین
صف جمائے کھڑی ہین خواجہ عمرو کو روتے آتے دیکھا ملکہ مہ جبین واسطے تعظیم کے اُٹھین اب جو نگاہ
خواجہ پر پڑی دیکھا عجب حال زار سے آتے ہین چہرہ اداس عالم یاس آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے
تھر تھر کانپتے ہوئے مہ جبین نے کہا نانا جان خدا کے واسطے کچھ حال تو کہیے طلسم کشا کی جان کی خیر
ہی عمرو نے کہا بیٹا اُس نالائق کا نام نہ لو کمبخت بدنصیب بیہودہ دیوانہ آشنائی کر بیٹھا آغاز پر انجام نہ
سوجھا اب بڑا غضب ہوا طلسم کشا کی بھی جان گئی ہم سب بیموت مرے تمہاری کم ہمتی کا بڑا ملال ہی آج
یہ بھولی بھولی صورت یہ عالم شباب موت کا سامنا کیون بی بی ہمارا تمہارا جنازہ کون اُٹھائیگا میرا فرزند
چالاک بھی مارا جائیگا اب تو مہ جبین گھبرا گئی کہا خواجہ کیا افراسیاب آگیا لشکر کشی ہوئی عمرو نے
کہا افراسیاب بچارا کیا ہی ملکہ لالان خونقبا غصہ مین آتی ہی میان اسد نے بروقت آشنائی کے یون
کہدیا تھا کہ ہوشربا مین میرے پاس کوئی عورت نہین ہی اب اُسنے تمہارا نام سنا غصہ مین آتی ہی
بی بی صرخ و بہار اپنی جان کے خوف سے مثل کنیزون کے ہمراہ ہین وہ کہتی ہی کہ پہلے بی مہ جبین کو
قتل کرونگی مع سارے لشکر کو سزا دونگی اسد کو اپنے شہر مین لیجاؤنگی طلسم مین آپ فتح کرادونگی اُسکا
باپ سب اُسکو حال بتلا گیا ہی شاید کسی نے یہ بھی خبر اُسکو پہونچائی کہ ملکہ لالان خونقبا کو ابھی
محفل مین بی مہ جبین نے کلمات سخت و سست کے کوستی ہین کہ یہان کیون آئی یہ حالات
مصیبت آیات سنکر ملکہ مہ جبین کے منہ پر ہوائیان اڑنے لگین دامن سے خواجہ کے لپٹ گئی
کہا نانا جان برائے خدا کچھ تدبیر کیجیے مین سحر و ساحری کا ایک حرف نہین جانتی اور خالہ امان
ملکہ بہار جادو نے بھی ہمارا خیال نہ کیا اُنسے ساز کیا عمرو نے کہا بی بی جان سب کو عزیز ہی بہار کیا

شل تمھارے بے تمیز ہی مثل مشہور ہی جو اُسپر عمل نہ کرے سراسر عقل کا قصور ہی مثل جسکے ہاتھ ہنڈیا ڈوئی
اُسکا سب کوئی دیگر مثل جسکی تیغ اُسکی دیگ اُن سب نے دیکھا یہ دختر خداوند ہی مزاج بدعت پسند ہی دیکھیے
قریب پردے کے چلکر پائے بر محافہ کے ہاتھ رکھے ہوئے سب صاحب ساتھ ہین اہالیان فوج بھی
پہونچ گئے صاف ظاہر ہی کسی بادشاہ جلیل کی سواری آتی ہی جتنا بڑا ہو ویسا ہی مشہور ہی کہ طلسم کشا
ہی وہ بارگاہ مین بیٹھے ہین اُٹھتے ہین لیکن بای نور نظر اب ایک تدبیر ہی کہ سب کنیزون کو آراستہ کرو
قریب پردے کے چلکر ٹھہرو جسوقت وہ خونخوار محافہ سے اُترے بہن کہکے لپٹ جاؤ اور کہو کہ ہمشیرہ
ہم تمھارے دیدار فرحت آثار کے مشتاق تھے افسوس تمھارے والد نامدار عجب حسرت سے
قتل ہوئے بڑے عابد و زاہد تھے بیشک راہ خدا کے مجاہد تھے ہمکو اُنکا نہایت قلق ہی آپکا ہمپر
بڑا حق ہی سب کی جان آپ کے سبب سے بچی لوح طلسمی آپ کی کوشش سے ملی ایسی ایسی باتین
خوشامد کی کرو اُسکے سر عزت بھی آنکھون سے لگاؤ مثل مشہور ہی مصرع خوشامد کرو ہر کس را خوش آید
شاید اُسکو رحم آجائے سر جھکانے والے کو کوئی قتل نہین کرتا اور روپیہ بھی کسی قدر دو کہ اُسکی
کنیزون کو رشوت پہونچاؤ اون مہ جبین نے کئی لاکھ روپیہ کا زیور اُتار کے خواجہ کو دیا عمرو
نے لیکے زنبیل مین رکھ لیا کہا بیٹا اسد سے یہ ذکر نہ کرنا کلمۂ رشوت زبان سے نہ نکالنا رشوت کا
بڑا جرم ہی لینے والا دینے والا دونون گرفتار ہوتے ہین خوب مہ جبین کو سمجھا کر خواجہ تو بارگاہ سے
باہر گئے یہ آراستہ ہوکر قریب دربارگاہ آکر ٹھہرین کنیزون نے صفین باندھین اُدھر ملکہ لالان
خونقبا امید و بیم مین محافہ سے کانپتی ہوئی اُترین دیکھا ملکہ مہ جبین دربارگاہ پر برائے استقبال
حاضر ہین اُترتے ہی اِدھر سے مہ جبین نے ہاتھ بڑھائے ہمشیرہ کہکر اُدھر سے ملکہ لالان خونقبا
نے بہن بہن کہکے سر جھکایا بہار وغیرہ نے خوشی خوشی دونون کو بغلگیر کرایا مہ جبین نے ہاتھ تھام
لیا لاکر مسند پر پہونچایا دونون شاہزادیان ایک مسند پر جلوہ فرما ہوئین اجلاع نیرین و قران السعدین
ظاہر ہوا دو ماہ تابان ایک برج مین دو گوہر بے بہا ایک قلزم حسن ایک درج مین دو گل رعنا ایک
چمن مین دو سرو زیبائی ایک گلشن مین گرد تمام شاہزادیان آفتاب جمال حور تمثال مہ جبینون کا
جمگھٹا پریون کا اکھاڑا ملکہ مہ جبین نے کل مصاحبان ملکہ لالان خونقبا کو خلعت فاخرہ سے
خلع کیا جلسہ عیش و نشاط آراستہ ساقیان شوخ و شنگ جام مئے گلرنگ لیکر حاضر ہوئے دور جام

گردش مین آیا دونون معشوقان طناز بصد کرشمہ و ناز نسیمین باتین کر رہی ہین خوف دونون کے دلسے
دور ہوا قلب مضطرب کا سرور ہوا ایمان اسد نامدار بارگاہ مین منتظر بیٹھے تھے کہ خواجہ آکر پہونچے اسد نے پوچھا
حضور نسیمین دونون سے بخیر ملاقات ہوئی عمرو نے کہا بیٹا مین نے جان لڑادی بڑی کوشش کی لیکن روپیہ
بہت صرف ہوا ایک ایک کو رشوت دی مگر ایسا انتظام مین نے کیا کہ دونون برابر سے ہین اب جلسۂ عیش
آراستہ ہی گانا ہو رہا ہی اسد نے کہا نانا جان مین بھی اندر جاؤن عمرو نے کہا ابھی نہ دونون کو غصہ آجائیگا
ابھی سب کام بنا ہوا بگڑ جائیگا اسد نے کہا نانا جان میرا دل اسوقت بیقرار ہی عمرو نے کہا لاکھ روپیہ
صرف کرو تو مین یہ تدبیر کرون اسد نے خوشی مین یہ بھی سنکر حاضر کیا عمرو اٹھا بارگاہ مہ جبین مین گیا
دیکھا نہایت محبت سے دونون مسند پر جلوہ فرما ہین عمرو کو دیکھا سب اٹھے مہ جبین نے کہا نانا جان
سب حضور کی ذرہ نوازی کے مشتاق ہین عمرو نے کہا صاحبو برات تو جمع ہی مگر دولھا بغیر یہ برات
سونی ہی ای سرخ و بہار جاکر اسد نامدار کو بھی لاؤ سب نے کہا بہت مناسب ہی جملہ شاہزادیان
جاکر اسد نامدار کو استقبال کرکے لائین اب تو بیچ مین یہ ماہ رخسار رستم خصال و دو نجم درخشان دونون
جانب اسد نے دیکھا لالان و مہ جبین کے دلاغ نسیمین شیر و شکر ہوا سے پر خواجہ نے آفرین کی
کہا نانا جان آج تو آپ کی ذرہ نوازی کا دن ہی شکر ہی کہ آج ہر ایک مطمئن ہی عمرو نے بھی جو اسد
نامدار کو اس شان و شوکت سے دیکھا لفضلہ اپنے آقائے نامدار صاحبقران عالی وقار کا آنکھون
کے نیچے پھر گیا ترقی کی اسد کو دعا دیکر ذرا نئے طور سے بجائی صداے ذ سنکر ہر ایک کی طبیعت بھر آئی

عمرو نے جوش بیقراری مین بالحان داؤدی یہ غزل شروع کی غزل

دل بھی جا ذوق نگہ میں وپس جام شراب — لب پہ توبہ ترے دل مین ہوس جام شراب
لب تک سکے یہ ہوئی دسترس جام شراب — بنگیا خال لب اسکا مگس جام شراب
بازگشت اپنی ہی یون جانب قسام ازل — جیسے ساقی کی طرف باز و پس جام شراب
دست بدست سے کی لوٹ کے فریاد بہت — نہوا کوئی بھی فریادرس جام شراب
محتسب شعلۂ آواز سے جل جاؤنگا — اگر یہ ٹوٹا دل آتش نفس جام شراب
رات میخانے مین ساقی جو نشہ مین بہکا — نفس شیشہ کو لگا کہنے خس جام شراب
مرغ دل نرگس میگون کی ہی مژگان مین اسیر — تازہ مضمون ہی جو باندھون قفس جام شراب

ساقی اِس دور مین کب آنکھ چرا سکتا ہی — رات بھر گشت کرے گا بس جام شراب
نوشدار و سے بھی بہتر ہی دم تیغ خمار — ساقیا شربت فرہاد ہی بس جام شراب
تجربہ تھا قلقلِ عیش گذر جاتا ہی — بے زبان ہی جو وہان جبر ہی جام شراب
ابلقِ چشم سیہ مست کو تیرے دیکھا — ورنہ اب تک نہ سنا تھا فرس جام شراب
سنکے میخانے کی عظمت تو نہ بیٹھے ہرگز — سرِ جمشید پہ آڑ کے گا بس جام شراب
بادۂ صاف مین آیا ہی کہان سے تنکا — عکس مژگان ترا میکش ہی تن جام شراب
ذوق جلدی تو گلرنگ سے بھر ساغرِ دل — لب نازک کو ہو اسکے ہوس جام شراب

خواجہ عمرو نے اِس لطف سے غزل نوازی کی کہ سامعین کی زبان سے صدائے احسنت و آفرین بلند ہوئی اگر جمشید جم ہوتا اِس محفل خلد منزل کو دیکھکر رشک کرتا راجہ اندر پریون کے اکھاڑے کی جانب متوجہ ہوتا روز و شبانہ روز یہ جلسہ آراستہ رہا تم دین و دنیا فراموش کی لشکر اسلام مین دریائے عیش و عشرت کا جوش بعد دو دن کے جلسہ برخاست ہوا ملکہ لالان سرجبین سے رخصت ہوئین یاسمین و شیر بدلگیا بنا ہوا پہلو سے بارگاہ ملکہ سرجبین مین بارگاہ فلک اشتباہ ملکہ لالان خوانقبا استادہ ہوئی اب بارگاہ مین اسد نامدار آکر داخل ہوا شہنشاہ کوکب روشن ضمیر و سرداران خوش تدبیر جمع ہوئے کوکب نے کہا ای شہریارا افراسیاب نابکار رنجیدہ ہو گیا ہی اب اِس قدر مین غفلت نہ کرنا سامان لشکر کشی ہو تو عجب نہین ہی یا خود وہ فکر لیمن آئے یا کسی مکار و غدار کو بھیجے اب بہت جلد سامان سفر تیار ہوا ایسا نہو کشقت خواجہ عمرو عیار ہو آپ دریا دل دکھائین طرف دریاے نیل کے مع لشکر ظفر اشتمال آپ کی کنیز ملکہ بران شمشیر زن کو روانہ کرتا ہون انشاء اللہ مین بھی وقت پر پہونچونگا یہ صلاح نیک سب کو پسند آئی کوکب تو بجلی بجا کر طرف طلسم نور افشان کے روانہ ہوا اسد نامدار نے باغبان قدرت کو حکم دیا ای خیر خواہ بلا اشتباہ تم اپنے جوانان صف شکن و سرداران تیغ زن آراستہ کرو ہم سے ایک روز پیشتر اٹھا لو بارگاہ کو لیکر بڑھو صرف راہبری کی ضرورت ہی باغبان قدرت نے عرض کی دو دن کی مہلت ملے جو سامان سفر مہیا کیا تھا آما افراسیاب مین نیاز مند کو بڑا افتخار ہوا کل انتظام بیکار ہوا باغبان کو مہلت ملی اب تمام لشکر مین مشہور ہوا پس فردا طلسم کشا بلے طلسم کشائی تشریف لیجائینگے موج طلسمی چل چکی

ہمزۂ طلسمی کی ضرورت ہی اب دریاے نیل پر لشکر کشی ہی اب قریب دریاے نیل خون کے دریا بہینگے انشاء
اللہ مرحلہ جات بھی فتح ہونگے لیکن حقیقت مین افراسیاب خانہ خراب بڑی بڑی کوشش کریگا
تاہم آن ور بند طلب ہونگے خواجہ عمرو نے بھی بلا کر مہتر چالاک بن عمرو و مہتر برق فرنگی و
مہتر قران و جانسوز بن قران و ضرغام شیردل کو حکم دیا کہ آپ سب صاحب لشکر اسلام کی حفاظت
کریں مین ہمراہ طلسم کشا سفر ہو جاؤنگا یہ سب طلب ہوکے کیونکر تسکین ہوکہ اسد غازی معرکہ عظیم بپا ہی
تمام دریاے نیل لشکر طلب ہو رہا ہی اب لشکر ظفر اثر مین اسد کے روانہ ہونے کی تدبیر ہو رہی ہی انکو
اس حال عشرت مآل مین چھوڑیے وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان افراسیاب جادو و عیاری ملکہ صرصر شمشیر زن تدبیر لوح طلسمی مین یہ مضامین دلنشین لائق ملاحظہ ناظرین فصاحت آئین ہین بیان ہوتے ہین ساقی نامہ تصنیف مصنف

ای ساقی مہ وش کدھر ہی
فریاد ز دست جور گردون
سامان مصیبت و بلا ہین
ساغر کی بیخودی سے بھر دے
رندون مین نہین ہی ہوش باقی
لو پیر مغان بھی گھورتا ہی
ای بنت عنب بھی ڈسے ازان
ہی قصر زبان کا صاف دربند
کیا دور مین گردشین دکھائی
عیاری کی چال چل رہا ہی

پھر مجھکو بہشت کی خبر ہی
اب لطف شراب ناب کیا ہی
کس رنگ مین آہ مبتلا ہین
کیسا یہ انقلاب آیا
مجھکو یہ عبث ہی جوش ساقی
ہر جام ہی شکل چشم حیرت
مے خانے مین حشر کا ہی سامان
دیکھین یہ آسمان کی بات
کس مکر و دغا سے پیش آئے
دیکھین کیونکر مہم یہ سر ہو

آمادہ ظلم دور گردون
کیا خلل عیش مین مزا ہی
ای ساقی بیخبر خبر لے
ہی ابر غم و الم کا چھایا
مے خانے مین آج غدر سا ہی
ہر سیج شراب تیغ عبرت
رندون سے یہ کہرا ہی خنجر مند
مکار و محیل و شعبدہ ساز
آمادہ بدعت و جفا ہی
انجام بخیر ای قمر ہو

غزل بہ مضمون غم انگیز چونکہ یہ داستان مصیبت خیز ہی موافق مقام غم انجام

ہوئی بلند جو ابھی شرر فشان فریاد — کریگا صورت اسپند آسمان فریاد
وہ دل جلا [illegible] اگر ہوئے تا زبان فریاد — فغان کرے ابھی صیاد و باغبان فریاد

اگر یہی رہے بعد فنا بھی جور بتان — کرینگے صورت ناقوس استخوان فریاد
نہ نیند آتی ہے مجھکو نہ موت آتی ہے — خیال زلف مین کیا ہے بلاے جان فریاد
تمھارے اِس دل بیرحم کو دکھا دیگی — ابھی سُنی نہین عاشق کی مہربان فریاد
چمن کی سیر مبارک ہو ہمصفیرون کو — بیان قفس مین ہے درد زبان فغان فریاد
جلائیو نہ ایسے اے فروغ آتش گل — کرینگے مرغ چمن بے آشیان فریاد
یہ ضعف ہے آنکھین تو بھی نظر نہین آتا — بتا رہی ہے تن زار کا نشان فریاد
یہ ضعف ہے کہ دہن سے نکل نہین سکتی — زبان تک آپ کو لائی کشان کشان فریاد
تمھارے ظلم سے ہے کون جو نہین نالان — دہن دہن کی فغان اور زبان زبان فریاد
چلے ابھی قفس جسم مرغ جان ہو رہا — کرون جو صورت ققنس شرر فشان فریاد
ہمارے سوگ نشین اتنے ہین ہما سے بھا — ملال کوفت قلق درد و غم فغان فریاد

چہرہ آرایان داستان دلستان عیاری و مکاران فسانہ شعبدہ و مکاری حالات فراست آیات قصص رنگین کو یون مسطور فرماتے ہین شعر جو ہین راقمان جلالت نشان * وہ لکھتے ہین اسطرح * یہ داستان * جبکہ افراسیاب خانہ خراب با دل کباب حیران پریشان لرزان ترسان مصور و صورت نگار کو لیے ہوے بر سر کوہ بلور پہونچا ملکہ حیرت نے جو اس خرابی مین افراسیاب کو دیکھا اور مصور و صورت نگار کو اس کیفیت مین ملاحظہ کیا کہ تمام جسم پاش پاش ہیکے دھلے ہوے بیہوش و ہوش افراسیاب کا لباس پارہ پارہ تاج سر پہ ندارد حیرت نے بال کھولدیے پیٹنے لگی کرسے لپٹ گئی پوچھا اے شہنشاہ یہ کیا حال ہے مرشد زادے پر یہ کیا سحر گذرا تمام کیفیت افراسیاب نے سامنے حیرت کے بیان کی اور کہا صاحب اصل تو یہ ہے کہ آج ناک کٹگئی نبیرۂ سامری کے لیے یہ ذلت قدرت کی بہو پہ یہ مصیبت عمر دے نے ستون سے باندھکر مارے کوڑون کے دونون زن و شوہر کی سراپا نار کھال گرادی بدولت وقت پر پہونچے ورنہ اُس ساربان زادے تین روپیہ کے پیادے کو بڑا غصہ تھا حقیقت مین صورت نگار نے بڑا غضب کیا کہ شہنشاہ داؤد کو بحسرت مسجد مین قتل کیا اے حیرت اگر داؤد سحر کرتا زبان ہلا دیتا زمین کو آسمان پہ پہونچاتا مگر اُسنے جان دی زبان نہ ہلائی توبہ شکنی نہ کی سنا ہے کہ مذہب مسلمانان مین مسئلہ ہے کہ بعد توبہ کرنے کے

وہ شخص پاک وصاف ہوجاتا ہو گناہ گذشتہ اسکے باقی نہین رہتے توبہ شکنی جرم عظیم ہو دو شخص خدا نے نادید
کا پابند حق پسند رہا مجکو بڑا خوف تھا کہ اگر ہمراہ لشکر سلاطین دادو فریاد تے آئیگا طبقات زمین ہلا دیگا ایک
تقدیر خداوند لقانے معقول کی کہ داؤد پرتنی پڑی افتاد پڑی عمرو کو نہایت غصہ تھا اگر مین نہ پہونچتا
وہ انکو زندہ نہ چھوڑتا جلد تدبیر کرو اب انکی مرہم پٹی ہو تمام طلسم مین مشہور ہوا شہزادے پنچے گئے
گھوڑے کھانے کا شغل کسی ہمسر کے ساتھ ایسا سامنا گذرتا بڑی آبرو ریزی ہوئی حیرت نے فوراً حکم دیا
جراح آکر موجود ہوئے زخم دوزی ہوئی تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ ماہیان زمرد پوش آکر پہونچی افراسیاب
نے کہا نانی امان دیکھا تمنے کیا غضب ہوا شہزادے پر کیا افتاد پڑی عمرو نے مارے کوڑون کے
کھال گرادی ماہیان نے کہا ای افراسیاب تیرے غرور نے اس درجہ کو پہونچایا ذلت پر ذلت ہو رہی ہی
اگر مین نہ پہونچتی آج کوکب کے ہاتھ سے تمہارا بچنا دشوار تھا نور افشان جادو نے انتہا کی مشقت کرکے
ایک لعل بے بہا کوکب کو بنا دیا تھا اس لعل کے بنانے مین خون جگر صرف کیا گویا اسکے کلیجے کا ٹکڑا تھا کوکب
اس سحر کو پورا نہ کرسکا ورنہ ایک عضو تمہارا بیکار ہوجاتا مجھے بیٹھے پردہ ظلمات مین مین نے یہ تدبیر کیا
تا بتانی آخر پہونچی کوکب کو دھوکا دیا اسکو نکال لائی سحر اسکا بگڑ دیا چلتے چلتے آواز آئی کہ ای کوکب ابھی
چندے سحر حاصل کرو افراسیاب نے کہا نانی امان بتائیے اب کیا ہوگا لوح طلسم کشا کے پاس ہی جسکی
کہ مہرہ درخشان سلیمانی کا ملنا دشوار ہی بدون ہمراہی مہرہ لوح بیکار ہی مرحلہ جات کا راستہ نہ ملیگا مگر
یہ بات کیا کم ہی کہ اسد غازی اپنے زمانے کا رستم جری بہادر صف شکن تیغ زن فنون سپاہگری
مین یکتا اب ساحران خدا اسکا کیا کرسکینگے اور جن شکر اسون نے لوح کا مقام بتایا تا بہ باغ سیماب
پہونچایا وہ اب بھی رہبری کرینگے ماہ دولت کا قصد ہی کہ خود جاکر مقابلہ کرین لشکر کو اسکے ساتھ مین طلسم کشا
اکیلا رہجائیگا لوح کے چھین لینے کی تدبیر کرینگے ماہیان کو بھی سنانا اگیا کہا ای افراسیاب حقیقت مین
بڑی خرابی ہوئی فلک دو رپے آزار ہی کدو کاوش بیکار ہی بڑے بڑے شاہان اولو العزم اسی طرح خاک
مین ملے جب وقت زوال آتا ہی سب تدبیر الٹی ہوجاتی ہی تیری غفلت نے برباد کیا بے انتظامی نے سلطنت
کو تباہ کیا اب جو کچھ کرنا ہے سمجھ کے کرنا یہ خیال سراسر بیکار ہی کہ مہرہ درخشان سلیمانی کا ملنا دشوار ہی رکن
طلسم تو نے پہلے ہی گرا دیا باغبان ایسا وزیر اعظم منتظم خوش تدبیر پہلو شناس حلال صاحب جاہ و جلال
طلسم کا رازدار عقیل فہیم جری نامدار اسکو ستایا آخر جاکر شریک مسلمانان ہوا اگر وہ باغی ہوتا باغ خانی

وہ ہوشیار کار رنگ نہ کھلتا باغ باغبان میں جہاتا ہا تھ پانوں پھوٹے دام رنگ گل مین گرفتار ہوتا سچ ہے
باغ کی شمشیر خونریز ہر برگ نخل اسکا خنجر سے زیادہ تیز ہر سرو نیزۂ جانستان شاخون پر تیرون کا گمان
اسکے بزرگون نے یہ رنگ جمایا کس مشقت سے اس باغ کو بنایا اس باغی نے محبت مسلمانان مین ایک چشم
زدن مین اسکو مٹایا مسلمانون کو راستہ ملا غنچۂ آرزو کھلا اگر تو آمادۂ حرب و پیکار ہی مین بھی تیرے ساتھ
موجود ہون مگر تمہین صلاح واجب و لازم ہی مشیران سلطنت و وزیران انجمن ناظمان طلسم ہوشربا
درویشان باصفا حکمایان اشراقین مدبیان فصاحت آئین ان سب کا جمع ہونا پر ضرور ہی ان سب کے
صلاح ہو یقین ہی اس سفر مین فلاح ہو یہ کلام حسرت بکام تمام ہونے پائے تھے دیکھا سامنے سے
ملکہ صرصر شمشیر زن نیل بادصرصر اڑی ہوئی آتی ہی مگر بدحواس عالم یاس گرد و غبار چہرے پر چھایا ہوا
آکر سامنے افراسیاب کے پہونچی زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اٹھا کر قطعہ پڑھا

شکفت بلبل تا سگان بدرند بر سر تو سو کاران بزند	ای سر بت سبز تا خسران بہ چرند گر زآتش ہزار رنگار رنگ

اے برق کوہ شگاف نے کہا بیش باد کہو ملکہ حال کیا خبر بین لیکر آئین صرصر نے سر پیٹ لیا کہا اے
شہنشاہ ہوا طلسم کی بگڑگئی آب جب زہرہ کے چلانے کے تین دن جشن رہا لالان خونقبا و ملکہ
مہ جبین الماس پوش سے ساربان زادہ نے ملاپ کرایا سامان عیش و نشاط و نشیار ہا بعد تین دن کے
انجمن مشاورت منعقد ہوئی سب طرح کے لوگ لشکر طلسم کشا مین موجود ہین سب سکارون کا استاد بانی
بنائے ظلم و بیداد ساربان زادہ سے کئی دن صلاح رہی اب یہ امر قرار پایا کہ طرف دریائے نیل کے کوچ کرو
نہین معلوم یہ راز کس نے بتایا یقین ہی یہی بہار و مخمور اس صلاح کی بانی ہون کل طلسم کشا یا پسر نکلا
مع باغبان قدرت سمت دریائے نیل روانہ ہوجائینگے حفاظت لشکر کا انتظام سپرد شہنشاہ کوکب
روشن ضمیر ہوا وہ یہ فرما کر رخصت ہوئے کہ مین ملکہ بران شمشیر زن کو با فواج جرار روانہ کرتا ہون وہ بھی
دریائے نیل پر پہونچیگی اور اپنے کو فرمایا ہی کہ وقتاً فوقتاً لشکر اسلام کا خبر لیتا ہوں گا عمرو بھی ساتھ
اسد غازی کے جائیگا چالاک کو اپنا نائب قرار دیا ہا مہتر قران منتظم ہین برق کو عمرو نے اپنے ساتھ لیا
اسکی عیاری پر عمرو کو بڑا ناز ہی مشہور ہی کہ شاگرد رشید عمرو ہی بڑا باہنر ہی یہ خبر وحشت اثر سنکر رنگ
روے افراسیاب متغیر ہوگیا کہا ای اماں آپنے سنا دریائے نیل پر جانے کی کس سیہ بخت نے صلاح دی

ماہیان زرد پوش سے کچھ آپس مین اشارے کنائے ہوئے ماہیان نے کہا ای افراسیاب اب راز کا
چھپنا دشوار ہی عمرو نے اسکا رو غدار سہی باغبان و مخمور و بہار نے کہا ہو گا لڑتے بھڑتے بجوش و خروش فوج
دریاے نیل سے گذر جائیگی مسلمانون کے لیے سامان غیب سے پیدا ہوتا ہی کوئی کلام ملجائیگا سارا حال بتلا دیگا
اب تو ماہیان زرد پوش بھی گھبرائی کہا ای افراسیاب غضب ہوا اگر مسلمان لڑ بھڑ کر دریاے نیل پر پہونچ
گئے پھر طلسم کا بچنا دشوار ہی کوہ بلور پر شور گریہ و زاری بلند ہوا ہر کہ و مہ درد مند ہوا ماہیان زرد پوش
نے کہا اس فریاد و استغاثت سے کیا فائدہ ہوگا کچھ تدبیر کرنا مناسب ہی افراسیاب غصہ مین بھرایا
کہا مانی اامان آپ تو پردہ ظلمات مین جا بیٹھیے مین ابھی جا کر دریاے خون بہاتا ہون انکو تا بہ دریاے
نیل نہ جانے دونگا جب آبرو مین فرق آیا لطف زندگی باقی نہ رہا یہ کہکر تاج سر پر رکھا زرہ پہنی اسباب
جنگ سے اپنے کو آراستہ کیا ترنج و نارنج چند ماش کے دانے کارد و سحر وغیرہ جیب مین رکھے غصہ مین دستک
دی دیکھا سب نے صحرا سے گرد اڑی ایک شبگین پرند قلانچیان مارتا ہوا مثل باد صرصر اڑتا ہوا آتا ہی
سر باد ابر یق مرکب کو دیکھکر چمن ہو گئے دورکا بہ مرکب چوٹیان گندھی ہوئین ستو تھی مثل غنچہ گل
زنجیر مسلسل کاکل کوہ سرین کوہ کفل چال مین چھل بل ناز سے قدم اٹھاتا ہی مثل طاؤس فنا زاڑتا
جاتا ہی

نظم در صفت مرکب

وہ چہ مرکب چو برق و باد دسے	طرفہ دیوانہ و پری زادے	خوش خرامے ز آب نازک تر
تیز گامے ز برق چابک تر	زری گوشش و زری کاکل	دستہ بید و دستہ سنبل

چشم زدن مین بالاے کوہ آیا سر جھکا کر سامنے افراسیاب کے ٹھہرا افراسیاب نے غصہ مین قبضہ
شمشیر پر ہاتھ ڈالا سپر فولادی سیہ رو نے اٹھائی پشت بخت پر لگائی بخت سیاہ کا سامنا ہوا اینل کا
انکا ماتھے پر دو بل آگیا کمان کیانی حلقہ جانگداز ترکش پر دہن اژدر کی مثال آنکھین غصہ سے لال ڈورے
اگر دانکو قصد کیا کہ پشت مرکب پر سوار ہون مسلمانون سے جاکر مصروف کارزار ہون اسوقت حیرت
نے پریشان ہو کر بال کھولدیے پیٹنے لگی رکاب سے لپٹی کہا اے شہنشاہ مین آپ کو لشکر مسلمانان مین
نہ جانے دونگی یہ بڑی خرابی ہی اسد غازی کو بوجھ مل گئی ہی اور کوئی سردار آپ کا سامنا نہ کریگا
اسد غازی سر چڑھیگا اگر آپ مقابلہ کریگے سحر سپر تاثیر نہوگا پھر کیا تدبیر ہوگی اگر سامنے جاکر فرار
قرار کیا کیسی ذلت ہی طلسم کشا اور زیادہ دلیر ہوگا حوصلہ بڑھیگا جرأت دکھائیگا باغ سیب مین گھس آئیگا

ماہیان زمرد پوش نے کہا ای افراسیاب حقیقت مین بزرگون نے کہا ہی سخن شنیدن ہیچ دولت
بقول سعدی شیرازی شعر دانی کہ چہ گفت زال با رستم گرد • دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد • اے افراسیاب
غفلت کا یہ مآل ہوا آخر یہ حال ہوا جو ایسا حقیر تھا جسدن تونے قصد کیا اُسی دن طلسم کشا
کو پکڑ لایا سالہا سال قید رہا قتل کرنا دشوار ہوا آخر عمرو نے رہا کر لیا شہزادہ ذو یہ مین
جا کر لوح اپنے ہاتھ سے دیکر کتاب حوالے کی اتنا نہو سکا جام جہان نما ہاتھ مین تھا
اُسپر نگاہ ڈالے کر دیکھین کہنے والا کیا کہتا ہی روتے پیٹتے چلے آئے اب یہ غصہ بیکار ہی
جبتک لوح طلسمی اسد کے قبضہ مین رہے اُس سے سامنا کرنیکا قصد نہ کروا ور کچھ
فکر نکروا افراسیاب نے گھبرا کر جواب دیا کہ پھر نانی امان کیا کرون خاموش
ہوکے بیٹھ رہون اُس ننگ بشر جرأت کو دریاے نیل پر جانے دون اتنی بڑی
تدبیر سے کنارہ کش ہون ہر ایک شیر و وزیر اس مقدمہ مین حیران سب گرد افراسیاب
مثل تصویر خاموش کھڑے ہین جب افراسیاب نے ایسے مجبوری کے کلام کیے ملکہ صرصر
بیقرار ہوکر سامنے آئی عرض کی ای شہنشاہ گردون بارگاہ یہ خیر خواہ کچھ عرض
کیا چاہتی ہی شعر بکے و من حال بس گوش کن • دگر خوش نیاید فراموش کن • ایک شب
حضور اور تامل فرماوین کنیز جاتی ہی اگر نصیبہ قابض ہوا لوح لیکر خدمت مین آتی ہی پھر شہنشاہ
کو اختیار ہی جسطرح جی چاہیگا جا کر مقابلہ کیجیے گا ایک چشم زدن مین شکست دیجیے گا آپ سے
وہ لوگ کیا لڑسکینگے صرصر نے جو اسطرح سمجھا کر کہا حیرت جادو نے صرصر کو گلے سے لگا لیا کہا ہوا
صرصر اسوقت مین دستگیری ضرور ہی مین تجکو دولت دنیا سے نہال کرونگی صرصر نے عرض کی لونڈی
کی جان قدم اقدس پر نثار ہی مال کی کیا حقیقت ہی ہماری آبرو و عزت آپکی بدولت ہی سب صرصر
کی تعریفین کرنے لگے کہ حقیقت مین صرصر صاحب عقل و ہوش جانباز سرفروش ہی سب نے سمجھا کر
افراسیاب کو بٹھایا کہا حضور نمکخوار خیر خواہ جو عرض کرتی ہی قبول فرمایئے آٹھ روز صبر جاسیئے
بیشک دل گواہی دیتا ہی کہ یہ لوح لیکر آئیگی اس عیاری مین اپنی جان لڑائیگی افراسیاب نے کہا جو صلاح ہون
کی خوشی اب تو صرصر نے باندھے عیاری جسم پر آراستہ کیے ملکہ صبا رفتار کہ اندازہ ہی آپہونچی صرصر کو
جاتے بڑے کام پر آمادہ دیکھا صبا رفتار نے کہا آپ ہماری افسر ہین اسوقت مین ہمارا ساتھ چلنا

ضرور ہی آپ تنہا نہ تشریف لیجائیں اسوقت میں ہم سب آپکا ساتھ دینگے بڑے بڑے عیار وہان موجود ہیں ایک ایک اُن میں ارسطو فطرت لقمان حکمت الیاس ہنر آپ کے دشمن کسی بلا میں مبتلا ہوں اگر ہم موجود ہونگے خبر تو شہنشاہ کو پہونچائیں گے لڑائی میں اپنی جان لڑا دینگے صرصر نے کہا ای عیار فنکار تم سے زیادہ اسکو محبت ہوگی ایک ساتھ کھیل کر بڑے ہوئے ایک سرکار میں ملازم ہم تم ایک روح دو قالب ہیں لیکن اس عیاری میں ہمارے ہمراہ چلنا مناسب نہیں ہیں یکہ و تنہا جاؤنگی کسی گوشہ میں جاکر رہونگی جسوقت موقع پاؤنگی عیاری کر گذرونگی اور اگر موت قریب ای یہ بھی خوشی کی بات ہی جیسے تمکو ارہیں اسیر جان نثار ہی ہر چند افراسیاب نے بھی کہا مگر صرصر نے قبول نہ کیا یکہ و تنہا طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئی بموافق مقام غزل قبول

بزم ہی صورت میں ہر زہرہ شمائل ایک ہی
دل میں سب رکھنے کے قابل ہیں مگر دل ایک ہی

جاے سلطان تخت پر اور خاک پر ہی خاکسار
جب سفر دونوں کا ہوتا ہی تو منزل ایک ہی

چودھویں شب شرم سے تا صبح نکلیگا نہ چاند
تیرے دو رخسار تابان ماہ کامل ایک ہی

ابتدا سے بحر الفت میں وہ ڈوبے ہیں بہت
یہ وہ دریا ہی کہ دھارا اور ساحل ایک ہی

عشق میں کامل جو نہیں وہ دشمنی میں لاجواب
دل سے ضد ہو دور تو دونوں کا حاصل ایک ہی

ابرو و مژگان و زلف و خط الفت ہی شروع
سامنا ہی لاکھ داغوں کا مرا دل ایک ہی

جب ترے جیتے ہی دل میں اسقدر ہی بغض و میر
یوں بھی چلتا ہوں کہ کیفیت خون کی منزل ایک

کیسکے کیسکے خون کا دعوے سنیگا پروردگار
حشر میں مقتول تو لاکھوں ہیں قاتل ایک ہی

گرم بازاری قضا ہی پھر رہی ہی تیغ یار
ایک عاشق ہی اگر بسمل تو بسمل ایک ہی

شکوہ ظلم و جفاے اہل دنیا کچھ نہ کر
لاکھ ظالم ہوں تو ہوں عالم کا عادل ایک ہی

عذر تیرے کیا کروں ای دلربا دل کے سوا
سیکڑوں ہیں عضو لیکن تیرے قابل ایک ہی

چاہتا ہی زخم کاری سے تڑپتا ہی رہوں
ایسے دو ٹکڑے نہیں کرتا وہ قاتل ایک ہی

جسطرح چہرہ ترا یکتا ہی رنگ و حسن میں
اسطرح ای دلربا چہرے کا بھی تل ایک ہی

جسطرف سب متفق ہیں میں ادھر ہوں ای قبول
لاکھ ناقص ہیں زمانے میں تو کامل ایک ہی

لشکر اسلام میں تیاری روانگی اسد نامدار ہیں تمام سردار مصروف ہیں کوئی طول کوئی عرض کوئی

رنجیدہ کوئی غمگین بعض کا قول ہے کہ یارو ان کیا صاحب نصیب ہین کہ جو ساتھ طلسم کشا کے جائینگے سفر
سختی سفر سے اٹھائینگے ملک فتح ہونگے حاکمان دربند طلسم ہوش ربا ہر منزل پر طلسم کشا سے قدمبوس ہونگے
سامان دعوت و ضیافت سلطان اسلام کرینگے علاوہ ازین بعد جانے طلسم کشا کے افراسیاب
خانہ خراب اس فوج پر لشکر کشی کریگا ایک ایک ساحر سرکشی کریگا ہر ایک کو یہ خیال ہوگا کہ لشکر بے
افسر ہے چلکر لوٹ لین یہان بڑی بڑی لڑائیان پڑینگی دوسرے نے جواب دیا بھائی یہ خیال خام تصور
ناتمام دل سے دور کرو ایک زمانہ قید مین طلسم کشا کو گذرا افراسیاب نے کیا کیا کد و کاوش کی ستانے
مین لشکر کے کیسی کیسی کوشش کی آخر کیا کرسکا خواجہ نے اسد غازی کو رہا کر لیا جسکی اس حیلہ سے موت
آئی ہو اسکو کون بچائیگا نوشتۂ پیشانی پیش آئیگا ایک جانب جو ہمراہ جانے کو اسد نامدار کے قرار
پائے ہین اُنمین کمر بندی کے سامان ہین خاص بارگاہ باغبان قدرت پر ساٹھ ہزار جوانان تیغ زن
سرفروش بادۂ جرأت سے مدہوش اُترے ہوے ہین اسباب سفر تیار کر رہے ہین سرِشام صرصر شمشیر زن
پھرتی پھراتی داخل لشکر اسلام ہوئی صورت تبدیل کر کے ایک ضعیفہ فقیرنی بنی دیکھتی بھالتی سامنے
بارگاہ ملکہ لالان خون قبا و بارگاہ ملکہ مہ جبین الماس پوش کے آئی دیکھا در بارگاہ ملکہ مہ جبین
الماس پوش پر سرداروں کے جاؤ حاجب دربان بعد شوکت و شان دست بستہ حاضر ہین عرصہ دراز تک
وہان ٹھہری سمت بارگاہ ملکہ لالان خون قبا آئی دیکھا یہان بھی ہاتھا کا بند و بست ہے لیکن ایک مرکب
بادرفتار باساز و یراق مرصع کار کو ایک سائیس باگ مین ہاتھ ڈالے ہوے ٹہلا رہا ہے صرصر نے ایک سپاہی
سے سوال کیا لشکر اسد نامدار مین ایک ایک فیاض سخی بہادر جری جیسے آقا ویسے ملازم بھی ہین اُس
مرد سپاہی نے ایک دوانی نکالکر صرصر کو دی اور کہا بڑی بی ٹھہری رہو طلسم کشا اس محل مین گئے ہین
تھوڑی دیر مین برآمد ہونگے ہم لوگ کہینگے ایسا کچھ دلوائینگے اپنے بال بچون مین بیٹھکر کھانا اس جھانسے مین
گھڑی گھڑی نہ آنا صرصر تو ایک عیارہ مکارہ تھی ایسا موقع پایا ہشیار تھی دم مین پڑ گئی کہا میان سپاہی
صاحب اس بارگاہ مین کون سی بی بی ہین سنا ہے کہ یہان طلسم کشا کے دو محل ہین ایک بادشاہ کی بیٹی
اور ایک خداوند زادی سپاہی نے جواب دیا بڑی بی یہ غلط ہے کوئی خداوند نہین اسکا شہنشاہ کا
لقب ہے خداوند کہنے والا بے ادب ہے جناب افصح الفصحا وابلغ البلغا [illegible] فلک سریر مرزا دبیر صاحب
اعلی اللہ مقامہ اس مضمون بلاغت مشحون کو کس لطف سے نظم فرما گئے ہین رباعی نادان کہان دل کو خردمند کہین

باسلسلہ وضع کا پابند کرین + اک روز خدا کو منہ دکھانا ہی دو تیر + کس منہ سے ہین بندگی خداوند کون
بڑھیا نے کہا میان سپاہی صاحب تو یہ ہوئی ہم ان باتون کو نہین جانتے دختر شہنشاہ و داودو کی بارگاہ
مین سنا ہے مین شب کو یہین آرام فرمائینگے سپاہی نے کہا کل بوقت سحر وہ آفتاب عالمتاب سپہر جلالت
ملکہ ناز میدان جرات ہمارے شہریار اسد نامدار کوچ کرینگے آمادہ سفر ہین دو پہر یہان تشریف
رکھینگے بعد دوپہر بارگاہ فلک اشتباہ ملکہ مہ جبین مین تشریف لیجائینگے بوقت سحر آمادہ سفر
ہونگے یہ خبر جو اڑتی ہوئی صرصر نے پائی پہر رات گئے گرتی پڑتی وہان سے اٹھی سامنے بارگاہ ملکہ
مہ جبین کے آئی دیکھا اکثر کنیزین گھبرائی ہوئی باہر آتی ہین چوبدارون سے کچھ پوچھکے چلی جاتی ہین
بعد عرصہ دراز ایک ماہ پارہ لعبت ناز اندر سے نکلی پکارتی ہوئی میان نمودے صاحب ذرا پڑھکے دیکھو
تو تشریف لانے مین طلسم کشا کے عرصہ کیا ہی سرعت محمدار بن پڑے تو کہلا بھیجو کہ وقت خاصہ
تناول فرمانے کا قریب ہے ملکہ عالم بکاول کو حکم دیکہین دستر خوان اب بچھا چاہتا ہے ملکہ ہماری انتظاری
مین ہین یہ سنکر مردہا آگے بڑھا واسطے خبر کے چلا وہ کنیز نوجوان طراق پراق خوش مزاج ایک ایک پہر
گھڑی پھبتیان کہہ رہی ہے کسی کا منہ چڑھا دیتی ہے کبھی کسی سپاہی کو پکارتی ہے بڈھے میان کیسا پہرا
دیتے ہو بیٹھے ہوئے اونگھ رہے ہو اونہہ طلسم کشا کا وقت قریب ہے کل خانصاحب کی وردی چھن چلی
کمیدان بن جاؤ سوار رسالدار کی بدلی ہوئی تم کیسے بیخبر ہو ہوشیار نہین ہیجتے اگر کوئی نوجوان سامنے
آیا اسپر پان کا اوگال پھینک مارا اوسنے پلٹ کے دیکھا یہ قہقہہ مار کے ہنسی وہ بھی ظریف تھا مسکرا کر
کہا کون ڈھیلے پھینکتا ہے یہ طرارہ و فرارہ سنکر جواب دیا میان جھلے یہان بیر ہوتے ہین اسکے یہان ڈھیلے
آتے ہین تمہاری ظرافت پر تھوک ہے صرصر نے جو اس کنیز کو بیقرار پایا چند قدم وہ بارگاہ سے باہر بھی
نکل آئی صرصر نے بڑھ کے سوال کیا بی بی حسن و جمال کی ترقی رہے چاہنے والون کی بڑھتی رہے
یہ بڑھیا بھوکی ہے کچھ کھلوا دیجے کنیز نے کہا مین سے چھوٹی نکالی کہا نے بڑھیا صرصر نے کہا واری مین
بھوکی ہون یہ لیکر کیا کرونگی ایک رکابی پلاؤ کی دو روٹیان خمیری دلوا دیجیا بی کچھ جھوٹن چھاٹن ہو
ہو کنیز نے کہا او بڑھیا ٹھہری رہ مین تیرے لیے لاتی ہون یہ کہکے دمبدم دوڑی ہوئی اندر گئی ایک
طباق پلاؤ کا لیکر نکل وہین سے پکارتی ہوئی او بڑھیا کہان گئی صرصر نے دعائین دین کہا حضور
اس درخت کے نیچے چلی آیئے میری نواسی بیٹھی ہے کنیز طباق لیے ہوئے دس قدم آگے بڑھ گئی

کہ صرصر نے حلقۂ کمند کا مارا گرتے گرتے بیہوش کیا ٹانگ پکڑ کر کنارے کھینچ لائی لباس اور زیور اتار لیا
رنگ روغن عیاری کا نکال کر اسی کنیز کی صورت بنکے تیار ہوئی دوڑتی ہوئی طرف بارگاہ کے چلی مگر
دلمین سوچی ہو کہ جسکی صورت بنی اسکا نام نہ دریافت کیا جیسے ہی قریب دروازہ کے گئی اس سے سب
سپاہی جو بیٹھے ہین چوبدار نے کہا بی غنچہ دہن کم سخن کہان گئی تھین اب تو تمہاری آنکھ نہین لگتی صرصر نے کہا
جمعدار صاحب ذرا اپنے ہوش درست کیجیے مین کیسی لونڈی باندی نہین ہون یہ کیا آپ نے کہا کہ آنکھ نہین
لگتی مین ویسی ہنسا کرنے والی نہین ہون ایک کونے مین بیٹھی رہتی ہون بی نرگس کیطرح نظارہ بازی میرا
شیوہ نہین ہے میرا نام غنچہ دہن ہے یہ مین ایسے ویسے سے بات نہین کرتی اسی طرح تراق پراق کرتی ہوئی
ایک ایک پر پھبتیان کستی ہوئی اپنی ہوا باندھتی ہوئی صرصر اندر پہونچی دیکھا بارگاہ آسمان جاہ ملکہ
مہ جبین کی کس حسن و خوبی سے آراستہ ہے جا بجا جھاڑ کنول قندیلین مثل قطرہاے نور لٹک رہی ہین سامنے
مسند جواہر نگار فرش دیباے رومی مسند پر ملکہ مہ جبین گرد پریزادان دُر در گوش ایک ایک سرو قد غنچہ دہن
گل پیرہن شیرین عذار ماہ رخسار صاف ثابت ہے کہ بیچ مین ماہ تابان گرد ہجوم سیارگان مگر ملکہ مہ جبین نے
پوچھا کیون غنچہ دہن کچھ دریافت ہوا اسنے مین طلسم کشا کے کیا دیر ہے معلوم ہوا یہ بھی ہماری تقدیر کا
پھیر ہے خاصہ ٹھنڈا ہوتا ہے بوقت سحر قصد سفر عراج کی شب نہین معلوم کیا مدنظر ہے غنچہ دہن کو اتنا
جو ملکہ نے منہ لگایا طریقہ کلام کرنے کا ہاتھ آیا کہا حضور مین ابھی وہین سے آتی ہون مجھکو ایک چوبدار
نے خبر دی طلسم کشا نہین ٹھہرتے تھے بی لالان خون قبا نے دس تمام لیا رونے لگین کہا آج
ہماری بارگاہ سے نہ جائیے خاصہ ہمارے ساتھ نوش فرمائیے اسوجہ سے شاید طلسم کشا ٹھہر گئے
لیکن ۔ انکار کیا کہ میرے خاصے کا وقت نہین ہے اپنا انکو بڑا خیال ہے مگر عورت اگر ایسی ہو مرد کیا کرے
رونے لگین دامن چہرے پر رکھ لیتی تھین سنسنے سبحان مین ناز و نخرے دکھاتی ہین ہزار طرح مرد کا دل
بہلاتی ہین مہ جبین نے کہا بوا مین ان باتون کو کیا جانون انکا جی چاہے آئین خواہ وہین تشریف
رکھین مجھے انکی خوشی سے کام ہے یہی خوف ہے الہی تبہ لوں بہا فساد پھر چلی کچھ اور خرابی نہو یہ
کہکر دوسری کنیز کو آواز دی ہاے گلرخسار دیکھ تو خواجہ عمرو کہان تشریف رکھتے ہین وہ کنیز عمرو
کو بلانے چلی صرصر گھبرائی وہان سے اٹھکر ایک گوشہ مین آئی دیکھا تو عمرو سامنے سے آتا ہے
ایک ایک کنیز پر نگاہ ڈالتا ہوا صرصر نے جلدی سے لوٹا پانی کا بھر لیا پاخانے مین گھس گئی ملاحظہ ہین

نے اُٹھکر سلام کیا خواجہ نے سر سینہ سے لگا لیا مہ جبین نے سر جھکا کر کہا دیکھیے نانا جان ابھی
تک آپ کے صاحبزادے تشریف نہیں لائے ہیں گھبرا رہی ہوں ہول کھا رہی ہوں الٰہی خیر
دشمنوں کو کوئی صدمہ پہونچے آپ ہی فرماتے تھے کہ افراسیاب بیچ میں نہیں گیا کوہ بلور
پر ٹھہرا ہوا ہے لوح کی اُسکو بڑی فکر ہے آئندہ پھر صحبت میں یہی ذکر ہے مناسب ہو تو آپ تشریف لیجائیں
انکو سمجھائیں کہ آج کی شب احتیاط لازم ہے آپ یہاں تشریف لائیں خاصہ نوش کرکے آرام کریں
سفر دور دراز درپیش ہے نانا جان مجکو بڑا پس و پیش ہے عمرو نے کہا بیٹا شام سے مجکو پھرتے پھرتے
لشکر میں یہ وقت آیا سارا لشکر چھان مارا پھرتا ہوں اسی خیال میں کوئی عیار بھی نہ آئے چالاک وغیرہ
بھی بازار میں موجود ہیں راہیں لشکر کی مسدود ہیں انشاء اللہ کل ضرور سفر ہوگا عمرو یہ کہکر
مہ جبین کو باہر گیا اب عمرو کو بخوبی اطمینان ہو گیا اس خیال سے کہ اسوقت تک میں
بارگاہ مہ جبین میں ہو آیا سب کنیزوں کو دیکھ لیا بعد جانے خواجہ عمرو کے صرصر پاخانے سے
نکلی جی میں کہتی ہے اگر اسوقت کچھ کام نہ کیا پھر شب بھر کچھ نہ ہو سکیگا کلیجہ پر پتھر رکھکے سامنے ملکہ مہ جبین
کے آئی کہا ولی اُسوقت میں بھول گئی تھی اب اور ایک بات یاد آئی ہے ایک چیز آپکی میں نے
پائی ہے یہاں عرض کرنے کے لائق نہیں حضور تخلیہ میں چلیں تو میں عرض کروں مہ جبین اُٹھ کھڑی
ہوئی صرصر کو اپنی کنیز خاص ہمدم با اختصاص جانکر ہاتھ تھام لیا پردہ اُٹھا کے اس خیمہ میں آئی جہاں
چھپر کھٹ لگا ہوا ہے صرصر نے کہا حضور بیٹھ جائیے ابھی ایک کیدان کہتا تھا لالان خون قبا کو سفر
میں ساتھ لیجائینگے فرماتے ہیں اُسکا باپ تک انتقال کر چکا وہ یہاں دشمنوں میں کیسے پاس رہیگی
صدمہ تنہائی سہیگی یہ سنکر ملکہ مہ جبین غصہ میں کانپنے لگی کہا اے غنچہ دہن میں اس سلطنت کو
خاک میں ملا دونگی تو نے مجھے جلنے کہا خواجہ عمرو تشریف لائے تھے میں اُنسے کہتی کہ حضور میں
یہاں رہکر کیا کرونگی مجکو میرے وارثوں میں طرف کوہ عقیق کے روانہ کر دیجیے اگر بی لالان کو ساتھ
لیجائینگے تو بہت رنج اُٹھائینگے مجکو زندہ نہ پائینگے صرصر نے جب دیکھا ملکہ کو غصہ آیا چہرہ سرخ ہو گیا
برگ گل سے ہونٹھ کانپ رہے ہیں خاصدان سے گلوری نکالکر کہا حضور غصہ نہ کیجیے کہنے والے جھوٹ
سچ بات اُڑا دیتے ہیں طلسم کشا آپ کے نام کے عاشق ہیں لالان کو کبھی ساتھ نہ لیجائینگے یہاں
تشریف لائینگے ملوت ہی بخوبی سمجھائینگے غصہ میں منہ خشک ہو گیا گلوری نوش فرمائیے ملکہ نے

گلوری کھائی پان کھاتے ہی کلیجہ خون ہو گیا گھبرا کر کہا ارے میرے کلیجہ میں آگ لگی غنچہ دہن یہ کیسی
گلوری تھی ہونٹ زبان جلنے لگیں ایک سلاخ آہن کلیجہ میں بھنگئی صرصر نے کہا اُگلئے تھوکئے ملکہ اُسکی بیہوشی
کام کر چلی تھی اتنا کہکر گر کر بیہوش ہوئی صرصر کی ہاتھ پانوں میں رعشہ عیاری تو لکی مگر ہوش اُڑ گئے بہت
دل سے کہتی ہی ایسا ہو ساربان زادہ آجائے فوراً پہچان لیگا لیکن اب جو کچھ ہو سو ہو جواس عیاری میں سر
ہتیلی پر رکھا ہے ت کا مزہ چکھا اگرچہ لیلی ساربان زادہ عمر عیار کو گیا ہے سوچکر ملکہ مہ جبین کو گود میں
اٹھایا چھپر کھٹ کے نیچے سلا دیا پٹی بیہوشی کی دماغ پر چڑھا دی اوپر چاندنی وغیرہ ڈالکر چھپا دیا
رنگ روغن عیاری کا نکال کر شکل ملکہ مہ جبین الماس پوش تیار ہوئی ہنستی ہوئی باہر نکلی کنیزیں
سب حاضر ہیں کسی نے پوچھا حضور غنچہ دہن کہاں گئی صرصر نے تیور بدل کر کہا تم ہماری اتالیق
ہو بیٹھے کہیں بھیجا آئیگی وقت پر یا نہ آئیگی تمہیں کیا فکر پڑی ہی او شفتالو زبان ہلانا دشوار ہولی
جو مناسب جانتے ہیں وہ کرتے ہیں مصرع امور مملکت خویش خسروان دانند سب خاموش
ہو رہیں اب صرصر مسند پر آکر بیٹھی لیکن عمرو کے خوف سے دل کانپ رہا ہی خیال میں ہے کہ اے
صرصر دیکھیے آج کیونکر جان بچتی ہی لیکن ابھی عمرو آیا تھا چلا گیا یقین ہی کہ انتظام میں مصروف ہو
اپنے نزدیک اس صورت نگار نے بڑا کام کیا اس مقام پر ہوتیں تو معلوم ہوتا دیکھیے فلک کیا دکھاتا ہی
کس طرح کا سو کر پیش آتا ہی طلسم کشا بھی تعلیم کردہ عمرو ہی صاحب شوکت افسر فخر شاہان روزگار
شیر دار وہم عیار اس فکر میں بیٹھی تھی کہ کنیزیں دوڑی ہوئی آئیں عرض کی کہ حضور طلسم کشا صاحب
آتے ہیں صرصر نے حکم دیا بکاولوں کو بلاؤ جلد دسترخوان آراستہ کرے فوراً دسترخوان بچھا کھانا مائدہ
چنا گیا آپ سر جھکا کر بیٹھی فکر کی رونی آنکھوں میں لگالی آنسو بھر آئے یکایک وہ دولت بسم اللہ الرحمن الرحیم
کی مصاحبت ہوئی ربع مسکری خورشید ورود مسند ہوئی کنیزیں واسطے استقبال کے دوڑیں دو چار نے
عرض کی حضور برائے استقبال چلیے طلسم کشا بارگاہ میں آگئے صرصر نے کہا میں تو دسترخوان
پر بیٹھ چکی دسترخوان سے اٹھنا بڑا گناہ ہوا کرتے ہیں تو آنے دو آپ چلے آئینگے کر دیکھا سامنے سے
یکہ تاز میدان جلالت شہسوار معرکہ شوکت و ہمت آفتاب عالمتاب آسمان جرأت ماہ تابان فلک
سطوت و صولت شاہباز اوج جانبازی اسد بن کرب غازی مسلح کمال آتے ہیں صرصر نے خود دیکھا
ماہ حسن اسد غازی کا کمال پر ہی حقیقت میں جادہ جرأت و لیاقت کا رہبر ہی جاہ و جلال

دیکھکر تھرا گئی لیکن سر جھکائے بیٹھی رہی اپنے مقام سے جنبش نہ کی اسد غازی نے دیکھا ملکہ سر خم
کیے بیٹھی ہین آنسو بھی آنکھون مین بھرے ہوے سمجھے کہ ملکہ رنجیدہ ہین قریب آکے بیٹھے کہا کیون
ملکہ عالم خیر تو ہی مزاج کیسا ہی صرصر نے آنکھ چار نہ کی کہا صاحب خاصہ نوش فرمایے مجھے زیادہ نہ
ستایے مین نے آپ کے ساتھ کھانے کی ناحق عادت کی بھوک کے مارے دم نکلا جاتا ہی مگر ناچار
دسترخوان لینے بیٹھے ہین اب تو خاصہ نوش فرما کے آئے ہونگے ہم ناحق اپنی جان دیتے ہین آنکے یہان
کھانا بھی عمدہ ملتا ہوگا وہ خداوندزادی ہین یہان روکھا پھیکا آپ سے کاہیکو کھایا جائیگا اسد نے
دامن سے اشک پاک کیے کہا ملکہ تمہین ناحق کو ملال ہوتا ہی مین نے تو ابھی کھانا نہین کھایا لاؤ کھائین
لاؤ کھائین ملکہ نے کہا ہان صاحب بہانہ منظور ہی میرا اتنا کہنا ٹوٹکا ہو گیا اب ہاتھ بڑھایے باتین
نہ بنایے اسد نے خاصہ نوش کیا صرصر بات مین ٹالتی گئی بعد خاصہ کے صرصر نے کہا ہمکو نیند آئی
ہی اسد نے کہا ملکہ کاہے کو سوؤگی یہ شب غنیمت ہی کل روز فرقت ہی تمہاری یاد مین بیقرار رہینگے صدمہ
سہینگے صرصر تو ایک بلاے روزگار ہی جواب دیا صاحب صبح کو جو کچھ ہوگا ہو جائیگا ان دھڑکون مین جان
گئی یہ کہکر طرف تخلیہ کے چلی اسد غازی ہمراہ کنیزین پیشخدمتین اس خیال سے کہ عاشق و معشوق جاتے
ہین کنیزون مین جابجا چرچا ہی شاہزادے کے دم قدم سے بڑی آبادی تھی کل اس بارگاہ مین سناٹا
ہو جائیگا خدا اس سفر کا آل نیک کرے دیکھو صاحبو جی ہی سے آدمی پالی جاتی ہی خود بخود طبیعت گھبراتی
ہی مگر صرصر ربط و ضبط دکھاتی ہوئی شرماتی ہوئی ساتھ اسد غازی کے تخلیہ مین آئی چھپرکھٹ پر بیٹھ گئی
اسد نے چاہا گلے مین ہاتھ ڈالے صرصر نے کہا صاحب جیتے ایک جام شراب کا نوش فرماؤ آرام کرو
دو پہر سے زیادہ شب گذر چلی ہی صبح کو تیاری سفر ہی ہزار طرح کا خوف و خطر ہی اسد سمجھے ملکہ کا جی چاہتا
ہی گلابی کھینچی جام لبریز کیا ملکہ کو دیا صرصر نے دو قطرے پیے گھمائی سے پڑیا بیہوشی کی ڈالی کہا لیجے حضور
آپ نوش کیجے اسد نے بلا تکلف جام پی لیا نہ سمجھا کہ یہ جام زہر ہی موج شراب سانپ کی لہر ہی گیا
پیتے ہی دم گھبرایا کہا ملکہ یہ کیسی شراب ہی پیتے ہی کلیجہ کباب ہو گیا دل بیتاب ہو گیا صرصر نے کہا
صاحب گرمی مین آئے ہو ذرا آنکھ لگ لو فرحت تازہ سرور بے اندازہ حاصل ہو تسکین دل ہو اسد
یہ کہا اٹھنے خدا خیر کرے دشمن کا دور ہی رنگ بیطور ہی قصد کیا تھا کہ سر جبین کا ہاتھ تھامین یہ
دل کو یقین ہو چکا تھا کہ اسی شراب مین فتنہ ہی بے سمجھے پی لیا عقل کا قصور ہی یہ کہتے کہتے شاہزادہ

ڈالکر گرایا چپر کھٹ پر گر کر بیہوش ہوا اسوقت صرصر کی خوشی پھولون نہ سماتی تھی جامہ سے باہر
ہوئی جاتی تھی مگر خوف جان لرزان ترسان باہر بارگاہ کے مستعد شب ٹھک رہا ہی حاضر باش و ناظر باش
کی صدا آتی ہی صرصر نے جی لگے سے اسد غازی کے اتاری باحتیاط رومال مین باندھکر پاس رکھی قصد
ہوا کہ طلسم کشا کو بھی لیچلون بارگاہ مین روزن کر کے دیکھا مانوس طلسم کشا کی بارگاہ کے ہزار ہا ساحر گرد
پھر رہا ہی پرندہ پر نہین مار سکتا وہ دندے کی کیا طاقت ہے کھڑی ہو کے سوچنے لگی دل سے کہتی ہی اے صرصر
طلسم کشا کا لیجانا دشوار ہی کدھر سے جاؤن تا بہ کوہ طیور کیونکر پہونچون اگر کسی نے دیکھ لیا زندہ بچنا
مشکل ہو گا گھبرا کے صحن بارگاہ مین آئی ستارون پر نگاہ ڈالی صاف ثابت ہوا کہ ستارۂ سحری چمکا چاہتا
ہی یہ خیال ہوا کہ شب اسی مقام پر بسر کیجیے کہ شب بارگاہ مین چھپ رہیے مگر سوچی عیار طلسم کشا کا ضرغام
شیر دل واسطے جگانے نماز کے آئیگا جب اسد کو بیہوش پائیگا فوراً ہنگامہ برپا ہو جائیگا پھر جان نکلوگی
آخر چوری خنجر کی نکالی ایک گوشہ مین بیٹھکر نقب لگانا شروع کی انگلیون سے قطرے خون کے ٹپکنے
لگے لیکن جان دیے ہوئے مصروف رہی چند عرصہ مین زیر سایہ نخل دہنہ نقب کا توڑا سر نکالا دیکھا
معلوم ہوا یہان سناٹا ہی کرہ مین آئی ہوئی نقب سے نکلی صحرا کا راستہ لیا طرف کوہ طیور کے روانہ ہوئی
یہان اسد غازی چپر کھٹ پر بیہوش پڑے ہین کہ صدائے مرغ سحر بلند ہوئی عمرو پہر رات رہے تک
لشکر مین پھرا قلیل رات باقی تھی کہ جا کر لیٹا ہم لیتے ہی خواب پریشان دیکھا گھبرا کے اٹھا باہر اپنے خیمے
کے آیا دیکھا ستارۂ سحری چمک چکا ہی اہلیان طلایہ پلٹ رہے ہین سجادے جابجا بچھے ہین سرداران
لشکر وضو کر رہے ہین عمرو کو دیکھکر سردارون نے سلام کیا عمرو نے کہا یارو خدا خیر کرے مین نے
ایسا خواب پریشان دیکھا کہ حسبتہ دیا ایک خدمتگار سے اشارہ کیا برق فرنگی و ضرغام
شیر دل و چالسوزین قران و چالاک کو جلد لاؤ مین جبتک واجب خدا کو ادا کرون دو رکعت
نماز پڑھون عمرو نے تعجیل نماز سے فراغت کی پانچون عیار سامنے آئے عمرو نے کہا اے خوش انجام
بیٹا ضرغام شب کہان بسر کی ضرغام نے عرض کی مین دردولت ملکہ مہ جبین پر تھا عمرو نے کہا
کیوں استاد جی جلد بارگاہ ملکہ مہ جبین پر چلو پانچون عیارون کو ساتھ لیکر بارگاہ ملکہ مہ جبین
آیا دیکھا چوبدار لیساول یکہ دلان رسالدار بڑے بڑے سردار حاضر ہین باغبان قدرت لعبد صولت
و شوکت مسلح عمل سباب سحر سے درست چالاک و چست مثل باد ہی منتظر ہی کہ اسد غازی برآمد ہو

سویرے سے نکل چلیں دس بارہ کوس پر جا کر مقام کریں کہ عمرو سامنے سے آیا باغبان واسطے تسلیم
خم ہوا دست بستہ عرض کی حضور جا کر طلسم کشا کو جلد بیدار کریں زبانی محلدار کے ثابت ہوا وہ ماہ تابان
برج تخلیہ سے ساطع ولامع نہیں ہوئے عمرو نے کہا اے باغبان دیکھوں خلاف کیا دکھا یہ صورت
اسد نامدار دیکھوں تو دل کو قرار آئے باغبان نے کہا کیوں خواجہ کیا ہوا عمرو نے کہا خواب میں بخت
خوابیدہ بیدار ہوا گھبرا کے جاگ اٹھا یہ کہتا ہوا عمرو اندر بارگاہ کے پہونچا دیکھا جبین جلبیں کنیزیں
پڑے باندھے کھڑی ہیں عمرو نے دلآرام وزیرزادی سے پوچھا آج کیا ہے شاہزادہ بیدار نہیں ہوتا
بلکہ سب سے سویرے اٹھتی ہیں دلآرام نے عرض کی رات کم باقی تھی جب آرام فرمایا ہے جدائی کا
شاہزادے کی ملکہ کو خیال تھا قلب پر ہجوم غم و ملال تھا عمرو قریب پردے کے آیا اول آواز دی جب
صدا نہ آئی عمرو پردہ اٹھا کر اندر آیا دیکھا صورت مصیبت ظاہر ہوا کیلے اسد نامدار چھپر کھٹ پر بیہوش
پڑے ہیں عمرو نے ایک چیخ ماری مہرخ و بہار کو خبر پہونچی دوڑی ہوئی آئیں اسد غازی کو ہوشیار کیا
اسد گھبرایا ہوا اٹھا پہلے عمرو نے لوح کو پوچھا اسد نے گلے پر ہاتھ ڈالا لوح کہاں تھا تو غائب ہوا فرش پر
عمرو نے بستر اور صرصر کا پتا ملکہ مہرخ رونے لگیں بیقرار ہو کر کہا خواجہ اپنی کنیز کو تو تلاش کرو عمرو نے کہا
غضب ہوا شاید مہ جبین کو بھی لے گئی کسی کنیز کی نگاہ پڑی کہا حضور دیکھیے چھپر کھٹ کے نیچے کیا ہوا ہے
دیکھا ملکہ مہ جبین کو بیہوش پایا مہ جبین کو بھی ہوشیار کیا گھبرا کر پوچھا بی بی یہ کیا حال ہے مہ جبین
گھبرا گئی چار جانب دیکھتی دلآرام نے کہا اوری طلسم کشا کے ساتھ خاصہ نوش کیا تھا مہ جبین نے کہا
مجھے نہیں معلوم عمرو نے کہا صاحبو ہم سے پوچھو جب میں بارگاہ میں آیا تھا اسوقت مہ جبین اصلی تھیں
مگر صرصر کسی صورت پر بارگاہ میں آچکی تھی مجکو دیکھکر چھپ گئی ہوگی بعد میرے جانے کے یہ آفت برپا
ہوئی اسنے تخلیہ میں لیجا کر مہ جبین کو بیہوش کیا اسد غازی کے ساتھ خاصہ نوش کیا لیکن کسطرف
سے وہ نکل گئی ہوا تھی کسی نے نہ دیکھا مہترقران کی نگاہ نقب پر پڑی کہا استاد دیکھیے نقب ہوئی
اسد غازی کو نہ لیجاسکی لوح ملنا غنیمت ہوا اب تو تمام سرداروں میں ہنگامہ عظیم برپا ہوا نالہ [illegible]

کسی نے کہا آہ وا غربتا
شان مصیبت ہوا بار و بر
کہا رو کے مہرخ نے کیا خوف ہے

فلک بر سر ظلم و بدعت ہوا
سموم الم کیسی چلنے لگی
ابھی منزل جنگ کرتے ہیں طے

خزاں کا ہوا اس چمن میں گذر
ہر اک شاخ پر میوہ جلنے لگی
لڑائی کے آفات جھیلیں گے ہم

بس اب جان پر اپنی کھیلینگے ہم
گئی لوح اب تو دہ افراسیاب
بہ تعجیل لازم ہے لشکر کشی
ہوائے خزان نے کیا زرد رو
گل لوح اس باغ سے لے گیا
دیا باغبان نے یہ رو کر جواب
جو مرضی خلاق لیل و نہار

مصیبت کے ہے ابر رنگ وہ پیش مین
خوشی اسکو یان دلکو ہے پیچ و تاب
بہار اولو العزم نے جھوم کر
گل عیش کی ہے لے سونگھی بو
بس اب جان دینے پر آمادہ ہو
نہین کیا جو ہے قلب کو اضطراب

نہایت قلق مین ہین پس و پیش مین
بھلا دینگے ہم اسکی سرکشی
کہا باغبان سے کہ ای نامور
عجب داغ باغی ہمین دیگیا
لے لوح تدبیر ایسی کرو
بجز جان دینے کے کیا اختیار

مگر ای ملکہ عالم زندگی بیکار ہے لشکر مین قرنا جنگ منادی کرا دو لڑ بھڑ کر

مر جائینگے طلسم ہوشربا مین نام کر جائینگے جملہ سرداران نامی و ساحران گرامی اسی بات پر آمادہ ہین
کہ آج لڑ بھڑ کر مر جاؤ ایک جانب سے ملکہ سرخ مو سے کاکل کشا ایک سمت سے ملکہ ہلال سحر افگن و
خورشید زرین سحر و رعد و برق لامع و سمار قدرت و ملکہ گلزار چشم و زنبور چشم و ملکہ مخمور سرخ چشم
سب سلاح جنگ سے آراستہ ہو کر آمادۂ مرگ و مہیائے قضا ہوئے ہر چند عمرو غل مچاتا ہے کوئی
نہین سنتا ہے ایک کا یہی قول ہے کہ خواجہ اب آپ دخل نہ دیجیے جو آپ کا کام تھا بجا لائے یہ
سرفروشی بہ عیاری بجرأت اُسکو پورا کیا ہم لوگ سب بد نصیب اپنا کیا اختیار اب اسد نامدار کو
بیہوش کر کے زنبیل مین رکھ لیجیے طرف کوہ عقیق کے چلے جائیے ہم سب لڑ بھڑ کے جان دینگے اب ہم
مایوس ہوئے لوح طلسمی گئی ایسے مقام پر افراسیاب رکھیگا کہ طائر وہم و خیال نہ پہونچ سکیگا کیونکر ہمارے
دل کو یاس ہو فتح کے اسباب سے لوح گئی آپ شہنشاہ اودنیا ہر ماشاء اللہ کس تدبیر دلپذیر سے لوح لائے
اب شہ سیاہ افتاد پڑی آپ کی کیا خطا ہمارے بخت واژگون و طالع نگون نے یہ روز سیہ دکھایا اگر ہم نہ جائینگے
افراسیاب جادو وہ لوح مقام محفوظ پر رکھکے خود لشکر کشی کریگا ہم اُسکے لشکر کا بار سنبھال سکینگے خود
اقدام کرنا بہتر ہے عمرو نے ایک ایک سردار کو گلے سے لگایا کہا تم جان نثار و سر فروش ہو اتنا تامل
کرو کہ مین جا کر واپس آؤن اگر بن پڑا تو لوح لیکر آتا ہون جب مجھسے کچھ نہ ہو سکے اسوقت مین تمکو
اختیار ہے مستر چالاک و مستر برق فرنگی نے بھی جملہ سرداروں سے دست بستہ کہا حقیقت مین استاد
بہت معقول فرماتے ہین ابھی صرصر لوح لیکر گئی ہے ہم سب جانتے ہین کیا عجب کہ راہ مین ملجائے ورنہ
انشاء اللہ سامنے افراسیاب کے جلدی کرینگے از کوہ لوح تا باغ سیب جائینگے لوح لے دینگے پھر

حضور نے یہ جب سن لینا ہمارے عیار جانباز مارے گئے جو سانحہ ہو کر گذرا ہم خوب جانتے ہیں آپ سب صاحب نام پر مرتے ہیں اب سب سے زیادہ کام یہ ہے کہ طلسم کشا کو ہوا لگنے پائے ایسا نہو وہ بے خبر اپنی جان ضائع کرے یہ لڑائی ہے کبھی فتح کبھی شکست عشق سے بندہ وابستہ مصور ہے جو حالت کہ طلسم اسیر تصور ہے دل بدر ہوئے ملکہ صرصر اسد غازی کو بھگاتی ہوئی سب سوارونکو لیکر داخل بارگاہ ہوئیں خواجہ نے فوراً صورت بدل عیاروں سے اشارہ کیا اپنی اپنی صورتیں کسی طور سے تبدیل کرکے طرف کوہ طور کے چلو وہ گلہ افراسیاب جادو کہیان ہے تجھ میں غزل اسیان حال حسب حال

گھر ہو وحشت کا دل دیوانہ ایسا چاہیے
خاک ہی اُڑتی رہے ویرانہ ایسا چاہیے

دل میں تو ہو رونق کاشانہ ایسا چاہیے
یار ایسے گھر کو صاحب خانہ ایسا چاہیے

آنکھ اُدھر اُسکی رہے یارانہ ایسا چاہیے
رام آہو کو کرے دیوانہ ایسا چاہیے

زندہ ہو جائے تغافل کا ترے مارا ہوا
یار کوئی ناز معشوقانہ ایسا چاہیے

قبلہ خوبان عالم ہو وہ دل اللہ دے
بت جسے سجدہ کریں بتخانہ ایسا چاہیے

آپ چشم مست ساقی اپنے بوسے دے مجھے
لب ملیں خود چھلکے پیمانہ ایسا چاہیے

رات فرقت کی بڑی ہوتی ہے اے افسانہ گو
آ اسکو کم کردے کوئی افسانہ ایسا چاہیے

یار کی زلفوں کو شانہ نے سلجھایا تو کیا
کھودے میرے دل کی اُلجھن شانہ ایسا چاہیے

سبزہ میں لوٹے جان سے تنکے بنکے اشک
عاشق گریان کو آب و دانہ ایسا چاہیے

یوں کسی پردہ نشین کی کیجیے پردہ دری
خود کہے دست جنون دیوانہ ایسا چاہیے

دست ساقی میں اشارہ کر رہا ہے شیشہ کے جام
توبہ پر ستو خندہ مستانہ ایسا چاہیے

تو چہرے سے عاشق کے بگڑ طور پر بجلی گری
کیوں مجھے اے جلوہ جانانہ ایسا چاہیے

جو شرر اُٹھا دل سوزان سے دل ہی پر گرا
شمع ایسی چاہیے پروانہ ایسا چاہیے

کافر و مومن جسے دونوں نہ اپنا کر سکیں
برہمن مجھکو بت بیگانہ ایسا چاہیے

ہجر کی شب تیرہ بختی کو ہماری اے فلک
دیکھکر نہیں دے چراغ خانہ ایسا چاہیے

دیکھکر دل آنکھ کو کہتا ہے دل کو چشم یار
مست ایسا چاہیے دیوانہ ایسا چاہیے

گر پڑے بجلی رقیب روسیہ پر اور تڑپ
کوئی تو انداز بیتابانہ ایسا چاہیے

خداوند مسلمان ہو گئے مصور نے کہا ہمارے گھر کا غلام تھا صرف خداوند نام تھا میں نے خود اُسکو بددعا
دی تھی اُسی کا یہ انجام ہوا افراسیاب نے کہا ساری خرابیاں خداوند لقا کر رہے ہیں مگر یہ سب ناگوار ہوا
کہ میں برائے قدمبوسی نہیں گیا مرشدزادے آپ گواہ رہیے میں اقرار کرتا ہوں اگر صرصر شمشیر زن لوح لیکر
آئے خداوند لقا کا پوجا پاٹ کرونگا خدمت میں آگے جاؤنگا طلسم ہوش ربا میں قدرت کو بڑی دھوم
سے لاؤنگا سارے طلسم کی سیر کراؤنگا قدرت کو بڑی ہوس ہے کہ ابھی قیطولات پر پہونچیں یہ کام میری
کوشش پر موقوف ہے جسدن قصد کرونگا اُسی دن تخت ہوا پر سوار کرکے قدرت کو لیجاؤنگا قدرت کا قول
ہے جسدن بالائے قیطول جاؤنگا تعدیات رنگا رنگ کرکے مردوں کو جلاؤنگا افراسیاب یہ باتیں کر رہا ہے
طرف لشکر اسلام کے نگاہ ہے کہ ایک دیکھا دور سے بونڈر گرد کا اُڑا افراسیاب نے کہا کیا عجب ہے کہ صرصر
شمشیر زن آتی ہو لیکن راہ میں یہ سن کر گذرا عمرو جو جاتا تھا پانچ کوس لشکر اسلام سے نکل کے ایک پہاڑ پر آیا
دور سے دیکھا صرصر بھاگی ہوئی جاتی ہے عمرو سمجھا کہ ابھی لوح اُسکے پاس ہے پہاڑ سے کود کر دوڑا لیکن صرصر
اپنا بڑا کام کرکے آتی ہے پشت پہلے سے ہوشیار جہاں پتہ عمرو کا نہ کچھ سنبھل گئی چار جانب دیکھنے لگی اسنے
جو پلٹ کے دیکھا عیار معلوم ہوا دل سے کہتی ہے کہ اے صرصر یقین کامل ہے کہ عمرو آ پہونچا اب تو صرصر تیز چلی گو
جانتا ہے کہ اسکے برابر ہو پہونچا ہزار دو ہزار قدم کا فاصلہ ہے نہیں پہونچ سکتا یہانتک کہ صرصر سامنے کوہ کے پہونچ
ہو چکی کہ نگاہ تو اسکو ہو چکا تھا دور سے آواز دی شہنشاہ میں لوح لائی گو انتہائی تھک گئی ہوں پاؤں
سوج گئے ہیں پیچھے عیار آتے ہیں یہ سنکر افراسیاب اُٹھ کھڑا ہوا خود جست کرکے پہونچا صرصر کو گود میں
اُٹھالیا کہا اے صرصر بڑا کام کیا لوح طلسمی لائی صرصر نے کہا لونڈی سے لیجئے (؟) افراسیاب نے لاکر پہاڑ پر
صرصر کو اُتار دیا ملکہ حیرت کی اُسیں جلیس جنت کی ہمراہ والیان معاملان سرمایہ برق سب نے آکر
صرصر کو گھیر لیا عمرو نے دور سے دیکھا کہ صرصر کو افراسیاب گود میں اُٹھا کر لیگیا تب تو کی آہ کھینچ کر دیکھا کوہ بلند
ہنگامہ ہے پھر تجمل صورت تبدیل کرکے ایک ساحرہ حسین کی شکل بنکر تیار ہوا قریب پہاڑ کے رکا افتاں و خیزاں مبارک
مبارک کہتا ہوا بالائے کوہ پہونچا ایک کنیز نے پوچھا ہوا تم کون ہو ہنس کر کہا خیال دیوانی ہوئی ہے تیری آنکھوں میں
چربی چھائی ہے شمع رخسار میرا نام ہے محفل افروزی ہمارا کام ہے ہم نہوں تو محفل میں اندھیرا رہے ہزاروں
اس شمع جمال کے پروانے ہیں سودائے زلف عنبرین میں دیوانے ہیں ہمیشہ ہمارا اعتماد السّتر قریب رہتا ہے
اسوقت ایسی گھبرائی عمرو یہ کہتا ہوا بغلوں میں ملگیا پہلے تو عرصہ دراز تک ہنگامہ رہا افراسیاب نے کہا بارہ

غل مچاؤ الیاس سنو عیاران اسلام آپہونچین صرصر نے کہا حضور سب عیار چل چکے ہین صحرا مین مین نے عمرو کو دور
سے دیکھا تھا جب تو مین نے غل مچایا وہ ضرور سا گیا ہوگا گھوڑا چھلاوہ ہی ہوا کا پتلہ ہو لیجیے لوح تو اپنے پاس رکھیے
عمرو نے دیکھا کہ صرصر نے کمر سے لوح نکالی ہاتھ پر رکھکے افراسیاب کو نذر دی افراسیاب نے لوح کو رومال
مین لپیٹا تخت پر اپنے سامنے رکھ لیا صرصر سے حال پوچھتا ہے صرصر کیفیت عیاری عرض کرتی ہے عمرو کبھی اپنے
کبھی باتین حیران کہ کیونکر لوح طلسمی لون کون سی عیاری کرون افراسیاب ایسا ساحر زبردست گرد و پیش
گھیرے ہوئے بیٹھے ہین افراسیاب نے فوراً ایک کاغذ اپنے ہاتھ سے لکھا جیب سے سونے کی تیلی نکالی اسکے
ہاتھ مین کاغذ دیا عمرو شبلی کے نیچے کھڑا دیکھ رہا ہے وہ تیلی کاغذ لیکر مثل برق آسمان مین ڈوب گئی کوئی نہ سمجھا
کہ افراسیاب نے یہ کیا حیل کیا عمرو چاہتا ہے کہ جان جائے مگر لوح ہاتھ آئے کبھی قصد کرتا ہے تخت پر سے
لوح رکھی ہے جھپٹ کے بھاگ کر پڑون لوح اٹھاؤن مگر افراسیاب کا خوف دل سے کہتا ہے اے عمرو افراسیاب
جلا کے خاک کر دیگا زندہ نہ جانے دیگا اس خوف سے عمرو کھڑا ہوا دیکھ رہا ہے مگر یہ خیال ہے کہ دو چار پہر یہ
یہان رہیگا کچھ عیاری کرونگا لوح نہ لیجانے دونگا عمرو دل سے یہ باتین کر رہا ہے کہ سامنے سے ایک زمیندار کو
دیکھا انگوچھا سر پر دوہری گاڑھی مارکین کی دھوتی آٹا جیبو گلے مین پڑا ہوا کمبخت کے نام کی تلوار چاندی
کے تار کا اسپر کام کیا ہوا کوٹھی سنہری الٹی گٹھری کا قبضہ بڑی سی سپر پشت پر جوڑ و جاجو تا پہنے ہوئے بہار سر
چڑھ کر آیا غل مچاتا ہوا اے شہنشاہ دہائی ہے تحصیلدار کی بدعت سے آپکی رعایا تباہ ہوتی ہے فصل کی تنگی
خشک سالی ہے چل ہے دانہ پیدا نہین ہوا سر پہ پالا پڑا تحصیلدار ظالم سے پالا پڑا اسامیان بھاگی جاتی ہین گویا ان
بیل کی بلک کلین کسی گھر مین لگیا باقی نہین تحصیلدار صاحب نے وارنٹ مع قرقی بھیجا ہے صبح سے آفت برپا
ہے زمیندار نے یہ باتین تمام نہ کی تھین کہ چپراسی بھی آکر پہونچا یہ چپراس کا گلے مین ڈالے کمر باندھے ہوئے
گرد پر سی بڑی غل مچاتا ہوا آئے کہان بھاگا جاتا ہے ٹھہر جا زمیندار نے کہا خداوند گستان ملاحظہ کیجیے گھرباری کی
تھلیا لٹیا قرق ہو گئی اب نقد جان باقی ہے اسکے بھی لینے کے طالب ہین چپراسی سنتے ہی کمرین
ہاتھ ڈالدیا کہا حضور یہ گنہگار سرکاری ہے تحصیلدار کے سامنے سے بھاگا ربیع کی ادھگری باقی ہے
خریف کا بھی روپیہ ادا نہین کیا یہ بڑا سرکش ہے کئی مرتبہ قیدخانہ سے بھاگا وارنٹ سے نکل گیا جو اب
اب تک بیچارے قید ہین دونون مین چانون چانون ہونے لگی افراسیاب ہان ہان کرتا ہے چپراسی
کہتا ہے حضور مین لیجاؤنگا آپ کون ہین جو دخل دیتے ہین زمیندار نے کہا ہم سے گستاخ بادشاہ ان داتا

دونوں میں لڑائی ہو توقف نہیں ہوتی افراسیاب نے کہا تامل کرو ہم فیصلہ کیے دیتے ہیں دونوں جاکر
کنارے بیٹھے عمرو نے نگاہ ملائی زمیندار جعفر قران نامدار جرأسی عیار کامل مہتر ضرغام شیردل آستین چڑھائے ہیں جان میں
عمرو بشکل کنیز آگے بڑھ کر کہا زمیندار صاحب مجھو ہاتھ اٹھا کر طرف افراسیاب کے کہا ہم فیصلہ کرادیں گے اب دونوں
سر جھکا کے بیٹھے قران سے ضرغام شیردل نے اشارہ کیا قبلہ کعبہ آپ ہو گئے خلیفہ کچھ تدبیر کرو قران نے کہا بیٹا
کیا تدبیر کروں افراسیاب سخت چالاک ہے چالاکی کو دیکھ رہا ہے کیا آنکھوں میں خاک ڈالوں کہو تو جا کر
چھاتی پر چڑھ بیٹھوں ایک لغدا ماروں کہ سر پھٹ جائے ضرغام نے کہا خلیفہ یہ بھی طلسم بند ہے بدون دست
زبردست طلسم کشا قتل اسکا ناممکن ہے قران کہتے ہیں شب تو ہونے دو تاریکی میں اندھیر مچا دیں گے ایک
پہلو سے عمرو نے حبش کو دیکھا کالے کالے موٹے موٹے ہونٹ گھٹا سخت بڑے بڑے پیٹ چلنے میں ہلتے
ہیں گویا دو گز بہار کے آستین گراتے ہیں تیغہ ہاتھ میں سپر پشت پر افراسیاب کو جھک کر سلام کیا
ملکہ حیرت سے ہوس کی لونڈی کا بہانہ ملا جلبکا حیرت نے کہا تجوف آئے تو بدلوا دیا جائے وہ حبش پہلو
میں حیرت کے بیٹھنے لگی عمرو نے آنکھ اٹھا کے دیکھا دل میں خوش ہوئے کہ بہوریا بھی آپہونچا ہاتھ پھیلا پھیلا کے
افراسیاب سے باتیں کر رہا ہے ملکہ حیرت نے پکارا گلشن ہماری خواص کہاں ہے کنیزیں دوڑیں عمرو نے
دیکھا سامنے سے ایک مہ جبین سرو قد غنچہ دہن سیمتن پہنا ساقد بھولی بھولی صورت واسطے مرے کے غم ہوئی
افراسیاب سے نگاہ دو چار ہوئی اپنے سینہ ابھار کے سلام کیا افراسیاب آن بان تو گلشن کی دیکھ کر خوش گل
شگفتہ ہو گئے یعنی گلشن حسن و جمال کی کرنے لگا تیر والد وز مژگان تو دل پر چڑھے افراسیاب بے چین ہو گیا کہا
گلشن کیوں مزاج کیسا ہے نشیلی آنکھیں جھپکا کے شرما کے جواب دیا شہنشاہ سر میں سہرے خلل ہے چند ایسا ہو
گئی دن سے ہڈیوں میں بخار رہتا ہے یہ کہکر ہاتھ بڑھایا افراسیاب نے ہاتھ تھام لیا نبض دیکھنے لگا آنکھ سے
اشارہ کیا گلشن نے مسکرا کر منہ چڑھا دیا انگوٹھا دکھایا بائیں ہاتھ سے زانو میں افراسیاب کے چٹکی لے لی
افراسیاب اس ناز و ادا پر تڑپ گیا قریب سے بہلایا گلشن مغموم ہو تمہارا علاج کرینگے حکیم سے نسخہ لکھوا دینگے
مسکرا کر جواب دیا مجھے آپ سیر علاج کیا کیجیے کا اشارہ طرف حیرت کے کیا کہ اپنی جورو کے سودے کی دوا
کرو ہم حکیم خطرۂ جان ہیں ہم طرح خوف ایمان افراسیاب گلشن کو دیکھ کر باغ باغ ہوا ہے جو بات کرتا ہے دوٗن
جواب ملتا ہے گلشن کے منہ سے پھول جھڑتے ہیں افراسیاب نہال ہوا جاتا ہے گلشن بھی زانو دبا کے بیٹھی عمرو
نے جو یہ نگاہ غور دیکھا گل گلشن عیاری سرو بوستان طراری نامی بدنام مہتر برق چالاک ہیں عمرو زانو دبا کے

افراسیاب کا بیٹھا ہو عمرو بشکل کنیز ہنستا ہوا سر ہلا کر کہا ای گلشن اب تو مقرب شہنشاہی ہو ذرا ہمارا
بھی خیال رکھنا چالاک نے خواجہ کو پہچانا سر اٹھا کر جواب دیا میں سب کا خیال ہر اپنے کام میں مصروف رہو تمہارے
سر میں درد ہو ہمسے بات نہ کرو عمرو پیچھے ہٹ آیا پانچوں عیار عیاری میں پانچ محفل میں افراسیاب سے
پہونچ گئے ہیں باعث یہ ہوا صرصر کی باندی آئی لوح افراسیاب کو دیکر قصر میں جا کر سو رہی افراسیاب نے
کئی مرتبہ پوچھا صرصر کہاں ہو حیرت نے کہا صاحب اسکا گرد ہے دیکھو رات بھر لشکر اسلام میں رہی عیاری سے
نقب کھودی کس مشکل سے لوح لیکر آئی اب جو لیٹی بیہوش ہو گئی گلشن نے دست بستہ عرض کی اسوقت حضور ایک
حالہ کو حکم دیجیے جلسہ آراستہ کرلیجئے آنکھوں کو گردش دیکر کہا دور جام بھی ہو اسوقت شراب پینے کو دل چاہتا ہے
افراسیاب نے کہا ای گلشن چند ساعت تامل کر لوح طلسمی کا انتظام کر لیں پھر کا ہے کو جلسہ آراستہ ہو آج شب بھر
اسی مقام پر رہینگے گلشن ہر بات میں تمہاری خوشی کرینگے گلشن نے شرما کے کہا ای شہنشاہ لوح طلسمی کا اب
انتظام کیسا آپ سے کون بہتر ہو اپنے پاس رکھیے یا ملکہ حیرت کے سپرد کر دیجیے ایک بڑے سے صندوق میں
رکھکر بھاری لوہے کا قفل لگا دیا جاے وہ قفل کوئی نہ توڑ سکیگا افراسیاب ان بھولی باتوں پر ہنس پڑا
کہا ای گلشن سو منزل پر لوح تھی ہزار ہا طلسمی پیچ میں بندھے ہوے تھے وہاں تو مسلمان اڑتے پھرتے جا
پہونچے یہ چیزیں صندوق میں رکھنے کی ہیں گلشن نے کہا واہ شہنشاہ مجھکو دیجیے میں اپنے پاندان کی ڈبیا
میں رکھ چھوڑوں میری اشرفیاں پڑی رہتی ہیں وہ قفل کیسے کھولے سے نہیں کھلسکتا دن رات جس وقت
آپ مانگیے امانت حاضر کرونگی افراسیاب نے کہا تو کیا جانے یہ بہت بڑی چیز ہے جان سے زیادہ عزیز ہے
ایسے مقام پر چھپاؤں کہ ملازم و خیال بھی نہ جا سکے ایک ایک لمحہ مجھ پر شاق ہے ایک شخص کو بلا بھیجا جاتا ہے
گلشن بولی کہ شہنشاہ وہ کون شخص ہے کہاں سے اسکا نام کیا ہے کوئی بڑا بادشاہ ہوگا افراسیاب نے
کہا اسکا نام و نشان ہمسے دل میں ہے جو تمہاری سرفروشی اسکے آب و گل میں ہے اور وقت پر نام بتا دینگے
سو ہمد چالاک جانتا ہے کہ دم عزیز ہے میں پھنساؤں نام و نشان پوچھوں کوئی عیاری کر گذروں لیکن افراسیاب
باتیں جو چند ہوشیار جھکتا ہے ہر طرف دیکھتا ہے کسی چالاک کو جھڑک دیتا ہے کہتا ہے ای گلشن ادھر باتیں کر لوح
نامسموں کی باتوں سے تجھے کیا کام ہے تو تو ایسا کھود کھود کے پوچھتی ہے جیسے کوئی عیار پتا لگاتا ہے مجھے تیری
باتوں سے خوف آتا ہے یہ کلمات سنکر چالاک گھبرا گیا نہایت خائف ہوا اپنے مقام سے اٹھا سر اسکے
کہا شہنشاہ آپ تو ہر ایک کو عیار جانتے ہیں اپنی کنیزان قدیم کو نہیں پہچانتے ہیں یہ کہکر پشت پر کھڑا ہو کر

انگلیس پر بانی کرنے لگا عمرو سے آنکھ لڑائی اشارہ کیا حضور سنتے ہیں جو کچھ تدبیر کرنا ہو کیجیے لوح جایا چاہتی ہے
عمرو گھبرایا مسکراتا ہوا آگے بڑھا برق بھی بڑھا قران و ضرغام یہ کہتے ہوئے اٹھے حضور ہمارا فیصلہ کرو
تحصیلدار صاحب کانوں میں آفت مچا رہے ہونگے اب یہ سوچکر عمرو قران بڑھا کہ چالاک تو مایوس
ہوا لیکن گلشن سر پر موجود ہے مگر زنگ نہیں چلتا اب مجبوری کو لپٹ پڑو یا تو اپنی جان دو یا لوح لیکر بھاگو
پروردگار بچانے والا ہے شاید کوئی سامان ہو چپ چپ اب چھوٹوں عیار اپنے اپنے طور سے آگے بڑھے اپنی گھات
کر رہے ہیں افراسیاب کسی کو جواب نہیں دیتا لوح پر ہاتھ رکھے بیٹھا ہے ہر چند کہ اسوقت صورت
زیبائے گلشن پر مائل ہوا لیکن اب بات کا گلشن کے بھی جواب نہیں دیتا محفل میں ذکر شراب و کباب
ناچ رنگ کا نام نہیں اب عیاری کیا کریں آمادہ مرگ و مہیائے قضا ہیں ہوش پراگندہ کچھ بن نہیں پڑتا
دن قلیل باقی ہے افراسیاب طرف صحرا کے دیکھ رہا ہے کبھی لوح ہاتھ میں لیکر ٹہلتا ہے کبھی بیٹھتا کبھی متحیر
ستر دو کبھی حیرت سے کہتا ہے بڑا افسوس ہوا حیرت جواب دیتی ہے مجھکو حکم ہو میں جاؤں جسکو فرمائیے پکڑ لاؤں
افراسیاب نے کہا کسی کے جانے کا کام نہیں ہے اے حیرت جادو وائے زینت پہلو کوئی لفظ زبان سے
نکال نہیں سکتا جانتا ہوں کہ دیوار در ہم گوش دارد یقین کامل ہے اس جلسہ میں عیار ضرور موجود ہوں
اب کسی طرح پر دل کو اطمینان نہیں آتا خواب حرام ہے جسکو پایا ہے وہ گمنام ہے حیرت نے سر جھکا لیا افراسیاب
پھر ٹہلنے لگا یکایک صحرا سے گرد اٹھی افراسیاب دیکھنے لگا کسی کی نگاہ اسی جانب لگی دیکھا کہ ایک بزگاو
برابر فیل مست کے دم اٹھائے ہوئے آتا ہے زیر کوہ آکر حسبت کی مثل برق پہاڑ پر آیا منہ اٹھا کر سامنے افراسیاب
کے کھڑا ہوا انس زبان میں باتیں کیں کہ کوئی نہ سمجھا افراسیاب سر ہلاتا جاتا ہے پشت پر بزگاو کے ہاتھ
پھیرتا جاتا ہے اب اسوقت عیاروں کی بیقراری جانتے ہیں افراسیاب سے لپٹ جائیں اپنی جان دیں لیکن کیونکر
ہاتھ سے افراسیاب کے لوح لیں گدھے نے بیل کہاں سے بلایا مگر کچھ چارہ نہیں ہے افراسیاب نے چند
باتیں کرکے لوح اٹھائی بیل نے منہ کھولا افراسیاب نے بیل کے منہ میں لوح ڈالدی بزگاو نے منہ بند کر لیا
جھٹ سے پہاڑ پر سے کود اور داروی کرتا ہوا طرف صحرا کے جاکر چشم زدن میں غائب ہو گیا عیار بدحواس ہو کر
پہاڑ سے کود سے کئی کوس تک گئے مگر بیل کا نشان نہ ملا نقش پا تک نہ پایا دو نے پیچھے خاک اڑنے تو طرف
لشکر اسلام کے چلے زیر کوہ آکر دیکھا افراسیاب تخت زریں پر بیٹھا ہوا مسکراتا ہے تاؤ پھیر رہا ہے اب
سامان عیش و نشاط مہیا ہو رہا ہے عمرو نے کہا اب بالائے کوہ جاکر کیا کریں چلکر سرداران لشکر سے اطلاع

کرین دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی اب لوح کا کاہیکو پتہ ملیگا یہ چالون عیار خاموش ملول و حزین چلے یہان لشکر اسلام
مین ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ انتظار مین خواجہ و عیارون کے بارگاہ مین بیٹھی ہین اسد نامدار سر جھکائے ہوے
اپنی غفلت پر نادم و پشیمان کہ ہرکارون نے بڑھکے خبر دی چالون عیار آتے ہین اسد نامدار خواجہ عمرو کو
دیکھکر برائے تعظیم اٹھے مگر آنکھون مین آنسو بھرے ہوے عمرو نے سر اسد نامدار کا سینے سے لگایا دامن سے
اشک پاک کیے کہا ای نور نظر نہ گھبراؤ انشاء اللہ لوح کی فکر ہوگی ملکہ مہرخ وغیرہ نے جو یہ سنا گھبرا کر پوچھا کیون
خواجہ انجام لوح کا کیا ہوا عمرو نے کہا کیا کہون ہم سب جلد پہونچ گئے تھے مگر افراسیاب اپنے ہاتھ مین لوح
لیے بیٹھا رہا آخر ہم کیا کرتے صحرا سے ایک بیل آیا افراسیاب نے اسکے منھ مین لوح ڈالدی وہ مثل برق
چمک کر غائب ہوگیا ملکہ بہار شعر باغبان کے جسم مین رعشہ سرخ ہو پریشان رعد برق زرد ہے
ہلال سحر افگن کا پہیہ اسوقت لشکر اسلام مین ہنگامہ عظیم برپا ہوا ہر سردار کو یاس ہر ایک کی زبان پر یہی
کلمہ جاری ہوا اب طلسم ہوش ربا کا فتح ہونا مشکل ہی اب لوح کیونکر ملیگی اسوقت باغبان قدرت سب سردارون
کے قریب آیا کہا صاحبو ایسے کلمات حسرت آیات زبان سے نہ نکالو جسطرح اسکی ہانی تھی اسیطرح پیدا ہوگا
پھر دلوائیگا ای شہنشاہ اوج عیاری اب ہماری رائے یہ ہی کہ انجمن مشاورت منعقد کیجیے شمع رائے روشن چراغ
عقل گل نہ کیجیے ہوش و حواس درست ہین جنگ پر حیثیت مین جو ہونا تھا ہوا عمرو نے کہا میری رائے بھی
یہی ہی چالیس سردار ایک مقام پر جمع ہون اس مقدمہ خاص مین صلاح کرین اگر آپ لوگ بتائین کہ فلان مقام
پر لوح گئی اگر وہ ساحر آسمان پر رہتا ہوگا اپنے کوشش و ہانے معلوم ہو پہونچاؤنگا اگر تحت الثری مین ہوگا تو
مثل قطرۂ آب جذب ہو جاؤنگا سب سے زیادہ ملکہ بہار جادو کو افسوس ہے اپنی بارگاہ مین سر جھکائے
ہوے غمگین چھپر کھٹ پر لیٹی ذرا آنکھ بند ہوئی تھی کہ سعد بن قباد کو عالم خواب مین دیکھا چاہا کچھ کلام کرین
بخت خوابیدہ نے مدد نہ کی آنکھ کھل گئی گھبرا کے چارون جانب دیکھنے لگی آنکھون مین آنسو بھر آئے چہرہ
اداس عالم یاس کبھی خیال مین آتا ہے ہای ہمارا افراسیاب ہے بے عقل دل خانہ خراب در پئے آزار کس امر کی
فکر کرین کیا کہکے دل کو بہلائین ایسے خیالات محالات مین طبیعت کو الجھن ہو رہی قمر زبرزادی انگڑائی
دیکھا ملکہ بہار حال پر ملال مین بیٹھی ہین گل سا چہرہ کمہلایا نرگسی آنکھون مین اشک حسرت الجھد رخسار پر
غبار حیرت گیسوان عنبرین مائل بہ پریشانی کمر اپنے ہویدا ہے سرو سانی سرو سہی قد نے بڑھکر بلائین لین
پوچھا کیون دلری ہو وقت کیا تردد ہی کیا انتشار ہی اسوقت حضور کو بہت متوحش پاتی ہون رنجیدہ دیکھکر

ت گھبراتی ہوں کون ایسا رنج تازہ در پیش ہوا کا بیکالیس و پیش ہوا ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا ای سرو سہی قد میں اپنے حال سے آپ بے خبر ہوں ظاہرا کوئی غم ہے نہ الم ہے فلک کج رفتار در پئے ظلم و ستم ہے فرما کر طرف آسمان کے سر اٹھایا یہ اشعار حسب حال مخفی زبان سے نکلے اشعار

یارب این آفت جان ہمدم بیگانہ کیست
یارب آن شاہ رخ و بادشہ کشور حسن
کہ درین انجمن آن اہل افسانہ کیست
خندہ لبیان بنگاہ بے دل خود باختہ اند
گر ز لطفش بپرسی کہ تو دیوانہ کیست

بادہ لعل لبش از کہ ربا لطف نیست
دوش بر دوش ہوا او گہر یکدانہ کیست
دارد ام روز بمن گرچہ نگاہے کرمے
یارب این دلبر از نرگس مستانہ کیست
گفتمش مخفی سودا زدہ دیوانہ نیست

یارب این پرتو خورشید ز کاشانہ کیست
بزم آرائے کہ در بادہ پیمانہ کیست
گفت افسانہ بسیار مذلت کسے
تا گرفتار کرا دولتش جانانہ کیست
شد بامید ہمین خانہ عمر ویران
گفت مخفی بہ کسی عاشق دیوانہ کیست

اس حسرت و یاس سے ملکہ یہ اشعار عاشقانہ پڑھ کے سرو سہی قد بے اختیار رونے لگی کہا حضور حقیقت میں آپ نے آتش عشق کو خوب کانون سینہ میں چھپایا چپکے چپکے کلیجے کو جلایا لللہ حال بیان کیجے صبر کو استقلال کام فرمائیے کہا ای سرو سہی قد ہائے وائے کرنے سے کیا نفع ہوگا جو دل پر گذرتی ہے وہ گذرتی ہے کس سے کہیں کہ صرصر حوادث دمبدم سر پر بلائے تازہ نازل ہے جان بچانا مشکل ہے سرو سہی قد نے کہا دوری میں سمجھی جس وجہ سے آپ کی بیقراری ترقی پر ہے آج کل لشکر میں تلاطم ہے میں کسی سے ذکر نہ کرونگی آپ دو چار دن کے واسطے طرف کوہ عقیق کے تشریف لیجائیے شہنشاہ گیتی ستان کو دیکھ آئیے شاید کوئی ساحر زبردست گیا ہو اُسنے دشمنوں کو رنج و ملال پہونچایا ہو اس وجہ سے حضور کی طبیعت کو بھی انتشار ہے دل تردد منزل بیقرار ہے مشہور ہے شعر دل را بدل رہیست درین گنبد سپہر از سوی کینہ کینہ و از سوے مہر مہر اگر بانوان میں معشوق کے کانٹا گڑے قلب عاشق میں خلش پیدا ہوتی اگر گلزار رخسار معشوق جھونکے سے ہوائے گرم کے کملایا عاشق زار مثل بلبل نالان و زار رہا حضور دل کو دل سے راہ ہے کیا عجب ہے کہ کوئی صدمہ شہنشاہ گیتی ستان کو پہونچا ہو بڑے بڑے ساحر یہان سے جاتے ہیں زمین سر پر اٹھاتے ہیں ماشاء اللہ کیا صاحب لیاقت بندگان درگاہ والا ہیں اُنکی شان و شوکت کا ذکر کیا ہزار ہا ساحران نامی اُنکے مطیع ہیں سحر و ساحری میں جنکے مرتبے بلیغ ہیں اگر حکم دین مثل چاکران کمترین خدمت میں حاضر رہیں مگر زبان خواجہ عمرو سے سنا شہنشاہ نے ساحرون کا ساتھ دینا قبول نہین فرمایا سکل خان جادو بادشاہ طلسم گوہر بار سلیمانی فتح کردہ نور الدہر بن بدیع الزمان و شہنشاہ شہریار جادو ساحران خونخوار

شاہان طلسم ہمراہ اسپ یہ شیوہ ان خداوندان سلطان کہلانے ہین مگر اب تاکید ہے کہ ہماری مدد کو شتابان ادر شاہی کی
تمناے دلی ہے کہ ہمراہ لشکر ظفر اثر جہاد کرین مگر حضور نے نہین قبول کیا اور ظل اللہ نے سلطنت بزور
شمشیر لی نقابدار نیکی کے لیے ایسے مقام پہ مدد کی کہ صاحبقران نے خوشی ہو کر سلطنت دی تعریفین پادشاہی کی
جو ملکہ سرو سہی قد نے کین ملکہ بہار جادو مثل گل شگفتہ ہو گئین یاد آ گئی آنکھون مین آنسو بھر آئے بیٹھے آپس
پڑین کہا ای مونس و ہمدم تو نے زبانی خواجہ عمرو مختصر مختصر سنا ہے تاریخ تو اٹھا کے دیکھ مین مقام و نشان
بتا دون جس مقام پر کہ صاحبقران کو فرامرز بن قارن عدنی نے عالم فقر مین گرفتار کیا تھا مین پر
کھینچا شہنشاہ گیتی ستان نقابدار سیہ پوش بنکر برائے مدد لشکر اہل اسلام آتے تھے اور سیہ پوشی کا
باعث یہ تھا کہ یہ شکم مادر مین تھے کہ والد ماجد قباد شہریار عین شباب مین قتل ہوئے ہمارے
شہریار بڑے صاحب حسب و نسب ہین والدہ ماجدہ انکی ملکہ ماہ مغربی دختر بلند اختر سکندر بن
اسیکلان والد ماجد قباد شہریار نبیرۂ نوشیروان یہ بچپن سے صاحب شوکت و لیاقت و جرأت
ہین سرو سہی قد نے دیکھا ملکہ نے خوشی خوشی حالات تولد مسعود شہریار و کیفیت حصول سلطنت انکی
کی ذکر سے معشوق کے سبھی غم رفع ہو گیا چہرے پر سرخی آگئی سرو سہی قد بھی چھیڑ چھیڑ کے حال پوچھ
رہی ہے اس ذکر مین ملکہ نے گھڑی کھائی سنہا ساتھ دھوبا کہ کنیز نے عرض کی مہتر برق فرنگی آپ کو بلانے
آئے ہین ملکہ نے کہا بلالو برق فرنگی سامنے آیا برائے تسلیم خم ہوا ملکہ بہار نے پوچھا کہو مہتر صاحب خیر تو
ہے تڑپ گیا کہا ملکہ کیا عرض کرون جو جو جادو پیش ہوئی آپ کو بخوبی معلوم ہی نہین معلوم ہوا افراسیاب
نے لوح کہاں سمجھی اب باغبان قدرت نے صلاح دی ہے کچھ نشان ملکہ مخمور بتائینگی وہ بھی رازدار
طلسم ہین کہ سب صاحب مجکر صلاح کرین اب اسمین دیر مناسب نہین ہے البتہ ہنوز افراسیاب
لشکر کشی کر کے آجائے اب لوگ طلسم کشا کو ساتھ لیکر برائے فوج لشکر سے نکل جائین یہان جو لشکر
برگزیدگی جھیلینگے مرنے والے اپنی جان پر کھیلینگے ملکہ بہار اٹھین ہمراہ مہتر برق فرنگی بارگاہ آسمان جاہ
مین آئین دیکھا سو سو سردار جمع ہین خواجہ عمرو دربار ہے ہین یارو جو کام کرنا ہو کرلو پھر دو پہر مین
آفت آیا چاہتی ہے افراسیاب جادو نے مقدمہ کی سے فرصت پائی اب وہ خود لشکر لیکر آئیگا اسکے
سحر و ساحری کا کون بار اٹھائیگا آخر باغبان قدرت و ملکہ بہار نے کہا ای شہنشاہ اوج جیدی آپ کی
ذات و صفات کو کیا ہم اسکے تھی مگر ایسے سرد بار فرماتے ہین یہ سب خبرین افراسیاب جادو کو پہنچینگی

جس انتظام کا قصد کیجیے گا اُسکے دفعیہ کا وہان انتظام ہوگا ایک خیمہ بطور تخلیہ الگ استادہ کرائیے چند
مشیران سلطنت و امیران اُمہث کو ہمراہ لیجیے وہان بیٹھکر ہر دو پہر مین صلاح معقول کیجیے آپ سب
سب صاحب کاربند ہون اس رائے کو عمرو نے پسند کیا ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ ایک خیمہ کنارے پر
لشکر اسلام کے استادہ ہوا عمرو و اسد نامدار و مہتر برق فرنگی و ملکہ مہرخ سحر چشم و ملکہ بہار جادو و عریان
قدرت و ملکہ مخمور سرخ چشم و رعد و برق و ملکہ برق لامع و شاہزادہ خورشید زرین سحر و شکیل جادو و نور نگاہ
مہرخ خوشخو یہ بارہ سردار و خواجہ عمرو نامدار اس خیمہ مین تخلیہ مین آکر بیٹھے اسد غازی بمقام صدر بر گرد
یہ سب خیر خواہان دولت صاحبان فطرت و لیاقت جمع ہین صلاحین بمقدمہ لوح طلسمی ہونے لگین
ملکہ بہار جادو نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری کیا عجب ہے کہ یہ لوح افراسیاب نے دربند مہر و ماہ بھیجدی
ہو اگر حقیقت مین لوح وہان گئی تو بیچ مین مقام طلسم صندل خاص رہگذر ہے کسکو ایسا دردِ سر ہے کہ اول
طلسم صندل کو فتح کرے تب تا بہ دربند مہر و ماہ پہونچے یہ راستہ مدت مدید سے جدی مخمور نے کہا یہ صلاح نا پسند
ہے ہم بارہ سردار قصد کرین بہر کامل پہونچا دینگا نشان لوح عنایت سے پروردگار کے ملجائیگا عمرو نے کہا
ان سب سرداروں کا لشکر سے نکلنا مین مناسب نہین جانتا اگر ملکہ مہرخ و بہار و باغبان قدرت لشکر
ظفر اثر مین نہونگے لشکر کا تھمنا دشوار ہے یہ صلاح بالکل بیکار ہے اسد نامدار نے فرمایا ایسے ایسے اعتراضات
بیکار مین جیتیجی سے طوح منظور ہے اسی طرح کی صلاحین مختلف ہو رہی ہین کوئی امر ابھی قرار نہین پایا خواجہ و
اسد نامدار اسی تخلیہ مین موجود ہین دیکھیے فلک کیا سامان دکھاتا ہے گردش ناہنجار سے کیا پیش آتا ہے

انکو اسی حال مین چھوڑیے

دو کلمہ داستان حیرت بیان افراسیاب خانہ خراب سے کہ لوح کو روانہ کرکے برسر کوہ بلور
معروف عیش و سرور ہے قہر و غضب مین آنا لشکر اسلام پر اور گرفتار کرکے سب کو
لیجانا اور رہا ہونا مدد بران سے و عیاری خواجہ عمرو بصورت حیرت اور دریافت ہونا مقام
لوح کا افراسیاب سے اور روانہ ہونا طرف طلسم صندل کے بیان ہوتے ہین ساقی [illegible]

کوئی اب تو ساغر پلا ساقیا
یہ ہر سکدہ باعث خلفشار ہے
کوئی آفت تازہ آنے کو ہے

شراب غم انگیز لا ساقیا
مصیبت کا سامان نظاہر تمام
فلک رنگ غم کا دکھانے کو ہے

عجب رنگ پر ہے زمانہ ترا
سپیدہ مین غم منقلب ہے مین جام
کریگا کوئی آکے پھر سرکشی

عبث ہی غرہ ہوں پہ یہ نشہ کشی
نہ اسوقت کر ساقیا تو درنگ
کہ بدمستون کا سیکڑے مین ہی دور
عبث ساقیا ست مدہوش ہم
لئے عیش ہی صورت جام زہر
تجھے اپنی ناز و ادا کی قسم
تجھے مہر پیر مغان کی قسم
فلک ہی مہتاب کرہ منیر

در دیدہ درآئین وفا مہر و جان نیست
روز طرب ہمچو شب ماتمیان نیست
گر قدر شناسی ز در اشک سحری را
کین قاعدہ در سلسلۂ تیر و جان نیست
خوش باش دلا اے ہمہ غمہا کہ درین دہر
ہر چند کہ از منزل مقصود نشان نیست

اٹھا ساقیا جام مل بے خطر
کہ رندون سے لازم نہین جنگ جنگ
یہ میخوارون پر ظلم و جور و ستم
کہ مینائے مے پنبہ در گوش ہی
غلاظم ترے میخانہ مین دمبدم
بلاخیز زلف دوتا کی قسم
بدہ جام مے تا شود رفع غدر
قم اختر نظم ہوا اوج گیر

در دلیست کہ این قابل پیدا و نہان نیست
ای خاک بران سر کہ براہ تو نشد خاک
زین گونہ دمے در صدف سینۂ کہ عاشق
تا چند زنی تیر نگاہ از خم ابرو
شد راہ گذر از دم مژگان نیست

تباہی کا ہی دور پیش نظر
ترے ساقیا آج تیور ہین اور
کرم کر کرم کر کرم کر کرم
سنے کون فریاد رندان دہر
تجھے ساقیا جام مے کی قسم
تجھے بادۂ ارغوان کی قسم
قدمہان خود را بیفزا اے قدر

اشعار مخفی موافق مقام

از بخت سیہ شکوہ ام نیست کہ چون نیست
ای وائے بران دل کہ ز دردت بہ فغان نیست
با زلف دل آشوب تو با سلسلہ گمسل
مجروح ترا حوصلۂ تیر و کمان نیست
نومید مشو مخفی و مردانہ قدم نہ

چہرہ گرفتاران محبس ظلم و جفا اسیران دام حسرت و انجام محنت و بلاخانہ زنجیر بیان مین یون نقل کرتے ہین شعر مصنف نغمہ خوان جادو بیان و میدم بار رقم کرتے مین حال اندوہ و غم کہ افراسیاب جادو بعد روانہ کرنے لوح طلسمی کے فرمان و شادان بر سر کوہ بلور لعبہ سرور مصروف عیش و نشاط ہوا حیرت جادو سے کہا ہی اے خاتون محل لوح مین نے ایسے مقام پر بھیجی ہی اگر تمام عالم جستجو کرے سایہ نشان لوح مین نہ پہونچ سکے ملکہ حیرت کے بے اختیار منہ سے نکل گیا اے شہنشاہ کیا طلسم مین لوح کو روانہ کیا افراسیاب نے ہنسکر کہا اے جان جہان اے آرام دل مشتاقان اے سرو باغ خوبی اے غنچۂ حدیقۂ محبوبی جان و مال ترے نام پر نثار ہی مگر اس مقدمہ مین تفتیش بیکار ہی سب صاحب اس بات کو بگوش ہوش سن لین مقدمہ لوح مین کبھی کوئی صاحب کلام نہ کرین مجھسے نہ پوچھین ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کو مین نے آگاہ نہین کیا اس گوہر آبدار کو صدف قلب مین چھپایا جب مین نے ملکہ حیرت کو آگاہ نہ کیا اور کسی کی کیا حقیقت ہی اب کل کام

مابدولت اپنے ہاتھ سے کرینگے مسلمانون نے بڑے صدمے پہونچائے اب مابدولت کے پنجۂ قہر سے
بچکر کہان جائینگے اب مابدولت کسی کا پاس و لحاظ نہ کرینگے بی حیرت جادو اپنی ہمشیرہ صاحبہ کو لکھ
بھیجیے کہ رومال سے ہاتھ باندھ کے چلی آئین ورنہ اب جان بچنا دشوار ہے کسی سردار کو نہ بھیجونگا اپنے
دست زبردست سے جاکر سحر کرونگا میرے حربے کو کون روک سکیگا اگر سامری و جمشید ہوتے
مابدولت کو خدائی مانتے مین خداوند طلسم ہون میری وجہ سے نام سامری و جمشید روشن ہوا کون
انکو جانتا تھا یہ مذہب تو ہمیشہ سے بے کانڈ کا کونڈا ہے خداوند تھا بھگوڑے بندون کے ہاتھ سے
بھاگتے پھرتے ہین سامری و جمشید جو چولہ بدل گئے آگ مین جل گئے لات و منات کا آجتک کچھ پتہ
نہین ملتا پھر کسکو خداوند جانون مین اپنے طلسم کا خداوند ہون کسکی مجال ہے جو مجھے اُسکے اشارے مین
سحر تیار کرتا ہون چونکہ اب دماغ افراسیاب گرم ہے نشہ مین لبلبا رہا ہے شان و شوکت دکھا رہا ہے حیرت
جادو ایسی معشوقہ پہلو مین نشۂ شراب سے مست بادۂ دولت سے سرشار ملکۂ صہبائے مکنت و حشمت
سے اپنے جامے سے باہر ہے رات اسی عیش مین بسر کی نازنینان ماہ رخسار کی ادا سے رنگ سفیدۂ وقت صبح امید
فرش پر ستارے مثل نجم درخشان لباس سے نازنینان ماہ پیکر کے گرے ہین وہ فرش رشک آسمان
ہو رہا ہے شمع ہائے مومی و کافوری لہراتین لگن مین پروانون کا انبار درختون پر طائران خوش الحان مصروف
ثنائے رب دو جہان شراب کے نشہ کا اثر آنکھون مین معشوقون کے نیند کا خمار افراسیاب نے چاہا کہ دربار
برخاست کرے کہ حیرت جادو نے دیکھکر کہا اے شہنشاہ اب مین مسلمان لشکر کشی کرون مقابلہ مین مسلمانان
کے جاؤن جاتے ہی جنگ آغاز کردون میدان جنگ لاش ہائے مسلمانان سے بھردون افراسیاب
نے کہا اے ملکۂ عالم میرا یہ قصد ہے کہ اب کی مرتبہ اسطرح کی لشکر کشی کرون کہ ایک ہی مرتبہ خاتمہ ہو جائے
لڑائی کو بہت طول ہوا تو مسلمان کو مرتبہ جاہ و حشم حصول ہوا مابدولت نے بھی غفلت کی انتظام
کا خیال نہ ہوا پھر اب کی مقابلہ مین خاتمہ ہے حیرت جادو نے کہا قلعۂ جمشیدی مین ملاحظہ فرمائیے
کہ اب مسلمان کس حال مین ہین الیاس نو کہ اسد غازی کو ہمراہ لیکر فرار ہو کر طرف کوہ عقیق
کے ہیلے ہین بڑے بڑے نامگزار سرداران عالی وقار ہمراہ طلسم کشا موجود ہین موج طلسمی سے کہ تو تھے
سو اب بادو ہی ہوئے جان بچا کر نکل جائینگے فکار و کنار مور ہی تنیدہ فساد برپا کرینگے جاکر لشکر جمع کر کے
ملینگے پھر آپ پر نتیجہ فاسد ہونا دشوار ہوگا وزرا نے بھی کلام لیاقت انجام حیرت کی تائید کی کہا اے شہنشاہ

حقیقت مین ملکہ نے بہت بجا ارشاد فرمایا یہ خبر تو آئی تھی لوح طلسمی نکل جانے سے سلطان بہت بدحواس ہین
لوح طلسمی چھٹنے سے بہت تلملائے تھے جامہ سے باہر ہوئے جاتے تھے اُن سب کو یقین ہو گیا ہی خبر لینا واجب
لازم ہی افراسیاب نے پوچھا یہ سب سچ کہتے ہین پر خیال ملکہ مخمور و بہار جادو کا ہی یاد بہار جوانی رنگ رو
متغیر یاد مخمور مین نشہ اُتر گیا ساغر دل شراب غم و الم سے بھر گیا پھر اگر رقعہ جمشیدی اُٹھایا مضمون لشکر
سلطان دیکھنے لگا چند سطرین پڑھکر بہت خوش ہو کر رقعہ کتاب مین رکھ دیا تاج پہن کے لباس جسم پر
آراستہ کیا کہا ای حیرت لو آج تمھاری آرزو دل پوری ہوئی دو عیار گیارہ سردار ایک خیمہ مین بیٹھے ہوے
صلاح کر رہے ہین تم کہتی تھین وہ بھاگ جائینگے وہ آمادہ حرب و پیکار ہین یہی صلاح ہو کہ ڈھونڈین پھرین
لوح طلسمی کی جستجو کرین طلسم کشا بھی اُسی خیمہ مین ہی ساربان زادہ بھی موجود ہی بہار و مخمور و باغبان کی
روح روان لشکر ہین رعد برق و برق لامع کلان افسر ہین اسیطرح یہ جملہ سردار ایک خیمہ مین اکٹھا
ہوئے ہین مین جا کر ان سب کو لاتا ہون ایسے مقام پر قید کرون عمر بھر رہائی نہو تڑپ تڑپ کے
مرین موت مانگین اور موت نہ آئے حیرت جادو نے کہا مین بھی چلون [illegible]
جا کر شرمندہ کرون ابرق نے کہا حضور جاتے ہی پھر رساؤن افراسیاب جھنجھلا کر کہا ای وزیر اعظم
ملکہ بہار و مخمور و باغبان وغیرہ اُس جلسہ مین موجود ہین کیا کسی کی مجال ہی جو انکے سامنے جاسکے
یا سحر کر کے ہوش ہلا سکے ابد دولت کے تعلیم کردہ ہین تم لوگون سے برابر مقابلہ کرینگے اور کہین بہار
کا گلدستہ چل گیا تمھی جتنے ہو دیگی مخمور شرابی بنا دیگی بیہوش کر کے قتل کریگی جو اُسکے مقابلہ مین جاسکے
سحر اُتر جائیگا تم لوگ جا کر کیا کروگے ابد دولت جاتے ہین یہ کہکر افراسیاب جادو بقہر و غضب تمام سمت
لشکر اسلام چلا ستارہ تھا کہ چمک کر آسمان مین ڈوب گیا بعد جانے افراسیاب کے حیرت کو بیتابی
شانی بیقرار ہو گئی وزیر زادیون سے کہا شہنشاہ یکہ و تنہا گئے ہین ساربان زادہ دوسرا [illegible]
دونون سرکار جلسا از اُس جلسہ مین موجود ہین ایسا نہو کسی دام مکر مین آ کے شہنشاہ کو پھنسائین
اپنے کو خداوند بنائین ساری سحر و ساحری بھول جائین لہذا میرا جانا واجب و لازم ہی جسطرح
بنے مین اپنے کو پہونچاؤن وزیر زادیون نے عرض کی لونڈیان غلام بھی ساتھ چلین کچھ کی لڑائی
بھی دیکھنے کے لائق ہی شہنشاہ پر سحر مین کون فائق ہی خوب سحر ہونگے ہم لوگ بھی چلکر شرکت کرین
جنگ سحر و ساحری کا تماشا بھی دیکھین حیرت نے کہا نہین شہنشاہ منع کر چکے ہین تمھارا چلنا مناسب نہین

میں دیکھ و شنا جاتی ہوں وزیران سلطنت و مشیران صحبت کو روک کر آپ خود دیکھ و شنا طاؤس زریں بال
پر سوار ہو کر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئی لیکن یہاں خواجہ کو شب بھر اسی مشورے میں گذری کہ
اے سحر ایک کی مخالف ہے باغبان السیار ازدار بھی معترف ہے کہ اے شہنشاہ عیاران وائے افسر خنجر گذاران حقیقت
میں ابھی افراسیاب نے ایسے مقام پر لوح بھیجی کہ ہم میں سے کوئی اُس مقام کا نشان نہیں سمجھ سکتا
توکلت علی اللہ بسفر کیجیے شاید گوہر مراد دستیاب ہو عمر نے کہا اے باغبان عالیشان سفر کی کیا احتیاج
ہے اسی مقام پر جنگ شروع ہو جائیگی کوئی سردار ایسا بھی آجائیگا کہ لوح طلسمی کا بھی حال کھل جائیگا جب اس
مقدمہ میں آپ سب صاحب حیران ہیں ہم سفر و حضر دونوں یکساں ہیں ایسی ایسی صلاحیں بیکار ہو رہی ہیں
کل لشکر اسلام چند قدم ہٹکر فرودگش ہے کمیدان و رسالدار اپنے خیموں میں بیٹھے ہوئے دیکھ رہے ہیں یعنی
ہمارے آقائے نامدار اس خیمہ میں جلوہ فرما ہیں دور سے ہم لوگ نگہبان ہیں یکایک سب نے دیکھا کہ آسمان
سے ایک ابر سیاہ مثل اژدر مہیب شعلہ زن پیدا ہوا اس میں برق کی چشمک زنی اسقدر جلد زمین پر گرا کہ
آنکھیں سب کی جھپک گئیں اب جو آنکھیں کھولکر دیکھا افراسیاب جادو بعید قہر و غضب دروازے
پر اُس خیمہ کے کھڑا ہے غصہ میں کانپ رہا ہے سبھوں نے جانا کہ محاربین کرائی مہرخ و بہار وغیرہ ہوشیار
ہو جاؤ دشمن آ پہونچا افراسیاب نے طرف لشکر کے کچھ اشارہ کیا سب پر پتھر برسنے لگے لشکر کو
اس بلا میں پھنسا کر پردہ خیمہ کا اُٹھا دیکھا سرداران مذکور بیٹھے مشورہ کر رہے ہیں اُسوقت بہار
کے منہ سے یہ نکلا تھا کہ خواجہ نہ گھبرا اپنے باغ عالم میں کبھی خزاں کبھی بہار ہے باغبان قضا و قدر
مالک و مختار ہے انشاء اللہ یہ لوح کا ملیگا غنچہ آرزو کھلیگا یہ سنکے افراسیاب نے نعرہ کیا او بہار
دیکھ غنچہ آرزو کھلتا ہے تیرا گل حیات خاک میں ملتا ہے افراسیاب کو دیکھکر سرداروں کے ہوش
اُڑ گئے قصد کیا اپنے مقام سے اُٹھیں افراسیاب نے زبان ہلانے کی مہلت نہ دی یا سامری
کہکر ایک دو تھپڑ زمین پر مارا شعلہائے آتش اس ناری کے منہ سے نکلے کل بارگاہ میں مردود
سحر سے دھواں چھا گیا ہر ایک کا قلب تھرا گیا سب گر کر بیہوش ہمہ فراموش ہوا دامن گرد اُٹھا ہوا
آستین چڑھاتا ہوا باہر خیمہ کے آیا کچھ اشارہ کیا آندھی سیاہ چلی خیمہ مثل تنکے کے اُڑ گیا دور سے
اہالیان لشکر نے دیکھا کہ سب سردار مع خواجہ برق بیہوش پڑے ہیں افراسیاب دونوں پاؤں
مار کر غرق زمین ہوا بعد تھوڑے عرصہ کے طبقہ زمین کو ہاتھ پر رکھکر اُبھرا پھر غصہ میں نعرہ کیا لشکری

جھپٹ کر گویا اڑا لے گیا طبقہ زمین کو لیکر مع سرداروں و خواجہ وغیرہ کے بلند ہوا معلوم ہوتا تھا کہ ایک
ٹکڑا تھا لیا طبقہ زمین ہاتھ پر تاج شاہی بر سر بند قبا ٹوٹے ہوئے گریبان زرہ کی الجھی ہوئی زرہ سے
اڑتا ہوا طرف آسمان کے زمین سے کئی ہزار گز بلند وہ خود بلند ہو روانہ ہو گیا لشکر میں فریاد و الغیاث کا شور
ہوا جتنے تھے چالاک بن عمرو پڑا ہوا سو رہا تھا غلغلہ جو ہوا آنکھ کھل گئی دیکھا عجب آدمی مرے پڑے
ہیں کسی کا سر پھٹ گیا کسی کا ہاتھ ٹوٹ گیا پوچھا ... یہ خیر تو ہے کیا ہنگامہ ہے ... سرداروں نے
کہا ای فرزند خواجہ عمرو پر غضب ہوا افراسیاب جادو آیا تھا لشکر پامال کیا ... سنگدل
نے سب کو مارا خواجہ عمرو و اسد وغیرہ کو مع طبقہ زمین اٹھا کر لے گیا وہ دیکھو آسمان پر کہ جاتا ہوا جاتا
چالاک کے ہوش اڑ گئے بتعجیل ... ہوئے کا کلشاد ہلال سحر افگن وغیرہ چند سرداروں سے بلا کر کہا
صاحبو کارگذاری کرو لشکر کو روکو ایسا نہو گھبراہٹ میں بخوف جان بھاگ کر نکل جائیں پھر لشکر کا جمع
ہونا دشوار ہوگا میں جا کر دیکھوں کہ ان سب کو کہاں لیگیا اگر موقع پاؤنگا دیکھا روا پس آؤنگا آپ
لوگوں کو خبر کرونگا جیسا موقع ہو آپ لوگ نامہ مع مضامین حال گذشتہ لکھا طرف طلسم نور افشاں کے
روانہ کر دیں کوکب ... اس حال مصیبت کل سے آگاہ ہو جائیں آئندہ جو منظور پروردگار ہے یہ کہکے
چالاک نے فوراً ہاتھ سے عیاری ذات پر آراستہ کی جس طرف افراسیاب جادو گیا تھا اسی سمت
... پاس شاطری مارتا ہوا چلا مگر دل سے کہتا ہوا چالاک راہ میں عیاری کرنا افراسیاب پر دشواری
ہے و کاوش بیکار ہے ... افسوس لشکر کا کوئی سرپرست باقی نہ رہا اگر اسد غازی کو لیگیا تھا تو
... انتظام کرتے اب کون فرہاد کو بھیجے مہرخ و بہار و باغبان وغیرہ بھی گرفتار
ہو گئے مایوس روتا ہوا چالاک ادھر جاتا ہے لیکن افراسیاب طبقہ کو لیے ہوئے ... ہوئے
جاتا ہے باغبان وغیرہ بیہوش ہیں آنکھیں پتھرائی ہوئی ہیں اگر سچ ہوا ہے آنکھ کھل گئی اپنے حال زار کو دیکھ
رہے ہیں کہ طبقہ زمین سے گر پڑے ہیں افراسیاب معین معلوم کہاں لیے جاتا ہے دل سے کہتے ہیں
کہ کچھ اور نہ کر سکے ... اس مقام سے چھوڑ دے استخوان ریزہ ریزہ ہو جائیں نہ ہاتھ پاؤں میں
طاقت نہ آنکھوں میں بصارت ساتھ والے سب بیکل خواجہ عمرو ہم سے زیادہ مجبور ہونا چار آج
افراسیاب کو ہم پر ظفر یافت ہاتھ آیا ... چھوڑیگا شکل نقش پا ... کا قصہ ... افراسیاب
... زعفران کوہ میں پہونچا ملکہ زعفران زعفران پوش اپنے کوہ فلک شکوہ پر بعید ناز

ہوا اور مسند جواہر نگار پر جلوہ فرما ہوئی کنیزان خوش رو سیمین باہوش ملکہ حاضر ہین ایک کنیز نے پکار کر کہا
حضور دیکھیے آسمان سے کیا بلا آتی ہے زعفران نے سر اُٹھا کر دیکھا وہ کیفیت نظر آئی کہ زعفران کا چہرہ
زرد ہوگیا بہ نگاہ غور دیکھکر پہچانا کہ افراسیاب جادو طبقۂ زمین کا ہاتھ پر لیے ہوے چند ستارے اُس
طبقہ پر چپک رہے ہین کئی سردار بھی بیہوش پڑے ہین اب افراسیاب مائل پستی ہوا ہے زعفران یہ کہکر اُٹھ
کھڑی ہوئی ارے صاحبو جلد آراستہ ہو جاؤ محفل کو بھی درست کرو شہنشاہ افراسیاب کچھ گنہگارون کو
پکڑلائے ہین زمین پر اُتارا ہے میری سرحد مین اُنکو قتل کریگا گنہگارون کے خون سے ہاتھ بہریگا مین جا کر استقبال
کرون ورنہ باعث خرابی ہوگا۔ کہکر زعفران جادو کوہ سے اُتری آراستگی محفل کو حکم دیا آپ خرامان خرامان
چلی گرا افراسیاب زمین پر اُتر رہا ہے اُدھر سے چالاک بن عمرو ققسان وغیرہ آکر پہونچا نخل کی آڑ پکڑ کر اُسنے
بھی دیکھا کہ افراسیاب قریب آکر ایک چشمہ کے جوش مین اُتر رہا ہے اُدھر سے چالاک فیسنہ لپیٹا تاج چھلکا
ہوا تیور پر بل زمین پر اُترتے اُترتے چشمہ کو نگاہ قہر سے دیکھا وہ چشمہ جوش مار کر اُبلا افراسیاب نے وہ
طبقہ زمین کا جسپر سرداران نامی وخواجہ عمرو واسد نامور وغیرہ بیہوش پڑے ہین چرخ ایک چشمہ پر پھینک
مارا چالاک دور سے دیکھ رہا ہے اُس آب سحر مین ایک جوش وخروش پیدا ہوا ہر موج دراز تک ہوجین بلند
کبھی مچھلیان نکلتی تھین کبھی نہنگان خون آشام گھبراے ہوے لب دریا سے سر ٹکراتے تھے کبھی پانی
سے دھوان نکلا دیر تک صداے ہاو ہو بلند ہی بعد عرصہ دراز پانی کو سکوت ہوا جوش وخروش ہو توقف
ہوگیا چالاک نے دیکھا اب وہ آب نایاب مثل آب گوہر صاف شفاف موج مار رہا ہے ہزارہ حباب سطح
آب مین قائم ہین صاف اُن حبابون سے ظاہر ہے کہ چشمہ کی آنکھین بہتر اُگین اب افراسیاب نے
چند سنگریزے اُٹھا کر دریا مین پھینکے وہ سنگریزے دریا مین گرکر ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے اب چالاک نے
دیکھا بیرہ بیر کوے جو دریا کے کنارے پر ہوتے ہین اکثر ناظرین نے دیکھا ہوگا سیاہ رنگت قد مین بہا
سے کمتر پیدا ہوتے ہین بیرہ بیر کوے نمایان ہوکر مثل غلط چوطرف اُن حبابون کے جھپٹے ایک ایک
بیر کوا ایک ایک حباب سے لپٹ گیا کبھی زبان سے اس حباب کو چاٹتے ہین کبھی گرد چونچ مارتے ہین
افراسیاب اسطرح اُن خونخوار دریائے معصیت وگرفتاران لطمۂ آفت کو بلاے سحر مین پھنسا کر لپٹا
ملکہ زعفران زعفران پوش یہ کیفیت دیکھکر بدحواس کھڑی کانپ رہی ہے منہ سے آواز نکلتی نہین جب
افراسیاب ملا ملکہ زعفران نے جھک کر سلام کیا افراسیاب کی نگاہ جمال جہان آراے زعفران

پر پڑی ہنسنے لگا پوچھا اے ملکہ عالم تم کہاں عرض کی سامنے کوہ زعفران ہے سرحد کشمیر میں حضور تشریف
لائے یہ کسکو حضور نے قید کیا یہ کون لوگ تھے افراسیاب نے زعفران کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالدیا اسکا
پر نگاہ کبھی آہ کبھی واہ صورت زعفران کی بہت پسند آئی جواب دیا مسلمانوں نے بہت سر اٹھایا
تھا عیاروں نے غضب ہنگامہ مچایا تھا لوح بھی لیلی ارادہ طلسم کشائی کا رکھتے تھے ما بدولت کو حبیب خیال
آیا لوح چھین لی سب کو لاکر اس تالاب میں قید کیا اے زعفران یہ سحر ساختہ سامری ہے اس سحر کے طریقے
میں افسونگری بھری ہے یہ سحر ابر دوار ہے دریا پر کرتے ہیں ما بدولت نے تالاب پر کیا اب یہ سحر نایاب ہوا
دیکھنے والا آب آب ہو جائے ابر دریزی ہو اس آب سحر کی ایک ایک موج سنان جانستان یا خنجر بران
گرداب محیط آفت کنارہ اسکا کنارا صحرائے قیامت یہ پیر کوہے جو مقرر کیے ہیں چشم دشمنوں سے چاٹ رہے
ہیں چالیس دن میں گھلا پانی پانی ہو جائینگے اب پناہ پائی مشکل ہے ہر ایک پیر کو امیر ہو دشمن کے ستانے
کی کامل تدبیر ہے پیرائے استقبال افراسیاب ہزار ہا کنیزیں بھی کوہ سے اتر آئی ہیں چالاک بھی لپٹا ہوا آیا ہے
ایک کنیز کی شکل پر مجمع عام میں ملا ہوا چلا آتا ہے یہ سب باتیں سن رہا ہے صحبت پر اپنے سواروں کی سر دھن
رہا ہے افراسیاب بلا سے کوہ آیا زعفران نے تخت آراستہ کیا افراسیاب کے تخت پر بٹھا کر وا گرد کنیزان ہیں
ہوش جمال زعفران پر ہو رفتہ افراسیاب نگاہ حیرت سے دیکھتا شکل انگوٹھیوں پر جو نگاہ پڑی نشہ ہو گیا
جھومنے لگا دل سے کہتا ہے زلفیں عنبریں کو اگر سنبل سے مثال دوں سراسر خطا ہے پیشانی نورانی پر
ماہ عالم افروز کا دھوکا ہے خال کو کس سے تشبیہ دوں ستارہ سحری کہوں یہ مثال بہت سعید ہے ابرو
ہلال عید ہیں آنکھوں کو چشم غزال سے مثال دینے میں دل کو وحشت ہے اسکے نظارہ سے دیدۂ دل کو
فرحت ہے گردش چشمان دلربا سے لیل و نہار کو حیرت ہے نرگس خود آنکھیں چراتی ہے ان سے کب
آنکھ ملاتی ہے لب غنچہ سوسن دندان در عدن بات میں مسیحائی کلام معجز نظام میں دلربائی سینہ پر ناز
پستان میوۂ باغ رضوان ہو سے میان نازک معدوم عنقا کی جستجو غیر معلوم آگے مقام حجاب ہے ادب
[illegible] دور باش کہتا ہے شگافت فلک دو زبان کا نشان ملا مدحت بحر خوبی کہوں غنچہ ناشگفتہ
[illegible] مثال دوں ساق بلورین شمع انجمن زیبائی کف پا سے مثال بچہ مرجان ہاتھ آئے سراپا حسن
[illegible] تماشا تھا [illegible] صحرائے سبزہ زار کوہ فلک شکوہ پر چمنستان کی بہار
[illegible] ایک ایک نخل زمرد شاداب ولاثانی جب غنچہ گل آئی ہر صبا عطر مجمو لاکر

سنگھاتی ہے افراسیاب نے جو کچھ رنج و ملال اُٹھایا اس مقام پر بہار کو دیکھکر غنچہ تمام شگفتہ ہوا پہلو
مین معشوقہ زعفران ایسی خوشبو گرد اگرد کنیزان ماہرو سلطنت باغ پر بہار نشین پھولون کی آرہی ہین کیسا
گلعذار جوبن اپنا دکھلا رہی ہین جوانان چمن اکڑ رہے ہین عندلیبان خوشنوا شاخ گل پر نہال

فاختاؤن کو کوکو و بلبل کو نغم
پھول جو چاندنی کا ہے گل مہتاب ہے
ٹوٹ کر کوئی زمین پہ جو گرا ہے سمن
ہے چمن نور مین مطلع گل خورشید کا ہے
شبہ گلچین کو ہوا صاف کہ ہے جاند گہن
آب و تاب ایسی ہے جس رنگ کی شاداب آگ
شورش برگ درختان ہے صدا ہے ارغن
باغبان مست صبا مست نسیم گل مست

نور پر آئی ہے امسال بہار گلشن
ہر شجر نور مین ہے غیرت نخل ایمن
گل کے تختے جو شگفتہ ہین کہین آسکے پاس
سرخی لالہ و گل ہے شفق صبح سمن
آتش گل کو صبا دے بھی بجھا سکتی ہے
بھری سینچ کو جانتے ہین در عدن
فصل گل آئی ہے کیا باغ مین آگ بھی لگی
بلبلین نغمہ سرا ایک دہی قمقمہ زن

غیرت لالہ زمین ہے ہر ایک مرغ چمن
باغبان سمجھے فلک سے کوئی تارہ ٹوٹا
باغبان کہتے ہین سب پھول ہین یہ شام سمن
چھپ گیا چاندنی کا پھول جو ہے بین کوئی
شعلون کی روش ایک ایک بختا ہے چمن
طرب انگیز ہے ایک ایک ہوا کا جھونکا
رنگ گل کھلتے ہین سارے جوانان چمن
افراسیاب کی کبھی چھپتان نگاہ

کبھی پہنچی گلشن حسن ملکہ زعفران پوش محبت کا دل مین جوش حسن دلفریب دیکھکر پھول گیا کس کام کو
مین آیا تھا وہ بھی بھول گیا یہ حال پرملال جو چالاک نے دیکھا دل مین سوچا کہ اے چالاک اگر عیاری
کی کل ادالیان جلسہ کو مع افراسیاب بیہوش کیا کیا مراد حاصل ہوگی رہائی سرداران نامی کی غیر ممکن
اب کیا تدبیر کرون آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے افراسیاب کو جو دیکھا مصروف عیش و نشاط و مجلس
فرحت و انبساط چالاک کا غنچہ خاطر پژمردہ ہوا روتا ہوا پہاڑ سے اترا ایک نخل کے سایہ مین اکر ٹھہرا
محتنہ عقل پر زور فکر کو چھینکا مشکلین بے انتہا سامنے آئی ہین خانہ فرح و انبساط کی صورت نہین دکھائی
مین ستارہ گردش مین فلک بے مادری کی کوشش مین کبھی سوچتا ہے جا کر لشکر مین خبر کرون افراسیاب
جادو بیان مصروف عیش رہے وہ لوگ سحر کرکے قیدیان بلا کو رہا کر لین تالاب کو خاک مین ملا دین
لیکن پھر کہتا ہے وہ سحر خانہ خراب افراسیاب جب ہرگز کسی تاب ہر کر جو اس تالاب پر دست انداز ہو کوئی
اسکا ہمسر ہو تو اسکو یہ شرف میسر ہو بعد چند ساعت کے اٹھکا طرف باغ سیب کے چلا جانیگا ہاے
کیا ہاتھ آئیگا اگر جا کر بہار پر سختی اٹھاؤن افراسیاب کو بیہوش کرون سراسر عقل کے خلاف ہے اپکے
بیہوش ہونے سے ثمرہ اثر یکا جب یہ قتل ہو تب سحر ٹے قتل ہو تا اس یہاں کا دشوار ایسے مقام پر کوشش

بیکار جب کچھ عقل نے کام نہ کیا روتا ہوا قریب اُس چشمہ کے آیا دیکھا وہ پیر کو سے حبابوں سے لپٹے ہوے
مین کراہنے کی سرداروں کے آواز آتی ہر ایسی دردآمیز صدا ہر سنکر دل دُکھتا ہر کبھی صدا سے بہار
آتی ہر کبھی آواز محمود کبھی اپنے قبلہ و کعبہ کی صدا سنتا ہر کہ آہ اوہ کر رہے ہین کبھی صدا ے اسد شیردل ایسی
دردآمیز مصیبت خیز آتی ہر کہ جی چاہتا ہر اپنا گلا کاٹ ڈالون مگر یہ صدا ے وحشت انگیز سنو لی افراسیاب
کی زبان سے سن چکا تھا کہ یہ پیر کوے چاٹتے چاٹتے جسم ان سب کے گلا جاینگے اندر چالیس دن کے
استخوان پانی ہوکر بہ جاینگے ان خیالات سے اور زیادہ دل بیقرار ہوتا ہر کبھی بلکتا ہر کبھی روتا ہر
کبھی قصد کرتا ہر کہ مین بھی اس دریا مین پھاند پڑون اپنے باپ کے ساتھ ڈوب جاؤن جان جاے
ای چالاک نام نہ ڈوبے بحر مصیبت کا جوش پراگندہ عقل و ہوش کوئی تدبیر نہین سوجھتی دل سے
کہتا ہر اگر اپنے کو تالاب مین گرایا ڈوب کر مرے گو ہر مراد دستیاب ہوگا ایسی جگہ مرد ہزار دو ہزار
کوے ڈوبو آخر خیال مین آیا کہ طرف قصر جمشیدی کے چلو چلکر کوکب روشنضمیر کو خبر کرو وہ افراسیاب
کا ہم نبرد ہر حقیقت مین یہ پانی اُسکی پاپوش کی گرد ہر بیشک وہ رہا کر لیگا افراسیاب کو خبر بھی نہوگی
یہ سوچکر طرف طلسم نورافشان کے چل نکلا وہ کلمہ ملکہ بران شمشیرزن کے سنیے کہ انکا داخلہ باغ نگارین
مین ہوا یہ خبر بخوبی سن چکی تھی کہ طلسم کشا کو لوح ملی اب طلسم کشا واسطے طلسم کشائی کے جاینگے افراسیاب
لشکرکشی کریگا بڑے بڑے مقابلے پڑینگے باغ نگارین مین مسند جواہرنگار پر جلوہ فرما ہوئی ملکہ مجلس و ملکہ عمران
جادو و ملکہ شگوفہ سحرساز کئی سو شاہزادیان دست بستہ حاضر ہین ملکہ بران نے ان سب سے بیان
کیا کہ صاحبو یقین ہر طلسم کشا اب طلسم کشائی کو گئے ہون افراسیاب لشکر چرخ پر قیامت برپا کریگا
خبر لینا واجب و لازم ہر ملکہ شگوفہ نے عرض کی کسی ساحر کو روانہ کرون ابھی خبر منگاؤن مجلس نے دست بستہ
عرض کی امی جان مین جاؤن وہان کا حال اپنی آنکھون سے دیکھ آؤن ملکہ بران نے فرمایا اسوقت
خودبخود دل کو انتشار ہر خدا خیر کرے ایسا ہوا افراسیاب نے فساد عظیم برپا کیا ہو جبتک کوئی یہان
سے پہونچے کوئی خرابی در پیش ہو جاے شگوفہ نے قریب آکر عرض کی حضور تو خیر اپنے والد نامدار کی
زبان سے سن چکین کہ افراسیاب آیا آپ کے والد سے مقابلہ ہوا بدون حصول لوح پلٹ گیا قمر
مصور و صورت نگار کو زنہاری مین لے گیا اب سب طرح خیر و عافیت ہر ملکہ بران نے کہا ای شگوفہ تم
ابھی جو میری آنکھ لگی شاہزادہ ایرج نوجوان کو عالم خواب مین دیکھا فرماتے تھے کہ ملا اسد غازی

کی خبر لو ہمارے بھائی پر بڑی مصیبت ہے غفلت تمکو مناسب نہین ہے ای شگوفہ مین نے جاہا اور کچھ
پوچھون بخت بیدار ہوگیا آنکھ کھل گئی کیا دل کی کیفیت کہون نظم

برگشت زمن چو یار برگشت
گفتم سخن آرزو بہ بسنم
باز آمد و شرمسار برگشت
از آتش دیدہ واشک
صیاد کہ از شکار برگشت
در کوچہ عشق خار ریزد
کز از دل من فرار برگشت

بس گریہ کہ در گلو گرہ شد
آئینہ اغنت یار برگشت
از دیدہ خیال دوست امشب
از دیدہ اشکبار برگشت
کے غنچہ دل شگفتہ گردد
آنکس کہ زکوے یار برگشت
بنشینم و صبر راکنم یار

از من سخ روزگار برگشت
خوناب دل از کنار برگشت
صدہ بہ نسیم غم دل
تا دیدہ مرا زعدہ برگشت
پندار کہ خون دل بریزد
ہر گر کہ زما بہار برگشت
صد شکر کہ دیدہ شد عشقم
تا یار مرا شود خمر بیدار

ای شگوفہ عجب کشاکش مین ہون کچھ بن نہین پڑتا مگر یہ خواب بیداری ہے صادق ہے اس حسرت
سے فرمایا کہ ملکہ ہمارے بھائی کی خبر لو اسوقت تک یہ نقشہ آنکھون کے نیچے پھر رہا ہے حقیقت
مین اسد نامدار سے وہ انتہائی محبت رکھتے ہین مدتون ساتھ رہا فرماتے تھے کہ مجھکو طلسم ہوش ربا
مین بھیجو مین جلا اپنے بھائی کو رہا کرون یا جان دون مین نے جواب دیا تھا ای شہریار طلسم ہوش ربا
ہوشربا ہی افراسیاب ساحر کمینا ہے کہ وہ کاوش بیکار ہے وہان جانا دشوار ہے ای شگوفہ کیا کہون کیسا
وہ شیر دل تڑپتا تھا اسد غازی کے گرفتاری کا حال سنکر کلیجہ انکا دھڑکتا تھا اگر مین انکو یہان
لاتی کسی بلا مین مبتلا ہو جاتے سید سپاہی ہین یہ نہین جانتے کہ طلسم کیا چیز ہے کہتے تھے کہ جاتے
ہی افراسیاب کو قتل کرونگا ای شگوفہ مین نے اکثر کہا کہ افراسیاب سحر بند ہے اُسکا قتل ہونا ممکن نہ تھا
تو جواب دیا کہ جب تلوار کھینچ لی کوئی سحر طلسم سامنے نہین آتا بھلا ایسے جاہلون کی بات کا کیا جواب
مگر آج مین نے انکو بہت پریشان پایا خواب مین بیقرار ہو کر فرمایا کہ ہمارے بھائی کی خبر لینا بیشک
اسد غازی پر کچھ افتاد پڑی ایک ہفتہ سے کچھ احوال نہین معلوم مین خود جاؤنگی دیکھون کیسا
ہنگامہ درپیش ہے یہ باتین تھین کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ماہ رخسار نامے کنیز ملکہ مہرخ کی بال
کھولے ہوئے گریبان دہلان سر سے سر اسر پریشان آکے پہونچی ملکہ پران نے کہا ماہ رخسار
خیر تو ہے قدمون سے لپٹ گئی اور رونے لگی کہا حضور چشم بدوران مین گلزار لشکر مین خسر ان آئی

فلک کجرفتار نے عجیب کیفیت دکھائی اسقدر بیقرار ہوکر کلام کرنا دشوار ہوا اور روتے روتے ہچکی لگ گئی رونے پر ماہ رخسار کے سب اہالیان دربار رونے لگے ملکہ بران نے اپنے ہاتھوں سے ماہ رخسار کے آنسو پونچھے کہا ماہ رخسار رشد مفصل حال بیان کرو کلیجہ ٹکڑے ہوتا ہی ہمارے دل کو پہلے خبر ہو چکی ہی ہم ابھی اسی ذکر مین مصروف تھے آزردہ خواب و خیال ہمارا ظاہر ہوا رویاے صادق تھا ماہ رخسار نے ضبط کرکے کہا حضور اول لوح طلسمی قبضے سے گئی اب آج گیارہ سردار و عیار ایک خیمہ مین صلاح کر رہے تھے افراسیاب آکر سب کو گرفتار کرکے لے گیا اب لشکر کا کوئی دستگیر نہین ہی فوج کے تھمنے کی کوئی تدبیر نہین ہی لشکر مین تلاطم ہی فوج والے بھاگے جاتے ہین تین افسران نامی جیسے عمرو و اسد نامور و ملکہ صرخ خوش سیر یہ بھی گرفتار ہوے اب لشکر کو کون سنبھالے جوہر داران نامدار مین انکی کون سنتا ہی اگر دو چار دن یہ لوگ لشکر مین نہ آئے پڑاو چھوٹ جائیگا یہ حال مصیبت کل سنکر ملکہ بران بیقرار ہو گئی شگوفہ سے اشارہ کرکے کہا دیکھ بیناگل کہان ہی یہ فرماکر اسیوقت اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا اختر و مارید جو شے سنکر چلا یا فرمایا یہ بھی دریافت ہی کہ افراسیاب ان سب صاحبون کو لیکر کہان گیا کسین قید کیا یا خدانخواستہ سامان قتل مین مصروف ہی ماہ رخسار نے عرض کی چالاک بن عمرو بہ تلاش و جستجو خبر سب صاحبون کو تھا کر گئے ہین واپس نہین آئے ہین اول حضور لشکر اسلام مین چلین ہاالیان فوج جو گھبرائے ہوے ہین انکو تسکین دیجیے یقین ہی چالاک بن عمرو خبر لیکر آئینگے جیسا مناسب وقت ہو انتظام کیجیے بران نے کہا بیشک پہلے لشکر ہی مین جانا مناسب ہی یہ فرماکر طاؤس سفید پر بال پر سوار ہوکر کبھو وتنہا چلین مگر صورت شاہزادہ ایرج نوجوان آنکھوں کے نیچے پھر رہی ہی اُس بیقراری مین یہ اشعار زبان پر جاری ہین

اشعار

بجائے اشک آنکھوں سے لہو پیہم نکلتا ہی　　بھرے سینہ مین شاید حسرتون کا دم نکلتا ہی
دل ناشاد سے یون نالۂ پر غم نکلتا ہی　　عزاخانہ سے جیسے صاحب ماتم نکلتا ہی
بہت اُس شوخ کا آنکھین [illegible] یاد آتا ہی　　کوئی بادام مین بادام جب توام نکلتا ہی
جگہ دینا بہت دل مین نہ یارو نوک مژگان کو　　یہ وہ کانٹا ہی جو بارے جگر سے کم نکلتا ہی
یہ رعب حسن ہی جب وہ مخاطب ہم سے ہوتا ہی　　جواب اُسکے حضور اپنی زبان سے کم نکلتا ہی
گذرتا ہی جہان سے جب تمہارے دید کا کشتہ　　تو اُسکا آنکھون کے رستہ سے اکثر دم نکلتا ہی

ادا پر اُس ستمگر کے نہ تلوارین چلین کیونکر	کہ اُسکے بانکپن پر اور ہی عالم نکلتا ہی
الجھتا ہی عبث ہر دم یہ کہدے کوئی شانہ سے	نکالے سے کہین اُن گیسوؤن کا خم نکلتا ہی
تلاشش رازدان عشق کرتا ہون جو پہلو مین	سوائے درد دل کوئی نہین محرم نکلتا ہی
وہ بدقسمت ہون جب بہر دوا تجویز کرتے ہین	زہر مین ای فلک تریاق مثل سم نکلتا ہی

اس حال پر ملال مین بصورت آئینہ حیران مثل زلف پریشان یاد ابروے دلدار مین چھری کلیجے پر
چل رہی ہی آہ آتشناک قلب سے نکل رہی ہی کبھی خیال آتا ہی اگر کوئی محبوب قریب ہوتا جا کر نظارہ
جمال کرکے عرض کرتی ای شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی آپ نے جو فرمایا جان نثار حاضر ہی
جستجو مین آپ کے بھائی صاحب کے نکلے ہین دعا کیجیے مقام انکا دستیاب ہو جان لڑا مین
انکو قید سے چھڑا لاؤن لیکن یہ بھی خیال خام تصور ناتمام ایسے خوش نصیب نہین ہین کہ کوے
محبوب مین گذر ہو سیر بہشت مین عمر بسر ہو مگر سابق مین تحریر ہوا کہ وہ طبوے جب افراسیاب
جادو چلا تھا حیرت جادو بیقرار ہوکر جستجو مین اپنے شوہر کے روانہ ہوئی اتفاقات قضا و قدر سے
ادھر حیرت جادو آئی ہی ادھر سے یہ مبہوت عشق گرفتار محبت اسیر زندان مصیبت سوختہ تن
ملکہ بران شمشیرزن جیسے اسد نوجوان مین مگن ہی حیرت جادو سے سامنا ہوا اُسنے ملکہ بران
کو دیکھا شاید حیرت کو کچھ خبر معلوم بھی ہو چکی ہی کہ افراسیاب نے کچھ کار نمایان کیا دیکھتے ہی بران
کو مثل شعلہ جوالہ بھڑکی دور ہی سے للکارا چھوکری کہان جاتی ہی تمھارے مددگار سب خاک مین ملے لوح
طلسمی شہنشاہ نے چھین لی تمھاری بھی قضا دامنگیر ہوئی اب مجھسے بچکر کہان جائیگی بڑے بڑے
صدمے اہل ایمان ہوشربا کو پہونچانے مین کس جوش مین تھے پل پڑا دن توڑا دریاے خون تھا آن
خشک کیا آجتک اُسکا ملال ہی اب آج تمھارا اچھا محل ہی ملکہ بران شمشیرزن اسوقت سامراد محبت
اسیر نوجوان مین مدہوش غم دین و دنیا فراموش سر جھکائے ہوے جاتی ہی حیرت نے جو آواز دی
صدا حیرت کان مین آئی پلٹ کر دیکھا فرمایا ای حیرت تو بڑی بے غیرت ہی تو نے اور تیرے ملک
نے کیا کیا ذلت اٹھائی لیکن شرم نہ آئی پھر منہ چڑھتی ہی سحر چلنے لگے تل صحرا جلنے لگے کبھی آگ برسی
کبھی بارش آب دونون حسین جمیل یہ حور پیکر وہ سیم بر یہ سرو باغ خوبی وہ زنگ دلوے گل حدیقۂ
محبوبی یہ سحر وساحری مین طاق وہ فن افسونگری مین شہرۂ آفاق بجلیان چمک رہی ہین کبھی رعد

لی گرج برق کی تڑپ حیرت نے سحر کیا باران لہرائی کبھی باران نے اختر مروارید چمکایا حیرت گھبرائی
ایک کا پنجہ دوسرے پر قابض نہیں ہوتا ایک نے آگ برسائی اسنے باران سحر برسا کر ٹھنڈا کیا اسنے گولہ
مارا اسنے رد کیا سوال جواب آپس میں ہو رہے ہیں فضائے کارزار میں مہتر چالاک ہیں عمرو کوہ زعفران
سے یہ حال ملال اسد وغیرہ کا دیکھکر چلا تھا اس خیال میں کہ انکے کو تا بہ قصر جمشید پہونچاؤن کیفیت
گرفتاری طلسم کشا سناؤن اس مقام پر آکر پہونچا دور سے دیکھا صحرا میں ہنگامہ گیرودار بلند ہے گھبرا گیا
خداوندا یہ کیا سحر کہ یہ کون لڑ رہا ہے جب اسکے قریب آیا دیکھا ملکہ بران شمشیر زن و حیرت پرفن دلون
آپس میں سحر وساحری میں مصروف ہیں وہ طلسمیں ہیں کہ گنتی ہوئی ہیں وہ ستارے چمک رہے ہیں
دور میں تڑپ رہی ہیں حیران کہ ای چالاک یہ کیا سحر ہے شاید یہ خبر وحشت اثر سنکر ملکہ بران چلی
تھیں راہ میں حیرت نے روکا دونون سحر وساحری میں بے نظیر ہیں غالب و مغلوب ہونا دشوار
کچھ تدبیر مناسب ہو گا ایسے کر زنگ روغن عیاری کا نکالا صورت ملکہ صرصر شمشیر زن کی بنکر تیار ہوا
گوشہ سے نکلا آواز دی ای خاتون محل شہنشاہ ای ملکہ حیرت عالیجاہ آج یہ دختر کوکب نہ جانے پائے
شہنشاہ نے کل کا خاتمہ کیا اسد وغیرہ کو قید کر لیا بس آج لڑائی کا خاتمہ ہے میں بھی آپہونچی اس
چھوکری کو گرفتار کیجیے مہلت نہ دیجیے حیرت نے جو صرصر کو آتے ہوے دیکھا خوش ہو گئی کہا
صرصر قریب آؤ یہ دختر کوکب بڑی منہ زور ہے مجھسے لڑ رہی ہے میں کیا اب اسکو جانے دونگی تو تماشا
دیکھ صرصر نقلی نے کہا واری میں آئی یہ شوخ دیدہ گیسو بریدہ میرا کیا کر سکیگی یہ کہتا ہوا چالاک برابر
حیرت کے پہونچا پہلو میں آکر آواز دی ای ملکہ عالم بچیے دیکھیے اسنے گولہ پھینکا اختر مروارید نکالا
حیرت ادھر ملتفت ہوئی چالاک قریب پہونچ چکا تھا حلقہ کمند مارے گلے میں پڑے ادھر کھینچی چالاک
نے جھٹکا مارا گرتے گرتے حباب بیہوشی مار دیا حیرت گرکر بیہوش ہوئی اب نعرہ کیا نعرۂ چالاک

ابجدی سن آنم حیث و چالاک	بچشم دشمنان اندازم کف خاک	نہ آید باد گرد تیز گامم
خلیفہ اول حبا لاک نامم	ملکہ بران نے دوڑ کر چالاک کو گلے سے لگا لیا کہا ای چالاک	

کیا کام کیا ہو منہ زور دنا سے اس سے مقابلہ ہو رہا تھا حرامزادی چوٹی نہ کھاتی تھی چالاک نے چیخار کر
رو دیا کہا ای ملکہ عالم ہمارے برابر کون نالائق ہو گا قبلہ و کعبہ گرفتار ہوئے سب معاملہ آنکھون
سے دیکھا اور اسباب طلسم کا طبقہ زمین کا اٹھا کر لے گیا سرحد زعفران کوہ میں ایک تالاب ہے

لیجاکر سب کو پھینکدیا ایسا سحر بنایا مین نے کبھی آنکھون سے یہ شعبدہ نہین دیکھا مگر اسوقت ایک
صلاح مین بڑی فلاح ہے حیرت کو گرفتار کیا آج افراسیاب کو وہ داغ دو کہ عمر بھر یاد رہے حیرت جادو کو
اپنی شکل بناؤ تم شکل حیرت بنو اور اس ملعونہ کی زبان مین سوزن دو گرفتار کرکے بر سر کوہ زعفران لیجاؤ
افراسیاب سے کہنا مین نے راہ مین ملکہ بران دختر کوکب کو گرفتار کیا چونکہ یہ دختر کوکب ہے اسکے
قتل ہونے سے بڑا مطلب ہے میرے قتل کرنے سے یہ نہ مریگی آپ سحر کرکے اسکو قتل کیجیے کوکب کو داغ
تازہ دیجیے باتون مین بہلانا یہ کلمات سنانا کہ روح روان نور افشان ہے جاہ و جلال اسکا مثل آفتاب
عالمتاب درخشان ہے کوکب کی کمر ٹوٹ جائیگی داغ اولاد نوجوان مین ساری سحر و ساحری بھول جائیگی
ایک دن مین چلکر طلسم نور افشان مین قبضہ کر لیجیے جب افراسیاب مشغول ہوکر اسکو قتل کریگا مین
تمھارے عقب مین آتا ہون حسب الحکم بن پڑیگا زعفران کو بیہوش کرکے افراسیاب کو بیہوش کرینگے
یہ تو ظاہر ہے کہ اسکا قتل ہونا ممکن نہین اسکو بیہوش کرکے مین پر اربعے دینگے زعفران زردرو کو
بھی قتل کرینگے وہان سے بلور جوش مین تالاب پر گردش دریاے خون روان خشک کرکے دوران
کو اپنے ہمراہ لیجائینگے جب افراسیاب بیدار ہوگا لاشہ اپنی ہمنشین کا دیکھکر سر ٹکرا کر جان دیگا اسکی
بدحواسی مین لوح طلسمی کی فکر کرینگے چستی و چالاکی جو چالاک نے صلاح ملکہ بران سے بیان کیا
بران خوش ہو گئی مثل گل شگفتہ ہوئی کہا اے چالاک کیا خوب بات سوجھی ہے مین بڑے لطف سے
اس حرامزادی کو اپنی شکل بناؤنگی آپ اسکی شکل بنکے اسکو لیجاؤنگی بیشک ہاتھ سے افراسیاب
کے قتل کراؤنگی مگر تم اپنے کو جلد پہنچانا ورنہ نکلا چالاک نے کہا مین برابر تمھارے پہنچونگا
آتے ہی زعفران کو پکڑ لونگا دیکھو تو کس خوبصورتی سے حرامزادی کو بیہوش کرتا ہون اے ملکہ عالم
اس عیاری سے بڑا لطف ہوگا قبلہ و کعبہ بہت تعریف کرینگے تمام طلسم ہوش ربا مین مشہور
ہو جائیگا کہ ملکہ بران ذی شان و چالاک جلالت نشان نے ملکہ حیرت جادو سی ساحرہ کو
لملا بران بھی گھبرائی ہوئی چالاک بھی ششدر ناظرین پر واضح ہو کہ اس عیاری مین بہت بڑا
عیب ہے مگر چالاک نے اسوقت اسکے عیب و ہنر کو نہین سمجھا چونکہ اپنے والد نامدار و سرداران
عالی وقار کو مجھ سے بچ مصیبت دیکھکر آیا ہے رائے سالم نہین ہے پہلی اس عیاری کی وقت پر
تحریر ہوگی سوا تقی لشکر مسنجان عالی وقار تقریر ہوگی جو کچھ چالاک نے کہا بران نے قبول کیا

حیرت کو بشکل بران و بران کو بشکل حیرت آراستہ کیا زبان مین حیرت کے سوزن دیا بران
نے ایک تخت سحر تیار کیا حیرت کی شکلین باندھ کر اسی تخت پر ڈال دیا سحر بھی صورت کا حیرت
کے تیار کیا چالاک سے کہا اے ہمزا سور تمہارے حکم کے بموجب مین بر سر زعفران کوہ جاتی ہون مگر
تم توقف نہ کرنا بہت جلد آنا چالاک نے عرض کی کہ اے ملکۂ عالم میرے دل کو لگی ہوئی ہے سر کو پانون
بناؤنگا مثل باد صرصر اڑا ہوا آؤنگا اس حال پر ملال مین سرداران نامدار و والد عالی وقار کو دیکھا ہے
میرے دل کو صبر آئیگا اے ملکۂ عالم جب پیر کوسے جبالون کو جاتے ہین کراہنے کی آواز آتی ہے کہ زمین
تھراتی ہے میرے کلیجے پر چھریان چل رہی ہین کبھی ایسا سحر نگاہ سے نہین گذرا ملکہ بران نے کہا
افراسیاب کا ہفت اقلیم مین مثل نہین ہے اے چالاک قبلہ و کعبہ مرد سپاہی ہین جرأت کے جوش
مین افراسیاب پر جا پڑتے ہین ورنہ کوئی اُسکا ہم نبرد نہین ہے بخوبی آپسمین صلاح کرکے بران
شمشیر زن نے بصورت حیرت تخت اڑایا چالاک بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر مثل ہوا کے
اڑتا ہوا طرف زعفران کوہ کے چلا ان دونو کو راہ مین چھوڑیے دو کلمہ حال افراسیاب کے بیان
لکھے جاتے ہین خمسہ موافق مقام

غنا دل گل روے تو گلعذار انند — اسیر دام بلاے تو دل شکار انند
غبار راہ وفاے تو شہسوار انند — غلام نرگس مست تو تاجدار انند
خراب بادۂ لعل تو ہوشیار انند

ہمارے مد نظر تھے بہت نشیب و فراز — نہ کوئی واقف اسرار تھا نہ محرم راز
پہ کیا کرے کہ یہی اقتضاے ناز و نیاز — ترا صبا و مرا آب دیدہ شد غماز
وگرنہ عاشق و معشوق راز دار انند

خرام ناز سے پامال ہے جہان یکسر — ہے عاشقون کا ترے ساتھ اک لشکر
دلے نہین سمجھا حال پر کسی کے نظر — بہ زیر زلف دوتا چون کنی نگہ بنگر
کہ در یمین و یسارت چہ بیقرار انند

ہمارے جلنے سے کیا تجھکو کیون لگی ہے لو — لطف نہ ایک تری خو تباہین باتین سو
یہان نہین کوئی دیوانہ جو کرے تگ و دو — نصیب ماست بہشت اے خدا شناس برو

کہ از سخن کرامت گنہ بکار اشند

ہے جو یہ پریشان و کلیجا یہ رنگ سخن
لگے جو تیرہ دروں ہو اسکی بات نہ سن
ہو تازہ تو یہ ابھی یاد کر شراب کہن
پیالہ پہ سیلدۂ چہرہ و ارغوانے کن

مرد ابو سعہ کانجا سیاہ کار اشند

وہ کون ہو کہ نہیں پابستہ دام ہوس
پڑا ہو شور زمانے مین ای نسیم نفس
ہوئے ہین زمزمہ سنج و فاکس و ناکس
بہ فن پران گل عارض غزل سرایم و بس

کہ عندلیب تو از ہر طرف ہزار اشند

سیاہ پوش ہو کہ خلق اک جہان غمگین
ہمارے کہنے کا تجکو اگر نہ آئے یقین
وہ کون ہو کہ پریشان وخستہ حال نہین
گذار کن چو صبا بر بنفشہ زار ببین

کہ از تطاول زلفت چہ سوگوار اشند

مین اور چند ہوسناک عاشق و دشمن
ہین خاریان تہ پا ولن ہین زیر ران توسن
ہوئے ہین راہرو جلوہ گاہ رشک چمن
تو دستگیر شو ای خضر پے خجستہ کہ من

پیادہ میروم و ہمرہان سوار اشند

ہمین امید ہائی نہ آرزوے خلاص
ہو نا گوار بلا جی کو گفتگوے خلاص
نہ مجھ سے نخے کی تک و دو نہ جستجوے خلاص
ز دام زلف تو دل را نباد روے خلاص

کہ بستگان کمند تو رستگار اشند

ہو سر پہ خاک کدر گرد ہو لباس بدن
غبار فرق سے آئینۂ جبین روشن
کدورت دل غمگین عجیب ہو این
ز نقش چہرۂ حافظ ہمی توان دیدن

کہ ساکنان در دوست خاکسار اشند

محرران جادو نظر بردہ کاتبان فصاحت تحریر اس داستان حیرت بیان کو بعبارت سلیس کیفیت ظرافت یون تسطیر فرماتے ہین کہ افراسیاب جادو بعد شکوہ بر سر زعفران کو خوش بٹھا ہی تاج سامنے ہو رہا ہی پری رخساران حور طلعت معشوقان خوبصورت سامنے حاضر ہین زعفران زعفران پٹک الیسی غنچہ دہن یاسمن بو خوشخو حسین جمیل بعبد ناز و ادا شکن جام مے ارغوانی گردش مین نشہ دولت سے

بدست ساغر بادۂ کبر و نخوت کا خمار کبھی غافل کبھی ہشیار رہ جاتا ہے زعفران کو تخلیہ مین لیجاؤن
اُس سند رو سے ستہ کا لا کرون مگر زعفران اپنے کو بچاتی ہے کبھی تیور پر بل آیا کبھی منت کبھی خوشامد
افراسیاب نشہ مین کہتا ہے ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان ہمارا کہنا مان تو تمہارا مرتبہ بڑھا دینگے بجاے باد شاہ
طلسم ہوش ربا بنا دینگے حیرت جادو کیا شئے ہے تیری محبت مین دل بیکل ہے تنہائی مین چلو تم سے کہین کچھ باتین
کہنا ہے زعفران گھبرا گئی جواب دیا ای شہنشاہ مین تو حاضر ہون ارشاد فرمایئے سب کنیزین حاضر ہین بدمستی
نہ کیجیے ہاتھ دستہ دم نہ بڑھایئے دست درازی ہمکو ناگوار ہے زبردستی بیجا ہے دیکھو مجکو ہاتھ نہ لگاؤ سلیقہ
سے بیٹھو مین بدنام ہو جاؤنگی بھلا یہی کام ہے ایک کو ساقی ایک کو بدعائی حیرت ایسی معشوقہ کو شفق
بناتے ہو حسن مین بے نظیر صاحب تحریر و تقریر سحر مین زبردست شراب حسن سے مست صاحب حسب و
نسب ہمشیرہ حیات جادو کی جیسا سحر مین دونا ہے قلب پہر ساحر کے اُسکے نام کا سکہ ہے دونون بجائی اُسکے
نیرنگ عنقا صورت گیرنگ عنقا صورت شاہزادگان والاقدر داماد اُسکی ملکہ سوسن زبان دراز
خود سحر و ساحری مین یکتا مسلمانون سے کیسا کیسا لڑ رہی ہے اسوقت جوش مین آپ ایسا فرماتے ہین
مین کیا امید کرون گھڑی بھر کے لیے بدنام ہون بس معاف فرمایئے افراسیاب نشہ مین کہتا ہے ای
زعفران تم سے ہمیشہ یہی رسم و راہ رہیگا اس پہاڑ کو مثل گلدستہ آراستہ کر دونگا تختگاہ ہوش ربا قرار
پائیگا ہر ایک بادشاہ تمہاری قدمبوسی کو آئیگا یہ کہکر افراسیاب نے یہ اشعار عشق آمیز محبت انگیز
سنائے زعفران زعفران پوش کے منہ سے کہا او ملکہ عالم ان اشعار کو بگوش ہوش سنو نظم دل پذیر

ہے ترے کان زلف عنبر لگی ہوئی
پر کیا کرین کہ مہر ہے منہ پر لگی ہوئی
ہمت کو عشق دیکھ تو ناصح خاکسار کی
ہے پھانس سی کلیجے کے اندر لگی ہوئی
سینے مین دل کے بیٹھنے والے ہزار ہا
آنکھین ہین ہو نقاز کے اوپر لگی ہوئی
اے ذوق دیکھ دختر رز کو منہ نہ لگا

رنگینی یہ زبان برابر لگی ہوئی
جانے بغیر خون کوئی رہتی ہے تیری تیغ
ہے تن پہ خاک کوچۂ دلبر لگی ہوئی
کرتی ہے زیر برقع فانوس تاک جھانک
گذرے ہے اسکی راہ گذر پہ لگی ہوئی
منہ سے لگا ہوا ہے اگر جام ہے تو کیا
چھٹتی نہین ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی

بیٹھے بھر ہے ہم سے مین خنجر کی طرح ہم
ہے یہ تو جانتے اسکو ستمگر لگی ہوئی
نکلے ہے کب کسی سے کہ اُسکی نظر کی نوک
پروانہ سے ہے شمع منور لگی ہوئی
یہ چاہتا ہے شوق کہ قاصد بجائے مہر
ہو دل سے یاد ساقی کوثر لگی ہوئی
زعفران زعفران پوش ان

اشعار کو سنکر ہنس پڑی کہا ای شہنشاہ آپ کو تو پورے دیوان شاعرون کے یاد ہین ایک خود

بھی شعرون مین نظم و نثر سے ماہر ہین اس لگی ہوئی کو بجھایئے ایسے اشعار زبان پر نہ لا مجھے چند
زعفران زعفران پوش اپنے کو بچاتی ہے گو افراسیاب نہین مانتا کبھی غصہ کرتا ہے کہتا ہے ای زعفران
تم ہماری بات کو نہین سمجھین اگر موئی پڑھ دون مجھسے زیادہ تمکو محبت ہو ابھی ہاتھ پھیلا کے لپٹ جاؤ
سعد منہا اصلی کی خود خواہش کرو زعفران ہاتھ باندھنے لگی کہا ای شہنشاہ واسطے سامری کا ایسا ارادہ
نہ کیجیے اگر آپ نے سحر سے میرا دل الٹ دیا اور باعث میری رسوائی کا ہوا جب ہوش آئیگا اپنے کو ہلاک
کرڈالونگی مصیبت مین میری جان جائیگی افراسیاب اور زعفران سے یہ باتین ہی عشق و محبت کی ہو رہی تھی
مین ناگہان آسمان پر بجلی چمکی دیکھا ملکہ حیرت جادوگران شمشیر زن کی شکلین باندھے ہوئے تخت
اڑاتی ہوئی آتی ہے زعفران شرما کر کھڑی ہو گئی افراسیاب بھی حیرت کو دیکھکر ذرا پہلو تہی کرنے لگا
اس خیال سے کہ حیرت آزردہ ہوگی سنبھلکر بیٹھا ناچ وغیرہ موقوف ہوا حقیر نے جو خدمت ناظرین مین
عرض کیا تھا کہ اس عیاری مین بڑا سقیم واقع ہوا اب وہ خرابی ناظرین پر روشن ہوتی ہے یعنی جیسے ہی
تخت حیرت قریب آیا افراسیاب بطور خوشامد کھڑا ہو گیا بے اختیار پکارا تمہا صاحب آمین تمہارا
نہایت مشتاق تھا ای ملکہ عالم تمہارا اسوقت کیونکر آنا ہوا اس دختر کوکب کو کہان پایا میری آنکھین
تمکو ڈھونڈھتی تھین یہ کہکے بے اختیار اشعار شوقیہ پڑھنے لگا اشعار شوقیہ

کیا ہو زبان خامہ سے شرح کلام شوق ۔ دفتر ہو گر لکھون سخن نا تمام شوق
یہ آج سے نہین ہے یہان انتظام شوق ۔ مدت سے ہے علاقۂ دل باسے نام شوق
ظاہر ہے قدر و منزلت و احترام شوق ۔ زاہد سیاں کعبۂ دل ہے مقام شوق
کہتا چلا جو نامہ برون سے پیام شوق ۔ گھر تک بھی یار کے نہ ہوا اختتام شوق
رہ جاے نہ کوئی حسرت و اندوہ و یاس کو ۔ در ہے خاک دل پہ ہے یہ اذن عام شوق
دکھلاے کیون سپہر طلسم جمال یار ۔ جام جہان نما سے زیادہ ہے جام شوق
ترساؤن اسکو ترک ملاقات یار سے ۔ جی چاہتا ہے دل سے مین لون انتقام شوق
رہتی ہے دل مین یاد تری چشم مست کی ۔ ملتی شراب عشق سے رہتا ہے جام شوق
چھوڑا نہ کوے یار کو دیوانگی مین بھی ۔ مجنون کے بعد ہم سے ہوا اختتام شوق
وابستہ عشق زلف سے چھٹنا محال ہے ۔ مرغ دل حزین ہے گرفتار دام شوق

زینت کے وقت کرتے ہین جب ذوق دل	بنتا ہے لاکھ ہونٹون پہ رنگ کلام شوق
رکھتا ہے راہ عشق مین اے کبک گر قدم	بسمل سے پہلے سیکھ لے طرز خرام شوق
دیتا نہ جان اپنی جو شبستان یار پر	ہوتی نہ اختیار مین میرے زمام شوق
باقی ہے عشق رفتہ کا پیری مین بھی نشان	داغ دل و جگر ہین قلق نقش کام شوق

یہ اشعار عشق آمیز جو افراسیاب نے آنکھ ملا کر ملکہ حیران سے پڑھے یہ معشوق ناکتخدا ان کلمات
ذوق شوق سے گوش حق نیوش ناآشنا صاحب شرم وحیا خالی از ناز و ادا حسین سیہ پردہ
دختر کوکب روشن ضمیر عالی جاہ صاحب حشمت و ثروت گل گلزار حدیقہ سلطنت یکتاز میدان
جرات شہسوار عرصہ شوکت عاشق جمال ابہج نوجوان معشوق دلستان یہ کلمات سنکر ہوش و
حواس پراگندہ ہوگئے دل دھڑکنے لگا کلیجہ خیال عصمت مین پھڑکنے لگا دل سے کہا او خانہ خراب
یہ کیا کیا بیٹھے بٹھائے اپنے کو رسوا کیا اس بیحیا سے کیونکر آبرو بچیگی مرد شرابی جاہل جعل بدزبانی کا
عادی نشہ نخوت سے چور مست مغرور ایسے ایسے جو خیال محال دل مین آئے تخت تو زمین کے
اُٹھا لیکن رنگ متغیر چہرہ اوس عالم یاس خیال آبروریزی درپیش جان جانے کا پس و پیش
شرمندہ از کردہ خویش مغموم مہموم دلریش بشکل تصویر خاموش دریاے قہر و غضب کا جوش
سر جھکا کر کرسی پر بیٹھی بات کا افراسیاب کے جواب بھی نہ دیسکی افراسیاب کیا سمجھا کہ حیرت
کو غصہ ہے زعفران جادو جو میرے پہلو مین بیٹھی تھی حیرت کو انتا کا ناگوار ہوا زعفران سے
کہا دختر کوکب کو ستون سے باندھ دو زعفران نے اوسی عالم مین حیرت کو جو شکل حیران ہے ستون
سے باندھ دیا اب افراسیاب طرف ملکہ حیران کے اپنی زوجہ جان سے گیا عذر کرنے لگا کہ ملکہ
حال تو لکھو دختر کوکب کو کہان پکڑا کیونکر سحر کیا ملکہ حیران نے ڈرتے ڈرتے سر جھکا کر اتنا جواب دیا
کہ مین راہ مین آتی تھی وہان یہ ملی لڑائی ٹھہری مین سحر مین غالب آئی گرفتار کر کے لے آئی اتنا سنتین
کہ سلطان اسکو قتل کیجے یا سزا دیجے دل سے کہتی اے حیران یہ کیا غضب ہوا گورے چالاک مکار نے
مجکو عجب بلا مین پھنسایا دیکھیں تقدیر کیا دکھاتی ہے کیسی پیش آتی ہے کبھی آنکھین پھاڑ پھاڑ کے چار
جانب دیکھتی ہے کہ چالاک کمبخت پھنسا یا اور آتنگا تو مین کیونکر بچانونگی جسقدر افراسیاب عذر کرتا جاتا ہے بیحیا
شرم وحیا کو ترقی ہے حیرت و غیرت بڑھتی جاتی ہے زعفران جادو اس خوف مین کنارے آکر ٹھہری ہے کہ

حیرت جادو نے مجھکو پہلوے افراسیاب مین دیکھ لیا دیکھیے کیا قیامت برپا کریگی کبھی سراپا کو حیرت
نقل کے دیکھتی ہی چہرے سے حقیقت مین قہر و غضب آشکار ہی ماتھے پر غصہ سے پسینہ چہرۂ گلنار ابرو پر شکن کھنچے
آمدار زعفران خوف کے مارے مری جاتی ہو دل سے کہتی ہو کہ اے زعفران افراسیاب ہر چند کہ صاحب
تخت و تاج ہی مگر سخت مزاج ہو بیوجہ مین بدنام ہوئی حیرت اپنے دل مین سمجھی ہوگی یہ میری سوت ہی
یہ خیال محال میرے واسطے موت ہی کہان چلی جاؤن اگر میرا گھر ہوتا کسی حیلے سے چلی جاتی منہ چھپاتی اب
ٹل جانا بھی باعث خرابی ہو اپنے اوپر الزام آئیگا حیرت کو کون سمجھائیگا کیونکر اسکے دل سے خیال نکلے زعفران
اس تردد مین کھڑی ہوئی کانپ رہی ہو یہان اس مصیبت مین افراسیاب حیرت مین مگر معتبرین مہتر
چالاک بن عمرو راہ کو مار کے بشکل ساحرہ تحفتان اٹھا کے پہاڑ پر بیہوش ڈال پر پتھر رکھ لیا ہو کنیزون
مین آکر شریک ہوا اس محفل خاموشان کو دیکھکر اب یہ بھی گھبرایا یہ دیکھا کہ افراسیاب ملکہ پران سے
منتین کر رہا ہو دم محبت کا بھر رہا ہو بیچاری آفت کی ماری تو گرفتار دام عیاری اسیر محبس مکاری سر
جھکائے بیٹھی ہو گل سا چہرہ کمھلایا کچھ غصہ کچھ حجاب دل ہی دل مین ہزارون پیچ و تاب خاموش سر جھکائے
ہان ہان کیے جاتی ہو اب چالاک مآل کو سمجھا دل سے کہتا ہو اے چالاک یہ تو نے کیا کیا بیقدر عیاری ہو افراسیاب
کی زوجہ کی شکل بنا کر یہان کو بھیجا اے مجھ سے بڑی نادانی ہوئی کاش کے مین صورت حیرت بنکر آتا ایسی باتین بناتا
افراسیاب کے ہاتھ سے حیرت کو قتل کراتا بھلا اس بیچاری سے کیا ہو سکیگا جسکو بات کرنا دشوار ہو اگر اسپر کوئی
افتاد پڑی یا افراسیاب نے ہاتھ لگایا یہ صاحب عفت و عصمت اپنی جان دیدیگی بدنامی میرے سر رہیگی
اس عیاری پر سب تھوکینگے زمرۂ عیاران سے نام نکل جائیگا ایسی ایسی باتین سوچکر چالاک کا قصد ہوا
مین اپنے کو خنجر ماردون پھر دلکو مضبوط کیا کہا اے چالاک اپنے کو سنبھالو اس حماقت کا دفعیہ کرو یہ سوچکر بشکل
ساحرہ قریب زعفران کے آیا بلا تکلف ہاتھ تھام لیا کہا ملکہ آپ کیون حیران کھڑی ہین
ایسے ایسے مہمان آپکے گھر مین آئے ہین شراب کباب کا سامان کیجیے گویون کو بلائیے زعفران نے گھبرا کر کہا
بوا مین کیا کرون اسوقت عجب مصیبت مین ہون افراسیاب تو ملتفت ہو مجھکو حیرت کے آنے سے بڑی حیرت
ہو مین اسکے پاس بیٹھی تھی حیرت نے مجھکو دیکھ لیا اب ناحق کو منہ لٹکائے بیٹھی ہو نہ منہ سے بولتی
ہو نہ سر سے کھیلتی ہو مین ناحق گنہگار بنی نہ لینا نہ دینا مجھے اس بیہودہ سے کیا مطلب بے سبب
مجھے بھولی مین اپنی سلطنت پر بھولی مین چالاک نے کہا ملکہ وہ کیا کریگی تم کیا کسی کی لونڈی

باندی ہو گیا کسی کا دیا کھاتی ہو گی سارے جلو مین ایک تدبیر بتلا دون ابھی صفائی ہو جائے مطلب
کی بات نکل آئے زعفران تو گھبرائی ہوئی تھی کہا ہوا بارے ساتھی بتلا چالاک زعفران کو تنہائی
کے خیمہ مین لے گھسا ہوا ایک گھبرا دیا جیسے ہی زعفران بیٹھی چالاک نے جھٹ پٹ گلوری مین بیہوشی
ملا کر کہا ملکہ گلوری تو کھا لیجیے پھر مین سب کچھ عرض کرونگی زعفران نے گلوری کھائی ایک حلق سے
اتری گھبرا کر کھڑی ہو گئی کہا ہوا اس گلوری مین کیا تھا چالاک نے کہا سنکھیا زہر زعفران ارے
کہکر چلی لڑکھڑا کر بیہوش ہوئی چالاک نے لباس اسکا اتار زیور لیا چادر مین لپیٹ کر گوشہ بارگاہ
مین چھپا دیا آپ بہ تعجیل تمام رنگ روغن عیاری کا نکال صورت زعفران جادو کی بنکر تیار ہوا باہر
نکلا نکلتے ہی چالاک نے رنگ جما دیا کنیزون پر غصہ مصاحبون پر آفت کسی سے کہا او شفتل کیسی بے
قرینے کھڑی ہے دیکھ سر ڈھانپ جب دیکھو کمبخت کا جھونٹا اسا سر کھلا ہوا ہے جوانی پھٹ پڑی ہے نگوڑے
کو ڈھونڈھتی ہو گی نوکری کرنا کیا ضرور ہے دو مہینے چار مہینے مونڈھے پر بیٹھ بازار کی ہوا کھا جب دیکھو
کسی وقت ہوش درست نہین کمبختون نے میری زبان خراب کر دی مین اول فول بکنے لگی کسی کے
کوڑا مارا کسی کی چوٹی پکڑ کے کھینچ لی ساقی بچے لے بیٹے پکڑ کر پانچ جوتیان برابر مارین کہا نگوڑے
بدذات پاجی شہنشاہ آنے مین ذرا سی مسی لگا لے آنکھون مین کاجل دے کے اُجڑا بچہ گھبرا رہا ارے
نگوڑے شہنشاہ مردم شناس بھی ہین اگر پسند کیا عمر بھر کو فرصت ہے محل مین ہنگامہ ہو گیا سب کو
مارتا پیٹتا جھکتا سامنے افراسیاب کے آیا کہا اے شہنشاہ اسوقت ملکہ عالم کو اور کچھ خیال ہے
انکے مزاج پر تھوڑے دم بھر نہ کلام کیجیے یہ کہکر بیچ مین افراسیاب اور حیرت تعلی کے کھڑا
ہوا بران کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا او ملکہ عالم آپ کا مطلب سمجھی بادشاہون کی بات
کا خیال بیکار ہے بقول سعدی گاہے بسلامے بر نجند و گاہے بہ دشنامے خلعت دہند اسی طرح
کی باتین کرتے کرتے جھکی کان مین کہا اے ملکہ بران نہ گھبراؤ مین چالاک بن عمرو ابھی حیرت
جادو کو قتل کرواتا ہون بران مین جان آگئی بہ نگاہ حیرت دیکھکر کہا بھیا چالاک خدا کے
واسطے میری عزت و آبرو بچا لے یہ ملعون بھیا مجھکو ہاتھ نہ لگانے پائے چالاک نے کہا کیا
مجال بران کو مطمئن کر کے پھر طرف افراسیاب کے پلٹا کہا شہنشاہ ملکہ کی خفگی کا باعث بھی
آپ سمجھے وہ تو کس مصیبت سے بران کو گرفتار کر کے لائین آپنے صرف ستون سے باندھ دیا

نہ سزا نہ جزا سنئے تو بڑے بڑے رنج دلان آپ کو پہونچائے بڑے بڑے ساحران نامی مارے
پل بہزادان توڑا دریاے خون روان کو خشک کیا اسی کے وجہ سے آپ کے استاد عشاق
سبزہ رنگ مارے گئے جبھی بادشاہ عالیجاہ کی ہی سواے آپ کے اسکو کون قتل کریگا سحر کا ل جگر
ایک گولہ ماریئے سر پھٹ جاوے طلسم نورافشان مین قیامت برپا ہو کوکب زندہ نہ بچیگا غم مین
جبھی کے جان دیگا اب آپ کیون دیر کرتے مین ایسا صید کسکو ملتا ہی مگر خبردار کشتہ سحر نہ کیجیے گا تیر تلوار
سے مارئیے ایسا دن پھر کبھی نصیب نہوگا افراسیاب نے کہا اے زعفران حقیقت مین تاریخ ملا عالم
کا حساب ہے یہ ہیران ثانی کوکب ہی اسکو ثمر کے گرفتار کیا بڑا کام کیا مین ابھی اسکو اپنے ہاتھ سے
قتل کرتا ہون میرے دل پر بھی سوزش ہی کہ ماہ آسمان طلسم نورافشان کوکب کی روح روان ہی کوکب
دیوانہ ہوکر نکل جائیگا تاج وتخت سے ہاتھ اٹھائیگا یہ کہکر افراسیاب نے کہا ملکہ ہوئین تلوار
سے اسکو قتل کرون کشتہ سحر کرنا حقیقت مین بہتر نہین ہی یہ کہکر افراسیاب جادو تخت سے
کودا دوڑا آنکھو لئے لگا تیغ تولنے لگا بران سے کہا لو ملکہ تمھاری خاطر سے اسکو قتل کرتا ہون بران
نے اسپر بھی کچھ جواب نہ دیا بات بات پر خون خشک ہوا جاتا ہی کلیجہ پر خنجر غم والم پھر رہا ہی چالاک
الگ ہوا یہ بھی خیال آیا اے چالاک جب حیرت مریگی اسکے مرنے کی علامت برپا ہوگی پیر غل مچائینگے
حیرت کے نام کی آوازین سنائینگے سب طرح خرابی ہی دیکھیے اس بیوقوفی کا کیا انجام ہوتا ہی ایسی حماقت
کبھی سرزد نہین ہوئی یہ سوچ رہا ہی خوف مین ہوش درست نہین مگر قضاے کار افراسیاب جب
تخت سے کود تیغ کھینچکر دم شمشیر پر ہاتھ رکھا ایک جھونکا ہوا کا چلا تخت سے پتہ ٹوٹکر گود مین افراسیاب
کے گرا افراسیاب نے نگاہ ڈالی صاف تحریر تھا کو یا نوشتہ تقدیر تھا طرف سے ماہیان زمرد پوش
کے مرقوم ہی او غافل جہد کو قتل کرتا ہی آنکھ سے نہین سوجھتا ہی بران بشکل حیرت لمری ہوئی
ہی آج آبرو اسکی ستا دے پھر کبھی کوئی ایسی گستاخی نہ کرے یہ مضمون پڑھکر افراسیاب کے
ہوش اڑگئے فوراً بران کا ہاتھ تھام لیا کہا ملکہ ذرا کنارے چلو مجھے تم سے کچھ کہنا ہی ملکہ نے
ہاتھ تو چھڑا لیا شتہ پر ہوا ئیان اڑنے لگین ہاتھ باندھکر کہا حضور تنہائی مین کیا کام ہی افراسیاب
نے کہا کچھ ضرورت ہی یہ کہکر آگے بڑھا چاہا ہاتھ دونون بران خوف آبرو سے خود آگے بڑھی
کہتی ہوئی حضور مین چلتی ہون ہاتھ نہ لگائیے اب بران کو کچھ بن نہین پڑتا آگے آگے

افراسیاب سے کے چلی جاتی ہے افراسیاب چاق و چوبند اس امر پر آمادہ کہ آج ہیران کی آبرو مٹادون
چالاک تو بشکل زعفران باہر آیا افراسیاب جادو نے پلٹ کر کہا خبردار کوئی میرے ساتھ نہ آئے
مین اپنی بی بی سے کچھ باتین کرونگا کنیزون کی تو کیا مجال جو قدم آگے بڑھائین یا ساتھ مالک کے
خلیہ مین جائین مگر چالاک کئی مرتبہ حضور کہکے بڑھا کتا جاتا تھا شہنشاہ سنیے تو افراسیاب
نے زعفران کو تو پہچانا نہین پلٹ کے جھڑک دیا کہا او زعفران ہمارے خلیے مین نہ آنا یہ کہکر غصہ سے
نگاہ ڈالی چالاک نے دیکھا جسم سے چنگاریان نکلنے لگین جانا ہوا ایسا نہو کہ آتش قہر و غضب
افراسیاب سے جل جاؤن گھبرا کر یہ تو پیچھے ہٹا افراسیاب پردہ اٹھا کر خیمے کے اندر آیا اسوقت
تلک ہیران آگے تھی لیکن چونکہ کئی پردے پڑے ہوئے تھے وہان پر اندھیرا تھا ہیران جھجک کر
پیچھے ہٹی افراسیاب آگے بڑھ گیا جانتا ہے کہ ہیران میرے آگے جاتی ہے پیاری کہتا جاتا ہے کبھی کہتا ہے
میرا جان و مال تجھپر نثار ہے تو معشوق گلعذار ہے یہ کہتا ہوا افراسیاب چند قدم آگے بڑھا تھا
اب ہیران کو اپنے قریب نہ پایا گھبرا کر پلٹا پکارا جان جہان کہان ہو گئین اب آج تمکو نہ چھوڑونگا
دیکھا پردے سے لپٹی ہوئی ہیران کھڑی ہے اندھیرے مین اچھی طرح صورت نہین معلوم
ہوتی ہاتھ پکڑ کے کھینچا گلے مین ہاتھ ڈالدیے تڑاق سے بوسہ لیا جسکا بوسہ لیا اُسنے آواز دی
ابا جان مجھے تنہائی مین کہان لائے کچھ دیوانے ہوگئے دختر محل نبا کے بدنام ہو جاؤگے اب جو
افراسیاب نے بہ نگاہ غور دیکھا خوبصورت اپنی بیٹی کو پایا افراسیاب نے جھلا کے دھکیل دیا
کہا حرامزادی تو یہان کہان آئی گرتے گرتے وہ عورت پانی ہو کے بہ گئی افراسیاب شرم سے
آب آب دریاے خجالت مین غرق گرفتار محیط غیرت پابند زنجیر موج حیرت دل سے کہا افراسیاب
یہ کیا ہوا فوراً گود مین ایک پرچہ گرا اُسکو جو پڑھا طرف سے ماہیان زمرد پوش کے لکھا تھا
او بیہودے گدھے اوسکے پیچھے جتنی دیر مین تو آگے بڑھا اتنے عرصہ مین برہمن وہمن تن برآن
شمشیر زن کو لے گیا جلد جا جبتک وہ تالاب پر پہونچی ہوگی سب کو رہا کرلیگی افراسیاب گھبراگیا
شرم سے پسینہ آگیا اب اسوقت قید حیرت کو بھی چھوڑا سحر کیا مثل شعلۂ جوالہ سٹر کا چالاک باہر
کھڑا ہوا کانپ رہا ہے دل مین سوچتا تھا کہ ارے بڑا غضب ہوا اس گوہر بے بہا کی آبرو گئی کیا
رو سیاہ کسی کو دکھاؤنگا یکایک دیکھا کہ افراسیاب خیمہ سے کڑک کر نکلا آتش خور گویا شعلہ

سحر و ساحری سے ملونگاہ قہر جو ڈالی خیمہ جلنے لگا یہ معاملہ عجیب و غریب دیکھکر کنیزین چیخین مارکر بھاگین چالاک بھی بخوف جان پہاڑ سے کودکر بھاگا حیرت اسی طرح ستون سے باندھی ہوئی پہاڑ پر سناٹا ہو گیا حیرت بیہوش اسی عالم مین ستون سے بندھی ہوئی نہ یار ہے نہ مددگار ہے پہاڑ پر نہ انسان نہ حیوان چالاک جب زیر کوہ آیا حیران کہ خداوندا یہ کیا شعبدہ ہوا افراسیاب شرارہ بنکر کہان گیا بران پر کیا گذری کہین پیٹ مین خنجر مارکے مر تو نہین گئی لیکن اگر بران نے جان دی افراسیاب غصہ مین کیون بھاگا چلو چلکر تالاب پر تو دیکھین چالاک تو اسی طرح باہنا عیاری سے آراستہ اپنی صورت اصلی پر مگر بدحواس عالم یاس کبھی سوچتا ہے شاید افراسیاب قیدیان بلاکو قتل تو کرنے نہین گیا افسوس نہ لشکر مین جاسکتا ہون نہ کوئی تدبیر ممکن و سیدم ترقی حیرت اس پریشانی حیرانی مین چالاک آخر مجبور ناچار ہو کر طرف تالاب کے چلا اسکو راہ مین چھوڑیے دو کلمہ حال حیرت ملکہ ایران شمشیرزن کے سنیے **نظم**

از حبیب نمونہ الست باسن
بودم بہ غم تو آشناسن
سیر فت غم و محبت از پیش
ز ابتدا ہمہ بود مدعا سن
از جذبہ عشق گشتم آخر
برگشتہ ز دم بابت داسن
بنشنیم و صبر را گسنم یار

وان ہم شدہ چاک تا بدامن
وارستگیم محال عشق ست
چون بادلہ دو آتش از قفا سن
تا گفت دعا اثر ندارد
سرگشتہ و زار و بینوا سن
سن قوت طالع ندارم
تا یار مرا نبود خریدار

زان پیش کہ جہرہ برفروزی
از عشق کجا شوم جدا سن
صد تیر غمت با متحان زد
شرمندہ گشتم از دعا سن
در راہ عدم چو انتہا نیست
بیہودہ روم رہ دعا سن
دیگر اشعار آید ار ذوق

نشہ دولت کا بداطوار کو جس آن چڑھا
سر پہ شیطان کے اک اور بھی شیطان چڑھا

عشق کے ڈھب پہ نکوئی خر انسان چڑھا
اسکے قابو پہ چڑھا تو یہی نادان چڑھا

چڑھ کہا جبکہ زمین توسن وحشت اپنا
دیکھے افلاک پہ ہم خاک بیابان چڑھا

مین نے دیکھا سر نو کو تو اُس ابرو کا خیال
لیکے خنجر مری چھاتی پہ وہین آن چڑھا

دیکھیے ملت و دین کتنے کرے گا برباد
باد کے گھوڑے پہ وہ دشمن ایمان چڑھا

مصحف رخ پہ ترے رنگ سنہرا ٹھہرا
واہ کیا خوب ہی سونا سر قرآن چڑھا

جب لڑی آنکھ تری کوئی نہ تھا دل کے سوا — فوج مژگان کے نہ سنمھو برسر میدان چڑھا
ناز سے تان کے ابرو سے نکا تیر نگاہ — چلہ جلد اپنی کمان پر تیر سے قربان چڑھا
دیکھو قسمت کا لکھا اُسنے پڑھا خط سویا — دھیان پر میرا نہ مضمون کسی عنوان چڑھا
غمزۂ یار کو دے سونپ متاع دل وجان — چور تھا پر نظر اپنی نہ نگہبان چڑھا
اشک آنے نہین مژگان پہ کہ یارون نے بھی — پانی سونیر سے دیا باندھ کے طوفان چڑھا
حضرت عشق کی درگاہ مین آکر اے ذوق — دل و دین دیتے ہین سب گبر و مسلمان چڑھا

استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہی کہ جس وقت افراسیاب جادو بخیال خام و بہ تصور ناتمام برائے آبروریزی ملکہ بران شمشیر زن کو لیکر خیمہ مین گھسا اور چاہا کہ دست انداز ہو یہ نکتہ تحریر کرچکا ہون کہ اُس خیمہ مین اندھیرا تھا افراسیاب آگے بڑھا بران پیچھے رہ گئی اُسوقت عاشق صادق کوکب ستارہ شناس فلک اساس مفخر و صف شکن برہمن رویین تن نقشجات ملاحظہ کر رہا تھا بروج فلک پر نگاہ تھی دیکھا یک ثابت ہوا کہ بران شمشیر زن کا ستارہ گردش مین آیا افراسیاب جادو درپے آبرو ہی ایسے لطف سے سحر کر کے غرق زمین ہوا چشم زدن مین اُس خیمہ مین پہونچا بران کو اٹھالیا ایک پتلہ بصورت دختر افراسیاب بنا لیا بران کو لاکر ایک پہاڑ پر پہونچایا ہوشیار کیا دیکھا رنگ روے بران متغیر خوف آبروریزی مین متردد تھی استاد کو اپنے دیکھکر لپٹ گئی رونے لگی برہمن نے گوشمالی کر کے کہا او نادان بیوقوف عیارون کا کام تو نے کیا یہ کام عیارون کا ہی کسی کی زوجہ کسی کی معشوق بنتے ہین چونکہ عیار مکار ہوتے ہین جو صورت بنائی اس وضع کو نباہ لے گئے تو ان باتون کو کیا جانے جو روافراسیاب کی بنکر دوڑ پڑی اگر مجھ ایسا جانباز نہ ہوتا شیر کے نیچے سے کیونکر آتی؟ بران کے ہچکی لگ گئی کہا استاد مین ان باتون کو کیا جانون ہر چالاک نے کہا وہ مین نے کیا برہمن نے کہا ای بران حقیقت مین چالاک بلا کا عیار ہی سر خواجہ نامدار ہی مگر واہ رے برحال عیاران ایک سر ہزار سودے سر فروشی کرتے ہین آسنے بھی اپنے سردارون کو مع خواجہ اس حال پر ملال مین دیکھا ہوش آنکے درست نہ تھے خیر مصرع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت ۔ افراسیاب ابھی تک کوہ زعفران پر موجود ہی تو اپنے کو جلد برسر تالاب پہونچا ای گوہر صدف قادم افسونگری ای گل شاداب حدیقۂ ساحری مثل دریا سعخون ران

اس چشمہ کو بھی جا کر سُنا نا دیا دلی ہو کہانا گر جوشش جرأت مین آبرو کا خیال ہے افراسیاب کبھی ضرور آئیگا مرنا شہرنا مناسب نہین ہے یہ کہکر یہ مین رخصت ہو کر طرف اپنے قصر کے روانہ ہوا افراسیاب کا حال عرض کر چکا ہون کہ غصہ مین قید حیرت کو بھی بھول گیا گرمی مین ذلیب کی مثل شعلہ جوالہ جل چکا ہے پران شمشیر زن اسباب سحر سے آراستہ ہو ئی پر پرواز پیدا کر کے بجوش وخروش مین طرف اس چشمہ کے چلی مثل ستارہ سحری اگر آسمان پر چاکی چشمہ مین وہی کیفیت دیکھی چشمہ آب جوش مار رہا ہے تیرہ حباب بر سر آب تا باب تیرہ پیرکو سے حبابون سے لپٹے جہیلے جات رہے مین صداے آہ آہ بلند ہے اس صداے دردناک کو سنکر ہر ایک طائر صحرا ورد سندی گھبراکر طائر قریب چشمہ آتے ہین صداے آہ سنکر بیتاب ہو جاتے ہین پانی نہین پیتے سیراب نہین ہوتے آنکھون سے طائران ہوا کے آنسو جاری ہر شاخ نخل پتون سے سر پیٹ رہے ہین درختون پر بار غم عالم سرو صحراے بیچارہ غم و مصیبت جل رہا ہے بلبلان نغمہ سرا کا بیقراری سے دم نکل رہا ہے بوندے گر دسکے اٹھتے ہین مگر دل بیٹھا جاتا ہے صحرا خاک اڑاتا ہے پانی کنارے سے سر ٹکرا رہا ہے مقام ویران جنگل سنسان عجیب حال ہیبت ناک ہر سو مین حسین چشمے کا وحشت سے گریبان چاک ہے پران نے جو یہ حال پر ملال دیکھا غم سے کلیجہ پھٹ گیا آسمان پر مثل برق جہندہ کے نہنگ بحر جرأت بنکر پانی مین گری وہ پیرکوسے شعلے بنکر پران پر گرے پران نے ایک ایک ماش کا دانہ مارکر جلایا اُن پیرکون کو خاک مین ملایا چار جانب سے پران کو مچھلیون نے گھیر لیا نہنگ بنکر پران نے مچھلیون کو نگلنا شروع کیا کبھی تڑپ کر بلند ہو جاتی ہے ماہی دریاے حسن اپنے کو مچھلیون سے بچاتی ہے مگر تمام جانوران دریا نے پران پر بلوہ کیا مگر سوسن کمر بال لپٹے جاتے ہین زخم جو پران نے کھائے صدمات شب فراق یاد آئے دل سے کہا جوشش محبت ایرج نوجوان مین یہ سب کچھ ہوا کونسی ساعت بدبختی کہ اس ظالم پر مائل ہوئی ایسے بیوفا کے تیغ ابرو سے گھائل ہوئی اُس بیتابی مین یہ اشعار مصیبت آثار پڑھنے لگی

اشعار

راحت کے نام سے بھی نہین اجتناب ہے
کبھی فلک کی ہمیشہ چلی گئی
جورو پری کو کب مین نشان اور نصیب

صدمہ جو ہمکو ہجر بتان کا ہوا نصیب
اک روز بھی ہمارا نہ سید حا ہوا نصیب
اکبار اُٹھے اور کرونگا سوال وصل

اُلجھا زلف سے کج فلک غم ہوا نصیب
دشمن کو بھی یہ رنج نہو اے صد ادیب
خنجر اُس نگار پر ہے سب اندازہ دلبری
سمجھاے آہین پھر کہ نگر جاے یا نصیب

کن حسرتون سے کہتے ہیں فرقت زدہ ہم کہ
مجھسا نہ کبھی جہان میں کوئی ہو بُرا نصیب
چھپکر وہ سب کو آئے ہیں جب تھی شب سحر
ہم آزما چکے ہیں فلق بارہا نصیب

جنکی بغل میں یار ہو اُنکا خوشا نصیب
کرتا ہے بیوفائی دلبر کا کیا گلا
بگڑ گیا ہے مرا بارہا نصیب

محبوس زلف یار ہے مدت سے مرغ دل
ہوتے ہیں قسمتون سے شفق آشنا نصیب
جس سے لگا یا دل ہے ہوئی بیخ اسکی ذات سے

ان اشعار فراق آمیز کو ملکہ بران شمشیر زن پڑھتی جاتی ہے اور لڑتی جاتی ہے یاد معشوق جو آگئی اور جرأت بڑھگئی تڑپ تڑپ کے لڑنا شروع کیا کبھی حباب توڑے کبھی موجون کے ہاتھ کاٹے کبھی سپر گرداب کو قلم کیا فوج ماہیان کو درہم و برہم کیا کس زور و شور سے ملکہ بران اس تالاب پر لڑتی ہے یاد ابروے خمدار محبوب مین ہرچند کہ خنجر کلیجہ پر چل رہا ہے مگر جرأت بڑھتی جاتی ہے صدہا نہنگان خون آشام کو چیر کر پھینک دیا ہر مرتبہ نہنگ منہ پھیلا کر آتے ہین سامنے سے ملکہ بران کے بھاگ جاتے ہین کبھی مچھلیون سے لڑائی ہوئی کبھی کسی سوسن نے منہ نکالا چاہا بران کو نگل جاے اُس صاحب سطوت و صولت نے دونون کلون مین ہاتھ ڈالکے چیر کے پھینک دیا کبھی تڑپ سکتہ پر چشمہ کے پہونچتی ہے جب مچھلیان زیادہ گھیرتی ہین برق کے آسمان پر اُڑ جاتی ہے پھر تڑپ کر زمین پر آتی ہے اس آمد و رفت مین فوج ماہیان کو پامال کیا اور نہنگان دریا سرکشی بھولے جل جلکر خاک ہوئے تھوڑے عرصے مین تاریکی چھائی صدا ہیبت ناک آئی کشتی مرا ما من نہنگ خونخوار ماہی آتشبار بود افسوس مردیم و جان دادیم و بہ مطلب خود نرسیدیم عرصہ دراز تک اندھیرا رہا آندھی اُٹھی سنگ باری و برف باری ہوئی ملکہ بران نے جو اتنا کا اندھیرا دیکھا مشعل سحر کو روشن کیا دیکھا تمام سردار فرش زمین پر بیہوش پڑے ہین ایک جانب خواجہ عمرو و برق ایک سمت اسد نامدار ایک طرف ملکہ مہرخ و بہار و باغبان قدرت درمد و برق و برق لامع پڑے ہین زمین پر تڑپ رہے ہین بران نے بڑھکر اپنی پیشانی پر نشتر مارا خون چلو مین لیا سبھون پر چھڑکا پہلے سب سے خواجہ عمرو و برق و اسد نامدار کو ہوشیار کیا عمرو اُٹھ کھڑا ہوا ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ بھی اُٹھتی ہین مگر سحر افراسیاب سے لڑکھڑا رہی ہین بران ایک ایک کے منہ پر چھینٹے دیتی ہے یہ مجبور ہے کہ عمرو و اسد و برق اچھی طرح ہوشیار ہو چکے ہین اور سب پر کسی قدر غنودگی باقی ہے ملکہ بران چاہتی ہین کہ سب سحر سے بخوبی نجات پائین بہار سے سب کو لے جائین بہار وغیرہ خود ساحر زبردست ہین اپنے اپنے سحر آپ اُتار رہی ہین مگر غنودگی سحر

افراسیاب ہی دفع ہونے مین کدہ و کوشش ہی یکایک صحراے گرد آری عمرو نے دیکھا نوید نظر پارہ جسکو
چالاک بھاگا ہوا آتا ہی مگر بدحواس پراگندہ و پریشان مضطر و حیران جیسے ہی خواجہ عمرو کو کمر سے ہوئے
دیکھا بیقرار ہوکر دوڑا آکے قدمون سے لپٹ گیا چیخ مار کر رو دیا عمرو نے کہا ای نور نظر خیر تو ہی عرض
کی حضور کو اس حال زار مین دیکھا قریب تھا کلیجہ پھٹ جاے کہ افراسیاب آیا جاتا ہی بڑے
زور شور سے چلا ہی عمرو نے چاہا چالاک سے سب حال پوچھے اثنا چالاک کے منہ سے نکلا کہ ملکہ
حیرت جادو بر سر کوہ زعفران مضطر حیران ستون سے بندھی کھڑی ہی زیادہ عمرو نہ پوچھنے پایا
کہ یکایک آسمان سے نعرہ ہوا اسم شہنشاہ طلسم ہوش ربا بران کو دیکھکر جل گیا دین سے
و اثنا او چھوکری تو نے غضب کیا میرے قیدیون کو چھڑا لیا کہ تیری قضا دامن گیر ہوا ابھی تیرے
قتل کی تدبیر ای بران نے بہار وغیرہ کو آواز دی لو جلادی ہو پہنچا ملک الموت سے سامنا ہی رکھتے
تھے حجت پہ نکل چلو بہار کہتا نہ تھا آخر اسی مصیبت کا سامنا ہوا زنگ روے بہار متغیر ہوا باغبان
کانپنے لگا برق و رعد تڑپ گئے مگر سب سلے ہیاے سحر سنبھالے سب سے پہلے خواجہ عمرو نے
جیسے ہی افراسیاب کو آتے ہوے دیکھا گلیم اوڑھکر کنارے چھپا برق فرنگی بھی عیار تیز رو ہی یہ
بھی ایک طرف چھپا سامنے سے ہٹ گیا مگر اپنے حقہ آتش بازی داغ دیا مہرخ و بہار و باغبان
وغیرہ نے کوسے ترنج و نارنج کے افراسیاب پر مارے افراسیاب ایسے سحر کو کب مانتا ہی ان سب کو
حقیر جانتا ہی زمین پر کود اسب سے سحر کو دفع کیا اسد نامدار نے جو افراسیاب کو دیکھا جوش جرأت مین

قبضہ پہ ہاتھ ڈالا پھر کر نعرہ کیا اسد نے
شہنشاہ نام آور و کامران

اسد شہسوار کوہ در روز جنگ
اسد شیر دل ابن صاحبقران

بدرم دل شیر و چرم پلنگ
اسد نے جو نعرہ کیا افراسیاب

نے پلٹ کر دیکھا جل گیا طرف اسد کے جھپٹا بران نے دیکھا غضب ہوا اگر اسد نامدار کو پکڑا آتش
قہر و غضب مین جلا دیگا اگر خدا نخواستہ اس شیر دلیر پر کوئی افتاد پڑی ای بران ساری کدہ کاوش
بیکار ہو جائیگی دولھا کے دم سے برات ہی چولی دامن کا ہمارا اسکا ساتھ ہی کتب معتبر مین
بہ تصریح لکھا ہی کہ یہ شیر دل طلسم کشا ہی یہ سوچکر جھپٹی بیچ مین آگئی افراسیاب پر گرز کھینچ مارا
افراسیاب ضرب سے گرز کے زمین پر گرا گرز پہ سنہ کا کر اپھر غصہ مین اٹھا ملکہ بران نے آواز
دی ای اسد شیر دل بیٹے ایسا نہو یہ بچا آپ کو گرفتار کرلے یہ دیکھکر سب سردار افراسیاب

سے لڑنے لگے آتش سحر برسادی برق فرنگی نے جو دیکھا کہ افراسیاب چاہتا ہے کہ ٹوٹ کر اسد کو
پکڑے یوں برق فرنگی نے بھی نکالا ایک حقہ آتشبازی کا داغ کر افراسیاب پر مارا افراسیاب طرف
برق کے پلٹا اور ڈانٹا او بہروپیے جعلساز کیوں تیری قضا آئی ہے اب عمرو نے دیکھا کہ اسد و برق
گرفتار ہوا چاہتے ہیں عمرو بیقرار ہو کر دوڑا سوچا کہ ایسا غضب نہو کہ یہ سرداران اگر گرفتار ہوا
سارا لشکر بھاگ جائیگا اگر خدانخواستہ برق پکڑا گیا بازو ٹوٹا یہ سوچکر عمرو نے زنبیل سے جال الیاسی
نکالا برق و اسد پر جال مارا دونوں جال میں پھنسے دونوں کو کھینچکر عمرو نے زنبیل میں ڈال لیا
اور ایک جانب بھاگا اب عمرو کے خیال میں آیا کہ حیرت جادو زعفران کو پکڑے ہوئی ہے
اسکو چھڑا لینا چاہیے یہ سوچکر عمرو تو طرف زعفران کو لے چلا جہاں افراسیاب جادو سے
بہار وغیرہ سے جنگ سحر ہو رہی ہے مگر افراسیاب نے ایسے ایسے سحر کیے چاروں طرف سے گھیر لیا
باغبان وغیرہ کا نکلنا مشکل ہوا کبھی پران سینہ سپر کرکے لڑتی ہے کبھی ملکہ بہار بڑھکر گلدستہ
مارتی ہے کبھی تڑپ کر برق لامع گرتی کبھی رعد نے غصہ میں آکر چیخ ماری باغبان قدرت
نے کئی زخم کاری ہاتھ سے افراسیاب کے کھائے لیکن افراسیاب حیران ہے کہ اسد غازی تلوار
کھینچے کھڑا تھا کہاں غائب ہوا برق عیار کہاں گیا اندھیرے میں کچھ سوجھتا نہیں ہر چند یہ جملہ
سردار افراسیاب پر غالب نہیں ہو سکتے مگر دیوانہ کر دیا لیکن طلسم ہوشربا میں شہرہ آفاق انکو
افسونگری میں طاق آخر افراسیاب مجبور ہوا اس ہنگامہ سحر میں سے نکلکر الگ ہوا بہار نے کہا
اری باغبان بچا افراسیاب اور کچھ تدبیر کرتا ہے مگر ایسے سحر سے کون ہوشیار ہو سکتا ہے پلک جھپکانا
و شعلہ ہے پیچھے ہٹ کر افراسیاب نے ایک دوہتڑ زمین پر مارا یا سامری کا نعرہ کیا زمین سے شعلے
آگ کے نکلنے لگے غبار زرد بلند ہوا سب سے پیشتر باغبان درد مند ہوا اثر کم ہے ایکے زمین پر
گرا پران سے نہ جاتا اپنے کو سنبھالوں نہ ہو سکا یہ بھی زمین پر گری بہار کا گل سا چہرہ کملایا باغبان کا
زوال آیا اب بہار کب بچ سکتی ہے برق لامع کہتی ہے رعد کو المجن مجھ کو غشی طاری ہوئی نشہ
بادہ سحر نے مست کر دیا سب گر گر کے بیکار ہوئے افراسیاب نے خنجر کھینچا چاہا کہ ان سب کے
سر کاٹ لوں پران کی بوٹیاں اڑا دوں اسوقت ان سرداروں کا بیقرار ہونا یاں یک سے
کے رونا اپنے معبود حقیقی رب حقیقی سے ہیچ کی تڑپ کر آواز دی شعر یا اکرم الاکرمین و رحیم و غفور

دست ناگیر کردرماندہ و بے بال و پر ہم دیکھی اوصاف رب اکبر بیان کیے ای رب دو جہان ای خالق کون و

مکان تو خالق یکتا صانع مہر و ماہ بادشاہ عالیجاہ نظم مصنف

خدایا توئی ہست شاہ جہان

بنا کردۂ تو زمین و زمان | درخت و گیاہ و ثمر ساختی | بیک قطرۂ تو گہر ساختی

کنی ذرہ را آفتاب از لطف | سفیدی بہ شب سیہی از سحر | توئی ساختہ بر چرخ سیارگان

بہ آواز کن خلق کردی جہان | زمین را تو بر آب دادی مقام | ندانم فلک را چہ کردی قیام

یہ تو سب بلک رہے ہیں تڑپ رہے ہیں اپنے پیدا کرنے والے کے دل سے یاد بیقراری کی فریاد افراسیاب تیغہ کھینچے ہوئے چلا آتا ہے اس بے حیا کو کب رحم آتا ہے گران سکیوں کا تیر دعا ہدف اجابت پر پہونچا آسمان سے نعرہ ہوا خبردار او بیحیا کیا کرتا ہے بسم صاحب جادو تو قہر اعلیٰ شہنشاہ کوکب روشن ضمیر دیکھا افراسیاب نے کوکب تلوار کھینچے ہوئے نعرہ کرتا ہوا آتا ہے مثل برق تڑپ کر زمین پر گرا ایک گولہ مارا افراسیاب کی چھاتی پر پڑا افراسیاب اس سحر کو دفع کرنے لگا کوکب نے پلٹ کر اشارہ کیا سب بے سحر مارا آواز دی جلد نکل جاؤ میں اس بیحیا سے سمجھ لونگا بہان سے آگے ملائی کہا ای نور نظر لڑائی میں ارنا کیسا لڑے بھڑے جلد بے لیے خوک صحرائی کے سامنے گھٹنے ہو اس سحر کا سرا سر حماقت ہے جاؤ طرف قصر جمشیدی کے میرا خیال نہ کرنا غنچہ ملکہ بہار و باغبان وغیرہ اٹھ اٹھ کے بھاگے افراسیاب نے چاہا ان سبھون کو روکے کوکب سینہ سپر کرکے سامنے آیا کہا او نامرد اوی دابدل اُدھر کہان جاتا ہے مردان عالم سے آنکھہ چار کر پھر وار کر زخم چارہ ڈھونڈھتا ہے افراسیاب طرف کوکب کے بڑھا کوکب نے دور ہی سے دو تین گولے مارے افراسیاب پر چادر گلنار گری گنبد خونی میں چھپا کوکب سوچا اب ٹھہرنے سے کیا فائدہ اب یہ سحر دفع کرکے نکلے گا فساد برپا کرے گا قتل ہونا اسکا ممکن نہیں اس سے مقابلہ کیا ضرور ہے عقل سے یہ بات دور ہے یہ سوچکر دونوں پانون زمین میں مارے غرق زمین ہوکر غائب ہوا افراسیاب نے بعد عرصہ دراز اس چادر خونی کو دفع کیا اب جو نگاہ اٹھا کر دیکھا کسی حریف کا نشان معلوم نہیں ہوتا مثل غول صحرائی کے جنگل میں دوڑنے لگا اب ناظرین اس داستان

حیرت بیان کو ملاحظہ فرمائیں [illegible]

کسے بہ غمکدہ تا کے بعید محن باشد
بگوشۂ جگر افشان و نالہ زن باشد
ز داغ رشک عدو گرم سوختن باشد
خوش ست خلوت اگر یار یار من باشد
نہ من بسوزم و او شمع انجمن باشد

بتنگ آگئے ہیں اب تجھکو چھوڑ دینگے ہم
کہ غیر سے بھی ملاقات ہو اگرچہ کم
ہمیں پسند نہیں ہو فا یہ لطف و کرم
من آن نگین سلیمان بہیچ نستانم
کہ گاہ گاہ بر و دست اہرمن باشد

کہاں تلک رہے خاطر میں حزن و رنج و ملال
بس اُسکی محفل دلچسپ سے عدو کو نکال
کہاں تلک ستم رشک سے ہو جان پامال
روا مدار خدایا کہ در حریم وصال
رقیب محرم و حرمان نصیب من باشد

عدو کی بات بھلی اور بُرے مرے اشعار
کہاں ہو جلد پہونچ ہدہد صبا رفتار
پسند ناز زاغ اور رد نوائے ہزار
ہمائے کو مفگن سایۂ شرف زنہار
دران دیار کہ طوطی کم از زغن باشد

وفور وحشت و جوش قلق ہو روز افزون
اگرچہ خوار و زبون دشت پھرا ہوں
نہیں ہے صبر و شکیب و قرار و تاب و سکون
ہوائے کوئے تو از سر نمی رود بیرون
غریب را دل آوارہ با وطن باشد

میں کیوں وہ بات کروں جس سے ہو وہ شوخ خجل
ہر ایک حرف ہو یاں دل شگاف تا بہ گسل
وفور ولولۂ انفاس سے ہے حاصل
بیان شوق چہ حاجت کہ شرح آتش دل
توان شناخت ز سوزے کہ در سخن باشد

ہے کون آگے ترے کیا ہے دم بجز حافظ
تو رہنمائے سخن اور نابلد حافظ
مجال ہے جو کرے تجھسے جد و کد حافظ
بسان سوسن اگر دہ زبان شود حافظ
چو غنچہ پیش تواش مہر بر دہن باشد

مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار پیک طرار عمرو بن امیہ نامدار قید سحر تالاب سے رہا ہو کر طرف کوہ زعفران کے قطرہ زن ہوئے دریائے عیاری جوش میں قلزم مکاری

خروش میں کوہ زعفران پر پہونچے دیکھا حقیقت میں حیرت زندہ دو ستون سے بندھی ہوئی بیہوش ہے
مہ ہوش زبان میں سوزن مال لاکھوں روپے کا پہاڑ پر پڑا ہے پہلے خواجہ نے سب مال اٹھا کر نذر زنبیل
کیا سب چیزیں اٹھاتے جاتے ہیں تو دادا جان کہکے روتے جاتے ہیں خیمے تک اٹھا لیے ایک تعجب
حیرت کے آنے حیرت کی زبان میں سوزن بیہوش دمہ ہوش عمرو نے اٹھا کر حیرت کو نذر زنبیل
کیا پکار کر کہا دادا جان اسکو اچھی طرح رکھیے گا زوجۂ بادشاہ طلسم ہوشربا ہے سحر و ساحری میں یہ
بھی یکتا ہے اسپر کوئی زوال نہ آنے پائے حفاظت سے رہے ورنہ افراسیاب بُری طرح پیش آئیگا
پھر کے رنگ روغن عیاری کا نکالا کلیجہ پر چہرہ کیا صورت حیرت کی بنکر تیار ہوا ویسا ہی لباس ویسا ہی
زیور زیب جسم کیا مگر خوف سے ہاتھ پانوں میں رعشہ دل سے کہتا ہے ای عمرو اگر یہ عیاری خالی گئی تو ہم
عمر بھر لوح کا پتہ نہ لیگا یا موت نے یہ رستہ بتایا ہے یا دستیاب ہونے لوح کا وقت قریب آیا ہے عنایت
پروردگار پر نگاہ کی نہ دراہ کی کوہ زعفران سے اترے بصورت حیرت روتے پیٹتے ایک
جانب چلے یہ کہتے ہوئے خدا یہ جانتے ہیں یا سامری جمشید طلسم ہوشربا میں آگ لگے افراسیاب مگوڑا
مارا جاے اب بیشک الگ کر لیں گڑوں کی سلطنت کا نام نہ ہوگی اگر کوئی عیار آ کر قتل کر دے اتنا کون بچانے والا
شتاب جوگن بنکر قبر سامری پر جاؤنگی داغہائے دل کے پھول چڑھاؤنگی اشکوں سے چشمہ کا ذکر کرونگی سامری
کی پیری تذکرہ میں ہونگی دنیا داروں سے کام نہ ہوگی سب اپنے مطلب کے خواہاں ہیں ای حیرت کمبخت
نوجوان ہوں جہاں جاؤنگی وہ خاطر کریگا بڑھاپے کا کون ٹھکانا افراسیاب مجھے اسنے نکالا نکالا پانی
خالا بتانا بلک بلک کر یہ حیرت نغمی سنکر چین گیے افراسیاب خانہ خراب بد جانے کو کب رو شتم گیجہ
جنگل میں دیوانہ وار وحشی مثال دوڑتا پھرتا ہے لباس پارہ پارہ تاج ڈھلکا ہوا سینہ خون آلود کھینچا ہوا
ہاتھ میں خنجر خون سے تر دہ پر سجے ہوے گھبرا کر زیر نخل سمرا کان میں حیرت کے بین کرنیکی آواز
آئی صدا اپنی معشوقہ کی سنکر مصیبت کبرائی صدا پر جیسا گلستان سے نکلکر دیکھا حیرت جادو
بال سوے پریشان کھڑی سر پیٹ رہی ہے کلمات مذکور زبان پر افراسیاب کا کلیجہ پھٹ گیا بیقرار ہوکر آواز
دی ای جان جان ای آرام دل مشتاقان خیر تو ہے افراسیاب کو دیکھکر حیرت تڑپی ایک چیخ ماری اسکے
گلے لگ کر روکے زمین پر گری بیہوش ہو گئی آنکھیں پتھرا گئیں منہ کو ڈھلکا آثار موت کے چہرے پر افراسیاب
پیٹنے لگا ہاے بی بی یہ کیا غضب ہوا تونے بڑا صدمہ عظیم اٹھایا ہاے مسلمانوں نے بہت ستایا

نازک‌مزاج شاہزادی نے کیسے کیسے رنج وملال اُٹھائے تقدیر نے مصیبت کے دن دکھائے مگر چونکہ شاہزادی
آئینہ رو دمد کو دیکھکر شیدا باخیال مین گذرا یہان ٹھہرنا بہتر نہین ہی اب اسکو اسی حال مین اُٹھاکر کسی مقام
معقول پر لیچلو وہان چلکر سب حال دریافت کرونگا حقیقت مین مجھسے بڑی خطا ہوئی نکل جانے سے
ہران کے ایسا گھبرایا کہ زعفران پر اسکو چھوڑ کے چلا آیا ای افراسیاب کیا کیا رنج وملال پہونچے ہین
مسلمانون نے ویران کر دیا جورو بچون کو بھولا یہ سوچکر سخت بیقرار ہوا اسی خیال مین حیرت لی کر مین
ہموا ایک تخت سحر تیار کیا اسپر سوار ہو کر تخت اڑاتا ہوا چلا ایک کوہ ہی کہ اسکو کوہ ہزرنگ کہتے ہین ملکہ
ہزرنگ جادو مع ہزار نازنینان مہ جبین کے مسند جواہرنگار پر بیٹھی ہی اور کوہ فلک شکوہ پر قصر
عالی نہایت تکلف سے تعمیر ہی کوہ ہزرنگ عیش گاہ افراسیاب مشہور ہی ملکہ ہزرنگ جادو نے
دیکھا افراسیاب تخت پر سوار ملکہ حیرت کا سر زانو پر رکھے ہوے رنجیدہ و کبیدہ آتا ہی ہزرنگ جادو
برای استقبال اُٹھ کھڑی ہوئی برای تسلیم جھکی سحر سے بلند ہو کر پایہ تخت پر ہاتھ دہر دیا کہا ای شہنشاہ
گردون پناہ اسوقت کیا حال لباس پارہ پارہ گریبان تندہ کی مانند چہرے سے رنج وملال ہویدا!
افراسیاب نے کہا ای ہزرنگ کیا کہون جسدن سے یہ مسلمان میرے طلسم مین آئے ایسے ایسے
رنج وملال پہونچائے جنکے بیان کرنے سے حجاب آتا ہی ہزرنگ نے کہا مین ضرور پوچھونگی مگر قصر مین
تشریف لیچلیے یہ تو عیش گاہ حضور ہی تخت شہنشاہی بھی اس مقام پر رہتا ہی کل سامان عیش و
نشاط مہیا ہی افراسیاب چونکہ گھبرایا ہوا تھا یہ بھی منظور ہی کہ حیرت کو ہوشیار کرون لاعلاج عذر
سے تسکین دون ملکہ ہزرنگ سے کہا حیرت جادو کو اندر لے چلو ہزرنگ جادو مع چند کنیزون
کے حیرت کو لپٹ گئی باحتیاط تمام بارہ دری کے لیکر آئی افراسیاب تخت پر بیٹھا حیرت کا سر
زانو پر رکھ لیا خوشی دیکے تکرے سونے لگا اس عرصہ مین سیاح جہان گرد آفتاب منزل عالم کو
طی کرکے ملک مغرب مین پہونچا مسافرانہ شب بسر کرنے کو اگر شام تیرہ فام نے اپنا چہرہ دکھایا
شہنشاہ ماہ عالم افروز کی عملداری ہوئی افواج انجم نے صف باندھی تخت فلک زبرجدی پر
ماہ تابان جلوہ فرما ہوا ملکہ ہزرنگ جادو نے برای روشنی حکم دیا کنیزون نے فورا جھاڑ و غیرہ
روشن کیے افراسیاب نے ہزرنگ سے اشارہ کیا کیا غضب ہی ملکہ کو ہوش نہین آتا ایسا صدمہ
عظیم اُٹھایا دیکھو تو دانت بیٹھ گئے ہین دشمنون کے چہرے پر مردنی چھائی ہی ہزرنگ نے پوچھا

آخر ای شہنشاہ یہ کیا سحر کہ ہوا کنیز کو تو آگاہ کیجیے افراسیاب نے کہا ای تیزرنگ حقیقت مین
مجھسے بڑی خطا ہوئی عیاران اسلام ملکہ کو گرفتار کرکے بر سر کوہ زعفران لے گئے صورت پر ملکہ بران
کے بنایا مین کمبخت نہ سمجھا بران حیرت بنگئی اب تو سبلہ بران بھی عیاریان کرتی ہین ای تیزرنگ
سامری جمشید نے خبر کی ورنہ مین گولہ تیار کر چکا تھا اگر ابد دولت کے ہاتھ کا گولہ چل جاتا حیرت
جلکر خاک ہوتی مین پھر ایسی جورو کہان سے پاتا ان کا سبب ہے پاس پرچہ پہونچا جب آگاہ ہوا
ورنہ سامان بربادی در پیش تھا شب مین نے قصد کیا کہ آج بران کی آبرو لیلون اسکو برہن سے لیا
عجیب ظالم نے شعبدہ کیا سبری شبی کی شکل بناکر ایک پتلہ چھوڑ گیا اس غصہ مین ابد دولت کے
ہوش درست نہ رہے طرف تالاب کے دوڑ پڑا یہ بہار پر بدمی رہ گئی شاید ملکہ زعفران نے
رہا کیا ہوگا بہ شکل صحرا مین پہونچی بیچاری روتی پھرتی تھی مجکو دیکھکر بیہوش ہوگئی اسوقت سے
ہوشیار نہین ہوئی عجب صدمہ عظیم قلب پر پہونچا تیزرنگ جادو جھکر تلوے سہلانے لگی اور
حال پر ملال حیرت دیکھکر رونے لگی کہا ای شہنشاہ حقیقت مین آپ نے بڑا ستم کیا اپنی جورو کا [illegible]
کہا اگر بران کی آبرو لیجیے تو کیا نفع ہوتا یہ نہ آپ سمجھے کہ کوکب [illegible] بادشاہ عالیجاہ آتشین پا
کریگا ایک تو آپ سے اور انکے دشمنی چلی آتی ہے اور زیادہ بغاوت بڑھتی اب ہٹ جائیے مین انکو
ہوشیار کرتی ہون ہاے غضب میری بی بی کا پھول سا چہرہ کملا گیا یہ درد صد نازو نعم سے پلی
ستم ہی شہنشاہ حیات جادو کی وہان سے بھی سلطنت کرتی ہوئی آئی آپ کے بیان اور ترقی
ہوئی اٹھارہ سو ملک کی سلطنت کی آپ ایسے گھبرائے ایسی جلیل القدر کو چھوڑ کر بیٹھ رہے اے حسب در
رنج وملال کرے زیبندہ اور سزاوار ہے بڑی ساعت بدبختی چالیس برس مین انکو بیاہی گئی جبھی تو حیرت
کہتی ہو کہ مین افراسیاب کو چھوڑ دونگی بازار مین جا بیٹھونگی افراسیاب نے کہا ای تیزرنگ جو کچھ جا ہے
سو کہے مین اج معقول ہون اسکے رنج و ملال سے خود ملول ہون اب تیزرنگ نے تلوے سہلانا شروع
کیے ملکہ عالم کیلئے پکارا حضور آنکھین کھولیے ملکہ حیرت نقلی نے آنکھین کھولین گھبرا کے چہار جانب
دیکھا ہاے کا نعرہ کر کے پھر آنکھین بند کین افراسیاب نے جلدی قریب آکر کہا ای ملکہ عالم خیر تو ہی
حیرت نقلی نے کہا ہی ہم مین ڈر کے مارے مری جاتی ہون وہ سامنے دیو آتا ہے مجکو کھا جائیگا مجھ
بچانے والی وارث بیوہ کی کون خبر لیگا تیزرنگ نے کہا واری اسقدر نہ گھبرائیے ایسا کلمہ زبان پہ

نہ لائیے سامری جمشید آپ کے وارث کو سلامت رکھیں آپ سہاگن ہیں قصر چوربان قائم رہیں
دیکھیے شہنشاہ بیٹھے ہیں آپ کو پکار رہے ہیں عجب حال اپنا کیا ہے گردش فلکی سے سب طرح کے
سامان ہو جاتے ہیں آپ سیر سے قصر کوہ نیزنگ میں آئی ہیں دیو بھوت پلید کیا یہاں کون
آسکتا ہے جب اسطرح بالتصریح نیزنگ نے بیان کیا تب حیرت گھبرا کر اٹھی افراسیاب کے
گلے میں ہاتھ ڈالدیے ابا جان کہکے رونے لگی نیزنگ کو امی جان افراسیاب کو بابا کہہ رہی ہے
افراسیاب پھر تیہ گلے لگا کر کہتا ہے بی بی نہ گھبراؤ میں تمہارا سیان ہوں نیزنگ کہتی ہے حضور میں تو
آپ کی کنیز ہوں امی جان کہاں ہوش میں آئیے ایسے کلمات اپنی زبان پر نہ لائیے حضور میرا نیزنگ
جادو نام ہے افراسیاب نے کہا ای نیزنگ بران نے سحر کیے چالاک نے نہیں معلوم کیا کھلا دیا روغن
چنبیلی کا لاؤ دماغ پر ڈالواس بابی نے بیہوشی کھلائی ہوگی دماغ میں فتور آگیا کنیزان نیزنگ روغن
لائیں افراسیاب نے اپنا ہاتھ دماغ پر حیرت نقلی کے پھیرا نیزنگ تلووں میں ملنے لگی حیرت نقلی
ارکھڑا کر پھر گری بیہوش ہوگئی جب خوب تلوے سہلائے گئے رات بھی زیادہ آچلی ہے بڑی مشکل سے
حیرت کو ہوش آیا گر حیران پریشان چوکنی چار طرف دیکھا افراسیاب کے چہرہ پر نگاہ ڈالی پوچھا
اب میں کہاں ہوں افراسیاب نے کہا بی بی تمکو تخت پر سوار کر کے کوہ نیزنگ پر لایا ہوں نیزنگ
جادو تمہاری مصاحب اور سب کنیزان خاص حاضر ہیں قصر عشرت گاہ ہے اکثر یہاں آنیکا اتفاق ہوا ہے
تم کہا کرتی تھیں کوہ نیزنگ نہایت فرحت افزا ہے اسی واسطے تمکو لیکر آیا ہوں کہ رنج و ملال رفع ہو
سرور تازہ فرحت بے اندازہ حاصل ہو بوجہ احسن تسکین دل ہو ملکہ حقیقت میں تمنے آج ہمارا رنج و
ملال اٹھایا یا معاف کرو اب کبھی ایسی خطا نہو گی الہا ہی سب کا ل تھا جو میں تمکو دشمنوں میں چھوڑ کر چلا
یہ کہکر افراسیاب نے چاہا کہ سر قدموں پر حیرت نقلی کے رکھے حیرت نے ایک لات ماری اور زمین جا
جبین پر وہ مارا چہار گھائی بال نوچے انگیا کرتی کے ٹکڑے ٹکڑے اڑا دیے اپنے کو زمین پر گرا یا پیٹنے
پیٹنا شروع کیا یا سامری تمہاری خدائی میں آگ لگے پونے دو سو برس دونوں کی خدائی بھیجر نقا لکھوڑا
مخول ہمراہی مسلمانوں کے ہاتھ سے جو نہان کہاںسے ذلیل ہوکر مارا جانے لگیں ان سب بھیڑوں نے
ملکہ قصر ہی کی رہیں ایسے نا قدرے کے ساتھ بیاہی گئی کاش کے کسی گھسیارے کے ساتھ شادی ہوتی چین تو
کرتی پاؤں پھیلا کر سوتی ان مصیبتوں میں تو نہ مبتلا ہوتی یہ کہکر سر پیٹنے لگی افراسیاب بڑھا کر میں ہاتھ

تھاسون کہا خبردار او چھلاوہ اگر مجھکو ہاتھ لگائیگا تو خون پانی ایک کردونگی سنکھیا کھا لونگی کنوئین مین ڈوب مرونگی
جب تمکو میرا اعتبار نہین تو جورو شوہر کیسے بی نیرنگ تم نے سنا مجھے سونڈی کا ناکھوڑا دشمن جانتا ہی
راز کی باتین مجھسے چھپاتی ہو کہتے ہین جورو خصم کی رازدار ہوتی ہی اگر چہ اُنکا جاری ہو بیبیان گھر کی
بیٹھنے والیان اپنے شوہر کا عیب و ہنر چھپاتی ہین جب یہ مجھکو دشمن جانتا ہی تو اس گھر مین رہکر کیا کرونگی
باہر نکل جاؤنگی اور تیرے منہ مین کالک لگاؤنگی دیکھ تو سہی تجھے چار آدمیون مین کیسا بدنام کرتی ہون
اسنے سطرح مجھکو دبالیا کسی بات سے مجھکو کام نہین جو چاہتا ہی کر گذرتا ہی علاوہ اسکے یہ خرخشہ تمہارا
سے اسکو کسی کی صورت ہی کیا ہی ایک کھوڑا کرڑیلے کا لونڈا اب بھی اسکا آشنا ہی اسکو جنگل سے
اٹھالایا فرزند کیطرح گود مین پالا اب اسکا خورشید تاج بخش نام رکھا ہی مجھسے چھپکے وہان جاتا ہی وہ کمبخت
زنان سنتری خوب اسکو ناز و کرشمہ دکھاتا ہی وہان سے بہت خوش خوش آتا ہی ہمارے پہلو مین
راتون کو کھوڑا ٹھنڈی سانسین بھرتا ہی میری طرف سے پیٹھ موڑ کے سوتا ہی سو بوا اسکی ہمین پروا
نہین مان باپ کی بیٹیان ہین اور بات خواہ ہو یا نہونگا تو سیدھی رکھے راز تو ہم سے نہ چھپائے
افراسیاب نے کہا رو دو پیٹو نہین یہی خطا مجھسے ہوئی کہ تمکو چھوڑ کر چلا آیا مجھکو یقین کامل تھا کہ وہان
زعفران جادو اور کنیزین اسکی موجود ہین بہلاؤنگی ورنہ مین کاہیکو آتا حیرت نے کہا میرے قریب آئیے
مجھے ہاتھ نہ لگائیے جو بات چھپائی ہی صاف صاف کہو گی تو مین لگ جاؤنگی بس یہی بہتر ہی کہ مجھکو دو انگل کا پرزا
طلاق کا لکھکر دیدو مین ٹھنڈے ٹھنڈے سبکے میرے اپنے مان باپ کے گھر مین جا بیٹھون یہ تو مین نے غصہ
مین کہا کہ بازار مین بیٹھونگی ارے او کھوڑے مورکھ مجھکو چھوڑ کے اور دوا کیا کرونگی مجھسے دنیا مین کون بہتر ہی
بادشاہ طلسم ہوشربا جتنی دولت حشمت اور مال تیرے گھر مین ہی دنیا مین کہین نہ ہوگی اگر مین یہ سب
چھوڑ کر چلی جاؤنگی تو راتین فراق کی تڑپ تڑپ کے کاٹوگے تیری یاد مین یہ اشعار پڑھا کرونگی

یہ کہکے [illegible] نظم مسلسل

خون سے بھی عاشق کو نہ کر خاک سیاہ
آہ بیساختہ نے اُسکا گھر کیا ہوگا
اتنی بھی فکر نہین مجھکو مین کیا ہو گیا
شوہر شرمندۂ احسان سپر کیا ہوگا

ہجر مین رونے سے ای دیدۂ تر کیا ہوگا
اسمین حاصل تجھے ای دیدۂ تر کیا ہوگا
دشمنی کی کبھی امید نہ رکھ دوست
سفر گور مین بے زاد سفر کیا ہوگا
دل فرقت زدہ کو آج جو بیٹھا ہی کوئی

ایسے جھونکون سے فرو سوز جگر کیا ہوگا
آبرو ہوگی نہ دنیا مین کبھی [illegible]
برق انداز [illegible] ابر سپر کیا ہوگا
دل نہین جز کہ عشق مین پیکش داغ
غم غلط اشک [illegible] ای دیدۂ تر کیا ہوگا

بند مٹھی کو نہ اس باغ میں کھولے غنچہ بصفت
گل کا داغ پر طاؤس سپر کیا ہو گا
دہن گور کو بھر دیتا ہے جسم لاغر
اس پری کا مرے شیشہ میں گذر کیا ہو گا
کوکب بخت نہ چمکا سیہ بختی سے
ایسے ہنگام میں سامان سفر کیا ہو گا

پھر بھی سیہ رزی صاحب نے کیا ہو گا
ایک تنہا ہر تو وہ غیب سے ملتے ہیں اسے
اور اس خاک کی چٹکی میں اثر کیا ہو گا
حسن خالی نمک کبھی غمزہ کبھی عشوہ کبھی ناز
سنگ مرمر سے سواد خضر کیا ہو گا

جب چلی تیغ خزاں باغ میں گلہ کی شمشیر
اہل ہمت کا شتی کیسے نذر کیا ہو گا
خانۂ دل میں اتر گئی نئی تیغ اور کے
چشم جاناں سے کوئی شعبدہ گر کیا ہو گا
آج کے وقت قلق ہی پہ عمل ہے دھیان

یہ کہکے حیرت لگی منہ ڈھانپ ڈھانپ کے خوب ہی دریائے محبت

افراسیاب نے جوش مارا ایک ایک اشک حیرت نیرنگ کلیجہ پر پیکان تیر ہی آبدار تھے تو وہ دل کے پار تھے وہیں صبر دست استقلال سے افراسیاب کے چھوٹ گیا شیشۂ دل سنگ بدعت محبت حیرت سے ٹوٹ گیا نیرنگ نے کہا اے شہنشاہ ایسی چاہنے والی بیبیاں کسکو ملتی ہیں کلمات حسرت آیات سننے سے کلیجے کے ٹکڑے ہوتے ہیں آپ شوہر و زوجہ ہم باہر جائیں تخلیہ کردیں حضور تنہائی میں سمجھائیں یہ کہکر نیرنگ وغیرہ باہر گئیں افراسیاب نے بیقراری میں سر پاؤں پہ حیرت جادو کے رکھدیا گلے میں ہاتھ ڈالے جا بجا گلے لگائے حیرت تھی منہ اودھر کو پھیر ڈالی کہا بس الگ سے بات کیجیے اور دل سے کہتے ہیں اے خواجہ عیاری کیا بڑی چیز ہے چور واسطے نگاہ آئے خدا ابرو بچائے آج تک کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا پھر یہ نئی مصیبت پڑی ہے اللہ مالک ہے افراسیاب نے کہا ملکہ یہ بتا دو وہ راز میں نے تجھسے کون سا چھپایا جسپر تمکو غصہ آیا حیرت نے کہا اے شہنشاہ آپ نا انصاف ہیں آپ کے سامنے کہنا نہ کہنا دونوں بیکار ہیں افراسیاب نے کہا ملکہ بیان کرو جان و مال سب تمہارے سپرد ہے خواجہ نے کہا او ناسمجھ میں چاہتی تھی اس راز مخفی کو تو اپنے دل ہی میں رکھوں جب کسی دن برادری جمع ہو چودھری سے کہکر تمہارا حقہ پانی بند کرادوں کہ تمکو بھی پتہ چلے دونوں دنیا میں بیکا افراسیاب کے گریبان میں ہاتھ ڈالا کہا کیوں او ظالم ساری آفتیں تو ہمارے سر پر ہیں ہماری بہار نکل گئی ہیں تم سے محبت ہوتی تو ہم یہاں کیوں رہتے لشکر اسلام میں جاتے سو مرتبہ بوا بہار نے پیغام دیا کہ تم یہاں چلی آؤ ہم تمہیں بادشاہ کریں ہمیشہ یہی جواب دیا کہ ہم اپنے وارث کے قاتل ہمیں ایسی سلطنت میں آگ لگے اگر ہمارے شہنشاہ کی سلطنت مٹ جائیگی ہم ان باپ کی بیٹیاں ہیں سوئی مار کر بسر کرینگے چرخہ کات لینگے اپنے شوہر کو چھیلا بنا کے نکالینگے مگر تو نے خوب ہمکا بدلا کیا کیوں صاحب تاج طلسمی

کا حال ہم سے چھپایا ہم لوح طلسمی کو لیکر کیا کرتے اگر ہمکو حال معلوم ہوتا ہم جاکر طلسم کشا کو آگاہ کرتے
جسدن سے تمنے لوح طلسمی روانہ کی اور حال ہم سے نہ کہا آٹھ آٹھ آنسو روتی ہون لخت جگر کھاتی
ہون خون جگر پیتی ہون حیرت مین ہون کہ کیونکر جیتی ہون غم کھاتے کھاتے ایکدن مر جاؤنگی تجھکو کیا ہے
تو اور شمر بچہ کر لیگا شاہزادیون مین ذکر ہوا کہ افراسیاب اپنی جورو کو دشمن جانتا ہے مین شرم سے
کٹ گئی سو جب شش اپنی ماری کس سے کہون ہمیشہ سہمی ڈری سے رہتی ہون تجھ ایسا ناخلف اگر ہمکو
ملتا تو یہ باتین کاہیکو سنتی اب آج اپنی تمھاری جان ایک کرونگی سنو صاحب دو باتون مین فیصلہ ہے
اگر مین دشمن ہون تو بس مجھکو جانے دو مین اپنے بیٹے پاس جاؤن خواہ شیطان کے حوالہ کی اگر دشمن نہین
ہون تیری جورو وفادار ہون کوئی آجتک تیرا بھلا کرم نہین کیا تو صاف بتلا لوح طلسمی کسکے پاس ہے
اور کہان ہے ورنہ اپنی جان دونگی جن شاہزادیون نے مجھکو طعنہ دیا ہے انکے سامنے سرخرو ہوئی تو زندگی
ہے ورنہ مجھے ایسی کا مرنا بہتر چار عورتون مین ذکر ہو چلا کہ حیرت کو افراسیاب دوست نہین جانتا
افراسیاب نے کہا ملکہ ذرا سی بات کا تونے خنجر باندھا ہے مین نے تم سے اسواسطے نہین کہا کہ سابق
مین مین نے مخمور و بہار و باغبان کو رازدار کیا تھا وہ لوگ طلسم کشا کو جاملے باغ سیماب لے پہنچے
اب مین نے لوح طلسمی بڑی مشکل سے پائی اسوجہ سے لوح چھپائی حیرت نے اپنا منہ پیٹ لیا کہا
او ظالم بیمروت مجھکو بہار و مخمور سے مثال دیتا ہے وہ لونڈیان باندیان تھین نکل گئین بتلا تو
مین کہان جاؤنگی اگر تو مریگا تو تیرے ساتھ ستی ہونگی جہنم تک تیرا ساتھ نہ چھوڑونگی بس اب جلدی
صاف بتاؤ ورنہ یہ الماس کی انگوٹھی چبا جاؤنگی افراسیاب نے ہاتھ تھام لیا کہا ملکہ ایسا ارادہ نہ کرنا
مین حال بیان کرتا ہون مگر اسکا کسی سے ذکر نہ کرنا خواجہ نے ہنسکر کہا مین تو عمرو سے کہدونگی اسد
غازی کو ساتھ لیکر جاؤنگی لوح دلواؤنگی طلسم فتح کراؤنگی تمھارا جی چاہے تو بیان کرو نہ جی چاہے
نہ کہو مین تو دشمن دشمن یہ کہکے الٹے ہاتھ سے طمانچہ مارا افراسیاب گال سہلا کر رہ گیا
خواجہ نے کہا اب بیان کرو جلدی افراسیاب نے کہا ای ملکہ عالم بگوش ہوش سنو اگر کوئی قصد
کرے کہ تا بہ لوح طلسمی چلے جس قصر مین تم بیٹھی ہو اول مجھکو بیہوش کرے میرے جوڑے مین گندھا ہے
اس ڈبیا کو کھولے کلید نکالے یہ تخت جو سامنے بچھا ہے جسپر بدولت جلوہ فرما ہوتے ہین تخت
کو اٹھاکے فرش ہٹائے دہنہ نقب نمایاں ہوگا اسمین داخل ہو گلی سو سیڑھیان طے کرکے باہر نکلے

صحرائے حیرت نیز وحشت انگیز ملیگا ای جان جہان اس صحرا کا طی کرنا نہایت دشوار ہی آب ودانہ ممکن نہین انسان وحیوان کا کام نہین الیسا ہی سخت جان ہو تو اُس صحرا کو طی کرے بعد کئی دن کے طلسم صندل ملیگا جب اس طلسم کو فتح کرے تب راستہ کھلیگا کیون ای ملکہ عالم اسکو الیسا دروسم ہو کہ طلسم صندل کو فتح کرے بادشاہ طلسم صندل ملکہ صندل جادو ساحرہ بے نظیر فلک افسونگری کی ماہ منیر سامری و جمشید بھی اُسکو قتل نہین کرسکتے لیکن بہ تقدیر اگر طلسم صندل فتح ہوا در راستہ کھلے بعد کئی منزل کے ایک دربند ہی اسکو دربند مہروماہ کہتے ہین مہروماہ جادو وہان کے حاکم و ناظم ہین تین لاکھ فوج کی مالک جادو افسونگری کی سالک ہین اُنکے پاس لوح جمشیدی ہی کیون ای ملکہ اب کسکی لیاقت ہی کہ مجکو اسی قصر مین بیہوش کرے کنجی پائے نقب مین جائے طلسم صندل فتح کرے مہروماہ جادو قتل ہون لوح طلسمی دستیاب ہو خواجہ نے مسکراکر محبت سے ایک طمانچہ مارا کہا ارے نگوڑے جو ہونا تھا ہوچکا اب کیا لوح بھیجیگی بس اب چلو آرام کرو نیند کے مارے برا حال ہی مگر میری مجال ہو جو چوری ہی ذرن مجکو ہاتھ نہ لگا بس چپکے چلے سو رہو صبح کو جو کچھ ہوگا سمجھا جائیگا افراسیاب نے دیکھا اب ملکہ کے چہرے پر بحالی آئی حیرت نے کہا نگوڑے شیطان پر لعنت ہی ناحق مین اپنے شوہر سے اُلجھی نہین معلوم تمنے کیا بکا مین کبھی بھی نہین تم لوح لوح بکا کیے مین نے نیند مین سنا بھی نہین کیون شہنشاہ تمنے تو یہی کہا کہ تخت کے نیچے صندوق مین لوح رکھی ہی افراسیاب اپنے دل مین خوش ہوا کہ خوب ہوا نیند مین حیرت کچھ نہین سمجھی کہا ہان ملکہ انہین صندوقون مین لوح رکھی ہی یہ کہکے نیرنگ کو آواز دی کہ ایک گلابی دیجاؤ کباب حاضر کرو حیرت نے کہا حضور کہا شراب کیا ہو گی مین اسوقت تمکو نہین پینے دونگی شراب پی کے وہا جو کڑی مچاؤ گے مجھ مین اسوقت طاقت نہین اور یون تمہاری خوشی کیا مین تیری دلشکنی کرونگی یہ کہکے خود دوڑی گلابی اٹھا کے لائی جام لبریز کیا کھائی سے پڑیا بیہوشی کی ڈالی کہا لو جام پیو گے یہ کہکے ہاتھ کو مسکرا کر یہ اشعار پڑھے اشعار

قسمت سے ملگیا مجھے ساغر شراب کا
چھینا ہی نجم بخت نے برج آفتاب کا

اُس مہ کے ہاتھ مین نہین ساغر شراب کا
مہتاب سے مقابلہ ہی آفتاب کا

ہر سال قبر پر مستان بہ پرچڑھاتے ہین
شیشہ شراب ناب کا دونا کباب کا

نصاحت ہر کچھ انیس مردان تو باغبان ۔۔۔ دے قہر عندلیب میں تختہ گلاب کا
دو بات وصل کی نہیں سکتا ہوں شرم سے ۔۔۔ عالم ہے اپنے خواب میں گو بلے کمخواب کا
سیخ شرر پہ دیکھ کے لخت جگر مرا ۔۔۔ کیا کیا جلا بھنا ہے کلیجہ کباب کا
مجھ رند بادہ خوار پہ سایہ پری کا ہے ۔۔۔ ہے یہ قدم میں میرے دیکھو پتا شراب کا
بیجا نہیں ہے گریۂ شبنم دم سحر ۔۔۔ لبریز ہو چکا ہے پیالہ گلاب کا
غش آگیا ہے دیکھتے ہی حسن روے گل ۔۔۔ بلبل کے منہ پہ دے کوئی چھینٹا گلاب کا
پر نور میکدہ ہے یہ ساقی کے حسن سے ۔۔۔ جام شراب پر ہے گمان آفتاب کا
بے وجہ شغل شیشہ زنی پہ نہیں قلق ۔۔۔ پیری میں کر رہا ہوں میں ماتم شباب کا

ابھی ہنسکے جو یہ شعر ملا حیرت نقلی نے پڑھے افراسیاب مست ہوگیا دل میں سوچا کہ اسکا بھی
اسوقت جی چاہتا ہے جام ہاتھ سے لیا بدون رد و قدح پی گیا اب افراسیاب جھومتا ہوا
اٹھا پلنگ پر لیٹتے ہی بیہوش ہوا خواجہ عمرو نے سمجھا شکر ہے پروردگار کا کیا کنجی جوڑے سے افراسیاب
کے نکالی اب کھڑے ہوکر سوچنے لگے کہ اے عمرو حیرت کا زنبیل میں رہنا اچھا نہیں افراسیاب
بہت بچار کریگا تا بہ طلسم صندل جانا مشکل پڑیگا یہ سوچکر حیرت جادوگر کو زنبیل سے نکالا پہلو میں افراسیاب
کے سلادیا دونوں کو بیہوشی اتنی دی کہ صبح تک ہوشیار ہوں اب یہ بھی خیال ہے جب افراسیاب صبح کو
اٹھے ہی جوڑے میں کنجی نہ دیکھیگا اسی وقت دوڑ پڑیگا ایسی تدبیر کرو کہ یہ دونوں دوپہر تک تو غافل
رہیں حال ہمارے جانے کا ثابت ہو سو سوچے کہ برق بھی تو میری زنبیل میں ہے بہو بیٹے کو بھی نکالکر
یہیں چھوڑدو ہمارے روانہ ہونے کی لشکر میں خبر بھی کر دیگا باغبان وغیرہ اگر مناسب جانینگے
ہمارے پاس آئینگے آگاہ تو ہوجائینگے یہ سوچکر برق کو نکالا ہوشیار کیا برق کی آنکھ کھلی دیکھا
استاد کمرے میں ایک قصر عالی اسباب عیش سے آراستہ چھپر کھٹ پر افراسیاب و حیرت سو رہے
ہیں برق تڑپ گیا جھک کے سلام کیا کہا استاد یہ کیا مقام ہے فرمایا بیٹا برق بڑا عیاری کا دم بھرتے
ہو دیکھو کس تدبیر سے یہاں پہونچے ہم تو اب وہین اژدر میں جاتے ہیں حافظ حقیقی مالک ہے تم یہ ایک
کام کرنا کہ تخت اسی طرح بچھانا کنجی جوڑے میں افراسیاب کے رکھنا کنیز کی شکل بنکر ساتھ افراسیاب
کے چلے جانا ملکہ مہرخ و بہار کو خبر پہونچانا اے برق حال ہمارا بیان کرنا کہ افراسیاب سے لوچ کا حال

پوچھا بیٹا بڑی سختیان مین اول راہ مین طلسم صندل دیکا جب وہ فتح ہوگا تب راستہ کھلیگا ورسبند
مہروماہ پر لوح طلسمی ہو برق تڑپ کے رونے لگا کہا استاد راہ سخت وصعب مین غلام کو بھی ساتھ
لیجیے حضور کے کام آؤنگا عمرو نے کہا بیوہ سے ساتھ چلنے سے کام ہنر ودیگر افراسیاب غفلت مین
رہیگا مین دس بیس کوس تو نکل جاؤن ورنہ تب سے نکلتے نکلتے روک ٹوک شروع ہوجائیگی تا بطلسم صندل
پہونچنا دشوار ہوجائیگا پھر کامل منزل مقصود تک ہو پہونچنا تو نظر بسبب حفاظت سب کے ساتھ
اس کام کو کرنا لازم جاننا تک ہو سکے جب تک و خدا خیر و خوبی سے لشکر تک پہونچے تو ملکہ بران شمشیرزن
کو بھی ایک نامہ لکھنا میری جانب سے تاکید مندرج ہو کہ وہ ہر چند دارند نظر پارہ جگر خواجہ عمرو
عرف اسد کو لیکر طرف طلسم صندل کے لئے بمقدمہ طلسم اگر ہو سکے تو اپنے کو ضرور پہونچانا
اسد نامدار کے پاس کوئی تحفہ طلسم موجود نہین ہے بڑی مشکل پڑیگی اور بہار و مجور و باغبان پر بھی
تاکید کرنا کہ اپنے کو جلد پہونچاؤ الیا سنو خدانخواستہ اسد نامدار کسی بلا مین مبتلا ہوجائے تم لوگ بازو
پوسلطان نامدار ہو اس سفر کا پروردگار انجام بخیر کرے برق نے کہا استاد مین سب کچھ سمجھ گیا خدا انجام
بخیر کرے حضور جلدی کیجیے رات بہت کم باقی ہے الا باسنو یہی خواب خرگوش سے بیدار ہو جان بچانا
بھی دشوار ہو کیا تو خواجہ کے ہاتھ مین اب عمرو و برق نے لگر تخت اٹھایا فرش پہ کیفیت تمام ہٹایا
دیکھا ایک تختہ سنگ لیشب کا ہے برق نے نذر کرکے بشراکت خواجہ سنگ کو بھی ہٹایا حقیقت مین
چہرہ نقب ظاہر ہوا مگر اندر نقب کے اندھیرا ایسا تھا پردہ ظلمات شب فراق اسکی تاریکی سے مات عمرو
نے چاہا نقب مین اترے برق لپٹ گیا کہا استاد نہین معلوم اس اندھیرے مین کیا بلا ہو کہ آپ
اترتے ہی پھنس جائیں افراسیاب بادشاہ طلسم ہوشربا ہے شعبدہ بازی اسکا کام ہے حرافزادے
نقبیان مین دھوکا نہ دیا ہو عمرو نے کہا بیٹا اب تو قصد کر چکے مصرع قدم عشق پیشتر بہتر ہے ہماری
مصیبت و حسرت پر جائے عبرت ہے سالہا سال گذرے اس طلسم مین آئے جو اصل مطلب ہے اس سے
ابتک خبردار نہوے یعنی شاہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ سرفتنہ ملک باختر پہلوان نہتن بدیع الزمان
گردانشکن زینت آغوش صاحبقران تیغ زن قید ہو کر یہان آئے اسقدر لڑے یاروان سپاہ پر سے
اسد غازی کو کینہ تو سے چھڑایا لیکن آج تک یہ ثابت ہوا کہ بدیع الزمان زندہ ہین یا مردہ کتنے
ساز و ان طلسم ہمارے شہر... ہم نے لیکن کسی کی زبان سے اتنا سنا کہ بدیع الزمان فلان مقام پر

قید مین جستجو کرکے اس جگہ جاتے شیر بیشۂ صاحبقرانی کو چھرا تن سامنے اپنے آقائے نامدار کے سجدہ
ہوتے ایسے کلمات ہیبت خیز غم انگیز عمرو نے اسوقت کہے کہ برق کا کلیجہ پھٹ گیا غرض پھر اپنے استاد
کی بہت رویا کہا بسم اللہ پروردگار آپ کو مظفر و منصور کرے رنج و غم دل تردد منزل سے دور کرے جواب مین
فرمایا بہت بجا ارشاد ہوا حافظ حقیقی کے سپرد کیا **شعر** بسفر رفتنت مبارکباد * بسلامت روی و باز آئی
برق پہنچا خواجہ عمرو روتے ہوئے اس نقب تنگ و تاریک مین فتیلۂ عیاری روشن کرکے داخل ہوئے
برق غم مین اپنے استاد کے تڑپتا ہوا پلٹا اول وہ پتھر وہین نقب پر رکھا فرش بچھایا تخت اسی طرح آراستہ
کردیا اُنکو لیکر قریب چھپر کھٹ کے آیا ڈبیا مین بند کرکے اُسکو بھی اُسی طرح جوڑے مین افراسیاب
کے رکھ دیا اب اپنی فکر مین ہوے کہ مین کیا تدبیر کرون کسی بھیس مین رہون کس صورت بنون دیکھا ایک
گوشہ مین کنیزان ملکہ حیرت سو رہی ہین ایک حسین نوجوان کو تاکا اُسکے دماغ پر بیہوشی کی چڑھائی
گود مین اُٹھا کر اُس کنیز کو علحدہ لایا لباس اور زیور اتار لیا اُس ننگی ننگ خاندان کو ایک غار مین
ڈال دیا آپ رنگ روغن عیاری کا لگا کر صورت اُس کنیز کی بنکر تیار ہوا جہان سب کنیزین سو رہی
تھین وہ لائی اور منہ کے لیٹ رہا مگر افراسیاب و حیرت کو تاک رہا ہے استاد کے تنہا جانے کا خیال
قلب پر ہجوم غم و ملال دل سے باتین کرتا ہے اے برق حقیقت مین استاد نے بڑا کمال کیا خدا اُنکو
خیر و عافیت سے لائے یہ نقب تنگ و تاریک ہے اسمین یکہ و تنہا جانا طلسم کا پتہ لگانا اُنھین کی ذات
پر موقوف ہے جو پتھر کا کلیجہ بنا کے فن عیاری کا نام لے خدا وہ دن کرے کہ پھر اپنے استاد کو صحیح و سالم
دیکھین قدمبوسی حاصل کرین دیکھیے طلسم صندل پر جاکر کیا ہوتا ہے پھر دل سے کہتا ہے اے برق تجکو
بھی مشکل ہے اگر کہین افراسیاب نے مجکو پہچان لیا سارا غصہ استاد کا تجھپر نکالیگا اب تو چلے گئے
مجکو یہان چھوڑ گئے اب لشکر مین جانا دشوار ہے نہین معلوم یہ قصر کہان ہے وسعت طلسم بیابان
ہے اگر یون بھاگ کے چلا جاؤنگا لشکر مین کیونکر پہونچونگا اسی تردد مین پڑا تڑپ رہا ہے دیکھا یک
گریبان سحر چاک ہوا افراسیاب آنکھین ملتا ہوا اُٹھا حیرت کو پہلو مین دیکھا پڑی سو رہی ہے
دل مین اپنے شرمندہ ہوا کہا اے افراسیاب کس محبت سے شراب پلائی اور بادۂ پیمانی سے
لطف اُٹھائے لیکن شراب کا انجام خراب ہے اسوقت دل کباب ہوا ناحق کا پیچ و تاب ہوا شراب کا
نشہ ایسا ہوا کہ مین غافل سو گیا پھر اُسکی غلطی حیرت کو بڑا رنج ہوا ہوگا حیرت کو جگانے لگا کہا ملکہ عالم

اٹھو دن چڑھ آیا دھوپ نکل آئی برق اپنی آنکھیں ملتا ہوا تڑپ سے اٹھا دوپٹہ سنبھالتا ہوا چہرے سے
گیسوؤن کو درست کرتا ہوا افراسیاب کو جھک کے سلام کیا افراسیاب نے سراپا دیکھا جانتا ہی کہ
ملکہ نیرنگ کی کنیز خاص ہی پوچھا بی سمن عذار مزاج تو اچھا ہی کہا حضور کی جان و مال کو دعا کرتی ہون
ای شہنشاہ آپ ایسے غافل سوئے کہ پھر کروٹ بھی نہ لی پہرات دن سے مین نے سنا کہ ملکہ حیرت آپکو
جگاتی تھین عورت بیچاری کیا کرے یہی کہتی تھی کہ صاحب ذرا ہوشیار ہو مین پانی پیونگی پیاسی ہون
نہایت بے چین تھین اور مجھے تو طعنہ دے رہی تھین آپ کے نوشتون کو بھی خبر نہ تھی آپ نے کروٹ
بھی نہ لی مین تو ان باتون سے آگاہ نہین لوگون سے سنتی ہون کہ اگر مردوے نشہ مین بھی ہوتے
تو اسقدر غافل نہین ہوتے خدا جانے آپ کو کل کہان کی نیند آگئی تھی مین تو جانتی ہون کہ شراب
بڑی تیز تھی مین نے دیکھا حیرت پکارتی تھین آپ جواب بھی نہین دیتے تھے آخر مین مین نے
دیکھا کہ ملکہ نے اپنا منہ پیٹ لیا یہ کہکے پڑ رہین کہ الہی مردوے سے کبھی بات نہ کرونگی ہم بات
مین نگوڑا مردہ بنا ہوا پڑا ہی افراسیاب نے کہا ای سمن عذار مین خود شرمندہ ہون شراب اتنی
تیز تھی کہ پھر آنکھ نہ کھلی حقیقت مین حیرت بہت رنجیدہ ہوئی ہوگی اس عرصہ مین ملکہ نیرنگ جادو
مع کل مصاحبون کے اسکی سامنے آئی ہر سے تسلیم خم ہوئی افراسیاب نے کہا ملکہ نیرنگ جادو کو
جگا دو ہم سے آج بہت خفا ہین نیرنگ جادو قریب آئی تلوون سے آنکھیں ملین ملکہ حیرت نے
چشم نرگسی والی کھول کر آنکھ کھولی حیران حیران چہار جانب نگران نہایت منتشر دل بیقرار و بیدم
تڑپتی حیرت اپنے حال پر دل پر جبر ت کہ ای حیرت مین تو زنبیل مین عمرو کے تھی کیا کیا عجائب دیکھے
پھر تقدیر نے کہا سے عمرو نے تاکید کر دی تھی کہ زوجہ افراسیاب ہی اسکو کوئی نہ ستائے اسکے
ہزارون لونڈیان چاؤن چاؤن کرتی تھین ہزارون گالیان دیتی ہاتھ پھیلا پھیلا کر کوستی تھین کہتی
تھین اس کمبخت نالائق کو خدا غارت کرے اسکا ستیاناس جائے اسکا دھڑ ا ہمارے شہنشاہ سے
لڑتا ہی ان حالات کو یاد کرکے حیرت کی دمبدم حیرت بڑھتی جاتی تھی اٹھتے ہی سر جھکا لیا افراسیاب
کی جانب سے منہ پھیر کے بیٹھی افراسیاب سمجھا ملکہ میرے سو رہنے پر ناراض ہی آج دن کو راضی کرونگا
اس خیال سے افراسیاب بھی چپ ہو رہا لیکن نیرنگ جادو جادو بان لے رہی ہی اقتابہ لیے
کھڑی ہی کہ حضور منہ دھو مین گلوری نوش فرمائین کیون غضب اعلا مزاج کیسا ہی آج چہرہ بھی متغیر

اترا ہی ہر چند نیرنگ نے کہا حیرت نے کچھ جواب نہ دیا غصہ مین یہ بولی ہوا مین منہ ہاتھ دھوکے کیا
کرونگی مین تو زندگی سے ہاتھ دھوئے بیٹھی ہون مجھسے کوئی صاحب کلام نکرین مین نہین معلوم کہان ہون
برق گھبرایا ایسا نہو کہ باتون مین راز کھلے جھپٹ کے سامنے افراسیاب کے آیا اشارہ کیا کان مین
جھک کے کہا دیکھیے یہ آپ پر آوازہ ہی غم ملکہ حیرت کا اسیطرح تازہ ہی ملکہ نیرنگ کو منع کیجیے انکو نہ
ستائین جسطرح جیتی ہین بیچارہ رہنے دین اب جلدی کیجیے ملکہ کو سوار کر کے لشکر مین لے چلیے انکے
صحبت کی شاہزادیان وزیرزادیان کنیزان خاص موجود ہونگی وہ بہلا لینگی یہان اور غم بڑھیگا
اس چپر کھٹ کو دیکھکر جھلاتی ہونگی یہ چپر کھٹ نامبارک ہوا قصر بھی بڑا ہی اب یہان دیر نہ
لگائیے افراسیاب سمجھا سمن عذار سچ کہتی ہی کہا اے سمن عذار ناحق کا غصہ ہی بس اب غصہ کو
تھوک دو کبھی ایسا ہوتا ہی برق نے کہا ملکہ مجھسے بہت مانوس ہین جب کبھی اس کوہ پر آتی تھین
دل کا حال مجھسے بیان ہوتا تھا اکثر یہ بھی فرمایا کہ سمن عذار ہمارے پاس رہا کرو تمھین اپنا مصاحب
کرینگے مین نے حضور کہانیان بہت یاد کی ہین انکو سنینگی بہت خوش ہونگی افراسیاب نے کہا
اے سمن عذار اسوقت تو تمکو ضرور ساتھ لے چلینگے گر ہماری خدمت مین رہنا برق نے ماتھا کوٹ لیا
کہا نہین شہنشاہ مین بی بی کے ساتھ رہونگی آپ سے کبھی بات نکرونگی آپ مجھسے بے رخی کرین
تو مین کیا کرون میرا یہان کون بیٹھا ہی جو حامی بنے گا اور آپ سے بدلا لیگا مین بی بی کے ساتھ
رہونگی مجھے ساتھ لے چلنے مین آپ کا کوئی فائدہ نہین بلکہ اسمین ہر طرح کی آپ ہی کی برائی ہی دیکھو
مین پھر کہتی ہون کہ آپ مجھے ساتھ نہ لے چلین اب لاکھ کہینگے مین ہرگز نہ آونگی برق نے ایسی بھولی
بھولی باتین کین کہ افراسیاب بیقرار ہوگیا کہا سمن عذار تمکو ضرور اپنے ساتھ لے چلینگے برق
نے چٹکی لے کے کہا بس اب نیرنگ کو منع کیجیے زیادہ ملکہ کو نہ ستائین کیون بیہودہ باتین بنائین
افراسیاب نے کہا اے نیرنگ ملکہ کو نہ ستا بیچارہ رہنے دو طبیعت آپکی سست ہی اب مین جاکر علاج
کرونگا تخت تیار کرو مابدولت ملکہ کو ساتھ لے کے لشکر مین جائینگے وہان مصاحبان خاص کنیزان
قدیم موجود ہونگی وہ موافق مزاج کے بہلا لینگی افراسیاب یہ سبطرح کی باتین کرتا ہی مگر حیرت
مثل تصویر خاموش نیرنگ جادو فوراً تخت لائی سامنے افراسیاب جادو کے حاضر کیا گلدستے
تخت پر آراستہ کر دیے افراسیاب جادو اٹھا حیرت کا ہاتھ تھام کر کہا ملکہ چلو لشکر مین تمھارے سبب

سردار گھبراتے ہونگے شاید مہرخ و بہار نے طبل جنگی بجوایا ہو اس لشکر کا انتظام تمھاری ہی ذات
خاص پر موقوف ہی ملکہ حیرت نے بنگاہ حیرت چہرے کو افراسیاب کے دیکھا کچھ زبان سے
نہ کہا خاموش اُٹھ کھڑی ہوئی افراسیاب تخت پر سوار ہوا حیرت کو پہلو مین بٹھا لیا اب برق
تڑپا کہ ایسا نہو مین یہین رہجاؤن تفتا ہوا قریب آیا افراسیاب سے اشارہ کیا مین بھی ساتھ لیجیے
چلیے آپ ہمسے وعدہ کر چکے افراسیاب نے فوراً تیز رنگ جادو کو بلایا کہا اے تیز رنگ ہم تمھاری
کنیز ماہ رخسار سمن عذار کو ساتھ لیے جائین پھر چلی آئیگی تیز رنگ نے کہا شہنشاہ کیا مضائقہ ہی
ہر چند کہ یہ مجھکو بہت عزیز ہی مگر حضور کی کنیز ہی افراسیاب نے کہا بی سمن عذار آؤ برق اُچک کر
تخت پر بیٹھا افراسیاب سے باتین بناتا ہوا چلا مگر حیرت منھ سے نہین بولتی افراسیاب بھی برق
سے اشارے کنائے مین کہتا تھا سنو بی سمن عذار مین بادشاہ طلسم ہوش ربا ہون ایک سر ہزار
سودا نمک حرامون نے سر اُٹھایا ہی صدہا مصاحبان جانباز و زیران ہمراز مسلمانون کے جاکر
شریک ہو گئے کبھی سامان نزول کا لوح بچانے کی فکر آٹھ پہر یہی ذکر تھکا ماندا آیا سو گیا جاگنے
سے بھی بیدار ہوا ہر چند افراسیاب ایسی باتین کرتا ہی حیرت جادو جواب نہین دیتی اسی طرح
خاموش بحر غیرت و حیرت کا جوش زمین و آسمان حیران دیکھتی ہی دل مین دھڑکن
خوف آبرو ریزی مضطر و پریشان ہر طرح کا پس و پیش افراسیاب کا اب غصہ بڑھتا جاتا ہی
کہا اے سمن عذار کیا عورت ناقص العقل ہوتی ہی اتنی بڑی سلطنت معرض زوال مین افسوس
ہی کہ اسکا بالکل خیال نہو دنیا کے لہو و لعب بعد انتظام سلطنت دیکھے جاتے مین آٹھ پہر اگر
بادشاہ مبتلا ہے دام لہو و لعب ہو وہ سلطنت خراب ہو گی سمن عذار درست و بجا کہکر عرض
کرتی ہی جو حضور ارشاد فرماتے ہین اُسمین دخل دینا عبث ہی لیکن اپنی پہلو نشین کی خاطر بھی واجب
و لازم ہی دلشکنی نہ کرنا شیوۂ صاحبان وفا ہی آپسمین رد و قدح افراسیاب سے اور سمن عذار
سے ہو رہے ہین یہان دربار مین ملکہ حیرت کے مصور و صورت نگار و ملکہ صنعت سحر ساز
و سرما سے برف انداز و ابریق کوہ شگاف وغیرہ انتظار مین بیٹھے ہین کہ نہین معلوم
شہنشاہ پر کیا گذری خیدبان بلا کو قتل کیا یا اسیر ہو گئے یکایک ہرکارون نے بڑھکر خبر دی
کہ شہنشاہ تشریف لاتے ہین سب سردار واسطے استقبال کے دوڑے وہان لشکر ملکہ مہرخ

ہین ملکہ سرخ مو سے کاکل کشا وغیرہ جو سردار قید ہونے سے بچے تھے بارگاہ مین موجود ہین اتنے
مین سردار اسد نامدار و خواجہ عمرو و مہرخ و بہار کے واسطے بیقرار ہین جانسوز ہین قران و ضرغام
شیر دل سے کہ رہے ہین کہ چالاک پلٹ کر نہ آیا کچھ احوال مفصل نہ ثابت ہوا کہ ہمارے آقاے
نامدار سولاے قدر شناس پر کیا معرکہ گذرا سواے پروردگار کے کون سنا کرے گا افراسیاب سے
کون لڑ سکتا ہی اب بڑا غضب ہوا کہ افراسیاب نے خود کمر ہمت باندھی تو اب بڑی مشکل ہی
روز ساحر آتے تھے اُنسے برابر کے مقابلے ہوتے تھے اب جب یہ خود آئیگا کون روک سکیگا لشکر مین آکر
طلسم زمین اُٹھا کر لے گیا کوئی اسکا کیا کر سکیگا چالاک ہم سب کو منع کر گئے تم ہمارے عقب مین نہ آؤ ورنہ
جا کر اپنی جان دیتے حقیقت مین ہم اسیر غالب نہ آتے اپنے سردار کے ساتھ لڑ بھڑ کر مر جاتے ذلت تو
نہ اُٹھاتے اب کیسی مصیبت ہی کہ خبر تک ملنا دشوار ہوئی اس حسرت مین سب کے سب پریشان تھے
کہ آسمان پر برق چمکی برق کو دیکھ کر سب دوڑے دیکھا ملکہ مہرخ و بہار و باغبان و رعد و برق و
برق لامع و ملکہ بران شمشیر زن چلی آتی ہین سب نے بڑھ کر استقبال کیا ہمراہ لیکر سرداران مذکور
کو بارگاہ مین آئے اضطرار مین پوچھا ای ملکہ عالم اسد نامدار و خواجہ عمرو و برق فرنگی کہان ہین ملکہ
مہرخ کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے کہا صاحبو کیا بیان کرین حال مصیبت کیونکر عیان کرین افراسیاب
خانہ خراب نے اپنے نزدیک ہم سب کو مار ڈالا ہوتا مگر حافظ حقیقی نے ہم سب کو زندہ کیا چالاک
نے بڑا کار نمایان کیا ملکہ بران کو لایا تالاب پر لڑوایا مگر خواجہ عمرو و اسد و برق غائب ہوئے
نہین معلوم افراسیاب جادو گرفتار کرکے لے گیا یا اور کوئی ساحر مکار پہونچا اُٹھا لیا کچھ حال
نہ کھلا کیا معرکہ ہوا ہم چھوٹے مگر قید غم و الم سے رہائی نہوئی فلک کجرفتار گردون غدار ہر وقت
درپے آزار ہی ایک لمحہ آرام نہین ملتا اب کیونکر دریافت کرین کس سے پوچھین چالاک بھی واپس
نہ آئے خدانخواستہ وہ بھی نہ گرفتار ہو گیا ہو باپ کے واسطے بہت بیقرار تھا لڑ کہا صاحبو سبحان اللہ
باپ ایسے کامل بیٹا ایسا عیار زبردست اتنے عرصہ مین قیامت برپا کر دی نہین معلوم کیا کیا
عیاری کی ہین مفصل نہین دریافت ہوئے یہ باتین ہو رہی تھین ملکہ مہرخ کو خبر دی کہ حضور چالاک تو
آتے ہین سب سردار باہر نکل آئے زیر سائبان زرنفتی ٹھہرے سامنے دیکھا کہ چالاک آتا ہے ملکہ مہرخ
نے فرمایا بیٹے خدا جلد ظاہر کرو کہ اسد غازی و برق فرنگی و خواجہ عمرو پر کیا گذری چالاک

نے کہا کیا عرض کروں میں نے عیاری کرکے حیرت کو گرفتار کیا ملکہ حیرت کو بران شمشیر زن لیگئے
برسر زعفران کوہ پہونچا وہان کی حماقت کا عوض کرتا کچھ ضرور نہین پھر پہر تو ملکہ بران نے آکر
آپ لوگون کو رہا کیا عین گرمی جنگ سے قبلہ و کعبہ واسد نامدار و برق عالی وقار غائب ہوگئے
نہین معلوم افراسیاب نے سحر کردیا پھر مین نے ان صاحبون کو نہ دیکھا ساری شفقت خاک ہوئی
وہ معاملہ سب مین نے آنکھون سے دیکھا تھا میرے سامنے افراسیاب نے تالاب بنایا سب کو قید
کرکے برسر کوہ زعفران سہا تھا مین بران کہلے پہونچا اب نہین معلوم کہان گیا کدھر جاکے تلاش کرون
کس سے پوچھون یہ خبر وحشت اثر محل مین پہونچی ملکہ مہ جبین الماس پوش سنکر چیخنے لگین سب شہزادیان
نامدار روتی ہوئی باہر نکل آئین سب سردار واسطے تعظیم کے اٹھے ملکہ مہ جبین تخت پر بیٹھین ملکہ
مہرخ کی جانب متوجہ ہوئین کہا نانی امان اور سب صاحبون سے تو مین کیا کہون مگر آپ سے
ہملو بڑی شکایت ہے اپنی جان بچائی انکا خیال نہ تھا آپ خوب جانتی ہین کہ وہ سیدھے سپاہی ہین
مکاری غداری انکی بلا جانے تلوار کھینچکے افراسیاب پر جا پڑے ہونگے وہ کیا جانین کہ یہ ساحر ہے یا
غیر ساحر ہے ہر مرتبہ انکے مزاج کا ہم نے امتحان کیا اگر مر جانے کو شرف جانتے ہین دوست دشمن
کو نہین پہچانتے ہین کیا ہماری بدنصیبی ہے کاشکے ہم ہمسر جانتے ہوتے اپنا سر انکے قدم پر نثار
کرتے ہمکیس بیکس بےبس دست و پا شکستہ نہ یارے نہ مددگارے لٹنے کو بادشاہ ہین اپنی جان کے
سوا ہماری کس پر حکومت ہے بیکار سلطنت ہے سب صاحب اپنی جان بچا کر چلے آئے انکو سامنے
دشمن کے چھوڑ دیا اتنا تو آپ سب صاحبون نے سمجھا ہوتا کہ سیدھے سپاہی سحر و ساحری
نہین جانتے افراسیاب سے کیونکر لڑینگے جن صاحب کے مزاج مین آتا پنجہ مین دبا کے انکو اٹھا لیتے
اگر یہ کہیے کہ وہ اس حرکت پر خفا ہوتے یہان آکے ہم سمجھا لیتے اپنے ملازم کا کیا سر کاٹتے مگر افسوس
دنیا مین کوئی کسی کا نہین ہے اب تاج و تخت ترک کرینگے انکے نام پر جان دینگے یہ کہکر آنکھون
سے اشک حسرت ٹپکنے بیقراری مین یہ اشعار مخفی پڑھے

بستۂ ارباب ہمت کرمے کہ غم سے روم	گیسوے آہ پریشان ہمراہ تم سیر دوم
روز گارم گر زند زخمے ہمتا ور سے گے	کافرم گر یک قدم دنبال ہمہ میروم
بر سر راہ اجل بنشستہ بیم مرگ چیست	خلق و عالم رفتہ اندازین راہ من ہم میروم

گرچہ دنیا علم زہر ان چین و باک نیست — در غم و اندوہ محنت چیست این بیباقی
سیر دم گرچہ کاسے بیش یا کم سیر دم — مختفیا امروز فردا چون عالم سیر دم

دیگر نظم

او آسمان مجھکو ذرا کچھ ملال دے — ظالم ہماری حسرت دل تو نکال دے
جتنی محبت اُنسے ہے ہمکو انہین نہین — کیونکر کسی کے دل مین کوئی دل کو ڈال دے
نکلے کوئی رہرو صحراے درد و غم — کانٹا ہمارے پاے جگر سے نکال دے

ان اشعار کو پڑھکر دوپٹہ منہ پر رکھ لیا ایسی بیقرار ہو کر روئین کہ بارگاہ مین شور گریہ و زاری بلند ہوا ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ سب کانپ گئین ہاتھ باندھنے لگین کہا حضور ہم سب آپ کے لازم ہین بیشک ہم سب سے خطا ہو گئی معاف فرمایئے ابھی ہم سب جاتے ہین انکو تلاش کرینگے یا حضور کو خبر پہونچیگی کہ ہمارے نمکخوار اُسپر کٹ مرگئے اور حضور جو معرکہ گذرا اُسکو نہین عرض کر سکتے مین گرمی جنگ تھی اسطرح وہ غائب ہوے کہ ہم لوگ نہ سمجھ سکے کسی نے اٹھا لیا ساتھ گذرا چالاک نے کہا مجھکو یقین کامل ہے قبلہ و کعبہ نے لیکر اسد نامدار کو زنبیل مین ڈال لیا ہو گا وہ کیا نادان ہین سمجھتے نہین کہ افراسیاب کے سامنے اسد غازی کا گرفتار کھینچنا بالکل بیکار ہے ملکہ مہ جبین نے فرمایا بھیا چالاک جسطرح چاہو مجھکو سمجھا لو مین کیا کرون میرا دل نہین مانتا یہ باتین تھین کہ آسمان سے ابر سرخ رنگ پیدا ہوا چند دیو جنہون نے بڑھکر عرض کی حضور افراسیاب آتا ہے حیرت بھی ساتھ ہے سردار استقبال کے واسطے گئے ہین داخل بارگاہ ہوا چاہتا ہے یہ سنتے ہی چالاک نے کہا اے شہنشاہ گیتی ستان حضور چند ساعت صبر کرین مین ابھی مفصل خبر لاتا ہون یہ بڑی بات ہے کہ حیرت جادو بھی ساتھ ہے صنعت وغیرہ بھی موجود ہین ضرور انسے احوال اپنا بیان کریگا اگر خدانخواستہ وہ تینون صاحب قید ہو گئے تو بھی ظاہر ہو جائیگا اسکی جستجو ہو گی حضور کے گھبرانے سے سب نمکخوار پریشان ہونگے ملکہ مہ جبین نے گھبرا کر دوپٹہ منہ سے ہٹا دیا کہا بھیا چالاک مین نہین روتی بسم اللہ جاؤ مگر اپنے تئین دشمن سے بچانا یون یکایک سامنے نہ چلے جانا تمہارے دم سے بڑی ڈھارس ہے چالاک نے عرض کی ہم غلام جانباز ہین اگر ہماری جان جاے شرف کونین حاصل ہو یہ کہکر چالاک نے باتہ سے عیاری ذات پر آراستہ کیا بارگاہ

سے نکل کر طرف لشکر افراسیاب کے روانہ ہوا یہان ملکہ صنعت و سرما سے برف انداز و ابرق
کوہ شگافت وغیرہ استقبال کرکے افراسیاب کو بارگاہ مین لائے میان برق بھی ساتھ ساتھ
مین ہنستے ہوئے چلے آتے ہین ابرق کی جو نگاہ پڑی سراپا دیکھنے لگا پوچھا بی سمن عذار مزاج تو
اچھا ہی برق نے تیوری چڑھا کے کہا صاحب تحسین کیا مجھے گھور گھور کے نہ دیکھو میرا خون بہت
پتلا ہی کس نگاہ سے دیکھا کہ میرا پنڈا گرم ہوگیا یہ ترچھی آنکھیں پھٹ جائین جو مین بری نگاہ سے
دیکھے وہ اندھا ہو سرما نے کہا بی سمن عذار آجکل زبان بہت کھل گئی ہی ملکہ تیز نگ کی مصاحب
خاص ہو اب وہین آکر تم سے باتین کرینگے برق نے کہا وہان آسنے کی کیا ضرورت ہی مین کسی سے
بات نہین کرتی ایک ایک سے جھگڑتا ہوا ہنستا ہوا کھیلتا ہوا چلا آتا ہی ملکہ صنعت نے دیکھا
کہ ملکہ حیرت کی رنگت متغیر خاموش سر جھکائے ساتھ ساتھ افراسیاب کے چلی آتی ہی جب بارگاہ
مین پہنچی صنعت وغیرہ نے کہا ملکہ تخت پر قدم رنجہ فرمایئے ملکہ حیرت سنکر حیران ہوکر صنعت کو
دیکھا کبھی وزیرزادیون کی جانب متوجہ ہوئی آنکھون مین آنسو بھر لائی خاموش سر جھکا کر تخت پر
بیٹھ گئی صنعت نے افراسیاب سے کہا کیون ای شہنشاہ آج ملکہ بہت رنجیدہ معلوم ہوتی ہین
افراسیاب نے کہا ای صنعت بعضی بات ایسی ہی بقول شخص گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل صنعت
نے کہا فرمایئے لونڈیون سے کیا پردہ ہی افراسیاب نے کہا بات یہ ہے ملکہ کا مزاج بگڑا ہوا ہی ذرا سی
بات مین یہ فساد برپا ہوا کہتی ہین کہ مجھ سے راز کو چھپاتے ہو چیز مین سے اس راز کو بھی بتلا دیا اسلا
غصہ یہ ہی کہ رات کو مین نشہ مین شراب کے سو گیا انھون نے شاید جگایا میری آنکھ نہ کھلی اسکی
قابل سزا و جزا ہون اب اسوقت سے ساری رات موجود ہون یہ سنکر حیرت مثل شعلہ جوالہ بھڑکی
پہلے تو چیخ مار کر رو دی پھر کہا بار وہ تو بتلاؤ مین زندہ ہون یا مردہ ادب سب مجھے لازم ہین مین
اپنی بارگاہ مین آئی افراسیاب نے کہا اور نیا جو سنیئے صنعت نے کہا شہنشاہ خاموش رہیے
ایسا ملکہ کو مین نے بدحواس نہین پایا نہایت صاحب فہم و فراست مالک سریر سلطنت منتظم
کاروان مین اسوقت کیا گذری کہ مثل آئینہ حیران ہین یہ کہکر صنعت نے بلائین لین کہا ملکہ مین
حضور کی لونڈی صنعت سحر ساز ہون سب کنیزان حضور موجود ہین کس مقدمہ مین حیرت ہی
دل تردد و منزل کی کیا کیفیت ہی حیرت نے کہا ای صنعت جب شہنشاہ طرف لشکر مسلمانان

روان ہوئے میرے دل کو قرار نہ آیا مین بھی انکے پیچھے چلی راہ مین بران سے مقابلہ ہوا مین لڑی
بھی کہ لیا ایک صرصر پہونچی نہین معلوم اُسنے کیا کر دیا مین بیہوش ہوگئی پھر جو آنکھ کھلی ہی صنعت
کیا کہون دیکھ میرا کلیجہ کانپتا ہی اپنے کو عمرو کی زنبیل مین پایا یہی مین نے آواز سنی کہ عمرو نے پکار کر
کہا ای ملازمان من یہ زوجہ بادشاہ طلسم ہوش ربا ہی دریاے حسن و جمال کی گوہر بے بہا ہی اسکو احتیاط
سے رکھنا ای صنعت کیا کہون کہ کیا کیا چیزین دیکھین کالے کالے مردوے میرے سامنے آتے تھے
کوئی کہتا تھا یہ ساحرہ ہی اگر یہ ہاتھ لگے تو جیتا نہ چھوڑین خوب ہم نے آرام مین سحر یاد کرتی تھی ایک لفظ
تک یاد نہ آتی تھی لونڈیون کا تانتا لگا گوری کالی سانولی ہزارون پھرتی ہین کوئی کہتی ہی دیکھو یہ
عورت گھور گھور کر دیکھ رہی ہی اسکی آنکھین نکال لو ایک ڈوئی اُٹھاتی تھی ایک جلتا ہوا سوختہ لیکر
آتی تھی ایک کہتی تھی ہمارے شہنشاہ کی دشمن ہی ساحرہ پرفن ہی اسکا دوپٹہ چھین لو یہ لی چادر
اُرھاؤ ایک کہتی تھی اسکا منھ جلا دو اسی زبان سے ہمارے اُستاد کو کوستی ہوگی کیا کہون جو میری
جان پر آفت تھی اُسی ہنگامہ مین ایک شاہزادی آئی عمدہ تاج سر پر لباس معقول زیب جسم انور
زیور بیش قیمت حسین جمیل ماہ پیکر سیہ آنکھین بہ شکل غزال ابرو بہ صورت ہلال سینہ پر اُبھار باغ حسن
مین بہار گلعذار سرو سہی قد خلیق نرم زبان شیرین کلام مین لیاقت اُس ماہ جبین نے آکر سب کو منع
کیا کہ الا لقو دو بہو ہر چند کہ ہمارے شہنشاہ کی دشمن ہی مگر بڑے ملک کی شاہزادی ہی قید مین
آکر پھنس گئی ہی رحم چاہیے اسکو زیادہ ستاؤ گی ہمارے شاہ کے ساتھ دشمنی کر لی اتفاق ہی شاہان جلیل
پر مصیبت پڑتی ہی اپنے ملک و مال پر لڑتی ہی اسمین خطا کیا ان سب کو میرے پاس سے دور کیا یہ
نصیحت میرے پاس بیٹھی فرمایا ای ملکۂ عالم نہ گھبراؤ ہمارے اُستاد ظالم نہین ہین تمکو کچھ تکلیف نہ پہونچیگی
اُس بیچاری نے مجکو گھڑی گھڑی کھلائی پیاس کے مارے میرا دم نکلتا تھا پانی پلایا تسکین دی دلاسا دیا
ای صنعت اگر وہ نہ آجاتی وہ شغلین کالین کہ میرا دماغ کھا جاتین ایک ایک اُنمین شوخ و
شنگ آفاؤ وہ چابک ہو اسے لڑتیان مین اُنسے کون بولے نہین معلوم عمرو نے کہان سے
لیکر بھر لیا ہی ایک گوشہ مین نے دیکھا سنتی ہون بڑی وسعت ہی اس نگوڑے ساربان زادے
کی بڑی لیاقت ہی شہنشاہ اپنی بگھارتے ہین پھر جو میری آنکھ کھلی صبح ہو چکی تھی یہ فرماتے ہین مین
سو گیا جاگ اُٹھا ہین ان خرافات کو کیا سمجھون کیسی شراب کیسے کباب افراسیاب نے گھبرا کر

کہا ای ملکہ عالم اول شب مجھے کس نے صندلی تھی کون اپنا گلا کاٹتا تھا الماس کی انگوٹھی کس نے
اتاری یہ کس نے کہا مجھے طلاق دیدو مین نکل جاؤنگی تیرے گھر مین رہکر کیا کرونگی مین نے لوح
کا حال کس سے بیان کیا حیرت نے کہا میری پاپوش جانے جب تم کو وہ بلور پر کہ چلے تھے کہ خبردار
کوئی مجھسے لوح کا حال نہ پوچھے پھر مجھے کیا ضرورت تھی مین کیون پوچھتی افراسیاب نے کہا ہی ہی
بڑا غضب ہوا آخر وہ کون تھا صرصر بھی موجود ہی اُسنے کہا اے شہنشاہ معلوم ہوتا ہی وہ عمرو تھا
جب حال دریافت کرچکا انکو سلادیا آپ جستجوے لوح مین گیا افراسیاب نے کہا تو کیا جانے
بیہودہ بکتی ہی ملکہ نے شب کو وہ صندلی میرا ناک مین دم آگیا گلا کاٹے ڈالتی تھین کہ حال لوح کا
بتاؤ مین نے لفظاً لفظاً سب احوال بتا دیا پسکلے جوڑے پر ہاتھ ڈالا کہا لو دیا تو میرے جوڑے
مین موجود ہی کنجی اسمین رکھی ہی حیرت نے کہا اے شہنشاہ کنجی ہو یا نہو مین رات کو آپ کے سامنے
نہ تھی سحر سے مجکو حیرت ہی آپ ہی صبح سے بکتے تھے کہ سو گیا جاگ اٹھا شراب بڑی تیز تھی مین حیران
حیران سنتی تھی دل ہی دل مین جلی جاتی تھی اب جب اپنی بارگاہ مین آئی تو میری طبیعت کھلی ابتک
تو مین جانتی تھی مین عمرو کی زنبیل مین بیٹھی ہون جب صنعت نے کلام کیے تب مین سمجھی مین نے
آپ سے لوح کا پتہ نہین پوچھا آپ ناحق مجھے ستم کرتے ہین اب اسوقت بارگاہ مین عجیب غلغلہ
ہی برق فرنگی کھڑا سن رہا ہی کوئی کہتی ہی ہی کہ میری بی بی زنبیل مین قید ہو گئین ایک کہتی ہی نہین
معلوم نگوڑے عمرو نے کیا کردیا پھول سا چہرہ کمہلا گیا اب افراسیاب کو ایک وحشت ہوئی
کہتا ہی صاحبو غل نہ کرو بات تو سمجھنے دو اس وقت برق فرنگی تڑپ کر آگے بڑھا یہ تو ناظرین پر
واضح ہی کہ صورت سمن عذار کی بنا ہوا ہی ایک موٹا سا جادوگر تاک کے اسکو تو اپنے پاس
ٹھہرایا کہا بچا میرے پاس کھڑے رہو اسوقت جو باتین شہنشاہ کے دربار مین ہو رہی ہین بچا میرا
دل کانپ رہا ہی مجھے خوف معلوم ہوتا ہی جادوگر جب قریب آچکا برق نے تدبیر کامل کرلی تب پکار کر
آواز دی شہنشاہ سنیے سب حال لونڈی کو معلوم ہی ناحق سب صاحب فکر کرتے ہین سب کو خاموش
کیجیے گوش ہوش سماعت فرمایے لفظاً لفظاً بیان کردون افراسیاب پکارا خبردار خاموش ہو سب
اہالیان دربار خاموش ہوے سمن عذار کا منہ دیکھنے لگے افراسیاب نے کہا ہان بی سمن عذار

بتلا دیکیا سرگذشت برق نے کہا حضور سماعت فرمایے نظم		سے چیز آمد سلم نزد شاہان

ہنر یا مال یا مرد سخن دان	من از مال و ہنر چیزے ندارم	ولی فضل سخن دارم بیارم
بیایم بار دیگر من گفتار	درون سینہ دارم قصہ بسیار	سنو صاحبو کانون کی سنی نہین

کہتی ہون جو فرض کرتی ہون آنکھون کی دیکھی ہوئی بات ہے یہ بیان معجزات و کرامات ہر شب کو
لونڈی نے دیکھا ساربان زادہ اول ملکہ حیرت بنا ہوا تھا آپ سے لوح کا حال پوچھا جب آپ لوح کا
حال بیان کر چکے شب اسکو شراب پلا کے بیہوش کیا ملکہ حیرت کو نکالکر آپ کے پہلو مین سلایا اپنے ساتھ
برق فرنگی کو زنبیل سے نکالا اس سے کہا ای فرزند مین اسد کو لیکر جیسے لوح مین جاتا ہون تو آفتاب
کے ساتھ کنیز بنکے جانا ملکہ مہرخ و بہار کو خبر پہونچانا معمور مین چھپکے دیکھا کی عمرو و برق نے تخت کو اٹھایا
فرش ہٹایا مہرہ نقب ظاہر ہوا عمرو نقب مین گیا نہین معلوم اسپر کیا گذری برق کنیز کی شکل بنکر ہوا
آپ کے ساتھ اس دربار مین آیا اصل یہ حقیقت ہے ملکہ بہت بچا اٹھا و فرمائی ہین مین نے سارا حال
اپنی آنکھون سے دیکھا افراسیاب نے کہا حرامزادی تو دیکھا کی غل کیون نہ مچایا مجھکو کیون نہ جگا دیا کہا
حضور نہین باعث تھا بچپن سے مجھکو نانی جان نے پڑھانے مین سمجھا دیا تھا کہ خبردار کسی کی غیبت
نہ کرنا غیبت بہت بری چیز ہے اسوجہ سے مین چپکی دیکھا کی مین نے حضور کو نہ جگایا بزرگون کی بات
یاد رکھی افراسیاب نے کہا ارے غیبت کیسی بدنظر برباد ہوتا ہے تجھکو غیبت سوجھی ہے اگر تو مجھکو
جگا دیتی مین عمرو کو گرفتار کر لیتا برق نے کہا یہ مجھکو منظور نہ تھا کہ ایک بیچارہ غریب تین روپیہ کا
پیادہ پکڑا جائے آپ اسکو قتل کرتے خون کسکی گردن پر ہوتا نانی امان مجھکو گھر سے نکال دیتین
افراسیاب نے کہا اس حرامزادی سے جو باتیں مار دائی کے جاتی ہے معلوم ہوتا ہے عمرو سے ملگئی
برق نے کہا او بیوقوف مین اپنے استاد کو کاہیکو گرفتار کراتا مین صاف صاف کہتا ہون
نہین پہچانتا یہ کہکے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ برق فرنگی ستمگر برق رفتار و خنجر گذار ہو ستم کیش
گران بر حسدار ہو نعرہ کرکے جس جادوگر کو پہلو مین کھڑا کیا تھا اسکو خنجر زدہ کر کھڑا کے گرا دیا تو دس
ہو کر ساحر کے مرنے سے تاریکی ہوتی ہے صداہائے مختلف بلند ہوئین اس اندھیرے مین برق اور
دو چار کو مار کر نکل گیا بعد عرصہ کے آواز آئی کشتی مرا نام من سرہنگ جادو بلوداب روشنی ہوئی
افراسیاب نے سر پیٹ لیا کہا لو صاحبو غضب ہوا عمرو عیار جیسے لوح مین روانہ ہوا مین
جانتا تھا یہ راز کبھی نہ کھلیگا ساربان زادہ بلائے روزگار حیرت پیٹنے لگی کہا اے شہنشاہ جلد تدبیر

پہنچا افراسیاب نے کہا وہاں ساربان زادہ جائیگا تو کیا کریگا طلسم صندل کا فتح ہونا دشوار ہی
مین ابھی نامہ پاس ملکہ صندل جادو بادشاہ طلسم صندل کے روانہ کرتا ہون وہ ہشیار ہو جائیگی
عمرو کو پہونچتے ہی گرفتار کریگی رسالی نامہ درچند مہرو ماہ دشوار ہزاق کا تردد و انتشار ہی یہ کہکے
ایک نامہ بنام صندل جادو اس مضمون کا لکھا کہ ای ملکہ صندل ساربان زادہ عمرو عیار طرف تمہارے
طلسم کے طلسم کشا کو لیکر آتا ہی بہت ہشیار رہنا آتے ہی اوسکو گرفتار کرنا یہ نامہ لکھکر کا سالک جادو ساحر
تیز پر ہی اوسکو نامہ دیا کہا یہ جاکر خدمت مین صندل جادو کے پیش کرنا اور آنکھون سے جو کچھ دیکھا ہی
زبانی بھی تاکید کرنا یہ جادوگر نامہ لیکر طرف طلسم صندل کے روانہ ہوا اسکا حال وقت پر عرض کیا جائیگا
مہتر برق فرنگی افراسیاب سے ملاقات کرکے بارگاہ ملکہ ماہرخ مین آیا تمام کیفیت گذشتہ
ظاہر کی اور کہا خواجہ عمرو نے فرمایا ہی کہ مین یکہ و تنہا اسد غازی کو لیکر طرف طلسم صندل کے جاتا ہون
اگر مناسب ہو تو تم صاحبان بھی قصد کرو اپنے کو ہم تک پہونچاؤ باغبان نے کہا اب تک ہمراہ سے
ناواقف تھے اس وجہ سے کوئی تدبیر نہ کر سکے اب حال مفصل ثابت ہوا ہمکو جانا واجب و لازم ہوا اسی وقت
ایک نامہ حالات خواجہ عمرو کا لشکر ملکہ بہاران شمشیرزن کے پاس روانہ کیا مطلب یہ تھا کہ وہ بھی آگاہ
ہو جائین بعد نامہ روانہ کرنے کے مہتر قران نامدار بارگاہ مین آئے تمام کیفیت سنی کہا ای ملکہ عالم مین
تلاش مین اپنے استاد کے جاؤنگا جسطرح سے بنیگا ان تک اپنے کو پہونچاؤنگا کیون او بہورئیے تو کیون
رہ گیا یہان باتین بنانے کو چلا آیا برق نے کہا مین اگر جاتا تو خبر تمکو کون پہونچاتا بیرک پھرک کے سب
صاحب رہتے قران نے کہا اب خدمت لشکر آپ کے سپرد ہوئی ہی مین جاتا ہون برق نے کہا مین
بیچارہ کیا ہے مین ہون مرشدزادے میان چالاک صاحب نائب استاد کے جانشین موجود ہین آپنے
بہتر کون ہی جو مجکو حکم دینگے بجا لاؤنگا قران نے کہا تو بڑا تقریرباز ہی برق نے جواب دیا کیا مین گونگا ہون
بات کا جواب نہ دون جو مرشدزادے حکم دینگے بجا لاؤنگا بارگاہ کے دروازہ پر پہرہ دیا کرونگا مہتر
قران نے کہا کہ بھائی تمکو اختیار ہی یہ کہکر اسی وقت مہتر قران نامدار ملکہ ماہرخ سے رخصت ہوے
برای تلاش خواجہ چلے بعد جانے مہتر قران کے باغبان قدرت و ملکہ مخمور سرخ چشم و ملکہ بہار جادو
و رعد و برق و برق لامع اپنے مقام سے اٹھے ملکہ مہ جبین کے پایہ تخت کو بوسہ دیا عرض کی ادہم خدمت
بیفعدر حبت سے رخصت ہوتے ہین اسوقت سپاہ مین شور گریہ و زاری بلند ہوا ملکہ

سبکو خلعت فاخرہ سے مخلع کیا اور بہار گلعذار تھا کہ غنچہ دہن ہو گیا فرمایا میری گستاخی آپ لوگ معاف فرمائیے کا شہیر نامدار کی خبر وحشت اثر سنکر دل قابو میں نہ تھا ملکہ بہار نے دست بستہ عرض کی آپ ہماری بادشاہ عالیجاہ ہیں سرداران نامی کی پشت و پناہ ہیں بہت بجا ارشاد ہوا حقیقت میں ہم لوگوں نے اپنی جان بچائی ہے آقا کی نوکری کی خطاے فاش ہو انشاء اللہ اب جا کر فتح طلسم صندل کی تدبیر کرینگے دروسر سننے کے ملکہ مہ جبین نے فرمایا جسوقت کوئی صورت بہبودی پیدا ہو خدا اپنا فضل شریک حال کرے شاید آپ لوگ نہ تسکین خط مسرت منظر سے یاد فرمائیے کا لفظاً لفظاً تحریر کرنا جس سے تسکین دل نا صبور کی تدبیر ہو باغبان وغیرہ نے عرض کی انشاء اللہ پہونچتے ہی عرضی ہو پہونچیگی مگر چالاک سے باغبان نے کہا شہزادہ خواجہ عمرو لشکر میں ہیں ہم لوگون کا جانا دشمنون پر ظاہر نہو حیرت ہمارے حال سے واقف نہو ورنہ افراسیاب راہ میں روک لیگا چالاک نے اُسی وقت ایک ساحر کو بصورت باغبان ایک بصورت رعد ایک کنیز کو بصورت برق ایک ساحرہ کو بشکل بہار جادو ایک حسین کو بصورت ملکہ برق لامع بنا کے اُنکے مقامات پر جگہ دی سرداران مذکور الالبیان دربار سے رخصت ہوئے علیٰحدہ علیٰحدہ سحر کرکے تلاش میں خواجہ عمرو کے روانہ ہوئے اب نمود ناظر ناظرین ہو خواجہ عمرو نامدار نقب میں داخل ہوتے ہیں نامہ دار افراسیاب نامہ لیکر چلا ہے سردار نامی یہ جستجوے اسد غازی و خواجہ عمرو جانے ہیں مہتر قران نامدار بھی چل چکے ہیں ان سبکو راہ میں چھوڑیے انشاء اللہ وقت پر ہر ایک کا حال تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان طلسم اسکندریہ جسکا نام جلد چہارم میں طلسم آئینہ مرقوم ہے نزدیک حضر کے اس طلسم کا نام نامی اسکندریہ ہے پہونچنا ایرج نوجوان کا برائے فتح طلسم مذکور و دیگر داستان متعلق طلسم مذا بیان ہوتے ہیں ساقی نامہ

ساقیا دے شراب آتش رنگ
گرم و سرد زمانہ سے ہوں تنگ
بادۂ آتشین ہے لطف پرورد
کرہ زمہریر ہے دم سرد
جو طبیب روان محزون ہے
خم بادہ خم فلاطون ہے
یہ اگر التفات فرما ہو
بادۂ عمر دم مسیحا ہو
گرم تدبیر گردشی ہو جائے
شب غم نار عنصری ہو جائے
گر عرق ریز فکر دوران ہو
گریہ ماتم آب حیوان ہو
اس سے ممکن علاج عاشق ہے
گرم و تر ہم مزاج عاشق ہے
کھو دے یہ رنگ شربت اعجاز
تر دامنگ چشم اہل نیاز
میں بھی ممتاز چارہ سازی ہوں
اختر ناز بے نیازی ہوں

ہر جو اسون مین انتشار بہت
ذ صراحی سبو پیا پے دے
شل قلقل خروش مین آؤن
رعد سوز سیاہ کاران ہو
قلقل مے ہو سوز مستانہ
راز پنہان زبان تک آئے

خم کے خم لا کہ ہے خمار بہت
پاس ناموس و ننگ اٹھ جائے
صورت بادہ جوش مین آؤن
خم کے خم متصل کرون خالی
کہدون بیہوشون مین افسانہ
یعنی قلقل مین ہو نہین پنہان

جوش الفت ہو اسقدر مجھ سے
ہوش مانند رنگ اڑ جائے
دوستو طلسم باران ہو
جی بھرے یہ کہ دل کرون خالی
جوش دل کو جو یک بیک آئے
لبدہ راہ گمرہان جہان

پیچرہ طلسم سازان آئینہ خیال و صیقل کنندگان مرآت حسن و جمال آئینہ صورت نماے مضامین کو زور سکندر کلک سے بد و طبع ارسطو فطرت یون جلا بخشتے ہین مشتعر راوی این حکایت شیرین زور قلم بریاض صفحۂ چمن وسابق مین تحریر کیا ہے کہ ایرج نوجوان و قاسم عالیشان طلسم سکندریہ سے قید ہو کر اسطرح آئے تھے کہ ملکہ مرآت جادو نے طوفان جادو کو بھیجا انکو گرفتار کرایا اور لکہ بھیجا کہ طلسم کشا کو خدمت مین خداوند لقا کے لیجاؤ وہ تقدیر کر کے قتل کرینگے یہ لوگ قریب لشکر آکر یہ عیاری کی شاپور رہا ہوئے طوفان قتل ہوا ایرج نوجوان رہا ہو کر لشکر مین رہے حضور صاحبقران طلسم ہوش ربا کو ویران پر خراب کر چکے مہلت نہین پائی کہ طرف طلسم مذکور کے توجہ فرماتے مگر محبت ملکہ شگفتہ مو نوش دختر مرآت جادو کا کانٹا دل مین کھٹک رہا ہے اکثر شاپور سے فرمایا ای برادر کچھ اس گرفتار محبس رنج و مصیبت کا حال معلوم ہوا شاپور نے عرض کی انشاء اللہ مہلت ملا پہنچے حضرت عالی شان سے عرض کیجیے اور طلسم سکندریہ کی فوج لیکر مفتوح فرمائیے اگر یہ نہ تا الیقین ہوا تو غلام عیاری کر کے مرآت کو ماریگا طلسم شکر کرین کنارہ جائیگا اور ایرج نوجوان قصد کرتے ہین کہ حضرت صاحبقران زمان سے عرض کرون مہلت لون لشکر کے ہمراہ طرف طلسم سکندریہ کے جاؤن اپنی معشوقہ ملکہ شگفتہ مو نوش کو رہا کرون مگر جنگ کو یہان سے مہلت نہین ملتی ہر روز طبل جنگی بجتا ہی مقابلہ مین اکثر زخمدار ہوے صحت کے منتظر رہے مگر جب یاد اس معشوق باوفا کی آتی ہے طبیعت گھبراتی ہے راتون کو کراہتے ہین شاپور سمجھاتا ہے ای شہریار صبر کیجیے ایرج نوجوان فرماتے ہین ای برادر شاپور ہمارا عشق حقیقی تو ساتھ اس مقدس صفت شکن ملکہ بران شمشیر زن کے ہو اُسکے بعد یہ شوق دل ملاقات کا طالب نہین ہوا گو کسی ہماری یاد ہو گر وہ مجبور ہے ناچار وہ بیکس ہم سے بے بس ہجور

ہم مجبور وہ بصورت آئینہ حیران ہم مثل زلف پریشان انکو غم ہمکو الم انکو حیرت ہمکو عبرت انکو تجسس ہمکو کاوش اس طلسم مین جو وہ خلا ہوا اس محبوب جانی نے خود حسب ای اپنی جان پر آفت لی سمجھے تھے ملکہ شیفتہ و نوش ہے دل بہلائینگے دل لگی ہوگی یہ نہ سمجھے وہ بار سو ہے یہ جفا سہیگی پر شادی پر
میرے دل کا جب ملال ہو نہجانے سے نہین سنبھلتا مخمسہ

تمکو اندیشۂ انجام نہین تم جانو
لو چلے ہم پہ کچھ الزام نہین تم جانو
ہم کبھی ہونے کے بدنام نہین تم جانو
جاؤ اس بن اگر آرام نہین تم جانو
حضرت دل مین کچھ کام نہین تم جانو

دیدۂ دل مین تمھارے نہین غیرت کا اثر
ہمکو بیباکی سے مطلب نہین کچھ خوف و خطر
آنکھین ہر دم سے لڑایا نہ کرو آٹھ پہر
چڑھتے نظروں مین ہو لگجائے کسی کی نہ نظر
اچھا خوب لب بام نہین تم جانو

لیکے آئے تو ہو پیغام مسرت مشحون
روشناسی نہین کچھ انکو دکھلاؤن کیا مضمون
کشش دل کے سبب از رہ فکر مین ہون
قاصد و مین نہ کرون منع نہ تمکو بھیجون
مجھے اس سے خط و پیغام نہین تم جانو

تم بتادو کہ ای جان ہو تمہین کیا منظور
لو جو لینا ہو کہ مجھکو تو ہی دینا منظور
صاف کہدو کہ ہو منظور نہین یا منظور
دل تو سو جو ہو کرنا ہو جو سو وہ منظور
گرہ زلف مین کر دام نہین تم جانو

جو جفا چاہے کرو ہم پہ جناب عالی
بدزبانی سے نہین بات تمھاری خالی
ہنستو عاشق مین ملا نہین کوئی والی
طلب بوسہ پہ کہتے ہو کہ دینگے گالی
بات تو قابل دشنام نہین تم جانو

قہر ہو عاشق جانباز سے کہنا ساقی
بولنا ہو زن انداز سے کہنا ساقی
ہو غضب نرمی آواز سے کہنا ساقی
قتل کرنا ہو تو ناز سے کہنا ساقی
کوئی بیٹھے ہو تو لو جام نہین تم جانو

ہان لو باقی کے کہنے کو نہ سمجھو نادان
باقی رہنے کا نہین مذہب دین و ایمان

سوچ تو رشتۂ زنار میں پھنستے ہو کہاں ۔۔۔ تم مسلمان ہو ظفر خوب نہیں عشق بتاں

اور اگر یہ ہے تو اسلام نہیں تم جانو

دیگر

دردا کہ ز قیدی ستم آزادہ گشتیم ۔۔۔ یک لحظہ بہ غم ہاے جہان شادہ گشتیم

تا بود شکافندہ حنا ناخن ما ۔۔۔ محتاج دم تیشۂ فرہاد نگشتیم

تا خوے بویرانہ گرفتیم درین دہر ۔۔۔ نزدیک درین خانۂ آباد نگشتیم

تا پاے طلب در رہِ عشاق نہادیم ۔۔۔ سرگشتہ درین بادیہ چون باد نگشتیم

ہر جا کہ در آمد سخن درس محبت ۔۔۔ شرمندہ ز شاگردی استاد نگشتیم

تا شیفتۂ سلسلۂ زلف تو گشتیم ۔۔۔ پابند سر زلف تو آزاد نگشتیم

تا بلبل عشقیم کہ بے واسطہ محقق ۔۔۔ صید قفس و حیلۂ صیاد نگشتیم

سشا نور نے کہا اے شہریار انشاء اللہ ملکہ حیران کے وصل سے بھی کامیاب ہوجیے گا اس رجلہ کو بھی
خدا فی کرا دیگا ایرج نامدار تو اکثر یہ ذکر کیا کرتے ہیں لیکن دو نمرہ داستان طلسم اسکندریہ کے ذکر
ہوتے ہیں کہ ملکہ مرات جادو و بادشاہ اسکندریہ بعد روانہ کرنے قید ایرج نوجوان کے سلطنت ہو کر
بیٹھی مگر اس خیال سے کہ طلسم کشا وہاں قتل ہو گیا ہو گا لیکن کہتی ہے کہ کیا سبب ہوا کہ طوفان جادو
پلٹ کر نہ آیا مصاحبوں نے عرض کی حضور وہ دربار خداوندی ہے وہاں جا کر مصروف عیش ہوا ہو گا
آٹھ پہر دیدار قدرت شب و روز عیش و عشرت سامنا خداوند کا ذالمبیت کبریائی قدرت سے
تقدیر کرائی صحت پا گئے قدرت نے ایک حور تقصیر عطا فرمائی ہو گی اس سے آٹھ پہر صحبت دربار خداوندی
میں ملال کہاں باغ بہشت کو زوال کہاں ملکہ مرات نے کہا یہ تو سب کچھ ہے قبول کیا لیکن نکوام اعاق
لکھ بھیجا کہ طلسم کشا قتل ہوا اہالیان طلسم جو پریشان رہتے ہیں شادیاں کریں خارست گیا ہر شخص باغ
باغ ہو دل کو رنج والم سے فراغ ہو میں ایک عرضی برائے دریافت حال قتل طلسم کشا قدرت کو مرقوم
کروں کیوں مصاحبو جواب آپکا مصاحبوں نے کہا حضور وہ دربار خداوندی ہے بندوں کی عرضی کون
پہونچائیگا فرشتے وہاں چوکی پہرہ دیتے ہونگے ملک الموت سامنے حاضر رہتا ہو گا مرات جادو
کو حیرت ہے کہ پھر اب کیا کروں کیونکر حال دریافت ہو دربار میں یہ ذکر ہو رہا تھا کہ آسمان پر برق
چمکی کنیزوں نے عرض کی اے ملکہ عالم آپ کی ہمشیرہ صاحبہ ملکہ انور جادو مصاحب شہنشاہ

طلسم ہوش ربا تشریف لاتی ہین مرأت جادو کھڑی ہو گئی واسطے استقبال کے باہر آئی دیکھا انور
جادو مع چند کنیزان صبح پوش تخت سے اتری مرأت جادو کو جھک کر سلام کیا ملکہ مرأت نے
سر سینہ سے لگایا کہا بوا انور تم سے ملاقات مشکل ہو گئی بعد عرصہ دراز آئی ہو ملکہ انور نے عرض کی بہن
بہن اس زمانے مین ایک سر ہزار سودے طلسم ہوش ربا مین آفتین برپا ہین طلسم کشا جو گنبد نور مین
قید تھا اُسنے رہائی پائی لاکھون جادوگر مارا گیا روز رہائی طلسم کشا شہر بہ شہر ساحران مین نا پرسائی تھی زیبا
مرگ ساحران کی طغیانی تھی اب طلسم کشا کو لوح کی تلاش ہے ہم خدمت مین ملکہ حیرت جادو کے
رہتے ہین لمحہ بھر فرصت نہین ملتی سر پیٹنے کی جگہ ہے ملکہ حیرت جادو زوجہ بادشاہ طلسم ہوش ربا
سحر و ساحری مین بے نظیر صاحب جاہ و توقیر دختر حیات جادو ہمشیرہ زنگ عنقا صورت
دگیر زنگ عنقا صورت اور زیادہ انکی شوکت کیا بیان کرون آنکی لیاقت پر یہی تقریر دال ہے
خورشید خاوری سے بڑھکر اُنکا جاہ و جلال ہے انکو ایک عیار نے پکڑ لیا آنکی صورت بنکے افراسیاب
سے سارا حال لوح کا دریافت کر لیا طلسم کشا کو لیکر واسطے فتاحی طلسم صندل کے آیا زن و شوہر سے
ناحق کو کئی دن تک فساد رہا طلسم سر پر اٹھا ہم لوگون کو آب و دانہ حرام تھا کئی دن تک رونے
پیٹنے سے کام تھا بہر ہمشیرہ صاحبہ ہمکو فرصت کیونکر ملتی تمھارے یہان تو خیر و عافیت ہے میری
بھانجی ملکہ شیشہ موئے نوش کہان ہے مین اُسی سے ملنے کو آئی ہون آنکھین ڈھونڈھ رہی ہین کہین
چھوکری کی شادی بھی ٹھہرائی کئی رقعہ میرے پاس آئے کسی شاہزادے کا پیغام ہے کوئی تاجر
نیکنام ہے کوئی وزیر اعظم کوئی صاحب جاہ و حشم حسن تو میری بچی کا رشک ماہ تابان ہے اکثر افراسیاب
جادو نے بھی پوچھا کہ ای ملکہ انور جادو دختر بادشاہ طلسم سکندریہ کی شاہزادی تمھاری بھانجی یہان
کبھی نہین آتی مین نے کہدیا حضور وہ ماں کی لاڈلی مین ہماری ہمشیرہ گھر سے اُسکو نہین نکلنے
دیتین اب کی میرا ارادہ ہے کہ چھوکری کو ساتھ لیتی جاؤن افراسیاب مردود اسکو تو مین بڑا تماشبین
ہے اگر کہین نگاہ پڑ گئی سلطنت طلسم ہوش ربا ہمارے گھر مین آئی مجھپر اکثر ریجھے مین سے نسب
نہین جاتا مگر صدقے سے سامری کے انکار نہ ہے میرے سامنے بلاؤ مین اُسکی بلائین لون یہ
سنکر مرأت جادو چیخ مار کر رو دی کہا بوا انور جادو کیا پوچھتی ہو خداوند سامری و جمشید نے
مجھکو عجیب بلا مین مبتلا کیا کمبخت مسلمانون کا قدم منحوس اس طلسم مین آیا پرتا حمزہ کا ایرج

نوجوان قرا بھر تا ہو پنچا سبب سے قلعے ویران ہوئے ہزارہا جادوگر مارے گئے بجا جی صاحب آپ کی
اس جوان کے حسن ملیح پر عاشق ہوئیں گھر برباد کرانا شروع کیا آخر مین نے غصے مین چھوکری کو گرفتار کرکے
قید کیا طوفان جادو کو روانہ کر دیا اُسنے جاکر سب کو پکڑا طوفان نے مجھکو لکھا مین نے حکم دیا حضرت
مین خداوند کے لیجاؤ وہ تقدیر کرکے قتل کرینگے تو مندیا ابتک قید ہے جب کبھی کنیزون کو بھیجا شادہ دیوانہ
کلام کرتی ہے اُسی کی محبت کا دم بھرتی ہے سیر گھر برباد ہوا مگر وہ بھی نگوڑا مسرت داس سے قتل ہو گیا ہوگا
قدرت نے سنگ سیاہ بناکے جہنم مین پہنچوا دیا ۔ تعجب نہین مین نے عرض مین بدعین اسکی لکھدی
تھین کہ آپ کے ہزارون بندون کو جنہیا نے مارا وہ بھی اسکا باپ بھی گرفتار ہو کر گیا لیکن طوفان جادو
نے ابتک جواب بھی نہین لکھا دربار خداوندی مین جاکر بیٹھ رہا اچھوا چھا ہے دریاے لشکر خداوندی
مین طوفان رہے ہماری کشتی عیش و عشرت گرداب مصیبت مین ہے چھوکری کی جان بچتی نہین معلوم
ہوتی اب تک تو اُسکو خبر نہین کہ وہ جوان قتل ہوا اس امید مین رہتی ہے کہ میرا معشوق طلسم فتح کرکے
آئیگا مجھکو چھڑا لیجائیگا کسی طرح سے اُسکے سحر اُس مسلمان کا نہین اترتا یہ حال سنکر انور جادو نے حال
اپنا تباہ کیا کہا ہوا خاک تمہارے منہ مین ہاتھ تمہارے ٹوٹین جن ہاتھون سے تمنے اس بھولی چھوکری
کو سزا دی وہ نگوڑی عشق و عاشق کیا جانے چند مہینے ہوئے مین آئی تھی اسوقت تک رو کے
روٹی مانگتی تھی ساتھ والیان جوان مستانیان بازار کی بیٹھنے والیان یہ اُنکی صحبت کا اثر ہوا اور تمنے
قیدی کو وہان کیون بھیجا بقول شخصے پیر خود درماندہ شفاعت کسی کی کیا کریگا وہ خود مسلمانون
کے ہاتھ سے بھاگے بھاگے پھرتے ہین مین ہوش ربا مین ہمیشہ انکے زبان دیکھا کرتی ہون یہان سے
جادوگر برائے مدد جاتے ہین جو گیا جہنم واصل ہوا بڑے بڑے ساحران نامی گئے کوئی پلٹ کے نہ آیا
یہ بھی مجھے خوب معلوم ہے کوئی بیٹا پوتا حمزہ کا قتل نہین ہوا اور جسکو تم ایرج کہتی ہو وہ طلسم نور افشان
مین بھی آیا تھا جہانگیر صاحبقران سے لڑا اسپر سیان کوکب ربی بران نے بڑی مہربانی
کی اگر وہ قتل ہوتا تو مین طلسم سکندریہ کی کاٹ جاتی خود کوکب کلیجہ پکڑے آتے بران آتشین
ہوا کرتی خیر اسکی تدبیر مین کرونگی ذرا چھوکری کو بلواؤ ذرا مین اُس سے بات تو کرون سلطنت جمشید
اسکو زندہ رکھین تم سے زیادہ وہ مجھسے محبت رکھتی ہے ہائے میری جب کبھی آتی تھی خالہ امان کہکر
چار چار دن نہ جانے دیتی تھی اُسپر تمنے یہ بدعت کی جلد بلاؤ ورنہ مین اپنے کو ہلاک کرونگی مراۃ جادو

نے کہا بوا مین ابھی باولی ہوئی ہون تمھاری لڑکی ہی چاہے قتل کرو چاہے بخشو لیکن اتنا سمجھ لو وہ نگوڑی
سامنے آئیگی سامری و جمشید کو دس صلواتین سنائیگی اور مین بیچاری کس کمبخت کی ہوا لی ہون مجھے تو
بالکل دشمن جانتی ہی انور نے کہا بوا تم خفا ہو تو مین ایک بات کہون تمھین بات بھی کرنا نہین آتی
تم بات کرتی ہو کہ ڈھیلے مارتی ہو ایسی سختی سے اس سے کلام کیا ہوگا اسکو ناگوار ہوا اسکو جواب سخت
دیا تم اسکو دشمن جاننے لگین ہاے وہ تو بچپن سے ضدن تھی ذرا سی بات مین دو دو دن کھانا نہ کھاتی
تھی نو مہینے تمنے پیٹ مین رکھا لیکن اسکے مزاج کو نہ پہچانا ہم اسکے رگ و ریشہ کے حال سے واقف ہین
مرات جادو نے کہا ہان بوا سیر اول تو آئینہ ہی مین اس زمانہ کے مکر و فریب کو کیا جانون یہ کہکے حکم دیا
شجر جادو کو بلاؤ ایک سیہ فام ساحر سامنے آیا ملکہ مرات نے کہا بھیا شجر جادو مین تمکو نہال کرونگی
تمھارے قید مین ملکہ شیشہ مے نوش ہی صاف بتاؤ اب بھی اسکو اسی طرح عشق کا جوش ہی یا کچھ اور ہی
آئی شجر جادو نے کہا حضور ہر وقت خداے نادیدہ کا نام لیکر دعائین کرتی ہین طلسم کشا کے نام پہ
مرتی ہین سارے طلسم والون کو کوستی رہتی ہین غنا کو سمجھایا انکے خیال مین نہ آیا سیر ہو کے اور شجر غصہ ہو
فرماتی ہین یا اللہ اس شجر پر پتھر پڑے بہت تیرا چلے سینہ پھوٹے نہ پھلے بہار مین قلم ہو جو بات کہتا ہون
اسمین شاخ نکالتی ہین جڑ کی بات سمجھ ہین کہتین انور نے کہا موئے شجر تجھپر بجلی گرے تو بھی چھپکلی کا دشمن
ہوگیا جا با احتیاط ہمارے پاس لیکر آ شجر جادو گیا انور جادو نے رو کر جل نقل بھر دیے مرات جادو کو
لگی دو ہتڑ مارکے کہا تمنے بڑا غضب کیا میری لاکھ عذر پر یہ جفا مین اب مین تمھارے پاس نہ چھوڑونگی
طلسم ہوش ربا مین اپنے ساتھ لیجاؤنگی سیہ سالار حیرت جادو کی خدمت مین رکھونگی پڑھنے لکھنے
مین اسکا بردہ ڈھونڈھ کے وہین شادی بھی کردونگی تمھارے پاس تو بھی نہ بھیجونگی دشمن کے ملنے سے کیا کام
مرات کہتی ہی بوا تمھین اختیار ہی اب ذرا اسے آنے تو دو ذرا اس فتنہ انگیز کی باتین تو سنو بہت خوش ہوگی
انور نے کہا بوا تمھاری بلا سے مین چاہے باتین لیتی ہین گوارا ہی یہ ذکر تھا کہ کنیزین دوڑتی ہوئی آئین
کہا حضور شجر جادو ملکہ شیشہ مے نوش کو لیکے آیا کنیزین جان جان کو ملکہ کی شکل کمسن تھی ہر کوئی کہتی
ہی مجھے صاحبزادی کے حال پر رونا آتا ہی ارے انکا تو عجیب حال ہی بیہوش ہین شعر پڑھتی ہین
گانے والی غزلین بہت سی یاد ہین انور جادو نے جو یہ باتین سنین کہا بھلا حرامزادیو مین سب کی
باتین سن رہی ہون کیا تمھاری طرح ہی وہ جاہل ہی گلستان بوستان سب پڑھ چکی تھی اسی مین کوئی

شعر پڑھتا ہوا گیا یک بیک پردہ بارگاہ کا اٹھا انور جادو نے دیکھا ملکہ شیشہ پری فوش مست بادۂ محبت سرشار ساغر مے وحشت جھومتی ہوئی بال کھلے ہوئے گل سا چہرہ کمھلایا ہوا آنکھیں مثل نرگس بیمار سر جھکائے ہوئے کچھ شرم کچھ حجاب دل ہی دل میں پیچ و تاب ہر چند کہ لباس میلا جسم میں ہے اس سے بھی ایک بناؤ ظاہر بقول میر حسن صاحب مغفور شعر نیکوں کا دیکھا ہے ہم نے سبھاؤ کہ بگڑے سے دونا ہوا انکا بناؤ ۔ ہونٹھ خشک پیشانی پر شکن مثل غزال صحرائی چوکنا گریبان تا بہ دامن چاک چہرۂ نورانی پر خاک آکر فرش خاک پر بیٹھ گئی انور جادو نے جو اس حال پر ملال میں دیکھا دوڑ کر گلے میں ہاتھ ڈالدیے پیشانی پر بوسے دیے پوچھا کیوں بی بی یہ کیا حال ہوا مجھسے دل کا حال کہو مجھے بتاؤ تمہاری پری مرات جادو نے یہ ستم کیا اسی کا غصہ ہو کا غصہ تھوک ڈالو چلو میرے پاس چل کے بیٹھو زمین پر کیوں بیٹھی ہو ہر چند انور جادو نے کہا ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا مرات جادو کے منھ سے نکلا ہوا تم کس سے باتیں کرتی ہو لاتوں کا آدمی کہیں باتوں سے مانتا ہے یہ سنکر ملکہ نے سر اٹھایا ٹھنڈی سانسیں بھر کے جواب دیا شعر ہم خاک نشینوں کا ستانا نہیں اچھا ہل جائینگے افلاک جو فریاد کرینگے ۔ یہ شعر پڑھکر آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے طرف انور جادو کے متوجہ ہو کر کہا خالہ اماں ہم کیا جواب دیں یہ اشعار ہمارے حسب حال ہیں

نظم

ہے دردِ عشق اور تو سب کر چکا علاج
باقی فقط ہے اک ملک الموت کا علاج

جز وصل یار اور ہے بے فائدہ علاج
درد غم فراق طبیبو ہے لاعلاج

آئے تھے کرنے تو مرے دیوانے کا علاج
اپنا ہے اک طبیب کو کرنا پڑا علاج

کیا کیجیے سحابۂ اشک و چشم یار
کرتا ہے کون نرگس بیمار کا علاج

بہر عیادت آئے تو ہمراہ غیر کے
اپنے مریض عشق کا اچھا کیا علاج

کیونکر کہوں امید شفا تو نہیں مجھے
عیسیٰ کرینگے عشق کے آزار کا علاج

آزار ہماری جان کو لیکر ہی جائیگا
درد جگر ہمارا طبیبو ہے لاعلاج

خود سر کیا ہے دل دیوانہ تھا صبا
ایسے جنون زدہ کا کرے کوئی کیا علاج

جانبر مریض عشق کو ہوتے نہیں سنا
کوئی کریگا کیا مرض الموت کا علاج

جراح کو جنون ہے کھوا اپنی فصد سے
تیغ نگاہ ناز کا زخمی ہے لاعلاج

عناب لب ہو شربت دیدار میں شریک
صحت پذیر عشق کا آزار ہی نہ تھا

ہر چند مریض چشم و لب یار کا علاج
ورنہ قلق علاج سا میرا ہوا علاج

یہ ولولہ دیکھکر بی انور جادو کے بھی ہوش اڑ گئے کہا او ترنجی یہ باتیں تجھکو کس نے سکھا دیں بس
بس بی بی چپ رہو سامری جمشید کا نام لو انکے نام کی برکت سے مسلمانوں کا سحر اُڑ جاتا ہے
کبھی نہ مانوگی یہ بی بی کوئی سنے کچھ کھلا دیا کسی نے ٹونا کیا تمہیں تو اسکی دیکھو صاف ظاہر ہے
نظر کسی کی ہوگئی یہ کیکی تصویر سامری جمشید کی ہے نے اتاری جا گلے میں کہ تو بس کے واسطے
ملکہ نے اتنا ٹھٹھا مارا کہا خالہ اماں شاہ کیا و تکو سنا ہے میں تو ان نگوڑون پر لعنت کرتی ہون گوش
تمہارے یہ بھی جادوگر تھے خدا کیسے پروردگار وحدہ لاشریک ہے رب اکبر خالق شمس و قمر ہے و
بعینہ بادشاہ بے وزیر جس نے ہمکو پیدا کیا اُسکے منع میں سلطان اہل اسلام کے مرتبہ رفیع ہیں یہ
دلیل سنکر انور جادو گھبرا گئی کہا بوا مرات تم سچ کہتی تھیں اسیر شب مسلمانون کا تالب ہے یہ
تو جان دینے کی طالب ہے ہوش و حواس کہاں دیکھو ہم ابھی تدبیر کرتے ہیں ہین سب حال لشکر
مسلمانون کا بخوبی معلوم ہے مگر آخر یہ امرات طوفان جادو ابھی نہیں پلٹا اُسکے ساتھ والا کوئی
واپس آیا تیر جادو نے کہا اکثر لوگ اُسکے دربار شہنشاہی میں نہیں حاضر ہوئے حکم ہوا کسی کو لاؤ
ایک ساحر کو پکڑ لایا ملکہ انور جادو نے اُس سے پوچھا قدرت نے ایرج و قاسم کے ساتھ کیا کیا
تجھے معلوم ہے کہ قتل ہوئے یا قید میں اُسنے کہا حضور کون کسکو قتل کرتا ہر چند کہ مقام صدر ہے مگر قدرت
کے لشکر میں ایک غدر ہے قریب لشکر خداوند جاکر ہم لوگ اترے اُسی رات کو قدرت نے تقریر کی
یکایک لشکر میں تلاطم ہوا غل ہوا طوفان جادو مارا گیا حمزہ نے خبر سنی وہ آیا خداوند تخت پر سوار
ہوکر آئے ہم نے قدرت کو آنکھوں سے دیکھا ایسے بدصورت ہیں جنگل کے ریچھ معلوم ہوتے ہیں
بڑی سی داڑھی کالی کالی صورت چھوٹی چھوٹی آنکھیں سر جیسے کچی گڑھی کا برج داڑھی کے بالوں
میں موتی پروئے ہیں ظالمون کے ذہن خوب لڑے ہیں کہتے ہیں کہ کل پر اولے پڑے ہیں قد بہت
بڑا ہے جیسے تاڑ کا درخت ایسا گھوڑا کا تھا ایکسل لگی یار نے کہا تھا کہ الو کا پٹھا ہو شاعر نے نظم کیا کہ بولے
کا گٹھا ہے غلام تعریف قدرت کی نہیں کرسکتا یہ تو غلام نے آنکھوں سے دیکھا کہ اسی جوان قیدی
نے جاکر تلوار جھکائی قدرت تخت سے کود کے بھاگے ہم بھی حضور عزت و آبرو سے اپنے گھر چلے آئے

یہ سنکر مراۃ جادو کے ہوش اڑ گئے کہا او بدزبان چپ رہ جا کتنی بہت سے خداوند کو تو ایسی بات
کہتا ہے اوسنے کہا مین نے سب حقیقت حضور سے نہین بیان کی قدرت پر بڑی بڑی پھبتیان ہوتی
تھین وہ سب مجھکو نہین یاد ہین کوئی کہتا تھا غول صحرائی ہے ایک کہتا تھا عوج بن عوق کا بھائی ہے
یہ مثال تو غلام کو بھی بھائی ہے زیادہ عرض کرنے مین مذہب کی رسوائی ہے ہر چند کہ لٹک ہاذون لے پڑے
پڑے ہلک ہو رہے ہین لیکن یہ امر بکلی ظاہر ہوا بڑے فکر مین پھنسے ہین چالاکی مین مسلمانون کا نام
سنکے بھاگے جاتے ہین انور جادو نے کہا اس نگوڑے کی گردن مین ہاتھ دو ہمارے دربار سے
نکالو اسنے کہا حضور مین خود جاتا ہون جب سے وہان سے پھر کے آیا ہون سوچا کرتا ہون آخر کسکو
سجدہ کرون مین مسلمانون سے مل جاؤنگا انور نے کہا بھڑوے کو جوتیان مارو اس ساحر کو تو نکال دو
یہ بڑبڑاتا ہوا چلا مراۃ جادو نے کہا یہ سب حال سنا ملکہ شیشہ نو نوش بھی بیٹھی سن رہی ہے سر
اٹھا کے کہا خالہ اماں تسلیم کیا اچھا آپ کا مذہب ہے پھر غصہ کرتی ہو انور نے کہا بی بی تم کلام
نہ کرو مسلمانون کے سحر مین مبتلا ہو وہی سحر بول رہا ہے ہم سحر اتار دینگے دستور ہے جو سحر کرتا ہے جب
وہ مارا جاتا ہے سحر کی تاثیر جاتی رہتی ہے ہم اس نوجوان کو بھی گرفتار کرکے اسکا نے مین تمہارے سامنے
دار پر چڑھاتے ہین ملکہ شیشہ نو نوش نے کہا انکا خدا نگہبان ہے ظاہر ہوا اب طلسم کے فتح ہونے
کا سامان ہے انشاء اللہ انکا قدم آیا اور یہ طلسم برباد ہوا انور جادو نے غصہ مین حکم دیا اسی تجر بھی
اپنے باغ مین ملکہ کو لیجاؤ اپنی کنیزون کی جانب پھری سوزن جادو سے کہا اے سوزن تمہارا
سینا اچھا ہے تم لباس حیات اسکا قطع کرو گی تمہاری زبان مثل قینچی کی چلتی جا کر نگوڑے کی داڑھی
آڑ پھاڑ تمہارا اچھی لی اس کو ساتھ ہے مسلمانون کا گریبان ہے پھاڑ ہاتھ ہے سوزن جادو اٹھی کہا
واری ابھی جا کر لاتی ہون یہ کہکر اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا پرواز پیدا کرکے سوزن جادو
طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئی یہان لشکر مین نقد سعی جوان قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج
نوجوان بارگاہ سلیمانی سے اٹھے شاپور شیر دل ساتھ ہو لئے تھے ہو سنا ہے کہ اور شاپور آج
سویرے دل گھبراتا ہے ملکہ شیشہ نو نوش کی جا کر خبر لاؤ بابا جان سے رخصت شکار کی لین اس حیلہ
سے نکل چلین اے شاپور اسکی گرفتاری کا بڑا ملال ہے شاپور کہتا ہے حضور آپ کو اسکے گرفتار کرانے کے
بدست طوفان جادو جہان بھیجا اسکے نزدیک آپ سے دشمن قتل ہوئے بس بیٹی کو قید سے

چھوڑ دیا ہوگا ایرج نے کہا ای شاپور یہ غیر ممکن ہی وہ اُنکے خداوندون کو بُرا کہتی ہوگی جناب
فراق مستحق ہوگی وہ اُنکے خداوندون کی اطاعت نہ کریگی یقین تو یہی ہی اور آیندہ صورت ہر کسی بلا
مین پھنس جائے مگر وہ ثابت قدمان کو سے محبت سے ہی بڑی مصیبت مین مبتلا ہوگی ضرور اسیر جادو ہوگی
خدا اُسکی جان بچائے ای شاپور آج تو دربار سے ہم اُنکے جد عالی تبار کی بارگاہ مین داخل ہو چکے کل انشاء اللہ
فرصت سُکار کی لینگے طرف طلسم سکندریہ کے چلینگے شاپور نے عرض کی حضور ابھی تکلیف نہ فرمائین
غلام جا کر خبر لائیگا ایرج نے کہا مقدمات طلسم مین کسی طرح کی اشکال ہی ہر شخص طلسم مین جا نہین سکتا
جبتک لوح طلسم دستیاب نہو ہمکو بھی مشکل ہی تم در بند پر نہ جا سکوگے خاص طلسم کی خبر لینا دشوار ہی
کدو کاوش سراسر بیکار ہی انشاء اللہ ہم تم ہمراہ چلینگے ای برادر اول فکر لوح مناسب ہی دل تردد منزل
اُسکی رہائی کا طالب ہی شاپور نے کہا اُس طلسم مین داخلہ حضور کا بے قاعدہ ہوا اسی وجہ سے فتح نہو سکا
اول یہان سے تشریف نے چلیے علامت کے قریب عبادت خانہ استادہ ہوا ہے جب یہ اکبر سے رجوع
کیجیے یقین کامل ہی کہ ضرور ہدایت ہو لوح دستیاب ہو جس طرح آسانی ہی ایرج نوجوان طرف
اپنی بارگاہ کے جاتے ہین اسی وقت سوزان جادو آسمان پر بجلی چال بے مثال ایرج نوجوان پر نگاہ
ڈالی صراحت جادو نے تقریر مین تصویر ایرج نوجوان دکھائی تھی دیکھتے ہی اُسنے پہچانا تڑپ کے جھولی کی
کمر مین ایرج نوجوان کے پنجہ دیا ساحرہ نے ایرج نوجوان سمت ہوا سے بیہوش ہو گئے لشکر مین غل ہوا قاسم
اپنی بارگاہ سے نکل آئے صاحبقران زمان کو خبر پہونچی آ کے دیکھا شاپور تڑپ رہا ہی سرداران ایرج
نوجوان بیقرار ہین پوچھا شاپور کیا ہوا عرض کی ای شہریار ایک ساحرہ ابھی آسمان سے اُتری شہزادے
کو اُٹھا کر لیگئی فرمایا کچھ تمکو اُسکا احوال دریافت ہی شاپور نے عرض کی کیا گزارش کرون ذہن مین غلام
کے نہین آتا طلسم سکندری مین جا کر روضہ دارا تک گئے وہ طلسم فتح نہوا طوفان جادو گرفتار کرکے
یہان لایا مین نے عیاری کر کے طوفان کو مارا دختر بادشاہ طلسم انپر عاشق ہوئی صراحت جادو نے
اُسکو قید کیا ابھی یہی ذکر کر رہے تھے کہ مین بھاے فاتح طلسم جاؤنگا اُس گرفتار رنج و مصیبت کو قید سے
چھڑاؤنگا اسی ذکر مین یہ ساحرہ پہنچی ہا کیا عجب ہو وہ مین سے کوئی آ کر لیگیا ہو قاسم نے قبضہ پر ہاتھ
ڈالا کہ غلام ابھی جاتا ہی جا کر طلسم کو درہم برہم کرونگا صاحبقران زمان نے قاسم کو روکا فرمایا ہم
ابھی خواجہ زادون سے دریافت کرتے ہین یہ فرما کر بارگاہ سلیمانی مین تشریف لاے فرزندان خواجہ

خواجہ زادون سے دریافت کرتے ہین یہ فرما کر بارگاہ سلیمانی مین تشریف لائے فرزندان خواجہ بزرجمہر
کو یاد فرمایا انسے حکم ہوا مقدمہ ایرج نوجوان ملاحظہ فرمایئے کون لے گیا سرداران اسلام کو داغ دیگیا
فوراً خواجہ زادون نے تختۂ قمش پر قرعۂ تفکر کو پھینکا آواز دی پروردگارا غیب کا حال جاننے والا تو ہی
سولہ شکلون پر نظر ڈال کے یون ثابت کرنے لگے بعد عرصہ دراز سر اٹھایا عرض کی شاہزادہ والاقدر
کو کوئی ساحرہ لیگئی ہر چند کہ ساحران بیعیار کو آپ کے فرزندون سے بیر ہی مگر انجام بخیر ہے یہ بھی ثابت
ہوتا ہے کہ وہ شاہزادہ والاقدر منازل عجائب و غرائب کا سیاح ہے اس طلسم کا وہی شہر فتاح ہے اول
رنج و ملال انجام مین ترقی جاہ و جلال اول کوچہ گردی و دشت پیمائی آخر مین تاج گوہر مراد رسائی یقین ہی
کہ راہ مین صورت رہائی ہے کوئی نازنین صورت مائل ہو کر جسے طرح مین قدم مارے کوئی تدبیر معقول
نکلے مگر البتہ آنکے عیار شاپور شیردل کا جانا واجب و لازم ہے اور جو کوئی بہادر اُنکے تعاقب مین جائیگا
رنج و ملال اُٹھائیگا صاحبقران نے قاسم سے فرمایا ای نور نظر تم نے سنا تمھارا جانا بہتر نہین خدا کو
یاد کرو اپنے بے نیاز سے فریاد کرو جامع المتفرقین پھر لا ملائیگا لیکن ای شاپور اگر کوئی افتاد پڑے
فوراً ہمکو خبر پہونچانا شاپور نے عرض کی غلام اسی حکم کا پابند رہیگا اب جلد غلام کو رخصت کیجئے شاید وہان
مین کوئی تدبیر بہتر نکل آئے لیجانے والا ملجائے صاحبقران نے فرمایا حافظ حقیقی مالک تحقیقی کے تمکو
سپرد کیا خوشخبری لیکر آنا خواجہ عمرو نے تمکو فخر دودمان عیاران لقب دیا ہر طرح کا خیال رکھنا
مزاج سے ایرج کے بخوبی آگاہ ہو آنکھ شعلہ مزاج جاہلون کے سرتاج اُنکے حکم کا خیال نہ کرنا فوراً
ہمارے پاس چلے آنا جیسا مناسب ہوگا ویسی تدبیر کی جائیگی شاپور بہت خوب کہکر باندا سے عیاری
سے آراستہ ہو قدمون سے صاحبقران کے لپٹ کے رویا صاحبقران نے سر سینہ سے لگایا شاپور
شیردل کو رخصت کیا شاپور شیردل اسی وقت تلاش مین اپنے آقا سے نامدار کے چل نکلا

دو کلمہ داستان ایرج نوجوان کے بیان ہونے مین مخمس بطور ترجیع بند

من ز پیش در اغیار چو رفتم رستم
باچنین رنجش و آزار چو رفتم رستم

مردم از راہ کہ بیزار چو رفتم رستم
از جفاے تو من زار چو رفتم رستم

لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رستم

جیکو جی بیٹھ گیا تا نہ اٹھانا معلوم
اٹھ گیا دل تو سماجت سے بٹھانا معلوم

آپنی جان پہ حسدم تو بچانا معلوم — پھر کسی تجھ سے طبیعت تو بہلنا معلوم

لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

کس لیے کوئی حریف غم و حرماں ہوگا — پائمال ستم رشک رقیباں ہوگا
تختۂ مشق جفا ہائے نمایاں ہوگا — چھوڑ دے جور نہیں دیکھ پشیماں ہوگا

لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

خیر آئی جو عدو کو بھی ستائے تو کبھی — نہ لگے آگ جو اسکو بھی جلائے تو کبھی
جی میں ہے جاؤں وہاں اب کہ آئے تو کبھی — گم کردوں آپ کو ایسا کہ نہ پائے تو کبھی

لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

رحم ہرگز نہیں آتا تجھے ہم پر ظالم — دل ٹھہرتا نہیں ٹھہرے کوئی کیونکر ظالم
تری محفل سے چلے تخت مکدر ظالم — اے دل آزار جفا کیش و ستمگر ظالم

لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

کیوں نہ آزردہ ہوں کچھ حال سے باہر نہیں — مجھ میں تاب ستم غیرت اغیار نہیں
جس سے ہو جاتی ہے صحبت یہ وہ آزار نہیں — اب کی ہو ترک وفا ہم سے تو دشوار نہیں

لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

کیا ترے عشق میں پائی ہے سراسر رنجش — یعنی موجود ہے ملنے کو برابر رنجش
بسکہ ہوتی گئی ہر بار فزوں تر رنجش — اب کی بیحد و نہایت ہے ستمگر رنجش

لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

لا علاج آہ جب آزار کو اپنے پایا — عدم آباد کو ناچار سفر ٹھہرایا
تو سمجھ یا نہ سمجھ میں نے تجھے سمجھایا — یہ سنو گھر کو گیا اور مجھے نے آیا

لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

اے صنم رشک سے کب تک کوئی ناشاد رہے — مثل ناقوس صدا ہمدم فریاد رہے
دیر ویراں سے کعبہ مرا آباد رہے — یعنی مومن ہوں چلا جاؤنگا یہ یاد رہے

لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

سوزن جادو شاہزادہ ایرج نوجوان کو لیکر بلند ہوئی اڑتی ہوئی جاتی ہے ایرج نوجوان البتہ شیر دل
پنجہ میں دبا ہوا ہر مرتبہ اپنے کو سنبھالتی ہے پھر بھی کامل اڑتی ہوئی گئی اب خیال میں سوزن کے یہ ہے کہ کوئی
جگہ ملے تو ٹھہری دو گھڑی ٹھہر جاؤں قضائے کار ایک قلعہ ہے کہ اُسکو قلعہ انجم حصار کہتے ہیں عملداری
میں طلسم اسکندریہ کے ہے ملکہ انجم ماہ رخسار حاکم وہاں سریر جہانبانی پر متمکن ہے انھیں جلسہ میں ہمدم
و ہمرازین حاضر صحبت عیش و نشاط آراستہ کسی مصاحب نے ذکر طلسم اسکندریہ کیا اور یہ بھی کہا اے ملکہ عالم
آپ نے سنا طلسم میں بڑا ہنگامہ جا لگا ہے نوجوان نبیرہ حمزہ صاحبقران جاکر طلسم میں پہونچا ہے ہم نے
خبر پائی کہ ملکہ شنبہ ہی نوش دختر مرات جادو اس نوجوان پر عاشق ہوئیں خوب اپنے گھر کو
برباد کیا غرضیکہ اسکے صدہا قتل ہوئے طلسم میں ہنگامے پڑ گئے اب چند سے نہیں معلوم کہ کیا سانحہ
گذرا اگرچہ نجومی پہلو معلوم ہے کہ مرات جادو نے اپنی بیٹی کو جرم عشق طلسم کشا میں قید کیا اُسپر بڑی
بڑی بدختیں کیں لیکن وہ ویسی ہی ثابت رہیں زبان کا کہنا نہیں مانتی نہیں معلوم اب طلسم کشا پر کیا گذری
اہالیان طلسم نے قتل کیا یا جان بچا کر نکل گیا یا دشمنوں کے کان بھرے طلسم فتح ہوا یہ سنکر ملکہ انجم
ماہ رخسار نے فرمایا اگر اس طلسم پر آفت آئی تو ہم کیونکر بچینگے اسی وقت ایک ساحر تیز رو کو خدمت
میں مرات جادو کے روانہ کرو کہ کل حالات اپنی آنکھ سے دیکھ آوے ہماری جانب سے آداب و
تسلیمات بھی جاکر عرض کرے نجومی مفصل حال دریافت ہو کہ اب کیا انجام ہوا اگر طلسم کشا زندہ
موجود ہو تو چلکر ہم بھی اپنے بادشاہ کی مدد کریں غرض پھر یہ مصاحبوں نے عرض کی حضور ابھی
جاتے ہیں مفصل خبر لاتے ہیں ملکہ انجم ماہ رخسار نے قصد کیا کہ واسطے مرات جادو کے عرضی
تحریر کروں کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی کہ ملکہ سوزن جادو ایک شخص کو گرفتار کر کے لیکر آئی ہیں
امیدوار باریابی ہیں ملکہ انجم ماہ رخسار نے گھبرا کر پوچھا گرفتار کر کے کسکو ملکہ سوزن لائی ہیں کہا
حضور کیا عرض کروں ایک جوان نوخاستہ ہیں سنا تو کبھی ایسی صورت نہیں دیکھی اسکو سحر میں گرفتار
کیا ہے وہ بالکل بیہوش و مدہوش ہے اب حضور کے سامنے آئیگی دریافت کر لیجیے گا ملکہ انجم نے حکم دیا
بلاؤ کنیزوں نے آکر سوزن سے کہا سوزن جادو نے ایرج کو کاندھے سے اُتار کر زمین پر قائم
کیا سحر سے ہتکڑیاں بیڑیاں پہنائیں ایرج نوجوان پر قاسم کا شبہ کیا ایرج نوجوان اپنے حال
زار کو دیکھکر حیران و پریشان کہ کس آفت میں مبتلا ہوا کس مقام پر پہونچا مگر خاموش سوزن جادو نے

سر زنجیر کو ہاتھ مین تھاما کشان کشان ایرج نوجوان کو لیکر بارگاہ مین داخل ہوئی سوزن جادو نے
جھک کر سلام کیا انجم ماہ رخسار نے سر اُٹھا کر دیکھا ہژبر بیشہ جرأت نہنگ دریاے ہمت کو پابند غل و زنجیر
پایا لیکن فرّ و شوکت چہرے سے عیان ہے سر سراسر پریشان رعب و دبدبہ و شجاعت چہرے سے
ٹپک رہی ہی غصہ مین بل ابروے خمدار پر شیر کی نیمچہ نگاہ مین رستمی مزاج مین بہی ہی مگر حیران چارون جانب
نگران لیکن بارگاہ مین قدم رکھتے ہی بطور اہل اسلام صاحب سلامت کی ساحران غدار بگڑنے لگے ملکہ
انجم ماہ رخسار اس آن و بان کو دیکھکر تڑپ گئی تیر مژگان ایرج نوجوان تو وہ دل پر پڑے تیغ ابرو سے
کلیجہ فگار دل بیقرار اسا لیسان دربار کو منع کیا صاحبو کیون بگڑتے ہو اپنے مذہب کی تعریف کرتا ہی جو جسکا
مذہب ہی وہ اسکو اچھا جانتا ہی شاید یہ جوان خوشرو خداے نادیدہ کو مانتا ہی یہ آواز جو کان مین ایرج
نوجوان کے آئی سر اٹھا کر ایک حور وش پری نژاد کو سر جہانبانی پر دیکھا کہ نہایت حسین عالم حسن عجوبۂ دہر نظم

پری پیکرے رشک حور بہشت	خمیر وجودش ملائک سرشت	بہار لبانش صد بوستان
خط و خال طاؤس ہندوستان	دگر اشعار مصنف	قدش سرو گلزار راز و نیاز
دہن غنچۂ گلشن امتیاز	جبینش منور چو لطف سحر	دو رخسار مانند شمس و قمر
دو گیسو دو مار سیہ سر بسر	چو دام بلا بہر مرغ نظر	سراپا مین نزاکت نشان قیامت

ایرج نوجوان نے کلیجہ پر ہاتھ رکھا ملکہ انجم ماہ رخسار تو تڑپ گئی ضبط نہ کرسکتی تھی جی چاہتا ہی
اُٹھکر لپٹ جاؤن سوزن جادو کو کرسی پر جگہ دی کہا بوا کس بیگناہ کو پکڑ لائین کیا پیشہ جلادی
اختیار کیا یہ جوان کس خاندان عالی سے ہی کیا تمہارا گناہ کیا اسکے ہاتھ سے کسی کا خون ہوا جو اسطرح
بیدردی سے گرفتار کیا ہی یا کوئی ساحر زبردست ہی تم نے سراپا سحر مین مبتلا کر دیا گلے مین بہارے
کے سانپ لپٹے سنگ گران اتنی بھاری بیڑیان وہ بھی ہوا کچھ سامری جمشید کا بھی خوف ہی تم تو جلاد
بنگئین بوا سوزن تم تو کلیجہ مین کھٹکین اسم باسمے ہوگئین درزی کی سوئی کبھی کاٹنے مین کبھی زربفت
مین قطع و برید تم پر ختم ہوئی سوزن نے کہا ملکہ عالم آپ ناحق خفا ہوتی ہین مین گھڑی بھر کے
واسطے آئی ہون اپنے قیدی کو لیکر چلی جاؤنگی یہ شخص قاتل ساحران طلسم اسکندری ہی اسکے رگ و ریشہ
مین جرأت بھری ہی اس جوان نے جاکر طلسم مین ہزارون کو قتل کیا ملکہ شیشہ مو نوش دختر لامرث
اسکے آئینہ رخسار کی شیفتہ ہوئین صفائی پر جال سے فریفتہ ہوئین دھوکے کی محبت مین ہزارون

کو قتل کرایا آخر مین طوفان جادو نے گرفتار کیا ملا نے حکم دیا خدمت مین خداوند کے بھجوا دو اسکے
عیار نے طوفان جادو کو مارا اُس پر کر یہ جوان اپنے دادا کے لشکر مین پہونچ گیا بی شیشہ مو نوش
ابتک اسکی محبت مین مدہوش ہین دل پر نہین معلوم کیا گذرتی ہو ظاہر مین خاموش ہین ملا مرات
نے مجکو حکم دیا کہ جا کر اس جوان کو پکڑ لاؤ قتل کرین اہالیان طلسم کو اطمینان ہو مین یہان سے گئی اسکے
لشکر سے گرفتار کر کے لائی ہون طلسم اسکندریہ مین لیجاؤنگی مین تھک گئی تھی لہو ہو بسر کے واسطے ٹھہر گئی
یہ سنکر ملا انجم ماہ رخسار کے ہوش اڑ گئے کہا اے سوزن جرأت و شوکت مین یکتا یہی جوان
طلسم کشا ہے سوزن نے کہا حضور مین مفصل نہین عرض کر سکتی طول طویل داستان ہے اگر مفصل عرض
کرون ہوش و حواس اڑ جائین عیار اسکا بلاے سوز کار آگ لگتے ہی جادوگر کو مارتا ہے اس جوان کو
سحر نہین آتا مگر ساحر کش ہے ملا مرات جادو نام سے اسکے جبتی مین جاتے ہی قتل کرینگی تمام
اہالیان طلسم اسکے نام کے دشمن ہین وزیران سلطنت اسکے واسطے رزن ہین بڑے بڑے سردارون
کو اس ظالم نے مارا ہے اسکی پریشان کانی جاٹینگی کل اہالیان طلسم جمع ہونگے اسوقت یہ جوان قتل
کیا جائیگا کہ تا اورون کو عبرت ہو پھر کوئی ایسی حرکت نہ کرے یہ باتین سنکر ملا انجم ماہ رخسار کا غصہ
سے چہرہ سرخ ہو گیا کہا بی بس بس چپ رہو بیہودہ جادو کی باتین زبان سے نکالو ہزارون ساحرون
کو قتل کیا یہ بڑی شجاعت ہے ناحق کی حکایت ہے اُن لوگون کے ہاتھ مین مہندی لگی تھی اُنہنے
آکے تھا اچھا ہوا مارے گئے بڑی خطا تجویز کی بی شیشہ مو نوش کیون عاشق ہو مین اپنی بیٹی کو
سمجھاؤنگی بھلا مین اس بیچارے کی خطا کیا جوان خوبصورت پایا نیک پڑین اسے واسطے
کرنے لگین ہان صاحب کو ناگوار ہے میری کو گھر مین بٹھاؤنگی ادہر کیون ہاتھ اٹھاؤنگی بی سوزن تم نے تو
تار باندہ دیا قتل کرینگی ابھی انہین کے لشکر کا ذکر ہوتا تھا اس شیر کا نام تو بتاؤ بی سوزن
جادو نے کہا کہ ابھی نوجوان فرزند قاسم عالیشان سرفتنہ ملک باختر اسکا لقب ہے ملا انجم ماہ
رخسار کی مصاحب نے جواب دیا حضور یہ خداوند کے لہسے مین لاکھین افروز نہ چہیدہ ہے بچاری
قدرت انکے والد نامدار قاسم صورت شکل پر مائل ہو کر نکل گئین یہ انکے بطن سے ہین ملا انجم ماہ رخسار
خوب قہقہہ مار کر ہنسی کہا او بی سوزن سنو بی شیشہ مو نوش کی خطا کیا ان نوجوانون کی عشق و عاشقی
خداوند لقا نے اپنے گھر مین جائز رکھی تو بندون کا کیا ذکر قدرت اس امر پر راضی ہوے جب

توہی گیتی افروز عل گیتیں اگر قدرت چاہے سنگ سیاہ کر دیتے جبین کو بھی نہ روکا انکو نہ غارت کیا
پس ثابت ہوا کہ خداوند کے پیارے بندے ہیں جو انکے ساتھ دشمنی کریگا اُسکی شامت ہی باعث
خوشنودی قدرت انکی محبت ہے یہ بندگان مقبول ہیں انکے دشمن ہمیشہ ملول ہیں اب بی سوزن صاحب
آپ تشریف لیجائیے قدرت کے نواسے کو نہ ستائیے جیسا مناسب وقت ہوگا ویسا کیا جائیگا اور
جرات سے کہیے گا اگر آپ کو ناگوار ہے تو صاحبزادی کو سنبھالیے قدرت کے نواسے پر بدعت کرنے
میں خرابی ہے سوزن نے کہا کہ آپ کو اس سے کیا کام میں جاکر یہ شفقت پکڑ کر لائی تھک گئی بسان
سمجھ گئی جسطرح لائی تھی اسی طرح لیجاؤنگی میں دشمن کو یہاں نہ چھوڑونگی ملکہ ماہ رخسار نے کہا تمہاری
کیا طاقت ہے سہیل جادو وزیرزادی سے علم ہوا نیرہ قدرت کے جسم سے قید سحر دور کرو ہمارے
باغ میں لیچلو جیسے ہی ملکہ سہیل اُٹھی سوزن جادو نے کہا دیکھو بی سہیل ہمارے قیدی کے قریب جانا
گنہگار کو بادشاہ کے ہاتھ نہ لگا سہیل نے کہا جو ہمارے مالک کا حکم ہے وہ کرینگے سوزن نے اُنگل
گولا مارا سہیل نے اشارہ کیا سوزن کا گولا کٹ کے گرا سوزن نے دوسرا سحر کیا سہیل بیہوش ہو کے
گری ملکہ انجم ماہ رخسار غصہ میں یہ کہتی ہوئی اٹھی اری وہ نشفق ہمارے سامنے یہ گستاخی ہم پر پردہ بجا تھے
میں سمجھ میں نہیں آتا ہم قدرت کے نواسے کے قتل ہونے کی کیونکر اجازت دیں سوزن سہیل کو بیہوش
کرکے ایرج نوجوان پر جا پڑی ایسا سحر کیا کہ ایرج بیہوش ہو کے گرے غضب ہوا انجم کرمیں دیکھا تو
انجو ملکہ انجم جلک کر اُٹھی چہرہ آفتاب عالمتاب دونوں عارض ماہ تابان محبت میں ایرج کے بہت
غصہ آیا کہ سامنے ہمارے معشوق پر یہ بدعت ایرج چونک کر بیہوش ہو کر ایڑیاں زمین پر رگڑنے لگا
ملکہ کے آنکھوں میں اندھیرا آگیا قلب مضطر گیا پنجہ کھینچے سوزن پر جا پڑی اُسنے کئی سحر کیے سب
سحر رد کرتی ہوئی قریب سوزن کے پہونچی پنجہ مارا اُسنے گھبراکر سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا پنجہ کرامت
کی سوزن کے دو ٹکڑے ہوئے لاش سوزن کا جلنے لگا آواز آئی کہ کھینچو مرا میں سوزن جادو
بود رشتہ حیات سوزن قطع ہوا ایرج بیہوش پڑے ہیں سہیل بھی بیہوش ہوئی دربار میں سب
کانپنے لگے ملکہ نے فرمایا ای سہیل نیرۂ قدرت کو باغ میں لیجاؤ ہم بھی آتے ہیں ہماری مراد صرف
یہ ہے کہ صحت نا زردہ ہوں جس نے ان لوگوں کو ستایا ہلاک ہوا کوئی نہ آ جائیگا کہ نواسا مارا جاے
قتل پر کمر بندھن کے چھڑائے قدرت کے نواسے کیونکر فتح نصیب ہوا اسی وجہ سے ملکہ کے

ملک برباد ہوئے کیا قدرت کو اختیار نہین کہ ان سب کو شاد دین اگر یہ کوئی کہے کہ لڑائی ہو رہی تھی
اس راز کو قدرت جانتے ہین کیا دخل ہے ملکہ سہیل وزیرزادی نے ایرج نوجوان کو عالم غشی مین جادو کا
پر سوار کیا چند کنیزین ساتھ ہوئین باغ مین داخل کیا سامان عیش و نشاط آراستہ ہوا بیبیان ملا انجم ماہ رخسار
نے دربار مین سب سے کہا کیون صاحبو تم لوگ سمجھے مین نے برا کیا کہ قدرت کے نواسے کو بچا لیا دادگروہ
انکی دعوت کرونگی پھر بہ شوکت و عزت خدمت مین انکے نانا جان خداوند لقا کے روانہ کر دونگی میرے
سامنے انکے نواسے پر یہ مصیبت تھی مین خاموش ہو رہتی اگر قدرت دستگیر ہوتے فرماتے ہمارے
نبیرۂ خاص قرابت دار با اختصاص کو نہ بچایا کیا جواب دیتی سب نے کہا آپ نے بہت خوب کیا اب
آپ بھی تشریف لیجائیے ملکہ نے سب کو رضامند کر کے بھاری جوڑا نکال کر پہنا دریاے جواہر مین
غوطہ مارا گرد کنیزان ماہ رخسار آگے آگے یہ گلعذار داخل باغ ہوئی دیکھا سہیل نے وسط باغ مین شاہانہ
سامان آراستہ کرا مسند بچھائی جلسہ کی تیاری ہو رہی ہے ایرج اب تک صدمۂ سحر سے بیہوش ہے
ملکہ نے آتے ہی ایرج نوجوان کو مسند پر بٹھایا آپ پہلو دبا کر بیٹھی آب و سبد اسحر کے چھینٹے دیے
ایرج نوجوان کی آنکھ کھلی دیکھا پہلو مین وہی ماہ تمثال حور پیکر سمن عذار سی قد سر جھکائے ہوئے
جلوہ فرما ہے سامنے باغ بہشت آئین گلہاے رنگا رنگ شگفتہ ہواے بوقلمون ہر نخل سرسبز و شاداب
زلف سنبل پریشان کو پیچ و تاب غنچے مسکراتے ہین پھول خوشی سے کھلے جاتے ہین نوجوانان چمن
اکڑ رہے ہین گلچین و باغبان اپنی سبز بختی پر لڑ رہے ہین نرگس شہلا دیدہ بازی مین مصروف
سوسن کو اپنی زبان درازی مین وقوف اس باغ بہشت آئین پر جوش بہار ہے زلف سنبل
عطر بیز و مشکبار ہے

نظم

ہر شگفتگی ہے گلہا مین یہ گرم ہے جوبن	فروغ عارض گل ہے فتیلہ روشن
بہت دنون مین قدم رنجگی بہار نے کی	کہ ہر طرف ہے گل افشان زمانۂ گلشن
عجیب طرح سے ہوتے ہین منعقد غنچے	اڑا رہی ہے ہنسی فردوس کی گلشن
گھرا ہوا ہے جو ابر بہار صورت شام	جبین شاخ پہ گل کے ہوئے کنول روشن
نہال جھوم رہے ہین غرور مستی مین	ہواے سرو کا ہر سمت گرم ہے خرمن
پڑے ہین عکس جو رخسار گل کے ہر جانب	زمین باغ کا رنگین ہے جا بجا دامن

ہجوم شوق میں فرصت نہیں ہے سجدون کی
ہوائے خندۂ جیم جو گدگدائی ہے
صبا نے صحبت محبت سے کر لیا مشتاق
نہین ہے ایک گھڑی بھی فراغ ہم نفسی
اجل کشا کش امید مین پریشان ہے

نصیب ہو سر بلبل کو آشیان چمن
ہر ایک غنچۂ نوخیز کا کھلا ہے دہن
امیدوار ہے بو سون کا عارض گلشن
چمن مین نالۂ بلبل ہے دل مین شور چمن
کہ آج کل ہے فراموش عادت مردن

ایرج نوجوان رسائی پر اپنے بخت رسا کے نازان ہوا اثر اقبال پر آفتاب عالمتاب کا گمان
ہوا باغ ایسا خوشنما پہلو میں ماہ سیما باغ میں جوش بہار پہلو مین گلعذار بادہ مصیبت یا یہ محفل عیش و
عشرت طرف ملکۂ انجم ماہ رخسار کے شاہزادہ متوجہ ہوا فرمایا اے ماہ آسمان خوبی اے اختر تابان
برج فلک محبوبی اپنے نام و نسب سے ماہر کرو یہ تو ثابت ہوا کہ مہمان نواز ہو تاج و تخت سلطنت
سے سرفراز ہو گہر ریزی زبان معجز بیان کے مشتاق ہین صاف ظاہر ہے کہ آپ صاحب مذاق
ہین ملکہ نے مسکرا کر غنچۂ دہن وا کیا منہ سے پھول جھڑنے لگے فرمایا صاحب سلطنت و لیاقت
کا کیا ذکر ہے سوزن جادو آپ کو گرفتار کرکے لیے جاتی تھی ہمکو معلوم ہوا کہ آپ خداوند لقا
کے نواسے ہین مذہب کے خیال سے بچا لیا سوزن جادو کو قتل کیا ایرج نے فرمایا مین تو خداوند
لقا پر لعنت کرتا ہون وہ بیچارہ بھگوڑا ہمارے ہاتھ سے مارا مارا پھرتا ہے ہماری رشتہ داری سے اسکو
شرف حاصل ہے وہ ایک مرد دروغ گو جاہل ہے ملکہ ماہ رخسار نے سہیل جادو کی جانب اشارہ
کیا فرمایا تو بولا سہیل جادو شاہزادے صاحب اپنے نانا خداوند لقا کو برا کہنے مین اُنسے ڈرنا چاہیے
بموجب قول شیخ سعدی شعر هر کہ عیب دگران پیش تو آورد و شمرد ۔ بیگمان عیب تو پیش دگران خواہد برد
ایرج نے کہا ملکہ برا کہنے کا سبب ہے وہ بیچارہ بے ادب ہے دعوی خدائی کرتا ہے اپنی یکتائی پر
مرتا ہے اے ملکہ تصور تو کرو انسان دعوے خدائی کا کرے کیونکر اسپر لعن نفرین نہو اگر ہمکو مہمان کیا ہے
مہربانی فرمایئے ہم دولت کونین سے تمکو شاد کرتے ہین مذہب بڑی چیز ہے جو اس سے واقف
نہو وہ بڑا بے تمیز ہے لقا کی حماقت ظاہر ہے ہر فرد بشر اسکی حماقت سے ماہر ہے از باختر تا بہ کوہ عقیق
ہمارے بزرگون کے ہاتھ سے بھاگتا ہوا آیا مگر اپنے افعال قبیح سے تائب ہوا اسطرح چند کلمات
ایرج نوجوان نے صفت رب اکبر مین بیان کیے اور مذہب لقا مین کچھ فقرات کہے ملکہ انجم ماہ رخسار

نے فرمایا صاحب اس دلیل طول و طویل سے کیا فائدہ ثابت ہوا کہ آپ کا مذہب برحق ہے خدا سے
نادیدہ خدائے مطلق ہے آپ مہمان ہیں خاطرداری ضرور ہے ہم نے دل و جان سے اطاعت دین اسلام
ملت بیضا قبول کی اسکی وجہ سے یہ سعادت حصول کی ملکہ سہیل سے اشارہ کیا کہ کنیزوں کو بلاؤ سامان
عیش و نشاط مہیا ہو کنیزوں نے فوراً گلابیاں شراب کی کشتیاں کباب کی حاضر کیں یہاں تو سامان
عیش و نشاط مہیا ہو رہا ہے مگر حضرت شاپور شیر دل جستجو میں جو شاہزادہ والا قدر کے نکلا بقدرت باغبان
قضا و قدر بدر دیوار اسی باغ کے اگرچہ ہو کجارات ہو چلی ہے خیال ہے لگا اگر جنگل میں کہیں پڑ رہینگے
کوئی جانور درندہ و گزندہ شاید آزار پہونچائے آج کی شب اس باغ میں بسر کریں صبح کو پھر اپنے
گل حدیقہ جرأت کی جستجو میں مصروف ہوں یہ سوچکر شاپور نے کمند پھینکی جست کرکے دیوار پر آیا شاخ
نخل تھام کر اُترا دور سے دیکھا وسط باغ میں جلسہ آراستہ ہے صدہا نازنینان مہ جبین کا جماؤ طبیعت تو
مزیدار ہے حیران ہیں کہ اس محفل عیش منزل میں رات بسر کرنا ضرور ہے سامان محفل عیش و سرور میں شرکت
کرنا واجب و لازم ہے یہ سوچ رہے تھے کہ ایک نازنین شوخ و شنگ سانولا رنگ بوٹی بوٹی پھڑکتی
ہوئی آفتابہ ہاتھ میں تھرکتی ہوئی ایک نخل کے سایہ میں پائجامہ کھول کر بیٹھ گئی شاپور نے منہ
پھیر لیا خیال میں آیا کیا عجب ہے کہ گانے والی ہو اسی کی صورت بنکر چلو قریب آکر اسکو بیہوش کیا
کنارے لاکر اسی کا لباس اور زیور اتارا اسی کی صورت بنکر تیار ہوئے پائچے سنبھال کر مسکراتے ہوئے
چلے مگر حیران کہ ای شاپور جسکی صورت بنے ہو اسکا نام کیا ہے یہ سوچتے ہوئے محفل میں آئے نگاہ اٹھاکر
دیکھا آفتاب عالمتاب شوکت و ماہ آسمان حشمت و جرأت اپنے آقائے نامدار مولائے قدرشناس
سخاوت اساس ایرج نوجوان بہ فر و حشمت مسند پر جلوہ فرما ہیں پہلو میں ایک شاہزادی حسین جمیل
دوسری جانب ایک ماہ پارہ حسین و شکیل ایستادہ پہلوئے ماہ میں دست بستہ حاضر ہے یعنی سہیل وزیرزادی
کو دیکھکر شاپور محو مطلق ہوئے جی میں کہتا ہے ہمارا آقا کیا صاحب اقبال ہے گرفتار ہوکر اسنے معشوق
ماہ لقا کو لیے ہوئے پہلو میں بیٹھے ہیں پاس حیرانی میں کھڑا ہوا جمال سہیل پر نگاہ کبھی واہ کبھی آہ سراپا
پر نظر کی تو با تصویر تصور ہے سہیل نے جو سر اٹھا کر دیکھا گلچہرین کا ہے بہ نگاہ حیرت مجکو دیکھ رہی ہے مسکرا کر
فرمایا بی گلچہرین تمہیں کسی وقت فرصت بھی ہوتی ہے دیے تھے کہ اپنی حجرے سے نہیں نکلتی ہو جب سے
ملکہ عالم یاد فرما رہی ہیں صحبت عیش جب سے آراستہ ہے اب آئی ہو تو خاموشی کا کیا باعث کچھ مجھسے کہو گی

تنخواہ تمھاری دیدی گئی تمھارے سازندے والے آئے تھے جنکو اسی کے سپرد کی تمھارے پانون مین ہمیشہ مہندی لگی رہتی ہے تمھاری حاضری ناممکن ہے اشارہ جو شاپور نے پایا قریب ملا سہیل کے بیٹھ گئی ہاتھ بڑھا کر بلائین لی چپکے سے کہا مین صدقے ان انکھڑیون پر قربان کیا سراپا ہے قادر مطلق نے جسم انور نور کے سانچے مین ڈھالا ہے مین تو اس شمع جمال کا پروانہ ہون ملا سہیل نے ہنسکر کہا دیوانی کیا بیہودہ بکتی ہے دیکھ مین آزردہ ہو گئی نا کچھ کمال دکھاؤ آج مہمان عزیز آئے ہین انکو رجھاؤ سر جھکا کر چپکے سے کان مین کہا گلبدن یہ رنگ تخت کہا ملکہ نے جوش محبت مین ایرج نوجوان کے سوزن جادو ملازم بادشاہ طلسم کو ملا اب معشوق کو پہلو مین لیے ہوئے بے خوف بیٹھی ہین دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے شاپور نے کہا حضور جوان بھی رشک یوسف کنعان صاحب شوکت وشان حسن و جرأت مین بے نظیر کیونکر عاشق ہون ایسے معشوق کسکو ملتے مین سہیل نے کہا گلبدن انجام اسکا برا ہے شاپور نے کئی مرتبہ ہنستے ہنستے ملا سہیل جادو کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے سینہ پر ہاتھ رکھا سہیل شفاری ہٹ کیلئے ہاتھ اسکا جھٹک دیا ملکہ انجم ماہ رخسار نے فرمایا گلبدن آج ہماری وزیر زادی سے کیا کھسر پھسر باتین کر رہی ہو کیا گانے کو دل نہین چاہتا تمھاری بہن کو بلا بھیجین شاپور نے کہا حاضر سامنے ایرج نوجوان کے آکے جھک کے سلام کیا سازندون کو اشارہ ہوا شاپور بھی تو خنجر ابروے سہیل کے گھائل ہوے ہین ٹھنڈی سانسین بھر رہے ہین سامنے اپنے مالک سے آنکھ ملا کر یہ خمسہ عاشقانہ شروع کیا

فزون چمن سے بہار آج یار راہ مین ہے / سکون راحت صبر و قرار راہ مین ہے
فغان کا شور بھی بار بار راہ مین ہے / ہواے دور سے خوشگوار راہ مین ہے
خزان چمن سے ہی جاتی بہار راہ مین ہے

ہزارون گل ہین نہین ایک خار راہ مین ہے / دوچند باغ جہان سے بہار راہ مین ہے
خوشبو آؤ بھی اب بیکار راہ مین ہے / گدا نواز کوئی شہسوار راہ مین ہے
لہذا آج نہایت عبد راہ مین ہے

ہین اسکو دیکھکے بیہوش یوسف و عیسیٰ / خجل ہین روے منور سے اسکے حور و پری
ابھی سے جان تصدق ہے اسپہ ہر اک کی / شباب تک نہین پہونچا ہے عالم طفلی

نہ خود حسن و جوانی یار راہ مین ہے

بشر کو خوب ہے تدبیر اوج پستی مین
ضرور چاہیے ہوا کا خوف بستی مین
رکھے تمیز ثواب و عذاب ہستی مین
عدم کے کوچ کی لازم ہے فکر ہستی مین

نہ کوئی شہر نہ کوئی دیار راہ مین ہے

مسافرون کو سفر مین خیال راہ ہے شرط
ہر ایک کام مین انجام پر نگاہ ہے شرط
رفیق یکدل و یکرنگ خیر خواہ ہے شرط
طریق عشق مین اے دل عصائے آہ ہے شرط

کہین پہ جھاڑ کسی جا کنکر راہ مین ہے

حسین ہے حور ہے خورشید ہے پری رخسار
جلاتا مردے ہے تو وہ دم ہزار ہزار
ہلال ہے برق ہے اعجاز ہے پری رفتار
جگہ ہے رحم کی اسکو بھی ایک ٹھوکر مار

شہید ناز کا تیرے مزار راہ مین ہے

نہ فکر کھانے کی اسکو نہ آب کی خواہش
قدم قدم پہ ہے تیزی کی اسکی افزائش
نہ زینت اسکو ہے منظور اور نہ آرائش
سمند عمر کو اللہ شوق آسائش

عنان گسستہ و بے اختیار راہ مین ہے

یہ راہ سخت ہے اسمین ہزار ہین کھٹکے
جواب مین یہی کہتا ہون مین تو ان سب کے
یہ مجھسے کہتے ہین تجھسے ہین ہمنشین سب کے
نہ بدرقہ ہے نہ کوئی رفیق ساتھ اپنے

فقط عنایت پروردگار راہ مین ہے

کمال دھوپ پڑے دوپہر ہے گرمی کی
زمین ہے آگ ابھی دوپہر ہے گرمی کی
زیادہ لو بھی ہے دوپہر ہے گرمی کی
نہ جائین آپ ابھی دوپہر ہے گرمی کی

بہت سی گرد بہت سا غبار راہ مین ہے

یہ راہ وہ ہے نہ ڈر اسمین ہے کسیبھی کا ساتھ
نہ ہمکو چاہیے اب خضر سے نبی کا ساتھ
خطر کا اشک کا نالے کا دل کا ہی کا ساتھ
تلاش یار مین کیا ڈھونڈیے کسی کا ساتھ

ہمارا سایہ ہمین ناگوار راہ مین ہے

ہزار رنج اٹھاتا ہے ساتھ ساتھ اپنے
نہین وہ جاتا ہے آتا ہے ساتھ ساتھ اپنے

ہر اک کی ٹھوکرین کھاتا ہی ساتھ ساتھ اپنے — جنون مین خاک اڑاتا ہی ساتھ ساتھ اپنے

شریک حال ہمارا غبار راہ مین ہی

سفر جو کرنے مین آتا ہی دل مین یہ تیرے — رفیق مین نہ ملازم ہین اور نہ مین کوئی ہے

خیال ہی یہی ای ہمنشین تجھے گھیرے — سفر ہی شرط مسافر نواز بہتیرے

ہزارہا شجر سایہ دار راہ مین ہی

یہان یہ ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہی فلک کج رفتار کی کج رفتاری ظاہر ہی اسکے بغض و حسد سے ہر عقیل و فہیم ماہر ہی بقول جناب میر حسن مغفور مرحوم شعر: یہ دو دل کو اکجا بٹھاتا نہین ہی کسی کا اسے وصل بھاتا نہین ہو شاپور کی گریبان ساتھ ملکہ سہیل کے ابھی تک اپنا حال اسنے ظاہر نہین کیا اب حال دربار مرات جادو سماعت فرمایئے مرات جادو تخت پر پہلو مین انور جادو و ملکہ شیشہ مو نوش کو شجر جادو کے سپرد کرکے طرف باغ کے روانہ کردیا جب عرصہ ہوا کہ سوزن جادو واپس نہ آئی تو انور جادو نے مرات سے کہا بوا زیادہ مجھے فرصت نہین ہی ملکہ حیرت جادو مجھے یاد کرتی ہوگی اُنکی مصاحبت مین آٹھ پہر حاضر رہتی ہون علاوہ ازین زمانۂ انقلاب ہی وقت جھگڑا فساد مسلمانون سے مقابلہ عیارون سے بچاؤ مصاحبان ملکہ کو آرام نہین عیش و راحت سے کام نہین کیا سبب جو مین نے سوزن جادو کو اسواسطے روانہ کیا تھا کہ وہ نہایت تیز رو ہی میری تعلیم کردہ نامہ و پیام لیکر جلد آ جاتی ہی بہت جلد واپس آتی ہی میرا دل گھبراتا ہی مرات جادو نے کہا بوا مجھپر تو سب حال آئینہ ہی تم نے جلدی مین اُسکو روانہ کیا لشکر حمزہ مین ایک ساحرہ کا جانا عین دریاسے آتش مین جلنے کا ہی سو دو سو جادوگر ساتھ جاتے تو شاید وہ جوان گرفتار ہوتا انور نے کہا مین خود جاتی ہون مرات جادو نے ہر چند منع کیا انور نے کہا بوا تمہین کچھ خبر ہی مجھے تامل کرنے سے بیر ہی مین اس مفسدہ کا فیصلہ کرکے جاؤنگی چھوکری کا حال دیکھکر میرا کلیجہ پھٹ گیا اس موذی کمبخت کا اب و دانہ ترک کیا میرے دل کو قرار کیونکر آئے مین اسکو فوراً پکڑ لاؤنگی سامنے ملکہ کے قتل کرونگی جبتک وہ قتل نہوگا یہ ہوش مین نہ آئیگی میرا ہوش رہا مین دل نہ لگیگا تمہہ پھر بھی دعوے کا رہیگا مین اب شیشہ مو نوش کو یہان نہ چھوڑونگی ہرچند کہ طلسم ہوشربا مین عذر ہی لیکن مقام حسد ہی اس جوان کے

قتل کرنے سے شہنشاہ خوش ہونگے حقیقت مین میری عقل نے کمی کی مزاج مین بری کجی تھی غفلت
مین خیال نہ رہا سوزن کو اکیلا بھیجا تھا یہ کہکر تخت پر سوار ہوئی سو جادوگرنیان ساتھ لیکر چلی یہ
ادھر سے جاتی تھی وہان ایرج نوجوان نے قلعہ انجم حصار مین ملکہ انجم ماہ رخسار کے ساتھ عیش
مین رات بسر کی جب رات قلیل باقی رہی ایرج نوجوان ساتھ ملکہ انجم کے اُٹھے چھپر کھٹ پر
آکے عاشق و معشوق نے آرام کیا شاپور بشکل گلچیرہ ہین کان قریب ملکہ سہیل وزیرزادی
کے آیا سہیل کانے پر شاپور کے چونکہ مائل ہو چکی تھی جب وہ عاشق و معشوق اپنے مقام پر گئے
سہیل نے ہاتھ شاپور کا تھام لیا گلچیرہ ہین جلدی مچھی مین چلو اب تو شاپور نے نخرے کرنا شروع
کیے کہا ای وزیرزادی مجھے نیند آتی ہے ہمین مہلت کہان جو تمہاری صحبتی ہین چلین ای ملکہ عالم غزل

وقت پیری شباب کی باتین
دل خانہ خراب کی باتین
حرف آیا جو آبرو پہ مری
وہ شب ماہتاب کی باتین
جاؤ ہوتا ہے اور بھی خفقان
چھوڑو شرم و حجاب کی باتین
دیکھ ای دل نہ چھیڑ قصۂ زلف
جیسے ہون مہر و تاب کی باتین

ایسی ہین جیسی خواب کی باتین
واعظا چھوڑ ذکر نعمت خلد
ہین یہ چشم پر آب کی باتین
مجھکو رسوا کریگی خوب اجل
سن کے ناصح جناب کی باتین
سننے مین اُسکو چھیڑ چھیڑ کے ہم
کہ رہے ہین پیچ و تاب کی باتین

اُسکے گھر لے چلا مجھے دیکھو
کر شراب و کباب کی باتین
یاد ہر مہ جبین کو بھول گئے
تیری یہ اضطراب کی باتین
جام کو لب سے لے لگا اپنے
کس مزے سے عتاب کی باتین
ذکر کیا جوش عشق مین ای ذوق

سہیل نے کہا مجھے تو دیوان کے دیوان یاد ہین چل جلد آج

وہین آرام کرین شاپور نے کہا خوشی تمہاری سہیل کے ساتھ اُسکے کمرے مین آیا سہیل
چھپر کھٹ پر لیٹ گئی کہا او گلچیرہ ہین میرے پیر دبا شاپور نے کہا مین خود تھک گئی ہون
ناچتے ناچتے ابھی فرصت پائی تم خود میرے پیر دباؤ یہ کہکے پاس لیٹ گیا چونکہ سہیل بھی
جاگی ہوئی تھی لیٹتے ہی سو گئی شاپور نے دروازے کمرے کے کھولدیے بصورت اصلی بنکر
گلے مین ہاتھ ڈالکر اپنی معشوقہ کے ساتھ چین سے سویا ذراسی بیہوشی بھی دماغ مین سہیل کے
دیدی کہ بعد عرصہ دراز آنکھ کھلے مین تو فرصت پاؤن معشوق پری پیکر کو خوب گلے لگاؤن اس
خیال مین یہ بھی سورہا یہان شاہزادہ ایرج نوجوان بوقت سحر بیدار ہوے ملکہ انجم ماہ رخسار

نے اٹھکر ہاتھ منھ دھویا ایرج نے نماز پڑھی وظیفہ پڑھ رہے ہین دو چار خواصین جو صبح کو
اٹھین ٹہلتی ہوئی طرف کمرے کے آئین دیکھا بی سہیل وزیرزادی ایک مردوے کے ساتھ
بلا تکلف سورہی ہین دروازے تک کمرے کے کھلے ہوے ہین اور تو سب نہین مگر سوسن زبان دراز
ہو اُسنے کہا واہ بی سہیل کی بڑی عصمت داری مشہور تھی کیا بیخوف دھڑکے کو لیے پڑی ہین
نہ مالک کا خوف نہ ساتھ والون کا لحاظ شمشاد سیدھی بھاگی کہ مین جاکر ملکہ سے کہون ملکہ ماہ رخسار
ہمیشہ گاوریان بنارہی ہین کہ غنچہ دہن خاموش سوسن باتین بناتی ہوئی غل مچاتی ہوئی چلی آتی
ہی ملکہ نے کہا بی سوسن آج کیا کچھ پڑا پایا کہا حضور کیا عرض کرون ملکہ غنچہ دہن سے متوجہ ہوئین
کچھ نہ بولی مسکرا کے رہ گئی شمشاد اکڑنے لگی کہا حضور ہم سے سنیے آپ کی وزیرزادی صاحب
ایک مردوے کو لیے پہلو مین سورہی ہین دروازے بھی کمرے کے نہین بند کیے ایسی بلبلا رہی ہین
کہ بند و بست بھی نہ کیا ملکہ نے کہا کیا بیہودہ بکتی ہو سہیل ایسی نہین ہی نرگس نے کہا چلیے اپنی آنکھون
سے دیکھ لیجیے دیدے پھوٹین جو مین جھوٹ کہون ملکہ اٹھین کہا حرامزادیو جو جھوٹ ہوگا ادسے
کوڑون سے کھال گرادونگی ایرج نے اشارے سے پوچھا کیا ہی ملکہ نے کہا کچھ نہین مین ابھی آتی
ہون یہ کہکر چلین دروازے پر خواصون کا جاؤ چاؤن چاؤن ہورہی ہی سیان شاپور جاگ
رہے ہین مگر آنکھین بند کیے پڑے ہین اور اچھی طرح پر گلے مین ہاتھ ڈالدیے خواصین کہ رہی
ہین لوہم دوا لپٹ لپٹ کے مزے اڑاتا ہی ملکہ انجم ماہ رخسار کمرے تک قریب نہ پہونچنے پائی تھین
کہ خواصون کی آواز سُنکر سہیل کی آنکھ کھلی دیکھا ایک مردوا مجھے لپٹا ہوا ہی خواصین ٹھٹھے مار رہی
ہین اور غل کرتی ہین کہ ملکہ جلدی آ سیئے سہیل نے اٹھتے ہی ایک چیخ ماری ارے یہ کون ارے
صاحبو دوڑو یہ مردوا کہان سے آیا او سایک دوہتڑ شاپور پہ مارا ارسکا وبھیا چسٹے لگائی کیجے
تو کہان سے آیا شاپور کود کر بھاگا سہیل اُٹھکر دوڑی خواصون سے کہتی ہی ارے اسے پکڑو
شاپور دوڑتا پھرتا ہی ہرچند سہیل جھپٹتی ہی بھلا شاپور کو کب پاسکتی ہین ملکہ نے آکے دیکھا کہ
ایک شخص دبلا پتلا تانیتا باغ مین دوڑا دوڑا پھرتا ہی اور سہیل پیٹ رہی ہی ملکہ نے پکار کر
کہا او سہیل یہ کیا سحر کہ ہی سہیل نے چیخ مارکر کہا حضور مین لٹ گئی نہین معلوم یہ نگوڑا مردوا
کہان سے آیا مجھ سے لپٹ کے سورہا اللہ طرح دیجیا سکو گرفتار کرا لیجیے نہ اسے معقول اہلکے

یہ کوئی چوٹٹا اٹھائی گیرا ہی حضور مین پہچانتی بھی نہین شناپور نے کہا ملکہ عالم دہائی ہی آپ ہی نے
مجکو بلایا اپنے کمرے مین سلایا اب کہتی ہین مین نہین پہچانتی ملکہ نے کہا تو ہی کون شناپور نے
کہا حضور کا غلام ہون میرے آپ کے مدت سے آشنائی ہی آج انکار کرتی ہین حضور انصاف
کرین سہیل بیٹھی ہی کہتی ہی حضور کے سر کی قسم مین اس بھڑوے کو نہین پہچانتی غرض جو ہوا ایرج
نوجوان قبضہ پر ہاتھ ڈالکر اٹھے بارہ دری کے باہر آئے دیکھا ہمارا عیار [illegible] شناپور
نامدار نخل کی آڑ پکڑے ہوئے کھڑا ہی ملکہ انجم ماہ رخسار غصہ کر رہی ہین سہیل بیٹھی ہوئی رو رہی ہی کہتی
روتی ہی کہ ہائے میری آبرو گئی یقین ہی کہ اپنی جان دیدے جیسے ہی اپنے آقا کو آتے ہوئے دیکھا
شناپور نے جھککر سلام کیا ملکہ نے کہا اے شہریار یہ موا موئی کا لا نہین معلوم کہان سے آیا ہی میری
وزیرزادی کو اسی نے رلایا ہی آپ کو سلام کرتا ہی نگوڑے کو ایک تلوار ماریے کہ اس کا سر
اڑ جائے ایرج نے کہا ملکہ یہ تمھارا غلام ہی اور قریب آکر کان مین کہا ملکہ یہ میرا عیار فرزند عمرو نامدار
ہی سہیل کو سمجھاؤ اسپر عاشق ہوا ہی ان مجنون کا یہی طریقہ ہی جسپر عاشق ہونگے اُسے رسوا ضرور کرینگے
شناپور آکے قدمون سے لپٹ گیا ایرج نے سر سینہ سے لگایا ملکہ نے ترچھی نگاہون سے شناپور
کو دیکھا سہیل وزیرزادی روتی ہوئی قریب آئی کہا حضور میری داد ملیگی آپ اس نگوڑے بدمعاش کو
کیا پہچانتی ہین شناپور نے کہا وہ نہین پہچانتین تم نے بھی طرح پہچانا یا نہین رات کو منتین کرکے اپنے
کمرے مین لائین وہی گلبدن ہون ملکہ نے کہا صاحب یہ تو اس سے پوچھیے میری گلبدن کو کہان
چھپا دیا شناپور نے کہا ایک نخل کے نیچے پڑی ہی اٹھوا منگوایے کنیزین گئین دیکھا گلبدن ننگی
پڑی ہی کنیزین اسکو لباس پہناکر لائین جب قریب ایرج کے شناپور کھل کھلا کر کھڑا ہوا باتین ہنسکر
صاحبقران کی کرنے لگا قاسم کے غصہ کا حال بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ حضور مین میری سے خواجہ زادان
کے اسطرف آیا شکر ہی کہ حضور کو بعیش و کامرانی پایا ایرج نے کہا اے شناپور سوزان جادو طلسم
اسکندری سے آئی تھی ملکہ انجم ماہ رخسار نے اسکو مار ڈالا مگر وہ بیان کرتی تھی کہ ملکہ شیشہ
مہ لوش اسی طرح ساغر بادہ محبت سے مست ہی آٹھ پہر گریہ و زاری سے کام اُسی کی شورش کی
وجہ سے ملکہ صورت شناس ساحرہ کو روانہ کیا مگر قضا نے اس ملعونہ کو تیر کا نشانہ کیا اے شناپور
بڑے حیف کی بات ہی کہ وہ سوختہ آتش دوری و افروختہ شعلہ مہجوری اس حال پر ملال مین ہو اور

ہم خبر نہیں اگر تڑپ تڑپ کے مر گئی کیسی بدنامی ہوگی دفتر عاشقان ثابت قدم سے نام نکل جائیگا ذکر عشق
و محبت ہمارے نام سے معشوقان طناز کو حجاب آئیگا سہیل نے جو دیکھا اُسی گھوڑے اٹھائی گیرے
سے شاہزادہ ایرج نوجوان باتیں کر رہے ہیں کبھی گلے لگا لیتے ہیں کبھی فرماتے ہیں کہ اے شاپور اب
یہاں سے طرف طلسم اسکندریہ کے چلو یا تو چلکر ملکہ شیشہ مو نوش کو رہا کریں یا ٹھہر کر جان دیں
شاپور کہتا ہے اے شہریار تا بہ طلسم رسائی دشوار ہے بے پتے نشان کوشش بیکار ہے حضور یہاں ٹھہریں
غلام جا کر پتہ لگاسکتا ہے اور اگر پہنچ گیا اور رسائی ہوگئی تو ملکہ شیشہ مو نوش کو ضرور نکال لاؤنگا ایرج نے
کہا اے شاپور یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں ہے ہر چند کہ ملکہ انجم ماہ رخسار نے اگر دو دن ایسی محبت صرف
کی طبیعت بہل گئی مگر کس طرح سے خیال ہیں لشکر پر بھی اتنے پہر پرورش ساحران دل یاد زلف ملکہ
بران میں پریشان اُس مہجور کا بھی خیال سب طرح مشکل ہے سہیل وزیرزادی یہ حالات دیکھتی ہوئی
سامنے شاہزادے کے آئی دامن تھام کر کہا اے شہریار میری داد نہ دیجئے گا اس گھوڑے کو قید کیجئے ایرج
نے کہا ملا سہیل خفا ہو تو میں کہوں یہ تو عیار ہے گلیم میں تنکر آیا گا ہاتھ سے سنا اپنے گھر میں کیوں
لے گئیں سہیل نے کہا حضور میں اپنی گاؤں جاکر لگئی یہ سمجھی تھی کہ یہ گھوڑا الو سا ہے حضور فریاد سنیئے گا تو
میں اپنی جان دونگی سنکھیا کھا لونگی آپ بھی مجھ ہی تو قائل کرتے ہیں لیجئے چوٹے اٹھائی گیرے کو لوری
سے چھڑا دیجئے یہ حضور کو بدنام کرے گا ایرج نوجوان نے ملا سہیل کو گلے سے لگا لیا کہا ملکہ یہ ہمارا بھائی
ہے آج سے ہماری بھاوج کہلاؤ گی شاہزادہ خاور باد ملک تھا سمجھ ہمارے قبلہ و کعبہ کی بہو کہلاؤ گی اب
ہماری خاطر کرو رنجیدہ نہ ہو سہیل شاپور کے کاٹنے سے عاشق تو ہو چکی تھی شرما کے سر جھکا لیا کہا حضور
خوب زبردستی بہو بنا لیا انکھیوں سے شاپور کو بھی دیکھ رہی ہے شاپور ہاتھ باندھے کھڑا ہی کہ رہا ہے ملا خطا
معاف فرمائیے میں تابعدار ہوں آپ کا گنہگار ہوں سہیل غصہ میں کچھ جواب نہیں دیتی دل میں تو ذرا کا
کا بھرا ہوا ہے ظاہر میں ابروے خمدار پر بل لیکن جی کمال کے بکل میں بیکل اب ملحوظ خاطر سامعین ہو کہ ملکہ
انجم ماہ رخسار و کنیزان نامدار و ایرج ذی وقار و شاپور شیر دل عیار سب صحن باغ میں کھڑے ملکہ انجم
بھی وزیرزادی کو سمجھا رہی ہیں کہ ایرج نوجوان نے کہا اے ملکہ عالم صبر اسے چند سے رنج مفارقت سہو کو
رخصت کرو ہم طرف طلسم سکندری کے جا پہنچیں نام طلسم سنکر ملکہ رونے لگی کہا اے شہریار میں سمجھی آپ
واسطے ملکہ شیشہ مو نوش کے بیقرار ہیں مجھ بدنصیب نے ناحق آپ سے دل لگایا مجھے بھلا دیجئے گا

محبت مول لیا ہمکو قتل کرکے جائیے جاکر طلسم مین ماکر شیشۂ می نوش سے دل بہلائیے ہماری محبت بیکار وہ مراُت جادو کی دختر بلند اختر ہین طلسم مین آپ کی عملداری کرا دینگی یہ کہکر رو دی گہرہاے اشک صدف چشم سے نکلکر عارض رنگین ماہ تاباں پر گرے صاف ثابت ہوا شب ماہ مین ستارے چمکے کنیزین بھی یہ حال دیکھکر ملول ہوئین ایک ایک کنیز شاہزادے سے منت کرتی ہو کہتی ہو شہریار ہماری ملکہ کو چھوڑ کر نجائیے آپ کی محبت مین بنے ملکہ مراُت جادو سے دشمنی پیدا کی بخبر ضرور دہان پہونچیگی بموجب ارشاد فیض بنیاد صاحب نامدار شعر دوست دشمن میشود آخر بوقت عاجزی ؛ چون ز زخم آہوان رہ می برد صیاد را ایرج نے کہا صاحبو آخر تمکو ہم سے کیا امید ہو گی ملکہ نے کہا آپ لوگ نہ رو کیے جانے دیجیے مصرع واے برباد گرفتاری ما یہ کہکے دامن ایرج کا تھام لیا یہ اشعار پڑھے اشعار

لائے نصیب کھینچ کے بیداد کی طرف ؛ دن بھر پھرا پھر آیا تو صیاد کی طرف
پاس وفا سے منھ نہ پھرا وقت نزع بھی ؛ دی جان دیکھ دیکھ کے صیاد کی طرف
کیا اضطراب ہو کہ برابر ہین گردشین ؛ سوے چمن کبھی کبھی صیاد کی طرف
ہین اجنبی قفس سے قفس مجھسے اجنبی ؛ وہ مجکو دیکھتا ہو مین صیاد کی طرف
ای دام روزگار نہین بخت عندلیب ؛ کیون کھینچتا ہو مجکو تو صیاد کی طرف
آتا ہو دل کچھ اور ہی یہ طرز لطف ہو ؛ میری طرف نہ اُس ستم ایجاد کی طرف
دیکھی جو مین سنے رو ز خبر اسکی بیکسی ؛ شرما کے ہو گیا اُسی جلاد کی طرف
ہو مجکو جوشش شوق شہادت حیا کی ساتھ ؛ گردن جھکائے جاتا ہون جلاد کی طرف
رو کو خدا کے واسطے یارو کہ جوش شوق ؛ پھر مجکو لیچلا اُسی جلاد کی طرف
شوق نیاز جون کبھی قہر نگاہ ہون ؛ اپنی طرف ہو نہین کبھی جلاد کی طرف
ایسے سما فران عدم تنگ دل گئے ؛ منھ بھی کیا نہ عالم ایجاد کی طرف
عاشق کا دل ہوا ہمین خوشی کا گذر کہان ؛ آتا ہو کون خانۂ برباد کی طرف
مژدہ کسی طرح کا سنتا ہو گر کوئی ؛ مین دیکھتا ہون خاطر ناشاد کی طرف
انکو شگون آمد فصل بہار ہے ؛ تکتے ہین باغبان مری فریاد کی طرف
غنچے کھلے ہوے ہین چلو سیر کو نسیم ؛ جانے دین دام بلبل ناشاد کی طرف

اسطرح ملکہ نے یہ اشعار عشق انگیز پڑھے یہ تو خود چوٹ کھائے ہوے ہیں اُسی محبوب جانی کا فراق
شب و روز ملاقات کا اشتیاق یعنی یاد میں ملکہ بران شمشیر زن کے مصروف رہتے ہیں وصل سے
ناامید مبتلاے دام بلاے ہجران آشفتہ سری میں بے سروسامان ہردم یہی خیال ہے کہ کیونکر اس
محبوب جانی یار جادودانی سے ملیں کیونکر غنچۂ آرزو کھلیں بقول فردوسی شعر صبا بہ گلشن ان گلعذار
مسگذری : اذا لقیت حبیبی فقل لہ خبری ع اس خیال میں ملکہ کے اشک حسرت پاک بہے جو
ہم پر گذرتی ہے وہی اس تو گرفتار کو بھی سامنا ہے کہا اے ملکہ عالم سوائے صبر کے کیا چارہ نہ جانے میں بری
بدنامی ہے وفاداری میں خامی ہے انشاء اللہ ہم جس وقت جان اطمینان کامل پائینگے فوراً لکھا تمہیں
بلائینگے ملکہ نے کہا اے شہریار میں آپ کے جانے کو نہیں منع کرتی مجھے بھی ساتھ لیجیے درد فراق میں
مبتلا نہ کیجیے ہم ستمزدہ یار نہ ہونگی خدا کی عنایت سے چند الفاظ سحر بھی جانتی ہوں مرات جادو سے
تو نہیں لڑسکتی کہ وہ بادشاہ طلسم ہے اور کوئی آپ پر دست انداز نہ ہوسکیگا میں دروازے پر آپ کو
قلعۂ طلسم سکندریہ کے پہونچا دونگی اور یہ بھی وعدہ کرتی ہوں جس باغ میں ملکہ شیشہ مو نوش قید
ہیں وہیں جاکر اُسکے پہلے انھیں کو چھڑا لیجیے آیندہ عجائب و غرائب طلسم میں مجھ کو دخل نہیں ہے جو کچھ
ملکہ شیشہ مو نوش بادشاہ طلسم کی دختر بلند اختر ہیں وہ حال لوح کا بتائینگی اور مجھ سے کچھ نہ ہوسکیگا تو
اُنسے کہکر سفر جاؤنگی مگر جفاے فراق نہ اُٹھاؤنگی امیر حمزہ فرماتے ہیں ملکہ یہ بھی بہتر نہیں ہے غیر کا طلسم میں
گذر نہیں ہے نہیں معلوم میرے نام طلسم کشائی ہے یا بخت کی نارسائی ہے یہ باتیں ہیجان انگیز وحشت خیز
عاشق و معشوق میں ہو رہی ہیں کنیزیں اپنے مالک کو دیکھ کے رو رہی ہیں مگر انور جادو بدخو شعلہ مزاج
سو جادوگر جنوں کو لیے ہوئے طرف لشکر اسلام کی جاتی تھی تخت بر روے ہوا خود غصہ میں بیتاب دائیں
باز و بط و قرقرے پر سوار نگاہ ملکہ انور جادو کی باغ کی جانب گئی ملکہ انجم ماہ رخسار اسی طلسم کی خراج گزار
ہے تصویر طلسم کشا دیکھنے آئی ہے بس اسکی جو آنکھ پڑی دیکھا باغ میں صدہا نازنینان گلعذار بیچ میں
یہ سرو حدیقۂ خوبی بلبل گلزار محبوبی یعنی ملکہ انجم ماہ رخسار اسوقت یہ بھی ذکر ہوتا ہے کہ سوزن جادو
کو میں نے مار کر آپ کو رہا کیا لیکن افسوس ہیں نہ کیا کیا شعر نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے ہوئے
نہ اودھر کے ہوے وہ مجھ جاہ کے ہیں خدا کی قسم نہ اودھر کے ہیں نہ اودھر کے ہوے وہ یہ حال راز و
نیاز دیکھا اور قتل سوزن کا بھی اپنے کانوں سے سنا انور جادو نے للکارا او شوخ دیدہ گیسو بریدہ

انجم ماہ رخسار مین نے سب حال تیری سرکشی کا سنا ہماری مصاحب کو مارا قیدی کو چھین لیا
ہمارے دشمن سے یہ راز و نیاز دھگڑے کیے یہ اندازہ کہتی ہوئی مثل شعلۂ جوالہ آسمان سے
اُتری انجم نے جو انور جادو کو دیکھا کہا او شہر یار غضب ہوا مرا ثت جادو کی بہن پر سب حال
آئینہ ہوا سب اس ملعونہ نے معائنہ کیا ایرج نوجوان نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا بڑھکر نعرہ کیا نعرۂ

ایرج نوجوان مصنف قمر
ہنر پروران و ہنر دان زما
گل گلشن قاسم نامدار

ملک ایرج آن آفتاب سپہر
جری صف شکن شیر دشت نبرد

کہ صاحبقران انجم و آفاق گیر
سمند فارس عرصۂ کارزار

شاپور نے بھی کمند سنبھالی جھپٹ کر ایک ساحرہ کو جا پ

ماما پٹ کے خنجر بھی مار دیا انور نے سحر کیا آگ برسنے لگی ایک ساحر کو ایرج نے تیر مارا حلق کو
اُسکے توڑ کے پار نکلا ملکہ انجم بھی چلی باران سحر برسا کر آگ بجھا دی کئی جادوگرنیوں کو ٹھنڈا کیا
دس پانچ کنیزین ملکہ انجم ماہ رخسار کی بھی جلین بعض بیہوش ہو گئین ہنگامۂ سحر گرم ہوا برق چمکی
رعد گرجا ملکہ انجم ماہ رخسار مثل ستارۂ سحری چمک رہی ہے جس ساحرہ پر جا پڑی اُسنے سحر کیا
انجم نے ماش کا دانہ مار کر اسکو پھونک دیا ایرج نے دو تین جادوگرنیون کو مارا تھا کہ انور جادو
طرف ایرج کے چلی آواز دی خبردار اے مسلمان تجکو یہ لیاقت ہوئی تلوار کھینچکر آیا کیون قضا
آئی ہے ساحران طلسم اسکندری کا خون تیری گردن پر ہے اب تیری قضا قریب ہے ایرج نے چاہا
جا پڑون اس ملعونہ کو زیاد ہری کی سزا دون انور جادو نے بہ تعجیل سحر کیا تلوار ہاتھ سے ایرج
کے گر پڑی زمین نے پانوئن تھام لیے پنجہ پکڑ کر بڑھی کہ قتل کرون انجم کی نگاہ پڑی بیقرار ہو کر چیخ
نعرہ کیا او ملعونہ کیا کرتی ہے وہ سحر نہین جانتے اُنپر دست بدعت دراز نہ کر یہ کہکے گولہ مارا
انور جادو نے گولے کو کاٹا گولے سے دھوان نکلا برق چمکی سر انور جادو کا اس برق سے
زخمی ہوا ایرج و شاپور تو سحر مین انور جادو کے مبتلا ہو کر گرے مگر انجم ماہ رخسار نے خوب
خوب سحر کیے انور جادو بھی زخمی ہوئی قریب تھا کہ جادوگرنیان اسکی بھاگین انجم ماہ رخسار
پنجہ کھینچے جا پڑی چاہا کہ انور جادو کا سر کاٹ لون اسوقت انور جادو گھبرائی جلدی مین کچھ اور تو بن
نہ پڑا اُس ملعونہ کو خیال آیا کہ میری جھولی مین ڈبیا خاک قبر جمشید کی ہے بات بڑی بھید کی ہے اکثر
گذارش کیا ہے کہ خاک قبر جمشید اگر کوئی شخص افراسیاب پر مار دے تو اسکے بھی قالب پر غبار الم

چھائے چند ساعت کو بیہوش ہو جائے پس انور جادو نے بتعجیل تمام انجم ماہ رخسار کی زبان مین
سوزن دیا کنیزین کچھ بھاگ گئین کچھ قتل ہوئین انور جادو نے ایرج و شاپور و ملکہ انجم کو مع چند
کنیزون کے گرفتار کر لیا سر پر اپنے ایک ہی مرہم جمشیدی کی چڑھالی سو جادوگرنیان لیکر آئی
تھی پچاس قتل ہوئین ملکہ انجم و ایرج و شاپور کو تخت پر ڈال لیا لیکر طرف طلسم اسکندریہ کے روانہ
ہوئی ایرج کو سلسل و سطوق کر لیا ہے اب جو ایرج نوجوان کی آنکھ کھلی اپنے کو غل و زنجیر مین گرفتار پایا
ایک جانب شاپور ایک جانب ملکہ ماہ رخسار کو دیکھا کہ زبان مین سوزن بیقرار و اشکبار انور جادو
تخت اڑائے ہوئے لیے جاتی ہے ایرج نوجوان نے ملکہ انجم کو بہ نگاہ حسرت دیکھا اشارہ کیا اے ملکہ عالم
تم ہماری محبت مین مبتلائے بلا ہوئین مین عذر کر کے اپنے کو بچاؤ ہم پر جو گذریگی سمجھا جائیگا رب اکبر ہمکو بھی
قید سے چھڑائیگا انجم نے کہا اے شہریار کیا اپنی جان مجکو ایسی عزیز ہے کچھ کنیز کا خیال نہ کیجیے یہ قید رہائی سے
بہتر ہے اسوقت شاپور کی بیقراری ایرج کی اشکباری انور نے جو عاشق و معشوق کے اشارے
دیکھے جل گئی کہا کیون بی انجم تمھارا بھی ستارہ گردش مین آیا ہمارے دشمن کو گھر مین جگہ دی جنھون
نے ہمارے قتل کیا مرات جادو نے قصور کیا ہے مین دشمن کو قید نہین کرونگی پہونچتے ہی دار پر کھینچ دونگی
سر انکا لیکر خدمت مین شہنشاہ طلسم ہوشربا کے پہونچاؤنگی اس نگوڑے کے سحر مین چھوکری مبتلا ہے
اسکے قتل سے اسکا بھی علاج ہوگا انجم نے کچھ جواب نہ دیا شرما کے سر جھکا لیا مگر ایرج نے جواب دیا
او ملعونہ کیا بکتی ہے ساحران طلسم ہمارے ہاتھ سے قتل ہوے مین تیر انگار ہون اس بیچاری کی کیا
خطا اسکو رہا کر دے ہم سے بدلہ لے یہ بالکل بیخطا ہے اور سحر کیسا ہم سحر و ساحری کو برا جانتے ہین
وہ شاہزادی سحر محبت مین مبتلا ہے سر بیچکر اسنے یہ سودا خریدا ہے انشاء اللہ اسکا بھی وقت رہائی
قریب ہے تو مین کیا قتل کر سکیگی انور کنیزون سے کہتی ہے دیکھو تو اس جوان کا دیدہ دلیری حقیقت
مین بیٹا جرأت کا شیر ہے خوف نہین کرتا موت سے نہین ڈرتا اس طرح پر باتین کرتی ہوئی انور
جادو فیدا ایرج و شاپور و انجم طرف طلسم اسکندریہ کے لیے جاتی ہے

دو کلمہ داستان گرفتار دام محنت اسیر محبس محبت فراق دیدہ ہجران کشیدہ دار
و مبتلائے رنج و محن اعنی ملکہ بہاران شمشیر زن کے تحریر ہوتے ہین خمسہ موسن

در بزم یار ہمرہ دشمن گذر کنم — سویم چو ننگرد سوے دیگر نظر کنم

گر گریہ سر دہد گلۂ درد سر کنم ترسم کہ از محبت خویشش خبر کنم
با خویش سرگرانی او بیشتر کنم

کیا کیا امید تھی ترے ہاتھوں سے قتل کی
پر کیا کروں نزاکت دل یاد آگئی
تھی جی میں آرزو کہ ملے آرزو میری
ترسم زبیوفائی خود منفعل شوی
گر از امید داری خویشت خبر کنم

دیکھا جو میرے حال پہ ہنستے ہیں شیخ و شاب
پردہ نشین ہوئے نہ کسی طرح سے حجاب
کھائی قسم پھر آنے کی با جوش اضطراب
وقت وداع اوس دل ماہ خراب
با ہر کہ روبرو شوم و گریہ سر کنم

کیسا طلوع صبح کہاں ہر نمود روز
کیا کیجیے ہمنشین گلۂ جوش تاب سوز
ہر گھر میں جلوہ گر ابھی وہ آہ دلفروز
بے طاقتی شوق بہ بین کز برم ہنوز
نہ گذشتہ یار روبروے براہ دگر کنم

ناصح ذلیل گننے لگے مجھکو شیخ و شاب
اب مجھکو یاد آئی مری خانمان خراب
ملنے سے میرے کرنے لگی خلق اجتناب
رسوا شدم رسید بجائیکہ از حجاب
دیگر بہ پیش او نتوانم گذر کنم

موسیٰ کی طرح جو نہیں پھرتا ہوں کو بکو
افسوس کامیاب نہیں ہو سکا کبھو
شوق نظارہ سے ہوئی برباد آبرو
سیلی زند شرم عشق بجانم کہ سوے او
با شوق این چنین نتوانم نظر کنم

اس زمانہ میں ملکہ بران شمشیر زن باغ نگارین میں داخل ہی کنیزون کو براے خبر خواجہ عمرو و اسد تا سور روانہ کیا ہی او وقت سحر بیٹھے بیٹھے خود بخود دل گھبرایا بارہ دری سے اوٹھکر کمرے میں آئی ٹہلنے لگی ہر چند دل کو بہلاتی ہر گز طبیعت قلب زیادہ پاتی ہر لیون جو نگاہ اوٹھائی تصویر ایرج نامدار رکھی تھی اوٹھالی تصویر کو گلے سے لگایا جوش محبت میں عارض پہ عارض رکھدیا شکایت آمیز کی بیساختہ منہ سے نکل گیا کہ اے شہریار کبھی ہمارا بھی خیال آتا ہے اب کی تو آپ بعد عرصہ دراز تشریف لاے مزاج کیسا ہے کیا آجکل کسی ساحر سے مقابلہ ہے طلسم ہوشربا میں تو ہنگامہ بپا ہے

دیکھیے افراسیاب سے پنجہ سے کیونکر بچتے ہین اب سامان لشکرکشی ہر افراسیاب بر سر کشی ہر آپ طلسم ہوش ربا سے تشریف لیجایئے اب بڑے غضب کے سحر ہونگے یہان کی خبر ہم آپ کو لکھ بھیجینگے چوش محبت مین دو چار باتین جو کہین ایسی محو حیرت تھی سمجھی کہ مین اصل شاہزادہ والا قدر سے باتین کر رہی ہون جب جواب نہ ملا جیسے کوئی سوتے سوتے جاگتا ہر اب جو دیکھا سراسر بیجا ہماری تقریر ہی ہمارے ہاتھ مین اس ظالم کی تصویر ہر دلولۂ جنون کا جوش آیا اب بیہوشی سے ہوش آیا قلب تڑپا دل پھڑکا قلب سے شعلے نکلنے لگے استخوان مثل شمع کافوری جلنے لگے سامنے باغ دل داغ داغ ہر نخل نخل آہ غم سے حال تباہ اشعار

گلبرگ کہین جو دیکھ پایا	خوناب دل آنکھ نے بہایا	یاد آگیا وہ عذار گلرنگ
دل تجھ سے بیشتر ہوا تنگ	رنگینی بزم کا سبب تھا وہ حیا	جون بوئے گل اڑ گئے لب و سامان

وحشت کی ترقی ہوئی دل سے کہتی ہر طرف صحرا کے چلو یاد چشم محبوب مین آہوان صحرا سے دل بہلائین تا بہ دشت نجد جائین قیس مجنون سے پوچھین کیون بدنصیب تو نے عمر کیونکر کاٹی شب فرقت کیونکر بسر ہوتی ہر یہ تو ظاہر ہر کہ تڑپ تڑپ کے سحر ہوتی ہر کیا کھایا کیا پیا اتنی مدت تک کیونکر جیا یہسان تو زندگی دشوار ہر دل تردد منزل بہت بیقرار ہر نظم دیگر

اب حشر ہوا ہر مہربان پھر	بیتاب ہر جان ناتوان پھر	پھر دل کو طپش سی ہو رہی ہر
سینہ مین خلش سی ہو رہی ہر	پھر پہونچا ہر اب پیام الم کا	پھر آنے لگا سلام غم کا
پھر داغ کہن ہر تازہ و تر	پھر زخم جگر ہنسے ہر گل پر	پھر چشم ہر خون فشان و خونبار
پھر چہرہ بنا ہر زعفران زار	پھر دیدۂ تر ہر وقف دامان	پھر ہاتھ ہر مائل گریبان
پھر آنے مین غش پہ غش جو ہیم	پھر ہر وہی بیخودی کا عالم	پھر ناوک درد دل شکن ہر
پھر سینہ کا زخم خندہ زن ہر	پھر داغ جنون سے سر ہرا ہر	پھر نالہ بدستوار سے بلبل
پھر ہر وہی پیچ و تاب دل کو	پھر آرزو ہی اضطراب دل کو	پھر ہمدم و ہمنفس ہوئی آہ
دمساز ہر نالۂ سحر گاہ	گستاخ ہر آہ خونچکان پھر	منہ لگنے لگا ہر پھیپھڑا قفان پھر
غم کرنے لگا ہر غمگساری	دیتی ہر قرار بیقراری	پھر کوچۂ یار کی ہوس ہر
پھر گھر مرے واسطے قفس ہر	پھر آنکھون سے خون دل بہے گا	پھر سینہ بھی گرم سارش ہر

ان اشعار کو پڑھکر بیقرار ہو کر زوردار مین صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل سنگ پڑت

ہے بعشوق سے تومادو پہ منہ پر رکھکر چیخین مار کر رونی ملکہ شگوفہ سحر ساز وزیرزادی کے کان مین
آواز رونے کی ملکہ کے پہونچی گھبرا کے دوڑی کمرے مین آ کے دیکھا تصویر ایرج نوجوان ہاتھ مین
رنگ رو متغیر صدمت چشم سے گوہر بے بہا سے اشک پیہم جاری ہین ہچکی لگ گئی تھی منہ سے
بات نہین نکلتی شگوفہ دوڑ کر قدمون سے لپٹ گئی بلائین لینے لگی کہا حضور ہمارے خدا خیر تو ہی ہر چند
شگوفہ پوچھتی ہے ملکہ کے منہ سے بات نہین نکلتی گل سا چہرہ کمھلایا ہوا ہاتھ پانون ٹھنڈے آہ مین
گرمی قریب ہے روح قالب سے نکلجائے جب تو شگوفہ نے کہا واری مین ابھی اپنے کو ہلاک کرونگی
جلد مجھ سے کلام کیجیے بات کا جواب دیجیے پھر آپ کہنا مانیگی کون سا ایسا مقدمہ ہے کہ جسکا انتظام
لونڈی سے نہین ہو سکتا حضور نے سحر اسقدر تعلیم کیا ہے سہرا اپنا کھلوایا پروردگار نے اپنی عنایت
سے روپیہ پیسہ سب کچھ مرحمت فرمایا ہے لونڈی سمجھ چکی ہے اب تک مین اس مقدمہ مین تامل کرتی تھی
چاہتی تھی حضور بہل جائین جب دشمنون کا یہ حال ہے پھر ہین جستجو مین کیا عذر ہے مفصل فرمائیے آپ
ہم سے کیون چھپاتی ہین لونڈی تو آپکی ابتدا سے رازدار ہے جب شگوفہ نے اس طور سے کہا ملکہ بران
نے ضبط کرکے فرمایا کیا بیان کرین ناحق کی وحشت ہے محبت مین عقل کی حماقت ہے آج شام سے طبیعت
ایسی گھبرائی اُنکی یاد آئی مین سوختہ بخت آپ ہی آپ راز و نیاز کرتی ہون زندگی کے دن مرمر کے
بھرتی ہون اسی پریشانی مین کمرے سے تصویر اُٹھالی حضرت عشق کے نیرنگ انتظار مین صاف یہ ثابت
ہوا کہ خود وہ سامنے موجود ہین وہ جو دل مین حماقتین پڑی تھین وہی باتین کین اب جو ہوش آیا
تصویر کو ہاتھ مین پایا اب یہ ضرور خیال ہے کہ دشمنون پر غم و ملال ہے یا اُنپر کسی نے نگاہ ڈالی میری
دہنی آنکھ پھڑکتی ہے یا خدا نخواستہ کچھ ہاتھون پر اُنکے صدمہ پہونچا ہاتھ پانون مین اینٹھن ہے قلب مین
جلن ہے اٹھ پہر لڑائی اُنکا کام ہے اسی کا یہ انجام ہے یہ سیدھے سادے سپاہی کفار مکار غدار ہر وقت
درپے آزار گھوڑے مکر کرین عیارون سے کام لین ساحرون کو بہر مدد بلائین حبیب کے قتل کرین
چاہتے ہین راہ مین کنوئین کھودین حافظ حقیقی اُنکا مالک ہے ای شگوفہ دل تو یہ چاہتا ہے کہ مین خود
جاؤن ایک نگاہ دیکھ آؤن لیکن اس زمانے مین خواجہ عمرو برائے تلاش لوح گئے ہین قبلہ و کعبہ
قصر مرات مین اکثر جاتے ہین مجکو بھی جستجو سے خواجہ عمرو ضرور ہے اگر جاؤن رنج و ملال اُٹھاؤن
قبلہ و کعبہ کی نگاہ پڑجائے ستارہ شناسی سے ثابت ہو اپنی جان کا کیا خوف زیادہ غصہ کرینگے

قتل کروا ڈالینگے ہم خود چاہتے ہین زندگی بیکار ہی سر جسم پر سراسر بار ہی مگر قلق یہ ہی کہ قبلہ و کعبہ کہین اگر نہ دست انداز ہون اور بیشک قبلہ و کعبہ کبھی گوارا نہ کرینگے صاحبقران سے فساد ہوگا ایک ایک مسلمان کو جان بچانا مشکل ہو جائیگی پھر ہماری طبیعت کیونکر تسکین پائیگی ای شگوفہ اگر ممکن ہو تو تم تکلیف کرو اپنی آنکھون سے دیکھ آؤ مین اپنی طبیعت کا امتحان کر چکی کئی مہینہ ہوے اسی طرح گھبرا کی سر ہتھیلی پر رکھکر واسطے دیکھنے کے چلی تھی اٹھا کر ایک پہاڑ پر پہونچی حقیقت مین وہ قید ہو گئے ایک کنیز شوخ چشم جادو کی نام لیے جاتی تھی مین نے اسکو قتل کیا جا کر انکو قید سے چھڑایا وہی آج بھی طبیعت کا حال ہی دیکھو بات کیسی بہانہ ہو گئی شگوفہ نے کہا حضور لونڈی ضرور جائیگی مفصل خبر لائیگی ملکہ کو سمجھا کے بہلانا شروع کیا شگوفہ نے یہ بھی کہا اتنی رات بسر ہو بہت جلد جاؤنگی علم سے پہرہ دار کے خبر لیکر آؤنگی ملکہ نے جو شگوفہ کو مہربان پایا ذکر اپنے ہجر کا شروع کیا

نظم مصنف

اگر گرمی تھی اپنی بے بسی پر
فرقت کی وہ رات تھی بلا کی
افراط غم و ملال کی تھی
ناگاہ ہوئی سحر نمودار
چھپنے لگا انجم جھلملا کر

جیون تیون شب ہجر کی بسر کی
تکلیف اٹھائی انتہا کی
گویا وہ شب تھی امتحان کی
گل ہو گئی شمع ماہ اکبار

اگر روتی تھی اپنی بے کسی پر
تڑپی بستر پہ تا سحر وہ
وہ نصف شب اک سال کی تھی
منزل وہ غضب تھی امتحان کی
نکلا گل صبح کھلکھلا کر

وہ سحر فراق دل مین معشوق سے ملنے کا اشتیاق طائرون کی نغمہ سرائی سے سر پھرنے لگا اور زیادہ دل گھبرایا کہا شگوفہ دیکھو تو آج صبح کو باغ مین بنا گل کھلا ہی بالکل ویرانہ معلوم ہوتا ہی

نظم مصنف

صورت اسکی بگڑ گئی ہی
سنبل کچھ پیچ کھا رہی ہی
سنتا ہی وہ کب کسی کی فریاد
پتے ہین تالیان بجاتے
سیوتی خوشبو اڑا رہی ہی
بے چین پھول شاخ ڈالی
یان کون ہی وہ دستار اپنا

سوسن نہین اب تنک ہلاتی
کس بل اپنا دکھا رہی ہی
بلبل ہی دید گل مین مشغول
طوطے ہاتھون کے ہین اڑاتے
شبو دم صبح بھر رہی ہی
غم سے نہین انہین کوئی خالی

شبنم پہ تو اوس پڑ گئی ہی
نرگس نہین آنکھ بھی ملاتی
سرکش ہی ہر ایک سرو و شمشاد
خوشبو سے ہی اپنے مست ہر پھول
چنپا تیزی دکھا رہی ہی
سجدہ ہر شاخ کر رہی ہی
کس سے کہون حال زار اپنا

شگوفہ نے فوراً لباس سحر ذات پر آراستہ کیا قدمون سے لپٹ کر

کہا لیجیے آپ کیوں گھبراتی ہیں دل کو تسکین دیجیے لونڈی تیز روی سے جائیگی بحکم جامع المتفرقین خبر
انکی لیکر آئیگی آپ کو حقیقت میں جانا بھی چاہیے کہ قصر جمشیدی میں جا کر خبر خواجہ عمرو دریافت کریں
انکی مرتبہ مقام سخت وصعب پر گئے ہیں خدا خواجہ کی جان بچائے اس مطلب سے دل کو مطمئن کیجیے یہ
میں بھی بخوبی آگاہ ہوں کہ وہ منتظم لشکر اسلام ہیں انھیں کے دم سے سرداران ذیشان کو آرام ہے
ہر جنگ میں اپنا سینہ سپر کرتے ہیں دور دور جا کر لڑے کہاں کہاں معرکے پڑے اگر لشکر میں
نہونگے میں صورت بدل کے کسی عیار سے حال پوچھونگی جس ملک پر جانا انکا ثابت ہوگا وہیں
اپنے کو پہونچاؤنگی ایسی دلدہی کر کے شگوفہ نے سمجھایا کسی قدر دل کو اطمینان ہوا کہا اچھا تمکو خدا کے
سپرد کیا شگوفہ ایک طاؤس زرین بال پر سوار ہو کر برائے جستجو اس نوجوان چلی جب شگوفہ
چاہتی ہے کہ طاؤس کو اڑاؤں ملکہ کہتی ہے شگوفہ ٹھہر جا ہماری طرف سے بہت بہت مزاج پرسی کرنا
مگر اسطرح نہ پوچھنا کہ اشتیاق ہمارا ثابت ہو نہیں پھول جائینگے اور راگ لائینگے سمجھینگے بران ہم پر
مرتی ہے بلکہ یہ کہنا کہ رمال نے بیان کیا کہ جسکے نام میں اول الف ہو اسکے لیے زمانہ خلاف ہی ہے صبح
سے ملکہ نے فرمایا ہے میں خواجہ کی خاطرداری ہے بطور گردش فلکی انکے لیے کچھ ضرر ہے جبر ہے آؤ کسی صعوبت
میں ہوں تو بچاؤ کہنا اس وجہ سے میرا آنا ہوا شگوفہ نے کہا حضور میں سمجھ گئی اسی طور سے کہونگی یہ کہکر
شگوفہ نے قصد کیا چند قدم چلی تھی ملکہ نے کہا شگوفہ ایک بات اور سن تو شگوفہ پلٹ آئی کہا حضور
فرمائیے کہا شگوفہ اگر تمہاری صلاح ہو تو ایک نامہ بھی لکھدیں میں نے ایک دن چند شعر نظم بھی
کیے تھے مسودہ رکھا ہے میں ابھی صاف کر دوں زبانی تو کہوگی وہ پرچہ بھی دیدینا پڑھکر خوش ہو جائینگے
انھیں کے پاس وہ کاغذ رہیگا ہر چند کہ ہرجائی ہیں لیکن اس کاغذ کو بہت احتیاط سے رکھینگے آنکھوں
سے لگائینگے اور گو ہرجائی ہیں سے مجھے کیا کام ہے جس سے چاہیں دل لگائیں اپنے کو بہلائیں یہ میں
خوب جانتی ہوں اگر خدا نے اپنا فضل شریک حال کیا اور طلسم ہوشربا فتح ہوا اور خواجہ نے
صاحبقران سے کہکر اس شادی کی تقریب کرائی اور یہ بات راس آئی حسبدن میں جا دھمکونگی
سب حرامزادیوں کو نکالدونگی وہ خود بھی کسی محل میں نہ جائینگے خود میرے والد اقرار نامہ
لینگے میں تمکو سمجھادونگی پہلی شرط یہی لکھواؤں کہ رات کو کہیں نہ رہیں شگوفہ نے کہا واری وہ دن تو خدا
دکھائے شہنشاہ پر کیا موقوف ہے کیا بساط ہے آپکی جو قوت ہے برا کہا لکھوا دیجیے دکھیلوں سے

صلاح کرکے پانچسو روپیہ سکہ اسکا سب پر اقرار نامہ ہو کا رجسٹری بھی کرا دونگی دولھا میان کو بڑے
کنوین جھنکاؤنگی وہ شرطین لکھی جائین کہ میان ادکس نہ سکین یہ جو شگوفہ نے کہا خوشی سے ملکہ
پران کا چہرہ سرخ ہو گیا کہا شگوفہ یہ تو سب کچھ سچ ہی مگر وہ بڑے نازک مزاج مین واہیات شرطین
سنون ورنہ کاغذ پھاڑ کے پھینکدینگے تنہائی مین مجھسے شکایت کرینگے ای وزیرزادی کیسا اقرارنامہ
سارا دل کا اقرار ومدار ہی لکھنا پڑھنا بالکل بیکار ہی شگوفہ دل مین کہتی ہی کہ اللہ رے جوش محبت دریائے
الفت کی طغیانی ہی خدا اسکا انجام بخیر کرے کہا حضور بس باتین ہو چکین لائیے نامہ محبت فرمائیے کہا
ای شگوفہ ان باتون سے دل بہلتا ہی روح کو لطف ملتا ہی یہ فرماکر اٹھین قلمدان مع کاغذ لائین کلک
جواہر سلک پنجۂ نگارین مین لیا بجائے روشنائی سواد چشم کو صرف تحریر کیا یہ مضمون بلاغت مشحون بر صفحہ

نامۂ اشتیاق از طرف ملکہ بران شمشیرزن برائے ایرج صف شکن

ای کشتۂ تیغ دلربائی
آوارۂ دشت رنج فرقت
ای بلبل گلشن محبت
مجھا کوئی باوفا نہ دیکھا
گر یاد رہے یہ بات تجھکو
تو جان لو اسمین ہوت آئی
گر ہاتھ ہوے کسی کے پابوس
رکھنا مری یاد سے سروکار

وے قطرۂ رسیدۂ جدائی
ای ماہ سپہر عشقبازی
ای قمری سرو باغ نخوت
اس بات پہ ہو نہین تیرے عاشق
گر دور کہین سمجھ کے مجھکو
ولیکن اگر آرزو کچھ آئی
برسون ہی ملونگے دست افسوس

ای آہوے وادی سوہوش
ای یکہ سوار ترکتازی
تجھسا کوئی بے ریا نہ دیکھا
سچ سمجھو اسکو میرے عاشق
دان آنکھ کسی سے گر لگائی
تو تیری خیر خدائی
فرقت مین ہاوے تو خبردار

اسکی ہیکو کیا ضرورت ہی جھگڑون سے طبیعت کو نفرت ہی تمہاری

خیر و عافیت سے کام ہی کچھ دل مین خیال آیا اسوجہ سے شگوفہ کو روانہ کیا اگر مہلت ہو جواب
ضرور تحریر فرمائیے گا الخط نصف الملاقات ہی زیادہ آرزوے ملاقات حسرت آیات
راقم الحروف مہجور یہ محن ملکہ بران شمشیرزن آفتاب جرأت وہمت ہمیشہ تابان ودرخشان رہے
دوست شاد دشمن پامال ہون جنگ مین ظفر حاصل ہو بشکر خدا ہم بھی خیر و عافیت سے
ہین جو گذرتی ہی اسکا لکھنا مناسب نہین بوصف دراز مین نامہ تحریر فرمایا ملفوف کرکے سرنامہ پر
مہر کرکے کہا لو ہوا شگوفہ شگوہ حافظ حقیقی کے سپرد کیا بہ تعجیل جانا بہت جلد واپس آنا شگوفہ نے

نامہ لیکر جھولی مین رکھا طاؤس زرین بال پر سوار ہو کر بجستجوے ایرج نوجوان روانہ ہوئی تحریر
کر چکا ہون کہ انور جادو ایرج و شاپور شیردل و انجم ماہ رخسار کو قلعہ انجم حصار سے گرفتار کر کے
لیکر چلا چونکہ طلسم کی راہ دور ہے ایک پہاڑ پر اُتر کر گھڑی دم لینے لگی پچاس جادوگرنیان ساتھ تھین جب
اس کوہ فلک شکوہ پر اُتری ایرج و شاپور زنجیرہاے سحر مین مسلسل ہین انجم ماہ رخسار کی زبان
مین سوزن انور جادو کو بڑا غصہ ہے کہا کیون بی انجم تم ہماری صاحبزادی کی سوت نہین کچھ مالک کا
خوف نہ آیا تم جانتی ہو مراُت جادو تشخوشو مزاج ہے فوراً تمکو قتل کریگی اور اس نگوڑمے کی
بوٹیان کاٹی جائینگی جب تک یہ قتل نہو گا سر سے لڑکی کے بھوت کیونکر اُترے گا خیر تو قدمون پر
گر مذہب سے خدا سے نادیدہ کے تائب ہو اب کبھی ایسی حرکت نہ کرنا انجم نے کہا کیا بیہودہ
بکتی ہے ہمین اپنے دل کا اختیار ہے سامری جمشید کیا کہتے تھے سگے بھنگے انکو کیا کوئی خدا جانے
لائق لعنت ہین کندۂ جہنم ناری باغی طاغی دشمن خداے عالم یہ کلمات غصہ مین جو انجم نے کہے انور
جادو نے حکم دیا کہ اس زبان دراز کا سر کاٹ لو ہمارے سامنے یہ باتین کنیز نے کھینچ لی ایرج نوجوان
کو تاب نہ آئی کہا او انور جادو اس بیچاری کی کیا خطا ہے مجکو قتل کر میرے ہاتھ سے طلسم اسکندری
کے ہزارون جادوگر مارے گئے اُنکے خون کا بدلہ لے اسنے کسکو مارا کسکو قتل کیا سوزن کا رشتۂ
حیات قطع ہو چکا تھا جہنم نا اصل ہوئی انور نے غصہ مین دوسری کنیز سے اشارہ کیا کہ اسکا بھی
سر کاٹ لے مین مطمئن ہو کر بوا کے پاس جاؤن اپنی صاحبزادی شیشہ مے نوش کو بعیش و فرحت
دیکھون دوسری کنیز طرف ایرج نوجوان کے تلوار کھینچکر بڑھی شاپور تڑپ گیا آواز دی او ملعونہ
یہ میرا آقا ہے مین اسکا نمکخوار ہون پہلے مجکو قتل کر انور نے کہا کہ موسے مونڈی کاٹے گیا مین تجکو
زندہ چھوڑونگی اسوقت اُس کوہ فلک شکوہ پر عجب طرح کا غلغلہ ہوا ایرج نوجوان نے عالم یاس
مین دعا کی پروردگارا ملکہ انجم ماہ رخسار بے سبب ہماری محبت مین قتل ہوئی ہے ہم نے تو راہ جہاد
مین قدم رکھا جب تیغہ پر ہاتھ ڈالا سوت کا مرد جھکا مرنا جینا یکسان ہے ہر حال مین تیرا احسان
ہے وقت بیکسی و بے لبسی مین تو معین و مددگار ہے سب طرح کا تجکو اختیار ہے بیقرار ہو کر ایرج نے
دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا غنچۂ آرزو کھلا نخل تمنا سرسبز ہوا باغ رنج و ملال مین ہواے عیش
چلی گل پژمردۂ خاطر کھلا ملکہ شگوفہ سحرساز مثل نسیم بہار آکر پہونچی صداے نوحہ و شیون گوش زد

ہوئی نگاہ اُٹھا کر دیکھا شاہزادہ ایرج کو زیر شمشیر پایا ایک ساحرہ کلمات سخت و سست کہ رہی ہے آنکھوں
کے نیچے اندھیرا آگیا جی مین کہتی ہے ای شگوفہ حقیقت مین دل سے دل کو راہ ہے وہ جو ملکہ عالم فرماتی تھین
شاہزادے پر کوئی افتاد پڑی وہی حال پر ملال آنکھون سے دیکھا جی مین سے نعرہ کیا او ملعونہ خبردار
اگر شاہزادے کا ایک موے جسم کم ہوا قوم بھر کو تیرے قتل کرونگی نہین جانتی کہ ہمارے شہنشاہ
گیتی ستان صاحب جاہ و توقیر یعنی کوکب روشن ضمیر ان سب صاحبون سے تعلق رکھتے ہین سر
اُٹھا کر جو انور جادو نے ملکہ شگوفہ وزیر زادی کو دیکھا تو بخوبی آگاہ ہے کہ کوکب عہد و مسلمانان
سے رسم و راہ ہے ترنج زرنگار ہاتھ مین لیکر اُٹھی شگوفہ پر سحر کیے اپنے نزدیک آگ بجھائی شگوفہ
ہنس پڑی شعلہ پھول بنکے گرتے گرتے شگوفہ نے ایرج پر سے قید سحر دور کی شاپور کو بھی رہا
کیا ایرج نے آواز دی ای شگوفہ ملکہ انجم ماہ رخسار کو بچانا شگوفہ نے جو پلٹ کر اس حسین کو دیکھا
مسکرا کر کہا حضور یہ کون صاحب ہین مین انکو کیون رہا کرون اسی طرح قید مین انکو سامنے اپنے
مالک کے لیجاؤنگی اگر وہ سمجھ لینگی کہ گنہگار نہین ہے خود ہی رہا کر دینگی ورنہ سزا سے معقول ملیگی ایرج
نے کہا ملکہ شگوفہ یہ ہماری خیرخواہ ہے اسنے ہماری جان بچائی شگوفہ نے کہا خیرخواہی کی کی خطا اس سے
زیادہ ہے ایرج نے خود بڑھکر ملکہ انجم ماہ رخسار کی زبان سے سوزن نکالا اب تو انجم بھی لڑنے لگی
مگر شگوفہ کسی کے سحر کی کب محتاج ہے تعلیم کردہ ملکہ بہاران ہے مثل شعلہ جوالہ لڑتی بھڑتی سحر کرتی انور جادو
پر جا پڑی انور نے کیسے کیسے سحر کیے شگوفہ نے سب دفع کیے آخر پنجہ کھینچکر شگوفہ پر اپنا ہاتھ مارا
اسنے سپر سحر کو اُٹھا دیا زبان سے کچھ اسم پڑھا تلوار اُسکی سپر مین اُلجھکے ٹوٹی پنجے بھی شکست ہوئی
اب شگوفہ نے نعرہ کرکے پنجہ سحر مارا انور جادو نے چاہا ہوں جان بچاؤن مگر شگوفہ کب جانے
دیتی ہے پنجہ سے کب پناہ ملتی ہے انور کے دو ٹکڑے ہوئے اندھیرا ہو گیا آگ برسنے لگی بعد لمحۂ دراز
آواز آئی کشتی مرا نام من انور جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم دس
کنیزین قتل ہوئین چالیس کنیزین الامان کہتی ہوئین ایرج کے قدمون پر گرین مطیع الاسلام ہوئین ملکہ
شگوفہ نے اس کوہ فلک شکوہ پر فرش پرتکلف آراستہ کیا ایرج نوجوان کو لا کر بٹھایا ملکہ انجم ماہ
رخسار پر جو ظاہر ہوا کہ ملکہ بہاران شمشیر زن کی وزیر زادی ہے فریفتہ ہوئی آکر بیٹھی مگر خائف کہ دیکھیے
کیا ہوتا ہے اب شگوفہ نے ایرج نوجوان کے سر سے پاؤن تک بلائین لین ترقی جاہ و حشم کی دعائین

وہیں ایرج نوجوان شگوفہ کو دیکھکر مثل گل شگفتہ ہوے مسکرا کر فرمایا کیون شگوفہ کیونکر آنے کا اتفاق
ہوا عرض کی اے شہریار کیا گذارش کرون دیکھیے اس نامہ کو پڑھیے اور جواب بھی ضرور تحریر فرمایئے
دو دن سے ملکہ عالم کو انتشار ہوا فرمایا تھا کہ اے شگوفہ کوئی خرابی وہان ضرور ہے دیکھ آ کے دیکھا
حقیقت مین دختر روشن‌ضمیر ہے ایرج نے نامہ کو لیکر کھولا آنکھون سے لگایا پھایا زخم دل کا جانکر
کلیجے پر رکھا مضمون کو پڑھا انجم دیکھ رہی ہے کہ نامہ پڑھنے مین شاہزادے کے ہوش درست نہین
ہین کبھی آہ کبھی واہ فرماتے ہین شعر من دانم و دل داند کہ نامہ چہ بادیدم * صد بار ز بیتابی بگردم و
پیچیدم * یہ شعر کبھی بیقراری مین ورد زبان ہے شعر قاصد رسید و نامہ رسید و خبر رسید * در حیرتم
کہ جان بکدام کنم نثار * اللہ رے جوش نامہ پڑھنا دشوار ہوا اور انجم ماہ رخسار کا خیال ہے معشوق
کے بدنام ہونے کا ملال ہے اسوجہ سے ضبط کر رہے ہین مگر ضبط ممکن نہین عرصۂ دراز مین نامہ ختم کیا
شگوفہ نے کہا اب یہ ارشاد فرمایئے کہ آپ کا کیا قصد ہے ایرج نے کہا مین طلسم اسکندری کی جانب
جاؤنگا شگوفہ نے کہا اے شہریار بدون حصول لوح کیونکر رسائی ہوگی ایرج نے کہا تم ملکہ سے کہدو
مجھے وہان تک جانا ضرور ہے جانے مین فتور ہے شگوفہ نے کہا اچھا اب تامل فرمایئے کہ مین جاکر ملکہ عالم
سے عرض کرون مرات جادو بھی وہان کی خراج گذار ہے کیا عجب ہے کہ گردن تابی کرسکتی ہے ہزار طرح سے
تدبیر لوح ہو جائیگی ایرج نے کہا اے شگوفہ یہ غیر ممکن ہے اگر حیات مستعار باقی ہے پروردگار پہونچا دیگا
طلسم بھی فتح ہو جائیگا شگوفہ سوچی یہ سپاہی جاہل ہین آسمان جرات کے ماہ کامل ہین انکو آگاہ نہ کرو
وہان چلکے تدبیر کیجائیگی کہا اے شہریار آپ کو اختیار ہے جواب نامہ مرحمت ہو یہ کنیز خدمت سے رخصت ہو
ایرج نوجوان نے اسی بیتابی مین قلم فراق رقم کو دست گریبان گیر عشق سے اٹھایا بکمال اشتیاق لکھا

نامہ اشتیاق آمیز ایرج نوجوان برائے معشوق مہربان

اے نوگل باغ شادمانی
نوبادۂ گلشن جوانی
شاہنشہ ملک کامرانی

اے زینت باغ زندگانی
اے تازگی دماغ عاشق
پر ساز چراغ باغ عاشق

اے تازہ شمیم گلشن عشق
اے نور چراغ روشن عشق
اے موجۂ نکہت گل عشق

اے سوزش سینۂ دل عشق
اے تاب و شکیب بیقراران
کافور قلوب دل فگاران

اے شعلۂ ناز فتنہ بازی
تاجر فنون سحر سازی
اے نیر آسمان تمکنت

ای گوہر بحر درج حشمت
ای ماہ سپہر عشوہ و ناز
زیبائش تاج مشکبویان
سرمایۂ عیش و کامرانی
ہو جائے شفا جو ہووے بیمار
ہر دن کو قرار اور نہ شب کو
ہر رات کو شغل اشکباری
پایا گر باغ مین ٹھکانا
وان سے بھی اُداس ہو کے بھاگا
دیکھا شمشاد کو جو بارے
کھٹکا جی مین یہ اپنے کانٹا
بلبل کو قفس مین گل جو دیکھا
ہی سحر نگاہ کا یہ مارا

خورشید سپہر جاہ و اقبال
بیباک زمانہ شوخ و طنّاز
سرحلقۂ زمرۂ حسینان
بخشندۂ عمر جاودانی
ہو بعد سلام شوق دیدار
ہی فکر یہی کہ وصل کب ہو
کاہے لب جو بحالت زار
جب کرو ہین اشک کو بہانا
گذری جو نظر سوے سنبل
جلنے لگے دل پہ غم کے آرے
لائی ہی نسیم نکہت بو
اک نالۂ سرد دل سے کھینچا
منہ کر کے سوے چرخ بولا

آسائش قلب مضطرب حال
ای نور جمال ماہ رویان
سرکردۂ بزم نازنینان
ای صحبت صاحبان آزار
ای جان جہان یہ تم پہ اظہار
دن بھر رہتی ہی بیقراری
کاہے سر کو بشکل بیمار
لب سرو سے خوب سا لپٹا
آیا سر مین خیال کاکل
توڑا کوئی پھول بھی چمن کا
گل پھولے مین جب بیابان یہ ہر سو
نرگس کرتی ہی یہ اشارا
پڑھتا ہون یہ ولولے مین اشعار

فراق مین یہ غم بیحساب ہی دل کو
نہ دن کو چین نہ راتون کو خواب ہی دل کو
ستم کہ زندگی کی طرف سے جواب ہی دل کو
خیال یار مین کیا اضطراب ہی دل کو
نہ اُسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو

جدائی اُسکی خدایا بہت ستاتی ہی
اجل بھی ہجر مین صورت نہین دکھاتی ہی
علاج کیجیے کیا کچھ نہین بن آتی ہی
نہ یار آتا ہی مجھ تک نہ جان جاتی ہی
نہ اُسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو

کرون جو ضبط تو دل کی طپش سے گھبراؤن
فراق یار مین جی کس طرح سے بہلاؤن
خلاف وضع ہی گر کچھ زبان پر لاؤن
غضب مین جان ہی کس سے کہون کہان جاؤن

نہ اسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو

فراق یار نے کیا کر رکھا ہی حال تباہ
تڑپتا رہتا ہون بسمل کی طرح شام و پگاہ
کوئی نہین مری فریاد کو پہونچتا آہ
پڑی ہی جان حزین کس بلا مین یا اللہ

نہ اسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو

فراق یار کا صدمہ غضب ستاتا ہی
جو اسکو کہیے تو وہ گالیان سناتا ہی
سدا وصال کا شوق اپنی جان کھاتا ہی
خموش رہیے تو منہ کو کلیجہ آتا ہی

نہ اسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو

ای غنچۂ باغ مہر و وفا و ای رنگ و بوے گل حدیقۂ شرم و حیا اگر حال فراق تحریر کردن قلم سے شعلے نکلین آتش فراق دست و پا کو جلادے آرزوے دل کو خاک مین ملادے اس شعر پر خاتمہ کیا

قلم بشکن سیاہی ریز کاغذ سوز و دم درکش　　حسن این قصۂ عشق ست در دفتر نمی گنجد

یہ نامہ ملفوف کرکے ملا شگوفہ کو دیا شگوفہ نے کہا ایک ہفتہ تو اس جگہ پر مقام کیجیے مین بہت جلد نامہ لیکر حاضر ہونگی ایرج نے کہا اب وہ دانہ کے اختیار ہی انسان مجبور و ناچار ہی شگوفہ تو نامہ لیکر روانہ ہوئی بعد جانے شگوفہ کے چالیس کنیزون نے جو اطاعت کی خدمت مین حاضر ہین کہا کہ ہم جادو کر صاحب بی انور کی تھی بیٹھے بیٹھے سوچی کہ بچپن سے ہم نے نمک ملا انور جادو کا کھایا انجم ماہ رخسار و ایرج نے ہماری ملا کو قتل کرایا افسوس ہی کہ اپنی جان بچائین جیکر دشمنون کے ساتھ چین کرین انسانیت کے خلاف ہی چلکر ملکہ مرأت جادو کو خبر کرنا چاہیے کہ لاشہ ہماری بی بی کا جنگل مین پڑا ہوا رہتی بھی نصیب نہوئی دس بیس لڑکیان نہ ملکی تھین کہ بی بی کو اپنی جلا سکے کہ بالکل بھی نہوا اٹھے ہر من بھی نہ آسکے ہم بے ملک کا مردہ نہ اٹھا سکے یہ سوچکر کسی حیلہ سے پہاڑ سے اتری طرف طلسم اسکندریہ کے روانہ ہوئی بعد اسکے جانے کے شاہزادے نے ملا انجم سے کہا کہ ہم زیر کوہ جاکر ایک آہو شکار کرین اسکے کباب ملائین انجم نے کہا آپ کیون تکلیف کرین مین ابھی

جا کر سحر سے جتنے جانور فرمایئے گرفتار کر لاؤن ایرج نے کہا نہین وہ جانور ذبح کر کے لائق بھننے
مین ابھی لایا شاپور نے شاہزادے کے واسطے مرکب حاضر کیا باقی کنیزین جو دل سے مطیع ملکہ انجم
ہو چکی ہین وہ خدمت مین حاضر ہین ایرج واسطے شکار کے چلے شاپور ساتھ ہو لیا ملکہ نے کہا ای شہسوار
دور نہ جایئے گا ایرج نے کہا سامنے صحراے سبزہ زار ہی دل مین ہوا ہے شکار ہی بہت جلد واپس آؤنگا ملکہ
انجم نے شراب وغیرہ گزک کی انتظار مین شاہزادے کے بیٹھی ایرج براے شکار صحرا مین آئے تھوڑی دور
چلے تھے دیکھا ایک آہو چرنے مین مصروف ہی ایرج نے چاہا تیر مارین آہو کنوتیان بدل کے بھاگا ایرج
نے گھوڑے کو کوڑا مارا گھوڑے نے طرارہ بھرا آگے آگے آہو عقب مین یہ جوان خوشرو تھوڑے عرصے
مین شاپور کی نگاہ سے ایرج نوجوان مخفی ہوے ڈھونڈھتا ہوا شاپور چلا مگر ایرج نے دو گھڑی
اُس آہو کا پیچھا کیا قریب ایک باغ کے وہ آہو آکر پہونچا آہو نے جست کی دیوار باغ کو پھاند گیا
ایرج کو غصہ از حد تھا گھوڑے کو زانوؤن مین مسلا چار دن تیلیان جھاڑ کر مرکب بھی دیوار کو فاند گیا
باغ مین داخل ہوے ایک گوشہ مین لاکر مرکب کو ٹھہرایا دیکھا آہو چھلانگین مارتا ہوا جاتا ہی صحن باغ
مین پہونچا ہی ایرج گھوڑے سے کود پڑے کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر بھی کمان مین پیوست کیا
تاک کے مارا اُسکے پیچھے پر پڑا اور سر کے پار گذرا آہو تیورا کے گرا ایرج جھپٹے ایسا نہو تڑپ کے مرجاے
زر دلی کھینچکر جا پہونچے آتے ہی لبِ ہانی پہونچایا چاہا کہ اُسکو لیکر لیٹین پہلو سے آواز آئی او بے ادب تو
کون ہی ایرج نے دیکھا ایک ساحرہ مع چالیس جادوگرنیون کے بیٹھی شراب خواری کر رہی ہی اُسنے
للکارا ہی اب جو اُسکی نگاہ جمال ایرج پر پڑی عاشق ہو گئی کہا ای جوان تو نے خوب کیا آ صحبت مین
بیٹھو اسکے کباب تیار کرین شراب بھی حاضر ہی شہر شہر کے پیو جوانی کے مزے ہون یہ کہکے اُٹھ
کھڑی ہوئی ایرج حیران حیران دیکھ رہا ہی کہ یہ ملعونہ کیا کہتی ہی وہ چبوترے سے کود کے قریب آئی
ایرج کا ہاتھ تھامنے لگی ایرج نے کہا او فاحشہ شناسین کی ہین اُسنے کہا ای جوان شمرات جادو
میرا نام ہی اس صحرا کی مالک ہون سحر و ساحری مین یکتا صاحب مہر و وفا مال و اسباب بے حساب
جمع ہی مرکب واسطے معقول جو تاجر ادھر سے نکلا اُسکو لوٹ لیا چھینکر سلطنت کر سب مال و اسباب
تیرے ہی واسطے جمع کیا ہی یہ کہکر چاہا لپٹ جاے بوسے لے سکا ایرج نے ایک طمانچہ مارا اس زور
سے منہ پر شمرات کے پڑا کہ زمین پر گری گال اُسکا سوج گیا غش مثل بسمل تڑپی اب جا کہی غصہ

مین کہتی ہوئی ادھر سے موٹھی کاٹنے پھرے ہاتھ کاٹون تو نے تو مار ہی ڈالا ہوتا سامری جمشید
نے بچا لیا ایرج نے چاہا کہ اٹھکر جا پڑون اسکو قتل کرون اب بھلا وہ تلوار کب کھاتی ہو اٹھتے ہی ایک
دانہ ماش کا مارا ایرج زمین پر گرے ہاتھ پاؤن بیکار ہو گئے ثمرات جادو نے آواز دی اس نگوڑے
کو گرفتار کرو جادوگرنیان کشان کشان ایرج کو لیکر چبوترے پر آئین ثمرات تو آنکر مسند پر بیٹھی مگر کلیجا
غصہ مین کانپ رہی ہی ایرج کے ہاتھ پاؤن بیکار سامنے جادوگرنیون نے لاکر بٹھا دیا اب ثمرات جادو
اپنے کاکل سنبل سالک سے سنبھلی متوجہ ہوئی کہا او نوجوان نا منصف مجھ ایسی حسین روپے والی تجھسے
خواہان وصل ہو اب تو تیرا ناز بھی اٹھا چکی اب کیا تساہل ہو کتنا میدان لے ورنہ قسم ہو سامری جمشید
کی بوٹیان کاٹکر تیرے کباب کھاؤنگی اگر تو نے عاشق جان کر طمانچہ مارا مین نے معاف کیا ایرج نے
غصہ مین کچھ جواب نہ دیا اسنے کنیزون سے اشارہ کیا ارے ظالم کو سمجھاؤ ظاہر مین تو کم سن ہی مگر بالکل
ٹھنڈا مزاج مین گرمی کا نام نہین کنیزین ایرج کو سمجھانے لگین ایک نے قریب آکے ٹھنڈی سانس
بھرکر کہا اے جوان سیر اسمن بر نام ہی مین اسکی مصاحب قدیم ہون اسنے ہزارہا بندگان خدا کو ہلاک کیا
ہزارہا قید مین تڑپتے پھڑکتے ہین اسکو رحم نہین آتا اپنی جان بچاؤ ایرج نے کچھ جواب نہ دیا مگر علاوہ
سب خواصون کے یہ نازنین بہت بیقرار ہی ثمرات جادو کے قریب آکر کہا ملکہ عالم ابھی یہ بیچارہ
تازہ وارد ہی ہوش و حواس درست نہین ہین اس وجہ سے ایسے کلام کرتا ہی ورنہ ایسا کون ظالم ہی
کون بدگمان ہو گا کہ آپ کی صورت زیبا طلعت جہان آرا پر مائل نہو ثمرات نے کہا اے سمن برین
کیا کرون میرا دل بیقرار ہی ہر چند کہ اسنے طمانچہ مارا جی چاہتا ہی قتل کرون مگر دل نہین مانتا تو اس
ظالم کو سمجھا مین بہت سرفراز کرونگی آخر یہ ظالم کیا کہتا ہی کیون جفائے قید سہتا ہی سمن بر
نے کہا آتے ہی آپ نے ایسی بدعت کی ظاہرا یہی خرابی معلوم ہوتی ہی معشوق پر کوئی بدعت
کرتا ہی ثمرات جادو یہ باتین کر رہی ہی جوش محبت مین ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہی اٹھکر ٹہلنے
لگی سمن بر سے کہا تم سمجھاؤ ہمارے وصل پر آمادہ کرو اب ٹہلتے ٹہلتے اسی وحشت جوش محبت
مین قریب در باغ پہونچی قلب پر ہاتھ رکھے ہوئے خیال ابروئے خمدار ایرج نوجوان مین
دل زخمی تیر مژگان کلیجہ پر تاثیر کرچکے مین بیتاب یاد زلف مین پیچ و تاب ناگاہ رونے کی آواز
کان مین آئی ثمرات نے سر اٹھا کر دیکھا ایک سفید گوری صورت قمر پال پڑی ہوئی ہین گر مین

خم محمودی کی چادر اوڑھے ہوئے سفید اطلس کا پائجامہ پہنے ہاتھ مین لکڑی پکڑی نخل کے نیچے بیٹھکر
چیخین مار مار رونے لگی اس رونے مین کہتی ہے کیون بی بی آج تین دن گذرے ار خواب مین بھی
نہ آئین بڑھیا ماں کو رونے کے لیے چھوڑا ہماری محبت سے منہ موڑا مین تو تم سے کبھی پیٹھ پھیر کے
نہ سوتی تھی بڑھیا ماں سے کیا خطا ہوئی کہ کفن مین منہ چھپایا اسطرح بلک کے یہ بڑھیا روئی کہ ثمرات
کا قلب پھٹا گیا کلیجہ منہ کو آگیا دروازے سے نکلکر دوڑی قریب جا کے بڑھیا سے لپٹ گئی آنسو پونچھے
بڑھیا نے جو منہ کھولا تو دیکھا رونے سے آنکھین سرخ ہین چہرہ تمتمایا ہوا ثمرات نے کہا کیون میا کیون
روتی ہو کیا غضب ہے تمھارے بین سے کلیجہ پھٹتا ہے بڑھیا نے سر اٹھاتے ہی ثمرات جادو کے گلے مین
ہاتھ ڈالدیے اسقدر روئی کہ روتے روتے بیہوش ہوگئی ثمرات نے دیکھا کہ اس بڑھیا کا دم نکلا جاتا
کنیزون کو آواز دی دو تین کنیزین دوڑکر آئین کہا اس بڑھیا کو اٹھاکر اندر لے چلو صاحبو یا تو یہ رو رہی تھی
یا تجکو دیکھکر بیہوش ہوگئی کنیزون نے اٹھا لا کر ایک کمرے مین لٹایا پنکھا جھلا تلوے سہلائے بڑھیا کا
حال زار دیکھکر آج نوجوان کو بھول گئی کنیزون سے کہتی جاتی ہے اسکے رونے نے دل بیقرار کر دیا خانہ
چشم کو غم و الم سے بھر دیا لخلخہ سنگھاؤ اسے جلد ہوش مین لاؤ جب عطر وغیرہ سنگھایا بڑھیا کو ہوش آیا
اٹھتے ہی ثمرات سے پھر لپٹ گئی ثمرات نے بھی گلے لگا لیا پوچھا بڑی بی اپنے کو سنبھالو ایسا نہو دم نکلجائے
مفصل حال بیان کرو کیا کسی نے لوٹ لیا یا کوئی صدمہ پہونچا ہے سنے تم سے تو مان کہا ہے میرے دل کو
بڑا قلق ہے جلد بیان کرو مین ابھی اس درد کا علاج کرون میرے کیے سے سب کچھ ہوسکتا ہے مین جادوگر
ہون روپیہ بھی سامری جمشید نے بہت دیا ہے لات و منات نے صاحب مقدور کیا ہے بڑھیا نے
کہا بیٹی لات و منات تجکو سلامت رکھین ہزار برس کا سن ہو بوڑھی ہوتے والی ہائے کیا کہون کس
مصیبت مین ہون آج خیرادن ہے جنگل مین ماری ماری پھرتی ہون میرا چاند کا ٹکڑا میری آنکھون سے
مخفی ہے آج تین دن کے بعد سامری نامہ کے درمیان کچھ نقشہ دیکھا ہے دیکھو بی بی کلیجہ دھڑکتا ہے ثمرات
نے کہا مفصل بیان کیجیے بڑھیا نے ثمرات کی سر سے بلائین لین کہا بی بی اسکی کیفیت یہ ہے کہ لات
و منات نے ایک بیٹی عطا کی تھی جوان خوبصورت خیرادن ہے اسکے اقبال کی یہ سامری جمشید کی خدائی مین
آگ لگ گئی یہ دن نصیب ہوا بچی کے گھوڑون کا گھر خالی تھا اب گھر بھر گیا ہوگا یہ بڑھیا تین دن سے جنگلون مین
ماری پھرتی ہے اپنے ماہ تابان کو کہین نہ پایا اسی جوش وحشت مین ادھر نکل آئی درخت کے نیچے بیٹھکر

رونے لگی شاید اُس گل کی دماغ مین بو آئے میری بلبل اپنی آواز مجھکو سنائے لیلی ساحری جمشید کے
تصدق ہو جاؤن روتے روتے جو آنکھ کھلی تجھکو دیکھا تیرے مان باپ کا کلیجہ ٹھنڈا رہے آج اپنی بچی کی
صورت کا نقشہ دیکھا کلیجہ ٹھنڈا ہو گیا ہے وہی پتلے پتلے ہونٹ وہی چاند سا چہرہ وہی تحمل وہی خوبی وہی قدو قامت
وہی بھولی بھولی صورت وہی میٹھی میٹھی باتین وہی محبت کی گھاتین اُس کمبخت مین بھی تھین جسطرح اماں جان
کہکے تم دوڑ کر لپٹ گئین اسی طرح وہ مرنے والی بھی چمٹتی تھی بی بی مین محتاج نہین ہون ساحری جمشید
نے سب کچھ دیا ہے محبت کی بھوکی ہون یہ کہکے ایک بٹوہ نکالا اُسکو کھولا اسمین اشرفیان دس پانچ جواہرات
کے نگینے سامنے ثمرات کے پیش کیے کہا لو بی بی اپنی مسند و تکیے مین رکھ چھوڑو کل فردوس ساتھ کر دینا
اسباب منگوا لاؤنگی تیری صورت دیکھکے شاد رہونگی اپنا پکاؤنگی کھاؤنگی دو چار لونڈیان غلام بھی ہین
یہان تمھارے باغ مین سیر بھی دل مل جاویگا سب اسباب تیرے نام لکھ دونگی ثمرات نے کہا اماں جان
مال اسباب میرے پاس بہت ہے تمھارا گھر ہے بہین آنکھون پر رکھونگی بڑھیا نے کہا بیٹا تو بتاؤ اس چاند
سے چہرے پر سہرا بندھا یا ابھی کورا پنڈا ہے میں سب ارمون رستون مین جانتی ہون اچھے کسی نوجوان
بانکے ترچھے کے ساتھ اپنی بچی کی دھوم سے شادی کرونگی اتنا جہیز دونگی کہ گلیان بند ہو جائین ثمرات
نے شرما کے سر جھکا لیا کہا اماں جان شادی تو نہین ہوئی دو چار دم بھی لیے اب آجکل کسی سے لگا
سگا نہین ہے بڑھیا نے کہا بیٹا یہ تو بڑی بات ہے بارے تجھے اس سن مین بتا دینین پیسہ لی تھین دو چار کا
روز خون ہوتا تھا کئی سنکھیا کھا کے مرے کئی سن کے گلے کاٹ ڈالے بہت سے نگوڑے فقیر ہو کے نکل
گئے یہ جوانی دیوانی ہے یہ زمانہ کھیلنے کھانے کا ہے پھر بڑھاپے مین کون پوچھتا ہے مگر سُن نگوڑی خدا سو
تو مین ایک بات کہون اپنے کو بگاڑے ہوئی ہو دو انگلیان مسی کی لو ہونٹون پہ لالی جمائی یاقوت کو
ملیم بنا آنکھون مین سرمہ دو تیغ نگاہ پر باڑ ہو رکھو کرتی آستینون وارنہ پہنو چھوٹے کپڑے مین سی
دونگی اس نگوڑی ساری کو کھول کے پھینکو ہے پائینچون کا پاجامہ پہنو دون ڈھیلے بن ٹھن کے
کوٹھے پر کھڑی ہو دیکھو کتنے مرتے ہین پھر اور تدبیرین بتاؤنگی جو ایک نظر تجھکو دیکھ لیگا تڑپ تڑپ کے
مر جائیگا تمھاری زلفون کے دام سے نکل سکیگا اب ہم تمکو ناز کرشمے سکھلائینگے دو ہی دن مین قاتل بنا دینگے یہ
سُنکے ثمرات رونے لگی کہا اماں جان مین نے کبھی کسی مرد سے محبت نہین کی سیکڑون کو قید
مین رکھا رات کو اپنا مطلب نکالا پھر قید خانے مین ڈال دیا مگر آج دام زلف مین ایک ظالم کے پھنسی

ہون کلیجہ پر چھری چل رہی ہے وہ نگوڑا انکار کرتا ہے گالیان دیتا ہے نہین معلوم کون ظالم ہے شکار کھیلتا ہوا اس
طرف آنکلا آہو کو میرے باغ مین آکر شکار کیا وہ تیر میرے کلیجہ پر پڑا کیا کہون امی جان کیسا کیسا چھل بل جوان
ہے حسین جمیل حیادار عقیل خوبصورت نیک سیرت چاند سے رخسار محبوب گلعذار مین نے اسکو بلاکر اپنے
پاس بٹھایا ہر چند چاہا شراب پلاؤن اُس کمبخت سے دل لگاؤن وہ تو بھڑا جاتا ہے لاکھون صلواتین سناتا ہے
کہتا ہے تیری کالی صورت ہے اب مین نے قید کیا ہے قتل کرونگا قصد کیا تھا کہ تمہارے رونے کی آواز کان
مین ادھر چلی آئی امی جان اس غم مین مین نہ جیونگی اُسکو قتل کرکے مین اپنے کو بھی ہلاک کرونگی یہ
سنکر بڑھیا نے اُٹھے ہاتھ سے طمانچہ مارا کہا بجو نگوڑی خدا مجھے تو اس ناسنجت کی صورت دکھا مجھکو بھی
پر کون مائل ہوگا مگر تو خیلا طویلہ ہے جو چاہت کے کوچے الگ ہین مردون کو جوتی کے نیچے رکھتے ہین تو نے
اپنی چاہت ظاہر کردی ہوگی وہ موا گھمنڈ بھول گیا مجھے دکھا دے مین ابھی قدمون پر گروادونگی ناک
رگڑنے لگا ذرا خوب ترسانا لیکایک اُسکے دام مین نہ آجانا جب مین دخل دونگی کہ تم میری راے پر کام کرو
اری سیکڑون بھنے لگے کنوا دیے یہ کون ہے جو تجھپر توجہ نہین کرتا دیکھ ثابت ہوجائیگا تیری ہی حماقت
ہوگی مین ابھی سب حال کھول دونگی قید کیطرح نگوڑے کو باتون مین کھول لونگی ثمرات خوشی مین
پھول گئی کہا امی جان تمہارے صدقے تمہارے قربان جاؤن بارہ دری مین بٹھایا ہے بڑھیا پانچے سنبھال
کے بڑبڑاتی ہوئی چلی ثمرات نے کہا امی جان مین بھی چلون کان پکڑکے ایک طمانچہ مارا کہا بیٹھ نگوڑی تو
وہان جاکے کیا کریگی اب مین اُس نگوڑے کو ترساؤنگی وہ وہ پھر تیری صورت اُسکو نہ دکھاؤنگی ثمرات
کو وہان بٹھا کر بڑھیا بارہ دری مین آئی سمن بیچاری کہاری ہی ہاتھ باندھے کھڑی بکتی ہے او شہزادے
اپنی جان بچایئے اب جو وہ ملٹ کر آئیگی آپکو قتل کرڈالیگی اے ہیچ نوجوان زمانے مین لڑی سمن کہ
تو دخل نہ دے مین اس کمبخت کی جانب کبھی نہ دیکھونگا کہتے تھے بڑھیا آکر پہونچی سمن پر کو آواز
دی او غفلت سے جاؤ کون ہے سمجھانے والی کیا تو نے وہ لڑکے کو پسند کیا ثمرات سے عقد کی سمجھ
معشوق پر بھی سمن پر نگاہ ڈالتی ہین سمن پر تڑپتی ہوئی بارہ دری کے باہر نکل آئی بڑھیا ایمچ کے
پاس بیٹھی سر سے پانک بلائین لین کہا میان تجھے صاحبزادے کیا ثمرات مین برائی ہے جو قبول نہین
کرتے ہو بھی تو صاحبزادے ہو سنی کی عورت نے اسکو بھی نہ چھوڑ دو وہ تمکو لالی پر اپنے کھلائیگی لباس اچھا
پہنائیگی گھوڑا خریدیگی خدمتگار مصاحب نوکر رکھو بازار مین ہو چکر کرتے پھرو دوسرے بڑا نفع یہ کہ ساحرہ

با اختیار ہی بڑے تمھارے مرتبے ہو جائینگے بیٹا جاننے والے کہیں چھٹتے ہیں جادوگرنیوں میں بڑے
مزے ہوتے ہیں کبھی بڑھیا بنیگی کبھی جوان کبھی پانچ برس کی بنکر تمھاری گود میں کھیلنے لگیگی بس غصہ
تھوک ڈالو تخلیہ کرا دون ثمرات کو بلاؤن اسکا مطلب دلی حاصل کرو سر جھکا کر نہ بیٹھو ایرج نے کہا او
بڑھیا کیا بیہودہ بکتی ہے کمبخت فاحشہ جادوگرنی حسین معلوم کہ سو برس کا سن ہے منھ سے گوہ کی بو آتی
ہے تو ایسا ہمکو سمجھاتی ہے جا دور ہو میرے سامنے سے بڑھیا نے کہا واہ میان تمنے تو الٹی مجھپر آنکھیں نکالیں
میں کچھ آپ کی جاننے والی نہیں ہون دہی نگوڑی تمھارے پہلے چرچے پر مرتی ہے میں تو کبھی پاخانے
میں لوٹا نہ رکھواؤن ایرج نے کہا او بڑھیا مجھسے کون بات کرتا ہے جب تو بڑھیا نے بھی آنکھیں نیلی پیلی
کیں کہا میاں اپنی جان بچاؤ ابھی آکر قتل کر ڈالیگی لاش زمین پر تڑپے گا کوئی کفن بھی نہ دیگا ایرج
نے کہا تیری بلا سے جب بڑھیا نے قریب آکر کہا اے شہریار آپ کی جہالت سے لاچار ہیں سے آپ کو خواجہ
عمرو نے تعلیم کیا مگر آپ کچھ خاک نہ سمجھے اکثر انھوں نے ارشاد فرمایا کہ جادوگرنی کو ذرہ دکھانا اپنی جان کا
نہ بچانا ہے حماقت ہے اپنے غلام کو حضور نے اب بھی نہیں پہچانا سنو حضور شاپور شیر دل یہ کہکر ایرج نوجوان
مثل گل کے شگفتہ ہو گئے فرمایا بھائی تو نے بڑا کمال کیا عجب بلا میں اگر مبتلا ہوا شکار گویا تھا خود شکار
ہوا اس ملعونہ نے اس بلا میں پھنسایا بھائی شاپور جلد اس کمبخت کو قتل کرو ملکہ انجم ماہ رخسار
ہمارا انتظار کر رہی ہوگی کہتی ہوگی مجھے حیلہ کر کے کہاں چلے گئے ہماری محبت میں اس نے ملک و
مال چھوڑا نہایت پریشان ہوگی شاپور نے کہا جو میں کہوں وہ حضور کیجیے میں ابھی اس فاحشہ
کو مار لیتا ہون حقیقت میں ملکہ انجم ماہ رخسار سبت گھبراتی ہوگی غلام ابھی آتا ہے یہ کہکے الٹے پاؤن
چلتا ثمرات کے پاس آیا ایک دوہتڑ مار کہا او چھوکری تو تو کہتی تھی کہ وہ راضی نہیں ہوتا وہ تو تیرے نام پر
جان دیتا ہے لیکن اسنے سچ کہا کہ آتے ہی مجھپر بدعت شروع کر دی قید کر لیا قتل کا ارادہ ہوا کہتا تھا اب میں
اپنی جان دونگا مگر ملکہ عالم کا وصل نہ قبول کرونگا یہ بھی کہتا تھا اگر شاید زندہ بچ گیا تو یہ کالی رانڈ چھوکری
کیونکر کٹنی ملکہ ثمرات کی کٹھیوں نے مجھکو ذبح کیا لو اب جلد میرے ساتھ انشاءاللہ دیتا مجھے خطا ہوئی میں
نشہ میں شراب کے گستی کر میرے قتل کا ارادہ کیا ثمرات نے کہا ای جان میرے سر کی قسم وہ مجھکو چلاتا ہے
شاپور نے کہا تمھارے باپ کے سر کی قسم چلو ابھی حال کھلجائیگا دم بھر میں پردہ کھل جائیگا گر لیا اسنے جل
کر اری چھیلا ز بوعدہ میں سے پھر چند بقول سعدی ہر حاجت منتظر نشستہ و سے دل آرام را و گر دنیا کی

ظاہرداری ضرور ہے ان نوجوانوں کو ظاہرداری بہت پسند آئی ہے ثمرات نے فوراً صندوق نیارے
کھلوائے بہت بھاری جوڑا پہنا دریائے جواہر میں غوطہ دار شاپور اپنے ساتھ لیکر چلا مگر سمجھاتا ہوا
کہ چھپے ہی سحر آثار نامنتی کرنا ثمرات نے کہا میں قدموں پر گر پڑونگی شاپور نے کہا نہیں تمھارا زبان
سے کہنا کافی ہے معشوق اگر جھوٹ کہتا ہے عاشق کو بمنزلہ حدیث وآیہ ہوتا ہے ثمرات نہال ہوئی بارہ دری
میں آکر پہونچی آتے ہی ایرج نوجوان پر سے سحر آثار مگر شاپور نے ایسا سمجھایا ہے کہ گھونگھٹ نکالکر بیٹھی
شاپور نے گلزیبان اُٹھا میں ایک مین بیہوشی ملائی جام بھر کر ایرج سے اشارہ کیا کہ اپنے ہاتھ سے
پلا دیجے ایرج نے چپکے سے کہا بھائی مجھے محروم رکھو تم اپنے ہاتھ سے شراب پلاؤ ہماری جان بچاؤ اور
جو زیادہ ہمکو ستاؤ گے تو ہم ثمرات جادو سے کہدینگے کہ یہ شاپور فرزند عمرو ہے تجھکو قتل کریگا یا ہم
اپنی جان سے ہم بیزار ہیں شاپور نے پکار کے کہا بھلا او چھوکرے بڑے نخرے تجھکو آتے ہیں
ثمرات جادو خود شراب نوش فرمائیگی تجھکو ترسائیگی یہ کہکر جام منہ سے ثمرات جادو کے لگا دیا
اُسنے شعر پڑھے شعر ساقی بدہ بادہ برافروز جام ما ۔ مطرب بگو کہ کام جہان شد بکام ما ۔ ثمرات
جوش میں جام پی گئی کنیزوں سے کہا ارے تم بھی پیو میری چھوکری کو لغزش نہ لگانا اُسکا خون بہت
ہلکا ہے ہوا اُسکو بھی ہو جائیگا تو سب کی ناک چوٹی کاٹونگی علاوہ اسکے عاشق ومعشوق ایک مقام پر بیٹھے
ہیں منہ پھیر کے بیٹھو کیا بے غیرتی ہے دیدے میں دیدہ ڈالے بیٹھی ہو یہ کہکر جیا نے اشعار عاشقانہ پڑھے

پہ تو پڑے جو اُسکے رخ بے حجاب کا
پردہ میں تو یہ جلوہ ہے اُس رخ کی تاب کا
پیدا ہو رنگ سنگ میں لعل خوشاب کا
جب پردہ رخ سے دور کرے وہ نقاب کا
جلوہ ہر ایک ذرہ میں ہو آفتاب کا

شب بزم ہوئی یار و رقیب جب جمع سنا
یعنی عجب نقل ہے اور طرفہ ماجرا
اک رند مے پرست نے مذکور یوں کیا
کل نیکے شیخ محمد عمر سا قبا
دکھلا کے ایک باغ عذاب ثواب کا

دینے لگا وہ رنج و تفکر مجھے بہ طنز
جب لکھا خوب ہو تحریر مجھے بہ طنز
یعنی جتایا اپنا تفاخر مجھے بہ طنز
لکھنے لگا وہ ازرہ تمسخر مجھے بہ طنز
معلوم ہو گا حشر میں پینا شراب کا

جب اسطرح سے پند و نصیحت وہ کر چلے
جانا یہ میں نے یوں تو یہ چپکے نہو نگے
میں چپکا چپکا سنتا رہا وہ کہے گئے
میں نے کہا کہ ہم بھی ہیں یہ خوب جانتے
پر کیا کریں کہ ہے ابھی عالم شباب کا

جو کچھ کہ آپ کہتے ہیں سب سچ ہے ہے تو یوں
دعوی جو آپ کرتے ہیں باطل ہے اور جنوں
لیکن تمہارا زہد ہے یہ مکر اور فسون
گستاخی ہو معاف تو اک عرض میں کروں
مجھکو اگر نہ کیجیے مورد عتاب کا

جو طعن میکشوں پہ کرو تم بجا درست
لیکن صلاح و زہد کا دعوی ہے نادرست
ایسا ہی ظاہر آپ نے اپنا کیا درست
تقوی ہمارے آسکے سب ہو آپ کا درست
پھر شب نصیب ہو آپ کے عالم شباب کا

جسدن کہ روز بزم ہو اور سارے بادہ کش
جسدن یہ جلسہ سب ہو تو ہو جاؤ تم بھی غش
پیالے پکاریں ہاتھ سے ساقی کے العطش
ہو اور کنج باغ ہو ساقی ہو ماہوش
اور وان محل نہو کوئی باعث حجاب کا

مدہوش کر دے باتوں میں تمکو لگا کے منہ
اور جب ز روے لطف ہنسی لا بنا کے منہ
پھر دیکھیے کہ بیٹھے کدھر تم چھپا کے منہ
کھینچے ہنسی ہنسی میں وہ منہ سے لگا کے منہ
یہ ریش جسپہ جلوہ ہے رنگ خضاب کا

اک مست ناز جور شمائل پری لقا
از روے لطف بوسہ کرے یوں تمہیں عطا
مستی میں جسکو پاس نہو کچھ بھی شرم کا
گردن میں ہاتھ ڈالکے وہ شوخ بیحیا
دے ذائقہ دہن کو زبان کے لعاب کا

پھر دیکھیں کیونکہ بنتی ہے بیدین و دل دیے
گر تم نے ہو کے پینے میں کچھ عذر بھی کیے
جب وہ حریف ہاتھ میں اک جام مے لیے
منت سے یوں کہے کہ ہمارا لہو پیجیے
گر پی نہ جائے جلد یہ ساغر شراب کا

جسوقت اسطرح سر و سامان عیش ہو
وہ بھی بخندہ ہو کے کرے ایسی گفتگو
اور مے پلانے والا بھی ایسا ہو خوبرو
اسوقت میں سلام کروں قبلہ آپ کو

گر آپ خوف کیجیے روز حساب کا

اور یوں تو ہم بھی جانتے ہیں بادہ ہے حرام
اور آپکو بھی بادہ سے انکار ہے مدام
پر اعتقاد ہوگا اسی وقت لاکلام
اور امتحان بغیر تو یہ آپ کا غلام

قائل نہیں ہے بندہ کسی شیخ و شاب کا

کرتے ہیں مومنوں کے لیے مومنان پاک
کیا کیا دعائیں دل سے بوقت امید و باک
ہان رمز تو بھی کہدے بیک آہ دردناک
یارب غم حسین میں سودا ہو جبکہ خاک

سایہ اُسے ملے قدم بوتراب کا

یہ اشعار جو شاپور نے بہ خوش الحانی پڑھے ملکہ ثمرات جادو مست ہو کر جھومنے لگی بیہوشی نے بھی تاثیر کی اور سب کنیزوں نے بھی پی ثمرات گھبرا کے اُٹھی کہا امی جان اب میں اپنے میاں کے ساتھ جا کر آرام کروں شاپور نے کہا اچھا جم جم جاؤ مزے اڑاؤ ثمرات جوش میں نشہ کے اُٹھی بیہوشی بخوبی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کر گری گرتے ہی بیہوش ہوئی شاپور نے نعرہ کیا ایرج نے ہاتھ تھام لیا کہا ہاں بھائی سوتے میں نہ قتل کرو شاپور نے کہا اے شہریار آپ کی جرات سے تو ہلاک کیا ساحرہ کو ہر طرح سے قتل کرنا چاہیے اگر کہیں بیدار ہو جائیگی جان بچانا مشکل ہوگا ایرج نے کہا سمن پری کو نہ قتل کرنا یہ ہماری خیر خواہ ہے خدا چاہیگا تو مطیع اسلام ہوگی شاپور نے کہا کچھ مضائقہ نہیں یہ کہکے ثمرات کے خنجر مارا اس ملعونہ کا شکم چاک قصہ پاک ہوا آندھی اُٹھی تمام باغ آتش بہار ہو گیا بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی ہا نام من ثمرات جادو بود اب شاپور نے سمن پری کی زبان میں سوزن دیا ستون میں باندھ کر ہوشیار کیا سمن پری کی آنکھ کھلی دیکھا ثمرات کا لاشہ تڑپ رہا ہے وہ شاہزادہ کرسی جواہر نگار پہ جلوہ فرما ہے ایک عیار دبلا پتلا سا پیچھے کھینچے کھڑا ہے مگر وہ شاہزادہ فرما رہا ہے اے سمن پری حقیقت میں تجھے ہمارے ساتھ خیر خواہی کی دیکھو ہمارے عیار نے بڑھیا بنکر ثمرات جادو کو واصل جہنم کیا یہ فرزند خواجہ عمرو ہیں ہزارہا جادوگریاں قتل کر ڈالیں انکے باپ کا سرہنگ جادوگران لقب ہے شاپور نے کہا اے سمن پری بہتر ہے تو زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران میں اطاعت دین اسلام قبول کرو بہ ورنہ کار اکیلا ہے سمن پری نے اشارہ کیا مجھے پہلے ہی سے حضور سے محبت ہوئی ہے اطاعت کو حاضر ہوں شاپور نے زبان سے سمن پری کے سوزن نکالا وہ قدموں پر شاہزادے کے گری سمن پری سب جادوگرنیوں کی افسر تھی سب نے اطاعت

قبول کی سعادت دارین حصول کی اب ایرج نوجوان و شاپور بخوشی مسند پر بیٹھے سمن بر سے پوچھا یہ
ثمرات جادو کون تھی اُسنے عرض کی طلسم اسکندری کے بادشاہ کی ملازم تھی اسکے مزاج مین ظلم انتہا کا
تھا جو جوان ادھر سے نکلا تاجر جنس جلیل اُسکو لوٹ لیا پکڑ لائی پہلے اُس سے اپنا منہ کالا کیا پھر قید خانے
مین ڈال دیا کئی ہزار بندگان خدا قید ہین اس باغ مین لاکھون روپیہ کا مال ہے یہ لونڈی نے دیکھا کہ ملکہ
ثمرات جادو بادشاہ طلسم اسکندری کی کبھی کبھی آتی تھی اسکی بڑی خاطر کرتی تھین آخر یہ کلمہ کہا کہ ہماری
جان تمہارے پاس ہے ای ثمرات تم باغ سے کہین جایا نہ کرو پہلے حضور بندگان خدا کو قید سے رہا کرین
پھر خزانہ نکلوائین کل جواہرات ملاحظہ فرمائین ایرج اُٹھے ایک جانب باغ کے قصر تھا اُسکو کھلوا دیکھا
دو ہزار بندگان خدا جنس جلیل صاحبان لیاقت قید مین ایرج کو دیکھکر فریاد کرنے لگے کسی نے کہا تاجر
ہون اس راہ سے میرا کاروان نکلا ثمرات نے مال لوٹ لیا ہمکو قید کیا بیگناہ قید ہین کوئی کہتا ہے مین
شاہزادہ ہون بیکسی سے مرنے پر آمادہ ہون یہ رہزن پکڑ لائی اس راہ مین اُسکی سزا پائی ایرج نے
سب کو قید سے رہا کیا سب جوان کلمہ پڑھکے بصدق دل مسلمان ہوئے ممنون احسان ہوے ایرج
کو بڑی خوشی حاصل ہوئی دو ہزار جوان صاحبان لیاقت جری بہادر صف شکن تیغ زن انکو ہمراہ لیکر
باغ مین آئے سمن بر نے کنجیان خزانہ کی حاضر کین کہا بسم اللہ ان کوٹھون کو کھولیے ایرج نے کوٹھا کھولا
تلوارین سپرین خود چار آئینہ تبر سے بہت نکلے دوسرا کوٹھا کھولا اسمین صندوقچے جواہرات کے نکلے ایک
صندوقچہ اُسپر غلاف مخمل کا شالی کا چڑھا ہوا ایرج نے بھی صندوقچہ کو اپنے دست حق پرست مین
اُٹھایا غلاف اُتار دیکھا اسپر لکھا ہے کہ اس صندوقچہ مین عجیب نعمت ہے جو اسکو پائے کلاہ فخر اپنی آسمان
پر پہونچائے یعنی بانیان طلسم اسکندری نے ایک تختی الماس کی بنائی اسپر حروف لکھے اُنکی تاثیر یہ ہے
کہ وہ تختی جسکے گلے مین ہو اگر سامری جمشید قبر سے اُٹھ آئین اور سحر کرین اُس شخص پر بالکل اثر
نہو کوئی ساحر اسکا مقابلہ نہ کرسکے ایرج نے شاپور کو اپنے پاس بلایا کہا دیکھو برادر خدا نے اپنا فضل
شریک حال کیا اپنی عنایت سے دور دل کا ملال کیا یعنی یہ مین لوح محفوظ ہی اسوقت طبیعت بہت
محظوظ ہے شاپور نے کہا آپ صاحب اقبال ہین بسم اللہ جلد کھولیے خدا نے یہ تحفہ اپنے خزانہ
غیب سے دلوایا جب حضور ارشاد فرماتے تھے کہ مین طلسم مین جاؤنگا بہت خوب کہتا تھا لیکن دل تھرّاتا
تھا کہ حضور مقدمہ طلسم مین ہزارون خرابیان ہونگی کوئی تحفہ پاس ہو اب عنایت پروردگار سے یہ ہوگا

سحر ساحران تو حضور پر تاثیر نہ کریگا وہی بے نیاز کارساز لوح طلسمی بھی دلوائیگا اب شاہزادہ ایرج نوجوان
نے لوح محفوظ کو بخوشی گلے میں پہنا سمن بر سامنے سجود ہوئی اسکو جو حال لوح محفوظ ثابت ہوا بعرض کی
ای شہریار اسی وجہ سے ملکہ مرات جادو بیان انتزاع تھیں بعنایت بشفقت فرماتی تھیں کہ ای ثمرات
ہماری جان تمھارے سپرد ہے تم ہرکس و ناکس کو اس باغ میں نہ آنے دیا کرو لیکن یہ وہ جلاد صاحب بیداد
تھی کہ ہر روز دس پانچ بندگان خدا کو گرفتار کرکے لاتی تھی انکے سر سے اڑاتی تھی جب وہ مجھ کو مجبور ہو جاتا
تھا اسکو قید خانہ میں بھیجدیتی تھی پھر خبر نہ لیتی تھی آج اس بدبخت لاالمعونہ کو ثمرہ حاصل ہوا لیکن امیدوار
ہوں کہ کنیز کو بھی ہمراہ لیجیے ایرج نے کہا ہم احسان فراموش نہیں ہیں انشاء اللہ تمکو جادوگروں کا قصہ
تمام کرینگے تب طلسم سکندری سے چھٹینگے استادان سخنور نے اس داستان شوکت بیان کو یوں تحریر فرمایا ہے
کہ اب ہمراہ ایرج نوجوان چار ہزار صف شکن شاہ و شہریار زادے کہ جنکو قید سے رہا کیا موجود ہیں
چالیس جادوگرنیوں کی افسر ملکہ سمن بر کو قرار دیا مال و اسباب کو بار کرایا ملکہ انجم ماہ رخسار کا بڑا
خیال ہے دوسرے دن اس شوکت و شان سے طرف اسی کوہ فلک شکوہ کے روانہ ہوئے

دو کلمہ داستان حیرت بیان ملکہ مرات جادو بادشاہ طلسم سکندریہ کے بیان ہوتے ہیں مخمسہ

ای سنبل کدہ کاجست پریشان از من
اگر کدورت بلبل کوہ و بیابان از من
چہ کنم من کہ نہ صحرا نہ گلستان از من
نہ ہمین می بدان غنچہ خندان از من
بسکہ شد خار در بادیہ دامان از من

لطف ہے پر ستم آلودہ کرم ہین آزار
دل کہین اور ہے بیٹھا ہے بغل مین ناچار
ایکدم بھی تو نہین شوخی بجائے قرار
پاس آمیزش او الفت سے جست و کنار
روز و شب با من و پیوستہ گریزان از من

کسکو ڈھونڈھوں مین کہان جاؤں کہ باقی نہین دم
کیا کروں اٹھ نہین سکتا ترے کوچے سے قدم
وقت رحم و دم الطاف ہے ہنگام کرم
قمری رنجہ بالم بہ بنا ہے کہ رودم
تا بہ کی سرکشی ای سرو خرامان از من

اب تو تا حد الفت سے نہین ہون آگاہ
کچھ بھی دشوار نہین میری گرفتاری آہ
کوئی دلدار ہو اور کوئی ادائے دلخواہ
بہ تکلم بہ خموشی بہ تبسم بہ نگاہ

میتوان کرد بہر شیوہ دل آسان از من

کر چکے ہیں رند قدح کش مری صحبت سے حذر | ایسے ناکام کے جینے سے تو مرنا بہتر
جل رہا ہوں مجھے کیا آتش دوزخ سے ضرر | نسبت پرہیز من از زہد کہ ظالم پرسد

ہر ستم آلودہ شود دامن عصیان از من

کف کشادہ ہی پر افسوس نہیں دست کرم | ہیں گدا لیک شہنشاہ اقالیم ہمم
گر کوئی لے تو میں جان دینے تلک حاضر ہوں | گرچہ مورم و لے آن حوصلہ با خود دارم

کہ بہ بخشم بود از ملک سلیمان از من

قابل چارہ نہیں ہے مرا احوال سقیم | رو گئے سر پہ مرے سارے اطبائے فہیم
تجکو سوسن کی سی الفت ہے نہ دلیا تو حکیم | اشک بیہودہ مریزاین ہمہ اندیدہ کلیم

گر نہ غم را نتوان شست بہ طوفان از من

وہ صبح ہوئی کہ ملکہ مرات جادو بعد روانہ ہونے ملکہ انور جادو کے حیران و پریشان غم میں دختر کے اشک ریزان تخت پر شکن ہے ساتھ والیوں سے کہتی ہے کہ صاحبو کیا قیامت کا دن ہے کہ اول سوزن جادو کو روانہ کیا وہ واپس نہ آئی ہمشیرہ صاحبہ ملکہ انور جادو چمک کر گئیں انکو بھی گئے ہوئے عرصہ ہوا دل بس نہ آئیں اب دل بیتاب ہے نہایت پیچ و تاب ہے سننے والوں کے کان بہرے اگر انپر کوئی افتاد پڑ گئی برادری کے سامنے منھ کالا ہوگا ہر ایک طعن کریگا کہ بہن کو قتل کروا ڈالا اپنی بیٹی کا کچھ نہ کر سکیں بہن کا پاس نہ کیا کیسی مصیبت میں پڑی ہوں اور حالات مسلمانان جو تواریخ میں ملاحظہ سے گذرے انکو پڑھکر قلب تھرّاتا ہے جس ملک پر ان لوگوں نے لشکر کشی کی اسکو مٹایا خاک میں ملایا ملک عنطل آباد مشہور ہے کہ سترہ لاکھ ساحران زبردست وہاں رہتے تھے بادشاہ ملک بن زردشت خنظل ساحروں کا حاکم اپنے مذہب کے علم میں فاضل اسکا بھی گھر دختر بلند اختر نے تباہ کیا وہ جوان نبیرہ حمزہ صاحب فوج و لشکر مالک تیغ و سپر اسوقت ہمارے خیال میں نہ آیا ہمین کو بھیدیا وہان بڑے بڑے لوگ موجود ہیں کیا کھیل ہے کہ اتنے بڑے لشکر سے اس جوان کو پکڑ لائیں اور انکے عزیز دخل نہ دیں بینا ممکن ہے کیوں صاحبو تمھاری کیا صلاح ہے اس تدبیر میں کیا فلاح ہے کہ میں خود جاؤں اس لڑکے جلاد کو خود پکڑ لاؤں سب نے کہا حضور ہم کیونکر کہیں لشکر حمزہ میں بڑا انتظام ہے جب وہ لوگ خداوند

سے ہمارے لڑنے میں کیسے کیسے سر کٹ پڑتے ہیں وہ اور کسی سے دبیں گے ہر ایک سحر کشی کر بیٹھا اگر
دشمن وہاں گرفتار ہو جائیں تو طلسم کی تباہی ہے اب حضور تدارک نہ کریں خاموش ہو رہیں ہم میں سے
کوئی جائیگا مفصل خبر لائیگا جو مناسب ہوگا تدبیر کیجائیگی طبیعت تسکین پائیگی مراُت جادو نے کہا آئینہ
دل پر غبار ہے صاف آئینہ ہے کہ اب تک کوئی افتاد پڑی ساتھ والیاں بڑی بڑی جادوگرنیاں ہیں اگر اب بھی
واپس آتی دل تردد منزل کو تسکین ہوتی اب مجھ کو کچھ نہیں بن پڑتا میں خود جاؤنگی بہن کی خبر لاؤنگی یہ باتیں
ناتمام تھیں کہ سموم جادو بدحواس کی طرح اُڑتی ہوئی آئی سامنے ملکہ مراُت کے گر پڑی مراُت نے
کہا خیر تو ہے سموم نے کہا ساری ہوا بگڑ گئی ملکہ انور جادو قتل ہوئیں اول صوزن نے بڑا کام کیا یعنی
لشکر مسلمانان سے جا کر ایرج نوجوان کو گرفتار کر لائی شاہزادی قلعہ انجم حصار ملکہ انجم ماہ رخسار نے
صوزن کا رشتۂ حیات قطع کیا نگوڑے مسلمان کو پہلو میں لیکر بیٹھی وہاں آپ کی ہمشیرہ پہونچیں انجم و
ایرج و شاپور عیار کو پکڑ لیا ایک عیار پر آکے سحر میں قصد کیا طلسم کشا کو قتل کریں عین وقت پر وزیرزادی
ملکہ بران کی شگوفہ سحر ساز آئی ملکہ انور کو قتل کیا اب بی انجم دھگڑے کو لیے ہوئے بالاے کوہ صحت آرا
میں سب کنیزیں نمک حرام شریک ہو گئیں مجھ کو تاب نہ آئی چھپ کر بھاگی کہ جا کر حضور کو خبر کروں یہ سنتے ہی
مراُت جادو غصہ میں تھرائی کہا صاحبو غضب ہوا بی ماہ رخسار کو یہ دن نصیب ہوا کہ طلسم کشا کو پہلو
میں لیکر بیٹھی ہیں دھگڑے کی محبت میں ملکہ انور جادو کو قتل کرایا ہمارا خیال نہ آیا ابھی جا کر دیکھو تو کیا
حال کرتی ہوں قلعہ انجم حصار میں آگ لگا دونگی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی سموم جادو نے عرض کی حضور
وہ قلعہ میں نہیں ہیں اُسی کوہ فلک شکوہ پر جہاں ملکہ انور جادو قتل ہوئیں وہیں سامان عیش و نشاط
مہیا کیا ہے پہلو میں طلسم کشا کے بیٹھی بے خوف و خطر مالک کا خیال نہ حضور کا ڈر مراُت نے کہا اب سب
خوف ہو جائیگا یہ کہکر فوراً تخت سحر پر سوار ہوئی آمادہ حرب و پیکار ہوئی بارہ ہزار جادوگرنیاں ہمراہ ہیں
سموم جادو سے کہا چل بتلا دے اُس باغی کی صورت دکھا دے سموم آگے بڑھی گویا آندھی
چلی ہوا میں بھری ہوئی بجلی چمکتی بارہ ہزار کا لشکر پشت پر روا روی کر کے سب تلاش میں ملکہ انجم ماہ رخسار
و ایرج عالی وقار کے چلیں لیکن ملکہ انجم ماہ رخسار اسی کوہ فلک شکوہ پر جہاں انور جادو قتل ہوئی
تھی بیٹھی ہے چالیس کنیزیں ہمراہ یاد ہیں ایرج نوجوان کے حال تباہ تحریر کر چکا ہوں کہ ایرج نوجوان
شکار کا وعدہ کر کے یہاں سے گئے باغ میں خمارت جادو کے پہونچے وہاں سے کوچ کر چکے ہیں مگر ملکہ انجم تنہا

ساتھ والیون سے کہ رہی ہو فلک نے گرفتاری دکھائی نہین معلوم شاہزادے پر کیا گذری ایسا نہو
راہ مین کوئی اور ملازم ملکہ حیرت کا ملجائے دشمنون کو گرفتار کرلے توکیسی مشکل ہو کسطرح تسلین دل ہو
اگر مین برائے تلاش جاؤن ایسا نہو وہ اسطرف آئین مجھکو نہ پائین تو پھر کیسے گھبرائین کچھ بن نہین پڑتا کنیزین
کہتی ہین حضور وہ خوبصورت ہین صاحب لیاقت وشوکت ہین کسی اور سے دل لگالیا ہوگا آپ لگاتار خواہ
ہی تردد بیکار ہی انجم نے کہا ظاہر اتو زود فا نہین ہین آیندہ ہماری تقدیر آنکی محبت مین بادشاہ طلسم کو اپنا
دشمن کیا اب بھی ہمارا خیال نہو تو مقام تعجب ہی یہ باتین کررہی ہو دم محبت کا شاہزادے کے
بھر رہی ہو شب ہجر وردراز ہوتی ہی تڑپ تڑپ کر کاٹی جب دم لبون پر آیا تب سحر فراق نے منہ دکھایا
انجم کے منہ پر ہوائیان آنکھون مین حلقے چہرہ زرد ہونٹون پر آہ سرد دل مین درد بصورت آئینہ حیران
مثل زلف پریشان اب انجم کو یقین کامل ہوا کہ ہمارا ستارہ گردش مین آیا فلک نے اس ماہ اوج جہانبانی
سے جدا کیا آنکھون مین آنسو بھرے ہوے آنچل دوپٹہ کا منہ پر رکھکے بیقراری مین چیخ مارکر رودی کنیزین
سمجھانے لگین حضور اسقدر بیقرار نہو جیے شاید شکار کی جستجو مین راہ فراموش کی ہو بیابان کی رسم وراہ سے
وہ ماہر نہ تھے بیشک وہ راستہ بھولے ہملوگ جائین تلاش کرکے لائین حضور کے رونے سے کلیجہ پھٹا ہی ملکہ
انجم نے کہا ہماری تقدیر کی خوبی گھربار چھوٹا یہ سختی اٹھائی اس بہار پر شب بسر کی ہم آپ جاکر تلاش
کرینگے تلوے بیتاب رہے ہین پاؤن لپک رہے ہین آنکھین اشارے کرتی ہین وہ صورت زیبا دکھاؤ
ہاتھ دست نگیری چھوڑنے ہین گریبان چاک کرنے پر آمادہ ہین حقیقت مین نظم مصنف

تنگ جامہ دری دپاس عزیزان کیسا | دامن یار سے چھوٹے تو گریبان کیسا
پاؤن پڑپڑ کے مجھے وحشت مین بلاتا ہی | میراشتاق تھا ہر خار مغیلان کیسا

دیگر

زلف رخ کی عاشقون کو فکر صبح وشام کیا | رند مشرب مین ہمارا کفر کیا اسلام کیا
اپنی ہستی مٹ گئی ہمکو دوئی سے کام کیا | ہرانا المحبوب لب پر نامہ و پیغام کیا
کچھ خبر دیتا نہین اسکی دل آگہ مجھے | وحی کے مانند اب موقوف ہی الہام کیا
ہم سے بیدردون کو لاسکتا نہین تو دام مین | طائر نکہت ہون ای صیاد اسیر دام کیا
میرے دل کیطرح سے جلجاے تو آوے مزا | کرو مین لیتا ہی تابے پر کباب خام کیا
یادچشم یار نے تو ہمکو اندھا کردیا | یہ بھی ہم واقف نہین ہین صبح کیا اور شام کیا

سنتے ہی پیغام پڑتے میں تڑپ کر مر گیا | تھا قلق پیغام جاناں موت کا پیغام کیا

ان اشعار سنا اور ایک بھر کائی جان بیقرار لبوں پر آئی قریب تھا کہ انجم ماہ رخسار اپنے کو ہلاک کرے کہ آسمان سے مرات جادو بیچارہ ہزار ساحرہ آگے آگے سموم جادو چلی وہیں سے للکارتی ہوئی بی انجم اب کہاں جاؤ گی ملا انور کو قتل کرا یا کچھ ملکہ عالم کا خوف نہ آیا انجم ماہ رخسار نے جوان سب کو آتے ہوئے دیکھا آمادہ مرگ و مہیائے قضا ہو کر اٹھی چار طرف سے ملازمان مرات نے آ کر گھیر لیا سحر چلنے لگا انجم نے شرقی پہاڑ سے اتری چاہتی ہے کہ نکل جاؤں لیکن مرات بادشاہ طلسم اسکندریہ پر سب حال آئینہ ہو چکا زمین کو ہلا دیا چاہتی ہے انجم کو گرفتار کروں لیکن چار جانب دیکھ رہی ہے بڑی حیرت ہے کہ وہ جوان قاتل ساحران صاحب شوکت و شان کیا ہوا وہ چھپنے والا نہیں کنیزیں ملا انور جادو کی بھاگ بھاگ کر سامنے ملکہ مرات کے آئیں عرض کر رہی ہیں حضور ہم واسطے خبر دینے کے حاضر ہونے کو تھے لیکن بی انجم نے ہم کو نہ آنے دیا بی سموم تو ہوا خواہ ہیں مثل آندھی کے نکل گئیں اگر وہ ہم سے اطلاع کرتیں ہم بھی انکے ساتھ جاتے اب ہم حضور کے تابعدار ہیں یہ کہکے انجم پر وہ سب سحر کرنے لگیں چار جانب سے اس اکیلی پر یورش ہوا مرات جب سحر کرتی ہے انجم کو دفع کرنا مشکل ہو جاتا ہے قلب تھرا گیا ایک طرف سے کنیزوں کی چالاکیاں جادوگرنیوں کی کاؤں کاؤں ساحران غدار کا بلوہ یہ بیچاری یکہ و تنہا مونس نہ غمگسار نہ یار نہ مددگار اکیلی سب کے سحر دفع کر رہی ہے مرات جادو سے بھی بچنے کی تدبیر کرتی مگر کئی زخم کھا چکی سر سے خون جاری شانہ زخمی آگ برس رہی ہے ابر چھایا ہوا تنہائی کا خیال شاہزادہ والا قدر کے گم ہونے کا ملال عجب مصیبت میں انجم ماہ رخسار مبتلا ہے مرات جادو آواز دیتی ہے اسکو جلد گرفتار کرو اس محبوبہ بیدرد نے ہمارا پاس نہ کیا سوزن جادو کو تنہا پا کر مار ڈالا جلد اسکی مشکیں باندھ لو گرفتار کر کے کشاں کشاں لے چلو مگر او انجم اپنے دھڑکے کو کہاں چھپایا انجم ماہ رخسار بادشاہ قلعہ انجم حصار غصہ میں کچھ جواب نہیں دیتی زخم کھا رہی ہے دلگیر ہے کس کس سے رو کے مرات کو کیونکر ٹوکے حیران پریشان لرزاں ترساں موت کا سامنا فراق محبوب ہجر مطلوب دل کو یقین موت خوشی قوت عقل کو زوال یاد زلف میں جان وبال آخر مجبور ایک نخل کے سایہ میں آ کر ٹھہری سحر کر رہی ہے مگر یقین ہو گیا کہ اب جان گئی ہے انجم افسوس کہ وقت آخر جمال بے مثال اس شیر بیشہ جرأت کا نہ دیکھا اگر سامنا ہوتا امید تھی کہ حضور ہمارا خیال نہ بھیجتے کا ہو سکے تو آتا

کو دفن کرانا جنازے کو کاندھا دینا قبر پر ہاتھ رکھکر فاتحہ پڑھا صاحب بچی آنے تمام ہمارا لیکر یاد کرنا اس
حسرت میں ایسے کلمات زبان پر جاری عالم بیقراری مین طرف آسمان کے دیکھا دل کو رجوع کیا عرض کی اے
معبود حقیقی ای رب تحقیقی خالق کارساز اس مصیبت سے بچا لے **نظم**

زبان چون خط ترسا بیخود و پیچ
ترا خواندن نہ حد ہر زبان ست
الہی من ترا دانم دگر ہیچ

نہ خاکم بیخود اندام بے درد
نہ بادم مے برد خاکستر سرد
اگر خورشید تابانش ع ہانست

اگر لطفت کرد بانست بیباک
ز آب و تاب عکسش آفتاب ست
ز آبم بیکند آلودگی پاک

بس مژگان کمین گاہ دلم بود
کہ مژگان تیر جان غافلم بود
دل مردم ز تابش داغ یابست

کہ غم در بستر لست و پاسبان ست
اگر فتم لعل انشلے پر زخم جست

بیقرار ہو کر روئی دریائے رحمت الٰہی جوش مین آیا دیکھا ملکہ انجم
ماہ رخسار نے صحرا سے گرد اٹھتی اگر گرد عظیم تمام صحرا تاریک ہو گیا روئے آفتاب مخفی ہوا **نظم**

از دامن دشت کوہ او رنگ
گرد ے بر خاست تو تیا رنگ
از دامن دشت آن غبار ے
رخسارہ نمود شہریارے

لنقد روح روان قاسم عالیشان نور نگاہ صاحبقران شاہزادہ ایرج
نوجوان مرکب باد رفتار پر سوار پشت پر تین ہزار جانان جرار ایک جانب ایک ساحرہ حسین مع جاسوس
جادوگرنیون کے سامنے سے نمایان ہوئی شاپور نے دیکھا زیر کوہ آگ بھڑک رہی شعلے چمک رہے
ہین ہزارہا نخل جلے ہوے پڑے ہین ایرج نوجوان نے فرمایا ای بہادر شاپور دیکھو تو یہ کیسا نشان ہے
ملکہ انجم ماہ رخسار اس کوہ سے اُتر کے کہان گئین شاپور نے بلندی سے دیکھا ملکہ انجم ماہ رخسار
دریائے خون مین نہائی ہوئی یکہ و تنہا ایک نخل کے سایہ مین کھڑی ہوئی جھوم رہی ہے بہادر شاپور شیر دل
نے ملکہ مرآت جادو و بادشاہ طلسم سکندریہ کو بھی پہچانا عرض کی کہ ای شہریار ملکہ انجم کو مرآت
جادو کے لشکر نے گھیر لیا ہے دشمن اُسکے قتل ہوا چاہتے ہین ہمارے آپکے جانے کے بعد یہ آفت
برپا ہوئی کسی نے خبر ہیو بجادی ہوگی آکر اُسنے گھیر لیا ایرج نے دین سے مرکب بڑھایا نعرہ کیا
او مرآت جادو خبردار ملکہ انجم ماہ رخسار پر دست انداز ہو نا سمن بر نے پوچھا حضور یہ کیا
معرکہ ہے ایرج نے کہا ای سمن بر ملکہ انجم ماہ رخسار بادشاہ قلعہ انجم حصار ہماری دوست صادق
محب و اثق یہان ٹھہری ہوئی تھین کفار نے گھیرا ہے نہین معلوم انکو کیونکر معلوم ہوا آئین
جستجو کرنا واجب و لازم ہے یہ کہکے تلوار کھینچکر لشکر ساحران غدار پر جا پڑے سمن بر نعرہ کرد فر

چالیس جادوگرنیوں کو لیکر سحر کرنے لگی ایرج نوجوان کے گلے میں لوح محفوظ پڑی ہوئی اسکے سبب سے
کسی کا سحر تاثیر نہیں کرتا جسنے پڑھکر سحر کیا ایرج نے سختی کو چلا دیا سحر الٹا پلٹا سینہ پر اسی کے جا پڑا توڑ کر
پار نکل گیا دوسری بڑھی ایرج نے ہاتھ تلوار کا مارا اسنے سپر سحر کو جب کی پناہ کیا تیغ دودمہ سکندری تڑپ
کے گرا سپر کٹی ساحر نے چاہا بھاگوں موت دامنگیر تھی جہنم واصل ہونے کی تیاری کی بھی تدبیر تھی تلوار گری
دو ٹکڑے ہوئے لاشہ جلا آواز اسکے مرنے کی آئی دو چار کو لشکر نے مارا کسی کو شاپور نے للکارا تھوڑے
عرصہ میں سو جادوگر مرات کے مارے گئے حیران کہ یہ کیا سحر کہ جو اس جوان پر سحر نہیں تاثیر کرتا ہمسو وقتی
جن لوگوں نے سحر کیا اس سے بھی ایرج کو ضرر نہ ہوا لڑتی بھڑتی سمن پر پہنچی سمن پر نے کئی
سحر دفع کیے مگر وہ بادشاہ طلسم ہے مرات پنجہ کھینچکر قریب پہونچی با شمار اسمن پر نے ہر چند چاہا کہ دکھلاؤں
کہ پنجہ چنگ کے سر پر گرا سر بخوبی زخمی ہوا چاہا اس ملعونہ کے سر کاٹ لوں ایرج نوجوان نے دور سے
دیکھا نعرہ کیا میں آ پہونچا او مرات ایک موے جسم سمن پر کا اگر کم ہوا قیامت برپا کرونگا یہ فرماکر گھوڑے
کو کودا کیا مرکب طرارہ بھر کے سامنے مرات کے آیا سمن پر تو ہٹ گئی مگر ساحران مرات نے ایرج
نوجوان پر حملہ کیا لگی افسران فوج ہاتھ سے شاہزادے کے واصل جہنم ہونے مرات نے بھی خوب خوب
سحر کیے مگر ایرج پر تاثیر نہوئی گھبرا گئی ای مرات یہ کیا ماجرا ہے سحر کسی کا اس جوان پر تاثیر نہیں کرتا اتنے عرصہ
میں ایرج کئی سرداروں کو مار کر قریب مرات پہونچا مرات نے پنجہ سحر کا ہاتھ نکالا ایرج نے سپر پر روکا
نیام انتقام سے تیغ برق مثال کھینچا مرات کو آئینہ شمشیر میں جلوہ موت مرگ دکھائی دیا گھبرائی کہ کیا کروں
کیونکر بچوں مگر سپر سحر کو اٹھا دیا گلو بھیروں کو یاد کیا تلوار تڑپ کر گری سپر کے دو ٹکڑے کر کی ہوئی
سر پر مرات کے پڑی زخم کاری کھایا تڑپ کر اپنے کو زمین میں گرا دیا ایرج نے چاہا چھاتی پر چڑھ کر دونوں
چیر کر پھینکدوں مگر یہ ساحرہ زبردست ہے تڑپ کر نکل گئی سر سے خون بہتا ہوا چلا کر بلند ہوئی سلطان حیرت
کو آواز دی صاحبو نکل چلو اس ظالم جلاد سے بچاؤ نہیں معلوم کیا سبب ہے سحر تاثیر نہیں کرتا ہموں
صدی کا زمانہ ہے مرات کا بہانہ ہے ساحر فرد آفرد آ اڑے چشم زدن میں باز و عقاب بنکر ہمراہ مرات
نکل گئے ایرج نے چاہا پیچھا کرے ممکن نہوا بہت جلد ساتھ والے نکل گئے ایرج چلے دیکھا ملکہ انجم
ماہ رخسار زخموں میں چور ایک نخل کے سایہ میں پڑی ہے ایرج نے بازو تھام کے اٹھایا انجم نے
آنکھیں کھولیں ماہ ایرج صاحبقرانی کو اپنے سر پر پایا آنکھوں میں نور طلب کو سرور شاہزادہ سے

نے حکم دیا بہت جلد بارگاہ استادہ کرو فوراً بارگاہ استادہ ہوئی سمن بر کو حکم ہوا با احتیاط تمام
ملکہ انجم کو بارگاہ مین داخل کیا زخمہ و نیان ہوئین سرداران شمن آکر فروکش ہوئے ایرج نوجوان
سے ملکہ انجم نے تمام کیفیت پوچھی شاہزادے نے تمام حال لوح محفوظ کے ملنے کا بیان کیا انجم
کو بڑی خوشی ہوئی کہا آپ صاحب اقبال ہین لیکن حضور بدون حصول لوح طلسمی طلسم کا فتح ہونا
دشوار ہے یہ لوح محفوظ ہے کنیز نے اپنے بزرگون سے اسکے حالات سنے ہین جسکے پاس یہ لوح ہوگی اُس پر
کوئی سحر تاثیر نہ کرسکیگا مگر حل جات پر یہ کام نہ کریگی ایرج نے فرمایا اے انجم تم لوگ عقل کی ناقص ہو ہم تکیہ
اپنے رب اکبر پر رکھتے ہین جو اُسکے نزدیک مناسب ہوگا اپنے بندے کے واسطے سوائے بہتری کے
خلاف نہ کریگا ماں باپ سے ستر درجہ مہربان ہے ہر حال مین اُسی کا احسان ہے کس فکر مین تھے کہ لوح محفوظ
ہاتھ آئی لوح طلسمی بھی ملیگی اگر ہم طلسم سکندری کے فتح مین اس راہ عجائب و غرائب کے سیاح ہین
فتح کرینگے ورنہ اسی حیلہ مین جان دینگے ملکہ انجم زخم تمہارا اچھا ہوا جلد سامان لشکر کشی کرو تا بہ طلسم جلد
پہونچین زخمی ہوکر گئی ہے فساد برپا کریگی سلطنت ہونے پاوے کہ ہم پہونچ جائین انجم نے عرض کی دو روز
کی حضور مہلت دین مین انجم حصار سے فوج بھی طلب کرون ایرج نے کہا جو کچھ منظور ہو جلدی واجب
ولازم ہے انجم نے اسی وقت ایک کنیز کو نامہ دیکر طرف انجم حصار کے روانہ کیا چونکہ ملکہ انجم وہان سے قید
ہوکر آئی تھی قلعہ مین کھلبلی پڑی یہ مشہور ہوا کہ ملکہ انور جادو بادشاہ کو اور جوان تازہ وارد کو گرفتار
کرکے لیگئی خلقت پریشان دار الامارۂ شاہی مین سناٹا ہر ایک کو خوف جان ہر مقام پر یہی ذکر
ہو رہا ہے کہ مرات جادو ہم سب کو قتل کریگی کیونکر ہم سبھون کی جان بچیگی اس تردد مین سب تھے
کہ اس کنیز نے آکر مژدہ فتح اخذ پہونچایا کہ ملکہ نے مع شاہزادہ ایرج نوجوان کے رہائی پائی خود مرات
زخمی بھری آئی تھی اُسنے بھی شکست کھائی مثل صید خائف بھاگی اب ملکہ نے اہالیان لشکر کو طلب
فرمایا ہے طلسم پر لشکر کشی منظور ہے افسران فوج مخفی ہو گئے تھے وزرا امرا موجود تھے سب کی یہی صلاح ہے
کہ ملکہ کو عرضی لکھو کہ آپ یہان آکر ایک ہفتہ مقام کیجے سامان فوج و لشکر کا ہو جائے ہر ایک کی
یہی خواہش ہے کہ حضور کے ہمراہ رہین قدم اقدس پر جان نثار کرین یہ جواب اہالیان شہر سے جب ملکہ کو
پہونچا انجم نے ایرج نوجوان سے عرض کی حضور مین قید ہوکے آئی تھی اہالیان شہر بہت بیقرار ہین
حضور وہان تشریف لے چلین بعد ایک ہفتہ کے سامان لشکر کشی ہوا ایرج نوجوان بموجب کہنے انجم

کے قلعہ انجم حصار پر آکر پہونچے بیرون شہر بارگاہ استادہ ہوئی اہلیان شہر کو یہ خبر پہونچی جوق جوق جان و مال بھاگ گئے تھے خیل خیل آکر حاضر ہوئے ایرج نے تمام مردان عالم کو سرفراز فرمایا اب صلاح ہوئی بعد ایک ہفتہ کے برسر طلسم سکندری لشکرکشی ہوگی تیاریاں ہونے لگیں یہاں تو سب تیاریوں میں مصروف ہیں

دو کلمہ داستان شوکت بیان ملکہ مرآت جادو و ملکہ بران شمشیر زن کے بیان ہونے میں

خار صحرا جو چبھے خار چمن بھول گئے
تیغ سے تیز جو لگتے تھے سخن بھول گئے
تیر جو کھائے تھے ای تیر فگن بھول گئے
تیرے جور و ستم ای عہد شکن بھول گئے
رنج غربت میں یہ پائے کہ وطن بھول گئے

او چھے زخموں سے ابھی جان ہے باقی ہم میں
اب وہ آتے نہیں جو فیصلہ ہو اک دم میں
نہ تو مرتے ہیں نہ جیتے ہیں پھنسے ہیں غم میں
جان کیا مفت گئی صید گہ عالم میں
نیم جان کرکے ہمیں صید فگن بھول گئے

تیری آنکھوں نے کیا آہوؤں کو بھی برباد
پاؤں کیا اٹھیں انہیں دشت ختن ہی نہیں یاد
بندھ گئے رشتۂ نظارہ سے سب ای جلاد
ہاے کیا ہوشربا ہیں تری آنکھیں صیاد
چوکڑی کیا کہ ہرن راہ ختن بھول گئے

باغبان پھولا ہے اس فصل میں ایسا گلزار
لیکے اس درجہ مرے ہاتھ جنون میں اک بار
سیر کرتے ہی مرے دل سے گیا صبر و قرار
چاک کرتے ہی رہے سینے کو تا فصل بہار
دست وحشت مرا پیراہن تن بھول گئے

کیوں خفا مجھ سے ہوا ای جان ادھر تو دیکھو
نشہ میں ہوش کہاں رہتے ہیں تم سوچو تو
کی جو توبہ شکنی وجہ یہی اسکی سن لو
ہم جو میخانہ سے مستی میں گئے مسجد کو
توبہ ای شیخ توبہ شکن بھول گئے

محو تجھ گل پہ جوانان چمن ہیں بالکل
تیرے جوبن سے غرض جال گیا سب کا کھل
روے گل زرد پریشان ہے غم سے سنبل
تکتے پھرتے ہیں تری راہ میں گلچیں ای گل
تیرے کوچے میں ہزاروں کو چمن بھول گئے

مجھے زخموں کا مرے سینہ اصلا جراح
آج میخانہ ہو جا نکلے رسوا جراح

زخمی زلف ہوں میں کر نہ میں بر کیا جراح
کاشغر سے جو منگانے میں سپید اجراج
میرے زخموں کے لیے مشک ختن بھول گئے

نہ دہن ہونے کی تیری جو ہوئی ہے شہرت
کھینچی جب شکل تری اے صنم خوش قسمت
پیچ ہے اسی بات میں لوگوں کو عبث ہے حیرت
تھا اس درجہ ہوئے دیکھ کے تیری صورت
چہرہ پردازِ ازل نقش دہن بھول گئے

جب ملک پاس کہا اُسنے گلستاں میں ہیں
قید حسبدن سے کیا خانۂ زندان میں ہیں
سب یہ پیچیدہ ہی بزم سخنداں میں ہیں
اسقدر عشق رہی نالہ و افغاں میں ہیں
یاد محبوب میں ہم طرز سخن بھول گئے

تو زندان سہیل اب نہیں کچھ یاد ہمیں
ہجو عاشق ہیں ترے جلوہ کیا یاد کہیں
لب رنگین سے عقیقوں کو بھی کیا نسبت ہیں
وات جو نہون سے نظر آ ہو گئے نگینے میں
تو سہیل اور عقیق ایل یمن بھول گئے

ترے عشاق ہوئے تیغ و حیدر م ہائل
کس جا تھا چمن خلد میں کچھ غنچۂ دل
ہوئے فردوس میں سب پا کے شہادت داخل
جبن جوہر تیغ آئے جو یاد اے قاتل
شہدا کو وہیں جنت کے چمن بھول گئے

پیرہن زیست میں جو چاک کیے حد سے فزون
آسمان کام مرے رود ترا اب دیکھوں
ہاتھ شل ہو گئے ہیہات میں اس رنج میں ہوں
دم خنجر زمیں پر مرد اے دست جنون
آشنا چاک گریبان کفن بھول گئے

اے جنون دشت میں یاد آتے ہیں وہ دن ہر دم
گر وطن پہونچے تو جا ئینگے مزہ پھر بھی ہم
لیتے تھے بوسہ سیب ذقن اسکا ہیہم
دشت غربت میں یہی ہے جو غذا حنظل غم
اے جنون ہم مزہ سیب ذقن بھول گئے

آتش افروز ہاں لگی نہیں یاد اے دلبر
حد سے ہر گز نہیں انصاف ذرا تو ہی کر
داغ تو جگر جلانے میں مگر شام و سحر
ایک مجمرہ دل تھے سامنے اخگر
داغ تازہ جو ملے داغ کہن بھول گئے

سابق میں تحریر ہوا کہ ملکہ شگوفہ سحر ساز نامہ راز و نیاز عاشق جانباز لیکر طرف ملکہ بران کے روانہ ہوئی
مرأت جادو شکست کھا کر قلعہ طلسمی میں پہونچی کارگزاروں کو بلا کر حکم دیا کہ بالیان لشکر جابجا تیار رہیں
ساحران نامی آمادہ حرب و پیکار ہیں آمد طلسم کشا قریب ہے یہ معاملہ عجیب و غریب ہے سابق میں طوفان جادو
گیا اُسنے طوفان اٹھا کر طلسم کشا کو گرفتار کیا اب کیا باعث ہوا کہ طلسم کشا پر سحر تاثیر نہیں کرتا انتہا یہ کہ
ما بدولت نے شکست کھائی بات سمجھ میں نہ آئی یہ ذکر تھا کہ طائران طلسمی آکر پہونچے عرض کی اے
ملکہ عالم ثمرات جادو کو طلسم کشا نے باغ میں قتل کیا لوح محفوظ اُسکے قبضہ میں گئی تمام مال لدوا کر
باغ ثمرات سے لیگیا بی بی سمن بر طلسم کشا کے ساتھ گئیں یہ سنتے ہی مرأت جادو کا چہرہ فق ہو گیا
آئینۂ رخسار پر گرد ملال غم سے رنگ چہرے کا لال کھا اور کہا جو ثابت ہوا طلسم کشا پر سحر نہ تاثیر
ہونیکا یہ باعث تمھارے یہ بتلاؤ باغ ثمرات میں طلسم کشا کیونکر پہونچا ہرکارون نے عرض کی کہ ایسے
شکار آیا تھا بی بی ثمرات عاشق ہوئیں اُسی عاشقی میں یہ آفت برپا ہوئی سنا اور شیر دل عیار اُس شیر
دلیر کا بڑھیا بنکر آیا بی بی ثمرات کو مارا خزانہ سے وہ صندوقچہ بھی نکل آیا جسمیں لوح محفوظ تھی تین ہزار
جوان سفید تھے انھوں نے بھی غلامی اختیار کی وہ لشکر طلسم کشا قرار پایا آپ نے جا کر ملکہ انجم کو گھیرا
تھا طلسم کشا باغ سے جا کر شریک جنگ ہوا جب تو حضور کے ساتھ والوں پر حوصلہ جنگ تنگ ہوا
اب قلعہ انجم حصار پر لشکر طلسم کشا کا جماؤ ہے کوچ کرنے کی تیاری ہے یہ سنکر ملکہ مرأت جادو نے ساحرون
کو حکم دیا کہ تم میں کوئی ایسا ہے کہ اپنے کو تا بہ قلعہ انجم حصار پہونچائے لوح محفوظ قبضہ سے طلسم کشا کے
نکال لائے اسوقت بہت سے ساحران غدار حاضر ہیں ہر ایک نے کانوں پر ہاتھ رکھا کہ حضور طلسم کشا تک
جانا اور لوح محفوظ کا چھینکر لانا البتہ دشوار ہے لیکن سموم جادو جو خبر لیکر آئی تھی یہ جلی بھنی بیٹھی تھی اُس
مجمع ساحران سے اُٹھی کہا حضور ایک ہفتہ کی مہلت ملے تو یہ لونڈی جا کر طلسم کشا کو مع لوح محفوظ لائے بعد
قتل انور جادو کئی دن خدمت طلسم کشا میں رہی ہوں اوقات نشست برخاست سے ماہر ہو چکی ہوں مرأت نے
کہا اے سموم اگر تو جا کر لوح محفوظ یا طلسم کشا کو لائے وزیر اعظم اپنا مقرر کرونگی دولت دنیا سے مالا مال
کرونگی سموم نے عرض کی حضور کی سلطنت قائم رہے یہیں سب طرح کی امید ہے یہ کہکر اسباب سحر ذات
پر آراستہ کیا طرف لشکر طلسم کشا کے چلی لیکن مہجور فراق دیدہ آفت کشیدہ گرفتار محبس رنج و الم معتقد
سلسلۂ زنجیر اندوہ و غم شال بخواہر دوش یعنی ملکہ شگوفہ مہ نوش باغ میں سنجر جادو کے دست میں

کنیزیں دل بہلانے کو سمجھانے کو مرأت نے مقرر کر دی ہیں گویا بطور نظربندی کے تحجر جادو نگہبان رہتا ہے
ہر کس کے جانے کا حکم نہیں ہے مگر کنیزیں ملکہ کی حاضر رہتی ہیں ایک کنیز گلشن نامے بہت شگفتہ مزاج تھی ایک
دوڑی ہوئی آئی شیشہ مو نوش کا یہ حال ہے کہ جہاں تک ذکر اسیر نوجوان ہوتا ہے دل دیکے سنتی ہے
نہیں تو سر دھنتی ہے گریہ وزاری بیقراری کہ گلشن دوڑی ہوئی آئی اُسنے عرض کی حضور ایک خبر
فرحت اثر سناتی ہوں ابھی ابھی لونڈی نے مفصل خبر سنی ہے ملکہ شیشہ مو نوش نے پوچھا گلشن کچھ
ہمارے مطلب کی بات ہے عرض کی حضور بڑی خوشی کی جگہ ہے دشمنوں پر آفت آئی فلک نے ساعت
نیک دکھائی بی انور جادو آپکی خالہ امان لڑائی میں قتل ہوئیں اور مہربان آپکی گئی تھیں لڑیں
شکست کھا کے آئیں طلسم کشا کو لوح محفوظ ملتی بی مرأت بھی عاشق ہوئی تھیں مگر شاپور شیر دل
نے بڑھیا نکلے باباغ فرات سے لشکر لیکر آئے بی مرأت کو شکست دی اب بی مرأت پر سب
حال آئینہ ہوا اب حضور سموم جادو بیڑا اُٹھا گئی ہے کہ میں لوح محفوظ چھین لاؤنگی اور طلسم کشا کو بھی
گرفتار کر دونگی یہ سنکر ملکہ شیشہ مو نوش بے اختیار رونے لگی کہا گلشن میں تو قید میں بیٹھی ہوں میں کیا
تدبیر کروں دست و پا شکستہ طائر پر بستہ ہوں یہ تو ظاہر ہے کہ ملکہ بہاران شمشیر زن اُنکی بہنیں و
مددگار ہیں با عاشق زار ہیں فنون سحر و ساحری میں کامل و اکمل اُنکی وزیرزادی نے اگر بی انور کو قتل
کیا اب اُنکو کسی طور سے خبر ملتی کہ وہ اُنکی حفاظت میں کوشش کریں اگر خدانخواستہ یہ حرامزادی سموم
جادو پہونچی اور جا کے اُسنے کسی عیاری مکاری سے لوح لیلی تو جان اُنکی بچنا دشوار ہوگی بارہ جو
خواصیں اسوقت خیرخواہ نمک حلال حاضر تھیں سب نے یہی کہا کہ حضور آپ ملکہ بہاران کو آگاہ
کیجیے ایسا نہو کہ یہ حرامزادی جا کر ہوا بگاڑ دے اگر لوح محفوظ قبضہ سے نکل گئی پھر بڑی مشکل ہوگی
گلشن نے کہا حضور اگر خط دیں میں تا بہ طلسم نور افشاں خط حضور کا پہونچا دوں ملکہ شیشہ مو نوش
نے کہا اے گلشن میں تیری لونڈی ہو جاؤنگی تو جلد خط پاس ملکہ کے پہونچا یہ کہکر قلم دوات
منگایا واسطے ملکہ بہاران کے القاب شاہانہ لکھا بعدہ مرقوم تھا یہ کنیز بے تمیز گرفتار پنجۂ تقدیر ذلیل
حقیر ہجران دیدہ آفت کشیدہ از خود فراموش ملکہ شیشہ مو نوش کی عرضی خدمت میں پہونچتی ہے
مرأت جادو نے سموم جادو حرامزادی کو برائے گرفتن لوح محفوظ سمت قلعہ انجم حصار روانہ کیا ہے برائے
خدا جلد جا کر جلوے سکرم طلسم کشا کے جسم نازنین تک نہ پہونچنے دیجیے اگر سموم کا عکس بر اُنکے سایہ پر و اُچھلا جا

سوائے حضور کے کون دستگیر ہی اس سے بہتر کیا تدبیر ہو جسطرح ہوسکے حضور اپنے کو تا بہ انجم حصار ہو بچائیں خواہ نامہ لکھ بھیجین اُس گل گلزار صاحبقرانی سرو بوستان جہانبانی کو ہوائے گرم حوادث روزگار ناہنجار سے بچانا واجب و لازم ہی چند فقرات ایسے لکھکر یہ غزل عاشقانہ تحریر کی غزل نسیم

پابند زلیست تھا نہ اسیر مزار تھا ۔ تھا جوشش اشتیاق قدمبوس یار تھا
کیا پوچھتے ہو اب تو اسیر قفس ہون مین ۔ وہ دن کی بات ہی کہ شریک بہار تھا
کیون جانتا تھا حسن پریشانیان مری ۔ ای روزگار مین بھی گر زلف یار تھا
ہو دون سے شرمسار رہا اضطراب مین ۔ پاس کفن مجھے نہ لحاظ مزار تھا
ہو وہ بھی سنا خیال سیاہی زلف سے ۔ یکجہ دم کو عکس سر چو روا سے مزار تھا
اس جسم بسمل کیا تو نے ای ہوس ۔ دد استخوان کے واسطے شوق مزار تھا
سیبت سے تجھ کو کرکے مری جان نکل گئی ۔ ہر ہر دہان زخم دہان مزار تھا
کرتی تھی مرگ بازوے قاتل پہ آفرین ۔ جو زخم تھا بہ شکل شگاف مزار تھا
پاتے تھے اہل درد خبر سرگذشت کی ۔ مین بعد مرگ خط جبین مزار تھا
ای جوش شوق تو نے کیا پھر اسیر دام ۔ ورنہ مجھے شبیہ خواب مزار تھا
کشتہ کیا ہون خاک کو بھی خاک ہو گئے مین ۔ مین سبزۂ مزار کا اسے غبار تھا
برسون رہا زبان صغیر و کبیر پہ ۔ میرا فسانہ بھی ستم روزگار تھا
منت بھی کی گر نہ کسی نے مری سنی ۔ مانند قول یار مین بے اعتبار تھا
مین نے دان آبلہ مین اسکو لیلیا ۔ سید امین زبان نکالی جو خار تھا
ای سوز کار مجھ سے دو رنگی تھی کیا ضرور ۔ مین حسرت خزان نہ امید بہار تھا
مثل خیال یار رہین گردشین مجھے ۔ آیا کسی کے دل مین جو امیدوار تھا
پوچھی نہ مجھ سے یار نے کچھ میری سرگذشت ۔ مین روز بازپرس بھی ننگ شمار تھا
ثابت ہوا کشاکش دنیا سے یہ ہمین ۔ تھے رنج چند نام فقط روزگار تھا
آئے لحد مین بالش و بستر سے ای نسیم ۔ انجام عیش دہر نہ کنج فرار تھا

ماجرائے فراق انگیز مصیبت خیز تحریر فرماکر ملفوف کیا سر نامہ پر مہر ثبت کی اخیر مین یہ بھی تحریر تھا نیز ازرہ

فراموش ملکہ شیشہ مونوش گلشن کو نامہ دیا کہا جلد لیجا ملکہ بران کی خدمت مین پہونچا گلشن نے
نامہ جیبولی مین رکھا طرف قصر جمشیدی کے روانہ ہوئی یہان ملکہ بران شمشیر زن باغ نگارین مین داخل
ہین شاہزادہ ایرج نوجوان کی خبر کا اشتیاق کہ شگوفہ سحر ساز آکر پہونچی مگر ہنستی ہوئی ملکہ بران
نے گھبرا کر پوچھا کہو ہوا کیا خیر لائین عرض کی کہ حضور نے جو کچھ ارشاد فرمایا سب آنکھون سے دیکھا
شاہزادہ والاقدر گرفتار ہوگئے تھے لونڈی وقت پر پہونچی انور جادو گرفتار کرکے لیچلی تھی اُس سے
مقابلہ پڑا آپ کے تصدق سے حرامزادی کو قتل کیا مگر حضور مقدمہ طلسم سکندری درپیش ہے ابھی بڑا پس و پیش
ہے وہ جانے پر تیار ہین پاس کوئی تحفۂ طلسمی موجود نہین مجھے کیا ہوتا ہے دل اُنکی مصیبت پر روتا ہے ملکہ
بران نے کہا اے شگوفہ جلد مین قبلہ و کعبہ سے کہون فرمان اُنکا مہری دلوا دون وہ لیکر تم پاس مرات
جادو کے جاؤ جسطرح بن پڑے اُس لعونہ سے کہو لوح طلسمی شاہزادہ ایرج نوجوان کے حوالے کرے
اگر اُنکے دشمنون کو کسطرح کا ملال پہونچا مین خود جاکر بی مرات کو سزا کامل دونگی وہ اس طلسم کی تاجدار
ہین لیکن ہماری خراج گذار ہین ہمکو سب طرح کے اختیار ہین اگر اسنے ہمارے حکم کے خلاف کیا تو بی مرات
بہت پچھتائینگی ملکہ بران شمشیر زن یہ باتین کر رہی ہین اور قصد ہے کہ جاکر کوکب روشن ضمیر سے اطلاع
کردون ادھر نام سے ایرج کے دل بیقرار ہو رہا ہے کبھی گھبرا کر فرماتی ہین اے شگوفہ بڑی خرابی تو یہ ہے کہ اُنکے مزاج
مین جہالت ہے جو تو نے کہا ہے یقین کامل ہے کہ وہ اُسکے خلاف کرینگے یعنی بہار پر نہ ٹھہرینگے ہر چند کہ سفلہ مزاجی
اُنکی بہت ناگوار ہے تمہارے کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ بی انجم سے بھی محبت ہوگئی آخر انور جادو اُسکے
باغ مین گھس گئی تھی تو دشمن تھی مگر انجم کو گرفتار کر لائی نہین معلوم کس طور سے بیٹھے ہونگے شگوفہ نے کہا
انجم نے تو بڑا کام کیا چلے تو سوزن جادو جاکر ہمارے شہریلے کو لشکر سے پکڑ لائی تھی انجم نے سوزن
کو قتل کیا انکو چھین لیا ایک شب وہان گذری تھی کہ انور جادو پہونچی انجم اور انور سے خوب خوب
سحر چلے لیکن انور تو صاحب حیرت تھی سحر و ساحری سے بڑی رغبت تھی انجم گرفتار ہوئی یا تو حضور
محبت ہوئی یا رحم دلی کو کام فرمایا ملکہ بران نے کہا بی شگوفہ ایک تم دنیا مین رحم دل ہو ایک
وہ بے حیا بے نصیب اپنے کو کیون مصیبت مین ڈالتی صورت دیکھا دیکھی پھسل پڑی ہوگی اور اُنکے مزاج
کی تو مین کیا شکایت کرون خیر کبھی سامنا ہوگا تو پوچھونگی وہ کیا جواب دینگے بہنے اچھے کو مصیبت مین
پھنسایا اُنکے بہر نہین کا خیال ہے ہمارے عیش و آرام مین فرق آیا جوانی ممتا پہ پیچھے روگ لگایا مگر

ماتس بلبلہ کے زبان پر یہ اشعار آبدار جاری کیے اشعار مخفی

ولم ز نالہ فرو ماند آہ من باقیست
بہار رفتہ و سرسبزی چمن باقیست

بہ پیش شمع رخت سوختم ز پروانہ
ہنوز لمعۂ ارباب انجمن باقیست

نسیم کوے تو جانان کجا رود چہ کند
کہ گر بخلد رود لذت وطن باقیست

اگرچہ گرگ صفت چرخ یوسف عمرم
ربودہ از کف من بوے پیرہن باقیست

ز زخم ناوک مژگان مثال ای مخفی
کہ تیغ غمزۂ جادوے صف شکن باقیست

دیگر

زمزمہ کس کی زبان پہ بدل شاد آیا
سینہ نہ کھولا تھا کہ پر باندھنے صیاد آیا

قد جو بوٹا سا ترا سرو رواں یاد آیا
غش پہ غش مجھکو چمن میں تہ شمشاد آیا

جیسے نظارہ کیا صل علی یاد آیا
تیرے حصہ میں صنم حسن خداداد آیا

بلبلیں جام مے شوق سے کیا مست ہوئیں
دام لیکر جو گلابی مرا صیاد آیا

خوش قدوں سے دل وحشی کو تعلق نہوا
سرو کی طرح میں اس باغ میں آزاد آیا

چالیں رفتار کی سیکھا ہے وہ گل ای قمری
ٹھوکروں میں کوئی دن کو ترا شمشاد آیا

تونے ای دیو اجل اسکو نہ ماری قینچی
پر اڑانے مرے مقراض سے صیاد آیا

رعب سے زرد ہوا چہرۂ مریخ فلک
سرخ جوڑا جو پہن کر مرا جلاد آیا

فصل گل آتے ہی گلچیں کو لیا پھندے میں
جال پھیلانے کو گلزار میں صیاد آیا

تونے ای دست جنوں پاؤں نکالے یا تک
ہتکڑی ہاتھ میں پہنانے کو حداد آیا

لے اڑی دل کو سوے دشت ہواے وحشت
بکھرے جھونکا مجھے کر دینے کو برباد آیا

دل پھنسانے کو لکھا اسنے مہاجال خط
جعلسازی کی طرف سپہر مرا صیاد آیا

قید خانے کا بندھا ہے جہاں دہر میں رنگ
چمپنیوں کے لیے کیوں باغ میں شمشاد آیا

دم چرایا یہ قفس میں کر کیا اسنے ر ہا
جعلسازی سے مرے دام میں صیاد آیا

روند کر لالۂ کہسار کو شیریں نے کہا
سیری پابوسی کو خون سر فرہاد آیا

یہ شعر عاشقانہ پڑھتے ہی آنکھوں سے اشک حسرت جاری ہوے بجلی لگ گئی غش آنے لگا شگوفہ نے آنسو پونچھے کہا حضور باتوں میں یہ جوش و خروش للہ صبر کیجیے دشمنوں کی جان پر بن گئی

پہلے اس مقدمہ کا انتظام کیجیے پھر جو مناسب ہوگا اسکی تدبیر کیجائیگی معقول تقریر کیجائیگی تفضل خدا سے ابتو سیری آمد و رفت کا سلسلہ کھلگیا ہر ہفتہ عشرہ مین جاکر خبر لادیا کرونگی ملکہ بران شمشیر زن نے کہا ای شگوفہ یہ صدمہ جدائی ہمین زندہ نہ چھوڑیگا ہماری جان بچنا دشوار ہے ہمارے مقدمہ مین کد و کاوش بیکار ہے اب قصہ ہوا طرف قصر جمشیدی کے جائین کہ محلدار نے آکر عرض کی حضور دربار پر ایک ساحرہ کمسن حاضر ہے کہتی ہے کہ طلسم اسکندری سے ایک کاغذ لائی ہون مگر ملکہ بران کے ہاتھ مین دونگی ملکہ بران نے فرمایا ای شگوفہ جلد بلاؤ دیکھو کس نے نامہ بھیجا ہے محلداری سے حکم ہوا اپنے ساتھ گلشن کو لیکر سامنے ملکہ بران کے آئی گلشن نے سلام کیا قدمون کو بوسہ دیکر گرد پھری تصدق ہوئی نثار ہوئی ملکہ نے گھبرا کر کہا ای نیک بخت تیرا کیا نام ہے کسکا نامہ لیکر آئی ہے گلشن نے نامۂ ملکہ شیشہ مو نوش جھولی سے نکالا ہاتھ پر رکھکر بطور نذر ملکہ کو دیا ملکہ نے جلدی سے کھولا طرف سے ملکہ شیشہ مو نوش کے عذر تقصیرات اپنی مصیبت کے حالات تحریر تھے بعد اسکے لکھا تھا ای شہنشاہ اقلیم ہمت و سخاوت و ای تاجدار ممالک جرأت و شجاعت ای دستگیر بیکسیان و ای یاور غریبان واضح راے عالی ہو کہ کنیز جرم محبت شہریار ایرج نامدار مین قید ہو فلک گرفتار دگر دون غدار آمادہ مکر و کید ہے اس کنیز کی رہائی دشوار ہے اس عبارت کے بعد یہ اشعار تحریر تھے اشعار

چند لا آرزو دیدن نگزار را
وعدہ قیامت بود طالب دیدار را
لازمہ عاشقی ست بسر دار آمدن
بندگران زینت ست پاے گرفتار را
ہر نفس از خون دل مرد طلبگار عشق
باعث افزونی ست رونق بازار را

صحن قفس گلشن ست مرغ گرفتار را
کم ز برہمن مشو در روش عاشقی
شاد ز خود ساختن خاطر اغیار را
کوہکن از بیدلی تیشہ بکار از زند
رشک گلستان کند سر کہ خار را
مخفی اگر زیست ست رہ گلستان غم

دل کہ گرہ شد بعشق از غم ہجران چہ باک
از رگ جان میکند رشتہ زنار را
سلسلہ دیا چہ شد نالہ زبونی کند
نالہ بود مرہمے سینہ افگار را
رشتہ بگردن کشان از پے جلاد عشق
کس نشناسد من سایہ دیوار را

ملکہ بران اشعار پڑھ پڑھ کے روتی جاتی ہین کبھی فرماتی ہین کیا کلام مین شیشہ مو نوش کے سوز و گداز ہے ہر بیت سے عاشق و معشوق مین راز و نیاز ہے تحریر پڑھنے سے کلیجہ منہ کو آتا ہے قلب تھراتا ہے لکھنے مین جابجا اشک خونی ٹپکے ہین صاف ثابت ہے کہ شنجرف کے نقطے بنے ہین شگوفہ نے کہا حضور اصل مطلب کو تو ملاحظہ فرمایئے اپنے کو دام تحریر سلسل مین نہ پھنسایئے

آخر مین وہی کیفیت تحریر تھی کہ سموم جادو برائے گرفتاری ایرج نوجوان طرف قلعہ انجم حصار
کے گئی ہے اُس گلعذار کو بھی ہوائے گرم سُکے جھونکے سے باغبان قضا و قدر بچائے گلشن جاہ و جلال
مین خزان نہ آنے دے آفتاب اقبال روشن رہے نخل خدائے کارساز اس شہریار پر پرتو فگن رہے ماہ جرات
ساطع اختر شوکت لامع و دوست شاد ہوا خواہان گلشن عیش و راحت آباد بحق رب العباد اسکے بعد
دعائے ترقی حسن و جمال ملکہ عالم مین بہت کچھ تحریر کیا تھا ملکہ فقرات پڑھتی جاتی ہے فرمایا کیون شگوفہ
دعا مین نہین تمام ہوتی مین مجھے تو دعا یہ خوشامد سے دی ہے نام ہی سے ہمارے جلتی ہوگی شگوفہ
نے کہا واری آپ سے کیا رشک کرینگی آپ کو مرتبہ بہ درگاہ رب نے دیا ہے بہاران نے کہا کیون صاحب
دل مین تو یہی سوچتی ہونگی کہ ہم مین اور ملکہ بہاران مین کیا فرق ہے خیر اگر زندگی ہے تو فرق بتا دونگی
سب صاحبون کو سمجھا دونگی یہ فرما کر نامہ ہاتھ سے رکھا کہا شگوفہ یہ بڑی مشکل ہوئی سموم جادو
بلائے روزگار ہے ضرور جاکر دھوکا دیگی وہ تو بھولے بھالے سپاہی ہین کسی فقرے سے لوح مانگ لیگی ای
شگوفہ مین خود جاتی ہون نہ سمجھے گئے اب نہین پڑیگا مگر قبلہ و کعبہ کو اطلاع دہی ضروری ای
شگوفہ ہم الیہ ہمی لکھکر نہین دیتے ہین تم خدمت مین قبلہ و کعبہ کے پہونچا دینا وہ بھی تدبیر کرینگے
میری جانب سے بدگمانی تو نہ رہیگی یہ فرما کر چند فقرات لکھکر شگوفہ کو دیے اور آپ فوراً طاؤس
زرین بال پر سوار ہوئین اور گلشن کو ساتھ لیکر طرف طلسم اسکندری کے روانہ ہوئین

وو گلکر و داستان ملکہ مرآت جادو کے بیان ہوکے ہین

مرآت بعد روانہ کرنے سموم جادو کے تخت پر بیٹھی ہو گر نہایت پریشان و مخوف ہے کہ ایسا نہو طلسم کشا
لشکر کشی کرے لوح محفوظ پاجائے اسکا روکنا دشوار ہوگا سب سردار کہہ رہے ہین بہت بجا ارشاد
ہوا ہے دون خدا اس جہان سے صدہا پہلوان غدار مارے اب تو لوح محفوظ پاس ہے یہ ذکر تمام تھا
کہ آسمان سے برق چمکی ایک جادوگرنی نامہ لیے ہوئے حاضر خدمت ہوئی پایہ تخت کو بوسہ دیا
ملکہ مرآت نے پوچھا کیون ای ساحرہ کہان سے آنے کا اتفاق ہوا اسنے کہا حضور مجھکو ملکہ حیرت
جادو نے بھیجا ہے انور جادو کئی مہینے سے مہلت لیکر آئی تھی ملکہ عالم نے یاد فرمایا ہے اپنی مصاحب
خاص کو بلایا ہے ملکہ انور کا جواب ساحرہ نے نام لیا ملکہ مرآت جادو نے کلیجہ تھام لیا چیخ مار کر رونی
کہا ہماری ہمشیرہ صاحبہ کہنا مری جمشید نے اپنی خدمت مین بلا لیا اس کنیزہ گلرنگ جادو نامہ

تھا مرأت کو رونے دیکھکر پیٹنے لگی گھبراکر پوچھا واری یہ تو بتایئے صاحب خاص ہماری بی بی کو
کس نے قتل کیا کسکی شامت آئی ہے کیا نام سے شہنشاہ افراسیاب کے ماہر نہ تھا ہماری ملکۂ عالم کا
جاہ و حشم آسپر ظاہر نہ تھا علاوہ ازین کس سے مقابلہ ہوا کہان لڑائی ہوئی ملکہ انور ایسی نازنین پر کس
کا کس ایسے پر دست انداز ہوتا ملکہ حیرت زوجہ شہنشاہ افراسیاب کی تعلیم کردہ خود سحر مین طاق فسون گری
مین شہرہ آفاق مرأت نے کہا ای بران شمشیرزن دختر کوکب روشن ضمیر آج کل انکے بڑے زور
شور مین شہنشاہ ہمارے عیش پسند یہ لوگ زورون پر چڑھے ہوے ہین گویا سامری جمشید سے بھی
بڑھے ہین انکی وزیرزادی شگوفہ نے یہ گل کھلایا تھا پاگر پھیر لیا سحر مین بھی شگوفہ بلاے روزگار
ہے سامری جمشید کا گھر ویران پڑا تھا خدائی مین انکی آگ لگے میری بہن کو بلا لیا بازو میرا ٹوٹ گیا
گلرنگ بھی ہلاک ہلاک کرڈالی اور کہا ای ملکہ مرأت جاکر مین ملکہ حیرت کو خبر کرون مرأت نے
کہا یہ مقدمہ طول طویل بدون تحریر ملکہ کو ثابت نہوگا سمجھ نہ سکینگی مین لفظاً لفظاً تحریر کرتی ہون
مرأت نے اسوقت پرچۂ کاغذ اٹھایا القاب و آداب ملکہ حیرت کو بہت تکلف سے لکھا اسکے
بعد تمام کیفیت طلسم اسکندری یعنی آنا اسیج نوجوان کا اور پھر قید ہوکے جانا اور اب دوبارہ پیدا
ہوتا انجم ماہ رخسار کی شراکت سوزن جادو کی صحبت انور جادو کا غضب مین جانا شگوفہ کا اگر
قتل کرنا سب لفظاً لفظاً تحریر کیا آخر مین لکھا تھا ای ملکہ عالم آپ ہماری بادشاہ عالیجاہ ہین جلد خبر لیجیے
دشمنون کو سزا دیجیے طلسم کشا قلعہ انجم حصار پر مع فوج ظفر موج فرد کش ہے مین نے ایک کنیز کو روانہ
کیا ہے اگر اسکا بچہ تالعبی ہوگا کسی حیلہ سے لوح لیلے کی میرا بھی ارادہ ہے کہ لشکرکشی کرون سب کیفیت
لکھکر نامہ کو ملفوف کیا گلرنگ کو نامہ دیا کہا جلد خدمت مین ملکہ حیرت جادو کے پہونچا گلرنگ
نامے کو لیکر روانہ ہوئی سابق مین تحریر کرچکا ہون کہ ملکہ حیرت جادو سیخ و طلاں اٹھاکے لشکر مین
آئی ہے پیش اخیال ہے کہ عمرو طلسم کشا کو لیکر طرف طلسم صندل کے گیا ہے دیکھیے یہ دردسر کب تلک تھا ہے وزیرزادیان
عرض کرتی ہین حضور شہنشاہ نے نامہ روانہ کردیا ساربان زادہ گرفتار ہوکے آتا ہوگا طلسم صندل
تک پہونچا کیا تحصیل ہے صندل جادو بڑی منتظم ہے اگر وہان کوئی جاے تو کیا ہاتھ آئیگا حیرت نے
کہا صاحبو جو اس ساربان زادے نے دریافت کرلیا وہ سب بیکار لوح کا مقدمہ ایسا تھا کہ شہنشاہ
صاف صاف کہدیتے یہ مقدمہ لوح ہے عمرو کو قضا لیگئی ہے وہ سمجھا ہوگا یہ باتین تھین گلرنگ

گھبرائی ہوئی آکے پہونچی حیرت جادو نے پوچھا کہ انور جادو کے آنے مین کیا عرصہ ہی گلرنگ
رونے لگی کہا حضور کس زبان سے عرض کرون ملکہ انور جادو کو دشمنون نے قتل کیا اس نامہ مین
سب کچھ لکھا ہی حیرت نے نامہ کھولا مرأت جادو نے سب کیفیت تحریر کی ہی حیرت جادو پر جلکر
مثل شعلۂ سرکش بھبُرکی منھ سے دھوان نکلنے لگا غصہ مین کہا گلرنگ بیٹھ جاؤ دیکھو ابھی انتقام کرتی ہون
سب کو شکنجہ بند منگوا کر ملواتی ہون یہ کہکر ایک پرچہ کاغذ کا لکھا آواز دی ای طائر فلک سیر جلد حاضر
ہو جیسے ہی حیرت نے آواز دی آسمان سے ایک طائر اڑتا ہوا آیا حیرت کے کاندھے پر آکر بیٹھا زمزمہ سرائی
کرنے لگا چہکار رہا تھا صاف ثابت ہوتا تھا کہ چہکار سے اسکے یہ آواز آتی تھی شعر بلبل وا شنا از ہر پیدا
کرد فریاد مین ہو جاہیے منقار چنگی لے دل صیاد مین ۔ حیرت جادو نے کہا نگوڑے کیون چہچہین
مارتا ہی جلد جا اپنے کو صحرائے حیرت مین پہونچا پہلوئے صحرائے حیرت مین کوہ فلک شکوہ ہی وہان پہ
کھڑے ہو کر آواز دینا ای ملکہ سہمناک جادو جلد چلو میرا نام لینا کہ بلایا ہی یہ سنکر طائر چلا گیا سب کے
ہوش اڑ گئے کہ حقیقت مین یہ خاتون محل افراسیاب ہی عرصہ نہ گذرا تھا کہ آسمان سے لکا ابر سیاہ پیدا
ہوا ایک ساحرہ تخت پر سوار بصورت مہیب بشکل عجیب کریہ منظر خرس پیکر پشت پر چار ہزار جادوگرنیان
ہزبر ہائے آتشین پر سوار وہ ساحرہ آکر اتری ملکہ حیرت کے قدمون کو بوسہ دیا دست بستہ سامنے
کھڑی ہوئی کہا کیون حضور کیا حکم ہوتا ہی ملکہ حیرت نے کہا ای سہمناک جادو جلد اپنے کو طلسم
سکندری مین پہونچاؤ انجم ماہ رخسار حاکم بادشاہ قلعہ انجم حصار نے طلسم کشا کو اپنے گھر مین جگہ
دی ہی مگر لوح محفوظ اسکے پاس موجود ہی کسی ترکیب سے پہلے لوح محفوظ لینا پھر اسکی مشکین باندھ کر
اس سرکش کو کنیزون کے سپرد کرنا مگر بی انجم ماہ رخسار کا علاج بہت اچھی طرح پر ہوا البتہ قلعہ
کے آبادی کی تدبیر واجب و لازم ہی ملک ویران نہونے پاے سہمناک نے عرض کی بندی
سمجھ کے اس کام کو کرینگی یہ کہکر فوراً تخت پہ سوار ہوئی اپنے ساتھ والیون کو لیکر طرف قلعہ
انجم حصار کے چلی لیکن ایرج نوجوان بیرون قلعہ انجم حصار فرو کش ہین ملکہ انجم نے لشکر گران مرتب
کیا ہی لشکر مین چرچا ہی کہ امروز فردا مین کوچ ہوگا بارگاہ مین استادہ ہین وردیان تقسیم ہو چکین افسرون
پر حکم قضا شیم صادر ہو چکا کہ کل صبحکو اٹھاؤ بارگاہ وہ لاد یا لشکر تیار رہے اسی شب کو سموم جادو اپنی
صورت تبدیل کر کے داخل لشکر ایرج نوجوان ہوئی فقیرنی بنکے پھرنے لگی بیچ لشکر مین بارگاہ کلان

استاد ہی اُسمین ایرج نوجوان و ملکہ انجم ماہ رخسار و چند سردار داخل ہین خدمتگار آتے جاتے ہین
سموم جادو کھڑی دیکھا کی ایک خدمتگار کسی کام کو نکلا سموم نے گوشہ لشکر مین جاکر اُسکو ایک طمانچہ
کا مارا وہ بیچارہ گر اس ملعونہ نے اُس خدمتگار کو کنارے ڈالدیا آپ سحر سے اُسکی شکل بنکر تیار ہوئی
اس صورت سے اندر بارگاہ کے پہونچی دیکھا شاہزادہ ایرج نوجوان مقام صدر پر جلوہ فرما ہین
کرسی جواہر نگار پر ملکہ انجم ماہ رخسار ایک جانب ملکہ سمن بر اور تمام سرداران نامی پہلوانان گرامی
غازیان صف شکن ستور شکاران شمشیر زن اپنے اپنے مقام پر بکروفر بیٹھے ہین مشیر شاپور
شیر دل بھی خدمت مین حاضر ہی مگر کل امورات کا انتظام اسی کی ذات سے متعلق ہی سموم جادو
ساتھ والیون مین ملکر سنہری رنگ بارگاہ دیکھ رہی ہی کہ ایرج نے فرمایا برادر شاپور کل رات
رہے سے اگر بارگاہ کا لدے پھیرو غیرہ روانہ ہوجاے ہم دن نکلتے نکلتے انشاءاللہ سوار ہوکے
عازم کوہ دلدار ہونگے شاپور نے عرض کی خدا خیر کرے انجام بخیر ہو آج شام سے غلام کو تردد
ہی انور جادو و شہرہ مرات صاحب حیرت قتل ہوئی اسکا بڑا تدارک ہوگا یقین ہی کہ حیرت
جادو کو خبر پہونچے اور وہ خود قصد کرے تو تعجب نہین اور اے شہزادہ آج ہمارے لشکر مین کوئی
آپ کی نظر مین آیا ہی دل کو یقین کامل ہی شام سے غلام کو یہی فکر ہو کہ آپ کے پاس سے جدا نہون
ایرج نے فرمایا بھائی یہ فرط محبت کا باعث ہی جسکو جس سے زیادہ محبت ہی اُسکو ایسے ایسے خیال
بہت آتے ہین یہان کون آئیگا اور جو کوئی آئیگا تو مزا پائیگا شاپور نے کہا ایک خیال ہی غلام کو
ایک سر ہزار سودے میرا ہر وقت قریب رہنا ممکن نہین حضور خود بھی سب کچھ جانتے ہین اپنی
حفاظت ضرور ہی ایرج نے کہا ہمکو بخوبی خیال ہی آپ سامان سفر مین مصروف رہیے یہ سنکر شاپور
بیرون بارگاہ آیا سموم جادو نے یہ سب باتین سنین جی مین کہتی ہی کہ سامری جمشید ہاتھ سے اس
موذی فرزند عمرو کے بچائین کیا فہم و فراست ہی عقل سے کہتا ہی آپ کی فکر مین کوئی آیا ہی یہ نہین
جادوگرون مین ملی رہی دو پہر رات گئے دربار برخاست ہوا بعد خاصہ وغیرہ نوش کرنے کے
ایرج نوجوان اُس خیمہ مین آئے جہان آرام فرماتے ہین اب شاپور شیر دل اسوقت حاضر نہوسکا
مصروف انتظام ہی طلایہ وغیرہ مقرر کر رہا ہی آب و آذوقے کی فکر ہو وقت صبح سفر کا ذکر سموم جادو
ایک گوشہ مین جاکر لیٹ رہی شاپور شیر دل کو کب آرام آتا ہی جب اُسنے خبر پائی کہ شاہزادے

نے آرام کیا ہر کام سے اپنے کو علحدہ کر کے صورت بدلے ہوے بہ شکل ایک ساحرہ کے اندر
بارگاہ کے آیا ایک سمت آکر لیٹ گیا نگاہ طرف اپنے آقا کے چپرکھٹ کے ہی مگر سموم جادو جب
رات کم باقی رہی اپنے مقام سے اُٹھی سر اُٹھا کر چار جانب دیکھا عقل سے دریافت کیا کہ سب سو رہے
ہین یہ ملعونہ اُٹھی شاپور بھی رات بھر جاگا تھا جب فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوئی یہ بھی سو گیا سموم اُٹھکر
چلی پردہ اُٹھا کر اندر آئی دیکھا ملکہ انجم ماہ رخسار غافل سو رہی ہی ایرج نوجوان کا بھی نفیرِ خواب بلند
پہلوے شاہزادے مین لوح مثل ستارۂ سحری چمک رہی ہی سموم تختی کو دیکھکر بیقرار ہو گئی سوچی
اسکو لینا واجب و لازم ہی اگر یہ قبضہ سے اس جوان کے نکل جائیگی پھر اسکی کیا حقیقت ہی ملکہ [illegible]
جادو ایک سحر مین اسکو دیوانہ کر دیگی تمام قلعہ انجم حصار لاشون سے بھر دیگی بس اپنے مقراض
جھولی سے نکالی ڈور لوح محفوظ کا کاٹ تختی کو ہاتھ مین لیا رومال مین لپیٹا اب قصد ہوا کہ سحر کر کے
اس جوان کو بیکار کر دون پنجہ کمر مین دیکے لے اڑون لیکن ایرج نوجوان کے دیدۂ ظاہری بند ہین
دیدۂ باطنی کھلے ہین اُسی عالم خواب مین معشوق گلعذار سرو قد غنچہ دہن شمع انجمن عاشق خصال
حسین باکمال کو دیکھا کہ دربارگاہ سے تشریف لائی ہین ایرج نے مسکرا کر فرمایا اے شہنشاہ اقلیم
خوبی و اے تاجدار ممالک محبوبی اسوقت کیونکر اتفاق ہوا سر جھکا کر فرمایا تمھارے دیدار فرحت آثار
کا طلب مشتاق تھا مگر صاحب ذرا ہوشیار ہو جاؤ لوح محفوظ کو کھویا جان تو بچاؤ دیکھو تو سرپر کون
کھڑا ہی ایرج نے گھبرا کر آنکھ کھولدی حقیقت مین ایک جادوگرنی کو دیکھا کہ سرہانے موجود ہی
کچھ سحر پڑھا چاہتی ہی پس ایرج نے نعرہ کیا او ملعونہ خبردار تو کون ہی نعرۂ کرکے ایرج نے چاہا
اُٹھون سموم جادو نے سحر کیا ایرج اُٹھتے اُٹھتے گرے انجم ماہ رخسار کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ
ایک ساحرہ نے سحر کیا شاہزادہ زمین پر گرا سموم نے جھپٹکر کمر مین پنجہ دیا چاہا ایرج کو لے نکلون
انجم نے نعرہ کیا گو سحر کا مارا ایرج کو چھوڑ کر یہ الگ ہوئی مگر بسبب لوح محفوظ سحر نے اسپر تاثیر
نکی انجم نیمچہ کھینچکے اُٹھی کہ جا پڑون سموم جانتی ہی یہ شاہزادی ہین کنیز یہ عقل مین بدتمیز اسلئے
سحر کو کیونکر رد کرونگی لوح محفوظ نکالکر دکھا دی انجم ماہ رخسار کی آنکھین جھپکین سموم جادو سوچی کہ
اب میرا نکل جانا بہتر ہی یہی کہ نکل جاؤن یہ تو طور خاطر ناظرین ہی کہ انجم لوح محفوظ کو دیکھکر گری ایرج
مبتلاے سحر سموم جادو اب سموم کو کون روکے لیکن شاپور شیر دل جو بہ شکل کنیز پڑا ہوا سوتا

اس ہنگامہ کو سنکر آنکھ کھلی ایک جادوگرنی کو دیکھا کہ امیرج پر سحر کر چکی ہی انجم زمین پر گری پڑی ہی
لوح محفوظ اُسکے ہاتھ مین چاہتی ہی پر پرواز پیدا کر کے نکل جاؤن شاپور یہ حال مصیبت مآل دیکھکر
اپنی جگہ سے اُٹھا اُٹھتے اُٹھتے سموم پر حلقے کمند کے مارے گردن مین اس ملعونہ کے پڑے ارے کھکے
کھلی شاپور نے جھٹکا دیا سموم خم ہوئی شاپور نے حباب مار دیا یہ ملعونہ لڑکھڑا کر گری نعرہ ہوا ہم شالک
شیرعلی لپٹ کے خنجر مارا سموم کے خنجر دوسار ہوا اعدائے گیر و دار بلند ہوئی امیرج کے ہوش درست
ہوئے انجم ماہ رخسار اُٹھی آواز دی بھیا شاپور لوح محفوظ اس ملعونہ کے پاس ہی آواز آئی کشتی مرام
من سموم جادو بود انجم نے کہا یہ وہی کنیز بدتمیز تو ہمارے پاس سے تختی اُٹھا کے بھاگی تھی مرنے سے اسکا اندھیر
چھایا ہوا ہی شاپور کا قصد ہوا کہ دیکھون لوح محفوظ کہان ہی اُسوقت ستارۂ سحری چمک چکا ہی لشکر مین
بھی ہلڑ ہوا سرداران مین برسے سفر کمر بندی ہو چکی تھی یہ ہنگامہ سنکر سب دوڑے قضائے کار ابھی تک
لوح محفوظ قبضۂ امیرج مین نہین آنے پائی شاپور چاہتا ہی تلاش کرون چونکہ علامت مرنے کی جادوگرنی
کے برپا ہی اس وجہ سے نہین سوجھتا کہ لوح کس مقام پر ہی اُسی وقت سہمناک جادو فرستادۂ ملکہ حیرت
جادو بارہ ہزار ساحران غدار کو ہمراہ لیے ہوئے بر روئے ہوا چلی اسکے بھی کان مین آواز آئی کہ کشتی
مرام من سموم جادو بود وہین سے نعرہ کر کے گری سحر کرتی ہوئی مین بارگاہ مین امیرج کے
اُتری شاپور تو اس ملعونہ کو دیکھکر ہٹا لوح نہ اُٹھا سکا اُسنے گرتے گرتے امیرج پر ہاتھ ڈالا امیرج کے
پاس لوح محفوظ تو موجود نہین ہی سحر نے اُسکے بخوبی تاثیر کی دس پانچ جادوگرنیان اسکی گر پڑین امیرج
کو قبضہ مین کر لیا سہمناک جادو نے لوح محفوظ کو قریب لاشۂ سموم کے پڑے ہوئے دیکھا اُسنے
اپنے قبضہ مین کیا انجم ماہ رخسار اُٹھنے لگی اب دیکھا شاہزادہ امیرج نوجوان عیارون کے قبضہ مین
ہوگیا کلیجہ منہ کو آیا کئی کنیزون کو جھپٹ کے مارا اب تو سب سردار پہونچ گئے امیرج نوجوان قبضۂ مین
سہمناک جادو کے آگئے انجم ماہ رخسار لڑ رہی ہی شاپور نے کئی جادوگرنیان حلقہائے کمند سے
ماریں دو چار کو حباب بیہوشی سے بیہوش کیا کسی کو خنجر سے قتل کیا کبھی حقہ روغن نفط مارا جسپر قطرہ
پڑا اجل گیا کبھی خلی بان داغ دیا شاپور سب کچھ فطرتین کر رہا ہی جان دینے پر آمادہ لیکن کسی طرح
امیرج نوجوان پر قبضہ نہین ہوتا سہمناک جادو اپنے پاس کسی کو نہین آنے دیتی لوح محفوظ چونکہ
پا چکی امیرج بھی قبضہ مین چاہتی ہی کہ اُڑ کر نکل جاؤن ملکہ انجم ماہ رخسار روک رہی ہی تمام جادوگرنیان

قلعہ انجم حصار کی آمادہ مرگ ہیں اے قیمتا چار جانب یہی ہلڑ ہے کہ طلسم کشا کو سہمناک جادو نے گرفتار کر لیا
لوح محفوظ اُس ملعون کے قبضہ میں ہے خدا شاہزادے کو بچائے پروردگار اُنکے شر سے محفوظ رکھے یہ بھی ثابت
ہوا کہ ملکہ حیرت جادو نے بحکم افراسیاب مدد بھیجی ہے سہمناک جادو آتی ہے دیکھیے اب کیا ہوتا ہے
شاپور نے بُرا کام کیا سموم جادو کو مار ڈالا لیکن جلدی میں لوح محفوظ کو قبضہ میں نہ رکھا اب سہمناک
جادو نے شاہزادے کو گرفتار کر لیا مگر ملکہ انجم ماہ رخسار جانبازی کر رہی ہے سہمناک جادو نے عالی طلسم
ہوشربا کی یہ کسکو تاب ہے انجم کو ذرہ سے بھی کمتر جانتی ہے یہاں تو لڑائی کی یہ صورت ہے کہ سہمناک جادو
ایرج کو قبضہ میں کر کے نہر کے کنارہ لشکر تک آ پہونچی ہے چاہتی ہے کہ نکل جاؤں انجم ماہ رخسار جانبازی
میں مصروف ہے مگر گلشن کنیز سہمناک جادو کو ادھر روانہ کر کے خدمت میں مرات جادو کی پہونچی عرض
کی حضور قتل ہونا ملکہ انور جادو کا ملکہ حیرت کو بہت ناگوار گذرا سہمناک جادو کو خود براے گرفتاری طلسم کشا
روانہ کیا الغین ہے وہ پہونچ گئی ہوں اے ملکہ عالم اگر آپکو لڑائی فتح کرنا منظور ہے تو فوراً سوار ہو جیے مرات
نے حکم دیا لشکر میں قرنا ہو اُسی وقت لشکر تیار ہوا دو ڈیڑھ لاکھ فوج لیکر چلی مرات جادو بادشاہ طلسم سکندری
فنون سحر میں طاق مشہور آفاق گولے ترنج نارنج ہاتھ میں لیے کل ساحر پشت پر ایک ایک سامری ہمدم و یک
زبان اس شوکت و شان سے طرف قلعہ انجم حصار کے چلی یہاں سہمناک جادو نے قیامت برپا کی ہے
انجم کو زخمی کیا آگ برسادی صدہا کو قتل کر ڈالا اب کوئی جادو گر شمہ پر نہیں چڑھتا صف سے آگے نہیں
بڑھتا ایرج نوجوان کو اپنے پر سوار کر لیا لوح محفوظ دل میں نا پیٹ کر جھولی میں رکھ لی جب سحر کرتی ہے
کبھی آگ برسائی کبھی آندھی سیاہ چلی سیکڑون بندگان خدا سر گرا کے مر گئے اب لشکر ایرج میں یہ عالم برپا ہے
سرداروں کے بالوں کے مُنہ بچے انجم بھی نہ خندہ بیقرار ہو کر بلا یک نقارے پر چوب پڑی زمین تھرائی آسمان سے آواز آئی
سنو ملکہ مرات جادو و بادشاہ طلسم اسکندری شاپور ایک گوشہ پر کھڑا ہوا فکر مقدمہ سحر و ساحری
کنارے کنارے تدبیر کرتا پھرتا ہے ڈرتا ہے ایسا نہو کہ میں بھی گرفتار ہو جاؤں اب جو شاپور نے قصہ
اشکار و کیا مرات کا حال بخوبی آئینہ ہوا فرزند عمرو صاف باطن خیر خواہ نے اپنے آقا سے نامدار کے
نام پر جان دینے کو شرف کونین جانا مرات جادو کو عرصہ دراز سے پہچانتا ہے اب شاپور بدحواس
ہوا الغین کامل ہوا کہ سہمناک جادو پر کوئی عیاری کرنے شاید آقا کو چھوڑا تے تجھو مراد پانے لیکن
اب غالب ہونا دشوار ہے لڑنا بھی بیکار ہے ملکہ چلکر انکے جمالی نثار سے اطلاع کردوں مالک

اسم اعظم صاحب شوکت وحشم وہ اگر وقت پر پہونچ گئے تو اُنسے کوئی ساحر مقابلہ نہ کرسکیگا مگر ای شاپور
تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود جبتک ہم جائیں صاحبقران کو یہان تک لائیں
گھر بھر مین خاتمہ ہی لوح محفوظ قبضہ سے جا چکی جنپر دارومدار تھا وہ گرفتار ہوئے اب ملنا بیکار ہی
اُسکے جگر جان دوا اپنے کو ظاہر کرو اس سوچ مین تھا کہ ملکہ انجم ماہ رخسار پر نگاہ پڑی دیکھا انتہا کی
زخمی ہو چکی ہی زمین پر گرا چاہتی ہی شاپور ایک ساحرہ کی شکل بنکر قریب انجم ماہ رخسار کے آیا
کہ اس مقام پر غیر ساحر کا ٹھہرنا ممکن نہین ایک نخل کی آڑ پکڑ کے کھڑا ہوا شانے پر انجم کے ہاتھ رکھا
انجم نے پلٹ کے دیکھا شاپور رونے لگا اپنا حال ظاہر کیا کہ کیا کہ ملکہ انجم ماہ رخسار اب کیا تدبیر کریں
انجم شاپور کو پہچان کر رونے لگی کہا ای برادر شاپور غضب ہوا شاہزادہ گرفتار ہوا لوح محفوظ پروردگار
نے اپنی قدرت سے پہونچائی تھی اُسکا یہ انجام ہوا اور یہ ملعونہ سہمناک جادو طلسم ہوش ربا سے
آئی ہی نہایت زبردست ہی ای برادر دوسری خرابی یہ پڑی کہ مرات جادو بھی آپہونچی ہم ایسی
لڑائی کا بار نہ اُٹھا سکتے اسکو کون جواب دیگا مین تو زندہ نہ چھوٹونگی تم نکل جاؤ جاکر انکے قبلہ وکعبہ
جد عالی تبار وغیرہ کو خبر کرنا اور جو انتظام ممکن ہو ہر نوع ای شاپور ہمارا سحر جواب دیتا ہی یکایک شاپور
نے دیکھا کہ اب فوج مرات جادو بھی زمین مین اُترنے لگی اور بادشاہ کا لبوہ ہوا مرات کا تخت ایک
مقام پر ٹھہرا آواز دی او انجم ماہ رخسار نمکحرام تونے ہمارا کچھ پاس نہ کیا ہمارے گنہگار کو چھین لیا ہمارے
مرتبہ کو تونے دیکھا شہنشاہ ہوش ربا نے کیسا تدارک کیا اگر مین عرض پرداز ہوتی خود شہنشاہ
لاتے اور کیا کوئی بات رہجائیگی کل مسلمانوں کی تباہی کا وقت قریب آیا کوہ عقیق پر جاکر ایک دن مین
سب کا خاتمہ کر دونگی بانُ سب کو گرفتار کرکے خدمت مین آفتاب نامدار افراسیاب عالی وقار کے
بھیجدونگی انجم ماہ رخسار نے اپنے کو سنبھال کر جواب دیا کہ بیہودہ بکتی ہی کیسی نمکحرامی جو تجھ سے ہو سکے
ہرگز قصور نہ کر ہماری ہزار جان نام پر شاہزادہ والا قدر کے نثار ہی ملکہ انجم ماہ رخسار نے جو اسطرح کا
جواب دیا ملکہ مرات جادو غصہ مین کانپنے لگی آواز دی ای ملکہ سہمناک جادو ذرا ٹھہر جاؤ مین ابھی
اس حرامزادی کی ناک چوٹی کاٹے لیتی ہون یہ کہتی ہوئی مرات تخت سے کود پڑی تو ناظرین پر واضح
ہو کہ لوح محفوظ سہمناک جادو کے پاس ہی اور ایرج نوجوان کو اپنے قبضہ مین کرچکی مرات جادو
نے قصد کیا ہی کہ اپنی جرأت آئینہ کرے دو ملکہ شگفتہ مو نوش کے نیچے پہ گرفتار محبس رنج و مصیبت

اسیر زندان صعوبت از خود فراموش ملکہ شیشہ مے نوش باغ مین شجر جادو کے قید ہی کنیز کو نامہ دے کر
خدمت مین ملکہ بران کے روانہ کیا جس دن سے یہ بیچاری قید تھی شجر جادو یا تو بجیا ملکہ سے بات
نہ کر سکتا تھا یا قصد کرتا ہی کہ مین اس محبوب جانی پر جادو اپنی بر دست اندازی کرون چونکہ چند کنیزان
خاص ملکہ کی ہر وقت حاضر رہتی ہین اسوجہ سے شجر جادو جز کی بات نہین کہ سکتا تھا مگر صورت زیبا
دیکھ دیکھ کر آٹھ پہر محو حیرت رہتا ہی ملکہ نے جو حالات قلعہ انجم حصار سے ہین سر جھکائے بیٹھی رو رہی ہی
کہ یکایک گلرنگ کنیز طلسم نور افشان سے پھر کر خدمت مین آئی چونکہ یہ بات راز و نیاز کی تھی اشارے
مین کچھ باتین ہوئین ملکہ نے حیلہ سے قریب بلایا جب ملکہ گلرنگ پاس آئی پوچھا کیون ملکہ بران
شمشیر زن سے ملاقات ہوئی گلرنگ ہنس پڑی کہا انکا دربار دیکھا بار دیکھا کنیزان شاہی کا غرور
وقار دیکھا حضور نامہ پڑھتے ہی انکو بڑا غصہ آیا فرماتی تھین ہم سلطنت طلسم اسکندری حرامزادی سے
چھین لینگے اور کیا عجب ہی کہ خود سوار ہو کر قلعہ انجم حصار پر جائین یہان طلسم مین بھی آنے کا قصد ہی
بڑے قیاسعہ کے مقابلے پڑینگے خود شہنشاہ کوکب روشن ضمیر اس شیر بیشہ جرأت کے نام کے
عاشق ہین وہان بھی جاکر یہ لڑ چکے کوکب ممنون و مشکور ہی خدانخواستہ انکے دشمنون کا کوئی ایک
موے جسم کم کریگا کل اہالیان طلسم نور افشان سامان لشکر کشی کرینگے دشمن کو زندہ نہ چھوڑینگے بی
مرأت کو جان بچانا مشکل ہوگی یہ ذکر تھا کہ نقارے بجنے لگے گھنٹ و ناقوس کی صدائین بلند
ہوئین ملکہ نے گھبرا کر پوچھا دیکھو آج شہر مین کیا غضب ہی کیا بلا نازل ہوئی کسکا گھر لوٹا گیا
گلرنگ گئی اور حقیقت کا پتہ لگا کر آئی عرض کی حضور ملکہ مرأت جادو آپ کی مادر خونخوار بڑے کر و فر
سے طرف قلعہ انجم حصار کے جاتی ہین طلسم کشا کے قتل کی فکر ہی ہر وقت یہی ذکر ہی شاہی بادشاہ
ہوش ربا نے ابھی کچھ فوج پئے گرفتاری طلسم کشا روانہ کی ہی بس یہ بھی بحکم شہنشاہ مع لشکر روانہ
ہوئی ہین یہ حال مصیبت آل سنکر ملکہ شیشہ مے نوش رونے لگی کہا کیون گلرنگ ہمارے واسطے
تمام عالم انکا دشمن ہوا ایک جان کے لاکھون گاہک اگر مین بدنصیب یہان قید نہ ہوتی وہ ادھر کا
قصد کیون کرتے ابھی بی مرأت کو شکست دی زخمی ہو کر دشمن اسیطرح وہ لڑتے بھڑتے اپنے
لشکر مین چلے جاتے اس اقلیم مین کیون گھسے یہ تو خبر تمکو ہی کہ فرماتے تھے کہ اس بدنصیب کو مین
بچے رہائے بلونگا اسی وجہ سے قلعہ انجم حصار پر مقام کیا کیون گلرنگ کوئی ایسی تدبیر ہو کہ ہم بھی

اس ہنگامہ مین اپنے کو پہونچائین اپنی جان اُنکے قدمون پر نثار کرین انجم ماہ رخسار نے کیا کیا کارنمایان
کیے اول سوزن کو مارا قید سے آنکو چھڑایا اور جادو سے مقابلہ ہوا اب خدمتگزاری مین مصروف ہی
کیون ای گلرنگ کوئی جادوگرنی ہوشربا سے آئی ہوگی ادھر سے ڈیڑھ لاکھ فوج لیکر یہ بھیجا
جاتی ہی جسکی فوج کی روانگی مین زمین تھراتی ہی گلرنگ نے کہا حضور شجر جادو آپکی والدہ ماجدہ
کا رازدار ہی لیکن آپ کے نام نامی اسم گرامی کا عاشق زار ہی کئی مرتبہ مجھسے کہا کہ ملکہ کو راضی کردو ہم
قید سے چھڑوادین جان طلسم ہمارے قبضہ مین ہی حضور دلدہی کرکے دریافت تو کیجیے کہ کیا شی اُس
ملعون کے پاس ہی مین کہون کہ مین نے ملکہ کو راضی کیا آپ ذرا منہ لگایئے فوراً حال دل کہدے گا
حضور میرے خیال مین یہ ہی کہ لوح طلسمی اسکے قبضہ مین ہی شہر بھی آج خالی پڑا ہی اگر خدا فضل کرے
لوح طلسمی ملے غنچہ آرزو کھلے ہم آپ سب ملکر چلین سامنے بی انجم کے پہونچکر لوح طلسمی پیش کرین اسوقت
شہرہ ہو کہ ملکہ شیشہ مو نوش جو کہ دختر بادشاہ طلسم ہی اتنا بڑا کام کیا یعنی لوح طلسمی لاکر دی ملکہ
نے کہا مین تو کچھ کلام نہ کرونگی گلرنگ تم رنگ جماؤ میرا تو اُس سے بات کرتے کلیجہ کانپتا ہی اُنھین
کی صورت زیبا آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی گلرنگ نے کہا واری مین ایسے طور سے باتین کرون
کہ حرامزادے کے ہوش درست نہ رہین جو دل مین ہی سب ظاہر کردے آپ میری بات مین ہان
مین ہان ملاتی جایئے مین سمجھ لونگی ملکہ نے کہا گلرنگ تمکو اختیار ہی گلرنگ اپنے مقام سے اٹھی
شجر جادو اپنے قصر مین بیٹھا ہوا نظارہ گل و ریحان مین مصروف گلرنگ نے آنکر سلام کیا
شجر نے پوچھا کیون اسوقت کہان آئین گلرنگ نے کہا میرا منہ ہوے تمھے ہماری کیا قدر ہی تمنے
مجھے کچھ کہا تھا تمنے اُسکی فکر کی شجر خوشی مین اکڑ بیٹھنے لگا کہا گلرنگ اگر اسکو راضی کردے تو
تجھے نہال کردونگا اُسنے کہا مینے راضی کرلیا لیکن وہ ہوے وحشی ہی کمسن ناکتخدا نام سے مرد کے
ناآشنا چلکر صحبت شراب و کباب آراستہ کرو باتون مین یہ پہلو بھی نکل آئیگا تم مرد وے ہو
حاصل کرلینا لیکن اتنا خیال رہے جس دن تیزی سے جس بات کو کہے فوراً کہنا حضور سر بھی حاضر ہی
شجر خوشی سے اُچھلا گلرنگ نے کہا پہنو دے گدے لباس تو عمدہ پہن لے جنبیلی کا تیل تو میسر نہو گا
چراغ کا لیکر لگالے داڑھی کے بال کھلے ہین خضاب کرلے نہ ممکن ہو تو منڈوا ڈال شجر جادو ان باتون
سے پھولا نہین سماتا بہت بھاری عمدہ لباس نکالکر پہنا منڈے سر پر تاج رکھا گلرنگ سے

کہا تم جاکر فرش وغیرہ آراستہ کرو گلزرنگ دوڑی ہوئی گئی محل مستی ہوئی آئی ملکہ نے پوچھا کہو
کیا کچھ پتا پایا عرض کی حضور اپنا رنگ جما دیکھیے پھر وہ این بخن کے آتا ہی حکم باغبان تنخواہ و قدر تیغ
اس شجر ملعون کو قلم کیجیے سرکشی کی سزا دیجیے یہ باتیں تھیں کہ شجر جادو اکڑتا ہوا آکر مسند پر بیٹھا پوچھا
ملکہ مزاج کیسا ہے ملکہ نے تو کچھ جواب نہ دیا مگر گلزرنگ نے کہا ملکہ فرماتی ہیں تمھیں ہمارے مزاج سے کیا
کام شجر نہال ہو گیا کہا ملکہ عالم میں تو تابعدار ہوں پھر گلزرنگ نے جواب دیا ملکہ فرماتی ہیں اپنی
جورو کے تابعدار ہو گے اب گلزرنگ نے باتوں میں لیا پھر جام شراب کا بھی شروع ہوا ایک دو جام
جو شجر جادو نے پیے نشہ میں لیا اسنے ملکہ شیشہ مو نوش کا ہاتھ تھام لیا ملکہ تو رونے لگی مگر گلزرنگ
نے ملکہ کا ہاتھ چھڑا کر شجر جادو کو ایک طمانچہ مارا کہا او نالائق معشوق پر کوئی ظلم کرتا ہے ملکہ فرماتی ہیں کہ
پہلے تو یہ بتلا کہ ہماری قید سے کیونکر رہائی ہوئی مرأت جادو تو کہتی ہیں کہ قید میں مار ڈالو گی آخر کون
حاکم ہے شجر جادو نشہ میں بول اٹھا اے گلزرنگ اگر بی مرأت میرا کہنا نہ مانینگی بہت پچھتائینگی دم بھر
میں طلسم کو برباد کرا دونگا سلطنت کو غنیمت جانیں مجھ سے بگاڑنا مناسب نہیں گلزرنگ نے کہا میاں
شجر سنو تو ملکہ تمھارے قبضے میں ہیں اب انکو قید سے چھڑا کے اپنے محل میں لیجاؤ گے خاص محل بناؤ گے
شجر نے کہا اے گلزرنگ ملکہ عالم کو میں اپنی آنکھوں کے پردے میں رکھونگا گلزرنگ نے کہا تو پرلے درجا
بیوقوف ہے آخر دریافت ہوگا ملکہ باغ سے کیا ہوئی تم کیا جواب دو گے شجر نے کہا میں صاف کہدوں
وہ دل راضی تو کیا کریگا قاضی اے ملکہ مرأت اس مقدمہ میں دخل نہ دیجیے صاحبزادی آپ کی میرے گھر
میں آپکا داماد ہوا کل انتظام کرونگا یقین تو ہے کہ اس بات کو سنکر خوش ہو جائیں اگر کچھ ناراض ہونگی
اسی وقت طلسم فتح کرونگا گلزرنگ نے کہا آخر وہ کون ایسی صورت ہے کہ طلسم فتح ہو جائے شجر نے
کہا ملکہ لوح طلسمی میرے پاس موجود ہے پھر طلسم کا کیا عدم وجود اب تو ملکہ شیشہ مو نوش بھی بول اٹھی کہا
وہ لوح کہاں ہے اسنے کہا وہ سامنے جو صندوق کلاں رکھا ہے بجائے قفل جسمیں مار سیاہ لپٹا ہے اسمیں لوح
طلسم سکندری ہے کہ جسپر نگاہ ڈالنے سے ساحروں کے ہوش گم ہوتے ہیں گلزرنگ نے کہا پھر
اس صندوق سے لوح کیونکر نکلے شجر جادو نے کہا ملکہ اگر کوئی شخص مجکو قتل کرے تب یہ قفل اژدہا
ٹوٹے اندر سے لوح طلسمی ہے کسکی مجال ہے جو مجھ سے آنکھ ملائے مگر تمھارے واسطے بی مرأت سے
لڑونگا میں خود طلسم فتح کرونگا گلزرنگ نے کہا صاحب پھر تمسے کیا انکار ہے ملکہ کو اشارہ کیا گلزرنگ نے

گوشہ مین جاکر انگشتری الماس کو ٹکڑے ٹکڑے کیا سودۂ الماس شراب مین ملایا خوب اس شراب کو
خراب کرکے جام لبالب کیا وہ جام ہاتھ مین ملکہ شیشہ مو نوش کے دیا کہا او شجر نابکار عالم اپنے ہاتھ
سے جام مرحمت فرماتی ہین شجر باغ باغ ہو گیا اٹھ اٹھ کے سلام کرنے لگا کہتا جاتا تھا کہ مین غلام
ہون عمر بھر خدمتگذاری کرونگا گلرنگ نے کہا میان شجر اب تمکو اختیار ہی مجھے تمھارے کام تمام
کیا جس فکر مین تھے اسکا آج انجام ہو گیا بس اب چین کرو کبھی تکلیف نہوگی ناحق پھیلا کے سو ناپینے
نصیب کو نہ رونا ہم ایسا خیرخواہ نہ پاؤ گے جلدی قدر ندی کی نوبت پہنچاؤ گے شجر باتین کیے کرتے
وہ جام پی گیا گلرنگ نے جلدی کباب وغیرہ پیش کیے گلوریان کھلائین لمحہ بھر مین گھبرا کر اٹھا کہا
ملکہ میرا کلیجہ کوئی کاٹ رہا ہی دم نکلا جاتا ہی گلرنگ تو نہایت عقیل ہی اسنے کہا اے شجر ہمارا بھی یہی
حال ہی دم گھبراتا ہی کوئی آسمان پر لیے جاتا ہی شجر گھبرا کر اٹھا بیٹھنے اٹھنے تر ہوئی کلیجہ کے ٹکڑے کٹ
کٹ کے گرنے لگے شجر ادک رہا ہی ڈولک رہا ہی گلرنگ نے قریب آکے ہاتھ تھاما کہا اے شجر خوش تو
ہو شجر نے کہا اے گلرنگ اب دم نکلا جاتا ہی کلیجہ کے ٹکڑے کٹ کٹ کے گر رہے ہین یہ کہکے تھا
ایک چمن مین جاکر منھ کے بل گرا ایڑیان رگڑنے لگا تب گلرنگ نے دل کو مضبوط کرکے اسکے
شکم مین ایک خنجر مارا شکم چاک شجر کا قصہ پاک بیج ظلم و بدعت کمدی شاخ بغض و حسد کٹی شجر کبر و نخوت
سے یہ شجر کو ثمر حاصل ہوا ذلت و رسوائی سے جہنم واصل ہوا باغ مین اندھیرا ہو گیا نخل جلنے لگے
پتے کف افسوس ملنے لگے شاخین جھوم کر سر زمین پر پٹکتی تھین کلیان خوف سے نہ چٹکتی تھین
پھولون کے رنگ متغیر گل لالہ کے قلب پر داغ سوسن نے نیلی چادر سر پہ کھینچی نرگس ٹکٹکی باندھے
دیکھ رہی تھی آنکھ ڈرا ڈالی سھولی شبنم پر اوس پڑی گل اشرفی کی رنگت زرد کلیجہ مین درد گلاب عرق
عرق دریائے خجالت مین غرق آندھی سیاہ اٹھی دیوارین باغ کی گرین اس طرح کی صدائے مہیب
آئی شیشہ مو نوش گھبرانے لگی گلرنگ جلدی بڑھکر قریب اس صندوق کے آئی دیکھا قفل [illegible]
سیاہ ہو تو ٹوٹا پڑا ہی کہا حضور جلدی یہان تشریف لائیے ملکہ قریب آئی گلرنگ نے صندوق کھولا
ملکہ شیشہ مو نوش نے دیکھا ایک چاند کا ٹکڑا تڑپ رہا ہی یا ستارہ سحری یا آفتاب عالمتاب گلرنگ
نے کہا ملکہ عالم اسکا بے نقاب ظاہر ثابت ہوتا ہی کہ یہی لوح طلسم ہی ملکہ نے اس تختی کو اٹھایا خوشی خوشی دامن
مین لپیٹا کہا اے گلرنگ جلدی چلو گلرنگ نے فورا سحر سے تخت تیار کیا ملکہ کو اسپر سوار کیا چاہتی

کنیزیں اس مقام پر موجود تھیں وہ ہمراہ ہوئیں اب جو تخت ملکہ کا باہر نکلا جسنے ملکہ کو دیکھا وہ ساحرہ ہو کر کلمہ
اقرار دیتی ہوئی بھاگی کہ جو ملکہ عالم کا ساتھ دیگا امان پائیگا ورنہ ستے کی موت مارا جائیگا بارہ ہزار
ساحران غدار ساتھ ہو لیے یہ بھی خبر اڑ گئی کہ شجر جادو واصل جہنم ہوا شجر بغض و حسد قلم ہوا قلعہ
سے نکلتے نکلتے بارہ ہزار ساحران نامی اور ہمراہ ہوئے رہبری کرکے طرف قلعۂ انجم حصار لے چلے
اب ناظرین حال قلعۂ انجم حصار سماعت فرمائیں وہ وقت ہے کہ سہمناک جادو و مرات بدخو نے
قیامتیں برپا کر دیں ملکہ انجم ماہ رخسار زخموں میں چور چور قریب ہے کہ گرفتار ہو جائے لشکر
سامنے بین نخل کے کھڑا سر پیٹتا ہے کبھی اپنے پیدا کرنے والے کو پکارتا ہے عرض کرتا ہے اے رب
دو جہان اے خالق انس و جان میرے آقا کو بچالے اس مصیبت سے نجات دے ادھر انجم
ماہ رخسار زندگی سے ناامید ادھر لیان فوج بھاگے جاتے ہیں شہر والے خاک اڑاتے ہیں یکایک
آسمان پر برق چمکی سب کی آنکھیں جھپک گئیں دیکھا پہلوے کوہ سے چودھویں رات کا چاند جسکی
تڑپ سے ضیائے نیر اعظم ماند سب حیران ہو کر دیکھنے لگے کہ دن کو ماہ کامل پہلوے کوہ سے کیونکر
پیدا ہوا وہ چاند بلند ہوا جسپر عکس ماہ کامل پڑا مثل سپند خشک جلنے لگا جب کئی ہزار ساحر جلکر مرے مرات
جادو کو حیرانی دریائے آتش کی طغیانی اٹھاکر ایک گولہ مرات جادو نے مارا چاند کے دو ٹکڑے
ہوئے جھنّانے کی آواز بلند ہوئی وہ ٹکڑے چاند کے زمین پر گرے کئی ہزار ساحر جلکر خاک ہوگئے
چاند نے آفتاب تابان کی تابش دکھائی زمین سے تراپی تمیوں کا ستارہ گردش میں آیا چاند نے خود
برج عقرب کا اثر دکھایا انتہا کا انقلاب ہوا بجیاؤں کو پیچ و تاب ہوا چاند کے ٹوٹنے سے ہوا
دراز تک اندھیرا رہا صدائیں آہ کی بلند زمین میں تزلزل آسمان متحرک بعد عرصہ دراز گردش زمین کو
سکون ہوا اب سب نے دیکھا ماہ تابان فلک حسن و جمال بدر درخشان آسمان جاہ و جلال نیر
برج جلالت آفتاب عالمتاب سحاب منزلت صفدر صف شکن ملکہ بران شمشیرزن طاؤس زرین بال
پر سوار فوج جاہ و حشم ہمین ولیلہ سطوت صولت دبدبہ چہرۂ بے نظیر سے آشکار نامی نامدار اختر
و غضب تمام نعرہ کیا نعرۂ ہژبران شغال جاہم و لشکر شکن

منم دختر کوکبۂ ذی وقار
لقب گشت بران شمشیر زن
منم ذی حشم صف شکن نامدار

سہمناک جادو و مرات جادو نے دیکھا کہ ملکہ بران شمشیرزن نے گرتے گرتے دس ہزار ساحران غدار قتل کیے ملکہ انجم ماہ رخسار

کا بازو تھا۔ انجم کہتی ہے ہان تو تکبیر کش جاری ہے تھا باکسی نے دستگیری کی قلب مین قوت آئی روح
کو راحت ہوئی آنکھون مین بصارت ہوئی سر اٹھا کر دیکھا ملکہ بران فرماتی ہین اے انجم ایسی گھبرائین
ہوشیار ہو جاؤ انجم نے جھک کے سلام کر کے فرمایا صاحب مین ممنون کیا جواب دون ماشاءاللہ
خوب لڑین کیا کہنا بڑا کام کیا لڑنے والون مین خوب نام کیا انجم ماہ رخسار نے عرض کی جی تقویت
تھی کہ حضور ہماری خبر لینگی ان بےحیاؤن کے ہاتھ سے بچا لینگی عین وقت پر آ مین سرفراز کیا آپکی
جرات پر مردان عالم نے ناز کیا ملکہ بران شمشیر زن نے مسکرا کر فرمایا بس اب زیادہ تعریف
کی ضرورت نہین ہے لڑائی مین مصروف ہو ملکہ انجم ماہ رخسار بھی سحر کرنے لگی خوف سے ملکہ بران
کے سہمناک جادو تھرائی سحر کرتی ہوئی قریب مرات جادو کے آئی کہا اے ہالۂ عالم اے حاکم
طلسم اسکندری اب ایرج نوجوان کے گرد ساحران زبردست مقرر کیجے دختر کوکب آ پہونچی سحر کا
اسکے ہوش ربا مین شہرہ ہے سہناک سحر جرات نام ہے برلے ابیان سحر دام ہے کس زور شور سے اسنے
دریاے خونروان کو سکھایا پل پر پڑاؤن کو توڑا اس جوان سے شاید کسی طرح کا لگاؤ ہے کہ طلسم
نور افشان سے یہان تک آنا ہے کو اپنی جرات دکھانا دیکھو اسی جانب لڑتی ہوئی آتی ہے ایرج
کی قید کو چھپاؤ مین بڑھ کر دختر کوکب کو روکتی ہون تم قیدیون کو لیکر نکلجاؤ مین بھی لڑ بھڑ کر
چلی آؤنگی یا اس سہناک سحر جرات کو دام سحر مین پھنساؤنگی لیکن حقیقت مین بلاے روزگار ہے
اسپر پنجہ قابض ہونا دشوار ہے اب مرات و سہمناک نے بڑھ کر صفین باندھین گرد ایرج
نوجوان کے کئی ہزار جادوگر مقرر کیے سحر ہونے لگے بران شمشیر زن کے پہونچتے ہی اہالیان
انجم حصار کے قدم جمے بھاگتے بھاگتے پھر تھمے نقیبان فوج آوازین دے رہے ہین اے مردان
نپوشید جامۂ زنان بپوشد شعر روز جنگ سخت جنگ باید کرد ، کوشش نام و ننگ باید کرد
مرنے والے آوازین دیتے تھے شعر آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من ، آن منم کاندر
میان خاک و خون بینی سرے ۔ زمین پہ آسمان سے خون برس رہا ہے ہواے گرم چل رہی ہے آتش
سحر جل رہی ہے ملکہ بران کے ہاتھ مین اختر مروارید جو تھا کھینچ مارا دس دس کے سینون کو توڑ کے
نکل گیا اس ماہ تابان کا اختر بعید کر و فر چل رہا ہے سہمناک و مرات بھی اسی فکر مین ہین کہ کسی
تدبیر سے ملکہ بران شمشیر زن کو گرفتار کرین کشان کشان سامنے افراسیاب کے لیجائین

برق جہندہ پر کون ہاتھ ڈالے جو قریب آیا مارا گیا ملکہ بران ہر چند کہ وہ کوشش کرتی ہین کہ
سہمناک کو گرفتار کرون ایرج عالی وقار کو قید سے چھڑاؤن وہان تک رسائی ناممکن گرد شاہزادے
کے ہزارون دشمن اژدران سحر باران سیاہ ہیبت اپنی دکھا رہے ہین تختۂ زمین کے تھراتے
ہین ناگاہ آسمان پر برق چمکی سب دیکھ رہے ہین کہ نوبت نقارے کی آواز آئی مرات جادو
حیران کہ یہ کون آتا ہے ابر تیرہ و تار شق ہوا سب نے دیکھا ملکہ شیشہ می نوش بصد جوش و خروش
مع بارہ ہزار ساحران غدار نوبت نقارہ بجتا ہوا آکر پہونچین مرات جادو اپنی دختر بلند اختر کو دیکھ کر
گھبرا گئی حیران تھی کہ یہ کیونکر یہان پہونچی لیکن بہ تعمیل تمام تخت ملکہ شیشہ می نوش اترا مرات جادو
نے آواز دی کہ بی بی یہان کیونکر آئین شجر جادو کہان ہے ملکہ شیشہ می نوش نے جواب دیا ای مادر
مہربان شجر ظلم و بدعت کو مین نے قتل کیا مین نے کہا او بیحیا میری مادر مہربان لڑنے گئی ہین یہ میرے
دل کو گوارا نہین کہ مادر مہربان کو صدمہ عظیم پہونچے مین زندہ ہون مجھے بھی لے چل اسنے جواب
سخت دیا حال میرے دل کا حضور پر آئینہ ہے وہ میری آبرو کا بھی خواہان تھا مین نے اس نامرد کو
قتل کیا اب آئی ہون کہ حضور کی شراکت کرون طلسم کشا کہان ہین مجھے بتا دیجئے اپنے ہاتھ سے
مار ڈالون بلکہ میری بدنامی سے لوگون کے کہنے سے مجکو بھی ضد ہو گئی ہے کسکو گوارا ہوگا کہ مان باپ
پر صدمہ پہونچے ملکہ مرات جادو نے جو یہ باتین ملکہ شیشہ می نوش کی سنین سست ہو گئی پکار کر
کہا مین صدقے بیٹی بھی تو تمھارے واسطے کیا کیا صدمے اٹھائے نو مہینے پیٹ مین رکھا بارہ پہر
اور دکھانے موت کی لذت زبان پر ہے صدقے سے ساری کے جوان ہو لیکن تم نہ خیال رکھو تو
کسکو خیال ہوگا بھلا ہی شفقت کا کسکو ملال ہوگا وہ دیکھو سامنے قیدی موجود ہے تمھین قتل اور
خبر قتل کا اختیار ہے میرے بعد تمھین وارث سلطنت ہو گھر کو سنبھالو خزانہ دیکھو شیشہ می نوش
بہت اچھا کہتی ہوئی تیغ کھینچے ہوئے طرف ایرج نوجوان کے چلی لوگ سمجھے واسطے قتل کے
جاتی ہے جسوقت کہ شیشہ می نوش مع لشکر پہونچی تو ملکہ بران شمشیر زن نے پوچھا تھا یہ کسکی
سواری آتی ملکہ انجم ماہ رخسار نے کہا تھا کہ حضور یہ دختر مرات جادو ہے مگر تعجب یہ ہے کہ جرم
عشق ایرج نوجوان مین قید تھی یا اب آمادہ قتل ایرج نامدار ہے ملکہ بران شمشیر زن نے فرمایا
اسمین بھی کچھ اسرار ہے یہ تو بخوبی آگاہ مین کہ اسنے مجکو اطلاع دی ورنہ یہان خاتمہ ہو گیا ہوتا

یہ دیکھکر ملکہ بران نے بھی دبارہ ڈالا سحر کرتی ہوئی بڑھین انجم سے کہا یہ وقت جنگ وجدل
ہی مصیبت طلسم کشا مین دل بیکل ہی شیشہ مونوش قتل کرنے جاتی ہی انجم نے بھی اپنے لشکر کو
بڑھایا لیکن ملکہ شیشہ مونوش قریب ایرج نوجوان پہونچی یہ سحر بن سہمناک کے مبتلا حیران
پریشان ارابے پر بیہوش پڑے ہین ملکہ شیشہ مونوش نے آتے ہی کنیزون کو اپنی اشارہ کیا سب سے
زیادہ گلرنگ معروف جانبازی شہنشاہ اقلیم سحر کرنے لگی شیشہ مونوش نے بڑھکر لوح طلسمی
نکالی گلے مین ایرج نوجوان کے پہنائی مرات نے دور سے دیکھا کہ شیشہ مونوش یا تو قتل کرنے
کے لیے گئی تھی یہ کیا ستم ہوا وہ شیر بیشہ جرات اپنے مقام سے اٹھا قبضہ شمشیر پہ ہاتھ ڈالا صدائے
شیہائی زمین تھرائی نعرہ ایرج نوجوان ملک ایرج آن آفتاب سپہر کہ صاحبقران اعظم و آفاق گیرو
ہزبر دمان و شیر دلاور ما جری صف شکن شیر دشت وغا سنم فارس عرصۂ کارزار
گلگلشن قاسم نامدار نعرہ کرکے شاہزادہ پشت مرکب پر سوار ہوا ہزبر بیشہ جرات
آمادۂ حرب و پیکار ہوا سب نے دیکھا لوح طلسمی گلے مین مثل ستارۂ سحری چہرۂ آفتاب عالمتاب سے پیوست
مین تیغہ برق تاب زیر ران مرکب رشک عقاب ایرج اڑتے ہوئے آگے بڑھے ملکہ شیشہ مونوش
مع بارہ ہزار ساحران ہمراہ رکاب ایرج مرات نے سر پیٹ لیا کنیزون نے بڑھکر خبر دی حضور صاحبزادی
لوح طلسمی لیکر آئین طلسم کشا کو پہنادی لوح محفوظ کی کیا حقیقت ہی اب طلسم کشا کا کون سامنا کریگا
نعرۂ ایرج نوجوان کی صدا جو بلند ہوئی ملکہ بران شمشیرزن نے سر اٹھاکر دیکھا آفتاب عالمتاب شہریاری و
کوکب سپہر جہت افروز جہانداری کو پشت مرکب پر دیکھا آنکھین نگاہین چار ہوئین سنان ہائے مژگان
دلون کے پار ہوئین ایرج نوجوان کو حیرت ملکہ بران کو غیرت ایرج نوجوان چاہتے ہین کہ لڑ بھڑکے اپنے
کو قریب ملکہ بران شمشیرزن کے پہونچائین مگر لوہے کی دیوارین بنی ہوئی ہین ہر صف پر
تلوار چل رہی ہی ملکہ شیشہ مونوش کو جادوگرون نے چار جانب سے گھیرا ہی مرات جادو
کی آنکھون مین اندھیرا ہی دل سے کہتی ہی ارے یہ کیا سحر کی کیونکر طلسم کشا چھوٹا اب اس بدبخت
نے لوح کیونکر پائی شہر جادو پر کیا آفت آئی اب اس ہنگامہ مین کون سمجھائے یہ مشہور ہوگیا
کہ لوح طلسمی طلسم کشا کو شیشہ مونوش نے حوالہ کر دی آتے ہی قید سے اپنے عاشق کو چھڑا لیا
وہان ایرج نوجوان و ملکہ بران شمشیرزن سے پردہ بہ پردہ اشارے ہو رہے ہین ایرج نوجوان

کے کلیجہ پر ہاتھ رکھکر مین گرمی جنگ مین یہ اشعار صداقت شعار پڑھے اشعار مخفی

آتش عشق تو بلبل در دل پروانہ را	بادۂ شوق تو بر لب ساغر و پیمانہ را
از شکنج زلف او حاصل نشد آرام دل	عاقبت کردی بپا زنجیر این دیوانہ را
دیدہ را از لخت دل گنجایش اشکے نماند	تا لبے لبریز خون دارم من این پیمانہ را
بعد ازین مخفی ترا باید در آتش زیستن	کاش افشا کردہ از راہ شفقت خانہ را

کبھی ایرج کی زبان سے یہ اشعار جاری ہوئے اشعار

زیادہ جبر ز اختیار تھوڑا ہی	سحر کو غنچہ کھلا دو سحر کو تماشا کھلا	کمال شوق ہو دیدار یار تھوڑا ہی
ہماری خاک سے کرتے ہو بند آنکھوں کو	بہت یہ کہتے تھے دلمین غبار تھوڑا ہی	عروج دو قفہ جوش بہار تھوڑا ہی
کہ میرے سینہ مین دم ہی نگار تھوڑا ہی	بچھے ہوئے سیکڑون قلب ہری مین نیکے	شب وصال لب لب بلم ہو پوچھیے کیا ہو
نگاہ کم سے جو دیکھا ہی یار سرکش نے	مری نظر مین بھی دلکا وقار تھوڑا ہی	وہ سرو دیکھ کے کہتا ہی بار تھوڑا ہی
کہ اب نگاہ مین ہون شمار تھوڑا ہی		تڑپ تڑپ کے یہ وہ کام ہی روز پہ قبول

اسطرح کے اشعار جو ایرج نوجوان نے پڑھے ملکہ بران شمشیر زن

مسکرائین ملکہ شنجفہ مو کوش کی جانب اشارہ کیا شنجفہ مو کوش شرمائی جاتی ہی ملکہ بران کے
جاہ و جلال حسن و جمال کو دیکھکر جسم مین تھرتھری پڑی دل مین کہتی ہی سبحان اللہ کیا پروردگار
عالم نے صورت زیبا طلعت جہان آرام حمت فرمائی ہی نقاش ازل نے یہ تصویر دلپذیر اپنے
دست حق پرست سے بنائی ہی مگر ملکہ بران و ایرج نوجوان سے آپسین اشارے کنایے
ہونے لگے اب اس شیر بیشہ جرأت سے کون لڑ سکتا ہی ایک جانب سے ملکہ انجم بادخسیا
سنبھلی ملکہ بران شمشیر زن نے طبقے زمین کے ہلا دیے باغ سحر و افسونگری کے گل کھلا دیے
ایرج نوجوان جس منزل پر جا پڑے جس ساحر نے سحر کیا انھون نے لوح کو سامنے کر دیا
سحر اسکا باطل ہو گیا ضرب تیغ بیدریغ سے وہ ملعون جہنم واصل ہوا سہمناک جادو سہمی
ہوئی لوح محفوظ اسکے پاس موجود ہی یہ امر ثابت ہوا کہ لوح طلسمی طلسم کشا کے گلے مین ہی
اب وہ شیر دشت نبرد لڑتا بھڑتا آتا ہی سحر تاثیر نہ کریگا لمحہ بھر مین یہ جوان دفتر ساحران کو الٹ
دیگا چہرے کشتگی کے لاکھون کٹری ہو چکے تنخواہ جیاتی بٹ رہی ہی شاخ نخل حیات ساحران
چھٹ رہی ہی ملک الموت جائزہ لے رہا ہی جہنم مین بھرتی کا ارادہ ہوا تنے ہی عرصہ مین ساحر

بھاگنے لگے نعرے سے اس صاحب سطوت و صولت کے زمین کانپی سہمناک خائف ہوکر
سوچی کہ مین نکل جاؤن جاکر ملکہ حیرت کو خبر پہونچاؤن اب ٹھہرنا بہتر نہین ہوش ربا سے
زیادہ آج یہان کا طور دیکھا یا تو یہ صعوبت چشم زدن مین در عیش و فرحت کھل گیا مسلمانون
کی مدد غیب سے ہوتی ہی کس خوبصورتی سے لوح طلسمی پہونچی ہی یہ سوچکر سحر کرتی ہوئی بڑھی
اس طرف سے ملکہ بران شمشیر زن لڑتی ہوئی آتی تھین سہمناک جادو پر نگاہ پڑی کہ اسنے فوج
انجم ماہ رخسار کو ستمراد کر دیا ملکہ بران نعرہ کرکے جا پڑی کئی ہزار ساحر آفت کرکے پھونک
دیے سہمناک جادو نے ملکہ بران شمشیر زن پر سحر کیے ملکہ بران نے مسکرا کر برق چمکائی سحر
اس ملعونہ کے پڑی ہر چند چاہا روکون مگر اسکا سر زخمی ہوا ملکہ بران جھپٹ کر قریب پہونچین
چاہا کہ اس بحیا کا سر کاٹ لون اُسنے گُرز اُٹھا کر ملکہ بران پر مارا ملکہ اُس سحر کو دفع کرنے لگین سہمناک
جادو چیخ مار کر اڑی کہ نکل جاؤن شیشہ مے نوش نے شاہزادے کی جانب اشارہ کیا انجم
ماہ رخسار نے بھی آواز دی کہ حضور وہ ملعونہ لوح محفوظ لیے جاتی ہی شاہزادہ والاقدر نے
کمان کیانی دوش سے اتاری تین بھال کا تیر ترکش سے نکالا سر کمان تاکر کا عقاب تیر پر تولتا ہوا
چلا چونکہ سہمناک جادو پر تولتی ہوئی تھی تیر نے دو سرا ترکش تلاش کیا بڑے مقام پر پڑا گدی
کو توڑ کر پار گذرا زمین پر گری لاش ملعونہ کی جلنے لگی ملکہ شیشہ مے نوش نے بڑھ کر لوح جیب ہی
سے نکال لی سامنے ایرج نوجوان کے بطور نذر پیشکش کی آندھی سیاہ چلی آواز آئی کشتی مرا
نام سن سہمناک جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم مرات جادو
یہ ہنگامہ دیکھکر گھبرائی ثابت ہوا کہ ہاتھ سے بران شمشیر زن و ایرج نوجوان کے بچنا دشوار ہی
اب چلکے اپنے قلعہ مین داخل کرون بڑے بڑے پہلوان بھی میرے خراج گزار ہین ساحر بھی
بڑے بڑے مکار ہین کسی تدبیر سے لوح طلسمی لے لینگے تب انکو شکست دینگے اب لڑنا سراسر
بیکار ہی یہ سوچکر تخت اُڑاتی ہوئی بھاگی تمام فوج سہمناک جادو بھی اسی کے ساتھ ہولی
ایرج نوجوان نے پیچھا کیا ملکہ بران شمشیر زن نے دیکھا کہ اب ٹھہرنا مناسب نہین ہی دل
کی بیقراری سے مجمع عام مین آنے کا اتفاق ہوا کلام کرنے کا بھی موقع محل نہین ہی یہ سوچ کر
دور سے کچھ انسے بین اشارے کنائے ہوئے ایرج کا تڑپ کے اشارہ کرنا کہ آج کی شب ریجاؤ

ملکہ کا اُنگلی دانت کے نیچے دبانا کہ جیسے کنایہ سے صاف ظاہر تھا کہ ٹھہرنے مین بدنامی ہے
دام محبت مین اسیر ہین قفس مصیبت مین پھنس چکے آپ بڑے خوش تقدیر ہین جو وہ ہاتھ آنے
والے ساتھ مین جو مخل محبت ہو اُسکا ٹھہرنا اچھا نہین ہے پھر جامع المتفرقین کسی حیلہ سے لائیگا
اس لڑائی کا ذکر جا کر ہم اپنے والد نامدار سے بھی کر دینگے شاید کسی وقت کوئی ضرورت ہو ملک
ہوم ورد پر سرکشی ہے ہوش ربا مین بھی سامان لشکرکشی ہے وہان کی خبر لینا بھی ضرور ہے وقت مین
سر پھیرنا بڑا قصور ہے ایسے ایسے اشارے کر کے سنگ صبر دل پر رکھا طاؤس زرین بال پر
سوار ہو کر طرف طلسم نور افشان کے روانہ ہوئین مرات جادو نے شکست کھائی طرف قلعہ
طلسمی کے بھاگی ایرج نوجوان نے پیچھا کیا انجم نے بھی کہا اب تامل کرنا بہتر نہین ہے اسی جوش
و خروش مین مرحلہ جات طلسم بھی فتح ہون ورنہ یہ طلسم وسیع ہے اگر لشکر جمع کر لیگی مشکل پڑیگی
اسکے طلسم مین بڑے بڑے نامی پہلوان ہین انکو بھی آپ کے مقابلہ کے واسطے بھیجے گی سب طرح
کی تدبیرین کریگی اُسکی سلطنت مٹی ہے مرات جادو تخت اڑا کر نکل گئی فوج والے کچھ بھاگے
کچھ لشکر ایرج مین گرفتار ہوے بعد جانے مرات جادو کے ایرج نوجوان نے قصد کیا اور
آگے لشکر بڑھاؤن ملکہ سمن بر و ملکہ شیشہ می نوش و ملکہ انجم ماہ رخسار وغیرہ نے آکر گھیر لیا
عرض کی اے شہریار بہتر تو یہی تھا کہ اسی لگاؤ مین لڑتے بھڑتے چلتے لیکن سب ملازمان جان نثار حضور
کے زخمدار ہین ایسا نہو کسی خرابی کا سامنا ہو خدا کے بڑا فضل اپنا شریک حال کیا اب حضور
کو اختیار ہے بعد دو چار دن کے سفر ہوگا اب یہ سلسلہ نہین چھوٹنے کا بہت سامان لشکرکشی ہوگا
آخر ایک صحرائے سبزہ زار مقام خوشگوار کو دیکھکر لشکر فروکش ہوا ملکہ انجم ماہ رخسار نے نہایت
تکلف سے لشکر کو اُتارا بارگاہین استادہ ہوئین غازیون نے کمرین کھولین ایرج نوجوان و شاہ
شیر دل و ملکہ انجم ماہ رخسار و ملکہ سمن بر و ملکہ شیشہ می نوش وغیرہ داخل بارگاہ آسمان جاہ
ہوے زخمیون کی زخمبندیان ہونے لگین اب یہی قصد ہے کہ اندر اسی ہفتہ ملکے طرف طلسم سکندریہ
کے کوچ کرین مرات جادو سے معرکے پڑین اس شیر بیشہ جرأت کو اس حال مین چھوڑیئے
وقت پر حال خیریت مآل تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان شوکت بیان در خیمہ سپاہ صدف قلزم عیاری و نہنگ دریائے

زخار طراری ہنر پروشت جرات رستم رزمگاہ فطرت سرکوب ساحران عدو اعنی خواجہ عمرو نامدار تحریر ہوتے ہین کہ اوراسباب سے حال لوح پوچھکر نقب مین داخل ہوئے

پہونچنا تا بہ طلسم صندل ساقی نامہ

ساقی کوئی جام مے پلا دے
پھر آ پہونچے مین حضرت ہوش
دریا نوشون کا سامنا ہے
دس پانچ برس ادھر کی دینا
چوسے جو روے یار کی دے
جسپر زاہد کی رال ٹپکے
جسکا اک نام ہے ادا است
متوالا ہے سور جسکا وہ مے
شیشہ ہے جس پری کا مسکن
جو ہو مرے قلب مین سمائی
رکھتی ہے ہنسی خوشی جو ہمکو
آ پہونچی جو دختر زر پری چہم
وہ آئی کیا مراد آئی
لگے لب سے لب لب جام
جب نشہ اپنا رنگ لایا

بیتاب ہون درد سر سادے
لا ابنت العنب کو لانا
دو چار خمون کی اصل کیا ہے
وہ مے جو ہو بے مثال سب مین
جو بو عرق بہار کی دے
وہ مے کہ جسکا ہیچ ہے جام
جسکا دیوانہ ہے سدا مست
تابان ہے جو آفتاب کی طرح
جیسے پھول کا میکدہ ہے گلشن
جسکا ایوان ہے شیشۂ دل
کھوتی ہے جو فکر وہم و غم کو
کیا صبہ نے ذرہ پروری کی
مطلب نکلا مراد آئی
پھر تو تن من کے یان تلک پی
لکھنے بیٹھے قلم اٹھایا

ساقی لانا شراب سرجوش
جتنی ہو شراب سب پلانا
کچھ کم کی نہ سال بھر کی دینا
وہ مے کہ جو ہو حلال سب مین
جسکا مارا مرے تڑپ کے
وہ زہر کہ جسکا ہے دوا نام
ہر نشہ سرور جسکا وہ مے
دیتی ہے مہک گلاب کی طرح
جسپر میری طبیعت آئی
آنکھین مین جسکی سیر منزل
ساقی سے ابھی یہ کہتے تھے ہم
آمد ہوئی بزم مین پری کی
بے منت خلق و خوف انجام
خالی ہوئے ظرف بھر گیا جی
چہرہ سیاحان صحرائے طلسمات

تحریر و تقریر دقیقہ دانان مرحلجات تسطیر دلپذیر منازل پرخار سفر مین فرحت آئین کو یون طے کرتے ہین شعر سعدی برسن کہ سبوچی زدہ ام خرقہ حرام است ای کلیسان راہ خرابات حرام است

دیگر قطعہ

از ہوش ربودند کمین برزہ درایان
شور زغن و زاغ بلندست درین باغ

خیر است چرا این ہمہ بیہوش نشستی
ای بلبل خوش لہجہ چہ خاموش نشستی

دیگر شعر مصنف سخن سنج دانا ے رمز بیان ہد تو لیسندا این قصۂ دلستان، سابق میں تحریر ہو چکا کہ خواجہ عمرو نے صورت حیرت زوجہ افراسیاب کی بنکر حال لوح دریافت کیا برق کو زنبیل سے نکالا سب کیفیت سمجھائی آپ داخل نقب ہوے برق کا انجام گذارش کر چکا کہ داخل لشکر اسلام ہوا چند سردار جستجوے خواجہ عمرو مین روانہ ہوے افراسیاب جادو نے نامہ بنام صندل جادو تحریر کرکے اپنے ملازم کلنگ جادو کو دیا کلنگ جادو طرف طلسم صندل کے چلا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار لرزان و ترسان حیران و پریشان نقب مین داخل ہوے اسقدر نقب مین اندھیرا تھا کہ تاریکی مین دم گھبرایا قریب تھا کہ روح قالب سے نکلجاے خواجہ عمرو نے فتیلۂ عیاری روشن کیا اُسکی روشنی سے نقب کو طے کرتا ہوا مگر خائف کہ ای عمرو اگر افراسیاب بیدار ہو کر آگاہ ہو جاے ابھی آکر گرفتار کرلے سواے پروردگار کے کون معین و مددگار ہی مگر معبود حقیقی سرپرست ہی ہمارا معین و مددگار ہمارا زبردست ہر مصیبت مین وہی پروردگار مدد کریگا وہی اس بلا کو رد کریگا ٹھنڈی سانسین بھرتا ہوا عمرو بدحواس چلا جاتا ہی ہر قدم پر پانون لڑکھڑاتا ہی اپنے معبود کا نام لے کر سنبھل جاتا ہی افتان خیزان راہ تیرہ و تار جھیلتا ہوا بمشکل تمام نقب سے نکلا عجب مقامات عجائب و غرائب مین کہ طائر وہم و خیال کے پانون نکلتے مین طے کنندگان منازل مصیبت کو تھکتے ہین چند قدم رہبری کی تھی پلٹ گئے دیکھا اُس قصر و عمارت کو بھی نہ پایا دل سے کہتا ہی ای عمرو یہ کیا صورت اتنی بڑی عمارت کیا ہوئی خواجہ ہنسے بڑا کیا اس نقب تنگ و تاریک مین اپنے کو گرادیا انجام نہ سوچے اسد غازی کو زمین مین ڈالکر چلے آئے ہنسو ہر مقام پر بسر کرلینگے مگر اسد غازی کو کیون لانے چاہیے تھا ہمراہ ملکہ مہ رخ و بہار چھوڑے تھے جب نشان لوح دریافت ہوتا بلوا لیتے اب کیا پلٹ جاؤن ہاے لشکر کو جا کر روے سیاہ دکھاؤن سردار کہین گے عمرو کا جی چھوٹ گیا ساری شفقتین خاک مین ملا دینگے اس سوچ مین عمرو راہ کو طے کرتا ہوا جاتا ہی دن چڑھا نیر اعظم بلند ہوا گرمی صحرا مین شروع ہوئی جنگل نے کرۂ نار کی کیفیت دکھائی ہواے گرم چلنے لگی ہر جھونکے سے منہ پھنکا جاتا ہی نقب گردباد و دیاش کی صدائین دیتے ہین کہ ای نبد وردِ نا کیون اپنی جان دیتا ہی اس صحرا سے گذرنا دشوار ہی ہمسے آتش پیکار ہی ہم بھی کسی خوش رفتار کی خاک مین لیکن تباہ و برباد زیر افلاک ہین برباد کرین ناموس و ننگ لباس خاکساری سے بتنگ اس منزل جادۂ فنا

سے بنیج سلکے آخر بیابان مرگ ہوئے عمرو بوندون کو دیکھکر گھبراتا ہے ہر چند کہ وہ انکی تعظیم کو اٹھتے ہین
انکا دل بیٹھا جاتا ہے قلب تھراتا ہے موت کا ساسنا تشنگی کا جوش پراگندہ ہوش بیہودی مین رو رہے
ہیں مگر دل سے کہتا ہے اے عمرو افراسیاب بادشاہ طلسم ہوش ربا سکار غدار نیرنج باز شعبدہ ساز نے بھی
اُسنے ایک فقرہ کیا مجکو پہچانا اگر تسا ہل کیا حرامزادے نے مجکو بھی راستہ بتلایا اب اس صحراے آفت خیز
مصیبت انگیز سے نکلنا دشوار ہے موت لیکر آئی ہے دمبدم حدت نیر اعظم بڑھتی جاتی ہے خون گھٹتا ہے
کوئی نخل سایہ دار معلوم نہین ہوتا ہے ہر شجر بے برگ و بار سایہ مثل طائر عنقا دھوپ کی شدت آفتاب
کی حدت عمرو تلاش آب مین دوڑتا ہوا پھرتا ہے شدت تشنگی سے جابجا گرتا ہے کسی مقام پر کھڑے
ہوکر نگاہ اُٹھائی یک نظر کو دوڑایا دور سے دریا موج مارتا نظر آیا عمرو گھبرا کر دوڑا جب اُس مقام
پر پہونچا سواے خاک وہان کیا تھا سوجۂ ریگ روان نے دھوکا دیا پانی کیسا کسی چیز کا کہین نشان
ہلا حیل کا گمان نہین بیقراری کو بسیر قرار ہوا کہ تڑپ تڑپ کے اسی صحرا مین مرے بیابان مرگ
ہونے کون پیاسے کو پانی پہونچائیگا سواے پروردگار عالم کے کون مدد کو آئیگا سامنے ایک درہ
کوہ نمایان تھا اُٹھکر اُس درہ مین آکر بیٹھا اپنی بیکسی پر خوب رویا آنسو بھی خشک ہو گئے ڈھیلے آنکھون
کے نکلے پڑتے ہین مردمان چشم پیاس کی شدت سے اُڑتے ہین صحراے پر ہول ہوگیا ہے عمرو پہاڑ نہ
جل کر گر پڑے خبر کسی قدر سایہ تو ہے اب کدھر جاؤن اس سوچ مین عمرو بن امیہ ضمری نامدار بیٹھا ہوا

دعا کرتا ہے اشعار مصنف	اے خالق بے نیاز میرے	اے مالک کارساز میرے
مجھ عاجز و خستہ کی مدد کر	عصیان کے حجاب سے ہون مضطر	عصیان کے حجاب سے نہ عز دے
دامن گل آرزو سے بھر دے	دام غم و رنج مین پھنسا ہون	زندان بلا مین مبتلا ہون
ہین جور فلک سے لب پہ نالے	اے رب کریم تو بچا لے	یہ تو عمرو بخوبی جانتا ہے کہ تمام

ہوش ربا مین مجکو سب پہچانتے ہین صورت اپنی بدل لی ہے ایک ساحر کی شکل بنکر بیٹھا ہوا بلکہ تڑپ
تڑپ رہا ہے صحرا کی حرارت دیکھ کر دل کانپتا ہے ہوش اُڑے جاتے ہین کہ عمرو نے دور سے
دیکھا ایک ساحر بدحواس پسینے پسینے گھبرایا ہوا دوڑتا چلا آتا ہے پیاس مین زبان منہ سے نکل آئی ہے
تمازت و حرارت آفتاب عالمتاب سے پاؤن مین آبلے منہ مین چھالے پریشان و مضطر ہر طرف
بیک نگاہ دوڑاتا ہے کہین پانی کا نشان نہین پاتا اگر کسی چشمہ کو دیکھا جیسے آب مین دوڑا

جب قریب پہونچا دیکھا پانی کا کہین نشان نہین اگر کسی قدر پانی پایا اور ہاتھ ڈال دیا چنگاریون کا
لطف پایا ہاتھ جل گیا پھر وہان سے بھاگا اب خواجہ عمرو نے دیکھا کہ اسی درۂ کوہ کی جانب وہ ساحر
بھی آتا ہی عمرو نے اپنے ہوش و حواس درست کیے اٹھکر ٹہلنے لگا اُس ساحر کو آواز دی ای بھائی
جانے والے یہان تو آ اس دھوپ مین کہان مارے مارے پھرتے ہو ٹھیک دوپہر کا وقت ہی
ٹھہر جاؤ لون لگ جایگی اور دو گنوار تڑپ تڑپ کے مرے آگے بھاگی بند اٹھا لیجئے تم تو اپنی جان
بچاؤ یہان سایہ مین چلے آؤ وہ ساحر اپنی زندگی سے بیزار پیاس سے مجبور دوڑا جاتا تھا شخص کو دیکھا
کہا بھائی مین آیا خواجہ عمرو نے کہا ای برادر یہ وقت منزل چلنے کا ہی دیکھو تو آفتاب کی حرارت سے
صحرا تپ رہا ہی اُسنے کہا ای برادر نوکری بری چیز ہی حکم حاکم سے مجبور ناچار خواجہ عمرو نے پوچھا
بھائی کس لیے نوکر ہو کون ایسا جلاد صاحب بیداد ہی جسنے اس دھوپ مین تمکو دوڑایا ساحر بھی
جمشید سے خوف نہ آیا اُسنے کہا ای برادر شہنشاہ طلسم ہوشربا کے ملازم ہین حوالی طلسم صندل
کے حاکم ہین خواجہ عمرو نے کہا ای برادر طلسم صندل پر جانے مین کیا سبب ہی کیا وہان کوئی بڑا
زبردست ساحر ہی اُسنے کہا ان باتون مین شہنشاہ کو دخل ہی ہم کیا جانین حکم ہوا کہ یہ نامہ لیکر
دروازۂ طلسم صندل پر جاؤ ملکہ صندل جادو کو یہ نامہ پہونچاؤ عمرو عیار آتا ہی اسکو گرفتار
کرکے ہمارے پاس روانہ کرو عمرو نے کہا بھائی عمرو عیار کون ہی اُسنے جواب دیا ای برادر ایسا
ظالم ہی کہ شہنشاہ نے لوح طلسمی کا حال چھپایا عمرو نے ملکہ حیرت کی صورت بنکے شہنشاہ سے
تمام حال لوح طلسمی دریافت کر لیا اب اسی فکر مین گیا ہی شہنشاہ چاہتے ہین عمرو طلسم صندل
مین نجانے پائے ملکہ صندل جادو آگاہ ہو جائے انتظام کرلے اسواسطے ہمکو حکم ہوا ہی کہ جلد نامہ
پہونچاؤ کلنگ جادو نے کہا جو جو نشان شہنشاہ نے بتلائے ہین اس سے ثابت ہوتا ہی کہ
دس پانچ کوس اور باقی ہی عمرو نے باتون مین لگا کے کلنگ جادو کو پانی پلایا انکے ہاتھ کا پانی
پینا تھا کہ تباہ پانی مشکل ہوئی کلنگ جادو گھبرایا جوش مین اٹھا بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی اٹھتے
اٹھتے گرا خواجہ عمرو نے گردن پکڑ کے کلنگ جادو کو ایک گوشہ مین ڈالدیا رنگ روغن عیاری
کا لگاکر صورت کلنگ جادو کی بنکر تیار ہوے نشان تو دریافت کر چکے تھے نامہ سر سے باندھکر
بشکل کلنگ جست و خیز کرتے ہوے طرف طلسم صندل کے روانہ ہوے بعد تھوڑے عرصہ کے

صحراہائے سبزہ زار چشمہ ہائے آب خوشگوار جابجا ملے کسی مقام پر درخت بار اثمار سے سر نیچے کیے
کے ایثار تحمل ہر ایک سایہ دار طائران زمزمہ سرا صفت میں صناع ازل کے مصروف عندلیبان نغمہ سنج
گو باغبان ازل کی تعریف کا دقوف خواجہ عمرو کیفیت صحرا کی دیکھتے جاتے اس راہ قیامت خیز
کو طے کرکے بعد کئی دن کے سامنے قلعہ طلسم صندل کے پہونچے خواجہ عمرو نے سر اٹھا کر دیکھا ایک
قلعہ سر بفلک کشیدہ برجہائے کلان آراستہ پہلوے قلعہ میں ایک برج رفیع و وسیع نہایت تکلف
سے صناعان چابک دست نے درست کیا ہے اُس برج پر ایک پریزاد نہایت حسین مہ جبین
گلشن پوش غارت گر عقل و ہوش ایک طبق مروارید کی پنجہ نگارین میں لیے ہوئے خاموش صاف
ثابت ہوتا ہے کہ اُس گوہر یکتائے حسن و جمال کی نگاہ مروارید ہائے طبق سے لڑی ہے جب نگاہ عمرو
وفا سے موتیوں کو دیکھتی ہے ایک بجلی چمک جاتی ہے ہر چند مروارید شکست ہوتے ہیں ایک ابر
مروارید کی سر پہ اس لعل بے بہائے بدخشان حسن و جمال کے سایہ فگن ہے صاف ثابت ہوتا ہے
کہ سیارگان مروارید کا وہ ابر مسکن ہے لڑیاں موتیوں کی اتار ابر تا طبق گوہر بے بہا سلسلہ آمد و رفت
گہرہائے نایاب سے شکست نہیں ہوتا ابر سے کبھی پانی برستا ہے کبھی شعلہ ہائے آتش بھڑک کر
غائب ہو جاتے ہیں وہ سحاب شعبدہ و نیرنج عجائب و غرائب تماشے دکھاتا ہے اس کیفیت کو دیکھ کر
دیکھنے والے کی آبرو پر حرف آتا ہے قلعہ کلنگ صندل سیت وسیع قلعہ ہے بلندی تک دیوارون
کی کمند وہم و خیال نہیں پہونچتی جہان تک نگاہ کام کرتی ہے اُسی قلعہ کی عمارت معلوم ہوتی ہے عرض
دراز تک خواجہ عمرو حیران حیران اس قلعہ کو دیکھا کیے سامنے قلعہ کے خندق آب روان آب
صاف و شفاف سے معمور پھاٹک بند خواجہ عمرو متردد ہیں کہ میں اس قلعہ میں کیونکر داخل
کرون سوائے اس پریزاد کے اور کوئی ذی حیات مثل انسان یا حیوان نہیں موجود ہے جسکو
آواز دیں اُسکی معرفت قلعہ میں جائیں آخر خواجہ عمرو نے اپنے دل کو خوب مضبوط کیا بشکل
کلنگ جادو سامنے قلعہ کے آئے پکار کر آواز دی اے ساکنان قلعہ طلسم صندل نام میرا کلنگ
جادو فرستادہ شہنشاہ طلسم ہوشربا ہے نامہ حاضر ہے پاس ملکہ صندل جادو کے پہونچا دو خواجہ
عمرو نے کئی آوازیں دیں کچھ جواب نہیں ملتا وہ پریزاد حسین و جمیل حسن میں بے عدیل گوشۂ
چشم سے خواجہ عمرو کو دیکھ رہی ہے کبھی مسکرا دیتی ہے برق خندہ خرمن ہوش و حواس عمرو کو

جلادی ہی کبھی ابروے خمدار ہلا ناتیچی ترچھی نظرون سے مسکرانا عاشق کے قتل کا بیڑا اٹھانا شعر

جنبش تیغ کرے جب کیا بسمل مجھے
سنبھلے قاتل نے کہا یہ تو ابھی زندہ تھا

شرمگین آنکھیں شرم آلودہ خاک مین ہمکو ملا ئینگی
کیا یہ نگاہین ترچھی ترچھی اوپر اوپر حیا کیجگی

اسکے مسکرانے پر عمرو ذبح ہوا جاتا ہی حیران جمال محو دیدار ہو کر یہ اشعار آبدار بے اختیار زبان سے نکل گئے اشعار مخفی

کوی عشق ست بناموس سلام است اینجا
صد چو محمود بہر گوشہ غلام است اینجا

طالب دانہ درین دام در افتاد مدام
دانہ گر خال بود دانہ و دام است اینجا

آنکھیں شیشہ شل جام گردش مین نگاہون کی چھریان قتل عاشق کی کوشش مین ان شیشی آنکھون پر خواجہ عمرو کی نگاہ پڑی بے اختیار پکار اٹھا اشعار

بادہ در کش کہ درین بزم گہ حادثہ خیز
ہر چہ جز بادہ بود جملہ حرام است اینجا

زہر غم نوش کن و لب بشکایت مکشا
کہ شکایت زدام شیوہ عام است اینجا

نوسیا لاف مزن طاقت دیدارت نیست
پرتو نور تجلی چو تمام است اینجا

در پے مستی ہر شام خمار سحر است
مخفیا بزم فرخناک کدام است اینجا

جب عمرو آواز دیتا ہی کہ اے ساکنان طلسم صندل ہم سرکش منین مین شہنشاہ ہوشربا نے بھیجا ہی کسی کی آواز نہین آتی وہ نازنین مہ جبین خواجہ عمرو سے نگاہ ملا کے مسکرا دیتی ہی خواجہ عمرو کو آنکھ ملتے ہی کیفیت حاصل ہوتی ہی بیقرار ہو کر یہ افسانہ زبان سے خواجہ عمرو کی نکل گئے غزل مومن خان دہلوی

قتل عدو میں عذر نزاکت گراں ہے اب
مجھ مین ستم اٹھانے کی طاقت کہان ہے اب

وحشت سے میرے سارے احبا چلے گئے
آتا ہی گر تو آ کہ خالی مکان ہے اب

سجدے پہ سر قلم تو دعا پر زبان کٹی
گویا نہ وہ زمین ہے نہ وہ آسمان ہے اب

قتل عدو نے شوق شہادت مٹا دیا
لب پر ہمارے غلغلۂ الامان ہے اب

پیری میں وصل غیرت یوسف ہوا نصیب
بخت وفا مثال زلیخا جوان ہے اب

کہدین رقیب نے تری بے التفاتیان
تاصح ہمارے حال پہ کچھ مہربان ہے اب

رکھ دے سر اپنے زانوے نازک پہ شوق سے | تیرا مریض عشق بہت ناتوان ہے اب
چشم غضب سے مشورۂ قتل کھل گیا | جو بات دل مین ہے سو نظر سے عیان ہے اب
بیطاقتی سے مجھ مین نہین تاب التفات | بیہودہ فکر جور و سر امتحان ہے اب
وہ دن گئے کہ لاف و گزاف جہاد تھا | ہوس ہلاک خنجر ناز بتان ہے اب

خواجہ عمرو کبھی گھبراتے ہین کبھی گلچینی گلشن جمال اس پری پیکر کی کرتے ہین کبھی دل پر درد سے ٹھنڈی سانسین بھرتے ہین کبھی پھر سوچتے ہین کہ کیون بارہ مین پلٹ جاؤن شہنشاہ سے جا کر کہدون کہ اہلیان طلسم صندل ہماری بات کا جواب نہین دیتے وہ بلاے روزگار ہے ابھی قلعہ مین آگ لگا دیگا سب کا درد سر مٹا دیگا جب عمرو بہت چیخا چلایا اور کسیطرح جواب نہ ملا پھر تو عمرو نے گالیان دینا شروع کین اور پکار کر کہا کہ لو اب جاتا ہون تمھارے باپ افراسیاب جادو کو لے کر آتا ہون یہ کہکر خواجہ عمرو نے قصد کیا کہ چلا جاؤن دل مین کہتا ہے سمجھا تھا کہ نامے کے ذریعہ سے یہ کیفیت تمام اندر قلعہ کے رسائی ہوگی یہان کوئی جواب تک نہین دیتا ہا آخر اب کہان جاؤن کیا کرون اس حیرانی و کشمکش و پیچ مین عمرو گھبرا رہا تھا ملحوظ خاطر ناظرین والا تمکین رہے کہ جسوقت عمرو کھڑا پکار رہا ہے دن بہت قلیل باقی ہے طائر دو خون پر بسیرا لے رہے ہین دھوپ مائل بزردی سامنے صحراے سبزہ زار ایک جانب قلعہ طلسمی نمودار بالاے قلعہ ایک نازنین ماہ رخسار سر پر اسکے سایہ ابر گوہر بار و سبدہ صبح و ارید بے بہا کی بارش اس نازنین گلنار پوش کی نگاہون کی سازش عمرو اپنی جان سے بیزار مثل ابر نو بہار چیخ مار کر رو رہا ہے کہ یکایک ہوا سے گرد اڑی عمرو سر اٹھا کے دیکھنے لگا کہ ایک جوان صندلی پوش بصد جوش و خروش مرکب باد رفتار پر سوار دریاے سلاح مین غوطہ مارے ہوے پشت پر بارہ ہزار سوار جوانان جرار لباس صندلی رنگ سے آراستہ اس جوان کے آتے آتے جلو دیا کرو بند قلعہ مین بارگاہ استادگی و کارگزار جو ساتھ تھے انھون نے فوراً بارگاہ صندلی استادگی وہ افسر صندلی پوشان پشت مرکب سے اتر کر خرامان خرامان قریب خواجہ عمرو کے آیا خواجہ عمرو نے سلام کیا اس جوان نے ہاتھ خواجہ عمرو کا تھام لیا کہا آپ میرے ساتھ آئیے بارگاہ مین چلکر تشریف رکھیے ہم نامہ کا جواب ابھی تمکو منگوا دیتے ہین سرفراز کیجیے یہان آپ کسے پکارتے ہین کون جواب دیگا کون نامہ لینے آئیگا خواجہ عمرو نے

سر جھکا لیا اُس جوان کے ساتھ چلے آتے آتے بارگاہ صندلی مین پہونچے بارگاہ مین دنگلہاے
زرین کرسیان مکلل بجواہر موجود ہین سامان شاہی مہیا وہ جوان صندلی پوش مقام صدر پر
آکر بیٹھا سرداران شمشن جوانان صف شکن دنگلہاے جواہر نگار پر جلوہ فرما ہوے خواجہ
عمرو کو اُس جوان انسوف نے اپنے پہلو مین جواہر نگار کرسی پر جگہ دی ساقی بچون کو اشارہ کیا
جام و سبو لیکر حاضر ہوے جب کل سامان عیش و نشاط مہیا ہو چکا وہ جوان خوشرو خوش کلام
نیک انجام رستم وقت سہراب زمان خواجہ عمرو سے متوجہ ہوا کہا اے شہنشاہ اوج عیاری و
اے قطب فلک خنجر گذاری مین عرصہ دراز سے آپ کا مشتاق تھا آج قدمبوسی حاصل ہوئی
تسکین دل ہوئی لیکن یہ مقام طلسم صندل ہے دشمنون نے قصد کیا کہ آپ کو اگر قتل کرین
مین مانع ہوا اور یہی جواب دیا کہ ایک شخص کے قتل ہونے سے کیا لڑائی فتح ہو جائیگی گو آپ
بہت بدنام ہین اور میرا نام شاہزادہ صندلان صندلی پوش ہے ہمیشہ سے محبت اہل اسلام
کا دل مین جوش ہے آپ برائے خدا جان بچا کر چلے جایئے اپنے کو ساحران مکار و غدار سے بچایئے
صندلان صندلی پوش نے جو اسطرح کہا عمرو ولبٹ کے چہار جانب دیکھنے لگا گھبرا کر جواب
دیا آپ کس سے کہتے ہین میرا تو یہان کوئی بھی یار دوست نہین ہے کہ وہ تنہا آیا ہون الغرض اب
مین رخصت ہوتا ہون مین شہنشاہ سے جاکر کہدونگا وہ اور کسی کے ہاتھ نامہ بھیجینگے صندلان
صندلی پوش ہنسا کہا آپ مجھ سے کیون چھپاتے ہین ناحق عیاری کی باتین بناتے ہین مین
آپ کے لیے درپے آزار نہین ہون مجھ سے نہ چھپایئے اس حالی کی مختصر ملکہ گوہر جادو جو
حقیر پر آپ کے عاشق ہو گئے بچپن سے فنون سپاہگری کا شوق بڑے بڑے پہلوان زیر کیے
اکثر مین نے ملکہ گوہر جادو سے کہا کہ صاحبقران زمان کے مقابلے کا مشتاق ہون مجھکو صف
دو لشکر کشی کرکے جاؤن صاحبقران اور فرزندان صاحبقران سے مقابلہ کرون تب مجکو
یقین ہو کہ اب مین پہلوان زمانے کا ہوا ملکہ عالم نے ہمیشہ منع کیا رخصت نہ دی آج مجھے
فرمایا کہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار کلنگ کی شکل بنکر تشریف لائے ہین مین
جاکر ابھی قتل کرتی ہون جب اُٹھے قصد کیا تو مین مانع ہوا کہ اے ملکہ جو شخص کہ وہ تنہا آوے
اُسکا قتل کرنا مناسب نہین ہے مین جاکے سمجھائے دیتا ہون تو اے شہنشاہ اوج عیاری

مجکو دشمن بنانیے اپنے کو ظاہر کیجیے مین آپ کو گرفتاری سے بچاونگا قلعہ طلسم صندل مین
جانا بہت دشوار ہی آپ نے امتحان بھی کر لیا اتنی حضور نے آج تک اس دن کسی نے بھی کچھ
جواب باصواب دیا اگر مین اسوقت موجود ہوتا آپ کے لیے ضرر کامل تھا گوہر جادو اگر
تمکو بے آبروکرتی گرفتار کرکے بیجاتی صندل جادو پادشاہ طلسم صندل جلاسے روزگار ساحرہ
غدار اہل اسلام کے نام کی دشمن جب اسطرح پر اس جوان فصیح و بلیغ نے خواجہ عمرو کو سمجھایا تب
کسی قدر خوف دل سے دور ہوا خیال آیا ای عمرو حقیقت مین یہ جوان رشنا سکار نہین معلوم
ہوتا جری بہادر صاحبان سپر و شمشیر مکار نہین ہوتے یہ سوچ کر خواجہ عمرو نے کہا ای پہلوان
دوران وای گرشاسپ جہان حقیقت مین کلنگ جادو کو مین نے گرفتار کیا مین اُسکی شکل
بنکر آیا صندلان نے کہا کہ اب آپ ذرا صورت اصلی دکھایئے مین عرصہ دراز سے زیارت کا
مشتاق ہون سوائے سچ کے اب خواجہ عمرو کو چارہ نہین ہوا رنگ روغن عیاری کا دفع کیا
صورت اصلی دکھائی اہالیان دربار کو خبر ہی آئی صندلان صندل پوش مانع ہوا ہر ایک کو
اشارہ کیا خبردار یہ امر سراسر لیاقت کے خلاف ہی براے تعظیم اُٹھا بڑے تپاک سے خواجہ
عمرو کو جگہ دی عطر وغیرہ حاضر کیا ایک ساقی بچے کو بلا کر کہا کہ خواجہ اس سے کمر پر جو ایچے
شب اُسکے ہاتھ سے جام نوش کیجیے خواجہ عمرو نے کہنے سے صندلان صندلی پوش کے
جام شراب پیا جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا صندلان صندلی پوش نے کہا ای شہنشاہ
عیاران وای افسر خنجر گذاران ایسا ممکن ہی کہ ذکر فرزندان صاحبقران زمان سے سرفراز ہون
سنا ہی مین نے کہ آجکل گل گلزار خلیل الرحمان نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ
زمرۂ بے ایمان نور دیدۂ صاحبقران بن بدیع الزمان ولقدر وح وروان قاسم عالیشان
ایسے نوجوان ان دونون شیرون کے سلے مین بڑے بڑے دونون شیرون نے
کارہاے نمایان کیے مین تواریخ دیکھا کرتا ہون بعض کتابین مکمل بعض ابھی تک مکمل
نہین ہوئین اُنکی تلاش ہی اور آپ زندہ تاریخ ہین آپ کی آنکھون کا وہ معرکہ دیکھا ہوا
صحیح صحیح بیان ہو عمرو نے کہا ای شمشیر ہیبت جرأت وای یکتاز میدان شوکت اس جلالت
جلالت آیات کے بیان مین سالہا سال صرف ہون تو ایک لڑائی کا ذکر ز لڑائی شانی

سلیمان کا حشم شوکت کس کس کا حال بیان کروں بارگاہ صاحبقران میں مجمع شیران صحبت دلیران
جوانان چیلتن وسرداران صف شکن غازیان جلالت شعار دینداران نامدار شہسواران
معرکہ شجاعت سرفروشان جوہر ہمت وسخاوت ایک ایک وہ کہ اے روزگار نامی گرامی
سرفروش مخمور بادۂ جانبازی رند میکدۂ سرفرازی جانشین حمزۂ صاحبقران دارائے ہندلندھور
بن سعدان قوت بازو زینت پہلو مالک اژدر صاحب نیزۂ دوسر غلام نبی وچاکر حیدر
صف شکن وصفدر غالب عزت کی جان صاحبقران نیزہ بازان وہ فخر ہندوستان یہ ہژبر
بیشۂ عربستان یہ دونوں جانشین صاحبقران ہیں۔ ی شیردل سالہا سال صحبت ہو صبح سے تا
بہ شام واز شام تا بہ صبح ان حالات کا ذکر کروں عمر آٹھ پہر یہی ذکر کروں کہ اس حال خیریت
مآل کو تمام کر دوں تو بھی ناممکن ہے میرے آقائے نامدار صاحبقران عالی وقار کروڑ سوار کے
بادشاہ سے ہمیشہ لڑے کیسے کیسے معرکے پڑے نوشیروان کی سلطنت سرداروں کے اسکی
شوکت اگر رستم ہوتا آمد فوج دیکھکر کلیجہ پھٹ جاتا مگر ہمارے آقائے نامدار کی کبھی ابرو پر بل
نہیں آیا بڑھ بڑھ کے علم فوج قلم کیا فرزند اول امیر حمزۂ صاحبقران گل گلزار صاحبقرانی
شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی بارہ برس کے سن میں سرداران شہر خوارزم سے بگڑی اُلجھی
بادشاہ خوارزم شکل بن ششتادہ بدست فیل زور خوارزمی رستم خوارزم کہلاتا تھا شش لاکھ
فوج کا مالک جادۂ جرأت کا سالک اپنی تیغزنی پر گھمنڈ تھا شش ارینج کا قد و قامت و ایضاً
میخ مثال یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی بارہ برس کے سن میں اُسکے شہر میں گھس گیا بارہ ہزار سے ستر
لاکھ فوج کو روکا بارگاہ میں اُسکی خون کا دریا بہا دیا تخت پر چڑھ کر اس دیو کو للکارا ایک ضرب
شمشیر دوپر کالے کیے شہر کو تسخیر کیا اُسکی جورو تاریخ جادو سے معرکہ پڑا اس شیر نے بصولت و
صولت اس طلسم کو فتح کیا اہالیان خوارزم وطلسم تاریخ اس شیر کے نام سے تھراتے ہیں لہراسپ
تیرانداز دہر برخوارزمی سہیل شیر شکار شہباز تکتاز مشرقی دابو الفتح فرنگی و لالان زنگی یہ
اس صاحب شوکت کے سردار ہیں نامی نامور ذی وقار ہیں دوسرا شیر بیشہ آقائے نامدار کا رستم چیلتن و
پیلتن کشندۂ قوتیل ہندی و دویل ہندی وقاتل کپتیان فرنگی سرفتنۂ ملک فرنگستان صاحب شوکت شان
عالم شاہ نوجوان ایک جرأت اس شیر کی یہ ہے کہ دو پہلوان ہندوستان کے قوتیل ہندی و دویل ہندی بڑے مرد شیران

آئے تھے ای جوان شیر دل یہ معرکہ اُس ساعت ہوا کہ ہمارے آقائے نامدار و جملہ سرداران عذوی و قسلہ
تپ محرقہ میں مبتلا ہوئے ایسی ہوا چلی کسی کے ہوش درست نہ تھے ہیں نحیف و ضعیف کل اسواعے
کا منتظر تھا سب کو اُس علالت میں لے کر چلا راہ میں قلعہ قضا و قدر ملا اُسمیں لیکر سب شیروں
کو چھپا دوسرے دن نوشیروان قویل و دویل کو لیکر چڑھ آیا طبل جنگی بجوایا میں کبھی بیماروں
کے حلق میں پانی ٹپکاتا تھا کبھی بالائے قلعہ جاتا تھا توپیں درست کرنے میں مصروف کبھی بیماروں
کے علاج کا وقوف اس مصیبت میں وہ رات کٹی کہ پروردگار کسی بندے کو نہ دکھائے اُس ہنگامے
کو دیکھکر رستم کا قلب بھر آتا کرور سوار و پیدل نے چار جانب سے آکر قلعہ کو گھیر لیا وہ دونوں پہلوان
تشنۂ خون دشمن جان صبح کو فوج مثل مور و ملخ کے ہمراہ لیکر قلعہ پر چڑھ آئے میں آپ ہی اکیلا اتنا
دل گردہ کہاں کہ سب توپوں کو فیر کرتا دو چار فیر کر کے خاموش ہو رہا ہوائی کو ہاتھ سے پھینک دیا
پروردگار پر تکیہ کیا یقین کامل ہوا کہ اب یہ قلعہ میں گھس آئینگے صاحبان فراش کو قتل کرینگے وہ
دونوں پہلوان مست ہاتھیوں پر سوار خود ہائے آہنی بر سر زرہ سوئی گزیوں کی جسم نحس میں پہنے
ہوئے سات سات سو من کے گرز دونوں کے ہاتھ میں علاوہ قد و قامت اسقدر بار لادے
ہوئے میدان کو طے کر کے قریب خندق کے پہنچے اہالیان قلعہ تڑپے صحرا سے گرد اُڑی یہی جوان
شیر دل رستم لقب فرزند حمزہ صاحب نقاب دار یاقوت پوش نمایاں ہوا اکر سپر بجا دونوں نے گرز مارے
گھوڑا اس شیر کا اڑا ہوا ای صندلان صندلی پوش اسنے دونوں جوانوں کو مع ہاتھی اُٹھایا
سات قدم اُٹھا کر لے گیا خندق قلعۂ قضا و قدر میں مارا دونوں بیچارے کشن باروت دار چاہ ضلالت
میں غرق ہوئے اتنا بڑا زور کرنے کے بعد اُنکی فوج پر جا پڑا کرور سوار کے بادشاہ کو شکست دی
اسنے ان سے کشندہ قویل ہندی و دویل ہندی لقب ہوا کپتان فرنگی بیٹا مرزوق شاہ بادشاہ
فرنگستان کا سات سو من کے تیغے سے بروز مصاف کام لیتا تھا اُنکے نانا کے ملک پر چڑھ آیا قلعہ
پر قبضہ کر لیا اس شیر دل کو جب خبر ہوئی چار جوان سے لشکر کپتان میں گھس گیا ساتھ لاکھ پر
شبخون مارا فوج میں گھس کر کپتان کو للکارا اُسنے تیغے کا وار کیا اسی کی تلوار چھینکر اُسی تیغہ سے اُسکے
دو ٹکڑے کیے قاتل کپتان نام ہوا اس جرأت کا یہ انجام ہوا پھر ملک فرنگستان میں لڑائی پڑی
یہی شیر دل دربار مرزوق شاہ میں گھس پڑا چہ نسخہ لاکھ فرنگیوں میں لڑا محنت سے اُسے اُٹھا لیا

دراصل جنم کیا سر فتنہ ملک فرنگستان لقب پایا اس شیر کا فرزند شاہزادہ خاور سیاد اُسنے سات برس
کے سن مین خروج کیا بارہ برس کے سن مین ترک توسن جیسے پہلوان کو بارگاہ جمشیدی مین مارا فرزند
اسیر شیر گیر بدیع الزمان گرد لشکر شکن فن کشتی مین بے نظیر حسن و جمال مین رشک ماہ منیر تیغ زن
صف شکن ملک سنجان مین جاکر گنجاب بن گنجور بن ملک حران درلوکش کو شکست دی بیبی اسکی
گوہر ملک کو نکال لائے اُسکے بطن سے شاہزادہ نورالدہر قاسم کا فرزند ارجمند ایرج نوجوان
بدیع الزمان کا نور نظر نورالدہر والاشان پیدا ہوے ان دونون شیرون کی دھاک ہر دیار ہے ہمارے
آقاے نامدار کا قبلہ دین ستون اسلام کرب نامدار انکا نور نظر نبیرہ صاحبقران شہسوار عرصہ یکتازی
اسد بن کرب غازی جو براے فتاحی طلسم ہوش ربا آیا ہے زمین ہوش ربا کو ہلا دیا سرکوب افراسیاب
جرات و جلالت مین نایاب ای صندلان صندلی پوش اونے جرات اس شیر دل کی ہے کہ
بارہ ہزار فوج سے افراسیاب پر چڑھ آیا کچھ خیال نہ کیا اکیلا لاکھون مین لڑا بڑے بڑے پہلوانون
سے معرکہ پڑا قلعہ جات فتح کیے جرات کے جھنڈے گاڑ دیے باختر مین اُسکے نام سے بڑے
بڑے پلیتن تھراتے مین اسد شیر دل کے نام سے خواب مین ڈراتے ہین کم سنی مین کیا کیا کام کیے
لڑ بھڑ کے اپنے نام کیے جوہر تیغ صاحبقرانی دکھائے بڑے بڑے پہلوان صف شکن بڑے
بڑے بیچ پچھاڑے ہر ملک مین اس شیر کی دھاک ہے دیوان قاف سے لڑا افراسیاب جادو
پر چڑھائی ہے بس لینا انشاءاللہ لوح حاصل ہونے کی دیر ہے ٹوک کر افراسیاب جادو کو ماریگا یہ حالات
جرات فرزندان صاحبقران زبان ستگر صندلان صندلی پوش بادۂ جرات سے مست ہو گیا
جھومنے لگا کہا خواجہ عمرو اسوقت تمنے مبہوت کر دیا خانۂ دل کو صفا مین جنگ خونریزی سے بھر دیا
جی چاہتا ہے طرف کوہ عقیق کے کوچ کرون فرزندان صاحبقران سے لڑون یا زیر کرکے انکو اپنا
تاج سر بناؤن یا انکا غلام حلقہ بگوش ہون مثل چاکران کمترین خدمت مین حاضر رہون اسوقت
جرات کا ناظر ہون خواجہ عمرو نے دیکھا آواز دی ای صندلان صندلی پوش جو بات کہنا
آغاز انجام سمجھ لینا تجکو فرزندان حمزہ سے مقابلہ کی ہوس ہے صندلان نے کہا خواجہ بہت بیقرار
ہون عرصہ دراز سے گوہر جادو جو اس حوالی کی مالک ہے اسکو مجھ سے نہایت محبت ہے مگر مجکو فنون
سپاہگری کا ذوق ہے جہان پہلوان سنا گیا جاکر لڑا زیر کرکے لایا اپنا رفیق بنایا یہ ساٹھ ہزار جوانان

صندلی پوش جمع کیے یہ سب سرداران زبردست ہین یہ سب صاحب سیر سرپرست ہین مجکو ان
صاحبون کی صحبت پر ناز ہی یہ نیاز مند آپ کا ان شیرون کی قدمبوسی سے سرفراز ہو دولت دنیا کیا چیز ہی
جسکو اسکا غرور ہو وہ بدتمیز ہی آپ اگر رہبری کرین اور تابہ لشکر اسد نامدار لے چلین بیشک اُسکے امتحان
کرونگا اگر وہ مجکو زیر کرینگے حلقہ غلامی کان مین ڈالونگا اور شاید اگر مین غالب آیا لشکر کا اپنے
بادشاہ کرونگا خواجہ عمرو نے کہا کہ اے صندلان صندلی پوش اگر اسد غازی فوج لیکر آئے تو کاوزمین
بار نہ اُٹھا سکے آب و آذوقہ ممکن نہو لیکن کسی کی تکلیف اُس شیر کو گوارا نہین ہی کہ دنہا تمھارے مقابلے
مین آئیگا خبردار سب کو طبل جنگی بجانا قول مین مردان عالم کے فرق نہ آئیگا بوقت سحر آمد سے اُس شیر
کی طبقہ زمین ہاتھرائے گا صندلان صندلی پوش خواجہ عمرو کی باتین سنکر حیران ساتھ
والون سے اشارے کررہا ہی کہ کیون یار دیکھتے ہو تمھاری کچھ سمجھ مین آتا ہی سردار چیلے سے جواب دیتے
ہین حضور یہ شخص عیار ہی اپنی جان بچانے کی تدبیر کررہا ہی یہان سے جائیگا پھر واپس نہ آئیگا اسکو
قید کیجیے ملکہ گوہر جادو کے حوالہ کردیجیے وہ خدمت مین صندل جادو کے بھیجدیگی اس بادشاہ
عالیجاہ کو اختیار ہی خواہ قتل کرے خواہ بخشے صندلان نے کہا یارو یہ مجھ سے ہرگز نہو سکیگا کہ
آئیگا اسد نامدار کو بمقابلہ لائیگا بہتر ہی اگر جان بچاکر بیٹھ رہے اختیار بدست مختار سیر کیا نقصان
ہی بلکہ جان بخشی کا احسان ہی یہ تو تم سب صاحب سن چکے اور بخوبی آگاہ ہوے کہ دربار صاحبقران
مین مجمع شیران دشت نبرد ہی یہ اُنکا عیار جانباز مصاحبون مین سرفراز ہمارا ذکر تو کریگا ہر سردار
ممنون و مشکور ہوگا اتنے کے واسطے سرداران نامی شاہان گرامی کیا کیا کام کرتے ہین اور پھر بھی
نام گرامی ساتھ نیکی کے نہین لیا جاتا شعر ہر کہ آمد عمارت نو ساخت ÷ رفت و منزل بدیگرے پرداخت
سب نے سر جھکالیا حضور کو اختیار ہی ہمسے پوچھنا بیکار ہی عرصہ دراز تک صندلان صندلی پوش
خاطر و مدارات مین خواجہ عمرو کی مصروف رہا کشتیان جواہرات کی نہایت بیش بہا سنگا کر پیش کین
خواجہ عمرو نہ لیتے تھے صندلان صندلی پوش نے عرض کی کہ یہ آپ کی رونمائی ہی خواجہ عمرو
نے سر جھکاکر کہا اے فرزند ارجمند مین تمھاری دلشکنی نہین چاہتا ہون یہ کہکے کشتیان اُٹھا کر
نذر زنبیل کرلین جب شام قریب ہوئی خواجہ عمرو تکیہ ٹیک کر اُٹھے صندلان سے کہا لو اے
فرزند خدا حافظ اب ہم رخصت ہوتے ہین کل بوقت سحر مع شاہزادہ اسد نامدار یہ

احمر تمھارے مقابلہ کے لیے آئیگا اسد غازی سے اور تمسے سامنا ہو جائیگا صندلان خوش ہوگیا
خواجہ عمرو رخصت ہو کر ایک طرف نکل گئے مگر صندلان نے بعد جانے خواجہ عمرو کے چونکہ
وعدہ کر چکا تھا سرداروں کو حکم دیا کہ طبل جنگی بجے سرداران صندلان حیران کہ ہمارے آقا کو کیا وحشت
ہوئی ایک عیار طرار جسنے تمام عالم کو دھوکا دیا چار یاتین بنا کر چلا گیا اُسنے اس فطرت سے اپنی جان
بچائی انکو یہ کیفیت ہاتھ آئی مگر حکم حاکم بسر و چشم بجالانا چاہیے نقارۂ رزمی پر چوب پڑی لشکر مین
مشہور ہوا کہ کل صندلان صندلی پوش اور اسد غازی سے مقابلہ ہوگا ساتھ والون کو صندلان
کے تردد ہوا ایک سے ایک کہتا ہی یارو اگر یہ مقدمہ حقیقت مین سچ ہی یعنی عمرو عیار اسد نامدار کو
لے کر آیا ہمارا آقا زیر کریگا آج حوالی طلسم صندل مین ہمارے آقا کا مثل نہین ہی اُسنے کون مقابلہ
کرسکتا ہی یہان یہ چرچے ہو رہے ہین خواجہ عمرو اپنی فکر مین تشریف لیگئے ناظرین پر حال ظاہر
ہو جائیگا اس جنگ سے لطف ملیگا خمسہ مومن

خانہ زاد غم و اندوہ ہمہ از من ماست
از جفاے طالع من داد و بیداد من است
یاس و محرومی سرشت طبع ناشاد من است
آنکہ رحم از دل برد تاثیر فریاد من است
وانکہ نسیان آورد خاصیت یاد من است

ہم کبھی تھے مے پرست اور گاہ تھے شاہد پرست
عاشق بت تھے کبھی گہ محو معشوق الست
گہ حزین و مضطرب گہ بیخود و بیہوش مست
نیست در عالم تماشائے کہ از قیدم نخست
ہر کجا بینی ہواے صبا نادمن است

آنکہ پھر سکے ہی کرتا ہی وہ زیب انجمن
جب نہین آتا تو کیا جلتا ہی جی کو یہ سخن
شوق کہتا ہی کرو آرائش بیت الحزن
ساختن ممنون دیدار و بحسرت سوختن
از تصرف ہاے حرمان خداداد من است

دیکھ لے مبادا دیکھا ہوگا الفت پرست
ہی کبھی ایسا ہی لڑایا تو کائی پشت و بست
ہین خموش اس جو ہر اک ترک چشم نیم مست
حرف عاشق بے زبانے شکوہ دل عاجزست
انچہ ہرگز آشنا لب نشد داد من است

ایک مشت استخوان ہی بلکہ کچھ اس سے بھی کم
جو کہین مین اپنی ہو سچ تو یہ ہی اسکا کرم

قتل کرتے ہیں سرنگوں خجلت زدہ بیٹھے ہیں ہم — آن شکارم من کہ لائق ہم بکشتن نیستم

شرم مے آید مرا آنکس کہ جلاد من ست

جو ہو خود ہر کام میں وا ماندہ و اصلاح جو — اُس سے مطلب نکلے کیا وہ ہی فریب آرزو
جا ہی رونے کی ہی مومن شادی گی تو دیکھ تو — کار دشواری نظیرے گریہ من آمدہ کہ او

شاد از تدبیر ہائے سست بنیاد من ست

لیکن مہتر مہتران وبہتر بہتران خواجہ عمرو بن امیہ نامدار صندلان صندلی پوش سے وعدہ کر کے آئے درہ کوہ میں آکر آرام کیا بوقت سحر نماز سے فراغت حاصل کر کے اسد نامدار کو زنبیل سے نکالا اسد نامدار حیران ایک صحرائے سبزہ زار میں خواجہ عمرو جلوہ فرما ہیں پوچھا نانا جان یہ کیا مقام ہی خواجہ عمرو نے کہا اے نور نظر قصر سبز رنگ سے نقب میں اُترے اب یہاں آکر پہونچے ایک پہلوان سے مقابلہ ہی لڑوگے اسد نامدار نے کہا حضور جو شیر یا میں نام پہلوان کا بھول گئے مفصل فرمایئے کہ کیا کیفیت ہی خواجہ عمرو نے کہا ایک جوان ہی شاہزادہ صندلان صندلی پوش اُسکو بڑی جرأت کا بڑا دعوے ہی فرزندان حمزہ سے مقابلے کا قصد رکھتا ہی اس حوالی میں آپ چلیے اسد نے سر جھکایا عرض کی کہ من آنم کہ من دانم آیندہ جیسا ارشاد فیض بنیاد اگر آپ کا حکم ہو تو بہرام فلک سے مقابلہ کریں رستم وسہراب سے منہ نہ پھیریں دریائے آتش ہو تو کود پڑیں خواجہ عمرو نے کہا بہت زیادہ باتیں نہ بنایئے چلنے کی تدبیر کیجیے وعدہ ہو چکا ہی اُسنے طبل جنگی بجوایا ہوگا اسد غازی نے عرض کی کہ میں حاضر ہوں لیکن ایک مرکب تو کہیں سے لا دیجیے خواجہ عمرو نے کہا اس ملک میں گھوڑوں کی تجارت نہیں ہوتی اگر کہیں ہیں تو پیسے کے سو دو پیسے مانگتے ہیں اسد غازی نے کہا جو مزاج میں آئے وہ کیجیے ہم پیدل بھی چلنے کو موجود ہیں آخر ہمارا ہمنبرد مرکب پر سوار ہوکر آئیگا پہلے یہی فکر ہوئی کہ مرکب اُس سے کسی طرح سے لیں پھر مقابلہ کریں خواجہ عمرو نے کہا آپ ہی ہیں مجھے یہ خوف ہی کہ اُس جوان سے کے سامنے خالف و ترساں ہونا بزرگوں کی آبرو ڈبونا ہی میں گھوڑے کی فکر میں جاتا ہوں یہ کہکر خواجہ عمرو ایک طرف چلے اتفاق سے ایک سائیس کسی رئیس کا مرکب لیکر ٹہلانے کو جاتا تھا خواجہ عمرو نے دور سے دیکھا رنگ روغن عیاری کا لگا کر ایک سائیس کی شکل بنے جا کر صاحب سلامت کی پوچھا بھائی کسکے نوکر ہو ہمیں بھی نوکر رکھا دو باتیں کرتے کرتے

ایک حباب مار کر بیہوش کیا مرکب پہ سوار ہو کر سامنے اسد غازی کے گئے کہا لو ای نور نظر پانچ ہزار کو
یہ گھوڑا مع ساز وغیرہ اپنے پاس سے درست کر دونگا یہ کہکر خواجہ عمرو نے مرکب آراستہ کیا سلاح سامنے
اسد غازی کے پیش کیے اسد غازی نے ذات پر آراستہ کیے پشت مرکب بادرفتار پر سوار ہوے
خواجہ عمرو نے رکاب پر ہاتھ رکھا مرکب صبا رفتار اُٹھتا ہوا چلا وہان صندلان مع بارہ ہزار
جوانان شیر دل آراستہ ہو کر میدان کارزار مین آکر مصروف انتظار کر رہا ہی خواجہ عمرو کی محبت کا دم
بھر رہا ہی یکایک سب نے دیکھا کہ صحرا سے گرد اُڑی وہ شخص ڈبلا پتلا تنہا ہمراہ ایک جوان شیر صولت
رستم ہیبت پشت مرکب پر سوار چہرہ آفتاب عالمتاب رعب وداب ہمراہ رکاب سطوت وصولت
حاشیہ بردار مرکب کلانچان مارتا ہوا مثل غزال صحرا وہ شہسوار بادپا طرارے بھرتا ہوا آتا ہی نظم

تراسمند ہی وہ تیز رو کہ وقت خرام	نظر سے تیز ہی جسکا نہین جہان مین نظیر
کہ سیرگاہ دو عالم ہی راہ یک روزہ	کہ اُسکا شرق سے تا غرب عرصہ گاہ سیر
وہ پھرتیان ہین وہ چھل بل ہین رخش مین تیرے	کہ حسن کبک دری کو ہی شرم دامن گیر

سلاح عمدہ ذات پر آراستہ تیغ برق تاب زیب کمر

وہ برق قہر خدا تیری تیغ آتش دم	کہ جسکے قہر سے ہو دشمنون کو یاد سعیر
جو ہی خدنگ کا تیرے نشانہ جسم حسود	تو ہی تفنگ کا تیری دل عدو نخچیر
جو تیر نکلے کمان سے تری وہ ہو جاوے	طلب مین جان عدو کے روان قضا کا سفیر

عجب رعب و دبدبہ چہرے پر اس شہریار کے دیکھا ہر چند کہ اکیلا ہی مگر فوج جلال و حشم ہمراہ ہی اشعار

شہ بلند نگہ شہریار والا جاہ	خدیو مہر کلہ خسرو سپہر سریر	جہان مسخر و عالم مطیع و خلق مطاع
فلک مؤید و اختر معین و بخت نصیر	زمین ہو سبز جو تیرے سحاب بخشش سے	تو بوٹی بوٹی سے ہر خاک کی اکسیر

صندلان صندلی پوش حیران جمال محو دیدار تمام سرداران نامدار حیرت مین تھے کہ یہ عیار اس سردار
عالی وقار کو لے کر آیا ہی صاف ظاہر ہی کہ آسمان چرخ نہین مارتا ہی سر پر اس شہریار کے بلاگردان ہوتا ہی
روا روی مین گھوڑے کی خاک نہین اڑتی خاک رستم و اسفندیار کی اُٹھ اُٹھ کر قدم اقدس کو بوسہ
دے رہی ہی ہمراہیان صندلان صندلی پوش بے اختیار ہو کر پکار اُٹھے اشعار

آج وہ دن ہی کہ ای خسرو والا گوہر	کوہ دے نذر تجھے لعل تو دریا گوہر

بحر و بر مین ہی شہا تیرے مہیا ے نثار | سیم سے زر تلک اس لعل سے لے تا گوہر
ہو ترے فیض قدم سے جو زمین گوہر خیز | ہو نصیب صدف نقش کف پا گوہر
مشتری کہتے ہین جسکو وہ اُٹھا لایا چرخ | ٹوٹ کر جو تری شمسرن سے گرا تھا گوہر
صبح اقبال و سعادت کا ستارہ چمکا | جو ترا طرۂ دستار کا چمکا گوہر
حلب خلق مین ہر سینہ ترا آئینہ | صدف علم مین ہر قلب صفا گوہر
پرورش دیوے چمن کو جو ترا ابر کرم | موتیا مین عوض غنچہ ہو پیدا گوہر

ہر شخص صفت مین اس شہسوار عالی مقدار کی عروف ہی اور صندلان کی تو یہ کیفیت ہی کہ جیسے کوئی معشوق کو دیکھ کے بہوت ہوتا ہی گھوڑے کو بڑھایا ساتھ والون کو آواز دی کہ بلدو برائے استقبال بڑھو یہ شیر صولت سہراب ہیبت آفتاب طلعت نبرد پیشہ جرأت پروردۂ دنیا مین موجود مین کہ پرائی علمداری مین یکہ و تنہا برائے مقابلہ تشریف لائے دیکھو تیوری پر بل نہین ہراس نہین عالم یاس نہین یہ کہکر مرکب کو بڑھایا بارہ ہزار جوان اُسکے عقب مین چلے سو قدم آگے بڑھکر گھوڑے کو دیڑا جا ہر رکاب پر ہاتھ رکھوں اسد نامدار جو خلق مجسم مین صاحب جاہ و حشم مین بہ تعجیل گھوڑے سے کود پڑے صندلان نے جا پاکر گرد پھر دن اسد نے گلے سے لگایا کہا ای برادر گھوڑے پر سوار ہو صندلان کہنے سے اسد غازی کے پشت مرکب پر سوار ہوا ہمراہ اسد نامدار چلا آتا ہی گرد اسکے سوار پیدل ہین گلشن جمال کرتے ہوے داخل قلعہ صندل رنگ مین آکر ٹھہرے اسد غازی نے مرکب کو مہمیز کیا پکار کر آواز دی ای پہلوان دوران ای فخر سام و نریمان ہم تجھ سے امتحان کے مشتاق تھے صندلان صندلی پوش نے آواز دی ای آفتاب عالمتاب آسمان جرأت و ای نیر تابان برج شوکت و لیاقت آپ میرے امتحان عزیز مین سرفراز فرمایئے جو کچھ آتش اس ذرۂ بیمقدار کو میسر ہو تناول فرمایئے پھر میرے آپ کے امتحان ہو جائیگا اسد نامور نے فرمایا کہ ای برادر بدون امتحان لطف صحبت نہو گا تمکو خیال ہو گا کہ اگر مقابلہ ہوتا مین غالب آتا ایسا ہی کچھ مجھکو بھی تصور ہو گا پس لطف صحبت کہان صندلان صندلی پوش نے کہا مین تو بے لڑے بدون مقابلہ غلام حلقہ بگوش ہو چکا آیندہ جو رائے عالی اسد غازی نے فرمایا بخدا بھائی جان سے سنا کہ تمکو فرزندان حمزہ صاحبقران و جگر گوشگان ثانی سلیمان سے مقابلہ کی حسرت ہی یہان سے کوئی شیر بیان موجود نہین ہی مگر یہ حقیر خوشہ چین خرمن شجاعت و ہمت ذرۂ خاک در دولت صاحبقران حاضر ہی

امتحان کا مشتاق تمھاری ملاقات کا اشتیاق نا جان نے جو بیان کیا آخر یہان تک آنا پڑا اب
یہ میدان کارزار ہی یہ عبد ذلیل رب جلیل بھی آمادہ حرب و پیکار ہی بعد امتحان جلسہ عیش و سرور آراستہ و
پیراستہ ہوگا یہ فصاحت و بلاغت تقریر دلپذیر اسد نامدار سنکر صندلان صندلی پوش بھی آمادہ
ہوا کہا ای شہریار سراسر بے ادبی ہی دل یہی چاہتا ہی کہ آنکھین قدم اقدس پر ملون خاک پاے حضور
توتیاے چشم بناؤن امتحان مین آپکی خوشی ہی کیا مضائقہ حربہ کیجیے حوصلہ دل کا نکال لیجیے پھر اس
عاشق زار کی بھی کیفیت کھلجائیگی اسد غازی نے ہنسکے فرمایا ای صندلان صندلی پوش ہمارے مذہب
کا قاعدہ کلیہ ہی جب تمھارے حربے سے پروردگار بچائیگا تب حربہ کرینگے پیشدستی عزم ملکی صندلان
کو اور زیادہ وجد ہوا جی مین کہتا ہی کہ جامۂ جرات برائے مسلمانان قطع ہوا ہی خراب کھلجائیگا یہ سوچکر
نیزہ اٹھایا مثل آہ عاشقان و کاکل معشوقان پیچ و تاب دیتا ہوا آ کر سینۂ بے کینۂ اسد نامدار پر
نیزہ لگایا اسد غازی نے سنان نیزہ کو سنان پر لیا خواجہ عمرو ملاحظہ فرما رہے ہین ایک نخل
کے سایہ مین کھڑے ہوے تعریفین کر رہے ہین دو چار جوڑ توڑ جو صرف ہوے اب صندلان
کو ثابت ہوا کہ فنون سپاہگری مین بے مثل و بے نظیر ہین صندلان کو چونکہ اپنی سپاہگری پر بڑا
ناز ہی جان دیے ہوے نیزہ بازی کر رہا ہی شعر دو نیزہ و دو بازو و دو مرد دلیر ۔ تو گوئی کہ بودند دو نرہ شیر
ایک مقام پر اسد غازی نے نیزہ صندلان کا انتظام کب کو آڑا کر کے مارا صاف نیزہ ہاتھ سے
صندلان کے نکل گیا چونکہ جوان صاحب غیرت تھا یہ معلوم ہوا کہ نیزہ سینہ کو توڑ کر نکل گیا حجاب سے
پسینہ آگیا قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا آواز دی ای شہریار آپ نے غضب کیا نیزہ میرے ہاتھ سے
نکالا مجھے اور ہی کچھ منظور تھا مگر قضا ہی لیکر یہان آپ کو آئی تھی یہ تیغہ برق مثال جب تڑپ کر
گریگا خرمن ہستی کو پھونک دیگا اگر پہاڑ پر ہاتھ ماروں تا بیخ کاٹوں نیزہ بازی مردان عالم کا کھیل
ہی اسپر ناز نہ کیجیے کا غصہ مین تیغہ کھینچکر جا پڑا اسد غازی نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر حرکات
جرات جو پسند آئی مین خیال مین ہی کہ تلوار نہ چلے جب تیغہ قریب سر آکر جھکا دم شمشیر پر دستانہ
مارا تیغہ پھٹ پڑا اسد غازی نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا قصد ہوا کہ تلوار چھین لون صندلان صندلی
پوش نے گریبان مین ہاتھ ڈال دیا غصہ سے کف منھ مین بھر آیا کہا ای شہریار کہین قبضہ سے
مردان عالم کے تلوار نکلتی ہی اسد نامدار نے فرمایا ای برادر نیزہ نکلنے سے تمکو غصہ آیا تم تو کہتے تھے

ہے کہ اپنے لشکر کا بادشاہ کر دینگے محبت کا دم بھرینگے تلوار کی لڑائی مین تو جان بچانا دشوار ہی آ سکے
کہ ہمارے تمھارے امتحان کا اقرار ہو بعد ازان صندل پوش نے شرما کر سر جھکا لیا تلوار کو ہاتھ سے
چھوڑ دیا صندلان گھوڑے سے کود پڑا اسد غازی بھی مرکب سے اتر پڑے بارہ ہزار جوان ملازمان
صندلان بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین دونون جوانون مین کشتی شروع ہوئی اسد نامدار کا چہرہ
مثل گل شگفتہ صندلان صندلی پوش مرجھایا ہوا دستیان ساتھ زبردستی کے چلنے لگین جاننے
کے داؤ پیچ ہو رہے ہین جو پیچ صندلان نے باندھا فوراً اسد نامدار نے توڑا کیا سلسلہ بندھا
ہوا ہے شیر سر ٹکرا رہے ہین جس مقام پر گھڑی دو گھڑی تھم کر لڑے اسقدر پسینہ جاری ہوتا ہے کہ
پتلے بجاتے ہین دن بھر ایک طور سے شاہزادہ صندلان اسد نامدار سے لڑا شام کو روک کر
ٹھہرا کہا اے شہریار آپ مجھ سے خوب لڑے اب شب کو چلئے آرام کیجیے جو کچھ ماحضر ہو تناول
فرمائیے صبح کو پھر مقابلہ ہوگا اسد غازی نے کہا اے برادر اسطور مین عرصہ دراز تک فیصلہ نہ ہوگا
روشنی کو حکم دو صندلان صندلی پوش نے جواب دیا کیا مین دب کر باتین کرتا ہون ابھی سامان
روشنی مکمل ہے یہ کہکے اپنے سردارون کو آواز دی سامان روشنی آراستہ ہونے لگا اسد غازی نے
بہ نگاہ یاس طرف خواجہ عمرو کے دیکھا خواجہ عمرو نے جوش محبت اسد غازی مین چہار سلیمانی
زنبیل سے نکال کر درختون مین لٹکا دیے بس اہالیان لشکر صندلان کے ہوش اڑ گئے کہ اسقدر
سامان ایک شخص کیونکر لایا آسمان پیر کو بھی ان شیران دشت نبرد کی کشتی دیکھنے کی انتہائی خوشی
تھی مشعل ماہتاب چراغان و سیارگان روشن کر کے مصروف تماشائے جوانان شیر دل ہوا نہایت
لطف حاصل ہوا چار پہر رات بڑے زور شور سے کشتی ہوئی ہمراہیان صندلان صندلی پوش جرأت
اسد نامور کی تعریفین کر رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہے کہ یارو فنون سپاہگری مین یہ جوان انتخاب
ہے حقیقت مین سرکوب افراسیاب ہے اسی ہنگامہ مین وہ شب بھی بسر ہوئی آفتاب عالمتاب بصد
پیچ و تاب چرخ نیلی پر جلوہ فرما ہوا تماشائے کشتی کا دیکھنے لگا یکایک صندلان صندلی پوش اسد
غازی کو لے دوڑا شاہزادہ دم کے بھر دے پر قدم کے شمار پر شتابہ چلا جاتا ہے نو دس قدم اسد نامدار
کو صندلان صندلی پوش ریل کر لایا وہان پر آکر سکا مارا پاؤن گھٹنا اوج صاحبقرانی کا چمکا غصہ
مین آکر لنگ مارا صندلان لڑکھڑا کر جھکا مگر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر اپنے اپنے زور کیے کہ اگر پہاڑ ہو

قصد کرتا ہے زمین سے اُکھاڑ کر پھینکدیتا لیکن لنگر مین اُس کوہ وقار کے حس و حرکت بھی نہ ہوئی قریب تھا کہ
صندلان کی کنپٹیان شق ہون انگلیون سے قطرے خون کے ٹپک پڑین آنکھین حدقہ چشم سے
نکل چلین تھک کر ہاتھ اُٹھا لیا اب آپ کے زور کا مشتاق ہون اسد نامدار مثل شیر غضبناک چست و
چالاک اپنے مقام سے اُٹھا دونون مونڈھے صندلان کے تھامے شیر اندیل کرکے چلا ہر چند صندلان
چاہتا ہی پیچھے ہوٹ قدم گاڑ دون مگر وہ برا وقت ہی کہ زمین پاؤن کے نیچے سے نکلی جاتی ہی خوف سے
تھراتی ہی پچیس قدم اسد نامدار ریل کر لایا اب ہتکا مارا صندلان کے دونون گھٹنے آشنا زمین ہوئے
چاہا تڑپ کر لنگر قائم کرے حریف زبردست کب لنگر قائم ہونے دیتا ہی کمر مین ہاتھ ڈال کر نعرۂ
تکبیر کی صدا بلند کی پہلے زور مین تا بگھٹنا دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند
کیا ہاتھ زمین پر دے مارون صندلان نے آواز دی اے شہریار الامان آپنے سر سے بلند کیا
سر خوت نیازمند عرش اعلی پر پہونچا اب زمین ذلت سے بچائیے اسد غازی نے فوراً ہاتھ سے
رکھدیا صندلان قدمون سے لپٹ گیا کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا پلٹ کر ساتھ والون کو آواز
دی صاحبو مین نے تو بدل و جان اطاعت طلسم کشا قبول کی جسکو میرا ساتھ دینا ہو دین اسلام
قبول کرے ورنہ اپنے فعل کا اختیار ہی سب نے عرض کی ہم حضور کے مطیع ہین جس وقت سے
اس آفتاب آسمان اقبال کو دیکھا خواہش تھی کہ قدم بوسی کرین سب سردار دائرہ اسلام مین آئے
ایک ایک سردار کو لا کر صندلان قدم پر اسد غازی کے گراتا ہی خواجہ عمرو کھڑے ہوئے دیکھ
رہے ہین صندلان صندلی پوش کو محبت اسد نامدار کا جوش ظلم دے رہا ہی بارگاہ استادکرد
سامان عیش و نشاط مہیا ہوا ابھی بارگاہ ین استادہ نہین ہونے پائی تھین بیچ مین ماہ اوج صاحبقرانی
گرد تمام سرداران صف شکن جوانان تیغزن صندلان نے آکر دیکھا تھا کہ حضور بارگاہ مین تشریف
لے چلین آج یہ نیازمند سرفراز ہو اب مجکو اپنی جرات پر ناز ہوا اسد غازی نے قصد کیا کہ صندلان
کے ساتھ طرف بارگاہ کے چلین کہ آسمان سے نعرہ ہوا باش او صندلان غضب کیا ہمنے تجکو سواسطے
بھیجا تھا عمرو تو آواز سنکر ایک جانب بھاگا گلیم اوڑھ کر مختفی ہوا مگر وہ برق چمک کر صندلان و
اسد غازی و کل لشکر پر گری آنکھین سب کی جھپک گئین بعد عرصہ دراز دیکھا سب سردار سلسل
و سطوق گوہر جادو و چار سو جادوگر نیون کو لیے کھڑی ہی صندلان پر حقا ہو رہی ہی کہتی ہی

تو نے میری محبت کو فراموش کیا سامری جمشید کو برا کہا طلسم کشا کا مطیع ہو گیا افراسیاب سے
نہ ڈرا خیر جو گذرا جو گذرا اب توبہ کر طلسم کشا کا سر کاٹ کر خدمت مین صندل جادو کے روانہ کر تو مین تجھکو
بچاؤنگی محبت سے اسکی ہاتھ اٹھا یہ سنکر صندلان نے کہا ای گوہر جادو مین نے اطاعت دین اسلام
ملت بیضا قبول کی سعادت دارین حصول کی اگر تجھکو مجھسے محبت ہی طلسم کشا کا ساتھ دے یہ کلام
حسرت انجام صندلان کے سنکر گوہر جادو رونے لگی کہا ای صندلان مین تیری عاشق صادق
ہون مجھے کیون تباہ کرتا ہی طلسم کشا کی دوستی مین خرابی ہی ملکہ صندل جادو کے قہر و غضب سے
نہین واقف کسکی مجال ہی کہ طلسم صندل پر دست انداز ہو کیون اپنے کو خرابی مین ڈالتا ہی ای صندلان
تیری محبت مین مین نے سلطنت چھوڑی اس حوالی کے نظام پر اکتفا کیا تیرے ہجر مین تڑپ تڑپ
کے مرجاؤنگی مجھسا عاشق صادق دستیاب نہوگا یہ کہکے گوہر جادو رونی دامن صندلان کا
تھام لیا بیساختہ یہ اشعار آبدار پڑھنے لگی اشعار

نہان راز محبت تجھ سے رکھا مثل جان برسون
سہیون دم نہین مارا کیا ضبط فغان برسون

سنا تا ہی جو مجھکو دیکھنا پچھتائے گا ایسا
کہ سر پر خاک اڑا بگا مرے بعد آسمان برسون

دُکھے کیونکر نہ دل صیاد کا اب آنکھناون سے
سنی ہی عندلیبون نے ہماری داستان برسون

رہا ہی ایسا سودائے تلاش یار سٹ کر بھی
بھری ہی خاک میری صورت ریگ روان برسون

بیان سوز دل اک دن کیا تھا دیکھنا سوزش
دہن گلخن بنا اپنا رہی شعلہ زبان برسون

مقیم کوچۂ جانان کبھی ہم بھی تھے ای بلبل
ہمارا بھی رہا ہی اس چمن مین آشیان برسون

کفن کی اس سے رکھے خاک امید آپکا تک ہے
رہا وہ گرد زمین کے واسطے کج آسمان برسون

وہ دیوانہ ہون وحشی جانور تک سنتے آ بیٹھین
مری وحشت کی مجنون نے کہی ہی داستان برسون

دہن میرے حبیب کم سخن کا تنگ ایسا ہی
رہے ہین جستجو مین جسکی عاجز غیب دان برسون

مراقبضہ ہوا ہی میرے دل پر اب کئی دن سے
رہا ہی عہد وحشت مین نزول بیکان برسون

سبک روحی سے دکھا خانہ بردوش ایک مدت تک
رہے یہ اپنے بال و پر بھی مثل آشیان برسون

مزے مستی مین کیا کیا دختر رز سے اڑائے ہین
جوانی مین رہی ہی صحبت پیر مغان برسون

مٹے پر بھی رہی ہی جستجو یہ اپنے یوسف کی
غبار اپنا رہا ہی ہمرہ کاروان برسون

حلق پا جاتا ہے زیادہ اس کا زخم اندمال اکثر	مگر بھرتا نہین ہے زخم شمشیر زبان برسون

صندلان صندلی پوش نے جواب دیا اے گوہر جادو مجھے تجھ سے زیادہ محبت ہے مگر اب عشق مین اسد
غازی کے سبوت ہون اگر میرا پاس ہے اس شیر دل کی اطاعت کر گوہر جادو نے ان سب کو گرفتار
کیا اپنے شاگردون کو بلا کر حکم دیا ہتکڑیان بیڑیان پہناؤ سب کو سلسل مطوق کر کے لا کے ایک بارگاہ مین داخل
کیا ہمراہیان صندلان کو قید کیا اسد غازی و صندلان کو الگ الگ خیمہ مین رکھا آپ اس بارگاہ
مین بیٹھی مگر بہت بیقرار کنیزون سے کہتی ہے صاحبو جا کر صندلان کو سمجھاؤ مین اب عرضی خدمت مین
ملکہ صندل جادو کے روانہ کرتی ہون اگر وہان سے حکم قتل آ گیا پھر از دو رنجہ نہ چلیگا کنیزین قیدخانہ
مین جاتی ہین صندلان صندلی پوش کو سمجھاتی ہین یہ کہتا ہے جا کر ملکہ سے کہو مردان عالم نے جو کہا
وہ کیا قول مردان جان دارد سخن مردان امثا جب کنیزین آ کر یہ جواب دیتی ہین ملکہ گوہر جادو
گھبرا جاتی ہے جب بالکل جواب صاف پایا تب ناچار ہو کر عرضی لکھی کہ اے ملکہ صندل جادو عمرو
عیار مع اسد نامدار حوالی طلسم صندل مین پہونچا طلسم کشا کو گرفتار کیا عمرو بھاگ کر نکل گیا لیکن
ایک مصیبت تازہ مین گرفتار ہون یعنی شاہزادہ صندلان معشوق بیل طلسم کشا سے لڑا نہین معلوم
طلسم کشا نے کیا طلسم کر دیا میرے نام سے اسکو نفرت ہوئی جان دینے پر آمادہ ہمراہ طلسم کشا قید ہے
لیکن عمرو کی خواہش ہے جیسا مناسب ہو تحریر فرمائیے یہ عرضی لکھ کر ایک کنیز کو دی وہ لیکر طرف قلعہ کے
روانہ ہوئی ملکہ گوہر جادو نے اس رات فراق محبوب مین شغل شراب و کباب ترک کیا کبھی گھبراتی ہے
کبھی در زندان پر آتی ہے نامہ کا انتظار کبھی اشکبار کہ دیکھیے ملکہ صندل جادو کیا تحریر فرماتی ہین کنیزین
عرض کرتی ہین حضور آپ کو اختیار ہے خواہ قتل کیجیے خواہ جان بخشی فرمائیے گوہر جادو نے آہ کی کنیزین
گھبرا گئین عرض کی حضور اسوقت تو ضبط کی آہ نے دل کو بیقرار کر دیا ایسا نہو کہ بجلی گرے خرمن حیات
جلکر خاک ہو ملکہ گوہر جادو نے کہا صاحبو دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے مین ہر چند سمجھاتی ہون دل نادہ خراب نہین
مانتا اس سنگدل کے دل پر ہماری آہ و آتش فشان تاثیر نہین کرتی بے اختیار یہ اشعار پڑھے اشعار

کرین گے ہم سے وہ کیونکر نباہ دیکھتے ہین	ہم انکی تھوڑی دنون اور چاہ دیکھتے ہین
گمان قاصد گم گشتہ ہمکو ہوتا ہے	کبھی جو کوئی کبوتر سیاہ دیکھتے ہین
تمھاری آنکھون کے کنکھے بڑے ستمگر ہین	یہ خوب اصالت تیغ نگاہ دیکھتے ہین

مزا اُڑا لو زمانے کی سن نہ واعظ کی | کہیں کریم بھی اہل گناہ دیکھتے ہین
یقین ہوتا ہی برگشتگی قسمت کا | پھری ہوئی جو تمھاری نگاہ دیکھتے ہین
رقیب چالین چلا کرتے ہین قیامت کی | جب اُنسے ہمسے بہت رسم و راہ دیکھتے ہین
ترے ستائے ہوئے ہین جو ای شب فرقت | تمام عمر وہ روز سیاہ دیکھتے ہین
فقیر ہوکے جو بیٹھے ہین آپ کے در پر | وہ لوگ کب طرف بادشاہ دیکھتے ہین
امید صبح تو ہمکو کہان مگر ہر دم | اجل کی ہم شب فرقت مین راہ دیکھتے ہین
ملال کسکو ہوا ہی سنائین ہم یا وہ | خود آئین یا کہ بلائین یہ راہ دیکھتے ہین
نکال لینگے کوئی راہ وصل کی لیکن | وہ آلین راہ پہ بس اتنی راہ دیکھتے ہین
عدم کا کوچ تو درپیش ہی قلق لیکن | نہ توشہ پاس نہ کچھ زاد راہ دیکھتے ہین

اس حال پر ملال مین شب بسر کر رہی ہو کئی مرتبہ قید خانہ مین آئی یہ بھی اطلاع کی ای صندلان مین نامہ روانہ کر چکی اب حکم قتل آیا چاہتا ہو دیکھو اپنی جان بچا اپنی جوانی پر رحم کھا مسلمان کا ساتھ چھوڑ مفت مین قتل ہو جائیگا پھر میرے سنانے کچھ نہ بن پڑیگا ابھی تک خیر ہی صندلان نے کچھ جواب بھی نہ دیا بلا اسد غازی کی مصیبت پر روتا ہو کہتا ہی ای شہریار گرفتاری حضور کی غلام پر بہت شاق ہو اسد غازی فرماتے ہین ای برادر تم اپنی جان بچاؤ گوہر جادو سے ملجاؤ تمام طلسم ہوش ربا ہمارا دشمن ہو کس کس سے ہمین بچاؤ گے خدا خواجہ عمرو کو سلامت رکھے وہ بھاگ کر نکل گئے ہین یقین کامل ہو وہ کچھ ہماری رہائی کی فکر کرینگے شب یون ہی تڑپ تڑپ کے بسر ہوئی صبح کو گوہر جادو کے پاس طرف سے صندل جادو کے جواب نامہ پہونچا مضمون اسکا یہ تھا کہ طلسم کشا کو قتل کرو عمرو بھی ملجائیگا تلاش کرنا واجب و لازم ہو یہ جواب پاکر گوہر جادو نے حکم دیا میدان خونی کی تیاری ہو گوہر صدف قلزم صاحبقرانی و نہنگ دریاے جہانبانی دار پر کھینچا جائیگا سزا سرکشی کی پائیگا سب سمجھے کہ مسلسل تقریر ہو دو سر شانے کی تدبیر ہو کشان کشان صندلان صندلی پوش کو مع اسد نامدار و سرداران شور شعار لیکر میدان خونی مین حاضر ہوئے دارین استادہ ہو گئین جلادون نے شمشیرین لگائین آرہ کش تسمہ کش چشم کن سب طرح کا اسباب سیاست موجود ہوا اسوقت ملکہ گوہر جادو دوڑی ہوئی سامنے صندلان صندلی پوش کے

آئی کہا صرف میں نے تیرے واسطے اتنی دیر لگائی دیکھ اب طلسم سے سرداروں کا آنا لگا ہے قیام جادو
و سقیم جادو کو ملکہ صندل جادو نے بیعنامہ میں بھی لکھ دیا ہے کہ فوراً طلسم کشا کو قتل کرو خواجہ عمرو
کی جستجو میں مصروف ہوا ور یہ ایک کیفیت ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ گوہر جادو نے میدان خونی کی
تیاری زیر دیوار قلعہ صندلی قرار دی ہے وہ پریزاد عاشق کش معشوق فریب محفل ساحران کی زیب
بہ نگاہ حیرت اس میدان خونی کو دیکھ رہی ہے وہی مروارید بے بہا کی لڑیان از طبق تا بار صدر ریزی
بندھی ہوئی ہیں حسن میں دم بدم ترقی نگاہ میں افسونگری اشارے کنائے چٹر پان کھا رہیان
اب اسوقت صندلان اسد غازی کو حال زار میں دیکھ کر رونے لگا کہا آقا آپ کسی
طور سے اپنے کو بچایے اسد غازی نے کہا اے برادر کیوں گھبراتے ہو اگر ہماری قضا نہیں ہے تو
ہمکو کون قتل کرسکتا ہے شعر اگر تیغ عالم بہ جنبد ز جاے ۰ ۰ نہ برد رگے تا نخواہد خدائے
اور اگر موت قریب ہے تو یہ بھی ایک حیلہ ہے پھر ملکہ مالک حقیقی سے گردن تابی کیا اے صندلان اپنے
پیدا کرنے والے کو یاد کرو اسی سے فریاد کرو اپنا تو یہ اعتقاد ہے بموجب مخمسہ

رہے وہ لب کہ ہے جس لب پہ گفتگو تیری
رہے وہ چشم کہ ہے جسکو جستجو تیری
رہے وہ جان کہ جو یا ہو چار سو تیری
خوشا وہ دل کہ ہو جس دل میں آرزو تیری
خوشا دماغ جسے تازہ رکھے بو تیری

لہو کا نام بھی باقی نہیں رہا تن میں
مگر ہے داغ محبت کا قلب روشن میں
تمام ہوگا کئی دن کے بعد مدفن میں
یقین ہے اٹھے گی جان اپنی آکے گردن میں
سنا ہے جا ہے قریب رگ گلو تیری

جو تو ہے پاک تو عاشق کا دل بھی طاہر ہے
دوئی کا دخل نہیں اک زمانہ ماہر ہے
وہ ناتوان ہوں جیسے بھول بار خاطر ہے
وہ گل ہوں میں کہ ترا رنگ جس سے ظاہر ہے
وہ غنچہ ہوں کہ بغل میں بند ہے بو تیری

ہوا ہے چار عناصر سے اجتماع محال
لیا ہے ذرہ ذرہ ہوا نے شش جہت میں خیال
تری فراق میں برسوں رہی ہے فکر وصال
پھرے ہیں مشرق و مغرب سے تا جنوب و شمال
تلاش کی ہے صنم ہم نے چار سو تیری

عدم سے جانب ہستی بحال زار آیا
خیال جلوۂ عارض کا لاکھ بار آیا
تجھی کو ڈھونڈھنے تیرا گناہگار آیا
شب فراق میں اک دم نہیں قرار آیا
خدا گواہ ہے شاہد ہے آرزو تیری

چمک ہے دل میں ہمارے بھی نور عرفان کی
ان آیتوں کی صفت کیا مجال انسان کی
کہ یہ بھی ایک نشانی ہے دین و ایمان کی
پڑھا ہے میں نے بھی قرآن قسم ہے قرآن کی
جواب ہی نہیں رکھتی ہے گفتگو تیری

پہونچیو حال مرا کہیو میرے یوسف سے
نہ کھول بند قبا کہیو میرے یوسف سے
ہزار جان فدا کہیو میرے یوسف سے
ہر ایک طرف سے صبا کہیو میرے یوسف سے
نکل چلی ہے بہت پیرہن سے بو تیری

مآل کار نہ تقریر سے ہوا ثابت
مگر ستاروں کی تاثیر سے ہوا ثابت
نہ کوششوں سے نہ تدبیر سے ہوا ثابت
یہ گردش فلک پیر سے ہوا ثابت
قوی ضعیف کو کرتی ہے جستجو تیری

بہائے آنکھ سے آنسو برنگ شبنم صبح
وہ طول رات کا وہ انتظار وہ غم صبح
سفیدی آنکھوں کی دکھلا رہی ہے عالم صبح
شب فراق میں اے روز وصل تا دم صبح
چراغ ہاتھ میں ہے اور جستجو تیری

شبیہ عاشق و معشوق ہے فلک پہ عیاں
یہ حسن و عشق کے جلوے میں دیکھ لو نادان
ہے آسمان و زمین میں یہ شعلہ نور افشاں
جو ابر گریہ کناں ہے تو برق خندہ زناں
کسی میں خو ہے ہماری کسی میں خو تیری

تعجب اسکا ہے کیا گر چمن معطر ہے
فقط نہ غنچہ کا نازک بدن معطر ہے
کہ ذکر یار سے ہر انجمن معطر ہے
دماغ اپنا بھی اے گلبدن معطر ہے
صبا ہی کے نہیں حصہ میں آئی بو تیری

مثال طبع ذکی تو ہے رستم میدان
جو کند ذہن ہیں سمجھیں نہ سن کے تیرا بیان
مقابلہ کرے تجھ سے کوئی مجال کہاں
زمانے میں کوئی تجھ سا نہیں ہے سیف زبان

دیکھی سحر کی بین آتش آبرو دیتی

ان اشعار دعائیہ کو سنکر صندلان صندلی پوش نے بھی طرف آسمان کے نگاہ کی دعائین مانگ
ستا ہی ایسے کلام بلاغت نظام زبان سے اسد غازی کے نکلے کہ صندلان کے قلب کو بھی تقویت
ہوئی مگر ملکہ گوہر جادو سامنے آکر کھڑی اشارہ ہوا جلاد نے اسد نامدار کو زیر تیغ بٹھایا آواز دی
ای ملکہ عالم وقت قتل طلسم کشا ہی یہ جوان حور تمثال آفتاب جمال زور د جرأت مین یکتا ہی اسکے قتل کا
حکم سمجھ کے دیجیے گا قتل کرنا میرا کام ہی جلانا پیدا کرنے والے کے اختیار مین ہی اس مقام پر یہ جوان یکہ
و تنہا مجبور و ناچار ہی ہزار ہا شیر دلیر اسکے خون کا دعوی کرینگے ملکہ گوہر جادو نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی
جلد قتل کر جلاد نے کوٹلے کا خط گردن پر کھینچا تیغہ برق تمثال چمکا کے بر سر اسد نامدار آیا
اس مجمع عام مین ایک گنوار وضع فقیر گاڑھے کی مرزائی شنجرفی دھوتی پہنے ہوئے رنگی ہوئی التسمہ
مثل مار سیاہ کمر مین لپٹا ہوا سر برہنہ پانون مین کھڑاؤن پہنے ہوئے ہاتھ مین تبر کا پچھترا
ایک گوشہ مین یہ فقیر بھی کھڑا ای معبود موجود کی صدا دیتا ہی ملکہ گوہر جادو نے جلاد کو حکم دیا
جلاد نے ہاتھ تیغے کا مارا اُسنے دیکھا ایک سناٹے کی آواز آئی دیکھا جلاد کا سر کٹا پڑا ہی ملکہ کو
بے اطمینان تمام جیتا ہی لوگون نے کہا جلاد دیوانہ تھا خنجر بھرا کے اپنے سر مین مار لیا ملکہ گوہر
جادو نے کہا کیا مضائقہ ہی قول ہمارے بادشاہ صندل جادو کا تخت نشین ہوا کہا دوسرے
جلاد کو بلاؤ فوراً دوسرا جلاد تلوار کھینچے ہوئے آیا ملکہ گوہر جادو نے اشارہ کیا کہ خواجہ عمرو عیار جو
سامنے کھڑے ہوئے ہین کیونکر دل کو اطمینان ہو نور نگاہ زبیدہ شیر گیر قتل ہوتا ہی کلیجے پر
چھریان چل رہی ہین گو دیون مین پرورش کیا ہی کیونکر دل قبول کرے کہ آنکھون کے سامنے
وہ شخص قتل ہو جاے ادھر جلاد نے تیغہ مارا اُدھر خواجہ عمرو نے سر سے گوپھن کھولا سنگ
تراشیدہ و خراشیدہ کلاہ گوپھن مین دیا جلاد نے ایک ہاتھ مارا جلاد کا سر کٹ گیا وہ پریزاد قلعہ سے
مسکرائی ایک سوئی تو ماسین سے ایک پتلہ پیدا ہوا خواجہ عمرو کی گردن پر چڑھ بیٹھا خواجہ عمرو
نون ہی کون ہی کہنے مین تھا وہ پتلہ سحر کا کب مانتا ہی منھ پر ہاتھ کو پھیر دیا رنگ روغن چہرے کا
اڑ گیا غش ہوا خواجہ عمرو گرفتار ہوے ملکہ گوہر جادو نے کہا میرے سامنے کھینچ [illegible] لاؤ
صندل جادو نے تحریر فرمایا تھا کہ قصہ قتل طلسم کشا کریگے وقت یہ عمرو [illegible] رہو [illegible]

بھی پریزاد جو علامت طلسم ہو گرفتار کر لی گئی دبی ہوا اسد غازی نے پلٹ کر دیکھا خواجہ عمرو بن
اسیہ ضمری سلسل سطوق چلے آتے ہیں اسد غازی نے جھک کر سلام کیا خواجہ عمرو نے کہا ای
نور نظر فلک درپے بدعت ہے جو تدبیر کرتے ہیں اُلٹی ہو جاتی ہے اچھا کیا اختیار ہے وہ مالک و مختار ہے
صندلان صندلی پوش کو بھی اب یاس ہوئی کہا ای شہنشاہ اوج عیاری آپ کے گرفتار ہونے
سے امید نسبت منقطع ہوئی خواجہ عمرو نے کہا ای شیر بیشہ جرأت و شجاعت کیوں اسقدر بیتاب ہے
وہ بڑا مسبب الاسباب ہے ملکہ گوہر جادو نے اسی وقت ایک تخت پر اسد غازی و خواجہ عمرو
کو سوار کیا قیام جادو و مقیم جادو کو حکم دیا کہ انکو اندر قلعہ کے سامنے ملکہ صندل جادو کے
لیجاؤ قتل اور غیر قتل کا انکو اختیار ہے قیام جادو و مقیم جادو نے اشارہ کیا چند جادوگروں نے
تخت کو دوش پر لیا صندلان صندلی پوش تڑپتا رہ گیا پکارتا تھا کہ او گوہر جادو میرے آقائے
نامدار سے مجکو جدا نہ کر ملکہ گوہر جادو نے کچھ جواب نہ دیا اُسکے خیال میں ہے کہ وہاں جا کر اسد
غازی و خواجہ عمرو دونوں قتل ہو جائینگے صندلان میری شراکت کریگا مگر صندلان ہمرہ گردون
سے سرنگوں رہا ہے اور یہ اشعار آبدار زبان پر جاری ہیں اشعار

آشیانہ نہ قفس میں نہ چمن یاد آیا　　آنکھ لگنے بھی نہ پائی تھی کہ صیاد آیا
رو دیا ابر بہاری جو برستے دیکھا　　کرم پیر خرابات مجھے یاد آیا
نہ کبھو فصل بہار آئی ہے بلبل نہ سنے　　چپ رہو چپ رہو ہنگامۂ فریاد آیا
قطع امید ہوئی رحم بھی آجانے کی　　ذبح کرنے مجھے منہ پھیر کے جلاد آیا
در گہ یار مرادوں کا محل ہے آتش　　شادمان یاں سے گیا جب کوئی ناشاد آیا

صندلان صندلی پوش کو بہت بیقراری ہے دیکھ رہا ہے کہ تخت شاہزادے کا قیام جادو و
مقیم جادو دونوں لیکر بلند ہوئے اب خواجہ عمرو کو بھی یقین کامل ہوا کہ قلعہ کے اندر سے جاکر
رہائی غیر ممکن قلعہ طلسمی ہے اگر کسی عیاری سے وہاں جا کر رہا بھی ہوئے تو قلعہ طلسمی سے نکلنا خود
ہے اس خیال محال میں آنکھوں سے آنسو جاری جیوں جیوں تخت بلند ہوتا ہے خواجہ عمرو دل کو سمجھا
رہا ہے پکار رہا ہے قطعہ

ہر چند نیم لائق بخشائش تو　　بر حال من خستہ و دلریش نگر
آیا بار گنہ ہمین در دوش جگر　　منگر بگنہ ہے کرم خویش نگر

اسد غازی کو بھی معشوقان

پری پیکرہ کی یاد سب سے زیادہ مہ جبین الماس پوش کا خیال ملکہ لالان خون قبا کی جدائی کا ملال اپنی گرفتاری کا الم دل پر ہجوم لشکر غم دعا مین مصروف ہی کہ آسمان سے برق چمکی پیٹھن پھولون کی آئین صاف سب کو ثابت ہوا کہ آمد فصل بہار ہی ملکہ کو ہر جادو نے دیکھا کہ یک ہوائے سرو عیسی دم مسیح نفس چلی نخل جھومنے لگے پتے جو زرد تھے وہ سبز ہوگئے نوجوانان چمن کے بخت نے رسائی کی عندلیبان خوش نوا نے زیر شجر گل صدا سائی کی غنچے چٹک کر گل ہوئے پھول فرط خوشی سے پھولے نہین سماتے تھے سرو کو ہوس دامنگیر ہوئی کہ اگر ناچھرون سارے باغ کی سیر کرون ہر شخص حیران کہ طائرون نے یہ کیسا غل مچایا ہی ہر نخل کیون وجد مین آیا ہی شاخون کے وجد سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ کسی گل پیرہن کی آمد کے مشتاق ہین گل وبلبل مین آشفتہ

نظم

[illegible] کے مذاق مین

فصل گل آئی زمانہ ہی جنون کے جوش کا — ہمت ای ساقی یہی ہی وقت نوشانوش کا
بات کرسکتا نہین دیوار کے بھی سامنے — دیکھکر روزن گمان ہوتا ہی مجھکو گوش کا
چھپ نہین سکتا کبھی انکار سے تو پشکن — خود بخود بو دینے لگتا ہی دہن مینوش کا
کیا ہوا ہی جو میرے دل کی طرح وہ چھپ رہا — حال چل کر پوچھیے کچھ دلبر روپوش کا
کس غضب کی روشنی دیتا تھا شکوا ای پری — وہ ستارہ غیرت خورشید ہی پاپوش کا
تنگ آکر دوست اٹھ جاتے ہین میرے پاس سے — اب دہان زخم بھی سنہ ہوگیا مینوش کا
ہاتھ اٹھا کر دست کرتے ہین دعا مین رات دن — تیرا آنا ہوگیا ہی مجھ مین آنا ہوش کا
نالۂ بلبل سنا کرتا ہون مین آنکھون پھر — اپنے کانون پر گمان ہی مجکو گل کے گوش کا
شن ختم ابلا چلا آتا ہی دل ناصح معاف — غیر ممکن ہی سنبھلنا خاطر پُرجوش کا
سر اٹھا احسان قاتل کے کہان تک شکر ہون — بعد مدت آج اترا بار میرے دوش کا
پھر سبو اُبلے چھلکے شیشے ہوے لبریز جام — رخصت ای زاہد زمانہ ہی وداع ہوش کا
صبر کرسکتا نہین ملتا ہی سب کچھ گو اُسے — بھول جاتا ہی بشر سامان رزق دوش کا
ایک چپ رہنے سے لاکھون راحتین موجود مین — مٹ گئے جھگڑے ہوا احسان لب خاموش کا
بے سے بھی ہوا کرتی ہین اکثر زحمتین — پیچ گیسو بن گیا آخر کو حلقہ گوش کا

ایک دو ساغر سے ڈہکاتا ہی کیا ساقی مجھے / خم اُٹھا پھر دیکھنا دل مجھ سے دریا نوش کا
مین تو کیا ہون کاروان کے کاروان ہونگے اسیر / بندہ لاکھون کو کریگا آج بندہ گوش کا
بیخبر رکھتا ہی مجھکو جوش وحشت ای نسیم / مدتین گذرین نہین رکھتا تعلق ہوش کا

حوالی طلسم صندل مین عجب طرح کا ہنگامہ برپا ہی زمین سے غبار زرد اُٹھنے لگے صاف ظاہر ہوا کہ بونڈے بھی کسی کے استقبال کو اُٹھے ہین جس تخت پر اسد و عمرو کو سوار کیا تھا وہ بھی چلتے چلتے رُک گیا ہرچند کہ قیام جادو و مقیم جادو دونون سحر کرتے ہین تخت آگے نہین بڑھتا ساتھ والے اُسکے جھونسنے لگے کہ آسمان سے نعرہ ہوا تم ملکہ بہار جادو خبردار ہمارے آقاے نامدار کو لے کر آگے نہ بڑھنا کنیز آنکی آ پہونچی ملکہ گوہر جادو نے دیکھا کہ قیام جادو و مقیم جادو اُلٹے پھر پڑے گر ملکہ گوہر جادو نے جھپٹ کر قیدیون کو سنبھالا قیام و مقیم کے ہوش و حواس درست نہ رہے ساتھ والے اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے کوئی کہتا ہی ای ملکہ ہم تیرے گلشن جمال کے گلچین ہین مدت سے عاشق زار ہین نرگس شہلا کے بیمار ہین نظم

زمانہ مین کوئی الب نہ ہوگا
کسی نے آپ کو دیکھا نہ ہوگا
ہزارون مر گئے لیکن نہ دیکھا
کہ بالاے زمین کیا کیا نہ ہوگا
قیامت جسکو کہتے ہین وہ ہی ہجر
وہان کیا آپ کا چرچا نہ ہوگا
بنا کر حضرت واعظ کو نافہم
بھلا کل وعدہ فردا نہ ہوگا

جو تیرے حسن پر شیدا نہ ہوگا
اٹھاتا ہی ندامت کسلیے تو
کوئی تمسا بھی بے پروا نہ ہوگا
وہ جس رستے سے نکلے دیکھ لینا
کنارِ قبر مین مُردا نہ ہوگا
تُنی وصلی ہی یہ تو بندہ پرور
نہ سمجھو یہ کہ کچھ سمجھا نہ ہوگا

ازل سے ہی یہی قسمت اپنی
یہ درد ای چارہ گر اچھا نہ ہوگا
کیے دیتی ہین یہ بچی نگاہین
کہ اس رستہ مین پھر رستا نہ ہوگا
اگر خادم کوئی جنت مین ہوگا
نہ دوگے دل تو پھر اچھا نہ ہوگا
نسیم اب اُنکی باتون پر نہ جاو

آپس مین ملازمان قیام و مقیم لڑنے لگے گوہر جادو کی آبرو پر بنی بہ قول شخصے یہ تو حوتی کی آب ہی سراسر سلطنت پیچ و تاب ہی صندلان صندلی پوش قید مین یہ سب دیکھ رہا ہی اسد غازی کا تخت یا تو بلند ہو گیا تھا یا زمین پر قائم ہوا ملازمان قیام جادو و مقیم جادو دیوانہ وار وحشی مثال گریبان چاک چہرے پر خاک سحر بہار کی تاثیر کافرون کے قتل کی تدبیر بھولے ہوئے اپنے کو بھولے ہوے اب زمین پر تو یہ ہنگامہ ہی مگر ملکہ بہار جادو

آسمان پر ظاہر ہوئی ملازمون کے قلب تو الٹ دیے بہان کے حال سے آگاہ نہ تھی کہ
سقف ہٴ طلسم ہی ورنہ اُسکی بھی تدبیر کرتی چاہا کہ زمین پر گردن اسد غازی و خواجہ عمرو کو
چھڑاؤن وہ پریزاد جسکے ہاتھ مین طبق مروارید ہی اُسنے بہار پر نگاہ ڈالی اور مسکرائی غنچہ دہن
کھلا ابر مرواریدی مین تلاطم پیدا ہوا کہ موتی برسنے لگے ملکہ بہار دفع سحر کرتی ہی موتیون کا توڑنا
بیکار آبرو بچانا دشوار یہ گوہر صدف بحر حسن و جمال بصد جاہ و جلال اُس پریزاد پر جا پڑی ملکہ
بہار تو تعلیم کردہ افراسیاب جادو ہی سمجھ گئی کہ یہ سحر اِس صاحب علامت کا ہی اسد غازی
کا رہا ہونا دشوار کدو کاوش محض بیکار گئی گلدستے پڑھ کر اُس ملعونہ پر مارے مگر مطلق تاثیر نہوئی
وہ پریزاد ہر مرتبہ ہنستی ہی ہنس ہنس کے سحر دفع کرتی ہی ملکہ بہار کا غصہ بڑھتا جاتا ہی مگر زور
نہین چلتا جب ملکہ بہار خوب سحر کر چکی تب اُس پریزاد نے ابر پر نگاہ ڈالی تڑاقا ہوا وہ ابر
پھٹا کچھ دھوان نکلا اُس دھوئین کو دیکھکر بدن سے چنگاریان نکلنے لگین معلوم ہوا کہ استخوان
جل جائینگے آہ کا نعرہ منھ سے ملکہ بہار کے نکلا رنگ رو متغیر ہوا ہاتھ پاؤن پھولے سحر فراموش
ہاتھ پاؤن مین رعشہ حجاب سے پیشانی پر پسینہ قریب تھا کہ ڈگمگا کر زمین پر گرے کہ دوسری
جانب سے نعرہ ہوا سنبھل باغبان قدرت آتے ہی باغبان نے بہار کو سنبھالا چاہا کہ لے نکلون
اُس پریزاد نے دہی لگا ابر سیاہ جو سر پر سایہ فگن ہی شاید اُسمین کوئی ساحر پرفن ہی اشارہ کیا
کچھ شعلے اُسی ابر سے نکلے بھڑکتے ہوے سامنے باغبان کے آئے یہ جوان شیر دل بھی مبہوت ہوا
سحر کرنے کرنے سکوت ہوا قریب تھا کہ زمین پر گرے کہ آسمان سے برق چمکی رعد و برق ہان
پتے دونون آکر پہونچے رعد نے باغبان و بہار کو سنبھالا برق تڑپ کے گرنے لگی اُس پریزاد
نے ہنس ہنس کے برق کو بھی بیکار کیا برق لامع تڑپکر گری ابر مرواریدی کے ٹکڑے ٹکڑے
اڑا دیے ابر کو توڑ کر جب قریب پریزاد کے پہونچی چاہا تڑپکر گردن اسکے بھی دو ٹکڑے کرون
اسنے طبق کو گردش دی ایک مروارید بے بہا ٹوٹ کر برق لامع پر گرا یہ بھی بیکار ہوئی
قریب تھا کہ یہ سب کے سب زمین پر گرین کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ سنبھل ملکہ مجلس جادو
سب نے دیکھا مجلس جادو اُڑتا آب روان کا پہنے ہوے مرکب گلی پہ سوار پنجہ گلی ہاتھ
مین آتے ہی نعرہ کر کے گری پنجہ گلی طبق زرین پر مارا مروارید بے بہا ٹوٹ کر مجلس جادو

پھر گرے یہ بھی بیکار ہوئی قریب تھا کہ سب سرداران مذکور بیکار ہو کر زمین پر گرین ہاتھ پاؤن
ٹوٹین خواجہ عمرو نے جو یہ حال اپنے سرداران نامی کا دیکھا دعائین مانگنے لگے ای پروردگار آج
لشکر اسلام پر یہ بلا نازل ہوئی بہار و باغبان وغیرہ قتل ہوتے ہین اس آفت سے ان سبکو
بچائے اسد نامدار بھی بیقرار ہو گیا صندلان صندلی پوش برق لامع کی جرأت دیکھکر دب
گیا علم و نشان بہار دیکھکر روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہوئی تھی جب بہار جادو مبتلاے
بلا ہوئی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا بے اختیار پکار اٹھا پروردگار ان سب کو بچالے جناب
ہو کر ان سب کا دعا کرنا کہ دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا صحرا مین روشنی ہوئی ابر سیاہ وسط
سما پر لہرایا ابر فوراً شق ہوا چودھوین رات کا چاند یعنی بدر کامل اس ابر تیرہ و تار سے ظاہر ہوا
اب عکس ماہ کامل طبق مرواریدی پر پڑا مرے ٹکڑے ہو گیا ایک مروارید ٹوٹ کر ماہ تابان
پریزاد و ٹکڑے ہوئے اب سب نے دیکھا کہ دختر کوکب صف شکن ملکہ بران شمشیر زن
بصد سطوت و صولت اڑنے لگین سحر کرنے لگین اس پریزاد نے بھی ایسے ایسے سحر کیے قریب
تھا کہ ملکہ بران قتل ہون ملکہ بران شمشیر زن نے جوڑے سے اپنے اختر مروارید نکالا اسکا
عکس ڈالا کئی مرتبہ سحر دفع کیا جب ملکہ بران نے ابر مرواریدی کو توڑا طبق کے ٹکڑے اڑادیے
اسوقت اس پریزاد نے اپنے مقام پر سے جنبش کی تلوار کھینچکر ملکہ بران پر جا پڑی قریب
آکے ہاتھ مارا ملکہ بران نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا تیغ اس پریزاد کا پڑا سپر کٹی سر ملکہ بران کا
زخمی ہوا جتو یہ ملعونہ برس پڑی کئی زخم ملکہ بران نے کھائے ہر مرتبہ وہ پریزاد چاہتی ہو لپٹ
جاؤن ملکہ بران شمشیر زن سحر کر رہی مین اپنے کو بچاتی ہین مگر قیامت کا ہنگامہ ہے دونون
مین نیچہ چل رہا ہے آخر کو ملکہ بران نے جب دیکھا کہ اسکے ہاتھ سے رہائی میری بہت دشوار ہے
اختر مروارید جھلا کر کھینچ مارا سینہ پر اس پریزاد کے پڑا پشت کو توڑ کر پار گذر گیا اندھیرا چھا گیا
آندھی سیاہ اٹھی برف باری سنگباری ہونے لگی بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام سن
مرغ جادو صاحب علامت طلسم صندل بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم
پھر بدر کامل اندھیرا سا سرداران نامی و گرامی ملکہ بہار و باغبان و بران وغیرہ لشکر قیام جادو
و سقیم جادو پر جا پڑے سب سے پہلے خواجہ عمرو کو ملکہ بران شمشیر زن نے رہا کیا خواجہ

اٹھتے اٹھتے گلیم ادھر کرنا غائب ہوئے ہنگامہ میں لوٹ شروع کردی ملکہ بہار لڑتے لڑتے قریب
اسد نامدار پہونچی سحر سے رہا کیا قیام و مقیم نے ہرچند چاہا ملکہ بہار و باغبان کو تا بہ طلسم کشا
نہ آنے دیں لیکن باغبان رستم وقت یہ شاہزادی شمشیرزن کب کسی بچیا کے روکے سے رکتی ہے
گلدستہ چلا ہی اسد شیردل کو مرکب پر سوار کرلیا اسد کا بھی نعرہ ہوا نعرۂ اسد

اسد شہسوارم کہ در روز جنگ — بدرّم دل شیر و چرم پلنگ
شہنشاہ نام آور و کامران — اسد شیردل ابن صاحبقران

اسد غازی نے رہا ہوتے ہی ہمراہیان صندلان کو چھڑانا شروع کیا قریب آکر صندلان
کے کود پڑے صندلان کی ہتھکڑی کاٹی یہ قدموں سے لپٹ گیا اور کہا ای آقائے نامدار اپنے
کو ساحران غدار سے بچائیے ہنگامۂ سحر و ساحری گرم ہے اسد غازی نے اپنا مرکب صندلان
کے سامنے کیا صندلان بھی پشت مرکب پر سوار ہوا لیکن اسد غازی نہنگانہ دریائے
فوج ساحران میں ڈوبے ہوئے لڑ رہے ہیں ملکہ بہار نے قیامتیں برپا کردیں باغبان نے
زبجر کے قیام و مقیم جادو کو گرفتار کرلیا ملکہ گوہر جادو لڑ رہی ہے بہار نے کہا دیکھو میں اسکو
تنکے چنواکے مارتی ہوں یہ سنکر صندلان صندلی پوش رونے لگا اسد غازی سے بڑھکر
عرض کی حضور مجکو گوہر جادو کا بڑا خیال ہے کہ میری عاشق صادق بار سوافق ہے انتہائی خدمتگزاری
کرتی تھی مسلمان ہونا اسکو ناگوار ہوا اسوجہ سے یہ بدعت کی اسد غازی نے بڑھ کر ملکہ بہار
سے کہا کہ صندلان صندلی پوش واسطے ملکہ گوہر جادو کے بہت بیتاب ہے جہان تک
ہوسکے اسکو گرفتار کرلو جاں سرداروں نے قبول کیا بہار و باغبان نے گوہر جادو کو بیہوش
کیا زمان میں سوزن و یا ساحر والوں نے صدائے الامان الامان بلند کی ملکہ بران شمشیرزن
نے تلوار کو نیام انتقام میں رکھا سب کو منع کیا اسد نامدار آگے آگے خواجہ عمرو ہمراہ بارگاہ
میں آکر جلوہ فرما ہوئے ملکہ گوہر جادو کو ہوشیار کیا صندلان نے اٹھ کر سمجھایا کہا ای ملکہ عالم
تمنے قدرت پروردگار کو دیکھا چشم زدن میں کیا ہوا سرداران شفق و جان نثاران صف شکن
کیا وقت پر آئے مریخ جادو کا قتل ہونا کیا آسان تھا ماشاء اللہ ملکہ بران نے کس زور شور سے
قتل کیا کیا کمال دکھایا لات و منات پر لعنت کرو اطاعت دین اسلام ملت بیضا قبول کرو گوہر جادو

اسطور کو دیکھکر خود وجد مین تھی اشارہ کیا خواجہ عمرو نے زبان سے سوزن نکال لیا گوہر جادو
اسد غازی کے قدمون سے لپٹ گئی اسد غازی نے دست حق پرست پشت پر رکھا ملکہ گوہر جادو
صدق دل سے مطیع الاسلام ہوئی اوسی وقت انتظام لشکر ظفر اثر کرنے لگی اسباب عیش ونشاط
مہیا ہوا سردارون نے خواجہ عمرو سے تمام کیفیت دریافت کی عمرو نے سب حال ظاہر کیا کہا کہ
مین نے افراسیاب جادو سے حیرت نبرد حال لوح دریافت کیا آیا طلسم صندل بدروکار عالم
نے پہونچایا کیون ای ملکہ گوہر جادو اب طلسم صندل مین داخل ہونے کی کیا صورت ہو عرض کی مین
حوالی طلسم کی منتظم ہون مجھے حال طلسم کا نہین معلوم یہ بزرگون سے دریافت کیا کہ لوح طلسم صندل
معدوم ہو یا ہو کنیز کو اس مقدمہ مین بالکل دخل نہین ہو ملکہ بہاران شمشیرزن نے کہا ای شہنشاہ
اوج عیاری ہملوگون نے رہتے اسطرف آنے کا دریافت کر لیا جسوقت کوئی آپ کے دشمنون پر
سختی ہوگی خود اپنے کو پہونچائینگے جو آپ کے مذہب کا قاعدہ ہو اُسی طرح اسد غازی کو برائے
عبادت حکم دیجیے اپنے مالک حقیقی رب تحقیقی سے رجوع کرین کیفیت لوح طلسم دریافت ہوگی
قبلہ وکعبہ نے بھی بعد آداب وتسلیمات عرض کیا ہر اول طلسم کشا کو مناسب ہو کہ لوح طلسم صندل
کی تلاش کرین تب فتح مرحلہ جات کی تدبیر ہوگی مگر یہ بھی عرض کیا کہ اول سامان قتل صندل جادو
مہیا ہو لوح طلسم سے صندل جادو قتل ہوگی خواجہ عمرو نے کہا ای ملکہ بہاران لوح سے سب مشکل
آسان ہوتی ہو ملکہ بہاران نے جواب دیا جو قبلہ وکعبہ نے کہا مین نے عرض کی آیندہ جو مناسب وقت
ہو اب آپ عبادتخانہ تو آراستہ کرائیے ہم لوگون کا زیادہ ٹھہرنا بہتر نہین ہو ملکہ بہار وباغبان نے
بھی کہا ملکہ مہرخ وغیرہ لشکر مین منتشر ہین اپنے کو جلد وہان پہونچائیے ایسا نہو افراسیاب جادو
انکی تدبیر کرے یہ کہکر باغبان وبہار وبہاران وغیرہ سب اُٹھے اسد غازی سے قدمبوس
ہوکر تخت پر سوار ہوے آمادہ قطع منازل صحراے پرخار ہوے یہ سب سردار ہمراہ ہوکر جاتے
ہین ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا بعد جانے ان سرداران مذکور کے ملکہ گوہر جادو نے خدمت
مین خواجہ عمرو کے عرض کی ای شہنشاہ اوج عیاری اب آپ بھی طلسم کشا کو لے کر نکل جائیے
مگر حصول لوح مین مصروف ہوجیے مین جا کر اپنے کو کسی مقام محفوظ پر مخفی کرونگی جسوقت
آپ کو لوح وغیرہ دستیاب ہوگی ہم خدمت مین حاضر ہونگے اپنے کو آپ کی خدمت مین

ہو بچا نکلے اب اس چاہ و حشم سے یہان ٹھہرنا بہتر نہین ہی ایسا نہو کہ صندل جادو کو خبر ہو جاے
شفقت آپکی ضائع ہو صندل جادو سے لڑنا بہت دشوار ہی ساحرہ قدیم جہاندیدہ گرم و سرد عالم
چشیدہ انتظام سلطنت پر ایسا ناز ہی کہ مشہور کیا کہ ملکہ صندل جادو کی موت کسی چیز سے
نہین ہی خواجہ عمرو نے کہا سب سامان پروردگار مہیا کردیگا اسی وقت خواجہ عمرو نے ہاتھ
اسد غازی کا تھاما کہا ای نور نظر کسی گوشہ عافیت مین چلکر رب اکبر سے رجوع کرو ابھی تا بہ دیرینہ
مہر و ماہ جانا ہی اصل لوح طلسم ہوش رُبا کا پتا لگانا ہی ابھی براے لوح طلسم صندل یہ درد سر اس قدر
سخت و صعب مین پڑا چکر ہوا ملکہ گوہر جادو تو اسی وقت بارگاہ مین وغیرہ لدوا کر طرف صحرا کے
روانہ ہوئی صندلان صندلی پوش کو اپنے ہمراہ لیگئی خواجہ عمرو مع اسد نامور ایک صحراے
سبزہ زار مین آکر پہونچے سامنے ایک درۂ کوہ فلک شکوہ ہی عمرو نے اسد نامدار سے تاکید کی
کہ ای نور نظر و ای شیر بیشہ جرأت و ہمت اپنے بے نیاز کارساز سے رجوع کرو دیکھو پردۂ غیب
سے کیا ظاہر ہوتا ہی اسد نامور تو اُس درہ کوہ پر بیٹھکر مصروف عبادت ہوے دیکھیے پردۂ
غیب سے انکو کیا ہدایت ہو خواجہ عمرو کنارے صحرا مین جاکر ٹھہرے اسد غازی بصد
خضوع و خشوع درۂ کوہ مین مصروف عبادت رب بے نیاز ہوئے انکو اس حال مین چھوڑ دو
وقت پر ذکر انکا تحریر ہوگا ۔

دو کلمہ داستان ملکہ بہار و باغبان وغیرہ کہ خواجہ عمرو سے رخصت ہوکر طرف لشکر اسلام کے جاتے ہین بیان ہوتے ہین

خمسہ

فزون چمن سے بہار آج بار راہ مین ہی — سکون راحت صبر و قرار راہ مین ہی
سحر سے شور ہی بار بار راہ مین ہی — ہواے دور سے خوشگوار راہ مین ہی
خزان چمن سے ہی جاتی بہار راہ مین ہی

ہزارون گل ہین نہین ایک خار راہ مین ہی — دوچند باغ جہان سے بہار راہ مین ہی
خوشبو آؤ یہی اب پکار راہ مین ہی — گدا نواز کوئی شہسوار راہ مین ہی
بلند آج نہایت غبار راہ مین ہی

مین اُسکو دیکھ کے بیہوش یوسف و عیسی — تحمل مین ہووے منور سے اسکے جلوہ بری

ابھی سے جان تصدق ہی اُسپہ ہر اک کی | شباب تک نہین پہونچا ہی عالم طفلی

ہنوز حسن جوانی بار راہ مین ہی

بشر کو خوب ہی تدبیر اوج پستی مین | رکھے تمیز ثواب و عذاب مستی مین
ضرور چاہیے صحرا کا خوف بستی مین | عدم کے کوچ کی لازم ہی فکر ہستی مین

نہ کوئی شہر نہ کوئی دیار راہ مین ہی

مسافرون کو سفر مین خیال راہ ہی شرط | رفیق یکدل و یکرنگ خیر خواہ ہی شرط
ہر ایک کام مین انجام پر نگاہ ہی شرط | طریق عشق مین اے دل عصائے آہ ہی شرط

کہین چڑھاؤ کسی جا اُتار راہ مین ہی

حسین ہین حور ہین خورشید ہین ترے رخسار | ہلال برق ہی اعجاز ہی تری رفتار
جلاتا مردے ہی تو دمبدم ہزار ہزار | جگہ ہی رحم کی اسکو بھی ایک ٹھوکر مار

شہید ناز کا تیرے مزار راہ مین ہی

نہ فکر کھانے کی اُسکو نہ آب کی خواہش | نہ زینت اُسکو ہی منظور اور نہ آرایش
قدم قدم پہ ہی تیزی اُسکی افزایش | سمند عمر کو اللہ رے شوق آسایش

عنان گسستہ و بے اختیار راہ مین ہی

یہ راہ سخت ہی اسمین ہزار ہین کھٹکے | نہ مجھ سے کہتے ہین چھٹنے مین ہمنشین پیچھے
جواب مین یہی کہتا ہون مین توان سب سے | نہ بدرقہ ہی نہ کوئی رفیق ساتھ اپنے

فقط عنایت پروردگار راہ مین ہی

کمال دھوپ پڑی دوپہر ہی گرمی کی | زیادہ لو بھی ہی دوپہر ہی گرمی کی
زمین ہی آگ ابھی دوپہر ہی گرمی کی | نہ جائین آپ ابھی دوپہر ہی گرمی کی

بہت سی گرد بہت سا غبار راہ مین ہی

یہ راہ وہ ہی کہ بد اسمین ہی سبھی کا ساتھ | جگر کا اشک کا نالے کا دل کا جی کا ساتھ
نہ ہمکو چاہیے اب خضر سے نبی کا ساتھ | تلاش یار مین کیا ڈھونڈھیے کسی کا ساتھ

ہمارا سایہ ہمین ناگوار راہ مین ہی

ہزار رنج اُٹھاتا ہی ساتھ ساتھ اپنے
نہین وہ جاتا ہی آتا ہی ساتھ ساتھ اپنے
ہر اک کی ٹھوکرین کھاتا ہی ساتھ ساتھ اپنے
جنون مین خاک اُڑاتا ہی ساتھ ساتھ اپنے
شریک حال ہمارا غبار راہ مین ہی

سفر جو کرنے مین آتا ہی دل مین یہ تیرے
رفیق ہی نہ ملازم ہین اور نہ ہین ڈیرے
خیال خام یہ ہی ہمنشین تجھے گھیرے
سفر ہی شرط مسافر نواز بہتیرے
ہزارہا شجر سایہ دار راہ مین ہی

افراسیاب جادو باغ سیب مین داخل ہی تحریر کرچکا ہون کہ جب مفصل اُسکو معلوم ہوا کہ خواجہ
عمرو نے بصورت حیرت جادو کی نبز مجھ سے حال لوح طلسمی دریافت کیا اور برائے تلاش
لوح روانہ ہوگیا افراسیاب جادو نے کلنگ جادو کو نامہ دے کر روانہ کیا تھا اُسکو راہ مین
عمرو نے مارا افراسیاب جادو نے بروقت روانہ کرنے کلنگ جادو کے اُسکے ہاتھ سے
ایک گلدستہ سحر جو اکر اسواسطے رکھ لیا تھا کہ اگر اسپر کوئی افتاد پڑے ہمکو فوراً معلوم ہو جاوے
جب افراسیاب جادو کو رقعۂ جمشیدی سے دریافت ہوا کہ عمرو عیار اسد نامدار کو لیکر آیا ہی طلسم
صندل پہونچا اور رقعۂ جمشیدی سے یہ بھی دریافت ہوا کہ برّان وغیرہ برائے مدد پہونچین مرتیخ
جادو صاحب علامت طلسم صندل کو مارا اور سرداران مذکور جو والی طلسم صندل سے واپس
ہوے اور فلان راہ سے آتے ہین بہت جھلایا قبضہ بر ہاتھ ڈال کے اُٹھا یہ کہتا ہوا کہ بران
وغیرہ کی قضا دامنگیر ہی آج ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا اسد غازی کی مدد کے لیے آئے ہین اب
بادولت کے ہاتھ سے بچکر کہان جائینگے ہرچند وزرا نے منع کیا اور کہا کہ شہنشاہ تکلیف نہ فرمائین
غلامان جانباز جائین جس جس باغی کو حکم دیجیے فوراً گرفتار کر لائین اگر حکم ہو سر حاضر کرین افراسیاب
جادو نے کہا اس سبب سے کوئی آگاہ نہین دختر کوکب ایسی نہین ہی کہ نرگس کے دھوکے سے رُک جاے
یہ وہی ہی جسنے دریاے خون رواں کو خشک کیا پل بر بزادان کو توڑا اسکے سبب سے بادولت
نے کیا کیا رنج و ملال نہین اُٹھاے مگر آج اُسکی قضا آئی ہی یون بیفکر چلی آتی ہی کہ کوئی آگاہ نہ ہوگا
بادولت کو بیٹھے بیٹھے کیفیت کل طلسم دریافت ہوسکتی ہی اور عمرو جو فکر لوح مین گیا ہی سراسر
اُسکی حماقت ہی مین نے سب کیو اُس سے کہد یا شکر ہی سامری جمشید کا جو اُسے اصلی تھا وہ نہین

بیان کیا لوح کا ملنا دشوار ہی مگر ساربان زادہ بڑا اسکار ہی طلسم صندل پر اُسکی قضا اُسکو
لیگئی ہی صندل جادو بھاری قوت بازو نامی و نامور ہی شہپر کوئی دست انداز نہین ہوسکتا
اکیلی لاکھون سے لڑسکتی ہی لوح طلسم صندل بھی ملنا غیر ممکن اب تو مین جاکر بہار وغیرہ کی خدمت
کرون بعد اُسکے مقدمہ اسد مین بھی دیکھا جائیگا صندل جادو اُنکا درد سر کھونے کو کیا کہو کر
یہ کہکے افراسیاب جادو اُٹھا باغ سیب کے باہر آیا سحر سے ایک مرکب تیار کرکے اڑتا ہوا جستجو
بہار وغیرہ مین چلا عجائب و غرائب اپنے دکھاتا ہوا مرکب جھکاتا ہوا اگر کوئی کوہ فلک شکوہ
راہ مین ملا مرکب کو پیچھے ہٹا کر پری جادوئی مرکب کو اشارہ کیا مرکب کوہ کو کود گیا یا ٹاپ ماردی
پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے اگر نخل دکھائی دیا ہاتھ سے اشارہ کیا نخل کے دو ٹکڑے ہوے اسطرح
نخل ہاے تر و تازہ قلم کرتا ہوا جاتا ہی سبزہ صحرا کا پامال غصہ مین چہرہ لال دس بیس کوس راستہ
طی کرکے ایک مقام پر آکے افراسیاب جادو ٹھہرا سوچ رہا ہی کہ مسلمان کدھر سے آئینگے
کہ دفعتاً ایک ابر سبز افراسیاب کو معلوم ہوا حیران ہوا کہ یہ ابر سبز کیسا ہی یا میری آنکھون مین
سرسون پھولی سبز بختی بھولی یا بموجب مثل ساون کے اندھے کو ہرا ہی ہرا معلوم ہوتا ہی بہ نگاہ
غور دیکھا زیر ابر ہزارہا طائر زمزمہ سرا ہین سے پر ملاے ہوے زیر ابر زمزمہ سرائی مین مصروف
ہین ایک نہر کلان جوش مارتی ہوئی نمایان ہوئی اب جو افراسیاب جادو نے بہ نگاہ غور
دیکھا تخت زبرجدی پر ایک ساحر نحیف و ضعیف بدلباس سفید تاج یاقوت احمر سر پر گرداگرد
چند کنیزان خوشرو جام و سبو لیے حاضر ہین وہ تخت زیر ابر چرخ مار رہا ہی اب جو بہ نگاہ
غور افراسیاب نے دیکھا اپنے استاد والا نژاد خضران سبزپوش صحرانشین کو پہچانا
بڑھ کر سلام کیا خضران نے جو افراسیاب کو آتے دیکھا فوراً تخت سے کود پڑا پکارا کہ
بہادر ہو ہا اے نور نظر اے بادشاہ نامور فخر جمشید و سامری اے زینت محفل فسونگری
اسوقت یکہ و تنہا اس مقام پر کیونکر آنے کا اتفاق ہوا پسینے بہ رہے ہو کوئی ملازم نمکخوار
ہمراہ رکاب سعادت انتساب کیون نہ آیا افراسیاب جادو نے کہا اُستاد کیا عرض
کرون ایک ضرورت سے آیا ہون خضران نے اُسی وقت بارگاہ استاد کرائی افراسیاب
جادو کو بارگاہ مین لے کر آیا دنگل زرین پر جگہ دی نازنینان پری چہرہ کو اشارہ کیا جام مے

گفتار نیک مزہ حاضر ہوئین جب دو چار جام افراسیاب جادو نے پیے خضر ان
نے زبان ساتھ تسکین کے کھولی اور کہا افراسیاب ایسی کون سی ضرورت تھی جو تو
یکہ و تنہا آیا ما بدولت سے بیان کر افراسیاب جادو نے کہا حسب حالات آپ نے
سنے ہونگے وہ بندیان غلام میرے مجھ سے بگڑ گئے ذراسی غفلت مین اسد غازی گنبد نور سے
رہا ہو گیا ساربان زادے نے عیاری کر کے حال لوح دریافت کیا طرف طلسم صندل کے
روانہ ہوا ملکہ بہار و باغبان وغیرہ ملتے ہوئے آتے ہین آنکی فکر مین نکلا ہون کہ آج سب کو گرفتار
کرون دختر کوکب بران شمشیرزن بھی ہمراہ ہی سب سے زیادہ مجھے اُس گیسو بریدہ کی فکر ہی
اُسنے بڑے بڑے صدمے پہونچائے ہین لیکن اس بات کا مجکو خیال ہی کہ یہ سب رواج ہروان
طلسم ہوش رُبا مین اگر ذرا بھی آگاہ ہو جائینگے دست اندازی امیر دشوار ہو گی اسی خیال مین
اگر یہان ٹھیرا ہون اسی راستہ سے انکا گذر ہو گا خضر ان سبزپوش نے کہا ای افراسیاب جادو
حقیقت مین جن سردارون کا تو نے نام لیا یعنی باغبان و بہار وغیرہ انکے سحر سے زمین تھراتی
ہی لیکن ہم بہت آسانی سے انکو گرفتار کر لین گے ای فرزند تو نے آج تک ما بدولت کو اطلاع
نہ کی ورنہ لڑائی طول نہ کھینچتی افراسیاب جادو نے کہا اُستاد آپ نے سنا ہو گا استاد کلان
فخر ظلمانی پہلو نشین سامری کہ جنکا پردۂ ظلمات سے طلسم باطن تک شل نشین ہی ہاتھ سے
اہل اسلام کے مارے گئے حمزہ صاحب اسم اعظم نہایت محترم و محتشم ہی اسکا خیال نہ کیا کل لشکر کو سحر
مین پھنسا لیا اگر قصد کرتے سد باب اسم اعظم آنکے نزدیک کتنی بڑی بات تھی لیکن ایسا
دھوکا کھایا ہاتھ سے حمزہ کے مارے گئے اپنے ایسے جلیل القدر قتل ہوئے کہ آبروے طلسم ہوش ربا
باقی نہ رہی خضر ان صحرانشین نے کہا ای نور نظر فخر ظلمانی کیا تھا ملکہ تاریک شکل کش نے اپنا داماد
بنا کر اُسکو فخر دیا اُسنے جا بجا اندھیر مچایا ہر ایک سے کہتا پھرتا تھا مین استادون کا استاد
ہون ملکہ تاریک شکل کش کا داماد ہون اس غرور نے اُسکو پامال کرایا ای افراسیاب تجکو
کو جھکنا چاہیے جب سرکشی کریگا جفاے تیر اُٹھائیگا آج تو تماشا سحر کا دیکھنا ملکہ بران شمشیرزن
کو اپنے کمال پر بڑا دعوی ہی یون پھنسے کہ جیسے دام مین جانور کو صیاد پھنساتا ہی جنکے تو نے
نام لیے ان سب مین بران صاحب لیاقت ہی لیکن ما بدولت کے سامنے کیا حقیقت ہی

اگر کوکب روشن ضمیر بادولت کے مقابلہ مین آئے تو کدم بھاگ جائے مین اُسکی کیا حقیقت جانتا
ہون وہ چھوکری کیا ہے ایک اشارہ اُسکے واسطے کافی ہے یہ باتین کرتا ہوا افراسیاب جادو کو ساتھ
لیکر ایک صحرائے سبزہ زار مین وہ سبز قدم آیا کوس بھر کے گرد مین ایک حصار کیا کھڑا ہو کر سحر پڑھنے لگا
لگا ایک غبار بلند ہوا ابر تیرہ و تار چھا گیا برقین تڑپ کے اس مقام پر گرنے لگین افراسیاب
جادو کا ہاتھ تھام لیا ایک گوشہ مین ٹھہرا یا کہا اب تماشا دیکھو باغی آتے ہی سزا پائین دام موج
رنگ گل مین گرفتار ہو جائین ایک ایک نخل انکے واسطے اژدہا جانگزا اس باغ کی بہار ہے ایک ایک پھول
آنکھین نکالیگا رنگ گل شرارہ آتش بجائیگا ہوا یہان کی تیر دلدوز ہر چمن آتش پر سوز یہ کہکر افراسیاب
جادو کو لیکر ایک کنارے بیٹھا انتظار آمد ملکہ بران مین مصروف یہان تو خضر ان سبز پوش
صحرا نشین نے یہ دام مکر پھیلا یا یعنی باغ سحر بنایا لیکن ملکہ بران شمشیر زن و باغبان صف شکن
و بہار رنگین عذار وغیرہ تخت پر چلی تھین صحراہائے خارستان طے چشمہ آب روان ان منزلون
مین نایاب کانٹون کے جنگل اس منزل پر خار کے مسافر مضمحل راہ خطرناک جادہ منزل آتشناک
ہوا مین مخالف فصل گرمی کی دھوپ پڑ رہی ہر چہرے کملا گئے ہر ایک کو یہی خواہش ہے
کہ کوئی مقام فرحت افزا ملے چند ساعت وہان ٹھہرین دل کو تسکین دین ناگاہ دور سے
ایک باغ پر بہار پر نگاہ پڑی سر سبز و شاداب ہر چمن نایاب بار اثمار سے شاخین جھوم
رہی ہین طائر زمزمہ سرا گلشن فرح افزا

نظم

کسی تختے مین لالۂ داغدار
کسی جا پہ بیلا کہین سیوتی
کہین جعفری اور شبو کہین
ہر اک رنگ مین اسکی قدرت کے کھیل
مسلسل وہ سنبل کا عالم جدا
پڑا اسپہ منقش ہر تار تار
کھڑے اسپہ پانی ہین قرقرے
کھڑے خضر جیون آب حیوان پہ ہو

کسی جا گل اشرفی کی بہار
کسی جا پہ نرگس کے گل بیشمار
شگوفے کی اور چنبے کی بو کہین
کسی جا پہ باہم انار و بہی
کہ مصداق ہے زلف محبوب کا
بنی ہین صفائی سے چوپڑ کی نہر
لب جو کی صورت لبون کے پرے
مگر دیکھے سے اسکے بے ساختہ

کسی جا پہ جوہی کہین کیتکی
کسی جا پہ صد برگ کی وہ بہار
کسی جا پہ سوسن کہین لے جل
کسی جا مقابل تھے سرو سہی
روش پٹریان صاف آئینہ دار
کہ دیکھے سے آئے جوانی کی لہر
اگا تھالے جو ہر اک سرو دان
کرین چہچہے قمری و فاختہ

کہیں بیٹھے کہیں اُڑتے مور
وہاں مالنیں ہیں نکالی چنگیر
مصاحب کوئی انگنیں کوئی خواص
جگت رنگ چالاک بیباک وہ

چمن میں کہیں دوڑتے ہیں چکور
چمن میں کوئی پھول چنتی پھرے
اپنے عالم میں سب خاص خاص

لگے ہیں ہر اک جا جو پھولوں کے ڈھیر
کوئی کوک کوئل کی سنتی پھرے
ہر اک رنگ کی پہنے پوشاک وہ

صدہا کنیزان زرین پوش بصد جوش وخروش اس باغ جنت

نظر میں پھر رہی ہیں ایک نازنین گل کی افسر تاج بے بہا سر پر حسن میں رشک شمس و قمر دریاے جواہر
میں غوطہ زن گلعذار گلپیرہن جواہر نگار کرسی پر بصد زیب و فرحت گلشن مژگان نگران گرد مصاحبان
عالیشان ملکہ بہار نے جو یہ تماشا دیکھا ایسا باغ پُر فضا نظر آیا گھبرا کر کہا وہ صاحب جو بانی بناے باغ عالم
نے اپنا فضل شریک حال کیا غنچۂ آرزو کھلا چلو اس باغ میں چل کر دم لیں آب صاف و شفاف بھی موجود ہی
سب طرح کا سامان عیش و عشرت مہیا ہی اسکی قدرت کا تماشا ہی باغبان قدرت وغیرہ تو گھبرائے ہوئے
راہ دور و دراز کو طی کرکے آئے تھے پیاس کی شدت دھوپ کی حدت آنکھوں میں دم انتشار
کا عالم سب نے کہا بہتر مگر مجلس جادو سب میں کسن بلاے روزگار ہی اُسنے سر جھکا لیا کہا ای ملکہ
عالم یہ باغ نیا معلوم ہوتا ہی جب ادھر آئے تھے اس باغ پُر بہار کو نہ دیکھا تھا یا تو تغیر ہوا ہمارے
آپ کے پھنسانے کی تدبیر ہی ملکہ بُران نے غصہ میں کہا ای چھوکری تو کیوں بولتی ہی تجھے کیا دخل
ہی ملکہ بہار اس ملک کی واقفکار باغبان قدرت طلسم کے مددگار کیا ہمارے یہ سب لوگ
دشمن ہیں کہ ہمکو بلا میں پھنسا دینگے یہ ہمارے دل کو کبھی یقین نہیں ہی باغبان نے کہا اگر باغ
نیا یا پرانا ہوگا تو ہمارا کیا کر سکتا ہی چند عورتیں یہاں موجود ہیں انکے بھی کان پکڑ کے اپنے ساتھ
لیتے چلیں گے اور ہمارا یہ کیا کر سکتی ہیں باغبان نے جس طرح کہا اور زیادہ سبکو اطمینان ہوا
جب تخت ان سبھوں کا اُڑتا ہوا قریب دیوار باغ پہونچا وہ نازنین تاجدار کرسی سے براے
تعظیم اُٹھی ملکہ بہار و ملکہ بُران شمشیر زن کو جھک کے سلام کیا دست بستہ عرض کی ای ملکہ
عالم آئیے تشریف لائیے کنیز کو سرفراز فرمائیے ہمتو عرصۂ دراز سے حضور کی قدمبوسی کے مشتاق
ہیں یہ بھی اتفاق ہی کہ آپ نے ادھر قدم رنجہ فرمایا کنیز قدیم کو آپ نہیں پہچانتی ہیں گل اندام
میرا نام ہی عرصۂ دراز سے میرا قصد تھا کہ خدمت میں حاضر ہوں مگر آج اختر اقبال چمکا کہ حضور کا
جمال آفتاب مثال نظر آیا اسطرح خوشامد سے جو اُس نازنین مہ جبین نے کہا بار صحن سردار

تخت سے اُترے اُس نازنین نے بڑھ کر ملکہ بہار کے قدمون کو بوسہ دیا کنیزون کو حکم ہوا
جلد بارہ دری آراستہ کرو سامان عیش ونشاط مہیا ہوا استقبال کرکے سب کو لے چلی
ناز کرتی ہوئی کہ آج میرے واسطے روز سعید ہی ملکہ بہار نے سرفراز فرمایا اسطرح پر استقبال
کرکے پھول لٹاتی ہوئی مسکراتی ہوئی کنیزون پر تاکید کی گلدستہ ہاے گل تیار کرو ملکہ بہار
کے واسطے بدھیان طرہ یہ کہ زیور گل بھی اسوقت تیار ہونین ہر کنیزین بھی خوشی مین عرض کرتی
ہین لونڈیان ابھی حاضر کرینگی گلدستہ ہاے گل تیار ہین اس سامان سے بڑی عظم وشان سے
نازنین گل اندام ملکہ بہار وغیرہ کو لے کر بارہ دری مین آئی مسندین آراستہ کروین ملکہ بران و
بہار وغیرہ کو بٹھلایا دست بستہ ہوکر عرض کی کہ جو کچھ آپ آئین اس کنیز کو میسر ہی حاضر کرون
باغبان نے کہا ای گل اندام یہ باغ تمھارے بزرگون کے وقت کا ہی یا افراسیاب نے
بنواکر مرحمت فرمایا گل اندام نے عرض کی حضور یہ باغ تو تعمیر ہی خاک بیابان کی اکسیر ہو لون
مین بیابان کے ستارون کی تنویر گل مہتاب رشک ماہ منیر ہی کل شہنشاہ نے حکم دیا تھا ای
گل اندام بر سر لشکر خدا پرستان لشکر کشی کر و حضور مین نے جو آپ لوگون کا نام سنا دل مین
خود بخود محبت پیدا ہوئی نام پر دین اسلام کے شیدا ہوئی ہر روز قصد کرتی تھی کہ خدمت
فیضدرجت مین جاؤن مگر آب و دانہ نے نہ چاہا اب حضور کے ہمراہ چلونگی مدت سے مطیع اسلام
ہو چکی ہون یہ جو سردارون نے سنا ملکہ بہار پھول گئی خوشی مین آکر حکم دیا کہ میوہ خشک وتر
حاضر ہو دو دو جام شراب کے بھی سب نے پیے جام پی کر آنکھون مین نشہ آیا جام شراب پینے
کا یہ مآل ہوا آفتاب عقل کو زوال ہوا چہرون پر اداسی چھائی خود بخود طبیعت گھبرائی
باغبان نے گھبرا کر طرف ملکہ بہار کے دیکھا ملکہ بہار نے اشارہ کیا ہی باغبان کا رنگ
دگرگون ہی خدا خیر کرے مجلس جادو ہے کہا ہم پہلے ہی کہتے تھے ہمارا کہنا نہ مانا ارس
گل اندام نے دام زلف مسلسل مین پھنسایا یاد تو کیجیے سحر فراموش ملکہ بران نے اشارہ
کیے مہوکری پچ کہتی ہی ای باغبان بیابان آکر کس بلا مین پھنسے اگر ہو سکے نکل چلو یہ آپس مین
اشارے کناے ہوے گل اندام قہقہہ مار کر ہنسی کہا ای دشمنان شہنشاہ طلسم ہوش ربا
وای گرفتاران مجلس رنج و بلا اب اس باغ عبرت خیز سے نکلنا دشوار کد و کاوش بیکار

مصرعہ چون قضا آید طبیب ابلہ شود۔ باغبان ایسا پختہ مغز لی بڑان اتنی کامل پی مخمور و بہار ایسی زبردست یکایک یون پست ہون اقبال شہنشاہی دشمنون کی تباہی شہنشاہ بھی اب آتے ہین اب سب صاحبون کی دعوت کرینگے سب سامان مہیا ہی افراسیاب کا قول ہی مخمور و بہار میری منظور نظر ہین انکی ظلم و بدعت کے ہم خوگر ہین آپ کو بھی مناسب ہی کہ شہنشاہ سے عذر کرین خطا معاف کرا دونگی ان باتون کا گل اندام کی کون جواب دے آپسمین اشارے کنایے ہو رہے ہین اپنی زندگی سے بیزار موت کے امیدوار بخوبی آگاہ ہو چکے ہین کہ سحر فراموش ہوا اقبال ہم سے روپوش ہوا جادو کا سامنا دیکھین تقدیر کیا دکھائے اُٹھنے کا قصد کرتے ہین دل بیٹھا جاتا ہی طائر ہوش پران زلفین عنبرین سراسر پریشان اس حال زار مین سب بیٹھے ہین گل اندام ہنس رہی ہی جو کنیزین خدمتگزاری مین مصروف تھین وہ ضحکہ کرتی ہین کہ سب کو دار پر کھینچین گے ایک کہتی ہی کہ ہمارے اُستاد خضران سبزپوش کا سحر ہی وہی جام پیے شیشہ دل شراب عقل سے خالی ہوے اب گویا نشہ کا آثار ہی جام شراب مرگ کا خمار ہی ملکہ بہار حیران حیران ہر سمت دیکھتی ہی کبھی مخمور سے اشارہ کیا اری کمبخت سحر یاد کر کسی طرح سے نکل چلین مخمور کا اشارہ ہی کہ ای بہار بڑی خرابی ہوئی مین بھی سحر بھول تمھاری حماقت پر بھولی یہ بنجاتی تھی کہ تم بیان کے حال سے ناواقف ہو ورنہ پہلے ہی تدبیر ہوتی اب سحر اُسکا رگ و ریشہ مین تاثیر کر چکا اب رہائی ناممکن یہ کلام ابھی تمام ہونے پایا تھا کہ سامنے سے دیکھا افراسیاب جادو تیغہ کاندھے پر رکھے ہوے ابرو پر بل کرتا ہوا ظاہر ہوا ایک جانب خضران سبزپوش صحرانشین چلا کے کہتا ہوا کیون افراسیاب جادو ہمارے سحر نایاب کی تر و تازگی دیکھی کیا باغ بنایا بڑا لطف یہ ہی کہ ملکہ بہار کو پھنسایا باغبان کو دیوانہ بنایا پی بڑان سرکشی بھولین دیکھیے اپنے ہوش سے باہر ہین پی مخلس بھی خاموش بیٹھی ہین ابھی سحر یاد آے تو تڑپ کے ہمیرا پڑین مگر کیا کر سکتی ہی افراسیاب جادو نے خضران سبزپوش صحرانشین کو ان باتون کا جواب نہ دیا مخمور و بہار کو دیکھکر گھبرایا یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا آگے بڑھا اشعار

بلبل سے کرتی کب ہی وہ رشک چمن حجاب	ہمسے ہی کسلیے ہی تجھے ای گلبدن حجاب
افسون شرم باعث تسخیر ہو چکا	کب تک رہیگا آ دبت پیمان شکن حجاب

حسن پر ہنسی سے گے اٹھاتے بڑے مزے ہوتا نہ روح کو جو لباس بدن حجاب
ہر بزم مین نثار ہین پروانے شمع پر عاشق کے واسطے نہین کچھ انجمن حجاب
کج بازیون کے لطف جوانی مین خوب ہین پیری مین ہی بشر کے لیے بانکپن حجاب
دنیا کا ترک بعد فنا بھی نہین قبول اس شرم سے ہی لاش بشر پر کفن حجاب
نافہ نہین یہ پردۂ غیرت ہی اوپری رکھتا ہی تیری زلف سے مشک ختن حجاب
بے پردہ دیکھتے ترے نور جمال کو ہوتی اگر نہ چادر چرخ کہن حجاب
برسون ہوے کہ عاشق خدمت گزار ہون مجھ سے بجا ہے تجھے اے سیمتن حجاب
دیکھا اٹھا کے یار کہ عالم شکار ہو کسکا تجھے ہی ظالم ناوک فگن حجاب
آخر کدورت آ ہی گئی اک دمین کرنے لگی خزان سے بہار چمن حجاب

یہ اشعار جو افراسیاب جادو نے پڑھے ملکہ بہار و مخمور کو بہت ناگوار ہوا سر جھکا کر کہا ای بیجا
کیا بیہودہ بکتا ہی اگر قضا ہماری آجکی ہی کون بچانیوالا ہی اور اگر ایام حیات باقی ہین کون قتل
کرسکتا ہی وہ کمھا تونے خواجہ نے اسد نامدار کو لعبہ نور سے کیونکر رہا کر لیا تو کیا کرسکا انشاء اللہ
جب لوح لیکر آئینگے حال کھلجائیگا ہمارے رہنے اور قتل ہونے سے طلسم کشا کا کیا بگڑتا ہی اسطرح
کے کلمات سخت سرداروں نے جواب دیے شہنشاہ تو سر جھکا کر خاموش ہوے مگر خضران سبز پوش
غصہ مین کانپتا ہوا آگے بڑھا کہا ای بہار و باغبان وای ملکہ بران تم سب میری گنہگار ہو مین
اپنے طور پر قتل کرونگا تابہ کوہ عقیق اڑتا ہوا جاؤنگا حمزہ کو بھی گرفتار کرکے لاؤنگا اب تو
باقیان کو تاب نہ آئی کہا او مرد صحرائی کیا بیہودہ بکتا ہی مکر کرکے ہملوگ سحر بھلا دیے اب کیا نازر
کرتا ہی اگر سحر یاد آجاے تو تجکو مزا چکھا دیتی اب تیرے بس مین ہی جو ہوسکے وہ کر زبان سے کیون
کہتا ہی انشاء اللہ بدلا اسکا ہو جائیگا خضران سبز پوش صحرائی یہ کلمات سنکر بہت جھلایا
ابر جو سر پہ سایہ فگن تھا اسکی جانب دیکھکر اشارہ کیا وہ ابر سیاہ برسنے لگا تمام باغ آتش ہوا
صحن چمن تیرہ و تار ہوا ملکہ بہار و باغبان وغیرہ چھپ گئے بعد عرصہ دو ساعت کے افراسیاب
جادو نے دیکھا ملکہ بہار عندلیب خوش نوا کی صورت بنگئی باغبان ایک عقاب بلند
پرواز ملکہ بران شمشیر زن بصورت طوطی زرین بال اسی طرح سب سردار بصورت طائر خوش رنگ بنگئے

اثر کر اُس ججیا کے سر پر سایہ فگن ہوئے باغ وغیرہ تمام معدوم خضران سبز پوش نے افراسیاب سے کہا اب مین ان سب کو لیجا کر ایک صحراے ہولناک مین قتل کرونگا وہان سے طرف کوہ عقیق کے سفر ہی تو جا کر لشکر مہرخ کی فکر کر یا اُن سب کو گرفتار کر کے ایک ہی دن مین خاتمہ کیا جائے افراسیاب نے کہا اُستاد جسطرح آپ نے ارشاد فرمایا اُسی طور سے انتظام ہوگا مین ابھی جا کر ایک ساحر ایسا زبردست بلاتا ہون کہ مسلمانون کو بذلت قتل کرے اسیمین اُستاد و شاگرد مین خوب صلاحین ہوئین خضران نے سرداران مذکور کو جو بشکل قمری و عندلیب خوشنوا و عقاب و طوطی زرین بال سے اپنی ابرین مخفی کر لیا زیبا برا در ہزارہا طائر زمزمہ سرائی کرتے ہین یہ طائر بکیں و بے پر ٹھنڈی سانسین بھرتے ہین جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی مصیبت کا مارا اپنے حال زار پر روتا ہے خضران تو اسیطرح سیرِ شکار کرتا ہوا تخت پر سوار بشکل طائران مقیدان سحر و دیگر طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوئے عیش و عشرت مین مشغول عمر دین و دنیا فراموش ایک جانب روانہ ہوا افراسیاب جادو خوشی خوشی طرف لشکر حیرت کے چلا

دو کلمہ داستان لشکر ملکہ مہرخ سحر چشم سے بیان ہوتے ہین اشعار

یاس ہو کر کچھ دنون ہم چشم بسمل مین رہے
داغ بنکر مدتون دامانِ قاتل مین رہے

اُٹھ گئے شکوے طعنہ بے سود اقرار دروغ
جو تمہارے منہ سے نکلا سب مرے دل مین رہے

خاطرِ گل عاشقون کو تھی جو منظور مزاج
بے اثر ہو کر اثر شورِ عنا دل مین رہے

آنکھ نیند آئی نہ اپنی آنکھ جھپکی ایک دم
ذکر ہو کر رات بھر ارباب محفل مین رہے

سادہ لوحی دیکھنا وعدہ جو ظالم نے کیا
تا سحر ہم انتظار عہد باطل مین رہے

کثرتِ تکلیف سے ہم آپ نالے ہو گئے
لب پہ آئے یا کبھی بیمار کے دل مین رہے

بجز قاتل کی ایذا کمین اجل کی سختیان
روح بسمل کی طرح ہر وقت مشکل مین رہے

اشک نا طاقت کی صورت ہر قدم پر گر پڑے
وہ مسافر تھے کبھی آ کر نہ منزل مین رہے

خوب ہی سوجھی بڑا اچھا آفرین ہمکو کہو
ہم خیالِ دار بنکر یار کے دل مین رہے

قہر بیجا بحث بے سود تقریرِ فضول
ہوش کس کس کے مزاجِ مرد جاہل مین رہے

تیرہ بختی نے بھی دکھلایا ہمین آخر فروغ
داغ ہو کر ہم کنارِ ماہ کامل مین رہے

نام آزادی زبان پر آگیا تھا اسلیے
خشم ناصح طعنۂ احباب تکلیف فراق
دیدۂ گریان کی عزت کسقدر دریا نے کی
نقش کی ایسے نے نقشہ دگرگون کردیا
اُنکے گلنے کے تھے ہم مشتاق برسون نے نسیم

پاؤن میرے مدتون قید سلاسل مین رہے
زندگی جبتک رہی کیا کیا قلق دلمین رہے
اشک جو ٹپکے سو دامانِ ساحل مین رہے
تا فراقِ روح و تن ہم فکر باطل مین رہے
اسلیے شب بھر رقیبون کی بھی محفل مین رہے

افراسیاب جادو خضران سبز پوش سے رخصت ہو کر خوشی خوشی تخت پر سوار ہوا طرف لشکر حیرت جادو کے چلا یہان ملکہ حیرت جادو مقابلہ مین لشکر ملکہ مہرخ کے فروکش ہی مگر ہر وقت یہی خیال ہی کہ ای حیرت جادو دیکھ کیفیت خواجہ عمرو و اسد نہ معلوم ہوئی یقین ہی ساربان زادہ تا بہ طلسم صندل پہونچ گیا ہو یقین ہی نامہ ضرور آئے وہان ملکہ مہرخ نے چالاک سے کہا کہ ای سرہنگ سردار ہمارے براے مدد اسد نامدار و خواجہ عمرو گئے ہین کچھ احوال دریافت ہوا لشکر حیرت جادو سے جا کر دریافت کیجیے اپنے جان نثارون کی خبر لیجے چالاک بشکل خدمتگار بارگاہ ملکہ حیرت مین آیا نگاہ پڑی جمال جہان آرا سے حیرت جادو پر تخت سلطنت پر جلوہ فرما بصد ناز و ادا گرد کنیزین بیچ مین یہ ماہ تابان بصد عظم و شان چالاک چونکہ عاشق صادق ہی گلچینی گلشن جمال محبوب مین مصروف ہوکر ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی شہنشاہ تشریف لاتے ہین حیرت جادو واسطے استقبال کے اٹھی افراسیاب کا تخت آکر اترا حیرت جادو نے سلام کیا افراسیاب نے خوشی مین کہا ملکہ مبارک ہو دشمنون کا کام تمام کیا حیرت نے کہا مفصل ارشاد فرمایے افراسیاب نے کہا دریافت ہوجائیگا بی مہرخ نے بڑا دام مکر پھیلایا ہی لشکر مین بہار جادو و باغبان و رعد و برق لامع و مخمور زمین مین رہ گیا انتظام ہی کہ آج تک کسی پر ثابت نہوا بدست نے جا کر ان سبکو مار ڈالا انکی بھی فکر کرتا ہون حیرت نے ہر چند پوچھا کہ شہنشاہ کہان گرفتار کیا کس مقام پر قتل ہوئے افراسیاب نے کچھ نہ بتلایا ایک پرچہ لکھکر ہوا پر اڑا دیا تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ ایک ساحر آسمان سے ظاہر ہوا سامنے افراسیاب کے اترا ہاتھ باندھ کے عرض کی کیا ارشاد ہوتا ہی افراسیاب نے کہا ای سیلان جادو ملکہ مہرخ کو مع لشکر ڈبو ڈبو کے ہلاک کر ان مقامات پر سامری و جمشید نے اسی دن کے واسطے قصر بلند و مرتفع تیار کراے تھے کہ دشمن ہمارے آئین

زمین اور دوست جفا سین خبردار عرصہ نہ کرنا سیلان نے عرض کی غلام جاتے ہی اس جوش وخروش سے
مین سحر کریگا کہ ایک بچکر نہ نکلنے پائے جانبازحیات مسلمانان غرق ہوجائے افراسیاب نے کہا اے
سیلان جادو بادولت سامنے آکر تمھاری جانبازی وبہادری ملاحظہ فرمائینگے یہ سنکر سیلان جادو
نے دونون پانون زمین پر مارے غرق ہوکر غائب ہوا افراسیاب جادو تماشا دیکھنے چلا چالاک یہ خبر
وحشت اثر لیکر بھاگا سامنے ملکہ مہرخ کے آیا عرض کی اے ملکہ عالم ہوشیار ہوجاؤ لشکر افراسیاب
آتا ہی ملکہ مہرخ گھبرا کر اٹھین جبتک باہر آئین لشکر مین تلاطم برپا ہوا ظاہر ہوتا تھا طوفان اٹھا
باہر نکل کر دیکھا پانی کا جوش وخروش دریا موج مارتا ہوا چلا آتا ہے صدہا خیمے بارگاہین ڈوبین
خیمے مثل حباب بہتے پھرتے ہین ملکہ مہرخ نے سحر کرنا شروع کیا لیکن دریا مین کمی نہین دمبدم دریا کے
تھار کی طغیانی ملکہ سرخ موسے کاکلکشا و ملکہ ہلال سحرافگن وخورشید زرین سحر ولرزان
و زلزلہ وغیرہ جانبازی مین مصروف ہین لیکن موجہ دریا کم نہین ہوتا اسوقت اہل اسلام مین صدائے
فریاد بلند ہے کہ دمبدم دریا جو سرداران زبردست ہین سحر کرکے اپنے کو بچاتے ہین فوج والے
بیدست وپا ڈوبے جاتے ہین مالک بحر وبر کو پکار رہے ہین ناخدائے عالم سے فریاد سیلان کنارے
پر کھڑا ہوا ہے کبھی ملکہ مہرخ کو آواز دیتا ہے اے مہرخ دیکھو سامنے شہنشاہ زمانی کو ملاحظہ فرما رہے
ہین چلو تمھاری خطا معاف کرادون تمھارے ساتھ والے بھی غرق بیجا ہوئے سرکشی کرنے
والے کیا ہوئے اب تساہل مین خرابی ہے اب مین تامل نکرو ورنہ آپ کی سحر مین غرق دریائے فنا ہو جاؤگی
اسکی سحر جانگداز سے مہلت نپاؤگی مہرخ نے جواب دیا او ملعون تیری کیا طاقت ہے افراسیاب کی کیا
لیاقت ہے جو ہمکو قتل کرسکے وہ جو راہ دین مین ہین انکا بھی پروردگار نگہبان ہے یہان بھی اسی کا احسان ہے
ایسے جواب سنکر سیلان جادو جوش غضب مین سحر کرکے دریا کو زور دیتا ہے حقیقت مین ہزارہا بندگان
خدا ڈوبے کوئی چارہ نہین ہے اسوقت ملکہ مہرخ کو عالم یاس ہے چہرہ اداس اپنے بے نیاز کارساز سے
مصروف دعا سرداران خاص سے حکم ہے جہان تک ہوسکے غربا کو بچاؤ انپر کوئی زوال نہ آنے پائے
وہ جواب دیتے ہین ملکہ عالم ہمارا سحر جواب دیتا ہے ساتھ والے ہزارہا ڈوبے اگر چند کس بچے تو بیکار رہگئے
انکو چھٹے دارو بھائی کا داغ بھائی نہ دیکھے بڑی مشکل ہے یہ صدمہ دل سے نہ اٹھیگا وہ کہین آج کیا ہونیگا
ہوتا ہے افراسیاب کو بڑا غصہ ہے بہار و باغبان وغیرہ کو کسی آفت مین پھنسا سکے آیا ہے بہت بیکل

رہا ہی سیلان جادو ملعون زور رون پر چڑھا ہی اطاعت کا خواہان ہو یہان جان جائے گی لیکن اب
حرف اطاعت کہا کیا سنو لیکر بچیا کے ساتھ جائین رومال سے ہاتھ باندھین دستگیر عالم مددگار ہو لشکر مہرخ
مین عجب تلاطم ہوش سرداروں کے گم ہوت کا سامان دریاے سحر جوش پر قریب تھا کہ لشکر مہرخ اُس دریا
پُر بلا مین غرق ہو کہ آسمان سے لکۂ ابر گلنار پیدا ہوا افراسیاب حیرت جادو سے باتون مین مصروف
ہی کہ وہ لکۂ ابر گلنار قریب آیا لشکر اسلام پر پہونچ کے محیط ہوا ابر سے شعلے گرنے لگے دیکھا سب نے
دریا خشک ہونے لگا کچھ پانی زمین مین جذب ہو کر غائب ہوتا ہی کچھ کنارے غار ظاہر ہوے اُن مین
پانی جا کر چھپتا ہی ابر گلنار کو دیکھکر دریاے قہار سحر جوش سیلان جادو کو سحر فراموش اتنی مہلت
لشکر اسلام نے پانی سر کرتے ہوئے دوڑے سیلان جادو گھبرایا یہ کیا ماجرا ہی ابر کیسا آکر محیط ہوا
ابر سے شعلہ ہاے آتش کا تار بندھا ہوا ہی ہر مرتبہ شعلے گرتے ہین دریا مین کمی میرے سحر مین ہو رہی
ہو رہی ہی ناگاہ ایک ابر پھٹا اُس مین سے سب نے دیکھا بیٹی کوکب روشن ضمیر کی ملکہ اختر بن سیلان
فیل زور شمشیرزن طاؤس زرین بال پر سوار سحر کرتی ہوئی ظاہر ہوئی وہین سے نعرہ کیا او سیلان
جادو بدتر پاسبین ہو کر اطاعت دین اسلام کر تو نے غضب کیا بہت سے مسلمانوں کو مارا سب کا خون
تیری گردن پر ہی ملکہ اختر کو دیکھکر سیلان جل گیا کہا او چھوکری تجکو بھی یہ دن نصیب ہوا ہم لوگ اگین
طلسم ہوش ربا صاحبان مہر و وفا جرأت وشوکت مین یکتا ہین اختر نے آواز دی کیا بیہودہ بکتا ہی
گر مٹے ہوے مردے نہ اُکھڑ کچھ کمال دکھا سیلان جادو نے پڑھ کر سحر کیا ملکہ اختر پر بھی شعلہ ہاے
آتش گرے اُس آفتاب عالمتاب آسمان افسونگری نے ہنسکر شعلوں کو بجھایا اب غصہ آیا ابرو ون
پر بل پڑا تیغہ ہلال کمر سے کھینچا سیلان جادو پر جا پڑی مثل رعد گرجی بصورت برق چمکی وہ سحر کیے گولے
سیلان پر برس پڑے تیغہ چمکا کے آواز دی او سیلان جادو یہ حربہ تیز ہی تیرے پھنسانے کو دام جوہر
شمشیر ہی سیلان جادو نے بہت سحر کیے اختر نے سب دفع کر دیے قریب پہونچ کے تیغہ ہلالی کا ہاتھ مارا
اُس نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ سحر اختر سپر کے گر خرمن حیات سیلان جلا دیا ناری کو خاک مین
ملا دیا اندھیرا چھا گیا سنگ باری برف باری ہونے لگی پلٹ کے افراسیاب نے دیکھا کہ ملکہ اختر نے
سیلان کو ٹھنڈا کیا واصل جہنم ہوا غصہ ہوا خود اُٹھا اتنے عرصہ مین آواز آئی کشتی مرا نام من سیلان
جادو بود افراسیاب نے نعرہ کیا اختر سامنے سے بھاگی افراسیاب نے پیچھا کیا جب افراسیاب

قریب پہونچتا ہی ملکۂ اختر افراسیاب پر سحر کرتی ہی آپ ہی بھاگتی ہی افراسیاب اُسکو دفع کرکے پھر دوڑتا ہی
اختر کو جب کچھ نہین بن پڑتا ہی زور سے سحر کر رہی ہی یعنی بجلی آتار کر کھینچ ماری افراسیاب پر برق گری
یہ بچا ایسے شعبدون کو کب مانتا ہی پھر آکے تڑپتا ہی اختر جادو بھاگتی ہوئی افتان وخیزان جاتی ہی
لیکن افراسیاب تعاقب نہین چھوڑتا دو کوس تک اختر بھاگی افراسیاب ساتھ ساتھ آیا ایک
مقام پر اختر نے سب اسباب سحر بھی افراسیاب پر پھینک مارا تلوار خنجر شعلہ ہاے آتش افراسیاب پر گرے
اختر نے چاہا نکلجاؤن کہ پشت پر سے ایک ساحر پیدا ہوا افراسیاب کے منھ سے بے اختیار نکلگیا کہ
ای محفوظ جادو واپس گیسو بریدہ کو لینا بڑے ساحر کو اُسنے مارا ہی مابدولت کو صدمۂ عظیم پہونچایا جب
ملکۂ اختر پلٹی اُس ملعون نے دام جمشیدی ملکۂ اختر پر مارا غفلت مین یہ پھنسی چاہا کہ تڑپ کر جال کو
توڑ دون دام سے اُس بیحیا کے نکلجاؤن مگر اُسنے ڈبیا خاک قبر جمشید کی نکالی وہ خاک اُڑی غبار
الم قلب پر چھایا اُس نیر سپہر حسن وجمال کو غش آیا محفوظ نے فوراً ملکۂ اختر کو بیچ قفس مین بند کرلیا
اُس ماہ تابان ومہر درخشان کو بہ مصیبت مکر سے اُس بیحیا نے گرفتار کیا افراسیاب نے کہا ای محفوظ
جادو اُستاد ہمارے خضران سبز پوش صحرا نشین گنہگارون کو لیے ہوئے فلان صحرا مین فروکش مین
یہ قیدی جاکر اُنکے حوالے کردے وہ سمجھ کر قتل کرینگے یہ کہکے افراسیاب پلٹا کہ حیرت کیجا کر طمن کرون صرصر
وغیرہ نے سحر سیلان کے وہ صدمے اُٹھائے تھے کہ آبرو بچنا دشوار تھی جب اختر جادو نے آکر سیلان
جادو کو مارا اور افراسیاب نے تعاقب اختر کا کیا ملکہ صرصر نے مہلت پائی سرداران زخمدار کو لے کر بارگاہ
مین آئی طرفہ خاطر ناظرین ہو کہ زخمہ وزی ان سب کی ہو رہی ہی افراسیاب جادو بارگاہ حیرت مین
آیا یہ مژدۂ فرحت آثار سنایا کہ ملکہ مبارک ہو بدست محفوظ جادو اختر کو بھی مین نے خدمت مین اُستاد
کے روانہ کردیا حیرت بہت خوش ہوئی براے افراسیاب صحبت عیش آراستہ کی

دو کلمہ داستان حیرت بیان پروردہ عہد رعنائی حاکم اقلیم زیبائی گرفتار قفس رنج ومحن یعنی ملکۂ اختر مین سہیلان فتنہ زور شمشیر زن بیان کیے جاتے مین اشعار

اپنی ہستی پر نہو کیون منفعل ہر بار درد	چاہتا ہی دشمن اپنا صاحب آزار درد
وہ بھی آجاتے ہین اکثر پوچھنے کے واسطے	باعث راحت سمجھتے ہی کہ ہی نہ ای غمخوار درد
ایک جانب چارہ گر ہین ایک جانب غیر دوست	ہمکو دکھلاتا ہی کیا کیا گرمی بازار درد

صبح سے تا شام نالہ شام سے تا صبح آہ
کسقدر رکھتا ہی دل مین عاشق بیمار درد

صورت حرف غلط بیمار ہجران کا رسا
بٹ گیا ای جان زیر سایۂ دیوار درد

ضعف سے طاقت نہین فریاد کی باقی رہی
دل مین ہی میرے بہ شکل لذت بیکار درد

صورت معشوق ہی اسکی جدائی ناگوار
دوست رکھتا ہی نہایت زخم جسم زار درد

بے مصیبت دوستی لطف سخن ہوتا نہین
دل مین کچھ پیدا کرے ہر صاحب اشعار درد

زخم دل چاک جگر سینہ سراسر داغدار
کیلئے رکھتا ہی کیا کیا عاشق ناچار درد

عاشقون کے حال کی معشوق کو پروا نہین
مجکو کیا معلوم ہی رکھتے ہین کیا ای یار درد

لطف ہی کیفیت حال مصیبت خیز عشق
کیا عجب پیدا کرین دل مین مرے اشعار درد

ہمنفس کیا پوچھتا ہی نالے مین کرتا ہون کیون
آج کی شب میرے پہلو مین ہی بے دلدار درد

کثرت تکلیف سے آتے ہین نالے تا زبان
غیر ممکن ہی کہ ہووے کاوش آزار درد

چاک کرتا ہی دم فریاد ہر گل پیرہن
کسقدر رکھتا ہی شور بلبل گلزار درد

کم نہین ہی زخم سے ایذا کلام تلخ کی
کرتی ہی پیدا جگر مین بات کی تلوار درد

بات منھ سے کسطرح نکلے کہ عالم غیر ہی
آج رکھتا ہی نسیم اپنا دل افگار درد

محفوظ جادو نے اس عندلیب گلشن حسن و جمال کو قفس آہنی مین بند کیا اور لے کر طرف خضران کے چلا متوجہ ہوا سے اختر کی آنکھ کھلی اپنے کو اس مصیبت مین مبتلا دیکھا ایک ساحر سیہ فام قفس مین بند کرکے لیچلا ہی ملکہ اختر زاری مین نظم

ایک میری ہی نہ تھی وان چشم تر
روتی تھی شبنم بھی بہر حال زار
قطرۂ شبنم گراز گردون چکید

ہوا اشک از دیدۂ پرخون چکید
چشم انجم سے گرے بہتے تھے اشک
جیون گہر افلاک سے جھڑتے تھے اشک

اور ثریا عقد گوہر بار تھی
چشم پرخون اشک غم افشار تھی
آستین رکھ منھ کا دہر گلستان

روتا تھا دیدہ اے خونفشان
اب تو اس غم سے دل شب تھا دو نیم
تھی پیا آہ سرد بھرتی تھی نسیم

صبح صادق نے کیا سینہ کو شق
خون دل پینے لگا اپنا شفق
ملکہ اختر اپنی جان سے بیزار تھی

سیہ رو نے اس ماہ عالم افروز کو بوقت شب گرفتار کیا تھا اب جو سحر ہوئی آفتاب جمال ملکہ اختر پر اس بیجیا کی نگاہ پڑی بیقرار ہوگیا ایک کوہ پر آکر ٹھہرا قفس سامنے رکھدیا آپ دست بستہ ورن

اُسنے لگا ای شہنشاہ ملک خوبی و ای سرو باغ محبوبی ای ماہ آسمان حسن و جمال ای نیر تابان برج جاہ و جلال افراسیاب نے حکم دیا ہی کہ جاکر قتل کرو لیکن ٹوٹین وہ ہاتھ جو تیر بہ دست اُٹھین پھوٹین وہ آنکھین جو تمکو بہ نگاہ قہر و غضب دیکھین غلام اسواسطے اس مقام پر بیٹھ گیا میرے چمڑے کی جوتیان بناکر پہنیے غلامی مین اپنی ہمکو قبول کیجیے یہ کلمہ جو محفوظ جادو نے کہا ملکا اختر صاحب شرم و حیا گوہر دریاے مہر و وفا پروردہ مہد ناز و نعم تاجدار اقلیم جاہ و حشم سر تا قدم کانپنے لگی آنکھون مین آنسو بھر آئے کلیجہ پر چھری چلی خرمن ہوش و حواس پر بجلی گری بے اختیار زار زار مثل ابر بہار رو دی ضبط کر کے کہا او بیحیا یہ کیا تو نے جھک مارا بطور گنہگاران ہمکو گرفتار کیا ہی قتل کر ہمارے خون سے ہاتھ بھر ایسی بات کوئی صاحب لیاقت مُنہ سے نکالتا ہی ہر چند کہ بے بس ہون لیکن یہ تیری مجال نہین ہی کہ میرے دامن عصمت پر دست انداز ہو عمر نامدار شہنشاہ کوکب روشن ضمیر بادشاہ طلسم نور افشان ہمشیرہ میری ملکہ بہاران شمشیر زن بہادر ریحان برابر صاحب چتر و افسر شیر بیشہ قہر و غضب شاہزادہ جمشید بن کوکب علاوہ ان سب کے سترہ ہزار و بہتر ہزار سرہنگ سرہنگان و افسر عیاران بساط بلاد ہی آدم سو لا ہاے عقل و کرم صاحب جاہ و وقار خواجہ عمرو نامدار کشندہ ساحران باج ستانندہ و ریش کافران جس وقت سنینگے کہ ہماری کنیز کو فلان شخص نے ستایا درپے آبرو ہوا یقین تو یہی ہی کہ اگر وہ شخص آسمان پر ہوگا ہوا بنکر جائینگے اُس بیحیا کو دام تزویر مین پھنسائینگے زندہ نہ بچیگا عنایت سے پروردگار کے طلسم کشا نے بھی رہائی پائی براے تلاش لوح تشریف لیگئے ہین وہ بھی ہمارے خون کے دعویدار ہین ہمارے افسر نامدار ہین پس او بیحیا خبردار اگر ایسا خیال کیا بہت پچھتائیگا اسطرح جو ملکا اختر نے بہ قہر و غضب جواب دیا محفوظ جادو کی حقیقت کیا تھی خوف سے کانپنے لگا لیکن دل کو کیا کرے شیطان غالب دل تر دو منزل وصل کا طالب ہین ہین کرنے لگا یہ جواب ناشائستہ دیا کہ ملکہ مین تو قربان ہون میری جان بچائیے اور تو مجھ سے کیا ہو سکا ایک سحر مجھکو آتا ہی عطر پر پڑھ کے آپ کو سونگھا دونگا اُسکی بو دماغ تر و تازہ کریگی مثل میرے آپ کو بھی محبت ہو جائیگی اب ملکا اختر گھبرائین محفوظ جادو کو اُنھی ٹٹولنے لگا اختر نے ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیے اور پکاری ای بانی بناے شمس و قمر ای مالک بحر و بر ای رزاق خلق و ای کارساز برحق میری عصمت اس ظالم کے ہاتھ سے بچانے بیزار ہو کر جو ملکا اختر تڑپی محفوظ جادو نے قصد کیا کہ مین دست درازی کرون قفس سے

نگاہوں اختر نے دیکھا اب ستارہ گردش میں آیا قفس میں سر پٹکنے لگی مثل مرغ بسمل تڑپی ناگاہ آسمان پر ایک
روشنی ہوئی تمام صحرا نمونۂ وادی ایمن معلوم ہوتا تھا دن کو عالم شب مہتاب ظاہر ہوا طائر دن
کے چہچہے تدرو خوش رفتار کے قہقہے محفوظ بھی سر اٹھا کے دیکھنے لگا کہ یہ کیسی روشنی ہوئی دیکھا کہ
آفتاب جادو مرکب پرند پر سوار نعرے کرتا ہوا آیا او بیحیا خبردار منم آفتاب جادو وزیر اعظم
شہنشاہ کوکب روشنضمیر محفوظ جادو نے جو آفتاب جادو کو آتے دیکھا اسباب سحر کے اٹھا
اور آفتاب جادو نے اپنی آنکھ سے دیکھا کہ ماہ فلک کوکب روشنضمیر یعنے ملکہ اختر خوش تدبیر
پر دست انداز ہونے کا اس بے حیا نے ارادہ کیا تھا آفتاب جادو کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا
تیغ برق تاب بصد قہر و عتاب نیام سے کھینچ لیا اپنے کو زمین سے گرایا غصہ میں کف منہ میں بھر آیا
محفوظ جادو نے ایک گولہ فولاد کا جھولی سے نکالا آفتاب جادو پر کھینچ مارا آفتاب نے آواز دی
او بیحیا تیرا بھی استاد ول گردہ ہوا کہ مجھپر گولا مارا یہ کہکر کچھ اشارہ کیا وہ گولا الٹا پلٹا سینہ کی جانب کو
اُسکے آتا ہی مثل شعلۂ جوالہ سینہ پر پڑے خرمن حیات کو جلا دے گھبرا کے پکار اٹھا مصرعہ از روشنی
طبع تو بر من بلا شدی ؏ ہر چند اُسنے روکا مگر کچھ نہوا وہ گولہ فولادی سینہ پر آکر پڑا اندر گھسکر پشت کو
پار گذرا محفوظ کا لاشہ جلنے لگا اپنی حفاظت نہ کر سکا سنگ باری برف باری ہونے لگی بعد
عرصۂ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من محفوظ جادو بود تاریکی دفع ہوئی صحرا روشن ہوا آفتاب جادو
نے بڑھ کر قفس کھولا ملکہ اختر کو نکالا سوزن زبان سے کھینچا پوچھا ای نور نظر یہ کیا حال ہے اختر نے
تمام کیفیت ظاہر کی آفتاب نے کہا مجکو شہنشاہ کوکب نے آئینہ جمشیدی دیکر برائے مقابلۂ خضران
سبز پوش بھیجا ہے اُس بیحیا نے برّان وغیرہ کو گرفتار کیا میں تو وہاں جاتا ہوں تم جاکر لشکر اسلام
کی خبر لو اختر نے کہا بسم اللہ ای عزیز نامدار لشکر اسلام کا خاتمہ قریب تھا سیلاب اپنی آبرو ڈبو چکا تھا
میں وقت پر پہونچی جاتے ہی اُس بیحیا کو واصل جہنم کیا لیکن اُس ملعون نے مکر سے مجکو گرفتار کر لیا شکر ہے
کہ پروردگار نے آپ کو عین وقت پر پہونچایا غرض آپسمیں صلاح کرکے ملکہ اختر نے اسباب سحر اپنی
ذات پر آراستہ کیا آفتاب نے خانۂ زین کو مثل خانۂ آفتاب روشن کیا آئینہ جمشیدی ہاتھ میں لیا
تلاش خضران میں چلا اختر چمکتی ہوئی طرف لشکر کے رخ کے چلی

اول دو کلمہ داستان خضران سبز پوش صحرا نشین کے بیان ہونے میں

جی میں آتا ہے دکھا دیں مستیاں پیکر شراب — جلد دے ساقی برنگ بادۂ احمر شراب
دور رکھو شیشہ نظر سے سرنگوں کر جام کو — فرقت دلدار میں ساقی پئیں کیونکر شراب
ابر ہے مستانہ ہوا گل دے رہے ہیں نکہتیں — آج کی شب ہو جدا ہم سے نہ ای دلبر شراب
آرزو کیا پوچھتا ہے رند ساغر نوش کی — یہ تمنا ہے پئیں قاتل تہ خنجر شراب
لے خدا حافظ چلے مسرور ہو کر اپنے گھر — پی چکے محفل میں تیری او پری پیکر شراب
بے تعلق ہو نہیں سکتے تعلق آشنا — غیر ممکن ہے رہے بے شیشہ و ساغر شراب
پھر سنا ہے مژدۂ آمد کسی مینوش کا — ڈھونڈھتا ہے آج پھر میرا دل مضطر شراب
وعدۂ دیروز کا کچھ پاس کرنا چاہیے — آج دے ساقی ہمیں جو سب میں ہو بہتر شراب
اسطرف بھی آج بذل مہربانی چاہیے — ساتھ غیروں کے تو ایجان پی چکا گر شراب
بن گیا ہے لخت دل ٹکڑے جگر کے ہیں کباب — گرسیان کرتی ہے مجھے صورت دلبر شراب
ہم بھی بیشک ہیں غلامان علی میں ای نسیم — ساقی کوثر سے لینگے چلکے اک ساغر شراب

خضران قیدیان ستور کو لیے ہوئے ایک صحرائے پر بہار میں پہونچا اب اس ملعون کا قصد ہوا کہ ان نازنینان سیمین و مہ جبینان مہر تمکین کو قتل کروں چند کنیزیں جو ساتھ ہیں انکو حکم دیا کہ ارین استاد کر وجلادون کو بلاؤ کنیزوں نے بڑھ کے دستک دی کئی جلاد صاحبان بیداد بانکے ظلم و ستم کے استاد فوراً آکر حاضر ہوئے وارین استاد ہو میں اب خضران نے سحر کیا ملکہ بہار وغیرہ بشکل انسان ظاہر ہوئیں مگر رنگ رو متغیر گل سے چہرے کمھلائے ہوئے سب سے زیادہ ملکہ ان بیقرار اشکبار تصویر ملال لوٹ آنکھوں کے سامنے جدائی کا ایرج نوجوان کے خیال ہجوم لشکر غم و ملال شل گنہگاروں کے اس صحرائے ہول خیز میں استاد خضران ملعون کی نئے طور کی بیداد بارہ دری میں بیٹھا ہے گرد چند کنیزیں ایکایک سے عتاب خطاب کرتا ہے کہ کیوں ای بہار اطاعت افراسیاب قبول کرو ورنہ سبکو قتل کرونگا کوئی جواب نہیں دیتا مہر سکوت لب پر حیران و ششدر ہر ان کی آنکھوں سے آنسو جاری یاد ایرج میں بیقرار ہو کر بے اختیار یہ اشعار زبان پر جاری ہوئے

بھلا وہ کیا ہو مرے حال زار سے واقف — نہیں ہے جو ستم روزگار سے واقف
وہ عندلیب ہوں جسکی کھلی قفس میں آنکھ — نہیں ہے لطف خزان و بہار سے واقف

نہین اُٹھائی ہی جسنے طپش جدائی کی — وہ کیا ہو میرے دلِ داغدار سے واقف
فروغِ حسن شب و زلف اُسنے دیکھی ہی — یہ دل ہی گردشِ لیل و نہار سے واقف
خیالِ گریہ پسِ مرگ اسکو کیا ہوگا — جو آج تک نہین میرے مزار سے واقف
نہ جانتے تھے کہ تکلیف عشق مین ہوگی — نہین تھے ہم ستمِ انتظار سے واقف
ہمیشہ کیف کی ہر دم ترقیان ہین مجھے — وہ آنکھ ہون کہ نہین جو خمار سے واقف
خلش اُٹھائی نہ نوکِ مژہ کی اشکون نے — یہ آبلے نہین تکلیف خار سے واقف
ڈرو خدا سے گھمنڈ اسقدر نہین اچھا — نہین ہو جذبِ دلِ بیقرار سے واقف
مین وہ ہون غنچۂ پژمردہ اِس چمن مین نسیم — کہ جو نہین کبھی لطفِ بہار سے واقف

خضران طرف بہار و مخمور کے متوجہ ہوا کہا اے ملکہ بہار شہنشاہ نے تمھارے مقدمہ مین ارشاد فرمایا ہی اگر تم توبہ کرو تو تمھاری خطا معاف کرا دون اے مخمور افراسیاب کو ہجر تیرا ناگوار ہی مین وعدہ کرتا ہون سلطنت طلسم ہوشربا تمکو حاصل ہوگی انتظام کا تمکو اختیار ہی کوئی دخل نہ دیگا مین چلکر خطا معاف کرا دون مخمور و بہار نے جواب دیا او بیحیا ہمنے خطا کسکی کی ہی دین سامری پر ہم لعنت کر چکے تجکو اختیار ہی جو تجھ سے ہو سکے کوتاہی نہ کر خدا سے ایزد رنگ ست جلادون کو اُسنے اشارہ کیا کہ اول شاخِ حیات بہار قلم کر آج ہی مخمور کا بھی نشہ اُتریگا اے باغبان تو وزیر اعظم ہی معشوقان شہنشاہ کو سمجھا ناحق جان دیتی ہین باغبان نے کہا او سبز قدم تو دمبدم اپنی ہی کہتا ہی جو تجھ سے ہو سکے دیر نکر ہم خود اپنی جان سے بیزار ہین پس خضران نے اول جلاد کو حکم دیا کہ باغبان کو قتل کر جلاد خنجر کھینچکر چلا باغبان نے سر تسلیم خم کر دیا باغبان نے بیقرار ہوکر عاماگی بہار و مخمور وغیرہ نے آمین کہی جلاد نے لپک کر ملکہ باغبان پر ہاتھ مارا خنجر سے جلاد کے برق چمکی جلاد کے سر پر پڑی سر کے دو ٹکڑے ہوئے خضران نے جو یہ حال دیکھا گھبرا گیا کہ جلاد کو کسنے قتل کیا اس حیرت مین تھا کہ آسمان سے نعرہ ہوا سنتم آفتاب جادو ماہ آسمان طلسم نورافشان نیر تابان برج فلک عزو شان صاحب عزت و توقیر وزیر اعظم شہنشاہ کوکب روشنضمیر خضران بنرگس نے جو آفتاب جادو کو دیکھا کہ چہرہ اس جوان کا غصہ سے سرخ ہاتھ چمکاتا ہوا برمین گرتا ہوا اتنی جلدی آیا کہ زبان ہلانا دشوار ہو گیا مگر خضران نے طائران سحر کو اپنے اشارہ کیا کہ ہزار طائران

زمزمہ سرا آفتاب جادو پر اڑے چاہتے تھے کہ منقاروں سے زرہ جسم کو پارہ پارہ کریں بچوں سے بوٹیان نوچ ڈالیں چند اسی طرح گرے لیکن آفتاب جادو نے آنکھیں شہنشاہ کوکب کی دیکھی تھیں فوراً خنجر کمر سے نکالا طائروں کو دکھا کر زمین پر رکھ دیا طائروں نے باڑھ پر خنجر کے اپنے گلے رکھدیے ہزاروں ذبح ہو گئے کنیزین خضران کی آفتاب جادو پر سحر کرنے لگیں انکو تو ایک ایک اشارہ مین آفتاب جادو نے قتل کیا پکار کر آواز دی کہ تم کیوں اپنی اپنی جانین دیتی ہو چلو خدمت مین شہنشاہ نور افشان کے یہ کہکر آفتاب نے اپنا عکس ڈالا کنیزین تسخیر ہوئین محبت کوکب کا دم بھرنے لگیں خضران سے منھ پھیرا اب خضران اور آفتاب جادو کا سامنا ہوا خضران نے باغ سحر بنا کر تیار کیے آفتاب نے حدت دکھائی وہ دھوپ پڑی کہ نخل مرجھائے جوانان چمن کے دم لبون پر آئے پھول کملائے غنچوں کی زبانوں مین کانٹے پڑے نرگس کی آنکھین پتھرائین سنبل کو پیچ و تاب سوسن کی زبان مین لکنت سرو پر تیر غم و الم کے چلے شاخوں نے سر پیٹا ہے

چلے جوانان چمن کا بیکار شباب سبز ہے خورد خواب نظم

چلے سحر سے اسکے سارے شجر	ہوا آتش گل سے گلشن سقر	خزان کا ہر سو ہوا اسی دھنے باغ
اسی دھنے لالے کے ہو دل مین داغ	اسیدن سے ہے خشک نرگس کا جام	اسی بن سے بلبل کا نالہ ہے کام
کلیجہ ہو کیونکر نہ غنچوں کا شق	کہ ہوتا ہے بلبل کے غم سے قلق	غرض ایسے گلزار کو نامراد
فلک ہو گیا دیکھ کر شاد شاد	خضران گھبرایا کہ ہوا آفتاب سے باغ کو خاک مین ملایا جب جل گیا	

خضران نے بڑھ کے دوسرا سحر کیا ہوا مین ٹھنڈی چلین چشمے موج مارنے لگے اب خضران نے چاہا اس رنگ کو مبہوت کردن لیکن آفتاب کب اسکا رنگ جمنے دیتا ہے جب ہاتھ ہلا دیا ہوا چلتے چلتے تھم گئی ہوا بگاڑ دی خضران کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے سبز بختی کا سامنا ہے ہر چند سحر کرتا ہے نخل خشک زمین ہوتے سبزہ اس سے بیگانہ ہوا ہر چند کہ نام خضران سبز پوش ہے ہرے بھرے شجر بنانے کا جوش ہے لیکن آفتاب جادو سے جو آنکھ ملائی آنکھوں مین سرسون پھولی ہر چند بینائی مین فرق آیا مگر ساون مین اندھا ہوا ہے تمام صحرا ہرا بھرا معلوم ہوتا ہے اب تو تیغہ پکڑ کر خضران چمکا کہا اے آفتاب دم لینا دشوار کردونگا خانہ دل کو غم و الم سے بھر دونگا یہ کہکر کبھی ہاتھ تلوار کے لگانے آفتاب جادو سپر سحر پر روک رہا ہے ہر سحر کا جواب دیتا ہے عرصہ دراز تک آپسمین رد و قدح ہوئی مگر آفتاب جادو نے اپنا

سحر چنین کرتا تھا اُسکے سوال کا جواب دے رہا ہے جب اُسنے کئی ہاتھ تلوار کے لگائے شعبدہ و ہاے سحر دکھائے دو
ایک زخم بھی آفتاب جادو نے کھائے اُسوقت مثل شیر خشمناک نعرہ کیا کہا او ملعون اِس جانب دیکھ
اب قلعی کھل جائیگی دعوے اسکندری بھولیگا اپنے نزدیک بڑا ساحر فطرت ہے یہ سحر بانی حیرت ہے اسکو
آئینہ جمشیدی کہتے ہین یہ کہکر کرتے سے ایک آئینہ جمشیدی نکالا اُس خود بین کو دکھایا اُسکی جو نگاہ اُس
آئینہ جمشیدی پر پڑی ایک آہ کی صدا منھ سے نکلی دیکھا ایک جوان تاجدار کرسی جواہر نگار پہ بیٹھا
مسکرا رہا ہے آئینہ خیال مین جوہر چمنستان سحر کھلا ہوا ہے خضران نے چاہا منھ پھیر دون اُس جوان تاجدار
نے آئینہ سے صورت دکھا دی خضران نے ایک چیخ ماری آہ کا نعرہ کیا اسوقت اُس آئینہ جمشیدی
سے ایک برق سبز چمک کر سر پر خضران کے گری پڑھے بڑھے سحر کیے اس امید پر کہ اپنی جان بچا لے
بھاگ کر نکل جاؤن مگر جوش حیرت مین مبتلا تھا قدم نہ ہٹا سکا یون تڑپ کر برق گری اُس بیچارے کے
دو ٹکڑے ہوے اندھیرا چھا گیا صدائین مختلف آنے لگین آندھی سیاہ اٹھی بعد عرصہ دراز کے
آواز آئی کشتی مرا نام بن خضران سبز پوش صحرا نشین بود افسوس مردیم و جان دادیم بمطلب خود
نرسیدیم اب ہوا روشن ہوا ملکہ بران وغیرہ کو قید سے رہا کیا بُران نے پوچھا اے عمِ نامدار آپ کو
کیونکر خبر ہوئی آفتاب نے عرض کی آپ کے والد نامدار نے خبر دی اول ماہ مین آپکی بہن ملکہ
اختر کو چھوڑ آیا وہ لشکر افراسیاب سے پھر لڑنے گئین ہین مین اس ملعون سے مقابلہ کو آیا آئینہ
جمشیدی سرکار نے نکالکر مجکو مرحمت کیا اگر آئینہ نہوتا تو مین اس خود بین پر غالب نہ آتا اب مین جاکر
شہنشاہ کو مژدہ فتح و ظفر سناتا ہون آپ جلد تشریف لیجائین لشکر ظفر اثر کی خبر لین ہر چند کہ مین نے
بہت کچھ سمجھا دیا مگر ملکہ اختر بڑے غصہ مین آگئی ہے آپ لوگ جاکر جلد خبر لیجیے بیل سہنا اب مناسب
نہین آئینہ جمشیدی دے کر شہنشاہ نے مجکو روانہ کیا ہے فکر مین غرق دریاے حیرت ہونگے ملکہ بہار
و مخمور سرخ چشم و باغبان قدرت و رعد و برق و برق لامع و ملکہ بران شمشیر زن و مجلس جادو
ان سب نے بتعجیل تمام تخت سحر تیار کیا طرف لشکر اسلام کے چلا آفتاب جادو طرف قصر
جمشیدی کے متوجہ ہوا اُن دونون کو راہ مین چھوڑیے

دو ملے داستان لشکر اسلام و افراسیاب ناکام کے بیان ہونے مین نظم

باقی ہے شوق قاتل شمشیر زن ہے ہم | پکا ہے جیب مین زخم لعاب دہن ہے ہم | منظور دل کی عزت ہے ننگ ہین

کرتے ہیں چاک کنج لحد میں کفن ہنوز
ہوتی نہیں ہے کم مری دیوانہ دستی
کھولے ہوئے ہیں زخم ہمارے دہن ہنوز
ہم سرو بھی ہوئے نفس سرد کھینچکر
پابند آرزو ہے بہار چمن ہنوز
پہلے ہی سے سوال کے بیٹھیں ہیں گمان
پہنے ہوئے ہے روح وہی پیرہن ہنوز
اٹھینگے کیا سوال نکیرین کے لیے

اب تک ڈری ہوئی ہیں ہمسے تری کج ادائیاں
جاتا نہیں ہے سر سے خیال وطن ہنوز
بجھ دیں گے یاد رخ و زلف میں ہوں
آگری دکھا رہی ہے تری انجمن ہنوز
جلوے دکھا رہے ہیں مرے داغہائے دل
نکلا نہیں دہن سے ہمارے سخن ہنوز
ایجاد اضطراب نکررات ہے ابھی
باقی ہے قبر میں بھی وہی ضعف تن ہنوز

ہے چرخ کم ہوا نہ ترا بانکپن ہنوز
قاتل دریغ کر نہ لعاب زبان تیغ
مصروف تازگی ہیں عذاب کہن ہنوز
ہر غنچہ منعقد ہے تری شوق دید میں
ہے رشک گل وہی ہے ہوائے چمن ہنوز
ایسی سے خوشنمائی ہے تاب کی کنگھی
باقی ہے دیکھو صحبت شمع و لگن ہنوز

بعد روانہ کرنے ملکہ اختر کی قید کے افراسیاب جادو بارگاہ ملکہ حیرت میں موجود ہے کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ ہم ملکہ اختر ہیں پہلوان فیل زور شمشیر زن افراسیاب گھبرا کر باہر نکل آیا پشہ اُس بیچارہ کو تردد ہوا کہ محفوظ جادو سے اتنی حفاظت نہو سکی یہ گیسو بریدہ کیونکر رہا ہوئی مگر اختر نے آگے بڑھتے ہزاروں کو قتل کیا آخر یہ کہ چکا ہوں کہ ملکہ مہرخ سرداران زنہار کو لے کر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئی ہیں کہ ہرکارے دوڑتے ہوئے آئے عرض کی حضور ملکہ اختر نے لشکر افراسیاب کے ہزاروں ساحر قتل کیے اب اُس شاہزادی پر نگاہ ہے ملازمان حیرت نے چہار جانب سے گھیرا ہے افراسیاب بھی کھڑا تماشا دیکھ رہا ہے یہ سنکر ملکہ مہرخ کو تاب نہ آئی کہا تو ماجرا غضب ہوا ہمارے سردار اب تک واپس نہیں آئے ملکہ بران کی خبر دریافت نہیں ہوئی بھتیجی پر کوکب کی یہ افتاد دیکھو نکو دخل نہ دیں یہ کہکر ملکہ مہرخ اُٹھیں تخت پر سوار ہوئیں نفیر بجی نقارے پر چوب پڑی علمہائے زرنگاری کے پھریرے کھلے رسالے تیار ہوئے ملکہ سرخ مو سے کا گلکشا و ہلال سحر افگن نے آتے ہی ہلال زرین پھینک مارا ملکہ سرخ مو نے پریشان ہو کر کاکل کھولی خورشید زرین ہم نے آفتاب سحر چمکایا شکیل بے عدیل نے تلوار کھینچی لرزان سحر و زلزلہ جادو دونوں زن و شوہر نے طبقے زمین کے ہلا دیئے افراسیاب نے دیکھا کہ سرداران نامی نے ایک چشم زدن میں ہزاروں کو قتل کیا لشکر کو شکست فاش ہوئی نامردوں کو بھاگنے کی تلاش ہوئی ملکہ اختر نے بڑھکر موتیوں کا مالا پھینک مارا جتنے موتی ٹوٹے اُتنے ہی ساحر افراسیاب کے مرے بس افراسیاب کو ناگوار ہوا جیسے ہی اُٹھے اپنے مقام سے جنبش کی ملکہ مہرخ نے آواز دی بی بی اختر نکل چلو اب ٹھہرنے کا

وقت یہیں ہی افراسیاب جادو وبڑھ کر سحر کیا چاہتا ہی لپکے زمین سے شعلے نکلے اسکے سحر کا روکنا دشوار
ہو گا اختر نے نانا پھر جھپک کر جا پہنچی ایکی مرتبہ سر حیرت کا زخمی ہوا تخت ٹوٹ گیا افراسیاب جادو
کو بہت ناگوار ہوا تیغہ کھینچکر بڑھا آواز دی کیوں تم سبھوں کی شامتیں آئی ہیں ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا
نہیں معلوم محفوظ جادو پر کیا گذری جو یہ گیسو بریدہ قید سے چھوٹی یہ کہکر جھپک کر سنگریزے اٹھائے
آسمان پر پھینکے لشکر اسلام پر پتھر برسنے لگے ہزاروں کے سر پھٹ گئے سرداران نامی ومیدان صف شکن
شریک ہو کر ان سنگریزوں کو دفع کرتے ہیں افراسیاب جپھر جا پڑا اگر منہ سے اف نکلگیا شعلہ بھڑک کر
اسپر گرا اعضا جلنے لگے جسم سے اسکے شعلے نکلنے لگے کئی ہزار جادوگر جلکر گرے افراسیاب نے بڑھ بڑھکے
سحر کیے صفوں کو درہم وبرہم کردیا ملکہ مہرخ نے بڑھ بڑھ کر گولے مارے ساحر جادوگر بہت سے مرے مگر
افراسیاب پر تاثیر نہوئی آخر ناچار ہو کر سرداران نامی نے چاہا نکلجائیں افراسیاب کب جانے دیتا ہی
دیکھا کیے ہوسے چلا آتا ہی سرداران اسلام کا یہ حال ہی کہ سب ملکر افراسیاب پر سحر کی بوچھار کرتے ہیں
کسی کے سحر نے آگ بھڑکائی کسی نے تلوار برسائی کسی نے بجلی گرائی افراسیاب ایک اشارے میں سب
کے سحر دفع کردیتا ہی اب ملکہ مہرخ کو بھاگ کے نکلجانا بھی دشوار ہوا ہر مقام پر افراسیاب روکتا ہی
ایک ایک سردار کو ٹوکتا ہی لیکن یہ غازی لڑنے والے جاں نثاران لشکر اسلام آمادہ مرگ وہاں سے
قضا قدم نہیں ہٹاتے لیکن مجبوری یہ ہی کہ افراسیاب پر سحر تاثیر نہیں کرتا استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہی
کہ افراسیاب نے قہر وغضب میں آکر آواز دی ارے کیا طلسم ہوشربا شکست ہوا اے ایمان جمرہ بلا فعل
ہوئے داو امان ملکہ تاریک شکل کش قتل ہوگئیں یہ جو صدا افراسیاب نے بقہر وغضب تمام دی زمین
کانپی آسمان پر برق چمکی ملکہ مہرخ نے تو اپنے سرداروں کو آواز دی کہ یارو بھاگو غضب ہوا افراسیاب
طلسم باطن سے مدد طلب کرتا ہی یا ایک مرتبہ ملکے سب صاحب سحر کرو لیکن اسپر تاثیر ہونا تمہارے سحر کی
دشوار ہی تمام سردار ایک مقام پر کھڑے ہوئے سب نے اپنے اپنے سحر کیے شعلے گرے آتش وغبارہاے
سحر وشمشیرہاے بران وخنجرہاے خونفشان ونیزہ ہاے جاں ستان وتیرہاے دلدوز وتبرہاے پرسوز
افراسیاب پر گرے آگ نے جلانے کا قصد کیا غبار سحر نے چاہا خاک میں ملادوں تلواروں کا قصد تھا
کردم بند کردیں خنجر چاہتے تھے کہ کلیجے افراسیاب کے نوسے مین تیر کہتے تھے کہ کلیجہ کو توڑ کر نکلجائیں
نیزہ بلکر اٹھا کر دل وجگر کو برباد دوں تبر سرکشی کرتے تھے کہ استخوان جسم کے پرزے پرزے اڑادوں

یہ سب خرابی جسم پر افراسیاب کے پڑی مگر یہ وہ سخت جان تھا کہ ان سب کو دفع کیا اور وہ جو نوحہ کیا اُسکا ظہور یہ ہوا کہ ایک نازنین نہایت حسین ایک تخت پر سوار جوڑا زرچہ باندھا ہوا تخت کو اڑاتے ہوئے آئی اور پکارتی ہے کہ اے شہنشاہ کنیز آپہونچی ایسے کلمات حسرت و یاس زبان سے نہ فرمایا کیجیے قربان ہوجاؤنگی اسکی ارکین طلسم ہوشربا کانپ رہے ہیں ہرکس و ناکس کو ملال ہے جان اپنی آپ کے قدمون پر نثار کرین جو خیال ہے یہ کہکر اس نازنین نے ایک گرز فولادی ہاتھ میں افراسیاب کے دیا کہا لو شہنشاہ یہ حاضر ہے افراسیاب نے خوش ہوکر گرز اُسکے ہاتھ سے لیا ملکہ سرخ مو وغیرہ نے جو یہ معرکہ دیکھا نفیر سحر بجائی کہ یارو قتل جلد دیکھو بلا نازل ہوا چاہتی ہے افراسیاب نے للکارا کہ باغیان سلطنت آج کیا مین تمکو زندہ چھوڑونگا یہ کہکر چند قدم پیچھے ہٹا سامری کا نام لیکر وہ گرز پھینکا اُسکے ٹوٹنے کی آواز آئی کہ زمین تھرائی معلوم ہوا کہ کئی سو توپین ایکمرتبہ فیر ہوگئین ہزارہا نخل گرے صدا بند کان خدا کے کلیجے پھٹ گئے طائرون کے ہوش اُڑے درندہ پہاڑون سے سر ٹکرانے لگے نظم مصنف

تزلزل زمین کو ہوا اسقدر	لرزنے لگے خوف سے دشت و باغ	فلک کو فراموش گردش ہوئی
پہاڑون کو سختی مین جنبش ہوئی	قیامت کا سامان عیان ہوگیا	رخ مہر گردون نہان ہوگیا
عیان سحر و افسون کا یہ زور تھا	صدا ہاے ہا ہو کا بھی شور تھا	بعد ختم صدورانہ ملکہ حیرت جادو

نے دیکھا کہ افراسیاب جادو گرز اجسوم سے ہے اور ملکہ سرخ مو مع چار سو سردارون کے جنگل مردون کے بیہوش پڑی ہین اور ادا الیان لشکر دیوانہ دار وحشی مثال فریاد کرتے ہین بانگ ہین سر نگون خیمے سنسان چھتین اُجاڑ ایک سحر مین افراسیاب جادو نے یہ حال کردیا حیرت جادو کو پکار کر آواز دی آؤ ان سب کو گرفتار کرو بادولت جا کر جلاد طلسمی روانہ کرینگے وہ ان سب کو چشم زدن مین قتل کرینگے اور استاد خضران سبز پوش صحرا نشین نے ملکہ بران وغیرہ کو قتل کیا ہوگا اگر شاید اُسکی ضرورت ہو تو مین انکو بھی انھین کی خدمت مین بھیجدونگا اختیار بادولت کا دیکھا کہ کرنا تھا کہ جسدن قصد کرونگا لونڈی غلامون کو شاد فرمایا کیا ذکر ہے سردار کمیدان رسالدار سب تعریفین کرنے لگے کہ آپکا کون دنیا مین ہمسر ہے یہ فوج آپ کے دامن کی گرد ہے ملکہ حیرت نے بڑھ کے وزیرزادیون کو حکم دیا سب کو گرفتار کرلو افراسیاب تو فوراً بہ کبر و نخوت تمام مرکب شکین پرند پر سوار ہو کر طرف باغ سیب کے روانہ

ہوا ملکہ حیرت جادو ان قیدیان بلا کو گرفتار کرکے نوبت نقارے بجاتی ہوئی طرف اپنی بارگاہ کے
پہنچی ملکہ مہرخ وغیرہ کو اب ہوش آیا اپنے کو مسلسل و مطوق پایا حیران و پریشان کہ اب دیکھیے انجام
کیا ہوتا ہی حیرت جادو نے آواز دی کیون مہرخ شہنشاہ کے اختیار کو ملاحظہ کیا بہار وغیرہ
وہان گرفتار ہوئین ساربان زادہ طلسم کشا کو لیکر طلسم صندل پر گیا ملکہ صندل جادو تک
رسائی دشوار اسکو وہان الیان طلسم صندل قتل کرینگے ایک دن مین کل کا خاتمہ ہوگا کسکی مجال
ہی کہ شہنشاہ طلسم ہوشربا سے مقابلہ کرسکے کنیزان حیرت جادو ملکہ مہرخ کو سمجھانے لگین کہ اب
سرکشی سے ہاتھ اٹھاؤ اپنے مالک کے سامنے سر جھکاؤ تم لوگ اس گھر کے نمک خوار ہو شہنشاہ کے
تابعدار ہو ابھی ملکہ عالم کو رحم آجائیگا خطا معاف کردینگی ملکہ مہرخ نے کہا کہ او حیرت کیون اسقدر
غرور کرتی ہی سلطنت کے نام پر مرتی ہی جو تجھ سے ہوسکے قصور نہ کر اب ہم تیری اطاعت کرینگے
جسکی جان قضا ہی مارا جائیگا چنگل شہباز اجل سے کوئی سلامت نہ پائیگا صیاد اجل نے ہر مقام پر دام
بچھایا ہی ہر طائر زیرک کو پھنسایا ہی جسکی موت جس مقام پر ہی خاک کو کھینچ لیتی ہی اجل کسی کو کب
مہلت دیتی ہی کس کس کا غم کرین کس کس یار وفادار کا الم کرین اشعار آبدار

ایک ہو تو جسکی خاطر روئیے — آہ اب کس کس کی خاطر روئیے — ایسی کتنی صورتین یان مٹ گئین
کیسی کیسی صورتین یان مٹ گئین — کیسے کیسے لوگ یان سے اٹھ گئے — خوبرو سارے جہان سے اٹھ گئے
حسن و خوبی ساتھ اپنے لے گئے — لالہ سان اک داغ دل پر دے گئے — غم سے یارونکے ہی دل ایسا ہی داغ
حشر تک روشن رہیگا یہ چراغ — کیجیے آگے بس اب قطع کلام — دوستون کا غم نہووے گا تمام

ملکہ مہرخ نے جو یہ اشعار عبرت آمیز مصیبت خیز زبان پر جاری کیے مارزمان حیرت مین غل بلند ہوا
ہر ایک نے کہا صاحبو حقیقت مین ملکہ مہرخ نے کیا کلمات حسرت آیات زبان سے ادا کیے ہین کہ دل
بے چین ہو گیا ایسے کیسے گلعذاران خوبرو و ماہرویان نیک خو معشوقان سرو قد نازنینان خورشید جبین
تاجداران جلیل ارسطو فطرت فہیم عقیل صاحبان جاہ و جلال شاعران باکمال حسرت و یاس لیکر
اس دنیا سے گئے باغ عالم سے ثمر مراد حاصل نہوا کسی کا ماہ حسن و جمال کامل نہوا دنیا مقام
عبرت ہی جائے عشرت نہین مصیبت مہرخ پر بعض روتے ہین بعض ہنستے ہین بعض انکے قتل پر کمر
کستے ہین حیرت نے حکم دیا کہ امیدان خونی کی تیاری کرو مین ابھی ان سب کو دار پر کھینچونگی شہنشاہ

مجھے اختیار دے گئے ہیں جلاد طلسمی آتے ہے کیا مراد ہے ہمارے لشکر کا ایک ایک سپاہی جلاد ہے
مسلمانوں کے ہاتھ سے سب نے صدمے اٹھائے ہیں سب کے دل بھرے ہوئے ہیں بعض انکے قتل پر کمر
کستے ہیں حیرت نے جو یہ حکم دیا میدان خونی کی تیاری ہونے لگی دار ہیں استادہ ہوئیں جلاد آنے لگے
شلنگے لگانے لگے حیرت تخت پر آکر بیٹھی گرداگرد رفیقان سلطنت شیران ابہت حاضر ہیں حیرت نے
حکم دیا ملکہ مہرخ کو سامنے لاؤ سر زنجیر کو تھام کر ملکہ مہرخ کو سامنے لائے حیرت جادو نے کہا ای
مہرخ اب بھی کچھ نہیں گیا قدم کو ماہ دولت کے بوسہ دے مہرخ نے جواب دیا او حیرت بس
خاموش رہ حکم قتل دے ہمکو نہ بکا ہم خوب سمجھ چکے ہیں بس حیرت نے حکم دیا مہرخ کا جلد سر کاٹ لو
جلاد تیغ کھینچ کر سر پر مہرخ کے آیا اسوقت سرداران مہرخ بیقرار ہوئے جانباز سرفروش اپنے بادشاہ
کی محبت کا جوش پکارتے تھے کہ او حیرت پہلے ہمیں قتل کر ہمارے مالک کے خون سے ہاتھ نہ بھر حیرت
نے تامل جلادوں کو اشارہ کیا جلاد نے بڑھ کر شانہ ملکہ مہرخ کا ہلایا کہا اے ملکہ عالم ساغر عمر آپ کا
لبریز ہوا رشتہ حیات منقطع ہوتا ہے جو ہوس ہو فرمائیے اب تامل غیر ممکن خاتون محل شہنشاہ سامنے
موجود ہیں حکم دو کچھ ہیں سامری جمشید کو سجدہ کرو ملکہ کے قدموں کو بوسہ دو ملکہ مہرخ نے قہر وغضب
میں جواب دیا او بیحیا بکار خود ہوشیار باش جلاد نے خنجر کھینچا حیرت نے تیسرا حکم دیا جلاد نے دوڑ کر
خنجر مارا پیشانی پر جلاد کے پتھر پڑا سر جلاد کا دو ٹکڑا ہو گیا کڑاکے کی آواز آئی لوگوں نے آواز دی وہ ملکہ
اب جو دیکھا جلاد کا سر پھٹا ہوا تڑپ رہا ہے مہرخ باطمینان بیٹھی ہے حیرت نے کہا کہ یہ جلاد کیا دیوانہ
تھا جو اپنے سر پر خنجر مار لیا حکم ہوا کہ دوسرے جلاد کو بلاؤ دوسرا جلاد پرے سے نکلا ہٹو ہٹو کرتا ہوا
قریب ملکہ مہرخ کے آیا کہا او گنہگار ہوشیار ہو جا مہرخ نے سر اٹھایا جلاد نے اشارہ کیا میں [illegible]
آپ کا معتمد ہوں چالاک بن عمرو ہمیت کے زبان سے ملکہ مہرخ کی سوزن نکالا تڑپ کے مہرخ نے
نعرہ کیا اسکے ساتھ گولہ مار کئی سرداروں کے سر پھٹے جب تک ملکہ حیرت سنبھلیں ملکہ مہرخ سمیت
مہرخ بوسے کا کلکشا و طلال جو انمکن کی زبانوں سے سوزن نکالے سب سردار لڑائی میں مصروف ہوئے
الا ایمان نشانہ بنے سنا کہ ہمارے سرداروں نے رہائی پائی وہ بھی آکر مصروف جنگ ہوئے لیکن
حیرت [illegible] لشکر میں جتنے ہیں مثل بہار و باغبان وغیرہ اب جو حیرت
[illegible]

زابریق کوہ شگاف و گیسو کشا سے بن شہاب وغیرہ نے لشکر اسلام کو گھیر لیا حیرت جادو نے
طبقے زمین کے ہلا دیے ایسے ایک سحر کا جواب ملکہ بہار دیتی تھیں اُن سرداران نامی مین سے کوئی موجود
نہین اور سب پر شیرانہ جا پڑی کسی کو زخمی کیا کسی کو گرفتار کر لیا اور یاسے آتش سحر موج مارے ہزارہا
بندگان خدا جلکر خاک ہوئے حیرت سے مہرخ نے بڑھکر مقابلہ کیا کئی سحر حیرت نے کیے ملکہ مہرخ نے
جواب دیے کسی مقام پر کمی نہین کی مہرخ نے بہی نہین کی حیرت غصہ مین تیغ کھینچکر جا پڑی کئی وار
مہرخ نے روکے آخر غصہ مین سامری جمشید کو یاد کرکے اسم سحر پڑھا ہاتھ تیغ کا مارا ملکہ مہرخ نے
سپر سحر کو اٹھایا تیغ حیرت کا سپر سحر سے زرکا سپر کے دو ٹکڑے سر بہی ملکہ مہرخ کا بخوبی زخمی ہوا
قریب تھا کہ بیہوش ہو کے گرے ملکہ ہلال سحر افگن و ملکہ سرخ موے کا کلکشا سحر کرتی ہوئین
قریب ملکہ مہرخ کے آئین شانہ تھام کے سنبھالا کئی ہزار ساحر اُس مقام پر مارے گئے اہل اسلام
چاہتے ہین کہ لشکر حیرت سے رخ پھیرکے نکلا مین مگر فوج حیرت نے گھیرا ڈالدیا زبان ہلانا مشکل ہوئین
بیشمار زخمی ہونے سے ملکہ مہرخ کے فوج کے پاؤن اٹھنے لگے ہر چند کہ سردار کدو کوشش کرتے ہین
مگر فوج کا ٹھہرنا دشوار نقیبان بلند آواز ترغیب دیتے ہین کہ اے مروان بکوشید تا جامہ تان بپوشید
شعر ۔ زجنگ است جنگ باید کرد ۔ کوشش نام و ننگ باید کرد ۔ اب اسوقت کوئی نہین سنتا فوج کو
قرار سردارون کی کوشش بیکار ملکہ مہرخ نے دیکھا کہ بڑا و چھوٹا جاتا ہی بدحواس ہوگئی سردارون کو
آواز دی یارو کہان ہٹے جاتے ہو خواجہ عمرو نے ہمیشہ اپنی جان ستاکر بنیاد کو قائم رکھا اگر بڑا و چھوٹا طلسم
ہوش ربا مین قدم تھمنا دشوار ہوگا خراج گذاران افراسیاب گھیر کر گرفتار کر لینگے ذلت و رسوائی سے
قتل ہوگے تلوار کے منھ پر جا پڑو قدم نہ ہٹاؤ ہر چند ملکہ مہرخ سینہ سپر کرتی ہے دم جرات کا بھرتی ہے لیکن
حیرت کے سحر نے آگ لگا دی زمین تپ رہی ہے جھونکے ہوا کے گرم کے چل رہے ہین نخل خشک جل رہے
ہین دیکھا ملکہ مہرخ نے کہ بارگاہ لٹنا چاہتی ہے سر زدوش رہنے پر آمادہ مگر حیرت جادو پر کسی کا سحر اثر
نہین کرتا اسکو جواب دے رہی ہے بیقرار ہو کر تاج سر سے اتار دعا کی کہ پروردگار اپنے بندو نکو ان ظالمون
کے ہاتھ سے بچا لے حیرت جادو نے اہالیان لشکر کو ترغیب دی ارے ان باغیون کو جلد گرفتار کر لو
اب مہلت نہ دو کفار بلوہ کرکے چلے قریب ہے کہ بارگاہ ملکہ مہرخ لٹ جائے بڑا و چھوٹ جائے کہ بحکم
باغبان قضا و قدر شگفتہ پہولون کی آئین اہالیان لشکر حیرت جھومنے لگے نرگس شہلا نے آنکھین کھولدین

سنبل نے زلف پرشکن کو آراستہ کیا نخل ہر سبز و شاداب ہوئے موسم بہار کی کیفیت ظاہر ہوئی ایک جانب سے
لالۂ برگ گنار پیدا ہوا سب نے سر نثار کر دیا ملکہ برگ گنار رشک ہوا ملکہ بران شمشیر زن بعد صولت و شوکت
طاؤس زرین بال پر سوار پہلو میں ملکہ مجلس جادو برگ گل پر بیٹھی ہوئی غنچہ گل ہاتھ میں فیدعیان
کوندتی ہوئی گرتا آب روان کا زیب جسم ایک جانب سے صاحب سطوت و صولت باغبان قدرت ایک تختہ
سے رعد و برق و برق لامع و ملکہ مخمور سرخ چشم یہ سب سرداران نامی حال لشکر اسلام تباہ دیکھکر
آمادۂ مرگ و مہیائے قضا ہوئے لشکر حیرت پر گرے ملکہ بہار نے آتے ہی حیرت جادو کو للکارا کہ او
خبردار اب آگے نہ بڑھنا تھم ملکہ بہار جادو یہ کہکر گلدستہ مارا پھول برسے اہلیان لشکر حیرت مبہوت ہوکر
آپس میں لڑنے لگے کئی ہزار نے گلے کاٹ ڈالے سحر بہار سے حیرت گھبرا جاتی ہے لمحہ بھر میں ہزاروں
نے جامۂ زرین کسی نے دیوانہ ہوکر دامن و گریبان چاک کیا اشعار عاشقانہ پڑھتا طرف ہوا کے بھاگا
ملکہ بران نے اترتے اترتے کئی سو جادوگروں کو مارا ایک نخل کے سایہ میں کھڑے ہوکر دیکھا کہ بہار نے
ہزار ہا کو دیوانہ بنایا وہ سب شعر ہائے عاشقانہ پڑھ رہے ہیں بران کی آنکھوں کے نیچے تصویر ایسی
پھر گئی بیساختہ آہ کی دل چاہا ان دیوانوں کے ساتھ ہم بھی گریبان چاک کریں طرف دشت بھاگ کے
جائیں خیال معشوق میں ناپائیداری عالم بھی نگاہ میں ہے اتنے ہی عرصہ میں ہزار ہا لاشے پھڑک رہے
زمین کوئی زخمدار کوئی بیقرار اس حال پُر ملال کو دیکھکر یہ اشعار عبرت آمیز زبان پر جاری ہوئے اشعار

سن لے یہ التماس مرا دوستانہ ہے
کا خیمہ و بار ترا شامیانہ ہے
او عندلیب جان چمن جسم پہ پھلا
اک دم میں شکل صبح صبا تو روانہ ہے
رکتی نہیں ہے باگ کسی شہسوار کی
کیا ہو گئے وہ لوگ کہاں وہ زمانہ ہے

ہشیار ہو کہ تیر اجل کا نشانہ ہے
دنیا کے مخمصے میں ہے فرزند اقربا
ویرانہ ایک روز ترا آشیانہ ہے
یہ جلوہ ہائے بوقلمون بے ثبات ہیں
ہر دم سمند عمر کو اک تازیانہ ہے
کہتا تھا جو نسیم تجھے سب سنا چکے

بلبل کے رنگینی سینہ کمخواب نیرہا
بیگانہ سب سے ہو کہ اجل کا یگانہ ہے
انفاس مستعار پہ کیا اعتبار ہے
ہے زندگی طلسم جہان اک فسانہ ہے
کیا سرکشان دہر کے قصے کہوں
نزدیک اختتام ترا کارخانہ ہے

ان اشعار کے پڑھنے سے اور زیادہ دل میں جوش ہوا کہ ای بران زیجر کر جان دو یا حیرت جادو
کو ہر ہو کر مارو بے مارے اسکا انجام غیر ممکن پس زندگی بیکار ہے ادھر سے لڑتی بھڑتی سمو کرتی
ہوئی ملکہ مخمور آئیں مخمور کی نگاہ بران پہ پڑی دیکھا اس عالم یاس آنکھوں میں آنسو بھرے

ہوئے ایک نخل کے سایہ میں دو سرو باغ رعنائی سحر کر رہی ہے مخمور نے قریب آکر فرمایا کیوں ملکہ عالم مزاج
کیسا ہے حقیقت میں بڑے ہنگامے کی لڑائی ہے مگر ایسا متوحش میں نے کبھی آپ کو نہ پایا تھا ملکہ بہار نے
فرمایا اے مخمور شکر ہے پروردگار کا اطمینان سے لیٹیں گے تو حال کہینگے اسوقت حیرت نے ہزارہا بندگان خدا
کو مارا اسکی فکر کرو غم و الم کے پابند ہیں گردش فلکی سے آنکھ پھیر و دم بند ہیں اے ملکہ مخمور اپنی تو یہ کیفیت ہے نظم

شبانہ موج خندہ زند بر بقاے ما
جائے گذشتہ نیست بگلو نزے ما
آئینہ ایم و طلعہ زنگار گشتہ ایم
ہاں خوشہ چین حسن تو ایم سزاے ما

چشمک حباب نیز بہ نشو و نماے ما
از کوچہ فراغت دل کو تو نگذشت
تار رشتہ را طول زبس ساز و صفاے ما
ما را بدل امید رہائی خیال محض

بستیم در رہ دست دو عالم سوالے ما
آزادگی ما شدہ زنجیر پاے ما
سر پیش یاد رحق پروین زبانکشود
دام از نگاہ ہست قفس از قفاے ما

مخمور خود دل دادہ و فریفتہ ہے ان اشعار کے سننے کی کب تاب تھی آنکھوں سے اشک حسرت جاری
ہوئے دونوں ہجران دیدہ آفت کشیدہ کو ہچکیاں لگ گئیں دیکھا لڑائی بگڑی جاتی ہے ملکہ بہار نے
نیچہ کھینچکر ادھر حیرت کے چلی ادھر سے حیرت اس خیال میں چلی کہ بہار سے مقابلہ کروں بہار نے
دور سے گلدستہ مارا سامنے آ کا حیرت کے پتا پھول برسنے لگے حیرت بھی قریب تھا کہ اشعار بہاریہ
شروع کرے کہ ایک طائر نے سر پا کر چیخ ماری ملکہ بہار کی رنگت زرد ہوگئی طائر کو دیکھکر ہوش اڑگئے
حیرت نے جو اتنی مہلت پائی نیچہ سحر سے بہار کو زخمی کیا بہار زخمی ہو کر نیچے ہٹی حیرت نے سایہ میں نیچہ کے
لیا بہار سمجھی چلی آتی ہے سحر کر رہی ہے حیرت اتنی مہلت نہیں پاتی کہ بہار خاموش ہو تو میں سر کاٹ لوں
یا بیہوش کروں مگر بہار کو یقین کامل ہے کہ اب حیرت کے سامنے سے بچ کر نکلنا دشوار ہے بہار نے
ناچار ہو کر ایک نخل کی آڑ پکڑی اس امید پر کہ کچھ آرزو میں شاید ثمر آئے اس بانی کے ہاتھ سے جان
بچ جائے حیرت کب مانتی ہے چاہا سحر کرکے نیچہ ماروں کہ ایک طرف سے آواز آئی اے ملکہ ہوشیار ہو جائیے حیرت
نے دیکھا صرصر نخل کی آڑ پکڑے کھڑی کہہ رہی ہے کہ اے ملکہ عالم باغیوں کا جلوہ ہے اپنی جان بچا بیٹھئے ہیچ کیا
دیکھیے وہ شہنشاہ آتے ہیں حیرت بھی سمجھی بیٹھی تھا کہ صرصر عیار نے حلقہ اسے کمند کا ڈالا اور بیہوش کیا نعرہ جان [illegible]

ببہار ... من آمد چیت و چالاک
غلغلہ او ... لالک نامم

بجنبش چشم ... زمرکب خاک
خفقہ ... میں تیر ... [illegible]

از دیدہ باد ... تیز نگا ...
[illegible]

حباب آمد حیرت بیہوش ... [illegible]

پتلہ فولادی زمین سے پیدا ہوا ہان ہان کرتا ہوا خبردار خاتون گل شہنشاہ و پردست انداز ہونا
گود مین حیرت کو لیکر وہی پتلہ بلند ہو گیا اب جو حیرت سے لشکر خالی ہوا بہار و مخمور وبران
نے آگ برسادی لشکر نے شکست فاش کھائی اہل اسلام قتل کرتے ہوئے بڑھے بارگاہین
خیمے لوٹ لیے جب دیکھا بہار نے کہ سردار بڑھے جاتے ہین نفیر سحر بجائی کہ صاحبو بس بھاگنے
والون کا پیچھا نہ کرو قواعد صاحبقرانی سے خلاف اہل اسلام پلٹے ملازمان حیرت کئی کوس پر
جا کر ٹھہرے حیرت کو پتلے نے لیجا کر ایک پہاڑ پر ہوشیار کیا جب حیرت کی آنکھ کھلی اپنے کو پہاڑ پر
پایا پتلے کو قریب دیکھا سمجھی کہ یہ پتلہ بچا کر مجکو اٹھا لایا پھر اسباب سحر سے آراستہ ہو کر اپنے لشکر کے
دیکھنے کو چلی اُسوقت آکر پہونچی کہ مصور وغیرہ نے دوبارہ آکر بارگاہین لوٹی پہونی استاد کرائی ہین
انتظام ہو رہا ہے بھاگے ہوئے جمع ہوتے جاتے ہین حیرت نے آکر شکست لشکر کو درست کیا بارگاہ
مین آکر بیٹھی جو کچھ گذرا تھا اُس حال کی عرضی واسطے افراسیاب کے لکھی اُسپر مرقوم تھا کہ مین قیدیون
کو آپ نے ہمارے سپرد کیا بہار و باغبان وغیرہ نے آکر انکو رہا کر لیا بارگاہین خیمے لٹ گئے فلان
مقام پر آکر بے سامانی مین آ پڑی ہون مگر اس لڑائی مین شکست فاش ہوئی ایک ساحر تیز رو کو
وہ عرضی دی اور زبانی بھی کہدیا کہ شہنشاہ جہان ہون یہ عرضی انہین کے ہاتھ مین دینا ساحر
نامہ لیکر روانہ ہوا حیرت مصروف انتظام لیکن اہل اسلام بفتح و فیروزی داخل بارگاہ آسمان جاہ
ہوئے ملکہ مہرخ نے ان سب صاحبون سے حالات خیریت آیات اسد نامدار کو پوچھا سب سے
زیادہ ملکہ سہ جبین الماس پوش و ملکہ لالان خون قبا مشتاق تھین ملکہ بہار وغیرہ کو خلات
مین بلوایا تمام کیفیت ملکہ بہار نے ظاہر کی کہ حضور خواجہ عمرو ایک درہ کوہ مین طلسم کشا کو لیگئے
عبادت کرا کے فکر لوح مین مصروف ہونگے خدا فضل اپنا شریک حال کرے ہم لوگون نے راستے پیدا
کر لیے ہین دمبدم اپنے کو پاس طلسم کشا کے پہونچا ئینگے خبرین لائینگے بڑی مصیبت سے یہ ورد گار نے
بچایا خضران گرفتار کر کے لیچلا تھا عین وقت پر آفتاب جادو پہونچا خضران کو مارا ہمکو رہا کیا اگر
ہمارا ٹھہرنا لشکر مین مناسب نہین ہے طلسم صندل پر لڑائی پڑیگی لیکن خدا اپنا فضل شریک کرے
ورنہ مہر و ماہ پر بڑی قیامت برپا ہوگی دونون جادوگرنیان بڑی زبردست ہین انکا بھی قتل دشوار ہے اب
ہم لوگ رخصت ہوتے ہین تنہائی پر اپنے آقا کی روتے ہین ملکہ مہرخ نے چاہا ابھی ان سرداران مسطور کو

رخصت نہ کرون ملکہ بران نے کہا ای بادشاہ لشکر اسلام اری ملکہ مہرخ خوش انجام جلد ہم سبکو رخصت کیجیے پیر انت
زمین عزیو گریہ وزاری بلند ہوا لیکن اسی وقت ملکہ بہار و باغبان عالیوقار ملکہ مخمور سرخ چشم و رعد و
برق و برق لامع و ملکہ بران و ملکہ مجلس جادو و ملکہ مرخ و رحیہ جبین سے رخصت ہوئے ملکہ مہرخ نے سبکو گلے
سے لگایا فرمایا ای پیارو جو کیفیت گذرے ہمکو ضرور اطلاع دینا یہان بھی آٹھ پہر موت کا سامنا ہو اگر حیات مستعار
باقی ہو تو تم سب صاحبون سے ملینگے اور اگر قضا لیے باقی ہے تو ملک عدم مین ملاقات ہوگی کہ صاحب بقدرہ
کران یعنی مہتر قران براے دریافت حال خواجہ عمرو شریک صحبت ہوئے باغبان سے پوچھا کہ ہمارے
استاد پر کیا گذری باغبان نے تمام کیفیت ظاہر کی اور یہ بھی بیان کر دیا کہ اب استاد کو بڑی مصیبت ہے
ہر وقت طلسم کشا کے ساتھ مین ذرا چوکین باعث خرابی ہو مقدمۂ طلسم صندل نہایت وسیع ہے اور اسباب
کو ناز ہے کہ کوئی ملکہ صندل جادو کو قتل نہین کر سکتا نہین معلوم کیا ماجرا و نیاز ہے مہتر قران نے کہا ہم بھی
اپنے استاد کی تلاش مین ضرور جاینگے یہ کہکے مہتر قران نے بھی با نہاے عیاری اپنی ذات پر آراستہ کیے
چالاک کو بلا کر فرمایا ای نور نظر لشکر کا اچھی طرح خیال رکھنا تمھارے قبلہ و کعبہ نہین ہین ہم بھی برائے
تلاش جاتے ہین چالاک نے سر جھکا لیا کہا خلیفہ پروردگار حافظ و نگہبان ہے ہماری کیا حقیقت کہ
ہم انتظام کر سکین خدمت گذاری مین سب صاحبون کی مصروف رہینگے اسی شب تیرہ و تار مین مہتر قران
طرف طلسم صندل کے چلے ایک جانب سے بہار وغیرہ بہ جستجوے شہسوار عرصۂ یکتازی اسد بن کرب
غازی یہ سب صاحب جاتے ہین ذکر مہتر قران و بہار وغیرہ انشاء اللہ وقت پر تحریر ہوگا

ذکر داستان حیرت بیان آفتاب عالمتاب آسمان جلالت یکہ تاز عرصۂ جرأت و ہمت ہزبر بیشۂ صاحبقرانی نہنگ بحر لیاقت و کامرانی نور نگاہ صاحبقران اعنی شاہزادہ اسد نوجوان لباس پاکر بزرگان دین سے مصروف ہونا فتح طلسم صندل مین و دیگر حالات متعلقہ داستان ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا جام جرأت شتاب
کہ مالک مضامین پہ ہوں فتحیاب
ہوا تشنۂ جنگ کا اب خمار

کھنچے تیغ کالک جلالت شعار
کمیت قلم ہے مرا گشت مین
چلے آج تلوار اس دشت مین

تا رند مشرب جو سرشار ہو
یہ سب میکدہ خون سے گلنار ہو
پلا ساغر بادہ لالہ رنگ

کرو پیش ہر کی مستون کو جنگ
پلا جلد جام شراب کہن
کہ رند جو رسے با بکمین

مین تیغ زبان کو علم کر چکا
کہ اس معرکہ مین قدم دھر چکا
صفین جم گئین لشکر نظم کی

وہ آمد ہوئی افسر نظم کی
صبا سے کہا اب نہ آ دشت میں
جھپٹتا ہوں مضمون کی فوج پر
کبھی جوش میں بحر رخسار ہی
شہنشاہ اقلیم تسطیر ہی

الیست قلم نے طرارہ بھرا
فلک پر گیا ایک ہی گشت میں
مرا کلک ہی نیزۂ جانستان
یہ دریائے مواج و قہار ہی
نہ کر سا قیا اسقدر تیز بان

چھلاوہ بنا وہ ہوا ہو گیا
قمر فہم چالاک ہی اوج پر
رقم سے نمایاں ہیں سر تیز بان
صفت میں قلم کی یہ تقریر ہی
کہ ہوں ہی پرستوں میں خونریزیاں

چہرۂ سیاحان دشت پرہول مضامین و فتاحان مرحلہ جات طلسمات جلالت آئین بملاحظہ لوح
قرطاس بیضا اقتباس بمدد افواج نظم و نثر فتاحی طلسمات میں مصروف ہیں اشعار مصنف

نویسندگان سخن پروران
سطور مرصع رقم کردہ اند
بہ تسطیر اوراق این داستان
مضامین رنگین بہم کردہ اند

چونکہ شہسوار عرصۂ یکہ تازی شاہزادۂ اسد بن کرب غازی درۂ کوہ
فلک شکوہ میں برائے عبادت رب اکبر آکر بیٹھا دعا میں مصروف ہوا خواجہ عمر چالاک ٹھہرے دعا
کر رہے ہیں کہ پروردگار اسد غازی کا انجام بخیر ہو ارباب بزرگان دین سے شرف حاصل ہو فتح
طلسم صندل سے تسکین دل ہو لوح طلسم صندل بہ تحیل ملے غنچۂ آرزو کھلے مگر اسد نامدار کہ خضوع
و خشوع عبادت میں مصروف پکار رہا ہی کہ پروردگارا رحم اپنا شریک حال کر روتے روتے پہر رات
رہے بیقراری کا جوش دعا کرتے کرتے بیہوش ہوا بزرگان دین کو عالم خواب میں دیکھا اسد غازی
کے دیدۂ ظاہری بند میں دیدۂ باطنی کھلے ہیں ارشاد فیض بنیاد ہوا کہ اے فتاح طلسم عجائب و غرائب
بادشاہ سابق طلسم صندل کو رہا کرو وہ نشان لوح بتائیگا مرحلہ جات پر بھی کام آئیگا بوقت سحر اسد
نامدار بیدار ہوا خواجہ عمر وصدائے اسد سنکر ورہ کوہ میں تشریف لائے اسد نامور کو مصروف
وظائف پایا مگر دیکھا چہرہ مثل آفتاب تاباں و درخشاں ہی عمرو نے اسد کو گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ
دیا فرمایا کہو ای نور نظر وای پارۂ جگر کچھ بشارت ہوئی اسد نے کہا حضرت استاد ارشاد ہوا کہ بادشاہ
سابق طلسم صندل کو رہا کرو وہی لوح کا پتہ بتائیگا نہیں معلوم بادشاہ سابق طلسم صندل
کہاں قید ہی اور کیا نام ہی اسکی رہائی کی کیا صورت ہو عمرو نے کہا فرمانا بزرگوں کا خالی از
لطف نہو گا انشاء اللہ اسکا پتہ لیگا یہ فرما کر اسد کو درۂ کوہ میں ٹھہرایا خود عمرو صحرا میں آکر زیر نخل
ٹھہرا مگر حیران کیونکر پتہ ملے کہ بادشاہ سابق کہاں قیدہی عمرو تو اس فکر میں ہی لیکن افراسیاب کو

نامۂ حیرت بمقدمہ رہائی سرداران اسلام پہونچا اور یہ بھی اُسنے سُنا کہ خضران مارا گیا قہر وغضب مین آکر ایک
نامہ اشرار جادو کو تحریر کیا کہ ای اشرار نامہ ہذا دیکھتے ہی خضران نابینا بادشاہ سابق طلسم صندل کو
فوراً قتل کرنا ساری نامہ مین صاف تحریر ہی کہ جناب اخضر جادو وہسانو کا قاتل طلسم صندل کا ممکن ہی اسکا
قتل واجب و لازم ہی یہ نامہ ایک جادوگر کو دیا وہ نامہ لیکر روانہ ہوا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اسد کو دو
کوہ مین چھوڑ کر سایہ نخل مین بیٹھے سوچ رہے ہین کہ کیونکر بادشاہ سابق کو پاوین وہ بادشاہ سابق
کہان ہی ہماری نظرون سے نہان ہی یہ تو خواجہ عمرو کا دستور ہی کہ کبھی بصورت اصلی نہین رہتے ساحر
بنے ہوئے بیٹھے ہین ہر طرف متردد و متحیر دیکھا ایک ساحر اُڑا ہوا آتا ہی خیال مین گذرا کہ خواجہ آج اس ایک ساحر کو پکاری
دریافت کرین کہ یہ کون ہی یہ سوچ کر آواز دی ارے بھاگ جانے والے ادھر آؤ خبردار آگے نہ بڑھنا
قدم آگے بڑھاؤگے کتے کی موت مارے جاؤگے اُس ساحر نے پلٹ کے دیکھا فوراً ہوا سے اُترا سمجھا
شاید آگے کچھ مقام خوف ہی جب زمین پر آیا خواجہ نے کہا کیون بے تو کون ہی کہان جاتا ہی تیرا کیا نام ہی
اُس ساحر نے کہا کہ ذرا زبان تو اپنی روکیے زبان کا شائستہ نہونا بڑے عیب کی بات ہی خواجہ عمرو نے
کہا تم ایسے گدھون کے واسطے زبان کی شائستگی کہا ایسون کے لیے جوتی پیزار لازم ہی جب تو وہ
جادوگر بگڑا اور غصہ آیا تیور پہ بل پڑا عمرو نے پشت پر ہاتھ رکھ کر کہا بھائی کیون اُڑتے ہو ناحق بیجا
بگڑتے ہو تم جانو ہماری پاپوش سے لاشہ زمین پر تڑپتا ہوگا جورو تمھاری بیوہ ہو جائیگی اور بچے یتیم
جہنم واصل ہو جب تو وہ جادوگر گھبرایا کہا بھائی صاحب تم بزرگ ہو مفصل حال بتاؤ تمھارے کلمات
سخت کا ہم برا نہین مانتے عمرو نے کہا بھائی پہلے نام و نشان سے آگاہ کرو پھر ہم ابھی سمجھا دین تمکو
سیدھی راہ بتا دین ہم شہنشاہ افراسیاب کے ملازم ہین خاص واسطے روکنے مسافرون کے مقرر
ہوئے ہین بھائی ادھر ایک عیار پکڑا گیا ہی آیندہ ورندہ کو لوٹ لیتا ہی صد ہا بندگان سامری مارے گئے
اُس سے ہمنے تمکو کلمات سخت کہے کہ تمکو غصہ آوے ادھر کے جانے کا قصد نہ کرو اُس جادوگر نے قدمون
کو بوسہ دیا کہا بھائی تمھارا احسان ہمکو افراسیاب نے طرف قصر آہنی کے روانہ کیا ہی ملک اخضر بادشاہ
سابق طلسم صندل وہان قید ہی اشرار جادو نگہبان کے نام یہ فرمان لیے جاتے ہین شہنشاہ کو ملک
اخضر کا قتل منظور ہی عمرو یہ مژدہ روح افزا سنکر پھول گیا پتہ نشان بخوبی پوچھا اُس جادوگر کو بیہوش
کیا بعد چند ساعت کہا بھائی وہان کے جنگل سے بچنا تا فوراً قول سے پہنچ جاؤگے وہ ساحر سلام بندگی

کرکے سمت قصر اپنی روانہ ہوا بعد اُسکے جانے کے خواجہ نے تمام کیفیت آکر اسد نامور سے بیان کی کچھ
چپکے سے اسد کے کان مین کہا اسد نے عرض کی جو حضور کے نزدیک بہتر ہو وہ کیجیے مصرع صلاح با ہمہ اُنست کان
صلاح شماہ اس سرگوشی کا حال آگے بڑھ کے تحریر ہوگا خواجہ عمر و اسد کو لیکر اُسی جانب چلے لیکن یہاں فرستادہ
افراسیاب لرزان ترسان بخوف قزاقان شل بید کانپتا ہوا وہان پہونچا کہ اشرار جادو بارہ ہزار ساحرون سے تنہا
ہوا ہی ملک اخضر مسلسل و مطوق بال سر کے بڑھے ہوئے روشنی چشم زائل مُرجھا ہوا ملول رہا ہی اپنے حال زار پر
روتا ہی کہ یکایک بلا ہوا کہ ساحر نامہ افراسیاب کا لیکر آیا ہی اشرار نے ساحر کو خلعت دیکر رخصت کیا نامہ پڑھا گیا
مضمون مذکورہ تحریر تھا چونکہ عرصہ دراز سے بیچارہ اخضر قید ہی کوئی بے اعتدالی اُس سے سرزد نہین ہوئی
ہمراہیان اشرار کو بھی رنج و ملال ہوا اپنے قتل کی خبر ملک اخضر نے بھی سنی حیران ہو کر سر جھکا لیا اپنے حال پر
بہت رویا کبھی کہتا تھا خوبی تقدیر سے قید ہوئی اُس شیر بیشہ جرات کی نصیب نہوئی موت قریب ہی واے
برباد گرفتاری ما حسرت و یاس لے کر پردہ دنیا سے چلے آرزوے دل پوری نہوئی **نظم**

حسن لباط عیش خود را بر ہم چنین تا کجا
جان بفکر شادمانی لقمۂ غم تا کجا
جز نمک پاشی بخاطر رہ نمیابد مرہم
ای برادر سوا ایم واللہ اعلم تا کجا
از ریاض عمر سعی ہاے رنگین بی ثمر
حلقہ در ہا زدن با قامت خم تا کجا

اقتدہ رنگ برشادی من اہل ماتم تا کجا
یا ضیغم گر چرخ زیر تیغ نشاند مرا
بر جراحتہاے تیغ عشق مرہم تا کجا
در فراق رفتگان با غم بسازم تا کجا
یک ورق گردانی مانند آہ مرہم تا کجا

خون دل تا کے خورم در سینہ اندوہ ہا
از براے سرمہ سامان بگردم تا کجا
غافل از بدنامیم منشین کہ ناموس ہا
در مقام فرحت چندے بگیرم تا کجا
از تلاش و سعی سودا تا بکس پیرانہ سر

خبر وحشت اثر اپنے قتل کی سنکر بے اختیار رویا اشرار جادو نے فوراً ایستادہ
گرائی جلادون کو طلب کیا ساتھ والونسے کہا ہی مدت سے اسی مقام پر فروکش تھے اس بڈھے کی قید کے
نگہبان اب قتل کرکے اپنے اپنے شہر مین جائینگے اس آفت سے مہلت پائینگے قریب اخضر جادو کے اشرار جادو
نے کہا ای ملک اخضر تمھارے قتل کا حکم آگیا اب ہم تمکو قتل کرکے خدمت افراسیاب مین جاکر انعام لینگے سر
تمھارا پیشکش کرینگے اخضر نے کہا ای اشرار کیا مجال ہی تیری جو تو مجکو قتل کرسکے بموجب بشارت بندگان دین
بلاعث آئین آج دن میری رہائی کا ہی پس اگر قتل بھی ہوے طائر ارواح نے قفس جسم خاکی سے رہائی پائی
انجام بخیر ہوا بعد مرگ باغ ہمیشہ بہار کی سیر نصیب ہوئی اشرار نے کہا ای اخضر کیون بیہودہ بکتا ہی تو تو کبھی
جینے سے گیا ہی کہ بشارت ہوئی خواب مین بزرگون کی زیارت ہوئی اسکا انجام یہ ہوا کہ آج بحسرت و یاس قتل

ہوتے ہواب کیون اپنے حال زار پر روتے ہوافراسیاب کا ساتھ دیا لاچین کے خیرخواہ ہونے سے کیا لطف
اٹھایا اس روز سیاہ کا سامنا ہوا اب آمادۂ مرگ وہیاے قضا ہو ملک اخضر نے سر جھکایا جلاد تیغ کھینچکے
قریب آیا اشرار نے کو سخے کھلوائے ہیں سب سے کہا ہے یہ مال ہم تم آپسمین تقسیم کرینگے مگر نہین معلوم کیا
سبب کہ آج شہنشاہ کا حکم اسکے قتل کے واسطے کیون آیا یہ تو عرصہ دراز سے قید ہے سلطنت طلسم صندل
سے معزول کرکے اندھا کر دیا ہمارے سپرد ہوا نہین معلوم کیا کسی نے شہنشاہ سے کہا جو حکم قطعی سر قلم
کرنے کا آیا ملک اخضر بیچارہ زیر تیغ سر جھکائے بیٹھا ہے دل سے کہتا ہے دیکھون کیا ظہور ہو کیون اے خدا ہے
نادیدہ دوستون کو غم دشمنون کو سرور ہوا ابھی اشرار نے حکم اول نہین دیا کہ اہل ہوا کا فسر چیلہ اٹھو
شہنشاہ آتے ہین سب نے سر اٹھایا دیکھا افراسیاب جادو بصد کروفر تخت سحر پر سوار پہلو مین حیرت جادو
ایسی معشوق قمر ماہ رخسار گرا ہوا آتا ہے اشرار جادو بارہ ہزار ساحران غدار کہے کر بہرے استقبال آگے بڑھا
جلاد نے اخضر سے کہا لو اے ملک اخضر نابینا شہنشاہ طلسم ہوش ربا آپہونچے ملک اخضر نے جواب دیا
اُنکا تو نمک حرام کیا کریگا یہان تخت افراسیاب زمین پر اترا سلامی ہوئی در ویان بجین فوراً اشرار جادو
نے واسطے افراسیاب کے تخت لاکر بچھایا افراسیاب بہ کبر و نخوت تخت پر بیٹھا اشرار نے عرض کی اسوقت
حضور نے کیون تکلیف فرمائی افراسیاب نے کہا اے اشرار بد دولت تنے نامہ روانہ کیا لیکن اوراق سامری
مین دیکھا صاف صاف لکھا تھا کہ اخضر قتل ہوگا جو جلاد خنجر ماریگا وہ پلٹ کر اسی کے پڑیگا ایک آندھی
سیاہ اٹھیگی اسمین سب سر کراکے مر گئے بد دولت کو آرام نہ آیا دفع بلا کی تدبیر کی جلد شراب منگا دا سپر
القاب سامری پڑھا جاے تم سب جلد پیو کہ سامری جمشید نقدیر رد کرنے پائین آج ذرا دہ بھی مگر اینا
اتنا تو معلوم ہو کہ ہمارے بندے بڑے عقیل ہین لات و منات ذلیل ہین فوراً لاکر شراب کے مٹکے
رکھے گئے افراسیاب نے القاب سامری پڑھا مگر کچھ ایسی نعلطین کسی کی سمجھ مین نہ آئین حیرت پہلو مین
ہنستی جاتی ہے سب سے زیادہ حیرت کلام کرتی ہے شہنشاہ اسم پڑھتے جاتے ہین حیرت اسکی تاثیر سے مین
ہنسی جاتی ہے بارہ ہزار ساحر پرورش پا افراسیاب کی وجد کر رہے ہین حیرت جادو کبھی اشرار کے
کاندھے پر ہاتھ رکھدیتی ہے اشارہ کرتی ہے کیون اے خیرخواہ اس قصر مین خزانہ بھی ہے ہمارا ارادہ ہے کہ بعد
قتل اخضر تم سبکو انعام تقسیم کرین اشرار نے کہا حضور اس قصر مین ہزار روپیہ ہے بڑی مدت کا خزانہ ہے حضور
پرورش فرمائینگی تو ہماری شفقت کا کون خیال کریگا حیرت نے چپکے سے کہا کیون ہروقت یہ مجکو خیال کبھی

سنا آیا کہ ہماری قدمبوسی کو آتا اشرار مر گیا ساتھ والوں سے کہتا ہی ہو جایو حیرت بہجرائی ہی اس خوشی مین
نشان خزانے کے بتاتا پھرتا ہی اس عرصہ مین شراب بھی تیار ہوئی ملکہ حیرت نے آواز دی دو صاحبو ایک ایک
جام ایسا ایک سانس مین پیو جو کوئی ایک سانس مین نہ پیئے گا دم ٹوٹ جائیگا عمر گھٹ جائیگی اشرار کو اوس
زیادہ بھر کے جام دیا حیرت نے اشارہ کر دیا اگر ہماری محبت ہی تو ایک سانس مین پینا اشرار بیچارہ آپے
سے باہر سب نے خوشی خوشی شراب پی گھبرا گھبرا کے اٹھے لڑکھڑا کر گرے حیرت جادو وزیر اخضر نابینا کو آئی
کہا ای ملک اخضر آگاہ ہو طلسم کشا اسد نامدار آپہونچا نام عمرو بن امیہ ضمری اشرار جادو کو بیہوش کیا یہ سنکر
ملک اخضر قدموں سے اسد کے لپٹ گیا کہا حضور مجکو بشارت ہو چکی تھی کہ طلسم کشا تجکو آکر رہا کریگا مین
حیران تھا کہ آج سامان قتل ہونے کا کیا سبب ہی حضور اشرار جادو کو قتل کرین کلیجہ اسکا نکال کر غلام
کی آنکھوں مین دھونی دین یہی غلام کی آنکھوں کا علاج ہی آپ کے دم قدم سے دین حق کا رواج ہی
عمرو نے فوراً اشرار کو قتل کیا اسد نامدار بصورت افراسیاب بنکر آیا تھا انھون نے فوراً آگ روشن کی
اور یا دلی دکھائی جگر اشرار کی دھونی سے آنکھیں اخضر کی روشن ہوئین قدموں کو اسد نامدار کے بوسہ دیا
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری مکانون مین گھستے ہین خزانے لوٹ رہے ہین اور جب باہر آتے ہین اخضر سے فرماتے
ہین ای بادشاہ طلسم صندل یہ تمام مکانات خزانہ سے خالی ہین بارہ ہزار ملازمان افراسیاب یہان رہتے
تھے جنھین دیتے تھے تنخواہ وغیرہ کیونکر ملتی تھی ملک اخضر کہتا ہی ای شہنشاہ اوج عیاری خزانہ تو یہان بہت
ہی عمرو نے کہا ای برادر مین نے سب مکان مین تلاش کی ایک مکان مین دو مٹکے جھنجھی کوڑیون کے بھرے
ہوئے تھے وہ مین نے کنوین مین پھینک دین وہ کس کام کی تھین ملک اخضر نے کہا خواجہ ایسا نہ فرمائیے
یہان تو روپیہ بیحساب تھا عمرو نے کہا اب تو تمھاری آنکھین روشن ہوئین ایسی بات تو بناؤ گے تہہ خانے کہین
چھپایا ہوگا اسد نے کہا حضور آپ سے کون پوچھتا ہی حقیقت مین یہان روپیہ کہان فقیرون کا مکان ہو
ہزارہا رہتے تھے سب بیچارے فاقے کرتے تھے عمرو نے کہا بیٹا تمھاری ان باتون سے یہ معلوم ہوتا ہی
کہ یہان روپیہ تھا کسی نے لے لیا اسد نے کہا نہین حضور روپیہ کا کیا ذکر ہی غرض ملازمان اخضر بھی مطیع
الاسلام ہوئے اخضر نے اسی شہر مین بڑی دھوم سے خواجہ عمرو و اسد کی دعوت کی عین گرمی صحبت
مین عمرو نے کہا ای ملک اخضر ہوج طلسم صندل کی خواہش ہی بندگان دین سے ہدایت ہوئی کہ جاکر
ملک اخضر بادشاہ سابق طلسم صندل کو رہا کرو عنایت سے پروردگار کے جستجو کی رہبر کامل نے یہان تک

پہونچایا شکر ہی کہ تمکو قید سے اُس بچایا کی رہا کیا اب بتلاؤ کہ لوح طلسمی کہان ہی ملک اخضر نے دست بستہ عرض
کی کہ مقام لوح گزارش کرونگا مگر ملنا اُسکا دشوار ہی لیکن ایک ہفتہ حضور کو تکلیف ہوگی غلام اُسکو کر لوح لیگا
نہایت مشکل ہی اول ایک بات ارشاد فرمایئے سامان قتل صندل بھی مہیا ہوا یا نہین عمرو نے کہا ای اخضر
یہ کیا تُنے کہا سامان قتل صندل جادو کیا چیز ہی ہر چیز کے واسطے طلسم مین لوح کافی و وافی ہوتی ہی سوائے
لوح طلسمی کے اور کیا سامان مہیا ہو ملک اخضر نے عرض کی ای شہنشاہ اوج عیاری افراسیاب نے ایسے
شخص کو بادشاہ طلسم صندل کیا ہی کہ جسکا قتل ناممکن صرف کتاب سامری مین اشارتاً رقم ہی جو کوئی قصد
کرے طلسم صندل فتح کرون پہلے سامان قتل صندل جادو مہیا کرے یہ غلام کو نہین معلوم کہ وہ سامان
کیا چیز ہی بموجب قاعدے کے غلام نے بھی حضور سے پوچھا مین اس رمز سے بخوبی آگاہ نہین ہون جتنا
ماہر تھا اسقدر عرض کیا حضور جب سے سلطنت شہنشاہ لاچین بنی طلسم ہوش رُبا مین ظاہر ہوا خیرخواہان
لاچین جابجا گرفتار ہوئے دشمنون کا اوج ہوا صندل جادو کو افراسیاب نے میرے طلسم کی
سلطنت دی مین اُس ملعون سے لڑا وہ تو میرا کچھ نہ کر سکی افراسیاب نے آکر گرفتار کیا اتنا غلام کو خوب
معلوم ہی کہ کوئی شی برائے حفاظت صندل جادو افراسیاب نے تیار کی کہین اُسکو سپرد کیا ہوگا یہ نہ
دریافت ہوا کہ کیا شی تھی کسکے پاس گئی جتنا غلام نے سُنا تھا عرض کیا اب کل مقام لوح بتاؤنگا مگر یہ غلام
کا اختیار نہین ہی کہ باسانی لے کر خدمت مین حاضر کرے لیکن دو ہفتہ مین سحر تیار کرکے اپنی جان پر
کھیلونگا دریائے جفا کو جھیلونگا حضور کے تصدق سے آنکھین روشن ہوئین پلکون سے جاروب کشی
کرونگا دیدہ بازی لیل ونہار سے مجبور و ناچار ہون آنکھون سے احکام شاہنشاہی بجا لاؤنگا جا بجا
میرے ملازم بقید مین آنکھ جاکر ہار کر ون سحر جو قبضہ سے گیا ہی آسیر قابو ہو شب بھر اخضر نے اسی قصر مین
خواجہ اسد کی دعوت کی بوقت سحر بعد کرد فر اپنے ہمراہ لیکر طرف قلعہ صندل کے چلا ملحوظ خاطر رہے
کہ ابھی خواجہ بھی ساتھ مین اُس قصر سے تھوڑی دور آکر ایک درہ کوہ مین ملک اخضر نے اسد و عمرو
کو پہونچایا چند ساعت وہان ٹھہر کر درہ کے باہر آیا کہا ذرا سر اُٹھا کر ملاحظہ فرمایئے اسد نے سر اُٹھا کر
دیکھا سامنے قلعہ صندل پہلوئے قلعہ مین ایک برج نہایت رفیع و وسیع صناعان چابکدست نے
تعمیر کیا ہی کئی سو گز کا ایک میل آہنی اُسپر نصب ہی اُس میل کے نصب ہونے سے یہ مطلب ہی کہ ایک قفس آہنی
مین ایک قمری طوق اطاعت بگلہ مصروف کو کو ہی اسد نے فرمایا ای عمرو دریہ کیا تماشا دکھایا میل آہنی

ایک قفس مین قمری صاف ظاہر ہوتا ہی کہ شوخی و شرارت سے بھری ہی ملک اخضر نے عرض کی اے شہریار بانیان
طلسم نے لوح طلسمی اُس قمری کے شکم مین رکھدی ہی اُسکو پھر اُسکو ہلاکت انسان کی جستجو ہی اسوجہ سے مصروف
کوکو ہی جب کوئی سامنے قلعہ کے جائیگا اول آواز ہیہات و افسوس بلند کرتی ہی تین آوازین دے کر
خاموش ہوجاتی ہی گویا اپنے فعل پر شرماتی ہی اگر وہ جانے والا پلٹ گیا معلوم ہوا اگر پھر آگے آنے والے
نے آواز ہیہات و افسوس سنکر بھی قصد کیا یہ قمری حلقۂ اطاعت سے قدم باہر دھرےگی یعنی قفس کو توڑ
ڈالیگی بلند پروازی کرکے سر پر اُس آنے والے کے سایہ ڈال کر صداے کوکو بلند کرتی ہی تیسری آواز
مین منہ سے اُس قمری کے شعلہ نکلکر ایک شعلہ اُس آنیوالے پر گرتا ہی کہ وہ جلکر خاک سیاہ ہوجاتا ہی صدہا
بندگان خدا اُسی جستجو مین آئے جلکر خاک ہوگئے اُن بیچارون کے ہلاک ہونے کی کسی نے خبر نہ لی کہ کیا ہوئے یہ
بھی کوئی سمجھا کہ کس بلا مین مبتلا ہوئے اے شہریار سخن شنیدن بیخ دولت بموجب مضمون رباعی سودا رباعی

گر پارسا کے سامنے مین رو دیا تو کیا
مژگان مین ہو لخت دل پرو دیا تو کیا
یہ دانۂ اشک سبز ہونا معلوم
اس شور زمین مین تخم بو دیا تو کیا

پھر فوج حضور کو اتنا تامل فرمانا چاہیے کہ مین جاکر سحر تو تیار کرکے لاؤن
اور کسی ترکیب سے اُس قمری کو مارون تب لوح طلسمی قبضہ مین آوے یہ نا سمجھا کرین نے اسواسطے بیان
کیا کہ اگر حضور بیسے بعد درہ کوہ سے نکلنے کا قصد کرینگے دشمن شہنشاہی فوراً جلکر خاک ہونگے اسکا علاج
ارسطو اور لقمان سے بھی غیر ممکن اخضر نے عمرو کو سمجھایا کہ حضور جسوقت تک کہ غلام واپس نہ آئے درہ کوہ
سے انکو نکلنے دیجے گا مین جاکر تدبیر مین مصروف ہوتا ہون عمرو نے کہنا ملک اخضر کا قبول کیا ملک
اخضر اُسی وقت پر پرواز پیدا کرکے ایک جانب روانہ ہوا اسد نامور مع عمرو و اگر درہ کوہ مین تھے
جب ملک اخضر جاچکا اسد نے کہا نانا جان آپ ایسا جہاندیدہ آدمی بیکار باتون مین اُس پیر مرد
زمین گیر کے مبتلا ہوتا ہی مین ابھی جاکر ایک تیر مین اُس قمری کو مارتا ہون اگر اصل مین لوح اسکے پاس ہی
دستیاب ہوگی ملک اخضر کے آنے نہ آنے کی کیا احتیاج ہی عمرو نے سمجھایا کہ بیٹا وہ بادشاہ سابق
طلسم صندل ہی یہ بھی ظاہر ہوا کہ تمھارے مذہب حق پر دل سے مائل ہی جو کچھ سمجھایا ایک ہفتہ تامل کرنا
واجب و لازم ہی صلاح و مشورہ سے ستون سلطنت قایم ہی اسد نے کہا آپ نے جو فرمایا بہت بجا ہی
ایسے ایسے مختصر امورات مین اسقدر پس و پیش ہونا سراسر نادانی انجام جسکا پشیمانی عمرو نے سمجھایا اسد
خاموش ہو رہا مگر دل مین یہ خیال کہ کسی حیلے سے خواجہ سامنے سے ہٹین تو مین قمری پر وار کرون اگر

شاید اسکے لشکر مین مورچ ہی تو اسپر قبضہ کرنا کتنی بڑی بات ہی اگر ایک قمری کو بھی نہ مار سکے تو طلسم ہوش رُبا
کون فتح کریگا افراسیاب سے مقابلہ کیونکر پڑیگا یہ سوچ کر اسد غازی خاموش ہو رہا اسی درۂ کوہ مین
بسر کی مگر شب فراق معشوقون کی ملاقات کا اشتیاق سب سے زیادہ ملکہ مہ جبین کا خیال لالان
خون قبا کی جدائی کا ملال جب آہ کرتے ہین خوف ہی کہ شعلۂ آہ استخوان جسم کو نہ جلا دے آتش عشق
شعلہ ور محبت زورون پر جب طپش قلب نے بیقرار کیا یہ اشعار زبان پر جاری ہوے اشعار

بھڑکی ہوئی ہے سینۂ سالک کے جگر مین آگ
لب کی جلا ہوئی تھی دل ابتر مین آگ
گر سوز عشق اشک کو اخگر بنائیگا
ہنگام احتیاج ہی موجود گھر مین آگ
پڑتے ہین آبلے جو ٹپکے کوئی اشک گرم
لگتی ہی آہ مین نے لگائی جگر مین آگ
وہ سوختہ نصیب ہون جس جا رہونگا مین
شہر سے کہان بشر جو لگے اپنے گھر مین آگ

ای رشک شمع دوڑ لگی بال و پر مین آگ
دیدار کی ہوس نے جلایا نگاہ کو
دہکا کریگی شام و سحر چشم تر مین آگ
جز نخل عشق اور ہی وہ کونسا شجر
ای چشم تر نشان ہی مگر اس گہر مین آگ
بلبل کی گریہ نے تعجب ہوا مجھے
قسمت مری لگائیگی دیوار و در مین آگ

باران کے بدلے برق تڑپتی ہی رات دن
دی شعلہ ہای حسن نے پاے نظر مین آگ
ہو عمر طول آہ شرر بار کی مری
ہو جیسے شمع و ریشۂ و برگ و ثمر مین آگ
ہی ناز سوز ہجر کو بیہود کاری مین دل
جبر دی کہا کی عشق نے ... مین آگ
تقدیر کے بگاڑ کا چارہ محال ہی

ایسے ایسے اشعار پڑھ کر تڑپے پھڑکے جب دم لبون پر آیا تب ستارۂ
سحری آسمان پر چمکا خواجہ عمرو اٹھے دیکھا اسد نامور مصروف عبادت پروردگار ہی خیال مین گذرا
جبتک یہ وظائف سے فراغت پائے ہم ذرا جنگل کی سیر کر آئین یہ سوچ کر عمرو باہر درے کے آئے
یہ تو آگے دکے کی خیر منانے چلے مگر اسد نامور اپنی جان سے بیزار دل سے کہتے ہی ای اسد
کب تک اس پیر زمین گیر کا انتظار کرین اپنا علاج اپنے ہاتھ سے کرو اگر حیات باقی ہی انشاءاللہ
ابھی قمری کو مار کے لوح لیتے ہین اور اگر قضا قریب ہی یہ بھی ایک بہانہ ہی کب تک انتظار کرین
اپنے کو مجبور و ناچار کرین یہ سوچ کر اسد نامدار قدم ہمت بڑھا کر درۂ کوہ سے باہر نکلا جیسے ہی
دامن قلعہ مین پہونچا قمری نے قفس مین کریال کی پر پرنے جھاڑے جب اسد اور چند قدم آگے
بڑھا قمری نے بیوری بدل کو کو کی صدا دی مگر طرف اسد کے دیکھ رہی ہی چند قدم اسد اور
آگے بڑھے دل سے یہی صلاح ہی کہ اب اسی مین فلاح ہی اگر یہ قفس سے نکل آئے ایک اشارے
مین خاتمہ اگر قفس سے قمری نہ نکلی قفس آہنی کا توڑنا دشوار ہی مگر وہ ستار و غفار ہی ہر شی مین تاثیر

عطا فرمائیگا ناگاہ قمری نے اپنے کو آراستہ کیا اسطرح تڑپی کہ قفس ٹوٹا بیقرار ہوکر قفس سے نکلی بلند ہوکر
اُس سرو سہی قد پر اپنا سایہ ڈالا دیکھا اسد نے ہاتھ پاؤن مین رعشہ جسم مین سوزش قلب مین طپش
آنکھون مین جلن دل مین تڑپن لیکن جرأت کرکے کمان کیانی دوش سے اُتاری انگلیان کانپتے ہوے
ہاتھون سے تیر ترکش سے نکال کر کمان مین جوڑا قمری کو تاک کر مارا جب تیر قریب سینۂ قمری پہونچا
قمری کے منہ سے شعلہ نکلا کہ وہ تیر جلکر خاک ہوا کئی تیر اسد نے مارے قمری نے جلا دیے ادہر عمرو صحرا
مین خون بجوش گھبرایا سب سے زیادہ یہ خوف ہے کہ اسد غازی مرد سپاہی جاہل اجہل ایسا نہو کہ ہوس مین
لوح طلسمی کے نکل پڑے مفت مین ہلاک ہوگا تمام ساحر نام اسد غازی کے دشمن ہو رہے ہین علامت
طلسم صندل سٹ چکی ہے ساحران طلسم صندل ضرور فکر مین ہونگے ایسا نہو کہ اُسکے ساتھ یہ بدی پیش
آئین تو غضب ہوے یہ سوچکر عمرو بھاگا مگر دمبدم اضطراب ترقی پر حیران مضطر چلا آتا ہے کہ اسد غازی
پر نگاہ پڑی دیکھا وہ شیر زیر دیوار قلعہ پہونچ چکا ہے کئی تیر مارے خالی گئے قمری نے جلا دیے اپنی
بیخطائی سمجھے ہوئے زیر دیوار کھڑے ہین ترکش مین سے پھر تیر نکال رہے ہین مگر ہاتھ پاؤن مین رعشہ
آچکا ہے رنگ متغیر مترود ہے پھر خواجہ عمرو نے یہ حال پر ملال جو دیکھا آواز دی او دیوانے مجہول یہ کیا
ستم کیا اُس دوست صادق کے کہنے کو خلاف سمجھا ای اسد غازی برائے خدا پلٹ آگے بڑھنے کا قصد
نہ کرین ورنہ آقائے ثانی سلیمان کو کیا منہ دکھاؤنگا عالم مین بدنام ہو جاؤنگا اسد غازی نے پلٹ کے
خواجہ عمرو کو دیکھا شرم و حجاب سے کچھ جواب نہ دیسکا مگر تیور سے پیدا تھا اشارون سے ہویدا تھا
کہ ہم مجبور رفتہ ہین اب ہاتھ دستگیری نکرینگے پاؤن سے ثابت قدمی غیر ممکن چہرہ اداس عالم یاس
عمرو بھی اسد غازی سے خفا ہوے بھلا یہ قریب جاتے ہین دور ہی سے غل مچانے لگا ارے
او دیوانے یہ کیا مفت مین رسوا ہوا تمہاری مادر مہربان کو کیا جواب دونگا یہ کہکر چلا تھا کہ
انشاء اللہ اس شیر دل کو ساتھ لے کر آؤنگا نانا جان تمہارے پوچھین گے تو انکو کیا جواب دونگا
اب عمرو دیکھتا ہے کہ قمری چیخ مارتی ہوئی قریب سر اسد نامور آتی ہے یہ شمشاد باغ رعنائی پا بہ
گل ہو چکے ہین آنکھین پھر گئین کمان مین خم آیا ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پہ گری تیر سہم الگ
ہوے تلوار قبضہ سے نکلی سپر نے پشتی بانی کی عمرو نے اُس بیقراری مین کارساز مطلق مالک
برحق کو پکارا ای رحیم ستار العیوب دافع البلیات نظم

خداوندا شبم با روز گردان	چو روز اندر جہان فیروز گردان	شبے دارم سیہ چون بخت امید
درین شب رو سیہ دم کن چو خورشید	تو ای یاری دہ و فریاد ہر کس	بفریاد رس فریاد خواہ رس

ای عیب پوش عالم ای خالق اکرم شیر بیشہ صاحبقرانی کو بچا لے عمرو بیقرار اسد اشکبار عمرو بصورت آئینہ حیران اسد مثل زلف پریشان یہ متردد وہ متوحش یہ نوبت بجان وہ کارد باستخوان یہان عجب عالم کا جوش اسد مثل تصویر خاموش قریب تھا کہ قمری کو کو لگا اسد نامور کے سر پہ بیٹھ جائے کہ ایک جانب سے عمرو نے دیکھا ایک عقاب نایاب بلند پرواز ناترسا ہوا آتا ہی مثل برق تڑپ کر قریب اُس قمری کے پہونچا اسد نامور پر جو سایہ اُس قمری کا پڑا تھا یہ شاہزادہ سروسہی قد پا بگل ہو چکا تھا بلکہ چہرے سے صاف یہ ظاہر تھا کہ سارا جسم پتھر کا ہو گیا لیکن وہ عقاب جب قریب پہونچا ایک پر اِس زور سے اُس قمری پر مارا کہ قمری بلند ہوئی کو کو بجُل صدائے افسوس و ہیہات دینے لگی پر اسکے بت سے ٹوٹ کر زمین پر گرے اب تو وہ قمری چاہتی ہو کہ جان بچا کر نکل جاؤن پنجہ شہباز اجل سے رہائی دشوار دونون مین منقار او پنجے چل رہے ہین لیکن عقاب نے قمری کو پرونسے مار مار کر اسقدر بلند کیا کہ برابر دیوار قلعہ کے پہونچ گئی ہی ایک مقام پر قمری نے پنجون سے بت سے پر عقاب کے نوچ کے پھینک دیے عمرو کھڑا ہوا دعا مین مانگ رہا ہی خداوندا اس عقاب کو غالب کرنا ملک اخضر نے کہا تھا اسی قمری کے شکم مین لوح طلسم ہی کئی مرتبہ قصد ہوا کہ تیر ماروں اگر زخمی ہو کر قمری زمین پر گرے اسکا شکم چاک کر کے لوح طلسم لون لیکن جب تیر جوڑتا ہی ہاتھ مین رعشہ آجاتا ہی ناچار سہم جاتا ہی قلب تھراتا ہی دعا مین مصروف اسد غازی پا بگل مضمحل منفعل دل دھڑک رہا ہی کلیجہ مثل مرغ بسمل پھڑک رہا ہی آخر عقاب نے ایک مقام پر قمری کو پنجون مین دبوچا غصہ مین پانون تھام کر جبڑا ایسا مار کر چیر ڈالا عمرو نے دیکھا شکم سے قمری کے کوئی شی مثل جرم قمر کے چمکی عقاب اُسے گرا نہین معلوم کیا شی تھی اسکو قبضے مین کیا لیکن مرتے قمری کے صحرا مین آندھی سیاہ اُٹھی صدائے گیرودار بلند ہوئی دیوارین قلعہ کی تھرا مین بعد لمحہ دوار آواز آئی کشتی مرا نام من طیران جادو و بعد تاریکی دفع ہوئی احوال روشن ہوا عمرو نے دیکھا ملک اخضر جادو اترتا ہوا آسمان سے چلا آتا ہی کوئی شی مثل ستارہ سحری ہاتھ مین دوڑ کر قدمون سے اسد نامدار کے لپٹ گیا عرض کی ای شہریار غضب کیا ہمنے بروقت رخصت کہا تھا تمنے سراسر اُسکے خلاف کیا شکر ہی کہ پروردگار نے مجھے عین وقت پر پہونچا یا ورنہ

ودسیاہ ہوتا حوالی طلسم صندل میں تباہ ہوتا سرپٹک پٹک کے مرتا خواجہ عمرو نے کہا ای ملک اخضر تو نے
بڑا کام کیا اور اگر تھوڑی سی دیر تم اور نہ آتے اسد غازی کا خاتمہ تھا میں دیکھ رہا تھا اخضر جادو خوشی
خوشی اسد نامدار کو لیکر صحراے سبزہ زار میں آیا لوح طلسم صندل اسد غازی کے ہاتھ میں دی کہا
حضور پڑھیں اسد نامدار نے بعد وضو کے ملاحظہ فرمایا صاف تحریر تھا ای فتاح طلسم وای سیاح این
عجائبات فتاح طلسم پر واجب ولازم ہوگا کہ اول سامان قتل صندل جادو مہیا کرے کہ دردسر مٹے
اسد نامور نے گھبرا کر کہا ای ملک اخضر جو تم نے کہا تھا وہی اسمیں بھی مرقوم ہی لوح کے علاوہ کیا
سامان قتل صندل جادو ممکن کریں لوح کے ملنے سے اور دردسر بڑھ گیا ملک اخضر نے کہا اسمیں
بھید ہی اگر آپ فتاح طلسم صندل ہیں آخر میں یہ راز کھلیگا لوح بولے قتل صندل جادو کافی نہیں ہی یہ
گفتگو ہیں اور ملازمان ملک اخضر مع بارگاہ میں خیمے اسباب ضروری لیکر حاضر ہوئے بارگاہ استادہ ہوئی
ملک اخضر اسد نامور کو لیے ہوئے بارگاہ میں آیا مقام صدر پر شاہزادے کو بٹھایا عرض کی غلام جو
یہاں سے گیا نمک خواران شاہی جابجا قید تھے انکو جا کر رہا کیا یہ سب حاضر خدمت ہیں اسد غازی نے فرمایا
کل میں انشاء اللہ براے طلسم کشائی جاؤنگا تم اسی مقام پر فروکش رہو رات بارگاہ ملک اخضر میں بہ
عیش و راحت بسر ہوئی بوقت سحر اسد نامور نے نماز سے فراغت حاصل کی دربار ملک اخضر آراستہ ہوا اسد
غازی مسلح ہو کر آئے خواجہ کو سلام کر کے کہا غلام رخصت ہوتا ہی عمرو نے گلے سے لگایا خوب سمجھایا کہا ای
نور نظر یہ مقدمہ طلسم کشائی ہی جرأت کو اسمیں دخل نہیں ہی دمبدم قدم بقدم لوح طلسمی کو ملاحظہ کرنا اگر
اسمیں فرق ہوا جان پہ بنے گی ہر گروہ خرد و کلان ادنیٰ و اعلیٰ تمھارے نام کا دشمن ہی اگر خدا نخواستہ
گرفتار ہو گیا ساتھ افراسیاب تک پہونچے فوراً حکم قتل دیگا ہم اسی مقام پر انتظار میں رہینگے ملک اخضر
نے کہا بسم اللہ آپ براے طلسم کشائی تشریف لیجائیں ای شہنشاہ اوج عیاری دو مرحلے جب فتح
ہو جائینگے شہزادہ پھر اسی مقام پر تشریف لائیگا ہمیں اسی مقام پر انتظار کرنا واجب ولازم ہی
اور جو مقام ہمارے جانے کے لائق ہوگا بلا تکلف اپنے کو وہاں پہونچائینگے اگر نہ پہونچ سکینگے مجبور و
ناچار ہیں اسد نامدار نے کمر ہمت چست باندھی آمادۂ سفر ہوئے لوح کو ملاحظہ کیا جو کچھ حکم نکلا اسکو
خیال میں کیا سب سے بغلگیر ہو کر بحکم لوح طلسمی ایک جانب چل نکلے مخمسہ بر غزل ناسخ

مثل بو نظروں سے ہر اک گل نہاں ہو جائیگا
پھول کیا کانٹا بھی بے نام و نشان ہو جائیگا

بلبلو صحرا سے بدتر بوستان ہو جائیگا کاروان بادِ بہاری کاروان ہو جائیگا

ایک دن یہ باغ پامالِ خزان ہو جائیگا

کیا قمر بھی شرم کے مارے نہان ہو جائیگا سامنے سے مہر تابان بھی روان ہو جائیگا
جیب دم صد چاک جیب النس و جان ہو جائیگا چاند سا چہرہ جو پردے سے عیان ہو جائیگا

چشم عاشق کا ہر اک پردہ کتان ہو جائیگا

دیکھو دونون سے وہ پری جلوہ جو دکھلانے لگا شہر نظارہ وہان سارا جہان جانے لگا
فیض ہر اک دولت دیدار سے پانے لگا رفتہ رفتہ اپنے در تک وہ صنم آنے لگا

سجدہ گاہ خلق سنگ آستان ہو جائیگا

مانگ تو اے ماہ تیری کہکشان کا ہے جواب ہے خدنگ تیر مژگان غیرت تیر شہاب
عکس رخ سے ہے نقاب روے انور ماہتاب بالی کے موتی ہین تارے روے تابان آفتاب

تیرے کوٹھے سے ابھی بام آسمان ہو جائیگا

قتل کرنے مین جو یاد آجاتے ہین ایام وصل تلخ اپنی زندگی کا ہے مزا بے جام وصل
جان آجائیگی تن مین جب سنونگا نام وصل یار جب مجھ جان بلب کو بھیجے گا پیغام وصل

دیکھنا پیغامبر مسیحا بیان ہو جائیگا

ایک دم ہرگز نہین تنہا نہین اسکو چھوڑتا چھپ کے پیچھے ہو لیا جس سمت وہ اٹھکر چلا
خلق کو پھر یقین ہو جائے گا ہمزاد کا اگر یہ نہین مین ساتھ ہون تو رفتہ رفتہ دیکھنا

اُس پریکو اپنے سایہ کا گمان ہو جائیگا

دیکھ پائیگا جو صورت روے آتشناک کی ہے یہ گرمی فی الحقیقت روے آتشناک کی
دل جلا ڈالیگی حیرت روے آتشناک کی تھم سکے گی شرارت روے آتشناک کی

شعلۂ آتش ترے آگے دھوان ہو جائیگا

کیا غضب اے ترک تیری چشم نے برپا کیا یہ سوالا یا دیدۂ نرگس کو بھی اندھا کیا
زلف نے پھانسی دی سینہ لے اگر دعوی کیا تیری ابرو نے کمان کو تیر سا سیدھا کیا

پیش مژگان تیر خم ہوکر کمان ہو جائیگا

تیز کتنی دیکھنا تیغ نگاہ ناز ہی — صاف نکلے مرغ جان کا ہر پر پرواز ہی
ہر کمان عالم مین ہمسا عاشق جانباز ہی — کیا ضرر جسکو جو وہ محبوب تیر انداز ہی
گر خدنگ اسکے بدن مین استخوان ہو جائیگا

مین نہ سمجھا تھا کہ دل ایذا دکھلائے گا مجھے — پیچ مین اُس طفل کی کاکل کے لائے گا مجھے
وہ بڑھیگا مین گھٹونگا غم ستائیگا مجھے — انقلاب دہر کب اُس سے ملائیگا مجھے
پیر جسم ہو جاؤنگا مین وہ جوان ہو جائیگا

حسب خواہش گو نہین یہ شعر پُر مضمون کہا — ماں سے آباد کا کہنا زیادہ غم نہ کھا
آج تیرا کوچۂ دلدار مین ہی دل لگا — فکر کر موقوف ناسخ جی نہین لگتا تیرا
پھر طبیعت کا کسی دن امتحان ہو جائیگا

سخنی فضا سے کر آمد بجان — درین زیر پردۂ آسمان — درین پردہ آواز نالہ موسے
باحوال پر یا بہ احوال سے کے — دگر لحن سازے کہ سعی ساز کردہ — لحن سا اخنیدن آغاز کردہ

جبکہ ماہ آسمان سطوت و جلالت یکہ تاز میدان امارت صاحب تیغ و سپر یعنی شاہزادہ اسد نامور بوع طلسم صندل ملاحظہ فرما کر ایک جانب بموجب ہدایت لوح چلے لوح نے حکم دیا کہ سمت مشرق جانا مناسب ہی کوس دو کوس راستہ طی کیا تھا کہ صحرائے ریگستان مین پہونچے صحرائے ہولناک وحشت انگیز جادۂ منزل نابود پرندے کا یہ دان سنسان درختون کے پتے گر گئے شاخین جلی ہوئین حدت نیر اعظم سے صحرا کرۂ نار معلوم ہوتا ہی اگر کوئی بندۂ خدا جا نکلے پانی کے واسطے تڑپ تڑپ کے مرے سوائے چشمۂ آفتاب چشمۂ آب نایاب اُس چشمے سے چشم داشت آب نہین ذرّے چمک رہے ہین تنہائی کا سناٹا صورت یہ ہی کہ شاہزادہ قدم اُٹھاتا ہی پاؤن دھنسا جاتا ہی بمشکل دس بیس قدم چلے یکہ و تنہا نہ یار سے نہ مددگار سے کوئی راہبر ہمراہ نہین نشان منزل سے آگاہ نہین منزل پرخطر ہر مقام پر جان کا ضرر جیون جیون دن چڑھا اسد غازی کو پیاس کی ترقی ہوئی راستہ چلنا دشوار ہر سمت پلک نگاہ کو دوڑایا کوئی چشمہ پانی کا نہ نظر آیا زبان منہ سے نکل آئی دور ایک جانب درخت دکھلائی دیے نخل ہر سبز و شاداب جو دیکھے معلوم ہوا کہ حضرت خضر واسطے رہبری کے آئے اُسی جانب قدم اٹھایا جب قریب پہونچے دیکھا ایک ٹیلا نہایت بلند اسد غازی اُس ٹیکرے پر گئے

دیکھا کہ ایک تکیہ ہی فقرا جابجا بیٹھے ہین کسی مقام پر قمریون کے پنجرے لٹکے ہین کہین بابو کے جوڑے چہک رہے ہین ایک نخل کے سایہ مین شیر کی کھال کا فرش بچھا یا ہی اُسپر ایک نقیب نورانی بغل مین شنجرفی پیراہن زیب جسم یاد معبود حقیقی مین تسبیح ہاتھ مین سر جھکائے ہوئے مصروف وظیفہ خوانی ہی چند چیلے برائے خدمت حاضر ہین حال حسرت مآل اپنے مرشد کے ناظر ہین اسد غازی نے وہ مقام پاک و پاکیزہ خالی از غیر پایا قریب اُس درویش کے آئے اُس درویش جگر ریش نے جمال باکمال اسد غازی کو دیکھا سطوت و جلالت و صولت دیکھکر اپنے مقام سے اُٹھا بے اختیار منھ سے نکل گیا آیئے تشریف لایئے شعر بیا بیا کہ ز اتنگ درکنار کشم ﴿ بتنگ آمدہ ام چند انتظار کشم ﴾ اسد غازی اُس درویش باصفا کی تعظیم و تکریم سے نہایت خوش ہوئے اُس مقام پر بیٹھے مگر وہ درویش سراپا کو اسد نامور کے دیکھ رہا ہی جمال بیمثال اسد نامدار پر نگاہ ہین ٹھہرتی حیران جمال و محو دیدار ہی دوڑ کر ایک ظرف مین پانی لایا اسد غازی نے پانی لیا بسم اللہ کہکر جام دہن سے لگایا جب تو اُس مرد درویش نے ہاتھ تھام لیا قدمون کو بوسہ دیا کہا ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ آج ستارہ مراد اوج پر ہی ای شہر یار گیتی ستان ای ہزبر بیشہ عرب ستان نظم

ہی اشتہار تجھسے مرا ای فلک جناب
رخشندگی ذرہ ہی از فیض آفتاب

اک تخم ہون مین خاک نشین زمین شوق
نشو و نما دے مجکو کرم کا ترے سحاب

ہی یہ جہان مین وہ درِ دولت ترا کہ یان
ناکام بخت آن کے ہوتا ہی کامیاب

قطرہ بھی جو ابر فیض سے پہونچے بجای بحر
جاوے رگڑتی چرخ کو موج دُرِ خوش آب

دریا کو سیر کشتی سے تیری یہ ہو شرف
لاوے عجب نہین جو ہما بیضہ حباب

روشن دلون کو گر ہو مسجود در ترا
رکھے نشانِ سجدہ جبین پر مہتاب

پھوٹا نہ تیرے عہد مبارک مین ایک شیشہ
از دست محتسب کوئی تا پاے احتساب

ہر پرت پت کوہ کا یون اُڑ چلا کہ جیون
کھلجاے باد تند سے شیرازہ کتاب

کیا تاب ہی عدو کی جو ٹھہرے ترے حضور
سُنکر نہیب قہر کو تیرے گہِ عتاب

سامان تیرہ روزی ہی بہر سر عدو
تیری وہ تیغ قبضہ ہی جسکا سیاہ تاب

اُس مرد درویش نے اسد نامدار کو دیکھکر ایسا غمر شادی کی معلوم ہوتا تھا اسکو دولت کونین ہاتھ لگی

اسد نے فرمایا ای برادر تم اس خلق مروت سے پیش آئے گویا ہمکو کہین دیکھا تھا یا کسی سے ذکر سنکر
ہمارے مشتاق تھے مرد درویش نے ہاتھون کو اسد کے آنکھون سے لگایا خاک پا کو توتیا ے چشم
بنایا عرض کی اب حضور اپنے نام نامی کو غلام سے نہ چھپائین پہلے تو یہ مژدہ فرح افزا سنائیے کہ لوح
طلسم صندل دستیاب ہوئی ملک اخضر بادشاہ سابق طلسم صندل کو قید سے رہا کیا اسد
غازی نے فرمایا ای برادر تمھارے نام نامی اسم گرامی سے ماہر ہون اس مرد درویش نے عرض کی
کہ غلام کو روشن تکیہ دار کہتے ہین ای شہریار جب طلسم ہوش ربا مین غدر ہوا شاہنشاہ لاچین
گرفتار بلا ہوے ہم لوگ جانین اپنی بچا کے بھاگے طلسم صندل پر صندل جادو نے قبضہ کیا
ملک اخضر کو گرفتار کر لیا انکے وزیر اعظم دستور معظم فہیم جادو اس فکر مین رہے کہ اپنے بادشاہ
کو قید سے چھڑائین یہ خبر دارون نے صندل کے گوش گذار کیا اسنے قصد کیا کہ فہیم جادو کو
قتل کرے مین نے وزیر اعظم کو خبر دی وہ بھاگ نکلے لیکن فرزند نوجوان انکا نعیم جادو گرفتار
ہوا صندل نے اس نوجوان کو نابینا کر دیا غلامان خیرخواہ اس نوجوان کو اسی حال پر ملال مین
لے بھاگے اختر شناسان اعلی منزلت و کاہنان فلاطون طبیعت نے حکم لگایا کہ اس راہ سے
ایکدن فتاح طلسم صندل کا گذر ہوگا اور وہ شیر بیشۂ صاحبقرانی فخر سام و سہراب سرکوب
افراسیاب فتاح طلسم ہوش ربا جرأت و شوکت مین یکتا اس جوان نابینا کو صحت دیگا فہیم جادو
حضور کے قدوم میمنت لزوم کا مشتاق ہے نعیم جادو پر ایک ایک دن شاق ہے حضور تشریف لیچلین
سب نشانیان طلسم کشائی کی آپ مین ظاہر ہین اور ای شہریار جیسے چھپانا بیکار ہے یہان سب حضور
کے خدمتگذار ہین اسد نامدار ہاتھ تھام کر روشن تکیہ دار کا اٹھے ایک حجرے مین آکر دیکھا
ایک جوان نابینا سر جھکائے بیٹھا ہے شخص دیگر بصد کروفر بیٹھا ہوا کچھ اوراق پڑھ رہا ہے جیسے ہی
اسد نامدار کو آتے دیکھا اٹھکر وہ شخص قدمون کی جانب جھکا اسد نے سر سینے سے لگا لیا فہیم
جادو گرد پھرنے لگا اسد نے کہا ای فہیم جادو وای وزیر اعظم ملک اخضر لوح طلسم صندل
حاضر ہے اپنے فرزند کی آنکھون سے مس کرو کہ نور نظر کی آنکھین روشن ہون فہیم نے دوڑکر اس
جوان نابینا کو مژدہ دیا کہ ای فرزند اٹھو وقت انتقام قریب آیا پروردگار نے طلسم کشا کو یہان
تک پہونچایا وہ جوان نابینا ٹٹولتا ہوا اٹھا اسد کے ہاتھون کو لیکر آنکھون سے لگایا اسد نے

فوراً لوح طلسم صندل نعیم کی آنکھوں سے مس کی چند قطرات آب گندہ کے ٹپکے آنکھیں نعیم کی فوراً
روشن ہوگئیں فہیم گرد پھرا نور نظر کی آنکھیں روشن ہوئیں روشن تکیہ دار نے واسطے نعیم و فہیم کے
اسی تکیہ پر فرش معقول و سامان عیش و نشاط مہیا کیا فرش پر آکر اسد نامدار بیٹھے کہ ناگاہ ایک طرف سے
ایک طائر نے چکارا مارا سر اٹھا کر فہیم جادو نے دیکھا طائر نے آنکھ ملا کر آواز دی او ظالم تو نے غضب
کیا طلسم کشا دشمن ملکہ صندل جادو کو اپنے مقام پر جگہ دی تم دونوں باپ بیٹوں کی مدت سے تلاش
تھی آج چپکا ملا سنو زاغ سر جادو ہے یہ کہکر تڑپ کر زمین پر گرا فہیم نے چند دانے ماش کے مارے زاغ
نے پر اٹھا کر ما دانے ماش کے جل گئے ایک زنجیر آہنی پیدا ہوئی نصف گلے میں فہیم کے نصف گلے میں
نعیم کے پڑی اُس ساحر نے دونوں کو زنجیر میں گرفتار کیا روشن تکیہ دار پر کچھ اشارہ کیا وہ بیچارا
غرق زمین ہوگیا اب زاغ سر جادو نے چاہا کہ تڑپ کے نکل جاؤں اسد نامدار کو تاب ضبط کی اپنے
مقام پر سے اُٹھ کے نعرہ کیا نعرہ اسد

اسد شہسوار رزم گہ دار و گیر	بہ رزم دل شیر و چرم پلنگ	شہنشاہ نام آور و کامران
اسد شیر دل ابن صاحبقران	اُس ساحر نے اسد پر ایک دو تیر مارا اُنکے گلے میں لوح طلسمی موجود	

جو ہو نے تاثیر نعرہ کی سنے چاہا اسد کی ہی گردن پکڑوں اسد نے کلائی پر ہاتھ ڈالکر ایک طمانچہ مارا کہ سر
بیچارا کا جنبر گردن سے اُڑ گیا زاغ روسیاہ تڑپ کر گرا واصل جہنم ہوا بعد دفعہ ہونے تاریکی کے آواز
آئی کشتی مرا نام تھا زاغ سر جادو وہ ہو در روشن تکیہ دار و فہیم و نعیم جادو نے بلا سے بہر سے
نجات پائی ہاتھوں کو اسد کے بوسہ دیا عرض کی ای شہریار اب طلسم کشائی میں جلدی کیجیے صندل
جادو کو خبر ہوجائیگی یہ اُسکا ملازم تھا حضور مصروف طلسم کشائی ہوں ہم لشکر جمع کرکے حاضر خدمت
ہونگے اسد نے کہا بسم اللہ ای فہیم جادو تم جا کر اپنے ساتھ دونوں کو سوار کر دو میں بہت جلد اپنے
کو مرحلہ جات پر پہنچاتا ہوں یہ کہکر لوح کو ملاحظہ کیا فہیم نے دیکھا کہ اسد نامدار لوح کو دیکھکر اُس
تکیہ سے اُترے سامنے چشمہ آب تھا اسم حاشیہ لوح دم کیا چشمہ کے پانی نے جوش مارا ایک کشتی پیدا
ہوئی یہ شناگ بحر جرات با امید مدد خداے عالم اُس کشتی پر سوار ہوا فہیم ناتوان چند کس کو ساتھ
لیکر براے انتظام لشکر ایک جانب روانہ ہوا لیکن شاہزادہ والا تبار اسد نامدار اُس کشتی پر
جاتے ہیں ایک مقام پر آکر کشتی ٹھہری اسد بحکم لوح کود کے چند قدم چلے تھے کہ چہار دیواری باغ

کی معلوم ہوئی اسد طرف باغ کے چلے تھے کہ اندر سے باغ کے آتے آگے ایک ماہ رخسار نہایت
حسین کہ حسن دریائے جواہر مین غوطے مارے ہوئے گرد کنیزان ماہرو پری پیکر نظم

گردشیں دہر آن آنکھون کی بلا گردان ہی — نازقربان ہی اُسپر تو تصدق انداز
جنبش لب سخن آبروے چشمۂ خضر — دم عیسی کے لیے موج تبسم دمساز
تیوری کی گانٹھ کا کب ہے پہ کھلے ہی عقدہ — ہوگی کوئی گرہ دہر کی یان محرم راز
رخصت آفت ہو تقدیر سے جب تک تیری — کرنے گوشۂ ابرو کے اشارے سے ساز
نگہ نرگس نظر آوین گے آہوے مرگ — انکھڑیان ہین تری ظالم کہ کوئی شعبدہ باز
کینہ جوئی کا تو کیا ذکر ہی سبحان اللہ — مہربانی کا تری جور فلک یا انداز

اس مہ جبین نے باندازِ عاشقانہ اسد نامدار کو جھک کر سلام کیا اُسکی نازو ادا دیکھ اسد نامدار
بیقرار ہوگئے نظارۂ جمال مین مصروف ہوے کہ اُس آفت جان نے بڑھکر عرض کی کہ ای شہریار
تشریف لائیے مین اپنا ماجرا عرض کرون اسد کو بھی اُسکی صورت زیبا دیکھ اشتیاق ہی کہ اس گلعذار
سے دم بھر بیٹھ کر باتین کرے نہ یہ کہ اُس نے خود کہا کہ اس باغ مین تشریف لائیے اسد نے بیقرار
ہوکر ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا گویا دولت دنیا ہاتھ مین آئی گرد کنیزان گل پیرہن آپس مین اشارے
کنایہ کرتی ہوئی کہ جس سے صاف ثابت ہوتا تھا کہ یہ نازنین اسد نامدار پہ مدت سے عاشق ہی کوئی
کہتی ہی کہ بوا دیکھو آج ہماری ملکہ لالہ عذار کی آرزو برلائی طلسم کشا نے سرفراز کیا اب جلسۂ عیش
ونشاط آراستہ ہونگے ایک کہتی ہی کہ ارے تو اس شیر بیشۂ جرأت کو جانتی ہی دوسری نے جواب
دیا اب حال سب پر کھل جائیگا حسب و نسب کی بھی کیفیت ظاہر ہوگی خیال تو یہی ہی کہ نجیب ماہر ہوگی اسد
ان باتون کو سنتا ہوا ملکہ کے ساتھ سیر کنان باغ مین آیا ملاحظہ فرمایا باغ نہایت سرسبز و شاداب
ہی نہرین آب صاف و شفاف سے مملو فوارے ہزارہا چھٹے ہوئے صاف ثابت ہوتا ہی کہ ہر وقت
بے بہا برس رہے ہین چمن ایسے طولانی کہ ماسوا لاثانی ہر ایک سنبل ہر ایک چمن کا نگار خصل بہار کی بہار گلم

یہ جوش گل ہی چمن مین جگہ نہین ملتی — سنبھل سنبھل کے قدم رکھتی ہی نسیم بہار
بہ فیض آب زرِ گل ریاض دہر مین ہی — طلائی ہو کے نکلتا ہی جستری سے تار
عیان ہین غنچۂ نارستہ شاخسارون سے — صفا مین شاخ گل تر ہی صاف منقار

جسے تھی سرو سے الفت وہ اب ہے عاشق گل	جو توڑو بیضۂ قمری تو نکلے بلبل زار
یہ عندلیب سے کہدے کوئی بنے ہدہد	سوار باد ہوئی تخت گل سلیمان وار
چمن میں گر کوئی بے دست و پا کرے آسے	تو ہاتھ پاؤں ہوں پیدا برنگ شاخ چنار
دکھا رہی ہے مسیحا کی طرح سے اعجاز	چمن میں قوت نشو و نمائے فصل بہار

اسد غازی باغ کی سیر ملاحظہ فرماتے ہوئے ہمراہ اُس سرو سہی قد کے بارہ دری میں آکر داخل ہوئے
مسند پر بیٹھے لیکن وہ گل رعنائے باغ خوبی گھبرائی ہوئی رنگ رو متغیر بیقرار ہوکر بولی آپکی
حضور میں مدت سے آپکی مشتاق تھی مگر خدمت میں حاضر نہو سکی اب جو سرفراز فرمایا ہے شراب
بھی نوش فرمائیے یہ کہکے جلدی سے جام لبریز کیا گھبرا کر پیش کش کیا اب اسد نامدار کو اُس گلعذار
سے کھٹکا پیدا ہوا جام تو ہاتھ سے لیا انجام کا خیال آیا لوح پر نگاہ پڑی جیسے ہی اسد طرف
لوح کے متوجہ ہوئے وہ گھبرا کر پیچھے ہٹی پکتی ہوئی کہ حضور دیکھیے میری کچھ خطا نہیں ہے میں تابعدار
ہوں شراب پینے نہ پینے کا آپکو اختیار ہے اس عرصہ میں اسد نے لوح کا مطالعہ فرمایا صاف مرقوم
تھا کہ اے طلسم کشا مکر سے شمشاد جادو کے بچنا ہرگز شراب نہ پینا اگر ایک قطرہ حلق سے
اُترا تاثیر تیزاب دکھائیگا تمام جسم پانی ہوکر بہ جائیگا جسوقت جام شراب وہ ہاتھ میں دے
گردش دیگر فوراً جام شراب اُسی کے سر پہ پھینک مارنا پھر قدرت پروردگار کا تماشا
دیکھ لینا اسد نے لوح کے دیکھتے ہی دلبر حور کا خیال آیا یہ صورت دلفریب ہمارے
لیے زہر قاتل ہے یہ سوچ کر جام شراب کھینچ مارا اُسنے ایک چیخ ماری آواز دی اے دست شراب
جرات او بہوت بیگانۂ شوکت زبردستی میری جان لی یہ کہکے چاہا کہ پر پرواز پیدا کرکے
اُڑ جائے قطرہ شراب کا جسم پر اُس مخمور شراب مکاری و غداری کے پڑنا معلوم ہوا بارود
میں آگ کی چنگاری گری مثل ہیزم خشک وہ آتش مزاج جلنے لگی کنیزوں نے چاہا جان بچاکر نکل
جائیں دیدہ و دانستہ اپنے کو اس آگ میں نہ جلائیں کہ یکایک جسم سے اُسکے شعلے نکلے کنیزوں پر
پڑے وہ بھی جلنے لگیں باغ آتشبار ہوا ہر نخل سحر آتش ہر شاخ شعلۂ سرکش پھول باغ کے
چنگاریاں بنگئے زلف سنبل دود مانند ہار فریاد کی پکار دو گھڑی اُس باغ میں صدائے الامان بلند
رہی بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من شمشاد جادو بود اب روشنی ہوئی اسد نامدار

سنے ملاحظہ کیا باغ سارا جلا پڑا ہے ایک جانب ایک لاشہ ساحرہ کا پڑا ہے اسد نے سجدۂ شکر پروردگار
کیا سر سجدے سے اُس باغ کی نکلے چاہتے تھے کہ لوح کو ملاحظہ کرین کہ یکایک ایک طرف سے گرد اڑی زمین
سے صدائے عجیب آئی کہ اے باغی او طلسم کشا غضب کیا میری معشوقہ کو مارا اب میرے ہاتھ سے
کیونکر زندہ بچیگا اسد نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک دیو عربدہ کرتا ہوا چوب دست گران سنگ آہنی کاندھے
پر رکھے ہوئے اتنا جلد قریب اسد کے پہونچا کہ پلک جھپک گئی اُس جلدی مین چوب دست آہنی
کو چرخ دیکر اسپر وار کیا اسد نے پینترا بدلکر خالی دیا چوب دست زمین پر پڑی بال نکل آیا اُس
عفریت خونخوار نے آواز دی افسوس ایک عمر لطیف تھا کہ ہوا ہو گیا اسد نے پہلو سے نکلکر
نعرہ کھینچا کہ مارا کہ پست کیا منم اسد شیردل وہ دیو پلٹ پڑا چوب دست پھینک کر چاہا اسد
سے لپٹ جائے اسد نے شاخ سر پکڑ کر توڑ ڈالی خون کا پرنالہ دیو خود سر کے سر سے جاری ہوا
وہ بھیا بھاگا اسد نے پیچھا کیا تھوڑی دور جا کر اُسنے پر پرواز پیدا کیے چاہا اڑکر نکل جاؤن
اسد نے لوح کو دیکھا لکھا تھا عفریت جادو اسکا نام ہے شکاری وزیب اسکا کام ہے اگر زندہ
بچکے جائیگا فساد برپا کریگا اسد نے موافق حکم لوح کے ترکش سے تیر نکالکر کمان مین پیوست کیا تاک
کر مارا سینے پر اس ملعون ناپاک کے پڑا پشت کو توڑ کر پار گذرا وہ عفریت چیخ کھا کر زمین پر گرا
لاشہ جلنے لگا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام تن عفریت جادو بود اب روشنی ہوئی
اسد نے دیکھا لاشہ ایک ساحر سیہ فام کا پڑا ہے بموجب ہدایت لوح آگے بڑھے دیکھا ایک نخل
پر ایک طائر ہفت رنگ بیٹھا ہوا زمزمہ سرائی کر رہا ہے جیسے ہی اسد کی نگاہ طائر پر پڑی نگاہ
پڑتے ہی ہوش اُڑے طائر نے زمزمہ سرائی شروع کی اب جو گوش ہوش سے سنا وہ طائر ہفت رنگ
اشعار عبرت آمیز وحشت خیز پڑھ رہا ہے اسد کو حیرت حیران پریشان گوش برآواز سوز و گداز
طائر کے چہچے کا اشتیاق اشعار عبرت سنکر جی چاہتا ہے گریبان چاک کرون آنکھون سے آنسو
جاری طائر کی زمزمہ سرائی کی تڑپی یکایک لوح گلے مین ہلی حرفون پر جو نگاہ پڑی یہ مرقوم تھا
کہ اے طلسم کشا جلد ہوشیار ہو جا صدائے سوز و گداز پر مائل ہونا اسد نے بتعجیل اسم حاشیہ لوح
پڑھا پڑھتے ہی محویت دفع ہوئی کمان کا نہ سے اُتاری طائر چیخ مار کر پلٹا ہوا آواز ہیہات
ہیہات بلند کی بجز و صدا دیتے طائر کے ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون تلوار کھینچے اسد کے قریب

آیا چھپنکر تلوار کا وار کیا برس پڑا کئی ضربیں لگائیں اسد نے وار کو اُس نابکار کے خال دیکھا چاہا لوح
کو ملاحظہ کرون ہنوز نگاہ نہ پڑی تھی کہ اُسنے بڑے زور و شور سے وار کیا اسد نے اُسکی ضرب تلوار کو تلوار
پر لگا کھا الجھا دے اُن سے ہاتھ نکالکر وار کیا اُس بچیا نے سر جھکا دیا تلوار پڑی زنگی کے دو ٹکڑے
ہوئے اسد پیچھے ہٹا کہ دو زنگی بنکر تیار ہوئے دونون نے وار کیا اسد نے ایک کو ہاتھ مارا اُسکے دو
ہوئے اسی طرح بڑھتے جاتے ہیں تھوڑے عرصہ میں تمام صحرا زنگیان آدم خوار سے بھر گیا اب اسد اُٹھتے
اُٹھتے عاجز آیا تمام زنگی غل مچا مچا کے حربے کرتے ہیں اسوقت اسد کو خیال آیا یقین ہو اُٹھتے اُٹھتے
غش آجائیگا لوح دیکھنا مناسب ہے شمشیر زنی کرکے زنگیان روسیاہ کو اپنے پاس سے ہٹایا لوح کو اُٹھا کر
دیکھا لکھا تھا کہ ای فتاح طلسم واے ہشیار این عجائبات اگر وہ زنگی آکر مقابلہ کرے ہرگز اُسکو تلوار سے
قتل نہ کرنا اگر شاید قتل کیا دھوکا کھایا ایک کے ہزارون بنکر تیار ہون تو اسوقت خیال کرکے دیکھو
کہ ایک زنگی بیچ میں کھڑا ہوا سحر کر رہا ہے اُسکی پیشانی پر خال سفید ہے اسمین بڑا بھید ہے تاک کر اُس
خال پر تیر مارنا تل بھر کا فرق نہو اگر تیر خال پر پڑا اُسکا کام تمام ہوا ورنہ وہ تیر تمھارے تو وہ جسم پر
پڑیگا جان بچانا دشوار ہوگی اسد نے بہ تعمیل تیر جوڑا لیکن آواز دی ای حاکم قضا و قدر تیر نشانے پر
پہونچے دعا کرکے تیر مارا بالقدرت پروردگار اُسی خال سفید پر زنگی روسیاہ کے پڑا توڑ کر گدی کو پار
گذرا جسم سے اُسکے شعلے نکلے زنگیون پر گرے سب مثل چوب خشک جلنے لگے بعد عرصہ دم باز آواز آئی
کشتی مرا نام من سیہ تاب جادو بود اسد غازی نے دیکھا ایک مکان عالیشان بنا ہے پھاٹک
اُسکا بند قفل رومی کلان لگا ہوا اندر سے اُس مکان کے صداے فریاد بندگان خدا کی آتی ہے زنجیر
کی جھنکار بلند اسد نے لوح کو دیکھا لکھا تھا ای طلسم کشا بندگان خدا بیجرم و بے خطا اس مکان
میں قید ہیں اُنکا چھڑانا ذات پر تمھاری موقوف ہے اسد نے آکر قفل توڑا چار سو بندگان خدا کو
مصیبت قید میں مبتلا پایا اُن قیدیون نے جو اس آفتاب عالمتاب آسمان صاحبقرانی کو دیکھا چہرہ
خوشی سے اُنکے مثل ستارہ سحری چمکنے لگے اسد نامدار نے آکر سبکو رہا کیا کلمہ طیبہ تعلیم فرمایا سب
جوان کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوئے اُس مکان میں مرکبہاے عربی و ترکی بیشمار مع ساز
یراق مرصع کار سلاح ہاے جواہر نگار اسد نے سب جوانون کو کل اشیا مع مرکبون کے تقسیم کیا ناگاہ
ایک قصر میں سے آواز رونے کی کان میں اسد کے آئی اسد نے گھبرا کر اُن جوانان صف شکن سے

پوچھا کیا اور بھی کوئی شخص یہان قید ہی یہ کیا بھید ہی سب نے عرض کی کہ ایک تاجدار عالیوقار صاحب
حسن وجمال گلگون مثال یہان قید ہی سیہ تاب جادو اُسپر عاشق تھی چاہتی تھی وصل حاصل کرون
وہ جوان انکار کرتا تھا اتنا غلامون نے دیکھا کہ اُسپر بہت بدعت کرتی تھی اسد فوراً لپٹے اور اُس مکان
کو کھولا دیکھا حقیقت مین ایک جوان حسین ورعنا زبان مین سوزن ہاتھ مین ہتھکڑیان پانون مین
بیڑیان گلے مین طوق چہرہ اُداس عالم یاس سر جھکائے رو رہا ہی اسد نے اُنکو آواز دی ای اسیر
زندان رنج ومحن مین نے تیری دشمن سیہ تاب جادو کو مارا اُس جوان نے بہ نگاہ حسرت طرف
شاہزادہ اسد کے دیکھا قدمون سے لپٹ گیا اسد نے زبان سے سوزن نکالا اول صدمہ سے
بیہوش ہوگیا بعد عرصہ بارہ ہوشیار ہوا اسد نامدار نے ہاتھ تھامکر اُٹھایا ضعف ونقاہت سے
لڑکھڑاتا تھا ساتھ والون سے اشارہ کیا بیٹھے لاکر اُسکو پانی پلایا اب اُس جوان کے ہوش وحواس
درست ہوے اسد نے بارگاہ آستادگرائی پوچھا ای برادر تیرا کیا نام ہی عرض کی غلام کو شوکت جادو
کہتے ہین ملک اخضر بادشاہ سابق طلسم صندل کا سپہ سالار ہون جرم نمک حلالی مین گرفتار
ہون اسد نے کہا ای شوکت جادو مبارک ہو تمھارے آقاے نامدار کو رہا کیا لشکر مین ہی
وہ بھی آئے ہین شوکت جادو دیکھا اسقدر خوش ہوا قریب تھا کہ شادی مرگ ہو قدمون سے
لپٹکر عرض کی ای شہریار آپکو پروردگار سلامت رکھے ایک بات سے اور غلام کو آگاہ فرمایئے
تب قلب کو تسکین ہو آپ نے سامان قتل صندل جادو بھی مہیا کیا یا نہین اسد غازی نے
مسکراکر کہا ای برادر مین خود اس مقدمہ مین حیران ہون تمھارے بادشاہ نے بھی مجھسے یہی پوچھا
لیکن یہ نہ بتایا کہ کیا سامان مہیا کرون تمھارے وزیر اعظم دستور معظم فہیم جادو اور اُسکے فرزند
نعیم جادو کو رہا کیا اُنھون نے بھی یہی بات پوچھی اب تم صاف صاف بتاؤ کہ مین کیا سامان مہیا
کرون مقدمہ فتح طلسم مین جو بڑی چیز ہی وہ میرے پاس موجود ہی اُسی کے حکم سے مرحلے فتح کیے
بڑے بڑے ساحران غدار کو مارا اس سے بہتر اور کیا سامان ہی شوکت نے عرض کی کہ غلام از
اصل سے تو ماہر نہین ہی فقط اتنا جانتا ہی زبان سے ستارہ شناسون کی سنا کہ صندل جادو
کا قتل کرنا نہایت دشوار ہی افراسیاب نے اُس ساحرہ کو بادشاہ طلسم صندل کیا ہی کہ جو صاحب
بازو نیاز ساحری رگ وریشہ مین اُسکے افسونگری بھری ہی وزیران ومشیران سلطنت سے بھی جن

اصلاح کیجیے ورنہ وقت پر نہایت مشکل ہوگی دل اسکی تدبیر واجب ولازم ہی یہ ذکر تھا کہ ہرکارون
نے آکر خبر دی کہ ملک اخضر مع لشکر ظفر اثر تشریف لاتے ہین اسد نے شوکت جادو کو حکم دیا
شوکت خوشی خوشی واسطے استقبال کے نکلا اپنے سپہ سالار شوکت جادو کو جو ملک اخضر نے دیکھا تخت
پر سے کود پڑا سینہ سے لگا لیا شوکت نے تمام کیفیت بیان کی خواجہ عمرو بھی آکر پہونچے بارگاہ زرنگی
آراستہ ہوئی اسد نامدار مقام صدر پر جلوہ فرما ہین خواجہ کرسی جواہر نگار پر ملک اخضر تخت پر شوکت
بعہدۂ سپہ سالاری شیران سلطنت و مدبران اُبہت اپنے اپنے مقام پر حاضر ہین کہ خبر پہونچی فہیم جادو
وزیر اعظم ملک اخضر کا مع بارہ ہزار فوج کے آتا ہی اسد نے تمام کیفیت فہیم کے ملنے کی ظاہر کی
شوکت جادو استقبال کرکے فہیم جادو کو بھی لایا وزیر بعہدۂ وزارت اپنے پادشاہ سے ملا نہایت
خوشی ہوئی صحبت عیش ونشاط آراستہ کرنیکا حکم صادر ہوا ساقیان ماہ رخسار جام بادۂ گلنار لیکر
حاضر ہوے ملک اخضر نے حکم دیا ایک نازنین مہ جبین شیرین مقال پری تمثال خوش گفتار کبک رفتار
گلنار پوش غارت گر عقل و ہوش حسین کمسن بیباک چست وچالاک لباس فاخرہ زیب جسم کرکے
ناز و ادا ہمراہ سازندے آکر مصروف رقص ہوئی گانیکا رنگ جما اس حسن خوبی سے وہ زہرہ جبین
گائی کہ تمام اہالیان محفل دل وجان سے خریدار ہوے فلک کو سکتہ تھا زہرہ نوعروس فلک نے
چنگ مرصع اپنے ہاتھ سے رکھدیا زہرۂ فلک گوش بر آواز مشتری جان ودل سے خریدار سوز
وساز گائن آگاہ ہی کہ اسد نامور عاشق تن صف شکن اُس صحبت مین یہ غزل عاشقانہ شروع
کی نازوکرشمہ سے ناتا کے گانے لگی غزل مومن

زہر پیتے ہی نگاہ یار سے	موت سمجھے نرگس بیمار سے	قتل ہوکر ہم بچے آزار سے
عمر کے دن کٹ گئے آہار سے	جابجا نہرین ہین جاری چشم اشک	پہونچے ہونگے دامن کہسار سے
گر نہ کھیلین جان پر بھی یار دین	عشق بازی سیکھیے اغیار سے	لاغری سے زندگی مشکل ہوئی
ہو گران تر جان جسم زار سے	کر علاج جوش وحشت چارہ گر	لا دے اک جنگل مجھے بازار سے
ذکر اشک غیر مین رنگینیان	بوسے خون آئی تری گفتار سے	عشق مین ناصح بھی ہیگا مدعی
جرم ثابت ہو گیا انکار سے	چھیڑ کے ہی کان ملامت سو دن کیا	خود لپٹ جا سینہ افگار سے

کر دعا کرتا ہون مومن وصل کی	ہاتھ باندھے ہی وہ بت زنار سے

غزل دیگر جناب سید محمد تقی صاحب متخلص بہ جواد

[..]ا ہین سگے ہین اُنکے شب وصل ذرا لے — وٹا کیا مزے سے مزے ہین وصال کے
ہم نکلے بات کو چہرے سے اُس خوش جمال کے — ہاتھون سے دل پکڑ کے کلیجہ سنبھال کے
[..]ین بھی جھکا کے سر ہون سر خاک بیٹھتا — تم قتل کرنے آؤ سر وہی سنبھال کے
نازک کلائی تیری ہوا بجان دکھ نہ جائے — عاشق کے سر پہ تیغ لگانا سنبھال کے
پہلو سے میرے بیٹھ کے جسدم وہ اٹھ گیا — ہاتھون سے رہ گیا ہین کلیجہ سنبھال کے
[..]کڑے پڑے ہین شیشہ دل کے بجا بجا — رکھیے قدم حضور ذرا دیکھ بھال کے
غیرون کو آپ پہلو مین اپنے بٹھاتے ہین — دیکھین حضور ہین ہی پہلو ملال کے
[..]تا ہی دل مین درد لبون پر ہی آہ سرد — کہنا یہ نامہ بر جو وہ پوچھا ہون حال کے
کیسا لپٹ کے سوئے شب وصل ہمسے وہ — نیچے ہمارا گال رہا اُنکے گال کے
صحبت مین آنکی جاکے جو مین بیٹھنے لگا — آیا ہے رقیب گرو قت ٹال کے
[..]سوا ہون حضور مجھے اسکا خوف ہی — عاشق کا اپنے چار مین قصہ اچھال کے
کمسن جسے دہل گئے زیادہ سے مری — مین خود خجل ہون آہ کو لب سے نکال کے
[..]چانون مین جب کہ تیری طرح سے رقیب بھی — قدمون پہ تیرے رکھدین کلیجہ نکال کے
گرتا ہو آکے ذبح مجھے ایکبار تم — ہر روز کیون ڈراتے ہو خنجر نکال کے
دل مجھسے کیا سمجھکے ہین اب مانگتے جواد — پہلو سے لیگئے تھے وہی تو نکال کے

عین گرمی صحبت مین بادشاہ ملک اخضر و نیم وسیم جادو و وزیر اعظم و شوکت سپہ سالار نے ذکر شروع کیا خواجہ سے متوجہ ہو کر کہنے کہا اگر شہنشاہ اوج عیاری اب فرمایئے کیا تدبیر ہو اسد نامدار کے تشریف لیجانے مین کچھ تفرقہ ہو عمرو نے کہا جیسا کچھ لوح خبر دیگی اُس طور پر کاربند ہونگے بادشاہ و وزیر و سپہ سالار نے جواب دیا کہ خواجہ بڑی مشکل ہی ہمیشہ سے یہی سنتے ہین کہ جو کوئی ارادہ فتح طلسم ہوشربا کرے سر اپنا ہتیلی پر دھرے بعد حصول لوح سامان قتل صندل جادو مہیا ہو ورنہ قتل صندل جادو کی تدبیرین طلسمی نہ بتلائیگی طلسم کشا کو جان بچانا مشکل ہوگا اور اب یہ سانحہ درپیش ہوا مرحلہ جاتے

فتح ہوے نگہبان طلسم مارے گئے شوکت جادو سپہ سالار نے رہائی پائی نیم جادو و مینا ہوئے مالک
زندان خانہ کو حضور نے قتل کیا قیدی رہا ہوے یہ سب خبرین صندل جادو کو ضرور پہونچی ہونگی
سامان لشکر کشی مین مصروف ہوگی آپ کے لشکر مین کوئی ایسا ساحر نہین ہی کہ ملکہ صندل جادو سے مقابلہ
کر سکے کون ایسا ساحر زبردست افسر ہی کسکو ایسا درد سر ہی کہ اپنی جان دے ملکہ صندل سے مقابلہ
کرے اسکے سحر کا جواب دے خواجہ عمرو متحیر ہوکر کہا ای ملک اخضر کیا تدبیر کرین تم بادشاہ
ہو صاحب عز و جاہ ہو جس شے کا پتا نشان بتاؤ جستجو کرنا ہمارا کام ہی ملک اخضر نے عرض کی
جسقدر غلامون نے کتابون مین لکھا دیکھا بزرگون سے سُنا براہ خیر خواہی سب کچھ حضور کے
سامنے بیان کر دیا نام ہم نہین جانتے کہ ملکہ صندل کس شے سے قتل ہوگی اب تو حضور کے ساتھ
ہماری بھی زندگی کا لطف قائم ہی اگر خدا نخواستہ ملکہ صندل اور طلسم صندل پر قبضہ ہوا
ہم لوگ اِس حوالی مین نہین رہ سکتے ہر ایک کو ڈھونڈھ کر قتل کریگی ہم جانبازی کو حاضر ہین جس
شے کے نام سے نہین واقف اُسکی جستجو مین قاصر ہین انہین باتون مین چار پہر گذرے صحبت جلسہ
برخاست ہوئی بوقت سحر اُس شیر بیشۂ صاحبقرانی نے ارشاد فرمایا لشکر تیار ہو واسطے مقابلہ
صندل جادو کے جائینگے عمرو نے بموجب فہمایش ملک اخضر کے جواب دیا ای نور نظر ابھی تامل
کرو ہمکو بھی ایک ایک دن برابر ایک سال کے گذرتا ہی فتح طلسم صندل سے کوئی مراد نہین
مقدر اُسی کا ابھی تک نام نہین آیا ہی یعنی تا بدر بند مہر و ماہ جاتا ہی لوح طلسم ہوشربا کا پتا
لگاتا ہی بیان اِس طلسم کے فتح کی کوئی صورت نہین تازہ جملہ یہ ہی کہ ہر شخص کا یہی قول ہی کہ سامان
قتل ملکہ صندل جادو مہیا کرو ہم کیا سامان مہیا کرین پروردگار مسبب الاسباب ہی ہر طرح کا
سامان مہیا کریگا یہ باتین در پیش ہین ہر شخص کے پس و پیش ہین کہ کچھ لکہ ہاے ابر آسمان پر آئے
بوندیان بھی پڑین یہ سامان دیکھکر اسد نامور کو ہواے شکار ہوئی معشوقان گلعذار کی یاد
آئی طبیعت گھبرائی خیال مین آیا صحرا مین جا کر آہوان صحرا سے دل بہلائینگے خود بخود دل گھبراتا ہی
یہ سوچ کر خواجہ عمرو سے عرض کی کہ اگر آپکا حکم ہو تو دل واسطے شکار کے چاہتا ہی عمرو نے کہا ای نور
نظر مرحلجات طلسم کے فتح کیے ابھی بادشاہ طلسم سے مقابلہ ہی ایک ایک کافر تمہارے نام کا
دشمن ہی ہر ایک ساحر رہزن ہی دل نہین قبول کرتا کہ تمکو شکار کی مہلت دون اسد نے عرض کی

کہ خدا آپکو سلامت رکھے سوائے آپکے اور یہان کون سرپرست ہی ہر شخص بادۂ نخوت سے مست ہی کسیکو خیال بندوبست ہی مین بہت جلد واپس آؤنگا عمرو نے کہا بیٹا دن ہی کو چلے آنا عوض کی ایسا ہی انتظام ہوگا اسد نامدار نے بار حکم دیا بیلے قراول میر شکار بوقت سحر حاضر رہین تمام کارگزاران شاہنشاہی مصروف انتظام ہوے جسوقت عقاب بلند پرواز یعنی نیر اعظم بعد شوکت و حشم برائے شکار صحرائے سبزہ زار فلک نیلی مین طائران شکاری کی فکر مین مصروف جستجوے شکار نمود ہوا مہر شکار کرگدن ابلق لیل و نہار پر سوار ہوا ملازمان شاہنشاہی نے اسد نامدار کو بیدار کیا شاہزادہ اٹھکر عبادت خانہ مین آیا بعد فراغ نماز سحر سرداران نامور حاضر خدمت ہوے عرض کی کہ تمام سامان شکار حاضر ہی اسد نامدار برآمد ہوے خواجہ عمرو کو خبر ہوئی کہ اسد غازی سوار ہوا چاہتے ہین آپکی زیارت کے مشتاق ہین خواجہ عمرو فوراً تشریف لائے اسد نے سلام کیا عمرو نے سر سینہ سے لگاکر فرمایا ای نور نگاہ صاحبقران ای برہم کن لشکر کافران لوح طلسمی سے بہت ہوشیار رہنا شب باش ہونیکا قصد نکرنا عوض کی انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا ملک اخضر و فہیم جادو و شوکت جادو وغیرہ سرداران لشکر برائے رخصت اسد نامور حاضر ہوے اسد ایک ایک سے رخصت ہوا اخضر نے کئی مرتبہ ہی کہا کہ ای شہریار لوح سے بہت ہوشیار رہیے گا ملکہ صندل جادو حضور کی فکر مین ہوگی اسد نے فرمایا مصرعہ دشمن اگر قویست نگہبان قوی تراست یہ فرماکر سب سرداران کو رخصت کیا اسد نامدار سامان شکار ہمراہ لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوے ناظرین والا تمکین اس داستان حیرت بیان کو دیکھکر یقین کامل ہی کہ ضرور اس حقیر کو آفرین آفرین فرمائین یہ مقام لفظاً لفظاً ملاحظہ ہو مخمسہ مومن جیجالی

کہتے ہین سب کہ تم نہین بیچے کے شب تلک
دشوار ہی وصال مین ناکام جب تلک
تاوان ہین یا ساتھین کوئی کہماے کب تلک
مرجاے کیون نہ ہجر مین جان آکے لب تلک
ہی آرزوے بوسہ یہ پیغام اب تلک

ہرچند عمر ہجر ستم ناسزا سہا
بیدادیون سے اب بھی یہ دریاے خون بہا
پر اس جفا شعار سے شرمندہ ہی اسل
کہتے ہین بیوفا مجھے مین نے جو یہ کہا
مرتے ہین کے غم ای بیٹھے ہین جب تلک

کب بزم میں میں کام ہوس یاب ہو سکا
کب مجھ سے کچھ مخالفِ آداب ہو سکا
میں کیا کہ غیر بھی نہیں ہمخواب ہو سکا
تمکین حسن ہی کہ نہ بیتاب ہو سکا
خلوت میں بھی کوئی طلق بے ادب تلک

بس زہر دیجیے مضطرب ای چارہ جو نہو
گذرا میں ایسے جینے سے تکلیف تو نہو
جز ہجر ان کچھ نہیں باقی ہی سو نہو
آجائے کاش موت ہی تسکین ہو نہو
ہر وقت بیقرار رہے کوئی کب تلک

بس اُسکی سمت ہوائے دلِ بیہوش جس طرف
کیا جانے تو کہ ہی نگہِ لطف کس طرف
تنخہ بھیرتی ہی بزم میں ہمیون میں جسطرف
وہ چشم التفات کہاں اب جو اسطرف
دیکھے کرے ہو دریغ نگا و غضب تلک

بقدر روانِ اشک کا ہی صرف روز و شب
یا قوتِ لختِ دل کا یہان خرچ ہی غضب
وہ دُرِّ بے بہا جسے رکھیں عزیز سب
ایسے کریم ہم ہیں کہ دیتے ہیں بیطلب
پہونچا دو یہ پیام اجل جان طلب تلک

اچھا نہیں ہی عہد و وفا دشمنوں سے یار
کھو ہاتھ سے نہ مجھ سے ستم کش کو زینہار
ہونا پڑیگا ناز سر شتوں سے شرمسار
مایوس لطف سے نہ کرے دشمنی شعار
اُمید سے اُٹھاتے ہیں ہم جور لب تلک

وہ جو یہ کہتے ہیں کہ کسی سے نزل ذہیب
ہم اُسکے رشک سے جو ہیں اُنسے خجل ذہیب
دونوں طرف ختم ہوتے ہیں اب منفعل ذہیب
یان مجھ سے بے ریا ہی نہ وان نازدل ذہیب
شکر بجا رہا گلہ بے سبب تلک

مومن کو دیکھو چشم میں آیا لہو اُتر
یہ حال تھا کہ مضطر و حیران تھے چارہ گر
کہتا تھا اک رفیق گہر بار دیکھکر
ایسے ہی بیقرار رہا ہی متصل اگر
ای شیفتہ ہم آج نہیں جیتے شب تلک

نظم سخن فغانی کہ آمد عیان | درین زیر پردۂ آسمان | درین پردہ آواز نام جوئے
باحوال جم یا باحوال کے | شعر سخن سازے کہ معنی ساز کردہ * سخن را این چنین آغاز کردہ

جبکہ ببرہ شکار کنندہ ہفت گاؤ تمان کشندہ ہفت سیمرغ بروز مصاف امیر حمزہ بن مطلب بن ہاشم
بن مناف عبد یعنی ہزبر بیشہ یکہ تازی شاہزادہ اسد بن کرب غازی مرحلہ جات طلسم صندل
فتح کرکے واسطے شکار کے سمت صحرائے سبزہ زار روانہ ہوا خواجہ عمرو نے تاکید کر دی ہی کہ ای نور
نظر شب باش ہونے کا قصد نہ کرنا ہر مقام پر تمھارے دشمن موجود ہین اسد نے عرض کی کہ غلام
آج ہی حاضر ہوگا یہ کہکر سمند صبا رفتار پر سوار ہو کر طرف صحرائے سبزہ زار کے روانہ ہوئے
جلیون نے بڑھکر جھاڑی جھنڈی کو جھاڑا جانوران ہوائی نکلنے لگے باز و بہری وغیرہ بازداران
نے رہا کیے شکار طائران ہوائی شروع ہوا جلیے قراول کد و کاوش کر رہے ہین حصول لطف
شکار مین کوشش کر رہے ہین مرکب صبا رفتار زیر ران باز تیہو پر چھوٹا باز نے جاکر طائر بلند
پرواز کو گھیرا کیفیت صحرائے پُر فضا تیہو کا گرنا باز کندے تول کر پہونچا ادھر اسد نامدار نے
گھوڑا بڑھایا دیکھا باز نے طائر کو دبوچا اسد گھوڑے سے کود کے چمکار کے باز کو چھڑایا یہی
شکار سے باز نہ آیا طائر کا شکم چاک کیا جگر باز بلند پرواز کو کھلایا اُسکی آنکھون پر ٹوپی چڑھائی
دوسرا جرّہ چھوٹا اُسنے طاؤس کو شکار کیا یونہی اپنی کارگزاری جانورون کی تیاری جلیے
قراول دکھا رہے ہین جلیے اسد کو بہلا رہے ہین کسی قدر دن چڑھا نیر اعظم بلند ہوا ساتھ
والون نے عرض کی ای شہریار خواجہ عمرو نامدار نے تاکید فرمائی ہی کہ خبردار صحرا مین شب باش
ہونا اب مناسب ہو تو واپس ہو جیے اب ہوا مین گرمی پیدا ہوئی اسد نامدار نے فرمایا
ایک آہو تلاش کرو شکار آہو کر لین تو فوراً گھر چلین ہمین شکار طائران ہوا سے لطف نہین ملتا
ہرکارے دوڑے سامنے سے ایک گنوار جیتا ہوا آیا عرض کی کہ گستاخی یہان سے قریب
ایک دھانون کا کھیت ہی وہان کئی آہو چرا مین مصروف ہین اسد نامدار نے فرمایا بسم اللہ
چہار جانب سے کھیت کو گھیرو ساتھ آٹھ جوانانِ صف شکن تہور شعار آزمودہ کار جرار نامدار
شاہزادے کے ہمراہ ہوے کوس بھر سے ہشکر گھوڑے چڑھائے دور سے اسد نامور نے
دیکھا دس بارہ جانور کھیت مین مصروف چرا ہین مگر ایک آہو خوش چشم خوش سینگوٹیان
مثل زلف محبوب شوخ مثل غنچۂ گل سفید نکیر مثل کہکشان فلک سا پشت پر ہرنیون پر مستی
کرتا پھرتا ہی اسد نے کہا اور آہوون کا اور سب کو اختیار ہی اسکو ہم شکار کرینگے بلکہ

جی چاہتا ہی زندہ گرفتار کرین برائے نذر عقاب اوج عیاری لیچلین یہ کہکر لنگوٹ بغل مین دباکے
سناٹے سے نیزو کو آگے کرکے گھوڑے بڑھائے کڑاکے کی سم مرکب سے صدا بلند ہوئی آہوئے بیابان
وحشی نے کنوتیان بدلین صیاد کو کمین مین دیکھا اُس آہو پر اسد نامدار نے گھوڑا اُڑا لا اُسنے
پلٹ کر طرف اس شیر صولت کے دیکھا نگاہ ملائی چشمان سیاہ گردش کرتی ہوئین سامنے سے
بھاگا طرارہ بھرا مرکب برق رفتار کلایان مارتا ہوا عقب مین آہوئے وحشی کے چلا ساتھ
والے ٹھہر گئے مگر دیکھ رہے ہین گرد معلوم ہوتی ہی مرکب طرارے بھرتا ہوا جاتا ہی دو پہر کامل
ہرن نے رہبری کی سب ساتھ والے پیدل و سوار تھک کے ٹھہر گئے مگر یہ شیر صولت اُسکے
تعاقب مین چلا جاتا ہی دن تھوڑا سا باقی تھا کہ ایک مقام پر آہو رکا چوکڑی بھولا اسد نے
تیر مارا آہوئے وحشی گرا اسد نے گھوڑے سے کود کر اُسکو بقربانی پہونچایا اُٹھا کر شکاربند
سے باندھا پلٹ کے دیکھا کسی ساتھ والے کو اپنے قریب نہ پایا معلوم ہوا کہ راستہ فراموش
کیا ایک نخل کے سایہ مین آکر ٹھہرے اس انتظار مین کہ شاید کوئی تلاش کرتا ہوا آئے تو اُسکے
ساتھ لشکر مین چلین ایک نخل کے سایہ مین ٹھہر کر کباب لگائے نوش فرمائے ناگاہ غزال
صحرائے فلک چہارم دشت نوردی کرکے درہ کوہ مغرب مین مخفی ہوا اور باز بلند پرواز
ماہ تابان بہائے شکار طائرانِ ثابت و سیارگانِ فلک نیلی پر سرگرم تلاش ہوا لیلائے شب
نے زلفِ عنبرین کو کھولا اب شاہزادہ ہوشیار ہوئے سمجھا یقین کامل ہوا کہ شب کو جانا یہان
سے ناممکن بوقت سحر ہادی کامل رہبری کریگا لشکر ظفر اثر مین انشاء اللہ پہونچ جائینگے یہ سمجھکر
مرکب صحرا مین چھوڑ دیا وہانہ اُتار دیا اب ٹہلتے ہوئے آگے بڑھے نگاہ اُٹھا کے جو دیکھا سامنے
ایک صحرائے خوشگوار پر بہار جابجا نخل سر سبز و شاداب پھلون کی آب و تاب قوت نشو و نما
کا جوش ہر نخل پھولون سے معشوق گلابی پوش گلبن کا مہکنا غنچون کا چٹکنا وقت شب گلزارِ
فلک نے نرگس سیارگان سے آنکھین کھولین ہین نظارۂ گل و ثمر مین مصروف ہوا سرد
چل رہی ہی بیچ مین اُس صحرائے لالہ زار کے ایک چبوترہ سنگ مرمر سفید کا اسپرچینی کے نادان
مین نخل مختصر گلدستے جابجا چنے مین شاخین جھومتی ہین ہر برگ سر سبز و شاداب عاشق بیجان
کو پیچ و تاب جوانانِ چمن کی رعنائی شاہد گل کی بلبلون سے کج ادائی پھولون سے ہر نخل

نہالِ خرم شاخون کا رشکِ ہلال تھا ے درختون کے سبد گل فروش طاران بہار کا جوش و خروش نظم

دکھا رہی ہی مسیحا کی طرح سے اعجاز | چمن مین قوت نشو و نما ے فصل بہار
نکالے آنکھ جو بالفرض کوئی مجرم کی | یقین ہی پھر وہ نکل آئے چشم نرگس وار
ہزار نکلین پر و بال سعی نامیہ سے | عجب نہین ہی جو مرغ کباب ہو تیار
کلیم آئین چمن مین اگر پئے گلگشت | یقین ہی ید بیضا سے نکلے بلبل زار
جو اشرفی ہی گل اشرفی تو زر زرِ گل | بنے ہی رشک چمن ہر اسیر کی سرکار
یہ سعی نامیہ سے ہوتے ہین ثمر پیدا | کہ قطرے شبنم تر کے ہین دانہاے انار
دلیل ہی قوت نشو و نما عجب کیا ہی | کہ گرم دانہ سے پیدا اگر ہو شاخ چنار
ہزار نخل گل اُس سے چمن مین پیدا ہون | گرے زمین پہ اگر تخم اشک بلبل زار
ہوا کے فیض سے بنجائے یہ قدم کا درخت | اٹھے نشانِ قدم سے اگر کسی کے غبار
ہر ایک شاخ گل افشان ہی پھلجھڑی کی طرح | ریاض دہر مین گلریز ہی نسیم بہار
انار چھٹتے ہین جسطرح سے ہو شعلہ بلند | انار سے نکل آئے یونہین درخت انار
مگر ہی پرورش طفل ذرہ مد نظر | کہ آفتاب ہی پستان کرن ہی دودھ کی دھار
بنا ہر ایک در گوش بچۂ بلبل | وہ کون ہی جو نہین عاشق گلِ رخسار
ہوا سے ہین فائدہ جسکا ضرر ہوا ان روزون | چراغ گل ہو وہین گل جو ہو چراغ مزار
ہی ایسی شرط رطوبت کہ کہتے ہین مزدور | ہم آپ آئینہ لیکر اٹھے ٹیکتے دیوار
خوشی سے پھول گیا دیکھکر یہ رنگ چمن | برنگ غنچہ شگفتہ اسد کا تھا دل زار

شاہزادے نے بند قبا کھول دیے گوشہ مین بیٹھکر سیر مین اُس صحراے جنت نشان کی صرف ہوا دیکھا طرفہ صحراے پرفضا کے رنگین جستین ظاہر ہوئین خیمے بارگاہ مین جھلکڑ دن پہ بار قریب اُس چبوترے کے آکر صحن بارگاہ کو بعد اہتمام بہ تکلف تمام استادہ کیا فرش معقول بچھایا چھپر کھٹ چنگیر عطردان پاندان لاکر آراستہ کیے مسند جواہر نگار آراستہ کر کے دست بستہ کھڑی ہوئین جس سے صاف ثابت تھا کہ کسی کی آمد کا انتظار ہی اب اسد نامدار کو اور زیادہ امتنان ہی دلسے کہتا ہی کہ کسی رئیسِ جلیل کی سیر کا مقام ہی

چند چوبدار سبز نیان قلماقنیان بارگاہ مین حاضر ہین چند آئینہ مین صلاح کرکے چبوترے سے
اترین صحرا مین ٹہلنے لگین حسین وجمیل کمسن شوخ وشنگ مزاج مین جوانی کی امنگ کسی
نے کہین جھولا ڈالا بھرے ساون کے آنے لگے آواز دلکش آرہی ہی تانین پڑھ رہی ہین
اسد گوش برآواز ہوا سنا کہ ایک گلعذار غنچہ دہن نے یہ اشعار گائے اشعار

دیوانہ ہون تیرا مجھے کیا کام کرون گی ۔ زیبائش سر کو ہی مرے داغ جنون گی
اس گل مین نہ پایا اثر بوے محبت ۔ سو بار سنگھائے اُسے پڑھ پڑھ کے فسون گی
سو ٹکڑے ہین ایڑی کے برنگ گل صد برگ ۔ کیا دشت نوردی مین کسر تا ہی جنون گی
ہی روشنی جان دل سوز محبت ؛ ۔ کافر تو بتا شمع حرم کیونکر کرون گی
پیکان تو دلدوز ہی سوفار ہی باہر ؛ ۔ اس تیر سے ہی دل مین درون غنچہ برون گی

بعض نوجوانین چالاک بیباک سبکا تو وقت ہی وہ دوپٹے باندھکر جھولون مین کودین آئینہ مین جھیم
جھاتا ہو رہا ہی صاف ثابت ہوتا ہی کہ صدہا ستارے برج آبی مین داخل ہین اسد نامدار ان
سبکی کیفیت دیکھنے مین مصروف ہی آئینہ چہلین ہو رہی ہین دوڑ رہی ہین ایک پکارتی ہی
اری غنچہ دہن جا جلدی حضور کی آمد کا وقت قریب ہی اسباب عیش ونشاط آراستہ کردے
وہ جواب دیتی ہی بہلا شمشاد کب تک اکڑتی پھرینگی دار پر کھینچی جائینگی سرکشی کی سزا پائینگی شاہزادہ
اسد نامدار اس ضلع جگت کی باتون کو سنکر بیقرار ہوجاتے ہین گلعذارون کی باتین رمز و
کنایہ کی گھاتین عجب کیفیت حاصل ہوتی ہی دل سے کہتے ہین کہ ای اسد خوش نصیب ہمارے
کہ اس صحراے جنت نظیر مین گذر ہوا کسی بلند اقبال صاحب عز و جلال نے اس مقام
بے نظیر کو آراستہ کیا ہی ابھی اسد نامدار دل سے یہ باتین کر رہے ہین کہ نقارے پر چوب
پڑی چوبدار نے بڑھکر آواز لگائی نظم

ابر رحمت کا ہی سایہ ترا ای سایۂ حق ۔ کیونکہ بے سایہ ترے ہو نہ جہان کور دلق
کسکا مقدور کہ سرتاب ترے حکم سے ہو ۔ جو ترا امر ہی الحق جو کہے تو اصدق
ذکر حق سے کوئی خالی نہین تیرا ہی وہ دور ۔ کرتا میخانہ مین ہی شیشۂ مے بھی حق حق
گر کرے نشو و نما نایۂ فیض ترا ؛؛ ۔ گل ہو ہو شمع سے پیدا تو گلاب و زنبق

حرف ہیبت کا ترسے کوئی زبان پر لایا	ہو گئی وقت کتابت جو زبان خامہ کی شق

یہ صدائے شوکت وجلالت سنکر شاہزادہ اسد نامدار بھی سنبھل بیٹھا بہ نگاہ غور دیکھا آگے چند چوبدار
مردبے چند سواران زرین پوش اہتمام سواری کرتے ہوئے بڑھ گئے اُسکے بعد ایک چمک ہوئی
کہ آنکھین اسد کی جھپک گئین اب جو آنکھ کھول کر دیکھا سبحان اللہ صاف ظاہر ہوا کہ آفتاب عالمتاب
مشرق سے طالع ہوا یا ماہ تابان ساطع ہوا ایک شہریار عالیمقدار پشت مرکب صبارفتار پر سوار تاج
یاقوت احمر سر پر زرۂ جواہر نگار زیب جسم انور حسن مین رشک یوسف کنعان عارض سیمین پر تابان
سطوت وصولت خاشیہ بردار رعب وجلالت آئینہ دار زیادہ تر مقام حیرت یہ ہی کہ زلفین غلیلی تا بہ
دوش آنکھین رشک دیدۂ غزال پلکین سنان جانستان ابرو خنجر بُران جبین انور پر اکبر خال سبز رنگ
ہاشمی چہرۂ بے نظیر پر ظاہر چشم زدن مین سواری سامنے سے نکل گئی اسد حیران جمال ومحو دیدار کھڑا
ہوا گلچینی گلشن جمال کی کر رہا ہی کئی مرتبہ قصد ہوا کہ مثل نسیم ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہو دوڑون
قدمون کو بوسہ دون خاک پا کو توتیائے چشم بناؤن تو سعادت کونین حاصل ہو لیکن دل تردد
منزل ہو شرم وحجاب نے دامن تھام لیا عنایت پروردگار سے خود صاحب حسب ونسب پرورش
یافتہ خانۂ ادب خاموش کھڑا ہی سکتہ سا ہو گیا ہی نخل کے سایہ مین ٹھہرا نگاہ غور سے جو دیکھا صاف
ظاہر ہوا کہ حمزۂ صاحبقران امیر گیتی ستان جلوہ فرما ہین صرف اتنا فرق ہی کہ سر مطہر پر خود موجود نہین
ہی تاج یاقوتی سے سرفرازی حاصل ہی خال وخط مین قد وقامت سطوت وصولت رعب وشجاعت
کسی شی مین صاحبقران سے سر مو فرق نہین دل مین کہتا ہی ای اسد ہمارے جد عالیوقار
طلسم ہوشربا مین نہین معلوم کب تشریف لائے ہمکو نہ معلوم ہوا چھوٹے نانا جان عمرو نامدار
عاشق جمال صاحبقرانی سے خبر نہ کی کسی عیار سردار نے کیفیت تشریف آوری نہ بتائی برائے
استقبال جاتے باعزاز واکرام بارگاہ مین لاتے یقین ہی کہ افراسیاب خانہ خراب نام نامی اسم
گرامی سنکر فرار پر قرار کرتا فوج کفار کا قدم نہ جمتا اسطرح کی دل سے باتین کر رہا ہی جب قصد کرتا ہی
آگے بڑھون شرم وحجاب مانع ہوتا ہی سر جھکائے دیکھ رہا ہی اسی اثنا مین وہ تاجدار باوقار قریب
چبوترے کے آکر پشت مرکب سے اُترے اُسیطرح یہ کہ جب پشت مرکب سے قدم زمین پر رکھا بسم اللہ
بسم اللہ کی صدا بلند ہوئی دل مین خیال کیا کہ ای اسد اب تو یقین کامل ہوا کہ ہمارے جد عالی تبار مین

طلسم ہوش ربا مین بیان کہان اب وہ شہریار مسند پر جا کر جلوہ فرما ہوئے اسد تو اس حیرت مین نیچے درخت
کے کھڑا تھا کہ کنیزین شوخ و شنگ جوانی کی اُمنگ چاندنی رات مین گل چاندنی کے نظارے کر رہی ہین صحرا
سبزہ زار مین ہرن کی طرح اٹکھیلیان ہو رہی ہین کوئی نئی روش سے سبزہ کو روندتی ہی کوئی چھل بل دکھا کر
بجلی کی طرح نظرون مین کوندتی ہی یکایک ایک کی نگاہ اسد نامدار پر پڑی اُسنے کہا بوا نرگس جلد آنکھین
کھول دیکھ تو سامنے کوئی مردوا کھڑا ہی لیکن چاند کا ٹکڑا ہی دوسری نے کہا اگر اس صحرا مین کوئی مرد آیا
تو ہمارے مالک کے حکم کے خلاف ہوا جب اس صحرا مین آنیکی تیاری ہوئی ہم لوگون پر تاکید کی کہ اول
جا کر چہار جانب دیکھ لو کسی مرد و عورت کا صحرا مین گذر نہو ہم لوگ جب آتے ہین بوٹہ بوٹہ پتا پتا چھان لیتے
ہین آج یہ نئی بات ہی اوئی سنبل ہم سبکی ناک چوٹی کاٹی جائیگی ایک ایک سزاے معقول پائیگی اس مقدمہ مین
بڑی احتیاط ہی ہمیشہ سے حکم ملتا ہی کہ خبردار ہمارے حال سے کوئی آگاہ نہو یہ جو آپس مین چرچا ہوا اس
پانچ جادوگرنیان اُس مقام پر آکر جمع ہوگئین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ کیا غضب ہوا ایک نے کہا چلکر
گرفتار کرو کشان کشان سامنے حضور کے لیچلو اس شخص کو سزاے معقول ملیگی ساری حقیقت کھلیگی آخر
ایک ساحرہ بڑہی سامنے آکر آواز دی او شخص غضب کیا تونے کہ مقام شاہنشاہی پر آکر ٹھہرا اور پھوٹی
آنکھون سے دیکھ رہا ہی تجھکو شرم و حجاب نہین یہ ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ لوح طلسم صندل گلے مین
اسد کے پڑی ہی ساحرون نے بڑھکر سحر کیا اسد پر لوح محفوظ کے سبب سے تاثیر نہوا سحر کرنیوالے سمجھے
کہ میرے سحر مین پھنس گیا چاہا ہاتھ بڑھا کر کھینچلین اسد نے جھلا کر ایک طمانچہ مارا سر اُسکا چنبر گردن سے
اڑ گیا اُس جادوگرنی کے مرتے ہی اُسکی ساتھ والیان دوڑ پڑین چاؤن کرنے لگین کسی
نے آتش کا دانہ پھینکا کسی نے ترنج زر کسی نے گولا اُچھالا تیر گرے شعلے بھڑکے مگر جسم پر اسد غازی
کے کسی شی نے تاثیر نہ کی غصہ مین شاہزادہ اسد نے جسکو ہاتھ تلوار کا مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے
ایک چشم زدن مین بہت سی جادوگرنیان قتل ہوگئین ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا وہ تاجدار عالیوقار
جو مسند جواہر نگار پر جلوہ فرما تہے صداے ہا ہو جو اُن شہریار کے گوش زد ہوئی مصاحبون سے
فرمایا دیکھو یہ کیا ہنگامہ ہی اسد نامدار نے جب دو چار جادوگرنیون کو قتل کیا اور سحر نے اُنکے اثر
تاثیر نہ کی یا تو شاہزادہ اسد نامدار کو گھیرے ہوئے تہین اب روباہ صفت سامنے سے فرار کیا
شاہزادہ اسد قتل کرتا ہوا چلا وہ پلٹ پلٹ کر سحر کرتی ہین شاہزادہ اسد جھپٹ کر مثل شیر نر

جا پہنچتے ہیں جوم کرتے ہیں غصہ بڑھتا جاتا ہے بہرام فلک تھراتا ہے اسی اثنا میں چند کنیزیں بدحواس عالم
یاس کا ہنگی تھراتی سامنے اس شہریار باوقار کے آئیں چلاتی ہوئی دوہائی ہے حضور کی اس شیر بیشہ
جرات نے قبضہ پر ہاتھ رکھکر فرمایا خیر تو ہے یہ کیا سحر کنیزوں نے عرض کی اے شاہنشاہ گردون بارگاہ
واے صاحب دولت وجاہ اے یوسف کنعان شوکت واے تاجدار اقلیم جلالت جبتک اس صحرا سے
فضا میں حضور تشریف لاتے ہیں حکم ہم سب پر صادر ہو چکا ہے کہ اس صحرائے سبزہ زار میں مرد یا عورت
اغیار سے نہ آنے پائے شاہنشاہ کو اپنی پردہ پوشی کا بڑا خیال ہے لہذا آج ایک شخص اجنبی مگر مشابہ
بصورت حضور حسین وجمیل صاحب سطوت وشوکت ماہ رخسار سرو قامت یہاں آکر ایک گوشہ میں ٹھہرا
تھا محفل عیش منزل شاہنشاہی کو بہ نگاہ غور دیکھ رہا تھا کنیزان شاہنشاہی مانع ہوئیں اُسنے اصرار کیا
آخر ہم لوگوں نے سحر کیا اس نوجوان پر سحر تاثیر نہیں کرتا بہت سی کنیزان سرکاری قتل ہوئیں وہ شیر
دلیر ہمارے روکے سے نہیں رکتا حضور کی صورت سے صورت تو بہت ملتی ہے مگر سن میں البتہ فرق
ہے ماشاءاللہ حضور کا سن شریف زیادہ ہے اس جوان کا سن ابھی کم ہے مگر شعلۂ آتش ہے نہایت ہی سرکش
ہے ہمکو بڑی حیرت ہے کہ سحر اسپر تاثیر نہیں کرتا وہ شہریار ان باتوں کو سنکر مسکرائے کہ یکایک سامنے
سے ہنگامہ ہوا کان میں آواز آئی نعرۂ اسد

اسد شہسوار گرد رزم جنگ
بدرم دل شیر و چرم پلنگ
شہنشاہ نام آور کامران
اسد شیر دل ابن صاحبقران

ان شاہنشاہ عالیوقار نے سر اٹھا کر اسد نامدار کو دیکھا نگاہ
لگی چار آنکھیں ہوئیں پکار کر فرمایا اے شیر بیشۂ جرات وہمت اے یکہ تاز میدان جلالت ان کنیزوں
نے کیا خطا کی ہے جو آپ قتل کرتے ہیں انپر غصہ بیکار ہے اسد نامدار کی آنکھ جو اس شہریار سے
چار ہوئی رعب وداب سطوت وصولت شاہنشاہی دیکھکر اسد ایسے سرکش نے جھک کر سلام کیا
وہ شہریار جواب سلام دیکر چبوترے سے اتر آئے فرمایا کہ تشریف لائیے اسقدر غصہ نہ فرمایئے نظم

کیا دل میں ارادہ ہے جو باندھے کمر آئے
کس سے گئے فرصت جو بیان نامہ بر آئے
نکلے نہ سلامت ترے کوچہ سے کبھی ہم
کیا غم ہے اگر جان گئی خیر بلا سے

بیٹھو رہیے طور تمھارے نظر آئے
کچھ اور خبر جائیگی جب تک خبر آئے
کچھ دے ہی گئے سر پہ بلا جب ادھر آئے
ہم خوش ہیں کہ خالی نہ پھرے کچھ تو کر آئے

تم زلف کو کھولو کہ سحر ہونے نپائے ۔ جب تک کہ شبِ وصل کی شام دگر آئے
اغیار ہمیں بادۂ گلرنگ پلائیں ۔ آنکھوں میں لہو کیوں نہ ہماری اتر آئے
قاتل نہ رہے حاجتِ تکلیف دوبارا ۔ سر پر جو پڑے ہاتھ کمر تک اتر آئے
کی سیر جو اس زندگیِ چند نفس میں ۔ دنیا کے تماشے مجھے کیا کیا نظر آئے
ہر ایک پہ قاتل کی عنایت تھی برابر ۔ دنیا سے مرے ساتھ بہت ہمسفر آئے

اسد غازی رعب و داب و جلالت دیکھکر اسقدر مرعوب ہوا کہ آنکھ چار نہو سکی سر جھکا لیا اب تک آنکھیں اسد غازی کی یہی اشارے کرتی ہیں کہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان صاحبقران زمان ہیں کچھ لباس میں تو البتہ فرق پایا دل خود بخود گھبرایا جوشِ محبت میں یہ اشعار زبان پر جاری ہوے

نظم

در پردۂ بہانا ز سزا وارِ تو باشد ۔ کو دیدۂ کہ او قابلِ دیدارِ تو باشد
یوسف چو بجز مہرۂ بیازار بہ ارزد ۔ آنکس نہ خرد مہر کہ خریدارِ تو باشد
در آئینۂ مہر بچشم ہمہ ذرات ۔ پیداست کہ عکس سر رخسارِ تو باشد
دل دارم و جان دارم و دین دارم و ایمان ۔ از من بہ ستان آنچہ کہ در کارِ تو باشد
بودن پے آزار دل ما بتو آسان ۔ غیر از نگہِ لطف کہ دشوارِ تو باشد
گوشش بشناسد بجان این دو صدا را ۔ آنکس کہ دلش محرمِ اسرارِ تو باشد
گر بانگِ صلوٰۃ است و گر نالۂ ناقوس ۔ این زمزمۂ مرغِ گرفتارِ تو باشد
جان و دل و دین در تن زارم نہ عزیز است ۔ چیزیست کہ این ہم پے ایثارِ تو باشد

اس تاجدار نے بے اختیار ہاتھ تھام لیا اسد نامدار جھکا کہ میں قدمبوس ہوں اس شہریار عالیوقار نے سر کو بمحبت و شفقت سینہ سے لگایا اب اسد نے قریب سے بخوبی دیکھا کہ صاحبقران تو نہیں لیکن تمام اعضا بلکہ سارا نقشہ مشابہ صاحبقران ہی علم شاہ سے مشابہ بدیع الزمان کے ہمصورت صاحبِ سطوت و صولت لیاقت جرأت چہرے سے پیدا آثار جلالت بات بات سے ہویدا اسد غازی سراپا کو دیکھکر دنگ ہو گئے اس شہریار نے قریب اسد کو جگہہ دی لیکن وہ بھی سر جھکائے اسد نامدار بھی شرمائے ہوے مگر وہ صاحبانِ عالیمقام اپنی جگہ سے اٹھے

جام لبریز کرکے سامنے اسد نامدار کے پیش کیا عرض کی ای شہریار نوش فرمایئے بیان سب آپ کے ہم
مذہب و ہم مشرب ہین اسد نے اُن لوگون کو کچھ جواب نہ دیا لیکن اُن تاجدار عالیمقدار سے دست بستہ
عرض کی امیدوار ہون کہ نام نامی و اسم گرامی ارشاد فرمایئے اس صحرا مین تشریف رکھنے کا کیا
سبب ہی جیسے ہی اسد نے نام نامی پوچھا اُنکے منھ پر ہوائیان اُڑنے لگین رنگ زرد ہوگیا سر جھکا کر
فرمایا ای شیر بیشۂ صاحبقرانی تم اپنے حالات سے پہلے آگاہ کرو ہمارا بھی نام معلوم ہوجائیگا تم خاطر
جمع رکھو فقرہ ای پیک راستان خبر یار بگو با حال گل بہ بلبل بستان سرا بگو۔ اول کیفیت مزاج زینت افزائے
قاف ثانی سلیمان ظاہر کرو کہ مزاج اقدس کیسا ہی دوسرے تمھارے والد نامدار کا کیا نام نامی
ہی رستم ہیا متن علم شاہ نوجوان نور نگاہ صاحبقران کس کیفیت مین ہین اسد غازی نے سر جھکا کر
عرض کی آپ تو انعیان لشکر صاحبقران سے بخوبی ماہر ہین ایک ایک کا نام جانتے ہین ہر ایک شخص
کو بخوبی پہچانتے ہین اسد غازی نے یہ کلمہ جو کہا اُن تاجدار کی آنکھون سے اشکون کا دریا جاری ہوا
روتے روتے ہچکی لگ گئی فرمایا ای شیر بیشۂ جرأت پہلے اپنے حسب و نسب سے آگاہ کرو مین کیا کہون
دل مین ناسور ہی قلب ناصبور ہی رنج اُٹھانے کی طاقت نہین بڑے بڑے بار غم و الم اُٹھائے اب
تاب صبر و جبر نہین باقی رہی جو کچھ آنکھون سے دیکھا اُسکا زبان سے کہنا دشوار ہی رنج و راحت
سب بیکار ہی بقول شاعر نظم

نہ چین دشت مین مجھکو ملا نہ گھر مین ہی
سما وہ چاند سا مکھڑا مری نظر مین ہی
نشان یہ سوز نشال شرر جگر مین ہی
نظر پہ چڑھ گیا آئینہ گو کہ گھر مین ہی

اثر نصیب کی برگشتگی کا سر مین ہی
خیال دوست نے آنکھون کو روشنی بخشی
بتون کے عشق نے پتھر بنا دیا مجھکو
صفائے حسن چھپائے سے چھپ نہین سکتا

اس سوز و گداز سے یہ اشعار اُن تاجدار نے پڑھے کہ اسد شیر دل نے دل تھام لیا اور دست
بستہ عرض کی حضور آپکے کلام مین کیا تاثیر ہی ایک ایک کلمہ شمشیر و تیر ہی میرے حسب و نسب کی
کیفیت حضور کو نہین معلوم قبۂ دین ستون اسلام کرب تامدار سے حضور واقف ہین اسد نے یہ
جو نام لیا وہ تاجدار مثل گل شگفتہ ہوگئے فرمایا وہ شیر نظر کردۂ بزرگان دین جلادت آئین صاحب
جرأت و لیاقت سرکوب سکندریان ہیکلان عاد معرالی اُنکو اہل اسلام بخوبی پہچانتے ہین ای

شاہزادے نے تحسین کیا سلسلہ ہے اسد نے کہا میرے والد نامدار ہیں یہ سنکر وہ تاجدار اسد نامدار سے
لپٹ کر اسقدر روے کہ قریب تھا غش آجاوے صاحبوں نے سنبھالا بعد عرصہ دراز کلام کرنے کے
لایق ہوئے فرمایا ای فرزند مادر مہربان تمھاری کس خاندان سے ہیں اسد نامدار نے خلیفہ صاحب جواب
دیا مادر مہربان میری صاحب توقیر ملکہ زبیدہ شیر گیر دختر بلند صاحبقران زمان ہمشیرہ شاہزادہ
بدیع الزمان کو صاحبقران نے ہمراہ میرے والد ماجد کے تزویج فرمایا پروردگار نے یہ حسب نسب
مجھکو مرحمت کیا جد عالی تبار میرے شہنشاہ قلعہ تنگ سروال نانا میرے صاحبقران زمان
داماد نوشیروان عادل ہیں حقیر کو شہسوار عرصہ یکہ تازی اسد بن کرب غازی کہتے ہیں عرصہ دراز سے
طلسم ہوشربا میں داخل ہوا افراسیاب نے گنبد نور پر قید کیا ماموں جان میرے بدیع الزمان
گرد لشکر کی اس طلسم میں قید ہوکر آئے انکے رہا کرنیکو میں بھی آیا خواجہ عمرو نے عیاریاں کرکے
ہمکو گنبد نور سے رہا کیا ای شہریار اب یہ کی تلاش میں سرگردان حیران و پریشان یہاں تک
تقدیر نے پہونچایا یہ طلسم صندل حاصل کی مرحلہ جات فتح ہوے سب سے زیادہ ایک مشکل درپیش
ہو آپ کے سپاہ زمند کو بڑا پس و پیش ہے ہر شخص یہی کہتا ہے سامان قتل صندل جادو مہیا کرو دیوامر
مجھ میں ہیں اتنا سامان قتل ملکہ صندل جادو کیا چیز ہے آن بزرگوار نے فرمایا یہ سب سامان
پروردگار مہیا کردیگا مگر ای فرزند برائے خدا کچھ حال خیریت مآل رستم پیلتن و پیلکن کشندہ
فیل ہندی و دو فیل ہندی کشندہ کپتیان فرنگی سرفتنہ ملک فرنگستان نور نگاہ و امیر گیتی
ستان ہمارے سامنے بیان کرو انکے احوال خیریت مآل کے بہت مشتاق ہیں اسد غازی نے
کہا آپ اپنا نام نامی بتائیے سر جھکا کر فرمایا گمنام کا کیا نام غریب الوطن بادیہ پیمائے دشت رنج
و محن بلائے مصیبت میں گرفتار زیارت غمگسار ایسے کا نام و نشان دریافت کرنے سے کیا فائدہ
تمکو بھی مفت میں ملال ہوگا بات میں بات رستم کی کیفیت ظاہر کرو شل علمشاہ نوجوان
کے لشکر صاحبقران میں کوئی شیر دلیر نہیں ہے تمھارے ہی والد نامدار رستم جالینوس ثالث حصین لشکر
اسلام ہے شاید یہ ذکر تمھے بھی سنا ہوگا دارا ہے ہند فرمود بن سعدان عشق جہان فیل زور
میں مبتلا ہوے اور بختک وزیر نوشیروان نے بہکا کے بادشاہ کو لشکر اسلام سے فساد کرایا
اوراسوقت صاحبقران زمان و خواجہ عمرو کے ہاتھ سے ہومان بن بامہ نے بحر ملکہ جلجل جادو کو ملک

دمشق مین قتل ہوئے تھے ایسے وقت مین لندھور بن سعدان کا بگڑ کر جدا ہونا اسوقت مین سوائے رستم و
کرب کے کون تھا کہ اس بلا کو ٹال سکتا۔ بین ہیکلان عاد سغر بلی چونسٹھ لاکھ فوج سے مقابلہ مین تھا
لشکر نوشیروان کو ورسواد کا تمام دنیا دشمن عالم عالم ہیں عجب وقت مصیبت تھا بقول شاعر فرد * تنگی
مین جبکہ ہر اک سے بگڑ گئی * زنجیر اول در دوتی وہ پاؤن پڑ گئی * نور نگاہ صاحبقران علمشاہ نوجوان
نے لندھور بن سعدان کو مع فیل میمونہ مبارک وگرز خسروی مردی میدان چرن کوہ مین شیرانہ
دست زبردست پر اٹھا لیا تمام عالم نے دیکھا کہ اس پہاڑ کو اٹھا کے لیچلے کہ مثل قول ہندی * دل
بندی دریا سے چرن کوہ مین مارین مگر اسوقت صاحبقران زمان تمھارے والد مدار ملک دمشق
فتح کرکے تشریف لائے آنکھون سے دیکھا اور عمرو نے آواز دی یا صاحبقران دیکھو رستم نے لندھور
بن سعدان کو مع فیل میمونہ وگرز گران سنگ اٹھا لیا اور لیے جاتا ہے جلد جا کر ہندی کو بچائیے ادھر
تو صاحبقران نے نعرہ کیا ادھر لندھور نے لنگر مارا ہی نور نظر علمشاہ کے گردے پھٹ گئے گر کر
بیہوش ہوئے لندھور خوف سے صاحبقران کے بھاگ کر لشکر سکندر مین جا کر چھپا صاحبقران
لاش رستم پر آئے اسوقت ایک قیامت برپا تھی جوانی پر رستم کی نخل مراد ہوتے تھے برگ کٹ انبے
گئے تھے دشمنون کو بھی قلق تھا ہر جا در کا غم سے کلیجہ شق تھا لیکن خداوند کریم نے اپنا فضل شریک
حال کیا بزرگان دین اس کشاکش مین تشریف لائے دست حق پرست اپنا جسم پر رستم کے پھیرا
صحت پائی اچھا انشاء اللہ ریش اقدس سفید ہوئی ہوگی یہ حالات سنکر دل مین اپنے اسد غازی
کہتا ہے کہ یہ اس زمانہ کی کیفیت بیان کر رہے ہین کہ میرا نشان بھی نہ تھا مگر صاف ظاہر ہے کہ لشکر
اسلام کے بڑے واقف کار ہین گویا یہ معرکے انھین کے سامنے گذرے ہین ضبط کر کے اسد نے
جواب دیا اے شہریار پروردگار نے نسل مین رستم کی بڑی ترقی عطا فرمائی ہے انکے دو فرزند ایک
شاہزادہ عمرو بن رستم کہ انکا سلسلہ پیدائش ملک زنگستان مین ہوا لالہ گرد زنگی کی دختر ملکہ سیمینہ
ماہ پیکر سے عشق ہوا انکے بطن سے عمرو بن رستم پیدا ہوئے جب اسد نے نام ملک زنگستان
کا لیا وہ شہریار بہت روئے کہا زنگستان کا تو حال مجکو بخوبی معلوم ہے بڑی قیامت کی لڑائی پڑی
تھی کسی وقت انشاء اللہ ذکر کرینگے ہان یہ بتلاؤ کہ دوسری کوئی اولاد رستم کے ہے اسد نے کہا اے
شہریار عمرو بن رستم تو ہمیشہ علیل رہتے ہین شہریار خاور کی شاہزادی ملکہ خورشید خاوری ہمشیرہ

قیماس خان رستم کے عقد مین آئی اُسکے بطن سے شاہزادہ ملک قاسم موسوم بہ خاور سپاہ صاحب عزّ وجاہ پیدا ہوے جنھون نے نو برس کے سن مین طلسم فراسیاب فتح کیا علمشاہ قید ہوگئے تھے اُنکو چھڑایا طلسم مین خون کا دریا بہایا اُنکے نام سے کفار کانپتے تھے فاتح ملک سیجان وباختر لقب ہی قاسم کا نور نظر یعنے نبیرۂ رستم ایرج نوجوان اُسنے تربیت بڑی لیاقت حاصل کی اٹھارہ برس ملک باختر مین رہا کافرون سے سو معرکے پڑے صدہا ملک فتح کیے اب اِس زمانے مین لشکر صاحبقران کا نام ایرج و نورالدہر کی شجاعت سے مشہور ہی نورالدہر فرزند دلبند شاہزادہ بدیع الزمان و نور نگاہ خاور سپاہ ایرج نوجوان جون جون اسد جرأت و شوکت ایرج و نورالدہر کا ذکر آتا ہی آن شہریار عالیوقار کا چہرہ خوشی سے سرخ ہوتا جاتا ہی مگر فرماتے ہین ایرج و نورالدہر و قاسم وغیرہ کا حال ہمکو بخوبی نہین معلوم سکندر کی لڑائیان بجنسہ یاد ہین بعد فتح ہونے مغرب کے ہمکو نہ دریافت ہوا کہ لشکر صاحبقران پر کیا گذری پچیس برس کا زمانہ ہوا دشت نوردی بادیہ پیمائی مصائب غربت کا سامنا ہی کون پوچھنے والا ہی غریب الوطن آوارۂ دشت رنج و محن گمنام دل ریش ناکام کی کون خبر لیتا ہی یہ فرما کر تاج سر سے اُتار دست دعا بدرگاہ واہب العطایا بلند کیے رو رو کر یہ اشعار پڑھے

اشعار

گدا تیرے در کا جو یارب ہوا
بر آئی مراد اُسکا مطلب ہوا
بھلا کون تجھسے نہین فیض یاب
دعا کسکی تونے نکی مستجاب
ہوا جو طلبگار قرب حضور
کیا اُسکو تونے نہ رحمت سے دور
عنایت کرم لطف کیا بات ہی
کہ رزاق مطلق تری ذات ہی
برابر ترے کوئی دانا نہین
سوا تیرے کوئی توانا نہین
ترا حکم نافذ ہی پروردگار
قضا تیری پھرتی نہین زینہار
نہین دخل تغیر و تبدیل کا
جو کچھ لکھ گیا لکھ گیا لکھ گیا
عطا پاش اول مین آخر مین تو
خطا پوش ظاہر مین باطن مین تو
ترے تابع حکم ہین خاص و عام
نہین کوئی دم مارنے کا مقام
جو گمراہ سارے زمانے کا ہی
جو آئے تو پھر حکم آنے کا ہی
برابر نظر دشمن و دوست پر
نہین منحصر مغز پر پوست پر
تو ہی سرانجام میرا نہین
خطا کے سوا کام میرا نہین
شکستہ سفینہ سو گرداب مین
مین کشتی نشین عالم خواب مین
فلک تیغ آفت نکالے ہوے
مین غفلت مین گردن کو ڈالے ہوے
ٹھکانا مرا ہی کہان ای قدیر
مگر رحمت خاص ہو دستگیر

سوا تیرے کس سے مین چاہون پناہ | کوئی اور معبود ہی لا الٰہ | مین بندہ ہون تیرا او تو خدا
نہین کوئی بندے کا تیرے سوا | سوا تیرے ہی کون پروردگار | کرم کر کہ ہون تجھسے امیدوار

اے کریم کارساز و اے مالک بندہ نواز اے باغبان قضا و قدر اے حاکم بحر و بر اس باغ پر بہار لشکر صاحبقران مین کبھی باد خزان نہ چلے ہر ایک غنچہ و گل سرسبز و شاداب رہے جن شیرون کے تونے نام لیے پروردگار انکو سلامت باکرامت رکھے نام صاحبقرانی مثل آفتاب عالمتاب روشن رہے اسد ان باتون کو سنکر واس سے لپٹ گیا کہا حضور نے پہلے مجھسے تُنے خود ہی بہت کچھ ارشاد فرمایا یہ معما میری سمجھ مین نہ آیا صاف صاف نام نامی اسم گرامی بتایئے جن بزرگ کے میرے والد نامدار نظر کردہ ہین اِس گنہگار پر بھی اُنہین کی نظر پڑی سعادت کونین حاصل ہوئی انھین بزرگوار صاحب اقتدار کی قسم کھاتا ہون ان حیلے حوالون کو مین بہانونگا بے نام نامی دریافت کیے دامن دولت نہ چھوڑونگا یہ بھی ظاہر ہوا کہ آپ اہل اسلام ہین میری تکلیف گوارہ نہ کرینگے اگر میری راے کے خلاف ہوا سر اپنا قدمون پر نثار کرونگا نظم

عذاب مرگ لحد کا فشار باقی ہی | بڑی بڑی خلش روزگار باقی ہی | جلاد دیکھیکہ دچا ہو زمین مین دفن کر
ہمارے بعد تمہین اختیار باقی ہی | اگر سمجھ کے تازہ خریدار گرم جوش مجھے | بازار ہی ہر نگاہ اجل فروش مجھے
لحاظ بیخبری ہی اُٹھا مین سر کیونکر | بہت دنو نسے نہین التفات ہوش مجھے | یہ کہکر اسد دلاور نے تلوار

نیام انتقام سے نکالی اُسوقت عجب طرح کی صحبت ہی تمام صاحبان والا مقام و رئیسان عظام گفتگوے اسد نامدار و کلام تاجدار عالیوقار سن رہے ہین کیسکی مجال نہین کہ منہہ سے بولے یا بات کا جواب دے سکے ہر ایک حیران ایک ایک سے آپسمین اشارے ہین یارو آج تو بڑے بڑے پتے کھل رہے ہین لشکر صاحبقران مین بڑے بڑے شیر ہین سنا تھے کیسے کیسے دلیر ہین فرزند صاحبقران کی کیفیت دریافت ہوئی نہ معلوم ایسے پہلوان عالیشان کو مع فیل بیمونہ اٹھایا ماشاءاللہ یہ زور و قوت یہ طاقت و شجاعت اسی بلوغ پر بہار کے تو ہمارے شہریار پہول ہین اسی بیشہ کے شیر اسی چمن کے شمشاد ہین لیکن جب اسد نامدار نے واس تمام کو عرض کی کہ حضور جنکا نظر کردہ ہون اُنکی قسم کھاتا ہون اگر اب حضور مفصل اسم گرامی نہ بتلاینگے تو تلوار کو گلے پر پھیر ونگا اُسوقت اُن تاجدار باوقار کو کچھ نہ بن پڑا ہر چند پہلو تہی کی مگر سامنے اسد نامدار کے چارہ نہوا

رفقا نے دیکھا کہ آن شہریار نے بیقرار ہوکر گلے مین اسد کے ہاتھ ڈالدیے چیخ مار کر رونے فرمایا ای
اسد نامدار وای نبیرۂ صاحبقران عالیمقدار اپنے والد بزرگوار سے تمنے ذکر سنا ہوگا کہ صاحبقران کا ایک
غلام ناکام قباد شہریار نام بطن سے ملکہ مہر نگار دختر نوشیروان کے پیدا ہوا وہ مین ہی بدنصیب
ہون اسد نے کہا ای شہریار مین نے اپنے قبلہ وکعبہ سے اس حال پر ملال کو مفصل سنا کہ جس شب کو قباد
شہریار کی شادی ہوئی دوسری شبکو گلیم گوش ملعون نے انکا سر کاٹا جس غم مین صاحبقران فخر
ہوئے تمام سردار گرفتار رنج و بلا رہے اہل اسلام نے بڑے بڑے رنج و ملال سے ملکہ مہر نگار
نے جام زہر پیکر جان دی پھر آپ کیونکر بچے گلیم گوش نے سبکو قتل کیا قباد شہریار نے فرمایا ای نور نظر
اب اسکو نہ پوچھو قلب تھراتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی ہماری یہ کیفیت ہی کہ شبکو شادی ہوئی وقت سحر
برای غسل حمام مین گیا وہان آئینہ پر نگاہ پڑی اپنے جمال بیمثال کو دیکھکر آپ محو ہوگیا حال
ناپائدار ی دنیا سب قلب پر آئینہ ہوا دل سے صدا آئی کہ یہ صورت ایکدن خاک مین ملجائیگی تمال
قبر مین کون ساتھ جائیگا یہ سارا جاہ وجلال فوج ولشکر یہان پر رہجائیگا وہان پر پرسش اعمال
ہوگی تخت وتاج کام نہ آئیگا یہ خیال کرکے مین روتا ہوا بارگاہ سلیمانی مین آیا صاحبقران زمان
علمشاہ نوجوان نے گلے سے لگایا دلدہی کرکے پوچھا خیر تو ہی مین اسقدر بیقرار تھا رونے
کا جوش ظاہر مین ہوشیار مگر بیہوش حال دل مفصل نہ کہہ سکتا تھا میرے رونے پر کل اہالیان
دربار کو سکتا تھا آخر ضبط کرکے مین نے کہا ای قبلہ وکعبہ مجھے ایکطرح آرام ہی لشکر عبرت لے گھیرا ہی
موت آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی مین نے سلطنت کی کیونکر کہون کہ عدالت کی مین چاہتا ہون
شربت بنایا جاوے اپنے ہاتھ سے ایک ایک جام سبکو پلاؤن سب صاحبون سے اپنی خطا معاف
کراؤن والد نامدار و برادران عالیمقدار حیران ہوکر کہنے لگے بیٹا ابھی سن تمھارا کیا ہی تمھاری ان باتون
سے میرا کلیجہ پھٹتا ہی جب مین نے بہت کد کی چونکہ میری خاطر سبکو عزیز تھی شربت تیار ہوا پہلے جام
ہاتھ مین لیکر سامنے صاحبقران کے آیا دست بستہ عرض کی قبلہ وکعبہ جام نوش کیجیے جو مجھسے بے ادبی
ہوئی ہو اسکو بدل معاف فرمایئے زندگی کا کیا بھروسا ان باتون پر میری قبلہ وکعبہ نے اپنا منھ
پھیر لیا فرمایا ای نور نظر کیا مجھے تباہ کروگے مین نے عرض کی حضور یہ دنیا ہے ناپائدار ہی زندگی
کا کیا اعتبار ہی صاحبقران کو روتے روتے غش آگیا مگر مین نے ہوشیار کرکے جام پلایا اسی طرح

روتا ہوا سامنے برادر علمشاہ کے آیا علمشاہ نے کمر تھام لی فرمایا اے بھائی قباد ایسے کلمات نہ کہو
ظلم پر چھریاں چل رہی ہیں ابھی تو لطف شادی بھی تمنے نہیں اٹھایا ایسی باتیں زبان سے نکالو
میں نے کہا بھائی جو میری خاطر منظور ہے کیلئے جام نوش کرو کہ تمنے خطا معاف کی اے اسد نامدار
اُسوقت دربار میں وہ شور گریہ وزاری بلند ہوا کہ صاف ظاہر ہوتا تھا کہ کسی جوان کا جنازہ
نکلنے کو ہے تا شام میں نے ایک ایک شخص سے خطا معاف کرائی بوقت شام تخت شاہی پر آکر بیٹھا
بیٹھتے ہی بیہوش ہو گیا صاحبقران نے حکم دیا کہ شہریار نے آرام کیا ہے خبردار کوئی بات نہ کرے
سب اپنے اپنے مقام پر چلے ناگاہ ملکہ عجائب جادو رہنے والی طلسم ہوشربا کی آسمان پر اُڑتی
ہوئی جاتی تھی مجھکو دیکھکر عاشق ہوئی زمین پر اُتری میری شکل کا ایک آدمی بناکر ڈالدیا
مجھکو اٹھا کرلے آئی اُسی وقت گلیم گوش عیار طرفسے نوشیروان کے آیا اور اُس شخص کا جو میرا
ہم صورت تھا سر کاٹ لیا اور وہ سر لیکر نکل گیا یہاں بعد تھوڑے عرصہ کے بڑا ہوا لاش ہماری
دیکھکر قیامت برپا ہوئی ماں کی آنکھوں کا تارا گھر کا اُجالا باپ کا راج دلارا بھائیوں کا قوت بازو
زینت پہلو یقین ہے سب نے غم کیا ہوگا عجب حال ہوا ہوگا پھر ہمکو نہیں معلوم کہ لشکر ظفر اثر
میں کیا گذری اپنا حال کیا کہیں نظم

یاس ہوکر کیہ دونوں ہم چشم بسمل میں رہے
داغ بنکر دونوں دامان قاتل میں رہے

اُٹھ شکوے طعنے بے سود اقرار در دغ
جو تمھارے منھ سے نکلے سب مرے دلمیں رہے

خاطر گل عاشقوں کو تھی جو منظور مزاج
بے اثر ہوکر اثر شور عنادل میں رہے

انکو نیند آئی نہ اپنی آنکھ جھپکی ایکدم
ذکر ہوکر رات بھر ارباب محفل میں رہے

سادہ روی دیکھنا وعدہ جو فرد انے کیا
تا سحر ہم انتظار عہد باطل میں رہے

کثرت تکلیف سے ہم آپ نالے ہو گئے
لب پہ آئے یا کبھی بیمار کے دل میں رہے

خنجر قاتل کی ایذا میں اجل کی سختیاں
روح بسمل کی طرح ہر وقت مشکل میں رہے

اشک ناطاقت کی صورت ہر قدم پر گر پڑے
وہ مسافر تھے کبھی آکر نہ منزل میں رہے

خوب ہی سوجھی احباؔ آفرین ہمکو کہو
ہم خیال یار بنکر یار کے دل میں رہے

پھر بجا حجت بے سود و تقریر فضول
جوش کس کس کے مزاج مرد جاہل میں رہے

تیرہ بختی ہی نے دکھائے ہمیں آخر فروغ ۔ داغ ہو کر ہم کنارِ ماہِ کامل مین رہے
نام آزادی زبان پر آگیا تھا اسلیے ۔ پانوں سیر سے مدتوں قیدِ سلاسل مین رہے
خشمِ ناصح طعنۂ احباب تکلیفِ فراق ۔ زندگی جب تک رہی کیا کیا قلق دلمین رہے
دیدۂ گریان کی عزت کسقدر رونے کی ۔ اشک جو ٹپکے رہے دامانِ ساحل مین رہے
نقش کی امید نے نقشہ دگرگون کر دیا ۔ تا فراقِ روح و تن ہم فکرِ غافل مین رہے

ای نور نظر و ای پارۂ جگر تم نے بڑا کام کیا یہ صاحبزادے صاحبزادیان ہمارے بعد پیدا ہوئین ہم نہین سمجھے کہ ملکہ زبیدہ شیر گیر کسکا نام ہی اور یہ نورالدہر کہ ہم کیا جانین البتہ بھائی علمشاہ اور تمھارے والد نامدار سے ماہر ہین ملکہ عجایب جادو نہایت خاطر کرتی ہین مثل کنیزان بہتر آٹھ پہر مصروف خدمتگذاری رہتی ہین اس صحرا کو مقام سیر قرار دیا ہی اکثر یہان آکر ٹھہرتی ہین یہ جو قباد شہریار نے فرمایا اسد نامدار ماموں جان کمکر لپٹ گیا وہ نور نظر لخت جگر کمکر سینہ سے لپٹاتے تھے یہ ماموں جان کہکے قدمون کو بوسہ دیتے تھے آخر دونون شہریار روتے روتے بیہوش ہوگئے مصاحبون نے بڑھکر گلاب کیوڑا منھ پر چھڑکا ہوشیار کیا اسد نامدار کو قباد شہریار نے پہلو مین جگہ دی کرلیا یک سامنے سے کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی ای شہریار ملکہ عجائب جادو تشریف لاتی ہین اتنے اسد نہایت گستاخ ہین دیکھا سامنے سے ایک ہوادار پر شہزادی ماہ رخسار سرو قد آنکھین نرگس شہلا رعب سلطنت چہرے سے ہویدا بار ہ سو کنیزان زرین پوش ہمراہ سواری اہتمام کرتی ہوئی آکے پہونچین مگر وزیرزادی نے ملکہ عجائب جادو سے عرض کی کہ حضور آج شہریار کے بھانجے تشریف لائے ہین ملکہ عجائب جادو گھبراگئی ایک ایک سے پوچھنے لگی کہ یہانتک کیونکر آئے وزیرزادی نے ہاتھ باندھکر عرض کی حضور شہریار شکار کو نکلے تھے راہ بھٹک کر ادھر آنکلے جب سے آئے ہین حضور سے لشکر اسلام کی باتین ہورہی ہین بھائیون عزیزون کا ذکر دریافت فرماکے روتے ہین اور یہ شیر گیر اسد غازی فتاح طلسم ہوشربا ہی کئی سال سے اتنے بڑے طلسم پر دست انداز ہی یہ حال سنکر ملکہ عجائب جادو کو ایک نوع کا تردد پیدا ہوا کہ قباد شہریار ایسا نہو کہ محبت مین بھانجے کی مجھکو چھوڑکر چلے جائین ہوادار سے اُتری اسی سوچ مین سر جھکائے ہوئے چلی آتی ہی اسد نے سوہانی اماں کہکے سلام کیا ملکہ عجائب نے برخوردار

لیکے بلائین لین گلے سے لگا لیا قباد شہریار نے فرمایا ملکہ عالم ہم جو تمسے کرب غازی کا ذکر کیا کہتے تھے یہ انکے نور نظر اسد نامدار برائے فتاحی طلسم ہوش ربا آئے ہین ماموں جان انکے ہمارے بھائی صاحب سعید ہین تمنے کبھی ہمسے ذکر بھی نہ کیا ملکہ عجائب نے سر جھکا کر عرض کی کہ مین کیا حضور سے کیفیت عرض کرتی مجھکو بخوبی دریافت نہ تھا کہ یہ آپ کے بھانجے ہینگے یہ کہکے ملکہ عجائب نے فرمایا کہ ای بیشۂ جرأت و ای نہنگ دریاے ہمت اس حوالی مین کیونکر آنیکا اتفاق ہوا اسد نے تمام کیفیت اپنی از ابتدا تا انتہا عرض کی کہ اسطرح خواجہ مجھکو براے فتاحی طلسم صندل لیکر آئے ملکہ عجائب جادو ہنس پڑی فرمایا پھر کیا کیفیت گذری اسد نے کیفیت حصول لوح و فتح مرحلہ جات سامنے ملکہ عجائب جادو کے بیان کی اور کہا اگر خدا فضل کرے اور طلسم صندل فتح ہو یہانسے تا بہ دربند جمہر واہ جاتا ہی ملکہ عجائب نے کہا پہلے دردسر تو دفع کر دیہ بتاؤ کہ سامان قتل ملکہ صندل جادو بھی ممکن ہوا اسد نے جواب دیا حضور تعجب کی بات ہی ہر خرد و کلان از ادنی تا اعلی نے یہی پوچھا کہ سامان قتل صندل جادو بھی ممکن ہوا یا نہین یہ کسی نے نہ بتلایا کہ کیا سامان مہیا ہو بادشاہ سابق طلسم صندل ملک لخضر کو رہا کیا نعیم جادو کی آنکھین بینا ہوئین بقول شخصے آنکھین کھلین اس نے بھی پوچھا کہ سامان قتل صندل جادو ممکن ہوا ہرچند کہ اسکی کمک سے لوح طلسمی حاصل ہوئی عین وقت پر آکر قمری کو مارا اگر وہ نہ پہونچتا تو میرا کام تمام ہوا تھا سارا جسم پتھر کا ہوجاتا مگر اس خیر خواہ دولت نے قمری کو مارا لوح طلسم صندل حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی مگر یہی اسنے بھی سوال کیا کہ سامان قتل صندل جادو کیجیے مین نے پوچھا کہ ای برادر تمسے زیادہ کون رازدار ہی کیا سامان مہیا کرین کچھ نہ بتایا وزیر انکے فہیم جادو و نعیم جادو و درکش تکیہ داران سب صاحبون نے بھی یہی فرمایا لیکن کسی شے کا نشان نہ بتلایا ملکہ عجائب جادو نے فرمایا ای شیر بیشۂ صاحبقرانی و ای تاجدار اقلیم کامرانی تم صاحب اقبال ہو سامان قتل صندل ممکن ہوجائیگا اگر علاوہ تمھارے کوئی شخص تدبیر فتح طلسم صندل کرتا عمر بھر سرگردانی ہوتی آخر مین پشیمانی ہوتی مگر تمھارے لیے کل سامان مہیا ہی انشاء اللہ یہانسے جاکر ملکہ صندل جادو سے مقابلہ کرو ضرور غالب آؤگے یہ کہکر ایک انگوٹھی ہاتھ سے اتاری روبرو شاہزادہ اسد کے پیش کی کہا ای نور نظر یہ انگوٹھی واسطے دستگیری کے کافی ہی گویا نگینہ ہی صندل جادو اسی سے قتل ہوگی اسد نے انگوٹھی لیکر اپنے پاس رکھی اور قباد شہریار سے عرض کی ماموں جان مین نے

دولتِ کونین پائی کوئی سرپرست بزرگ میرا اس طلسم ہوش رُبا مین نہ تھا اب آپ ایسا چاہنے والا ملا
تمام حالات جرات و شوکت اخلاق و مروت سخاوت و شجاعت رعب و جلالت آپکے بخوبی نیازمند کو معلوم
ہین ملک فرنگستان آپکی تیغ بیدریغ سے فتح ہوا جس روز سے آپکا قدم مبارک لشکر مین نہ ہا
مدتون سلطنت پر تباہی رہی جب سے آپکے نورِ نظر جوہر شمشیر فتح و ظفر شاہزادہ سعد والانژاد
آکر حاکم ہوے سلطنت کا انتظام ہوا اب آپ اِس نیازمند کو سرفراز فرمائین تختِ سلطنت حاضر ہی
لشکر اسلام کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے رونق دین لشکر مین برکت ہوگی بہت جلد افراسیاب
شکست کھائیگا بوجہ احسن انتظام لشکر ہو جائیگا چارسو سرداران ذیشان افراسیاب خانہ خراب کے
عنایت خدا سے شریک حال ہین سب صاحبان جاہ و جلال ہین سحر و ساحری مین طاق شجاعت و
دلاوری مین شہرہ آفاق آپکی سرپرستی فرمایئے غلام برلے خدمتگزاری حاضر ہے ساشنے رُتبے تا
جان کے کلاہ افتخار آسمان پر پہونچاؤنگا آپ ایسے شیر صولت کو جب صاحبقران دیکھین گے دیدۂ دل
روشن ہو جائینگے کیا خوشی ہوگی قباد شہریار نے سر جھکا لیا ملکہ عجائب جادو نے بہ نگاہ یاس
چہرۂ زیبائے قباد شہریار کو دیکھا نگاہون سے حسرتین ظاہر ایسا نہو کہ یہ شہریار ہمراہ اسد نامدار
کے چلا جائے یہ سب شفقت ضایع ہو قباد شہریار نے اسد غازی سے کہا اب تم جا کر ملکہ صندل
سے مقابلہ کرو جب طلسم صندل فتح ہو جائیگا ہم بھی آکر انشاءاللہ تمھارے شریک ہونگے ان
کلمات مین ملکہ عجائب نے بھی تائید کی کہا اے اسد نامدار جیسا کہ شہریار ارشاد فرماتے ہین یہی
صورت ہوگی ہم بھی تمھاری خدمتگزاری کو حاضر ہین جسوقت موقع آئیگا اپنے کو فوراً تمھاری
خدمتمین پہونچائینگے شب بھر تو اُس صحبت مین ہنگامہ عیش و نشاط گرم رہا بوقت سحر قباد شہریار پشت
مرکب پر سوار ہوے اسد نامدار کو خلعتِ فاخرہ سے مخلع کیا سلاح جواہر نگار پیش کیے فرمایا اے
نورِ نظر تم لشکر مین چلو ہم آکر شریک ہونگے اسد غازی اس مطلب کو نہ سمجھا قدمون کو بوسہ دیکر
رخصت ہوا جب قباد شہریار و ملکہ عجائب جادو نظرون سے نہان ہوے یہ اُس جنگل سے
باہر نکلے تھے کہ ملازمان ملک الخضر تلاش کرتے ہوے پہونچے اسد کو دیکھکر ہنگامہ ہوا ملک الخضر
کو خبر پہونچی یہ بھی آکر حاضر ہوے اسد نامدار سے ملاقات ہوئی پوچھا اے شہریار آپ صحرائے
شکار سے کہان غائب ہو گئے تھے کہان تشریف فرما رہے اسد نے چاہا کہ کچھ بیان کرے

کہ سامنے سے خواجہ عمرو آکر پہنچے اسد غازی کو خوش خوش دیکھکر پوچھا کیون ای نور نظر خلعت
کہانسے دستیاب ہوا اسد غازی نے فرمایا نانا جان جسکا آپ ذکر کیا کرتے تھے کہ صاحبقران اُنکی محبت
مین فقیر ہو کر بیٹھے تھے غفلت مین عقابین پہنچے گئے تو سینتیس برسے مین قید رہے وہ زندہ موجود
ہین شب بھر ہم انھین کی خدمتمین حاضر تھے اُنکے جمال مہر تمثال کے ناظر تھے ملکہ عجائب جادو نے
انگشتری برائے قتل ملکہ صندل جادو مرحمت فرمائی عجب نادر شی ہاتھ آئی عمرو نے گھبرا کر پوچھا بیٹا ام
تو تو کیا تھے اور قباد شہریار سے ملاقات ہوئی اُنکو تو انتقال کیے عرصہ دراز ہوا احقر گلیم گوش نے
اُنکا سر کاٹا تھا اسد غازی نے عرض کی حضور اُنکو ملکہ عجائب جادو اُٹھا لائی مین وہ کوئی اور بشکل قباد
شہریار تھا جسکا سر گلیم گوش عیار نے کاٹا مین شب بھر انھین شہریار کی خدمت مین رہا ابھی رخصت
کرکے حاضر ہوا ہون بارہ کوس پر قلعہ عجائب ہے وہان تشریف رکھتے ہین میرے لشکر مین سرفراز
فرمانے کو کہا ہے مین کل لشکر کا بادشاہ کرونگا یہ سنکر عمرو مارے خوشی کے پھول گیا کہا بیٹا تینے غفلت
کی اُس شیر کا ساتھ نہ چھوڑنا تھا سارے لشکر ظفر اثر کی وہ جان ہے نانا صاحبقران ہے جری بہادر
صف شکن بچپن سے شوق سپاہ گری انتظام سلطنت سے بخوبی ماہر اُسکی شوکت وصولت ہر شخص پر
ظاہر ہے دیکھنا صاحبقران و علمشاہ یہ سب صاحب ابھی آنکھین بچھائینگے قباد شہریار کو سر پر بٹھا کر
لیجائینگے ابھی واپس ہو قلعہ عجائب مین لیچلو مین نے اُس شیر کو گودیون مین پالا ہے اُسکے انتقال سے
لشکر مین ہر شخص کو ملال تھا مہر نگار نے تو جام زہر پیا حمزہ فقیر ہو کر بیٹھا کل لشکر منتشر ہو گیا
ایک سال کامل سب تباہ رہے نانا جان کو تمھارے فرامرز بن قارن عدنی نے قید کیا فولاد کی
قفس مین بند رہے کیا کیا ظلم سے وہ سب باعث قتل قباد شہریار تھا ہر شخص یہی جانتا تھا کہ نام
پر اُس شہریار کے جان دینگے افسوس ہے کہ تمھے ملاقات ہوئی اور تمنے ساتھ چھوڑ دیا برائے خدا
ابھی مجھکو لیچلو اسد گھبرا کر گھوڑے سے کود پڑا سارا لشکر پیدل ہوا قلعہ عجائب کی طرف چلے عمرو
سبکے آگے سر برہنہ پا پیادہ آنکھون سے اشک حسرت جاری اسد پر غصہ کہ ایسے مقام پر
کیون ساتھ چھوڑتا ہے اسد نے کہا مین شب بھر خدمت مین رہا سو مانی جان نے انگوٹھی عنایت کی
پھر فرمایا کہ ہم تمھارے شریک ہونگے فراسیاب سے مقابلہ کرینگے خلعت وغیرہ مجھکو مرحمت کیا عمرو
کو انتہا کا اشتیاق ملاقات قباد شہریار سے تمام اہالیان لشکر ہمراہ ہین ملک اخضر و فہیم و نعیم

درویش تکیہ دار کیدان و دیگر سردار راہ کو طے کر کے سامنے قلعۂ عجائب کے پہونچے دور سے عمرو نے دیکھا
دروازہ قلعہ کا کھلا ہے خندق میں خاک اُڑ رہی ہے بالکل سناٹا صاف ثابت ہوتا ہے کہ قلعہ کوئی لوٹ
لے گیا عمرو دوڑ کر دروازے کے قریب آئے دیکھا کہ شہر اُجاڑ مکانات آدمیوں سے خالی پھاٹک
پر ایک کاغذ بخط جلی چسپاں ہے عمرو نے قریب آ کر اُسکو پڑھا مرقوم تھا کہ آداب و تسلیمات خدمت میں
خواجہ عمرو کی نیازمند نے حضوری کو مناسب نہیں جانا سمجھا کہ اسد غازی مجھکو دیکھ گیا ہے خواجہ
عمرو صاحب ضرور تشریف لائینگے مجھکو عرصہ دراز گذرا کہ لشکر ظفر اثر سے بیگانہ ہوا اب حضوری
میں میری لطف کامل ہو گا مگر ہر مقام پر اسد نامدار کی خدمتگذاری ضرور کرونگا زیادہ مجھکو
تلاش نہ کیجیے گا ورنہ طلسم ہوشربا میں بھی رہنا دشوار ہو گا عمرو اس مضمون کو پڑھکر سر پیٹنے
لگے نام لیکر قباد کا خوب روئے اسد غازی بھی خاموش رقت کا جوش عرصہ دراز تک اس
شہر میں شور گریہ و زاری بلند رہا آخر عمرو نے یہ سوچ کر سبکو منع کیا کہ زیادہ اس بات کو مشہور
نہ کرو ورنہ افراسیاب آفت برپا کریگا ناچار مجبور وہاں سے چلے قریب بارگاہ کے آئے ناگاہ
ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی اے شہریار صندل جادو کو سب خبریں گذریں لشکر
گران لیکر برائے مقابلہ حضور آتی ہے ملکہ خضر نے حکم دیا لشکر میں کمر بندی ہونے لگی اسد بھی
مرکب پر سوار ہوئے لوح طلسمی گلیمین انگشتری عطیۂ ملکہ عجائب زیب انگشت ابھی کچھ بھی مسلح ہونے
پائے تھے کہ لکہ ہائے ابر صندلی نمایاں ہوئے دیکھا کہ ملکہ صندل جادو تخت پر چار لاکھ
ساحران غدار ہمراہ ہائے آتشین پر سوار علمہائے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے گھنٹ
اور ناقوس بجتے ہوئے لشکر طلسم کشا کو دیکھا صندل جادو نے اشارہ کیا کہ مسلمانوں کو
گرفتار کر لو قتل کرو زندہ بچ کر ایک کو بھی جانے نہ دو اسد نے بسم اللہ لکھکر مرکب بڑھایا تیغ
برق مثال کو چمکایا نعرہ کیا باشیدای کفاران تیرہ درای نابکاران بدغا **نعرۂ اسد**

اسد شہسوارم کہ در روز جنگ	بدرم دل شیر و چرم پلنگ
شہنشاہ نامم آور و کامران	اسد شیر دل ابن صاحبقران

یہ نعرہ کر کے تلوار کھینچکر جا پڑا دونوں لشکر آپس میں ملگئے خواجہ عمرو
ایک جانب کمند و حباب سے ساحروں کو قتل کر رہے ہیں مگر پریشان کہ لشکر کفار بہت ہے ملکہ خضر
کے قریب آکر فرمایا **رباعی**

خاطر میں یہ کلفتیں ہزار ہیں کب تک	صحرا صحرا یہ خاک اڑا ہیں کب تک

ناچار جانسے ہم اُٹھ جائینگے | جور و ستم فلک اُٹھائین کب تک | اخضر نے کہا اے شاہنشاہ اوج

عیاری شکایت فلک کج رفتار بیجا ہے ضرور مجھکو اس بات کا خیال تھا کہ صندل جادو کے پاس
لشکر بہت ہے دیکھیے غلام کا قول صادق آیا عمرو نے کہا خدا مالک ہے اخضر بھی سحر کرتا ہوا چلا لیکن ملکہ
صندل جادو اخضر کی ملازم تھی ملک اخضر کو جو اُسنے دیکھا دست و پا مین رعشہ پڑگیا ملک اخضر
نے للکارا او نمکحرام دیکھ پروردگار نے آنکھین مرحمت فرمائین اگر اس شیر بیشہ جرأت کی اطاعت کر
خطا تیری معاف کراؤنگا کیون اپنا خون اپنی گردن پر لیتی ہے فتح طلسم ہوشربا کا زمانہ قریب آیا
دیکھو انکے خدا نے انکو یہانتک پہونچایا افراسیاب کا قول تھا کہ راستہ طلسم صندل کا نہ ملیگا سب کچھ
پروردگار نے آسان کیا صندل جادو نے ملک اخضر کی طرف سے تو منھ پھیر لیا دل مین خیال ہے
کہ مجھے کون قتل کرسکتا ہے افراسیاب جادو نے میرے قتل کی اشیا کو ایسی جگہ چھپا دیا ہے کہ جہان
طائر وہم و خیال نہین پہونچ سکتا جب کوئی ملکہ عجائب جادو کو قتل کرے تب انگوٹھی دستیاب
ہوئے ملکہ عجائب جادو وہ ساحرۂ زبردست ہے کہ جسپر سوائے افراسیاب کے کوئی دست انداز
نہین ہوسکتا اس گھمنڈ پر صندل جادو اَڑی ہے خوب جانتی ہے کہ مجھپر کوئی دست انداز نہین
ہوسکتا لشکر بھی بحساب خود بھی زبردست ساحرہ ہے آتے ہی پرے کے پرے درہم و برہم کیے
صفوف لشکر کو منقلب کردیا لیکن ملک اخضر جب للکار کر جاپڑتا ہے صندل جادو کترا کر ہٹ
جاتی ہے اخضر بیچارہ سالہا سال قید رہا سحر قبضہ مین نہین رہے مصیبتین اُٹھائین مگر اصلی جرأت
ہے صندل سے منھ نہین پھیرتا ہے صدہا صندل کے دفع کیے عجب ہنگامہ حشر و نشر برپا ہے
آسمان سے آگ برستی ہے آتش فتنہ و فساد نے سر کھینچا ہے نظم مصنف

فلک کو فراموش گردش ہوئی | بیابانون کو سختی مین جنبش ہوئی | قیامت کا سامان عیان ہوگیا
رخ مہر گردون نہان ہوگیا | صندل جادو کے ہمراہ اسقدر سپاہ ہے کہ ملک اخضر کو فتح کی

امید نہین تھوڑے ہی عرصہ مین صندل جادو نے ہزارہا کو قتل کیا سحر کرتی ہوئی چلی آتی ہے البتہ
طلسم کشا سے تو عاجز ہے کہ یہ جس غول جس صف پر تلوار آبدار تول کر مثل شیر ژیان جا پڑتے
ہین صفون کو درہم و برہم کردیتے ہین اسی اثنا مین طرف صحرا سے گرد بلند ہوئی سب نے دیکھا
کہ شاہزادہ صندلان صندلی پوش مع بارہ ہزار صندلی پوشون کے ایک جانب ملکہ

گوہر جادو و چار سو کنیزان زرین پوش پشت پر تھے جو خبر پائی کہ ہمارے آقا سے معرکہ پڑ گیا ہے بیقرار
ہو کر آ پہونچی دور سے دیکھا کہ اسد نامدار کھڑا ہوا فوج صندل بیحساب لشکر اسلام کو پیچ و تاب
ہو رہا ہے ملک اخضر ہزارہا قتل ہوئے لاشے پھڑک رہے ہیں صحرا میں دریائے خون جاری ہے صدہا
علم کٹے ہوئے پڑے ہیں اسد نامدار تو صاحب لوح ہیں لوح جھکا کر سحر کو دفع کرتے ہیں اخضر جادو
دریائے فوج میں غوطے مار رہا ہے کبھی ہمرے صندل کے ملک ابر سیاہ اٹھتے ہیں تمام لشکر کو یہ معلوم
ہوتا ہے کہ پردۂ ظلمات کا سامنا ہے اس اندھیرے سے جان بچانا محال ہے شب تاریک فراق عاشقان
سے مثال ہے اس تاریکی سے ملک اخضر بصد کر و فر مثل آفتاب عالمتاب ظاہر ہوتا ہے جان لڑا رہا ہے
گوہر جادو نے جو یہ ہنگامہ گیرودار بلند دیکھا صندلان صندل پوش کو منع کیا اے شیر بیشۂ
شجاعت اسوقت ملکہ صندل نے مملکۂ الدیا ہے بادشاہ طلسم صندل ہے ساحروں کا اسکے ساتھ
جنگل ہے خداوند کریم طلسم کشا کو بچائے صندلان نے کہا اے ملکہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ ایسے وقت میں
شریک حال نہوں اپنی جان بچاؤں ہر چند گوہر جادو نے منع کیا مگر یہ گھوڑا اٹھا کر لشکر
کفار میں در آیا گوہر جادو کہ عاشق صادق شہزادہ صندلان صندل پوش ہے زیب
سپر کر کے آگے بڑھی لیکن آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے چہرہ اداس عالم یاس ٹھنڈی
سانس بھر کر ساتھ والیوں سے کہا شعر

ستم کش فلاخن فلک دون کے ہاتھ سے		افسوس اپنا شیشۂ دل چور چور ہے
اپنے دلدار کی فرقت کا جسے غم ہووے	دیگر	خانۂ عیش لٹے خانۂ ماتم ہووے
کسے دست جفائے چرخ سے امید ہنسنے کی	دیگر	جو ہوئے بھی تو ہاں شاید دہان زخم خنداں ہو

یہ اشعار پڑھکے فوج ملکہ صندل جادو پر جا پڑی لیکن صندلان صندل پوش کو ہمرے
بچاتی جاتی ہے خوف ہے ملکہ صندل اسکو گرفتار کرے یہ جوان صف شکن جس پرے پر جا پہونچا
پراگندہ کر دیا جو سردار سامنے آیا قبضہ پاکر ہاتھ تلوار کا لگایا سر اسکا خود سر کا دھڑ سے گرا اجل نے
دست گیری کی سیدھا جہنم میں پہونچا یہ جوان اسی آن بان سے نیزہ ہلاتا آگے بڑھا جو سامنے آیا
نوک کر اسی نوک جھونک سے مارا برچھا جگر میں اتارا صندل جادو یہ معرکہ دیکھ کر ساتھ والیوں
سے کہنے لگی کہ صاحبو یہی گوہر نمک حرام کو دیکھو جسنے تو سلطنت حوالی طلسم اسکو دی ہے طلسم کشا

کی شریک ہوئی اُسکو مع اُسکے دغا پیشہ کے ابھی قتل کرتی ہون یہ کہکر طرف صندلان صندلی پوش
کے پلٹی یہ جوان اسی طرح سے قتل کرتا چلا آتا ہی جو سامنے آتا ہی منھ کی کھاتا ہی صندل نے للکارا یہ جوان
پلٹا کر صندل جادو پر جا پڑون صندل نے زمین سے ایک گولا فولاد کا پھینکا بر سر لشکر صندلان
پھٹا تمام لشکر بیکار ہو گیا ہر چند چاہتے ہین گھوڑون کو اپنے مقام سے بڑھائین مرکب پابگل نقش قدم
بنگئے بہ نگاہ حسرت دیکھتے ہین قدم آگے نہین اُٹھتے ہین آنکھین پتھرا گئین سپرین پشت سے گرنے لگین تلوارین
قبضہ سے نکلی جاتی ہین صندل جادو نے بڑھکر آواز دی ان سبکے سر کاٹ لو خودسری کی سزا
دو ملکہ گوہر جادو نے جو یہ سحر دیکھا تڑپ گئی نعرہ کرکے اُٹھ کھڑی ہوئی چاہا سحر دفع کرون صندلان کو
کسی طرح سے نکال لیجاؤن صندل جادو کی جو نگاہ پڑی کہ ملکہ گوہر قریب صندلان کھڑی سحر کرتی
ہی خون اپنا کاٹ کے پھینکتی جاتی ہی مدت کی جو عاشق زار ہی اُسکو اس مصیبت تازہ مین گرفتار
دیکھکر مغموم ہوئی ہی قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ہی صدہا جادوگرون کو قتل کیا صندلان کو بیقرار دیکھتی ہی
کہ بیچ مین کھڑا ہوا جادوگرون کی تلوارین کھا رہا ہی اپنی تلوار پر قبضہ نہین سپر بھی زد گردان کمان
سی ہوئی تیر طائر پر بستہ نیزہ تھرا رہا ہی گویا تپ لرزہ مین مبتلا ملکہ گوہر جادو نے جو اس عالم
حسرت و یاس مین دیکھا پکار اُٹھی شعر

ای آہ و نالۂ دل پر درد و محن
رو نیز بصد مرتبہ بیمار تر از من
بتلا ہمین کہ تو نے اثر اپنا کیا کیا
دیگر
دیگر
تنگ آمدم ای نالۂ دلخواہ کجائی
بیمارم و غیر از دل من نیست ندیمم
فریادرسی ہم ز دست تو ای آہ کجائی

ملکہ گوہر نے بیقراری مین جو یہ اشعار پڑھے صندلان کی بھی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے
اُسکو یقین مرگ ہوا پکارکر آواز دی ای ملکۂ عالم اب تم ہمارے قریب نہ آؤ اپنی جان بچاؤ ظلم کشتہ
کا ساتھ دو ہماری محبت سے ہاتھ دھو صندل جادو بڑی زبردست ساحرہ ہی گوہر جادو
کب مانتی ہی چاہا صندلان کی کمر مین پنجہ ڈالکر لے نکلین صندل جادو نے جو دیکھا جھپٹ کر بجلی کی
طرح گری سر ملکہ گوہر جادو کا زخمی ہوا اُلٹکر گری رکاب پر صندلان کے ہاتھ ڈالدیا بے
اختیار آواز دی ای شہریار اپنی کنیز و غلام کو آکر بچائیے اسد نے پلٹ کر دیکھا کہ شعلۂ آتش غم نے
صندلان کو گھیرا ہی گوہر جادو زخمدار بیقرار صندل جادو کے ملازم ان دونون کو قتل کرنے
چلے ہین اسد کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا وہین سے گھوڑے کو بڑھایا صفون کو درہم برہم

کرتے ہوئے چلے مارزمان صندل نے روکا ہر مقام پر تلوار چلی مگر اسد شنگانہ رکتا نہ تھا طرف ملکہ صندل
کے جاتا ہے علمدار فوج زبردست جوان فیل مست پر سوار چتر بغلین دبائے ہوئے فوج کو ترغیب دے رہا
مفتون فیل پیکر نام ہے اسد کو جو آتے دیکھا للکارا او طلسم کشا کہاں جاتا ہے ہرچند کہ اسد کو ٹھہرنا گوارا
طرف صندل جادو کے جانے مین مگر اُس بیچارے نے جو بکبر و نخوت لوکا شاہزادہ پلٹ پڑا مفتون نے
اپنے ہاتھی کو بڑھایا اسد سے آنکھ لڑی مفتون نے نیزہ مارا اسد نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ بازی
ہونے لگی بارھوین طعن مین اسد نے تھپیڑا مارا نیزہ ہاتھ سے مفتون کے بدر ہوا آب انفعال مین نہایا
غصہ سے پیچ و تاب کھایا تیغ بیدریغ کھینچکر جھپٹا اسد نے تلوار کو تلوار پر روکا جھنجھنانے کی صدا بلند ہوئی
الجھاوے مین سے ہاتھ کو نکالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا برق شمشیر تڑپ کر گری اور سپر کے ٹکڑے
اڑ گئے سپر کو کاٹکر خود کو کاٹا تو قبہ سر پر بجلی تھی یا زیر تنگ اُس تیغ برق مثال نے بوسہ دیا علمدار کے
مع علم دو ٹکڑے ہوئے فوج پر علم ماتم گرا نشان کفر مٹا اسد غازی علمدار کو مار کر قریب ملکہ صندل
کے پہونچا صندل جادو نے آواز دی ساحرون نے آ کر گھیرا بلوہ کیا انتہا کی وہانپر تلوار چلی لاکھون
کا کھیت ہوا اخضر نے بھی اپنی جان لڑا دی فہیم جادو بھی پروانہ وار گرد اسد نامدار پھرتا ہے مگر ملکہ
گوہر و صندلان پر بڑی بدعت ہو رہی ہے دونون عاشق و معشوق قتل ہوا چاہتے ہین اب اسد بھی
قریب آ پہونچا نعرہ کیا صندل نے پلٹ کر دیکھا گھبرا کر سحر کرنے لگی فوج کو اشارہ کیا طلسم کشا نہ جانے
پائے کئی گولے سحر کے مارے اسد غازی پر تاثیر نہوئے صندل جادو کو وہی گمان ہے کہ لوح طلسمی
مجھکو قتل نہ کرسکیگی اُبھر کر نکل جاؤنگی طلسم کشا پر برس پڑی لاکھون سحر کیے گولے مارے تیغ اچھالے
مگر اسد پر تاثیر نہوئے اسد نے نعرہ کیا او صندل قضا تیری تیرے سر پر آ پہونچی لات و منات
پر لعنت کر ملک اخضر کو بادشاہ مجھکو وزیر اعظم قرار دونگا کیون مفت جان دیتی ہے صندل نے
پکار کر آواز دی او طلسم کشا مجھے کون قتل کرسکتا ہے قلعہ سے جا کر سر لشکر امین خدمت مین افراسیاب کے
چلی جاؤنگی وہانسے فوج بیحساب لیکر آؤنگی یہ کلمات غرور آیات کہکر تلوار کھینچکر آ پڑی یہی اطمینان ہے
کہ طلسم کشا میرا کیا کر سکیگا جب اُسنے ہاتھ تلوار کا لگایا دیو نی قالب انسان مین سما گئی ہے اسد نامدار
نے تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی یہ تلوار مار کر پلٹی اسد نامدار نے تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا
ملکہ صندل جادو کو کچھ بھی خوف نہوا سینہ سپر کیے کھڑی ہے طرح طرح کے سحر کر رہی ہے جب

اسد غازی نے انگلی سے انگوٹھی اتاری تب صندل جادو گھبرائی کہ اب کون دستگیری
کریگا ایک چیخ ماری کہ یہ انگوٹھی طلسم کشا نے کہاں سے پائی ای ساحران طلسم صندل آگاہ
ہوجاؤ معلوم ہوتا ہی کہ ملکہ عجائب جادو طلسم کشا کی شریک ہوگئی یہ کہکر چاہا پر پرواز
پیدا کرے اُڑکر نکلجاے اسد غازی نے انگوٹھی کھینچ ماری پیشانی پہ اُس موذیہ کے پڑی
یہ معلوم ہوا کہ تودہ بارود میں چنگاری آگ کی ڈالدی ہر سر مو دہر تن موے صندل
جادو سے شعلے آگ کے نکلنے لگے استخوان اُس جنبی کے جلنے لگے ابر تیرہ و تار آسمان پر چھایا
سنگباری اور برف باری ہونے لگی پیر دن نے غل مچایا آواز آئی کشتی مرا نامم صندل
جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم مرتے ہی صندل جادو کے چادر
جلنے لگی افسران فوج دست بستہ سامنے طلسم کشا کے حاضر ہوے ملکہ گوہر جادو ایک ایک کی سفارش
کرتی جاتی ہی سرداران لشکر حاضر ہونے لگے اسد غازی نے تلوار کو نیام انتقام میں کیا
ملکہ گوہر جادو ویران کی منتظر ہر حال سے بخوبی ماہر ہی بیان کی کل کیفیت ظاہر ہی ملک الخضر کو اسد غازی
نے تخت پر بٹھایا گوہر جادو واہتمام سواری کرتی ہوئی ایک جانب صندلان صندلی پوش ایک جانب
خیمہ و نیمہ و روشن تکیہ دار اہتمام سواری میں مصروف اس عظم و شان سے داخل قلعہ صندل ہوے
دارالامارہ و شاہی میں پہونچے ملک الخضر کو مقام پر صندل جادو کے تخت نشین کیا
خیمہ جادو واہمہ وزارت خواجہ عمرو کرسی جواہر نگار پر جلوہ فرما ہوے مال طلسمی نکلنے لگا
خواجہ عمرو فہرست لکھوا رہے تھے عین گرمی صحبت میں اسد نامور نے ملکہ گوہر جادو
سے پوچھا یہاں سے دربند مہر و ماہ کتنی دور ہی ملکہ گوہر جادو نے عرض کی تین منزل کا
فاصلہ ہی مگر سرکار کو دربند مہر و ماہ سے کیا کام ہی خواجہ عمرو نے فرمایا ای گوہر جادو وہی
طلسم ہوشربا افراسیاب جادو نے دربند مہر و ماہ پر روانہ کی ہی حیرت بنکر اُس سے
دریافت کیا تم بیان کی رازدار ہو کچھ اس کیفیت سے خبردار ہو ملکہ گوہر جادو نے کہا یہ تو
ناحق کی تکلیف حضور نے اٹھائی اسطرف تو کبھی لوح کا ذکر بھی نہ ہوا احوال طلسم صندل سے جو گذرتا
پہلے مجھ سے ملاقات ضرور ہوتی آپ یکہ و تنہا آتے تاہم وہ افراسیاب کی شکل بنکر مجھکو خبر ہوگئی جب تو
تین صندلان کو روانہ کیا تھا کہ جا کر خواجہ عمرو کو گرفتار کرو نہ کہ لوح طلسم الٰہی شیدا اس حوالی سے

جاتی اور ہمکو خبر ہوتی علاوہ ازین مہر و ماہ جادو دونون شاہزادیان نہایت زبردست ہین فن سحر و ساحری کو خوب جانتی ہین یہ جو لشکر ساحران آپکے ساتھ ہے کوئی اُنکے مقابلے کے لائق نہین اگر طلسم صندل پر جو غالب آئے لوح طلسمی کے باعث سے کسی کا زور نہ چلا انگشتری قفل صندل بھی دستیاب ہوئی در بند مہر و ماہ پر فساد عظیم ہوگا ان دونون بہنون پر سحر و ساحری مین غالب آنا نہایت دشوار ہے یہ سنکر عمرو بہت گڑگڑایا کہ ہماری جستجو و کوشش بیکار ہے شہری اسد نامور نے اس ذکر کو سنکر فرمایا نانا جان اِن امورات کا تردد بیکار پروردگار مالک و مختار ہے تیاری لشکر کو حکم دیجیے پروردگار نے یہان تک تو پہونچایا انشاء اللہ یہ بھی دستیاب ہو جائیگا اور اگر اس حوالی مین قضا لیکر آئی ہے کیا چارہ اُسی وقت ملکہ گوہر جادو کو حکم ہوا اشما لا بارگاہ وزر لیقی کا طرف در بند مہر و ماہ کے روانہ کیا جاے صندلان صندلی پوش بصد جوش و خروش اپنے مقام سے اٹھا لا بارگاہ کا لدوایا ساٹھ ہزار فوج اپنے ساتھ لے کر طرف در بند مہر و ماہ کے چل نکلا بعد اُسکے ملک لخضر سے اسد نامدار نے فرمایا تم اب طلسم صندل پر رہو جب علم کے بادشاہ تھے عنایت سے پروردگار کی اُسپر قبضہ ہوا بسم اللہ اب تمہین تکلیف کرنا کیا ضرور ہے ملک لخضر نے عرض کی اب مین دامن دولت کیونکر چھوڑون اس سفر مین ہمراہ ہون جسوقت حضور کو لوح طلسمی حاصل ہو بندگان عالی کو تسکین دل ہوا در ربیع الخیر طرف طلسم باطن کے تشریف لیجائین اُسوقت البتہ انتظام طلسم مین مصروف ہونگا کارگزاران شاہنشاہی بدل موجود ہین انتظام بوجہ حسن ہو جائیگا غلام ہمراہ رکاب سعادت انتساب رہیگا اسد نامدار نے حکم دیا بسم اللہ تیاری کرو لشکر ساحر وغیرہ جا اپنے اپنے طریقہ سے سب روانہ ہون فہیم جادو و نعیم جادو و دروشن تکیہ دار انتظام کرکے فرزانہ طرف در بند مہر و ماہ کے بغرض پیدوانی وبہ حشمت جمشیدی روانہ ہوے انکو تو راہ مین چھوڑیے

دو کلمہ داستان شوکت بیان ایرج نوجوان کو مات جادو و شکست کھا کر طرف قلعہ طلسمی کے چلی لشکر کشی ایرج کی بر طلسم مذکور و دیگر حالات متعلق داستان کے بیان ہوتے ہین ساقی نامہ

پہونچ ساقی کہ اب دلکو نہین صبر
چراغ گل نسیم صبح روشن
تماشا ہی عجب گلشن مین موجود
عجب ہی لطف سے پھولی ہے شفق

نزی دوری مجھے اسوقت ہے جبر
لگا قفل کو نزاب فرمائیو کام
چراغان صبح سے تا شام ہے دو
لگا دے منھ سے ساقی شیشہ ہے

لگی ہے کرنے آکر سو سے گلشن
لپک لے کر بغل مین شیشہ و جام
ستم ہے اب نہ ہو گر شیشہ و جام
مغنی پھونک دے سحر خدائی

گر آ پہونچا ہی وقت بادہ نوشی
ہوا ہی پنبہ کیا تیرے دہن کا
جو بولے محتسب سنکر تو ڑ اسکا
بہار اب جو کہے اسپر عمل ہی
سنے ہی ساقیا تک آن کر یان
چمن ہی اندنون ہر شاخ اور نگ
زبس باد بہاری مین نشا ہی
جہان دیکھو تو ہی آلودہ خواب
اٹھا سکتی نہین سر بھی یہ بے حس
رہی ہی لیٹی یان سوسن کی دستار
ہوا سے شاخ گل یون جھومتی ہی
چمن مین کیا شجر کیا شاخ کیا پات
غرض اہل چمن مین اسقدر مست
ہوا صحن چمن آئینہ اسلوب

نہین مطرب یہ ہنگام خموشی
ترا گانا وہ پی کر ساغر مل
جو ملا کہو کے سر پہوڑ اسکا
کہے ہی دیکھ کر ابر اس ہوا کو
مری آنکھون سے کر سیر گلستان
پرستی کو گھٹا کے ٹک نظر کر
زہی گلگشت جا مین تو مزا ہی
نکلے دادودی کے غنچے چمن مین
جھکی ہی جاے ہی کچھ چشم نرگس
جھکا دیتا نہین بار ثمر شاخ
کہا کر وہ لب جو چوستی ہی
نسیم صبح تک اتنی ہی ماتی
کر پیلے بہتے زمین مرغ یکدست

خروش و جوش مستان چمن کا
کہ ہوئے سرمۂ آواز بلبل
سخن اسوقت اسکا بے محل ہی
جواب میکشان مین دون خدا کو
رکھے ہی دشت خندق بند کا رنگ
یہ آتی ہی پری وش ہوا پر
گل محل پہ بیماری ہی نایاب
تو کف لاے مین مستی سے چمن مین
قبا گل پھاڑتی ہی ہو کے سرشار
نشہ سے جھوم جھوم آتی ہی سر شاخ
پھرے ہین لوٹتے مستی سے ذرات
خیابان مین پھرے ہی لڑکھڑاتی
زبس کھینچے ہی باد تند جاروب

چہرہ محرران جادو و تقریر و کاتبان ہنگامہ دار و گیر

اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر بیان خردمند و خندہ پیرا کہ ساز نیم این جادو ساحر طراز سابق مین تحریر ہوا کہ نقد روح روان قاسم عالی شان شاہزادہ ایرج نوجوان نے قلعہ انجم حصار پر لوح طلسمی پائی مرات جادو نے شکست فاش کھائی ایرج نے اب لشکر تیار کیا ملکہ شیشہ می نوش کو تخت پر بٹھایا ملکہ انجم ماہ رخسار کو سپہ سالار فوج قرار دیا اس کر و فر سے بصد شوکت و حشم طرف قلعہ طلسم سکندری کے روانہ ہوے مگر مرات جادو وافتان و خیزان شکست خوردہ جب قریب قلعہ پہونچی اہالیان قلعہ نے خبر پائی کہ ہمارے بادشاہ نے شکست فاش کھائی تمام اہالیان شہر برائے استقبال حاضر ہوے وزیر اعظم اسکا ظلمات جادو کہ جو اس سفر مین ہمراہ نہ تھا قلعہ سے مع فوج نکلا دیکھا تو ملکہ مرات کا عجب حال قلعی کھلتی چہرہ اداس رنج و غم پاس آئینہ عیش و عشرت نابود ظلمات کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا سوچا کہ بخت سیاہ کا سامنا ہوا فورا بارگاہ استادہ کرائی

ملکہ مرأت کو اُس بارگاہ مین داخل کیا پوچھا ای ملکہ عالم یہ کیا معرکہ گذرا مرأت نے تمام کیفیت
ظاہر کی کہا طلسم کشا بڑا صاحب اقبال ہی بی صاحبزادی شیشہ می نوش شیجر کو قلم کرکے لوح طلسمی
لے پہونچین سہمناک جادو فرستادہ ملکہ حیرت قتل ہوئی ظلمات نے کہا ای ملکہ عالم اب کیا صلاح
ہی میرے نزدیک شراکت طلسم کشا مین فلاح ہی مرأت جادو نے کہا ای ظلمات طلسم اسکندری
پر قبضہ پانا بہت دشوار ہی بی شیشہ می نوش مست ہوکر چاہتی تھین دھگڑے کیسے کہ جیتین کبھی
یہ دن نصیب نہ ہوگا چین سے بیٹھنا دشوار کردونگی بی انجم ماہ رخسار نے بڑے فساد برپا
کیے انکی بھی تدبیر ہو جائیگی ظلمات جادو نے کہا حضور ملکہ حیرت جادو کو دوسرا نامہ لکھیے
کہ انور جادو آپ کی ملازم و سہمناک مصاحب قدیم ہاتھ سے پسر حمزہ کے قتل ہو گئین وہ
جوان لشکر کشی کرکے آتا ہی اسکی تدبیر واجب و لازم ہی یہ بولے مرأت جادو کو پسند آئی فوراً چٹھی
تحریر کی ظلمات سے کہا تم نامہ ہمارا لیکر خدمت مین شہنشاہ کی جاؤ ظلمات جادو نے نامہ
سر سے باندھا طرف طلسم ہوش ربا کے روانہ ہوا لیکن افراسیاب جادو فکر مین اسد کے تخت
پر سوار تخت اُڑائے ہوئے جاتا ہی اتفاقات سے کوہ فیروزہ پر ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش حاکم
در بنائے کوہ فلک شکوہ بہ معہ مصاحبان خاص و انیسان با اختصاص جلوہ فرما تھی کہ دیکھا آسمان
پر برق چمکی خیال کرکے دیکھا شہنشاہ طلسم ہوش ربا یعنی افراسیاب جادو تخت اڑائے ہوے جاتا ہی
فیروز فیروزہ پوش اپنے مقام سے اُٹھی جاکر پایۂ تخت سے لپٹ گئی عرض کی ای شہنشاہ اتفاق سے
ادھر سے آنا ہوا کنیزون کو بھی سرفراز فرمایئے افراسیاب کی جمال ملکہ فیروزہ پر نگاہ پڑی
حسین مہ جبین گسن مالک تخت و تاج ذات سے ان حسینان مہ جبین کے سحر و ساحری کا رواج آنکھون
مین حیا شیوہ جور و جفا طریقہ دلفریب نظارہ جمال بے مثال سے دل ناشکیب افراسیاب نے
ہو ترچھی نگاہین ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش کی دیکھین مسکراکر فیروزہ کا ہاتھ تھام لیا اور یہ اشعار پڑھنے لگا

در کشورے کہ ناز و ادا مے فروختند	مشتاق جان بہ نرخ گیا مے فروختند
واریم سادگی کہ بہ بازار خود بتان	دزدیدہ دل زما و بہا مے فروختند
افلاک را اگر بجہان قدر با بدے	مارا چرا بہ طالع ما مے فروختند
یوسف اگر بعہد تو مے بود در جہان	او را کہ مے خرید کجا مے فروختند

ایمان بجشوہ دین نہ گرفتم کہ شک در دست — این اہل اتقا بہ رضاے فروختند
از مفلسی ہمہ ہنر ہران سر فروش — اسپ و یراق روز وغاے فروختند
شد تشنہ قسمت از تشنگی فنا — جائے کہ موج آب بقاے فروختند
از دست شان پریدہ بدست فتادہ اند — آنانکہ صید را بہ ہواے فروختند
سودا ازان بلا و سعادت نشان منم — کانجا بجاے چغد ہماے فروختند

ان اشعار کو سنکر ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش مسکرائی کہا ای شہنشاہ آپ کو غزلیں اشعار بہت یاد ہیں افراسیاب مسکرا مسکرا کر باتیں کرتا ہوا ساتھ فیروزہ فیروزہ پوش کے کوہ فیروزہ پر آگیا آتے فیروزہ نے پوچھا ای شہنشاہ اسوقت آپ کہاں سے تشریف لاتے ہیں روز قتل طلسم کشا ہم لوگ حلقہ جو تھے اس روز تو عجب طرح کے معرکے پڑے تمام میلہ درہم و برہم ہوا رئیس لشکر تباہ ہوئے دوکاندار تک تنگ شکایت کرتے ہیں ہر ایک کا قول ہے کہ سامری جمشید ایسے میلے میں ہمکو نہ لیجائیں مال لٹا نقد جان بچنا دشوار ہو گیا ایسا میلہ کبھی نگاہ سے نہ گذرا تھا افراسیاب جادو نے کہا ای فیروزہ فیروزہ پوش مابدولت نے تساہل فرمایا ساربان زادے نے اسد غازی کو رہا کر لیا اب تک مارا مارا پھرتا ہے لوح طلسمی مابدولت نے ایسے مقام پر بھیجدی کہ وہاں طائر وہم و خیال کا بھی پہونچنا دشوار فیروزہ نے پوچھا ای شہنشاہ وہ کونسا مقام ہے افراسیاب جادو نے کہا ساربان زادے نے بہ تبدیل حیرت مابدولت سے دریافت کیا میں نے سب کچھ کہا جو اصل بات تھی وہ نہیں بتائی عمرو بھی مارا مارا پھریگا لیکن نشان لوح طلسم ہوش ربا نہ پاتا یگا میں نے الیاس دربند کو نامے لکھے ہیں سامان لشکر کشی کرونگا ابھی طلسم کشا کو پکڑ کے قتل کرونگا فیروزہ نے عرض کی ای شہنشاہ میں نے سنا ہے جا بجا گل ہوشربا پر ہیں مذکور ہوا دل طلسم میں کو کوئی پہونچتا ہے حمزہ کا پوتا نوجوان اُسنے فتح کیا پھر طلسم ہزار پیچ میں ایک پوتا نوح بن بدیع الزمان جا کر پہونچا وہ بھی لوح طلسمی پا گیا طلسم پر تجمل دست انداز ہوا وہ ایک خبار میں کنیز نے دیکھا کہ طلسم کو ہرا افراسیابی جانتا تھا خداوند سکندر بن سامری تھا وہاں کوئی جوان پہونچا سکا قاسم نبیرہ حمزہ نامور تھا پھر طلسم جمشیدیہ میں دو فرزندان حمزہ نے داخل کیا یعنی نوجوان و نور الدہر بن بدیع الزمان بڑے بڑے معرکے وہاں بھی ہوئے بی بی مخمور بھی اُس طلسم میں پہونچی تھیں قید ہوئیں پھر چھوٹیں طلسم کشا کے ساتھ ہیں اُس طلسم پر بھی مسلمانوں کا قبضہ ہوگیا اُسی طلسم سے کسی حکیم نے نشان رہائی اسد

غازی شبا سے خواجہ عمرو نے فلک کی آن ہو تون کو مطلع کیا تا یہ گنبد نور ہو پہنچا یہ سب حالات حضور کو معلوم
ہین یا نہین افراسیاب نے سر جھکا لیا کہا ای فیروزہ یہ سب حالات اید ولت کو معلوم ہین پرچہ ہاے
اخبار مین کیفیتین مرقوم ہین اید ولت بھی کئی مقامات پر جا کر رُسے طلسم ہزار پیچ مین بڑے بڑے
سر کے پڑے ملکہ حیرت جادو نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ طلسم سکندری مین بھی فساد برپا ہین اپنی سو
سہناک جادو کو روانہ کر چکی ہو ن معلوم اسپر کیا گذری فیروزہ نے عرض کی حضرت ملکہ حیرت جادو
تو میری خالہ زاد بہن ہوتی ہی جلد خبر منگایئے ابھی مین نے سنا تھا کہ چھوکری ملکہ شیشہ مو فوش بیٹی
ہمشیرہ صاحبہ کی بیمار ہی افراسیاب نے کہا مین خبر منگا دونگا یہ باتین ابھی ختم ہونے پائی تھین کہ دیکھا
ایک جادوگر سیاہ فام کرینہ منظر طاوس پر سوار اُڑا ہوا جاتا ہی جیسے ہی افراسیاب جادو کو بیٹھے
ہوئے دیکھا وہ ساحر ہوا سے اتر آیا افراسیاب جادو کو سلام کیا ملکہ فیروزہ نے پوچھا کہا ای
ظلمات کہان سے آتے ہو اُسنے عرض کی ملکہ حیرت جادو کی لکا لکہ پیش کی فیروزہ نے باواز بلند پڑھا
پڑھ کر بہت بیقرار ہوئی افراسیاب جادو سنکر دنگ ہو گیا یہ بھی لکھا تھا کہ سہناک جادو بھی قتل
ہوئی افراسیاب جادو غصہ مین کانپنے لگا فیروزہ نے کہا ای شہنشاہ مین جا کر سب انتقام کرونگی
لوح طلسمی چھین لونگی طلسم کشا کی مشکین باندھ کر ہمشیرہ صاحبہ کے حوالے کرونگی افراسیاب نے کہا ای
فیروزہ صاف صاف مرقوم ہی کہ صاحبزادی نے جوش محبت طلسم کشا مین لوح طلسمی حوالے کردی ای
فیروزہ یہ بخوبی ظاہر ہی کہ فرزندان حمزہ سب صاحبان جرات و لیاقت مرجع شوکت و ہمت ہین
لاکھون مین اکیلے رُسے خداوند تھا کو ملک باختر سے زمبہرے نکال دیا کچھ خوف پیدا کرنے والے
سے سنا فیروزہ نے کہا ای شہنشاہ بہروسے لقا کا ذکر نہ کیجیے جوتی خورہ لنگوڑا جھوٹ سچ لگھارا
کرتا ہی کسی طرح لقا کو اختیار نہین سامری جمشید اُنسے بہت بہتے ہین ان خداوندون کی خاک مین
جادو مین تاثیر ہی اُنکی زبان پر آٹھو پہر تقدیر تقدیر ہی وہ لنگوڑا شیطان بختیارک سگ سفید کی
والا ہر خداوند قدرت کے سر چڑھا ہی چھ جاتا ہی کہ بیٹھتا ہی بلکہ سنا ہو شیطان کا کہنا ہو جاتا ہی
قدرت کا کہنا نہین ہوتا قدرت کی تقدیر شیطان کی تدبیر ایسے خداوند کو کیا کہین افراسیاب نے
کہا ملکہ اس مقدمہ مین دخل نہ دو قدرت دیر گیر ہین مگر سخت گیر ہین نہین معلوم فقیر کیا ڈالتا ہی
کیا نکالتا ہی اور ای فیروزہ تمھارا جانا مناسب نہین لوح قبضہ مین طلسم کشا کے موجود ہی عمر تمھارا نام

ذکر لیکا مابدولت اور کچھ تدبیر کرتے ہیں ظلمات نے کہا اے شہنشاہ حقیقت میں یہ جوان صف شکن تیغ زن پہلوان
یگانہ یکتائے زمانہ معلوم ہیں ایسا ایسا لڑا کہ کیا عجب تھا زبان تیر و کلہ عمود سے صدائے تحسین و آفرین بلند
رہی جو انجم حصار پر تلوار چلی نہیب شمشیر سے اس جوان کے زمین دہلتی تھی آخر کل لشکر کو شکست دی
ملکہ بھاگ کر چلی آئی ہیں اب اُسنے انجم حصار سے لشکر کشی کی ہوگی یہ بات سنکر بھی کہا کہ اب طلسم کشا کا ہم
کیا کر سکیں گے افراسیاب نے کہا میں ابھی تدبیر کرتا ہوں ایسے شخص کو بھیجوں کہ گردن مہرو تونگر
سنگین باندھ لائے یا ایسے پچاس کو قتل کرے یہ کہکر افراسیاب نے ایک پرچہ لکھکر آسمان پر
اُڑایا ظلمات دست بستہ حاضر ہے فیروزہ فیروزہ پوش نے افراسیاب کو جو متوجہ پایا گانا کو اشارہ
کیا جام مے ارغوانی گردش میں آیا صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی افراسیاب جادو
جمال خورشید مثال فیروزہ دیکھکر زانو بدل رہا ہے فیروزہ اپنے کو بچاتی ہے لیکن شعلہ رخسار فیروزہ
نے خرمن ہوش و حواس افراسیاب کو جلا دیا گرم آہیں منہ سے نکل رہی ہیں دل سے کہتا ہے کہ کیا
ہڈیاں جل رہی ہیں گانا نے جو افراسیاب کو مبہوت پایا یہ غزل عاشقانہ تتا تتا کے گانا شروع
کی دامن تھامے ہوئے افراسیاب کا دل رہی ہے سانس لئے ہوئے تانیں پڑھی ہیں

جب تیر نظر تا بہ جگر جائیں گے لاکھوں — دو چار تو کیا جی سے گذر جائینگے لاکھوں
جیسے سے ترے عہد میں کچھ ہو نہ سکے گا — اک بات کے کہنے میں تو مر جائینگے لاکھوں
وہ کوچۂ دلکش ہے تراف زلف سفاک — گو جان سے جائینگے مگر جائینگے لاکھوں
مشتاق قفس وہ ہوں اگر خاک بھی ہونگا — صیاد کے گھر تک مرے پر جائینگے لاکھوں
پیراک یہاں بحر فنا کے بھی بہت ہیں — تلوار کے بھی گھاٹ اتر جائینگے لاکھوں

یہ جو غزل گانا نے گائی افراسیاب اور بیقرار ہوا رنگ رو متغیر چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں
افراسیاب نے منت کر کے کہا اے جان جہان آرام دل مشتاقان نظم

بیہوش نہیں وہ بشر نہیں ہوں
ہرچند کہ ہوں مگر نہیں ہوں
بے حال کے بچانے دونگا
ہوش برسوں نہیں ہیں کیا بتاؤں

اتنا بھی بے خبر نہیں ہوں
دکھلائی نہ دوں یہ غیر ممکن
عاشق ہوں نامہ بر نہیں ہوں
طوق ہے آغوش پھیلائے تمہارے واسطے

اللہ رے فرط کاہش تن
کچھ آپ کی میں کمر نہیں ہوں
دیکھو عجب تاثیر بیہوشی ہمارے حال میں
بڑھ گئی زنجیر کوسوں شوق استقبال میں

جیون جیون افراسیاب اشعار عاشقانہ پڑھتا ہی فیروزہ شرمائی جاتی ہی کلیجہ دھڑک رہا ہی کبھی کنیزون
کی جانب اشارہ کرتی تھی کہ میرے پاس آؤ اس ظالم کے پنجۂ ظلم سے بچاؤ دیکھو اس نگوڑے سے آج
میری آبرو کیونکر بچتی ہی کنیزین دوڑتی ہوئی قریب آتی ہین جب افراسیاب اشارہ کرتا ہی پھر ہٹ جاتی
ہین ظلمات جادو وزیر مرأت کا بھی حاضر ہوا افراسیاب کی سفلہ مزاجی دیکھکر حیران
کہ یہ کیسا بادشاہ طلسم ہوش ربا ہی مشہور ہی کہ لیاقت و دولت مین یکتا مگر سفلہ مزاجی ایسی چاہیے تھی چشم
نگاہ ڈالتا وہ شاہزادی اپنا فخر و افتخار جانکر قبول کرتی کیا صدمات شاہزادیون کو پہنچے ہین کہ
اُسکے وصل سے انکار ہی سفلہ مزاجی ظاہر ہی اب افراسیاب نے اور دو جام پیے نشہ شراب سے
مدہوش بیہوشی مین وصل فیروزہ کا جوش چاہتا ہی ہاتھ تھام لون تخلیہ مین فیروزہ کو لیجاؤن کہ
یکایک صحرا سے گرد اُٹھی آگے آگے سو علم نشان لاکھ سوار کا علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہی
اور تعریف سامری جمشید کی مرقوم آمد فوج کی دھوم گرد و رکاب گھوڑون پر بڑے بڑے قد کے
جوان چورے تیغ حمائل سپرہاے فولادی پشت پر بیچ مین ایک جوان گینڈے پر سوار آثار کبر و نخوت
چہرے سے آشکار پیشانی پر شکن چال مین کج ادائی بانکپن زیر کوہ آکر گینڈے سے کود افراسیاب
کو سلام کیا فوج آرہی سلامی کی دست بستہ اُس جوان نے عرض کی آج غلام شکارگاہ مین تھا حضور
کا نامہ پہونچا چند کس ساحر تھے انہین کو ہمراہ لیکر چل نکلا کیا ارشاد ہوتا ہی کسی جوان سے لڑائی
در پیش ہی افراسیاب نے کہا ای طولاب روئین تن نبیرۂ حمزہ ایرج نوجوان طلسم سکندری پر چڑھ
آیا ہی ہم کہ اسون نے بیچ اُسکو حوالے کردی نہایت جوان زبردست ہی ای طولاب تمکو اسواسطے بلایا ہی
کہ جاکر اُس جوان سے مقابلہ کرو مشکین باندھکر ملکہ مرأت جادو کے حوالے کردو وہ اُسی کا گنہگار ہی
قتل و غیر قتل کا اُسکو اختیار ہی اُسکی بیٹی ملکہ شیشہ مے نوش شراب مجسم تاسیج مین چور ہی ای طولاب
تساہل کرنا عقل کا قصور ہی عرض کی غلام کیا ہی زیرک کے بیان روانہ کرون لیے دبوچ کے مار ڈالون
افراسیاب نے اُسی وقت خلعت منگا کر طولاب روئین تن کو دیا ظلمات وزیر سے کہا تم ساتھ جاؤ
اگر موقع سحر کا ہو تم شریک ہونا اور معقدہ جرأت کو یہ دیکھ لیگا اگر رستم و اسفندیار ہوگا چیر کے پھینک
دیگا فیروزہ نے کہا ای شہنشاہ مین بھی الگ جاؤنگی بہن سے ملاقات کرکے چلی آؤنگی افراسیاب
کو کچھ نہین پڑا نشہ مین اُٹھ کھڑا ہوا تخت پر بیٹھ کے طرف طلسم ہوش ربا کے چل نکلا بیان طولاب

روئین تن گینڈے پر سوار ہوا ظلمات نے ایک طاؤس ممکن کیا فیروزہ نے کہا تم لوگ چلو ہم بھی وقت پر آجائینگے طولاب نے کہا ای ملکہ عالم آپ کیون تکلیف فرماییے غلام جاکے فیصلہ کرتا ہی فیروزہ نے کہا مین کنارے کنارے آؤنگی تماشا لڑائی کا دیکھونگی یہ کہکر یہ تو سحر کرکے ایک جانب نکلگئی طولاب روئین تن نے گینڈا بڑھایا طلسمات سیاہ رنگ کو جلوہ دیا ہر ایک شیر کے زیر ران دور کا بہ مرکب عزوین ہر ایک کا فرِ بے ادب کے کہنے سے نقارہ بجا بڑے کروفر سے لشکر طولاب روئین تن چلا نظم

صدا سنی وہ نقارے کی خشمناک
صدائے دہل سے زمین ہل گئی
دل کوہ ہو جسکی دہشت سے چاک
ہر اک پہلوان مست و مغرور تھا
کسی سمت فرمائے جنگل بجی
شرابِ تکبر سے مخمور تھے

بڑے کروفر سے طولاب روئین تن برائے مقابلہ ایرج صف شکن چلا

ذکر داستان ایرج نوجوان کے بیان ہوتے ہین

ایرج نوجوان قلعہ انجم حصار سے کوچ کرکے طرف طلسم اسکندری کے روانہ ہوا تیسرے دن ایک صحرائے سبزہ زار مین آکر پہونچا بارگاہ آسمان جاہ تیار ہوئی ملکہ شیشہ مہ نوش تخت سے اتری داخل بارگاہ ہوئی ساتھ ساتھ ملکہ انجم ماہ رخسار یہ شاہزادی ہرچند کہ صاحب تخت و تاج ہی مگر محبت مین ایرج کی نہایت منکسر مزاج ایرج نوجوان بیرونِ بارگاہ سردارانِ نامی پہلوانان گرامی آتے جاتے ہین ایرج نوجوان ایک ایک کو بخلق و محبت و مروت مقامات پر بٹھلاتے جاتے ہین بتلاتے اُس مقام پہ اُترین رسالے فلان مقام پر فروکش ہون کسی سپاہی کو تکلیف نہ پہونچے مگر ملکہ شیشہ مہ نوش تخت پر آکر بیٹھین انجم ماہ رخسار نے ایسون جلیسون مصاحبان خاص کو اُس مقام پر چھوڑا ملکہ شیشہ مہ نوش نے کہا کنیز حاضر ہوتی ہی مقامات فوج کے اُترنے کی تجویز کر دوں کسی کو تکلیف نہو لونڈی کو انتظام کرنا واجب و لازم ہی ملکہ نے فرمایا ای ملکہ انجم ماہ رخسار تمھارے بغیر صحبت مین دل گھبرایا اور کار گزار موجود ہین انتظام لشکر ہوجائیگا تم آؤ ہمارے پاس بیٹھو انجم نے عرض کی لونڈی ابھی حاضر ہوتی ہی یہ کہکر ملکہ انجم ماہ رخسار بیرون بارگاہ آئی دور سے شاہزادہ ایرج نوجوان کو دیکھا کہ تیغ دو دمۂ سکندری کے قبضہ پر ہاتھ کمر چست بندھی ہوئی زلفین عنبرین پر غبار پڑا ہوا انتظام لشکر مین مصروف جی مین کہتی ہی ای انجم سپاہی آنکا کیونکر نہ ساتھ دین ایک ایک سپاہی ایک ایک سوار کی خاطرداری و لحاظ ہی مین مصروف ہرچند ملازمانِ جانباز عرض کر رہے ہین حضور جا کر آرام کرین غلام انتظام کرلینگے ایرج نہین مانتے

ایک ایک کی مزاج پرسی کر رہے ہیں انجم ماہ رخسار مسکراتی ہوئی قریب آئی دامن تھام کر مسکرائی کہا ای شہریار
چلیے بادشاہ لشکر آپ کو طلب فرماتے ہیں آپ کی تکلیف سے سب پریشان ہیں ہر خرد و کلاں آپکی خدمتگاری کا
مشتاق ہے ایرج نے پلٹ کے چہرہ زیبائے انجم ماہ رخسار کو دیکھا انجم کا بھی حسن دلفریب جسکو دیکھ کر دل
ناشکیب گلعذار غنچہ دہن ماہ جبین مہر تمکین کبک رفتار شیرین گفتار چونکہ سامنے ملکہ شیشہ مو نوش کے ایرج
تا مدار ملکہ انجم ماہ رخسار سے کلام نہیں کرتے کہ ملکہ کو ناگوار ہو گا یہان جو انجم کو تنہا پایا جادو فن دیکھکر منہ
مین پانی بھر آیا دیکھا زلف نفیس چہرے پر بل کھا رہی ہیں عکس اسکا عارض پُر نور پر جو پڑتا ہے صاف ثابت ہے چشمہ
خورشید مین مار سیہ لہرا رہے ہیں مردم چشم بنی آن بان دکھا رہے ہیں ایرج نے ملکہ کا ہاتھ تھام لیا باتین
کرنے لگے وہان بارگاہ مین ملکہ شیشہ مو نوش بیٹھی ہیں یکایک آسمان سے دہلانے کی آواز آئی اور خود بخود
زمین تھرائی نعرہ ہوا منم آہن خوار جادو ای ظالم تو نے غضب کیا ہزار ہا بندگان سامری جمشید قتل
ہوے اکنے دیکھا کہ ایک جادوگر قبہ بارگاہ توڑ کر نمایان ہوا مثل شعلہ جوالہ زمین پر گرا کنیزین ملکہ
کی لینا لینا کہکر دوڑین کوے ترنج و نارنج اُس بیحیا پر لگائے اُسنے سب کے سحر دفع کر دیے ایک دو ہنر
ماسب کنیزین سنگ کے مثل زمین پر گرین ایشیان سر گرنے لگین ملکہ شیشہ مو نوش نے چاہا تخت سے
اٹھ کے بھاگون اُس سنگدل نے مہلت نہ دی قریب تخت کے آکر سلسلہ سحر آغاز کیا ایک زنجیر آہنی
گلے مین ملکہ شیشہ مو نوش کے پڑی سر اُٹھا آہن خوار نے نکالا یہ پروردہ عہد ناز و نعم گرفتار زنجیر
مصیبت والم چیخ مار کے بیہوش ہو گئی وہ بیحیا ملکہ کو لے کر بلند ہوا نعرے کرتا ہوا یہان انجم سے
ایرج نوجوان باتین کر رہے تھے کہ بارگاہ سے رونے پیٹنے کی آواز آئی چند کنیزون نے بڑھکر عرض
کی ایک جادوگر آیا ملکہ کو پکڑ لے گیا وہ دیکھیے سامنے جاتا ہے ایرج نوجوان نے دیکھا تو حیران کہ مین
کیا کرون مگر انجم ماہ رخسار تڑپ کر بلند ہوئی ایرج نے دیکھا کہ انجم مثل ستارے کے چمکی آواز دی او
بیحیا کہان جاتا ہے وہ ملکہ انجم ماہ رخسار کو دیکھکر رکا ایک گولا انجم کو مارا اب ادھر اہلیان لشکر دیکھتے ہین
کہ ملکہ انجم و آہن خوار مین رد و قدح سحر کے ہونے لگی سحر اُس ملعون نے ملکہ عالم پر کیے اُس آفتاب
آسمان خوبی نے ہنسکر دفع کر دیے تیسری مرتبہ نیچہ جھینکر للکار کر جا پڑی سب نے دیکھا کہ انجم مثل برق
کے کڑکی پیٹ کے نیچہ ملا اُس رو سیاہ نے سپر سحر کو اُٹھایا پنجہ برق مثال گرا سپر کے دو ٹکڑے کر کے
تن ہستی کو جلا دیا بیحیا بد معاش کو خاک مین ملا دیا ادھر آہن خوار ملکہ شیشہ مو نوش نیچے سے

اسکے چھوٹتے ہی انجم ماہ رخسار نے ہاتھوں ہاتھ اس آفتاب حسن و جمال کو لیا ایرج وغیرہ دیکھ رہے ہین کہ
آسمان سے ایک آواز آئی او انجم غضب کیا ایسے ساحر کو مارا جسکا طلسم مین شغل نہ تھا نام ملکا زرگیسو کشا
منتظم طلسم سکندری اب سب نے دیکھا ایک ساحرہ سیاہ فام ایک اژدہائے آتش فشان پر سوار بال کھولے ہوئے
مگر کیسے یہ ثابت ہوتا ہی کہ ماران سیاہ لہرین لے رہے ہین صورت کالی بھجنگ کہ چہرۂ شب کہنا واجب ولازم شب
فراق عاشقان بھی اسکی سیاہی سے نادم بلاے پردۂ ظلمات ہو ظلمات کی تاریکی بھی اس تیرہ درون کے
چہرے کے آگے مات ہی چنگاریان منہ سے نکلتی ہوئی صورت ہیبت ناک سفاک سحر و ساحری مین چست
وچالاک اس جلدی سے آئی کہ انجم ماہ رخسار ملکہ شیشہ مو نوش کو گود مین لے کر زمین پر نہ آسکی نعرہ کرکے
ایک لٹ بالون کی ہلائی اور اندھیرے مین اندھیرا پیدا ہوا آنکھین سب کی جھپک گئین تمام لشکر مین
ہنگامہ برپا ہوا ہزار ہا ساحر تیغ و ناچخ لے کر دوڑے سر کیے مگر اُس ملعونہ نے کسی کا خیال نہ کیا جسکا سحر
قریب آیا کبھی ہنس دیا وہ ہنسنا اسکا رونے سے بدتر تھا معلوم ہوتا تھا شب تیرہ مین بجلی چمک گئی یا
اپنے اوپر آپ ہنستی تھی رونا ہنسنا ثابت ہوتا تھا فلک اُسکی جفاکاری دیکھکر روتا تھا جب اُسنے اپنی زنجیر
گیسو مین ملکہ انجم و ملکہ شیشہ مو نوش دونون کو باندھ لیا ہزار ہا ساحرون پر قہقہہ مارا بجلیان گرین
سیکڑون جلگئے صد ہا بیہوش ہو گئے گرے ایرج تیر و کمان لے کر دوڑے اُسنے آواز دی او طلسم کشا بی
مو نوش کو تو مین لیے جاتی ہون تمہاری بھی فکر کرونگی اتو صاحب لوح ہو جین کر صبح و شام مین
تمہاری تدبیر ہوتی ہی یہ کہتی ہوئی نعرے کرتی ہوئی چشم زدن مین دونون کو لیکر نکلگئی لشکر مین شور برپا
ہوا ایرج نے اپنے کو زمین پر گرادیا شاپور شیردل دوڑا قریب کر شاہزادے کو اٹھایا کہا ای شہریار
آپ اپنے کو اسقدر پریشان نہ کرین لشکر کی حقارت ہوجائیگی ظاہرا معلوم ہوتا ہی یہ ساحرہ اسی مرحلہ
کی تھی آپ کی فکر مین آئی آپ پر دست انداز نہ ہو سکی ملکہ عالم کو لیگئی مگر حضور یہ کسی کی مجال نہین ہی کہ
آپ کی معشوقہ کو قتل کر سکے فوراً لوح ملاحظہ فرمایئے طلسم کشائی مین ہم دیکھتے ہین بڑی غفلت ہوئی وہ ملعونہ
مرات جادو بھاگ کر گئی اُسنے حاکمان مرحلہ کو تحریر کیا ہوگا ایرج نے اسی وقت لشکر سے کنارہ کیا
سمن بر کو بلا کر حکم دیا لشکر سے ہوشیار و خبردار رہنا شاپور کو بھی حکم ہوا کہ لشکر سے باہر چلنے
کا قصد نکرنا یہ فرما کر لشکر سے باہر آئے کنارے ٹھہر کر لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا ای فتاح طلسم وای
سیاح مین عجائبات اگر پروردگار فضل کرے اور لوح طلسمی حاصل ہو بہت جلد واسطے طلسم کشائی

لے جانا اگر قصد کیا دھوکا کھایا کوئی ساحرہ تمھارے کسی دوست کو گرفتار کرکے لیگئی فوراً اسکی جستجو کرو تامل مین خرابی ہی ایرج نوجوان نے لوح مین ملاحظہ فرمایا اسم حاشیۂ لوح پڑھا صحرا سے گرد اڑی دیو عجیب پیدا ہوا ایرچکا نام لے کر للکارا ایرج تیغہ پکڑکر جا پہنچا وہ سامنے سے ایرج نوجوان کے بھاگا ایرج بموجب حکم لوح اسکے تعاقب مین چلے لگا ہون سے سب کی غائب ہوگئے یہان ایرج نے دیکھا وہ دیو عجیب ایک درہ کوہ مین جاکر غائب ہوا لوح نے حکم دیا اگر طلسم کشا اپنے زمانے کا صاحب قران صاحب عظم وشان ہی درۂ کوہ کو ایک ضرب گرز سے گرائے اندر درۂ کوہ کے جاکر اس عفریت خونخوار کو قتل کرے ایرج نے جاکر بیک ضرب گرز درۂ کوہ کو گرا دیا دیکھا وہ عفریت خونخوار لرزان ترسان گوشہ گیر بھاگ جانے کی تدبیر ایرج کو دیکھکر قصد لپٹنے کا کیا ایرج نے بحکم لوح بیک ضرب تیغ آس عفریت خونخوار کو پیوند خاک کیا چشم زدن مین قصہ پاک کیا پٹاخا ہوا اگر آواز آئی کشتی مرا نام سن عفریت جادو بود ایرج نے اس عفریت کو قتل کیا بہار سعدوم ہوا دیکھا سامنے صحرا سبزہ زار نواح دلکشا مگر روے ملکہ شیشہ مرنوش نہ معلوم ہوا نخل سرسبز وشاداب دیکھے لیکن اپنے سرو سہی قد کو نہ پایا طائران زمزمہ سرا کی نغمہ سرائی نے دلکو بیچین کردیا یاد ملکہ انجم ماہ رخسار وشیشہ مرنوش مین اشک حسرت آنکھون سے جاری بے اختیار اشعار زبان سے نکلنے لگے غزل

اے کہ در چشم بہر صورت تو منظوری بیا	بے بدل شد یک سخن از من چرا دوری بیا
ور ملاقاتم بجو دبستان مہجوری بیا	شکر سید انجم ترا نغمے کہ مہجوری بیا
من بدل چون ترا بستر ز سر انگاشتم	گرچہ در ذیل ستم کیشان تو مشہوری بیا
تا رسہ وصل ترا خط بر رخت آوردہ است	رفت ایام فراق و وقت مہجوری بیا
یک سر موشوکت جنت نخواہد کم شدن	من گدائے کاسہ در دست مغفوری بیا
شکر از خود میروم ہرگز تو اے آئی برون	ای بہ قربانت چرا در خانہ مستوری بیا
بے تو گردون روز سودا از شب دیجور ساخت	ای سراپا رشک نور شمع کافوری بیا

ان اشعار سے اور زیادہ دل گھبرایا ہر طرف نگاہ اٹھاکر شاہزادہ دیکھتا ہی اشعار ذوق دہلوی یاد آئے پڑھنا شروع کیے اشعار

کیا آئے تم جو آئے گھڑی دو گھڑی کے بعد	سینہ میں ہوگی سانس اٹکی دو گھڑی کے بعد
کیا رد کا اپنے گریہ کو ہنسنے لگی	

پھر وہ ہی آنسوؤں کی جھڑی دو گھڑی کے بعد
اُس لعل لب کے بوسے لیے ہمنے بے عدد
پھر اُس بغیر گل نہ پڑی دو گھڑی کے بعد
پروانہ گرد شمع کے شب دو گھڑی رہا
آخر ہمیں سے آنکھ لڑی دو گھڑی کے بعد

کرنی گھڑی اگر وہ ملائم ہوئے تو کیا
سب اُڑ گئی مسی کی دھڑی دو گھڑی کے بعد
کہتا رہا کہ مجھ اُنسے عدو دو گھڑی کے بعد
پھر دیکھی اُسکی خاک پڑی دو گھڑی کے بعد
کیا جانے دو گھڑی وہ رہے ذوق کس طرح

آکر بیٹھینگے وہ ایک گھڑی دو گھڑی کے بعد
کل اُس سے ہمنے ترک ملاقات کی تو کیا
عمار نے پھر ادھر جڑی دو گھڑی کے بعد
تو دو گھڑی تک اُسنے نہ دیکھا ادھر تو کیا
پھر تو نہ ٹھہرے پاؤ گھڑی دو گھڑی کے بعد

ایرج نوجوان کو نہایت بیقراری یاد میں دونوں معشوقوں کی آہ وزاری اُنکی صحرا میں رہ داروی کرتے ہوئے جاتے ہیں مگر آنکھوں کے نیچے تصویر خیال ملکہ انجم ماہ رخسار و ملکہ شیشہ می نوش کی پھر رہی ہے اس پریشانی میں شاہزادہ جاتا تھا کہ سامنے دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کے کھلا ہوا معلوم ہوا بے اختیار جی چاہا کہ یاد میں اُن گلعذاران سہی قد کے گھڑی دو گھڑی باغ میں چلکے بسر کریں یہ سوچکر طرف باغ کے چلے قریب باغ کے آئے کہ دیکھا اندر سے باغ کے ملکہ انجم ماہ رخسار نکلی مگر سر در و متوحش گھبرائی ہوئی باہر آئی ایرج نے دیکھتے ہی آواز دی ای ملکہ انجم خیر تو ہی شعر ای پیک راستان خبر یار بگو۔ احوال گل بہ بلبل بستان سرا بگو۔ ملکہ شیشہ می نوش پر کیا گذری تجھے کیونکر رہائی پائی انجم نے عرض کی حضور جلد ہی آیئے میں نے تو دم دیکے اپنی جان بچائی ملکہ شیشہ می نوش سے وہ بیحیا وصل کا سوال کرتا ہی وہ شاہزادی سحر بھی نہیں جانتی عجب مصیبت میں ہی خدا اُنکی آبرو بچائے یہ سنتے ہی ایرج کے حواس پراگندہ ہوئے مقدمہ ناموس خبر وحشت اثر سنی ہاتھ پاؤں میں رعشہ آگیا قلب تھرا گیا باغ میں جلدی داخل ہوئے انجم عقب میں یہ کہتی ہوئی چلی کہ حضور لوح تو ذرا گلے سے اُتار لیجے اسمیں مضمون دیکھ لیجیے کہ یہ بیحیا اژدر گیسو کشا کیونکر قتل ہوگا اگر یہ بچگیا تو ہم سبھوں پر بار ہوگا ایرج نوجوان نے لوح کو گلے سے اُتارا چاہا ملاحظہ کریں کہ انجم نے قریب آکر کہا حضور ذرا مین تو دیکھ لوں بے اختیار ایرج کے منہ سے نکلا کہ ملکہ تم سحر بھول جاؤ گی انجم نے نہ مانا ایرج کے ہاتھ پر ہاتھ ڈال دیا لوح ہاتھ میں انجم کے آئی انجم نے لوح لیکر چند دانے ماش کے مارے ایرج لڑکھڑا کر زمین پر گرے نعرہ ہوا منم اژدر گیسو کشا دیکھ یوں لوح لیتے ہیں ایرج کی زبان بند ہاتھ پاؤں میں رعشہ دیکھا اُسنے صورت تبدیل کی وہ بھی ساحرہ سیاہ فام مکارہ بد انجام کر رہی تھا ایرج کے جاہا ہاتھ دونوں لے اُڑوں کہ ایک مرتبہ آواز آئی کہ اژدر گیسو کشا کیا کہتا تو نے

طلسم کشا کو لیا خیر خواہان دولت ایسے ہی ہوتے ہیں اژدر گیسو کشا نے یوں جو پلٹ کے دیکھا ملکہ مرأت جادو
نخل کلان سے سحر کرکے اتری خرامان خرامان آتی ہے اژدر نے جھک کر سلام کیا نہال ہوگئی کہا ملکہ عالم
کیونکر آنے کا اتفاق ہوا مرأت جادو نے کہا تمام طلسم میں کھلبلی پڑی ہوئی تھی حال طلسم کشا آئینہ ہوا
ملکہ شیشہ مہ نوش و انجم ماہ رخسار کو کیا کیا اژدر نے عرض کی حضور دونوں موجود ہیں طلسم کشا بھی قبضہ
میں آیا سب کو قتل کیجیے مرأت اژدر کے قریب آئی نخل سے ایک طائر نے چہکارا مارا ای ہیچ نوجوان یہ معاملات
سب دیکھے ہوئے ہیں جیسے ہی طائر نے چہکار مارا یا تو اژدر گیسو کشا بخلق اور بجز ملکہ مرأت سے باتیں
کر رہی تھی حال تھا ملکہ انجم ماہ رخسار و ملکہ شیشہ مہ نوش بھی مبتلا یا تھا اب طرف نخل کے سر اٹھایا طائر
کو دیکھ کر ہوش اڑ گئے طائر نے آواز دی ای اژدر افسوس کیا ای الیان طلسم کی عقل پہ پتھر پڑے
دوست دشمن کو نہیں پہچانتی دیکھ پردے میں کون کھڑا ہے عیار طرار طلسم کشا ہے اژدر بنی شاپور بزدل
نے دیکھا کہ وہ اب کہ چلاب گرفتار ہو جاتا باقی ہے جو کچھ کرنا ہے کر گذرو جیسے ہی اژدر بنی شاپور نے
کہا ملکہ وہ جاتا ہے سحر کرو ویسے ہی شاپور نے حلقہ ہائے کمند مارے گردن میں پڑے جھٹکا مارا گرتے گرتے
حباب مارا بیہوش ہوئی شاپور نے پلٹ کے خنجر مارا شکم پر شکم چاک قصہ پاک ابر اٹھے روح طلسمی
چنگھاڑنے لگے مینہ قالی باغ تمام آتش بار ہوا نخل تمام جلنے لگے صدائے مہیب بلند ہوئی دیواریں گریں
قصر پامال ہوئے غبار زمین سے اٹھنے لگے آواز آئی کشتی مرا نام تھا اژدر گیسو کشا ہونا افسوس مردیم دریغا
دریغا دیم و بمطلب خود نرسیدیم دیکھا ایک جانب ایک مکان کہنہ دیواریں خام ہوتی کے ڈھیر دروازہ
بند کے پردہ کا گھنا ہوا کچھ رسی کے ٹکڑے بندھے ہوئے اندر سے انکے رونے کی صدا آتی ہے شاپور نے
بڑھ کے دروازہ کھولا دیکھا ملکہ شیشہ مہ نوش و ملکہ انجم ماہ رخسار دیوانہ وار وحشی مثال فرش خاک
پر لوٹ رہی ہیں جیسے ہی شاہزادہ والا قدر کو آتے دیکھا انجم بے اختیار اٹھ کھڑی ہوئی جوش محبت
میں سر سے پاؤں تک بلائیں لیں کچھ خوشی کچھ رنج کچھ شادی کچھ غم کچھ عیش کچھ الم کچھ خواہش کچھ کاہش
یہ اشعار آبدار ذوق پہ پڑھا شعر درج کیے

نظم

نہ ہوا ہو سکے عاشق کبھو بیاں کرتے
اگر زیارت دل کیونکر بے وضو کرتے
ہمیں [illegible] صبح قیامت کو بھی جو ہوتی کشش

مسیح و خضر بھی مرنے کی آرزو کرتے
اگر یہ جانتے چن چن کے ہم کو توڑینگے
اٹھینگے خواب سے ساقی سبو سبو کرتے

غرض تھی کیا ترے تیر و تفنگ سے پیکان
تو گل کبھی نہ تمنائے رنگ و بو کرتے
عجب نہ تھا کہ زمانے کے انقلاب سے ہم

تیمم آب سے اور خاک سے وضو کرتے | سلیقہ عمر گذشتہ کا ڈھونڈھتے ذوق | تمام عمر گذر جاتی جستجو کرتے

ملکہ شیشہ مو نوش کو بھی فرش خاک سے اٹھایا دیکھا یہ زہرہ جبین حیران پریشان مضطر بدحواس
ملکہ انجم ماہ رخسار تو ساحرہ زبردست ہے بادشاہزادی بلکہ نجم رخسار ملکہ شیشہ مو نوش سحر ساحری سے
بالکل ناواقف پروردہ مہد ناز و نعم اسیر یہ مصیبت والم ایرج نے حکم دیا ای برادر شاپور شیردل جلد اپنے
کو لشکر ظفر اثر مین پہونچاؤ ملکہ شیشہ مو نوش کے واسطے محافہ منگاؤ شاپور نے عرض کی ابھی جا کر غلام
محافہ لاتا ہے لیکن سامنے ملاحظہ فرمایئے ایک قصر ویران معلوم ہوتا ہے اوس قصر سے کچھ آوازین آتی ہین
ایرج اوس قصر کے قریب آئے دیکھا اوسپر بخط جلی مرقوم ہے کہ این قصر زندان خانہ طلسمی ست قفل
توڑ کر ایرج نامور نے پھینکدیا اندر آکے دیکھا دو ہزار جوانان شیردل صاحبان شوکت ولیاقت اوس
زندان تنگ و تاریک مین قید ہین ایرج نوجوان کو جوانان مقیدان زندان مصیبت نے دیکھا بمشکل
سنبھالکر اپنے مقام سے اوٹھے واسطے تسلیم کے خم ہوئے عرض کی ای شہنشاہ گردون بارگاہ آج آپ کے
روے زیبا کو دیکھکر یقین کامل ہوا کہ کچھ دن زندگی کے باقی ہین اس راہ سے اس ساحرہ نے قافلہ
کا نکلنا بند کر دیا ہم لوگ بخطا قید ہوئے سالہاسال گذرے کبھی آب و دانہ ملا کبھی نملا ایرج
نوجوان کا دل بیقرار ہو گیا بہ تعجیل اول ان سب کو غل و زنجیر سے رہا کیا اوس قصر مین اسباب ضروری
بھی بحساب تھا سب سرداروں نے نکالا ایک بارگاہ زربفتی برآمد ہوئی اوسی وقت وہ بارگاہ فلک
اشتباہ استادہ ہوئی شاپور نے لشکر ظفر اثر مین خبر پہونچائی فوراً ملکہ سمن بر نے لشکر آراستہ کرایا
قریب زندان خانہ طلسمی لشکر فروکش ہوا ایرج داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئے ملکہ شیشہ مو نوش
تخت پر انجم ماہ رخسار بعہدہ وزارت دنگل سپہ سالاری پر لقدر وح روان قاسم عالیشان شاہزادہ
ایرج نوجوان شاپور شیردل براے انتقام حاضر لیکن مہلت جادو بعد روانہ کرنے عرضی طرف
افراسیاب کے تخت پر بیٹھی ہے لیکن کچھ کہہ رہی ہے دیکھیے شہنشاہ کیا انتظام کرتے ہین وزیر و مشیر
عرض کر رہے ہین کہ حضور شہنشاہ افراسیاب ایسی فوج دریا موج روانہ فرمائینگے کہ گاؤ زمین بار
نہ سنبھال سکیگی یا کوئی سردار ایسا زبردست آئیگا کہ طلسم کشا کی مشکین باندھکر بھیجیگا آگے انکی
کیا حقیقت ہے یہ ذکر تھا کہ کچھ ساحر گھبرائے ہوئے آئے عرض کی کہ ملکہ عالم طلسم کشا مرحلجات شکست
کر کے قریب زندان خانہ طلسمی پہونچگیا ہے قیدیان زندان مصیبت کو رہا کر لیا اپنی آنکھون سے غلام

دیکھکر آئے ملازم آپکے شیشہ نوش وملکہ انجم کو گرفتار کرکے لائے فوراً طلسم کشا پہونچا اب مجحت عیش آراستہ
ہو ہی انجم مشتعل لشکر طلسم کشا مین مرات جادو وہ ستمگر گجراتی اور لاشے بہی ساحران مرحلے کے آکر پہونچے ایک
ہرکارے نے یہ بہی خبر بیان کی کہ طلسم کشا لشکر کشی کرکے قلعہ پر آیا چاہتا ہو اب مرات جادو بہت متردد ہوا
کہتی ہو طلسم کشا کو کون جواب دیسکے گا آخر اپنے مصاحبون کو جمع کیا اُنسے کہا صاحبو جو عرضی مین نے
خدمت شہنشاہ طلسم ہوش ربا مین روانہ کی تہی وہان سے کچھہ جواب نہین آیا مین سب سرداروں کو
اپنے لیکر ہوش ربا مین جاونگی مصاحبین سب گہبرا گئے کسی نے جواب دیا طلسم کشا ہمارے آپ کے
سدراہ ہوگا جانے نہ دیگا بموجب مثل گہر کا بہیدی لنکا ڈھائے صاحبزادی وہان موجود ہین وہ
سب نیک وبد سے آگاہ کرینگی طلسم ہوش ربا تک پہونچنا دشوار ہوگا یہ باتین ہوتی تہین کہ ظلمات جادو
مرات کا وزیر آکر پہونچا مرات نے پوچھا ای ظلمات کہو کیا پیغام لائے عرض کی شہنشاہ طلسم ہوشربا سے
کوہ فیروزہ پر ملاقات ہوئی طولاب سمتن تن کو برائے مقابلہ ایرج روانہ کیا ہو حقیقت مین نہایت
پہلوان زبردست ہو علاوہ زبردستی کے تیغ وتبر ونیزہ اسپر تاثیر نہ کریگا آپ کی ہمشیرہ ملکہ فیروزہ
فیروزہ پوش بہی سنکے بہت بیقرار ہوئین خود آنے کو تہین مگر شہنشاہ نے منع کیا کیا عجب ہو کہ وہ
بہی کسی کو واسطے خبر کے روانہ کرین مرات جادو خوش ہوگئی اُسی وقت اُسکی حکم دیا کہ لشکر تیار رہو
تاکہ بارگاہ کا لدا تخت پر سوار ہوئی دوسرے دن شاہزادہ ایرج نوجوان نے کوچ کیا قصد ہو کہ
اپنے تئین قلعہ اسکندریہ پر پہونچاؤن دوکوس قلعہ باقی تہا کہ دیکھا مرات جادو مع تین لاکھہ
ساحران خرس پیکر آکر پہونچی ایرج نوجوان نے حکم دیا بارگاہ استادہ ہو ملکہ انجم ماہ رخسار نے لشکر
کو آثار ساحران قلعہ انجم حصار اور وہ شاہزادگان والا قدر جنکو زندان خانہ طلسمی سے رہا کیا
انتظام لشکر مین مصروف ہین کہ صحراسے گرفتاری طولاب روئین تن مع لاکھہ سوار کے گینڈے پر
سوار مغرور دریائے آہن مین غوطہ مارے ہوئے آکر پہونچا مرات جادو برائے استقبال خود
نکل آئی طولاب روئین تن فوراً گینڈے سے کود امرات جادو کو دست بستہ مودب ہوکر سلام کیا
مرات جادو نے اُترنے کا حکم دیا طولاب روئین تن آگے بڑھہ کر بمقابلہ لشکر ایرج نوجوان مین
اُترا مرات جادو نے بہت کچھہ سامان عیش ونشاط واسطے اس مغرور خرس پیکر کے بہیجا
بیٹھکر شراب خواری کرنے لگا ناگاہ پہلوان روئین تن زرین پوش اعنی آفتاب تابان بجوف

نشیب تیغ ماہ تابان داخل قلعۂ مغرب ہوا اور رستم آسمان اول شاگردان ثابت و سیارگان کو ہمراہ لیکر اکھاڑے مین چرخ نیلی کے داخل ہوکر ورزش کرنے مین مصروف ہوا یہان طولاب روئین تن کا دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا مرآت جادو تخت پر بیٹھی ہی مگر نہایت پریشان خیال ہی کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی کہ طولاب نشہ مین بلبلایا کہا ملکہ حکم دیجیے طبل جنگی بجے مرآت نے حکم دیا نقارۂ رزمی پر چوب پڑی ہرکارے لشکر ایرج نوجوان کے جو حاضر تھے خبرین لیکر خدمت مین شاہزادے کے حاضر ہوے ہاتھ اٹھا کر دعا و ثناے بادشاہی بجالائے قطعہ

کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بہ باغ — گل سرخ تابد چو روشن چراغ
نگین سعادت بنام تو باد — ہمہ کار عالم بکام تو باد

عرض کی شہریار طولاب غدار نے طبل جنگی بجوایا ہی کل اسکا ارادہ ہی کہ بندگان شاہی سے مقابلہ کرے ایرج نوجوان نے حکم دیا ہی ملکہ انجم ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی طبل جنگی بجے لشکر ایرج نوجوان مین نقارۂ رزمی بجا لشکرون مین شہرہ ہوا کل مقابلہ ہی افراسیاب بادشاہ ہوشربا نے طولاب روئین تن کو بھیجا ہی کل طلسم کشا سے مقابلہ پڑیگا تیاریان لشکرون مین ہونے لگین مردان عالم سلاح جنگ درست کر رہے ہین نیزون کو زہر سے آبداریان دین کمین سنان نیزہ کو درست کیا چار آئینہ صیقل ہوئے تلوارین چرخ چڑھ رہی ہین کہ عقل پیر چرخ کی چرخ مین ہی نقیب فوجون کو جگاتے پھرتے ہین شعر ہوا نوجوانمرد ہوشیار رہو ؛ سلاحون سے اپنے خبردار ہو ؛ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا لشکر اسلام مین صداے اذان بلند ہوئی اس صداے فرح افزا سے روح سامری دردمند ہوئی لشکر کفار مین گھنٹہ ناقوس بجا شوالون کے دروازے کھلے پوجا پاٹ ہونے لگا شہسوار عرصۂ مشرق نے سپر زرین آفتاب کو پشت پر لگایا نیزۂ خطوط شعاعی کو ہاتھ مین لیا تیغۂ مہر کو حمائل کرکے توسن فلک پر جلوہ فرما ہوا اشعار

روز دیگر کاین جہان پر غرور — یافت از سرچشمۂ خورشید نور — ترک روز از خاور زرین سپر
ہندوے شب را بہ تیغ افگندہ سر — ایرج نوجوان بصد شوکت و شان پشت کرہ ابن اشقر پر سوار ہوے

ملکہ شیشہ می نوش سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ملکہ انجم ماہ رخسار اتمام کرتی ہوئی گرد ایرج نوجوان شیران دشت نبرد اس جاہ و حشم سے میدان کارزار مین پہونچے دیکھا آمد لشکر مرآت جادو آگے

آگے طولاب مدہوش تن اوپچی بنا ہوا تخت پر ملکہ مرأت جادو کی لاکھ ساحران غدار حربہ ہاے سحر ہاتھ مین ہمراہ تخت مرأت ناز کرتے ہوے آتے ہین کہ آج لشکر طلسم کشا کو پامال کرینگے دونون لشکر میدان کارزار مین آکر ٹھہرے صفین جانبین سے آراستہ ہوئین دونون لشکرون کے نقیب نکلے سرود چہرے سے اشعار عبرت تاثیر پڑھے مدعا یہ ہی کہ یار و گردش فلکی سے ڈرنا چاہیے فلک کجرفتار گردون غدار سے ہر وقت درپے آزار ہی عیش و راحت دنیا کا بیکار ہی صاحبان لیاقت کی تباہی سفلہ مزاجون کی روسیاہی کیسے کیسے اولوالعزم بادشاہ برباد ہوے کم ظرف آباد ہوے نظم

اک لب نان کے لیے حیران ہوتے شہر شہر　　شل ہاہ و نو پیر ٹے پھرتے ہین عالی ہمتان
کیا کرون اسکی طبیعت کے تلون کی نقل　　کیا کرون نیرنگی گردش کا اب اسکی بیان
آن میں اوج حسب کو پہونچے مجہول النسب　　خاک ذلت پر گرے پل مین فلان ابن فلان
تا کجا کیجے غرض اس سفلہ پرور کا مزاج　　اک وتیرے پر نہین لگا ہے چنین گاہے چنان
دور مین اس رو سیہ کے اب بجز بخل و حسد　　دوستی کا تو کہین ہرگز نہین نام و نشان
بوریہ پر شمع کے دیکھے تو جلتا ہی پتنگ　　دشمنی معشوق و عاشق مین ہی اسکی درمیان

ان اشعار عبرت آمیز سے ان نقیبون کے لشکرون مین سناٹا آیا حال دنیاے ناپائدار آنکھون کے نیچے پھر گیا عیش و فرحت چند روزہ نگاہون سے گر گیا ہر شخص کا یہی قول ہی کہ یار و زندگی بحر جہان مین حباب کے مثال ہی ہر گھڑی کسی کو زوال کسی کو کمال ہی صفون پر سناٹا آگیا قلب مردان عالم کا سفر آگیا طولاب مدہوش تن نے گینڈے کو صف سے نکالا سامنے مرأت جادو کے آکر کود پڑا پایہ تخت کو بوسہ دیا مرأت نے دست شفقت پشت پر پھیرا جام شراب اس خانہ خراب کو اپنے ہاتھ سے پلایا طولاب نشہ مین جھومتا ہوا چلا ہر شخص نے دیکھا کہ دو پہاڑون کو جنبش ہوئی ہو کو قتل مسلمانان کی کوشش ہی طولاب میدان کارزار مین آیا دو گھڑی کامل نیزہ ہلایا خوب فنون سپاہگری دکھلائے جب خوب عرق عرق ہوا سر اٹھا کر طرف لشکر اسلام کے دیکھا آواز دی اے گروہ خداپرستان واے زبردستان واے خیرہ سران جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے نکلے مابدولت سے مقابلہ کرے شتر گران ہر کرا بار سر بر تن است ٭ حکیم علاجش بدست من است ٭ طولاب مدہوش تن نے جو مبارز طلبی کی شیر بیشہ صاحبقران ایرج نوجوان نے گھوڑے کو پھیرا تمام لشکر کے علمون کو جلوہ

ملا نشان سیہ سے ہوئے جنگ کا نشان ملا خشقہ اسے علمہائے زنگاری کھلگئے بہت سے پہلوان
گھوڑون سے کود سے رکاب سعادت انتساب پر ہاتھ رکھدیا مراد یہ ہی کہ میدان کارزار مین ہم جائین
ایرج نوجوان نے فرمایا ای شناوران دریائے محبت وای غواصان قلزم مودت ہمارے جد عالی تبار
نے یہ قاعدہ مقرر فرمایا ہی کہ جو جسکے مقابلہ کا خواہان ہوتا ہی وہی جاتا ہی علاوہ ازین عرصہ دراز گذرا
ہمکو لشکر سے جدا ہوئے چاہتا ہون کہ پروردگار مجکو مظفر و منصور کرے کہ جاکر بزرگون کی قدمبوسی
کرون وہان بھی مقابلہ عظیم پڑا ہی لقا ایسا ملعون جسنے دعوی خدائی کیا ہی اسکے ساتھ بڑے بڑے
پہلوانان زبردست جنکے خوف سے رستم و افراسیاب پست مقابلہ مین ہمارے جد عالی تبار کے
موجود ہین آپ لوگ دعا مین مصروف ہون کہ اس فیل مست کی شر سے پروردگار نجات دے
یہ فرماکر ایرج نوجوان سامنے ملکہ شیشہ پری نوش کے آئے گھوڑے سے کود پڑے اجازت خواہ
ہوئے حجاب سے ملکہ نے سر جھکالیا لیکن سر عزت اوج آسمان افتخار کے پہونچا یاجی مین کہتی تھی
ای شیشہ پری نوش لیاقت اس گھرانے پر ختم ہی کیا عزت افزائی فرماتے ہین اور اسی کو وہ پہلے کو دکھا دل
بھی کانپ رہا ہی آنکھون مین انسو بھر کر فرمایا کہ پروردگار آپکا نگہبان ہی مناسب تو یہ تھا کہ اور
ملازم جاکر مقابلہ کرتے آپ نہ تکلیف فرمائین مقابلہ مین اس غول صحرائی کے نہ جائین ایرج سلمکا
مصرع دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است ملکہ نے سر جھکایا شاہزادہ پشت مرکب پہ سوار ہوا
کروبن اشقر نے کنوتیان بدلین یقین ہوا کہ آقا سرن چڑھے واہنے کو چہا یا دم سے چنور کرتا
ہوا مثل باد صرصر لشکر سے نکلا **نظم**

دم ہی کیا باد صبا مین کہ دم سیر جہان — تیر سے گلگون سبک سیر کے جاوے دنبال
یون وہ دو چار قدم خاک اڑا کر ہوجائے — اور پہونچ جائے کہین سے کہین وہ مثل خیال
ہی وہ ہیکل مین اگر دیو تو صورت مین پری — ہی اڑان اسمین ملک کی تو بشر کی ہی خصال
جلد اتنا کہ جہان عرصۂ جولان اسکا — عہد مستقبل و ماضی کا وہان ہی اک حال
زیب تن اسکے جو مہندی کا ہی ہر گل تصویر — پھرتا کاوے مین ہی وہ صورت فانوس خیال
اس فلک سیر کو جولان جو کرے تو ہی یہ ذیل — مزرعۂ سیر فلک ہونہ ہبا و پامال

طلولاب روز مین تن اس دلیر صف شکن کی آمد دیکھکر حیران جمال و محو دیدار ہو امرات جادو کشتہ

سوا اسکے یہ بھی ہی کہ صاحبزادی کو تخت سلطنت ملا و حضرت نے بادشاہ کیا بھلا اب انکے برابر کون ہی جب
گھوڑا اڑا کر ایرج نوجوان کا میدان کارزار مین آیا خنگ خورشید مثال ایرج نوجوان دیکھکر دنگ
ہوگئی حسن وجمال کی تعریفین کرنے لگی کہتی تھی کہ صاحبو نگاہ شیشہ و نوش کی بڑی دور پہونچی بڑی
جوہر شناس ہی حقیقت مین شوہر اُسکا فنون سپاہگری مین طاق شہرۂ آفاق حسن مین بے نظیر
چہرہ رشک ماہ منیر آمد تو دیکھو ہر ایک کے جسم مین تھرتھری ہی جرأت اُسکی رگ و ریشہ مین بھری ہی یہان
ایرج نوجوان قریب طولاب رومین تن پہونچنے لگا ور چلی پانچ قدم گینڈا طولاب کا تین قدم
مرکب ایرج نوجوان کا پیچھے ہٹا طولاب نے سراپا کو ایرج نوجوان کے دیکھا کہا ای نوجوان اپنی جوانی
پر رحم کرین رہنے والا طلسم ہوشربا کا ہون حکم شہنشاہ افراسیاب کا ہی کہ سر کاٹ لاؤ لیکن اگر
تو میری اطاعت کرے تو مین تیری خطا معاف کرادونگا ایرج نے آواز دی کیا جھک مارتا ہی یہ
میدان کارزار ہی کچھ زور بازو دکھا یہ سنکر غصہ مین طولاب نے گینڈے کو پیچھے ہٹایا نیزے کو گردش
دیتا ہوا سینۂ بے کینۂ ایرج نوجوان کو تاک کر لگایا ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ چلنے
لگا دو گھڑی کامل نیزہ چلا ایرج نے ایک مقام پر گانٹھکر تھپیڑا مارا نیزہ ہاتھ سے طولاب رومین تن
کے نکلگیا نیزہ بھر آب خجالت مین غرق ہوا منھ پر ہوائیان اُڑنے لگین قہر وغضب مین آکر گرز
پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے چلایا ایرج نے اپنا گرز اُٹھا کر چہرے کی پناہ کیا آواز دی ای
پروردگار عالم شعر ہین کہ چہرہ ام از برگ گل نازک بود پناہ گرزندارم پناہ تو دارم ؛ یا قاضی الحاجات
مدد سے گرنا گرز پہ پڑا آتش گرد بلند ہوا طولاب رومین تن نے گینڈے کو ہٹا کر آواز دی
زدم و لیست کردم شعر کجا پہلوانان گردن کشان ؛ اگر خاک جوئی نیابی نشان ؛ شاپور شیر دل
نے جو یہ دیکھا بیقرار ہو کر دوڑ پڑا گرد مین آکر دیکھا ایرج نوجوان کے دونون ہاتھ مثل ستون
کے قائم ہین سر سے تا ناخن با پسینہ ہاتھ پاؤن مین رعشہ شاپور نے چھینٹا پانی کا مارا ایرج
نوجوان نے آنکھ کھولدی شاپور نے کہا ای شہریار حریف لاف وگزاف کر رہا ہی ایرج نے گھوڑا
بڑھا کر گرز کا وار کیا آواز دی او بیحیا دیکھ حافظ حقیقی نے مجکو بچایا ضرب مردان عالم روک
یہ کہکر گرز مارا اُس روسیاہ نے گرز کو گرز پہ روکا غبار بلند ہوا طولاب رومین تن اُسمین
چھپ گیا مراُت جادو نے غبار کو اشارہ کیا جا کر دیکھ تو طولاب پہ کیا گذری غبار دل

گردن میں گیا جا کر دیکھا طولاب کے گینڈے کی کمر ٹوٹ گئی دونوں گھٹنے آشنا زمین آنکھیں بند دل
دردمند غبار نے غل مچایا پانی کے چھینٹے لگائے تب اُس نے آنکھ کھولی غبار نے پوچھا اے پہلوان
وہاں کیا گذری گھبرا کر طولاب نے کہا چمٹی کا دودھ زبان پر لذت دے گیا یہ کہکے چاہا گینڈے کو
بڑھائے غبار نے کہا حضور گینڈے کا کام تمام ہوا طولاب غصہ میں کود تلوار کھینچکر چلا کہ ایرج
کے گھوڑے کو پی کر دن ایرج کی جو نگاہ پڑی کہ طولاب تلوار کھینچے ہوئے آتا ہے گھوڑے سے کود پڑے
طولاب نے جو ایرج کو پیدل پایا تلوار پھینک کر لپٹ گیا اب کشتی ہونے لگی مگر چلی طولاب روئین
تن دنگ ہو رہا ہے ایرج نوجوان تعلیم کردہ مہتر عیاران ہیں لیکن ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش کو عجب اضطراب
کہ وہ فیروزہ سے چلا گیا یہ خیال آیا کہ بہن مرات جادو پہ آج کل یہ مصیبتیں ہیں ہر چند
شہنشاہ نے منع کیا ایسے وقت میں خبر لینا ضرور ہے واضح رہے ناظرین ہو کہ حاکم دربند وساحرہ
خود پسند منظور نظر افراسیاب طاؤس پر سوار ہو کے طرف طلسم اسکندری کے چلی اسوقت آکر پہونچی کہ
ایرج نوجوان و طولاب روئین تن کشتی لڑ رہے ہیں مرات جادو تماشا دیکھنے میں مصروف ادھر
تخت پر ملکہ شیشہ مے نوش دعا میں مشغول انجم ماہ رخسار آگے بڑھی کھڑی ہے کہ اگر کوئی ایرج
نوجوان پر سحر کرے تو میں جا پڑوں سینہ سپر کروں فیروزہ نے جو شیشہ مے نوش کو تخت پر دیکھا
کہ ان کے مقابلہ میں تخت پر بیٹھی ہے جل گئی تاب صبر نہ باقی رہی وہیں سے نعرہ کر کے لشکر طلسم کشا پر
جا پڑی دو گولے اس زور شور سے مارے کہ کئی ہزار کے سر پھٹ گئے فیروزہ کے سحر سے اندھیرا
چھا گیا زمین کانپی آگ برسی فیروزہ نعرہ کر کے لڑنے لگی پلٹ کے ایرج نوجوان نے جو دیکھا لشکر
میں صدائے فریاد و الغیاث بلند ہوئی دھوئیں نے لشکر کو گھیر لیا شاہزادے نے روئین تن
سے ہاتھ اٹھایا بے اختیار منہ سے نکل گیا کہ او بے حیا نامرد میں اپنے لشکر کی خبر لوں یہ کہکے ایرج نوجوان نے
جیسا طولاب سے گریبان میں ہاتھ ڈالا کہ او نبیرہ حمزہ کہاں جاتا ہے ہاتھ جو اس روئین تن
مارا ایرج کا ڈورا لگو ملا لوح ہاتھ میں طولاب روئین تن کشتی میں عاجز ہو چکا تھا لوح جیسے ہی
اسکے ہاتھ میں آئی ایرج غصہ میں لپٹ پڑا چاہا لوح اس سے چھینوں اس نے چلا کر آواز دی
اے ملکہ مرات میں نے لوح طلسم کشا سے چھین لی جلد میری مدد کو پہونچیے ایرج چھینے تو اسکے گریبان
میں ہاتھ ڈالا اسنے نعرہ کر کے لوح کو پھینک دیا ایرج تو طولاب سے لپٹ پڑے لیکن ملکہ مرات جادو

کا چہرہ خوشی سے سرخ ہو گیا جھپٹ کے گری لوح اٹھائی رومال میں لپیٹ کر جھولی میں رکھی لشکر کو
آواز دی ہمشیرہ صاحبہ کا ساتھ دو یہاں ایرج نے غصہ میں گریبان طولاب کا تھاما جھٹکا مارا سر اسکا
زمین سے آشنا ہوا بقہر و غضب دونوں سونٹے تھام کے دوڑا بارھوین قدم پر پہونچکر کوسے
پسلاؤ کر بار اودھم سے نیچے کا لٹھا گرا اسکے زانو سے سینہ پر کینہ کو دبا کے کہا کہ شناخت میں پروردگار
کے کیا کہتا ہے اسنے کلمہ کچھ سخت کہا ایرج نے ایک پاؤن اسکا دونوں پاؤن سے دبایا ایک پاؤن
کو دونوں ہاتھوں سے تھاما چیر کر پھینک دیا مرات جادو کی جو نگاہ پڑی کہ ایرج نے طولاب
کو چیر کر پھینک دیا لوح طلسمی تو اسکے پاس آگئی ہے چند دانے ماش کے ایرج پر پھینک مارے ایرج
رنگ تھرا کر زمین پہ آگرا مرات نے کنیزوں سے اشارہ کیا کہ اس جوان کو اٹھا لو کنیزیں ہلہ کرکے
چلیں دوسرے ملکہ انجم نے یہ قیامت دیکھی شاہزادہ ایرج نوجوان زمین پہ لوٹ رہا ہے کلیجہ
پھٹ گیا کنیزوں پر آگری کہنے لگی کنیزوں کو قتل کیا چاہا ایرج نوجوان کو مرکب پر سوار کر دیکھتی
جاتی ہے اے شہریار غضب ہوا لوح آپ کے قبضے سے نکل گئی پاس مرات کے پہونچی میں آپ کو گھوڑے
پر سوار کردوں آپ نکل جائیے جو ہم پر گذرے گی بھگت لینگے ایرج نوجوان حجاب سے کچھ جواب نہیں دیتے
مرات جادو ملکہ انجم ماہ رخسار پر آئی للکارا او غلام کیا کرتی ہے انجم نے پلٹ کر مرات پر گولہ مارا
آپسمین سحر چلنے لگے فیروزہ فیروزہ پوش نے جاتے ہی ملکہ شیشہ مو نوش کو گرفتار کر لیا اکیلی
انجم بھی ایرج نوجوان کے قریب آتی ہے کبھی کھینچتی ہے اہالیان لشکر کو ترغیب جنگ کرتی ہوئی مرات
فیروزہ کے سامنے ہے جادوگروں کے قبضے میں ملکہ شیشہ مو نوش کو کر دیا وہ اپنی کنیزوں کی نرغہ گری
ملکہ شیشہ مو نوش کو چھڑایا جب قریب ایرج کے آتی ہے ملکہ شیشہ مو نوش پر حلوہ ہوتا ہے جب
شیشہ مو نوش کی طرف جاتی ہے ایرج کو ساحر گھیرتے ہیں اس آمد و رفت میں انجم نہاتی بھی ہوئی
سر سے خون جاری فیروزہ سے مقابلے کی تاب نہیں ایسا سنے دو چار پچے کئے کہ زمین کو جنبش ہو گئی
ہزاروں بیہوش ہو کر گرے یہ قیامت شاہ لوس نے جو دیکھی کہ سحر چل رہا ہے آقا کے قبضے سے لوح
نکلگئی خیال میں آیا کہ لشکر سے نکل جاؤن رات کو عیاری کرکے آقا کو رہا کر دونگا لوح پر قبضہ کر دونگا
یہ سوچ کر میں گری جنگ میں قصد ہوا کہ نکلے مرات جادو کی نگاہ پڑ گئی آواز دی خبردار بیتقی نہ جانے
پائے اسکے ہاتھ سے برے برے صدمے پہونچے ہیں چار طرف سے شاہ لوس پہ گرے پڑے گھر گیا

کچھ تلخ نہ تھا دے نہ بھایا	توڑا نہ وفا کے سلسلے کو	تو بہ ہی پہ زور آزمایا
اللہ مرے گناہ بیحد	وہ ہین کہ شمار کو تھکایا	ازعام خطاب یاعبادی
آسنے تو کچھ آسرا بندھایا		

انجم ماہ رخسار دعا مین مصروف ہی ساتھ والے صدہا گرفتار ہوئے

ہزارہا مارے گئے ایرج و شاپور قبضہ مین ملازمان مرات جادو کے فیروزہ کے سحر سے بر فیروزی اٹھو رہے ہین چشم زدن مین آسنے ہزارون کو مٹایا آگ برسائی کبھی دریا بنایا صدہا کو ڈبویا شیشہ مینوش شکل تصویر خاموش تخت پر سر جھکائے ہوے تاج ڈھلکا ہوا چہرہ اداس زندگی سے یاس انجم ماہ رخسار کو دعا مین دے رہی ہی کنیزون کو ترغیب دے رہی ہی کہ ملکہ انجم کا ساتھ دو ٹھکا دو ہائی دنیا کو واری ہمارا سحر فیروزہ تک نہین پہونچتا حضور ہم مجبور و ناچار ہین جان دینگے قدم نہ ہٹائینگے زنجیر کر مر جائینگے بیان تو یہ رنگ ہی ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ ایرج و شاپور قید ہو چکے ہین انجم ماہ رخسار زندار شیشہ مینوش تخت پر بیکار ہاتھ پانون بحیس بیحرکت قریب ہی کہ انجم بھی گرفتار ہو

دو کلمہ داستان صاحب جاہ و توقیر شہنشاہ کوکب روشنضمیر کے بیان ہوتے ہین

کوکب قصر جمشیدی مین و نگل زرین پر جلوہ فرما کرسی پر ملکہ بہاران شمشیر زن وزیر اعظم دستور معظم خورشید روشن رائے تمام مشیران سلطنت وزیران ادب اپنے اپنے مقام پر متمکن ہین ملکہ بہاران شمشیر زن نے عین گرمی صحبت مین عرض کی ای شہنشاہ گردون بارگاہ اسس زمان کا حال تو حضور پر واضح و لائح ہوا خضران سبز پوش نے ہم لوگون کو گرفتار کیا حضور کے وزیر اعظم نے جا کر خضران سبز پوش کو ٹوک کے مارا یقین ہی اسمد نامدار و خواجہ عمرو تا بہ طلسم صندل پہونچے ہون بہار و باغبان وغیرہ آنکے تلاش مین جا چکے حکم ہو تو یہ کنیز بھی جائے کوکب نے سر بہاران کا سینے سے لگایا فرمایا ای نور نظر ضرور جانا چاہیے اگر کوئی کسی طرح کی افتاد ہو تو ہمکو ضرور تحریر کرنا ملکہ بہاران شمشیر زن خوش اسباب سحر سے درست ہو کر سوار ہو مین شگوفہ سحر ساز وزیر زادی ہمراہ ہی جب باغ نگارین مین ملکہ آکر پہونچین انیسون جلیسون نے آکر گھیرا ملکہ پریشان تخلیہ مین آکر بیٹھین شگوفہ اندر آئی عرض کی حضور سب کنیزین برائے سفر تیار ہین جس جس ملازم کو ہمراہ لینا منظور ہو اسکو تیاری کا حکم دیا جائے اتنا جو شگوفہ نے کہا ملکہ بے اختیار رونے لگی شگوفہ نے اشک پاک کیے بلائین لین کہا کیون حضور نصیب اعدا

مزاج خیر تو ہی فرمایا شگوفہ کیا کہون خود بخود اسوقت دل گھبراتا ہی کلیجہ منھ کو چلا آتا ہی شگوفہ نے عرض کی واری دل کو بہلایئے گانیون کو طلب کرون گا نا سنیئے آپ کے دشمنون کو ایسا کیا صدمہ پہونچا ہی شاہزادہ ایرج نوجوان کی خبر آپ کو بخوبی دریافت ہی مین خبر لائی آپ خود تشریف لے گئین عنایت سے پروردگار کی بیز اقبال انکا اوج پر ہی یقین ہی طلسم اسکندری کو فتح کیا ہو یہ سنکر بران کی آنکھو نسے اشک حسرت جاری ہوے کہا شگوفہ تمھارے دل کو ان باتون کی کیا خبر ہی خیال تو کر دم بھر مین فلک کجرفتار سگر ون خدا سگردش دکھاتا ہی صاف دل یہ خبر دے رہا ہی کہ انکے دشمنون پر رنج و ملال ہی ای مونس وہمدم خیال تو کر وخدا انکی جان بچائے صد ہا دشمن ہزار ہا رہزن مزاج کی انکے یہ کیفیت ہی کہ سیدھے سپاہی ہین جو جسنے کہدیا اسپر کاربند ہین ہزارون دھوکے اٹھاتے ہین آجتک اپنے دوست دشمن کو نہ پہچانا صاف دل خبر دیتا ہی اسوقت دشمنون پر کوئی آفت ہی یا کوئی صدمہ عظیم ایسا پہونچا ہی کہ جو باعث خرابی ہوا ہی شگوفہ نے عرض کی نہین واری کسکی مجال ہی کہ انپر دست انداز ہو کہا شگوفہ کیا کہون دل خبر دیتا ہی کہ کسی آفت مین مبتلا ہین کانون مین صدائے ہا موا آرہی ہی آنکھون کے اشارے ہین کہ گلچینی گلشن جمال کرین اس سرو قد کو دل بھر کے دیکھین عقل کہتی ہی انجام بد ہی فلک کو شانے مین عاشق ومعشوق کے کد ہی ایسا نہو کہ گھڑی دو گھڑی کی عیش وراحت کے بدلے جان کھونا پڑے عمر بھر رونا پڑے ای مونس وہمدم ہماری یہ کیفیت ہی اشعار

تا کار من دل شدہ با سلسلہ افتاد
چشم طلبم سے بہ نمی آبلہ افتاد
از وسعت ظرف دل عشاق بپرسید
عشق تو پلنگ ہست بیابان گلہ افتاد
ہر عضو من از من بجدا تفرقہ گیرد
امروز بگو شم سخن از سلسلہ افتاد

در بادیہ قیس عجب زلزلہ افتاد
در عشق تو کثرت کہ بجاری نہ گرفت
عاشق نہ چو منصور تنک حوصلہ افتاد
ہر راہ تو دے کہ کہی تو قدم نہ
و تنیکہ میان من و تو فاصلہ افتاد
سودا زحرم تا بہ نجف رفتم و دیدم

خار رہ تفتیدہ وام و لشنہ لب یبق
رسوائی ما از نظر غلغلہ افتاد
وردین و دل و صبر و خرد تفرقہ بود
از آتش حسرت بدلم آبلہ افتاد
گرد سخن پیر خرابات نگردیم
در دور کف پایم عوض آبلہ افتاد

یہ کہکر بے اختیار ہو کر ملکہ بران شمشیر زن رونی ہر چند شگوفہ سمجھاتی ہی لیکن اسکو صبر نہین اتا شگوفہ بہلانے کے سبب باغ مین لائی کہ گل بوٹے سے دل بہلے یہان آکر اور زیادہ ترقی غم والم ہوئی فرمایا کہ ای شگوفہ عوض مین عارض دلدار کے پھول پر نگاہ پڑا تو دیکھا آنکھو نرگس شہلا کی ہم سے پھر گئی

اب نہ اشارے ہیں نہ کنائے ہیں وہ نگاہ نہیں دیدہ یار سے رسم وراہ نہیں بی سوسن نے منہ پھلا لیا زبان بند خود پسند کیونکہ اس سے حال اُس لالہ عذار کا پوچھین یہ مغرور کب صاف صاف بتائیگی ہر نخل آہ جانسوز ہر شاخ تیر دلدوز اس باغ مین آنے سے کیا ثمر حاصل ہوا اس مقام پر کیا کرے جی تو ایسے باغ کے نام سے بیزار ہی افسوس بیان ہی کچھ آرام نہ پایا شگوفہ تم نے ہمارا دل نہ بہلایا بموجب اشعار

ہم کے دیتے ہیں رحمت خوردہ ہی | دل تو حاضر ہی مگر پژمردہ ہی | تو نہ آتا ہی نہ آتی ہی صف
دیکھتے ہیں جسکو وہ آزردہ ہی | جسطرح جی چاہے رکھیں بیر اول | جانتے ہیں وہ کہ ال مردہ ہی
ستر الفت میں رکھیں گر قدم | رستم و سہراب کا کیا گردہ ہی | کون سنتا ہی تمھاری ای قسیم
کس کو پاس خاطر افسردہ ہی | ملکہ بران تو اس حال پر ملال مین شگوفہ تمھاری ہی کہ واری

وہان سب طرح خیر و عافیت ہو گی کہتی ہی ایک ساحرے سے سُنا ہی کہ طلسم اسکندری فتح ہو گیا ملکہ کہتی ہی ای شگوفہ یہ بات میرے دل پر نہیں جمتی اسوقت ہی چاہتا ہی کہ گریبان چاک کرون جنگل مین اکیلی کہین نکل جاؤن آہوان صحرا سے دل بہلاؤن لیکن وہ بھی کم بخت آنکھین دکھائینگے راہ بیابان کچھ نہ بتلائینگے صحن باغ مین ملکہ شل ہی دو شگوفہ سے یہ باتین ہین مگر اشکون کا تار بندھا ہوا ہی کہ ناگاہ ایک آسمان پہ برق چمکی ملکہ بران شمشیر زن نے سر اُٹھا کر دیکھا شہنشاہ کوکب روشن ضمیر بادشاہ خوش تدبیر آرا ہوا ہوا پہ چلا آتا ہی مگر کیفیت یہ ہی کہ تاج سر پر قبضہ شمشیر پر ہاتھ غصہ سے چہرہ گلنار بران نے جلدی سے اشک حسرت پاک کیے باپ کے سلام کو جھکی اور پکار کر آواز دی کہ قبلہ و کعبہ خیر تو ہی کیا کچھ لشکر اسلام کی خبر وحشت اثر سنی اسوقت سرکار کو بہت متغیر دیکھتی ہون کوکب فوراً زمین پر اُتر آیا کہا ای نور نظر بعد تمھارے چلے آنے کے اتفاقات قضا و قدر سے قصر مرأت مین جو گیا تصویر نقد روح قاسم عالیشان شاہزادہ ایک نوجوان دیکھی دلگیر ہے اُس شاہزادے سے محبت ہی باعث محبت کا یہ ہی کہ ہمارے بھائی صاحب خواجہ عمرو کا پرورش کردہ ہی انکو شمشیر اُس شیر کا خیال ہی تصویر اُس جری بہادر کی دیکھکر خیال مین آیا زبانی تمھارے سنا تھا کہ داخل طلسم سکندری ہین وقائع نگار نے لکھا تھا کہ موج طلسمی بھی مل گئی مرحلے بھی شکست ہوئے اہلیان طلسم اسکندری کی پست ہوئے مین نے جا کر مرأت واقعہ مین دیکھنے کا ارادہ کیا کچھ خوشی کچھ رنج دل تو آئینہ ہی یہی باعث معائنہ ہوا عجب حال زار مین اُس شیر کو مبتلا دیکھا موج قبضے سے نکل گئی پاس دشمنون کے پہونچی لشکر

اٹھا ہی ہی ہزارہا بندگان خدا قتل ہوے ای نور نظر دل نے نہ مانا ایسا نہو کہ رات جادو دشمنون کو
قتل کر ڈالے ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش حاکم دربند فیروزہ نگار وہ بھی وہان پہونچی اسنے لشکر مین کھلبلی
ڈالدی ہی بادشاہ انکے لشکر کی ملکہ شیشہ می نوش وہ سحر نہین جانتی تخت پر بیہوش پڑی ہی آنکھین
پتھرا گئی ہین بس میرا جانا واجب ولازم ہی ای نور نظر مین برسر طلسم سکندری جاتا ہون اس نونہال
صاحبقران کو بچاتا ہون بہران نے کہا حضور کیون تکلیف فرمائین کنیز جائے کوکب نے کہا نہین ملکہ
میرے جائے بن نہین بنیگی فیروز فیروزہ پوش ناظم ہوشربا بڑے زور شور سے گئی ہی اور سحر کیا
ہی اسنے کچھ فتور کرکے ایرج کو قید کرلیا ہی اگر اسکا پنجہ قابض ہوگیا تو قید کرکے طلسم ہوشربا مین
لیجائیگی افراسیاب نام کا ایرج نوجوان کے دشمن ہی وہ فوراً آمادۂ قتل ہوگا اگر خدا نے فضل کیا تو
صاحبقران اس طلسم مین ضرور تشریف لائینگے ارشاد ہوگا کہ کیون کوکب تم نے ملک ساحران مین
ہمارے فرزند کی خبر نہ لی مین کیا جواب دونگا ابھی چند روز کا عرصہ گذرا کہ انہون نے بڑا احسان کیا کہ اگر
جہانگیر سے مقابلہ کیا زیر کرکے لیگئے برج طلسم نورافشان بچائی فتح عظیم ہاتھ آئی اگر وہ تشریف لاتے
جہانگیر کے ہاتھ سے کوئی زندہ نہ بچتا یہ شیر بھی گرفتار تھا ہر نوع میرا جانا واجب ولازم ہی یہ کہکر کوکب نے
دستک دی ایک مرکب بادرفتار اڑتا ہوا سامنے آیا سامنے ملکہ بہاران کے کوکب روشن ضمیر اس
مرکب پر سوار ہوا ہر چند ملکہ بہاران نے کہا مگر کوکب نے ساتھ لیجانا بہاران کا گوارا نہ کیا مرکب اڑا کر
روانہ ہوگیا بعد جانے کوکب کے بہاران نے کہا کیون شگوفہ ہمارے دل کے حالات سے تو آگاہ
ہوئی جو ہم کہتے تھے اسی کا ظہور ہوا دیکھا دشمن انکے کس رنج وملال مین مبتلا ہین میرے دل کو قرار
نہ آئیگا ہر چند کہ والد نامدار تشریف لیگئے انکے سامنے میرے سحر کو کیا لیاقت ہی مین اسنے بہتر کیا
حفاظت کرونگی ای شگوفہ یہی خدا کی قدرت ہی کہ والد نامدار کو ایرج نوجوان سے بڑی محبت
ہی لیکن دیکھیے یہ محبت انجام کیا دکھاتی ہی خدا انجام بخیر کرے دیکھا تونے کیسے بیقرار ہوکر والد
نامدار تشریف لے گئے ہین خاص جیسے کوئی اپنے فرزند کیواسطے بیقرار ہوتا ہی میرا جانا بھی واجبات
سے ہی مین الگ سے جاکر تماشائے جنگ دیکھونگی شگوفہ نے کہا واری ایسا نہو آپ کے والد
نامدار دیکھین فرمائین کہ تم کیون آئین بہاران نے کہا اب جانے مین کچھ برائی نہین کہہ دونگی حضور
کی محبت مین دل کو تاب نہ آئی بیقرار ہوکر دوڑی آئی ای شگوفہ اسوقت بہت دل چاہتا ہی کہ ایک

نظر جا کر شاہزادے کو دیکھا اُن دل بیقرار ہے کلیجہ دھڑک رہا ہے قلب پھڑک رہا ہے آنکھوں مین جان ہے یاد زلف عنبرین مین الجھن ہے اشعار

صد حیف سینہ سوز فغان کارگر نہو — یان جان پر بنی ترے دل مین اثر نہو
دیکھین غم درونہ پہ کب تک نظر نہو — سیر اشکان سینہ ترا چاک در نہو
ہے آہ آسمان مین جسٹ رخنہ گر نہو — ڈرتا ہون مین نہ دل بلا پیشتر نہو
فریاد بیگناہ کشی جابجا کرون — گر وہم جان نثاری پیغامبر نہو
معشوق دوسے ناہد مفلس کو باک ہے — قطع تعلقات کس امید پر نہو
ایسے سے قدر و مہر و وفا کی امید کیا — جسکو ہنوز اپنے ستم کی خبر نہو
ہون خانمان خراب ستم سے زیادہ تر — ایسا نہو کہ اب بھی ترے دل مین گھر نہو
عابد فریب شوخی و رغبت فزا نگاہ — مین کیا کسی سے صبر تجھے دیکھکر نہو
سودا ہے بحکاوگری بازار عشق کا وہ — اسکا گمان خیال کہ اپنا ضرر نہو
پاے طلب شکستہ نہ کوتاہ دست شوق — ہم بھی ستم کرین جو وہ نازک کمر نہو
حزن و ملال مین ہے دل آزردگی کا وہم — کیسی بری بنے جو گا بے اثر نہو
ہے آرزوے مرگ کی بے التفاتیان — جینا میرا محال تو دشمن اگر نہو
صحبت مین ایک رات کی وہ تنگ آگئے — طول امل سے قصہ میرا مختصر نہو
مین جان نثار کیجے تو مرجائین ہم ابھی — یہ کام بوالہوس سے کبھی عمر بھر نہو
پامال کیجے شوق سے پھر بزم ناز مین — اتنا تو ہو کہ خاک میری در بدر نہو
مومن ہوا رقیب خدا ای صنم پرست — ایسے سے ڈرئیے جسکو خدا کا بھی ڈر نہو

ان اشعار کو پڑھکر ملکہ خوب روئی شگوفہ نے کہا حضور رکیون آپ اپنے کو ہلاک کرتی ہین براے خدا صبر کیجیے بسم اللہ جا کر دیکھا آئیے حقیقت مین اسوقت شہنشاہ کس جوش محبت مین تشریف لے گئے ہین لیکن حضور یہ خبر طلسم ہوشربا مین پہونچ چکی ہے ایک ساحرہ کو حیرت نے روانہ بھی کیا تھا ملکہ بران نے کہا سہمناک جادو گئی جا کر رہی شاید میرے ہاتھ سے واصل جہنم ہوئی ابھی اگر اسکو خبر معلوم ہو جائیگی تو ضرور روانہ ہوگی یہ باتین شگوفہ سے کرکے

ملکہ حیران نے طاؤس زرین بال سحر سے آراستہ کیا اسباب سحر سے درست ہوکر یکہ و تنہا طرف طلسم اسکندری
کے روانہ ہوئین لیکن کوکب روشن ضمیر بہ تعجیل تمام برائے مدد ایرج نوجوان جاتے ہین افراسیاب
جادو کوہ فیروزہ سے چلا راہ مین شمیم جادو اپنے قصر عالی پر مع مصاحبان خاص و رفیقان با اخلاص
صحبت آرا تھی نگاہ اٹھا کے دیکھا کہ شہنشاہ جاتے ہین شمیم سحر سے بلند ہوئی پایہ تخت پر ہاتھ رکھکر عرض
کی حضور بالا بالا تشریف لیے جاتے ہین کنیز کو نہ سرفراز فرمائینگے افراسیاب شمیم کو دیکھکر نہال ہوگیا
کہا اے شمیم ہمین یہ معلوم نہ تھا کہ تم اسی مقام پر رہتی ہو فوراً ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا ہوا سے اُتارا
شمیم نے تخت آراستہ کیا اسپر افراسیاب آکر متمکن ہوا شمیم نے شراب کباب ساقیان ماہ رخسار
و رقاصان گلعذار کو حاضر کیا صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئی گل رخسار شمیم پر نگاہ پھولا ہوا
بیٹھا ہے شمیم نے پوچھا حضور اسوقت کہان سے تشریف لاتے ہین افراسیاب نے جواب دیا کوہ
فیروزہ پر برائے ملاقات ملکہ فیروزہ پوش گیا تھا طلسم اسکندری پر مسلمانون نے یورش
کیا ہے خبر ملی تھی کہ نبیرہ حمزہ نے شاید لوح طلسمی بھی پائی ہے اسمہ حلہ جات پر گیا ہو لیکن مفصل ابھی احوال
نہین دریافت ہوا ارادہ ہے باغ سیب سے جا کر ایک ساحر معتبر کو روانہ کرون باغیون کا حال
دریافت کرکے سزائے کامل دون شمیم نے عرض کی حضور اب اسد غازی کس تدبیر مین ہے
افراسیاب نے کہا اے شمیم اسد کا نام قرار دیا ہے سب کام ساربان زادہ کرتا ہے جہرت کی صورت
پر مجھسے احوال دریافت کرکے طرف طلسم صندل کے گیا ہے لیکن طلسم صندل فتح ہونا دشوار ہے یقین
ہے صندل جادو نے گرفتار کرکے قتل کیا ہو یہان مہرخ و بہار کی بھی تدبیر ہو رہی ہے جسدن
قصد کرونگا اسی دن سب کو قتل کرونگا چند لونڈیان غلام بگڑ گئے انکی کیا حقیقت ہے لیکن کوکب
نے جبسے شراکت مسلمانان کی لونڈی غلامون کی کمر مضبوط ہوگئی اول تدبیر طلسم نور افشان
مناسب ہے مین خود جا کر طلسم کوکب کو فتح کرونگا شمیم جادو کے سامنے اپنی شوکت و لیاقت
ظاہر کر رہا ہے کہ دیکھا آسمان پر ایک ابر سیاہ پیدا ہوا برق کی اسمین چشمک زنی بڑے زور شور سے
کڑکتا ہوا جاتا ہے شمیم نے کہا اے شہنشاہ دیکھیے یہ ابر کیسا ہے صاف ظاہر ہے کہ کوئی ساحر زبردست
جاتا ہے افراسیاب نے ایک سنگریزہ اٹھا کے طرف اس ابر کے پھینکا آواز دی کون بے ادب جاتا ہے
وہ سنگریزہ جا کر قریب ابر شق ہوا اب جو افراسیاب جادو نے بغور دیکھا شہنشاہ کوکب روشن ضمیر

مرکب باد رفتار پر سوار تاج زریں بر سر قباے طلاکار زیب جسم انور سلاح حرب وضرب سے آراستہ تن
چھپا ہوا جاتا ہے کوکب کی جو نگاہ افراسیاب پر پڑی آواز دی او بحیا مردان عالم کو راہ مین ٹوکتا ہے
بے سبب روکتا ہے افراسیاب تیغہ پکڑ کر اٹھا اٹھتے اٹھتے کوکب پر سحر کیا شعلہاے آتش نے چہار جانب
سے گھیر لیا کوکب نے باران سحر برسایا اُس بدخو کے ہاتھ سے اپنی آبرو بچائی چاہا اُٹھ کر نکلجاؤن
اُسوقت اِس سے نا لجھون لیکن افراسیاب جادو کب مانتا ہے غصہ مین بھرا ہوا بیٹھا تھا اُسی جوش
وخروش مین کوکب کو آتے دیکھا جا بجا آپس مین سحر چلنے لگے افراسیاب نے سحر کیا صدہا تلوارین
گرین مرکب کوکب کا مارا گیا یہ ثابت ہوا کہ گھوڑا مرکب گیا یہ ناری کھڑا ہوا آگ برسا رہا ہے اول شمیم
جادو نے کھڑے ہو کر دوچار سحر کیے کوکب روشن ضمیر نے پلٹ کر آواز دی بی شمیم تمھاری کیون قضا
آئی دماغ مین سودا ہی ہوے نخوت دماغ مین بھری ہے شل برغائب ہو جاؤ گی ہوا اُڑا لیجائیگی لیکن کب
مانتی ہی جانتی ہی کہ شہنشاہ طلسم ہوش ربا سامنے موجود ہین کوکب نے جب دیکھا یہ نہین مانتی افراسیاب
کے سحر کا جواب تو دے ہی رہا ہے چند دانے ماش کے کنیزان شمیم پر پھینک مارے دو سو کنیزان
شمیم ہجوم کر کے پکار اُٹھین ہم ملازم شہنشاہ کوکب روشن ضمیر ہین آتے ہین کر قتل کیا مان نے بیٹی
کو مارا جنھون نے ملکہ بی شمیم کو زخمی کیا شمیم ایک جانب بھاگی ان سبھون کا آپس مین ذبح کے کام تمام
ہوا افراسیاب غصہ مین تلوار کھینچکر کوکب پہ چلا کوکب نے بھی نیمچہ برق مثال کھینچا آپس مین دوگھڑی
تلوار چلی پر دونون نے شعبدے پیدا ہوے یعنی کبھی ابر آسمان پر آیا برستا ہوا نکل گیا کبھی ابر
نے یہ جبر کیا برف برسی اولے پڑے صحرا برف سے معمور ہو گئے لاکھون طائران دشت ٹھنڈے
ہوگئے گرم مزاجون پر آفت ساکنان دشت پر مصیبت غولان بیابانی یہ مصیبتین دیکھکر صدہا
سر ٹکرا کر مر گئے کہ جنگل سے فیلان مست گھبرا کر نکل آئے جب کوکب نے وار کیا افراسیاب پر برج
آتشین گرا اُسمین یہ شعلہ جو بند ہوا چشم زدن مین شعلہ جوالہ بنکر نکلا کوکب پر سحر کیا شعلہاے
آتش نے کوکب کو گھیرا برقین گرین خنجرون نے دم خم دکھلائے تلوارین نیام سے باہر ہوئین
کبھی تیر برسے کبھی آگ لگی دونون نے خوب خوب شعبدہ بازیان دکھلائین کوکب مرد مردانہ
شہرۂ زمانہ فقط بی وار سہے ورنہ افراسیاب نہایت زبردست ہے سحر و ساحری مین کوکب سے
زیادہ فوج لشکر مین بحیاب طلسم وسیع لیکن کوکب نے قدم پیچھے نہین ہٹایا جب مقابلہ پڑا سوچ

لیا کہ آج جان دینگے تیغہ برق شال کھینچکر کوکب جا پڑا افراسیاب کو آئینہ شمشیر کوکب میں جلوۂ موت
مرگ دکھلائی دیا آستینیں چاک کر کے بازو کا تیکہ دکھا دیا کوکب نے آواز دی او نامرد کبھی مجھ سے
مزہ لڑائی کا نہ ملا ہی چاہتا ہو دل کھول کے تلوار چلے سپاہگری کا مزہ ملے ناچار کوکب نے بھی تیکہ بازو
کا دکھلایا دونوں بموجب قاعدۂ قدیم بیہوش ہوے افراسیاب کو ماہیان زمرد پوش کوکب کو
ساحران زرین پوش لیکر غائب ہوے کوہ شمیم پر سناٹا ہے انسان میں آئی عجب فلک نے انقلاب
دکھلایا کوکب برائے مدد ایرج نوجوان جاتے تھے راہ میں یہ معاملہ درپیش ہوا وہان وقت اختتام
ہے ملازمان مرات نے ایرج و شاپور کو گرفتار کر لیا ہے فیروزہ پوش بصد جوش و خروش
سحر کرنے میں مصروف یہان سوائے ملکہ انجم ماہ رخسار کے کون ہے جو مدد کرے کبھی فیروزہ سے
لڑی کبھی مرات پر جا پڑی سحر کی قلعی کھل گئی مرات سے مقابلہ کر کے زخمی ہوئی مصاحبان خاص بیچ
میں آ پڑین ہزارہا کا کھیت ہوا ملکہ شیشہ سیم نوش تخت پر گرد کنیزان ناسور وہ سب ملکہ ملکہ کو بچاتی
ہین مگر شور گریہ و زاری بلند ہا الیان لشکر ایرج درد مند پڑا وکشتہ رہا ہے ہزارہا بھاگ کر نکل گئے
ہزارہا آمادۂ مرگ ہین فتح سے مایوس شکست کا سامنا ایرج نے جو یہ حال مصیبت مآل اپنے
اہالیان لشکر کا دیکھا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا پکارا اٹھے شعر شاہا کریمی و رحیمی و غفور دستگیر کہ در
ماندۂ و بے بال و پرم ایرج کی بیقراری ملکہ شیشہ سیم نوش کی اشکباری قریب ہے کہ انجم ماہ رخسار
بھی گرفتار بلا ہو یکایک آسمان پر ایک ابر گھٹا بصد وقار ظاہر ہوا اس ابر سے برق کی چشمک زنی ہوئی
ابر شق ہوا ملکہ بران شمشیر زن بھی سمجھی کہ والد نامدار نے جا کر ایرج نوجوان کو رہا کیا ہوگا میں
دور سے تماشا دیکھنے چلی آؤنگی اب جو نگاہ پڑی کل لشکر مبتلائے بلا دیکھا فیروزہ پوش
نے آگ لگا دی ہے مرات جادو کا سحر سب پر آئینہ ہے اب ملکہ بران گھبرائیں کہ نہیں معلوم والد نامدار
پر کیا معرکہ گذرا لیکن ایرج کو جو جادوگرنیوں میں مجبور و ناچار دیکھا کلیجہ منہ کو آ گیا قلب بھرا
گیا وہین سے نعرہ کیا اور مرات جادو و فیروزہ پر بران شمشیر زن

نظم

صنم دختر کوکب ذی وقار — لقب گشت بران شمشیر زن
صنم صف شکن ذی حشم نامدار — مثال جوانمرد و لشکر شکن

مرات جادو کے منہ پر ہوائیاں اڑنے لگین فیروزہ کی رنگت
زرد ہاتھ پاؤن سرد بران نے گرتے گرتے سحر کیا سب سے پیشتر ملکہ انجم ماہ رخسار کو سنبھالا اب

اب براے رہائی ایرج نوجوان چلین فیروزہ نے آگے بڑھکے روکا کہا دختر کوکب اب حوصلہ تیرا
بڑھگیا آج موت لیکر آئی ہی کہان بچکے جائیگی ملکہ بران نے پلٹ کر دیکھا مسکرا کر فرمایا خدا کی قدرت
ہی کہ تم سے ہمارا قدم ہٹ جائیگا ادھر فیروزہ سامنے آ فیروزہ نے کئی سحر پڑھ پڑھ کے پھونکے بران
دفع کر رہی ہین کبھی ستارہ بنکر چمکین کبھی بصورت ماہ تابان کمال دکھایا ضوے اُسکے صدہا
کو بیہوش کیا فیروزہ نے جھولی سے نکالکر ایک طائر کو اُڑایا یہ بھی تھی کہ بران کے ہوش اُڑجائینگے
طائر ملکہ بران کی آنکھون کے سامنے آکر نکل گیا فعل تو یہ تھا کہ جسکے سامنے سے یہ طائر
نکل جاتا تھا عرصہ تک وہ شخص دیوانہ وار وحشی مثال خاموش کھڑا رہتا تھا فیروزہ بھی وہی
حال بران کا بھی ہوا ہوگا نیچہ کھینچکے جا پڑی قریب آکر ہاتھ لگایا ملکہ بران نے نیچہ ہلالی نیام
انتقام سے نکالا فیروزہ کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا لیکن قریب پہونچ چکی تھی وار کیا بران
نے سپر پر وار کو روکا آواز دی بی فیروزہ تمھارے سر نے تمکو دام اجل مین پھنسایا لو ایک وار
ہمارا بھی روکو سمجھ نہ پھیرو آنکھین تری رہین پلک نہ جھپکے دعوی جرأت مین فرق نہ آسکے یہ
کہتی ہوئی بران اُسکے قریب پہونچین ہاتھ نیچہ ہلالی کا مارا فیروزہ فیروزہ پوش نے سپر سحر کو چہرے کی
پناہ کیا مگر نیچہ ہلالی کب رکتا ہی قرص سپر کے دو ٹکڑے فیروزہ کا تاج کٹا سر زخمی ہوا قریب تھا دو
ٹکڑے ہون فیروزہ نے بدحواس ہوکر اپنے کو زمین پر گرا دیا بران پر ہزارون ساحر ٹوٹ پڑے
فیروزہ زخمی ہوکر بھاگی سر سے خون بہتا ہوا تاج نذارد اب ملکہ بران طرف مرأت جادو کے چلین
مرأت نے جو بران کو آتے ہوئے دیکھا اپنے ساتھ والون کو اشارہ کیا بران سحر کرتی ہوئی قریب
ایرج و شاپور پہونچین ایرج نوجوان نے جو ملکہ بران کو لڑتے دیکھا شاپور کی جانب متوجہ ہوے
فرمایا ای برادر وہ دیکھو ملکہ بران نے فیروزہ کو زخمی کیا وہ فیروزہ بھاگ کر نکل گئی ای برادر
دل چاہتا ہی اُٹھکر پلکون سے جاروب کشی کرون آنکھین بچھادون اِس محبوب جانی یار جاودانی
کے آنے کو دیکھو کیا کار نمایان کیا ہم ایسے مجبور ہین کہ اپنے مقام سے اُٹھ نہین سکتے اگر اُٹھتے ہین دل
بیٹھا جاتا ہی بموجب مضمون ذوق

بلائین آنکھون کی اُنکے مدام لیتے ہین	ہم اپنے ہاتھون کا مژگان سے کام لیتے ہین
ہوس ہے خرام کے پیرو ہین جتنے ہین فتنے	قدم سب آنکے وقت خرام لیتے ہین

شب وصال کے روز فراق مین کیا کیا
نصیب مجھے مرے انتقام لیتے ہین

ترے اسیر جو صیاد کرتے ہین فریاد
تو پھر وہ دم بھی نہین زیر دام لیتے ہین

جھکائے ہی سر تسلیم ماہ نو پھر وہ
غرور حسن سے کس کا سلام لیتے ہین

ترے قتیل بتاتے نہین تجھے قاتل
جب اُنسے پوچھو اجل ہی کا نام لیتے ہین

ہم اُنکے زور کے قائل نہین ہین وہ شہ زور
جو عشق مین دل مضطر کو تھام لیتے ہین

فقط قمر ہی نہ دامی غلام ہی اُنکا
وہ مول ایسے ہزارون غلام لیتے ہین

ہمارے ہاتھ سے ای ذوق وقت مے نوشی
ہزار ناز سے وہ ایک جام لیتے ہین

یہ اشعار جو ایرج نوجوان نے پکار کر پڑھے ملکہ بران سنکر سمجھی کہ یہ شاپور کو اشارہ کیا نگوڑے سے اپنے باپ کو منع نہین کرتا کمبخت کہ چونچ اپنی بند رکھین ایسا نہو کہ ان باتون سے کوئی آگاہ ہوجائے تو قیامت برپا ہو ایرج نوجوان بیتاب لیکن سحر مین مبتلا ہین اپنے مقام سے اُٹھ نہین سکتے مگر شاپور نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ بران نے مجھ سے ہزارون کو قتل کیا اب چاہتی ہین کہ ملکہ برات پر جا پڑون یہ ہین نوجین حال مین شاپور نے دیکھا کہ ملکہ مرات کی ایک کنیز غبار جادو وہ بھی اُسی کے سحر مین مبتلا ہون بس اُسنے اشارے سے غبار کو قریب بلایا کہا ہم بھی خاکسار مین مجبور و ناچار ہین ہماری کمر مین ایک چیز ہی وہ لیلو ہم اب کاہیکو رہائی پائینگے جو ہمارا تحفہ تمہارے ہی پاس رہیگا غبار قریب آئی کہا میان شاپور کیا کہتے ہو ہم تمہاری ملکہ عالم سے سفارش کرینگے خطا معاف کرا دینگے شاپور نے کہا یہے قریب تو آؤ جب غبار قریب آئی شاپور نے کمر مین ہاتھ ڈال کے چند انگوٹھیان سونے کی نگینے پر یاقوت احمر کے جڑے ہوے بل غبار کو دین غبار نے کہا میان شاپور یہ انگوٹھیان کہان سے لائے شاپور نے کہا ایسی الھی بہت ہین یہ لیکے پھر کمر مین ہاتھ ڈالا اب کی ایک ڈبیا نکالی عقیق کی کہا یہی غبار اسکو کھولو دیکھو اسکے اندر کیا نعمت ہی غبار نے جلدی سے ڈبیا ہاتھ مین لی ایسا دفعۃً انگوٹھیان پا چکی ہی ہاتھون ہاتھ ڈبیا بھی لی خوش ہوگئی جلدی سے کھولی بیہوشی اُڑ کر دماغ پر پڑی لہرا کر گری شاپور نے خنجر مارا غبار مر کر گری خاک اُڑی شاپور کود کر بھاگا ایرج نوجوان اس حرکت پر شاپور کی ہنس پڑے اندھیرے مین شاپور صورت بدلتا ہوا نکلا مرات کوئی یہ ہوئی ملکہ بران پھر کر رہی ہی قریب ایرج کے شاپور جا چکا جو کیا سو کر چکا دیکھا سامنے بیٹھا ہا

جادو دوڑی ہوئی آئی ہے مرأت نے پوچھا کیون غبار خیر تو ہی عرض کی حضور دختر کوکب نے قیامت برپا کی کوئی اُسکے سحر پر چڑھ نہین سکتا ہزار ہا ملازمان سرکاری مارے گئے زُنّی بھڑنی چلی آتی ہی سحر سے اُسکے زمین تھراتی ہی امیدوار ہون کہ ذرا لوح جھولی سے نکالیے دکھا کر دختر کوکب کو بیہوش کرون چشم زدن مین واصل جہنم کرون مرأت جادو جانتی ہی کہ ظاہر مین غبار جادو آئینہ ہی سب طرح ہم سے صاف ہی صاحب انصاف ہی لوح نکالکر کہا ای غبار جادو وای ساحرۂ خوشخو بہت احتیاط سے کام کرنا مناسب ہی دختر کوکب کا سحر مین کوئی ہمسر نہین ہی محر کرنے کا اُسکے اختر مروارید بٹے بڑون کی آبرو مٹاتا ہی ای حضور مین نے سُنا ہی کہ اُسنے دریاے خون روان خشک کیا پل پرّان نور اشہنشاہ ہوشربا سے کچھ ہوسکا بموجب مضمون اشعار

کہتے ہین لوگ جھوٹ نہین پانون جھوٹ کے
جھوٹے تو جیتے ہی نہین پانون ٹوٹ کے

چلتا ہون ذوق قید سے ہستی کے چھوٹ کے
یہ قید مار ڈالیگی دم گھونٹ گھونٹ کے

کیونکر حباب ہوسکے دریاے بیکران
دریا سے جبتلک نہ ملے ٹوٹ ٹوٹ کے

لیکن حضور لونڈی کا آپ کی غبار نام ہی ہزار تدبیرون سے خاک مین ملا دونگی میرے ہاتھ سے کہان بچکے جائیگی دیکھیے دو غول کے غول اُسنے تباہ کر دیے بھاگنے والے بھاگے جاتے ہین ابی فیروزہ فیروزہ پوش بھی منھ نہین چڑھتی مقابلہ کو نہین بڑھتی مشہور ہی کہ حاکم در بند مین لیکن مغرور خود پسند مرأت نے لوح جھولی سے نکالی شاپور نے ہاتھ بڑھایا لوح ابھی مرأت جادو نے ہاتھ سے نہین چھوڑی ہی کہ ایک کنیز دوڑی ہوئی سامنے آئی کہا ای واری یہ غبار جادو کہان سے آئی ابھی ابھی عیار نے دم دے کے اُسکو خاک مین ملایا یہ بھی کوئی مکار غدار ہی اسکی طرف سے میرے دل مین غبار ہی اِن نگوڑے مونڈی کاٹے کو پکڑیے سزا ے کامل دیجیے مرأت نے چاہا لوح نہ دون شاپور نے ایک جھٹکا مارا لوح ہاتھ مین شاپور کے آگئی مرأت ارے لگے دوڑی پکارتی ہوئی لینا لینا لوح لیے جاتا ہی سمند جادو گھوڑے پر سوار عمدہ داری مین رسالہ دار مرأت کا ہی گھوڑا بڑھا کر دوڑا قریب شاپور کے پہنچ گیا سحر کرتا ہوا گھوڑے سے کود اچاہا سحر کے شاپور کو پکڑون شاپور نے لوح چپکا دی ارے لگے اُسنے منھ پھیرا سحر بھولنے لگا شاپور نے ایک خنجر توڑ منع کیا شکل کو توڑ کر بھاگ گئے سمند جادو نے گویا سکندری

کھائی یہ نہ معلوم ہوا کہ مرکب گیا سمند پر شہسوار اجل نے سواری گانٹھی خوب پڑی بھی ساری بد لگامی
ہوئے ٹٹو سے کچھ نہ بن پڑی کسی بیوزری نے اپنی تاثیر دکھائی یا شاید شب کور و کمینہ لنگ اپنی زندگی
سے تنگ آ کر ازا کی کشتی مرا نام من سمند جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و مطلب خود نہ رسیدیم
اس اندھیرے میں شاپور جست و خیز کرتا ہوا قریب ایرج نوجوان پہونچا کہا شہریار روح حاضر ہے ہیچ
دو ڈھکے گلے میں ایرج نوجوان کے پہنا دی قید سحر ٹوٹ گئی اٹھتے اٹھتے نعرہ کیا یا شیدای کفاران
بچاوی نابکاران پہ دغا نعرہ ایرج اشعار

ملک ایرج آن آفتاب منیر ٭ کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر
جری صف شکن شیر دشت دغا ٭ منم فارس عرصہ کارزار
ہزبر دمان و نبرد آزما ٭ گل گلشن قاسم نامدار

قبضہ تیغہ دو دمہ سکندری پر ہاتھ ڈالا صفیں درہم و برہم ہوئیں نگاہ اٹھا کر ملکہ بران نے
دیکھا شیر بیشہ صاحبقرانی بصد جرات و شوکت لڑتا ہوا آتا ہے بران سے اور ملکہ فیروزہ
پوش سے مقابلہ پڑا ہے فیروزہ بھی بڑی ساحرہ ہے بران پر کھڑی سحر کر رہی ہے فوج فرار پر قرار
کر چکی تھی انجم ماہ رخسار زخمی ملکہ شیشہ می نوش کو ملکہ بران نے چھڑایا ہے مگر فیروزہ چھپا ہیں
چھوٹی سی سحر کرتی چلی آتی ہے بران نے پلٹ کے سحر اسکے دفع کیے مسکرا کر فرماتی ہیں رباعی

اے ذوق کرے گا کوئی دنیا کیا کیا ٭ دنیا ہے بڑی بلا اسے کیا ترک
ممکن نہیں ترک ہو کسی سے دنیا ٭ جبتک نہ کرے آپ اسے دنیا ترک
اے فیروزہ میدان سے نہ بھاگو گی بڑی منزل طے کرو گی تھک کر

اول منزل تک نہ پہونچو گی پہل منزل دور ہے تمھاری عقل کا قصور ہے اے فیروزہ ایک دفعہ
زخمی ہو کر بھاگیں اب موت نے تمکو گھیرا ہے یہ کہکر ملکہ بران نے تیغ نیام انتقام سے پھر کھینچا ادھر
سے لڑتے ہوئے ایرج نوجوان آتے تھے انھوں نے بھی فیروزہ کو ٹوکا فیروزہ پوش نے بہت
چاہا کہ مقابلہ کروں چار سو جادوگرنیاں خیر خواہ غمخوار ہاں ہاں کہکر لپٹ گئیں زخمی تو ہو چکی تھی
بیہوش ہو گئی جادوگرنیاں میدان جنگ سے فیروزہ کو لیکر بھاگیں طرف طلسم ہوشربا
کے روانہ ہوئیں بران شمشیر زن نے چاہا کہ پیچھا کروں بھاگنے دوں جمال ہمشیرہ ایرج نوجوان
پر نگاہ پڑی کہ تنہا نہ بلکہ زور یا سے فوج میں ڈوبا ہوا شمشیر زنی کر رہا ہے زبان تیر و کلا غمود
سے صدائے تحسین و آفرین بلند ہے شعر ترک خنجر وار گردون ہر دم از پیچ برین و رزم او

سید ید و میگفت آفرین صد آفرین ؛ علم سرو قد تعظیم کو کھڑے ہو گئے ہین نشان غم والم یہ ہی کہ بال بھی
سب کے کھول دیے ہین نقارے سر پیٹنے لگے جھانجھ غم و غصہ کی جھانجھ مین کھنا نفسی ملی ہے ہین خنجر زنون
کے قلب پر خنجر مصیبت چل رہے ہین تلوار دون کے دم پر بنی سنان غم نیزہ دارون کے کلیجون کے پار ہے
افسران لشکر بدحواس عالم یاس حیران و پریشان مثل چوب نیزہ لرزان و ترسان ایک جانب سے
نعرۂ ایج کی صدا بلند ہے ایک سمت سے ملکہ بران شمشیر زن مثل شیر غضبناک نامردار ید ہاتھ مین
جوہر جرات بات بات مین ہر چند ملکہ بران قصد کرتی ہین کہ اب مین ڈٹ بڑھ کے نکل جاؤن کہ فیروزہ
فیروزہ پوش زخمی ہو کر طرف طلسم ہوش ربا کے روانہ ہو گئی مرات جادو وجہ کر بادشاہ طلسم ہے
اُسپر سب حال آئینہ ہے تحفہ جات بھی اسکے پاس موجود ہین الیاس فوج بھی لڑائی مین جان لڑا رہے
ہین و بیدم ہجاؤ بڑھتا جاتا ہے ایسے ذیل سے ملکہ بران کا دل قبول نہین کرتا کہ ایسا ہو بعد
میرے چلے جانے کے یہ ساحران غدار و ام سحر بجائین یا مکر وحیلہ کرکے بچ جہین یعنی یہ تو
سیدھے سپاہی ہین بجز شمشیر زنی کے اور کیا جانین اس خیال مین ایک طرف کھڑی ہوئی ملکہ بران
سحر کر رہی ہین لیکن ساحرون کو جان بچانا دشوار ہے جو اس طرف آیا ہاتھ سے ملکہ کے واصل جہنم
ہوا کہ شاپور شیر دل زیب ملکہ کے آیا جھک کے سلام کیا ملکہ نے جواب سلام نہ دیا منہ پھیر کر فرمایا
ہم نہ جانتے تھے کہ فرزندان خواجہ عمرو کا شیوہ یہ ہے کہ رنڈیان بلاتے ہین ایسے ذلیل حقیر ہین شاپور
شیر دل نے عرض کی خیر خواہ کسی بات مین انکار نہین کرتے ملکہ رضامند ہوا ور رنڈیان بلانا
کیا چیز ہے جمال آفتاب مثال ہمارے یوسف بازار جرات کا سب کو عزیز ہے آنے والے خود چلے
آتے ہین ملکہ نے شاپور کا کان مروڑ دیا ملکہ انجم کی جانب اشارہ کرکے کہا بحث مین تمھارے آقا
کی جان دینے پر آمادہ ہین لی شیشہ ہر نوش نے لا کر لوح طلسمی حاضر کی ایسے دوستون کے سامنے
کسی کی کیا حقیقت ہے شاپور نے کہا حضور اپنی اپنی لیاقت ہے لیکن اشارے مین شاپور نے
ملکہ سے کہا برائے خدا شاہزادے سے کہا ہے جانیکا قصد نہ کرنا انشاءاللہ پروردگار فضل اپنا
شریک کیا چاہتا ہے لڑائی فتح ہونے کے بعد جلسۂ عیش و نشاط آراستہ ہوگا طلسم کو بھی اسلام
آشکار کرنا ہے وہ بھی وہان تشریف رکھیے شاپور نے جرات کا نام لیا اس حریف آتش اشتیاق
نے ایسے صدہا تب فراق اٹھائے ہین کہ نام شب سنکر کلیجہ تھام لیا صدف چشم سے گوہر اشک

روان ہوئے ماہ تابان پرستار سے عیان ہوئے منہ پھیر کر آنکھوں سے آنسو پاک کر کے فرمایا اے
شاپور ہمارا زیادہ ٹھہرنا مناسب نہین ہے ایک بڑا خیال یہ ہے کہ والد نامدار مجھے پیشتر چلے تھے
مین تا عرصہ دراز اسی سوز و گداز مین رہی کہ مین جاؤن یا نہ جاؤن آخر اسی بات کو دل نے زود
منزل مین جگہ دی کہ جانا اُس مقام پر ضرور ہے اگر والد نامدار لڑائی مین مصروف ہین الگ
سے دیکھکے چلے آئینگے کسی طرح دل بہلائینگے یہان اگر قیامت برپا دیکھی کہ انکو قید بھی کر لیا فروزہ
نے اپنا رنگ جمایا ہے خدا کا شکر ہے کہ سچ مچ اب میرا ٹھہرنا بیکار ہے شاپور ملکہ سے باتین کرتا
تھا کہ سامنے سے اُٹھی ہوئی مرآت جادو بادشاہ طلسم اسکندریہ مع تین لاکھ فوج کے آگئی
سب ساحر نامی گرامی ہمراہ اپنے مالک کے جاتے ہین کہ حملہ کر کے ملکہ بران شمشیر زن کو گرفتار
کرلین ملکہ نے جوان سب کو آتے ہوئے دیکھا اختر مروارید اُس ماہ تابان نے جوڑے سے نکالا
پنجہ ہلال نیام انتقام سے کھینچا غصہ مین ابرو پہ بل آئے پیچھے چلے ساحر اشارون سے ابروے خمدار
کے بسمل ہونے لگے کوئی تڑپا کوئی پھڑکا کسی نے تیغ کھینچکر خود گلے پر رکھ لیا اور فوج مین بجلی تڑپنے لگی
صدہا سر مثل گولون کے گرے کیفیت برسات معلوم ہونے لگی سپرین ملکر اُٹھین گھنگھور گھٹا چھا گئی
ساون بھادون کی بدلی یاد آگئی لیکن مرآت جادو نے ساحران زبردست کو اشارہ کیا ہے
کہ یارو جان دیکر دختر کوکب کو گرفتار کرو بدلے مین اُسکے سپرین زر و جواہر سے بھر دونگا ہر
جانب سے ساحران خرس طینت میمون خصلت فرسہائے بادیۂ ضلالت نے اُس آفتاب عالمتاب
آسمان حسن و جمال کو گھیر لیا کسی نے گرز مارا کسی نے تیغ پھینکا کوئی ماش کے دانے لیکر بڑھا
کسی نے تلوار کھینچی کوئی کمان کیانی لیکر بڑھا کسی نے تیر سحر کے پھینکے گوشہ مین چھپکر سحر کرنے لگا
کوئی سمکر چلایا کوئی تیر کے پلے سے سحر کر رہا ہے جسنے تلوار کھینچی اپنے نزدیک جوہر جرأت دکھائی
لیکن منہ کی کھائی اپنی تلوار سے آپ بیدم ہوا گرفتار دام رنج و الم ہوا یہ معرکہ دور سے شاہزادہ
ایرج نوجوان نے دیکھا اپنے ماہ تابان مہر درخشان پر جو ہلہ ساحران نظر آیا دل تڑپ گیا
وہین سے نعرہ کیا نعرۂ ایرج نوجوان اشعار

ملک ایرج آن آفتاب منیر
جری بت شکن شیر دشت دغا

کہ صاحبقرانم و آفاق گیر
منم فارس عرصہ کارزار

ہنر بر و مان و ہنر د آزما
گل گلشن قاسم نامدار

ایک طرف سے ملکہ انجم ماہ رخسار فوج ظفر موج لیکر بڑھی اس مقام پر خوب تلوار چلی ایرج نے اکثر صفوں
کو درہم و برہم کیا بلوۂ ساحران غدار کا کم کیا مرات جادو نے جو طلسم کشا کو جنگ رستمانہ کرتے دیکھا
گھبرا گئی ساتھ والیوں سے کہنے لگی صاحبو فی الحقیقت یہ جوان جرأت مین بے مثل و بے نظیر ہی فصاحت
و بلاغت مین جادو تقریر ہی جلد اسکے قتل کی تدبیر کرو تم مین سے کوئی ایسا ہی کہ طلسم کشا کا سر لاوے
دولت دنیا سے بے نیاز کر دونگی دامن مدعا گل آرزو سے بھر دونگی اورنگ پلیتن ایک پہلوان
عفریت مثال دیو خصال زنجیروں سے کمر باندھے ہوئے چوڑا تیغہ ہاتھ مین کھڑا جھوم رہا تھا جوش
جرأت مین قبضۂ شمشیر چوم رہا تھا مرات نے جز رو جواہر کا لالچ دیا گینڈے کو بڑھا کے سامنے مرات
کے آیا دست بستہ عرض کی اگر حکم ہو فوراً جا کے نبیرۂ حمزہ کو شوکون کان پکڑ کر سامنے حضور کے
لاؤن مرات نے اشارہ کیا اے جوان دیر کیا ہی بڑھکے مقابلہ کر جو کہا ہی اُس سے دو چند کر دونگی اورنگ
گینڈے کو بڑھا کر جھپٹا ایرج نوجوان کو للکارا ایرج فوراً پلٹ پڑا لیکن اس مقام پر ہجوم سے ساحروں
کے آگ برس رہی ہی ٹھہرنا دشوار ہی مرات نے ساحروں کو اشارہ کیا اورنگ پلیتن کی مدد
کرو قریب طلسم کشا کے پہونچا وہ ہو ہو کرتا ہوا دم خونخواری کا بھرتا ہوا قریب ایرج کے پہونچا
ناگاہ ملکہ پران شمشیر زن کی پڑی ایک فیل مست کو مقابل مین اُس ماہ تابان کے دیکھا بیتاب
ہو گئی لڑتی ہوئی خود بھی بڑھی ایرج نے پھر کر دیکھا ملکہ سے نگاہ چار ہو گئی اس لڑائی مین زخم بھی
بہت کھائے ہین معشوق کو سامنے پایا بے اختیار یہ اشعار آبدار زبان پر شاہزادہ ایرج
کے جاری ہوے اشعار

جب اس چمن مین چھوڑ کے ہم آشیان چلے / اک ہمصفیر نے بھی نہ پوچھا کہاں چلے
کہا للیایا تھا ہم نے البتہ جو کوئی خار / جون گل ہم اسکے باغ سے دامن فشان چلے
ہر بات مین ہو ایسی کتر بیونت اسکو یاد / مقراض کی زبان سے ہی جسکی زبان چلے
غافل ہماری آہ سے رہنا نہ بے خطر / کر خوف ایسے تیر سے جو بے کمان چلے
جانے کو اپنے گھر سے کے تھا تو او رہم / دنیا سے تیرے جوڑ کے ہاتھ ای میان چلے
سینہ مفارقت سے ہنوز رفتگان کے داغ / آتش فشان رہے ہی کہ جب کاروان چلے
ملک عدم بھی زور ہی سودا کہ جسکے بیچ / جسطرح پیر جاسے ہی وہین جوان چلے

ملکہ بران نے یہ اشعار دلفگار سنکر سر جھکا لیا چونکہ شاپور شیردل قریب تھا اُسکو سنا کر یہ چند اشعار بیقرار ہو کر پڑھے

نظم

عافیت را نیست چون اندیشۂ درمان ما — داغ رسوائی شدہ بیہودہ غم بر جان ما
در شب یلدا اگر شمعے نباشد گو مباش — تا آتش دل روشن ست این کلبۂ احزان ما
جستجو کم کن دلا کز دولت دون ہمتان — لختِ اسودگی عنقاست در دوران ما
کے گیاہِ خرمی روید کہ در ہنگام کشت — ریختہ در خاک ذلت تخم ما دہقان ما
سنگلے کردی ز ما اسلام در محشر قبول — گر نبودے ہمچو کفرے شاہد ایمان ما
کشتیم ثابت نماند در محیط عافیت — بس کہ ہر لحظہ فزون این موجۂ طوفان ما
ریختیم مخفی زبس خون آمدیدہ در چمن — امتیازی نیست در خسار و گل بستان ما

کلیجے پر ایرج نوجوان کے چھریاں پھر گئیں لیکن فوج ساحران کا اسقدر ریلہ ہی کہ سانس لینا دشوار ہی ایرج نوجوان نے گرد اسپر کا ہاتھ مین لیا تیغہ چمکاتے ہوئے لڑائی مین مصروف تھے کہ اونگ سنغنے ہی تیغہ کا وار کیا مہ سوسن کا تیغہ بڑے قد کا جوان بران نے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا دعا مین مانگنے لگی کہ ای معبود حقیقی اس ظالم کے ہاتھ سے ماہ اوج صاحبقران کو بچانے سر اٹھا کے دیکھا اوس تیغہ کا چلا ایرج نے تلوار کو تلوار پر کا نتا جھنانے کی صدا بلند ہوئی وار کو اسکے تلوار پر روک لیا الجھاوے سے ہاتھ نکالا کہ خبردار خبردار کہکر مرکب باد رفتار کو اشارہ کیا مرکب بھی برق رفتار ہوا سے کہتا ہی ہمارے ساتھ نہ آنا ٹھوکرین کھائیگی تیری ہوا بگڑ جائیگی دونون ٹاپین مشاک پر گیند کے رکھدین ایرج نے نعرہ کرکے ہاتھ مارا اُس روسیاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر برق تیغ نے اوسپر کے ٹکڑے اڑا دیے خود کا تکر کاسۂ سر کو تراشا ذرا سا فرق ہوا اُس خود سر کے دو ٹکڑے ہوئے شاپور پکار اُٹھا ای شہریار سبحان اللہ کیا ہاتھ مارا دیو خونخوار کو مارا ملکہ بران کا بھی خوشی سے چہرہ سرخ ہو گیا ایرج لڑتے بھڑتے بڑھے اس لڑائی مین ملکہ انجم ماہ رخسار نے بھی جان لڑا دی مرات جنس مین سحر کرکے قریب انجم کے آئی مچھ سمجھ مارا شانہ انجم کا جھول گیا مرات نے چاہا سر کاٹ لون انجم نے بیقرار ہو کر آواز دی ای شہریار لونڈی نثار ہوتی ہی ایرج کو تاب نہ آئی نعرہ کیا اور مرات غدار ا گرا ایک سوے جسم انجم کا کم ہوا قیامت برپا کرو ناکام رات نے پلٹ کر ایرج نوجوان پر سحر کیا

کئی کوسے مارے کچھ نہوا ایرج قریب پہونچ گئے ہاتھ تلوار کا مارا مرآت کے دلپر غبار غم و الم چھایا پھر
سحر کو گھبرا کر اٹھایا یہ طلسم کشا جرأت مین یکتا ایرج طلسمی گلے مین سب سحر اُسکے باطل ہوئے سپر کی سر
زخمی ہوا قریب تھا دو ٹکڑے ہو مرآت سنے اپنے کو تخت سے گرا دیا ایرج نے چاہا گھوڑے سے
کود کر اسکو پکڑ لون مرآت جادو تڑپ کر بلند ہوئی آواز دی ای ساحران غدار سواے شیران نامدار چلے
آؤ مین اپنے قوت بازو کے قلعہ مین جاتی ہون وہان جا کر جادو کرونگی کیا ان ظالمون کا پیچھا چھوڑونگی
ایک ایک کو قتل کرونگی ساتھ والون نے جو دیکھا سب پراگندہ ہوا کہ مرآت نے شکست فاش کھائی جنگ
سے ہاتھ اٹھایا فرار پر قرار کیا آگے مرآت عقب مین ڈیڑھ لاکھ ساحر گرفتہ زخمدار گھر بار چھوڑا لیکن
قدم نہ جم سکا تھوڑے عرصے مین جنکو مرآت کا ساتھ دینا تھا صاف میدان کارزار سے نکل گئے جو
رہ گئے وہ امان کے طالب ہوئے جادرین ہلالین انجم ماہ رخسار ملکہ شیشہ نوش کے عقب
مین آکر چھپی عرض کی حضور ہماری شفاعت کرین صداے فریاد و فریاد بلند ہوئی ایرج نے تلوار
کو نیام انتقام مین کیا یقین کامل ہوا کہ مرآت جادو زندہ نکل گئی شاپور نے عرض کی حضور کہان
جائیگی غلام ہرکارے روانہ کریگا احوال دریافت ہو جاویگا ایرج نوجوان ترکے قریب ملکہ بُران
کے آئے اشارہ کیا ای ملکہ عالم بارگاہ مین چلیے لختے خون کے جسم انور پر جمے ہین لباس تمام خون آلود
زرہ وغیرہ کو پاک کر کے تشریف لیجائیے گا کون روک سکتا ہی ادھر پلٹ کر شاپور سے فرمایا ایک
بارگاہ الگ بطور تخلیہ استادہ کرو اسمین سامان عیش و نشاط مہیا ہو شاپور جانتا ہی کہ آج دونون
ہجران دیدہ و آفت کشیدہ اتفاقات سے یکجا ہوئے ہین اسباب جلسہ فرحت و عیش مہیا کرنا واجب
و لازم ہی فوراً چند غلامان ترکی کو حکم دیا اُنھون نے لاکر جا کر موافق کہنے شاپور کے تدبیر شروع کی
ادھر ملکہ شیشہ نوش انجم ماہ رخسار کو ساتھ لیکر داخل مکان شاہی ہوئین یہ توبیان کے راحت
بخوبی ماہر ہین ہر طرح کے حال ظاہر ہین شیرو وزیر حاضر ہوئے انجم وغیرہ کی زخم دوزی ہونے لگی
ملکہ خود مصروف تیمارداری جراح حاضر ہوئے مرہم کی پٹیان چڑھنے لگین شاپور آکر انجم کے
کان مین کہہ گیا آپ لوگ شاہزادے کا انتظار نہ فرمائیے گا وہ اپنے مہمان کی خاطر مین مصروف
ہین یہ کہکر شاپور بیرون بارگاہ آیا دیکھا ملکہ بران ایک نخل کے سایہ مین ٹھہری ہین ایرج نوجوان کہہ
رہے ہین ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی چمن بزم مین چلکر لمحہ بھر مسرور و فرحت تازہ ہوجیے

بے اندازہ حاصل ہو تسکین دل ہو بعدہ تشریف لیجانے کا اختیار ہی عاشق جانباز مجبور رونا چاہی ملکہ کچھ جواب نہین دیتی کہ شاپور نے بڑھ کر عرض کی حضور غلام نہین جانے دیگا چاہا ملکہ نے کچھ جواب دون کہ سیاح بیابان خضر اخضر گیتی افروز چرخ نیلی پر سیر کرتا ہوا داخل قصر مغرب ہوا گل مہتاب گلشن فلک مین پھولا غنچہ ہاے ثابت و سیارگان شگفتہ ہونے لگے لیلی شب نے پردہ پوشی کی زلف عنبرین کو کھولا شعر شب آمد ساز گار عشق بازان ؛ شب آمد راز دار عشق بازان ؛ فوجین اپنے اپنے مقام پر فرودگش ہین اس مقام پر سناٹا آفتاب و مہتاب یکجا ایرج نوجوان نے دامن ملکہ بران کا تھام کر فرمایا ای ملکہ عالم اب زیادہ پریشان نہ کیجیے بارگاہ مین چلیے شاپور شیر دل نے بھی خاک پاکو توتیاے چشم بنایا پلکون سے جاروب کشی کرتا ہوا طرف بارگاہ آسمان جاہ کے چلا

دو کلمہ داستان حیرت بیان جلسہ کنایہ عاشق و معشوق آراستہ ہونا فلک کا کج رفتاری دکھانا خمسہ موافق مقام حیرت و عبرت افزا

عنبر اگر کی خوشبو ساری ہی تن بدن مین ۔ گویا کہ مشک نافے صدہا ہین پیرہن مین
شہر تتار مین ہون یا سرحد ختن مین ۔ الجھا ہی دل بتون کے گیسوے پرشکن مین
اُگتی ہی جاے سبزہ سنبل سر چمن مین

اک آگ سی لگیگی رندون کے تن بدن مین ۔ اتریگا نشہ مے کا جوش غم و محن مین
ہوگی پیاس غالب ساقی کے انجمن مین ۔ لٹکینگے دیو بنکر دل زلف کی رسن مین
دکھلائیگا پسینہ پانی چہ ذقن مین

صحرا مین اسکو وحشت اسکو جنون وطن مین ۔ معشوق اور عاشق کامل ہین اپنے فن مین
دونون غرض ہین یکسان الفت کی انجمن مین ۔ شیرین زبان ہول ہی فرہاد کے دہن مین
لیلی پکارتی ہی مجنون کے پیرہن مین

لطف و کرم ہی تیرا ہر ایک پر برابر ۔ دیتا ہی بے طلب تو دشمن کو اپنے اکثر
قائل ہین ہم تو اس جا اللہ رے مقدر ۔ حاصل کیا ہی تیرے صدقے سے اسقدر زر
سونے کے بت بندھے ہین بازو سے برہمن کے

دلکو کیا نشانہ اک تیر مین گلون نے ۔ پھیلایا جال اُنکا تقریر مین گلون کے

چھوڑا نہ کچھ دقیقہ تقدیر مین گلون نے آیا تھا بلبلون کی تدبیر مین گلون سے

ہنس ہنس کے مارڈالا صیاد کو چمن مین

دربان در ہین سارے یان چرخ پر ہین تارے شمس و قمر کو صدقے ہر برج مین اُتارے
رتبون کو غور کر تو قدرت کے کر نظارے ایک تختہ ہفت کشور دہلی کا ہی ہمارے

تو آسمان ہین اپنے اکبر کے نورتن مین

شادی کسی جگہ ہی ماتم کہین ہی برپا نازک بدن ہوے ہین پیوند خاک کیا کیا
عبرت سے دیکھ غافل اس بزم کا تماشا دو روز ہی یہ لطف عیش و نشاط دنیا

بوسے شب عروسی مہمان ہی پیرہن مین

فرقت مین سیج ہی اپنا آنکھون پہ کیا اجارا اُٹھا غضب کا طوفان مین نے تو دم نہ مارا
بیٹھینگے کس جگہ اب راحت کا کیا سہارا میدان کیا گرا کر اشکون سے گھر ہمارا

دکھلائی سیر غربت سیلاب نے وطن مین

آفت کی ہین نگاہین جور بھی ہین بلا کے مردم پسے ہوے ہین چشمان سرمہ سا کے
شہرے اُڑے ہوے ہین اس غمزہ و ادا کے چشم سیہ سے تیرے پردے ہین توتیا کے

تعلیم ہونے آیا فتنہ و جب فن مین

دیوانہ وار ہاتین خاک انکی مجھکو بھائین وحشت کی چال مجھکو کیون دور بھگائین
جنگل مین کیون ہین پھرتے کوچے مین تیرے آئین چشم و کمر سے تیرے چشم و کمر ملائین

چھپتے ہین کیا تکلف کیا شاخ ہی ہرن مین

بے نقد دل ہزارون سُمہ شوق سے کھا کر لے لینگے لینے والے قیمت گھٹا بڑھا کر
کاہیکو بیٹھے گھر مین بیکار کیون حیا کر بازار مصر مین چل یوسف کا سامنا کر

کھوٹے کھرے کا پردہ کھل جائیگا چلن مین

اللہ رے محو ہونا دلپر یہ رعب چھایا پہلے سے کیا کہون مین مجھکو نہ دھیان آیا
آفت کا سحر جادو عیار نے دکھایا آنکھون کے سامنے سے دل کو مرے چرایا

خال سیہ ہی طرار اس سارقی کے فن مین

ہردم ہی شادمانی شاہانہ عیش سب ہی
سامان جشن کا ہی ہر حال مین طرب ہی
کیا اے عزیز تجھکو بتلاؤن کیا سبب ہی
دل مین خیال حسن محبوب روز و شب ہی
اترا ہوا ہی یوسف ہمارا گلستان مین

ہی قند و شہد گویا تقریر کاملون کی
لذت ہی بسملون کی فرحت ہی عاقلون کی
کیا بات در حقیقت ان شکروون کی
معمورۂ حلاوت وادی ہی واصلون کی
شکر بھرے ہوے ہین مو مو رگ سخن مین

پہلے تو لعل لب سے مٹے جتائے اُسنے
ہم کیا کہون بگڑ کر کیا منھ بنائے اُسنے
شرما کے بات بھی کی مجھسے نہ ہائے اُسنے
بوسہ مین لب کے ہنسکر دندان دکھائے اُسنے
بجلی گرائی مجھپر تقدیر نے عدن مین

خود رشک سے تنفر کرتی ہی طبع عالی
دنیا کا کارخانہ لیکن ہی لاابالی
خوش ایک ہو تو کیونکر ہو ایک کو بحالی
صحرا کو بھی بنایا بغض و حسد سے خالی
ساکھو جلا ہی کیا کیا سیوا جو ڈھاک بن مین

شغل ذکی بھے گر منظور ہو تو آتش
فکر مآل کرنا سرور ہو تو آتش
دنیا مین مینگی کا دستور ہو تو آتش
کوئی یقین ہی تیرا مقدور ہو تو آتش
دے رکھا جو امانت غسال و گورکن مین

گلعذاران سہی قد و ماہ رخساران خورشید خد اس جلسہ مہجوران آفت کشیدہ و دور افتادگان مصاحب دیدہ کو بعد فرحت و انبساط یون تحریر فرماتے ہین کہ جب یہ دونون عاشق و معشوق داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوے مقام خالی از غیر سواے شاپور کے کسکی مجال ہی کہ اس خیمہ مین آسکے ہرچند کہ مقام تنہا نہ کوئی دور انداز نہ غماز لیکن گردش فلکی کا خوف لرزان ترسان منتشر حواس جان کا خوف ہزار طرح کا ملال شب وصل مین آمد روز فراق کا خیال رنگ رو متغیر متردد تھے شاپور نے بڑھکر عرض کی اے ملکہ عالم براے خدا خیال خیر و شر دل سے دفع کیجیے اس دل تردد منزل کو تسکین دیجیے ایرج نوجوان نے بھی شاپور سے اشارہ کیا گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی لاکر حاضر کین لباس تبدیل کرایا زخمون مین ایک نے ایک کے ٹانکے دیے دہن زخم ہنستے تھے منھ کھول کر

رہجاتے تھے کئی مرتبہ ملکہ بران نے گھبرا گھبرا کر کہا ای شہریار بس ہمکو رخصت کیجیے ہمارا زیادہ ٹھہرنا باعث
خرابی کا ہی ایسا نہو واللہ نامدار مرأت واقعہ مین دیکھو لین تمام کیفیت آئینہ ہوجائیگی پھر زمین تھرائیگی
آسمان سے آواز الامان آئیگی آپ کے دشمنون کا نہین معلوم کیا حال کریگا بزرگون سے ملال
کریگا ایرج نے کہا ای ملکہ عالم تمنے اکثر ایسے کلمات کہے ہم تمہارے ملال کے خیال سے خاموش
ہورہے ورنہ طلسم نورافشان کی کیا حقیقت ہی ایک ہفتہ مین گرد درہم و برہم نہ کردین تو نام اپنا غلام
صاحبقران نہ رکھین مجبور مین کچھ بن نہین پڑتا اگر تم حکم دو تو مثل اسی طلسم کے بہ عنایت رب اکبر
جاکر فتح کرین تو تلوار باندھنا چھوڑدین ملکہ کی آنکھون سے اشک حسرت ٹپک پڑے سر جھکا کر
فرمایا ہان صاحب آپ ایسے ہی بہادر ہین مگر ہم پریشان کیجیے جب آپس مین اس طرح کی باتین
ہوئین شاپور نے کہا ای ملکہ عالم بموجب مثل رات تھوڑی ہی سوانگ بہت ان باتون کو جانے
دیجیے گھڑی دو گھڑی کی صحبت کو غنیمت جانیے فلک کجرفتار گردون غدار بر سر وقت در پئے
آزار ہی سلطنت و فقیری دونون بیکار ہی بس جو ساعت عیش سے گذر جاے انسان اسکو غنیمت
جانے نہین معلوم صبح کو کیا ہو ملکہ نے فرمایا بھیا شاپور جو تمہاری خوشی اب انکو کیا ضرورت ہی
وو دو معشوقین ہمراہ لشکر ظفر اثر دونون شاہزادیان بی انجم ماہ رخسار و ملکہ شیشہ مے نوش
گلعذار بی انجم آج ایسی اڑین جیتے زمین کے ہلا دیے مجھ بدنصیب نے آکر کیا کیا مگر اس دل خانہ
خراب نے نہ مانا دوڑی آئی اس آنے کا یہ مزہ اٹھایا کہ ان صاحبون کو آپ کے قریب دیکھا
اب آپ کو یہ جلدی ہی کہ ہم اپنے ملک کو جائین ہمکو بھی جلدی ہی یہ صدمہ دل سے نہ اٹھینگے
کچھ کھاکر مرجائینگے آپ فاتحہ پڑھنے بھی نہ آئیے گا قبر مین ہمین زیادہ نہ ستائیے گا آپ کے
آنے سے روح بے چین ہوگی کیا تعجب ہی سوزش قلب کفن کو بھی جلادے قبر سے دھوان نکلے یکلکر
زار زار مثل ابر بہار وہ گلعذار روئی ایرج نے بیقرار ہوکر سر قدمون پر رکھدیا کہا ای ملکہ عالم
ہم گنہگار ہین یہ سر حاضر ہی کاٹ لیجیے نظم

ڈرتا ہون آپ کی خفگی کا سبب نہو — فریاد بے لحاظ سے ترک ادب نہو
حیرت ضرور ہوگی مری سرگذشت پہ — یہ حال وہ نہین جو کسی کو عجب نہو
ای دل ستمگرون کی محبت سے درگذر — وہ یار ڈھونڈھیے جو اذیت طلب نہو

جو کچھ کہ ہو وہ کبھی آئے نہ تا دہن — جو کچھ ہوا ہوا یہ رہے پاس اب سخن
مجنون تو ہو چکا یہ نہین ہی مجھے پسند — سیزادہ نام ہو جو کسی کا لقب سخن
ممکن نہین کہ ساتھ چھٹے رخ کا زلف سے — ایسا بھی کوئی دن ہی کہ جس دن کی شب سخن
ابھی نہین ہی یار سے بیہودہ چھیڑ چھاڑ — کچھ خیر ہی نسیم بہت بے ادب سخن

یہ بھی دستور ہی کہ اگر معشوق عذر کرتا ہی عاشق کے واسطے نوز عظیم ہی یہ بھی ایک رسم قدیم ہی بے اختیار ملکہ بران نے فرمایا اے شہریار مثل آپ کے ہم بھی مجبور و ناچار ہین ظاہر مین صاحب اختیار ہین والد نامدار کہکر چلے گئے کہ ہم طلسم اسکندریہ پر برائے مدد شاہزادہ والا قدر جاتے ہین نہین معلوم بیچ مین کسی ملک مین ٹھہر گئے یا کسی سے لڑائی پڑی یا افراسیاب جادو نے روک لیا مجھے یہی خیال ہی کہ ایسا نہو ہماری حضوری مین وہ آجائین ابھی تو قیامت برپا ہو ہر وقت یہی دعا ہی کہ پروردگار آپ کو ہاتھ سے شہنشاہ کے بچائے دیکھیے انجام اسکا کیا ہوتا ہی آپ کو اپنی سپاہگری کا خیال والد نامدار صاحب جاہ و جلال آپ صاحب جرأت و توقیر انکا لقب کوکب روشن ضمیر مشرق مین بیٹھکر مغرب کا حال ملاحظہ فرماتے ہین انکے کمال کا حال سنکر ستارہ شناسون کے قطب تھراتے ہین نہین معلوم کونسی ساعت تھی کہ فلک کجرفتار گردش غدار نے ہمکو اس دام عشق مصیبت خیز و آفت انگیز مین پھنسایا اس طائر نو گرفتار کے حال پر ظالم کو رحم نہ آیا صیاد فلک ہر وقت چھری لیے موجود ہی کیونکر جان بچائین گلشن محبت مین بالکل بے بال و پر ہین

ہمیشہ تنکے چنے مین نے ہین وہ بلبل ہون — ابھی بنا ابھی برباد آشیانہ ہوا
ہمیشہ آفت صرصر ہمین پہ آیا کی — وہ شاخ ٹوٹ پڑی جس پہ آشیانہ ہوا

اب ہم کہان بسر کرین آپ کو اپنی جرأت کا خیال ہمین اپنی جان و آبرو کا ملال بموجب مضمون مخفی

کرد جانان غم عشقت برگ و ریشۂ ما — برق عشقت بجہد از شرر تیشۂ ما
ہر کجا بزم طرب ناب شود گرم بود — اشک ما بادۂ ما دیدۂ ما شیشۂ ما
بیستون را اثر نالۂ ما بگدازد — شعلۂ طور بود برق دم تیشۂ ما
ما کجا و دل شاد و فرشتہ کجا — خون شود بادہ ز غم گر جگر شیشۂ ما
ہر تنک حوصلہ را کے برسد قصہ نگار — شیر را زہرہ شود آب درین بیشۂ ما
فکر تا گرم کند در دل ما شعر و سخن — وای گر شعلہ زند آتش اندیشۂ ما

مخفیا دل بجفا دہ کہ نشاید ہرگز		بر سر شفقت ما شوخ جفا پیشۂ ما

ان اشعار آبدار کو سنکر ایرج نے کلیجہ تھام لیا شاپور بیقرار ہو کے رو دیا صحبت گل و بلبل جلسۂ شمع و پروانہ لائق دید تھا کبھی سوز دل عیان کبھی راز عشق نہان کبھی بیتابی کبھی ربط کبھی ضبط کبھی خبط کبھی آہ کبھی واہ کبھی ہنسنا کبھی رونا جب شاپور نے دیکھا کہ انکی حسرت پر کلیجہ پھٹا جاتا ہی ایسا نہو کسی کی روح قالب سے نکل جائے آہ اشتیاق سے خیمہ نہ جل جائے آپ نصیحت سے اس آگ کو بجھا دون باتون مین دونون کو بہلا دون یہ سوچ کر ایرج کے قدمون پر گرا ملکہ بران کے گرد پھرا اور رو کر عرض کی اے گرفتاران دام مصیبت وای مقیدان سلسلۂ رنج و محنت تم صاحبون کو کون سمجھا سکتا ہی تمھارے جوش و خروش کو دیکھکر یہ خیر خواہ کو سکتا ہی اب گھڑی دو گھڑی آرام فرمایئے ایک جام شراب ارغوانی کا نوش کیجیے اس صحبت کو غنیمت جانیے یہ کہکر جام لبریز کیا ہاتھ مین ملکہ بران کے دیا کہ حضور آپ بھی پیجیے آقاے نامدار کو بھی پلایئے رات کم ہی زلف لیلی شب برہم ہی کر سے گذرا جاتی ہی ملکہ نے جام ہاتھ مین لیا گھونٹ گھونٹ کر دو گھونٹ پیکے جام زمین مین رکھدیا مسکرا کر فرمایا جس کسی کا جی چاہے اٹھا کر پی لے ایرج نے دونون ہاتھ بے اندیشۂ انجام بڑھائے جام نوش کیا دونون کی آنکھون مین سرور آیا اختلاط ظاہری ہونے لگے شمع انجمن شرمالی لہرانے لگی پروانہ ہی رشک سے جلا ناظرین کے خیال مین رہے کہ صحبت عاشق و معشوق مملو از حسرت و یاس رنج و مصیبت سے معمور نہ عیش نہ سرور کیسین حکایت و شکایت شب وصل ذکر شبہاے فرقت اس قصۂ طول و طویل کا تمام ہونا دشوار ہی عشق کی نیرنگی ہر ایک پر آشکار ہی

دو کلمہ داستان اس شکست خوردہ یعنی ملکہ مرات جادو کے بیان کیے جاتے ہین

جب مرات جادو نے شکست کھائی زخم دار بیقرار طرف قلعۂ مقہوریہ کے چلی مقہور بن قہار مقہوریہ کا حاکم ہی طرف سے ملکہ مرات کے ناظم ہی لیکن خیر خواہ دولت ملازم قدیم نے جس روز سے سنا ہی کہ طلسم اسکندریہ مین طلسم کشا آ گیا کئی مرتبہ لکھا ای ملکۂ عالم غلام حاضر ہو کر طلسم کشا سے مقابلہ کرے ایک دن مین اگر لشکر نمکحرامون کا درہم و برہم کر دونگا لاشون سے میدان کارزار بھر دونگا مرات نے کبھی اسکو نہ طلب کیا قلعہ مین بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے خبر دی اے پہلوان دوران گرشاسپ جہان ملکہ مرات جادو شکست خوردہ آتی ہین قلعۂ طلسمی ملکہ عالم سے چھٹ گیا تمام مال و اسباب لٹ گیا

زخمی ہو کر آتی ہیں اپنی شکست فاش پر بہت گھبراتی ہیں یہ سنکر مقصور گھبرا گیا خوف طلسم کشا سے پسینہ آگیا
گھبرا کر اُٹھا واسطے استقبال کے چلا بیرون قلعہ آکر دیکھا ملکہ مرآت جادو شکست خوردہ زخمدار
صرف ڈیڑھ لاکھ فوج سب گھبرائے ہوئے مصیبت شکست کی اُٹھائے ہوئے مقصور نے بڑھکر قدمون
کو بوسہ دیا پوچھا ملکہ عالم یہ کیا معرکہ ہی ملکہ نے کہا اے خیر خواہ دولت خداوند لقا نے اپنی تقدیر کی فوج
طلسمی قبضہ سے نکل گئی صاحبزادی شیشہ ہی نوش مارا گئین اژگ نبل بن گئی خراج گزارون نے تمرّدت
کی باغی کو قوت دی آخر یہ نوبت بہم پہونچی کہ چترِ طلسم قبضہ سے نکل گیا تاج و تخت دوسرے کے قبضہ مین ہے
و خنجر کوکب واسطے ... طلسم کشا کے آئی فیروزہ فیروزہ پوش بھی آکر لڑی تھی لیکن زخمی ہو کر نکل گئی
ہمارے بھی آخر پیر اُٹھ گئے شکست فاش کھائی تقدیر نے یہ صورت دکھائی مقصور نے عرض کی حضور
نہ گھبرائین غلام کے پاس سب کچھ موجود ہی خزانہ زر و جواہر سے مملو ساحران زبردست کارگزاران
عقیل و فہیم وزیر و ندیم سب حاضر ہین جس کام پر حضور اشارہ کرینگی آنکھون سے بجا لاوینگے یہ کہکر
مقصور نے ملکہ مرآت کو تخت پر سوار کیا نوبت نقارہ بجاتا ہوا اپنے دارالامارۂ شاہی مین لا کر پہونچایا
گرد بڑے بڑے ساحر آکر بیٹھے ساتھ والون کو اُتروایا زخم و زیان کرائین سامان عیش و نشاط
مہیا کیا لیکن مقصور نے دیکھا مرآت جادو بہت بیقرار ہو رہی ہی یا اپنی جان دونگی یا طلسم کشا کو
جا کر قتل کرونگی مقصور ہر مرتبہ جا کر سمجھاتا ہی کہ مین حضور کو نہین جانے دونگا جو ارشاد ہو بجا لاؤن
طلسم کشا کو آرام نہ لینے دونگا کسی تدبیر سے پوچ پیچین ہونگا باتون مین تسکین دی سمجھا کے شراب
پلائی کھانا کھلایا لباس تبدیل کرایا جب رات زیادہ آئی مقصور نے حکم دیا طائفون کو حکم دو
ناچ شروع ہو ملکہ مرآت نے کہا اے خیر خواہ دولت کسی شی کو دل نہین چاہتا دل غم و الم سے لبریز ہے
خداوند لات و منات نے ایسی ٹیڑھی تقدیر کی یکایک ہمارے مٹانے کی تدبیر کی وہ لوگ کہ جنہیں
ہماری ایک کنیز ایک غلام دس ہزار پر کافی تھے انکو ہم پر غالب کرایا ہم لوگ ساحر ہین علم افسون
و شعبدہ سے بخوبی ماہر ہین یہ فرقہ جو کہتے ہین ہمارا خدا ہے نادیدہ و آسمانی ہے سحر کو بالکل معیوب
جانتے ہین یکایک ایسا انقلاب آیا غیر ساحرون نے ساحرون پر فوق پایا ایسے کلمات حسرت و حیرت
جو رو رو کر مرآت نے کہے اہل ایمان ... بے اختیار رونے لگے کہا اے ملکہ عالم ایک ایک کلمہ آپ
کا نشتر دل دوز ہے آپ بیٹھکر عیش کرین غلامون کو حکم دین جا کر مجرم کو مرجائین نمک حلالون مین نام

کہ جائین مرأت نے کہا یہی تو بڑا رونا ہی ایسا نوجوان جس شیر کا نام ہی صف شکنی صفدری اسکا کام ہی
مشہور ہی کہ ہزارون مین اکیلا لڑا بڑے بڑے پہلوانون سے معرکہ پڑا لیکن ہم لوگون پر اسوجہ سے فتحیاب
ہوا کہ ہماری صاحبزادی ملکہ شیشہ می نوش نے جوش محبت مین اُس جوان کے لیے لوح طلسمی بچا کر حوالے کر دی
اب سیر سحر تاثیر نہین کرتا اول یہ انتظام چاہیے کہ لوح کسی حیلے سے اُس سے لیجاے پھر اُسکی کیا حقیقت
ہی جتنے نمکحرام اُسکے ساتھ ہین اس گھر کے تابعدار تھے نگاہ عابد وقت کی اُنکے واسطے خنجر خونریز ہی
چھری سحر کی اُنکے واسطے ہر وقت تیز ہی مقہور نے کہا حضور آرام کرین غلام ابھی جاتا ہی یہ کہکر مقہور
نے بقہر و غضب تمام اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا جھولی مین ترنج و نارنج ماش کے دانے رائی کے دانے
پیکان تیر اشیاے بے نظیر درست کرکے لباس سیاہ اُس تیرہ بخت نے پہنا یکہ و تنہا اُس اندھیری رات مین
بارگاہ سے نکلا مرأت یہ کہتی ہوئی ساتھ چلی اے قوت بازو اے زینت پہلو اے وزیر اعظم اے دستور معظم
تم یکہ و تنہا جاتے ہو میرے قلب پر صدمہ عظیم ہی وہ شخص نہایت زبردست ہی اُسکے سامنے بہرام
فلک بھی پست ہی مقہور نے کہا حضور گوش بر آواز رہین فوج کو تیار رکھین از قلعہ مقہوریہ تا قلعہ
اسکندریہ ہر مقام پر دس دس ہزار بیس بیس ہزار مسلح کمل آمادہ مرگ و جانبازی قضا حاضر رہین
عنایت سے آلات دستبات کی غلام آپ کا خالی نہ جائیگا لیکن یہ بخوبی جانتا ہون کہ اُسکے ملازمان
سرفروش ضرور بچا کر نکلینگے خبر سنتے ہی آپ اپنے کو بچائیگا یا لوح لیکر چلا جائیگا یا طلسم کشا پر بھی
قبضہ کرونگا جیسا بن پڑے وقت پر موقوف ہی کیا تمکو اور آپ کا بالکل بیوقوف ہی مرأت جادو
نے کہا مین شب بھر بیدار ہونگی مقہور رو سیاہ فورًا روانہ ہوا مرأت نے جابجا ساحران خدار
سفر پیے برابر پر تاکید کر دی کہ جسوقت کوئی کام کرکے ہمارا قوت بازو جانباز سرفروش لشکر سے
دشمن کے نکلے ہمکو برابر خبر پہونچے مرأت جادو اسباب سحر سے آراستہ آلات حرب سے درست چالاک
و چست وزارت دارہ پر ٹہل رہی ہی ہرکارہ دن کو روانہ کر دیا کہ ہمکو دم بدم کی خبر پہونچاؤ جلد لشکر دشمن
مین جاؤ صدہا ساحر بعید جاسوسی صورتین تبدیل کرکے روانہ ہو مرأت جادو کرسی پر آکے
بیٹھی مقہور جادو نے چلتے وقت اپنے بھائی مسرور جادو کو خدمت مین ملکہ مرأت کی بھیجا اُسکو
حکم دے گیا تھا کہ جس شی کی ملکہ کو خواہش ہو فورًا خدمت مین حاضر کرنا وہ دست بستہ خدمت
مرأت مین حاضر ہی حسرت و یاس کی باتین کر رہی ہی چونکہ شکست کھا کھائی ہی تُندی سانسین

بھر یہی ہی مسرور نے دست بستہ عرض کی حضور عجب طرح کا معاملہ ہی کہ صیقل آئینہ دار جو مدت مدید
عہد بعید سے اس قلعہ مین قید ہی کئی دن گذرے بیقرار ہو کے نگہبانون کو للکارتا تھا نام خداے
نادیدہ لیکر پکارتا تھا اور یہ بھی کئی مرتبہ اسنے کہا کہ لو یارو ہماری رہائی کا وقت قریب آگیا اب
ہم طلسم کشا کا ساتھ دینگے زیر سایۂ دامن دولت نبیرۂ صاحبقران بسر کرینگے یہ سنکر مرات جادو
نے غصہ مین کہا اس نگوڑے موے مونڈی کاٹے کو قید خانے سے بلاؤ مین ابھی اسکو طلسم کشا
کے پاس پہونچادون طائر روح کو اسکے قفس جسم خاکی سے آزاد کرون اسکو ابھی طلسم کشا کا حال
معلوم ہی سب نے کہا حضور کئی مہینہ پیشتر سے وہ ایسی باتین کرتا ہی کہتا تھا اب یہ سب ملک
قبضۂ یزدان پرستان مین آئینگے ساحران روسیاہ مارے جائینگے تصویرین لات و منات کی
ٹھوکرین کھائینگی زر و سکہ نام پر بادشاہ اسلام کے جاری ہوگا یہ سال ساحرون پر بھاری
ہی بڑے بڑے افسر مارے جائینگے ہم ہمراہ طلسم کشا ہر معرکے مین حاضر رہینگے مرات جادو
غصے سے کانپنے لگی کہا اس نالائق کو جلد لاؤ اسی وقت دار آراستہ ہو جلادان خبیث طینت
تیغہاے برہنہ لیکر آئین سامنے مرات کے یہی سامان مہیا ہونے لگا مسرور جادو فوراً قید خانے
مین پہونچا شاہزادہ صیقل آئینہ دار فرزند دلبند بادشاہ سابق اسی طلسم کا قید خانے مین
بیٹھا ہوا زنجیر ہلا رہا ہی خانۂ زنجیر مین غل زمین کو تزلزل مسرور نے جیسے ہی جاکر دروازہ قید
خانے کو کھولا صیقل نے آواز دی اب آئینۂ قلب پہ صیقل ہوئی غبار غم و الم دفع ہوا جو کچھ کہ
بشارت ہوئی تھی اسی کا ظہور ہی اب قلب کو میرے سرور ہی مسرور نے پکار کر آواز دی
اے صیقل تجھکو قید خانے مین عرصہ گذرا تیرا قلب الٹ گیا تیری بات کا کیا اعتبار ہی اس
شاہزادۂ صاف باطن نے جواب دیا اے مسرور مقہور یہ بھی بزرگان دین کہ گئے ہین جنہون نے
کی خبر دی ارشاد فرمایا تھا اے صیقل مژدہ باد وقت رہائی قریب آیا آقا تیرا ایرج نوجوان اپنا
بچھڑا تا بہ قلعہ اسکندریہ پہونچا ہزارہا ساحر واصل جہنم ہوئے اب وقت عیش و سرور قریب
آیا ابھی تسکین دیکر تشریف لے گئے ہین کہ تو نے دروازہ کھولا گویا دروازۂ عیش و فرحت وا ہوا
مسرور جادو یہ سنکر مثل ببر کے گرگرایا سر زنجیر کو پکڑکر اس عالی خاندان کو کھینچتا ہوا لیچلا سامنے
مرات جادو کے پہونچایا جیسے ہی صیقل نے اس نمکحرام کو دیکھا پکار کر آواز دی او ملعون دیکھ

حقدار کو حق پہونچا چاہتا ہی مرأت جادو غصہ مین تھر تھر کانپنے لگی کہا او صیقل تجھپر بہی حال طلسم کشا
آئینہ ہوا قید خانے مین کیا بیہودہ بکتا تہا میرے سامنے تو کہہ سزاے کامل دون صیقل نے کہا
او نمکحرام کیا بیہودہ بکتی ہی جو تجھسے ہوسکے قصور و کوتاہی نہ کرین عرصۂ دراز سے مطیع احکام پروردگار
ہوا طلسم کشا کی آمد کا امیدوار ہوا شکر ہی کہ مژدۂ فرحت افزا سنا آقاے نامدار مولاے
قدر شناس کا اس طلسم اسکندریہ مین گذر ہوا مرحلجات فتح ہوے نمکحراموں کو سزا ملی وہ جو
نمکحرام کلان ہی یعنی افراسیاب خانہ خراب اُسنے اپنے ولی نعمت کے ساتھ کیا کیا تونے ہمارے
بزرگون کو نفرہ دیا ملک و مال پر قبضہ کر لیا انشاء اللہ اب وقت انتقام قریب آیا کل نمکحرامون
سے انتقام ہوگا غلامان صاحبقران کا نام ہوگا تو میرے قتل پر قادر نہین ہی یقین کامل ہی مین
طلسم کشا کی قدمبوسی سے مشرف ہون اُس شہریار کا ساتھ دون رُتا بھرتا تا طلسم ہوشربا
پہونچون فتاح طلسم ہوشربا اسد نامدار نظر کردۂ بزرگان عالی وقار کی بہی زیارت سے
مشرف ہونگے ہمارے آقاے نامی شہنشاہ گرامی یعنی لاچین جادو بادشاہ خوشخو کی بہی قدمبوسی
حاصل ہوگی خیرخواہان دولت کو بہی تسکین ہوگی ایسے کلمات جرأت آیات شاہزادہ صیقل
آئینہ دار نے غصہ مین کہے مرأت جادو کے ہوش اُڑگئے وزرا امرا مرأت کی صورت دیکھنے
لگے مرأت جادو نے کہا یارو نہ گھبراؤ معلوم ہوتا ہی یہ تو بڑا ستارہ شناس ہی کسی کاہن یا جوگی
یا پنڈت نے ایسی باتین بنائی ہونگی خوشامد مین اُسکو سنائی ہونگی کہ بادشاہزادہ ہی شاید
کبھی چہوٹیگا پہر دیکھا پنڈت وغیرہ ایسے لوگون کو ڈھونڈھا کرتے ہین دوا پہر سنا دیے لگا میاے
لیا اُسکا دل خوش کر گئے صیقل نے کہا او مکارہ مین عرصۂ دراز سے قید خانے مین ہون صورت
آسمان کی دیکھنا دشوار ہوئی پردۂ عہد نازدنعم او ملعونہ پہر یہ ظلم و ستم اب بہتر یہ ہی کہ
قدمون کو بوسہ دے ہم شاہان جلیل مین بزرگان دین ہمارے کفیل ہین تیری خطا
معاف کردین پہر عہدہ ہاے جلیل سے سرفراز کرین نمکحرام نہایت شفقت پر ناز کرین اگر
اسکے خلاف کریگی سزاے معقول پائیگی جہنم مین جلائی جائیگی مرأت جادو نے اشارہ کیا جلاد
جلاد کو بلاؤ اس زبان دراز کو سزا دو جلاد جلاد کا طلب ہوا فوراً جلاد حاضر ہوا تیغہ کھینچکر سامنے
آیا نعرہ کیا شعر سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست ٭ مرغ را دانہ بلا شد حجت بر صیاد چیست

کس کا رشتۂ حیات منقطع ہوا ہی کس کا ساغر عمر لبریز ہوگیا کون مغضوب درگاہ سلطانی ہی تیغہ بارہ دار رکھتا ہون بازو پر قوت ایک ہاتھ مین سر کو قلم کرتا ہون قتل کرنا میرا کام ہی جلانا میرا کام نہین حکم اول ہی سمجھکر ارشاد فرمایئے کل اہلیان دربار مین اسوقت ایک غریو بلند ہوا ہر ایک کا قول تھا یارو یہ کیا ستم ہی اپنے بادشاہ کے فرزند نامدار کو بجبر قتل کرتی ہی ایسے بیگناہ کے خون سے ہاتھ بھرتی ہی انجام اسکا بد ہی وقت انقلاب قریب آگیا دیکھیے کیا ہوتا ہی قلعہ مصوریہ مین تو کیفیت ہی کہ جلاد تلوار کھینچے سر پر شاہزادہ صیقل آئینہ دار کے کھڑا ہی مرات نے حکم دیا چاہتی ہی اہلیان دربار بدحواس ہر ایک کو عالم یاس کلمات عبرت زبان پر جاری بیقراری اشکباری لیکن اب حال اس بدسگال مصورین قمار شعلہ زن کا گذارش ہوتا ہی کہ یہ بیحیا پرپرواز پیدا کرکے بنابر گرفتاری ایرج نوجوان چلا تھا اول آکر داخل لشکر ظفر اثر ہوا دیکھا لشکر آبادی بارگاہین استادہ کثورہ کھنک رہا ہی بازار کھلے ہوے دوکاندار بیع وشری پر تلے ہوے یہ بیحیا بشکل فقیر پھرتا ہوا بازار مین آکر بیٹھا ایک سے پوچھا کیون صاحب طلسم کشا کس بارگاہ مین جلوہ فرما ہین اس شخص نے اشارہ کردیا کہ وہ سامنے بارگاہ زرلفتی استادہ ہی اسمین اس شیر بیشۂ صاحبقرانی کا گذر ہی بس مصور ملعون ایک گوشہ مین آیا نقب سحر لگاتا ہوا طرف بارگاہ والاقدر کے چلا یہان دونون شیدائے یکدیگر یعنی ایرج نوجوان و ملکہ بران شمشیر زن مدت کے بچھڑے ہوے جو ملے ہین دفتر شکایت کے کھلے ہین مضامین حسرت و یاس سے دل بھرے ہوے تھے انکو خالی کررہے ہین ستر شاپور شیر دل کبھی بیٹھکر شراب پلاتا ہی کبھی چنگ مرصع ہاتھ مین لیکر دل بہلانے کو دونون عاشق ومعشوق کے یہ غزل عاشقانہ گاتا ہی غزل

گل چھری پائینگے جتنے ہین اسیران قفس	دن کو مہمان قضا رات کو مہمان قفس
دے کہین رخصت فریاد انھین ای صیاد	تنگ آئے ہین بہت ضبط سے مرغان قفس
مژدہ ای قسمت بد دام بلا مین آکر	تھے مہمان چمنستان ہوے مہمان قفس
پنبہ در گوش نہ رہ بہر خدا ای صیاد	سن ذرا زمزمۂ نالۂ مرغان قفس
لوریان گود مین لیکر جو قضا نے دی ہین	پانون پھیلائے ہوے سوتے ہین مرغان قفس
مژدۂ چاک قفس کیا ہی اسیرون کے لیے	آنکھ کھولے ہوے بیٹھے ہین نگہبان قفس

برگ گل فرش قفس چاہیے کرنا صیاد ۔۔ جی کو بہلائیں یہ بلبلیں کاش اسیران قفس

خوابگاہِ ستم افزا ہی گرفتار دن کی ۔۔ یارب آباد رہے گوشۂ ویران قفس

فصل گل آتے ہی مرغانِ چمن ہیں دلشاد ۔۔ کہہ دو صیاد سے تیار ہو سامان قفس

تخلصی تجھ الفت سے بہت مشکل ہی ۔۔ چھوڑنے کے نہیں ناخن مرے دامان قفس

تخلصی نے ہمیں پھر شوق اسیری بخشا ۔۔ یاد آنے لگی وہ صحبت یارانِ قفس

نیند آجائے اجل کی مرے افسانے سے ۔۔ تا قیامت نہ کھلے چشم نگہبان قفس

چھوڑ دے توڑ کے بازو کہیں باہر صیاد ۔۔ تنگ آتا ہی اٹھانا ہمیں احسان قفس

مخلصی پا کے فراموش کیا مجھکو آہ ۔۔ یاد آیا نہ احبا کو میں مہمانِ قفس

چھوٹ کے ہم سکن ایذا سے بھی رنجیدہ رہے ۔۔ مدتوں دل میں رہی حسرت ہجرانِ قفس

نہ پڑی آنکھ تری اور طرف ای صیاد ۔۔ کیا نہ بلبل کے سوا تھا کوئی شایان قفس

اشک خونی کے ہیں قطرے مرے مصور شکل ۔۔ دیکھو صیاد ذرا لطف گلستانِ قفس

ہوگئی ایک ہی پرواز میں خالی آغوش ۔۔ کیا غضب ہی نہ بر آیا کوئی ارمان قفس

ہیبتِ نالۂ پر غم سے زمین کانپ اٹھی ۔۔ چرخ چکر میں ہو دیکھے جو مری شان قفس

رنج عشرت سے نہیں کم جو ہو دن لحاب نسیم ۔۔ مغتنم جان تو یہ صحبتِ یاران قفس

کبھی گانے لگے اکثر باہر جاتا ہی یہ دونوں عاشق تن گرفتاران دام رنج و محن ان اشعار کے معنا میں حسرت آمیز جو خیال میں کرتے ہیں ٹھنڈی سانسیں بھرتے ہیں ایرج نوجوان کا دامن سے ملکہ کے اشک پاک کرنا کبھی سمجھانا کہ ای ملکۂ عالم ای گل گلزار خوبی ای رنگ و بوے گل حدیقۂ محبوبی ای سرو نوخاستہ گلشن زعبت ای نہال باغ دلکشائے محبت ای باعث صبر دلِ ترددمنزل ای مونس تنہائی وای باعث صبر و شکیبائی اب یہ کلمات حسرت آیات سننے کی قلب میں طاقت باقی نہیں ہی اب ہجر ناگوار ہی دل مثل سیماب بیقرار ہی اب یہیں تشریف رکھو کوکب روشنضمیر کو جواب دینگے پھر اسکے طلسم پر قبضہ کرینگے ورنہ ہمارا زنگ ہیر ذرا گردن تامل کریگا خرابی درپیش ہی مدت سے اسکا پس و پیش ہی بہران نے جواب دیا ای شہریار میرے رہنے میں ہزار طرح کی خرابی ہی صحبت شہنشاہ میں ہزار ہا در اندازی میں مجھے

بڑے غماز ہین ربط وضبط کا کام ہی صبر و جبر مین نام ہی آپ نبیرۂ صاحبقران صاحب عظم و شان جری
سپاہ صف شکن تیغ زن سطوت صولت رعب و دبدبہ شجاعت جوانمردی قلعہ گیری ثابت قدمی آپ کے
خاندان کے یہ سب چاکران کمترین ہین آپ کو اسکا خیال واجب ولازم ہی یہ عاشق و معشوق تو
آپس مین یہ باتمین کر رہے ہین مگر مقصور بن قمار نقب سحر دیتا ہوا گوشۂ بارگاہ ایرج مین آکر چہرہ
نقب کا توڑ ملعون نے سر نکالا دیکھا مسند پر قران السعدین اجتماع نیرین ماہ و خورشید ایک برج
مین دو گوہر بے بہا ایک درج مین اختلاط ظاہری ہو رہے ہین کبھی ہنستے ہین کبھی رو دیتے ہین لیکن
لوح طلسمی ایرج کے گلے مین پڑی ہوئی ہی مقصور گھبرایا سر اندر نقب کے کھینچ لیا دل مین سوچا اب اے
کدای مقصور کیا کرون شیر بیشۂ صاحبقرانی پر کیونکر دست انداز ہون جرأت مین یکتا صاحب
لوح طلسم کشا علاوہ اسکے دختر کوکب شیرانہ بیٹھی ہی کیا فکر کرون ملکہ عالم کو جا کر کیا منہ دکھاؤنگا
وہ منتظر بیٹھی ہونگی اسی خیال مین کہ ہمارا خیر خواہ لوح لیکر آتا ہوگا دل سے یہ باتین کرتا ہوا بیرون
بارگاہ ایک نخل کے سایہ مین نکلکر کھڑا ہوا در بارگاہ پر شاہزادے کی نگاہ ہی یکایک معتمد
شاپور شیر دل بارگاہ سے باہر آیا مقصور سوچا کہ یہ اسکا عیار ہی صاحب راز دنیا زندہ نگاری
مین سرفراز کسی طور سے اسکو گرفتار کرون شاپور در بیخانہ پر پہونچا وہان سے گلابی لیکر
چلا تھا کہ مقصور کی نگاہ پڑی اسی بہانے وہین سے سحر کیا شاپور لڑکھڑا کے گرا مقصور
قریب آیا شاپور کو سحر سے بیہوش کر کے کنارے ڈال دیا آپ سحر سے صورت شاپور بنکر
تیار ہوا اندر بارگاہ کے آیا مگر گھبرایا ہوا طائر ہوش پران حیران پریشان ایرج نوجوان
نے جو متردد دیکھا پوچھا کیون برادر خیر تو ہی اس نے گھبرا کر عرض کی کہ حضور ذرا کنارے
آئین مین کچھ عرض کرونگا ایرج نوجوان بے اختیار اٹھ کھڑے ہوئے وقت وہ ہی کہ ستارۂ
سحری چمک چکا ہی مرغ سحری صدا دیتا ہی شمع ہائے سوی وکافوری پر زردی آچلی ہی شمع
شمع ہائل بزردی ہی پروانے لگن مین جلے ہوئے پڑے ہین عاشقان صادق جل گئے معشوق
نے پروانہ کی شمع نے بھی رات بھر اشک حسرت بہائے کسی نے خبر نہ لی کوچۂ عشق مین عاشق و
معشوق دونون تباہ ایک کو سوز عشق نے تباہ کیا ایک نے رو رو کر اپنا خون اپنی گردن پر لیا
فرش مین جابجا شکن عاشق و معشوق کے حال پر فرش نے بھی تیوری چڑھائی پردہ ہوا سے

اڑ کر دروازے پر گرتا ہی عاشق ومعشوق پر جو صدمہ ہونے کو ہو سر بلک رہا ہی ایرج کو ساتھ
لیے ہوے مقہور کنارے آیا گھبرا کر کہا ای شہریار ابھی کچھ جادوگر پاس سے مرات جادو کے پلٹ کر
آئے ہین اُنھنے مشہور کیا کہ لوح طلسمی طلسم کشا کے پاس سے ہمنے نکالی ابھی ابھی غلام نے یہ خبر وحشت
اثر سُنی حضور کے پاس لوح موجود ہی ایرج نے کہا ای برادر جسوقت سے مین میدان جنگ سے پلٹا
سوائے تمھارے میرے پاس کوئی نہین آیا اُسی طرح سے لوح موجود ہی عرض کی اتار یے غلام دیکھے تو
ایرج نے بمحبت شاپور ریخ کو گلے سے اُتار کہا دیکھو بھائی تم سے ہمین کیا انکار ہی شاپور
نقلی نے لوح کو ہاتھ مین لیا پیچھے ہٹ کر ایرج نوجوان پر سحر کیا یعنی ایک ماش کا دانہ پھینک مارا
ایرج بیہوش ہوکر گرے اس ہیچمدان مقہور نے بتعجیل تمام لوح کو رومال مین لپیٹ کر جھولی مین رکھا
ایرج کی کمر مین پنجہ دیکر اُٹھایا قصد ہوا کے نکلون یہان ملکہ بران بیٹھے بیٹھے گھبرا ئین مثل مشہور ہی
شعر دل با دل رہیست درین گنبد سپہر از سوے کینہ کینہ وز سوے مہر مہر زلف معشوق پر اگر
بل پڑا عاشق صادق کے مزاج مین ابتری ہوگی ضرور دل خبر دیتا ہی ملکہ بران گھبرا کر اُٹھین
کئی مرتبہ شاپور کو آواز دی جواب نہ ملا اور زیادہ تردد ہوا پردہ اُٹھا کر باہر آئین
اُسوقت پہونچین کہ دور سے دیکھا ایک سیاہ پوش بصد جوش وخروش ایرج نوجوان کو
اُٹھا رہا ہی بس ملکہ کو تاب نہ آئی آواز دی خبردار کون ہی ادھر طلائے پر ملکہ انجم ماہ رخسار
رات بھر بیٹھی ہی یہ بھی عاشق صادق شاہزادہ والا قدر ہی کل فوج کی افسر ہی یہ بھی دوڑی
آواز سے بران کے آواز دی کیون حضور خیر تو ہی ملکہ بران نے پکار کر آواز دی جلد اپنے کو
یہان تک پہونچاؤ تمھارے آقا کو کوئی گرفتار کر رہا ہی اُدھر سے ملکہ انجم دوڑی راہ مین انجم
نے دیکھا شاپور ایک مقام پر بیہوش پڑا ہی بس انجم نے بیقرار ہوکر پکارا حضور بڑا
غضب ہوا کچھ فتور برپا ہوگیا شاپور یہان بیہوش پڑا ہی کسی کے سحر مین مبتلا ہی یہ کہکر
انجم نے شاپور پہ باران سحر برسایا آپ دوڑی لشکر مین بھی ہلڑ ہوا مقہور سمجھا طلسم کشا
کو نہ لیجا سکونگا لوح طلسم لیجاؤن پھر انکا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی یہ سوچ کر پر پرواز
پیدا کیے اڑ کر چلا ملکہ بران نے نعرہ کیا سحر کرکے بلند ہوئین جیسے ہی برابر مقہور کے پہونچین
لوح بھی ہاتھ مین تھی ملکہ کو دیکھکر ذرا رنگ رو متغیر ہوا لوح کو سامنے ملکہ بران کے چمکا دیا

پلک جھپکی غش آنے لگا قلب تھرایا ارے کہکر ملکہ پیچھے ہٹی اتنے عرصہ مین مقصور قندیل فلک ہوا مثل
ستارۂ سحری آسمان پر چمکا نعرہ کر کے پکار اٹھا منم مقصور بن قہار شعلہ زن باشیدای مسلمانان مین
لوح طلسمی لیچلا اب سر پٹکا کرو طلسم کشا کو ما بدولت نے زلیا جب چاہینگے پکڑ لیجاینگے یہ جو سنا
ساحران غدار تعاقب مین مقصور بن قہار کے چلے انجم نے شاپور کو ہوشیار کیا ملکہ بران نے
بڑھکر ایرج نوجوان کو سنبھالا جب شاہزادہ ہوشیار ہوا ملکہ نے کہا صاحب لوح طلسمی کو کیا کیا
تم سے عقلمند ہو خال سپاہی تباہی سے کچھ کام نہین کیونکر لوح حوالے کی ایرج نے گھبرا کر کہا مین
نے سوائے بھائی شاپور کے کسی سے کلام بھی نہین کیا شاید انھین کی شکل بنکر کوئی جادوگر
آیا لوح مانگی مین نے دیدی اسکے بعد مین بیہوش ہو گیا مجھے احوال نہین معلوم کیا سحر گذرا ملکہ
بران نے کہا مین جانتی ہون معلوم ہوتا ہی قلعہ مقصوریہ پر جا کر جما د ہوا ہی وہین سے یہ
مقصور جادو آیا دم دیکر لوح لیگیا بڑا غضب ہوا جان بچنا دشوار ہو گی ہر ایک تدبیر بیکار
ہو گی افسوس صد ہزار افسوس شعر من درچہ خیالم فلک در چہ خیال :: کارے کہ خدا کند فلک
را چہ مجال :: دیکھیے فلک کجرفتار گردون غدار کیا کجروی دکھاتا ہی ایرج غصے مین کانپا کہا تم
طرف طلسم نورافشان کے جاؤ مین فوراً اپنے کو تا بقلعہ مقصوریہ پہونچاؤنگا لوح لونگا یا زہر کھا کر جان
دونگا ملکہ بران کی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوئے اشارہ کیا صاحب کیونکر ہو سکتا ہی
کہ تمھارے دشمن جان دین ہم جا کر طلسم نورافشان مین بیٹھ رہین خوف ذلت و رسوائی نے پابند کیا
اسقدر سردمند کیا کہ اب کلام کرنا ناگوار ہی زیادہ ٹھہرنا اچھا نہین یہ کہکر ملکہ بران شمشیر زن
چیخ مار کر بشکل عقاب آسمان [illegible] اتنے عرصے مین لشکر مین ہنگامہ ہو گیا انجم ماہ رخسار
نے نفیر سحر بجائی کمر بندی ہونے لگی شاپور قریب ایرج نوجوان کے آیا ایرج نے کہا ای شاپور
غضب ہوا لوح طلسمی قبضہ سے گئی ملکہ بران یکہ و تنہا تعاقب مین اُس سفلہ غدار کے تشریف لے گئی
مین جلد مرکب تیار کرو ایسا نہو انکے دشمنون پر کوئی افتاد پڑ جاے مین منھ دکھانے کے کام
کا نہ رہونگا اپنی بارگاہ سے ملکہ شیشہ می نوش نکل آئی رنج و ملال مین شب بھر جاگی ہی اس خیال
مین قلب پر چھریان چلا کین کہ ایرج نوجوان پہلو مین ملکہ بران کے بیٹھے ہونگے اب جو نکلکر خیمے
سے ایرج کو دیکھا شرما کے منھ پھیر لیا لشکر غم والم نے گھیر لیا ایرج کو اس حرکت پر نہایت غصہ آیا

مرکب کو بڑھا کر چلے ملکہ شیشہ مے نوش نے شاپور کو قریب بلایا کہا کیون بھیا شہرہ وفاداری
یہی ہے کہ اسوقت شہریار نے ہمارا مزاج بھی نہ پوچھا ہم نے سلطنت پر لات ماری ماں کے گھر کو
برباد کیا اسکا بہت جلد ہمکو بدلا ملا آج ہمارا مزاج بھی نہ پوچھا گیا اب ہم بھی اُنسے بات نہ کرینگے
تڑپ تڑپ کے جان دینگے اپنی کیفیت مضمون سے ان اشعار آبدار کے ظاہر ہے اشعار مرزا نسیم

کہیں کیا دست وحشت کا کہاں تک ہم پہ احسان ہے
کہ اب تار گریبان ہے نہ باقی تار دامان ہے

مقام سیر ہے کنج لحد بھی یاد گلرو سے
جگر کے داغ گلشن ہیں کفن صحن گلستان ہے

بڑھی لو اور چالاکی چبھے جو پاؤن مین کانٹے
کہ پائے آبلہ پا ہر اک خار مغیلان ہے

یہ حالت ہے کہ ہے زنجیر بھی محتاج نالے کی
ہلا سکتے نہیں پا کو بیابان تنگ زندان ہے

بھلا کیا زندگی کا لطف مجھ سے ناتوان کو ہو
کہ ہل جانا سر مو کا قضا کا بیسامان ہے

ہمہ لطف اسیری ہاتھ صیاد ہے اے دل
کہ آغوش قفس تک آتے آتے رخصت جان ہے

بہار سبزہ تو دیکھتے ہیں جوش گریہ سے
دل وحشی کے بہلانے کو مرقد بھی بیابان ہے

کیا چاک بدن جب کچھ نہ پایا دست وحشت نے
بیاں تک اب برہنہ ہیں کہ اپنی جان عریان ہے

نہیں [illegible] آرام ہر دم چونک اٹھتے ہیں
صدائے نالۂ مرغ سحر سے دل پریشان ہے

بہا کر خون پہنائے کفن گلہائے لالہ کا
کہ اپنی وجہ خونریزی حنائے دست جانان ہے

ہوا تیغ تبسم سے جو کشتہ دلربائی مین
بہ شکل گل ہر ایک زخم بدن شادی سے خندان ہے

بجز فضل خداوند حقیقی کون ہے اُس کا
نسیم بیکس و مضطر غریق بحر عصیان ہے

یہ اشعار پڑھکر ملکہ شیشہ مے نوش زار زار روئی شاپور نے کہا اے ملکہ عالم تمہیں کچھ احوال
بھی معلوم ہے کہ آقائے نامدار پر کیا معرکہ گذرا ایک ساحر مقصور بن قہار نامے آیا دم دیکر
موج طلسمی لیگیا قیامت برپا کی ملکہ بران شمشیر زن تعاقب مین گئی ہین ملکہ انجم ماہ رخسار لشکر کو
تیار کر رہی ہین یہ سنکر ملکہ شیشہ مے نوش کا نشہ اتر گیا ہوش و حواس پراگندہ گھبرا کر کہا کہ بھیا
شاپور یہ تو بڑا غضب ہوا اب کیا ہوگا خدا انکی جان بچائے ہے ہے مین تو کہتی تھی اس طلسم کشائی
مین آگ لگے تمام دنیا اس شہریار کی دشمن ہو گئی بھیا تم جا کر شاہزادے کو سمجھاؤ کہ آپ
طلسم کشائی سے ہاتھ اٹھایئے قلعہ طلسمی انکا چھوڑ دیجیے اپنے دادا جان کے لشکر مین چلیے جب

آپ آنکا بیچانہ کرینگے جادوگر بھی سب سرپٹ کر بیٹھ رہینگے شہریار نے مرجلات کو فتح کیا ہزارہا ساحر انکے ہاتھ
سے واصل جہنم ہوئے انکے عزیزاقارب فکر مین ہین انکے پھراسی ذکر مین مین شاپور نے کہا ملکہ اب زیادہ
کلام کرنے کا محل نہین ہو یہ تمھارے کہنے کی بات ہو کہ طلسم کشائی سے ہاتھ اٹھا مین عنایت سے پروردگار
کی طلسم فتح کر چکے مان تمھاری ملکہ مرأت جبتک زندہ ہین کدہ کاوش کرینگی اپنی جان بچانے کی کوشش
کرینگی اسکا ڈر کیا ہو منظور خدا یہ البتہ بڑا غضب ہوا لوح طلسم کا قبضہ سے نکلجانا یا تو مرأت کو خوف تھا
کہ انپر سحر تاثیر نہین کرتا اب لشکر کشی کرینگی سرکشی سے باز نہ آئینگی اگر آج ملکہ بران موجود نہ ہوتین تو وہ
ساحر انکو بھی لیچاتا تھا اب جاکر بارگاہ مین بیٹھیے جو ملازم اس مقام پر ہین انکا انتظام کیجیے پریشانی
کو خاطر اقدس مین جگہ نہ دیجیے شاپور شیر دل ملکہ مرأت کو سمجھا رہا تھا کہ سامنے سے دیکھا افقدرچ
روان قاسم عالی شان شاہزادہ ایرج نوجوان پشت گرہ بن اشقر پر سوار گرد ہزارہا ساحران
نامی رفیقان گرامی گھیرے ہوئے بریلغ آتے ہین ملکہ شیشہ مہ نوش نے جو شاہزادے کو
اسطور سے آتے ہوئے دیکھا روتی ہوئی بڑھین باگ پر ہاتھ رکھ دیا کہا ای شہریار بر لے خدا
اب آج جانے کا قصد نہ کیجیے سب جادوگر آپ کے نام کے دشمن ہین قلعہ طلسی انکا چھوڑ دیجیے بلکہ
اگر حکم ہو تو مین لکھ بھیجون کہ ای مادر نامہربان مین نے آپ کی سفارش کر کے قلعہ طلسی چھوڑ دادیا
اپنے قلعہ مین آکر بیٹھیے آپ کا نام لکھدونگی کہ انسے دشمنی نہ کرو یا تو ایرج نوجوان نہایت غصے مین تھے
ان باتون پر ملکہ شیشہ مہ نوش کے بے اختیار ہنس پڑے کہا صاحب کیا تم نے لڑکون کا کھیل
سفر کیا ہو کہ مین قلعہ چھوڑ دون اطمینان ہو جائے ہم سفر کر کے چلے جائین وہ ہمارا کیا نہ کرے
جو اس سے ہوسکیگا کر گئی کیا وہ باز رہیگی انشاء اللہ اگر گھسکر قلعہ مین نہ مارا تو نام اپنا شاہزادہ
ایرج نوجوان نہ پایا یا قضا ہماری ہمکو لیے جاتی ہو بموجب مصرع؏ ہرچہ رود بر سرما آنچہ پسندی
رواست ؎ یہ کہکر گھوڑے کو پھیرا اب تو ملکہ شیشہ مہ نوش گھبرائی کنیزون کو آواز دی صاحبو
تم لوگ کیا چانون چانون کر رہی ہو میرا آج سہاگ خاک مین ملتا ہو قلعہ مقہوریہ پر جانے کی
تیاری ہو جلد تخت آراستہ کرو کارگزاران شاہی نے فوراً تخت آراستہ کیا ناگاہ رو شیشہ
مہ نوش اڑا ہوا گرد کنیزون نے آکر گھیر لیا نقارے بجے علمہاے زرنگاری کے پھریرے
کھلے لشکر مین تلاطم ہوا سامنے سے دیکھا ملکہ انجم ماہ رخسار طاؤس زرین بال پر سوار چمکتی ہوئی آئین

ہین انسو بھرے ہوے زلفین عنبرین چہرۂ زیبا پر پریشان عقب مین صدہا جادوگرنیان اہل شوکت
سے ملکہ انجم آتی ہین ملکہ شیشۂ می نوش کو تخت پر دیکھا انجم نے سلام کیا پایۂ تخت پر ہاتھ رکھدیا
اشک حسرت چشم حق بین سے ٹپکاے عرض کی اے حضور آپ کیون تکلیف فرماتی ہین فلک نے گردش
دکھائی لوح طلسمی مقہور بن قہار لیگیا ملازمان شاہنشاہی کو داغ دیگیا ملکہ بران شمشیر زن دختر
بلند اختر شہنشاہ کوکب روشنضمیر صاحب جاہ و توقیر حسن مین رشک ماہ منیر سب کے پیلے گئی ہین
اب ہو سکتا ہی کہ ہم تامل کرین گوشۂ عافیت مین بیٹھین آپ سحر سے آگاہ نہین ہین آپ کا تکلیف کرنا بستر
نہین ہی جو چلا ہی آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہوا ہی خود بادشاہ طلسم وہان موجود ہی لوح طلسمی
قبضہ سے جا چکی اب سواے جان دینے کے کیا چارہ ہی شیشۂ می نوش نے گھبرا کر کہا بوا تمکو
غم ہوا ہمکو کچھ اسکا افسوس نہین ہی ملکہ انجم آپ لوگ اگر جان بچائین کہین جا کر چھپ جائین
مرات جادو تلاش نہ کریگی میری جان کی دشمن ہی لوح طلسمی مین نے لا کر دی شجر جادو کو مارا ورنہ
لوح کا پتا ملنا دشوار تھا انجم نے کہا حضور اختیار ہی اسوقت جو دست طلسم کشا کا ہی آمادہ حرب
و پیکار ہی اگر راہ مین اُس ملعون کو پا گئے اور لوح طلسمی لیلی تو ہماری فتح اُنکی شکست ہی ورنہ جان
دینے کا بندوست ہی یہ کہکر انجم نے بھی طاؤس کو اپنے اڑایا جو ساحر غیر ساحر جس مقام پر عقب
عقب مین شاہزادے کے چلا سب سے زیادہ شیشۂ می نوش بصد جوش و خروش لشکر کو تیار
کرا کے چلی ہی مگر بیقراری نے سر اٹھایا قلب تھرایا کنیزین ساتھ ہین ہزارہا ساحران زبردست
پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے عرض کرتے جاتے ہین کہ حضور نہ گھبرائین پروردگار فضل اپنا شریک حال
کریگا یہ لڑائی بھی فتح ہو لی شیشۂ می نوش کہتی ہی صاحبو اپنے بخت واژگون و طالع نگون سے
یون امید نہین ہی ایک لمحہ فلک نے آرام نہ لینے دیا ہماری زندگی حسرت مین گئی ساتھ والیان
ان کلمات کو سنکر روتی ہین کوئی کہتی ہی کہ واری خدا آپ کے راج سہاگ کو قائم رکھے دشمن
مارے جائین دست فتح پائین بیان تو اِس طور سے یہ لشکر طرف قلعۂ مقہوریہ کے جاتا ہی
لیکن گذارش کر چکا ہون کہ مرات جادو نے غصے مین آکر صیقل آئینہ دار کو بلا کر زیر تیغ بٹھایا
ہی قلعہ مقہوریہ مین ہنگامہ ہی ہر گلی کوچہ مین یہی چرچا ہی کہ صاحبو مرات جادو نے اب بڑے
ظلم پر کمر باندھی ہی شاہزادہ صیقل کے بزرگون کو قتل کیا ملک و مال پر قبضہ کر لیا اب آج غصے مین

اس شیر بیشہ سلطنت کو بھی قتل کرتی ہی طلسم کشا پر زور نہ چلا اُس بیچارے قیدی پر غصہ اتارتی
ہین اتفاقات قضا و قدر مقہور اس قلعہ کا حاکم کاشانۂ عفت مین ایک گوہر بے بہا رکھتا ہی یعنی ایک
دختر حسین مہ جبین نیک منظر حور پیکر پریوش گلعذار غنچہ دہن بڑے بڑے رئیس و جلیل اسکے سودا ے
زلف عنبرین مین آوارۂ دشت ادبار ہوے دام مصیبت مین گرفتار ہوے مگر اُس مغرور حسن
و جمال نے کچھ خیال نہ کیا کسی پر نگاہ نہ ڈالی کسی ہجران دیدہ کی خبر نہ لی اگر کسی نے کچھ پیغام پہونچایا
جواب صاف دیا کہ ہمین کسی کے مرنے جینے سے کیا کام مرنے والا کیون مرتا ہی ناحق اپنے کو مطعون
و بدنام کرتا ہی شعر ایسے چودہ ہزار مرتے ہین * کہین ہم لوگ رحم کرتے ہین * کسی نے جوش محبت
مین سنکھیا کھائی تڑپ تڑپ کر جان دی کوئی ہو حق کرتا ہوا جنگل مین نکل گیا مثل فرہاد جگر سوز
پہاڑ سے سر ٹکرا ٹکرا کر مرا اس رشک شیرین نے خیال بھی نہ کیا لیکن حاکم قلعہ کی بیٹی ہی سحر مین طاق
شہرۂ آفاق طرف سے قید خانے کے گذر ہوا صیقل کو دیکھکر مائل ہوئی تڑپتی ہوئی گھر مین آئی
کئی دن آب و دانہ ترک رہا جب کنیزون نے دلدہی کرکے پوچھا کہ حضور باعث بیقراری کیا ہی
آپ کو کس شی کی کمی ہی مزاج مین کیون برہمی ہی جب ساتھ والیون نے بہت پوچھا ملکہ شمع رخسار
نے جلکے جواب دیا صاحبو پوچھنے سے کیا فائدہ اگر ہمارے درد کا علاج کرو تو کچھ حال دل
کہین ورنہ خاموش رہین چمن آرا وزیرزادی ملکہ شمع رخسار کی قدمون سے لپٹ گئی آنکھین تلوون
سے ملین عرض کی واری یہ کنیز قدیم آپ کی جان و مال سے حاضر ہی کچھ کچھ مین سمجھ بھی گئی ہون
مگر اپنی زبان سے فرمائیے اگر آگ کا دریا ہو جھیلین جان پر کھیلین نمک حلالی ہمارا کام ہی ملازمان
خیرخواہ کا اسی مین نام ہی چمن آرا نے جب اسطرح کے کلمات تسکین آیات کہے شمع رخسار نے
چمن آرا کے گلے مین ہاتھ ڈالدیا کہا اے خیرخواہ فلان قید خانے مین وہ جوان کون ہی جو طوق
و زنجیر مین قید ہی کس صیاد جلاد کا صید ہی * وہ یوسف کنعان دلبری کس گلستان کا پھول ہی
کس آسمان کا ماہ درخشان کس برج کا انجم تابان ہی کیا خطا ہوئی کیون قید کیا چمن آرا نے
منھ پیٹ لیا کہا اے ملکہ عالم اس جوان کی حسرت و یاس پر زمین روتی ہی آسمان اشک حسرت
بہاتا ہی طلسم اسکندریہ کا بادشاہ اس شہریار کا والد نامدار تھا صاحب جاہ و جلال دولت و حشم
بندہ درگاہ فوج و لشکر بے حساب خود بھی علم سحر و افسون مین کامل عاقل باذل فہیم لیئق رعیت

پرور عدالت گستر شیر و بکری کو ایک گھاٹ پانی پلایا ظالمون کا نام صفحۂ ہستی سے مٹا دیا سرکشون کو
خاک مین ملا دیا ابلی مرآت جادو آنکی مدار المہام تعین آپ کے والد نامدار سپہ سالار لشکر کل فوج کے افسر
دونون صاحبون نے آپسمین میل کیا اس بادشاہ عالیجاہ کو زہر دیا یہ شاہزادہ بارہ برس کا تھا
اسکو گرفتار کر لیا چاہا قتل کرین لوگ مانع ہوئے کہ اُسنے ابھی کیا خطا کی ہو آخر قتل سے در گزر ے
اس یوسف مصر شہنشاہی کو زندان مین قید کیا شاہزادہ صیقل آئینہ وار اس جان کا نام ہو اگرچہ
اپنے باپ کے زمانے مین کمسن تھا مگر فن سحر و ساحری مین طاق علم نیرنج و شعبدہ مین شہرۂ آفاق
ملکہ شمع رخسار نے جب یہ حال سنا چاہا کہ ضبط کرون دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ
دل بدعت سنگ عشق سے ٹوٹا آٹھ پہر رویا کرتی تھی ٹھنڈی سانسین بھرتی تھی چمن آرا مونس
تنہائی باعث صبر و شکیبائی ہر گھڑی سمجھایا کرتی تھی واری صبر کرو دل پر جبر کرو فراق کا انجام وصل
نہ گھبرایئے کوئی سبب پیدا ہوگا وہ شیر دل قید سے چھوٹیگا آپ تک رسائی ہوگی فراق کا زمانہ
ختم ہوا چاہتا ہو ایسی ایسی باتین سمجھایا کرتی تھی ملکہ شمع رخسار گاہے ماہے حیلہ سے قید خانے
مین جاتی تھی زیارت سے محبوب کے دل کو تسکین دیکر چلی آتی تھی آج بھی رنج و ملال مین بیٹھی تھی کہ
وزیر زادی روتی ہوئی سامنے آئی عرض کی واری بڑا غضب ہوا ملکہ مرآت جادو قلعہ طلسمی
سے شکست کھا کے آئین آپ کے والد نامدار کو لشکر طلسم کشا مین روانہ کیا لیکن شاہزادہ صیقل
نوجوان نے آج کچھ قید خانہ مین خواب دیکھا تھا خواب دیکھکر بہت رویا سامری پرستون کو برا
کہا مطیع مذہب یزدان پرست ہوا خدائے نادیدہ کی تعریف کر رہا ہو یہ خبر ملکہ مرآت نے سنی
سامنے بلوایا وہ شیر بیشۂ سلطنت در پاست مرآت جادو سے کب دبتا ہو برابر کی گفتگو ہوئی
اب اسوقت مرآت کا ارادہ ہو کہ اُس شہریار کو قتل کرے میرے سامنے جلاد آچکا تھا قتل مین
اُس شیر کے کد و کاوش نشان سلطنت کے گرانے مین کوشش ہو رہی ہو یہ سنکر ملکہ شمع رخسار
کی آنکھون مین اندھیرا آگیا قلب تھرا گیا گھبرا کر کہا کیون بوا چمن آرا مین کیا کرون زندگی تک
امید تھی کہ کبھی تو مطلب دل پورا ہوگا ہائے یہ کیا خبر وحشت اثر سنائی چمن آرا نے کہا حضور مجھسے
صبر نہو سکا دربار سے چل آئی شمع رخسار کہتی ہوئی اُٹھی اے وزیر زادی جلد کوئی تدبیر بتا
مجھکو خوب ثابت ہوگیا کہ اُس شہریار کو کچھ بشارت ہوئی مرآت کو نام خدائے نادیدہ سنکر

نفرت ہوئی اے چمن آرا مین خداے نادیدہ سے عہد کرتی ہون اگر یہ شیر دلیر آفتاب آسمان سلطنت
ماہ درخشان ریاست کی جان بچ جاے اور میری اُس شہریار تک رسائی ہو مین دل وجان سے
اقرار کرتی ہون کہ مین مذہب طلسم کشا کا اختیار کرونگی یہ تو ہمیشہ سے میرا دل کہتا ہی بھڑ دے پوتے
دو سو صد ایسے کیسے دین ہوے انگریزی کے الفاظ مین بھی شمار غیر ممکن دیکھو خدائی مین جھگڑا پڑا
مذہب کیسا خراب ہوا اُن لوگون کے دلائل معقول ہین برے اُنکو شرف حصول ہین کہتے ہین ہمارا اکیلا
خدا ہی بے مثل و یکتا ہی مین نے تو خداے نادیدہ کی اطاعت کی چمن آرا بتلا اب مین کیا کرون دل کہتا ہی
کہ جا کر بی مرات سے لڑون اُس شیر کو چھڑا لون لیکن انجام اسکا کیا ہوگا اگر وقت پر والد نامدار آگئے
فرماینگے تو نے کیون دخل دیا ملکہ عالم کو اختیار ہی چمن آرا نے کہا حضور یہ میری صلاح ہی کہ یہان سے
چلیے اور بی مرات سے دست بستہ عرض کیجیے کہ یہ نوجوان فرزند بادشاہ طلسم ہی والد نامدار کو اپنے بڑے
کار ضروری بھیجا ہی اُسکے عقب مین اسکا قتل کرنا مناسب نہین اگر مان جائین بہر دو پہر تو ٹلے جب آپ کے
والد نامدار آئینگے تب دیکھا جائیگا اگر ایک رات کی مہلت ملی ہم حضور کا ساتھ دینگے قید خانے سے نکال
لائینگے اس لڑائی مین جان لڑا دینگے مگر اسوقت جلد چلیے میرے سامنے تکرار شروع ہو گئی تھی وہ جوان
اپنی کہتا ہی یہ دھتکار رہی تھی قرار رہی تھی وہ مثل شیر خشمناک ایک سوال ایک کلام ایک زبان ایک
تحریر ایک تقریر ایک خدا یقین ہی تکرار بڑھ گئی ہوگی ملکہ روتی ہوئی اُٹھی یہ کہکر بلکی ہاتھ طرف آسمان
کے اُٹھا دیے عرض کی اے کریم کارساز و اے بے نیاز مین جا کر اُس شیر دلیر کو زندہ پاؤن ہاتھ سے اُس
جلاد کے بچاؤن یہ کہکر تخت پر سوار ہوئی چار سو کنیزین بھی ہوئین جادوگرنیان انکو ساتھ لیا سمجھا
سب سے کہدیا صاحبو ہمارا ساتھ دینا اگر مرنے کا خوف ہی تو ہمارا ساتھ نہ دو ہم مرنے جاتے ہین جسوقت
اگر ہمارے ساتھ سے قدم ہٹایا ہمکو ناگوار ہوگا اسوقت ہم خوشی سے کہتے ہین جسوقت خدا
فضل کریگا تم سب صاحبون کا گھر ہی چلی آنا کوئی طعن تشنیع نہ کریگا سب نے عرض کی اے ملکہ عالم حضور
کا نمک کھایا ہی عزت و آبرو پائی جس سے حضور رُکینگی ہم جان دینے پر آمادہ ہین جہان حضور
کا پسینہ گریگا سر نثار کرینگے ہر زخم پر دم محبت کا بھرینگے اُن سب نے جو مہر و محبت ایسے کلمات کہے
ملکہ نے ایک ایک کو گلے سے لگایا کہا صاحبو بعد پروردگار کے تمھارا بھروسا ہی سب کو ساتھ لیکر
طرف بارگاہ کے تخت آرائی ہوتی چلین یہان وہ وقت ہی کہ مرات جلاد برائے قتل شاہزادہ

صیقل آئینہ دار دو حکم دیکھی ہو جاتی ہی کہ تمیر احکم دے کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ شمع رخسار مع
انیسون جلیسون کے آکر پہونچی ملکہ مرات کو سلام کیا مرات کی جو نگاہ آئینہ جمال شمع رخسار پر پڑی
بصورت آئینہ حیران شل زلف پریشان شمع رخسار آکر کرسی پر بیٹھی اُس گرفتار رنج و مصیبت پر
نگاہ پڑی زنجیرون ہلا رہا ہی جلاد تلوار کھینچے سر پر کھڑا ہی شمع رخسار نے دست بستہ ملکہ مرات سے
عرض کی حضور اس قیدی نے کیا خطا کی جو آپ قتل کرتی ہین کیون بیگناہ کے خون سے ہاتھ بھرتی
ہین مرات نے کہا ای نور نظر یہ ساحرون کے خدا کو بُرا کہتا ہی لیکایک دین جد و آبا سے پھر گیا
علاوہ اسکے بموجب ارشاد فیض بنیاد شیخ سعدی کافعی راکشتن و بچہ اش نگاہ داشتن کار خردمندان
نیست علاوہ اسکے مذہب جد و آبا کو بُرا کہتا ہی پونے دو سو خداوندون سے منحرف ہوا ایک
خدائے نادیدہ کو اچھا کہا یہ سنکر ملکہ شمع رخسار کا کلیجہ منھ کو آیا گرمی عشق نے ہڈیون کو جلا دیا
ضبط نہو سکا آخر جواب دیا کہ ای ملکہ عالم ابتک کیون قید رکھا آپ قلعہ طلسمی مین یقین ہیان والد نامدار
کو اختیار تھا جب چاہتے قتل کرتے مگر ہمیشہ خدمتگاری مین مصروف رہے یہی فرماتے تھے اسکے
بزرگون کا ملک و مال لے لیا انکا ستانا بہتر نہین دوسرے خداوندون کو جو اُنھون نے بُرا کہا
آپ نے تکرار کی انکو بھی ضد ہوئی انکی بات کا کیا اعتبار بقول سعدی ہر کہ از دست انجمدان
بشوید ہرچہ در دل آرد بگوید مبتلائے مصیبت گرفتار دام صعوبت نور نگاہ بادشاہ
طلسم اسکندری ایسے بزرگ کے خاندان کی یہ ابتری لہذا حضور قتل موقوف رکھین جب والد
نامدار تشریف لائینگے جیسا مناسب وقت ہوگا حکم فرمائینگے آپ اسسے زبان نہ اڑائیے کیا
ضرور ہی جو اصل مقدمات ہین اُدھر رجوع فرمایئے طلسم کشا کی گرفتاری کی فکر کیجیے ملک و مال
بچایئے ایک ایسا شخص حقیر غریب زندہ رہا تو کیا مارا گیا تو کیا فائدہ یہ سنکر مرات جادو نے
کہا چھوکری تجھے کیا دخل ہی کل کی بات ہی روکر روٹی مانگتی تھی آج ہم سے چار آنکھ کرکے بات
کرتی ہی باپ تیرا گود مین لیکر آتا تھا تو حکم مین ما بدولت کے دخل دیتی ہی ہمین اختیار ہی جسکو
چاہین قتل کرین یا بخشین شمع رخسار نے اب کی جھڑک کر جواب دیا کہ ہان حضور آپ بادشاہ
ہین آپ کو سب طرح کا اختیار ہی ہم لوگ جانباز سر فروش اسی واسطے ہین کہ نیک و بد سے
آگاہ کرتے ہین کسی کا تشنیع کیا ضرور ہی سراسر عقل کا قصور ہی رب اکبر نے ابتدا سب کے واسطے

اُسی طور سے مقرر کی ہی باغ مین اول قفل غنچہ زبان نہین کھولتا آخر حل کر گل ہوا انجام ثمر حاصل ہوا
یہی نشو ونما واسطے انسان کے بھی قرار دا دہی بدولت حاکم مانع بیداد ہی مرأت نے جلاد کو اشارہ
کیا جلد صیقل کا سر کاٹ بوٹی بوٹی کر کے دے ہمارے مقدمات مین کسی کو کیا دخل ہی جلاد بڑھا
شمع رخسار کو تاب نہ آئی اپنے مقام سے اٹھی کہتی ہوئی حضور یا امر فوق الادب حضور کو ناگوار ہوگا
یہ جوان قتل نہین ہوسکتا صیقل نے بھی جمال جہان آرائے ملکہ شمع رخسار پر نگاہ ڈالی دیکھتا ہی
کہ چہرۂ سرخ آمادۂ مرگ مہیائے قضا چہرہ اُداس عالم یاس کبھی مرأت سے منت کرتی ہی کبھی ابروے
خمدار پر بل پڑ جاتے مین کبھی عاشق ومعشوق مین اشارے کنائے ہوتے ہین جوانی پر صیقل کے
اہلیان دربار روتے ہین عزیو بلند ہی ہر شخص دردمند ہی مرأت کی یہ بدعت سب کو ناپسند ہی لیکن
صیقل نے بہ نگاہ یاس طرف ملکہ شمع رخسار کے دیکھا اشارون سے یہ پیدا تھا کہ ای جان جہان ای
شمع رخسار اس ملعونہ کی آنکھون مین چربی چھائی ہی ہمارے قتل پر آمادہ ہوگئی اب تم دخل نہ دو
صبر کرو عاشق کا سوگ رکھنا قبر پر آکر فاتحہ پڑھنا جب ہچکی آئے ہمکو یاد کرنا سوچ کو شاد کرنا چھا پیمانۂ
عمر لبریز ہوچکا اس میخانہ کی ہوا بگڑی حسرت ویاس لیکر پردۂ دنیا سے چلے یہ خیال کرکے آنکھون سے
آنسو جاری ہوے شمع رخسار نے جو دیکھا کہ صیقل پر ہجوم غم والم ہی چونکہ شاہ جلیل ہی حرکات پر
مرأت کی مزاج برہم ہی شمع رخسار بیتاب ہوکر کرسی سے اٹھی طرف صیقل کے چلی مرأت نے آواز
دی خبردار ہمارے گنہگار کے قریب نہ جانا ورنہ بہت بُری طرح پیش آؤنگی شمع رخسار بھی کہ اب
بگڑ چکی مرأت کی بات کا جواب نہ دیا تڑپ کر قریب صیقل کے آئی کہا ای شہریار اُٹھیے کنیز اپنی جان
دیگی یہ کہکر صیقل کی زبان سے سوزن لیا اب تو صیقل نے غصے مین آکر قید کو توڑ کے پھینک دیا
شمع رخسار نے بڑھکر جھولی ہاتھ مین دی اسمین اسباب سحر موجود تھا ظاہر ہوا ملکہ شمع رخسار
نے صیقل آئینہ دار کو قید سے رہا کیا حکم مالک سے خلاف ہوا مرأت بھی اپنے مقام سے اٹھی تمام
شہر مرأت جادو کا شریک ہی شمع رخسار پہلو مین صیقل آئینہ دار کے صیقل نے گولا مارا زمین
تھرائی کئی سو جادوگر مرکر گرے شمع رخسار نے بھی نگاہ گرم ڈالی ناری جلنے لگے زمین سے شعلے
نکلنے لگے مرأت جادو نے نعرہ کیا ان سب کو گرفتار کرو صیقل کا سر کاٹ دو شمع رخسار کو
سزا دونگی میرے سامنے بے ادبی کی ہی ہرگز قصور نہ معاف کرونگی چہار طرف سے ساحرون نے

جلوہ کیا تیغ و ناچخ ماش کے داسنے چلے لیکن صیقل آئینہ دار رنگانہ پلنگانہ زرائی مین مصروف ہی چشم
زدن مین مرأت نے دیکھا کئی سو ساحر مرکر گرے خون کے دریا بہ گیے مرأت نے بڑھکر سحر کیا گولا اُٹھا کر
مارا اسکا دل گردہ تھا کہ اسکا وار روکے شمع رخسار نے بڑھکر انگلی سے اشارہ کیا گولے کے دو ٹکڑے
ہوے اُنمین سے برق چمکی سر پر ملکہ شمع رخسار کے پڑی معلوم ہوا غنیمت نے ہاتھ مارا سر
زخمی ہوا قطرات خون روے زیبا پر صاف ظاہر تھا کہ ماہ تابان پردۂ شفق مین پنہان ہی لیکن
جاہ و جلال چہرۂ خورشید مثال سے عیان ہی صیقل کی نگاہ پڑی میرے واسطے اُسنے زخم کھایا بیتاب
ہوکے صیقل جھپٹکر قریب آیا شانہ تھام لیا کہا اے جانِ جہان و آرام دل مشتاقان تمھارا یہ
احسان ہمپر تا بروز حشر رہیگا لیکن ہم بڑھکر لڑتے ہین تم نکلجاؤ اپنی جان بچاؤ اپنے کو خدمت مین طلسم کشا
کے پہونچاؤ وہ تمکو دامن پناہ دینگے ہماری کیفیت عرض کرنا کہ غلام جو بدل مشتاق قدمبوسی ہوکر
رہرو راہ عدم ہوا زیارت سے حضور کے مشرف نہوا آرزوے دیدار فرحت آثار دل مین رہگیا
شمع رخسار نے جواب دیا اے شہریار غیرت نہین تقاضا کرتی کہ آپ کو اس مصیبت مین چھوڑون مین جان
بچا کر نکلجاؤن ایسی زندگی پر لعنت ہی طلسم کشا بھی مجھکو اچھا نہ جانے گا سمجھیگا ایسے شیر دلیر کا ساتھ چھوڑکر
نکل آئی ہمارے لشکر سے نکال دو کون ہماری قدر کریگا ہر ایک کی نگاہ سے گرجاؤنگی آج تمھارے سامنے
جان دینگے چونکہ مدت کی عاشق ہو اسواسطے دل مین بھرے ہوے ہین ارمان ذبح ہو رہے ہین ان
کلمات حسرت آیات پر اُس حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق کے صیقل بیقرار اشکبار بڑھکر
سینہ اپنا سپر کرتا ہی ساحرون کو للکار رہا ہی کہ او دیجیو اُس مہ جبین پر کیا حملے کرتے ہو مردان
عالم سے آنکھ چار کرو ہمپر وار کرو تو لطف سحر کرنیکا ہے جو ساحر جھپٹکر سامنے صیقل کے پہونچا اُس شیر دل
نے جسکو ہاتھ مارا بیک ضرب شمشیر دو پرکالے کیے کئی سو ساحر مارکر ڈالدیے خون کے دریا بہا دیے
مین مرأت جادو نے دیکھا کہ صیقل بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہی مگر مرأت کے ساتھ فوج
زیادہ ہی چارجانب سے ان عاشق و معشوق کو گھیر لیا برسے تیر و تفنگ پڑنے لگے جب صیقل
نے بھی کئی زخم کھاے قریب تھا زمین پر گرے شمع رخسار نے بڑھکر ہاتھ تھاما کہا اے شہریار
ہوشیار ہو بچیان نامردون سے اپنے کو بچائیے کنیزین میری سب قتل ہو گئی ہین جان نثاری
کو حاضر ہون مجبور ناچار قاصر ہون فوج لشکر نہین رکھتی نقد جان نثار کرنے کو حاضر ہون اپنی

تو یہ کیفیت ہے بموجب مضمون اشعار مخفی نظم

تا بستہ شد بہ گلشن وصل تو راہ ما
محرم نشد بہ بزم تو کاہت نگاہ ما

چندان بیاد گلشن وصلت گریستم
کامد ز آب دیدہ برون برق آہ ما

مارا بجاہ و منصب کس احتیاج نیست
کمتر ز تاج شاہ نباشد کلاہ ما

ای گریہ ہمتے کہ درین دشت تشنہ لب
خرم ز آب دیدہ نگردد گیاہ ما

مقصود قدسیان ز سوال و جواب چیست
مخفی چو ہست لطف الٰہی گواہ ما

صیقل کا کلیجہ کانپ رہا ہے اپنے زخموں کو بھولا ملکہ کو بچاتا ہے سینہ سپر کر دیتا ہے جان دینے پر آمادہ کبھی پکارتا ہے ای خالق لیل و نہار ای پروردگار مرتبہ ہلاکت سے بچا سلطنے مرنے کا کچھ غم نہین ہے یہ شاہزادی سہ جبین سفت مین آئی جان دیتی ہے اپنا خون اپنی گردن پر لیتی ہے تیرے بندۂ جدید پر شاق ہے یہ بندہ گنہگار تیری مدد کا مشتاق ہے ای رب حقیقی ای مالک تحقیقی نظم

ہر زخم مرا اور گلستان ہے برابر
نرگس لب جو دیدۂ گریان ہے برابر
ہے سینۂ تفتیدہ ہر اک تختۂ گلزار
یہ سینہ پر از داغ چراغان ہے برابر
آنسو نہ تھمے تجھسے کبھو سیر کی تجھ بن
جانے مین ترے آگے دل و جان ہے برابر

ہر خرمن گل گنج شہیدان ہے برابر
فریاد کنان بلبل و دیوار چمن مین
جو غنچہ ہے سو وہ دل سوزان ہے برابر
دریا مری آنکھونسے یہ بہتا ہے ہمیشہ
لخت دل گل برگ بدان ہے برابر
سنتا ہی نہین بات مری تو جو سنے گی

کہتے ہین جسے شرم سو گلشن کی ہے دہ ذرہ
جو رخنہ ہے سو چاک گریبان ہے برابر
سوز دل عشاق تماشا جو ہو تجھکو
مژگان سے مرے پنجۂ مرجان ہے برابر
حیران ہون ترے سامنے کسطرح مین تجھبن
وہ بات پھر اور رہا ترسان ہے برابر

ای خالق بے نیاز میرے
عصیان کے حجاب سے ہون سفلہ
کیا وقت مصیبت و بلا ہے
عالم مین نہین شریک تیرا

ای مالک کارساز میرے
عصیان کے حجاب سے سفر سے
یان موت کا اب تو سامنا ہے
معبود یہ وقت بے کسی ہے

مجھ عاجز و خستہ کی مدد کر
دامن گل آرزو سے بھر دے
ای خالق بے نیاز دیکھا
الفت مرے دلمین آ بسی ہے

ای واقف الباطنات سامع الدعوات تونے پیدا کیا ہے پھر کس سے عرض کرون ان بیحیا دشمن نے باپ کو قتل کیا گھر بار لوٹ لیا اسپر بھی اطمینان نہوا عدم باوغ تمن تیرے بندۂ حقیر کو قید کیا گیا آزار پہونچایا اب بے خطا چاہتے ہین قتل کرین بیگناہ کا خون بہا مین دل کو تیری رحمت سے قوت ہے

سختی کرنی تیری عادت ہی صیقل نے جو بلک کر دعا کی تھی یہی انتہا کا ہو چکا ہی شمع رخسار بھی زخم کھا کر لہرا رہی ہی مگر اپنے معشوق کے شمع جمال کی پروانہ نہی ہی قوت جواب دیچکی خون نکلنے سے نقاہت کا زور آئینہ رخسار پر حیرانی دریاے غم و الم طغیانی پر دونون عاشق و معشوق اس بلا مین مبتلا مگر صیقل کی دعا پر باب اجابت کھل چکا ہی دعا بیقراری کی کلید قفل باب اجابت بنگئی باب فرحت و عیش کا وا ہوا چاہتا ہی لیکا یک آسمان پر مقصور آکر ایک فوج کو لیکر آیا ہی گھبرایا ہوا بدحواس جاتا ہی میرے تعاقب مین سب چلے آتے ہین بران شمشیرزن ضرور آئیگی اُس سے مقابلہ دشوار ہی وہ دختر کوکب نامدار ہی خود صف شکن بران شمشیرزن وہ کب رکتی ہی خیال مین تھا کہ اب اپنے قلعہ مین پہونچو نگا ان لوگون کے روکنے کی تدبیر کرونگا اب جو دیکھا تو میرے قلعہ مین قیامت برپا ہی گولہ ترنج و نارنج چل رہا ہی ساحرون کے مرنے کی آواز آتی ہی زمین تھراتی ہی جی مین سوچا کہ یہ کیا ہنگامہ ہی کیا ہمراہیان طلسم کشا یہان پہونچ گئے اُنکے دل کو لگی تھی پیشتر آئے قریب دیوار قلعہ آکر دیکھا تمام لشکر مین کمر بندی ہوگئی ہی مرات جا: دہر کر رہی ہی صیقل آئینہ دار ایک جانب رو رہا ہی ہزار دن کرما ہر کہ اللہ یا ہی بقدرت پروردگار مٹی پر اسکی نگاہ نہین پڑی صیقل کو دیکھکر گھبرا گیا حیران ہوا کہ یہ کیونکر قید سے رہا ہوا شمع رخسار ایک گوشے مین گر کر بیہوش ہوگئی ہی مقصور نے وہین سے نعرہ کیا اے صیقل خبردار کس در انداز نے تجھے قید سے رہا کر دیا یہ کہکر کٹ کر زمین پر گرا مراٰت سے کچھ نہ پوچھا صیقل پیچھر کرتا ہوا بڑھا کچھ ملازم چلے کہ ہم اپنے مالک سے حال گذشتہ بیان کرین کہ آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا منم ملکہ بران شمشیرزن باش او مجیا کہان جاتا ہی فوج لیکر شل چورون کے بھاگا یہ کہکر بران نے گرتے گرتے گولہ مارا کئی سو ساحر جل کر گرے اندھیرا چھا گیا اب مقصور اور زیادہ گھبرایا بران نے آتے ہی طبقہ زمین کے ہلا دیے لیکا یک دروازے پر قلعے کے بلند ہوا شیر کے نعرے کی

آواز آئی نعرہ ایرج نوجوان اشعار

ملک ایرج آن آفتاب منیر
جری صف شکن شیر دشت وغا

کہ صاحبقرانم و آفاق گیر
سنم فارسی عرصہ کارزار

ہنر بردمان و نبرد آزما
گل گلشن قاسم نامدار

اُنکے ساتھ ہی انجم ماہ رخسار عقب مین فوج بیشمار ہمرکو دبرزن مین تلوار چلنے لگی مقصور گھبرا گیا کسی سے حال نہین پوچھنے پایا کہ صیقل کیونکر رہا ہوا آگے دیکھا شمع رخسار انتہا کی زخمی لباس خون آلود

موت کے آثار چہرے پر موجود کچھ ماش کے دانے ملکہ بران کی جانب پھینک مارے جھک کر بیٹی کا ہاتھ تھام لیا گھبرا کر آواز دی ای نور نظر آنکھ کھولو تمکو کس نے زخمی کیا ہی صیقل کیونکر قید سے رہا ہوا شمع رخسار نے گھبرا کر آنکھ کھولی باپ کو بالین پر پایا مہر و محبت اُمنڈ آ رہا ہی سحر بران سے بارگاہ مین اندھیرا ہی مقہور نے پوچھا بیٹیا منھ سے بولو زبان تو کھولو مین اپنی مصیبت مین گرفتار ہون لشکر طلسم کشا مین گیا لوح چھین لا یا میرے عقب مین دختر کوکب آگئی تم تو بی بی کچھ حال کہو شمع رخسار نے جو یہ حال سنا کر طلسم کشا سے لوح چھین لا یا گھبرا کر کہا واہ رے نامدار لوح کیا چیز ہی مقہور نے کہا لوح رواں طلسم جان طلسم ساحرون کے واسطے تلوار خنجر بلاے آسمانی سحر اُسپر تاثیر نہین کرتا جب تو طلسم کشا طلسم پر قبضہ کر لیتا ہی بڑے بڑے ساحرون کو شکست دیتا ہی یہ مضمون سنکر شمع رخسار گھبرائی سوچی کہ اگر لوح باپ کے پاس رہی یا مرأت جادو کو دیدی طلسم کشا بیکار ہو جائیگا ساحرون پر کیونکر فتح پائیگا ای شمع رخسار بن پڑے تو لوح باپ سے لیکر طلسم کشا کے پاس پہونچاؤ یہ سوچ کر کہا بابا جان بی مرأت جادو نے صیقل کو قید خانے سے بلوایا قتل کرنیکا ارادہ کیا بلکہ آپس مین تکرار ہوئی اُسنے۔ ہائے بابا یہی فساد ہی مین نری بی مرأت کو مین نے منع کیا مجھکو زخمی کیا برا بھلا کہنے لگین یہ سنکر مقہور کو غصہ آیا لوح نکالکر جھولی سے کہا بی بی میری آنکھون مین خون اُتر آیا تو وارث سریر سلطنت ہی تجھکو سب طرح کا اختیار دیا بی مرأت کے باپ کا کیا اجارہ دیکھو بی بی لوح طلسمی یہ ہی ملکہ شمع رخسار نے لوح ہاتھ مین لی جیسے ہی چکائی مقہور نے کہا بیٹیا سامنے ہمارے نہ لاؤ ہم سحر بھولے جاتے ہین شمع رخسار نے کہا دیکھیے مرأت مجھے قتل کرنے آتی ہی بچائیے مقہور اُس جانب پلٹا مرأت پر گولے مارنے لگا شمع رخسار سحر کرتی ہوئی قریب صیقل کے پہونچی کہا ای شہریار آپ کے اعتقاد کا انجام بخیر ہوا بڑی کوشش سے لوح ملی ملاپ ولا آگاہ ہونگے میرا بچاؤ کرینگے جلد بارگاہ سے باہر نکلیے پاس طلسم کشا کے چلیے ملاقات کا ذریعہ نکل آیا وہ بھی جان جائینگے کہ ہمارا بخیر خواہ آیا لوح طلسمی لا کر پہونچائی یہ سنتے ہی صیقل نے چاہا اُڑتا بجز تا شمع رخسار کو لے نکلون کہ مقہور نے پلٹ کے دیکھا آواز دی ای شمع رخسار تیری ہی نور وشنی ہی تو چراغ قلعہ مقہور یہ ہی کہان گئی اِدھر مرأت نے جو دیکھا کہ مقہور نے مجھپر سحر کیے علامت سحر مقہور دفع کر کے آواز دی او مقہور دیوانے کچھ بیٹی کی بھی تجھکو خبر ہی وہ گرگٹ

کے واسطے ہم سے بگڑ گئی صیقل کو اب وہ لیکر نکل جائیگی منہ دیکھکر رہجاؤگے شفقت کا یہ پھل پاؤگے
مقہور نے منہ پیٹ لیا کہا ملکہ عالم آپ نے پہلے نہ کہا وہ تو لوح لیکر کہین غائب ہوگئی ع داے
بما و گرفتاری ما بکس شفقت سے لوح لائی گیسو بریدہ دم دیکر لیگئی یہ کہکے جھپٹا دیکھا شمع رخسار
صیقل کے پاس کھڑی باتین کر رہی ہی وہین سے للکارا او بدسرشت لا لوح مجھکو دیدے صیقل
سے تجھے کیا واسطہ ملکہ مرأت کا یہ گنہگار ہی شمع رخسار تو گھبرائی مگر صیقل بڑھکر سحر کرنے لگا کہ دروا
سے بارگاہ کے ہنگامہ عظیم برپا ہوا دیکھا سب نے آفتاب عالمتاب شہریاری دکوکب شش جہت
افروز جہانداری نہنگ بحر جرأت یکہ تاز عرصۂ جلالت صاحب شوکت وشان ایرج نوجوان دریاے
خون مین نہایا ہوا لیکن انجم ماہ رخسار رکاب سعادت انتساب پر ہاتھ رکھے ہوے سحر سے
شاہزادے کو بچاتی ہوئی اندر بارگاہ کے پہنچے شمع رخسار نے شاہزادۂ والا قدر کو دیکھا
بے اختیار دعائین دیتی ہوئی بڑھی ملکہ انجم ماہ رخسار کو آواز دی یہ کنیز جدید حاضر ہی ایک
غلام تازہ بھی شرف باسلام ہوا نگواران شاہنشاہی کا نام ہوا لوح طلسمی لیکر شاہزادے
کے گلے میں پہنا دیجئے انجم نے جو نام لوح سنا خوشی سے چہرہ سرخ ہوگیا سوچی کہ ای انجم اب نیر اقبال
اوج پر ہوا مقہور نے دور سے دیکھا کہ صیقل و شمع رخسار قریب طلسم کشا پہونچ چکے ہین لوح
ہاتھ پر رکھکر پیش کی ہی تیغہ کھینچکر دوڑا غل مچاتا ہوا کہ اری شمع رخسار کیا کرتی ہی لوح طلسم کشا کو
نہ دینا ورنہ بوٹیاں کاٹ کر کھا جاؤنگا انجم نے بہ تعجیل لوح گلے مین ایرج نوجوان کے پہنا دی یا تو
شاہزادۂ ایرج حرب سحر سے ساحران کے نوبت بجان وکارد باستخوان حیران و پریشان تھا یا جسم
مین طاقت آئی آنکھون مین بصارت ہوئی قلب کو قوت حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی نعرہ کرکے
ساحران غدار پر جا پڑا صیقل و شمع رخسار کو اپنی پشت پہ لیلیا انجم بھی سحر کھینچکر آگے بڑھی ملکہ ان
نے دیکھا کہ لوح ایرج نوجوان کے گلے مین مثل جرم قمر بصد کروفر تابان و درخشان ہی مقہور بھاگ کر
قریب مرأت کے آیا مرأت نے کہا ای مقہور پہلے تم نے ہمین پر سحر کیا دوست دشمن کو نہ پہچانا
مقہور نے کہا ملکہ میری بدنصیبی آخر شمع رخسار کیون شریک ہوئی سُنتا ہون آپ نے فساد
برپا کیا مرأت جادو نے کہا او دیوانے مجہول بخت برگشتہ و نامعقول تیری لاڈلی بیٹی دیوارین
پھاندتی ہی جو نہ لگاکے نکل گئی صیقل نوجوان پر مرتی تھی مین نے اُسکے قتل کا ارادہ کیا مجھے

اُٹھنے پر آمادہ ہوا گیا جو کھڑی ہوئی اُسی نے وہ حلقہ سے کو قید سے رہا کیا شمکو دم دیکر لوح لیگئی اب
جان بچا ؤ الیان طلسم ساکنہ یہ کاست رہ گردش مین آیا قلعۂ طلسمی سے بھاگ کر بیابان آئی کہ جین
پا ؤنگی بیان آتے ہی آفت برپا ہوئی گھر کے چراغ سے آگ لگی شمع رخسار مگر گئی اب دیکھین یہ آگ
کیونکر بجھے یہ سنا مقہور کے ہوش و حواس پراگندہ ہوئے دیکھا طلسم کشا رنگا رنگ کا مذر ستمانہ اُٹھاہوا
آتا ہی ایک جانب ملکہ انجم ماہ رخسار ایک جانب صیقل آئینہ دار ایک سمت ملکہ شمع رخسار تخت پر ملکہ
شیشہ می نوش بصد جوش و خروش فوجون کو اشارے کرتی جاتی ہین دونون لشکر آپسمین ملے
ہوئے سحر ہو رہے ہین مگر سرداران اسلام نے برے نام کئے نظم

دو حملے تھے بران سے گرم و تیز	زمین شعلہ بار و فلک شعلہ خیز	ہر اک جا پہ لاشون کا تھا ڈھیر تھا
زمین تر تھی یہ خون کا جوش کا بہم	چمکنے لگی برق شمشیر کی	صدا آئی بہم ہ تیر کی

مقہور نے چاہا جا کر ابھی کوئی تدبیر کرے سرکشی کا بدلے شمع رخسار نے پیچھے ہی مقہور کے گولہ
مارا شانہ اسکا زخمی ہوا مقہور نے چاہا جا کر سر کاٹ لون ایرج نوجوان کی نگاہ پڑی نعرہ کیا او
بیحیا دست خود رانگہدار کر با ہمہ رسیدم یہ کہکر گھوڑے پر تو ڑا کیا سامنے مقہور کے پہونچے مقہور
تیغ کھینچکر برس پڑا سحر بھی کیے ہاتھ تلوار کے لگائے ایرج نے تلوار کو تلوار پہ کاٹا لوح نے سحر کو دفع
کیا نعرہ کیا شعر تو ضرب زدی ضرب من نوش کن ٭ ہم شادی از دل فراموش کن ٭ مرکب سے
دونون تھامین ستک پر گئے سے کی رکھدین ایرج نے ہاتھ مارا صدائے الامان بلند اُس تیرہ بخت نے
گرد اسپر کا اٹھا دیا برق تیغ نے اسپر کے ٹکڑے اڑا دیے خود پہ گری اسکو بھی قلم کیا سر گیندے
چہار ٹکڑے مقہور کا قتل ہونا زمین کا ہی آواز آئی کشتی مرا نام من مقہور بن قہار شعلہ زن بود منے
سے مقہور کے مرات گھبرائی کہ اب جانبری کی کون صورت ہے ایسا قوت بازو مارا گیا میرا گھر ملکہ
شیشہ می نوش نے برباد کیا قلعہ مقہور یہ شمع رخسار نے مٹایا اب کوئی فتح کی صورت نہین معلوم
ہوتی ٹھہرنا مناسب نہین چلکر افراسیاب سے فریاد کرون وہان سے فوج جنگی لیکر آئین یہ سوچ کر
اُسی اندھیرے مین بے پرواز پیدا کرکے آدھی ساتھ والون پر نعرہ کیا کہ صاحبو نکل آؤ زیر دامن صحرا
پناہ لینگے بقول سعدی نہ ہر جائے مرکب توان تاختن ٭ کہ جاہا سپر باید انداختن ٭ دس بیس دن
مین پھر لشکر جمع کرکے آئینگے کیا ان لوگون کا پیچھا چھوڑینگے جیسے ہی مرات جادو بلند ہوئی سحر

کرتی ہوئی چلی گئی ہزار ساحرون کو جلا دیا بادشاہ طلسم اسکندریہ ہر سحر و ساحری مین طاق شہرہ
آفاق علم شعبدہ مین مشاق آگ برسا دی انجم ماہ رخسار نے آواز دی غضب ہوا مرأت جادو
پھر نکل جاتی ہی فساد برپا کریگی عملداری کرنا طلسم اسکندریہ مین محال ہوگا مال طلسمی جان کا وبال ہوگا
یہ جو انجم نے پکار کر کہا یہ آواز کان مین ملکہ بران شمشیرزن کے پڑی بیقرار ہوئی تڑپ گئی سوچی
کہ ایرج نوجوان کے ساتھ دشمنی کریگی سحر کرکے بلند ہوئی آواز دی او مرأت کہان جاتی ہی مرأت
نے جو بران کو آتے دیکھا غصے مین پلٹ پڑی چند ماش کے دانے جھولی سے نکالے پیشانی پر نشتر مارا
خون مین دانون کو رنگین کیا ملکہ بران پر پھینک مارے سب نے دیکھا ابر یاقوتی بران پر گرا اُسکے
اندر بند ہوگئی اُس ابر یاقوتی سے رعد کی گرج برق کی چمک پیدا ہیبت ہویدا سب کو یقین ہوا
کہ ملکہ بران شمشیرزن کو اِس ملعونہ نے مارا ایرج نوجوان مجبور پر پرواز نا ممکن تھے سر پیٹ رہا تھا
اُس ابر سے یکایک برق چمکی دیکھا ایک ستارہ اُس ابر کو توڑ کر بلند ہوا ابر کے ٹکڑے ٹکڑے
ستارے سے آواز آئی منم ملکہ بران شمشیرزن مگر سب نے دیکھا سر شاہزادی کا زخمی نیچہ کھینچکر
مرأت پہ جا پڑی قریب آکر نیچہ مارا مرأت کا سر زخمی ہوا بران نے چاہا سر کاٹ لون مرأت نے
جھولی مین ہاتھ ڈالکر چھوٹا سا آئینہ نکالا ملکہ بران کو دکھا دیا سب نے دیکھا کہ ملکہ بران کو
حیرت چیرہ ہوا اس عالم یاس بہوت لب پر مہر سکوت لہرا کر طرف زمین کے چلی مرأت نیچہ کھینچکر بڑھی
کہ بران کا سر کاٹ لون طلسم کشا کو داغ دون زمین پر سے یہ سحر کر ایرج نوجوان نے دیکھا کلیجہ تھام
لیا ہر طرف غریو بلند ہوا او یارو ملکہ بران شمشیرزن سحر مین مرأت کے مبتلا ہوئین شیشہ مئی نوش
نے گریبان پھاڑ ڈالا یا ربا یا مستغیثا کی صدا بلند ہوئی اُسوقت ایرج نوجوان نے بیقرار ہو کر
قربان سے کمان ترکش سے تیر یازدہ مشتی تو نگ خدنگ سفتہ سوفار عقاب پر بجر کمان مین
پیوست کیا زاغ کمان چلا یا مرغ خیال سہا عقاب تیر نے پر کھولے مرأت نے چاہا تھا کہ بران کو
نیچہ مارے تیر دلدوز تو وہ سینہ پر آکر پڑا مہرہ پشت کو توڑ کر پار گذرا بجائے خون جسم سے شعلہ
ہائے آتش نکلے لاشہ لہرا کر طرف زمین کے چلا آندھی سیاہ آئی سنگباری بت باری ہونے لگی
بیرون سے مرأت کے بہت کچھ غل مچایا کچھ تدبیر نہ بن پڑی آخر مین آواز آئی کشتی مرا نام من ملکہ
مرأت جادو بادشاہ اسکندریہ بود افسوس بردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم

ملکہ بران کو ہوش آیا ہر ایک نے ہر سجدۂ شکریۂ پروردگار سر جھکایا حیات تازہ حاصل ہوئی تسکین
دل ہوئی چہار جانب چادر ہلنے لگی آوازین الامان کی بلند ہوئین۔ میسان شہر شیران ریاست زران
ترسان خدمت مین ملکہ شمع رخسار کے حاضر ہوے عرض کی آپ وارث قلعۂ مقہوریہ مین ہمکو
لیجل کر قدمون پر طلسم کشا کے گرائیے خطا معاف کرائیے ملکہ نے شرما کر سر جھکایا بسبب شرم و
حجاب کے خدمت مین ملکہ شیشہ می نوش کے حاضر ہوئی عرض کی اے شہنشاہ لشکر طلسم کشا ان
غربا کی خطا معاف فرمائیے ملکہ نے فرمایا مشہور کر دو جن صاحب کو اطاعت منظور ہو سامری جمشید
پر لعنت کرین دین اسلام ملت بیضا کی اطاعت کرین سب کی خطا معاف ہے طلسم کشا کا قلب
مثل آئینے کے صاف وشفاف ہے ملکہ انجم ماہ رخسار آگے بڑھین بلا کر سردارون کو قدمون
پر شاہزادے کے گرایا ہزار ہا بندگان خدا مطیع اسلام ہوئے زر و جواہر نثار کرتے ہوے
داخل دار الامارۂ شاہی ہوے تخت پر ملکہ شیشہ می نوش ونگل شوکت پر شاہزادہ دلاور
شاپور شیر دل مگس رانی مین مصروف ہوا کرسی طلائی بجواہر برائے ملکہ بران شمشیر زن بچھی
ملکہ شیشہ می نوش تخت پر بیٹھنا قبول نہ کرتی تھی ملکہ بران نے مسکرا کر فرمایا کہ بوا بیٹھو تمھارا
عہدۂ سلطنت و ریاست ہے تمھاری والدہ ماجدہ کی وراثت ہے شیشہ می نوش نے آنکھین اپنی
فرش کین پلکون سے جاروب کشی کی ملکہ انجم ماہ رخسار سامان عیش ونشاط مہیا کرنے مین
مشغول ہین سعادتمین حصول ہین جمال ماہ تمثال ملکہ بران شمشیر زن سے تمام بارگاہ منور و
روشن ہے بوے زلف معنبر رشک سنبل پیچان سے وہ مقام گلشن ہے شاہزادۂ ایرج نوجوان
گلچینی گلشن جمال کی کر رہے ہین فخر حاصل ہے نظارۂ جمال سے تسکین دل ہے کلاہ فخر کو عرش
اعلی تک پہونچایا ہے وہ بلقیس وش پہلو مین ہے انھون نے مرتبۂ سلیمانی پایا ہے آنکھین دیدۂ
غزال کو آنکھین دکھانے والی زلفین سنبل کو پیچ وتاب مین لانے والی عارض انور پہ بل کر رہی
ہین بوے زلفین عنبرین سے سارا مکان بسا ہوا ہے ایرج نوجوان مسکرا کر یہ اشعار پڑھ رہے ہین غزل

یاد آ گئے کسی کی شب ہجران زلفین	کیا دکھاتی ہین مجھے خواب پریشان زلفین
کر گئین آج تصور مین یہ احسان زلفین	لے گئین مانگ کے طول شب ہجران زلفین
دیکھو گرتا ہو مہ رفتار تمھارا نہ کہین	پانون تک آتی ہین اے فتنۂ دوران زلفین

چاہِ غبغب سے نکلتے ہی ہوئی قید نصیب / یوسفِ دل کے لیے ہو گئیں زندانِ زلفین
دل چرایا نہین باور نہ کرون مین جب بھی / آئین عارض پہ اُٹھانیکو جو قرآن زلفین
پھر وہ شب آئے الٰہی کہ کبھی یار اُلجھے / کبھی عاشق سے رہین دست و گریبان زلفین
تیری مشاطہ نے افشان نہین چھڑکی اُنپر / ہوئی ہین صورتِ اختر شرر افشان زلفین
سب حسینون کا ہی اُس شوخ حسین مین جلوہ / پتلیان آنکھون مین حورین ہین تو پریان زلفین
روح عاشق کو جو کرتا ہی پریشان پس مرگ / کھولیے آکے سرِ گورِ غریبان زلفین
ہائے رے صبح شبِ وصل کا عالم تیرا / دونون آنکھین وہ خماری وہ پریشان زلفین
کسکو دون کسکو نہ دون تخت پریشان ہون ملک / ایک دل کی مرے دونون ہین وہ خواہان زلفین

ملکہ بران شرما کر سر جھکا لیتی ہین لیکن ملکہ انجم ماہ رخسار صیقل آئینہ دار و ملکہ شمع رخسار کی زخمہ و زبان کرکے سامنے شاہزادہ کے لایا عرض کی حضور ملکہ شمع رخسار مقہور بن قہار کی دختر بلند اختر ہی حضور کا دین متین باعتقاد اختیار کیا اور یہ شیر دلیر شاہزادہ نامدار یعنی صیقل آئینہ دار بادشاہ سابق طلسم اسکندریہ کا فرزند دلبند ہی مرات مکارہ نے انکے بزرگون کو قتل کیا شاہزادے کو قید کر لیا آپ کے آتے آتے یہان فتور برپا ہوا الحمد للہ ع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت حضور یہ وارث سریر سلطنت ہین صاحب ہمت و شوکت ہین اِرج نوجوان اپنے مقام سے اُٹھے بخلق و مروت بغلگیر ہوئے اپنے پہلو مین جگہ دیکر ارشاد فرمایا کہ از قلعہ اسکندریہ تا بقاہرہ مقہوریہ ہمنے آپ کو ناظم قرار دیا ملکہ شیشہ مے نوش کو کچھ سلطنت کی احتیاج نہین صیقل نے عرض کی غلام کو منظور ہی کہ اب اپنی حیات تک دامن دولت نہ چھوڑون غلام کو راستہ ہوشربا بخوبی معلوم ہی آئینہ سامری غلام کے قبضہ مین ہی گویا وہ آئینہ خضر راہ ہی جو اسکے جادہ حقیقت سے بھٹکے وہ گمراہ ہی حضور کو عین مقام دریائے نیل پر پہونچا دونگا یہ سنکر شاہزادہ اِرج نوجوان مالامال بہجت ہوئے صاف چہرے سے ہویدا تھا کہ دولت کونین ملی کلی آرزو کی کھلی خوش ہو کر فرمایا ای صیقل نوجوان ای شیر بیشہ طلسم اسکندری ای ماہ آسمان افسونگری ہم تمہارے بہت ممنون و مشکور ہونگے ہوشربا مین جلد لے چلنے کے بہت مشتاق ہین ہمارے برادر بجان برابر کی جدائی کے دن مبتلائے فراق ہین بچپن سے ہمارا اُنکا ساتھ ہی اس زمانے مین فلک کجرفتار گردون غدار نے

اسطرح سے جدا کیا کہ سالہا سال گذر گئے صورت دیکھنے کو اُس شیر بیشۂ جرأت کی ترس گئے ملکہ بران
شمشیر زن سر جھکا کے خاموش حیرت و غیرت کا جوش صیقل بت اشارے کرتی ہیں کہ یاد اُنکے سامنے
ہوشربا کا ذکر نہ کرو اُس سفر عظیم کی مذکور آئندہ قباحت ہے دشمنوں کے واسطے مصیبت ہے اگر افراسیاب
جادو آگاہ ہو جاوے دشمنوں کو اُنکے گرفتار کرنے کسکی لیاقت ہے کہ اسپر دست انداز ہو سکے صیقل ان
اشارے کو نہ سمجھا براہ خیر خواہی قدموں کو ایرج کے بوسہ دیکر کُل کیفیت رستے کی ظاہر کی انشاء اللہ
ان حالات کو بھی تحریر کرونگا ناظرین پر سچی راہ کی ظاہر ہو جائیگی مگر راہبر یہ صاف باطن یعنی صیقل
آئینہ دار ٹھہرا ایرج نوجوان یہ باتیں کر رہے ہیں رئیسان شہر حاضر ہوئے ہیں کہ یکایک ہرکارون
نے بڑھکر عرض کی کہ آپ کے سرداران نامی و پہلوانان گرامی کوہ عقیق سے تلاش کرتے ہوئے نکلے
تھے در دولت پر حاضر ہیں نام اپنے یہ بتاتے ہیں نیلم زنگی و فیلم زنگی و غضنفر صیاد و عوجان و دریا باز کا
و سام بن عوجان و سیعاد و عاد و رشک و راز گردن یہ نام سنکر ایرج نوجوان مثل گل کے شگفتہ
ہو گئے ارشاد فرمایا جو ہمارے سر کو عزیز رکھتا ہو وہ ان سرداران نامی و پہلوانان گرامی کو استقبال
کر کے لاوے صیقل نوجوان و ملکہ انجم ماہ رخسار و ملکہ سمن بر وغیرہ واسطے پیشوائی کے گئے شاہزادے
کے سامنے ان پہلوانون کو لیکر آئے ایرج نوجوان اپنے دوستان صادق و محبان واثق کو دیکھکر اُٹھ
کھڑے ہوئے ایک ایک کو گلے سے لگایا پوچھا بھائیو کیونکر آنے کا اتفاق ہوا عرض کی جب حضور
کو ساحرہ سے نکلے ہم نے آپسمیں صلاح کی کہ چلکر اپنے آقائے نامدار مولائے قدر شناس کو تلاش
کریں شکر ہے کہ مشقت ہماری ٹھکانے لگی مراد حاصل ہوئی کہ حضور کو بدولت و اقبال پایا ایرج
نوجوان نے کہا اے پہلوانان رستم خصال و اے شیران دشت جدال و قتال انشاء اللہ اب براے
ملاقات اس نامدار چلینگے راہبر دستیاب ہوا سب نے عرض کی بسم اللہ غلامان جانباز ساتھ ہیں
آرزو یہی کہ خاص ہوشربا میں چلکر وہ تلوار چلے کہ روح رستم و اسفندیار تڑپ جائے اب یہ سرآ
ہوا کہ پہونچے باتیں جرأت کی ہو رہی تھیں صیقل کو ایرج نے پہلو میں بٹھا لیا اُس شیر دل نے بہری
کے نام سے عہدۂ مصاحبت پایا اُس کو یہاں چھوڑا تا واقعی آفتاب عالمتاب منزل عالم کو طے کر کے
سراے مغرب میں جا کر فروکش ہوا ثابت و سیارگان نے محفل عیش و نشاط فلک گلزمین بصد تمکین
براے ماہ تابان آراستہ کی شاید نو عروس نے چھپکھٹ مرصع بچھایا مشتری فلک نے زہرہ کو رقص کی

محفل فرحت منزل میں مصروف رقص و سرود ہوئی یہان صحبت شاہزادہ ایرج نوجوان میں سامان
عیش ونشاط مہیا ہوا مگر ملکہ بران شمشیرزن کے واسطے بارگاہ فلک اشتباہ الگ استادہ
ہوئی ظاہر میں سب کے سامنے ملکہ رخصت ہوئین انجم وغیرہ نے ہرچند روکا فرمایا اب ٹھہرنا
مناسب نہین ہی تمام امورات سلطنت طلسم نورافشان کا انتظام میری ذات پر موقوف ہی ایرج سے
آپس مین اشارے ہوے ایرج اُٹھکر تنہائی مین آئے شاہپور ہمراہ ملکہ بران غرق زمین ہوکر
آئین ایرج نے کہا کہ ای ملکہ عالم آج کی شب اور تشریف نہ لیجائیے ملکہ بران بے اختیار زار زار
روئین فرمایا ای شوریدہ دشت محبت وای آشفتہ وادی مودت زیادہ جوش وخروش کو کام
نہ فرمایئے اس عشق مین اپنی جان کو بچایئے ایسا نہو کوئی دراندازوالد نامدار کو خبر پہونچائے
پھر آپ کو دونکو زندگی دشوار ہوجائے ابھی تو اب یہ کیفیت ہی اشعار

خاشاک شمردم ہمہ اسباب جہان را
بینند بیک پردہ نہان را عیان را
شایان جرس قافلۂ ریگ روان نیست

باخس نبود دوستی آتش نفسان را
زخم دل کس بخیہ مرہم نہ پذیرد
کے نالہ گلوگیر شود مرددلان را

اہل نظرانند کہ چون شعلۂ فانوس
باید کہ باندیشہ کشتی تیغ زبان را
ہم نے تو اپنا سر ہتیلی پر رکھا موت

کا مزہ چکھا مگر برائے خدا اپنی جان بچایئے مقام رازونیاز ہی ہوشمند نہ ہلائے ایسا نہو کچھ خرابی
درپیش ہو زیادہ پس وپیش ہوا ابھی تک اسد نامدار نے لوح بھی نہین پائی جستجوے لوح مین
تا بہ طلسم صندل پہونچے ہین درد سر مین مبتلا ہین ہم وہان بھی جاکر لڑے مریخ جادو وصاحب
علامت کو مارا راہ مین پلٹ کر گرفتار ہوے والد نامدار کو خبر پہونچی آفتاب جادو وزیر
اعظم شہنشاہ برائے مدد آیا ہم سب کو قید سے چھڑایا پھر نہین آج تک دریافت ہوا کہ اسد
نامدار نے طلسم صندل کو فتح کیا یا مرحلجات پر گذر رہا آپ سے رخصت ہوکر وہان کی خبر
لینگے اس ذکر سے مراد یہ ہی کہ ابھی طلسم کشائی ہوشربا کی بھی ناقص ہی اگر خدانخواستہ ہمارے
خاندان سے فساد ہوگیا لشکر خواجہ عمرو کا جمنا ہوشربا مین قدم تھمنا دشوار ہوجاویگا یہ کہکر
بران نے سر جھکا لیا چشمہ چشم سے قلزم محیط موج زن ہوا صدف کا منھ کھل گیا گوہر آبدار اشک
عارض انور پہ گرنے لگے صاف ثابت تھا کہ بارش مروارید ابر مژہ سے ہورہی ہی ہرچند ایرج
نوجوان دامن سے اشک پاک کرتے ہین لیکن دریاے اشک کی طغیانی ہی کشتی چشم طوفانی ہی

بجلی لگی ہوئی ہے ناامیدی وصل مین قلب پر ہجوم غم وملال ہے چشم گریان کا حال پر ملال ہے ان حالات
مصیبت آیات سے ایرج نوجوان کے دل کو بیقرار کردیا خانۂ دل کو غم والم سے بھردیا دونون کی
حسرت پر شاپور پچھاڑین کھاتا تھا جوش محبت مین ایرج نوجوان نے دست تمنا گردن معشوق
عاشق خصال مین حمائل کردیے بموجب مضمون شعر دہ رو رو کے دو ابر غم یون ملے پھر جیسے
ساون سے بھادون سے دونون عاشق ومعشوق روتے روتے بیہوش ہوگئے شاپور شیردل
نے گلاب کیوڑہ چھڑک کر دونون ہجران دیدۂ آفت کشیدہ کو ہوشیار کیا دونون مثل آہوے
صحرائی چوکنے ہو رہے ہین آنکھین پھاڑ پھاڑ کر چہار جانب دیکھتے ہین شاپور شیردل خائف
ہوا کہ ایسا نہو ان دو مین سے ایک کا دم نکلجاے کیا جوش وخروش ہے صاف ظاہر ہوتا ہے
کہ اب انسے صبر نہو سکیگا یہ مقدمہ رشتہ از بام افتادہ ہوجائیگا انجام اسکا برا ہے آنسو دونون کے
پاک کیے لاکر مسند پر بٹھایا ایک ایک جام شراب پلایا عرض کی اے شہریار صبر کیجیے دل پر جبر کیجیے
اگرچہ حال ہے زندگی محال ہے جامع المتفرقین اپنے فضل شریک کریگا بچھڑے ہوون کو ملاتا ہے عاشقان
مہجور کو روے شب وصل دکھاتا ہے ہر غم کے واسطے انتہا ہے بعد رنج کے راحت بعد شب ہجر
روز وصلت سمجھا کر ان باتون مین بہلایا تب دونون کو کسی قدر تسکین ہوئی اب دو فرد حکایت
وشکایت کھلے ہر چند شاپور عرض کرتا ہے کہ اے ملکہ عالم رات کم ہے مزاج زلف شب وصل
برہم ہے لیکن دونون دونون پر محبت کے جوش مین شراب الفت سے مدہوش ہین مقرر تھے
اسی عرصہ مین شاپور نے دیکھا ستارۂ سحری آسمان پر چمکا شمع محفل لہرائی چہرۂ ماہ تابان
فق ہوا صدائے موذن سنکر عاشقان صادق کا کلیجہ شق ہوا صداے الفراق والوداع
بلند عاشق ومعشوق دونون درد مند پروانون نے جاکر اپنی جان دی شمع محفل بھی ستی ہوگئی
اسوقت محفل مین سناٹا شاپور نے دو چار شعر بھیرون کے گائے دونون کے دل بھر آئے
شب بھر روتے روتے گذری ملکہ بران شمشیر زن نے اپنے دوپٹے سے آنسو ایرج کے پاک
کیے فرمایا کہ اے شیر بیشۂ صاحبقرانی اگر ہمارے بعد اسی طرح تڑپوگے پھڑکوگے ہمکو بھی آرام نہ ائیگا
اور ہمکو ہر وقت لڑائی درپیش ہے اگر طبیعت منتشر رہی حریف کی بن پڑیگی ہم بخوبی سمجھائے
دیتے ہین بدون ہماری صلاح کے ہوشربا مین آنیکا قصد نہ کیجیے گا ہوش ربا ہوش ربا ہے

ایک ایک ساحر وہان یکتا ہی جب دریاے نیل پر لشکرکشی ہوگی اسوقت ہم کسی طرح آپ کو اطلاع دینگے
ہماری تحریر پر کاربند ہوجیے گا یکایک ستے بڑے ملک مین آنا سراسر خلاف ہی ایرج نوجوان کو بخوبی
سمجھا کر ملکہ بران اُٹھین مگر اُٹھنے مین دل بیٹھا جاتا ہی قلب تھراتا ہی بمشکل اپنے کو سنبھالا غم والم کو ٹالا
طاؤس زرین بال پر سوار ہو کر طرف طلسم نورافشان کے چلین ایرج پہونچانے کو آئے تھے ملکہ بران
پلٹ پلٹ کر دیکھ رہی ہین جب رنگ رو ایرج متغیر پایا پھر پلٹ پڑین پھر سمجھایا دونون کی حسرت پر
فلک کو بھی چکر ہی طریقہ ظلم وستم بھول گیا طائران ہمراز نغمہ سرائی بھول گئے نخل پا بہ گل تھے سرو
انکی مصیبت پر بیدل تھے کئی مرتبہ کے ایرے پھیرے مین ایرج روتے ہوئے واپس ہوئے بران
نے صبر کا سنگ دل پر رکھا ست کی محبت کیجیے و قہر لپنے کو کشان کشان طرف طلسم نورافشان
کے پہنچی ایرج نوجوان آکر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئے ملکہ شیشہ می نوش و انجم ماہ رخسار
و شمع رخسار و صیقل آئینہ دار سب دربار مین آئے قدمبوسی سے بادشاہ کی مشرف ہوے
ایرج نوجوان نے فرمایا اے برادر صیقل ہم چاہتے ہین کہ ہمکو سرحد طلسم ہوشربا مین پہونچا دو حق
کی آنکھون سے غلام رہبری کریگا عنایت سے پروردگار کی یہ خیال زنہار اس رستم وراہ سے بخوبی
ماہر ہی لیکن اس زمانے مین ناظمان ورمند ہوش ربا سامان لشکرکشی کر رہے ہین لشکر چرخ دہا
پر چڑھائی ہی ہر مقام پر ہمکو آپ کو روکینگے خراج گزاران افراسیاب ٹوکینگے جابجا لڑائی ہوگی
بڑی سختیون سے تا بہ ہوش ربا رسائی ہوگی ایرج نوجوان نے کہا اے برادر خیال محال کو دل
مین جگہ نہ دو لشکر تیار کر دیہ فرما کر ایک عرضی خدمت مین اپنے والد نامدار کے تحریر کی خلاصہ مضمون
اُس عرضی کا یہ تھا کہ اے قبلہ و کعبہ بعد آداب و تسلیمات بعد عالی تبار سے عرض کیجیے گا کہ اقبال
سے حضور کے اگر طلسم اسکندریہ کو فتح کیا شاہزادہ اُس ملک کا صیقل آئینہ دار ہمارا ہمراہ ہوا
اُسکو ساتھ لیکر طرف سرحد طلسم ہوشربا کے بتاریخ فلان روانہ ہوے دعا سے خیر سے غلام
کو اپنے فراموش نہ فرمائیے گا یہ عرضی شتر سوار لیکر طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے روانہ ہوا
یہان ایرج نوجوان نے ملکہ شیشہ می نوش کو بادشاہ لشکر صیقل آئینہ دار کو کل لشکر کا افسر
انجم ماہ رخسار مقدمۃ الجیش سمن بر کو خدمت آب و آذوقہ شمع رخسار کو کوچ و مقام کا
اختیار اسطرح سے لشکر ظفر اثر کو تیار کر کے بعد کوچ بجاہ و حشم طے مراحل و قطع منازل کرتے

ہوئے طرف طلسم ہوشربا کے روانہ ہوئے

دو کلمہ داستان شوکت بیان آفتاب عالمتاب جرأت و شوکت ماہ آسمان جلالت و ریاست تہور شعار اسد نامدار و ذکر مہر سپہر عیاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بعد فتح طلسم صندل روانہ ہونا طرف دربند مہر و ماہ کے اور مقابلہ مہر و ماہ جادو پر وقت پہونچنا سرداران خوشخو کا براے مدد اسد نامدار و دیگر حالات متعلق داستان ہذا کی

پلا ساقی مے گلرنگ کا جام
رخ ساقی خوشی سے لالہ گوں ہے
معطر ہے زبس خاک گلستان
سراپا سرو میں قد کے لچک ہے
برودت یاں تلک ہے کر تو بادہ
رکھے تو اس ہوا میں مجھکو معذور
تو آ جلدی کہ اب مجھکو نہیں تاب
بھرے اخضر کے چشمے سے وہ پانی
خدا جانے زمانے کا ہو کیا طور
لبوں پہ ہے فغاں اور دل پہ ہے داغ
قسم ہے تجھکو اپنے زلف دوتا کی
مرے دل کے جراحت کی قسم ہے
تجھے ہے اپنی بدمستی کی سوگند
تجھے ساغر چھلکنے کی قسم ہے
قسم ہے نالہ کی تجھے یاس
قسم ہے میری آہ سبا تر کی
تجھے سوگند بسمل کی تپش کی
مری بے اختیاری کی قسم ہے

صبا لائی ہے گلشن میں یہ پیغام
زبس کھینچے ہے باد تند جاروب
صبا سیارہ پہ ہے عنبر افشاں
ہوا اس وقت تو مجھ پاس ہے قہر
کہ اوڑھی سنگ نے تختے پہ چادر
خزانا یاں ترا میری قضا ہے
قدح کر دے لبا لب لیکے وہ آب
جو سیر باغ دل تیرا نہ چاہے
ہوا ہے آن میں کیسا ورے او
روا مت رکھ تو میری تشنہ کامی
قسم ہے تجھکو گل کے رنگ و بو کی
تجھے گھونٹی قسم پینے کی سوگند
تجھے اپنی زبردستی کی سوگند
تجھے ہر بار کی رنجش کی سوگند
قسم ہے نشہ کی تجھے یار
قسم ہے میری فریاد و فغاں کی
تجھے سوگند اس دل کے خلش کی
تجھے ان سارے قسموں کی قسم ہے

کہ آمد آمد فصل جنوں ہے
ہوا صحن چمن آئینہ اسلوب
پڑی زلفوں میں سنبل کے مہک ہے
ہوا کیا دیکھ ٹک آ کر سر نہر
ارے زاہد یہ ہے انصاف سے دور
مرا جینا اگر تیری رضا ہے
کہ جسکے آگے آب زندگانی
چلیں صحرا کو ہم تو گاہ گاہے
نہ سیر بلبل ہے نہ گل ہے نہ یہ باغ
قسم تجھکو ہے مولانائے جامی
تجھے اپنی ملاحت کی قسم ہے
کہ تونے دم بدم پینے کی سوگند
تجھے شیشہ ڈھلنے کی قسم ہے
مری ہر دم کی آمیزش کی سوگند
قسم ہے تجھکو میری چشم تر کی
قسم ہے عندلیب بوستاں کی
مری الحاح و زاری کی قسم ہے
بھو پہنچ جلدی کہ فرصت کوئی دم ہے

مجھے دیوے اگر تو بادۂ ناب
بھرے پر ہو سب کا دامن گوش

کرین مجلس مین تیرا شکر احباب
اگر دو چار دے تو ساغر مل

اگر دل مین تشنگی مین اسکو مین نوش
فقط مجھے کھون رنگین تر از گل

چہرہ سیاحان دشت معانی و مسافران منازل سخندانی جادۂ رسم و راہ داستان شوکت بیان کو یون طے کرتے ہین شعر بیاای خردمند فرخندہ پے۔ کر سازیم این جادۂ سحری را جبکہ فارس میدان شجاعت یکتاز عرصۂ جلادت صف شکن تیغ زن شناور محیط طلسم کشائی نہنگ بحر زخار تیغ آزمائی افسر لشکر جانبازی شاہزادۂ اسد بن کرب غازی و مہتر مہتران و بہتر بہتران و سرہنگ سرہنگان بساط بلاد بنی آدم مولانا سے معظم و مکرم وندۂ بیدرنگ قلعہ گیر بے جنگ نامی و نامدار خواجہ عمرو ذیوقار طلسم صندل کو فتح کر چکے اب صلاح ہوئی کہ جلد طرف دربند مہر و ماہ کے روانہ ہونا چاہیے ملک اخضر و نعیم جادو و فہیم جادو و دیگر سرداران نامدار حاضر خدمت فیض درجت ہوئے ایک ہفتہ مین انتظام لشکر ظفر اثر ہوا ملک اخضر کو تخت پر سوار کیا اسد نامدار زیر سایۂ علم شیر پیکر بصد کر و فر بجاہ و حشم تمام بشوکت مالا کلام طرف دربند مہر و ماہ کے راہی ہوئے کارگزاران ملک اخضر بارگاہ فلک اشتباہ لیکر بعہدۂ سپہ سالاری آگے بڑھتے جس مقام پہ جاکر لشکر اترا وہان کے زمیندار تعلق دار راجہ بابو آکر حاضر ہوئے سامان دعوت مہیا کیا بسبب ملک اخضر بادشاہ سابق طلسم صندل کے کل متعلقین حوالی طلسم صندل حاضر ہوتے ہین دم بدم لشکر بڑھتا جاتا ہے خواجہ عمرو بھی خوشی خوشی لشکر کے ساتھ ہین ہر شب کو صلاحین ہوتی ہین کہ انشاءاللہ اب دربند مہر و ماہ پر پہونچینگے لوح طلسم دستیاب ہوگی لڑتے بڑھتے تا بہ مرحلہ جات جاینگے افراسیاب سے مقابلے پڑینگے اب ناظمان دربند لڑینگے اخضر عرض کرتا ہے کہ شہریار نام حقیر سنکر سب بھاگ جاینگے غلام آپ کا ایک ایک کو پہچانتا ہے یقین کامل ہے غاشیۂ حکم کو دوش ہوش پہ رکھکر بمانند غلامان حلقہ بگوش در دولت آستان عالی پر آکر حاضر ہونگے انشاءاللہ مرحلہ جات کی فتح کی جلد صورت پیدا ہوگی لیکن حضور افراسیاب طبقۂ زمین کا ہلا دیگا لاکھون کا کھیت پڑیگا دشت لالہ زار بنجائیگا خون کے دریا بہا دیگا خواجہ عمرو فرماتے ہین کیون ای ملک اخضر تمنے بھی لوح کے آنے کی کچھ خبر سنی تھی جب صرصر نے جاکر اسد غازی پر عیاری کی لوح لاکر افراسیاب کو دی تب ہمنے اپنی آنکھون سے دیکھا ایک نرگاو پیدا ہوا دہن کو مثل قبر بلا کھولے ہوئے

افراسیاب نے انکے منہ میں لوح ڈالدی تھی جب میں نے حیرت کی صورت بنکر صندل کی اور کیفیت پوچھی افراسیاب نے صاف کہدیا کہ دربند مہر وماہ پر میں نے لوح کو بھیجا مہر وماہ جادو کے پاس لوح ہے اس نشان پر عنایت سے پروردگار کے میں آیا تا بہ طلسم صندل پہونچا طلسم صندل بھی فتح ہوا درمیان میں ہر شخص کا یہ قول تھا کہ صندل جادو کا قتل ہونا ناممکن ہے وہ بھی انگوٹھی کی عنایت خدا سے دستگیری ہوئی اسکو بھی قتل کیا اب تو یار و منزل مقصد قریب ہے خضر جادو تو خاموش ہورہا کچھ جواب نہ دیسکا ملکہ گوہر جادو نے عرض کی اے شہنشاہ جہان عالم اے محرم و محتشم ان حالات کی وقعت جسقدر کنیز کو ہے کسی کو اس مقدمہ میں دخل نہیں آپ جب اس طلسم میں تشریف لائے پہلے مجھکو خبر ہوگئی میں نے شاہزادہ صندلان صندل پوش کو بھیجا مراد اس بیان سے یہ ہے کہ مجھکو خبر ہوگئی اگر کوئی شخص جیفر بھی اس جانب سے جاتا لونڈی کو خبر ضرور ہوتی نہیں معلوم اسمیں کیا بھید ہے خدا آپ کی شفقت کا انجام بخیر کرے دربند مہر وماہ پر لوح نہیں ہے آیندہ اقبال شاہنشاہی کی برکت سے اگر لوح دربند مہر وماہ پر ملجائے عنایت پروردگار ورنہ ہم نہیں عرض کرسکتے ان باتوں کو سنکر عمرو کے ہوش وحواس اڑے جاتے ہیں خیرخواہان دولت کے قلب تھراتے ہیں لیکن لکھا ہے کہ بعد از قطع منازل وطے مراحل قریب دربند مہر وماہ لشکر ظفر اثر اسد نامدار کا گذر ہوا مہر وماہ جادو دونوں شاہزادیاں جو دربند مہر وماہ کی حاکم ہیں خبر سنکر آمد طلسم کشا کی بیرون شہر آئین بارگاہیں اپنی بھی استادہ کرائیں لشکر چار لاکھ ساحران غدار کا آکر فروکش ہوا مہر وماہ دونوں بہنیں حسن میں یکتا سحر و ساحری میں انکا شہرہ اپنے سامنے کسی کو موجود نہیں جانتی ہیں سحر و ساحری میں بے نظیر حسن میں رشک ماہ منیر کنارے پر لشکر کے منتظر ہی ہیں کہ آمد آمد لشکر طلسم کشا ہوئی پہلے سب سے صندلان صندل پوش بصد جوش وخروش مع ستر ہزار ساحران نامی وگرامی آکر اترے دوبارہ سپہر گرد اڑی نعیم جادو وفہیم جادو وزیر اعظم دستور معظم مع ساٹھ ہزار ساحران نامی وگرامی آکر اترے انکے بعد گرد عظیم بلند ہوئی ملازمان مہر وماہ جادو نے دیکھا صدا آئی اشعار

یلا نوجوانو بڑھ سے جائیو
دو جانب سے باگین لیے جائیو
پہنچے مہر و دولت قدم بافدم
ترقی ہوا اقبال کی دمبدم
سب دیکھنے لگے دامن گردش گاہ فتہ ہوا نگاہ پری جمال خورشید

شان شہسوار عرصہ یکہ تازی اسد بن کرب غازی مرکب بادرفتار پر سوار گرد سرداران نامدار چہرہ مثل آفتاب و ماہتاب روشن دریاے سلاح مین غوطہ مارے ہوئے نور سروری و سالاری جبین مبین سے ساطع ولامع فتح وظفر جلوہ کنان نظم

ور نہ قطرے سے او بحر سخا کے کم تانا
زندگی بخش مسیحا کا ہی لاشک اعجاز
سور کی گانٹھ کا کب ہمیہ کھلے ہی عقدہ
نکتہ بیان مین تری عالم کو کوئی شبہ نہ
کیا بیان اسکی عدالت کا زمانہ ہی وہ
رعب گنجشک سے پرواز کرے سوئے شباز

گر ترا دست کرم ابر سے ہو یکتا سا نہ
تذرِ شمشیر ہوا ایک عجب اسکا دل و دین
ہو وہی یہ گرہ دہر کی ان محرم راز
گنجینہ چرخ کا تو کیا ذکر ہی سبحان اللہ
سحر ہو صولت عدل اسکے نہین گر بیجا
اس رعب و سطوت و تہور و شجاعت و لیاقت کو دیکھکر اعیان

یہ مسلم ہی کہ وہ سر پہ کرا آفاق کے بیج
تا زکیو قت گریبان دو عالم ہی نیاز
کاہ نرگس نظر آوین گے آہو گے رنگ
مہربانی کا تری جو فلک پا انداز
باز و گنجشک کی یکجین جو صورہ تصویر

دربار مہر و ماہ دنگ ہو گئے ایک ایک کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آئینہ جمال دیکھکر ہر ایک کو سکتہ
تخت پر ملک الحضر جہان دیدہ کارآزمودہ مدت کے بعد قید سے رہائی پائی جان دینے پر آمادہ
پروانہ جمال طلسم کشا ایک جانب سے دیکھا شہنشاہ عیاران سرگروہ خنجر گذاران باج ستانندہ
ریش ساحران بانی بناے آرائین قصور نگاران خنجر گزاران عالم کے افسر خواجہ عمرو نامور مع چالیس
ہزار ایک بچون کے جست وخیز کرتے ہوئے ہمراہ طلسم کشا نمایان ہوئے بارگاہ مین استادہ ہوئین چلبل
پردہ اطلس کے چوب پری بازارین آراستہ ہوئین طریقہ سے ثابت ہوتا ہی کہ سیر کوکبی مہینہ مین آکر
پہونچی گی چکرون کا تانتا لگا ہوا ہی صدا فلک تک کی بلند ہی ٹھٹ کا ٹھٹ چلے آتے ہین بازی گر نقارہ
نشان لدے ہوئے آواز ترنگ آرہی ہی منتظم بازارون کے مرکبہاے بادرفتار پر سوار نصبجاہ
ہو و قار آتے جاتے ہین انتظام بازار مین مصروف انکی ذات پر کارگزاری سو قوف مہر و ماہ
جادو و آمد لشکر طلسم کشا دیکھکر دنگ ہو گئین وجد کرتی ہوئین بارگاہ مین لوٹین آکر تخت پر
متمکن ہوئین وزرا امرا سے ذکر ہونے لگے کہ صاحبو تم نے سطوت و لیاقت طلسم کشا کو دیکھا
طلسم صندل کیونکر فتح ہوا صندل جادو کیونکر قتل ہوئین شیران سلطنت نے عرض کی
اے ملکہ عالم طلسم کشا صاحب اقبال جرأت مین فرزند رستم و زال ا اعیان طلسم ہوشربا بدنام
کنندہ نالائق بیہودہ اپنے مالک سے محبت نہین کلام کرنے کی لیاقت نہین یہ لوگ فصیح

بلیغ عقیل فہیم داناے روزگار عمر و عیار مکار غدار وہ لوگ آپ کے شریک ہوجاتے ہین ہر شی
کا وہ نشان بتلاتے ہین دیکھیے کسقدر سرداران طلسم صندل شریک ہین ایک کو درد سر نہوا
چاہیے تھا اپنے مالک کو بچاتے اگر حفاظت بوجہ احسن ہوتی عمر بھر طلسم صندل فتح ہونا نہین
معلوم سامان قتل صندل کیونکر ممکن ہوا مہر و ماہ جادو نے جواب دیا ہم حیران ہین طلسم کشا
کی مہم پر کیون لشکر کشی ہوتی باعث سرکشی کیا ہے کسی نے کچھ نشان بتلایا ہے نہین معلوم طلسم کشا
کیا سمجھا ہے یہ حال ہر ایک پر ظاہر ہے ہر عقیل و فہیم اس بات سے بخوبی ماہر ہے چیونٹی کی جب قضا
آتی ہے تب پر پیدا کرتی ہے دم پروانہ کا بھرتی ہے ع صید چون اجل آمد سوے صیاد رفت خیال
یہ پڑا ہے کہ طلسم کشا یہان سے واپس کیونکر جائیگا سب نے عرض کی حضور کل مال و اسباب لوٹ
لینگے سب باغیون کی مشکین باندھکر حاضر کرینگے ملکہ مہر و ماہ جادو نے جوانان شیران سلطنت
وزیران باہیبت و افسران لشکر و ساحران نامور کو دیکھا کہ آمادہ حرب و پیکار ہین سب بہادر نامدار
ہین دور جام بے اندیشہ انجام چل رہا ہے نشے مین آکر حکم دیا نقارہ رزمی بجے کل صبح کو لشکر طلسم کشا
سے مقابلہ ہے کئی سو نقارے پر چوب پڑی ہرکارے لشکر اسد نامدار کے جو لشکر مہر و ماہ جادو
مین حاضر تھے خبرین لیکے چلے یہان بارگاہ طلسم کشا مین سریر جہانبانی پر ملک اخضر ذیشان و شوکت
با اسد نامور کرسی جواہر نگار پر خواجہ عمر و مرقع دربار تصویر سرداران سے معمور یکایک ہرکارے
آکر حاضر ہوے زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اٹھا کر دعا و ثناے بادشاہی بجا لائے قطعہ

بادشاہا بارگاہت چون فلک پر نور باد	داد و عدلت در سراے آخرت معمور باد
ای فریدون ہمت و رستم دل و جمشید فر	تیغ تو بر فرق دشمن ناصر و منصور باد

شہریار عالم کی عمر دراز ہو ملکہ مہر و ماہ جادو نے طبل جنگی بجوایا کل آمادہ ہے کہ نکلکر معرکہ آراے نبرد ہوکر
آتش کین و عناد و فساد کو دوبالا کرے باقی خیر و عافیت ہے یہ سنکر اسد نامور نے ملک اخضر
کی جانب اشارہ کیا حکم ہوا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے
اسی وقت بموجب ارشاد فیض بنیاد اسد نامدار نقارہ رزمی پر چوب پڑی قطعہ

بہر دنبل را آنچنان طبل زن	کہ در ہیبت ز ہیبت کفش ہوا
دل زن و دل زن بہ تحسین او	بر بین و بین او دمن او دمن او

کل لشکر مین ہنگامہ ہوا کہ طبل جنگی بجا کل لشکر ساحران عمرو ماہ سے مقابلہ ہو دیکھین گردونِ دون و انقلاب سپہر بوقلمون تاج دولت کسکے سر پر رکھتا ہو اور خاک مذلت مین کون آلودہ ہوتا ہو دیکھین کون صاحب تاج و سلطنت ہو کسکی تقدیر مین ذلت ہو بموجب مضمون مطلع کتنے مفلس ہو گئے کتنے توانگر ہو گئے ؛ خاک مین جب مل گئے دونون برابر ہو گئے ۔ اشعار دیگر

کل ایک رِند دنیا سے مین نے پوچھا ذوق
گذرتی ہوگی بآرام زندگی تیری
کہا یہ اُسنے کہ قیدِ حیات مین انسان
اُٹھائے ہاتھ جہان سے دلے ہو کیا امکان
چھٹا جو کوئی گرفتاریون سے دنیا کی
رہا وہ خدمتِ مرشد کی قید مین برسون
گر ایک عمر مین ہونچا مقامِ اعلیٰ پر
ہو دستگاہ و تصرف مین بھی ہوئی اُسکو
ہمیشہ جنگ رہی بعد صلح کل کے بھی
جو ہوشیار ہو تو ہو وہ شرع کا پابند
نہین ہو دام خلائق سے مطلق آزادی
کہا ہو خوب کسی نے یہ شعر برجستہ
اگر ز قطع تعلق کدام شد آزاد

اگر تو اگر گرے ادھر سے ہوا اُدھر پیوست
کہ مجھکو اب نہ غم نیست ہو نہ شادی است
کبھی نہ ہو گا دل آسودہ گو ہو ست الست
کہ با فراغ کرون کنج عافیت مین نشست
تو سلسلہ مین فقیری کے پھر ہوا پابست
کہ حق پرست ہو وہ پہلے جو ہو پیر پرست
کہا یہ شوق نے ہو ہمتِ بلند نہ پست
تو یہ ارادہ رہا اور بھی ہون بالا دست
کہ نفس سرکش دشمن ہو اسکو دیجے شکست
پھنسا ہوا ہو وہ کیفیتون مین کہ دست
مجال کیا کہ نکل جائے کوئی کرے جست
کیا زبان سے نکل اسکی جیسے تیر ز شست
پرندہ زہما باخدا گرفتار ست

مراد یہ کہ دنیا مقام عبرت ہو عشرت کی جگہ نہین اسکا طالب ہمیشہ اندوہگین ہو لشکر مین تیاریان ہونے لگین ہوم خانے استاد ہوئے اسباب سحر کی تیاری مین ساحران غدار مصروف ہوئے غیر ساحر سپرون کو درست کر رہے ہین تیغے چرخ چڑھے کہ عقل پیر چرخ کی چرخ مین ہو تیرون کو زہر سے آبداری دیجاتی ہو نعرہ مردان عالم سے زمین تھراتی ہو لشکر عمرو مین سحر و ساحری کا انتظام یہ دونون شاہزادیان نہایت زبردست ہین ہوم خانے مین داخل کیا اسباب سحر حاضر ہوا سحر خوانی مین مصروف ہین علم شعبدہ مین خوب انگو وقوف ہین ہمراہیان

طلسم کشا کو کب مانتی ہیں اخضر کو حقیر جانتی ہیں یہی ذکر ہو رہے ہیں کہ وہ پیر زمین گیر ہم سے
کیا لڑیگا سحر میں خوب معرکہ پڑیگا طلسم صندل فتح کر کے بہت شیر ہوے ہیں اُن روباہ صفتوں کو مار کر
دلیر ہوے ہیں یہاں سے بچکے کہاں جائینگے بلی لڑائی میں شکست پائینگے طلسم کشا کے ساتھ بڑا مال
ہے نہایت صاحب جاہ و جلال ہے کل سب کچھ قبضہ میں آجائیگا قید طلسم کشا لیکر طرف شہنشاہ کے
چلینگے انعام اکرام لینگے بعض جنکو جان کے خوف ہیں وہ بھاگنے کی تدبیر کر رہے ہیں دم نامردی
کا بھر رہے چلے ہونے کی تلاش ہو رہی کیا کہکر افسر سے رخصت لیں اپنے اہل و عیال میں پہونچیں
اگر اسی طرح جان دیتے چالیس برس کا سن کیونکر پہونچتا سیکڑوں رزم گاہوں سے بھاگے
با عزت اپنے گھر چلے آئے یہی بڑی بات ہے لوگ بھگوڑا کہینگے ذمہ داری کی مصیبت تو نہ سہینگے نمک
پر ہمارے کوئی گر نہیں سکتا مرد سپاہی مشہور ہیں آمد کی تو ہم ایسے آتے ہیں بیٹھے بڑے گھبرا
جاتے ہیں آخر بڑبڑاتے ہوے اُٹھے رسالدار کے پاس آئے کہا میاں افسر صاحب ہماری
جورو علیل ہے ہمکو رخصت دیجیے ابھی گھر جائینگے تڑکے چلے آئینگے افسر نے کہا آج کی شب رخصت
نہیں مل سکتی صبح کو میدان کارزار میں لڑ کر نام بزرگوں کا روشن کرو انھوں نے جواب دیا
حضور ہمیں اب آپ کے کہنے سے زیادہ ضد ہوئی ہرگز نوکری نہ کرینگے ابھی چلے جائینگے یہ کہتے
ہوئے بارگاہ سے نکل آئے گھوڑا تیار کیا ٹہل کے ٹٹو پر اسباب لادا اُنچ کرتے ہوئے چلے راہ
میں کوئی دوست ملا پوچھا بھائی جان کہاں چلے جواب دیا بھئی مرزا تم نے سنا آج بڑی خبر ہو گئی
رسالدار صاحب بہت گھبرا گئے ہیں لوٹ مار میں مال پا گئے ہیں ہم سے کہتے ہیں رنڈی لاؤ بھلا ہم
ایسی باتیں کب سننے والے ہیں ابھی استعفا دیا لیکن کل کی لڑائی ضرور لڑینگے اسباب گھر پہونچا کر
چلے آئینگے یہ کہتے ہوے گھوڑے کو بڑھا کر نکل گئے صد ہا تو ایسے چلے حوالے کر کے نکلے بعض بیٹھے
بیٹھے رونے لگے غش کھا کے گرے ساتھ والے دوڑے کہتے ہوئے بھائی شیخ صاحب کیا ہوا
بڑی مشکل سے آنکھ کھولی ہانپ رہے ہیں کانپ رہے ہیں بڑی مشکل میں جواب دیا بھائی
ڈولی منگوا کر ہمکو سوار کر کے گھر پہونچا دو درد گردہ اُٹھا ہے اسی عارضہ میں دادا پردادا مرے
لوگوں نے گھبرا کر ڈولی میں سوار کیا اشارہ سے کہا گٹھری بقچی بھی رکھدو صبح کو زندہ رہے
تو لڑائی کے وقت ضرور آئینگے ڈولی میں پردہ بند ہوا لیا لشکر سے نکل گئے جب جنگل میں پہونچے

تلوار کھینچکر نکل آئے کہارون سے کہا ابے حرامزادو تم نے ہمین مردہ سمجھا کہان لادے لاتے
ہو جوان لوگ کہین ڈولی مین سوار ہوتے ہین جاؤ سامنے سے نکل جاؤ نہین قرابین مار دونگا دھوان
تک پیٹ مین اتر جائیگا کہار بیچارے لرزان ترسان بھاگے مگر کوستے ہوئے یا آلات اعلیٰ
سنات معلی اس ظالم کو سزا ملے وہان سے سوار ہو کر آیا دو کوس پر لا کے چھوڑا انکا کہاری کا
نہ دیا اسکو بھی سزا ملے رات کا وقت بیچارے کہار ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے اس خیال سے
کہ رات کو بھٹک کر نہین معلوم کہان نکل جائینگے مگر وہ ظالم شیخ بڑبڑاتا بڑبڑاتا جاتا تھا قریب
ایک گانون کے پہونچا دس پانچ پاسی کنارے گانون کے پہرے دینے کی خبر سنانے کو آ پہونچے
تھے انھون نے آدمی کی آواز سنی پکارا کون آتا ہی اب شیخ جی گھبرائے جواب دیا ہم ہین
شیخ دمڑی خان پاسیون نے کٹھے چڑھائے تکے جوڑے کہا میان ہتھیار کپڑے رکھدو ۔ اب تو شیخ
جی ہاتھ جوڑنے لگے کہا بھائی لو رکھ لیو تم سے ہمکو کیا عذر ہی پاسیون نے عرقی بند ھوا دی
اب شیخ جی سوچے سواے لشکر کے اب کہان جائین چلو پلٹ چلین روتے پیٹتے چلے کہارون نے
کہا وہی مسخرہ ننگا لچا چلا آتا ہی پکار کر پوچھا میان شیخ جی کیا ہوا کہا بھائی ٹھہرا ہمین غصہ آیا
کہ جا کر حریف کو مارین اب اسوقت ہم اپنے جامے سے باہر ہین چلو تم بھی چلو ہماری جرأت
دیکھو نامرد تو یون جان بچاتے پھرتے ہین مگر وہ جو صاحبان جرأت و لیاقت ہین آمادہ مرگ
وصیاے قضا باپ بیٹے کو سمجھا رہا ہی اے نور نظر نمک سرکاری کھایا ہی قدم پیچھے نہ ہٹانا ڈٹکر
تلوارین منھ پر کھانا شعر پیارے جاؤ عروس موت کو دو طلاق اس زندگی کی سوت کو
دنیا ناپائدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی مرد سپاہی کی یہی آبرو ہی تیغ بیدریغ معشوق خوبرو زینت
پہلو ہی سب طرح کے لوگ ہین شعر کند ہمجنس با ہمجنس بجو بیزہ خشت با خشت بیز با بیزہ چار
پہر رات اسی ہنگامے مین گذر گئی ستارۂ سحری آسمان پر چمکا ہر طرف غل تھا سحر ہو گئی شہنشاہ
پردۂ ظلمات نے شکست کھائی مع فوج ثابت و سیارگان فرار برقرار کیا شہنشاہ زرین پوش نے
بصد جوش و خروش فوج شعاع و ضیا کو ہمراہ لیا نیزۂ خطوط شعاعی ہاتھ مین تیغ مہر کو حمایل
کیا اشہب صبا رفتار چرخ نیلی پر سوار ہو کر وارد میدان کارزار ہوا لشکر جانبین سے
سمت کارزار چلے یہان دردولت اسد نامدار پر سرداران نامی کا مجمع و جلو خانہ مین آگ

ٹھہرتے جاتے ہین یکایک پردہ اٹھا پیشہ بارگاہ سے شیر مجازی اسد بن کرب غازی
برآمد ہوا سرداران نامی براے تسلیم خم ہوے شاہزادہ صندلان صندلی پوش ساٹھ ہزار
جوانان صف شکن تیغ زن کو لیکر حاضر ہوا ہمراہ رکاب ہوا ملک اخضر تخت پر سوار ہوا ملکہ گوہر
جادو بصد آبرو و پہلوے تخت مین ایک جانب فہیم و نعیم باپ بیٹے سلاح جنگی ذات پر آراستہ
کرنے پر آمادہ پشت پر ساحر و غیر ساحر فنون جنگ سے بخوبی ماہر اس نامدار زیر سایہ علم شیر
پیکر اس جاہ جلال سے وارد میدان کارزار ہوے دیکھا کہ آمد آمد لشکر مہر و ماہ جادو شروع ہوئی
دونون بہنین تخت پر سوار تاج شہریاری برسر اسباب سحر جھولیون مین بھرا ہوا گرد بڑے
بڑے جادوگر بصورت مہیب و بہ شکل عجیب اژدرہاے آتش فشان پر سوار علمہاے
زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے پھریرون پر تصویرین لات و منات کی زرسول ہاتھ
مین صداے یا سامری و جمشید بلند مغرور خوشامد پسند اس طرح دونون لشکر میدان کارزار
مین آکر جمے میمنہ و میسرہ و قلب و جناح و ساقہ و کمینگاہ طرفین سے آراستہ و پیراستہ نقیبون
کو اشارہ ہوا نقیبان بلند آواز بصد سوز و گداز میدان کارزار مین پہونچے سرود
چھیڑے آوازین لگائین نظم

اجل لگاے ہوے گھات ہر کسی پر ہی		بہ ہوش باش کہ عالم رواروی پر ہی
نزوو کیا نہین ای ساکنان ملک ہستی ہی	دیگر	عدم کی راہ سیدھی ہی بلندی ہی نہ پستی ہی
ابر رحمت اگر نہین ای ذوق	دیگر	بیکسی گور پہ برستی ہی

نقیبون سے وہ اشعار حیرت آمیز پڑھے مردان عالم کو سنائے آگئے نقشہ ناپائداری عالم
آنکھون کے نیچے پھر گیا عیش و راحت کا لطف نگاہ سے گر گیا قریب تھا کہ ساحر جانبین سے
براے مقابلہ میدان کارزار مین نکلین کہ صحراے گرد اڑی سب دیکھنے لگے سامنے آگرد امن
گرد شگافتہ ہوا آگے آگے سو علم نشان لاکھ سوار کا ہر ایک علم کے پھریرے پر تعریف سامری
و جمشید کی مرقوم آمد فوج کی دھوم آگے آگے ایک کرگدن سوار پچاس ابنج کا قد و قامت
دیو ہی کہ قالب انسان مین سمایا ہوا چوڑا تیغہ مثل تختہ دکان عطار کمر مین ابرو دن پہ بل
غرور و تکبر چہرے سے ظاہر سبزہ تازہ کا درخت صاف ثابت ہوتا ہی تازگی کے درخت مین

سنان و بنان درست کی ہو سپر فولادی فراخ دامن سیاہ رو کی پشت پر گرداب دریائے نیل سے مثال آنکھیں غصے سے لال لال قوی تن قوی سن جیسے ہی ملکہ مہر جادو کی نگاہ اُس جوان قوی ہیکل پر پڑی ماہ جادو سے مسکرا کر کہا بہن تمنے پہچانا شاہور فیل پیکر ہمارا خراج گزار پہلوان نامی و نامدار حال لشکر کشی مسلمانان سنکر آیا ہو یہ کہکر ساحروں کو حکم دیا جلد جاکر استقبال کرو ہمارے سامنے لاکر پہونچاؤ نہایت خیر خواہ ہو ساحران نامی گئے شاہور فیل پیکر آکر سامنے مہر و ماہ کے گینڈے سے کودا پایۂ تخت کو بوسہ دیا ملکہ نے دست شفقت پشت پر رکھا پوچھا ای پہلوان دوران ای گرشاسب جہان کیونکر آنیکا اتفاق ہوا عرض کی حضور کی زیارت کا مشتاق ہوا یہ بھی غلام نے سُنا کہ طلسم کشا آپ سے برسر پرخاش ہو جنگ کی تلاش ہو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ طلسم کشا کو جرأت کا بڑا دعوے ہو بڑے بڑے پہلوانوں کو مارا ہو جوانان شیر دل کو للکارا ہو غلام کو خواہش ہو کہ جاکر طلسم کشا کو توڑے مشکین باندہ کے خدمت میں حاضر کرے اگر حضور یہ انتظام کریں کہ جانبین سے سحر ہونے پاے غلام آپ کا جرأت و شوکت سے طلسم کشا کو زیر کرے پایۂ تخت شہنشاہی کو بوسہ دلائے مطلب دلی ہاتھ آئے اگر شاید جنگ مغلوبہ ہو تمیں بھی حضور شراکت نہ کریں صرف تماشا دیکھیں مین نے فرزندانِ حمزہ کے بڑے بڑے ادعا سنے ہیں بڑے بڑے ملکوں پر جاکر یہ لوگ ڈٹے بہادر پہلوان زیر کیے پس ایسے جوان کو زیر کر کے خدمت میں لاؤں شرف جرأت حاصل کروں حضور کا بھی نام ہو کہ ملکہ مہر و ماہ کے ایسے نمکخوار تھے جنہوں نے طلسم کشا کو زیر کیا مطیع و منقاد کرایا پس جو عرض کرنا تھا غلام عرض کر چکا اجازت میدان کارزار مرحمت ہو ہر چند ملکہ مہر و ماہ جادو نے روکا شاہور فیل پیکر نہ مانا اجازت لے کر طرف میدان کارزار کے چلا گینڈہ مست زیر ران مثل شوری دکھلانے لگا پسینہ پیشانی پر آنے لگا اسپ تازی نے چوگان بازی دکھلائی نیزہ و دگڑی کا ل ہلایا خوب پسینہ آیا دونوں سپروں سے یوں پسینہ ٹپکا کہ جیسے : دو کالی گھٹائیں برستی ہیں جب خوب عرق عرق ہو چکا گینڈے کو روکا لشکر اسلام کو تیز تیز بہ نظر ستیز دیکھنے لگا ظاہر ہوا کہ ہر بہادر از ہیچ میل تا بہ موزہ عرق دریاے آہن شعر جیان مرد خود را در آہن گرفت : کہ مژگان او شکل سوزن گرفت : پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان وای زبردستان جسکو تمنا مرگ کی

ہو مجھ سے اگر مقابلہ کرے لیکن واضح رہے کہ آج مجھ سے مقابلہ شوکت و جرأت و لیاقت ہوگا سحر
ساحری موقوف دل چاہتا ہے مردان عالم فنون سپاہگری دیکھیں تحسین و آفرین کریں یہ پکار کر کہنا تھا
کہ اسد نامدار نے گھوڑے کو پھیرا چہرہ خوشی سے سرخ ہو گیا صندلان صندل پوش گھوڑے
سے کودا قدموں سے اسد نامدار کے لپٹ گیا کہا اے شہریار حقیقت میں اس حوالی میں اسکی جرأت
کے شہرے ہیں بڑے بڑے پہلوان اسنے زیر کیے غلام کو بڑی حسرت ہے کہ اس سے جا کر مقابلہ کرے
اسد نامدار نے فرمایا اے برادر میں اپنے سے تمکو اچھا جانتا ہوں تمکو بخوبی پہچانتا ہوں جانباز صادق
راسخ الاعتقاد فن سپاہگری میں طاق شہرہ آفاق لیکن میرا وہ نام ہے کہ پکارتا ہے اس عبد ذلیل
رب جلیل کو للکارتا ہے آپ سب صاحب میرے واسطے دعا کریں کہ سامنے تمام عالم کے جرأت میں
فرق نہ آئے پروردگار مظفر و منصور کرے رنج و ملال دل سے دور کرے صندلان صندل
پوش نے سر جھکا لیا عرض کی اے شہریار بسم اللہ پروردگار آپ کو مظفر و منصور کرے ملکہ گیہر جادو
ملکہ خضر وغیرہ سب نے گھیر لیا اسد نامدار نے فرمایا اے سرداران نامی و اے ساحران گرامی
ایک بات کا خیال رہے یہ پہلوان جو میدان کارزار میں آیا ہے اپنے کو جرأت و زور و طاقت میں
یکتا جانتا ہے اسنے مہر و ماہ جادو سے اجازت لی ہے کہ کوئی ساحر دخل نہ دے آپ لوگ بھی اسکے
خلاف نہ کیجیے گا کوئی سردار دخل نہ دے صندلان صندل پوش فوج غیر ساحران لیکر موجود
رہیگا اسکے ساتھ ہزار سوار دو لاکھ جوانان خرس پیکر کا بار اٹھائینگے سب نے سر جھکا لیا اسد
نامدار نے خواجہ عمرو کو جھک کر سلام کیا خواجہ عمرو نے بازو تھام کر دعاے فتح و ظفر پڑھی
میدان کارزار کی اجازت دی فرمایا بسم اللہ اسد نامدار دوبارہ بپشت مرکب
باد رفتار پر سوار ہوا شعر

چو شیر سے کو گیرد بر آہو کمین ٭ بجست از زمین در بر آمد بہ زین

تراامند ہے وہ تیز رو کہ وقت خرام ٭ وله دیگر ٭ کہیں زمانے میں ممکن نہیں ہے اسکا نظیر
کہ سیرگاہ دو عالم ہے اسکی ایک روند ٭ اور اسکا شرق سے تا غرب ہے سیرگاہ سیر

اس مرکب باد رفتار کو یہ شیر اڑاتا ہوا نیزہ چمکاتا ہوا سامنے شاہور فیل پیکر کے پہونچا گرداب کا
تمام کرہ ویرا ابھی نہیں لگا ور زن ہوے تین قدم مرکب اسد نامدار پانچ قدم گھیڈا اسکا پیچھے

شاہ جمالی جہان آرا سے اسد نامدار پر نگاہ پڑی سطوت وصولت دیکھکر دنگ ہوگیا ہاتھ واسطے سلام
کے اٹھایا اسد نے جواب سلام دیا شاہور سراپا کو دیکھ رہا ہی حیران جمال محو دیدار عاشق چہرۂ
زیبا ہے اسد نامدار گھبرا کر پوچھا ای جوان ماہ تمثال مین نے تو طلسم کشا کو واسطے مقابلے کے بلایا
ہی تو واسطے اصلاح کے آیا ہی اسد نامدار نے جواب دیا وہ بندۂ حقیر رب قدیر مین ہون جب تو
شاہور نے کہا ای شہریار آپ نے غضب کیا در بند مہر و ماہ پر لشکر کشی کی کیا بدولت کا نام
آپ نے نہ سنا تھا بڑے بڑے پہلوانون کو مین نے مارا اس اقلیم مین نہیب شمشیر سے ابدولت
کے پہلوان تھراتے ہین شیران دشت نبرد کو غش آجاتے ہین مگر ای نوجوان مجھے تیرے حال پر
رحم آیا اگر تو میری اطاعت کرے ملکہ مہر و ماہ جادو سے خطا معاف کرا دون وہ اپنا سپہ سالار کرلیگی
مین اپنے لشکر کا بادشاہ قرار دونگا ای جوان شیر دل گزو سکہ ترے نام کا جاری کرونگا اسد نامدار
نے مسکرا کر فرمایا مہربانی تمھاری تمکو ہمارے حال پر رحم آیا لیکن اگر دین اسلام ملت حنیفہ اختیار
کرو رونق بارگاہ اسلام قوت بازو زینت پہلو معزز ترین افسار الٰہی جب جثۂ شیران یعنی بارگاہ
سلیمانی مین پہونچوگے ہمارے بزرگون کو دیکھکر وجد کروگے شاہور ہنسا کہا ای جوان سوال
دیگر جواب دیگر معلوم ہوا قضا تیری سے گرائی ہی حربہ کر حوصلہ دل مین باقی نہ رہے پھر سرکی جرأت
و لیاقت کو دیکھنا اسد نامدار نے فرمایا ہمارا دستور نہین ہی تو حربہ کر جب تیری ضرب سے پرزو کا
بچا لیگا تب ہم بھی حربہ کرینگے یہ سنکر شاہور مثل ببر کے گرگرایا گینڈے کو پیچھے ہٹایا داہنی بغل
سے اور بائین جانب سے نیزے کو پیچ وتاب دیتا ہوا مثل آہ عاشقان و کاکل معشوقان تاک
کر سینۂ بے کینہ اسد نامدار پر لگایا اسد نے نیزے کی سنان پر لیا چنگاریان نکلین دونون
جوانون مین نیزہ چلنے لگا مرکب اور گینڈا اشارے پر کام کررہے ہین برج خاکی بنکر تیار ہوا
سنان ہاے نیزہ مثل ستارون کے چمک جاتی ہین لشکرون سے احسنت و آفرین کی صدائین آتی ہین
دو گھڑی کامل نیزہ چلا اسد نے ایک مقام پر گانٹھ کر جھٹکا مارا نیزہ ہاتھ سے شاہور کے نکل گیا
چہرے پر اس جوان کے ہوائیان اڑنے لگین نیزہ بھرا آب خجالت مین غرق غصے مین آکر قبضۂ شمشیر
پر ہاتھ ڈالا اصالت ثابت ہوا کر غار سے اژدر جیب بل کرتا ہوا نکلا آواز دی ای جوان یہ تیغ
بید ریغ ہی برسونگا جھگڑا دم بھر مین فیصلہ ہوتا ہی خبردار خبردار کہکے گینڈے کو بڑھایا اسد نامدار

نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر شاہور جوان زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست ہاتھ تلوار کا لگایا سپر اسد نامدار کے دو ٹکڑے خود کو کاٹ کر سر پر اسد نامدار کے زخم آیا شاہزادے نے دستانہ مارا تیغ چمکا کر نکلا چادر خون کی چہرۂ زیبا پر زخم سر کو چھپا کر اسد نامور نے نعرہ کیا ای بہادر شعر تو ضربے زدی ضرب من نوش کن بہ ہمہ شادی از دل فراموش کن خبردار خبردار کہکے ہاتھ تیغ برق مثال کا مارا شاہور نے بھی سپر کو اٹھا دیا لیکن تیغ چمک کر گرا سپر کے دو ٹکڑے چہرہ گویا بر تیرہ و تار سے بجلی کڑک کر نکل گئی خود کو کاٹ کر تیغ تا دا برو پہونچا شاہور نے بھی دستانہ مارا سر سے تو تیغ نکلا اس زور میں جاتا تھا گینڈے کی گردن قلم ہوئی شاہور کود کر الگ ہوا اہالیان فوج نے جانا ہمارا افسر مارا گیا لینا لینا کہکر دوڑ پڑے اسد نامدار نے جو گھٹا کو گھرتے آتے ہوئے دیکھی تیغ برق مثال کو کھینچکر نعرہ کیا نعرۂ اسد

اسد شہسوار رم کردہ روز جنگ | بدرم دل شیر و چرم پلنگ
اسد شیر دل ابن صاحبقران | شہنشاہ نام آور و کامران

ادھر سے شاہزادہ فعندان صندلی پوش فوج بحر موج کو لیکر جا پڑا دونوں لشکر مثل آب شور و شیرین دو نور و ظلمت سے ملگئے شعر دو لشکر ز لشکر در آمیختند قیامت زگیتی شدہ انگیختند لشکر ساحران جانبین کے کھڑے دیکھ رہے ہیں کہ دونوں لشکر آپس میں مل گئے دریا خون بہ رہے ہیں شاہور کو بھی پہلوانوں نے اٹھایا زخم سر اسکے خود سر کا باندھا دوبارہ پھر دوسرے گینڈے پر سوار ہوا آمادۂ حرب و پیکار ہوا لیکن شیر بیشۂ صاحبقرانی جس غول پر جا پڑا ہے درہم و برہم کیے نشانہائے فوج قلم کیے دریائے خون جاری ہیں طبل و نقارے بج رہے ہیں کہ معلوم ہے شیر جنگ میں مصروف ہے اس رستم خصال سے کسے مقابلہ کا وقوف ہے جو پہلوان سامنے گیا علف شمشیر آبدار ہوا شاہور بھی ہر مرتبہ چاہتا ہے کہ میں پھر اسد نامدار سے مقابلہ کروں جرأت اپنی دکھاؤں بیچ میں پہلوان آجاتے ہیں دونوں کو بچاتے ہیں خواجہ عمرو ایک بلندی سے ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ اسد نامدار نے فوج شاہور کے قدم اکھاڑ دیے ہرست فوج کے بھگا دیے وہ لوگ دامن صحرا کو مثل دامن مادر جانکر چاہتے تھے کہ دامن پناہ میں ساحت دشت کے سیدان دشت نبرد کے ہٹ جائیں لیکن پناہ نہ ملتی تھی تلوار بے پناہ چل رہی تھی قتل کر دیا فوج شاہور معدودے چند قلیل باقی تھا کہ شاہور پھر اسد نامور سے بمقابلہ ہوا اسد نامدار نے للکارا

شاہور بھی جا پڑا اس بیچ مین اکثر پہلوان اسکے ہاتھ سے اسد کے واصل جہنم ہوئے اسد شیر دل مرکب
بڑھا کر سامنے شاہور کے آیا آواز دی ای جوان تیرے اشتیاق مقابلہ مین بیقرار ہون ناظرین
پر واضح ہو کہ اسد شیر دل کو دن بھر گذرا لگا ہے زخم سر پر کھلے ہوئے ہین لیکن جوش جرات مین
سرو نوخاستہ باغ جرات و عندلیب بوستان جلالت ایک رنگ سے لڑائی مین مصروف ہی
شاہور بھی زخم کھائے ہوئے لیکن اسکے زخم کم مزاج اسد زیادہ برہم یہ نہنگ بحر صاحبقرانی
دریاے فوج مین ڈوب کر اژدہا بحر زخار فوج کو جھیلا اپنی جان پر کھیلا فوج شاہور شکست کھا چکی ہی
کئی کوس تک لڑتے بھڑتے آئے اب شاہور سے پھر مقابلہ پڑا شاہور نے ہاتھ مارا قطرہ ہای
خون پردۂ چشم مین جب تک سپر بنا مین تیغ شاہور چل گیا زخم سر اسد غازی چوپارہ ہو گیا تھا
کی جی داری کر کے جواب ہاتھ مارا شانہ شاہور کا جھول پڑا اسکے سردار ٹوٹ پڑے بہت سے
اس مقام پر مارے گئے مگر ایسے سردار کو بے تنے مارزمان اسد قتل کرتے ہوئے چلے یہ فتحیاب
ہین وہ شکست خوردہ بیتاب ہین صندلان صندلی پوش نہایت جرات سے لڑ رہا ہی فوج دشمن
کو تہ و بالا کر دیا ہی ناگاہ نہیب شمشیر مردان عالم سے نیر اعظم لرزان و ترسان با چہرہ زرد طرف کاشانہ
مغرب کے روانہ ہوا لیلی شب نے مردان عالم کی پردہ پوشی کی ماہ تابان بصد عظم و شان فلک
نیلوفری پر نمایان ہوا اسد غازی کو غش آنے لگا تلوار کو نیام انتقام مین رکھ لیا دونون ہاتھ
حمائل گردن مرکب کیے غش آگیا مرکب نے بھاگ اپنے راکب کو سست پایا کنوتیان بدلین ایک جانب
سے نکلا مگر بے زبان جدھر منہ اٹھ گیا اپنے تھان پر نہ جا سکا یہان صندلان صندلی پوش لڑائی
کو فتح کر کے ایک مقام پر ٹھہرا سرداران کو جمع کرنے لگا کہ خواجہ عمرو آکر پہونچے عمرو نے پوچھا
ای صندلان خیر تو ہی صندلان نے عرض کی آپ کے اقبال سے لڑائی فتح ہوئی عمرو نے پوچھا
افسر تمھارا اسد نامور کہان ہی صندلان نے کہا مین نے عرصہ سے آواز نہین سنی تلاش کرنا شروع
کیا کسی مقام پر نشان نہ ملا بلکہ کسی جگہ پر خود کشا ہوا پایا کہین فردلی کمر کی دستیاب ہوئی نشان
قطرات خون سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ گھوڑا زخمداری مین نکال لیگیا عمرو نے صندلان سے
کہا ای برادر ریلیو و حیبر کو کام نہ ہانا یہ بات مشہور نہ ہونے پاوے کہ طلسم کشا لشکر مین نہین ہی
مین برائے تلاش جاتا ہون یہان چہار جانب ہماری ہمراہ جادو کی ہی جس جگہ مرکب

لیکے پہونچیگا وہ بھی قصد کریگا گرفتار کرکے پاس مہر و ماہ کے حاضر کرون لیس اس امر کا چھپانا
واجب و لازم ہی بخوبی صندلان کو سمجھا کر عمرو ایک جانب بھاگا تلاش کرتا ہوا اسد غازی
کو چلا لیکن صندلان نے ہرچند چاہا کہ اس خبر وحشت اثر کو چھپاؤن مگر ممکن نہوا جسنے سُنا
بیتاب ہوگیا کلیجہ تھام لیا ہاے آقاے نامدار کی صدا بلند ہوئی ملکہ اخضر لپٹ کر داخل بارگاہ
ہوا ہی ادھر مہر و ماہ جادو اپنے خیمے مین آکر مضطر بین ملکہ اخضر و ملکہ گوہر جادو بارگاہ مین
بہ اطمینان نہون بیٹھنے پائے ہین کہ صدا سے واویلا کان مین آئی اخضر نے گھبرا کر کہا ای یارو خیر تو
ہی چند کس نے بڑھکر عرض کی ای شہریار ہمارے آقاے نامدار اسد شہسوار کا نشان نہین ملتا
سنا ہو سکے ملازم اُسکو زخمدار ی مین لے بھاگے شہزادہ صندلان سرداران زخمی ہوا
رہا ہی خواجہ عمرو براے تلاش اسد تشریف لیگئے ہین ہم سب کو منع کر گئے ہین کہ اسد غازی کا
غائب ہونا مشہور نہو اخضر نے منھ پیٹ لیا تاج سر سے دیمارا کہا صاحبو سر دربار بیان کرتے
ہو یہ خبر کیونکر چھپے گی لیکن اُسی وقت چند ہرکارے ساحران تیز رو براے تلاش اسد نامدار
روانہ کیے خود مسلح و مکمل گوش برآواز ملکہ گوہر جادو کو حکم دیا کہ تمکو خدمت طلایہ پر مقرر کیا
جاتا ہی جو ہرکارہ جیسی خبر لیکر آئے فوراً ہمکو اطلاع ہو گوہر جادو اُسی وقت چند ساحرون کو
اپنے ساتھ لیکر چلی تھی تمہارے خبر طلسم کشا مین بیرون بارگاہ آئی لیکن ہرکارے مہر و ماہ جادو
کے لشکر اسلام مین حاضر تھے یہ خبر سنکر بھاگے خدمت مین ملکہ مہر و ماہ جادو کے پہونچے عرض
کی ای ملکہ عالم شاہ ور تو شاید ہاتھ سے طلسم کشا کے مارا گیا اُسکے ملازم اُسکا لاشہ لیکر نکل گئے
لیکن طلسم کشا بھی انتہا کا زخمی ہوا تھا گھوڑا اُسی جانب اُسکو نکال لیگیا ملازمان اسد روتے
پیٹتے بارگاہ میں آئے ہین ملکہ اخضر نے ہرکارے براے تلاش چہار جانب بھیجدیے خود بھی گوش
برآواز ہی ملکہ گوہر جادو منتظم طلایہ اسی فکر مین ہی کہ اپنے آقاے نامدار کی خبر پائین فوراً براے
تلاش جائین مہر و ماہ جادو نے اسی وقت چند فرمان مہر خاص تحریر کرائے خلاصہ مضمون
یہ تھا کہ طلسم کشا جہان زخمی ہو کر پہونچا ہو فوراً گرفتار کرکے خدمت مین بادولت کی روانہ
کرے جو اِسکے خلاف کریگا اپنے خون سے ہاتھ بھریگا یہ نامے اُسی وقت پاس اپنے خراج گذارون
کے روانہ کردیے سردارون کو بلا کر تاکید کی کہ تم سب صاحب جاکر خود جستجو کرو طلسم کشا کا پتہ لگاؤ

جو اس باغی کو گرفتار کرکے لائیگا دولت دنیا سے بے نیاز ہو جائیگا مہر و ماہ یہ فکر کرکے
مصروف عیش و نشاط ہوئین

دو کلمہ داستان حیرت بیان اسد نامدار کے بیان ہوتے ہین

مرکب شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی کا رفتار بوقت سحر ایک سبزہ زار مین پہونچا
جھیل پر پانی پیا جسم کو اپنے جنبش دی ماہ اوج صاحبقرانی پشت زین سے بروے زمین گرا مگر
بیہوش مدہوش قضاے کار ملکہ شمیم گل پیرہن خراج گزار مہر و ماہ کا باغ اسی صحرا مین ہی صبح کو
قریب حوض کرسی پر آکے جلوہ فرما ہوئی اُس گوہر بحر خوبی نے ناز سے پانون حوض مین لٹکا دیے
بسبب کمسنی کے پانی سے کھیل رہی ہی پانی کی آبرو بڑھاتی ہی ناگاہ دیکھا کہ ایک لکیر سرخ
حوض مین پیدا ہوئی ایک تار بندھا ہوا معلوم ہوتا ہی ملکہ نے دست نگارین مین اُس آب
یاقوت رنگ کو اُٹھایا سونگھا بوے خون آئی ملکہ شمیم گھبرائی کنیزون سے فرمایا بیرون باغ
جو جھیل ہی حوض مین پانی اُسی جھیل سے آتا ہی نئی صورت ہی بوے خون آتی ہی طبیعت
بہت گھبراتی ہی دیکھو تو شاید کسی ظالم جلاد صاحب بیداد نے کسی مظلوم کو قتل کیا جلد دریافت
کرکے آؤ کنیزین دوڑی ہوئی گئین دور سے دیکھا ایک ماہ تابان مہر درخشان کنارے جھیل
کے بیہوش مدہوش پڑا ہی نہین معلوم زندہ ہی یا مردہ ہی کنیزین ہانپتی کانپتی ہوئین سامنے
ملکہ کے آئین نرگس کی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے سوسن سے بولا نہین جاتا شمشاد
سیدھی مزاج نہ منھ سے بولے نہ سر سے کھیلے گلعذار کا رنگ رو متغیر غنچہ دہن خاموش سمن
و یاسمن کو حیرت کا جوش ملکہ نے کہا خیر تو ہی جب کسی نے جواب نہ دیا ملکہ غصے مین اُٹھی سنبل کو
دو کوڑے مارے کہا سچ بتلاؤ یہ کیسی حیرت ہی مفصل بیان کر سنبل کوڑے کھا کر بھاگی مگر یہ
سوسن نے خوف سے زبان کھولی عرض کی بی بی کسی ظالم جلاد نے ایک چاند کے ٹکڑے کو
قتل کرکے قریب نہر کے ڈال دیا ہی حضور میرا کلیجہ دھڑک رہا ہی یہ سنکر ملکہ شمیم کو غصہ آیا کہا ایسا کون
گستاخ تھا جس نے ہمارے باغ کے قریب یہ ظلم کیا ہم خود ملاحظہ فرماکر اسمقدمۂ خاص کو تحقیق
کرینگے سزاے معقول دینگے جلاد کو ہمارے حوالی مین پناہ نہ ملیگی اسکا تدارک واجب و لازم ہی
گر بہ کشتن روز اول یہ کہتی ہوئی ملکہ آگے بڑھی انیسین جلیسین کہتی ہوئی واری سر دے کے

پاس جانا مناسب نہین ہی نہین معلوم حسب ونسب کیا ہی کہان کا رہنے والا ہی اتنا تو دور سے ثابت
ہوتا ہی صاحب لیاقت کوئی امیر جلیل ہی نہین معلوم جلادون مین کیونکر پھنس گیا یہی ظاہر ہی کہ
تلوار چلی بال نہین بیا پوشاک جسم پر آراستہ ہی بلکہ جواہر بے انتہا ہی ملکہ ان باتون کو سنتی ہوئی بیرون
باغ آئی دور سے دیکھا حقیقت مین کنارے نہر کے یہ ثابت ہوتا ہی کہ ستارہ سحری پڑا ہوا چمک
رہا ہی ملکہ دور سے دیکھکر جھجکی مگر اشتیاق زیارت روے انور مین ڈرتے ڈرتے قریب آئی اب بخوبی
نگاہ جمال بے مثال اسد نامدار پر پڑی دیکھا ایک جوان صاحب شوکت وشان خوبصورت صاحب
سطوت ولیاقت ماہ جبین خورشید تمکین سرو باغ حسن وجمال نخل حدیقہ جاہ وجلال سر زخمی لختے خون
کے جسم انور پر جمے ہوئے قبضہ پر شمشیر بے نظیر کے قبضہ ہی پشت پر کمان کیانی غم مین اپنے مالک کے خم ترکش
کا حیرت سے منھ کھلا ہوا تیر اوپنی خطا کاری پر سہمے ہوئے مرکب صبا دم کبھی چرتا ہوا دور جاتا ہی جب
اپنے آقا کا خیال آتا ہی پھر تڑپ کے شیہہ بھرتا ہوا اکڑ تلو سے جا لیتا ہی کبھی گرد پھرتا ہی ملکہ جمال اُس یوسف
کنعان جرأت کا دیکھکر زلیخا وار گرفتار زندان محبت واسیر حلقۂ کمند الفت قلب سے آہ نکل گئی آنکھون
کے نیچے اندھیرا آیا قلب تھرایا رنگ رو متغیر ہوا آئینۂ عارض سے حیرانی زلفون سے پریشانی بحر غم
والم کی طغیانی اُس جوش وخروش مین گھبرا کر کہا اری غنچہ دہن دیکھ تو یہ شخص زندہ ہی یا نہین
غنچہ دہن نے سر جھکا لیا ڈرتے ڈرتے جواب دیا حضور مین تو مردے کے قریب نجاؤنگی جو اٹھکر
لپٹ جاے تو مین کیا کرون ملکہ نے جھلا کر جواب دیا او شقی اگر مردہ ہوتا گھوڑا قریب نہ جاتا مالک
کو نہ چاٹتا جب اسپر بھی کسی نے کچھ جواب نہ دیا ملکہ خود بڑھی جب قریب پہونچی بخوبی روے زیبا پر
نگاہ پڑی سینہ پر ہاتھ رکھدیا آمد وشد نفس کی جو پائی خوشی ہوکر آواز دی یہ جوان زندہ ہی
مجھکو اس وجہ سے زیادہ خوشی ہوئی اسکا علاج کر کے پوچھا جائیگا کس نے یہ تیرے ساتھ بدعت
کی اسی کے نشان دینے پر جلاد گرفتار ہونگے سزا پائینگے ہمارا ملک پاک وصاف ہوجائیگا پھر کوئی
کسی پر دست ظلم نہ اٹھائیگا کنیزین دوڑ کر چارپائی لائین لیکن دور کھڑی ہوئی دیکھ رہی ہین
ملکہ نے آگے بڑھکے سر اٹھایا جب تو کنیزین دوڑین کسی نے ہاتھ کسی نے پیر تھاما ہاتھون ہاتھ اٹھایا
لیکن کلائیان بلور سے بہتر صورت زیبا رعنائی ہر اعضا سے ہویدا کنیزین لپٹی جاتی ہین تلوون
پر بیٹھے رکھے دیتی ہین ملکہ کی جو نگاہ پڑی بہ نگاہ قہر وغضب دیکھا پایہ پر پلنگ کے ہاتھ رکھدیا

گھوڑا کوتل ساتھ لے لیا دم بدم سینہ پر ہاتھ رکھتی ہی کبھی کہتی ہی صاحبو ابھی تک تو خیر ہی یہ جوان
صحیح و سالم ہی آئندہ زخم دوزی ہونا چاہیے جراح معقول بلاؤ کاریگر ہو ٹانکے ساتھ نرمی کے
دیے جائین مسافر کو تکلیف نہونے پائے جب اپنے عزیزون مین جائے تو ہماری عنایت و رحمت
کا ذکر اپنی زبان پر لائے عمر بھر ممنون و مشکور رہے اور ہمارا کیا مطلب ہی تم لوگ بدکار نہین معلوم
کیا سمجھتی ہو کنیزین خاموش چلی آتی ہین جب باغ مین آکر داخل ہوئین حکم دیا مرکب کو لیجا کر آب و
کاہ سے سیراب کرو چارپائی کو لیکر بارہ دری مین آئی کنیزون سے کہا چھپرکھٹ پر لٹاؤ کنیزون
نے کہا واری مجروح مردے کو جنگل سے اٹھا کر لائی ہین حضور کے چھپرکھٹ پر لٹانا مناسب نہین ہی
ملکہ نے غصے مین جواب دیا اری کمبختو سامری جمشید تمکو غارت کرین کیسے تمھارے چھپرکھٹ مین
بیچارے مسافر کے لیٹنے سے کیا پلنگ پیر گھس جائیگا کنیزون نے سر جھکایا عرض کی بسم اللہ ہمارا
کیا نقصان ہی حضور کا سراسر سیمان پر احسان ہی جب چھپرکھٹ پر لٹایا زخم اپنے ہاتھ سے دھوئے
ٹانکے دیے کنیزون کو شریک کیا اگر کسی نے کوئی ٹانکا بہ سختی لگایا ملکہ نے غصے مین سوئی اسکے ہاتھ
مین بھونک دی اُسنے تڑپ کے آہ کی مسکرا کر فرمایا کیون حرامزادی اب تجھکو برا لگا اور ہمی معلوم ہوا
غیر کے جسم مین سوئی گھسیڑ دی کچھ صدمہ نہوا اب کیون سسکیان لیتی ہی وہ آنکھون مین آنسو
بھر کر کنارے ہٹی ملکہ نے خود اپنے ہاتھ سے بیٹھکر ٹانکے لگائے پٹیان چڑھا دین رومال ہاتھ مین
لیکر مگس پرانی کرنے لگی لیکن دل کو الجھن آنکھون مین جلن قلب مین تڑپن دل سے کہتی ہی ای
شمیم یہ کون جوان ہی اس حوالی کا رہنے والا نہین معلوم ہوتا ہی آسمان کا چاند ہی کس باغ
کا پھول ہی کس بیشہ کا شیر کس لشکر کا دلیر کہان تلوار چلی اسقدر زخم کھائے قتل نہوا کیا جرأت
ہی اسی خیال مین ملکہ سرہانے بیٹھی ہوئی ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہی کہ چوبدار دوڑی ہوئی آئی
عرض کی در دولت پر نامہ بر بادشاہ عالی وقار کا حاضر ہی ملکہ مہر و ماہ جادو نے ایک اپنے
غلام خاص کو روانہ کیا ہی بہت بڑا کاغذ لیکر آیا ہی کہتا ہی حضور مجھے سامنے بلائین تو کل کیفیت
عرض کرون یہ سنکر ملکہ شمیم اٹھکر بارہ دری مین تشریف لائین کنیز کو اشارہ کیا جلد نامہ دار
کو بلاؤ وہ نامہ دار سامنے ملکہ شمیم کے آنکھر بعد آداب و تسلیمات کے ایک کاغذ ہاتھ مین دیا ملکہ
نے اسکو کھولا مضمون تحریر یہ ہی کہ ای خراجگزاران ما بدولت خبردار اس صورت کے جوان نے

شکست کھائی زخمی ہو کر نکل گیا جس مقام پر پہونچے جو گرفتار کرکے لائیگا انعام و اکرام پائیگا اور اگر شاید کسی نے اپنے گھر میں جگہ دی مغضوب درگاہ افراسیاب جادو ہوگا شمیم نے پڑھتے پڑھتے تصویر دیکھی اب صاف ثابت ہوا کہ جو ماہ تابان ہمارے برج قصر میں ہے صاف اُسی کا ذکر ہے غرض کہ جواب نامہ کا لکھکر نامہ دار کو دیا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ ای ملکہ عالم کنیزان شہنشاہی کی کیا مجال کہ شہنشاہ کے دشمنوں کو گھر میں جگہ دیں جستجو میں معروف ہیں اگر خبر پائینگے گرفتار کرکے لائینگے خلعت دیکر نامہ دار کو رخصت کیا اب گھبرائی ہوئی بارہ دری میں آئی سراپا دیکھنے لگی خال خط میں وضع میں سر مو فرق نہ پایا کنیزیں پوچھ رہی ہیں حضور اُس کاغذ میں ملکہ مہر و ماہ جادو نے کیا لکھا تھا ملکہ کچھ جواب نہیں دیتی ہے ناگاہ اسد نامدار کی آنکھ کھلی دیکھا ایک مکان معقول شیشہ آلات سے آراستہ فرش ملوکانہ سے پیراستہ پہلو میں کرسی پر ایک ماہ تمثال حور بیکر بصد کر و فر جلوہ فرما ہے دہن تنگ کو غنچہ گل سے کیا مثال دوں اُس شیرین کلامی مسیحائی اعجاز بیانی کہاں آنکھوں کو نرگس شہلا کہنا نازک خیالی سے دور ہے سراسر عقل کا قصور ہے چشم غزال سے کیا مثال دوں وہ ایک جانور صحرائی اس نگاہ میں دلربائی ہے شعر صادق آتا ہے شعر مثال چشم آید محالش ☆ کہ چشم و گر باشد محالش غزل

گر ابرو کشیدہ میں شمشیر کا جواب
دیتا ہے کون عاشق دلگیر کا جواب
دانا وہ ہے مژہ کی خدنگ نظر کے بعد
دیتا ہے مجھکو دیدۂ زنجیر کا جواب
لاکھوں ستم کیے ہیں جوانان دہر پر
لکھا نہیں ہے آتش دلگیر کا جواب

مژگان تیز میں ہے ترے تیر کا جواب
اچھا ہوا کہ منہ کا ترے ہوا سیاہ
آتا ہے اور تیر غضب تیر کا جواب
کیا دخل بخشیں و کم کو بہار خیال ہے
دے آہ شعلہ زا فلک پیر کا جواب

زلف و بیکسی پہ کسی کو نظر کہاں
لایا تھا تیری زلف گرہ گیر کا جواب
ای انتظار یار ہو نہیں آنکھ وار ہے
لکھنا محال ہے خط تقدیر کا جواب
اچھے رہیں مجھے کے شعر کچھ نسیم

بے اختیار زبان سے شاہزادہ والا قدر کے آہ نکل گئی اُس گلعذار نے بھی دزدیدہ نگاہوں سے دیکھا کہ اس جوان نے آنکھ کھولی اُٹھنے کا قصد کیا نہیں معلوم کیا سبب ہوا کہ دل ڈوب گیا چہرہ پیلا ہوا سی ہاتھ پاؤں میں رعشہ پیشانی پر پسینہ رعب حسن و جمال سے غش آگیا ملکہ نے چار جانب دیکھا وہ مکان کنیزوں سے خالی پایا اپنے بیمار کے سرہانے جا کر بیٹھ گئی سر اُٹھا کر زانو پر رکھا آنکھوں سے اشک حسرت ٹپکائے وہ اشک گرم جو عارض زیبائے اسد نامدار پر گرے قطرات اشک نے کام گلاب کا کیا بوے زلف عنبریں جو دماغ میں پہونچی لخلخے کا کام

لحظہ کا کیا شاہزادے نے آنکھ کھولدی زیر سر تکیہ زانوے محبوب پایا دماغ عرش اعلی پر پہونچا پایا
ملکہ کو یہ خیال تھا بڑے افسوس کا مقام ہی یہ جوان افراسیاب جادو کا گنہگار ہی کون اسکو پنے
گھر میں رکھ سکیگا نہیں معلوم انجام کیا ہوگا افسوس طبیعت ایسے شخص پر آئی کہ جو خود چراغ سحری
آفتاب لب بام ہی اس خیال میں تھی کہ اسد نامدار اُٹھ بیٹھے ملکہ نے چاہا کہ میں پاس سے اُٹھ جاؤں
اسد نے ہاتھ تھام لیا فرمایا کہ او مسیحاے زمان اپنے بیمار کا علاج کرنا چاہیے مریض کو تنہا چھوڑکر
آپ کہاں جاتی ہیں ملکہ نے شرما کر جواب دیا صاحب میں حکیم طبیب نہیں ہوں کوئی مرتا ہو تو اپنا علاج
کرے میں نے زخم دوزی کر دی کنیزوں سے اُٹھوا کر باغ میں لائی تمھاری عزت مسافت پر رحم
آیا دیکھیے اس رحم کا انجام کیا ہوتا ہی اپنا نام نامی اسم گرامی فرمایئے یہ مقابلہ کس مقام پر ہوا کس سے
تلوار چلی صاف صاف فرمایئے مجھسے نہ چھپایئے مفصل معلوم ہو تو اسکی کچھ تدبیر کیجائے اسد
نامدار نے فرمایا ای شہنشاہ خوبی ای سرو باغ محبوبی طلسم ہوش ربا کے سنگ ریزے مجھکو پہچانتے
ہیں رئیس و امیر سب بخوبی جانتے ہیں نام اس حقیر پر تقصیر کا شہسوار عرصۂ یکتا زی اسد
بن کرب غازی ہی ملکہ شمیم نے سنکر اپنا پیٹ لیا کہا صاحب آپ نے سنا ملکہ مہر و ماہ جادو نے فرمان
جاری کیے ہیں خراج گزاروں پر حکم ہی کہ جسکے یہاں زخمی ہوکر پہونچے فوراً گرفتار کر کے روانہ کریں
جو شخص تامل کریگا سزا پائیگا میرے پاس بھی نامہ آیا تھا ابھی میں نے چھپا یا آئندہ مخفی رہنا دشوار
ہی افراسیاب بادشاہ عالی وقار ہی اگر ملکہ مہر و ماہ افراسیاب کو لکھ بھیجیں تو وہ اپنے کمال
علم سے وہیں بیٹھے بیٹھے بتلا دے گا کہ طلسم کشا فلاں مکان میں موجود ہی اگر مزاج میں شہنشاہ کے
آئے ایک طائر کو بھیجکر گرفتار کرا منگائے پس آپ کو میں کیونکر چھپا سکونگی یہ جو ملکہ شمیم نے گھبرا کے
کہا اسد نامدار نے فوراً قبضہ پر ہاتھ ڈالا کہا ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان دل تمھارے
لیے ضرور بیقرار ہوگا آنکھیں تلاش کرینگی تمھاری یاد میں شب کو نیند نہ آئیگی بیقراری بہت ستائیگی
لیکن دل کو بہلائینگے آتش عشق کو کانوں سینہ میں چھپائینگے شمع ساں جلے مگر زبان سے اُف نہ کرے
وہ اپنی کیفیت ہی یہ نہیں چاہتے کہ ہمارے واسطے کوئی شخص قتل ہو یا گرفتار ہو یا اپنے مال سے
آمادۂ حرب و پیکار ہیں ہم آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہیں گرفتار مجلس رنج و بلا ہیں جان دنیا سے علاوہ
کی خبر اس حیلے سے تم سے بھی ملاقات ہوئی تو صاحب خدا حافظ یہ کہکر اسد نامدار اُٹھے ملکہ شمیم نے گھبرا کر

نے دامن تھام لیا کہا صاحب مین آپ سے جانے کو تو نہین کہتی ہون مین نے کیفیت بیان کر دی اسد
نے فرمایا ملکہ تمھارے طرز کلام سے ظاہر ہی کہ افراسیاب کے دشمن کا گھر مین رکھنا مناسب نہین
مین قاتل افراسیاب مشہور ہون وہ میری فکر مین ہی اُسکے ذکر مین حقیقت مین یہان رہنا بہتر نہین
انشاء اللہ جسوقت لڑائی سے مہلت پاینگے خواہ تمھاری ملاقات کو آئینگے یا بلا لینگے شمیم رونے لگی
کہا حقیقت مین مین آپ کو روک نہین سکتی لیکن ایک ہفتہ تامل فرمائیے زخم صحیح ہو لین آپ
کو اختیار ہی اسد نے فرمایا ای ملکہ عالم ملازمان مہر و ماہ تلاش کرتے پھرتے ہین مین چھپکر نہین بیٹھ
سکتا لوگ مثل آفتاب و ماہتاب کے مخفی نہین ہو سکتے شمیم نے کہا مین تو چھپا ونگی عین زخمداری مین
جانے دونگی پہر بھر کے بعد اسد نامدار کو ہوش آیا ملکہ نے کنیزون کو آواز دی سب نے لا کر اسباب
عیش و نشاط مہیا کیا ملکہ نے جام بھر کر اسد غازی کو دیا شاہزادے نے فرمایا اول اطاعت
دین اسلام قبول کر و تب تمھارے یہان کھانے پینے کا قصد کرون پروردگار وحدہ لاشریک ہی
ہونے دو سو خداوند کیسے چند کلمے مذمت کفر مین چند وحدانیت پروردگار مین سامنے ملکہ کے
بیان کیے زنگ کفر آئینۂ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا دورۂ جام بجوف گردش انجام چلنے
لگا ماہ و مہر ایک برج مین دو گوہر بے بہا ایک درج مین کنیزان ماہر و سامنے صدائے ہو شاہو ش
و نوشا نوش بلند ہی مگر دمبدم اسد نامدار یہی فرماتے ہین کہ ملکہ اب ہمکو جانے کی اجازت دو زیادہ
نہ ٹھہراؤ ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کے دامن تھام لیا زار زار روئی کہا صاحب میرا کہنا آپ کو
بہت ناگوار ہوا میری یہ آرزو ہی کہ جان کو قدم اقدس پر نثار کر دون یا تمھارا ساتھ دون جانا
تمھارا مجھپر بہت شاق ہوگا بموجب مضمون شعر

گئے تم ادھر ادھر سے ہم یقین ہی
پیری سے پہلے مرگ ہی ہونا عذاب کا
ہون میری خاک کو جو تمھارے قدم نصیب
ملنے نہ بے نصیب کہ ہون یتیم نصیب
مجنون سیاہ خیمۂ لیلی کے گرد پھر
ای ذوق آزماتے ہین آج اپنے ہم نصیب

کھوئی دم جیے تو دم واپسین ہی
برسون ہو ہجر وصل ہوا اکدم نصیب
کھایا کرین نصیب کی پیر سے تم نصیب
سو بار جون قلم ہو زبان شمع کی قلم
ای خوش نصیب تجھکو ملا دب حرف نصیب

گر تجھ بہت ہو زندگی مین زمانہ شباب کا
کم ہوگا کوئی مجھسا جہت مین کم نصیب
بستر مین لا کو لطف [illegible] ستم
اک حرف ہو نہ [illegible] زبان قلم نصیب
جاتے ہین کعبے [illegible]

اسطرح کے اشعار جو ملکہ نے سوز رو کر پڑھے اسد نامدار نے فرمایا

ای ملکہ تم ہمارے لشکر میں چلو وہاں ساحر و غیر ساحر سب موجود ہیں ہم نہیں چاہتے کہ تمکو صدمہ
پہونچے ملکہ نے کہا ای شہریار ہم سے کچھ نہیں بن پڑتا جانا بھی آپ کا ناگوار ہی صحبت آراستہ کی
اسمیں بھی انتشار ہی کوئی در انداز فساد نہ برپا کرے ہمیں دونوں طرح مشکل ہی اسد نے کہا
نہیں تم ہمارے لشکر ہی میں چلو ملک الخضر وغیرہ ہمارے سردار ہمارے واسطے بیقرار ہونگے
خواجہ عمرو تلاش کرتے پھرتے ہونگے یہاں تو یہ باتیں ہیں وہاں ملکہ مہر و ماہ جادو نے ہزارہا
ساحر برائے تلاش اسد نامدار روانہ کیے ایک ساحر اڑا ہوا آسمان پر جاتا تھا اسنے سر جھکا کر
اسد نامدار کو پہلوے شمیم گلپیرہن میں بیٹھے ہوئے دیکھا بخوبی پہچانتا تھا جی میں کہا کہ جاکر مہر و ماہ
جادو سے اطلاع کردوں فوج لیکر آؤں اس باغی کو گرفتار کرکے بھیجاؤں بی شمیم کا کوئی نشان بھی
نہ پائیگا یہ سوچکر وہ ساحر اڑا ہوا خدمت میں ملکہ مہر و ماہ جادو کے پہونچا بعد دعا و ثنا کے عرض
کی حضور طلسم کشا کو میں نے باغ میں ملکہ شمیم گلپیرہن کے دیکھا ہی بی شمیم بڑے راز و نیاز سے
باتیں کر رہی ہیں دم محبت کا طلسم کشا کے بھر رہی ہیں یہ سنتے ہی مہر و ماہ جادو غصے میں کانپنے
لگیں پیچ و تاب کر اٹھیں لشکر میں کمربندی ہونے لگی دونوں بہنیں تخت پر سوار ہوکے چلیں
عقب میں فرداً فرداً لشکر بھی چلا ہرکارے لشکر اسلام کے جو حاضر تھے خدمت میں ملک الخضر
کے پہونچے جاتے ہی عرض کی ای شہنشاہ گیتی پناہ طلسم کشا کا پتا ملا کسی باغ میں وہ سرو نخامت
حدیقۂ جرات موجود ہی مہر و ماہ جادو کو خبر ملی مع کل لشکر کے جاتی ہیں گھبرا کر ملک الخضر اصحاب
سے پہلے شاہزادہ صندل صندلان صندلی پوش مسلح و مکمل ہوا ملکہ گوہر جادو نے اٹھتے اٹھتے کنیزوں
کو آواز دی جلد تیاری کرو یہ کہکر طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی سب کے پیشتر چلی لیکن ہزبر بیشۂ
طراری و نہنگ بحر عیاری اسد نامدار کو تلاش کرتے پھرتے تھے شب کو خواجہ نے ایک نخل پر
اپنی اوقات بسر کی صبح کو صحرا میں اتر کر ٹہل رہے ہیں کہ طرف سے دربند مہر و ماہ کے گرد عظیم
بلند ہوئی عمرو نے دیکھا لاکھوں ساحر مسلح و مکمل گھوڑے تیغ ناتیغ ہاتھ میں دوڑے ہوئے
ایک جانب چلے جاتے ہیں عمرو گھبرایا فوراً رنگ و روغن عیاری کا لگا کے جادوگر کی صورت
بنکر تیار ہوا ان ساحروں سے پوچھا یارو کہاں جاتے ہو انھوں نے کہا طلسم کشا کا پتا ملا ہی
ابھی ہرکاروں نے خبر پہونچائی باغ میں ملکہ شمیم کے وہ جوان موجود ہی حکم ہی ملکہ مہر و ماہ کا

چہار جانب سے جا کر باغ کو گھیر دو ایسا نہو وہ جوان بھاگ کر نکل جاے ہم لوگ پہلے سے چل نکلے
ہین جو طلسم کشا کو گرفتار کریگا دولت دنیا سے نہال ہو جاویگا اسی فکر مین جاتے ہین یہ سنکر
عمرو بدحواس ہوا خیال مین گذرا کہ چلا اسد کو بچاؤ ایسا نہو وہ شیر دلیر گرفتار ہو جاے
اسی کے سر سہرا ہی اس بلت کا وہی دولھا ہی اگر خدا نخواستہ اُسپر کوئی زوال آیا سب جستجو بیکار
ہو جاویگی یہ سوچ کر عمرو بھاگا قریب اس باغ کے پہونچا دیکھا دروازے پہ ہزار دو ہزار ساحر
شامل رہے ہین عمرو دکنارے آیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک ہرکارے کی شکل بنکر تیار ہوا
گھوڑے دار پگڑی سر پر چنی ہوئی چپکن زیب جسم انور چاندی کی چھڑی کمر مین اسپر چہرا افراسیاب جادو پکارتے
ہوے دروازے پر آئے کہتے ہوے یارو حکم ہی شہنشاہ کا جو کوئی طلسم کشا کو گرفتار کرکے لائیگا
انعام بحساب پائیگا ساحرون نے اشارہ کیا میان ہرکارے صاحب اسی باغ مین طلسم کشا چھپا
ہی بی شمیم نے دامن پناہ دیا ہی گلے کو لیا پہلو مین بٹھایا ہم ہر چند سمجھاتے ہین نہین مانتی ہین
عمرو نے کہا بھائی تم نے خوب بتایا مگر تم بھی بی شمیم کے پیر اُن کے ملازم ہو سب نے کہا اصل مین
افراسیاب کے نمکخوار ہین خدمتگزاری سے اُنکی مجبور و ناچار ہین عمرو نے کہا بھائی یہ شاباش
بڑے خیر خواہ ہو مین پرچہ مین تمھاری خیر خواہی لکھونگا اندر جا کر خود اپنی نگاہ سے دیکھ لون
جسوقت خبر سے افراسیاب خفا ہوتا ہی سب نے کہا جائیے اپنی آنکھ سے دیکھ لیجیے عمرو بڑبڑاتا ہوا
اندر باغ کے داخل ہوا دیکھا باغ نہایت سرسبز و شاداب سامنے بارہ دری مین اسد نامدار
مسند پر جلوہ فرما ہین پہلو مین ایک مہ جبین گلعذار ماہ رخسار شیرین گفتار کبک رفتار گرداگرد چار سو
مصاحبان خوش رو صحبت عیش و نشاط آراستہ یہ دیکھا عمرو کو رشک آیا جی مین کہتا ہی کہ فرزندان حمزہ
بھی کیا خوش نصیب ہین جہان پہونچے ایک ماہ رخسار بڑے خدمتگزاری حاضر ہی مگر جو بلا نازل
ہونے کو ہی اُسکی خبر نہین ہی یہ سوچتا ہوا عمرو سامنے آیا اسد غازی کی نگاہ پڑی کہا ملکہ دیکھو یہ کون
شخص ہی جو بلا تکلف ہمارے ناموس مین چلا آتا ہی ملکہ چاہتی تھی کچھ جواب دے عمرو نے پکار
کر آواز دی بھلا ملکہ شمیم دشمن شہنشاہ کو پہلو مین جگہ دی ہی تجھے نہین بچاتی ہو دم بھر مین اب
موج آتی ہی سب کی مشکین باندھی جائینگی او اسد اُٹھ وہان سے ہاتھ باندھنے مین ہرکارون کا
جمعدار ہون خطا معاف کرا دونگا بھلا اسد نامدار کو ایسے کلمات سننے کی کب تاب ہی غصے ہین

جواب دیا کیا بیہودہ بکتا ہی جا کر افراسیاب کو اطلاع کرو وہ بچا لیگا عمرو نے کہا دیکھو ابھی احوال
معلوم ہوا جاتا ہی وہی افراسیاب ہی جس نے تمھین گنبد نور پر قید کیا تھا اب کی مرتبہ قتل کریگا تمکو
کچھ رشوت دلواو تمھاری خیر چاہو او دین اور شمیم تو نہین کچھ جواب دیتی اپنے کپڑے مجھکو اُتار دینے
شمیم کا پہننے لگی چاہا کپڑے اتار دے یہ دیکھ اسد نے جھڑکا کہا ملکہ کیسی مری جاتی ہو وہ افراسیاب خانہ
خراب کیا ہی یہ کیا بیہودہ بکتا ہی یہ کہکر قبضہ پر ہاتھ ڈالا عمرو نے بھی تیغ کھینچ لی آواز دی او طلسم کشا کیون
خفا ستیون ہی ہین ساری طلسم کشائی بھلا دونگا اسد تلوار کھینچکر قریب آیا عمرو نے بائین آنکھ کا تل دکھایا اسد
نے اپنے پیر و مرشد کو پہچانا گلے سے لپٹ گیا عمرو نے کہا او نالائق عیش پسند کچھ آغاز انجام کا بھی خیال ہی معشوق
خوبرو لی پہلو مین لیکر بیٹھے مرنے جینے کی خبر نہین مہر و ماہ جادو کو خبر پہونچ گئی لشکر لیکر وہ سب آتی ہین ای
ملکہ شمیم گل پیرہن اب تمھاری عقلمندی یہ ہی کہ یا تو انکو نے نکلو یا تختی کرو ابھی انکی دونون کی جان
بچا دیجیے لیکن خواجہ نے صورت اصلی بنائی اسد نے کہا ای ملکہ عالم یہ ہمارے پیر و مرشد ہین جو کچھ فرماتے
ہین بجا ہی شمیم قدمون سے خواجہ کے لپٹ گئی عرض کی ای شہنشاہ اوج عیاری و ای قطب فلک خنجر گذاری
مین لائق مقابلہ مہر و ماہ جادو نہین ہون وہ حاکمان دربند مہر و ماہ ہین رات دن انکے قبضہ مین دنکو رات
بنا دین رات کا دن کرین افسونگری کا دم بھرین لائق سلطنت صاحب شوکت دیانت ہین انکی خرج گذار
مجبور و ناچار آپ انکو اپنے ہمراہ لیجایے مین آمادۂ مرگ و مہیاے قضا حاضر ہون اگر میرا کہنا مانا جان بچی ورنہ
اُنکے ہاتھ سے جان دونگی انکا رہنا مناسب نہین ہی عمرو نے کہا ای نور نظر سچ کہتی ہی یہ محل تمام یہان سے نکل چلو
اپنے کو اپنے لشکر مین پہونچاؤ اسد نے آنکھون مین آنسو بھر کر جواب دیا آپ مالک ہین حکم سے آپ کے گردن تابی
نہین کرسکتا لیکن میرے بزرگون کا نام بدنام ہوگا مجمع مردان عالم مین جب بیٹھونگا کیا انجام ہوگا فوج آتی ہی
آنے دیجیے آپ تشریف لیجایے ملکہ خضر وغیرہ کو خبر کیجیے وہ بھی وقت پر آجاینگے اگر قضا لیکر آتی ہی بچنا دشوار
ہی وہ مالک مختار ہی اگر حیات مستعار باقی ہی کوئی موے جسم کم کرسکیگا بس قدم پیچھے ہٹانا کوسے جرات
سے گذر نا سراسر خلاف ہی مقام انصاف ہی جب غلام طلسم ہوشربا مین آیا سواے خالق بے نیاز کے
کون ساتھ تھا دامن رحمت رب اکبر تھا و میرا ہاتھ تھا اب یہ انجام ہوا کہ لشکر گران سردار پہلوان سب
طرح کا سامان ممکن ہو دیہ اعتراض بہت درست ہی کہ وہ لوگ ساحر ہین میرے پاس کوئی تختہ بھی موجود
نہین ہی اسوجہ سے دل اندوہگین ہی مگر جب برق شمشیر چمکی ابر فوج ساحران درہم و برہم ہوگا ایک کو

ایک کا غم ہوگا بھاگے نظر آئینگے ساحران مکار بین منھ پر مردان عالم کے نہ آئینگے یہ کہکر اسد نامدار
نے مرکب تیار کیا قبضہ پر ہاتھ ڈالا چاہا پشت مرکب پر سوار ہو آمادہ حرب و پیکار ہو عمرو نے دوڑ کر
ہاتھ تھام لیا کہا اے اسد نامدار اے نور نگاہ صاحبقران عالیمقدار حالت کیا بہتر نہین ہے اسوقت ہٹ چلو
آئندہ اور کوئی تدبیر کیجائیگی بدون عیاری و بند مہر و ماہ فتح نہوگا اسد نے آنکھون مین آنسو بھر کر
کہا غلام کو زیادہ نہ سمجھائیے خدائے بزرگ ست ہنوز یہ باتین ناتمام تھین کہ نقارۂ رزمی پر چوب
پڑی زمین کانپی لگا ہاے ابر سرخ و سفید نمایان ہوے شعلہاے زنگاری کے بھر ہرے چمکے دیکھا
عمرو نے مہر و ماہ جادو طاؤسان زرین بال پر سوار بہ قہر و غضب تمام دونون بدانجام آگے آئے
پشت پر چار لاکھ ساحران نابکار بانرو بط پر سوار ہر بر ہاے آتشین اژدرہاے شعلہ بار زیر ران
شعلہ ہاے آتشین بھر کتے ہوئے نکلے ابر کے کڑکتے ہوئے عمرو تو کلیم اور ہو کر کنارے ہوا اسد نے
خانۂ زین کو مثل خانۂ آفتاب روشن کیا تیغ برق شال کو نیام انتقام سے کھینچا نعرہ مارا

اسد صف شکن شاہ عالیجناب	من آئیم سرکوب افراسیاب	یل پیلتن نامور نامدار
نظر کردۂ شیر پروردگار	تلوار کھینچکر فوج کفار پر جا پڑا تمیم کل	پیرزن نے جو دیکھا کہ سحر سے

آگاہ کچھ تحفہ پاس نہین رکھتے ہین کسقدر بات کا پاس ہے موت کا مزہ چکھتے ہین اپنا گھر بھولی
باتین ہاتھ پیر ڈالی بارہ ہوگئے ہین تیار ہو بین اسباب سحر ہاتھ مین لیا فوج مہر و ماہ جادو پر بھی
جا پڑی سحر کرنے مین مصروف ہوئی اسد نامدار نے دیکھا کہ فلان ساحر آمادہ سحر کرنے پر ہوا منھ
کھولا قصد کیا سحر پڑھا اسد نے تاک کر تیر مارا حلق بلا ہیں ناکام کے پڑا گدی کو توڑ کر پار گذرا وہ
ساحر مرا تاریکی چھائی زمین باغ بھرائی اس تاریکی مین اسد نے کسی کو نیزے سے کسی کو تیر دلدوز
سے کسی کو تیغ برق شال سے قتل کیا صف ساحران مین تہلکہ ڈال دیا مہر و ماہ جادو سحر کر رہی ہین
تمیم کو للکارتی ہین اے تمیم تیری کمبخت شامت آئی ہے دماغ مین بوے کبر و نخوت بھری ہے بادشت
سے مقابلہ کرتی ہے جان کی تین دشمنی ہے رو مال سے ہاتھ باندھے قدمونکو بوسہ دے طلسم کشا کی
شکین باندھے افراسیاب بخشندہ دھتی ہوگا خلعت و اکرام و جاگیر ملیگا حکومت ملک حاصل ہوگی
تاجدارون مین شامل ہوگی تمیم جوش عشق اسد تیغزن مین جواب دیتی ہے لاکھ جان ایک
ناخن پاے اسد نامدار پر قربان ہو تین مطیع مذہب اسلام ہو چکی لات و منات پر لعنت کی

یہ سنکر مہر و ماہ جادو کو غصہ آیا آواز دی ہمارے سامنے یہ بے ادبی عشق طلسم کشا مین ایسی بہوت
ہوئی شہنشاہ کا کچھ خیال نہ آیا حق نمک کو بھی بھلا دیا دیکھو تو کیا مزہ چکھاتی ہون ابھی راہ عدم
دکھاتی ہون یہ کہکر دونون بہنین طاؤس سان زرین بال سے آترین سحر کرنے لگین ایک دو تیر
طرف اسد غازی کے دیکھکر زمین پر مارا زمین سے دھوان نکلا شعلہ ہاے آتش نے اسد
نامدار کو گھیر لیا شمیم نے جو دور سے دیکھا آتش ناری نے غضب کیا میرے آتشم شعلہ مزاج
کو شعلہ ہاے آتش مین پھنسایا بڑھکر دو کا کالا نکالا اسپر قطرے خون کے ڈالے دریا دلی
دکھائی اپنی آبرو بڑھائی نعرہ کیا باران سحر برسا وہ شعلۂ آتش کے بجھے اسد نامدار نے رہائی
پائی آگ بالکل ٹھنڈی ہوئی اسد نے رہا ہوتے ہوتے کئی جادوگرون کو مارا مہر و ماہ نے
جو دیکھا کہ شمیم نے ہمارے سحر کو برطرف کیا مہر جادوگرنی گرز مثل آفتاب چمکی شمیم پر سحر کیا
یہ بھی بیچاری ٹکرا کر گری اسد کا مرکب چلتے چلتے تھم گیا زمین پر مثل نقش پا جم گیا ہر روی سے
بیکار اسد مجبور و ناچار کنیزون پر بھی سحر کیا کوئی منہ کے بل گری کوئی آتش سحر مہر جادو سے
جلنے لگی کسی نے اپنی تلوار کھینچکر اپنے گلے پر دھری بارہ سو جادوگرنیون کی اسکے سامنے کیا حقیقت
تھی چشم زدن مین سب کو مبتلاے سحر کیا اہالیان فوج کو آواز دی اے ساحران نامی اے نمکخواران
و اسباب اب یہ سب بیکار ہین بالکل مجبور و ناچار ہین اب انکی مشکین باندھو دم نہ لینے دو بسکہ
مرتبہ عالی ہوگئے شمیم کی شامت آئی کہ ہمارے منہ چڑھی دیکھو سبکو مین نے سحر مین مبتلا کیا اب
انکا گرفتار کرنا کیا مشکل ہر ساحر طرف اسد و شمیم کے چلے رنگ روے شمیم متغیر شد و متحیر اسد
غازی نے جو یہ حال پر ملال اس مہ جبین کا دیکھا تو بہادر جری غازی مجاہد ہین راکع و ساجد
ہین اپنے پروردگار کو حاضر و ناظر جانتے ہین اپنے پروردگار کو خوب پہچانتے ہین مگر اسکی بیکسی و
بے بسی دیکھکر بے قرار و اشکبار خود بھی مجبور و ناچار ہاتھ طرف آسمان کے اٹھا دیے عرض کی اے خالق
بے نیاز اے رب کارساز اے رحیم و کریم اے سمیع و علیم اے حکیم مطلق اے کارساز برحق اس آفت ناگہانی
سے بچا لے اس نو مسلم کو نجات دے سوا تیرے کس سے عرض کرین تو نے پیدا کیا خاک کے پتلے
کو گویا کیا چشم و گوش عقل و ہوش عطا ہوے ارا کین کوہ ہاے سنگین زمین بنا ہوئے کے نظم

کیونکر نہ ہو تیری آس تو نے ۔۔ افلاک کو بے ستون بنایا
اس دام سے مجھکو تو چھڑا دے

داؤد نے جسمین جی بچھایا
ہمکو بھی بچاے جیسے تو نے
منصور کو دار پر چڑھایا
مومن کہے کس سے حال آخر

وہ عشق دے جسکا نام اسلام
یوسف کو ہی چاہ سے بچایا
اسکا میرے دل پہ ایک پرتو
ہے کون ترے سوا خدایا

وہ شیوہ نبی نے جو بتایا
وہ رفعت حال دے کہ جس نے
جس شعلے نے طور کو جلایا
بیقرار ہوا اسد غازی نے

دل سے دعاکی باب اجابت وا تھا در قبول پر دعا نے جاکر قیام کیا آسمان پر برق چمکی ملکہ گوہر جادو خوشنو خوش رو مع ساٹھ ہزار ساحران غدار کے آکر پہونچی اپنے آقاے نامدار سواے قدر شناس فلک اساس شیر صولت رستم ہیبت کو بلاے ناگہانی مین مبتلا دیکھا گرد شعلہاے آتش پیچ مین دو ماہ رخسار قریب ایک نازنین گلعذار گرد بارہ سو نازنینان حور طلعت پری پیکر سحر مین مبتلا زمین پر تڑپ رہی ہین پھڑک رہی ہین گرتے کرتے گوہر نے موتیون کا مالا گلے سے اتار کھینچ مارا وہ اسکے ٹوٹے قیدی چھوٹے کئی ہزار ساحر لشکر مہر و ماہ کے جل گئے زمین سے شعلے نکلنے لگے برمرداریدی چھایا دوسرے پہلو سے نعرہ ہوا منم اخضر جادو ساحر خوشخو دیدہ ملکہ فوج سے یہ بادشاہ عالیجاہ لشکر مہر و ماہ پر آکر گرا سحر کرنے لگا ہزار ہا کو مارا اسد غازی کو پھر گھوڑے پر سوار کیا رکاب پر ہاتھ رکھا دشمن حملے ایسے کیے جیسے زمین کے ہلا دیے نظم

وہ نعرے اسد کے بوقت دغا
منم صفدر و صف شکن نامدار
منم آنکہ سرکوب افراسیاب
تہ نزل فگند در میان سحاب
کبھی حملہ ور گاہ روپوش تھا
لگی آگ سنہ ناریوں کا جلا
کبھی نیچہ کھینچکر جا پڑا
وہ فوج گران اور وہ جنگ عظیم

کہ با شیداے کافران بیحیا
منم رہبر و جادۂ صفدری
نفر کردہ شاہ عالیجناب
عمر وہی بہ مردی و قہر و عتاب
یم تمر کا دبدبہ جوش تھا
کبھی جوش مین آکے بالعجاب
بقہر و غضب کافرون سے لڑا

منم شیر صولت یل ذی وقار
کہ باطل کنم مذہب سامری
بہ تیغ علی برکشم از غلاف
لیے ہاتھ مین تیغہ برق تاب
کبھی حقہ نفطون سے چلا
ادھر سے ساحر بصد اضطراب
لڑائی مین مصروف بے خوف و بیم

لیکن مہر و ماہ جادو بھی بلاے روزگار ہین علم سحر و ساحری مین نامی ہو نامدار ہین دو چار حملے اخضر و ملکہ گوہر کرنے پائے تھے کہ یہ دونون اسباب سحر لیکر برنجین ماش کے دانے اس بد معاش نے پھینک مارے ہزارون غلطی ساحرون کا کھیت ہوا

جنس مرگ کی طغیانی جابری کی گرانی یہ دونون بیحیا بکار غدار جو فروش وگندم نما دانہ دو دشمنان
رب صمد اس طور سے زمین سحر اے کا ل صرف کیے ملازمان اسد کے پیر اٹھ گئے مختصر خنداگوہر پاش
کی بوچھار گوہر کو آبرو بچانا مشکل ہوئی زخمی ہوکر بہت بیدل ہوئی قریب ہی کہ اسد وغیرہ سب
گرفتار ہوجائین عمرو نے جو لشکر کو پراگندہ دیکھا چاہا بیچ مین سے نکلی وین جان بچاؤن شب کو گر
عیاری کرونگا مین پڑے گا تو اسد غازی کو چھڑا ؤنگا مہر جادو نے دور سے دیکھا ساربان زادہ
ایک نخل کے سایہ مین کھڑا ہوا لرزرہا ہی اب بھاگا چاہتا ہی جھپٹی کہ جا کر عمرو کو گرفتار کرون صندلان
صندلی پوش بھی لڑائی مین تھا دیکھا کہ عمرو گرفتار ہوا چاہا ہا تلوار کھینچکر جا پڑی دون ماہ جادو نے
پھونک کر سحر کیا یہ بھی بیچارہ پا بہ گل ہوا ساتھ والے بیہوش ہوکر گرنے لگے ہرچند چاہتا ہی کہ تلوار
کھینچون ہاتھ دستگیری نہین کرتا پیر مین ثابت قدمی کجا قلب قلب ہوگیا لشکر مین تباہی صفون
مین بربادی کیسے مجبور و ناچار ہوئے ساحر سحر کرتا بھوے سردار گرفتار ہونے لگے اسوقت اہل
اسلام کی بیتابی گوہر نے صندلان کو جو اس آفت مین مبتلا دیکھا بڑھ کر بڑھکے کڑی زخم کھاے
لڑکھڑا کر گری اب مہر و ماہ جادو کے سحر کو زور ہوا اہل اسلام کو پامال کرنا شروع کیا آفتاب
ظلم و بدعت نے طلوع کیا صداے یا ربا یا مستغیثا بلند ہوئی بیقرار ہوکر سب پکارنے لگے اے بے نیاز
ان ظالمون کے ہاتھ سے بچاے کسی نے دعا مانگی کسی نے نفقا مین کہی کہ آسمان سے بہتین پھولن
کی نامین ہواے سرد چلی نخل جھومنے لگے غنچۂ خیابان کرکل ہوئے برہم گیسوے سنبل ہوئے سب سر
اٹھاکر دیکھنے لگے نظر دلپذیر بہار یہ درخت آمد لگا بہار جادو گلعذار خوشخو

پھر شجر سرسبز مین کہتے ہین آتی ہی بہار — رنگ بدلا دیکھیے کیا رنگ لاتی ہی بہار
مدتون سے منتظر بیٹھے ہین مستان جنون — دیکھیے کس کس کو دیوانہ بناتی ہی بہار
دیکھیے جب رنگ عالم اک نئے عالم پہ ہی — صورت انفاس ہر دم آتی جاتی ہی بہار
رہتی ہین فصل خزان کی مدتون تک زردیان — چار دن کے واسطے گلشن مین آتی ہی بہار
سبز کردیتی ہی پتے سرخ کردیتی ہی پھول — رنگ کس کس طور سے اپنا جماتی ہی بہار
کوئی گل ہی سرخ کوئی زرد کوئی نیلگون — دیکھیے جس رنگ مین کچھ رنگ لاتی ہی بہار
جلوۂ گلشن دکھاکر بخشتی ہی راحتین — کلفت و رنج خزان دل سے مٹاتی ہی بہار

چھپکے خود پردے مین کرتی ہے ظاہر صورتین ۔ آپ پنہان ہے مگر جلوے دکھاتی ہے بہار

سب طرف آسمان کے دیکھنے لگے ہر ایک حیران تھا کہ یا ایک صحرائے خارستان مسکن خزان پر بہار ہوا کیون ہواے سرد کی یہ شدومد ہے کس گلعذار نجیب وطن کی آمد ہے کہ سامنے سے ملکہ بہار جادو عشوہ طراز خوش خوب رو ظاہر ہوئی گلدستہ ہاتھ مین رنگینی بات بات مین گرتے کرتے گلدستہ مار نعرہ کیا ختم ملکہ بہار جادو کئی ہزار ہمراہیان مہر و ماہ جیسے جمال بے مثال بہار پر نگاہین ڈالین ہونٹون پر خشکی آنکھون مین تری حواس مین ابتری آثار عشق ہویدا حزن و ملال چہرے سے پیدا اشعار عشق آمیز حسرت انگیز زبان پر جاری عالم بیقراری اشعار

روتا ہون دل قمار محبت مین ہار کے ۔ دھاگون مین آگیا ہے بت زنار دار کے
اچھے نہین ہین جوشش وحشت کے رنگ ڈھنگ ۔ تیور کچھ اب کی سال برے ہین بہار کے
مانند گرد باد پھینین گے ہم تجھے ۔ آنا صبا نہ پاس ہمارے غبار کے
ملے کیے بغیر ہین رکھتا نہین قدم ۔ جاتا ہون گھر مین یار کے در پہ پکار کے
دم سے طلسم آدم خاکی کا ہے خلیل ۔ پھرتی ہین پتلیان یہ سہارے سے تار کے

دیگر

نہ پوچھو کس لیے آنسو ہین ڈبڈباے ہوئے ۔ کسی جگہ سے ہم آتے ہین چوٹ کھاے ہوئے
نہ کاداغ جگر ایک دن چراغ مراد ۔ تو ہم اپنے خدا سے ہین لو لگاے ہوئے
اب آؤ بیٹھو نہ جانے کی بات چیت رہے ۔ خدا کیواسطے جاتے ہین ہوش آے ہوئے
ذرا یہ قاف ہستہ کہ وہم بھی آتے ہین ۔ بہت نہ جاؤ خدا را قدم بڑھاے ہوئے
کہا کسی نے نہ آتا ہمارے دفن کے وقت ۔ اگر نہ اک کو اجو ہزار پر یہ زمین نہاے ہوئے

کسی نے تلوار کھینچکر گلا کاٹ ڈالا کوئی ہاے بہار کہکے بڑھا لشکر مہر و ماہ تہ و بالا لشکر سلیمان مین ہے ہوا بہار آئی بہار آئی ادھر سامان بہار ادھر رنگ خزان خضران وغیرہ بھی سیدھے ہوئے ملکہ گوہر جادو کی بھی آبرو بڑھی بہار نے آتے ہی اپنا قبضہ کیا رنگ جمایا مہر و ماہ نے پلٹ کر دیکھا بہار نے تین چار گلدستے مارے کئی ہزار بچیا اصل جہنم ہوئے مہر و ماہ بھی سنبھلین باران سحر برساکئے دیوانون کو ہوش مین لائین مگر در بہار ہے ایک جانب ہوشیار ہوئے دوسری صف سے بیقرار ہوئے ایک کو ہوش آیا مہر و ماہ گھبرا گئے [illegible]

حال بجا میں حیران و مضطر لیکن در بستہ مہر و ماہ کی ناظم ہیں ملک افسونگری کی حاکم ہیں دو بہنیں ایک
سامنا بہار کا کیا ایک نے سحر اُتارا ایک بڑھکے لڑی ایک سحر کرتی ہوئی ہٹی ایک نے پانی برسایا دوسری
نے آگ لگائی ایک نے برباد کرنے کو خاک اڑائی دوسری برق بنکے چمکی ایک شعلۂ جوالہ دوسری آتش
کا پرکالا ایک کے سحر سے آندھی اٹھی دوسری کے سحر سے گرداڑی ایک خضر کو روکتی ہی ایک بہار کو
بڑھکر ٹوکتی ہی دونوں نے اہیمین صلاح کی بہار تعلیم کردۂ افراسیاب ہی رنگ ساحری مین انتخاب
ہی اسکو دھوکھا دیکر چو چار جانب سے گھیر لو یہ کہکر مہر نے بڑھکر للکارا ادہر بہار ادھر آو آفتاب
سے آنکھ ملاو ہم پہ سحر کرو غزہ پہ نگاہ نہ ڈالو بہار پلٹ پڑی مہر جادو سے سحر چلنے لگا ماہ جادو چپکے
سے پشت بہار پر آئی سحر کرکے ستارے بنائے اُس ماہ رخسار پر گرائے سر بہار زخمی ہوا پلٹ کے
دیکھا ماہ جادو نے سحر کیا بہار رخدار چہرہ خون سے گلنار چاندنی کا خوف ہوا ایسا ہنوز زخمون مین
درد پیدا ہو دوپٹہ پھاڑ کر زخم سر باندھا خون رکا لڑائی مین مصروف ہوئی مگر ایسی نہ حسین کا زخمی
ہونا نازک مزاج حسینان عالم کے سر کا تاج زخمون مین ہوا بھری زبان مین لکنت آئی مہر و ماہ جادو نے
زور ڈالا بہار پیچھے ہٹی رنگ نہ جما یکایک زمین شق ہوئی رعد جادو نے سر نکالا مجمع ساحران مین
ظاہر ہوا کانون پر ہاتھ رکھکر چیخ ماری نعرہ رعد جادو کئی سو ساحر لڑکھڑا کر گرے ناک سے قطرے
خون کے گرے کئی سو کے سر پھٹ گئے آسمان سے نعرہ ہوا نعرہ برق جادو وہان تو بیٹی کی آواز کی
مشتاق رہتی ہی کئی سو کے سر اڑا دیے آری ترچھی گرنے لگی رعد و برق بھی خوب تڑپے بہار نے
اپنے کو سنبھالا آسمان سے پھر نعرہ ہوا نعرہ ملکہ برق لامع ایک جانب سے نعرہ ہوا نعرہ صاحب
سطوت و شوکت باغبان قدرت یہ بھی آکر زمین پر پہونچا گیند پھولون کا مالا مال اب رعد کی گرج
برق کی چمک برق لامع کی لگ بہار کا گلدستہ باغبان قدرت کے پھول کے گیندان سبنے جو سحر
کیے رکے تھا کے سحر کے بڑے لشکر مہر و ماہ جادو پسپا ہوا خون کا دریا بہ گیا زمین تب ہی ہی
پھول برس رہے ہین برق و رعد کے سحر کی گرمی بہار کے سحر نے ہزارون کو ٹھنڈا کیا ہوا ٹھنڈی چل
رہی ہی باغبان نے پھول برسائے لیکن مہر و ماہ جادو دو بلاے روزگار ہین سبکو جواب دیتی ہین
مگر باغبان قدرت بعد صولت و شوکت رکاب سعادت انتساب اسد پہ ہاتھ رکھے ہوئے اڑتا ہوا
جاتا ہی سحر سے ساحرون کے شاہزادے کو بچاتا ہی اپنا سینہ سپر کردیا میدان لاشون سے بھر دیا

مہر و ماہ کے لشکر کو بھی فتح کبھی شکست لڑائی کا عجب طور سے بند و بست اُستادان سخنور نے بیان کیا ہی
تین پہر برابر لڑائی رہی مگر مہر و ماہ جادو نے قدم نہین ہٹائے لشکر ساحران کو بچاتی ہین آپ بڑھ بڑھ کے
لڑ رہی ہین نقیبون کو اشارہ کیا ہی نقبا بے بلند آواز اشعار عبرت پڑھنے لگے نعرہ مار رہے ہین
صدائین دیتے ہین ای مردان عالم یہ میدان کارزار ہی آبرو کا خیال رہے قدم پیچھے نہ ہٹے بڑھ بڑھ کے
زور دکھا کے سرخرو ہو بزرگون کا نام روشن کرو دشمن کو شکست دو پہلوان زبردست ہو شعر
نام رستم بھی رہا داو آج ہی وہ معرکا پھول سونگھو ڈھال کا اور دکھاو پھل تلوار کا دنیا مقام
عبرت ہی نہ جائے عشرت رستم و زال سام و نریمان بڑے بڑے پہلوانان جہان آخر کیا ہوئے
خاک مین مل گئے نشان قبر بھی باقی نہ رہا اب کوئی انکا ذکر بھی نہین کرتا کسی نے جا کر قبر پر فاتحہ بھی
پڑھا لیکن نام جرأت انکا باقی ہی محفلون مین ذکر ہوتے ہین مردان عالم انکا حال سنکر روتے ہین انکے
نام رہاو اپنا رنگ جرأت جماو بعد مرنے کے لوگ یاد کرین نام سنکر فریاد کرین یہ آوازین عبرت خیز جوش
انگیز سنکر جوانون کو جوش غیرت ہوا بڑھ بڑھ کے لڑنے جا بنین کے لاکھون مارے گئے لاشے زمین مین
تڑپ رہے ہین بھائی کی بھائی کو خبر نہین جان سے مایوس دریائے فوج مین نہنگانہ شناوری کر رہے
ہین پہر دن پچھلا باقی ہی نیب شمشیر مردان عالم سے رنگ روے آفتاب زرد زمین گرد پر دو اسد
نامدار کی کنپٹی سے خون ٹپک رہا ہی گھاے زخم تن جسم پر کھلے ہوئے بدھیان زخمون کی پڑی ہوئین
عمر و کلیم اوشے ہوئے حال زار اسد دیکھ رہا ہی کبھی گلیم اتار کے خود بھی جا پڑتا ہی ساحرون سے
بہ طریقہ عیاری لڑتا ہی لیکن یہ یقین کامل ہی کہ زوال مہر و ماہ دشوار ہی ایک سا ایک خیال گزرا کہ افواج
بلاے روزگار ہی دل گھبراتا ہی کہ باغبان وغیرہ بھی زخمی ہوئے ایسا نہو کہ اسد نامدار کو گرفتار کرین
تو بڑی مشکل ہو کیا تدبیر کرون ان سرداران نامی سے مہر و ماہ جادو نہین دبتین ہر مرتبہ قصد ہوتا ہی
اسد نامدار کو لیکر زنبیل مین چھپا لون لیکن یہ جوان صاحب غیرت ہی اپنے کو ہلاک کریگا صاحب غیرت
کی خرابی ہی اسکو ننگ قبول نہو گا حقیقت مین ای عمرو عجب طلسم وسیع مین آکر پھنسے جسکا فتح ہونا
دشوار ہوا ہوش ربا ابھی کہان جزئیات پر یہ فساد ہین کیونکر لوح طلسم ہوشربا ہاتھ لگیگی کس طرح کلی آرزو کی
کھلیگی اس سوچ مین عمرو گوشۂ صحرا مین کھڑا رو رہا ہی تہ دل سے دعا مانگتا ہی کہ ایکبار قوتی آسمان
ظاہر ہوا اہل اسلام کے واسطے ابر رحمت تھا قریب آکر شق ہوا سب نے دیکھا ملکہ بہار شیرزن

طاؤس زرین بال پر سوار بڑے زور و شور سے وہ نامدار گرجتی ہوئی آتے ہی سحر اوگر دیا ماریون پر برق
پڑی لشکر مین آگ لگا دی برق لامع بھی زرگی رعد نے ہزارون کو مار ڈالا بہار کا گلدستہ چلا باغبان
اسد نامدار کی خدمت مین حاضر ہوا آنکھین کے حال کا ناظر ہی ہی خوف تھا افسراشا) بپا فتادونہ پرشت
جہانتک ہو سکے انکو بچائے لیکن بران شمشیر زن صف شکن سحر و ساحری مین طاق فنون جرأت
مین شاق مہر جادو کو تاکتی ہوئی جاتی تھی خیال یہ کہ جا کر اُسکو مار ڈالون کئی مرتبہ سامنا ہوا
ہزار ہا ساحر بیچ مین آگئے خوب سحر ہوئے ماہ جادو جیت کر آئی ملکہ بران کو للکارا او ختر کم کسب
تجھکو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ ملازمان شہنشاہ ہوشربا پر نگاہ ڈالتی ہے ابھی اہالیان طلسم نور افشان
ساحران ہوشربا پر غالب نہین آئے ان چند ایقون کو دیکھکر یہ حوصلہ بڑھا ہم لوگون کی جانب
رخ کیا بس ملکہ بران طرف ماہ جادو کے متوجہ ہوئی آواز دی او ماہ جادو بد خو کیسا
ہوش رُبا مرنے والے کہین رکے ہین لاکھو ڈکرو سب برابر ہین تلوار باندھی سر ہتیلی پر رکھا
موت کا مزہ چکھا مرنے سے کیا ڈر ہو جان ڈرو ہین ہمارا گھر مقابلے مین آ زیادہ باتین نہ بنا
ماہ جادو جا پڑی ملکہ بران پر سحر کیا گولا مارا ملکہ بران نے اُسکو کاٹا ہتھون سے برفین چلکین
ملکہ بران نے جوش سے اختر مروارید نکالا ہتیلی پر رکھکر چمکایا برقہا سے سحر کو مٹایا اُس سحر
کے دفع ہونے سے ماہ جادو کے ہوش اُڑ گئے پسینے پسینے ہو گئی اُس سحر کا دفع ہونا ناممکن
تھا اس سحر پر دل مطمئن تھا کارد سحر پھینک ماری بہت سے ماش کے دانے پھینکے ملکہ بران
نے وہ بھی دفع کیے غصے سے چہرہ سرخ ہوا اُس گوہر بے بہا سے دریا سے جرأت نے اختر مروارید
ماہ جادو پر پھینک مارا ہر چند ماہ جادو نے چاہا اپنے کو بچاؤن لیکن یہ اختر مروارید ہی تحفہ کامل
طلسم نور افشان کب رکتا ہے سینہ پر لگنا ماہ جادو پر پتا توڑ کر پشت کو پار کر گیا ماہ جادو ڈگمگا کر
گری لگا جلانا بران شمشیر زن مطیع مذہب اسلام ہے جرأت و شوکت مین بڑا نام ہے ماہ جادو کو مارا اب
یقین کامل ہوا صاحب معجزہ شق القمر کی کنیز ہے یہ یوسف کنعان حسن ہر دل عزیز ہے ماہ جادو
کا جلا ہنگامہ برپا ہوا ماہ جادو کے مرنے سے اندھیرا ہوا آواز آئی کشتی مرا نام مین ملکہ ماہ جادو بود
افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم دور سے مہر جادو نے دیکھا کلیجہ پھٹ گیا قوت
بازو کا مزا ہوش پرا گئے قلب تھرا گیا کلیجہ منہ کو آگیا رنگت زرد دل مین درد لب پر آہ سرد چہرہ

پر گرد سر پھینکتی ہوئی دوڑی پکاری او بران غضب کیا بانڈ و بیز توڑ ڈال فلاک دربند مہر و ماہ کا جام
غروب ہوا ہے افسر محجوب ہوا بران نے نعرہ کیا اور پکارا ای مہر جادو ہمن کی بڑی بہت ہی مین تجکو
اسکے پاس پہونچا دون پردہ ہجر اٹھا دون مہر جادو خود مقابلے مین بران کے آئی کہا او دختر کوکب
اب کیا تجکو زندہ چھوڑونگی یہ کہکے بت سے سحر کیے بران نے اختر چمکائے سب سحر صفحے اختر کے
مٹ گئے اختر مروارید سے اس گوہر صدف خوبی کی آبرو ہی سحر نایاب زلفون کو پیچ و تاب چہرہ پہ
قہر و عتاب آئینہ رخسار پر گرد و غبار آمادہ حرب و پیکار اختر مروارید کو چرخ دیا چھٹ کر مارا عین پیشانی
پر مہر جادو کے پڑا جو مشیت آنی تھی وہی پیش آئی ستارہ مہر جادو کا گردش مین تھا سر پھٹ گیا
لہرا کر زمین پر گری دھوان بلند ہوا صدائین مختلف آنے لگین غل ہوا تھر لئے تھے کف افسوس ملتے
تھے شاخین سر پیٹنے لگین طائر گلستان سے اڑے صدائین ہیہات دیتے تھے بعد عرصہ دراز صحرا
مین روشنی ہوئی آواز بطور مذکور آئی مہر و ماہ جادو کے مرنے سے زوال لشکر ہوا ساحر بھاگنے
لگے ملازمان اسد نے صدہا کو گرفتار کر لیا ایک ڈوری مین دس دس کو باندھا شیران
سلطنت رومال سے ہاتھ باندھے حاضر خدمت طلسم کشا ہوئے اسد نے تلوار کو نیام مین کیا فوراً
لڑائی موقوف ہوئی رمیسان شہر نے آکر قدمبوسی کی سب سردارون نے مالکہ بران شمشیر زن کی بہت
تعریف کی اب طرف دربند مہر و ماہ کے بھاؤ کر کے چلے نوبت نقارے بجتے ہوئے زر و جواہر نثار ہوتا
ہوا بڑی شوکت و شان سے طرف دربند مہر و ماہ کے سواری اسد کی مثل باد بہاری جاتی ہے عمرو
کو بڑی خوشی ہے کہ اب لوح طلسمی ملیگی دربند مہر و ماہ کا خود اپنی زبان سے بتا دیا تھا وزیران سلطنت سے
پوچھتا ہوا جاتا تھا کہ یارو شہنشاہ طلسم ہوش ربا نے لوح طلسمی پاس مالکہ مہر و ماہ جادو کے رکھوا
دی تھی آپ لوگین کو کچھ خبر ہے جو لوح طلسمی کا پتا بتائیگا دولت دنیا سے نہال ہو جائیگا سلطنت ممالک
طلسم ہوشربا ملیگی وزیر امیر جواب دیتے ہین اے شہنشاہ اوج عیاری ہمین بالکل اسکا احوال نہین معلوم
ہے جو کوئی ایسا جواب دیتا ہے عمرو کے ہوش اڑ جاتے ہین دوسرے سے پوچھتا ہے بھائی تم بتا دو وہ بھی ایسا ہی
جواب دیتا ہے عمرو قریب مالکہ بہار جادو کے آیا کہا اے ملکہ عالم تم نے سنا لوح کا نشان نہین ملتا برائے خدا اسکی جستجو
کرو ورنہ غضب ہوگا ہم بڑی کوشش سے یہان تک پہنچے طلسم صندل پر اثر کیا کیا مرے کٹے دربند مہر و ماہ
بھی آئے یہان بھی لوحکو نکالنا کیسا ہوا ابھی تک پتا نہین ملتا بہار رنگے برج پریشان شہر سے ملا او انکی مراد ایسے پوچھا بجت

بہ کیفیت کہ صاحب لوح طلسمی ہمارے شہریار نے ملک داؤد پر حاصل کی مقام مرحلہ ہنگ خونخوار
پر مقابلہ بھی بادشاہزادے نے کیا وہ تنہا جا کر اُس مکار کو مارا اور دو چار مقابلے اُس مقام پر ایسے
ہوئے کہ اُسکے ذکر سے شہنشاہ کانپتے ہونگے شب کو نیند نہ آتی ہوگی مرشد زادے مصور جادو وہ
صورت نگار کا شہنشاہ اوج عیاری سے یہ نقشہ کیا اسقدر کوڑے مارے میاں بی بی پر کوڑا لگا
یقین ہے اب تک کمال زخمی ہوگی اُسی مقام پر افراسیاب نے مکر کیا صرصر کو بھیجا وہ لوح چرا لائی خواجہ
عمرو بہ صورت حیرت جادو پاس افراسیاب کے پہونچے خود اُسنے اپنی زبان سے کہا کہ میں نے لوح
دربند مہر و ماہ پہ روانہ کی ہے اُسی شمار پر خواجہ عمرو و اسد نامدار کو ہمراہ لیکر بر سر طلسم صندل پہونچے
عنایت سے خدا کی اُسے فتح کیا اگرچہ خبر مفصل نہ ملی کسکو دو سر تھا کہ طلسم صندل پر جاتا اب
دربند مہر و ماہ پر پہونچے فتاح طلسمات عالم نے اس دربند کو بھی مفتوح کرایا مہر و ماہ اپنے غرور میں
قتل ہوئیں سوائے ذات پروردگار کے کسی کو غرور زیبندہ و سزاوار نہیں ہے بس بھائیو طلسم کشا
کا ساتھ دو لوح طلسمی کا نشان بتاؤ ہر ایک سردار نامدار نے یہ سنکر سر جھکایا عرض کی اے ملکہ عالم قسم ہے
دین جدید کی ہمیں بالکل نہیں معلوم ہمارے سامنے لوح طلسمی نہیں آئی یا اگر آئی ہوگی خزانہ شہنشاہی
سے نشان ملیگا ہم لوگ سب عاشقان جمال اسد ہیں حال لوح طلسم سے بالکل نابلد ہیں یہ باتیں کرتے
ہوئے بعد عظم و شان فرحان و شادان داخل قلعہ مہر و ماہ ہوئے دیکھا ملک آباد رعایا دلشاد
مقام زرریز زمین حسن خیز عمارتیں پختہ بازار کھلے ہوئے دوکاندار سیج و شری پر تلے ہوئے جوہری بچے
حسین سرخ سبز نند کیا سی پگڑیاں سر پر گوری گوری صورتیں مٹی کی مورتیں سونے کے بالے
اُنمیں مروارید بے بہا دہ بالے کانوں پر چڑھے ہوئے نام اُنکے یاقوت جوہری و لعل پنا لال بعض
کا نام لعل چند نفاست پسند لباس ہائے فاخرہ زیب جسم جواہرات اعلی و بیش قیمت کے انبار بھی کھانے
کھلے ہوئے خرید و فروخت کا بازار گرم ایک جانب دلال بے شرم خریدار سے اُڑ رہے ہیں کبھی دوکاندار
سے دو دانی مانگتے ہیں زبان کے جوہری رگ و ریشے میں ذہانت بھری ہوئی گاہک کو راضی کریں اپنا
دامن مدعا بھریں بالائے دوکان کمرے عمدہ اُسپر نازنینان زہرہ جبین مہ جبینان مہر تمکین معشوقان
عاشق خصال ابروان خمدار رشک ہلال انگڑیوں میں لگاوٹ کمروں کی سجاوٹ کرسیوں پر
جلوہ فرما سازندے حاضر زروٹے سارنگی کے بلند سب ساز اُنمیں ساز کیے ہوئے سریلی آوازیں کروں

پر مجسے ہو رہے ہیں عاشق تنون کا مجمع تصویر ہاے دلپذیر کا مرقع خوبرویان عالم محو تماشا سواری
کے دیکھنے کے مشتاق ہلڑ ہے کہ آمد طلسم کشا ہے جو حسن وجمال مین یکتا ہے زیر دکان کنجڑنون کی دوکانین
کنجڑین حسین شوخ مزاج نازک اندام بھاری لنگے نینو کے ڈوپٹے اسپر دولائیان باندھے صفایان
نارنگیون کی بیچنے والی کوون سے رغبت گوری سانولی صورت شعر سدا اپنے عاشق پہ یون نعرہ زن
کرے نار پستان دسیب ذقن پکسی پڑ شرارہ وسور کو نارنگی چکھو ہم سے محبت کر رکھین صدا ہے
کنجڑیان پونڈے کی بازار مین ہنگامہ اہلیان شہر وہ راستہ جمع سرگین چھڑکی جاتی مین سقے
آبرودار ورویان زیب جسم نیک ساس پیروان احکام خضر والیاس یکایک نقارے پر چوب پڑی
آمد لشکر طلسم کشا ہوئی آگے آگے چوبدار صدائین لگاتے ہوئے مصرعہ بڑھے عمر ودولت قدم
با قدم پیچھے کے بعد شتر سوار سانڈنی سوار بعد اسکے اسباب ماہی ومراتب اُسکے آگے شہسوار عرصۂ
یکہ تازی اسد بن کرب غازی مرکب صبا رفتار پر سوار بدبدبہ وشوکت ولیاقت وسطوت چہرہ
سے اُس شیر کے نمایان چہرہ رشک ماہ درخشان دریاے سلاح مین غوطہ مارے ہوئے پہلو مین
شمشیر ہلالی سپر رشک گردہ آفتاب اُس سپر فولادی کو دیکھکر شگفتگی حصول دامن مین پھول نیزہ
ہاتھ مین سنان مثل زبان افعی تڑپتی ہوئی ناگن پر قبضہ سپر سرہ کھا ہوا اس شان وشوکت سے
وہ صاحب اقبال گرد سرداران باکمال باغبان قدرت رکاب پہ ہاتھ رکھے ہوئے ایک جانب
ملکہ بہار رنگین مزاج ایک جانب رعد وبرق ایک جانب برق لامع ایک جانب ملکہ بران
شمشیر زن دختر شہنشاہ کوکب بعیدادب کٹ پر ملک اختضر اہتمام سواری کرتا ہوا صندلان
صندلی پوش ایک جانب ملکہ شمیم گلپیرہن عاشق جمال اس صف شکن جاہ وحشم سواری کا
دیکھکے اہالیان شہر واسطے تسلیم کے جھکے اسد دونون ہاتھ سے بخلق ومروت ایک ایک
غریب وامیر کو جواب سلام دیتے ہوئے اس شان وشوکت سے سواری گذری اہالیان
شہر نے دعا دی اے پروردگار اس افسر والاحشم کو بجاہ وجلال واقبال اس شہر کی حکومت
کرنا نصیب ہو عدو پامال ہو ہوا خواہان دولت آباد وشاد رہین دل پہ جا سکے انکی محبت کے
سکے پڑے ہین زر وجواہر لٹتا ہوا ایک ایک فقیر کو غنی کر دیا دامن مراد ہر ایک سائل کا زر سرخ
وسفید سے بھر دیا میسان شہ شاہزادے کو لیے ہوئے داخل عمارت شاہی ہوئے ملک اختضر

بعد کرر فرسریر جہانبانی پر متمکن ہوا اسد نامدار دنگی زرین پر کرسی جواہر نگار پر اے خواجہ عمرو نامدار
اپنے اپنے عہدون پر سرداران نامی پہلوانان گرامی بعید و قریب آکر جلوہ فرما ہوئے بہجت عیش کو معطل
کیا انجمن مشاورت منعقد ہوئی رئیسان شہر سرداران مہر و ماہ سب حاضر ہین عمرو نے پکار کر آواز
دی ای رئیسان دربند مہر و ماہ ای سرداران عالیجاہ تم سب صاحبون سے خواہش ہی طلسم کشا کو
انتہا کی کاوش ہی حال لوح بتاؤ خزانہ دار کو بلاؤ خزانچی فوراً حاضر ہوا عمرو نے حکم دیا کہ خزانہ کھولو
در خزانہ وا ہوا سب طرح کے اسباب نکلنے لگے صندوقچے جواہرات کے اسباب نفیس گٹھریان پشمینے
کی ایک ایک رومال دوشالہ نایاب جسمین ملک کشمیر کا خراج صرف ہوا صناعان چابکدست نے بنایا
اسباب نقرئی طلائی باکمرین سوتیون کی اسلحہ جواہر نگار تاج مکلل بجواہر قبضہ ہاے شمشیر بے نظیر
اشیاے نادرہ اجناس نفیسہ خزانہ دار نے نکالکر انبار کر دیے اسباب معقول سے قصر بھر گئے
ہر چند تلاش کیا خزانے مین لوح کو نہ پایا خزانہ دار نے عرض کی حضور کو کس شی کی تلاش ہی غلام
کے بزرگ خزانہ دار رہے کل اشیا کی فہرست غلام کے پاس موجود ہی کوئی شی ایسی نہین ہی کہ فہرست
سے باہر ہو یا غلام اسکے راز سے نہ ماہر ہو عمرو نے کہا ای خازن مخزن ملک مہر و ماہ ای معتبر عالیجاہ
لوح طلسمی کی جستجو ہی یہی طلسم کشا کی آرزو ہی اس شہر کی سلطنت و لوح طلسمی کا پتا دو علاوہ اس خزانے
کے کوئی اور بھی ایسا مقام ہی جہان اشیاے نادرہ رکھی جاتی ہون خزانہ دار نے دست بستہ
عرض کی ای شہنشاہ اقلیم عیاری ای تاجدار ممالک خنجر گذاری غلامان جانباز کی مجال ہی کہ خلاف
حکم شہنشاہی زبان ہلائین آپ کے سامنے راز چھپائین مینے آج تک لوح طلسم ہوشربا کا نام
نہین سنا نہ ہماری شاہزادیان مہر و ماہ جادو وہان گئین نہ کبھی افراسیاب نے اسطرح کے
مضمون کا نامہ لکھا کہ جسمین ذکر لوح ہوتا غلام بیان کا رازدار ہی خزانہ دار نے جو یہ تصریح سامنے
عمرو کے بیان کی اب رنگ روے عمرو متغیر ہوا اس خیال مین کہ راہ پر بلا کو کس مصیبت سے
جھیلا طلسم صندل پر جا کر سر فروشی کی قتل صندل جادو کی صورت غیب سے پیدا ہوئی انگشتر
عجائب نے دستگیری کی کیسی قیامت کی لڑائی پڑی کس کو امید تھی کہ تا دربند مہر و ماہ پہونچینگے
یہان بھی اگر گوہر مراد نہ حاصل ہوا ان خیالات مین قریب تھا کہ عمرو شدت بیقراری سے بیہوش
ہو جائے آہ کا نعرہ کرے زمین مین گرا ایڑیان رگڑنے لگا بہار و باغبان وہان اپنے مقام سے گئے

تسکین دینے لگے کہ خواجہ آپ ہمیشہ ہمکو سمجھاتے ہیں آپ اسقدر گھبراتے ہیں خضر راہبر منزل مقصد پر
پہونچائیگا انشاء اللہ تعالے گوہر مراد ہاتھ آئیگا صورت فتح طلسم ہوشربا کی پیدا ہوگی صاف صاف
کتابوں میں لکھا ہے کہ اسد نامدار طلسم ہوشربا کا فتاح ہے عجائب و غرائب طلسمات کا سیاح ہے افراسیاب
کا قاتل بہادر کامل ختم طلسم ہوشربا تمام ہوچکا ہے لیکن وقت پر موقوف ہے آپ اگر اسقدر گھبرائینگے
اہالیان لشکر پراگندہ ہوجائینگے لشکر کا تھمنا جمنا دشوار ہوگا ایک دن میں افراسیاب زمین و آسمان
ملا دیگا آپ کو مناسب ہے بہ تدبیر معقول بہ صلاح شائستہ اس مقدمات میں کلام کیجیے ایک رائے وار
پاوے اسیر کا رہبند ہو جیسے غیب سے مدد ہوگی چشم زدن میں یہ بارور ہوگی چونکہ باغبان قدرت
فصیح و بلیغ عقیل و فہیم دانائے روزگار وزیر اعظم افراسیاب نابکار ہے اس طریقہ سے اُسنے خواجہ
کو سمجھایا عمرو کے بھی ذہن میں آیا کہ گھبرانے سے کیا ہوگا ایسا نہو میرے پریشان ہونے سے اسد
نوجوان صاحب شوکت و شان گھبرا جائے خدانخواستہ اپنے کو ہلاک کرے یا یکہ و تنہا کسی جانب
نکل جائے صف شکن تیغ زن ہے لشکر افراسیاب سے لڑے اس ملک میں ساحروں کا جنگل
ہے مکار غدار افراسیاب کو آٹھ پہر یہی فکر ہے جسطرح بنے اسد کو قتل کروں یہ سرکردہ لشکر ہے خدانخواستہ
اُسپر کوئی افتاد پڑے اسی کے نام فتاحی نکلی ہے اگر صاحبقران بھی آئینگے طلسم فتح نہوگا افراسیاب
بیجان سے تا کوہ عقیق افشین برپا کر دیگا میدان لاشوں سے بھر دیگا اس شیر دل کے نام سے
خوف غالب ہے ایسے ایسے امورات دل میں سوچ عمرو کرسی پر آکر بیٹھا کہا اے باغبان وائی
حاضرین دربار سب مجھے لوح کا افسوس نہیں ہے اسوقت اپنے آقائے نامدار کو یاد کیا وہ میرا آنکھین
کا معشوق ہے میرا آقائے نامدار قدرشناس فلک اساس اُسکی جدائی شاق ہے دیدۂ دل نظارۂ
جمال کا مشتاق ہے اس خیال نے پریشان کیا آئینہ تصویر میں صورت اپنے آقا کی دیکھ رہا تھا
انشاء اللہ بحول قوت الٰہی و بہ تائید فیوض نامتناہی اگر افراسیاب لوح کو بالائے آسمان لیجائیگا
مثل دعائے مظلومان بالصورت ہوا اپنے کو تا بہ فلک اول پہونچا دونگا لوح تلاش کر کے لا دونگا
اگر تحت الثری میں اس تحفہ نایاب کو لیجائیگا عنایت سے پروردگار کے مثل قطرۂ آب جذب
ہوجاؤنگا لوح کو لا دونگا کچھ اسکا تردد نہیں ہے افراسیاب نے باتوں میں بہکا دیا دھوکا دیا یہ خلاف
کہا کہ لوح کو دربند مہر و ماہ پہ بھیجا یا اب صلاح معقول مناسب ہے غالب ہے کہ گوہر مراد دستیاب

ہو اب سب صاحبون کی جو صلاح قرار پائے اُس جانب لشکرکشی کرین باغبان نے کہا ایک بات
ہمکو تبلایئے ہم گم کردگان وادی حیرت ہین آوارۂ دشت غربت ہین آپ لوگون کے یہان کا کیا
طریقہ ہی جب کوئی شی گم ہوجاتی ہی اور اُسکا پتا نہین ملتا تو آپ لوگ کیونکر دریافت کرتے ہین
اسکا حال مفصل فرمایئے تو ہم کچھ عرض کرین عمرو نے کہا اے وزیر اعظم اے صاحب شوکت و حشم ہمارا
مذہب مثل آفتاب عالمتاب روشن ہی جب کسی امر غیب پر دست اندازی ہوتی ہی اور پتہ نہین ملتا
اسوقت عبادتخانہ آراستہ ہوکر صاحب مدعا بخضوع و خشوع اپنے رب کریم سے رجوع کرتا ہی صاحب
مطلب کو بشارت ہوتی ہی اکثر بزرگان دین عالم خواب مین تشریف لاتے ہین اُس طلسم کی بزرگ
رہبری فرماتے ہین اکثر صاحبقران زمان کو مقدمہ طلسمات مین مکتوب ملا اگر بشارت ہی صحیح و صادق ہی
اگر مکتوب ملا تو اسکے انجام کی امید واثق ہی اسی ہدایت پر دست حق پرست صاحبقران سے صدہا
طلسمات فتح ہوئے باغبان قدرت نے یہ سنکر جواب دیا بس آجتک بموجب اپنے مذہب بزرگ کے
سراسر خلاف کیا اب اُسکے کاربند ہوجیے اس سے بہتر کیا بات ہی آپ کے مذہب کی ظاہر کرامات ہی ہم
لوگ طرف لشکر کے چلین اسد نامدار مصروف عبادت ہون یہی دعا سے دل بخضوع و خشوع اپنے خالق
بے نیاز سے عرض کرین کہ اے معبود حقیقی و اے رب تحقیقی اپنی رحیمی سے ظاہر فرما کہ لوح طلسم ہوشربا
افراسیاب جادو نے کہان رکھی کسکے پاس ہی نفقاً لفظاً اپنے پیدا کرنے والے سے عرض کرین اُن
دعا کو ہر مراد سے بھرین امید واثق ہی کہ مقدمہ مخفی ظاہر ہو عنایت سے پروردگار کے حساب یہان بھی
لشکر بزرگ جمع ہو گیا خضر الیاس شاہ ہمراہ ہی جس مقام کا پتہ ملیگا یہ اس سرحد کے رازدار ہین ہم اس
اقلیم مین بیکار ہین کبھی اس طرف گذر نہین ہوا یہان سے تا طلسم صندل آپ کی عملداری ہی سب
خیرخواہان دولت ہین ساحران زبردست ساتھ دینگے جس مقام کا پتہ ملیگا بخیر و خوبی پہونچا دینگے
یہ رائے باغبان قدرت کی سب کو پسند آئی لیکن عمرو نے کہا ہم لوگون کو ٹھہرنا مناسب ہی کہ ثابت
ہو غیب سے اسد نامدار کو کیا حکم ملا بہار وغیرہ نے جواب دیا ہم لوگون کا یہان ٹھہرنا بہتر نہین ہی
لشکر مین سوائے ملکہ مہرخ کے کون ایسا سردار ہی کہ بار لشکر افراسیاب اُٹھا سکے یا حیرت سے آنکھ
ملاسکے ایسا نہو کوئی ساحر آیا ہو دباؤ ڈالا ہو خدانخواستہ ملکہ مہرخ کو شکست حاصل ہو پڑاؤ چھوٹ
جائے پھر اُس مقام پر لشکر کا لانا بارگاہون کا استادہ کرانا دشوار ہوگا بعد شکست ترتیب لشکر مشکل

حیرت جادو وانتظام میں کامل ہے اب ہم لوگوں کی یہاں ضرورت نہیں اخضر نے بھی دست بستہ عرض
کی حضور آپ طلسم کشائے مطمئن رہیں غلام کسی حال میں نادان وو وقت طلسم کشا نہ چھوڑیگا جہاں تشریف
لیجائینگے مع لشکر ہمراہ جاؤنگا سرداران نامی کو مع خواجہ عمرو ان کلمات اخضر نامدار پر اطمینان ہوا
یہی صلاح قرار پائی کہ ہم لوگ تو فوراً طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوجائیں اپنے کو بہ تعجیل لشکر ملکہ مہرخ
میں پہونچائیں اے ملک اخضر تم برائے اسد نامدار عبادت خانہ آراستہ کرو یہ دعا میں مصروف ہو
دل وجان سے شاہزادے کی حفاظت کرنا ہمیں تمھاری ذات سے سب طرح کا یقین ہے پروردگار
انجام بخیر کرے مقام لوح دستیاب ہو یہ برائے حصول لوح جائیں تم ترتیب لشکر کرنا لیکن ایک نامہ
مندرجہ حالات حیرت سمات معرفت طائر سحر ہمکو بھی روانہ کرنا اخضر نے بدل وجان قبول کیا ملکہ
بہار نے ایک تخت سحر تیار کیا لیکن عمرو نے کہا ملکہ مہرخ گھبرا رہی ہونگی ہم تم کل روانہ ہونگے ایک
نامہ مندرج بخیر وخوبی طرف ملکہ مہرخ کے روانہ کرو وانشاء اللہ ہم تم بھی پہونچ جائینگے یہ رائے
سبکو پسند آئی بہار نے اپنے ہاتھ سے ایک نامہ لکھا تمام کیفیت فتح طلسم صندل وقتل مہرو ماہ جادو
وتدبیر حصول لوح اسمیں مندرج کیا یہ بھی لکھدیا ہم لوگ فلان فلان سردار فلان رستے سے حاضر
خدمت ہوتے ہیں تردد کو راہ نہ دیجیے گا یہ نامہ ایک ملازم اخضر کو دیا کہ وہ نہایت تیز رو تھا فوراً نامہ
لیکر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا اس نامہ سوار کا احوال وقت پر تحریر ہوگا اب ملکہ بہار ورعد
وبرق وبرق لامع وملکہ بران شمشیر زن وباغبان قدرت وخواجہ عمرو بن امیہ نامدار تخت
سحر پر سوار ہوکر طرف لشکر ظفر اثر ملکہ مہرخ کے روانہ ہوتے ہیں انکا حال بھی ظاہر ہوگا اسد نامدار
نے ملک اخضر کو حکم دیا کہ ایک عبادت خانہ آراستہ ہو ملک اخضر نے ایک مکان طیب طاہر کو زرات
سے آراستہ کیا سجادہ واسطے اسد غازی کے بچھایا اسد غازی بخواہش حصول لوح مصروف
عبادت ہوتے ہیں انشاءاللہ اس داستان شوکت بیان کو یہ کیفیت تمام تحریر کیا جائیگا عجب
داستان حیرت بیان ہے جسوقت ناظرین ملاحظہ فرمائینگے حظ وافر اٹھا دینگے

دو کلمہ داستان شوکت بیان لشکر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران ولشکر لقا روانہ کرنا افراسیاب کا ہمن جادو کو برائے مدد زمرد شاہ باختری ساقی نامہ بطور ترکیب بند

ساقی سے سبو رائگان ہو — خم بھر دے کہ چشم خونفشان ہے
لبریز ہوا ہے کاسۂ عمر — کیا دور بلاے ناگمان ہے
جام مے عشق سے چھکا ہون — یہ زہر کشندہ نوش جان ہے
اکبارگی آگئی نموشتی — پہ ہستی شوق سرگران ہے
اٹھے بھی نہ تھے کہ گر پڑے ہم — کیا لغزش با زبان زمان ہے
بس پردہ نشین نے تیز دیکھا — اس جوش پہ راز دل نہان ہے
یون غور سے بند تو کی باتین — سننے کا مرے سبب عیان ہے
یعنی مے جان گر کرون مین — جس بات مین جان کا زیان ہے
چپ رہنے کا ماجرا نہ پوچھو — کب حرف یہ لائق بیان ہے
اے ہمدم جان نواز مجھسے — کیا دل کی کہون مین دل کہان ہے

ان شوخ چنان ربود از من
گوئی کہ دلم نبود از من

یون چھوڑ کے چلا گیا دل — ہے اس سے زیادہ بیوفا دل
دلدار کے کھینچنے پڑے ناز — افسوس کہ میرے پاس تھا دل
یہ دشمن جان تمہین مبارک — لینے نہین میرے کام کا دل
کیون دعوے دربائی اتنا — مائل ادھر آپ ہی ہوا دل
دیتا ہون دم ایسے فتنہ گر پہ — انصاف سے دیکھنا مرا دل
اس چشم نے کر دیا خراب آخر — تھا ورنہ بہت ہی پارسا دل
کیسی مری جان پہ بن آئی — اللہ گھبرا گیا ہے کیا دل
گھونٹے ہے کوئی گلے کو ہر دم — کیا بات کرون کہ ہے خفا دل
اے محرم راز کیا کہون مین — بس آفت جان سے لگا دل
اے مونس غمگسار ہر دم — کیا پوچھے ہے کیونکہ لیگیا دل

ان شوخ چنان ربود از من

گوئی کہ دلم بہ بود از من

چہرہ داستان غازیان دیندار و مجاہدان شور شعار و دلاوران صف شکن و سرفروشان شمشیر زن
حالات جلالت آیات جنگ صاحبقران بصد عظم و شانی یون تحریر فرماتے ہین ناظم

نویسندگان سخن پروران	بسطیر اوراق این داستان	مضامین رنگین بہم کردہ اند
سطور مرصع رقم کردہ اند	زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالی شان بارگاہ	

سلیمانی مین جلوہ فرما ہین تمام غازیان دیندار و مجاہدان شور شعار و پہلوانان عالی وقار و فرزندان
نامدار اپنے اپنے مقام پر متمکن ہین کرسی بدبد پر جواہر بن عمرو عمدۂ افسری پر بیٹھا ہی عیاران
خنجر گذار و مکاران نامدار خشت الے زرین پر شاد فرماتے ہین عرصۂ دراز ہوا کہ لقا نے طبل جنگی نہین بجوایا
صاحبقران زمان نے جواہر بن عمرو سے پوچھا ای جہتر والا گہر ای نور نگاہ خواجہ عمرو کیا سبب ہی کہ لقا
نے طبل جنگی نہین بجوایا شاید کوئی ساحر طلسم ہوش ربا سے فی الحال نہین آیا اسکو بفضل دریافت کرو
جواہر نے عرض کی ہی غلام کو خبر ملی ہی کہ لقا نے نامہ طرف افراسیاب جادو کے روانہ کیا ایک ساحر
جواب لیکر آیا تھا اسمین یہ مرقوم تھا کہ یا خداوند رحم فرمائیے طلسم برباد ہوا جاتا ہی طلسم کشا لوح کی فکر
مین ہی اکثر مقامات معقول فتح کیے تقدیر برجستہ کیجیے غلام کو تسکین دیجیے ایسا نہو طلسم کشا لوح
پا جائے پھر طلسم ہوش ربا نہ بچیگا اب تو غلام نے بہمن جادو کو مع ساٹھ ہزار ساحران غدار کے بحضور
مدد حضور روانہ کیا ہی غلام بھی حاضر خدمت ہوگا ایک دن مین کل مسلمانون کو قتل کرکے قدرت کو
بالائے قیطول پہونچا دیگا ہمیشہ خدمت مین حاضر رہیگا اگر بہمن پر کوئی افتاد پڑے یا غرور کرے قدرت
اسکو بھی بہشت مین بھیج دین یہ بندۂ حقیر خود حاضر خدمت فیضہ رجبت ہوکر ایک چشم زدن مین مسلمانونکو
غارت کردیگا قدرت کو بالائے قیطول خود پہونچا دیگا شیر قدرت لقب پائیگا حضور یہ نامہ پڑھکر لقا بہت
خوش ہوا صبح و شام مین بہمن جادو آیا چاہتا ہی مگر یہ بھی مرقوم تھا کہ بہمن جادو عیش پسند عیش کرتا
ہوا آتا ہی عرصۂ دراز مین پہونچیگا اس ہفتہ عشرہ مین تو نہین آتا ادھر سلیمان عنبر مین موے کوہی
کا عزیز پہلوان سمندر کوہی بڑے جوش مین آتا ہی اپنی جرأت پر ناز ہی اُسنے بھی سلیمان کو لکھا ہی
کہ حضور مین اگر فرزندان حمزہ سے مقابلہ کرونگا فرزندان حمزہ نے بڑے نام پیدا کیے ہین جو انکو زیر و
زبر کیا پہلوانان عالم مین بڑا نام ہوگا ہفتہ عشرہ مین وہ پہونچیگا ایک ہفتہ جنگ موقوف ہی

کوہستان سے پہلوان ہوشربا سے ساحر جب آئینگے تب طبل جنگی بجیگا یہ سنکر صاحبقران خاموش ہوے
راوی شیرین کلام نے اس داستان شوکت بیان کو بعد کیفیت یون تحریر فرمایا ہی کہ صاحبقران زمان
نے تیسرے پہر اگو دربار کیا یکایک کچھ لکہ ہاے ابر آسمان پر آئے بوندیان پڑنے لگین ہواے سرد چلی
صاحبقران زمان کو عرصہ دراز گذرا مہلت لڑائی سے نہین ملتی ابر کو جو ملاحظہ فرمایا ہواے شکار ہوی حکم
ہوا خاقان ابن الخاقان بہرام گردن خاقان چین ہمارے یار قدیم رفیق ندیم کو بلاؤ جب بہرام
حاضر خدمت ہوا صاحبقران نے فرمایا ای یار وفادار ای مونس و غمگسار راہ جہاد دین اسلام مین عیش و
آرام بالکل ترک ہوا لیکن ہزار ہزار شکر ہی اس بے نیاز کا کہ اُسنے مجھ مور ضعیف کو مرتبہ سلیمانی عطا
فرمایا رتبہ عالی پر پہونچایا دیندار مجاہد مشہور ہوا اہل اسلام کا سردار ہوا باطل پرستون پر بلا نازل
ہوی لقا ایسا مغرور چھپتا پھرتا ہی جان بچاتا ہی سلیمان عنبرین مو سے کوہی ایسا دیو خصال
مقابلے مین نہین آتا ہی حیلے حوالے مین پیچھا جان بچاتے ہین آج فراق مین اپنے یار وفادار
عمرو نامدار کے دل بیقرار ہی جذبہ محبت کھینچتا ہی کہ پر پرواز پیدا کرون اپنے کو تابہ طلسم ہوشربا
پہونچاؤن اپنے دوست صادق کو دیکھون بہت عیش مہیا ہوا اُسکی باتون کے کان مشتاق ہین
لیکن مجبور و ناچار عندلیب پر شکستہ ہون چمن باغ فرحت دور ہی بے پری کا قصور ہی راہ مین سد بند
طلسم حائل مین لقا نے دانتون سے زمین پکڑی ہی اگر یہ پیچھا شکست کھاکر بھاگے اس حوالی مین
جائے یہین بھی تعاقب کرون در بندون پر لڑائی پڑے جان لڑاؤن جسطرح بنے سرحد ہوشربا مین
چلون لیکن امریست مشکل کاریست دشوار دیکھین کسدن فلک پردہ حجر اُٹھاتا ہی ہمکو ہمارے
یار جانی سے ملاتا ہی نہین معلوم وہ بھی کس مصیبت مین ہی کہ ہمکو فراموش کیا یقین ہی وہ بھی ہمارے
واسطے تڑپتا ہوگا میرے فرزند بدیع الزمان کی رہائی کی فکر کرتا ہوگا لیکن نتیجہ قابض نہین ہوتا ورنہ
وہ ضرور آتا اپنے کو ہم تک پہونچاتا ای برادر بجان برابر برائے دفع ملال خاطر سامان شکار مہیا کرو
دو چار دن چلکر شکار کھیلین دل بہلائین بہرام نے عرض کی منت بجان دارم جسوقت حضور محلات
عالی سے برآمد ہونگے کل سامان شکار حاضر رہیگا غلام بھی ہمراہ رکاب سعادت مآب چلیگا یہ
سنکر بادشاہ عجاہ نے عرض کی ای جد عالی تبار میری کیا مجال کہ رائے اقدس مین دخل دون
لیکن ملک پرآشوب آپ کے نام کے سبب باطل پرست دشمنی ہر منزل پر ہر جا موجود ہین ایسا نہو ذات

حضور پر کچھ چشم زخم پہونچے لشکر مین پریشانی حاصل ہوگی سردارون کو کیونکر تسکین دل ہوگی یا تو لشکر تہ تیغ ہو جاے یا لندھور بن سعدان بادشاہ کل ہندوستان کو اپنے ساتھ لیجیے حفاظت ضرور ہی انتظام نہ کرنا عقل کا قصور ہی صاحبقران نے مسکرا کر فرمایا اے شہنشاہ گیتی ستان نبیرۂ نوشیروان خدا تمکو سلامت رکھے بات آپ نے معقول فرمائی لیکن کیا خوف ہی حافظ حقیقی مالک تحقیق ہر مقام پر ساتھ ہی اسکا دامن قدرت ہمارا ہاتھ ہی ہر مقام پر بچائیگا جو نوشتۂ پیشانی ہی پیش آئیگا جو ہونے والا ہی ضرور ہوگا پس فکر بیکار بندہ مجبور و ناچار ہی پیدا کرنیوالا مالک و مختار اب مین زبان سے کہہ چکا بموجب ارشاد یہ حفاظت کریگا بعد ایک شب کے چلا آؤنگا واسطے اپنے دوست صادق کے بہت دل گھبراتا ہی خدانخواستہ اجلک عمرو کسی بلا مین مبتلا ہی خود بخود دل پریشان ہی کسکو بھیجون کون جا کر میرے دوست کی خبر لائے قلب بطور اطمینان پاے واللہ اسقدر مجھکو عمرو کی یاد ہی کہ ایام اختر شماری مین بیقراری مین گزرتا ہی حال دل کس سے کہون ہر وقت اسیکی یاد ہی قلب کو فریاد ہی نظم

غم ز ایام جوانی یادگارے ماندہ است — نشئہ می شد برون لیکن خمارے ماندہ است
حسن جاے عشق میگیرد کہ بعد از کوہکن — نقش شیرین را بہ بین در کوہسارے ماندہ است
سفتہ دان در قفس مرغ دلم را چند روز — ورنہ بر بالش ز چندین دام تارے ماندہ است
آہوے کہ چشمش بہ پہلو دار داز دنبالہ پر — آنکہ زخمی نیست از دست شکارے ماندہ است
ذرہ ہم از عشق تا بر دل بود غافل مباش — شعلہ روزی میکشد سر کز شرارے ماندہ است
عشق او نگذاشت اے ناصح بمن ہیچ اختیار — اختیارم گریہ بے اختیارے ماندہ است
رحم کن بہر خدا بر غربت سوداکی او — در دیارت دور از خویش و تبارے ماندہ است

بیان پر صاحبقران کے فرزندان عمرو بیزار ہو کر روئے جواہر بن عمرو نے عرض کی اے آقاے نامدار اے قدر دان ذیوقار بھائی چالاک بن عمرو بعد کو فرشتے ہوئے ہوشربا مین پہونچے ماشاء اللہ کیا کمال ہی کیا جاہ و جلال ہی خود افراسیاب اپنے ساتھ لیگیا کئی مقام پر اسکو چٹ پٹ بیہوش کیا لیکن وہ ایسا سخت جان تھا قتل نہ کر سکے مگر منزل مقصد پر پہونچا اگر غلام کو حکم ملے غلام بھی اسکے کو خدمت مین والد نامدار کے پہونچ جاے اگر بن پڑے تو خبر خیر و عافیت لیکر آئے یا حکم پر حضور کے جان نثار کرون راہ دور و دراز ہی ساحران ورند کو بھی حفاظت پر ناز ہی ایسے ویسا ساحر بھی نہین جاسکتا غیر ساحر کی

کیا حقیقت ہی مگر اقبال شاہنشاہی ہمراہ ہو گا ضرور اپنے کو پہونچا دینگا گلباد عراقی و مہتر سمک بلطاقی
و مہتر ابو الفتح اصفہانی و عمران خطائی و سیارہ بن عمرو و مہتر شعبان خنجر گذار وغیرہ بانہا سے عیاری سے
آراستہ ہو کر بعد کرو فر سامنے صاحبقران کے عرض کرنے لگے ای شہریار بسم اللہ حضور حکم دین ہم اپنے زرگر
کے نائب کے ساتھ ہوشربا میں جائیں خدا چاہے تو آفتین برپا کردین تختۂ افراسیاب الٹ دین
صاحبقران زمان نے دیکھا بحث مین عمرو کے سب بیقرار ہین صاحبقران نے ایک ایک کو گلے سے لگایا
بہ محبت فرمایا ای عیاران لشکر اسلام و ای طراران نیک انجام بخدا مین تمکو ایسا ہی جانتا ہون بخوبی
سب صاحبون کے مرتبے کو پہچانتا ہون لیکن ایسے مقام خوفناک کے جانے کی رخصت دون ایسے
خیر خواہان دولت کو اپنے ہاتھ سے ضایع کرون انشاءاللہ ہم خود اپنے یار وفادار کی ملاقات کو چلینگے
تم سب صاحب لُٹتے پھرتے عیاری کرتے ہوئے ہمارے ہمراہ چلنا سبھون نے سر جھکا لیے خون جگر پیکر
رہ گئے مالک کے سامنے کچھ نہ کہہ سکے صاحبقران زمان نے جا کر آرام فرمایا آفتاب عالمتاب دشت نیلی میں شکار
کر کے خیمۂ مغرب میں داخل ہوا ماہ تاباں برائے سیر صحرائے آسمان اول پر مصروف گشت ہوا سنور روشن
کوہ و دشت ہوا جب لیلی شب نے نقاب چہرۂ انور سے اٹھائی عروس سحر نے صورت پُر نور دکھائی صاحبقران
زمان بیدار ہوئے مقبل وفادار غلام صاحبقران بعد علم و نشان مع اسباب شکار در دولت شہنشاہی
پر حاضر ہوا صاحبقران نماز سے فراغت حاصل کر کے برآمد ہوئے بہرام نے سلام کیا اشقر دیوزاد کو لیکر دیوانہ
زین فندس حاضر ہوا صاحبقران نے خانۂ زین کو مثل خانۂ آفتاب روشن فرمایا برائے شکار سمت دشت پرچھا
روانہ ہوئے ستارۂ سحری چمکا چلے قراول آگے بڑھے جانور شکاری جھپٹے نظم

وہ تھے باز و شاہین چنگل کُش	دبکنے لگے حاسران ہوا	وہ سب تیز رو تیز پر برسوبار
کریں طائر وہم کو بھی شکار	طرارے بھرے وہ کہ باکروفر	لرزنے لگے دشت کے جانور
وہ کتوں کی تھیں جوڑیاں لاجواب	دلِ شیر ہو جن کی دہشت سے آب	طائرانِ ہوائی شکار ہونے لیے

بھر گئے صاحبقران تیر و کمان ہاتھ میں خود بدولت و اقبال شکار زمین مصروف ہین استادان سخنور نے فرمایا ہی
پہرون رہے تک صاحبقران نے اس دشت میں شکار کیا ایک مقام پر ایک صحرائے سبزہ زار ملا بہرام نے
عرض کی یہ مقام لائق شب کے رہنے کے ہی ارشاد فیض بنیاد ہو خیمہ استادہ کرین ملازمان شاہنشاہی اترین
صاحبقران کو بھی وہ مقام بہت پسند آیا صحرائے سبز و شاداب ہر گل بوٹہ نایاب نخل موزون جھیلین موج مارے

ہین طائرانِ صحرا بزبان بے زبانی تعریف ایزد سبحان مین مصروف طاؤس جا بجا رقصان صنعت باغبان
قضا و قدر عیان دور تک کوٹیا لا کھلا ہوا بھینی بھینی بو آتی ہی نہرون کو دیکھکر طبیعت لہراتی ہی
پھولون کی مہک غنچون کی چٹک طائرون کی زمزمہ سرائی گل خودرو کی زیبائی صحرا پاک و شفاف
کانٹون سے وہ دشت پُرفضا بالکل صاف جوانان چمن اکڑے ہین نرگس شہلا کا جوانان چمن سے
آنکھین لڑانا غنچون کا مسکرانا پھول پھولے ہوے جامہ مین نہین سماتے فاختہ قلندر مشرب
طوق خاکستری زیب جسم مصروف حق سرہ قمری کی بسر سر دھڑلے کوکو لفظ کو کسے ثابت ہی
چمن پیرائے ازل کی جستجو ہی اِسی وجہ سے زبان پر لفظ کو کو جاری ہی بظاہر یہ خوشنما طوق اطاعت
بر گلو اُسی گل کی جویا ہی فن عشق مین یکتا ہی بلبل نواسنج پہلوے گل مین بے رنج پھولی ہوئی بیٹھی ہی
صفت اپنے معشوق کی کر رہی ہی یہ مطلع مصنف وجد مین پڑھ رہی ہی مطلع

سنائی باغ مین سوسن نے گفتگو تیری — چٹک گیا کہین غنچہ جو آئی بو تیری
آج بیلا بٹ رہا ہی خوش ہی بلبل باغ مین — شاخہاے گل ثنا آتی ہین نرگل باغ مین

کس منہ سے کہتی ہی کہ مین ہون آشنائے گل — بلبل زبان سے یہ کبھی نہ نکلا کہ ہائے گل
دیکھا طلسم اس چمن روزگار کا — بلبل کے بدلے زاغ ہین کانٹے بجائے گل
آنکھون سے دیکھو تو ستم روزگار کو — کچھ پوچھنا ضرور نہین ماجرائے گل
بلبل اسیر ہو تو کرون چاک پیرہن — ہم خوب جانتے ہین یہ تھا مدعائے گل
ای عندلیب کیا نفس چند کی بہار — دو دن کے بعد پھر نہ دکھی ہائے ہائے گل
ٹھہرا اگر قدم بھی نوا خوش باغ مین — افسوس دیکھنے بھی نہ پائے بقائے گل
فصل بہار و وقت خزان دونون ساتھ ہین — وہ ابتدائے گل ہی تو یہ انتہائے گل
کہتی تھی عندلیب کہ وہ تیرہ بخت ہین — راحت کہان اُٹھا نہ سکے ہم جفائے گل
ارباب ضبط کے نہین کھلتے لب سوال — اپنا ہی خون دل ہی چمن مین غذائے گل
ای رنج ہجر یار کہین ڈھونڈھئے مکان — رہتی ہی عندلیب کے دل مین ہوائے گل
اِس ضبط عندلیب کے قربان جائیے — لائی زبان پر نہ کبھی شکوہ ہائے گل

صاحبقران کو سرور تازہ و حظ بے اندازہ حاصل ہوا اِسی مقام پر فروکش ہوئے جیسے استاد

ہوگئے دربار گاہ پر دنگل زرین بچھایا صاحبقران اُسپر جلوہ فرما ہوئے پہلو مین بہرام گردن خاقان
پیچھے پشت پر سرخیل وفاداران مقبل وفادار غلام صاحبقران نامدار سلح و مکمل رومال ہاتھ مین مگس رانی
مین مصروف صاحبقران سیر صحرا دیکھ رہے ہین صنعت باغبان ازل پر نار صفت رب اکبر آغاز
فرماتے ہین باغبان حقیقی نے کیا کیا گل کھلائے سبحان اللہ ہر گل بوٹے سے اُسکی قدرت آشکار ہی
ستار و غفار ہی انسان ضعیف البنیان کی کیا حقیقت کہ صفت اُس کریم کارساز کی بیان کرسکے بہرام
گرد دیکھ رہا ہی کہ صاحبقران زمان وصف مین پروردگار کے زبان معجز بیان سے گلریزی کر رہے
ہین دم اُسکی صنعت کا بھر رہے ہین بیان پر صاحبقران کے وجد کرتا ہی عرض کرتا ہی حقیقت
مین آپ افصح الفصحا ہین علم کلام مین بھی یکتا ہی یہ باتین ہو رہی تھین کہ آسمان سے ابر سیاہ پیدا
ہوا رعد کی گرج برق کی چمک بوندیان پڑتی ہوئین وہ ابر آکر شق ہوا صاحبقران زمان نے دیکھا تخت
پر ایک ساحر غدار بلاے روزگار تاج زرین سر پر اسباب جواہرات سے آراستہ دریاے سحر مین ڈوبا ہوا
سیاہ فام کریہ منظر خوک پیکر مغرور متکبر پشت پر ساٹھ ہزار ساحران سیاہ رو تیرہ درون مرکب ہاے سحر پر
سوار بارگاہ مین اژدرہاے آتش فشان پہلی ہوئین اس زور و شور سے وہ بچایا بھی آکر اُسی مقام پر
اُترا صاحبقران زمان نے ہرکارون کو حکم دیا دیکھو یہ کون ہی کہان جاتا ہی کہان سے آیا ہی جو ہیجان
اسلام روانہ ہوئے ناظرین پر واضح ہوا افراسیاب خانہ خراب نے بجن جادو کو برائے مدد لقا
روانہ کیا تھا اسوقت آکر یہان پہونچا ہی اُسکی نگاہ لشکر صاحبقران پر پڑی ایک ساحر سے کہا دیکھو تو اس
صحرا مین کون اترا ہی ادھر سے ساحر چلا ہرکارون نے صاحبقران کے جاکر احوال دریافت کیا چشم زدن
مین واپس آئے عرض کی ای شہریار بجن جادو فرستادہ افراسیاب بدخو برائے مقابلہ لشکر حضور
جاتا ہی صحراے سبزہ زار دیکھکر اُتر پڑا صاحبقران نے فرمایا ای بہرام بات ہی کو یہان سے کوچ کرنا سنا
ہی ایسا نہو یہ ہم سے پیشتر جا پہونچے طبل جنگی بجوا کر فساد برپا کرے بہرام نے عرض کی بہت بہتر ہی ابھی
کو سامان سفر تیار ہو جائیگا انشاء اللہ یہ نہ پہونچنے پائیگا کہ حضور کا داخلہ لشکر ظفر اثر مین ہو جائیگا
صاحبقران یہ باتین بہرام سے کر رہے ہین بہرام نے کارگزارون کو حکم دیا بارگاہین اونٹون پر
لدجائین جب زلف لیلی شب کمر سے گذرے نقارہ کوچ کا ہو نماز سحر جاکر اپنے لشکر مین پڑھین نمکخواران
لشکر ظفر اثر نے جواب دیا انشاء اللہ یہی تدبیر ہوگی صاحبقران یہ باتین کرتے تھے کہ ایک ساحر سامنے

آیا شوکت و دبدبہ دیکھکر برائے تسلیم خم ہوا عرض کی ہمارا افسر بہمن جادو آپکا نام دریافت کرنا چاہتا ہے
صاحبقران نے بے تکلف فرمایا جا کر کہہ و عبد ذلیل رب جلیل صاحبقران داماد نوشیروان سرکوب زمرد
شاہ باختری برہم زن لشکر کافران غازی مجاہد برائے شکار اس صحرائے سبزہ زار میں آئے ہیں یہ سنکر
وہ جادوگر تھراتا ہوا لشکر سے صاحبقران کے نکلا سامنے بہمن جادو کے آیا مگر لرزان ترسان رنگ سفید
متغیر بہمن نے پوچھا کیوں گھبراتا ہے عرض کی اے شہریار میں نے بڑے بڑے بادشاہان عالی وقار کو دیکھا
مگر یہ رعب و دبدبہ صولت و شوکت نگاہ سے نہیں گذری صاحبقران زمان جنکا نواسہ طلسم ہوشربا میں
گیا ہے طلسم کو درہم و برہم کر دیا ہے یہ وہی شیر ہیں آپ کا نام بھی الکہہ دریافت ہوچکا ہرکارہ کے خبر لیگیا چہرے
سے انکے ظاہر ہے کہ آپ کے آنے سے کچھ انکو تردد نہیں ہوا باطمینان مجھسے باتیں کیں اپنی زبان سے فرمایا
کہ میرا سرکوب زمرد شاہ باختری لقب ہے لقا بے ادب ہے دم کشان کا بھرتا ہے خدا بنکر بیٹھا ہے حضور
میں نے خوف سے جواب نہیں دیا یہ سنکر بہمن جادو قہقہہ مار کر ہنسا کہا صاحبو کیا قدرت خداوند لقا ہے
اس جوان کو میرے شکار کیواسطے بھیجا ہے میں حیران تھا کہ قدرت کے دربار میں کیا تحفہ لیکر جاؤنگا نذر میں
سوائے سر کے کیا پیشکش کرونگا اب اس دشمن خداوندی کی مشکیں باندھکر سامنے قدرت کے پہونچاؤں ازلی
کا خاتمہ ہوا جب افسر پکڑ لیا گیا اہالیان لشکر کی کیا حقیقت ہے سب بھاگ جائینگے فتح نصیب ہوئی غنی
مراد کھلیگا سرکار خداوندی سے مژدہ پیغمبری ملیگا شیر قدرت لقب ہوگا قدرت کو بالا سے فیلول پہونچاؤنگا
یہ کہکے اپنے ساحروں کی جانب پلٹا کہا صاحبو تم میں سے ایک ساحر جائے اُس سرکش کو کشان کشان
ہمارے سامنے لائے اگر تامل کرے سحر کرنا سب کو دیوانہ بنا دینا بہ ذلت و رسوائی لانا غیر ساحر کی کیا
حقیقت ہے کہ سامنے ساحر کے کلام کرسکے بہمن کا بھائی تمتن جادو اپنے دنگل سے اٹھا کہا اے
برادر یہ کام میرا ہے میں ابھی جاتا ہوں اس جوان کو گرفتار کرکے لاتا ہوں بڑا بے ادب ہے قدرت
سے لڑتا ہے ساری سرکشی بھلا دونگا جانور بنا دونگا قفس آہنی میں بند کرکے لاؤنگا یہ کہکے تمتن
جادو بصد قہر و غضب کرگدن پر سوار ہوا طرف لشکر صاحبقران کے چلا بہمن اٹھکر بارگاہ میں آیا
کہا اے صاحبو اسی منزل پر جادوئے مراد دستیاب ہوا اتنے بڑے دشمن کو یوں پایا تخت پر بیٹھکر وہ
بدمست شراب خواری میں مصروف ہوا نشے میں بلبلانے لگا رقاص خوشامدی درست بجا کہتے
ہیں مگر صاحبقران اسی طرح در بارگاہ بہرام سے باتوں میں مصروف ہیں کہ ہرکارے نے خبر دی

حضور ہمین کا بھائی تہمتن کرگدن مست پر سوار لشکر مین آگیا حضور کو پوچھ رہا ہی مگر ارادہ فاسد معلوم ہوتا ہی آمادہ حرب و پیکار ہی اسباب سحر ہاتھہ مین افسونگری بات بات مین صاحبقران نے فرمایا جسطرح سے آتا ہی آنے دو لشکر مین کہدو کوئی اُس سے معترض نہو یہ کلام ناتمام تھا کہ تہمتن جادو بصد کبر و نخوت اژگدن سے اُترا بل کرتا ہوا سامنے صاحبقران کے آیا بیجا بدلیاقت نے سلام بھی نہ کیا اگرچہ آئینۂ جمال کو دیکھکر حیران ہوا دل مین سپہ ارادے سے پشیمان ہوا لیکن اپنے سحر کے غرور مین کہا یا صاحبقران چلیے ہمارے بھائی صاحب شہنشاہ ہمین سپہ سالار لشکر افراسیاب صف شکن آپ کو طلب فرماتے ہین بہتر یہی مین ہی کہ رومال سے ہاتھہ باندھ لیجیے بھائی صاحب سے چلکر عذر تقصیرات کیجیے ہم دل ہین شاید آپ کے خون سے درگذرین ہرچند کہ آپ بڑے خطادار ہین خداوند لقا سے مصروف حرب و پیکار ہین لیکن بھائی صاحب کو سرکار شاہنشاہی مین سب طرح کے اختیار ہین جان بخشی ہو تو عجب نہین صاحبقران نے یہ مہملات سنکر فرمایا اے تہمتن جادو آؤ کرسی پر بیٹھو احمق نہ بنو شل اللسان کے کلام کرو مناسب وقت جواب دینگے تم ہمارے لشکر ہین آئے ہو کلام سخت کرنا ہمکو مناسب نہین ہی کیون گھبراتے ہو صاحبقران نے جو بسہولیت جواب دیا بیٹھنے کو کہا تہمتن سمجھا کہ صاحبقران مجھہ سے دب گئے کہا اے جوان مجھکو بیٹھنے کا حکم نہین ہی جلد اُٹھو میرے ساتھہ چلو صاحبقران نے فرمایا اے پہلوان زمان اے گرشاسپ دوران یہ کیا موقع ہی کہ تم اپنے آقا کے سامنے ہمکو بہ ذلت لیجاؤ شب کو طبل جنگی بجواؤ صبح کو میدان کارزار مین آؤ اگر ہمکو بہ مردی زیر کرنا اُسوقت مین تمکو اختیار باقی ہی خواہ قید کرنا خواہ شرف مذہب کا دم بھرنا ابھی تم ہمپر غالب نہین آئے ایسے کلمات سخت کہتے ہو تمکو زیبندہ و سزاوار نہین ہین تہمتن جادو وادم زیادہ پھول گیا قہقہہ مار کر ہنسا کہا اے حمزۂ عرب بس اب زیادہ باتین نہ بنا کسی ساحر سے مقابلہ نہ پڑا ہوگا بھائی میرا سامری عہد جمشید زمان ہم پہلوان ہین سکا وقت باز و زینت پہلو سحر مین طاق شہرۂ آفاق ما بدولت خالی پلٹ کر جائین مین بے آبرو تمکو بیچ لگایہ کہکے ہاتھہ بڑھایا چاہا صاحبقران کی گردن پکڑے صاحبقران نے اشلا تھہ مارا چہرہ غصے سے سرخ ہوا زلفین خلیلی بل کرنے لگین شیر خشمناک کے تیور بدلے فرمایا او بیحیا نامرد ہم سمجھاتے ہین ہمارا کہنا نہین مانتا دور ہو سامنے سے تہمتن نے سحر پڑھکے ماش کے دانے مارے اس خیال پر کہ یہ بیہوش ہو دریاے سحر کا جوش ہو نچہ کر مین دیکھیجا دن

جیسے ہی وہ ماش کے دانے شعلہ بنکر صاحبقران پر گرے امیر نے اسم اعظم الٰہی بہ فصاحت و بلاغت
پڑھا سحر شمعن کا دفع ہوا ماش کے دانے تصدق ہو کر امیر پر زمین میں گرے اب تو شمعن نے تیغ سحر
کھینچا کہا او حمزہ میں سمجھ گیا تو نے بھی دو چار منتر کسی گرو سے سیکھے ہیں لیکن یہ تیغ سحر ہزارون لاکھون کو اس سے
قتل کر دون اس خونخوار کا منہ صاف دیکھ رہے خون کا دھبا نہ لگے یہ کہکے ہاتھ تیغ سحر کا بر سر صاحبقران
لگایا امیر نے غصے میں باطل سحر پڑھکر اسکی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا بقوت صاحبقران نے جھٹکا مارا تلوار چھین
پھینک دی غصے میں ایک طمانچہ مارا سر اُس خود سر کا چنبر گردن سے اڑ گیا جسم دھم سے زمین پر گرا تڑپکر
جہنم واصل ہوا نتیجہ سرکشی سے یہ ثمر حاصل ہوا دار زمین سبب آئین اندھیرا ہو گیا صدا بلند ہوئی کشتی مرا
نام میرا شمعن جادو بود صاحبقران نے غلام جانباز سے فرمایا سر اس مغرور کا نخل میں لٹکا دو
لاش کھینچکر بیرون لشکر مزبلے پر ڈالدو یہ فرماکر صاحبقران غصے میں بارگاہ میں آکر بیٹھے بہمن جادو
اپنی بارگاہ میں تھا کہہ رہا ہے بھائی صاحب حمزۂ عرب کو لاتے ہونگے یکایک کان میں مرنے کی آواز
آئی گھبرا کر ساتھ والون سے کہا ارے دیکھو یہ کیسی آواز آتی ہے ساحر دوڑے صحرا میں آکر دیکھا لاش
شمعن کا پڑا ہوا ہے روتے پیٹتے سامنے آئے عرض کی حضور حمزۂ عرب نے آپ کے بھائی صاحب کو مار ڈالا
بہمن سر پیٹنے لگا کہا صاحبو بڑا غضب ہوا میرے بھائی صاحب کے مزاج میں رحم تھا سحر نہ کیا ہوگا
جرأت کا جوش ہوا حمزہ صاحب زور و طاقت ہیں اسوجہ سے وہ غیر مار گیا روتا پیٹتا لاش پر آیا دیکھا
سر ندارد گھبرا کر ساحرون سے کہا ہائین کیا سر ہے سر امیر نے بدعت کی ایسے افسر کا سر نخل میں لٹکایا
لیکن اب جلدی ہاتھ سے نہ جاؤ سر بچانا مشکل ہے کل حمزہ کو بھی آتش قہر و غضب میں جلاؤنگا تب سر کو
دفن کرا دونگا کٹھے برہمن دوڑے پوتھیان لیے ہوئے جاپ کرتے ہوئے آپس میں اشارے کالیون
کے لیے ہم پھیر ڈھلکانے میں ایسے دو چار روز مرین سال بال خیر سے کٹے روز موہن بھوگ کھاتے ہین
توند پر ہاتھ پھیرین بہمن نے لاشہ جلوایا برہمنون سے کہا دلو تاب جاؤ کریا کرم ہو توقف رہا کل حمزہ
عرب کو مار کے مال اسباب لوٹ لونگا تم لوگون کو بخش دونگا یہ کہکے جھلاتا ہوا اپنی بارگاہ میں آیا شام
کو جب سلطان روز ہجوم خانۂ مغرب میں جاکر چھپا ماہ تابان مع فوج ثابت و سیارگان تخت فلک پر جلوہ
فرما ہوا بہمن نے حکم دیا لشکر میں بارے طبل جنگی بجے نقارہ رزمی پر چوٹ پڑی ہرکارون نے یہ
خبر وحشت اثر صاحبقران کو پہونچائی صاحبقران نے بہرام سے فرمایا بعنایت رب اکبر ہمارے

یہان بھی طبل جنگ بجے لیکن کہا مقام افسوس ہی مین بادشاہ جمجاہ سے واسطے ایک شب کے کمک
آیا تھا اب یہ مقدمہ جنگ ہی جو دن صرف ہون کیا اختیار ہی بسبب شکار کے کوئی عیار بھی میرے
ساتھ نہین آیا ایک عرضی خدمت شاہنشاہی مین روانہ کرتا حضور آگاہ ہو جاتے بہرام نے عرض کی
حقیقت مین بادشاہ نامدار و سرداران عالی وقار انتظار مین حضور کے ہونگے عرضی جانا بھی دشوار ہی امیر
نے کہا جو مرضی رب اکبر مصرع ہرچہ رود بر سرم آنچہ پسندی رواست ۔ لشکر اسلام مین بھی طبل جنگی بجا
امیر بے سامان یہان تشریف لائے ہین نوبت نقارے بھی کم ہمراہ ہین ایک نقارہ ساتھ تھا اسپر چوب
پڑی ساحرون مین تیاری ہونے لگی ہمراہیان بھمن بڑے بڑے ساحران خوک پیکر خرس طینت
میمون خصلت خرسہاے بادیۂ ضلالت ہوم خانون مین داخل ہوے سحر تیار کرنے مین مصروف
کلوا بھیرون نارسنگھ کی صدائین بلند خیمون سے آوازین نکل رہی ہین کوئی لونا چاری کو پکارتا ہی
خیمون سے دھوئین اٹھ رہے ہین بنگالی ڈھیرو پکار رہے ہین بھجن سامری و جمشید کے گا رہے ہین
ہر ایک ساحر کا یہی قول ہی کل بوقت سحر حمزہ عرب کو گرفتار کرینگے خدمت خداوندی مین لیجائینگے
قدرت سب کی عمرین بڑھائیگی یہان لشکر صاحبقران مین صرف بہرام گردن خاقان چین دلیل مقبل
وفادار تیر و کمان ہاتھ مین لیکر در صاحبقران پر آکر بیٹھا ہی حفاظت کر رہا ہی بہرام طلایہ پر آیا چار سو
بجان ساتھ صداے حاضر باش ناظر باش بلند بہرام کو بڑا خیال ہی اتنا بڑا جادوگر مارا گیا ہی البتہ
شہجانی اسکا شبخون مارے شب تیرہ و تار مین لڑنے نہایت مشکل ہوگی کنارے پر لشکر کے
کھڑا ہوا لشکر ساحران کو دیکھ رہا ہی خیمون سے ان بھجاؤن کے دود غلیظ بلند کمر بندیان ہو رہی
ہین اسی ہنگامے مین چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا گریبان سحر چاک ہوا آمد آمد
شہنشاہ زرین پوش بصد جلال و خروش چرخ نیلی پر مع فوج ظفر موج ضیا و شعاع یعنی نیر اعظم صاحب
شوکت و حشم تخت چرخ نیلی پر جلوہ گر ہوا صاحبقران زمان نماز عصر سے فراغت کرکے باہر تشریف
لائے پشت اشقر پہ سوار ہوئے بہرام مقبل ہمراہ رکاب مع بارہ ہزار سحر خوان لشکر پشت پر کچھ پیچھے
قراول سیر شکار آمادۂ حرب و پیکار عقب سے صاحبقران نامدار آکر میدان کارزار مین پہونچے
ادھر سے آمد آمد لشکر ساحران بھمن جادو تخت پر ساٹھ ہزار الیان لشکر سحر کی سواریون پر ہوا
اژدہاے آتش فشان قلابہ آتشین چھوڑتے ہوے کاشی انبہ کسی ہوئی اسمین اسباب سحر ایک

ایک ملعون یہی چاہتا ہی کہ مین جا کر لشکر حمزہ سے مقابلہ کرون ایک سحر کرکے پکڑون دونون لشکر
میدان کارزار مین پہونچے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین نقیب نقابت کرکے ہٹے کرگیت کرکا کہنے لگے نظم

گرد گیتیون نے جب کہا یہ کڑکا	دل مردون کا بہر جنگ پھڑکا	ہان نامور وہ نام کرنا
رستم سے ہنو وہ کام کرنا	رستم ہے نہ اب ہی سام باقی	مردون کا فقط ہی نام باقی

و ماسہ جادو کہان ہی ساحر سرکش کیا ہوا سامری جمشید پر کیا گذری دنیا ناپائدار ہی ہر صاحب
اختیار بے اختیار ہی سامری جمشید بڑے ساحر تھے اسقدر زور پکڑا دعوی خدائی کیا لیکن موت
سے کچھ زور نہ چلا آخر پیوند خاک ہوئے چشم زدن مین قصے پاک ہوئے نام سرکشی رہگیا نشان قبر
بھی نہین ملتا یون بہادری ہی کہ نکلکر میدان مین اپنا نام روشن کرین اور نام ساحران گذشتہ کا صفحہ
ہستی سے مثل حرف غلط کے مٹا دین اسطرح کے کلمات عبرت آمیز وحشت خیز کے کہ مردان عالم
جھومنے لگے قبضۂ شمشیر چومنے لگے ناپائداری عالم کا نقشہ آنکھون کے سامنے پھر گیا سب لیکر آمادہ
مرگ و مہیائے قضا ہوئے کہ طرف سے بہمن جادو کے ماران جادو پیچ و تاب کھاتا ہوا صف سے
بڑھا بل کرتا ہوا سامنے بہمن کے آیا عرض کی حضور اجازت میدان کارزار دیجیے حمزہ سرکش کو
مجھ سے لیجے فوراً مشکین باندھکر لاؤنگا خون تہمتن بالابالا نہ جائیگا جا کر سحا وضہ لیتا ہون ان
سرکشون کو شکست دیتا ہون بہمن جادو نے کہا ای ماران تو کیون تکلیف کرتا ہی مابدولت
خود جائینگے لشکر دشمن پر آگ برسا دینگے بھائی کے خون کا بدلا مجھکو لینا چاہیے ماران نے عرض
کی کہ غلامان جانباز موجود ہین تب آپ کی کیا ضرورت ہی غلام کو شب کو چین نہین برابر تڑپ
تڑپ کے سحر کی غلام حضور کو نہ جانے دیگا آخر بہمن نے اجازت دی ماران اژدر سحر پر سوار
میدان کارزار مین آیا آواز دی ای فرقۂ خداپرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے مابدولت سے مقابلہ
کرے مگر قاتل بہمن کا خواہان ہون حمزہ سرکش میرے مقابلہ مین آوے مجھ ایسے سحر ساز شعبدہ باز
سے آنکھین چار کرے دیکھون کیسا سپاہی ہی ایسے کلمات جہلات جہت سے بکے تو سلے اچھالے
آگ برسائی لگا ابر بنانے صاحبقران زمان نے جو یہ کلمات جہلات سنے صف سے مرکب کو نکالا
بہرام نے عرض کی حضور تکلیف نہ کرین غلام اس بیحیا کو جا کر نابکاری کی سزا دیگا صاحبقران
نے فرمایا ای برادر بجان برابر تم وہ شیر ہو ایسے دلیر ہو دیو کو بھی جواب دے سکتے ہو اول پہلو

علاوہ ازین میرا نام لیتا ہی مین جا کر ابھی سزا دیتا ہون بہرام نے عرض کی اسم اعظم سے ہوشیار
رہیےگا صاحبقران نے فرمایا اسوقت تک تو یاد ہی آیندہ جو مرضی پروردگار یہ فرما کر گھوڑے کو
کوڑا کیا اشقر دیوزاد طرارہ بھر کے مثل باد صرصر چلا تین جھلکون مین میدان کارزار مین پہونچا ماران
جادو لاف و گزاف کر رہا ہی جیسے ہی صاحبقران قریب آئے آتشناش کے دانے پھینکے زمین سے
صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا سحر دفع ہوا ماران نے کئی سحر کیے جسم اطہر صاحبقران پر تاثیر نہوئی ماران
نے ترسول مارا امیر نے اسم اعظم پڑھکے تیغہ عقرب سلیمانی کا وار کیا سپر تجرید اسنے
چہرے کی پناہ کی تیغہ عقرب مثل برق تڑپ کر خرمن ہستی کو بچا کے جلا کر خاک کیا
ماران کے دو ٹکڑے ہوئے آواز آئی کشتی مرا نام سن ماران جادو بود صاحبقران نے نعرہ
کیا او بہمن بے فن اور کسی ساحر کو بھیج یا تو خود مقابلے مین آ کچھ جرات دکھا بہمن گھبرا گیا
پسینہ آ گیا نہنگ جادو پہلو مین کھڑا تھا اسنے اپنا اثر در سحر بڑھایا بہمن سے اجازت
لی میدان کارزار مین آیا صاحبقران پر مثل ماران سحر کیے امیر نے اسم اعظم پڑھکر کمر مین
اسکے ہاتھ ڈالا اٹھا کر طرف آسمان کے پھینکا چو رنگ ہوائی کیا استادان سخنور نے بیان کیا ہی
کہ پہر دن رہے تک لشکر بہمن سے چالیس سردار ساحر مکار غدار فرد فرد انکے ہاتھ سے صاحبقران
کے واصل جہنم ہوئے صاحبقران اسی طرح شیرانہ مبارز طلبی چہرے سے ظاہر قہر و غضب
تلوار مین وہ صبا نہین کہ جرأت سطوت شوکت ہمراہ رکاب جلالت لیاقت رعب و داب پہلو
نشین ہاتھ مین تیغ برق تاب ابروے خدا بل رہے ہین ساتھ تلوار کے بہی دو نیچے چل رہے
ہین جب چالیس ساحر عاقل کامل سرداران بہمن ہاتھ سے حمزہ صف شکن کے مارے گئے اسکے
زمین مین تڑپے امیر نے پہر اسی طرح آواز دی او بہمن ساتھ والون کو قتل کراتا ہی خود میدان مین
نہین آتا اب تو بہمن گھبرایا ساتھ والون سے کہتا ہی دو رفیق میرے مارے گئے کہ جنکا عدیل و نظیر
پردہ دنیا مین نہو کاٹے کی موت مارے گئے کیا سبب ہی کہ حمزہ پہ سحر تاثیر نہین کرتا بعض اتفاقا
صاحبقران کے رازدار سامنے حاضر تھے انھون نے عرض کی ای شہنشاہ سنیے عرض حال مین
گوش کن : اگر خوش نہ آید فراموش کن : ہمنے سنا ہی کہ حمزہ عرب الملک اسم اعظم آتا ہی سحر اسپر
کارگر نہین کرتا آپ کے بادشاہ کے بڑے بڑے سردار لشکر کشی کر کے آئے انکی ہاتھ سے حمزہ کے

مارے گئے بعض نے اسم اعظم بند کیا تب غالب آئے آخر کسی عیار کے ہاتھ سے مارے گئے
لیکن مراد یہ ہے کہ حضور طبل بازگشت بجوا کر مبین کوئی ایسا سحر تیار کرین جس سے اسم اعظم
فراموش ہو تب حمزہ پر غالب آئیے گا یہ سنکر بہمن گھبرایا فوراً طبل بازگشت بجوا دیا یہ کیکے پلٹا
کہا صاحبقران اب تو جاتے ہے کل سر میدان آپ سے سمجھونگا شکست دونگا لشکر ساتھ
لیکے طرف اپنی بارگاہ کے چلا ملازمان صاحبقران نے صاحبقران کو بیچ مین لیا زر نثار کرتے
ہوئے بارگاہ مین لائے مگر بہمن اسقدر متردد و متوحش ہو جب اپنی بارگاہ کے آیا گھوڑے سے
کود ا! ایمان لشکر اُسکے کمرین کھول رہے ہین لیکن بہمن خاموش دربارگاہ پر کھڑا ہوا ہُش بار
ساتھ والون سے کہتا ہے یارو کچھ مجھکو نہین پڑتا اسم اعظم بند کرسکتا ہون ایک ہفتے کی مہلت
ملے تب اسم اعظم بند ہو لیکن حمزہ جنگ مین غالب آیا اب ایک ہفتہ کی مہلت نہ دیگا کل
صبح کو میدان کارزار مین آکر للکاریگا بیشک جو اُسکے مقابلے مین جائیگا زندہ بچکر نہ آئیگا سب
کہتے ہین حضور بہت بجا ارشاد فرماتے ہین رات کو یہان سے نکل چلیے جان بچا کر نکل چلیے پھر
دو چار مہینے کے بعد آکے مقابلہ کیجیے گا بہمن کہتا ہے مقام غیرت ہے جائے عبرت ہے کہ مین سامنے
سے حمزہ کے چلا جاؤن افراسیاب کو جاکر کیا جواب دون ساتھ والے کہتے ہین علالت کا
حیلہ کیجیے گا ہم سب ملکر گواہی دینگے یہان کا حال کون بیان کریگا پھر دیکھا جائیگا اپنی اپنی سب
کہتے ہین مگر بہمن چپ کھڑا سوچ رہا ہے کہ کیا کرون کس بلا مین پھنسا ہون نہ روئے رفتن نہ رائے
ماندن اگر رہجاؤن حمزہ سے مقابلہ کرون جوہر شمشیر آبدار ہون جانے مین بدنامی ہے سامنے افراسیاب
کے خود کامی کوئی بات بن نہین پڑتی کشمکش و پیچ سردارون کا بیچ اس سوچ مین کھڑا تھا کہ صحرا
سے گرد عظیم بلند ہوئی علم سرخ و سفید پھریرے کھلے ہوئے نمایان ہوئے لیکن آخر تعریفین
ساحری وجمشید کی مرقوم آمد فوج کی دھوم بڑے بڑے قد کے جوان دو دو رکابے گھوڑون
پر سوار خود ہائے آہنی سرون پر زرہ موٹی کڑیون کی جسم نحس مین بیچ مین ایک جوان بلند بالا
قوی گردن مست پر سوار صورت خونخوار چوڑا تیغہ کمر مین سپر فولادی نشت پر مثل دیو آنکھین نشے
مین اُبلی ہوئی من سیاہ رو بدمست کوہ بالائے کوہ ارابہ گرز کا کڑکڑاتا ہوا گئی سو جوڑی نرگاؤ کی لگی
ہوئی پشت پر لاکھ سوار پیدل بے شمار اسی جانب آتا ہے صحرائے سبزہ زار دیکھ کر لشکر بہمن کا بارگاہ پہلو بہ پہلو

وہ مغرور بھی گینڈے سے اتر، تیغ قبضہ مین ٹٹولنے لگا اُسنے دیکھا کہ دو لشکر مقابلہ مین اترے ہوے
ہین شاطر سے اشارہ کیا کہ دریافت کرو اُدھر سے شاطر چلا بہمن نے اپنے ملازم کو بھیجا اُس جوان
کا شاطر یہان آیا حال بہمن جادو دریافت کر گیا بہمن جادو کے ملازم نے خبر دی کہ سمندر کوہی
جوش جرات مین اقلیم کوہستان سے آتا ہے برائے مدد خداوند لقا جاتا ہے سمندر کو خبر ملی کہ بہمن جادو
فرستادہ افراسیاب نابکار بمقابلہ حمزہ نامدار فوجکش ہے حمزہ یہ وہی پہلوان سرکش ہے جسکے فرزندون
نے ممالک کوہستان مین شمشیر زنی کی ہزارہا کوہی مارے سمندر یہ کیفیت سنکر موج مین آیا مع
لشکر بہمن کے چلا ادھر سے بہمن برائے استقبال بڑھا دونون سلک و خوک آلیمین بغلگیر ہوے
بہمن نے سامنے سمندر کے دریادلی صاحبقران کی ظاہر کی کہا اے پہلوان دوران رستم زمان
حمزہ عوب بہناک بحر جرأت ہے نہایت صاحب شوکت ہے مین تو گرداب محیط بلا مین پھنسا ہون
چالیس ساحر میرے حمزہ نے سر میدان قتل کیے صاحب اسم اعظم ہے سحر اُسپر تاثیر نہین کرتا یہ سنکر
سمندر جوش مین آیا کہا اے برادر کیا قدرت ہے تقدیر سے قبول کی سعادت دارین حصول ہوئی ہے اس
بارگاہ مین چلو مابدولت بعد سطوت و شوکت حمزہ کو سامنے خداوند لقا کے لیجائینگے خداوند کا دشمن
بزرگ ہے یہ حقیر جبینہ جرأت کا رگ ہے میرے بھائی صدہا ان مسلمانون کے ہاتھ سے قتل ہوے یہ
سب کا سردار ہے بدلا لینا اسی سے سزاوار ہے تمکو ساحر جانکر ڈرتا ہے مابدولت کا نام سنکر تمہارا شکار روتا
سے ہاتھ باندھ کر چلا آئیگا بہمن کو سمجھاتا ہوا سمندر کوہی اپنے دریاے لشکر مین لایا لشکر ساحر
و غیر ساحر ملکر اترے بارگاہ مین آکر بیٹھے مقابلہ کی صلاحین ہونے لگین یہ خبر ہرکارے نے صاحبقران
زمان کو پہونچائی کہ سمندر کوہی و بہمن جادو ایک جگہ ملکر اترے اب سمندر کوہی طبل جنگی بجوائیگا
صبح کو حضور کے مقابلہ مین آئیگا صاحبقران زمان نے فرمایا توکلت علی اللہ سمجھا جائیگا مگر بہرام
نے برائے خیرخواہی عرض کی سمندر کوہی فوج بہت لیکر آیا ہے حضور برائے شکار تشریف لائے
صرف چار ہزار جوان ہمراہ ہین غلام ایک عرضی فوراً بادشاہ اسلام کو لکھے وہان سے فوج آجائے
برابر کا مقابلہ پڑے صاحبقران نے فرمایا میرا تکیہ پروردگار پر ہے سواے اپنے مالک کے کبھی
کسی سے مدد طلب نہین کی انشاءاللہ دونون لشکرون کو جواب دینگے سمندر کتنا ہی جھاگ لاتا
بھریگا مدد سے بانی بناے بحر و بر کے سارا جوش و خروش بھول جائیگا انشاءاللہ وہ تلوار چلیگی آب تیغ کی

طغیانی ہو گی کشتی حیات کو بیان لموفانی ہو گی سر شل ادنون کے برسینگے ناخداے عالم کو یاد
کرو وہی بیڑا پار لگائیگا تا بساحل مراد پہونچائیگا خبردار کسی کو لشکر مین بھیجنے کا ارادہ نہ کرنا اور نہ ہمارے
خلاف کرنا بہرام خاموش ہوا حباب شناور محیط فلک خضری یعنی خورشید خاوری دریاے نیلگون سپہر
مین شناوری کرکے داخل گرداب مغرب ہوا سنگ ماہ تابان نے دریا دلی دکھائی ماہیان سیارہ کا
کا جوش وخروش ظاہر ہوا دریاے نور لعبد سرور موج زن ہوا سمندر کوہی نے حکم کیا طبل ڈنگی بجے
بوقت سحر جادوان مسلمانون کا دریاے قہر وغضب مین ڈبو دونگا قتل سے انکے کنارہ نہ کرونگا
نقارہ زری پر چوب پڑی صاحبقران کو خبر پہونچی یہان بھی طبل جنگی بجا چار پہر رات تیاری مین
بسر ہوئی نقیبون نے لشکر دن کو جگانا شروع کیا نظم | نقیبان سو بسو گشتہ خروشان
کہ دنیا بے ثبات و بیقرار است | جوانان دل قوی دارید امشب | کہ فردا روز کار کارزار است
سمندر کوہی خواب خرگوش سے بیدار ہوا خود آہنی سر پر رکھا دریاے آہن مین غوطہ مارا بیرون
بارگاہ آیا ایک جانب سے بہمن جادو ساحران غدار کو ہمراہ لیے ہوے پہونچا سمندر کرگدن
مست پر سوار ہوا دریاے لشکر نے جوش مارا سمندر کوہی تمام فوج کو ساتھ لیکر طرف میدان
کارزار کے چلا یہان صاحبقران نے نماز سحر جماعت حاصل کی دست دعا بدرگاہ مجیب الدعوات
بلند کیے صفت پروردگار زبان پر جاری ہوئی بخضوع وخشوع عرض کر رہے ہین اے رب بے نیاز نظم

توئی کافریدی زیک قطرہ آب | گہرہاے روشن تر از آفتاب | تو آوردی از لطف جوہر پدید
بجوہر فروشان تو دادی کلید | جواہر تو بخشی دل سنگ را | تو پرورے جوہر کشی رنگ را
نبارد ہوا تا نگوئی ببار | زمین ناورد تا نگوئی بیار | جہان را بدین خوبی آراستی
برون زانکہ یاری گری خواستی | ز گرمی و سردی واز خشک وتر | سرشتی باندازہ یکدگر
چنان برکشیدی و بستی نگار | کہ بہ زان نیارد خرد در شمار | توئی گوہر آماے چار اخشیج
مسلسل کن گوہران در مزیج | چو شد حجت بر خدائی درست | خرد داد بر تو گواہی نخست

اے رب جلیل اس عبد ذلیل کو کیا مرتبہ اعلی مرحمت فرمایا فرد غازیان دیندار مین نام لکھا گیا
ہر مقام پر حفاظت کی سنگان دریاے نبرد کے سامنے ابر دلی آج اس لشکر کو بیان سے بچانا روز
سیاہ نہ دکھانا بخضوع وخشوع اپنے پیدا کرنے والے سے از دل کہا کہ مستقبل قادر حاضر ہوا

دیکھا صاحبقران درود و وظائف میں مصروف ہیں دست بستہ عرض کی فوج کفار میدان کارزار میں
پہونچ چکی غلامان شاہنشاہی سلاح جنگ سے آراستہ در دولت پر حاضر ہیں برآمد ہونے کا حضور
کے سبب کو انتظار ہے لشکر کوہیان و ساحران آمادہ حرب و پیکار ہے صاحبقران نے تسبیح کو بوسہ دیا
مقبل نے سجادہ کو لپیٹا صندوق سلاح سامنے حاضر کیا امیر نے خود جناب ہود سے سر کو زینت
بخشی سرفراز ہوئے زرہ داؤدی زیب جسم انور فرمائی تیغ صمصام و قمقام و نیمچہ سہراب یل و سپر
گرشاسپ نوجوان و گرز سام بن نریمان و تحفہ جات پیغمبران ذات پر آراستہ کیے اس شوکت و شان
سے وہ آفتاب عالمتاب برج خیمہ سے طالع ہوا بہرام سے چار ہزار جوانان صف شکن تیغ زن جان نثار
و سرفروش سلاح جنگ سے آراستہ حاضر تھا برائے تسلیم خم ہوا دیوانہ بن قندس مرکب اشقر دیوزاد
کو لیکر سامنے آیا صاحبقران بسم اللہ کہکر پشت اشقر دیوزاد پر سوار ہوئے علمدار نے پھریرا علم زرین
کا کھولا اس لشکر قلیل کو بہ کیفیت درست کر کے سمت میدان کارزار مرکب کو بڑھا کر چلے دیکھا لشکر
کوہیان مثل مور و ملخ کے آتا ہے آواز سم مرکبان سے زمین تھرا رہی ہے نوبت نقارے بجتے ہوئے زمین
و زمان گرجتے ہوئے

نظم

برآمد شدے لشکر بیقیاس　　زمین ور تزلزل فلک در ہراس
حضیض زمین چون فلک اوج بود　　سپہ بر سپہ فوج بر فوج بود
آمد فوج کوہیان سے زلزلہ

انتشار گرد سمندر مازی نے روئے آفتاب چھپ گیا شعر ز سم ستوران درین پہن دشت
زمین شش شد و آسمان گشت ہشت ایک ایک جوان فیل پیکر مغرور اوس لشکر قلیل اُدھر
فوج بیشمار سمندر کوہی بعہدہ سپہ سالاری آگے بڑھا نیزہ ہلاتا ہوا گینڈا اچھلاتا ہوا آکر ٹھہرا فوجیں
جمنے لگیں میمنہ و میسرہ قلب و جناح ترتیب دی گئیں صفیں مثل صف مژگان آراستہ ہوئیں سقون
نے بڑھکر ہا بیاشی کی تبرداروں نے تبرداری کی جو نخل حائل نظر تھے انکو کاٹ کر پھینک دیا بیلداروں
نے پست و بلند زمین کو ہموار کر دیا نشیب و فراز عالم کا ایک رنگ ہوا آراستہ میدان جنگ
ہوا سمندر کوہی نے نگاہ اٹھا کر صاحبقران کو دیکھا امیر با توقیر چالیس قدم لشکر سے آگے بڑھے
ہوئے پشت پر چار ہزار جوان آمادہ مرگ و مہیائے قضا ایک ایک شیر دل جرأت و شوکت میں
یکتا سرفروشی انکا کھیل قبضوں پر ہاتھ مرکب اسپ باد رفتار پر سوار آراستہ تھے بڑے لشکر کا سامنا چھوٹوں
سے ہولت و شوکت نشہ ہر ایک بہادر دریائے جرأت کا بے بہا در غرق دریائے آہن شعر

چنان مرد خود را در آہن گرفت ۔ کہ مژگان او شکل سوزن گرفت ۔ سمندر کوہی نے ساتھ والون سے کہا یارو حقیقت مین مسلمان کیا دلیر ہین بیشۂ سرفروشی کے شیر ہین کس بشاشت سے میدان کارزار مین آئے ماہ دولت کو خیال تھا کہ مسلمان بھاگ جائینگے میدان کارزار مین نہ آئینگے لیکن سب مرنے پر آمادہ ہین قضا کشان کشان میدان کارزار مین ان سب کو لائی یہ کہکر اشارہ ہوا جانبین سے نقیب نکلے گویون کے لڑکے حسین مہ جبین گوری گوری صورتین ایک بجلی کان مین لپیٹے پیچ پگڑی کے سر پر باندھے ہوے خوش آواز صاحبان کرشمہ و ناز سرود چھیڑ کے گنگنا کے یہ اشعار عبرت آمیز سُرون مین بھیرون کے پڑھنا شروع کیے

اشعار

کھودی خزان نے رونق گلزار ہائے ہائے	پژمردہ ہو گئے گل رخسار ہائے ہائے
پھرتے تھے جو پردہ نشین گھر مین بے حجاب	نعش اُسکی جاتی ہے سر بازار ہائے ہائے
سرو فتادہ قامت محشر خرام ہے	کیا ہو گئی وہ شوخی رفتار ہائے ہائے
بیخواب مہ جبین کی مرے آنکھ مند گئی	کیا سو گئے ہین طالع بیدار ہائے ہائے
ہے کچھ خبر بھی گھر مرا ویران ہو گیا	سر پھوڑو اپنا اے درودیوار ہائے ہائے
اب پوچھے مجھ سے عاشق بیکس کی بات کون	اُس مین نہین ہے طاقت گفتار ہائے ہائے
اے چرخ یار کش تجھے پاس وفا نہین	مین اور رنج و محنت و آزار ہائے ہائے
اس مہوش کی مرگ نے غش کر دیا	ہے اضطراب مانع دیدار ہائے ہائے
نظارہ ہے محرک ماتم ہزار حیف	ابرو ہوا ہلال محرم ہزار حیف

یہ اشعار مصیبت آثار جو نقیبون نے پڑھے اہل درد کی آنکھون سے اشک حسرت بہنے لگے جو نامرد بزدلے تھے وہ بھی جھوم رہے ہین چاہتے ہین لڑین بھڑین نام کرین لیکن سمندر کوہی نے جوش مین گینڈا اپنا نکالا بہمن جادو سے اجازت خواہ ہوا بہمن نے کہا اے پہلوان زمان رستم دوران آج ماہ دولت کی نیرنگ بازیان شعبدہ سازیان ملاحظہ فرمایئے ہرچند کہ حمزہ پر تو سحر تاثیر نہ کریگا لیکن ساتھ والون کو دیوانہ کرکے قلب اُلٹ دونگا اُسی کے ساتھ والون کو اُسی سے لڑواؤنگا وہ سب ملکر اسکو قتل کرینگے اپنے افسر کے خون سے ہاتھ بھر لینگے ہرچند کہ وہ صاحب شوکت و حشم ہے کس کس کو جواب دیگا آخر ہلاک ہوگا چشم زدن مین قصہ پاک ہوگا سمندر کوہی

نے کہا اے بھائی نامدار اس فوج میں ہوں سمندر نام ہے لڑائی کی سج میں ہوں قہر و غضب میرا عالم آ
و سنات ہے اس ایک حمزہ کا زیر کرنا کیا بات ہے تم کھڑے ہو کر تماشا دیکھو آخر سمندر نے بہمن سے
اجازت لی بہمن ڈرا ہوا تھا خاموش ہو رہا سمندر کوہی گینڈے کو ٹھکرا کر طرف میدان کارزار کے
چلا گینڈے کی روانی سے زمین تھرائی سیاہ روی آمد تھی کہ کالی آندھی اٹھی میدان کارزار میں
پہونچا عرصہ دراز تک نیزہ ہلایا جوش و خروش لشکر اسلام کو دکھایا جب خوب پسینے پسینے ہوا گینڈا بھی
عرق عرق ہوا گینڈے کو روک کا پکار کر آواز دی یا صاحبقران ماہ دولت کے مقابلے میں آئیے کل ساحروں
کو مارا ساحر بیچارے سحر کرنا جانیں انکو فنون سپاہگری میں کیا دخل ہے اب مردان عالم سے سامنا پڑا
ماہ دولت کو غصہ آیا زمین میدان کارزار تھرائی آج تک آپ سے کسی پہلوان سے سامنا نہیں ہوا
جب تک اونٹ پہاڑ کے نیچے نہیں آتا جانتا ہے مجھ سے بڑا کوئی نہیں ہے بہت بلبلایا کلمات سخت
و سست زبان پر لایا امیر کو بہت ناگوار گذرا اشقر دیوزاد کو صف سے نکالا بہرام سے فرمایا کہ
برادر اب اسکے کلمات لاف و گزاف سننے کی تاب نہیں باقی ہے اس بیچارے نے بڑی گستاخی کی
ہے بہرام نے سر جھکا لیا عرض کی بسم اللہ پروردگار حضور کو مظفر و منصور کرے رنج و ملال دل سے
دور کرے مقبل بھی دعائیں دینے لگا چار ہزار جوانوں میں غلغلہ بلند ہوا اپنی جان کا سب کو خیال
ہے سب نے پڑھکر دعائے جان درازی دی امیر نے سب کو سمجھایا اشقر دیوزاد کو بڑھایا اسقدر ایسا
مرکب کوہ سرین کوہ کفل چال میں چھل بل بال کے بالوں کی چوٹیاں گندھی ہوئی زلف حور سے
مثال آنکھیں غصے میں لال دانہ چباتا ہوا دم سے چنور کرتا ہے اس تیزی سے چلا شکم زمین سے لگا جاتا ہے

روندگی میں سبزۂ لطیف تر
خوشخرامی زتاب ناز کے تر
دستۂ بید و دستۂ سنبل
شبدیز کا بھول گیا خنگ ناز کو

وہ جہد مرکب چو برق باد سے
تیز گامے زبرق چابک تر
گل طاروں میں برگ عجب ہو رہا
ہرناک کہکشان کہ دانہ لال کا

طرفہ دیوانہ و پریزاد سے
زری ٹوش و تری کا گل
لخت ہوا ہے تاج سلیمان سوار کی
اب سمندر کوہی کی نگاہ جہاں

جوان آئے صاحبقران پر پڑی حیران بہ حال محو دیدار رعب و دبدبہ چہرہ اقدس سے ظاہر
جرات و شوکت ہمراہ رکاب سعادت انتساب سراپا سے ظاہر رعب و داب ہر چند کہ گھبرایا
لیکن گروہ سپر کا اٹھا کر آگے بڑھا اسپ نگار رچلی پانچ قدم گینڈا سمندر کوہی کا تین قدم

مرکب صاحبقران بنا سمندر کوہی نے کہا یا صاحبقران وار کیجیے کوئی حوصلہ دل مین باقی نہ رہے
امیر نے جواب دیا ہمارا یہ دستور نہین جب تیرے در پئے سے پروردگار بچائیگا ہم بھی جواب
دینگے تقدم ہمارے مذہب مین منع ہے ای سمندر کوہی اگر پیشدستی ہمارے مذہب مین رائج ہوتی
بیخ کفر کو اکھاڑ کر پھینک دیتے سمندر کو غصہ آیا نیزے کو پیچ و تاب دیتا ہوا بڑھا سینہ بے کینہ
صاحبقران کا تاکا طعن سے وار کیا صاحبقران نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا لیکن لاف و
گزاف سمندر کوہی سے صاحبقران کو غصہ آیا سترقون طعن مین نیزہ سمندر کوہی کا نکلا سمندر
بے آبرو ہوا شل ابر گرز گرا آواز دی او حمزہ غضب کیا دو دریائے لشکر دیکھ رہے ہین تو نے
نیزے کو میرے ہوائی کیا اس فن کی کوئی حقیقت نہین ہے مردان عالم کا کھیل ہے لیکن اب جریدہ
جانگزا سے مقابلہ ہے یعنی تیغ بیدریغ کھینچتا ہون دم بھر مین فیصلہ ہے یہ کہکر تیغ برق تاب بنیام
انتقام سے کھینچا تڑپ کر جا پڑا بقہر و غضب تمام وار کیا امیر نے اشقر کو بڑھا کر گرد اسپر کا
سر پر کھینچا مگر جیون تلوار کی باڑھ سے لڑی ہوئی ہر جاتے ہین لپٹ پڑون تلوار چھین لون
کمربند مین ہاتھ ڈالکر اٹھاؤن لیکن قضائے کار اس مقام پر ہوش خانہ تھا دونون پاؤن
اشقر کے ہوش خانہ مین جا رہے گھوڑے نے سکندری کھائی گرد اسپر کا سر سے ہٹا ضرب
مین خود سر الٹ کے گرا سر برہنہ پر اس خود سر کی تلوار پہونچی قریب تھا صاحبقران کے دو ٹکڑے
ہون لیکن بجرأت اپنے کو سنبھالا دستانہ مارا تیغ چھٹکر نکل گیا لیکن دو انگل کا زخم سر پر آیا
قطرات خون چہرۂ بے نظیر پر زخم کھا کر شیر ببر قبضۂ تیغ عقرب سلیمانی پر ہاتھ ڈالا آواز
دی او سمندر ضرب مردان عالم کو روک خبردار آنکھ لڑی رہے چھوٹ کی چوٹ مین جلینگی سر کو
بچا بدحواس سنو یہ فرما کر بڑی چالاکی گھوڑا تڑپ کر بڑھا دونون ہاتھ مین سنگ برگنبدے کے کندین
نعرہ تکبیر کہکے امیر نے ہاتھ مارا تیغ برق مثال ہاتھ اسپر پاتو فوراً لیے سپر کا پڑا اس سیاہ رو نے
سپر کو اٹھایا گھاوے سپر کے نیچے غنچہ ہوا لیکن تیغ آبدار نے سپر سمندر کو کاٹا خود دو نیم ہوا سر و
تک زخم آیا سمندر نے اوچھا زخم کھایا دستانہ مارا لیکن تیغ زور مین جاتا تھا سر سے نکلکر
گنبدے کی گردن پر گرا گردن اسکی قلم ہوئی سمندر کوہی نیچے گرا تلوار نے زمین کو بوسہ دیا
دنبالہ زمین مین دھنسا خاک اڑتی اہالیان فوج سمندر نے جانا جہاز عمر ہمارے آقا کا غرق

دریا سے نہا ہوا گھبرا کے دوڑ پڑے صاحبقران نے دیکھا گھٹا کفر کی آتی ہے تیغ ہلالی کھینچکر نعرہ کیا

نعرۂ صاحبقران تصنیف مصنف
منم اختر برج عز و جلال
ہم عفریت از تیغم عاری شدہ
ہمہ شہر اسلام آباد شد

منم سر شکن لشکر کافران
منم ماہتاب سپہر کمال
ہمہ قاف زکفر شد پاک و صاف
کہ صاحبقران در جہان شاد شد

بہ چشمہ نمودار شد سر کافران
سمندون بہ چشم فراری شدہ
سلیمان کو جلک لقب شد لقاف
ادھر سے لشکر سمندر کوہی

آیا ادھر سے صاحبقران و بہرام گرد بن خاقان چین پڑھے شعر منم گرد بہرام خاقان چین
کہ از ہیبت من بلرزد زمین ہ چار ہزار جوان جان نثار سر فروش ڈیڑھ لاکھ فوج پر جا پڑے
سمندر کوہی پکارتا ہے ارے یارو یہی لائق مقابلہ ہون پر لے سواری گینڈا لاؤ ملازمون نے دوسرا
گینڈا حاضر کیا سمندر کوہی کو اپنی آبرو کا خیال زخمی ہونے کا ملال زخم کو باندھکر لڑنے چلا لیکن
صاحبقران جس غول پر آکر گرے تاک تاک افسرون کو مار ڈالتے ہوے جاتے ہین لیکن اپنے ساتھ والون
کو دیکھا ڈیڑھ لاکھ مین چار ہزار جابجا گھر گئے جہان دو ہزار سمندر کے پانچ جوان سرگرم جان نثاری
چہرہ گلنار آمادہ حرب و پیکار ایک جانب بہرام ہزار کافرون مین جا کر گھرا لیکن لڑ رہا ہے صاحبقران
چپ و راست بہرام کو بچاتے ہین جرأت و شوکت دکھاتے ہین زخم سر سے خون کے قطرے
ٹپک رہے ہین ایک ہاتھ مین سپر فولادی دست راست مین تیغۂ برق تاب چہرۂ نورانی پر قہر و
عتاب ہر چند لڑائی کو سنبھالتے ہین لیکن فوج کفار کا بلوہ ہر سمت ہنگامہ یہانتک تو خیر تھی لیکن
بہمن جادو نے جو دیکھا کہ جنگ مغلوبہ واقع ہوئی یہ بھی ساحرون کو ساتھ لیکر بڑھا اہل
اسلام پر سحر کرنے لگا کسی کا منہ جلا کسی کا پیراہن پھنکا کوئی غش کھا کر گرا کوئی مثل مرغ بسمل تڑپا
لشکر صاحبقران مین شور فریاد و الغیاث بلند ہوا صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا دل سے فرمایا
غضب ہوا ساحر بھی آپڑے ان بیچارون سے کون لڑے لیکن اسم اعظم پڑھتے ہوے فوج
ساحران پر جا پڑے جس ساحر نے سحر کیا امیر نے اسم اعظم پڑھکر اسکو مارا لیکن بہمن بچا لگا پھرتا ہے
قریب صاحبقران نہین آتا ہے جانتا ہے یہ صاحب اسم اعظم محترم و محتشم ہے سر پنجہ کا لبض ہونا دشوار
ہے پر سحر کرتا بیکار صاحبقران دیکھتے ہین بہمن نے زمین کی لاکھ سحر کرکے صدہا کو بیکار کیا اہل اسلام
پامال بیچارون کے قدم ہٹتے جاتے ہین صدا سے کون نہ قلب تھراتے ہین صاحبقران اس حال

پر ملال کو دیکھکر گھبرائے ہر چند اسم اعظم پڑھتے ہیں ساحروں کو قتل کر رہے ہیں لیکن مجمع انکا کم نہیں
ہوتا کوہ بون نے سختی ڈالی جو سحر سے بیکار ہوا اسی کو قتل کیا اسوقت بیکار ہو کر دست دعا طرف
آسمان کے اٹھا دیے آمد و رفت میں زخم بھی کھاتے ہیں چہرہ زرد ہو گیا خون پر آہ سرد دل میں
درد کا افسوس رفیق قدیم شفیق ندیم بہرام گرد بن خاقان چین جلالت آئین مفت میں قتل ہوتا ہے
پکار اٹھے ای معبود حقیقی ان بندگان خدا کو بچا لے تیری راہ میں بدل و جان مصروف جہاد ہیں
مبتلائے ظلم و بیداد ہیں انپر رحم کر ظلم و بدعت کفار سے بچا لے دریاے مصیبت سے نکال ساحل
مراد پر پہونچا بموجب مضمون شعر تجھے فضل کرتے نہیں لگتی بار نہ ہو تجھسے مایوس امیدوار
صاحبقران نے جو تہ دل سے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بقدرت پروردگار صحرا سے گرد اڑی
گرد عظیم حق گرد نے روے آفتاب کو چھپا دیا سامنے آنکے دم میں گرد شگافتہ ہوا نکلے آگے چالیس
علم نشان چالیس ہزار سوار کا پھریروں پر تولعب آتی مرقوم ہے انکے تخت پر ایک نقابدار بادلپوش
تاجدار صاحب جاہ و وقار مرکب باد رفتار کوتل شاطر لگام تھامے ہوے پشت پر چالیس ہزار
جوانان زرہ پوش چار آئینہ بند دوش بدوش رکاب سے رکاب سم سے سم ملے ہوے پھریرے چھٹے
ہوے نقارے بج رہے ہیں صدا قرنا کی بلند اس نقابدار تاجدار نے جو یہ ہنگامۂ قیامت خیز دیکھا
شاطر سے اشارہ کیا دیکھو تو یہ کیا معرکہ ہے کون کون جنگ کا طالب ہے کون مغلوب ہے کون غالب
ہے شاطر مثل عقاب تیز پر جیسا مثل پلک نگاہ چشم زدن میں پلٹ کے آیا نقابدار جادر سے عرض
کی ای شہریار بڑا غضب ہوا صاحبقران زمان مقام کوہ عقیق سے برسبیل شکار صحرا میں آئے تھے
سمندر کوہی و بہمن جادو نے ڈیڑھ لاکھ فوج سے چار ہزار کو گھیرا ہے سحر سے لشکر سورش زوال
میں ہے آفتاب آسمان عالیشان جلال میں ہے لیکن زخمدار مضطر و بیقرار کیا عجب ہے کہ خدا نخواستہ
دشمن انکے قتل ہو جائیں جنگ عظیم واقع ہے یہ کیفیت سنکر نقابدار تاجدار نے سپر و شمشیر
پر ہاتھ ڈالا مثل شیر خشمناک پشت مرکب پر سوار ہوا ساتھ والوں کو اشارہ کیا ای غیرتان ہمت شجاعت
تخت سنا صاحبقران زمان گھر گئے ہیں وقت جانبازی و سرفروشی ہے عقب میں نقابدار کے
ابطال لشکر بھی بڑھے نقابدار نے قریب آکر بصد ہیبت نعرہ شیرانہ کیا باشید ای کفار
بیحیا و ای نابکاران بڑھو تاکہ تمکو زندہ چھوڑتا ہوں میں نقابدار بادلپوش صاحب شوکت و حشم

سرگروہ مردان عالم یہ فرما کر نقابدار نے تیغ کھینچا چالیس ہزار جوانون نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ
ڈالدیا نقابدار نے بڑھکر پہلا ہی وار کیا ہزار کو داخل دارالبوار کیا فوج سمندر مین تہلکہ ڈالدیا
بڑھکر علم فوج قلم کر ڈالا چالیس ہزار جوان کو ہی چشم زدن مین مارے پلٹ کر صاحبقران نے جو
دیکھا ایک نقابدار بادلپوش برائے مدد آیا اُسنے دریاے خون بہادیا کسی قدر اطمینان ہوا تلوار
کھینچکر طرف بہمن جادو کے بڑھے اس خیال سے کہ ایسا نہو لشکر نقابدار پر یہ پچیا سحر کرے مفت
مین یہ بہادر مارا جاے بہمن سحر کر رہا تھا صاحبقران جنگ رستمانہ کرتے قریب بہمن کے پہونچے
نعرہ شیرانہ کیا زمین تھرائی بہمن نے پلٹ کر دیکھا صاحبقران پر سحر کرنے لگا امیر اسم اعظم پڑھ رہے
ہین سحر دفع کر دیتے ہین جب بہمن جادو نے دیکھا کہ سحر کی تاثیر نہوئی تیغۂ سحر کا ہاتھ لگایا امیر
نے تیغۂ عقرب کو اُٹھا دیا اسم اعظم پڑھکر اپنے کو بچایا یہ وار بھی اس نابکار کا خالی گیا امیر نے ہاتھ
مارا اُسنے سپر سحر کو اُٹھا دیا وہ بھی تیغ صاحبقران سے کٹی سر پر اس ملعون کے زخم آیا قریب تھا
دو ٹکڑے ہون اُسنے اپنے کو پشت مرکب سے گرا دیا لوٹ مار کر پر پرواز پیدا کیے اڑکر چلا امیر
نے جو یہ سحر دیکھا کہ یہ ملعون بھاگا جاتا ہے اڑا ہوا جاتا ہے بتعجیل تمام کمان کیانی دوش سے اُتاری
تیر تن بھال کا کمان مین پیوست کیا تاک کر اُس خطاکار کو مارا بہمن سنبھالیکن تیر دلدوز سینہ پر شور
پر اس مردود کے پڑا تو وہ پشت کو توڑ کر پار گذرا مردود ہو کر زمین پر گرا لاشۂ مغرور کا ٹ با اندھیرا
ہوگیا آواز آئی کشتی مرا نام من بہمن جادو بود ساحرون نے جو پلٹ کر دیکھا بہمن واصل جہنم
ہوا گھبرا گئے اگر لاشہ اپنے آقا کا اُٹھایا طرف طلسم ہوش ربا کے روتے پیٹتے روانہ ہوے یہان
تلوار چل رہی ہے نقابدار نے ہزارون کو مارا صاحبقران نے قتل بہمن سے مہلت پائی مقبل و بہرام
کی جان بچی مگر صاحبقران نے جب سے نقابدار کو دیکھا ہے خون جسم مین جوش مار رہا ہے ہر چند
چاہتے ہین کہ اس عالی مقدار کو مثل جان کے آغوش مین لون حسب و نسب پوچھون مگر جب
صاحبقران لڑتے بھڑتے قریب آجاتے ہین نقابدار ہٹ جاتا ہے کئی مرتبہ صاحبقران نے پکارا
اے ہزبر دشت جراءت و اے نہنگ بحر شوکت و لیاقت ہم تمھاری ملاقات کے بہت مشتاق
ہین نقابدار دور سے عرض کرتا ہے غلامون کی ملاقات کیا ہماری آنکھین زیارت سے روشن ہوئین
گیا روز سعید ہے بلکہ یہ دن بہتر از عید ہے کہ آپ ایسے غازی کے جمال باکمال کو دیکھا آپ کل اہل

اسلام کے سرپرست ہین خدا آپ کو سلامت باکرامت رکھے دین اسلام ملت بیضا کو جاری کیا دین حق کو رونق ہوئی نقابدار یہ کہکر سمندر کوہی پر جا پڑا فوج سمندر نے نقابدار کو گھیرا سمندر کوہی نے للکارا او نقابدار سفلوک تیرے سبب سے بعض جادو مارا گیا لیکن میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگا یہ کہکر نقابدار پر وار کیا نقابدار نے چاہا اُسکی تلوار چھین لون اس حال مین اک بچہ ناہو پرست نے پشت سے نقابدار کو نیزہ مارا شانے پر نقابدار کے نیزہ پڑا استخوان کو توڑ کر پار گذرا نقابدار نے ہکا مارا سنان نیزہ ٹوٹ کر شانے مین او پر سے تلوار سمندر کی پڑی سر بھی نقابدار کا زخمی ہوا نقابدار نے بمشکل دستانہ مار دیا تیغہ سر سے نکلا لیکن چادر خون روے زیبا پرست سے زیادہ نقابدار کو اپنی پردہ پوشی کا خیال ہر حال ظاہر ہونے کا انتہا کا ملال ہو نقابدار نقاب سنبھالنے لگا سمندر نے چاہا سر کاٹ لون بے اختیار نقاب ڈالکر منھ سے نکل گیا کہ غلام آپ سے رخصت ہوتا ہے اب عدم مین ملاقات ہوگی گستاخی معاف فرمایئے گا یہ صدا کان مین صاحبقران کے پڑی جنگ مین مصروف تھے پلٹ کر دیکھا نقابدار کو نوبت بجان و کارد بہ استخوان پایا بیچین ہو گئے دہن سے نعرہ کیا او نامرد کیا کرتا ہے زخمی کے خون سے ہاتھ بھرتا ہے مین پہونچا

سنو نعرۂ صاحبقران سہنفقہ قسم زلزلہ قاف سلیمان ثانی

بحکم خدا اب بہ شمشیر چار
بن کافران از جہان پاک کرد

بہ تیغ صمصام و قمقام ہم
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

امیر عرب صیغم روزگار
بہ تیغ مغرب کیے ذوالحجام
صدائے نعرۂ صاحبقرانی سے

لرزندہ سمندر کا بخر کا تھرا کر پیچھے ہٹا امیر نے اشقر پر کوڑا کیا وہ مرکب بادرفتار ہوا سے آگے روانہ عکس کاکل صاحبقران تازیانہ اس جلدی مین آیا نقابدار کو امیر نے پشت پر لیا سینہ سپر کر دیا سمندر نے جو صاحبقران کو دیکھا دریاے جرأت جوش مین آیا وہی تیغ خون آلود لیکر صاحبقران پر چلا لیکن ملازمان نقابدار نے دیکھا کہ نقابدار گھوڑے سے گرا چاہتا ہے سو دو سو سردار قریب اسکے نقابدار کو گود مین لیا گھوڑے سے اُتار کر ہوادار پر سوار کیا نقابدار بادل پوش بیہوش ہو گیا ہمراہیان نقابدار نے بھڑ کے فوج سمندر کو پامال کرتے ہوئے طرف صحرا کے نکل گئے یہان صاحبقران و سمندر سے مقابلہ پڑا اُٹھنے ہاتھ تلوار کا مدا صاحبقران بھی انتہا کے زخمی ہو چلے ہین لیکن بیوقت صاحبقرانی بازو کو بچا کر کلائی پر ہاتھ لیا جھٹکا

مارا تلوار چھین کر پھینکدی دست خنجر پرست بڑھا کر کمر زنجیر مین ڈال دیا نعرہ کرکے زور کیا سمندر کوہی کو قاش زمین سے اُکھیڑا چاہا زمین پر مارون سمندر کوہی گھبرا گیا سوچا کہ اب پنجۂ شیر سے رہائی دشوار ہی سرکشی بیکار جان بچاؤ پکارا ٹھا الامان صاحبقران نے فرمایا امان بشرط ایمان کہے عرض کی تا زندہ ایم بندہ ایم غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا صاحبقران زمان نے فوراً ہاتھ سے رکھدیا امیر نے کلمۂ طیبہ ارشاد کیا دل مین کینہ کرکے اس سکار نے کلمہ پڑھا اہالیان فوج کو آواز دی خبردار کوئی ہاتھ نہ اُٹھائے مین نے صاحبقران جہان کی دل وجان سے اطاعت کی سب سرداران خدمت مین حاضر ہوئے مگر اس جنگ مغلوبہ مین پچاس ہزار کوہی مارا گیا سبب بڑا کھیت ہوا لشکر زمان صاحبقران بھی دو ہزار قتل ہوئے بہرام ومقبل بھی انتہا کے زخمی ہین سمندر کوہی بہ مکاری چوب جقماق ہاتھ مین اہتمام سواری کرتا ہوا طرف اپنی بارگاہ کے لیچلا صاحبقران زمان داخل بارگاہ سمندر کوہی ہوئے مقام صدر پر آکر بیٹھے بہرام ومقبل وغیرہ کی زخم دوزی کی سمندر کوہی کے سر مین صاحبقران نے اپنے ہاتھ سے ٹانکے لگائے جب کل سرداران کی زخم دوزی ہوچکی تب صاحبقران نے اپنے سر مین ٹانکے لگانے کا حکم دیا پٹیان مرہم کی چڑھی ہوئی مین انتہا کے صاحبقران زخمی ہوئے تھے اب سمندر کوہی نے محفل عیش ونشاط آراستہ کی ساقی بچے حاضر ہوئے دور جام بے اندیشۂ انجام چلنے لگا ایک نازنین ماہ پیکر شوخ وشنگ سبزہ رنگ بقول شاعر شعر سبزہ رنگ بخط سبز مرا کرد اسیر ۔ دام ہمرنگ زمین بود گرفتار شدیم ۔ جسکی نگاہ اس طرار فرار پر بڑی کلیجہ تھام لیا اشعار عشق آمیز گا رہی تھی اہالیان محفل کا دل لبھا رہی تہی اہل محفل کو جو متوجہ پایا غزل عاشقانہ آغاز کی

غـزل

جس ہاتھ مین خاتم لعل کی ہی گر آستین زلف سرکش ہو
پھر زلف سنبے وہ دست موسی حسین اژدر آتش ہو
اے قاتل حلق بریدہ سے اک شعلۂ دل جو سرکش ہو
تو روشن حلقۂ جیب سے اپنے دیکھ تو را آتش ہو
جو تیرا اسیر ہو صبح ہجران مجھ سے رخصت مہوش ہو
وہ کھینچوں آہ کہ خورہی پنہان زیر دود آتش ہو

لبریز شراب ناز دکھا تو ساغر چشم کا فسد کو
تا زاہد پاک ملوث ہو تا صوفی دلکش مے کش ہو
تم وہ وہ زخم دل پر پیہم کرتے ہو دکھلانے کو
پر تربش تیغ ناز سے اپنے دل مین کرتے غش غش ہو
دل تنگ مین قد کے جون زکریا چھپ کر چشم ناز سے
اب ارۂ جنبش ابرو سے کیونکر نہ زیر کشاکش ہو
لبیک و اذان ناقوس و جرس با خندۂ قلقل ناز نے
دل کھینچے ہین ہان کوئی ہو پر ایک نوائے دلکش ہو
بن تیرے گھر کی آرائش دشمن جان ہو عاشق کی
محراب بطاق کمان بنجائے دستۂ نرگس ترکش ہو
مانند نمکدان چرخ پہ انجم حق نے بنایا اس خاطر
تا ہر لب زخم حسرت اپنا ہجر کی رات نمک چش ہو
اک خون کا دریا جذب کیا ہے خاکِ لحد قاتل نے
ہان دفن کرو ایسے کشتون کی ایسی ہی زمین دلکش ہو
اس بحر مین کیا برجستہ غزل اے ذوق یہ تمنے لکھی از
ہان وزن کو جیسے سنگ ترازوان سے خلیل و اخفش ہو

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے لیکن سمندر بے م اسی فکر مین ہے کہ اپنے حریف کی آبرو ریزی کرون بیجا نے سکاری سے کنارہ نہ کیا شاطرے اشارہ کیا اب حمزہ مبہوت ہے لب پر مہر سکوت ہے شراب مین بیہوشی ملا کر لایا ایک جام شراب آغشتہ بدار وے بیہوشی اپنے ہاتھ مین لیکر سامنے اس دریادل کے آیا عرض کی غلام کے ہاتھ سے نوش فرمایئے سر عزت اور آسمان افتخار کے پہونچایئے صاحبقران صاف باطن اس بیجا کے مکر کو نہ سمجھے بدون رد و قدح جام پی گئے اس بیجا نے دوسرا جام بہرام کو دیا مقبل کی طرف متوجہ ہوا صاحبقران پیتے ہی گھبرائے قلب مین شعلے بھڑکنے لگے فرمایا اے سمندر یہ کیسی شراب تھی قلب مین آگ لگا گئی سمندر نے للکارا

باش او حمزہ تو نے ہمین جادو کو مارا جوانان صف شکن میرے قتل ہوے اب لمان جائیگا
غصہ مین صاحبقران اُٹھے بیہوشی تاثیر کر چلی تھی اُٹھتے اُٹھتے گرے بہرام و مقبل بھی بیہوش ہوے
پکار کر سمندر کوہی نے آواز دی آہنگرون کو بلاؤ ان تشنگان دریاے جرأت کو مسوق کرو آہنگرون
نے صاحبقران و بہرام و مقبل کو ہتکڑیان بیڑیان پہنائین ساتھ والون کو بھی قید کیا اس اثنا
مین قیدی مجلس فلک چارم یعنی نیر اعظم زنجیرہاے شعاع مین جکڑا ہوا زندان مغرب سے
برآمد ہوا ستارۂ سحری چمکا سمندر نے حکم دیا لشکر تیار کرو ان سبکو خدمت مین خداوند لقا کی
لیچلونگا اسی وقت لشکر مین قرنا پھونکی گئی سپون نے کمر بندی کی سمندر گینڈے پر سوار ہوا
ان قیدیان مبتلاے بلا کو ارابہ پر ڈال لیا خوشی خوشی نوبت نقارے بجاتا ہوا طرف کوہ عقیق
گذار سلیمانی کے چل نکلا اب جو پسینہ آیا ہوا چلی آنکھ صاحبقران کی کھلی اپنے کو قید آہن مین
مبتلا پایا سمندر گینڈے پر سوار لشکر رہروی مین بہرام سے فرمایا اس مکار نے فریب سے
ہمکو گرفتار کیا اب طرف کوہ عقیق کے لیے جاتا ہے نہین معلوم ہمارے لشکر پر کیا گذری شکار
کو آے خود شکار ہوے جو منظور پروردگار ہوگا. کوئی کیا چارہ ہے بہرام کی بھی آنکھون سے آنسو
جاری ہوے مقبل بیقرار ساتھ والے اشکبار لیکن سمندر کوہی اپنے ساتھ والون کو سمجھاتا ہوا
آتا ہے کہ روبرو قدرت کے یہ جو معرکہ گذرا ہے بیان کرنا بلکہ مین خود اسطرح کہونگا کہ حمزہ مجھکو
شکارگاہ مین ملا فنون سپاہگری مین اُسپر غالب آیا سرکار قدرت سے سبکو انعام ملینگے عمر
ہماری تمہاری بڑھاونگے سب عرض کرتے ہین حضور ایسا ہی ہوگا مسلمانون کی ذلت اپنی عزت
ہو سامنے قدرت کے شوکت ہو اسطور سے منزل بمنزل صاحبقران کو لیے ہوے سمندر کوہی
جاتا ہے صاحبقران زمان پہر دن بھر دھوپ پڑتی ہے رنگ رو متغیر زخمہاے کاری سر پر ہے ہری
سے علیل ہوگئے ہین یہی کیفیت بہرام کی بھی ہے ٹھنڈی سانسین بھرتا ہے ہر بار مقبل سے
کہتا ہے اے سرخیل وفاداران اگر قید ہماری سامنے لقا کے پہونچی بختیارک ایسا دشمن وہان موجود
ہے فوراً قتل کا حکم دلوائیگا صدہا کوہی ہم لوگون کے ہاتھ سے قتل ہوے سب دشمن ہین ہمارے
واسطے ہیزم مین فلک نے عجب طور سے گردش کی ستانے مین ہمارے کوشش کی یہ کہکر
اشعار عبرت خیز وحشت انگیز بہرام نے سامنے مقبل وفادار کے بعد اضطرار پڑھے رباعی

ہی عہد شباب زندگانی کا مزا — پیری مین کہان وہ نوجوانی کا مزا
اب یہ بھی کوئی دن مین فسانہ ہوگا — باتون مین جو پاتے ہین کہانی کا مزا

دیگر

ای حلقۂ زلف دامداری ہی عبث — ای ناز و ادا کمین بہاری ہی عبث
یان دل سے قرار جاچکا ہی کب کا — ای شوخی یار بیقراری ہی عبث

دیگر

گردش مین ہین خاص و عام کیا دور ہی یہ — صہبائے طرب حرام کیا دور ہی یہ
جو بزم نشاط ہی جہان مین سو خراب — یکجا نہین دور جام کیا دور ہی یہ

چار منزلین سمندر رسے اس جوش و خروش مین طے کین چوتھے روز تیسرے دن پچھلا باقی ہو کہ سمندر رایک صحرائے پر فضا مین آکر اترا بارگاہ استادہ ہوئی صاحبقران وغیرہ کو قیدخانہ مین بھیجدیا دربارگاہ پر خود بیٹھا ہی گرد سردار سکار بیٹھا ملبلا رہا ہی کہتا ہی کہ مین نے اس شخص کو گرفتار کیا جو فخر رستم و سام ہی مردان عالم مین اُسکا بڑا نام ہی ہمارے بزرگ سلیمان عنبرعین سوے کو ہی سبت خوش ہونگے بڑی لڑائی فتح ہوئی اُستاد کہ چالیس برس سے یہ نوجوان خداوند سے لڑ رہا ہی شہر باختر ملک موروثی خداوند پر قبضہ کیا قدرت بیچارے دربدر مارے مارے پھرتے ہین ما بدولت انکو قیلولات پر پہونچا ئینگے باختر مین جاکر ڈنکے بجائینگے یہ باتین ہین کہ صحرا سے گرد اڑی ایک جوان گینڈے پر سوار پشت پر بارہ ہزار فوج اسباب شکار ہمراہ رواروی مین آتے ہین سمندر کوہی نے دور سے دیکھکر پہچانا کہا شاید ہمارے بڑے بھائی ممتاز کوہی واسطے شکار کے نکلے تھے اسطرف آگئے یہ کہکے اٹھ کھڑا ہوا واسطے استقبال کے بڑھا ممتاز نے بھی سمندر کوہی کو دیکھا گینڈے سے کودا دونون آپسمین بغلگیر ہوئے ممتاز نے کہا ای برادر بجان برابر تم اس مقام پر کہان سمندر نے کہا ای رستم زمان ما بدولت طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے چلے تھے راہ مین دشمن خداوند حمزۂ عرب شکار کھیل رہا تھا میرے اُسکے مقابلہ پڑا مین پہر کی کشتی میرے اُسکے پڑی اسکا قوت بازو زینت پہلو بہرام گرد بن خاقان چین اُسکو بھی اُٹھا لیا اب سبکو مین نے قید کیا ہی خدمت خداوند مین لیے جاتا ہون یہ سُنکر ممتاز نے کہا حقیقت مین تمنے بڑا کار نمایان کیا یہ وہ شمشیر خشمناک ہی تمام عالم مین اسکی شمشیر زنی کی دھاک ہی اسنے پہلوانان عالم کو مارا دیوان قاف کو للکارا

اگر تجنے یہ مردی اسکو زیر کیا تمام عالم مین تمھارا نام ہوگا مین بھی اُسکو دیکھونگا ہمیشہ سے اسکا نام
سنتا ہی یہ مرتبہ تمھاری قسمت مین لکھا تھا ورنہ شیران دشت نبرد نام سنکر اس جوان کا کانپتے ہین
تم کہتے ہو مین نے فن پہر لی کشتی مین زیر کیا سمندر نے کہا بھائی جلد دیکھ لو بارگاہ مین تشریف رکھو
مین خود جاکر اسکو قید خانہ سے لاتا ہون ممتاز کوہی اشتیاق جمال صاحبقران مین اندر بارگاہ
کے آکر بیٹھا سمندر کوہی قید خانہ مین آیا کہا یا صاحبقران افتخار کو بیان ہمارے بھائی ممتاز کوہی
سرگروہ پہلوانان عالم یکتاز میدان شجاعت صاحب شوکت ولیاقت ہماری بارگاہ مین آیا تمکو
اُسکے سامنے لیے چلتے ہین جب وہ تمسے پوچھے تو کہدینا کہ سمندر کوہی نے بہ فن کشتی زیر کیا تم
اقبال کرنا قدرت کے سامنے چلکر منکو رہا کر دونگا ورنہ درصورت انحراف قتل کرونگا صاحبقران
نے مسکراکر فرمایا ای سمندر کوہی جو تم کہو گے ہم کہدینگے ہمارا کیا نقصان ہی سمندر کوہی خوشی
خوشی آکر پاس ممتاز کوہی کے بیٹھا سو چون پر تا دیر نے لگا کہا بھائی مین حمزہ عرب کو بلاتا ہون
مگر ای برادر وہ بھی جوان مشہور و معروف ہی اب اُسکی آبرو ہماری دریا دلی پر موقوف ہی کوئی
کلمہ سخت اُسکو نہ کہنا چونکہ قید مین ہی کہ در ہورہا ہی پوچھ کے رخصت کر دینا ممتاز کوہی نے
کہا بلاؤ تو مین نے اس جوان کا بڑا نام سنا ہی بڑے بڑے پہلوانون سے یہ لڑا ہی اسی وجہ سے
مجھے تعجب ہی سمندر کہہ رہا ہی کہ بھائی کوہستان کا رہنے والا ہون وہ سخت پیچ باندھے کہ تیر آگیا
آخر مین نے اُسکو مارا چارون شانے چت گرا مشکین باندھ لین اسکے ساتھ والے بھی خوب لڑے
پچاس ہزار کوہی میرے مارے گئے ایک نقابدار مرد کو آیا اُسنے قصد کیا کہ حمزہ کو چھڑا لے مین نے
اُسکو بھی زخمی کیا آخر نقابدار منھ چھپا کر بھاگا ایسا محجاب ہوا کہ مقابلہ پر نہ ٹھہر سکا ممتاز کوہی
سنس رہا ہی بات کا سمندر کی کچھ جواب نہین دیتا یکایک پردہ بارگاہ کا اٹھا ممتاز نے دیکھا
آفتاب آسمان عزلبتان ماہ اوج شوکت وشان مسلسل وسلوق جیسے ہی بارگاہ مین قدم رکھا
پکار کر آواز دی السلام علیکم سلام من درین مجلس ودرین ما وابر کسے باد کہ بداند ولشناسد کہ خدا
یکی ہست ودین بغیر ورح کوہی بل کرنے لگا ممتاز نے منع کیا اپنے مذہب کی تعریف کرتا ہی تمھارا
اسمین کیا نقصان ہی اپنے خدا کی وحدانیت کا دم بھرتا ہی کوئی دخل نہ دے سب خاموش ہو گئے
ممتاز کوہی نے کہا یا صاحبقران یہ کیا مکر کرتے ہو آپ کو ہمارے بھائی سمندر کوہی نے زیر کیا تھا

نے فرمایا ای ممتاز کوئی تجھے یقین آیا ممتاز نے کہا میرے دل کو یقین نہین آیا صاحبقران نے
فرمایا ای بہادر اگر زیر ہوتے شکر ان پڑیان کا پیکو پہنتے ممتاز نے کہا سچ فرمایئے اپنے خدا کی
قسم تو کھائیے باتون مین مجکو نہ بہلایئے صاحبقران نے فرمایا قسم کی مجکو کیا احتیاج ہر جب تو
سمندر بگڑا کہا کیون حمزہ صاف صاف نہین کہتا قیدخانہ مین تو ابھی ہمنے سمجھا دیا تھا اب اگر
آپکے خلاف ہوگا فوراً قتل کر ڈالا جائے تو اقرار کیا اب انکار کرتا ہر جب تو صاحبقران کو غصہ
آیا فرمایا او مکار مردان عالم کے ساتھ مکر کیا اب باتین بناتا ہر قتل سے مردان عالم کو ڈراتا ہر
سمندر تیغہ پکڑ کے اٹھا ممتاز ہان ہان کرتا ہر کہ دیکھو بھائی صاحب غصہ نہ کرو ہم سمجھ گئے مگر
سمندر نے صاحبقران کو کلمات سخت کہے امیر با توقیر کے تیور پر بل آیا غصہ مین آکر نعرہ کیا

شعلۂ شمشیر شان برق جنون من است	گرمی بازار عشق از تف خون من است
بر سر دار فنا خانۂ خونہاے من است	باک ندارم ز دار چوب ستون من است
خانۂ تاریک و تنگ بستہ بہ زنجیر عشق	بشکنم این بند را وقت جنون من است

قید کو صاحبقران نے توڑ کر مثل تار عنکبوت کے پھینک دیا سمندر نے جھپٹ کر تیغہ مارا اسنے
غصہ مین کلائی پر ہاتھ ڈالدیا سمندر جھلا کر لپٹ پڑا امیر نے بغیظ و غضب تمام گردن پر ہاتھ رکھکر
جھکا مارا سمندر کی گردن زمین سے ملادی بموجب مثل سرکش کی گردن جھکادی ممتاز منع کرتا ہر
کہ یا صاحبقران جانے دیجیے امیر نے کہا ای برادر اب تم دخل نہ دو سمندر نے جواب دیا بھائی
ٹھہر جاؤ مین ابھی اسکی مشکین باندھتا ہون تیرا ہیچ سمندر کوہی نے باندھا تھا کہ صاحبقران
دونون مونڈھے تھام کرسنے دو رسے ہر چند سمندر چاہتا ہر کہ قدم جماؤن ممکن نہین شیر کے
پنجہ مین گیا بارھوین قدم پر لاکر صاحبقران نے لپہ مارا دونون گھٹنے آشنائے زمین ہوے سمندر
نے چاہا لنگر اپنا قائم کرے امیر کب لنگر جمنے دیتے ہین کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا جلدی ہی رو در میان
تا بزانو دوسرے مین تا بہ سینہ تیسرے مین سر سے بلند کیا سمندر نے چاہا بغلون مین ہاتون
اڑا کر دھر اڑاؤن فوراً صاحبقران نے داہنا قدم آگے بایان پیچھے چرخ دیا مثل طاؤس آتشباری
چکر کھانے لگا زمین پر مارا چاہا سب گردن امیر نے ایک ٹھوکر ماری گردہ برد چارون شانے
چت کود کر امیر چھاتی پر سوار ہوے فرمایا ای سمندر حالا در شناختن پروردگار چہ میگوئی سمندر

نے کہا او حمزہ اب مین بھلا تیرا مذہب اختیار کرونگا امیر غصہ مین اُٹھے جسطرح شیر بیابانی پر
آتا ہی ایک پانون دونون ہاتھ سے تھامکر چیر کر اس بھیا کو پھینک دیا تمام کوہی ملازمان سمندر
تلوارین پکڑ کے اُٹھے جب تو ممتاز غصہ مین آیا نعرہ کیا او نامرد خبردار اگر حمزہ پر دست درازی
کی قیامت برپا کرونگا لاش اس نامرد کی اُٹھوا لو سامنے سے میرے چلے جاؤ یہ اسی لائق تھا
ملازمان سمندر لاشہ سمندر لے کر روتے پیٹتے بھاگے ممتاز کوہی کھڑا ہوگیا کہا ای شہریار آئیے
شعر رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ؛ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ؛ مقبل و بہرام
کی بھی اپنے قید کاٹی صاحبقران کے لیے وہ تخت زرین منگوایا تمام صدر پہ لا کر بٹھایا ساتھ والون
کو بھی قید سے رہا کیا ملازمون کو حکم دیا کہ سامان عیش و نشاط مہیا کرو اسی وقت جلسۂ عیش
آراستہ ہوا جب ممتاز کوہی جام شراب لیکر سامنے صاحبقران کے آیا صاحبقران نے فرمایا
ای برادر ہم تمہارے ہاتھ کی شراب نہین پی سکتے ممتاز نے عرض کی مین حضور سے امتحان
فنون سپاہ گری کرونگا اگر آپ غالب آئے مثل چاکران کمترین خدمت مین حاضر رہونگا اگر
شاید مین غالب آؤن آپ اطاعت کرین مین اپنے لشکر کا بادشاہ بناؤن شرف کورنش حاصل
کرون امیر نے فرمایا بسم اللہ مین ابھی موجود ہون ممتاز نے عرض کی حضور قید مین رہے
اس نامرد کے ظلم سے دس پانچ روز توقف فرمایئے بعد اسکے کشتی حضور سے لڑونگا امیر نے فرمایا
ای برادر مجکو عرصہ دراز گذرا کہ مین اپنے لشکر سے جدا ہون شاہنشاہ نامدار و سرداران عالی وقار
کو تردد ہوگا بس اسی وقت ہمارے تمہارے امتحان ہوجاے یا مین آپ کی اطاعت کرون
یا حضور میرا ساتھ دین استادان سخنور نے یون تحریر فرمایا ہی کہ ممتاز کوہی نے دوسرے
دن اکھاڑا تیار کرایا صاحبقران سے کشتی ہوئی چار پہر مین امیر باتوقیر نے ممتاز کوہی کو زیر
کیا ممتاز کوہی مردان عالم مین سرفراز بصدق دل مسلمان ہوا صاحبقران کی اطاعت کی اپنے
لشکر کو بھی ہدایت کی عرض کی ای شہریار غلام امیدوار ہی کہ مجکو سرفراز فرمایئے دو دن کے
واسطے میرے قلعہ مین چلیے رعایا کو بھی مسلمان کیجیے صاحبقران نے فرمایا ای برادر بسر و چشم مین
تمہارے ساتھ چلنے کو موجود ہون لیکن لشکر سے نکلے دو ہفتہ کا عرصہ گذرا اس ملعون سمندر
کوہی نے اول بہمن جادو کا ساتھ دیا بہمن جادو روز اول مقابلہ کر چکا تھا چالیس جادو

اسنے پہلے روز قتل کیے دوسرے دن یہ بھیجا اگر اسکا شریک ہوا مین نے زیر کیا جو چتی بلا کر
مجھکو پکڑ لیا پروردگار نے تمکو بھیجا اب وہان بادشاہ گھبراتے ہونگے لہذا اب طرف لشکر ظفر اثر
کے چلو زمانہ مہلت مین ہم تمھارے قلعہ مین بھی چلین گے ممتاز کوہی تو عاشق جمال بےمثال [illegible]
کہا مین بندہ بےزر ہون دامن دولت عمر بھر نہ چھوڑونگا ملازمت کیمیا خاصیت سے منہ نہ
موڑونگا بہرنوع ممتاز کوہی نے صاحبقران کے ساتھ طرف لشکر ظفر اثر کے کوچ کیا پچاس ہزار
کوہی و مقبل و بہرام وغیرہ صاحبقران کے ساتھ طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے جاتے ہین

دو کلمہ داستان بہمن جادو کے کہ ساتھ والے اسکے لاشہ کو لیکر بھاگے بیان ہوتے
ہین مثلث بر غزل مولانا عرفی شیرازی مصرع سوسن بطور مثلث حسب حال

لذت فراست در دل شیدا گریستن | خوش درخورست حسرت طوبی گریستن
پنہان طلوع بودن و پیدا گریستن

مست حجاب روزنہ یون حجانک چار سو | ای دیدہ شرم دار کہ معقول عشق کو
رسوا نگاہ کردن و رسوا گریستن

منظور ہی کچھ اور کہ اشک آنکھ سے چلے | من خود کنم کہ گریہ بکام کسی و لے
نی زہہ بت بہ نرگس شہلا گریستن

ہین خونفشانیان عبث ای چشم اشکبار | گر کام دل بہ گریہ میسر شود دوست
صد سال میتوان بہ تمنا گریستن

حیران ہون دیکھ کر گل و شبنم ای ہزار | بیدرد را بہ صحبت ارباب دل چہ کار
خندیدہ آشنا نبود با گریستن

پہر فدا ہے روتے ہین کس بت سے ہم | عمرم بہ گریہ ہای ہوس صرف شد کنون
عمرے تبازہ باید م و دا گریستن

ای شیخ سیر بدہ و خلد برین پرست | کاہے بیاد سرو قدے گریہ ہم خوش ست
تا کے زشوق سدرہ و طوبی گریستن

لاکھون تباہ حال ہین مین اشکبار ایک | ہر کس کہ مست گریہ [illegible]

	تھا ان پہ مالے تن تنہا گریستن	
مومن یہ کمد سے جاکے کیون گیسوئے اشتیاق		عرفی زگریہ دست ندارم کہ در فراق
	درد است زدل نمی رسد الا گریستن	

جبکہ بہمن جادو ہاتھ سے صاحبقران اعظم کے مارا گیا ملازم اسکے لاشہ لیکر چلے سرحد ہوشربا
مین پہونچے راہ مین ایک قلعہ ہی کہ نام اسکا قلعہ شعلہ بار ہی وہانکا حاکم و ناظم ہر طرف سے افراسیاب
جادو کے سفاک اپنے قلعہ مین بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے خبر دی یارو چودہ ہزار ساحران نامی لاشہ
ایک ساحر رئیس کا لیے ہوئے روتے جاتے ہین یہ سنکر سفاک شعلہ بار بیقرار ہوکر قلعہ سے
نکل آیا ساتھ والون سے پوچھا یہ کسکا لاشہ ہی تمنے کہان شکست کھائی یہ کیا آفت آسمانی آئی
اُنھون نے کہا حضور شاہنشاہ بہمن کو افراسیاب نے بردسے مدد خداوند لقا روانہ کیا تھا
ایک صحرا مین جاکر اُترے حمزۂ عرب افسر مسلمانان برائے شکار صحرا مین آیا تھا اُس سے مقابلہ
پڑا اُسکے ہاتھ سے مارے گئے نام بہمن جو سفاک شعلہ بار نے سنا بے اختیار ہوکر سر دھنا
کہا یہ تو میرا خالہ زاد بھائی ہی ایسا ساحر زبردست کیونکر مارا گیا حمزۂ عرب بھی بڑا ساحر زبردست
ہی ساتھ والون نے کہا نہین حضور وہ جوان صاحب شوکت وشان مالک اسم اعظم خداے
نادیدہ ہی گرم و سرد عالم چشیدہ ہی بڑے بڑے ساحران غدار اُسنے مارے ملکہ دامہ وکشمش
کیسے سرکش تھے اُسی کے ہاتھ سے قتل ہوے یہ سنکر سفاک نے کہا بھائی صاحب کا لاشہ
ہوشربا مین نہ لیجاؤ ابھی تدبیر کرتا ہون ارتھی بناؤ صندل کی لکڑیان منگاؤ مرگھٹ پر چلکے جلاؤ
مین تمکو اپنے ساتھ لیکر چلونگا مجکو صورت میرے بھائی کی قاتل کی پہچنواؤ اسم اعظم بند کرکے
اگر آتش قہر وغضب مین نہ بھونکون تو نام اپنا سفاک شعلہ بار نہ رکھا یہ کہکر اسی وقت اُس
تاری کو اسنے جلایا سامان سفر تیار کیا پچاس ہزار ساحران غدار ہمراہ تخت سحر پر سوار ہوا طرف
کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے چلا ابر سحر تیار کر لیا اڑا ہوا جاتا ہی یہان صاحبقران زمان ممتاز
کو ہی کو ساتھ لیکر دو منزل چلے ہین ایک صحرا مین آکر فروکش ہوے بہت جلدی ہی کہ آپ پہنچے
ہو تعجیل لشکر ظفر اثر مین پہونچاؤن بادشاہ گھبراتے ہونگے بختیارک الیاد شمن وہان موجود
ہی ایسا نہو کہ کوئی فتور برپا کرے ممتاز نے عرض کی حضور نے راستہ فراموش فرمایا اب

یہان سے کوہ عقیق پانچ منزل ہی کل سے انشاء اللہ دو منزلہ کر کے جلد سرکار کو پہونچا دینگے
وہان لشکر مین بادشاہ اسلام جب دو ہفتے کامل گذرے اور صاحبقران واپس نہ آئے سرداران
متفق گھبرائے بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ اے شاہنشاہ گیتی ستان صاحبقران زمان کو عرصہ ہوا
غلام بہت گھبراتے ہین بادشاہ نے فرمایا مین نے بھی شب کو خواب پریشان دیکھا جواہر بن
عمرو کو بلا کر حکم دیا جلد جاکر صاحبقران کو تلاش کرو ہماری جانب سے عرض کرنا کہ حضور کا تشریف
نہ لانا مقام تردد و انتشار ہی ہر ایک جانباز بیقرار ہی جلد سرفراز فرمایئے جمال جہان آرا مشتاقان
با وفا کو دکھلایئے جواہر بن عمرو اُسی وقت بانہایت عیاری سے آراستہ ہو کر چلا لیکن امیر
اُسی منزل پر فروکش ہین ممتاز کوہی نے سپہ لشکر کو حکم دیا ہی کہ راستہ مفصل دریافت کرو ہمارے
حضور نے راستہ فراموش کیا ہی حقیقت مین اتنے بڑے بادشاہ قہار سے مقابلہ اور حضور کا
لشکر مین نہونا مقام تردد ہی بیرون پھیلا باقی ہی صاحبقران بیرون بارگاہ دنگل زرین پر جلوہ فرما
ممتاز پہلو مین سرداران لشکر تمام فروکش تھے بازار مین آراستہ کٹورا کھنک رہا ہی لشکر مین
چہل پہل امیر کو شراکت ممتاز کوہی سے نہایت لطف حاصل ہوا یہ کیفیت تمام اس نیک
انجام سے باتین کر رہے ہین کہ یکایک آسمان سے نوبت نقارے کی آواز آئی صاحبقران نے
سر اُٹھا کر دیکھا صاف ظاہر ہوا کہ پہلوے کوہ سے ابر سیاہ اُٹھا ہی رعد کی گرج برق کی چمک زنی
اُس ابر سے نوبت و نقارے کی آواز آتی ہو زمین دشت تھراتی ہی یکایک وہ ابر اگر شق ہوا دیکھا ایک
ساحر غدار بد روزگار تاج سر پر انگلیان چمکاتا ہوا شعلہ آتش بھڑکاتا ہوا پشت پر ہزارہا ساحران
خرس طینت میمون خصلت ہر برہائے آتشین پر سوار نیرنجات سحر دکھاتے ہوئے اسی صحراے
ہول خیز مین آکر وہ بادشاہ مع ساحران گمراہ کے اترا یہ ہی سفاک شعلہ بار ہی جو تلاش مین صاحبقران
کی چلا تھا اُترتے ہی پاس لشکر پر نگاہ کی ہمراہیان بہمن اسکے ساتھ مین اُن سب نے عرض کی
دیکھیے قاتل آپ کے بھائی صاحب کا کس جاہ و حشم سے اُترا ہوا ہی ادھر صاحبقران کو طلازمان
ممتاز کوہی نے خبر دی کہ ای شہریار بہمن جادو کا بھائی سفاک شعلہ بار براے مقابلہ سرکار
دولت مدار آیا ہی صاحبقران زمان نے فرمایا پروردگار مالک ہی اُسکو سب طرح کا اختیار ہی بندہ
مجبور و ناچار ہی فتح و ظفر عطا کریگا دامن مدعا گل مراد سے بھر دیگا یہ فرما کر صاحبقران بارگاہ مین

تشریف لائے لیکن کوتی نوسلم آمد ساحران دیکھکر گھبرا گئے بھاگنے لگے ہزارہا نکل گئے حیلے ہونے
لگے بعض نے کہا بھائیو جادوگرون سے کیونکر مقابلہ کرینگے وہ ایک دانا اگر پھینکدینگے پانون
بیکار مجبور و ناچار کیا کرینگے کچھ زور نہ چلیگا جان اپنی بچانا واجب و لازم ہی یہان سوارون مین
اسم ہی اور کہین جاکر پیدل سہی جان تو بچے بعض کہتے ہین بھائی ہم تو دیہات کے ساکن ہین
معاش سے مطمئن ہین چار بیگھے کا ایک باغ ہی دس بیگھے کا باغ زمیندار سے لینگے پٹہ لکھدینگے
مزدوری کرکے پوت ادا کرینگے اناج بچیگا اسکو سوائی پر دینگے مہاجن بنینگے مین کیا مشغلہ ہی مفت
مین حمزہ عرب کے ساتھ لڑنا مرنا جان دینا ہمسے نہو سکیگا اگر اسیطرح لڑتے مرتے پچاس برس
کیونکر بسر کرتے اب نوکری سے دل بھر گیا بھائی تمہارا قول دلپر اثر کر گیا بونے جوتنے مین بڑا مزہ
ہی دن بھر مزدوری کی شام کو ٹانگ پھیلاکر سو رہے آج سے توبہ کرتے مین تلوار جاکر اپنے پیر کی
درگاہ مین چڑھا دینگے بڑا ثواب ہوگا اگر کوئی ہمارے ہاتھ سے مارا گیا کیا عذاب ہوگا لشکر
کوہیان مین ہنگامہ پڑ گیا ہزارہا چلے گئے چندکس مرنے والے قوم کے سپاہی انھون نے اپنی
بات نباہی باپ بیٹے کو سمجھا رہا ہی ای نور نظر نام بڑی چیز ہی لڑائی سے منہ پھیرنے والا بدتمیز
ہی جسکا نمک کھایا جان اسکا پسینہ گرے گا اپنا خون بہا دینگے لڑ بھڑ کر مرجائینگے جو بہادر دیکھیگا آفرین
کہیگا مشہور ہوگا یہ جوان سورما تھا ہر ملک مین نام ہوگا یہان تو یہ کیفیت تھی لیکن سفاک نے
حکم دیا طبل جنگی بجے کل سر میدان حمزہ عرب کو للکارونگا اپنے بھائی کے خون کا بدلا لونگا اس
کو دار پر کھینچونگا اتنے بڑے نامی و گرامی کو سر میدان مارا یہ خون بالا بالا نجائیگا اسکلون کے
ساوند مین تاکوہ عقیق گلزار سلیمانی خون کا دریا بہادونگا تھوڑے ہی عرصہ مین سن لینا اس
قوم لا ام صفحہ ہستی سے مٹادونگا صدائے طبل جنگی بلند ہوئی صاحبقران زمان بارگاہ مین جلوہ
فرما ہین کہ جاسوسان لشکر ممتاز کوہی حاضر ہوئے ہاتھ اٹھا کر دعا دی نظم

کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ — گل سرخ تا بد چو روشن چراغ
ہمہ کار عالم بکام تو باد — الٰہی سعادت بنام تو باد

شہریار عالم کی عمر دراز ہو سفاک شعلہ بار نے طبل جنگی بجادیا
کل اسکا ارادہ ہی کہ بندگان شاہنشاہی سے مقابلہ کرے آتش کین و عناد کو دوبالا کرے
مثل شعلہ جوالہ بھڑک رہا ہی حقیقت مین ملعون آگ کا پتلا ہی امیر نے فرمایا اپنی آگ مین تاپ

جلیگا آب تیغ سے ٹھنڈا ہو جائیگا کہ دو ہمارے لشکر مین بھی بعنایت ایزدی طبل جنگی بجے پروردگار
حسین و مددگار ہی یہان بھی نقارۂ زری بر چوب پڑی ممتاز کو ہی نے عرض کی ہزارہا نامرد جان
کے خوف سے نکل گئے عین وقت پر ٹل گئے صاحبقران نے فرمایا ای ممتاز تردد و انتشار کو
دل مین جگہ نہ دو بلکہ نقیبون سے کہو کہ لشکر مین پکار دین جن صاحب کو جان دینا ہو وہ میرا ساتھ
دین ورنہ رات ہی کو چلے جائین بوقت سحر سامنے سے حریف کے قدم نہ اٹھائین اگر میری فتح
ہو انکا گھر ہی بلا تکلف چلے آئین مین آلودہی جگہ دونگا کچھ شکایت نہ کرونگا اگر حال شکست ہو
لینا تمکو اختیار ہے ممتاز کو ہی ان باتون پر صاحبقران کی وجد کرنے لگا قدمون کو بوسہ دیکر عرض
کی حضور جو مرنے والے ہین وہ جان دینگے جو نامرد و بزدلے ہین وہ بھاگ جائینگے یہان تو لشکر
مین تیاری ہونے لگی سفاک آتش بار دو پہر رات گئے ہوم خانے مین داخل ہوا سحر تیار کرنے لگا
اس بیجا نے ایک ماش کے آٹے کا پتلا بنایا اسپر سحر کرنے لگا منظور ہے کہ صاحبقران کا اسم اعظم بند
کرنیکی تدبیر کرون اسم سحر پڑھ پڑھ کر سوئیان جسم مین اس پتلے کے نصب کرتا ہے آنکھون کو باقی
رکھا تمام جسم سوئیون سے معمور کر دیا طریقۂ سحر سے پتلے کو بھر دیا ایک طائر موم کا بنایا اسکو
شیشے مین اتارا منہ شیشے کا بند کیا شیشہ جھولی مین رکھا صبح ہوتے ہی ہوم خانے سے نکلا گھبرایا
ہوا دریاے سحر مین غوطہ مارے کرگدن مست پر سوار ہوا کل ساحرون کو ساتھ لیکر سمت میدان
چلا یہان صاحبقران زمان بصد شوکت و شان بپشت اشقر پر سوار ہوے ممتاز کو ہی ساتھ ہے
اب جو صبح کو دیکھا چالیس ہزار کو ہی نکل گئے دس ہزار مرنے والے بھڑنے والے جان نثار سر فروش
بصد جوش و خروش ہمراہ رکاب سعادت انتساب آکر میدان کارزار مین پہونچے سفاک شعلہ بار
شب کو تدبیر اسم اعظم بند کرنے کی کر چکا ہے باطمینان تمام گینڈے کو بڑھا کر میدان جنگ مین
آیا سحر شوری دکھلائی گولے آسمان پر چھینکے شعلے بھڑکائے عجائب و غرائب سحر کے دکھائے
اہالیان لشکر ممتاز گرمی سحر دیکھکر گھبرا رہے ہین ایک کی ایک پر نگاہ متردد و متوحش دل مین
کہتے ہین کہ دیکھین اس بیجا کی آتش سحر سے کیونکر نجات پاتے ہین ادھر سفاک آتش باز نے گینڈے
کو روکا دستک دیتا جاتا ہے نام سامری و جمشید کا لیتا جاتا ہے بخوف و خطر پکار کر آواز دی کیا زلزلۂ
قاف ثانی سلیمان مقابلے مین میرے آ اپنے فنون سپاہ گری دکھلائیے ہمین کا خون جوش مار رہا ہے

اسکے معاوضہ مین قیامت برپا کرونگا خون سے پیگنا ہون کے ہاتھ بھرونگا صاحبقران زمان کو بھلا ان کلمات کی کب تاب ہر خود اشقر دیوزاد کو پرے سے نکالا ہر چند ممتاز نے عرض کی کہ غلامان جانباز کس دن کے واسطے ہین اگر دریائے آتش ہو گا کود پڑینگے جان قدم اقدس پر نثار کرینگے اسوقت صاحبقران نے فرمایا ای ممتاز واقعی تم ایسے ہی شمشیر ہو مگر سمجھو تو کیا ساحر مکار ہو اسکے سامنے تم جا کر کیا کرو گے پروردگار سے دعا کرو فتح و نصرت حاصل ہو اہالیان کوہستان کو تسکین دل ہو تمام سرداران نامی نے ہاتھ اٹھا کر امیر کو دعا دی صاحبقران زمان کس شوکت و شان سے پشت اشقر پر سوار ہوے مرکب اشارے سے اپنے راکب کے برق بنگیا چاہتا تھا کہ سبزۂ فلک اخضری کو پامال کردن نجیہائے نعل سے عدو کو قتل کرکے زمین کارزار لال کردن

غرارے بھر نے لگا سن برق چمکا بقول ذوق

تیرے توسن مین وہ جلدی کہ اگر چھیڑ دے تو
شبدیز فلک بھول گیا ڈھنگ چال کا

دیگر

یون وہ اڑ جائے کہ جیسے سر آتش زیبق
ہر باگ کہکشان کی دہانہ ہلال کا

اس عظم و شان سے صاحبقران زمان مرکب باد رفتار کو اڑا کر چلے لیکن سفاک شعلہ باز پیچھے ہٹا یا ساحری کیلئے طرف صحرا کے گیا دوراسپ نے دیکھا کہ اڑ کے کی تھم مرکب کے صدا بلند ہوئی ایک جوان سیاہ روکریہ منظر خوک سیلاب درکابے گھوڑے پر سوار وہ نابکار نیزہ ہلاتا ہوا سامنے صاحبقران کے آیا سفاک شعلہ بار نے آواز دی ای خیرخواہ حمزۂ عرب کو ٹوک لے مدتون تیری خدمت کی تھی وقت خیرخواہی ہو دشمن کے لیے تباہی ہو وہ بیحیا نیزہ ہلاتا ہوا صاحبقران پر جا پڑا نیزہ امیر سے چلنے لگا امیر نے تیسری طعن مین نیزہ اس مغرور کا ہوائی کیا اسنے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا امیر پر ہاتھ تلوار کا لگایا امیر نے وار اسکا روک کر نعرۂ شیرانہ کیا ہاتھ عقرب کا لگایا اس خودسر نے سپر کو چہرے کی پناہ نہ کیا سر نگے بڑھا دیا آمین کچھ سر تھا تیغ عقرب سلیمانی اسکے سر پر پڑا سراسر کلے جبڑے کو کاٹ صراحی گردن سے مثل قطرۂ آب گذری صندوق سینہ پر جا رکی قفس جسم خالی دا ہوا لڑکھڑا کر وہ جوان گھوڑے سے گرا قفس سینہ سے ایک طائر ہفت رنگ نکلا گرو سر صاحبقران چرخ مارتے لگا رنگ روے صاحبقران کا یک متغیر ہونے لگا سفاک شعلہ بار نے شیشہ جھولی سے نکالا منہ کھول کر اس طائر ہفت رنگ کو آواز دی

ساحت چرخ گرد سر اسیر لگا چکا تھا آواز آئی ملک کی سنکر فرمسرا ہوا شیشہ مین لنڈھے باندھکر
اگر پڑا سفاک شعلہ بار نے دہن شیشہ موم سے بند کیا شیشے کو جھولی مین رکھا پکار کر آواز دی لو یارو
اسم اعظم حمزہ مین نے بند کر لیا اب گرفتار کرو مسلمانون کو گھیر کر مار لو مقبل نے جو بڑھکر دیکھا
حقیقت مین طائر کو دیکھکر رنگ رد ہوئے صاحبقران اُڑ گیا چہرے پر اُداسی چھائی ہی ہاتھ پاؤن مین
رعشہ لپینے لپینے ہونٹھون پر خشکی مقبل نے بڑھکر پوچھا ای شہریار خیر تو ہی امیر نے فرمایا حقیقت
مین دریاے حیرت کا دل پر جوش ہوا اسم اعظم مجھکو فراموش ہوا ناظرین پر واضح ہو کہ دو چیزین
صاحبقران کے پاس نایاب ہین ابتداے نوشیروان نامہ مین ملا فیضی وغیرہ نے تحریر فرمایا ہی کہ جب
صاحبقران اسکے تعاقب مین چلے قارن بھاگا راہ مین قارن کو ایک ساحر ملا اسنے اسکو دامن
مین اپنے پناہ دی قارن نے کہا دشمن نوشیروان میرے تعاقب مین آتا ہی اس ساحر کا عقاب
نام تھا اسنے کہا مین حمزہ کو مارونگا سحر کرکے گرفتار کرونگا لکھا ہی کہ اسوقت بزرگان دین نے آکر
صاحبقران کو اسم اعظم الٰہی تعلیم فرمایا امیر نے اسم اعظم پڑھکر عقاب جادو کو مارا بعد ازان
عقاب د قارن دیو بند کو بھی قتل کیا دوسری صورت یہ ہی کہ جب صاحبقران ملک کبر وتیہ پر
پہونچے بختیار شاہ کبر دتی کو مسلمان کیا اسنے عین صحبت مین امیر سے رو رو کر کہا ایک فرزند
میرا نوجوان صاحب شوکت شان حسین وخوش رو اپنے زمانے کا رستم طلسم آہوان مین جاکر قید
ہو گیا ہی اسکے غم مین بیقرار ہون صاحبقران براے رہائی خسرو زرین کلاہ فرزند بختیار شاہ
دشت آہوان مین پہونچے اُس مقام پر آکر بزرگان دین نے اسم اعظم الٰہی تحریر فرمایا بہر نوع
صاحبقران اعظم صاحب شوکت وحشم رازدار اسم اعظم رب اکبر ہین لیکن بند ہونے کی صورت
یہ ہی کہ ساحر سحر کرکے زبان پر قبضہ کرتا ہی زبان مین لکنت ہو جوش حیرت ہو لفظ صحیح زبان
سے نہ نکلے یہ صورت بند ہونے اسم اعظم کی ہی تحفہ دیگر کامل واکمل حرز ہیکل مصنف سے خدا اسکے
ملنے کا ذکر کسی مقام پر نہین کیا نہ کسی جگہ جنگ ساحران مین مثل چاہ ماران وامّ الجبال [illegible]
کے اس حرز ہیکل کا ذکر تحریر کیا مگر ہفت در ہند فرعونیہ پر جب شہنشاہ جادو سے مقابلہ ہوا اسکو
امیر طلایہ کی گشت مین تھے کہ ایک فقیر سامنے سے آیا اُسنے دست بستہ عرض کی مین نے
آپ کی سخاوت کا شہرہ سنا ہی ظاہر ہی کہ آپ مجاہد راہ دین اسلام ہین نسل مین حضرت خلیل کے

جس پروردگار نے آتش کو گلزار کیا پس امیدوار ہوں کہ چند ساعت کے واسطے حرز ہیکل مجھکو
عطا فرمائیے میرا فرزند نوجوان دیوانہ ہو گیا ہے طلما نے بتایا ہے کہ اگر حرز ہیکل صاحبقران آ کے
پانی میں دھو کر وہ آب ناب اس وحشی کو پلایا جاوے چشم زدن میں صحت پائے پس راہ خدا
میں وہ تحفۂ کامل و اکمل یعنی حرز ہیکل مرحمت فرمائیے میں بوقت سحر لا کر حاضر کر دونگا راہ خدا کا نام
سنکر صاحبقران بیقرار ہوئے گلے سے حرز ہیکل اُتار کر اس درویش مکار کو دی اُسنے آواز
دی او حمزہ میں دلنواز جادو بادشاہ طلسم عجائب برادر شہناز جادو اب یہ حرز ہیکل طلسم عجائب
میں جائیگی میرا بھائی چشم زدن میں تمکو قتل کریگا انتقام پر مصنف دفتر نے تحریر کیا ہے کہ صاحبقران
بیہوش ہو گئے پس بعد عرصۂ دراز کرب غازی جا کر طلسم عجائب کو فتح کرتے ہیں تب حرز ہیکل
دستیاب ہوتی ہے مراد اس بیان سے مصنف کی یہ ہے کہ سفاک شعلہ بار نے اسم اعظم بند کر لیا ہے
حرز ہیکل گلے میں صاحبقران کے موجود ہے اسوجہ سے بیہوش تو نہوئے لیکن رنگ رو متغیر ہوا زبان
میں لکنت جب ساحروں نے بلوہ کیا سفاک نے حملہ کا حکم دیا صاحبقران تیغ عقرب سلیمانی
کھینچکر جا پڑے لیکن نہایت مضطر و حیران تیغ صاحبقرانی دو انگل سے زیادہ نہیں کاٹتا ہاتھ
دستگیری نہیں کرتے ثابت قدمی نے دامن دولت چھوڑا جرأت نے منہ موڑا اس حال
پُر ملال میں بھی کئی سو ساحر قتل کیے ممتاز کوہی و عمرو جی داری کر کے جا پڑے ساحروں سے بہ
جرأت و شوکت لڑے لیکن سفاک شعلہ بار بھی حاکم دربند طلسم ہوشربا فن سحر و ساحری میں
یکتا ہے کوہیوں کو کب مانتا ہے غیر ساحل اگر فیل مست ہو اسکو پشہ سے بھی کم جانتا ہے ایک گولہ
اٹھا کر پھینک مارا شعلہ ہائے آتش بھڑکے لاہے ابر گرد کے دھوان بلند ہوا ممتاز کوہی و بہرام
گرد بن خاقان چین و مقبل نامدار مع تمام کوہیان صف شکن پہلوانان بلتن کے اس دھوئیں سے
نابینا ہو گئے بیقرار ہو کر گھوڑوں سے گرے ساحران غدار نے ان سب مردان عالم کو مشکیں دے لیں
کر کے گرفتار کر لیا اب صاحبقران یکہ و تنہا رہ گئے اسم اعظم بند دل دردمند لیکن لڑائی
میں مصروف اس حال میں بھی کوئی اس شیر کے منہ نہیں چڑھتا کسی ساحر کا قدم آگے نہیں
بڑھتا شیرانہ زیر نخل جھوم رہے ہیں قبضۂ شمشیر چوم رہے ہیں سفاک شعلہ بار نے جو دور سے
دیکھا کہ حمزہ تیغ بکف جرأت میں وہی شرف کسی کو اپنے قریب نہیں آنے دیتا جب ساحر پڑھ میں

پنجہ

شہنشاہانہ تلوار کھینچکر جاتے ہین دو چار ساحرون کو قتل کرکے پھر سایۂ تخت مین آ تھمے ہین اسنے پکار کر آواز دی او نامردو مین نے اسم اعظم حمزہ بند کیا میرے پیرون نے مجکو خبر دی ہی کہ گلے مین حمزہ کے حرز اسمعیل موجود ہی اسوجہ سے سحر تاثیر نہین کرتا جرأت کو فراخ برہم اسپر بھی کس شان و شوکت جرأت و ہمت سے ٹھہرا ہی بلوہ کرکے جا پڑو حمزہ کو گرفتار کرلو یہ سنکر کل ساحران غدار پرے باندھکر جسے قصد ہوا ایکمرتبہ چار جانب سے جا پڑین اسوقت امیر با توقیر کو اک عالم یاس چہرہ اور اس باوجود صبر و جبر کے بیساختہ چند اشعار حسرت آمیز یاد یاران ہمدم مین زبان سے نکل گئے

اشعار

مخلصی کب ہی کہ مرغ روح قید تن مین ہی — جان بدن مین ہی بدن آغوش پیراہن مین ہی
رو رہا ہی وہ بھی میرے اضطراب اشک پر — کوئی آنکھون مین تڑپتا ہی کوئی دامن مین ہی
انقلاب ایسا دکھا ای لعبت قاتل آج تو — زخم مین آسکے جو ہو ورا دیدۂ سوزن مین ہی
بعد مردن دیکھنا دیوانگی کا میری اوج — ماہ نو ہوگا وہی طوق آج جو گردن مین ہی
خاطر صافی مین تیرے کس طرحسے آئیگا — وہ جو میرے قتل کا کینہ دل دشمن مین ہی
بعد مردن آرزوئین خاک سے پیدا ہوئین — میرا لاشہ صورت دل سینۂ مدفن مین ہی
خون روئے عمر بھر اغیار صورت دیکھکر — میرے زخمون کا نمک شاید مرے جوبن مین ہی
گل ہوا جب غنچۂ شرم تو عروسی پھر کہان — شاہد رو پوش ہر جب تلک پیراہن مین ہی
ملگئی یہ خاک کیسے حسرت پابوس مین — اک بگولا سا مرے گرد رم توسن مین ہی
باغ ہستی کی ہوا سے سرد پھر کیا ای نسیم — ہوگا پژمردہ وہ گل جو دہر کے گلشن مین ہی

یا صاحبقران جو گل باغ دہر مین کھلا ایکدن اسپر خزان آنا بھی ضرور ہی باغبان قضا و قدر نے گلشن عالم کو عجب رنگ سے آراستہ کیا کبھی خزان کبھی بہار بقول شاعر شعر

اک طور پر نہین ہی زمانے کا رنگ آہ — معلوم ہو گیا ہین لیل و نہار سے

اول غنچہ پیدا ہوا گویا طفل شیرخوار نے دہن ند بھی کھولنے نپایا تھا کہ بدبخت صرصر غم نے اس غنچہ کو گرایا گویا طفل شیرخوار مرا پھول کھلا بلبل دیکھکر شاد ہونے پائی بوقت سحر گلچین نے دستدرازی کی صاف معلوم ہوا نوجوان نے پردہ دنیا کو چھوڑا شاید پھول پھل ہوا گویا انسان کو ثمر باغ

جوانی سے حاصل ہو گیا اب پھل پر دست درازی ہو گی صاحب اولاد مرا اگر پھل بھی نہ توڑا گیا
مثل اسکے کہ انسان ضعیف ہوا ہاتھ پاؤن بیکار ہوے چلنے پھرنے سے معذور ہوا انجام فنا
اگر ہزار برس جیے پھر بھی دنیا ناپایدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی انجام یہی ہی مصرع جہت شاہ و گدا زیر
زمین یکسان ست ﴿ آخر دو گز کفن و گوشۂ قبر دنیا کا یہ مآل ہی مرنے کا خوف کیا ایک دن مرنا ضرور
ہی اس امر کا خیال آیا قلب تھرایا کہ ایسے مقام پر قتل ہوے لاش زاغ و زغن کھائینگے یہ اعضاے
جسم پروردۂ ناز و نعم طعمۂ درندان صحرا ہو جائینگے دفن و کفن تک ممکن نہوا جنازہ بھی دھوم سے
نہ اٹھا یاران ہمدم شریک نہوے گوشۂ تنہائی قبر ناممکن ہوا افسوس کہ یاران باوفا نے مٹی نہ دی
ہر چند کہ رب اکبر نے فرزندان نامور صاحبان شوکت و حشم و سرداران جلیل و مشیران عقیل کرامت
فرمائے جادۂ راہ خدا مین بڑے بڑے شرف پائے لیکن وقت مرگ یک و تنہا دام حسرت و یاس
مین مبتلا ہون ان خیالات مین آنکھون سے آنسو جاری ہوے ہجوم لشکر غم و ملال خیال موت
لطف عیش و عشرت فوت کیا یک من جانب اللہ قلب مضطر نے مژدہ دیا کہ ای غریق دریاے
مصیبت و ای گرفتار لجۂ محیط آفت کیون گھبراتا ہی شعر نشکلے نیست کہ آسان نشود ﴿ مرد باید
کہ ہراسان نشود ﴿ اپنے پیدا کرنے والے سے رجوع کر وہ خالق کونین بانی بناے عالم ناخدا
کشتی دو جہان کا بیڑا پار کرے گا گرداب بلا سے نجات دیگا دل نے جو یہ مژدہ سنا پیچ و تاب
خود بخود دفع ہو گیا قلب کو قوت روح کو راحت حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی طرف آسمان
کے سر اٹھایا عرض کی ای رحیم و کریم و ای سمیع و علیم قادر و مختار و ستار و غفار اس عبد ذلیل کی
ذلت کو جائز نہ رکھ بچپن سے تو نے میرا ناز اٹھایا مور ضعیف کو مرتبۂ سلیمانی عطا فرمایا نوشیروان
الیا بادشاہ عالیجاہ مہیب شمشیر سے اس گنہگار کی ٹھہرایا گوشۂ عافیت ڈھونڈھا زیر طاق کسریٰ
عالم کفر مین و بکرم القاے بے بقا دعوی خدائی پر مغرور شیفتۂ دماغ بجیا کا شرب کبر و نخوت
سے معمور فوجین سجا تھا سرداران خرس طینت متکبر نے ورد جمع تھے اسکو میرے ہاتھ سے
شکست دلوائی اس قطرۂ ناچیز نے آبرو پائی آج ایک ساحر ذلیل کے ہاتھ سے قتل ہوتا ہون
یقین کامل ہی تو ذلت میری جائز نہ رکھیگا عزت و آبرو بچائیگا میری زبان اس لائق نہین ہی

نظم

کہ شرح صفت کر و ...	خداوند کیہان و گردان سپہر	فروزندہ ماہ و ناہید و مہر

ز نام و نشان و گمان برتر است | نگارندۂ برشدہ گوہر است | بہ بینندگان آفرینندہ را
نبینی مرنجان دو بینندہ را | نیابد بدو نیز اندیشہ راہ | کہ او برتر از نام و از جایگاہ
سخن ہر چہ زین گوہران بگذرد | نیابد بدو راہ جان و خرد | خرد را و جان را ہمی سنجد او
در اندیشۂ سختہ کی گنجد او | ستودن نداند کس او را چو ہست | میان بندگی را بباید بست
خرد گر سخن برگزیند ہمی | ہمان را گزیند کہ بیند ہمی | پرستندہ باشی و جویندہ راہ
بفرمانہا ژرف کردن نگاہ | توانا بود ہر کہ دانا بود | ز دانش دل پیر برنا بود
ازین پردہ برتر سخن گاہ نیست | بہستیش اندیشہ را راہ نیست | اے خالق بے نیاز میرے
اے مالک کارساز میرے | مجھ عاجز خستہ کی مدد کر | عصیان کے حجاب سے ہون مضطر
عصیان کے حجاب سے مضطر ہے | دامن گل آرزو سے بھر دے | یہ جو بیقرار ہو کر صاحبقران

نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا قدرت خدا سے لاکھ ابر سیاہ آسمان پر نمایان ہوے
اب کل ساحرون نے دیکھا کہ ایک نقابدار زرین پوش تخت یاقوت نگار پر سوار پشت پر ہزارون
دیوان مہیب اُن بھون کے کاندھون پر تخت اُن تختون پر سرداران شیر دل و تازیان
جرأت پسند جوانان تنومند سوار ہیں پاس نقابدار عالی وقار کے ایک بار سفیدہ سایہ افگن
مثل برق تڑپ رہا ہے پہلو مین عیار طرار خنجر گذار قطورۂ زرلفتی بیادہ سقرلاتی گو بین عیاری
سے درست چست و چالاک بیباک طرار و فرار اپنے آقا کے سر پر مگس رانی کر رہا ہے رعب و
داب و سطوت و صولت شور و شجاعت مثل چاکران کمترین ہمراہ دیوان سرکش کے ہاتھ مین
علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے ان پر حمد الٰہی و نعت رسالت پناہی بخط جلی مرقوم صدہا
نقابدار نگاہ سے صاحبقران کے گذرے مگر اس شوکت و شان کا جوان کبھی ملاحظہ نہین فرمایا
جسوقت نقابدار عالی مقدار کی نگاہ حال پر ملال صاحبقران پر پڑی عیار نے بھی عرض کی ہے
صاحبقران غضب ہوا صاحبقران اعظم مبتلاے رنج و الم ہین یہ سنتے ہی نقابدار زرین پوش
نے حکم دیا جلد لشکر کو زمین پر اُتارو کل دیوزاد زمین پر اُترے تخت رکھکر طرف صحرا کے بھاگے
نگاہون سے مخفی ہو گئے لیکن عیار طرار نے مرکب سرچشمی سامنے نقابدار کے حاضر کیا نقابدار نے
رکاب سعادت انتساب مین پاؤن رکھا خانۂ زین کو مثل خانۂ آفتاب روشن کیا لمحہ بخاطر ناظرین

والا مقام ہو جیسا کہ مرکب سرچشمی صاحبقران کے پاس موجود ہی ویسا ہی مرکب اس نقابدار زرین
پوش کے زیر ران دیکھنے والے حیران ساٹھ ہزار جوانان شیر دل صف شکن تیغزن غازی و مجاہد
پشت پر نقابدار کی تلوارین کھینچکر آ گئے اپنے آقا کو تلوارون کی چھاؤن مین لیا نقابدار عالی وقار
نے مرکب کو مہمیز کیا اشہب تیز گام کلانیان مارتا ہوا طرارے بھرنے لگا باد صرصر سے کہتا ہی ای تماشائی
بردار ہوشیار میری ہمواری کر دم تیز روی کا نہ بھر یہ کہکے ہوا ہو گیا لیکن نقابدار زرین پوش
نے ساتھ والون سے اشارہ کیا کہ ای جوانان شیر دل مخزون و ملول ہوتا مین سب صاحبون کو
اپنے سے بہتر و برتر جانتا ہون لیکن آپ لوگون کا اس جنگ مغلوبہ مین شریک ہونا مناسب
نہین ان جوانان سرفروش نے دست بستہ عرض کی غلامان جانباز اس بات کو قبول نہ کرینگے
اگر دریاے آتش ہو شناوری کرین آب تیغ حیدری سے شعلہاے سرکش کو بجھا دین نار یلان
پہ برس پڑین یہ ساحر کیا ہین مرنے کو غلام شرف جانتے ہین ان مکارون کو خوب پہچانتے ہین
حضور کچھ نہ فرمائین بسم اللہ مرکب بڑھائین نقابدار نے مرکب بڑھایا تلوار آبدار نیام سے لی نعرہ
شیرانہ کیا ہاشیدای کفاران بیحیا و ای نابکاران بدنہاد ہر کہ داند داند و اگر نداند بشناسد منم
نقابدار زرین پوش صاحبقران عصر سحر شکن بحر و بر یا صاحبقران اعظم نہ گھبرایئے گا یہ عبد ذلیل
رب جلیل برائے مدد بندگان عالی حاضر ہی ہر چند کہ ہماری کیا مجال ہی حضور ایسے صف شکن
تیغزن کی مدد کرین یا کوئی بلا رد کرین حضور تو خود اہل اسلام کے مددگار ہین بادشاہ ذوی الاقتدار
ہین خدا حضور کو سلامت با کرامت رکھے آپ کے نام نامی اسم گرامی سے شرف دین خلیل الرحمن
ظاہر ہوتا ہی ہیبت اکبر سے ہر ایک خرد و کلان ماہر ہوا ایسے کلمات عجز و انکسار زبان معجز بیان
سے فرما کر لعبد کرد فوج کفار پر آ گرا صاحبقران زمان نے سر اٹھا کر ملاحظہ فرمایا اپنے
کانون سے سنا کہ نقابدار زرین پوش اسم اعظم الٰہی پڑھ رہا ہی باز سفید سر پر سایہ فگن جو ساحر
سحر کرتا ہی نقابدار اسم اعظم بفصاحت و بلاغت پڑھکر اس کو باطل کر دیتا ہی اگر گولہ ساحر کا بلند
ہوا باز سفید مثل برق بلند ہو کر اس گولے پر منقار لگائی وہ گولہ پھٹکر کسی ساحر کے سر پر
پہنچا جلکر خاک ہوا چشم زدن میں قصہ پاک ہوا صاحبقران حیران ملاحظہ فرما رہے ہین مگر
نغمون سے جو بہ غیرت سے دل ان میں تھا کہ مقام افسوس ہی یہ نقابدار تو اسطرح شوکت و شان

دکھا رہا ہی اسم اعظم اسکو کیونکر حاصل ہو اسب حقیقت صاحبقرانی کی اسمین موجود ای معبودہ کیا سحر کو
ہی تیرے راز و نیاز مین گفتگو دخل ہی صاف ظاہر ہی کہ زمانہ ہماری صاحبقرانی کا ختم ہوا دوسرے
صاحبقران کو تو نے پیدا کیا دیکھیے اب انجام کیا ہوتا ہی یہ سوچکر ہاتھون سے فرمایا وقت دستگیری کی
ہی آرزو ہی کہ پاؤن ثابت قدمی کرین پشت شقر پر بھی ہاتھ رکھا فرمایا ای مرکب وفادار تیز رفتار ا
مجبور و ناچار ہی باد رفتاری دکھادے قلب لشکر مین پہونچادے ای جرأت صف شکنی میدان
کارزار کو ہلادے ایسے کلمات حسرت آیات جو زبان سے نکلے شقر دیو نژاد نے تیور بدلے طرارہ
بھرا ہتو صاحبقران بھی لڑتے بھڑتے چلے لیکن نقابدار زرین پوش نے دریا خون کے بہادیے
طبقے زمین کے ہلادیے سحر تو اس جوان پر تاثیر نہین کرتا اگر ابلیان فوج اسکے مبتلاے سحر ہوتے
مین اسم اعظم پڑھکر انکو بچاتا ہی ادھر صاحبقران زمان کو جوش حیرت اپنے حال پر ملال پر عبرت
اسم اعظم فراموش مثل تصویر تصور خاموش نقابدار زرین پوش نے بھی دور سے دیکھا کہ رنگ
روے صاحبقران متغیر ہی عیار طرار سے کہا ای برادر طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ اسم اعظم صاحبقران
بند ہو چکا ہی رنگ روے مبارک تو ذرا دیکھو مائل بزردی ہی لیکن ماشاءاللہ کس جرأت و ہمت
سے منگانہ لڑ رہے ہین مگر مجبور ہین ساحرون نے جو وہ کیا ہی عیار نے عرض کی ای صاحبقران
اصغر جرأت صاحبقران زمان کا کیا ذکر ہی دیوان قاف کو للکارا ثانی سلیمان لقب پایا انکے
نام سے جرأت کو فخر حاصل ہی مردان عالم کو تسکین دل ہی آفتاب آسمان جرأت یکہ تاز میدان
شجاعت انکا مثل و نظیر نہین ہی انشاءاللہ حقتعالی آپ کو بانہاے صاحبقرانی دلاے
اسوقت لطف ہوگا نقابدار زرین پوش نے فرمایا وقت و ساعت پر موقوف ہی مین جانتا ہون
کہ مجھے اور صاحبقران سے مقابلہ ہو لیکن بانہاے صاحبقرانی ملجا عیار نے عرض کی
یہ امر بہت دشوار ہی یہ باتین کرکے لڑتا ہوا طرف سفاک شعلہ بار کے چلا سفاک شعلہ بار
کو بھی اپنی سحر و ساحری پر غرور ہی دور سے نقابدار کو للکارا او نقابدار زرین پوش کہین سے
چند اجنبہ سیکھکر آیا ہی مجکو شعبدہ سحر و ساحری دکھاتا ہی نہین جانتا کہ سنم سفاک شعلہ بار
مصاحب افراسیاب نامدار چشم زدن مین اسم اعظم حمزہ عرب مین نے بند کیا تجھا لیون
کی کیا حقیقت ہی ابھی آگے تیرا نام و نشان مٹاتا ہون یہ کہکے فوج ظفر موج نقابدار زرین پوش

پر جھپٹا گولہ سحر کا مارا زمین تھرائی اُٹھی ہزار ملازم نقابدار کے زمین پر گرے گھوڑے بدلگامیاں
کرنے لگے شعلہ ہائے آتش بھڑک کے کتنے جوان آبرو دار آتش سحر سے جل گئے صدائے فریاد
والغیاث بلند ہوئی نقابدار زرین پوش نے جو فوج کا یہ حال دیکھا بقہر و غضب تمام طرف
شعلہ بار کے بڑھا مگر ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ وہ باز بلند پرواز سر پر نقابدار کے اسطرح چرخ
مارتا ہے جسطرح گرد شمع کے پروانہ پھرتا ہے پنجہ ہائے آہنی جل رہے ہیں پروں سے شعلہ ہائے
آتش نکل رہے ہیں کوئی اس راز سے واقف نہیں کہ یہ باز کیا چیز ہے سحر ساحران کو دفع کرتا ہے
دل و جان سے دم محبت کا بھرتا ہے اُس طائر کو دیکھکر ہوش اڑتے ہیں طائر وہم و خیال اس
اسرار کو نہیں پاسکتا کوئی مکار و غدار قریب نقابدار کے نہیں آسکتا جب نقابدار بڑھا باز بھی
چلا ساتھ دینے سے باز نہ آیا سفاک شعلہ بار نے جسوقت گولہ مارا نقابدار عالی وقار نے لفصاحت
و بلاغت اسم اعظم پڑھا گولہ پھٹکر زمین پر گرا اُٹھی سو ساحر جلے سفاک شعلہ بار گھبرایا ساحروں نے
غل مچایا واہ میاں قمر صاحب یہ تو وہی بات ہے کہ کانڈو اپنی ہی فوج کو مارے کیا خوب
آپکا سحر تیار ہے ساتھ والوں کو جلایا کتنے جادوگروں کو خاک میں ملایا یہ صدائیں سنکر سفاک شعلہ بار
کو اور زیادہ غصہ آیا بہت سے اُس کے دانے نقابدار پر پھینک مارے وہ سب تصدق سر
ہو کر گرے سفاک شعلہ بار بھڑک کر قریب پہونچا تیغ سحر کمر سے کھینچا کہا ای نقابدار یہ تیغ سحر
ساختۂ سامری و جمشید ہے افسونگری کا بھید ہے اس سے بچنا محال ہے یہ کہکر بڑھا نقابدار پر ہاتھ
تیغ سحر کا مارا نقابدار نے تیغ ہلالی پر کاٹا لیکن اسم اعظم پڑھتا جاتا ہے ہزار ہا شعلے بھڑک کے کارد
آہنی و خنجر وغیرہ نقابدار پر گرے لیکن کسی شے نے تاثیر نہ کی نقابدار نے بہ جوانمردی وار کو اُس
نابکار کے رد کیا صدائے تکبیر بلند کی آواز دی او مکار شعر تو ضربے زدی ضربے من نوش کن ؏
ہمہ شادی از دل فراموش کن ٭ دور مجنون گذشت نوبت ماست ٭ ہر کرا پنج روز نوبت اوست ٭
آمادہ مرگ و مہیائے قضا ہو ضرب مردان عالم کا وقت ہے یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا یہ کہکے
گھوڑے کو بڑھایا مرکب چھلاوا بنگیا با درفتار شیر شکار ؏ در رود خوبیان سو سو تڑپ کے پہلو پر
آیا دو بلاؤں نے بچا کو گھیرا مشہور ہے کہ آفت ارضی و سماوی سر پر تیغ تیز رکب کی جھینپ چالاکی
وہ تیزا سے برق کی تڑپ دکھائی تلوار کی چمک سے آنکھوں میں چمک آئی اب کیونکر بچکے بھاگے

تو گھوڑا سموں سے پامال کرتا ہی تیغہ برق تاب مثل بلاے مبرم سر پر پہونچا تڑپ کے گری
روسیاہ نے سپر کو اُٹھایا اپنے پیرون کو پکارنے لگا ملک الموت کے سامنے پیر کیا تدبیر بن پڑتی
سر کے دو ٹکڑے ہوے گویا شب فراق کٹی تاج کو کلا اُچھلا محتاج بھی ہوا مع گینڈے جا پڑے
ہوے دنبالہ تیغ برق شان کا زمین مین دو گز فتح و نصرت پر قبضہ ہوا نقابدار نے صداے تکبیر بلند
کی ادھر ساحر مرا صداے ہا ہو بلند ہوئی شیشہ جھولی سے سفاک کی گرا نقابدار نے اُسکو
توڑا اسم اعظم صاحبقران زمان گلاب تو امیر با توقیر تیغہ خون چکان کھینچکر لشکر ساحران پر جا پڑے
انکے ساتھ والے بھی ہوشیار ہوے یعنی ممتاز کوہی و بہرام گردن خاقان چین و مقبل خوش
آئین یہ سب سرداران نامدار اسکے سحر مین مبتلا تھے جسوقت آواز آئی کشتی مرا نام سن سفاک
شعلہ بار جادو بود یہ سب جوانان صف شکن بیلتن تلوارین کھینچکر فوج ساحران پر جا پڑے بڑھ بڑھکر
لڑنے لگے مگر نقابدار زرین پوش سفاک شعلہ بار کو مار کر فوج شقاوت سنج ساحران بے ایمان پر
گرا دریا سے خون بہا دیا مگر دیکھتا ہی کہ صاحبقران بھی ہمرکاب فوج ساحران سے لڑے چونکہ
اسم اعظم بند تھا اسلئے زخمی بھی ہوے پھر بھی وہی شوکت وہی شان وہی آن بان جب ساحرون
نے دیکھا ہر طرف سے بلا نازل ہی افسر بھی مارا گیا لاش تلاش کرکے سفاک کی اُٹھائی شکست
فاش کھائی روتے پیٹتے خاک اُڑاتے طرف طلسم ہوش ربا کے بھاگے قریب شام فتح و ظفر
حاصل ہوئی نقابدار زرین پوش نے اپنے عیار کو اشارہ کیا کہ جلد بارگاہ استادہ کرو ملازمان جانباز
نے فوراً بارگاہ زربفتی استادہ کی چارسو سنہرا کلس چڑھا ہوا قبۂ بارگاہ قبۂ فلک سے ہمسری
کرتا تھا اب گھوڑے سے کود کر قریب صاحبقران اعظم آیا براے تسلیم خم ہوا صاحبقران نے
جواب سلام دیا لیکن نقابدار کو دیکھکر خون عروق مین جوش مارنے لگا خود بخود محبت پیدا ہوئی
گلے سے لگا لیا جرأت و شجاعت کی تعریف کی نقابدار زرین پوش نے سر جھکا کر عرض کیا حضور
کے سامنے کیا مجال ہی جو کوئی جرأت کا نام لے سکے آپ فراش راہ دین اسلام صاحبقران
عالی مقام ہین آپ کے قدم سے دین اسلام کا رواج ہی ہر تاجدار آپ کے در کا محتاج ہی نہایت
خاکساری سے نقابدار کلمات عذر و انکسار زبان پر لایا اندر کچھ اسے زر نثار کرتا ہوا اپنی بارگاہ
مین لایا صاحبقران نے دیکھا کہ میری بارگاہ سلیمانی سے بارگاہ کم نہین ہی بقول شاعر نظم

عجیب بارگاہ و عجیب گیرودار | تو گوئی کہ یک عرش و کرسی ہزار | عجیب بارگاہ سے سطے اساس
زقالین و جازم نبود ے اساس | ہزار ہا دنگلہا ے یاقوت نگار مرصع کار کرسیان بے شمار مقام

صدر پر دنگل زرین بچھوایا اسپر لا کر صاحبقران کو بٹھایا آپ پہلو مین متمکن ہوا سرداران صاحبقران
کو مقام معقول پر جگہ دی اول صناعان چابک دست کو بلایا زخم دوزی صاحبقران کی کرائی
ڈبہ مرہم سلیمانی کا نکالا پٹیان اپنے دست حق پرست سے چڑھائین صاحبقران کو حیرت ہی کہ مرہم
سلیمانی سواے میرے کسی کو آج تک ممکن نہین ہوا یہ نقابدار زرین پوش کہان سے لایا
پٹیان چڑھتے ہی دماغ جان معطر ہو گیا جب سرداران صاحبقران کی بھی زخم دوزی کرا چکا پٹیان
مرہم سلیمانی کی چڑھا چکا عیار طرار خدمت مین حاضر ہوا اشارہ ہوا فوراً محفل عیش و نشاط آراستہ
کی پریزادان ودُر در گوش مرصع پوش حسین و جمیل ماہ پیکر حور منظر سرو قد خوشخو یاسمن بو آکر حاضر
ہوئین نقابدار نے پردہ بارگاہ کا سامنے سے اٹھوایا صاحبقران اعظم نے ملاحظہ فرمایا کہ تین لاکھ
زرہ ہاے دیو ہمراہ لشکر نقابدار فرو کش ہین مثل چاکران کمترین کاروبار مین معروف اور زیادہ
صاحبقران کو حیرت ہوئی بہرام سے فرمایا ای پہلوان اس نقابدار کو پردہ قاف سے بھی کچھ بہ
تعلق ہی خاص پریزادین واسطے رقص کے حاضر ہین دیو زاد بھی بطور ملازم ہمراہ ہین معلوم
ہوتا ہی کہ اس جوان شیر دل نے گوشہ ہاے پردہ قاف کو بھی فتح کیا کل سامان جلالت ممکن ہی
نہین معلوم کس ارادے پر پردہ دنیا مین آیا ہی اسم اعظم کا بھی حافظ ہی دل مین میرے خود بخود
محبت کا جوش ہی حال مفصل کیونکر ثابت ہو کہ نقابدار زرین پوش کون ہی بہرام عرض کرتا ہی
حقیقت مین حضور البا صاحب صولت و جلالت نگاہ سے غلام کی نہین گذرا کل ہمراہیان
صاحبقران کو حیرت ہی کہ کیا کارساز مطلق کی قدرت ہی کیا صاحبان لیاقت و محل خلق فرما
حبکا مثل و نظیر نا ممکن لیکن نقابدار زرین پوش نے جام بادہ گلنار ساقی نیچے سے مملو کرایا
اپنے ہاتھ پر رکھکر سامنے صاحبقران کے آیا صاحبقران نے بلا تکلف جام نوش فرمایا اب دور
جام بے اندیشہ انجام شروع ہوا آفتاب عیش و نشاط کا طلوع ہوا سامنے آلبیمین سا ز
رنگیلے پریزاد ملنے آکر موجود ہوے ایک عرصہ تک گت ناچی اہالیان محفل کی بڑی گت ہوئی
دم بدم ترقی حیرت سامنے کھڑے ہو کر یہ غزل عاشقانہ نسیم کی شروع کی محفل مین ہو ابا ندھی غزل

کیونکر اُٹھائے طرۂ زلفِ دوتا کے ناز
کافر ہے نہ جائینگے ہمسے بلا کے ناز

برسون کے بعد میری بر آئی ہین حاجتین
کیا کیا نہ آرزو پہ ہوسے ہین دعا کے ناز

کس کس مصیبتون سے ہوئی ہے نصیب مرگ
کیا کیا اُٹھائے ہین شبِ غم مین قضا کے ناز

کھلتے ہین عقد غنچہ کس آہستگی کے ساتھ
ہوتے ہین کیا عروس چمن سے صبا کے ناز

عشاق جان فروش کے کچھ اور رنگ ہین
گستاخ ہوگئے ہین تمھارے اُٹھا کے ناز

اے دل ستمگرون کی جفا سے نہ پھیر منہ
سہنے ہین کشاکش روز جزا کے ناز

گنجائش عذاب دل زار مین نہین
کب تک اُٹھائین ظالم ناآشنا کے ناز

کیا کیا نہین ہوا ہے حجاب نگاہ سے
لانے ہین آفتین ترے شرم و حیا کے ناز

بیہودگی ہے نالہ و فریاد بیکسی
جز مرگ کون اُٹھائے میرے مدعا کے ناز

نوبت کمر سے تا بقدم بار آچکی
لو لائیون پہ ہین ترے زلف دوتا کے ناز

دیکھو ضرور بار نزاکت سے ہوگا رنگ
ایجان نہ اٹھ سکینگے قدم سے حنا کے ناز

تن شعلہ ہائے غم سے ہوا خاک ہے نسیم
دیکھینگے استخوان نہ ہمارے ہما کے ناز

غزل دیگر جناب سید محمد تقی صاحب متخلص بہ جواد

رہین جو داغ محبت سے تو جگر نہ رہے
جنون کی زلف کا سودا رہے تو سر نہ رہے

عزیز دونون ہین دونون رہین تو ساتھ رہین
یہ بات کوئی نہین دل رہے جگر نہ رہے

ہمارے چین کی صورت نہین ہے اے دل
جگر کے داغ سلامت [illegible] جگر نہ رہے

صنمکدے ہی مین کیون چلکے ہم نہ بیٹھ رہین
جنون کے عشق مین آخر تو [illegible] نہ رہے

خیال یار مین غافل کر اسطرح اے دل
کہ مجکو اپنے سر و پا کی بھی خبر نہ رہے

بقا ہماری ہے جلنے سے شمع کے مانند
فنا ہون شعلۂ غم قلب مین اگر نہ رہے

رہے نہ دونون کی عزت غرور طلعت سے
مقابلہ پہ اگر شمس کے قمر نہ رہے

بشر زمانے مین گر عافیت کا خواہان ہے
اُدھر کو جا کے رہے دوسرا جدھر نہ رہے

کمی تڑپنے مین تو کیجیو نہ اے دل زار
ہماری آہ مین باقی رہے اثر نہ رہے

جواد کہتے ہین سب دیکھکر ہمین زندہ
زمین کوئے جانان پہ جا کے مر نہ رہے

اس ناز و ادا سے اُس مہ جبین نے ان اشعار عاشقانہ کو ادا کیا محفل مین سناٹا ہو گیا صدا ے
واہ یا آہ بلند تھی صاحبقران زمان بھی وجد فرما رہے ہین صاف ثابت ہی کہ پردۂ قاف مین صحبت
ملکۂ آسمان پری مین شکن ہوں حیرت مین آکر کئی مرتبہ سر اٹھایا آنکھون نے ملکۂ آسمان پری
کو ڈھونڈھا کبھی اپنی نور نظر قرلتیہ سلطان کو دیکھنے مین عالم محبت مین بول اٹھے آج ہماری
عادل قاف کہان ہی سلاسل پری نگاہ سے کیون نہان ہی نقابدار مسکرا کر عرض کرتا ہی حضور نے
نیازمند کو سرفراز فرمایا ہی پردۂ دنیا ستام قاف نہین ہی صاحبقران ابھی عالم محویت مین سر جھکا
لیتے ہین لیکن ناز و کرشمہ نے بے یزادون کے بے چین کر دیا شب بھر یہی جلسہ رہا صبح ہوتے تا مین
بھیرو ین کی پڑھین وقت نماز آیا نقابدار عالی وقار نے سجادہ بچھوایا صاحبقران زمان سے عرض
کی وقت نماز ہی امیر با توقیر نے اٹھکر وضو کیا کل سرداران نقابدار نے صفین جمائین نقابدار نے
عرض کی حضور ہی تقدم فرمائین نیاز مندون کو نماز پڑھوائین امیر نے بخضوع و خشوع نماز پڑھوائی
پھر آکر صحبت مین بیٹھے دو چار جام واسطے خمار شکنی کے چلے دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوے اسوقت
نقابدار زرین پوش اپنے دنگل سے اٹھا دست بستہ سامنے صاحبقران کے کھڑا ہوا عرض کی
کچھ کہا چاہتا ہون امیدوار ہون سماعت فرمائین حضور نے مجھکو بھیجا ملک سیقولیہ پر بمقام
تورج ماہ پرست غلام حاضر ہوا تھا آپ کو ملک سیقول شاہ نے بلوایا تھا لقا بھی وہان موجود تھا
شاہزادہ ایرج نوجوان و داراب کشورکشا عام عمر مین تھے سب صاحبون نے آپ سے شرط
کی کہ جو طلسم فتح کرے وہ صاحبقران عصر ہی سب اسی کی اطاعت کرین بس حضور کو یاد ہوگا کہ
ایرج و تورج و لقا و حضور پر نور مبتلاے علامت طلسم ہوے آپکا نیازمند بوقت قتل
سرداران نامی لوح طلسمی لیکر آیا دیو کو مارا نخل کو قلم کیا طلسم کو بہ شوکت و سطوت درہم برہم
کیا اسی بارگاہ مین سب صاحب جلوہ فرما تھے مین نے اطاعت کا سوال کیا کوئی جواب نہ دے سکا
سب صاحبون نے سر جھکا لیے مگر حضور نے جواب دیا کہ طلسم شکنی سے صاحبقران نہین ہوتا جب
ہمکو سر میدان زیر کر دوگے تب اطاعت البتہ کرینگے حضور کے فرمانے سے سب صاحبون نے
یہی جواب دیا نیازمند چلا گیا اب مین نے کل سامان صاحبقرانی مہیا کیے صاحب اسم اعظم ہی ہفت
زبان و ہفت علوم کا حاکم ہی اسی ارادے سے حاضر ہوا کہ سر میدان حضور سے امتحان سنو بانہاے

صاحبقرانی میں سیطرح کے صدہا امتحان میں آپ تمام کعبہ میں تشریف لیجائیے یہ عبد ذلیل رب جلیل
القائے بے بقا سے سمجھ لیگا ایک ہفتے کے اندر شکست دیگا کل ممالک کا انتظام ہوجائیگا تمام
غدر مٹا دیگا اب حضور ضعیف بھی ہوئے انتظام ملک گیری و جہاد راہ خدا جوانان صف شکن کا
کام ہے حقیر کا از پردۂ دنیا تا بہ قاف جرأت میں نام ہے ان کلمات کو سنکر رنگ روئے صاحبقران اعظم
سرخ ہوگیا زلفین خلیلی پیچ و تاب کھانے لگین تیغۂ عقرب سلیمانی کے قبضہ پر ہاتھہ ڈالا فرمایا ای
القابدار تو نے جو اگر میری مدد کی ایک ساحر صعلوک کو مارا اس طلسم کو فتح کیا تھا سیر نازاں اس حقیر
نے تو سات برس کے سن میں حشام بن علقمہ خیبری کو مارا کہ جسکا نوے ارشح کا قد و قامت تھا
بارہ برس کے سن میں مہم ہندوستان کو سر کیا لندھور بن سعدان ایسے پہلوان کو زیر و زبر
کیا اٹھارہ برس کے سن میں پردۂ قاف گیا دیو راہ دار و سمندون ہزار دست و دیو عفریت
اور جنگ آہن شاخ و شش انگشت مردار خوار و طمطراق گراز دندان کو مار کر لقب قاف ثانی
سلیمان لقب پایا چھتیس برس کے سن میں پردۂ دنیا میں آیا نوشیروان ایسے بادشاہ ہفت اقلیم
عالم بر و بحر کو کئی کرور سوار پیدل بیشمار ہمراہ تھے شکست فاش دی کل ممالک پر اسکے قبضہ کیا
بادشاہ ملک ترکستان خان اعظم صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو بادشاہ جابر قاہر
نہیب شمشیر سے اس حقیر کے صحرا نورد ہوا لشکر اس سر زور کا گرد برد ہوا الیان سنجان سے
مقابلہ پڑا گنجاب بن گیجور بن ملک حران دیو کش پیغمبر زمرد شاہ باختری کہ سات سو ملک کا
حاکم ہے سالہا سال اس سے لڑا بدیع الزمان و قاسم سے نور نظر ایسے ملک سنجان
میں لڑے کہ گنجاب خواب میں بڑبڑاتا تھا نام سے بدیع الزمان و قاسم نوجوان کے تھراتا
تھا عنایت پروردگار سے جنگ ہفت صف سر ہوئی گنجاب بھاگا میں لڑتا بھڑتا تا بہ باختر
پہونچا زمرد شاہ باختری دعوے خدائی کرچکا تھا زیر قیطول لقا ایک کرور چوراسی لاکھ سوار
کی چھاؤنی تھی تیس برس ملک باختر میں لڑا لقا کو بھی شکست دی کل ممالک اسکے قبضے
میں کیے ممالک قرعونیہ و ہزار شکل چرخ گردان بعد عظم و شان بعنایت رب دوجہان فتح کیے
اب کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر ہنگامہ عظیم برپا ہے سلیمان عنبر بن موسے کوہی اس عبد ذلیل
سے لڑ رہا ہے میرا نواسا شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی داخل طلسم ہوش ربا ہے

سر اعیار طرار عمرو نامدار مع چند عیارون کے ملک ساحران مین پڑا ہی قیامتین برپا کر رہا ہی
اگر بہرام فلک سے ایسے مقابلے پڑتے نام جرأت نہ لیتا گوشۂ عافیت تلاش کرتا تم بھلا اس
لڑائی کا کیا انتظام کروگے جو کچھ مین نے ملک بیدولتہ مین کہا تھا وہی اب بھی کلام ہی پیر نحیف
وضعیف ہر طرح حاضر ہی جب تک اسکی پشت زمین پر نہ لگائے گا بانہاے صاحبقرانی نپائے گا ساٹھ
برس راہ خدا مین جہاد کیا تب یہ اشیاے نادرہ حاصل ہوے خود حضرت ہود زرہ حضرت
داؤد پنجۂ سہراب پیل سپر گرشاسپ نوجوان گرز سام بن نریمان مرکب اشقر دیو زاد نیزہ
حضرت داؤد خنجر رستم یہ اشیاے نادرہ تمام عالم کی خاک چھانکر پائے مین ان اشیا کو بہ جبر لے
لڑے بھڑے کیونکر دے دیگا اے بہادر ہاتھون پسینہ آجائیگا میدان کارزار ٹھہر لیگا اسلو رہے
جو صاحبقران نے فرمایا نقابدار تھرایا سر کو جھکا لیا پھر دست بستہ عرض کی کہ اے شاہنشاہ
گیتی ستان مین چاہتا ہون حضور سے مجھسے مقابلہ ہو جسپر فرزند یا سردار پر حضور کو زور و طاقت
کا ناز ہو اس سے مجکو لڑوائیے آپ انصاف فرمائیے اگر بہ مردی و مردانگی زیر کرون بانہاے
صاحبقرانی عطا ہون اس زمانے مین شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان وایرج نوجوان کی
دھاک ہی ان دونون صاحبون کو مجھسے لڑوا دیجیے بزرگون کے ساتھ بے ادبی کرنا سراسر خلاف ہی
دونون جوانان صف شکن سے ایک مرتبہ مقابلہ کرون اگر دونون صاحبون کو بمردی و مردانگی
اٹھا لون تب شرف بانہاے صاحبقرانی سے مشرف ہون صاحبقران نے فرمایا مجکو اپنے
قوت بازو پر ناز ہی بھروسا ذات رب اکبر کا جسنے پیدا کیا بیٹا پوتا کیا کسی سردار کی کیا حقیقت
ہی مین خود اسوقت موجود ہون یہ کہکر صاحبقران تیغ عقرب سلیمانی پر ہاتھ ڈالکر اٹھے
فرمایا بسم اللہ سوار ہو جیے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ رکھیے ارادہ صاحبقران کا دیکھکر نقابدار دبک
ہو گیا عیار سے اشارہ کیا دیکھا اس ضعیفی مین یہ رعب و داب ہی آنکھون مین صاف شیر کے
نیچے جلوہ گر ہین فی الحقیقت سردار لشکر فتح و ظفر ہین دوڑکر صاحبقران سے لپٹ گیا کہا
حضور گستاخی معاف فرمائیے تشریف رکھیے اس مقام پر مین حضور سے مقابلہ نہین کرونگا
جس جگہ پر سرداران موصوف جمع ہون وہان کیفیت ہوگی ابتو غلام نے آپ کو پہچان لیا
شرف خدمتگذاری حاصل ہوا ہی انشاء اللہ اسکا بھی موقع آجائیگا چند امورات ایسے درپیش ہین

کہ نیاز مند کو پس و پیش ہے بعد فراغ اس ضروری کو تحقیق پر آونگا جیسا مناسب وقت ہو گا کیا جائیگا صاحبقران
کو بہت بھایا خاطر و مدارات میں مصروف ہوا صاحبقران خاموش بیٹھے ہیں نقابدار زرین پوش مصروف
خدمتگاری جام مئے ارغوانی گردش میں صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند پریزادان حور طلعت سامنے
گا رہی ہیں آواز میں سُریلی بتانے میں کالم اُن تھامے ہوے صاحبقران کا لفظ لفظ بتا رہی ہیں نقابدار
نے سرداروں کو بھی اشارہ کر دیا کوئی ذکر جنگ و پیکار نہ کرے عیش میں صاحبقران اعظم کے غرق تھے
ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہے یکایک ایک چوبدار نے بڑھکر عرض کی کہ ایک عیار طرار خنجر گزار جواہر بن عمرو نام
در دولت پر حاضر ہے امیدوار باریابی ہے نام جواہر بن عمرو سُنکر صاحبقران نے اشارہ کیا جلد اُسکو بلاؤ معلوم
ہوتا ہے کہ بادشاہ بہجاہ نے پریشان ہو کر ہماری خبر کیواسطے جانشین خواجہ عمرو کو روانہ کیا چوبدار گیا جواہر بن
عمرو کو ساتھ لیکر آیا جواہر بن عمرو نے جو اس دربار کو دیکھا صولت و شوکت نقابدار زرین پوش دیکھکر
دنگ ہو گیا ہاتھ اُٹھا کر دعائے جان درازی دی قطعہ الٰہی بخت تو بیدار بادا ۔ ترا دولت ہمیشہ یار بادا
گل اقبال تو دائم شگفتہ ۔ بچشم دشمنانت خار بادا ۔ بڑھکر قدم اقدس صاحبقران کو بوسہ دیا نذر دیکر
عرض کی حضور نے بہت دیر لگائی وہاں شاہنشاہ گھبرا رہے ہیں کچھ پہلوانان کوہی عزیزداران سلیمان
عنبر بن سو بعد جستجو آمادہ حرب و پیکار ہیں کیا عجب ہے کہ طبل جنگی بجا ہو بختیارک مکار غدار ہر وقت درپئے
آزار ہے ساحروں کی طرف سے طلسم ہوش ربا کے آمد فوجوں کی شدومد حضور کو مقصد کیوں عرصہ ہوا
صاحبقران نے تمام کیفیت گذشتہ بیان کی کہا اے جواہر تم چلو بادشاہ بہجاہ کو خبر دو انشاء اللہ میں بھی
لشکر تیار کرکے آتا ہوں جواہر اُسیوقت دعائے خیر دیکر واپس ہوا طرف لشکر اسلام کے چلا صاحبقران
طرف نقابدار کے متوجہ ہوے فرمایا اے شیر بیشۂ جرأت میں چاہتا ہوں کہ سیر تمھارے ارمان ہو جائے
حوصلے دلوں میں نہ باقی رہے نقابدار اُٹھکر صاحبقران سے بمحبت لپٹ گیا عرض کی اے شہنشاہ
گیتی ستان دام اقبالہ ثانی سلیمان غلام ہر چند کہ بانہاے صاحبقرانی کا خواہاں ہے لیکن ابھی
بہت سے امورات ضروری ایسے باقی ہیں کہ جنکا انتظام ذات پر حقیر کے موقوف ہے یہ نیاز مند ابھی
ملک گیری میں مصروف ہے انشاء اللہ بہت جلد حاضر ہو کر مشرف ہونگا سرداران حضور سے بھی ضرور ملونگا
صاحبقران نے فرمایا سب صاحب آپکے حاضر ہیں ہمیں البتہ مشتاق ہیں قائم ہیں نقابدار نے عرض کی
ایسا نہ ارشاد ہو نیاز مند شرمندہ ہوتا ہے حضور کا لوائے شوکت از پردۂ دنیا تا بہ قاف

سرفراز ہے مردان عالم کو حضور کی جرأت و شوکت پر ناز ہے اب زیادہ محجوب نہ فرمائیے ہر نوع
نقابدار زرین پوش بصد جوش و خروش امیر با توقیر سے رخصت ہو کر اُسی شوکت و شان سے
تخت زبرجدی پر سوار ہوا و یوزادون نے چار جانب سے محاصرہ کیا کئی ہزار علمہائے سرخ
و سفید کے پھرہرے کھلے نقارہ ہائے رزمی پر چوب پڑی سیر و شکار کرتا ہوا روانہ ہوا بہرام
و مقبل و ممتاز کوہی شوکت و جلالت نقابدار دیکھکر بصورت آئینہ حیران مثل زلف پریشان
صاحبقران زمان سے عرض کر رہے ہیں اے شہریار حقیقت میں بس نقابدار عالی مقدار نے کل
اسباب شوکت و جلالت حاصل کیا فرزندان حضور بڑی بڑی شوکت و شان سے نقابدار
بنکر آئے ہیں لیکن شوکت صاحبقرانی کسی کو نصیب نہین ہوئی اس شیر بیشہ جرأت نے سامان عظیم
شان صاحبقرانی مہیا کیا ہے حقیقت میں نہایت ہی بہادر ہے دریائے شرافت کا بے بہا در ہے
بروقت مقابلہ حافظ حقیقی آبرو حضور کی بچائے صاحبقران نے فرمایا پروردگار مالک ہے لشکر
تیار کرو بادشاہ جمجاہ کو انتظار ہوگا اُسوقت ممتاز کوہی نے سامان سفر آراستہ کیا یہ کیفیت
تمام و بہ خیر و عافیت مالا کلام طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے روانہ ہوے انکو تو راہ میں چھوڑو
وقت پر حال صاحبقران کا تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان شوکت بیان ہزبر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان شجاعت گوہر
آبدار قلزم شوکت سرو خرامان بوستان صولت جوان حجازی اسد بن کرب غازی
و مہر سپہر عیاری و ملا بہار گلعذار و باغبان قدرت وغیرہ گذارش
ہوتے ہیں ساقی نامہ

ساقی مے ناب کی ہوس ہے	پیری میں شباب کی ہوس ہے	حال اسد و عمرو ہے تحریر
ہو موج شراب تیغ تقریر	مصروف دعا ہے وہ خردمند	ہے قصر امان کا آج در بند
عیاری ہے خواجہ سبک رو	لکھنے میں قلم کو ہے تک و دو	اے ساقی مہرخ و گل اندام
دے جام شراب عیش انجام	رندون کو ہے اشتیاق باقی	کر مہر قمر پہ اب تو ساقی
مینائے قلم ہے پر سر جوش	کردے مے سرخوشی عصمد ہوش	ساقی رخ لالہ فام دکھلا
سرخی شروع شام دکھلا	دکان کی آبرو بڑھاوے	گنڈی در توبہ کی چڑھاوے

جو مہر ہو غروب جام بجائے
اس طرح یہ آفتاب بجھے
دیکھے مرغ کباب اندھیرا
بجائے لب شراب شب پر
دن ڈھلگیا آفتاب ڈوبا
محرم مین چھپا کسی کا جوبن
مدفون ہوا ظرف جو زمین مین
بلبل کو بنایا دام نے صید
سرمہ چشم فلک مین پھیلا
دھیان آگیا چشم نرگسی کا
گھنگھی سرخی سے آسمان پر
سیندور کا ہی گمان جبین پر
دو وقت بہار مل رہے ہین
آنکھین ہوئین شبون کی پرنور
کرنون کا ستارہ ہو گیا ماند
دامن پھٹنے لگا کتان کا
آنسو عشاق ڈالتے ہین
نکلے ہین تماش بین پر سیر
اس فکر مین دام ہین بچھائے
آنکھین کرون پہ سینکتے ہین
سرمہ سے نگاہ لڑ رہی ہی
ٹوٹے پڑتے ہین لعل لب پر
غازہ گالون کو چومتا ہی

پیمانہ چراغ شام بجھائے
ہو دیدۂ رند مست گردون
لے سیخ کی شاخ پر بسیرا
ساغر مین بھرے شراب انگور
دل بیٹھ گیا حباب ڈوبا
خم مین پنہان ہوا افلاطون
پنہان ہوا ہاتھ آستین مین
پردے مین ہو دوش شام گوری
آنکھون مین بسی شبیہ لیلا
جھاڑی مار سیہ نے کینچل
پھولی ہی شفق کہ زعفران ہی
تشبیہ ہی اور ہاتھ آئی
غنچے تارون کے کھل رہے ہین
ہر گھر مین ہوئے چراغ روشن
سب دیکھ رہے ہین عید کا چاند
طائر لینے لگے بسیرا
خار کف پا نکالتے ہین
آنکھون کی ہوس نکالتے ہین
چڑیا محرم کی ہاتھ آئے
ہر ایک کو ہی انتظار شب کا
دنبالہ پہ آنکھ پڑ رہی ہی
کرون پہ ڈنا ڈ ہو رہے ہین
شانہ بالون کو چومتا ہی

میخوار ہین شراب بیچے
پھولے شفق شراب گلگون
جوبن ہو جو دختر عنب پر
پائے قمر آفتاب کا نور
افعی سے نگل گیا من
شیشے مین بھری شراب گلگون
یوسف ہوا چاہ مصر مین قید
چہرے پہ جہان سکے زلف بکھری
دھوکا ہوا آنکھ کو مسی کا
گل ہو گئی آسمان کی مشعل
ہان پان کا شک لب حسین پر
پھیلا کوئی پنجہ حنائی
فارغ ہوئے کام کرکے مزدور
جگنو نے دکھائے داغ روشن
لو تار زخم جنون کا ٹانکا ہو
ڈالا ہی مسافرون نے ڈیرا
حالت ہوئی نور روز کی غیر
ڈورے مطلب کے ڈالتے ہین
شبدیز نظر کو پھینکتے ہین
مسی پہ لگا ہی دانت سب کا
ٹسکی پڑتی ہی رال لب پر
جوبن کے بناؤ ہو رہے ہین
بوسہ لیتا ہی پان لب کا

محرم کو نہین لحاظ ادب کا
گردن کے جھکائے ہے ہین جگنو
سب مین ناز و ادا سے تبین
تیکھی چتون سے کرتی ہین وار
ظاہر مین ظہور بیوفائی
حوضون مین کنول کے پھول سمٹے
غل بانگ اذان مچا رہی ہے
پھول اُٹھے سنال شمع مین پھول
ٹھنڈا ہوا ایک باغ کا دل
قمری غم سرو سے ہے بیتاب
گننے لگے جنگلون مین تارے
ذرون کو ہے پیش مہر کی راہ
گورے بنگال گا رہے ہین
ہین طائر باغ نغمہ پرداز
شادی ہو کبھی کبھی الم ہو

افشان ہاتھون کو چومتی ہے
محرم مین چمک رہے ہین جگنو
جوبن پہ نگاہین وارتے ہین
نیچی نظرون سے ہوتے ہین پیار
روشن کیے گھر قمر کے منہ نے
زنبور سیہ کنول سے لپٹے
پڑھتے ہین نماز شام و [illegible]
مسند مینا مین ہوئے ہین مشغول
بل بل کے نہال اونگھتے ہین
سرخاب سے چھوٹتا ہے سرخاب
پروانے مراد پا رہے ہین
ماہی ہے زمین مست و ماہ
کب تک یہ اُفق سخن سرائی
ہر شور کسی جگہ کہین ساز

مہندی ہاتھون کو چومتی ہے
ہوتی ہین نگاوٹون کی رسمین
عشاق پہ سین مارتے ہین
باطن مین قبول آشنائی
لیٹے ہین پلنگ پر بچھونے
مسجد مین بہار چھا رہی ہے
روزے کرتے ہین لوگ افطار
پھولون سے جدا ہوئے عنادل
خوشبو پھولون کی سونگھتے ہین
بے مہری نازنین کے مارے
شمعون سے لگن لگا رہے ہین
تانین مطرب اُڑا رہے ہین
خاموش زیادہ رات آئی
کیفیت داستان رقم ہو

چہرہ کشایان مرحلہ جات طلسم فصاحت و طے کنندگان جادۂ منازل رموز بلاغت صحرائے ہوش ربا مین یون سرگرم قطع منازل و طے مراحل ہین شعر مصنف بیان خرد مند فرخندہ پے کہ سازیم این جادۂ سحر طے ہو ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ سابق مین تحریر ہو چکا ہے کہ فاتح طلسم ہوش ربا جرأت و شجاعت مین یکتا نامی و نامدار اسد عالی وقار بعد فتح دربند عمرو ماہ برائے حصول مطلب دستیابی لوح طلسم عبادت خانے مین بیٹھکر بصد خضوع و خشوع مصروف عبادت بے نیاز ہوا سب پر یہی دعا ہے ای بانی بنائے لوح و قلم و ای عالم و ناظم ملک ہستی و عدم واسطہ بزرگان دین کا ظاہر ہو کہ لوح طلسم ہوش ربا کہان ہے جبکہ تین پہر کامل شاہزادہ ثریا باب اجابت وا ہوا دیدۂ ظاہری بند چشم بصیرت کشادہ عین عالم خواب مین دیکھا کہ دربائے آسمان وا ہوے ایک مرد بزرگ تخت نورانی پر سوار

قریب شاہزادے کے آیا اسد نے اٹھکر سلام کیا قدمبوسی سے مشرف ہوا حضرت نے
پوچھا ای غازی وای مجاہد راہ دین اسلام کیون اسقدر بیقرار و اشکبار ہے عرض کی تلاش لوح
طلسم ہوش ربا مین حیران ہون پاے جستجو کوتاہ لب پر نالۂ و آہ ہزارہا بندگان خدا مبتلاے
مصیبت گرفتار رنج و محنت مین اگر لوح طلسم دستیاب ہوئی افراسیاب بدکردار ایک کو
زندہ نچھوڑیگا امیدوار ہون مقام و نشان لوح زبان معجز بیان سے ارشاد ہو حضرت نے بہجت
و انبساط ارشاد فرمایا ای نور نظر وای مطیع حاکم قضا و قدر بوقت سحر مسلح ہوکر طرف مشرق کے جانا
درہ کوہ مین ایک مرد پیر زمین گیر مصروف عبادت پروردگار ہے نام اسکا پیر عبادت گزار ہے اسکی
خدمت مین جانا وہ بخوبی مقام و نشان لوح طلسم ہوش ربا تعلیم کریگا بموجب ہدایت درویش
جگر ریش کاربند ہونا یقین ہے کہ انشاء اللہ تا بمنزل مقصود پہونچو اسد نے چاہا کچھ اور پوچھے آنکھ
کھل گئی دیکھا نور کا تڑکا ہے ستارہ سحری چمک چکا ہے فوراً اٹھکر مصروف نماز رب بے نیاز ہوا
ملک اخضر و شاہزادہ صندلان صندلی پوش و ملکہ گوہر جادو و سرداران طلسم کشا شب
بھر بیدار رہے جب صداے تکبیر عبادت خانے سے آئی سمجھے شاہزادہ بیدار ہوا کیا عجب ہے گوہر
مراد حاصل ہوا ہو مشرف بہ بشارت غیبی و مورد فیوض لاریبی ہوے ہون یہ خیال کرکے سب
عبادت خانے مین آئے دیکھا کہ عبادت مین مشغول ہین شاہزادے نے سردارون کو دیکھا سلام کا
پھیرا تسبیح کو بوسہ دیکر سجادے پر رکھا سردارون کی جانب متوجہ ہوا ملک اخضر نے روے
زیبا کو دیکھا کہ مثل آفتاب تابان و بشکل ماہ عالم افروز درخشان ہے چہرے پر نگاہ نہین ٹھہرتی
سرداران نامی مثل پروانہ گرد شمع جمال اسد نیک خصال پھرے عرض کی حضور مبشر بشارت
ہوے نگاہ بزرگان دین کی چہرۂ زیبا پر پڑی خوشبو سے تمام مکان معطر ہے مذہب حق کی بزرگی
کا نہ سمجھنا سراسر عقل کا قصور ہے اسد نے فرمایا الحمد للہ ہمارے جد نامدار عالم خواب مین تشریف
لاے مقام و نشان ایک بزرگ کا سمجھا گئے اب مین براے تلاش جاؤنگا یہ فرما کر سجادے سے
اٹھے بارگاہ آسمان جاہ مین تشریف لاے کمر ہمت چست باندھی سردارون نے کہا ہم بھی ہمراہ
چلین فرمایا تنہا جانے کا حکم ہے یکایک چوبدار نے بڑھکر عرض کی حضور کا عیار مہتر ضرغام
شیر دل در دولت پر حاضر ہے نام ضرغام سنکر غنچۂ خاطر اسد نامدار شگفتہ ہوا فرمایا جلد

ہمارے یار وفادار کو لاؤ پردہ بارگاہ کا اُٹھا ضرغام بیک انجام اندر آیا عرصہ دراز سے جدا تھا
دوڑ کر قدموں سے لپٹ گیا بیقرار ہوکے رویا اسد نامدار نے سراُس وفادار کا سینہ سے لگایا فرمایا
ای برادر مقام خوشی کا ہی تجھے ہمکو بخیر و عافیت دیکھا بڑی سرگردانی اُٹھائی طلسم صندل پر پہنچنے کی
امید نتھی مگر کریم کارساز نے سرفراز فرمایا طلسم صندل فتح ہوا یہان آکر عمرو ماہ جادو کو قتل کیا
اب تلاش لوح مین جاتے ہین بشارت سے کامیاب ہوے مگر تم بیابانک کیونکر پہونچے عرض کی
کہ مین اور عمرو قران ہمراہ چلے تھے راہ مین ساتھ چھوٹا وہ اور جانب گئے مجھکو رہبر کامل نے بعد خرابی
بسیار بیابانک پہونچایا نشان منزل مقصود تھا یا شکر ہی آکر شرف ہوا اب حضور کے ہمراہ
چلونگا قدمبوسی سے مشرف رہونگا اسد نے فرمایا حکم بزرگان دین یہ ہی کہ یکہ و تنہا جاؤ ضرغام
نے عرض کی بسم اللہ حضور چلین غلام الگ رہیگا اسد نے سب سرداروں سے فرمایا کہ ہمارے
واسطے دعاے فتح و ظفر کرنا سامان لشکر کشی مہیا ہے انشاء اللہ بعد حصول لوح سمت مرحلجات طلسمی
توجہ ہوگی سب نے ہاتھ اُٹھا کر دعائین دین اسد بارگاہ سے نکلا پشت مرکب پر سوار ہوکے سمت
صحراے ہول خیز وحشت انگیز ہارے تلاش پیر عبادت گزار چلا ضرغام شیر دل شاہزادے سے
سو دو سو قدم الگ رغم ہاے نخلستان مین چھپتا ہوا چلا کہ شاہزادے پر میرا ہمراہ رہنا ثابت نہو لیکن
بعد جانے اسد نامدار کے ملک اخضر گھبرایا ملکہ گوہر وغیرہ سے کہا بڑے افسوس کی بات ہی کہ وہ
شیر بالکل یکہ و تنہا گیا ہی صحراے طلسم ہوش ربا ساحران مکار سے معمور ہی ابھی تک کوئی شاہزادے
کے پاس تحفۂ طلسمی نہین ہی اسوجہ سے دل تردد منزل اندوگین ہی ایسا نہو کوئی ساحر دیکھ پائے
سحر و ساحری کا بھلا یہ کیا جواب دینگے اپنی جرات سے تلوار کھینچینگے ساحرون کے آگے جرات و
شوکت بیکار ہی اسوجہ سے اور زیادہ انتشار ہی مین عقب مین شاہزادے کے جاتا ہون عقاب
بنکر وسط آسمان پر سرگردان رہونگا یہ راے سبکو پسند آئی ملکہ گوہر نے کہا ای شہریار مین بھی چلون
اخضر نے کہا حکم بزرگان دین سے سراسر خلاف ہی مین بھی اپنے کو ظاہر نکرونگا تم مین سے کوئی
میرے ساتھ دینے کا ارادہ نہ کرے یہ کہکر اسباب سحر و ذات پر آراستہ کیا سحر کرکے پرواز
پیدا کیے جستجوے اسد نامدار مین چل نکلا لیکن اسد نامدار بموجب فہمائش اس بزرگوار والا
تبار قریب درۂ کوہ پہونچا مرکب سے اُتر کر داخل درہ کوہ ہوا دیکھا ایک مرد بزرگ باریش سفید

بوریاے پیر پا پر جلوہ فرما پیشانی پر گھٹا نشان سجود ظہور عبادت معبود مثل ستارہ چمک رہی
جیسے ہی شاہزادہ اسد کو دیکھا بے اختیار اپنے مقام سے اُٹھے فرمایا مرحبا ای دُرِّ دریاے
سیادت و نجابت وای اختر آسمان سطوت و صولت ہزبر بیشۂ شجاعت وای نہنگ بحر جلالت
خوش آمدی و صفا آوردی شعر مصنف گر بر سر و چشم من بیائی و بر قلب قسم کہ کیمیائی دیگر
گر بر سر و چشم من نشینی و نازت بکشم کہ نازنینی ای شاہزادہ عالی وقار بہت مدت
دراز سے تمھارے مشتاق تھے جن بزرگوار نے ہمکو بشارت دی ہمکو بھی سرفرازی فرمائی
ارشاد ہوا تھا کہ نظر کردہ بزرگان دین جوان خوش تامین تشریف لائیگا نشان لوح بالتصریح
سمجھا دینا آیندہ جو پردۂ غیب سے ظاہر ہوتا ہے وہ ہوگا کہان عرصہ کیا اسد نے چاہا
جھک کر لون قدمبوس ہون اُن بزرگ نے سر سینہ سے لگایا پیشانی کو بوسہ دیا فرمایا
ای شیر بیشۂ صاحبقرانی وای تاجدار ملک کامرانی تمھارا مرتبہ اعلی ہے تمھارے بزرگون کی ذات
سے نام یزدان پرستی روشن ہوا باطل پرستون نے شکست کھائی ہر خسرو دیار سے صداے
تکبیر کان مین آئی یہ کہکر اپنے پاس بٹھایا ما حضر پیش کیا بعد فراغ آب و طعام فرمایا ای اسد
نامدار یہان سے کوس بھر پر صحرا مین ایک نخل چنار ہے بوقت سحر اُسکے عقب مین جا کر مخفی ہو
نگاہ اُٹھا کر دیکھنا سامنے چشمۂ آب صاف و شفاف ہے بروقت طلوع نیر اعظم ایک نرگاو گوشۂ
صحراے پیدا ہوگا پانی کی جستجو مین منہ کھولے ہوئے قریب چشمہ پہونچیگا جب وہ قصد کرے کہ
پانی سے سیراب ہون گوشے سے نکلکر بتعجیل تمام اک تیر مارنا کہ پشت کو توڑ کر پار گذرے سرکش
سہم جاے گوشۂ پناہ اُسکو نہ ملے جب گر کر تڑپے مثل تیر کے اپنے کو قریب اُسکے پہونچانا جلد اُسکو
قتل کرنا خنجر سے شکم چاک کرکے صدف بطن سے اُسکے گوہر بے بہا یعنی لوح طلسم ہوش ربا برآمد
ہوگی ایک صندوقچہ ہے اُسکی کلید اُسی مین نصب ہوگی قفل کھولنا عنایت خدا سے لوح طلسمی دستیاب
ہوگی آیندہ جیسا کچھ اُسمین لکھا ہے بموجب تحریر تدبیر کرنا لیکن ای شاہزادہ والا قدر ملحوظ خاطر
رہے کہ یہ والی طلسم ہوش ربا ہے ہر طریقہ یہان کا ہوش ربا ہے جابجا ساحران غدار رہتے ہین اگر کوئی
بصورت دوست یا دشمن قریب آئے اپنے بیگانے کی شناخت واجب و لازم ہے آیندہ جو کاتب
قدرت نے کلک قدرت سے لوح پیشانی پر ثبت کیا وہ پیش آئیگا نقاش ازل کی تحریر مین جو لکھا

دو۔ بن کو حیرانی ہو عرصہ دراز تک شاہزادہ اسد غازی کو سمجھایا شب کو اپنے یہان مہمان رکھا
بعد فراغ نماز سحر بہ ہیئت غضنفر اجنبی مہر جبان پیمبا بر اسپ شکار داخل صحرائے ظلمت نیلی حصار ہوا اسد
غازی نے کمر باندھی اس مقدس سے رخصت ہوا صحرا کو طے کر کے عقب تل خار خسی ہوا چشمہ آب
نایاب کو بھی ملاحظہ فرمایا کہ پانی اسمین جوش مار رہا ہے ناگاہ گوشہ بیابان سے ایک نرگاو قوی و جسیم
پیدا ہوا دہن کو بشکل اژدر کھولے ہوے فیل مست کی طرح دوڑتا ہوا چلا آتا ہے صاف ظاہر ہے کہ پانی
کی جستجو مین بیتاب شاید کئی دن سے بے آب ہے اسد نے دل کو طرف پروردگار کے رجوع کیا کمان
کیانی کو دوش سے اتارا مین بجال کا تیر ترکش سے نکالا تاک کر مارا پٹھے پر اسکے پڑا پشت کو توڑ کر پار
گذرا آواز انی الکشتی ہرا نام من گاو آتش بار جادو بود وہ نرگاو تڑپ کر گرا اسد بشکل برق جہندہ
تڑپا قریب نرگاو کے پہونچا تیغ بیدریغ کھینچ کر ہاتھ مارا سر اسکا قلم کیا بموجب ہدایت اس مرد درویش
کے شکم صید کا چاک کیا صاف ثابت ہوا کہ ایک آفتاب عالمتاب پردہ ابر مین پنہان تھا برآمد
ہوا دیکھا ایک صندوقچی اسمین سے نکلی اسد نے خوش ہو کر اٹھا لی دور سے ضرغام شیردل
بھی اس کیفیت کو بخوبی دیکھ رہا تھا دیکھا کہ آقائے نامدار نے نرگاو کو مارا ہے اور کوئی شے اسکے شکم
سے نکالی خوشی خوشی دور سے پکارتا ہوا دوڑا اے شہریار مبارک ہو کیا شے پائی غلام بھی آگاہ ہو اسد
نے پکار کر کہا اے ضرغام درویش روشنضمیر نے جو نشان ہمکو بتلایا تھا وہ ٹھیک ہوا اس صندوقچی
سے لوح طلسمی نکلے گی اب واضح رہے کہ ضرغام تو دور سے پکارتا ہوا آتا ہے ابھی صندوقچی کھولی
نہین ہاتھ مین ہے فلک کجرفتار تو ہر وقت درپے آزار ہے شادی و غم توام ہے ہر مقام پر ہجوم غم والم
اگر لحظہ بھر کوئی ہنسا سالہاسال رویا بموجب ابیات نظم دلپذیر

ورق دہر ہے مجموعہ پریشانی کا | نقد ہستی ہے ازل سے گرو دام قضا
عارضی شے ہے نہین یان کی کسی شے کو ثبات | ہے فنا عین بقا اور بقا عین فنا
جانتے ہین جنھین آرام و دل راحت جان | سبھی بیگانے ہین گر چشم بصیرت ہو وا
یان کے باشندے ہین سب اپنے غرض کے بندے | بات گزشت پہ کسی کو نہ کسی کا دیکھا
ہے بہار چمن دہر خزان کے مانند | نہ گل و لالہ کو وقعہ نہ جوانی کو بقا
کیا ہوا جام جم و قصر فریدون ہے کہان | آخر گیا تخت سلیمان لب دوش ہوا

چار دن چاہو سو یاں کر لو کہ انجام ہو خاک
یار و مونس و غمخوار جہاں کوئی نہیں
نہ جہاں کوئی گزندون سے بچانے والا
نہ جہاں باد بہاری نہ نسیم سحری
شب تنہائی و تاریکی و زندان تنگ
الحذر الحذر ای داور یوم المحشر
بار غم سر پہ ہے پشتارہ عصیاں بر دوش
کوئی دنیا میں نہیں دوسرا اپنا بیکس

الحمد تاری آرام گہ شاہ و گدا
نہ تو ہے قاقم و سنجاب نہ فرش دیبا
نہ جہاں خاک کوئی تن سے جھڑانے والا
نہ گل و لالہ و نسرین نہ فضائے صحرا
یاس و اُمید سے چھوٹینگے نہ تا روز جزا
تجھ سوا کوئی نہیں ہے ہوس مغفرت کا
حشر میں توشۂ رہ زاد سفر جرم و خطا
وائے بر حال من خستہ دل فسوس اشرف

دنیا میں کسیطرح راحت نہیں ہوتی ہے کاش کسی صورت گوہر مراد دلی مجھکو بھی ملجاوے کہ کیا یک بیک گردش فلکی سے دل بتنگ ہے چشم زدن میں کیا رنگ دکھاتا ہے اسد غازی ابھی طرح شاد نہونے پاسے تھے ضرغام تو پکارتا ہوا آتا ہے اسد کے ہاتھ میں صندوقچی ہے ایک ہاتھ میں کنجی ہے چاہتے ہیں کہ داد سربستہ کو کھولیں یکایک پھر ایسے صدا آئی او شیر بیشۂ صاحبقران واہ صاحب علم و شان ذرا تامل فرمائیے صندوقچی نکھولیے میں نے آپکو جو کچھ تعلیم کیا ہے ایک نکتہ اُسمین باقی رگیا ہے وہ بھی ظاہر کرون ایک اسم پڑھکر یہ صندوقچی کھولی جائیگی ورنہ لوح طلسمی ہدایت صحیح نہ کریگی اسد نامدار نے سر اُٹھاکر دیکھا وہی پیر عبادت گزار عصا ہاتھ میں دوڑا ہوا آتا ہے شاہزادہ اسد نامدار کو شرم آئی نہایت ممنون و مشکور ہوے کہ یہ پیر گوشہ نشین اپنے مقام سے حرکت نکرتا تھا میرے واسطے بیچارہ دوڑتا ہوا آتا ہے ماشاء اللہ کیا صاف باطن عاشق صادق یار موافق ہے عابد زاہد پرہیزگار عاشق پروردگار یہ سوچکر اسد نامدار نے جواب دیا اسی درویش باکمال نے مجھے نہ کاؤ کا پتہ دیا یہی میرا ہادی و رہبر ہے اسی کے نشان بتانے سے مین نے گاؤ آتش بار جادو کو مارا ہی اب بھی آتا ہے کچھ تعلیم فرمانے کا ضرغام نے پھر آواز دی بہت پکار شاد ہوا لیکن صندوقچی لوح کی اسکے ہاتھ مین دیکھیے گا شاید کچھ دھوکا ہو اسد نے غصہ میں جواب دیا تم خود عیار و مکار ہو ہر ایک کو شعبدہ باز جانتے ہو دوست دشمن کو بخوبی نہیں پہچانتے ہو ہرچند ضرغام چنچنایا کہ حضور مجکو تو قریب آنے دیجیے اسد نے کچھ جواب نہ دیا لیکن وہ پیر گرتا پڑتا قریب اسد کے آیا کہا ای شہریار لوح طلسمی مبارک ہو

صندوقچی مع کلید مجھکو دیجیے مین ایک اسم پڑھکر اُسکو کھولون لوح طلسمی آپکو دون ورنہ قاعدے
کے خلاف ہوگا عمر بھر سرگردانی مین بسر ہوگی اسد نے صندوقچی و کلید بہ خوشنودی ہاتھ مین
اس پیر کے دی صندوقچی لیتے ہی وہ پیچھے ہٹا اتنا تو اشارہ کیا کہ دیکھیے حضور آپکا عیار ہمکو مکار
و غدار بناتا ہی اسکو منع کیجیے یہ کلمات مہملات لائق ہمارے سُننے کے نہین ہین اسد غازی
نے غصے مین منہ پھیرا اُس پیر نے صندوقچی کو رومال مین لپیٹکر کمر مین رکھا تڑپ کر پرواز پیدا
کیے اسد نے پلٹ کر دیکھا وہ پیر گوشہ نشین نہین ہی یہ تو ایک ساحر بد فرجام ہی اب اُسنے زمین
سے بلند ہو کر نعرہ کیا باش اے طلسم کشا سنو مکار جادو ملازم شاہنشاہ طلسم ہوش رُبا اُس پیر
عبادت گزار نے غضب کیا تجکو نشان لوح بتایا مجھکو خبر ہو گئی میرے بادشاہ افراسیاب جادو
نے مجھکو ایک گوہر آبدار بنا دیا تھا مراد اس سے یہ تھی کہ اگر گاؤ آتش بار جادو مارا جائیگا یہ
موتی ٹوٹ جائیگا خود آ سمجھ جانا کہ گاو آتش بار قتل ہوا سوا اس پیر عبادت گزار کے
کوئی ہمراز دان اس حال کا نہ تھا مین نے جا کر اُسکو مارا اُسی کی شکل بنکر تیرے سامنے آیا دیکھ یون
آنکھون مین خاک ڈالکر لوح کو لیجاتے ہین یہ سنکر اسد نامدار سن ہو گیا قریب تھا کہ طائر روح
قفس جسم سے نکلجائے مگر کیا کرین دس بیس گز زمین سے وہ بلند ہو چکا تھا اسپر بھی اسد نامدار
نے بقہر و غضب تمام تیر مارا مکار نے برق چکائی تیر جل گیا اب اسد کا تڑپنا پھڑکنا کیونکر بیان
ہو مکار بدکردار اس اثنا مین بلند ہو کر ٹھہر گیا آواز دیتا ہی کیون اے طلسم کشا شہنشاہ طلسم ہوش رُبا
کا کیسا خیر خواہ ہون کیا معقول عیاری کی بسہولیت صندوقچی تجھسے لے لی اب یہ لوح خدمت
مین شہنشاہ افراسیاب کے لیجاؤنگا شاہنشاہ اسکو دریاے قلزم مین پھکوا دینگے اسد کا
ڈپٹنا نعرہ شیرانہ کرنا مگر مجبور و ناچار یہ زمین پر وہ بالاے آسمان خاص رنگ نشیب و فراز
ظاہر ہوا ایسی باتین کرکے مکار ناہنجار سوچا کہ مین اسد کو بھی گرفتار کر لون اب انکے پاس
کیا تحفہ باقی ہی لوح کا خوف تھا وہ میرے قبضہ مین آئی یہ سوچکر وہ ملعون پھر پلٹا کہا اے
طلسم کشا تجکو بھی لیتا چلون افراسیاب قتل کریگا لڑائی کا بالکل فیصلہ ہو جائے اب ضرغام
گھبرا گیا کہا اے شہریار جلد اپنے کو بچائیے ہمارا آپکا گرفتار کرنا اب اسکے نزدیک کیا مشکل ہے
ایک ماش کا دانہ کافی ہو جائیگا اسد نے کہا اے ضرغام بخدا یہ مجکو گرفتار کر لیجائے بلا کر قتل

کرے تو میں بہت شاد ہوں بند غم والم سے آزاد ہوں ہائے خواجہ عمرو کیا نہیں سمجھے کہ ایسے
نادان تجھے لوح حاصل کر کے کھو دی مکار چاہتا ہے کہ اسد ضرغام پر سحر کروں کہ ناگاہ ایک آسمان
سے بصورت عقاب اخضر جادو پیدا ہوا عجب طرح کا سانحہ دیکھا کہ ایک سلاح سیہ فام ہوا پر تھا لانا
اسد ضرغام زمین پر بیقرار و اشکبار رومین سے فرو کیا باش او بچیا مین آپہونچا خبردار میرے آقا پہ
سحر نہ کرنا مکار نے جو ملک اخضر جادو کو آتے دیکھا تڑپ کے بلند ہوا سحر کر کے بشکل طاؤس بنا
اخضر سے آکر لپٹ گیا پنجہ و منقار چلنے لگے دہن سے دونوں کے شعلے نکلنے لگے ضرغام نے پکار
کر آواز دی ای اخضر یہ سیہ بخت مکر کر کے لوح لیے جاتا ہے جانے نہ پائے اخضر سحر کر رہا ہے مگر مکار بھی
بلائے روزگار ہے ہر مرتبہ قصد کرتا ہے کہ لوح نکالکر سامنے اخضر کے چلادون یہ گھبرا جائیگا لیکن اخضر
دم نہیں لینے دیتا اسکو بھی خوف ہے کہ اگر یہ بچیا لوح چلا دیگا میں بیکار ہو جاؤنگا سحر نہ کرسکونگا
اسوجہ سے پر اہلیمین چل رہے ہین کبھی منقار کبھی پنجوں سے جنگ سحر آغاز حرب افسونگری کا نیا
انداز کبھی اخضر جادو غالب آیا کبھی مکار بدکردار نے اپنے کو سحر کر کے بچایا پر نوچکر پھینکدیے
قضائے کار ایک مقام پر مکار بدکردار نے سحر کر کے منہ سے برق چلائی اخضر کے سر پر پڑی
برق جہندہ کو دیکھکر ابر غم والم دل پر چھایا سر زخمی ہوا لیس اخضر نے پکار کر آواز دی ای شہریار
یہ بچیا مجھپر غالب آیا سر جان نثار کا زخمی ہوا آپ کیا دیکھ رہے ہین اٹھا کر تیر مارییے مین بزور سحر
اسپر دباؤ ڈالتا ہوں اسد یہ سنکر جوش مین آیا ورنہ حیران حیران دیکھ رہا تھا کمان کو دوش
سے اتارا بتعجیل تمام تیر کو بحر کمان مین پیوست کیا مگر معاملات قضا و قدر مین کسی کو کیا دخل ہے
انسان کی نگہبانی خود موت ہے جب نگہبان قصد کرے کون بچائے حیا جو وقت خالق اکبر نے
مقرر فرمایا ہے بمصداق کل امر مرہون باوقاتہا اسی صورت سے وقت پر کام کا انجام ہوتا ہے بڑے
بڑے حکمایان اشراقین جنہون نے علوم کامل ایجاد کیے مردے زندہ کر کے دکھائے بعض نے
دعوے خدائی کیا اپنے کو پیدا کرنے والا جانا جب وقت اجل آیا کل حکمت مبدل بہ حماقت ہوئی
کچھ زور نہ چلا قابض ارواح نے روح قبض کی دم بھر کی مہلت نہ دی شداد صاحب بیداد بانی
بنائے ظلم و فساد بقدر مغرور ہوا دعوی یکتائی کیا بہار پیرائے ازل کا ہمسر بنا بہشت تعمیر کی
جب وہ باغ پر فضا بنکر تیار ہوا چاہا سوار گلشن بیخزاں ہوں باغ مین داخلہ کردون عین در باغ پر

ملک الموت نے آکر روح کو کہا او شداد وقت دعوی خدائی گذر چکا واسطے چند دن کے سلطنت
کی خداے جہان آفرین کو بھولا بہشت بنوا کر ایسا بھولا بس مرگ جا ایک قدم شداد کا اندر ایک
باہر تھا اتنی بھی مہلت نہ ملی کہ قدم اُٹھاتا سیر باغ کرتا ملول و حزین ششدر و غمگین اُسوقت سوچا
کہ ہاے مین نے کیا کیا گھبرا کر جواب دیا اے قابض ارواح اتنا چاہتا ہون کہ چند ساعت باغ کی سیر کرلون
ملک الموت نے کہا حکم قادر مطلق خداے برحق ہے جو بیک لفظ کن زمین و آسمان ماہ و خورشید
ثابت و سیارگان کو کتمان عدم سے جلوۂ ظہور مین لایا تجھ ایسے مغرور پیدا کیے صرف پلک تک
کا جھپکانا ممکن نہین ہوتا اجل کے وقت قرارداد مین اسکا ٹلنا ناممکن بس آمادۂ مرگ و صبا سے
قضا ہو بہت دنون خدائی کرچکا اُسی مقام پر شداد کی روح قبض ہوئی بڑے بڑے شاہان
اولوالعزم پیوند خاک ہوے **نظم**

نہ سکندر ہے نہ دارا نہ فریدون باقی
نہ وہ دیہیم رہے اور نہ وہ تاج رہے

نہ ہے ضحاک نہ خسرو نہ ہمایون باقی
صاحب جاہ و حشم قبر کو محتاج رہے

مراد اس تقریر و تحریر سے یہ ہے کہ وقت اجل نہین ٹلتا اسد نے تیر کمان مین جوڑا سپر کمان کا
کڑکا عقاب تیر پر کھول کر چلا انھون نے طاؤس کو تاکا تھا اسکار صداے سپر سنکر سہم کر الگ ہوا اخضر
بشکل عقاب سامنے تھا اُسی کے سینہ بے کینہ پر پڑا مہرۂ پشت کو توڑ کر پار گذرا اخضر نے صداے
ہیہات بلند کی عوض کی غلام تیر اجل کا نشانہ ہوا موت کا بہانہ ہوا اسکار تو بلند ہو کر آسمان مین
ڈوبا قہقہا مارتا ہوا نکل گیا اخضر بیچارہ تڑپکر زمین پر گرا سینہ پر زخم کاری تھا اسد نامدار نے چاہا
کہ خودکشی کرون اپنے خنجر مار لون اخضر نے بیقرار ہو کر کہا اے شہریار اس سے کیا فائدہ غلام نثار ہوا
اسی طرح قضا ہماری مقرر تھی حضور اپنے دست حق پرست سے دفن کرینگے شرف کونین حاصل ہوا
بانی بناے کون و مکان نے یہی صورت تحریر فرمائی تھی اسی حیلہ سے قضا آئی تھی کیا عذر ہے بندہ
مجبور و ناچار وہ مالک و مختار ہے اسی مین مناسب تھا چند کلمات وصیت و نصیحت کہکر جان بحق
تسلیم ہوا شاہزادے کو صدمہ عظیم ہوا ضرغام نے سمجھا کر اخضر کو دفن کرایا اسد نے کہا اے ضرغام
چلکر دیکھین پیر عبادت گزار پر کیا گذری درۂ کوہ مین آئے دیکھا اسکار جادو اس مرد پیر کو
قتل کر گیا لاشہ تڑپ کر سرد ہوا ہے ایک گوشے مین سامان دفن و کفن موجود تھا دونون نے فلک

غسل و کفن دیا قبر کھودی دفن کیا سرہانے قبر پر بیٹھکر فاتحہ پڑھا اس بیقراری مین آواز دی ای مطیع احکام رب اکبر ای عبادت گذار نوشتۂ قسمت مین جا کر لیا گذری نکیرین کو کیا جواب دیا انجام کیا ہوا

راحت مین بسر ہوئی کہ ایذا گذری | کیونکر تاریک گھر مین تنہا گذری | ای کنج لحد کے رہنے والو فسوس
اس سے پوچھین گذشتہ کیا کیا گذری | عرصۂ دراز تک قبر پر بیٹھکر اس مرد پیر کی اسد غازی روئے

ضرغام نے عرض کی ای شہریار اب دربند مہر و ماہ پر چلیے لشکر کو ساتھ لیکر طرف لشکر ملکہ مہرخ کے کوچ ہوا اسد غازی بیقرار ہو کر رو یا فرمایا ای ضرغام مین ناکام جا کر ملکہ گوہر وغیرہ کو کیا روے سیاہ دکھاؤن شرم آتی ہی ہاے رسوائی لوح طلسم کو یون ہاتھ سے کھویا اخضر کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا اہالیان فوج اُسلیے ہمکو کیا کہینگے یہ طلسم کشا ہی یا مرد دیوانہ ہی اسکی رفاقت بیکار اپنے خیرخواہ کو اپنے ہاتھ سے مارا ایسے کی رفاقت بیکار کون بھلا ساتھ دیگا اب ہمارا یہ قصد ہی کہ ہمارا دن سے سرگرداں کسی کو روے سیاہ نہ دکھلائین ضرغام نے عرض کی ای شہریار جو منظور خدا تھا وہ ہوا آپنے کیا خوشی سے اخضر کو قتل کیا جو تقدیر مین تھا اُسی طورسے اجل آئی اسد نے کہا ای ضرغام اب ہمکو نہ سمجھاؤ زبان درازی کر سکے نہ بہلاؤ بلکہ ہماری خوشی یہ ہی کہ تم لشکر مہرخ مین جاؤ خواجہ عمرو ملکہ بہار وغیرہ کے ساتھ تخت پر سوار ہو کر گئے ہین جب اُنسے ملاقات ہو عرض کرنا وہ بداقبال اگیا ہمارے سر کی قسم مفصل نہ بیان کرنا ای کوہ و دشت مین مارا مارا پھرونگا اپنی آبرو بچاؤنگا دریا مین گر کر ڈوب جاؤنگا جو کچھ نے کہا جان خواجہ عمرو نے زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا بہت بجا ہی مین طلسم کشا اس طلسم کا نہین ہون بارہ برس تک گوہر مراد نہ پایا ماموں جان کو قید سے نہ چھوڑایا لوح طلسمی دو مرتبہ دستیاب ہوئی کوئی مطلب حاصل نہوا ایسے بداقبال اور بدنصیب کا زندہ رہنا بیکار ہی جو مجھکو دیکھیگا یہی کہیگا ناحق اس شخص نے دعوی طلسم کشائی کیا ہماری حسرت کو حسرت ہوگی ملکہ مہ جبین و ملکہ لالان خون قبا کی یاد بیقرار کرے گی اب کوئی مطلب حاصل نہوگا

بموجب مضمون نظم

ساختم از حال دل آگاہ و یار از دست رفت | گر زدہ ام کار سے بلادانی کہ کار از دست رفت
شہسوار عرصۂ عشقم و بے در کوے دوست | چون گذر کردم عنان اختیار از دست رفت
ہیچ ما بردیم از دنیا ہمین داغ ست و بس | گر جفا سے چو تو یار سے ہیچ یار از دست رفت

قدر جان عاشقان معلوم خواہد شد ترا | جان من روزے کہ این مشت غبار از دست رفت
بال مرغ نامہ بر فرسود پاے قاصدان | چشم شد از کار کار انتظار از دست رفت
یار شوق وصل در اثناے رہ خواہیم مرد | طاقت از پا صبر و صبر و قرار از دست رفت
موجب خاموشی سودا چہ میپرسی کہ من | داشتم دل نام شخصے غمگسار از دست رفت

اے ضرغام اب ہمارا ساتھ چھوڑو اگر لشکر ظفر اثر صاحبقران مین گذر ہو اونکا بہ قلعہ ذوالامان جمال
پہونچو اور مہربان سے کہنا حق شیر اس غلام کو بحل کیجیے تشنہ و گرسنہ آپکا نور نظر پہاڑون سے
سر ٹکرا کر تمام ہوا آپ کے حکم کو نہ بجا لا سکا ماموں جان کو قید مصیبت سے نہ چھڑا سکا اس سبب
حجاب سے حضور کو روے سیاہ نہ دکھایا ہمارا فرزند ارجمند اگر غضنفر شیر دل ملجاے تو کہنا
کہ بیٹا باپ نے وصیت کی ہے کہ ہمسے طلسم ہوش ربا فتح نہوا حسرت و یاس لیکر یہ دہ دنیا کو چھوڑا
لیکن تم بھی صاحب جاہ و جلال ہو جہانتک ہو سکے فتح طلسم ہوش ربا مین کوشش کرنا اے ضرغام
یہ تو یقین کامل ہے کہ ہماری خبر مرگ سنکر نانا جان و صاحبقران زمان نور الدہر بدیع الزمان امیر ج
نوجوان وغیرہ سب صاحب تشریف لائینگے طلسم ہوش ربا کو مٹائینگے ہر مقام پر میلے ہونگے
لیکن ہمین قبر مین اکیلے ہونگے جو منظور خدا ایسے کلمات حسرت آمیز کہکر وہ نامور بہت رویا
ضرغام قدمون سے لپٹ گیا عرض کی اے آقاے نامدار غلام کو حضور کے قدم اقدس کی جدائی
ناگوار ہے جان دینا بیکار ہے بعد رنج کے راحت ہے وہ رحیم فضل اپنا شریک حال کریگا انشاء اللہ
تا بمنزل مقصود پہونچ جائیگا گوہر مراد بھی ہاتھ آئیگا حضور کا گمان بیچارے بھلا ہو سکتا ہے کہ حضور تو سر
ٹکرا کر جان دین مین لشکر صاحبقران مین جاؤن یا قبلہ و کعبہ کو منھ دکھاؤن واللہ مادر مجھے روسیاہ
سے فرمائینگے او بد نصیب میرے شیر کو کہان چھوڑ آیا کیا خوب میری آبرو ہوگی اہل دنیا کیا
کہینگے کہ کیسا عیار قدیم تھا کیسا رفیق و ندیم تھا اپنے آقا کو چھوڑ کر چلا آیا اسکا منھ نہ دیکھو دربار
مین میرے واسطے خوب آبرو ہوگی بسم اللہ جہان حضور کا مزاج چاہے چلین غلام ساتھ ہے زیر
قدم اقدس یہ بھی جان دیگا کیا مرنے سے روگردانی کریگا آخر ناچار ہوکر ضرغام کو بھی اسد
نے ساتھ لیا لیکن یہ کہدیا کہ لشکر مہرخ مین جانیکا نام نہ لینا اگر خدا فضل کرے اور نوع خلاصی حاصل
ہو تو ملکہ مہرخ وغیرہ کو منھ دکھائینگے فرحان و شادان لشکر مین جائینگے ورنہ کوہ و دشت ہمارا

مقام وحشی بد اقبال وو دیوانہ نام سردار دعیار دونون روتے ہوے قبر سے پیر عبادت گزار کی اُٹھے گریان ونالان مضطر وپریشان ایک جانب چل نکلے انکو تو راہ مین چھوڑ لیجے ذکر انکا وقت سحر یہ ہوگا دیکھیے فلک کج رفتار گردون غدار انکو کیا دکھاتا ہی

اب دو کلمہ داستان حیرت بیان شاہنشاہ افراسیاب جادو ونامدار ملکہ بہار خوشخو کے سنیے خمسہ

چون شکوہ ام بدشنم آن دل شکن کند　　او در جواب کار دل خویشتن کند
غیرت چہا بجان من خستہ تن کند　　گو بحث آنکہ یار شکایت ز من کند
چندانکہ مدعی بتواند سخن کند

یون ہو تری وفا سے دل زار نا امید　　جیسے کہ جینے سے کوئی بیمار نا امید
لیا یہ نا امید ہوا ہی یار نا امید　　گر دو ہزار بار گرفتار نا امید
گر شکوہ دلم ز تو پیمان شکن کند

یار انتہان پہ بھلا اعتبار کیا　　یا تو کسی کو دخل دنشاد ان مرے سوا
یا اسقدر وہ شکل سے بیزار ہو گیا　　اگر بہم بسہ گرانی او نیست غیر را
ستم چرا ز ہمرہی خویشتن کند

غیرت نے ہاے قتل کیا مجکو یا نصیب　　دکھلائی پھر خدا لے بہ بزم اجل قریب
مین دور بیٹھون اور عدو یار کے قریب　　آن ظالم کجاست کہ از پہلوے رقیب
قتل مرا بہانہ برخاستن کند

مدت سے اسکی ہم سخنی کی تھی آرزو　　اب عین وصل ہی تو نہین تاب گفتگو
اے جوشش گریہ بس ہو ترے ہاتھ آبرو　　او میکند سوال و مرا در جواب او
از اضطراب دل نتواند سخن کند

تھے جمع چند میکش خونی دل ایک جا　　جاے کباب غیرت عاشق کا ذکر تھا
مومن یہی کیا ہی خوخ ہو کس طمن سے کہا　　میلے ہزار حیف کہ آن مے پرست را
ذوق شراب ساقی ہر انجمن کند

لیکن افراسیاب خانہ خراب بصد پیچ و تاب داخل باغ سیب ہوا دربار جمع ہوا رئیس و امیر حاضر ہین
اُسوقت سرمایہ برف انداز نے پوچھا کہ اے شاہنشاہ عالی جاہ اسد غازی کو ساربان زادہ طرف
طلسم صندل کے لے گیا تھا آپ کا فرمان واجب الاذعان نہین معلوم ملکہ صندل کو پہونچا یا راہ مین
کچھ فتور پڑا افراسیاب نے جواب دیا ایسے ہمارے خراج گزار غافل ہین کہ بالکل فکر نہین کرتے ہین
مین یکہ و تنہا ایک سر ہزار سودا کہان کہان کی خبر لون کسکو روکون کسکو ٹوکون ارادہ ہے کہ جا کر بادشاہ
نیلم سے ملاقات کرون وہان سے کوئی ساحر زبردست روانہ ہو حال طلسم صندل بخوبی کھلے دردِ سر
مٹے یہ سوچکر تخت پر سوار ہوا تخت اُڑاتا ہوا چلا کہ کوہ فلک شکوہ پر آکر ٹھہرا سایہ نخلستان مین ٹہلنے
لگا یہ سوچ رہا ہے کہ اے افراسیاب یہ تو بخوبی ظاہر ہے کہ کل تک صرصر نے خبر دی ہے کہ لشکر مہرخ مین
عمرو اسد نہین ہین اگر یہ گرفتار ہوے ہوتے تو صندل میرے پاس روانہ کرتی عرصہ دراز ہو چکا
شاید کوئی فتور پڑا ساربان زادہ اسقدر فطرت بلاے روزگار ہے جہان کوئی نہ پہونچ سکے وہان پہونچتا ہے
مین خود طرف طلسم صندل کے چلون اپنا کام آپ کرون یہ سوچ رہا ہے کہ آسمان پر برق چمکی ایک
ساحر کو دیکھا اترا ہوا آتا ہے افراسیاب نے پہچانا عقل سے دریافت کیا کسی کا نامہ دار معلوم ہوتا ہے
یہ سوچکر آواز دی کہ او نامہ دار ٹھہر جا اُس ساحر نے سر جھکا کر افراسیاب جادو بادشاہ طلسم ہوشربا
کو دیکھا کہ تاج جواہر نگار سر پر پہنے ہوے بسطوت و صولت [illegible] ساحر کے ہوش اُڑ گئے
افراسیاب سے نگاہ ملتے ہی تھرتھرا جسم مین رعشہ پڑا تھرا کے زمین پر گرا قریب تھا کہ سر پھٹ
جائے لیکن بمشکل اپنے کو روکا دل کو سنبھالا افراسیاب نے بڑھکر ہاتھ تھام لیا کہا سچ بتا تو
کہان جاتا ہے اور کہان سے آتا ہے جادوگر حیلے حوالے کرنے لگا افراسیاب نے بہ نگاہ قہر
و غضب دیکھا کہا کہ آتش قہر و غضب سے جلادونگا اب اسکے ہوش و حواس بیجا رہے
بے اختیار منہ سے نکل گیا کہ دربند مہر و ماہ سے آتا ہون افراسیاب خوش ہو گیا پوچھا
دربند مہر و ماہ پر کسکی عملداری ہے نام اسد کا اسنے بیان کرنے مین تامل کیا فوراً افراسیاب
نے غصے مین چٹکی خاک کی اٹھا کر سر پر اس جادوگر کے ڈالدی وہ بیچارہ بجرم و خطا جلکر
خاک ہوا اب افراسیاب نے اسکی جھولی مین سے نامہ نکالا اسمین طرف سے ملکہ بہار وغیرہ کے
مرقوم تھا کہ اے ملکہ مہرخ عنایات خداے لم یزل سے طلسم صندل کو فتح کیا دربند مہر و ماہ پر بڑی قیامت

کی لڑائی پڑی ہے ہملوگ وقت پر پہونچے مہرو ماہ جادو کو مارا اب اسد نامدار لیے تلاش لوح تشریف
لیگئے ہیں ہملوگ فلان راہ سے آتے ہیں انشاء اللہ بخیر و خوبی پہونچکر جلد جات کی جانب سفر ہوگا جب تک
طلسم کشا بھی لوح لیکر آجاوینگے افراسیاب کو بھی قتل کرینگے یہ جو نامہ افراسیاب نے پڑھا پیچ کو زمین
پر دے مارا ریش خش کو نوچنے لگا کہتا ہے کہ ای افراسیاب صندل جادو کیونکر قتل ہوئی طلسم صندل
کا فتح ہونا ایسا آسان ہوا مہرو ماہ جادو کو مسلمانوں نے مار لیا لیکن جب اسد لوح لیکر آئیگا سمجھا
جائیگا پہلے چلکر ان باغیوں کی خبر لو راستے میں چلکر مارو لشکر مہرخ تک جانے نہ دو یہ سوچکر ایک جانب
بقہر و غضب تمام جلا تیغہ کھنچا ہوا ہاتھ میں تاج ڈھلکا ہوا غصہ سے چہرہ سرخ ہونٹوں پر آہ سرد دل میں
درد ادھر سے تو افراسیاب چلا ہے لیکن ملکہ اختر مع سہیلان قبل ز ورود تیغ شمشیر زن بعد جانے
ملکہ بران کے باغ نگارین میں گھبرائی کنیزون سے کہا ہمشیرہ صاحبہ طرف دربند مہرو ماہ کے
گئی ہیں ابھی تک واپس نہ آئیں نہیں معلوم کیا سانحہ گذرا پرائی اقلیم میں جانا ہزار طرح کا خیال ہے
تمام مالیان طلسم ہوش ربا دشمن افراسیاب ہزار بلا کا رنج کیا کیا پل پر جادوان توڑا دریائے
خون رواں کو خشک کرکے کل ہوش ربا کی آبرو ستائی ہمیشہ افراسیاب و ملکہ حیرت جادو کی
فکر میں رہتے ہیں کہ اگر ملکہ بران شمشیر زن کو پائیں تو قتل کریں حافظ حقیقی آنکی حفاظت کرے
شر دشمنون سے بچاتے ہیں انکا فراق نہ دکھائے میں خود خبر لینے جاتی ہوں وہ ہر ادیوں نے
کہا کسی نامہ دار کو روانہ کیجیے خبر منگوا لیجے اختر نے کہا نامہ دار اس طرف نہ جا سکیگا ملا زمان
افراسیاب روک لینگے ایسے ویسے ساحر کو نہ جانے دینگے سب نے سر جھکایا عرض کی جو مناسب
وقت ہو عمل فرمائیے اختر کا چونکہ ستارہ گردش میں تھا اس ماہ آسمان خوبی نے اسباب سحر
ذات پر آراستہ کیا طاؤس زرین بال پر سوار ہو کر تلاش میں ملکہ بران و بہار کے چلی آخر تو تقدیر
میں لکھی ہوئی ہی پہاڑ کی جانب سے گذر ہوا کہ جہان افراسیاب لشکر لئے اتر رہا ہے افراسیاب
کی جو نگاہ پڑی کہ آسمان پہ ایک ستارہ چمکا اب جو بنگاہ غور دیکھا صاف ثابت ہوا کہ ملکہ اختر
طاؤس زرین بال پر سوار بصد کروفر اڑی ہوئی آتی ہے اختر کو دیکھکر افراسیاب جل گیا سوچا یہ
بھی یہیں سے رہبر کر لیتی ہے اٹھ پھرا اختر گردش میں رہتی ہے جیسے ہی ملکہ اختر قریب کوہ پہونچی
اس سنگدل نے آواز دی ای اختر کہاں جاتی ہے ٹھہر ملکہ اختر نے دیکھا کہ برج عقرب کا سامنا

ہوا ہوش اڑگئے ہاتھ پاؤن مین رعشہ پڑا اتنا تو زبان سے نکلا کہ اے افراسیاب ہم تیرے مقابلہ کے
قابل نہین ہین ہمارے عمر نامدار کو کب روشن ضمیر عیار ہم ہمزہ مین ہمارا تیرا کیا مقابلہ جو دو کو بلا کر سب
زرداد دیکھ تو کیا حال کرتے ہین نانی دادی کے سحر دسے پر اتراتا ہے اتنا سمجھ لے کہ خون ہمارا بالا بالا نہ جائیگا
خدا ہمارے خواجہ عمر و اسد دلاور کو سلامت رکھے ہمارے خون کا بدلا لینگے افراسیاب نے جو
عمر و اسد کا نام سنا آتش قہر و غضب مین بھنا ملکہ اختر کیطرف چلا کہ گرفتار کرلون اختر سمجھی کہ اس سے
جان بچانا دشوار ہے مجبور و ناچار کچھ گولے ترنج و نارنج جھولی سے نکالے افراسیاب پر پھینک مارے
شعلہ ہاے آتش برفین تلوارین چھریان افراسیاب پر گرین افراسیاب دفع کرنے لگا اختر سامنے
سے بھاگی افراسیاب نے چشم زدن مین اشارہ کرکے اس کل سحر کو مٹا دیا پیچھے اختر کے دوڑا اختر
کا یہ حال ہے ہر مرتبہ آپ ہی سحر کرتی ہے آپ ہی بھاگتی جاتی ہے افراسیاب تعقب نہین چھوڑتا اپنے
تمام جسم کا زیور اتار کر پھینک مارا افراسیاب جو مین بچاتا ہوا چلا آتا ہے اختر کو عالم یاس چہرہ
آواس یقین ہو گیا ہے کہ اسکے ہاتھ سے جان بچانا دشوار ہے اس ظالم کے پھندے سے بھاگ کر کہان
جاؤن کیونکر اپنی جان بچاؤن اڑتی بھرتی تین کوس تک آئی کل زیور اپنا سحر کرکے گلے مین اتار کر
پھینک مارا تین کوس پر آکر تھمی افراسیاب نے البتہ سحر کیا کہ رہروی سے بھی معذور ہوئی تھرا کر
بلاے حق سحری موتیون کا مالا گلے سے اتارا افراسیاب پر پھینک مارا دانے ٹوٹے افراسیاب
شعلہ ہاے آتش نے گھیرا اختر نے سحر کو زور دیا کہ یہ ناری آگ مین پھنسے مین تڑپ کے نکل جاؤن
افراسیاب باران سحر برسا کے آتش سحر کو مٹا رہا ہے کہ یکایک افراسیاب نے دیکھا لاہوت جادو
اڑتا ہوا چلا آتا ہے اور قریب ملکہ اختر پہونچ چکا ہے واضح ہو کہ لاہوت جادو شوہر ملکہ زیور محل ستین
بلکہ باغ کا ملکہ محل کے ذکر آئیگا ناظرین پر واضح ہو جائیگا اسوقت کسی ضرورت سے اسطرف
نکل آیا یہ زن و شوہر نامان در بند افراسیاب ہین سحر و ساحری مین انتخاب ہین افراسیاب
نے جو لاہوت جادو کو آتے دیکھا پکار کر آواز دی اے لاہوت اس گیسو بریدہ کو لینا یہ مجھ
سے بچکے اڑتی چلی آتی ہے لاہوت نے قریب پہونچکر دام سحر اختر پر ڈالا بچھانے جال کسا
اختر اس دام مین پھنسی چاہا تڑپ کر نکل جاؤن جال توڑ دون اس فریب پر بھی بچانے سے شرم
نر کی ٹہنیا کھولکر خاک قبر جمشید اڑا دی اختر بیہوش ہو گئی لاہوت نے اسکی زبان مین سوزن

دیکر فکر مین گیا افراسیاب قریب آیا لاہوت جلوہ نے جھک کر سلام کیا عرض کی شاہنشاہ ہر وقت
کمان سے آتے ہین اختر بد اختر سے کمان مقابلہ پڑا افراسیاب نے بیساختہ آہ کی کہا اے خیر خواہ دولت
اے صاحب سطوت و حشمت کیا کہون جیسا اس ساربان زادے نے مجھکو حیران کیا ہے اسکو بیان نہین
کرسکتا ملکہ حیرت نے مجھسے قتان لوح پوچھا اسد کو لیکر تا بطلسم صندل پہونچا وہان بھی ناکام شریک
ہوے طلسم شکست قتل صندل کا بند و بست ہوا مہروماہ کو مع کر لیا اب اسد تو فکر لوح مین گیا ہے ملکہ بہار
و باغبان و برق لامع و رعد و برق و بران شمشیر زن وغیرہ یہ چند سرداران نامی تمھاری سرحد کی
جانب سے آتے ہین ابھی مین نے نامہ دار کو گرفتار کیا اسکو تو غصے مین جلا دیا نامے مین یہ تمام حالات
تحریر ہین یاسی غصے مین جاتا تھا کہ اختر سے مقابلہ پڑا یقین ہے کہ وہ بھی دین سے لڑ بھڑ کر آئی ہے اب تم
اپنے قصر پر جاؤ اختر کی قید سے پاس ملکہ زیور محمل نشین کے روانہ کر دینا اور یہ بھی اطلاع دو
کہ شاہنشاہ بھی تھوڑی دیر مین آتے ہین تمھارے باغ کی طرف سے بہار و باغبان و بران وغیرہ
آئینگے مثل و صورت سے انکو باغ مین بلا کر قید کرو مین اس مقام پر آکر ان سبکو قتل کر دونگا ایکو زندہ
نہ چھوڑونگا اے لاہوت بہر تعجب ہے الیقین کامل ہے کہ اسد بن کرب غازی لوح پا گیا ہے سر حد مین
لوح میں کچھ بھی نکو ان نے بتلا دیا ہوگا اب وہ طلسم کشائی مین مصروف ہوگا خیر اسے تو مہلت
یا ان اسکی بھی تدبیر کرونگا تنہا سے مقتول دونگا اپنی زوجہ کو بخوبی آگاہ کرنا کہ بہار و باغبان
وغیرہ کو کسی طریقے سے باغ مین بلا لینا باغ اسکا چونکہ ہے بوسے پھولون کی با نی مست ہو جائینگے سحر کرنے کی
مہلت نہ پائینگے اگر کہین آگاہ ہو گئے تو سب ساحران زبردست ہین آفت ڈھائینگے لڑ بھڑ کر نکل جائینگے
لاہوت نے کہا حضور مطمئن رہین میری زوجہ بھی ساحرہ مقتول ہے کل باغ اسی کے قبضے مین ہے ہر گل
دلربہ مسلیح مرتبہ اسکا بچھون مین رنج جو ان چمن صد شکر در مر اس باغ کی بہار اگر کوکب آکر
دیکھے طائران زمزمہ سر اعندلیبان خوش نوا شب خیز ہی سے مدلیین ہر گل واسطے دشمن کے خار ہر شاخ
نخل گلچینی ہوئی تلوار موج ہوبہو دشمن کمند ہر سرو نیزہ ولبند یہ جز امداد ہر طفل غنچہ ہوشیار واسطے زرکلو
کے وقت سے وہ باغ آراستہ و پیراستہ ہے جب پشتارہ کرے اگر سامری و جمشید عہد ہو دلوا دو
سے نکر اگر مرے دم شمیم گماسے باغ سے نکل نہ سکے افراسیاب خانہ خراب نے کہا مین بخوبی
اس حال کو جانتا ہون اب تم بھی جاکر یہی سامان کرو ماہ دولت تشریف لاتے ہین یہ کہکر افراسیاب

ایک جانب گیا لیکن لاہوت جادو قفس اُس طائر نو گرفتار کا لیے ہوئے اپنے قصر مین آیا بارہ ہزار ساحر
گرد اس قصر کے اُترے ہوئے تھے یہ باغ اُسکی زوجہ کا یہان سے بارہ کوس ہے اپنے قصر پر آکر کنیزان دون
سے تمام کیفیت بیان کی کہ دیکھو بارے ملکہ اختر بھتیجی کوکب کی افراسیاب سے لڑ رہی تھی گرفتار
کر لایا ہون آج باغ مین ہماری زوجہ کے ہنگامہ عظیم برپا ہوگا افراسیاب کو منظور ہے کہ ملکہ بہار
وغیرہ کو اُسی باغ مین قتل کرے کیا مشکل ہے سامری وجمشید بحر بر فرماگئے ہین جہان کہین مسلمانون
کا خون گریگا وہ زمین آباد ہوگی اب اگر شہنشاہ کو منع کرون تو کہین بغاوت کرتا ہے اب تو مین قید
اختر پاس زیور کے روانہ کرتا ہون یہ کہکے فوراً نامے مین کل حال درج کیا بخوبی واقف کردیا کہ ای
ملکہ عالم و ای مونس و ہمدم قید ملکہ اختر تمھارے پاس پہونچتی ہے اسکو با احتیاط رکھنا ہوشیار ہو تمھارے
باغ کی جانب سے ملکہ بہار و باغبان وغیرہ گذرا چاہتے ہین مکر و حیلے سے آنکو باغ مین بلا لینا بعد
چند ساعت کے شاہنشاہ آینگے مین بھی وقت پر پہونچونگا ان سبکو آج شاہنشاہ قتل کرینگے مگر
تدبیر مین گرفتاری سرداران مذکور کے غفلت نہ کرنا باعث بدنامی ہوگا نامہ لکھکر قفس اختر مین باندھا
سحر کیا زمین سے دھوان پیدا ہوا قفس اختر کو دھوئین نے گھیر لیا دبی دھوان قفس کو لیکر بلند
ہوا لاہوت جادو نے آتش سحر کو زرد دیا یہان ملکہ زیور محمل نشین باغ مین جلوہ فرما گرد چارسو
کنیزان ماہرو پریون کا جمگھٹا نہ خوف خزان نہ صیاد کا کھٹکا سلطنت بے خار مجمع نازنینان گلعذار
باغ حسن بہار طرح کا ہو رہا ہے صبا بھی نشہ بادہ محبت گلرخان مین لڑکھڑاتی ہے ہر مینائے شجر سے
سر ٹکراتی ہے ہر گل کا کٹورا شراب شبنم سے معمور کیفیت عیش و نشاط مین جوش رنگ و سرور یکایک
سبنے دیکھا کہ شعلہ آتش بھڑکتا ہوا آسمان سے پیدا ہوا پر سوئے باغ آکر دھوئین نے چرخ مارا شعلے بھڑک کر
مختفی ہوئے سب نے بخوبی دیکھا بیچ مین ایک قفس آہنی قفس مین ایک ماہ رخسار دھوئین سے نے
قفس کو لاکر سامنے ملکہ زیور کے آتارا ملکہ زیور نے سحر کرکے دھوئین کو برطرف کیا کاغذ کھولکر پڑھا
ساتھ والیون کو مضمون سمجھایا جلد تیاری کرو شہنشاہ کی آمد ہے گرفتار کرنے مین ملکہ بہار وغیرہ
کے شمہ کی کد ہے آج اس باغ مین بہار و باغبان کا خون بہیگا برق لامع و برق درعد دریا سے
خون مین غرق ہین سے گے لی بران شمشیر زن پر چھری پھر گئی شراب و کباب کی تیاری کرو دیکھو صاحبو
کیا مشکل ہے اگر بہار وغیرہ میرے دام تزویر مین تو کہین گرفتار کرلینا کیا بات ہے اگر سمجھ گئین

قیامت کی ڈالی پڑیگی بہار و باغبان و بران برق لامع و رعد برق کے نام تحریر ہین
ایک ایک اٰمین ساحر بے نظیر ہی دیکھیے آج کیا ہوتا ہی لیکن حکم حاکم مرگ مفاجات گردن تابی غیر ممکن
ہی ساحران زبردست سے مقابلہ پڑیگا سامری و جمشید آبرو بچائین انجام بخیر کرین یہ کہکر ملکہ زیور
نے ناچ وغیرہ موقوف کرایا گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی ہٹوادین تاج زرین سر پر رکھ
دریاے جواہر مین غوطہ مار لباس پر تکلف زیب جسم انور کیا عروس شب اول بنکر تیار ہوئی کنیزون کو
جابجا مقرر کیا خود انتظام مد بہار و باغبان کرنے لگی وسط باغ مین کرسی جواہر نگار پر بیٹھی لیکن گوش
بر آواز چشم براہ انتظار کل سامان گرفتاری باغبان کا تیار

دو کلمہ داستان حیرت بیان ملکہ بہار و باغبان و بران و خواجہ عمرو وغیرہ بیان ہوتے ہین

یہ ملحوظ خاطر سامعین رہے کہ شاہزادہ اسد و ضرغام شیر دل اس صحراے وحشتناک مین
سرگردان ہین لیکن بہار و باغبان و رعد و برق و برق لامع و خواجہ عمرو و بدیع و در بند عمرو ماہ
کے اسد نامدار سے رخصت ہوکر بعد گرد و فر روانہ ہوتے ہین التماس بخدمت ناظرین ہی کہ اس
داستان حیرت آگین کو حسب ملاحظہ فرمائین اس حقیر بیچمدان کو بدعاے خیر یاد کرین ایسے
مضامین موزون بمقدمۂ عیاری خواجہ عمرو و مہتر قران نامور واقع ہوے ہین کہ ان مضامین حیرت
آگین کو تصنیف کرکے خود وجد ہوا ہر چند کتاب ختم جلد ہفتم انشاء اللہ لبشیر طاجات ایسی ایسی
عیاریان و سحرہاے پر تکلف بطرز داستان سرائی بعبد رعنائی و زیبائی تحریر ہونگے کہ داستان ہاے
اول کو یقین کامل ہی کہ ناظرین فراموش فرمائینگے ہر مقام پر اس بیچمدان کمترین زبان کو بھی خیال
رہتا ہی کہ سامع و خوانندہ ملول نہو بوجہ طول سخن ناظرین ملاحظہ فرمائین خمسہ

سخن یہ اپنا بھی ہی افتخار کے قابل
بجا ہی کیون نہ کہین اس وبار کے قابل
زمین کی چیز نہین ہی کتاب نگار کے قابل
نہین نہین فلک کجمدار کے قابل
یہ جانتا ہی سپہر و شن یار کے قابل
کہان ہین لعل لب خوشگوار کے قابل
غضب ہی دل جان ہو نگار کے قابل
وہ دو دانت اور دُر آبدار کے قابل
نہین ہی تحفہ کوئی سیر سیار کے قابل

یہ ایک روح فقط ہے نثار کے قابل

رہا جو پردے میں نامحرم کب پہ روا — ذرا سے جلوے میں غش کھا کے گر پڑے موسیٰ
جہاں یہ عقل ہو مجبور مقام طعن ہے کیا — اسے تو پیر فلک نے کبھی نہیں دیکھا

کہ اسکی آنکھ نہیں دید یار کے قابل

ہمیشہ دور رہا آسیائے گردون کا — برنگ دانہ جوا گردشون سے تن میرا
نہ پوچھو حال کہوں سرگذشت میں کیا کیا — تمہارے ہجر کے صدمون نے اسقدر پیسا

کہ بنیان زمین آب فشار کے قابل

جنون زلف سے وحشی ہوں چشم فتان کا — عمل جہان میں سبب ہے سزائے انسان کا
مقام غور ہے انصاف عدل دانسان کا — خدا نے عشق دیا مجھکو تیر مژگان کا

گنہگار تھا سجادہ دار کے قابل

یہ آرزو ہے کہ لپٹیں رکاب توسن سے — مثال خار الجھ جائیں دور دامن سے
یہی سوال ہے ہر ایک دوست دشمن سے — یہ کوئی جا کے کہے یار صید افگن سے

کہ مرغ دل ہے ہمارا شکار کے قابل

ہمارے عال کی شہرت ہے قاف سے تا قاف — عوض مصیبت و غم کے ضرور ہیں الطاف
کمال حیف ہے اسیر اگر نہ ہو تم صاف — اٹھائیں کیسی جفائیں ذرا کرو انصاف

کہ اب ہے عاشق دل خستہ پیار کے قابل

نصیب مجھکو کہاں آئی ترے کوچے میں — ہماری خاک میں لائی ترے کوچے میں
خدا نے قبر تو بنوائی ترے کوچے میں — ہزار شکر جگہ پائی ترے کوچے میں

زمین ڈھونڈتے تھے ہم مزار کے قابل

یہی دعا ہے رحیم و کریم سے میری — نگاہ بد سے خدا رکھے حفظ میں اپنی
جہاں میں تو ہے سرسبز اے گل خوبی — چمن میں حسن کے تیرے خزاں نہ آئے کبھی

کہ ہیں یہ پھول ہمیشہ بہار کے قابل

ہزاروں ہم نے اٹھائے فراق کے صدمے — فشار کے بھی الم زیر خاک دیکھ چکے

دعا کریم سے کرتے ہیں گور کے نیچے — الٰہی انکو بچانا ہما کے پنجے سے

یہ استخوان ہیں سگ کوے یار کے قابل

وہ ہم نہیں ہیں کہ مرنے سے اپنے جی میں ڈرین — جو قصد قتل ہوا انکا تو سب پہلے مرین

یہ آرزو ہے کہ دونوں لہو سے ہاتھ بھرین — ہمارے خون سے رنگین چاہیے وہ کرین

حنا ہے یہ کف دست نگار کے قابل

بیان حال کرین منہ سے ہم جفاے صنم — مآل کار کو دی جان تک ہمارے صنم

یہی دعا ہے شب و روز ای خداے صنم — ہماری قبر پہ ہو لوح سنگ پاے صنم

کہ اور سنگ نہیں اس مزار کے قابل

ہمیشہ پیش نظر ہے وہ غیرت گلشن — فراق یار میں بھاتی ہے کسکو سیر چمن

نہ کچھ ہے مہر کی حاجت نہ فکر شمع لگن — ہمارا داغ ہے سینہ میں رات دن روشن

چراغ ہے یہ شب انتظار کے قابل

نہیں جو شوق ہے کانٹے کا ای گل خوبی — عجیب امر خداساز ہے یہ تقدیری

نصیب لڑ گئے عاشق کے اپنی قسمت تھی — کہ کھینچے کھل سکے نہ ہم بھی یہ بات پردے کی

ہمارا تار نفس ہے ستار کے قابل

نہیں ہے کوئی زمانے میں برق اب بہر — عطا کیے ہیں خدا نے تمام فضل و ہنر

یہ انکسار سے کہتے ہیں اس فصاحت پر — غزل کے کہنے میں مغرور ہو نہ ای حیدر

نہیں ہے شاعر دل میں تو شمار کے قابل

کجا بودم اکنون فتادم کجا — عنان سخن شد ز چنگم رہا — دگر بار در گفتگو آمدم

بدیدار بیگان نکو آمدم — نشستم دم بار دیگر کہ جوت — بغفران حی الذی لا یموت

گوہر آبدار سخن کو زیب گوش حق نیوش سامعین والا تمکین کرتے ہیں کہ جب خواجہ عمرو سردار مذکور کو ہمراہ لیکر تخت سر بہار پر سوار ہوے سمت لشکر ظفر اثر ملکہ مہرخ چلے عمرو نے کہا ای ملکہ بہار گلعذار و ای باغبان عالی وقار یہ سراسر ظاہر ہے کہ لوح طلسمی جس حوالی میں افراسیاب نے کہیں ہے نشان وقت خلوت راز و نیاز میں بتایا تھا لیکن یہ دھوکا دیا صاف یہی کلمہ کہا تھا

کہ لوح طلسمی مین نے پاس مہر و ماہ جادو کے بھیجدی ہی سب نشان مطابق ہوے طلسم صندلی
ہی سرگردانی راہ مین حیرانی پریشانی حاصل ہوئی دربند مہر و ماہ بھی فتح ہوا سرداران نامدار یعنی اسد
عالیوقار کو جانباز و سرفروش نے ملک اخضر سا ساحر قدیم صندلان صندلی پوش سردار
معقول و ندیم ملکہ گوہر جادو کیسی صاحب آبرو سب سامان عمدہ ہین لیکن تم لوگون نے ایسی
جلدی کی دو چار روز اور توقف کرتے ہمارے سامنے لوح ملجاتی طبیعت تسکین پاتی اب انتشار
رہا دل بیقرار رہا قلب خالی تو یہان روح جا بہ سمند نامدار کے ساتھ ہی ہر چند کہ مین نے بچپن سے
تعلیم کیا ہی ہم سردار و ہم عیار ہی لیکن بادۂ جرأت سے سرشار ہی ہر بات کا آغاز و انجام سمجھنا تمھارا
دشوار ہی دل اُسکی صحبت و مناسبت کا خواستگار ہی اگر مناسب ہو پلٹ پڑو دیکھین کیا انجام ہو
لوح ملی یا نہین ملی شاید کچھ ہماری تمھاری ضرورت پڑے بہار نے کہا اے شاہنشاہ اوج عیاری
فکر نہ کیجیے پروردگار مالک ہی ابتو وہ بخضوع و خشوع مصروف عبادت ہونگے غیب سے بشارت
ہوگی اُسی نشان پر جائینگے لوح طلسمی پائینگے اخضر الیاس و افکار موجود ہین اب پلٹنا بہتر نہین ہی
ایسا نہو افراسیاب نے کوئی ساحر زبردست ملکہ مہرخ پر بھیجا ہو اسکا بھی اندیشہ ہی کہ ناموس
طلسم کشا ملکہ مہ جبین و لالان خون قبا لشکر مین موجود ہین اگر خدانخواستہ انپر کوئی افتاد پڑی
ہم آقا کو کیا منہ دکھائینگے افراسیاب تو مہ جبین کے نام کا دشمن ہی ساحر پرفن ہی خدانخواستہ
خیال کرے کہ مہ جبین و لالان خون قبا کو پکڑون مہ جبین تو اُسکی دختر ہی لالان خون قبا
باغ خوبی کی گل تر ہی حسن و جمال مین ماہ و مہر سے بہتر ہی یہ بھی ہم لوگ سن چکے ہین کہ اکثر اسکی
خواستگاری بھی کی اگر کوئی حرکت ناشائستہ کر بیٹھا اسد تو اس غیرت مین گلا کاٹ ڈالیگا عمرو نے
جواب دیا بجا میرا دل جبت گھبراتا ہی آپ سب صاحبون کے ساتھ کیون آیا کوئی افتاد ہونے کو
ہی دل آگاہ خبر دیتا ہی بہار وغیرہ نے کہا خواجہ آپکو بیٹھے بیٹھے ناحق کا تردد ہی اگر خدا کے فضل سے
لوح پا چلے مصروف طلسم کشائی ہوے ضرور ہمکو نامہ پہونچیگا کہ لشکر لیکر آؤ جسطرح اپنے ملک
داؤدیہ سے خبر دی تھی ہم لوگون نے آکر لشکر نہنگ خونخوار سے مقابلہ کیا تھا اسی طرح اب بھی
وقت پر پہونچینگے یہ باتین کرتے ہوے سب سردار آتے تھے یکایک بھینی بھینی بو پھولون کی آئی ہوا
سرد چلی سبھون نے بند قبا کھولدیے سر اُٹھا کر دیکھا سبحان اللہ قدرت پروردگار نظر آئی اک باغ

پر بہار قطع دار پھولون سے معمور جا بجا تعمیر قصور بے قصور چمن ہاے طولانی گلشن بے خزان نخل
سرسبز و شاداب چشمہ ہاے آب با آب و تاب گل نخل سبز پوش صیاد و گلچین خاموش جا بجا طائران خوش نوا
طاؤسان مست ادا قمریان طرحدار گویان لفظ کو کو تا با عندلیب جلوے گل مین مست بادۂ الفت پھول
سنگار مین دیے ہوے شاخہاے موزون پر غزل خوان مطلع مصحفی در وزبان مطلع

رخ جلا ہٹ سا ہو خوش ہر بلبل باغ مین ‖ شاخہاے گل لٹکاتی ہین زیر گل باغ مین

شاخون لے پہاے پیشکش شاہد گل ڈالیان لگائین بلبلین پھول پھول کے اترائین سوسن صدربان
نے دھری مسی کی جہالی دھر ادھر ی لوٹ رہی ہو زلف عنبرین سنبل کو پیچ و تاب سبزۂ خوابیدہ
مست خواب جلا البیلاپن دکھاتا ہو جوانان چمن کو جوش بہار دیکھکر غش آتا ہو نظم

واہ وا کیا معتدل ہو باغ عالم کی ہوا ‖ مثل نبض صاحب صحت ہو ہر موج ہوا
بھرتی ہو کیا کیا مسیحائی کا دم باد بہار ‖ بنگیا گلزار عالم رشک صد دارالشفا
ہو گلون کے حق مین شبنم مرہم زخم جگر ‖ شاخ اشکستہ کو ہو ہر ایک قطرہ مومیا
ہو گیا موقوف یہ سودا کا بالکل احتراق ‖ لالہ بے داغ سیہ پانے لگا نشو و نما
ہو گیا زائل مزاج دہر سے یا شک جنون ‖ بید مجنون کا بھی صحرا مین نہین باقی پتا
ہوتا ہو لطف ہوا سے اسقدر پیدا لہو ‖ برگ مین ہر برگ کے سرخی ہو جیون برگ حنا
پائی یہ اصلاح صفرا نے کہ دنیا مین کہین ‖ زرد چشم اب دیکھنے کو بھی نہین ہو کہربا
ہر مزاج بلغمی مین ہوتی ہو تولید خون ‖ چاندنی کا پھول ہو گر ارغوانی ہو بجا

اس باغ مین جوش بہار ہو گل نام خزان سے بیزار نظم

نماندہ در جہان کوئی مگر گل ‖ تماشون کو سبب وہ در دہان تھا
زمین گل آسمان گل مہر و مہ گل ‖ گل لالہ عقیق زرد کا شف

نسیم عنبر شمیم کے جھونکے چل رہے ہین جوش پر موج آب ہر گل کے جسم مین لباس گلنار وسط باغ
مین ایک چبوترہ ہو جسکی تعمیر سے دو چند نور ایک شاہزادی گلبدن گلعذار غنچہ دہن رشک بہار
کرسی پر جلوہ فرما گرد نازنینان خوشرو کمسن مرادون کی راتین ہولنے بجلنے کے دن بیچ مین وہ
ماہ تابان گرد ہجوم سیارگان جیسے ہی اس شاہزادی نے ملکہ بہار وغیرہ کو آتے دیکھا مثل شاخ
گل وہ صاحب تجمل براے تسلیم ملکہ بہار خم ہوئی ہاتھ اٹھا کر دعاے جان درازی دی عرض کی

ای ملکہ بہار کنیز کو پہچانا ہمیشہ خدمت مین رہی ہو مدت دراز سے تکلیف جدائی سہی زیور محمل نشین
میرا نام ہی مدت سے ہوا خواہ حضور کی ہی ناکام ہو آپ باغ مین تشریف لائیے مین نے مفصل خبر
سنی تھی کہ طلسم کشا کو گنبد نور سے باکر لیا مجکو تو غیب سے ہدایت ہوئی تھی مدت سے مطیع الاسلام
ہوچکی مگر حیران تھی کہ حضور کی خدمت مین کیونکر جاؤن کوئی تحفہ لائق پیشکش نہ رکھتی تھی کہ اسکو
لیکر آتی شوہر میرا لاہوت جادو بھی یہان نہین ہی چند ساعت توقف فرمائیے سیر گل و لالہ مین
مصروف ہوجیے کبھی پکار کر باغبان کو آواز دی کہ ای قوت بازوے افراسیاب شکر ہی بہار
پیراے باغ عالم کا کہ آپ بھی موجود ہین سب صاحبون سے سفارش کیجیے خوب مجکو ثابت ہو کہ اب
طلسم ہوش ربا نہ بچیگا کتاب سامری مین بھی یہی تحریر ہی جو آپ لوگون کا ساتھ دیگا عزت و آبرو پائیگا
ورنہ ذلیل و خوار ہو کر مارا جائیگا یہ کلمات مکر آیات جو ملکہ بہار نے سنے خیال آیا کہ یہ دوست صادق ہی کہا ای
باغبان چند ساعت باغ مین ملکہ زیور محمل نشین کے ٹھہر جاؤ منت و خوشامد کرتی ہی ساحرہ زبردست
رکن طلسم ہوش ربا سحر و ساحری مین ممیل و یکتا ہی اور تو سب نے کہا بسم اللہ چلیے مگر خواجہ عمرو نے
کہا ای بہار اسکے کلام سے بوے دشمنی آتی ہی بالا بالا نکل چلو اسکے باغ مین نہ ٹھہرو ظاہر مین باغ
پر بہار ہی باطن مین دل کھٹکتا ہی کہ ہمارے تمہارے واسطے خار زار لیا ہو کسی بلا مین پھنس جائین
اگر اسکو خواہش ہوئی خود چلی آئیگی یہی جواب دو کہ ہمارا ٹھہرنا ناممکن ہی اگر تمکو خواہش شراکت ہی
لشکر اسعد نامدار جائیے بے تکلف ہر جسمی امیر و فقیر کا دل چاہے تشریف لائیے سرفراز فرمائیے
ہم سب صاحب براے خدمتگاری حاضر ہین اسوقت البتہ قاصر ہین ملکہ بران شمشیر زن کے
منہ سے بے اختیار نکلا کہ ای خواجہ اگر یہ گل پیرہن بغاوت پر کمر باندھیگی ہمارا کیا کرسکتی ہی
وہ اختر مروارید چلیے جان بچانا مشکل پڑے برق لامع نے تڑپکر جواب دیا ای شہنشاہ اوج
عیاری ایسی تڑپن کر کہان خرمن ہستی دشمن کو جلادون اس باغ پر بہار مین خون کا دریا بہادون
رعد نے کہا وہ چیخ مارون کان کے پردے پھٹ جائین باغبان نے کہا باغی کی آنکھین پھوڑ دون
عمرو نے کہا یارو تم سبکے دماغ مین غرور بھرا ہی شامتین آئی ہین ایسے کسی بلا مین پھنسو گے جان بچانا
مشکل ہوگی عمرو کی بات کا کسی نے جواب نہ دیا بہار نے مسکرا کر منہ پھیر لیا خواجہ کی باتون کو
ہنسی مین اڑا دیا زیور دست بستہ سامنے کھڑی ہی کہتی ہی ای ملکہ عالم تشریف لائیے سرفراز

کنیزیں بے تمیز خدمتگزاری کی امیدوار ہیں عمرو نے ہر چند منع کیا کسی نے نمانا علاوہ ازین محل زیور
نشین نے بھی ایسی چرب زبانی کی آنکھون مین سبکے چربی چھائی خواجہ ایسے چراغ محفل فطرت
کی بات نہ سنی ملکہ بہار نے تخت بڑھایا جب قریب دیوار باغ تخت پہونچا اسوقت بھی عمرو نے کہا
ای بہار پیارے خدا باتون پر اس مکارہ کے نجاؤ سراسر پیشانی اسکی سیاہ معلوم ہوتی ہی شراب مکرو
خوت سے جام کلام معمور ہی دیکھو دھوکا نہ کھاؤ سراسر عقل کا قصور ہی سبھون نے نہ مانا ہنسکر ٹال دیا عمرو
نے کہا مین ساتھ نہ دونگا باغبان نے کہا خواجہ تمھارا ابھی دو چار کوڑی کا روزگار ہوگا خواجہ عمرو نے
کہا او بیوقوف پہلے نقد جان تو بچا یہ کہکر خواجہ عمرو تخت سے کود پڑے ساتھ والے ہان ہان کرتے
رہے خواجہ عمرو نے ایک کو بھی جواب نہ دیا تخت سے گرتے گرتے گلیم اوڑھکر غائب ہوے لیکن
سرداران مذکور مست شراب جہالت پابند قفس رنج و مصیبت سرحد باغ مین آکر تخت سے کودے
جیسے ہی ان سبھون نے زمین پر قدم رکھے زیور نے جھوم کر آواز دی یا سامری یا جمشید دشمنان
افراسیاب کو لینا سابق مین تحریر کرچکا ہون یہ باغ اسکے بزرگون کا بنایا ہوا ہی ہر ایک بوٹا افسونگری
سے معمور ہر ایک نخل برائے سینۂ دشمن مژۂ جانستان ہر ایک پتا خنجر بران ہر ایک سرو آہ دلدوز ہجران
پھول شعلۂ جوالہ برائے سحر سے سارا باغ بھرا ہوا تھا غنچے بہار کی حماقت پر مسکرائے پھولون نے
باغبان کی ذلت پر قہقہے اڑائے سرو انگشت بدندان ہوا چشمون سے طوفان کا سامان عیان ہوا
حباب آنکھین نکالنے لگے سارا باغ دشمن جان تشنۂ خون مسلمانان جانورون نے غل مچایا دام موج
صبا سے یہ صدا تھی خوب دام تزویر مین پھنسا ابر ان ذکر الٰہی حیا یا اختر مروارید نکالون جوڑے
تک ہاتھ نہ پہونچا تھا کہ باغبان کی زبان بند بہار دو دستہ برق لامع تڑپی رعد کی آواز پڑ گئی
کر خدا بھولا جملہ ساحران مذکور بوے گل سے مست ہوے سحر بالکل فراموش مثل تصویر تصور خاموش
اسم سحر نہ پڑھ سکے لڑکھڑا کر گرے سب بیہوش ہوے زیور محل نشین نے کنیزون کو آواز دی دشمنان
شہنشاہ کو گرفتار کرو بڑے گرگ باران دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ جیسے کنیزون نے بڑھکر ہر ایک
کی زبان مین سوزن دیا زیور محل نشین جانتی ہی یہ سب ساحر رکن طلسم ہوشربا مین ہر ان سینہ
آفتاب طلسم نور افشان الیاس سوزن کو یہ لوگ نامحن سحر کرکے نکل جائین اگر باغ میرا شہرۂ ارژنگ
شعبدہ ہوتا ان سب کا گرفتار ہونا دشوار تھا قفل ہائے ہار آتشین سب کے دہن پر چڑھا دے

آپ آکر مسند جواہرنگار پر جلوہ فرما ہوئی کنیزون نے ان سب کو ہوشیار کیا اب آنکہہ کھلی اپنے کو
گرفتار مصیبت پایا اب سمجھا نا خواجہ کا یاد آیا کنیزین کشان کشان لیکر سامنے ملکہ محل زیور نشین کے
آئین بران نے دیکھا ملکہ اختر بین سہیلان بھی گرفتار قفس مصیبت ہیں اور زیادہ قلق ہوا شرماکر سر
جھکالیا زیور نے بہ عتاب خطاب کیا کیون ای ملکہ بہار و باغبان افراسیاب کے ساتھہ دشمنی
کی بہروان جادہ طلسم ہوش ربا کی رہزنی کی خوف نہ آیا کہ بادشاہ جابر و قاہر ہی صاحب نیرنگ و
شعبدہ دنیا مین کون اس سے مقابلہ کرسکتا ہی یہ وہ بادشاہ عالیجاہ ہی جسنے سلطنت ماچین کو تماشا
ہوش ربا پر بزور بازو قبضہ کیا دریاے نیل کی آبروسنائی قہقہہ سیہ تخت کو مارا اُن سحر کون مین
زمین تھراتی تھی زبان ماہیان دریاے نیل سے الحفیظ والامان کی صدا آتی تھی تم چند کس کیا کرسکتے
ہواب دم بہر مین شہنشاہ تشریف لائینگے اسی باغ مین تم سب کا خون بہائینگے ان سردارون مین
کلام کی طاقت کہان آنکھون مین بصارت کہان ہوا اس باغ کی خوف سحر بالکل فراموش ہوا اتھہ
پانوٗن مین رعشہ آیا یقین کامل ہوا کہ جان بچنا دشوار ہی فلک کجرفتار نے بلاے سہم مین مبتلا کیا
اب رنج و ملال سے کیا ہوتا ہی سب سے زیادہ ملکہ بران شمشیرزن کا حال ابتر دختر بلند اختر شہنشاہ
طلسم نورافشان صاحب جاہ و جلال آسمان لیاقت کی بدر کمال یقین کامل ہوا ای بران قضا
کھینچکر اس باغ مین لائی اسطرح کبھی مجبور و ناچار نہوئے تھے کس قیامت کا باغ ہی تماشے سے
اسکے دل پہ داغ ہی افسوس طلسم اسکندری فتح کرکے شاہزادہ ایرج نوجوان نبیرہ حمزہ صاحبقران
نے فرمایا تھا کہ صیقل آئینہ دارا یہیں ہی اپنے کو طلسم ہوش ربا مین پہونچائینگے اسد نامدار کی شراکت
کرکے قتل افراسیاب کی تدبیرین کرینگے وہ شیر صاحب ارادہ ہی طلسم ہوش ربا مین آنے پر آمادہ
ہی ضرور تشریف لائیگا مگر افسوس ہمکو زندہ نہ پائیگا عین وقت پر موت کا سامنا ہوا اب کون مونس
جان بچنے کی ہو اس باغ مین موت لیکر آئی بقول مغنی نظم

من ماہی آن بحر کہ آبش ہمہ خون ست	لب تشنہ جامی کہ شرابش ہمہ خون ست
ہر کس نبرد رہ بسوی دشت محبت	کاکلش ہمہ زہر است و شرابش ہمہ خون ست
ای خضر تو در چشمہ حیوان کہ اسیران	نوشند از آن چشمہ کہ آبش ہمہ خون ست
ہر بو الہوسے راز سد لاف محبت	باشبنم آن گل کہ گلابش ہمہ خون ست

لب ریختہ خون دل مخفی کہ ز سبب داد ہر جا کہ رود پایہ رکابش ہمہ خون است

یہ اشعار مصیبت آثار خاص ایسے ہی وقت پر نظم کیے ہین ای رحیم کارساز آج بدعت افراسیاب سے بچانا روز سیاہ نہ دکھانا بہار کے بھی چہرۂ زیبا کا رنگ اڑا ہوا اپنی حماقت پر شرمندہ دل مین مجوب شرمسار محزون بیزار جان و آبرو کا خوف جانتی ہی کہ افراسیاب بجبر عاشق ہی ایسا نہو قصد آبرو ریزی کرے ای پروردگار حکم دے ملک الموت کو کہ آنے افراسیاب کے میرا خاتمہ ہو مردہ ہمارا اٹھا کر لیجاے اس باغ مین تاکہ یہ خار صحراے مصیبت کو زندہ نپاے باغبان سر دو دل مین خیال کیا ای باغبان سبحان اللہ ہمارا لقب وزیر باتدبیر کیا بُری تقدیر ہی کہ یک بیک عقل پر پتھر پڑے بالکل اندھے ہو گئے یہ بھوٹی آنکھون سے نہ سوجھا پرائے گھر مین بے تکلف چلے آتا خواجہ عمرو کا سمجھانا خیال مین نہ آیا برادر صوکا اٹھایا مضمون مصرع صادق آیا ع چون قضا آید طبیب ابلہ شود ہ مصیبتین ہوش ربا مین ہمنے جھیلین جب وقت فتح طلسم آیا فلک نے ہمکو اس مصیبت مین پھنسایا افراسیاب جادو آتے ہی قتل کریگا سب سے پہلے ہمارا سر کاٹیگا خوف جان مین یہ اشعار یاد آے **للناظم**

کیا جانے کسکی خاک ہو رکھ ہوش نقش پا یون رکھ قدم کہ تا نہ دبے دوش نقش پا
اعمال رفتگان کے مکافات کر نظر حیران رہے ہین صورت خاموش نقش پا
کسکی سخنے ہین خاک نشینان راہ عشق گوش اپنے کر ہین ایسے کہ جیون گوش نقش پا
وحشت ہی کیا اہل جہان سے یہ اب مجھے افتادگی نہ ہووے فراموش نقش پا
کثرت سے کوے یار مین گرمی ہی یہ کہ وان پڑتا ہی پا مین آبلہ از جوش نقش پا
گذرے وہ کیونکہ خاک سے میری کہ تا ابد چھوڑے قدم کو اُسکے نہ آغوش نقش پا
افتادگان تک آن سکے کیا لین گے راہ جو جز خاک کچھ نہین ہی درآغوش نقش پا
ای شوخ ہرزہ گردی نے تیری ہر ایک جا خون جگر کیا ہی پیا نوش نقش پا
پابوسی پر رقیب عبث دوڑے ہی جی کہ وان کب ہی قبول خاطر پاپوش نقش پا
سودا بہ قول حضرت بیدل کہے دوست خط جبین ماست ہم آغوش نقش پا

باغبان نے جو یہ اشعار پڑھے بہار جادو نے سنکر آہ کی خیال بادشاہ اسلام کیا گل سا چہرہ کمھلا گیا باغبان کو اشارہ کیا کہا ای باغبان مضمون ان اشعار کے ہم گرفتاران مصیبت پر صادق

آنے میں مدت سے گرفتار دام محبت آج اسیر دام مصیبت ہوئے اپنی جانب اشارہ کر کے یہ اشعار پڑھتے

آدم کا جسم جبکہ عناصر سے مل بنا
کچھ آگ بچ رہی تھی سو عاشق کا دل بنا
سرگرم نالہ ان دنوں میں بھی ہوں عندلیب
مت آشیاں چمن میں مرے متصل بنا
جب تیشہ کوہکن نے لیا ہاتھ تب یہ عشق
بولا کہ اپنی چھاتی پہ دھرنے کو سل بنا
جس تیرگی سے روز ہے عشاق کا سیاہ
شاید اسی سے چہرۂ خوباں پہ تل بنا
لب زندگی میں کب ملے اس لب سے اے کلال
ساغر ہماری خاک کو مت کر کے گل بنا
اپنا ہنر دکھائیں گے ہم تجھ کو شیشہ گر
ٹوٹا ہوا کسی کا اگر ہم سے دل بنا
سن سن کے عرض حال مرا یار نے کہا
سودا نہ باتیں بیٹھے یہاں متصل بنا

باغبان قدرت حسرت پر بہار کی زار زار رو باجی میں کہتا ہی حقیقت میں افسوس بہار کا شباب ہماری نوشادی ہوئی خانہ آبادی ہوئی لطف وصل و ہجر دیکھا اس بخت بد نصیب نے باغ عالم کی کیا ہوا کھائی ایسی نازنین کو اس حسرت و یاس کے مقام پر موت آئی اے بانی بنائے گلشن عالم اے واقف اسرار ہستی و عدم بہار جادو کو بچالے لیکن پردہ محمل نشین نے فوراً ایک نامہ لکھا اپنے شوہر کے واسطے کہ اے شہنشاہ لاہوت جادو اے راز دار خوش خو قید ہیں ملکہ اختر کی ہمارے پاس بھیجی مع نامہ اشتیاق قفس میں اس ماہ خوبی کو پایا جس سے یہاں بڑا کار نمایاں ہوا ملکہ بہار گلعذار و وزیر باشوکت اعنی باغبان قدرت و سیف قاطع ملکہ برق لامع و رعد و برق و صعد رصف شکن ملکہ بران شمشیر زن ان سب کو ہم نے گرفتار کر لیا دام سحر میں پھنسایا یہ وہ ساحران غدار تھے کہ جن سے شہنشاہ ہوش ربا عاجز ہے مگر صحبت کی تاثیر تو ہے مگر تو وہ مراد پر پڑا آیا بہ سر بری غرق ہوا اسیدان خوبی کی تیاری کر رہے ہیں جلادان فرس طینت جمع کیے آمد شہنشاہ کا انتظار ہے کہیں وہ جلد آئیں اگر ان سب کو قتل کریں لیکن آپ بھی وقت پر ضرور آئیے گا دیر نہ لگائیے گا حقیقت میں آج روز قیامت ہے بہار جادو ایسی ساحرہ منظور نظر شہنشاہ قتل ہوتی ہے میں سمجھا رہی ہوں وہ ظالم نہیں مانتی کہتی ہے اپنی جان دوں گی اطاعت افراسیاب جادو نہ کروں گی آپ کو یاد ہو گا سابق میں ارشاد فرمایا تھا کہ بہار کے نکل جانے کا دیر داغ ہے جب بہار نہ ہو باغ میں سناٹا ہر سرو و چمن شل یاد رنگ باغ تباہ عندلیبان خوش نوا کو صدمہ و غم ہر ساکن باغ مبتلائے محبس رنج و الم فرماتے تھے کہ جو کوئی بہار کو راضی کرے سلطنت سے ملا دے دولت دنیا سے نہال کر دوں گا لہذا آپ جلد آئیں ہم آپ ملکہ بہار کو سمجھائیں اگر یہ کام ہمارے ہاتھ سے نکلا افراسیاب جادو حاکم طلسم ہوش ربا کر دے تھوڑے لکھنے کو بہت جانیے گا شہنشاہ بھی آیا چاہتے ہیں آج انکے دل کو لگی ہے کہ شوہر ہے کہ طلسم کشا کو

دربند مہروماہ کی لوح طلسمی بعض کا یہ قول ہے کہ طلسم کشا مرحلہ جات پر پہونچا ناظمان طلسم ہوشربا ششدر و حیران ہیں آج ہمارے باغ میں سحر عظیم ہے خدا جلدی آبرو رکھے بہت کچھ ملکہ زیور محل نشین نے تحریر کیا نامہ ایک کنیز کو دیا کہا زبانی بھی کہنا ان سرداران مذکور کو بہتے پڑ لیا باغ کے سحر میں بہار و باغبان کو دھوکا دیا پیران شمشیر زن بھی جال میں عنقا ہیں برق لامع تڑپ رہی ہیں بدون آپ کے تشریف لائے قتل میں افراسیاب کو تامل ہوگا شاید آپ کے سمجھانے سے میرے باغ میں ان گلعذاروں کا خون نہ بہا میں یہ باغ ہمیشہ بہار بربادی سے بچے بخوبی سمجھا دیا کنیز نامہ لے کر بخدمت لاہوت جادو روانہ ہوئی

اب دو کلمہ داستان افراسیاب خانہ خراب کے بیان ہوتے ہیں

خمسہ موافق مضمون

مثل بو نظروں سے ہر اک گل نہاں ہو جائیگا
بلبلو صحرا سے بدتر بوستاں ہو جائیگا
پھول کیا کانٹا بھی بے نام و نشاں ہو جائیگا
کاروان باد بہاری کاروان ہو جائیگا
ایک دن یہ باغ پامال خزاں ہو جائیگا

کیا قمر اس شرم کے مارے نہاں ہو جائیگا
صبح دم صد چاک جیب انس و جاں ہو جائیگا
سامنے سے مہر تاباں بھی رواں ہو جائیگا
چاند سا چہرہ جو پردے سے عیاں ہو جائیگا
چشم عاشق کا ہر اک پردہ کتاں ہو جائیگا

کچھ دنوں سے وہ صنم جلوہ جو دکھلانے لگا
فیض ہر اک دولت دیدار سے پانے لگا
بہر نظارہ وہاں سارا جہاں جانے لگا
رفتہ رفتہ اپنے در تک وہ صنم آنے لگا
سجدہ گاہ خلق سنگ آستاں ہو جائیگا

مانگ تو اے ماہ تیری کہکشاں کا ہے جواب
عکس رخ سے ہے نقاب روے انور ماہتاب
ہے خدنگ موے مژگاں غیرت تیر شہاب
بالے کے موتی ہیں تارے روے تاباں آفتاب
تیرے آنے سے ابھی بام آسماں ہو جائیگا

قتل کرتے ہیں جو یاد آ جاتے ہیں ایام وصل
جان آ جائیگی تن میں جب سنونگا نام وصل
تلخ اپنی زندگی کا ہے مزہ بے جام وصل
یار جب مجھ جاں بلب کو بھیجیگا پیغام وصل

دیکھنا ہیجام پر ہر سبزہ سنبلستان ہو جائیگا

ایک دم ہرگز نہیں تنہا میں اسکو چھوڑتا — چھپ کے پیچھے ہو لیا جس سمت وہ اٹھکر چلا
خلق کو مجھپر یقین ہو جائیگا ہمزاد کا — گر تو نہیں میں ساتھ ہوں تو رفتہ رفتہ دیکھنا

اس پری کو اپنے سایے کا گمان ہو جائیگا

جلوہ افگن ہو رہا ہی آج اس گل کا جو عکس — بو میں بھی خوشبو سما ہی آج اس گل کا جو عکس
دیکھو باطن میں رسا ہی آج اس گل کا جو عکس — اب جو مین پڑ گیا ہی آج اس گل کا جو عکس

باغ میں ہر غنچہ گل عطردان ہو جائیگا

دنگ رہجائیگی ہر بلبل تری گلگشت سے — باغ میں پڑ جائیگا اک غل تری گلگشت سے
سبزہ ہو جائیگا بالکل تری گلگشت سے — جان پائیگا چمن ای گل تری گلگشت سے

ہر شجر میں مرغ جانکا آشیان ہو جائیگا

دیکھ پائیگا جو صورت روے آتشناک کی — ہر گرمی فی الحقیقت روے آتشناک کی
دل جلا ڈالیگی حیرت روے آتشناک کی — قہر لائیگی شرارت روے آتشناک کی

شعلہ آتش ترے آگے دھوان ہو جائیگا

کیا ستم ای ترک تیری چشم نے برپا کیا — پردلا یا دیدۂ نرگس کو بھی اندھا کیا
زلف نے پھانسی دی سنبل نے اگر دعوی کیا — تیری ابرو نے کمان کو تیر سا سیدھا کیا

پیش مژگان تیر خم ہو کر کمان ہو جائیگا

تیر کتنی دیکھنا تیغ نگاہ ناز ہے — صاف ٹکڑے مرغ جانکا ہر پر پرواز ہی
پر کہان عالم میں ہمسا عاشق جانباز ہی — کیا ضرر ہمکو جو وہ محبوب تیر انداز ہی

ہر خدنگ اپنے بدن میں استخوان ہو جائیگا

میں نہ سمجھا تھا کہ دل ایذا دکھائیگا مجھے — بیچ میں اس طفل کی کاکل کے لائیگا مجھے
وہ بڑھیگا میں گھٹونگا غم ستائیگا مجھے — انقلاب دہر تب اس سے ملائیگا مجھے

پیر جب ہو جاؤنگا میں وہ جوان ہو جائیگا

حسب خواہش گر نہیں یہ شعر پر مضمون لکھا — مان لے آباد کا کہنا زیادہ غم نہ کھا

فکر موقوف ناسخ دل نہیں لگتا ترا	آج تیرا کوچۂ دلدار میں اگر دل لگا
پھر طبیعت کا کسی دن امتحان ہو جائیگا	

افراسیاب خانہ خراب ملکہ اختر ماہ پیکر کو گرفتار کرکے بیٹھا اس سوچ مین کہ اختر کو تو مین نے گرفتار
کیا ملکہ بہار وغیرہ کی تدبیر زیور محل نشین کریگی نہین معلوم ساربان زادہ بھی انکے ساتھ ہی یا نہین
ایسا نہو دم دیکر زیور کا گٹھا اڑا دے لوٹ مار کے چل دے اُسکو کون بچائیگا صرصر کو ڈھونڈھ
کے ہمراہ لے لون اُسکی ہوا بندھی ہے صرصر بخوبی پہچان لیگی حقیقت مین صرصر بھی ہوا مین گرہ لگاتی
ہے عمرو کو بھی صرصر سے ایک راہ ہے گلشن چمن صرصر کا جواخواہ ہے یہ سوچکر افراسیاب ایک پہاڑ
پر ٹھہرا ایک پتلے کو روانہ کیا حکم دیا صرصر جہان ملے وہان سے اسکو لاؤ پتلا مثل شعلۂ جوالہ آسمان پر
چمکا صرصر شمشیر زن لشکر حیرت سے نکلی تھی حیرت نے حکم دیا تھا کہ لشکر مسلمانان کی خبر لاؤ صرصر
شمشیر زن کو یہ تو یقین کامل ہے کہ لشکر مین سرداران نامی نہین ہین اسد غازی کی فکر مین سب گئے
ہونگے سب سے زیادہ یہ خیال ہے مہتر قران عیاری مین صاحب کمال ہے وہ بھی اسی جستجو مین گیا ہوگا
ضرغام نے بھی اپنے کو پہونچایا ہوگا یہ عیاران طرار جس اقلیم مین جا پہنچینگے قیامتین برپا کرینگے وہان
کے باشندون کو جان بچانا دشوار ہوگی یہ سوچتی ہوئی طرف لشکر اسلام کے چلی ہے کہ آسمان سے
پتلہ جھوک کر گرا صرصر کو اُٹھا کے لے چلا لشکر حیرت جادو مین غل ہوا صرصر کو ایک پتلا اٹھا لیگیا
حیرت جادو نے کہا معلوم ہوتا ہے گھبراؤ شہنشاہ نے بلوایا ہوگا احوال کھلجائیگا آج کل شہنشاہ بڑی کوشش
مین ہین خود جستجو کر رہے ہین مشہور ہے طلسم کشا کو لوح ملی ساربان زادہ اسد غازی کو تا بہ دربند
مہر وماہ لے پہونچا جب تک غفلت رہی اب شہنشاہ خواب خرگوش سے بیدار ہوے غافل تھے
ہوشیار ہوے ای یاقوت و زمرد کسی ساحر تیز رو کو بھیجو مفصل خبر منگاؤ دشمنون نے کیا مشہور کیا
ساحرون کو ناچار و مجبور کیا یاقوت و زمرد نے عرض کی لونڈیون نے بے حکم حضور ہرکارے روانہ
کیے ہین دربار مہرخ مین موجود رہتے ہین خبر مفصل ملیگی لیکن افراسیاب جادو بر سر کوہ فلک
شکوہ ٹھہرا ہوا ہے صرصر نے سلام کیا پوچھا ای شہنشاہ خیر تو ہے لونڈی کو کیون یاد کیا افراسیاب
جادو نے کہا ای صرصر بدعت مسلمانان سے کلیجہ خون ہو گیا دم لینا مجھکو مشکل ہوا مین نے ناسرا بہار
وغیرہ کو گرفتار کیا صاف اسمین لکھا تھا کہ دربند مہر وماہ فتح ہوا اسد تلاش لوح مین مصروف ہین لیکن یہ

کامل ہو کہ اسد نے لوح پائی ہوگی خواجہ عمرو نے طلسم صندل فتح کیا مین نے زیور محل نشین کو نامہ
لکھا ہی کہ ملکہ اختر کو گرفتار کرکے بھیجتا ہون بہار وغیرہ کو دم دے کر گرفتار کرو زیور محل نشین
بہت چست و چالاک ہی اُسنے بیشک گرفتار کر لیا ہوگا اسوقت مجکو خیال ہوا کہ عمرو بھی ان سب کے
ساتھ ہی ایسا نہو زیور کو دم دے کر نکلجاے اُسکو کون پہچان سکتا ہی بڑے بڑے عیارون کو اُسکی
چالاکی پر سکتا ہی اسواسطے مین نے تمکو بلوایا ساتھ لیکر باغ زیور محل نشین مین چلتا ہون اگر کچھ کر ہو
یا سلیمان زادہ ارادہ کرے تو ہر رنگ مین پہچان لیگی صرصر نے کہا اے شہنشاہ عمرو میرے سامنے
کیا عیاری کر سکتا ہی جب کبھی سامنا ہوتا ہی باتین بنا کے روتا ہی یہ بھی ایک ہوشیاری ہی اپنے تئین
عاشق مشہور کر دیا اگر ہمنے گرفتار کیا تو کہیگا مین بستۂ کمند گیسو ہون اور جو کہین اُسکا فقرہ پیر چلگیا
ناز کرتا ہی کہ ہمنے ملکہ صرصر کو گرفتار کیا مین خوب اُس مکار کی باتون کو سمجھتی ہون افراسیاب
جادو نے کہا اے صرصر آج چلکر پہچانو تو جانین آج لڑائی کا خاتمہ کرتا ہون صرصر نے کہا میرے سامنے
کیا عیاری کر سکتا ہی جس صورت مین ہوگا پہچان لونگی افراسیاب جادو نے صرصر کو تخت پر
بٹھا لیکر طرف باغ زیور محل نشین کے چلا یہان زیور محل نشین اسی انتظار مین ہی کہ یکایک آسمان
پر برق چمکی دیکھا افراسیاب جادو تخت پر سوار پہلو مین صرصر شمشیرزن مکار زیور برائے تعظیم
اُٹھی پایۂ تخت پر افراسیاب کے ہاتھ رکھدیا لاکے باغ مین اُتارا افراسیاب نے جو نگاہ اُٹھائی
دیکھا بہار وغیرہ مسلسل بیٹھی ہین رنگ رو سب کے متغیر ہے عتاب خطاب کیا اے باغیان یہ دن یاد نہ تھا
اب اسطرح قتل کرونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تمہارے حال پر روئینگے مجکو ذرا ترس نہ آئیگا تم
سب نے ملکہ اسد نامدار کو نامہ در بند قمر و ماہ پہونچایا لوح دلوا کے اسباب ایسے جو ما بدولت تو
آمادۂ مرگ و مہیاے قضا مین جب اسد کے پاس لوح موجود ہوگی بیشک مجکو مشکل پڑیگی لیکن
تم سب کو تو قتل کر دون ایک مسلمان کو زندہ نہ چھوڑدون اکیلا اسد غازی کیونکر عملداری کریگا غم مین
یاران ہمدم کے تڑپ تڑپ کے مرجائیگا کسی نے کچھ جواب نہ دیا سب محجوب شرمسار مضطر بیقرار
موت کا سامنا ایسا ظالم موجود ہی سواے سکوت کیا جواب دین مگر زیور محل نشین نے کہا اے شہنشاہ
آپ کو کیونکر ثابت ہوا کہ اسد غازی کو لوح ملگئی آپ نے دربند قمر و ماہ پر لوح رکھی تھی عمرو نے
جو بہ شکل حیرت پوچھا آپ نے مفلس بتلایا کچھ پردہ بھی رکھا افراسیاب جادو نے کہا اے [illegible]

محمل نشین حقیقت میں اور تو سب حال میں نے مفصل بیان کیا لیکن یہ غلط کہا کہ لوح مہر و ماہ جادو کے پاس ہے ایسے مقام پر رکھی ہے کہ طائرِ وہم و خیال نہیں پہونچ سکتا اور ایک ساحر ہے کہ اُسکے شکم میں لوح رکھی ہے اور اسپر اور ایک ساحر زبردست کو نگہبان کیا اگر اسکو کوئی قتل کریگا دوسرے کو فوراً خبر ہو جائیگی زیور محمل نشین نے کہا پس اے شہنشاہ کیونکر یقین کامل ہوا کہ طلسم کشا لوح پا گیا افراسیاب جادو نے کہا اس دلیل سے سمجھتا ہوں کہ یہ سب سرداران مقید میں سے لڑ بھڑ کے چھٹے ہیں بہار ان زادہ بھی انکے ساتھ ہیں آیا یقین ہے ہمراہ اسد غازی کے رہ گیا عیار یہان کر رہا ہوگا زیور نے کہا اے شہنشاہ یہ گمان بہ مقدر حصول لوح کامل و اکمل نہیں ہے صد طرح کے شکوک ہیں ایک رائے کنیز عرض کرے اُسکو کیجیے ابھی احوال کھلجائے گا ایک پتلہ سحر کا اپنے دست زبردست سے بنائیے یہ حکم دے کر روانہ کیجیے کہ اسد نامور جہاں ملے اسکو گرفتار کر لا یہ تو ظاہر ہے کہ طلسم کشا جہاں ہوگا وہان پتلہ حضور کے سحر کا پہونچیگا اگر طلسم کشا صاحب لوح ہے تو پتلۂ سحر کی کیا مجال کہ طلسم کشا کو ہاتھ لگا سکے واپس آئیگا یا مارا جائیگا اگر لوح طلسم کشا کو نہیں ملی بیشک گرفتار کر لائیگا افراسیاب کو یہ بات پسند آئی واسطے زیور محمل نشین کے آفرین کی کہا اے زیور محمل نشین کیا اصلاح معقول بتائی یہ بات دل میں کھب گئی اسی وقت افراسیاب نے دانائی کرکے ماش کا آٹا منگایا اسی جنس کا پتلا بنایا کہا اے پتلۂ سامری جہان طلسم کشا ملے گرفتار کر لینا اور جو کوئی اُسکے ہمراہ ہو اُسے بھی لینا خبردار پناہ نہ دینا پتلہ یہان سے پر پرواز پیدا کرکے چلا تلاش میں اسد نامدار کے دشت و صحرا دیکھتا بھالتا چلا جاتا ہے

اب دو کلمہ داستان حال مصیبت مآل اسد نامدار کے تحریر ہوتے ہیں

سابق تحریر کیا کہ اسد نامدار زندگی سے بیزار چھن جانے سے لوح کے مبہوت دہن پر مہر سکوت مثل تصویر تصور خاموش دریائے مصیبت کا جوش ضرغام شیر دل و صبدم سمجھاتا ہے اے شہریار صبر کیجیے دل پر جبر کیجیے انشاء اللہ پھر لوح طلسمی ملیگی وہ مسبب الاسباب ہے کوئی سبب ایسا ہوگا لوح طلسمی نے گرفتاری طلسم آپ کر نیکے کل بازداران طلسم ہوش ربا کا قول ہے کہ آپ فاتح طلسم میں لیکن یہ طلسم ہوش ربا ہے ہر ایک طریقہ اُسکا ہوش ربا ہے افراسیاب کے ملازم سحر و ساحری مکاری غداری میں بے نظیر صاحبان تقریر و لقہ ہر ہر وقت اسی فکر میں ہیں کہ طلسم کشا کو قتل کریں دیکھیے پروردگار نے آپ کو گنبد نور سے کیونکر بچایا خواجہ عمرو نے کس ہوم سے چھوڑایا

اسد نامدار نے فرمایا ای ضرغام اب لوح لکھنا ناممکن ہے اسی صحراے ہول خیز مین تڑپ تڑپ کے مرے
یہ اشعار آبدار ہمارے مصیبت حال پر صادق آتے ہین اشعار

پاتے ہین مہربانی کو بدتر ستم سے ہم — باز آے ایسے آپ کے لطف و کرم سے ہم
فیض جنون سے ایسے ہوے ہین زخود غلط — شادی سے آشنا ہین نہ واقف الم سے ہم
قاتل ادھر بھی تیغ نگہ کا کرے گا وار — چشم امید رکھتے ہین اُسکے کرم سے ہم
عشق کمر کو چھوڑ کے کیون محو لب ہوے — ہستی مین آے کسلیے ملک عدم سے ہم
بدعہد اگر سمجھتے تو دیتے نہ دل کبھی — دم مین تمھارے آگئے قول و قسم سے ہم
پاتے ہین ذرہ ذرہ مین اس مہر کا فروغ — ادنے کو بھی نہ دیکھین کبھی چشم کم سے ہم
جادو بیان ہین قہر و غضب کے ہین جا بجا — اُس شوخ کو گھر اپنے لگا لاے دم سے ہم
اقلیم عاشقی مین سلیمان وقت ہین — تسخیر کرکے پریون کو نقش درم سے ہم
پامالون کا ہی پایۂ افتادگی بلند — سیکھے یہ چال یار کے نقش قدم سے ہم
درد وفا سے ہوتی ہی چشم وفا کمال — راحت بہت اُٹھاتے ہین تیرے ستم سے ہم
پچھتا رہے ہین ترک ملاقات یار سے — خوش چھٹکے ایکدن ہوے قید غم سے ہم
دل کو ہمارے الفت فرگان یار ہی — رکھتے ہین کام خنجر قاتل کے دم سے ہم
جبتک نہ دینگے بوسۂ تریاق خال لب — جانبر نہون گے گیسوے افعی کے سم سے ہم
کرتے ہین فیض بادہ سے سیر طلسم نشہ — جام اپنا کم سمجھتے نہین جام جم سے ہم
عشق بتان یار نے مارا ہی بے گناہ — نالش کرینگے حاکم ملک عدم سے ہم
روز جزا کا خوف نہین کچھ ہمین قلق — پائین گے خلد الفت شاہ امم سے ہم

ضرغام شیر دل ان اشعار مصیبت خیز کو سنکر رونے لگا کہا ای شہریار آپ کے کلمات پرتاثیر ہین
یہ کلمات برائے نہوہ دل تیر ہین واسطے خدا کے صبر کیجیے ورنہ قلب الٹ جائیگا آپکے نانا جان نے
راہ جہاد مین کیا کیا مصیبتین اُٹھائین بہت امر آسان عرض کرتا ہون اگر پتھر پر یہ مصیبت پڑتی تو
ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا لیکن اس بار مصیبت کو نہ اُٹھاتا نوشیروان نامے مین تحریر ہی سلسلہ تقریر ہی جب
صاحبقران زمان نے بعد قتل حضرت ملکہ آسمان پری شہپال بن شہرخ سے شادی کی طلـ

عالم آپ کے نانا جان پر عاشق تھین قصد تھا کہ پردۂ دنیا پر پہنچائین آپکے نانا جان ثابت قدم
کوہ محبت صاحب شوکت و لیاقت جب پردۂ دنیا کا نام لیتے تھے اور ذکر ملکہ مہرنگار آجاتا تھا
ملکۂ آسمان پری کسی دشت وحشت خیز قاف مین چھوڑ دیتی تھین یہ ایسے شیر تھے کہ ان مقامات
کو فتح کرتے تھے لکھ در لکھ دیوان قاف مطیع کیے چھتیس پردہ ہاے قاف فتح ہوے اٹھارہ برس
اسی بلا مین مبتلا رہے لیکن آپ کی طرح مایوس نہین ہوے بعد اٹھارہ برس کے وہ جو ضد کی تھی
کہ خدا کی مدد سے پردۂ دنیا پر جاؤنگا کسی کا بار احسان نہ اٹھاؤنگا اسی طرح لڑتے بھڑتے ہوے
آئے آپ چند عرصہ مین اسقدر گھبرا گئے پروردگار کو یاد کیجیے وہ اس مشکل لاحل کو حل کریگا یہ باتین
کرتے ہوے ایک چشمے پر آئے پیاس کی شدت آفتاب کی حدت سر چشمہ پر بیٹھے ضرغام نے
چھاگل نکالی چشمہ سے پانی لیا اسد نامدار نے کہا اے برادر پیاس تو بہت ہے اگر پانی پین گے
تشنہ کامان کو سمجھ طعنے دینگے یا ناموس نے پریشان کیا ہے کاشکے افراسیاب تک پہونچے وہ قید کرتا
خنجر گلے پر دھرتا ملکہ مہ جبین دلالان خونقبا کو خبر تو پہونچ جاتی کہ اس بوالہوس کا خاتمہ ہوا ضرغام
نے کہا حضور پانی نوش فرمایئے زبردستی چھاگل ہاتھ مین دی دو چار گھونٹ پیے کسیقدر سیراب ہوے
ضرغام نے بھی پانی پیا قصد ہوا کہ چشمہ سے اٹھین مگر اے جادۂ مصیبت ہون کہ تیلہ فرستادۂ افراسیاب
پہونچا اسنے جو اسد نامور کو دیکھا مثل برق خاطف تڑپ کر گرا ایک پنجہ کمر مین اسد نامدار کے دیا ایک
ہاتھ سے ضرغام کو اٹھا لیا لے کر بلند ہوا طرف افراسیاب جادو کے چلا افراسیاب مسند پر بیٹھا ہی
شراب پی رہا ہے زیور محل نشین مصروف خدمتگزاری قیدیان بلا سامنے کھڑے کے انکا انتظار کہ
آسمان پر برق چمکی دیکھا تیلہ اسد و ضرغام کو لیے ہوے آتا ہے باغ مین ہنگامہ ہوا افراسیاب
مثل گل کے شگفتہ ہو گیا زیور محل نشین نے کہا اے شہنشاہ دیکھیے آپ کی کنیز کی راے سالم ٹھہری
افراسیاب نے عاج اور کج کیا لاف و گزاف کرنے لگا نشے مین جھلا اٹھا کہ شہنشاہ طلسم ہوشربا
کیون اے ملکۂ زیور محل نشین اقبال کو ماہ دولت کے دیکھا مین نے لوح طلسمی ایسے مقام پر رکھی تھی
جہان طائر وہم و خیال بھی نہین پہونچ سکتا گا واتشبار جادو کے پاس تک کون پہونچتا مکار جادو
میرا عیار وفادار بڑا ہوشیار ہے وہ کسی کو قریب لوح نہ آنے دیگا بھلا وہان تک یہ غیر ساحر کیونکر پہونچتا
اقبال کے ماہ دولت کے سیاہی کی طلسم کشا بھی گرفتار ہوا اے زیور محل نشین اپنے شوہر کو جلد بلا

میدان خونی کی تیاری ہو آج لڑائی کا خاتمہ ہو ایک دن بدولت نے کمر باندھی کل انتظام
کرلیا دامن آرزو گوہر مراد سے بھر گیا جلے نے لاکر اسد و ضرغام کو سامنے افراسیاب جادو
کے ڈالدیا حکم ہوا آہنگرون کو بلاؤ اسد غازی کے ہاتھ مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان گلے مین
طوق نعلون پر خاردار لٹو سینہ پر شکنجے پشت پر سلاسل قید سخت مین گرفتار کیا یہی حال ضرغام کا
بھی ہوا جب یہ دونون مسلسل و مطوق ہو چکے زیور محمل نشین سے کہا میدان خونی کی تیاری ہو جلادون
کو بلاؤ اسی باغ مین سب کو قتل کرونگا خون کے دریا بہادونگا کبھی زیور محمل نشین سے اشارہ ہو
بہار کو سمجھا کے الگ کرلے میری اس ظالم پر جان جاتی ہو اگر اسیر کوئی افتاد ہوئی برسون رنج
رہیگا کیونکر دل تردد منزل اسکا فراق سہیگا کبھی کہتا ہو مجھے کسی کا پاس نہین ہو میرا طلسم ہوش ربا
بچا سب یہی کہتے تھے کہ اب طلسم فتح ہو جائیگا اور لوگون کا کہنا تو خیر لیکن سامری و جمشید نے
بھی کتاب مین لکھدیا اسد غازی طلسم ہوش ربا کا فتاح ہو عجائب و غرائب عالم کا سیاح ہو اب
کہان ہین سامری و جمشید آکر دیکھین مین نے خاتمہ کردیا سبکے احکام تحریر و تقریر منسوخ کیے نجومیون
کو بلاؤ کتابین سب کی ڈبو دو اختر شناسون کا ستارہ خود گردش مین آیا بیہودہ علم لگایا ای زیور محمل نشین
تمہارے شوہر کے آنے مین کیون دیر ہوئی عرض کی بہار وغیرہ کی گرفتاری کی تو مین نے اطلاع کی
گرفتاری طلسم کشا کی اسکو خبر نہین معلوم افراسیاب جادو نے حکم دیا اور ایک کنیز کو روانہ کرو
زیور محمل نشین نے اسی وقت ایک اور نامہ گرفتاری اسد و ضرغام کے مضمون کا لکھا جلد
آنے کی بھی تاکید کی کنیز اس نامہ کو لیکر چلی ملحوظ خاطر ناظرین رہے افراسیاب باغ زیور محمل نشین
مین تختے مین ٹہلا رہا ہو سامان قتل سرداران مذکور کی تدبیر ہو صمصام شمشیر زن سامنے افراسیاب
جادو کے حاضر ہو عجب مقام دلچسپ ہو ناظرین ملاحظہ فرمائین یقین ہو اس حقیر پر تقصیر کو ضرور یاد
کرینگے ایسے مقامات رنگین و فصاحت آئین طلسم ہوش ربا مین بہت کم واقع ہوے ہین تحریر سے
اس عبارت کے توسن کلک طرارے بھر رہا ہو بد لگام سا ہوا جاتا ہو میدان صفحہ قرطاس مین
بگ ڈھیلی کرون رانون سے نکل جاوے ایسے توسن تیز رفتار کو کوڑے کی کیا احتیاج ہو اشارہ بھی کرنا
بہانہ ہو سوچ ہوا تازیانہ ہو سبزہ مضامین کو پامال کریگا مٹھی پوئی مین فراٹے سرپٹ کا دکھائیگا گرم مزاج ہی
مثل پارہ کے اڑ جائیگا اب تیزی اشہب تیز رفتار ملاحظہ فرمائیے براے چند ساعت متوجہ ہو جائیے

دو کلمہ داستان جلالت نشان حال خیریت مآل صاحب بندہ گران نظر کردہ بزرگان صف شکن جرار مہتر قران عالی وقار نظم مسدس

اے ستمگر کہاں تلک بیداد | سر پامال عاشق ناشاد
قول دینا عدو کو حسب مراد | مرگیا تیرے ہاتھ سے فرہاد

فکر جور و ستم جفا کب تک
ہو فاغ رہے وفا کب تک

اب بھی آجا نہ دے دل آزاری | چھوڑ دے خودسری و خونخواری
دیکھ اچھی نہیں ستمگاری | نہ پڑے صبر نالہ و زاری

کہیں تو بھی نہ دل کو کھو بیٹھے
کہیں آنکھوں کو یوں نہ رو بیٹھے

کچھ زمانے کا اعتبار نہیں | دور گردوں پہ اختیار نہیں
عشرت دیرپائدار نہیں | چرخ کو ایک دم قرار نہیں

ہو سجانے ہماری بات بڑی
کبھی دن ہے کبھی ہے رات بڑی

حسن آخر ہی بیوفا نہ رہے | چہرہ گلرنگ با صفا نہ رہے
شوخی نازشش و ادا نہ رہے | لب شیریں میں کچھ مزا نہ رہے

شور اٹھے نہ خوش خرامی سے
بے حلاوت ہو تلخ کامی سے

طرہ مار سپید سا ہو جائے | کاکل اک جان کی بلا ہو جائے
زلف کے بدلے قد دوتا ہو جائے | خوشنما چہرہ بدنما ہو جائے

آپ موئے عوض پریشان ہو
روئے آئینہ وار حیران ہو

تیغ ابروسے دل فگار نہ ہو | تیر مژگان جگر کے پار نہ ہو

خنجر غمزہ زخم یار نہو — کوئی دنیا مین جان نثار نہو

اک قلق طبع نازنین پہ رہے
بے ارادہ شکن جبین پہ رہے

کلفت آجائے ماہ کامل مین — داغ رخ لالہ کے مقابل مین
غنچہ ہو گر خون کی محفل مین — شل سنبل شکن پڑین دل مین

جلوہ بے بدل بدل جائے
زلف خوش خم کا بل نکلجائے

پھر مری طرح ناز اٹھائے کون — پاس اپنے تجھے بٹھائے کون
ہر فسون لبک دم مین آئے ہون — لب شیرین کو منھ لگائے کون

طعنہ زن ہو اور انگبین لب پر
مکھیان بھنکین شکرین لب پر

ہو عرق جبکہ آبرو نہ رہے — تندی و نازکی کی خو نہ رہے
دل ربایانہ گفتگو نہ رہے — یہ قیامت ہے اب کہ تو نہ رہے

بوالہوس بات بات پر بگڑے
کچھ نہ بن آئے اسقدر بگڑے

چھوڑنے کی مرے ندامت ہو — آپ کو دمبدم ملامت ہو
بیٹھتے اٹھتے اک قیامت ہو — پھر ملے تجھ سے کس کی شامت ہو

یون غضب مین رہے بلا سے مری
یہ مصیبت سہے بلا سے مری

کب تلک یہ جفا سہونگا مین — اس ستم پر نہ کچھ کہونگا مین
یہ نہین ہے تو بس نہ ہونگا مین — جو کہا ہے سو کر رہونگا مین

جلے کیون مومن آتش غم مین
جائے ایسی وفا جہنم مین

سابق مین تحریر ہوا لشکر ظفر اثر سے مہتر قران نامدار بتلاش اسد عالی وقار روانہ ہوے تھے
چونکہ زبانی برق کے سنا کہ خواجہ عمرو افراسیاب جادو سے حال لوح کا پوچھکر طرف طلسم
صندل کے تشریف لیگئے ہین مہتر قران بتلاش طلسم صندل سرگرم ہین صحراے ہولناک وحشت خیز
مصیبت انگیز طے کیے لیکن جادۂ مراد نہین ملتا پہاڑون سے سر ٹکراتا پھرتا ہی دن بھر رہروی کی
شب کو کسی مقام پر پڑ رہے اپنے حال پر افسوس آتا ہی کہ ای مہتر قران ضرغام کو ساتھ لیکر چلے
تھے اُسنے ہمارا ساتھ چھوڑا بیشک وہ پہونچگیا ہوگا کوئی کار نمایان کریگا بارگاہ مین اگر ہم پہونچے بغیر
تاؤ پھیرے کا ہم محجوب و شرمسار ہونگے جو گذرا ہی ہم پر اس سے کون آگاہ ہی اب حال بہت
تباہ ہی ایک درۂ کوہ مین رات تڑپ تڑپ کے بسر کی جبکہ عیار طرار خنجر گزار مہر عالم افروز کمند ہاے
شعاع و قطرۂ ضیا ذات پر آراستہ کر کے صحراے فلک نیلی مین سرگرم گشت ہوا روشن کوہ و
دشت ہوا مہتر قران نے اٹھکر نماز پڑھی بخضوع و خشوع دعا کی ای رہبر عالم راہ گم کردگان ای خضر جادۂ
بدنصیبان منزل مقصود پر پہونچا دے زیبا ے اسد دکھلا دو دن کامل اس بیابان مصیبت
مین گذرے آب و دانہ کو ترس گئے ای رزاق مطلق و ای کارساز برحق اس غریب آفت نصیب کی
دعا کو قبول کر شاگردان خواجہ عمرو مین تو نے نام دیا جان بخش خواجہ عمرو مشہور ہوا ذلت سے
بچا لے ہستاد و الانزاد سے ملا دے غرضکہ دیر تک مہتر قران رو دیا دعا کر کے اٹھا اسباب عیاری
ذات پر آراستہ کیا نبغدہ ہاتھ مین لیا درۂ کوہ سے نکل کر ایسے منزل سخت و صعب ہوا تھوڑی دیر
چلا تھا نیر اعظم کسیقدر بلند ہوا صحرا کی وحشت کسی قدر ظاہر ہوئی ذرات ریگ بیابان چمکے موج
دریاے ریگ روان نے جوش مارا ہوا سے آگ نکلنے لگی شاخ نخل ہر دی جلنے لگی جھونکے ہوا کے
گرم کے چلے صحرا پر کرۂ نار کا عالم تھا یا نظیر وادی جہنم تھا حرارت سے پہاڑ و درخت جھاڑ جھنکاڑ تپے
کف افسوس ملکر رہگئے شاخین جلی ہوئین انسان و حیوان کا نشان کہان مرغ دل وحشی ہی بیتاب
طپان طائر نگاہ خستہ خانۂ مژگان سے نہ نکلتا تھا مردمان چشم بیقرار پتلیان پھرانے لگین دشت مین
وہ سناٹا روح پر صدمہ شدت تشنگی سے زبان منہ سے نکل آئی آفتاب عالمتاب نے وہ حدت
دکھائی طائر روح قفس جسم مین پھڑکا چاہتا ہی کہ قفس خاکی کو توڑ کر نکل جاے ان مہتر قران بدحواس ہو کر گرمی
صحرا دیکھکر شعلہ مزاجی معشوقون کی بھولا کرۂ نار جہنم معلوم ہوتا تھا گل آفتاب گلشن صحراے پر خنجر

مین بھولا مہتر قران بھاگا ہوا جاتا ہی پیلے نگاہ کو دوڑاتا ہی کہ کہین بھی سایہ ملے چند ساعت
ٹھہرون سایہ نایاب دل حدت سے بیتاب گرمی سے پسینہ بھی خشک ہوگیا آنکھون مین
نشان تری کا نہ تری کہان نشان ابتری عیان ناب اگر کسی نخل تک پہونچا نہ پتہ نہ شاخ ظاہر
مین سر صحرا کا تاج لیکن سایہ کا محتاج وہان سے بھی بھاگتا ہی بہ ہمہ کمال مہتر قران نے اُس دشت
مین بیہودی کی صورت امن وامان کی نہ دیکھی اب یقین کامل ہوا ای قران قضا نے گراس کرونا
مین آئی کنارہ دشت کا ناممکن کدھر جاؤن کیونکر جان بچاؤن دامن صبر دست استقلال سے
چھوٹا شیشۂ دل سنگ بدعت حدت سے ٹوٹا اب قدم نہین اُٹھتا پاؤن مین آبلے پڑ گئے
وہ بھی حال پر قران کے پھوٹ پھوٹ کے روتے ہین جب مہتر قران انتہا کا بیقرار ہوا وسط
صحرا مین ٹھہر کر چار سمت نگاہ اُٹھائی دور سے ایک نخل سایہ دار کو دیکھا سپر چند ساحر زمزمہ سرائی
کر رہے ہین نخل مختصر سرسبز وشاداب شاخین جھومتی سبز اُس نخل کی سرسبزی وشادابی جو دیکھی
آنکھون مین طراوت آگئی اسی جانب دوڑا اس خیال مین زیر سایہ نخل جاکر ٹھہرون یقین ہی پانی بھی
ملے وسط صحرا مین ایسا شجر ہی یا نشان خضر ناسور ہی جھپٹا ہوا جاتا ہی اُٹھتی ہی دور کا جانا مشکل ہوگیا
مگر افتان وخیزان قریب نخل پہونچا قریب پہونچتے ہی جان آگئی ہوائے سرد کا جھونکا چلا خوشی مین
بند قبا کھول دیے ابھی سایۂ نخل مین نہین پہونچا مگر سرور تازہ فرحت بے اندازہ حاصل ہوئی
کسی قدر تسکین دل ہوئی یہ نہ سمجھے تھے ہوا نخل کی سم قاتل ہی طائرون نے سر اُٹھا کر مہتر قران
کو دیکھا منقارین کھولین زمزمہ سرائی کرنے لگے مہتر قران کو بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین مگر نہین
سمجھا نے مہتر قران شعبدہ بازی فلک سے غافل سمجھے تھے کہ زیر سایۂ نخل راحت ملیگی یہ نہ خیال
آیا کہ برائے مسافران ناکام یہ نخل رہزن ہی سایہ اسکا سنگ صعوبت ومحن ہی شاخین نیزۂ جانستان
پتے خنجر بران طائر طائر ہوش کے شکار کرنیوالے لیکن مہتر قران ایسا بد حواس تھا طائرون کی
آنکھین نکالنے پر خیال نہ کیا جست کرکے زیر سایۂ نخل پہونچا دم نہ لینے پایا تھا کہ طائرون نے پر تولے
نخل سے اُڑے مثل انسان کے غل مچانے لگے یارو ہوشیار ہوجاؤ مہتر قران عیار مکار خدا سیاہ
مین ہمارے نخل کے آیا ہی لینا پکڑنا جانے نپاوے یہ صدائین دیکر وہ طائر زمین پر گرے غلطان ہوکر
بصورت انسان بنے یہ جو قباحت مہتر قران نے دیکھی ہوش اڑ گئے بعجزہ ٹیک کر جست کی سایۂ نخل

جنبش قدم پر جا کر گرا دیکھا جسقدر طائر تھے سب ساحران غدار مین حربہ ہاے سحر لیکر مہتر قران پر دوڑے
لیکن نام لے لیکر پکارتے جاتے ہین یہی چلاتے ہین مہتر قران جاتا ہی جلد اس ظالم کو گرفتار کرو پاس لات ہوت
جادو کے لیجیو وشیع ملے ناظرین ہولا ہوت جادو شوہر زیور محمل نشین کے ہاتھ کا یہ نخل بنایا ہوا ہی
اپنی حفاظت کو یہ نخل تیار کیا جادوگرون کو نگہبان قرار دیا جو عیار زیر سایہ نخل آئیگا پہچان لینگے گرفتار
کر لینگے بے نقص تک کسی مکار کو نہ آنے دینگے اب مہتر قران کی یہ کیفیت ہی مثل باد صرصر بھاگا ہوا
اس دشت وحشت ناک مین اتنی جلدی نسبت کرتا ہی ساحرون کو ایک چھلاوا مشکل ہوئی جاتے
ہین کہ یہ جوان نہ رہنے کے سحر کرکے گرفتار کرین لیکن مہتر قران اس زور شور مین جاتا ہی اسوقت طائر
وہم و خیال بھی مہتر قران کا ساتھ نہین دے سکتا پاؤن کا انگوٹھا اور حسبت کی کبھی پاؤن
زمین پر پڑا کبھی نقش قدم بھی زمین پر نہ آنے دیا خوف جان لرزان ترسان ہاتھ مین بغدہ کھینچا
ہوا مثل برق تڑپتا ہوا جاتا ہی چہار جانب نگاہ اٹھاتا ہی کہ کوئی کنوان پاتا ہے تو اسمین اپنے کو گرا دوتا
کیونکر جان بچاؤن ساحر پیچھا نہین چھوڑتے دوڑے ہوے چلے آتے ہین لینا لینا لیکر غل مچاتے ہین
استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہی تین کوس کامل مہتر قران مثل باد صرصر جست و خیز کرتا ہوا آیا کوئی درہ
کوہ یا غار نہ پایا یہ بخوبی خیال ہوا ذرا ٹھہرا اور رہ گیا سب شیاطین سحر پھیلنگے ہاتھ پاؤن بیکار ہو جاینگے
بذلت و رسوائی مشکین باندھ کے لیجاینگے خیال جان و آبرو مخفی ہونے کی جستجو مین کوس بھر پر
جا کر دیکھا بیچ صحرا مین ایک کنوان ہی دہن اسکا مثل دہن اژدر کھلا ہوا منڈیرین گری ہوئین صورت
وحشت آشکار لیکن مہتر قران بیقرار تھا یہ خیال نہ آیا مہتر قران نے اپنے کو کنوین مین گرا دیا جب
پاؤن زمین پر جمے جا نشے تھے سیراب ہونگے دیکھا مثل چشم تر خشک کنوان بھی اندھا ملا چاہ پانی
سے مشکل ہوئی جادوگرون نے دور سے دیکھا کہ یہ جوان کنوین مین کود پڑا غل مچاتے ہوے دوڑے
یارو اس جوان نے غضب کیا کنوین مین چھپا نا یہ سمجھا یہ دہن اژدر ہی لیکن یارو ایک کام کرو جلد دامن
مین مٹی بھر و کنوین کو خس و خاشاک اور پتھرون سے پاٹ دو یہ صدا جو مہتر قران نے سنی یقین مرگ
ہوا مگر دل سے کہا تدبیر تو کرو شاید جان بچ جاے یہ سوچکر مہتر قران نے بغدہ ہاتھ مین لیا پہلوے
چاہ مین بغدہ مارا طبقہ ٹوٹا مہتر قران تو اس گوشے مین چھپا جادوگرون نے ٹوکرے مٹی کے اس کنوین مین
ڈالنا شروع کیے مہتر قران کہے سے کول مین چھپکر بیٹھ رہونگا جب یہ ساحر چلے جاینگے نکل کے مین بھی

بھاگونگا جب ٹوکرے دھما دھم پڑنے لگے طائر روح گھبرایا کہ اس قفس خاکی مین تڑپ کے مرون تاریکی
بڑھنے لگی قوت گھٹی اب مہتر قران نے اندھی باندھ نقب دی جب بقدر مار طبقہ ٹوٹا ایک قدم
اور آگے بڑھا خیال مین آیا نقب دیتے ہوے چلو مین تو نکلینگے مہتر قران عالیجاہ مثل مار سیاہ اندھی
ہی اندر زمین کے نقب دیتا ہوا جاتا ہی لیکن نفس در تنگی بھید بد حواس کبیدہ جان سے بیزار مضطر و
بیقرار یقین نہین ہی کہ اب زندہ نکلین گے کوئی بیابان مرگ ہوتا ہی دم اندر زمین کے گھٹے جیتے جی قبر
نصیب ہوئی زندگی دور موت قریب تاریکی کا نہ مذ بندہ در گور لیکن ای مہتر قران مین غلام ابوتراب
خاکساری کا دم بھرتا ہون یقین ہی میرے آقا مرشد کون قفس خاک سے نکالین خاک چھانونگا اندھی
اندھ نقب دونگا دل کو کرم کریم پر مضبوط باندھ صاحب اپنے آقاے نامدار جناب ابوتراب کا نام لیکر
بقدر مار طبقہ زمین کا کسی قدر ٹوٹا قدم بڑھایا خاک مین بھرا ہوا لباس پارہ پارہ انگلیون سے قطرے خون
کے ٹپک رہے ہین آڑے ترچھے نقب دے لگاتا ہی مہتر قران تو اس طرح نقب کاٹتا ہوا چلا دل جمع
کر کے کہتا ہی ای قران کیا خوف ہی جس مالک نے طبقۂ زمین کو پانی پر بچھایا وہی اس قفس خاکی سے
نجات دیگا ہمت نہار و بیقرار و مضطر نقب کاٹتا ہوا چلا جاتا ہی اپنی عقل سے دریافت کیا کہ سو دو سو
قدم کنوین سے نکل آیا خیر نقب دینا عیارون کا کام ہی اس خاکساری مین نام ہی لیکن حال لاہوت
جادو شوہر زیور محمل نشین گذارش ہوتا ہی سابق مین تحریر ہوا ہی کہ اسنے قیدا غم کو پاس اپنی زوجہ کے
روانہ کیا گر قصہ ساحر آترے مین بیٹھا ہوا سوچ رہا ہی کہ دیکھیے آج میری زوجہ پر کیا گذرتی ہی بہار و برا
ہو غیرہ سے مقابلہ اگر ان دونون نے دھوکا نہ کھایا باغ مین نہ آئین مثل سرو سرکشی کی زیور گلعذار
کو مشکل پڑے گی یہ سب وہ لوگ ہین جو افراسیاب سے برابر لڑتے ہین بڑے سر کے پڑتے
ہین کیا کسی مقام پر رکین گے مثل شاخ شجر کسی سے جھکین گے اس تردد مین ساحرون سے باتین
کر رہا ہی ساحر جواب دیتے ہین حضور نے بجا ارشاد فرمایا باغبان و بہار قیامت کے پرکالے
ہین ہمارے دیکھے بھالے ہین وہ لوگ بڑی مشکل مین گرفتار ہونگے آپ جلد جائین جا کر دام کر بچھائین
ان طائران زیرک کو پھنسائین لاہوت جادو کا قصد ہوا جاؤن کہ ایک کنیز ملکہ زیور کی آکر پہونچی
نامہ ہاتھ مین دیا یہ وہ نامہ ہی کہ جو زیور محمل نشین نے پہلے روانہ کیا تھا اسوقت تک افراسیاب
جادو نہ پہونچا تھا لاہوت جادو نے نامہ کو کھولا صاف تحریر تھا کہ مین نے بہار و باغبان

رعد و برق و برق لامع و بران کو گرفتار کر لیا دام رگ گل مین پھنسایا لاہوت جادو خوش ہو گیا
کہا لو صاحبو ایسے ہوشیار ساحر باغ مین اتر آئے جال مین پھنسے اب مین بھی جاتا ہون جا کر بہار کو
سمجھاؤن اس سرگشتہ کوے بغاوت کو راہ پر لاؤن عبد محمود شہرۂ دہر کے دوسرا نامہ پہونچا اسمین
مرقوم تھا اسد غازی و ضرغام شیر دل کو بھی افراسیاب نے گرفتار کر لیا اسکا مبارک ہو لوح طلسمی
طلسم کشا نے نہین پائی آپ کے آنے پر سبکا قتل موقوف ہی افراسیاب جادو سامان قتل سلطان
مین معروف ہی یہ مضمون دیکھکر تردد لاہوت جادو کا بڑھ گیا ساحرون سے کہا لو صاحبو غضب
ہوا طلسم کشا بھی گرفتار ہو گیا کیا ستم ہی قلب پر ہجوم غم و الم ہی شہنشاہ کا یہ ارادہ ہی کہ میری زوجہ کے
باغ مین سب کو قتل کرین صاف صاف مرقوم ہی باغ مین طلسم کشا کی دھوم ہی سامری جمشید نے
سامری نامہ مین لکھا ہی جس سرزمین مین خون مسلمانان گریگا وہ زمین آباد ہوگی رعایا دل شاد ہو گی
وہان صرف میرے جانے کا انتظار ہی میدان خون کی تیاری ہو چکی ملکہ زلو محمل نشین نے لکھا ہی کہ جس
کسی طرح اگر شہنشاہ کو باز رکھو میرے باغ مین نہ قتل کرین ان قیدیان کو سرحد باغ سیب مین
لیجائین خواہ قتل کرین خواہ بخشین اگر یہان یہ ہنگامہ برپا ہوا باغ ہمیشہ بہار پر خزان آئی رعنائی زیبائی
گئی سب نے کہا بہت بجا ہی ستارہ شناسان طلسم نے شکر رحم لگایا کہ قتل طلسم کشا ممکن جس سرزمین پر
انکا خون بہیگا خاک اڑ جائیگی وہ آبادی مثل صحرا سر من زوال مین رہیگی جب مصاحبون نے بھی یہ
کہا لاہوت جادو گھبرا کر اپنے قصر مین آیا دروازہ بند کرکے یکہ و تنہا سوچنے لگا ای لاہوت جادو
کیا کرون یہ اقلیم کی اقلیم برباد ہو گی شہنشاہ میرا کہنا نہ مانینگے کیونکر عرض کرون کہ ہمارے باغ مین گنہگارون
کو نہ قتل کیجیے ایسے کلام حسرت انجام پر اکثر افراسیاب جادو مصاحبون سے بدگمان ہوا ملک و مال
چھین لیا افسوس نہ رہے رفتن نہ رائے ماندن قصر دل تردد منزل حسرت و یاس کا مسکن اب
ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام ہو کہ لاہوت جادو قصر مین اکیلا سر جھکائے ہوے سوچ رہا ہی یکایک
دروازے پر غل ہوا لاہوت جادو باہر نکل آیا دیکھا نگہبان صحراے پر آشوب خوشی خوشی حاضر
ہوے عرض کی ای بہار پیراے باغ افسونگری ای گل رعناے حدیقۂ ساحری حقیقت مین آپ نے
جو نخل صحرا مین بنایا تھا آج اُس سے منظور کرا سعد سامری بجا مہتر قران سرکردہ عیاران لشکر
اسلام آوارہ ہو کر زیر نخل سحر پہونچا طائرون نے آواز دی مہتر قران آیا ہم لوگ اسکے عقب مین

دوڑے جان بچاکر بھاگا لیکن مثل باد صرصر جاتا تھا ہو تھرتھراتا ہلو مشکل جو اتین کوس پر جاکر وہ چولن
بخوف آبرو کنوین مین بھاند پڑا اپنے کنوین کو پاٹ دیا اس عیار طرار کو خاک مین ملایا یقین ہو کہ بڑی
مہم تھی ہزار ہا سن سے کنوین کو پاٹا رشتہ حیات کو اس طرار فرار کے کاٹا لاہوت جادو بیحد
ظاہر مین خوش ہوا باطن مین خنجر غم والم سینہ پر چل گیا اسی طرح قصر مین آکے دروازہ بند کرکے بیٹھا تنہا
اپنے مشیروں سے کہتا ہی جس بات کا مجھکو خوف تھا وہی ہوا میری سرحد مین ایسا بڑا عیار مارا گیا بڑی
خرابی ہوئی ملک تباہ و برباد ہوگا لاہوت جادو اس سوچ مین سر جھکائے بیٹھا ہی لیکن مہتر قران
نامدار مضطر و بیقرار نقب کھودتا ہوا اگر اسی کمرے مین پہونچا لیکن مدہوش و حواس پراگندہ اتنی دور
نقب دے کر آیا لاہوت جادو سرنگون بیٹھا ہی کہ مہتر قران نے بغدہ طبقہ پر طبقہ توڑا لاہوت
جادو نے گھبرا کے دیکھا زمین خود بخود پھٹی ایک جوان پتلہ خاک کا بنا ہوا زمین سے جست کرکے
نکلا لاہوت جادو گھبرا کے کھڑا ہوگیا کہ یہ کیا ماجرا ہی مہتر قران جو گھبرائے ہوئے نکلے بدحواس عالم
یاس حواس خمسہ پراگندہ ششدر و رنج جان جانے کا بیچ نکلتے ہی دیکھا کہ ایک قصر عالی مین پہونچا
ایک ساحر تاجدار سر جھکائے ہوئے بیٹھا تھا یا ساحری کہ سکے اٹھا قصد جوا کہ سحر کرین لیکن ہوش
نادرست تھی بات جوان سیہ فام گرد کا پتلہ بنا ہوا زمین سے نکلا اس گھبراہٹ مین اسم سحر نہ پڑھا
ارے کہ سکے آنکھا تھا لیکن خوف سے دل بیٹھا جاتا تھا مہتر قران نے دیکھا پرائے مکان مین
نکلا اب بے سحر کرکے پکڑ لیگا پیشہ ستی کر دستیوہ جرأت ہاتھ سے نہ دو یہ سوچ کر نعرہ شیرانہ کیا
حلقہ پھندے کمند مارے لاہوت جادو کی گردن و کمر مین پڑے لاہوت جادو لڑکھڑا کے گرا
مہتر قران نے حباب بیہوشی مارا اب مہتر قران مطمئن ہوئے گرد و غیرہ کو جسم سے پاک کیا لاہوت
کی زبان مین سوزن دے کر ایک ستون سے باندھا آپ اسی کی کرسی پر جلوہ فرما ہوئے بغدہ ہاتھ
مین لیا لاہوت جادو کو ہوشیار کیا اب جو لاہوت کی آنکھ کھلی عجب حال پر ملال مین اپنے کو
پایا ایک جوان صاحب شوکت و لیاقت کرسی پر جلوہ فرما لاہوت جادو حیران ہوگیا کہ یہ کون جوان
ہو زمین سے نکلتے ہی مجھکو پکڑ لیا کس بلا مین مبتلا ہوا مہتر قران نے پکار کر آواز دی اے ساحر کیوں
گھبراتا ہی سنو مہتر قران صاحب بغدہ گران شاگرد رشید مہتر مہتران نظر کردہ بزرگان صحرائے
ہول خیز مین پہونچا ساحروں نے مجھکو گھیرا لیکن حاکم زمین و زمان میرا معین و مددگار تھا کنوین مین

بچانا عنایت سے پروردگار کے نقب دیتا ہوا اس قصر میں پہونچا نکلنے نکلنے تصور نہ کیا سمجھا لیتے ساحر زبردست پر غالب آیا اب کیا خوف جو ہونا تھا ہوا جو اور ہونا ہوگا ہوگا بموجب مضمون اشعار

دردم ز دوا کے تو فزون شدہ باشد — آن ہم اگر از بخت زبون شدہ باشد
عشق تو بصد رنگ چو بگذاشت دلم را — این شیشہ اگر بوقلمون شدہ باشد
در عاشقی از مرگ چہ پروہ کہ پی دل — جان ہم اگر از جسم برون شدہ باشد
آن ساقی بے درد سن اندیشہ ندارد — گل در نظرم ساغر خون شدہ باشد
ہرگز بر امید نہ چیدیم ازین باغ — از بار ثمر شاخ نگون شدہ باشد
کا ہے بدل از سحر نشد رام خیالش — در شیشہ پری گر بہ فسون شدہ باشد
گفتم ز غم عشق تو دیوانہ ام ای شوخ — گفتا اگرت خبط و جنون شدہ باشد
کے داشتہ بودیم از ینسا طمع خام — گو کاسہ چو چرخ نگون شدہ باشد
پرسید کس موجب قتل من زان شوخ چو — گفتا جرم خست کہ خون شدہ باشد
از رفتن سودا چہ غم آن شاہ بتان را — دیوانہ از شہر برون شدہ باشد

ای ساحر نامدار سامری جمشید پرلعنت کر پروردگار وحدہ لاشریک بانی بنائے زمین و زمان خالق دو جہان روشنی بخش ماہ و مہر نے بہشت اور دوزخ بنائے ابرار سیہ کاران تیرہ بخت عذاب سخت قرار دیا گیا خوب سمجھ لے کہ وہ رب اکرم ہی اسکی وحدانیت میں فرق ڈھونڈنے والے کا انجام جہنم ہوگا نابکار جب آنکھ بند ہو گی حال کھل جائیگا اُسوقت پچھتائیگا سوائے افسوس پھر کیا ہاتھ آئیگا سامری پرستی ترک کر یہ اعمال زشت ہیں برائے معتقدان وحدانیت و ارباب بہشت ہیں دیکھ اسد غازی اور ہم پانچ عیار ہوشربا میں آئے عنایت سے پروردگار کے باجبیں لاکھ کا لشکر ستر سو سو سلطان نامور اراکین طلسم ہوشربا زبردست ساحر از دہانے نظر کیا مطیع رب اکبر ہو کیسے کیسے ہوئے سر پر سا کم طلسم نور افشان شہنشاہ کوکب روشن ضمیر عقیل فہیم دانا انجام کو سوچا مطیع مذہب اسلام ہوا جانبازی میں مصروف احکام امر و نہی آلہی کا وقوف اگر گلے پر اسکے خنجر پھیرے جادہ اطاعت رب اکبر سے قدم نہ ہٹائیگا اسکے واسطے سیر باغ بہشت عنبر سرشت ہی یہ سب حالات جو قمر فرمان عالی وقار نے سامنے لاہوت جادو کے بیان کیے فصاحت و بلاغت سے صفت رب اکبر

مین زبان کھولی حالات سکرات و قہر لفظا لفظا کہکے لاہوت جادو ونگ ہوگیا حیران ہو کا کہ یہ شخص
کے مقدمہ مین نگہبانان صحراے پر آشوب نے خبر دی تھی کہ ہم نے کنوان پاٹ دیا لیکن اسکے خدا نے اسکو
یہانتک پہونچایا مجھ ایسے ساحر پر غالب آیا بیشک اسکا مذہب برحق ہی خداے نادیدہ خالق مطلق ہی
صیقل تقریر عمرو قران سے زنگ کفر آئینۂ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا اشارہ کیا ای قران
سوزن زبان سے نکال لے مین دل سے مطیع رب اکبر ہوا قران نے بھی جان بچکر یہ نہ سمجھا کہ ساحر
اگر بگڑ جائیگا تو پھر کیونکر ہاتھ آئیگا فوراً زبان سے سوزن نکال لیا لیکن لاہوت دل سے مطیع رب
بے نیاز ہوا اطاعت اسلام سے سرفراز ہوا جیسے ہی زبان سے سوزن نکلا قدمون سے عمرو قران
کے لپٹ گیا کہا او لغز کردہ بزرگان اسوقت تو نے پردۂ تاریک جو قلب روشن پر حائل تھا
اسکو تقریر دلپذیر سے اٹھا دیا نمونہ حق و باطل کا دکھا دیا میرا جان و مال نام نامی صانع ازل پر
نثار لیکن حال تو سنو بانی بناے اسلام کا خاتمہ ہوتا ہی قلب اسکی ضربت پر روتا ہی میری زوجہ کے
باغ مین سب سرداران نامی تمھارے گرفتار ہوے کسی صحراے جاکر بیٹھا افراسیاب کا اسد ضرغام
کو بھی اٹھالا یا صرف ابھی مرے جانے کی دیر تھی مین بھی یہی سوچ رہا تھا کیا تدبیر کرون اپنے باغ
مین ان سرداران نامی کو نہ قتل ہونے دون اب اور طرح کا خیال ہوا اسکی تدبیر کیا ہی کچھ فکر بتاو یہ سنکر
عمرو قران نے آہ کی حالت اپنی تباہ کی کہا ای لاہوت جادو براے خدا کوئی تدبیر رہائی سرداران کی
کرو لاہوت نے کہا بے کہ مرنے سے کچھ نہین ہوسکتا خود افراسیاب موجود ہی بھی تمکو آگاہ کر آیا ہون
مہر رخ شمشیر زن عمار یکی بھی افراسیاب کے ساتھ آئی ہی اسکے سامنے آنا جانا دشوار مین مجبور و ناچار
پھر کیا ہوسکتا ہی یہ حالات مصیبت آیات سنکر عمرو قران کے ہوش اڑ گئے آنکھون سے آنسو بہنے
لگے خیال مجبوری میں یہ اشعار زبان پر جاری ہوے

نظم

بناکامی بہ غربت رو نہادم تا چہ پیش آید — عنان دل بدست یار دادم تا چہ پیش آید
طلب کردم نگاہ پرسے نہ بردم رہ بہ مقصودے — بگرداب محبت او فتادم تا چہ پیش آید
خریدم درد عالم را بہ نقد زندگی آخر — متاع دل درین سودا نہادم تا چہ پیش آید
شدم مجنون و سرگردان ز بخت واژگون آخر — درین وادی بحال نامرادم تا چہ پیش آید
چہ شد گر تلخ کام من بجام عافیت مخفی — بجام غم چو لب بر لب نہادم تا چہ پیش آید

یہ اشعار مصیبت آثار پڑھکر مہتر قران بہت رویا کہا ای لاہوت جادو خوش ہو تم تازہ مطیع اسلام
ہوئے ہو لیے خدا کوئی تدبیر بتاؤ ہمکو تا بہ افراسیاب پہونچاؤ جیسی مصیبت پڑیگی جھیلیں گے اپنی جان
پر کھیلینگے لیکن اسد غازی نبیرۂ حمزہ صاحبقران عالی وقار کو قتل ہونے نہ دینگے اگر کچھ نہ بن پڑے گا
افراسیاب کی چھاتی پر چڑھ بیٹھینگے دل میں حوصلہ تو نہ رہے سپاہی کا یہی کام ہے یا مار ڈالنا
یا مرنا اسی میں نام ہے نام کر جانے کا یہ ہنگام ہے لاہوت جادو نے کہا ای مہتر قران میری
صلاح یہ ہے کہ ان سب کو خدا کے سپرد کرو میں تو تمہارے سبب سے راہ ضلالت سے نکل
تا بہ چشمۂ ہدایت پہونچا تمکو نکال لے چلوں ورنہ اس حوالی سے نکلنا دشوار ہے ان ساحران
ہمراہی کو مطیع کروں اگر نہ مانیں گے تو بجبر قتل کر جاؤنگا ہر طرح تمکو بلشکر صبح پہونچاؤنگا سامنے
افراسیاب کے مجھ سے کچھ نہ ہو سکیگا وہ طلسم بند ہے حربہ تمہارا اثر نہ کریگا خود گرفتار
ہو جاؤ گے باغ سے نکلنا دشوار ہو گا میں تمام عالم میں بدنام ہو جاؤنگا صاحبقران کہیں گے
لاہوت جادو مکار تھا ظاہر میں مطیع ہوا باطن میں مہتر قران کو لیجا کر قتل کرایا ہر شخص کو یہی
گمان ہو گا میں اپنے ساتھ تمکو وہاں نہ لیجاؤنگا تمکو لے کے نکل سکتا ہوں مہتر قران نے کہا ای
برادر میں تو جان نہ بچاؤنگا تم صرف ہمبری کرو مجھکو تا بہ باغ لگا دو پھر محفل نشین ہو جاؤ جو مجھ سے
بن پڑیگا اسوقت کر گذرونگا ای لاہوت میں ملازم قدیم صاحبقران ہوں خواجہ عمرو کا غلام وہ
میری ابرو پر دعا دیتے ہیں لفظ جان بخش فرماتے ہیں میں انکو کیا صورت دکھاؤنگا آبرو ریزی سے
خونریزی بہتر مرد کو کسیطرح مشکل نہ ہو حقیر سرفروش کامل ہے ایک بات میرے ذہن میں آئی ہے اگر
صرف افراسیاب ہوتا میں صورت بدل کر چلتا وہ نہ پہچان سکتا لیکن چونکہ صرصر شمشیر زن
موجود ہے آنکھ ملتے ہی پہچان لے گی لطف عیاری جاتا رہیگا لہذا بصورت اصلی چلنا مناسب ہے
گمان غالب ہے اسی طور میں کچھ بن پڑے گا ای لاہوت جادو انشاء اللہ دیکھنا افراسیاب سے
چالاک کیسی باتیں کرتے ہیں اگر دام کلام میں اسکو نہ پھنسایا اپنے سردار گرفتاران محبس مصیبت کو
نہ رہا کیا تو شاگرد خواجہ عمرو نہ کہنا اور تمہارے کلام سے ثابت ہوا کہ خواجہ عمرو گرفتار نہیں ہوئے
بہار و عمرو کے ساتھ تھے لیکن جست و خیز کرکے نکل گئے وہ خالی نہ بیٹھینگے ضرور کسی رنگ میں
تشریف لائینگے جو کچھ ہو گا آنکھوں سے دیکھ لینا تم صرف اتنا کہنا کہ یہ عیار مہتر قران میرے

پاس آیا مجھسے کہا کہ مجھے پاس افراسیاب جادو کے پہونچا دو مین شہنشاہ کی نوکری کرونگا حضور
جو شخص ہیچ کو آپ پہچان لیجیے یہ کہکر تم الگ ہو جاتا جب سے بن پڑیگا اسطور سے کلام کرینگے لاہوت
جادو رونے لگا کہا اے مہتر قران تم نظر کردہ بزرگان دین ہو مین تمھارا قائل ہو رہا ہون کیونکہ میرا
قلب قبول کرے صرصر عیار بھی دیکھتے ہی افراسیاب سے کہدیگی آپ لوگون سے اشتباہ
کا بدگمان ہو نہیں معلوم کیا کر بیٹھے برنا خوف طلسم کشا کا وہ بھی گرفتار دام حسرت ویاس بہار
وغیرہ بھی گرفتار ہین اسکو غنیمت ہوگا کہ عیار طلسم کشا موجود تھا مہتر قران بھی ملا دونون عیارون
کو قتل کرون جو میرے لیے وہان کیا ہو سکیگا اگر سحر کرون سامنے افراسیاب کے کیا حقیقت
ہے وہ یکتائے میدان سحر و ساحری فاتح مہمات افسونگری اگر ایک گولہ سحر مارا اسکا انجام کیا سوائے
موت کے کیا چارہ اے مہتر والا گہر خیر آپ کے کہنے کو مانا زبردستی جان نہ دو مہتر قران نے کہا بس
اب دیر نہ کرو ایسا ہو کہ اسد غازی کو قتل کر ڈالے دیکھو پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے آخر مجبور
و ناچار لاہوت نے تخت سحر تیار کیا اسپر قران کو بٹھایا مہتر قران لباس عیاری سے آراستہ
سلاح جنگ سے پیراستہ لبادہ ہاتھ مین سپر فولادی پشت پر کمر مین خنجر بصد کر و فر تخت اڑاتے
ہوئے لاہوت جادو کو سمجھاتے ہوئے سمت باغ زلیور محمل نشین چلے یہان افراسیاب جادو
سامری پرست نشہ شراب سے مست تخت پر بیٹھا ہوا پوچھ رہا ہے اے زلیور کیا سبب ہوا شوہر تمھارا
لاہوت جادو ابتک نہ آیا قتل مین گنہگارون کے دیر ہوئی ہے زلیور نے عرض کی حاضر ہوا چاہتے ہین
صرصر پہلو مین افراسیاب جادو کی بیٹھی کہہ رہی ہے آج کیا باعث ہے اسد نامدار عرصہ دراز سے
قید ہے کوئی عیار انکے چھڑانے کو نہیں آیا اتنے عرصے تک کبھی قید نہ رہے تھے اسد غازی
نے ایسے ظلم نہ سہے تھے افراسیاب کہتا ہے یہان آنا دشوار ہے بدولت کے سامنے اسکی آتش
قہر و غضب مین پھونک دون اب قتل مسلمانان پر بدل و جان آمادہ ہون یہ سخن ناتمام تھا
کہ آسمان پر برق چمکی صرصر شمشیر زن نے کہا میان مہتر قران نامدار بصورت اصلی ساتھ لاہوت
جادو کے آتے ہین شاید کوئی نئی عیاری سوچے لیکن اے شہنشاہ آج اس کالیے کی بات نہ مانیے
اس کمال کو دیکھیے ہمراہ لاہوت جادو کے بصورت اصلی آیا ہے نہیں معلوم لاہوت جادو کو
کہان پایا بدون کلام قتل کیجیے ملعون معلوم کیا دام فریب پھیلائیگا ملکہ زلیور محمل نشین بھی

گھبرا گئی صرصر سے پوچھنے لگی یہ جوان کون ہی صرصر نے کہا مہتر قران صاحب بغدہ گران
اسی کا لقب ہی واسطے ساحرون کے ملک الموت اسکا کاٹا ہوا نہین بچتا قریب پہونچا اور بغدہ
مارا جان بخش عمرو کہلاتا ہی دیکھیے کس تکلف سے آتا ہی اپنے شوہر صاحب سے پوچھیے کام تک
یہ جوان کیونکر آیا اب صرصر افراسیاب وزیور کو آمادہ قتل قران کر رہی ہی افراسیاب کہتا ہی
مجھ تک تو آنے دے دام اجل مین یہ سب پھنستے ہین آج کیا زندہ چھوڑونگا لیکن دل مشتاق ہی کہ
دیکھون یہ آکر مجھ سے کیا کہتا ہی کیا فریب بنا کے لایا ہی یہان صحبت مین افراسیاب جادو کے کھڑی
ہو گئی صرصر نگاہ حیرت دیکھ رہی ہی زیور اپنے شوہر کو دیکھ کر کھڑی ہو گئی کنیزین برائے تعظیم اٹھین لاہوت
جادو نے تخت زمین پر اتارا برائے تسلیم افراسیاب جھکا مہتر قران نے بطور اسلام سلام کیا افراسیاب
جادو بیقرار تھا ضبط نہو سکا کہا ای مہتر قران کہان چلے ای لاہوت نگویہ میان بغدے باز کہان
لے لاہوت جادو نے دست بستہ عرض کی ای شہنشاہ گیتی ستان غلام اپنے قصر پر حاضر تھا
نامہ سرکار کا پہونچا قصد ہوا کہ خدمت مین چلون یہ شخص اسی طرح بصورت اصلی میرے پاس
آیا مجھ سے کہا ای قوت بازوے افراسیاب مین بڑی مصیبت مین مبتلا ہون کئی دن سے حیران
و سرگردان قصد ہی تا بشہنشاہ طلسم ہوش ربا پہونچون راز دل عرض کرون ذریعہ ڈھونڈھتا تھا
تم سامنا شہنشاہ کا کرا کے الگ ہو جاؤ جو ہمین عرض کرنا ہی عرض کر لینگے غلام اپنے ساتھ لایا اب
حضور مکر و غیر مکر کو سمجھ لین خواہ قتل کرین خواہ بخشین لاہوت کا قلب الٹ گیا ہی بموجب تعلیم قران
ایسا ہی بشکل کہا یہ کہکے دنگل پر بیٹھ گیا پس مہتر قران تنتے ہوے سامنے افراسیاب کے آئے
کہا ای شہنشاہ عالیمقام ای مرجع انام ای صاحب سطوت و صولت ای ساحر باکرامت مجھ سے زیادہ
کوئی آپ کا دشمن نہین اب بھی اگر پاؤن تو قتل کرون مگر سپاہی ہون جو دل مین آیا وہ صاف صاف
عرض کر رہا ہون آپ خوب آگاہ ہین کہ مین جان بخش خواجہ عمرو کہلاتا ہون آپ کے ہزارون
جادوگر مارے یہ بغدہ جو میرے ہاتھ مین ہی اتنے ساحران طلسم ہوش ربا کا خون پیا لیکن عمرو
نے مجھکو کلمات سخت و سست کہے بی بی مہ جبین نے میری قدر نہ کی ہی مہرخ کو سلطنت کا غرور
ہی ہمارے واسطے چوکی پہرہ مقرر ہوا اور جو جو لذا اسکو نہ عرض کرونگا یہ لفظ کافی ہی کہ مجکو صحبت عمرو
سے نفرت ہوئی سپاہی نوکری پیشہ مثل شمشیر جوہر اصلی رکھتے ہین جسکے ہاتھ مین ہونگے کام کرینگے

بموجب مضمون شعر جھک کے شاہ و گدا سے ملتی ہین ۔ دونون باتین یہ تیغ کستی ہین ۔ آرزو یہی
کہ آپ کی نوکری کرین سرمیدان عمرو و چالاک سے سمجھ لین لیکن حضور قدردانی فرمائین ہمارے
مذہب کا نام نہ لین سپاہی جان کر قدر کرین دیو سے لڑوا لین اگر طلسم کشا کو اپنے ہاتھ سے نہ قتل
کرین گردن مارنے کو بار یک حبہ نمک کھائینگے اسی پر جان نثار کرینگے عمرو و حمزہ نے ہمین ذلیل کیا اور
حضور ہمنے آتے ہی یہ دیکھا کہ بی عمر صرصر ہوا باندھتی ہین لیکن ہم اشارے کنائے خوب سمجھتے ہین
ہمکو دیکھکر اسنے کہا مکار و غدار آیا ہی یہ تو ہماری ہم پیشہ ہی ہم ملازم سرکار دولتمدار ہونگے ان ایسی
شغلون کو کون پوچھے گا دریافت تو کیجیے انھون نے کتنے ساحر مارے ہمنے آجتک کتنے قتل
کیے طلسم ہوش ربا کے رکن گرا دیے اگر ہماری بات کا اعتبار آئے زمرہ نمکخواران مین شریک کیجیے
ابھی آپ کے سامنے طلسم کشا کو قتل کرین ان سب کے خون سے ہاتھ بھرین یا جواب صاف
دیجیے خانہ آباد دولت زیادہ جھوٹھ بولنے کی عادت نہین اور آپ کے دل پر بھی اگر ہمارا نقش محبت
نہ جمے تو کیا عجب ہی چند دن سے اس طلسم مین آئے آپ کے ساتھ دشمنی کی اگر طلسم بند نہ ہوتے اب تک
مار ڈالا ہوتا آپ ایسے سیکڑون بادشاہ قتل کیے حمزہ کی عظمت و شان بڑھائی ہماری ذات سے اُنکی
شوکت و لیاقت قائم ہی اب بعد چندے ساعت فرمایئے کا کوئی نام بھی حمزہ کا نہ لیگا دروغ
مشو کرین کہانی پھر نگی حضور خاموش ہون جو دل تردد و منزل مین آئے اسکو ظاہر کیجیے اس فصاحت
و بلاغت سے مہتر قران نے اسمضمون کو بیان کیا باتون مین کبھی رو یا کبھی ہنسا کبھی سجدہ اُٹھا کر
کہا اے افراسیاب جادو تیرے سامنے اپنے سر پر لین نمونہ سپاہگری دکھائین جان دینا
ہمارے نزدیک کیا مشکل ہی ذلت نہ گوارا کرینگے آبرو کا صدمہ جان افراسیاب کے دل مین ایک
مزا آگیا رونے پر مہتر قران کے رحم بھی آیا کہا اے مہتر قران اگر اصل مین تمھارا یہی ارادہ ہی قلب
کی صفائی سے مجھ سے ملو گے وہ مرتبہ کرونگا کہ نامداران جلیل کو تمھارے مرتبہ پر رشک ہو ویگا
لیکن صاف کہون دل کو تردد ہی آج ہی اسد غازی قید ہوے اسی وقت تم آئے تمنے کیفیت
بیان کی کیونکر دل کو میرے یقین آئے مہتر قران نے کہا کیا خوب ارشاد ہوا ان باتون سے
ہمارا دل شاد ہوا جو دل مین تھا وہ حضور نے کہدیا ہمسے صفائی کا امتحان لیجیے ہاتھ کنگن کو آرسی
کیا ہی اسی مثل کو ایک صاحب سخا نے بڑے لطف سے نظم کیا ہی حضور یہ چارون مصرع لائق سماعت ہین

نظم پوچھا صاحبقران نے جادوی سے	آگے تیرے یہ نارسی کیا ہے	ہنسکے بولی کہ دیکھو صاحب
ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے	افراسیاب بے اختیار ہنس پڑا مہتر قران نہایت بلیغ و فصیح	

حسن و جمال میں شعر کو نظم کیا ایسے فقرات برجستہ سامنے افراسیاب کے کہے باتوں میں
افراسیاب محظوظ ہوا کبھی ہنستا ہے کبھی طرف صرصر کے متوجہ ہوا صرصر اشارہ کرتی ہے اے شہنشاہ
سراسر مکر باتوں میں اسکے مکاری بھری ہوئی ہے آپ دھوکا کھاتے ہیں دشمن بزرگ قبضے میں آیا
تامل نہ کیجیے شعر دانی کہ چہ گفت زال با رستم گرد ۔ دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد ۔ آپ اسکی
باتوں پر ہنستے ہیں صریح دام مکر میں پھنستے ہیں مہتر قران ان اشاروں کو سمجھ کے تنتے ہوے
سامنے افراسیاب کے آنے میں کہتے ہیں اے شہنشاہ جو آپ کے دل میں آئے وہ کیجیے اس
شغل سے نہ پوچھیے یہ عورت بازاری سپاہی کی آبرو کو کیا سمجھے آپ بادشاہ عالی جاہ فلک عز و
شرف کے ماہ خوب دل میں سمجھ گئے ہونگے اگر مجھے عیاری منظور ہوتی یہ صورت بدل آتا
یہ بیٹھی دیکھتی رہجاتیں میں عیاری کر گذرتا اول امتحان لیجیے ان پانچوں عیاروں کو مجھے چھوڑ دیجیے
حقیقت میں پانچوں جڑی باغ میں حضور اگر باتوں میں ان پانچوں کو نہ بیہوش کروں سزا دیجیے سر
کاٹ لیجیے افراسیاب جادو کبھی کھٹکتا ہے کبھی باتوں پر مہتر قران کی دل و جان سے متوجہ
ہوکر کہتا ہے اے مہتر قران ہمنے تمکو ملازم کیا ہمارے ساتھ رہا کرو مہتر قران جواب دیتے ہیں اے
شہنشاہ اگر میری خطا معاف ہو تو ان سب کو جلد قتل کیجیے مجھے فرمان رخصت ہو لشکر ملکہ حیرت
میں جاؤں خواجہ عمرو کو تلاش کرکے قتل کروں شعلے آگ کے کلیجہ میں بھڑک رہے ہیں جی چاہتا ہے
اپنی جان دیں چالاک کو عمرو کے سامنے قتل کریں کہ ساربان زادے کے کلیجے پر گھاؤ پڑے
یہ تو یاد کرے کہ کسی شریف کو ذلیل کیا اسکا انجام یہ ہوا اب ناظرین بہ نگاہ غور ملاحظہ فرمائیں باتوں
میں مہتر قران نے کیسا بڑا رنگ جمایا کہ افراسیاب جادو متوجہ ہوا باتیں ہنس ہنس کے کرتا ہے
لیکن مہتر قران حیران و منتظر شش و پنج میں ششدر کہ اب کیا تدبیر کروں شراب کا چرچا سامنے
صرصر کے نہیں ہو سکتا پھر کون صورت ہے کہ اسد غازی وغیرہ کو رہا کروں ہر چند کہ میں نے
باتوں میں کھلایا آتش کو ٹھنڈا کیا لیکن مطلب کیا حاصل ہوا اتنا ہوا کہ گھڑی دو گھڑی پر [illegible]
کروں صرصر ایسی دردانداز بندھی ہوئی ہوا کو بگاڑ دیتی ہے طعن و تشنیع باتوں میں کر رہی ہے کبھی کہتی ہے

اے قران کیا کہنا خوب آتے ہی رنگ جمایا مہتر قران جواب دیتے ہین بی صرصر اپنی چونچ سنبھالو میرے منہ سے کوئی کلمہ سخت نکل جائیگا مین اپنی جان سے بیزار ہون بیشک اسد غازی کو چھوڑ کر آیا ہون شہنشاہ کو دھوکا دیتا ہون تمہارے باپ کا کیا اجارہ ہے ایسے فقرے دے کر تیرے ہزارون کو مارا ہے ان باتون پر قران کی افراسیاب صرصر کو منع کرتا ہے اچھا صرصر تم دخل نہ دو ہم کیا نادان ہین جیسا مناسب وقت ہوگا ویسا کرینگے ابھی ہمنے انکو نوکر رکھا عمرو سے انکو لڑا دینگے بخوبی امتحان ہو جائیگا لیکن مہتر قران پریشان کلیجے پر چھری پھر رہی ہے ناظرین ملاحظہ کرین اب وقت عیاری آیا عجب مقام کیفیت ہے

نظم

چل ای اشہب کلک صحرانورد
طرارون سے دشمن کو کر گرد برد
دکھادے مجھے آج طراریان
لکھون جوش مین آکے عیاریان
عمرو تیزرو کا بتادون نشان
تراشند ذریش جادوگران
عجب وقت ہے سخت ای ہمنشین
قران غم مین بیتاب و اندوہگین
سر بزم صرصر کی چالاکیان
دکھاتی ہے باتون مین بیباکیان
جو اس بزم دلکش مین پہنچے عمرو
کرامات کی بات ہے ای قمر
قمر مثل روشن ہے افلاک پر
دکھانے لگا کلک اپنا ہنر
سر بزم ساقی سے چشمک ہوئی
مے چشم بیباک عینک ہوئی
کہا ہنسکے ساقی نے ای بادہ خوار
جو خورشید جام مے خوشگوار
ہر اک فکر کو دل سے اب دور کر
کہ مشتاق ہین ہمکو مسرور کر
سنا قصہ خواجۂ ذی حشم
اسد ہے گرفتار رنج و الم
لکھ اب داستان ہدایت نشان
کرے بلبل کلک گلریزیان

غزل

تمہاری رات کی شرم و حجاب کی باتین
کسی سے کیجیے تو سمجھے وہ خواب کی باتین
وہ پیر ہون کہ سنون شیخ و شاب کی باتین
مگر نہ ترک ہون مجھسے شباب کی باتین
جگہ تو پہلوے دلبر مین مل گئی ای دل
ٹھہر ابھی نہین اضطراب کی باتین
کلیم سمجھے نہ کچھ سنکے لن ترانی طول
کرین یہ کس صنم لاجواب کی باتین
ہم اور خط نہ لکھین اسکو حضرت ناصح
غرض ہین لکھنے کے قابل جناب کی باتین
خدا نہ کردہ چلی آنکھ دل کے کہنے پر
خراب کرتی ہین خانہ خراب کی باتین
بگڑ کے بولتے ہین مین تمہارے لاکھ بناؤ
ہزار لطف سے بہتر عتاب کی باتین
یہ طرفہ پیچ ہے تقدیر کا کہ وصل مین بھی
تمام شب تھین ہوئی پیچ و تاب کی باتین

جو اشارے یوں رہیں باہم کہ کچھ نہ سمجھے رقیب — وہ تمہارے سوال و جواب کی باتیں
ہمیشہ کرتے ہیں ذکر عذاب ہی واعظ — سنا دے پیر مغان کچھ ثواب کی باتیں
ابھی تو بوسے دیے جاؤ گفتگو کیا کام — کریں گے ہم کبھی بے حساب کی باتیں
فراق دوست ہوئی رخصت جوانی بھی — کہ ہم ہیں اور وہ عہد شباب کی باتیں
جو کی تھی خواہش ہمبستری یار کبھی — ہنسا یہ بخت کہ کرتے ہو خواب کی باتیں
یہ کہہ رہی ہے نگہ کہ بے پردہ یار کو دیکھیں — سنو مری نگہ بے حجاب کی باتیں
غضب ہے کو خود مجھے قاصد کی بھیجنا ہے کہیں — جلال اور سنو اضطراب کی باتیں

یہ چہرہ نغمہ سنجان شاخسار حدیقہ سخنوری و طوطیان شکرستان فصاحت گستری مثل عندلیبان خوشنوا مجمع انجمن سامعین میں یوں نغمہ سرا ہیں کہ گل بوستان عیاری سرو حدیقہ غنچہ گفتاری رنگین بیان یعنی عمر قران سامنے افراسیاب کے کھڑا ہوا باتیں بنا رہا ہے کبھی صرصر کو جھڑکتا ہے کبھی افراسیاب سے داد سخن لیتا ہے کبھی عرض پیرا ہے کہ اے شہنشاہ زمرۂ ملازمان میں یہ حقیر داخل ہوا اب خیر خواہی پر کمر باندھوں اسد شیر دل کو اپنے ہاتھ سے قتل کروں آپ پر بخوبی ظاہر ہو کہ دل و جان سے یہ بہادر شریک ہوا لیکن حسرت یہ ہے کہ حضور مجھکو خدمت میں ملکہ حیرت جادو کے روانہ کریں میں جا کر اپنے نام پر طبل جنگی بجواؤں سرسیدان عمرو و چالاک کو تو کون وقت پر آپ بھی تشریف لائیں میری جانبازی ملاحظہ فرمائیں لیکن ان سب کے قتل میں اب دیر نہ کیجیے زبان سے تو قران یہ کہتا ہے لیکن دل دھڑک رہا ہے زمزمہ سرائی پر عمر قران کی زیور وغیرہ خاموش [illegible] ہو رہے ہیں کہ کیا خوش تقریر ہے فصاحت و بلاغت میں بے نظیر ہے یکایک دیوار باغ سے آواز آئی اے شہنشاہ طلسم ہوش ربا عالی مراتب میں چراغ سلطنت روشن ہو غلام خیرخواہ مدت سے مشتاق ملازمت سرکاری تھا آج ستارۂ بخت چمکا آفتاب عالمتاب چہرۂ پر نور کی زیارت سے دیدہ و دل روشن ہوئے افراسیاب جادو نے پلٹ کر دیکھا ایک عیار لیکن وضع گنواروں کی گاڑھے کی مرزائی اور کین کی دھوتی ایک الٹو جما سر پر لپیٹے ہوئے تلوار چمڑے کے نیام کی [illegible] بھالا نزار ایک کل وہ بھی مرچھایا ہوا موٹی سی کمان داہنے شانے پر ایک ترکش گھٹا ہوا اس میں چند تیر شکستہ جادو سے کمر باندھے ہوئے بجائے کمند سوت کا رسا شانے پر پڑا ہوا جوتا چمرودھا

تیل مین ڈوبا ہوا گرد مین اٹا ہوا گر بڑی ڈاڑھی مونچھین بڑی بڑی ہونٹون پر لٹکی ہوئین جسم سے
باغ مین کودا اکڑتا ہوا سامنے افراسیاب کے آیا بہت دعائین دین مگر یہ ہیئت دیکھکر آنکھین
بڑی بڑی صرصر حیران کہ یہ کون شخص ہی قران بھی متردد کہ یہ گنوار کہان سے آیا جب افراسیاب
کو بہت دعائین دین افراسیاب نے کہا اے شخص تیرا کیا نام ہی بد دلت سے تیرا کیا کام ہی عرض
کی غلام کا نام سرہنگ کوہی ہی درۂ کوہ مین رہتا ہون لیکے دو کے کی خبر سناتا ہون قزاقی
پیشہ ہزارون مسافر مار ڈالے لاشون سے کنوین بھر دیے ہزار دو ہزار شاگرد آپ کی دعا سے
مین محتاج نہین کون ایسا مرد آدمی ہوگا جو دو چار مہرین اپنے پاس نہ رکھے اس دیہات مین
اس غلام کی دھاک ہی بڑے بڑے عیار یار حسرت سے ہوس تھی سرکار دولتمدار کی خدمت
مین حاضر ہون بہت دنون قزاقی کرچکا اب نوکری کرون لیکن امیدوار ہون کہ امتحان کرکے
حضور مجکو ملازم کرین سنا تھا مین نے کوئی عمرو عیار ہی اُسکے شاگرد بہت ہین اس ساربان زادے
کا پتہ بتائیے یا سامنے بلائیے صاف کہلا بھیجیے کہ او ساربان زادے تیری گوشمالی کے واسطے
جناب سرہنگ کوہی تشریف لائے ہین یہ گنوار غلام آپ کا بالمہ ہی دشمن کو حضور کے چیر پھاڑ
کے کھا جائیگا افراسیاب نے دیکھا باتین تو گنوارون کی ہین لیکن طرار فرار چہرے سے مکاری
غداری آشکار مہتر قران نامدار اُسکی باتین سنکر ہنس رہے ہین کہ یہ گنوار چبا چبا کے باتین کرتا ہی
سب عیارون کو برا کہتا ہی نگاہ غور سے صرصر بھی دیکھ رہی ہی کہ یہ کون شخص ہی عیار خوش چشم
صاحب قہر وخشم اپنے سایہ سے رم کرتا ہی قدم نہین جتنا زبان مثل مقراض چل رہی ہی ملکہ صرصر
نے مہتر قران سے کہا کہ اے صاحب بغدۂ گران اس گنوار مکار کو جواب دو بڑے لاف وگزاف
کرتا ہی کہا ہے کہ کند موے نے سوت کا رستہ کاندھے پر ڈالا ہی کسی جولاہے کا رشتہ دار ہی تھان
کا تڑا یہ ناگوڑا عیاری کیا جانے تانا تمھاری کرنیوالا یہ مثل اس مقام پر ٹھیک ہی کرگا چھوڑ تماشے کو
جائے مفت کی چوٹ جولاہہ کھائے مہتر قران نے ہنسکر کہا دیوانہ وحشی ہی ابھی شہنشاہ حکم دین
گوشمالی کرون دونون کان اُکھیڑ ڈالون کان ہو جائین اسکا کیا جو ہمسے لڑسکے اک چابکی کا ہاتھ
مارون ناک اُڑ جائے ناکے تک روتا ہوا جائے صرصر و قران تو اشارے کر رہے ہین لیکن
سرہنگ کی زبان نہین رکتی کبھی افراسیاب کے گرد پھرتا ہی کبھی دانت نکالکر عرض کرتا ہی

گوسیان میری بات کا جواب نہ ملا افراسیاب نے کہا ای سرہنگ کوہی تم عمرو سے امتحان کے
خواہان ہو عمرو اسوقت کہان ہی ہم تمکو نامہ لکھکر پاس ملکہ حیرت جادو کے روانہ کرین وہان طلب کیجیگی
تجھے عمرو کو یا اُسکے فرزند چالاک کو للکارو حقیقت مین اگر عمرو کو زیر کروگے بہت سا انعام دیگا
ہم تمہاری بڑی قدر کرینگے بلاشا گرد رشید عمرو صاحبقران نامور ہیں اگر ملازم ہوا ہی یہان سے تا کوہ
عقیق عیاران عمرو مین انکا مثل نہین جرات شوکت لیاقت عیاری تمغرگزاری اُنکی ذات پر موقوف ہی
حقیقت مین ای سرہنگ کوہی جیسے ساحران زبردست اس جوان شیر دل کے ہاتھ سے
قتل ہوے کیا مجال تھی بہرام فلک کی کہ اُنسے آنکھ ملا تا یا اُنکے سامنے واسطے عیاری کے آتا اسی جوان
خوش انجام کا کلیجہ تھا لیکن باغیون نے اسکی قدر نہ کی جنگ ہو کر میرے پاس آیا ہی سرہنگ نے
کہا جبکا سرکار نے ذکر کیا وہ کہان ہی افراسیاب جادو نے طرف صاحبقران کے اشارہ کیا یہ
سامنے موجود ہی صاحبقران کو سرہنگ نے بنگاہ غور دیکھا کہا صاحب گوسیان الیسون سے
تو مین بل چھوڑتا ہون ایسے لونڈے لاڑیون کو رستہ بتاتا ہون اُنکی کیا حقیقت ہی اور یہ جو عیارہ
آپ کے پہلو مین بیٹھی ہی ثریا معلوم ہوتی ہی ہمارے کانون مین بھی کنان ثریا اسکی ذچی آتی صورت
کی ہی ایک ٹھوڑے کر بیٹے اسکا سر ڈھانکا دس بن غلہ دیا ایک بیگھہ دو بسوہ زمین معافی مین بسے
اسکو دیدی کر بوٹے ہوتے کھائے پڑی رہے یہ بیچاری کیا ہین جب تو ثمر گالیان دینے لگی نگوڑے
گنوار تیری شامتین آئی ہین تیری گھر والی ثریا ہوگی گتان کا بچہ بیہودہ بکتا ہی سرہنگ کوہی
باتون پر ثمر کے بہت ہنسے کہا تمہاری گالیان کھانیکے واسطے ہین بی بی جو چاہو کہو تمہاری بات
کا جواب نہ دینگے یہ حبشی صاحب کچھ بولین تو انکو کچھ جواب دین صاحبقران کو بات سننے کی کب تاب ہی
مرد سپاہی گرم مزاج مردان عالم کے سرتاج بغدے پر ہاتھ ڈالا کہا او گنوار کیا بیہودہ بکتا ہی ایک
بغدہ اللہ سید عامار دونگا سر گود کھاتا پھریگا ساری عیاری مکاری بھول جائیگا تو قزاقی کیا کیے کا
مسافرون کو سنکھیا دے کر مارا ہو گا شہنشاہ کے سامنے بڑھ کر بات کرتا ہی قبضے پر ہاتھ رکھ
ای شہنشاہ حضور کے سامنے میرے اسکے دو دو ہاتھ ہو جائین حضور انصاف فرمائین ابھی
اسکی مشکین باندھتا ہون ان باتون پر سرہنگ کوہی خوب ہنسا کہا بھلا شہنشاہ میان کو غصہ تو
آیا اب انکو حکم دیجیے میرے انکے چوٹ چلے میان کو پوری کمائی یاد ہوگی چوٹون کے نام سن لیے

ہونگے اگر انکا ہاتھ مار دونگا آمین وصیر ہو جائینگی مین کو مار ڈالونگا بجلیت جنبت کشتی کی عیاری
مین بے نظیر میان سنے کوئی دو چوٹین سیکھی ہونگی دو چار انکے مجھے سحر کے بھی یاد ہین وقت بیوقت
جانور بنکے نکل جاؤن ہر طرح حریف کو مار لون مہتر قران نے کہا اے شہنشاہ ایک بات کا اس سے
اقرار لیجیے میرے سامنے کوار چلے لیکن سحر نہ کرے افراسیاب جادو نے کہا اے مہتر قران کیا مجال
میرے سامنے سحر کرسکتا ہے اسکا لاف وگزاف مجکو بھی ناگوار ہوا قران نے کہا مین سمجھائے دیتا ہون
لیکن سحر کا خیال رکھیے گا ایسا نہو لڑنے مین سحر کرے میرے ہاتھ پاؤن بیکار ہون بیکار چوٹ مارے
اسپر ناز کرے افراسیاب نے کہا اے سرہنگ کوئی خبردار سحر نہ کرنا ورنہ تو جانتا ہے فن سحر و ساحری بدولت
کا غلام ایک اشارے مین برق چمکا دونگا خرمن حیات تیرا پھونک دونگا سرہنگ نے کہا نہین حضور
مین اسپر سحر نہ کرونگا لیکن اے افراسیاب اسپر اگر غالب آؤن سرکار سے انعام پاؤن افراسیاب نے کہا
اگر تو مہتر قران پر غالب آیا جو مانگیگا وہ دونگا عیارون کا افسر کرونگا یہ کہکر مہتر قران کی جانب متوجہ ہوا
کہا کیون قران اس سے لڑو گے مہتر قران نے کہا حضور یہ کیا ہے مسخرہ دیوانہ ہوا ہے دیکھیے تو کتنی
چوٹین مارتا ہون اگر دم لینے دون تو اپنا ملازم نہ قرار دیجیے گا مہتر قران کے منہ پر سے افراسیاب
سحر بھی آگاہ ہوا اپنی بات کا بھی خیال کر ایک گنوار نے آکر لاف وگزاف کیا اگر یہ ذلیل نہوا بہت
بلبلائے گا سب اہالیان جلسہ کو اشتیاق زیادہ ہوا ہوت مشتاق کہ رہے ہین کہ اے شہنشاہ
اول ان دونون کا مقابلہ دیکھیے بعدہ قیدیان بلا کو قتل کیجیے اپنا عوض لیجیے قران نے کہا
اے شہنشاہ اب مین آپ کا ملازم خاص بندۂ باختصاص ہوا اسکو سزا دونگا اسد کو اپنے ہاتھ
سے قتل کرونگا صرصر کی نگاہ لڑی ہے سرہنگ کو بھی تلوار کھینچکر پیترے بدلنے لگا کہا میان
جبتی آؤ قران نے کہا اس نٹ بازی سے ہمکو نفرت ہے یہ اچھلنا کودنا کیسا یہ کہکر مہتر قران
نے بغدے پر ہاتھ رکھا سرہنگ نے چمک کر مہتر قران پہ وار کیا مہتر قران نے بغدے
پر کاٹا تھا سرہنگ برس پڑا مہتر قران کو دم لینا مشکل کردیا کبھی مہتر قران خالی دیتے ہین
کبھی وار سرہنگ کا روکتا ہے اب تحسین و آفرین کی صدائین بلند ہوئین صرصر نے کہا اے شہنشاہ
حقیقت مین یہ گوڑا گنوار بلا سے روزگار ہے مہتر قران ہی کا لیا ہے کہ اسکی چوٹون سے بچ رہا ہے
افراسیاب نے کہا اگر ایسا نہوتا بلا تکلف میرے سامنے کیون دعوی کرسکتا صرصر نے کہا

ادھر شہنشاہ عینک عمرو قران کو بڑی مشکل پڑی ہو دونوں کی نگاہ لڑی ہو کسی کی نگاہ نہین
جھپکتی خوب دونوں مین چھوٹ کی چوٹین چل رہی ہین مجھے تو سرہنگ کو ہی غالب معلوم ہوتا ہو
حقیقت مین عمرو قران کو جان کی پڑی ہو جی مین کہتا ہو بڑے ظالم سے مقابلہ ہوا کس کام کو آیا
کس جھگڑے مین پھنسا سرہنگ نے لڑتے لڑتے عمرو قران پر کمند کے حلقے مارے گردن و کمر مین
حلقے آئے لیکن عمرو قران نے سنبھل کر جست کی حلقۂ کمند سرہنگ سے یون نکلا جیسے شرارہ سنگ
سے یا گج سے ہوائی یا عینک سے نگاہ افراسیاب اُچھل پڑا کہا عمرو قران خوب بچے قران کی
جان پر بنی ہی افراسیاب کو سلام تو کیا اسیطرح حلقہ ہاے کمند عمرو قران نے مارے سرہنگ
بھی نکلا کچھ حلقے کاٹے افراسیاب جادو دونوں کی تعریف کرتا ہو قران و سرہنگ پسینے پسینے غضب
کی کارزار ہو حقیقت مین سرہنگ کو ہی بڑا ہوشیار ہو کسی فن مین کمی نہین کرتا ہو افراسیاب
کو بڑا خیال ہو کہ آج ہی مین نے عمرو قران کو نوکر رکھا بڑی سختی مین بیچارہ پھنس گیا اگر قتل ہوا بڑی
بدنامی ہوگی صرصر شمشیر زن کہتی ہو حضور اب چارہ کیا لیکن اس لڑائی کے تماشے مین افراسیاب جادو
ایسا مصروف ہو کہ قتل اسد کو بالکل بھولا دونوں کی سپاہگری پر عش عش کر رہا ہو تمام اہلیان محفل
مبہوت لب پہ مہر سکوت لاہوت جادو حیران کہ عمرو قران کو کام کے واسطے بلایا بیچارہ کس جھگڑے
مین پھنسا خدا اسکی آبرو بچائے دیکھیے انجام کیا ہوتا ہو اگر شاید عمرو قران پر کوئی زوال آیا اہل اسلام
کیسے کرے مسلمان ہوا اتنے بڑے عیار کو قتل کرایا ای پروردگار عمرو قران کو بچانا استادان سخن نے
تحریر فرمایا ہو تحریر و تقریر مین رنگ شعبدہ دکھایا ہو پھر پھر کمال عمرو قران سے اور سرہنگ
کو ہی سے تلوار چلی کسی نے چوٹ نہین کھائی دونوں چھوڑ کر لڑ رہے ہین اب عمرو قران عبد

پھر پھر کے سنبھلا بندہ تماشا گر نعرہ کیا اے گنوار ہوشیار ہو جا نعرہ قران	سر لیجا اسیر چون باد بہاری
جان سرہنگ در خنجر گزاری / اسپیدان اژدرہا کشش فشانم	بسنم عمرو قران شمشیر زنانم

اب افراسیاب نے دیکھا عمرو قران کے تیور بدلے چھوٹ کی چوٹین مارنے لگا ہر مرتبہ یہ معلوم
ہوتا ہو کہ عمرو قران کا بندہ پہ سرہنگ کا سر اُڑ گیا سرہنگ دب دب کے اپنے کو بچاتا ہو پیچھے
ہٹتا جاتا ہو عمرو قران نے دم لینا دشوار کر دیا سرہنگ اوسان عالم یاس کبھی لوٹ ماری کبھی چوٹ
بچانے کو جست کی اب وار نہین کرسکتا عمرو قران نے بندے سے کچھ کھو دیا نشانہ بانکا نہ ہوا تھا

ہوا ہر مرتبہ سایہ میں بغدرے کے لیتا ہے جب چوٹ پڑی سرہنگ دب کر پیچھے ہٹا بغدرہ
مہتر قران کا پڑا دنانے کی آواز آئی گاؤزمین تھرائی مگر سرہنگ کوہی سنبھالنے کو
بچایا افراسیاب و لاہوت و ملکہ زیور و ملکہ صرصر سب کھڑے ہوئے دیکھ رہے ہیں کہ مہتر
قران سرہنگ کو دباتا ہوا لیے جاتا ہے غرض جو تین مہتر قران کی وہ چوٹ کی چلیں کہ سرہنگ کا
جی چھوٹ گیا سوائے پشت دکھانے کے کچھ نہ بن پڑا بیچ میں باغ کے ایک قصر عالیشان اُسکے
پردے اسمیں پڑے ہوئے عرصہ دراز سے وہ قصر صاف نہیں ہوا کچھ ٹوٹے ہوئے
پلنگ کچھ پڑے دھنیاں اسطرح کے اشیا اس قصر میں بھرے ہوئے ہیں سرہنگ
دبتا ہوا اُن پردوں تک آیا قران نے پیچھا نہ چھوڑا بغدرے کے سایہ میں لیا سرہنگ کو
یقین ہوا کہ اب کی مرتبہ اگر بغدرہ پڑا سر اُڑ جائیگا یا مثل خیار تر دو ٹکڑے ہونگے جان بچانا دشوار
گھبرا کر بھاگا مہتر قران نے کہا او نامرد کہاں جاتا ہے شرم نہ آئی پشت دکھائی افراسیاب
نے بھی آواز دی ای مہتر قران کیا کہنا حریف کو مار لیا ہے جانے نہ پاوے اپنا قوت بازو قرار
دونگا میری بات رکھ لی کیا سپاہگری دکھائی صرصر بھی وجد میں کہتی ہے ای شہنشاہ مہتر قران
نے کیا کام کیا اب نگوڑے گنوار کو دبا لیا بھڑوے کے منہ پر ہوائیاں اڑ رہی ہیں اب نہیں
کچھ بن پڑتا لاف و گزاف بھولا سب سے زیادہ لاہوت جادو کو خوشی ہے کہتا ہے ای شہنشاہ
آپ نے جرأت مہتر قران کو دیکھا شیر کے تیور ہیں اسکے سامنے بڑے بڑے پہلوان
زیر و زبر ہیں رستم کی اسکے سامنے کیا حقیقت ہے سہراب یل کو کیا لیاقت ہے افراسیاب
کہتا ہے ای لاہوت جادو سچ کہتے ہو میں بھی ایسی قدردانی کرونگا دامن مدعا درِ بے بہا سے
بھر دونگا سرہنگ کوہی نے جو دیکھا کہ اب جان بچنے کی کوئی صورت نہیں جست کر کے
پردے کے اندر گھس گیا مہتر قران نے کہا دیکھیے حضور نامرد نے پردہ کیا افراسیاب
نے کہا ڈھونڈھو میں بھی آیا ای مہتر قران کیا کمال کیا اسوقت میری بات کو رکھ لیا میں
نہایت خوش ہوں تجکو بڑا رتبہ دونگا افراسیاب و لاہوت جادو و ملکہ زیور خوش خوش دوڑ کر
قریب مہتر قران کے آئے مہتر قران نے پردے پر ہاتھ ڈالا توڑ کر پھینک دیا سب نے
دیکھا اس قصر میں تمام یہ اشیا بھرے ہوئے ہیں کہ چارپائیاں شکستہ لکڑیاں بیکار اگر قصد

کیا جائے کہ ان سب کو اٹھا لیں دس پانچ فرد در ہوں وہ پھر بھی سب اٹھے افراسیاب جادو
نے کہا اے قران تلاش کرو قران نے دو چار بغدے ان پیڑوں پر مارے کھڑکھڑاہٹ کی آواز آئی
قران نے کہا حضور یہیں چھپا ہے میں ڈھونڈھ کر نکالونگا وہ جو اسنے کہا تھا کہ سحر بھی مجھے آتا ہے
وہی میں اسکا کام آیا بڑی نفرت سے اپنے کو بچایا حضور سحر کا خیال رکھیں جرأت میں غلام کمی
نہ کریگا یہ کہکر پیڑوں کو کھڑکھڑایا افراسیاب و مخبر و بیرون قصر سے دیکھ رہے ہیں یکایک ایک
بلاو بڑا سا ان پیڑوں کے بیچ میں سے غراتا ہوا نکلا افراسیاب نے کہا لو وہ سرہنگ کوہی سحر
کرکے گربۂ مسکین بنا پکار کر آواز دی اے قران لینا بقول سعدی گربہ کشتن بروز اول بگردہ بلاو
مہتر قران کو دیکھکر گھبرایا جست کرکے باغ میں بھاگا مہتر قران نے نعرہ کیا او گنوار کہاں بھاگ کے
جائیگا بلاؤ کیا اگر تو جانور بنتا تو بھی تیرا تعاقب نہ چھوڑتا ملحوظ خاطر ناظرین جواب وہ بلاو جدھر
بھاگ کر جاتا ہے مہتر قران بغدہ ٹیک کر اسکے برابر پہونچتا ہے وہ جست کرکے درخت پر چڑھ جاتا ہے
مہتر قران نے دوڑ کر بغدہ مارا نخل قلم ہوکے گرا افراسیاب جادو دیکھتا ہے مہتر قران کو
انتہا کا غصہ کف منہ سے جاری ابرو سے خمدار پل پل تعاقب میں بلاؤ کے چیل بل ہوں گھیرا ڈالا کہ
سارے باغ میں بلاو بھاگتا پھرتا ہے مہتر قران پیچھا نہیں چھوڑتے پسینے پسینے لیکن یہی صدا ہے کہ
ابے او گنوار تجھے زندہ نہ چھوڑونگا سحر کرکے بلاو بنکیا جانوروں کے نزدیک کتے بلی کا مانا کیا
مشکل ہے ابے تو بڑا جاہل ہے دوڑتے دوڑتے جب مہتر قران ناچار ہوئے بلاؤ نے جیسے ہی مہتر
قران برابر پہونچا قصد کیا بغدے کا ہاتھ مارین بلاو دب کے نکلا دیوار کے برابر پہونچا چاہے
جیسا کے دیوار پر چڑھنے لگا بلاو نے سینہ پر تھامی چاہتا ہے دیوار کو فراسے قران جست کرکے بلند
ہوا بغدہ مارا بلاؤ کا سر قلم ہوا دھم سے لاشہ بلاو کا زمین پر گرا مہتر قران نے جھوم کے نعرہ
کیا منم صاحب بغدہ گران نظر کردہ بزرگان افراسیاب جادو نے دوڑ کر قران کے ہاتھ
چوم لیے لاہوت جادو تصدق ہوا مرصر بھی تحسین کرنے لگی لیکن لاشہ بلاؤ کا زمین میں
[illegible] سرد ہوگیا صورت تبدیل نہوئی شکل جادوگر کے مرنے کی بھی آواز نہ آئی افراسیاب
جادو نے کہا اے قران یہ کیا سحر کیا ہے یہ اصلی بلاؤ تھا اگر سرہنگ کوہی سحر کرکے بلاو بنا ہوتا
دستور ہے بعد مرنے کے سحر اتر جاتا ہے جتنے تو ہزارہا جادوگر مارے بعد مرنے کے اسکی صورت اصلی

ہو جاتی ہے معلوم ہوتا ہے یہ بلا وان لڑکیون مین رہتا تھا آدمیون کی آواز سنکر نکلا تمھارے ہاتھ سے مارا گیا لیکن اتنا بڑا بلا ہماری نگاہ سے نہین گذرا اب سب حیران کہ آخر وہ گنوار کیا ہوا عمرو نے کہا وہ جان بچا کے نکل گیا مگر مہتر قران نے حسب عنبر کا خاتمہ کیا کس زور و شور سے بلا سے دیوار پہونچے گویا پر پرواز پیدا کیے سب اپنی اپنی کہہ رہے ہین لیکن مہتر قران خاموش بحر حیرت کا جوش سب اُسی مقام پر قریب بلا کی لاش کے کھڑے ہین ہر خورد و کلان کو حیرت ہی حال حسرت مآل پر حیرت تھی کہ ایک گوشۂ باغ سے ایک خوشبو آئی دماغ جان ہر ایک کا معطر و معنبر ہوا از اسباب وغیرہ سب حیران ہو کر کہا یہ کیسی خوشبو آئی صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کسی نے ہزارون قرابے عطر مجموعہ کے کھول دیے یا پہلو مین روز عید ہے غنچے مسکرائے عجب وقت سعید ہے عود سازان بہار جلوہ کر رہی ہین آنکھین نرگس کی نگاہ کر رہی ہین دیکھو سنبل نے گیسو سنوارے سرو کا کر نیلگے خوشبو نے دماغ جان معطر و معنبر کیا جوش فصل گل ہے چہچہ زن بلبل ہے نرگس آنکھین پھاڑ کے دیکھتی ہے کون آتا ہے شگفتہ غنچۂ لالہ زار ہے چمن مین بہار ہے بموجب مضمون اشعار آبدار

نظم

جیسے دیکھی ہو ترے رخسار روشن کی بہار
کب خوش آتی ہے اسے باغ بہشت و گلشن کی بہار

اسقدر نازان نہو یہ رنگ گل ہے بے ثبات
چار دن کے واسطے بلبل ہے گلشن کی بہار

فرقت جانان ہجوم رنج بیتابی سے جوش
دل بہلانے ہو تو دیکھین چل کے گلشن کی بہار

کون دیکھے بے ثباتی عالم ایجاد کی
عارض گل کیطرح یہان ہے گلشن کی بہار

جلوۂ رخسار تابان کا جو ہر جانب ہے عکس
برق تابان کی چمک دیتی ہے دامن کی بہار

کیون خفا ہوتا ہے چھینٹون سے لہو کے بار بار
اور بڑھ جائیگی ظالم تیرے دامن کی بہار

سبزۂ نوخیز سے لطف گلستان ہے عیان
دیکھ آکر او ستمگر میرے مدفن کی بہار

گر نہین کوئی نہو باقی ہے کسکو احتیاج
دیکھتی ہے بیکسی اب میرے مدفن کی بہار

کیون نہ صدقے جائیے اے دل ہجوم داغ کے
کم نہین ہے جلوۂ رخسار سے تن کی بہار

ہان اٹھا اب پردۂ رخسار روشن اے پری
دیکھتے آئے ہین ہم بھی تیرے جوبن کی بہار

کہتے ہو تو بھی نہین جیسا کہ دیکھا تھا کہین
تمکو خوش آئی مگر پوشاک دشمن کی بہار

شل پیراہن ہوئی ہی زیور وحشت کی قید — کم گریبان سے نہین ہی طوق گردن کی بہار
سوز فرقت سے بھڑک اُٹھتی ہی جب سینہ مین آگ — گرم ہو جاتی ہی اکثر شمع روشن کی بہار
داغ ہجر یار سینے پر غنیمت ہی نسیم — دیکھتے ہین ہر سحر ہم اپنے گلشن کی بہار

ہر گلعذار کے چہرے پر بحالی عندلیبان خوشنوا کو خوشحالی افراسیاب جادو ایک ایک سے پوچھتا ہی کیون صاحبو کیا پھولون کے کھلنے روشن بجے آتش گل بھڑکی یا تو جرأت عمر قران کی تعریف تھی اس حیرت مین سب تھے کہ سر سنگ کو ہی کہان گیا یہ بلا دکدھر سے آیا اب خوشبوے عطر آگین نے ہر ایک کے دماغ جان کو معطر کیا افراسیاب زیور سے پوچھتا ہی یہ خوشبوے مشک و عنبر کہان سے آئی زیور عرض کرتی ہی ایسی خوشبو کبھی کنیز نے اس باغ مین نہ سونگھی تھی شاید کسی بزرگ کا گذر ہوا خداوند دن کے نام پیچھے سامری جمشید کی صنعت قدرت کو یاد کیجیے باغ عالم مین کیا کیا گل کھلائے اس گلشن مین رنگ تازہ نظر آنے عمر قران کو بھی حیرانی افراسیاب کو پریشانی زیور پکار کر کہنے لگی صاحبو آج ظہور قدرت سامری و جمشید ہی اس بوے خوش مین کیا بھید ہی یہ کلمات ناتمام تھے کہ گوشۂ گلشن سے روشنی معلوم ہوئی معلوم ہوتا ہی مقام مشرق پر آفتاب عالمتاب کا طلوع ہی ضیاباری شروع ہی یا نور روشنی معلوم ہوتی تھی یا صداے مہیب آئی زمین تھرائی یہ صدا تھی کہ او افراسیاب خانہ خراب او مغرور و متکبر اب قوم نے جان سے آزی الجھائی سنم شہنشاہ جنات اب جو افراسیاب نے سر اُٹھا کر دیکھا ایک شہنشاہ عالی جاہ تاج یاقوتی بر سر قباے مرصع کار در بر چہرہ آفتاب عالمتاب پر رعب و داب ریش سیاہ عنبر آگین آنکھین دیدۂ غزال کو آنکھین دکھانے والین چہرے سے قہر و غضب آشکار ابروے خمدار کو جنبش پنجہ ہلالی زیب کمر بھوون کی سپر پشت پر خنجر زیب کمر جسکے قبضے پر لعل و گوہر آراستہ مالا ہاے مروارید سینہ بہار زیب گلو آنکی آمد کی یہ خوشبو پھیلی تھی آنکھون مین آنسو چہرہ فرط قہر و غضب سے گلنار ایک تختی یاقوت احمری اسپر حروف الماس کے ترشے ہوے ضو سے اُسکی پلک جھپکتی ہی وہ جوان خوش رو دریاے جواہر مین غوطہ زن جبین نورآگین پر شکن بڑھ کر ہاتھ افراسیاب کا تھام لیا اتار دیا جبار کہکر نعرہ کیا کیون افراسیاب اس میرے ملازم کو تونے کیون مارا ہلوگ قوم جنات اکثر بلا و بالصورت ماران سیاہ پردہ دنیا مین آتے مین ذرا اُسنے

کچھ نقصان کیا تھا کس خطا پر اسکو مارا چالیس لاکھ جنات اُسکے خون کے دعویدار ہیں
آمادۂ حرب و پیکار ہیں تلواریں کھینچ لی ہیں یہ نام آتشی ہیں طبقۂ زمین ہوش ربا کو سب نے
انھوں ہاتھ اُٹھا لیا ہے قصد کرتے ہیں بروئے ہوا لیجا کر کسی دریائے قار میں پھینکدیں بادولت
سر پر جہانبانی پر جلوہ فرما تھے یکایک خبر ملی طلسم ہوش ربا پر جنات کی چڑھائی ہے افراسیاب
ہمسر ورسے لڑائی ہے سب کا یہی قول ہے کہ ایک ساحر کو زندہ نچھوڑیں گے یہ آتش قہر و غضب
میں پھونک دینگے مسلمانوں سے لڑتے لڑتے ایسے معذور ہوئے جن کو مارا جنکو دنیا والے
دیکھ نہیں سکتے بندگان خالق کو یہ لیاقت ہوئی قوم آتشی سے سرکشی بادولت کو یہ
خیال ہوا جب یہ اُٹھا کر طبقۂ طلسم ہوش ربا کو پھینکیں گے لاکھوں بندگان خدا بیجا ہلاک
ہو جائینگے جنات کے ہاتھ سے امان نہ پائینگے آخر دوڑ پڑا ان سب کو منع کیا کہ جبراً طبقہ پھینکنا
ہم قاتل کو تمہارے بھائی کے لاتے ہیں سچ بتلا کہ قاتل اُسکا کون ہے ہمیں بتلا دے ہم گرفتار کر لینگے
ہماری فوج سے تمام جنگل معمور ہیں ہم آگاہ تھے سلطان کو نہیں غرور ہیں اسی واسطے یہ تحقیق
واقع ہمسر گلے میں پہن لی اگر تمکو اپنے سحر پر ناز ہے جہاں تک ہو سکے سحر کر پانی برسا اور اسی شعلۂ
آتش بجز کا اگر زبان ہلانے دو دن مجھکو بادشاہ و جنات دکھنا اور اپنے حامی کو بلا سب ملکر
ہمہ سحر کریں دیکھ تو ہم کیسا شکار کھیلتے ہیں خون کے دریا آج اس باغ میں بہا دینگے اپنے
مقتول کے خون کا معاوضہ لینگے اس قہر و غضب سے شاہ جنات نے افراسیاب جادو
سے کہا ہاتھ پاؤں میں افراسیاب کے رعشہ آگیا مشتر قران البا شیر دل گھبرا گیا افراسیاب
کے پیچھے چھپا لہذہ خون آلودہ میں پھینکدیا لیکن افراسیاب نے ضبط کر کے کہا حضور
تخت پر قدم رنجہ فرمائیں ابھی کیفیت مفصل عرض کرتا ہوں قاتل اُسکا یہاں نہیں ہے فوج
کو منع کیجیے طبقۂ زمین کا نہ اُٹھائیں لکھ دو لکھ انسان ہلاک ہو جائینگے حضور خود بادشاہ عادل
ہیں فلک عدل و انصاف کے ماہ کامل ہیں ایک کے واسطے لاکھوں کی جان لینا مناسب
نہیں ہے افراسیاب بڑا شہنشاہ جنات کو قریب اپنے تخت کے بلایا کہا حضور قدم رنجہ
فرمائیں جو کچھ حکم ہوگا آنکھوں سے بجا لاؤنگا خلاف حکم شہنشاہی ہوگا کیا مجال ہماری جو آپ سے
سرکشی کریں جب اسطرح افراسیاب نے منت کی غصہ تو نہیں کم ہوا لیکن تخت پر جلوہ فرما

ہوئے فرمایا یہ باتین کیون کرتا ہی پہلے اپنا کمال دکھلا ہم تیرے سحر کے بہت مشتاق ہین افراسیاب
نے ہاتھ باندھکر کہا حضور میری کیا مجال آپ کے سامنے سحر کرون زہے نصیب کہ آپ نے مجھکو
سرفراز کیا صرصر کو جو بہ نگاہ قہر و غضب شاہ خبات نے دیکھا کہا یہ عورت کون ہی تلوار باندھے
بیٹھی ہی صورت پر اسکی مکاری غداری برستی ہی او عورت کچھ منھ سے بول بلاؤ نے ہمارے
کسی کا کھانا کھالیا کوئی ظرف توڑ ڈالا او کم ظرف جواب نہین دیتی صرصر کانپنے لگی جواب
نہ دے سکی غش آنے لگا پانجامے مین چل چل موت دیا پھر اسکے سر جھکالیا بڑی مشکل مین
اتنا جواب دیا ای شہنشاہ خبات صاحب کشف و کرامات لونڈی کو کچھ احوال نہین معلوم
مین تو ابھی آئی ہون میرے سامنے یہ بلاد نہین مارا گیا شہنشاہ خبات نے کہا جھوٹ
کہتی ہی تو یہان موجود تھی بلا شک تو نے ترغیب دی قاتل اسی جلسہ مین موجود ہی ہمارے
دماغ مین بو آتی ہی تم لوگون کے بھروسے پر سلطنت نہین کرتے دس ہزار کوس کی خبر اڑی
سنا دین تمام دنیا کو درہم برہم کرکے دکھا دین خدا نے ہمکو اسیطرح کا اختیار دیا بندگان
خاکی کو مجبور و ناچار کیا بڑے افسوس کی بات ہی کہ افراسیاب سحر نہین کرتا ہم بھی ایک
شعبدہ دکھاتے دیکھو وہ سحر کسپر جاتا ہی پھر کیا تدبیر کرتے ہین سحر کرنے والے کا خود بیر سہارا
ڈالے جس پر گھمنڈ ہو وہی آئین چیر ڈالے شیاطین کی یہ مجال ہی کہ خبات سے آنکھین ملائین اگر
نگاہ ڈال دین پھنک جائین یہ فرماکر طرف عمر قران کے متوجہ ہوئے فرمایا کیون رے تو لوگ
ہی تیرے چہرے سے معلوم ہوتا ہی کہ ان جادوگرون مین کا نہین ہی یہ بھی ثابت ہوا بدولت کو
کہ تو مرد مسلمان ہی حمزہ عرب کا ملازم ہی یہان کیون آیا عمر قران کا رنگ رواڑ گیا ہاتھ باندھکر
کہا حضور نے بجا ارشاد فرمایا مین کوچہ سحر و ساحری سے نابلد ہون اتفاق سے یہان چلا آیا
مین نے قتل ہوتے اس بلاد کو نہین دیکھا شاہ خبات نے کہا تیری باتون سے بوے کذب
آتی ہی تو قتل مین ہمارے بھائی کے شریک ہوا قران نے گھبرا کر طرف افراسیاب کے
دیکھا کہا شہنشاہ مجھے بچا لیجے افراسیاب نے کہا ای شہنشاہ یہ بیچارہ ایک شخص مسافر ہی مین
قاتل کو ڈھونڈھ دونگا چند ساعت توقف فرمایئے یہ بھی مجکو یقین ہی از خردان خطا و از بزرگان
عطا سحر و ساحری کا نام نہ لیجے کس کی مجال ہی کہ آپ کے سامنے سحر و ساحری کرے آج تک مجکو

بڑا شرف حاصل ہوا آپ نے سرفراز کیا مین چاہتا ہون صحبت عیش و نشاط آراستہ کرون
خدمتگزاری مین مصروف ہون اپنے بادشاہون مین جیکر فخر کرونگا شاہ جنات سے مین
مشرف ہوا مجھ سے اور حضور سے تقریب نامہ و پیغام رہیگی بموجب مضمون مصرع شاہان
چہ عجب گر بنوازند گدا را۔ جب افراسیاب نے اسطرح خوشامد کی غصہ شاہ جنات کا کم
ہوا مجلس پر سے کہا او افراسیاب تیرے عجز و انکسار نے مجھکو مجبور و ناچار کیا لیکن قاتل اپنے
بھائی کا لینگے افراسیاب نے کہا حضور انصاف کرین اگر کسی نے یہ بے ادبی کی نادرِ وقت
تھا جانور سمجھکر مارا زیور محل نشین اپنے ساتھ والیون سے کہ رہی ہے کیون بوا گلشن اس گوشہ
مین جسین سکہ مدت سے ایک قبر کا نشان ہے کنیزون نے کہا جب ہم کبھی رات کو اسطرف
آئے ایک شخص سفید کپڑے پہنے ہوئے بیٹھے تھے مدت سے یہان جنات کا گذر ہے اسکو
کیا خبر ہے لیکن مین انکے صدقے جاؤن آجتک کسی کو ستایا نہین شمشاد نے کہا بوا ایکدن
مین نے بھی یہان پیشاب کیا تھا دو دن حرارت رہی مین نے ہار پھول چڑھائے تب حرارت
جاتی رہی اب بوا ہر جمعرات کو گھنیان چڑھاؤنگی گلزار نے کہا ایسے جو مراد مانگو ملتی ہے کلی آرزو کی
کھلتی ہے اب یہان ایک طاق بنا دینگے اگر روشن کرینگے تو ہان دینگے ایک نے کہا مرد وا میرا
بہت بدمزاجی کرتا ہے اولاد نہین ہوتی عورتین طعنہ تشنیع کرتی ہین بانجھ نکھوری شیطان کی لنگوٹی مین
تو یہی مراد مانگونگی نو مہینے لڑکا ہو پھولون کی چادر چڑھاؤن گاتی بجاتی ہوئی میان کی قبر کو
آؤن ایک نے کہا بوا جاگتی جوت ہے پیر سامنے موجود ہین جو کچھ کہنا ہو کہو زیور نے کہا بوا اُنکو
تو ملانا دشوار ہے بات کون کرسکے پیرون سے کوئی بات کرتا ہے پردہ نشین ہین چہرے کا رعب دو اب
تو دیکھو آفتاب عالمتاب لباس سب تاب و دنیا مین ایسے گوہر بے بہا کسنے دیکھے ہین ہر ایک داغ
کے ایک ایک موتی ہے زیور نے کہا ری نصل تم کیا جانو مین نے کتاب مین لکھا دیکھا ہے کہ پردہ قاف
مین سنگ کنکر پتھر کے جواہرات پڑا رہتا ہے بوا کتابین پڑھو تو سب حال تمکو معلوم ہو پڑھے لکھے کی چار
آنکھین ہوتی ہین یا میرے باغ مین ہمیشہ بہار رہیگی اپنے ہاتھ سے جھاڑو دونگی مین بھی اولاد کی دعا
مانگونگی عورتون مین تو یہ چرچے لیکن افراسیاب نے خطاب کلام خوشامد سے شاہ جنات کو ٹھنڈا
کیا ہاتھ باندھے کہ رہا ہے اب حضور قاتل کا ذکر نہ کرین معاف فرمائین شہنشاہ جنات معتبر قران ہے

نگاہ غضب ڈالی رعب مین قران کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ پسینے پسینے اتنا منہ سے نکلا حضور ہمارے
آقائے نامدار سوائے قدر شناس زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران اٹھارہ برس پردۂ
قاف مین رہے چھتیس پردے فتح کیے ملکہ آسمان پری دختر شہپال بن شہرخ سے
شادی ہوئی وہان سے ہمیشہ تحفہ جات آتے ہین ہمنے بھی اشیائے نادرہ دیکھے یہ سنکر شاہ
جنات کو غصہ آیا کہا او حبشی کیا بیہودہ بکتا ہے دختر شاہ پریان برائے انسان ضعیف البنیان
شہپال ایک زمیندار گاؤن کا تھا اُس قریہ مین حمزہ گیا پردہ قاف کی کیا سیر کرسکتا تھا اگر نام
پوچھون حمزہ نہ بتا سکے اُسی گاؤن کے تحفہ آتے ہونگے اشیائے نادرہ پردہ قاف انسان کو کب
میسر ہین ہم بھی وہان کے ایک ادنی افسر ہین صرف چالیس لاکھ فوج ہمارے قبضہ مین ہے ہم خود
حقیر ہین لیکن ابھی کہو تو چالیس کرور انسان کو قتل کرین تحفہ وہان کا دیکھے کا پہچان لیگا پردۂ
قاف کی خاک یہان کے مشک و عنبر سے بہتر ان شاہون کا غلام یہان کے شاہون کا افسر
فرما کر شہنشاہ جنات نے جیب سے ایک شیشی عطر کی نکالی کہا او حبشی نام لیکر حمزہ کا بہت اترایا
اس عطر کو سونگھ دیکھ تو کبھی تیرا حمزہ ایسا تحفہ بھی لایا یہ فرما کر وہ ڈبولی مہتر قران کو دی
قران نے تسلیم کرکے ڈبولی لی حقیقت مین شیشی کھلتے ہی لپٹین آنے لگین دماغ جان سب کے
معطر و معنبر ہوگئے افراسیاب نے بہ نگاہ حسرت دیکھا شاہ جنات نے کہا لے تو بھی سونگھ
ہر چند کہ تو ساحر ہے تجھکو ہمین کیا لیاقت لیکن شاہ جلیل بندگان خدا کا کفیل ہم خوب جانتے ہین
تیرا بڑا خزانہ اٹھارہ سو ملک تیرے قبضے مین فوج بیشمار بادشاہ عالی وقار سب طرح کی چیزین تیرے
خزانے مین موجود ہین خوشبو سے اس عطر کی بوے کبر و نخوت دماغ سے نکل جائے گی
طبیعت فرحت پائے گی روح کو راحت دماغ کو قوت آنکھون کو بصارت حاصل ہوگی تسکین
دل ہوگی سالہا سال یہ بو دماغ سے نہ جائیگی افراسیاب نے سلام کرکے ہاتھ بڑھایا شاہ جنات
نے قطرہ ٹپکایا اسی قدر لاہوت جادو کو بھی مرحمت ہوا چاہا شیشی کو جیب مین رکھین زنبور حبشی
کہا کیون حضور لونڈیان محروم رہین گوشۂ باغ مین جو آپ کے عزیز کی قبر ہے رات کو جھنڈ کے جھنڈ
سنکر وہ پھرتے ہین مین ہمیشہ پھولون کی چادر چڑھاؤنگی پلکون سے جاروب کشی کرونگی اس تحفہ
نایاب سے محروم نہ فرمایئے شاہ جنات نے فرمایا اب تو فیض جاری کیا تم بھی محروم

نہ ہو بہت خوش ہوئی تمہارا شوہر بہت خوش بخت ہے جی میں کہتا ہے ای لاہوت جادو میرا
سلطان ہونا امیر روشن ہو گیا ایسا نہ ہو افراسیاب کے سامنے کہہ بیٹھیں غضب ہو جائے انکے
سامنے تو کیا کہہ سکیگا لیکن بعد کو قیامت برپا کریگا ہاتھ باندھ کر گڑگڑانے لگا کہا حضور پر سب
حال روشن ہے زبان سے فرمایا کیا فرد رہتے ہوں کو عطر مرحمت فرمایئے زوجہ میری ہر وقت
باغ میں رہتی ہے قمر کی خدمتگذار رہیگی ایک مقرو جواد و نگا بخت و عزت کا کیا ذکر شاہ جنات
نے شیشی عطر کی ہاتھ میں افراسیاب کے دی افراسیاب بہت اترایا کبھی ایسا عطر کاہیکو
نگاہ سے گذرا تھا سب سے پہلے صاحبقران نے سونگھا ایک امر کا اور ذکر کرنا واجب و لازم
ہے اتفاقات قضا و قدر سے اسی طلسم ہوش ربا میں بڑے کسی ساحر کو صاحبقران نے قتل کیا لشکر
مہرخ پر شکست ہو چکی تھی جب وہ ساحر مارا گیا فتح حاصل ہوئی ملکہ مہرخ نے صحبت عیش آراستہ
کی صاحبقران و جانسوز بن قران و ضرغام شیردل و چالاک بن عمرو اس جلسہ میں موجود
تھے خواجہ عمرو بیرون بارگاہ تشریف رکھتے تھے یہاں جوش نشے میں چالاک بلبلایا کہا
ای ملکہ عالم قبلہ و کعبہ کا نام ہو گیا جیسے مثل مشہور ہے اونچی دوکان پھیکا پکوان صاحبقران
برسر عتاب میں مقید تھے نخشک حرامزادے نے تاروں سے دانت صاحبقران کے بند ہوئے
کہ آب و دانہ حلق سے نہ اترے قبلہ و کعبہ روز عیاری کرکے برسر عتاب میں پہنچتے تھے چاہتے
تھے کھانا کھلاؤں صاحبقران اشارے کرتے تھے قبلہ و کعبہ نہ سمجھے آخر تیسرے دن میں عیاری
کرکے پہونچا خواجہ سے شرط کی جو صاحبقران کو کھانا کھلائے وہ کرسی بدلے میں نے تار کاٹ کے
صاحبقران کو کھانا کھلایا رقعہ قبلہ و کعبہ سے لکھوا لیا تھا کھانا کھلا کے نکل گیا جب صاحبقران
قید سے چھوٹے اور میں بھی ظاہر ہوا لشکر اسلام میں آیا میں نے وہ رقعہ روبرو صاحبقران
پیش کیا امیر نے فرمایا ای چالاک اپنے بزرگ کا لحاظ کر وہ کرسی بہ ہدیہ تو میں خاموش ہو رہا اب
ہوش ربا میں جس دن سے آیا کیسی کیسی عیاریاں کیں۔ میں نے ہوش ربا ہلا دی مثل ہمارا کون ہے غرض
کہ صاحبقران نہایت صاحب ربط و ضبط میں کبھی کوئی کلمہ غرور کا زبان سے نہیں نکلتا لیکن
اسوقت نشے میں بول اٹھے ای چالاک جو استادی کرتے میں وہی عیاریاں مجھے بھی ہوئی ہیں کیا
کسی بات میں پایہ کمی کا رکھتے ہیں امتحان ہو تو احوال کھلے یہ باتیں خواجہ عمرو نے جلوخانے سے

سنین چالاک کی بات کا تو رنج نہین ہوا کہ یہ لونڈا سفلہ مزاج ہی اسیطرح بکا کرتا ہی مگر سنگ تمام
مہتر قران سے دل پر چوٹ پڑی خیال رہا کہ اس کالے کو کسی مقام پر چیت پٹ کر دنگا لیں پہلے
عطر مہتر قران نے سونگھا دماغ مین بو پہونچی ساری بوے کبر و نخوت نکل گئی سنگا دصلا چرخ
آیا پہلے سب سے مہتر قران بیہوش ہوے جس جس نے عطر سونگھا لڑکھڑایا اور گرا تمام اہل
محفل بر لب فرش فرش عیاری خواجہ عمرو سے جنبش مین زمین دہوش اسوقت عمرو نے جوش
مین آکر نعرہ کیا وجد مین آکر پکارا نعرۂ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران	مرے کر سے کانپتا ہی جہان
سر اسشندہ دار بش کفار ہون	زمانے کا مکار و غدار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم	صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو	نہ پائے مری گرد پاپوش کو
دوندہ جہان گرد طرار ہون	جہان گیر عالم کا عیار ہون

پہلے خواجہ عمرو نے سب سے مہتر قران کو ہوشیار کیا مہتر قران کی آنکھ کھلی دیکھین شہنشاہ
جنات کو سرپر دیکھا اٹھتے ہی ہاتھ جوڑنے لگا کہا اے شہنشاہ جنات مین نے آپ کے بھائی کو
قتل نہین کیا عمرو نے کہا او کالے منہ ہزار دہشت طرازی و نشنگ بجز عیاری سرکوب ساحران
نظر کردہ ہفت پیغمبران دیکھا تو نے عیاری اسکو کہتے ہین تو ہمارا ہم نبرد ہی دیکھ اب تک رنگ رخ
تیرا خوف سے زرد ہی مہتر قران قدمون سے لپٹ گیا کہا استاد یہ عیاری نہین کرامات ہی
سبحان اللہ کیا بات ہی میرے کہنے کو معاف فرمایے اُس دن نشے مین منہ سے نکل گیا اب کبھی
ایسی خطا نہ ہوگی مگر استاد برائے خدا یہ تو ارشاد فرمایے دو صورتین آپ نے تبدیل کین اول
سرہنگ کو ہی نظر آنے آگے سے عیار پہچانا ہا ۲ بر حضور خوش چشم نظر آنے اسصورت کی جودت
ظاہر ہی ماشاء اللہ شیر کی نگاہ آنکھین رشک دیدۂ غزال ہین یہ کیا کمال ہین مین کیونکر پہچانتا
مین کیا ہون فرشتہ کو دھوکا ہوتا صراحی بڑی عیارہ خوف سے کانپ گئی اور اسکا
کلیجی چھپنے لگا اتنا بڑا ساحر زبردست ہاتھ جوڑنے لگا حضور نے آنکھین کیونکر بدلین عمرو
نے کہا اے مہتر قران یہ عیاری دیکھنے کے لائق ہی ناظرین وجد کرین گے دیکھا آنکھین شیشے کی

چڑھائیں اصلی آنکھیں چھپائیں یہ کہکر خواجہ عمرو نے شیشے کی آنکھیں اُتارین مہتر قران وجد مین
آکر گرد پھیرنے لگا کہا استاد خدا آپ کو سلامت رکھے آپکے نام سے عیاری کو اوج ہی لیکن
اب ان سب صاحبون کو رہا کیجیے اب ہنوز افراسیاب ہوشیار ہو مین لاہوت جادو کو مطیع
کرچکا ہون خواجہ عمرو نے اول لاہوت جادو کو ہوشیار کیا قران نے کہا ای لاہوت قدمون
کو شہنشاہ اوج عیاری کے بوسہ دے اول سرہنگ کوہی بنکر آئے مجھسے لڑے بخدا
مین نے نہین پہچانا بلا و زنبیل سے نکال کر چھوڑ گیا موزونی تھی مشہور ہی بلی و مار سیاہ کے بھیس
مین جنات پردہ دنیا مین اسکے ہین بعد قتل گرگ شہنشاہ جن بنکر آئے کون پہچانے بچپن سے
مین خدمت مین رہا لیکن بخدا مین نے دھوکا کھایا لاہوت جادو گرد خواجہ پھرا عمرو نے
کہا ای لاہوت جادو جلد سب کو رہا کر ابھی صرصر بیہوش ہی لاہوت جادو نے کہا یہ باغ سحر
میری زوجہ سے متعلق ہی جب تک وہ سحر نہ اتاریگی بہار وغیرہ کو سحر نہ یاد آئیگا مین اسکو ہوشیار
کرتا ہون آپ صفت پروردگار بیان کرکے اسکو راہ پر لائیے حقیقت مین افراسیاب اگر
ہوشیار ہوا ایک کو زندہ نہ چھوڑیگا بدون کوشش زیور باغ سے نکلنا دشوار یہ کہکر لاہوت
نے اپنی زوجہ کو ہوشیار کیا زیور نے دیکھا شوہر میرا ہوشیار افراسیاب بیکار عمرو و مہتر قران
سامنے تیغ پکڑے کھڑے ہین لاہوت جادو نے کہا ای زیور دیکھ قدرت پروردگار خواجہ عمرو
نے کس دھوم سے عیاری کی کوئی نہ پہچان سکا افراسیاب کانپ گیا عطر سونگھا کے بیہوش
کیا اطاعت دین اسلام قبول کر خواجہ عمرو نے اوصاف رب اکبر مین چند فقرات دلچسپ
بیان کیے تردید مذہب سامری و جمشید نہایت لطف سے ظاہر کی زیور نے لرزان و ترسان
ہو کر کہا ای خواجہ شوہر نے میرے اطاعت کی مین بھی مطیع ہوئی دل و جان نام پر آپکے نثار ہی لیکن
جلدی کیجیے یہ کہکر زیور نے بہار وغیرہ کی زبان سے سوزن نکالا اسد غازی کی قید کاٹی الحال
بران شمشیر زن نے کہا ای زیور ہمکو سحر نہین یاد آیا زیور نے کہا جبتک اس باغ سے نہ نکلیے گا
سحر نہ یاد آئیگا یہ کہکر تخت سحر تیار کیا ساحران مذکور کو اسپر سوار کیا مہتر قران و لاہوت جادو
کو پہلو مین بٹھایا خواجہ عمرو نے جو صاف بانی صرصر اپنی معشوقہ کو دیکھا کہ چت بیہوش
پڑی ہی دل بھر بھرا لیٹ گئے بوسے لینے لگے سینے پر ہاتھ رکھا [illegible] جو آیا صرصر بیدار

ہوئی دیکھا عمرو مجکو لپٹا ہوا بوسے لے رہا ہی غصہ مین پنجہ تھام کر اٹھی کہا نگوڑے بوالہوس حرص کی
شاستین آئین ہین عمرو ہاتھ باندھنے لگا کہا مین غلام ہون اپنی خوشی سے گلے مین ہاتھ ڈالکر دیجیے
ایک بوسہ لونگا عمر بھر احسان مانونگا دل پھڑک رہا ہی کلیجہ تڑپ رہا ہی راتین فراق کی اب نہین
کٹتین حال زار پر اپنے عاشق کے رحم کر کہان تک سرکشی کریگی او ظالم سر کاٹ لے یا ر اتر
جاے اب صبر و جبر دشوار ہی دل مثل ماہی بے آب بیقرار ہی ای جان جہان اے آرام دل مشتاقان نظم

پھنسے نہ حلقۂ گیسوے تابدار میں دل
بلا سے گر ہو نوالہ دہان یار میں دل

بغل میں جیسے مرا دل بغل کا دشمن ہی
نہ ایسا ہو کسی دشمن کا بھی کنار میں دل

نکل نہ جاے دم اضطراب سینے سے
برنگ شعلہ کہین آ دشعلہ بار میں دل

ہمیشہ روزن سینہ سے کیون ہی چشم براہ
اگر نہین کسی مہوش کے انتظار میں دل

ترا ستمگار بھی ہی وہ بلا کہ جاے گھسا
پروئے زلف مسلسل کے تار تار میں دل

اڑے کا مثل شرر ٹکڑے ہو کے سنگ مزار
رہا اگر جو نہین گرم طپش مزار میں دل

برنگ غنچۂ پیکان و غنچۂ تصویر
نہ کیا اپنا شگفتہ کسی بہار میں دل

فلک کے رنگ سے ظاہر ہی ماتمی آثار
خوش اپنا کیونکہ ہو اس نیلگون حصار میں دل

ہزار دشمن جان سے ہی ایک دوست بڑا
جو پوچھو کون ہی سو مین کہون ہزار میں دل

سنو تمہین خلد مین حورین تو رہتا خلد مین کون
لگے ہی صحبت خوبان گلعذار میں دل

یہ جسم زار ہی یا میرے پیرہن میں دل
گرہ ہی تار میں یا میرے جسم زار میں دل

اٹھا تو لاے مجھے میرے ہمنشین ای ذوق
رہیگا میرے عوض میرا کوے یار میں دل

عمرو نے جو یہ اشعار پڑھے صرصر جلگئی پنجہ کھینچکر برس پڑی لیکن کہتی جاتی تھی نگوڑے کس قیامت
کی عیاری آنکھون کا دھوکا کھایا عمرو کہتا ہی مین بھی تو نگاہ کا مارا ہون ارے ظالم تیری بھی نگاہون
کی برچھیان چل رہی ہین ابروے خمدار خنجر بران آنکھین چھریان کٹار ہان پنجہ کا وار کر رہی ہین
کس کس سے بچون زیور نے جو دیکھا کہ خواجہ عمرو صرصر سے لڑنے لگے عجز کر رہے ہین بیقرار ہوکے
آواز دی ای خواجہ تمنے یہ کیا کیا اگر ابھی افراسیاب جادو ہوشیار ہو باغ سے نکلنا دشوار ہو جلد
آئیے تخت پر سوار ہو جیے آپکو نکال لے چلون ایسا نہو کسی بلا مین پھنس جاؤن آپ سے

عشق و محبت نے مارا تو خواجہ جوش عشق میں صرصر کے وار روک رہے تھے زیور نے جو یہ
پکار کر کہا جیسے کوئی سوتے سوتے ہوش میں آتا ہے خواجہ عمرو گھبرا کے جست کرکے بھاگے کہا ارے
زیور خدا کے لیے مجھے بھی تخت پہ سوار کر لے عمرو نے جست کرکے تخت پر آیا صرصر نے کہا بھلا
نگوڑے کہاں جاتا ہے بی زیور تم نے غضب کیا دشمنان شہنشاہ کو لیے جاتی ہو زیور نے پھر جلد تخت
اڑایا لیکن صرصر نے جست کے جناب واقع دارے بیہوشی منھ پر افراسیاب جادو کے مارا
کہا شہنشاہ جلد اٹھیے قیدی سب رہا ہو گئے زیور و لاہوت نمک حرام لیے جاتے ہیں افراسیاب
کی جو آنکھ کھلی اٹھتے اٹھتے بھی پکارا اے شہنشاہ خبات صاحب کشف و کرامات کیا عمدہ عطر
سونگھایا صرصر نے کہا حضور دیکھیے تو زیور تخت اڑائے ہوئے جاتی ہے اب جو افراسیاب
نے سر اٹھایا دیکھا زیور و لاہوت سب کو تخت پر سوار کر چکے کسی قدر تخت بلند ہوا جب تو
افراسیاب نے نعرہ کیا او نمک حرام کہاں میرے قیدیوں کو لیے جاتی ہے زیور نے کہا اخوا
غضب ہوا بہار وغیرہ ابھی تک بیکار ہیں آگے بڑھ کے سب کا سحر اتارتی ہیں تنہا کیا کروں
سوچی تھی یہاں سے نکل جاؤں گی یہ باغ سحر بند کسی وقت کام آئیگا مگر افسوس اب بدون باغ
کے مٹائے جان نہیں بچتی ہے ایک گل بوٹہ یہاں کا شعلہ آتش ہے قصر ہائے عالی بزرگوں
نے بنائے عجائب و غرائب سحر سے معمور کر دیے نعمت بزرگان کو مٹاتی ہوں جان بچاتی ہوں
یہ کہکر بہت روئی افراسیاب نے چاہا سحر کرکے اڑوں ان سب کو پکڑوں لیکن زیور نے
ایک گولہ اٹھایا اسپر اسم سحر پڑھا پیشانی پر نشتر مارا لہو نے کو خون سے رنگین کیا یا ساحری کہکے پھینک
مارا وہ گولہ جو پھٹا تمام قصر تھرا گئے ہر گل و غنچے سے شعلہ ہائے آتش نکلے نخل تھرائے طائر غل مچا کے
افراسیاب پر گرے کل باغ کا اس غار جیسے تھا فسونگری پر ہجوم تھا زمین میں غار پڑ گئے
آگ برسی شاخیں بھر گریں قمریاں کو کو بھولیں آب ابلنے لگی نخل ہر ایک بیخ سے اکھڑ کر افراسیاب
پر گرے اگر افراسیاب بادشاہ طلسم ہوش ربا نہوتا جان بچانا دشوار تھا ہر استخوان سے آگ نکلتی
شاخ تمنا جلتی لیکن افراسیاب نے صرصر کو چھاتی کے نیچے چھپایا ان بلاؤں میں پھنسا کہ جان
بچانا دشوار ہوا لیکن یا ساحری کہکے نعرہ کیا اثر یا پھر کا مثل شعلہ جوالہ باغ سے نکلا مگر لباس پارہ
پارہ تاج پھوٹے پرزے صرصر صدمے سے بیہوش ہو گئی افراسیاب کو زیادہ ہی مشکل ہے

الیاس تو صرصر کا کام تمام ہو ہزاروں حربے سحر کے اُٹھانے صرصر کو چھاتی کے نیچے چھپایا پروانہ
پیدا کر کے اثنا یا ساحری کئے جو نعرہ کیا چند چیلے پیدا ہوئے اُنھون نے آکر افراسیاب کو گھیر لیا
آفت آسمانی سے بچایا تلوارین تیر وغیرہ اپنے جسم پر روکتے تھے لیکن شہنشاہ شہنشاہ کے
افراسیاب کو بچانے تھے کسی نے ہاتھ نہ اٹھایا کوئی قدموں سے لپٹا اس شکل مین افراسیاب
کو بچایا لیکن طرف باغ سیب کے چلے ہر چند افراسیاب کو پتلوں نے بچایا لیکن تمام جسم
تو بال شکستہ و مضطر خاک اُڑاتا ہوا طرف باغ سیب کے چلا ادھر ملکہ زہرہ محمل نشین نے
جوش محبت اسلام مین باغ کو مٹایا سب کو لے نکلی ایک پہاڑ پر جا کر ٹھہری ملکہ بہار وغیرہ کا سحر
آگرا اب یہ سب سردار الشوکت و سطوت طرف لشکر ظفر اثر ملکہ مہرخ کے جاتے ہین ؛

اب دو کلمہ داستان لشکر ملکہ حیرت مہرخ کے بیان ہوتے ہین

لائے خدا ہی اس بت ظالم کو راہ پر　　چھائی ہوئی ہے اثری روسیاہ پر
جائیگی جان سرمۂ چشم سیاہ پر　　رکھی ہے باڑھ یار نے تیغ نگاہ پر
ہے زاہدوں کو خود عبادت کی گھمنڈ پشت　　میری نظر ہے اُسکے کرم کی نگاہ پر
کچھ اسکا اعتبار نہیں جو فا ہے یہ　　نازاں نہو جو زن دنیا کی جاہ پر
ہنگام دید سامنے اس رشک ماہ کے　　یوسف کبھی چڑھے نہ کسی کی نگاہ پر
پھر پیروی پہ اُسکی قدم مارنے لگے　　طاؤس و کبک آنے ہین کچھ کچھ تو راہ پر
خواہان لطف ہوش ہین وہ وقت عرض حال　　جرمانہ اُسکے ہوتا ہے یاں داد خواہ پر
لب دھوپ مین ہے بچہ رنگین کی رخ پہ اثر　　سورج کبھی لگی ہوئی ہے روے ماہ پر
صید افگنی مین ایک ہے تو دو چشم بد　　صید تھے ہی مرغ دل تیر سے تیر نگاہ پر
دیکھا جو ہم نے یار نے آنکھیں جھپک لین　　بجلی کا شک ہوا مجھے اُسکی نگاہ پر
اس تیر کو خطا کبھی کرتے نہین سنا　　عاشق اثر ہے درد رسیدہ کی آہ پر
سمجھا کہ بجلی مین ہے یہ سانپ مبتلا　　افشاں جو چھڑکی یار نے زلف سیاہ پر
دیکھا ہجوم خط جو زنخدان یار کے　　سمجھا سپاہ زنگ فروکش ہے چاہ پر
خال ذقن پہ دیکھا پسینہ تو شک ہوا　　ہندو نثار ہا ہر دم صبح چاہ پر

ہمت خدا کی دین ہے جا ہے وہ دے جسے ... موقوف ہے گدا پہ نہ کچھ بادشاہ پر
دکھلا دے سیر چشم فسونگر وہ طفل اگر ... رقصان ہون پتلیان ابھی تار نگاہ پر
لازم ہوا اسے عیب و ہنر مین کرے تمیز ... جانے بشر نہ دوستون کی واہ واہ پر
اس مشت خاک کو جو نہ بخشون تو کیا کرون ... ہونگے یہ دستخط مری فرد گناہ پر
کامل کو عیب کون جہان مین لگا سکے ... پڑتی نہین ہے ڈالنے سے خاک ماہ پر
اے خضر مین وہ سالک صحرائے شوق ہون ... لے آئے راہبر کو جو دم بھر مین راہ پر
داغ جگر پہ ڈالی نرگس کس حسین نے آنکھ ... درہم چڑھے ہوئے مین یوسف کی نگاہ پر
یہ مبتلائے گردش بحر جہان ہے دل ... گویا کہ ہون سوار حباب تباہ پر
آتا ہوا ہے سامنے اپنا کیا ہوا ... منھ پر پڑے اُلٹ کے اگر تھوکو ماہ پر
تعریف غیر پر نہین کرتے کسی سے اُنس ... سودا خریدتے ہین ہم اپنی نگاہ پر
صحبت تو ہو حسینون سے وہ بھی مرتے قلق ... ہم وہ ہین خضر کو بھی جو لے آئین راہ پر

دربار مین ملکہ مہرخ کے ہر ایک کو انتشار خورد و کلان بیقرار ہر وقت یہی ذکر کہ بہار و باغبان وغیرہ روح روان لشکر بجستجوے اسد نامور گئے کوئی واپس نہین آیا ضرغام و قران نے بھی خبر نہ پہونچائی عیارون کا یہی کام ہے خبر اپنے سردارون کی پہونچاتے ہین یہ دونون صاحب جاکر بیٹھ رہے لیکن مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو نے ابتک ظاہر نہین ہونے دیا کہ بہار وغیرہ لشکر مین نہین ہین کنیز بہار کو بصورت بہار بنا کے بٹھال دیا ایک جوان کو بشکل باغبان جب ملکہ مہرخ نے بیقرار ہو کر کلمات حسرت آمیز کہے ملکہ مہ جبین الماس پوش برہم ہو کے فرمایا صاحبو اپنے آقا کی خبر لو اتنا صرف سُنا کہ خواجہ عمرو طرف طلسم صندل کے گئے ہین یہان حیرت جادو سے مقابلہ روز نئے نئے سردار آتے ہین ایک ایک سامری زبان جمشید جدا اُنکے سحر کو کون سوچے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ دیدار اسد نامدار اب ہم زندگی مین نہ دیکھین گے حقیقت مین کوئی کسی کا نہین ہم دست و پاشکستہ سحر کے نام سے آگاہ نہین ہماری محبت وغیرہ محبت بالکل بیکار اگر جانتے ہوتے جانور بنکر جاتے اس سرو حدیقہ خوبی کو دیکھ آتے ہمارا اثر بنا ہے کتنا بیکار بقول شاعر نظم

بلبل ہون صحن باغ سے دور اور شکستہ پر ... پروانہ ہون چراغ سے دور اور شکستہ پر

کیا ڈھونڈھے دشت گم شدگی مین مجھے ایاغ — عنقا مرے سراغ سے دور اور شکستہ پر
اس مرغ ناتوان پہ ہے حسرت جو رہ گیا — مرغان کوہ و راغ سے دور اور شکستہ پر
ساقی لبالب شراب ہے تجھ مین پڑی ہوئی — خم سے الگ ایاغ سے دور اور شکستہ پر
خود اڑکے پہونچے نامہ جو ہو مرغ نامہ بر — اُس شوخ خوش دماغ سے دور اور شکستہ پر
کرتا ہے دل کا قصد کماندار تیر اُسکا — پر ہر نشان داغ سے دور اور شکستہ پر
اے ذوق میرے طائر دل کو کہان فراغ — کو سون ہے وہ فراغ سے دور اور شکستہ پر

ملکہ مہ جبین جو بیقرار ہوکر رولین چالاک نے عرض کی حضور قبلہ و کعبہ فرما گئے تھے کہ لشکر کی حفاظت کرنا اسواسطے غلام برائے تلاش نہین گیا ایسا نہو حیرت کو ثابت ہوجاے کہ بہار وغیرہ لشکر مین نہین ہین فوراً دباو ڈالے قیامتین برپا کردے مقتر قران بھی نہین ہین ضرغام والا مقام بھی گئے ملکہ مہ جبین نے کہا اے مقتر والا گہر کیا ہمکو کوئی کھا جاتا ہے خبر آنکی لینا واجب و لازم ہے کہ جو آوارہ دشت مصیبت سرگشتہ صحراے صعوبت بدون حصول نشان مقام منزل مقصود آوارہ ہوکر نکل گئے تلاش لوح مین سرگردان اقلیم عزیز یارے وند مددگار سے اُنکی جستجو ضرور ہے تامل کرنا امر فضول ہے اور اگر کوئی قتل کرنیکا قصد بھی کرے گا بارہ چودہ لاکھ فوج ساتھ ہے سب ہمکو بچا لینگے سب سرفروش جان نثار مصروف سامان کارزار ہین تم جاکر اُنکی خبر لو ہمین خدا کے سپرد کرو ہمارے مرنے سے کچھ نقصان نہوگا اگر خدانخواستہ اس شیر بیشہ جرأت پر کچھ افتاد پڑی ہم سب بیکار ہین کون طلسم کشائی کرے گا انکی حسرت پر رونے کا مقام ہے اپنے والدین سے جدا کیے دشتنا کوہ عقیق یہان سے بعد مشرقین ہے کیو دل بیچین نہو کون اُنکے نانا جان کو خبر پہونچائیگا کون اُنکی مدد کو آئیگا چالاک نے عرض کی بہت درست ارشاد ہوا غلام فوراً جاتا ہے یہ کہکر چالاک نے با انتہاے عیاری و ذات پیمانستہ کے جانسوز و برق کو بلا کہا جاتا ہون براے خبر اسد نامور جاتا ہون لشکر سے ہوشیار رہنا بہار وغیرہ کا حال نہ کھلنے پاے برق نے کہا انشاءاللہ جہان تک ہوسکیگا پردہ پوشی کیجائیگی چالاک تو اسی وقت روانہ ہوا برق بہاے خبر طرف بارگاہ ملکہ حیرت کے چلا لیکن چالاک مثل باد صرصر اڑا ہوا آتا ہے حیران پریشان کہ بے نشان کہان جاؤن اسد نامور کی خبر کس سے پوچھون حقیقت مین بیقراری ملکہ مہ جبین کی بجا ہے ہر مرحلہ دراز ہے کوئی پلٹ کے نہ آیا اگر صورت

فتح و ظفر ہوتی ناسزاوار تو آیا ایسے قبلہ و کعبہ نادان تھے کہ لشکر کے حال سے غافل ہوجاتے فوراً
تشریف لاتے لیکن خدا انجام بخیر کرے اسد نامدار لوح لیکر آتے دل سے باتین کر رہا ہو کہ سامنے
سے گرد عظیم بلند ہوئی چالاک مخفی ہو اور سوچے کوئی ساحر آتا ہے خدا خیر کرے وہ گرد شگافتہ ہوا
دیکھا آگے دس علم نشان دس ہزار سوار کا پھریرا دن پر تعریف لات و منات مرقوم ایک ساحر
غدار تاجدار تخت زرین پر سوار گرد مصاحبان نامدار ہاتھ مین حربہ ہائے سحر لیے ہوئے پشت پر
دس ہزار ساحر ایک ایک علم افسونگری سے ماہر ان کا بارگاہ کالا لدا ہوا اژدران آتش فشان کی
پشت پر وہ بادشاہ صحرائے سبزہ زار دیکھکر اسی مقام پر اترا حکم دیا بارگاہ استادہ ہو ساحرون نے
کھول بارگاہین خیمے استادہ ہوئے وہ ساحر داخل بارگاہ ہوا چالاک کو فکر ہوئی شاید یہ ساحر
ہمارے لشکر کے مقابلے کو جاتا ہے معلوم ہوتا ہے بڑے زبردست ہین کیونکر حال مفصل دریافت
کرون اس سوچ مین بیٹھا تھا خیال مین گذرا صبا رفتار بنکر چلون سب حال کھل جائیگا یہین اسکی
گردن لو آگے نہ بڑھے وہ نہین معلوم وہان جاکر کیا قیامتین برپا کریگا لشکر سرداران ظفر اثر
سے خالی ہے یہ سوچ رنگ و روغن جلدی نکال کر صبا رفتار کیصورت بنکر تیار ہوا جھاڑی سے
نکلا لشکر کیطرف سے منہ پھیر کے طرف صحرا کے چلا صبا رفتار کو سب خوب پہچانتے ہین دو چار
نے کہا دیکھو ملکہ صبا رفتار جاتی ہین کیدان نے جو دور سے دیکھا صبا رفتار طرار فرار نیچہ کمر مین
لگا ہوا زلفین چہرے پر بل کر رہی ہین معلوم ہوتا ہے ناگنیان حسن کو ڈستی ہین آنکھین قتل عاشق پر
کمر کستی ہین کیدان اپنے مقام سے اٹھا آواز دی اے ملکہ صبا رفتار اے شاہد ماہ رخسار کہان
جاتی ہو یہان تشریف لاؤ ہمارے شہنشاہ سرخیل جادو براے قتل مسلمانان چلے ہین نہین
معلوم ملکہ حیرت جادو کو ہمارے شہنشاہ کی خبر ہوگئی یا نہین ہوگئی چالاک فوراً پلٹ پڑا
یہی تو مطلب دلی تھا مسکرا کر کہا کیدان صاحب مزاج تو اچھا ہے تمھے ہمنے پہچانا تم چاہ زمرد کے
میلے مین آئے تھے بڑے بیمروت ہو اب جو دیکھا پکارتے ہو کبھی ٹوٹے ہاتھون سے نامہ بھی
نہ لکھا کیدان مر گیا ان باتون سے بے خنجر ذبح ہوا سمجھا یہ مجھپر مرتی ہین استقبال کو بڑھے چلا آیا ہاتھ
تھام لین چالاک نے ہاتھ جھٹکار بے پکڑے کہا کمبخت کچھ دیوانہ ہوا ہے مین ایسے نالائق
سے بات نہین کرتی یہ کہکے ایک طمانچہ بھی مارا کیدان گال سہلا کے رہ گیا چالاک نے کہا

جا نگوڑے سرخیل جادو سے باپ کو خبر کر پلٹ کر تیرے خیمہ مین چلینگے یہ کہکر خوشی خوشی در
سرخیل جادو سے خبر کی اُسنے حکم دیا بلا لو چالاک بصورت صبار رفتار اندر آیا سرخیل جادو
کو سلام کیا اور سامنے کھڑا ہوا کہا اے شہنشاہ ساحران کہان سے تشریف لاتے ہو کیا قصد ہے
سرخیل نے کہا امر شہنشاہ طلسم ہوش ربا ہمارے پاس پہونچا تھا کہ سامان لشکرکشی ہو مین
براے شکار صحرا مین آیا تھا یہی فوج ظفر موج ہمراہ لیکر چل نکلا کہو لشکر حیرت مین خیر و عافیت ہو کہ
جاتے ہی منظور ہے کہ سب سردارون کو گرفتار کرکے ملکہ کے حوالے کرون چالاک نے کہا
بہت مناسب ہے آپکے تو بڑے اشتیاق مین ملکہ عالم تو روز آپکا ذکر کرتی ہین سرخیل یہ سنکر
بہت خوش ہوا کہا ملکہ صبار رفتار سچ کہو چالاک نے مسکرا کے سر جھکا لیا کہا ہان سرخیل تیری
جوتی جانے مین گھر گھر پوچھتی پھرتی ہون مجھسے ایسی باتین نہ پوچھیے یہ کہکے جو شرما کے سر جھکا لیا
سرخیل مر گیا سوچا یہ مجکو چاہتی ہے کہا اے ملکہ صبح کو ہمارے ساتھ چلنا چالاک نے کہا تو ج
مین تمہارے لشکر مین رہون صورت تو دیکھو نگوڑے خونی جنونی آنکھون مین گھسے کھائے جاتا ہے مین
لوٹ آئی ہوتی اب تو مجھے اور باتون کا ڈر پیدا ہوا دیکھو لو میرا کلیجہ دھڑکنے لگا تجکو میرے سر کی قسم
میرے کلیجہ پر ہاتھ رکھ کے دیکھو سرخیل نے جو ہاتھ بڑھایا سینہ پر ایک قدر رکھو لپ اور زور سے
چٹکی لی کہا تیرے ساتھ کھینے والے کے ہاتھ گئین ان ہاتھون مین کوڑھ ٹپکے مین دیکھون تو مسلمانون
کے ہاتھ آجاے یہ مہارت منکے مرے کوئی دستگیری نکرے نگوڑے نے کس زور سے ہاتھ رکھدیا میرے
سینہ پر نیل پڑگیا اسطرح جو چالاک نے باتین کی سرخیل کے ہوش اڑگئے جی مین کہا یہ ایسی معشوقہ
طرحدار طرار فرار صاحب اختیار کسے ملتی ہے اے سرخیل ترا اقبال ہے آج رات کو مزے اڑاؤ زبردستی
ہاتھ تھام کے کرسی پر بٹھایا چالاک نے کہا اچھا مین بیٹھتی ہون دیکھون تو میرا کیا کروگے کیا کسی کو
کہا جاؤ گے مین آج صبح کو ادھر ناحق آئی مین کیا جانتی تھی ایسے نگوڑے بدمعاش کا سامنا ہوگا
تمتو میرے گلے کا ہار نکلے سرخیل ان باتون پر بیتاب نفرت پر بھڑکا جاتا ہے باتون باتون مین
چھیڑتا ہے چالاک نے کہا دیکھو صاحب مجھسے نہ بولو مجھے نہ چھیڑو مین لوٹ جاؤنگی ہزارون
صلواتین سناؤنگی سب سردار باتون پر صبار رفتار کے دنگ ہو گئے اپنے افسر سے کہا خاص ے
کرتے ہین حضور آپ بڑے خوش نصیب ہین کیا زندہ مزیدار ملی ہے معشوق عاشق خصال خورشید جمال

معشوقوں میں سرفراز شعبدہ باز خوش خو یاسمن بو نازک بدن رشک گلشن سرخیل سو جیوں پرتاو
پھرا ہی کتنا ہی جب سنگار کیا ایسا ہی طرز بھبھوکا یاسمین یہ تو حال کھلا ئیگی افراسیاب کا عالم
کا نینگی زنانے محلات میں جاتی ہے مسند دیجیے جواہرات کے اُٹھا لائیگی سرکار کینے میں بہت بگاڑ شاد
ہوا کیا معشوقہ دستیاب ہوئی سرخیل بہوت جیجا ہی جب شام ہونے لگی چالاک اٹھا کہا تو صاحب خیب
جاتے ہیں اب رات ہوا چاہتی ہے رات کو کہیں رہنا اچھا نہیں ہزار باتوں کا ڈر ہے تم ایسے پاجیوں
کے خیمے میں ہم نہ رہینگے دن ہی کو لوٹے پڑتے ہو رات کو مجھے چلا کر بیچو تو میں کیا کروں سو باموا
برابر ہوتا ہے سرخیل نے کہا نہیں بی بی بیچو ہم تمھارے لیے الگ بارگاہ استادہ کرا دیں تمکو
کس طرح کی تکلیف نہو گی صبار فتار نے کہا قسم کھاؤ تو میں ٹھہروں سرخیل نے کہا لات
منات کی قسم تجھے کوئی نہ بولے گا چالاک نے کہا دیکھو کمبخت کتنا چالاک ہے منہ میں ہکار لکھر
قسم کھاتا ہے رنڈیوں کو ان میں نباہ ہے ایسوں کی بات کا کیا اعتبار نگوڑے سکار غدار
اپنی جوانی کی قسم کھاؤ تو مجکو اعتبار آوے سرخیل نے کہا اچھا ان ان ہاں کے انگلی دانتوں
نے نیچے دبا لی کہا بس بس مجھے یقین آیا جوانی کی قسم نہ کھا تیری جوانی تجھے مبارک رہے
سرخیل نے کہا ملکہ چلو خلوت میں تم سے کچھ باتیں کرینگے حال سلطان کا پوچھینگے صبار فتار اُٹھ
کھڑی ہوئی کہا چلو دیکھوں کیا کہتے ہو میاں سرخیل میں ڈرتی نہیں تم ڈاڑھی مونچھوں والے
ہو لیکن میں تمکو کچھ بھی نہیں سمجھتی ہوں اور طرح سے ہاتھ لگاؤ تو مارے جوتیوں کے ہاتھ پیر کاٹ
کے ڈالدوں سرخیل ہنستا ہوا اندر خیمے کے آیا کہا ملکہ مسند پر بیٹھو ایک دو جام شراب پیو
صبار فتار نے کہا دیکھو تو نے جھگڑا نکالا آخر وہی چال چلا میں جانتی ہوں نگوڑے مردوے ہاتھ
پکڑنے پہونچا پکڑتے ہیں پھر پہیری کر لیتے ہیں میں تیرے بھرّوں میں نہ آؤنگی سرخیل پر ان باتوں
کی چھریاں چل رہی ہیں آخر باتیں کرتے کرتے چالاک نے گلابی کھینچی کہا تو شہنشاہ جو تمھاری
خوشی اور یہ اشعار پڑھے

نظم

کرے ہے شرع کا پاس تک حرام شراب	حرام ہے نہیں لیکن تک حسب ہم شراب
یہ ایسا ماہ مبارک یہ ایسا کا سعید	شروع دیکھ کے کیجیے رسب ام شراب
عوض ہر نشہ دنیا کا ذوق عقبے پر	دوام کھنچی ہے اس میکدے میں ام شراب

سرخیل تو مبہوت ہو رہا تھا بدون ردو قدح جام لے لیا پی گیا چالاک نے مسکرا کر کہا زہر مار
سرخیل پی گیا پیتے ہی گھبرا کر کہا ملکہ کلیجے میں شعلے بھڑکنے لگے چالاک نے کہا تماش بینی کا یہی انجام
ہے یہ جام زہر تھا کلیجہ کٹ کے نکل پڑیگا سرخیل گھبرا کے اٹھا بیہوشی تاثیر کر چلی تھی لڑکھڑا کے گرا
چالاک نے نعرہ کیا خنجر پکڑ کے جھپٹا قصد ہو سر کاٹ لوں پھر سوچا دس ہزار ساحران غدار
گرد اترے ہین اسکے مرنے کے اعظم ہنگامہ ہوگا صدائے گیر و بگیر بلند ہوگی سب جیتا زندہ بچا لے
دینگے یہ سوچکر کا پھر خیال مین آیا ای چالاک کیون ڈرتا ہی اندھیرے مین نکلجانا تیر کوئی کیا کر سکیگا
خوف کیسا قبلہ و کعبہ کا قول ہی جب دشمن قبضے مین آئے اسکا چھوڑنا کیسا جو ہونا ہی وہ ہوگا خنجر
میان سے کھینچا چاہا سر کاٹ لون یکایک زمین تھرائی دھوان نکلا چالاک ارے کہکے پیچھے ہٹا
پانون ایک ایک سو من کا ہوگیا زمین شق ہوئی ایک ساحرہ نے سر نکالا تڑپ کے نکلی ایک دوہتڑ منہ
پر مارا چالاک بشکل صبا رفتار لڑکھڑا کر گرا اُس جادوگرنی نے آواز دی ستم ملکہ سہیل جادو غضب کیا
تھا میرے شوہر کو قتل کیا ہوتا چالاک ہان ہان کرنے لگا کہا ای ملکہ عالم مین ہون عیار بھی شہنشاہ
کی ملکہ صبا رفتار کمند انداز زبردستی میری آبرو لیتے تھے شراب پی کر مجھے مین نے خنجر کھینچا
کہ اپنا گلا کاٹ لون اس کہنے پر سہیل رکی گر مہرہ اُتارا شوہر کو ہوشیار کیا سرخیل کی آنکھ کھلی
زوجہ کو قریب پایا صبا رفتار کے پانون زمین تھامے ہی سہیل نے کہا صاحب یہ کیا معرکہ
ہوا تمھارا ہرجائی پن نہین جاتا مین نے اسی واسطے سحر تیار کر رکھا تھا کہ جب تم کو کوئی مصیبت ہو
مجھکو خبر ہو جائے باغ مین بیٹھی تھی بیر نے تدبیر بتائی کہ شوہر کو تمھارے ایک عیار قتل کیا چاہتا ہی
مثل برق تڑپ کر پہونچی یہان صبا رفتار کو دیکھا ہوا کا سامنا ہوا کیون زبردستی کسیکی آبرو
لیتے ہو سرخیل نے شرما کے سر جھکایا چالاک نے کہا مجبور ہا کیجیے مین اب کبھی آپ کے لشکر مین
نہ آونگی ہائے جو ہوا صاحب سرخیل کے اندر چلے آئے یہ ہنگامہ دیکھا ایک نے کہا حضور ابھی
نہ رہا کیجیے کا عیاران اسلام اسطرح صورتین بدلا کرتے ہین ہزارون ساحر اسی دھوکے مین
مارا گیا گرم پانی سے منہ دھلوائیے اگر اصل مین صبا رفتار ہی تو صورت قائم رہیگی ورنہ روغن
اُتر جائیگا چالاک چیختا ہی چلاتا ہی دیکھو ملکہ سہیل مجھکو کوئی پانی نہ لائے میرا دھرم ناس نہ کرے مین اپنی جان
دیدونگی لیکن کون سنتا ہی ایک جادوگر نے بڑھکر گرم پانی سے منہ دھلا دیا رنگ روغن عیاری کا

اُڑ گیا اب تو سب نے بخوبی پہچانا ظاہر ہوا عیار نامور فرزند خواجہ عمرو ہے اب تو مشکین باندھ حسین
سہیل پیچنے لگی کہا کیون صاحب جو مین حفاظت نہ کرتی یہ موا ساربان زادے کا چھوکرا قتل
کر چکا تھا ہی میرا راج سہاگ لٹ جاتا ساحری جمشید نے اپنا فضل شریک حال کیا ہے
رونا کیا ضرور ہی سرخیل نے کہا مین ابھی اسکو قتل کرتا ہون سب عیارون کی میرے ہاتھ سے
قضا ہی اب تو مین ہوشیار ہو گیا مشہور تھا کہ عیارون پر کوئی دست انداز نہین ہو سکتا سامری
جمشید نے اسکو گرفتار کرایا یہ کہکر حکم دیا جلد میدان خونی کی تیاری کرو جلاد حاضر ہون آپ
کشان کشان چالاک کو لے کر سرخیل و سہیل بیرون بارگاہ آئے یہ حال حسرت مآل لشکر
سب جادوگرون نے آ کے دیکھا زن و شوہر غصے مین کانپ رہے ہین ایک عیار ذُبلا پتلا حقیر
ذلیل مشکین بندھی ہو مین ہوش سب کے اڑ گئے کہا روا جیسی طرح اڑتے ہین پاے عیار
ہو بچگیا وہ جو کمیدان صاحب پہلے عاشق ہوے تھے سردارون سے کر رہے ہین کہ پہلے صورت
دیکھکر مین مائل ہوا تھا بولے دو سو خداوندون نے بچا لیا الٰہی کمبخت نے صورت زیبا پائی
تھی کہ نظارۂ جمال سے دل بیقرار ہوتا ہر کوئی کیونکر پہچانے لیکن زوجہ شہنشاہ نے بڑا کام کیا
خوب اپنے شوہر کو بچایا ورنہ خاتمہ تھا یہان تو یہ ہنگامہ جلاد طلب ہو رہے ہین چالاک سر
جھکائے بیٹھا ہی لیکن مہتر برق فرنگی بعد چالاک کے بیقرار ہو کے نکلا کہ دیکھون مرشدزادے
کہان گئے اس صحرا مین آ کے پہونچا دور سے دیکھا ہزارون ساحر جمع ہین ایک گنوار کی شکل
بنکے قریب آیا مرشدزادے کو زیر تیغ پایا دس ہزار ساحر گولے تیغ تاریخ لیے کھڑے ہین زن و
شوہر غصے مین کھڑے کانپ رہے ہین برق نے حال مفصل دریافت کیا تڑپ گیا سوچا
کہ اسوقت اے برق فرنگی کیا تدبیر کرون کیونکر مرشدزادے کو بچاؤن اگر یہ قتل ہو گئے استاد
کا بازو ٹوٹ جائیگا کنارے آ کے سوچنے لگا آخر ایک بات ذہن مین آئی بہ تعجیل تمام ایک
ساحر غدار کی شکل بنکر تیار ہوا نام مہر سے افراسیاب کی بنایا موم کے سانپ بنا کے
بالون مین لپیٹے یہان ہنگامہ ہی جلاد سر پر چالاک کے آ چکا سرخیل نے ایک حکم دیا دوسرا
حکم دیا چاہتا ہی کہ پہلو سے آواز آئی او سرخیل خبردار کیا کرتا ہی سنو اشرار جادو فرستادہ شہنشاہ
ہوشیار ہو گر ایک موے جسم عیار کا کم ہو گیا ایک زندہ نہ بچے گا سرخیل و سہیل نے پلٹ کے دیکھا

ایک ساحر غدار بلائے روزگار دیا ہے اُسے شیشۂ سحر میں غوطہ مارے ہوئے فرمان شہنشاہ ہاتھ
میں غصہ بات بات میں مثل برق جہندہ ہوشو ہوشو کرتا ہوا پہونچا جلاد کو ایک لات ماری جلاد منہ
کے بل زمین پر گرا اسپر جھک کر ہاتھ میں سرخیل کے دیا کہا او مغرور نہایت شہنشاہ کو تو نے
بیچین کیا مابدولت کو بہت تکلیف ہوئی تین سو کوس کا رستہ پانچ منٹ میں طے کرنا پڑا کیا
تو نے شہنشاہ کو مجبور و ناچار سمجھا وہ یہ نہیں سوچا کہ پیادے کے قتل پر قادر نہیں میں تو گرفتار
کرنے ہی آمادۂ قتل ہوا دیکھ تو ابھی کیا از قسم دکھاتے ہیں اسطرح برق فرنگی نے کلام کیا سرخیل تو ہمہ
گھبرا گئے نامے کو لیکر سرخیل نے سر پر رکھ لیا بوسہ دیا سر نامہ پر مہر شہنشاہ پائی نامے کو کھولا
لکھا تھا ای سرخیل سہیل مابدولت کو دریافت ہوا کہ تمنے چالاک بن عمرو کو گرفتار کیا ہو اسلیے اُسکے
اپنے سفیر اشرار جادو کو روانہ کیا جلد اسکی معرفت قید چالاک بھیجو خبردار تامل نکرنا خداوند زمانہ
ہیں جو انکو قتل کریگا اُسکی قوم کو برباد کر دینگے یہ خداوند کے پیارے بندے ہیں زن و شوہر دونوں
کانپ گئے کہا ای اشرار جادو میں کیا عذر ہی لیجائیے اشرار نے کہا اپنا سحر اتارو ہم اپنا سحر قائم
کریں سہیل جادو کا سحر چالاک پر تھا سہیل پڑھی کہ میں سحر اتاروں قضا سے کلہ صبا رفتار کمند انداز
اُڑی ہوئی آئی تھی اُسنے جو دو دستہ لشکر سلطان دیکھا بے تکلف چلی آئی اُسنے دیکھا میاں برق
فرنگی ایک جادوگر بنکر خیمے میں نامہ شہنشاہ کا پڑھا جاتا ہی وہیں سے صبا رفتار نے آواز دی
ای سرخیل خبردار چالاک کو روانہ کرنا یہ جو جادوگر ہی شاگرد رشید خواجہ عمرو برق فرنگی عیار ہے
اسکو بھی لینا برق جو پلٹا صبا رفتار کو دیکھا پکارتی ہوئی آئی ہی سہیل رک گئی لیکن سرخیل سے
برق نے کہا لے دوسرا عیار بشکل صبا رفتار آ پہونچا ای سرخیل لینا خبردار یہ جانے نہ پاوے
مکار کا کلیجہ تو دیکھو سرخیل نے پلٹ کر ایک دو ہتڑ مارا صبا رفتار منہ کے بل زمین میں گری
سرخیل دوڑا صبا رفتار چیخی ارے او سرخیل کیا کرتا ہی میں کنیز شہنشاہ ہوں برق فرنگی تو لٹتا ہی
یہ عیار لشکر اسلام ہے ای سرخیل مجکو نہ گرفتار کر نہیں پچھتائیگا اشرار کہتا ہی کہ یہ ہرگز جانے نہ پاوے
مجکو مار لے اور اپنے بھائی کو رہا کرنے آیا تھا سرخیل گھبرایا میں کیا کروں آخر گھبرا کر صبا رفتار نے
کہا ای سرخیل اے کمبخت میں عورت ہوں یہ مجکو عیار بتاتا ہی اپنی زوجہ سے کہہ میرے قریب آ کے پائجامہ
اُتار کر دیکھ لے مرد و عورت کی شناخت ہو جائیگی یہ سنکر سہیل بڑھی اب برق فرنگی گھبرایا کہا ملعونہ تو

مین تجھسے مفصل حال کہون ابھی مجھ جادو کی سہیل طرف اشرار نقل کے بڑھی سر جھکایا کہا سہیان
اشرار جادو بیان کرو جیسے ہی سہیل نے سر جھکایا برق فرنگی نے جان دے کے کوکہ پر سہیل کے
خنجر مارا سہیل لڑکھڑا کر گری اندھیرا ہوا برق فرنگی نے آواز دی بھاگو چالاک بھاگو اسی کے سحر مین
چالاک جبتلا ابن شمار نے ہی سہیل کے چالاک چھوٹا چالاک بھی ایک جادوگر کو مار کر بھاگا سرخیل متوجہ

ادھر سے تو آواز آئی نعرہ برق فرنگی

منم برق رفتار خنجر گذار	ستمگر ولیکن گران برہزار

دوسرے پہلو سے آواز آئی نعرہ چالاک

بعیاری سن نام جست و چالاک	بچشم دشمن اندازم کف خاک
ز آید باد گرد تیز گامم	خلیفہ اولم چالاک نامم

اندھیرے مین دونون عیار نعرے کرتے ہوئے بھاگے برق فرنگی تو بڑا شوخ مزاج ہی چلتے چلتے
صبار فتار کے بھی ایک دھول ماردی کہا کیون خلیفاجی پھر کبھی عیاری کرنے آوگی کہ تم بھیا ہو
جوتیان کھاتی ہو پھر آتی ہو خلیفہ مہتر قران کا پاس نہوتا تو اسی ناک کاٹ لیتا شکوکان ہو جاتے
بہت ہلکان کرتی ہو گو غیرت کی ناک کٹ گئی اور سوا ہاتھ بڑھ جاوگی صبار فتار نے غل مچایا ارے
لینا نگوڑا مجھے دھولین مارتا ہی سرخیل مرنے سے جورو کے بدحواس ہو گیا سر پیٹنے لگا چیختا ہی ارے
میری جورو کو مار ڈالا اب کون میرے ناز اٹھائیگا پہلو مین سلائیگا سفل ہائی ان کے مہربان تھی کھیان
جھلکر کھانا کھلاتی تھی جاڑے مین قوت باہ کی گولیان بناتی تھی اب شفقت سے کون سر پہ ہاتھ
رکھیگا گھر میرا برباد ہوا اری بی بی کچھ جواب تو دو ساحری جمشید کی خدائی مین آگ لگے تمہاری جوانی
پر رحم نہ آیا تمہاری وضعداری کو یاد کرون کس بات پر فریاد کرون سیکڑون آشنا کیے کبھی مجھپر
ظاہر نہوا میری دلدہی سے ہاتھ نہ اٹھایا گھر مین چار جگہ پردے پڑے رہتے تھے ہم جلے فراق
دیتے تھے ایسی بی بی مہربان کہان پاؤنگا کلی ہوئی باشتہ اور دن سے سر ڈھکوایا نام میرا کیا
میری مردانگی مشہور کرتی تھین میرے نام پر مرتی تھین عورتون مین جھگڑتی تھین میرا شوہر بڑا نامی
ہی جب کسی غیر کو بلایا مجھسے کہدیا میری خالہ کا بیٹا آیا ہی پردہ مین سب کچھ کیا کسی پر حال روشن نہ کیا تمام
سردار دوڑے نعلون مین ہاتھ ڈالکر پھیلا عیار تو نکل گئے صبار فتار کو قید سے رہا کیا سرخیل نے کہا اے

صبار فتار مین اپنی جان دونگا ابھی لشکر مسلمانان پر جاتا ہون جورو کے خون کے بدلے مین
اگر کل مسلمانون کو نہ مارا تو نام اپنا سرخیل جادو نہ پایا تم جاکر ملکہ حیرت کو خبر کرو ہر چند صبار فتار
نے سمجھایا ای سرخیل جادو صبر کرو ملکہ حیرت کی خدمت مین چلو جیسا حکم دین ویسا بجالانا سرخیل
جادو نے کہا مین نہ مانونگا اسی وقت ارتھی بنائی لاشہ سعیل جادو کا جلایا خود ہی جورو کا سر
پھاڑا داڑھی سوچین منڈوائین کہا صاحبو ہمارے سہرے کریا کرم کون کرے روتا ہوا اٹھا پشت اژدر
پر سوار ہوا نفیر سحر بجائی کل لشکر تیار ہوا بقہر و غضب تمام طرف لشکر اسلام کے چلا صبار فتار
بھاگی کہ مین جاکر ملکہ حیرت کو خبر کردون برق و چالاک ایک جھاڑی مین چھپے دیکھ رہے تھے
جب لشکر سرخیل لے کر چلا یہ دونون بھاگے ملکہ مہرخ کو جاکر آگاہ کرین لیکن بدحواس چالاک
سے برق فرنگی نے کہا ای حضرت والا گہر بڑا غضب ہوا سردار باغبان و بہار وغیرہ لشکر مین
نہین ہین یہ ملعون جاکر کریگا کون اسکے بار کو سنبھالیگا خدا خیر کرے چالاک نے کہا حقیقت مین
بڑی خرابی ہی یہان دربار مین ملکہ مہ جبین الماس پوش نے تخت شہنشاہی پر جلوہ فرمایا کہ
برق و چالاک پہونچے بعد دعا و ثنا کے عرض کی ای ملکہ عالم جلد لشکر تیار کرائیے سرخیل جادو
فوج ساحران لے کر آتا ہی زوجہ اسکی ہمارے ہاتھ سے قتل ہوئی بجا کو بڑا غصہ ہی یہ سنتے ہی ملکہ
مہرخ اٹھین قصد ہوا لشکر کو تیار کرائین کہ ابر تیرہ و تار سامنے سے اٹھا اس ابر مین رعد کی گرج
برق کی تڑپ مثل دل کافران سیاہ ابر ہیبت ناک اس ابر مین سے آواز آئی یا شہید
ای مسلمانان میری جورو کو عیارون نے قتل کیا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکے ابر برسایا خود جوش
مین آکر گرا غفلت مین لشکر اسلام تباہ ہونے لگا جیسے قطرہ پانی کا پڑا جلکر رہ گیا صبار فتار
نے جاکر ملکہ حیرت کو خبر دی عرض کی ای حضور سرخیل لشکر اسلام پر جا پڑا جورو کو اسکی برق و
چالاک نے مارا قتل کیا اسی غصہ مین سرخیل کو تاب نہ آئی دیکھیے دونون لشکر ملگئے حیرت
جادو گھبرا کر باہر نکلی دیکھا ہنگامہ سحر برپا ہی سرخیل نے تنہا مسلمانون کو قتل کیا حیرت جادو
نے شمیمہ نقب زن کو حکم دیا کہ جاکر سرخیل جادو کو پھیر لاؤ کہنا بدون حکم افراسیاب
یہان تماشین ہلنا تمنے غضب کیا ہم سے بھی نہ پوچھا اب طبل بازگشت بجوا کر پلٹ آؤ ہم تمہارے
نام پر خلام سے طبل خنگی بجوانیگے شمیمہ نقب زن جبی اٹھی جبی اسوقت قریب لشکر اسلام

پہونچی کہ اب مہرخ بھی شعلہ رو ملکہ جبین تخت پر ملکہ سرخ مو سے کاکل کشا و ملکہ ہلال سحر باطن
وغیرہ تخت ملکہ جبین کو گھیرے ہوئے لشکر سرخیل سے لڑ رہی ہین لیکن واضح ہو کہ بہار و باغبان
و برق لامع و رعد و برق یہ سردار بلکہ سعد و اسد نامدار گئے ہین چالاک نے ادر ساحرون
کو انکی صورت بنا کر دربار مین بھیجا یہ ہنگامہ جو برپا ہوا وہ بیچارے لونڈی غلام
مثل باغبان و بہار کیا لڑ سکتے تھے یہ ہنگامہ جو ہوا اسی صورت پر نکل آئے موافق اپنی حقیقت
کے سحر کرنے لگے دور سے سرخیل جادو نے جو بہار کو لڑتے دیکھا گولا مارا وہ کنیز کیا روک
سکتی تھی گولا سر پر پڑا سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے علاوہ باغبان بہ شکل باغبان لڑنے لگے وہ
ہاتھ سے سرخیل کے مارے گئے جسم گر گرے صورتین تبدیل ہو گئین شمیمہ نقب زن نے جو
دور سے یہ معرکہ دیکھا سمجھی یہ عیارون کی کارسازیان مکارون کی شعبدہ بازیان تھین معلوم
ہوا بہار و باغبان لشکر مین نہین ہین پلٹ کے ملکہ حیرت کو خبر دی حضور عیاران اسلام
بڑے کام کرتے ہین عرصہ سے بہار و باغبان وغیرہ لشکر مین نہین ہین عیارون نے لونڈی
غلامون کو انکی صورت بنایا تھا وہ سب اسوقت ہاتھ سے سرخیل جادو کے مارے گئے لیکن
آوازین سنین آپ نے سرخیل نے قیامت برپا کر دی اگر آپ بھی جا پڑین آج ہی لڑائی فتح ہو جاویگی
فوج مہرخ کا ٹھہرنا دشوار ہے یہ سنکر حیرت جادو سوار ہوئی نفیر سحر بجی ایک جانب سے مصور
جادو و ملکہ صورت نگار و مانی و بہزاد و قلم کش و ملکہ یاقوت و زمرد تمام سرداران حیرت سوار
ہوئے بارہ لاکھ ساحرون سے حیرت جادو بکر و فر چلی یہان ملکہ مہرخ نے از بسکہ لڑائی کو سنبھالا
سرخیل جادو پر جا پڑی آپسمین سحر ہو رہے ہین کہ گرد عظیم سامنے سے بلند ہوئی حیرت جادو
بارہ لاکھ ساحرون سے آ کر گری ایک طرف سے حیرت نے سحر کیا مصور نے تصویرین
نکالین یاقوت نے آگ برسائی زمرد نے نخلہاے صحرا کو سبز کیا لشکر سلیمانی تہ و بالا کیون

ساحر مارا گیا **نظم مصنف**

تزلزل زمین کو ہوا اسقدر
پہاڑون کو سختی مین جنبش ہوئی
صدا ہاے ہو سے یہ شور تھا

لرزنے لگے خوف سے دشت و در
قیامت کا سامان عیان ہو گیا
عیان سحر و افسون کا یہ زور تھا

فلک کو فراموش گردش ہوئی
رخ مہر گردون عیان ہو گیا
کسی پر گری برق خارا شگاف

ہوے صف شکن ایک دم مین تمام
کہین رعد کرجا زمین شق ہوئی
درختون سے اڑنے لگے جانور
لڑائی کی ایذا جھیلو گے تم
یہی وقت ہے کوشش جنگ کا

کہین بارش ابر کا شور تھا
کہین برق خالف چمک کر گری
نقیبون نے بڑھ بڑھ کے لو کہے
یقین ہے کہ جانون پہ کھیلو گے تم

کہین آتش سحر کا زور تھا
صفون مین تلاطم ہوا سربسر
جماؤ قدم اب نہ پیچھے ہٹے
کدھر ہین جوانان جنگ آزما

یارو دنیا ناپائدار ہے اسکا کیا اعتبار ہے ہر شی کے واسطے زوال ہے

نظم

دیکھ ماہ تابان کبھی بدر کامل کبھی ہلال ہے

گنج کوئی مار سے خالی نہین
دامن گل خار سے خالی نہین
چاند کو گہنا دیا حق نے شرف
لگ گیا ہے ساتھ اسکے بھی کلف

یارو نام کرو بزرگون کا نام روشن کرو سرخ رو ہو کر مرو میدان کارزار سے قدم نہ ہٹے منہ پر تلوارین کھاؤ عروس مرگ سے ہمکنار ہو بہادر دلاور نامدار ہو

فرد

جب یاد ہے عروس موت کو
دو طلاق اس زندگی کی سوت کو

دیگر

رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہ گیا
مردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا

خمسہ

گئے کل سوے گورستان جو ہم باختہ حالی سے
مقابر جتنے دیکھے ہم نے خشتی پائمالی تھے
یہ دو مصرعے لکھے اُنجا بہ مضمون خیالی تھے
مہیا گرچہ سب اسباب ملکی اور مالی تھے
سکندر جب گیا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے

دیگر

ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر
تا سب کہین کہ کچھ دست سکندر مین نہین

دیگر

ہاتھ خالی آئے ہین اور ہاتھ خالی جائینگے
سب کمال اکر دنیا آخر خاک مین ملجائینگے

دیگر

کل پانون ایک کاسہ سر پر جو پڑ گیا
یکسر وہ استخوان شکستہ سے چور تھا
آئی صدا کہ دیکھ کے چل راہ بے خبر
مین بھی کبھی کسی کا سر پر غرور تھا

اے جوانان شیر دل وقت جانبازی و سرفروشی ہے دشمن کو ہٹا دو سنان ہاے تیز سے سینے ملا دو دم شمشیر پر گلے رکھو طعام لذیذ موت سے مزے چکھو نقیبون نے اسطرح کے اشعار پڑھے بہادر جھومنے لگے قبضۂ شمشیر چومنے لگے نشۂ بادۂ شجاعت سے مست ہو گئے سراپا کے ہوش رہے مرنے پر آمادہ زندگی سے بیزار خواہان معشوق حرب و پیکار لیکن لشکر اسلام پر قیامت برپا ہوئی حیرت جادو نے زمین ہلا دی یہ جو اسیر ثابت ہو گیا کہ بہار و عمرو رکن لشکر اسلام نہین ہین

چہار جانب سے لشکر حیرت جادو نے زور ڈالا ملکہ مہرخ نے بڑھکر ملکہ حیرت سے مقابلہ
کیا آواز دی کیون بی مہرخ بوا بہار کو کہان بھیجدیا بڑا مکر کیا ایک کنیز کو بصورت بہار بنایا
اس بہار نقلی پر خزان آئی پھول نہ کھلے رنگ نہ جما غنچۂ خاطر پژمردہ ہوا ہزارہا سرو قد پامال
ہوے مہرخ نے جواب دیا او حیرت کیسے بہار و باغبان ہم تکیہ پروردگار پر رکھے ہین اگر
قضا آئی ہو کون بچائیگا ورنہ تو کیا کرسکتی ہو حیرت جادو مہرخ پر جا پڑی سحر کیا برق چمک کر
مہرخ پر گری سر ملکہ مہرخ کا زخمی ہوا حیرت بڑھی کہ سر مہرخ کاٹ لون پریشان ہوکر سرخ مو
نے مقابلہ کیا اسکا بھی وہی حال ہوا سرخ مو کا جینا وبال ہوا ہلال سحر افگن لڑی یہ بھی انگشت نما
ہوئی شکیل صف سے بڑھا کئی گولے حیرت پر مارے حیرت نے سب وار روکے اُچکا کر
ترنج مارا شکیل نے ترنج کو کاٹا اسمین سے ایک خنجر پیدا ہوا شانہ پر پڑا شانہ قوت بازو
مہرخ کا نشانہ ہوا اب حیرت نے چاہا بڑھ کر ملکہ مہ جبین الماس پوش کو گرفتار
کرلون دلارام و دیر زادی تخت ملکہ مہ جبین کا لیکر پیچھے ہٹی علم فوج اسلام سرنگون ہوا سب
سردار خدا بیقرار اشکبار کے پاؤن اُٹھے ملکہ مہرخ اس زخمداری مین بھی لشکر کو لیکر بڑھتی ہو
فوج دل دہی نہین کرتی حیرت جادو مثل برق تڑپ رہی ہو مسعود نے ہزارون کو مارا صورت
نگار کا سحر چل رہا ہی ہر ایک نخل صحرا مثل شمع کافوری جل رہا ہو زمین تپ رہی ہو آگ برس رہی ہو شور
فریاد و الغیاث برپا ملکہ مہرخ نے پلٹ کے دیکھا بارگاہین لٹنے لگین لشکر اسلام پر شکست فاش
ہوئی نکل جانیکی تلاش ہوئی لیکن سرداران صف شکن ثابت قدمان کھڑے محبت پر دوان
منزل شجاعت جان دینے پر آمادہ لیکن زیادہ خرابی یہ ہو ملکہ مہ جبین و دلارام [illegible]
طلسم کشا سحر بالکل نہین جانتین ایسا نہو قبضہ مین کافرون کے آجائین بڑا غضب ہوگا حیرت نام
مہ جبین کی دشمن جانی ہو مہ جبین کو پاؤن تو قتل کردن اسی کی ذات کا سارا فساد ہو اگر صحرا سے
حیرت ہی سے اسد غازی کو لے کر نہ بھاگتی یہ دن کاہے کو نصیب ہوتا ایسے ایسے خیالات جو
اہل اسلام کو آئے تخت ملکہ مہ جبین کو گھیر لیا چاہتے ہین کہ اُٹھکر مر جائین لیکن ناموس طلسم کشا کو
بچائین سرخیل جادو مبہوت غم مین اپنی جورو کے لڑ رہا ہو اسقدر گولے مارے ہزارون کو جلادیا مگر
تو تنہا کیا ہجوم ہجوم کے لڑ رہا ہو ملکہ حیرت کو اشارہ کرتا ہو اور ملکہ عالم مین نے بڑے صدمے اٹھائے

زوجہ قتل ہوئی گھر برباد ہوا غلام ناشاد ہوا اب آج ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا قتل مسلمانان سے
منھ نہ موڑونگا حیرت کہہ رہی ہے شاباش مرحبا افراسیاب تیرا بڑا مرتبہ کریگا کسی شاہزادی کے ساتھ
تیری شادی کردینگے بڑی دھوم سے خانہ آبادی کرینگے سرخیل جادو ان باتون پر ملا حیرت کی
پھول گیا چلک چلک کر لڑنے لگا اب ملکہ مہرخ کو یقین کامل ہوا بارگاہین بھی لٹنے لگین صفین تمام
صف ماتم لشکر درہم وبرہم بھاگی ہوئی فوج کارکنان بدستور ہر ایک کے ساتھ دس بھاگ گئے
ہین ملکہ مہرخ نہایت کاردان صاحب عظم وشان شکست مین بھی جرأت آشکار دس قدم بھاگ کر
پھر ٹھہرین مگر مایوس اسوقت سب نے عرض کی اپنے پیدا کرنیوالے سے رجوع کیجئے اب جان
بچنا دشوار ہے ہر خرد وکلان مجبور وناچار ہے وہ رحیم وکریم سمیع وعلیم سامع الدعوات مسبب الاسباب
کارساز بے نیاز حکیم علیم حلیم ہر حال مین معین ومددگار ہے یہ سنکر ملکہ مہرخ نے تاج سر سے اتار محتاج
بدرگاہ قاضی الحاجات ہو کر پکارا شفیع ارحم الراحمین مالک یوم الدین اسوقت بیکسی و بےبسی
مین جلد مدد کر اس بلا کو رد کر بیقرار ہوکے جو دعا کی سب غازی سرفروش بیقراری کا جوش فوراً تیر
دعا بدف مراد پر پہونچا آسمان پر سناٹا ہوا سب نے دیکھا ملکہ بہار جادو و باغبان قدرت و رعد
و برق و برق لامع و مخمور سرخ چشم و خواجہ عمرو و مہتر قران ناسور ملکہ بہار تشمیر زن و ملکہ زیور
محمل نشین صاحب عز و تمکین و لاہوت جادو جوان خوشخو تخت سحر پر سوار بعید کروفر نمایان ہوے
لشکر مین غلغلہ ہوا بہار آئی بہار آئی معین ومددگار ہمارے آپہونچے عمرو نے آواز دی یار غضب ہوا
لشکر معرض زوال مین ہے آج حیرت جادو جلال مین ہے ہان جلد خبر لینا لاہوت جادو نے
تخت زمین پر اتارا سب سے پہلے ملکہ بہار گلعذار نے جھپٹ کر گلدستہ مارا ہوا سے سرد چلی
ساحر جھومے آسمان سے پھول برسے طائرون نے زمزمہ سرائی کی غنچے مسکرائے بلبل زار کے پھول
کھلے ایک طرف باغبان قدرت آگے گرا گلیند پھولون کا مارا برق لامع آڑی ترچھی گرنے لگی رعد
نے کانون مین ہاتھ رکھکے چیخ ماری صدہا ڈر کر اسکے گرے کان کے پردے پھٹے ہان رعد کی برق گرگر
کے گری سیکڑون نے سر اڑا دیے لاہوت جادو جھومتا ہوا لشکر حیرت جادو پر آیا گولہ مارا
سیکڑون جلے زیور محمل نشین نے غصے مین آکر کھینچ مارا طوق گلوگیر بنکر گلے مین ساحرون کے پڑا
سیکڑون ملازمان حیرت جادو ڈر کر اسکے نفس در قفس پیچیدہ و رنجیدہ و کبیدہ مہتر قران سے

بڑھ کر نعرہ کیا خواجہ عمرو نے سفید مہرہ بجایا جادوگر نہر لشکر میں گھس پڑا مردون کی کمرین ٹٹولنے لگا
حبلی کمر مین کچھ پایا خبر ہوئی اگر کمر مین کچھ نہ نکلا کپڑے اُسکے اُتار لیے ایک لات ماری اور دی دُہائی
عمر بھر کھایا کمایا ہمارے لیے کچھ نہ رکھا او ننگ خاندان تجھکو برہنہ چھوڑونگا تیری ذلت سے منہ
نہ موڑونگا برق و چالاک جانسوز یا تو آگ کٹھرے رو رہے تھے حقہ ہائے آتشبازی لیکر پہنچ گئے تھے
خوب آتشبازیان و غیرہ سیکڑون کو جلا دیا خرعام شیر دل نے جنگی بان داغا یا دو حملون مین لشکر
حیرت جادو نہ و بالا کیچے ہٹا مسلمانون نے فضلے پڑاو پر قبضہ کیا اسد شیر دل کب بادرفتار پر
سوار ہوا نعرہ شیرانہ کیا نعرہ اسد صفت

اسد صف شکن شاہ عالیجناب	من آنم سر کوب افراسیاب
یل پیلتن نامور نامدار	نظر کردہ شیر پروردگار
چو تیغ یلی برکشم از غلاف	تزلزل فتد درمیان مصاف

خورشید زرین سحر و شکیل بے عدیل ہمراہ رکاب اسد نامدار ہوے سحر و ساحری سے بچانے لگے
اسد شہ نشانہ بیگانہ اُڑتا ہوا بڑھا حیرت جادو نے بہار کو دیکھا چہرہ گلنار عنبان بھولون کی گلے مین
چھپکا ہوتے کا سر پر سرو قد گل اندام گلدستہ مدنی ہوئی آتی ہے نگاہین جو پنشلی ڈالین سیکڑون جادوگرون
نے اپنے گلے کاٹ ڈالے بعضے نشۂ بادہ سحر سے مست یہ شعر عبرت آثار سودا پڑھ رہے ہین نظم

جاتے ہین لوگ قافلے کے پیش و پس چلے	دنیا عجب سرا ہی جہان آسکے بس چلے
لیو صبا سلام ہمارا بہار سے	ہمکو چمن مین چھوڑکے سوے قفس چلے
اے غنچہ آنکھ کھول کے ٹک تو چمن کو دیکھ	جیت دلی پہ ترے بھول ہنس چلے
ہر نسے سخن کو مین بسر و چشم ناصحا	مانون ہزار بار اگر دل سے بس چلے
نکلا جو دل سے نالہ تو سینے سے دو دو نے تنک	سن مردمان قافلہ بانگ جرس چلے
صیاد اب تو کر دے قفس سے ہمین رہا	ظالم پھڑک پھڑک کے پر و بال گھس چلے
کام اس گلی سے سر ہے یہ سودا گذر چکا	کیا تاب اک قدم جو ادھر بوالہوس چلے

حیرت جادو نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ بہار نے ہزارون کو مار اُچھالا کر جاری ہی ابین سحر ہونے لگے
بہار نے گلدستہ مارا پھول برسے حیرت جادو جھوم گئی جھونے جھونے دستک دی ایک طائر

پیدا ہوا وجہ بادشاہ طلسم ہو اُس جانور نے اگر سر پر سایہ کیا حیرت کے ہوش و حواس درست
سحر و ساحری مین چست ہو کر تیغہ کھینچا بہار جادو پر جا پڑی تیغہ سحر کا بہار نے پھولون کی سپر اٹھائی
لیکن سحر سے حیرت جادو کے سپر کٹی سر بہار جادو زخمی ہوا اب ملکہ حیرت نے دباؤ ڈالا
بہار جادو پیچھے ہٹی سدا کنیزین بہار کی قتل ہوئین حیرت پیچھا نہین چھوڑتی بہار چاہتی ہے ذرا
مہلت ملے زخم سر باندھ کر سحر کرون حیرت دم نہین لینے دیتی مثل شعلہ جوالہ چلی آتی ہے دونون عارض
غصے سے سرخ کف منہ مین بھرا ہوا اس قہر و غضب مین حیرت جادو کی عجب آن بان ہو کسا قد
گاتی بندھی ہوئی سینہ پر ابھار گلو احسن پر بہار لب یاقوت احمر دندان سلک گہر سیتین سیمبر عارض
رشک قمر مار گیسو پیچ و تاب مین آنکھون مین لال لال ڈورے وحشت کے جھپٹی ہوئی بہار پر جاتی ہے
لشکر مین غل ہوا بہار کو حیرت جادو نے گھیر لیا زخمی بھی کر چکی وہ سامنے بہار ہٹتی ہوئی
جاتی ہے حیرت قتل کیا چاہتی ہے اکثر ساحرون نے بڑھ کر حیرت پر سحر کیے ان حربون کو حیرت
نے ٹالا قریب ایک نخل کے بہار پہونچی ڈگمگائی شاخ نخل تھام کر رکی حیرت نے چاہا
تیغہ مارون پہلو سے آواز آئی ملکہ عالم ہوشیار ہو جائیے حیرت نے پلٹ کر اپنی وزیرزادی
زمرد جادو کو دیکھا بدحواس آئی کہا حضور لیجیے مبارک شہنشاہ آ گئے وہ دیکھیے تخت آتا ہے
حیرت جادو پلٹی منہ کا پھیرنا کہ آواز آئی باش اے حیرت کہان جاتی ہے سنم ڈبے بہاے صدف
قلزم عیاری نہنگ دریاے زناری صف شکن و صفدر خواجہ عمرو ناموریہ کہکر جو وہ حلقے کمند کے
مارے گردن و کمر مین حیرت کے پڑی مارے ہاتھ کے پلٹی حباب بیہوشی پڑے دم سے گری بہار نے
پلٹ کے دیکھا حیرت جادو گر کر بیہوش ہوئی عمرو تو کمند چھوڑ کے بھاگا گلیم اوڑھ لی یہ آواز
دی اے بہار یہ جانے نہ پاوے بہار نے چند سرو اچھی کہ حیرت کو گرفتار کرون زمین شق ہوئی
پنجہ فولادی پیدا ہوا حیرت جادو کی کمر مین پنجہ دیا میدان کارزار سے لے بھاگا ہر چند ساحرون
نے روکا پنجہ نہ رکا حیرت کو لیکے نکل گیا اب جو سرداران لشکر حیرت پر گرے ہزارون کو قتل
کیا مصور جورو کا ہاتھ تھامے کے بھاگا صاحب نکل جادو جان بچا کے تل چلو اسلیے بھاگتے ہی سب
ساحر بھاگے سرخیل جادو نے پلٹ کے دیکھا پڑاؤ حیرت جادو کا لٹ رہا ہے بارگاہ مین جل
گئین سرخیل جادو گھبرایا لیکن بڑے زور شور سے لڑ رہا ہے جورو کے غم مین مبہوت تیغہ

خون آلودہ ہاتھ میں ساتھ والے اسکے بھی مارے گئے لشکر حیرت بھاگا جاتا ہے ہر چند اسنے غل مچایا
کون سنتا ہے کسی کے سامنے سے سرکاران شمشیر زن لڑتی بھڑتی چلی آتی تھی سرخیل نے کئی ساحروں کو
سامنے بران کے مارا کسی کو آتش سحر سے جلا دیا کسی کو پانی برسا کے ٹھنڈا کیا بران نے دور ہی
سے للکارا او بھاگا کیا کرتا ہے تین روپیہ کے پیادوں پر امتحان سحر غیرت نہیں آتی ہے سرخیل ملکہ بران
پر جا پڑا تیغ نکال کے مارا ساحر زبردست ہے ملکہ بران نے ترنج کاٹا اسمین سے ہزار ہا شعلہ ہائے
آتش نکلے اس ماہ آسمان خوبی کو شعلہ ہائے سرکش نے گھیرا مگر بران مثل برق جہندہ باران
سحر برساتی ہوئی شعلہ ہائے آتش بجھاتی ہوئی اس گنبد آتشین سے نکلی غصہ انتہا کا تھا
جوڑے پر ہاتھ ڈالا اس گوہر دریائے حسن و جمال نے اختر مروارید نکالا للکارا او نامرد
آنکھ چار کر اب تو کوئی وار کر سرخیل تیغہ کھینچ کر جھپٹا ملکہ نے خبردار کہکے اختر مروارید کھینچ مارا
ہر چند سحر کیا روکا اختر کب رکتا ہے سینہ پر اس بداختر کے پڑا البتہ کو توڑ کر پار گزرا سرخیل
تڑپ کر گرا آندھی سیاہ اٹھی سنگ باری برف باری ہونے لگی آواز آئی کشتی مرا نام من
سرخیل جادو بود ابتو جتنے ساحر تھے سب بھاگے لاشے بھی اپنے افسروں کے نہ اٹھا سکے اہل
اسلام نے پڑاؤ لوٹ لیا خیموں مین آگ لگا دی بارگاہ حیرت پر قبضہ کیا تین کوس تک بھگا گئے
ہوؤں کو مارا عمرو نے آواز دی بس بھاگے ہوئے کا پیچھا کرنا مناسب نہیں ہے سب سردار
فتح و ظفر لعبت کدہ فرزانی کو فتح کر کے پلٹے اسد نامدار کو مہرخ نے دیکھا بڑھ کر بلائین لین ترقی
عمر و دولت کی دعائین دین لاہوت جادو و ملکہ زیور محمل نشین کو خواجہ نے سب سرداروں سے
ملوایا زن و شوہر نے پایہ تخت مہ جبین کو بوسہ دیا آکر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئے مہرخ نے
تمام کیفیت پوچھی اسد غازی نے شرما کے سر جھکا لیا مگر خواجہ عمرو نے تمام کیفیت طلسم صندل
و در بند مہر و ماہ و حالات ملکہ زیور محمل نشین بیان کیے جسوقت خواجہ نے اپنی عیاری بشکل
سرہنگ کوہی و مقابلہ مستر قران بیان کیا اور پھر بلا و چھوڑنا دنبل شہنشاہ جنات آنا ظاہر
کیا بارگاہ مین سب ہنستے ہنستے لوٹ گئے ملکہ زیور محمل نشین و لاہوت جادو نے کہا اے سرداران
نامی یہ عیاری نہیں کرامات تھی برق و چالاک نے کان پکڑے قدموں کو خواجہ عمرو کے بوسے
دیے کہا حقیقت مین فن عیاری آپ کی ذات پر ختم ہے مستر قران شرم سے سر جھکائے ہوئے

عمرو کہتے ہین کیون میان قران ذرا سر تو اٹھاؤ اسقدر نہ شرماؤ تیس برس سے ہمارے ساتھ ہو مگر افسوس ہی کہ ہمکو نہ پہچانا بیہوشی کا عطر سونگھ لیا حضرت قران نے کہا استاد توبہ کرتا ہون کبھی جو آپ سے ہمسری کا نام لون گردن از مو بار یک خواجہ عمرو کو ملکہ مہ جبین نے خلعت فاخرہ عطا کیا کل سردارون کو خلعت ملے مگر بعد مرنے لوح مخمور و بہار نے کہا اب افراسیاب لوح کو ایسے مقام پر رکھیگا کہ طائر وہم خیال بھی نہ پہونچ سکیگا کہ سب نے دیکھا کہ اسد غازی کو بہت حجاب ہی کہ لوح کا پانا اسکا رجادو کا دم دے کر لیجانا صاف چہرے سے ظاہر ہی کہ جان دینے پر آمادہ ہی عمرو نے ساحرون کو منع کیا کہ لوح کا ذکر نہ کرو تمہلا تا محجوب ہوتا ہی آخر عمرو نے اسد غازی کو گلے سے لگایا آنسو پونچھے کہا ای نور نظر ای پارۂ جگر کیون ملول و حزین ہوا انشاء اللہ اگر میری حیات باقی ہی لوح کا پتہ لگاؤنگا تمکو وہان تک پہونچاؤنگا ایسے اکثر اتفاق ہوتے ہین بعد رنج کے راحت اپنی فکر مین سب مصروف ہین مکار تمہارا ملازم تمہارا تھا دم دے کر لوح لیگیا مین جستجو مین مصروف ہوتا ہون ای فرزند نہ گھبراؤ سردارون نے بھی تسکین مین زبان کھولی مخمور و بہار و باغبان نے کہا حضور جہلوگ جان و مال سے موجود ہین ستارہ شناسان طلسم ہوش ربا نے ہر مقام پر تحریر کیا ہی کہ اسد نامدار فتاح طلسم ہوش ربا ہی مگر حضور طلسم وسیع ہی اسکے واسطے زمانہ چاہیے لیکن آپ کے دست حق پرست سے فتح ضرور ہوگا دل تردد منزل کو مسرور ہوگا اسد غازی کو سمجھایا جلسۂ عیش و نشاط آراستہ ہوا ساقیان ماہ رخسار جام مے گلنار لے کر حاضر ہوئے رقاصان ماہ طلعت خوبصورت حسین جمیل معشوقان مین سرفراز صاحب کرشمہ و ناز مصروف رقص و سرود ہوئے اہالیان لشکر

اسلام مصروف عیش و نشاط ہوئے انکو اسی حال مین چھوڑیئے

دو کلمہ داستان مصیبت مآل افراسیاب و ذکر حفاظت لوح طلسمی بیان ہوتے ہین نظم

کیا دیکھتا ہی طائر بسمل کا اضطراب　　بڑھ کر ہی اس سے عاشق بیدل کا اضطراب
امیدوار مرگ سے کیون منہ چھپا لیا　　اب کون لے گیا ہے قاتل کا اضطراب
تھی کسکی آرزو کہ سر شب سے تا سحر　　دیکھا کیے ہین صاحب محفل کا اضطراب
مدت سے آرزو ہی کوئی لحظہ چھپکر　　تم بھی تو دیکھ جاؤ مرے دل کا اضطراب
ممکن نہین کہ عشق کی تاثیر کچھ نہو　　لیکن نہان ہی صاحب محمل کا اضطراب

اسکو قرار ہے نہ اسے پرواز دم بدم	سیماب سے فزون ہے مرے دلکا اضطراب
قاتل یہ کوئی دم کا تماشا ہے دیکھ بھر	لیجائے گی اجل ترے بسمل کا اضطراب
تدبیر کچھ ضرور ہے میٹھے ہو کیا نسیم	جاتا نہیں ہے آج مرے دل کا اضطراب

افراسیاب جادو افشان وخیزان صرصر کو زیر شکم چھپا کر سحر کرتا ہوا بڑے زور و شور سے اس
مصیبت سے نکلا مگر گریان ونالان گریبان پھٹا ہوا تاج سر پر نہ دارد اس حال زار سے باغ سیب
مین پہونچا صرصر شمشیر زن صدمہ متوج ہوا سے بیہوش ہوگئی ہے کنیزان افراسیاب نے جو
شہنشاہ کو اس حال مین دیکھا کہ شہنشاہ گرد وغبار مین اٹے ہوے کپڑے پھٹے ہوے
پہنچی ہوئی کنیزین آکر قدمون سے لپٹ گئین گرد وغبار جھاڑنے لگین افراسیاب مسند پر آکر
گرا بیہوش ہوگیا کنیزون نے گلاب کیوڑا بید مشک چہرہ کا تلوے سہلاے بڑی دیر مین افراسیاب
کو ہوش آیا سب نے پوچھا شہنشاہ خیر تو ہے صرصر کانپتی ہوئی اٹھی افراسیاب نے رنج مین کچھ
جواب نہ دیا صرصر نے کہا صاحبو کیا پوچھتے ہو آج غضب ہوگیا ساربان زادہ زیور محل نشین و
لاہوت جادو کو تسخیر کرکے لے گیا سرداران مقید کو چھوڑا لیا آج کی عیاری بہ قول مسلمانان
کرامات تھی جب وہ شاہ جنات نکل آیا نگوڑے نے دبا دو ڈالا مین نے تو پائجامے مین جھل جل
موت دیا دیکھو تو سارا پائجامہ بھیگا ہوا ہے مین بیچاری کیا ہون رنگ روے شہنشاہ متغیر تھا افراسیاب
نے کہا اے صرصر تو بتا خواجہ عمرو نے آنکھین کیونکر بدلین صرصر نے کہا اے شہنشاہ مین نہین
بتاسکتی نگوڑے کی جیسی تو سی آنکھین آج تو دیدہ غزال سے بھی بڑی تھین سب طرح کے
روغن مین بھی جانتی ہون لیکن آنکھین بدلنے سے نہین آگاہ نگاہ بدلنے کا نمونہ دکھلا دیا
افراسیاب کہتا ہے یار دیہ تو بتاؤ کہ لوح کیا ہوئی اگر اسد غازی کے پاس ہوتی پتلہ سحر کا کرتا
نہ کرسکتا یہ ظاہر ہے کہ تابہ کاف قستار پہونچا ایک مرد پیرباز دار تھا اُسنے بتلایا ہے وہ کتابہ چشمہ آب
پہونچایا ہے گا صرصر نے کہا حضور ابھی یہ حال کھلا جاتا ہے آپ آرام فرمائین شراب نوش کرین مین ابھی
خبر لے کر آتی ہون عمرو دیران وغیرہ اب لشکر مین پہونچے ہونگے زیور و لاہوت نے بڑی
نمک حرامی کی ارے صاحبو شہنشاہ پر باغ گرا دیا اگر شہنشاہ طلسم بہادر نہ ہوتے استخوان تک نہ بچتے ایسے
کامل و اکمل تھے کہ نکل آئے افراسیاب نے کہا اے صرصر جلد جاؤ بارگاہ مسلمانان مین یہی ذکر

ہو رہا ہوگا صرصر نے قصد کیا یا تنہا عیاری آراستہ کر کے روانہ ہوئی کہ آسمان پر برق چمکی افراسیاب
نے سر اٹھا کر دیکھا پنجۂ طلسمی حیرت جادو کو گود میں لیے ہوئے حلقے کمند کے حیرت کے گلے میں
پھنسا ہوا جلا ہوا لباس پارہ پارہ کرتی آب رواں کی ٹکڑے ٹکڑے چھاتیاں کھلی ہوئیں یہ حال پر ملال
دیکھکر افراسیاب کے ہوش اڑ گئے کہا لو صاحبو زوجہ نے میری بڑی سخت مصیبت اٹھائی اگر غلامان
سامری نگہبان نہ ہوتے کون یہاں تک پہونچاتا جلد اٹھ کر حیرت کو گود میں لیا پنجے سے پوچھا ایسے
ملکہ کو کس حال میں پایا اسنے دست بستہ عرض کی میدان کارزار میں میں نے دیکھا بی بی بیہوش پڑی
ہیں بی بہار گلدستہ لے کر مارنے چلیں تھیں غلام وقت پر پہونچا میدان کارزار سے لے بھاگا
افراسیاب پیٹنے لگا پنجہ تو چلا گیا اب جو دیکھا مرشد زادے صعور جادو چوڑ کا ہاتھ تھامے ہوئے
پیچھے پیچھے چلے آتے ہیں وزیر زادیاں باحال خراب اشکبار جیاب سر سے پاتک زخمی آکر پہونچیں
افراسیاب نے مرشد زادے سے پوچھا یہ کیا غضب ہوا میں تو اپنی مصیبت میں تھا ابھی مطمئن
نہیں ہونے پایا تم سبھوں کا حال دیکھکر اور زیادہ گھبراتا ہوں جلد حال بیان کرو کنیزیں ملکہ حیرت
کو لپٹ گئیں حلقے کمند کے گلے سے نکالے حلقہ ہائے کمند تا بہ استخوان پہونچ گئے تھے بڑی مشکل
میں حیرت کو ہوش آیا افراسیاب کو اس حال زار میں دیکھا اٹھتے ہی پیٹنے لگی بال کھولدیئے کہا
اے شہنشاہ میں تو بلا میں مبتلا ہوں تمہارا یہ کیا حال ہوا سر برہنہ بال پریشان افراسیاب نے
کہا مابدولت تو بیان کرینگے تم کہو کیا مصیبت پڑی حیرت جادو نے کہا تمہارے خراج گذار تاجدار
سخن ناشنو بیہودے جا میں نہ پہچانیں لڑائی میں آ پہونچے انکے ساتھ میں بھی خراب ہوئی ہوں تم چل
صاحب واسطے مدد کے آئے تھے تادو سے عیار تو اسی فکر میں پھرا کرتے ہیں چالاک نے جا کر عیاری کی
بھرو یا برق فرنگی پہونچا دونوں نے فلاں سگی چھدکو مار ادوا اپنی جورو اماں کے غصہ میں آپڑے سے
گھوڑا نامرد ایمان کرتا تھا میری جورو شل ماہ درخشاں تھی جب میں نے خبر سنی کھلا کھیا بالبشٹ آدوہ
بچا کب اتنا ہی شمیمہ نے مجھکو خبر دی بہار وغیرہ لشکر میں نہیں ہیں میں بھی جا پڑی میرے پہونچتے ہی
قیامت برپا ہوئی سارہان زادو مع طلسم کشا و بہار وغیرہ آکر پہونچا میں گرمی جنگ میں عمرو
نے مجھکو بیہوش کیا سرخیل مارا گیا میرے بعد لشکر کو کون روکتا یہ سنکر افراسیاب کے ہوش اڑ گئے
کہا اے یارو دیکھو کیا مشکل ہے اب صلاح بتاؤ اسد غازی لشکر میں پہونچا یہ سب سردار طلسم صندل

در بند قہر و آہ کو فتح کر کے آئے آخر لوح طلسمی کیا ہوئی دیکھو سامنے یہ گلدستہ رکھا ہوا ہی پھول مرجھائے
ہوئے پتے زرد ہو گئے صاف ظاہر ہی کہ گلشن حیات کاؤ آتشبار پر خزان آئی ورنہ گلدستہ سرسبز
و شاداب رہتا جب کاؤ آتشبار مارا گیا اور لوح دستیاب ہوئی اسد غازی کئی مرتبہ دھوکا کھا چکا
عمرو نہایت ہوشیار ہی بڑا مکار و غدار ہی لوح لیکر اُسنے زنبیل مین رکھ لی ہوگی اب یہان سے ہاتھ دھو کر
گئے ہین ساربان زادہ لوح نکالیگا طلسم کشا معروف طلسم کشائی ہوگا جب ملک داؤدیہ پر لوح
دستیاب ہوئی تھی غور؛ ساربان زادہ طلسم کشا کیلے ؛ دوسرا مرحلہ نہنگ آتش خوار پر پہونچ گئے
نہنگ نے ہزارہا مسلمان قتل کیے بڑی جستجو ہوئی لیکن لوح طلسم کشا کے پاس تھی نہنگ کی دبا دلی
بیکار ہوئی آخر اُسکی آبرو ڈوبی کشتی حیات طوفانی ہوئی طلسم کشا لوح دیکھکر جا پڑا کئی شبانہ روز
اس مرحلہ پر لڑا بہار وغیرہ بہو بیٹیان شریک طلسم کشا ہوئین یہ سبب لوح کوئی کچھ نہ کر سکا مرحلہ طلسم کشا
کا قبضہ ہو گیا نمک حرام رازداران طلسم اسد غازی کے ساتھ مین ایک دن تامل نہ کرینگے صرصر
بھی کہتی ہی حضور نے بیکار ارشاد فرمایا سلیمان زادہ اپنی عیاری مین کرامات کر گیا اپنے خلیفہ قران
کو بھی چت پٹ کیا شاید کبھی قران نے کچھ غدر کیا تھا خواجہ عمرو نے اسکا بدلا لیا حضور جلد تدبیر
کرین فوجین راہ مین جا کر اُترین طلسم کشا بڑھنے نپاوے جنگ سحر شروع ہو جاے کنیز عیاری
کریگی لوح لائیگی سرما و ابریق وزیر اعظم دستور معظم وزیر مشیر جاجیان تدبیر عرض کرتے ہین حضور یہ
بات ہمارے خیال مین نہین آئی کیا ضرورت تھی کہ لوح خواجہ عمرو کے پاس رہتی لوح دستیاب
ہوتی سواے طلسم کشا کے اور وہی اپنے پاس رکھتا کاؤ آتشبار کا دستیاب ہونا دشوار تھا وہ تو
صحرا صحرا پھرتا ہی اُسکو کون پہچان سکتا ہی افراسیاب نے کہا کاؤ آتشبار تو ضرور مارا گیا اُسکے ہاتھ
کا بنایا ہوا گلدستہ مرجھایا گل حیات پر اُسکے پھر نکا خزان کا آیا سرما و ابریق بھی گھبرائے اماری
شہنشاہا اب آپکا قول ذہن نشین ہوا بیشک طلسم کشا مرحلہ جات پر جائیگا ایک لحظہ بھی رکیگا اب
طلسم کشا سے مقابلہ دشوار وہ جوان نامی و نامدار صف شکن تیغزن لاکھون مین یکہ و تنہا لڑتا ہی تا جدار جنگ
سحر سے ڈرتا تھا جنگ نہ کرتا تھا اب و لاکھون مین گھس پڑیگا وہ تلوار چلیگی کہ خون کے دریا بہہ جائینگے
ہزارہا لاشے زمین پر گرینگے شیر سے کون مقابلہ کر سکیگا ایسی باتین جو وزیرون مشیرون نے
کین افراسیاب جادو اور زیادہ گھبرایا حیرت جادو سر پیٹنے لگی کھڑے روتی ہر ماے اب

طلسم ہوش ربا نہ بچے گا میرے شوہر پر طلسم کشا دست اندازی کریگا اسے رونا یہ ہے کہ میرے شہنشاہ
کے مزاج میں غصہ ہے جب ٹوکے گا جا پڑینگے سحر تاثیر نہ کریگا وہ مرد سپاہی انکو عادت سحر کرنے کی نہیں
کیونکر راج سہاگ قائم رہیگا دیکھوں سامری جمشید کیا دکھاتے ہیں ای شہنشاہ جبدن سے یہ پیدا ہوا
تھا ہمارے اقلیم میں آیا تباہی کا سامنا ہے ہر روز آفت نو برپا ہوتی ہے ہمارے حال پر زمین ہوش ربا
روتی ہے سب پریشان اور حیران مضطر و ششدر متحیر غرق دریائے حیرت ہر ایک کو حال میں لوح
کے عبرت افراسیاب جادو خاموش بیٹھا ہے وہ جلسہ محفل خاموشان یکایک آسمان پر برق چمکی افراسیاب
نے دیکھا مسکار جادو خوشی خوشی دریائے خون میں نہایا ہوا آکے پہونچا افراسیاب نے آواز دی
ای دوست صادق ای محب واثق پہلے لوح کا حال کہو ای برادر تمنے سنا ہوگا کہ گاو آتشبار مارا گیا
تمنے آخر کیا کیا مسکار جادو نے کہا ای شہنشاہ غلام آپ کا لوح لایا انتہا کا معرکہ پڑا غلام آپ کا بہتوں
سے لڑا افراسیاب مثل گل کے شگفتہ ہوگیا مسکار نے لوح نکالکر پیش کی افراسیاب کے چہرے
پر سرخی آگئی مسکار کو گلے سے لگایا کہا برادر حال تو بیان کرو کہا حضور غلام اپنے مقام پر تھا بیٹھا حال
تھا کہ پیر عبادت گزار مرد یزدان پرست ہے حضور نے اسکو بازو دار کیا اُسی نے طلسم کشا کو سب حال
بتایا طلسم کشا نے جا کر گاو آتشبار کو مارا مجکو علامت سے خبر ہوئی کہ گاو آتشبار مارا گیا مجکو یقین
کامل ہوا کہ اسی پیر زمین گیر نے بتایا ہوگا اول جا کے میں نے اسی کو مارا اُسی کی شکل بنکر سامنے طلسم کشا
کے پہونچا طلسم کشا مجکو دیکھکر نہال ہوگیا میں نے دم دیکر لوح لی اخضر جادو آپڑا بڑے
زور و شور سے اُسکو مارا فوج سے اُسکی لڑ بھڑ کر نکلا ہزاروں کو قتل کیا جلدی میں طلسم کشا پر
دست انداز نہوسکا افراسیاب نے کہا ای خیرخواہ تونے بڑا کام کیا اب اسد غازی کی کیا
حقیقت ہے یہ کہکے تاج کج کیا جھومنے لگا بلبلا کر بول اُٹھا منم شہنشاہ طلسم ہوش ربا اسیوقت
نوبت نقارے بجنے لگے خوشی کے سامان ہوئے نذریں افراسیاب کو گذرنے لگیں افراسیاب
نے لوح کو اپنے پاس رکھا حیرت جادو نے حکم دیا بھاری خلعت مسکار جادو کو مرحمت ہوا ساقی
بچے حاضر ہوئے صدائے مبارکباد بلند ہوئی طائفے خوشی کی خبر سنکر دوڑے جام ارغوانی گردش میں آیا
سب پھولے بیٹھے ہیں افراسیاب کسی سے آنکھ نہیں ملاتا مونچھوں پر تاؤ پھیر رہا ہے حیرت جادو کہتی ہے
اب جا کر سب کو قتل کرونگی صرصر و بہار کے خون سے ہاتھ بھرونگی اب مسلمان بچکر کہاں

جابنگے طائفون نے دھوم مچائی نوبت نقارے بج رہے ہین نازنینان مہ جبین خوش الحان شریلی آوازین ناز و کرشمہ سے سمود حسن مین رشک حور بونہ سے قد تبانے مین طاق حسن مین سلمہ آفاق ایک مہ پارہ نے بڑھ کر دامن افراسیاب جادو کا تھاما مچلنے لگی یہ غزل گائی

اس فروغ چند ساعت پر ہو مغرور شمع
صبح کو ہو جائیگی رزق دہان مور شمع

آب بھر لیتی ہی اپنے اشک سے ناسور شمع
رکھتی ہی کب احتیاج مرہم کافور شمع

آج کی شب دیکھتی ہی یہ نیا دستور شمع
مجھ سے کچھ تم دور ہو اور مجھ سے ہی کچھ دور شمع

شعلہ رویون کی محبت نے اثر اتنا کیا
بعد مردن بھی ہی اپنا پاسبان گور شمع

بے نیازی ہی بہ شکل دیدۂ اعمی مجھے
کچھ غرض رکھتا نہین گو پاس ہو یا دور شمع

عکس انگلن مین جو عارض قاتل سفاک کے
سینۂ ساطور مین ہی جوہر ساطور شمع

واحدی قسمت حصول دید غیرون کے لیے
آنکھ تو رکھتی نہین کیا دیکھے اپنا نور شمع

تیرگی ہی باعث آرام سوزی کے لیے
ہوتی ہی ای دل وبال خانۂ زنبور شمع

اسکو شب بھر سوز حاصل اسین شعلے ریدل
کب بھلا رکھتی ہی سیر اسا تن محرور شمع

آپ دھو لیتی ہی چہرہ اپنے آب اشک سے
احتیاج خدمتی رکھتی نہین منظور شمع

صورت موسئے غشی ہی صاحبان بزم کو
مانگ لائی ہی کہان سے جلوۂ طور شمع

واے قسمت بے بضاعت سے حذر رکھتے ہین سب
بھاگتی ہی خانۂ مفلس سے کوسون دور شمع

پاکبازان محبت ہر تعلق سے ہین پاک
بعد مردن بے کفن پروانہ ہی بے گور شمع

جو کہ مہمان خدا ہین انکو پھر کیا احتیاج
اہل جنت کے لیے ہوگا جمال حور شمع

ہان اسے معشوق عاشق حال کہنا چاہیے
رکھتی ہی سینے مین اپنے جابجا ناسور شمع

ناز معشوقی نہ انداز مبا اسین ہی
مجکو حیرت ہی ہوئی کس بات پر مشہور شمع

جسم بے خون زردی چہرہ دلیل کسل ہی
بے سبب کب ہی یہ صورت کچھ تو ہی رنجور شمع

یہ بھی عاشق ہی کسی کی جو ہوا ایسا حال
جلوہ گر ہی صورت داغ تن محرور شمع

صبح تک جلتی رہی لیکن نہ پوچھی تیرے بات
آپ کی محفل سے دل مین لے چلی ناسور شمع

مجھ سے وہ روتی ہی مین روتا ہون تیرے خوف سے
اسطرف مجبور مین ہون اسطرف مجبور شمع

ہو میں سوز عشق تیرا ہمیں سوز ظاہری
لائیگی اب کہان سے سینہ محرور شمع

کہتے ہین اٹھ آ کے صدقے ہو کھلے بند نقاب
ایک ہی جلوے مین اپنے ہو گئی بے نور شمع

بسکہ آنکھون مین تصور آپکے عارض کا ہی
آج محفل مین نظر آتی ہی مجھکو حور شمع

بدگمان جسطرح تم ناشاد جیسے میرا دل
دو بلا مین ساتھ ہین ہو کسطرح مسرور شمع

یہ بھی کیا مین ہون کہ جوہر گز نہین نمایان جسم
صبح ہی رخصت ہی اسکو ہو چکی بے نور شمع

وائے غفلت قرب رخصت پر جو ہی اسکو نظر
دیکھ تم تو ہنس رہے ہین رو رہی ہی دور شمع

بے زبانی سے ہی جب سر کاٹکر پچھتاؤ گے
بدگمان ہوتے ہو کیون ایجان نہین مغرور شمع

آپ کے رخسار روشن سے نہ پائی اسکی قدر
اب نظر آنے لگی مثل چراغ دور شمع

التماس آرزو کرتے تمھارے سامنے
ہان مگر ہی ظلمت خاموش سے مجبور شمع

ہٹ گیا منھ سے تمھارے گرد و پیش ای صنم
پہلے نور صبح سے ہو جائیگی کافور شمع

کب مین محتاج ضیا ہے غیر عاشق ای نسیم
داغ تن تابندہ مین دکھلائیگی کیا نور شمع

اسی ہنگامہ عیش و نشاط مین افراسیاب طرف سردارون کے متوجہ ہوا کہا یارو بتلاؤ اب لوح کسکے سپرد ہو اگر اپنے پاس رکھون ایک سر ہزار سودے صبح کہین شام کہین کیونکر حفاظت ہوگی سخت مصیبت ہوگی اگر ملکہ حیرت کے پاس رہی کل عیار و سردار اسکے دشمن ہو جائینگے قتل کی فکر کرینگے میری جورو کا ہے کو بچیگی سیماب جادو کے پاس رکھی آخر کشتہ ہوا مہوسون نے تلاش کرکے اسکو مارا کاؤہ آتشباز کے پاس لوح پہونچی اسکو بھی ذبح کیا پس یارو لوح کو کیا کرون اپنے اپنے طور پر ہر ایک نے صلاح بتائی افراسیاب کو کسی کی بات پسند نہ آئی سر جھکایا عرصہ دراز تک خاموش رہا عندلیب فکر کو جستجوے گل مراد مین نغمہ سرا کیا آخر شاخ تمنا پر غنچہ مراد کھلا نخل فکر سرسبز و شاداب ہوا خوشی خوشی سر اٹھایا کہا یارو جو رائے مین ابدولت کی آئی وہی تدبیر ہوگی یہ کہکے سرما سے فرمایا ایک نامہ تحریر کرو سرما نے قلم اٹھایا افراسیاب نے لکھوایا ای خیرخواہ دولت ساحر بے نظیر شہنشاہ زمہریر مین تم سے ملاقات کی ضرورت ہی بفور ملاحظہ نامہ ہذا اپنے کو جلد باغ سیب مین پہونچاؤ اسی مضمون کے چند فقرات لکھواکر نامہ ملفوف کیا سرنامہ پر مہر کی ساحر تیز رو کو دیا کہا در بند فیروزہ نگار پر جاؤ ملکہ فیروزہ سے کہنا سرفت خان سپید و یہ نامہ پاس زمہریر جادو کے

جلد روانہ کر و ساحر گیا جا کر یہ نامہ ملکہ فیروزہ حاکم دربند فیروزہ نگار کو دیا فیروزہ طلب زمہریر
سنکر دنگ ہو گئی اسی وقت دخان سیہ رو کو طلب کیا حال کہا دخان سیہ رو نے نامہ لیکر جو
طریقہ ہو اسی طور سے روانہ کیا جملہ حالات مفصل راز و نیاز دریائے نیل کے انشاء اللہ وقت پر تحریر
ہونگے دخان سیہ رو و فیروزہ بھائی بہن آپس مین صلاح کر رہے ہین کہ زمہریر جادو کی کیون طلب
ہو شہنشاہ طلسم کا امین کیا مطلب ہی فیروزہ نے کہا میرے ذہن مین نہین آتا سامری جمشید
خبر کرین زمانہ کا انقلاب ہی آج کل افراسیاب بہت بیتاب ہی طلسم کشا جا بجا خوب لڑا واسطے
لوح کے سر کر پڑا سنتے ہین دو مرتبہ لوح طلسم کشا کو ملی افراسیاب نے ترکیب سے اپنے قبضے
مین کی اب نہین معلوم کیا سر کہ گذرا کہ ہمارے بھائی صاحب زمہریر کو طلب کیا یہ باتین تھین
کہ زمہریر جادو دیو خصال عفریت مثال دریائے سلاح مین غوطہ مارے ہوے مغرور و متکبر آپ
فیروزہ کے آکر پہونچا فیروزہ اور دخان مردود برائے استقبال زمہریر اٹھے لا کر مقام صدر پر جگہ
دی کہا اے برادر جادو تمکو شہنشاہ طلسم ہوشربا نے باغ سیب مین طلب فرمایا ہی نامہ تمھاری طلب
مین آیا ہی زمہریر بھی گھبرا گیا دخان سیہ رو نے کہا اے برادر جائے تامل نہین ہی حکم شہنشاہ مین کیا
عذر ضرور جاؤ دیکھو کیا ارشاد فرماتے ہین دخان سیہ رو نے بخوبی سمجھایا آخر زمہریر طرف باغ سیب
کے روانہ ہوا یہان افراسیاب نے بعد برخاست جلسہ عیش و نشاط صحبت تخلیہ قرار دی ہی صرف ملکہ
حیرت و چند وزراء امراء حاضر ہین جو افراسیاب کو منظور ہی وہ راز کسی سے بیان نہین کیا لوح طلسمی
اپنے قبضہ مین ہی خاموش بیٹھا ہی حیرت نے پوچھا آخر اے شہنشاہ مقدمہ لوح مین کیا منظور ہی لشکر
کشتی بر سر چرخ منظور ہی افراسیاب نے کہا اے حیرت جادو ایک شب اور تامل کرو کل سامان
لشکر کشی ہوگا مقدمہ لوح مین جو تدبیر کرینگے تمپر ظاہر ہو جائیگا یہ باتین تھین کہ زمہریر جادو شل
ولو سیہ رو آکر پہونچا افراسیاب نے تعظیم کی پہلو مین جگہ دی واضح رائے ناظرین والا مقام ہو کہ
حاکم کوہ نیلم شہنشاہ نیلم و حاکم توسن حصار منتظم زندان خانہ طلسمی شہنشاہ توسن و ملکہ فیروزہ
و دخان سیہ رو و زمہریر جادو یہ سب منتظمان سلطنت شاہنشاہ لاچین تھے انھین سب
نمک حرامون نے ملکر افراسیاب کو بادشاہ کیا سلطنت لاچین کو مٹایا اسی وجہ سے افراسیاب
ان سبھون کی خاطر کرتا ہی علاوہ ازین ساحران زبردست ہین نامداران طلسم ہوشربا سرکاری مین

بیٹھ دیکھتا اور اس زمہریر جادو کے واسطے اور بھی ایک شرف حاصل ہوا ہے ناظرین والا مقام
پر ظاہر ہو خاص دریاے نیل مین زمہریر جادو رہتا ہی اسی وجہ سے نام بھی اُسکے پاس یہ مشکل
پہونچا اگر دخان سیہ روز بلا تا زمہریر جادو کا آنا دشوار تھا ہر نوع کیفیتین اپنے اپنے مقام پر
ظاہر ہونگی اس مقام پر افشاے راز مناسب نہین ہی ترتیب طلسم ہوش ربا انواع طور سے واقع
ہوئی چونکہ حقیر پر تقصیر نے جلد پنجم سے اس طلسم ہوش ربا کو آغاز کیا چار جلدین اول تحریر ہو چلین اگر
ابتدا سے تحریر کرتا حالات سلطنت شہنشاہ لاچین و بغاوت افراسیاب کی و کیفیت مفصل
طلسم ہوش ربا و حالات لوح طلسمی تحریر ہوتے کہ ناظرین پر بخوبی ظاہر ہو جاتا مگر انشاء اللہ اب بھی موقع
وقت پاکر ان حالات سے مفصلاً و مشروحاً آگاہ کرونگا جس سے بخوبی کیفیت ناظرین پر ظاہر ہو جائے
ابھی تک کسی مقام پر قواعد طلسم ہوش ربا نہین تحریر کیے جب خیال آتا ہی قلب اس حقیر کا تھرّاتا ہی
بہ مشقت تمام اس ہوش ربا کو ممکن کیا جو صاحب اسکے مصنف مشہور ہین جناب میر احمد علی صاحب
مرحوم و مغفور انھون نے چند اجزا تحریر فرماے وہ پردہ کتمان مین تھے جب حقیر نے ان اجزا کو پایا
داستانہاے لطیف و عیار یہاے ظریف جابجا بڑھائین قواعد درج کیے جلسہ رئیسان عالی مقام
مین اُسکو بیان کیا لکھنؤ مین شہرہ ہوا ہر رئیس و امیر مشتاق ہوا مقام ہاے متعدد پر بیان کرنے کا
اتفاق ہوا داستان جہانگیر اپنی ذات سے تصنیف کرکے شامل طلسم ہوش ربا کی محرر ہر چہار
جلد نے بھی تحریر فرمایا ہی کہ نوشابل پریزاد ان کا و عشق ایرج نوجوان از ملکہ بران شمشیر زن وغیرہ
بہت سی داستانین اصل ہوش ربا کی نہین ہین مجکو دستیاب ہوئین مین نے تحریر کین یہ داستانہاے
تمکین فصاحت آئین تصنیف کرکے ہوش ربا کو ہوش ربا بنایا یہ اُنکے قلم سے نہین معلوم کس وجہ
سے نکلا یا تعصب نے تحریر کرنے نہ دیا کہ یہ کل داستانین تصنیف کردہ منشی احمد حسین صاحب
قمر ہین حقیر کو داستان گوئی پر ناز نہین تمام رئیسان والا مقام بلکہ خاص و عام حقیقت سے حقیر
کی بخوبی ماہر ہین کہ یہ انقلاب فلکی اس امر کو اختیار کیا کثرت اہل و عیال و وجہ معاش نے
مجبور و ناچار کیا مگر بعنایت کریم کارساز مالک بے نیاز نثر خوانی مصائب آل عبا مین یہ حقیر و سست اندازان
ہوا بہ تصدق چہاردہ معصوم سرفراز ہوا ورنہ شیوہ نثر خوانی اسقدر کہتہ ہو صاحبان تصنیف اتنے
بڑے شہر لکھنؤ مین دو صاحب ہین تیسرا یہ حقیر اس زمرے مین درج ہوا چہرہ ہاے نثر اپنی ذات

سے تحریر کیے خود نظم کیا مصائب و فضائل کے حال مین موافق حدیث شریف کے طولانی حالات
معراج جناب پیغمبر آخر الزمان و مولود مسعود شہنشاہ دو جہان و دیگر فضائل و مناقب موافق حقیقت خود
نظم و نثر مین درج کیے بالائے منبر مجالس ہائے جلیل مین اتفاق ہوتا ہے بلکہ جب سے شروع
کی بیان کرنا داستان کا بہت شاق ہوتا ہے مجبور ہون کہ اس فن خاص داستان سرائی مین رئیسان عظام
طلب فرماتے ہین ترک مناسب نجانکر بمجبوری اختیار کیا ورنہ شائع ہونا اس طلسم ہوش ربا کا کسی طرح
منظور نہ تھا اب انشاء اللہ تا بہ جلد ہفتم اگر حقیری نے لکھا تو راز و نیاز طلسم ہوش ربا بہ تصریح تحریر
کرونگا ورنہ محرر دیگر کی جو راے مین آئیگا اسطرح تحریر فرمائیگا اثنا البتہ جوش مین تحریر کیا ملاحظہ سے
ان ہر دو حصے جلد پنجم کے نکتہ سنجان عالی وقار و شاہان نامدار پر بخوبی واضح ہو جائیگا میری
تحریر کی کیا ضرورت ہے

نظم

کجا بودم اکنون فتادم بخواب
بہ بیدار شیگان نکو آمدم

عنان سخن شد ز چنگم رہا
بگشت آمدم بار دیگر بہ ہوش

دگر بار در گفتگو آمدم
بفرمان حی الذی لا یموت

دریاے طبیعت نے جوش مارا کہ افسوس ایسا گوہر بے بہا یعنی طلسم ہوش ربا اسکی یہ کیفیت ہوئی
لیکن مقام شکر ہے کہ نکتہ سنجان خاص و عام جب اس تحفۂ حقیر کو ملاحظہ فرمائینگے یقین ہے آبرو بڑھائینگے
افراسیاب جادو نے زہرہ جادو کی تعظیم کی پہلو مین بٹھایا زہرہ جادو نے بعد قدمبوسی تحریرت
عرض کی اے شہنشاہ عالی جاہ باعث طلب غلام کیا ہوا نامۂ فیض شمامہ پہونچا مناسب نہ تھا
کہ حاضر ہوتا لیکن کمال حیرت ہے لوح طلسم ہوش ربا کی کیا کیفیت ہے اخبار ہائے مختلف سنے مسلمانون
نے بہت سر اٹھایا صدہا ملک قبضے سے نکل گئے بڑے بڑے امیر ساحران زبردست طلسم کشا
کے شریک ہوے غلام کو عبرت ہے حضور کو ابتک غفلت ہے افراسیاب کو زہرہ جادو سے
چھپانا منظور ہے ہنسکر جواب دیا اے زہرہ جادو لوح تک کسکی رسائی ہے سواے میرے کوئی حال لوح کا
نہین جانتا اگر مسلمان سو برس لڑینگے طلسم ہوش ربا کی خاک چھانینگے لوح طلسم ہوش ربا نہ دستیاب
ہوگی حال مفصل تمسے کہونگا تم سب صاحب میرے قوت بازو و زینت پہلو ہو تمسے کیا پردہ ہے چند
لونڈیان غلام جو گمراہ ہوگئے جسدن مزاج مین آئیگا تسخیر کرونگا صرف کوکب روشن ضمیر سے فساد عظیم
ہے اسکی بھی فکر ہو چکی صبح و شام مین ایسا دباؤ پڑیگا وہ خود ہاتھ باندھکر خدمت بابرکت مین آئیگا

اپنی خطا معاف کرائیگا اگر ایسا نہ کریگا سلطنت فراقستان چھین لونگا ایک دن مین شکست دونگا اب
تمھارے بلانے کا یہ اتفاق ہوا خود دل تمھاری ملاقات کا مشتاق ہوا اے زمہریر صحبت یاران ہمدم
غنیمت ہے آج شب بھر باغ سیب مین شریک صحبت ہو ناچ دیکھو آلسین باتین کرین کل صبح
کو تمکو رخصت کر دینگے اپنے مقام قدیم پر جا کر رہنا تمھاری ذات سے آبروے دریاے نیل ہے
وہ دریاے قمار زخار تمھارا الفیل ہے اسطرح کی باتین کرکے افراسیاب نے جلسۂ عیش و نشاط آراستہ
کیا ساقی بچون کو حکم ہوا جام مے گلنار لیکر حاضر ہوئے ناچ گانا ہونے لگا افراسیاب نے باتون مین
زمہریر جادو کو بہلایا دام مکر مین پھنسایا کوئی اس راز سے آگاہ نہین کہ افراسیاب کو کیا منظور ہے
جب دو پہر سے شب تجاوز کر چکی افراسیاب نے صرصر کو اشارہ کیا ایک جام شراب مین بیہوشی ملا کر
زمہریر جادو کو پلا دی صرصر حیران کہ یہ کیسی ہوا مگر یہ اپنے رفیق جانباز کو بیہوش کرنیکا قصد ہے مجبور و ناچار
انجام سے آگاہ نہ تھی جام مین بیہوشی ملائی اپنے ہاتھ سے زمہریر جادو کو جام دیا کہا لو برادر یہ جام
محبت ہے زمہریر جادو پی گیا پیتے ہی گھبرایا کہا اے شہنشاہ جسم سے شعلہاے آتش نکلتے ہین خود بخود
استخوان جلتے ہین افراسیاب نے کہا باغ سیب مین مشغول گل و غنچے کی سیر کرو زمہریر جادو گھبرا کر اٹھا
اٹھتے ہی دل بیٹھ گیا لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہوا افراسیاب نے زمہریر جادو کو گود مین اٹھایا
ایک کمرے مین لے گیا دروازہ بند کر لیا اب حیرت و صرصر و سرما و برق حیران ہین کہ یہ کیا سامان
ہین لیکن افراسیاب جادو کہہ گیا کہ کوئی قریب ماہ دولت کے نہ آئے حیرت و صرصر آپس مین اشارے
کرتی ہین یہ شہنشاہ نے کیا کیا زمہریر بے پیر کو قتل کرینگے بیہوشی پلا کے بیہوش کیا حیرت نے منع
کیا اس مقدمہ مین کلام نہ کرو مقدمۂ راز و نیاز ہے زمہریر ساحران معزز مین سرفراز ہے قتل نہ کرینگے نہین معلوم
کیا منظور ہے استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہے دو پہر افراسیاب اس کمرے مین تنہا رہا کوئی واقف
نہوا کہ کیا کیا بوقت سحر دیکھا افراسیاب و زمہریر ہنستے ہوئے کمرے سے نکلے افراسیاب نے
خلعت فاخرہ سے زمہریر جادو کو مخلع کیا بہت سا جواہرات دیا کہا اے برادر سامری و جمشید کے تمکو
سپرد کیا تم اب روجا کر دریاے نیل مین رہو بدون طلب ماہ دولت بیرون دریاے نیل نہ آنا جو کچھ تمکو
منظور ہوگا بہ تحریر تمکو آگاہ کرینگے زمہریر جادو اٹھا افراسیاب سے رخصت ہو کر روانہ ہوا در بند
و خانہ پر آباد خان سیہ رو و فیروزہ فیروزہ پوش نے بجبت پوچھا اے برادر افراسیاب جادو نے

کیون بلایا تھا زہر یر جادو نے کہا کوئی باعث ثابت نہو شب بھر صحبت رہی بوقت سحر زر و جواہر
دیکر رخصت کیا مگر ای برادر جب سے مین ہو کے اٹھا مجکو اپنے جسم پر ایک گرانی معلوم ہوتی ہی ثابت
ہوتا ہی کہ زور و قوت کسی نے کوٹ کوٹ کر رگ و ریشہ مین بھر دیا ہی جب چلتا ہون زمین تھراتی ہی جسم
گرانی معلوم ہوتی ہی آئینہ قلب پر حیرانی ہی دخان سیہ رو نے گھبرا کر کہا جب سے مین تمہارے پہلو
مین بیٹھا ہون سحر بالکل بھول گیا فیروزہ نے کہا بھائی صاحب میرے بھی قلب پر دریاے حیرت
کا جوش ہی سحر و ساحری فراموش ہی زہر یر جادو گھبرا کے اٹھا کہا بھائی صاحب نہین معلوم افراسیاب
نے کیا کیا میرے جسم مین کیا بھر دیا مجکو خود اپنے حال پر عبرت ہی دل چاہتا ہی تلوار کھینچکر جا پڑون
کسی سے لڑون جرأت بڑھ گئی دخان نے کہا ارے بھائی صاحب شہنشاہ نیلم کے پاس جاؤ یہ
سب حال انسے بیان کرو وہ صلاح معقول دینگے زہر یر جادو گھبرا کر تخت پر سوار ہوا طرف
کوہ نیلم کے چلا شہنشاہ نیلم ساحری محل مین بیٹھا ہی پہلو مین اسکا وزیر اعظم سواج مین گرداب آدم خوار
دوسری جانب سواج کا بیٹا لطمہ صدگوش دریا نوش اور تمام وزیران سلطنت و مشیران باہوش
بڑے بڑے سرداران عالی وقار ساحران نامدار دربار شہنشاہ نیلم مین جمع ہین دربار اسکا کیا دربار
افراسیاب سے کم ہی بڑا صاحب شوکت و حشم ہی بڑا طرہ و ہے نے عرض کی آپ کے برادر
بجان برابر زہر یر جادو تشریف لاتے ہین نیلم نے سواج کو حکم دیا استقبال کر کے بھائی صاحب
کو لاؤ سب امیر وزیر گئے زہر یر کو لے کر سامنے نیلم کے آئے نیلم کی زہر یر پر نگاہ پڑی دیکھا
دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے قبضہ شمشیر پر ہاتھ جھومتا ہوا مثل فیل مست نیلم سے بغلگیر ہوا
لیکن آنکھین ابلی ہوئین ابرو پہ بل پڑے ہوے کبر و نخوت چہرہ سے ظاہر نیلم نے گھبرا کر کہا
کیون بھائی صاحب مزاج کیسا ہی صاف چہرے سے ظاہر ہی کہ آمادہ حرب و پیکار ہو آنکھین سرخ
ابلی ہوئین ابرو پہ بل پڑے ہوے چال مین چھل بل زہر یر جادو نے کہا ہمراد شب کو
مجکو شہنشاہ نے بطور مہمان بلایا صبح کو رخصت کیا اسوقت سے میرا یہ حال ہی جی چاہتا ہی کسی سے
لڑون اگر لا الموت ہون تو تلوار کھینچکر جا پڑون دریا دلی کا جوش و خروش ہی بیہوشی کا ہوش ہی بھائی
دخان نے کہا تمہارے ساتھ مین سحر ہو گیا یہ سنکر نیلم جادو سوچنے لگا گھبرا کر جواب دیا ای بھائی مجھے
بھی سحر فراموش ہی یہ کہکے زہر یر جادو کے پاس سے ہٹ گیا دور جا کر کھڑا ہوا اب جو خیال کیا سمجھا

آگیا نیلم سر پیٹنے لگا کہا ای بھائی زمہریر بڑا غضب ہوا تمھارے سایہ مین سحر فراموش ہوتا ہی اب تو
دربار مین شہنشاہ نیلم کے ایک غلغلہ بلند ہوا برائے امتحان سایہ مین زمہریر جادو کے بڑے بڑے
ساحر آتے ہین سحر بھول جاتے ہین کود کر الگ ہوتے ہین کہتے ہین لیجیے اب ہمکو سحر یاد آیا جادو گردن
کو کھیل ہو گیا زمہریر جادو بہت گھبرایا کہتا ہی ای نیلم کوئی تدبیر بتاؤ یہ افراسیاب نے میرے ساتھ
کیا کیا نیلم نے کہا صاف ثابت ہوتا ہی تمھارے جسم مین افراسیاب نے لوح طلسمی رکھدی
یہ تو بڑی دشمنی کی اب مسلمان تمھین کو تلاش کرینگے سکندر بان زادے کے ہاتھ سے کیونکر بچوگے
اگٹھنے جا کر سیماب جادو کا پتہ لگایا گنبد نور مین بچا اندازش ظالم سے جان بچانا دشوار ہی ای بھائی
تم ایک کام کرو سیدھے طرف دریاے نیل کے جاؤ قعر دریا مین جا کر چھپو خبردار کسی شادی غمی مین
نہ آنا صاف صاف کتاب سامری مین تحریر ہی دریاے نیل مین ہمارے ہمزادون کے سر چرخ
مارتے ہین کبھی مخفی کبھی ظاہر تمھارے بھی ہمزاد کا مسکن وہی ہی جب برائے امتحان طلسم کشا برسر
دریاے نیل جائیگا جسکے پاس لوح ہوگی اسکے سر پہ ہاتھ پڑیگا لکھا ہی دوسرا دریا خون کا قریب
دریاے نیل بہیگا معرکہ کشت و خون ہوگا کاتنے بڑے طلسم ہوشربا مین سناٹا پڑ جائیگا اور تمھے
کیا کہون پوتھیون مین سب کچھ مرقوم ہی از روے نیاز طلسم ہوشربا مجھکو سب معلوم ہی یہ بھی لکھا تھا خاندان
کی ہمارے بڑی بربادی ہوگی شہنشاہ لاچین رہائی پائیگا سب سے پہلے ہمکو تمکو تلاش کریگا
کیونکر جان بچائینگے کہان چھپینگے طلسم کشا کے ساتھ بڑے بڑے لوگ ہونگے طلسم کشا پر حال
ذرہ ذرہ روشن ہو جائیگا اور اگر سب کیفیت تم سے کہونگا گھبرا جاؤگے لیں بہتر یہی ہی کہ سیدھے
طرف دریاے نیل کے جاؤ قعر دریا مین چھپو زمہریر جادو بجوس ہوش پراگندہ کہا بھائی صاحب
بڑا غضب ہوا مین بھائی بہنون سے نہ مل سکونگا شادی غمی سب ترک ہوئی نیلم نے کہا کوئی مر جاے
تمھین کیا کام ارے بھائی کیسی شادی کیسی غمی اپنی جان کو غنیمت جانو اندر دریا کے عیش و آرام
مین مصروف رہو سب سامان وہان تمھارے واسطے موجود ہی ہم سب تم سے چھوٹے افراسیاب
نے برا کیا بدون آگاہی یہ حرامزادہ حرکت کر گذرا اب ہمکو کچھ بن نہین پڑتا بیشک زوال طلسم ہوشربا
قریب آیا اسد غازی کے ہاتھ سے طلسم بچنا دشوار ہی اسکا نام کتاب سامری مین لکھا ہی
بانیان طلسم نے تصویر کھینچی سر مو فرق نہین ہی یہی حسب و نسب لکھا ہی اب نظر امون کی

خرابی ہوتی ہیں کر چلے وقت رخصت آیا لشکر غم و الم نے گھیرا سامری جمشید بچاینگے یارو آٹھ پہر
لو جا پاٹ کرو پنڈتوں سے کہو سامنے نیک فالیں جاپ کیا کریں شوالے بنواؤ پنڈتوں کو
سرفراز کرو کتنے برہمنوں کو ہمارے اقلیم سے نکال دو یہ سنگدل آٹھ پہر تھپڑ ڈھلکایا کرتے ہیں کہ
کوئی بڑا بھاری ہاتھی گھوڑا اٹھالے ان حرامزادوں کا ہمارے اقلیم میں رہنا بہتر نہیں ہے اور میں بھی اب
سامان لشکرکشی کرونگا ای برادر زمہریر میں خود تمہاری ملاقات کو آؤنگا تمہاری آمد و رفت معطل ہی ان
باتوں کو سنکر زمہریر جادو کا رنگ سرد متغیر ہے حیران حیران سن سنا رہی ہو گیا آخر شہنشاہ نیلم
سے ملکر رخصت ہوا نیلم نے کہا بھائی راہ میں بھی کسی دربند پر نہ ٹھہرنا ہر شخص کو یہی خواہش ہوگی کہ
پکڑ کے طلسم کشا کے حوالے کردیں سامنے طلسم کشا کے سرخرو ہوں زمہریر جادو نے کہا نہیں بھائی
میں کہیں نہیں ٹھہرونگا قعر دریائے نیل میں جاکر چھپونگا سب سے رخصت ہو کے زمہریر جادو
طرف دریائے نیل کے روانہ ہوا یہ اب جاکر قعر دریائے نیل میں چھپے گا ذکر اسکا بروقت لشکرکشی دریائے
نیل تحریر ہو گا لیکن ازالہ اسباب خانہ خراب بعد جانے زمہریر جادو کے بیٹھکر موچھوں پر تاؤ دیکر
لگا تاج کو کج کیا کہا ای وزیران مملکت و ای مشیران سلطنت کسی کو خبر ہی کہ میں نے لوح طلسمی کو
کیا کیا غضب کو ما بدولت نے لوح کو توڑ ڈالا ٹکڑے ٹکڑے کر کے پر پرواز پیدا کیے اڑکر بر سر دریائے
قلزم پہونچا جس مقام پر طبقہ زمین کا پھٹا ہوا ہے گرداب سکندری اس مقام کا لقب ہے کبھی کسی
جہاز کا وہاں گذر نہیں ہوتا سکندر بمدد ارسطو اس مقام تک پہونچا تھا برج بنوا کر اسپر پیل نصب
کیا اسپر ایک پنجہ آراستہ کر دیا ہمیشہ وہ پنجہ جنبش میں رہتا ہی مراد یہ ہے کہ جہاز والے دور سے دیکھیں
اس جانب نہ جائیں اس مقام پر میں نے جاکر وہ ٹکڑے لوح کے پھینکدیے طلسم کشا سے کہو عمر بھر سر
ٹکرائے کون ایسا دیاو دل ہے کہ وہاں پہونچے اور لوح کو دستیاب کرے چلے جستجو میں اپنی آبرو تو بچائیگا
اب ایکدن میں ان مسلمانوں کو شاد ونگا ملکہ حیرت سامان لشکرکشی کرو مقابلہ اسلامیان میں
جاکر آنزو میں کسی ساحر زبردست کو روانہ کرتا ہوں وہ آکر مقابلہ کرے کہ اب کی مشکلیں بند ہوگئی
سے تھنگا لوح سے بخوبی اطمینان ہوا لوح کو میں نے شاد یا دریائے قلزم میں پھینک دیا ساربان نژاد
کو آگاہ کرو کہ اسد غازی کو لے کر تابہ حد سکندری جائے خوب غوطے کھائے مبتلائے مصیبت بلا ہو
تمام لوح اپنی زبان سے بتلاتے ہیں دریا دلی دکھاتے ہیں دیکھیں بی بہار و باغبان و مخمور کیونکر

جستجوے لوح کرتی مین بہت دیر تک بلبلایا جوش مین بکا کیا لیکن سب کو حیرت ہوئی کہ افراسیاب
نے لوح کو کیا کیا غصہ مین تحفہ نایاب مٹا دیا حیرت جادو تخت پر سوار ہوئی مصور و صورت نگار
کو ہمراہ لیا جمعیت بارہ لاکھ ساحران غدار براے مقابلہ لشکر مسلمانان چلی یہان ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ
اپنی بارگاہ مین مصروف عیش و نشاط ہین کہ ہرکارون نے خبر دی لشکر حیرت بڑے زور و شور سے آتا ہے
سب سردار باہر نکل آئے دیکھا لالہ ابر گلنار پیدا ہوا حیرت جادو تخت پر سوار چار سو سردار پایۂ تخت پر
ہاتھ رکھے ہوے پشت پر لاکھون ساحر حربہ ہاے سحر ہاتھ مین افسون و منتر پڑھتے بات بات مین حیرت
آکر اتری لشکر فرودگش ہوا ملکہ مہرخ نے برق فرنگی سے کہا جاکر خبر لاؤ لوح کا پتہ لگاؤ برق
بصورت ساحر لشکر حیرت مین آیا دیکھا حیرت جادو تخت پر بیٹھی ہے ساحرون سے ذکر کر رہی ہے
لو صاحبو شہنشاہ نے لوح کو مٹایا خاک مین ملایا اب رازداران طلسم اسد غازی کو لے کر سفر
دریا کرین حد سکندری تک جائین غوطے خور مقرر ہون غوطے لگائین تہ سے لوح کے نکالین فتح
طلسم کرین برق یہ خبر وحشت اثر سنکر بارگاہ ملکہ مہرخ مین آیا تمام کیفیت لوح بیان کی رنگ
روے اسد متغیر ہو گیا بہار کو بھی اختشار ہوا مگر خواجہ عمرو نے کہا جھک مارتا ہے وہ بیشتر بھی
کہتا تھا میرے طلسم کی لوح نہین ہے آخر عنایت پروردگار سے جستجو کی لوح دستیاب ہوئی یہ خوب
یقین کامل ہے کہ اب افراسیاب نے لوح کو مقام محفوظ پر رکھا ہوگا انشاء اللہ تلاش کرینگے
اہل اسلام اس تدبیر مین حیرت جادو اس فکر مین کہ افراسیاب جادو کسی ساحر زبردست کو
روانہ کرے طبل جنگ بجے دونون لشکرون کا حال وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان زلزلہ قاف ثانی سلیمان صاحبقران عالی شان کہ
لقا بدار زرین پوش سے رخصت ہوکر طرف لشکر اسلام کے چلے ہین اور روانہ
ہونا سفر ور آتشبار جادو کا براے مدد زمرد شاہ باختری و دیگر حالات متعلق
داستان کے بیان ہوتے ہین ساقی نامہ افق لکھنوی

آنکھ اے مرشد مستان کھول
چھینٹا منہ پر شراب کا دے
شیشے سے شراب ناب نکلے

بیدار ہو دیدہ و کان کھول
سجدے کو جھکے سر خم مل
اس شرق سے آفتاب نکلے

قسمت مری سوتی ہے جگا دے
ہو بانگ اذان صدائے قلقل
چلو مین شراب تر بھرون مین

گلگون کف دست کو کرون مین
سنجن کو ہی مری کا درد کافی
دے توڑ کے شاخ گلبن تاک
غائب ہوا صبح کا ستارا
صد چاک ہی صبح کا گریبان
آواز جرس جگا رہی ہی
سرخاب نے غم کی رات کاٹی
گم مثل شرر ہوا چمک کے
وہ بانگ اذان ہی شب کو
تارے تھے جو دیدۂ فلک کے
ہی بہر وضو کے گل وہ پانی
گل لحن بلبل سے مست ہی
انگلی کی طرح چٹک رہی ہی
ہر گھر مین کھلین درون کی آنکھین

دے ساغر بادۂ دل آرا
رومال شراب کی ہو صافی
کلی کو شراب مشکبو دے
ظاہر ہوا مہر عالم آرا
آنکھین ملتے مین غنچۂ تر
شاخون کو صبا بلا رہی ہی
جو چاند کہ مار شب کا من تھا
جگنو کی طرح چھپا چمک کے
کہتے تھے جنھین چراغ کے پھول
تارے وہ نہان ہوئے جھپک کے
باغون مین نسیم چل رہی ہی
ہر مرغ کو بھیرون کی دھن ہی
پنہان ہوئے اوس چاٹ کر مار
اندھی ہوئین شب پرہ کی آنکھین
جوگی جل بسین کر کے اٹھے

مینا کی طرح کرون غرارا
دانتون کو ہی اشتہا مسواک
صہبائے سبو ہے وضو دے
پرزے پرزے ہی گل کا دامان
چھینٹے دیتی ہی اوس منھ پر
مرنے رہ التفات کافی
وہ چاند کہ شمع انجمن تھا
جو شور تھا پاسبان کا شب کو
وہ نغمے سے دماغ کے پھول
شبنم تھی جو محو درفشانی
پریون کی طرح مچل رہی ہی
ہر ایک کلی مہک رہی ہی
ذرون کا ہوا نصیب بیدار
سوئے ہوئے رات بھر کے اٹھے

غزل حسب مضمون مقام

نکلی جو تن سے جان حزین کی خطا نہ تھی
فرقت نے یہ سکھایا کہ رہنے کی جا نہ تھی

آتش شعلے نے لپٹ کے سراپا جلا دیا
وہمات بھی میرے داغ جگر کی دوا نہ تھی

نزدیک صبح ہنس کے وہ سویا سر مزار
ہر چشم ناز یار بجز شمع وا نہ تھی

تو وہ ہی جسکے دل مین زمانے کی ہو جگہ
مین وہ ہون ایک جسکی ترے دل مین جا نہ تھی

دل سے کمر کے ہونے کا مٹتا خیال کب
نقصان پاس وہم کی میرے دوا نہ تھی

ای شوق ذبح تو نے ابد تک جدا کیا
دم بھر بھی تیغ یار سے گردن جدا نہ تھی

خجلت سے ہو گیا ہی مس سرخ زرد رو
کب کیمیا وہ تھی جو تری خاک پا نہ تھی

کیا جانے کیون ڈرا کیا اپنا دل سیاہ
سایہ تو اپنا سمجھا ہی پر ہی یہ میری روح
پھرنے لگی نگاہ بھی یون مین قضا کی شکل
ایسا ہی مجھ دوست نہیں اشک گر پڑے
نرگس نے دیدے پھاڑ کے تسے لڑائی آنکھ
باد بہار ہجر مین صبح کا گئی سوا
ہر ہوے جسم شعلہ ہی آندھی سے عشق کے
اس گل اندیدہ دل کو چمن مین جلا گئی
دل کی نہ لو بجھائی نہ سلگائی چشم تر
ای مہر وش کبھی نہ کیا ہو لگر بھی رحم
دونون طرح رکھا ہین غفلت مین عشق نے
زخم جگر وہ تھا کہ نہ مرہم ملا کہین
صحبت سے روگ نالہ کشی کا لگا ہی پھر
صحبت ہی روز حشر تلک ای عشق اب مین
آئی قضا جو ہجر مین مجکو نہ ہوش تھا
ای گل درآے سنگ مین کانٹا محال ہی
مارا تھا تیر تاک کے پر لے اڑی ہوا
دنیا سے بیوفا سے محبت نہ مین نے کی
تربت مین بھی وہی شب تاریک ہجر ہی
صیاد آپ اپنا دل کی کشش سے شکار کو
نکلا قبول باغ سے جامے کو پھاڑ کے

زلف رسلے یار تھی کالی بلا نہ تھی
ای جان سچ بتا مجھے الفت تھی یا نہ تھی
آنکھ اپنی مشکر ہد سوے ناز و ادا نہ تھی
سب قہقہے لگاتے تھے گویا بکا نہ تھی
نور ایک سمت آنکھ مین مطلق حیا نہ تھی
ہوتا چراغ داغ گل ایسی ہوا نہ تھی
سارے چراغ گل تھے یہ جبتک ہوا نہ تھی
باد سموم تھی مرے حق مین صبا نہ تھی
تھی آگ پانی خاک مین داخل ہوا نہ تھی
کیا تیرے ساتھ خلقت مہر و وفا نہ تھی
تم مین تمھارے حسن کیصورت وفا نہ تھی
دل کو ہا وہ درد کہ جسکی دوا نہ تھی
یہ ای طبیب عین مرض تھا شفا نہ تھی
جان بخش تھی مسیح تھی اپنی قضا نہ تھی
آنے ہی تیرے ہوش جو آیا قضا نہ تھی
مجھ زار کی جگہ ترے دل مین بجا نہ تھی
اس ترک کی خطا نہین میری قضا نہ تھی
قابل نگاہ کرنے کے یہ بیوا نہ تھی
ہمکو فنا ہوئی مگر اسکو فنا نہ تھی
مژگان کی نیس تہ نگہ کا نشان نہ تھی
خوشبو ترے لباس سے گل کی قبا نہ تھی

چہرہ داستان۔ مسافران علوم فسون سازی و نیرنگ سازان شعبدہ پردازی ہوم خانہ مین
تحریر و تقریر سے مجکو یون معروف جنگ سحر سازی ہوتے ہین شعر مصنف

سخن پیرائے این شیرین حکایت	جنبش تحریر ساز د کلک حیرت

افراسیاب جادو بعد روانہ کرنے ملکہ حیرت کے باغ سیب میں مصروف عیش و انشاط نازنینان
مہ جبین ہو اجسام وہ ہو گردش میں آیا فتح جنگ حج و عمرہ کی کوشش میں تھا کہ آسمان پر برق
جیکی ملازم اہالیان دربند نے نامہ ہاتھ میں دیا افراسیاب نے پڑھا طرف سے لقا کے تحریر
ہے او بندۂ خاطی او مغضوب درگاہ خداوندی غضب سے قدرت کے نہیں ڈرتا قدرت
کو تیرے اقلیم میں آئے ہوئے عرصہ دراز گذرا اب تک برائے قدمبوسی قدرت نہ آیا تمام طلسم تیرا
خاک میں ملا دونگا نقش طلسم ہوشربا مٹا دونگا جس ساحر کو سمجھتا ہے غرور کرتا ہے قدرت اُسکو
غارت کر دیتے ہیں قدرت کو کسی کا غرور پسند نہیں ہے اب اگر خود برائے قدمبوسی نہ آئیگا
ہاتھ سے میرے بندۂ خاص عمرو کے مارا جائیگا افراسیاب جادو نامہ پڑھکر کانپ گیا کہا صاحبو
غضب ہے ساری خرابیاں اسی وجہ سے ہیں کہ قدرت ناراض ہیں بادولت کو بڑے اغماض میں
اگر تنہا جائیں لیاقت کے خلاف اگر سامان لشکر کشی کریں گا وہ میں باں لشکر بادولت نہ سنبھال سکے
آب و آذوقہ راہ میں ممکن ہو لیکن آخر کسی وقت جاؤنگا چشم زدن میں کل مسلمانوں کو مٹا دونگا پھر
مشیروں کی جانب متوجہ ہوا کہا یارو تم میں کوئی ایسا ہے کہ برائے مدد خداوند لقا جائے مسلمانوں کو
قتل کرکے قدرت کو بالائے قیطول پہونچائے یہ آفت طلسمی بھی دفع ہو قدرت مجھے تقدیر
کر دیتے ہیں نہ کچھ سمجھتے ہیں نہ بوجھتے ہیں مگر یارو جو کوئی جائے خیال رکھے دربار قدرت میں جاکر
غرور نہ کرے مشیران افراسیاب سے ایک ساحر غدار مغرور آتشبار قہر و غضب میں آکر اٹھا کہا اے
شہنشاہ گیتی ستان یہ حقیر جائیگا ہر چند کہ نام مغرور ہے بزرگوں کی عقل کا قصور ہے کیوں ایسا
نام رکھا غلام کے دل میں کبر و نخوت کی جگہ نہیں منکسر مزاج خاکساروں کے سر کا تاج اگر کوئی
غلام کو ہزار گالیاں بھی دے تو بھی نہیں بولتا شہنشاہ نہ گھبرائیں غرور کا ذکر نہ آئیگا غلام اُنکو
قدرت کو بالائے قیطول پہونچائیگا افراسیاب نے کہا اے مغرور آتشبار دو باتوں کا خیال
رکھنا ایک تو عیاروں سے بچنا شاگردان عمرو و فرزندان خواجہ ناسور ایک ایک بلائے روزگار
مکار غدار دوسرے صاحبقران زمان صاحب اسم اعظم الٰہی مورد فیوض نامتناہی سے اپنے کو
اُنسے بچانا جبتک تدبیر بند کرنے اسم اعظم کی نہو مقابلہ میں حمزۂ عرب کے نجانا لڑ جانا تک ہو سکے

سب سے پیشتر امیر اعظم حمزہ نامور بند کرنا تب طلسم خجلی ہوا نا حرص کی عیارون کی کیا حقیقت ہے امیر
اعظم حمزہ کی تدبیر کرونگا اسی ہفتہ مین قدرت کو بالائے قیلول پہونچا کے حاضر ہونگا یہ کہکے لطیف سحر
بجائی بارہ ہزار ساحران غدار کو اپنے ساتھ لیکر تخت پر سوار ہوا طرف لشکر اسلام کے چلا یہان
صاحبقران زمان بعد عظمت و شان نقابدار زرین پوش سے رخصت ہو کر مع لشکر کوہیان طرف
لشکر ظفر اثر کے چلے تھے دو منزل کوہ عقیق باقی تھا ایک صحرائے سبزہ زار مین آکر فروکش ہوے
مگر نہایت تعجیل کر ایک شب سے زیادہ کسی مقام پر نہ رہتے ہون لشکر مین پہونچین بارگاہ استادہ ہوئی
ممتاز کوہی و بہرام گرد بن خاقان چین و مقبل وفادار ہمراہ بیرون بارگاہ جلوہ فرما صحرا کی کیفیت
مین مصروف تھے یکایک سامنے سے صدائے گریہ وزاری بلند ہوئی دیکھا آگے ایک نوجوان سر و پا برہنہ
پشت پر کئی سو ملازم غلامان ترکی و رومی زخمدار بیزار روتے پیٹتے چلے آتے ہین صاحبقران نے مقبل
سے اشارہ کیا ان سبکو ہمارے سامنے لاؤ کسی نے انکو صدمہ عظیم پہونچایا مقبل نے جا کر اس جوان سے کہا
اے شخص چل تجکو صاحبقران بلاتے ہین نام صاحبقران سنکر وہ جوان افسر سامنے صاحبقران کے آیا
قدمون کو بوسہ دیا عرض کی اے شہنشاہ فریاد از دست قزاقان غلام کو حضور نے نہین پہچانا مجکو
آپ نے بیٹا کیا یعنی خواجہ آشوب و خواجہ بہلول پردہ قاف مین جو آپ کے ہم سفر رہے تھے بقدر
آپ نے انکو جواہرات دیا کہ ہر شہر و دیار مین تجارت کرتے ہین حضور کی محبت کا دم بھرتے ہین انکا
گماشتہ ہون سہیل بازارگان نام اس وقت پر خطر سے گذرا سر سنگ قزاق نے مال و خزانہ لوٹ
لیا غلام مرے سب زخمی ہوے ہم سب کو گرفتار کر کے قزاق لے گئے تھے آج پنجل چھوڑا ہے سنکر
صاحبقران کو نہایت غصہ آیا سہیل کو ایک خیمہ مین جگہ دی ملازم واسطے خدمتگاری کے مقرر کیے
فرمایا انشاء اللہ بوقت سحر جا کر اس دزد مکار سے سمجھا تو نام اپنا صاحبقران زمان نہ پایا یہ تو خاص
مال اپنے ہمارا ہوا شب بھر صاحبقران بیقرار رہے بوقت سحر بعد نماز سلاح پیغمبران ذات پر آراستہ
کیے پشت اشقر دیوزاد پر سوار ہوے یکہ و تنہا طرف سر سنگ قزاق کے چلے سردارون نے
عرض کی غلامان جانباز کو ہمراہ لیجیے سر سنگ قزاق بہت زبردست ہو فوج بھی بحساب ہے بڑے
بڑے شاہان جلیل کے اسنے خزانے لوٹے رستہ اسطرف کا تباہ کر دیا صاحبقران نے فرمایا مین
کسیکو ساتھ نہ لونگا یکہ و تنہا جا کر اسکو سزا دونگا مزاج صاحبقرانی سے سب صاحب واقف ہین مگر

جھکا کر خاموش ہوئے صاحبقران طرف صحرا کے چلے یہان سرہنگ قزاق سرکوہ پر چھپا ہوا
گرد تمام قزاق جنگل کی جانب سب کی نگاہ آیند و روندگی فکر لوٹ لینے کا ذکر ایک نے دیکھا ایک
جوان دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوئے مرکب بیمثل زیر ران سلاح بے نظیر خود الماس نگار بر
زرہ لاکھون روپیہ کی قیمت کی زیب جسم انور دیکھنے والے نے کہا ای افسر ہوا ایک سونے کی چڑیا آئی
ہی چلو شکار کرین سرہنگ نے سر اٹھا کر دیکھا بہت خوش ہوا کہا گھوڑا بے مثل ہی ایک نے کہا
بنگاہ غور دیکھیے گھوڑا تین لاکھون کا ہی سرہنگ نے کہا مین منظور ہی پہلے ہماری نگاہ پڑی ہی ایک
نے کہا مین صاحب جوہر ہون تلوار مین لونگا اس جوان کو دم دونگا دوسرے نے کہا مین جھک کے
کمان دوش سے اتارونگا سیلا تیر بر تو دُعا آرزو پر تا سری عرق ہوتا ہی ایک نے کہا مین اس جوان
کا دل دکھاؤنگا تیرہ چھین لونگا سرہنگ نے کہا یارو یہ تو بڑا کوئی شاہ جلیل ہی جرأت مین
بے عدیل ہی دریاے جواہر مین غوطہ زن ہی ظاہر مین بڑا صعب شکن ہی ایک قزاق بل کرتا ہوا اٹھا
نیزہ ہاتھ مین لیا گھوڑے پر سوار ہو کر پہاڑ سے اترا صاحبقران حیران چار جانب دیکھتے
ہین کہ وہ قزاق سرکش کہان ہی اتنے مین آنکھون سے نہان ہی کہ ایک طرف سے آواز آئی یہان
سپاہی صاحب جانیوالے ٹھہر جاؤ صاحبقران نے پلٹ کے دیکھا ایک جوان گھوڑے پر سوار
نیزہ ہلاتا ہوا آتا ہی بالاے کوہ بہت سے قزاق جمع ہین صاحبقران پر سب کی نگاہ پڑی کوئی جال
کی تعریف کرتا ہی کوئی جواہر کو تاک رہا ہی صاحبقران نے فرمایا ای جوان کیا ہی کیون روکا اُسنے
کہا لیس گھوڑے پر سے اترو ہتیار کھولکر رکھدو سیدھے اپنی جان بچا کر چلے جاؤ صاحبقران نے
مسکرا کر فرمایا ہماری خطا کیا ہتیار دینے کا کیا باعث اُسنے کہا ای جوان یہ بیشہ شیران ہی دیکھ پہاڑ
پر مجمع قزاقان ہی کسی نے تجکو منع نہ کیا صبح کو ادھر چلا آیا جان کو غنیمت جان مین تیرے حال پر
رحم آیا صاحبقران نے فرمایا ہمبھی کیسے سپاہی ہو ہمارے ہتیار چھینتے ہو ہم تو بے لڑے بھڑے
نہ دینگے سب اپنے بھائیون کو بلا لو افسر کو پکارو جب تو وہ قہقہہ مار کر ہنسا سرہنگ سے
پکار کر کہا ای افسر یہ جوان طالب جنگ و جدل ہی کہتا ہی ہتیار دینا سپاہگری مین خلل ہی حکم ہو تو
سمجھا دون نوک نیزہ پر اٹھا لون سرہنگ نے کہا زندیہ بہ زندیہ وہ جوان مثل شعلہ جوالہ نیزہ ہلاتا ہوا اپنا
بڑھاتا ہوا قریب پہونچا سینہ بے کینہ بیباک کے نیزہ مارا صاحبقران نے سنان نیزہ کو بچا کر

گلو گاہ پر ہاتھ ڈال دیا چھین کر نیزہ یون پھینکدیا جیسے کسی طفل سے نیشکر چھین لیتے ہین نیزہ جو نکلگیا
قزاقون نے بہادر سے طعن کی غصے مین آ کے تلوار کھینچی صاحبقران پر ہاتھ مارا امیر نے بازو
بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ایک طمانچہ بقہر و غضب مارا سراش خود سر کا چنبر گردن سے اڑگیا لاشہ
دھڑ سے زمین پر گرا اب تو سرہنگ کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا مثل فیل مست چنگھاڑتا ہوا
کرگدن پر سوار ہوا پہاڑ سے اترا پشت پر بارہ ہزار قزاق لیکن سرہنگ نے سب کو منع کیا
تم کوئی دخل نہ دو میرے قوت بازو کو اس جوان نے مارا اپنے ہاتھ سے سزا دونگا اس عذاب الیم
سے مارونگا کہ ماہیان دریا در فغان ہون اُسکے حال زار پر وہین مجکو رحم نہ آ سکے گینڈا اچکا کر سامنے
صاحبقران کے آیا آتے ہی تکاور زن ہوا اشقر قدم مرکب صاحبقران سات قدم گینڈا اُسکا ہٹا
پٹھون پر گینڈے کے جا رہا مشکل تمام اپنے کو روکا تلوار کھینچکر جا پڑا سب قزاق تماشا دیکھ
رہے ہین سرہنگ و صاحبقران سے تلوار چل رہی ہر دو تین وار رد و بدل ہوئے تھے کہ صاحبقران
نے کلائی پر سرہنگ کی ہاتھ ڈال دیا سرہنگ لپٹ پڑا اسی طرح لپٹے ہوئے زمین پر آئے
کشتی ہونے لگی سب قزاق حیران کہ یہ جوان کون ہے ہمارے افسر سے برابر لڑ رہا ہے پہر بھر کامل
کشتی ہوئی صاحبقران زمان نے قہر و غضب مین نعرہ کیا سرہنگ کو لے دوڑے سترہ اٹھارہ
قدم ریل کر لائے دونون بازو تھام کر پٹکا مارا دونون گھٹنے سرہنگ کے آشنا زمین ہوئے
قصد ہوا کہ لنگر قائم کرون صاحبقران لنگر کب قائم ہونے دیتے ہین کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا
سر سے بلند کیا زمین پر دے مارا چارون شانے چت گرا کود کر امیر چھاتی پر سوار ہوئے فرمایا
او سرہنگ حالا در شناختی پروردگار چہ میگوئی سرہنگ حیران کہا ای جوان نام نامی سے
اپنے آگاہ کر صاحبقران نے کہا ای سرہنگ قزاق آگاہ ہو منم زلزلہ قاف ثانی سلیمان دانا نوشیروان
سرکوب زمرد شاہ باختری نام نامی صاحبقران سنکر سرہنگ گھبرا گیا عرض کی اگر شہریار تا زندہ ام
بندہ ام دل مین سوچا ای سرہنگ اگر سرکشی کرونگا زندہ نہ بچونگا جان بچاؤ دم تدبیر مین
اسکو بخشواؤ کر کے قدمون پر گر پڑا دلمین کینہ رکھکر مسلمان ہوا اس عرصے مین سرداران صاحبقران
بھی فرداً فرداً آ پہونچے صاحبقران نے فرمایا ای سرہنگ تو نے ان سوداگرون کا مال لوٹ لیا
جلد جوا ملکر جن کی آنکھون سے خدمتگزاری کرونگا بالائے کوہ تشریف لیجلیے دعوت قبول کیجیے

ممتاز کوہی نے ہر چند کہا ای شہریار یہ قوم کا قزاق ہے حضور سے وبال اتفاق ہو مال تاجرون کا لیا
اب طرف لشکر ظفر اثر کے کوچ کیجیے صاحبقران نے فرمایا دلشکنی مجھکو اسکی گوارا نہین مال تاجرون کا
اسی وقت دلوا دیا وہ دعائین دیتے ہوئے رخصت ہوئے سرہنگ مکاری صاحبقران کو مع جملہ
سرداران نامی بالاے کوہ لایا قلعہ مین بڑھوا صاحبقران زمان داماد نوشیروان نے سرہنگ لوای
کو سلطان کیا قلعہ مین تشریف لاتے ہین تمام اہالیان شہر براے زیارت جمال انور جمع ہونے لگے گلی
کوچے معمور ہو گئے لیکن سرہنگ قزاق ایک گوہر بے بہا کاشانہ عفت مین رکھتا ہے خوشرو خوشخو
سیمتن غنچہ دہن خورشید خد نامی ملکہ صنوبر قد لیکا ایک کنیزون نے آکر عرض کی آپ کے والد
نامدار کو صاحبقران نے زیر کیا سلطان ہو کر قلعہ مین لاتے ہین سب لوگ براے تماشا جاتے ہین
صنوبر قد اکڑتی ہوئی اٹھی بالاے قصر آئی دیکھا زن و مرد کا تمام بازار مین جماؤ ہے تھوڑی دیر کے
بعد دیکھا سرہنگ قزاق چوب چاق ہاتھ مین لیے ہوے اہتمام سواری مین مصروف تمام
قزاق پرے جماے ہوے بیچ مین صاحبقران زمان رعب و دبدبہ چہرۂ اقدس سے عیان خود
زرین بالاے سر زرہ داؤدی زیب جسم انور کمان کیانی بالاے دوش ہزار تیرون کا ترکش مثل
دُم طاؤس بائین جانب آنکھین رشک غزال آفتاب جمال فر و شوکت چہرے سے عیان فخر
رستم و سام و نریمان جمال اقدس دیکھکر بے اختیار آہ کی ہاتھ کلیجے پر رکھ لیا کمان خانہ ابروے
صاحبقران سے تیر مژگان چلے تو وہ دل پر لب معشوق ہوے نگاہون کی چھریان قلب پر چلین
سینہ مین اسکی سلطان عشق کی ملک قلب پر چڑھائی صبر و طاقت نے شکست کھائی غش کھاکے
گری کنیزون نے ہاتھون ہاتھ اٹھا لیکر محل مین آئین گلاب وغیرہ چھڑکا ہوش آیا مگر خاموش بجر
محبت کا جوش حیران حیران چہار جانب دیکھتی ہے دل کا عجیب حال آنکھین محبت صاحبقران
مین لال چہرہ مائل بزردی ہونٹھون پر خشکی آنکھون مین تری حواس مین ابتری یہ مہ جبین تو اس
حال پر ملال مین خاموش بیٹھی ہے کنیزون سے ہر چند پوچھا کچھ جواب نہ دیا جب کنیزون نے بہت
حیران کیا یہ کہدیا صاحبقران نے ہمارے باپ کو زیر کیا اب نہین معلوم ملک و مال کی کیا
تدبیر ہو مجکو اسی بات کا غم ہے اسوقت زیادہ کلام نہ کرو بلکہ بارگاہ مین جاکر خبر لاؤ دیکھو کیا ہوتا ہے یہان
کا بادشاہ اپنے کسی سردار کو کرتے ہین باپ کو ہمارے ہمراہ لیجائینگے یا یہین چھوڑینگے یہ خبر مفصل

جاکر لاؤ کئی کنیزین مردانے کپڑے پہنکر چلین یہان سرہنگ قزاق صاحبقران کو لیے ہوئے
اپنی بارگاہ مین لایا بمقام صدر پر بٹھایا چند سردار صاحبقران کے ساتھ ہین باقی لشکر زیر کوہ
فروکش ہوا اتفاق سے بہرام گردین خاقان چین رفیق قدیم صاحبقران صاحب شوکت و
شان بہ لشکر مین رہ گیا ممتاز کوہی و مقبل وفادار و دیگر چند سردار صاحبقران کے ساتھ مین
سرہنگ کو فکر ہی کہ اس سرکش کو گرفتار کرون سزاے معقول دون فوراً محفل عیش و نشاط
آراستہ کی ساتھ والے اُسکے مکار غدار اشارے پر لگے ہوے ہین جب ہنگامہ محفل گرم ہوا
اُس بیحیا نے شراب مین بیہوشی ملائی ایک جام اپنے ہاتھ مین لیا تسلیم کر کے سامنے آیا عرض کی آپ
جام کو نوش فرمائیے غلام کی آبرو بڑھائیے صاحبقران صاف باطن اُسکے مسلمان ہونے سے مطمئن مسکرا کر
جام نوش فرمایا کہا او بہادر بیٹھو تکلیف نہ کرو کہا نہین اے شہریار آج اگر کلاہ فخر تا بعرش پہونچاؤن
زیبندہ و سزاوار ہے آپ ایسا بہادر نامی و نامدار صاحب جاہ و وقار اس ذرۂ بیمقدار کو سرفراز کرے کیونکر
نہ بیجا اپنے مرتبہ پر ناز کرے صاحبقران نے شرما کے سر جھکا لیا اب سنیے پلٹ کر وہی شراب
سرداران صاحبقران کو پلائی چند عرصہ مین بیہوشی نے تاثیر کی صاحبقران گھبرا کر اُٹھے اُٹھ کر گرے
مع ساتھ والون کے بیہوش ہوے سرہنگ نے نعرہ کیا آتشگرون کو بلایا صاحبقران کو سلسل
و طوق کیا قیدخانہ مین بھیجا قصد ہوا کہ جا کر لشکر صاحبقران کو تباہ کرون لیکن کنیز ملکہ صنوبر قد
روانے کپڑے پہنے ہوئے دربار مین پہلے سے خبر آئی تھی کل معاملہ اپنی آنکھون سے دیکھا گھبرا کے
پلٹی ملکہ صنوبر قد باغ مین مثل ہما ہی پر سیر و گل و لالہ سے دل بیزار آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے
دل سے باتین کر رہی تھی کہ اے صنوبر قد عشق کا انجام کیا ہوگا کجا ذرہ کجا خورشید عالم داماد نوشیروان
صاحب جاہ و حشم جیکا لواے شوکت از پردۂ دنیا تا بہ قاف سرفراز دو بیٹیان نوشیروان کی آگے
عقد مین آ چکی ہین ایک عقد پردۂ قاف مین کیا بادشاہ پریزادان نے اپنی دختر
ملکہ آسمان پری فخر زہرہ و مشتری شرف اپنا جانکر عقد مین اُنکے دی مجھ ایسی ہزارہا کنیزین
محل مین پڑی ہونگی بس میری رسائی کیونکر ہو اے دل خانہ خراب کیون پیچ و تاب ہے لیکن افسوس
دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل سنگ بے درد عشق سے ٹوٹا صبر و تحمل دشوار ہے عقل
کو کہان قرار آتش عشق شعلہ در گرمی محبت سے درد جگر اس خیال مین تھی کہ کنیز دوڑی ہوئی سامنے آئی

عرض کی حضور غم و الم کو دل سے دور کریں سامان عیش و سرور کریں آپ کے باپ جہاندیدہ گرم و
سرد عالم چشیدہ مکر سے مسلمان ہوے تھے بیہوشی پلا کر صاحبقران کو پکڑ لیا قید خانے میں بھیجا اب
تیاری ہے کہ وہاں فوج کو لوٹنے جا کر تباہ کریں مال اسباب لوٹ لیں کمربندی ہو رہی ہے یہ خبر وحشت اثر مثل
تیر دلدوز جگر پر سوز پر پڑا مطلب زخمی ہوا حیران ہو کر کنیز کی جانب دیکھا کہا سچ کہتی ہے عرض کی حضور
میرے سامنے گرفتار کیا حضور کے محل کی پشت پر جو مکان پختہ ہے اسی میں قید کیا سو جوانان صف شکن
برائے نگہبانی قرار پائے ہیں کوٹھے سے چڑھ کر ملاحظہ فرمائیے کمربندی لشکر میں ہو رہی ہے جا کر
بر سر لشکر حمزہ فیناشین برپا کرینگے لڑائی کا تماشا چل کر ملاحظہ فرمائیے قریب تھا طائر روح قفس جسم سے
نکل جائے ضبط کر کے مع چند کنیزیں قصر پر چلی دل سے کہتی ہے ای فلک کج رفتار و ای گردون نا ہنجار یہ
کیا خبر وحشت اثر سنائی ایسا شیر دل جلیل و رئیس یوں گرفتار پنجہ تقدیر ہوا دیکھیے اب کیا ہوتا ہے ملکہ
تو گھبرا کر کوٹھے پر آئی لیکن بہرام گردن خاقان چین انتظام لشکر میں مصروف ہے ایک ہرکارے نے
آکر خبر پہنچائی ای پہلوان دوران وای گرشاسپ جہان صاحبقران قلعہ میں جا کر قید ہو گئے
سرہنگ نے مکر کیا بیہوشی پلا کر پکڑ لیا یہ سنکر بہرام غصے میں کانپنے لگا سلاح جسم پر آراستہ کرنے لگا
سرداروں نے پوچھا کیا قصد ہے کہا یارو قصد کیا ابھی جا کر جان دونگا قلعہ میں دریائے خون بہاؤنگا
ایسا نہو یہ چور دزد مکار صاحبقران نامدار کو قتل کر ڈالے لوگوں نے عرض کی غلام ساتھ ہیں
ہمارا آقا ممتاز کوہی بھی جا کر قید ہوا اسی وقت لشکر میں قرنا پھونکی چشم زدن میں لشکر تیار ہوا
بہرام لشت مرکب باد رفتار پر سوار ہوا ساٹھ ہزار فوج لیکر چلا لحوظ خاطر ہو سوا پہر دن باقی ہے جب وقت
بہرام جلوہ کر کے چلا نوبت نقارہ بجتا ہوا علمہائے زرنگاری کے پھریرے کھل گئے شیران دشت نبرد
صفیں جما کر چلے صدا نوبت نقارے کی جو بلند ہوئی یہاں سرہنگ قزاق تدبیر کر رہے
تھے کہ دن کو قلعہ سے نکلنا مناسب نہیں ہے رات ہوئے تو شبخون ماروں کہ ایک ہرکارے
دوڑے ہوئے آئے عرض کی ای شہریار حضور نے بڑا دھوکا کھایا اور سرداروں کو آپ قلعہ میں لائے
لیکن سردار جلیل بہرام گردن خاقان چین جلالت آئین رفیق قدیم صاحبقران لشکر میں رہ گیا
اُسنے جو خبر پائی کہ آقا کو ہمارے گرفتار کر لیا ہمارے نے ہر کمر باندھ کر مع لشکر طرف قلعہ کے آتا ہے صدا
نوبت نقارے کی آرہی ہے نہیب شمشیر مردان عالم سے زمین تھرا رہی ہے سرہنگ نے گھبرا کر کہا

حقیقت میں یہ خیال نہ تھا میں سمجھا سب سرداروں کو صاحبقران ساتھ لائے ہیں کیا خبر تھی کہ بہرام
گرد لشکر میں رہ گیا جلد خندق پر آب کرو دروازہ قلعہ کا بند ہو توپیں مارو یہ کہتا ہوا بالائے قلعہ آیا
پل تختہ اٹھا لیا دروازہ قلعہ کا بند کیا سامان جنگ سے قلعہ آراستہ ہے دوربین ہاتھ میں لے کر دیکھا
تیغ گرد بلند آگے بہرام پشت پر کوہ بیابان نانام جب فوج زد پر پہونچی سرہنگ نے ہوائی داغی
یہی نشان تھا گولا اندازوں نے توپوں کو سیدھا کیا نہیں معلوم کان میں کیا پڑھ کر پھونکا توپیں
سرکیں گرجیں آگ اگلنے لگیں زمین کانپی آسمان شعلہ بار نے آگ برسا دی فوج اسلام جو بڑھی
آتی تھی کئی ہزار اڑ گئے فوج کے پاؤں اکھڑے دور جا کر ٹھہرے سرہنگ نے کہا دیکھو کیوں گولہ
قضا کا پڑا لشکر مسلمانان کا کیا حال ہوا گولا اندازوں نے ہاتھ روکا دھواں برطرف ہوا دیکھا
فوج اسلام دور جا کر ٹھہری سرہنگ نے حکم دیا خوشی کے نقارے بجنے لگے قزاقوں نے غل مچایا مارا
مسلمانوں کو بھگا دیا بہرام گرد نے جو یہ معرکہ دیکھا گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو کے قبضہ
پر ہاتھ ڈالا اہالیان فوج سے فرمایا آپ لوگ تامل فرمائیں جب میں قلعہ کا پھاٹک جا کر توڑ دوں اس وقت
تم سب صاحب آ جانا اس پیر زمین گیر کا تماشا دیکھو یہ بوڑھا غلام صاحبقران کا کیا کرتا ہے اہالیان
فوج تھے بہرام گرد نے مرکب بڑھایا آواز دی اے قزاقان بے حیا آکر سزا دیتا ہوں یہ کہکر طرف قلعہ
کے چلا قزاقوں کے ہوش اڑ گئے کہا کیا دل گردہ ہے توپ کے منہ پر آتا ہے سرہنگ قزاق
نے کہا گولے مار دو کوئی تو گولہ قضا کا پڑیگا توپیں فیر ہوئیں گولے مثل اولے کے برسنے لگے رنگ
کی بجلی چمکی دھوئیں کا آسمان تیرہ و تار ہوا لیکن بہرام شیر دل گھوڑے کو تیز کرتا ہوا گرز ہاتھ میں
کبھی پشت مرکب پر کبھی زیر شکم مرکب کبھی ایک رکاب پر اپنے کو گولوں سے بچاتا ہوا گھوڑے کو کاوا
ایڑن پر لگاتا ہوا کبھی داہنے پر نکل گیا کبھی بائیں پر دور جا کر دم لیا پھر وہاں سے جھپٹا گھوڑے پر
کود گیا گولوں سے بچکر نکلا پلنگانہ برابر خندق کے پہونچا نعرہ شیرانہ کیا نعرہ بہرام گرد

منم گرد بہرام خاقان چین	کہ از ہیبت من بلرزد زمین
غلام اسپہر عرب ذوالفقار	یل صف شکن نامور نامدار

نعرہ بہرام گرد کی صدا جو بلند ہوئی زمین قلعہ کی کانپی سرہنگ گھبرایا کہا یارو تامل کرو دور قلعہ
سے آواز نعرہ کی آتی ہے اب جو ہاتھ روکا روشنی ہوئی دیکھا بہرام گرد برلب خندق کھڑا ہے

وقصد ہی خندق فراؤن پھاٹک جا کر توڑدون اہالیان فوج نے دیکھا کہ سردار ہمارا تا بہ قلعہ ہوگیا
توپ چلنی ہوئی بھی سب نوبت نقارے بجاتے ہوئے چلے گھوڑون نے طرارے بھرے صدائے تکبیر
ساتھ لیے سہ رنگ نے جو یہ معاملہ دیکھا ساری قزاقی بھولا ہوش و حواس پراگندہ کہا یارو اب
کیا کرون اور ملکہ صنوبر قد اپنے بام سے یہ سب سیر دیکھ رہی تھی کنیزین پشت پر جرأت
بہرام گرد دیکھکر کہتی ہین کیون صاحب عاشقان صادق اپنے آقا کے ایسے ہوتے ہین سلطنت سے
نادیدہ اسکو بچائے دیکھو کس جرأت سے لڑ بھڑ کے نکال لیا تا بہ خندق پہونچگیا سب جانباز
چلے آتے ہین تلوارین کھینچی ہوئی نعرے پر نعرے کر رہے ہین وہ جرأت کے بھرے ہین عدو
ہین باشیدائی قزاقان پھاٹک کھول دو ہمارے آقا کو لے کر نکل اڑو آقا نامدار ابھی خطا معاف
کرینگے اس مکر و عذر کا بدلا نہ لینگے صنوبر قد کہتی ہے کیون صاحبو اب جو صاحبقران چھوین سے
قلعہ لو نیگے مین تو ہاتھ باندھ کر سامنے حاضر ہونگی عرض کرونگی پروانہ شمع جمال ہون کنیزان سرکاری
مین درج فرمایئے انکو ضرور میرے حال پر رحم آجائیگا ہاورے مثل ہین عورت پر کیا ہاتھ اٹھائینگے
مجکو دیکھکر شرما جائینگے کنیزین کہتی ہین واری معقول تدبیر ہے حضور کی سلسل تقریر پر دیکھتے ہی
عاشق ہونگے خاتون محل قرار دینگے ہم سب حضور کے ساتھ چلینگے دختر نوشیروان ملکہ مہر نگار جدا لسم
دلملکہ گردیا بانو شاہزادی عالی وقار ملکہ گلشن آرا و ملکہ رابعہ زینت الملک پوش وغیرہ یہ سب
شاہزادیان حسن و جمال مین بے نظیر چہرے رشک ماہ منیر زوجات صاحبقران مین صاحبان اولا
بادشاہان جلیل کی دختران بلند اختران سب صاحبون سے ملاقاتین ہونگی سب بیبیان حضور کے
استقبال کو آئینگی باعزاز و اکرام محل مین لیجائینگی اسطرح کی جو باتین کنیزون نے کین ملکہ کا خوشی سے
چہرہ سرخ ہو گیا کہا صاحبو تمہارے منھ مین گھی شکر خدا نے نادیدہ اپنا فضل شراب حال کرے
تم سبھون کے مرتبے بڑھاؤنگی لیکن جب صاحبقران محل مین آئین مین سلام کرکے سر جھکاؤن گی
تم سلیقے سے باتین کرنا میری بیقراری کا ذکر نہ آنے پائے اب مین تم سب صاحبون سے صاف
کہتی ہون صبح سے تم سب پوچھتی تھین آپ کا کیا حال ہے کیون قلب پر ہجوم غم و ملال ہے مین جمال
باکمال دیکھکر مائل ہوئی ابتک زبان سے نہ نکلا تھا لیکن تمسے بیان کرتی ہون جس وقت سے
جمال جہان آرائے صاحبقران زبان پر نگاہ پڑی دل کو بیقراری آنکھون کو شغل اشکباری ہر چند

سنبھالتی تھی دل نہ سنبھلتا تھا رہ رہ کے کوئی کلیجہ ملتا تھا کمبخت چاہنے والے کی بڑی خرابی ہے
جبتک وہ آرام میں تھے یہ خیال میں تھا ہم اُن تک کیونکر پہونچیں گے جسوقت سے یہ خبر وحشت
اثر پائی کہ انکو قید کر لیا جی چاہتا تھا گریبان چاک کروں میں بھی ہتکڑیان بیڑیان پہنکر قید خانے
میں اُنکے پاس جا بیٹھوں ثابت ہو جائے کہ اسکو بھی محبت ہے لیکن مجبور ہوئی یہ بھی مجھ بدنصیب سے
نہوسکا ایسے وقت میں جا کر ساتھ دیتی لیکن شکر ہے اُنکا سردار نامدار یلوہ کر کے پہونچا قلعہ کو گھیر لیا
وار تو اپنے سے روک چکا اب دل کو کسی قدر تسکین ہے لیکن ای لالہ غدار اتنے عرصہ میں کلیجہ خون ہو گیا

نوبت بہ جنون پہونچی نظم دلپذیر

آمد بہار و داد بہ گلشن ندای عشق
یا بم اگر نہ شیخ آب ہوای عشق
خواہی بہ صبر خو کن و خواہی بآب چشم
فرہاد نامراد تو از نالہ ہای عشق
کشتی اگر شکست نہ داریم بیم غم
تختی و درد و محنت بی انتہای عشق

بلبل ہزار نالہ لب از نوای عشق
بیہودہ کاوش تو بہ بیفشم طبیب چیست عشق
جز خون دیدہ ہیچ نباشد دوای عشق
مجنون ازان بدیدن لیلی نہ خوش بوت
ہر سر لازم است مرا ناخدای عشق

تشویش چہ بہ سبزہ ام از خاک پرود
دربان در دوانہ کند جز دوای عشق
در بیستون بحسرت دیدار جان سپرد
کاید صدا ز درد ز بانگ ندای عشق
یاران بزم بادہ و ہنگام صحبت

لالہ غدار وزیرزادی نے عرض کی واری دل نے بڑے مقام پر رسائی
کی کمند محبت قصر عالی تک پہونچی آپ خود شاہزادی والا قدر ہیں آسمان خوبی کی کامل بدر ہیں
آپ ملک حسن و خوبی کی شاہ وہ آسمان جلالت کے ماہ آپ عندلیب شاخ نخل محبت وہ سرو نوخاستہ
حدیقہ ہمت و جرأت آپ چرخ حسن کی ماہ کامل وہ اقلیم شوکت کے شہنشاہ عادل ایک مسند پر
قران السعدین ہوگا ایک برج قصر میں اجتماع نیرین ہوگا حقیقت میں آپکو نہایت پسند فرمائینگے مجھے
ہی شمع جمال کو پروانہ بنا لینگے کوئی ایسی شاہزادی حورتمثال غنچہ دہن سرو قد گلعذار ماہ پیکر سیمبر نازک تن
سپاہگری میں طاق شہرۂ آفاق اُنکے عقد میں نہ آئی ہوگی لالہ غدار وزیرزادی نے جو اسطرح حسن و
جمال ملکہ کی تعریفیں کین شرما کے سر جھکا لیا کہا خدا وہ وقت دکھائے قید و بند سے رہا کرائے
اب کنیزیں سب آگاہ ہولیں کہ ملکہ صاحبقران نامدار پر عاشق ہوئی ہیں آپس میں اشارے کنائے
ہونے لگے کسی نے اشارہ کیا خوب ہوا کسی نے کہا ہوا بہت برا کیا کسی نے کہا ابا جی جو باپ کے
قتل کی طالب ہیں دین بزرگوں کا چھوڑ دینگی خدائے نادیدہ کو سجدہ کرینگی ایک نے کہا ہم دونوں

عشق و عاشقی کی اسکے شہرون مین پکار ہو گئی شاہزادیان حسین جمیل تمکین لطیف قرار پائین وہ سب
انھین کے خاندان مین آئین ملکہ گیتی افروز دختر زمرد شاہ باختری جسکے حسن عالم سوز کا تمام دنیا
مین شہرہ تھا دوسرے اُنکے پوتے شاہزادہ خاور سیاہ پر مائل ہوئین سلطنت کیسی خدائی کو چھوڑ کے
نکل گئین انکے بطن سے شیرگیر صف شکن تیغ زن صاحب شوکت و شان شاہزادہ ایرج نوجوان
پیدا ہوا جسکی ہیبت شمشیر سے رستم و اسفندیار تھراتے ہین محفل مردان عالم مین اُسکی جرات و شوکت کے
ذکر آتے ہین دوسری دختر خداوند ملکہ جہان افروز اُنکے فرزند دلبند بدیع الزمان گردنکش
شکن کے قبضے مین آئین اس شیر کی ایک زوجہ دختر خداوند معشوقہ دیگر ملکہ گوہر ملک پریزادی
جسکے بطن انور سے نورالدہر والا قدر ایسا آفتاب طلعت ساطع و لامع ہوا جرأت کی اسکی دھاک لبانت
مین سب بے نظیر زور و قوت مین ہیروان ہے گرکس کسکا ذکر کرون حسب و نسب کا شرف اُنکے خاندان پر
تمام ہوا جرأت و شوکت کا لکون مین نام ہوا کنیزون مین تو یہ چرچے لیکن ملکہ صنوبر قد جھکی ہوئی
دیکھ رہی ہے کہ بہرام گرد بن خاقان چین قریب خندق قلعہ پہونچا اہالیان فوج نوبت نقارے
بجاتے ہوئے قریب دیوار قلعہ آگئے اسوقت سرہنگ قزاق گھبرایا شیرون وزیرون کی جانب
متوجہ ہوا کہا یارو اب کیا کرون یہ شیر بیشۂ جرأت نہنگ دریاے شوکت خندق کو فراپا جانتا ہے اب
قلعہ کو کیونکر بچاؤن مین سمجھا تھا میرے قلعہ تک آنا دشوار ہے شب کو ان سبھون پر شبخون مارونگا
فوج کو تباہ کر کے قید حمزہ عرب کی ایکر خدمت خداوندی مین جاؤنگا طرۂ پیغمبری پاؤنگا اب
جان بچانے کی تدبیر کرو عیار اسکا قریب کھڑا ہے عقاب تیز پر نام بدطینت بدانجام بول اُٹھا ای افسر
ایک تدبیر ہے ابھی سب مسلمان پلٹ جائینگے شب کو مین اور تدبیر کرونگا یہی ایک سردار نامدار
لشکر حمزہ مین باقی ہے عیاری کر کے پکڑ لاؤنگا اور سبھون کو مارنا کیا دشوار ہے لشکر بے سردار بیکار جلد حمزہ
کو قید خانہ سے بلا لیئے زیر تیغ بٹھاؤ بیچے بہرام گرد سے پکار کر کہیے کہ اگر اندر قلعہ کے آؤ گے
اپنے آقا کو زندہ نہ پاؤ گے ہم ابھی قتل کر ڈالینگے بعد قتل تم سے لڑینگے خوب معرکے پڑینگے اسوقت
پلٹ جاؤ کل مصالحہ کی گفتگو کرینگے بخوف جان اپنے آقا کے فوراً پلٹ جائینگے شب کو مین عیاری
کرونگا بہرام گرد کو باندھ کر لاؤنگا یہ صلاح سرہنگ قزاق کو بہت پسند آئی ملحوظ خاطر
رہے ملکہ صنوبر قد فریفتۂ حسن و جمال صاحبقران یہ سب ہنگامے دیکھ رہی ہے بہرام گرد نے

قصد کیا خندق کے پار جاؤن سرہنگ نے حکم دیا صاحبقران کو مسلسل و مطوق بالائے قلعہ
لائے بموجب صلاح عقاب زیر تیغ بجا پکار کر آواز دی ای بہرام گرد دلاور متوجہ ہو بہرام گرد
نے سر اٹھا کر دیکھا اپنے آقائے نامدار کو زیر تیغ پایا سرہنگ نے کہا ای بہرام گرد پلٹ جاؤ ورنہ
ابھی صاحبقران کو قتل کرتے ہین اس شب کی ہمکو مہلت دو بوقت سحر خواہ مقابلہ یا طریقہ اصلاح جو ہمارے
تمہارے قرار پائیگا سمجھا جائیگا چند شروط ہم لکھکر بھیجینگے اگر تم قبول کر لوگے ہم تمہارے افسر کو
رہا کر دینگے اب اگر ایک قدم بھی بڑھاؤگے صاحبقران زمان کو زندہ نپاؤگے یہ حالات عجیب
آیات دیکھکر فوراً بہرام گرد نے گھوڑا پھیرا گرز ہاتھ سے پٹک دیا پکار کر کہا ای سرہنگ برائے
خدا ہم ابھی واپس جاتے ہین ہمارے آقائے نامدار سرور قدر شناس کو صدمہ نہ پہونچاؤ اور
پہلوان جو تو کہیگا ہم قبول کرینگے لیکن صاحبقران غصے مین کاٹنے زنجیرین ہلانے لگے فرمایا ای
بہرام والا مقام ای بہادر نیکنام تو لڑ بھڑ کے یہانتک آیا اپنی شفقت ضائع نہ کر یہ مکار ہمکو قتل کرے
کچھ افسوس نہ کر خون کا معاوضہ ان جلادون سے لینا بہرام گرد نے سر پیٹ لیا آواز دی ای شہریار
کاش کہ نابینا ہوتا اس مصیبت مین آپ کو نہ دیکھتا اس مکار نے بڑا فریب کیا آپ ایسے بہادر کو دھوکا
دیا دعوت کے پردے مین عداوت کی غلام سے حال زار حضور نہین دیکھا جاتا ای سرہنگ
برائے خدا صاحبقران کو قید خانے مین بھیجے سرہنگ نے آواز دی ای بہرام جب تم پڑاؤ پر
پہونچ لوگے تب قید خانہ مین صاحبقران کو بھیجونگا بہرام روتا پیٹتا خاک اڑاتا ہوا مع فوج پلٹا جب
اپنے پڑاؤ پر پہونچا تب سرہنگ نے صاحبقران کو قید خانہ مین بھیجا آپ اپنی بارگاہ مین آیا
عقاب نے وعدہ کیا حضور شب ہونے دیجیے مین بہرام کو پکڑ لاؤنگا لیکن اس گرفتار دام گیسو
ذبح خنجر ابرو ملکہ صنوبر قد نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ بہرام پلٹ گیا صاحبقران قید خانے مین بھیجے گئے
مانند روح قفس جسم خاکی مین تڑپا کی روتی ہوئی قصر سے اتری بے اختیار ہوکر رونے لگی بیقراری نے
سر اٹھایا دریائے اشک نے جوش مارا ہاتھون نے چاہا گریبان چاک کرین خاک منہ پر ملین نظم

دل طپان شوق ہمکناری سے
ایسی نازک پہ شدت اندوہ
خار خار غم آشکارا ہوا

خفقان ضبط بیقراری سے
تنگی وحشت افزا تھی
شکل دل حباب پارہ پارہ ہوا

ایک جان اور غم کا وہ انبوہ
طپش دل قیامت آرا تھی
کیا نظر زخم اندرون آیا

چشم سے روتے روتے خون آیا
سینہ کوبی سے دل فگار ہوا
سر پٹکتے پٹکتے پھوٹ گیا
سر اٹھایا خروش پنہان نے
نفخۂ صور جوشش واویلا
نالۂ آخر فسون ہوا ان کو
حرف تسکین سے وحشتین کیا کیا

نہ لیا پھر قرار نے آرام
تیر حسرت جگر کے پار ہوا
آہ نے دل سے کیا اٹھا شور شیون
اک قیامت کی آہ و افغان نے
جی کو اشک زمین نے خاک کیا
رکتے رکتے جنون ہوا ان کو

کھو دیا اضطرار نے آرام
دم اٹکتے اٹکتے ٹوٹ گیا
چاہ بابل کے لب اڑا نے دھوئین
شور محشر خروش واویلا
خواہش مرگ نے ہلاک کیا
چارہ سازون سے نفرتین کیا کیا

یون بیقرار ہو کے رونی کنیزین پھر انہین عرض کی کہ واری تیرے وجہ بتایئے ایسا نہو دشمنون کا دم نکل جائے حضور قریب نے کہا صاحبو کیا کہلے دل کو سمجھاؤن طفل اشک کو کیونکر بہلاؤن باپ تو اس شہریار کو ساتھ شوکت وشان کے دیکھا سکارون نے فریب دیکر گرفتار کر لیا بہرام نامدار نے اپنی جان سنائی لشکر کو بیچارہ تا بہ قلعہ پہونچا ہزارون بندگان خدا مارے گئے اب بروقت پلٹنے کے اپر کیا گذری ہوگی یہ صلاح کسنے بتلائی برائے خدا جاکر خبر تو لاؤ اب ہمارے باپ کو کیا منظور ہے وہ بہادر سراسر بے قصور ہے ایسا نہو اسکے دشمنون کو قتل کرو اسنے اگر تم مین سے کوئی دستگیری نہ کرے مین آپ باہر نکلون جاکر دربار سے خبر لاؤن اتنا تو معلوم ہو کہ اب کیا صلاحین ہورہی ہین یہ سکار غدار اس بہادر کے ساتھ کیا کرینگے انشاء اللہ مکر کرنیوالے خود مرینگے مین تو اب خدائے نادیدہ کی قدرت کو دیکھتی ہون وہی انکو بچائیگا لیکن خبر لینا ضرور ہے سوسن نے عرض کی واری مین جاتی ہون دیکھون کیا زبان درازیان ہورہی ہین ابھی خبر لیکر آؤنگی ملکہ نے کہا اے سوسن ترا منہ موتیون سے بھر دونگی مفصل خبر لانا سوسن نے کہا حضور ملاحظہ فرمائیگی یہ کہکر وہ ان کپڑے پہنکر سوسن واسطے خبر کے چلی دربار مین سرسنگ کے آئی اسوقت یہ صلاحین ہورہی ہین کہ صبح کو صاحبقران زمان کو قتل کرینگے یا قید کرکے خدمت مین خداوندی کے بھیجینگے عقاب عیار کہ باجرا قریب شب ہونے دیکھے مین جاکر بہرام کو عیاری سے لیکر لاؤنگا پھر مسلمانون کا لشکر تباہ کرتا کتنی بڑی بات ہے عیاری کر کرامات ہے سوسن گوشے مین کھڑی سنا کی جب عیار طرار نامدار مع فوج سرہنگان ثابت وسیارگان قنطورہ نہیادہ ذات پر آراستہ کرکے برائے عیاری فلاسنی فری پر سرعت تمام روانہ ہوا سوسن نے دیکھا

عقاب بیحجاب نے بانتہاے عیاری ذات پہار است کیے سر پہنگ قزاق سے کہا او شہر یار
اب غلام براے عیاری جاتا ہے یہ کہکر شلنگین لگاتا ہوا طرف لشکر اسلام کے چلا سوسن نے جو یہ سیر کر
دیکھا روتی ہوئی خدمت مین ملکہ صنوبر قد کے آئی یہ تو گرفتار زندان مصیبت گرفتار محبس حسرت
ہوئی سراسر پریشان آثار حزن و ملال چہرے سے عیان گرد کنیزان خیرخواہ با حالت تباہ بیٹھی
ہین کہ سوسن آکر پہونچی عرض کی ملکہ عالم ستارون نے شہزادم کو کھپایا خدا ان سب کو بچائے
عقاب عیار آپ کے باپ کا بہرام کو پکڑنے گیا ہے یہ صلاح قرار پائی کہ بہرام کو بھی گرفتار
کر دیجیے لشکر اسلام پر شبخون مارین بعد اسکے صاحبقران وغیرہ کو لے کر خدمت خداوند لقا مین جائین
معاوضہ مین انعام و جاگیر پائین حضور صبح کو غضب ہو جاویگا یہ حال سنکر ملکہ صنوبر قد تڑپنے لگی کہا
او صاحبو اب انکے بچنے کی کون صورت ہے اب بتلاؤ مین کیا کرون حقیقت مین جب وہ سردار
بھی گرفتار ہو جائیگا فوج بے سردار کے کیا لڑ سکیگی یہ مکار غدار البیس طبیس نابکار کو ذلت و رسوائی
پاس اس غول صحرائی نحوست کے لیجائیگا لقا مجھ سا خدائی کرتا ہے اپنی لشت کی خبر نہین بات مین
اثر نہین نگوڑے کی بیٹیان نکل گئین کچھ نہ کر سکا مین نے تو خداے نادیدہ کی دل سے اطاعت
کی دل قبول کیا ہے کہ خدا اکیلا ہے واسطے دو سو خدا کیسے نگوڑے ایسے تیسے نام بھی سب سے کہتے
ہین خداے نادیدہ کے لقب رحیم و کریم و سمیع و علیم مسبب الاسباب سامع الدعوات رفیع الدرجات
ان نامون کے صدقے ہو جاؤن رحیمی اپنی دکھاوے قید سے صاحبقران رہا ہون ملکہ دوم
مصیبت مین مبتلا ہون مگر صاحبو تم کوئی تدبیر بتاؤ جون جون رات گذرتی ہے خون گھٹا جاتا ہے
انکی مصیبت پر رونا آتا ہے سب نے کہا حضور ہم سطرح حاضر ہین جانین اپنی قدمون پر نثار
کرین ملکہ نے کہا میرا تو جی چاہتا ہے کہ میچہ کھینچکر قید خانہ پر جا پڑون دربانون سے لڑون صاحبقران
کو چھڑا لاون یا سامنے اس شہریار کے جان دون سب نے کہا حضور یہ اسکا طلب ہون کو پیچ و تاب کر
سو نگہبان سپاہی وہان مقرر ہین بڑے بڑے افسر ہین عورتین ان نگوڑے مسٹنڈون پر کیونکر
غالب آئینگی نگوڑے رانڈ کے سانڈ مال بندگان خدا کا کھا کے کتون کیطرح بھولے ہین چوتے
اٹھائی گیرے و دغاباز جعلساز دیکھو ان بیدردون نے سپاہی سب کے ساتھ کیا کر کیا جب جرات مین زہر ہو
شراب مین بیہوشی ملائی یون گرفتار کیا اب عیار کو انکے سردار کے واسطے بھیجا ہے خدا ان

سب کو غارت کرے لالہ عذار وزیر زادی نے کہا حضور نے گھبرائین لونڈی ابھی جلکر صاحبقران
کو ہلاک کرتی ہے خضر رہبر نے رہبری کی ایسی بات معقول تعلیم کی ہے قول شخصے سانپ مرے نہ لاٹھی ٹوٹے
دیکھیے جلکر سو فیلون کا بچھلین گے اس مکاری کے بدلے لین گے جلد عمدہ کھانا پکوا بیجے اسمین
بیہوشی و سنکھیا و زہر ملا ہے ہم خوان کسوا کر قید خانے کے پاس جائینگے کہین گے ہماری ملکہ نے لقا
کی نذر مانی تھی کہ اگر مسلمانون کے ہاتھ سے بچ جائینگے بندگان لات و منات کو عمدہ کھانا کھلائین گے
وہ نگوڑے سم بیچلے ٹوٹ پڑینگے سب زہر مار کر کے مبتلاے خواب مرگ ہونگے سب کو قتل کر کے صاحبقران
کو چھڑا لائینگے ملکہ صنوبر قد اپنی رفیق سے لپٹ گئی کہا ہوا ترے صدقے ہو جاؤن کیا معقول
بات تجویز کی ہے مین بھی یہ رائے پسند آئی لیکن مین بھی ساتھ لے چلنا لالہ عذار نے کہا
بسم اللہ اسی وقت کھانا تیار کرایا بیہوشی وغیرہ ملا کے خوان کسوا لیے کنیزون کے سر پر رکھے
لالہ عذار ڈولی مین سوار ہوئی ملکہ نے سیاہ دوشالہ منھ سے لپیٹا زمرۂ کنیزون کے اپنے
کو شریک کیا باغ سے نکلین طرف قید خانہ کے چلین یہان سو جوان ایک افسر کمیدان در قید خانہ
پر بیٹھے حفاظت کر رہے ہین کوئی شراب پی رہا ہے کوئی گانجہ ملتا ہے دس پانچ ٹکڑے ایک گھڑا
اوندھا کر کے کہا اسپر چراغ روشن کیا سولی چمک رہی ہے صدائین بلند ہین ایک کہتا ہے چھ تیرا
داؤن ہے شش پنج نکرو نا چار ہو سے کئی داؤن ہارے آٹھ نو والا سات پانچ کر رہا ہے کھیل مین
مصروف ہین کمیدان صاحب کرسی پر بیٹھے ہین ہال لے رہے ہین بعضون نے چوسر بچھائی
تین کانے چار کانے کہتے ہین ایک کہتا ہے بھائی جگ نہ ٹوٹے پیلے رنگ کا داؤن اٹھے
بازی سے بڑا کہ منو جسکی بازی گھٹ رہی ہے اسنے داؤن قبول کیا لیکن لڑائی کی فکر کر رہا ہے کہتا ہے
کہ ایک زرد کے لیے رنگ بدلاؤنگا لیکن سے کی بازی جیتونگا سپاہیون کا یہ حال تھا مشغول
مین مصروف ہے کمیدان صاحب نے دیکھا آگے ایک ڈولی مین نازنین گلعذار پوشش کہاریون
کے سر پر خوان سیکڑا کون آتا ہے لالہ عذار نے مسکرا کر کہا کمیدان صاحب ہمکو نہین پہچانا کمیدان
نے جو اس مہ جبین کو دیکھا کھڑے ہوگئے کہا بی لالہ عذار صاحب اسوقت کیونکر آنیکا اتفاق
ہوا لالہ عذار نے کہا کھانا نذر لات و منات کا ہے قیدیون کے واسطے ملکہ نے بھیجا ہے فرمایا ہے
کہ جہان جہان قیدی ہون انکو کھلوا دو کمیدان نے کہا شب کو قفل نہین کھل سکتا ان قیدیون

کے لیے بڑی تاکید ہے لالہ عذار نے کہا میاں افسر صاحب بڑے بیوقوف ہو الٹے سے اب کون کھانا
جائیگا تم سب سپاہی تقسیم کر لو کمیدان نے قیدیون کو کھلوا دیا لیکن اس کھانے کا رکھنا بہتر نہین ہو جائے
سامنے کھاؤ کمیدان نے کہا تمھاری خوشی لیا ہین ملکہ کے طرح سے اشارہ ہو خوان اترا کمیدان نے
اپنا دوہرہ حصہ لیا سپاہی ماش کی دال کھانیوالے پلاؤ زردہ جو دیکھا ٹوٹ پڑے کھانے لگے لالہ عذار نے
ڈولی مین بیٹھی کہہ رہی ہے دیکھو صاحبو دانہ زمین مین نہ گرنے پاوے سبھون نے خوب ٹھنسا کمیدان نے
دوہرہ حصہ کھایا اب جو نشہ ہوا تو چہرہ پر ہاتھ پھیرنے لگے ایک پیادہ پیچھے بیٹھے بیٹھے بڑا سا سونٹا ہاتھ مین
تھا ساتھ والون سے کہا بھائیو پہرے والو اس بوٹے کو بچاتے ہو بہت سے کمیدانون کے سر چاٹ
چکا ہے کمیدان نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا کہا میان پیادے وہ کمیدان اور نامرد ہونگے ہم ہزار جوانون سے
اکیلے لڑتے ہین پیادے نے کہا ابے اٹھ تو سر پھاڑ ڈالونگا کمیدان قبضے پر ہاتھ ڈال کے اٹھے بیہوشی
تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرے پیادہ لینا لینا کر کے اٹھا یہ بھی گرا سب جوان بیہوش ہوئے لالہ عذار نے کہا
آئیے صنوبر قد آگے بڑھی لالہ عذار نے کہا شیطان سب کو قتل کرو ملا نہین صبح کو آفت ہوگی
نشان بتائینگے ملکہ نے کنیزون کو اشارہ کیا ان سب کو قتل کیا ملکہ قریب دروازے قیدخانہ کے
آئی کنجی سے قفل کھولا دروازہ کھلا گویا باب امید وا ہوا صاحبقران سر زنجیر پر سر جھکائے ہوئے ایک
جانب ممتاز کو ہی وغیرہ بیہوش پڑے ہین پاؤن کی جو آہٹ ہوئی صاحبقران نے سر
اٹھایا دیکھا ایک نازنین سرو قد گلعذار بھولی بھولی صورت سر جھکائے ہوئے دو تین کنیزین
ساتھ جوش محبت مین اندر آئی حجاب مانع ہوا جھجک کر ٹھہر گئی صاحبقران زمان نے فرمایا ای
شہنشاہ خوبی ای سرو باغ محبوبی ای رشک ماہ آپ کا اس شب تیرہ و تار مین کیونکر آنے کا اتفاق
ہوا آئی ہو تو سرفراز کرو خاک نشینون کی بہتری مناسب ہے ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا لالہ عذار نے
بڑھ کر عرض کی ای شہریار ہماری ملکہ عالم کو تمھارے حال پر رحم آیا سنا کہ کل سرہنگ قزاق
قتل کریگا بے گناہون کے خون سے ہاتھ رنگیگا دیکھیے نگہبانون کو قتل کیا منظور ہوا زندان مصیبت
سے آپ کو رہا کرین لائیے مین ہتھکڑیون کی کیلین نکال دون صاحبقران نے فرمایا اگر وقت
رہائی قریب آیا تو اس قید کی کیا حقیقت ہے یہ فرما کر کہ دار قید کو مانند تار عنکبوت توڑ کر پھینک دیا
خاردار لٹو نعلون کے پار ہو گئے خون کے قطرے ٹپکے ملکہ صنوبر قد کو تاب نہ آئی ہان ہان

کرکے دور پڑی دو پہلے خون پاک کیا کہا ہی کیا صورت تھی صاحبقران نے سراپا کو دیکھ کر بہت
پسند فرمایا لیکن لالہ عذار نے کہا حضور اب جلدی کیجیے ساتھ والون کو جلد بیدار فرمائیے ممتاز کی
وعقل کی بھی قید کاٹیے ملکہ نے کہا ای شہریار میرے باغ مین چلیے صاحبقران نے فرمایا تمھارا
احسان ہو اگر مین اب بارگاہ مین اس مکار کی جاؤن لگا تخت اس بیحیا کا الٹ دونگا ملکہ نے کہا ای
شہریار دربار مین ان مکارون کے جاؤ مین آپ تین کس جا کر کسی بلا مین مبتلا ہو جائینگے اور عقاب
عیار آپ کے سردار کو گرفتار کرنے گیا ہے سرہنگ مع اپنے سردارون کے لشکر مین جاگ رہا ہے اس
خیال سے کہ عقاب بہرام کو لے کر آئے تو آپ کی فوج پر جا پڑین مال اسباب لوٹ لین صاحبقران
نے فرمایا مین مثل چوہون کے چھپکر بچاؤنگا ملکہ اس مقدمہ مین دخل نہ دو صنوبر قد قدمون سے لپٹ گئی
لالہ عذار نے بھی عرض کی حضور انکا عشق صادق ہے کسی طرح ایکا جانا گوارا نہ کریگی معشوق عاشق
خصال کا خیال واجب و لازم ہے پہلے انکو باغ مین پہونچائیے پھر جیسا ارشاد فرمائیے گا وہ تدبیر
ہوگی آپ کے اہالیان لشکر کو خبر کیجیے یو تنہا جانا مناسب نہین صاحبقران زمان ہنسے پھر یون
زندان خانہ سے فرمایا کہ ملکہ عالم بسم اللہ اب تم اپنے باغ مین چلو تمھارے والد نامدار کی خدمت کرکے
حاضر ہوتا ہون ملکہ نے دامن تھام لیا کہا حضور مجھے قتل کرکے جائین مین حضور کو یکہ و تنہا جانے
نہ دونگی اور درد کر یہ اشعار پڑھنے لگی نظم

پھر آگئی راہ سے ہٹونی ہو جو راہ شوق
دل کا قلق جگر کی تڑپ ہے گواہ شوق
فوج شکیب و صبر کے اٹھ اٹھ گئے قدم
فریاد کسی کسی کی سنے بادشاہ شوق
دھوکے مین اسکے غیر کو مین کیا پکارتا
دیکھا ہو جس نگاہ نے روز سیاہ شوق
جلوہ کسی کا جلد قیامت بپا کرے
کتنا نہین کہین کوئی گم کردہ راہ شوق
کوتاہ ہو جلال کی ہمت یہ دخل کیا

کیا ناتوان تھی اپنی نگاہ شوق
ناکامیون نے اپنی اسے سرد کر دیا
دل مین گرا جو کے نشان ہے پناہ شوق
بیساختہ جو ان کو گلے سے لگا لیا
کچھ شبہ نگاہ تھا کچھ اشتباہ شوق
پوشیدہ ہو وہ آنکھ کا تارا جو آنکھ سے
دل مین پکارتا رہی داد خواہ شوق
امید بھی نہین ہے دیدار یار کی
دور و دراز کتنی ہی ہو جاے راہ شوق

کچھ ان کے سامنے جو جہان مین کیون نہ ہو
پہنچی جو دل سے گرم نکلتی تھی آہ شوق
پہرا اپنی شالی بیداد ضبط ہے
مشتاق کی خطا نہین یہ ہے گناہ شوق
کیا خوف ہجر کی شب تار سے
کیونکر نہ بے چراغ رہے جلوہ گاہ شوق
آخر کر ہوا شوق بھی کیا جانیے کیا ہوا
اب وہ نگاہ یاس ہے جو تھی نگاہ شوق
امیر نے کہا ای ملکہ عالم یہ کیا خیال خام ہے

مردان عالم مین رسوا ہو جاونگا ذکر ہو گا کہ صاحبقران شب تیرہ و تار مین بتقبل چہ دشمنون سے چھپکر
گئے ملکہ کہتی تہی اے شہریار مین تو جانے نہ دونگی مہ جبین خموش سخن فروش کی دیکھیے داری ستارہ سحری
چمکا چاہتا ہی مرغ سحر نے آواز دی گریبان سحر چاک ہوا چاہتا ہی بڑی رسوائی ہوگی صاحبقران بہی
سمجہاتے ہین ملکہ کہتی ہی صاحبو مین کیا کرون میرا دل نہین مانتا وہان سے جانے کے نام سے رنج
بہر کہتی ہی قضاے کار عقاب عیار لشکر مین بہرام کے پہونچا ایک گوشہ مین بیٹہکر نقب لگائی بہرام
کو بیہوش کیا پشتارہ باندہکے نکلا بہاگا بہاگ قلعہ مین آیا کوتوال سے ملاقات ہوئی اسنے پکار کر
آواز دی کون آتا ہی عقاب نے کہا کوتوال صاحب مین ہون برائے گرفتاری بہرام گیا تہا لایا ہون
سب مسلمانون کو زیر تیغ کرینگے کل آو کر کرکے قلعہ کو بچایا اب لشکر بے سردار قرار برقرار کرے گا مقابلہ مجہ
مردان عالم کے نہ ٹہہر سکیگا آج کل کا خاتمہ ہی کوتوال بہی پیادون کو ساتہ لیکر عقاب کے ہمراہ ہوا
پوچہتا ہوا ای عقاب کیا کمال کیا پرانے لشکر سے سردار کا لانا تمہارا ہی کام تہا عقاب بہو جہومتا
تاؤ بہرتا ہوا کہتا ہوا چلا آتا ہی کوتوال صاحب عیاری کر نہایت مشکل ہو ہماری ذات سے قلعہ بچگیا
سب کی جان بچی ورنہ حمزہ عرب ایک کو زندہ نہ چہوڑتا جس ملک مین مسلمانون کا قدم گیا وہ ملک
اسلام آباد ہوا لشکر خداوندگو کیا تباہ کیا آخر ایسے شہر کو مسلمانون نے قبضے مین کر لیا تیس برس
صاحبقران لڑے آخر قدرت سے ملک چہوڑا اب کوہ عقیق پر تشریف لانے مین سلیمان عنبرین
موے کو ہی مقابلہ مسلمانان مین آتا ہی وہین قید لیکر ہمکو بہی چلنا ہوگا ہمارے افسر کو طرہ بیہنری
ملیگا قزاقی ترک ہو جائیگی یہ آپسمین باتین کرتے ہوے قریب قید خانہ کے پہونچے کوتوال گہوڑے پر
سوار تہا دیکہا دروازے پر قید خانہ کے کچہ لوگ کٹرے مین لاشے پڑے ہوے پہڑک رہے ہین کوتوال
نے پکارا دروازے پر قید خانہ کے کون ہی ارے نگہبانون کو کسنے قتل کیا عقاب نے بہی آواز
دی کہ کیدان صاحب مین بہرام کو عیاری کرکے چورالایا خوشی کرو مشکل آسان ہوئی کیدان صاحب
جواب نہین دیتے ہین جو صاحبقران نے سنا دشمن ملا ہے چہوڑ کر فرمایا تو غضب ہوا میرے سردار کو دیکہا
چورالایا ممتاز کو ہی لینا ایسا نہو میرے سردار کو قتل کر ڈالے ممتاز کو ہی جہوم کے آگے بڑہا للکارا
او بےحیا خبردار کہان جاتا ہی مقبل نے چاہا بڑہون صاحبقران نے فرمایا ای مقبل تم ملکہ کی حفاظت
کرو جیسے ہی ممتاز کو ہی آگے بڑہا کوتوال صاحب بلبلا کے جہپٹے کہا لو یارو غضب ہوا قیدی

چھوٹ گئے تعصب کے ممتاز کی بر نیزہ مارا ممتاز نے نیزہ خالی دیا مع گھوڑے کے قوال صاحب
کو اٹھا لیا چرخ دیکر زمین پر دے مارا کو قوال صاحب کودکر الگ ہو گئے مرکب کے استخوان ریزہ
ریزہ یہ نمکت ہوا مرکب گیا کو توال نے پیادون سے اشارہ کیا لینا جز وار قیدی بچانے پیادین
کو توالی چبوترے کے پیادے بھلا کب ٹہرتے ہین دوہی سے کہہ رہی ہین ارے ہتھیار پھینکدو
دیکھو غضب ہو جائیگا کو توال صاحب بہت غصہ کرینگے انکی عملداری مین چور آچکا نہین رہنے پاتا
عقاب نے جو یہ معرکہ دیکھا آواز صاحبقران کی سنی گھبرا کر قصد ہوا کہ شتارہ سے نکل جاؤن
صاحبقران اسکی جانب بڑھے قریب آکر چاہا گرفتار کرلین عقاب نے پنجہ مارا اسیر نے پنجہ چھین لیا
چاہا ہاتھ مارین عقاب لشتارہ پھینک کر بھاگا عیار تشارہ پ کے نکل گیا صاحبقران نے بہرام
کو ہوشیار کیا بہرام نے اٹھتے اٹھتے کمندین توڑین ایک پیادے کو مار کر تکہ کولکی شل فیل مست
جھومتا ہوا چلا کو توالی چبوترے کے پیادے دور سے لینا لینا کرتے ہین قریب نہین آتے عقاب
بھاگا ہوا سامنے سرہنگ کے پہونچا سرہنگ رات بھر جاگا ہر سب سردار پیچھے ہین عقاب کا
انتظار ہر کہ وہ آوے بہرام کو لاوے ہم تم لشکر تیار کرکے چلے اہل اسلام پر شبخون مارین فراغت
حاصل ہو تسکین دل ہو کہ عقاب چیختا ہوا پہونچا آواز دی اے شہنشاہ غضب ہوا کچھ دست حمزہ
کے قلعہ مین تجھے نہین معلوم عورتین ہین یا مرد مگر چالیس پچاس آدمی ہین حمزہ عرب رہا ہو گیا بہرام کو
مجھ سے چھین لیا کو توال نے گھیرا لیکن ان ایسون کے روکے سے وہ لوگ کب رک سکتے ہین دس پانچ
کو توالی چبوترے کے پیادے مارے گئے وہ لینا لینا کر رہے ہین یہ سنتے ہی سرہنگ قزاق کے ہوش
اڑگئے بارگاہ سے نکلا گھوڑے پر سوار ہوا لشکر مین قرنا ہوئی ساٹھ ہزار قزاق سوار پیادے چلے یہان
صاحبقران پیادون سے لڑ رہے ہین چاہتے ہین کہ ملکہ کو نکال لیجاؤن باغ مین پہونچادون لیکن ممکن
نہین کہ سامنے سے سرہنگ قزاق فوج قزاقان لے کر پہونچا چار جانب سے گھیرا امیر نے یہان
ایک مرکب لیکر ملکہ صنوبر قد کو سوار کیا کنیزین گرد سرہنگ نے جوان سیاہ پوشون کو دیکھا آواز
دی ارے یہ کون لوگ ہین جنھون نے مسلمانون کا ساتھ دیا جلوہ کرکے جو چلا ملکہ نے بھی تیر مارنا شروع
کیے گوشہ چادر جو چہرے سے ہٹ گیا روشنی صبح کی جو ہو چلی تھی پہچانا منہ پیٹ لیا آواز دی
صنوبر قد تو نے یہ کیسی سرکشی کی مسلمانون سے کیا کام تمہارا کرنے سے تجھکو کیا نفع ہوا ملکہ نے

تو کچھ جواب نہ دیا سرہنگ قزاق تلوار کھینچکر ملکہ پر چلا امیر نے ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا تلوار کسی
کی اشتال ممتاز و مقبل پیدل لڑ رہے ہیں صاحبقران نے للکارا او ظالم و اسطرف کہاں جاتا ہے مردان
عالم سے آنکھ چار کر ہمپروار کر سرہنگ نے آکر ہاتھ مارا امیر نے روک کر وار کیا سرہنگ قزاق کا سر
زخمی ہوا بیچ میں قزاق آپڑے اپنے افسر کو بچا لیا لشکر میں صبح کو غل ہوا بہرام کو کوئی چرا لیگیا افسرون
نے کہا اہالیان قلعہ کا کام ہے چلو جلد ہم بھی جان دین قزاقون سے مقابلہ ہے مکاری غداری انپر ختم ہے اسی
واسطے ناہ لیقون نے مہلت لی تھی یہ فریب کیا بہرام کو چرا لیگئے سمجھا تھے ہونگے لشکر بے سردار رکھیا
کرینگے یہان سب سردار ہین فرداً فرداً آمادہ حرب و پیکار ہین لشکر تیار ہوا نوبت نقارے بجاتے طرف
قلعہ کے چلے ہرکارے نے بڑھکر خبر دی اے غازیان دیندار و اے مجاہدان شور شعار نعرۂ صاحبقران
کی آواز قلعہ سے آتی ہے معلوم ہوتا ہے تلوار چل رہی ہے اب تو افسرون نے بلوہ کیا قزاق مصروف کارزار
تھے نگہبان سر قلعہ سے اتر آئے ہین افسرون نے آکر پھاٹک توڑا قلعہ مین گھس آئے دیکھا ہمارے
آقا سے تلوار چل رہی ہے سردار مصروف جنگ ہین ایک جانب چند عورتین گوشہ پکڑے ہوئے
تیراندازی کر رہی ہین سرہنگ لوہے سکتا ہے ارے اس گیسو بریدہ کو پکڑ لو جیتے تھامے کشان
کشان میرے سامنے لاؤ اسکو سزا دون اسکا سر کاٹ لون فوج والے آگے گئے ملکہ کو مقبل نے اپنے
قبضے مین کیا صاحبقران کا مرکب وغیرہ پہونچایا سلاح ذات پر آراستہ کرکے نعرۂ صاحبقران سے زمین
تھرائی قزاق بھاگتے پھرتے ہین فوج کوہیان نے گھیر لیا ممتاز نے بھی ایک کو مار کر گھوڑا لیا سرہنگ کو
بھی جان بچانا مشکل پڑی امیر نے فرمایا اے مقبل عورتون کے ساتھ سے لڑائی مین فرق پڑتا ہے قدم آگے
نہین بڑھتا ناموس کا خیال انکے گرفتار ہونے کا ملال ملکہ کو اڑ کے باغ مین پہونچا دے مقبل نے
ملکہ سے کہا ملا مناخ تھی لیکن بہرام اڑتا ہوا قریب آیا ملکہ کو پشت پر لیا اڑکر باغ مین پہونچا دیا ملکہ مصروف
دعا ہوئی پروردگار میرے مالک کو بچا تا خیر و عافیت سے جمال باکمال دکھا بہرام ملکہ کو پہونچا کر
آیا مصروف جنگ ہوا صاحبقران سے کہا اے شہریار اب بیخوف لڑیے ملکہ کو مین نے باغ مین
پہونچا دیا امیر تلوار کھینچکر بڑھے قزاقون کی جان پر بنی اے شیران دشت نبرد سے کیا لڑ سکتے ہین
قریب ہے کہ فوج قزاقان شکست کھائے امیر کی قلعہ مین عملداری ہوجائے ہزارہا قزاق بھاگ کر
نکلگئے لیکن قضا سے کالہ غرور آتشبار جادو مع بارہ ہزار ساحران محمدار کے ہوش ربا سے آتا ہے

طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے جاتا ہے تخت پر سوار پشت پر ساحران غدار یکایک گیر و بند و کشش کی
صدا کان میں آئی سر جھکا کے دیکھا ایک قلعہ میں تلوار چل رہی ہے دریائے خون بہ رہا ہے ایک جادوگر کو
اشارہ کیا دریافت کر کہ یہ کون لوگ ہیں جادوگر گوشہ قلعہ میں آیا مفصل احوال دریافت کر کے مغرور
کو خبر دی اے افسر صاحبقران افسر مسلمانان جنکے ہاتھ سے افراسیاب جادو نے تاکید کی تھی کہ انسے
اپنے کو بچانا وہ صاحب اسم اعظم محترم و محتشم یہی ہے اس قلعہ قزاقان میں لڑتا ہے یہ سنتے ہی مغرور خوش
ہو گیا کہا لو یارو گوہر مراد دستیاب ہو گیا میں ابھی اسکو گرفتار کرتا ہوں اس جوان کو لیکر خدمت
خداوند میں چلونگا یہ کہکر تخت سے اترا گوشہ میں آکے چپکے چپکے سحر کرنے لگا صاحبقران ناواقف
غیر ساحروں سے مقابلہ اسم اعظم پڑھنے کی کیا احتیاط سحر سے مغرور آتشبار کے بیہوش ہو کر گرے
صاحبقران کا گرنا تھا اسنے اپنے کو ظاہر کیا نعرہ کر کے گوشہ سے نکلا کہا او سرہنگ زنگبار نام
مغرور آتشبار جادو ملازم افراسیاب خوشخواب تو بارہ ہزار ساحر ابر سے نکلے صاحبقران
پر ٹوٹ پڑے بیہوشی میں امیر کو گرفتار کر لیا گوے تیغ و ناریج لشکر مسلمانان پر چلنے لگے ہزارہا
بندگان خدا قتل ہوئے ساحروں کو دیکھکر قزاقوں نے بھی دو با دو لڑائی میں مصروف ہوئے
نامردوں کو جنگ کے وقوف ہوئے مغرور نے بڑا سحر کیا بہرام و مقبل و ممتاز کو بھی لڑکھڑا
لڑکھڑا کے پشت ہائے مرکب سے گرے ساحروں نے بلوہ کر کے گرفتار کر لیا قلیل وقت باقی رہا مغرور
نے لشکر اہل اسلام کو شکست دی کچھ قتل ہوئے کچھ بھاگے بارہ ہزار جوان ساتھ صاحبقران
کے گرفتار ہوئے سرہنگ نے لگی سونے کی قید جسم پر صاحبقران کے آراستہ کی مغرور کے سامنے
سرہنگ قزاق آیا تمام کیفیت بیان کی مغرور نے کہا اے برادر تم ہمارے برادر دینی ہو ہمارے
ساتھ چلو بخدمت خداوند چلتے ہیں تمکو بھی جاگیر وغیرہ دلوائینگے ایک دن میں کل لشکر حمزہ کا خاتمہ
کرونگا قدرت کو بالائے قیطول پہنچائینگے شیر قدرت لقب پائینگے سرہنگ نے عرض کی
میں حضور کا تابعدار ہوں مجھکو بھی تمہارے سبب سے دیدار خداوندی نصیب ہوگا ورنہ میں
قزاق صحرا نورد کہاں ایسی صورت تھی کہ مشرف بزیارت خداوندی ہوتا یقین ہے خداوند نے خود یہ
تقدیر کی ہمارا تمہارا ساتھ ہوا مغرور آتشبار نے کہا واسبہ وغیرہ تیار کرو صبح کو کوچ کرینگے مغرور
نے کہا ایک سحر بجادو در پیش ہے نہایت پس و پیش ہے لیکن وہ سحر نکالی ہوئی قدرت کی ہے یعنی جبی بیری کی

حمزہ پر عاشق ہوئی بات کو اگر قید سے رہا کیا سن چکا ہون قدرت کی بیٹیان نور چکیدگان خالص
قدرت صاحبان حسن وجمال فرزندان حمزہ کے ساتھ نکلگئین کیا غضب ہو کر قدرت نے سکوت
کیا وہ رسم جاری ہوگئی شاہون کی بیٹیان مسلمانون پر عاشق ہوئین یہان بھی وہی تاثیر ہوئی حمزہ
کی رہائی کی تدبیر ہوئی اب وہ گلعذار جاکر اپنے باغ مین چھپی ہے ابھی جاکر اسکو قتل کرتا ہون مین بڑی
سپاہی یہ بدنامی مجھ سے نہ اٹھائی جائیگی بڑے بڑے بادشاہون نے نامے بھیجے مشتاق جمال ہوئے
مین نے شادی نہ کی کہتا تھا اپنے ہمسر کے ساتھ شادی کرونگا اب شادی کیسی جاکر ٹکڑے اڑا دونگا
نام صنوبر قد معشوقہ گلعذار سنکر مغرور بھول گیا خیال آیا اس معشوقہ کو اپنے قبضے مین کرون کہا
ای پہلوان دوران ای گرشاسپ جہان وہ نازنین یہ حرکت کیا کرتی ساتھ والیون نے ورغلایا ہوگا
اب اس خطا کو معاف کرو اس بیگناہ کے خون سے ہاتھ نہ بھرو یا بدولت کو اپنی فرزندی مین میرے
ساتھ کتخدا بندھن ہوجاے بوڑھی پیر سے سرہنگ قزاق نے سر جھکا لیا کہا آپ سے کیا انکار
ہو آپ کے کہنے سے نہ قتل کرونگا لیکن گرفتار تو کر لاؤن مغرور نے کہا ایسا نہو تم غصے مین قتل کر ڈالو مین
بھی ساتھ چلونگا سرہنگ نے کہا بہتر سرہنگ ومغرور مع چند رفقا گھوڑے پر سوار ہوئے طرف
باغ کے چلے لیکن یہ سوختۂ آتش محبت وافروختۂ شعلہ جوالۂ مودت یعنی ملکہ صنوبر قد فرمانے سے صاحبقران
کے باغ مین آئی لیکن مثل بلبل نالان وماہی مثل سیماب بیقرار سو کنیزین ساتھ بال کھلے ہوئے اشک
حسرت آنکھون مین باغ مین مثل سرو کی شکایت بخت واژگون وطالع نگون مین مصروف ساتھ
والیون سے کہتی ہو صاحبو جاکر خبر لاؤ دیکھو تو میرے وارث پر کیا گذری وہ تو سیدھے سپاہی ہین کہین
گلعذار تو نے مزاج صاحبقرانی دیکھا ہر چند کہ آزمودہ کار ہین لیکن بیتیغ سے مجبور وناچار ہین جو جس نے
کہا قبول کر لیا ہاے میرا کہنا نہ مانا اگر قید سے رہا ہوتے ہی چلے آتے یہ بلا کاہے کو نازل ہوتی آخر ایک
خواص کو حکم دیا وہ واسطے خبر کے چلی تھوڑی قلیل مین واپس آئی لیکن آنکھون سے آنسو جاری چیختی ہوئی
ملکہ نے گھبرا کر پوچھا کیون بوا خیر تو ہے عرض کی واری غضب ہوا مغرور آتشباز جادو رہنے
والا طلسم ہوشربا کا بڑے مدد لقا جاتا تھا یہان آکے شریک تھا ناحق ہوا سحر سے صاحبقران
زمان کو مع سرداران نامی گرفتار کر لیا آپ کے والد نامدار راضی ہوے کہ آپ کی شادی ساتھ اس سلحور
نژن طینت میمون خصلت کے کر دین آپ کے دیکھنے کو وہ چلا آتا ہے آپ کے والد نامدار بھی خوشی خوشی ساتھ

ہیں آپکو دکھانے کے پسند آئینگے یہ سنکر ہوش ملکہ صنوبر قد کے اڑ گئے قریب تھا کہ آہ کے ساتھ دم نکل جائے
آہ کر کے گری بیہوش ہو گئی دانت بیٹھ گئے لالہ عذار وزیر زادی پیٹنے لگی کہتی تھی صاحبو یہ کیا میری
گلعذار کو کیا ہو گیا کس دام بلا میں فلک نے پھنسایا نام سے غم و الم کے نا آگاہ تھی کس عیش میں
گذرتی تھی دن عید رات شب برات اب کوئی لمحہ آرام نہیں یہ کہکے منہ پر تھپڑ رکھکے آواز دی حضور آنکھیں
کھولیے وہ پہیا آیا چاہتے ہیں کچھ تدبیر کیجیے ملکہ نے گھبرا کے آنکھ کھولی طرف فلک کے دیکھکر آواز دی
شعر ای فلک با من عجب نقشے تو می باختی ؛ یار از دم بود دم دو تو نامرادم ساختی ؛ اسطرح بلک کے روئی
سب کے کلیجے پھٹ گئے لالہ عذار نے عرض کی اب اس رونے سے کچھ نہو گا کوئی تدبیر کیجیے ورنہ
آبروریزی بہت قریب ہے ملکہ نے گھبرا کر کہا کیا کروں گلا کاٹ لوں اپنی جان دوں سوائے اسکے کیا
چارہ ہے لالہ عذار نے عرض کی واری کیوں جان دیجیے پروردگار جان بچانے والا ہے ابھی آنے میں
انکے چند ساعتیں باقی ہیں مادیان عربی پر سوار ہوجیے باغ سے نکل چلیے افتان خیزان گرتے پڑتے
خضر بیابان رحمت پروردگار رہبری کرے تا بکوہ عقیق پہونچا دے چلکر بادشاہ لشکر اسلام سے
ملاقات کیجیے تمام کیفیت کہیے شاید وہ کچھ تدبیر کریں عیار بھیجیں یا اور جو مناسب وقت ہو وہ کرینگے
یہ رائے لالہ عذار کی سبکو پسند آئی اسی وقت مادیان صبا دم تیار کی چالیس کنیزوں نے ساتھ دیا نقابیں
چہروں پر ڈالیں پشت کا دروازہ باغ کا کھولا اس پردہ نشین ناز و نعم نے بخوف آبروریزی راہ صحرا
کی چلتے چلتے ملکہ نے کہا اس باغ میں آگ لگا دو لالہ عذار نے بارود رکھوا کر آگ لگا دی باغ جلنے لگا ملکہ
نے مادیان کو بڑھایا کوتل کیا طرف وادی ہلاکت کے رخ کیا یہ تو حیران و پریشان سمت کوہ عقیق روانہ
ہوئیں ان سرگشتگان کوے مصیبت و آوارگان وادی محنت و بلا کا حال ذکر کیا جائیگا لیکن سرہنگ
و مغرور آتشبار قریب باغ آ کر پہونچے دیکھا باغ جل رہا ہے دو چار کنیزیں جو بھاگ کر نکلی تھیں انکو
گرفتار کیا انسے حال پوچھا انھوں نے تمام کیفیت بیان کی مغرور آتشبار جل گیا کہا اے سرہنگ
تیری دختر محبت میں حمزہ کے ایسی بیقرار تھی آوارہ دشت محنت ہونا قبول کیا فوراً لشکر تیار کرو
راہ میں سے پھیر لینگے کیا مجال ہے جو نکل جائیں قیدیان بلا کو ہاتھی پر سوار کیا اسی وقت لشکر تیار ہوا
صاحبقران کو مع سرداران نامی و کوہیان جانباز کے ہاتھیوں پر سوار کیا بعدہ مغرور آتشبار
تخت پر سوار ہوا سرہنگ نے قزاقوں کو ہمراہ لیا فوراً قلعہ سے باہر نکلے نوبت نقارے بجاتے

ہوتے چلے لیکن مغرور آتشبار ہر کوہ و دشت میں ملکہ کو تلاش کرتا ہے ابھی تک دستیاب نہیں ہوئی ملکہ ہجران کشیدہ آفت رسیدہ بیقرار اشکبار سادیان پر سوار چالیس کنیزیں ہمراہ جسطرف صحرائے خارستان باقی ہے اُسی جانب سادیان کو بڑھاتی ہے واضح رہے ناظرین ریہے اس نازنین مہ جبین کی تلاش میں مغرور آتشبار صحرا نوردی کرتا ہوا آتا ہے چاہتا ہے کسی مقام پر پا جاؤں اُٹھا کر اپنے قبضے میں کرون

دو کلمہ داستان حیرت بیان لشکر صاحبقران وحال بادشاہ حجاہ ولشکر صفا بیان کیے جاتے ہیں

عجب اپنی برگشتہ تقدیر ہے — نظر میں قد یار شمشیر ہے
کمانوں کی ابرو میں تاثیر ہے — پلک جسکو سمجھے تھے وہ تیر ہے
جسے زلف کہتے تھے زنجیر ہے

عجب عشق قامت کی تاثیر ہے — گلستان میں سرو چمن تیر ہے
مسلسل جنون میں یہ تقریر ہے — اگر طوق قمری گلوگیر ہے
گری سیری ہر آہ زنجیر ہے

تصور بھی تعویذ تسخیر ہے — یہی وصل جانان کی تدبیر ہے
نہ ضبط قلبی کی تاثیر ہے — اُدھر رخ پہ گیسو کی زنجیر ہے
اِدھر صفحۂ دل پہ تصویر ہے

رقم ہوا گر وصف رخسار کا — عیان صفحہ پہ ہو خط گلزار کا
دکھا دے قلم کاٹ تلوار کا — کٹے عقدہ ابروے دلدار کا
اگر ناخن خامہ شمشیر ہے

بیان سے زیادہ ہے اسکا بیان — کسی پر نہیں حال ہرگز نہان
عیان ہے عیان ہے عیان ہے عیان — جسے سب کہیں آفتاب جہان
وہی یار خورشید تصویر ہے

مسیحا زمانے میں مشہور ہو — لیا ہے جو دل میرا راضی ہوں لو
برائے خدا خندہ اتنی کرو — مجھے کوس کر ایک بوسہ بھی دو

دعا مین دوا کی یہ تاثیر ہی

جو ہستی مین آئے فنا ہو گئے ۔ خفا جب سے اہل وفا ہو گئے
بلاؤن مین سب مبتلا ہو گئے ۔ جنون مبتلائے بلا ہو گئے

عجب پیر گردون کی تاثیر ہی

نزاکت سے صدمہ ہی رفتار کا ۔ نہین بوجھ اٹھتا کبھی ہار کا
بیان کیا کرون اپنے دل زار کا ۔ مین قیدی ہون اُس گلبدن یار کا

جسے عشق پیچان بھی زنجیر ہی

زمانے مین عاشق تو مشہور ہون ۔ غضب ہی کہ جیسے وہ مغرور ہون
کلیجے مین کیونکر نہ ناسور ہون ۔ ملین خیر ہم پاس سے دور ہون

ابھی ابھی یہ تقدیر ہی

یہ شہرے ہین عالم مین گفتار کے ۔ کہ دلِ رفتہ ہین سرو گلزار کے
سخن رین ہی ہر طلبگار کے ۔ حمائل گر ہاتھ ہون یار کے

برے غل کہ گردن مین زنجیر ہی

حسینون مین افضل ہی سب خلق مین ۔ رہے ننگ گردون اگر دیکھ لے
زمانے مین مشہور ہین شعبدے ۔ ستارے بنائے مہ و مہر کے

وہ تعویذ سر اور یہ زنجیر ہی

بلا مین شہنشاہ قیصر کی ہو ۔ تصدق مین لازم ہی جان اپنی ہو
دعا برق کرتا ہی آمین کہو ۔ خدایا شفا جلد اختر کو ہو

عجب حسن اور تشہیر ہی

یہان لشکر اسلام مین بادشاہ جمجاہ شاہزادہ سعد بن قباد جب صاحبقران کو عرصہ گذرا بادشاہ
گھبرائے جواہر بن عمرو سے فرمایا افسوس کا مقام ہی صاحبقران برائے شکار گئے تھے اب تک
واپس نہ آئے غلام نے کچھ خبر دریافت نہ کی جواہر نے کہا غلام کئی مرتبہ گیا دور تک تلاش کیا
لیکن کہین پتا شہنشاہ گیتی ستان کا نہ ملا غلام پھر جاتا ہی اُسی وقت جواہر بن عمرو یانا سے عیاری

سے آراستہ ہو کر برائے تلاش اسیر یار تو قیر طرف صحرا کے روانہ ہوا دو دن کامل کوہ و دشت و بیابان مین
پھرا تھک کر ایک درۂ کوہ مین ٹھہرا اپنی حسرت و مصیبت پر بہت رویا لیکن عیار طرار خنجر گذار تابع خواجہ عمر
نامدار اپنے کو مخفی کر کے بیٹھا ہی کوئی آئندہ و روندہ پہچان نہ لے جاتا ہی نام عیاران کے ساحران غدار
دشمن لقا پرست رہزن جان پا جائنگے قتل کرینگے اس سوچ مین بیٹھا ہی کہ ای جواہر کدھر جاؤن کہان تلاش
کرون شاید صاحبقران پر کوئی افتاد پڑی بندگان شہنشاہی کو تکلیف پہونچی بے سبب تشریف نہ
لانا غیر ممکن دل سے باتین کر رہا ہی دم محبت صاحبقران کا بھر رہا ہی دیکھا سامنے سے گرد اڑی
ایک نقابدار بادلہ پوش ماریان عربی پر سوار چالیس نقابدار پشت پر لیکن حیران سرگردان شکل آہوے
وحشی جنگل مین دوڑے دوڑے پھرتے ہین قریب درۂ کوہ جو سایہ دیکھا اسی جانب رو متوجہ ہوئے
وہ نقابدار گھوڑے سے اترا ساتھ والے بھی کود پڑے چونکہ مقام تنہائی پایا ہی اس افسر نے نقاب
چہرے سے اٹھائی جواہر کی نگاہ پڑی صاف ثابت ہوا کہ ابر ہٹ گیا ماہ تابان نکل آیا سوے سر پریشان
سرگشتی کا نشان گل عارض مرجھائے ہوئے چہرہ چمن زعفران زار کی کیفیت دکھاتا ہی بات کرنے مین
غش آتا ہی یقین تھا کہ گر پڑے ایک مہ جبین نے بڑھ کر بغلون مین ہاتھ دے کر کہا اللہ اپنے کو
سنبھالیے رنج و الم کو نہ اپنے دیجیے گل سا چہرہ کمھلا گیا اعضا مثل تار عنکبوت لب پر مہر سکوت جو دل
مین رنج و ملال ہو زبان سے کہیے غبار خاطر ناشاد نکلے شاید تسکین حاصل ہو حقیقت مین انتہا کی
مصیبت ہی آوارگی دشت آفت مالیسی پروردۂ مہد ناز و نعم پر یہ مصیبت جنھون صورت آسمان
کی نہ دیکھی تھی حضور جب صحن باغ مین آتی تھین صاحبان خیر خواہ آنکھین بچھاتی تھین نہ یہ
یہ بیابان نوردی دشت پیمائی آب و دانہ غیر ممکن پانی کو ترس گئے آنکھون سے اشکون کے بادل بن
گئے سامنے چشمۂ آب ہی سیراب ہوجیے انشاء اللہ نشان جادۂ مقصد ملیگا ہوا ہے عنایت رب اکبر سے
پھر غنچۂ آرزو کھلیگا اسطرح جو ساتھ والیون نے سمجھایا اس نازنین حور وش پری پیکر نے بہ نگاہ حسرت طرف
آسمان کے دیکھا بے ساختہ آہ کی زمین تھرا گئی کہا لا لا عذار کیا کہے دل کو سمجھاؤن جسنے اس شہریار کو
قید سے چھوڑا یا افلاک ناہنجار نے زندان مصیبت مین پھنسایا ہم آوارۂ دشت ادبار مصیبت مین
گرفتار یار سے زندہ گار سے نہ مونس نہ غمگسار مجبور و ناچار حضرت عشق نے اس بہانے مصیبت مین
لا کر پہونچایا کیونکہ یہ منزل سخت و صعب کٹے گی لشکر اسلام تک کیونکر رسائی ہوگی یہ کہکر یہ اشعار

عبرت آثار پڑھنے کی نظم

مخلصی پاسے بلاسے دل مضطر کیونکر
توڑیے حلقۂ زنجیر مقدر کیونکر

آنکھ جھپکے گی نہ مشتاق قضا کی ظالم
دیکھ کرتے ہین نظارے ترے خنجر کیونکر

آنکھ اُٹھا دیکھ ذرا جانب خنجر قاتل
گھورتا ہے مجھے ہر دیدۂ جوہر کیونکر

کھینچ شمشیر اگر دل مین ارادہ کچھ ہے
دیکھ مرجاتے ہین جانباز ستمگر کیونکر

گر یہی ضعف ہے تا فرصت برخیز کے بعد
ناتوان جائینگے تیرے لب کوثر کیونکر

سر جھکایا نہ کبھی ناصیہ سائی کے لیے
سجدہ کھلائے گا تجھے خسرو خاور کیونکر

جو لکھا صفحۂ قسمت مین وہ مٹنے کا نہین
مختصر کیجیے طومار مقدر کیونکر

کیا وفادار جفا پیشہ ہے دیکھو ظالم
دوستی کرتا ہے دم سے دم خنجر کیونکر

دھوم آئینۂ رخسار کی سنکر تیرے
چین پائے گا تپ عشق سکندر کیونکر

ہر رگ تن مین ہے میرے اثر مقناطیس
مخلصی پائے گا فصاد کا نشتر کیونکر

دیکھ پھر ہر سر مژگان کا تماشا ظالم
ڈوب جاتا ہے رگ جان مین یہ نشتر کیونکر

ساتھ مدت سے ہین سرمایۂ سودا میرے
پھینک دون دامن پر بنہ سے پتھر کیونکر

سنگ دل کو مرے نالون پہ نہ رحم آئے گا
موم ہوجائے گا فرہاد سے پتھر کیونکر

آتش گرمی مضمون سے پھنکا جاتا ہے
نامہ لیجائے گا تا یار کبوتر کیونکر

صدقے اُس قوت بازو کے دل وجان سے نسیم
دیکھ اُکھاڑا ہے علی نے در خیبر کیونکر

ان اشعار کو پڑھ کر اسطرح روئی کہ کنیزین بھی بلک بلک کے رونے لگین زار زار ثمن بر اور رخسار حور پیکر اپنی یہ مصیبت اب دوانے کی کی مزاجون مین بری سب کی سب فرش خاک پر بیٹھ گئین اپنے حال مصیبت آل پر رو رہی تھین اشکون سے منھ دھوتی تھین اُن کے منھ سے بے اختیار نکلا ہائے کیون صاحبو ہم تم اپنے اختیار مین ہین اُسپر یہ بیقراری کہو صاحبقران پر کیا گذرتی ہوگی ظالمون نے قید کیا ہوگا قید آہن مین مبتلا دشمن آب ودانہ کاہے کو دینگے کیا کیا ظلم و بدعتین ہو رہی ہونگی زنجیر آہن کی گردن بحر ظلم ناآشنا کی طغیانی نام صاحبقران جو اس عورت نے لیا جواہر بن عمرو گھبرا گیا ہر چند کہ حال مصیبت آل اُنکا دیکھکر رو رہا تھا لیکن اپنے آقا کا جو نام سنا سرو قتان تا یہ زانی

بیقرار ہوکر وہ کوہ سے نکل آیا کہا کیون ملکہ عالم آرای آوارگان دشت مصیبت وای فراموش کنندگان
منازل عبرت آپ لوگون کا کہان سے آنا ہوا آپ کی باتون سے تیر غم کا نشانہ ہوا مجھسے خوف نہ کیجیے
جن بزرگ کا آپ نے نام لیا ہین اُنکے غلام کا غلام ہون عیار خوش انجام ہون میرے قبلہ وکعبہ خواجہ
عمرو بن امیہ ضمری نامدار ہین اُنکا غلام خنجر گذار خاص صاحبقران کی تلاش مین نکلا ہون آج تین
دن سے صحراے ہولخیز مین مارا مارا پھرتا ہون آپ کو دیکھا گھبرا گیا اپنی مصیبت کو بھولا لشکر مین جلا
حیرانی پریشانی لقا ایسے ظالم سے مقابلہ بختیارک ایسے مکار کا سامنا ہر وقت خوف جان پورش
کو بیان نگر اسوقت سب کچھ فراموش ہے آپ کے حال سننے کا جوش ہے للہ جلد اپنا نام نامی بتایئے حال
گذشتہ مصیبت سنایئے ملکہ نے جو جواہر بن عمرو کو مہربان پایا یہ بھی ثابت ہوا کہ صاحبقران زمان
کا عیار ہے لشکر اسلام کا معین ومددگار ہے بھیا کہکے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا ای مہترزادہ گرامی جواہر
بن عمرو ای عیار صاحبقران نامور مطلع مضمون حال دل پر درد بیان ہو نہین سکتا جو بات
زبان ہے وہ عیان ہو نہین سکتا دیگر اشعار گہربار

افسوس ہاے عیش جہان را قیام نیست
چندے نشان بخاک بلا کز نام نیست
فہرست روز وشب ہمہ دم خوش نیاز
پروانہ بالسوے چمن پر کرام نیست
افتادگی مشاہدہ پختہ مغز ی است
در گوشہ قفس خطر وخوف دام نیست
از فکر زاد راہ چہ غافل نشستہ
جاے ببالکہ بہدہ این ہم مقام نیست
سودا بجاے نامہ ہما خوان بدرو

جز گردش زمانہ درین بزم جام نیست
آخر مآل کار ترقی تنزل است
ایفاے وعدہ تو درین صبح وشام نیست
قاصی اگر نگہ بسوے قاتلم کند
کے آن ثمر بشاخ بماند کہ خام نیست
سوزن زجور گو بدو زساز بخت زر
این منزل خراب محل قیام نیست
ی خواست تا بگلشن تماشا نہند قدم
افسوس را بہ پیش ما مجال قیام نیست

نام ونشان مخواہ بہ عالم گذشتہ اند
جز کاستن بہ طالع ما وتمام نیست
ما مرغ پر شکستہ گلزار عالمیم
خون مرا بگلہ ارش انتقام نیست
آزادگی بہ این اسیری نمی رسد
مارا ز مرغ بحث حلال وحرام نیست
از شیشہ فلک طلب مکر این دلی
دامن او بکشید کہ باش این عام نیست
اشعار کے اشعار مصیبت خیز ملکہ

نے جو پڑھے اور ایسے فقرات قلب سوز زبان معجز بیان سے کہے جواہر بن عمرو نے دست بستہ عرض
کی ہم بھی مصیبت جھیلے ہوئے ہین اپنے قبلہ وکعبہ سے عمر دراز ہوا جدا ہوکے یاران ہمدم بہادر
باحشم ہوشربا مین جا کر ایسے مٹے کہ جنکی خبر ملنا دشوار تلاش مین اسیر ہاتو قہر کے نکلے ہین صد ہا آہ و ناله

کھائے لیکن آپ کے کلمات حسرت آیات نے دل و جگر کو بیقرار کر دیا خانہ جسم غم و الم سے بھر دیا اب
دل میں تاب باقی نہیں ہے کچھ حال خیریت آل ہمارے آقائے نامدار کا سنایئے میں در و کوہ میں یہاں تک سنا
تھا کہ آپ نے کئی بار آقائے نامدار و مولائے قدرشناس کا نام لیا میں نے کئی بار بیقرار ہو کر کلیجہ تھام لیا
للہ بتایئے باعث آوارگی کیا ہوا ہمارے آقا کو کس حال میں چھوڑا ملکہ کو شدت غم و الم سے کلام کرنے
کی تاب نہ تھی لیکن ملکہ لالہ عذار و جملہ ہمزبان ملکہ نامدار نے تمام کیفیت صاحبقران کی ابتدا تا انتہا
بیان کی آنا مغرور آتشبار جادو کا غضب میں اپنی ابرو کے نکلنا کہتی جاتی ہیں اور اس طرح روتی ہیں
کہ دل سنگ بھی آب ہو سننے والے کا قلب بیتاب ہو جاتا ہے عمرو مثل تصویر تصور خاموش ملکہ
نشہ محبت میں مدہوش لیکن لالہ عذار نے کہا ای چابک طرار ای فرزند خواجہ عمرو نامدار ای کلید حقل
لشکر اسلام ای مہتر خوش انجام ہم مصیبت زدوں کو اپنے لشکر میں پہونچا دو فرزندان صاحبقران
کو خبر کردو کہ مغرور آتشبار دمسر سنگ قزاق تیرہ صاحبقران کو لیے ہوئے جاتے ہیں زنجیر آنکو چھوڑا
ایسا نہو وہ بیجا تا دربار لقا پہنچ جائیں سنتے ہیں لقا تمام صاحبقران کا دشمن ہے نہیں معلوم کیسا
غضب کریگا ہماری ملکہ میں دن سے اس صحرائے مصیبت میں آوارہ سرگرداں مضطر پریشان آب و دانہ
ناممکن ہوا پانی کبھی ملا کبھی نہ ملا لشکر اسلام میں پہونچ جائیں دام مصیبت سے رہا ہوں آرام پائیں ملکہ
یہ سنکر بے اختیار ہو کر رو دی کہا صاحبو تمکو اپنی آرام کا خیال ہے بجگر صاحبقران کی بیکسی کا ملال ہے دشمنوں
میں قید صیاد بے درد کے صید ہیں مہتر تم ہمارا خیال نہ کرو انکی رہائی کی تدبیر میں مصروف ہو ہمیں اس
دشت مصیبت میں آرام ہے عاشق صادق کا یہی انجام ہے تم سے خاران صحرا کے ہمدرد ہوں اس میں
ریگ رواں میں ہم بھی گرد برد ہوں گریبان چاک کریں خاک منہ پر ملیں اس غزال صحرائے محبت کی
تلاش میں مصروف ہوں بیابان نوردی دشت پیمائی کے دوقت ہوں اپنی تو یہ کیفیت ہے مصیبت
انگیز حکایت ہے اشعار آبدار

ہم رنگ لاغری سے ہوں گل کی شمیم کا — طوفان یاد ہے مجھے جو نالہ نسیم کا
چھوڑا نہ کچھ بھی سینے میں طغیان اشک نے — اپنی تو موج ہو گئی لشکر غنیم کا
یاران نو کے واسطے مجھ سے خفا ہوا ہے — ہمکو نہیں ہے پاس نیاز قدیم کا
یاد آئی کافروں کو مری آہ سرد کی — کیونکر نہ کانپنے لگے شعلہ جحیم کا

از بسکہ ثبت نامہ ہی سوز تپ دروں
واعظ کبھی ملا نہیں کوئی شمع سے ہمیں
کہتا ہی بات بات پہ کیوں جان کھا گئے
مومن بھی کو وہب ہی مومن ہی وہ نہیں
گرچہ من بلبل ہسا سم دل چو مجنون در ہوست
بلبل شاگرد یم شد ہمنشین گل بباغ
در بستان تو نیم ظاہر گرچہ رنگ نا زام
در خزف شاہیم لیکن بوہ بہ نقرہ آوردہ ایم

دیگر

قاصد کا ہاتھ ہی یہ بجنسا کلیم کا
کیا جانوں کیا ہی مرتبہ عرش عظیم کا
گویا کہ پک گیا ہی کلیجہ ندیم کا
جو معتقد نہیں تری طبع سلیم کا
سر بہ صحرای زنم لیکن حیا زنجیر پاست
در محبت کاملم پروانہ ہم شاگرد ماست
رنگ من در من نہان چون رنگ سرخ در حناست
زیب و زینت بس ہمینم نام من زیب النساست

جواہر بن عمرو سنے کہا ملکہ حقیقت مین آپ پشت مرکب پر سوار ہو جیے مین ابکو لشکر اسلام مین پہونچا کر پھر بہ ہیر وانی صاحبقران مین مصروف ہون بڑے افسوس کی بات ہی آپ اب ہمارے ناقاک نا ہدار کی ناموس ہین کیون زندگی سے مایوس ہین کل الیان لشکر صاحبقران آپ کے واسطے جان دینگے اب آپ کو کون گرفتار کرسکتا ہی لشکر اسلام بہت قریب ہی چشم زدن مین آپ کو پہونچا دونگا اس کہنے پر جواہر کے کنیزون سنے چاہا مرکب تیار کرین ملکہ گوشہ دوپٹہ کا منہ پر رکھکر رونے لگی کہا صاحبو تمھارا ایسا دل مین کہان سے لاؤن اپنے دل کا حال کیونکر سناؤن جب اس حال سے مین لشکر صاحبقران مین جاؤنگی ان شاہزادیون کو یہ خبر معلوم ہوگی کہ یہ ہمارے وارث کو گرفتار کرکے آئی ہی کوئی سبز قدی کوئی بھن پیری کیگا سایہ سے میرے وہ بیبیان عرض کرینگی یہ روے سیاہ اس لائق ہی کہ ان شاہزادیون کو دکھاؤن اس حال بنا سے سامنے زوجات صاحبقران کے جاؤن اب جواہر بن عمرو کو عجب مشکل ہی ملکہ کہتی ہی مین اس ہیبت سے لشکر اسلام مین نجاؤنگی بیابانون سے سر ٹکرا کر جاؤنگی جواہر بن عمرو حیران کہ مین کیا کرون یکایک بقدرت پروردگار صحرا سے گرد اوڑی جواہر متعجب کہ یہ رستم پلتین و پیل کن کشندہ فیل ہندی و دو ویل ہندی شاہزادہ علم شاہ نوجوان فرزند رشید صاحبقران زمان برائے شکار صحرا مین آگئے تھے شکار گاہ سے پلٹے ہوئے آتے ہین بیٹے فرزاول میر شکار چند سرداران نامدار ہمراہ رکاب جعفر سمک پلداقی عیار طرار نور نگاہ خواجہ عمرو نامدار بانئے عیاری سے آراستہ بست و خیز کرتا ہوا آتا ہی جواہر بن عمرو نے جو رستم کو آتے ہوے

دیکھا شمس گل کے شگفتہ ہو گیا ملکہ سے کہا او ای ملکہ عالم فرزند رشید صاحبقران زمان آ پہونچے نقاب
چہرے پر ڈالی تھر تھر کانپنے لگی کہا بیٹا جواہر تُنے میرا حال نہ کہا کیسی ذلت و رسوائی جگ ہنسائی
اے اپنے دل مین کیا کہینگے کہ یہ بدنصیب ہمارے والد کے فراق مین صحرا بصحرا پھرتی ہی بدبخت نے ہمارے
والد کو قید کرادیا جواہر نے کہا ای ملکہ عالم یہ فرزندان صاحبقران سعادتمند ہمیشہ آپکی خاطر خواہ
آنکھون سے لگا لینگے پلکون سے جاروب کشی کرینگے یہ کہکے جواہر بن عمرو آگے بڑھا سمک یلدقی کو آواز دی
سمک نے پلٹ کے دیکھا جواہر بن عمرو حیران و مضطر آگاہی علم شاہ نے بھی مرکب کو روکا جواہر قریب آیا
تمام کیفیت گرفتاری صاحبقران بیان کی کہا حضور اترین ملکہ سے ملاقات کرین بارگاہ استادہ کیجے تمام
ملکہ سنکر رستم دوڑے سمک یلدقی سے کہا جلد بارگاہ استادہ کرو اُسی وقت خیمے بارگاہ مین استادہ ہوے رستم
ملکہ و تنہا قریب درہ کوہ آئے ملکہ شرم سے گڑ گئی سر جھکا لیا علم شاہ نے جھک کر سلام کیا ملکہ نے بلائین لین
علم شاہ نے کہا ای مادر مہربان بسم اللہ بارگاہ مین چلیے ابھی جا کر قبلہ و کعبہ کو رہا کرتا ہون یا اپنی جان
دونگا حضور نہ گھبرائین آپنے ہمارے بزرگون کی آبرو بچائی ملکہ کچھ جواب نہ دے سکی علم شاہ نے
قناتین حائل کرا کے ملکہ کو لا کر خیمے مین داخل کیا ایک ایک کنیز کو بہ عجلت خیمے مین لا کر پہونچایا جب ملکہ
خیمہ مین داخل ہو چکین علم شاہ نے سلاح جنگ ذات پر آراستہ کیے سمک یلدقی سے کہا بڑھ کر
دیکھو تو سرہنگ قزاق و مغرور آتشباز نابکار کس طرف سے آتا ہی ایسا نہو لشکر لقا مین پہنچ جاے
سمک و جواہر نے عرض کی آقاے نامدار ملکہ کو لیکر لشکر مین چلیے غلام خبر لاینگے مقدمہ ساحران ہی عیاری
کرکے صاحبقران کو چھوڑا لینگے رستم نے کہا معاذ اللہ سواے خدا کے ہم کسی کی نہین چاہتے بادشاہ بجا فرماتے
مقدمہ سحر و ساحری تھا ڈر گئے اپنے ساتھ چلیے سردارون کو چننا یا خود جا کر کیون نہ رہا کیا یہ فرما کر اشارہ
کیا اعلی گرد و فرنگی و ملالا گرد فرنگی سپہ سالار کار گزار حاضر ہین کہا لشکر تیار کروائین دونون خیر خواہان دولت
نے عرض کی حضور برائے شکار تشریف لائے تھے لشکر بہت کم ساتھ ہی حقیقت مین عیار بیچ گئے ہین
یہ کام انتظام سے ہوگا ساحرون سے لڑائی باعث خرابی ہی رستم نے منہ پھیر لیا ملکہ صنوبر قد خیمے سے
دیکھ رہی ہی کہ فرزند رشید صاحبقران زمان عیارون پر غصہ کر رہے ہین کہ جلد خبر لاؤ دیکھو وہ عیار
کدھر سے آتا ہی ملکہ صنوبر قد ساتھ والیون سے کہتی ہی تم نے شوکت و لیاقت فرزند صاحبقران کو
دیکھا کس اعزاز و اکرام سے مجھکو لائے کس لطف سے ملے اکی کنیزون سے میرا رتبہ کمتر ہی لیکن اپنے

بزرگ کا پاس کیا مین شرم سے مری جاتی ہون کیونکر سامنے انکے بات کرون جی چاہتا ہی پاس بلا کر ان
ای شیر بیشۂ صاحبقرانی حقیقت مین عیار سچ کہتے ہین ساحرون سے مقابلہ بے کیے کرنا مناسب نہین ہی
ایک ماش کے دانے مین بہادر کو بیکار کرتے ہین اسیون سے بے بچے لڑنا عقل سے بعید ہی عیار جاکر
عیاری کرین آن و غایانہ ون کو کرے مارین کیتی ہین عرض و عروض کا چارہ نہین لیکن بادشاہ
حقیقت مین اپنے وقت کے رستم ہین اپنے باپ کا حال سنکر کسقدر برہم ہین لیکن رستم لشکر کب چار
پانچہزار جوان تیار قصد ہی کہ بڑھون لیکن اعلی گرد سے کہا تم اس مقام پر ٹھہرو ہماری والدہ جدہ
کی حفاظت کرو یا طرف لشکر کے لیکر چلے جاؤ اعلی گرد نے دست بستہ عرض کی کیونکر ممکن ہی کہ غلام ایسے
وقت مین ساتھ چھوڑے چند کس ہمراہ کرکے سافہ ملکہ کا طرف لشکر کے روانہ کرتا ہون مگر مین ہر وقت
مین ساتھ نہ چھوڑونگا علمشاہ نے فرمایا ای سلطان سعادت نشان ہمارے ہمراہ رہنے سے
حفاظت ناموس صاحبقرانی نہایت مناسب ہی اعلی گرد نے کہا غلام ان باتون کو نہ مانے کا فوج
اسقدر قلیل ساحرون سے مقابلہ کیونکر دل ہمارا قبول کرے علمشاہ نے کہا آپ سب صاحب اسی
مقام پر ٹھہرین مین یکہ و تنہا جاؤنگا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اڑی نشان آمد ساحران ظاہر ہوئے
جواہر بن عمرو نے کہا بیٹے شہریار وہ دیکھا پہونچے سمک یلاقی سے جواہر نے اشارہ کیا تم
اپنے کو بہ تعجیل لشکر اسلام مین پہونچا کو بادشاہ جہانپناہ سے خبر کرو یہ سنتے ہی سمک یلاقی طرف لشکر اسلام
کے چلا جواہر بن عمرو اپنی فکر مین مصروف ہوا رستم نے بڑی جانی وہان مغرور آتشبار و سرہنگ
قزاق مع فوج صاحبقرانی آتے ہین دور سے دیکھا کہ خیمے استادہ ہین چند جوانان صف شکن مسلح
مکمل پہنے جائے کھڑے ہین مغرور نے سرہنگ سے کہا ہرکارے کو بھیجو دیکھو یہ لوگ کون ہین
ایک قزاق گھوڑے کو چمکا کے بڑھا لشکر رستم کے قریب آیا پکار کر آواز دی ہلا لا قا سرہنگ قزاق
مغرور آتشبار جادو دریافت کرتا ہی تمھارے افسر کا کیا نام ہی اس صحرا مین ٹھہرنے سے کیا کام ہی رستم
نے للکار کر آواز دی جاکر کہدے قابض ارواح کفاران مالک نوبت ساحران فرزند رشید صاحبقران
زمان علمشاہ نوجوان تیری تنبیہ مین موجود ہین بہتر یہ ہی کہ غاشیۂ حکم کو دوش ہوش پر رکھکر مانند
غلامان حلقہ بگوش ہو دست بستہ آکے حاضر ہو ساحری کو ترک کرو ورنہ ہم خود آتے ہین سزا اس مکر کی
کی دینگے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑینگے سوار یہ سنکر بھاگا مغرور آمد ساحران دیکھکر خیمے مین

شل بید کانپ رہی ہے کہا وصاحبو وہ ملعون ساحران غدار مکار ناہنجار قزاق لٹیرے سب آپہونچے
یہ شیر یکہ وتنہا لیکن آہ کہ لالہ غدار دیکھو وہ بھاگا سب کے سب چلے آتے ہین انکو ذرا انتظار نہین اسے
سیر کیا پاس ہی خیمے کا انتظام کر رہے ہین سردارون سے یہی ارشاد ہے اور مہربان کو بچاؤ مجھ سوختہ
بخت کو جادو ت آئے خدا اس کشاکش سے بچائے وہ بھاگا عورت سے گرفتار کرنے کا قصد کرے گا
یہ مکاری غداری کیا جانین دیکھیے کیا انجام ہوتا ہے ارے ارے خدا میرے پاس بالون مین جیغرقی
کرون بجا دون کہ ان ساحرون سے مقابلہ ہو کر وکیترین کشتی مین واری شیر بھپر گیا اب بے شکا کیجے
ع چلے کا بیان تو یہ کلام ہے لیکن سماک یلدق بھاگا ہوا شل ادھر لشکر اسلام مین پہونچا دارائے
ہند لندھور بن سعدان جانشین صاحبقران طرف بارگاہ سلیمانی کے جاتے ہین دونون فرزند
شیر دلیر قوت بازو زینت پہلو جنگ دیدہ کارزار مودہ شاہزادہ فارشیون پریزاد و فراخوان
ایک خبر لیشت پر ایک جانب عادل شیر دل وفاضل شیر دل وپہلوان درنگ وپہلوان گورنگ
منظر شاہ یمنی وگوہر لک دکنی وصبغ شاہ دوستادی ہمراہ دارائے ہند لندھور بن سعدان چلے آتے ہین یکہ سامنے
سے دیکھا سماک یلدق بد حواس آتا ہے لندھور نے پکار کر آواز دی خیر ہے صاحب خیر تو ہے سماک
یلدق نے بڑھ کر عرض کی اے جانشین صاحبقران امیر باتوقیر قید ہو گئے ساحران غدار قزاقان
ناہنجار مقید کرکے طرف لشکر لقا کے لاتے ہین رستم شکار سے آتے تھے مقابلہ لشکر کفار سے
ہو جاتا ہے کیا عجب ہے لڑائی شروع ہو گئی ہو مین جاکر بادشاہ سے خبر کرون یہ سنتے ہی لندھور
بن سعدان پشت مرکب شبرنگ تازی پر سوار ہوئے ہندیون نے قبضون پر ہاتھ ڈالا کمانیان
پہنے لگین لیکن لندھور بن سعدان سب سے آگے بڑھ کر روانہ ہوا سماک یلدق طرف بارگاہ سلیمانی
کے چلا قضا سے کار ہرکارہ ہائے لشکر لقا وسواس وخناس وخوشامد و وارد لشکر اسلام مین
موجود تھے یہ خبر دریافت کرکے بھاگے لقا اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا تقدیرین گھڑ رہا ہے سلیمان عنبرین
مو سے کوہی دنگل شوکت پہ تمام عمدہ دربار کا قرآن پر رعنائے معمور عہدہ سلطنت پر خواجہ گردا دلدین
ملک بختیارک شوم کا زیبہ پر بیٹھا ہوا مسخرہ پن کر رہا ہے کہتا ہے یا خداوندا کوئی تقدیر تو کیجیے لشکر
اسلام کو شکست دیجیے ہے سے کوئی سا افراسیاب جادو نے نہین بھیجا کہ ذرا لشکر مین چہل
پہل ہوتی لیکن یقین کامل ہے ہمارے مرشد پیر کامل نے افراسیاب جادو کو دم نک مین

دم

کر دیا ہوگا یہ ہم سن چکے کہ اسد نامدار گنبد نور سے دا کر دیا اب لوح بھی حاصل کر لینگے افراسیاب
کو قتل کرینگے ہوشربا کا اب بچنا دشوار تدبیر تقدیر بالکل بیکار سلیمان عنبرین موے کوہی نے
جواب دیا ملک جی آپ طلسم ہوشربا سے بخوبی نہین واقف ہین طلسم وسیع افراسیاب ساحر بے نظیر
شیرو وزیر خوش تدبیر ہر غالب آنا دشوار عمرو ہزار کد و کاوش کریگا لوح طلسمی دستیاب ہوگی بختیارک
کہتا ہے پیر و مرشد کا قدم گیا اسد شیر دل جا کر جم گیا اب بدون قتل افراسیاب یہ لوگ واپس
ہونگے یہ ذکر تھا کہ چارون ہرکارے سامنے آکر پہونچے ہاتھ اٹھا کر یہ دعا دی قطعہ

ای فخر جہانبانی و فا سا قطاز و	گوہر بدن داری ورا سا قطاز و
روزان و شبان از حق تعالی خواہم	مرکب وحدت خدا او با سا قطاز و

بختیارک سے کہا پیش باد کو بجا لی کیا خوشخبری لائے ہرکارون نے عرض کی ابھی خبر آئی ہو کہ والی ملک
مغرور آتشبار سردار سرہنگ قزاق صاحبقران کو قید کرکے آپ کی خدمت مین لاتے تھے سب
سردار ہراول صاحبقران جاتے ہین علم شاہ نے وہان گھیر لڑائی ہو رہی ہوگی یہ خبر وحشت اثر
لشکر لقا پہونچ گیا قہقہہ مار کر ہنسا کہا ای بندگان من دیدی قدرت مرا من چہ تقدیر کردہ ام چیلے چپاٹے لقا
کے قدرت نے حمزہ کو قید کرا دیا قدرت چلے و قدرت سے سلمانون کو قتل کرینگے آج میدان
لاشون سے بھر دینگے یہ کہکے اٹھا چوسٹھے ہاتھی زنجیرہ بند ہوے تخت اسپر کسا گیا لشکر مین نقارہ ہوئی
سلیمان عنبرین موے کوہی مسلح ہو کر گینڈے پر سوار ہوا سترہ سو نقارے پرچوب پڑی زمین
تھرائی زمرد شاہ باختری مع بائیس لاکھ فوج کے چلا عیاران لشکر اسلام لشکر لقا مین ہر وقت موجود
رہتے ہین خبرین دریافت کرکے پہونچے گذارش کیا کہ لشکر عوربین سعدان تو آگے چل چکے ہین لشکر روانہ
ہونے سے لشکر مین تہلکہ پڑ گیا جیسے سنا ڈیرہ ہی بغل مین دبا لی گھوڑے پر سوار ہو کے چلے سماک
یلدقی بارگاہ سلیمانی مین حاضر ہو بادشاہ تجمل سے کیفیت عرض کر رہا ہو کہ صاحبقران زمان قید ہوگئے
ساحرون سے مقابلہ ہر ستم بلکہ و تنہا مین مزاج سے انکے حضور بخوبی ماہر ہین آتش خوبی کے رنگ
ظاہر ہین انکو کون روک سکتا ہی یقین کامل ہی جا پڑے ہون لشکر ساحران غدار سے لڑ پڑی ہوگی
ہوگی مغرور آتشبار ساحر زبردست فرستادہ افراسیاب اسکے سامنے جرأت کا کیا کام غلام نے منع
کیا سیر کرنا نہین مانا سماک یلدقی عرض کر رہا ہی بادشاہ پریشان کہ نقارہ ہاے رزمی کی صدا کان

مین آئی گھبرا کر سر اٹھایا فرمایا دیکھو یہ غلغلہ کیسا ہی نقارے کیسے بجتے ہین کہ ہرکارے آگے پہونچے ہاتھ اٹھا کر
دعا دی دست بستہ عرض کی ای شہریار زمرد شاہ باختری کو خبر معلوم ہوئی کہ صاحبقران زمان قید ہوے
مغرور آلتشار ساحر آتا ہی پانسو لاکھ فوج سے لقا سوار ہوا برائے مدد ساحر مذکور جاتا ہی یہ سنکر بادشاہ فلک
شکوہ کر اٹھے بیرون بارگاہ آئے پشت مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوے اب کون ٹھہر سکتا ہی پانچ ہزار
پانچ سو چھپن سردار نامدار بارہ سو جوانان فرنگی تیرہ سو جوانان ترکی عقب مین شہنشاہ گیتی ستان کے لیکن
خبر اپنے قبلہ و کعبہ کی سنکر شاہزادہ قاسم نوجوان پشت مرکب شبرنگ پر سوار ہوئے گھوڑے کو کوتل کیا سب
سے پیشتر قاسم نکل گئے ایک جانب سے گل گلزار خلیل الرحمان نور دیدۂ مومنان و مسلمانان بر ہم زنندہ زمرد
بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران نور الدہر بن بدیع الزمان گل فرزندان صاحبقران زمان بیقرار
ہوکے چلے لیکن دارائے ہند لندھور بن سعدان سب سے پیشتر چلے تھے دو کوس لشکر سے نکلے ہین عقب
مین جوانان ہندی چلے آتے ہین طرف رستم کے جائین کہ دیکھا زمرد شاہ باختری تخت پر سوار مع فوج
کوہیان و لشکر سنجان و باختر بعد کروفر اور داروگیر کرتا ہوا جاتا ہی بختیارک کی جو لندھور پر نگاہ
پڑی کہا یا خداوند یہ ہندی برائے مدد علم شاہ جاتا ہی یہین اسکو گھیر لو جانے نہ پاوے سلیمان عنبرین
موے کوہی نعرہ کرکے لندھور پر جا پڑا ہر چند لندھور نے چاہا کہ بچکر نکل جاؤن اپنے کو وہان پہونچاؤن
جہان صاحبقران زمان قید ہین لیکن لشکر لقا نے چہار جانب سے گھیر لیا لندھور مجبور نعرہ کرکے جا پڑا نعرہ لندھور

جزیرہ ہاے دریا را گرفتم تا بہ ہندستان	دیگر	اگر نامم نمیدانی منم لندھور بن سعدان
منم صاحب عمود و جانشین حمزہ درگردان		شہ ہندوستان رستم زمان لندھور بن سعدان

چونکہ فوج لقا کے ساتھ بے انتہا ہی لندھور بن سعدان کا نکلنا دشوار ہوا جسقدر ہندی آئے تھے سب
اپنے آقا کے ہوئے لیکن جوانان ہندی دفع دار صف شکن تیغ زن خانہ جنگیان ڈٹے ہوے
چہرون پر زخم بار خود سے سر آگاہ ہنین زرہ کا پہننا بکار جانتے ہین دریاے جرأت کے نہنگ
نادہ جنگ مل کے اتارے جسم مین سینون پر تلوارین کھانے والے کلاہین چھوٹی سر پر گھونگر والے
بال بالاے دوش نشہ جرأت سے مدہوش اگر کسی کو ہی نے نیزہ مارا سینہ کو توڑ کر پار نکلا کوہی خنجر
قد کے جوان فیل پیکر پھر مار نیزے پر بلند کیا مگر وہ جوان جانباز مردون مین سرفراز مرنے کو سعادت
ابدی جانتے ہین سنان نیزہ پیرہ جا کر پھر مارا پھر نیزے کی جسم سے پار گزری اس طرح اپنے کو برابر

دشمن کے پہونچایا پلٹ کے قرولی ماری حریف نیچا آپ او پر اس طرح جوانان شیر دل کوہیان روبہ خصال سے لڑ رہے ہیں جانبازی سرفروشی کر رہے ہیں جان دینے پر مرتے ہیں جو قتل ہو کر گرا تڑپنے تڑپنے آواز دی شکر پروردگار نمک خوار نمک سے اپنے آقاے نامدار کے ادا ہوا اپنے مالک پر فدا ہوا لاشے جابجا تڑپنے لگے ہزارہا ہندی کام آیا لندھور دریاے فوج لقا میں غوطے مار رہے ہیں کافروں کو للکار رہے ہیں یقین ہے لندھور کو کہ اس دریاے فوج لقا سے نکلنا دشوار ہوا افسوس اپنے آقاے نامدار تک نہ پہونچے دام فوج کوہیان میں پھنسے ہر چند کد و کاوش کرتے ہیں لیکن فوج کے بلوے نقیب آوازیں لگاتے پھرتے ہیں نوے گرگیوں کے سنگ جوانان صف شکن فوج دشمن پر جا پڑتے ہیں ہزارہا سر کٹ کر گر گئے عین گرمی جنگ ہے مبل سکندر پر جوب پڑی گرد علم بلند ہوئی دیکھا بادشاہ جہجاہ مع سرداران نامی و پہلوانان گرامی گھوڑے کو بڑھائے ہوئے گرد تاجداران جلیل لشکر ظفر اثر کے کفیل نوبت نقارے بجتے ہوئے سامنے سے ظاہر ہوئے بختیارک نے آواز دی دیکھو یارو بادشاہ اسلام کل لشکر لے کر طرف مغرور آفتاب جادو کے جاتے ہیں انکو بھی اسی مقام پر روک لو اس کوہیان صف شکن سرداران اسلام کو ٹوک لو یہاں سے بڑھنے نہ دو بادشاہ جہجاہ نے بھی دیکھا لشکر ہندوستان پر آفت برپا ہے ہزارہا جوان قتل ہوئے لندھور بن سعدان زخمدار لیکن لڑائی میں مصروف ہنگامہ گیرودار بلند ہا لیان ہندوستان دردمند بادشاہ جہجاہ کو تاب نہ آئی مرکب کو بڑھایا نعرہ شیرانہ کیا نعرہ بادشاہ

ستم شاہ شاہان فریدون حشم — بہار گلستان کاؤس و جم
یل نامور سعد عالم پناہ — ستم صف شکن صاحب عز و جاہ

کل سردار سات سو تاجدار تلواریں کھینچ کر لشکر لقا پر جا پڑے

دونوں لشکر مثل آب شور و شیرین مثل نور و ظلمت آپس میں ملگئے برق شمشیر چمکی دعائیں ملکر اٹھیں گھٹا گھنگھور چھا گئی سرہنگان بجرأت مثل دیوں کے زمین پر گرے دریاے خون جاری ابر تیغ برس رہا ہے دریاے خون کی طغیانی خیار حیات مردان عالم موخانی شعر • ولشکر زلشکر در آمیختہ قیامت ز گیتی شد انگیختہ نظم

چلے غول کے غول اور غٹ کے غٹ — گئے مومن و گبر باہم پلٹ — سواروں کے اک سمت پلے چڑھے
پیادوں سے گلے بھڑے ہوئے — لگے چھنے سر دامن و دھول — دیے سر کے بال اپنے ظلموں نے کھول

فلک کا ہوا پر غبار آئنہ | تھا حیرت کے عالم میں چار آئینہ | ہزاروں زرہ پوش خنجر گزار
نیستانے سے بن بر ہوئے کچھ نیزہ دار | وہ رستم لڑائی بھڑائی میں تھے | وہ سہراب جنگ آزمائی میں تھے
ہوا سامنا تیر چلنے لگے | نیستانوں سے خنجر نکلنے لگے | بادشاہ وجاہ مع ساتھ سو

تاجداران عالی وقار مصروف کارزار جاتے ہیں صفوں کو توڑ کر نکلجاتیں لیکن کوہیوں نے صفیں
باندھی ہیں لوہے کی تلواریں حائل اگر ایک صف توڑی دوسری صف قائم ہوگئی یہ تو سب اِس
مقام پر لڑائی میں مصروف ہیں لیکن رستم پیلتن آمادہ کھڑے ہیں جیسے ہی لشکر ساحران قریب آیا
پانچ ہزار جوانوں سے لشکر مغرور آتشبار و قرا قان نابنجار پر جا پڑے نعرہ شیرانہ کیا نعرہ علمشاہ نوجوان

ارشاد لاد امیر جوب | ایست علمشاہ چو رستم لقب | علمشاہ رومی شہ پیل زور
کہ بر تخت مرزوق افگند شور | اعلی گرد فرنگی دولا گرد فرنگی ہان ہان کہتے رہے کہ ای شہریار

لشکر ساحران ہر فوج بے پایاں ہر یہ کب مانتے ہیں فوج ساحر وغیر ساحر کو یکسان جانتے ہیں پہلے
حملے میں فرنگیوں نے تیر مارے نیزے چلے کئی سو ساحر مر کر گرے کئی ساحران زبردست رستم نے
مارے اندھیرا ہوگیا ملکہ پردے سے دیکھ رہی ہی سرپیٹتی ہی دعائیں مانگ رہی ہی خداوند فرزند
صاحبقران زمان کو بچانا خدانخواستہ اگر اُسکے دشمنوں پر کوئی زوال آیا کہنے والے مجھ بدنصیب کو
کیا کہیں گے ہنگامہ ساحران دیکھکر کنیزیں بھاگ گئیں ملکہ حیران ایک ایک کو دیکھتی ہی
مضطر و بدحواس کہتی ہی ہائے میں کدھر نکلجاؤں کیونکر میدان کارزار میں جاکر اپنی جان قدموں پر
صاحبقران زمان کے نثار کروں رستم نوجوان کو نیزہ و تیر سے بچاؤں لیکن رستم نے جب ہزار
دو ہزار جادوگر مارے ہونے سے ساحروں کے تمام میدان تیرہ و تار کافروں کو انتشار قریب
تھا بھاگ نکلیں مغرور آتشبار صف سے آگے بڑھا ساحروں کو آواز دی او نامردو کہاں
جاتے ہو ادھر آؤ افراسیاب کو جاکر کیا منہ دکھاؤگے وہ بادشاہ جابر و قاہر تمھارے
زن و عیال کو قتل کریگا ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑیگا ذلیل و رسوا ہو کر مارے جاؤگے
کیونکر جان بچاؤگے یہ کہتا ہوا آگے بڑھا اُسکے للکارنے سے ساحر بھی ٹھہرے پلٹ پڑے سحر
کرنے لگے شعلہ جادو وزیر اُسکا ساحروں کو گرما کے بڑھا بڑھتے ہی علمشاہ پر سحر کیا گھوڑا بدکانے
کرنے لگا شعلہ جادو نے بھڑک کر قراقون کو آواز دی او نامردو ابھی ان سبکو مار لو میں نے ہاتھ پاؤن

بیکار کردیے اب بھی نہ قتل کرسکو تو بڑے غضب کی بات ہو دیکھو تو مسلمانوں کا کیا حال ہو حیران و پریشان مضطر
و خستہ در گھوڑے بدلگامیاں کر رہے ہیں ہاتھ بیکار لیکن پاؤن ثابت قدمی میں استوار حقیقت میں یہ لوگ
بڑے جانباز و سرفروش ہیں اس بیہوشی میں بھی جرأت کے ہوش ہیں ایک ایک نہنگ محیط دلاوری اژدہا
بیشہ قلزم صفدری لیکن سحر میں دخل نہیں رکھتے ہیں موت کے مزے چکھتے ہیں یہ سنکر فوج فراخان
نے بلوہ کیا جو سپاہی بیچارے بیکار تھے اس بیکسی بیبسی میں انکو قتل کرنے لگے رستم یہ تماشا
دیکھ رہے ہیں کہ ساتھ والوں پر قیامت برپا گھوڑا انکے بیدوڑا دوڑا پھرتا ہو ران پشت مرکب
پر نہیں جمتی لگام ہاتھ سے چھوٹی جاتی ہو ہمسر شعلہ جادو کے آگ بڑھتے لگی تیغہ کھینچکر طرف
علم شاہ کے چلا کہتا ہوا کہ پسر حمزہ کو خود قتل کرونگا ہمارے ساتھ والے سب نامرد ہیں مسلمان
سرخرو انکے چہرے زرد ہیں جوانان صف شکن نے دیکھا شعلہ جادو ہمارے آقا کو قتل کرنے
آتا ہو گرتے پڑتے قریب اپنے آقا نامدار کے آئے سینے سپر کردیے سنان نیزہ سے سینے
ملائے دم شمشیر پر گلے رکھتے تھے چاہتے تھے ہم قتل ہوں روح روان صاحبقران کو بچا دیں
ادھر صاحبقران پہلو میں مستانہ کوہی ایک جانب مقبل و بہرام سب مسلسل و مطوق ارابوں
سے یہ معرکۂ مصیبت جزو دیکھ رہے ہیں زنجیریں ہلاتے ہیں لیکن صاحبقران مضطر و پریشان حال
نور نظر دیکھکر گھبرائے بیقرار ہوکے دعا کی خداوندا میرے رستم کو بچانا یکایک دشت سے
گرد اڑی دیکھا آگے آگے شاہزادۂ خاور سپاہ قاسم نوجوان نبیرۂ صاحبقران پشت پر بارہ ہزار
جوان یاقوت پوش بصد جوش و خروش آکر پہونچے قاسم نوجوان نے بڑھ کر نعرہ شیرانہ کیا نعرہ قاسم نوجوان

آفتاب مشرق دین پروری	شہسوار رلال پوش خاوری	مالک قاسم آن شاہ خاور سپاہ
زخم تیغ برابر و نیزہ بماہ	زآب دم تیغ شستم زمین	ہمہ باختر شد بزیر نگین

لیکن ہوا سے دیکھا قبلہ و کعبہ پر ہجوم ساحران بلوۂ فراخان ایک ساحر چاہتا ہو رستم کو قتل
کروں رفقا جان دے رہے ہیں قاسم نوجوان نے کمان کیانی دوش سے اتاری تیر کو
جوڑا شعلہ جادو کو تاکا جیسے ہی اسنے چاہا کہ علم شاہ پر ہاتھ تلوار کا مارے قاسم نوجوان
نے تاک کر تیر مارا سینہ پر پیکان کے پڑا پشت کو توڑ کر پار گذرا شعلہ جادو الٹ گیا زمین پر
گرا ناری کا لاشہ جلنے لگا شجر بغض و حسد سے یہ ثمر حاصل ہوا تڑپ تڑپ کے جہنم واصل

ہوا آواز آئی کشتی مرا نام مِن شعلہ جادو و بود قاسم تلوار کھینچکر لشکر کفار پر جاپڑا رستم نے بھی سحر شعلہ سے
رہائی پائی قاسم نے تیر دن کی بوچھار کی ہیبت سے تا فرق تلوار سے بیدم کیے جوہر شمشیر بران دکھانے
طبقے زمین کے ہلادیے لیکن مغرور کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا کہ باپ بیٹون نے قیامت برپا کی شعلہ کو
مار ڈالا بس جوش مین بڑھا دن قلیل باقی ہی بڑھ کر سحر کیا صاحب افراسیاب سحر و ساحری مین لاجواب
ایک ہی سحر مین علم شاہ و قاسم بیہوش ہو کر گرے دوسرا گولہ مارا ساتھ والون پر آگ برسنے لگی کہین بجلی
گری کہین رعد گرجا کوئی تھرا کر گھوڑے سے گرا کسی نے گھبرا کر خود اپنا گلا کاٹ لیا نیزہ دار صفدر جنگجو
مثل چوب خشک خاموش بیٹھے مدہوش دو گھڑی کے عرصہ مین اُسنے سب کو گرفتار کر لیا اسی طرح
علم شاہ و قاسم کو مع فوج بیہوش پڑا رہنے دیا کہا بدولت کو اُسوقت فرصت کم ہی مزاج برہم ہی جلد
تھانون پر قبضہ کرو ہرکارہ اُس بھیا کو خبر دے چکا ہی حضور ملکہ صنوبر قد بارگاہ مین داخل ہین علم شاہ
فرزند امیر عالیجاہ نے بڑی خاطر و مدارات سے اُتارا خیمے مین داخل کیا جاکر ملکہ سے ملاقات کیجیے مغرور
آتشبار نے لشکر کو اُسی مقام پر اُتارا سرہنگ قزاق کو اپنے پاس بلایا کہا آپ میرے بزرگ ہین
آپ تشریف خیمہ ملکہ مین لیجایئے صاحبزادی کو سمجھا کر بدولت کی بارگاہ مین لایئے میرے قہر و
غضب سے ذرا ایسے ہی فرمایئے کہ مغرور آتشبار اب ایک مسلمان کو زندہ نہ چھوڑیگا صبح کو حمزہ و فرزندان
حمزہ کو اسی میدان مین جلا دیگا دیکھو دم بھر مین علم شاہ و قاسم کو بیہوش کرکے ڈال دیا فوج والے
بھی انکے بیکار پڑے ہین گھوڑے بھی کوتل دوڑتے پھرتے ہین بس حکم سے ایسے زبردست کے
گردن تابی کرنا خون سے اپنے ہاتھ بھرنا ہی یہ بھی سمجھا دینا کہ ہوش ربا مین اتنا بڑا ساحر نہین ہی
افراسیاب جادو نے کل اقلیم کا حاکم کیا دربند ہائے طلسم کا ناظم کیا تم ہوش ربا کی بادشاہزادی
کہلاؤگی سرہنگ قزاق نے کہا مین ابھی جاکر سمجھاتا ہون حضور بارگاہ مین جلوہ فرما ہون لباس تبدیل
کرین پوشاک فاخرہ پہنین اسباب عیش و نشاط بھی مہیا ہو جائے مین بخوبی سمجھا کے لاؤنگا کسی
بات مین آپ سے انکار نکریگی مغرور آتشبار ان باتون پر سرہنگ کی پھول گیا نانا جان کہکر گلے سے
لگا لیا سرہنگ قزاق مغرور کو بارگاہ مین ٹھہرا کر طرف خیمہ ملکہ کے چلا تمام ساحرون نے خیمہ ہائے
علم شاہ قبضے مین کر لیے قزاق گرد خیمہ ملکہ کے اُترے مین ایک امر اور رہا صبح رنے عالی ہو لشکر اسلام
و لشکر لقا سے چار پہرون تلوار چلی اہل اسلام نے دریائے خون بہا دیے سلیمان عنبرین مو سے کوہی

ہاتھ سے بادشاہ کے زخمی ہوا قریب شام بختیارک نے طبل بازگشت بجلوایا اور جنگی سب سردار انکا
کے زخمی ہوئے تھے بادشاہ سب کو ساتھ لے کر داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے زخم دوزیان ہونے لگیں
بادشاہ نے آنکھوں میں آنسو بھر کے عیاروں سے کہا جا کر علم شاہ کی خبر لاؤ یہیں لقا ملعون نے
وہاں شادیانے بجانے دیا سردار انکے زخمدار ہیں اب یہاں سے قدم بڑھانا دشوار لشکر لقا مقابلے میں
اترا ہو آپ لوگ رات ہی کو خبر لائیں میں انتظار میں جاگ رہا ہوں غرض گلباد عراقی و قلباد عراقی وجعفر
ابوالفتح اصفہانی و عمران خطائی و زیرک خطائی وغیرہ چالیس پچاس عیار برائے خبر علم شاہ
نامدار باشتاب عیاری سے آراستہ ہو کر چلے دوسرا مقدمہ بازو نیاز ناظرین پہ واضح ہو کہ جس وقت سے
قرانی کا ذکر تحریر ہوا جواہر بن عمرو کا حال نہ معلوم ہوا کہ کہاں گیا تا اب خواجہ عمرو دستر والا گہر عیار
طرار فرار خنجر گذار یہ کیونکر عرض کروں کہ جان بچا کر بھاگ گیا یقین کامل ہے کسی کار ضروری میں مصروف
ہو بلکہ عیاری کرنے کا وقت ہو ناظرین پر واضح ہو گا اس مقام پر تحریر کرنا مناسب وقت نہیں چند
کہ نیاز مند نے کتاب تحریر کی مگر کتاب کو قاعدہ اشتیاق سے معمور کر دیا کتاب نادر عیار پیاسے
لطیف سے بھر دیا پس ملحوظ ہے کہ جواہر کا ذکر آئیگا جب سرہنگ مغرور سے رخصت ہو طرف خیمہ
ملکہ کے چلا مغرور آتشبار بھی گھبرا کر خیمے سے نکل آیا پکار کر کہا کہ ابا جان ٹھہر جائیے دیکھیے میں لباس تبدیل
کر آیا سرہنگ نے پلٹ کر دیکھا مغرور آتشبار دولہا بنکر نکلا ہے سیہ رو نے داڑھی میں وسمہ لگایا مہندی
بھی جلدی جلدی ہاتھوں میں مل لی تاج سر پر قبائے اطلس آسمانی میں گوٹہ ٹھپا لگا ہوا بڑے آن بان سے
کلغی یاقوت احمر کے موتیوں کے مالے پہنکر نکلے ہیں ایک رومال منہ پر رکھے ہوئے خدمتگار پشت پر
چنگیر میں پھولوں کا گہنا لیے ہوئے ساتھ ایک کے ہاتھ میں سہرہ زرتار کا پھولوں کی بدھیاں عطر کی
شیشیاں سرہنگ دیکھ کے شرما گیا مگر خوشی یہ ہے کہ اس کا سسر کہلاؤنگا کہا اچھا بیٹا تم بھی ساتھ چلو اپنی
دولہن کو سمجھانا تم سے پردہ کیا ہے مغرور بھی ساتھ چلا گیا آگے آگے سرہنگ عقب میں میاں مغرور
خدمتگار رو در رو دربار صاحبوں نے پیار کیا دکھی مغرور نے ہیں ہیں کر کے سب کو سلام کیا کہا آپ
سب صاحبوں کی عنایت دو چار ظریف شاعران لطیف بھی ساتھ ہیں پھبتیاں کہہ رہے ہیں کوئی کہتا
ہے ٹھیک کیا خوشنما ہے ایک کہتا ہے ہمارا آقا کیا خوب دولہا بنا ہے ایک کہتا ہے جلد امید بر آئی نانا نواسے کو گود میں اٹھا
لائے قہقہے کرتے ہیں کیا اتفاق ہیں دولہا کا باپ و سسر ہے کس طرح دولہا میاں جاتے ہیں تحریر ہے کہ یوں

کو حجاب سے ہین جب قریب خیمہ ملکہ صنوبر قد سب پہنچا پہونچے سرہنگ نے چاہا اندر جائے مغرور اشتبار نے کہا ٹھیرئیے کچھ آواز آتی ہی حقیقت مین جسوقت سے خیمے پر ملازمان مغرور کا پہرا ہوا ملکہ صنوبر قد اسکی بیقرار کنیزین خوف کے مارے بھاگ گئین جان بچا کر جا بجا چھپین یکہ و تنہا بیچ خیمہ مین وہ ماہ تابان یعنی ملکہ صنوبر قد حیران و پریشان مضطر و شسدر باک باک کے رو رہی ہی کنیزون کے نام لیکر پکارتی ہی کہ صاحبو تم کیون جدا ہوئین جو گذرتی ہماری جان پر گذرتی افسوس ہی سوقت مین نے بھی ساتھ چھوڑا دیکھیے ہمارا جنازہ کون اُٹھائیگا سواے صاحبقران کے اگر کوئی ہمکو ہاتھ لگائیگا ہاکو مردہ پاسے گا بہت پچھتائیگا اس خوشی مین اس خیمے کو پڑھ رہی مخمسہ

بیکسا بیکس کوئی پھر ہوگا بھلا میرے بعد
جسکا دل یون ہو غم و درد کی جا میرے بعد
دیکھ لینا یہ تم اے اہل وفا میرے بعد
بیکسی رہی سنے نہ دنیا کو تجا میرے بعد
غم بھی مرقد پہ مری بیٹھ رہا میرے بعد

وحشت آیا وہان چھوڑ گیا جب مجنون
رونق سلسلۂ عشق ہوا ہین محزون
نقد ہر کہ مین تو سوے ملک عدم راہی ہون
تیز رکھنا سر ہر خار کو اے وحشت جنون
شاید آجائے کوئی آبلہ پا میرے بعد

وہ زندان محبت کا عجب عالم ہی
مجھے یہ راز وہی عشق سے جو محرم ہی
کیا کہون شمع مین کیون چشم مری پرنم ہی
اپنے مرنے کا مجھے غم نہین پر یہ غم ہی
کون ہوگا ہدف تیر بلا میرے بعد

عالم عشق مین یکسان ہی فنا اور بقا
ہی جو ہستی مین ہم ربط وہی بعد فنا
عشق وہ شی ہی کہ دکھلاے جو اعجاز اپنا
کیا عجب مرقد لیلی سے جو نکلے یہ صدا
تیری مجنون تیرا کیا حال ہوا میرے بعد

طبع ناس بھی قفس کی ہواسے میری
گشت گلزار کی خواہش تھی خدا سے میری
نہ کھلا باب اثر آہ رسا سے میری
مین نے زندان مین دی جان بلا سے میری
باغ عالم مین رہی گو کہ فضا میرے بعد

اے غم و درد ہو تم میرے دل مین ساکن
ہون جدا تمسے مین اللہ نہ دکھائے وہ دن

ایک دن چین سے نہیں ہو میرے دلکو تم بن | اتنا جو کرتے ہو بہت لطف و کرم تم لیکن

بھول جانا نہ مجھے بہر خدا میرے بعد

خوبرویوں سے ہی کچھ جی کا لگانا ہی خطا | چاہیے یہ کہ نہ لے کوئی کبھی نام وفا
جائے حیرت ہی کہ جی جسکے لیے میں نے دیا | بسکہ باعث تھا میں اُس شوخ کی بدنامی کا

سجدۂ شکر ادا اُسنے کیا میرے بعد

زندگی میں نے وفائی میں بسر کی پیارے | لی خبر تُنے نہ مجھ خستہ جگر کی پیارے
حال پر میرے نگہ آج نظر کی پیارے | جیتے جی قدر بشر کی نہیں ہوتی پیارے

یاد آئے گی تمھیں میری وفا میرے بعد

ضبط گریہ کا نہیں بسکہ مجھے ایک نفس | ابر ہر لحظہ مری چشم کا جاتا ہی برس
گلشن دہر مری ذات سے شاداب ہی بس | اٹھ گیا میں جو جہان گذران سے تو ہوس

خاک اُڑائے گی بہت باد صبا میرے بعد

یہ اشعار پڑھ کر ملکہ رو رہی تھی سرہنگ و مغرور کے کان میں یہ آواز آئی سرہنگ نے مغرور سے کہا آپ ذرا ٹھہر جائیے دیکھیے وہ گیسو بریدہ ننگ خاندان واسطے صاحبقران کے رو رہی ہی اشعار مضمون فراق پڑھتی ہی مغرور وہ ملا نے ہوئے دروازے پر ٹہلنے لگے سرہنگ بلا تکلف اندر خیمے کے آیا دیکھا ملکہ صنوبر قد آنکھیں سرخ ہوئے سر سراسر پریشان بصورت آئینہ حیران فرش خاک پر بیٹھی رو رہی ہی باپ کو دیکھکے آنسو پونچھ ڈالے خوف سے کانپنے لگی جھک کر سلام کیا سرہنگ نے سر سینے سے لگا لیا کہا اے نور نظر جو کچھ تُنے کیا وہ مقدمہ گذر گیا ہم سمجھے کنیزوں نے تمکو بہکا کے اس حال کو پہونچایا حمزہ بیچارہ کیا ہی [illegible] ایسا عمدہ شوہر تمھارے واسطے تجویز کیا صاحب شہنشاہ ہوش ربا سحر و ساحری میں یکتا جس نے چشم زدن میں حمزہ کو گرفتار کر لیا لڑائی میں علم شاہ و قاسم ایسے نوجوان کو بیکار کر دیا سب مثل مردے کے بیہوش پڑے ہیں وہ بیچارہ خود دوڑا چلا آیا ہی اشتیاق میں تمھاری ملاقات کے در خیمہ پر ٹہل رہا ہی اول تو حمزہ مسلمان غیر کفو غیر ملت غیر مذہب دشمن افراسیاب علاوہ ازیں چار پہر اُسکی حیات کے دن باقی ہیں صبح کو بذلت و رسوائی قتل ہو جائیگا بعزت و آبرو تمکو طلسم ہوش ربا میں لیجائیگا سحر سکھائیگا صاحبان افراسیاب میں نام لکھا جائیگا صحبت میں ملکہ حیرت جادو کی رہوگی زیور جواہرات کا ملیگا افراسیاب

ایک شہر کا حاکم کر دینگا وہاں جرخ وہ بار کو قتل کرنا شہنشاہ خوش ہونگے اسطرح سمجھا کے جو سرسنگ نے
بیٹی سے کہا صنوبر قد باپ کے گلے سے لپٹ کر رونے لگی کہا میں حیران ہوں کہ یہاں تک کیونکر آئی
لونڈیاں سمجھا کے یہاں تک نکال لائیں کہتی تھیں کسی شہر میں چلیے وہاں ایک گھر کرایہ کو لینگے اسپر ہم
آپ بیٹھیں گے بڑے بڑے امیر بادشاہزادے آپکے جمال کے مشتاق رہینگے ایک ایک شام ہم لوگ بھی
کر لینگے آج کا ناچ کہیں گے جس محفل میں مجرا کرنے جائینگے لاکھوں روپے پل بھر میں پائینگے حضور میں
کمبخت بدنصیب انکے مطلب کو نہ سمجھی یہاں لاکر اسپر حمزہ کے جو لشکر آیا وہ نگوڑا مجاور گھور گھور کے دیکھتا تھا
بڑی خیر ہوئی کہ آپ آگئے ورنہ نہیں معلوم کیا کرتا حمزہ سے مجھے کیا کام آپ جو حکم دیجیے میں بجا لاؤں لیکن
آپ خفا نہوں تو ایک بات کہوں ذرا ایک نگاہ اپنے دولہا کو دیکھ لوں صورت اچھی ہو اگر صورت بھی
بری ہو تو روپیہ والا ہو سرسنگ نے کہا بیٹا بادشاہزادہ صورت میں بھی حسین کمسن زیادہ ہی اور تم
اپنی آنکھوں سے دیکھ لو بڑی بات یہ ہی کہ تمھارے نام پر مرتا ہی جواہرات کے صندوقچے ابھی سے
ساتھ لایا ہی تمھاری خدمت میں پیشکش کرے گا بڑے مرتبے حاصل ہونگے یہ کہکے ہاتھ تھاما خیمے میں
روزن کیا کہا دیکھو بیٹا دولہا کھڑا ہی جیسے ہی ملکہ صنوبر قد کی سراپا پر مغرور کے نگاہ پڑی سرسنگ نے
دیکھا ملکہ پسینے پسینے ہوگئی شرما کے سر جھکا لیا سرسنگ نے کہا کہو بیٹا پسند کیا صنوبر نے کچھ جواب نہ دیا سرسنگ
خوشی خوشی باہر آیا کہا حضور دیکھیے مفصل حال کھلا کنیزیں اُسکو بہکا کے نکال لائیں حرامزادیوں نے یہ
تجویز کیا تھا کہ کرے پر بٹھائیں گے شفتلین ناگر بنکر بیٹھیں میں نے آپکا جمال آفتاب مثال دکھا دیا پسینے
پسینے ہوگئی حضور کیا کہوں میں تو جانتا ہوں آپ پر عاشق ہوگئی اب میں نے سب طرح سمجھا دیا تشریف
لیجائیے ہم خوب جانتے ہیں میاں بی بی ایک ہو جائینگے ہم بیچ والوں کو کون پوچھیگا حضور ہمسے وعدہ
پختہ کر لیجیے منصب جاگیر ملے یہ جانبازی چھوٹ جائے جب کسی کو وہ لوٹنے جاتے ہیں جان پر بنتی ہی روپیہ بڑی
مشکل سے دیتے ہیں لڑائیاں پڑتی ہیں تب لوٹ کے لاتے ہیں مغرور نے کہا بابا جان آپنے ایسی چیز مجکو دی
بھلا میں آپکو بھولونگا عمر بھر تابعداری کرونگا ملک مال سب آپ پر نثار ہی اب حضور باہر ٹھہریں میں اندر جاتا ہوں
بلکہ آپ اپنی بارگاہ میں چلیے میں صبح کو حاضر ہونگا سرسنگ تو روانہ ہوا چند مصاحب برائے حفاظت دروازے
پر ٹھہرے مغرور پھولا ہوا پھول بت سے ہاتھ میں لیے ہوئے اندر بارگاہ کے آیا بیچ خیمہ میں اُس ماہ تابان
کو دیکھا سر جھکائے ہوئے بیٹھی ہی کن انکھیوں سے دیکھ رہی تھی مغرور کو دیکھکر اٹھ کھڑی ہوئی برائے تسلیم شل ہلالی

شب اول ختم ہوئی زبان سے کچھ نہ کہا مسند کی جانب اشارہ کیا مغرور مر گیا چاہا اپنے جاؤں لگے ہین ہاتھ ڈالنے
ملکہ ہٹ کر بیٹھی کہا دیکھو صاحب گنواروں کی حرکتیں میرے ساتھ نہ کرنا مجھے یہ باتیں نہیں پسند ہیں
ابا جان بھاگے ہیں کچھ نہیں کر سکتی سب طرح کا تمکو خدمتیار ہی مگر چھچھری تلے دم والے کی طرح بیٹھو مغرور سنتے ہی
اٹھ کر بیٹھا باہر دوڑ گیا ملازموں سے کہا پیالیاں شراب کی کشتیاں کباب کی طلب کیں مصاحبوں نے پوچھا کیسے
حضور کیا معاملہ ہے مغرور نے کہا وہ خود مرتی ہے ماہ دولت کو دیکھ کر بیقرار ہو گئی اب جا کے شراب پلا کے مطلب
حاصل کرونگا تم سب قیدیوں سے ہوشیار رہنا میرے سحر میں جتنا ہیں سب بیہوش پڑے ہیں میرے سوا
کوئی ہوشیار نہیں کر سکتا ماہ دولت اب صبح کو تشریف لائینگے جام بادۂ وصل سے سیراب ہونگے خوب مزے اڑینگے
نازنین حسین مہ جبین غنچہ دہن پری لکھی لبیں شفیق ہے کیا جوبن ملی ہے ابھی کمسن الھڑپنے کے دن ہیں بیباک چست
و چالاک جو ناز کریگی میں اٹھاؤنگا جان تک بھی نثار کردونگا سب نے کہا حضور شکریہ سکندری و جمشیدی واجب
و لازم ہے معشوق پری چہرہ دستیاب ہوئی مغرور نے کہا ایسا کارنمایان میں نے کیا جسکا سعادتمند یہ ملا اب
میں بادۂ محبت سے سرشار ہوں وہ صورت دیکھی تیر مژگان تودۂ دل کو توڑ کر نکل گئے تابش آتش رخسار نے
کلیجے کو جلا دیا اب آپ سب صاحب اپنے اپنے مقام پر جائیں رات کم باقی ہے مصاحب اپنے مقام پر گئے دو
گلابیاں شراب کی ایک کشتی کباب کی مغرور لیکر اندر آیا ملکہ نے جو شراب دیکھی کھڑی ہو گئی پیچھے پکڑ لیے ایک
طمانچہ مارا ڈھیلے ہاتھ کا طمانچہ جو پڑا تو غصے کی آواز ہوئی کہا کیوں نگوڑے یہ شراب کیوں لایا شراب پی کر
دھما چوکڑی مچائیگا ایسی باتیں میرے ساتھ کرنا ہیں تمھارے پاس نہ سوؤنگی تمھارے تیور برے معلوم
ہوتے ہیں میں شراب نہ پیونگی نہ تمھیں پینے دونگی اور طرح پر ہاتھ لگاؤگے تو اپنی جان اور تمھاری جان ایک
کرونگی سحر سے تیری بوٹیاں کاٹ کر چیل کوؤں کو دونگی کمبخت میری جان لینے کا سامان کیا ہے خیال کرکے
دیکھو تیری نواسی معلوم ہوتی ہوں یہ کہکے دونوں گلابیاں شراب کی چھین لیں اپنے دامن کے نیچے
چھپا لیں مغرور ان حرکات پر مر گیا ہاتھ جوڑنے لگا کہا ملکہ میں تمھارا غلام ہوں محبت میں بدنام ہوں
قدمبوسی تو حاصل ہو ملکہ صنوبر قد نے کہا کہ اس حسرت میں تم ہمیشہ رہو گے جفائیں سہو گے خبردار مجھکو
ہاتھ نہ لگانا فریب نہ آنا یہاں تو عاشق و معشوق میں یہ باتیں لیکن زمرد شاہ باختری جب لڑائی سے
پلٹا بارگاہ میں آکر اتنا اجنبیار کت نے چپکے سے کہا یا خداوندا ابھی مجکو ہرکارے نے خبر دی کل لشکر تو آپنے
یہاں روک لیا قاسم و علمشاہ وہاں جا کر لڑے مغرور نے سب کو پکڑ لیا یقین ہے آپ کے حکم کا مشتاق ہو

رات ہی کو یہان سے کوچ کیجے مغرور سے کہکر مسلمانون کو قتل کرایئے اور مغرور کو ساتھ لے کر ان سب کو
گرفتار کرایئے بڑا خوف تو حمزہ کا ہی اگر حمزہ قتل ہو گیا مغرور کے ہاتھ سے تو بچے گا لقا نے اسی وقت کوچ کو
لشکر مین کمر بندی ہوئی کہا چپکے چپکے نکل چلو اہل اسلام کو خبر ہونے پاوے ورنہ بادشاہ لشکر اسلام آگے سد راہ
ہونگے رات کو تلوار چلیگی مطلب دلی حاصل ہو گا تمام سیہ رو اس شب تیرہ و تار مین طرف لشکر مغرور آتشبار کے
چلے عیاران اسلام براے خبر نکلے تھے جنگل مین بھٹکے پھرتے تھے ان سب نے دیکھا لقا سے لشکر جاتا ہی
پسمین کہا لو یارو غضب ہوا لشکر اسلام کو لقا دہوکا دے کر چلا جاکر مغرور آتشبار کو بھڑکا دیگا بختیارک
آگ لگا دیگا ایسا نہو صاحبقران کو قتل کرا ڈالین چلکر بادشاہ کو خبر کرنا واجب و لازم ہی رات پہر بھر
پچھلی باقی ہی عیار چلے بادشاہ بارگاہ سلیمانی مین بیٹھے تھے سردارون کی زخم دوزی کرائی ایک ایک
کی خبر لے رہے تھے پٹیان مرہم سلیمانی کی زخمون پر چڑھائین مشتاق تھے کہ دیکھین ہرکارے کیا خبر لیکر
آتے ہین کہ گلباد عراقی وغیرہ گھبرائے ہوے آئے عرض کی اے شہنشاہ گیتی ستان لقا لشکر کو تیار کر کے
طرف لشکر مغرور کے گیا غلامون نے یہ بھی خبر پائی قاسم و علم شاہ کو مغرور نے سحر کر کے پکڑ لیا صاحبقران
پیشتر سے قید ہین ایسا نہو بختیارک جا کے دشمنان صاحبقران کو قتل کرائے بادشاہ سنکر گھبرا گئے فرمایا
کیا مشکل ہی سب سردار زخمدار بہت سے ایسے ہین کہ پشت مرکب پر سوار ہونے کے لائق نہین ہین
لیکن ان سب کو خدا کے سپرد کیا یہ فرمایا اور اٹھے پشت مرکب پر سوار ہوئے چند تاجدار چند سردار ساٹھ ستر
ہزار جوان ہمراہ لے کر چلے لقا لشکر کو لیے جاتا ہی بختیارک ترغیب دے رہا ہی یا خداوند چلتے ہی مغرور سے
فرمایئے گا سنئے تیکا وطرہ پیغمبری عطا کیا لیکن شب ہی کو تو صاحبقران کو قتل کر ڈال جتنے سردار ساتھ مین
سب کو چلتے ہی تہ تیغ کیجے لقا خوشی خوشی جاتا ہی اب صنوبر قد کا حال سنیے مغرور پاؤن پڑا جاتا ہی
صنوبر قد کے ناز و کرشمے کبھی مسکراتا کبھی ابرو پر بل آتا کبھی دھول ماردی مغرور کا تاج گرا پھر آپ ہی
تاج اٹھا کر سر پر رکھا چلتے چلتے ہاتھ باندھ کے عرض کی کیون نانا جان ناگوار تو نہین ہوا ایک دھول اور
لگا مین ذرا ایک تم بھی لگا لو بدلا ہو جاے کبھی بال پکڑ لیے کہا کیون نانا جان داڑھی پکڑ کے لٹک جاؤن
کل اسکو منہ واہ واہ لقا ایسا نہو کوئی بھجوا اسمین بیٹھا ہو گا اس بیس کا کیا کام مغرور خوش ہوتا ہی کہتا ہی ملکہ مغرور ار
شراب تو دو کہا حرام زادے تو قسم کھا مجکو ہاتھ نہ لگانا مغرور بولا رات بہت کم باقی ہی اسوقت صنوبر قد
نے اپنے دست نگارین سے جام لبریز کیا کہا پی لے لیکن اسمین زہر ملا ہی خوشی مین آکر مغرور نے دو دو

ہاتھ بڑھا دیئے لبوں سے لگا کے پینے لگا صنوبر قد نے کہا زہر مار دیکھو سحر سے ہم صاف صاف کہہ چکے
کہنا ہمارا نہیں مانتا کلیجہ کٹ کے نکلا چاہتا مغرور خوشی میں آگر پی گیا پیتے ہی گھبرا گیا کہا ملکہ میرے کلیجے میں آگ
لگ گئی شراب میں کیا تھا ملکہ نے کہا میں نے تو بتا دیا ارے شراب نوکشیدہ تھی ذرا ٹھہر تو مغرور گھبرا کے
اٹھا پایا تھا کہ بارگاہ میں جاؤں لڑکھڑا کے منہ کے بل گرا ملکہ نے چمک کر نعرہ کیا او حیا شمع عیار نامور
جواہر بن عمرو جب ہنگامہ لڑائی کا ہوا تھا تب رستے میں آگر ملکہ کو بیہوش کیا گوشے میں چھپا دیا آپ
بصورت صنوبر قد مشہور ہوا تھا جانتا تھا کہ انجام یہی ہوگا سحر میں رستم کی رستی کیا چالاکی مغرور گرفتار ہو جاتے
آخر یہ حیا میرے پاس ضرور آئیگا تب اسکو مار ڈالونگا جھلایا ہوا تھا ضبط نہ ہوسکا بیچارا مغرور کے دو ٹکڑے
ہو گئے شعلہ بھڑکے لاشہ تڑپا جواہر نعرہ کرتا ہوا باہر نکلا دیکھا ستارہ سحری چمک چکا ہے شہنشاہ زرین پر
مہر تاباں کی آمد بعید شد از شہنشاہ انجم سپاہ نے شکست کھائی ہے فوج ثابت و سیارگان میں تہلکہ تارے
بھاگے جاتے ہیں بعض جھلملاتے ہیں جلاد فلک کو جوش و خروش تیز از تیغہ مہر بیدرد و جوش علم شاہ
و قاسم کو مرتے ہی مغرور کے ہوش آیا گھوڑے کو تل بیچ رہے تھے فوراً اپر سوار ہوئے لشکر کفار پر جا پڑے
جواہر بن عمرو ایک جادوگر کی شکل بنکر طرف قید خانے کے دوڑا جب قریب قید خانے کے آیا جہاں صاحبقران
قید میں نگہبانوں نے پوچھا میاں ساحر صاحب خیر تو ہے جواہر نے کہا اندھے ہو تمہیں کیا سوجھتا ہے دیکھو آگ
برس رہی فرزندان حمزہ کو ہوش آگیا شاید کسی نے ہمارے افسر کو مارا میں جا کر حمزہ کو قتل کر ڈالوں یہ
کہکے قید خانے میں گھسا صاحبقران سرنگوں بیٹھے تھے مغرور جو مرا ہوش درست ہوئے جواہر نے آتے
ہی ہتھکڑی پر نیمچہ مارا کہا حضور جلد ہی اٹھئے میں نے مغرور کو مارا قاسم و علم شاہ لڑ رہے ہیں ساحروں
کا بادہ ہوگا صاحبقران نے اٹھتے اٹھتے قید کو توڑا ممتاز کوہی و بہرام گردون خاقان چین و مقبل وفادار
بھی اپنے اپنے مقام سے اٹھے یہ سب اسی حیا کے سحر میں مبتلا تھے بیرون قید خانہ آئے ساحروں نے
جو صاحبقران کو آتے دیکھا اپنا الیا کہا اٹھتے گئے تیغ تاریخ چلنے لگے صاحبقران نے ایک ساحر کو مار کر
تلوار لی ممتاز نے دو چار کو چیر کے پھینکا پھر بہتیرے کئی ساحر مارے مقبل بہم رگوشے میں آ کمان
کیانی دوش سے اتاری خطا کاروں پر تیروں کی بوچھار کردی لیکن میاں سرہنگ مغرور کو خیمے میں
پہونچا کر اپنی بارگاہ میں آکر بیٹھے سرداروں نے پوچھا کیسے حضور ملکہ نے مغرور کو قبول کیا سرہنگ نے کہا
ایسا ساحر زبردست افراسیاب کا مصاحب کیونکر نہ قبول کرتی جبھی وہ تو دیکھتے ہی عاشق ہوگئی عاشق

ومعشوق ایک جگہ بیٹھے ہونگے راز و نیاز کی باتین ہو رہی ہونگی ساتھ والون نے شرما کے سر جھکا لیے آپس مین
اشارے کرتے ہین کیا غیرت ہی ہم تو جانتے تھے بہادر فراق ہی لیکن حال کھلا یہ تو مشتاق ہی کیا خوشی خوشی
ساتھ سے کر گیا اب کیا چپکے بیٹھے ہین کیا اچھی بات بیان کر رہے ہین ایک نے کہا ہم تو اسکی رفاقت
چھوڑ دینگے ہم سپاہی ہے طرفدار ہین مکار غدار نہین ہین انھون نے تو حرم سپاہگری کا ڈبو دیا آبرو کو کھو دیا ننگ
کیا ہی بہادر ہوا [illegible] واہ رے لکھے تم سب کو جادو سحر تعلیم کراؤنگا بڑا مرتبہ پاؤنگا بہا یک نعرہ صاحبقران
کی آواز آئی [illegible] گھبرا کے باہر نکل آیا دیکھا خیمہ جل رہا ہی علم شاہ و قاسم سرگرم جنگ دریاے
جرأت کے نہنگ ایک طرف صاحبقران لڑ رہے ہین ہنگامہ گیر و دار بلند ساحرون نے جو یہ ہنگامہ دیکھا
گھبرا کے اپنے اپنے مقام سے اٹھے آواز کان مین آئی کشتی مرا نام ہے مغرور آتشبار بود ہوش حواس اڑ گئے
غل مچاتے ہوئے نکلے ارے یارو ہمارے آقا کو کسنے مارا کیسی آواز دردناک آتی ہی دیکھا تلوار برسنے لگی
وہ جو سب بیہوش پڑے تھے تلوارین کھینچکر اٹھے ہین دریاے خون بہا رہے ہین نعرے پڑھتے بلند
ہین [illegible] کو ہی [illegible] بڑا کشتا ہوا یارو میرے والد کو کسنے مارا دم بھر مین کیا قیامت برپا
ہو گئی [illegible] سلطنت بگڑ گئی اسکی گیسو بریدہ نے مارا جا کر سر کاٹ لونگا ایسا والد صاحب اختیار کہان
پاؤنگا [illegible] نے کہا اری پہلوان آپ یہ کیا بیہودہ باتین کرتے ہین واہ واہ دلکشے آپ کو شرم نہین آتی
اچھا ہوا [illegible] مارا گیا ساحر مکار غدار سپاہیون کا دشمن ہم ابھی حمزہ سے لڑینگے آپ چوڑیان پہنکر
کنارے بیٹھئے [illegible] کو لیکر بھاگ جائیے سرہنگ قزاق رو رہا ہی کہ یارو جسکا گھر بنکر بگڑ جاے اسکے دل سے
پوچھو تم بے درد کیا جانو بقول میر یار علی جان صاحب شعر جس پہ جتی نہو وہ کیا جانے سچ ہی بیدرد
کیا جانے [illegible] قزاق ہنسے لیکن تلوارین کھینچکر جا پڑے ساحر بھی گھبراے ہوئے لڑ رہے ہین لیکن
[illegible] کہ یا یک یہ کیا ہوا ہمارے افسر کو کسنے مار لیا اسکے سحر سے زمین ہل جاتی ہی کبھی قاسم گرے کبھی
علم شاہ بدحواس ہوئے اہلیان فوج مضطر و پریشان لیکن صاحبقران اسم اعظم پڑھکر ساحرون کو
قتل کر رہے ہین عین گرمی جنگ ہی کہ صحرا سے گرد اڑی زمرد شاہ باختری تخت پر سوار پشت پر فوج
بیشمار [illegible] خواصی مین دور سے جو اسنے صداے ہا ہو سنی جادوگرون کے مرنے کی آواز زین
آئین کہا او خداوند مختاری تقدیر الٹ گئی صاف معلوم ہوتا ہی رات کو عیاری ہوئی مغرور مارا گیا
مگر ابھی ساحر موجود ہین جلد چلکر شریک ہو جیے ساحرون کو لڑوائیے کیا عجب ہی فتح نصیب ہو

لقا نے وہیں سے نعرہ کیا اے ساحرو نہ گھبراؤ قدرت اسکو پہنچے تو سے ہزار برس پیشتر تقدیر کی تختی کا معزول
کو مخرور تھا اسکا جہنم میں بھیجیں گے تمہارے ہاتھ سے لڑائی فتح کرا دینگے یہ کہکے کل فوج کو حکم دیا ہان
ساجو حمزہ کو مارو ساحروں نے جو لقا کو دیکھا تو جمال کے مشتاق تھے یا صورت نحس کو دیکھکر ہنسنے لگے
ایک نے کہا یہ تو بڑا نادر بجو ہے ایک نے کہا غول بیابان وقت در سوائی ہے ایک نے کہا بھائی یہ شال ہمکو
بہت بھائی ہے قد اسکا سا لکھو کا سا ہے ایک نے کہا تو کالا بچھا ہے پھبتیاں لقا پر ہونے لگیں لیکن لشکر
لقا بے حد و بے انتہا بھگلے بسنجان و باختر کے ادل گیدڑ بھبکیاں بہت بتاتے ہیں بڑے زور و شور سے
آتے ہیں یہ بھی دیکھا کہ ساحر معین و مددگار ہیں اہل اسلام چند سردار ہیں علم شاہ و قاسم سحر ساحران
سے بیکار اس حال زار میں مصروف کارزار صاحبقران آمد فوج لقا دیکھکر پریشان ہوئے ممتاز
کوہی سے کہا اے برادر اب بلوہ عظیم ہے خدا شر سے اسکی ہم سبھوں کو بچائے علم شاہ و قاسم زخمی
ہو چلے ہیں ساتھ والے ڈر رہے ہیں اس بلوے کو خدا سنبھالے یہ فرما کر پشت اشقر پر پڑی جمائی
دریائے فوج میں غوطہ لگا کر ملاحظہ کیا ایک جانب ممتاز کوہی گھر گیا بہرام پر لاکھوں جا پڑے مقبل
زخمدار علم شاہ و قاسم سحر ساحران سے مضطر و بیقرار صاحبقران کبھی اسم اعظم پڑھتے ہیں علم شاہ و
قاسم کو بچاتے ہیں تلوار کھینچکر سمت لشکر لقا جاتے ہیں اس کشاکش میں صاحبقران بھی زخمی ہوئے
عالم یاس میں طرف آسمان کے دیکھا علم شاہ و قاسم نوجوان کے واسطے بیقراری میں بے اختیار پکار اٹھے نظم

تو آن رفیع مکانی کہ ساکنان فلک ۔ بر آستان تو دارند میل دربانی
چہ احتیاج بہ پیش تو حال دل گفتن ۔ کہ حال خستہ دلان را تو خوب میدانی

ترپکے صاحبقران نے دعا کی صحرا سے گرد اڑی دیکھا بادشاہ جمجاہ
مع لشکر و سپاہ ایک جانب تاجداران جلیل ایک جانب سرداران زخمدار لیکن ہمراہ شہنشاہ گیتی ستان چلے
آتے ہیں بادشاہ نے جو یہ بلوہ دیکھا مرکب خنگ سیاہ تا قیطاس کو بڑھایا نعرہ کیا فوج لقا پر جا پڑے
لندھور و مالک و جمہور جہان سوز و طوس بہادر شہنشاہ تبر زن و رستم سرزمین مغرب
فرامرز عاد مغربی ایک جانب سے نور الدہر بن بدیع الزمان و داراب کشور کشا و صفدر و
صف شکن شاہزادہ ہاشم تیغ زن و خورشید بن ہاشم و شاہزادہ اسفندیار شاہ گیلانی
و چوگان بن حمزہ و شاہزادہ شیر افگن فرزندان حمزہ صف شکن تلواریں کھینچکر لشکر لقا پر
جا پڑے ادھر لقا نے دانت نکال دیے پکار اٹھا بندگان من دیدی قدرت مرا من چہ تقدیر کردم

کشتی شراب کا بند سے چل
ہر چیز نگاہ مین ہری ہو
صہبا کے سبو سے سبز رنگ نکلے
برسات کا آگیا ہی موسم
بادل سے خاک ہی بادلہ پوش
خنجر بہ دوش ابر ہی برق
ہر رگ ابر تر ہی فصاد
ہر سمت لپک رہا ہی کوندا
اشجار کھڑی لگا رہے ہین
گردون پہ تمام زمین ہی
پھل تیغ دودم کے [illegible]
قطرے سے یم رواں ہوا ہی [illegible]
فوارے [illegible]
خشکی کہین نام کو نہین ہی
ہر مرغ آبی سینے مین سرخاب
بارش کا ہوا ہی طول [illegible]
آتی نہین دھوپ کہین چھاؤن
سورج کا پتہ نہین جہان مین
گر ہی بھی تو سایہ زیر زمین ہی
زینت تو نہین سنا سپہر کی
منہ دے کے سوا کہین نہین ہی
ہی مطلع مہر مطلع ابر
[illegible]

کیفیت سحر ایاغ دکھلائے
شیشے کو کہ دے ہمسری ہو
طوطی مرغ کباب بن جائے
عالم مین بہار کا ہی عالم
گھنگھور گھٹائین چھا رہی ہین
بجلی پہ گوش ابر ہی برق
کالے بادل گرج رہے ہین
پیمانہ ابر تر ہی اوندھا
تلوار کی باڑھ ہو رہے پانی
ساحل کا کہین نشان نہین ہی
دریاؤن کے پاٹ بڑھ گئے ہین
دریا کا حباب پر گمان ہی
سو جہین گرداب ہین نظر مین
پانی کے لیے فلک زمین ہی
مینڈھے پانی مین چل رہے ہین
خشکی ہی جہان مین ایک حصہ
کھلتا نہین چاندنی کہان ہی
گر ہی تو شراب کی دکان مین
حیرت ہی کہ ماہ شب کہان ہی
رونق تو نہین سنا ہی سر کی
چمکا کرتی ہی روز و شب برق
عاشق کو کیا جنون نے بے صبر
سبزے سے رخ صنم زمین ہی

نشہ مے سبز باغ دکھلائے
خم سے مے سبز رنگ نکلے
طاؤس بط شراب بن جائے
ہی ابر بہار پر جوش
زلفون کا سمان دکھا رہی ہین
جنبش کا یہ ہی نشتر باد
نقارۂ ابر بج رہے ہین
بادل جو چھڑی لگا رہے ہین
ہاتھون مین کمر کمر ہے پانی
تا ہیچ و کد و کنول سینے مین
گردون پہ حباب چڑھ گئے ہین
اس درجہ ہی آب کی روانی
کشتی کی طرح ہین پل بھنور مین
ہین بلبل و کبک ماہی آب
مینڈھے کی طرح اچھل رہے ہین
رکھتی نہین خاک پر ہوا پاؤن
غائب ہی کہ عرش پر مکان ہی
گم دہر مین مہر کی کرن ہی
کیا جام شراب ارغوان ہی
لوگون کو یہ دھوپ پر یقین ہی
باقی نہین صبح و شام مین فرق
ہر چیز ہری نگاہ مین ہی
ہر سو فرش زمردین ہی

شاخ مرجان چمن کی ہے شاخ
ہر حوض میں سبز مچھلیاں ہیں
رخ پر خط یار سے بنکے نکلا
دل پھولوں کے مثل ان ہرے ہیں
ہر بیل انگور کی رسن ہے
غنچے شاخوں پہ جھولتے ہیں
عشاق کو ہجر کی نہیں تاب
پردے آنکھوں کے پھٹ گئے ہیں
لاکھ ابر ہیں ایک چشم تر میں
آنکھوں میں سات سات دریا
بجلی کی کڑک سر آہ میں ہے
ممکن نہیں رنگ ابر جم جائے
مضمون سے بہائے خوب دریا
برسات کا دونگرا ہوا گرد

شاخ نرگس ہرن کی ہے شاخ
سبزے کو ہوا جو دی نمو نے
دریا میں سوار بنکے نکلا
کوئل کو کی پپیہے بولے
تختہ ہے تختۂ چمن ہے
سرخاب ملار گا رہے ہیں
چشموں کی طرح ہے چشم پر آب
کی بارش ابر نے شرابی
ہیں سیکڑوں بجلیاں جگر میں
بجھتا نہیں ابر اشکباری
برسات انکی نگاہ میں ہے
بس اے افق حقیر بس کر
کوزے میں سمائے خوب دریا
اشعار نے وہ ترپ دکھائی

ہم صورت خضر باغبان ہیں
دکھلائے بہار کے نمو نے
زخم دل عاشقان ہرے ہیں
بلبل کو شجر نے ہنڈولے
گل مارے خوشی کے پھولے جاتے ہیں
گردوں تک پینگ جا رہے ہیں
رونے پر ایسے ڈٹ گئے ہیں
مردم بنے مردمان آبی
اشکوں سے ہوئے ہیں مات دریا
گرتی نہیں برق بیقراری
کیا بات جو سیل اشک تھم جائے
نیسان قلم کھلے برس کر
رخ ابر کا فکر نے کیا زرد
بجلی نادم ہوئی لجائی

بیچارے حسینان گلبدن و گلعذاران غنچہ دہن غنچہ انجمن سامعان میں یوں نغمہ سرا ہیں شعر سخن سنج خوش گلو کا دریائے ہوش ہے چنین بخت کو ہمراہان گوش ہے جبکہ افراسیاب جادو نے لوح طلسمی سے فراغت پائی ایک ایک سے کہتا پھرتا ہے کہ لوح طلسمی میں نے توڑ ڈالی ٹکڑے اسکے دریائے قلزم میں پھینکدیے مچھلیاں اُس کو ہڑپ کر گئی ہونگی اب اُسکی ماہیت سے کون آگاہ ہو سکتا ہے حال کیا ہے سبکو تحقیق نہیں کون ایسا نہنگ دریائے جرات ہوگا کہ اپنی جان دیکے تا بدریائے قلزم پہونچے اگر دستیاب بھی ہو تو کس کام کی کیا طاقت ہے کہ جو لوح کو تلاش کرے حضرت جادو کو حکم ہوا مقابلہ مسلمانان میں لشکر جاکر آثار دیا بدولت بھی کسی سردار زبردست کو برائے تنبیہ ملکہ مہرخ وغیرہ روانہ کرینگے یا خود آکر اپنے نام پر طبل جنگی بجوائینگے اگلے میں سبکا خاتمہ کرونگا یہاں تمام اہل اسلام باغ زیور محل نشین سے فرصت پاکر آئے ہیں بارگاہ میں سامان عیش و نشاط ہوگا صاحبقران کو بہت بھاری خلعت ملا آپس میں صلاحیں ہو رہی ہیں

کہ اب لوح کی کیا تدبیر ہو برق نے خبر دی کہ حیرت جادو نے سر دربار بمجمع بمقدمہ لوح یہ جملہ بیان کیا کہ باغبان
قدرت نے یہ فرمایا کہ افراسیاب کو سودا ہوا ہے لوح کو کوئی توڑ سکتا ہے لیکن ہاں یہ خوب ثابت ہوا کہ کسی
مقام محفوظ پر لوح کو اسنے رکھا رسائی ہماری دشوار ہوگی لیکن بقوت الٰہی وتائید فیوض نامتناہی لوح
طلسمی دستیاب ہوگی لیکن حقیقت میں خواجہ عمرو نے جو کار نمایاں کیے یعنی بشکل حیرت جادو حال لوح
طلسمی افراسیاب سے پوچھا اب افراسیاب السا دھوکا نہ کھائے گا اپنے ہمزاد سے بھی حال لوح طلسمی
نہ لیگا خواجہ عمرو نے اسد کو مطمئن کیا کہا بیٹا نہ گھبراؤ اپنا حال دل یاد کرو کہ تم بارہ ہزار قزاق لیکر سیر
طلسم ہوش ربا چڑھ آئے وہ جوانان صف شکن بھی تھے راہ میں چھوٹے یکہ و تنہا تا بہ شہر نارپسان پہونچے اکیلے ہی
صحرائے حیرت میں قید ہوئے اب اسوقت عنایت پروردگار سے پچاس ملک بلکہ اس سے کچھ زیادہ تمہارے
قبضۂ قدرت میں ہیں فوج بیشمار سرداران نامدار ارکین طلسم ہوش ربا تمہارے شریک ہوئے اسقدر عظم و
شان حاصل ہوا کہ یکایک افراسیاب بھی نہیں مٹا سکتا وہ مالک بے نیاز ربکار ساز یہ بھی سامان مہیا
کریگا دامن مراد گلہائے آرزو سے بھر دیگا یہاں تو یہ ذکر ہوا اسد غازی کو جو بیقرار دیکھا سرداران نامور
نے تسکین دی لیکن حیرت جادو اگر داخل بارگاہ ہوئی مصور جادو نے حیرت سے کہا ہمارے ہاں بھی
طبل جنگی بجواؤ تصویریں تیار کرتا ہوں ایک ہی دن میں سب کا خاتمہ کردیگا حیرت جادو نے کہا کہ حضور
آپ باعث برکت صحبت ہیں سامری جمشید کے نواسے دشمنوں کے خون کے پیاسے صرف آپکی دعا کافی
ہے شہنشاہ فرماچکے ہیں کہ بمقابلہ مہرخ وغیرہ میں اترو ابھی طبل جنگ نہ بجوانا کسی ساحر زبردست کو روانہ
کرینگے وہ ایکدن میں سبکو گرفتار کریگا لہذا ان غلاموں کی کیا حقیقت ہے بحکم سامری جمشید سب کچھ ہو سکتا ہے
ابھی اشارہ کروں طنابیں آسمان کی زمین پر کھینچ دوں دیکھا تم نے کسطرح امید حصول لوح کی تھی سامری
جمشید نے سامان دکھایا مکار جادو لوح لیکر آیا شہنشاہ نے دریا میں پھنکوا دیا اب میاں طلسم کشا کیا کرینگے
یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی ایک ساحرہ حسین آکر پہونچی ملکہ حیرت کو سلام کیا عرضی صنعت سحر ساز کی
ہاتھوں پر رکھکر پیش کی حیرت نے کھولکر پڑھا ملکہ صنعت سحر ساز نے بعد القاب شاہانہ تحریر کیا ہے ای خاتون
محل شہنشاہ ای زینت پہلوئے عالی جاہ واضح ہو کہ کنیزوں نے کئی مرتبہ مسلمانوں سے لڑنے کا ارادہ کیا
جیسے جیسے سحر تیار ہوئے آپ نے ملاحظہ کیے ہیں یہ بھی ظاہر ہو کہ ہاتھ سے عیاران اسلام کے میں نے بڑے بڑے رنج
اٹھائے اب اس کنیز نے حال لوح بخوبی دریافت کیا کہ شہنشاہ نے لوح طلسمی کو خاک میں ملا دیا میں تیاری

سحر میں مصروف ہوں مرگھٹ پر بمشقت تمام ایک قصر سحر بنایا ہے تین کوس تک حصار کر دیا ہے بدون حکم ہمارے
کوئی تا بہ قصر سحر نہ جا سکے چند باتیں ابھی باقی ہیں اندر اسی ہفتے کے حاضر ہو کر طبل جنگی بجواؤنگی جو جنگ
میں نے تجویز کیا ہے اسطور سے مقابلہ کرونگی حضور ملاحظہ فرمائینگی عیار مکار خدا رود میں بھی کنیز کا نہ چھپیگا
جو کچھ ساماں ہوگا پیش نظر اقدس ہوگا یہ کنیز خیر خواہ عرض رسا ہے کہ ایک ہفتہ لڑائی موقوف رہے طبل جنگی
نہ بجے لیے شہنشاہ سے بھی عرض کر چکی فرمان شہنشاہ بنام اس خیرخواہ قدیم کے آگیا کہ تمھیں اختیار ہے پس
حضور سے بھی اطلاع کی ایک ہفتہ صحبت عیش و جشن مہیا رہے بعد ایک ہفتہ کے کل باغیوں کو مار
ڈالونگی بی بہار وغیرہ کا مزاج پوچھونگی حیرت جادو عرضی صنعت کی پڑھکر پھول گئی کہا مرشد زادے صنعت
فرمایا ہماری قوت بازو زینت پہلو ساحران ہوش ربا میں سرفراز ملکہ صنعت سحر ساز ابتک دل و جان سے
مصروف ہوئی سحر سامری مرگھٹ پر بیٹھکر تیار کر لیا قصر عالی بنایا اب قصور نہ کریگی حالات صنعت سے
ہم بخوبی آگاہ ہیں مقبول بارگاہ سامری و جمشید راز دار شہنشاہ ہوش ربا اسم با مسمی سحر میں مثل تو یکتا
نقارے خوشی کے بجنے لگے برق لشکر میں بصورت ساحر موجود تھا نقارے جو خوشی کے بجے ایک ساحر
سے پوچھا اسوقت باعث خوشی کا کیا ہے اُسنے بیان کیا کہ نامہ ملکہ صنعت کا آیا ہے اسی ہفتے کے اندر کر
مقابلہ کریگی وہ ترکیب کی ہے کہ عیار اُس تک پہونچ سکینگے یہ خبر وحشت اثر سنکر برق فرنگی بارگاہ مہرخ
میں آیا تمام کیفیت سامنے خواجہ عمرو کے بیان کی خواجہ عمرو کرسی پر جلوہ فرما تھے کہا اے بچے ان باتوں
کی کیا فکر ہے تجھسے کسنے کہا تھا کہ تو یہ خبر لیکر آ محفل جشن و راحت میں غم کا ذکر کیا جب حملہ آوری آئیگی دیکھا
جائیگا یہ تو بخوبی ظاہر ہے لنکا میں جو سب سے چھپنا وہ بھی یاد ان کرنگا بلکہ صنعت ہم بخوبی اُس سے
ماہر ہیں وہ بھی اس حقیر پر غلام کو خوب پہچانتی ہیں کئی مرتبہ پھنسے میں کیا بچ گئیں ابکی جل افزادی کو مار ہی ڈالونگا
خبردار تو ایسی وحشی خبر لیکر نہ آنا یہ فرما کر حکم دیا اسکی گردن میں ہاتھ دو برق کو ہمارے سامنے سے ہٹاؤ برق
نے کہا استاد ہم خود ہی جاتے ہیں آپ کیوں غصہ فرماتے ہیں ملکہ مہرخ نے برق کو اشارہ کیا اسوقت باہر
چلے جاؤ استاد نشے میں ہیں برق نے خود ملکہ بہار سے کہا استاد کی بات کا کیا اعتبار عیاری وغیرہ تو
کچھ ہو نہیں سکتی باتیں بناتے ہیں عمرو نے یہ سن لیا کہا کیوں بے ہم بڈھے ہو گئے یہ کہکر کوڑا اٹھا کے لپکا
برق تڑپ کے بھاگا مہرخ نے خواجہ کا ہاتھ تھام لیا کہ استاد جانے دیجیے آپکا شاگرد ہے بیہودہ بکتا ہے برق تو
ٹہلتا ہوا بیرون لشکر آکر ٹھہرا دیکھا سامنے سے مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو آتا ہے چالاک نے برق کو دیکھا

کیون بہت صاحب اسوقت کس فکر مین گرفتار ہو برق نے کہا ای مہتر دلاور استاد کی عقل مین نہو آئیگا یہ دقت
عقدے مین رہتے ہین صنعت سحر تیار کر چکی صبح و شام مین آیا چاہتی ہو اسکی فکر واجب و لازم ہو استاد یہ جانے
یا مین ہم ملکہ حرامزادی کو مارین چالاک نے کہا بھائی برق قبلہ وکعبہ کی باتونکا خیال نکرو انکا نام ہو گیا ہے جھوٹے
باتین بنایا کرتے ہین لوگ کہ عیاری ہو تو کیفیت کھلے آپ نے دو صنعت حرامزادی کو ہم تم صلاح کر کے مارینگے
قبلہ وکعبہ سے کیا ہوتا ہے اسد غازی انکے فرزند ہین یہان بات خوب بنی ہوئی ہے ہم دونو جھول
جھگڑے مین اوجھی دو کان پھیکا لکوان ان دونون نے آپسمین صلاح کی جانسوز آئے انھون نے کہا بھائی
ہم بھی تمھارے شریک ہین کہ خضر غام بھی آئے چارون ملکر صلاح کرنے لگے کہ جنگل سے تیر کے دھوڑے کی آواز آئی
دیکھا صاحب بندہ گران مہتر قران تشریف لاتے ہین قران نے چالاک و برق و جانسوز و خضر غام کو
دیکھا ہنس ہنس کے صلاحین کر رہے ہین قران کو سب نے سلام کیا قران نے پوچھا آج کیا صلاح ہو رہی ہے
برق نے کہا خلیفہ صاحب ہماری جراءت کرو گے استاد بھی یاد کرین کہ برق نے کیا کار نمایان کیا مرشد زادے
چالاک کو ساتھ لینگے صنعت سے جی چھڑا دینگے قران نے برق کا کان لیا کہا کیون بھوڑ سے استاد کو تو
ایسا سمجھا ہے عمر بھر ایڑیان رگڑ کے مر جاؤ گے مثل خواجہ عمرو کے ایک عیاری نکر سکو گے کیا باغ زنبور محل نشین
مین کیا کام کیا عیاری نہ تھی کرامات دکھائی برق و چالاک نے منھ پھلا لیا کہا جی ہان ہوگا قران نے
کہا بھائی مین تمھاری شرکت نہین کرونگا برق نے کہا آپ کو شریک کون کرتا ہے قران ہنستے ہوئے
طرف بارگاہ مہرخ کے چلے یہان ملکہ مہ جبین نے حکم دیا وقت آخر ہو دن تھوڑا باقی ہے سائبان زرنگی بیرون بارگاہ
آراستہ ہو سب صاحب چلکر وہان تشریف رکھین بموجب ارشاد فیض بنیاد ملکہ عالم سائبان زربفتی کھینچا
تخت پر ملکہ مہ جبین گرد سرداران عالی وقار ساحران نامدار ملکہ مہرخ و بہار و ملکہ سرخ موے کاکلکشا و ملکہ باران
سحر انگیز وغیرہ آگے مہ جبین کے کل شوکت پر شہسوار عرصہ یکتازی اسد بن کرب غازی پہلو مین شاہزادہ صندلان
صندلی پوش عاشق جمال صندلان ملکہ کو سجادہ و ایک مجمل نشین شوہر اسکا لاہوت جادو بہ عید ساحران
نامدار کلہائے زرین پر صحن منتظر لشکر اسلام صاحب شوکت و لیاقت باغبان قدرت سامنے تخت شہنشاہی
کے حاضر ہی یہ خبر حیرت کو پہونچی کہ بیرون بارگاہ مہ جبین نے لشکر آراستہ کیا ہے یہ بھی باہر نکل آئی تخت
یاقوتی آراستہ ہوا بصد شوکت و صولت تخت پر آکے بیٹھی کل وزرا و امراء نے چارون جانب سے آکے گھیر لیا
دور اسرداروں کا بندھا حکم دیا ناچ شروع ہوا رقاصان پری طلعت روبروے تخت حیرت آکر ناچین

ہار نے رنگین نشے مین شراب کے حیرت جادو اُسکا حسن عابد کش زاہد فریب چہرہ رشک آفتاب ریور نایاب باتون مین شوخی آتش رخسار کی گرمی سب سے سردار۔ نگاہ حیرت جمال حیرت کو دیکھ رہی تھی پانچون عیاریان بانہائے عیاری سے آراستہ مثل حواس خمسہ خدمت مین حاضر ہین پانچون عاشق مزاج شوخ و شنگ اپنے اپنے حسن پر نازان طرز معشوقی مین سر فراز حیرت نے رقاصہ کو اشارہ کیا کوئی غزل معقول گا اُس بت طناز سیمین گل اندام نے گنگنا کے یہ غزل عاشقانہ مومن دہلوی کی شروع کی غزل

ٹھانی تھی دل مین اب نہ ملینگے کسی سے ہم
پر کیا کرین کہ ہو گئے ناچار جی سے ہم

ہنستے جو دیکھتے ہین کسی کو کسی سے ہم
منہ دیکھ دیکھ روتے ہین کس بیکسی سے ہم

ہم سے نہ بولو تم اسے کیا کہتے ہین بھلا
انصاف کیجے پوچھتے ہین آپ ہی سے ہم

اُس کو مین جا ملینگے مدلبے ہجوم شوق
آج اور زور کرتے ہین بے طاقتی سے ہم

صاحب نے اُس غلام کو آزاد کر دیا
لو بندگی کہ چھوٹ گئے بندگی سے ہم

بے روئے مثل ابر نہ نکلا غبار دل
کہتے تھے اُنکو برق تبسم ہنسی سے ہم

منہ دیکھنے سے پہلے نہ کس دن وہ صاف تھا
بیوجہ کیون غبار رکھین آرسی سے ہم

لے نام آرزو کا کر دل سے نکال لین
مومن نہون جو ربط رکھین بدعتی سے ہم

حیرت جادو نے مسکرا کر کہا کوئی غزل زیب النسا مخفی کی سناؤ صاحبان عصمت و عفت شاہزادیان اُس پری طلعت کے کلام کو بہت پسند فرماتی ہین گانیوالی تعلیم یافتہ حسبِ حیرت پڑھی لکھی ہاتھ بڑھا کے غزل مخفی عفت حسن و جمال مین شروع کی ہاتھ بڑھا بڑھا کے بتانے لگی بالحان اس غزل کو گانے لگی

غزل زیب النسا مخفی

کی در ملک خوبی صاحب تاج
بہ پابوس تو خوبان جملہ محتاج
بدست کس نیامد چین زلفت

رسیدہ پایہ حسنت بمعراج
مہ زلف تو با زلف پریشان
متاع کفر و دین را کرد تاراج

اگر خاقان خراج حسن گیری
بہ شست یوسف مصری دہد باج
اگر پابند عشقت دل نبودے

ز اقلیم بدن مسکر وصل خراج
بخون بیگناہان سعی کم کن
بکن روشن چراغ حکم منہاج

ز طوفان سرشک دیدہ مخفی
شد آخر دامن سن بحر مواج
ان اشعار کو پڑھکر داد حسن حیرت کا

مقام سنکے چلنے لگی اسطور سے بتایا کہ اہالیان محفل جو مدہین تھے حقیقت مین حسن و جمال پر حیرت کے دیکھنے والے

زلیفہ گانیوالی کا زلفین عنبرین حیرت کی جانب اشارہ کرکے پریشانی ثابت کی اور سر جھکا کے گھنڈی چالسین
بھرنا محفل مین ہمدلسے آہ و واہ بلند ہوئی صرصر صبا رفتار سے کہتی ہو حقیقت مین اس وقت یگانیوالی
کمال رکھتی ہو لیکن اُس نگوڑے سامان زادے کا گانا ایسا ایسا سنا ہو کہ کسی کا اب گانا پسند
نہین آتا ازبجائے کلیجہ نکال لیتا ہو وہان بھی بیرون بارگاہ جلسہ ہو بڑی صحبت سے بجگرسے آگئے
ہین یقین ہو عمرو سے فرمائش ہو سب عمرو کے گانے کے مشتاق ہین شاید نگوڑا ازبجا سے چلو تو صبا تماشا
وان کا بھی جلسہ دیکھ آئین صبا رفتار نے کہا ہر رنگ مین نگوڑے عیار ہمکو تمکو پہچان لیتے ہین
ایسی نگوڑے باتین بناتے ہین طبیعت پریشان ہوتی ہو ابھی راہ مین مجکو مہتر قران ملگیا تھا ہاے
وائے کرنے لگا ہو امین نے چاہا کہ کھینچکر جا پڑون وہ نگوڑا خود ہی سر جھکا کے دیتا تھا لیکن حقیقت
مین بڑا جری بہادر عیار ہو اسکے قدم سے نام عیاری روشن ہو بڑے بڑے ساحرون کو آخر
مار اُس قیامت کا بندہ چلتا ہو صرصر نے کہا سب کچھ ہو لیکن عمرو کا شاگرد ہو باغ زلو محمل نشین
مین میان قران عمرو کو نہ پہچان سکے چت پٹ ہوگئے صبا رفتار نے کہا آپس مین کہی بدی
ہوگی تمیمہ نقب زن تڑپ کر آگے بڑھی اُسنے کہا حضور خفا نہون تو مین عرض کرون جسکا عیاری
نام ہو وہ برق فرنگی کا کام ہو نام عمرو کا روشن کرتا ہو مثل مشہور ہو لڑے سپاہ نام افسر کا یہان عمرو کو بنا کے
شہزادہ باشترارہ سنگ انداز بھڑک کر بولی مہتر ضرغام شیر دل عیار طلسم کشا صاحب شرم و حیا بے مثل و
بے نظیر طرار فراز خنجر گذار لیثی بڑے بڑے کام کرتا ہو شاہین چنگل اختا ہنس پڑی کہا صاحبو جانسوز بن
قران عجب عیار نامدار ہو اپنے اپنے عاشقون کی تعریفین کر رہی ہین صرصر نے منہ پھیر لیا کہا یہ سب عمرو
کے بنائے ہوئے ہین تمام عالم مین مشہور ہو ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک بچہ خواجہ عمرو کا خدمتگار ہو
ایسا کون نامی و نامدار ہو یہ باتین حیرت نے سنین کہا بوا صرصر کیا تکرار ہو کہا حضور عیارون کا ذکر تھا مین نے
یہ کہا کہ عمرو سب کا اُستاد ہو یہ سب صاحب اور کچھ فرماتی ہین شاید ایسا ہی ہو مجھے کیا کام حیرت
نے مسکرا کے کہا عمرو کا نام دم سے چالاک کے روشن ہو بڑا عیار یگانہ فن ہو اسی طرح کے ذکر محفل مین
درپیش ہین کہ یکایک آسمان سے لکا ابر سفید پیدا ہوا رعد کی گرج برق کی تڑپ نہایت تکلف سے چرخ
کرتا ہوا قریب لشکر حیرت آکر پہنچا حیرت نے سر اُٹھا کر دیکھا فرمایا شاید کوئی سردار زبردست آتا ہی ابر
منتشر ہوا ہزارون برگ چمن ٹوٹ کر زمین پر گرے وہ خوشبو آئی کہ دماغ جان معطر ہوگیا ملکہ حیرت کی نگاہ پڑی

عماریں بھی جا بجا بصورت سبیل حاضر ہیں دیکھا کہ ہزار کنیزان زرین پوش اپنے اپنے حسن میں یکتا ایک
ایک گلعذار ماہ رخسار تخت یاقوت احمر پر ایک شاہزادی شکل ستارۂ سحری زیور میں بھولے لدی ہوئی
چہرہ ماہ تابان پیشانی نور آگین حسین مہ جبین بوٹا سا قد مچھلیان گلے کا ہار سرو گلزار سے قد زیبا کو کیا مثال
وہ ایک آزاد کردہ باغ حسن و خوبی پھولوں کی رنگت روبروے عارض انوار اڑی جاتی ہے جسم میں نکھنی بو
خوشبوے مشک و عنبر شرماتی ہے زلف رسا تا کمر کاکلیں چہرے پر آراستہ چنبر ناگنیوں کا دھوکا جبھی اپنے عارض
انور پر لیں نور و ظلمت کا نقشہ معلوم ہوا بوے زلف عنبر سے سارا میدان بسا ہوا عطر آگین رشک عبیر سنبل

معبر معطر بقول شاعر غزل در صفت زلف عنبرین

میں دیکھ کے یہ طول نہ کیوں ہوں فداے زلف — جز ابتدا نظر میں نہیں انتہاے زلف
حسرت ہی رہ گئی دل عاشق میں ہاے ہاے — شانہ نے کچھ بیان نہ کیا ماجراے زلف
یارب دراز ہو شب ہجران سے بھی زیاد — رہتی ہے یہ دعا مرے لب پر براے زلف
عاشق کے دل کو فکر دولی سے نہیں فراغ — شانہ بھی سر لگائے ہوئے ہے قفاے زلف
عاشق کو دیکھ دیکھ کے ہوتا ہے پیچ و تاب — ثابت نہیں کسی کو ہے کیا مدعاے زلف
بختا جو بیقراری خاطر سنے انتشار — ہم سے کہتے کہتے بھول گئے ماجراے زلف
میری بھی داستان کو اسی طرح طول ہے — جس طرح ہے دراز ترا ماجراے زلف
دیتا ہوں اپنی جان اگر کیجے قبول — رکھتا ہوں اور کیا جو تمھیں دوں بہاے زلف
پائی تمھارے سر پہ جگہ واہ رے نصیب — کیا ان دنوں ہے اوج پہ بخت رساے زلف
اللہ رے ضبط عاشق بیچارہ مر گیا — اتنا بھی اُسکے منہ سے نہ نکلا کہ ہاے زلف
سچ ہے ہجوم شوق بھی ہے قہر اے تسیم — کیا کیا بلائیں سہتے ہیں ہر شب براے زلف

زلفوں کے پیچ و تاب ابروے خمدار رشک ہلال شب عید ہیں نزدیک طبع روشندلان یہ ثنا العین یقین
خنجر کیوں کلیجے پر زخم کھاؤں یا تیغ اصفہانی موے ابرو جوہر ہیں دندان درج دہان میں رشک گوہر ہیں
لبوں سے معجز نمائی ظاہر آب چاہ ذقن طیب و طاہر نزاکت میں بے نظیر وہ حور پیکر پریوش تخت سے اتری
ملکہ حیرت جادو کو تسلیم کی ملکہ حیرت نے ہاتھ پھیلا دیے سینے سے لگا کر فرمایا اری ملکہ حسین سحر ساز
صاحب کرشمہ و ناز کیونکر آنے کا اتفاق ہوا عرض کی کنیز نے سنا کہ آج کل حضور کو بڑے بڑے ملال ہیں

بی بہار دختر کے بڑے جاہ و جلال مین سر بیٹھنے کی جگہ ہو حضور دنیا کا خون سفید ہے جنس خلوص آئین
معدوم ہے بی بہار آپ کی دشمن ہو مین سنتی ہون ملکہ آج بدلگیا لوح پہ بڑی بڑی فسادین پڑین بی بہار
صاحب طلسم کشا کو سے سوئین ذرا مجھسے تو بیان کیجیے کیا سحر کے گذرے ملکہ نے اپنے پہلو مین کرسی رکھوا
دی کہا بی بی تم یہ حال سُنکر کیا کروگی سب انتظام ہو چکے دشمنوں کی جان کو خوب دیکھ چکے اب ان سے بلا نزول
ہوا چاہتی ہو تمھاری مادر مہربان ساحران طلسم ہوش ربا مین ممتاز ملکہ صنعت سحر ساز جا کر محبت دیوی
مین تفر سحر بناکے حصار تیار کیے اب انکا نامہ آیا قسم دے کر لکھا ہو کہ اب آپ طبل جنگ نہ بجوائیے مین اندر اسی ہفتہ
کے آتی ہون باغیون کو مزا چکھاؤنگی مثل باد خزان آکے گرد ونگی حسین نے کہا مادر مہربان کئی مرتبہ
ارنگی ہین یا پہلے ہی مرتبہ قصد کیا ہو حیرت نے ماتھا کوٹ لیا کہا بی بی کیا کہون کمبخت عیارون نے ناک
مین دم کیا ہو ملکہ صنعت نے بڑے بڑے سحر کیے سب سردار عاجز ہوے کوئی انکے سحر کو نہ روک سکا کوکب
نے اپنے سردار بھیجے لیکن عیارون نے ایسا ستایا ہر مرتبہ ملکہ نے ملال اُٹھایا اب اسی واسطے انھون
نے یہ تدبیر کی ہو کہ عیار مجہ تک آنکین سردارون کا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہو حسین نے عرض کی آپ
والدہ کی تکلیف کی کچھ ضرورت نہین ہو حضور میرے نام پر طبل جنگی بجوائین مین سب سے سمجھ لونگی سب سے
زیادہ مجھے بی بہار صاحب کا خیال ہو میرے طور کے جو اختیار کیے ہین بہت پھول گئی ہین باغ بناتی
ہین یہ تو سحر ہمارا ایجاد کردہ ہو ہمارے باغ چلکر دیکھیے کیسے گلہاے رنگارنگ نخلہاے سایہ دار درختہاے
لطیف عندلیبان خوش لہجہ تمام باغ پر بہار عروس چمن کے بناؤ جوانان گلشن کے نکھار ایک ایک چمن بے نظیر
گل مہتاب رشک ماہ سبزہ نرگس شہلا آنکھ دکھاتی ہو چشم معشوق شرماتی ہو شراب شبنم کے دور صبا کی مستانہ
چال ہر نخل پر سبزی سے نہال بی بہار ایسے سحر کیا جانتی ہین کبھی کوئی باغ بیخزان بنایا کسی کو رنگ شعبدہ
دکھایا حیرت نے کہا بی بی تم میری وزیرزادی کی صاحبزادی ہو کیا تمکو چھوٹا کرون بہار نے ایسے ایسے سحر
کیے ہزارون کے قلب الٹ دیے سیکڑون نے اپنے گلے کاٹ ڈالے مرشدزادے ہمارے مصور جادو
مثل تصویر خاموش بجے اشعار عاشقانہ پڑھتے تھے جان دینے پر راضی اگر افراسیاب آتا تو غریب کے مرجاتے
حسین نے مسکرا کر جواب دیا ہان حضور سکاسکی بن ہین وہ بڑی پرفن ہین میدان کارزار مین کیفیت کھلجائیگی
جو زخم بلا ستدون دختر صنعت نے اُٹھایے گا تنگ آکے جزادون بھائی کو بھائی سے لڑوادون آخر حیرت نے کہا بی بی
اپنی بارگاہ مین جاکر بیٹھو مین مناسب سمجھونگی تو شام کو طبل جنگی بجوادونگی حسین یہ سنکر اُٹھی اگر حضور شب کو

شب کو طبل جنگی نہ بجوائیں گی تو یہ دن عرض معروض وقت سحر بی بہار کو ٹوکو ٹوکی ملکہ حیرت خاموش ہو رہی
جب حسین جاچکی وزیر زادیوں سے کہا دیکھو صاحبو چھوکری بڑی ضدن ہے اگر کوئی افتاد پڑے تو بی صنعت
شکایت کریں کہ میری صاحبزادی کو نہ روکا وہ اپنے سحر میں پھولی جاتی ہیں ہوا بہار سے مقابلہ کر بیٹھتی ہیں
وزیر زادی نے کہا حضور آپ ایک نامہ بی صنعت کو لکھیے صاف صاف تحریر فرمائیے آپکی صاحبزادی بی
بہار سے مقابلہ کو کہتی ہیں ہمنے لاکھ منع کیا نہیں مانا ہمارے کہنے کے خلاف جانا خوب آگاہ ہو کہ بہار کا لانک کچھ
اسکو آتے نہیں ڈسا کہاں کہاں زہر نہیں اگلا تنکے چنوا دینا اسکا کام ہے پر رنگ باغ سحر میں اسکا نام ہے لیکن صاحبزادی کو
لکھ بھیجیے کہ بدون ہماری اطلاع طبل جنگی بجوانے کا ارادہ نہ کریں بی بہار سے نہ لڑیں اپنی ماں کی تحریر دیکھکر
آپ تامل کرینگی اسقدر نہ عمل کرینگی حیرت کو یہ بات پسند آئی اسی مضمون مذکور کا نامہ بنام صنعت لکھکر گلگون
اپنی کنیز کو دیا کہا گلشن تجو بی صنعت کو زبانی بھی سمجھا آ کہ صاحبزادی کو روکیں گلشن نامہ لیکر چلی برق
کھڑا دیکھ رہا تھا گلشن کا پیچھا کیا ٹہلتا ہوا چلا جب گلشن جنگل میں پہونچی برق فرنگی نے روغن عیاری کا
لگا کے صرصر کی شکل بنکر تیار ہوا آگے بڑھکر سایہ جنگل میں ٹھہرا گلشن بھی پہونچی صرصر کو دیکھکر پکارا تو ادھر
کہاں کھڑی ہو برق نے پلٹ کر کہا حضور حال نہ پوچھیے آجکل پہر ہمکو مرنے جینے سے کام ہے عیاروں کی
فکر میں نکلی ہوں تم کہاں چلیں برق نے گلشن کو باتوں میں لگایا جب گلشن نے منہ پھیرا حلقے کمند کے
گلے میں ڈال دیے حباب بیہوشی مارا گلشن بیہوش ہو کر گری گلشن کو درہ کوہ میں ڈال دیا رنگ روغن
عیاری کا لگا کر بصورت گلشن آراستہ ہوا نامہ پاس سے اسکے لے لیا صنعت کیطرف سے پشت پر جواب
لکھا نور نظر پارۂ جگر طولعمرہ بعد دعائے ترقی حسن و جمال ہو ماہ فلک جاہ و جلال ہو بدر کامل چرخ افسونگری
ای نیر برج ساحری تمھارا حال ہمپر خوب روشن ہے لیکن بی بی میں قسم کھا چکی ہوں معروف عیش و نشاط ہو
طبل جنگی نہ بجواؤ ہم آکر اپنے سامنے بہار سے تمھارا مقابلہ کرائینگے بیشک تم بہار پر غالب آؤ گی لیکن خبردار خبردار
لڑنے کا ارادہ نہ کرنا خوب بڑا سا مضمون برق نے لکھا لفظ لفظ سے الفت مادری ٹپکتی تھی اس کاغذ کو لیکر
جھولی میں رکھا طرف بارگاہ حیرت کے چلا بلا تکلف بصورت گلشن لشکر حیرت میں داخل ہوا ہر چند کھٹکا
ہو کہیں صرصر نہ آجائے لیکن دل سے کہتا ہے کہ سمجھا جائیگا سینہ سپر کرکے بارگاہ حیرت میں آیا حیرت نے
کہا کیوں بی گلشن جلدی پلٹ آئیں برق نے کہا حضور میں بارگاہ تک نہیں گئی جنگل میں صنعت کا کھیل رہی
تھیں نامہ پڑھکر بہت خفا ہوئیں اسکی اشت پر لکھ دیا حیرت نے لیکر پڑھا مضمون مسطور مندرج تھا حیرت

بہت خوش ہوئی کہا لو گلشن یہ نامہ جا کر بی حسین کو دو زبانی بھی خوب سمجھانا کہ بی طبل جنگی بجواؤ گی تو
اماں جان بہت خفا ہونگی برق نے کہا حضور مین بخوبی سمجھا دونگی حیرت نے نامہ دیا برق بصورت
گلشن اکڑتا ہوا طرف بارگاہ حسین کے چلا راہ مین سب نے دیکھا گلشن کنیز ملکہ حیرت کی ایک ایک سے
جھگڑتی لڑتی ہوئی جاتی ہے کسی کا منہ چڑھا دیا کسی کے چٹکی کاٹ لی کسی کو انگوٹھا دکھا دیا کسی کو ہنسایا کسی کو
رولایا دیکھنے والے بچھڑے جاتے ہین کہ دیکھو حسن پر گلشن کے بہار ہے کیا نازنین قطعدار ہے بلاے روزگار ہے
خال سینے پر کیا ابھار ہے برق ایک ایک کو گالیان دیتا ہوا آہستہ نگاہون مین کھبے جاتے ہین گو چشم
نظر لگاتے ہین درگور رہنے والون کی آنکھین ٹھم ہو جائین نگوڑے بجھ دوست ٹٹولتے پھرین اندھے ہو کے
کنوئین مین گرین حسین سے کنیزون نے عرض کی کہ بی گلشن آتی ہین ملکہ حیرت نے شاید آپ کی مادر مہربان کا
نامہ لکھا تھا جواب آ گیا حسین نے کہا آنے دو مین آئی جان سے نہین ڈرتی کنیزون نے کہا نہین حضور
بزرگون کی بات کا ماننا ضرور ہے کہ گلشن سامنے آئی حسین کو سلام کیا نامہ ہاتھ مین دیا گلشن کو کرسی دی برق
بلا تکلف اکڑ کر بیٹھی پوچھا کہا اے ملکہ عالم آپنے اپنی بارگاہ مین کچھ انتظام نہین کیا ایسا نہو کسی کی صورت بنکے
عیار چلے آئین دشمنون کو آزار پہونچائین حسین ہنس پڑی کہا بوا گلشن دیوانی ہوئی ہو یہان کوئی عیار آکے
کیا کریگا آئیگا تو جوتیان کھائیگا اچھا حضور نامہ پڑھیے حال کھلجائیگا حسین نامہ پڑھکے بہت جھلائی کہا
امی جان کو سودا ہوا ہے مین ضرور بہار سے لڑونگی بی حیرت نے مجھے دبا کر ڈالا میری ماں کا نامہ منگا دیا اب تو
مجھے ضد ہو گئی ضرور مسلمانون سے مقابلہ کرونگی برق نے کہا آپ کیون غصہ کرتی ہین آپکے اختیار ہے جس سے
چاہیے لڑیے کسی کو کیا دخل ہے گانا سنیے حسین نے کہا بوا گلشن مجھکو گانا سننے کا بڑا شوق ہے ہماری عشق بالی
کو بلاؤ دیکھو بی گلشن ہماری خواص خاص علم موسیقی مین طاق شہرۂ آفاق ہے کنیز مین وہ زرین ایک نازنین
سامنے آئی مسکراتی ہوئی زلفین عارض پر بل کھا رہی ہین نازک مزاج ملکہ حسین سے پوچھا کہ کیا حکم ہے
حسین نے کہا بی گلشن کو گانا سناؤ اُسنے اُسی وقت ساز درست کرایا خوب خوب گائی سب نے تعریف کی
لیکن بی گلشن بھولی بیٹھی ہین کچھ تعریف نہ کی حسین نے کہا کیون بی گلشن ہماری خواص کیسی گائی گلشن نے
کہا حضور بے سری ہے حسین کو بہت ناگوار ہوا کہا بی گلشن تم بھی کچھ جانتی ہو گلشن نے کہا حضور ہان کچھ آتی
ہاں مین شاہین کاٹ کے پائے کا نہ ہو ناکسی نہین آتا خواص نے بھی کہا حضور بی گلشن کا گانا سنیے بیٹھی ہوئی
ہین برق تڑپ کے سامنے حسین کے کھڑا ہوا کہا حضور سنیے گنگنا کے برق تانین مارنے لگا بجلی چمکنے لگی اُس

اُڑانے لگا ساون گانے لگا کبھی ٹھمریاں گا کر کبھی بتانے بتاتے یہ غزل شروع کی غزل

عقل نے الفت میں دیدار صنم نے کھو دی ۔ وصل کی رات شکایات میں ہم نے کھو دی
گھل کے مرجانے کا پھل پایا یہ الفت چشم ۔ کہ لحد نشتر مژگان صنم نے کھو دی
گرد عصیاں سے نہیں پاک دل دنیا دار ۔ اس نگینے کی جلا نقش درم نے کھو دی
وصل خوش کر نہ سکا چھایا ہے ایسا غم ہجر ۔ تھی جو تریاق کی تاثیر وہ سم نے کھو دی
ایک کاسے پہ کیا سارے جہان کو مہمان ۔ تھی جو کچھ جام کی توقیر وہ جم نے کھو دی
سوجھتا کچھ نہیں رونے کے سوا اب مجھکو ۔ روشنی آنکھ کی اس درجہ ورم نے کھو دی
صدق و کذب ایک سے شاکی ہیں بجا کاذب سے ۔ سچ تو سچ جھوٹ کی بھی قدر قسم نے کھو دی
سیم اور زر کی محبت ہے بتوں کی الفت ۔ گوہر دین کی ضیا چمک درم نے کھو دی
اے شباب ایک تو پیری میں بھی راحت پائی ۔ تھی تواضع میں جو تکلیف وہ خم نے کھو دی
کس نے کی جان قبول اُس سے جو کہتا ہے کوئی ۔ ہنس کے کہتا ہے وہ بیباک کہ ہم نے کھو دی

ایسی برق نے جو تانیں لگائیں حسین نے موتیوں کا مالا اتار کر دیا کہا اے گلشن کیا کہنا تمہارے سامنے کون سر سبز ہو سکتا ہے گلشن نے دست بستہ عرض کی حضور دربار میں ملکہ حیرت جادو کے کمال کی بڑی خواہش ہے لاکھوں روپیہ اپنے صرف کرتی ہیں کامل کر کے ہم لوگوں کو سکھاتی ہیں ہم لوگ بھی کام کرتے کرتے نگاہ میں اُڑا لیتے ہیں حضور عمرو عیار جو مشہور ہے اُس نے دربار میں ملکہ حاکم کے آکر عیاری کی ایسا کمال کیا کہ سب کے ہوش اُڑ گئے ایسی معقول ساقی گری کرتا ہے کسی کو باقی نہیں چھوڑتا میں نے بھی آنکھوں سے دیکھا ہے جنگ اُڑا لیا حسین نے کہا ساقی گری بھی کوئی چیز ہے شراب کا لانا برق نے کہا نہیں حضور بڑے کمال کی بات ہے عیاری کی گھات ہے پیشواز پہنکر ناچنا ہے منہ سے لگانا ہاتھ سے بتانا سر سے لا کر شراب پلانا قطرہ نہ گرے پینے والا راضی ہو جائے میں بھی اس وقت امتحان کروں حسین بہت خوش ہے کہا ہوا گلشن اگر دس جام بھر کر پیش آپ کا بھی انجام بخیر ہو تو انتہا کا کمال ہے برق نے کہا نہیں حضور گرے کیونکر شرط بدکے میں بھی اس کام کو کرونگی حسین نے کہا میں حیرت سے کہ کیا تمہیں مانگ لونگی گلشن کی وجہ سے بڑی دل لگی رہیگی برق نے کہا ہم اُنکے ہمیشہ حاضر ہیں خوب آپ کو راضی کرینگے حسین نے پیشواز اپنی منگوا کر دی برق نے سب جسم کی زیور بھی حسین سے مانگ کر پہنا کہا حضور کچھ بجانے کی مجھے دیجیے جب ہم ساقی ہوں تو کوئی باقی نہ رہ جائے

حسین نے خوشی میں آکر کنجی میخانے کی حوالے کردی برق نے بتعجیل تمام شراب کو خراب کیا بیہوشی ملائی چند گلابیاں آراستہ کرکے بارگاہ میں لایا حسین نے کہا دیکھو صاحب اس سلیقے سے شراب لائی ہے جو زیبا ہوا اسکا بھی جی چاہے برق نے پہلے تو ناچنا شروع کیا ایسی گت ناچا اہالیان محفل دنگ ہوگئے ہر خرد و کلاں تعریفیں کر رہا ہے برق نے اہالیان محفل کو پامال کر ڈالا ناچتے ناچتے جھکا جام مے مینا لبریز کیا اٹھا کر سر پر رکھا ٹھوکریں لیتا ہوا چلا اپنے کمال پر نازاں یہ ساقی نامہ دو زبان ساقی نامہ

ساقی سامان طرب کا دکھلا	مجرا ابنت العنب کا دکھلا	ہو تشنہ بحل چشم سے ناب
آنکھیں بچھیں جائے فرش کمخواب	پیشواز ہو صراحی سے زر	محرم کی کٹوریاں ہوں ساغر
غمزہ ہو شراب ناب کا جوش	گھونگٹ ہے دست رند مے نوش	گھنگرو قطرے شراب کے ہوں
ڈوبے چشم کباب کے ہوں	طبلہ دست سبو بجائے	بانگ قلقل ترانے گائے
سارنگی ہو شیشۂ مے رز	ہو سیخ کباب صورت گز	ساغر کریں جل ترنگ سے ساز
قیفین ہون مجیرے کی ہم آواز	جو مست ہو تالیاں بجائے	رقص اپنا چھلک کے مے دکھائے
ساغر کریں وجد مست ہو کر	تا میں توڑیں شکست ہو کر	یہ ساقی نامہ اشعار مستانہ جو برق نے

گائے اہالیان محفل کے منہ میں پانی بھر آئے اگر زاہد صد سالہ ہوتا جوش میں قصد کرتا کہ ایک جام پیوں ساقی ماہ رخسار کا بوسہ لوں ملکہ حسین سحرساز تڑپ رہی ہے کہتی ہے آج گلشن نے محفل کو باغ جہاں کردیا برق فرنگی کا ناز و کرشمے دکھانا آتش تن کے تئیں لگانا اشعار صفت شراب میں گانا اس مطلع کو کس دھوم سے گایا مطلع

ساقی بنور بادہ برافروز جام ما	مطرب بگو کہ کام جہان شد بکام ما

حسین تڑپتی ہے کہ جلد جام شراب میرے پاس لائیے جام پیوں انعام میں اسکو کنٹھا یاقوت احمر کا دوں برق فرنگی بتلا رہی ہے اہل محفل کو قتل کیے ڈالتی ہے کبھی سینے پر ہاتھ رکھتی ہے سسکیاں بھرتی ہے اور کبھی شروع کی دھن بیٹھ جائے لوگوں پر چھریاں پھر رہی ہیں اہالیان دربار حسینوں سے خواستگار حاضر ہیں چاہتے ہیں گلشن کو بٹھائیں اس ناز و کرشمے سے فرنگی نے اسوقت رنگ جمایا کہ منہ سے خنجر لگا ہوا دل میں ہے کہ سارے جلسے کو بیہوش کروں حسین سحرساز کو قتل کرکے بھاگوں صنعت کی کمر ٹوٹ جائیگی ساری گرہ کھل جائیگی آج استاد تعریف کرینگے اہل اسلام دم محبت کا بھرتے ہیں بھر نہیں کہ یہاں کچھ کی عیار صاحب پہونچ گئے اور برق

جاتا ہی کہتا ہی حضور کچھ فرمائیے سحر مجھپرسے اُتار دیجئے میرے پانون ٹوٹے جاتے ہین حسین نے کہا
بھلا مکار اب مین تجھکو چھوڑونگی جلا جلا کے مارونگی مین نہ کسی سے لڑی نہ بھڑی تو نے مجھپر عیاری
کی برق نے کہا حضور ہم لوگون کا یہی دستور ہی میرا کیا قصور ہی شعلہ جادو مصاحب حسین
بھڑک اُٹھی کہا واری آپ کیون اس نگوڑے سے زبان لڑاتی ہین دیکھیے کیسا بڑھ بڑھ باتین بناتا ہی
اپنے حقوق جتاتا ہو کہتا ہی مین نے سالار جادو کو مارا اچھا کام کیا مین ابھی اسکو قتل کراتی ہون
میرے مقدمہ مین آپ دخل نہ دیجیے اگر یہ زندہ بچ گیا اور عیارون کو حوصلہ ہوگا ابھی سر کاٹکر اسکا
نخل مین لٹکا دیا جاے لاشہ تشہیر ہو سب عیار آگاہ ہو جائین آپ کے لشکر کی جانب منہ کرکے
نہ سوئین نگوڑے اپنی جان کو روئین یہ کہکر آواز دی جلاد کو بلاؤ برق نے جو دیکھا بی شعلہ رخسار
بہت گرم ہین جب تو برق لپٹا کہا بی شعلہ رخسار تمھاری قضا آگئی مجھکو بے وارث نہ جانیے گا ایک
لاکھ چوراسی ہزار بھائیون کا بھائی ہون خدا اُستاد کو سلامت رکھے اگر میرا ایک روے جسم کم ہوا تمام
دربار کو خون سے لال کر دینگے تمھارے لشکر بھر کو پامال کر دینگے اور تمھارے دربار مین کیا مین اکیلا
آیا ہون چالیس بھائی میرے داخل ہین کوئی چوبدار کوئی حاجب کوئی دربان کوئی کنیز بنکر آیا
ہی کوئی داروغہ دم بھر مین تمھاری بارگاہ اُڑتے ہین خلیفہ مہتر قران نے نقب لگائی ہی فتیلے کو آگ دیا
چاہتے ہین ذرا جان بچاؤ اسی مین خیر ہی کہ مجھکو چھوڑ دو ابھی بارگاہ اڑ گئی سب جلکر بہ جائینگے مالک تم
ہماری کچھ نہین کہتی وہ تو قدردان ہین آپ جلاد کو بلاتی ہین اچھا بلائیے شعلہ رخسار کانپی کہا حضور
بلا سے اسکو چھوڑ دیجیے زمین کا انتظام کیجیے حقیقت مین ایک ساحر فولاد بیہوشی خوار آیا تھا بارہ بچے
روئین تن اُسکے ساتھ تھے سرداران اسلام کو گرفتار کرکے لیگیا تھا مشہور ہی مہتر قران نے
نقب لگا کر اسکو اُڑا دیا حضور ایسا نہو یہان بھی کوئی زوال آوے یہ لڑے بھڑے تو یہ حال ہو حسین
نے کہا میٹھ کنارے نگوڑے عیار کیا کر سکتے ہین ہم بھر مین سب کو دیوانہ بنا کے مارونگی مہرخ و بہار کو
سر میدان لٹکا رونگی جلد بلاؤ جلاد کو دیکھون تو یہ نگوڑے کیا کرتے ہین حسین کا غصہ سے چہرہ سرخ
ہو گیا جلاد تلوار کھینچکر آیا دست بستہ عرض کی کیا حکم ہی حسین نے کہا برق کو قتل کر برق بہت
چیخا و کہیو ملکہ برا کرتی ہو میرا قتل کرنا اچھا نہین ہی کبھی پکارتا ہی خلیفہ مہتر قران آگ دیدو نقب اُڑا دو
بھائی چالاک دوڑو یہ حرامزادی مجھکو قتل کرتی ہی دربار مین حسین کے اہل بعضیان گھبرا کر بارگاہ سے

نکل گئین ایک کہتی ہی تو مجھے گری معلوم ہوتی ہی ایک کہتی ہی گھونگھٹ مین کی ہی کھسکی آفت برپا ہو
چاہتی ہی لو نکل چلو جان بچا کے نکل چلو اپنی جان ہی تو جہان ہی عیارون کے پھندے سے خدا بچائے
یا یہ گویا معشوق بنا ہوا تھا اب جلادی کی باتین کرتا ہی اپنے بھائیون کو پکار رہا ہی بصورت مبدل
آگے ہوئے حسین نے جو یہ ہنگامہ سنا کنیزون کو گھورکا ایک ایک کو جھڑک دیا کہا حرامزادیو کیا دیوانی
ہوئی ہو زمین آسمان سحر بند کردون کیا کوئی عیاری کرسکتا ہی میری غفلت مین چلا آیا کل صبح کو
میدان نبرد قصابان بنا دونگی مع طلسم کشا مہرخ و بہار وغیرہ کو قتل کیا تو نام اپنا ملکہ حسین
سحر ساز نہ پایا مین اسکے ٹکڑے ٹکڑے کرونگی جو دل مین آئیگا وہی کرونگی اب تو کنیزین خاموش ہوئین جلاد
نے برق کو کھینچا گردن پر کوڑے کا خط دیا آواز دی اے ملکہ عالم حکم اول ہی جلد فرمائیے قتل کرنا میرا کام
ہی جلانا میرا کام نہین ایک ہاتھ مین سر کو تن سے قلم کرونگا تیغ بارہ دار بازو پر قوت اب اسکے قتل
مین کیا دیر ہی حسین نے کہا ہم نے خوب سمجھ لیا حکم اول دیا جلد قتل کر اب برق گھبرایا چار جانب
گھبرا کر دیکھنے لگا موت شباب کی آنکھون کے سامنے آئی پکارا اٹھا اے کریم قتل سے بچانے والے
ناگہانی سے نجات دے نظم

مجھے نفل کرتے نہین لگتی بار	نہو تجھ سے مایوس امیدوار	کوئی کیونکہ محروم رحمت سے ہو
کہ آیا ہی قران مین لاتقنطوا	عصیان کے حجاب سے عفو دے	دامن گل آرزو سے بھر دے

شاہا زکرم برمن درویش نگر	قطعہ	برحال من خستہ دلریش نگر
ہرچند نیم لائق بخشایش تو		برمن منگر بر کرم خویش نگر

حسین سحر ساز چاہتی ہی کہ حکم ثانی دے کہ دربارگاہ پر از غلغلہ کنیزون نے بڑھکر عرض کی حضور
ملکہ صبا رفتار کمند انداز آتی ہین شاہزادی ملکہ حیرت جادو کو خبر ہوگئی زوجہ شہنشاہ کو آپکا بڑا خیال
ہی حسین نے کہا وہ ہماری مالک ہین گود مین ہمکو پالا ہی مادر مہربان سے انکا مرتبہ زیادہ ہی صبا رفتار
کو بلاؤ سب نے دیکھا صبا رفتار آئی بانہائے عیاری سے آراستہ بڑھکر حسین کی سر سے پاتک
بلائین لین ترقی عمر و دولت کی دعائین دین دست بستہ عرض کی حضور ملکہ عالم کو خبر پہونچی
کہ برق نے عیاری کی مگر آپ نے خوب پہچانا بڑی تعریفین کرتی ہین لیکن فرمایا ہی کہ بی بی تم نہ اسکو
قتل کرو ہمارے پاس بھیجدو ہم ابھی اسکو خدمت مین شہنشاہ کے روانہ کردینگے شہنشاہ

کو اختیار ہے یقین کامل ہے وہ اسکو طلسم باطن مین قید کرینگے کتاب سامری مین صاف لکھا ہے جہان اسکے
خون کا قطرہ گریگا وہ زمین آباد نہوگی تمھارے سامنے ایسون کا قتل ہونا بہتر نہین تم نام خدا ابھی
کمسن کنوراہنڈا ایسی باتین سنا رہے ہین حسین نے سر جھکا لیا کہا بی صبا رفتار لیجاؤ مگر حضور سے
عرض کرنا اب میرے نام پر پھر وطبل جنگی بجوائیے بیٹھے بیٹھے ان نگوڑون نے ستایا اب مین کسی کا کہنا
نا نونگی ہمارے لوٹنے کی بڑی ہوس ہے صبا رفتار نے بڑھکر برق کی مشکین باندھین کہا حضور
سحر اپنا اتار لیجیے حسین نے سحر اتارا صبا رفتار نے پشتارہ برق کا اٹھایا سلام کرکے چلی جات
لیکر نکل گئی کنارے پر لشکر کے آکر صبا رفتار نے میان برق کو کھولا کہا بھائی برق سلام ہم
حضرت چالاک بن عمرو برق گلے سے لپٹ گیا کہا مرشدزادے بڑا کام کیا مگر یہ حرامزادی بڑی ہوشیار ہے
اسکا قتل ہونا بہت دشوار ہے چالاک نے کہا انشاء اللہ اور طور سے اسکو مارینگے پیچھا اسکا نہین
چھوڑینگے حسین تخت پر بیٹھی ہے جب پہونچی ملکہ حیرت جادو تشریف لاتی ہین حسین واسطے استقبال کے
اٹھی حیرت کو جھک کر سلام کیا لا کر تخت پر بٹھایا دست بستہ عرض کی حضور برق فرنگی کو قید کیا
حیرت نے کہا کیسا برق حسین نے کہا ابھی صبا رفتار آئی قیدی کو لیگئی حیرت نے کہا بی بی مین
کیا جانون تونے جو تمھاری محبت مین تمھاری مان کو نامہ لکھا گلشن جواب لاتی مین نے اسکو تمھارے
پاس روانہ کردیا کہ نوشتہ اپنی مہربان کا دیکھو طبل جنگی نہ بجوا حسین نے کہا حضور وہ گلشن خواص
نہ تھی برق فرنگی گلشن بنکر آیا گل کھلایا گدگداتا جاتا تھا باقرار بیہوشی ملا کر مجھے دی آپ کی عنایت
سے مین انتظام کرچکی تھی شراب شعلہ بنکر اڑ گئی مین نے گرفتار کیا بعد ٹھکانا تھا آتا تھا مین نے
جلاد کو بلایا کہ صبا رفتار آئی ابھی تو پشتارہ باندھکر لیگئی حیرت نے کہا بی بی عجب بات ہے عیاری
نہین کرامات ہے دو پہر اسکا بھائی صبا رفتار بنکر لیگیا ہوگا سالہا سال ہوئے یہی رنگ مجھے دیکھتے
آنکھین پتھرا گئین اب حسین کے ہوش اڑگئے حیرت نے کہا گلشن کو تلاش کرو وہان گلشن کو گھسیارون نے
بیدار کیا گلشن روتی پیٹتی آئی حیرت نے پوچھا ارے تو کہان تھی کہا حضور کسی نے ننگا کرکے
مجھے درۂ کوہ مین ڈالدیا ایک گنوار کی دھوتی مانگ کر باندھی حیرت نے تھرا کر سر جھکا لیا حسین کو
اور زیادہ غصہ آیا کہا ملکۂ عالم واسطہ سامری جمشید کا اب میرے نام پر طبل جنگی بجوائیے اب کنیز بھاگی
مجھکو بیٹھے بیٹھے اس بیدرد فرنگی نے ستایا اب مجھے تاب نہین ہے حضور دخل نہ دین میدان

جما

جنگ مین تماشا دیکھین دیکھیے کیا کیا گل پھولتے ہین بی بہار سے لڑنے کی مجھے بڑی ہوس تھی یک
اور مہربان آئین ان سب کا خاتمہ ہوا انکو تکلیف نہوا ان ایسے نالائقون کے واسطے اسقدر مشقت
کی ہے مگر کمبخت بے مکان ہوا یا حیرت نے کہا اے نور نظر عیارون نے سب کا ناک مین دم کر دیا
ہے جہان گمند وہم وخیال نہ پہونچے یہ نگوڑے وہان پہنچ جاتے ہین اسی واسطے ملکہ صنعت
نے یہ مشقت اپنے اوپر گوارا کی تم اتنا احسان کرو تا آنکہ ملکہ صنعت کے طبل جنگی نہ بجوا دو حسین
نے عرض کی حضور آپ نہ فرمائین کنیز اسوقت بڑے انتشار مین ہے یہ لڑے بھڑے اس نگوڑے
موندی کاٹے نے آکر قیامت برپا کی اگر مین نے تدبیر نہ کی ہوتی خاتمہ ہوا تھا تمام اہل دربار کو
تسخیر کر لیا اگر حضور ملاحظہ فرماتین تمام دیکھنے گانے والون کا لطف نگاہ سے گرجاتا حیرت نے کہا
بی بی ہمین سالہا سال گذرے یہ مصیبت جھیلتے دہن اژدر مین اپنے کو گرائے ہین برسون سے یہ مصیبت
اُٹھاتے ہین کوئی صاحب ایسے نہین باقی ہین جنپر عیاری نہوئی ہو مسے شہنشاہ طلسم ہوش ربا
افراسیاب جادو جسکا عدیل و نظیر زمانے مین نہین ہے اسپر عیاریان کین ساربان زادے نے
کئی مرتبہ شہنشاہ کو بیہوش کیا انکی بدعت سے کوئی صاحب باقی نہین ہین شہزادے کو تو تھا
بنایا حسین نے کہا حضور جو کچھ ان مکارون نے کیا اُسکا بدلہ یہی ہے کہ چن چن کے انکو قتل کرنا چاہیے
اور برق و چالاک کو تو مین ابھی بلاتی ہون حیرت جادو نے کہا بیٹا ہمین جہانتک سمجھانا تھا ہم
سمجھا چکے ہم جانتے ہین تم ہمکو صنعت سے شرمندہ کرو گی وہ آکر ہماری دامنگیر ہوگی یہی تقریر ہوگی
کہ آپ نے چھوکری کا کہنا کیون مانا یہ کہکر حیرت جادو اُٹھی چلتے چلتے بہت سمجھایا حسین نے کچھ جواب
نہ دیا حیرت اپنے دربار مین آئی وزیرزادیون سے کہا خدا خیر کرے بی حسین سحر ساز بد طرح جھٹ
بگڑی ہین برق نے مار لیا ہوتا مگر خیر یہ تھی کہ انگھسانی اپنی کر چکی تھین برق کو پکڑ لیا صبا رفتار
بنکر چالاک آیا چھوڑا لیگیا اب بگڑی بیٹھی ہین کہ برق اور چالاک کو مارونگی اہل اسلام سے
لڑونگی یہ ذکر تھا کہ صرصر شمشیر زن آئی حیرت نے کہا صرصر تمنے سُنا حسین دوتر صنعت
تشریف لائی ہین پہونچتے ہی لگے میان برق جا پہونچے چالاک بھی دیکھ رہے تھے ان نگوڑے
عیارون مین بڑا میل ہے عیاری کرنا انکا کھیل ہے برق پکڑے گئے چالاک چھڑا لیگئے خوداتم دربار
مین حسین کے جاؤ چھوکری کو سمجھاؤ کہ واسطہ سامری و جمشید کا اس جھگڑے مین نہ پڑو عیارون کا

سمجھا کرد مصرع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت۔ مہرخ نے کہا میں ابھی جا کر سمجھاتی ہوں مہرخ تو
یہاں لے چلی حسین غصے میں بھی کانپ رہی ہے کہتی ہے ابھی ایک سحر بنا کے بھیجونگی چالاک و برق
کو گرفتار کرا کے قتل کرونگی لیکن برق و چالاک لشکر اسلام میں پہونچے خواجہ صحبت میں مہرخ کے
بیٹھے ہیں کہ چرند و پرند پہونچے خواجہ کو پرچہ اخبار دیا کہ حضور برق و چالاک نے اس طرح عیاری کی برق
نے گلشن بنکر بڑی بہار دکھائی خوب گل پھولا خوب رنگ جمایا کئی ہزار روپیہ کی پشواز لی زیور بھی کچھ
لیا مگر پکڑا گیا چالاک نے بشکل صبا رفتار رہا کیا بس خواجہ کو رُلا لیکر اٹھے ملکہ مہرخ نے کہا
حضور کہاں بڑی خوشی کی بات ہے آپ کے فرزند نے کس مزے سے آپکے شاگرد کو بچا لیا
عمرو نے کہا آپ کیا جانیے یہ لونڈے عیاری کر کے کام کو خراب کرتے ہیں اب اسکو بھگا دیا ہم
رات کو جا کے گرفتار کر لاتے اب وہ حفاظت کریگی ہماری جان پر بنیگی یہ سب صاحب بیان کرتے
ہیں کہ وہ ساحرہ بڑی زبردست ہے کل کمال صنعت کی عالم ہے اقلیم افسونگری کی ناظم ہے پس اب سیر
عیاری کیونکر ہوسکیگی خواجہ یہ کہہ رہے تھے کہ برق و چالاک خوشی خوشی آئے برق نے کہا استاد
آپ کے اقبال سے دربار میں حسین کے جا کر عیاری کی ایک پشواز پائی ہے وہ حاضر ہے عمرو نے
اٹھکر گلے سے لگا لیا کہا بیٹا خدا انکو سلامت رکھے عمر سے ضعیفی ہو جاتے ہو کر بوڑھا استاد تمہارا
فیاض ہے چار پیسے پیدا کرنے سے عاجز ہو چکا مستحق دروازے پر موجود رہتے ہیں لاؤ بیٹا نکالو
برق نے خوشی خوشی پشواز نکالی خواجہ نے لیتے ہی تہ در بغل کی اب برق کا ہاتھ پھیلا کہا وہ زیور
تو لائیے برق نے کہا استاد اور کچھ نہیں یا عمرو نے کہا ابے جو رسیدے برا تو بیکار ہے مجھکو پہلے ہی
خبر پہونچ چکی ہے میری کی پشواز تو دیدی نقدی اپنے پاس رکھی میں دربار میں اسکے موجود تھا تم
رہا تھا سب چیزیں گن چکا ہوں طوق جڑاؤ ہے کئی سو سکے ہیں اور بہت سی چیزیں جنکی فرد میرے
پاس لکھی رکھی ہے آپ بتائیے کہ کیا کیا چیز ہی ہی فرزند سب چیزیں نکالو نہیں کیا لے لونگا اسکی سب کی
جمع قائم کرکے روپیہ تمہاری زوجہ کے پاس بھیجدوں تمہارے بالوں کی شادی میں کام آئیگا تمہارا
ایسے لونڈوں کو کب مانتا ہے اسنے کہا استاد جو میں نے پایا تھا وہ حاضر کردیا جب خواجہ بگڑے کہا ہمارے
لونڈوں کے کھال کھنچوا دونگا اور تمہاری مشکیں باندھ کر حسین کے پاس لیجاؤنگا کہونگا اسکو قتل کیجیے
برق نے کہا آپ کو اختیار ہے ظلم مجبور ناچار کر جلایا تھا وہ حاضر کیا لاکھ خواجہ چیختے رہے مگر برق نے زیور

نہ نکلا تب خواجہ نے اسکی گردن مین ہاتھ دیکر نکال دیا برق نے کہا اُستاد ہم خود جاتے مین یہ کہکر برق
تو باہر نکل گیا خواجہ عمرو خیمے مین طرف لشکر حسین کے چلے خدمتگار بنکے لشکر حسین مین داخل ہوئے
برق نے دیکھا اُستاد خیمے مین آتے ہین یہ بھی ایک جادوگر کی شکل بنکر لشکر صنعت مین آکر ٹھہرا خواجہ
ادھر ادھر ٹہلنے لگے دیکھا ایک کنیز شوخ و شنگ نوجوان ہنستی ہوئی نکلی آپ ہی آپ ہنسی کے مارے
لوٹی جاتی ہے ایک نے کہا بی سوسن آئی ہین سب کا منھ چڑھا رہی ہین بڑی طرار ہین عمرو خدمتگار نوجوان
کی شکل بنا کر اٹھاتا تھا ہوا سامنے بی سوسن کے آیا سوسن نے منھ چڑھایا عمرو نے انگوٹھا دکھایا سوسن
کی زبان درازی تو مشہور ہے کہتی ہوئی بڑھی کہا کیون نگوڑے خدمتگار انگوٹھا کیسا دکھایا عمرو نے کہا
بی سوسن تمنے منھ کیون چڑھایا سوسن نے کہا میری یہی عادت ہے عمرو نے کہا ہمارے مزاج
کی بھی یہی کیفیت ہے بی سوسن تم مجھے نہین مین نے انگوٹھے سے اشارہ کیا سوانگ لے آئے
ہین چلئے انکا تماشا دیکھو کیا کیا لاکین کر رہے ہین سیٹ نکل گئے تم اتنی نہ نکل سکو گی سوسن بولی
کیون سے حکمت بازی کرتا ہے عمرو نے کہا تم تو ناحق خفا ہوتی ہو ذرا کنارے آؤ تمکو سمجھا دین اور
اشارے سے تم پر جان جاتی ہے ایک بات کہینگے تمکو ماننے نہ ماننے کا اختیار ہے اب تو بی سوسن
ساتھ ہوئین عمرو نے جیب سے نکالکر اشرفی دکھائی تو بی سوسن قدم اٹھا کے چلین عمرو آگے
بڑھا نخل کے سایہ مین آکر ٹھہرا بی سوسن یہ کہتی ہوئی آئین ارے کیا کہتا ہے جنگل مین مجھے کیون لایا
ہے عمرو نے کہا جان جہان ایک بات تو سنو سوسن قریب آئین مگر ہنسی کے مارے لوٹی جاتی تھین
ہنستی جاتی ہین ارے دیکھو کوئی آنہ جائے ادھر سے راستہ ہے میری جٹھانی کا لڑکا سپاہیون مین نوکر
وہ کہین نہ آجائے ارے تجھکو مار ڈالیگا بڑا غصیلا جنونی ہے ہمیشہ تلوار کھینچے پھرتا ہے عمرو نے کہا تھیار
تو دیکھو سوسن نے ایک دو ہتڑ مارا کہا نگوڑے سے تھیا کیسا کیا مجھے ذبح کریگا عمرو نے کہا دیکھو جنگل سے کوئی
آتا ہے جیسے ہی سوسن پلٹی عمرو نے حلقے کمند کے مارے حباب مارا سوسن کو بیہوش کرکے کنارے
ڈالدیا کپڑے اسکے اُتار لیے اُسی کی شکل بنکر بارگاہ مین ملکہ حسین کی آئے پشت تخت حسین سے
ملکر مگس پرانی کرنے لگے اب خواجہ فکر مین ہین کہ مین کوئی عیاری کرون کہ پردہ بارگاہ کا اٹھا اور
شمشیر زن تنتی ہوئی آئی حسین کو جھک کر سلام کیا حسین خیمے مین بیٹھی ہے شمشیر زن نے سلام کرکے
سر اٹھایا دیکھا عمرو سوسن بنا ہوا پشت پر ملکہ کے کھڑا ہے کھل مل کے باتین کر رہا ہے جا بجی ہے

سے کہ حضور عمرو دکھواہی عمرو بکوایا کہ یہ حرامزادی آپکو پہچان گئی ہو فوراً بتا دیگی بس عمرو نے کہا ای ملکہ
عالم دیکھیے ساربان زادہ صرصر بنکر آیا ہے صرصر بگڑ کر تیغ کھینچی حسین نے کہا لینا گرنے پائے عمرو
عیار کو کنیزیں دوڑیں صرصر نے چاہا بھاگ کر نکل جاؤں لونڈیاں چار طرف سے ٹوٹ پڑیں صرصر نے
کسی کو حباب بیہوشی مارکے بیہوش کیا کسی پر حلقہ کمند مارا دو چار کنیزیں تڑپنے لگیں دو چار بیہوش
ہو گئیں عمرو نے کہا دیکھیے ساربان زادہ لڑ بھڑ کے نکل جانا چاہتا ہے حسین نے ہاتھ سے اشارہ کیا
آتش کا دانہ پھینک مارا صرصر پردے کے پاس پہنچ چکی تھی لڑکھڑا کے گری کنیزوں نے پکڑ لیا اب
صرصر چیخی ای ملکہ دوہائی ہے ساربان زادہ سوسن بنا ہوا آپ کی پشت پر کھڑا ہے میں ملکہ حیرت کی
عیار بچی ہوں عمرو نے سر جھکا کر کہا مجھکو پہچان لیجیے نگوڑا مجھکو عمرو بناتا ہے میں پرانی کنیز ہوں یہ
حضور جانتی ہیں کہ ہمیشہ سے باتمیز ہوں سوسن نام البتہ زبان دراز ہوں لیکن آپ کی کنیزوں
میں سرفراز ہوں یہ نگوڑا مجھ پر تہمت لیتا ہو کر جہاں سنگوا کر جڑ جائیے میں گویا اٹھاؤ گی نہیں وار مجھے
آزاد کیجیے مجھے مردوا ستاتا ہے اور صرصر پر مار پڑنے لگی کنیزیں کہتی ہیں کیوں موے نگوڑے موذی کانٹے
تیرا شاگرد برق پہلے گلشن بنکر آیا تیرا بیٹا صبا رفتار بنکر ہو چکا اب تو صرصر بنکر آیا ہے اپنی ہوا باندھتا ہے
صرصر قل مچاتی ہے ای بی بی مجھکو بچائیے دیکھیے لونڈیاں مجھے مارتی ہیں عمرو نے دیکھا کہ معشوقہ پیاری
ہے دل بیقرار ہو گیا ہاں ہاں کرکے بچانے لگے اشارے میں کہا کیوں جان جہان آج تمھاری ناک
کٹوا ڈالوں مگر مشہور ہوگا عمرو کی جورو نکٹی ہے لوگ کہینگے نکٹی آئی نکٹی آئی میں شرما جاؤنگا صرصر بھی
جان سے بہ تنگ کہ دروازے سے ایک جادوگر آیا اسنے بھی دیکھتے ہی کہا کہ ہاں صرصر نہیں عمرو ہے
یہ کہکے چھری لیکر چلا کہ اسکی ناک کاٹ دونگا صرصر گھبرائی یہ کون صاحب آئے سر اٹھا کر دیکھا کہ بھوریا
جادوگر بنا کھڑا ہے گھبرا گئی عمرو نے برق کو پہچانا برق نے اشارہ کیا کہ استاد اب اس اسباب کا
ذکر نہ کیجیے گا معاف فرمائیے ورنہ حسین سے کہدونگا کہ خواجہ سوسن بنے کھڑے ہیں عمرو نے
آنکھیں نیلی پیلی کرکے کہا ابے تیری شامتیں آئی ہیں تمھارے باپ سے کہونگا کہو تو تمکو خود جوتا
کھلواؤں حسین سے کہنے ہی کو حوصلہ باقی نہ رہا ہے صرصر نے یہ باتیں سنکر کہا ای حسین دراصل
سامری جمشید کا گرم پانی منگائیے اور عمرو کا شاگرد بھوریا بھی آگیا یہ جادوگر بنا کھڑا ہے برق
نے قہقہہ مار کے کہا واہ رے عمرو سبحان اللہ مجھکو برق فرنگی بناتا ہے حضور وہ بالی ہے مسکرائی

بیوپار کے آگے کپڑے اتار لیے تھے حسین نے کہا میاں صاحب تم کہاں رہتے ہو کہا یہ سامنے اجاڑ
گاؤں شیر آباد ہے میں وہاں کا ٹھاکر ہوں میرا لڑکا پانچ برس کا کھیلنے نکلا تھا اسنے یہی صورت بنکے
کپڑے اسکے اتار لیے ہم دوڑے مگر اسکو نہ پایا یہ ہوا کا خواص رکھتا ہے کبھی تو بصورت صرصر بنتا ہے کبھی
گاؤں کا گورپت ہے اسنے بھی ڈھونڈھ پیچھا کیا تھا اسکی جورو زیور پہنے ہوئے نکلی اس ساربان زادے نے
اسکی ہنسلی اتار لی ہم خوب پہچانتے ہیں یہ شیر آبادی چور ہے ہمیں دیجیے ہم لیجائیں جاکے اسکو چوپائے باندھینگے
ہنیر پر اسکے سو لکھی بنائینگے پانی چھڑک کر مارینگے اب حسین اور زیادہ گھبرائی کہ ایک چوبدار آیا گورا لوا
پگڑی باندھے ہوئے بہت معقول چپکن پہنی ہوئی شرع کا پاجامہ بھاری جوتا ملکہ حسین کو سلام کیا کہا حضور
میں ملکہ حیرت کا مردہا ہوں میرا عصا لیکر یہ بھاگ گیا تھا کئی مہینے میں نوکری سے معطل رہا اب میں نے
مہاجن سے قرض لیکر عصا بنایا تب نوکری ملی صرصر نے آنکھ ملائی دیکھا تو میاں چالاک بن عمرو
ہیں عمرو نے بھی پہچانا کہا میاں مردہے خدا تمکو سلامت رکھے میں بیچاری ملکہ کی لونڈی خدمت
کرنیوالی مجھکو عمرو بناتا ہے بھلا میں عمرو ہوں مردہے نے کہا نہیں صاحب تم بیچاری کو سنے کی
سمجھنے والی تم مکر و فریب کو کیا جانو ای ملکہ حسین بی سوسن بڑی نیک ہیں اس ساربان زادے
کو ہمیں دیجیے ہم عصا لے لینگے اب حسین گھبرائی کہ میں کیا کروں صرصر تو کہتی ہے کہ عمرو سوسن
بنا ہے زمیندار برق فرنگی چوبدار چالاک ہے اور وہ دونوں گواہیاں دیتے ہیں کہ صرصر نہیں عمرو
ہے آخر میں صرصر نے کہا ای ملکہ عالم اگر حضور توجہ فرمائینگی تو مرد و عورت کی شناخت ہو جائیگی دیکھیے
نگوڑے عیار مکار جعلساز جمع ہیں مجھکو ذلیل کراتے ہیں یہاں آ کے جھگڑا ہے چوبدار زمیندار بی سوسن
صرصر کو گھیرے ہوئے ہیں چانوں چانوں ہو رہی ہے حسین خاموش حیرت کا جوش کہ میں کیا کروں کس
مصیبت میں پھنسی ہوں ایسا نہو کوئی بیگناہ قتل ہو جائے حیرت جادو دستگیر ہونگی لیکن ایک کنیز
ملکہ حیرت جادو کی کسی کام کو آئی تھی یہ حال دیکھکر بھاگی ملکہ حیرت سے جا کر کہا حضور صرصر بڑی مصیبت
میں پھنسی ہے نہیں معلوم صرصر ہے یا عمرو ہے حسین نے اسکو سحر سے پکڑا ایک زمیندار ایک چوبدار ایک کنیز
سوسن نامے یہ تینوں گواہیاں دے رہے ہیں کہ یہ حقیقت میں صرصر نہیں عمرو ہے صرصر کہتی ہے یہ تینوں
عمرو و چالاک و برق ہیں حضور چوروں میں بڑے فرق ہیں آپ جلدی چلیے اگر صرصر ہو تو بچا لیجیے
سب کو پہچانیے لیکن جسکا افسر ہوا اسکو گرفتار کیجیے سزا دیجیے حیرت نے کہا تو سچ کہتی ہے عیار ساحرہ

کو مین بجنت کیا آجکو نگی گر پڑا غضب ہوا صرصر کو مین نے بیجا اعتقاد کیے حسین کی جان کیونکر بچی یہ
عیارون نے گھیر لیا سامری جمشید اسکی جان بچائین یہ کہکے اٹھی طرف بارگاہ حسین کے چلی یہان
بارگاہ حسین مین ہنگامہ صرصر نوبت بجان وکارد بر استخوان زندگی سے بیزار مجبور و ناچار انتہائی
مجبوری سے کہتی ہے حضور ایک کنیز کو حکم دیجیے گرم پانی لاکر میرا انکا منھ دھولائے حضور سر چال کھل جا
حسین مصاحبون سے کہتی ہے صاحبو مین کیا کرون سوسن کی حرکتے بانی زمیندار صاحب کی نئی
کہانی چوبدار کا نیا قصہ اپنے مضمون کا حصہ مین کسکو معقول کرون کسکو سزا دون ایک کنیز نے بڑھکر
عرض کی حضور یہ ہنگامہ سنکر خاتون محل شہنشاہ ملکہ حیرت عالیجاہ تشریف لاتی ہین ابھی فیصلہ ہوا جاتا ہے وہ
ان مکارون کو خوب پہچانتی ہین یہ سنکر برق تڑپے چالاک عصا سنبھالکر پیچھے ہٹے سوسن یعنی عمرو نے
کہا اے ملکہ عالم آپ کنارے آئیے مین مفصل آپ سے عرض کرون پردہ کا ہیکو کھولون حسین چند قدم پیچھے
ہٹی سر جھکایا کہا لو سوسن بیان کرو میرے کان مین کہدو جیسے ہی حسین نے سر جھکایا عمرو نے تاج
سر حسین سے لیا ایک دولتی ماری ادھر برق نے ایک جادوگرنی کے خنجر مارا چالاک نے عصا اٹھا کر
ایک ساحر کو مارا اسکا سر پھٹ گیا بارگاہ مین اندھیرا ہوا حسین منھ کے بل زمین پر گری تینون عیار نعرے
کرتے ہوئے نکل گئے حیرت آکے ہوش مین آئی دیکھا گیر و دار کی صدا بلند حیرت گھبرا گئی کہ یہ کیا ہوا کہو وزیرزادون نے
کہا سامری جمشید جیسے کرین معلوم ہوتا ہے عیار پیٹ کر نکلے صرصر کی جان بچ گئی ہو تو بڑی
بات ہے یہان حسین غصے مین اٹھی ہے صرصر اسی طرح پڑی تڑپ رہی ہے کہ حیرت آکر پہونچی
صرصر چیخی ملکہ عالم دوہائی ہے بی حسین نے میرا یہ حال کیا برق نالائق میری ناک کاٹ لیا تھا مین
یہان آکر بڑی بلا مین پھنسی حیرت نے آتے ہی صرصر کو سحر سے رہا کیا حسین روتی ہوئی دوڑی کہا
حضور دیکھیے ساربان زادہ میرا تاج لیگیا محتاج کر گیا حیرت نے مسکرا کے سر جھکا لیا صرصر روتی ہوئی
اٹھی کہا حضور آج تو مجھ پہ ہلوہ تھا آپ نہ آتین تو میری جان نہ بچتی آپ ہی کی خبر سنکر نگوڑے تینون بھاگ
گئے حیرت کو ستانا آگیا جواب دیا کہ صاحبو بڑے غضب کی بات ہے یہ نگوڑے ہر وقت بارگاہ مین گھس
آتے مین ہمارا کہنا آپ لوگ نہین مانتین آخر اس نہ ماننے کا انجام دیکھا حسین نے کہا حضور
اب آپ جائیے مجھے نالائقون نے سر دربار ذلیل کیا مین اب نہ مانونگی حیرت نے کہا دیکھو
بی بی تمنے پھر وہی باتین نکالین واسطہ سامری کا اپنی ماں کو آجانے دو انکے سامنے چاہنا

اُڑایا جیسا حکم دین وہ کرنا میرے لیے بڑی رسوائی ہو جگ ہنسائی ہو حسین نے تیغ کھینچکر گلے پر
رکھ لیا کہا حضور اب کچھ نہ کہین حیرت غصے مین اُٹھی حسین آکر تخت پر بیٹھی کنیزین گرد خاموش
غصے سے چہرہ سُرخ کسی سے کلام نہین کرتی یہان عیاران اسلام آکر دربار مہرخ مین پہونچے ملکہ
مہرخ کو پہلے ہی یہ جو اخبار گذرا کہ حسین کا تاج خواجہ اُٹھا لائے تھا اسد نے پوچھا نانا جان تاج ہم دیکھین عمرو
نے کہا او دیوانے تجھے بھی یہی فکر رہتی ہے ہرکارے جھوٹے ہین کوئی کسی کا تاج اُتار سکتا ہے تدبیرین
عیاری کے کر گئے تھے زمین پڑی برق و چالاک بگاڑ آئے وہ ہوشیار ہو گئی ملکہ مہ جبین نے کہا حضور
آپ ہوشیار رہین حسین آپ کی دشمن ہو گئی ہے عمرو نے کہا مین اُسکے باپ کا دشمن ہون یہ کہکے عمرو
باہر نکلا خیال مین گذرا اگر گھڑی دو گھڑی کو ٹل جائیے بارگاہ مین ٹھہرنا بہتر نہین ہے عمرو دل سے یہ
باتین کرتا ہوا کنارے پر لشکر کے آیا یہان حسین جو رنجیدہ بیٹھی آتشبار جادو اُسکے لشکر کا سپہ سالار
جوش و خروش مین سامنے آیا کہا حضور غلام کو بڑا قلق ہے حضور کا تاج عمرو لے گیا اگر حکم ہو ابھی اُس کا تخم
ساربان زمانے کی آبرو مٹاؤن کشتی حیات کو ڈبو دون دام گرداب قہر و غضب مین پھنساؤن حسین
نے کچھ جواب نہ دیا مگر آتشبار جادو نے تین پاؤن زمین مین مارے مثل قطرۂ آب جذب ہو گیا اپنی
موج مین زمین کو کاٹتا ہوا چلا حسین نے خوش ہو کر کہا دیکھو چچا جان کو غصہ آ گیا جاتے ہی عمرو کو
مار ڈالینگے حسین سحر ساز تو بھولی بیٹھی ہے خواجہ عمرو کنارے پر لشکر کے کھڑے ہوئے فرمارہے تھے
برق کہان گیا دیکھیے گنوار بگڑ گیا تھا جس جادوگرنی کو مارا اُسکی انگوٹھیان اُتار لایا ہے ڈھونڈھ کے اُسکو
لاؤ گرد اگرد ساحر کھڑے ہین ایک جانب سے شاہزادہ شکیل جادو قریب خواجہ کے کھڑا ہوا عرض کرتا ہے
اُستاد جانے دیجیے وہ بھوربا بڑا فیلیا ہے آئیگا ہم انگوٹھیان دلوا دینگے خواجہ فرماتے ہین آپ لوگ
میرے شاگرد کے مقدمہ مین دخل نہ دیجیے ہوشربا مین آکر اس انگریز نے بڑا روپیہ جمع کیا ہے بنک
گھر مین بھیجدیتا ہے نوٹ بنوا رہا ہے ولایت چلا جائیگا وہان مجھکو مزے اُڑائیگا یہ باتین تھین کہ یکایک زمین
شق ہوئی سب نے دیکھا کہ ایک اژدہا سیہ فام کریہ منظر زمین سے پیدا ہوا عمرو کو دیکھا للکارا باش او ساربان آج
ملکہ حسین کے سر سے تو نے تاج اُتار لیا کچھ خوف نہ آیا یہ کہکے ایک گولا لشکر پر مارا دھوان
ہو گیا شکیل جب تک سحر دفع کرے عمرو کی کمر مین آتشبار جادو نے پنجہ دیا اور اُڑا لشکر مین بلوا
ہوا ایک جادوگر آیا تھا خواجہ عمرو کو اُٹھا کر لیگیا شکیل نے دیکھا کئی ساحر جل گئے یہ خبر لشکر مین

مشتہر ہوئی خواجہ عمرو کو ایک ساحر نے گرفتار کیا اسد غازی بیقرار ہو کر بارگاہ سے نکل آئے فرمایا
مرکب ہمارا تیار کرو ایسا نہو ناجان قتل ہوجائیں مین روے سیاہ کسی کو کیونکر دکھاؤنگا ملکہ
مہ جبین بھی رونے لگی ملکہ مہرخ و بہار سب سردار بارگاہ سے نکل آئے عجب طرح کا لشکر مین ہنگامہ
ہوا خرد کلان ادنی اعلی از پیر تا جوان سب کی زبان پر یہی جاری تھا کہ خواجہ بھی عیاری کرکے آئے
تھے دختر صنعت کو بڑی ذلت دی ایسا نہو قتل کرڈالے سب سردار آمادہ ہوئے ابھی جاتے ہین
یا جان دینگے یا خواجہ کو چھوڑا لینگے چالاک برق آئے اور سب کو مطمئن کیا کہا صاحبو کوئی صاحب
جانیکا ارادہ نہ کرین ہم پہلے جاکر خبر لے آئیں فوراً آکر عرض کرینگے یہ کہکر دونون عیار بھاگے طرف
لشکر حیرت کے چلے لیکن آتشبار جادو عمرو کو لیکر نکلا سوچا اسد کا لشکر حسین مین جاؤنگا تو اہل
اسلام پیچھا کرینگے صحرا کی طرف نکل گیا کہ دو چار کوس بڑھ کر ملیونگا لشکر مین ملکہ کے پہنچ جاؤنگا
یہاں حسین سحر ساز بیٹھی ہے کہ ہرکارون نے خبر دی حضور آپ کے عم نامدار آتشبار جادو جا پہنچے
عمرو کو پکڑ لیا کوئی کچھ نہ کرسکا طرف صحرا کے گئے ہین لیکر آتے ہونگے حسین یہ سنکر خوش ہوتی پاس
پڑی کہا صاحبو عم نامدار نے بڑا کام کیا اب ساربان زادے کو قتل کرکے دل ٹھنڈا کرونگی
کنیزین کہہ رہی ہین حضور آتے ہی قتل کیجیے ایک لمحہ توقف نہ فرمایئے نہین تو سرداران اسلام بڑا
فساد برپا کرینگے سنا ہے عمرو کے سب پر احسان ہین جو جہاں قید ہوا عمرو نے عیاری کرکے اسکو چھڑا
لیا وہ سب عمرو کے ممنون و مشکور ہین حسین کہتی ہے انکے عقل کے قصور ہین یہاں کیا آسکتے ہین
ہین تو عیارون سے ڈری جعلسازون کو کوئی کیونکر پہچانے سردار جو کوئی آئیگا سحر و ساحری مین
مقابلہ ہوگا کیفیت کھل جائیگی بڑا دعوی تو بجلی بہار سے ہے لوگ کہتے ہین کہ بہار کا کوئی مثل و نظیر
نہین ہے دیکھنا دیوانہ بنا دونگی اسم سحر نہ پڑھ سکین آگے نہ بڑھ سکین یہاں کے سب سردار ڈرینگے
مجھے کیا خوف کسی کا کیا ڈر مین شہنشاہ کی ملازم نہین ہون اپنی ماں کی محبت مین چلی آئی جو دل
مین آئیگا وہ کرونگی یہی طالب ہون کہ نام ہو نیک انجام ہو اور مہربان اگر فرمائین میری بیٹی نے
لڑائی فتح کی ذرا صاحبو بڑھ کر دیکھو چچا جان وہان سے تو نکلے یہان ابھی تک نہین آئے کنیزون
نے کہا حضور ساحرون سے لڑائی ہوئی ہوگی ٹھہر کر آئینگے اور بھی دس بیس کا سر لائینگے یہان خوشیان
ہو رہی ہین لیکن آتشبار جادو عمرو کو لیکر طرف صحرا کے نکل گیا تین چار کوس بڑھ کے ایک مقام پر ٹھہرا

عمرو بیہوش و مدہوش تھا مشکیں باندھنے لگا عمرو نے گڑگڑا کر کہا میاں ساحر صاحب تسلیم عرض ہے
مجھے آپ کہاں لیے جاتے ہیں آتشبار نے کہا بھلا ساربان زادے یہ دن تجھکو یاد نہ تھا الیاس کر تجھکو دار پر
کھینچینگے اتنے بڑے رئیس اعلیٰ ملکہ حسین سحر ساز دختر وزیر اعظم کے دربار میں یہ ہنگامہ ڈال دیا تو
نازک پر صدمہ پہونچایا عمرو نے کہا کہ حضور میں اس لائق ہوں غریب محتاج مجھے آپ کیا سمجھے آتشبار
نے کہا تو ساربان زادہ عمرو عیار ہے جب تو خواجہ بہت ہنسے کہا واہ واہ حضور یار دوست کیا میں تو
آپکا بھیک ہوں گویا آپ کا گدائی کو نکلا تھا میری سارنگی بھی وہیں رکھی ہے لیکے خواجہ کنگن کے تعلق میں
اس جادوگر کے دو تین شعر نظم کرکے گانے اب تو آتشبار گھبرایا عمرو کو اُسنے کبھی بصورت اصلی دیکھا نہیں
تھا سوچنے لگا کہ ای آتشبار بری خیر ہوئی دربار میں ملکہ کے بڑی ہنسی ہوتی لوگ کہتے کہ گئے تھے عمرو
کو پکڑنے دھن میں گویّے کو پکڑ لائے میں کیا جواب دیتا بہت شرمندہ ہوتا پھر جی میں کہتا ہے لیکن یہ
دھوکا نہ دیتا ہو عمرو نے دیکھا اب اسکے تیور پر بل پڑے کہا حضور آپ کو میری بات کا یقین نہیں آتا
کل رات کو دربار میں ملکہ حیرت جادو کے جلسہ تھا مشتری کے ساتھ میں بھی گیا تھا بہت
انعام و اکرام ملا بانٹنے میں جھگڑا پڑا کئی ہزار روپیہ جمع تھے ملکہ حیرت جادو تک خبر پہونچی
کہ سب ڈھاڑی لڑے مرتے ہیں ہمکو سب کو بلوایا اپنے منشی کو بٹھا کر حساب بنوایا ہماری
قوم کے ایسے حرامزادے دُم دُم ڈھاڑی آسیر بھی لڑنے لگے آخر یہ ٹھہری کہ ملکہ عالم اس حساب پر
مہر کر دیں تو حضور میرے پاس وہ کاغذ مہری موجود ہے اسمیں دوانی چوانی سب کے حصے انعام
و اکرام مناسب عام مگا فس لکھا ہوا ہے اسکو ملاحظہ کر لیجیے شہنشاہ کی سرکار سے جاگیریں ملی
ہیں اسکے فرمان موجود ہیں اسکو حضور ملاحظہ کریں ہم کوئی شہدے لچے نہیں ہیں حضور گانوں میں
چلے چلیے بنیے بقال سب ہماری آبرو کی تصدیق کرینگے اول تو جب ہمارے محلے میں پہونچیے گا
سارنگی طبلے مجیرے کی آواز کان میں آئیگی آپ جان جائینگے راگ ڈھاڑیوں کا محلہ ہے اور جو حضور
مجھ کچھ زوال آئیگا سو بھائیوں کا بھائی ہوں کوس کوس کے سب کلا جائینگے ننھے ننھے میرے
تڑپینگے ای حضور شبو ڈومنی میری جورو ہے سب تیسوں امیروں میں جاتی ہے کیسی عمدہ گاتی ہے حضور میرا
نام تان ترنگ خاں شبو ڈومنی کا میاں دس قدم چلے چلیے حضور آپ سے پردہ کیا ہے دو چیزیں سُن لیجیے
آپ کی لونڈی نے دو چھوکریاں تیار کی ہیں وہ بھی حضور خوب ناچتی ہیں گھنٹہ بھر وہاں بیٹھیے گانا سنیے یہیں

یقین ہو حضور عالی نسنیئے ایک گوری کھا کے چلے آئیے گا آبشار گھبرا گیا کہا اچھا میان تان توڑ خان
اپنے گھر پر مجھے لیچلیے کہا حضور آپ کے تیور مجھے بُرے معلوم ہوتے ہین مین اپنی جورو کو آپ کے سامنے
نہین کرونگا پردے مین بٹھیر گا تکی آپ مجھکو بڑے تماشبین معلوم ہوتے ہین جس وقت سے مین نے
جورو کا نام لیا ہو آپ بیچین ہو رہے ہین اُس محلے مین اور دو چار گھر ایسے ہین مین اُنکو بلوا دونگا
گانا بھی سنیے خوب بھی اُڑائیے آبشار نے سحر عمرو پہ سے اُتارا اسکو اُترتے ہی خواجہ اُچکنے کودنے
لگے کہا میان آبشار اب تمھاری موت آئی کہا میان تان توڑ خان یہ تم نے کیا کہا عمرو نے
کہا حضور مین نے یہ بات کہی کہ جب گانیوالیون کے محلے مین جائیے گا مثل مشہور ہو دُودھی کا یار
سدا خوار کپڑے تک آپ کے بکوا لینگی لیکن مزے پڑے لین گے اب پڑ پڑ باتین کرتے ہوئے آبشار
کو لگا کر لیچلے پوچھتے ہین کیون حضور کوئی دو چار روپے بھی پاس ہین نہین مین اپنا لوٹا تھیلی رہن رکھکر
لے آؤن اب تو میرے آپ کے یارانہ ہوا ایسے ایسے تماشے دکھاؤنگا آپ کو خوب راضی کرونگا آبشار
نے کہا روپے تو نقد میرے پاس نہین ہین یہ موتیون کا مالا ہی کہا اچھا حضور چھوٹے صراف کے یہان گرو
رکھا دینگے آبشار نے کہا یہ مالا ملکہ حسین کا دکھلا ہوا ہی عمرو نے کہا حضور اب اسکا بچنا دشوار ہو
ڈومنیان سر سہلائینگی بیچا کھائینگی ننگے ہو کے وہان سے آؤ گے لیکن مین تو موجود ہون اپنی پُرانی
دھوتی بندھوا دونگا شرنگا آپ کو گھر نہ جانے دونگا لیکن یار تم بڑے طرار معلوم ہوتے ہو تم خود انکا ڈوپٹہ
پاجامہ بکوا لوگے ہماری ڈومنیون کا محلہ لُٹ جائیگا اپنی چاہت آمیز باتین ظاہر کرتا میان آبشار خوش
مونچھون پر تاؤ پھیرتے ہوئے ساتھ ساتھ عمرو کے چلے جاتے ہین سو قدم چلے ہونگے کہ عمرو جھجک کے لگا
کہا لو میان آبشار ڈومنیون کا غول کا غول آتا ہی پاخانہ پھرنے کو نکلی ہین ایک ایک کو دیکھ لو گھبرا کے آبشار
نے منھ پھیرا عمرو نے حلقہ کمند کے گلے مین ڈال دیے فرمایا اب اپنے باپ کو اب پہچانا نعرۂ عمرو

عمروم کہ کلاہ از سر قیصر ببرم
رنگ از رخ نحنک بداختر ببرم
در مجلس خسروان چو گردم ساقی
تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم

جھنگا مارا آبشار تھرا کے بل زمین پر آگرا جب مار کے بیہوش کیا سب
کپڑے اُتار لیے چھاتی پر چڑھ کے خنجر سے حلال کیا ہنگامہ برپا ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من آبشار جادو بود
چند ساحران لشکر حیرت ادھر آ نکلے تھے یہ صدا سنکر دوڑے خواجہ تو ایک جانب بھاگ گئے جادوگرون
نے آکر دیکھا مصاحب حسین کا لاشہ تڑپ رہا ہی گھبرائے کہ یارو اسکو کسنے مار ڈالا ہی

لیکن اپنے ہم مذہب کا لاشہ یہاں جنگل میں تڑپے لاشہ اٹھا کر دستے پیٹتے طرف حسین کے روانہ ہوئے خواجہ اپنے لشکر کی جانب جاتے ہیں

دو کلمہ داستان حیرت بیان حسین سحر ساز لاشہ آبشار کا دیکھکر طبل جنگی بجوانا و دیگر حالات متعلق داستان بیان کیے جاتے ہیں خمسہ

پیچ کرتے ہیں نئے ناز سے چلنے والے — آفت جاں ہیں یہ دل پاؤں سے ملنے والے
مار ڈالینگے سر شام نکلنے والے — سانپ کا زہر وہ گیسو ہیں اگلنے والے
آہ سے چشم چھلاوے کو ہیں چھلنے والے

بھول جانے سے ترے مورد بیداد رہے — آرزو لیکے چلے دہر میں ناشاد رہے
مرنے والے جبیں کوچہ ترا آباد رہے — کشتہ ہم بھی تری نیرنگی کے ہیں یاد رہے
اڑ زمانے کی طرح رنگ بدلنے والے

پوچھتے ہیں مجھے شام وسحر اتنا تو ہوا — در پہ حاضر رہوں مد نظر اتنا تو ہوا
نخل عشق سے حاصل ثمر اتنا تو ہوا — کشش عشق میں یار سے اثر اتنا تو ہوا
پھر گئے ہوتے منہ پھیر کے چلنے والے

رات کو یار کے آنے کی تمنا کی ہے — اک تڑپ یہ بھی ہمارے دل شیدا کی ہے
گریباں قمر کی ہیں نور کی جالا کی ہے — حسن نے روشنی خورشید کی پیدا کی ہے
شب کو باہر نہیں مہ گھر سے نکلنے والے

فکر ہے ذرا چاند سی صورت کو بچاؤ — غازہ مل سکے نہ دل ہر کس و ناکس کا لبھا
سنو اک خوشخبری منہ تو ذرا آگے لاؤ — آئنہ رکھکے کیا ہو جو کبھی تم نے بناؤ
خاک میں مل گئے ہیں دیکھ کے جلنے والے

مجھ سے سونگھی نہیں خوشبوئے سر زلف دراز — وہ پریشانی خاطر سے رہینگے ناساز
ہم تو مانند حنا زیر قدم ہیں ممتاز — پاؤں تک تیرے جو پہونچے نہیں ای مایۂ ناز
کف افسوس ہی ہاتھوں میں ملنے والے

وحشت گردی سے کوئی پوچھے میرے لئے — لاکھ منزل ہو کوئی سو ہوں نشیب او فراز

جان برسون سے لڑاتے ہین ساز جانانہ
گوش زد ہو تو کہین کوس سفر کی آواز
چل بسے ہونگے کمر باندھکے چلنے والے

یاد بالون کی کبھی ہو تو کبھی گالون کی
آنکھ کے تل کی محبت ہو کبھی خالون کی
ہمنشین تجکو خبر کیا ہو مرے حالون کی
یہی سوزش یہی گرمی ہو اگر نالون کی
صورت موم ہین فولاد پگھلنے والے

سامنے آنکھون کے صحرا کی فضا ہو ہر صبح
اتحاد گل و بلبل کا مزا ہو ہر صبح
بار ور نخل ہین سب شکر خدا ہو ہر صبح
باغ عالم مین یہی اپنی دعا ہو ہر صبح
رہین سرسبز شجر پھولنے پھلنے والے

کوچۂ عشق و محبت ہی بلا خیز مقام
اسکے آغاز کا ابتک نہ کھلا کچھ انجام
بیٹھتے اٹھتے پہونچ جائینگے ہم تو تا شام
اُنسے کہدو جو زمین پر نہین رکھتے وہ گام
گر بھی پڑتے ہین بہت دوڑ کے چلنے والے

واہ رے دور ہو اس مے و رسے دل گھبراتا
درد الفت نہین افسوس کسی کو بھاتا
حسن کا ذکر کہین سے نہین لب پر آتا
نعمت عشق کا راغب نہین کوئی پاتا
مر گئے کیا غم و غصے کے نگلنے والے

رات دن ہجر کے صدمے ہین بہت دل پہ سہے
یار بیرحم ہو احوال برا کون سے کہے
دونون اُبلے ہوئے دریا تھے کہ دن رات بہے
اشک باقی جو نہ آنکھون مین رہے تو نہ رہے
جگر و دل مین لہو ہوکے نکلنے والے

کیا کرون تیری صفت وا در تنا ای آتش
قلب آتش نفسون کا نہ جلا ای آتش
عرض کرتا ہو ذکی سن لے ذرا ای آتش
بس قلم صفحۂ ہستی سے اٹھا ای آتش
ڈھل چکے شعر جو تھے فکر سے ڈھلنے والے

قطعہ

اے مغنی نہ سازے کہ آمد بجان
درین زیر پردہ است جان
درین پردہ آواز نالم چو سنے
با حوال جسم یا با حوال سکے

ملکہ حسین سحر ساز شگفتہ طبع بیٹھی ہے گلعذاران سرو قد سیمبران خوشرو بصد شد و مد گرد اس ماہ آسمان
خوبی کے جمع ہین یہی ذکر ہو کہ آتشبار نے جا کر عمرو کو گرفتار کیا لیکر آتا ہوگا عرصہ کیون ہوا کسی نے کہا حضور
کہین لڑائی پڑ گئی کسی نے کہا وہ بڑے بدمزاج ہین سب عیارون کو پکڑ لائینگے آپ کے ساتھ جس
جسنے بے ادبی کی ہے سب کو سزائے کامل دینگے چالاک و برق کو ڈھونڈھتے ہونگے حسین نے کہا اسوقت
میرا خود بخود دل گھبرایا صاحبو ذرا آگے بڑھکر دیکھو تو میرے خیرخواہ سپہ سالار پر کیا گذری یہ کہکر
خود اٹھی دروازے پر آکے ٹہلنے لگی ملکہ حیرت کو خبر پہونچی کہ حسین سحر ساز نے اپنے سپہ سالار کو
برائے گرفتاری عمرو روانہ کیا ہے یہ تو خوب جھیلے ہوئے ہین مسکرا کر کہا اور ایک کی جان لی جو کوئی
برائے گرفتاری عمرو گیا ہوگا وہ بھلا زندہ پلٹ کر آئیگا وزیرزادی سے کہا جاؤ دیکھو تو کیا رنگ ہے
حسین سے کہنا کہ دیکھو بی بی میری بات مانو زیادہ یہان سرکشی نہ کرو عیارون سے جان بچانا دشوار
ہے وزیرزادی یہ سنکر چلی دیکھا حسین دروازے پر کھڑی ہین گرد کنیزین ایستادہ ہین جلیسین گرد دست بستہ کھڑی ہین
نے سلام کیا کہا کیون حضور خیر تو ہے ملکہ عالم فرماتی ہین کہ عیارون کے واسطے زیادہ کوشش نہ کیجیے
حسین نے غصہ مین کچھ جواب نہ دیا کنیزون نے کہا ہماری بی بی کے سپہ سالار صاحب یہان
آتشبار جادو عمرو کو گرفتار کر چکے بلکہ قتل کیا ہوگا اور عیارون کو ڈھونڈھ رہے ہونگے ہماری بی بی
جو بات کہتی ہین وہی کرتی ہین اب مسلمانون کی جان بچانا دشوار ہے خاتون محل شہنشاہ کا گھبرانا
بیکار ہے یہ باتین ہو رہی تھین کہ رونے پیٹنے کی صدا آئی دیکھا چند جادوگر ایک لاش لیے ہوئے چلے آتے ہین
حسین نے گھبرا کر پوچھا صاحبو یہ کسکی لاش ہے سب نے کہا آپ کے سپہ سالار آتشبار جادو جنگل مین
مرے ہوئے پڑے تھے ہم لاش اٹھا لائے یہ سنتے ہی حسین نے منہ پیٹ لیا کہا ارے یہ تو بتاؤ کہ اسے
بچارے کو کسنے مارا جادوگرون نے کہا حضور ہمنے قاتل کو نہین دیکھا لاشہ پڑا تھا کنیزان حیرت نے کہا
ہم سے پوچھیے عمرو نے قتل کیا ہوگا وہ نگوڑا گُرگے بھی اتار لیتا ہے ننگ خاندان قزاقون کا اُستاد بانی جفا
ظلم و بیداد یہ سنکر حسین غصے مین کانپنے لگی کہا جا کر سب مسلمانون کو مارونگی ایک کو زندہ
نہ چھوڑونگی میرے سپہ سالار کو مارا یہ کہکے اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا طاؤس زرین بال پر
سوار ہوئی نفیر سحر بجائی بارہ ہزار جادوگرنیان ساحران زبردست حربہ ہائے سحر سے آراستہ ہوکر
سامنے آئے نوبت نقارے بجنے لگے زمین تھرائی حیرت بیٹھے بیٹھے گھبرائی کہا صاحبو دیکھو یہ کیا بلا نازل

ہوئی غیر سحر کیون بھی کنیز دن سے بڑھکر عرض کی حضور حسین نے آلشار جادو کو بھیجا تھا شاید اُسنے
جا کر عمرو کو پکڑا انہیں معلوم کس نے اُسکو قتل کیا لاشہ اُسکا دیکھکر جھلائی ہو لشکر تیار کیا ہو سر مسلمانان
جاتی ہو لشکر تیار ہو گیا حیرت جادو گھبرا کے دوڑی باہر آ کے دیکھا حسین سحر ساز طاؤس پر سوار
ہو چلی لشکر تیار ہو گیا علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے حسین کا قصد ہے کہ طاؤس اُڑا دُون
لشکر مسلمانان پر جا پڑون حیرت نے دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا کہا بی بی تمنے کلیجہ خون کر دیا جس قدر ہم
سمجھاتے ہین ضد بڑھتی جاتی ہو ذلت اُٹھائی صرصر کی جان لی ہوتی ایسا سحر کیا ابتک اُسکی کمر
مین درد ہو آلشار کی جان و آبرو پر بنی اب اسوقت خود جاتی ہو کیا مسلمانون کو حلوا سمجھی ہو تمام ارکین
طلسم ہوشربا وہان موجود ہین ملکہ مہرخ و بہار و ملکہ سرخ مو سے کاکلکشا و ملکہ ملال سحر فکن
و باغبان قدرت وغیرہ کس کس کا نام لون ہاے کس کس کا پتہ بتاؤن اب یہ لوگ افراسیاب
سے مقابلہ کرتے ہین تمنے کھیل سمجھا ہے اور بے قاعدے جاتی ہو بطور مغلوبہ اگر ایسا ہی منظور ہے
تامل کرو شام کو طبل جنگی بجواؤ صبح کو میدان کارزار مین جاؤ فرداً فرداً مقابلہ ہو تمکو سحر کا لطف
ملیگا ہنگامے مین کیا کیفیت ظاہر ہوگی اور مغلوبے کے وہ لوگ اُستاد ہین سیکڑون شکستین کھائین
ہمیشہ اُبھر کر اپنی جانین بچائین عین گرمی جنگ مین عیاری ہوتی ہے انکے معاملات مین آفتاب
عقل کو زوال سب صاحبان جاہ و جلال جیسا شہنشاہ نے کیا لونڈی غلامون کو سر چڑھایا
ویسا ہی مزہ پایا سب کو سحر بتا بتا کے کامل کر دیا خانۂ دل ہر ایک کا خزانۂ افسونگری سے بھر دیا اب
وہ برابر سے جواب دیتے ہین ہمکو مشکل پڑتی ہے ایک ایک کنیز اُنکی بڑھ بڑھکے لڑتی ہے کس کسکو جواب
دو گی ایک ایک پرکالۂ آتش ایک ایک سرکش اسطرح جو حیرت جادو نے سمجھایا حسین رونے لگی
کہا حضور میرے دل کو بڑا قلق ہے میرا قوت بازو مارا گیا لشکر میرا بے سردار ہو گیا اگر بدلہ نہ لونگی الزام
لگینگے سحر کس دن کے واسطے سیکھا تھا رفیق کو لڑنے کے لیے بھیجا یہ تو نا ممکن ہے کہ مقابلہ و مجادلہ کرون
لیکن شب کو طبل جنگی بجواؤنگی صبح کو میدان کارزار مین ضرور جاؤنگی بڑی مشکل سے حیرت نے
سمجھا کے لشکر کی کر کھلوائی حسین غصے مین بل کرتی ہوئی اکڑتی ہوئی کانپ رہی ہے حیرت
جادو واپس ہو کر اپنی بارگاہ مین آئی کہا صاحب مجھکو سب طرح مشکل ہے شہنشاہ بھی فرمائینگے تمنے
نہ سمجھایا بال صنعت سحر ساز دفتر شکایت سے کھولینگی کہ ہماری صاحبزادی کو نہ بچایا کیون

اُڑ لے دیا صاحبزادی چار آنجھ یاد کرکے سامری جمشید کی بھی حقیقت نہیں جانتی ہیں
ایسے سخن ناشنو کو کون سمجھائے میرے خیال میں یہ آتا ہے کہ شہنشاہ کو اطلاع کروں شاید وہ کچھ
لکھ بھیجیں جو کہ مان جائے شہنشاہ نے جس دن سے لوح کا انتظام کیا جو نامہ آیا یہی مضمون تحریر فرمایا
کہ ہم بجلد کسی ساحر زبردست کو روانہ کرینگے میں نے سنا ہے زال جادو بادشاہ قلعۂ تحت الشعاع کو
طلب فرمایا تھا راز و نیاز حجرۂ بلا دریافت کیا ثابت ہوا حجرۂ اول کا مالک مشعل جادو مصاحب
سامری حاکم اقلیم افسونگری لیکن بلانے میں ایسی شرطیں سخت ہیں کہ شہنشاہ نے قبول نہیں فرمایا
رازدار زال جادو ہے خود شہنشاہ وہاں تشریف لیجائینگے ضرور کسی تدبیر سے مشعل جادو کو لائینگے
مشعل آتے ہی سب کو جلا دیگا اُسکو کوئی قتل نہیں کر سکتا محبت سامری میں اُسنے اپنے کو دفن
کرادیا خداوندوں سے مل گیا ہمارے شہنشاہ کی دائی اماں ملکہ تاریک شکل کش خود فرماتی ہیں کہ
میں جلکر مسلمانوں کو قتل کروں پھر جیکار کر سب کو دکھا جاؤں مگر انکا تشریف لانا قاعدۂ طلسم کے خلاف
ہے اسوجہ سے اُنکو نہیں لاتے حیرت جادو تو ان باتوں میں مصروف ہے شیرون نے عرض کی آپ
ملکہ صنعت کو لکھ بھیجیں کہ صاحبزادی پر عیاروں نے بلوہ کیا وہ مسلمانوں سے کل ضرور لڑینگی
آپ خود تشریف لائیے صاحبزادی کو روکیے حیرت نے کہا میں نے تو پہلے ہی نامہ لکھا تھا مگر
برق نے اُسکو روک لیا نہ جانے دیا ایسا نہو کوئی اور افتاد پڑے سب نے کہا ساحر تیز رو
روانہ کیجیے حکم دیجیے کہ راہ میں نہ ٹھہرے صنعت کے ہاتھ میں جا کر نامہ دے وہ آکے روکینگی
یہ رائے حیرت کو پسند آئی نامہ لکھا سب حال گذشتہ مندرج کیا طیران جادو کو دیا تاکید
کردی کہ خبردار راہ میں نہ ٹھہرنا طیران نے کہا حضور خوف عیاران سے میرے خود ہوش اُڑتے
ہیں میں بیچ میں کہیں نہ ٹھہرونگا نامہ لیکر طیران اُدھر روانہ ہوا لیکن حسین سحر ساز بعد عشوہ و ناز
تخت پر آکے بیٹھی یکایک لیلائے شب نے زلف عنبرین کھولی قیس ماہ بصد عز و جاہ دشت نجد فلک پر
مصروف جستجوئے خسروی ہوا حسین سحر ساز نے حکم دیا طبل جنگی بجے مہم خانہ آراستہ ہو ہم صبح
قتل مسلمانان سحر تیار کرینگے اسی وقت نقارہ زنی پر چوب پڑی چرند و پرند ہرکارے لشکر اسلام کے
فوج حسین میں موجود تھے خبریں لیکر بھاگے یہاں ملکہ مہ جبین سریر جہانبانی پر اسد نامور بصد
سطوت و صولت دنگل یاقوت نگار پر گرد سرداران نامی ساحران گرامی جلوہ فرما مہر عیاری

البشار کو مار کر تشریف لائے ہیں ملکہ مہرخ نے خبر سنکر خلعت فاخرہ مرحمت کیا مرغ زرین بنے ہوئے شیشے میں چہک رہے ہیں ایک جانب مہتر برق و چالاک و ضرغام و مہتر قران جانسوز بصد شوکت و شان حاضر دربار ہیں ذکر لشکر حسین ہو رہا ہے ملکہ مہرخ فرماتی ہیں صاحبو اُس چھوکری کا دعویٰ بیجا نہیں ہے صنعت نے اپنا ہمسر کر دیا ہے صندوق سینہ کو نقد ساحری سے بھر دیا ہے خوب بے سوچ کر لگی ہے یہ ذکر ہو رہے تھے کہ چوبداران سرکاروں کی آگئے بتحسین ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثنائے بادشاہی بجا لائے

نظم

اے شہ داد گر اے خسرو انصاف پرست — اللہ اللہ رے عدالت کا ترے نظم و نسق

پر تو افگن ہوا گر وشتی طبع تری — برق آئینہ ہوا اور سنگ سیہ ہو ابرق

مشتری بھی تری شطرنج کا اک مہرہ ہے — آفتاب ایک ترے گنجفہ کا گر ہے ورق

ابر ہو گرچہ مثال [illegible] — گر تری برق غضب جھاڑ دے اُس پر تحقیق

تو شتابہ سے بھی چل اُٹھے زیادہ دو ہاتھ — آگ لگ جانے میں دیر لگے ہو وے مطلق

ہو وے ہر سال مبارک تجھے جشن شاہی — اور دشمن کو رہے ترے صدا رنج و قلق

شہریار عالم کی عمر دراز ہو حسین سحر ساز نے ملکہ حیرت کا کتنا نا طبل جنگی بجوا دیا لیکن اُسکا مقصد ہے ملکہ بہار جادو سے مقابلہ کرے اپنے سحر پر بہت پھولی ہوئی ہے ملکہ بہار جادو نے مسکرا کر عرض کی حضور اپنی کنیز کے نام پر طبل جنگی بجوائیں حضور کے اقبال سے اگر تنکے چنوا کر نہ مارا تو نام اپنا ملکہ بہار جادو نہ پایا ہر چند ملکہ مہرخ نے کہا عام طور پر طبل جنگی بجے بہار نے نہ مانا ملکہ بہار جادو کے نام پر طبل جنگی بجا بہار نے اُسوقت کنیزوں کو حکم دیا ہمارے خیمہ میں اسباب سحر جمع کرو اُسی وقت ملکہ کنیزیں عذار غنچہ دہن گل عذار نارنجی پوش یاسمن عذار سکبد دہن تنگ اپنے مقام سے اُٹھیں چمنستان میں آکر گلچینی کرنے لگیں گلدستہ ہائے گل بصد تحمل درست کیے رشتہ جان سے انکو باندھا بہار جادو بر وقت برخاست اُٹھیں اپنے خیمہ میں آئیں دیکھا کنیزان گلگیں ناز سرو قد غنچہ دہن حاضر ہیں بیچ میں چوکی سنگ مرمر سفید کی حوض میں آب صاف و شفاف مملو بہار نے غسل کیا ایک ساری آب روان کی باندھی صاف ثابت تھا کہ جسم نور کو نور کے سانچے میں ڈھالا ہے یا برج نور میں ماہ تابان کا گذر ہوا بالوں کو نچوڑا ابر تیرہ و تار سے موتی برسنے لگے گرد کنیزیں آگئیں آ ملکہ بہار نے غنچہ دہن وا کیا اسم سحر رنگین پڑھا پھول برسے غنچے چٹکنے لگے گلدستہ آراستہ ہوئے گلچیں منہم

برسایا باغ سحر کے پھول کھلے چمن ہائے طولانی و رو ولت پر آراستہ ہیں نخل جھومیں بہت سے چمن ہائے طلائی
تیار کیے جب زلف لیلائے شب کمر سے گذری باہر آکر ملکہ بہار نے میدان کارزار میں پھول پھیلا دیے
درختوں میں پھول کی بدھیاں لٹکا دیں یہ سامان کرکے ملکہ بہار جادو ولہٹیں بستر ناز پر آکر آرام فرمایا
کنیزیں خدمتگزاری میں مصروف ہوئیں لیکن حسین سحر ساز طبل جنگی بجوا کر اُٹھی کنیزوں نے آکر
خبر دی حضور بہار نے اپنے نام پر طبل جنگی بجوا دیا اسلئے بھی باغ حسن میں بہار ہے آپ ایسی گل پیرہن
سے آمادہ کارساز ہو یہ سنکر حسین سحر ساز موم خانے میں آئی اُسنے بھی خوب خوب سحر تیار کیے
لیکن عیاروں سے ایسا خائف ہوئی تھی گرد خیمے کے حصار سحر کیا چار اژدہے بنا کر بٹھا دیے
وہ اژدہے قلابہ آتشیں منھ سے چھوڑنے لگے عیاران لشکر اسلام اس فکر میں نکلے کہ چلکر حسین کو
ماریں جب سامنے بارگاہ حسین کے آئے دیکھا چار اژدہے بیٹھے ہیں جو اندر بارگاہ کے جانیکا قصد
کرتا ہے اژدہے منھ پھیلا کر دوڑتے ہیں پھر پھر کامل گرد خیمہ حسین کے چرخ مارا رستہ جانیکا نہ ملا ناچار
پلٹے ناگاہ باغ فلک میں گل خورشید پھولا گلہائے سیارگان مرجھائے شاخ کہکشاں پھولی پھلی
نسیم سحر مستانہ وار چلی لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں ملکہ حیرت بارگاہ سے برآمد ہوئی ایک
بلندی پر تخت اپنا بچھوا دیا برائے تماشائے آمد لشکر اسلام نگاہ اُٹھائی دیکھا لشکر ظفر اثر اسد نامور
کی آمد شروع ہوئی سب سے پہلے شاہزادہ خورشید زرین سحر ساٹھ ہزار ساحران نامدار سے
آکر پہونچا مرکب بادرفتار سے کود پڑا ساحروں کو قاعدے سے جمانے لگا جو سردار آیا میمنہ میسرہ
کے طور پر جم دیا یکایک حیرت نے دیکھا ہزبر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت اسد نامدار پشت
مرکب بادرفتار پر سوار پہلو میں صندلان صندل پوش مع ساٹھ ہزار جوانان صندل پوشان
بصد علم و نشان چالیس قدم آگے بڑھکر زیر سایۂ علم شیر پیکر یہ نامور شہریار قلب سپاہ میں تخت نشین
جلالت آگین چالیس چالیس مشیر چالیس وزیر گرد تمام سرداران ذیہوش پشت پر کنیزیں زریں پوشش
جب یہ سب آچکے آمد بہار جادو کی شروع ہوئی طاؤس زرین بال پر سوار پھولوں میں لدی
ہوئی عروس شب اول بنی ہوئی پشت پر کنیزان ماہرو حسین خوشخو دف و دایرے سے بجاتی ہوئیں
رنگ کی پچکاریاں چل رہیں اشعار بہاریہ گاتی ہوئیں شعر مصنف آج بیلا بٹ رہا ہے خوش ہے
بلبل باغ میں نشاخمائے گل زمانی ہیں زندگی باغ میں ۞ ادھر سے آمد حسین سحر ساز بصد سوز

وگدار شعلے بھڑکتے ہوئے لالۂ ابر کڑکتے ہوئے حسین ایک مرغ زرین پر سوار یہ بھی گلدستے بہت
سے ساتھ لائی ہے حسن میں بے مثال اول ملکہ حیرت کو سلام کیا صفیں جمائیں آراستگی میدان
کارزار ہوئی نقیبوں نے نقابت کی کڑکیت گڑکا کیا ہے حسین نے اپنے مرغ زرین کو بڑھایا حیرت
جادو سے اجازت چاہی حیرت نے سر جھکا کر کہا بی بی جاؤ مگر میں پونے دو سو خداوندوں کے
سپرد کیا لقا تمہارا نگہبان ہے لیکن بہت آج بوجھ کے بہار سے مقابلہ کرنا حسین نے کہا حضور
ملاحظہ فرمائیں گی ابھی مشکیں باندھ کر لاتی ہوں بدھیاں پھولوں کی بہار نے ہاتھوں میں لی ہیں
یہی ہتکڑیاں پہنائیں گی حیرت نے کچھ جواب نہ دیا حسین سحر ساز اپنے مرغ زرین کو اڑا کر میدان کارزار
میں آئی عجائب وغرائب سحر کے دکھائے پہلے سے بہت معقول پھول برسائے آواز دی بی بہار صاحب
آیئے ذرا ہم سے چار آنکھیں کیجیے دیکھیے تو کیا لطف ملتا ہے دیکھیں کس کا غنچۂ آرزو کھلتا ہے بہار گلعذار
نے طاؤس کو صف سے نکالا آکر پایۂ تخت ملکہ مہ جبین کو بوسہ دیا دست بستہ عرض کی اے سر سبد حدیقۂ
کامرانی وای رنگ و بوئے گلزار جہانبانی اجازت میدان مرحمت ہو ملکہ مہ جبین نے خالہ جان کہکر گلے
میں ہاتھ ڈالدیے کہا حضور صدقے! ملازم آپ کے موجود ہیں وہ جا کر اس مغرور کو جواب دینگے آپ
تامل فرمایئے ملکہ بہار نے عرض کی حضور آپ کے جد عالی تبار صاحبقران نامدار کا قانون ہے جو جسکا
نام لیکر پکارے وہی میدان کارزار میں نکلے ملکہ مہ جبین نے کہا آپ کو حافظ حقیقی کے سپرد کیا
ہمیشہ باغ حسن میں بہار رہے باد خزان کا جھونکا نہ چلے ملکہ بہار نے طاؤس بڑھایا اس ساحری کو
سلام کر کے میدان کارزار میں پہونچیں حسین سحر ساز نے جو ملکہ بہار کو آتے دیکھا ملکہ کا گلدستہ اٹھایا
ملکہ بہار نے گلے سے بدھی اتاری پہلے گلدستہ حسین کا چلا بہار نے بدھی کو جھٹکا سب نے دیکھا
ابر تیرہ و تار گھر کر آسمان پر آیا جھونکے ہوا کے سرد کے چلے ابر سے بارش پھولوں کی ہونے لگی ہر بہار
و حسین سے ہزاروں طائران زمزمہ سرا پیدا ہوئے جیسے پرمارتے ہوئے زمزمہ سرا ہوئے اس وقت
میدان کارزار میں عجب کیفیت تھی بہار نے پھول برسائے حسین نے دستک دی ٹھنڈی ہوا
چلی چشمے موج مارنے لگے غبار زرد نے میدان کو گھیر لیا سب کی نگاہوں سے میدان و بہار چھپ گئیں
ابر تیرہ و تار نابود ہوا ایک باغ بیدرکا بنکر تیار ہوا تختے چمن ہائے طولانی لہلہاتے رنگا رنگ شگوفہ
ہائے بوقلمون سرو شمشاد پابندی سے آزاد جوانان چمن شاداں و فرحاں غنچوں کی چٹک پھولوں کی

ہو ملک باغ پر جوش بہار و سمان چمن کی زیبائی شاخون کی رعنائی ہر نخل پر ہزارہا عندلیبان خوشنوا العبد
تازہ واردان اشعار آبدار کو پھول پھول کر گا رہی ہین اشعار رنگین

ہی آج جو یون خوشنما نور سحر رنگ شفق — پرتو ہی کس خورشید کا نور سحر رنگ شفق
ہی جوش نسرین و سمن ہی لالہ و گل کا چمن — گلشن مین گویا چھا گیا نور سحر رنگ شفق
ہر سرو قد غنچہ دہن زیب چمن شان چمن — ہر سیم بر گلگون قبا نور سحر رنگ شفق
افشان جبین پر سر بسر مہتاب و انجم جلوہ گر — اور گورے ہاتھون مین حنا نور سحر رنگ شفق
لب پر تبسم ہی کہ ہی جوش بہار موج گل — دندان پان خوردہ مین یا نور سحر رنگ شفق
ہر مجمع پیر و جوان اک طرفہ شرق ہی کہ وان — روشن دل و رنگین ادا نور سحر رنگ شفق
جام بلورین مین ہی یون عکس شراب لالہ گون — ہو جیسے کیفیت فزا نور سحر رنگ شفق
حسن گل مہتاب نے جوش گل سیراب نے — کیا باغ مین چمکا دیا نور سحر رنگ شفق
دیکھے چمن مین برگ گل آلودہ شبنم جو گل — خجلت سے پانی ہو گیا نور سحر رنگ شفق
ہی شوق کو بالیدگی ہی ربط کو چسپیدگی — کس رنگ ہون ملا جلا نور سحر رنگ شفق
ساقی مے عشرت سے پھر ساغر کہ ہون ہم رنگ — آب و ہوا سے جانفزا نور سحر رنگ شفق

غرضکہ دور رنگ جلسہ آئین عندلیبان خوشنوائے دین در و دیوار ست اس باغ نگارین مین بہار کا بند و بست اس حدیقۂ نگارین مین صدہا نازنینان گلبدن خرامان پھر رہی ہین لیکن بہار و حسین کا نشان نہین معلوم ہوتا اس رنگ سحر سازی و نیرنگ بازی و افسون طرازی کو دیکھکر ملکہ حیرت و مہرخ وغیرہ مین ہر ایک حیران کہ بہار و حسین یہ باغ بہشت آئین بنا کہان مخفی ہوئین سب کی نگاہ اُسی جانب ہی ہر خورد و کلان اس تماشا دیکھنے کا طالب ہی یکایک گوشۂ باغ سے دف و دائرے کی آواز بلند ہوئی ملکہ مہرخ وغیرہ دیکھنے لگین سب کی نگاہین اُٹھ گئین دیکھا آگے ملکہ بہار گلعذار پشت پر چند نازنینان مہ جبین زہرہ سا رنگی کا بلند ہاین کی گمک آسمان کو پہونچ رہی ہی سب ساز اُسمین ساز کیے ہوئے ایک غارتگر ہوش بصد جوش و خروش سازندون کے آگے رقص کرتی ہوئی دریا مین پھولون کے مخطوط نازنین پُرفن خوش الحان غنچہ دہان سیم بر قمر پیکر
اسی غزل کی تان مین ارتی ہوئی چلی آتی ہی غزل

جان ستم رسیدۂ من دادخواہ دل | دل باچہ کردہ است بجان من گواہ دل

بستانم از نگاہ او وعدہ وخونبہاے جان | دل جرم چشم گوید وچشم گناہ دل

یارب بدروبے اثری نالۂ جرس | گردید برق قلزم اشک وآہ دل

دل گشت ناتوان ونداریم در نظر | جز نوک خنجر مژہ اش تکیہ گاہ دل

در برگ برگ گلے بہ چمن رنگ حسن اوست | صاحبدلان چو سیر کنند از نگاہ دل

اے شیخ گر بسوے حرم میروی چہ سود | با صاحب حرم نرسی جز براہ دل

یکشب اگر بہ بزم خودم جادہی چو شمع | روشن شود بجان تو روز سیاہ دل

دلدار حرف ناشنود وتعلق سوی اوست | گوئیم در جہان بہ کہ حال تباہ دل

سودا بگو کجا بروم من ز دست دل | باشد اگر صلاح روم در پناہ دل

اس رنگ سے یہ نازنین تانین مار رہی ہی کہ نرگس شہلا نے آنکھین کھولدین گل ہمہ تن گوش عندلیبان
خوشنوا مدہوش شمشاد پابگل ایک سو شور عنادل سنبل کو پیچ وتاب سوسن کو کلام کرنے مین
حجاب اُسی جوش وخروش مین ملکہ بہار نے دستک دیکر آواز دی ای حسین سحرساز بوے گل
بنکر کب تک اِس باغ مین چھپے گی دیکھو تو یہ گل اندام کیا کیا غزلین گاتی ہی کیا خوب بتاتی ہی آؤ
ایشعار آبدار سنو یہ صحبت یادگار رہیگی چار دن کو باغ مین بہار ہی تر وتازگی گل ولالہ دیکھ لو آکے
باغ کی سیر کرو گانا سنو ہم تمھاری ملاقات کے مشتاق ہین حقیقت مین آپ علم افسونگری مین طاق
ہین کسکی مجال ہی جو تم سے آنکھ ملائے دیدہ بازی مین نرگس کی آنکھ چپکاتی ہو تمکے سوسن کی
زبان درازیان دیکھو وقت وداع عروس چمن ہی آتش گل شعلہ زن ہی لالے کے دل پر داغ
گلچین وباغبان باغ باغ ملکہ بہار نے غنچہ دہن سے گل کلام اس حسن وخوبی سے پیشکش کیے
ہواتان چمن اکڑنے لگے حیرت جادو نے کہا یار وبہار نے غضب کا سحر کیا سحر حسین کا رنگ شا
دیکھو اب حسین آیا چاہتی ہی دیکھین کیا رنگ لاتی ہی سب اُسی جانب نگران بصورت آئینہ حیران
مثل گیسو پریشان یکایک دوسرے گوشۂ باغ سے روشنی ظاہر ہوئی سب نے دیکھا حسین
سحرساز آگے آگے پشت پر چار سو نازنینان گلگون پوش لیکن گل عارض مرجھائے ہوئے سنانے
مین نمایان ہوئی بہار کو جھک کر سلام کیا پوچھا ملکہ عالم کیون مجھے بلایا باغ مین آج نیا گل کھلا آپ

باغ کی ملاک ہین کیسے شل ہوے گل بسین حکم دیجیے چمن سے باہر نکلیجا یہین بہار نے کہا تمکو کیا خوف و خطر
ہی باغ مین آنے کا ہی شمر ای تلوار کھینچو تب ہمین تمھاری محبت کا یقین آئے دیکھو شرمندہ ہونا ہنسی
مین ہنسی ہونا یہ سنتے ہی حسین سحر ساز نے کمر سے نیمچہ کھینچا چار سو کنیزون نے خنجر کمر سے نکالے حسین نے
جھوم کر قصد کیا نیمچہ گلوے نازک پر رکھے حیرت چیخی صاحبو غضب ہوا ناگ سحر بہار جم گیا حسین
گلا کاٹا چاہتی ہی یہ کہکر ایک دستک دی ای طیران جلد حسین سحر ساز کو بچا ناگ سحر بہار سنا
دیکھا تو آسمان سے ایک طائر پیدا ہوا پر مارتا ہوا سر پر حسین کے پہونچا ایک چیخ ماری او حسین
ہوشیار ہو خواب غفلت سے بیدار ہو یہ کہکے ایک چیخ ماری طائر کے منھ سے شعلہ نکلا جلکر خاک ہو و
خاک سر حسین پہ گری حسین کو ہوش آیا ہوش آتے ہی ایک گولا نکال کر باغ بہار او باغ جلنے لگا غنچون نے
زبان بند کی آتش گل بجھ کی عندلیبان خوشنوا ایسی پھولین کہ زمزمہ سرائی بھولین گیسوے
سنبل کو پریشانی نرگس پہ حیرانی ہر ایک چشمے سے خون ابلا حباب چشم گریان بنگئے آہ آتشبار سے بلبلون
کے کلیجے چھن گئے یا تو وہ باغ پر بہار تھا جھونکا ہوا سے خزان کا چلا چشم زدن مین سناٹا ہو گیا غبار
بلند ہوا سب نے دیکھا بہار ایک صحرا مین کھڑی ہی گل بوٹے جلے پڑے ہین نخل خشک ہلے کھڑے
جل رہی ہی شاخ نخل آرزو جل رہی ہی وہ جو کنیزین بہار کے ساتھ تھین گل عارض انکے مرجھائے
مثل برگ خزاندیدہ زمین مین گر پڑین اور حسین للکارتی ہوئی جاتی ہی بہار نے آواز دی او چھوکری
حیرت نے تجکو بچا لیا وہ جو دوا فراسیاب جادو کی ہی ہزار ہا ناگ اسکے قبضے مین ہین گلا کاٹنے
پر آمادہ تھی اسنے طائر ساحری بھیجکر بچا لیا حسین جو شرمائی فوج کی طرف دیکھا ڈیڑھ لکھ ساحر لیکر آگئی
ہی سب جادوگرون نے ترنج نارنج ہاتھون مین سنبھالکر دوڑ پڑے حیرت نے اب بھی پکار کر کہا کہ ای حسین بس
پلٹ آؤ نہ مقابلہ کرو امتحان ہو چکا یہ بہار بلاے روزگار ہی اسکے چمن کا ہر ایک پھول خار ہی جب آمادہ
کارزار ہوتی ہی زمین سحر چمن بس ہوتی ہی خدا اسکے رنگ سحر سے بچائے ہزارون کے اسنے گلے کٹوا دیے
شہنشاہ کو بڑے بڑے رنج دیے حسین نے کچھ جواب نہ دیا بہار وہان سے آگے بڑھی اس مقام
خزان کو چھوڑا لشکر کو اسکے آتے ہوے دیکھا تش باد خزان باغیون پر جا پڑی ادھر سے ملکہ مہرخ
کلاکلاش کنیزان بہار ایک جانب سے ملکہ مہرخ نے فوج کو اشارہ کیا ساحران نامی سرداران
گرامی بہار کے نام پر جان دیتے ہین اسباب سحر لیکر بڑھے حیرت نے دیکھا غضب ہوا یہ سردار ملکہ

حسین کو مار ڈالین گے اُسنے بھی لشکر کو حکم دیا مصور جادو فوج کو لیکر بڑھا ملکہ بہار نے للکارا او مصور تو
بڑا بیحیا ہی ہمیشہ جوتیان کھاتا ہی پھر اُسنے آتا ہی ایک جانب سے خورشید زرین سحر چمکا صورت آفتاب
کی دکھائی مصور نے بھی تصویرین نکالین جیب سے مقراض سے تصویرون کو کاٹا کئی سو کے سر کٹ کر
گر پڑے بہار نے پلٹکر دیکھا مصور نے تہلکہ ڈال دیا پامال کرتا ہوا جاتا ہی حقیقت مین اسکے سحر سے
ساحرون کا قلب تھراتا ہی بہار نے چاہا طرف مصور کے بلٹون کر دیکھا حسین بصد جوش و خروش
سحر کرتی ہوئی چلی آتی ہی باغبان قدرت مصور پر جا پڑا بہار و حسین سے سحر ہونے لگے حیرت ہر مرتبہ
بیچ مین آجاتی ہی حسین کو بچاتی ہی منتین کرتی ہی اسے بہار سے نہ مقابلہ کر حسین کہتی ہی حضور یہ
بہار کے قتل کیے ہوئے مین نہ پلٹونگی لیکن حیرت نے پلٹ پلٹ کر دیکھا مصور سحر کرتا ہوا جاتا تا سقف
صورت نگار تخت پر سوار مانی و بہزاد و نقاش و قلم کش یہ بھی سحر کر رہے ہین تصویرین کھینچ کھینچ کر
مصور کو دیتے جاتے ہین کئی ہزار آدمی آتشے بیدردی سے قتل کیے او سے زنی بھرتی ملکہ زیور
محمل نشین آتی ہی صورت نگار نے اسیر گولا انزیور پھینکی پکارکر کہا بی صورت نگار تمنے بھی سحر سیکھا یہ
کہکے اٹھا کے گولا مارا تخت صورت نگار کا ٹکڑے ٹکڑے برق تڑپکر گری سر زخمی ہوا کنیزان صورت نگار پر
زیور جا پڑی بی صورت نگار کی پردہ پوشی نہ ہوئی زیور محمل نشین نے سیکڑون کو دیوانہ بنادیا وحشت بجد
کا رنگ دکھا دیا حسین جا پڑی اُس صف کو ویران کیا ملازمان صورت نگار کو بہیک یا کسی پر تیور دلے نگاہ سے
برق چمکائی کسی پر بجلی اتار کر پھینک دی ابر تیرہ و تار ظاہر ہوا موسلادھار پانی برسا سیکڑون غرق
دریاے لعنت ہوے کبھی ہاتھ سے گُر اتار کر پھینکا یا صد ہا کے گلے مین طوق و زنجیر پڑگیا نفس و قفس
پیچیدہ زنجیر مین پھنسے ہوئے غل کرتے تھے سر ٹکرا کے مر گئے تھے تمانہ زنجیر سے نکلنا دشوار تھا وانہ زنجیر زہرہ
مار تھا حیرت نے پلٹ کر دیکھا زیور محمل نشین نے تہلکہ ڈال دیا ہزارون کو قتل کیا کیا کیا لطف سے سحر کر
رہی ہی پلٹ کر وزیر زادیون سے کہا کیا کیا ساحر ہماری طرف کے شریک باغبان ہے دیکھو تاریخ
زیور سے قیامت کے آثار عیان ہوئے ہین خود بڑھکر روکونگی کس کس کو روکون کس کس کو تو کون ہین چاہتی
ہون اس چھوکری کو بچالون وہ نہین مانتی یہ کہکر طرف زیور کے چلی تھی کہ سامنے سے باغبان کا نعرہ ہوا
حیرت سے سحر چلنے لگا صورت نگار کو جو مصور نے زخمی دیکھا جورو کی مدد کو بڑھا پکارتا ہوا ہی بی بی یہ کیا
غضب ہوا مر تمہارا کسنے زخمی کیا اُسکو زندہ نہ چھوڑونگا صورت نگار نے کہا صاحب زیور نے سیکڑون کو

مجنون بنا دیا سیان تم اُسکے سامنے بجاتا لیلی زلف کھلی ہی اندھیرا چھا گیا سیکڑون دیوانہ وار سر ٹکرا رہے ہین خود
جلالت آمین نگاہین سحر کی بھری ہوئین مصور نے کہا بلی تھا بد اصرور ہو نگا زیور کی نگاہ پڑی للکارا
او مصور شہنشاہ داؤد کو دعا دے مجھکو یہ دن نصیب ہوا کنارے دریا کے بیٹھا رہتا تھا نہانے والے ہو ئے
تھے پاؤ بھر اناج دیتے تھے اُسمین تیری بسر ہوتی تھی شہنشاہ داؤد نے دیکھا یہ لونڈی بچہ بدنام کرتا ہی
جاگیر وغیرہ دیدی تجھکو بازارس کیا آج ہم لوگون سے مقابلہ کرتا ہی تصویر کھینچ دیکھو تو کیا نقشہ ہی مصور نے
تصویر زیور جھولی سے نکال زیور کی جانب پھینکی زیور نے اُسکی نگاہ ڈالی تصویر جلی خاک ہوکر زمین
پر گری غبار زرد بلند ہوا اُس غبار سے ایک زنگی سیاہ رو پیدا ہوا خم مار کر سامنے مصور کے آیا للکار کر
آواز دی کیون بے تو مذمت ہمارے مالک سے کرتا ہی آ مجھسے تو مقابلہ کر مصور نے تو قلم چھینک مارا تھا
نے اسکو قلم کیا لیکن زنگی برابر مصور کے پہونچا کئی سحر مصور نے کیے پیالیان ہزار کی زنگی پہ پھینکین زنگی
دریائے خون مین نہا گیا لیکن ہزار کا مصور پر جا پڑا اب مصور نے تیغہ سحر مارا زنگی نے کلائی پکڑ کے تیغہ
چھین لیا گریبان مین ہاتھ ڈالا مصور سے کشتی ہونے لگی زنگی نے تیسرے پیچ مین کمر مین ہاتھ ڈالکے
اٹھا لیا زیور کی جانب متوجہ ہوا حضور کیا حکم ہوتا ہی زیور نے کہا بس اس بے ایمان کو لیجا کر حصن سحر مین قید
کر زنگی ہاتھ پر مصور کو چرخ دیتا ہوا لشکر سے نکلا صحرائے ہولناک کا رستہ لیا مانی و بہزاد وغیرہ بیٹھے
تکتے دوڑے ہوئے سامنے حیرت کے آئے حیرت جادو باغبان قدرت سے لڑ رہی تھی اُسنے
باغبان کو زخمی کیا اک جانب غل ہوا دیکھا صاحبان مصور روتے پیٹتے آتے ہین حیرت نے
پوچھا کیا ہوا عرض کی ملاحظہ فرمایئے حیرت جادو نے دیکھا مصور کا لباس پارہ پارہ منکا ڈھلا ہوا
ایک زنگی دوش پر لادے ہوئے لیے جاتا ہی صورت نگار زخمدار کھڑی پیٹ رہی ہی حیرت گھبرائی
پکار کر کہا مرشد زادے ہم سبکو ذلیل کراتے ہین یہ کیسے غول سے نکلی للکارا او زنگی سیاہ رو کہان جاتا ہی
اُس زنگی نے جواب بھی نہ دیا حیرت نے دیکھا صحرائے ریگستان کو طے کر چکا ہی نخلستان مین جا کر غائب
ہو جائیگا پھر اسکو کون پائیگا ایک گولا اُٹھا کر طرف آسمان کے پھینکا آواز دی ای غلام سامری
مرشد زادے کو بچا لے سب نے دیکھا صحرا سے ایک فولادی تیلہ پیدا ہوا تیغہ کھنچا ہوا ہاتھ مین جست کر کے آیا
ہوا قریب اُس زنگی کے پہونچا زنگی نے جو فولادی تیلہ دیکھا مصور کو ہاتھ سے ڈال دیا تیغ کھینچ کے تیلے
پر جا پڑا ابھی وار نہ کرنے پائے ہاتھ تلوار کا مارا تیلے نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھا دو [illegible]

نکال کر سر کو تیا یا مگر پھر ہاتھ مارا زنگی کے دو ٹکڑے ہوئے جل کر خاک ہوا مصور کو اُس بیہوشی میں تیلے
نے اٹھا لیا کاندھے پر ڈال کرے بھاگا آسمان پر جا کر غائب ہو گیا صورت نگار نے گھبرا کر کہا بی بی
یہ کیا ہوا حیرت نے کہا نہ گھبراؤ مرشدزادے سحر میں زیور محمل نشین کے مبتلا تھے میں نے صدمۂ
عظیم اٹھایا کئی سو کوس سے غلام سامری کو بلایا اُسنے زنگی کو مارا مرشد زادے کو پاس افراسیاب جادو
کے لیجائیگا وہ آب دیدہ سحر کے چھینٹے دینگے تب انکی آبرو بچیگی زیور محمل نشین نے پکار کر کہا ای حیرت
شرم نہ آئی یہ تمہارے مرشدزادے ہیں نبیرۂ خداوند کہلاتے ہیں ذرا سے شعبدے میں چت ہو گئے
کچھ نہ بن پڑا آخر تمنے انکا ہاتھ تھاما کیا عمدہ مذہب ہے حیرت جادو طرف زیور محمل نشین کے چلی
فوجیں لڑ رہی ہیں سحر ہو رہے ہیں آگ برس رہی ہے صدہا آتش سحر میں جلے ہزاروں پانی سے
ٹھنڈے ہوئے نقیب مذمت دنیا میں اشعار پڑھ رہے ہیں نظم

سمجھ نہ دنیا کو گھر خوشی کا کہ اسمیں لاکھوں طرح کا غم ہے
سنبھل کے لازم ہے پانوں رکھنا کہ اسمیں ٹھوکر قدم قدم ہے
رہا نہ کوئی نہ یاں رہیگا سبھوں کو چلنا وہاں پڑیگا
کوئی ہے آگے کوئی ہے پیچھے ہر ایک ان رہرو عدم ہے
یہ چند روزہ ہے دار فانی حباب سا ہے زندگانی
کبھی ہے رنج اور کبھی ہے راحت نیا چلن اسکا دمبدم ہے
یہاں نہ دارا ہے سکندر نہ ہے فریدون یہاں نہ جم ہے
مسافرانہ گئے ہوا انکو مقام فردوس ہے ارم ہے
لباس و آرائش و تنعم یہ چند انفاس کے ہیں جھگڑے
نکل گئی روح جب بدن سے تو پھر کہاں نازو نعم ہے

نقیبوں نے جو یہ اشعار پڑھے ناپائداری عالم فانی آنکھوں کے نیچے پھر گئی لذت حیات دور وزہ
آنکھوں سے گر گئی آج حیرت جادو کو بڑی مشکل پڑی ہے تڑپتی پھرتی ہے ہر ایک سردار سے مقابلہ
کیا ناگاہ سر اٹھا کر دیکھا شہسوار عرصۂ یکتازی اسد بن کرب غازی شیرانہ رستمانہ فوج ساحران میں
لڑ رہا ہے صندلان صندلی پوش مصروف جانثاری ملکہ گوہر جادو و عاشق صندلان صندلی
پوش رکاب اسد نامدار پر ہاتھ رکھے ہوئے سحر ساحروں کا دفع کر رہی ہے ایک جانب شاہزادہ شکیل
فرزند دلبند ملکہ ماہرخ سحر کر رہا ہے جب کسی نے سحر کیا اسد غازی کا گھوڑا بھڑکا اُس ساحر نے چاہا طلسم کشا
کو بڑھکر گرفتار کروں شکیل نے پڑھ کر سحر دفع کیا اُس ساحر کو مارا کسی ساحر کو گوہر جادو نے للکارا یہ
جانباز سرفروش زیب اسد نامدار کے کسی ساحر کو نہیں آنے دیتے سینہ سپر کیے لڑتے ہیں ملکہ حیرت
جادو نے جو یہ رنگ دیکھا جی میں کہتی ہے ای حیرت کوئی تجھ اس جوان کے پاس نہیں ہے اسیر یہ

جرأت و شوکت دریائے فوج ساحران میں غوطے مار رہا ہے کسی کو تیر سے مارا کسی کو نیزے پر اٹھالیا کسی پر ہاتھ
تلوار کا مارا کسی پر گرز گران سنگ سمان زنگ ہشت پہلو کا وار کیا جو سر گرز پڑ گیا پاش پاش ہوکر بیٹھ گیا جی میں
سوچی کہ آج چراغ مسلمانان گل کر دوں اسد نامدار کو بڑھکر ماروں یہ سوچ کر اسطرف سحر کرتی ہوئی چلی
اسکا سحر قیامت ہے کون روک سکتا ہے چہرہ پر عتاب ہے زلفین عنبرین کو پیچ و تاب پھول سے عارض
گرمی آتش سحر سے کمہلائے ہوئے خون کے قطرے جسم پر سارے و پڑ افشانی معلوم ہوتا ہے اول اول
گوہر جادو نے بڑھکر مقابلہ کیا حیرت نے للکارا کہ گوہر جادو تم کیوں اپنی آبرو کے پیچھے پڑی ہو
ابھی کسی ساحرے زخمی ہوئی یہ تقریر سلسل حیرت کی سنکر گوہر نے بڑھکر سحر کیا حیرت نے بر وہائے خنجر
چمک کر گرا گوہر کے گلے کا ہار ہوا ہرچند کہ اُسنے خنجر کو توڑا لیکن شانہ نشانہ ہوا شکیل جادو بڑھا مطلب کو حیرت
کے سمجھ گیا کہ یہ اسد کی فکر میں آتی ہے یہ شیر دلیر میں اس روباہ صفت سے کیا منھ پھیرینگے غضب ہوا نعرہ
کرکے شکیل جادو جا پڑا گوہر جادو کو بچایا خود سحر کرنے لگی سحر حیرت کب باتی ہے ایکدم کی نگاہ ڈالی چھریاں
چلنگیں برق آئی سر شکیل کا زخمی کیا دوسرے ساحروں نے دیکھا کہ حیرت اسد نامدار پر جاتی ہے اسد
نامدار خود نعرہ کرکے چلا ہے سرخ موسے کا کلکشا وغیرہ بھی چلیں ملازمان حیرت نے بلوہ کیا اُخر مقام
پر گروہوں کے دنائے تیغ سحر کے سنائے کہیں آگ برسی کہیں دریا لہرایا کہیں تیروں کی بوچھار کہیں برق
شمشیر چمکی کہیں کانوں کی کڑک شعلہائے آتش کی بھڑک گھوڑے کوتل بھاگے پھرتے ہیں سوار
مرکبوں سے گرتے ہیں پیل پے جاتے ہوئے مرنے پر آمادہ کمریں چست ارادے درست ایک کو
ایک کی شرم دریائے آتش میں کود پڑنے پر سرگرم ملا کموں کا کھیت ہوا حیرت یہی چاہتی ہے کہ الٰہی سبکو
ہٹاکر اسد غازی پر گردن نیچہ کمر میں دے کر لے نکلوں اُس مقام جو انتہا کی تلوار چلی سحر سے زمین
کانپ گئی خون کی ندی بہی سردار تو اس جانب متوجہ ہوئے ملکہ حسین سحر ساز نے جو مہلت پائی تو بہار
کو للکارا بہار نے قصد کیا تھا کہ میں بڑلے مدد اسد نامدار جاؤں دور سے دیکھ رہی تھی کہ سب
سردار اُسی مقام پر مصروف جنگ وجدل ہیں حیرت جادو کی زلفین عنبرین پیچ میں ہیں کہ آواز
آئی اے بہار کہاں جاتی ہے تم ملکہ حسین سحر ساز تو نے سر میدان مجکو ذلیل کیا میں اب کیا تجھے
زندہ چھوڑونگی ملکہ بہار نے پلٹ کر طرف ملکہ حسین سحر ساز کے دیکھا کہا جا دور ہو کیوں شیخی ہے الٰہی
میں حیرت جادو نے تمکو بچا لیا اس مجمع میں چل سب کے سحر کے امتحان میں حیرت جادو طلسم کشا کا

لکھی اُنکی چھوٹ کر جو کچھ حسین نے الہ بہار نے بجاے سپر گلدستہ اٹھا دیا گلدستہ کٹا بوے خوش کی چمن
بھی اس بہار ماہ رخسار نے خنجر ہلالی نیام انتقام سے کھینچا چمک کے ہاتھ مارا حسین نے سپر کا اٹھا دیا
لیکن بصورت ہونکی ہی نیمچہ پڑا سپر کے دو ٹکڑے جنیوے کا ہاتھ پڑا ایک ہاتھ اور سر تن سے
قلم ہوا حسین کا زمین پر گرا غبار سیاہ بلند ہوا حیرت نے گریبان پھاڑ ڈالا بہار نے جھوم کر نوش کیا
خم بہار گلعذار طائرون نے زمزمہ سرائی کی لیکن آندھی سیاہ اٹھی آواز آنے لگی کشتی مرا نام حق حسین
سحر ساز ہو کنیزون نے بہار کو گھیر ابہار نے مارے گلدستون کے ستھراؤ کر دیا جان تو یہ ہنگامہ
برپا ہی یعنے لاشہ حسین تڑپ رہا ہی سنگ باری برف باری ہو رہی ہوا میان فوج حسین جاتے
ہین گھیر کر بہار کو مارین بہار مثل برق تڑپ رہی ہی

دو کلمے داستان صنعت سحر سازا شعار عبرت آثار کے بیان ہوتے ہین

اس گلستان جہان مین کیا گل عبرت نہین — سیر کے قابل ہی یہ پر سیر کی فرصت نہین
عالم جسکا عشق اور جسکا عمل وحشت نہین — وہ فلاطون ہی تو ہی قابل صحبت نہین
خواہ پھرتا ہی فلک اور خواہ پھرتی ہی زمین — پر ہمارے واسطے یان منزل راحت نہین
بسمل تیغ محبت کا لب ہر زخم دل — ہوتا وا بے شور و وا ویلا و وا حسرت نہین
ہنسو مین گر پانی چوادے یار اپنے ہاتھ سے — مرگ کی تلخی سے شیرین تر کوئی شربت نہین
ہی نوشتے مین ترے بیمار کے صحت کہان — جسکے نسخے مین دوا کی نقط کو صحت نہین
کھائے زخم تیغ قاتل جو بجا لائے نہ شکر — کوئی بھی اُس سے زیادہ کافر نعمت نہین
خاک ہو کر بھی فلک کے ہاتھ سے ہمکو قرار — ایک ساعت مثل ریگ شیشہ ساعت نہین
خانہ ہستی کا اپنے صحن ہی دشت عدم — روز گر کیجے چہل قدمی اگر فرصت نہین
میری وحشت پانون پھیلائے تو سر دو نین جہان — ہون اگر اک عرصہ میدان تو کچھ وسعت نہین
ایک دل اور آپ اُٹھے بار غم اللہ رے — اور اس طاقت پہ ایسا کوئی بیطاقت نہین
ذوق صورت کدہ مین ہین ہزارون صورتین — کوئی صورت اپنے صورت گر کی بے صورت نہین

ذکر چکا ہون کہ حیرت جادو نے رات ہی کو براے صنعت سحر ساز نامہ لکھا تھا صنعت
سحر ساز گھٹ پر قصر سحر بنانے مین مصروف ہو پلٹ کر بارگاہ مین آئی ظلمات سے کہ جادوون کی

صنعت اور باقی ہے دیکھو تو کس طور سے ہم مسلمانوں سے لڑتے ہیں عیاروں کی کیا مجال جو ہم تک
آسکیں خاک میں ملا دیں گی ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگی کہ آسمان پہ برق چمکی طیران جادو نے اگر نامہ
ہاتھ میں صنعت کے دیا طیران جادو کو دیکھ کر صنعت کے ہوش اڑ گئے گھبرا کے پوچھا طیران خیر تو ہے
ہیں ملکہ حیرت کو سب کیفیت اپنی لکھ چکی ہوں ایک ساحر کی بکھو دست تیغ طیران جادو نے کہا نامہ
تو پڑھیے سب کیفیت ظاہر ہو جائے گی صنعت نے گھبرا کر نامہ کھولا تمام کیفیت آمد حسین سحر ساز
و عیاری عیاران اسلام و آمادگی حسین سحر ساز برائے جنگ بہار سب حیرت نے مفصلاً لکھا تھا
صنعت سحر ساز پڑھتے ہی تھرا گئی کہا صاحبو چھوکری لشکر اسلام پر جا پڑی وہ ایک خندن ہے کسی
کا کہنا مانے گی یہ کہکر اسی طرح غصے میں اٹھی سحر کر کے بلند ہوئی ملکہ ظلمات و ملکہ گیسو کشا نے پکار کر
کہا حضور لشکر کو لائیں صنعت سحر ساز نے کچھ جواب نہ دیا پیچھے صنعت کے چار سو سوار چلے صنعت
نے ملا کر جلدی کی پانچ کوس لشکر اسلام باقی تھا کہ آندھی سیاہ چلی سنگ باری برف باری کو صنعت
سحر ساز نے دیکھا کان میں آواز آئی کشتی مرا نام ہی حسین سحر ساز ہو و لپٹ کر ظلمات سے کہا واصاحبو
غضب ہوا ہاے میں لٹ گئی یہ کہکر شل شعلہ جوالہ اڑی اسوقت پہونچی جسطرح تحریر کر چکا ہے حالا سے
حسین تڑپ رہا ہی کنیزوں نے بہار کو گھیرا بہار نے پھول برسا دیے گردا شئہ حسین ہزاروں کنیزوں
کے لاشے پڑے ہیں صنعت نے دور ہی سے نعرہ کیا اے ملکہ حیرت خوب رفاقت کا حق ادا کیا اس
گلعذار کا غنچہ آرزو نہ کھلا ہاے آپ نے بھی نہ روکا ملکہ تو شل آپ مشیران شل زلف پریشان تھا جب
ہوا کرا ای صنعت میں ناچار تھی سر اکثر صاحبزادی نے نہ مانا میں نے بہت کوشش کی قضا نے
اسکا دامن نہ چھوڑا صنعت نے کہا تو حضور دیکھیں سعادت غضب حسین ہیں آگ لگادونگی یہ کہکر ملکہ
صنعت سحر ساز لشکر اسلام پر گری جھولی سے روئی کا گالا نکالا خوب روئی دکھائی چند قطرے پانی
کے اسپر ڈال شتافتا کر چھینکا کہ ابر سیاہ آسمان پر گھر آیا بوندیاں پڑنے لگیں جسپر ایک قطرہ پڑا جل گیا
کئی ہزار ساحر سحر صنعت سے جلے اسی حال پر ملال میں جھومتی ہوئی ساتھ ملکہ بہار سے کالی گھٹا
اور بہار ایسی سرو قد گلعذار غنچہ دہن کو مارا ہمکو کچھ ہمارا خوف نہ آیا بہار نے کہا کیا بیہودہ بکتی ہے کہا
لڑائی میں پان پھول بٹے ہیں جسکا حربہ چل گیا صنعت نے کہا اچھا اب کیفیت کھلجائے گی بہار
سے اور صنعت سحر ساز سے خوب خوب سحر چلے سب نے دیکھا باغبان قدرت وغیرہ وطن

دو ٹکڑا کر ڈالا لیکن صنعت بہار جادو پہاڑی بہار نے تیغ سحر مارا صنعت سحر ساز نے گرا کے ہوا دی
بہار اس سازش سے آگاہ نہ تھی تیغ بہار نے تاج صنعت کا مع سر کے دو چار ساختہ کیا سر سے فوارہ خون
کا نکلا قطرہ ہائے خون صنعت بہار پر پڑے بہار لڑکھڑا کے زمین پر گری تڑپنے لگی صنعت نے کچھ
اس کے دانے پھینکے بہار جادو وہ ایک عندلیب خوشنوا کی صورت بن گئی صنعت نے دام سحر بچھایا
تھا اس طائر زیرک کو پھنسایا یعنی بہار کو اس قفس آہنی میں بند کیا لاشہ حسین کا اٹھایا ظلمات
وگیسو کشا وغیرہ بھی پہونچ چکی تھیں قفس بہار ظلمات کو دیا حسین کا لاشہ لیکر زور زور سے نالہ کر کے
آواز دی کہ بی صرصر دیکھو تو کیا غضب برپا کرتی ہوں سب کو تڑپا تڑپا کے نہ مارا تو مجھکو صنعت سحر ساز
نہ کہنا ہر چند سرداران اسلام نے صنعت کو روکا لیکن صنعت کسی کے روکے سے نہ رکی مثل شعلہ جوالہ
بلند ہوئی تڑپتی بجلی نکل گئی صدہا کو قتل کر گئی بہار کو عندلیب خوشنوا بنا کر لیگئی ملکہ حیرت جادو
نے طبل بازگشت بجوا دیا اہل اسلام پلٹے لیکن بہار کا بڑا قلق ہوا بارگاہ میں آکر ملکہ مہرخ پہونچیں خواجہ
عمرو بھی آئے ملکہ مہرخ نے کہا او خواجہ صنعت سحر ساز سے بگڑی کالکی حسین کو بہار نے مارا لیکن
بہار کو صنعت گرفتار کر لیگئی عیاروں کو بھی سناٹا آگیا خواجہ عمرو نے کہا میں جاکر خبر لاتا ہوں
عمرو بیقرار ہو کے بھاگا بارہ کوس راستہ طے کر کے پہاڑ پر آکے نگاہ دوڑائی دیکھا کہ پشت پر صنعت نے
ایک قصر عالی بنایا ہے فوجیں لا کر خیمے فروکش ہیں ایک سمت ایک مکان بطور زندان خانہ آراستہ
کیا ہے اسمیں لوہے کی سلاخیں لگائی ہیں عمرو نے دیکھا صنعت نے بہار کو بصورت عندلیب
اسی مکان میں چھوڑ دیا بہار اس مکان میں جاکر تڑپنے لگی سلاخہائے آہن سے بہار سر ٹکراتی ہے
لیکن وہ ٹوٹتی نہیں اور گرد لشکر صنعت ایک لکیر معلوم ہوتی ہے خواجہ عمرو نے گھبرا کے اس آستان
سے کچھ مراد ہے بہار سے آج یہ مقصد ہوا اور اس لشکر میں دل دھڑکا خواجہ عمرو نے ایک انگوٹھی تار کے
لکیر کے اس پار پھینکی مسافر کی شکل بنکر دور کھڑے ہوئے ایک گھسیارہ گٹھا گھاس کا لیے ہوئے آتا
تھا عمرو نے کہا بھیا گھسیارے گٹھا یہاں رکھدو ایک کام ہمارا کردو وہ انگوٹھی ہماری پڑی ہے
اٹھا کے لا دو ہمیں دو ایک روپیہ ہم سے لو پھر جا کے اپنی گھاس بیچنا بال بچوں میں چین کرنا
اس روپیہ کی مٹھائی کھانا گھسیارے نے دیکھا میاں بڑے بھولے ہیں جلدی سے گٹھا اتار کر
رکھدیا کہا حضور روپیہ لائیے خواجہ عمرو نے کہا بھائی انگوٹھی ہماری یہیں لا کر دو ہم اسکے پاؤں

میں دردی اسوجہ سے وہانتک نہیں جاسکتے روپیہ نکال کر دکھادیا گھسیارے کے منہ میں پانی بھر آیا
بیقرار ہوکے جیسے ہی لکیر کے پاس پہونچا وہ حصار سحر تھا دم سے لڑکھڑا کے گرا عمرو نے دور سے دیکھا
ملازمان صنعت آئے اُس گھسیارے کو گرفتار کر کے لیگئے خواجہ عمرو وہاں سے بھاگے سامنے صنعت کے
جب گھسیارے کو لیگئے صنعت سحر ساز نے کہا ارے تو کون ہے کیوں ادھر آیا گھسیارے نے کہا
ایک میاں نے روپیہ دینے کو کہا تھا میں جو یہاں آیا گر پڑا صنعت ڈری کہ کوئی عیار ہو تو میاں
گھسیارے نہلائے گئے مار پڑی دہائی دینے لگا کہا گستیاں اب کبھی نہ ادھر آؤنگا سوائے گھاس کھودنے
کے اور کوئی مزدوری نہ کرونگا صنعت نے اوراق جمشیدی میں دیکھا معلوم ہوا عمرو اسکو دم دیکر
پھنسا گیا صنعت نے کہا صاحبو تمہارے ساربان زادہ آیا تھا گھسیارے کو پھنسوا کر چلا گیا
میں بھی تھی عیار دھوکے میں چلے آئیں گے یہاں دم سے جائینگے لیکن ساربان زادہ ارسطو فطرت
لقمان حکمت ہے لاشہ حسین کا جلوایا ظلمات جادو سے کہا تم خدمت میں ملکہ حیرت کی جاؤ
کہنا حضور طبل جنگی بجوائیں میں وقت پر چند ساحر لیکر آؤنگی فرداً فرداً سرداروں کو گرفتار کرونگی
ظلمات جادو بموجب حکم ملکہ صنعت سحر ساز طاؤس پر سوار ہوکر چلی یہاں خواجہ عمرو بارگاہ
ملکہ مہرخ میں آئے سب واسطے رہائی بہار کے مکدر ہو رہے ہیں خواجہ عمرو جو آئے سب شگفتہ ہو گئے
کہ کوئی صورت رہائی بہار نکالی ہوگی عمرو بے اختیار رو دیا کہا اے سرداران نامی بہار کی اب
رہائی دشوار ہے صنعت سحر ساز نے گرد اپنے لشکر کے حصار سحر کیا ہے اندر لشکر صنعت کے کوئی
نہیں جا سکتا خدا نے مجھکو بچایا ایک گھسیارے کو گرفتار کرا کے چلا آیا تمام کیفیت عمرو نے
سامنے سرداروں کے عیاروں کے بیان کر دی اور عمرو نے پکار کر کہدیا کہ خبردار کوئی ادھر جائیگا
نہ کسے جو جائیگا حصار سحر میں پھنسے گا تمام سرداروں کو سناٹا آگیا ملکہ مہرخ نے کہا پروردگار بدعت
صنعت سے بچائے یہ سنے بڑا اسد سے عظیم اُٹھایا حسین کا قتل ہونا بڑا غضب ہوا آخر میں وہ
ہمیشہ سے قائل ہے اسماے افسونگری کی قائل ہے یہاں تو یہ چرچے ہو رہے ہیں لیکن برق تڑپ
کر نکلا کہ بارگاہ ملکہ حیرت سے خبر لاؤں کوئی تدبیر تا یہ صنعت سحر ساز سے بچنے کی نکالوں یہ سوچتا
ہوا حیران و پریشان منتظر بیقرار ایک ساحر کی شکل بنکر طرف لشکر ملکہ حیرت جادو کے روانہ
ہوا لیکن دل سے کہتا ہے الٰہی انجام بخیر ہو

دو کلمے داستان حیرت بیان افراسیاب کے باغ سیب میں آنے کے بیان ہوتے ہیں

یہ عذر امتحان جذب دل کیسا نکل آیا — میں الزام اسکو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

نہ شادی مرگ ہو کیونکر ہو مژدہ قتل دشمن کا — کہ ہر گھر میں لیے شمشیر وہ روتا نکل آیا

ستمگر اے گری ضبط فغان و آہ چھاتی پر — کبھی بس پڑ گیا چھالا کبھی پھوڑا نکل آیا

کیا زنجیر مجھکو چارہ گر نے کن جنون میں جب — عدو کے قتل کو وہ شوخ بے پردا نکل آیا

نکل آیا اگر آنسو تو ظالم مت نکال آنکھیں — ستم نامعذور ہی مضطر نکل آیا نکل آیا

ہمارے خونبہا کا غیر سے دعویٰ ہے قاتل کو — یہ بعد انفعال اب اور ہی جھگڑا نکل آیا

کوئی تیر اسکا دل میں رہ گیا ہے کیا کہ آنکھوں سے — ابھی رونے میں اک پیکان کا ٹکڑا نکل آیا

دم بسمل یہ کسکے خوف سے ہم پی گئے آنسو — کہ ہر زخم بدن سے خون کا دریا نکل آیا

خدنگ یار کے ہمراہ نکلی جان سینے سے — یہی ارمان اک مدت سے جی میں تھا نکل آیا

بہت نادان ہے تو اے قیس وحشت پڑھ کے دکھلا دونگا — کتابوں میں کہیں قصہ جو مومن کا نکل آیا

افراسیاب داخل باغ سیب ہو کے نظام کر کے بہت خوش ہوا کہ آسمان سے برق چمکی دیکھا تیلہ فولادی مرشد زادے کو گود میں لیے آتا ہے افراسیاب نے کہا سامری جمشید خیر کریں تیلے نے لا کر مصور کو پہونچایا افراسیاب نے کہا اے غلام سامری کی خیر تو ہے مرشد زادے کس بلا میں تھے جب تم پہونچے تیلہ نے دست بستہ عرض کی زنگی سحر ملکہ زیور محمل نشین مرشد زادے کو لیے بھاگا جاتا تھا ملکہ عالم نے مجھکو پکارا میں وقت پر پہونچا زنگی سیہ رو کو مار مرشد زادے کو لیکر نکل آیا ادہر میدان میں لڑائی ہو رہی ہے یہ کہکے تیلہ رخصت ہو گیا افراسیاب نے مصور کو ہوشیار کیا مصور کی آنکھ کھلی گھبرائے ہوئے تھے افراسیاب سے لپٹ گئے کہا اے شہنشاہ میں بہت ذلیل ہوا زیور نے مجھکو بہت ستایا افراسیاب نے کہا مرشد زادے نہ گھبرایئے آپ اگر سنبھل کر سحر کریں کوئی دنیا میں آپکا مثل ہے آپ کے بزرگوں نے سب کچھ تعلیم کیا ہے ایک دن تو سحر سامری صرف کیجیے مصور نے کہا شہنشاہ بدولت گھبرا جاتے ہیں بڑی خیر یہ ہوتی ہے کہ جو رو ہماری ہمکو سنبھال لیتی ہے بڑی محبت رکھتی ہے صبح کو دودھ پلاتی ہے سردی میں کچلے کا شوربا پلاتی ہے مجھ میں بڑی طاقت آجاتی ہے افراسیاب ہنسنے لگا کہا مرشد زادے تم ایسے نہوتے تو مذہب کی کاہے کو خرابی ہوتی اب

مفصل بتائیے مقابلہ کس سے پڑا ہے مصوّر نے تمام کیفیت حسین ظاہر کی کہا حضور بہار سے اُس سے
مقابلہ پڑا ہے نام بہار سنکر زنگ رو سے افراسیاب متغیر ہو گیا کہا غضب ہوا بہار سے بچنا اُسکو دشوار
ہے فوراً صرصر کو بھیجا کہا اے صرصر جلد جا کر خبر حسین سحرساز کی لاؤ بہار سے مقابلے میں کیا گذری صرصر
نے کہا بہتر ابھی جاتی ہوں مفصل خبر لے کر آؤنگی صرصر نے بانہاے عیاری ذات پر آراستہ کیے قصد کیا
کہ چلوں کہ ایک جادوگر نامہ حیرت کا لیے ہوے آیا اسنے افراسیاب کو دیا افراسیاب نے
پڑھتے ہی منہ بنایا مصاحبوں نے پوچھا شہنشاہ خیر تو ہے افراسیاب نے کہا بڑا غضب ہوا حسین
قتل ہو گئی دوسرا غضب یہ ہوا کہ بہار کو صنعت گرفتار کر کے لیگئی بڑی محنت سے قید کیا اب آمادہ حرب
و پیکار ہے سب سامان تیار ہے صرصر سے کہا تامل کرو خبر بادوات کو معلوم ہوئی مجکو یہ منظور تھا کہ چند
عرصے مقابلہ نہو کسی ساحر زبردست کو بلا کے یہ معاملہ اُسکے سپرد کر دونگا وہ ایک آن میں خاتمہ کر دیگا حسین نے
جاتے ہی بڑی لجھائی آخر قتل ہوئی اب صنعت نے بڑا سامان کیا ہے حقیقت میں وہ بلاے لوہ کا
ہے لیکن حیرت کو سمجھا دیا جائے کہ سقدر میں صنعت کے کام و دخل نہ دو دیکھو اُسنے کیا گذرتی ہے شیر ان
سلطنت میں ایک ساحر ارچنگ جادو بیٹھا ہوا ہے اُسنے کہا اے شہنشاہ مجکو حکم ہو میں جا کر ملکہ عالم سے کل
کیفیت بہ تفصیل عرض کر دونگا افراسیاب نے ارچنگ کو قریب بلایا کہا اے ارچنگ اگر ہوسکے تو اپنے
تئین پاس محمور کے پہونچاؤ اُس کمبخت کو یہ پیغام دو کہ شہنشاہ نے فرمایا ہے صنعت آمادہ حرب و پیکار
ہے سحر و ساحری میں بلاے روزگار ہے اُسکے سقدر میں شہنشاہ نہ دخل دیسکینگے کہ دختر بلند اختر اُنکی قتل
ہوئی کیا کیجیے سمجھاؤ نہیں تم اس زمانے میں نکل آؤ میں تمہاری خطا معاف کر دونگا ارچنگ نے کہا میں ضرور
ذات محمور پہونچونگا میرے اُنکے مدت سے رسم و راہ ہے مجکو تم نامدار کہا کرتی تھیں مادر مہربان اُنکی ملکہ جلوہ
گر خوف سے حضور کے بھاگ کر نکل گئیں جان و آبرو کا خوف ہوا اکثر مجھے بلاتی تھیں ہر سقدر میں سرفراز
فرماتی تھیں محمور میرا بہت لحاظ کرتی ہیں میں بہت اچھی طرح سمجھا دونگا اپنے ساتھ خدمت میں حضور کے لے
آؤنگا یہ بھی واضح رہے اگر میرا کہنا نہ مانے گی میں گردن پکڑ کے لاؤنگا بہت بُری طرح پیش آؤنگا افراسیاب نے
کہا اے ارچنگ تب کیا کہوں جو کچھ فراق محمور میں میرا حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے راتوں کی
نیند جاتی رہی لطف زیست نہ رہا جسوقت تنہائی میں ملاقات ہو جائے میری جانب سے عرض کرنا

اے محبوب جانی واے یار جادو دانی نظم

آنانکہ بدست تو دل زار فروشند
عشاق چہ جنس اند کہ بازار فروشند
غولت نہ گزیند چہ کند شیخ کہ ایمان
ہر خار بہ نرخ گل و گلزار فروشند
مایوس نہ از قرار شود دل کہ خریدار
باللہ کہ صاحب چہ قدر بار فروشند

صبر و خرد و دین ہمہ یکبار فروشند
با صورت دلدادہ و دستہ دل چہ بگویم
تا گندہ ز تن خرقہ بہ بازار فروشند
اندیشہ ز کالاے دکاکین جہان کن
جنسیان چہ شود جنس بہ انکار فروشند

گر جوہر تو قیمت بجانست کہ گویا
چون مرغ اسیرے کہ بہ بازار فروشند
گر لذت درد طلب یار کنم اظہار
اینہا ہمہ یکدست خریدار فروشند
از خوبی سودا چو زدم حرف [illegible]

ارچنگ جادو نے کہا شہنشاہ آپ ایسے کلمات نہ فرمائیں مخمور
سیرت کہنے سے گردن تابی نہ کریگی میں خواہ مخواہ بنا لاتی حضور تک اسکو لے آؤنگا افراسیاب
نے کہا اگر مخمور تک آجائے میں سب نشیب و فراز اسکو سمجھادوں کہ اب ان سب باغیوں کا پنجا دشوار
ہے صنعت سحر ساز نے وہ سامان کیا ہے کہ دفعیہ جسکا نا ممکن ارچنگ نے کہا غلام فوراً جاتا ہے حضور
یہیں تشریف رکھیں میں مخمور کو لایا یہ کہکے ارچنگ جادو طرف لشکر اسلام کے چلا جب قریب لشکر
اسلام پہونچا سحر سے اپنی صورت تبدیل کی ایک ساحر غریب کی شکل بنا داخل لشکر اسلام ہوا اسوقت
ملکہ مخمور سرخ چشم اپنی بارگاہ میں تشریف لائی ہے ندیمیں جلیسیں جمع ہیں گرفتاری بہار کا ذکر ہو رہا
ہے ملکہ مخمور نے فرمایا صاحبو مقام خوف و خطر ہے صنعت سحر ساز کے سحر سے ہر ایک کے واسطے ضرر
ہے بہار کے گرفتار ہونے نے دل کو بیقرار کر دیا کس حسرت و یاس سے گرفتار کرکے لیگئی میں نے
قصد کیا لیکن اس ملعونہ تک نہ پہونچی کس مصیبت میں بہار کو گرفتار کیا لشکر میں بہار کا کوئی ہمسر
نہیں ہے جب اسکے واسطے یہ کیفیت گذری تو وائے بر حال دیگران کون اس سے ہمسری کریگا اس زمانے
میں اسنے سحر کو بہت زور دیا کئی مہینے سے مرگھٹ پر سحر جگا رہی ہے ہم لوگوں کو ایک لمحہ لڑائی سے فرصت
نہیں حصول کمال کی مہلت نہیں ای گل اندام دل گھبراتا ہے جی میں ہے جا کر ایک نظر شاہزادہ نورالدہر
بن بدیع الزمان کو دیکھ آؤں اس جری بہادر کو بیان کی کیفیت سناؤں گل اندام نے کہا حضور راہ
تو وہ عقیق نہیں ہے اسی صحرا کی جانب صنعت نے قفس سحر بنایا ہے آٹھ پہر نگہداشت میں مصروف ہے کیسا ایک
بار ضروری کوئی تھی اپنی آنکھوں سے دیکھا پانچ کوس کے گرد میں اسنے حصار سحر کیا ہے راہ گیر تک راستہ
نہیں چل سکتا صدہا بندگان خدا ہلاک ہوئے گئی تو یہ آپنے غضب میں پھونک دیے یہ سنکر ملکہ نے آہ کی کہا ای
گل اندام عاشقان صادق کو ہر وقت نظارۂ جمال محبوب نصیب ہے منزل دور و دراز تصور سے

بہت قریب ہے بقول شاعر فرد منزلون ہی یہان سے خانہ یار بشوق کہتا ہو دو قدم بھی نہین بخدا دیگر

سینے پہ نقشۂ تیغ روشن بنائین گے ‏— دل کو چراغ وادی ایمن بنائین گے
مرغ نگہ کے واسطے مسکن بنائین گے ‏— ابرو کو تیرے شاخ نشیمن بنائین گے
رکھین گے دل مین یاد دہان دہان یار ‏— سینے کو راز غیب کا مخزن بنائین گے
نالان بتون کے جور سے یہ ہون کہ بعد مرگ ‏— ناقوس ہڈیون کے برہمن بجائین گے
ٹوٹا ملا جو اس بت قاتل کی تیغ کا ‏— زنار اسے گلے کا برہمن بنائین گے
وہ مے پرست ہون کہ پس مرگ بادہ خوار ‏— شیشے کا میرے گنبد مدفن بنائین گے
سیکھین گے گر نہ دست سے ہم بھی کوئی فسون ‏— گر آپ مار زلف کو رہزن بنائین گے
واقف اگر وہ ہونگے مرے شوق قتل سے ‏— نقاش بھی جھکی ہوئی گردن بنائین گے
دکھلا کے دانت اپنے جلائین گے خوب سا ‏— اسطرح سے بتون کا وہ دشمن بنائین گے
کچھ رنگ لائینگے جو وہ مسی لگانے مین ‏— گل سے دہن کو غنچہ سوسن بنائین گے
بعد فنا تصور دندان یار سے ‏— مدفن کو اپنے ہیرے کی معدن بنائین گے
داؤد سان وہ کیا کرینگے مدفن مین معجزے ‏— آہن کو موم موم کو آہن بنائین گے
چھانین گے خاک وادی وحشت کی ای خلق ‏— کانٹون سے اپنے پانون مین روزن بنائینگے

قلی ندام نے اشک حسرت محمور کے پاک کیے عرض کی حضور رحمت پروردگار سے مایوس ہوجیے کیسی کیسی مشکلین پڑین سب آسان ہوئین اسیر بھی پروردگار فتحیاب کریگا بعد فتح اس لڑائی کے خداوند کریم سامان حصول موج کریگا کوہ عقیق پہ چلکر شاہزادہ نورالدہر کو خوشخبری سنائیے کہ ملکہ اے شہریار مبارک ہو اسد غازی کو موج ملگئی اب تدبیر فتح طلسم ہوگی اول تو یقین یہ ہے کہ خود صاحبقران تشریف لائینگے انکے ساتھ شاہزادہ والا قدر بھی آئینگے یہ ذکر تھا کہ ایک کنیز نے آکر عرض کی کہ ایک ساحرہ دروازے پہ حاضر ہے کہتی ہے ملکہ عالم سے کچھ عرض کرونگی محمور نے کہا بلا لو ارچنگ نے آکر سلام کیا ملکہ محمور سمجھی کوئی سائل ہے کچھ طلب کریگا ارچنگ صورت بدلے ہوئے تھا ملکہ محمور خلق سے پیش آئین اُسنے کہا مین کچھ تخلیے مین عرض کرونگا کچھ خیر خواہی منظور ہے خبر فرحت و سرور ہے ملکہ نے کنیزون کو ہٹا دیا جب تنہا ہوئی تو ارچنگ نے کہا ملکہ عالم آپ نے مجھکو پہچانا

محمور نے کہا میں نہیں آگاہ ہوں کہا ای نور نظر ارچنگ جادو میرا نام ہے مشیر سلطنت شہنشاہ طلسم ہوں
محمور نے گھبرا کر کہا ای ارچنگ تونے غضب کیا بلا تکلف میری بارگاہ میں چلا آیا اگر جواسیس عمرو کو خبر
ہو جاے تو تمھارے واسطے خرابی ہے لیکن جلد کہو کس واسطے آئے ہو کیا مطلب ہے بتا کر میری بارگاہ سے چلے
جاییے ارچنگ نے کہا ای محمور تمھاری مادر مہربان مجھ کو بھائی کہتی تھیں ملکہ مشیر جادو تمھاری خالہ ان
کے جو لشکر اسلام میں موجود ہیں وہ بھی ہمیشہ ہماری صلاح سے کام کرتی تھیں تم بھی صاحبزادی ہو جو
دل میں آیا کر بیٹھیں دیکھا تم نے افراسیاب جادو نے کیا انتظام کیا لوح طلسمی کو توڑ ڈالا کہ ہے تاب اسکی
دریاے قلزم میں پھینکا دیے ملکہ صنعت نے یہ انتظام کیا مرگھٹ پردہ سحر بنایا کہ صبا و سامری جمشید
بھی نہیں دفع کر سکتے افراسیاب کو نامہ ملکہ صنعت کا پہنچا کہ اس ہفتے میں سب کو قتل کرونگی مجھے
تو تمھارے نام سے ایک محبت ہے میں گھبرا گیا شہنشاہ سے عذر کیا ملکہ محمور کی خطا معاف کیجیے
شہنشاہ نے کہا تمھاری خاطر نظر ہے جاو محمور کو بلا لاؤ ہم کچھ نہ کہیں گے اسی طرح ملک و مال عطا کرینگے
مصاحب خاص ہمدم با اختصاص سمجھیں گے پس چلیے میں شہنشاہ سے خطا معاف کرا چکا اسی وقت
تاج و تخت عطا ہوگا یہ سنکر غصہ سے چہرہ محمور کا سرخ ہو گیا کہا ای ارچنگ تو نے بہت برا کیا
کہ میرا ذکر سامنے افراسیاب خانہ خراب کے کیا اس ہیچیا سے مجھے کیا کام بس آپ تشریف لیجائیے ورنہ
ابھی مشکیں باندھ کے سامنے مہ جبین کے بھیجونگی صنعت کیا حرامزادی مکارہ ہے وہ کیا قتل کریگی فتح
و شکست پروردگار کے اختیار ہے بندہ مجبور و ناچار ہے یہ باتیں کسی احمق سے جا کر کہو کہ لوح طلسمی کو
توڑ ڈالا دریاے قلزم میں پھینکوا دیا کیا مجال افراسیاب کی لوح طلسمی کو توڑ سکے اگر لوح توڑ ڈالتا
طلسم ہوشربا میں آگ لگجاتی انشاء اللہ لوح طلسمی حاصل کرینگے ہم تجھے سمجھاتے ہیں کہ سامری جمشید پر
لعنت کر خدمت میں عمرو کی تجھ کو لیے چلیں بارگاہ آسمان جاہ میں جگہ ملے تمھاری کتاب میں صاف
لکھا ہے اسد نامدار طلسم کشا ہے قاتل افراسیاب جری لاجواب وہ ضرور افراسیاب کو قتل کریگا یہ
ہم بھی جانتے ہیں کہ افراسیاب نے لوح کو چھپایا کسی برے مقام محفوظ پر رکھا تا گردانندہ نادرہ ہو
غیبی خداوند لاریب ہر مقام کا نشان تعلیم کرے گا تکیہ پروردگار پر ہے خیر صاحبقران نامور
ہمہ تن سرداران صاحبقران سے زمین تھرائیگی ساحران ہوش ربا کو پناہ نہ ملیگی تل میں تیری خطا
معاف کرا دوں دربار اسد میں ہم کو سب طرح کا اختیار ہے ارچنگ کلام شوکت نظام ملکہ محمور سے

تھرا گیا کلیجہ منہ کو آگیا گھبرا کے اُٹھا کہا بست لیجا میں جاتا ہوں آپ غصہ نہ کیجیے میں افراسیاب سے کہکر
چلا آؤنگا آپ کی اطاعت کرونگا اسوقت مجھے فرصت نہیں ہے ملکہ محمور نے کہا نکلیو تم ایسے نامرد کی
شراکت کی ہمکو ضرورت نہیں ہے ارچنگ اُٹھا بندگی بندگی کہتا ہوا نکل کے بھاگا ملکہ محمور اُٹھکر بارگاہ میں
آئیں خیال میں آیا ایسی مہمل بات کا سامنے خواجہ کے کیا ذکر کروں لیکن ارچنگ ملعون لشکر سے نکلا ایک
نخل کے سایہ میں ٹھہر اسوچا کہ میں تو افراسیاب سے وعدہ کرکے آیا تھا کہ محمور کو ضرور لاؤنگا اب جو
خالی ہاتھ جاؤنگا افراسیاب آزردہ ہوگا یہیں ٹھہروں رات کو تدبیر کروں یہ ملعون جانور بنکر ایک
نخل پر بیٹھ رہا یہاں ملکہ محمور نے بعد برخاست دربار اپنی بارگاہ کا قصد کیا ارچنگ سایہ شاخ
نخل میں چھپا دیکھا کیا جب اُسنے دیکھا پہر رات باقی رہی سحر کرنا شروع کیا نگہبان ہر دولت محمور سحر سے
اُس ملعون کے بیہوش ہوئے اب یہ نخل سے اُترا اندر بارگاہ ملکہ محمور کے آیا دیکھا شمعہاے کافوری
روشن ہیں بارگاہ مثل عروس شب اول آراستہ و پیراستہ ہے ملکہ محمور آرام فرما رہی ہیں چاکریں نیچے پڑی
ہیں اُسنے یہاں بھی سحر کیا کنیزوں کو بیہوش کرکے قریب چھپر کھٹ کے آیا دوشالہ چہرۂ زیبا سے ہٹایا سحر
کرنے لگا خوب سحر ملکہ پر کرکے جب سمجھا بیہوش ہوگئی ہوگی تیغہ کمر میں دبا بلند پروازی کرکے اُڑا قبۂ بارگاہ
محمور کو توڑ کر نکلا طرف صحرا کے چلا ہر دولت ملکہ مہ جبین پر ملکہ سرخ مو کا گلگشت ہے نگہبانی
حاضر تھیں دور سے نگاہ پڑی بارگاہ ملکہ محمور پر ایک شرارہ چمکا گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھی آواز دی کوئی
حاضر ہے شاہزادہ تشکیل جادو نور نگاہ ملکہ مہرخ گھیرے سے پر سوار حفاظت بارگاہ و مسند ملکہ میں
مصروف تھا آواز دی کہیں حضور کیا ہے سرخ مو نے آواز دی تشکیل ہمارے پاس آؤ جب یہ حاضر
ہوا ملکہ سرخ مو نے فرمایا اے نور نظر میں یہاں سے ہٹ نہیں سکتی بارگاہ محمور پر ایک شرارہ چمکا میرے
دل کو خوف پیدا ہوا ذرا بڑھ کر دیکھو تو خیر تو ہے تشکیل چلا سامنے دوکان حلوائی کی تھی تشکیل نے دیکھا
ایک شہدا غرقی باندھے بیٹھا ہے آپ ہی آپ بڑبڑا رہا ہے کہتا ہے جان مال سب ہار گئے لیکن کیا خوف ہے جسدن
ہمارا رنگ آجائے گا سلطنتیں جیت لینگے رنگ نہ کھیلے تو ہم کیا کریں ہم تو رنگباز ہیں جواریوں میں
ممتاز ہیں ہمارا موقع آئے تو جان بدیں تشکیل یہ سنکر ہنس پڑا کہا میاں شہدے صاحب کیا ہوا
شہدے نے کہا حضور کچھ نہیں شہدے ہیں شکستہ حال تو نہیں ہیں جوے کے واسطے شہدے
ہوسے آپ کون ہیں کہاں جاتے ہیں تشکیل ہنس پڑا کہا تجھے کیا تیا میں شہدے سے کہا میں

نہ جاؤ گے تو بہت خراب ہوگے شکیل کو غصہ آیا چاہا ایک مکا ماروں ایسی کہ ٹوٹ جائے شہد اچھا پوچھو کو
اسقدر گھبرا ہوا کہا بیباک چل مارون سزا دے جاؤ دون یہ شاہزادہ مہرخ کا بیٹا ہے کات مل کا بیٹا کبھی گوش زد
ہوئے تھے قہقہے پیہم ہنسنے والا شہد نے ہاتھ بڑھایا کہ کان پکڑ کے اینٹھ دون اور کہا اپنے بیگانے کو پہچانتا
نہیں اب جو شکیل کی نگاہ پڑی آنکھوں سے پہچانا خواجہ عمرو ہیں شکیل لپٹ گیا کہا حضور معاف فرمائیے گا
آپ کے نعرے قیامت کے ہیں خدا کی عنایت سے خیمے بارگاہ میں موجود ہیں آپ اسطرح دو کان
میں حلوائی کی پڑے ہوئے ہیں عمرو نے کہا اے شکیل چپ رہ تمام عالم پر دشمن افراسیاب ہے اگر
اسطرح بسر نہ کروں تو اب تک جان نہ بچتی شکیل نے کہا حضور برائے خبر ملکہ محمور جاتا ہوں ملکہ مہرخ سو
کا کلکشا نے خبر دی کہ ابھی ایک شعلہ وہاں بھڑکا فرمایا کہ جائے خبر لو یہ سنکر عمرو گھبرا گیا شکیل کے ساتھ
ہو لیا بارگاہ محمور پر آکے دیکھا چلے تو باعث خرابی یہ ہی کہ سب کنیزیں دروازے پر بیہوش پڑی ہیں
عمرو نے کہا اے شکیل غضب ہوا محمور کو کوئی لے گیا شکیل نے پڑھکر باران سحر برسایا کنیزیں بیدار
ہوئیں اندر بارگاہ کے آکر دیکھا پلنگ خالی پڑا ہوا ہے یہ بارگاہ شکست چند دانے اش کے پڑے ہوئے
ہیں عمرو نے چہار جانب دیکھا کہا یہ عیاری ہی کا کام نہیں ہے کوئی ساحر لے گیا جاؤ تم لشکر میں ٹھہرو میں
پڑھکر خبر لیتا ہوں شکیل نے کہا کیونکر ممکن ہے کہ میں حضور کو یکہ و تنہا جانے دوں میں بھی ساتھ چلونگا
عمرو نے کہا اچھا الگ الگ آؤ شکیل پر پرواز پیدا کرکے اڑتا ہوا چلا خواجہ عمرو نے جلدی میں صورت
بدل طرف صحرا کے چلے لیکن ارچنگ جادو ملکہ محمور کو بغل میں دبائے ہوئے طرف صحرا کے چلا لشکر
اسلام میں غل ہوا کہ کال پڑا کیا جاہ و جلال سرداران لشکر کا دیکھا دل سے کہتا ہوا ایسا نہو سردار میرا
پیچھا کریں میں یکہ و تنہا وہاں لاکھوں ساحر ہیں سب زبردست بے مثل ہیں تدبیر میں ایک ساحر جو آ گئے
مقابلہ نہ کر سکونگا بلکہ فوج ساتھ ہے یہ اس خیال میں چہار جانب دیکھتا ہوا جاتا ہے صبح ہو گئی
ہو چکی پیر اعظم بلند ہوا دور سے دیکھا ایک بارگاہ صحرا میں استادہ ہے ہزار ہا جادوگر استادہ ہیں
قضائے کار ارچنگ کا بھائی خرچنگ جادو وہ سے شکار کے صحرا میں آیا تھا ارچنگ اپنے بھائی کو
ارچنگ نے پہچانا یہ دیر ہے بھائی آسمان سے اتر آیا خرچنگ کو خبر ہوئی آپ کے بھائی صاحب
آئے ہیں بارگاہ سے نکل آیا جھک کر سلام کیا کہا بھائی صاحب خیر تو ہے ارچنگ نے کہا ای برادر
میں لشکر طلسم کشا میں گیا تھا محمور کو گرفتار کرکے لایا ہوں یہ معشوقہ شہنشاہ ہے شاہ کو بہ تقریر

پایا بر اسے خیر خواہی آیا اسکو گرفتار کیا لیکن یقین کامل ہی سرداران اسلام میری تلاش مین چلے ہون
تمھارا لشکر دیکھکر مین ٹھہر گیا جلد لشکر تیار کرو اس دشمن شہنشاہ کو لے کے بے پروا ہو باغ سیب مین
لے چلو بے حد انعام و اکرام لیگا خرچنگ نے کہا ٹھہر جاؤ چہرے پر تمھارے اداسی معلوم ہوتی ہی
ایک دو جام شراب کے پیو ہوش و حواس درست کرو سرداران اسلام کی کیا لیاقت ہی اگر آجائین تو
جلا کر خاک کر دون انکی کیا حقیقت ہی بجال کو بھائی نے تسکین دی مخمور کو لا کر بارگاہ مین بٹھایا
آپ دونکی پر خرچنگ ایک جانب ملکہ مخمور کی آنکھ کھلی اپنے کو مسلسل و مطوق پایا سامنے ارچنگ
و خرچنگ دونون نامرد شراب پی رہے ہین ارچنگ نے جو دیکھا ملکہ مخمور کی آنکھ کھلی پکار کر آواز دی
کیون مخمور بد دوست نے جو کہا تھا وہی کیا تجکو گرفتار کر لایا اب خدمت شہنشاہ مین لیے چلتا ہون
میری راے پر کام کر دین چلکر قدمون پر گروا دونگا ورنہ افراسیاب آتش قہر و غضب مین پھونک دیگا
مخمور کی زبان مین سوزن تھا ضبط کرکے اشارہ کیا او نامرد مکر سے گرفتار کرکے لایا ہے ناز کرتا ہی
زبان سے سوزن نکلی اسے تو مزہ دکھا دون ارچنگ نے کہا اب سوزن زبان سے شہنشاہ نکالینگے
معلوم ہوا قضا دامنگیر ہی وہان تمھارے قتل کی تدبیر ہی مخمور نے کچھ جواب نہ دیا عالم یاس مین سر کو
جھکا لیا خرچنگ نے لشکر کی تیاری کا حکم دیا لیکن یہ بھی کہتا جاتا ہی ای برادر ارچنگ جلدی کیا ہی
پہر دو پہر مین چلینگے قیدی ہمارے قبضے مین ہی پھر کیا خوف ہی ارچنگ کہتا ہی بھائی میرا دل کانپ
رہا ہی اسکے مددگار آتے ہونگے انکے حمایتی بہت ہین خرچنگ نے کہا کیا خوف ہی ہم کیا کسی سے پایہ
کمی کا رکھتے ہین یہ باتین ہو رہی تھین کہ لشکر مین غل ہوا ملکہ صرصر شمشیر زن آتی ہین ارچنگ
نے کہا ای برادر شہنشاہ نے مجکو روانہ تو کر دیا تھا لیکن بیقرار تھے حمایتی کو بھیجا ہوگا جلد بڑھکر پکار
کے کہو کہ ای ملکہ صرصر ارچنگ جادو یہان موجود ہین ملکہ مخمور کو گرفتار کرکے لائے ہین لوگون نے
آواز دی ملکہ صرصر لشکر مین آئین جسکی نگاہ پڑی جمال جہانتاب صرصر دیکھکر عاشق ہو گیا بانکی وضع
طرار فراز سایہ سے بنے رم کرتی ہوئی زلفین چہرے پر بل کر رہی ہین خنجر کمر مین شگنائین لگاتی
ہوئی چلی آتی ہی سردار حیران حیرات جمال جہانتاب صرصر شمشیر زن دیکھتے تھے صرصر شمشیر زن نے کہا
تم دیکھنے والون کے دیدے پھوٹین گھٹنے ٹوٹین اندھے ہو جاؤ ٹوٹتے پھر دیکھے کمبخت نگاہین
ڈالتے ہین میرا دل دھڑکتا ہی دیکھو بندہ ایسا ہو گیا نظرین انکی کھائے جاتی ہین ان کلمات کو

سنگ پیر ایک نے کلیجہ پر ہاتھ رکھ لیا کہا ملکہ سلامت رہو صرصر نے کہا تم سب مردوہم تمہاری بھتی
کہاں ہیں تمہارے پھول اٹھائیں کوئی بلائیں لیتا ہو کوئی تن حسن وجمال کی دعائیں دیتا ہو صرصر
آوازے سب پر پھبکتی ہوئی پردہ اٹھا کے بارگاہ میں آئی دیکھا ملکہ مخمور رگ جان بحر میں مسلسل و
مطوق زبان میں سوزن ارچنگ و خرچنگ شراب پی رہے ہیں ارچنگ نے کہا ای صرصر کیونکر
آنے کا اتفاق ہوا صرصر نے پوچھا تم بتاؤ شہنشاہ سے کیا کہکے آئے تھے مخمور کو راضی بھی کیا
ارچنگ نے کہا اس آہوے وحشی کا رام ہونا دشوار ہی اسکو تو شہنشاہ کے نام سے نفرت ہو کر
سے شہنشاہ سے لعن وطعن کرتی ہو مسلمانوں کے نام پہ مرتی ہو لیکن میں گرفتار کر لایا اب شہنشاہ
کو اختیار ہی خواہ قتل کریں خواہ بخشیں ملکہ صرصر نے کہا میاں ارچنگ یہ انکے نخرے غمزے ہیں
جب عاشق کو دیکھینگی بھول جائینگی ہمارے بھاے سامنے انکار ہی جس وقت شہنشاہ فرماینگے
تمکو نائب طلسم ہوشربا کیا اپنے ہوش میں نہ رہینگی قدموں پر گر پڑینگی یہ کہکے ارچنگ جادوے
جنگی لی کہا کیوں جی تمنے بڑا غضب کیا لشکر اہل اسلام میں گھس پڑے بڑے بڑے وہاں جلاد
موجود ہیں اگر تم کو قتل کر ڈالتے میں کدھر کی ہوتی جسوقت سے میں نے سنا میاں ارچنگ گئے
ہیں گھبرا کر لشکر مسلمانان میں گئی جنگل جنگل ڈھونڈھتی پھرتی ہوں ایک ایک سے پوچھتی پھرتی تھی
ہمارے شہنشاہ کے مصاحب کو تو نہیں دیکھا یہاں جب آئی تب قلب نے تسکین پائی شکر ہی
سامری وجمشید کا کہ تمکو خیر و عافیت سے دیکھا ان باتوں کو سنکر ارچنگ مر گیا سمجھا کہ صرصر مجھپر
عاشق ہی کہا بی صرصر میرا کوئی کیا کر سکتا تھا کسی کی کیا مجال ہی کہ مجھ سے آنکھ ملاسکے گئی سواروں
نے گھیرا سب سے ڈھیر کے نکلا بی مخمور کو نہ چھوڑا یہاں تک کشاں کشاں لایا اب یہاں صحبت
میں بیٹھو دو چار جام شراب نوش کرو یہ بارگاہ ہمارے بھائی کی ہی شام کو چلینگے گرمی کی
فصل ہی لو ندچل رہی ہی صرصر نے مسکرا کر کہا ہم تم ایسے ہی خیمہ میں آرام کرینگے اس شرط پر کہ ٹھہرتے
ہیں خس کی ٹٹیوں میں تکیہ ہو جائے گا تنہائی میں ہم تم کچھ صلاح بھی کرینگے اب تو ارچنگ آپے
میں نہ رہا جلدی اپنے مقام سے اٹھا کہا میں جا کر خیمے استادہ کراتا ہوں سب طرح کا سامان مہیا ہوگا
جب ارچنگ گیا وہاں جا کر خیمے استادہ کرانے لگا گلدستے چنے چھپر کھٹ آراستہ کیا اسباب مجلس نشاط و
مہیا ہوا جب ارچنگ محفل سے جا چکا تب صرصر طرف خرچنگ کے متوجہ ہوئی کہا کیوں صاحب

یہ تمھارے چھوٹے بھائی ہین کہ بڑے خرچنگ نے کہا یہ ہمارا چھوٹا بھائی ہی صرصر نے مسکرا کر کہا صاحب
تم انکی عزت بڑھاتے ہو اپنا بھائی بناتے ہو تم شاہزادے معلوم ہوتے ہو انکی صورت پر تو صاف
ظاہر ہی کوئی لونڈی باندی گھر مین ہوگی والد آپ کے اُس سے مخاطب ہوتے ہونگے انکے بطن سے ہین
تمھاری چاند سی صورت انکی کچھ حرکتین بھی خلاف ہین آج تو آپ کو دیکھکر دل بحال ہو گیا خرچنگ نے
کہا ملکہ اپنے گھر کی بات کیا کہین بس یہی کافی ہی کہ ہمارا بھائی ہی صرصر نے کہا آپ بڑے جلیل ہین دربار
مین شہنشاہ کے چلیے شہنشاہ کا یہ دستور ہی کہ خوبصورت جوانون کو بہت پسند کرتے ہین چلتے ہی
تمکو مصاحبون مین درج فرماینگے تمھارا بڑا مرتبہ بڑھ جائینگے صاحب تمنے سنا ہوگا ایک وزیر کم ہو گیا
یعنی باغبان قدرت شریک مسلمانان ہوا شہنشاہ نے مجھ سے فرمایا تھا اے صرصر تم بڑی
جوہر شناس ہو ہمارے واسطے باغبان سے بہتر وزیر ڈھونڈھکر لاؤ مین مہینون سے تلاش
کرتی تھی کوئی نگاہ مین نہ جچا آج البتہ تمکو دیکھکر خیال گیا کہ شہنشاہ بہت پسند فرماینگے مجھ سے بھی
خوش ہونگے عرض کرونگی جیسا کہ وزیر آپ چاہتے تھے ویسا ہی لائی بلکہ ایک کام کرو تجمور کو بھی
تمھین سے چاہے میان خرچنگ سے کچھ غرہ کردو ولیکن ہمکو نہ فراموش کرنا کہ وزیر بن بیٹھو ہماری بات
بھی نہ پوچھو ہمکو بڑا قلق ہو گا کیسا کہون جس وقت سے تمکو دیکھا نگوڑا دل تڑپا جاتا ہی کوئی اس دل
خانہ خراب سے پوچھے ارے کمبخت اس کو پھسل گیا تم شاہزادے ہین بیچاری تین روپیہ کی عیار بھی
بھلا مجھے کاہے کو قبول فرمائیے گا خرچنگ کے بند قبا ٹوٹنے لگے مژدہ وزارت سنکر جھومنے لگا صرصر
نے جو لگاوٹین ڈالین ٹھنڈی سانسین بھرین محبت آمیز باتین کہین خرچنگ گڑگڑانے لگا کہا ملکہ
صرصر مین تو غلام ہون صرصر نے کہا غلام کی جان کو آگ لگے پہلے یہ بتلاؤ نگاہ ملتے ہی تمنے کیا کر دیا
کیا کہون میرا دل کیا چاہتا ہی کچھ زبان سے نکل نہین سکتا دل ہی میرے اٹھاتا ہی مگر تمھارے بھائی
صاحب مجکو دیکھکر بہت بلبلاتے ہین فرما گئے ہین کہ مین خیمہ استادہ کراتا ہون آج دوپہر کو یہین رہو
مین نے ہر چند کہا اپنا منہ تو بنواؤ تجمور کو جو گرفتار کرکے لائے ہین اپنے ہوش مین نہین ہین دو
صاحب مین صاف کہون چاہو مجکو بعزت کہو میری تو تیری جان جاتی ہی خرچنگ نے کہا مین
تابعدار ہون اس لونڈی بچے کی کیا حقیقت ہی ہمارا ہاتھ لگا سکتا ہی کہا صاحب وہ بڑے زبردست
ہین مجھ سے کہتے تھے صاحب میرا کہنا نہ مانوگی تو مین سحر کرونگا دیوانہ بنا دونگا صاحب مین جادوگر

ڈرتی ہوں کوئی سحر ہی پڑھیں تو میں کیا کروں خرچنگ نے کہا نالائق کا سر توڑتا ہوں وہ کیا موہنی
پڑھیگا آنے تو دو نالائق کو ہمارے سامنے سحر کیا کر سکتا ہی کہا صاحب جو کچھ کرنا سمجھ کر کرنا ایسا نہو وہ
نگوڑا لونڈی بچہ تم پر سحر کرے نگوڑا قصائی کا کتا ہی ایسا نہو تمھارے لیے کچھ خرابی ہو میں کدھر کو کی
نہ ہونگی مجھے تو ہر طرح مشکل ہی مگر کیا کروں دل پر جو گذری ضبط نہو سکا تمسے کہدیا میں تمسے بطرح
راضی ہوں یہانسے بھاگ چلو لیکن یہ لونڈی بچہ پیچھا کریگا مجھکو تمکو ڈھونڈھیگا وہ آویں انکو سمجھو بیت
سمجھا دو کہ مجھکو عہدۂ وزارت ملا ہی میرے سقہ سر میں دخل نہ دو صرصر کو ہاتھ نہ لگانا ذرا جی صاف صاف
کہدو کہ ہماری بی بی ہی میں کیوں چھپاؤں میں کیا کسی کی لونڈی باندی ہوں افراسیاب بھی کچھ
مرا میں یا سُبرا میں میں اُسسے بھی نہیں ڈرتی نوکری پیشہ ہوں جی چاہا کی جی چاہا نکی یہ بیچارہ کس
قطار میں کس شمار میں ہیں میں سر پار رکھہ دونگی یہاں خرچنگ سے راضی ہوں میرے مزاج میں
کسی کو کیا دخل ہی خرچنگ نے کہا ملکہ نہ گھبراؤ اس لونڈی بچے کو آنے دو میں کچھ نہ سمجھا دونگا یہ
کہکے مصاحبوں کی جانب پلٹا کہا صاحبو تمنے سنا میاں ارچنگ جو مجھے ڈرائیں تم لوگ چہار طرف سے
ٹوٹ پڑنا سحر کرنے دینا مخمور کو ہم لیکر خدمت میں شاہ کی چلیں گے ہمیں عہدۂ وزارت ملیگا تم
سبکو عہدہ ہائے جلیل دونگا سبھوں نے کہا حضور انکی کیا حقیقت ہی آپکا بھائی جانکر ہمنے بارگاہ میں
آنے دیا ابھی کہیے گردن میں ہاتھ دیکر باہر نکال دیں خرچنگ نے کہا آنے تو دو نامحرم عورت پر
ہاتھ ڈالنے کا ارادہ کرتے ہیں وہ ہمسے راضی ہی انکو کیا دخل یہ باتیں ہوتی تھیں کہ میاں ارچنگ خیمہ آراستہ کرکے
ہنستے ہوئے آئے آتے ہی پکارا بی صرصر ذرا یہاں آنا تمسے کچھ کہنا ہی صرصر نے کچھ جواب نہ دیا خرچنگ نے
کہا بھائی یہاں آؤ اک بات تو سنو صرصر کو وہاں کہاں بلاتے ہو ہوا کا دہان کیا کام ہی ارچنگ نے
کہا بھائی صاحب تمھیں کیا دخل ہی میں تنہائی میں اُنسے کچھ کہونگا خرچنگ نے کہا بات تو سنو ارچنگ
خوشی خوشی سامنے آیا کہا بھائی صاحب تمھیں نہیں معلوم میں تنہائی میں صرصر سے کچھ باتیں کرونگا
خرچنگ نے کہا تمھیں نہیں معلوم ہمارے پاس نامہ شاہنشاہ کا آگیا ہی ہمکو عہدۂ وزارت ملا تمکو
شاہنشاہ نے موقوف کیا تم جاکر گھر میں مہر و شب کو اگر تمسے سب کیفیت مفصل بیان کرینگے
سب حال تمپر ظاہر ہو جائیگا اسوقت اسی میں بہتر ہی کہ چپکے یہاں سے چلے جاؤ تکرار نہ بڑھاؤ ارچنگ
نے کہا تم مخمور کے بچانے والے کون ہو میں رات بھر لشکر سلطان میں رہا ابھی جان بچائی تم ایسی

باتین کرتے ہو کیسا نامہ کیسا پیام وزارت کیسی مین مشیر شہنشاہ عالیجاہ ہون ابھی جو مین شہنشاہ
سے کہدون طلسم ہوش ربا سے نکلوا دیے جاؤ میری وجہ سے پوچھے جاتے ہو اسوقت کچھ شراب کا
نشہ زیادہ ہو گیا خرچنگ نے کہا ابے کچھ تیری شامت آئی ہی وزیر شاہنشاہ سے زبان لڑاتا ہی
ابھی گردن مین ہاتھ دلوا دونگا ارجنگ نے کہا مین مصاحب شاہنشاہ ہون ارے جوتیون کے
سر توڑ دونگا میٹے بیٹے تجھے کیا ہو گیا ہی کیون بلبلاتا ہی صرصر میری معشوقہ مجھسے اُسنے وعدہ
کیا مین سامان مہیا کرکے آیا ہون مخمور کی قید مین بیجاؤنگا تم ایسے لشکر مین جاتے ایسی جوتیان پڑتین
کہ سر مین ایک بال نہ رہتا مدت گئے تُرے جوڑے جان لشکر اسلام کو گرفتار کرلائے صرف گھڑی بھر کو
یہان ٹھہر گیا فوج کے بھروسے پر یہ باتین کرتا ہی وزارت تم ایسے گدھون کو ملیگی خرچنگ تیغہ پکڑکے
اٹھا صرصر سر جھکائے بیٹھی ہی کچھ نہین بولتین خرچنگ تیغہ کھینچکر جو اٹھا ارجنگ نے گرز نکالا
کہا کھینچکر مارون کہ سر پھٹ جائے ہمارے سامنے تیغہ کھینچتا ہی خرچنگ نے دیکھا کہ یہ ساحر زبردست ہی
گرز اسکا چلا تو غضب ہوجائیگا سردارون کو آواز دی کہ لینا اس نالائق کو جبتک ارجنگ سحر پڑھے
چالیس پچاس ساحر چار جانب سے ٹوٹ پڑے ایک ہاتھ مین چار چار لپٹ گئے دس پانچ نے منہ پر
ہاتھ رکھدیا کہ سحر نہ کرنے پائے خرچنگ نے دیکھا کہ ساحرون نے اُسکو پکڑا تڑپ رہا ہی ایسا نہو نکل جائے
جلدی مین ہاتھ تلوار کا مارا ارجنگ سحر نہ کرسکا سر کٹ کر بھیجا کا زمین پر گرا اندھیرا چھا گیا زمین کانپی
آواز آئی کشتی مرا نام مین ارجنگ جادو بود خرچنگ نے کہا لاشہ اس بھیجا کا پھینکدو صرصر تمکو
ہاتھون سے لپٹ گئی کہا صاحب کیا کہنا کیا ہاتھ مارا ایک ہی ہاتھ مین سر گاوُدے کا اڑ گیا مگر تمہاری
جرأت کے صدقے تلوار سے خون پونچھو ذری سا خون چکھ لو ایسا نہو خون اس خود سر کا سر پر سوار
ہو مگر میان مین تمہارے غصے سے اسوقت ڈر گئی بڑے خوفی جنونی ہو مین کبھی تھی باتون مین
سمجھا دوگے تمنے مار ہی ڈالا خرچنگ نے کہا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان یہ کیا بچا
تھا لاکھون سے مین لڑا ہون جسوقت مجھکو عہدہ وزارت ملیگا ایک ہی دن مین سب مسلمانون کا
خاتمہ کردونگا عیاران وغیرہ مجھسے کیا مقابلہ کرینگے کیا سحر کرسکینگے لیکن اسوقت تیری محبت نے
بیقرار کیا اب آرام سے بیٹھو قید ملکہ مخمور لیکر چلینگے صرصر نے کہا صاحب ہمین تو اب عمر بھر چین
ملا غنچہ سربستۂ آرزو کھلا نظم

بیٹھو رہتے نہ ملی ایسی کوئی جا دلچسپ — نہ لگا جی کہ نہ تھا سبزۂ صحرا دلچسپ
تنگ آئے ہین بہت خاطر برہم سے ہم — ساقیا دے کوئی پیمانۂ صہبا دلچسپ
مر گئے آہ و فغان اور وہان سے آگے — نظر آیا نہ گر عرش معلّے دلچسپ
جاے آرام زمین کو تو نہ پایا افسوس — ہان مگر سنتے ہین ہے عالم بالا دلچسپ
کچھ تسلی نہوئی گلشن ایجاد سے آہ — ڈھونڈھیے اور ہی مسکن کوئی اچھا دلچسپ
ہین تری چشم فسون خیز سے نسبت کیا دون — آنکھ رکھتی نہین کچھ نرگس شہلا دلچسپ
دام گیسوے تمنا سے رہائی ہے خطا — ہے دلاویز بلا وہ مجھے سودا دلچسپ
سر سے پا تک نظر آتا ہے ہر اک شعلۂ نور — کیا بنائے ہین خدا نے ترے اعضا دلچسپ
جابجا مسکن یاران فنا دوست ملا — نظر آتا ہے عدم کا مجھے رستا دلچسپ
کر دیا محفل خاموش نے افسردہ مزاج — ساقیا اُٹھ گئے دور سے مے مینا دلچسپ
لطف بوندون مین پسینے کی جو ہے عارض پر — اسطرح سے ہے کہان عقد ثریا دلچسپ
اس جفا کے بھی تصدق کہ تسلی بخشے — ظلم بھی ہو تو کوئی اے ستم آرا دلچسپ
کم پریشانی خاطر نہوئی صد افسوس — تھا اُٹھا داغ درون سے کوئی شعلہ دلچسپ
ہوس سیر چمن کا ہے بیان کسکو دماغ — کیا نہین خانۂ زنجیر ہمارا دلچسپ
جان جاتی ہے ترے عاشق شیدائی کی — کسقدر ہے تری زنجیر مطلّا دلچسپ
جاے دل سینے مین آئینہ نے رکھا اُسکو — بسکہ تھا پارۂ عکس رخ زیبا دلچسپ
جابجا ہین مے گلرنگ کے چھینٹے زاہد — خوب ہے آج تو ہے رنگ مصلّا دلچسپ
نقش دل مانی و بہزاد نے اُسکو سمجھا — کسقدر تھا تری تصویر کا نقشا دلچسپ
حیرت سے نقشۂ تصویر ہزارون دیکھے — ڈالتے آنکھ نہ پایا کوئی اتنا دلچسپ
سرگذشت اپنی سنا رو نہ اسی طرح نسیم — کہ نہین اس سے زیادہ کوئی قصا دلچسپ

یہ اشعار آبدار معشوقہ کا عذار سے جو اپنی رنگین بیانی سے پڑھے خرچنگ شکل گدھے کے پھول گیا دست درازی کرنے لگا صرصر نے اُٹھا ہاتھ مارا کہا نگوڑے کچھ دیوانہ ہوا ہے الگ رہ اپنے ہوش سے باہر ہو بس جاؤ چلتے پھرتے نظر آؤ تو قدرت لات و منات

کی ہم ہنر مرتے ہین نگوڑا فضول بھول پڑا تا چند دل اپنی صورت تو بناؤ ہوش مین آؤ تو ہم پر بھی
دست اندازی کرتے ہین ابھی جا کر شاہنشاہ کو خبر کر دونگی مشکین باندھی جائینگی منڈیان کسی جائینگی
بھاری بھروا بنیا پکڑی جائیگی میری باہوش کو بھی خبر نہ ہوگی تمنے بھائی کو کیون مار ڈالا تمسے تو ڈرنا
چاہیے یہ بات مجھکو نہ بھائی تیری محبت مین بڑی رسوائی ہے لیکن کیا کرون دل خانہ خراب نہین مانتا
جلسہ آراستہ کر گھڑی دو گھڑی میٹھی باتین کرین اور باتین بھی ہوجائینگی کیا اسی بات کا ہنسو کا ہے
ہنسنا بولنا بڑی بات ہے اسے نگوڑے تجھے محبت نہین تجھی شیطان کو تجھے چڑھکر پکارتا ہے مجھے تیری
آنکھون سے بھول آتا ہے تو چوتھے دن چھوڑ دیگا مین بدنام ہو جاؤنگی خرچنگ ہاتھ باندھنے لگا
کہا ملکہ عمر بھر مین بنا ہونگا کبھی گردن تابی نہ کرونگا صرصر نے کہا صاحب نہین ابھی تو تم سیدھے ہوگے
جب عہدۂ وزارت ملیگا تب آپے سے باہر ہو جاؤگے ہمسے آنکھ نہ ملاؤگے مین صاف کہون وزارت
کے لائق ہو ساحرون مین فائق ہو شاہنشاہ بہت عزیز رکھینگے دم بھر ساتھ نہ چھوڑینگے خرچنگ
ان باتون کو سنکر پھولا نا ہو مقام صدر پر آگ بیٹھا ملکہ صرصر کرسی پر جلوہ فرما ہوئین ساقی بچے سے
کہا کباب و شراب لاؤ مخمور سامنے بیٹھی یہ سب معاملے دیکھ رہی ہے حیران ہے خداوندا کس بلا مین
پھنسی گرفتار کرکے وہ بیچارا لایا اب اس گدھے کا قبضہ ہوا لیکن آج صرصر کیسی باتین کرتی ہے اسکی
تو عفت و عصمت مشہور ہے شاید ہمارے استاد نامدار تو نہین آپہونچے اے مخمور یہ تو ناممکن ہے کہ
کوئی ہماری فکر نہ کرے ضرور خواجہ عمرو چلے ہونگے استاد نامدار کو بھی ضرور خبر ہوئی ہوگی ہمارے
شہریار کو کیونکر گوارا ہوگا ضرور عیارون کو حکم ہوا ہوگا عیار تلاش کرتے ہونگے سردار چلے
ہونگے ضرور ہمکو ڈھونڈھتے ہونگے صرصر کا حال کیونکر کھلے آج اسکی باتون نے بہت بیچین کیا
عورت کو اسقدر چھچھورا پن نہ چاہیے یا عاشق ہوئی ہے نگوڑا بیچارا کیا ہے عمرو ہمسر بنا ہے کاٹنے مین کامل
عیاری مین بے مثل کیونکر اس بیچارے کی جانب متوجہ ہوئی اے مخمور زمین شق ہو مین سما جاؤن ان
جھگڑون کو اپنی آنکھ سے نہ دیکھون اگر خدانخواستہ یہ خبر شاہزادہ نور الدہر کو پہونچی کیسے بیتاب
ہونگے یقین ہے دشمن اپنے کو ہلاک کرین دیکھیے اب بیچارے رہائی کیونکر ہو اگر خدانخواستہ افراسیاب
کے سامنے پہونچگئی فوراً قتل کریگا ہم لوگون سے جلا ہوا ہے ایسے خیالات مین آنکھون سے اشک
حسرت جاری ہوے روتے روتے ہچکی لگ گئی لیکن صرصر شمشیر زن باتین کرتے کرتے ترق ملکہ

محمور کے متوجہ ہوئی کہا بی بی نہین کیا مسطور ہے شاہنشاہ سے دشمنی کرنا سراسر عقل کا قصور ہے ہمارے
میان خرچنگ وزیراعظم جلکر تمہاری خطا معاف کرا دینگے اب ضد نہ کرنا جان کا خوف نہ کرو اِنکے
سبب سے شہنشاہ کچھ نہ کہہ سکینگے باغیون کی محبت مین تمکو کیا ملا خیر جو گذرا سو گذرا اب راہ پر آؤ
سامری و جمشید کو سجدہ کرو یہ سنکر ملکہ محمور کو بہت ناگوار ہوا زبان مین لکنت ضبط کرکے جواب
دیا او صرصر کمبخت تیری شامت آئی ہے کسی کو وزیر کسی کو بادشاہ بناتی ہو ہمارے طریقے سے تو بخوبی
آگاہ ہے ہم سے کلام نہ کر اگر تیرا اختیار ہے جلاد کو بلا ورنہ ہمین جہان جی چاہے وہان لیچل ہم سوال و
جواب کرینگے سامری و جمشید پر لعنت کرچکے اب اُنکو کیا سجدہ کرینگے صرصر نے کہا آپکی قضا آئی
ہے افراسیاب ضرور قتل کریگا ملکہ محمور نے جواب دیا تم نہ ہمکو بچا تا تمسے کوئی فریاد نہ کریگا بس
صرصر سمجھ لیگا اُسی کہا بی بی محمور سے زبان لڑائی ہوا ابھی ہم تمکو قتل کرینگے خرچنگ نے منع بھی
کیا ملکہ بیٹھو شراب پیو ہم قتل کرینگے یا سامنے شاہنشاہ کے لیجائینگے صرصر جھپک کر سامنے ملکہ
محمور کے آئی بائین آنکھ کا تل دکھایا ملکہ محمور نے خواجہ عمرو کو پہچانا تل گل سے شگفتہ ہوگئی
عمرو نے اشارہ کیا زہر کر نکلجاؤ گی اس بیچیا کو قتل کرسکو گی زبان سے سوزن نکالون ملکہ
محمور نے اشارے سے جواب دیا آپ کا اقبال قتل کریگا اس ملعونہ کی کیا حقیقت ہے بس
اُسی وقت صرصر نقلی بنے خواجہ عمرو نے قتل کرنیکے حیلے سے سوزن زبان سے ملکہ محمور کے
نکال دیا اور نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

گزان استاد عیاران عالم | سراپا دانش و عقل مجسم | بہ باغ دین زکرش آبیاری
جہان سر ہنگ خنجر گذاری | بہر کشور بلائے جان کفار | عمرو آن شاہ عیاران عیار

خرچنگ گھبرایا کہ یہ کیا قیامت برپا ہوئی سوزن نکلتے ہی ملکہ محمور تڑپکر اُٹھی خرچنگ نے
آواز دی لینا گنہگار جانے نپاوے سارباں زادے نے بڑا مکر کیا میرے بھائی کو میرے
ہاتھ سے قتل کرایا بارہ ہزار ساحران خدار ملکہ محمور نا دار پر دوڑ پڑے ہر طرف سے
سحر ہونے لگے خواجہ عمرو تو لوٹنے مین اسباب محفل کے مصروف ہوے جو گڑے پیچوان
عطردان پاندان خاصدان محفل کے سب اُٹھا لیے مگر محمور نے دیکھا بارہ ہزار ساحر دولت
کا بلوہ ہوا ہر سمت سے صدائے بگیر و ببند بلند ہوئی محمور جلوۂ عام مین اُڑ رہی ہے جسکو

دانہ یاقوت احمر کا مارا وہ زرد ہو کر خون منھ سے اگلنے لگا جسم مثل سرو چراغان جلنے لگا کبھی زیور سے سحر
کرتی ہی انگوٹھیان اتار کر پھینک دین کسی کا سر پھٹا کسی کا ہاتھ ٹوٹا کسی پر برق بنکر گری کشت
حیات کو اسکے جلایا خرچنگ جادو سحر ملکہ مخمور کو دیکھکر گھبرایا ان لکھون مین یکہ و تنہا یہ لڑکی ہی بارہ
ہزار ساحرون کی کیا حقیقت جانتی ہی دم بھر مین بارہ ہزار کو رومال لیا افسرین فوج کو تاک تاک
کے مارنا شروع کیا جب افسر کو قتل کیا فوج کے پیر اکھڑے خرچنگ ترغیب دے رہا ہی اسے یارو
اسکو گرفتار کرو ساحر ہر مرتبہ بلوہ کرتے ہین مخمور نے ستھراو کر دیا دریا خون کا بہا دیا خواجہ عمرو
کبھی گلیم اتار کر لشکر ساحران پر جا پڑتے ہین جادوگر کی صورت بنائی جس کسی ساحرہ کو تاکا
کہ زیور پہنے ہوے لڑ رہی ہی خواجہ نے اسکو للکارا اسنے گرز اٹھایا چاہا سحر کرے خواجہ نے تیغ کھینچ
مارا وہ بھی تیغ سحر ہی اسم عمرو پڑھکر ہاتھ مارا تیغ ٹوٹا چند قطرے پانی کے نکلے چھینٹین اسکے منھ پر
پڑین بیہوش ہوکے زمین پر گری عمرو نے قریب آکے خنجر مارا اسکا خاتمہ ہوا عمرو نے زیور و لباس
اتار لیا ننگ خاندان کو برہنہ کرکے ڈالدیا پھر بھاگ کر گلیم اوڑھ لی اسطرح کئی ساحرون کو مارا
قتل کرنے کے علاوہ مال لوٹنے کی بڑی خوشی ہی کسی ساحر کی پگڑی اتار لی مردون کی کمرین
ٹٹولتے پھرتے ہین ہر چند مخمور چاہتی ہی خرچنگ کو بڑھکر مارون نامرد کو للکارون لیکن وہ
دور سے سحر کرتا ہی قریب ملکہ مخمور نہین آتا غل مچاتا ہی یارو تم کیسے نامرد ہو ایک عورت کو
نہین پکڑ سکتے بعضے گستاخ جواب دیتے ہین حضور آپ سے زیادہ ہم ہنین ہین ذرا آگے تو بڑھیے
مقابلہ کیجیے ہم بھی حاضر ہین آپ کے حالات کے ناظر ہین دور سے سحر کرتے ہین قریب جانا مناسب
نہین ایسی شیر زن سے مقابلہ آسان ہی دم بھر مین ہزارون کو مارا زمین کانپ رہی ہی سب
کو مار کر نکل جائیگی بہتر یہ ہی بھاگ چلیے خوب معشوقہ صرصر کو بنایا کیا ہوا بادمی اب آندھی
سحر کی اٹھی ہی صرصر کو بلایے جان بچایے یہ سنکر خرچنگ جھلاتا ہی کہتا ہی یارو ہمنے تمکو کسدن
کے واسطے نوکر رکھا تھا آگے بڑھو سحر کرو جھوٹے بکتے مخمور کو ہمارے سامنے لاؤ سخن بے
پن کی باتین نہ بناؤ ہمکو بہت ناگوار ہوتا ہی ہمین شرم آتی ہی عورت کو کیا گرفتار کرین ساحر
ہنستے ہین صفون مین غلغلہ ہی داورے عمرو تیرا کیا کہنا خوب میان خرچنگ کو گدھا
بنایا بھائی کو انکے پہلے قتل کرایا خوب رنگ جمایا اب خوشی تھی کہ وصل حاصل کرینگا عشق

مین جو بلا نازل ہوئی عمرو نے ملکہ مخمور کو خوب ڈرایا اب جان بچانا مشکل ہو بقول شاعر رباعی

ہر لحظہ جو ناامید تر ہوتا ہون
قسمت کے لکھے کو رات دن روتا ہون
بے فائدہ رو رو کے مین جی کھوتا ہون
قسمت مین شب و روز لکھا ہی رونا

اب بیان خرچنگ ستمگین تقدیر کے تکلے کو روکین قضائے کار

مخمور مصروف جنگ ہی اور ساحرون کا بلوہ ہزارون کو کیونکر قتل کرے تا بہ خرچنگ کیونکر پہونچے
کہ ناگاہ یک آسمان پر برق چمکی شاہزادہ شکیل جادو تلاش مین ملکہ مخمور کے چلا تھا صحرا مین
ڈھونڈھتا پھرتا تھا کان مین آواز ساحرون کے مرنے کی آئی طرف صحرا کے متوجہ ہوا دیکھا مخمور
لڑ رہی ہی ہزارون ساحرون نے گھیرا ہی خواجہ عمرو کے بھی نعرے کی آواز آتی ہی مخمور نے
زمین ہلادی ہی دیکھتے ہی شکیل اس معرکے کو نعرہ کرکے گرا منم شاہزادہ شکیل بیدیل ملکہ عالم
نہ گھبرایئے گا غلام آپ کا آپہونچا گرتے گرتے دس سے کو مارا دس پانچ کے سر بیچے ساحر
دوہائی دینے لگے تو ہا جو غضب ہوا ایک کو تو جواب دے نہ سکتے تھے کہ دوسرا آپہونچا یہ
وہ قیامت کے ساحر ہین جو افراسیاب سے زین شتو نہ پھیرین اب بڑی مشکل ہوئی
اب ملکہ مخمور نے جو دیکھا شکیل جادو نے آکر ہنگامے کو روکا مخمور نے خرچنگ کو تاکا
رنگ جنگ مغلوبے سے خوب ماہر ہی جانتی ہی بدون قتل افسر لڑائی کا فتح ہونا دشوار ہی سحر
کرتی ہوئی طرف خرچنگ جادو کے چلی شکیل نے مجمع کو روکا مخمور نے آگ برسائی خرچنگ
نے دریائے سحر جاری کیا صدہا ٹھنڈے ہوئے مخمور نے دانہ یاقوت احمر کا مارا شکیل تلوار
کھینچکر مخمور نے سینک کی کمان بناکر تیر ہائے سیکڑون کے سینے مشبک ہوئے
خطاکار سے مثل تیر کے بھاگ چلے پر جائے سر چھپانے گوشہ ڈھونڈھتے تھے اپنی خطاکاری
پر نادم بھاگنے کے عازم شکیل پامال کر رہا ہی گھبا پیکان کا مارا بجائے قطرہ ہائے آب
تیر دلدوز برسنے لگے مخمور لڑ بھڑ کر سامنے خرچنگ کے پہونچی خرچنگ کی نگاہ پڑی
کس آن بان سے مخمور لڑتی بھڑتی چلی آتی ہی تیغ سحر ہاتھ مین لگائی دوپٹے کی بندھی
ہوئی چہرہ آفتاب عالمتاب حسن و جمال مین انتخاب یہ بیچا گھبرا گیا مخمور نے للکارا او نابکار
کہان جاتا ہی صرصر تیری معشوقہ کہان گئی اب عروس مرگ سے ہمکنار ہو زیادہ نہ مضطر
و بیقرار ہو خرچنگ نے گولہ سحر مارا مخمور نے نگاہ سحر آگین ڈالی گولہ پھٹکا اُسی کی تیغ پر آگئی

سوناری داخل جہنم ہوے اہالیان فوج کے مزاج برہم ہوے آواز دی حضور کیا کمتا کا مددگو
ہاتی اپنی فوج کو اسے خرچنگ جلایا ساتھ والون نے بھی گرمایا طعن و تشنیع سے شرمایا غنیمہ
سحر کھینچکر چاہا تھا ہاتھ غنیمہ کا لگایا ملکہ مخمور نے سپر سحر کو اٹھایا وار اسکا رد کیا خبردار سنبھلکے پنجہ ہلالی
اُس ماہ آسمان خوبی نے کھینچا قریب جاکر خبردار کہکے چپک کے ہاتھ مارا اس روسیاہ نے
چاہا بھاگون دام اجل مین گرفتار ہوچکا موت پانون تھامے ہو کب ہل سکتا ہو دام اجل سے
کہان نکل سکتا ہو پنجہ سر پر گرا سر اسکے گلے جبڑے تک کا صندوق سینہ سے مانند سیماب تڑپکے
پنجہ گذرا شرمگاہ کے پھاٹک کو ویران کیا خرچنگ کے دو ٹکڑے ہوے مخمور نے نعرہ
کیا وہ مارا شعلہ بجرکا ساحر زبردست تھا مرنے کی اسکے علامت بلند ہوئی آواز آئی کشتی مرا
نام من خرچنگ جادو بود اب مخمور و شکیل فوج خرچنگ سے لڑنے لگے فوج بھاگی
جاتی ہو یہ دونون قتل کرتے ہوے جاتے ہین قضاے کار ملکہ صنعت سحر ساز نے
سرگشت پر جو قصر بنایا ہو جہان یہ سحر کرتا تھا صرف ایک کوہ درمیان مین تھا اسوقت بالاے
قصر ملکہ صنعت سحر ساز بیٹھی ہوئی سحر تیار کر رہی تھی کہ صداے الامان ہو کان مین آئی
گھبراکر سر اٹھایا کہا اے یارو کہان پر لڑائی ہو رہی ہو طلسم ہوشربا مین غدر پڑ گیا
مسلمانون نے کہین قیامت برپا کی یا عیارون کی عیاری ہوئی یہ کہکر اپنے مقام سے اٹھی
طاؤس پر سوار ہوئی سحر کیا طاؤس اُڑتا ہوا چلا بلند ہوکر نگاہ ڈالی دیکھا ایک لشکر بھاگا
جاتا ہو دو ساحران زبردست سحر کرتے ہوے لشکر کو بھگاتے ہوے جاتے ہین تمام صحرا
خون سے لالہ زار بنا ہوا ہو دو کوس تک لاشے ہی لاشے معلوم ہوتے ہین یارگاہ مین
سرنگون ہر سمت جوش دریاے خون ملکہ صنعت سحر ساز حیران ہو کر یہ کہتے سبکو قتل کیا اب
جو نگاہ ڈالی شکیل و مخمور کو پہچانا آنکھون مین خون اتر آیا وہین سے نعرہ کیا او شکیل کیا
بے ادبی کرتا ہو ملازم شاہنشاہی پہ یہ ظلم و بدعت شکیل نے دیکھا کہ صنعت مثل شعلہ
جوالہ کے آتی ہو گولہ مارا صنعت بچا اسکے سحر کو کب مانتی ہو ایک تھپکی ماری گولہ چھٹکر زمین
پر گرا گرتے گرتے ایک دو ہزار ہا غبار بلند ہوا شکیل جادو چرخ کھا کر گرا صنعت نے
ایک دستک دی ایک ساحر سیہ فام قفس آہنی لیے ہوے پیدا ہوا صنعت نے خاک

جھولی سے نکال شکیل پر اڑا دی شکیل نے غلطاک ماری اب بادل کی صورت بنکر صنعت نے پکڑ کے قفس میں
بند کیا وہ قفس ساحر سیہ فام کو دیا آپ غصہ میں طرف مخمور کے چلی مخمور نے پلٹ کر دیکھا شکیل گرفتار ہوا
ساحر سیہ فام قفس لیے ہوئے جاتا ہے مخمور کو تاب نہ آئی للکارا ہیہا کہاں جاتا ہے قفس میں شکیل کا تڑپنا
دیکھ کر طائر روح مخمور قفس جسم خاکی میں پھڑکا چاہا ساحر پہ جا پڑے شکیل کو رہا کرے مگر ملکہ صنعت سحر ساز
بقہر و غضب تمام طرف ملکہ مخمور کے پلٹی کہا اے مخمور ادھر کہاں جاتی ہو تجھے شاہنشاہ بدبخت کی بڑے
بڑے ساحر مارے اب میں کل سامان کر چکی ہوں ہاتھ سے ایک زندہ نہ بچیگا تمھارے واسطے مرگھٹ پر
سحر تیار کیا ایک ہفتے سے آب و دانہ ترک ہے مخمور نے دانہ یاقوت سحر کا مارا مگر ملکہ صنعت تو سحر کامل تیار
کر چکی دانے کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا کئی سحر ملکہ مخمور نے کیے لیکن صنعت پر تاثیر نہ ہوئے مثل شعلہ جوالہ
سامنے مخمور کے آئی ایک دو پہر میں پہاڑ اوپر غبار زرد اٹھا مخمور اسکو دیکھتے ہی بیہوش ہوئی مخمور کو
بشکل قمری بنا کے دوسرے قفس میں بند کیا دونوں قفس اس ساحر نے اٹھا لیے عمرو گلیم اوڑھے یہ
سب سحر کو دیکھ رہا ہے تعاقب میں صنعت کے چلا صنعت خراماں طرف مرگھٹ کے جاتی ہے
اور کوہ سے باہر نکلی عمرو نے دیکھا سامنے وہی مقام ہے اب قصر سحر کو اور زیادہ صنعت سحر
ساز نے رونق دی ہے دونوں قفس لیکر حصار میں داخل ہو گئی وہ جو قید خانہ برائے سرداران
اسد تیار کیا ہے باز و قمری کو اسی میں چھوڑ دیا آپ قصر میں جا بیٹھی مصروف عیش و نشاط
ہوئی عمرو حال حصار سے بخوبی آگاہ ہو چکا ہے اسپر بھی کئی راہ گیروں کو دم دیکر بھیجا جو لکیر کے
پاس پہونچا لکیر کا تغیر ہوا عمرو ناچار گریاں و نالاں پلٹا لشکر اسلام میں آیا دربار
میں سب سردار موجود ہیں جانسوز نے خبر دی ہے کہ مخمور کو کوئی ساحر چرا لے گیا ہے
شاہزادہ شکیل و خواجہ عمرو برائے جستجو تشریف لے گئے ہیں ملکہ مہرخ گھبرا رہی ہیں
کہ خبر پہونچی کہ خواجہ عمرو تشریف لاتے ہیں سب سردار دوڑ پڑے ہاتھوں ہاتھ خواجہ
کو لیکر دربار میں آئے ملکہ مہرخ نے دیکھا عمرو گرد و غبار میں اٹا ہوا لباس پھٹا ہوا نہایت پریشان ہے
اسد نامدار نے پوچھا نانا جان خیر تو ہے ملکہ مخمور رنجور کا کچھ پتا ملا عمرو نے تمام کیفیت بیان کی
کہ اول ارژنگ جادو مخمور کو لیگیا تھا میں بصورت ملکہ صرصر گیا ارژنگ کو ہاتھ سے
خنجر جنگ کے قتل کرایا مخمور کو رہا کیا شکیل بھی عقب میں پہونچا اس زور و شور

سے ملکہ مخمور نے خر چنگ کو مارا لیکن عین وقت پر صنعت سحر ساز آگئی شکیل و مخمور
کو آتے ہی گرفتار کر لیا مین انکی جستجو مین گیا تھی راہ گیر سمجھے لیکن اندر نہ جا سکے حصار کالی ہی
کوئی نجا نہین سکتا باغبان قدرت نے کہا کہ صنعت سحر ساز کا سحر کامل تیار ہو گیا ہی
خدا اسکے شر سے بچائے اب صنعت پر غالب آنا دشوار ہی بر لے ملکہ مخمور و شکیل بارگاہ
مین شور گریہ وزاری بلند ہوا سب عیار حاضر ہوے عمرو نے پکار کر کہا کہ یارو تا بہ
صنعت پہونچنے کی اب کوئی تدبیر نہین بیان کہین ملجائیگی تو پچہ قابض ہوگا اندر حصار
سحر کے کوئی نہ جا سکے گا چالاک نے برق کی جانب دیکھا آپسمین اشارے ہوے قبلہ
کعبہ کو کتنے دو جس دن مزاج مین آئیگا حصار سحر مین چلے جائینگے صنعت خود بلالیگی یہ بھی
بحال ہی کہ اندر حصار کے ہم نہ جا سکین چلو چلے بارگاہ ملکہ حیرت جادو سے خبر لائین
دیکھین وہان کیا رنگ ہی برق و چالاک آپسمین صلاح کر کے چلے باغبان قدرت
بھی پریشان اٹھا کنارے لشکر کے سیر افکر کر رہا ہی کہ انجام کیا ہوگا انکو
تو اس حال مین چھوڑیے لیکن برق و چالاک بصورت ساحران دربار مین حیرت
کے آئے ایک جانب ٹھہرے ملکہ حیرت جادو تخت پر بیٹھی ہی ہرکارون نے خبر حرف
بحرف آکر بیان کی کہ شکیل و مخمور بھی گرفتار ہوے ملکہ صنعت سحر ساز پکڑ کر
دونون کو لیگئی بارگاہ مہرخ مین سکو انتشار ہی ملکہ حیرت نے کہا اب بھی کمبختون کا
غرور نہین جاتا ملکہ مہرخ سرخ مو وغیرہ رومال سے ہاتھ باندھ کر چلے آئین خطا معاف
کرادونگی اب صنعت کے دام تزویر سے بچنا بہت دشوار ہی بڑا کمال یہ ہی کہ جو
اپنے کو عیارون سے بچائیگا ہمراہیان عمرو پر غالب آجائیگا اسنے عیارون کا انتظام
کر لیا اب اسکا کوئی کچھ نہین کر سکتا یہ ذکر تھا کہ ظلمات جادو فرستادہ ملکہ صنعت
آکر پہونچی حیرت جادو کو سلام کیا صنعت کا نامہ ہاتھ مین حیرت کے دیا کہا حضور ملکہ
عالم نے فرمایا ہی جو گذرا وہ تو معلوم ہوا ہوگا آپ بھی جنگی بجوا دیجئے کہ مین وقت پر
آجاؤنگی مسلمانون کو مزا سرکشی کا چکھاؤنگی حیرت نے نامہ پڑھا اسپر جواب لکھ دیا کہ جو
تمنے کہا اسی طرح کاربند ہونگی سب تمھاری اعانت کو موجود ہین تمھارے حالات کی

خبر شاہنشاہ کو بھی ہوئی ظلمات جادو جواب لیکر چلی برق و چالاک نے پیچھا کیا جب
لشکر سے ظلمات نکلی صرصر و صبا رفتار کی شکل بنکر یہ دونوں عیار دوڑے پکارا بی
ظلمات ٹھہر جاؤ ظلمات پلٹ پڑی دیکھا صرصر و صبا رفتار پکارتی ہوئی آتی ہیں سمجھی
شاید ملکہ حیرت نے کچھ اور فرمایا ہوگا ظلمات ٹھہر گئی ایک طرف چالاک آیا ایک طرف
برق تڑپ کے پہونچا خیال ہوگا کہ دو چار باتیں کریں حلقہ ہائے کمند مار کے گرفتار کریں ادھر
سے صرصر شمشیر زن آتی تھی اُسنے دور سے دیکھا میری شکل اور صبا رفتار کی صورت
بنکر دو عیاران اسلام وزیر زادی سے ملکہ صنعت جادو کی باتیں کر رہے ہیں گرفتار
کرنے کی فکر ہے صرصر نے دور سے آواز دی ای ملکہ ظلمات ہوشیار ہو جاؤ یہ دونوں
عیاران لشکر اسد تمھاری فکر گرفتاری میں آئے ہیں برق و چالاک دونوں بھاگے
چالاک تو جست کرکے ایک درۂ کوہ میں مخفی ہوا برق نے چاہا مین تڑپ کے نکل جاؤں
ظلمات نے سحر کیا برق زمین پر گرا ماش کا دانہ مارا رنگ و روغن عیاری کا اڑ گیا صرصر
نے کہا ای ظلمات اس بہروپیے کو لیتی جاؤ پہلو میں ملکہ بہار کے قید کرو برق نے پکار کر
کہا استانی جسقدر بد چلنیں چاہو کر لو انجام بہت برا ہے استاد گھوڑے کا دانہ دلوا کر مار ڈالینگے
ہمیں لوگ کام آوینگے استاد جورؤون پر بڑی بدعت کرتے ہیں مکان میں قفل دیکے
چلے جاتے ہیں آگ تک چراغ جلانیکو میسر نہیں ہوتی ہم ہی کام آئینگے دمڑی کے پان
میسر ہونگے صرصر نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہے ای ظلمات خبردار اسکو رہا نہ کرنا ظلمات
نے لا کر میں پہنچ دیا ظلمات لیکر اڑی چالاک بھاگا کہ میں جا کر کسی سردار سے خبر کروں
کہ برق گرفتار ہو گیا اگر تا بہ صنعت پہونچ گیا پھر رہائی برق کی دشوار ہوگی ہمارا
جگ ٹوٹا بازی ہاتھ سے گئی رنگ بدرنگ سب خراب ہوا داؤں اٹھنا دشوار ہوگا
ہمارا پیادہ قید ہوا پیادہ بھی وہ پیادہ کہ جو بادشاہ کو گھسکر مات تھا اب بازی ہات ہولی
بہت دونوں پوبارہ پھینکی داؤں سخت ہی رنگ متغیر ہوتا دل سے یہ منصوبے کرتا ہوا قریب
لشکر آیا تھا باغبان قدرت ایک نخل کے سایہ میں کھڑا تھا دیکھا چالاک بدحواس آتا ہے
پکار کے پوچھا کیوں مسترولا کہو خیر تو ہے چالاک نے کہا ای باغبان قدرت بڑا غضب ہوا

مین اور برق ظلمات جادو وزیرزادی ملکہ صنعت سحر ساز کو گرفتار کیے چلا لیکن تسالی
صاحبہ آگئین اُنھون نے فتور برپا کیا مین تو بچا برق بیچارہ قید ہوگیا وہ سامنے ظلمات لیے
ہوے جاتی ہو بس باغبان قدرت جھپٹا دیکھا ظلمات جاتی ہو للکارا او ظلمات برق
کو چھوڑ دے ظلمات نے جو باغبان قدرت کو آتے دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا
باغبان نے گیند پھولون کا مارا ہاتھ پر ظلمات کے پٹا معلوم ہوا کسی نے شعلہ آتش بلکہ
آفت لگی برق کو چھوڑا باغبان نے جھپٹکر برق کو ہاتھون پر روکا زمین پر قائم کیا
ظلمات کرگس کے غصہ مین باغبان پر گری باغبان نے برق کو بچایا سینہ سپر کردیا
برق تو بھاگ کر نکل گیا باغبان اور ظلمات سے سحر چلنے لگا باغبان قدرت وزیر
اعظم دستور معظم افراسیاب ہو سحر و ساحری مین انتخاب ہو ظلمات کو زخمی کیا قریب تھا
کہ گرفتار کرے یا قتل کرڈالے کہ شنگیر جادو کوتوال شہر ناپرسان چار ہزار جادوگرون
سے بلاے شکار آیا تھا اُسنے جو شعلے بھڑکتے دیکھے ادھر متوجہ ہوا اُسوقت آکر پہونچا کہ
باغبان نے ظلمات کو زخمی کیا تھا ظلمات چاہتی ہو بھاگ جاؤن جان بچاکے نکل
جاؤن باغبان تیغ کھینچکر سر پر پہونچا ہو شنگیر نے پہچانا دیکھا وزیرزادی صنعت کی
قتل ہوا چاہتی ہو وہین سے نعرہ کیا او باغبان خبردار کیا کرتا ہو ختم شنگیر جادو شہنشاہ
کے ساتھ نمک حرامی کی مسلمانون کا شریک ہوا باغبان نے پلٹ کر جو شنگیر کوتوال کو دیکھا کہا
او کمبخت جا ساز چوٹٹے چوارون کا افسر ہو ہم لوگون سے مقابلہ کریگا لیکن شنگیر نے کل فوج کو
اشارہ کیا گویے ترنج مارتے ہوے چار ہزار ساحر بڑھے باغبان کو گھیر لیا باغبان
مثل فیل مست بڑھا ساحرون کو پامال کرتا ہوا چلا کسی کو ٹانگین پکڑ کے چیر ڈالا کسی پر اوجھڑ
سپر کی لگادی دو دو کے سر پھٹ گئے ظلمات و شنگیر دونون باغبان پر سحر کرتے ہین
باغبان اُنکے سحر کو کب مانتا ہو دونون کے سحر کو دفع کرتا ہوا مثل شیر خشم آلود آن روباہ
خصلتون سے لڑ رہا ہو کئی سو ساحر مار ڈالے شنگیر کو ہر مرتبہ آواز دیتا ہو کوتوال
صاحب آپ آئیے گرفتار کیجیے ان غریبون کو کیون قتل کراتے ہین اب شنگیر جادو
گھبرایا دیکھا کئی سو ساحر قتل ہوے باغبان شکار کھیل رہا ہو شنگیر چاہتا ہو نکل جاؤن

باغبان نے کہا او بچیا تو کہاں جائیگا شکار کو ہمارے بچاو یا اُسکیا ور تجھکو دونوں کو
قتل کرونگا یہ کہتا ہوا برابر شمشگیر کے پہونچا اُسنے گھوڑا بھگایا باغبان نے ہاتھ چلایا برق گری
چاروں پیر گھوڑے کے اڑ گئے شمشگیر زمین پر گرا جب باغبان قریب آگیا تہور درویش بچان
درویش ہاتھ تلوار کا مارا باغبان نے کلائی پر ہاتھ ڈالکے تلوار چھین لی کمر میں ہاتھ ڈالکے
اٹھایا زمین پر مارا چھاتی پر چڑھ کے سر اُس خود سر کا قلعہ جسم سے کھینچ لیا لاشۂ شمشگیر تڑپا
آواز آئی کشتی مرا نام میں شمشگیر جادو بود ہمراہیان شمشگیر بھاگے ظلمات نے بھی فرار پر
قرار کیا چالاک و برق درہ کوہ سے دیکھ رہے ہیں باغبان اُن سبکو روندتا ہوا جاتا ہی
جا بجا ظلمات کو مار لوں یا گرفتار کروں صنعت کے قلب کو صدمہ ہوا بیچ میں ہزاروں
ساحر آجاتے ہیں پھر ظلمات بچتی ہی جب ظلمات جادو کو عرصہ ہوا ملکہ صنعت سحر ساز
نے گیسو کشا سے کہا میں نے ظلمات کو خدمت میں ملکہ حیرت کی بھیجا تھا کہ وہ باتیں کہکر
چلی آئے کیا سبب ہوا جو ابتک نہیں آئی گیسو کشا نے کہا واری ملکہ حیرت کے لشکر کے
نام سے دل کانپتا ہی ہر وقت نگوڑے عیار وہاں موجود رہتے ہیں ذرا اوراق سامری
ملاحظہ فرمائیے ہماری ساتھ والی پر کوئی افتاد نہ پڑی ہو نگوڑے عیاروں نے نہ گھیر لیا ہو
وہاں تو دن بھر میں سیکڑوں مارے جاتے ہیں صنعت نے اوراق سامری کو اٹھا کر
دیکھا زانو پہ ہاتھ مارا کہا او گیسو کشا غضب ہوا ظلمات سے اور باغبان سے لڑائی
ہو رہی ہی زخمی ہو چکی ہی یہ کہکر فوراً طاؤس سحر پر سوار ہوئی اِسطرف چلی اُسوقت آکر پہونچی
کہ باغبان شمشگیر جادو کو قتل کر چکا فوج کو پامال کر رہا ہی کہ آسمان سے نعرہ ہوا تھم ملکہ
صنعت سحر ساز ہی باغبان شعبدہ باز عرصۂ دراز تک نرے اڑا چکے لاکھوں کا گھر ویرانہ
بنا چکے بادشاہ اسیر و زیر سب بنگئے افراسیاب ایسے بادشاہ کو چھوڑا ایسے
قدرشناس کی محبت سے منھ موڑا باغبان نے کہا او صنعت او گیسو بریدہ کیا بیہودہ بکتی ہی
افراسیاب کے برابر کون ناقدر ہوا اِسی وجہ سے اسکے ملک میں غدر ہی ہر مرد سپاہی کی
دل شکنی کرتا ہی بد زبان ناقدر شناس وہ کیا شرفا کو پہچانتا ہی کیا قدر مردان جانتا ہی
پاجی پرست صاحبان لیاقت کا دشمن اہل ہنر کا رہزن اپنی تو یہ کیفیت ہی بقول شاعر نظم

دل جنس فروشندۂ بازار ہنر ہی ۔ دیکھو تو کہین کوئی خریدار ہنر ہی
ناقدرشناسی سے خلائق کی جہان مین ۔ جسکو ہنر آیا اُسے انکار ہنر ہی
آیا ہنر وہ کہ پھرین جس سے گگنے بخت ۔ اس عاصی کو مدت سے سروکار ہنر ہی
عاشق ہو ہنر پر ہی ہنر اُسکا ہی عاشق ۔ دلبر ہی ہنر جسکا وہ دلدار ہنر ہی
کعبے کو نہ پوجون مین ہنرمند جو ہونے ۔ ای شیخ یہ بندہ تو پرستار ہنر ہی
اظہار ہنر دان نہ کردن ہمہ جہان قدر ۔ دل اہل ہنر کا ہی سو غمخوار ہنر ہی
روکا ہی تغافل نے ترے مجھکو تو دام ۔ صیاد ترا صید گرفتار ہنر ہی
دیکھی نہ ہنر کی کبھی بہت قدر جہان مین ۔ ای وای بران دل جو طلبگار ہنر ہی
رنگین سخنی اُسکی نے وہ خلق کو سودا ۔ سودا یہ مگر طوطی گلزار ہنر ہی

صنعت نے جواب دیا آپ بڑے ذی کمال ہین صاحب جاہ وجلال ہین اب ہی ناقدر کا سلسلۂ شکیمن باندھکر بیجاؤنگی قدسون پر اُسکے ناک رگڑواؤنگی تم سمجھے تھے مین نے ذلتین اُٹھائین غافل ہوکر بیٹھ رہونگی مین مہینے تک عیش وراحت کو ترک کیا سحر کامل تیار کیا اب سامری و جمشید بھی میرا مقابلہ نہین کرسکتے صفین اُلٹ دونگی یہ کہکر زمین پر گری ظلمات کو پشت پر لیا باغبان پر سحر کرنے لگی باغبان اور صنعت کے سحر سے زمین کانپی فلک پیر چرخ مین صدہا نخل صحرا کے جل گئے طائر کباب ہوئے ذرے زمین سے مثل چنگاریون کے اُڑتے تھے جب سحر باغبان نے کیا صنعت شعلۂ آتش مین چھپ گئی لیکن مثل برق تڑپکے نکلی باغبان پر سحر کیا دریا نے باغبان کو گھیرا یہ نہنگ بحر جرأت اُسمین کود پڑا شعلۂ جوالہ بنکر دریا کو مٹادیا پانی کو خاک مین ملادیا تمام لشکر والے بھاگ گئے ظلمات دور سے دیکھ رہی ہی ہوش وحواس پراگندہ دل سے کہتی ہی آج مالکہ عالم ہاتھ سے باغبان کے کیونکر بچتی ہین بلاکے سحر ہو رہے ہین کسکی مجال ہی جو انکے بیچ مین جائے سامنے انکے زبان ہلائے دونون شہنشاہ اقلیم ساحری دونون کامل واکمل علم افسونگری نہ اُسکا مثل نہ اُسکا نظیر جنگ مین دونون مصروف سحر و ساحری آمادہ نیرنگ بازی جو سحر صنعت نے کیا باغبان قدرت کو دفعیہ مشکل ہوا جب باغبان سنبھلا صنعت پر برق گری صنعت غرق زمین ہوکر بھی خاک اُڑاتی ہوئی زمین

سے نکلی تین مہینے سے باربار تڑپھا رہی فکر مین رہی کہ سحر ایسے تو تیار کرون جانتی تھی کہ بڑے بڑے
ساحرون سے مقابلہ پڑیگا تمام ارکین طلسم ہوش ربا شریک عمرو ہوگئے ہین ایک ایک
تعلیم کردہ افراسیاب سحر و ساحری مین انتخاب ہی وہی حال ملکہ صنعت نے دیکھا کہ باغبان
نے دھوین اڑا دیے طبقے زمین کے ہلا دیے صنعت کو جان بچانا مشکل ہوئی ایک مقام پر
صنعت نے غصے مین آکر تیغہ کھینچا باغبان طرف صحرا کے اشارہ کرتا ہی ایک طائر آکر دم
شمشیر صنعت پر گلا رکھدیتا ہی گلا کٹوا کر باغبان کو بچاتا ہی جب باغبان نے ہاتھ مارا صنعت
نے یا سامری کہکے آواز دی زاغ و زغن درختون سے گرتے ہین پرون کا سر پر صنعت کے
سایہ کرتے ہین کئی زاغ سیاہ ذبح ہوے ایک مقام پر باغبان نے للکارا تیغہ مارا ایک زاغ
سیاہ نخل سے اترا چاہتا تھا سر پر صنعت کے سایہ کرے باغبان نے منہ سے آن کیا شعلۂ
آتش نکلا زاغ جل گیا اب تیغہ سر پر صنعت سحر ساز کے پڑا قریب تھا کہ دو ٹکڑے ہون
صنعت نے یا سامری کہکے اپنے کو زمین پر گرایا تیغہ سر سے نکلا لیکن چادر خفن کی چہرے
پر پڑی باغبان نے سایہ مین تلوار کے صنعت کو لیا چاہا ہاتھ مارون سر اس ملعونہ کا
اڑا دون اسوقت صنعت نے گھبرا کر جھولی مین ہاتھ ڈالا ڈبیا خاک قبر جمشید کی نکالی گھبرا کر
کھولدی خاک اڑی باغبان بیہوش ہوکے گرا صنعت نے بہ تعجیل سحر کیا باغبان غلامک
مارکر ایک عقاب کی شکل بنکر تیار ہوا فوراً باغبان کو بصورت عقاب قفس مین بند کیا
دوپٹہ پھاڑ کر سر کو باندھا ار گھبراتی ہوئی چلی چاہا تخت سحر تیار کرون اسپر بیٹھکر جاؤن کہ سامنے
بونڈلا گرد کا اڑا دیکھا صرصر شمشیر زن آتی ہی پکارتی ہوئی ای ملکہ صنعت جاتی کہان ملکہ حیرت
بلاق مین بڑا صدمۂ عظیم اٹھایا ملکہ کو خبر ہوگئی اگر تاخیر کروگی وہ خود چلی آئیگی صنعت اسوقت
بیہوش ہو رہی ہی اتنا جواب دیا کہ ای صرصر اسوقت میرا جانا ممکن نہین ہی صرصر پاس آگئی
کہا دیکھیے ملکہ حیرت خود آتی ہین صنعت کو مرملتی صرصر نے کمندباری نعرہ کیا منہ چتر برق
فرنگی ارے کہکے صنعت پلٹی برق نے تڑاق سے حباب مارا صنعت دھم سے گری برق
خنجر پکڑے کے جھپٹا کہ سر کاٹ لون باغبان کا بصورت عقاب گھبرانا اشارون سے صاف
ظاہر ہی کہ مجبور و ناچار ہون ای برق جلد اسکو قتل کر ہم بلا مین مبتلا ہین برق حال زار

باغبان دیکھکر تڑپ گیا کہا ابھی اس گیسو بریدہ کا سر کاٹے لیتا ہون سرکشی کی سزا دیتا ہون چونکہ
انقلاب ہی ستارہ اہل اسلام کا گردش مین ہی قضاے کار ظلمات جادو زخمی ہوکر ایک نخل کے
نیچے گر پڑی تھی تڑپ رہی تھی جب اُسنے دور سے دیکھا کہ باغبان گرفتار ہوگیا بہ شکل شاخ نخل
پہ ہاتھ رکھکر اُٹھی اب جو نگاہ اُٹھاکر دیکھا صنعت چت پڑی ہی برق فرنگی نیچہ لیے ہوے
چاہتا ہی کہ سر کاٹ لون ظلمات بیقرار ہوگئی وہین سے نعرہ کیا او بھوڑ لیے کیا کرتا ہی خبردار
دست خود را نگہدار ما ہم رسیدیم برق نے جو پلٹ کر ظلمات کو دیکھا آنکھون مین اندھیرا آگیا
دیکھا کہ گویا اسکے ہاتھ مین ہی سحر کیا چاہتی ہی کچھ نہ بن پڑا تڑپ کے بھاگا ظلمات گرتی پڑتی
قریب ملکہ صنعت کے آئی حلقے کمند کے گلے سے نکالے پانی چھڑک کے ہوشیار کیا صنعت
گھبرائی ہوئی اُٹھی کہا ظلمات بڑا کام کیا اس وقت تونے بچا لیا مین اپنے ہوش مین نہین تھی
جلد مجھکو پیچل پیابر کے ساحر سے مقابلہ پڑا باغبان نے دل ہلا دیا مین ہی ایسی زبردست تھی
کہ بچی باغبان کا کوئی کیا طلسم ہوشربا مین جواب دینے والا ہی اگر یہ ہمین جینے مین ایسے
سحر ہاے کامل تیار نہ کرتی آج بچنا دشوار تھا ظلمات نے فوراً تخت سحر تیار کیا ملکہ صنعت کو
ہاتھ تھام کر تخت پر سوار کیا نعش باغبان قدرت کا آگے رکھ لیا تخت اُڑایا طرف سرگشت
کے تخت اُڑاتی ہوئی چلی برق و چالاک نے پیچھا کیا چشم زدن مین تخت داخل حصار ہوا برق
بیقرار ہوا کہا بھائی چالاک تم ٹھہرو مین قریب قصر جاتا ہون انشاء اللہ قصور نہ کرونگا
چالاک نے کہا ای برادر قبلہ و کعبہ نے فرمایا تھا کہ کشفت سحر ساز نے حصار سحر کیا ہی جو جاتا ہی
بیہوش ہوکر گر پڑتا ہی اُسکا تو امتحان کرو برق نے چالاک کو کنارے ٹھہرایا آپ جاکر ایک
گنوار کو لایا ایک ٹکے کا روپیہ دیا کہا یہ سامنے بھوٹی لگی ہی توڑ لا جیسے ہی وہ گنوار قریب لکیر
پہونچا تھرا کے گرا ملازمان صنعت شکین باندھکر لے گئے اب برق و چالاک ناچار ہوکے
روتے پیٹتے لشکر مین آئے یہان ملکہ مہرخ نے خبر پائی کہ باغبان بہاے رہائی برق گیا ہی
پریشان ہو رہی ہی کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی برق و چالاک آتے ہین ملکہ مہرخ نے
کہا جلد بلاؤ دربار مین سب سرد اداس بیٹھے ہین اسد نامدار خاموش ملکہ مہجبین کو قلق بہا
تھا دربار مین سناٹا پڑا ہوا ہی ہر گلعذار کا رنگ رو متغیر ہی ہر سرو قد متردد و مہرخ مغموم

پریشان برق لامع تڑپ رہی ہو ملکہ مہرخ کے منہ پر ہوائیان خواجہ عمرو سر جھکائے بیٹھے ہین اسد
کو انتشار ہر خرد و کلان بجز ارا اسوقت برق و چالاک آئے ملکہ مہرخ نے کہا اے مہتر والا گہر یک
سحر کے گیا باغبان قدرت کہان ہین چالاک و برق رونے لگے کہا اے ملکہ عالم کیا عرض کرین
فلک پر سرگردش ہی بیکار کد و کاوش ہی آج باغبان قدرت ایسا لڑا کہ اگر افراسیاب ہوتا
دنگ ہو جاتا مہلت پاتا آخر ناچار ہو کر صنعت سحر ساز نے اُس صاحب شوکت و لیاقت کو
خاک قبر جمشید سے بیہوش کر کے سحر کیا عقاب بنایا پھر قفس آہنی مین بند کر کے لیگئی چالاک نے
کہا بھائی برق نے اسوقت بھی عیاری کی ملکہ صنعت کو بیہوش کیا ظلمات نے اندھیر مچایا
بہر نوع باغبان قدرت گرفتار پنجہ تقدیر ہوا کوئی فکر ہماری چل نہ سکی ناچار ہو کے پلٹ آئے
خواجہ عمرو نے کہا میان برق صنعت سحر ساز کا چار لاکھ کا لشکر ہے وہان جا کر عیاری نری
تمہارے دوست میان چالاک بھی ساتھ تھے برق نے کہا اُستاد آپکے اقبال سے آج
نہین گئے کل جائینگے عمرو نے کہا پہلے تدبیر تو بتاؤ چالاک نے کہا آپ سے کیا عرض کرین وقت پر
تدبیر و تحریر سب ہو جائیگی تا بہ ملکہ صنعت جائینگے آپکے اقبال سے صنعت کو مارینگے ملکہ بہار
و باغبان قدرت و شاہزادہ شکیل و ملکہ مخمور قید ہون ہم جا کر نہ پہنچین ایسے سرداران
ستھتن کی رہائی کی فکر نہ کرین ملکہ مہ جبین الماس پوش سریر جہانبانی پر جلوہ فرما شاہزادہ
اسد نامدار نے قبضے پر ہاتھ ڈالکر فرمایا کہ آپ لوگ تامل فرمائین انشاء اللہ جب تلوار مردان عالم
کی کھنچیگی حصار سحر دم بھر مین برطرف ہو جائیگا یہ کہکر صندلان صندلی پوش کی جانب دیکھا ان
نامی و پہلوانان گرامی قبضون پر ہاتھ ڈالکر جھومنے لگے قبضہ شمشیر بے نظیر چومنے لگے ایسا ایک کا جوش
جرأت مین چہرہ سرخ ہو گیا رنگ جرأت ٹپکنے لگا اسد نامدار تلوار کو ٹیک کر اُٹھا صندلان نے
آواز دی مرکب شہریار کا تیار کرو مردان عالم کے گھوڑون پر کاٹھیان پڑ جائین جلد لشکر
صنعت سے اُن سر کے پڑین خون کے دریا بہا دین لشکر ساحران تہ و بالا کرین جلسہ سحر
و ساحری شکست ہو کوتوال تیغہ جوہر دار کا بندوبست ہوا اسد جو تلوار ٹیک کر اُٹھے سات
ہزار جوانان صندلی پوش بصد جوش و خروش اسد کے عقب مین بسم اللہ کہکر اٹھے ساحران
بارگاہ کے رنگ رو متغیر ہوے ملکہ مہ جبین کے کلیجے پر چھریان پھرین بے اختیار رو دی ہول کھٹا

سے انھین دامن اسد نامدار کا تھام لیا عرض کی اے شہریار دیار سحر و ساحری کا سقدر ہی سنا آپ نے کہ
باغبان قدرت لیسا ساحر زبردست گرفتار پنجہ تقدیر ہوا کسی کا کچھ زور نہ چلا آپ قصد ہنر زنی
اگر یہی ارادہ ہی کنیز کو ایک ہاتھ لگا دین مجھے زندگی کی آرزو نہین ہو سکے وش کیجیے یا پنجہ ہمراہ لیجیے
آپ کے سامنے پہلے کنیز کا خاتمہ ہو یہی آرزو ہی کر جنانے کو میرے حضور کاندھا دین گو مین اپنے
دست حق پرست سے سلائین بالین قبر بٹھکر تلقین پڑھین میری نجات ہو جائے روح گوشہ
قبر مین راحت پائے بقول شاعر نظم

صاف طینت کو کدورت ہی بدن کی خواہش
روح مین وہ ہون نہین ہی جسے تن کی خواہش

ہو کرے عدم مین اسکی ہو طلب لا حاصل
نہ کمر کی ہو تمنا نہ دہن کی خواہش

تو مصیبت ہون تری الفت دیرین کے روز
تازگی پر ہی مرے داغ کہن کی خواہش

پڑ گئے دیدہ گلستان کے ابھی سے لالے
رنگ دکھلانے لگی سیر چمن کی خواہش

اسقدر ہمکو غرض دوست کے غربت مین
کہ نہین صحبت یاران وطن کی خواہش

آرزو ہے سمن چند ہی تجھے قاتل
اسلیے ہی مرے زخمون کو دہن کی خواہش

کم نہین گوہر غلطان سے ہمارے آنسو
اے دل زار نہ کر دُر عدن کی خواہش

داغ ہین دل مین نہین سیر گلستان کی ہوس
باغبان تجھکو مبارک ہو چمن کی خواہش

صورت اشک سفر کردہ ہون آوارہ مزاج
نہ پھر آنیکی ہوس ہی نہ وطن کی خواہش

ناتوانی سے ہون شل کمر یار نہان
میری وحشت کو نہین طوق و رسن کی خواہش

سلسلہ رشتہ گیسو سے ہوا ہی اپنا
تو اسیری مین ہوئی دام کہن کی خواہش

ہجر مین ہو بپا دیدہ مین تیرے ہر دم
روح سے کام نہ رکھتے ہین بدن کی خواہش

پاک ہین فاقہ و سنجاب سے خاکستر پوش
خاکسارون کو نہین زیب بدن کی خواہش

خوب پوشاہی لحد سے پس مردن لاشہ
جسطرح ہوتی ہی دولھا کو دلھن کی خواہش

دار فانی سے ہی افسردہ مزاجی حاصل
سبزہ دشت نہ گلزار وطن کی خواہش

غش پہ غش آتے ہین کھو جاتی ہی قوت روح
کیون نہ ایجان ہو مجھے سیب ذقن کی خواہش

ہو چکے دشت کے چکر مجھے گھر یاد آیا
شام غربت کو ہوئی صبح وطن کی خواہش

یاد آئی جب مجھے ایذا طلبی کی خواہش | پھر طبیعت کو ہوئی رنج و محن کی خواہش
فائدہ کیا ہی بس ہرزہ کلامی سے نسیم | کیجیے اور طرف حسن سخن کی خواہش

اسوقت دربار میں شور گریہ و زاری بلند ہوا ملکہ مہرخ نے بڑھکر بلائین لین عرض کی اے شہریار
آپکی جرأت پر کوئی طعن و تشنیع کرسکتا ہے آپ نور نگاہ فراش رادہ دین اسلام صف شکن
شیرزن جرار نامی و نامدار سرکوب کافران کشندۂ ساحران گل گلزار لیاقت سرو حدیقہ سخاوت
عندلیب خوشنوائے بوستان امارت شاخ تمنائے ریاض شوکت و جلالت ہیں کسکی مجال ہے
کہ آپ کے سامنے نام جرأت لے مگر حضور کی بھی تیغ آزمائی کا وقت آئیگا کوئی ساتھ نہ دے سکیگا
حضور صرف تنہا ہونگے آپ کا پروردگار آپ کے ہمراہ ہوگا ہمزاد تک جدائی قبول کریگا کیا مجال
کیا طاقت ہے کہ ہم میں سے کوئی حضور کا ساتھ دے سکے جب لوح طلسمی سرکار دولتمدار کو لیکے
غنچہ آرزو کھلے لاکھوں میں آپ اکیلے ہونگے فوج ضلالت کے ریلے ہونگے امتحان تیغ زنی
صف شکنی ہوجائیگا ان مقامات کے خیال میں قلب رستم و اسفندیار تھرائیگا ابھی آپ کیا قصد کرتے
وادی ہلاکت میں قدم نہ دھریں اگر ان نامردوں کا زور چل جائے حضور کو گرفتار کرلیں یا
خدانخواستہ کوئی صدمہ جسم نازک پر پہونچائیں افراسیاب کو عید ہو فوراً دشمنوں کو قتل کرے
اب تو ہم آپ کو مثل پتلی کے پردہ ہائے چشم میں چھپائینگے خیر خواہان دولت کا عرض کرنا ظاہر
ہوگا تمام سردار قدموں سے اسد نامدار کے لپٹ گئے ملکہ مہ جبین کی بیتابی پر سب رونے
لگے ساحروں نے بڑھکر یہ بھی عرض کی اگر حضور بارگاہ سے قدم باہر نکالینگے ہم اپنے اپنے
سر کاٹکر قدم اقدس پر نثار کردینگے بخوبی جانتے ہیں کہ بالکل بیکار ہیں اس طرح سے جو سب سرداران
نے یکزبان ہو کر سمجھایا تلواریں کھینچ کھینچکر اپنے اپنے گلوں پر رکھ لیں اسد نے سر جھکا لیا فرمایا
آپ لوگوں نے اس غربت میں میرا ساتھ دیا ہے حقوق جانبازی و سرفروشی ادا نہیں کرسکتا
لیکن باغبان و بہار کا نہایت قلق ہے سب نے دست بستہ عرض کی خدا حضور کو سلامت
باکرامت رکھے ایسی قدردانی فرمائی کہ افراسیاب کا ساتھ چھوڑ دیا سب نے سمجھا کر اسد
نامدار کو بٹھایا مگر صرصر نے یہ خبر ملکہ حیرت جادو کو پہونچائی کہ باغبان قدرت کو ملکہ صنعت
سحر ساز گرفتار کرکے لیگئی حیرت جادو نے بڑی خوشی کی کہ افراسیاب کا نامہ پہونچا مرقوم تھا کہ اے

ملکہ عالم اب مسلمانون پر آفت نازل ہوئی مابدولت کو تسکین دل ہوئی ملکہ مخمور و ملکہ بہار و
شکیل و باغبان گرفتار ہوے اب تم مقدمہ مین ملکہ صنعت کے دخل نہ دینا جسکو چاہے
قتل کرے یا بخشے اُسنے اب ایسا سامان تیار کیا کہ اسیر غالب آنا اہل اسلام کا دشوار ہی یعنی اُسکی
ہمارے پاس آئی ملاحظہ سے معلوم ہوا رعد جنگ و خر جنگ جادو واصل جہنم ہوے دونون بھیا
بدباطن تھے خر جنگ نے رعد جنگ کو مارا خر جنگ کو ملکہ مخمور نے قتل کیا عین وقت پر ملکہ مخمور کو
قوت بازوے مابدولت نے گرفتار کر لیا اب شامت باغبان قدرت کی بھی آئی کہ نواحی شہر ناپرسا کو
مار المدد اطبل جنگی بجواؤ کیا عجب ہی کہ مابدولت بھی اگر مہلت پائین براے سیر و تماشا تشریف لائین
دوسرا امر اور واضح ہو کہ اس زمانے مین بعد سال بھر کے تلو تخت الشعاع مین جشن ہوتا ہی زلال
جادو خیر خواہ مابدولت و ہمارا بادشاہ جلیل راز و نیاز حجرہ ہفت بلا مین کفیل وہان بھی
شرکت ضرور ہی ایسے جلسے مین شریک ہونا باعث فتور ہی نام حجرہ ہفت بلا کا پڑھا کہ حیرت
سر پیٹنے لگی کہا صاحبو جب نام اہالیان حجرہ ہفت بلا کا آتا ہی میرا قلب تھراتا ہی مجھکو یاد ہی کہ
ایک مرتبہ براے ملاقات ملکہ تاریک شکل کش جلا ہمارے شاہنشاہ نے دودھ پیاری
بر سر گنبد سیاہ لیگئے تھے مین نے جو دائی امان کی کالی کالی صورت دیکھی بیہوش ہوگئی آجتک
وہ صورت مجسم اُنکی آنکھون کے سامنے پھرتی ہی یہ باتین بتین کر دوسرا تپلہ ملکہ صنعت کا آ
لیکر پہونچا اُسمین یہ مضمون تھا کہ اب مین کسی اپنے ملازم کو آپکی خدمت مین نہ بھیجونگی ظلمات
کو بھیجا جو اپر گذرا وہ حضور پر واضح ہوا ہو گا کل سر میدان آکر مسلمان سے مقابلہ کرونگی یہان
تو مین نے حصار سحر تیار کیا ہی کہ عیار نہ آسکین براے میدان کارزار یہ انتظام ہی کہ بارہ ہزار
آدمی اپنے ہمراہ لیکر آؤنگی جس مقام پر ٹھہرونگی اتنی زمین بھی سحر سے مملو کر دونگی تا کہ کوئی عیار
ملکہ میرے لشکر مین نہ چلا آوے چند ساعت مقابلے مین بسر کرونگی سردار لشکر اسلام مین بہت
مین اندر ایک ہفتے کے کل کا خاتمہ ہوگا اگر حضور طبل جنگی بجوائین عین وقت پر مین آجاؤنگی
حضور دربارگاہ سے ملاحظہ فرمائین حیرت نے اسی وقت تپلے کو جواب نامہ دیکر رخصت کیا
ناگاہ آفتاب عالمتاب لرزان و ترسان آشیان مغرب مین جا کر چھپا عامل باعمل دافع افسون
ساحران پر دغل خوانندہ اسماے پر تاثیر اعنی ماہ عالمگیر سو کلان ثابت و سیارگان کو ہمراہ لیکر براے

شہنشاہ ممالک گیتی تسبیح انجم ہاتھ میں اوراد و وظیفہ میں مصروف ہوا ملکہ حیرت جادو نے حکم دیا نام پر ملکہ صنعت کے طبل جنگی بجے اُسوقت لشکر ملکہ حیرت سے صدائے طبل جنگی بلند ہوئی چند وہ بندہ سرکار سے لشکر اسلام کے خبریں لیکر چلے بہاں بارگاہ آسمان جاہ میں وہی ذکر در پیش ہے سرداران سعید کا پس و پیش ہے ہی متشاہد ہے کہ دیکھیں فلک کیا دکھاتا ہے یکایک ہرکارے سامنے سے حاضر ہوئے زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثنا بادشاہی بجالائے نظم

خسروا جلوہ ترا وہ طرب افزائے جہاں — کہ تجھے دیکھ کے ہو عید بھی قربان قربان
حکم دے تو جو شہا واسطے قربانی کے — سعد ذابح بھی کرے ایسا چھری کو بران
گاؤ گردوں نہ فقط خوف سے اُس دم کانپے — بلکہ ہو نہ یہ زمین گاؤ زمین بھی لرزان
تو جو ہو حامی اسلام تو بتخانے میں — بت کرے قصد نماز اور کہے ناقوس اذان
نیر جاہ شب و روز ترا جلوہ فروز — مہر تاباں کبھی ظاہر ہے کبھی ہے پنہاں
قطرہ افشاں ہو اگر تیرا سحاب ہمت — سیکے پیٹے میں گہر بحر سے نکلے مرجان
اور گہر بھی ہوں وہ خوش آب جنہیں دیکھ کے حور — عز قرۃ العین میں ہو کاہ رُبا کو یرقان

شاہنشاہ گیتی ستاں کی عمر دراز ہو دست شاہ دشمن پامال حیرت جادو نے بنام ملکہ صنعت طبل جنگی بجوایا ہے خبر مشہور ہے کہ بوقت سحر بصد کر و فر صنعت سحر ساز لشکر ساحران لیکر بہ مقابلہ سرکار دولت مدار آئیگی ملکہ مہرخ کو سناٹا آگیا مگر ضبط کرکے فرمایا ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے برائے نوازش نقارہ رزمی حکم دیکر ملکہ مہرخ نشیمن تخلیہ میں تشریف لائیں صندلان صندلی پوش کو بلایا کہا اے شیر بیشۂ جرأت وائے جان نثار اسد باشوکت ہم جانتے ہیں کہ تم جاں نثار سردار نامدار ہو جہاں اسد عالیمقدار کا پسینہ گریگا خون کا دریا بہا دوگے لیکن بقول شیخ سعدی شعر ؎ ہر جائے مرکب نتواں تاختن ۔ کہ جا ہا سپر باید انداختن ؎ تمہارے آقائے نامدار شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت ہیں سحر و ساحری وہ شئے ہے کہ ایک ماش کے دانے میں اگر رستم ہو بیکار ہو جائے ایک غلام کے ہاتھ سے امان نہ پائے جب ہاتھ پاؤں بیکار ہوئے اگر دل میں جرأت ہے تو کیا تم نے کل کیفیت سنی کہ صنعت سحر ساز نے سحر کامل تیار کر لیا ہم جیوں سے کل مقابلہ ہے لشکر میں سب ساحر ہیں ڈرینگے ہیں گے جا تک ہو سکیگا

دشمن کو پامال کرینگے اگر خدانخواستہ شکست فاش ہوئی جان بچانیکی تلاش ہوئی ہر طرح بھاگ کر نکل جائینگے کوئی اپنے
کو جانور بنائیگا کوئی پر پرواز پیدا کرکے اڑجائیگا لیکن تمھارے آقاے نامدار سحر و ساحری میں ایک لفظ
نہیں جانتے سحر کرنا انکے مذہب میں حرام ہے تلوار کے دھنی دل کے غنی اگر دریاے آتش ہوجائیں اگر
خدانخواستہ صنعت سحر سازان پر دست انداز ہوئی اور یہ گرفتار ہوے یاد رکھنا افراسیاب زندہ نہ
چھوڑیگا جس روز سے گنبد نور سے رہا ہوے افراسیاب بوٹیاں کاٹتا ہے کہ میں نے قتل میں کیوں عرصہ
کیا پھر اگر ہم سب ملکر اپنی جان دینگے تو کیا پھل پائینگے پس مناسب ہے کہ اپنے آقاے نامدار کو بہ عنیت شکار دیگر
کسی صحراے پر فضا میں لیجاؤ دو چار روز وہاں بسر کرو لشکر میں نہ آنے دو اگر خدا نے فضل کیا ہمکو فتح حاصل
ہوئی عیاران لشکر جاکر تمکو اطلاع کرینگے اگر یہ خبر سن لینا کہ ہم لوگ کام آئے تقاضاے خیر خواہی یہی کہ اپنے
آقا کو لیکر طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے نکل جانا لشکر میں صاحبقران زمان کے پہونچا ہم سب کی
کی جانب سے آداب و تسلیمات عرض کرنا کنیزان جانباز کو اجل نے مہلت نہ دی کہ قدم بوسی
سے مشرف ہوتیں اب معاوضہ خون کا اپنے جان نثارون کا افراسیاب سے
لیجیے گا ان کلمات حسرت آیات ملکہ مہرخ پر صندلان بیقرار ہوکر رویا مثل مرغ بسمل تڑپا
عرض کی اے بادشاہ لشکر اسلام اے ملکہ خوش انجام اسد نامدار وہ دلیر ہے جب اس راز سے
واقف ہوگا مجھکو نظرون سے گرادیگا لیکن چونکہ مقدمہ جان ہے کوشش مجھپر واجب و لازم ہے
انشاءاللہ قبل از نماز سحر براے شکار طرف صحرا کے لیجاؤنگا ملکہ مہرخ اٹھکر دربار میں آئیں
دربار برخاست ہوا ساحران نامی اپنے اپنے خیمے میں آئے سحر کی تیاری میں مصروف ہوے
مگر صندلان صندلی پوش خدمت میں اسد نامدار کے حاضر ہوا عرض کی اے شہریار ابھی
ہرکارون نے خبر دی کہ یہانسے قریب ایک صحراے پربہار ہے وہان بحساب شکار ہے چلکر شکار
کھیلیے عمرو نے بھی آکر اسد کو سمجھایا کہ اے نور نظر ابھی لڑائی معطل ہے تم واسطے دو چار دن
کے شکار کھیل آؤ میں براے رہائی باغبان و بہار جاتا ہوں سب سردار مشورہ و فکر ہیچ
میں مصروف ہیں دربار بھی موقوف رہیگا قریب قریب شکار کھیلنا انشاءاللہ بعد
رہائی باغبان و بہار پرشوکت ملا کلام طرف دریاے نیل کے سفر ہوگا جرأت و شوکت کا
تمھاری امتحان قریب دریاے نیل لیا جائیگا اب لشکر میں فی الحال تمھاری کچھ ضرورت نہیں

اسی طرح پر جو خواجہ عمرو نے اس نامدار کو سمجھایا خیال مین آیا بزرگ ہین جو فرماتے ہین وہی مناسب
ہوگا اسد نامدار نے اسی وقت صندلان صندل پوش کو حکم دیا پہر رات رہے سے سامان
شکار تیار ہو سرداران صف شکن تیغ زن نام سے صحرا کے باغ باغ ہوئے غم والم سے فراغ
ہوئے اسی وقت تیاریان ہونے لگین پہر رات رہے عمرو نے اپنے سامنے اسد کو پشت
مرکب پر سوار کرایا صندلان صندل پوش کو مع اسباب شکار ہمراہ کر کے طرف صحرائے
سبزہ زار کے روانہ کیا کنارے تک لشکر کے خود خواجہ پہونچانے آئے ملکہ مہرخ وغیرہ بھی
برائے رخصت حاضر ہوئی ہین ہر ایک کو یہی خیال ہی کر دیکھیے آیندہ اپنے آقائے نامدار سے
زندگی مین ملینگے یا اب عدم مین ملاقات ہوگی جوش دریائے اشک چشمہ چشم سے ظاہر ہوتا ہی
لیکن آنسوؤن کو پی جاتی ہین ہر چند ملکہ مہرخ نے ضبط کیا نہو سکا گرد اسد نامدار پہرنے لگی
بلائین لینے لگی ترقی عمر و دولت کی دعائین دین کچھ کلمات حسرت آیات بھی زبان سے نکلے
اسوقت اسد نامدار نے مادر مہربان کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا اے مادر مہربان مجھپر آپ
کے بڑے بڑے احسان ہین آپکا مرتبہ مثل ملکہ زبیدہ شیر گیر ہی آپکا رنگ رو کیون متغیر
ہی آپ مفصل فرمائیے مین شکار کو نہ جاؤنگا ملکہ مہرخ نے ضبط کر کے عرض کی اے شہریار برائے
شکار آپکا جانا واجب و لازم ہی کنیز اپنی بے اختیاری سے نادم ہی کچھ خدمتگزاری ہو سکی
اسکا خیال ہی یہ بھی ملال ہی انسان کی زندگی کی کیا حقیقت ہی حباب لب دریا سے مثال
بقول سعدی ہر نفسے کہ فرو میرود ممد حیات وچون بر می آید مفرح ذات اگر یکدم نہ آیا رشتۂ
حیات منقطع ہوا اکثر کنیز کو عوارضات درپیش رہتے ہین خیال حیات دو روزہ پس و پیش
رہتے ہین اگر کنیز کا عقب مین حضور کے انتقال ہوا امیدوار ہون فوراً تشریف لائیے گا
اپنے سامنے جنازہ اٹھوائیے گا کہ کنیز کا انجام بخیر ہو باغ دنیا کو چھوڑ کر بہشت عنبر سرشت کی سیر
ہو اسد نامدار کی بھی آنکھون سے اشک حسرت ٹپکے کہا اے مادر مہربان انشاء اللہ تعالے
پروردگار آپکو حیات طولانی عطا فرمائیگا افراسیاب آپکے سامنے مارا جائیگا آپ تخت سلطنت
طلسم ہوشربا پر جلوہ فرما ہونگی نانا جان کی ملاقات سے آپ مشرف ہونگی قبلہ و کعبہ قبلۂ
دین ستون اسلام کہ رب ذوی الاحتشام تقرکردہ بزرگان دین آپکی سرپرستی فرمائینگے آپ کو ہمراہ

لیکر قلعۂ ذوالامان حصار میں سماتے اور مہربان کے لیجا ئینگے بزرگ کلمات زلزال قاف ملاحظہ گہر تاجدار کی بصد شوکت و وفا زیارت فرمائیے گا ایک ایک شاہزادی آپسے ملیگی جدہ ہماری ماہ نزدوسی سے اپکی تعریفیں کرینگی فرمائینگی تمنے ہمارے نور نظر کا ساتھ دیا پروردگار تمہاری لیاقت کو ترقی دے سب صاحب آپکے نام سے آگاہ ہو گئے ہیں سب آپکی ترقی عمر میں دعائیں کرتے ہونگے عاجزوں کی دعا بیکار ہنوگی آپ ضرور فتح طلسم ہوش ربا ملاحظہ فرمائینگی ملکہ مہرخ فرمانے سے اسد نامدار کے باغ باغ ہوگئیں رنج و ملال دل سے دفع ہوا کہا بسم اللہ برائے شکار تشریف لیجائیے یہ کہکے رکاب سعادت انتساب سے ہاتھ ہٹایا اسد نامدار نے اشک حسرت پاک کرکے مرکب بادرفتار کو طرف صحرائے سبزہ زار کے بڑھایا سواری اسد کی مثل باد بہاری روانہ ہوئی خواجہ عمر و سرداران نامور روتے ہوئے پلٹے بارگاہ میں پہونچے دیکھا رات قلیل باقی ہے لشکر خیل خیل فیل فیل طرف میدان کارزار کے روانہ ہو رہے ہیں یکایک ملکہ مہجبین الماس پوش برآمد ہوئیں ملکہ مہرخ سے پوچھا نانی اماں طلسم کشا آج برآمد نہیں ہوئے محل میں ملال ان خون قبا کے تشریف لیگئے تھے تشریف نہیں لائے ملکہ مہرخ نے رو کر جواب دیا بی بی ہم رات بھر جاگے ہیں تمہارے وارث کو انتہا کا سمجھایا برائے شکار روانہ کردیا صنعت سحر ساز فسون ساز ایسی مکار و غدار کی آمد ہو خیال ہوا ایسا نہو گرمی جنگ میں انکے دشمنوں کو گرفتار کرے پھر ہمارا کچھ زور نہ چلیگا ہم ایسے اگر ہزار دو ہزار قتل ہو جائینگے جان نثاران دیگر مقابلہ کرینگے لڑائی کا خاتمہ ہوگا اگر انکے دشمنوں پر کچھ گذر گئی پھر صفوف فوج کا جمنا لشکر ظفر اثر کا پڑاو پر ہمتنا دشوار ہوگا سوا سطے انکو ٹال دیا کسی طرح سمجھاتے تھے بروقت رخصت مجھکو جوش رقت ہوا خدا انکو سلامت رکھے رحم دل ہیں مجھکو سمجھانے لگے اپنے بزرگون کا نام لیا کہ وہ سب تمہارے واسطے دعا کرتے ہونگے میں نے ضبط کرکے رخصت کیا یہ سنکر ملکہ مہجبین بے اختیار رونے لگیں عرض کی نانی اماں آپنے بہت مناسب کیا کیا کہوں خبر فراق سنکر قلب الٹ گیا کلیجہ پھٹ گیا جی چاہتا ہے فقیر بنکر ہمراہ رکاب سعادت انتساب رہوں ہزاروں جفائیں سہوں لیکن فراق نصیب نہو قلب میں بار فراق اٹھانے کی طاقت نہیں رہی ایسے کلمات مصیبت آیات کہکر بیقرار ہوکے زار زار مثل ابر نوبہار روئیں یہ اشعار

زیب النسا مخفی زبان پر جاری ہوے نظم

از شمع بخت خواہم از مہر آسمان را … خواہم کشم بہ یک سو از مرد مان عنان را
تا چشم باز کردہ صحبت وجود عشق است … فرصت شمر غنیمت و یدار دوستان را
گر وصل گل بہ بلبل آسان شود میسر … صد خار بودہ باشد در پا چو باغبان را
خورشید حسن ہر جا طالع شود ز اول … سازد ز زلف سنبل ترتیب سائبان را
تا چند بار محنت بر دل توان ز آیم … یک جور عاشقی کن بیدرد نا توان را
در چشم اہل بینش صاحب لقا وے نیست … در فصل نو بہاران در رنگ نو خزان را
آورد بر دن ز گوشت این پنبہ ہاے غفلت … در دور ہم نکتہ سنجان در کام کش زبان را
در راہ عشق مجنون بایہ گذشت از جان … بنود کنار دریا دریاے بیکران را
مخفی بہ دام محنت گشتم اسیر آخر … چون مرغ تازہ پرور گم کردہ آشیان را

اسوقت بارگاہ مین شور گریہ و زاری بلند ہوا ملکہ لالان خون قبا بھی بارگاہ سے نکل آئین دیکھا ملکہ مہ جبین رو رہی ہی لالان خون قبا نے ہمشیرہ صاحبہ کیکے گلے مین ہاتھ ڈالدیے پوچھا خیر تو ہی ملکہ مہ جبین نے فرمایا آپ محل مین جا کر آرام فرماوین شہریار براے شکار تشریف لے گئے ہم براے مقابلہ ملکہ صنعت سحر ساز جاتے ہین اگر زندہ پلٹے پھر آپ سے ملینگے ہمارے نام کے بھی سب دشمن ہین حضور بخوبی آگاہ ہین یہ سنکر ملکہ لالان خون قبا نے گھبرا کر کہا آپ سب صاحبون کی راے مین ہمکو کیا دخل ہی ہم تو بالکل بیکار مجبور و ناچار ہین آپ سب صاحبون کے واسطے دعا کیا کرتے ہین خدا فتح و نصرت نصیب کرے ملکہ مہرخ نے سمجھا کر ملکہ لالان خون قبا کو محل مین پہونچایا ملکہ مہ جبین الماس پوش تخت پر سوار ہوئین ملکہ مہرخ نے پایہ تخت پر ہاتھ ڈالا ایک جانب ملکہ زیور محمل نشین و لاہوت جادو و اسرار جادو و ملکہ مالان زمین کن و لرزان و زلزلہ و گلزار چشم و زیور چشم وغیرہ سب نے تخت شاہنشاہی گھیر لیا آمادہ معرکہ و مہیاے قضا طرف میدان کارزار کے روانہ ہوے عیاران لشکر اسلام لرزان و ترسان مضطر و بیقرار بخوف ملکہ صنعت طرف صحرا کے نکل گئے صورتین بدلکر ٹھہرے دوسری جانب سے ملکہ حیرت جادو نے ٹیکرے کے اوپر تخت بچھوایا

وزیرزادیان شاہزادیان گو دانگر شہرین فوج نے پشت پر صف آرائی کی انتظار آمد ملکہ صنعت سحرساز
مین سب طرف صحرا کے دیکھ رہے ہین خواجہ عمرو بھی جنگل مین ایک گنوار کی شکل بنے ہوے
دیکھ رہے ہین کہ یکایک صحرا سے گرد اڑی سب نے دیکھا ملکہ صنعت سحرساز تخت پر سوار
پہلوے تخت مین طاؤس زرین بال اسپر کاٹھی کسی ہوئی دوسرے پہلو مین ایک اژدر آتش
فشان اسپر کاٹھی کسا ہوا اسمین اسباب سحر گرد بارہ ہزار ساحران غدار لیکن سب سوار
کوئی پیدل ہمراہ نہین ہے اسی خیال سے سوار ہمراہ کہ عیاران لشکر اسلام کسی کی شکل بنکر ہمراہ
نہ چلے آئین اب دھوکا نہ کھائین ایک جانب ملکہ ظلمات جادو دوسری جانب ملکہ گیسو کشا
سب چالاق وچوبند اسباب سحر سے آراستہ لباس حرب وضرب سے پیراستہ اسقدر جلدی
صنعت لشکر کو لیکر پہونچی کہ آنکھین سبکی جھپک گئین بیچ مین میدان چھوڑکر لشکر اپنا ایک
جانب ٹھہرایا تخت سے اترکر گرد ان بارہ ہزار سرداران کے حصار سحر درست کیا اس خیال
سے کہ میدان کارزار مین جاؤن سردارون سے مقابلہ کرون اتنے عرصے مین ایسا نہو کوئی
عیار مکار اگر شریک لشکر ہوجاے تا بمرگھٹ پہونچا دے ایسے صنعت نے انتظام کیے
کہ عیارون کا قریب آنا نہایت دشوار ہے ظلمات وگیسو کشا کو نگہبان قرار دیا کہا خبردار
ہم میدان کارزار مین جاکر مقابلہ کرینگے کوئی ساحر غیر آیندہ و روندہ راہ گیر وغیرہ کو اپنے لشکر
کے قریب آنے نہ دینا ظلمات جادو و ملکہ گیسو کشا تو اس اہتمام مین مصروف ہین اسنے
اپنے طاؤس کو بڑھایا اول سامنے ملکہ حیرت جادو کے آئی سلام کیا عرض کی اے ملکہ عالم
واے خاتون محل شاہنشاہ سحر مجھے اجازت میدان دیجیے حضور نے خبر سنی کہ میان باغبان
قدرت کو بھی مین نے گرفتار کیا جانور بنا کر زندان خانے مین چھوڑ آئی عیارون کے لیے بھی
بخوبی انتظام ہوگیا ہم امیدوار ہین اب تلک کوئی عیار صاحب ہمارے لشکر مین براے
عیاری تشریف نہ لاے بڑے حیف کی بات ہے کہ عیاران اسلام کو تو بڑے بڑے دعوے
تھے خواجہ عمرو کا قول ہے کہ ہم ہوا بنکر آسمان پر جاتے ہین قطرۂ آب بنکر زمین مین جذب ہوتے
ہین لیکن ہمپر عیاری نہوئی دیکھا حضور نے کیسے کیا انتظام کیا ملکہ حیرت نے صنعت
سحرساز کی بہت تعریفین کین کہا اے صنعت حقیقت مین تو نے ایسا انتظام کیا کسی سے

سنو سکیگا غرض کی کئی مرتبہ سامان کیے بڑے بڑے دھوکے کھائے صاف ثابت ہوا عیارون
کا انتظام واجب و لازم ہی سردار سب دیکھے بھالے ہین جب قصد کیا گرفتار کر لیا آج جانبازی
کنیز کی ملاحظہ ہو حیرت نے کہا جاؤ تمکو خداوند لقا کے سپرد کیا صنعت نے طاؤس بڑھایا
میدان کارزار مین آکر نعرہ کیا ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنائے مرگ ہو نکل کر مقابلہ کرے
لیکن صنعت نے دیکھا صف لشکر پر اسد نا سور نہین ہی سمجھو گئی کہین اسکو چھپایا ای صنعت
چشم زدن مین پیدا کرو نگی پہلے ان سرکشون کی فکر واجب و لازم ہی جیسے ہی صنعت نے
شیب دی اول ملکہ سرخ موے کاکل کشا حسین و رعنا اپنے طاؤس سے کودی
سامنے تخت ملکہ مہ جبین کے حاضر ہوئی اجازت طلب کی ملکہ مہ جبین کو شدت گریہ سے
کلام کرنے کا یارا نہ باقی تھا طرف آسمان کے اشارہ کیا یہ کنایہ تھا کہ خدا کے سپرد کیا وہ
حافظ و نگہبان ہو اُسی کی قوت و توانائی پر اطمینان ہی ملکہ سرخ موے کاکل کشا ملکہ
مہرخ وغیرہ سے بغلگیر ہو کر شادان و فرحان طرف میدان کارزار کے روانہ ہوئی صنعت
نے سرخ مو کو جو آتے دیکھا آواز دی ای سرخموے کاکل کشا تو نے مجھکو پہچانا مین ملکہ
صنعت سحر ساز قوت بازوے شہنشاہ طلسم ہوشربا ای ملکہ سرخمو کیون اپنے
کو دام مصیبتون مین پھنساتی ہی اب میرے ہاتھ سے رہائی دشوار ہی عیارون کو بھیج کر
عیاری کرین جنکے بھروسے پر مخالفت قرار پائی لڑکون کے گھروندے بنے شیر و زیر قرار
پائے ایک ہفتہ گذرا بہار کو گرفتار کرکے مین لے گئی خواجہ سلامت ایک لمحہ بھر اپنے سردار
کو قید نہ رہنے دیتے تھے اب کیا ہوا جو بہار کو رہا نہ کیا سرخمو نے آواز دی کیا بیہودہ
بکتی ہی اگر قضا ہی ہماری آچکی ہی تو بیت سر نہی ہم بشمشیر حبیب ٭ ہر چہ آید بسر من بانصیب
مرنے سے ڈرنا کیا جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر اب ہم افراسیاب کی کیا اطاعت کرینگے جام
بادۂ دین اسلام ملت بیضا سے مست ہین شکر ہی کہ یزدان پرست ہین یہ سنکر صنعت نے
دو کھلانیکو گولہ پھینکا سرخمو نے کاٹا دو چار سحر ظاہری رد و بدل ہوے صنعت غصے مین
جا پڑی وہ سحر کامل اسکا پیٹے یا سامری کہکر زمین پر دو تھپڑ مارا سرخمو زمین پر گری بیہوش
ہوئی ملکہ ظلمات نے بڑھکر قفس آہنی پیش کیا ملکہ سرخمو کو صنعت سحر ساز نے طائر

بناکر قفس میں بند کیا شش ماہ ئر تو گرفتار قفس سحر میں یہ گلعذار تڑپی سر ٹکرانے لگی شاہزادہ خورشید
زرین سحر واسطے مقابلے کے نکلا کیسا کیسا تڑپ کے جال کے صنعت پر گرا لیکن صنعت پر
تاثیر نہوئی سحر آخر میں صنعت ملکہ نے یا نہ جیر کیا شاہزادہ خورشید زرین سحر بھی انگڑا اگرا صنعت
سحر ساز نے طائر بنا کر اسکو بھی قفس آہنی میں بند کیا ظلمات کے سپرد کیا اُستادان سخنور نے
اس داستان حیرت بیان کو بعد شدہ وہ یون تحریر فرمایا ہی کہ آج دو پہر تک صنعت نے گیارہ
سردار نامی وگرامی سحر کرکے گرفتار کیے اسی طرح طائر بنا کے سب قفس اپنے ہمراہ لیے بعد زوال
نیر اعظم بصد کبر و نخوت ملکہ صنعت نے نعرہ کیا ای کلاہ چرخ ایک ہفتے کی مہلت دیتی ہوں سحر
عابد و لت کے ہفتے ملاحظہ کیا اندر اس ایک ہفتے کے آپس میں صلاح کرکے معرفت ملکہ حیرت
خاتون شاہنشاہ عالیجاہ تدبیر اصلاح کرو اگر اسکے خلاف ہوا بجاہ و جلال خداوندی اکی
مرتبہ اگر اگر کل کا یہی حال نہ کیا تو سمجھنا ملکہ صنعت سحر ساز نہ کہنا یہ کہکر باگ کو منعطف کیا اپنے
لشکر میں آکر لبی تخت اڑاتی ہوئی جاہ و جلال دکھاتی ہوئی کلمات کبر و نخوت زبان پر بصد
کر و فر طرف مرگھٹ کے روانہ ہوئی مہتر برق و چالاک وغیرہ چھپے مسافر بنکے قصد ہوا اسکے
لشکر میں چلجائیں پڑاو پہلے سے کو سیو بچائیں وہان جاکر عیاری کرین اپنے سرداران ذی وقار
کو قید سے چھڑائیں لیکن ملکہ صنعت سحر ساز پشت و بہادر سے ہوشیار دور سے دیکھا کہ
ایک مسافر آتا ہی آواز دی او آنیوالے سایہ میں ہمارے لشکر کے نہ آنا یہ کہکے گولا اٹھایا کہا
او مسافر سامنے سے ہٹ جا اپنی جان کو بچا ورنہ گولا پڑتا ہی ہمکو ایسے دس ہزار مار ڈالونگی
کوئی دامنگیر نہوگا تم ملکہ صنعت سحر ساز وزیر اعظم افراسیاب سرکوب مسلمانان آخر
بیچارہ برق فرنگی بھاگا درہ کوہ میں چالاک و جانسوز و ضرغام موجود تھے اُنسے حال
کہا چالاک سے کہا میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہو بھائی اب کیونکر عیاری کرین وہ
ملعونہ تو اپنے قریب نہیں آنے دیتی برق نے کہا اے مہتر والا گہرا دل میں اُستاد نے اسقدر
عیاران اسیر کیں کہ وہ ہوشیار ہوگئی اب اسکو بنا سایہ بھی عیار معلوم ہوتا ہی ہمزاد کی حرکت
بھی نہیں جانتی یہ باتیں کر رہے تھے کہ اسی درہ کوہ کے سامنے سے لشکر صنعت گذرا ضرغام
و ضرغام نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کئی مسافر صنعت نے سحر کرکے قتل کیے جو سامنے آگیا اسکو

گو بارہا دور تک عیاروں نے پیچھا کیا لیکن صنعت کو غافل نہ پایا حیران و پریشان دیکھا کیے صنعت نے اندر حصار سحر کے داخلہ کیا زندان مصیبت میں سرداران مذکور کو بند کیا عیار رو تے پیٹتے پلٹے لشکر میں آئے تمام کیفیت مہرخ سے بیان کی خواجہ نے کہا حصار سحر میں جانا بہت مشکل ہے چالاک نے کہا کل انشاء اللہ اندر حصار کے جا کر صنعت کو مار ڈالینگے یہ کہکر چالاک و برق و جانسوز و ضرغام شیر دل آپس میں صلاح کر کے واسطے عیاری کے روانہ ہوتے ہیں ذکر عیاری چالاک و خواجہ عمرو دہتر قران انشاء اللہ جلد ششم میں تحریر کرونگا حصہ دوم جلد پنجم کو اس مقام پر تمام کیا الحمد للہ کہ یہ کیفیت انجام ہوا

اشعار مصنف بہ مضمون ختم حصہ دوم جلد پنجم و شان آغاز جلد ششم

ہے شکر خلاق کون و مکان
منور کن بزم قصر زمین
ہوں آگاہ اس بات سے ناظرین
ہو واضح کہ اس جلد پنجم کے بعد
فلک در پئے ظلم بیکار ہے
نکلتے ہیں عیار بھی فکر میں
کمیت قلم کی ہیں طراریاں
کہ کھل جائینگے جبرہ ہائے بلا
یہی صاف تقدیر کا پھیر ہے
عدو سرکشی پہ ہوئے اسکو لوگ
نہ شاعر ہوں میں اور نہ شاعر ہوں
خطا پر خطا آگے غالب ہوئی

نگارندہ جزو و کلہ آسمان
بتائید و لطف جہان آفرین
یہ ہے حصہ دیگر ہمچنین
ہوا مہر مضمون نو کا طلوع
کہ صنعت سے درپیش پیکار ہے
کیے خوب صنعت نے سامان سحر
عمرو کی ہوں تحریر عیاران
عنایت پہ اسکی رہے دل غنی
کہ تاریک کا سحر اندھیر ہے
ہر اک سے ہے یہ التماس اے قمر
حقیر و ذلیل و گنہگار ہوں
بشر ہوں بشر ہوں بشر ہوں بشر

فروزندہ کا شمع مہر مبین
ہوئی ختم جلد فصاحت قرین
بروز سعید و بہ اوقات سعد
چھٹی جلد کی اس جگہ سے شروع
ہیں سردار مہرخ اسی ذکر میں
بنے قصر افسون وا ایوان سحر
در بدعت و ظلم وا ہوئے گا
کہ مشعل بھی دکھلائیگا روشنی
قمر توسن کلک کی باگ روک
چھپا ہیں مرے عیب کو سر بسر
مری عیب پوشی مناسب ہے تجھی
خطا ہیم بہ پوشند اہل ہنر

الحمد للہ کہ حصہ دوم جلد پنجم کا بعون اللہ تعالی تمام ہوا

واضح رہے ناظرین والا مقام و شائقان خوش کلام کو کہ یہ حصہ دوم جلد پنجم اس مقام پر ختم ہوا کہ لشکر ظفر اثر
زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان کوہ عقیق گلزار سلیمانی
پر بمقابلہ لقائے بے بقا زد و کش ہی لقا نے نامہ برائے طلب مدد بسمت افراسیاب روانہ کیا ہی ابھی
کوئی ساحر افراسیاب نے نہیں بھیجا لقد روح و روان قاسم عالیشان ایرج نوجوان مع ملکہ انجم
ماہ رخسار و ملکہ شیشہ مو نوش و شاہزادہ صیقل آئینہ دار مع فوج بیشمار سمت ہوشربا روانہ
ہوئے ہیں پہونچنا انکا بھی گوش گذار ہوگا اور طلسم ہوشربا میں ہنگامہ عظیم برپا ہی یعنے ملکہ صنعت
سحر ساز نے مرگشت پر سحر سے ایک مکان عالیشان بنایا ہی چند سرداران عجم قید کر چکی ہی
بیٹھنے کی مہلت دی ہی چالاک و جانسوز و ضرغام و برق فکر عیاری میں چل چکے ہیں کہ
جا کسی تدبیر سے اندر حصار سحر کے پہونچیں سرداران نامی کو رہا کریں افراسیاب جادو باغ
سیب میں داخل ہی صنعت کو نامہ لکھکر بھیجا ہی کہ قتل و غارت مسلمانان میں تمکو اختیار ہی
ابدولت بھی وقت پر آئینگے صنعت سحر ساز نے سرداران نامی و گرامی کو ملکہ مہرخ کے قید
کیا ہی اول عیاری مہتر برق و چالاک و جانسوز و ضرغام مردہ بنکے اندر حصار سحر کے پہونچنا آخر
میں پہچانے جانا اور گرفتاری عیاران مذکور پھر بڑی دھوم سے عیاری خواجہ عمرو بادشاہ ادر
کی دولہا بنکے برات لیکر بشکل فرزند تاجدار جادو ناظم طلسم ہوشربا جانا اندر حصار سحر
صنعت سحر ساز کے اور ہمراہ ہونا مہتر قران کا بشکل سر فروش جادو پہونچنا تا بہ
قصر ملکہ صنعت حیلے سے نذر دینے کے اور قتل کرنا ملکہ صنعت سحر ساز کو رہائی جملہ سرداران
اور جنگ عظیم برپا ہونا بعد اسکے حجرہ بلاے اول کا کھلنا اور آمد مشعل جادو و عیاری
خواجہ عمرو و سحر کوکب اور مرنا مشعل جادو کا اور روح قبض ہونا جملہ سرداران کی و عیاری
خواجہ عمرو و ذکر قتل مشعل جادو و بربادی گلزار سامری بر سر کوہ زبرجدی متعلق آفات
چہار دست و ذکر آمد نیرنگ و گیرنگ بہادران و حیرت و سوسن زبان دراز دایہ
ملکہ حیرت و عیاری خواجہ عمرو و آمد ملکہ تارا یک صورت کش و دیگر حالات
حجرہ اسے بلا و جنگ ایرج کہ سمت طلسم ہوشربا چلے ہیں و نیز حالات جنگ صاحبقران زمان
و ساحران افراسیاب و شکست زمرد شاہ باختری و دیگر حالات جلد ششم

ہوش رُبا بشرطِ حیات انشاء اللہ تعالےٰ لفظاً لفظاً تحریر ہونگے حالات حجرہ ہاے بلاد دیگر داستانہاے دلچسپ و رنگین اِس جلد ششم کی لائق ملاحظۂ ناظرین والا تمکین ہونگی حقیر سراپا تقصیر اسکے شایع ہونے مین بہت جلدی کر رہا ہی البتہ بعض اُمورات جو اختیار راقم سے باہر ہین اُن مین مجبور و ناچار ہی لیکن بہت جلد انشاء اللہ تا بہ جلد ہفتم تحریر کرکے ملاحظۂ شائقان والا مقام مین پیش کریگا یہ بھی واضح رہے کہ اِس زمانے مین ہر سال بہر کے کامۂ تحت الشعاع مین جہانکا حاکم زال جادو ہی ایک جلسہ ہوتا ہی تمام ساحران نامی و نامور طلسم ہوش رُبا کے قلعۂ مذکور پر جاکر جمع ہوتے ہین زال نے افراسیاب کو بھی نامہ لکھا ہی کہ اِس سال شاہنشاہ بھی تشریف لائین بہ قدمہ مشعل جادو حاکم حجرۂ بلاے اول ایک انجمن مشاورت منعقد ہوئی شروط لکھوا لئے حجرۂ بلا کے آپ سے عرض کرونگا اگر ان شرائط کو بجا لاے گا حضور مشعل جادو و پہلے نشین سامری جو دو سو برس سے بحبت سامری و جمشید مین ایک حجرہ بناکر زمین مین اپنے کو دفن کرا چکا ہی تشریف لائیگا پس اُسکا آنا باعث افتخار بادشاہ طلسم ہوش رُبا ہوگا ان مضامین خجستہ آئین کا ناظرین کو خیال رہے کہ کل مقدمات کو انشاء اللہ بشرطِ حیات جلد ششم مین لفظاً لفظاً تحریر کرونگا فقط والسلام بالاکرام

قطعہ تاریخ مصنف جلد پنجم طلسم ہوش رُبا

طبع گشتہ چو نسخۂ بے مثل — واقع رنج و فکر و حزن و ملال
نظم این رشک نظم فردوسی — تیز این بہ ز بوستان خیال
متفکر شدم چو در دل خود — آی قمرن براے مصرعۂ سال
این ندا آمد از لب احباب — گلشن بحران علم و کمال

قطعہ تاریخ چکیدۂ کلک جواہر سلک جناب نواب میرزا محمد علی خان صاحب نبیرۂ نواب آصف الدولہ بہادر مرحوم و مغفور نور اللہ مرقدہ متخلص بہ محمد

حبذا ای کاشف رمز طلسم دلکشا — مرحبا منشی ملقب احمد حسین نامور
داستان گوے امیر حمزۂ صاحبقران — خوش بیان و خوش کلام و خوش مقال و خوش سیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد و ثنائے خالق کون و مکان بانی بنائے دو جہان جو ایک کلمۂ کن مین زمین و آسمان آفتاب عالمتاب و ماہ تابان شجر و حجر بہشت و کوثر جملہ اشیائے موجودہ کو کتمان عدم سے جلوۂ ظہور مین لایا زمین کو پانی پر بچھایا آسمان کو بے ستون قائم فرمایا پس انسان ضعیف البنیان کی کیا مجال ہے کہ ادنی صفت اُس بے نیاز کی تحریر کرے زبان کی کیا طاقت کہ اس عقدۂ سخت و صعب مین تقریر کرے پس یہ اعتقاد ٹھیک ہے کہ وہ وحدہ لاشریک ہے نظم مصنف

خالق یکتا کہ بیک کاف و نون | از عدم آورد دو عالم برون | نقش طرازندہ کون و مکان

سقف فرازندۂ آسمان | ارض و سما نقطۂ پرکار او | نقش طرازی صور کار او

چہرہ کشائے صور کائنات | راہ نمائے ہمہ سوئے نجات | دادہ بلندی بہ سپہر برین

بسن بگسترد بساط زمین | نور قمر شمع شب افروز کرد | گرم بخور معرکۂ روز کرد

نعت سرور کائنات اشرف موجودات اشرف انبیا جناب محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ اجمعین بطور تبرک دو بند یکے مسدس و دیگر خمسہ اشعار سعدی مصرع ہائے مصنف

بہ تحریر اوصاف خیر الوری
کہ ناگہ رسید این بگوشم ندا

شدم سرنگون ای قمر از حیا
بگو ای گرفتار رنج و عنا

حبیب خدا اشرف انبیا
کہ عرش مجیدش بود متکا

نعت

زہے صولت و حشمت مصطفےٰ
خوشا رتبۂ پاک خیر الورا

زہے عز و شان رسول خدا
حبیب خدا اشرف انبیا

کہ عرشش مجید ش بود متکا

منقبت جناب حیدر کرار صاحب ذو الفقار وصی احمد مختار شیر بیشۂ پروردگار کرار غیر فرار نظم

لکھون جو وصف شاہد ام الکتاب کا
خجلت سے جھلملائے چراغ آفتاب کا
لکھون ہلال تیغ علی کا اگر مین وصف
کرتا ہون ترجمہ مین خدا کی کتاب کا
لکھے مین ہیرت شکنی جب کیا نزول
ہوتا نہ درمیان اگر بوتراب کا

سونا اتار لون ورق آفتاب کا
وقت اذان صبح جو نام آیا آپ کا
نقشہ بگاڑ دون سپر آفتاب کا
آنسو بھرے ہین آنکھ مین دانتون کی آب پر
تھا دوش پر نبی کے قدم بوتراب کا
کیا خوف روز حشر کا ہو مجھکو اے قمر

چمکے بہ رنگ برق جو چہرہ جناب کا
خجلت سے منہ سفید ہوا آفتاب کا
لکھتا ہون وصف صحف رخسار شاہ دین
معمور موتیون سے ہے ساغر شراب کا
کافر نہ راہ راست پہ آتے ابد تلک
مداح ہون مین شافع یوم الحساب کا

قمر فخر بر اوج خود میکنم
ز اعجاز وصفش سخن را فروغ

دگر

کہ من ہم غلام در حیدرم
منم خاک راہ در بوتراب

ز خاک درش چشم من را فروغ
بآن در شود جبہہ سا آفتاب

شکر خالق کون و مکان و رب انس و جان کہ جلد ششم طلسم ہوش ربا کو شروع کیا حالات حقیر بہ تفصیل سے ناظرین والا مقام آگاہ ہون کہ یہ داستان سرائی پیشۂ جد و آبائی نہین ہے ایام غدر باغیان مین قریب پل آہنی انزوے گومتی مکان سکونت اس حقیر کا تھا بروقت آمد فوج سرکاری چونکہ دو بھائی راقم کے مرزا بندہ حسن و بندہ حسین ناظم علاقہ بھندرو کولہوا گاڑھ وغیرہ تھے اور حقیر بھی علاقہ متعلقہ امام باغ جاگیر نواب علی نقی خان مرحوم تھا فوج ظفر موج دروازے پر موجود تھی لڑائی ہوئی دونون بھائی و بسیار کس ملازمان قدیم سیار گلشن جنان ہوے حقیر بعنایت رب اکبر بچگیا جرم بغاوت سے بریت ہوئی مگر مکانات و جائداد و علاقہ وغیرہ قریب سہ لاکھ روپیہ ضبط سرکار ہوئے بسبب صغر سنی دعوی اسکا نہ کرسکا وراثت جد و آبا سے محروم رہا اول قانون یاد کرکے برابر کچہری مین مختاری کی جب وقت امتحان آیا اسی جرم بغاوت مین امتحان نامنظور ہوا اسوقت سے طبیعت بہلانے کو شوق داستان سرائی ہوا چونکہ کوئی وجہ معاش نہ تھی رزاق مطلق نے اس پیشے مین سواد کامل عطا فرمایا دیگر نثر خوانی مصائب آل عبا علیہ التحیۃ والثنا اختیار کی انجمین بھی سرکار مظلوم کربلا سے تاثیر عطا ہوئی جا بجا شہرون مین پڑھنے کی نوبت آئی رئیسان والا مقام نے مقبول فرمایا ہر خاص و عام و رئیسان ذوی الاحتشام عزت بجا لانے

ہیں ان دونون کامون مین وحید فرماتے ہین اسی گردش لیل و نہار مین جناب منشی نولکشور صاحب سی آئی ای مالک مطبع اودھ اخبار سے ارشاد ہوا تحریر بیان جلد ہوش ربا کی دست انداز ہوا سواد نظم و نثر سے بالکل ناواقف نادان ہیچ والا مقام و شائقین خاص و عام سے ملتجی ہون کہ جس مقام پر سہو سے خطا واقع ہو اُسکو چھپائین نظم

ہر اک سے ہے یہ التماس شمر
چھپائین مرے عیب کو سر بسر
نہ شاعر ہون مین اور نہ نثار ہون
حقیر و ذلیل و گنہگار ہون
مری عیب پوشی مناسب ہوئی
خطا پر خطا آکے غالب ہوئی
بشر ہون بشر ہون بشر ہون بشر
خطائم بہ پیوستند اہل بشر

دو کلمہ داستان شوکت بیان آغاز جلد ششم و حالات جنگ ملکہ صنعت سحر ساز وزیر اعظم افراسیاب و عیاری چالاک و برق و جانسوز و ضرغام و شورش ملکہ صنعت و عیاری خواجہ عمرو بن امیہ نامدار و مہتر قران عالیوقار و ذکر قتل ملکہ صنعت سحر ساز ساقی نامہ مصنف

ساقی مے بیخودی پلادے
آئینہ قلب کو جلادے
ساغر نہ عزیز کر قمر سے
ساقی اک مہر کی نظر سے
دور مے جنگ جوش پر ہے
رندون کی فنا دم نظر ہے
کیا شرب شراب ناب ہوگا
رندون کا جگر کباب ہوگا
صنعت کوئی آج تو دکھا دے
اک جام شراب کا پلادے
گرمی ہے وقت غور ساقی
ہے ساغر غم کا دور ساقی
شمشیر سخنوری علم ہے
یہ کلک شراب کی قلم ہے
رندون مین فساد پڑ رہا ہے
مضمون بھی آج لڑ رہا ہے
ہر دور شراب دور گردون
فریاد ز دست جور گردون
سرمست شراب جنگ ہون مین
آئینہ کی طرح دنگ ہون مین
ساقی دریا دلی عیان کر
کشتی مے ناب کی روان کر
بجلی کی چمک شراب دکھلائے
ساقی صفت سحاب دکھلائے
ہو آب و شراب مین نہ کچھ فرق
قلقل کی صدا ہو خندہ برق
بادل کی گرج سنائین میخوار
واعظ پہ ہو پھبتیون کی بوچھار
ہو جوش یہ بحر ساغر مل
کشتی شراب کا بندھے پل
برسات کا آگیا ہے موسم
عالم مین بہار کا ہے عالم
ہے ابر بہار پر سر جوش
بادل سے فلک ہے بادل پوش
گھنگھور گھٹائین چھا رہی ہین
زلفون کا سمان دکھا رہی ہین
خنجر لیے دوش ابر ہے برق
بجلی لیے گوش ابر ہے برق
کالے بادل گرج رہے ہین
نقارۂ ابر بج رہے ہین
تلوار کا باڑھ پہ ہے پانی
باغون مین کمر کمر ہے پانی

نارنج لدو کنول بنے ہین
گردون پہ حباب چڑھ گئے ہین
موجین گرداب ہین نظر مین
خشکی ہی جہان مین ایک حصہ
کھلتا نہین چاندنی کہان ہی
گر ہی تو شراب کی دکان مین
حیرت ہی کہ ماہ شب کہان ہی
عاشق کو کیا جنون نے بے صبر
رخ ابر کا ہجر نے کیا زرد
بجلی نادم ہوئی لجائی
دریاے خیال جوش پر ہی
عیاریون کا سمان شیدا ہی

پھل تیغ دو دم کے پھل رہے ہین
اسدرجہ ہی آب کی روانی
کشتی کی طرح ہین بل بھنور مین
رکھتی نہین خاک پر ہوا پاؤن
غائب ہی کہ فرش ہر مکان ہی
گم دہر مین مہر کی کرن ہی
کیا جام شراب ارغوان ہی
موجون پہ بہار جزر و مد ہی
برسات کا دونگڑا ہوا گرد
مضمون نے رنگ بھی جمایا
ہان چشمۂ فکر پر نظر ہی

دریاؤن کے پاٹ بڑھ گئے ہین
فوارے اچھل رہے ہین پانی
بارش کا ہوا ہی طول قصہ
ملتی نہین دھوپ کی کہین چھاؤن
سورج کا پتا نہین جہان مین
گر ہی بھی تو ساز پیرہن ہی
ہی مطلع مہر مطلع ابر
سیلون کا حساب ہی نہ حد ہی
اشعار نے وہ تڑپ دکھائی
قصۂ دلچسپ یاد آیا
صنعت سے مقابلہ پڑا ہی

چہرہ صنعت نگاران صفحات سخنوری و معجز طرازان فصاحت گستری

اس داستان حیرت بیان کو کلک جادو تسطیر سے یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف

مرصع نگاران شیرین مقال | چنین می نگارد ز کلک خیال | جلد پنجم کو اس مقام پر ختم کیا کہ

صاحبقران اپنے لشکر مین ہین لقاے افراسیاب جادو کو نار بامید طلب ساحران لکھا ہی اور
شاہزادہ ایرج نوجوان نورنگاہ قاسم عالیشان طلسم اسکندری فتح کر کے طرف طلسم ہوش ربا کے
چلے ہین دیکھیے پہونچین یا نہ پہونچین لیکن لشکر ظفر اثر ملکہ مہرخ مین ہنگامہ عظیم برپا ہی یعنی صنعت نے سحر تیار
کر لیا باغبان و بہار و مخمور وغیرہ سرداران لشکر مہرخ گرفتار ہوے سر میدان میدانداری کی
ملکہ سرخ موے کاکل کشا وغیرہ کو گرفتار کیا کسی کا کچھ زور نہ چلا نوبت و نقارے بجاتی ہوئی پلٹ گئی
داخل قصر سحر ہوئی جس مقام پر حصار سحر کر چکی ہی شاہزادہ اسد نامدار براے شکار تشریف لیگئے ہین
نکتہ سنجان فصاحت آئین اس داستان حیرت آگین کو کلک سحر طراز سے یون تحریر فرماتے ہین جبکہ
صنعت سحر ساز شعبدہ باز میدان کارزار مین لڑ بھڑ کر چلی گئی ملکہ مہرخ مع سرداران نامی و ساحران
گرامی پلٹ کر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئین ملکہ مہ جبین الماس پوش حیران و پریشان مضطر و بیقرار

برائے اسد نامدار اشکبار سر رچھا بنائی پر آ کے جلوہ فرما ہوئین ایک جانب خواجہ عمرو نامدار و عیاران باوفا
دربار مین حاضر ہین لیکن بارگاہ مین ایک سناٹا ہی ایک سے ایک کلام نہین کرتا عیش و راحت کا ذکر نہین کھانے
پینے کی کسی کو فکر نہین سطلنج سر ڈالے ہین ہر ایک کی آنکھون مین آنسو بھرے ہین بعد عرصہ دراز ملکہ مہرخ نے
سر اٹھا کر فرمایا ای سرداران لشکر اسلام و ای ساحران خوش انجام حقیقت مین سحر صنعت سحر ساز شعبدہ باز
سب صاحبون نے ملاحظہ کیا ایک ہفتہ کی مہلت دیکر گئی ہی اس عرصہ کا گذرنا کیا بڑی بات ہی آخر سب صاحب
کچھ صلاح بتائین کہ ہم کیا کرین شاہزادہ والا قدر کو برائے شکار روانہ کر دیا اگر اس میدانداری مین ہوتے
یقین کامل تھا کہ صنعت انھین پر دست انداز ہوتی خیر اسقدر تسکین ہی کہ آقائے نامدار و مولائے ذوی الاقتدار
بخیر و خوبی شکارگاہ مین بسر کر رہے ہین خدا اب انکو دشمنون کے ہاتھ سے بچائے یقین کامل ہی کہ بعد ہمارے
وہ ہمارے خون کا بدلا لین اب سردست کچھ تدبیر کرنا واجب و لازم ہی جنگ اسی طرح قائم ہی اگلی مرتبہ اگر قیامت
برپا کریگی اسکا روکنا دشوار ہی یہ سنکر ملکہ مہ جبین طرف خواجہ عمرو کے متوجہ ہوئین دونون ہاتھ گلے مین ڈالکے
کہا نانا جان کچھ تدبیر فرمایئے آخر اسکا انجام کیا ہوگا یہ میعاد معینہ پلک جھپکانے مین گذر جائیگی طبل جنگی بجوا کر
صنعت آئیگی خواجہ عمرو نے فرمایا صاحب آپ کے لشکر کے میان مہتر برق و چالاک مامور فرمایئے
ہم حصار مین جائینگے صنعت سحرساز کا سر لائینگے کچھ ظہور مین نہ آیا تو انکار کرین کہ ہمسے کچھ نہین ہو سکتا یا کوئی
تو تدبیر کرین ورنہ لشکر سے نکل جائین چالاک تو کچھ نہ بولا لیکن برق تیز نگر اٹھا کہا استاد ہماری کیا مجال ہی
جو آپکے سامنے عیاری کرین لیکن حضور اندر حصار سحر کے کیونکر جائین کوئی تدبیر آپ ہی فرمایئے خواجہ
ہنسے کہا ابے کیون دیوانہ ہوا ہی ہمسے تدبیر پوچھتا ہی جسوقت ہمارا اجی جائیگا صنعت خود اندر حصار
سحر کے بلائیگی اپنے حصار کو شکست کردیگی برق نے کہا استاد کیا تدبیر ہی عمرو نے کہا بس اسی قدر کافی ہی
جب ہمارا اجی جائیگا عیاری کرینگے حصار سحر خود شکست ہو جائیگا انشاء اللہ صنعت آپ ہی آکر لیجائیگی
برق چپ ہو رہا چالاک اٹھا جانسوز دختر عامر سے اشارہ کیا برق بھی چلا عمرو نے کہا ملکہ مہرخ
دیکھو یہ چارون نالائق جاتے ہین عیاری کی فکر مین اور تو کچھ ہو نہ سکیگا نام عیارون کا بدنام کرینگے
چارون کو قید کر لو اس زمانے مین لشکر سے نکلنے نہ دو ورنہ طریقہ عیاری خراب ہو گا میرے دل کو رنج دینا
ہوگا برق غرنگی بیٹھ گیا کہا حضور قید کا ہیکو کیجئے ہم آپ لشکر سے نہ نکلینگے حضور عیاری کرین ہمین کیا
وقوف ہی یہ عیاری حضور ہی کی ذات پر موقوف ہی یہ کہکر چارون عیار بیٹھ گئے ملکہ مہرخ بھی اور اور

باتون مین مصروف ہوگئین مگر یہ باتین عیارون کی سنکر ملکہ مہ جبین الماس پوش بہت بیقرار ہوئین کہا نانا جان
یہ الیس کی تکرار تو بہت بُری بات ہی آپ فرماتے ہین مین عیاری کرون برق وغیرہ اسکا دعوی کرتے ہین ایس اس
جھگڑے مین ہماری جان گئی شہزادہ کو بلا نہین سکتی خدانخواستہ اگر صنعت سحرساز انکو دیکھ پائے حشر توڑے
آفت ڈھائے انکی ایذارسانی سے باز نہ آئے ابھی انکے دشمنون کو گرفتار کرکے لیجائے سب لڑائی بیکار ہو پھر کسی کا زور
نہ چلے انکے رہا رہنے سے قلب کو تقویت ہی کہ عنایت سے کریم کارساز کی کبھی تو طلسم کشا لوح پائیگا طلسم کشائی کریگا کس عم
ے آپ نے کشید لوح سے رہا کیا اب آپ متامل فرماتے ہین لونڈی کا اسی غم مین اب وہ دانہ ترک ہی دل پر حسرتون کا
ہجوم ہی طبیعت مغموم آپ ہی آپ کلیجہ منھ کو چلا آتا ہی انکی جدائی کا قلق دل دکھاتا ہی بس یہی جی مین آتا ہی کہ چیخین
مار کر روؤن یا کچھ کھا کے سو رہون اسطرح اپنی جان دون ہر روز کے یہ صدمے نہ سہون صاحبو مین بھی تو بشر ہون
کیونکر نہ فریاد کرون کسطرح خاموش رہون جاریہ تو کہینگے کہ دیکھیے عاشق صادق تھی اپنے دلدار کے جوش
محبت مین جینے کو دو بھر سمجھی بار فراق نہ اٹھا سکی آخر کو اپنی جان دی ہائے ارمانون بھری مر مٹی نصیبون جلی
دنیا سے ناشاد و نامراد اٹھ گئی بقول میر جواد۔ شیرین رہی نہ خلق مین فرہاد رہگیا + باقی بس اک فسانہ آزاد رہگیا
اچھا اب آپ کوئی فکر نہ کیجیے میرے حال پہ مجھکو رہنے دیجیے میرا بھی خدا مالک ہی کارسازی کریگا مجھ آوارہ دشت
بلاے فراق کی رہبری کریگا یا تو مین خضر وار چشمہ مراد پر پہونچ گئی یہ نہوگا کہ مثال اسکندر بے نیل مراد
بلبلے ہین کوہ و دشت مین سر ٹکرا کے جان دی یہ کہکر زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگی آنسوؤن کی
جھڑی بندھ گئی یہ اشعار مصیبت خیز وحشت انگیز درد آمیز زبان پر لائی اشعار

فراق یار مین مجھپر اذیت بڑھتی جاتی ہی ۔۔۔ شب ہجران تو گھٹتی ہی مصیبت بڑھتی جاتی ہی
عروج حسن ہی انکا محبت بڑھتی جاتی ہی ۔۔۔ بہار آتی ہی جو جو میری وحشت بڑھتی جاتی ہی
مجھے منظور ہی دم بھر نہ وہ اوجھل ہون آنکھون سے ۔۔۔ انھین پروا نہین کچھ اور نفرت بڑھتی جاتی ہی
بھیلی کس طرح اونکی طبیعت مین تلون ہی ۔۔۔ خدایا خیر کرنا اب محبت بڑھتی جاتی ہی
بڑھا اندھیر ہی زلفین تری رخ سے لٹک آئین ۔۔۔ چھپا جاتا ہی خورشید اور ظلمت بڑھتی جاتی ہی
غم و رنج و الم کی ہجر مین دل پر چڑھائی ہی ۔۔۔ غضب کی جا ہی اس لشکر کی کثرت بڑھتی جاتی ہی
تہ گیسو کے ہونے مین نکلتے مین وطن سے بھی ۔۔۔ غریبون کی مصیبت پر مصیبت بڑھتی جاتی ہی
دہن کی مدح مین فکر رسا بھی اندنون گم ہی ۔۔۔ دقیقہ یہ وہ ہی جسمین کہ دقت بڑھتی جاتی ہی

نباہ اسکا بہت دشوار ہی اب دیکھیے کیا ہو | وہ ظلم کرتے ہین اور میری محبت بڑھتی جاتی ہی
دکھایا یاس کو شوق سخن نے رنگ یہ اپنا | خدا کے فضل سے اسکی طبیعت بڑھتی جاتی ہی

ملکہ مہ جبین کے زار زار رونے پر بارگاہ مین ہنگامہ برپا ہوا ہر سردار بیقرار و اشکبار ہر ایک کا یہی قول ہی
صاحبو حقیقت مین وے برحال ملکہ مہ جبین کتنے عرصہ تک تو شاہزادہ اسد نامدار کے ساتھ قید رہین
کیا کیا مصیبتین سہین ملکہ صندل جادو کو قتل کرایا صحرا سے حیرت فتح ہوا طلسم ہوش ربا کی پہلی و شکست
لڑائی کا بندوبست ہی کیونکر نہ بیچاری بیقرار ہون اول تو اپنی جان کا خوف دوسرے وارث کا خیال قلب
پر ہجوم غم و ملال بیان رونے پر ملکہ مہ جبین الماس پوش کے یہ باتین ہونے لگین کسی نے ملکہ مہ جبین
کو سمجھایا کہ ای ملکہ اسقدر بیقرار نہو اپنی جان ہی تو جہان ہی تمھارا یہ غلط گمان ہی کہ خواجہ کوئی صورت نہ پیدا
کرینگے یاد رکھنا کہ اپنی جان لڑا دینگے صنعت کا سر لائینگے سرداران مقید کو چھڑائینگے انشاء اللہ تعالیٰ فضل
باغبان حقیقی سے تمھارے ریاض لشکر پر بہار تازہ آویگی صنعت حیرت زدہ ہوکر مثل غنچۂ پژمردہ
باد سموم حسد سے کمھلاویگی شاہزادہ اسد بھی آوینگے انکے جمال حسن کی گلچینی کرنا ہم سب بھی دیکھکر
نہال ہونگے دشمن پایمال ہونگے بی بی اسوقت ہمکو نہ بھولنا خواجہ عمرو نے بھی گلے سے لگایا بہت کچھ سمجھایا
فرمایا ای نور نظر اسقدر نہ گھبراؤ خاطر جمع رکھو مین نے سمجھو لو کہ اسی خیال سے تمھارے ملال کے اسد
غازی کو براے لشکار روانہ کر دیا اسوقت تمھارے کلمات حسرت آیات نے خانۂ دل کو غم و الم سے
بھر دیا انشاء اللہ بہت جلد تدبیر ہوجائیگی صنعت بدبخت اپنے کیے کی معقول سزا پائیگی مہ جبین
نے کہا پھر انکو یہان بلوا لیجیے عمرو نے کہا بیٹا ابھی یہان بلانا مناسب نہین ہی دشمن درپے آزار
صنعت آمادۂ حرب و پیکار شاید کوئی دشمن اس فکر مین ہو لہذا چندے اور تامل کرو ہمارے
کہنے کو مانو مین خود جاکر بلا لاؤنگا میرے دل کو یقین ہی کہ تمھین فراق ناگوار ہی مگر یہ حقیر بھی مجبور
و ناچار ہی غرضکہ ملکہ مہ جبین کو تسکین جو ہوئی خواجہ عمرو نے سر اٹھاکر دیکھا برق و چالاک
وغیرہ کو دربار مین نہ پایا عمرو نے کہا لو غضب ہوا یہ لونڈے کہین گئے اب عیاری کی خرابی ہی
برق کو اسی سبب سے زیادہ اس مقدمہ مین گو بیتابی ہوگی یہ کہکر چندو پرندو کو بلایا فرمایا کہ
جاؤ تو لشکر مین یا کنارے لشکر کے یہ چارون موجود ہون تو کان پکڑکے کھینچتے ہوے لانا
چالاک سے کہنا چلو تمھارے باپ بلاتے مین برق دیکھنا میرے فرزندون کو بھی آوارہ کریگا ہر کارے

دوڑے سب طرف لشکر مین تلاش کیا چارون عیارون کا نشان تک نہ پایا بلکہ لوگون کی زبانی سنا کہ
چارون ساتھ گئے ہین یہ کہتے ہوے کہ دیکھو صاحبو ہم ہی کو جاکر فوراً صنعت کو مارتے ہین یہ جو خبر
خواجہ عمرو نے سُنی بیٹھ پکڑ لیا کہا صاحبو انسبھون کے منھ سے نکل گیا تھا کہ ایک تدبیر حصار سحر مین جانیکی ہے
نہین معلوم بیوقوفون نے کیا سمجھا وہ جو اصلی بات ہے اُسپر تو اُنکا خیال کیا جائیگا مگر بات خراب ہوئی اُن
چارون کی جان گئی کل تھا کر وہ ایسون کا یہی نتیجہ ہے مہرخ نے مُنھ پر ہاتھ رکھدیا کہا خواجہ ایسا
کلمہ نہ فرمایئے خدا نکرے وہ چارون خیر و عافیت سے لشکر مین آئین جان بخش سرداران نامی گرامی
عالی خاندان سرفروش جان نثار نیک طبیعت صاحب وقار مین عمرو نے کہا صاحب تم کیا جانو میرے
شاگردون کے مقدمے مین دخل نہ دیا کرو فقیر یقین کرکے آپ ہی لوگون نے خراب کیا جب تو برق زمین
پہ پانون نہین دھرتا ہر وقت پھولا رہتا ہے مال چُرا چُرا کے مال والا ہو گیا ہے کئی لاکھ روپیہ اُسکے
بنک گھر مین جمع ہین اب وہ کسی کی کیا حقیقت جانتا ہے بھلا میرے تئین کب مانتا ہے ملکہ مہرخ تو خاموش
رہین لیکن سب سردار واسطے عیارون کے دعائین مانگنے لگے خداوندا اُنکو مظفر و منصور کرنا دشمن
مغلوب ہو چارون عیار خیر و عافیت سے آئین عمرو نے کہا وہ زندہ پلٹ کر نہین آئینگے مرنے کی خبر ملیگی
سردار خاموش ہوے خواجہ کہتے ہین لونڈون نے بڑا غضب کیا ایک مقام عیاری کا تھا وہ بھی
مٹایا ساتھ بہار و باغبان کے قید ہوے بیان تو یہ ذکر اب دو کلمہ داستان ملکہ صنعت
سحر ساز بیان ہوتے ہین کہ اُسنے سرداران نامی کو زندان سحر مین قید کیا طائر بنے ہوے پھڑک
رہے ہین کبھی بہار و مخمور کے کراہنے کی آواز آتی ہے کہ زمین تھراتی ہے سننے والون کے دل ہلتے ہین
ان مبتلاے بلاے مصیبت پر کف افسوس ملتے ہین کبھی مخمور رنجور طائر ہو گرفتار ایسی حالت اضطرار مین
رو رو کر یہ اشعار زبان پر لاتی ہے اشک حسرت دیدۂ غمناک سے رخسار گلعذار پر بہاتی ہے اشعار

ہم گرفتارون پہ ایسی قید ہے صیاد کی
اے صبا تو نے ہماری خاک کیون برباد کی
تشنہ جام شہادت ہمسے پیاسے رہگئے
مجھسے گریان نہ اٹھنگی کبھی جلاد کی
روز رکھتا ہے قفس مین لا کے گلہاے حسین

مین قفس مین ہجکے دم مری تیلیان فولاد کی
چپ ہون کیونکر نہ مین بیداد صیاد کی
کسقدر ہے آب یہ تلوار ہے جلاد کی
جسجگہ دیکھا اُجاڑا آشیان اپنے مرا
رہتی ہے مجھپر عنایت نہ تون صیاد کی

اسکے کوچہ سے اڑا کر لیگئے بیداد کی
بلبل تصویر ہون عادت نہین فریاد کی
فصل گل ہی مین یہ پہنا ہے مجکو بیڑیان
باغبان مین ہو گئی خو آجکل صیاد کی
نالۂ عاشق نے آسمان تو اثر پیدا کیا

رہ گئے دل تھام کر وہ مین جب فریاد کی
سیکڑون تدبیرین کرتا ہون جلائینگی مجے
جان شیرین مفت ضائع ہوگئی فرہاد کی
لاکھ ضبط نالہ کرتا ہون مگر رکتا نہین
کھینچیے اسکی مدد ہے یہ گھڑی امداد کی

باغ مین ہوگا خرامان جبکہ وہ سروِ سہی
کھینچیے کیسے شکایت اس ستم ایجاد کی
اٹھنے کی صحرا نوردی یہ پہاڑون مین ا
کیا کرون مین مجکو عادت ہے نہین فرہاد کی

خاک مین ملجائیگی یہ قد کشتی شمشاد کی
سنکے شیرین کی خبر سر پھوڑ کر وہ مر گیا
حال وہ مجنون کا کیفیت یہ ہے فرہاد کی
یاس ہے رنج والم ہے یا علی جلد ایسے

یہ صدائین وحشت خیز مصیبت انگیز اس زندان خانے سے آتی ہین مگر صنعت سحر ساز ہنس رہی ہے پکار کے آواز دیتی ہے بات طائران وحشی زمزمہ سرائی نہ بھولنا لبغاوت پر نہ بھولنا اپنے دل مین یہ نہ سمجھے کہ شاہنشاہ طلسم ہوشربا سے سرکشی کرکے کیا پھل پائینگے آخر جانور ہے اپنی سزا کو پہونچے خوب سلطنت کی وزارت کا زور ہوا ملک کھیلے بڑے بڑے مزے اڑائے اب بھی توبہ کرو تو خطا معاف کرا دین شاہنشاہ کے قدمون پر گرا دین ہر چند سب طائر بنے ہوئے ہین مثل انسانون کے کلام نہین کر سکتے لیکن ان باتون کا اشارون سے جواب دیتے ہین کنایے سے صاف ہویدا ہے یہی پیدا ہے کہ افراسیاب کی اطاعت نہ کرینگے تڑپ تڑپ کے اس قفس زندان مین مرینگے لیکن اتنا خیال رہے شعر ہم خاک نشینون کا ستانا نہین اچھا دہل جائینگے افلاک جو فریاد کرینگے ‡ مصاحبان صنعت سامنے سے صنعت کے ہٹ جاتے ہین کانون پہ ہاتھ رکھ کے الامان الامان کہتے ہین آپسمین ذکر ہے کہ یارو انکی آہ سے بچنا چاہیے صنعت کہتی ہے معاونہ خون حسین سحر ساز ابھی نہین ہوا حسین کے نام کے عدد لاکھون گی ایک عدو پر دس دس ہزار کو قتل کرونگی تب بھی معاونہ خون حسین سحر ساز نہوگا اس اثنا مین دور سے رام رام ست کی آواز آئی صنعت نے سر اٹھا کر دیکھا کسی غریب کا مردہ دو شخص ارتھی پر لیے ہوے ایک کٹھا برہمن ساتھ ہے ہاتھ مین ایک جلا ہوا کنڈا ایک ہانڈی سی کی اسمین تپے ہے کچھ کسی قدر رنج ساتھ ساتھ اس ارتھی کے پیچھے ہاے بھائی کہکے روتا ہے ارتھی کو لیے ہوے اسی جانب آتے ہین جب قریب حصار پہونچے نگہبانان ملکہ صنعت سحر ساز نے دس قدم آگے بڑھکے روکا کہا ادھر سے ارتھی پھیر لیجاؤ حصار سحر ہے یہان نہ آؤ ملکہ عالم وزیر اعظم افراسیاب کی ممانعت ہے مردہ اب یہان نہین پھونکا جاتا برہمن نے بڑھکر کہا وہ سامنے جو پیپل کا پیڑ ہے ہمارے نانا دادا سب اسی مقام پر پھونکے گئے ہم قوم کے برہمن ہین مدت سے جو مقام قرار داد ہے وہین پر یہ مردہ جلیگا جاؤ جا کر ملکہ صنعت سے عرض کرو کہ گیان برہمن دیوتا کو نہ ستاؤ نگہبانون نے کہا ارتھی ٹھہرا لو ہم جاکے عرض کرتے ہین برہمن کا نام سنکر سب ڈر گئے سامنے ملکہ صنعت کے

آکے کیفیت بیان کی کہ حضور برہمن کا مردہ ہر وہ کہتے مین ہم اسی نخل کے نیچے مردہ جلائینگے اگر عرصہ ہوگا ہزار بھائی
ہمارے جمع ہوجائینگے جنیئون کو توڑ ڈالینگے آب ودانہ ترک ہوگا ایک مردے کے ساتھ ہزار برہمن جان دیگا
یہ سنکر صنعت بھی گھبرا گئی کہا صاحبو تمھاری کیا راے ہی سبنے کہا مہارانی اگر برہمنون نے جنیو توڑ ڈالا بڑا پاپ
ہوگا پھر کیونکر ملاپ ہوگا یہ قوم برہمن نہایت سخت ہی جو کہینگے وہی کرینگے سامنے حصار کے بیٹھکر پوجا شروع
کرینگے گھنٹہ ناقوس بجائینگے آفت مچائینگے صنعت نے کہا ارے حرامزادیون تم کیا جانو پاپ پن کہنا شروع
کردیا مجھے عیاران اسلام کا بڑا خیال ہی ان نگوڑون کے نزدیک مردہ زندہ نبنا کتنی بڑی بات ہی ایک ایک
عیاری کمبختون کی کرامات ہی مین بڑے بڑے دھوکھے اٹھا چکی ہون کنیزون نے کہا حضور آپ بجا ارشاد
فرماتی مین مردہ بنکر کیا عیاری کریگا یہان آنے دیجیے حضور خود موجود رہین اپنے سامنے لکڑیان
جمع کرکے مردے کو جلوا دیجیے حضور برہمن مین آفت برپا کرینگے صنعت نے کہا اچھا جاؤ یہ اقرار کرلو کہ ہم
مردے کو کھول کر دیکھ لینگے تو جلنے دینگے کنیزون نے کہا حضور ہان اسمین انکو کیا عذر ہوگا صنعت
نے کہا ان باتون مین مجھے کسی کا اعتبار نہین ہی مین خود مردہ دیکھونگی بلکہ فصد کھلوا کر امتحان کرونگی یہ کہکر درخت
کے نیچے صنعت اگر کھڑی ہوئی کہا جاکر حصار باطل کرو ارکھتی جاکر اپنے ساتھ لے آؤ یہان ان تینون برہمنون
نے ارکھتی تو رکھدی ہی غل مچا رہے ہین یا سامری یا جمشید کے نعرے کبھی لات و منات کو پکارتے ہین
کنیزون نے پہنچکر کہا برہمن دیوتا غل نہ مچاؤ ساتھ آؤ یہ کہکر حصار سحر کو ہٹایا دو نے ارکھتی کو اٹھایا ایک
روتا پیٹتا ساتھ چلا لیکن فریاد کرتا ہوا گسیان نے بڑا غصہ کیا ہمارے بھائی کی لاش کو ٹھہرایا
یا سامری و جمشید روتے پیٹتے زیر نخل ارکھتی کو لاکر رکھا تینون برہمن سامنے صنعت کے آکے
پہلے اسیس دی کہا مہارانی کی جے جے کار رہے لکڑیان سرکار سے ملین آپ کے برہمن دیوتا کا مردہ جلایا جا
صنعت نے کہا بات سنو بگڑا نکرو ہمین اس قدر مین شک ہی ناحق کی بک بک ہی ہم لکڑیان منگوا دینگے
اپنے سامنے لاش کو جلوائینگے تم کریا کرم کرنا ہمارا کچھ ہرج نہین ہی منہ تو کھولو ہم لاش کو دیکھینگے
شاید مکر و غدر نہووے ان تینون نے کہا گسیان مردے پہ یہ بدعت ہم منہ کھولین آپ بادشاہ
عالیجاہ مین آپ منہ نہ کھولیے چہرہ دیکھ لیجیے اور زیادہ شک ہو فصد کھلوا لیجیے ہاتھ پاؤن
کٹوا ڈالیے تیرہ صدی مین سب کچھ ہوگا پوتھیون مین لکھا ہی اس تیرہ صدی مین پاپ
بڑھ جائیگا پن کا کوئی نام نہ لیگا صاحب آج آنکھون سے دیکھا مردے سے کیا شک آپکے نزدیک

یہ بات ہر کہ اپنے بھائی کو مردہ بنا کر لائے ہیں مردے کو ہاتھ لگانا بڑا پاپ ہر صنعت نے کہا ہم ان باتوں
کو نہ مانینگے مردے کا منھ کھول کر دیکھ لینگے ایک کنیز جو بہت چالاک و چست تھا بڑھا کہنے لگا گسیان اب دیر
نہ کیجیے جلد قریب آئیے صنعت اپنے مقام سے بڑھی قریب ارتھی کے آئی وہ تینوں برہمن بھی قریب آئے رام رام
کرتے جاتے ہیں سنکھ بجا رہے ہیں سامری و جمشید کا غل مچا رہے ہیں صنعت جھکی سینے کا بند کھولا
گلے کے پاس کا بھی کھول چکی چاہتی ہر کہ چہرے سے بھی کفن ہٹاؤں جسکے ہاتھ میں کنڈا تھا کنڈا پھینک کر
بڑھا کہا گسیان پانوں کے پاس کا بند تو پہلے کھولیے صنعت ادھر ملتی ہزار ہا کنیزیں گرد تمام سرداران
فوج صنعت جمع ہیں سب خوف سے تھر تھر کانپ رہے ہیں کہتے ہیں ملکہ نے غضب کیا مردے کے بند کھولنے
اس سال یہ بچ جائیں تو بڑی بات ہر کا ہیکو یہ جھگڑے مچائے ہیں لیکن صنعت جیسے ہی پانوں کی جانب
پلٹی کہ یہ بھی بند کھولوں مردے نے پیر کھینچے ہوا کے جھونکے سے کفن منہ سے ہٹگیا کنیزوں نے دیکھا مردے
نے ہاتھ اٹھائے پیر کھینچے وہ تینوں برہمن بھی مثل برق جھپٹے مردے نے پانوں سے حلقے کمند کے اُن
تینوں نے بھی حلقے کمند کے مارے مردے نے آواز دی باش او ملعونہ قضا تیری تیرے سر پر پہونچی نعرہ

بہ عیاری منم آنکہ چست و چالاک
بچشم دشمن اندازم کف خاک
نہ آید باد گرد تیز گامم
خلیفہ اولم چالاک نامم

برق نے بھی تڑپ کے نعرہ کیا نعرہ برق فرنگی عیار نامدار اشعار

منم برق رفتار و خنجر گزار
منم یکہ لیکن گران بر ہزار
منم سیل چون رو بیارم بکوہ
کنم پردلان را بعالم ستوہ
کنم در وغا عرصہ بر شیر تنگ
ہم آوردم نیست کس وقت جنگ
بہ گرز و بہ گوپال و تیر و سنان
بر آرم دمار از سر پردلان
ضرغام و جانسوز نے بھی نعرہ تیز

کیا چاروں نے کمندیں ماریں لیکن صنعت ہوشیار تھی کھٹکے اٹھا چکی ہر حقیقت میں چودہ چودہ حلقے چاروں نے
مارے گردن و کمر میں صنعت کی پڑے صنعت برق بنکر چمکی کڑک کے آسمان پر پہونچی حلقے کمند کے جلکے عیار
کنیزوں پر گرے کسی کو خنجر مارا کسی کو للکارا ایک نے حقہ آتشبازی مارا ایک نے حباب اچھالا ایک نے
جنگی بان داغ دیا دو سو کنیزیں صنعت سیہ بخت کی گریں صدائے گیر و دار بلند ہوئی اب کوئی عیاروں کے
قریب نہیں آتا مارنے سے جادوگرنیوں کے اندھیرا بھی ہو گیا ہر اُس تاریکی میں یہ چاروں عیار بھاگے کہ پار ہٹ کر
نکلجائیں صنعت آسمان پر چمکی کچھ حلقے جلائے کچھ حلقے جو گردن میں پڑ گئے تھے نقش قفس پیچیدہ ہاتھوں سے
انکو توڑتی ہوئی زمین پر گری قریب تھا صدمہ سے بیہوش ہو جائے مگر اسم سحر پڑھنے لگی دیکھا کتنی سو کنیزیں

مرغی تڑی مین چارون عیار بھاگے جاتے مین ساحرون نے پیچھا کیا ہو لیکن یہ پلٹ کے حقہ ہاے آتشبازی
مار رہے ہین جب دو تین کیفرن مرتی ہین اندھیرا ہو جاتا ہی یہ پھر بھاگتے ہین صنعت نے آواز دی ارے
ان کمبختون کا پیچھا نہ کرو کیا مجال ہی جو حصار سحر سے باہر نکل سکین جادوگر ٹھہرے عاجز تو ہو ہی رہے تھے
یہ چارون بھاگتے ہوے جب قریب اُس لکیر کے پہونچے لڑکھڑا کے چارون گرے ہاے کہکر بیہوش ہوے صنعت
نے آواز دی مشکین باندھو کشان کشان سامنے صنعت کے لائے صنعت نے کہا او نالائقو مین نے
تمکو جلایا تھا بروقت آمد حصار سحر توڑا پھر قائم کر دیا تھا جانتی تھی اگر کوئی مکاری عیاری ہوگی بے تیرے
قتل کیے نکل نہ سکینگے مابدولت کا قتل بہت دشوار ہی تم چارون تو آئے اُس بڈھے کو نہ لائے آجتک ساربان
زادے نے کوئی تدبیر نہ کی مین تو اُسکی مشتاق ہون وہ کالیا کہان ہی جو بھیس بدلے پھرتا ہی برق و چالاک
لعین نے تمھارا دامن پکڑ لیا ہی یہان تک کشان کشان پہونچایا ہی کل پھر جاکر لڑونگی سردارون کی گردن لونگی
تمھاری گرفتاری کی خوشخبری تو پہنچ گئی ہوگی اس عذاب الیم سے تمکو قتل کرونگی کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا
تمھارے حال پر روئین مجھکو ترس نہ آئیگا لنگڑا ساربان زادہ تین روپیہ کا پیادہ بڑی بڑی مکاریان کر چکا ہی
اب میرے ساتھ کیا کوئی عیاری کرسکتا ہی برق نے تڑپکر جواب دیا او چھنال کیا بکتی ہی کیون اتنا غرور کرتی ہی
تینے اپنے نزدیک تجھکو مارا اندر حصار سحر کے اگر للکارا تو سخت جان تھی نہ مری انشاء اللہ قبلہ و کعبہ آکر قتل
کرینگے ہم ایسے ہزارون اُنکے غلام ہین ہمارے گرفتار ہونے سے اُنکا کیا ہرج ہی گلاب کیوڑے سے کلی کرتب نام
ایسے بزرگون کا لے تو نے بے ادبی سے نام نامی اُنکا لیا اب یقیناً تو موت کی طالب ہی ہو وقت یہ گزر جائیگا
زمان فرحت بھی آئیگا صنعت نے کہا صاحبو دیکھو تو کیسا اِنکا دیدہ صاف ہی مابدولت سے خوف نہین کرتے
آنکھین چار کرکے بات کرتے ہین جو منھ مین آتا ہی بُرا بھلا کہتے ہین ان کمبختون کے مرگ کے دن آگئے ہین اب
جب قتل ہونگے تب آنکھیں کھلجاوینگی برق نے کہا ہم مرنے کو نہین ڈرتے جہان ڈر وہان ہمارا گھر جو کچھ تجھسے
ہو سکے قصور و کوتاہی نہ کر صنعت نے سحر کرکے ان چارون کو بھی جانور بنایا اُسی قید خانے مین چھوڑ دیا
یہ سب معرکہ جو اسپان لشکر اسلام نے اپنی آنکھون سے دیکھا روتے پیٹتے بھاگے یہان عرض کر چکا ہون
بیقراری سے ملکہ مہجبین کی بارگاہ مین تلاطم ہی خواجہ عزبار رہے ہین یارو خبر لو برق وغیرہ کہان گئے
معلوم ہوتا ہی کمبخت طرف لشکر صنعت کے روانہ ہوے جاتے ہی کمبخت پھینسینگے جوتیان کھائینگے ملکہ مہر
کہتی ہین خواجہ ایسے کلمات زبان سے نہ نکالو جانباز و سرفروش ہین دریاے طراری و مکاری کے

جوش مین انشاء اللہ غالب آئینگے صنعت خود سر کا لائینگے یہ ذکر ہی تھا کہ چرندو پرند دوڑتے ہوئے آئے مگر بدحواس
عالم یاس اُفتان و خیزان اگر سامنے گر پڑے ہاتھ اُٹھا کر دعا دی عرض کی ملکہ عالم غضب ہوا چالاک و برق
عیاری کر گئے کیا کمال کیا کہ اندر حصار سحر کے پہونچے عیاری کی صنعت کو مار لیا ہوتا مگر وہ ملعونہ بہت ہوشیار
تھی آخر گرفتار ہوئے مجبور و ناچار ہوئے اُسی طرح جانور بنا کے قید خانے مین چھوڑ دیے گئے ابھی غلام اپنی
آنکھون سے دیکھ کر آئے ہین اِس حال پر ملال مین جان نثارون کو دیکھا یقین تھا کلیجہ شق ہو جائے قدم نہ اُٹھتا تھا
لیکن خبر پہونچانا ضرور تھا حاضر ہوئے بارگاہ مہرخ مین یہ خبر وحشت اثر سُنکے شور گریہ و زاری بلند ہوا ہر فرد بشر
اِس زخم تازہ سے دردمند ہوا عمرو نے کہا صاحب ٹھہرو بات تو پوچھنے دو کہنے سے عمرو کے سب سردار خاموش
ہوئے لیکن ہچکیان لگی ہین ایک کو ایک منتظر یاس دیکھتا ہے عمرو نے ہرکارون سے پوچھا صاحبو کس عیاری
پر گئے بی مہرخ صاحبہ ذرا سماعت فرمایئے جس عیاری پر وہ ہرکارے کہین مین بیان کر دون مین تو لشکر
سے نہین نکلا ملکہ مہرخ نے کہا حضور سے زیادہ کون سمجھنے والا ہے آپ ہی ارشاد فرمایئے کس عیاری سے
گئے ہونگے عمرو نے کہا وہ جو میرے منہ سے نکل گیا تھا کہ حصار سحر خود بر طرف کر دیگی بس بات مین سے بات
نکال لی عیاری خراب کی ای چرندو پرند سچ بتاؤ یہی معرکہ گذرا کہ اور صورت ہوئی کلام خواجہ سنکر ہرکارون
کو وحشت ہوئی عرض کی حضور بہت بجا ارشاد فرماتے ہین چالاک مردہ بنا دو نے ارتھی اُٹھائی برق
نے کھٹے برہمن کی صورت بنائی قریب حصار سحر کے داد بیداد کی آخر صنعت نے بلا لیا مردہ کھول کر دیکھنے کا
قصد کیا چارون نے کمندین مارین صنعت برق بنکے چمکی دام کمند سے نکل گئی آخر بھاگے حصار کے قریب
جا کے گر کے بیہوش ہوئے عمرو نے کہا صاحبو سنا بس اب مین کسی مقدمہ مین دخل نہ دونگا نہ انکو رہا کرنے
جاؤنگا اب کوئی عیاری بھی نہ بن پڑیگی یہی ایک جگہ تھی کمبختون نے اُسکو مٹایا اب کیا ہو سکتا ہے ایک زندہ
نہ بچیگا تم لوگون کو اپنے اپنے فعل کا اختیار ہے اب مین خدمت مین صاحبقران کی جاؤنگا طلسم ہوشربا
مین نہ رہونگا مین عیاریان کرتے کرتے عاجز ہو گیا ان نالائقون کو موت نہ آئی یہ کہکے اُٹھے مہ جبین کو
گلے سے لگایا کہا لو بی بی خدا حافظ ہم جاتے ہین ہمارا یہان رہنا بیکار ہے مہ جبین نے دامن تھام لیا کہا
قبلہ و کعبہ آپ ایسا نہ فرمایئن بعد خدا کے آپ ہی کا تو بھروسہ ہے ان عیارون نے بھی بہتری کی تھی برائے
قتل صنعت گئے اندر حصار سحر کے پہونچے لیکن سحر سے مجبور ہو گئے عمرو نے کہا عیاری خراب ہو گئی مین
ارتھی بناتا دس بیس ادھر ساحرون کو ساتھ لیتا گھنٹ و ناقوس بجاتے ہوئے جاتے انکو بھی معلوم ہوتا

کر حقیقت مین ہان کوئی مرا ہی ایک آدمی صرف ہمراہ دیکھتے ہی سمجھ گئی ہوگی کہ یہ عیار مکار مین آخر سب کو گرفتار کرلیا ملکہ نے کہا معاف فرمائیے تشریف رکھیے اب کوئی بات کبھی بے آپ کی صلاح کے نہوگی یہ تشکل خواجہ بیٹھے ہر ایک رنج والم مین مبتلا برق وچالاک کا سب کو خیال تھا بہ ہجوم غم وملال ناگاہ طائر زرین بال آفتاب بصد پیچ وتاب اشیانۂ مغرب مین جاکر چھپا اور عقاب بلند پرواز ماہ تابان ثابت وسیارگان کو ہمراہ لیکر بصد کروفر تخل فلک نیلی پر مصروف نگر شکار ہوا بارگاہ مین روشنی ہونے لگی شمع عقل سب کی گل غم چالاک وبرق مین شور گریہ وزاری کا غل پڑ گیا کہ اسی ہنگامے مین لشکر حیرت سے صدا نقارون کی آئی عمرو نے سر اٹھا کر فرمایا یارو وزرا در یافت تو کرو کہ یہ کیسا نقارہ بجا کیا کوئی نیا سردار برائے مقابلہ آگیا اسوقت خود بخود قلب تھرا گیا مہرخ نے عرض کی ہرکارے گئے ہوے ہین خبر لیکر آتے ہونگے اس عرصہ مین چرندو پرند حاضر ہوے ہاتھ اٹھا کر دعا وثنائے بادشاہی بجا لائے اسطرح عرض کرنے لگے مخمس در مدح بادشاہ اسلام

خسروا چرخ کے سر گنبد دوار ہلال
خود لب عجز سے کرتا ہی یہ اقرار ہلال
حاضر خدمت عالی ہی بہر کار ہلال
گرز بردار ہی خورشید کمان دار ہلال
آسمان لیکے سپر چلتا ہی تلوار ہلال

دست ہمت ترا خورشید سے ہی بالا تر
تیری بخشش سے ہی منیان عرق شرم مین تر
آئین تیرے در دولت یہ گدا یانہ اگر
اپنے کاسے مین بھرے چرخ دمین لعل وگہر
اور کشتی مین بھرے درہم ودینار ہلال

ذوق کرتا ہی سخن تیری دعا پر کوتاہ
عید ہر سال ہو فرخ تجھے باحشمت وجاہ
تیری دولت سے ہون خرسند ترے دولتخواہ
اور جو حاسد مین ترے واسطے انکے ہر ماہ
چرخ پہ تیز کرے خنجر خونخوار ہلال

اے شاہنشاہ گیتی ستان ظلمات جادو اگر طبل جنگی بجوا گئی پیام صنعت کا لیکر آئی تھی لشکر حیرت مین نام پر صنعت کے طبل جنگی بجگیا مشہور ہی کہ بوقت سحر اسی طرح آگے لشکر اسلام سے مقابلہ کریگی تیاری مین سب مصروف ہین بڑی خوشیان ہورہی ہین عمرو نے کہا بسم اللہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بعنایت رب اکبر طبل جنگی بجے یہان بھی صدائے طبل جنگ بیدرنگ بلند ہوئی تمام سردارون کو معلوم ہوا کہ کل پھر صنعت سے مقابلہ ہی جابجا تیاریان ہونے لگین لیکن لشکر مین سناٹا ہر سردار بیقرار ومضطر دلبر قلق رنگ چہرون کا فق فقط

قمر سب کی وحشت کردن کیا رقم
ستارون پہ خال سیہ کا گمان
کسی کو تردد کہین انتشار
تردد مین بیتاب خواجہ عمرو
صدائین وہ ہاہو کی ہر سو بلند
کسی بزدلے کو تھی فکر گریز
کہین گھنٹے بجتے تھے با صد خوشی
کہین سحر سے ہل رہی تھی زمین
کسی جا پہ گوگل کے جلنے کی بو
جلاتا تھا مرچین کوئی خود پسند

کہ مہرخ کے دل پر ہجوم و الم
کہین شیر کے گونجنے کی صدا
کوئی خوف سے مرگ کے بیقرار
اندھیرا وہ پرہول حیرت فزا
کوئی شاد و خرم کوئی دردمند
ادھر فوج حیرت مین تھا اک غریو
صدا تھی کسی جا پہ ناقوس کی
کہین خیمے سے اٹھ رہا تھا دھوان
اندھیرا دھوان دھار تھا چار سو
کوئی سر ہلاتا تھا بیٹھا کہین

وہ تاریک مثل دل کافران
کہین لوٹتا تھا پڑا اژدہا
وہ لشکر مین ہر سمت تھا شور و شر
شب فرقت عاشقان سے سوا
کوئی شیر تھا صرف ذکر ستیز
ہر اک ساحر بد سیر مثل دیو
کہین جھانجھ بجتے تھے ڈھولک کہین
فسون سازیون کا ہر اک جا نشان
کہین شور یا سامری تھا بلند
لڑائی کا ہوتا تھا چرچا کہین

ایک ہنگامہ دونون لشکرون مین پڑا تھا ملازمان حیرت کی خوشیان اہالیان لشکر مہرخ کی بیقراریان ادھر فتح و ظفر کی خوشی ادھر بیقراری و اضطراری شب تیرہ و تار داد و فریاد کی جا بجا پکار اسی ہنگامۂ مصیبت مین وہ شب غم بسر ہوئی تڑپ تڑپ کے سحر ہوئی سرداران لشکر اسلام بیقرار و ناکام اپنے اپنے مقام سے اٹھے خسرو خاور بعد گرد فوج شعاع ضیا کو ساتھ لیکر چرخ نیلی فام پہ بر آمد ہوا ملکہ مہرخ نے ملکہ مہ جبین کو تخت پہ سوار کیا ساحران جانباز کو بلا کر حکم دیا کہ شہنشاہ گیتی ستان کے قریب رہنا بخوبی سب ساحرون پر ظاہر ہے کہ سرکار دولتمدار کو سحر نہین آتا کئی سو ساحران نامی نے تخت کو آکر ملکہ مہ جبین کے گھیر لیا ملکہ مہرخ آگے بڑھین ادھر سے دیکھا آمد فوج حیرت بعد شوکت و صولت ملکہ حیرت جا کر بلندی پر ٹھہرین صرصر و صبا رفتار قریب قریب قنطورہ ہا سے زر بفتی و یا نہاے عیاری سے آراستہ سلاح جنگ سے پیراستہ یہ بھی واضح رہے کہ لشکر حیرت کمر کھولے ہوئے برا سے تماشا میدان مین آکر ٹھہرے ہوئے ہین آمد ملکہ صنعت سحر ساز کا سب کو انتظار لشکر مین انتشار ناگاہ مرگھٹ کی طرف سے گرد اڑی گرد کو مثل زلف مہوشان پیچ و تاب جنگ و رباب بجتا ہوا صنعت پہ کبر و نخوت تخت پہ سوار بارہ ہزار ساحران خونخوار بموجب طریقہ قدیم گرد لشکر حصار سحر ایک جانب ملکہ ظلمات جادو ایک سمت ملکہ گیسو کشا اسباب سحر سب کے ہاتھ مین ایک سمت آکر لشکر ملکہ صنعت سحر ساز

ٹھہرا صفین جبین ملکہ صنعت سحر ساز نے دور سے ملکہ حیرت جادو خاتون شاہنشاہ افراسیاب
کو بہ ادب جھک کے سلام کیا ملکہ حیرت نے کہا مزاج تو اچھا ہی صنعت سحر ساز نے دست بستہ عرض
کی حضور کنیز سب طرح اچھی ہی ہمیشہ دعاے ترقی دولت مین مصروف رہتی ہی سامری و جمشید کی
کرپا سے حضور کا نیر اقبال ہمیشہ اوج پر رہے دشمن پامال دوست نہال یہ کہکر فوراً نقیبون کو اشارہ
کیا نقباے بلند آواز میدان کارزار مین آئے سرود چھیڑے اشعار عبرت آمیز پڑھے نظم مصنف

عجب گردش چرخ کجباز ہی | کہین سوز ہی اور کہین ساز ہی | کہین جاہ و دولت کا سامان ہوا
کوئی مثل گیسو پریشان ہوا | کسی جا ہی شادی تو ماتم کہین | کہین قہقہہ چشم پرنم کہین
کسی نے رکھی سر پہ ترچھی کلاہ | سراسر کوئی ہو رہا ہی تباہ | کوئی ہجر ساقی مین ساغر بدست
کوئی بادہ کبر و نخوت سے مست | کوئی صاحب دولت و تاج ہی | کوئی دانے دانے کو محتاج ہی
شگفتہ ہوے غنچہ و گل کہین | تڑپتی ہی بیتاب بلبل کہین | ای اہالیان دنیا و دنیاے فانی مقام

لذت گاہ ہی اس تھوڑی سی زندگانی پر بھروسا کرنے والا گمراہ ہی بیت جدائی ہر کسی تقدیر مین انسان و عالم کی + حروف
مفردہ سے ہی کتابت لفظ آدم کی + کسی کو ثبات نہین نیکنامی کسی کی ذات نہین جسکا جی چاہے اٹھکر مرے سے
عمل خیر کرے جلوہ عروس مرگ دیکھے مردانگی کے جوہر دکھلائین جسنے خواہش کی کاہش ہوئی زندگی کو حباب لب جو
سے مثال ہی اس سے جلد کنارہ کرے اتنا توقف بھی محال ہی ایسے اشعار عبرت آمیز و وحشت خیز نقیبون نے پڑھتے
بہادر بحر جرائت کے بے بہا در بادہ شجاعت سے مست جھومنے لگے مرنے پر آمادہ ہوئے صنعت تخت سے
کودی طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی میدان کارزار مین پہونچی عجائب و غرائب سحر دکھلائے نعرہ کیا کہ
ملکہ مہرخ کسی کو جلد ہمارے مقابلے مین بھیج اب تم سب کا پیمانہ عمر لبریز ہوا سر رشتہ حیات منقطع ہو چکا جسکو
تمناے مرگ ہو سامنے آوے مقابلہ کرے اگر جان شیرین عزیز سمجھے قدمون پہ گرے مہرخ نے بائین جانب
دیکھا ملکہ ماران زمین کن ساحرہ پرفن طاؤس کو بڑھا کر سامنے ملکہ مہرخ سحر چشم کے آئی اجازت
طلب کی ملکہ مہرخ نے فرمایا ای نور بصر و ای لخت جگر تمکو خالق اکبر کے سپرد کیا بسم اللہ کرو شوکت و شان ملکہ
ماران زمین کن دیکھکر دوست و دشمن روتے تھے غیر بھی اشکون سے منہ دھوتے تھے حسن جمال مین
بےمثال گلشن ماہ تابان فلک حسن و خوبی نجم درخشان برج آسمان محبوبی گلعذار کبک رفتار نظم

سراپا کا اسکے کرون کیا بیان | حسین سر جبین قاتل عاشقان | وہ بوٹا سا قد بات مین دلبری

بھری چشم فتان مین جادوگری
دہن غنچۂ گلشن حسن و ناز
خبردار علم نشیب و فراز

ترچھی کاٹی باندھی اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا موتیون کا مالا گلے مین ڈالا کس نازو ادا سے وہ دلربا طاؤس
زرین بال کو اڑا کر طرف میدان کارزار کے چلی صنعت سحر ساز بھی صورت زیبا ے ملکہ ماران زرین کن دیکھ
بیقرار ہوئی بے اختیار پکار اٹھی اے ماران زرین کن ارے واسطہ سامری کا اپنی جوانی پر رحم کر تیری خطا
شاہنشاہ افراسیاب سے معاف کرا دونگی تیری بھی یہ لیاقت ہوئی کہ مجھسے مقابلہ کرے گنبد نور کا تجھکو
شاہنشاہ نے رازدار کیا تھا خوب خیرخواہی کی اسد غازی کو قید سے چھڑا یا عمرو کا ساتھ دیا دیکھ آخر انجام
کیا ہوا ملکہ ماران زرین کن نے آواز دی او بیحیا بانی جور و جفا ہمارا آغاز و انجام سب نیک ہے اگر تجھکو قتل کیا
فرد غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار مین نام لکھا گیا اگر مارے گئے سیر بہشت عنبر سرشت ہے دنیا سے دون مقام
زشت ہے صنعت نے کہا اچھا اب حال کھلجائیگا جو بہا سے سحر کرو دل مین حوصلہ نہ رہجائے سیر اسحر غضب
سامری و جمشید ہے ملکہ ماران زرین کن نے کہا اسمین بھی بھید ہے تقدم ہمارے بیان ناجائز ہے جب پروردگار
تیرے حربے سے بچائیگا اسوقت ہم بھی جواب دینگے یا اپنا خون اپنی گردن پر لینگے یہ سنکر ملکہ صنعت نے سحر کیا
ماران زرین کن نے دفع سحر کردیا ملکہ اسرار جادو نانی ماران زرین کن کی یہ سب معرکہ دیکھ رہی ہے پچاس ہزار
ساحر پشت پر لشکر مین لڑ رہی ہین کہ اگر ہماری ملکہ پر کوئی چشم زخم پہونچے فوراً جا پڑین اپنی جان دین مگر اپنے
مالک کو بچائین لشکر صنعت بھی آمادہ مقابلہ ہو کر آیا ہے دلون مین سبکے حوصلہ بھرا ہوا ہے ملکہ ماران زرین کن
مبتلاے رنج و محن عرصہ دراز تک صنعت سحر ساز سے لڑا کی ایک مقام پر ملکہ صنعت نے ترنج کھینچ مارا ماران نے
یہ زہر اگلا کہ ترنج کو کاٹا ترنج سے برق چمکی مثل خنجر سر پر پڑی سر ملکہ ماران زخمی ہوا صنعت سحر ساز نے چاہا
بڑھکر سر کاٹ لون ملکہ اسرار جادو کو تاب نہ آئی وہین سے للکارا او صنعت خبردار کیا کرتی ہے جبتک
ملکہ اسرار جادو پہونچے صنعت سحر ساز نے قدیم سحر کیا ملکہ ماران زرین کن زمین پر گری بصورت طوطی
زرین بال بنگئی فوراً اسنے اٹھا کر پنجرے مین بند کیا وہ قفس ملکہ ظلمات جادو کو دیا ملکہ اسرار
جادو صنعت پر جا پڑی فوج صنعت سحر ساز کی بڑھی دونون لشکر آپسمین مل گئے سحر چلنے
لگے ذرہ ہاے ریگ رواں چنگاریان بنکر ساحرون کے جسم پر پڑے اعضا جلنے لگے نظم مصنف

گری آئے صنعت بعد شد و مد
اشارون مین تھا سحر اک کارد
بر اک نخل تھا مثل نخل چنار
طپش سے زمین کو چڑھا تھا بخار
برسنے لگی آگ افلاک سے
دھوان زرد اٹھنے لگا خاک سے

شرارے زمین سے نکلنے لگے
نہ ڈوبے نہنگان دشت و غا
یہان جا پڑے اور وہان جا پڑے
بدن پر گل زخم دل باغ باغ
تزلزل زمین کو ہوا سر بسر
وہ یاجون کا غل دشت مین جابجا
نہایت شجاع و قوی و دلیر
سراپا تھے دریاے آہن مین غرق
جلال انکو آوے دم جنگ اگر
سمجھتے تھے رستم کو مانند زال

تو گرمی سے پتھر پگھلنے لگے
دلیران خونخوار بصد عز و شان
بصد کر و فر دشمنون سے لڑے
کہین برق شمشیر کی تھی چمک
پڑی چوب نقارۂ رزم پر
کسی کے پڑا سینہ پر آکے تیر
نیستان جرأت کے غرندہ شیر
پیادے تھے وہ مثل مور و ملخ
تو شق ہوئے ڈر سے عدو کا جگر

کہین بحر افسون کا طوفان اٹھا
لیے ہاتھ مین تیغ خونفشان
گلستان جرأت کے روشن چراغ
کہ ئین دکھاتی تھین ہر جا کرگ
وہ قرنا کی آواز ہیبت فزا
کوئی سہم کر ڈر سے تھا گوشہ گیر
سر مو نہ تھا انکی جرأت مین فرق
جو اک دم مین الٹین زمین بلخ
یہ ادنے سا تھا انکی قوت کا حال

غرض نے دریاے لشکر مین غوطہ مارا ملکہ اسرار جادو چاہتی ہے اپنی لوائی
ماران زمین کن کو جا کر رہا کرے صفون کو صنعت سحر سازی کی درہم و برہم کر دیا میدان کارزار لاشون سے
بھر دیا لیکن صنعت سحر ساز عجب انداز سے لڑ رہی ہے زمین کو جنبش دی ہے جب دو تیر مارتی ہے دو چار ساحر
بیہوش ہو جاتے ہین اس سحر سے لوگ بہت گھبراتے ہین صدہا سحر سے اسکے بیہوش ہوے کئی سردار علاوہ ملکہ
ماران زمین کن کے بزور سحر طائر بنا کر پکڑ لیے قفس آہنی مین بند کیے ملکہ مہجبین کے تخت پر گولہ پڑا تخت ٹکڑے
ٹکڑے ہو گیا دلارام وزیرزادی گود مین لیکر بھاگی اس ہنگامۂ عظیم مین عمرو جان لڑا رہا ہے اتنی بڑی
لڑائی کہ جہان غیر ساحر ٹھہر نہین سکتا کئی مرتبہ گھس آیا یہ ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ خواجہ عمرو گلیم اور خنجر
کسی کو نہین مار سکتے جب اولاں اول کوہ سراندیپ پر یہ تحفہ جات قبر بزرگان دین سے خواجہ عمرو کو
حاصل ہوے ہین اور خواجہ خوشی خوشی یہ اسباب تبرک یعنی گلیم عیاری و جال حضرت الیاس و جام
حضرت اسحاق و پیجامہ آہن حضرت داؤد و زنبیل مزار جناب ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام و
گوہر شبچراغ لیکر خدمت مین امیر حمزہ صاحبقران کی آئے عرض کی یا صاحبقران آپ مجھکو ساتھ نہ لیگئے
تو کیا ہوا دیکھیے مین بزرگان دین سے یہ سب تحفہ جات لایا اگر نہ دیتے تو اپنا گلا کاٹ ڈالتا کیا آپ ہی
اک بڑے بزرگ ہین مین کوئی ایسا ویسا ہون اسوقت صاحبقران نے اشیاے مذکورہ کے اوصاف جو
خواجہ عمرو نے مفصل بیان کیے صاحبقران نے اسی وقت ان سب تبرکات کو خواجہ عمرو سے چھین لیا

چھین لیا مقبل سے کہا کہ اِن سب تبرکات عطیہ بزرگان دین کو لیجا کر ہمارے خزانے مین داخل کر دو یہ چیزین
اِس چوٹے دغا باز نالائق کے لائق نہین عمرو نے جھلا کر کہا او حمزہ تیرا کیا اجارہ ہے امیر نے فرمایا کیونکہ یہ
بزرگ رحیم دل ہوتے ہین تم پیچھے پیچھے اُنھون نے مرحمت فرمایا تمھارا دل نہ دُکھایا اب تم تمام دنیا کو لوٹ لو گے
بندگان خدا کو آزار پہونچاؤ گے ہرچند عمرو نے کہا تو پھر آپکا کیا مین چاہے کسی کو لوٹون چاہے کسی کو مارون امیر
نے کہا ہرگز تمھین دینا نہ چاہیے اپنے مقام پر اِس داستان کا ذکر ہے بیان تذکرہ گذارش کرنا ہوا اگر حیات مستعار
باقی رہی اور موقع نوشیروان نامہ وغیرہ کے لکھنے کا آیا تو انشاءاللہ اِس داستان کو بالتصریح عرض کرونگا عجب داستان ہے
بیان ہے خواجہ عمرو بن اُمیّہ نامدار کی بیقراری امیر حمزہ صاحبقران کی عدالت آخر بعد کئی دن کے
خواجہ عمرو نامدار نے کہا یا صاحبقران مین اقرار کرتا ہون کہ راہِ خدا مین جہاد کرونگا اِن تحفہ ہاے بزرگان دین
سے بجز جان بچانے کے اور کوئی کام نہ لونگا اُسوقت صاحبقران نے اقرار نامہ لکھوایا اُسپر بھی اکتفا نہ کی سردارون
کی مُہرین کرائین جب ضمانت سردارون کی لے لی تب یہ تحفہ جات خواجہ عمرو کو مرحمت فرمائے چونکہ امیر حمزہ
صاحبقران سے اقرار نامہ ہے اِسواسطے خواجہ عمرو گلیم اوڑھکر کسی کو نہین مار سکتے صرف اپنی جان بچانا
گلیم اوڑھکر ممکن ہے جب حملہ کرنا منظور ہوتا ہے گلیم اُتار کے نعرہ کرکے جا پڑتے ہین اُسوقت ساحر کو قتل کرتے ہین
لہذا مہر سپہر عیّاری و قطب فلک خنجر گذاری گلیم اوڑھے ہوے لشکر ساحران مین موجود ہین جب کسی ساحر کو
قتل کرنا مدِنظر ہوا گلیم سر سے اُتاری نعرہ کیا منم مہر سپہر عیّاری جب آنکھ چار ہوئی خواجہ عمرو تڑپکر اُس نابکار
پر وار کرتے ہین پھر اُسکو پلک جھپکانا دشوار ہوتا ہے محال ہے کہ حربے سے خواجہ عمرو کے بچ جاے یہ تو اکثر
ہوتا ہے کہ خواجہ عمرو نے تڑپکر خنجر سر پر اُس خود سر کے مارا دھڑ سے زمین پر گرا موت نے دستگیری کی
سیدھا جہنم مین پہونچا انھون نے لاچ مین اُسکے کپڑے اُتار لیے اگر کسی نے سحر کر دیا دم سے گر پڑے
فوراً چلانے لگے کہ ای ملکہ مہرُخ ارے جلدی دوڑو مجھے ساحر قتل کیے ڈالتا ہے جب ساحر کی نگاہ بیگم پر گئی
اُسنے اگر بچایا گلیم اوڑھی کود کے بھاگے غائب ہو گئے آج خواجہ عمرو بن اُمیّہ نامدار اِس جنگ مین
رستمانہ دلیرانہ کارزار کر رہے ہین کسی کو خنجر مارا کسی کو للکارا کسی کو حباب بیہوشی مار دیا کبھی جھپٹکر کسی کو
حلقہ ہاے کمند سے گرایا مگر مزاج کی چالاکی نہین جاتی جب خنجر مارا ساحر گرا گرتے گرتے پگڑی سر سے
اُسکی اُتار لی آپ فوراً گلیم اوڑھکر غائب ہو گئے مُردون کی کمرین ٹٹولتے پھرتے ہین جسکی کمر مین ہمیانی
نکلی کھول لی اگر کمر مین کچھ نہ پایا جھلا کر ایک لات ماری کہا کیون بے نالائق دنیٰ عمر بھر تو نوکری کی مگر خواجہ کے لیے کچھ

زکھا بارُ و دُ و دالکر لاشہ اسکا جلادیا اسی ہنگامہ گیرودار مین عمرو چاہتا ہر اپنے کو قریب ملکہ صنعت ہو بچاؤن
کوئی کاریگری کرون مگر شعلہ ہائے آتش بھڑک رہے ہین دریائے سحر جاری ہزارہا ساحر ڈوبے
آبرو بچانا دشوار نہنگان دریائے جرات شناوری کر رہے ہین کنارہ دریائے سحر کا نہین ملتا ہر ایک
گرداب خنجر آبدار ہر موجہ شمشیر تابدار مچھلیون کی ماہیت سے کون ماہر ہر مگر صاحب فہم و فراست پہ مثل آئینہ
صاف ظاہر ہر دریائے سحر ملازمان صنعت کا بنانا جوش مین ملکہ مہرخ کا ٹھانا کبھی ہونٹون پر چاک کر
جسم سے سپاہ پڑتی ہین دریائے سحر مین جا کر نہنگان خون آشام سے لڑ رہین دریائے سحر مین دریائے
خون شریک ہوا دریائے سحر مین لڑتی بھڑتی دریائے سحر خشک کر کے نکلین فوج صنعت پر جا پڑین سکن
صنعت سحر ساز صدہا کو قتل کر رہی چند سرداران نامی بیہوش ہوئے بعض سرداران نامی گرتے گرتے جائے
بگلے کلیجے تیر بدعت سے چھن گئے دم نہین لیتی سب طرف لشکر مین ہنگامہ ڈالدیا ہر یہ بتفریح گذارش کر چکا ہون
کہ ملکہ مہ جبین الماس پوش کو لیکر دلارام وزیرزادی لشکر سے نکلی دور جا کے ٹھہری خیمہ ملکہ لالان خون قبا
مین آفت برپا ہر ملکہ سر پیٹ رہی ہین ملکہ اسرار جادو لاچار ہوئی یقین کامل ہوا اب رہائی ملکہ ماران نعمین کن
دشوار ہر قفس ملکہ ماران ہاتھومین ظلمات جادو کے لڑتی ہوئی اسرار آتی ہر یکایک رونکی آواز کان مین
آئی پلٹ کے دیکھا بارگاہ ملکہ لالان سے شور گریہ وزاری بلند ساحران نگہبان دردمند عرض کر چکا ہون کہ
ملکہ اسرار جادو ضعیف و جہان دیدہ کار آزمودہ ہر اس حال پرملال کو دیکھکر بہت گھبرائی رونے لگی اپنے
ساتھ والون سے کہا صاحبو ناموس طلسم کشا برباد ہوا چاہتا ہر اسکا پاس واجب و لازم ہو وزیرزادی دلارام
دختر افراسیاب کو لیکر نکلگئین کیا لالان خون قبا ناموس اسد نامدار نہین ہر چند ساحرون کو حکم دیا ابھی
لشکر سے ملکہ کو سوار کر کے نکلجاؤ دلارام کو پیغام دینا کہ ملکہ لالان خون قبا و ملکہ مہ جبین کو ایک ہی محلے مین
سوار کرے جسطرف مناسب سمجھے نکل جائے یہ لڑائی فتح نہوگی کنیزان ملکہ اسرار جادو وردولت پر
ملکہ لالان خون قبا کے آئین جب سوار کرنیکا قصد کیا لالان خون قبا نے سر پیٹ لیا کہا صاحبو مین
یہان سے نجاؤنگی یہ سے وارث اسد نامدار نے جس مقام پر بٹھادیا ہر اُسی مقام پر جان دونگی وارث بھی
اگر لاش ہی مقام پر پاے صاحبان عصمت یہ تو کہین کہ ثابت قدم کوسے محبت تھی جہان وارث نے
بٹھادیا اُسی مقام پر جانبدی مین جانتی ہون کہ سحر و ساحری سے آگاہ نہین ہون ساحر مجھکو ذلیل کرینگے گر اب تم
اسرار جادو سے کہدو کہ آپ مطمئن رہیے کوئی مجھکو زندہ نہ لیجائیگا خنجر مار کر جان دونگی اسطرح

چون دل نتواند که کند ترک وفا را
سن طرفه لغت می شمرم انفطار رها را
تقدیر بجا ماند چسان حیر تم اینست
این عقده که وا کرد به پرسید صبا را
با من نبدی ذکر عزیزان چه ضرورست
در صحبت ما دخل دوا رانه غذا را
ناگاه ز قمری چو شنیدیم صدائے

انگاشته ام مهر به عشق تو جفا را
بوئے که بر د هوش ز بشگفتن گل نیست
آن روز که مژگان ترا کرد صفا را
او قاتل خلق است هر آن کس که بسنجید
بشناختم ای دوست بخوبی همه ها را
میشد طرف باغ چو شد گذر ما
گفتیم و بر فتیم که عشق است صدا را

در سلسله ام نیست بجز در پس اسیری
تا او به چمن وا نه کند بند قبا را
بود در گره طره سنبل نه چنین است
در جلوه حسن تو چنین ناز و ادا را
بیمار تو میگفت سحر گه به پرستار
بودند همه مرغ چمن زمزمه آرا

اسطرح سے رو رو کر جو یہ اشعار ملکہ **لالان خون قبا** نے پڑھے شور گریہ و زاری بلند ہوا ہر چند سب نے بہ اصرار کہا مگر ملکہ **لالان خون قبا** نہ سوار ہوئی جام زہر بھر کر رکھ لیا خنجر کھینچا کہا جا کر ملکہ **اسرار جادو** سے عرض کرو کہ خیر خواہان تمنے دوستی ختم کی مگر مجھسے اطمینان رکھو لاشہ ہمارا جائیگا کوئی ہمکو زندہ نہ پائیگا مشہور ہے کہ **لالان خون قبا** یتیم ہے باپ بیٹا محبت دین اسلام میں راہی ملک بقا ہوا تمنے سمجھا دیا تمہارا احسان ہوا یہ خبر ملکہ **اسرار جادو** کو معلوم ہوئی لڑتی ہوئی قریب ملکہ مہرخ کے آئی کہا اے ملکہ عالم واے بادشاہ ذی حشم افسوس کہ مہ جبین الماس پوش کو دلارام نکال لے گئیں مگر ملکہ **لالان خون قبا** کی خبر نملی میں نے اسوقت اپنے ملازمون کو بھیجا تھا کہ ملکہ کو سوار کرا کے لیجائیں وہ بی بی نہیں جاتی للہ کوئی تدبیر کرو ناموس **طلسم کشا** برباد ہو میں تو پہلے ہی لٹ گئی میری نواسی ماران زمین گیر مجھسے چھٹ گئی **صنعت** نے گرفتار کر لیا لڑائی بگڑ چکی ہے اب کیا صلاح ہے مہرخ نے کہا اب اسوقت صلاح کیا اور فلاح کیا مر مٹ کے جان دینگے پڑا و سے قدم نہ ہٹا سکینگے جو مرضی پروردگار بندہ مجبور و لاچار **صنعت** کی بدعت کم نہیں ہوتی **حیرت** بیغیرت تماشا دیکھ رہی ہے بد کو برابر فوج روانہ کر رہی ہے بڑھنے دس ہزار قتل کیے اسنے بیس ہزار اور بھیج دیے ہمارے لوگ جسقدر قتل ہوئے اُتنے اور کم ہوئے ایسی شکست کا درست ہونا مشکل ہے ہر چند دلارام مہ جبین کو ہٹا لے گئی ہے لیکن مہ جبین بھی دور نہ جائیگی اپنے وارث کے انتظار میں بیٹھ رہی ہوگی ملکہ **اسرار جادو** اور ملکہ مہرخ جس مقام پر یہ باتین کر رہی ہیں اور بھی سردار لڑتے ہوئے زخم اٹھاتے ہوئے اپنے مالک کو دیکھکر اس مقام پر آئے ہر ایک نے کہا اے ملکہ عالم اب طاقت جنگ ہم میں باقی نہیں ہے جو ارشاد ہو وہ کرین آرزو یہی ہے کہ لڑیں مرین جان دین مگر قدم میدان کارزار سے نہ ہٹائیں اپنے کو

شل نقش قدم شائین سردارون کی زخمداری مجبوری وناچاری دیکھکر ملکہ مہرخ بہت روئین کہا صاحبو مین کیا
جواب دون تم سب صاحبون کی خدمت گذار ہون لشکر ہمارا برباد ہوا قیدخانہ صنعت کا آباد ہوا ہائے
سرداران نامی وگرامی طائر بنا کرے گئی ہر جانباز سرفروش قفس مین پھڑک رہے ہین خدا انکو پنجہ بدعت صیاد
سے بچائے اس قید مصیبت سے چھڑائے آپسمین یہ کلام ہین لیکن دم لینے کی مہلت نہین ابر سحر گھرے
ہوئے ہین کسی ابر سے پانی برسا کسی ابر سے بارش تیر وخنجر کہین تلوار کا چھنا تا تیر کا سنسناتا گرزہائے گران سنگ
کی آواز آمادہ مرگ سرداران جانباز لشکر دشمن کی تلوارین تیز بہان کے تیغے بیدم خنجرون مین تین خم نیزے
سرتیزی بھولے گلہ ہائے عمود بیکار کمانین جھک گئین تیر سہمے ہوئے ترکشون مین چھپے ہوئے ہین نیزے
کانپ رہے ہین ہزار ہا مرکب کوتل سیدلون مین ہلچل صفین صف ماتم فوجین درہم وبرہم خیمے سرنگون سردارون کا
جگر خون باجے سب لشکر کے بیکار نقارے چوبون سے سرپیٹ رہے ہین دمامے پھولے ہوئے قرنا
الٹی سانسین لیتی ہے خاموشی پرجان دیتی ہے شکست کامل لشکر آئی ملکہ مہرخ بہت گھبرائی ملکہ اسرار جادو
سے کہا قربان جرات عمرو نامدار مین نے سنا تھا کہ جنگ مین مصروف تھے کئی سو ساحر مار چکے چار پہر گذر
ہوئے گذر چکے سردار سب زخمی ہوے کچھ بسبب زخمداری کے بیکار ہوے کس بلا مین گرفتار ہوئے
اگر خواجہ ملتے تو انسے پوچھتی کہ اے شہنشاہ اوج عیاری اب کیا کیا جائے ہمیشہ عنایت پروردگار سے
طرفین کفار ہی کے طبل بازگشت بجا کیا آج شکست فاش ہوئی جان نثارون کو بھاگنے کی تلاش ہوئی
اب اگر وہ حکم دین مجبور رہین لاچار ہین طبل بازگشت بجوائین آج تو جان بچائین اسرار جادو نے کہا
اے ملکہ عالم درہر خطا توان بنظم آپ جو کچھ فرماتی ہین بجا اور درست ہے بقول سعدی شیرازی بیت
نہ ہر جائے مرکب توان تاختن کہ جاہا سپر باید انداختن مگر خواجہ عمرو نامدار کی رائے واجب الا زم ہے
دیکھیے ملازمان صنعت اڑتے پھرتے قریب بارگاہ ملکہ لالان خون قبا پہونچ چکے ہین وہ صاحب
عصمت ہے فوراً جان دے دیگی اگر شاید زندہ بچگئی تو سامنے شاہزادہ اسد نامدار کے بڑی خفت ہوگی
منہ دکھلانے کے قابل نرہینگے ارشاد ہوگا ہمارے ناموس کی بھی حفاظت نہ کرسکے اسکا کیا جواب دینگے
مگر بدون صلاح خواجہ عمرو کوئی کام نہین کرسکتے یکایک پہلو مین سے آواز آئی یہ پیر غلام حاضر ہے پلٹکر
ملکہ مہرخ نے دیکھا خواجہ عمرو ایک جادوگر کی شکل بنے ہوئے کھڑے رو رہے ہین ملکہ مہرخ
دوڑکر قدمون سے خواجہ عمرو کے لپٹ گئین کہا اے شاہنشاہ اوج عیاری آپ نے یہ تباہی [illegible]

دیکھی صنعت نے قیامت برپا کر دی ہر سحر بھی ملعونہ پر تاثیر نہین کرتا اگر آپ کی مرضی ہو تو طبل بازگشت
بجوائیے آئندہ جو مناسب وقت ہوگا وہ کیا جائیگا شاید کوئی سامان فتح و نصرت کا پروردگار پیدا کرے
عمرو نے کہا بسم اللہ مین کیا منع کرتا ہون طبل بازگشت بجوائیے جسطرح بن پڑے جان بچائیے فوراً
ملکہ مہرخ نے گھبرا کر طبل بازگشت بجوایا طبل بازگشت پر چوب پڑی لشکر آگے ہوئے صنعت
اُسی طرح مقیدان لشکر اسلام کو قفس مین بند کرکے نوبت و نقارے بجاتی ہوئی طرف
مرگھٹ کے روانہ ہوئی جیسا کچھ تحریر کر گیا ہون اگر مسافر راہ مین ملگیا بیگناہ کو عیار جانکر قتل کیا صدہا
بیگناہ اِس ظالم کے ہاتھ سے مارے گئے حیرت جادو خوشی خوشی بیٹھی افراسیاب کو
فتح نامہ لکھا اُسمین تحریر کیا اتنے سردار صنعت نے گرفتار کیے اتنے قتل ہوئے بروقت شکست
فاش مہرخ طبل بازگشت بجوا کر پلٹ گئی کیا عجب ہے کہ مہرخ بھاگ کر نکل جاے حال مسلمانون کا
بہت ابتر ہے ستارہ ملازمان شاہنشاہی اوج پر ہے خوشی مین حیرت نے صحبت جشن ترتیب کی
مگر ملکہ مہرخ شکست خوردہ اُفتان و خیزان حیران و پریشان آکر داخل بارگاہ ہوئی دلارام وزیرزادی
ملکہ مہ جبین کو لیکر بیٹھی ارادہ تھا دور نکلجاؤن مہ جبین نے دور جانا قبول نہ کیا اب جو آکر دیکھا تمام
سردار گرفتار ہوے دنگلون پر غاشیہ پڑے ہین بے اختیار حال بارگاہ کا دیکھکر رونے لگی یہ بھی
واضح رہے کہ صنعت سحر ساز چار پہر کامل اہل اسلام سے لڑی اِسکے بھی بڑے بڑے سردار مارے گئے
خود بھی زخمی ہوئی ہے بروقت پلٹنے کے کہہ گئی ہے اے فرقہ خداپرستان وائے ملکہ مہرخ ایک ہفتے کی اور
مہلت دیتی ہون آپس مین صلاح کرکے سمجھکے خدمت مین ملکہ حیرت کی چلے آؤ خطا اپنی معاف کراؤ
لہذا ملکہ مہ جبین نے پوچھا اے مادر مہربان آئندہ کیا کیفیت ہوگی کوئی لائق مقابلہ نہین ہے اب جو صنعت
آئیگی کون مقابلہ کریگا کسکے منہ مین زبان ہے کون سامنا کریگا کون جواب دیگا سردارون مین معمار قدرت
ملکہ اسرار جادو و گلزار حشم و زریوش حشم وغیرہ چند سرداران نامی موجود ہین لیکن انکا ہونا نہونا برابر ہے
چونکہ بہاگے زخمدار ہین بہت بیقرار ہین لائق مقابلہ و مجادلہ نہین بستر خاک پر پڑے ہوے کراہ رہے
ہین صدا آہ کی بلند ہے ایک سرفروش دردمند بارگاہ کو دیکھکر کلیجہ پھٹا جاتا تھا اُسوقت ملکہ مہ جبین بہت
روئین ملکہ مہرخ نے سنگ صبر کلیجے پر رکھا گلے سے لگایا فرمایا اے نور نظر وائے پارہ جگر صبر کرو
دل پر جبر کرو تمہارے رونے سے اہالیان لشکر اور گھبرائینگے ایک لڑائی انشاءاللہ ایسی لڑینگے

صنعت کے بھی دانت کھٹے کردینگے میدان کارزار لاشون سے بھر دینگے کسی سردار نے کہا پہلے یہ تو انتظام کیجیے ایسا نہو یہان کی خبر وحشت اثر سنکر اسد دلاور نہ چلے آئین بڑی خرابی ہو سب ساحران کے تو نام کے دشمن ہین یہ سنکر ملکہ مہ جبین گھبرا گئین کہا ای مادر مہربان حقیقت مین بڑی مشکل ہو مہرخ نے کہا کسی کو بھیجو جا کر عرض کرے کہ ای شہریار ابھی دو چار روز نہ تشریف لائیے عمرو نے کہا گویا یہ تو سوتے کو جگانا ہو ہوشیار کرنیکا بہانا ہو سنتے ہی آئیگا جانیگا لشکر پر کچھ جفا ہو آج بھی مجھکو خیال ہو اُسکے ناموس کے قلب پر ہجوم غم و ملال ہو ضرور خواب پریشان دیکھے گا فورًا آئیگا اِس حال پُرملال کو دیکھکر لڑنیکا قصد کریگا لشکر پر حیرت کے جا پڑیگا افسوس یہ ہو کہ علاوہ لوح کے اور کوئی تحفہ طلسمی اسد کو ممکن نہوا کہ جس سے ہمارے قلب کو قوت ہوتی سحر ہر کس و ناکس کا اُس پر نہ تاثیر کریگا ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ صاحب آپ بہت بجا ارشاد فرماتے ہین یہ مقام طلسم ہوشربا ہو ہر طریقہ یہان کا ہوش ربا ہو اگر کوئی تحفہ کسی طور سے ممکن بھی ہو تو ساحر یہان کے بلائے روزگار ہین اکثر جو ساحر یہان سے برائے مقابلہ صاحبقران گئے جسنے قصد کیا فورًا اسم اعظم صاحبقران نے بند کیا اس سے بڑھکے کونسی ہمت اور دوسری یہ ہو یہان کے ساحر تسخیرات سے بخوبی ماہر ہین بدون لوح کے اسد نامدار نہین لڑ سکتے شاید ہماری زندگی مین وہ بھی دن آجائے آپ تو گھر مین پانون تکائے بیٹھے ہین لوح کا کیا ذکر ہو اگر کوئی جاکر اسد سے کہیگا کہ آپ دو چار روز لشکر مین نہ آئیے فورًا سمجھ جائینگے لشکر پر کچھ اُفتاد ہو ہمارے ساتھ والون پر کوئی بیداد ہو اُنکو کب گوارہ ہوگا نام خدا صاحب مروت و شجاعت ہین ہم سبکی بیقراری گریہ و زاری دیکھکر کب قرار لینگے فورًا ہی تو لشکر صنعت پر جوش جرأت مین جا پڑینگے پھر ہم کیا کرینگے واسطہ خدا کا اب کچھ جلد تدبیر کیجیے تساہل کو کام نہ فرمائیے یہ ایک ہفتہ بھی چشم زدن مین گذر جائیگا ان کلمات حسرت آیات سے مہ جبین بہت بیقرار ہوئی اُسی عالم یاس مین یہ اشعار زبان پر لائی بیقرار ہو کر رونے لگی اشعار

نخورد آب بما ہم دل درویشی ما
نیز نخندد و بما عاقبت اندیشی ما

ہست بیگانہ ز ما رابطہ خویشی ما
مانند نالیم ز جور فلک دون خود را

سعی امروز کنم از چہ برائے فردا
شانہ زلف جفا ساختہ دلریشی ما

یہ اشعار پڑھکر دامن خواجہ عمرو کا تھام لیا عرض کی حقیقت مین تا نا جان ہماری نانی اماں ملکہ مہرخ صاحبہ بہت بجا ارشاد فرماتی ہین کہ ایک ہفتہ پلک جھپکا نہین گذر جائیگا اس اثنا مین ایسا نہو اسد نامدار بھی لشکر مین چلے آئین اور ہمکو اس حال پُرملال مین دیکھین لڑنیکا قصد کرین اُنکو پھر کون روک سکے گا

کوئی جاکر خبر صنعت حرامزادی کو پہونچادے یہ تو اُسکو اب یقین کامل ہو کہ سب سردار زخمدار ہین لائق مقابلہ نہین
ہین یہ بھی سُن پادے کہ اسد کو کہین چھپایا اب وہ ظاہر ہوے رات ہی کو آئیگی دُشمنون پر دست انداز
ہوگی بھلا کون اُسکو روک سکتا ہی وہ سحر ساحری مین یکتا ہی برائے خدا کچھ فرمائیے اگر صرف کی ضرورت ہو تو
مین حاضر ہون لونڈی کو سر بازار فروخت کر لیجیے کسی سردار کو آپسے عذر نہین ہی زیور وغیرہ میرا حاضر ہو سب
سردار بھی آمادہ ہین جسطرح فرمائیے بجا لائین عمرو نے یہ سُنکر سر جھکا لیا سب سردار دست بستہ کھڑے ہین
مہتر قران سامنے موجود یہ بھی عرض کر رہے ہین کہ اُستاد حقیقت مین اب وقت دستگیری ہی جب قران
نے یہ کلمہ کہا عمرو نے سر اُٹھایا کہا کیون رے کالے تو بھی کہتا ہو کہ تدبیر کیجیے ہم آپسے زیادہ کون عیار ہی آپکا
بغدہ طلسم ہوشربا مین مشہور ہی جاکر صنعت کو ایک بغدہ مار دیجیے کہ سر اُسکا گھر کھاتا پھرے سردار رہا ہوجائین جلدی
یہ ہم وعدہ کرتے ہین کہ صنعت کے مرتے ہی بہار وغیرہ کو ہوش آجائیگا حیوانیت سے جامہ انسانیت مین
آجائینگے بارہ لاکھ ساحر کا لشکر صنعت کے ساتھ ہی اُنکی کائنات ہی بہار و باغبان وغیرہ سب کو مار لینگے
یہانتک سرخ جاہ بھی ہی اور رعد بھی بچ جائیگی لشکر اُسکا تاب نہ لاسکیگا تدبیر مین نے بتادی جاکے صنعت
کو مار دیجیے تمکو للکارتے قران نے سر جھکا لیا کہا اُستاد اگر وہان حصار سحر ہوتا اُسکے باپ پر بغدہ مار آتا
اب کوئی آپ ہی معقول تدبیر فرمائیے عمرو نے کہا او قران جو تدبیر اندر حصار کے جانیکی تھی وہ تو لونڈی مُوئی
نے بتادی اتنا جو میرے منہ سے نکل گیا کہ ایسی تدبیر کرینگے وہ خود اندر حصار کے بلا لیگی بس یہ برق سے دونو
سب کو لیجا کر حرامزادی نے پھنسوا دیا اب اسکے علاوہ کوئی تدبیر نہین ہی مین بھی لاچار ہون تمسے زیادہ
بیقرار ہون ملکہ مہرخ و ملکہ مہ جبین الماس پوش و معمار قدرت و جملہ سرداران باقی ماندہ نے
ہاتھ باندھکر کمال عجز و انکسار سے عرض کیا کہ حضور اب سبکے حال پر ملال پر رحم کیجیے ہر سردار خدمتگذاری
کریگا ہم سبکو معلوم ہی کہ حضور قرضدار ہین یہی باعث انتشار ہی ہم سب ملکے ابھی حضور کا قرضہ ادا کرینگے
خواجہ عمرو نے کہا تم لوگ کیا قرضہ ادا کر سکوگے حمزہ نے میری دیگ رشتے لوٹ لیا تم میرے ہاتھون مین باندھکر
ڈشی کو رخصت کر دیا مین لگ گیا اپنی بات کے خیال مین بھائیون سے قرضہ لے لیا ادا کرتے کرتے پڑیان
کھل گئین آپ لوگ اپنی حقیقت کے موافق فرمائیے مین اُنکی تدبیر بتاؤن روپیہ صرف کرنا آپ لوگون کا
کام ہی جانبازی مین سر ابھی نام ہی ملکہ مہ جبین نے بجاتی تو توڑے منگوا کر سامنے رکھدیے اُنکو
سردارون نے موافق اپنی حیثیت کے حاضر کرنا شروع کیا آفتاب زرد جواہر نے طلوع کیا خواجہ عمرو

دیکھو رہے ہین کچھ فرماتے نہین جب بلبلع خطیر جمع ہوے عمرو نے اٹھا کر نذر زنبیل کیے اور فرمایا سنو صاحبو
اور کوئی تدبیر نہین ہے مین اب نذر نہین لیتے آقا کی جاتا ہون صاحبقران کو لیکر یہان آؤنگا وہ اسم اعظم
پڑھکر حصار سحر کو باطل کرینگے صنعت کے لشکر سے لڑینگے صاحب اسم اعظم امیر محترم و محتشم ہین برق شمشیر
سے خرمن حیات ساحران جلا دینگے پھر جو مین لڑائی فتح ہوگی خبر سنیگے تم بھی نہ گھبرانا سحر بھی کرنا اور مین
انشاءاللہ بہت جلد آؤنگا تین مہینے کا راستہ جاتے اور تین مہینے مین واپس ہونا چھ مہینے مین فیصلہ ہو لینا
کہ حمزہ نے ترک کر صنعت کو مارا یہ سنکے رنگ روے ملکہ مہرخ متغیر ہو گیا سب سردار منہ دیکھنے لگے
کہ خواجہ کیا فرماتے ہین چھ مہینے تک ہم کیونکر زندہ بچینگے صنعت جیتا کبھی نہ چھوڑیگی ہرگز ہمارے
قتل سے منہ نہ موڑیگی عمرو نے کہا علاوہ اسکے کوئی تدبیر نہین ہے جب صنعت مقابلے کو آئے تم صاف
جواب دینا کہ ہمارے آقاے نامور خواجہ عمرو کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر تشریف لے گئے ہین وہ
آلین تو ہم لڑینگے اسی طرح وعدہ وعید مین اتنا زمانہ بسر کرنا پلک جھپکانے مین چھ مہینے گذر جائینگے مین
بھی جانتا ہون کہ اہالیان دربند ہوش ربا راہ مین روکینگے انسے لڑتا بھڑتا ہوا جاؤنگا معمار قدرت
و دیگر سرداران نامی بھی میرے ساتھ چلین لڑائی مین سحر کی یہ لوگ کام آئینگے مین عیاریان بھی کرونگا اور
ستر قران بھی ساتھ ہونگے انکی عیاری ہوگی کہین مین بھی ہاتھو پیر ہلاؤنگا کہین معمار قدرت کی خشتہاے
زرین چلینگی کہین بی ملکہ اسرار کہین بی ملکہ زیور محمل نشین جلالت آئین سحر سے قیامت برپا کرینگی کہین پر
سیان لاہوت جادو جبات دکھائینگے دربند فتح ہو جائینگے ہم تا بہ کوہ عقیق گلزار سلیمانی
پہونچ جائینگے بروقت واپسی یہ فسادات برپا نہو نگے انشاءاللہ صاحبقران آکر لڑائی فتح کرینگے
ان کلمات حسرت آیات کو سنکر بارگاہ مین ہنگامہ برپا ہوا سبکو حیرت ہو گئی عرض کی آپ مالک و مختار ہین اسوقت
ہم صنعت سے ہم سب مجبور و لاچار ہین ہمارے حق مین جو مناسب جانیے وہ کیجیے عمرو نے کہا اب
اس سے بہتر کوئی تدبیر نہین ہے ملکہ مہ جبین نے ملکہ مہرخ سے اشارہ کیا نانی اماں اب آپ خواجہ سے
کچھ کلام نہ کیجیے ہمپر خوب ظاہر ہوا اپنی جان بچا کر جاتے ہین اسپر طرہ یہ کہ ساحران نامی جو موجود ہین انکو
بھی ہمراہ لیجائینگے اب بھلا یہ کیا واپس آئینگے زیادہ کہنا مناسب وقت نہین ہے بسم اللہ انکو جانے دیجیے
جو ہمپر گذریگی بھگتینگے جان پر کھیلینگے دربند ہاے طلسم ہوش ربا فتح ہونا کیا آسان ہے صرف دربند فیروزنگار
جہان کی مالک فیروزہ فیروزہ پوش ہے اگر ہم لڑائیان فتح ہوتی رہین جب بھی ایک سال مقابلہ [illegible]

تیار مین ٹہر کر نکل جائینگے ساتھ والون کو کسی بلا مین مبتلا کر دینگے ملکہ مہرخ نے اشارہ کیا تھا خاموش ہو ایسا
کلمہ زبان سے نہ نکالو کون ایسا لشکر مین باقی ہے جسپر خواجہ نے احسان نہین کیا کیسی جانبازیان کین جن مقامات پر
طائر وہم وخیال نہ پہونچتا تھا ان مقامات پر جاکے عیاریان کین سرداران و ساحران گرامی کو بچایا گنبد نور
سے اسد غازی کو کہ مدتون قید سخت مین مبتلا رہے کس مردانگی سے چھڑایا جو کچھ فرماتے ہین ضرور اسمین
کچھ نہ کچھ بھید ہے کچھ تو تمھارے حق مین مناسب سمجھا ہوگا اچھے راسے سوئی زہرہ اولی ہے تمہین یہ اشارے کنایہ
کر کے ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ بسم اللہ جو آپکے نزدیک مناسب وقت ہو وہ کیجیے عمرو نے کہا انتظام اول
یہ ہے کہ حیرت کو ثابت ہونے پاسے خواجہ عمرو صاحبقران کو لینے جاتے ہین دوسرے یہ کہ جہانتک
ہوسکے اسد نامدار کو بھی یہان کی خبر نہ ہو پہنچے ملکہ مہ جبین سے ضبط نہ ہو سکا چونکہ کمسن ہے دختر بلند اختر افراسیاب
ہمین سے ہوش ربا کی حکومت کی بول اٹھی دامن تھام لیا کہا نانا جان ہماری جان سے جان طلسم کشا
کی عزیز ہے یہ نالائق حضور کی کنیز ہے اتنا احسان کیجیے اپنے نور نظر پارۂ جگر اسد نامور کو بیہوش کر کے زنبیل مین
ڈال لیجیے یا ظاہر مین لیجائیے انکو یہان نہ چھوڑیے اگر شکارگاہ مین ہین اسکی خبر حیرت کو ملجائیگی فوراً
قصد کریگی کہ جاکر انکے دشمنون کو گرفتار کر لاون انکا گرفتار ہونا بہت آسان ہے ایک ساحر جائیگا گرفتار کر لائیگا
یہ سبب محبت صندلان صندلی پوش صرف ملکہ گوہر جادو ہمراہ گئی ہے اسکی کیا حقیقت ہے جو ساحر جائیگا
اسپر غالب آئیگا وہ بیشک جانباز و سرفروش ہے لڑ بھڑ کر مر جائیگی اور کیا کر سکیگی عمرو نے یہ سنکر بہ نگاہ قہر و غضب
طرف ملکہ مہ جبین کے دیکھا کہا کیون او چھوکری مجھے تعلیم کرتی ہے جو میرے دلمین آئیگا وہ کرونگا تجھے
اسمین کیا دخل ہے اسد غازی کو لیجاونگا طلسم کون فتح کریگا تو جانتی ہے کہ مین جان بچا کر بھاگا جاتا ہون
چھ مہینے تیرے نزدیک گذرنا بری بات ہے تجھے سمجھا دیا ملکہ مہرخ سمجھ گئین تم یہان اسد غازی کی
زوجہ ہو تمھین کچھ تھا وہ بھی تو ہم سردار و ہم عیار ہین عیاریان تمکو سکھائی ہونگی گنبد نور مین انکے ساتھ
قید رہین کیا کیا نہ سختیان سہین انکو لیجاون تو تم کیونکر زندہ رہوگی عمرو کی جو زہرہ سی آنکھین جوش و خروش مین
آئین بمقدمہ مہ جبین ایسی سخت لفظین فرمائین کہ ملکہ مہ جبین رونے لگی کہا نانا جان آپکو اختیار ہے مین نے
اسواسطے عرض کیا کہ ہم لوگ نوحباب لب دریا چراغ سحری آفتاب لب بام ہین صنعت آمادۂ قتل
فلک بر سر بیداد ایسے وقت مین آپ سفر فرماتے ہین ہمکو تو یہ منظور ہے کہ انکی جان بچ جائے
انکے آفتاب اقبال پر زوال نہ آنے خداوند کریم ہر آفت سے بچائے روز سیاہ نہ دکھائے یہ کہکر

چیخ مار کر رو دی عمرو نے گلے سے لگالیا دامن سے اشک پاک کیے کہا بی بی یہ مقدمات عیاری ہین ان مین تم
دخل ندو انشاء اللہ پروردگار فضل اپنا شریک کریگا طلسم ہوش ربا فتح ہوگا تمکو سلطنت ہوش ربا ملیگی اٹھارہ
ملک پر حکمرانی کروگی دھوم سے اسد نامدار کے ساتھ شادی کرینگے بچے تمھارے گود مین کھلائینگے
ہم بہت جلد آئینگے بس اب کچھ نہ کہو خاموش رہو اپنے پروردگار کو یاد کرو اسی سے فریاد کرو وہر چند کہ
دل مہ جبین کا ٹکڑے ہوگیا لیکن سوائے سر جھکانے کے کوئی چارہ نہ تھا سوچی کہ گمان نانی اماں کا
بہت جا سے ہر اپنی جان بچاتے ہین خدمتین اپنے آقا کے جاتے ہین اے مہ جبین اب کہنا رونا
پیٹنا بیکار ہے رب اکبر مختار ہے بقول اسد نامدار خالق بے نیاز کریم کارساز پر تکیہ کرنا مناسب ہے انھین
باتون مین مسافر روز یعنے آفتاب عالم افروز منزل مشرق کو طے کرکے سرائے مغرب مین داخل ہوا شہنشاہ
ماہ تابان مع فوج ثابت و سیارگان جلوے رزم میدان چرخ نیلی مین صف آرا ہوا خواجہ عمرو نے
کمر چست باندھی مہتر قران سے فرمایا اے صاحب بندہ گران نظر کردہ بزرگان جلد تیار ہو معمار قدرت
و ملکہ زیور محمل نشین و لاہوت جادو و ملکہ اسرار وغیرہ سبکو حکم ہو اگر باندھو چار لاکھ ساحر ہالیان
فوج عمدہ عمدہ جنگ ساتھ لو دس دس پانچ پانچ سو سوار و پیدل و افسر طرف صحرا کے نکلجاو زیر کوہ صحرا کے
با مانیہ بطور صفین باندھنا پڑے آراستہ کرنا مین بھی آتا ہون اتنے ملکہ مہرخ سے صبر نہو سکا ہر چند کہ
نہایت عقیل بادشاہ جلیل و منتظم ہو لیکن بیقرار ہو کر بول اٹھی کیون خواجہ ایک ہم ہی گنہگار ہین سحر مین بھی
بیکار ہین چار پانچ لاکھ جادوگر جب آپ لیجائینگے تھوڑے سے حقیر و ذلیل ساحر یہان بھی رہجائینگے
انھین کون لڑینگے قابل ہے چند جو ساحران نامی باقی رہگئے تھے انکو تو حضور اپنے ساتھ لیچلیے یہان
کون مقابلہ کریگا بار لشکر صنعت کون اٹھا سکیگا عمرو نے تیوری بدل کے جواب دیا ہمارے مقدمے مین
دخل ندو جو مناسب وقت ہوگا کیا جائیگا ہر بات مین اعتراض کرتی ہو نا بدولت کو ناراض کرتی ہو
بس خبردار سوائے بہت خوب کے اور کچھ نہ کہنا ورنہ ابھی پاس ملکہ حیرت جادو کے بھیجا دونگا
اور صاف صاف کہدونگا کہ ملکہ عالم مین جنگ سے عاجز ہوا مجھے تا بہ کوہ عقیق خدمت مین بیبی
آقا کی پہونچا دیجیے زاد راہ بھی مرحمت فرمائیے حیرت جادو لاکھون روپے دیگی تخت سحر پر فورا
سوار کراکے تا بہ کوہ عقیق گلزار سلیمانی بخیر و عافیت تمام اس ناکام کو پہونچا دیگی مہرخ نے
سر جھکا لیا اب تھوڑے تھوڑے ساحر بحکم خواجہ طرف صحرا کے جانے لگے معمار قدرت اپنی فوج کو لیکے

گیا ملکہ اسرار نے اپنے ساتھ والون کو ہمراہ لیا لاہوت وزیر محمل نشین نے اپنے لشکر کو تیار کیا اسی
شب تیرۂ و تار مین طرف صحراے ہامانیہ کے روانہ ہوگئے چند ساحر و سردار مثل کمیدان و رسالدار
حاضر رہے جب نصف لیلاے شب کمرسے گذری اسوقت خواجہ عمرو نے اسباب سفر ذات پر آراستہ کیا
ملکہ مہرخ پر خوب تاکید کی کہ خبردار یہ خبر وحشت اثر ظاہر ہونے پائے لیکن اپنی حسرت پر رو یا چالاک
و برق کو بہت یاد کیا فرمایا اسوقت میرا شاگرد رشید و فرزند ارجمند ہوتا میری صورت بنکر میرے مقام پر
موجود رہتا و دچار روز بھی اب اس خبر کا چھپنا دشوار ہے کس سے کہون جو عیاری کا انتظام کرے لیکن اے ملکہ تم
ارباب بارگاہ اگر استاد کر سکے مشہور کرنا کہ خواجہ عمرو صاحبقران علیل ہوگئے ہین صاحب فراش ہین پلنگ
سے اٹھ نہین سکتے اتنا تو ضرور ہی مشہور کرنا خبردار اس انتظام مین قصور نہ کرنا ملکہ مہرخ نے عرض کی
جو کچھ مجھ سے ہوسکیگا وہ کرینگے اپنا حال دل آپسے کیا عرض کرین ملکہ مہرخ ابھی یہ کہنے پائی تھین کہ مہ جبین نے دامن سے
لپٹکر کہا نانا جان اپنا تو اب یہ حال ہے کہ زندگی محال ہے نظم

دل ہی قابو مین نہین زور چلے کیا میرا — آج پرخاش یہ ہے مجھ سے ارادا میرا
کھینچ شمشیر یہان بھی ہین ارادے کچھ اور — آج جھگڑا ہی سنا جاتا ہے تیرا میرا
نہ اٹھا منھ سے کفن لوگ سمجھ جاینگے — ہاے رہنے دے بس مرگ تو پردا میرا
حسرتین دیدہ کی جنبش نہین کرنے دیتین — رو سکنے آئے ہین دشمن مرے رستا میرا
ہاے مرنے سے بھی راضی نہوا جی افسوس — حوصلہ کوئی بھی سمجھے تو نہ دیکھا میرا

اسوقت لشکر مین عجب تلاطم برپا ہے شور گریہ و زاری بلند سبکو یقین کامل ہے کہ خواجہ اپنی جان بچاکر جاتے ہین
ہم سب بلا مین پھنسے اخر اسباب کے ہاتھ سے کیونکر بچینگے افسوس ایسے عیار کا ساتھ دیا جسکو اپنے فرزند
سے بھی محبت نہین بس ہماری کیا حقیقت ہے الیسون سے بیکار شکایت ہے مہ جبین نے کس کسطرح سے کہا جسے
جواب سخت سننے شربت کے سے گھونٹ پی لیے یہ خواجہ کو مناسب نہ تھا لیکن مکار کی بات کا کیا اعتبار
اپنی جان کو غنیمت جانا مرتبہ اسد نامدار کو نہ سمجھا خدا ایسے کی صورت نہ دکھلائے لوٹنے مارنے آیا تھا
مال جمع کرکے چلا بعض ساحر کہتے ہین چلو چلکر کسی گوشے مین چھپ رہین عمرو کو پکڑ لین اسکی زنبیل چھین لین
اسمین بہت کچھ مال ہوگا سر کاٹ کر کنارے ڈالدین اسکی یہی دوا ہے تب اسکو معلوم ہوگا کہ بندگان خدا کو
بلا مین پھنسانے سے برا انجام ہوتا ہے بعض کہتے ہین چپ رہو اگر سن لیگا قیامت برپا کریگا دیکھو چھپکر مرن پیا

مال لدوایا خزانہ بھی ہمراہ لیچلا اب بیچاری مہرخ تنخواہ کہانسے دیگی ہم غریبون کی کیونکر بسر ہوگی بعض کہتے مین ہم بھی نکلجاینگے افراسیاب کے جاکر قدمون پر گر پڑینگے بادشاہ ہر خطا معاف کر دیگا ناحق ہمنے اس ساربان زادے کا ساتھ دیا خواجہ عمرو یہ سب باتین سن رہے ہین کسی کو جواب نہین دیتے بلکہ انہین لوگون سے وداع ہورہے ہین فرارہے ہین بھائیو چھٹے مہینے مین آجاؤنگا ساتوان مہینہ نہ گذرنے دونگا مہ جبین عرض کرتی ہو نا جان یہ لفظ نہ فرمایئے اگر زیادہ گھبرا اٹھینگے عمرو نے کہا صاحب مین جھوٹ بولنے کا عادی نہین جو امر حق ہو وہ کہتا ہون مین کیون چھپاؤن حقیقت مین عرصہ ہو مین میرا کیا اختیار ہو سال کے اندر بیشک آجاؤنگا لڑائی مین دیر ہو تو البتہ مین مجبور رہون یہان اسوقت اک شور گریہ وزاری بلند ہوا عمرو سے مہ جبین خوب لپٹکر روئین ملکہ مہرخ کو روتے روتے غش آگیا صاف ظاہر ہوتا تھا کہ گویا کسی کا جنازہ جاتا ہو آگے آگے خواجہ عمرو عقب مین سرداران نامور شب تیرہ و تار کا سناٹا سردارون کا بلک بلک کے رونا ملکہ مہ جبین و لالان خون قبا کا جان کھونا عمرو آخرالامر سبکو سمجھا کر آگے بڑھے خدا حافظ کہکر پائے شاطری مارتا ہوا مع سرداران تہمتن و مہتر قران صف شکن ملکہ لالان خون قبا و ملکہ مہ جبین و ملکہ مہرخ و دیگر بہادران کو لشکرگاہ چھوڑ کے طرف صحرا کے روانہ ہوگئے

دو کلمہ داستان عیاری خواجہ عمرو و ذکر قتل صنعت سحر ساز بیان ہوتے ہین خمسہ

پیش ازین کیا زور تھا شیرون کی طاقت ہاتھ مین
طوق آہن توڑتا تھا تھی یہ قوت ہاتھ مین

ضعف کی اب اندنون ایسی ہو قوت ہاتھ مین
چاک کرنیکی نہین پاتا ہون طاقت ہاتھ مین

ہو گریبان دیر سے اے جوش وحشت ہاتھ مین

ہو گئی ہو گر دہاتھون سے صفائے آئینہ
کس لیے گھر سے مین اپنے وہ لگا سے آئینہ

کچھ نہین محتاج وہ خود بین براے آئینہ
صبح اٹھکر دیکھتا ہو ہاتھ جائے آئینہ

یہ صفائی ہو نظر آتی ہو صورت ہاتھ مین

پھیر لاؤن راہ سے کیونکر کہ جا سکتا نہین
ناتوانی زور پر ہو لب ہلا سکتا نہین

بلکہ جو بولین سخن ہو لب تک آسکتا نہین
وہ چلے جاتے ہین لیکن مین بلا سکتا نہین

ضعف سے جنبش نہین بہر اشارت ہاتھ مین

ہو یقین ہو طائر رنگ حنا سے ہمزبان
بھونکر شادی سے یہ کیا کیا بجائے تالیان

طوق ہو رہگیر انگشت پر یہ دو بے گمان | انجھین شاخ سرو مین سب فاختہ کا آشیان

طائر دل کو جو لے وہ سرو قامت ہاتھ مین

سحر ہی اعجاز ہی اُس شوخ کا ہر عضو تن | رشک نخل طور ہی نخل قدر شک چمن

ہونٹھ سیرے لال ہوجائین اگر چومون دہن | کیا فروغ حسن ہی چھو لون اگر اُسکا بدن

پنجہ خورشید کی ہو جائے حالت ہاتھ مین

منھ نہ موڑا تیغ قاتل سے کبھی جنبک جیے | ایک دن پر کیا ہی کام اسطرح کے اکثر کیے

جوہر اپنے آپ وقت امتحان دکھلا دیے | تیغ قاتل نے علم کی کان ہمنے چھو لیے

ہو زیادہ رستم دستان سے جرات ہاتھ مین

کیا تجلی ہی اگر دیکھے نظر بھر کر کلیم | ہاتھ پھر ملتا رہے حسرت سے تا محشر کلیم

پھر نہ دکھلائے کسی کو بھی کف انور کلیم | دیکھ پائے دست جانان کی تجلی گر کلیم

روشنی ہو جائے مثل داغ حسرت ہاتھ مین

جب بھوین یاد آئین دیکھا کھینچکر تلوار کو | ہر بہانے سے تسلی دی دل افگار کو

چین آتا ہی نہین اس طالب دیدار کو | یاد کرتا ہون کسی کے مصحف رخسار کو

زاہدا مصحف نہین بہر تلاوت ہاتھ مین

اسپنے فن مین نکتہ دان بے مثل ہی یکتا ہی وہ | عاشقون کے حال سے دانستہ بے پروا ہی وہ

چپ نہین رہتا کبھی ظالم ظریف ایسا ہی وہ | ہاتھ اُسکے چوم لیتا ہون تو کیا کہتا ہی وہ

ہین لکیرین یا کوئی لکھی ہی آیت ہاتھ مین

کاٹے کھاتی تھی مجھے ہر دم جدائی آپکی | شکر ہی ہونے لگی ظاہر صفائی آپکی

رنگ مہندی اسقدر تلوون مین لائی آپکی | گر مین سہلاؤن کف پائے حنائی آپکی

ہو زیادہ پنجہ مرجان سے رنگت ہاتھ مین

ہجر ساقی مین کھلا رونے سے پردا ابر کا | چشم تر نے سامنے کھینچا ہی نقشا ابر کا

ہون وہ گریان میرسے آگے مرتبہ کیا ابر کا | پونچھکر آنسو نیا یا مین نے ٹکڑا ابر کا

جب لیا رومال وقت جوش رقت ہاتھ مین

چشم گریان ہجر مین ہو جوے گلزارِ وطن
بخت اگر دکھلائے مجھکو روئے گلزارِ وطن

صورت آباد سوکھون بوٹے گلزارِ وطن
ارمغان لیجاؤن ناسخ سوئے گلزارِ وطن

چن لیے ہین خارہائے دشتِ غربت ہاتھ مین

شہسوارانِ توسنِ عیاری وگام فرسایانِ صحرائے پرآفاتِ خنجرگذاری سمندِ تیزگامِ کلک کو میدانِ نگاری مین یون جولان کرتے ہین کہ جسوقت خواجہ عمر و ملکہ مہرجبین و ملکہ مہرخ کو روتا پیٹتا چھوڑ کر سبکی محبت سے منھ موڑ کر مع خزانہ و بارگاہ بصد عز و جاہ آمادہ سفر ہوے ملکہ مہرخ و ملکہ مہ جبین و ملکہ لالان خون قبا روتی پیٹتی خاک اڑاتی لشکر مین آئین لیکن مرنے پر کمر باندھے ہوے انتظارِ صنعت مین مبتلی ہین یہی خیال ہر دل پر بہجوم غم و ملال ہے کہ اب صنعت سحرساز آئیگی ہم چند دست و پاشکستہ کو مشکین باندھکر لیجائیگی بیان ملکہ مہرخ نے گھبرا کر جواسیسانِ لشکرِ اسلام یعنے چیرہ و برند کو بلایا حکم دیا جاکر قریب حصار صنعت سحرساز ٹھہرو جسوقت وہ وہان سے سوار ہو یا ادھر کا قصد کرے فوراً ہمکو خبر ہوپنچا نا مہ جبین و لالان کو کہین چھپا دینگے ہم بڑھکر لڑینگے صنعت پر جاپڑینگے خیر جن سردارون کی جان بچی بہتر ہوا خواجہ نے ہمپر بڑا احسان کیا وقت مصیبت مین ہمارا ہاتھ چھوڑا پروردگار انکا انجام بخیر کرے جو ارادہ کیا ہو وہ پورا ہو یہ تو یقین کامل ہے کہ دو برس مین یا چار برس مین صاحبقران ضرور تشریف لائینگے کنیزون اور غلامون کے خون کا بدلا لینگے مگر افسوس ہمنے فتح طلسم ہوش ربا کو نہ دیکھا حسرت و یاس ہی دل مین لیکر چلے اس غم سے قبر مین بھی بیٹھو نگے تا روزِ حشر گھبرائینگے گوشۂ تنگ و تاریک مین آرام نہ پائینگے بارگاہ مین اسطرح سناٹا ہے گویا کوئی لوٹ کر لیگیا ہے دنگلون پر غاشئے پڑے ہین بیچارے کیدان بہ سالدار برائے رونق بارگاہ مین آکر بیٹھے ہین ہر ایک مبتلائے دام حسرت گرفتار زندانِ مصیبت صورت ملکہ مہ جبین الماس بعوپش کی دیکھکر رو رہے ہین ہر ایک کو یہی خیال ہے کہ ہم لوگ ساحر ہین زنجیرکے نکلجائینگے کسی گوشے مین جاکر چھپینگے یہ دست و پا شکستہ سحرِ ساحری سے ناواقف کہان جاکر چھپیگی کون دامن پناہ دیگا آسمان دشمن زمین رہزن ساکنانِ ہوش ربا جستجوے گرفتاری مین یہ آفت رسیدہ مضطراب و بیقراری ہین علاوہ ازین دخترِ افراسیاب سطوت و صولت مین انتخاب جس مقام پر جاکر چھپیگی حال ظاہر ہو جائیگا گرفتار کرکے سامنے افراسیاب کے لیجائیگا افراسیاب آمادۂ ظلم و بدعت ہے یار و تمام عبرت ہے اشارہ سوکلک کی جاکم معشوقۂ طلسم کشا اُسپر یہ ظلم و جفا خداوندا اسکا انجام بخیر ہو تو اپنی قدرت کاملہ سے کوئی سامان پیدا کر یہ لڑائی ہم بھون سے

ہاتھ سے فتح ہو صنعت سحر ساز کو قتل کرین اُسکے ساتھ والون کے خون سے ہاتھ بھرین خواجہ اگر ہمکو نصیب فیروزی
پائین حیران ہو جائین خداوندا تیری ہی ذات پر تکیہ کیا ہر تو سید اگر بنوا الا ہر اے معبود حقیقی و رب تحقیقی دعا ہماری قبول
کر اے ظلم و بدعت سے صنعت سحر ساز کی بچالے ابکی مرتبہ جو طبل جنگی بجائیگی میدان کارزار مین آئیگی کون
اُس سے مقابلہ کریگا اب تو گرفتار ہوئے ہم مجبور و لاچار ہوے فی الحقیقت چشم زدن مین رنگ عالم دگرگون
ہوتا ہر کبھی عیش کبھی رنج کبھی مفلسی کبھی گنج کبھی مصیبت کبھی راحت کبھی سحر فرحت کبھی شام مصیبت **نظم**

کہان ہر ایک طرح پر یہ دور لیل و نہار	کبھی ہر شام مصیبت کبھی ہر صبح بہار	کشاکش نفس چند ہر پیام اجل
ہوا سے بے ادبی ہر شیوۂ بیکار	خیال جام عبث اشتیاق مے بیجا	دکھا رہے ہین دم سرد گرمی بازار
بسان دیدۂ مسک ہر تنگ وصل عمر	لحد کشادہ دہن ہر بشوق بوس و کنار	طلسم عالم اسباب چند ساعت ہر
جو ہو سکے سو ابھی ہو اٹھا نہ رکھو زنہار		

دیکھین گردش گردون دون و انقلاب سپہر بوقلمون کیا رنگ دکھاسے
بعد خواجہ کے گیا ہش نے ان باتون پر ملکہ مہرخ کی شور گریہ و زاری بلند ہوا ہر کس و ناکس کا یہی ارادہ ہر
کہ لشکر سے نکلجائین اپنی جان بچائین بعض کہتے ہین صاجواب وقت زوال ہر زمانہ جلال ختم ہوا ماہ تابان کبھی
بدر کامل کبھی ہلال ہر ترقی و تنزل کا یہی حال ہر لشکر اسلام کا خوب اوج ہوا اب وقت مصیبت آیا کہانتک
جلال رہے اب جو انکا ساتھ دے وہ مصیبت سہے ملکہ مہرخ نے جو ایسی باتین سنین غصہ مین فرمایا
نقیبون کو بلاؤ لشکر مین پکار دین ہمسے صنعت سے مقابلہ ہر بیشک وہ غالب ہر سرداران نامی کو گرفتار کر
لیگئی ہر ہمکو داغ حسرت دیگئی ہر فلک درپئے آزار ہر ہمارا ساتھ دینا سراسر بیکار ہر جن صاحب کو جان بچانا ہو
وہ نکلجائین ہمارے لشکر مین نہ رہین ہم آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہین لحد مین پاؤن لٹکائے بیٹھے ہین ابکی جو وہ
آئیگی لڑ بھڑ کر یا تو اسکو مار لینگے سر میدان للکارینگے یا اپنی جان دینگے راہ خدا مین شہید ہونگے عاقبت بخیر ہوگی
بس مرنیوالون کا ساتھ دینا کیا ضرور ہر اپنے کو دانستہ مبتلاے بلا کرنا سراسر عقل کا قصور ہر بلکہ فہم و فراست
سے دور ہر پروردگار کا شکر ہر کہ ہمکو بادۂ جرأت کا سرور ہر جوانان صف شکن و جان نثاران تیغ زن
نے جو یہ کلمات حسرت آیات سنے قبضون پر ہاتھ ڈالکے پایۂ تخت شاہنشاہی سے لپٹ گئے عرض کی
حضور آپکا نمک کھایا عزت و آبرو پائی اسوقت مین آپکا ساتھ کیا چھوڑینگے جان دینے سے منھ موڑینگے
اگر حکم ہو تو ابھی سر قدم اقدس پر نثار کرین تصدق ہو جائین دولت کونین پائین جن رزوال و جلال سے
کیا کام ہر سپاہی کا مرنے مین نام ہر ہمیشہ افراسیاب سے لڑے کیسے کیسے معرکے پڑے جنکی ہوت تھی

مارے گئے آپ کے ساتھ آئے تھے عدم تک ساتھ نہ چھوڑینگے سایۂ دامن دولت مین جان دینگے انشاءاللہ وہ
تلوار چلیگی کافرون کے دانت کھٹے کردینگے میدان کارزار لاشون سے بھردینگے حضور ہی کے روبرو سر کٹینگے نظم

هست از مایه رو بجان خوشنما افتادگی
هست شاید یکی هاے مرا افتادگی
در فن افتادگی از بسکه کامل گشته ام
دستگیری گر نمی کردی مرا افتادگی

زلف معشوقم نمی زیبد زما افتادگی
از تو ناز و عشوه می زیبد ز من عجز و نیاز
از من آموزد سرشک و نقش پا افتادگی
سرخرو خیزد به روز حشر سودا چون شهید

پخته چون گردد ثمر از شاخ می افتد بخاک
سرکشی از شعله آید از گیا افتادگی
دل طپیدنها ز خاک آستانش برده بود
هر که سید ار د بخاک کربلا افتادگی

سرداران نامی سنے جو اسطرح رو رو کر کہا ملکہ مہرخ نے ایک ایک کو گلے سے لگایا محبت و شفقت فرمایا کہ
خدا تم سبکو سلامت رکھے ہمین تم سب صاحبون سے بڑی امید ہی یہ سمجھ لو کہ خواجہ کے تشریف لیجانے مین کوئی بھید ہی
ایسی بے اعتنائی کبھی خواجہ نے نکی تھی ایسے کلمات زبان پر جاری تھے کہ نام سے اُنکے نفرت ہوتی ہی بس
صاف ثابت ہی کہ اس مین کوئی مطلب حاصل ہوگا اُنکی باتین عیاری کی گھاتین ہین ہم کہان سمجھ سکتے ہین خواجہ عمرو
ایسے نہین ہین کہ اسد و مہ جبین کو اس مصیبت مین چھوڑین ہمسے ایسے حال پُر ملال مین مُنھ موڑین انشاءاللہ
بہت جلد ظہور ہوگا قلب مضطر کو سرور ہوگا یہ فرما کر ہرکارون کو حکم ہوا کہ واسطے دریافت حال کے جاؤ دیکھو
صنعت کیا کرتی ہی جو گذرے حرف بحرف ہمکو خبر دو اُسی وقت ہرکارے لشکر صنعت سحر ساز کی طرف
روانہ ہوسے انکو تو راہ مین چھوڑو اب حال صنعت سحر ساز گذارش ہوتا ہی تحریر کرچکا ہون صنعت نے
مرگھٹ پر قصر سحر تیار کیا ہی تین کوس کے گرد مین حصار سحر کھینچا ہی چار سو سردارون کو گرفتار کرکے لیگئی ہی نوبت و
نقارے بجاتی ہوئی اپنے مقام پر آئی سرداران مقید کو طائرون کی صورت بنایا زندان خانہ مین سبکو
چھوڑدیا آپ اسی قصر مین آکر ٹھہری اہالیان لشکر نے مبارکبادی نذرین گذرانین صنعت نے حکم دیا
کہ صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئے انگلخواران افراسیاب واہ ساحران لاجواب تمنے بڑا نام کیا مسلمانون
سے کیسے کیسے لڑے اگر سامری و جمشید ہوتے تمہارے سحر و ساحری کی تعریف کرتے بڑے بڑے ساحران
جلیل نمکخواران ذلیل کے ہاتھ سے مارے گئے مگر فتح تمہارے ہی نام لکھی تھی عشاق سبز رنگ ایسا اُستاد
زبردست کہ سحر و ساحری مین یکتا تھا سحر سے اُسنے ملکہ بران شمشیر زن کو قتل کیا کیسا عقلمند و ہوشیار صاحب
سامری و جمشید اپنے کو کیا کیا اُسنے عمرو سے بچایا عیش و آرام ترک کردیا تھا لیکن کچھ ہوشیاری نہ چلی
ساربان زادے سنے کس کر و فر سے مارا کس کس کا ذکر کرون شاہنشاہ کو تو عاجز کردیا قصر طلب ملکہ حیرت کو غم و الم

سے بھر دیا مگر مین نے کیا تدبیر معقول کی نگوڑا ساربان زادہ یہان عیاری کرنے نہ آیا مردہ بنکر میان چالاک آئے
برق بھی خوب تڑپے پھڑکے میان جانسوز وضرغام بھی تو ہمراہ تھے پھر سیر اکیا کرکے قید خانہ مین جانور
بنے ہوئے پھڑک رہے ہین ساربان زادہ خود نہ آیا کالیا کیا ہوا معبد انانے پھرتا تھا بڑے بڑے ساحرون کو
اُسنے ٹوک کر مارا بدولت کے سامنے نہ آیا جلاکر خاک کرتی مہینون مین تو لڑی اول مین بڑے بڑے رنج اُٹھائے
اب بعنایت سامری وجمشید منزلِ مقصود تک پہونچی بدون حکم بدولت اگر حصار سحر مین قدم رکھے موت کا
مزہ چکھے ملکہ ظلمات جادو وزیر زادی وگیسو کشا ونہنگ وپلنگ واژدر بیران وغیرہ
ساحر عرض کر رہے ہین حضور آپکا مثل کون ہی اگر آپ کا قدم درمیان مین نہوتا طلسم ہوش رُبا کا خاتمہ ہوگیا تھا
آپ ہی نے نام سامری پرستی روشن کیا چراغ مسلمانان گُل کردیا یہ چار سر سردار مخمور وباغبان وبہار وغیرہ
کیسے زبردست تھے تعلیم کردہ افراسیاب سحر وساحری مین لاجواب ابر دست اندازی دشوار تھی
زمین کانپتی تھی جب بہار نے سحر کیا باغ پر بہار تیار ہوا طایران زمزمہ سرا آشکار ہوئے جسنے اُس باغ کی
ہوا کھائی بہار کا ہوا خواہ ہوا برباد وتباہ ہوا میان مصور جادو مرشدزادے کہلاتے ہین بارگاہ مین جھگڑ بڑی
باتین بناتے ہین بہار نے کیسا کیسا ذلیل کیا باغ سحر مین پھنسایا کچھ کسی سے نہ بن پڑا آخر شاہنشاہ نے آکر چھڑایا
باغ بہار کس قہر وغضب سے جلایا آپ نے اُس بہار جادو کو کس تکلف سے گرفتار کرلیا عندلیب خوشنوا
بنی ہوئی قید خانہ مین مثل مرغ بسمل تڑپ رہی ہی باغبان کو کس لطف سے پکڑا بی مخمور کا نشہ ہرن ہوگیا اب لشکر
اسلام مین کون لڑنیوالا ہی صرف بی مہرخ باقی ہین اتنی تو ہمرکارون نے خبردی ہی کہ سب ساحر ساتھ چھوڑ کر
چلے گئے بڑے بڑے مرنے والے جاکر دیہات مین چھپے یقین ہی اسی ہفتہ مین بی مہرخ وملکہ مہ جبین
اصلاح کا پیغام دین اگر قدمون پر گرین صنعت نے کہا توبہ اب مین عذر وانکسار کسی کا کب مانتی ہون اِن
سبکو اپنا دشمن جانتی ہون سبکو ایک دن قتل کردونگی ابتو چین کرو دور جام مے ارغوانی پیو طایفے معقول طلب
ہون لیکن اے ظلمات اسکا خیال رکھنا جو طایفے یہان موجود ہو وین وہی آکر مصروف رقص وسرود ہون
اگر کوئی سازندہ بھی کم ہو خبردار حصار سحر سے کسی کو آنے نہ دینا ظلمات نے عرض کی لونڈی نے سب سامان
کرلیا ہی کُل سامان عیش ونشاط اندر حصار کے حاضر ہی لونڈی اِن امورات کی ناظر ہی کوئی چیز ایسی نہین ہی کہ جسکی
ہمین ضرورت ہو آپ مطمئن رہین کیا مجال ہی کہ جو پرندہ پر مار سکے محال ہی کہ دوندہ اندر حصار سحر کے آسکے
یہ کہکر ظلمات جادو اُٹھی لشکر مین حکم عام دیا ملکہ عالم نے فرمایا ہی کہ سامان عیش ونشاط مہیا ہو جملہ سردار وپیادے ملازم

وغمخواران مصروف سامان عیش و نشاط ہوں بعد ایک ہفتہ کے پری مہر رخ پر شگر کشی ہوگی ابکی مرتبہ خاتمہ ہے عمر بھر
یہیں گرو عمدہ ہائے جلیل ملینگے غنچہ آرزو کھلینگے افراسیاب ایک ایک کو نہال کر دیگا دامن تمنا گل مراد سے
پھر دیگا اندر حصار کے بارہ لاکھ ساحر فرو کش ہیں دو کاندار تاجران جلیل سامری پرستوں کے کفیل یہ خبر فرحت اثر
سنکر شاد ہوئے جابجا بارگاہیں خیمے استادہ ہوئے ملکہ صنعت سحر ساز قصر عالی پر آکر بیٹھی مصاحبوں نے
گھیر لیا جام مئے ارغوانی گردش میں آیا صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی ساقیان ماہ رخسار و رقاصان گلعذار
حاضر ہیں سازندے ہوئے ایک ایک حور شمائل پری طلعت خوبصورت نشہ میں شراب کے مست ساقی بنے
جام مئے گلنار پلاتے پھرتے ہیں بعض نشہ میں لڑکھڑا کر گرتے ہیں ایک نازنین مہ جبین نشہ میں چور اپنے حسن و
جمال پر مغرور رقص کرکے سامنے ملکہ صنعت سحر ساز کے کس ناز و انداز سے یہ غزل محبت خیز عشرت انگیز گانے لگی
پھر تو اک عجب عالم محویت ہوا صدائے واہ واہ بلند ہر شخص خورسند

غزل

لب تک آ کے بادہ کشو آئینی سکتی توبہ
رہ گئی باب اجابت تک اپنی توبہ
میں تو آمادہ ہوں پر کیا کروں اے واعظ پیر
کی ہے کیا تو نے چلا جائیگی ساقی توبہ
بادہ خواری کا کیا قبر مغان پر جلسہ
خوف عصیان سے جو کرتا ہے یہ غلطی توبہ
توڑ ڈالا ہو زمانہ نے مجھے اے واعظ
ساقیا چار کے دکھلا نیکو کرلی توبہ
دیکھو سنتے ہو کبھی دختر رز کا جوبن
تنے کہنے کو بھی دو دن نہ نباہی توبہ
موسم گل تو ہے دو چار ہی دن کا مہمان
تو قلق نے بھی نصوحا کی طرح کی توبہ

پھٹنے ہے سوج نے ناب کی میری توبہ
کسی انسان کا دل تو نہیں توڑا واعظ
کرنے دیتی نہیں ایام جوانی توبہ
شرم آئیگی مجھے پیر مغان سے واعظ
ہمنے امسال بڑے دھوم سے توڑی تھی
مست ہو جاتا ہوں از خود جو بہار آتی ہے
ورنہ خرمستی سے ٹوٹی نہیں میری تھی یہ
دل تو شکستی پہ ہے شکستہ حالی
واعظا توڑے مری طرح سے تو بھی توبہ
واعظو مجھ سے تقاضا نہ اٹھا کیا کرتے
میں نے سرسے بھی کر سکتا ہوں ساقی توبہ

ہیں وہ مکش کہ پھرے راہ بھٹکتی توبہ
کیا خطا اس میں ہوئی میں نے جو توڑی تھی یہ
توبہ بادہ کشی کی ہے بھلا میں نے تو
میں نے ایام جوانی میں اگر کی توبہ
لب رحمت سے صدا آئی ہے آمین آمین
چار دن بھی نہیں مجھ رند سے نبھتی توبہ
سکتی مجھ سے تو دو دن بھی نہیں جمتی
رند مختاج کی ثابت نہیں رہتی توبہ
حسرت توبہ بھی مجھ سے نہ ذرا استغفار
قرض میں بادہ فروشوں کو لگا دی تھی یہ
یہ تمنا ہے کہ شہرہ ہو ہر اک تائب میں

دور رہا جب بے اندیشۂ انجام چل رہا ہے صنعت سحر ساز تحت نکہت پر
مست شراب ناب جھوم رہی ہے قصر کی یہ قطع ہے کہ سامنے کا دروازہ سامنے سے کھلا ہوا ہے اہالیان لشکر
پیش نظر معلوم ہوتے ہیں جابجا فرش بچھے ہیں لالے جل رہے ہیں جھاڑ و کنول روشن در و دیوار پر گلاس

چڑھے ہوئے روشنی بحجاب کہین پیادے جمع ہین کہین بچھین رسالدار گرد اُنکے سوار ایک دیہاتن نشہ مین شرابور
ٹھمریان گا رہی ہے رسالدار صاحب کو لبھا رہی ہے ہر مرتبہ جیب مین ہاتھ ڈالا روپیہ اشرفی نکالا رنڈی سے ہاتھ ملایا
وہ بھی خوشی مین آکر بیٹھ گئی دیہات کی رہنے والی بتانا نہین جانتی اپنے گنوار آشناؤن کا نشان بتاتی ہے ہنسی کے
مارے لوٹی جاتی ہے دیہات کی وضع گلبدن کا چوڑی دار پاجامہ اسمین تول کی گوٹ زنگاری دوپٹہ برسات
کھایا ہوا کہین سے سفید کہین زنگاری ہر طرح کی اُسپر گلکاری چُنکی کی چھڑیان لگی ہوئی کالی کالی صورت پھولے
پھولے گال نشہ مین عجیب حال میل ملنے کی خوشی مین مچل رہی ہے رسالدار صاحب بھی مبہوت اشارے کر رہے
ہین ہمارے خیمے مین چلو وہ ہنسکر بول اُٹھی میان مثل مشہور ہے وہ دل راضی تو کیا کریگا قاضی ہم تم آنکھین بند
کر لینگے جانینگے کوئی نہین دیکھتا کہین لاؤ لاؤ کی صدا ہے دور شراب کے چل رہے ہین دو کانون پر سوداگرون
نے بھی چندہ جمع کرکے ناچ کرایا ہے بازار مین میلا ہے بکار کا جمیلا ہے بھنگڑ مین دو کانون پر بیٹھی ہین شراب سرکار سے
ملی ہے ایک ایک جام پیا چرس پر دم مارا مبہوت ہو کر بیٹھے ہین بار بار کہہ رہے ہین بی ساقن دم کی خیر ہے ایک جام
اپنے ہاتھ سے پلا دو ساقی جمال کا ٹکڑا جادو ساقن مسکرا کر رہ جاتی ہے کچھ جواب نہین دیتی کہین سبزی گھٹ رہی ہے
ایک سمت کہارون کا جلسہ ہے ڈھول بجاتے ہین گانجے پر دم لگاتے ہین نشہ مین پکار اُٹھتے ہین بھائی ہمرا آج تو نشہ
بیڈول ہے اپنا تو یہ قول ہے جسنے نہ پی گانجے کی کلی تو اُس بیٹے سے بیٹی بھلی پلٹنون مین رسالون مین
جلسے جمے ہوئے نشہ شراب کے جوش بعضے سرمست بعضے مدہوش کوئی کیچڑ مین پڑا لوٹ رہا ہے کوئی مُری مین
جا گرا ہے صنعت سامنے سے بیٹھی دیکھ رہی ہے کہتی ہے کیون صاحبو یہ جلسے تو چشم فلک نے بھی نہ دیکھے ہونگے
اگر شہنشاہ افراسیاب جادو ہو تعجب پسند کرتے کل کے جلسہ مین شہنشاہ کو بھی طلب کرونگی ملکہ حیرت
خاتون محل شاہنشاہ بھی سرفراز فرمائینگی ضرور اس محفل عیش مین آئینگی تمام سرداران صنعت سحر ساز بھولے
ہوئے اُنکو بھولے ہوئے نشہ شراب مین جھوم رہے ہین کبھی کہتے ہین اے یادگار سامری و جمشید کون
آپکا پروردہ دنیا مین مثل و نظیر ہے جب شاہنشاہ کل طلسم ہوش ربا حضور ہی کے سپرد کر دینگے ملکہ حیرت
کو کیا دخل رہیگا وزارت کسی اور کے نام ہوگی سلطنت حضور کے نام ہوگی ہم لوگ سرفراز ہونگے اپنے اپنے
مرتبہ پر ناز ہونگے یہ باتین ابھی ہو ہی رہی تھین کہ یکایک صحرا سے اک روشنی معلوم ہوئی اسقدر باجون کا شور دیتا تھا
کہ گوش گردون کر ہوتا تھا غل ہائے صحرا جھک گئے پہاڑ تھرائے اسقدر غل و شور جو ہوا ملکہ صنعت نے
سر اُٹھا کر دیکھا اسقدر روشنی معلوم ہوتی تھی کہ گویا جنگل مین آگ لگی ہے ہزارہا پنجشاخے طلائی و نقرہ کار جواہر نگار

گیا ہوا بعد بچشاخے والون کے ہزار ہا مشعلچی گنگا جمنی دستیان ہاتھ مین کنگنا جوڑے لباس زرق برق سُتھرے کے پائجامے مینون کے انگرکھے سُرخ پگڑیان اُنپر سنہری کام ایک جانب ہزار ہا تخت اُنپر جھاڑ بلورین گلاس الماس کے لالٹینین یاقوت نگار ساتھ ساتھ روشن گلدستون پر بہار غول کے غول سامنے سے نکلے انکے بعد لاکھون سوار لباس ہائے فاخرہ زیب جسم دور کابے مرکب رواروی سے مطلب پیدل غول کے غول غٹ کے غٹ جوڑے سُرخ پہنے ہوے لالہ زار کھلا ہوا معلوم ہوتا ہے صد ہا تخت کسے ہوئے کہار زرق برق وردیان بانات سلطانی کی اُسپر کام زردوزی بنا ہوا تخت کاندھون پر اُٹھائے ہوے اُن تختہائے زرین پر نازنینان پری چہرہ دریائے جواہر مین غوطہ زن با ناز و کرشمہ اُن تختون پر متمکن پہلو مین خوش گلو سازندے تانین مارتی ہوئی غزلین عاشقانہ خوشی خوشی گا رہی ہین یا شعر وہ طبلون کی آواز انکی صدا نو دہ گا تاکہ اچھا بنا لا ڈلا

کبھی خوشی مین آکر پھول جاتی ہین یہ سہرا گا رہی ہین سہرا

اے جوان بخت مبارک تجھے سر پر سہرا
گستے زرین مہ نو کی لگا کر سہرا
وہ نے کہ ملِ علے یہ کہے سبحان اللہ
گوندھے سورۂ اخلاص کو پڑھکر سہرا
رُوے فرخ پہ جو ہین تیرے برستے انوار
سر پہ دستار ہے دستار کے اوپر سہرا
بھری خوشبو سے ہوا اترائی ہوئی باد بہار
کنگنا ہاتھ مین زیبا ہے تو سر پر سہرا
کثرتِ تارِ نظر سے ہے تماشائیون کے
واسطے تیرے ترا فوق ثنا گر سہرا

آج ہے یمن سعادت کا ترے سر سہرا
تابشِ حسن سے مانند شعاع خورشید
دیکھین بکھرے یہ جو ہے سعد اختر سہرا
دُھوم ہے گلشن آفاق مین اس کی
تار بارش سے بنا ایک سراسر سہرا
اک گہر بھی نہین صدکان گہر مین چھوٹا
اللہ اللہ رے پھولون کا معطر سہرا
رُو نمائی مین تجھے دے مہ خورشید فلک
دم نظارہ ترے رُوئے نکو پر سہرا
اُسکو دعوی ہو سخن کا یہ سنا دے اُسکو

آج وہ دن ہے کہ لائے در انجم سے فلک
رخ پُر نور سے تیرے ہے منور سہرا
تابنی اور بنے ہین ہے اخلاص ہم
گائین مُرغان نوا سنج نہ کیونکر سہرا
ایک کو ایک پہ تزئین ہے دم آرائش
تیرا نوا یا ہے لیکے جو گوہر سہرا
سر پہ طرہ ہے مزین تو گلے مین بدھی
کھولدے منھ کو جو تو منھ سے اُٹھا کر سہرا
دُر خوش آب مضامین سے بنا کر لایا
دیکھو اسطرح سے کہتے ہین سخنور سہرا

بختہائے زرین ہزار در ہزار نازنینان مہ جبین کے گانے کی بکار اسکے بعد ایک مست ہاتھی نظر آیا چاروں بھیتیان ٹپکتا ہوا اتھار نگین ہلال زرین ہیکل کئی لاکھ روپے کی تیاری کی گلے مین گھنٹی سونے کی ٹھن ٹھن بجتی ہوئی گردن پر فیل مست کی ایک جوان فیل بان کئی ہزار روپے کی تیاری کا جوڑا زیب جسم پگڑی پر الماس کا پھول آراستہ گجباک سونے کی ہاتھ مین تخت طاؤسی پر فیل مست پر کسا ہوا نوشہ حسین کمسن مراد وہی سے دن

چہرہ مثل آفتاب عالمتاب صورت مین لاجواب سہرا از زرتار اُسپر بہاری سہرے کی بہار زربفت کا رومال ہاتھ مین نوشاہ منھ پر رکھے ہوے پشت پر نوشاہ کی ایکجوان سپاہی وضع بافر و شوکت جوڑا از زربفت کا پہنے ہوے دریاے سلاح مین غوطہ مارے تیغۂ آبدار کمر مین جوڑی خنجر نایاب کی لگی ہوئی قرولی زیب کمر سُنہرا فیتہ شان کہکشان دکھاتا ہے خود زرین صیقل مصیقل مثل آفتاب عالمتاب تابان و درخشان سرپر ایک رومال ہاتھ مین مگس پرانی نوشاہ کی کرتا ہے پشت پر لکھو درلکھ فوج دریا موج جوڑے سبکے رنگین جوانان خوش آئین بھرے بھرے علم ہاے زنگاری کے کھلے ہوے اُنپر تعریف پونے دو سو خداوندون کی بخط جلی مرقوم برات کے آمد کی دھوم نوشاہ پر زر و جواہر لُٹتا ہوا ہزارہا شہدے روپیہ لوٹ رہے ہین آواز دیتے جاتے ہین ارے بھیک منگتا رو پیون کا برابر چل رہا ہے لٹیرے لوٹ رہے ہین شہدون کی کمرون مین ہنڈیان روپیون کی چڑھی ہوئی ہین ہزارہا ساقی نحچے درگوش مرصع پوش اُس رہگذر مین جام سبو گردش مین ہے ہر مست کرنیکی کوشش ہے خوشی خوشی آپسمین چہلین کرتے جاتے ہین ٹھٹھے لگاتے ہین خوش فعلیان کر رہے ہین شراب پلاتے جاتے ہین نشہ مین شراب کے مستانہ وار جھوم جھوم کر یہ اشعار بکیفیت تمام گاتے ہین

اشعار

دکھا ہے ساقی گلرنگ چہرا
لگا لا کشتی صبا مین سہرا
خوشی کا میکدے مین سامنا ہو
بنی بنت العنب ساغر بنا ہو
بہم سامان شادی ہون ہر طور
سر ساغر پہ دست رند ہو مور
قمر کا جام سے ہو رنگ پھیکا
جبین پر عکس مینا کا ہو ٹیکا
ہو ساز عیش سے ہر شو مشابہ
کلس شادی کا بنجائے قرابہ
مبارک باد کا ہر جا پہ غل ہے
دولھن ہے بوے گل نوشاہ گل ہے
عنادل چومتے ہین گل کا چہرا
ہر تار زلف سنبل کا سہرا
گل صد برگ مین سہرے کے ہین طور
سر طاؤس کی کلغی بنے مور
نظر مین مور چھل مورون کے پر ہین
سنہین ہین بال و پر بلبل خنور ہین
پکار آمد گلون کی پنکھڑی ہے
دل بلبل کو پھولون کی چھڑی ہے
در امید شبنم رولتی ہے
صبا غنچے کا کنگن کھولتی ہے
خیابان محفل عشرت بنی ہے
ہر خیمہ ابر سبزہ چاندنی ہے
ہر اک سرو سہی ہے شمعدان
ہر اک شمشاد ہے سرو چراغان
سو البلور کی ہانڈی کے پھل ہین
کنول ہین روشنی کے جو کنول ہین
ہین بزم آرا جوانان گلستان
ہر اک برگ شجر ہے بیڑۂ پان
بعینہ عطر کی شیشی کلی ہے
گل سوسن نہین چکنی ڈلی ہے
چکورین ہین لباس ناز پہنے
ہر اک طاؤس ہے پشواز پہنے
ترانے فاختہ طوطی و بلبل ہین گاتے
مجیرے ہین گل و نسرین بجاتے

بنا سارنگیا ہر ایک زنبور
ہر اک فوارہ پچکاری لیئے ہے
گلال انگور کے منھ پر لگا ہے
سراسر رنگ مین ڈوبی ہوئی ہے
غرض کیا ذکر لطف بوستان ہو
بجاتے ہین خوش الحان لال طنبور
نظیر قمقمہ گل بن رہے ہین
رخ گل پر عبیر زر لگا ہے
گلے ملتی ہے شبنم جز و کل سے
کہان تک طول گیسوئے بیان ہو
ہر اک گل بادۂ شبنم پیے ہے
شرابی کبک و بلبل بن رہے ہین
ہر اک شے مین نئی خوبی ہوئی ہے
صبا سے گل نسیم صبح گل سے
قمر ساقی بجے ہین دل لبھاتے

کبھی ٹھمری کبھی غزلین ہین گاتے ہو غزل موافق مضمون

مختصر ہوتین اے یار جو قابو ہوتا
جب بھی اے یار ترا سایۂ گیسو ہوتا
خوب ہی پھر تو سمجھتا مین دل دشمن سے
طول شب سلسلۂ دامن گیسو ہوتا
واہ کیا خوب گذرتی نفس چند اے دل
ذرہ افشان کا جو ہم صحبت گیسو ہوتا
جب سمجھتے تجھے ہم صاحب تاثیر اے دل
سامنے آنکھ کے آئینۂ زانو ہوتا
کچھ نہ کچھ صورت امید نظر آجاتی
خم مری طرح سے ہر سر و لب جو ہوتا
یہ ستم کاہے کو سہتے بت ظالم کے کبھی
کوسے شعر مین تیرے نہین پہلو ہوتا تو
خال بنکر مین ترا نقطۂ ابرو ہوتا
کبھی آغوش مین رہتا کبھی رخسار و دہن
ایک ساعت مرے پہلو سے الگ تو ہوتا
خوب پہلو مین سلاتا تجھے بھینچ بھینچ کے مین
ہم بغل تجھسے جو وہ یار پری رو ہوتا
ڈھنگ آتا جو اسے روز ملا کرتا
زیب آغوش جو وہ دلبر مہرو ہوتا
پھر تو بے آب ہزارون کے گلے کٹ جاتے
دھیان قاتل کا مری طرح جو گیسو ہوتا
بعد مرنے کے بھی دکھاتی مری وحشت تاثیر
ہمکو اپنے دل مضطر پہ جو قابو ہوتا
تیرہ بختی مجھے گر افعی پیچان کرتی
کاش اے آفت جان مین ترا آنسو ہوتا
اور چندے نظر آتا نہ اگر روئے سحر
گر مرے پاس جگایا ہوا جادو ہوتا
تکمۂ مار سیہ کا مجھے رہتا دھوکا
سیر انار بھی مزاج بت بدخو ہوتا
دل شفا پاتا کسی بیرحم سے ورنہ ہر دم
زخم شمشیر جو ہمصورت ابرو ہوتا
سچ تو یہ ہے جو نہ پڑتا بار محبت ورنہ
خاک ہوکر بھی مین گرد رم آہو ہوتا
جا بجا شوخی خاطر نظر آتی ہے نسیم

وہ ہنگامہ برات کا ہے کہ ملکہ صنعت سحر ساز دیکھکر متحیر ہوئی ہزارون چھکڑون پر پکوان و مٹھائی لدی ہوئی ایک جانب چھکڑے چلے آتے ہین ہاتھی دولھا کا حصار کی جانب بڑھا ملازمان صنعت سحر ساز نے غل مچایا خبردار برات کو روک لو اب آگے نہ بڑھو جو آگے بڑھیگا بیہوش ہوکر گر پڑیگا یہ جو پکار کر کہا ہزار ہا ساحر ہزار ہا دلاور دولھا کے ساتھ والے اسباب سحر ہاتھ مین لیئے ہوے قریب حصار آکر پکارے ارے یہ کسنے حصار کیا ہے کیا یہ سرزمین طلسم ہوشربا کی نہین ہے اگر یہ سرحد ہوشربا نہین ہے ہم ادھر جانب بھٹک کر نکل آئے تو ابھی طبقے زمین کے آسمان پر اڑا دیتے

حصار کرنیوالے کو خاک مین ملا دینگے گمہبانان صنعت نے جو دیکھا کئی ہزار ساحران غدار صورتمین خونخوار بلاے روزگار
مرنے پر تیار آمادۂ حرب و پیکار جھوم جھوم کر بڑھے آتے ہین کئی سو برہمن پنڈت پوتھیان ہاتھ مین اشلوک پڑھتے
ہوے ساعت بچار رہے ہین وہ بھی پکار رہے ہین لگن تنگ ہر جس سے لڑو گے غالب آو گے نگہبانان
صنعت نے جو یہ قیامت دیکھی پکار کر سرداروں سے کہا آپ لوگ اسقدر نہ گھبرائین یہی سرحد ہوش رُبا ہی
ملکہ صنعت سحر ساز نے حصار سحر بنایا ہو یہ سنکر وہ سردار پٹے سرپر دوطا کے جو جوان لگس پرآئی کر رہا تھا اُس سے
عرض کی کہ اے سر فروش جادو ملکہ صنعت سحر ساز نے حصار بنایا ہو کیا حکم ہوتا ہو ابھی اگر آپکا ارشاد ہو
جان لڑادین اس حصار سحر کو مٹا دین اُس جوان نے منع کیا ملازمان صنعت کو قریب ہاتھی کے بلایا کہا جا کر
ملکہ صنعت سحر ساز سے کہو ہمارے بھتیجے شاہنشاہ تاجدار مالک اقلیم مغرب کے صاحبزادیکی
شادی ہو برات لیئے جاتے ہین وہ سامنے جو جنیل ہو وہان پوجا پاٹ کرینگے چند ساعت کے واسطے
حصار سحر ہٹا لیجیے دُولھا آپکو نذر دیگا ہم سمجھے تھے شاید کسی غیر کا مقام ہو جاؤ سمجھا کر ملکہ صنعت سے
کہو اور یہ بھی کہنا کہ برادری مین آپ بدنام ہو نگی اس جلسہ مین شریک نہو سکین چودھری صاحب
آپکا حقہ پانی بند کر دینگے کچی پکی دونون ٹوٹینگی جلد حصار ہٹائیے ہماری ساعت مین فرق نہ آنے پائے
ورنہ آپ سے بچہ نکہین گے فوج کو پامال کر کے نکل جائینگے صبح ہوتے ہوتے شاہنشاہ ہمارے
تشریف لائینگے بیس لاکھ برادری والے اُنکے ساتھ ہین ہم سب پوجا پاٹ کرینگے اسواسطے آگے
بڑھ آئے اگر ایک دن بھی برات رُک جائیگی سارا خرچہ دینا ہو گا سوائے رنج و ملال کے پھر اور
کیا ہو گا ہم آگاہ کیے دیتے ہین ہمارے شاہنشاہ تاجدار مالک اقلیم مغربی اور تمہاری
ملکہ صنعت سے مفت بگڑ جائیگی آفت آئیگی ملازمان ملکہ صنعت دوڑے ہوے گئے تمام کیفیت
ملکہ صنعت سحر ساز سے بیان کی صنعت سحر ساز نے کہا صاحبو حقیقت مین بڑا غضب ہوا تھا
آیا تھا لڑائی مین مجھکو اصلا خیال نہ تھا برادری مین جبتک میری تلاش ہوئی ہو گی لیکن میری جانب
سے ہاتھ جوڑ کر عرض کرو کہ ہمین آپ سے فرمانہین عذر نہین ہو برادری سے کوئی سرکشی نہین کرتا ہی
نہ یہ کہ ہمارا اور اُنکا تو ایک واسطہ ہو مگر اس حصار مین گنہگاران شاہنشاہ ہوش رُبا قید ہین
آپ اتنی تکلیف کیجیے پانچ کوس چڑھ کے نکل جایئے شاہنشاہ افراسیاب جادو کا حکم ہو یہ جو جا کر
ملازمان ملکہ صنعت سحر ساز نے کہا وہ جوان صاحب شوکت و شان یعنے سر فروش جادو بگڑ گیا

غصے سے سُرخ ہو گیا قبضے پر ہاتھ رکھا بڑا سا گولہ جھولی سے نکالا ملازمان صنعت سحر ساز نے جب یہ انداز
دیکھا کہ بہت بڑا گولہ آہن کا بلکہ کئی من کا اُس پر خون کے چھینٹے دیے ہوے ہاتھ پر رکھا چرخ دیا یا سامری
وجمشید کہکر نعرہ کیا باشید ای ملازمان صنعت ہوشیار ہو جاؤ منم سر فروش جادو فرزند دلبند شاہنشاہ
جان نثار جادو سپہ سالار لشکر ظفر اثر شاہنشاہ تاجدار جادو یاد رکھو کہ یہ گولہ موت کا چلتا ہے پھر اصلا
کوئی شاہنشاہ سے شکایت نہ کرے ہم آگاہ کر چکے ہماری ساعت مین فرق آتا ہے زیر تحمل ہو جا باٹ
کرینگے صبح ہوتے ہوتے برات دولھن کے مکان پر پہونچیگی اگر دن نکل آیا برات پلٹا لیجائینگے
ہمارے شاہنشاہ تاجدار آکے خون کی ندیان بہائینگے یہ گولہ خاص خداوند سامری وجمشید کا
بنایا ہوا ہے کچھ بہت بڑا سحر نہین ہے صرف گیارہ لاکھ آدمی مریگا سر ٹکرا ٹکرا کے جان دیگا یہ بھی اب جا کر
ملکہ صنعت سحر ساز سے کہدو کہ دیکھیے برادری مین بگاڑ ہوتا ہے ہم خطا سے بری ہین آپ کو اب
اپنی وزارت پر غرور ہے پھر ہمارا کیا قصور ہے برادری کو چھوڑیے وزارت کی پابند رہیے مگر آپ ان
بندگان سامری پر رحم کیجیے ورنہ روبرو خداوند سامری وجمشید کے یہ روبکاری ہوگی پوچھا جائیگا
ہمارے بندون کو کیون مارا ہم صاف کہدینگے بی ملکہ صنعت سحر ساز نے آپکے بندون کو قتل کرایا
ہمارا کوئی قصور نہ تھا برات کو روکا ما بدولت کو ٹوکا یہ کہکر گولہ اُچھالا یہ قیامت جو ملازمان صنعت
نے دیکھی فریاد کرنے لگے کہا میان سر فروش جادو واسطہ سامری وجمشید کا ذرا اور ٹھہر جاؤ
ہم غریبون کے حال زار پر رحم کھاؤ ایک مرتبہ ہم سب اور جا کر ملکہ صنعت کو سمجھا لین پھر آپکو اختیار ہے
اُس جوان نے مُسکرا کر کہا دل تو نہین مانتا مگر خیر تم جاؤ جلد جواب لاؤ کہدینا کہ ای صنعت اتنا غرور نہ کر
بہت جلد تجھسے انتقام ہوگا دیکھنا تو سہی کہ اس فساد کا کیا انجام ہوگا ملازمان صنعت روتے پیٹتے روبرو
ملکہ صنعت کے آئے گھبراہٹ مین مُنہ کے بھل زمین پر گر پڑے کہا ای ملکہ واسطہ سامری وجمشید کا
ہم سبکی جانین بچاؤ سر فروش جادو بگڑ گیا اتنا بڑا گولہ نکالا کہ ہمنے کبھی نہین دیکھا اگر اسکا گولہ چلیگا کہتا ہے
کہ گیارہ لاکھ آدمی مریگا پانچ لاکھ جادوگر ساتھ ہین سب لڑنے مرنے پر تیار ہین سر فروش جادو بھی
ساحر بے نظیر خوش تقریر ہے گولہ اُٹھا کر سحر کے وہ الفاظ پڑھے کبھی ہمارے دادا نے بھی نہ سُنے تھے
ہمارے تو قلب کانپ گئے اتنا جو ہمنے کہا کہ پانچ کوس برات چڑھکے لیجائیے سر فروش جادو بگڑ گیا
کہتا ہے صبح ہوتے برات ہماری دولھن کے مکان پر پہونچا چاہیے ہزارون قلعہ آتشبازی ساتھ ہین سیکڑون

چھکڑون پر کپوان لدا ہو حضور برابر روپیہ لٹ رہا ہو سنا ہو چار کرور روپیہ کی شادی ہو بیٹی والا ابھی بڑا سیٹھ ہو برات
سات روز تک وہان رہیگی آپ اتنی بڑی برات کا بار اُٹھائیگا سردارون نے بھی ملکہ صنعت کو سمجھایا
بندگان سامری پر رحم کیجیے اسمین ننگ واسطے حضور نے سرفروش جادو کو بہت سمجھایا کہ گولہ لشکر
صنعت پر نہ پھینکیے تب اُس نے ہاتھ روکا اور یہ بھی فرمایا ہو کہ دولہا ملکہ صنعت کو نذر دیگا ورنہ ہمارے
شاہنشاہ تاجدار جادو شکایت کرینگے ملکہ صنعت سحر ساز کو یہ باتین سنکر اک سناٹا آگیا ظلمات جادو
وغیرہ سے کہا کہو صاحبو اب کیا صلاح ہو سب نے کہا حضور ہمارے نزدیک اسی مین فلاح کہ آپ یونہین قصر
مین بیٹھی رہیے راہ راہ برات نکل جانے دیجیے وہ رواروی کرکے چلے جائین اسقدر ٹھہرنے سنا ہین اُنکو تو خود جلدی ہو
ایک ایک منٹ گذرنا اُنکو شاق ہو وہان دولھن کے مکان پر جماؤ ہوگا صبح کو شاہنشاہ تاجدار جادو بھی
برادری والون کو ساتھ لیکر اسی راستہ سے جاینگے آخر ملکہ صنعت کو کچھ نہ بن پڑا کہا اے ظلمات تم جاؤ اور
چند ساعت کیواسطے حصار سحر برطرف کردو مین قصر سے دیکھ رہی ہون قصور اپنا شاہنشاہ تاجدار سے
معاف کرالونگی یہین سے بیٹھے بیٹھے دولہا کی نذر لونگی جب برات نکلجائے فوراً حصار سحر آراستہ کردینا
ظلمات وگیسو کشا وزیرزادیان مع چند مصاحبون کے چلین یہان دولہا کا ہاتھی قریب حصار جھوم رہا ہو
بڑے بڑے ساحر ترنج و نارنج ہاتھ مین لیے ہوے کہہ رہے ہین کیون میان سرفروش جادو حصار سحر
توڑین آگے بڑھین طبقے زمین کے اُلٹ دین آگ برسائین آپ کے دشمنون کو جلائین سرفروش جادو
کہہ رہے ہین ہم مورت سے منھ نہ موڑینگے رشتہ یگانگت کو نہ توڑینگے ذرا اور ٹھہر جاؤ جواب باصواب
آ لینے دو یکایک سامنے سے ظلمات جادو و ملکہ گیسو کشا پہونچین یہ سامان یہ آمدگی ساتھ والون کا غصہ
فوج والون کی تیاری بندوقون کی بیقراری پکار رہے ہین ہمارے بچار مین فرق آتا ہو ساعت گذری جاتی ہو
سنجوگ دولہا دولھن کا نہ ملیگا ملکہ ظلمات و گیسو کشا کے ہوش اُڑ گئے اور یہان ملکہ صنعت سحر ساز نے
بھی حکم دیا فوج تیار ہو دونون جانب فوج کی صفین باندھو بیچ مین سے برات گذرے بارہ لاکھ ساحرون کا
لشکر ملکہ صنعت سحر ساز نے تیار کرایا دو رستہ جم کر کھڑا ہوا ظلمات و گیسو کشا نے حصار سحر کو دفع کیا پکار
کے آواز دی بحکم سامری برات آگے بڑھے بیچ مین سے ہماری فوج کے برات خرامان نکلجائے
میان سرفروش جادو نے آواز دی اول توز نخل پہونچنا واجب و لازم ہو وہان پر جا کے پوجا پاٹھ ہو
پنڈت و برہمن آگے بڑھین یہ کہنا تھا کہ برہمنون کے غول کے غول غٹ کے غٹ آگے بڑھے اور راج کے مالے

ہاتھ مین ہیتری ڈھوتیان کُھلی ہوئی اب فوج خرامان خرامان دولھا کا ہاتھی جھومتا ہوا سونڈ ہلاتا ہوا بڑھا دور استہ

خوجبین ملکہ صنعت سحر ساز کی تجبین سے برات جاتی ہو نوبت و نقارے بجتے ہوے ہزار ہا ہزار ہے

روشن بجھنا پاخے لکھو در لکھ فلیتے جو جلگئے انکو بجھنا پاخے والون نے بیکار جانکر پھینکدیا صاف ثابت ہو کہ آسمان پر ستارے

جھلملا رہے ہین ملکہ صنعت سحر ساز جس قصر مین جلوہ فرما ہو دریچہ اسطور سے سر راہ واقع ہوا ہو

کہ جب ہاتھی دولھا کا زیر قصر پہونچیگا دولھا کھڑا ہو کر نذر دے سکتا ہو ہاتھ دولھا کا صنعت تک پہونچ جائیگا مگر

میان سرفروش جادو جو دولھا کی لکس برائی کر رہے ہین نہایت بہادر و جری جوان قدر دار شجاعت و لیاقت

چہرے سے آشکار پکار کر آوازدی اپنے اپنے کام پر سب ہوشیار ہو جائین اتنا جو سرفروش جادو نے

کہا ہزار ہا آتشباز کمرین باندھے آستینین چڑھائے ہوے جھکڑ دن پر قلعہ لدے ہوے تھے آتشبازی شل

شعلۂ جوالہ چھٹے ہزار ہا پرمہ سندمی بلیاگر زین نشیان اسمین بندھین اہالیان لشکر صنعت حیران ہین ملکہ غلغلہ

کر رہے ہین کہ یار وہان قلعہ نہ داغنا گھومے لشکر کے چراغ پا ہو جائینگے مگر کون کسکی بات سنتا ہو

اندر حصار سحر کے آگ ہر گوشے پر دو دو قلعہ آتشبازون نے چڑھا دیے لاؤ لاؤ کی صدا بلند ہو فرود

نشیان پہونچا رہے ہین آتشباز باندھتے جاتے ہین لاکھ لاکھ ملازمان صنعت نے پکارا آتشباز ان شعلہ فراج

کسکو جواب دیتے ہین چھچھوندر کی طرح دوڑتے پھرتے ہین اب ہاتھی دولھا کا قریب قصر ملکہ صنعت سحر ساز

پہونچا طائفون نے بھی اسی مقام پر ہجوم کیا ساز بج رہے ہین تانین اڑ رہی ہین ایک گائن کہ نہایت خوش آواز

بصد ناز و انداز یہ اشعار بیقرار ہو کر گا رہی ہو دل محفل کو لبھا رہی ہو کرشمہ معشوقانہ دکھا رہی ہو اشعار

ہوش و خرد گئے نگہ سحر فن کے ساتھ
سیدھی جو بات بھی ہو تو اک بانکپن کے ساتھ
یاد آگیا ترا قد رعنا جو باغ مین
جنگل مین پھر رہا تھا قلاچین ہرن کے ساتھ
افسردہ دل کے واسطے کیا چاندنی کا لطف
سر مارتے یہ آہ سپہر کہن کے ساتھ
گندم ہو سینہ چاک فراق بہشت مین
چشمک زنی کرے ہو سہیل یمن کے ساتھ

اب ہو جو اپنی بات سو دیوانہ پن کے ساتھ
روز آفتین نئی ہین دل پر محن کے ساتھ
کیا کیا لپٹ کے روئے ہین سرو چمن کے ساتھ
ناخن نہ دے خدا تجھے اے زخم جنون
لیٹا پڑا ہو مردہ سا گویا کفن کے ساتھ
دوزخ مین بھی پڑین تو نہ بیٹھین کچھ بہشت
آدم کو کیا انھون کی محبت وطن کے ساتھ
وحشت گئی نہ بعد فنا بھی مرا غبار

ہو انکی سادگی بھی تو کس بانکپن کے ساتھ
جب دیکھو چشم تازہ ہو زخم کہن کے ساتھ
وحشی کو جسنے دیکھا جو اسکی نگاہ کے
لکڑے اڑا دے جسم کے تو پیرہن کے ساتھ
پایا ذرا اثر نہ کہین رات بھر ہوے
آتش مین پیچ و خم ہین رسن کے ساتھ
اللہ رے تاب حسن کہ اسکا در بلاق
باتین کرے ہو سقف سپہر کہن کے ساتھ

تیرے بلاکش اژدر دوزخ کو کھینچ لین ۔ اک آتشین کمند دل شعلہ زن کے ساتھ
جبتک کہ روح کو ہو تعلق بدن کے ساتھ ۔ ممکن نہین ہو ذوق علائق سے چھوٹنا

اُسوقت وہان پر ایک عجب طرحکا ہنگامہ برپا ہو گا نیکی آوازین تا بہ فلک
جا رہی ہین قد سیون کے دل کو تڑپا رہی ہین ملکہ صنعت سحر ساز بصد عشوہ و ناز تاج مرصع سر پر رکھے ہوے
اُسی طرف ٹکٹکی لگاے دیکھ رہی ہو میان سرفروش صاحب تختیان الماس کی برلے نذر کمر سے نکال رہے
ہین ایک سفید رومال بھی کمر سے نکالا ہو ملکہ صنعت اُن تختیون کو دیکھ رہی ہو ملکہ دولھانے سرلایا کچھ چپکے
سے کان مین سرفروش سے کہا سرفروش نے ہنسکر جواب دیا بیٹا دولھا صاحب مجھے خوب یاد ہو
یہ تختیان براے نذر شاہنشاہ طلسم ہوش ربا تمہارے والد ماجد نے مرحمت فرمائی تھین مگر میان تم
یہ بھی جانتے ہو کہ ملکہ صنعت سحر ساز ساحرون مین ممتاز قوت بازوے شاہنشاہ افراسیاب جادو
ہین علم نیرنج و شعبدہ بازی مین منتخب و لاجواب ہین انکا مرتبہ کوئی ہمسے پوچھے انکا بچپن ہمنے دیکھا جواہرات
کے کھلونون سے کھیلتی تھین ہمیشہ سے فیاض و سخی عاقل کامل رتبہ شناس نیک اساس خوش خلق و رحم دل
ہین بس انمین اور بادشاہ مین اتنا فرق کافی ہو کہ انکو ایک سو دینا ایک سو ایک تختی الماس کی شاہنشاہ
افراسیاب جادو کو دینا انکو سو تختیان دو میرے نزدیک اتنا فرق بہت ہو میان دولھا صاحب
دیکھو وہ سامنے قید خانہ ہو سب سرکشون کو پکڑ لیا ہو انسانون کو حیوان بنا دیا ہو انصاف تو یہ ہو کہ آبرو اب
انہون ہی نے ہوش ربا کی رکھلی ورنہ یہ شادی کا ہیکو ہوتی خانہ بربادی تھی ہم لوگ سب بھاگے بھاگے
پھرتے مسلمان ہم لوگون کو چن چن کے قتل کرتے دین سامری و جمشید مٹجاتا مذہب خداے
نادیدہ پھیلتا انہون نے ہم سبکو بچا لیا کہانتک انکا شکریہ ادا کرین افراسیاب تو نا قدر ہو ملکہ صنعت
آسمان سحر و ساحری کی بدر ہو اسکی صورت قابل زیارت ہو کیسی صاحب شان و شوکت ہو تو تختیان
رومال پر رکھو بڑے ادب سے نذر دو سامری و جمشید نے بڑا افضل شریک حال کیا تمہاری
شادی بھی مبارک ہوئی اسطرحسے جو باتین سرفروش جادو نے دولھا سے کین صنعت نے گوش دل
سے سنین خوشی سے بھول گئی سارا آغاز و انجام اپنا بھول گئی مصاحبون سے کہا سرفروش جادو
ہمارا رتبہ شناس ہو کیون نہو وہ خود بھی فلک اساس ہو ہمکو بچپن سے جانتا ہو بخوبی پہچانتا ہو یہ خود بھی
رئیس ہو بڑا ساحر نفیس ہو دیکھو تو گفتگو کیسی سلیس ہو دبدبہ و شوکت سطوت و صولت چہرے سے
آشکار جلالت شعار صاحب اقتدار ہو اسکی لیاقت و ریاست کا کسکو انکار ہو مصاحبون نے عرض کی حضور

سارے ہوش رُبا مین ہلڑ ہر کہ آپ نے اہالیان طلسم ہوش ربا کی جان بچائی مسلمانون کو بڑے زور و شور سے
شکست دی بیساختہ دریچہ سے سر نکالدیا کہا میان سرفروش صاحب اچھے تو رہے یہ شاہنشاہ تاجدار
کا فرزند ارجمند ہر ہمین تمہاری بھی لیاقت بہت پسند ہر سرفروش جادو نے کہا حضور آپ نے ہمکو نہ پہچانا
آپکا نام سنکر ہم بھی خوش ہوئے ورنہ اتنی دیر اگر کوئی ہماری برات کو روکتا اسطرحسے بڑھکر ہمکو ٹوکتا ایک
گولے مین زمین ہلا دیتے لیکن آپ کے تو تابعدار ہین سرفروش وخدمتگذار ہین لڑکا ابھی ہین جا تا کہتا تھا
انکو اشرفیان نذر دو مین نے سمجھایا آپ افراسیاب کجکلاہ کے رتبہ مین سب سے بہتر ہین یہ باتین
کر رہے ہین اور ہاتھی بڑھتا چلا آتا ہر فیلبان کو اشارہ کیا ہاتھی کو اڑا کر دیوار سے ملا دو دولہا سے کہا اب
صاحبزادے اٹھو کھڑے ہو کر نذر دو انکے سامنے سب سرنگون ہوتے ہین یہ کہکر ملکہ صنعت سے آنکھ لڑائی
صنعت دل مین کہنے لگی کیا جوان عالیشان ہر کیا آن بان ہر چہرہ پر نور رشک آفتاب ابرو ہلال ہر بات
مین کمال ہر بڑا خوش جمال ہر اگر اس سے صحبت ہو بڑا لطف حاصل ہو سینہ چوڑا خوبصورتی کی تیاری
ناک بڑی استنے مین سرفروش نے کہا حضور بعد اس شادی کے گھڑی دو گھڑی کو حاضر ہونگے صنعت
نے کہا میان سرفروش جادو ہاتھی سے اتر آؤ برات کو آگے بڑھنے دو صبح کے وقت چلے جانا نزدیک
ہو جانا تھکے ماندے ہو دو گھڑی ہمین آرام لے لو سرفروش جادو نے مسکرا کر جواب دیا اسوقت
تو نہ اترینگے رات کم باقی ہر ہان ادھر سے پھکر ضرور آپ کے پاس آئینگے اب تو نذر لیجیے دولہا اٹھا سو
تھیلیان الماس کی ہاتھ پر رکھین یہ تو ظاہر ہر کہ دولہا عطر مین ڈوبا ہر خوشبو آئی دماغ جان معطر ہو گیا دولہا
جھکا صنعت نے ہاتھ بڑھایا سرفروش جادو نے آواز دی ہان یارو آتشبازی دغے خبردار
دغانا کرنا بارہ لاکھ ساحرون کے بیچ مین ہو سب تماشا آتشبازی کا دیکھین گھنچکر چلے پھلجھڑی چھوٹے چھچھوندر دغے
غبارے اڑادو قلعون مین آگ لگادو انار چھوڑو ماہتابین روشن کرو اسی وقت آتشبازی چھوٹنے لگی
ہزارون ہوائیان چھوٹین غبارے اڑے ہوا ہوئے قلعون مین آگ لگی گولے چلے زمین ہلی
گویا شب برات آئی عجب ہنگامہ بلند ہوا تمام عالم دھوان دھار ہو گیا رباعی بقول شاعر

آمد شب برات تماشا عجب نپٹ
حلوائے تر و غن گر ذوق سے تو چپٹ
اچھلین وہ کودین لڑکے بند گھونٹ
جب چھٹ گئی چھچھوندر چوز زمین سے ہٹ

ادھر تو چار سو قلعہ ایک مرتبہ داغ دیا گیا دنا دن شنا شن دھومین سنے سارے
لشکر کو گھیرا ابر دھوان دھار چھا گیا ادھر صنعت تیرہ بخت واسطے نذر لینے کے جھکی دولہا یعنی خواجہ عمرو

بن امیہ نامدار فلک وقار عیار طرار خنجر گذار نے نذر دینے مین سہرے کو جنبش دی پھولون سے عطر بیہوشی
ملا تھا دماغ مین صنعت کے تو پہونچی اور کہکر تختیون پہ ہاتھ رکھکے طرائی سرفروش جادو بیکر میان
قران آئے تھے پہونچا پکڑ کے چوٹی پر ہاتھ ڈالا بغدہ گران کمر سے نکالا نعرہ کرکے مارا نعرہ قران

سریع السیر چون باد بہاری — جہان سرہنگ در خنجر گذاری
منم مہتر قران شیر شیانم — بمیدان اژدر آتش فشانم

ادھر یہ تو دو ملا صاحب نے بھی جلدی سے بہاری سہرے کو
اسی دم بوجہ کھسوٹ کے جھپکا اُچک کے تاج صنعت لیا نعرہ کیا نعرہ

عمرو ہون مین عیار ہون اختران — زمانے کا مکار و غدار ہون
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو — جہانگیر عالم کا عیار ہون
مرے مکر سے کانپتا ہے جہان — مرا تیز رفتار گر ہو قدم
نیائے مری گرد پاپوش کو — تراشندہ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم — دوندہ جہان گرد و طرار ہون

اے ساحران غدار عیاری خواجہ عمرو عیار نامدار کی دیکھی ادھر
مہتر قران کا بغدہ پڑا صنعت کے سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے ادھر آتشبازی دغی بارود مین بیہوشی ملی
ہوئی تھی دود بیہوشی بلند ہوا ساحران صنعت دھم دھم قدم قدم پر گرنے لگے ہمراہیان عمرو تو پہلے ہی آگاہ
ہین اپنے دماغ مین روئی دے لی ہے صنعت کے مرتے ہی ابر آتش فشانی چھا گیا صداہائے مہیب آنے لگین
زمین تھرائی آندھی سیاہ چھائی سنگ باری ہونے لگی پیرون نے غل مچایا بعد عرصہ دراز کے آواز آئی
کشتی مرا نام بن ملکہ صنعت سحر ساز جادو بود افسوس مُردیم و جان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم
جس قید خانہ مین سرداران اسلام طائر بنے ہوئے قید تھے اُن سب پر سے سحر اُترا تڑپ تڑپ کے
گرے بصورت انسان ہو گئے مہتر برق فرنگی تڑپ کر بھاگا مہتر چالاک بن عمرو بن امیہ نامدار
فوراً قصر سے کود پڑا قصور نہ کیا جانسوز و ضرغام شیر دل نعرے کرکے چلے ملکہ بہار و ملکہ مخمور رو
باغبان قدرت اندھیرے مین گھبرائے ہوئے بیرون قید خانہ آئے صدائین مہیب آرہی ہین زمین کو زلزلہ
ہر شعلے بھڑک رہے ہین ایک طرف سے صدا آتی ہے منم نجم درخشان برج عیاری طرار فرار خواجہ عمرو
بن امیہ نامدار ایک سمت سے صدا بلند ہے منم صاحب لیاقت و شوکت یعنی معمار قدرت ایک طرف سے
آواز نعرہ ملکہ اسرار جادو و ملکہ زیور محمل نشین و لاہوت جلالت قرین ان سردارون نے بھی نعرے
کیے ساحران ملکہ صنعت سحر ساز دو چار لاکھ گر کر بیہوش ہوئے اونکو معمار قدرت وغیرہ نے مارا ایک کنارے

ملکار اگرچہ بیہوش نہوے تھے اُنکو جو معلوم ہوا کہ ملکہ صنعت سحر ساز قتل ہوگئین گھورے ترنج و ناریج لیکر بڑھے
لشکر اسلام سے لڑینگے مگر گھبرائے ہوے ہین کہ شادی مین کیسی بربادی ہوئی یار دیہ معرکہ کیا ہوا کیونکہ
ہماری ملکہ کو مارا غضب ہوگیا ساربان زادہ کیونکر پہونچا سرداران عمرو کیونکر آگئے افسوس ہو کہ ہمنے بڑا دھوکا کھایا
حصار سحر کے اندر کیون آنے دیا مگر اب کیا ہوسکتا ہو سر پہ ہاتھ دھر کے رونا پڑا ہماری غفلت سے ملکہ عالم
کو ہاتھ سے دریاے فنا مین ڈبویا بقول کسے مشنے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود باید زد اب عمر بھر رنجگے
ملکہ عالم کے غم مین جان کھوینگے افسوس کسی نے خبر بھی نہ کی یہ کہتے ہین گر لڑتے جاتے ہین سرداران اسلام بھی
بلوہ ہر سردار جو قید سے چھوٹے ہوے ہین وہ بھی گھبرائے ہوے ہین لیکن جو اسیران لشکر اسلام یعنے
چرنمو و پرند بحروزن ودر رسند ایک ذرہ کوہ مین پڑے سو رہے تھے یکایک گیر و دار کی صدائین سنین آنکھین
ملتے ہوے اُٹھے دوڑ کر قریب لشکر صنعت آئے دیکھا آگ برس رہی ہر صدا خواجہ عمرو کے نعرے کی
آتی ہر ملکہ بہار و باغبان قدرت وغیرہ کے بھی سحر کی تاثیر ظاہر ہو چکا ہا کسی سے دریافت کرین مگر
کس سے پوچھین ہر خورد و کلان از پیر تا جوان بلا مین مبتلا کوئی بھاگا جاتا ہر کوئی غل مچاتا ہر کوئی چیخ رہا ہو ہائے
ملکہ صنعت قتل ہوگئین ارے یارو دُولھا بنکے ساربان زادہ آیا عیاری سے برات لایا دُولھا کے
ہاتھ سے صنعت کی جان پر بنی تو بہار و مخمور و ماران و باغبان وغیرہ بھی رہا ہوگئے اب ذرا چلکر
ملکہ حیرت جادو کو خبر کرو شاہنشاہ افراسیاب جادو سے فریاد کرو آکے مدد کرین اس بلاے
تازہ کو رد کرین عقل سے سردار سمجھ گئے کہ خواجہ عمرو نے عیاری کی صنعت قتل ہوئی فوراً لپٹے کہ اب
جاکے ملکہ مہرخ سے خبر کرین ادہر تو یہ ہرکارے روانہ ہوے لیکن ملکہ صرصر شمشیر زن بحکم شاہنشاہ
افراسیاب براے ملاقات ملکہ صنعت سحر ساز چلی تھی راہ مین ہنگامہ سنا کان مین آواز آئی کُشتی مرا نام ست
صنعت سحر ساز بود گھبرا کر بھاگی لیکن ملکہ مہرخ و مہ جبین بارگاہ مین حیران و پریشان بیٹھی ہین وہ شب
ہولناک لشکر مین سناٹا بازارین بند پڑی ہین سوداگر بھاگے جاتے ہین سردارون کے قلب تھرآتے ہین
ملکہ مہ جبین الماس پوش بصد جوش و خروش رو رہی ہین اشک حسرت سے منھ دھو رہی ہین برابر
آنکھون سے آنسو جاری حد کی بیقراری گرچہ کوئی خواجہ عمرو کو برا کہتا ہر ملکہ مہرخ خشمناک ہوتی ہین
جھڑک کر فرماتی ہین صاحبو یہ بیہودہ باتین نہ کرو مع امور مملکت خویش خسروان دانند جو مناسب سمجھا وہ کیا
اچھا ہوا چلے گئے ہمین کوئی فکر نہین اُنکا روح روان آرام جان صاحب عزم و شان شاہزادہ اسد نوجوان

تو طلسم ہوش ربا مین موجود ہو ہم کیونکر کہین وہ چھ مہینے کے بعد تشریف لاوینگے کیا نادان ہین حالِ ہوش ربا
سے آگاہ نہین ہین لمحہ بھر مین قیامت برپا ہوتی ہو وہ چھ مہینے تک نہ آئینگے کچھ تو اسمین راز ہو جو اُنھون نے
ایسا فعل کیا دیکھین انجام کیا ہوتا ہو مہ جبین کی رِقّت نہین رکتی رومال پر رومال تر ہوتا ہو ملکہ مہرخ برابر
سمجھا رہی ہین بی بی تم اِسقدر کیون روتی ہو کاہیکو اپنی جان کھوتی ہو ہمارا مُردہ دیکھے اب نہ رو ہمارے
سرِ کی قسم اشکون سے منھ نہ دھو چلو چلکے آرام کرو خدائے کارساز پر تکیہ کرو اتنی بدحواس نہو بی بی خدا
تمھارے وارث کو زندہ رکھے وہ اِن کفارانِ پُردغا بانیِ جور وجفا کو سزائے معقول دینگے کریم الرحیم وہ بھی
دن لائیگا ہوش ربا آن واحد مین فتح ہو جائیگا دینِ اسلام کا جھنڈا گڑیگا ملّت سامری پرستی باطل ہو جائیگا
مگر بیبا یاد رکھو کہ تتحرک ذرۃ الا باذن اللہ بے اذن پروردگار ذرہ حرکت نہین کرسکتا مصداق کل امر مرھون باوقاتھا
کل کام اپنے وقت پر موقوف ہین جب انشاء اللہ وقت آئیگا غنچۂ بستۂ ریاض خاطر تمھارا خود بخود کھل جائیگا تمھارے
دشمن پامال ہونگے دوست نہال ہونگے تمھارا یہ حال پُرملال دیکھ کر میرا کلیجہ شق ہوتا ہی ہاتھ پیر پھولے جاتے
ہین دیکھو سردار بھی بیدل ہو رہے ہین اپنے کو سنبھالو تاکہ انکے بھی قلب مضطر کو تسکین ہو ورنہ اِس صورت مین
بڑی خرابی ہوگی رہے سہے لشکر کی اور بھی بربادی ہوگی ہمکو دیکھو کہ شمع صفت جلتے ہین صدمۂ غم و الم
سے گھلتے ہین منھ سے اُف تک ہم تو نہین کرتے اپنے معبود سے لو لگائے بیٹھے ہین وحدہٗ لاشریک لہ
کا دم بھرتے ہین اُسی کے نام پر مرتے ہین ہمین خواجہ عمرو کا کلمہ بہت پسند آیا دل سے بھایا چلتے وقت وہ
جیسے فرما گئے ہین یہ نصیحت کرتے تھے کہ ای ملکہ تم رضائے خدا پر راضی رہنا صبر کرنا اِسقدر مضطر و
بیقرار ہونا یاد رکھو کہ ان اللہ مع الصابرین خداوند کریم صابرون سے راضی رہتا ہو وہ کریم و کارساز ہو
خالق بے نیاز ہو اُسی سے فریاد کرنا وہ رب اکبر تمھاری داد دیگا ہرگز ہرگز مضطر نہونا ای مہ جبین اب
تو بھی بلبلا کر بدرگاہ خالق اکبر دعا کر انشاء اللہ بہت جلد دعا تیری مستجاب کریگا تیر مقصد ہدف مراد پر پہونچیگا
اسطرح جیسے زورقِ مراد کہ بحرِ اضطرار مین اگر بادِ مخالف کے تھپیڑے کھا رہی ہو بیچ منجدھار مین ڈوبا
چاہتی ہو کنارے جا لگے لگی پھر کاہیکو یہ بیقراری رہیگی گوہرِ مراد حاصل ہوگا باعث تسکین دل ہوگا اُسوقت
ملکہ مہ جبین نے فرمایا نانی اماں آپ سچ فرماتی ہین بجز ذات پروردگار اور کسکا سہارا ہو وہی تو مالک
مختار ہمارا ہو دعا بھی کرتے ہین بڑی امید اُسکی ذات سے رکھتے ہین مگر کیا کرون اپنے دل سے
مجبور ہون لاکھ ضبط کرتی ہون دل نہین مانتا آنسو کسی طرح نہین رکتا دریائے رقت کا جوش کلیجہ پانی

پانی ہوا جاتا ہو جان پر بن جائے خدا آبرو بچائے میرے وارث کو خالق اکبر مجھسے ملائے دنیائے فانی ناپایدار ہو
آخر زندگی کا کیا اعتبار ہو حباب لب جو تصور کرنا بجا ہو کسنے اس سراب گاہ پر بھروسا کیا ہو مجھکو اسکا افسوس ہی
کہ دو دن بھی اپنے وارث کو دیکھنے نہین پاتی کہ فلک شعبدہ باز تفرقہ ڈالدیتا ہو دو دن بھی راحت و آرام سے
نہین دیکھ سکتا۔ بیت یہ دو دل کو یکجا بٹھاتا نہین وکسی کا اسے وصل بھاتا نہین۔ نہین معلوم
کہ وہ شکارگاہ مین بعیش و آرام بسر کرتے ہین یا خدانخواستہ دام بلائے ساحران پر دغا مین گرفتار ہو کوئی تحفہ طلسمی بھی پاس
نہین رکھتے خدا انکو سحر ساحران سے بچائے انکے دشمنون پر آنچ نہ آئے ہم اپنی زندگی کا کیا بھروسا کرین
مثل چراغ سحری جھلملا رہے ہین ہائے یہی کاہش ہر اسی غم سے تلملا رہے ہین صنعت کے بعث کی
کس سے فریاد کرین زندگی سے ناامید بنجہ اجل کے صید بلبلا رہے ہین دو دن مین صنعت اگر ہم
بدبختون کو قتل کریگی اب زندہ بچنے کی کونسی امید ہو راحت و استراحت کہان آرام جان تو خواجہ عمرو کے ساتھ گیا آپ
مجلو بجھاتی ہین مین جواب نہین دے سکتی خواجہ نے بڑا غضب کیا ہمکو تو زندہ در گور کر گئے ہم ایسا بیمروت ہرگز
نہ سمجھتے تھے یکایک یون رشتہ محبت توڑا ہے ایسے حال پر ملال ہین منہ موڑا ایسی ایسی باتین کہین گویا ہے
کبھی کی ملاقات ہی نہ تھی آخر کار انہین باتون مین تڑپ تڑپ کے رات گذری یکایک لشکر مین غل ہوا کنیزین
دوڑی ہوئی آئین عرض کی حضور ابھی ہرکارے دوڑے ہوے آئے ہین خوشی مین منہ سے بات نہین نکلتی
مبارک مبارک کہتے ہوے چلے آتے ہین جو کوئی پوچھتا ہو حال تو بتاؤ یہی کہتے ہین مبارک ہو ملکہ مہرخ گھبرا کر
اُٹھکھڑی ہوئین مہ جبین بھی تخت سے اُترین بیرون بارگاہ آئین دیکھا چرندو پرند کو ہزارون آدمی گھیرے
ہوے ہین پوچھ رہے ہین کہ کیا ہوا اسپاں لشکر اسلام وای برادران خوش انجام کس بات کی مبارکباد دیتے ہو وہ
یہی کہے جاتے ہین خدا نے بڑا اپنا فضل کیا خوشی کرو فتح مبارک ہو حیات تازہ پائی خوشی کی خبر آئی مہرخ نے
سبکو ہٹایا چرندو پرند کو اپنے قریب بلایا کہا ارے جلد بیان کرو خبر بتاؤ جب ملکہ مہرخ نے اسطرح پوچھا
ہرکارون نے ہاتھ اُٹھا کر دعا دی رباعی

شاہا تجھے باد دولت و بخت فیروز | فرخ ہو صدا جہان مین جشن نوروز
ہر سال حمل مین مہر عالم افروز | ہووے شرف اندوز ترے طالع سے

پروردگار تجھے تا قیام قیامت صحیح و سلامت رکھے جاہ و جلال زیادہ ہو
دوست نہال دشمن پامال غلام واسطے خبر کے گئے تھے یکایک کان مین آوازین آئین کشتی مرا نامسن ملکہ
صنعت سحرساز جادو بود او خواجہ عمرو نہتر قران کے نعرے کی آوازین آرہی ہین پھر بہار و باغبان کے

نعرے کی آوازین سُنتے ہی دل باغ باغ ہوگیا اُس ہنگامہ مین ہم نہ جاسکے آگ برس رہی ہے دریاے سحر جوش مار رہا ہے آبرو
بچا کر سوار ہوئے آخر خبرین لیکر حضور کے پاس آئے جلد تشریف لیچلیے راہ مین منہ صرصر شمشیر زن کو بھی دیکھا طرف
بارگاہ حیرت جادو کے گئی ہے یہ سُنکر ملکہ مہرخ جادو نے کہا کیون بی بی سُنا تم خواجہ عمرو کو بیوفا سمجھتی تھین ہم
سمجھتے تھے کہ ان بے مروتی سے کوئی نہ کوئی مطلب ہے یہ کہکر نفیر سحر بجائی لشکر ظفر اثر تیار ہوا اشارہ سحری چمکا چاہتا ہے
ملکہ مہرخ سُرخ چشم بصد شوکت و حشم طرف لشکر نکہت از صنعت سحرساز کے روانہ ہوئین یہان حیرت
خفتہ بخت آرام کر رہی تھی کہ صرصر شمشیر زن بصد رنج و محن آکر پہونچی قدمون پر ہاتھ رکھا ملکہ نے گھبرا کر آنکھ کھولی
پوچھا اے صرصر خیر تو ہے عرض کی واری غضب ہوا مین نے اپنے کانون سے سنا کہ ملکہ صنعت سحرساز قتل ہوگئین
حیرت نے کہا خاموش رہ صنعت سحرساز کو کون قتل کرسکتا ہے وہ حصار سحر مین ہے وہان کب کوئی عیار مکار پہونچ سکتا ہے
صنعت کے یہان آج جشن ہے بیرون کی بھی دعوت کی ہوگی غل مچاتے پھرتے ہونگے اُنکی بات کا کیا اعتبار ہے جو تم نے
خود جاکر دیکھا صرصر نے کہا مین خود تو اُس مقام پر نہین گئی دُور سے جنگل مین آواز سُنی کُشتی مرا نام من صنعت
سحرساز جادو بود یہ سنکر ملکہ حیرت جادو گھبرا گئی زانو پر ہاتھ مار کہا صرصر بڑا غضب ہوا اگر ملکہ صنعت
قتل ہوئی رکن طلسم ہوش رُبا گر گیا شاہنشاہ کا بازو ٹوٹ گیا مجھکو اس امر مین حیرت ہے کہ کسنے مارا کیونکر قتل کیا
یہ فرما کر آنکھیں ملتی ہوئی اُٹھی دیکھا کہ شہنشاہ انجم سپاہ شکست کھا کر قلعہ مغرب مین پہونچا محصور ہوا بادشاہ فلک
چہارم یعنی نیر اعظم بصد جاہ و حشم قصر مشرق سے برآمد ہوا چاہتا ہے ملکہ حیرت جادو سوار ہوئی مصور جادو
ملکہ صورت نگار و سرمانے برف انداز و ابریق کوہ شگاف دونون وزیر گھبرائے ہوے
خیمون سے نکلے کہا کیون ملکہ عالم یہ کیسی خبر وحشت اثر سُنی ہے ہائے افسوس ملکہ صنعت سحرساز کو کسنے مارا
وہ تو بڑی ہوشیار تھی اُسپر دست اندازی ہر کس و ناکس کی دشوار ہے پانچ کوس کے گرد مین حصار سحر کرکے
بیٹھی تھی اگر اصل مین یہ خبر سچ ہے ہمارا بازو بے قوت ہوا جلے باغبان نکلگیا غضب اب صنعت سحرساز قتل
ہوئین چارون وزیر قوت بازوے افراسیاب تھے افسوس کہ اب ہم دو ہی رہگئے ارکان عناصر مین خلل
پڑا حیرت نے کہا مجھکو بھی بڑی حیرت ہے سامری کرے یہ خبر جھوٹ ہو اگر شاید وہ قتل ہوگئین سرداران
اسلام کو جلکے مارلینگے نام باغیون کا مٹادینگے سرمانے برف انداز و ابریق کوہ شگاف وغیرہ نے کہا بہتر
تشریف لیچلیے بارہ لاکھ ساحر کا لشکر آمادہ جنگ ہو کر چلا وزیر زادیان حیرت جادو کی سوار ہوئین شتر
نقارے پر چوب پڑی زمین کانپی علم ہائے خرس پیکر کے شقے کھلے یہان ملازمان صنعت مصروف جنگ ہین

ظلمات جادو و ملکہ گیسو کشا فوج کو لڑا رہی ہین ظلمات نے دیکھا کہ ملکہ بہار سحر کرتی ہوئی آتی ہی فورًا
ظلمات نے للکارا کہ او بہار کہان جاتی ہی سنم ملکہ ظلمات جادو وزیر اعظم ملکہ صنعت سحر ساز
بہار بیٹی فرمایا بی ظلمات اب تو دن ہو گیا یہ کیا اندھیر ہی کہ تم چلی آتی ہو اپنا منھ کالا کرو سامنے سے ہٹو نگوڑی کلموہی
کلموہی کالے کوے کی جورو کیون شامت آئی ہی ظلمات کی آنکھون مین یہ سنکر اندھیرا آگیا بہار نے کالے
کوے کی جورو جو کہا اسنے جواب دیا تو ہی تو ہی بہار نے کہا کیون شرماتی ہو اندھیر مچاتی ہو ظلمات نے رائی
کے دانے پھینک مارے ملکہ بہار نے اسم سحر پڑھکر کالے ماش پھینکے اُسکے سحر کو دفع کیا جب ظلمات نے
کئی سحر کیے اور بہار نے دفع کر دیے اب تو بہار نے بھی پھولون کی بدھی اُتاری کہا بی ظلمات لو یہ کہکر بدھی
پھینک ماری پھول برسنے لگے چند پھول ظلمات نے اُٹھا لیے سونگھنے لگی اسکے ساتھ کی چار سو کنیزین ہوئے
سحر ملکہ بہار سے مست ہوئین ظلمات نے آواز دی ملکہ بہار کیا حکم ہوتا ہی مین تو تابعدار ہون گل چین گلشن
حضور بے حضور جو ارشاد ہو بجا لاؤن گردن تابی نکرونگی ملکہ بہار نے کہا میرے پاس آؤ ظلمات جھومتی ہوئی قریب
ملکہ بہار کے آئی بہار نے گلے سے ایک بدھی اُتار کے ظلمات کو پہنا دی ہار جیت ہو گئی طرہ یہ کہ مسکرا کر فرمایا
ای ملکہ ظلمات جادو ہمارے دشمنون کو مارو ظلمات بہت خوب کہکر چار سو جادوگرنیون سمیت فوج صنعت پر
جا پڑی قتل کرتی پھرتی ہی کہ ایک ابر گلنار پیدا ہوا سب نے دیکھا ملکہ مہرخ سحر چشم کا نعرہ ہوا آسکے ملاحظہ
فرمایا دیکھا ہمارے سب سردار لڑ رہے ہین خواجہ عمرو لوٹ رہے ہین برق لامع تڑپ رہی ہی رعد
گرج رہا ہی بہار نے پھول برسائے مخمور سرخ چشم نشیلی نگاہین ڈالتی پھرتی ہی صدہا مست ہو کر مرے
ناوک اجل کا نشانہ بنے ایک سمت باغبان قدرت کنکرے کی آواز بلند ہی ملکہ مہرخ کا خوشی سے
چہرہ سرخ ہو گیا ملکہ مہ جبین الماس پوش تخت پر سوار گرد ساحران جان نثار مہرخ بھی نعرہ کرکے گئین دختر نگین
بہار نے مہرخ سے اشارہ کیا حضور ملاحظہ فرماتی ہین ظلمات کیا کام کر رہی ہی بہت سے ہمارے دشمن
مارے ہماری عاشق جانباز ہی دیکھیے کلام ہی کیا سوز و گداز ہی مہرخ نے پلٹ کر دیکھا ظلمات سیاہ فام
مست ہو رہی ہی عشق مین ملکہ بہار جادو کے لڑ رہی ہی جھوم جھوم کر مستانہ وار یہ اشعار عاشقانہ
بار بار پڑھتی جاتی ہی غزل موافق مضمون جناب سید محمد تقی صاحب متخلص بہ جواد

رہین جو داغ محبت کے تو جگر نہ رہے
فنا ہون شعلہ غم قلب مین اگر نہ رہے

بتون کی زلف کا سودا رہے تو سر نہ رہے
صنم کدہ ہی مین کیون چلکے ہم نہ بیٹھ رہین

بقا ہماری ہی جلنے سے شمع کے مانند
بتون کے عشق مین آخر کو معتبر نہ رہے

عزیز دونون ہین دونون ہین تو شمع سان ہین
جگر کے داغ سلامت رہین جگر نہ رہے
کمی تڑپنے مین تو کیجیو نہ ای دل زار
ادھر کو جاکے رہے دوسرے جدھر نہ رہے
جو آہ کہتے ہین سب بھلکر ہمین زندہ

یہ بات کوئی نہین دل رہے جگر نہ رہے
خیال یار مین غافل کر اسطرح ای دل
ہماری آہ مین باقی رہے اثر نہ رہے
رہے نہ دونون کی عزت غرور طلعت سے
زمین کوچۂ جانان پہ جاکے مر نہ رہے

ہمارے چمن کی صورت نہین ہے بس ای دل
کہ مجھکو اپنے سروپا کی بھی خبر نہ رہے
بشر زبان نہین گر عافیت کا خواہان ہو
مقابلہ پہ اگر شمس کے قمر نہ رہے

ملکہ مہرخ نے بہار کو گلے سے لگایا
خوش ہوکے فرمایا ملکہ بہار واہ کیا کہنا کبھی تیرے گلشن حسن مین خزان نہ آئے گل رخسار سر سبز وشاداب
رہے تسخیر تیرے اختیار مین ہو یہ ذکر ہو رہا تھا کہ چارسی نقارے پر چوب پڑی نعرہ ہوا انسم خاتون محل
شاہنشاہ ملکہ حیرت جادو ایک جانب سے سرما نے نعرہ کیا ایک جانب سے ابرق کوہ شگاف
نے پتھر برسائے سرمانے برف انداز نے برف برسا کر ہزارون کو ٹھنڈا کیا اُس سنگدل کے پتھرون
سے صدہا کے کاسۂ سر چور ہوے دونون بھیا اپنے سحر کی نیرنگیان دکھا کر بہت مغرور ہوے
باغبان قدرت نے پڑھکے سحر کیا پھر پلٹ کر اُس بُت پرست کے لشکر پر پڑے خورشید زرین سحر ابر
سرما پر جاکے چمکا برف باری موقوف ہوئی مگر حیرت جادو جو آکر گری بہار نے ظلمات جادو سے
اشارہ کیا کہ ای دوست صادق وای یار موافق دیکھو ہمکو ملکہ حیرت جادو قتل کرنیکو آئی ہین تم بتاؤ کہ
ہم اب کہان چھپین پردہ ظلمات مین چلے جائین اس ظالم کے ہاتھ سے کیونکر نجات پائین ظلمات نے
کہا حضور کون بہار نے کہا حیرت جادو افراسیاب کی زینت پہلو دیکھو گوپھے پھینک رہی ہے اب
ہم کیونکر بچینگے ظلمات نے کہا حضور اُسکی کیا مجال ہے چشم زد نہین شکست دونگی افسرون کی ناک کاٹ
لونگی میرے ہاتھ سے کہان بچکر جائینگے حضور کیون گھبراتی ہین یہ کہکے کنیزون کی جانب دیکھا کہا لو
صاحبو تمہارے مالک کی دشمن آگئی حیرت جادو جانے نپائے بڑھکے سر کاٹ لو نہین تو چوٹی پکڑ کر
کھینچتی ہوئی لاؤ نمونہ قہر وغضب دکھاؤ چارسی کنیزین جھومتی ہوئی طرف حیرت کے چلین گوٹے ترنج و نارنج
ہاتھ مین لیے ملکہ خاموش سر جھکائے ہوئے ملکہ حیرت نے جو ظلمات جادو کو آتے ہوے دیکھا پکار کر
آواز دی ای ظلمات یہ کیا اندھیر ہوا تمہاری بی بی کو مسلمانون نے کیونکر مارا تم کہان تھین قوت بازو سے
افراسیاب کو نہ بچایا کیون خاموش ہو جواب دو ظلمات جست کرکے قریب حیرت آئی ملکہ حیرت
آنکھین قدمون کو بوسہ دونگی لپٹ کے رودونگی ہاتھ پھیلا دیے چاہا سینہ سے لگالون ظلمات نے قریب آکے تیغ

مار اچار سو کنیزون نے برابر گولے ترنج و نارنج مارے عین غفلت مین ملکہ حیرت زخمی ہوئی شعلہ ہائے آتش نے
گھیر ا چار سو جادوگرنیون کے سحو نے آگ لگا دی حیرت زخمی ہوکر پیچھے ہٹی چار سو کنیزون نے چار ہزار کو مارا
حیرت تڑپکر ایک نخل کے سایہ مین آئی دوپٹہ پھاڑ کر زخم سر باندھا اب پلٹ کر جو دیکھا گلے مین ظلمات کے
بدھی سحر کی پڑی ہی مبہوط ہو رہی ہی آواز دی صاحبو ظلمات سے بچو یہ سحر مین بی بہار جادو کے مبتلا ہین
یہ کہکر زخم سر باندھکر لڑتی ہوئی بڑھی ظلمات نے جو ملکہ حیرت جادو کو آتے دیکھا پکار کر آواز دی بڑی تو بھی
سخت جان ہو بچگئی اب میرے ہاتھ سے زندہ بچکر کہان جائیگی یہ کہکر پھر گولہ مارا اب حیرت کب مانتی ہی
سب سے زیادہ اسکو حقیر و ذلیل جانتی ہی گولہ روک لیا کہا دیکھ ظلمات ہوش مین آ یہ کہکر باران سحر برسایا
کہ سحر ظلمات پر سے اُتار لون بہار نے دستک دی اور سحر کو زور ملا ظلمات جھومتی ہوئی حیرت پر
جا پڑی باران سحر نے کچھ تاثیر نہ کی حیرت کو اب کچھ نہ بن پڑا دیکھا کہ دم بھر مین یہ ہزارون کو قتل کریگی یکایک
سحر بہار اُترنا دشوار ہی غصے مین تیغہ کھینچکر جا پڑی ظلمات بھی تلوار لیے ہوے سامنے آئی حیرت پر وار کیا
حیرت نے یا سامری کہکر تیغہ ظلمات کا سپر پر روکا وار کو اُس شیدا اے بہار کے دفع کیا نعرہ کیا دیکھ او
ظلمات تو نے کلیجہ پکا دیا اب مین لاچار ہون یہ کہکے تیغہ ہلالی چمکا یا ظلمات پر تیغہ برق مثال کا وار کیا اب
ظلمات نے چاہا بچون بچنا غیر ممکن سپر کو کاٹ کر تیغہ سر پر گرا ظلمات کے دو ٹکڑے ہوے کنیزین ظلمات
کی پیٹنے لگین آواز جو آئی کشتی مرا نام سن ملکہ ظلمات جادو بود اُسوقت کنیزان ظلمات نے چاہا بڑھ کر حیرت
کو مارلین حیرت نے ان سبکو گولے مارنا شروع کیے جسپر گولہ مارا اُسکا سر پھٹ گیا کسی کو جلا دیا کسی کو چیر کر پھینکدیا
تھوڑے ہی عرصہ مین چار سو کو مار اگر ردی جاتی ہو قتل کرتی جاتی ہو کہتی ہی صاحبو یہ سب بیچاریان بے خطا
تھین سحر سے بہار کے مبہوت ہوگئی ہین کیا کرون اگر تامل کرتی سارے لشکر کو یہ مٹا دیتین مجھکو کچھ زن پڑا
آخر قتل کیا لیکن افراسیاب کو بڑا ملال ہوگا ظلمات جادو بڑی ساحرہ زبردست تھی اس عرصہ مین
ملکہ گیسو کشا سامنے سے لڑتی ہوئی آئی ظلمات کا لاشہ جو پڑے ہوے دیکھا آنکھون مین اندھیار اچھا گیا
بیقرار ہوکر پوچھا حضور میری بہن کو کسنے قتل کیا ابھی اسنے دنیا کا کیا دیکھا تھا حیرت نے کہا بی ظلمات کی موت
آئی قتل ہوگئین گیسو کشا نے کہا قاتل کا نام تو بتایئے مین جاکر اُسکو قتل کرون بلا خون کا لون کسی کنیز نے منھ سے
نکلیا کہ ملکہ عالم نے قتل کیا کوئی کلمہ سخت و سست نہ کہنا ملکہ گیسو کشا نے بال کھولدیے سر پیٹنے لگی دوڑ کر ملکہ
کا دامن پکڑ لیا کہا کیون داری نمکخواری کی یہی قدر ہوتی ہی ہم تو آپ کے نام پر جان دین مگر بار جھوڑین تجھو پھر آپ کے

ساتھ ہین کیا اسنے خطا کی جو آپ نے قتل کیا حیرت نے غصے مین دامن جھٹک لیا کہا بی گیسو کشا جاؤ لڑائی مین مصروف
ہو کج بحثی نکرو جو مناسب وقت جانا وہ کیا تجھے کیا دخل ہی زیادہ باتین کرنا اچھا نہین سردار لڑتے ہوے سحر کرتے
ہوے بڑہتے آتے ہین بہار و باغبان نے قیامت برپا کردی ہی زمین میدان کارزار لاشون سے بھری ہی اُس وقت
گیسو کشا نے کہا میری فریاد کو پہونچیے لونڈی قدمون پر نثار ہو جائیگی پہلے مفصل بتائیے کیا میری بہن عمرو
سے ملگئین تھین کوئی خطا تو ثابت کیجیے مین بھی تعلیم کردہ ملکہ صنعت ہون کچھ دو چار سحر انکو مجھسے بڑھکر یاد ہونگے
مین پایہ کمی کا نہین رکھتی ظلمات کا خون بالا بالا نہ جائیگا اگر کچھ خطا کی بھی تھی تو گھڑک دیا ہوتا یا جرمانہ یا دو چار روز
نظر بند کیا ہوتا نہ کہ بالکل قتل کر ڈالا اور مین خیال کرکے دیکھتی ہون ہاے اُسکے ساتھ کی چار سو مصاحبین بھی
سب قتل ہو گئین ہاے ہنسنے کس طرح جسے اِن سبکو پالا تھا خون جگر پلایا اب اُنکے لاشے یون پڑے ہین خون مین
لوٹ رہے ہین آپ نے تو جلاد کا کام کیا ان چاند کے ٹکڑون کو بھولی بھولی صورتون کو خاک مین ملا دیا حیرت
تو ٹالتی ہی مگر گیسو کشا نہین مانتی دو تین ہزار جادوگرنیان مطیعان گیسو کشا قریب آگئین وہ بھی چاؤن چاؤن
کرنے لگین کوئی کہتی ہی واہ بی بی یہ مناسب نہ تھا ملکہ حیرت بڑی جلاد ہین بہار و باغبان پر تو زور نہ چلا
اپنے ساتھ والون پر ہاتھ صاف کیا خوب انصاف کیا ضرور اسکا بدلا لینا چاہیے بادشاہ کی جورو ہین تبھین
جب تو ملکہ بہار نے ساتھ چھوڑ دیا انھین باتون پر بہار نکل گئین باغبان بھی کھٹک گیا گلچین کو خار گذرا
سب سردار بھڑک کر الگ ہو گئے غیرون کے ساتھ جانبازی کر رہے ہین ایک نے کہا بوا بہار کی لشکر اسلام
مین بڑی آبرو ہی کیسی ساحرہ خوشخو ہی صاحبقران کی بہو کہلاتی ہی لشکر اسلام مین جاتی ہی بادشاہ کی پہلو نشین ہی
سب سردار برائے استقبال آتے ہین تاجداران عالی وقار بہ اعزاز و اکرام لیجاتے ہین بادشاہ جمجاہ سعد
بن قباد اُنپر عاشق ہین یہان لشکر مین اختیار ہی جو چاہے سو کرے کیا اُنکے حکم مین کوئی دخل دے سکتا ہی
سامری و جمشید اس ناقدری کے پاس سے نکالین صورت اسکی نہ دیکھین کیسی جلاد صاحب بیداد ہی
اپنے حسن پر بھولی ہی اسدن بھولگئی کوئی کہتی ہی ہی ہی میری خالہ کو مارا کوئی کہتی ہی اے لو میری نانی کا بھی لاشہ
پڑا ہی ایک نے کہا ہی ہی میری نوجوان بیٹی ایک نے کہا ہی ہی میری بہو میرے بیٹے کی زینت پہلو اسے
اسکا تو بیر بھاری تھا حیرت چونکہ بار جنگ سنبھال رہی ہی گورے بھنا کتی جاتی ہی ہر بلکے سحر دفع کرنے مین
مشغول ہی جسکی طول ہی مگر کانون سے یہ سب باتین سن رہی ہی گیسو کشا بال کھولے پیٹ رہی ہی ساتھ والیون
مین یہ ہنگامہ ہی ذرا جواد سحر زری ہوئی بہار و باغبان نے اور دبا دبا ڈالا مرخ بھی آگئی ہین بڑھ بڑھ کے

لڑتی ہین ایسے ایسے گولے مارے کہ زمین تھرائی حیرت نے جو یہ باتین سُنین پلٹ کر ملکہ گیسو کشا سے کہا جا رے آگے
سے دُور رہو ہماری لڑائی بگڑ جائیگی دیکھ سردار بڑھے آتے ہین لاکھون قتل ہو رہے ہین کیا بیہودہ باتین بکتی ہو یون
بیکار کی جانون جاتی ہو ہم بادشاہ لشکر ہین جو دل چاہتا ہو وہ کرتے ہین کسی کا اجارہ ہو خوب کیا مار ڈالا ایک
گولہ تجھکو بھی ماروںگی کہ سر پھٹ جائیگا ہمارا اُنکو ہاتھ پکڑ سو الا ہو شہنشاہ نے ہمکو اختیار دیا ہو جب تو گیسو کشا نے
کہا اچھا لے میری بہن اور مصاحبون کو تو اُسکے قتل کیا اور پھر جھلاتی ہو بگڑ بگڑ کر کلام سخت سُناتی ہو ہم کیا تیرے باپ
کی لونڈی ہین ہان صاحبو لینا اس بدزبان کو یہ جو گیسو کشا نے کہا ساتھ والیان بگڑی کھڑی تھین اپنے اپنے
عزیزون کے لیے رو رہی تھین یکایک گولے شرنج و نارنج گچھے پیکان کے تیر و تبر تلوار و خنجر جو جسکے پاس موجود
تھے سب نے ملکہ حیرت پر حملہ کیا گیسو کشا نے بھی گولہ مارا گیسو کشا کا گولہ پیشانی پر حیرت کی پڑا اگر طلسم بند نہوتی
فوراً سر پھٹ جاتا تین چرخ کھائے چار ہزار کے سر سے آگ برسی خنجر گرے تلوارین چمک چمک کے جسم حیرت
پر گرین تیر سناتا ہمر کے آئے حیرت چھپ گئی لڑکھڑا کے گری گیسو کشا نے کہا شکلین باندھ لو افراسیاب کو ہم
جواب دے لینگے کہا ملک بدعت اُٹھائین کیونکر صبر کرین حیرت تو گری اڑیان رگڑنے لگی سب جادوگرنیان بڑھین
کہ حیرت کو پکڑ لین ناگاہ زمین سے ایک پتلہ فولادی پیدا ہوا نکلتے نکلتے ملکہ حیرت جادو کو پانی کا چھینٹا مارا ہاتھ ان
لڑکے جادوگرنیون کو ہٹانے لگا آواز دی ملکہ عالم سنبھلیے اب جو حیرت کی آنکھ کھلی دیکھا فولادی پتلہ پکار رہا ہو غل مچا رہا ہو
ہر چند ہو ہو کرتا ہو کنیزان گیسو کشا نہین باتین سُنتی جاتی ہین جاتی ہین سب ملکہ شکلین باندھلین ایک نہ تھی ہوا اسکی
زبان مین سوزن دوناک جوتی کاٹ لو بڑی ظالم ہو بس حیرت نے جو ہنگامہ سُنا جھلائی وزیرزادیان ملکہ
حیرت کی دوڑین زمرد جادو پیچ مین کود پڑی مصور جھپٹ کر آیا دیکھا ملکہ حیرت کا عجب حال ہو سر سے
خون جاری جسم فگار حیران چار جانب دیکھ رہی ہو مصوّر رونے لگا سرباد ابریق نے آنکر مدد کی
اب جو اتنی مہلت حیرت نے پائی غصے مین طرف گیسو کشا کے جھپٹی ادھر پتلا حیرت کو بچا کے غائب ہوا
گیسو کشا نے پھر گولہ مارا حیرت نے گولہ خالی دیکر کارد سحر جھولی سے نکالی اپنے خون سے اسکو رنگین کیا ہر چند اب
طاقت جنگ حیرت مین نہین ہو مگر بڑے غضب کے چرے اُٹھا چلی ہو سانس لینا دشوار ہو مگر زوجہ شاہنشاہ
افراسیاب سحر و ساحری مین لاجواب کارد سحر کھینچ ماری ہر چند گیسو کشا نے روکا کارد سحر سینہ پر پڑی پشت کو توڑ کر
پار گذری تاریکی چھائی بعد برف باری و سنگ باری کے آواز آئی کُشتی مرا نامم ملکہ گیسو کشا سے جادو بود
افسوس مُردیم و جان دادیم و مطلب خود نہ رسیدیم اب کنیزان گیسو کشا پر گری کسی کو چیر کے پھینکا کہین ہاتھ چبکا یا

برق گری کئی سحر سر اڑ گئے سرما و ابریق نے شریک ہو کر کئی ہزار کنیزان گیسو کشا کو مارا جادوگرنیون کا ستھراؤ ہو گیا
زمین پر خون کا چھڑکاؤ ہو گیا اس اثنا مین باغبان و ابریق سے مقابلہ پڑا ابریق کوہ شگاف نے سحر سے
باغبان قدرت پر پتھر برسائے باغبان نے سحر کو اسکے دفع کیا تیغہ سحر کھینچکر جا پڑا للکارا او نامرد کیا دور سے
سحر کرتا ہے مردان عالم سے آنکھ چار کر قریب آ کر وار کر سرمایہ برف انداز نے ہاتھ تلوار کا اسکے سر پر مارا باغبان نے
دفع کیا برقین چمکین باغبان نے اپنیکو بزور سحر بچایا تیغہ برق مثال کا وار کیا سر اُس خودسر کا زخمی ہوا باغبان
نے قصد کیا سر کاٹ لون ابریق جست کر کے سامنے سے بھاگا سرمایہ برف انداز لڑتا ہوا قریب
ملکہ مخمور آیا مخمور سے مقابلہ ہوا دو چار سحر آپسمین چلے مخمور نے چاہا میان سرما کو ٹھنڈا کر دون سارا برف
برسانا بھول جائین دو تین سحر سرما نے کیے مخمور نے خالی دیے دانہ یاقوت احمر کنٹھے سے نکالا فوراً
سرما پر کھینچ مارا تڑاقا ہوا دانہ ٹوٹا اس دانائی کو کیا جانے برق کڑک کر گری شانہ سرما کا جھلس گیا کون دستگیری
کرے قوت بازو پہلے ہی زخمی ہوا جادوگر ہزارہا ملازم اسکے ٹوٹ پڑے دیکھا شانہ نشانہ ہو چکا ہاتھون
ہاتھ گود مین اُٹھایا میدان جنگ سے اسکو لے بھاگے میان مصور تصویرین لیکر بڑھے انکا یہ نقشہ ہوا مار ان کا
سحر چلگیا سانپ برسے مصور گھبرا نے مار ان سپید جو لہرائے ارے کہکے بھاگے صورت نگار کو
ملکہ زیور محمل نشین نے زخمی کیا لاہوت جادو نے صفین پامال کین ملکہ سرخ موے کاکل کشا نے
زلف عنبرین کو کھولا بوئے مشک عنبر آئی خطا کار گھبرائے آنکھون مین اندھیرے چھائے جال سنہرا گرا اسیکڑون کو
دام سحر مین پھنسایا خورشید زرین سحر نے چمک کر حدت دکھائی زمین میدان کارزار تپنے لگی ملکہ ہلال سحر افگن
ابروے خمدار ہلاتی ہوئی بڑھی ہلالہائے زرین چمکے کفار انگشت نما ہونے لگے اسرار جادو کے بھید سے کون
ماہر ہے ایسے ہو گئے سیکڑون جادوگر معدوم ہوے باغبان قدرت نے ہزارون پامال کیے اب تو
حیرت جادو گھبرائی گیسو کشا وزیرزادی ملکہ صنعت سحر ساز کے ہاتھ سے پہلے ہی زخمی ہو چکی ہے سرما و ابریق
بھاگ کے نکلگئے لشکر مصور نے شکست کھائی اب حیرت نے دیکھا سردارون نے چہار جانب سے مجھکو گھیرا ہے
گھبرائی مگر غیرت آئی غصہ مین اپنی بوٹیان کاٹ رہی ہے سردارون نے بلوہ کیا مہرخ و بہار نے کہا آج حیرت کو
پکڑو صنعت سحر ساز کی فوج کچھ بھاگی کچھ پامال ہو چکی ہے کچھ ساحر گھرے ہوئے ہین بہار جادو لڑتی ہوئی آتی ہے تخت
ملکہ مہ جبین الماس پوش بصد جوش و خروش قلب لشکر مین ہے دلارام وزیرزادی تخت سے لپٹی ہوئی ہے صدہا
سردار قریب ملکہ عالم جانبازی دکھا رہے ہین حیرت نے عین جنگ مین ملکہ مہ جبین کو تخت پر دیکھا جل گئی للکارا کہ

واہ بی مہ جبین تمنے منہکا کے برابر مرتبہ پایا تاج و تخت نصیب ہوا یہ تو ناظرین پر ظاہر ہے شاید مخبر رہبر چار جلد نے لکھا ہو حقیر کو
تو گمان غالب ہے کہ نہ لکھا ہوگا ملکہ مہ جبین بطن سے حیرت جادو کے نہین ہے ملکہ مہرخ کی دختر بلند اختر کے بطن سے
ملکہ مہ جبین الماس پوش پیدا ہوئی حیرت جادو کے بطن سے ملکہ خوبصورت معشوقہ شاہزادہ شکیل ہے
جسکا ذکر جلد اول مین ہوا ہے کہ شاہزادہ شکیل جا کر ملکہ خوبصورت کو نکال لایا ہے پھر افراسیاب نے
اِسکو گرفتار کرکے بالاے دریاے خونروان ہنڈوے پر بٹھا دیا تھا جب ملکہ بُران شمشیر زن نے دریا خشک کیا
اور پل پریزادان کو توڑا تب خوبصورت بھی رہا ہوئی تھی پس مہ جبین کو ایسے کلمات جو حیرت نے
کہے مہ جبین نے ہنسکر جواب دیا واہ بی حیرت شرم نہین آتی اگر مادر مہربان ہماری نہ انتقال فرماتین یہ دن کاہیکو
ہمین نصیب ہوتا حیرت جھلاکے چلی کہ بی مہ جبین آج تمکو گرفتار کرکے لیے چلتی ہون سامنے افراسیاب کے
پہونچاؤن مارے کوڑون کے تمہاری کھال گرادیگا یہ کہتی ہوئی بڑھی سب سردار بڑھے سینے اپنے سپر کردیے
ملکہ بہار نے پکار کر آواز دی او حیرت تو بڑی بے غیرت ہے ہم تیری آبرو بچاتے ہین لیکن تیری شامت دامنگیر ہے تو بڑی
ذلیل و حقیر ہے خواجہ عمرو کے ہاتھ کی جوتیان کھائین اُنھون نے رحم کیا کہ پھر تیرے دھگڑے کے پہلو مین تجھکو سولا دیا
سر بارگاہ جوتیان کھائین مگر تجھکو پھر بھی غیرت نہ آئی دونون بہنون مین تکرار ہونے لگی پھر تو بہار نے بڑھکر گلدستہ مارا کہ آج
تمکو تنکے چنوا دونگی گلدستہ جو پھینکا حیرت بحواس ہو رہی تھی چاہتی تھی دفع سحر کرے باغبان قدرت نے گیند
پھولون کا مارا برق لامع آسمان پر کڑکی رعد جادو نے چیخ ماری ملکہ حیرت ان سکے سحر دفع کرنے مین مشغول
ہوئی برق لامع سے یہ خوف ہوا ایسا نہو دو ٹکڑے کرے رعد جادو کا سحر پورا ہوگا لہذا اسکے گرجنے کی سبکے تو سحر
دفع کیے بہار کے سحر کا خیال نہ رہا گلدستہ سو سر پر آکر پھٹا رنگ بہار جم گیا پھول برسے غنچے چٹکے زرد پتے
ہرے ہوگئے نخل پھوٹنے لگے طائر زمزمہ سرا ہوے سرو پر قمریون نے صداے کوکو بلند کی عندلیبان خوش نوا
نے منقارین کھولین بہ لحن دلکش یہ غزل گانے لگین

غزل

بہار آتے ہی سے لے نکلا ہمین دیوانہ پن اپنا — بہ رنگ بوے گل برباد کر آئے وطن اپنا
دکھاتا تھا زلیخا کو بھی وہ دیوانہ پن اپنا — کہ یوسف ہوش کھو کر پھاڑتے خود پیرہن اپنا
وہ داغ ای عشق دکھلائین کہ عاشق ہو چمن اپنا — وہ گل کھائین کہ گلدستہ بنائے انجمن اپنا
بچھا ہے شوق عریانی مین ہم جامہ سے باہر ہین — کہ اپنی جستجو مین پھر رہا ہے پیرہن اپنا
گلہ کیا گور مین پائی عذاب گور جب ٹھہرے — کفن مین کیا رہے جب داغ ہی سمجھا کفن اپنا

جو یون تبلا نہین سکتے تبا دو پوچھکر ہمکو
نزاکت سے کمر اپنی خموشی سے دہن اپنا

کوئی دامن جنون مین کھینچتا ہے آستین کوئی
اُتارے لیتے ہین خار بیابان پیرہن اپنا

ہلا دیتا فلک کو بے ستون کی کیا حقیقت تھی
بنا تا نالۂ دل کو جو تیشہ کوہکن اپنا

عجب احسان حیرت نے کیا ہے بزم جانان مین
کہ آئینہ سمجھے ہے ساری انجمن اپنا

صبا بھی جب ہوا خواہون مین ہو صیاد و گلچین بھی
کسے سمجھین چمن مین ہمصفیران چمن اپنا

پیر راہ راست پر آتا تو مین بھی اس سے جھگڑا جا
فلک نے کجروی چھوڑی نہ مین نے بانکپن اپنا

پتا کیونکر ملے قاتل کسی پیکان کا تیرے
لگا جو تیر آکر ہو گیا جزو بدن اپنا

سراپا درد ہوکر شکل پیدا کی جو پھوڑے کی
تو نشتر چھیڑنے کو بنگیا ہر مُوے تن اپنا

کسی خوش چشم کی آنکھون کا سودائی جو سمجھے ہین
گھر مٹے ہین راستہ رو کے بیابان مین ہرن اپنا

ترے وحشی سے ملنے کی تمنا رہگئی اُنکو
نکیرین آئے مرقد مین تو خالی تھا کفن اپنا

جو آہون کے مصاحب ہین تو نالے سے مخاطب ہین
یہی چند اپنے ہمدم ہین یہی اک ہم سخن اپنا

دیار عشق سے جو وادی وحشت مین آنکلے
ہم اُس سے دور کر لیتے سمجھکر ہم وطن اپنا

جلال اُس بت کا بندہ دل سے ہو جاؤن جو سمجھا
یہ کیا جھگڑا لیے پھرتے ہین شیخ و برہمن اپنا

طائرون نے جو زمزمہ سرائی کی عندلیبان خوشنوا نے غزلین گائین خوشبوئین دماغ مین آئین قلب حیرت کا اُلٹگیا
جھومنے لگی ساتھ سو کنیزین پشت پر ملکہ حیرت کے تھین وہ بھی سب بھوت دہن پر مُہر سکوت بہار سے آنکھ چار ہوئی
اتنا مُنھ سے نکلگیا کیون ملکہ عالم مزاج کیسا ہے ملکہ بہار نے کہا ع ویسے ہی ہین خدا کی عنایت سے جیسے تھے
تم اپنا تو حال کہو کیون گل سا چہرہ کمھلایا کس نونہال باغ حسن وخوبی کی تلاش ہے ہمکو کاہیکو دل سے بھلایا حیرت نے
سوچکر جواب دیا ہم تمکو بخوبی پہچانتے ہین اے سرو قد یاسمین عذار راہ رخسار تیرے ہی تو باغ حسن کے نثار ہین
بہار نے کہا ذرا میرے پاس آؤ حیرت جھومتی ہوئی بڑھی لپکتی جاتی ہے کہا اے غنچہ دہن عقدۂ سربستہ وا کر ہم گلچین
گلشن جمال ہین تیرے پیارے نازک خیال کے پامال ہین بہار مسکراتی ہے پھول جھڑتی جاتی ہے ہے ہے حیان صدہا
اچھا لین وسلین بھی دین سحر کو زور دے رہی ہے چاہتی ہے یہ میرے قریب آئے مین گلے مین ڈالکر اس نو گرفتار
دام محبت کے ہار پنہا دون آج اسکو رشتۂ زنجیر سحر مین گرفتار کرون لشکر مین غریو بلند ہے ہر کس و ناکس دردمند گر
کف افسوس مل رہے ہین کہ رہے ہین لو صاحب غضب ہوا ملکہ حیرت جادو پر سحر بہار کا رنگ جما خوشامد بہار

کر رہی ہین دیکھیے اب کیا ہوتا ہی جو طلازمان حیرت دور دور تھے وہ بھی سحر کرتے ہوے دوڑے آگ برسانے لگے
اُن سبکو باغبان وغیرہ تصدق کا کہ کوئی قریب حیرت نہ آنے پاوے ہر ایک تعریف بہار کر رہا ہی گلچین و
باغبان کہ رہے ہین ای بہار کیا کہنا مگر ذرا ہوشیار رہنا چند قدم حیرت چلی تھی جنگ بھی بڑے زور و شور
سے واقع ہوئی طلازمان حیرت قتل ہوجاتے ہین ای خاتون محل شاہنشاہ کہان مرجاتی ہو ہوش مین آؤ اپنیکو ذرا
سنبھالو حیرت کسی کو جواب نہین دیتی بہار سے آنکھین لڑاتی ہوئی چلی جاتی ہی کبھی خود بھی مسکراتی ہی اُسوقت
لشکرون مین عجب طرح کا غریو بلند ہی ہر ایک کہتا ہی بہار نے برائے ملکہ حیرت دامِ رنگ گل بچھایا ہی
طائر زیرک کو پھنسایا آج حیرت کا بچنا دشوار ہی دیکھو کسقدر محجوب و شرمسار ہی اپنے کو سنبھالتی ہی لیکن نہین
سنبھل سکتی بادۂ سحر بہار سے سرشار ہی سر و پا کی خبر نہین سودائے محبت کی خریدار ہی ادھر بہار نے
بیڑہ کیا کہ سحر کو اور زور دیا حیرت کو اپنی جانب بلایا تو حیرت خرامان خرامان جاتی تھی یا جھپٹ کر چلی
چاہتی ہی کہ بہار تک پہونچون بہار بھی تجمیل تمام بڑھی کہ بدھی پھولون کی اسکے گلے مین ڈالدون رشتۂ حیات اسکا
منقطع کرون یکایک آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا منم شاہنشاہ طلسم ہوش رُبا او بہار غضب کیا میرے
گلعذار کو دام تزویر مین پھنسایا یہ کہتا ہوا چمک کے گرا پہلے تو لپٹ کر حیرت کی جانب اشارہ کیا ایک شعلہ انجم
پیدا ہوا حیرت کی کمر مین پڑا وہ پنجہ دستگیری کر کے حیرت کو اٹھا لیگیا اب افراسیاب طرف بہار کے جھپٹا
بہار نے گلدستہ مارا مگر بھاگی سرداران نامی کے ہوش و حواس باختہ ہاتھ پاؤن مین رعشہ نعرے سے
افراسیاب کے تھرتھر کانپ رہے ہین اسکی صورت دیکھکر ساحران زبردست کو غش آجاتے ہین پر لیک
ایسے ہی جانباز و سرفروش ہین کہ افراسیاب پر بھی سحر کرتے ہین جان دینے پر مرتے ہین لشکر مین کھلبلی پڑگئی
باغبان و معمار نے بڑھ بڑھ کے سحر کیے افراسیاب نے اشارے سے دفع کر دیے جب ہاتھ اپنے
جھٹکاتا ہی نعرہ کرتا ہی دو دو چار چار ساحر گر پڑتے ہین کبھی سنگریزے اٹھا کر مارتا ہی پتھر برستے ہین ہزارون
کے سر پھٹتے ہین افراسیاب نے دو ہی حملون مین میدان کارزار لاشون سے بھر دیا بھاگنا دشوار کر دیا
اب اہل اسلام گھبرائے کہ فتح کی شکست ہوئی کل فوج بھی پست ہوئی دلارام نے ملکہ مہ جبین کو تخت
سے اُتار لیا گود مین لیکر بھاگی تمام سردار دوڑ پڑے کہ مبادا مہ جبین کو نہ گرفتار کرے عین گرمی جنگ مین
افراسیاب پامال کرتا ہوا جاتا ہی مہرخ و بہار کبھی بھاگتی ہین کبھی سینہ سپر کرکے لڑتی ہین ذرا ٹھہر گئے
دو چار سحر جم کر کیے جب سحر تاثیر نہین کرتا بھاگنا پڑتا ہی کبھی افراسیاب مغرور مخمور کو دیکھتا ہی غصے مین کانپ جاتا ہی

گر حسن زیبا دیکھکر ٹھہر جاتا ہے کلیجہ منھ کو آتا ہے کبھی جمال بیمثال بہار گلعذار پر نگاہ ہے کبھی آہ کبھی واہ ہے بہار کا بوٹا سا قد بھول سے عارض مرجھائے ہوئے بدھیان گلے کی خشک ہو گئیں مینہ چھپکا موتیون کا مینہ ہے گر گیا اُفتان و خیزان جاتی ہے افراسیاب نے سحر کرتے کرتے ہاتھ روک لیا بے اختیار پکار اُٹھا اشعار موافق مضمون

صد طعنہ بر آتش زدہ دود نفس ما
اندر دل پر درد صد آجرس ما
بنگر بہ تہی دستی ما کز سر ہمت
شد رشک گلستان ارم مشت خس ما
گر آہ کشد از جگر سوختہ مخفی

ہر دو اسے اگر صبر نبودے قفس ما
کردیم بسے از ستم جور تو فریاد
بر سفرۂ حاتم نہ نشیند مگس ما
در راہ وفا ما سگ عشقیم کز اول
آتش بدل بحر فتد از نفس ما

گر زمزمۂ ما شنود سنگ شود نرم
جز گریہ نشد یاد رو فریاد رس ما
اندر دیدہ شب ہجر ز بس خون جگر ریخت
گردند ز زنجیر محبت جرس ما

یہ اشعار عاشقانہ جو بیقرار ہو کر افراسیاب نے پڑھے ملکہ بہار کے ازدہے خمدار پر بل پڑے یہ عاشق جمال عدیم المثال بادشاہ لشکر اسلام افراسیاب کی ہاتھوں سے کیا کام ہے غصے مین کئی گلدستے مارے افراسیاب ہنستا ہے بھول جل جاتے ہین برق لامع بھی کڑک کے گری رعد جادو نے چیخ ماری باغبان نے کیسے کیسے سحر کیے مہرخ نے برابر گولے مارے افراسیاب ٹھہر کے رہجاتا ہے لیکن جب جھوم کے بڑھا نعرہ کیا سب بھاگے ادھر باغبان نے دیکھا کہ دلارام وزیر زادی مہ جبین کو لیکر بھاگی تھی مگر افراسیاب کی نگاہ پڑ گئی اسی طرف جھپٹا باغبان بیچ مین آگیا افراسیاب پر ہاتھ تلوار کا مارا افراسیاب کی آنکھون مین خون اُتر آیا باغبان کا وار روک کر تیغہ مارا باغبان نے سپر سحر پر روکا اِس ملعون کا وار کب رُکتا ہے ٹوٹ کر تلوار گری سر باغبان کا زخمی ہوا افراسیاب نے چاہا سر کاٹ لون کئی سردار بیچ مین آئے اپنے کو زخمی کرایا چاہا باغبان کو بچائین افراسیاب نے سمجھا کیا اب لشکر مین غلغلہ ہوا کہ باغبان کو افراسیاب قتل کرتا ہے بیگناہ کے خون سے ہاتھ بھرتا ہے ملازمان افراسیاب جو بھاگ گئے تھے پلٹ پڑے حمایتی کو دیکھکر لڑینگے کئی ہزار آدمی اُس مقام پر قتل ہوا لیکن باغبان نہ نکل سکا قریب تھا کہ افراسیاب ہاتھ مارے سر باغبان کا اُڑ جاوے اُن ساحرون کے غول مین ایک ساحر دُبلا پتلا گولہ لیے ہوئے غول سے نکلا پکار کے آواز دی کہ اے شاہنشاہ دیکھیے مسلمانون نے قیامت برپا کر دی ہے مین ابھی باغبان کو قتل کرتا ہون لیکن بہار ہاتھ باندھے کھڑی ہے خطا اُسکی معاف کیجیے امان دیجیے افراسیاب خوشی مین پلٹا اُس دُبلے ساحر نے جھپٹکر حلقے کمند کے گردن مین افراسیاب کی ڈالدیے اور نعرہ کیا نعرہ عمرو

عمروم کہ کلاہ از سر قیصر بہ برم | رنگ از رخ نجنگ بد اختر بہ برم | در مجلس خسروان چو گربہ م ساقی
تیغ و سپر و سبو و ساغر بہ برم

افراسیاب ارے کہکے پلٹا عمرو نے جاب بیہوشی مارا فوراً
افراسیاب بیہوش ہوکے گرا عمرو کمند چھوڑکے بھاگا سب سردار دوڑے کہ افراسیاب کو گرفتار کرین
یکایک آسمان سے نعرہ ہوا باشید ای فرقۂ مسلمانان کیون قضا آئی ہو سنو ملکہ ماہیان زمرد پوش سب نے
دیکھا کہ ملکہ ماہیان زمرد پوش بصد جوش و خروش مثل شعلہ جوالہ کے گری سب کی پلکین جھپک گئین
کہ مین دیکرا افراسیاب کو لے اُڑی اب مہرخ و بہار نے ساحران باقی ماندہ کو گھیر کر مارا ایک ایک کو لکھا
چادر سلنے لگی آواز الامان بلند ہوئی ہزارون ساحر بھاگے بہت سے گرفتار ہوے بعد بیہوشی تمام درزن اہتمام
مین داخل ہوے ملکہ مہرخ سحر چشم بفتح و ظفر اپنے سرداران نامی کو لیکر پلٹین ملکہ مہ جبین کو تخت پر
سوار کیا خواجہ سامنے سے آئے مگر منھ پھلائے ہوے مہ جبین تخت سے کود پڑین گلے مین ہاتھ ڈالکے
کہا نانا جان کیا کار نمایان کیا عمرو نے کہا مجھسے بات نہ کیجیے مین ہوش ربا مین آکر لٹ گیا کرورو روپیہ
شادی مین لگا اس لالچ سے دولھا بنے کہ سسرال جائینگے ساس سالیان پکارینگی لڑکا آیا بالائی پراٹھے
کھانیکو ملینگے عین دروازے پر سسرال کے جھگڑا ہوا جنھون نے دو صندوقچے دیے تھے جھگڑے مین
کمر سے کر گئے اب مہاجن میرا کیا حال کرینگے آپ تو تخت پر بیٹھی چین کر رہی ہین آپکو کیا فکر ہی ہماری آبرو
پر بنیگی ہم جائینگے اب نہ ٹھہرینگے محبت نے دامن نہ چھوڑا الٹ پڑے شامت اعمال یہ نہ سمجھے تھے کہ دوسری
بلا مین مبتلا ہونگے خوب راضی ہوے ملکہ مہرخ نے جھککر عرض کی ای شاہنشاہ اوج عیاری جان و مال
آپ کے نام پر فدا ہو سب کچھ حاضر ہو لیکن خزانہ جو اپنے ہمراہ لگئے تھے وہ کیا ہوا عمرو نے کہا ہماری
شادی مین صرف ہوا پھر بھی دولھن نملی ہنسی قہقہے چہچہے کرتے ہوے اپنے مقام لشکر پر آئے شکارگاہ مین
شاہزادہ اسد نامدار مصروف شکار تھے صندلان صندلی پوش شاہزادے کے ہمراہ شاہزادہ
شکار کھیل رہا تھا ایک صحرائے سبزہ زار مین آکر ٹھہرا صندلان بھی اپنے سردارون کو ترتیب کر رہا تھا ناگاہ
صحرا سے گرد اُڑی سب نے دیکھا کہ ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر ساٹھ ہزار جوانان جرار
آمادۂ حرب و پیکار مارا مار کرتے چلے آتے ہین واضح ہو کہ اس پہلوان کو میلاد صحرائی کہتے ہین ملازم
افراسیاب ہو اسکو خبر پہونچی کہ نبیرۂ صاحبقران نے شہنشاہ افراسیاب کو بہت تنگ کیا ہے بقہر و
غضب جوانان زبردست سامری پرست ہمراہ لیکر چل نکلا تھا اسوقت آنکر پہونچا ہرکارے نے اسکو

خبر دی کہ طلسم کشا شکار مین مصروف ہے دور سے جمال بیمثال کو دیکھا فوج کو روکا گھوڑے کو مہمیز کیا میدان
مین آکر پکارا او شیدائی مسلمانان اس صحرا مین کیون شکار کھیلنے آئے اب مین تم سبکو شکار کرونگا یا تو سامنے
سے ہمارے چلے جاؤ یا ہمسے آکر مقابلہ کرو یہ سنتے ہی اسد نے چاہا گھوڑے کو بڑھاوین صندلان نے
عرض کی حضور مجھے اِس مغرور سے مقابلہ کی اک مدت سے آرزو تھی آپ تماشہ دیکھین ابھی مشکین باندھکر اسکو
لاتا ہون ہرچند اسد دلاور نے منع کیا مگر اس بہادر نے نہ مانا مرکب کو مہمیز کر کے میدان مین آیا نعرہ مردانہ کیا
او بیحیا بانی جور و جفا اسقدر کیون لاف و گزاف بکتا ہے قہر خدا سے نہین ڈرتا ہے طلسم کشا کو کیا پڑی ہے کہ تجھ
ایسے نالائق سے مقابلہ کرین اُنکے غلام سرفروش تو موجود ہین اب جلد وار کر اگر بیہودہ کلام نکالیگا مین زبان
تیری چھید لونگا اِس سرکشی و خودسری کی سزا دونگا میلاد صحرائی نے تنکر نیزہ مارا صندلان نے نیزے کو
نیزے کی سنان پر روکا نیزہ چلنے لگا دو گھڑی کامل صندلان صندلی پوش و میلاد صحرائی سے نیزہ چلا
اسد نامدار صندلان کی تعریفین کر رہے ہین میلاد صحرائی بھی جان دیے ہوے لڑ رہا ہے صندلان بھی
تبہی آن بان سے نیزہ بازی کر رہا ہے ایک مقام پر گانٹھ کر نیزہ مارا ہاتھ سے میلاد کے بدر ہوا میلاد اب تو
غصے مین کانپا قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے جا پڑا صندلان کو خوشی ہے کہ مین اِسکی مشکین باندھون
گرد اسپر کا سپر کھینچا نگاہ تلوار کی باڑھ پر جا رہی ہے لپٹ پڑون گھوڑے نے سکندری کھائی گرد اسپر کا ہٹا خود
سر سے گرا صندلان کا سر زخمی ہوا داستانہ مارا تیغہ سر سے نکل گیا لیکن چادر خون کی سر سے جاری ہوئی
اُسپر بھی اس جری نے جی داری کر کے جواب مین ہاتھ مارا اُس نے گینڈا اُٹھا لیا سر صندلان کا زین پر پہرنے
کے پہونچا میلاد نے چاہا سر کاٹ لون اسد غازی کی آنکھون مین اندھیرا آگیا وہین سے نعرہ کیا او بیحیا
بانی مکر و دغا قابو پرست بدست خبردار کیا کرتا ہے مین آن پہونچا گھوڑے پر کوڑا کیا اتنا جلد اسد نامدار آئے
کہ ہاتھ اُس نابکار کا بلند ہونے پایا تھا گھوڑا بیچ مین ڈالدیا صندلان کو ہٹایا سینہ سپر کر دیا نظر میلاد کی جمال بیمثال
اسد نامدار پر پڑی حیران جمال محو دیدار تھا کہ خورشید درخشان یا ماہ تابان آسمان سے کیونکر اُتر آیا فر و
شوکت چہرے سے ظاہر مرد میدان کارزار جری صف شکن جرار جلالت آثار تہور شعار گھبرا کر پوچھا اے جوان
تیرا کیا نام و نشان ہے مین نے تو طلسم کشا کو طلب کیا تھا تو کسواسطے آیا ہے تیرا نام کیا ہے اسد نامدار نے
سر جھکا کر فرمایا اے میلاد ہمارے قتل پر کمر باندھی ہے لیکن صورت سے آگاہ نہوا میلاد نے کہا مین خوب
سمجھتا ہون جسکا طلسم کشا لقب ہوگا سو گز کا تو قد اُسکا ضرور ہوگا تو تو معشوق وضع ہے ہرگز مین نہ مانونگا کہ

تو ہی طلسم کشا ہی اسد نے فرمایا او مغرور اسقدر کبر و نخوت انسان کو زیبندہ و سزاوار نہین ہی مین عبد ذلیل رب جلیل کا ہون قد و قامت کیسا جرأت و ہمت کو دیکھ زور کا امتحان کر میلاد صحرائی نے کہا آپ ہی کا نام نامی اسم گرامی اسد دلاور ہی شاہزادہ اسد نے جواب دیا ایک مرتبہ تو تبلا چکے تو نے تو مکتب خانہ سمجھا ہی سبق پڑھتا ہی میلاد نے کہا ای جوان دربار افراسیاب مین میرا بڑا مرتبہ ہی نہایت قدر و منزلت فرماتا ہی مین جو کچھ کہتا ہون شاہنشاہ قبول فرماتے ہین اگر میرے ساتھ تو چلے خطا معاف کرادونگا مہرخ و بہار نے شاہنشاہ سمجھ لینگے تجھکو کچھ نہ کہینگے اسد دلاور نے فرمایا تمھاری مہربانی کہ ہمارے حال پر رحم کرتے ہو یہ میدان کارزار ہی لاف و گزاف بیکار ہی کچھ فنون سپاہ گری دکھلاؤ اسقدر باتین نہ بناؤ تب تو میلاد کو غصہ آیا جھلا کر قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا کہا ای جوان مجھے تیرے حال زار پر رحم آتا ہی اگر تو خداوند لات و منات کا دشمن ہی اور خداوند لقا کو برا کہتا ہی تیرا قتل واجب ہوا یہ تلوار خون مسلمانان کا مزا چکھ چکی ہی ابھی صندلان صندلی پوش کو زخمی کیا خون پیا مگر اسکا پیٹ نہین بھرا چہرے پر لالی ہی شکم اسکا خالی ہی مگر کیا کرون مجھکو تیرے حال پر افسوس آتا ہی میرے دست زبردست سے قتل ہوگا اپنے خون مین لوٹے گا ہاے تو نے مفت اپنی جان دی ایسے ایسے بیہودہ کلام کرکے اُس بدانجام نے ہاتھ تلوار کا مارا اسد غازی نے بفنون سپہ گری بار بچا کر قبضے پر ہاتھ ڈالا میلاد لپٹ پڑا دونون دلاور گھوڑون سے کود کے کشتی ہونیلگی واضح ہو کہ ملکہ گوہر جادو عاشق شاہزادہ صندلان ہی جب شاہزادہ شکار کو چلا ملکہ گوہر جادو نے چاہا کہ مین بھی ہمراہ چلون اسد نامدار نے فرمایا شکارگاہ مین ساحر کا کیا کام ہی ملکہ مہرخ نے فرمایا ای گوہر جادو تم صحرا مین مخفی رہنا سامنے شہریار کے نہ جانا صرف نگہداشت رکھنا بہت ہوشیاری کرنا ایسا نہو کوئی ساحر ملازم افراسیاب مکر کرکے انکو پکڑ لیجاے پھر اور بھی مشکل ہو لہذا گوہر جادو صحرا مین اُتری ہوئی تھی کہ ایک کنیز نے آکر خبر دی کہ ایک پہلوان سے اور طلسم کشا سے مقابلہ پڑ گیا گوہر جادو فوراً تیار ہو کر چلی نخلستان کی آڑ کرکے دیکھنے لگی کہ اسد نامدار بڑے کروفر سے ایک پہلوان سے لڑ رہے ہین مگر اسکو دنگ کر دیا ہی گھبرا رہا ہی بغلین جھانکتا ہی چاہتا ہی چھوٹ کر نکلجاؤن اپنی جان بچاؤن گوہر جادو جرأت سے بخوبی آگاہ ہی کہ صندلان کو زیر کیا چونکہ صندلان پر عاشق ہی جانتی ہی کہ اُس سے بڑھکے کوئی زور و قوت مین زیادہ نہین ہی جب میرے معشوق پر غالب آیا تو اسکی کیا حقیقت ہی اس عرصہ مین اسد نامدار

میلاد کو پکڑ لائے بائین ہاتھ کی اندری چڑھا کر اکھیڑ ماری زبردستی گھٹنہ پشت پر رکھکر دو تین گھسے
مارے سارا غرور اُس مغرور کا نکال دیا میلاد گھبرایا اور تو کچھ نہ بن پڑا کہنے لگا ای طلسم کشا ذرا ٹھہر جائیے
پھر مین آپ سے لڑون حوصلہ دل کا نکالون اسد نے چھوڑ دیا سنکر فرمایا اچھا دم لے لو میلاد اُٹھا
پہلے تو ٹہلنے لگا صندلان نے پکار کر آواز دی آپ نے چت کرتے کرتے کیون اسکو چھوڑ دیا اسد نے
کہا ای برادر کیا مضائقہ ہے وہ کہتا ہے ذرا دم لے لون صندلان نے کہا حضور کوئی حریف کو دم لینے
دیتا ہے اسد نے فرمایا ای برادر ہم بہادر کو عاجز کرنا نہین چاہتے خدا چاہیگا تو ابکی مرتبہ زیر کر لینگے میلاد
نے جو دیکھا کہ اسد اپنے سردار سے باتین کر رہے ہین اپنے لشکر کی طرف بھاگا لشکر والون سے
کہا تم دیکھ رہے ہو کہ طلسم کشا مجھے زیر کرنیکا قصد کرتا ہے مجھے بچاتے نہین ارے یار و طلسم کشا بڑا
زبردست ہے اسمین تو کوٹ کوٹ کر زور بھرا ہے فوج بلوہ کرکے اسد کی طرف چلی میلاد قلب فوج مین پہونچا
اسد نے جو پلٹ کر دیکھا کہ گھٹا فوج کی سیر سے ہی اُدھر آتی ہے فوراً قبضہ پر ہاتھ ڈالا نعرہ کرکے جا پڑے
اِدھر سے صندلان صندلی پوش چلا دونون لشکر ملگئے تلوار چلنے لگی اسد نامدار نے لاش پر
لاش گرا دی صندلان صندلی پوش نے صفین درہم و برہم کر دین ہین ملکہ گوہر جادو دیکھ رہی ہے
ہنس ہنس کے کنیزون سے کہتی ہے یہ نامرد کس بھروسے پر لڑنے آیا ہے وہ دیکھو طلسم کشا نے رسالدار کو
مار ا صندلان صندلی پوش نے کمیدان کو للکارا کس آن بان سے قتل کیا صندلان کیا طلسم کشا سے
کسی بات مین کم ہے طلسم کشا کو ذرا زیادہ قوت ہے جس زمانے مین صندلان زیر ہوا ڈنڈ و مگدر چھوٹنے
ہوئے تھے کثرت بھی کم کرتا تھا اب آجکل ماشاء اللہ زورون پر چڑھا ہوا ہے پہلوانان عالم سے بڑھا ہوا ہے
تمام صفین پامال کر دین بیشہ جرأت کا شیر ہے کیسا دلیر ہے گوہر تو یہ باتین کر رہی ہے نگاہ اُسی جانب لڑی ہے
لیکن اسد نامدار لڑتے بھڑتے قریب میلاد پہونچے نعرہ کیا او نامرد کہان جاتا ہے ہماری خطا حلقے
افراسیاب سے نہ معاف کرائیگا کہان بھاگا جاتا ہے میلاد پھر پلٹ پڑا تلوار کا وار کیا اسد نے روک کر
کمر کو تہا کے سر کا ہاتھ مارا وہ فنون سپاہ گری کے بہرے سے آگاہ نہ تھا روسیاہ نے سپر کو سر کی پناہ کیا گرد اسکا
کٹا خود سر کا زخمی ہوا پھر سامنے سے بھاگا اسد نے پیچھا کیا اور سردار بیچ مین آئے ہاتھ سے اسد کے واصل جہنم ہوئے
یکایک آسمان پر برق چمکی ایک ساحر اقرار خونریز نامے اسی صحرا کا رہنے والا پانچ سو جادوگر ساتھ ہوا پر اڑتا
ہوا جاتا ہے صدائے گیر و بند سنکر اِدھر متوجہ ہوا دیکھا طلسم کشا لڑ رہا ہے تصویرین طلسم کشا کی ہر ساحر کے

پاس موجود ہین پس فولاد دیکھتے ہی اسنے پہچانا خوشی خوشی ہوا سے اُتر آیا آتے ہی نعرہ کیا اے طلسم کشا تمھاری
فکر مین لاکھون ساحر پھرتے ہین لیکن میرا اقبال ہو کہ تمکو اسطرح پاگیا صرف بہار سے ڈرتا تھا اسوجہ سے
تمھارے لشکر پر لشکر کشی نہ کی اب یہان بی بہار کہان ہین کہ تمکو آکے بچالین یہ کہکر زمین پر اُترا اُترتے
اُترتے اِس ملعون نے گولہ مارا کئی سو جوان گھوڑون سے گر پڑے کسی کا ہاتھ ٹوٹا کوئی جلنے لگا شعلہ ہاے
آتش بھڑکنے لگے ہاے ابر کڑکے صندلان بھی گھوڑے پر تھرایا گوہر جادو نے جو دور سے یہ معاملہ
دیکھا گھبرا گئی نعرہ کرکے وہین سے دوڑی آتے ہی سحر کیا وہین سے للکارا پہلے صندلان کو دفع سحر کرکے
سنبھالا پھر فوج پر سے سحر اُتارا ساحران غدار پر جا پڑی اقرار خونریز نے ملکہ گوہر جادو کو پہچانا للکارا
کہ اے گوہر جادو مین تجھے بخوبی پہچانتا ہون طلسم صندل برباد کرایا اب یہان آئی ہو میرے ہاتھ سے
کیونکر بچیگی اب گوہر جادو کو مشکل یہ ہو کہ اگر بڑھکر لڑتی ہو تو لشکر صندلان پامال ہوتا ہو اسکا خیال ہو کہ
ایسا نہو اقرار خونریز طلسم کشا کو گرفتار کرے ساری کد و کاوش بیکار ہو جاے ملکہ مہرخ و ملکہ بہار کو
کیا منہ دکھاؤنگی اب تو میلاد صحرائی نے دہاوڑا اقرار خونریز کہ رہا ہو کہ اے میلاد سبکے سر کاٹ لے
یہ نامرد جسکو مبتلاے سحر دیکھتا ہو اسی کو بڑھکر قتل کرتا ہو اور جو بہادر اسپر تلوار کھینچکر چلا بھاگتا ہو بلکہ چلاتا آ
کہ میان اقرار خونریز جلد میرے پاس آؤ مجھکو اس ظالم کے ہاتھ سے بچاؤ اقرار خونریز سحر کرکے
اُسے گرا دیتا ہو تب یہ نامرد تلوار مارتا ہو اسوجہ سے گوہر جادو بہت پریشان ہو کہین کیا تدبیر کرون
سحر تو کر رہی ہو لیکن تردد و توحش ہر مرتبہ زمین کے طبقے ہلا دیتی ہو منتظم حوالی طلسم صندل اپنے معشوق کے
واسطے بیکل تڑپ رہی ہو کبھی رو پر کبھی پشت پر کبھی وسط لشکر مین کبھی سامنے اسد غازی کے سینہ سپر کرتی آ
کبھی صندلان صندلی پوش کی طرف دیکھتی ہو کہ یہ صف شکن سحر سے لاچار غصے مین اپنی بوٹیان کاٹ رہا ہی
کبھی قصد کرتا ہو کہ اپنی تلوار اپنے گلے پر پھیرون گوہر قریب آکر ہاتھ تھام لیتی ہو کہ اے بہادر یہ کیا کرتا ہو
سحر مین جرأت کو کیا دخل ہو مین ابھی اس ملعون کو قتل کرتی ہون مگر طلسم کشا کیواسطے بہت بیقرار ہون
ایسا نہو اُنکے دشمنون پر کوئی اُفتاد پڑے اتنی ہی عرصہ مین خون کے دریا جاری ہو گئے ملکہ گوہر چاہتی ہو
مین اپنے کو قریب اقرار خونریز کے پہونچاؤن اس ملعون کو مارون کسی طرح ممکن نہین ہوتا بہت
سے ساحر اقرار خونریز کے جہنم واصل کرچکی ہو اسکی بھی بہت سی کنیزین قتل ہو چکین مین نہایت پریشان
و مضطر ہو اسکو تو اسی مقام پر چھوڑیے دو کلمہ احوال ملکہ مہرخ سحر چشم سُنیے کہ جب لشکر ظفر اثر ملکہ مہرخ

سحر کہ مصیبت خیز سے فتحیاب ہوکر واپس ہوا ملکہ مہرخ نے مہتر قران سے فرمایا کہ ای مہتر نامدار شکار گاہ
سے شاہزادہ اسد نامور کو پھیر لاؤ مژدۂ فرحت اثر سناؤ مہتر قران بجرد فرمانے ملکہ مہرخ کے
خوشی خوشی روانہ ہوے یہان جب گوہر نے دیکھا اب کچھ بن نہین پڑتا نیمچہ سحر کھینچکر اقرار خونریز پر
جا پڑی اُسنے کئی گولے مارے ملکہ گوہر جادو نے سحر کرکے سنّاٹے آواز دی کہ او نامرد ہمارے تیرے
تلوار چلے مزا شجاعت کا ملے کیون مثل خوک صحرائی بھاگتا پھرتا ہی اقرار خونریز نے جو ملکہ گوہر جادو کو
اسطور پر دیکھا کہ گاتی ندھی ہوئی غصّے سے چہرہ سرخ آنکھین اُبلی ہوئی ابروے خمدار بل کہا ہین
کتنے ساحرون کو اقرار کے سامنے مارا تو اقرار بھی تلوار کھینچکر طرف ملکہ گوہر جادو کے چلا ادھر سے
گوہر جادو نے قصد کیا بیچ مین اور چند ساحر آگئے خوب گولے ترنج و نارنج گچھے پیکان کے چلائے
کئی سو ساحر جانبین کے مارے گئے لاشے زمین پر پھڑ پھڑ کرنے لگے ناگاہ ملکہ گوہر ساحرون کو قتل کرتی ہوئی
قریب اقرار خونریز کے پہونچی اُسنے تیغہ سحر کا وار کیا ملکہ گوہر نے نیمچۂ ہلالی پر کاٹا شعلہ ہاے آتش
سے بھی اپنے کو بچایا خبردار کہکے نیمچہ مارا اُسنے چاہا سپر سحر پر روکون نیمچہ گوہر کا تڑپ کے گرا سپر کے
دو ٹکڑے ہوے سر اِس ملعون کا زخمی ہوا چاہا بھاگون ملکہ گوہر نے سایہ مین تلوار کے لیا قصد کیا کہ
نیمچہ ماردون سر اِس خود سر کا اُڑ جاے اقرار کو یاد آیا کمر مین اسکی ڈبیا خاک قبر جمشید کی ہی نکال کر اسکو
کھولدیا اِس خاک کی تاثیر ہی خاک مین ملا دیتی ہی گوہر کے دل پر غبار غم و الم چھایا لڑکھڑا کر گری بیہوش ہوگئی یہ
سحر کہ دور سے صندلان صندلی پوش نے دیکھا کہ ملکہ گوہر بیہوش ہوکر گری کنیزین ٹوٹ پڑی ہین
اپنی جان دے رہی ہین لیکن کچھ بن نہین پڑتا سیکڑون کنیزین اُسی مقام پر قتل ہوچکی ہین صندلان
بیتاب ہوگیا گھوڑا اُٹھاکر قریب اقرار خونریز پہونچا اُس بیحیا نے ایک دانہ ماش کا مارا صندلان
بھی مجبور ہوا لڑکھڑا کے گھوڑے سے گرا شاہزادہ اسد کو یہ حال پر ملال دیکھکر تاب نہ آئی فوراً
گھوڑا مہمیز کرکے قریب اقرار خونریز پہونچے نعرہ کیا نعرۂ اسد

اسد شہسوار م کہ در روز جنگ — بدرم دل شیر و چرم پلنگ
اسد شیر دل ابن صاحبقران — شہنشاہ نامآور و کامران

نعرۂ رستمانہ کرکے شاہزادہ اسد نامور نے کمان کیانی دوش
سے اُتاری میلاد صحرائی کو بھی اب جوش ہوا اقرار خونریز سے کہا آپ تامل فرمایئے دیکھیے تو
مین ابھی طلسم کشا کو مارے لیتا ہون یہ کہکر خبردار خبردار کہتا ہوا قریب اسد نامور پہونچا کہنے لگا کیون

طلسم کشاد کھینی گوہر اور میان صندلان صندلی پوش کا کیا حال ہوا اقرار خونریز نے سب کے جی چھوڑا دئے
شاہزادۂ اسد بیساختہ ہنس پڑے کہا او سخرے نامرد ساحر کے آنے سے بہت خوش ہوا ہوں ملک الموت
تیرے سرپر کھڑا ہے میلاد نے تیغ کمر سے نکالا اسد غازی پر ہاتھ مارا اسد نے وار کو اس نابکار کے
رد کیا غصے مین کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر پھینکدی کمر بند پر ہاتھ ڈالکر میلاد کو قاش زین سے اٹھا لیا
گرد سر چرخ دیکر طرف آسمان کے پھینکا دس گز بلند ہوا بروقت اترنے کے ہاتھ مارا نامرد کو چورنگ ہوا ئی کہا
دشمنون کی زبان سے صدائے احسنت و آفرین بلند ہوئی ملازمان صندلان پکار اٹھے اے شہریار سبحان اللہ قطعہ

آنکھ دشمن سے تری تیغ کے جوہر جو لڑائین
خون آنکھون مین اتر آئے لہو کا ہو یہ جوش
چشم پشت رہے تیغ کی جنبش کا اثر
کہ عدو زادہ ہو پیدا تو جدا ہو سر دوش

تیغ وہ تیغ جسے دیکھ کے حاسد کٹ جائین دیگر مصنف وار چلنے کی تو نوبت بھی نہ وابرو دار

برش تیغ کی تعریف نہین ہو سکتی
پڑ گئی پیکر دشمن پہ اگر یہ اک بار
واہ رے کاٹ کہ چورنگ عناصر کو کیا
ایک اک جز کے برابر سے ہوئے حصے چار

اہالیان فوج میلاد تھرا گئے مگر اقرار خونریز نے دیکھا کہ طلسم کشا نے بڑے گرد فرے میلاد صحرائی کو
مارا اب میری جانب آتا ہے جرأت و ہمت دیکھکر وجد کریگا اسد دلاور نے کمان کاندھے سے اتاری
زین پھال کا تیر اقرار خونریز کو مارا خطا کار نے سحر کیا تیر سہم کر جل گیا کمان مین خم آیا ترکش شانہ سے
طلسم کشا کے گرا اب دوبارا اس بیحیا نے دو ہتڑ زمین پر مارا گھوڑا اسد کا بد لگامی کرنے لگا طرارے
بھرنے لگا سم گھوڑے کے جلنے لگے زمین سے شعلہ ہائے آتش نکلنے لگے اسوقت اسد نامور کی تیغ زنی
ہاتھ پاؤن بیکار گھوڑا اچھا ہتا ہو سوار کو ٹپک دون زیر ران سے نکلا اون ساتھ والے لوٹ پڑے زمین
جلتے ہین اپنے آقا کو بچائین ساحرون کا انبوہ بڑھکر ساحر پر وار کیا اگر اسنے سحر کردیا بہادرون کی حسرت
دل مین رہی منہ کے بھل زمین پر گرے الاتکاوار چل گیا ساحر کے دو ٹکڑے ہوئے بعضے جوش جرأت
مین ساحرون سے لپٹ پڑے گرے پر لادکے مار ادہ بیحیا دم سے گرا چھاتی پر چڑھکے سر کھینچ لیا
لاشہ ساحر کا زمین پر تڑپا علامت اسکے مرنیکی ظاہر ہوئی بیچ مین اسد نامدار سحر مین اقرار کے مبتلا ہو
گر د جوانان صف شکن تیغ زن کا مجمع ہر کتون نے ملکہ گوہر جادو پر سینہ سپر کردیا ہو کہ بیہوشی کے عالم مین
کوئی اسکا سر نہ کاٹ لیجائے پھر تو غضب ہی ہو جائیگا بعض دلاوران سرفروش صندلان صندلی پوش کو

بیہوشی مین اُٹھا لیگئے اقرار خونریز ساتھ والون سے کہتا ہو دیکھو خیر خواہ ایسے ہوتے ہین کیسے خوشی خوشی
جان دے رہے ہین ہر چند کہ غیر ساحر ہین مگر فنونِ جان نثاری سے خوب ماہر ہین یار و مین نے طلسم کشا کو
بیکار کیا مثل تصویر تصور خاموش کھڑا ہے تم لوگون سے اسقدر نہین ہوسکتا ہے کہ بڑھکر قتل کرو گوہر جادو
کو تو بیکار کر دیا طلسم کشا بھی مبتلاے سحر ہوا اُسپر بھی قریب جاتے ڈرتے ہو بڑے نامرد ہو اپنی جان
بچاتے ہو دیکھو مسلمان آپسمین کیسے یکدل ہین جانبازی و سرفروشی مین کامل ہین یہ کہکے سحر کرتا ہوا بڑھا ہمراہیان
اسد نے دیکھا ہمارے آقاے نامدار سحر سے بیکار بیقرار ہین اقرار خونریز سحر کرتا ہوا آتا ہے بے اختیار
زار زار رونیلگے اُسوقت اسد نامدار نے بھی دل کو رجوع کیا بیقرار ہوکر پکارا اے معین و مددگار و اے
مالک و مختار اے رزاقِ مطلق و اے کارساز برحق اس بیکسی مین سواے تیرے کس سے فریاد کرون اپنے
بندگان گنہگار کو اس ظالم خونخوار سے بچالے اس بلاے ناگہانی سے نجات دے سب نے ساتھ مین آمین
کہے وہانکی تیر دعا ہدفِ مراد پر پہونچا صحرا سے گرد اُڑی اُس گرد سے آواز مہیب آئی او ساحرِ غدار خبردار
دستِ خود را نگہدار کہ ما ہم رسیدیم آگے قدم نہ بڑھانا طلسم کشا پر دستِ بدعت نہ اُٹھانا دیکھ شاہنشاہ
نے کیا تحریر فرمایا ہے اقرار خونریز نے پلٹ کے دیکھا ایک ساحر مہیب جست و خیز کرتا ہوا چلا آتا ہے ہاتھ مین
فرمان افراسیاب ہے مثل برق جہندہ جست و خیز کرکے ہُو ہُو کرتا ہوا قریب اقرار خونریز کے پہونچا وہ فرمان
اقرار کے ہاتھ مین دیا کہا اسکو پڑھنے تب طلسم کشا کو قتل کر اقرار نے کاغذ ہاتھ مین لیا دیکھا سرنامے پر
مہر شاہنشاہِ افراسیاب جادو کی ہے فرمان سر پر رکھ لیا مہر کو بوسہ دیا کہا میان ساحر صاحب آپکا کیا
نام ہے ساحر نے جواب دیا ہمارے نام سے تجھے کیا کام ہے جو کچھ کاغذ مین لکھا ہے اُسپر کاربند ہو نام بھی ہمارا ثابت
ہوجائیگا اقرار خونریز نے دیکھا لفافہ مین تہ لگادی ہے بند نہین کیا اُسنے تہ کو کھینچا لفافہ سے دھوان نکلا
فوراً بیہوش ہوکر گرا ساحر نے نعرہ کیا نعرۂ قران

بمیدان اژدرِ آتش فشانم		ہمان سرہنگ در خنجر گذاری	سرِ تیغ آسیر چون بادِ بہاری
تہہ قران نے جھپٹکر ایک بغدہ مارا اقرار موت سے انکار نہ کرسکا			ستم رستہ قران شیرِ یزدانم

سر پھٹ گیا تڑپکر زمین پر گرا اندھیرا چھا گیا ساحرون کا قلب تھرا گیا صداے مہیب آنے لگین ہے ہے کا
غل مچا یا آواز آئی کشتی مرا نامم بُد اقرار خونریز جادو بود افسوس مُردیم و جان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم
ملکہ گوہر جادو نے قتل کرنا شروع کیا ملازمان سیلاد فریاد کرنے لگے رومال سے ہاتھ باندھکر خدمت اسد نامدار

مین حاضر ہوے مطیع الاسلام ہونے لگے فتح کے نقارے بجے شام ہوتے ہوتے بفتح وظفر واپس ہوے بارگاہ
اِستاد ہوئی ملکہ گوہر جادو و شاہزادہ صندلان صندلی پوش و مہتر قران نامدار بارگاہ مین آکر جلوہ
فرما ہوے شاہزادہ اسد نے قران سے پوچھا کہ اے سرگردہ عیاران و اے نظر کردہ بزرگان اسوقت مین
تھا سا کیونکر آنیکا اتفاق ہوا مہتر قران نے عرض کی اے شہر یار کیا عرض کرین آپ سے سب صاحبون سے
اِس معرکہ عظیم کو چھپایا صنعت نے قیامت برپا کی تھی آپکے کل سردار گرفتار پنجہ تقدیر ہوے ہمارے
اُستاد والانژاد نے یہ صلاح کی کہ اسد نامدار کو لشکر سے جدا کرو اِنکا رہنا یہان بہتر نہین ہے کیا گذارش کرین
عجب ہنگامہ برپا تھا حقیقت مین جسوقت اُستاد لشکر ظفر اثر سے نکلے صاف ثابت ہوتا تھا کہ کسی نوجوان کا جنازہ
جاتا ہے غلام کو بھی ہمراہ لیا برق وچالاک وجانسوز وضرغام بھی قید ہو چکے تھے حقیقت مین حضور
چالاک نے بھی ایسی عیاری کی کہ جسکا مثل و نظیر نہین لیکن نہ بن پڑی مُردہ بن کے اندر حصار سحر کے گیا تھا مگر
صنعت نے پکڑ لیا سواے غلام کے اُستاد کے ساتھ کون جاتا حضور چار لاکھ ساحر ساتھ تھے اُستاد دولھا
بنے تھے وہ سامان برات کیا تھا کہ مصور خیال نقشہ نہین کھینچ سکتا حصار سحر صنعت کے پہونچے تصدق
اُستاد والانژاد کا اب کبھی کلمہ غرور کا زبان سے نہ نکالونگا بخدا باغ ملکہ زبور محل نشین مین اُستاد نے
وہ عیاری کی کہ مجھ ایسے ناچیز کو تمیز نہوئی مطلق نہ پہچانا پھر بھلا صرصر کی کیا حقیقت تھی بس جو کچھ اُستاد نے
تعلیم کیا تھا اُسی پیرایہ مین صنعت سے کلام کیے آخر صنعت نے حصار سحر ہٹا دیا مین نے جاکر اُستاد کے
ہمراہ اُس روسیاہ کو مار ا قیامت کی لڑائی پڑی خدا نے سبکو عمر دوبارہ وحیات تازہ عطا کی مگر اب خدا انجام
بخیر کرے آپکے دشمنون کو زیر کرے افراسیاب خانہ خراب اِس لڑائی مین بڑی ذلت اُٹھا گیا ہے
دیکھیے کیا بلا نازل کرتا ہے ماشاء اللہ حضور کے سرداران تہور شعار نے ایسی کارزار کی کہ افراسیاب و
حیرت کے دانت کھٹے کر دیے اب آپ بسم اللہ سوار ہون سب اہالیان لشکر حضور کے قدوم میمنت
لزوم کے مشتاق ہین ملکہ مہ جبین کو دن مفارقت کے بہت شاق ہین مجھکو بھیجا تھا کہ جاکر شہر یار کو لاؤ
مین نے آکر آپکو اِس بلا مین مبتلا دیکھا شکر ہے کہ اُسکو واصل جہنم کیا اسد نامدار نے مہتر قران کو بھاری خلعت
عطا فرمایا مہتر قران نے خلعت پہنا پھر اُتار کے رُومال مین لپیٹ لیا شاہزادہ اسد نے پوچھا کہ کیون
خلعت اُتار ڈالا حقیقت مین تمھاری لیاقت کے موافق تو نہ تھا قران نے عرض کی میری کیا حقیقت ہے
یہ تو میری لیاقت سے دہ چند ہے لیکن حضور نجومی آگاہ ہین گھڑی دو گھڑی مین کوئی ستارہ یا تارہ گر جاے

اُستادِ حساب پوچھینگے مگر احتیاط شرط ہو کہین دو چار گھڑی کے واسطے جو غائب ہو جاتے ہین تو فرماتے ہین کہ لوٹ
مار کرنے گئے تھے لاؤ حساب بتاؤ ہر چند عذر کرتے ہین کہ برائے سیر گئے تھے یا شکارگاہ مین تھے فرماتے
ہین کتنے جانور شکار کیے گوشت اُنکا سردارون کے ہاتھ بیچ لینگے خدا اُنکو سلامت رکھے اُنکے دم سے
حضورِ عیاری کی آبرو رہی اسد نامدار کو سُرورِ تازہ و فرحتِ بے اندازہ حاصل ہوئی ملکہ گوہر و صندلان
کو حکم دیا جلد لشکر تیار ہو میلاد صحرائی کی بھی دولت ہاتھ آئی اقرار کے بھی خیمے و خزانے صندلان نے
بار کرائے شاہزادۂ اسد نامور بعبد کرّ و فر پشتِ مرکب پر سوار ہوئے مہتر قران ساتھ ساتھ
ہین شاہزادۂ اسد احوال پوچھتے جاتے ہین مہتر قران حرف بحرف بیان کر رہے ہین کہ حضور آج
ایک رُکنِ طلسم ہوشربا گرا افراسیاب جادو کا بازو ٹوٹ گیا قتلِ ملکہ صندل سے بہت بدحواس تھا
یہان ہرکارون نے بڑھکر ملکہ مہرخ کو خبر دی کہ شاہزادۂ اسد نامدار بعبد شوکت و وقار تشریف
لاتے ہین لیکن حضور خدا نے اپنا بڑا افضل شریکِ حال کیا ایک ساحر نے اُنکو گھیر لیا تھا عین وقت پر
مہتر قرانِ نامور پہونچے کس مردانگی سے ٹوک کر اُس ساحرِ خود سر کو مارا میلاد صحرائی نامے ایک
پہلوان ہاتھ سے شاہزادہ اسد دلاور کے واصلِ جہنم ہوا ملکہ مہرخ نے سردارون کو حکم دیا
کہ برائے استقبالِ شاہزادۂ نیک خصال جاؤ خود بھی برائے استقبال کئی سو سرداران نامی گرامی ہمراہ
لیکے اُٹھین خوشی خوشی روانہ ہوئین شاہزادۂ اسد سے آکر ملاقات کی اسد پشتِ مرکب پر سے کود پڑے
اپنے سرداران تہمتن صف شکن سے ملے جسکو دیکھا زخمدار و بیقرار پایا کے پٹیان چڑھی ہوئین زخم و زبان
کی ہوئین چہرے اُترے ہوئے سب نے اسد نامدار کو گھیر لیا ملکہ مہرخ نے سر سے پا تک بلائین
لین ترقی عمر و دولت کی دعائین دین اسد نامدار بارگاہ مین آئے دنگل زرین پر جلوہ فرما ہوئے
ملکہ مہرخ نے فوراً حکم دیا خدا نے سبکی جانین بچائین خواجہ عمرو کا بھی دماغ تر ہو محفلِ عیش و نشاط آراستہ
ہوئی ساقی بچہ ہائے شوخ و شنگ و گلعذاران ماہ پیکر سیمن بر آکر حاضر ہوئے جامِ ارغوانی گردش مین آیا
صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی ملکہ مہ جبین الماس پوش کو نذرین گذرنے لگین جلسۂ
عیش و سرور درست ہوا نوازی خواجہ عمرو کی چھڑی برق و چالاک وغیرہ کا انتظام خیرخواہان
دولت کو عیش و راحت سے کام یہان شاہزادۂ اسد نامدار مع اپنے سرداران عالی وقار کے مصروف
جلسۂ عیش و نشاط ہین ذکر انکا انشاء اللہ وقت پہ کیا جائیگا ملحوظ خاطر عاطر ناظرین والا مقام رہے ہے

دو کلمہ داستان حیرت بیان صلاح کرنا افراسیاب کا بمقدمہ حجرۂ ہفت بلا شرطین بیان کرنا زال جادو بادشاہ قلعہ تحت الشعاع کا اور کھلنا حجرۂ اول کا کہ جسکا حاکم مشعل جادو ہے عجب داستان پرنور مضامین سے معمور مصنف کی روشن بیانی دلچسپ کہانی ساقن نامہ بطرز مذاق بمضمون طمطراق

رندون کی محبوبن ساقن
آڑی ترچھی کہنے والی
ہر شوالا بندہ تیرا
مرد ترے ہین عورت تیری
زیور گہنا پاتا تیرا
بخشش تیری احسان تیرا
کوٹ تیرے پتلون ہین تیرے
بنیا تیرا گولک تیری
ہنسنا تیرا برق بلا ہے
تیرا جانا جان کا جانا
ناز نئے انداز نئے تیرے
عشوہ تیرا غمزہ تیرا
پھول ہین تیرے خار ہین تیرے
دختِ رز ہے پالک تیری
کشتی تیری دریا تیرا
کالی گھٹا ہے کملی تیری
پیر مغان گھر والے تیرے
الو کرنا کام ہے تیرا
چلتے پرزے ہاتھ مین تیرے

دھومی خان کی دھومن ساقن
رستون کی پیاری تو ہے
گورا کالا بندہ تیرا
گلیون گلیون راج ہے تیرا
مسند تکیہ چھپاتا تیرا
ڈفلے ڈھول دمامے تیرے
سیمین تیری سیمون تیرے
طبلہ اور سارنگی تیری
گسنا تیرا سیف جفا ہے
دل کی دشمن الفت تیری
صدقے دل ہے ناز کے تیرے
حصہ تیرا خنجر تیرا
طرہ بدھی ہار ہین تیرے
خم تیری خمخانہ تیرا
شہر ترا ہے قریہ تیرا
بھٹی تیری ہوٹل تیرا
بال ہین گھونگھر والے تیرے
تیری آنکھین صاف کٹورے
بیفکرے سب ساتھ ہین تیرے

راج محل کی رہنے والی
مستی تو ہشیاری تو ہے
مال ترا ہے دولت تیری
سوپ ترا ہے چھاج ہے تیرا
جان تری ہے ایمان تیرا
پگڑی اور عمامے تیرے
جھانجھ تیرے ہین ڈھولک تیری
نیبو اور نارنگی تیری
تیرا آنا موت کا آنا
جان کی خواہان فرقت تیری
الف ترا ہے ہمزہ تیرا
ناز ترا ہے نخرا تیرا
ہر لمحے پر کالک تیری
بط مینا پیمانہ تیرا
بجلی حکمت عملی تیری
کرسی مونڈھا دنگل تیرا
شیشہ بوتل جام ہے تیرا
جال کے پھندے انکے ڈورے
تیری یاد مین سبکو بھولے

اندھے کانے لنگڑے لولے
تخت ترا ہے افسر تیرا
ٹھمری گیت ترانہ تیرا
فیض کا دریا چلو تیرا
بندے تیرے عزت والے
میمون پر ہے سایہ تیرا
تیرے بس مین ناچ نچانا
تو ہی پھول ہے تو ہی بو ہے
آئے تیرے ادر جا بجا
بجلی چمکی کوندا لپکا
روشنی لیکر بجلی آئی
کوندے نے بھی دھونسا سینکا
پیڑ مین سب انگڑائیان لیتے
سرد ہوئی سب آتش گل کی
غنچے سوکھے کلیان ٹوٹین
مست بنانے والی ساقن
کاگ اُڑین اور شیشین ٹوٹین
لا و ساقن بوتل مے کی
صاف نہین تو جھٹ دیدے
ناک مین دم ہے تیرے مارے
پھر گئین آنکھین تکتے تکتے
وہ کب اُٹھی آفت آئی
تھوڑی دیر مین جھٹ پٹ سب بھاگے

یہ تیرا ہے شان کا لشکر
امن کا گوشہ ہے گھر تیرا
جاڑا تیرا گرمی تیری
بلبل ہے ہر اُلو تیرا
دامن زاہد صافی تیری
تاڑ سے اونچا پایہ تیرا
ہان سبکو بیفکر بنا دے
جو کچھ ہے ان سب کی تو ہے
خیمہ تیرا لایا بادل
بوند گری یا خیمہ ٹپکا
نوبت رعد بجاتا آیا
زاہد نے تن سے ندر پھینکا
غل ہے فصل بہاری آئی
گرم کر اب تو بھٹی مل کی
اُٹھ او بڑھیا رانی ساقن
ناچنے گانے والی ساقن
مزے اُڑائین اپنی دُھن مین
ہاتھ سے رکھدے جوڑی دُکی
ہاتھ سے تو اب بنیا رکھدے
اب کیا کوئی سر سے دے مارے
آخر عورت تھی بیچاری
میخوارون کی شامت آئی
آفت یا بیہوشی وہ تھی

یا سب ہے شیطان کا لشکر
موسم فصل زمانہ تیرا
شرم تری بے شرمی تیری
چیلے تیرے دولت والے
لاکھون کی صنعت اپنی تیری
تیرا حصہ مست بنانا
تازی تازی سیر دکھا دے
دیکھ وہ بادل اُٹھ کر گرجا
کالا بھورا آیا بادل
ابر گھرا تاریکی چھائی
باد مبارک گاتا آیا
کھل کر پھول ہین لپٹین دیتے
میخوار سبھی کی باری آئی
روتے روتے آنکھین پھوٹین
بدمستون کی جانی ساقن
شیخ و زاہد سینے کوٹین
سب گائین اپنی دُھن مین
دینا ہو تو جھٹ پٹ دیدے
سامنے لا کر مینا رکھدے
سوکھ گیا منہ تکتے تکتے
ڈر کر بولی آئی مین واری
اُسکے مارے بچتے کب تھے
دارو یا بیہوشی وہ تھی

کیسی جھڑی کیسا نالا
سنبھلا اور پھر تیورا آیا
رو رو کر اک آہیں بھرتا
کوئی الٹا گالی دیتا
دخت رز پھٹکار ہو تجھ پہ
کیسے بدتر حال ہیں تیرے

دیکھتا اب تھا گرنے والا
کیا رستہ چلنا کسکا
ہنس ہنس کر اک باتیں کرتا
تف مستی سرشاری تجھ پہ
سارے شہر کی مار ہو تجھ پر
آ تو ادھر او ساقی بافن

جھوم اٹھا اک جھک کر آیا
اس کے پاؤں سر تھا اسکا
کوئی اندھا پاؤں لیتا
لعنت اور میخواری تجھ پر
کیا ناقص افعال ہیں تیرے
زور سے تیری ناپون گردن

چہرہ شعل فروزان محفل میخواری و روشن کنندگان جلسہ عیاری و طراری شمع کلک سحر سلک سے
شبستان رنگین مضامین بیان کو یوں منور کرتے ہیں شعر نگار نمرود داستان عجیب بار قم کرتے ہیں یہ بیان عجیب۔ اب حال
پرملال افراسیاب خانہ خراب بیان ہوتا ہے کہ جب صنعت بدبخت قتل ہوئی حیرت جادو پر وہ مصیبت
افراسیاب پر وہ آفت فوج تباہ لشکر برباد سردار ناشاد محافظان افراسیاب اسکو لیکر باغ سیب
مین آئے مصاحبین وزیر زادیان دوڑین دیکھا ملکہ ماہیان زمرد پوش آج عجب خرابی مین لیکر
افراسیاب کو آئی ہے تاج سر بدار دلباس پارہ پارہ حلقہ ہائے کمند گلے مین پیوستہ کیفیت یہ
حالت مصیبت دیکھکر اک شور گریہ و زاری بلند ہوا اپنے ہاتھوں ہاتھ افراسیاب جادو کو لیا
ملکہ ماہیان زمرد پوش افراسیاب کی نانی لرزان و ترسان حیران و پریشان گود مین افراسیاب
کو لیکر بیٹھی کمندین گلے سے کاٹین افراسیاب کو ہوشیار کیا آنکھین کھلتے ہی بخفتہ بخت غصے مین اٹھا
گویا فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا کہا ابھی سبکو جاکر مار ڈالونگا ایک کو جیتا نہ چھوڑونگا ہائے میری زینت پہلو
ساحرہ خوشخو سردارون مین ممتاز ملکہ صنعت سحر ساز کس ذلت و رسوائی سے قتل ہوئین تب تو
ملکہ ماہیان زمرد پوش سمجھانے لگی یکایک پنجہ لیے ہوئے ملکہ حیرت جادو کو آیا افراسیاب نے
ہاتھوں ہاتھ پنجے سے لیا حیرت جادو پیٹنے لگی کہا اے شاہنشاہ مین زندہ نہ رہونگی اپنی جان دونگی مجھکو
مسلمانون نے بہت ذلیل کیا آپ نے دیکھا کس قیامت کی لڑائی پڑی صنعت ایسی عقیل و فہیم دام عیاری
عمرو مین پھنسی ڈوٹا بکر آیا مہتر قران نے بعدہ مارا نہین معلوم میری خیر خواہ کا کس نے لاشہ بھی اٹھایا یا مردہ
بھی کمبخت کا پامال ہوا افراسیاب نے کہا اے حیرت تم صبر کرو اسی ہفتے کے اندر دیکھ لینا کہ اگر کوئی بھی
مسلمان واسطے علاج کے شاہدوان کو شہنشاہ طلسم ہوشربا نہ کٹتا حیرت نے کہا آپ ہمیشہ اسی طرح

فرماتے ہین افراسیاب نے کہا ابھی جاؤن سب کے سر کاٹ لاؤن ملکہ ماہیان زمرد پوش نے کہا ای حیرت
بانیانِ طلسم نے منع کیا ہی کہ شاہنشاہ اپنے ہاتھ سے نہ کسی کو قتل کرین کہ جسم کا خون گھٹتا ہی ورنہ ابھی ممکن ہو
کرین اور افراسیاب جاوین تمام دنیا کو پامال کردین یہ سحر و ساحری مین نظیر مین سکاری وطراری مین مجیل
یہ بادشاہ ہوش رُبا مین علم ونیرنج مین وحید دکیتا یہ یادگار فرقہ سامری پرستان مین رُکن قصر زردستان
لیکن ستارہ شناسون نے ثابت کردیا کتب ہاے قدیم کو ان احکامات سے بھر دیا کہ ملازم شاہنشاہ لڑین بلکہ
عزیز و اقارب بھی دست انداز ہوون علاوہ ازین ملازمان جانباز و سرفروش کیا کم ہین اگر ناظمان دربند
اپنے اپنے مقام سے جنبش کرین گا و زمین تھرا جاے یہ کہکر ملکہ ماہیان زمرد پوش نے کہا کہ ای
افراسیاب ملکہ حیرت جادو کو بطرز قدیم لشکر ساتھ کرکے مقابلے مین روانہ کردو تاکہ مُسلمانون کو خوف
ہے گر طبل جنگی نہ بجے مین جاکر ناظمانِ دربند ہوش رُبا کو نامے لکھتی ہون میرا ارادہ ہی کہ اپنے عزیزون کو مع اہالیانِ
پردۂ ظلمات طلب کرون وہ آکر قیامتین برپا کردینگے زمین میدان نبرد لاشون سے بھر دینگے ساکنانِ
پردۂ ظلمات ہین صاحبان کرامات ہین اندھیر مچا دینگے آتش قہر و غضب سے خرمن ہستی مُسلمانان کو
جلا دینگے کالی کالی صورتین لباس بھی کالے قلب بھی سیاہ روسیاہ کسی مقام پر نہ رُکینگے دھُوان دھار
مچا دینگے افراسیاب نے بصد پیچ و تاب کہا آپ جاکر نامے ترقیم فرمایئے ماہ دولت کی خدمت مین
سبکو بلو لیجئے جسکو مناسب جانونگا اُسکو بھیجونگا اور جو میرا ارادہ خاص ہی اُسکو زبان پر نہین لا سکتا بر وقت
ظاہر ہو جائیگا زمین و آسمان تھرائیگا ملکہ ماہیان زمرد پوش تو بخوبی افراسیاب کو سمجھا کے طرف
پردۂ ظلمات کے روانہ ہوئی مگر افراسیاب کو انتہا کا قلق ہی رنگ چہرے کا فق ہی دل مین پیچ و تاب
چہرے پر عتاب یکایک آسمان سے برق چمکی اک جادوگر نے افراسیاب کو نامہ دیا افراسیاب
نے نامے کو پڑھا طرفہ زوال جادو بادشاہِ قلعہ تحت الشعاع کے مرقوم تھا کہ ای شاہنشاہِ
عالم پناہ بعد ایک سال کے جشن جو اس قلعہ پر ہوتا ہی کُل سامان مہیا ہی صرف حضور ہی کا انتظار ہی
حالات رنج و ملال بھی سُنے قتل ملکہ صنعت سحر ساز کی اس خیر خواہ دولت کو خبر ہوئی بخوبی ظاہر ہی کہ
دن بدن ترقی فرقۂ مُسلمانان و تنزلِ سامری پرستان درپیش ہی بندگانِ عالی کو پس و پیش ہی براہ خیر خواہی
کچھ عرض بھی کرونگا یقین ہی کہ آئینہ مراد مین جلوۂ عروسِ فتح و ظفر نظر آے مطلب دل حاصل ہو جلے
جلد تشریف لائیے افراسیاب نے کہا ای حیرت جادو یہ ظہورِ قدرتِ سامری ہی ابھی دل مین آیا تھا کہ

زال جادو کو طلب کرون حجرہ ہفت بلا جو ہماری عملداری مین ہین زال جادو اُسکا رازدار ہو اب
جسطرح بن پڑتا ہو مشعل جادو کو لاتا ہون وہ آتے ہی سبکو پھونک دیگا نہ کہ زال جادو نے خود طلب کیا
تم سامانِ لشکرکشی کرو مقابلہ مسلمانان مین جاکر اُترو ما بدولت جو مناسب وقت ہوگا تحریر فرمائینگے بموجب
اُسکے کاربند ہونا حیرت نے شرما کے سر جھکالیا کہا مین جانیکو حاضر ہون کیفیت مشعل بھی اپنے بزرگون
سے سن چکی ہون وہ بڑا مغرور ہو اُسکو طلب کرنا سراسر عقل کا قصور ہو اگر وہ آپکا اقرار کرے مین جان
دینے کو حاضر ہون افراسیاب نے سر حیرت کا سینے سے لگالیا کہا ای روح روان و ای آرام دل
مشتاقان اگر تجھپر کوئی زوال ہو مین اپنی جان تجھپر نثار کرون جو کچھ باتین سُنی ہین اُنکا خیال نہ کرو تم لشکر لیکر
چلو مین جاکر قدمون پر گرتا ہون خون صنعت کا بہت بڑا معاوضہ ہوگا یہ کہکر افراسیاب نے حیرت کو
مع لشکر بیشمار برائے مقابلہ لشکر اسد روانہ کیا آپ سوار ہوکر برائے ملاقات زال جادو چلا یہان
زال جادو نے قلعہ کو آراستہ کیا ہو تمام کاہنان طلسم و پنڈت و برہمن اُستادان پُرفن جمع ہین تخت زر جڑی
برائے افراسیاب آراستہ کیا ہو آمد شاہنشاہ کا انتظار ہو یہی ذکر ہو رہے ہین ستارہ شناس کہتے ہین
ای رُکن طلسم ہوشربا طلسم کے بچانیکی کچھ تدبیر کیجیے حجرہ بلا کے کھولنے کی تقریر کیجیے زال کہتا ہو یارو
بڑی مشکل ہو یا الحکماے طلسم نے جو قاعدہ برائے آمد مشعل جادو قرار دیا ہو اُسکو زبان سے نہین کہہ سکتا
ہرچند وزرا امرا پوچھ رہے ہین زال کہتا ہو میری تقدیر پر دال ہو مشعل جادو کا آنا بہت محال ہو یہ ذکر
تھا کہ سب نے دیکھا لکۂ ابر ہفت رنگ نشانِ آمد افراسیاب ظاہر ہوا زال جادو برائے استقبال
اُٹھا تمام سرداران نامدار و تاجداران عالی وقار سحر کے بلند ہوے پایۂ تختِ افراسیاب سے لپٹ گئے
باعزاز و اکرام تخت پر لاکر بٹھایا پہلوے تخت مین ذنگل زال جادوگر و نجومی و رمال ستارہ شناس تاجدار و
ساحران غدار جمع ہین تمام دربار معمور ہوا ساقی بچے آکر حاضر ہوے افراسیاب نے کہا ای زال جب
جلسۂ شراب و کباب موقوف رہے ما بدولت کو تمسے کچھ صلاح کرنا ہو پہلے اسکی تدبیر کرو جواب باصواب دو کیا
بتاؤن کہ جسقدر ملال ہو دل چاہتا ہو فقیر ہوکر قبر سامری و جمشید پر جا بیٹھون ترک سلطنت کرون اس عمر
مین ایسے ایسے ملال اُٹھائے کہ بیان نہین ہوسکتے وقایع نگارون نے سب لکھے ہونگے میرے
کہنے کی کیا ضرورت ہو بس اب تمام عیش و نشاط سے نفرت ہو ای زال جادو ما بدولت چاہتے ہین کہ شمع
تقریر روشن کرو تدبیر آمد مشعل جادو بتا دو اگر ہم قصد کرین کہ مشعل جادو سے ملاقات ہو اور اُسکو برے

مقابلہ مسلمان لیجائین تو کیا کام کرین کیا سامان مہیا ہو یہ فقرہ سنکر زال جادو نے سر جھکا لیا کہا اے شاہنشاہ مشعل جادو و زینت محفل سامری رونق دربار جمشید شمع بزم افسونگری چراغ سحر و ساحری اپنے کو محبت سامری مین زمین مین دفن کرادیا اب مین قواعد عرض کرتا ہون بگوش ہوش سماعت فرمایئے آپ عقیل و فہیم و دانا ہین حرف بحرف سمجھانا کیا ضرورت ہے آپ خود ہی سمجھ جاینگے مفصل کیونکر عرض کرون قلب میرا اب تھراتا ہے کلیجہ منھ کو آتا ہے مگر بے افشاے راز نہین بنتا اشعار

گذرتی عمر ہے یون دورِ آسمانی مین
کہ بو فساد کی آتی ہے بند پانی مین
کہانیان ہین حکایاتِ خضر و آبِ بقا
سیاہ پوش ہوے ماتمِ جوانی مین
ہمیشہ ہونگے سرایۂ بقا مین بقا

کہ جیسے جاے کوئی کشتیِ دخانی مین
و فورِ اشک اگر سر بہ اوج ہو اپنا
بقا کا ذکر ہی کیا اِس جہانِ فانی مین
وہ سیدھے گھر کو سدھارے اور ٹنگے کھوج مین ہم
حیات دار ہون مین آبِ زندگانی مین

رکاوٹ خوب نہین طبع کی روانی مین
فلک برنگِ گلِ نیلوفر ہو پانی مین
نہین خضاب سے مطلب ہین یہ مو سفید
پھرے بھٹکتے ہوے کوے بدگمانی مین

افراسیاب نے کہا مین اِس معمے کو نہین سمجھا زال جادو نے کہا اصل مدعا میری زبان سے نہین نکلتا افراسیاب نے کہا تم قاعدہ بیان کرو کرنے نہ کرنیکا ہمکو اختیار ہے زال نے عرض کی اے شاہنشاہ اگر بادشاہ طلسم ہوش ربا قصد کرے کہ شاہنشاہِ مشعل جادو سے ملاقات کرون اول یہ مناسب ہے کہ جس معشوق کو بادشاہ انتہا کا چاہتا ہے در دولتِ مشعل پر اسکو اپنے ساتھ لیجاے سامری و جمشید کی پوجا کرنیکا سیندور ہے الفاظِ سحر و ساحری سے معمور ہے اُس سیندور کا معشوق کے ماتھے پر ٹیکا دے گویا وہ کلنک کا ٹیکا ہے اُسوقت وہ معشوق خود خواہش کریگا کہ مجھکو نامِ سامری پر نثار کیجیے تب بادشاہ عالی جاہ سنگِ صبر دل پر رکھے نمک فرقت کا مزہ چکھے یعنے اپنے ہاتھ سے اُس معشوق کو ذبح کرے کاسۂ بلورین مین خون اُس معشوق کا لے اُسوقت درِ دولت پر مشعل کے آواز دے کہ اے شاہنشاہِ مشعل آپکی خدمت مین حاضر ہوا ہون وہ آواز دیگا کیا تحفہ ہمارے واسطے لایا کیون ہمین ستانے آیا جواب دے کہ شاہنشاہِ خوش اسلوب قاتل محبوب و مطلوب نے در دولت پر خون معشوق بہایا کچھ افسوس نہ آیا یہ جام شراب خونِ معشوق آپکے واسطے حاضر لایا ہون اے شاہنشاہ تب دروازہ کھلیگا پھر جاکے مشعل جادو سے ملاقات کرے افراسیاب نے روکر کہا زہے خدمت سامری کیا خوب طریقہ ملاقات شاہنشاہ مشعل جادو ہے افسوس ہے کہ مین نے یہ کیا کیا ع اے روشنیِ طبع تو بر من بلا شدی - چراغِ محبت گل کرکے شمعِ حیاتِ محبوب بجھاکے تب صورت

ملاقاتِ مشعل نظر آئے زال نے کہا اے شاہنشاہ ابھی سماعت فرمائیے زیادہ نہ گھبرائیے جب سامنے اُس بلا کے
حجرہ اول سے رسائی ہو جامِ خونِ مطلوب اُس مستِ بادہ سامری کے سامنے پیش کرے وہ بخوشی نوش
کریگا مزاج مین بحالی خون پینے سے چہرے پر لالی ظاہر ہو گی تب کیفیت پوچھیگا شاہنشاہ عرض اپنی ظاہر کرے
اپنے حالِ مصیبت مآل سے اُس خونخوار کو ماہر کرے آنے نہ آنے کا اُسکو اختیار ہو کسی کا تابعدار
نہین ہے افراسیاب نے کہا دیکھیے انجام اسکا کیا ہوتا ہے تمھاری تقریر سے کلیجہ منہ کو آتا ہے نظم

تیز اُسنے جو کی تیغِ ستم اور زیادہ
جیون شاخ بڑھے ہو کے قلم اور زیادہ
دیتا ہی وہ دم باز جو دم اور زیادہ
ذوقِ نمک درد و الم اور زیادہ
کیا ہو ویگا دو چار قدح سے مجھے ساقی
ہو نشیبِ فلک مین ابھی خم اور زیادہ
اُس زلف کے مارے کی اگر حال کو سمجھا تم
ہو زہر نہ کھانا مجھے سم اور زیادہ
وہ دل کو چرا کے جو لگے آنکھ چرانے
گردنِ تسلیم کو خم اور زیادہ
جو کنجِ قناعت مین ہین تقدیر پہ شاکر

مشتاقِ شہادت ہوے ہم اور زیادہ
گر شرحِ جنون کیجیے رقم اور زیادہ
شیشے کی طرح پھولے ہین ہم اور زیادہ
کرنے کو سیہ نہ ورقِ چرخ کو اے دل
ہین لو نگار ترے سر کی قسم اور زیادہ
ہو جسکو لبِ مرگ بھی یادِ دہنِ تنگ
پیدا دمِ افعی مین ہو سم اور زیادہ
ہستی تنگ مایہ نے کچھ بھی کا ہی ایسا
یارون کا گیا اُنپہ بھرم اور زیادہ
لیتے ہین ثمر شاخ ثمر ور کو جھکا کر
ہو ذوق برابر اُنھین کم اور زیادہ

سرکٹ کے سرافراز ہین ہم اور زیادہ
ہو چاک ابھی جیب و قلم اور زیادہ
لذت سے محبت کی ہی ہر زخم جگر کو
نالے سے ہین کوئی قلم اور زیادہ
گر سیری طرح دوش پہ ہو بارِ محبت
تنگ اُسکو کرے کنجِ عدم اور زیادہ
اُس شوخ ستمگر کو مری مرگ ہو منظور
اُبھرے ہین حباب لبِ یم اور زیادہ
ہی باغ جہان مین تجھے گر ہمتِ عالی
جھکتے ہین سخی وقتِ کرم اور زیادہ

اے زال مین خود کیا کسی سے
کم ہون ایسی بلا کو میری بلا بلاے جو پہلے ہی معشوق کو کھا جاے زال نے کہا جہان حضور نے
مصیبت سُنی حالاتِ اختیاراتِ مشعل تو سماعت فرمائیے کہ اُسکی کیا کیفیت ہے سحر اُسکا کیا ہے حقیقت مین
کامل و یکتا ہے بےمثیل و بےنظیرِ چرخ افسون سازی کا مہر منیر ہے شاہنشاہ جب اُسنے اقرار کیا کہ تمھارے
دشمنون سے لڑونگا اول بارِ خاطر اُسکا بہت گران ہے یعنے شراب بےحساب پیے گا ہر وقت اُسکے
پاس ساقی بچے موجود رہین برابر شراب پلاتے جائین جب طبلِ جنگی بجے وہ میدانِ کارزار مین نکلے جو
اُسکے مقابلے مین آئیگا یہ مشعل عملِ مقناطیس کا عامل ہے کشش کرنیمین روح کے کامل ہے یعنے
کیسا ہی ساحر اُسکے مقابلے مین آئیگا یہ روح اُسکی کھینچکر ایک طائر کو مُردہ بنائیگا طائرِ مُردہ کے جسم مین

روح اپنے ہم نبرد کی بند کریگا وہ مقابلہ کرنیوالا مُردہ ہو کر زمین پر گریگا روح اُسکی جسم مین طائر کے ہو جب دل چاہے
طائر کو جلا دیجیے وہ جسم مُردہ بیکار ہو یہ صورت اسکے مقابلے کی ہے اب دوسرا اختیار سماعت فرمائیے یہ
عبادت سامری کرکے کایا پلٹ ہو گیا ہے یعنے اگر کوئی ساحر زبردست اِسکے مقابلے مین آوے تیغ سحر کا
ہاتھ لگائے یا گولہ مارے اور اِسکے دو ٹکڑے ہون یہ تو بخوبی ظاہر ہے کہ کیسا ہی دلاور کسی پر پڑے عرصے تک
آدمی تڑپتا ہے لیکن روح جسم سے نہین نکلتی کوئی شخص طائر مُردہ لیکر اسکے دہن سے ملا دے روح مشعل
جسم مین طائر کے اُتر آئیگی طائر مردہ چھکارہ ماریگا اب ایک شخص ساحر یا غیر ساحر کو مُردہ کرنا چاہیے
یعنے گردن مڑوڑی جاے جسم سالم رہے اُس طائر کو اس انسان مُردہ کے دہن سے ملا دے
روح مشعل جسم طائر سے جسم انسان مین اُتر آئیگی فوراً اِس جسم مین اُٹھکر نعرہ کریگا نام مشعل جادو
پھر وہی اپنی روشنی دکھائیگا اِس صورت مین فرمائیے کیونکر مارا جائیگا ہر مرتبہ ایک جسم قتل ہوگا آپ تو
بادشاہ نامدار ہین کل رعایا کا آپکو اختیار ہے روز دو چار کی گردن مڑور دیے جسم قتل ہوگا روح مشعل مجروح
نہوگی یہ حالات سُنکر افراسیاب وجد مین آیا تاج کو کج کیا پکار اُٹھا نام شاہنشاہ طلسم ہوش رُبا لیکن ای
زال جادو معشوقہ دل نواز عشوہ ساز حسین و جمیل صاحب سطوت و شوکت زوجہ میری ملکہ حیرت ہے
ہاے اُسکو اپنے ہاتھ سے قتل کرون خون اُسکا اُس سیاہ رو ملعون مردود کو پلاؤن میرے دل سے
یہ کبھی نہو سکیگا کہو تو اپنا خون پلاؤن تمکو یاد ہوگا کہ جب چاہِ زمرد کا سیلہ ہوا تھا مین نے رازداران طلسم کو بلا کر
پوچھا کہ مین انگشتری جمشید کیونکر منگاؤن رازداران طلسم نے کہا سات بوٹیان اپنے جسم کی کاٹنے یاقوت جگر
کی ثمرن بنائے اُس ثمرن کو پنجہ سامری مین پہنائے تب انگشتری جمشید ہاتھ آئے مین نے خود ہی
گوارہ کیا ثمرن بنائی انگشتری جمشید منگالی ہاتھ مین ما بدولت کے موجود ہے لیکن معشوقہ کا قتل کرنا اپنے
ہاتھ سے تیغ ستم اُسکے گلوے نازک پر پھیرنا یہ تو کسی جلاد نامراد سے بھی نہوگا زال جادو نے کہا
ای شاہنشاہ ملکہ حیرت جادو تو آپکی زوجہ خوشنخو ہے اُسکو ہم کیونکر کہینگے کہ قتل کیجیے لیکن اور بھی تو آپکی
محبوب و مطلوب ہین کیسے کیسے ساقی بچہ ہاے خوش اسلوب ہین اُنمین سے کسی کو تجویز فرمائیے
یہ سُنکر افراسیاب نے کہا ہان ایک دلبر رشک قمر اب بھی ہے مین نے اُسکو بادشاہ عالی جاہ کیا ہے اُسکے
ساتھ محبت کا نباہ کیا ہے بچپن سے اُسکو پالا یہ گزرے کا لڑکا تھا ما بدولت براے شکار صحرا مین گئے یہ کھیت پر
کھیل رہا تھا اُسکا حسن دلربا آنکھون مین چھا دل کو بیچین کیا ما بدولت کو بہت پسند آیا اُٹھا لایا ای زال جادو

اسکو دیوں میں پالا ایسا ساقی بنایا زال نے کہا آپ مجھکو تو وہاں بھیجیے ای شاہنشاہ اب بڑی قباحت ہی آپ
ارادہ دکھونے حجرۂ بلا کا کر چکے ہیں اگر اب نہ کھولیے گا تو بڑا پاپ ہوگا سامری و جمشید کو ملال گزریگا جس وقت
درِ مشعل پر لاونگا سیندور کا ٹیکا دونگا بھوت ہوکر خود کہیگا مجھے نامِ سامری پر نثار کیجیے افراسیاب یہ سنکر
بہت بیقرار ہوا خیال کرتا ہی اب کیا کروں ارادہ کرکے باز رہنا باعثِ خرابی ہی یہ سوچ کے تخت پر سوار ہوا
زال جادو کو ہمراہ لیا تخت اڑتا ہوا روانہ ہوا قریب قلعہ آکر پہونچا زال جادو نے آکر دیکھا قلعہ میں کیا
کیا جوانانِ ماہ رو خوش خو طفلانِ سادہ رو تند خو صاحبِ حسن و جمال مستانہ چال عدیم المثال جامِ مے ارغوانی ہاتھ
میں دل لبھانیکی گھات میں خراماں اٹھکھیلیاں کر رہے ہیں بات بات پر قہقہے پڑ رہے ہیں آپس میں
خوش فعلیاں ہو رہی ہیں کسی جگہ پھلجھڑی کی کڑاہی چڑھی ہی گلگلے پوریاں پک رہی ہیں کوئی ناچتا ہی کوئی گاتا ہی پریاں
تانیں اڑ رہی ہیں زال جادو حیران ہو گیا کہا واہ شاہنشاہ کیا ملک آباد کیا ہی ہر ایک طرز بیان کا دل ربا ہی
جب قریب دار العمارہ پہونچے دیکھا چوبدار و حاجب و دربان زرق برق پوشاکیں زر بفتی زیبِ جسم گلنار
جوڑے پہنے ہوئے پگڑیاں سرخ سرخ اپنے اپنے مقام پر کھڑے ہیں اندر قصرِ دلنشین کے
جشن و لعب ہو رہا ہی طبلے پر تھاپ پڑ رہی ہی بانسیاں چھڑ رہی ہیں سارنگی مل رہی ہی ہر نوجوان اسی آن بان سے
نشۂ شرابِ حسن میں مست جامِ بادۂ گلنار بدست تانیں مار رہے ہیں غزلیں گا رہے ہیں

غزل

کہتے ہیں یہی نالۂ غماز کسی کے — گھر کر گئے ہیں دل میں کچھ انداز کسی کے
آئینہ میں کیوں دیکھ لیے ناز کسی کے — سیماب کو شرماتے ہیں انداز کسی کے
دیکھا ادھر اور دل تو نہ قابو میں رہیگا — آنکھوں کے اشارے ہیں فسوں ساز کسی کے
محرم نے زیادہ ترے سینے کو ابھارا — افشا کیے ہمرازی نے راز کسی کے
مشتاق ہو کسکا ارنی گوئے سرِ طور — کچھ کان تک کھولے تری آواز کسی کے
بے بال و پری پر کوئی کیوں اپنی ہو نالاں — کھنچی جو نہ لے حسرتِ پرواز کسی کے
کی موت نے تاخیر تو مر جائینگے تجھ پر — ممنون نہ ہوں گے ترے جانباز کسی کے
وہ ساتھ بھی سویا تو نہ جاگی مری تقدیر — کیا گھنگرووں میں بھی نہیں آواز کسی کے
تدبیر سے تقدیر سوافق نہیں ہوتی — بیکار کسی سے ہیں یہ بھی ساز کسی کے
اک دل کا دو خواہاں ہیں سو دل اسے دونگا — تیور بھی تو دیکھے کچھ ناز کسی کے

ہو رہتے ہین او خانہ بر انداز کسی کے		سمجھا دو جلال آے اگر یار یہ اب دل

افراسیاب اپنے معشوق دل نواز کی آواز دلکش سنکر جھومنے لگا کہا اے زال جادو سنتے ہو کہ
اسوقت اپنی دھن مین کس خوبی سے گا رہا ہے مین نے خورشید تاج بخش اسکا نام رکھا ہے اس اقلیم کے بادشاہ
بے اسکے حکم کے سلطنت نہین پاتے ہین بڑے بڑے سرکش اسکے سامنے سر جھکاتے ہین جب یہ پاؤن
کے انگوٹھے سے ماتھے مین ٹیکا لگا دیتا ہے تب اُسے سلطنت ملتی ہے ادھر خادمون نے دوڑ کر خورشید سے
خبر دی کہ حضور شاہنشاہ افراسیاب تشریف لاتے ہین یہ سنکر اُٹھ کھڑا ہوا براے استقبال
آگے بڑھا افراسیاب و زال نے دیکھا خورشید سامنے سے چمکا دریاے جواہر مین غوطہ زن
نازو انداز مین پُرفن چالیس پچاس مصاحب ساتھ ساتھ مہندی ہاتھون مین لگی ہوئی براے تسلیم شاہنشاہ
افراسیاب خم ہوا افراسیاب نے خورشید کے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا دولت کو مین [illegible] خورشید
نے لاکر افراسیاب کو تخت پر بٹھایا مُسکرا کر پوچھا اسوقت دھوپ مین شاہنشاہ کہان سے تشریف
لاتے ہین زال تو اسکی باتون پر لوٹا جاتا ہے شاہنشاہ تو اسکو دیکھتے ہی بیہوش ہو گئے خورشید نے
جام مے گلگون بھر کر پیش کیا افراسیاب نے جام تو لیکر پی لیا مگر آنکھون مین آنسو بھر آئے دل سے
کہتا ہے یہ کمبخت کیونکر قتل ہونا گوارا کریگا رو رو کے جل تھل بھر دیگا زال نے چٹکی لی کہا اے شاہنشاہ
ملک و مال پر خیال فرمائیے اسکی جان کا ملال نہ کیجیے طلسم ہوش ربا ہاتھ سے جاتا رہیگا بڑی پختہ تدبیر
غلام نے نکالی ہے آپ ذکر فرمائیے دیکھیے تو کیا جواب دیتا ہے افراسیاب نے کہا اے زال تم کہو میرے
مُنھ سے نہین نکلتا ہے رہ رہ کے کوئی کلیجہ ملتا ہے زال نے کہا میان خورشید تاج بخش صاحب کچھ ہم عرض
کیا چاہتے ہین خورشید نے مُسکرا کر جواب دیا شوق سے آپ فرمائیے اپنے دل کا مدعا بیان کیجیے
زال نے کہا آپ کو کچھ خبر بھی ہے آپکے شاہنشاہ پر مصیبت پڑی ہے ملک و مال دشمنون نے چھین لیا اسد
آمادہ فتاحی طلسم ہوش ربا ہے اب بربادی مسلمانان کی ایک تدبیر ہے وہ تمھاری کوشش پر موقوف ہے
ہر ایک نمکخوار آج کل جانبازی مین مصروف ہے تم بھی کچھ شاہنشاہ پر احسان کرو خورشید نے کہا
اے زال کیا کہتے ہو میری کیا ہستی کیا لیاقت ہے جو شاہنشاہ پر احسان کرون یا شاہنشاہ کے کام آؤن
البتہ دعا گوے دولت ہون جان سے حاضر ہون جس جگہ شاہنشاہ کا پسینہ ٹپکے اپنا خون بہانیکو
موجود ہون سلطنت شاہنشاہ کی قائم رہے شاہنشاہ کی زندگی سے ہم سبکی بھی زندگی ہے اگر بال بیکا ہو

اپنی جان دین شاہنشاہ پر چشم زخم نہ آنے دین زال جادو نے کہا مرحبا صد مرحبا تمکو ازبادۂ اطاعت سے سرشار سرفروشی مین کامل جان نثاری کے عامل ایسا ہی کرتے ہین نام پر مرتے ہین موت سے کب ڈرتے ہین لیکن یہ تو خیال کرو کہ شاہنشاہ سے کب ہو سکیگا کہ تمھاری جان کو ضرر ہو تم ابھی محبت دلی سے اپنے شاہنشاہ کی بیخبر ہو اگر شب فراق مین فرماتے ہین کہ اگر میرا خورشید ہوتا تو دیدۂ دل منور ہوتا قلب ناصبور آرام پاتا یہ باتین زال سے سنکر خورشید شل گدھے کے پھولگیا کہا میان زال مین اپنا حال کیونکر تم سے بیان کرون کیا بتاؤن کہ جسطرح راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کے بسر کرتا ہون میرا حال زار بخوبی ظاہر ہے دکھنا بیکار ہے شاہنشاہ عالیوقار کے زندگی دوبھر ہے موت آنا بہتر ہے

نظم

اے ذوق وقت نالے کے رکھلے جگر پہ ہاتھ — ورنہ جگر کو روئیگا تو دھر کے سر پہ ہاتھ
مین ناتوان ہون خاک کا پروانے کی غبار — اُٹھتا ہون رکھ کے دوش نسیم سحر پہ ہاتھ
خط دیکے دل مین تھا کہ زبانی بھی کچھ کہے — پر اُسنے رکھدیا دہن نامہ بر پہ ہاتھ
کھاتا ہے اس فریب سے غم عشق میرا دل — جیسے گرسنہ مارے ہے حلوائے تر پہ ہاتھ
جون پنجۂ شاخ تو نہ جلا اُنگلیان طبیب — رکھ رکھ کے نبض عاشق تفتہ جگر پہ ہاتھ
اے شمع ایک چور ہے باد نسیم صبح — مارے ہے کوئی دم مین ترے تاج زر پہ ہاتھ
چھوڑا نہ دل مین صبر نہ آرام نہ شکیب — تیری نگہ نے صاف کیا گھر کے گھر پہ ہاتھ
قاتل کبھی نہ تو نے اُٹھائے ہزار حیف — آکر ہزار کشتۂ تیغ نظر پہ ہاتھ
جو دیکھے اُسکو تھام کے دل بیٹھ جائے ذوق — جب ناز سے کھڑا ہو وہ رکھکر کمر پہ ہاتھ

اے زال جادو رات بھر ایسے اشعار پڑھکے دلکو بہلاتے ہین جب دم لبون پر آتا ہے تب سحر ہوتی ہے بس ہماری تو اسی طرح سے بسر ہوتی ہے جسوقت مزاج مین آئے شاہنشاہ ہمارا امتحان کرلین دل و جان سے حاضر ہین ثابت قدم کوے محبت سرفروش میدان اُلفت ہین جان سو جان سے انپر نثار ہے یہ تو میرے وارث ہین علاوہ اِسکے گود مین مجھکو پالا ہے انصاف کرو تو والد نامدار ہین یہ بھی ظاہر ہو کہ میرے عاشق زار ہین مین اِنکے صدقے قربان یہ کہکے افراسیاب سے لپٹگیا منہ پر منہ ملنے لگا کبھی بلائین لین کبھی دُعائین دین کبھی کہتا ہے میرے اچھے شاہنشاہ آج شبکو اسی مقام پر تشریف رکھیے مین آپکو جانے نہ دونگا رات بھر جلسۂ عیش و نشاط آراستہ ہو سماعت فرمائیے گا مین نے ستار بجانا سیکھا ہے آپ سنئے

خوش ہونگے افراسیاب بیقرار ہو گیا مگر زال نے اشارہ کیا کہ اے شاہنشاہ اسوقت محبت کو دل سے دور کیجیے
بربادی طلسم ہوشربا کو تصور فرمائیے اسکے دام تقریر سے نکلیے ورنہ کوئی تدبیر نہو سکیگی سب کام ابتر کا
آج تک ہمکو یہی خیال تھا کہ سواے ملکہ حیرت جادو کون حضور کا معشوق خوشنما ہے کون ایسا زینت پہلو ہے
جسکا بھوگ دین اب اسکو دم دیکر بیچلیے در دولت مشعل جادو پر ہو چکر اس تندخو کو ایسا راضی کرونگا کہ
خود اپنا گلا دم خنجر پر رکھدیگا جسوقت سیندور کا ٹیکا اسکی پیشانی پر لگادونگا ملاحظہ فرمائیے گا کہ کیا تماشے کریگا
سامری و جمشید کے نام پر مریگا افراسیاب کی آنکھون مین آنسو بھر آئے منھ پھیر کر دامن سے
آنسو پاک کیے کہا میان خورشید تاج بخش ہمارے ساتھ قلعہ تخت الشعاع مین چلیے وہان سامان جشن
مہیا ہے عین جشن مین شاہنشاہ نے فرمایا بدون معشوق ہمارا دل گھبراتا ہے چلکر خورشید تاج بخش کو بھی اس
جلسے مین لائین علاوہ ازین وہان جنگلون کی کیفیت تمکو دکھائینگے جوالی قلعہ کی سیر کرائینگے حیرت جادو
مقابلہ مسلمانان مین مصروف ہے دو چار دن شاہنشاہ وہین تشریف رکھینگے شاید یہان کی خبر ملکہ حیرت کو
کوئی پہونچا دے فوراً دوڑی آئے تمھارے نام سے جلتی ہے وہ ہر کچھ نہین کہہ سکتی ہمارا اگرچہ ہمکو خیال ہے
یہ سنکر خورشید خوش ہو گیا مصاحبون سے کہا جلد ہمارا لباس لگاؤ تم سب ہمارے ہمراہ چلو زال نے
کہا اے خورشید وہان سب خادم و مصاحب حاضر ہین صرف تنہا تشریف لے چلو یہ سنکے خوشی خوشی اٹھا حمام کیا
لباس فاخرہ زیب جسم کرکے قریب شاہنشاہ آیا افراسیاب کا عجب حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے خورشید
نے کاندھے پر افراسیاب کے ہاتھ رکھدیا کہا شاہنشاہ اٹھو جہان چاہو ہمکو لے چلو ہم تمھارے ساتھ ہین
وہان جشن مین چلکر خوب گائینگے تمکو شراب ناب پلائینگے زال نے افراسیاب کو جو تردد و تحیر پایا
گھبرا گیا ایسا نہو بنا بنایا کام خراب ہو خورشید تاج بخش کو تخت پر سوار کر لیا افراسیاب سے کہا
اے شاہنشاہ تشریف لائیے بمجبوری افراسیاب تخت پر سوار ہوا زال جادو نے تخت کو اڑایا
لیکن افراسیاب نے چلتے وقت ایک نامہ واسطے ملکہ حیرت جادو کے لکھکر پتلہ سحر کو دیا مضمون یہ تھا کہ
اے ملکہ عالم مشعل جادو کے لانیکی بادولت نے تدبیر کی ہے یقین کامل ہے کہ مشعل جادو کو عنقریب لیکر
آؤنگا اب اگر کوئی سردار آئے خبردار طبل جنگ نہ بجوانا یہ بات ابھی مشتہر نہ ہونے پائے کہ شاہنشاہ
قلعہ تخت الشعاع مین تشریف لے گئے ہین باغبان وغیرہ سب دارز ار ہین فوراً سمجھ جائینگے کہ مجرہ ملا کے
کھٹنے کی تدبیر ہے شاید کوئی فکر کرین غرض پتلہ یہ نامہ لیکر طرف لشکر حیرت کے روانہ ہوا یہان لشکر اسلام مین گئی

دن سے برابر جشن ہو رہا ہے عین جشن مین دیکھا ملکہ حیرت جادو مع لشکر بیشمار تخت نکہت اثر پر سوار گرد
ہزارہا ساحران غدار یا سامری و جمشید کی پکار ہمراہی مصوّر و ملکہ صورت نگار و دیگر سرداران
نامدار میدان کارزار مین آکر پہونچی بارگاہ استادہ ہوئی لشکر فروکش ہوا خواجہ عمرو نے برق سے
فرمایا جلد خبر لاؤ کہ حیرت جادو کس ساحر کو برائے مقابلہ لائی ہے مفصل حال معلوم ہو تو اسکی کوئی فکر
کیجائے یہ تو بخوبی ظاہر ہے کہ قتل ملکہ صنعت سحر ساز کا افراسیاب کو بڑا ملال ہے کوئی فکر کامل کریگا
خدا اُسکے شر سے بندگان خدا کو بچائے چالاک نے کہا مین جا کر ابھی مفصل خبر لاتا ہون خواجہ عمرو
تو بخوبی آگاہ ہین کہ چالاک کشتۂ تیغ ابرو اسیر طرۂ گیسوے ملکہ حیرت جادو ہے فرمایا آپ مہربانی رکھیے
لشکر حیرت مین تشریف نہ لیجائیے برق جا کر خبر لائیگا چالاک نے کہا مین فوراً حاضر ہوتا ہون یہ کہکر
باہر آیا بانہایت عیاری سے آراستہ ہو کر لشکر ملکہ حیرت مین پہونچا دیکھا نازنینان مہجبین وغیرہ سب
حاضر ہین ایک کنیز کو اشارے سے چالاک نے بلایا اُسنے دیکھا ایک خدمتگار اشارے کرتا ہے قریب
آئی مسکرا کر پوچھا کیون میان خدمتگار خیر تو ہے چالاک نے کہا میری جان تجھپر جاتی ہے اُسنے مُنھ پھلا کر کہا میان
فاقون سے مرتے ہوگے اپنا مُنھ بنواؤ چالاک نے کہا جان من خفا نہو وہ دیکھو سامنے جنگل مین سانپ
اور نیولا لڑ رہا ہے چلو تمکو تماشا دکھائین اُسنے کہا میان کہان چالاک باتون مین لگا کر زیر نخل لایا ایک جاب
مارا کہا یہ تماشا دیکھا وہ بیہوش ہو کر گری چالاک نے اُسکو تو کنارے ڈالدیا آپ اُسی کی سی صورت
بنکر چلا اب سوچا کہ مین نے بڑی نادانی کی اسکا نام نہ پوچھ لیا یہ سوچتا ہوا بارگاہ حیرت پر آیا لیکن جھجکتا ہوا کسی کو
دیکھا یا کسی سے کچھ کہے ایک نے کہا اری شمشاد تو تو آپ ہی آپ اکڑتی ہے جوانی کے جوبن مین پھٹی پڑتی
ہے شمشاد نقلی یعنے چالاک بیباک نے کہا بوا تمھاری آنکھین پھوٹین ایسی بات نہ کہا کرو بکتا جھکتا مُنھ پھیر آتا
بصورت شمشاد اندر بارگاہ کے آیا دیکھا ملکہ حیرت تخت زرین پر جلوہ فرما ہے دریاے جواہر مین غوطہ زن
آنکھین نرگس شہلا پر چشمک زن ابروے خمدار خونریزی مین لاثانی رشک تیغ اصفہانی ہلال عید سے مثال
بیجا ہے محراب عبادت عاشقان کا دھوکا ہے پیشانی تختی نور یا لوح بلور قد سرو باغ دلربائی بات بات مین
مسیحائی عاشقون سے کج ادائی زلف عنبرین مشک آگین عارض نور پر لہرا رہی ہے چالاک نے
جو سراپا حیرت کا دیکھا کلیجہ تھام لیا حلقہ ہاے گیسو مین دل اُلجھا کشاکش مین پڑ گیا یہ اشعار اوصاف گیسو
مین بے اختیار زبان پر جاری ہوے

نظم

بے اجازت کوئی چھو سکتا ہے کیونکر گیسو ۔ یون بگڑتے نہین عاشق سے بناکر گیسو

بل کی لیتا ہے کبھی ہمسے کبھی برہم ہے ۔ ہوگیا عاشق گیسو کا مقدر گیسو

دل کی چوری کا اُسے عہد سے لپکا تھا انھین ۔ کچھ لڑکپن ہی سے تھے آپ کے ابتر گیسو

چھپگیا شرم سے چاند ابر سیہ مین شب وصل ۔ تنے اندھیر کیا رخ سے ہٹا کر گیسو

سانپ بانبی مین در آتا ہے نکلکر جیسے ۔ دل مین کر لیتے ہین عاشق کے یون گھر گیسو

یہ گلا کاٹیگا عاشق کا وہ پھانسی دیگا ۔ اسی تدبیر مین ہے یار کا خنجر گیسو

شب وعدہ بھی تم آئے تو ڈراتے آئے ۔ کبھی بنجاتے ہین افعی کبھی اژدر گیسو

کی شب وصل بسر اُنسے یہ کہکے جلال ۔ دیکھین عارض پہ بکھر جاتے ہین کیونکر گیسو

چالاک خستہ جگر حیران جمال و محو دیدار برائے خبر آیا تھا دست و پا کی خبر نہ رہی بدحواس چہرہ اُداس عالم یاس کلیجہ مسوسے قریب تخت آیا مگس پرانی کرنیکا نظارۂ جمال خورشید مثال کر رہا ہے جھک جھک کے باتین کرتا جاتا ہے کبھی دست بستہ عرض کرتا ہے حضور کا مزاج کیسا ہے شاہنشاہ نے حضور ابھی کسی ساحر کو برائے مقابلہ مسلمانان نہین بھیجا اب حضور کیا ارادہ ہے ملکہ حیرت نے مسکرا کر فرمایا کیون شمشاد تمھین بڑی فکر رہتی ہے جو کوئی آئیگا آپ ہی معلوم ہو جائیگا اے شمشاد یہ نہ سمجھنا کہ خون ملکہ صنعت سحر ساز بالا بالا جائیگا بی مہرخ و بہار کو آٹھ آٹھ آنسو رلائیگا گھوڑا ساربان زادہ تین روپیہ کا پیادہ اپنا سر پیٹیگا طلسم کشا مارا جائیگا بی مہ جبین کا بھی لکھا پورا ہوگا شہنشاہ ایسے مقام پر تشریف لگئے ہین کہ اگر وہ ساتھ آئے زمین و آسمان تھرا اُٹھینگے مسلمانون کو اُس نام سے غش آئینگے چالاک نے کہا حضور کیا بڑے ساحر زبردست کو لینے گئے ہین یا نانی اُمان ملکہ ماہیان مرد پوش آکر لڑینگی یا ملکہ آفات چہار دست تشریف لائینگی حیرت نے کہا وہ کہنے کے لائق نہین اے شمشاد عیاران اسلام کے حال سے تو بخوبی واقف ہو گو ترے ہر وقت موجود رہتے ہین علاوہ ازین در و دیوار ہم گوش دارد کیونکر بیان کرون چالاک نے قصد کیا کہ دم دیکر پوچھون یکایک آسمان پر برق چمکی فولادی پتلے نے آکر حیرت کو نامہ دیا حیرت نے اُسکو پڑھا جو سابق مین مضمون تھا اُسی کے مطابق اب بھی پایا چالاک نے بھی پشت پر سے حرف بحرف پڑھا حیرت نے نامہ پڑھکر چاک کر ڈالا اگالدان مین پرچے ڈالدیے جواب مین تحریر کیا اے شاہنشاہ جو کچھ آپ نے لکھا مین سمجھ گئی نامہ دار تو اسطرف روانہ ہوا

بمجرد اِس مضمون پڑھنے کے چالاک وہان سے بھاگا خدمت مین ملکہ مہرخ کی آیا یہان سب سردار جمع ہین
چالاک نے کل کیفیت بیان کی کہ ایک پتلہ فولادی آیا نامہ افراسیاب حیرت کو لا کر دیا مین پشت حیرت پر
بصورت شمشاد کھڑا ہوا تھا مین نے بھی حرف بحرف نامہ پڑھا حیرت نے نامہ پڑھکر فوراً چالاک کر ڈالا پتلہ
جواب نامہ لیکر طرف قلعہ تحت آلشعاع کے روانہ ہوا نام قلعہ تحت آلشعاع سُنکر سبکے دست و پا مین رعشہ
آگیا باغبان قدرت نے کہا او خواجہ غضب ہوا افراسیاب خانہ خراب تجرہ بلا کھولنے کو قلعہ مین
گیا ہوا ہے شاہنشاہ اوج عیاری اگر شاہنشاہ مشعل جادو نے روشنی دکھائی سبکے چراغ عقل گل ہو نگے
مخلوق مین سناٹا مچجائیگا یہ کہکے باغبان اُٹھا کہا اے شاہنشاہ اوج عیاری ایک فکر واجب لازم ہے کہ اس
ہنگامے کی خبر طلسم کشا کو نہونے پائے مین اس راز سے بخوبی ماہر ہون زبانی ملکہ ماہیان زمرد پوش
کے سنا ہے کہ مشعل جادو دو سو برس سے تحت سامری مین دفن ہو گیا جب نکلے گا تو کایا پلٹ ہو جائیگا
جسم تبدیل کریگا اُسکا قتل کرنا غیر ممکن ہے مہ جبین سے کہا کہ اب تم دربار مین نہ آیا کرو الگ بارگاہ ترتیب کراؤ
یہان تو یہ سامان ہونے لگے لیکن افراسیاب جادو خورشید تاج بخش کو ہمراہ لیے ہوئے دل
قلعہ تحت آلشعاع مین آیا یہان سامان جشن مہیا تھا زال نے کہا اے شاہنشاہ آپ تو یہان ناچ رنگ
مین مشغول ہون مین جا کر مقام مشعل دریافت کر کے حاضر ہوتا ہون اور سیند و رسامری کے
پوجے کا عمل کرون افراسیاب شریک صحبت ہوا خورشید تانین اُڑانیلگا جام مے گلگون بھر بھر کر
افراسیاب کو پلاتا ہے خوشی خوشی کبھی ستار بجاتا ہے کبھی یہ اشعار آبدار گاتا ہے حاضرین محفل کا دل لبھاتا ہے

غزل موافق مضمون جناب سید محمد تقی صاحب متخلص بہ جواد

خبر وصل جب سے پائی ہے
دیکھیے کسکی موت آئی ہے
سرو کیونکر کہون مین قد کو ترے
مہندی ہاتھون مین کیون لگائی ہے
باتون باتون مین لے لیا بوسہ
شب کا جاگا ہے نیند آئی ہے
مین ہون بیگانہ عیش و راحت سے

تن بیجان مین جان آئی ہے
مین بڑھا اک ذرا جو انکی طرف
راستی کب یہ اُسنے پائی ہے
اکدن اے دل نہوگا تو من رکھو
دل کو دیکر یہ چال آئی ہے
نہین معلوم کب وہ آئینگے
غم اُلفت سے آشنائی ہے

باندھکر تیغ جب وہ نکلے ہین
ہنسکے بولے کہ شامت آئی ہے
آج کسکا لہو بہاؤ گے
تجھکو اُنکی ادا تو بھائی ہے
میری میت پہ مسکرا کے کہا
شاق دلبر غم جدائی ہے
کی ہے رو رو کے ہمنے صبح جواد

جب شب وصل یاد آئی ہے | کبھی بصد کرشمہ و ناز اٹھلا کر اٹھتا ہے سنکر اکر بانہین گلے مین افراسیاب کے ڈال

افراسیاب شوخیان اور بیباکیان خورشید کی دیکھکر بیتاب ہو رہا ہے آنکھون سے برابر آنسو جاری ہین کبھی
بیقراری انجام پر نظر کرتا ہے بار بار آہ سرد بھرتا ہے دل سے باتین کر رہا ہے اے افراسیاب تیرا ہاتھ کیونکر اس
معشوق پر اٹھیگا ہاے اسے کیونکر قتل کریگا کلیجہ پھٹیگا دل ہلیگا بھلا یہ کب اپنی جان دینا گوارا کریگا کیسی تجھ
آفت ڈھائیگا ایسی آمد مشعل پر آگ لگے کہ جس سے اپنا دل جلے کلیجے پر چھری پھیرنا کیا آسان ہے رات
تو اسی عالم مین افراسیاب نے تڑپ تڑپ کے گذاری جلسہ عیش و طرب برباد بالکل افسانہ کی بوقت سحر زوال
ہی آیا افراسیاب سے عرض کیا کہ اے شاہنشاہ گیتی پناہ اب آپ تشریف لیچلیے سب سامان اس
غلام نے درست کر لیا ہے بڑی مشکل سے بنا لگا ہے زال جادو افراسیاب کو الگ ایک گوشے مین لایا
کہا اے زال جادو اب تم کہ ہمارے دیرینہ ہو دیکھو اتنا مجھپر اور احسان کرو کوئی تو ایسی تدبیر نکالو کہ
اپنے ہاتھ سے اسکو قتل نکرون زال نے عرض کی حضور واسطہ سامری و جمشید کا صبر کیجیے کلیجے پر پتھر
رکھیے زیادہ تردد نہ فرمایئے خورشید کو لایئے وقت زوال اُس خورشید جمال کا قریب آیا رضاے
سامری پر شاکر رہیے طلسم مین محبت کی توڑ اپنے منھ سے اُف نہ کیجیے قاعدہ طلسمی مین فرق پڑیگا
آپ کا قصد کامل ہو چکا ہے اب باز رہنے مین قباحت ہے بڑی آفت ہے یہی قاعدہ سامری و جمشید
مقرر فرما گئے ہین گردن تابی مناسب نہین افراسیاب نے رنجیدہ ہو کے سر جھکا لیا زال نے
افراسیاب و خورشید تاج بخش کو تخت پر سوار کیا بارہ ہزار فوج کو ساتھ لیا خورشید پہلو مین
افراسیاب کے بیٹھا ہے پوچھتا جاتا ہے اے شاہنشاہ اسوقت کہان چلیے گا افراسیاب کہتا ہے
اسوقت صحرا کی سیر منظور ہے آپ ہی آپ دل گھبراتا ہے قلب تھرّاتا ہے زال قلعہ سے دو تین کوس چلا تھا
کہ صحراے خارستان ملا سناٹا جنگل کا موج ہاے دریاے ریگ روان صحرا پر گرداب کا گمان ہو
ہوائین مختلف چل رہی ہین بوم کا اُس مرز بوم مین نام نہین مسافر کو رہروی سے کام نہین طایر عقل کے ہوش
اُڑتے ہین اکثر زاغ و زغن خاک اُڑا رہے ہین پتون کی کھڑکھڑاہٹ سے خوف معلوم ہوتا ہے
نہ آہو کے قدم کا نشان نہ کہین زراعت کا نشان عجیب ہولخیز میدان جھونکے ہواے گرم کے
جو چلے گل عارض خورشید کمہلانیگا کہا اے شاہنشاہ مجھے اب آپ کہان لیے جاتے ہین جنگل و
ویرانہ دیکھکر کلیجہ دھڑک رہا ہے طایر روح قفس جسم مین پھڑک رہا ہے افراسیاب صدمہ غم و الم سے جواب نہین دیتا

پشت پر ہاتھ پھیرتا ہی دلاسا دیتا ہی کہ اے آرام جان اب نہ گھبرا تھوڑی دیر مین واپس چلتے ہین ہر مرتبہ
زال سے اشارہ ہی کہ اب بھی پلٹ چلو مشعل کے منہ کو آگ لگاؤ مین خود لڑ دنگا مرونگا کیا کسی سے
پایہ کمی کا رکھتا ہون زال جواب دیتا ہی اے شاہنشاہ خاموش رہیے اب کچھ زبان سے نہ کہیے
افراسیاب دیکھتا ہی خورشید کی رنگت زرد ہوئی جاتی ہی ہاتھ پیرون مین رعشہ ہی چہرے پر مردنی
چھائی ہی اداس اداس عالم یاس انتہا کا بدحواس گلے مین افراسیاب کے باہین ڈالے دیتا ہی کہتا ہی
دھوپ بہت کڑی پڑ رہی دیکھو سینے مین ڈوبا جاتا ہون اب تو دم نکلنے کی نوبت پہونچی ہی دیکھو وہ
بونڈرلا گرد کا اٹھا ہی یا کوئی دیو مہیب آتا ہی یہ گرد باد چرخ مار کر مجھکو ڈراتا ہی ایسا بیابان پر وحشت
مین نے تو کبھی نہین دیکھا کہ جسکے دیکھنے سے ایسا خوف آوے کہ جان پر بنجاوے یہان کبھی کوئی
کاہیکو آتا ہوگا جادہ راہ بالکل معدوم خضر منزل بھی بوندلے گرد کے ہین نہین معلوم کہان لیکر لیجاینگے عمر بھر خاک
چھنوائینگے یہی راستہ بتائینگے انسے ڈرنا چاہیے غول بیابان آئینگے آنکھین نکالکر مجھکو ڈرائینگے پھر بھاگ کر
ہم کہان جائینگے دیکھیے اُنکا بھی چہرہ غبار آلود ہی مصیبت والم کا سامان موجود ہی زال جادو ایسی ہی باتین
سنکر تخت کو اور تیز کرتا جاتا ہی جب بارہ کوس وادی ہلاکت طی ہوا افراسیاب نے دُور سے ایک
نخل خار دیکھا کہ وہ نخل پُرخطر بے شاخ و بے ثمر پتے کا پتا نہین مثل دہن اژدر چنگاریان نکل رہی ہین اسکے
گرم سے شاخین جل رہی ہین زال نے اشارہ کیا اے شاہنشاہ زیر تخت اُتر آئیے یہی مقام مشعل ہی
افراسیاب نے فوراً تخت اُتارا بارہ ہزار فوج جو ساتھ آئی ہی اسی ریتی کے میدان مین اُتری خیمے جو
استادہ کیے صاف معلوم ہوتا ہی کہ کسی ناشاد و نامراد کے غم مین رونے کا ارادہ کیا ہی خیمہ نہین ہی بلکہ بگلہ منہ پر
لیا ہی یا غبار زرد اٹھا ہی یا دریاے ریگستان کا حباب ہی طنابون کو پیچ و تاب ہی ستون خم ہوے جاتے
ہین رنگین حباب بھراتے ہین زال نے خورشید کا ہاتھ تھام لیا افراسیاب سے کہا خنجر اپنے ہاتھ مین لیجیے
نام سامری و جمشید ورد کیجیے زمین اپنے ہاتھ سے کھود دیے کد و کاوش ضرور ہی آپ تامل نہ کرین
سراسر تصور ہی کوہ کندن و کاہ بر آوردن کا مضمون قریب آیا افراسیاب نے خنجر ہاتھ مین لیا زمین
کھودنے لگا خورشید نے جو دیکھا شاہنشاہ زمین کھود رہے ہین رونے لگا کہا شاہنشاہ کیا مجھکو دفن
کیجیگا آخر مین نے کیا خطا کی جو مجھکو زندہ درگور کرتے ہین افراسیاب نے کلیجے پر پتھر رکھا کچھ جواب
نہ دیا دو ہاتھ زمین کھودی تھی کہ ایک در کہنہ ظاہر ہوا ابرا بدان شتر کے قفل دیا ہی زنگ مین آلودہ ہی کھولا

تمک گل کر گر پڑا ہو مگر دروازہ بند ہو زال جادو نے جیب سے پوڑیا سیندور کی نکالی ٹیکا اوسکا ماتھے پر
خورشید کے دیا جب جیسے کسی پر بھوت سوار ہوتا ہو بال کھولدیے سر ہلا نیلگا کہتا ہو ای شاہنشاہ تیرے
صدقے ہو جاؤن خنجر میرے گلے سے ملا دے مجھے خدمت سامری و جمشید مین پہونچا دے پردے
آنکھون سے اوٹھ گئے وہ سامنے سامری و جمشید بیٹھے ہین اشارے کرکے مجھے بلاتے ہین وہ دیکھو
سامرن بھی لنگا ہلاتی ہوئی آئین ہین جا کر خدمت سامرن مین حاضر رہونگا کہتی ہین تمکو بیٹھ پہونچا دینگے
اپنا مصاحب بنا ئینگے یہ جو خورشید نے بہوت ہو کر کہا افراسیاب کے ہوش و حواس باختہ ہوے کہا ای
زال یہ کیا شعبدہ ہو عرض کی قدرت سامری ظاہر ہو اس بھید سے کون ماہر ہو آخر دیکھیے یہ وہی تو
مہ جبین ہو کہ نام سے سپر و شمشیر کے ڈرتا تھا ذکر جنگ سے ٹھنڈی سانسین بھرتا تھا اب آپ تامل نہ فرمائیے
مثل نرگس واسکو پچھاڑیے کاسہ بلوری حاضر ہو غلام کل امورات کا ناظر ہو اب آپ اپنا کام کیجیے محبت
ملک و مال کو دل مین جگہ دیجیے اگر سلطنت باقی رہیگی ایسے ایسے ہزار دن دلبر پری پیکر حسین مہ جبین
ممکن ہو جائینگے حقیقت مین جلادی کا کام ہو مگر حضور اسی سے نام ہو دل کو نرم نہ کیجیے اسکے قتل پر سرگرم ہو جیے
افراسیاب لاچار و مجبور اس معصوم کی جانب بڑھا بہ آہستگی تمام اوس دل آرام کو گود مین اوٹھایا زمین
پر لٹایا خنجر برہنہ کھینچکر سینہ پر سوار ہوا خورشید نے گلا دم خنجر پر رکھدیا افراسیاب کا ہاتھ کانپا جاتا تھا لیکن
ضبط کرکے خنجر پھیرا ایک قطرہ تک گویا دریا خون کا جاری ہوا زال نے بڑھکر کاسہ بلوری گلوے بریدہ سے لگایا خون
خورشید تاج بخش سے کاسے کو معمور کیا لاشہ اوس کشتہ تیغ جفا کا زمین پر مثل مرغ بسمل تڑپا ادھر
افراسیاب بچشم پر آب دم بخود سر جھکائے کھڑا ہو مثل بید کانپ رہا ہو زال نے وہ کاسہ
خون ہاتھ مین افراسیاب کے دیا دروازے پر دستک دی فوراً اندر سے آواز نحیف
آئی کون ہو زال نے جواب دیا ہو صاحب سامری داہر شاہنشاہ اقلیم افسونگری روشنی بخش محفل سحر
ساحری بادشاہ طلسم ہوش ربا در دولت پر حاضر ہو آواز آئی کہ ہمارے واسطے کیا لایا کیون آیا
زال نے جواب دیا خون دلربا آپکے واسطے لایا ہو نوش فرمایے دروازہ خود بخود کھلا افراسیاب
اندر آیا دیکھا ایک چوکی سنگ مرمر کی بچھی ہو اوسپر ایک ساحر کریہ منظر پوست و گوشت گل گیا ہو صرف ہڈیان باقی
ہین چہرہ سیاہ پوست عارض ڈھلکا ہوا آنکھین زرد زرد سیاہ رو تیرہ درون افراسیاب ایسا جادوگر
یہ صورت مہیب دیکھکر گھبرا گیا اب شعل نے جا ہی لی زال نے اشارہ کیا افراسیاب نے بڑھکر وہ کاسہ بلوری

اُسکے مُنھ سے لگا دیا مشعل قہقہہ مار کر ہنسا خون پر جھُک پڑا غٹ غٹ پینے لگا جب سارا جام پی گیا ڈکار
لیکر جھوما کہا اے زال تو نے در دولت پر آواز دی کہ شاہنشاہ طلسم ہوش رُبا آیا ہے بادشاہ کہان ہے
زال جادو نے طرف افراسیاب کے اشارہ کیا مشعل نے بقہر و غضب کہا او بے ادب کیا
کہتا ہے شاہنشاہ لاچین کہان ہے افراسیاب تو تھرا گیا زال نے بڑھکر عرض کی حضور لاچین
نے انتقال کیا خدمت سامری مین پہونچا اُسکے مقام پر یہ افراسیاب بادشاہ ہوا اسی نے آپکے
در دولت پر اپنے معشوق کو ذبح کیا جام فرحت انجام آپکو پلایا یہ سُنکر مشعل بہت خوش ہوا کہا ہمارا دوست
صادق ہے اے شاہنشاہ طلسم ہوش رُبا بیٹھ جاؤ اپنی کیفیت بیان کرو کیا مصیبت اُٹھائی کیون تکلیف
فرمائی افراسیاب نے کہا آپ پر سب ظاہر ہے ع عرض حاجت بہ تو حاجت نیست میدانی کہ چیست
کیا گذارش کرون مسلمانون نے مجھپر خروج کیا طلسم کشا اسد غازی آگیا تصویر اُسکی بانیان طلسم تحریر
فرما گئے ہین حقیقت مین سرِ مو فرق نہین ہے سترہ سو سردار ہوش رُبا کے راز دار شریک طلسم کشا ہوے
فوج تو مین نے ایسے مقام پر پہونچا دی کہ طائر وہم و خیال بھی نہ پہونچیگا بانیان طلسم تحریر فرما گئے ہین کہ
امتحان طلسم کشا دریاے نیل ضرور ہوگا تھہریہ کو جان بچانا مشکل ہوگی فوج ہماری بیدل ہو گئی
وزیر اعظم ملکہ صنعت سحر ساز قتل ہوئین مشعل نے ہنسکر کہا جو بڑا ظالم ہے اُسکا تو نام لو جس سے
سامری و جمشید ڈرے افراسیاب کانپ گیا کہا اُسکا نام نہ لونگا صرف پتا بتلائے دیتا ہون
آپ خود ہی سمجھ جائینگے مجھکو ڈر ہے کہ وہ نڈر اسی مقام پر نہ آجائے اور آفت آئے کوئی نہ کوئی فطرت
کرے حضور کو زک پہونچائے

قطعہ

دُزدیست کہ زہر از دہن مار بدزدد	خال از رُخ زنگی بہ شب تار بدزدد
پاپوش بدزدد ز پئے پیک دوندہ	نعل از قدم اشتر رہوار بدزدد

مشعل نے کہا مین سمجھ گیا سامری نامے مین پڑھ چکا ہون نقشہ اُسکا آنکھون کے سامنے پھر گیا لیکن
کیا غم ہے بدولت تیرے ساتھ چلین گے تمام عالم مین گشت کرکے تیری علمداری کرا دینگے تو نے
وہ نعمت کھلائی قلب کو خنکی حاصل ہوئی لیکن جسم ہمارا بوسیدہ ہو گیا روح جوان ہے اس جسم کو اگر لیکر
نکلینگے بیشک لوگ مضحکہ کرینگے کوئی ساحر تجویز کرو جسکے جسم مین چلین زال جادو نے دست بستہ عرض کی
جس معشوق کو افراسیاب نے قتل کیا ہے مُردہ اُسکا در دولت پر پڑا ہے اگر حکم ہو تو اُسے لا دون اُسی جسم مین

حیلے سے مسلمان ڈھونڈ کے ساقی بچہ بھیجنے لگے دیکھنے والے خوش ہو نگے مشعل نے کہا لاؤ زال فوراً
اُٹھا لایا وہ خورشید تاج بخش کا اندر حجرہ کے لایا مشعل صورتِ زیبائے خورشید تاج بخش دیکھکر
بہت خوش ہوا وضع وطرح بہت پسند آئی صورتِ زیبا دل سے بھائی کہا گردن میں اسکی ٹانکے
دو زال نے بہت خوب کہکر گردن میں ٹانکے دیئے پٹی مرہم کی چڑھائی مشعل نے کہا اے
افراسیاب اب ہم چولا بدلتے ہیں دو سو برس کے بعد زمین سے نکلتے ہیں دو چیزوں کا ضرور تمکو
خیال رہے ایک تو شراب تند کہنہ سال و ساقی بچہ خوش جمال نازک خیال گانے والے دل لبھانیوالے
شرابِ حسن ناز سے مست بنانے والے جنکے دیکھنے سے دل کو سرور ہووے ہمارے واسطے
تجویز کرنا پڑینگے دو سو برس کے اب دولت ترسے ہوئے ہین شکم سیر کرنا تیرا کام ہے علاوہ طلسم ہوش رُبا
تمام عالم مین تیری عملداری کرا دونگا چھ مہینے گشت مین گذرینگے اہالیانِ طلسم نور افشان سے بھی یقیناً
فساد ہو گا خداوند سامری ہمسے بیان کر گئے ہین افراسیاب نے کہا بادشاہِ طلسم نور افشان
یعنے کوکب روشن ضمیر شریک طلسم کشا ہے مشعل جادو نے کہا پھر کیا پرواہ ہے ہمارے روبرو کوکب
و دیگر شاہانِ اولوالعزم سب برابر ہین ہمسے کوئی نہین لڑ سکتا ہے وہ چین سبکی قبض کر لینگے وہ نسخے معقول
دینگے کہ جس سے تم بھی خوش ہوگے یہ کہکر مشعل جوگی سے کود اخورشید کے منھ سے منھ لاکر تین
ہچکیان لین جسمِ خورشید مین روح مشعل اُتر آئی وہ جسم بوسیدہ بیکار ہو کر گر پڑا خورشید یا سامری
کہکر اُٹھ کھڑا ہوا پھر آواز دی کہ منم شہنشاہ مشعل جادو افراسیاب کے ہوش اُڑ گئے کہا حقیقت مین
یہ کایا پلٹ ہے اسکو کون مار سکتا ہے وہ جسم بوسیدہ مشعل نے جلوا دیا اب شہنشاہ مشعل افراسیاب
کا ہاتھ پکڑے ہوئے بشکل خورشید تاج بخش باہر آیا یہان تمام اہالیان لشکر دھوپ مین
بیقرار ہو رہے تھے سب نے دیکھا وہی گذرنے کا لڑکا جو افراسیاب کا ساقی بچہ تھا
گوٹے ٹکی کی ٹوپی ہلکے کے کپڑے پہنے ہوئے اکڑتا باہر آیا افراسیاب نے تخت زرین پر سوار کیا
خوشی خوشی نوبت و نقارے بجاتے ہوئے طرف قلعہ تختِ الشجاع کے روانہ ہوئے

دو کلمہ داستان سحر بیان شہنشاہ مشعل جادو کا بصورت خورشید تاج بخش حجرہ
بلا سے نکلنا اور پہونچنا تا بہ لشکر نکہت اثر ملکہ حیرت جادو اور عیاری خواجہ عمرو بن
امیہ ضمری دختر برق فرنگی ذکر ہوتے ہین ناظرین ملاحظہ فرمائین تاکہ کی باتین سمجھا ٹھائین خمسہ

ترے ابرو میں عیاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
نگاہوں میں دل آزاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
وہ پلکوں میں جفاکاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
وہی چتون کی خونخواری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
تری آنکھوں کی بیماری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

نسیم صبح صدقے ہوتی ہے صحن گلستان پر
خدا کی شان ہے جنت کا عالم ہے بیابان پر
چراغ لالہ ہر شب خندہ زن ہے باغ رضوان پر
وہی نشو و نمائے سبزہ ہے گور غریبان پر
ہوائے چرخ زنگاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

گنوانا آبرو ہے زندگی سے ہاتھ دھونا ہے
نہ جلنا ہے نہ پھرنا ہے نہ راحت ہے نہ سونا ہے
جدائی میں تری اے یار ہر دم جان کھونا ہے
وہی سر کا پٹکنا ہے وہی دن بھر کا رونا ہے
وہی راتوں کو بیداری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

کروں شکوہ میں کیا اُس خسرو شیرین شمائل کا
زمانہ پھر گیا لیکن نہ بدلا طور قاتل کا
زبان ہے بند جادو ہے کسی عیار کامل کا
وہی دل کا جلانا ہے پھکانا ہے وہی دل کا
وہ اُسکی گرم بازاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

خدا محفوظ رکھے عاقبت کی روسیاہی سے
خطاب اُلفت کے ہوتے ہیں وہی کج کلاہی سے
بچے افسوس اب تک ہم نہ دنیا کی تباہی سے
نیاز خادمانہ ہے وہی فضل الٰہی سے
بتوں کی ناز برداری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

تری زلفوں کا سودائی ہوں سو پیچ کرتا ہوں
بسر کرتا ہوں رو کر رات دن بھر آہیں بھرتا ہوں
بگڑتا ہوں طبیعت سے کبھی اور گہ سنورتا ہوں
فراق یار میں جسطرح سے مرتا تھا مرتا ہوں
وہ روح و تن کی بیزاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

پڑا ہے سر پہ اک جنجال اُن زلفوں کے سودے سے
جنون بڑھتا ہے کچھ ہر سال اِن زلفوں کے سودے سے
دماغ عقل ہے پامال اُن زلفوں کے سودے سے
تعلق ہے وہی تا حال اُن زلفوں کے سودے سے
سلاسل کی گرفتاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

گئے میں بھٹکے پھر ہم اُس شہ خوبان کی محفل میں
پڑا ہے سکہ داغ جنون پھر قلب بسمل میں
لڑائی پھر وہی ہے عقل میں اور عشق کامل میں
رواج عشق کی راہیں وہی ہیں کشور دل میں

رہ و رسم جفا کاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

سوئے صحرا وہی عزمِ مصمم جو کہ سابق تھا | الجھ پڑنا نقاہت سے وہ ہر دم جو کہ سابق تھا
وہی احوال اب بالکل ہے ہمدم جو کہ سابق تھا | وہی سودا ہے کاکل کا ہے عالم جو کہ سابق تھا

یہ شب بیمار پر بھاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

ہوئے تھے دوست دشمن اک زمانہ ناموافق تھا | تپ غم ہڈیوں میں رچ گئی تھی جان سے فائق تھا
افاقہ کسطرح ہوتا کہ دیوانہ تھا عاشق تھا | وہی سودا ہے کاکل کا ہے عالم جو کہ سابق تھا

یہ شب بیمار پر بھاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

جہان پر شور پھر ہونے لگا افسانوں سے اپنے | وہی اگلی سی باتیں سنتے ہیں ہم کانوں سے اپنے
وہی دلسوز باتیں ہیں شمع کی پروانوں سے اپنے | جنون کی گرمجوشی ہے وہی دیوانوں سے اپنے

وہی داغوں کی گلکاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

طپان رہتا ہے الفت میں وہی عالم فروز آتش | پیام مہر آتے ہیں انہیں ہر وقت روز آتش
رگی کی طرح سے پھرتا ہوں آہ سینہ سوز آتش | وہی بازار گرمی ہے محبت کی ہنوز آتش

وہ یوسف کی خریداری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

افراسیاب جادو بصد شوکت و صولت مشعل جادو کو لیکر قلعہ تخت الشعاع کو چلا نامہ ملکہ حیرت کو تحریر کیا کہ اے خاتون محل مبارک ہو کہ میں نے کلیجے پر چھری پھیری شاہنشاہ مشعل کی روشنی ظاہر ہوئی ظلمات سحر میں رہبری کریگا کسکا ایسا دل دگردہ ہے کہ اسکی برابری کریگا اے حیرت تیاری گرد ابریق کوہ شگاف و سرمائے برف انداز کو لکھا تھا میخانہ درست کرا و کشید شراب شروع ہو تو آفتاب شراب ناب کا طلوع ہو ساقی بچہ ہائے مہر طلعت شکیل و کمسن و خوبصورت شوخ طبیعت حاضر رکھوا کہ تو ملک زال کی جان پر آفت ہے قلعہ تخت الشعاع پر فروکش ہوں فوراً کوچ کرونگا زیادہ نہ ٹھہرونگا یہ نامہ وار جوڑا گلنار پہنے سانڈنی اڑاتا ہوا لشکر حیرت میں پہونچا بحکم شاہنشاہ افراسیاب وہیں سے شتر سوار نے آواز دی اے ملازمان شاہنشاہ طلسم ہوش ربا مژدہ باد کہ شہنشاہ گیتی پناہ نے اپنے کلیجے پر چھری پھیری لیکن مشعل جادو کو حجرے سے نکالا قلعہ تخت الشعاع سے کوچ کیا ہوگا صبح و شام میں مشعل جادو روشنی دکھائیگا مسلمانوں کا دل جلائیگا سحر اسکا غضب

ساحری ہی بات بات مین افسونگری بھری ہی شکر افراسیاب مین آزردہ ہو گیا شتر سوار کو سب نے گھیر لیا یہان حیرت
کو خبر پہونچی ملازمون کو روانہ کیا حکم دیا ارے شتر سوار کو یہان لاؤ خبر فرحت اثر ہمکو بھی سناؤ ملازمان حیرت
باہر نکلے دیکھا صدہا آدمی شتر سوار کو گھیرے ہوئے ہین ایک ایک خبر مشعل پوچھتا ہی شتر سوار بیچارہ ہر ایک
کسی سے کہتا ہی دستی چٹھی والا آتا ہی جب لوگ خفا ہوتے ہین تب کہتا ہی ہان مشعل جادو و آنکو ہر بار و
تنے تو مجھکو گھبرا لیا کس کس کو خبر سناؤن کس کس سے نام بتاؤن اس اثنا مین مصاحبان ملکہ حیرت
ہو پہنچے بھیڑ ہٹاتے ہوئے بہ شکل شتر سوار کو اندر بارگاہ کے لائے اُسنے پایہ تخت ملکہ حیرت
کو بوسہ دیا بعد دعا و ثنا کے دست بستہ گذارش کیا اے ملکہ عالم و اے خاتون معظم مبارک ہو ہزار ہزار
شکر سامری و جمشید ہی فرد سبز پوشے بہ میان آمد و شادان برخاست ؛ نونہالیست کہ از صحن
گلستان برخاست ؛ اب وقت سرور آیا زمانہ غم و الم دور ہوا بیت ہر کس نظرش بر قد بالاے تو افتاد
بجود شدہ چون سایہ و بر پاے تو افتاد ؛ حضور کا ستارہ اقبال اوج پر ہی سامری و جمشید
کی نظر مہر ہی بھلا کسکی طاقت ہی کس مین قوت ہی کسکا دل گردہ کسکا ایسا کلیجہ ہی کہ آپ سے مقابلہ و مجادلہ
کر سکے کسکو تاب کہ حضور کے خورشید جمال پر نظر بھر کر دیکھے آنکھ ملا سکے نیمچہ ہلال ابرو اشارہ نظر مین
جو رنگ کرے تیر نظر جگر کو تاکے دشمن سہمے گوشہ پناہ ڈھونڈھے فوج مژگان برچھیان تان کر
گرے تیغہ برق ابرو چمک کر گرے اُس کشتہ تیغ جفا کو جلا کر خاک کرے بیت دم تیغ تو گر اعجاز
مسیحا دارد ؛ خضر گر کشتہ تیغ تو شود جا دارد ؛ ہمیشہ نام سامری پرستی روشن رہے ابیات

منور ہو گا دل گر شعلہ داغ جنون بھڑکا
کہ شمع مہر سے ہوتا ہی پیدا نور کا تڑکا

جو روشن طبع ہین ایمن ہین سیلاب حوادث سے
نہین ہی زورق خورشید کو طوفان کا دھڑکا

خزان کا دخل گلزار معانی مین نہین ہوتا
بہار باغ مضمون کو نہین ہی خوف پتجھڑ کا

شکر خورے کو مل رہتی ہی شکر یہ مثل سچ ہی
ہوا وصل اُسکا حاصل جس کسی پر دم مرا اکھڑ کا

نہین ہی نوش عالم مین کسی جا نیش سے خالی
شب وصلت مین کب جاتا ہی روز ہجر کا دھڑکا

نہین ہوتا قصون کو آگہی کامل کی صحبت سے
کسی پر حال کب روشن ہوا مجذوب کی بڑ کا

جو جلبے نو زرع فانی فنا ہو آتش غم مین
جلے مشعل تو بجھتا ہی شعلہ لعل کو دڑ کا

شخن جو زم دل مین سرکشی ظالم کی کھوتے ہین
بجھا سکتا نہین جز آب جب شعلہ کوئی بھڑکا

شہنشاہ افراسیاب نے مشعل جادو کا حجرہ کھولا وہ بلائے روزگار ساحر غدار یکتائے افسونگری مصاحب سامری قہرلات ومنات جمشید کرامات بندۂ خاص خداوند لقا بانی جور وجفا کوئی تم مین آیا چاہتا ہی مصور جادو نے گھبرا کر پوچھا ارے خون کسکا پایا کسکا چراغ حیات گل کیا کسکو اپنے ہاتھ سے قتل کیا شترسوار نے جواب دیا ملک خورشید تاج بخش جو شاہنشاہ افراسیاب کا معشوق تھا اسی کو ذبح کیا اب وہی خورشید تخت پر سوار ہی چہرے سے رعب وداب آشکار ہی لوگ کہتے ہین کہ یہی مشعل نامدار ہی غلام اس اسرار کو نہ سمجھ سکا شہنشاہ نے یہ نامہ دیا ہی اسکو پڑھوا لیجئے حیرت نے دکھیا دوکاغذ مین سرما وابریق کا نام انکو دیا مسکرا کر کہا لو تمکو بھی مبارک ہو شراب ناب کھچواؤ جلد ساقیان ماہرو خوشخو پری پیکر سیم بر گلعذار طرحدار کمسن جمع کرو قدوسم خم کی ہر روز فرمائش ہی یہ بڑی کاہش ہی سرما وابریق نے شرما کے سر جھکا لیا کہنے لگے ای ملکہ جانہ دل کو شمع جمال سے روشن تو ہونے دیجئے بسر وچشم خدمت کرینگے کسی طرحکا عذر نہوگا

نظم

اطاعت مین اغیار خامی کرینگے
یہی ناکہ شیرین کلامی کرینگے
یہ جانو کہ ہوگی جہان خاک عاشق
وہی آپ کی نیکنامی کرینگے
کہانتک اٹھائین یہ نازک مزاجی
وہ خود اسکی قائم مقامی کرینگے
مرے قتل کے روز میلہ لگیگا
ادا سب پیامی سلامی کرینگے

ہمین بندہ پرور غلامی کرینگے
یہ ٹھہری ہی آوارگان محبت
وہین تو وہ محشر خرامی کرینگے
کرین ہم دغا آپ سے توبہ توبہ
کسی اور کی اب غلامی کرینگے
قیامت بھی ٹھجائیگی ہر قدم پر
یہ جلسہ وہ اک دھوم دھامی کرینگے

وہ کیا چارۂ تلخ کامی کرینگے
جناب خضر کو مقامی کرینگے
ہوے آپ بدنام جن جن کے پیچھے
یہ کوفی کرینگے یہ شامی کرینگے
رہیگا نہ دشمن تو مجھکو خوشی کیا
قیامت کی وہ خوشخرامی کرینگے
نہ گھبراؤ تم داغ مطلب تمھارا

یہ اشعار آبدار پڑھتے ہوئے ابریق برق انداز فوراً خوشی خوشی انتظام کرنیکو باہر آئے بھپکے چڑھ گئے شراب کھچنے لگی پری شیشے مین اتری ہر قرابے مین جلوہ آفتاب نظر آنیلگا سرما وابریق آپ خود واسطے تلاش معشوقان سیمبر کے روانہ ہوے حیرت نے نامہ پڑھکر لشکر مین مشتہر کیا کہ کل شہنشاہ مشعل جادو کا داخلہ ہی مسلمانون سے کہو کہ سوراخ مور ومار تلاش کرین اب جاکر اسمین چھپین چرند وپرند ہرکارے لشکر اسلام کے موجود تھے خبرین لیکر جو آئے بھاگے یہان سب سرداران نامدار بارگاہ مین جمع ہین یہی ذکر ہو رہا ہی کہ دیکھے اب کیا ہوتا ہی خدا خیر کرے

یکایک ہرکارے گھبرائے ہوئے بارگاہ مین آئے عرض کی مشعل جادو گل ہوگیا باغبان قدرت
نے کہا لو آفت آئی غضب ہوگیا بیشک اب معاملۂ جنگ سخت و صعب ہوگیا اتنا تو دریافت کرو کہ افراسیاب
نے خون اُسکا پلایا حیرت جادو تو زندہ بیٹھی ہے بہار کی آنکھون مین آنسو بھر آئے بے اختیار زار زار
مثل ابر نوبہار رونے لگی کہا خدا میری بہن کو بچائے ارے صاحبو کوئی اتنا جا کر کہے کہ ملکہ یہان آپ
بھاگ کر چلی آئیے بعیش و آرام تشریف رکھیے باغبان نے کہا اب کیا خوف ہے بے خون پیے
ہوئے وہ اپنے مقام سے اُٹھا نہ ہوگا پہلے ہی دروازے پر اُسکے افراسیاب نے کسی اپنے
معشوق کو قتل کیا ہوگا جب دروازہ کھلا ہوگا مگر مین حیران ہون کہ اُسکا کون معشوق تھا ہرکارون نے
عرض کیا ہمنے دریافت کیا تھا عجب طرح کی بات ہے جسکو ذبح کیا ہے وہ افراسیاب کا ساقی بچہ گزرے کار کا
تھا مشعل اُسی کی شکل پر آتا ہے نام لینے سے کلیجہ دہلا جاتا ہے خواجہ عمرو عیار اس خبر وحشت اثر
سُننے سے بیہوش ہوگئے اور سرداران نامور تھر تھر کانپنے لگے عمرو کو گلاب کیوڑا چھڑک کر ہوشیار کیا
عمرو نے دیکھا اہالیان دربار مر جائینگے ایک ایک کو سمجھانا شروع کیا ارے یارو جرأت کو دخل دو
نامردی نہ کرو ذرا صبر کرو اسقدر بیقرار نہو آتے ہی اُس حرامزادے کو مارونگا شمع حیات مشعل
گل کرونگا خاطر جمع رکھو اسکو زندہ نہ چھوڑونگا جان دینے سے مُنھ نہ موڑونگا یہ بڑا نامی ساحر ہے
دو سو برس کے بعد زمین سے نکلا ہے روپیہ و اشرفی بہت سا جمع کیا ہوگا خزانے بھی ساتھ لایا ہوگا
افراسیاب بھی بہت کچھ دیگا مجھکو خود فکر ہے کہ آتے ہی مار ڈالون ایسا نہو کہ سب روپیہ صرف کر ڈالے
مفت کی سوختی ہو کچھ ہاتھ نہ لگے میری محنت بیکار ہو تم لوگون کو تو اسکا خیال نہین ہے کہ مین فاقے کرتا ہون
مصیبت بھرتا ہون دیکھو ابھی مجھے مارے بھوک کے غش آگیا تھا یون ہی سوکھ سوکھ کر مر جاؤنگا اس سے
اب آپ اپنی فکر کیون نہ کرون کاہیکو مصیبت بھرون باغبان نے کہا خواجہ بھلا کیسے مارو گے وہ کایاپلٹ
ہوکے آتا ہے عمرو نے کہا کایاپلٹ کے باپ کو مارینگے اُسکے مال پر قبضہ کرینگے کوئی شے خدا نے ایسی دنیا
مین خلق نہین فرمائی ہے کہ جسکے لیے فنا نہو مصداق آیہ وافی ہدایہ کل من علیہا فان شجر و حجر سبکا انجام
ایک ہے اُسی کی ذات کو بقا ہے کوئی نہ کوئی اُسکی بھی تدبیر نکل آئیگی نہ مرنا کیسا خبردار اب جو کوئی ایسے
ذکر کریگا اُسے بارگاہ سے نکلوا دونگا ملکہ مہرخ نے اشارہ کیا کوئی کلمات حسرت و یاس زبان سے
نہ نکالے لشکر تباہ ہوجائیگا بڑی مشکل ہوگی جو جو اُسکے اوصاف ہین اُنکا ذکر نہ کرو مین اب خدمت مین بادشاہ

کوکب روشن ضمیر کی جادو سے نگا کل کیفیت دریافت کراؤنگا ابھی کیا جلدی ہے اُس ملعون کو آنے تو دو پیش از مرگ
واویلا نہ کرو صنعت سحر ساز کا بھی تو یہی حال تھا کہ وہ قتل ہوگی کیفیت دریافت تو ہونے دو سرداران
افراسیاب بڑے نامرد ہین ابھی یہان سے نکلجادین سب کی گردن مین ہاتھ دو اور یہ باغبان بڑا
نامرد ہے آٹھ پہر ہاے ہاے کیا کرتا ہے باغبان تو خاموش ہوا سب کو سمجھا کر عمرو بیرون بارگاہ آیا عیارون
سے اشارہ کیا خبر تو لو یہ ملعون کیونکر آتا ہے کیا رنگ بنایا ہے برق فرنگی سامنے کھڑا تھا کہنے لگا اُستاد
جس روز آئیگا اُسی دن مارونگا عمرو نے کہا آپ مہربانی فرمائیے ہرگز ہرگز عیاری نہ کیجیے بڑا بیباک ہے یہ
ہر بات مین بول اُٹھتا ہے صنعت کا جھگڑا تیری ہی ذات سے ہوا چالاک کو مردہ بنا کے لے دوڑا
برق منہ پھلا کے کنارے ہوا بڑبڑاتا چلا راہ مین جانسوز سے ملاقات ہوئی پوچھا کیون بھائی خیر تو ہے
برق نے کہا ہمارے اُستاد کو سودا ہو گیا ہے عیاریان تو بھول گئے حکومت کرتے ہین اس بات کا [illegible]
مشعل کو ہمین گُل کرینگے یہان عمرو نے اسد و مہ جبین کا بارگاہ مین آنا موقوف کرایا الگ الگ ایک
بارگاہ استادہ کرائی چند ساحر براے نگہبانی مقرر کیے ملکہ مہ جبین کو سمجھا دیا اسد نامدار کو یہان بلاؤ
اسد سے اتنا کہدو کہ تیاری سفر کی ہو رہی ہے بعد ہفتہ دو ہفتے کے طرف دریاے نیل کے
کوچ ہوگا امتحان طلسم کشائی قرار پائیگا اسد کو اس دھوکے سے بارگاہ مین ٹھہرایا عمرو نے آراستگی
لشکر کا حکم دیا بیرون بارگاہ سائبان زربفتی کھچوا دیا زیر سایہ سائبان بصد تجمل و شان تخت پر ملکہ مہرخ
گرد شرہ سو سرداران عالی تبار اپنی کرسی برابر تخت مہرخ کے عیارون کے مقام بھی مناسب جگہ پر قرار دیے
چار پہر رات اسی ہنگامے مین بسر ہوئی ناگاہ نیر اعظم بصد شوکت و حشم مشعل شعاع و ضیا لیکر بصد کر و فر
براے روشنی عالم پردہ تاریک مغرب سے برآمد ہوا تمام عالم منور ہوا خواجہ عمرو نے مناسب طلوع پر
دربار آراستہ کیا تشفی و تسلی کے واسطے اہل لشکر کو نئی وردیان تقسیم کیں اب دیکھا کہ ملکہ حیرت جادو
براے استقبال مشعل چلی تمام لشکر حیرت کے ہمراہ نوبت و نقارے بجتے ہوے ایک جانب
مصور جادو وغیرہ سامری و ملکہ صورت نگار ایک جانب سرمایہ برف انداز و ابر بوق
کوہ شگاف تمام شاہزادیان و وزیرزادیان اشتیاق دیدار مشعل جادو مین تخت کو گھیرے ہوے
بیچ مین ملکہ حیرت مثل ماہ تابان گرد شاہزادیان مثل ثابت و سیارگان چالاک بصورت مبدل نظارہ
جمال ملکہ حیرت کرتا ہو؛ دوڑا جاتا ہے حسن و جمال ملکہ حیرت دیکھکر بیتاب ہو گیا کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا یہ

یہ اشعار رو رو کر پڑھنے لگا اشعار

یون ہی شعاع داغ مرے دل کے آس پاس ٭ ہالہ ہو جسطرح مہ کامل کے آس پاس
ڈوبا جو کوئی آہ کنارے پہ آگیا ٭ طغیان بحر عشق ہی ساحل کے آس پاس
یہ غیرت وفا کا اثر ہی کہ بوالہوس ٭ بسمل تڑپتے ہین ترے بسمل کے آس پاس
ای قیس تیرے نالے کی عبرت کو کیا ہوا ٭ لیلی نے رنگ باندھے ہین محمل کے آس پاس
مرجائین تا خوشی سے عدو سن وصال کی ٭ یارو فغان کرو گلے مل مل کے آس پاس
کیا کیا جلے ہی بزم مین تجھسے نہ جب پھرے ٭ پروانے شمع شعلہ شمائل کے آس پاس
ہی تو ہی بیوفا نہین باور تو دیکھ لے ٭ گل جامہ در ہین گور عنادل کے آس پاس

تمام شاہان طلسم ہوش ربا ملکہ حیرت جادو کو گھیرے ہوئے ہر ایک کو یہی انتظار ہی کہ اب دیکھین شاہنشاہ مشعل کس صورت مین آتا ہی کیا وضع رکھتا ہی دس برس کے بعد زمین سے نکلا ہی یقین ہی انتہا کا ضعیف و نحیف ہوگا ہر ایک کو یہی انتظار ہی کہ دیکھین مشعل جادو کیا شعبدہ دکھاویگا کیونکر آویگا اُسکو تو کلام کرنا دشوار ہوگا ضعف و نقاہت سے بیقرار ہوگا بیٹھنے سکتے ہین وہ مصاحب سامری وجمشید ہی ہر بات مین اُسکی بھید ہی ہنوز یہ ذکر ہی تھا کہ سامنے سے نشان فوج معلوم ہوے دیکھا سب نے آگے آگے زال جادو اہتمام سواری کرتا ہوا ایک مرکب باد رفتار پر خود شہنشاہ افراسیاب جادو بہ کبر و نخوت سوار ہی پرے کے پرے فوج کے سامنے سے گذرے بعد اسکے جلوس و سامان ماہی مراتب آنے لگا خواجہ عمرو بھی ملاحظہ فرما رہے ہین ملکہ مہرخ و ملکہ بہار وغیرہ کی بھی نگاہ لڑی ہوئی ہی سب نے دیکھا کہ اک جوان رعنا شکل زیبا سبزہ بھی ابھی اچھی طرح سے آغاز نہین ہوا شعر برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن ٭ جوانی کی راتین مرادون کے دن ٭ تاج زرین سر پر لباس پر تکلف زیب جسم بھولی بھولی صورت تخت زمرد پر سوار گرد معشوقان طناز با کرشمہ و ناز کمسن کمسن لڑکے کیفیت دیکھکر مہرخ و بہار وغیرہ کے دل سینے مین دھڑکے سناٹا آگیا قلب تھرا گیا بغور جو دیکھا تو پہچانا کہ یہ تو وہی گورسیے کا لڑکا کہ جسکو افراسیاب نے پالا تھا ملکہ حیرت جادو برائے تسلیم مشعل بحکم افراسیاب خم ہوئی چوبدار نے آواز لگائی ای شہنشاہ مشعل ملکہ حیرت جادو زوجہ شہنشاہ طلسم ہوش ربا برائے تسلیم حاضر ہی اُسی نوجوان نے سلام لیا مسکرا کر حیرت سے پوچھا مزاج تو اچھا ہی

حیرت جادو بہ نگاہِ حیرت دیکھنے لگی کہ یہ تو موا وہی ساقی بچہ افراسیاب کا پیارا گزرنے والا ہوا اسکو
متوحش دیکھکر افراسیاب قریب آیا کہا اے ملکہ یہ صورت زیبا کرامات سامری و جمشید ہے مین نے تمھاری جان
بچائی اِسی لڑکے کے سر ساری یہ آفت آئی اسینے ہاتھ سے اپنے دلربا کو قتل کیا ذرا بھی رحم نہ کھایا جسم
شہنشاہ مشعل بوسیدہ ہوگیا تھا دیکھو گلے مین ٹانکے لگے ہوئے ہین بصورت شہنشاہ کو پسند آئی
اپنی روح کو اِسکے جسم مین اُتار لیا یہ بھی اگلی ہی کرامات ہے مشعل کی ساحری کی کیا بات ہے تعجب نہ کرو
قدرت سامری و جمشید پر نگاہ ڈالو کیا کیا بندے بنائے کیسے کیسے کمال دکھائے ہر جسم مین جا بیٹھنا
اِنکو اختیار ہے شعبدہ بازی فلک بر رفتار اِنکے آگے بیکار ہے اب حیرت کو تسکین ہوئی ورنہ غصے سے چہرہ
لال تھا انتہا کا ملال تھا پانچون عیار بیچارے بھی حاضر ہین ہوش و حواس اِنکے بھی باختہ ہین آپس مین اشارے
ہو رہے ہین صبا جو یہ رنگ کبھی دیکھا تھا اب سبکی قضا آئی ہے اِسپر بھلا کون عیاری کریگا مشعل کو اِس
شان و شوکت سے لاکر داخل بارگاہ کیا مشعل آکر تخت پر بیٹھا ملکہ حیرت کرسی پر گرد تمام وزرا امرا سردار
جمع ہین افراسیاب نے کہا اے ملکہ حیرت تم خاطرداری شاہنشاہ مشعل مین مصروف رہو مین پردہ ظلمات
پاس نانی اماں ملکہ ماہیان زمرد پوش کے جاتا ہون اُنکو بھی جاکر آمد مشعل کا مژدہ سناتا ہون پھر آکر
طبل جنگی بجواؤن گا مسلمانون کا خون بہاونگا شہنشاہ مشعل باغیون کو آتش قہر و غضب سے جلاکر خاک
کرینگے یہ سب جھگڑا بکھیڑا پاک کرینگے ابریق کے کان مین کہا دیکھو اِسکا ضرور خیال رہے شہنشاہ مشعل کی
کسی طرح دلشکنی نہونے پائے شراب دو آتشہ پے درپے پہونچے ساقی بچے نازنین پر تمکین کس کس حاضر ہین
یہ کہکر افراسیاب طرف پردہ ظلمات کے روانہ ہوگیا صحبت ملکہ ماہیان زمرد پوش مین پہونچا
تمام ماہیت مشعل ملکہ ماہیان زمرد پوش سے بیان کی ملکہ ماہیان نے جواب دیا حقیقت مین
مشعل کا یہ پلٹ ہے سحر و ساحری مین چندان کمال نہین رکھتا لیکن عمرو کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے صاف تحریر ہے
کہ عمرو قاتل مشعل ہے افراسیاب نے منھ پھیر لیا کہا نانی اماں تمکو کیا جواب دون لکھنے والا گدھا تھا
سودا ہوگیا تھا یہ کہکر صحبت ماہیان مین شراب خواری کرنے لگا خم کے خم خالی ہوگئے ہین اب مشعل حیرت سے
متوجہ ہوا کون کون شریک طلسم کشا ہے کس کس نے سامری پرستی سے کنارہ کیا ہے افسر کلان کون قرار پایا ہے
حیرت نے بیان کرنا شروع کیا سب سے پہلے ملکہ مہرخ کا نام لیا کہ وہ سبکی بادشاہ ہے سب اُسی کے
حکم مین ہین ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ جب مشعل جادو بصورت خورشید تاج بخش حجرے سے نکلا تھا تو اُسنے

زال جادو سے کہا کہ سامنے ذرّہ کوہ کے جاکر آواز دو کہ اے اقرار و قرار جادو شہنشاہ مشعل
حجرے سے برآمد ہوئے ہماری فوج قدیم لیکر جلد حاضر ہو جب زال نے جاکر آواز دی اقرار و قرار
بارہ ہزار ساحران غدار سے آکر حاضر ہوئے وہ خاص ہمراہیان مشعل جادو ہین پس جبکہ ملکہ حیرت نے
نام مہرخ کا لیا مشعل نے باپ دادا کا نام لیا کہا مین انکو نہین جانتا مگر باپ دادا اُسکے ضرور رہے
ہمصحبت رہے ہونگے ایک نامہ ہماری جانب سے ملکہ مہرخ کو تحریر کرو کہ ہمارے پاس آؤ ہم خطا
تمھاری افراسیاب سے معاف کرا دینگے جو فیصلہ ہم کر دینگے کسی کو عذر نہوگا ملکہ حیرت نے کہا اے
شاہنشاہ بالکل بیکار ہے ملکہ مہرخ کبھی نمانینگی یہ لوگ بڑے سخت ہین کسی جمعیت سے نہین گھبراتے آخر انہین
اُنھین کی فتح ہوئی ہے مشعل نے کہا بموجب ہمارے حکم کے کاربند ہو ہمارے مقدمے مین دخل نہ دو ہم
بندگان سامری کو سمجھا لینگے اگر انکار کیا ایک ہی دن مین سب کا کام تمام کر دینگے ملکہ حیرت جادو
نے فوراً نامہ لکھکر اک کنیز کو دیا وہ کنیز نامہ لیکر لشکر مہرخ مین آئی ملکہ مہرخ تخت پر جلوہ فرما تھین نامہ دیا مہرخ
نے نامہ پڑھا خواجہ سے کہا اے ملاقات مجھکو مشعل طلب کرتا ہے کیا حکم ہے عمرو نے کہا ضرور جاؤ جاکر کلام کرو
جیسا سوال کرے ویسا جواب دو ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ مشعل کے سامنے مین ہرگز نجاؤنگی
ایسا نہو روح کھنچ سے عمرو نے کہا پھر بادشاہ لشکر نیکر بیٹھی ہو کلام کرتے ہین دم نکلتا ہے مہرخ نے کہا
خواجہ وہ تو ملک الموت ہے نام سے اُسکے دل گھبراتا ہے جبر اپنا اختیار نہو کیونکر نہ دل گھبرائے
مرنا اُس ملعون کا غیر ممکن ہے اگر وہ کچھ کلام سخت و سست کرے پرائی محفل مین کیا جواب دین مفت مین
حجاب ہو بس جواب صاف تحریر فرمایئے کہ مناظرہ ہمکو منظور نہین ہے میدان کارزار مین آؤ جیسا
سوال کروگے ویسا جواب دینگے یا تیغ زنگے پرائے گھر مین آنا منظور نہین ہے میدان کارزار
مین آکر طبل جنگی بجاؤ فتح و شکست خدا کے اختیار مین ہے عمرو نے کہا یہ بجا آپ نے فرمایا مگر آپ تو پیر و مذہب
حق مین جو اُدھر سے سوال ہو اُسی کے موافق جواب دو ہر طرح پر حریف قایل ہو مہرخ نے
کہا ہم جواب و سوال سے باز آئے صاف تو یہ ہے کہ پرائے گھر نہ جاینگے جب عمرو نے دیکھا کہ
کسی طرح سے مہرخ نہین مانتی ہاتھ پکڑ کے تخت سے اُٹھایا کہا تم سے الگ ہم کچھ باتین کرینگے سب نے
دیکھا خواجہ عمرو و ملکہ مہرخ گوشۂ تنہائی مین گئے تھوڑی دیر کے بعد صرف ملکہ مہرخ خیمے سے
برآمد ہوئین سرداروں سے فرمایا خواجہ عمرو برائے ملاقات شاہنشاہ کو کب تشریف لیگئے ہین ہم

برائے مناظرہ دربار مشعل مین جاتے ہین حقیقت مین مناظرہ مین کیا خوف ہے جیسا سوال ویسا جواب
اکثر سردارون نے کہا ہم ہمراہ چلین ملکہ مہرخ نے کہا مین کیا کسی سے مقابلہ کرنے جاتی ہون اگر وہ
پیام صُلح دیگا صاف جواب ہے کہ شاہزادہ بدیع الزمان فرزند صاحبقران کو افراسیاب نے
قید کیا ہے انکو ہمین دیدو ہم اپنے سردارون کو لیکر خدمت مین صاحبقران کی چلے جائین ہوش رُبا
مین ہمارا کیا کام ہے جب تک ہمارا شاہزادہ نہ ملیگا لڑینگے مرینگے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرینگے جو کچھ تمسے
ہو سکے تم بھی کرو یہ سوال و جواب کرکے چلے آئینگے سردارون نے سر جھکا لیا کہ بادشاہ کی بات کا
کون جواب دے سب نے کہا بسم اللہ آپ تشریف لیجائیے پروردگار انجام بخیر کرے ملکہ مہرُخ
نے صرف چند کنیزون کو ساتھ لیا تخت پر سوار ہو کر طرف لشکر حیرت جادو کے چلین ہرکارون
نے جا کر مشعل جادو سے اطلاع کی کہ ملکہ مہرُخ سحر چشم تشریف لاتی ہین مشعل نے ملکہ حیرت سے
کہا آپ کسی بات مین دخل نہ دیجیئے گا جو مناسب وقت ہوگا سوال و جواب کرونگا یقین کامل ہے کہ
اصلاح ہو جائے ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ اسوقت دربار مین پانچون عیار بچیان و شاہزادیان ابرق
وغیرہ سب حاضر ہین مشعل بیٹھا شرابخواری کر رہا ہے جام شراب ایک لمحہ اسکے ہاتھ سے نہین چھوٹتا
کیسی کیسی شرابین دو آتشہ حیرت منگواتی ہے جب جام وہ بدانجام پیتا ہے کہتا ہے افسوس شراب تلخی بھی
نہین دیتی نشہ نہین ہوتا اب خبر پہونچی کہ ملکہ مہرُخ تشریف لاتی ہین چند نامی امرا کو برائے استقبال
ملکہ مہرُخ روانہ کیا سردار برائے استقبال چلے رنگ محفل عرض کر چکا چند اشعار موافق مقام
کیفیت انجام ملاحظہ ہون

نظم مصنف

اے ساقی مہربان کدھر ہے
عیاری کا لطف بھی دکھا دے
اب بزم مین معرکہ پڑا ہے
نقاشِ مصوّرِ خیالی
روشن ہے قمر کہ خوش بیان ہے

رندون کی بھی کچھ تجھے خبر ہے
روشن ہے کہ طبع رنگ پر ہے
شمع و مشعل کا سامنا ہے
آئے ہین رقم بصد مشقت
ہان جودتِ فکر بھی عیان ہے

ہان گردشِ چرخ سے بچا لے
ہان مشعلِ فکر گُل نہ ہو جائے
روشن کن بزم فکر عالی
دکھلاتے ہین رنگ لطف صحبت
اشعار دگر موافق مضمون

دل مین رہتا ہے ضیائے داغ سے روشن چراغ
کب یقین ہے قبر پر اپنی رہے روشن چراغ
گھر ہے عاشق کا یہان جلتا ہے بے روغن چراغ
تم جلانے بھی نہ آؤ گے پس مردن چراغ

شعلہ دیتے ہین بدن مین جسقدر ہین استخوان | جلوہ گر رہتے ہین میرے زیر پیراہن چراغ

بعدِ مدت گرمِ صحبت ہی جو وہ آتش مزاج | شعلۂ افسوس سے ہی سینۂ دشمن چراغ

مخلصی مطلوب کی طالب سے ہو ممکن نہین | قید رکھتا ہی کنارِ شوق مین روغن چراغ

ایک بھی منت نہ بر آئی وہ خوش اقبال ہون | مدعی میرے مزے کرتے رہے روشن چراغ

اِک تماشا ہی فروغِ کرمکِ شب تاب سے | باغ مین ہی پھول رکھتا ہی نہ دامن چراغ

روشنی دیتے ہین داغ دل شگافِ قبر سے | جانتے ہین لوگ جلتے ہین تہِ مدفن چراغ

جسقدر بے مانگی ہو باعثِ آرام ہی | بجھ کے سو رہتا ہی جب ہوتا ہی بے روغن چراغ

یہ جلاتا ہی اُنھین آتے ہین پروانے جو پاس | واے قسمت دوستون کا اپنے ہی دشمن چراغ

شب کی تاریکی لحد پر داغِ تن زیرِ لحد | تیرگی بالاے مدفن ہی تہِ مدفن چراغ

یون ہی مرجاؤنگا مین بھی سوزِ غم سے ای صنم | جل کے بجھ جاتا ہی جیسے شب کو بے روغن چراغ

عکسِ عارض سے تمھارے بڑھگئی دُونی چمک | چشم بد دور آج رکھتا ہی عجب جوبن چراغ

امتحان کیواسطے اکثر بجھاتا ہون جو مین | تابشِ رُخسار سے تم کرتے ہو روشن چراغ

انتقالِ روح عاشق کا زمانہ ہی قریب | لو مبارک ہو تمھین روشن کرے دُشمن چراغ

بجھون کو بھی تمھارے حسن سے ملتا ہی فیض | رات بھر رہتا ہی ہر دیوار مین روشن چراغ

ای نسیم اب تم بدلکر قافیہ لکھو غزل | جوشِ مضمون کہ رہا ہی اور ہو روشن چراغ

ملکہ مہرخ سحر چشم تجمل و خدم داخل بارگاہ حیرت ہوئین اس رعب وداب سے جیسے جو ملکہ مہرُخ کو دیکھا کہ تاج یاقوتی بر سر لباس فاخرہ در بر پیچکہ کمر مین سر پشت پر بارگاہ مین آتے ہی شل اہلِ اسلام سلام کیا لوگ چین بر جبین ہوے مشعل نے منع کیا کہا صاحبو جس مذہب مین ہی اُسکی صفت کرتی ہی اسکا غصہ کیا یہ کہکے خود واسطے تعظیم کے اُٹھا کہا ملکۂ عالم تشریف لاے ہین خوب ثابت ہوا کہ آپ نے دین اسلام قبول کیا آئیے تشریف رکھیے داہنے پر ملکہ حیرت جادو بائین پر ملکہ مہرخ کو کرسی ملی ساقی بچے کو اشارہ کیا اُسنے ملکہ مہرخ کے سامنے جام پیش کیا ملکہ مہرُخ نے کہا ای شاہنشاہ مشعل آپ روشن مزاج ہین ساحرون کے سر کے تاج ہین ہم آپکی شراب نہین پی سکتے ہمکو معاف فرمائیے آزردہ نہو جیے مشعل تو نہایت زکی و فہیم ہو دو سو برس

زمین مین دفن رہا شیطان مجسّم ہوگیا ہنسکر کہا ای ملکۂ عالم اچھا کیا مضائقہ ہو خشک میوہ منگادین مہرخ
نے کہا آپ کے ثمر کلام سے مزا ملتا ہو کسی شی کی کیا احتیاج ہو جس مطلب کیواسطے یاد فرمایا ہو اب
اُس سے آگاہ کیجیے اہالیان دربار سب گوش بر آواز ہین کہ دیکھین ملکہ مہرخ و شہنشاہ شعل سے
کیا باتین ہوتی ہین چہرے پر ملکہ کے ذرا بیم و ہراس نہین کس شگفتگی سے دیکھو تو کلام کرتی ہو تعلیم
یافتہ صحبت عمرو ہو جرأت خود مقرر ہو کہ یکہ و تنہا محفل دشمن مین آئی شعل نے پوچھا ای ملکہ ہمنے خاص
تمھارے واسطے تکلیف فرمائی شہنشاہ ہوش ربا نے کیا کرامات دکھائی اپنے کیسے معشوق
کو قتل کیا خون اُسکا ہمکو پلایا اب ہم آئے ہین کہ اُسکے دشمنون کو سزا دین سارا جھگڑا اور فساد
مٹا دین لیکن تم سب سرداران نامدار طلسم ہوش ربا کے رازدار اُسطرف شریک ہوئے ہو بدولت
نے سنا اصل صرف چند عیار اور ایک سردار باقی تم سب تہیاے رزم و پیکار ہو لہذا ہمکو منظور ہوا
اُن سب صاحبون سے تو سمجھا جائیگا دشمن افراسیاب طلسم ہوش ربا مین نہ رہ سکیگا اب بدولت کا
قدم آیا جنگ ہماری نمونہ قہر سامری و جمشید ہو آنکھو تو ثابت ہوگا ہمارے ہر امر مین قدرت کا
بھید ہو ہمکو کوئی قتل نہین کرسکتا مرنا غیر ممکن ہو موت سے دل مطمئن ہو پس ہم سے مقابلہ کرنا حماقت ہو
تم آپ عقیل و فہیم ہو ہمارے کلام جلالت انجام کو سمجھو افراسیاب سے ملجاؤ تو جتنے عیار اور طلسم کشا کے
حق مین جو مناسب وقت ہوگا کیا جائیگا ایک چشم زدن مین اُنکو بلاکر سزا دینگے ما بدولت براے سیر تا بہ
کوہ عقیق گلزار سلیمانی جائینگے لشکر حمزہ کو بھی مٹا دینگے اندر ایک سال کے ہفت اقلیم کی سیر کرینگے
افراسیاب نے وہ احسان کیا تمام عالم مین گرد و سکہ اُسکا جاری کرکے پھر اُسی طرح دفن ہو جائینگے
ہرچند کہ بعد دو سو سال کے ہوا دنیا کی کھائی اب دل نہین چاہتا ہو کہ پھر گوشۂ تاریک مین جاکر بیٹھین
مگر یہ سب امورات خوشی پر افراسیاب کی موقوف ہین اب ہم آبادی طلسم ہوش ربا مین مصروف
ہین ایسے مزخرفات عرصۂ دراز تک شعل بکا کیا جب خوب اپنی عظمت و شان بیان کرچکا ملکہ مہرخ
ہنسا کین جب شعل خاموش ہوا ملکہ مہرخ نے غنچۂ دہن کھولا مثل عندلیب خوشنوا زمزمہ سرائی شروع
کی کہا ای شعل جادو دراسوقت تو عجب طرح کے کلمات مہملات تمنے کہے کہ کوئی عقلمند قبول نہ کریگا تمھارے
مانند بہت سے ساحر آئے ہمارے ہاتھ سے قتل ہوئے ساری خودسری بھول گئے انجام کار
اجل نے دستگیری کی بہ راہ راست جہنم مین پہونچے تمھارے آنیکا کب ہمکو دھڑکا ہو جانتے ہین کہ پیمانۂ عمر تمھارا

لبریز ہوا آفتاب لب بام ہو چراغ حیات بھڑکا ہو تھوڑے ہی عرصہ مین باد خزان اجل کا طمانچہ پڑیگا
خاموش ہو جاؤگے مثل اورون کے تم بھی آئے ہو تمکو بھی قتل کرینگے اگر سحر مین کمی پائی بہار و
باغبان وغیرہ تمھاری گردن نا بین گے اگر سحر مین زور نہ چلا عیاران نامدار و خواجہ عمرو و فلک وقار
مثل عشاق سبز رنگ و ملکہ صنعت سحر ساز وغیرہ کی عیاری کرکے مارلین گے اور یہ جو تمنے
کہا کہ ہمکو موت نہین سب مذہبون سے یہ کلمہ خلاف ہو جملہ مذہب کی کتابون مین یہ تحریر ہو صاف
صاف تقریر یہ ہو جو شئی کہ دنیا مین پیدا ہوئی ایک دن نابود ہو گی پروردگار کی ذات کو بقا ہو
ہر شئی کو فنا ہو شجر بھی مثل انسان ضعیف ہوتا ہو برگ و ثمر موقوف ہو جاتے ہین آخر جھونکے سے
ہوا کے گرجاتا ہو یا جفائے تبر وارہ اُٹھاتا ہو تمھارا مرنا کیسا ناممکن ہو وہ بات کہو جو عقل مین
آئے انتہا یہ ہو کہ سامری و جمشید کو خدا کہتے ہو وہ بھی مرے پھر تمھاری کیا ہستی ہو ہر ایک
انسان و حیوان لذت موت چکھنے کو پردۂ دنیا مین آیا ہو تمنے تو یہ نیا شعبدہ نکالا ہو اسکی ہمکو
دلیل تبلاؤ نہ مرنیکی کیا وجہ ہو اگر ہمکو ثابت ہو جائے کہ تم نہ مروگے البتہ تمھاری اطاعت کرین
تمسے ڈرین مشعل ہنسا کہا ای ملکۂ عالم کیا خوب تمنے دلیل کی لیکن ہم عبادت سامری کرکے
کایا پلٹ ہو گئے دیکھو جسم ہمارا بوسیدہ ہو گیا تھا ہمکو شرم آئی کہ اُس جسم مین کیا حجرے سے
نکلین جسم نوجوان مین اُتر آئے جسم ہمارا اور ہو روح وہی ملکہ مہرُخ نے کہا یہ تو آپ نے
عجب واہیات بات کہی صورت بدلنا کیا بڑی بات ہو یہ کونسی کرامات ہو عیاران عمرو ودم بھر مین
صورتین بدلتے ہین ابھی کل کا ذکر ہو کہ خواجہ عمرو و دُودھا بنگئے مہتر قران کو بشکل ساحر
بنایا صد ہا برہمن بنائے بڈھون کو جوان کیا جوانون کو ضعیف کیا اسکے علاوہ حیرت بنکر
عشاق سبزہ رنگ کو مارا کیا کار نمایان کیے برق وغیرہ اِس دربار مین کنیزون کی
شکل بنے ہوئے موجود رہتے ہین اُنکو کوئی نہین پہچانتا کیا کیا کام کرتے ہین مجھکو بھی اسقدر
قوت ہو اگر فرمائیے سحر سے صورت تبدیل کر دون مرد بنجاؤن طائر بنکے اُڑون اسی طرح
آپ نے بھی صورت بدلی ہو اسکا فخر کیا مشعل نے دوبارہ قہقہہ مارا کہنے لگا ہمنے صورت
تبدیل نہین کی ہو بلکہ روح ہماری اس جسم مین آئی ہو سحر سے یہ صورت نہین بنائی ہو اگر ہمکو
کوئی قتل کریگا روح ہماری دوسرے جسم مین اُتر آئیگی وہ جسم مُردہ ہو جائیگا روح ہماری زندہ

رہیگی دوسرے جسم مین اُتر کر پھر اُڑ جائیگی اسوجہ سے ہمارا مرنا ناممکن ہی ہمارا دل بخوبی مطمئن ہو ملکہ مہرخ
نے کہا اسکا ہمکو اعتبار نہین آتا جس بات کو کبھی نہ دیکھا ہو بلکہ سُنا بھی نہو بس کیونکر یقین مانین کلام
پر ملکہ مہرخ کے سب وجد کرنے لگے مشعل نے کہا اے مہرخ حقیقت مین تم سچ کہتی ہو یہ شرف کسی کو نہین ملا
دوسو برس ہمنے ایسی عبادت کی کہ یہ کمال حاصل ہوا مہرخ نے کہا ہم یقین نہ مانین گے یہ فعل
کر کے دکھائیے مر کے زندہ ہو جائیے تب ہم آپ کی اطاعت کرین ہمین خوف ہو مشعل نے کہا پھر
آپکا انکار نہ بن پڑیگا ملکہ مہرخ نے کہا بسم اللہ ہم راضی ہین اُٹھیے مگر ہم اپنے ہاتھ سے قتل کرین اور
آپ زندہ ہو جائیے تب ہمکو یقین کامل ہو اور کسی کے قتل کرنیکو ہم ہرگز نہ مانین گے اُسکو شعبدہ
جانین گے تمام اہالیان دربار ان باتون کو بگوش ہوش سُن رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہو کہ
ملکہ مہرخ نے کیا خوب بات فرمائی ہو مشعل نے کچھ کان مین ملکہ حیرت کے کہا حیرت اُٹھکر تخلیہ مین گئی
ملکہ مہرخ نے مشعل پر تاکید کی کہ آپ اپنے سر جھکا کر بیٹھیے ہم ہاتھ تلوار کا مارین آپ کا پلٹ ہو کر
زندہ ہو جائیے ہم ابھی اطاعت کرین کل سردار ہمارے قبضے مین ہین سبکو لاکر قدمون پر گرا دین ابھی کل
مقدمہ صاف ہو جائے مشعل نے کہا ذرا تامل فرمائیے ملکہ حیرت بھی تشریف لائین ملاحظہ فرمائین تم
اپنے ہاتھ سے قتل کرنا خوب تلوار کو تیز کر رکھو ملکہ حیرت نے گوشے مین جا کر یہ سامان کیا ایک طائر منگا کر
اُسکی گردن مروڑی مُردہ طائر کو ڈوپٹے مین چھپا لیا ابریق کو بلا کر حکم دیا کہ ایک جوان خوش رو کو تنہائی
مین لیجاؤ اُسکی گردن مروڑ کر مُردہ بناؤ زیر تخت لا کر چھپاؤ جسوقت ملکہ مہرخ مشعل جادو پر ہاتھ لگائین
مین فوراً طائر مُردہ اُسکے دہن سے لگا دونگی تم مُردہ میرے سامنے پیش کرنا طائر کو روبرو مُردے
کے کر دونگی طائر سے روح مردے کے جسم مین اُتر آئیگی مُردہ نعرہ کر کے اُٹھیگا تم شاہنشاہ مشعل
مہرخ قائل ہوگی آج ہی خاتمہ ہو جائیگا حیرت یہ انتظام کر کے طائر مُردہ کو اپنے ڈوپٹے مین چھپائے
ہوے آکے کرسی پر بیٹھی ابریق نے زیر تخت مردہ انسان کا عقلمندی سے پہونچایا اب مشعل نے
جب دیکھا کہ کل سامان ہو گیا کہا کیون ملکہ مہرخ آؤ امتحان کرو یہ واضح رہے کہ یہ مہرخ نہین ہو
بلکہ خواجہ عمرو ملکہ مہرخ بنکر آئے ہین باغبان وغیرہ نے خواجہ عمرو کو سمجھا دیا تھا کہ مشعل کا پلٹ یہی
کیا عجب ہو طائران مُردہ موجود رہین مُردہ انسان کا بھی ایک نہ ایک ضرور حاضر رہیگا گرتے ہی لاشہ
مشعل کے طائر مُردہ کوئی اُسکے دہن سے لگائیگا پہلے وہ جسم طائر مین اُتر آئیگا پھر قالب انسان

کے

مین سمائیگا اب خواجہ عمرو کو طریقے سے معلوم ہوا کہ حیرت انتظام کرکے آئی ہے چالاک بصورت مبدل
دربار مین موجود ہے عمرو نے کہ بشکل مہرخ تلوار لیے کھڑے ہین پکار کر آواز دی کہ بلا سے ہم اپنے
کام پر مستعد ہون انتظام مین مصروف رہین حیرت زوجہ شاہنشاہ افراسیاب تماشا دیکھ رہی ہے فوراً
چالاک سمجھ گیا کہ قبلہ وکعبہ کی مراد یہ ہے کہ حیرت کو روکا جائے فوراً کنیز بنکر پشت حیرت پر کھڑا ہوا
برق تڑپکر بشکل ساحر ابرق کے سرپہ پہونچا چالاک نے آواز دی کہ اے ملکہ مہرخ اب تلوار سر
شاہنشاہ مشعل پر لگا دیجئے آپکی تلوار کا کاٹ دیکھین عمرو نے پلٹ کے دیکھا میر انور نظر بشکل کنیز
پشت ملکہ حیرت پر کھڑا ہے میر ابھی بہ وریابھی ہو پہونچگیا مطلب تو یہ تھا کہ انتظام ہونے پائے اور روح
مشعل جسم سے نکلجائے اب ملکہ مہرخ نقلی تیغہ برق زا نیام سے کھینچکر بصد کر و فر انہین مشعل پر
دو چار جام اور پیکر تخت سے کودا کہنے لگا میر جواد بیت مین بھی جھکا کے سر ہون سرخاک تیمتنا
تم قتل کرنے اٹھو سروہی سنبھال کے عمرو نے پیترا بدلا چاہا ایسا نیمچہ مارون کہ دو ہی ٹکڑے
ہون تسمہ بھی نہ لگا رہے بقول آتش فرد زخمی نہین جو منت مرہم اٹھاؤن مین تلوار وہ پڑی کہ نہ
تسمہ لگا رہا عمرو نے تو یہان پیترا بدلا لیکن فلک کجرفتار گردون غدار درپئے آزار ہے عقل فطرت
سب بیکار ہے چشم زدن مین رنگ تفرقہ جھلکتا ہے اسکی شعبدہ بازی سے بچنا غیر ممکن ہے افراسیاب
پہلے سے ملکہ ماہیان زمرد پوش مین بیٹھا ہوا شراب خواری کر رہا ہے یکایک ملکہ ماہیان نے کہا دیکھو
افراسیاب تو مشعل جادو کو چھوڑ کر یہان چلا آیا ایسا نہو ہوا سے بدبخت عیاری عمرو اسکو قتل کرے
وہ بلا سے روزگار ہے افراسیاب نے کہا مانی امان ورق سامری تو دیکھے یہ جب اٹھا کر ماہیان
نے دیکھا منھ پیٹ لیا کہا او افراسیاب جلد اپنے کو بارگاہ مین پہونچا عمرو اسکو بشکل مہرخ سے
مارا چاہتا ہے افراسیاب بحواس ہوکر اٹھا شکل برق جہندہ کر کا عمرو چاہتا تھا کہ ہاتھ مارے
آسمان سے آواز آئی او ساربان زادے کیا کرتا ہے ستم شاہنشاہ افراسیاب اے شہنشاہ مشعل
آپ نے بڑا دھوکا کھایا چالاک تو ایک جانب بھاگا برق تڑپکر نکلگیا افراسیاب بجلی کی طرح کوندہ کر زمین پر
گرا عمرو کود کر کنارے ہوا افراسیاب وحیرت ومشعل عمرو کے پیچھے دوڑے باہر بارگاہ کے
بائیس لاکھ فوج جرار فردکش ہے اقرار و قرار جادو وسرداران مشعل بھی موجود ہین عمرو جست کرکے
بارگاہ سے پچاس قدم باہر آیا افراسیاب ومشعل بھی نکلے عمرو نعرہ کرکے ٹھہر گیا نیمچہ کاندھے پر رکھکر نعرہ کیا

اوشعل بے عقل معلوم ہوا تو صرف کا پلٹ ہی ہے مین نے تو ابھی تجھکو مارا ہوتا مگر بچگیا بڑا بے غیرت ہے مین غیر ساحر ہون
کیا یہ اچھا کرتا ہے بائیس لاکھ ساحر فردوکش ہے اگر دعوی مردی رکھتا ہو ان سبکو حکم دے کہ مجھکو گرفتار کرین لیکن
سحر نہ کرین دیکھ تو کیسا شکار کھیلتا ہون مین اُسکا عیار ہون جسکا لقب ہے گمشندہ جنت سیمرغ بروز مصاف
ضربہم زنندہ لشکر دیوان قاف امیر حمزہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف زلزلۂ قاف
ثانی سلیمان قاتل کافران داماد نوشیروان اُس آقاے نامدار کے ساتھ صف شکنی تیغ زنی کی ہے
آج تماشا جرات کا بھی دیکھے اے افراسیاب مقام غیرت ہے کہ تو تنہا اس ہو ضعیف مشت اُستخوان کو
سحر سے مجبور کرتے ہو دیکھو اکیلا سر میدان بارہ لاکھ جوان کو ٹوکتا ہے جو مرد ہون تلوارین کھینچکر آئین
اگر مجھے بے جرات گرفتار کرلین ابھی تیرا مذہب اختیار کرون افراسیاب ٹہر گیا مشعل کو پسینہ آگیا
سب نے دیکھا کہ عمرو بصورت اصلی تیغچہ کھینچے کھڑا ہے پکار رہا ہے جسکو دعوی جرات ہو مجھسے آنکھ ملائے
بس غصے مین افراسیاب نے آواز دی خبردار کوئی عمرو پر سحر نہ کرے تیر و تلوار و نیزے سے
مار لو تمام کفاران خرس طینت میمون خصلت عمرو پر بلوہ کرکے جا پڑے عمرو نے نام رب اکبر کا لیا
قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالکے نعرہ مردانہ کیا

نغرہ

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانہ کا مکار و غدار ہون
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون

مرے مکر سے کانپتا ہے جہان
مرا تیز رفتار ہو گر قدم
نہ پاوے مری گرد پاپوش کو

تراشندہ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
دوندہ جہان گرد و طرار ہون

نعرہ شیرانہ کرکے لشکر قہار پر مردانہ وار جا پڑا اشل برق جہندہ
ترپ ترپ کر گر رہا ہے فوج ستم کی کالی گھٹا چھائی ہے تلوار پر تلوار برس رہی ہے یہ بھی صدہا کو زخمی کرچکا ہے بیت

یکے را بہ بازو یکے را بہ سر
یکے را بہ پشت و یکے بر کمر
گیا تھک نہ لڑنے لگا وہ دلیر
کہ تھا بیشۂ حرب و جرات کا شیر

جھپٹکر جسپر تیغچہ مارا اس پر ساحر کے پڑا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے
عمرو نے تڑپ کے جست کی کبھی کسی ساحر کے کاندھے پر پاؤن جما دیے وہ گھبرا کر پلٹا عمرو نے
لپٹ کر خنجر مارا اُسکا دھڑ سے زمین پر گرا کسی نے عمرو پر نیزہ مارا عمرو نے کج ہو کر خالی دیا
وہ نکان مین جھکا عمرو نے کمر پر ہاتھ مارا اشل خیار تر ساحر زبون سیر کے دو ٹکڑے ہوئے
کسی کو انی کا ہاتھ مارا شکم ساحر کا چاک کیا جھگڑا پاک کیا ہمہ تن چشم بنا ہوا لڑ رہا ہے کاغذی سپر ہاتھ مین

ہر ایک کے قتل کی گھات مین چھوٹ کے ہاتھ چل رہے ہین ساحر کف افسوس مل رہے ہین کسی کو سر تا پا کن
دیکے کمر پر ہاتھ مارا کبھی بیٹھ کے پالٹ کا ہاتھ لگایا چار چار کے سر اُڑ گئے کبھی لوٹ ماری قتل کرتا ہوا گردون
مین جا کر چھپا پھر اُٹھکر جست کی بلند قدون کی ہمت پست کی اکثر زخم بھی کھائے جرات کے نعرے
اُٹھائے تیغ سکی آنکھون مین چکا چوند ہے برق شمشیر چمک رہی ہے سپرون کی کالی گھٹا چھائی ہے سر برس رہے ہین
دریاے خون جاری نقیب پکارتے پھرتے ہین اشعار

آج مقتل مین یہ جانبازون کی کثرت ہوگی
تیغ قاتل کو نہ دم لینے کی مہلت ہوگی

سیر ہی آب دم تیغ سے ہو جائینگے
چشم جوہر مین کہا تنگ نہ مروت ہوگی

کون ہوگا مرے بعد اُسکے سوا ماتم دار
بیکسی سوگ نشین غمزدہ حسرت ہوگی

کر سکیگی مجھے میزان قیامت نہ سبک
میرے پلے یہ اگر آپ کی رحمت ہوگی

اپنے بسمل کا نہ تسمہ بھی لگا رکھے گا
میرے قاتل مین اگر کچھ بھی مروت ہوگی

ہنگامہ گیرودار بلند ہے افراسیاب و مشعل دیکھ رہے ہین جرات عمرو پر وجد کر رہے ہین
سکتے کا عالم ہے اپنی فوج کے قتل ہونیکا غم ہے ہر ایک کی چشم پرنم ہے ہزار ہا بسمل تڑپ رہے ہین سسکتے ہین کتنے بیجان
ہو چکے ہین قرنا الٹی سانسین لے رہی ہے دمامے پھول کر ڈھول ہوے ڈھول کا پیٹ خالی تاشے
چوبون سے سر پیٹ رہے ہین لینا لینا کے بدلے صدا بھاگو بھاگو کی آتی ہے نعرہ عمرو سے زمین تھراتی ہے چہرہ
غصے سے گلنار ہاتھ مین کھنچی ہوئی تلوار نیزون کی سنانین اُڑا دین طعن کون کرے زبان قلم ہو گئے
چوبین شل بید کانپ رہی ہین لرزہ چڑھا ہے علمون پر بار الم پھریرون کو چاک ہونیکا غم بہت سے
علم لنگر زمین پر گرے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کفن پہن مر دے ہین زمین خون سے لال ساحرون کا
عجیب حال کوئی زخمی کوئی پامال ساحر تلوار کی لڑائی سے عاجز ہین کبھی بھاگتے ہین کبھی کہتے ہین
یارو کس سے لڑین عمرو ہمکو معلوم نہین ہوتا بجلی تڑپ رہی ہے مشعل نے قرار و اقرار کو حکم دیا
ارے تم کیا دیکھ رہے ہو تلوار سے سر عمرو کا کاٹ لو فضلے کار قرار جادو اپنے کو پہلوان
جانتا ہے پھکیت بھی ہے خبردار کہکے بڑھا او ساربان زادے سنم قرار جادو و زینت پہلوے
شاہنشاہ مشعل خوشخو عمرو نے پلٹ کر دیکھا ایک ساحر مہیب قوی تن قوی من سیہ فام بد انجام سر پیچ
بدل رہا ہے عمرو نے کہا ابے یہ نٹ بازی کیسی قریب آ کر لڑ دیکھ مجھکو ساحرون کے حربے سے مہلت

سنین ہم برابر روک رہا ہون تو بھی آکر مقابلہ کر جہنم مین پہونچا دون شعلہ شمشیر بھڑک رہا تھا اقرار تلوار کھینچکر
جا پڑا عمرو پر ہاتھ مارا عمرو نے وار کو اس نابکار کے خالی دیا بڑے زور و شور سے اسنے ہاتھ
مارا تھا جھونک مین تلوار کے جھکا عمرو نے اوپر سے ہاتھ مارا اسنے سر اٹھایا برق شمشیر چمک کر
گری خود وہ بلغہ و عرق جبین کاٹ کر سراسر نکلے اور جبڑے کو کاٹا زمین مین تلوار نے بوسہ دیا خاک
اڑی عمرو نے نعرہ تکبیر کیا آواز دی وہ مارا اقرار جادو نے دور سے جو دیکھا کہ قوت بازو مارا گیا
ہاے کہکے کلیجہ پکڑ لیا ہاے بھائی ہاے بھائی کہکے چیخنے لگا لڑائی بھڑائی بھولا غصے مین طرف عمرو
کے چلا ساتھ والون سے کہتا ہوا کہ صاحبو یہی طرح کی بات ہے شہنشاہ ہمکو حکم دیتے ہین تلوار سے
لڑو سحر و ساحری نہ کرو ہم لوگ تیر و تبر کو کیا جانین سحر و ساحری کے واقف کار فنون سپاہ گری مین
بیکار اسی وجہ سے ہمارا بھائی بھی مارا گیا کیسا ساحر زبردست تھا یہ کہکے جھولی سے گولہ نکالا سحر
پڑھتا ہوا چلا اقرار کے مرنیکی جب آواز کان مین مشعل کے پہونچی بیقرار ہو گیا افراسیاب سے
کہا اے شہنشاہ غضب ہو گیا میرا بڑا نامی سپہ سالار مارا گیا افراسیاب نے کہا لڑائی مین یہی ہوتا ہے
اتنی دیر مین اقرار ہٹو ہٹو کرتا ہوا بڑھا قریب عمرو کے پہونچا داہنے ہاتھ مین تلوار بائین ہاتھ مین
گولہ زیر دامن چھپائے ہوئے نعرہ کیا او ساربان زادے تو نے میرے بھائی کو مارا میرا
کچھ خوف نہ کیا اب شربت مرگ کا مزا چکھ مین اقرار جادو دل سے اقرار کر کے چلا ہون کہ بدون
قتل عمرو نہ پلٹونگا یہ کہکے آواز دی کہ صاحبو گرد سے عمرو کے ہٹ جاؤ قریب نہ آؤ مین اپنے
بھائی کے خون کا بدلا لونگا عمرو کا سر کاٹونگا جادوگر الگ ہو گئے عمرو نیمچہ کاندھے پر رکھے سامنے
اقرار کے آیا کہا اپنے بھائی سے تجھکو بڑی محبت ہے اسی کے پاس تجھکو پہونچا دونگا وہ بھی
تیرا انتظار کر رہا ہے اب افراسیاب و مشعل نے بھی دیکھا کہ بائین ہاتھ مین اسکے گولہ ہے زیر
دامن چھپائے ہوئے ہے افراسیاب نے پکار کے آواز دی اے اقرار خبردار اے بدولت اور
شہنشاہ مشعل عہد کر چکے ہین عمرو پر سحر نہ کرنا سب آبرو جائیگی ایک پر لاکھون گرے ہین اتنی
جرأت دیکھو ہم انصاف پسند ہین اقرار نے افراسیاب کو تو کچھ جواب نہ دیا مشعل نے بھی پکارا
اے قوت بازو و اے زینت پہلو خبردار سحر نہ کرنا اقرار نے کہا آپ ایسا نفرمائین ہم سپاہی منش ہین
شمشیر زنی کیا جانین سحر کو بخوبی جانتے ہین اسی جھگڑے مین ہمارا بھائی مارا گیا ہم ہرگز نہ مانینگے

مشعل و افراسیاب ہاں ہاں کرتے رہے اُسنے جھپٹکر گولہ سحر کا عمرو پر مارا گولہ پھٹا عمرو لہرا کے
زمین گرا گرتے گرتے آواز دی اے افراسیاب و اے مشعل لعنت ہو تمپر آخر تلوار و تیر سے کام نہ چلا تمکو
کوئی بھی قتل نہ کرسکا آخر ملعون نے سحر کیا دیکھ اسکو منع کر انجام اسکا بد ہے میرے شاگرد قیامت برپا کرینگے
افراسیاب و مشعل کو پکارا کسی نے جواب نہ دیا اب تو عمرو گھبرایا اِدھر اقرار تیغہ آبدار کھینچکر بڑھا
عمرو اور زیادہ مضطر و بیقرار ہوا کہ اقرار مجھے قتل کرنے آتا ہے افراسیاب و مشعل کو پکارا اُنمین
سے کسی نے جواب نہ دیا پاس سے طرف آسمان کے دیکھا پکار اُٹھا اے خالق لیل و نہار اے پروردگار
و اے حامی مددگار اِس نامرد کے ہاتھ سے بچا لے اُسوقت تو تمام لشکر مین اک غلغلہ بلند ہے ہر ایک یہی
کہتا ہے اقرار جادو نے جرأت کے خلاف کیا سبکو بدنام کریگا مگر اقرار کسکی سنتا ہے عمرو بلبلا بلبلا کر
رجوع قلب سے دعا کر رہا ہے کہ رہا ہے کہ اے نظم

شاہا ز کرم بر من درویش نگر
بر حال من خستۂ دلریش نگر
ہر چند نیم لائق بخشایش تو
بر من منگر بر کرم خویش نگر

اے معبود کوہ سراندیب پر وعدہ ہو چکا ہے آج تو موت کا سامنا ہے
اِس آفت آسمانی سے بچا لے سب نے دیکھا کہ اقرار قریب عمرو پہونچا عمرو کے ہاتھ پاؤن بیکار
تھے سحر مین اقرار کے پھنسا ہوا کبھی اُٹھا کبھی بیٹھا کبھی گرا ایسی حالت مین اُس نامرد نے آکر
تیغہ مارا سب نے دیکھا عمرو پر تلوار پڑی عمرو کے دو ٹکڑے ہوئے اک غبار بلند ہوا اندھیرا
چھا گیا افراسیاب نے پکار کر کہا بڑا غضب ہوا اب شاگرد ان عمرو اقرار کو نہ چھوڑینگے خیر جو ہوا
آج فیصلہ ہو گیا اب کسکا ڈر ہے یہ سارا بان زادہ بڑا فطرتی تھا آج کس ذلت و خواری سے
مارا گیا اب تو مہرخ و بہار کے دانت کھٹے ہو جائینگے کس برتے پر لڑینگی مسلمان اپنا سر
پیٹینگے ہوشربا سے بھاگ جائینگے یکایک وہ غبار شق ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من اقرار جادو
ہو داب جو سب نے دیکھا لاشہ اقرار پڑا ہوا تڑپ رہا ہے عمرو ندارد لیکن ایک برق آسمان پر چمکی
آواز آئی منم شہنشاہ کوکب روشنضمیر او افراسیاب شرم نہ آئی کہ ایک عیار کو باہمیں لاکھ نہ قتل کرسکے
آخر سحر و ساحری سے کام لیا ہماری زندگی مین محال ہے کہ کوئی خواجہ عمرو کو مار سکے دیکھیو ن
لیجاتے ہین افراسیاب گھبرا گیا کہ یہ کیا معرکہ ہوا چاہا قصد کرے کوکب پر جا پڑے مگر حیرت
کمر سے لپٹ گئی کہا اے شہنشاہ جانے دیجیے مشعل جادو بہت بڑا کا اقرار و قرار کے مارے جانیکا

صدمۂ عظیم ہوا کہا اے افراسیاب اب مسلمانون کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ سے پُرانے سردار مارے گئے افراسیاب نے
کہا ہزار ہا خدمتگذار حاضر ہین یہ کہکر چند سردار پیش کیے تاکید کی کہ خبردار ہمیشہ خدمت شہنشاہ مشعل مین حاضر رہو
فرمانبرداری مین کبھی عذر نہ کرنا جس امر کو شہنشاہ چھلیے پیر بھی فرماوین قبول کرنا بسر و چشم وہ کام کر دینا
مجھسے بڑھ کر شہنشاہ کو سمجھنا اب دو کلمہ خواجہ عمرو بن اُمیۂ ضمری کے گذارش ہوتے ہین کہ خواجہ
تو ج ہوا سے بیہوش ہو گئے اب جو آنکھ کھلی اپنے کو قصر جمشیدی مین پایا شہنشاہ کوکب روشنضمیر و
برہمن معین تن و ملکۂ بران شمشیرزن و ملکۂ اختر بن سہیلان و ملکۂ حنا سے گلگون پوش وغیرہ
سب دربار مین موجود ہین شہنشاہ کوکب نے خواجہ عمرو کو گلے سے لگا لیا کہا خواجہ آپ نے
کیا کیا اکیلے پرائے دربار مین چلے گئے عمرو نے کہا اے کوکب مین نے حرامزادے کو مارا ہوتا مگر
افراسیاب آ گیا کوکب نے کہا خواجہ مین دیکھ رہا تھا مرات واقعہ مین سب حال مجھپر آئینہ تھا لیکن
دل کو کب قرار ہی جسوقت سے یہ ملعون آیا آب و دانہ حرام ہوا اُستاد فیض بنیاد نور افشان جادو
نے مجھکو نامہ لکھا تھا کہ خواجہ عمرو کو بلا بھیجو ہمین کچھ صلاح کرنا ہو آپ اب تشریف رکھیے مین اُستاد کو بلاتا ہون
برہمن ایسا نجومی کامل و اکمل ستارہ شناس فلک اساس سر جھکائے بیٹھا ہو خواجہ نے کہا اے برہمن
تمکو کیا ہوتا ہی برہمن نے کہا خواجہ اپنے سر پر ہاتھ دھر کر روتا ہون پروردگار انجام بخیر کرے برہمن و
خواجہ سے باتین ہونے لگین برہمن کی باتون سے خواجہ عمرو کے ہوش اُڑ گئے کہ استاد ایسا کامل
و اکمل ایسے کلمات حسرت آیات زبان سے نکالتا ہی دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی لیکن کوکب نے
اُسی وقت ایک نامہ لکھکر طرف قصر نور افشانی کے روانہ کیا بعد چند عرصے کے نور افشان جادو
تخت پر سوار دونون شاہزادیان ملکہ آفتاب گوہر دندان و ہلال گوہر دندان دونون
پہلوؤن مین نور افشان آنکر پہونچا خواجہ سے بغلگیر ہوا دونون شاہزادیون نے سلام کیا عمرو نے
دعا دی نور افشان نے کہا اے شاہنشاہ اوج عیاری چند باتین مجھے آپ سے عرض کرنا ہین انکو اب
بگوش ہوش سماعت فرمایئے جس طرح سے بنے اُسکا انتظام اسی طور سے کیجیے ہرگز ہرگز خلاف نہ کیجیے گا
ورنہ بڑی قباحت ہی سخت مصیبت ہو اک اور بھی آفت ہی کہ پھر یہ نازنینان ماہ رخسار گلعذار نہ ملینگی
مفت ہاتھ سے جاتی رہینگی بجز کف افسوس ملنے کے کچھ نہ ملیگا اب ذرا بھی غفلت نہ کیجیے گا سمجھ بوجھکر
کام کیجیے گا لالچ کو کام نہ فرمایئے گا مشعل کا معاملہ مثل اوروں کے نہین ہی عمرو نے کہا آپ فرمایئے تمہید نور افشان نے کہا

خواجہ جب مقابلہ مشعل سے ہو اپنے عیارون پر تاکید کیجیے آپ بھی اِس مضمون کو گوش ہوش سُن رکھیے
جسوقت کہ آپکا سردار مقابلہ مین اُس آتش مزاج شعلہ خو یعنے مشعل جادو کے جاے وہ ملعون آتش
قہر و غضب سے بھڑک کر اپنی روشنی دکھاے سردار آپکا بیدم ہوکر زمین پر گرے اور وہ ملعون اُنکی
روح کو جسم طائر مین بند کرے لاشہ نہ جانے پائے وہ ناری قصد کریگا کہ جسم خاکی کو اُسکے جلادون
خاک مین ملادون اُسوقت عیاری کا یہ کام ہو جسطرح ہوسکے لاشہ اپنے قبضے مین کیجیے ایک بارگاہ
استادہ کرائیے اُسمین باحتیاط لاش رکھیے نگہبان مقرر فرمائیے اُن لاشون پر کوئی آنچ نہ آنے پاے
شاید انجام بخیر ہو خداوند کریم فضل اپنا شریک حال کرے جو تدبیر کہ ہم سوچے ہین وہی بن پڑے
پروردگار عالم مردون کو زندہ کرے بس اب آپکی اتنی اُستادی ہو کہ لاشے اُن کشتگان حسرت و یاس
کے نہ جلنے پائین لیکن افراسیاب جادو تو سامنے ہی موجود رہیگا البتہ اُسکے سامنے عیاری کرنا ایسے
دانشمند کو دھوکا دیکر آگے سے لاشے اُٹھانا امر دشوار ہو لیکن خواجہ صاحب جان لڑا دیجے جسطرح
ہوسکے اِن نازنینان شعلہ خو کو جلنے سے بچائیے عمرو نے کہا اے نور افشان بہت مشکل ہو زبان سے
کہدینا کتنی بڑی بات ہو نور افشان نے کہا مین تو خود یہی عرض کرتا ہون کہ نہایت دشوار ہو آپ اگرچہ
ایسی ہی کد و کاوش کرینگے تو کیا عجب ہو کہ پروردگار آسان کرے یاد رکھیے اگر لاشے نہ بچائیے گا
جس سردار کی روح اُسنے قبض کی انجام مین کوئی صورت نہین عمرو نے جواب دیا جانتک ہوسکیگا کوئی
دقیقہ نہ اُٹھا رکھینگے دام تزویر بچھائینگے اپنے کو مثل نقش قدم مٹائینگے لاشے بچائینگے نور افشان و
خواجہ عمرو سے ایک عرصہ تک یہی رد و قدح رہی نور افشان خواجہ کو تنہائی مین بھی لیگیا بہت کچھ
سمجھایا یہان کوکب و بُرّان از حد بیقرار حد کا انتشار ہر ایک کو اپنی جان کی پڑی ہو یہ بھی کہتے ہین کہ
بھلا کیونکر ہوسکتا ہو برائے مدد لشکر اسلام نہ جائین اگر جائین تو کس سے مقابلہ کرین کیا کرین وہ تو
ایک اشارے مین روح قبض کرتا ہو خدا عزت و آبرو بچائے اِس موذی کے چنگل سے چھڑائے
نور افشان سے باتین کرکے خواجہ باہر آئے نور افشان و برہمن رخصت ہوکر اپنے قصر کی طرف
گئے خواجہ عمرو کوکب سے رخصت ہوئے کوکب کے کان مین کہدیا خبردار خبردار بُرّان وغیرہ کو
نہ آنے دینا جہان زور نہ چلے وہان کیا ضرور رہی ہم تو سینہ سپر ہین مرنے سے نڈر ہین اسد نامدار کو
الگ چھپایا ملکہ مہ جبین کو منع کر دیا بارگاہ مین شہزادہ مہرخ ہی کے سر پر سارا بار ہو اُسکا بچانیوالا پروردگار ہو

کوکب بھی ملکہ خواجہ سے بہت رویا خواجہ رخصت ہو کر طرف اپنے لشکر کے چلے لیکن افراسیاب نے ایک
بارگاہ الگ برائے مشعل جادو استاد کرادی ہرچند طفلان کم سن اُسکے سپاہ مین مین قرابے شراب کے رکھے
ہوے ہین شراب خواری مین مشغول ہے اُن لڑکون سے مشغول بازی کرتا جاتا ہے کسی کا ہاتھ تھام لیا کسی کو
گود مین کھینچ لیا رات کا وقت ہے اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا ناچ دیکھ رہا ہے کہتا ہے کل شہنشاہ طبل جنگی بجوائینگے ابر دولت کو خود
انتظام کرنا ہوگا طائر بھی تیار رہین مردے آدمیون کے چند موجود رہین جسوقت جسکا کام ہو تلاش نکرنا پڑے
یہان مہتر برق فرنگی شام کو اپنے لشکر سے نکلا خیال کیا چلو چلکے لشکر حیرت سے خبر لائین بانہاسے
عیاری سے آراستہ ہو کر چلا جنگل مین آکر دیکھا ابریق کوہ شگاف وزیر اعظم افراسیاب دو لڑکون کو
سمجھاتا ہوا لیے جاتا ہے وہ جانا نہ قبول کرتے تھے زبردستی اُنکو پکڑا ہے بیچارے غریبون کو رسن مین جکڑ کر
وہ داد و فریاد کرتے ہین ابریق اُن بیچارون کو نہین چھوڑتا سمجھاتا ہے ارے خدمت شہنشاہ مشعل مین چلو
لباس پُرتکلف پہنے کو روپے صرف کرنیکو ملینگے جاگیر دلوائینگے گانون مین بطور رعایا رہتے ہو زمیندارون
کی جفائین سہتے ہو تمکو ٹھاکر بنائینگے گانون بھی معافی مین دلوائینگے وہ بیچارے روتے ہین کہتے ہین ہمارے
دو بھائی کل اسی طرح سے گئے پھر کے نہ آئے نہین معلوم اُنپر کیا گذری یہ جو برق نے سنا کہ وہ فریاد کیے دہائی
الغیاث کرتے ہین ابریق خوشامد مین کر رہا ہے گانون سے اتفاقاً دس بارہ گنوار آتے تھے اُنہون نے دیکھا
ہمارے گانون کے لڑکون کو ایک شخص پکڑے لیے جاتا ہے لٹھ تان کے دوڑے کہا ارے یہ بردہ
فروش ہے اسکو پکڑ لو ٹھاکر کے سامنے لے چلو ابریق نے جو دیکھا کہ دس بارہ گنوار آپڑے ایسا نہو کسی کا لٹھ سر
پڑجائے سر پھٹے ہاتھ منہ ٹوٹے لڑکون کو چھوڑ کے بھاگا گنوار دوڑے ابریق نکل گیا پہاڑ مین جاکر چھپا گنوارون
نے آکر لڑکون کو کھولا طرف اپنے گانون کے لیگئے اب ابریق پریشان ہوا درہ کوہ سے بصد اندوہ
سوچتا ہوا نکلا کہ یہ تو بری بری بات ہوئی گنوار مجھکو اب پہچان گئے لڑکے نہین ملتے افراسیاب خفا ہوگا
شاہنشاہ مشعل کی رات کیونکر کٹیگی برق نے جو یہ معرکہ دیکھا خیال مین آیا چلو آج مشعل کا چراغ حیات
گل کرین یہ سوچکر رنگ و روغن عیاری نکالا اک کم سن خوبرو کی وضع بنکر تیار ہوا ظاہر پندرہ سولہ برس کا سن
معلوم ہوتا ہے سر پر کارچوبی ٹوپی ترچھا جوڑا اندھا ہوا گلنار جوڑا بدن مین کامدار جوتا پہنے ہوے عطر لے مستی
دانتون مین لگاے کاجل آنکھون مین کھنچا ہوا چٹکیان بجاتا گاتا مسکراتا اٹکھیلیان کرتا چلا آتا ہے ابریق صورت
زیبا دیکھکر نہال ہو گیا جی مین کہنے لگا بے مثل نازنین ہے ایسا حسین مہ جبین اب تک کاہیکو ملا تھا فوراً آواز دی

شعر اسطرف دیکھو سے منہ پھیر کے جانے والے ۞ یہان بھی رہتے ہین ترے ناز اُٹھانے والے ۞ برق سے
پلٹ کر دیکھا اُسنے اکر جواب دیا او نٹ کھٹ تو کون ہے جو راہ گیرون کو روکتا ہے ہمکو کیون ٹوکتا ہے تیرا مطلب کیا ہے
کیا کوئی چور اچکا ہے یا کوئی نیا بگڑا ہے قطع مبارک تو مسخرون کی سی معلوم ہوتی ہے ابریق ان جھگلون سے پھڑک گیا
انتہا کا خوش ہوا قریب آ کے ہاتھ تھام لیا کہا میان ہمارے ساتھ چلو ایسے کا سامنا کرائین تمکو ہزارون روپیے
لین جو آمدو دان ہے مسخرہ نے سنکر کہا وہ نگوڑا کون ہے اسکا نام تو بتاؤ مین تمھارے ساتھ چلتا ہون وہ کھیل دکھاؤن
کہ ہر اُنواین پھر کبھی دوسرے کو نہ چاہین کسی اور کا نام نہ لین میری ہی جوتیون کے تلے رہین پانی بھرا کرین ابریق
باتین کرتا ہوا چلا ولیکن کہتا ہے کہ ڈھکا تڑا ڈھق تڑاق ہے چٹکیان بجاتا ہے غزلین گاتا ہے اس عرصہ مین برق بیخنے اسی طفل
خورو سے فو کہا سنو میان ابریق ہمارے استاد بڑے مزے سے یہ غزل گایا کرتے تھے ہمنے بھی یاد کی ہے غزل

کیا عدو نظر ہو تجھیں یارون سے تو کیسے
گر کہیں نہ لاکھون سے ہزارون سے تو کیسے
پھر تم نہ کہیں حضرت عیسیٰ کی گزرنے
وحشت ہے تب غم کے حرارون سے تو کیسے
ان داتون کو کیا تو سوپچ کہتے ہو تم آب
کسو اسطے یہ سینہ فگارون سے تو کیسے

اگر تو سے مین کہتے اشارون سے تو کیسے
کیا کتے ہو انگلے سر خاک شہیدان
کیسے یہ تم عشق کے مارون سے تو کیسے
سو توف ہے گر دل کا شکار آن و ادا ہے
ہوتے مین کچھ مال ستارون سے تو کیسے
کیسے نہ تنگ ظرف سے ہو ذوق کبھی ان

حال دل بیتاب کہا جاے تو ہمسے
کچھ فتنے اٹھانے ہون ہزارون سے تو کیسے
کچھ سوز دل اپنا کسی دلسوز کے آگے
تو بولے کچھ ان میر شکارون سے تو کیسے
شانے کا دل چاک پسند انکو آیا
کہکر اُسے ملتا ہو ہزارون سے تو کیسے

ابریق ان اشعار کو سنکر بہت مسرور ہوا جی مین کہنے لگا جبد سے شہنشاہ مشعل تشریف لاے ایسا معشوق
پری پیکر سیمین بر طرار و فرار طرحدار ممکن ہوا تھا کیا عجب ہے ہمارے شہنشاہ افراسیاب بھی شوقین ہین اپنی خدمت
سے سرفراز کرین ہنستا ہوا باتین کرتا طرف بارگاہ مشعل کے لے چلا خیال ہین گذرا کہ اے ابریق اگر ہمارے
شاہنشاہ افراسیاب جادو نے پسند کر لیا تو بڑی مشکل ہوگی خدمتین شاہنشاہ مشعل ہی کے رہے چلو
آج شب بھی وہان کمناد شواہے ساقی بیچے بہت کم ہین یہ سوچتا ہوا در دولت مشعل جادو پر آیا حاجب دربان ب
حاضر ہین ابریق وزیر اندر گیا برق عیار کو باہر چھوڑا مشعل جادو کو جھککر سلام کیا عرض کی حضور آج
ایک معشوق دفریب لایا ہون امیدوار ہون کہ دعا دیجیے سامری سے کہکر میری عمر بڑھوا دیجیے
مشعل نے کہا اے ابریق ایسا مرتبہ تمھارا کرینگے کہ تا طلسم ہوشربا رشک کرین اب بہت
جلد بلاؤ تا بدولت بیقرار ہین برق تڑپ کے اندر آیا مشعل کی نگاہ پڑی نہایت حسین گلعذار طفل باو رخسار

طرحدار وضعدار قد موزون سرو باغ دلفریبی رعنائی وزیبائی کرشمہ و ناز دست بستہ ساتھ مین برق بصد ناز و انداز
واسطے تسلیم کے جھکا مشعل نے مسکرا کر ہاتھ بڑھا دیے چاہا گلے سے لپٹالون برق نے ایک طمانچہ مارا
تڑاق سے آواز آئی کہا نگوڑے گنوار لپٹا ہی جاتا ہے ادب سے رہ مشعل بھڑک گیا اس ناز و ادا پر مرگیا طمانچہ
کھا کے گال سہلانے لگا برق الگ بیٹھا ابریق تو سلام کرکے چلاگیا بارگاہ افراسیاب مین پہونچا افراسیاب
نے کہا اے ابریق کہو کوئی ساقی بچہ بھی خدمت شاہنشاہ مشعل مین پہونچایا ابریق نے کہا اے شاہنشاہ دیہات
و قریات مین غلام بدنام ہو گیا اب ہر جگہ یہی مشہور ہے کہ ایک بردہ فروش آتا ہے لڑکون کو پکڑ لیجاتا ہے آج تو
گنوارون نے مجھکو گھیر لیا تھا آپ کے اقبال سے بچا مگر آج ایک طفل مہر و حسین و جمیل نہایت کوشش سے ملا ہے
کمبخت کی بوٹی بوٹی پھڑکتی ہے یقین ہے شاہنشاہ بہت خوش ہونگے مجھسے فرمایا ہے تمہاری عمر بڑہ جاویگی اسوقت
افراسیاب نے کہا اے وزیر اعظم اُسکی کیا حقیقت ہے وہ کیا عمر بڑھا سکتا ہے صرف عبادت سامری کرکے اُسکو
یہ کمال حاصل ہوا کایا پلٹ ہو گیا اور اُسکو کچھ نہین آتا لیکن جبدن سے اقرار جادو مارا گیا کوکب نے اگر
عمرو کو بچایا آج صرصر نے کہا تھا کہ عمرو ولپٹ کر لشکر مین نہین آیا یقین ہے کچھ تدبیر کرتا ہے عیارون کی فکر واجب لازم ہے
مشعل کی جانبری کی بروقت تدبیر ہے ابریق جاکر اپنے کار ضروری مین مصروف ہوا افراسیاب ناچ
دیکھنے لگا حیرت جادو سے باتین کر رہا ہے حیرت کہتی ہے اے شہنشاہ کل ضرور طبل جنگ بجوائیے اُس حیا کو
لڑوائیے لاکھون روپیہ خاطر مین صرف ہوئے میخانہ مین ایک شراب کا قطرہ نہین ہے جسقدر تیار ہوتی ہے
اُسی کے واسطے بھیجدیتے ہین بڑا پینے والا ہے افراسیاب نے کہا دو تین برس کے بعد زمین سے نکلا ہے
کلیجے سے شعلے نکل رہے ہین گرمی عبادت سامری سے استخوان جل رہے ہین اب شراب سے ٹھنڈا کرتا ہے
اور آگ زیادہ بھڑکتی ہے حقیقت مین اگر دو چار مہینے یہ اسی طرح رہا ایک قطرہ کسی کو شراب کا ممکن نہوگا گرفتاری
طفلان غربا سے بدنام ہوا ابریق کہتا تھا آج گنوارون نے گھیرا اگر وہ ساحر زبردست نہوتا سلامت
نہ آتا ہاتھ پیر توڑتے دمشکین باندھکر لیجاتے مین بھی چاہتا ہون یہ جھٹ پٹ لڑائی فتح کرے مین اسکو طرف
کوہ عقیق کے روانہ کرون بار خاطرداری خداوند کے ذمے ہے ایک ہفتہ سنبھالنا مشکل ہو جائیگا دیکھنا
کہ سلیمان عنبرین موے کو ہی بھی گھبرا دیگا شہرون شہرون اُسکا پھرنا بتر ہے جو دن جہان رہے وہان کا حاکم
شراب و کباب پہونچائے لیکن طفلان خوبرو ناممکن ہونگے اپنی اپنی عملداری مین ہر ایک کو اختیار ہے جسطرح چاہے
دعوت کرے یہ گفتگو تھی کہ دیکھیں شہنشاہ مشعل کیا کرتے ہین ٹہلتا ہوا چلا لیکن مہتر برق فرنگی نامدار بشکل

معشوق طناز سامنے مشعل جادو کے بیٹھا ہوا اٹھکھیلیان کر رہا ہی دلکو اُس بہیا کے لبھا رہا ہی مسکرا کر مشعل نے کہا ای
میرے محبوب جانی وای یار جادو دانی دل بیقرار ہوا اپنے ہاتھ سے اک جام شراب پلا ہائے کیا کرون نشہ
نہین ہوتا شراب سے پیٹ بھر جاتا ہی آنکھون مین سرور نہین آتا یہ کہنا تھا کہ برق نے فوراً جام شراب لبریز
کیا اُسکھائی سے پُڑیہ داروے بیہوشی کی شراب مین ملائی مسکرا کر کہا لو صاحب پیو تمھاری تو صورت سے
مجھے ڈر معلوم ہوتا ہی خبردار ہٹے رہنا مجھے ہاتھ نہ لگانا مشعل اس ناز و کرشمہ پر مر گیا جام لیکر غٹ غٹ
پی گیا برق آنکھ ملائے ہوئے دیکھ رہا ہی سارا جام مشعل چڑھا گیا آنکھون پر اُس بدمست کے سرخی بھی آئی
برق سمجھا مین نے دھوکا کھایا بیہوشی شراب مین نہین گری شاید پُڑیہ بدل گئی ورنہ ہماری بیہوشی اگر تولہ بھر دریا مین
ڈالدین مچھلیان بلبلا کر نکل آئین اس بیہوشی کا دیوطانچہ نام ہی کسکی مجال ہی جو اسکی حدت ضبط کر سکے لیکن تردد کیا ہی
مانگنے والا اور مانگ رہا ہی لاؤ لاؤ کی صدا بلند ہی مشکی کی شکل پیے جاتا ہی دوسرا جام ترکر برق نے بھرا
یہ بھی دیکھا کہ وہ کچھ تعرض نہین کرتا باطمینان کمر سے پُڑیہ بیہوشی کی نکالی جام شراب مین ملا کر مشعل کو پلا دیا
وہ اُسی طرح بخوف پی گیا آنکھون پر سرخی بھی نہ آئی اتنا تو کہا کہ ای جان من تیری صورت دیکھکر خمار آگیا شراب مین
ذرا تلخی معلوم ہوئی برق کے ہوش اُڑ گئے حیران ہوا کہ اب کیا کرون اول تو یہ دھوکا ہوا کہ شاید بیہوشی
شراب مین نہین ملی آستادان سخنور نے اس داستان حیرت بیان کو اسی طرح تحریر فرمایا ہی یہ بھی واضح رائے
ناظرین ہو کہ یہ تجرہ ہفت بلا خاص ترتیب کردہ حقیر ہی مصنف اول کو اسمین بالکل فوقیت نہین اول کی داستانون
مین اتنا تحریر فرمایا تھا کہ طلسم ہوش ربا مین تجرہ ہفت بلا ہی جب کل طلسم کی سیر کی تب بتایا اگر کچھ نشان ملا بھی
تو مرحلہ جات طلسمی پر نشان ملا مختصر طور سے مگر اُنکے نام اور طریقے اور رہین پس یہ حقیر بہ تقصیر اضعاف طلب آکر
جب طلسم کشا کے پاس لوح موجود ہی لوح ہر مقدمے مین ہدایت کرتی ہی کہ فلان ساحر جب سحر کرے اسم حاشیہ لوح
پڑھنا خائف نہونا جب قاعدہ تبلانے والا تبلا رہا ہی پھر دھوکا کھانیوالا کیون پھنسیگا لوح دیکھکر اُسکو مار یگا پس
اس حقیر نے تجرہ ہفت بلا کو اس طور سے ترتیب کیا کہ ایک ایک داستان اسکی فخر دفتر طلسم ہوش ربا ہی
عیارون کے طریقے ایسے ایسے واقع ہونگے یقین کامل ہی کہ ناظرین بہت لطف اُٹھائینگے دوسرا امر بھی
واضح ہو کہ جناب میر احمد علی صاحب مرحوم نے طلسم ظاہر کو زور دیا جب طلسم کشا کو لوح ملی وہ کیفیت
نہ باقی رہی کچھ عجائب و غرائب مرحلہ جات تحریر فرمائے پس تمام طلسم باطن حقیر نے لفظاً لفظاً تازہ کیا جلد ہفتم
مین بعد حصول لوح ذہانت و عدم ذہانت ظاہر ہو جائیگی محرر بہر جہار جلد آٹھ طلسم باطن لکھیگا دفتر اصلی کا نمونہ ہوگا

حقیر نے سراپا تصنیف کر کے نام تو البتہ طلسم ہوش ربا رہنے دیا مگر کل داستانہاے رنگین فصاحت آئین کو
تازہ کیا سامعان بلند مقام و شاہزادگان ذوی الاحتشام سالہا سال زبان سے حقیر کی بخوبی سماعت
فرما چکے ہین اور اب اُن سامعین کے سامنے عرض کرتا ہون کہ جن صاحبین سنے استادان قدیم وجدید
کو سماعت فرمایا ہی لیکن حقیر کی آبرو بڑھاتے ہین ارشاد فرماتے ہین کہ جسطور سے حقیقت مین دفاتر یعنی
نوشیروان نامہ وغیرہ وہوش ربا تو نے بیان کیا یہ داستانہاے دلچسپ کبھی نہ سماعت کی تھین ہر روز
اشتیاق نو بیان نو عیاریان بطرز جدید حالات کارزار فرزندان صاحبقران حمزہ نامدار و سرداران
عالی وقار ہر مقام پر نئے طور سے واقع ہوے اُسوقت ان سامعان والا مقام نے بعہدہ کمال اس شکستہ
بال کو سرفراز فرمایا ہی حقیر کا رتبہ بڑھایا ہی نظم

قلم توسن کلک کی باگ لے	نشان برق عیار کا جلد دے	کئی جام مے برق چالاک نے
عقیل وسبک خیز و بیباک نے	دیے بھر کے مشعل کو باشد وہ	کسی طرح پائی نہ اُسنے سند
تڑپتا تھا دل مین یہ کیا ہو گیا	غم و رنج مین مبتلا ہو گیا	جب برق نے چار پانچ جام

اُس بد انجام کو دیے بیہوشی ڈھیرون ملائی کوئی کیفیت اُس بدمست شراب کبر ونخوت کی دگرگون نہوئی اتنا
البتہ ہنسکر کہا تیرے ہاتھ کی شراب مین ذرا تلخی ہی یقین تھا کہ صدمہ غم و الم سے خود برق بیہوش ہو جائے
پھر دلکو مضبوط کر کے سوچا کہ اے برق شاید یہ بیہوشی عرصہ دراز کی تھی جو بخوبی تاثیر نہ کی جاب بیہوشی تو ہر روز
نئے تیار ہوتے ہین اُنکی تاثیر کامل ہوگی یہ تصور کر کے ہنستا ہوا قریب مشعل آیا زانو سے زانو ملا کے
بیٹھا پانچون اُنگلیون مین پانچ جاب بیہوشی دبا لے مسکرا کر کہا کیون اے نالائق مجھکو نگاہون مین کھائے
جاتا ہی یہ کہکر پانچون جاب بیہوشی دماغ پر مشعل کے تڑاق سے مارے مشعل نے اوپر کی سانس لی
کہا میرا معشوق جاب مارتا ہی نئے نئے کرشمہ دکھاتا ہی برق نے دوسرے ہاتھ سے بھی پانچون جاب
مارے وہ مسخرہ اور زیادہ خوش ہوا ناگاہ افراسیاب پردہ اُٹھا کے اندر بارگاہ مشعل کے آیا دیکھتے ہی
اسنے پہچانا کہ برق فرنگی مشعل کے زانو سے زانو ملائے بیٹھا ہی چھیڑ بازی کر رہا ہی تاک تاک کے جاب
بیہوشی مارتا ہی مشعل بھی کہے جاتا ہی کیا اچھا معشوق شعبدہ باز طناز ملا ہی کس حسن و خوبی سے جاب مارتا ہی
یا گوہر آبدار شاہوار دریاے حسن وجمال کا در یتیم ہی اسکے خنجر ابروے خمدار سے دل دو نیم ہوا آبرو اسکی
بڑھاؤنگا معشوق خاص بناؤنگا افراسیاب کے ہوش اُڑ گئے جی مین کہتا ہی کیا بلا کا عیار ہی بڑا مکار ہی

اگر مشعل ایسا اچک پینے والا نہوتا او ندھا ہو جاتا پس افراسیاب نے نعرہ کیا کہا ای شاہنشاہ حجاب
اُچھالنا کیسا یہ شاگرد عمرو برق فرنگی عیار ہی جو حجاب بیہوشی مار رہا ہی اپنے کو بچائیے ہوش مین آئیے برق نے
جو دیکھا کہ افراسیاب آپہونچا گھبرا گیا کہ ہاے مین نے تو اتنا بڑا کام کیا کوئی مطلب حاصل نہوا مگر دلیرانہ
رستمانہ کمر سے خنجر کھینچا نعرہ کیا نعرہ مہتر برق فرنگی

منم برق رفتار و خنجر گذار
کنم پردلان را بہ عالم ستوہ
بہ گرز و بہ گوپال و تیر و سنان

منم یکہ لشکر گران بہر ار
کنم در وغا عرصہ بر شیر تنگ
برآرم دمار از سر پردلان

منم سیل چون رود بارم بہ کوہ
ہم آورد من نیست کس وقت جنگ

یہ کہکر تپک کے خنجر مار اشعل کے
سر ہٹا لیا خنجر ران پر پڑا تا بہ اُستخوان پہونچا اسنے خنجر کو ٹیک کر جست کی سرا پچے کے اُس پار نکلگیا فوراً
افراسیاب نے آواز دی کہ لینا جانے نہ پاوے باہر خیمے کے نگہبان کھڑا تھا اُسنے برق کے
ہاتھ پر ہاتھ ڈالا برق نے اُسکی کوکھ پر بہ قوت تمام خنجر مارا ساحر زخمی ہو کے گرا فوراً مر گیا اندھیرا ہوا
تاریکی مین برق تڑپ کے نکلگیا افراسیاب نے جو آکے دیکھا مشعل اپنے خون مین غوطے کھا رہا ہی
ہاے ہاے کی صدا بلند ہوئی افراسیاب نے فوراً اسکا سر اُٹھا کر زانو پر رکھا ملکہ حیرت جادو دوڑی
سرما و ابریق و مصور صورت نگار وغیرہ نے آکے جو دیکھا سر مشعل جادو کا گود مین افراسیاب
کے ران سے خون بہ رہا ہی میان مشعل کراہ رہے ہین کہتے ہین کیا اچھا معشوق تھا حجاب مارتا تھا
یکایک خنجر مار کے بھاگ گیا مابدولت کے درد ہوتا ہی افراسیاب نے کہا جراح کو بلاؤ وزیرون نے
جراح کو بلوایا جراح نے آکر زخم وزی کی پھاہے مرہم کے چڑھائے تب ذرا مشعل کے ہوش
درست ہوے افراسیاب نے کہا ای شاہنشاہ یہ کیا غضب ہوا آپکو سامری و جمشید نے اسوقت
بچایا بیہوشی تو نہین پلانے پایا مشعل نے کہا بیہوشی سے مجھے کیا خوف ہی کئی جام اُسنے پلائے مجھکو ذرا
تلخی معلوم ہوئی جب حجاب اُسنے مارے مجھکو اک لطف ملتا تھا تمنے نعرہ کرکے سارا مزا کھو دیا وہ دیکھ کے
بھاگ گیا افراسیاب نے کہا وہ حجابہاے بیہوشی مار رہا تھا مشعل نے کہا میرا نقصان ہوا تمنے
ناحق نعرہ کیا افراسیاب نے کہا خیر ہوئی سامری و جمشید نے اسوقت بچا لیا اگر خنجر سر پر پڑتا سر اُڑ جاتا
بہتر ہوا کہ ران پر پڑا اسوقت طائر کہان تھا جسکے جسم مین آپکو اُتارتا یا مُردہ انسان جبتک ممکن
کرتا روح آپکے جسم سے نکلجاتی یہ سنکر مشعل بھی ڈرا کہا سچ کہتے ہو براے حفاظت ساحران معقول جو

جو عیارون کو پہچانیں مقرر کرو افراسیاب نے کہا سوائے عیار بچیون کے اور کوئی بھی نہ پہچانیگا پس صرصر و
صبا رفتار برائے نگہبانی مقرر ہوئین مشعل پھر شغل میخواری مین مشغول ہوا یہان ملکہ مہرخ سریر جہانبانی پر جلوہ فرما
ہین سب سردار آکر جمع ہوئے کہ خواجہ عمرو طلسم نور افشان سے آئے کُل حالات نور افشان جادو کے بیان کیے
ملکہ مہرخ نے کہا خدا مالک ہے حقیقت مین آپکے واسطے بڑی مشکل ہے عمرو نے برق کو پوچھا چالاک نے کہا شام سے فکر
مشعل مین گیا ہے ابھی تک نہین پلٹا عمرو نے گھبرا کر کہا نور افشان مجھے آگاہ کر چکا ہے کہ بیہوشی سے زوال مشعل
نہوگا خدا برق کی جان بچائے یہ ذکر تھا کہ برق آکر پہونچا پسینے پسینے گھبرایا ہوا عمرو نے برق کو گلے سے لگا لیا پوچھا
فرزند کیا گذری برق نے کہا استاد مین نے کئی تولہ بیہوشی اُس ملعون کو پلائی مگر کچھ تاثیر نہوئی مین حباب بیہوشی [illegible]
وہ سر کی لیکر کہتا تھا کہ لطف آتا ہے آخر افراسیاب آگیا تب مین نے خنجر مارا ہائے کی آواز آئی تھی پھر نہین معلوم کیا ہوا
گرچہ پرندہ ہرکارے آکر پہونچے عمرو نے پوچھا کہو مشعل کا کیا حال ہے عرض کی حضور برق نے بڑا کام کیا خنجر مارا
اُسکی ران پر پڑا بہت حیران ہوا ہائے ہائے کر رہا ہے اب دربار مین آکر بیٹھا ہے اپنی زبان سے کہتا ہے کہ میرا بیہوشی
کیا کرسکتی ہے بلکہ اُسنے جو مجھکو جام پلایا لطف شراب ملا یہی نسخہ جاری رکھو میرے واسطے شراب مین بیہوشی ملا دیا کرو اب
صرصر و صبا رفتار برائے نگہبانی مقرر ہوئی ہین آج اُسکو انتہا کا غصہ ہے کہتا ہے مسلمانون کو سزائے کامل دونگا یہ
دونون سپہسالار بھی مارے گئے برق نے مجھکو بھی خنجر مارا یہ خبر سنکر دربار مین سبکے ہوش اُڑ گئے ہر ایک یہی
کہتا تھا کہ عیار بیچارے کیا کرین اتنا بڑا کام کیا آخر کیا انجام ہوا اسی ذکر مین تمام دن گذر گیا ناگاہ مشعل مہتاب
بصد آب و تاب روشن ہوئی محفل فلک نیلی مین جوانان ثابت و سیارگان کا ہجوم ہوا مشعل ماہ نے
ضیا دکھائی شاہنشاہ افراسیاب جادو دربار مین بصد کبر و غرور تخت نکبت پر تاج کج کیے بیٹھا ہے
ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہے ناچ ہو رہا ہے جام مئے ارغوانی گردش مین صدائے ہو شاہوش و نوشانوش بلند ہے

دو کلمہ داستان حیرت بیان طبل جنگی بجوانا شہنشاہ مشعل جادو کا اور آنا میدان کارزار مین اور مقابلہ بصورت عجائب و غرائب خمسہ موافق مقام یعنے ردیف آگ

آہون سے مری کوہ و بیابان مین لگی آگ — جلنے لگے اشجار گلستان مین لگی آگ
کیا دل کو مرے فرقت جانان مین لگی آگ — ایسی تپ غم سے دل نالان مین لگی آگ
جب نالہ کیا عالم امکان مین لگی آگ
انگارے سے خورشید کو سمجھو نہ ذرا کم — دم مین جلینگے ہفت طبق چرخ کے پیہم

کچھ دور نہین عرش بھی جلجائے جو اسدم | ہی صبح شب وصل ہوے گرم فغان ہم

سمجھو شفق گنبد گردان مین لگی آگ

ای غنچہ دہن نام خدا منھ ہی غضب سرخ | لالے کو نہین مرتبہ یون لعل ہی لب سرخ
لاکھا جو جمایا ہی تو وہ بھی ہی عجب سرخ | تیرے لب جان بخش ہوے پان سے جب سرخ

عالم نے کہا چشمۂ حیوان مین لگی آگ

اک غیرت پرکالۂ آتش ہی مرا دل | دنیا ہی مجھے دل کے لگانے کی سزا دل
میرے بدن زار کو ہی تپر خدا دل | پہلو کی رگین پھنک گئین نالان جو ہوا دل

یان شیر کے نالون سے نیستان مین لگی آگ

یہ ظلم تو مدت سے ہین اس کا نہین شکوہ | دل کو کوئی سمجھا نہ اللہ نہ سمجھا
ہی اس سے فزون آگے بھی تو سانحہ گذرا | غم نے دل صدپارہ جلایا تو عجب کیا

جب ظلم سے سیپارۂ قرآن مین لگی آگ

موجون مین بھی ہاتھون نے ترے آگ لگائی | سب شکل حبابون نے بھی انگارون کی پائی
ہر ماہی دریا وہین بھن بھن کے تر آئی | دریا مین لگا دھونے جو تو دست حنائی

مشعل کی طرح پنجۂ مرجان مین لگی آگ

کیون گرمی کے مارے نہون ذرات پریشان | انگارے برسنے لگے ہین ہمرہ باران
کیا خاک بھلا پوچھون کہ جل جائیگا دامان | ساتھ اشکون کے آنے لگے لخت دل سوزان

دیکھو کہ ہی چشمانۂ مژگان مین لگی آگ

آباد نہ کیون زیست ہو بیکار ہماری | لیتا نہین بھولے سے خبر یار ہماری
کی سب نے تلاش آہ کئی بار ہماری | بدنام ہوئی آہ شرربار ہماری

ناسخ جو کبھی کوچۂ جانان مین لگی آگ

مشعل مہل مغرور متکبر شراب خواری مین مصروف ہی درد سے ران کے بیقرار جب کو نہ نشہ شراب کا ہوا پیچ وتاب کھا کر کہا ای شہنشاہ طلسم ہوشربا ای یکہ تاز میدان سحر سازی و ای شہسوار عرصۂ شعبدہ بازی حکم دو کہ طبل جنگی بجے اب ماہ بدولت کو تامل ناگوار ہی مسلمانون کی موت قریب آئی ماہ بدولت نے

آتے ہی بڑی مصیبت اُٹھائی دو سپہ سالار قتل ہوے خود ران پر زخم کاری کھایا کسقدر حیران و پریشان ہوا اب تساہل کیا فرو رہا اسوقت قلب کو سروری بموجب حکم **مشعل** اُسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی لشکر **افراسیاب** مین ہنگامہ ہوا شہنشاہ **مشعل** نے طبل جنگی بجوایا اب مسلمان سوراخ مور و مار تلاش کرینگے بھاگتے پھرینگے جو امیسان لشکر اسلام جو براے خبر حاضر تھے خبرین دریافت کرکے چلے یہان لشکر اسلام مین بارگاہ آراستہ و پیراستہ جیہون عیار بھی موجود ہین ذکر عیاری **برق** ہو رہا ہے **برق** کہتا ہے کیا کہون خنجر نے خطا کی سر پر اُس خود سر کے نہ پڑا ورنہ مثل ماہی بے آب تڑپتا **خواجہ عمرو** فرماتے ہین حقیقت مین **برق** نے بڑا کام کیا لیکن اُسکی موت نہ تھی دیکھین فلک کیا رنج والم دکھاتا ہے سامان خرابی نظر آتا ہے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے آکر پہونچے ہاتھ اُٹھا کر دعاے جان صدر اعلیٰ دی **نظم مسدس**

رہے نام سلیمان تا نگین حکم رانی سے
رہے نام فریدون تا درفش کاویانی سے
رہے دارا کو تا نام آوری تاج کیانی سے
سکندر تا ہو نامی سکۂ کشورستانی سے
ترا ای خسرو والا حشم عالم مسخر ہو
سریر سلطنت پر تو ہمیشہ دادگستر ہو

بخار ارض سے تا ابر ہو اور ابر مین پانی
روان پانی سے تا دریا ہو اور دریا کو طغیانی
زمین مین تا ہو کان اور کان مین ہو جوہر کانی
پئے جوہر وہ قیمت اور قیمت کو فراوانی
تری شمشیر جوہر دار مین نصرت کا جوہر ہو
ترے قبضے مین بحر پرگہر ہو کان پر زر ہو

شہنشاہ گردون پناہ کی عمر دراز ہو ترقی جاہ و جلال دوست شاد دشمن پائمال **مشعل جادو** نے طبل جنگی بجوایا کل اُس ملعون کا قصد ہے کہ لشکر ظفر اثر سے مقابلہ کرے **ملکہ مہرخ** کو سناٹا آگیا لیکن **خواجہ** نے بشاش ہوکر حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی طبل جنگی بجے بموجب حکم قضا شیم چار سے نقارے پر چوب پڑی زمین تھرائی لشکر مین مشہور ہوا کل **مشعل** سے مقابلہ ہے خدا اُسکی گرمی سے بچاے جان دینے والون نے کہا انشاء اللہ دم جرات بھرینگے **مشعل** کو ٹھنڈا کرینگے لیکن **خواجہ عمرو** نے الگ ایک خیمہ استادہ کرایا انجمن مشاورت کو منعقد کیا **برق** و چالاک و جانسوز و ضرغام و **مہتر قران** کو اُس خیمے مین بلایا حکم ہوا کوئی سردار اسوقت یہان نہ آے عیارون مین صلاح ہو شاید اسی مین صورت فلاح ہو جب یہ عیار آے **عمرو** نے کہا ای عیاران نامی و ای سرہنگان گرامی کل صبح کو قیامت برپا ہوگی حالات سحر **مشعل** سن چکے ہی اُسکا سحر ہے آنکھ ملتے ہی

روح قبض کر لیتا ہی سب طرح کے وہان سامان تیار ہو رہے ہین مجھے خبر پہونچ چکی افراسیاب نے
کئی جوان ہلاک کر کے مُردے ممکن کیے جانور باز و عقاب و عندلیب و طوطیان زرین بال وغیرہ جمع
کر دیے جسوقت ہمارا ساحر گریگا روح اُسکی مٹھی مین مشتعل کے ہوگی جسم طائر مردہ مین بند کریگا اُن طائرون کا
نگہبان عقاب جادو قرار پایا ہی سُنا ہی کہ وہ اُن طائرون کو قفس مین بند کریگا حفاظت مین اُنکی
مصروف رہیگا ایک جانب صحرا مین آتش روشن ہوگی چند ساحر مقرر ہونگے کہ ہمارے ساحر کا مردہ
اُٹھا کر اُس آتش سوزان مین ڈالدین افراسیاب سامنے برائے انتظام موجود رہیگا اسوقت یہ کام ہی
ہمارے ساحر کا مردہ نہ اُٹھانے پاوے جسطرح سے بنے آپ لوگ اُس لاش پر قبضہ کرین اُٹھا
کے لاکر اک خیمے مین رکھین شاید مسبب الاسباب کوئی سبب پیدا کرے نور افشان جادو نے تاکید
بلیغ کی ہی کہ مُردے نہ جلنے پائین سب نے عرض کی اپنی جان لڑا دینگے لیکن مردے خیر خواہان دولت
اُٹھا لینگے عمرو نے ایک ایک کو گلے سے لگایا کہا بھائیو حقیقت مین مقام سخت ہی سامنے افراسیاب کے
بیباکانہ جا کر آنکھون مین اُسکی خاک ڈالکر مُردہ اُٹھانا بہت مشکل ہی مین بھی تم سبھون کے ساتھ موجود ہونگا
جو کچھ ہو سکیگا سب صاحب ملاحظہ فرمائینگے سب نے سر جھکا لیا کہا حضور ہی کے قدم کی برکت ہی ہماری
کیا لیاقت ہی کہ حضور کے سامنے عیاری کرین عمرو نے بخوبی سبکو سمجھایا جلسہ عیاران برخاست ہوا یہان
سرداران نامدار باغبان و بہار وغیرہ اپنے اپنے خیمون مین آئے ہوم خانے آراستہ ہوئے
سحر تیار ہونے لگے گل ساچہرہ بہار کا کُمھلایا ہوا تھا نافرمان سب سے زیادہ متردد و چشیدن سے یہ
شریک لشکر اسلام ہوئی اپنا طریقہ مقرر کر لیا جو کوئی ساحر چھوٹا یا بڑا آیا جاکر پہلے اُس سے مقابلہ کیا
کبھی نافرمان نے نافرمانی نہین کی مقدمۃ الجیش لشکر اسلام کہلاتی ہی یہ بھی سحر تیار کر رہی ہی
ہر شخص کو عالم یاس اسی ہنگامے مین شمع ماہ تابان جھلملائی چراغ آفتاب عالمتاب روشن ہوا طائرون نے
زمزمہ سرائی کی نسیم سحری کے جھونکے چلے لشکر اسلام مین صدائے تکبیر بلند ہوئی ملکہ مہرخ سحر چشم تخت
زرین پر سوار ہوکر برآمد ہوئین ملکہ بہار و باغبان نے سلام کیا ملکہ نافرمان و ملکہ سرخ مو کے
کاکل کشا و ملکہ ہلال سحر افگن و گلنار چشم و زیور چشم چار سی شاہزادیون نے تخت شہنشاہی
گھیر لیا شاہزادہ خورشید زرین سحر و شکیل جادو و نورنگار و مہرخ خوشخو و معمار قدرت
وغیرہ بھی مرکبہائے باد رفتار پر سوار اسباب سحر سے آراستہ طرف میدان کارزار کے چلے اُدھر

افراسیاب خانہ خراب اول در دولت مشغل پر آیا دیکھا یہ ملعون اُسی طرح مصروف شراب خواری
طفلان امرد جمع ہین اُنسے مذاق کر رہا ہی ملازمون نے کئی مردے اُٹھا کر صحرا مین پھیکے یہ بھیجا تاج
زرین پہنکر بارگاہ کے باہر آیا افراسیاب نے سلام کیا مشغل مسکرایا کہا ای افراسیاب تیری
عمر بڑھوا دینگے تجھکو کایا پلٹ کرینگے مشغل نے اشارہ کیا مرکب باد رفتار سامنے آیا مشغل سوار
ہوا اسقدر خوشی ہی کہ افراسیاب پیدل چلا ملکہ حیرت تخت پر سوار تمام ناظمان دربند ہاے طلسم
ہوشربا براے تماشا آئے ہین صورت مشغل دیکھکر سب کو حیرت ہی کہ یہ تو وہی لونڈا خورشید تاج
بخش ہی کیا عمدہ زیر ران رخش ہی تاج سر پر بھاری لباس سبزہ آغاز شعبدہ باز مرکب کو بڑھاے
ہوئے نقیب آواز لگاتے ہوئے علم ہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے لشکر بے حد بیشمار تمام
شاہان جلیل چلے آتے ہین کوئی دس ہزار سے کوئی بیس ہزار سے فوجون کے پرے جمے ہوے نوبت
نقارے بج رہے ہین زمین و زمان گرج رہے ہین لشکر کفار کی شوکت مسلمانون پر مصیبت سب کے
چہرے اُترے ہوے ہر ایک کو اپنی جان جانے کا ملال مشغل کی گرم مزاجی کا خیال اب صفین
جمنے لگین میمنہ و میسرہ و قلب و جناح و ساقہ و کمینگاہ چودہ صفین حرب و ضرب کی تیار ایک نے بڑھکر
سحر کیا جھونکا ہوا کا چلا خس و خاشاک کو میدان کارزار سے اُڑا دیا ایک نے جوش جرأت مین
دریا دلی دکھائی پانی برسایا چھڑکاؤ ہوا ایک نے سخت سحر کیا تبر برسے نخل کٹکے گرے میدان ہموار ہوا
شل آئینہ تیار ہوا نقیبان خوش آواز کو حکم ہوا جانبین سے نقیب نکلے خوش آواز خوش الحان
گوتیون کے لڑکے گوری گوری صورتین سرود بجایا گنگنا کے آوازین لگائین وہ اشعار عبرت آمیز
پڑھے کہ جوانان صف شکن کے دل بھر آئے قلب تھرائے نظم مسدس

کیا کہین حال جہان بے ثبات بے مدار ۔ تھا کہان جمشید کس جا تھا فریدون کو قرار
آج تو تخت طلا ہی کل ہی مرقد کا کنار ۔ قصر ایوان تو کہان ملتے نہین اُنکے مزار
ہر کجا افتادہ بینی خشت در ویرانہ ۔ ہست فرد دفتر احوال صاحب خانہ

ای جوانان صف شکن دنیا مقام عبرت ہی لطف محبت اُٹھتا جاتا ہی ہر ایک مغرور متکبر اپنے کو
شداد نمرود جانتا ہی آخر شداد نمرود کیا ہوے پیوند خاک ہوے چشم زدن مین سب کے قصے
پاک ہوے ایک کو ایک سے محبت چاہیے ایک رات بھر کے واسطے سرا مین آئے ہو صبح کو

سفر در پیش ہی غربت در پیش ہی صاحبان دل کا خنجر غم والم سے دل ریش ہی آپس کی ملاقات غنیمت جانو پھر ہم کہان تم کہان افسوس صد ہزار افسوس **نظم**

چیست الفت کیمیا کاندر جہان نایاب شاذ
تو نویسی خط بما ای مہربان شاذست شاذ
تعالی از حکمت نخواہد بود ربط تازہ وش
این کرم ای مایۂ آرام جان شاذست شاذ
نا در انصاف از نقش دہد بسیار درست
در دیار ہند جنس اصفہان شاذست شاذ

دوستی در دوستان این زمان شاذست شاذ
گردش دوری بود در آسیای این سپہر
باعث این اختلاط دوستان شاذست شاذ
بیوفائیہا شعار او بود خود دیدہ
از تو باید داد دل این خستہ جان شاذست شاذ
گفت سودا خشنید او نالہ بی رحم کرد

در فراموشی شماران کم بود یاد آوری
خلق را آرام زیر آسمان شاذست شاذ
بود کہ چشم انکہ تشریف آوری از عین لطف
او دل اندوہ فزا از دوستان شاذست شاذ
گر کسی در کفر بر گردد بایمان درست
گوش از و فرمودن شور و فغان شاذست شاذ

ای حاضرین میدان کارزار ہوشیار و خبردار ہو جاؤ آنکھین کھولکر رنگ باغ عالم دیکھو جب گل ہنسا گلچین کو ناگوار ہوا دست بدعت دراز کیا عین بہار مین پھول توڑ لیا بلبل شیدا کا خیال نہ آیا اُس عاشق صادق کا کلیجہ خون ہوا گلچین و باغبان کو رحم نہ آیا دائے جوانان نامدار حیات مستعار کا کیا اعتبار ہی آج جو کچھ مردانگی دکھانا ہو دکھا نقیبون نے جو یہ آوازین لگائین صاحبان فہم و خرد تڑپ گئے پسینے آگئے قلب تھرا گئے ہر طرف سے صدائین بلند ہوئین ہر شخص کا قول تھا کیا شعر پڑھے ہین حقیقتؔ دنیا اس سے بدتر ہی **ابیات**
دنیا اک زال بیوفا ہی ٭ بے مہر ہی اور بے وفا ہی ٭ مردون کے لیے یہ زن ہی رہزن ٭ دنیا کی عدو ہی دین کی دشمن ٭ دام زلف دنیا سے بچنا دشوار ہی ہر طائر زیرک اس صیاد جلاد کا شکار ہی یارو آج لڑو مرو جان دو **مشعل** کو قتل کرو نام بزرگون کا روشن ہو شمع حیات اسکی گل کرو اس تیرہ بخت کے مٹانے مین نہ تامل کرو ناگاہ **مشعل جادو** نے اپنا گھوڑا صف سے نکالا سامنے تخت **حیرت** کے آیا **حیرت** نے تخت رکھوا دیا **مشعل** نے کہا ای **ملکہ عالم** اجازت میدان دیجیے **ملکہ حیرت** نے کہا سامری **جمشید** کے سپرد کیا **مشعل جادو** گھوڑے سے اُترکر طرف میدان کارزار کے چلا اب سب نے دیکھا کہ **افراسیاب** انتظام کر رہا ہی ایک طائر مردہ زیر دامن کیے مردے آدمیون کے چار پائی پر رکھے ہین ایک جانب لشکر سے ہزار پانسو قدم الگ آگ روشن ہی ایک جانب چند ساحران سیہ فام ٹہل رہے ہین اس امر پر آمادہ کہ اہل اسلام کوئی مردہ ہو کر گرے اُٹھا کر آگ مین ڈالدین جیسے عیار بھی ساحر بنے ہوے **افراسیاب** کے جادوگرون مین ملے ہوے گولے اُچھال رہے ہین ناگاہ **مشعل** میدان کارزار مین

آیا اول پکار کر آواز دی ای ملکہ مہرخ بہتر یہ ہی کہ اگر اطاعت کرو اس باغ بے خزان کو نہ مٹاؤ
میرے ہاتھ سے غنچہ و گل بوٹا نہ بچیگا ہر نخل قد کو قلم کرونگا بہار ایسی گلعذار کو مٹا دونگا باغبان سے
گلچینی کراؤنگا پئے باغبان و گلچین صیاد ہون تم سب کی جان کا جلاد ہون دیکھو چلے آؤ شہنشاہ کے
قدمون پر گرو یہان سردارون نے گھوڑے چمکا کر آواز دی او بے حیا کیا بکتا ہی اپنے ہوش مین آ یہ سنکر
مشعل نے آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے مجھسے مقابلہ کرے لشکر اسلام مین غریو بلند ہوا ایک کی ایک
صورت دیکھتا تھا طرف میدان کارزار کے قدم نہ اُٹھتا تھا ہر شخص کو یقین تھا نکلے اور مارے گئے مشعل کے
ہاتھ سے بچنا دشوار لیکن ملکہ نافرمان جادو صف سے نکلی سامنے ملکہ مہرخ کے آئی عرض کی حضور
اجازت میدان دیجیے اسوقت تمام اہالیان لشکر جملہ شاہزادیان روے زیبائے نافرمان دیکھکر روتی تھین
کہ افسوس یہ صورت زیبا و طلعت جہان آرا آنکھون سے چھپ جائیگی اب یہ صورت نظر نہ آئیگی ملکہ مہرخ
نے تخت رکھوا دیا کہا ای نافرمان تمھارے بڑے احسان ہین ہمیشہ تم سب سے پہلے لڑین زخم کھائے
رنج عظیم اُٹھائے آج ہم تمکو میدان مین نہ جانے دینگے تم سب صاحبون مین ہمکو اپنا افسر جانتی ہو پس
قافلہ سالار کو مناسب ہی کہ اپنے کاروان کے آگے رہے لہذا ہمین کو تم سب صاحب رخصت دو جا کر مشعل
شعلہ فراج سے لڑین تم سب صاحبون پر نثار ہو جائین مشہور ہو کہ ملکہ مہرخ بادشاہ لشکر اپنے ساتھ والون پر
تصدق و نثار ہوئی اپنے دوستون کا غم گوارا نہ کیا ملکہ نافرمان نے قدمون کو بوسہ دیا اک آہ کی کہ زمین
ہلگئی یہ اشعار عبرت آثار بے اختیار ہو کر پڑھے **نظم**

ہدگوشہ ویران وطن ما و مقام است	چون چند ندانیم کہ معمورہ کدام است	ساقی بدہ آن بادہ کہ از روز نہ خستم
لب پر ز خون جگرم ساغر و جام است	تا شیشۂ ناموس شکستیم حریفان	کوتہ نظر است آنکہ گرفتار بدام است
در دہ ہر قید تو نماند دلے آزاد	چون باد تو صیاد و من زلف تو دام است	مخفی ببستان کام دل از ساغر ساقی
امشب کہ ترا دلبر ایام بکام است		

ای ملکہ عالم آپ بادشاہ عالی جاہ ہین فلک جلالت کی ماہ ہین ہمارے
نہونے سے لشکر تباہ نہو گا خدا آپکو سلامت رکھے آپکی عدالت و لیاقت کے شہرے ہین ہمارا انجام بخیر ہو گا
نمک سرکار سے ادا ہوتے ہین سب صاحب کیون بیقرار ہو کر روتے ہین کنیزون کے واسطے اسقدر
رنج و ملال زیبندہ نہین ہی ملکہ مہرخ نے فرمایا ای نافرمان تجھکو خدائے جہان آفرین کے سپرد کیا پروردگار
تجھے مظفر و منصور کرے بہار دو زکر نافرمان سے یعنی ایک شاہزادی نافرمان سے مل کے

روتی تھی مشتعل نے آواز دی ابھی سے اپنے حال پر روتے ہو مقابلے مین کوئی نہ آئیگا لیس نافرمان نے
سب سے دامن چھڑایا کہا صاحبو ہمارے حق مین دعا کرو یہ کہکر نافرمان طرف میدان کارزار کے
چلی مشتعل نے جو نافرمان کو آتے دیکھا پکار کر آواز دی ای نافرمان سحر کرلو حوصلہ دلمین نہ رہجاے
نافرمان نے کہا ہمارا طریقہ پیش دستی نہین ہی جب تیرے حربے سے پروردگار رہجائیگا تب ہم بھی حربہ
کرینگے یہ سنکر مشتعل نے جھولی سے گولہ نکالا طرف نافرمان کے پھینکا نافرمان نے سحر کرکے وہ گولہ
کاٹا آپس مین دس پانچ سحر اسطرحکے چلے زمین تھرائی تخل چلے بس یکایک مشتعل پھر کا مثل شعلہ جوالہ بڑھا
آواز دی او نافرمان ادھر دیکھ برمن نگر منم شہنشاہ مشتعل مصاحب سامری جمشید نافرمان نے
آنکھ ملائی مشتعل نے ہاتھ بڑھاے جیسے کوئی گشش کرتا ہی اسطرح بڑھاے اور کھینچے پہلی مرتبہ کے بڑھانے
مین ملکہ نافرمان خاموش ہوئی دوسری دفعہ مین مثل بید تھرائی تیسری مرتبہ مین تھرا کر زمین پر گری مثل
مردہ صد سالہ تھی مشتعل نے پلٹ کر افراسیاب سے طائر مردہ لیا جسم مین طائر مردہ کے روح
نافرمان پہونچا دی طائر سر اٹھا کر بولنے لگا ہوش سب کے اڑگئے وہ پنجرا تو اسنے عقاب جادو کو
دیا وہ ساحر پنجرا لیکر بھاگا افراسیاب نے اشارہ کیا مردہ نافرمان کا اٹھا کر آگ مین پھینک دو ای
غول مین سے ایک ساحر سیہ فام بہت خوب کیفے بڑھا جھپٹ کر مردہ اٹھا کر کاندھے پر ڈالا طرف آگ کے چلا
افراسیاب سمجھا ہمارا نوکر لیے جاتا ہی مگر وہ جوان قریب درہ کوہ آیا پہاڑ کے اندر چلا ایک جادوگر وہان
کھڑا تھا اُسنے کہا میان ساحر ادھر کہان جاتے ہو اُسنے کہا مردہ نافرمان کا لیجا کر دفن کرینگے ساحر
ملازم افراسیاب نے کہا دفن کرنا کیسا ادھر چلو آگ مین جلانے کا حکم ہی اُس ساحر نے کہا تمھارا حکم مانین
کہ شہنشاہ کا دیکھو شہنشاہ کیا کہتے ہین وہ ساحر ملٹا اسنے ایک خنجر کوکھ پر اُسکی مارا اور نعرہ کیا او بیحیا
منم مہتر ضرغام شیردل اپنی سردار کا لاشہ آگ مین جلائینگے ساحر گرا اندھیرا ہوا ضرغام مردہ کو
لیکر درہ کوہ مین گھسگیا افراسیاب نے قصد کیا کہ تعقب کرون مشتعل نے منع کیا ای شہنشاہ جانے
دو روح ہمارے قبضے مین جسم مردہ لیکر کیا کریگا مسلمان اُسکو دیکھکر روئینگے پیٹینگے دس پانچ دن مین
لاش سڑ جائیگی یہ کہکے افراسیاب کو روکا لیکن ضرغام شیردل لاش کو لیکر جیسے ہی لشکر ظفر اثر
مین پہونچا تمام شاہزادیان پیٹتی ہوئی دوڑین ملازمان نافرمان نے اپنے سر دے مارے کسی نے چاہا
اپنے کو ہلاک کرے کسی نے چاہا خنجر مارے ایک نے ایک کو تھانبا کہا یارو صبر کرو خواجہ عمرو دوڑکر

آپ نے سب کو سمجھایا کہا تم لوگ نادان بنتے ہو کشتۂ سحر جیسے ملکہ بران کو عشاق نے قتل کیا تھا آخر ملکہ زندہ ہوئین یا نہین کئی مہینے تک لاشہ اُنکا تالاب مین رکھا رہا جب عشاق قتل ہوا ملکہ زندہ ہو گئین انشاءاللہ یہ بھی اسیطرح زندہ ہونگی لیکن جو اس امر کے راز دار ہین وہ انتہا کے بیقرار ہین جانتے ہین روح نافرمان جسم مین طائرون کے بجبر ہے روح اس ملکہ عالم کی کیسی گھبراتی ہوگی روح انسان کا جسم حیوان مین جانا کیسی تڑپن دلگیر کن ہوگی خداوندا اُسکی حال پر رحم کر کاشکے انسان مرجاے یہ جفا نہ اُٹھاے ای رب اکبر ملکہ نافرمان پر رحم کر لشکر مین تمام ماتم برپا ہوگیا کوئی کہتا ہی ہاے اس تن کا نخل نہ قلم ہو کوئی حسن و جمال کو یاد کرتا ہی کوئی نام لیکر فریاد کرتا ہی ملکہ مہرخ فرماتی ہین ہاے نافرمان کی جوانی جان دی مگر نافرمانی نہ کی مشعل جادو نے جو یہ ہنگامہ برپا دیکھا پکار کر آواز دی او سرکشو نافرمان کے واسطے کیا روتے ہو اپنی تو خبر لو سب کا یہی حال کرونگا ایک ایک کو پھونک دونگا بمصداق مضمون شعر صاحب زبان

ای دوست بر جنازۂ دشمن چو بگذری ٭ شادی مکن کہ بر تو ہمین ماجرا رود ٭

براے نافرمان کیون پس و پیش ہی تم سب کو یہی راہ درپیش ہی اک نمونہ دکھلایا ہی اب بھی اگر اطاعت کرو لاشہ تمنے نافرمان کا اُٹھالیا مین زندہ کرنے پر قادر ہون اور کسی کو بھیجو یہ سُنکر ملکہ سرخ موے کاکل کشا پیچ و تاب کھا کر جا پڑی اب تو مشعل نے سحر کا بھی انتظار نہ کیا جیسے ہی سرخ مو سامنے پہونچی آنکھ ملتے ہی اُسنے نعرہ کیا ہاتھ بڑھا کر اپنے عمل کو صرف کرنے لگا تیسرے اشارے مین سرخ مو شکل زلف پریشان بصورت آئینہ حیران لڑکھڑا کر گری صاف ثابت ہوا ستارہ سحری آسمان سے گرا سحر مشعل سے شمع حیات سرخ مو گل ہوئی مشعل نے روح طائر مین بند کی یہ قفس بھی عقاب کو دیا اُسکی پہچان کر محبیل جادو کو آواز دی وہ خاص غلام افراسیاب ہی جوان زبردست کہا ای محبیل لاشہ سرخ مو اُٹھاے محبیل نے لاشہ اُٹھایا کاندھے پر ڈالکے لیچلا افراسیاب آواز دے رہا ہی ای محبیل اس آتش خو شعلہ مزاج کے لاشے کو آتش سوزان مین پھینکدے محبیل جست و خیز کرتا ہوا چلا جب سو قدم لشکر سے نکلگیا غول مین سے ساحرون کے اک ساحر سیہ فام جست کر کے نکلا پکارتا ہوا ای برادر محبیل مین بھی آیا افراسیاب طرف مشعل کے پلٹا وہ ساحر جھپٹ کے قریب محبیل پہونچا ایک راستہ طرف درۂ کوہ کے ایک سمت آتش سوزان اُس ساحر نے قریب آکر محبیل سے کہا اُدھر کہان جاتا ہی طرف درۂ کوہ کے چل اُسنے پلٹ کے اک ساحر قوی تن کو دیکھا جواب دیا حکم شہنشاہ ہی لاش کو لیجا کر آگ مین

ڈالدو ادھر جاکر کیا کرین ساحر نے کہا دیکھو شہنشاہ ابھی تو کہتے ہین جیسے ہی طرف افراسیاب کے وہ علیٹا ساحر آ
برابر تو پہونچ ہی چکا تھا نعرہ کیا او بے حیا نعرہ قران

منم مہتر قران تیغ زبانم	بمیدان اروز آتش فشانم	جہان سرہنگ جون خنجر گذاری	سریع السیر جون باد بہاری

ایک ہی لبندہ مارا محیل کا سر پھٹ گیا مہتر قران نے لاشہ سرخ مو لیا درہ کوہ مین گھس گیا افراسیاب نے
پلٹ کے دیکھا لاشہ محیل زمین پر تڑپ رہا ہی مہتر قران لاشہ سرخ مو لیکر نکلگیا لشکر مین پہونچ چکا افراسیاب
نے چاہا لشکر مہرخ پر جا پڑون لاشہ سرخ مو چھین لاؤن مشعل نے کہا ای افراسیاب کیا ضرور ہی روح
تو اُسکی میرے پاس ہی مگر کس قیامت کے عیار ہین سرمیدان یہ زبردستی کس زور وشور سے محیل کو مار لاشہ
لیگیا افراسیاب نے کہا اب مین دو چار اور ساحر بھی ساتھ کردیا کرونگا وہ اُسکی حفاظت کرینگے لیکن اب لشکر
اسلام مین انتہا کا شور گریہ وزاری بلند ہوا افراسیاب کی بھی آنکھون مین آنسو بھر آے کہا شہنشاہ مشعل اب طبل بازگشت
بجوا دیجیے مشعل نے کہا مابدولت کو بہت ناگوار ہی سرکشی مسلمانان سے دل بیگار ہی جی چاہتا ہی آج ہی سبکو
شادون کینے سے افراسیاب کے مشعل اور بکر کا آواز دی ای فرقہ نمک حرامان کسی بڑے ساحر کو مجھ تک
بھیجو کچھ فن السحر کا مٹے اشارے کا جواب نہین دے سکتے صنعت بڑی تیر تھی اورون کے لیے دلیر تھی یہ جو اپنے
پکار کر کہا ہر چند کہ لاشہ سرخ مو خیمے مین رکھا ہی ملکہ ہلال سحر افگن بین اسکی پیٹ رہی ہی ہر سردار گریان و
نالان حیران و پریشان مضطر و بدحواس عالم یاس لیکن مشعل نے جو پکارا باغبان قدرت کو تاب نہ آئی
مرکب باد رفتار سے کود پڑا پایہ تخت مہرخ کو بوسہ دیا کہا اجازت میدان کارزار مرحمت ہو غلام برائے
جانبازی رخصت ہو ملکہ مہرخ نے سر پیٹ لیا کہا کیون صاحبو یہ داغ سب کے اٹھانا میری تقدیر مین لکھا تھا
مین اب خود جاؤنگی جاکر مقابلہ کرونگی لڑونگی مرونگی نازنینان مہ جبین و شیران دشت نبرد کے داغ مجھ سے نہ
اُٹھاے جائینگے باغبان نے کہا غلام کو رخصت دیجیے مجھ سے اب صبر نہین ہو سکتا بہار نے اپنے طاؤس کو
بڑھایا کہا ای باغبان قدرت ای صاحب شوکت و لیاقت تجھ سے سب طرح کی اُمید ہی لیکن ہمارے مرنے مین
کیا نقصان ہی تم شیر دشت نبرد ہو ماشاء اللہ کیسے مرد ہو تمہارے رہنے سے لشکر مین رونق ہی اگر کوئی افتاد
پڑے طلسم کشا کو لیکر نکلجانا تا بہ لشکر صاحبقران پہونچانا تم طلسم کے رازدار ہو جوان نامی و نامدار ہو
تابکوہ عقیق پہونچ جاؤگے ہم سے کیا ہو سکیگا تڑپ تڑپ کے رہجائینگے باغبان قدرت نے
قدمون کو بہار کے بوسہ دیا گرد پھرا کہا تم شیر زن ہو معتقد و صف شکن ہو رازداری طلسم تمہاری

ذات پر موقوف ہے ماشاء اللہ رنگ سحر و ساحری مین کیا وقوف ہے اب مین بدنام ہو جاؤنگا تمکو اپنے سامنے میدان مین نہ نکلنے دونگا باغبان کے سامنے گل حیات بہار پر خزان آئے واے بران باغبان گلا کاٹ کے نہ مر جاے ایسی سحر و فن سے عذار کو پامال ہوتے دیکھون آنکھین پھوٹین علاوہ شرف سحر و ساحری منظور نظر بادشاہ اسلام اگر زندہ رہون یہ روے سیاہ انکو دکھاؤن نام بادشاہ سنکر بہار نے آہ کی کہا ای باغبان عجب طرح کا کلمہ تم نے اسوقت زبان سے کہا تصویر خیالی حضور آنکھون کے سامنے پھر گئی اگر جانتے کہ موت قریب ہے دو چار روز پیشتر کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر جاتے بعد قدم بوسی کے دامن تھام کر عرض کرتے نظم

بی گل روی تو یکدم زندہ بودن مشکل است
نالہ بر لب دیدہ خونبار بودن مشکل است
بی وصال دوست دشوار است بر من زندگی
روبروی غمزہ دلدار بودن مشکل است

پیش ای شوخ ستمگر لب کشودن مشکل است
نیست ممکن ہمنشینی دلبران پر عتاب
تشنۂ الماس را با دیدہ سوزن مشکل است
یک نظر دیدہ ترا مخفی و شد دیوانہ

سہل باشد اشک ریزی ہمچو ابر نو بہار
پیش تیغ ہجر او جولان نمودن مشکل است
در طریق عشق رو کردن بوادی کار نیست
پیش چشم مست تو ہشیار بودن مشکل است

ان اشعار کو پڑھکر ملکہ بہار اسقدر روئی کہ ہچکی لگ گئی طاقت کلام باقی نہ رہی باغبان قدرت سب سے رخصت ہو کر چلا گلچین جادو زوجہ باغبان نے دامن تھام لیا کہا ای شہریار لونڈی کو آپ کسکے سپرد فرماتے ہین مجھے صبر نہو یگا لونڈی کو ساتھ لیجیے آپ سے پہلے سینہ سپر کرونگی نظم

بادہ در گلزار خوردن کی ہوس باشد مرا
بوی می پیوستہ جاسوس عسس باشد مرا
بر تن من بی زبان ہر موی فریاد کند
راضیم کز زندگانی یکنفس باشد مرا
کوے تنہائی گزینم سالہا یعقوب وار
وادی من تا آخر منزل فرس باشد مرا

نشۂ بوی گلستان تو بس باشد مرا
غنچہ دل نشگفد مرغ دلم را در چمن
گر ز بیداد فلک فریادرس باشد مرا
با وجود تنگدستی باز عالی ہمتے
صورت بوار غم گر ہمنفس باشد مرا
بر نشان پای محمل در رہ وادی عشق

ہمکیشان سند ور گرد در بزم می گشتیم
تن گرفتار غم گلشن قفس باشد مرا
بسکہ در کنج قفس مرغ دلم بی طاقت است
تنہا ہمباز ہمت جان در قفس باشد مرا
گر بزیر آورد گردون ز رشتہ زین چہ غم
نالہا می زار مخفی چون جرس باشد مرا

گلچین جادو اسطرح بیقرار ہو کر روئی کہ سب کے کلیجے پھٹنے لگے باغبان قدرت نے ضبط کر کے کہا صاحب کیا ہمکو بدنام کروگی کمائی پر صاحبقران کی نثار کرو اسوقت محبت ترک کرنا مناسب ہے تمہاری ثابت قدمی کا ذکر سامنے زوجات صاحبقران کے ہوگا سب تمہاری تعریفین کرینگی کہینگی اس بی بی نے اپنے شوہر کو ہمارے فرزند پر نثار کیا گل روے گلچین مرجھا گیا رنگ اڑا چہرے پر برسنے لگا

دوپٹہ سر سے ڈھلکا کلیجے پر ہاتھ رکھ کے کہا بسم اللہ سدھارو لیکن اس کنیز سے صبر نہو گا رہکا کر رکھی باغبان
لشکر سے بڑھا معلوم ہوتا تھا نوجوان کا جنازہ جاتا ہی گلچین ہاے کہکر زمین پر بیٹھ گئی باغبان قدرت بصد
صولت و شوکت سامنے مشعل کے پہونچا اُس بے حیا نے باغبان قدرت کو دیکھتے ہی گولا جھولی سے
نکالکر مارا باغبان نے اُسکو کاٹا مگر مُنھ اپنا پھیرے ہوے آنکھ نہین مشعل سے چار کرتا ہر چند مشعل پکارتا ہی
ای باغبان برسن نگر برسن نگر مگر باغبان مُنھ کو پھیرے ہوے سحر دفع کرتا ہوا قریب مشعل کے چلا آتا ہی سب نے
دیکھا باغبان قدرت بجرأت قریب مشعل پہونچا اُسے تیغ مارا باغبان قدرت نے سپر سحر پر روکا ہر چند
مشعل چیخا ای باغبان ادھر تو متوجہ ہو دم شمشیر پر نگاہ کر لیکن باغبان قدرت نے سر نہ اُٹھایا سپر پر
وار کو اُسکے روکا صاف باسیب سپر تلوار کو اُسکی رد کیا اب باغبان قدرت نے نعرہ کیا او بے حیا نظم

تو ضربے زدی ضرب من نوش کن
دور مجنون گذشت و نوبت ماست
دیگر
ہمہ شادی از دل فراموش کن
ہر کرا پنج روز نوبت اوست

نہنگانہ پلنگانہ بیتر بدلا اُس نامرد کو سایہ مین تلوار کے لیا وہ ضرب لگائی کہ زمین تھرائی سپر کو اُس
روسیاہ نے سامنے کیا سپر کے دو ٹکڑے ہوے ہر چند مشعل نے اپنے کو بچایا جنیو کا ہاتھ پڑا ایک ہاتھ
مین مع سپر قلم ہو کے زمین پر گرا باغبان نے جھوم کر نعرہ کیا وہ مارا ہر چند لشکر اسلام مین سب بیقرار تھے
لیکن جرأت باغبان پر اُچھل پڑے ہر طرف سے صداے احسنت و آفرین آئی زوجہ باغبان
مثل گل شگفتہ ہو گئی چہرے پر سرخی آئی سب نے جو تعریفین کین باغبان سب کو سلام کرنے لگا لاشہ مشعل
زمین پر تڑپا افراسیاب طائر مردہ لیکر دوڑا دہن سے مشعل کے لگا دیا روح مشعل جسم طائر مین اُتر آئی
افراسیاب نے فوراً ایک مردہ نوجوان ساحر کا سامنے منگایا سیکڑون بے گناہ مار ڈالے طائر لاکر اُسکے
دہن سے ملایا چشم زدن مین یہ سب معاملہ ہوا طائر سے جسم ساحر مین اُتر آیا اُٹھکر نعرہ کیا منم مشعل جادو باغبان
یا تو سب کو سلام کر رہا تھا زوجہ اُسکی زمین پر سجدے کر رہی تھی ہاتھ اُٹھا کر عرض کرتی تھی پروردگارا تو نے کنیز پر
رحم کیا تیری کریمی کے نثار ہو جاؤن بیان نعرہ مشعل کی جو صدا آئی باغبان گھبرا کے جو پلٹا دیکھا اک جوان
سیہ فام منم مشعل منم مشعل کہتا ہوا آتا ہی باغبان کے ہوش اُڑ گئے کیا مشعل سیاہ رو دوہ
روشن کیا ہوئی اُس دھوکے مین آنکھ ملگئی مشعل نے ہاتھ بڑھا کر گشش روح کی پہلے ہی مرتبہ کی ہاتھ بڑھا کے
مین روح پر باغبان کے صدمہ پہونچا گویا مجروح ہوا جسم کی طاقت کم مزاج برہم بیخود فراموش حیرت و

عبرت کا جوش دوبارہ جو مشتعل نے ہاتھ بڑھایا رنگ روے باغبان متغیر ہوا انگبین تمر آئین سہ بارہ جب مشتعل
نے اُسی طرح انگلی ملا کر اشارہ کیا باغبان گر کر مردہ صد سالہ ہوا روح پلٹکر اک باز بلند پرواز کے جسم مین بند کی
یہ قفس بھی عنقاے جادو کو دیا باز جو ہوا کہ باغبان مارا گیا یا تو گلچین سجدے کر رہی تھی سر اُٹھا کر جو لاشہ
باغبان دیکھا تاب نہ باقی رہی ہاے میرے وارث کہکے مشتعل پر جا پڑی گڑگڑا کر گری اس زور سے خنجر
مارا شکم پر مشتعل کے پڑا شکم چاک ہوا مشتعل گر کر زمین پر تڑپا گلچین دوڑی پکارتی ہوئی کہ اے صاحب مینے
تمھارے دشمن کو مارا مجھے بیوہ کر گئے بات تو مجھسے کرو کہان بیٹھکر رنڈاپا کاٹون صبح تک سہاگن تھی اب
بیوہ کہلاؤنگی کسکو منھ دکھاؤنگی یہان افراسیاب نے پھر اُسی طرح پر روح مشتعل کو طائر مین کیا جلدی مین چارپائی
سے ایک مردہ کھینچا ساحر پیر کا لاشہ تھا جلدی مین بڈھے جوان کو نہ دیکھا اُس جسم مین مشتعل اُتر آیا اُس جسم مین اُٹھتے
اُٹھتے نعرہ کیا منم شہنشاہ مشتعل ادھر گلچین نے پلٹکر اک بڈھے جادوگر کو آتے دیکھا خنجر کھینچکر چلی پکارتی ہوئی او
بڑھاپے بیٹے تو کون ہے مشتعل کی شمع حیات کو مینے گل کیا وہی خنجر خون آلودہ لیکر جھپٹی آنکھ چار ہوگئی مشتعل نے
وہی کشش کی گلچین نے آہ کا نعرہ مارا معلوم ہوتا ہے روح پر صدمہ پہونچتا ہے پلک جھپکاتے جھپکاتے مشتعل نے
اپنا کام کیا گلچین تمثیل اپنے شوہر کے لاش پر گری اہل اسلام مین شور گریہ و زاری بلند ہوا مشتعل تو یہ کہکر چلا ادھر افراسیاب
اِن زن و شوہر کے لاشے جلوا دے اسوقت مابدولت کی روح پر صدمہ پہونچا صحبت شراب کباب سے دل
بہلاؤنگا مشتعل تو یہ کہتا ہوا چلا افراسیاب نے دس بارہ جادوگرون کو اشارہ کیا ایک ساحرہ نے لاشہ
گلچین کا اُٹھایا جادوگر نے باغبان کا لاشہ لیا بارہ جادوگر تلوارین ہاتھون مین کھینچے ہوے گرد اُن دونون
کے جُھنو جُھنو کرتے ہوے طرف آگ کے چلے جو کوئی اِدھر آیا اُن بارہ نے منع کیا ادھر نہ آؤ ہم گنہگارون کے
لاشے لیے جاتے ہین بلکہ کئی راہ گیرون کو مار بھی ڈالا قریب آگ نخل کے پہونچے دیکھا ایک جادوگر بشکل عجیب
کھڑا ٹہل رہا ہے اُن جادوگرن سے پوچھا تم کیسے ساحر ہو لاشے لیے جاتے ہو رام رام ست نہین کہتے دو بانس
بھی نہ میسر ہوے کہ ارتھی تو بنا لیتے دو پیسے کی کوزیان پیسے کے تال مکھانے بھی نہ لٹایے بڑے نالائق
معلوم ہوتے ہو وہ جادوگر ہنس پڑے کہا میان ساحر صاحب یہ دشمنان شہنشاہ کے لاشے ہین آگ مین جلانے کو
لیے جاتے ہین اُس جادوگر نے کہا کسی کی لاش ہو ارتھی ہم بنوا دینگے مُردون کے وارثون پر احسان کرینگے
لاؤ لاشے رکھدو اُن ساحرون نے کہا لاشون کے رکھنے کا حکم نہین ہے ساحر نے یہ سنکر کہا شہنشاہ کا تمھارے
لاشہ بھی اسی طرح اُٹھایا جائیگا ہم لوگ برہمن ہین سامری جمشید پوتھیون مین لکھ گئے ہین کہ اگر کسی کا

لاشہ بے قاعدے اُٹھایا جاے اُسمین دخل دینا بلکہ اُسکو سزا دینا واجب و لازم ہی دیکھو پوتھی مین لکھا ہی جیسے
پرچہ اُس جادوگر نے ہاتھ مین لیا نگاہ اُسپر ڈالی اور پرے بعد و پڑا جسکے کاندھے پر لاش باغبان تھی
اُسکا سر پھٹا ہاے کہکے وہ گرا مہتر قران نے لاشہ اُٹھایا اور کہا بجا ہو رسم شروع کرو جسکے کاندھے پر لاشہ
گلچین تھا اُسکے گلے مین حلقے کمند کے پڑے نعرہ ہوا منم مہتر ابن مہتر چالاک بن عمرو وہ گرا چالاک نے
خنجر مار کر لاشہ گلچین لیا ایک طرف سے نعرہ ہوا منم مہتر برق فرنگی یہ کہکے ایک جادوگر کو تلوار کا ہاتھ مارا
ایک کو ضرغام نے قتل کیا ایک طرف سے نعرہ ہوا منم مہر سپہر عیاری چالیس حقے آتشبازی کے مارے
کئی کے مُنھ جھلسا دیے آواز دی ہان نکل جاؤ اب نہ ٹھہرو اُس اندھیرے مین سب عیار لڑتے بھڑتے نکلگئے
افراسیاب دربارگاہ پر پہونچ چکا تھا یکایک ہنگامہ سُنا پلٹ کے پوچھا ارے یہ کیا ہوا عرض نے بڑھکر عرض
کی عیارون نے بارہ جادوگرون کو مارا لاشہ گلچین و باغبان لیگئے یہ سُنکر افراسیاب غصے مین کانپنے لگا
مشغل نے ہاتھ پکڑ لیا کہا اے افراسیاب سلمان کیا سمجھکر لاشے اُٹھالیجاتے ہین جو اصل مراد ہی وہ کوچھے
بھی نہونگے مگر اسواسطے لاشے اُٹھالیجاتے ہین وجہ یہ ہی کہ ہر مذہب مین مردے کی کوئی تکلیف جائز نہین
رکھتا کوئی جلاتا ہی کوئی دفن کرتا ہی کوئی آبرودار لاشے کے گلے مین گھڑے باندھکر ڈبو دیتا ہی اہل اسلام کے
یہان نہلاتے ہین دُھلاتے ہین بڑا اعزاز و اکرام ہی آخر مین دفن کرتے ہین اسواسطے کوشش کر رہے ہین لاش
لینے پر مر رہے ہین ورنہ لاشون کے لینے سے کیا کام اب دوسری میدان داری ہین اور انتظام ہوگا کل
مابدولت بڑے بڑے نامی گرامی ساحرون کو للکارینگے نام ایک ایک کا لیکر پکارینگے افراسیاب کا
دل دُکھ رہا ہی دل سے کہتا ہی کہ ہاے مخمور و بہار پر کیا گذریگی وہ شعلہ جوالہ نکلینگی مقابلے غرور کرینگی
ایسی معشوقان حور پیکر مرینگی کیونکر ان کمبختون کو بچاؤن دل سے یہ باتین کرتا ہوا بارگاہ مین آیا مشغل تو
وہی تخلیہ مین چلا گیا جاکے شراب خواری کرنے لگا افراسیاب آکر تخت پر بیٹھا صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئی
ناچ شروع ہوا برائے مشغل پتیلے شراب کے جانے لگے یہ ملعون اپنے امورات قدیم مین مصروف ہی لیکن
عیاران لشکر اسلام لڑ بھڑکر لاشہ باغبان و گلچین لیکر لشکر مین آئے ملکہ مہرخ و بہار و مخمور وغیرہ سے
پہنچی ہوئی دوزین معمار قدرت نے قصد کیا اپنے کو ہلاک کرون جان دیدے ولیکن ملازمان باغبان
و گلچین نہایت اندوہگین لیکن جرأت پر عیارون کی سب تعریفین کرتے ہین ملکہ مہرخ نے کہا اے شہنشاہ
اقلیم عیاری اس کد و کاوش سے کیا فائدہ آپ کیون مفت مین اپنی جان دیتے ہین مردون کے واسطے

مرنا کیا ضرور ہے سراسر عقل کا قصور ہے ہم جانتے ہین آپ نمکخوارون کی آبرو بڑھاتے ہین لڑ بھڑ کر جان نثارون
کے لاشے لاتے ہین لیکن اسکا انجام کیا عمرو نے کہا اے ملکہ مہرخ جس حکیم نے اک قطرۂ نجس کو یہ لیاقت عطا
فرمائی شکم مادر مین جگہ دی بعد نو مہینے کے سامان ولادت ہوا جوان ہو کر صاحب شوکت ہوا پس اُسکو یہ بھی اختیار
ہے کہ اس جسم خاکی مین پھر روح کو داخل کرے اُس بے حیا شیطان کو یہ لیاقت بہم پہونچی کہ روح کو کھینچ لیتا ہے وہ
حکیم و علیم رحیم و کریم ایسا سبب کیا ظاہر نہین کر سکتا کہ اُسکا کوئی بندہ صاحب کمال انکے جسم خاکی مین روح کو پھر داخل
کر سکے اسی وجہ سے اپنی جان دیتے ہین یہ مقدمہ راز و نیاز ہے وہ کارساز ہے شاید انکو پھر روح عطا فرمائے یہ
کہکر عمرو بہت رویا اُسی خیمے مین لا کر دو چھپر کھٹ بچھوائے باغبان و گلچین کو باحتیاط تمام اُن چھپر کھٹ پر آرام
کرایا کنیزین صاحبین اپنے اپنے مالک کی لاش کے گرد آ کر بیٹھین منہون پر ہاتھ رکھدیے پاے سے سر ٹکراتی ہین
کبھی نام لیکر پکارتی ہین بی بی اُٹھو خاصے کا وقت آگیا کہانتک آرام کرو گی ہم روتے ہین تسکین دیجیے شاہزادیان
آکر ان سب کو سمجھاتی ہین ارے صاحبو صبر کرو انشاءاللہ خواجہ عمرو مشعل کو مارینگے کنیزین بیچاری خاموش
ہو رہتی ہین چپکے چپکے روتی ہین ہلال سحر افگن قریب لاشہ سرخ موے کاکل کشا چپ رہی ہے یاد مین
ملکہ سرخ موے کاکل کشا کی پریشان یہ اشعار زبان پر جاری ہین نظم

یہ گلستان سراے تماشا نہین رہا
وہ حُسن جس سے عشق ہو رسوا نہین رہا
اے چرخ چاہنے سے رہے روزگار کو
وہ شمع روے انجمن آرا نہین رہا
کسکو گلے لگائیے اے شوق ہمکنار
دنیا مین ہاے نام وفا کا نہین رہا
اُس نور چشم حُسن کو کیونکر نہ روئیے
وہ نوبہار گلشن دنیا نہین رہا
حیف اپنی تلخ کامی و شوریدہ طالعی
کیا چاہین روزگار تمنا نہین رہا
ولیکن جگہ نہونے کا کس سے گلا کرون
وہ خوش گلوے سینہ مصفا نہین رہا
اب کسکو دیکھیے کہ کسی کو نہ دیکھیے
آنکھون مین آئے اب کوئی ایسا نہین رہا
افسوس کوئی پردہ نشین پردہ در نہین
جس سے کہ زندگی کا مزا تھا نہین رہا
اپنی خرابیون کو کہان جا کے روئیے
وہ قدردان شکوہ مسیحا نہین رہا
کس سے نباہیے کہ سواے وفا کے
وہ پردہ سوز چشم تماشا نہین رہا
ہر دم جبین آئینہ آلودہ نم سے تھی

یہ آب و تاب حسن کی اُسی رخ کے دم سے تھی ٭ آفات جادو شوہر ہلال روتا ہوا آیا کہا صاحب آج تو صبر
کرو کل ہم تمھاری ہمشیر کی خدمت مین جائینگے جو پیام دینا ہو کہدو صاحب اپنے اپنے حال پر رونا چاہیے چند
ساعت کا یہ پس و پیش ہے سفر منزل عدم سب کو درپیش ہے دیکھیے فرداً فرداً شروع ساحرون کا ذکر نہین کیا تین دن
کی میدان داری مین چالیس سرداران نامی ہاتھ سے مشعل ملعون کے اسی حال حسرت مآل مین مبتلا ہوے

لشکر مین تلاطم ہو لیکن یہ خبرین تمام دنیا مین مشہور ہوئین کہ مشعل جادو نے سرداران اسلام کو مار امردہ
بنا دیا اب اہل اسلام کا اختتام قریب ہی کوکب روشن ضمیر نے یون خبرون کو ملکہ بران شمشیر زن سے
چھپایا ملکہ بران داخل باغ نگارین ہوئین اتنا کہلا بھیجا کہ بی بی آجکل لشکر اسلام مین مقابلہ موقوف ہی جانے کا
قصد نہ کرنا خواجہ نے ہمکو نامہ لکھا تھا کہ افراسیاب نے ایک مہینے کی مہلت لی ہی بعد ایک مہینے کے طبل
جنگی بجیگا ہم تمکو اطلاع دینگے آجکل باغ نگارین سے باہر نہ جانا چند ناظمان دربند ہوشربا نے خروج کیا ہی جابجا
غدر ہی اسوجہ سے تمکو منع کیا ملکہ بران شمشیر زن باغ نگارین مین داخل ہین مگر متردد ہو تو خوش گلشن کنیز کو حکم دیا جا کر
لشکر اسلام کی خبر لاؤ خواجہ عمرو سے ملاقات کرنا پوچھنا کہ شہریار خیر و عافیت تو ہی آپ عرصہ دراز سے یہان
کیون تشریف نہین لاے نہایت انتشار ہی کنیز آپکی بیقرار ہی اپنے دست حق پرست سے جواب خیر و عافیت
تحریر فرمایئے یہ فرماکر گلشن کنیز کو روانہ کیا گلشن نامہ لیکر طرف لشکر اسلام کے چلی یہان لشکر مین تلاطم برپا ہی
قضاے کار گلشن کنیز آکر پہونچی کنارے پر لشکر اسلام کے دیکھا سناٹا پڑا ہی بازارین بند ہر ایک دردمند لشکر
افراسیاب مین چہل پہل گلشن نے کنارے پر آکر کسی سے پوچھا کیون صاحبو لشکر اسلام کے لوگ کیون بھاگے
جاتے ہین وہ شخص رونے لگا کہا ای نیک بخت کیا مصیبت بیان کرین مشعل جادو نے آکر کلیجہ جلا دیا چالیس
ساحران نامی بستیلہ گلشن جنبان ہوے وہ سامنے بارگاہ مین سب کی لاشین رکھی ہین عزیز دار انکے پیٹ رہے
ہین لشکر خواجہ عمرو پر زوال آیا اسد نامدار کو چھپا دیا ہی مشعل دو ہزار ساحران نامی و نام آور کا ہی خواجہ
عمرو اپنی جان لڑاتے ہین جستجو کرکے مُردے اٹھا لاتے ہین زندے مُردون کو دیکھکر روتے ہین ابھی کسی کو دفن
بھی نہین کیا شاہزادیون کو دفن و کفن بھی نصیب نہین ہوا دیکھین اب انجام کیا ہو یہ سنکر گلشن کا کلیجہ پھٹ گیا سوچی
کہ خواجہ عمرو کی ملاقات کرنے سے کیا فائدہ اور حالات غم و الم سننا پڑینگے چلکر ملکہ سے عرض کرو روتی پیٹتی
یہ کنیز ملکہ بران سمت باغ نگارین روانہ ہوئی اسکو راہ مین چھوڑو

دو کلمہ داستان مصیبت بیان پھر طبل جنگی بجوانا مشعل کا و مقابلہ بہار و مخمور و آمد ملکہ بران
شمشیر زن عجب داستان حیرت خیز و آفت انگیز ہی ساقی نامہ

ساقی رخ مدعا دکھا دے
چہرہ مجھے چاند سا دکھا دے
مانند قمر کمال دکھلا

کھڑا ابھی چاند سا دکھا دے
لین گھیر کے تجھکو سب پیالا
ابروے رخ ہلال دکھلا

لشکر مہ آرزو بڑھا دے
میخوار ہیں قمر کا ہالا
صہبا مین قمر کی روشنی ہو

صافی شراب چاندنی ہو
منزل بنے دست ہر جزو کل
ساغر بنے چاند چودھوین کا
بدلا ہی صبا سے مہر نے روپ
پہنا سر آسمان نے گہنا
ٹھنڈا ہوا کبک کا کلیجا
معشوق سہا کے متصل ہی
گرمی ہوئی دو جہان سے کافور
پانے لگے پرورش نباتات
بسمل ذرے مہ کی روشنی سے
ہالہ بنا مہ کا ساحل آب
یہ چاند ہی زیور سر شام
مشعل کہ چراغ دست گردون
رخسارہ گل عذار ہی یہ
ہی یوسف مصر کاروان مین
تاج سر چرخ کا نگین ہی
ہندو کو امرت کا پیالا
قرطاس یہ ہی وہ حرف تحریر
سرمہ وہ یہ چشم سرمگین ہی
طاوس کا پر یہ داغ ہی وہ
ماتھا وہ یہ ماتھے کی شکن ہی
عناب گلو ہی طوق ہالا
دانہ اسے کہیے دام ہی وہ

مہتاب منیر جام بن جاے
گردش کرے ماہ ساغر مل
گردون پہ مہ تمام نکلا
کیا لطف ہی چاندنی سے توبہ
گردون کو بنایا چاند نے ڈھال
آرام جگر خدا نے بھیجا
شرمندہ ہوئی جبین مہوش
سردی نے دکھایا لطف کافور
آنکھین کھلین مردم بشر کی
چھپنے لگے زخم چاندنی سے
اس ماہ کی اب صفت رقم ہی
زینت دہ تخت کشور شام
سچ ہو جو خدا کا نور کہیے
اک لالہ داغدار ہی یہ
روشن ہی اسی سے خانۂ شب
شاہ خاور کا جانشین ہی
پر داغ جگر جو ماہ کا ہی
وہ جوہر تیغ ہی یہ شمشیر
یہ مہر وہ مہر کی نشانی
یہ شعلہ گل چراغ ہی وہ
اسکو دل داغدار کہیے
یہ کان وہ کان کا ہی بالا
فانوس وہ شمع انجمن یہ

میخانہ مہ تمام بن جاے
ہو دور جو آب آتشین کا
حیرت ہی کہ خم سے جام نکلا
عالم نے لباس نور پہنا
دکھلایا عروس شام نے گال
پرزے پرزے کتان کا دل ہی
آیا ہی کنول کے پھول کو غش
دکھلائی خدا نے چاندنی رات
افزون ہوئی روشنی نظر کی
ٹھنڈا ہوا بحر مین دل آب
منزل پہ روان مہ قلم ہی
لیلی شب سیہ کا مجنون
حق بولیے برق طور کہیے
روشن ہی نجوم آسمان مین
فوٹو ہی اسی کا ماہ نخشب
ہر بزم کے واسطے اجالا
سکہ کسی بادشاہ کا ہی
وہ نقش نگین ہی یہ نگین ہی
پانی کی وہ لہر ہی یہ پانی
یہ جامہ وہ چین پیرہن ہی
اسکو خط روے یار کہیے
یہ جام ہی خط جام ہی وہ
پنجرا وہ ہی بلبل چمن یہ

کشتی یہ ہی اور وہ بھنور ہی　　وہ چاند سپہر کا یہ سپر ہی　　یہ صفحہ کا حوض ہی وہ جدول
وہ دیدۂ حور ہی یہ کاجل　　طاق اُسکو اسے چراغ کہیے　　سینہ اُسے اسکو داغ کہیے
مشہور جہان کمال سے ہی　　انگشت نما زوال سے ہی　　ہر کبک اسی کے شایق دید
ہر گھر مین اسی سے ہوتی ہی عید　　اب وصف ہلال یون رقم ہی　　ابروے خمیدۂ صنم ہی
ہی یوسف مصر کا گریبان　　رشک سر ناخن حسینان　　ہنسلی ہی گلوے نازنین کی
انگلی ہی یہ پنجۂ حسین کی　　پھیلی آغوش آسمان ہی　　کاندھے پہ لیے فلک کمان ہی
نعل فرس فلک یہی ہے　　کہتا ہی کمان دہنک یہی ہی　　محراب مکان نور کہیے
نقش سیماے حور کہیے　　خاموش قلم بہت ہوا طول　　کبتک یہ فروع ذکر معقول
پورا قصہ کلام کردے　　ماہ مطلب تمام کردے

چہرہ رہروان منازل مصیبت و طی کنندگان مراحل صعوبت براہ خارستان رنج والم کو ہے آبلہ فرسا سے طے کرکے جستجوے مطلوب و مراد مین یون سرگردان ہین سمعہ مصنفان شور شعاران شیرین زبان ۔ رقم میکند داستان دلستان مشغل جادو چند میدان داریان کرکے کئی دن مصروف عیش و نشاط رہا افراسیاب نے وہ سامان فرحت و انبساط اس ملعون کے واسطے مہیا کیا ہی کہ عیش خانہ سے نکلنے کو دل نہین چاہتا آٹھ پہر شرابخواری بدمستی حسن پرستی خرید کئی دن کے افراسیاب خدمت مین حاضر ہوا عرض کی کہ اے شہنشاہ نامدار باغی لوگ خوش ہین کہ اب شہنشاہ طبل جنگی نہ بجوائینگے میدان کارزار مین نہ تشریف لائینگے آئندہ جیسا مزاج مبارک مین آئے مشغل اسقدر بیہوش تہا افراسیاب کو جواب دیا مابدولت سمجھے تھے دشمنون سے مصالحہ ہوگیا مہرخ وغیرہ نے اطاعت کی افراسیاب نے کہا حضور وہ آپ ایسے سرکش ہین اگر ایک بھی باقی رہیگا جفا جان دینے کی سہیگا لیکن مصالحہ نہ کرینگے صنعت نے بالکل خاتمہ کردیا تھا قید خانے کو قیدیون سے بھر دیا تھا لیکن مصالحہ کا ذکر بھی نہ آیا اب بھی وہی کیفیت ہی نہ اُنکو آپ کا خوف ہی نہ عبرت ہی مشغل اُسی وقت اُٹھا دربار افراسیاب مین آیا تخت پر بیٹھا دو چار جام شراب کے پیئے مغرور نے حکم دیا طبل جنگی بجے جو اسپیان لشکر اسلام خبرین لیکر چلے دربار مین آکر حاضر ہوے دعا دی نظم

رکھین تا عود کو آتش پر اور آتش کو مجمر مین　　گل تر تا ہو گلدان مین تری تا ہو گل تر مین
رہے نافے مین مشک اذفر اور بو مشک اذفر مین　　صدف مین تا ہو گوہر اور رہو تاب گوہر مین
ترے ابر کرم سے باغ عالم تازہ و تر ہو　　نسیم خلق سے تیرے جہان یکسر معطر ہو

ای شہنشاہ گیتی ستان بلائے آسمانی سے پروردگار حفاظت مین رکھے دشمن آپکا نمت بعنت آسمانی کا مزا چکھے آج
بعد کئی دن کے مشعل جادو بارگاہ مین آیا اسفند بخیر ہی افراسیاب سے پوچھتا ہی کہ لشکر مہرخ سے
صلح ہوگئی افراسیاب نے کہا وہ لوگ عجز کرنے والے نہین ہین تب اُس ملعون نے طبل جنگی بجوایا کل اُسکا ارادہ
ہی کہ میدان مین آکر گرمی دکھائے آپسے مقابلہ کرے نام طبل جنگی سنکر ہوش سردارون کے اُڑ گئے ہاتھ پاؤن مین
رعشہ آگیا مگر ضبط کرکے ملکہ مہرخ نے فرمایا بسم اللہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی عنایت سے پروردگار کے طبل
جنگی بجے بیان تو دونون لشکرون مین طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین اہالیان لشکر مہرخ بھاگے جاتے مین
شلین خالی ہوگئین رسالون مین خاک اُڑ رہی ہی بازارون مین سناٹا دوکاندار حیران و پریشان جنس غم والم
ارزان تاجر حیران و پریشان شام سے چراغ گل ہر خیمے مین رونے کا غل لیکن آجکی شب ملکہ بران شمشیر زن خود بخود
غمزدہ و متوحش سب کو اپنے پاس سے ہٹا دیا صرف رازدار قدیم مصاحب ندیم ملکہ شگوفہ سحر ساز تھی فرماتی ہین کہ ای شگوفہ
آج بہت دل گھبراتا ہی نہین معلوم شاہزادہ ایرج نوجوان پر کیا گذری جب ہم طلسم سکندریہ پر گئے تھے شاہزادہ صیقل
آئینہ دار آمادہ ہوا تھا کہ ہم آپ کو طلسم ہوشربا مین لیچلین ماشاء اللہ صاحب اقبال ہین ہمراہ اُنکے جاہ و جلال ہین
لشکر بیحد جمع ہوگیا تھا ہمنے صیقل کو اشارون سے منع بھی کیا کہ اُنکے سامنے ہوشربا کا ذکر نہ کرو مگر اُسنے نہ مانا
اُنکو آمادہ کیا تھا یقین ہی وہ چل نکلے ہون اس خیال سے آج دل بیقرار ہی کبھی لشکر خواجہ عمرو کا خیال آتا ہی
کبھی اُنکے ذکر سے قلب تھراتا ہی کیا حال دل کہین یہ کیفیت ہی ای شگوفہ عجب مصیبت ہی نظم

باشد زگریہ ام دل سوزان من در آب
باشد سرم در آتش سوزان من در آب
گردید سنگ آب ز شرم لبت عقیق
گردید ہمچو مردم آبی وطن در آب
سودا بگریہ شور و فغانم نگشت کم

این طرفہ آتشی ست کہ دارد وطن در آب
زان آتشی کہ عشق تو در جان من بسوخت
شد غرق ہمچو خطۂ یونان یمن در آب
گردد گہر بحرف صدف قطرۂ گلاب
حرفیست اینکہ نیست صدای سخن در آب

مانند شمع ز آتش سودا و جوش اشک
گوہر شرر شود چو فتد عکس من در آب
از جوش گریہ مردم چشم شب فراق
شوید چو روی خویشتن آن گلبدن در آب

شگوفہ نے عرض کی حضور حقیقت مین
اگر وہ طلسم ہوشربا کا قصد کرینگے بقول حضور صاحب اقبال ہین اُدھر کے ضرور ہو پہنچینگے لیکن حالات لشکر اسلام دریافت
ہوتا ضرور ہین اُڑتی اُڑتی خبر سنی تھی کہ شاید مشعل جادو مقابلہ اہل اسلام مین آگیا مگر حضور کے والد نے یہ فرمایا تھا کہ مشعل
نہین آئیگا ملکہ ہمنے جو زیادہ ذکر کیا تو غصے مین فرمایا کہ اب بات کو طول نہ دو جسقدر ہمین دریافت ہی تمھین نہین خبر ملسکتی
کچھ اسمین نکتہ ہی آپکے والد نامدار نے خبر چھپائی خدا انجام بخیر کرے ضرور کوئی خرابی ہی لونڈی کے دلکو خود بخود بیتابی ہی

معلوم ہوتا ہے مشتعل آگیا سنتے ہین بہت بڑا جادوگر ہے اُس ملعون کے آنے مین سب کی جان کا ضرر ہے انھین باتون
مین ملکہ بہار نے تڑپ تڑپ کے شب بسر کی یکایک نخل نورانی ماہ تابان درہم و برہم ہوئی ستارے جھلملائے
شمع ماہتاب پر زردی آئی لہراکر گل ہوئی شہنشاہ زرین آفتاب بصد رونق و آب و تاب مشرق سے برآمد ہوا
گلشن عالم مین لالہ زار شفق ظاہر ہوا گل صد برگ مہر درخشان سے ضو دکھانے لگا ملکہ بہار خاموش سر جھکائے
ہوئے کہ گلشن کنیز آکر پہونچی مگر گھبرائی ہوئی ملکہ بہار نے کہا گلشن خیر تو ہے عرض کی حضور غضب ہوا چالیس
سرداران اسلام مارے گئے آتش سحر نے بھونک دیا آگ لگا دی اُس گلشن پُر بہار پر خزان آئی غنچہ و گل مرجھا گئے
صبا و فلک نے دام بدعت بچھایا اُن گلعذارون کو جال مین پھنسایا یہ سنکر ملکہ بہار کے ہوش اُڑگئے کہا کیون
شگوفہ ہماری پریشانی کا انجام دیکھا فلک نے تفرقہ پردازی کی عجب رنگ مین دست اندازی کی ہم سے تو نہین
ممکن کہ ہم تامل کرین بیشک والد نامدار نے ہمسے چھپایا یہ فرما کر طاؤس زرین بال پر سوار ہوئین شگوفہ سے
کہا خبردار کسی کو خبر نہو ہم سے بربادی باغ لشکر خواجہ نہ دیکھی جاویگی بس اب تساہل بیکار ہے یہ فرما کر بتغیر و غضب
تمام طرف لشکر اسلام کے چلین لیکن مجلس جادو واسطے سلام کے آئی تھی اُسنے جو دیکھا ملکہ بہار جاتی ہین دو
مہربان گھر پہ بھی طلب ہوئی پکار کر آواز دی لونڈی سمجھی لشکر اسلام پر آفت برپا ہے یہ کہکے سحر کیا مثل ستارہ بھری
جھلک دکھا وہی یہان بوقت سحر لشکر اسلام و فوج افراسیاب میدان کارزار مین پہونچی صفین جمین مشتعل یہان دکھاتا
ہوا لشکر سے آگے بڑھا ہوا میدان کارزار مین پہونچا بعد صفوف آرائی بطور قدیم میدان مین آیا ملحوظ خاطر
ناظرین رہے قفس ہائے طائران صحرائی متعدد موجود ہین اور مردے انسانون کے چارپائیون پر پڑے ہین
آج افراسیاب نے از میدان تا بہ مقام آتش سوزان ہزار ہا جادوگرون کو ٹھہرا دیا ہے حکم اُنکو مل چکا ہے
کہ کسی غیر کو اپنے قریب آنے دینا جسوقت لاشہ سردار باغیان کا اُٹھایا جائے تم سب خیال کرکے آگ مین
پھنکوا دینا صد ہا جادوگر امی خدمت پر مقرر ہین لیکن قضائے کار مشتعل ابھی میدان مین ٹھہرا ہے مبارزطلبی ابھی
نہین کرنے پایا یہان سے قریب اک قصبہ ہے دیلم جادو وہانکا زمیندار ہے اُسکے دو بھائی اور دو بیٹے ملازمان
ابرق دم دیکر لائے خدمت مین مشتعل کے پہونچایا اس ملعون کے جسم مین تو آگ بھری ہے جس پر نگاہ ڈالی
وہ لڑکا بھڑک کے مر گیا دیلم جادو اُس دن سے دیوانہ وار برائے فرزندان و برادران روتا پھرتا ہے تمام
قصبے مین ہنگامہ برپا ہے بیس ہزار جادوگر اس قصبے مین رہتے ہین پاسیون کو بلا کر دیلم نے تاکید کی کہ پتہ
لگا دو میرے دونون فرزند و دونون برادر کیا ہوئے پاسی پھرتے پھرتے جنگل مین آئے پہلے دن ایک لاشہ

پایا لیکن عجب حیثیت سے کہ لباس فاخرہ جسم مین جو زیور گھر کا تھا اُسکے علاوہ اور بھی بہت سا ذات پر آراستہ
پایا وہ لاشہ اُٹھا کر لائے یا تو لوگون کا قول تھا کہ زیور کے واسطے کوئی لگا کر لیگیا اب جو یہ حال دیکھا کہ یہ نیا معمہ
ہے کوئی طالب زیور نہ تھا اور زیور زیادہ موجود ہے لباس بھی ایسا کہ شاہ و شہریار پہنتے ہین تو دوسرے دن دوسرے
کی لاش ملی آج صبح کو جنگل مین گئے دونون کے لاشے اُسی طور سے ملے اب تو دیلم نے تمام گاؤن کے رئیسون کو
جمع کیا کہا یارو تم سب سے فریاد کرتا ہون میرے چار کلیجے کے ٹکڑے کسی نے مارے انصاف کرو جو پرکا یہ کام نہین
ہزار ہا روپیہ کا زیور پہنا دیا پھر کسواسطے ہلاک کیا عقیل و فہیم جو لوگ تھے واسطے تحقیقات کے قریہ سے نکلے جو جو گاؤن
قریب تھے وہان کے رہنے والون سے جو ملاقات ہوئی کسی نے کہا ہمارے گاؤن سے چار غائب ہوئے کسی نے کہا
دو کا پتہ نہین ہے تلاش کرتے کرتے آخر خبر ملی مشعل جادو مالک حجرۂ بلا مہمان افراسیاب ہوا ہے اُسی کے واسطے
طفلان حسین پکڑے جاتے ہین صد ہا لاشہ جنگل مین ملا دیلم کو یہ سب خبرین گذرین دیلم نے اک آواز دی دیہات
سے گنوار جمع ہوئی ساٹھ ستر ہزار گنوار سب کا افسر دیلم اور سب پٹی دار سب کے سامنے دیلم نے بدعت افراسیاب
ظاہر کی سب نے کہا ایسے بادشاہ کا منھ جلانا چاہیے تمام دیہات کے لڑکے غائب ہوے سب کے مردے ملے چلکر اُس
حرامزادے جیا کو مارو پکڑ کر اُسکی بھی ذلت کی تدبیر کرو یہی اُسکی سزا ہے افراسیاب بولیگا اُس سے بھی
موجود ہین اب دیہات مین غریو ہوا ساٹھ ستر ہزار زمیندار پاسیون کے پرے جمے ہوے تیر کھینچے لیے ہوے
دیہات سے نکلا طرف لشکر افراسیاب کے چلے یہان وہ وقت ہے کہ مشعل میدان مین کھڑا ہو جاتا ہے کہ بار طلبی
کرون افراسیاب قریب تخت حیرت برائے انتظام کھڑا ہوا ٹہل رہا ہے کہ دیکھا صحرا سے گرد اُٹھی گنوارون
کا لشکر بعد کروفر گنوار ٹٹوؤن پر سوار ڈھال پھٹکے باندھے ہوے ایک سمت پاسیون کے پرے خبر دارون نے کہا
گستاخان وہ شعبدہ باز کھڑا ہے گو لڑکے تھے کے کپڑے پہنے ہے افراسیاب سمجھا تھا یہ زمیندار عابد دولت کی مدد کو آئے
ہین یا یکایک سب بلوہ کر کے طرف مشعل کے چلے گالیان دیتے ہوے افراسیاب پکارا ارے تم کون ہو جوش
محبت مین اپنے فرزندون کی مشعل پر جا گرے دیلم نے جھپٹکر مشعل کو نیزہ مارا کوئی گرز لیکر بڑھا پاسیون نے
تیرون کی بوچھار کی جبتک فوج افراسیاب پہونچے مشعل کو مشت چوٹیون کے لپٹ گئے وہ جو آپس مین وعدے
کر کے چلے تھے بول کی بے چلی منجین ہاتھ مین جاتے تھے مشعل کے ساتھ مین وہی بات کرین افراسیاب جا بیٹھا
سرما ابرق دوڑے لیکن مشعل کو نیم بسمل کر دیا ایسے قیمے بلکہ پڑے بیہوش ہوگیا افراسیاب مشکل چھوڑا کر لایا سرما
ابرق نے مشعل کو زمین سے اُٹھایا مشعل بیہوش و مدہوش سر پھٹا ہوا جسم تمام پارہ پارہ علم کا پاپٹ کا بھولا

جب افراسیاب نے اگر مدد کی کل زمیندار تلوارین کھینچکر لشکر افراسیاب پر جا پڑے تلوار چلنے لگی ستر ہزار نے
جو ایکمرتبہ بلوہ کیا بارہ چودہ ہزار ملازمان افراسیاب بیس بائیس ہزار نامرد مارے گئے دیلم زمیندار جنگلانہ
پلنگانہ لڑ رہا ہے اسکے ساتھ ساحر بھی ہین ساحرون نے سحر کیے غیر ساحر تلوار و خنجر سے لڑے لیکن فوج افراسیاب کی
کیا تاب لا سکتے تھے مشعل کو تو سرماد ابرق اٹھا کے لیگئے عمرو بھی نیچہ کھینچکر چلا ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ آپ نہ قصد
کرین عمرو نے کہا ذرا تماشا تو دیکھین ہائے افسوس ہے مشعل بچکر نکلگیا بڑا قلق ہوا لیکن دیلم انتہا کا زخمی ہوا بس
پکار کر آواز دی ای سرداران اسلام مین ناکام تم سبکو گواہ کرتا ہون کہ مینے پونے دو برس خداوندون پر لعنت کی
معتقد وحدانیت ہوا مذہب حق کی اطاعت کی افراسیاب ظالم نمک حرام بدانجام بانی ارا کین ظلم نے بندگان خدا کو
کس بدعت سے تباہ کیا صدہا کم سن لڑکے غریب بچارے اس بیحیا کے ظلم سے حسرت و یاس لیکر پردۂ دنیا سے گئے نخل
شباب سے پھل نہ پایا اسی طرح پروردگار اسکی بھی شاخ تمنا قلم ہو یہ جو عمرو نے سنا دیلم کے ساتھ اب کوئی دس
پانچ ہزار باقی رہگئے فوج افراسیاب نے چشم زدن مین سبکو قتل کیا لاشے بچارون کے پھڑک رہے ہین لیکن ایک
ایک نے چار چار کو مارا خوب گنوارون کا لنو چلا عمرو قریب دیلم کے صورت بدلکر پہونچا دیکھا اس بہادر نے زخمی
ہوکر گھٹنے ٹیک دیے غش چلا آتا ہے عمرو نے بشکل ساحر قریب آکے بازو تھاما کہا ای دیلم آنکھین کھول نہ گھبرا مین آپہنچا
منم مہر سپہر عیاری تجھکو لشکر اسلام مین لیے چلتا ہون دیلم نے آنکھین کھولکر اک ساحر کو اپنے قریب پایا کہا ای جوان
مینے عمرو کی تصویر دیکھی ہے مجھکو کیون دھوکا دیتا ہے خواجہ پر مینے کیا احسان کیا کہ جو مجھکو دم لینے کو آتے لیکن خدا انکو
سلامت رکھے سردار مسلمانان ہین اے شخص میرا تو اب خاتمہ ہے لیکن تو خواجہ عمرو سے ہماری تسلیم عرض کرنا اور کہنا اگر ہوسکے
لاشہ غلام کا پامال نہونے پاوے بطور اسلام غلام جدید کو دفن کرا دیجیگا کہ انجام بخیر ہو اپنے دست حق پرست کو قبر پر
رکھکر فاتحہ پڑھیے گا یقین ہے اس سعادت سے نجات ہو عمرو بے اختیار رونے لگا فوج افراسیاب کا خوف نہ کیا فوراً
رنگ روغن عیاری کا چہرے سے چھڑایا جمال اصلی دکھایا دیلم قدمون سے لپٹ گیا یکایک سرماد ابرق نے دیکھا
عمرو کھڑا ہوا دیلم سے باتین کر رہا ہے فوج والے اسکے کچھ بھاگے کچھ مارے گئے کچھ باقی ہین گر گھیرے ہوے لڑ رہے ہین سرماد
ابرق نعرہ کرکے بڑھے اس قصد سے کہ دیلم کو قتل کرین عمرو کو پکڑ لین عمرو نے نعرہ شیرانہ کیا او نامردو کہان
آتے ہو یہ کہکر چالیس حقے آتشبازی کے نکالے فلیتے داغ کر پھینک مارے کسی کا منہ جلا کوئی شعلہ ہائے آتش سے
بھن گیا اتنے عرصے مین عمرو نے دیلم کو اٹھا کر زنبیل مین ڈالا ساتھ والون کو آواز دی ہان بھاگو طرف ہمارے
لشکر کے نکل جاؤ اب اس مقام پر نہ ٹھہرو آٹھ ہزار جوان اسی اندھیرے مین لڑتے بھڑتے لشکر اسلام مین پہونچ گئے

ملکہ مہرخ نے باغ آزر سب کو ہاتھون ہاتھ لیا افراسیاب نے ملکر دیکھا سرما و ابریق کے منہ جھلسے ہوئے بھاگے
آتے ہین عیاران عمرو نے آگ برسادی دیلم کو نکال لیگیا غصے مین چاہا لشکر اسلام پر جا پڑون حیرت نے دامن
تھام لیا کہا چلکر شہنشاہ مشتعل کی خبر لیجیے گنوارون نے اسقدر مارا ہی پڑے ہوئے تڑپ رہے ہین فرماتے ہین
افراسیاب کو بلاؤ ایک جوان کو مردہ کرکے لاؤ ہم اس جسم مین اُترجائین روح کو راحت ہو سب گنوارون نے ہڈیان
ہڈیان توڑ ڈالین مار پیٹ سے دہقانون کی جسم فگار ہی متردد متوحش حیران و پریشان درد سے دل کے بیقرار ہی افراسیاب
نے کہا ای حیرت مجھے بن نہین پڑتا اس بے حیا نے مجھکو ظالم مشہور کردیا آج تو سارے طلسم ہوش ربا مین خبر ہوگئی ہوگی
کہ ہزارہا طفل خوبصورت ہلاک ہوئے میان مشتعل کا روے سیاہ جھلسا گیا پڑے تڑپ رہے ہین اور اب دو بے گنہ جوان
کی گردن مروڑون تب انکو چین آئے کیسی بدعت ہی مجھکو بڑی خفت ہی حیرت نے کہا اندر تو چلیے نہایت بیقرار ہین اگر
عمرو گنوار کو لیگیا ہمارا کیا نقصان ہی سب قریات پھکوا دینگے فوج کو حکم ہوگا جا کے سب مال اسباب لوٹ لین زراعت
پامال کرین پھر نہ کوئی ایسی حرکت کرے لاچار افراسیاب پلٹ آیا اہالیان فوج نے کمر کھولی لیکن ہر جگہ یہی چرچے
ہین یارو فوج مہرخ و بہار سے بڑے بڑے معرکے پڑے آج نئے طور کی لڑائی لڑے گنوارون نے
میان مشتعل کو خوب درست کیا لوگ کہتے ہین ارے میان گنوار بڑے ظالم تھے میان مشتعل کے جسم کے ٹکڑے اڑا دیے افراسیاب
جلد نہ پہونچتا تو کام تمام کیا ہوتا اچھا ہوا حرامزادہ اسی لائق تھا افسوس ہی بندگان سامری کی اولاد کے ساتھ اُس
ذلت سے پیش آتا ہی حرامزادے کو کچھ خوف نہین ہی بیچارے گنوارون کے کمسن لڑکے بڑی بدعت اُٹھاکے مرے آج
حرامزادے کو صدمہ عظیم پہونچا سنا ہی کہ پڑا ہوا ہاے ہاے کر رہا ہی افراسیاب بارگاہ مین آیا دیکھا شہنشاہ پڑے ہوئے
تڑپ رہے ہین افراسیاب کو دیکھکر اُٹھ بیٹھا کہا ای شہنشاہ ماہ دولت کا حال بہت ابتر ہی جلد ایک جوان کو
گردن مروڑ کے مردہ بنائیے ماہ دولت کے سامنے لائیے ماہ دولت روح کو اپنی دوسرے جسم مین اُتارین اس جسم کو
گنوارون نے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا ہی بڑی ماہ دولت پر بدعت کی افراسیاب نے سر جھکا لیا کہا ای شہنشاہ ماہ دولت بہت
بدنام ہوگئے تمام دنیا مین آپکے ظلم کا شہرہ ہوا دیکھا آپنے دیلم نے کیا کیفیت کی آج کئی سو قریہ ویران ہوگیا اب مجھکو ہی
ملنا دشوار ہی اہالیان فوج طعن و تشنیع کر رہے ہین جس ملازم کو علیحدہ بُلاتا ہون وہ جانتا ہی مجھکو قتل کرینگے آپ تپ پاکے
پھر وہی خواہش کرینگے مین کیا تدبیر کرون مشتعل نے کہا او افراسیاب خانہ خراب ماہ دولت اسی واسطے حجرے سے
نہین نکلتے تھے تجھسے عہد کرلیا تھا اب اگر اسکے خلاف ہوگا خوب جان لے کہ ہم تیری روح نکال لینگے جسم مین تیرے چند صحرائی کی
روح کو بند کرینگے حیرت کو مادہ تجھکو نر بنا کر کسی ویرانے مین چھوڑ دینگے کوئی صیاد آکر شکار کریگا باز و عقاب کا طعمہ ہونگے

افراسیاب تھرتھرانے لگا سر جھکا لیا سوچا کہ ایسا نہو آنکھ ملتے ہی اپنا کام کر بیٹھے عرض کی کہ ابھی حاضر کرتا ہون جہانپناہ
ہوگا آپکے لیے سامان عیش و نشاط مہیا کرونگا یہ کہکر نکلا اک جوان کو حیلے سے بلا یا گوشے مین لاکر اسکی گردن
مروڑی خدمت مین مشعل کے لایا مشعل گھبرایا ہوا اٹھا جلد اُس ساحر کے مردے سے لپٹ گیا منھ سے منھ ملا یا روح اسکی
جسم مین اُس جوان کے اتر آئی وہ جسم جسکے استخوان چور تھے بیکار ہوا اسکو صحرا مین پھکوا دیا اُس شکل پر آکر مشعل اپنے
مقام پر بیٹھا جسکی شکل پر یہ بیٹھا ہے وہ فوج مین افراسیاب کی جمعدار تھا اُسکا بھائی ڈھونڈھتا ہوا نکلا بارگاہ مین
آکر دیکھا میرا بھائی تخت پر بیٹھا ہوا ہے کہا بھائی چلو کھانا تیار ہے بھابھی صاحبہ بلاتی ہین مشعل نے کہا اسکی گردن مین
ہاتھ دو اب حضور فوج مین بھی یہ چرچا ہوا جمعدار نے جا کر کمیدان سے کہا آج میرے بھائی کی شمع حیات گل ہوئی
مشعل بنا ہوا بیٹھا ہے کمیدان نے کہا خاموش رہو شہنشاہ خفا ہونگے اب سب کو یقین ہوا کہ افراسیاب کو اہالیان رعایا
نہین ملتے اہالیان فوج پر دست اندازی شروع کی اپنے اپنے کم سن لڑکون کو کسی نے گھر روانہ کیا کسی نے کہین قریہ وغیرہ
مین چھپایا لیکن مشعل جادو تخت پر بیٹھا شراب خواری کر رہا ہے افراسیاب پر تاکید کہ طفلان جبین بلاؤ مابدولت تنہائی
مین گھبراتے ہین افراسیاب نے حکم دیا سرما و ابریق مارے مارے پھرتے ہین جس قریہ مین گئے گنوار لٹھ لیکر دوڑے
سرما و ابریق بھاگتے ہین بمشکل ایک یا دو ساقی بچے ملکن ہوے اُنسے یہ ملعون خوش نہین ہوتا افراسیاب نے دست بستہ
عرض کیا حضور طبل جنگی بجواتا ہون مسلمان آمادہ سرکشی ہین سامان لشکرکشی ہین مشعل نے کہا جلد طبل جنگی بجواؤ ہمکو تمھاری
خوشی منظور ہے کل ہی سب کا خاتمہ کرینگے نامی ساحرون کے نام لکھکر ہمکو دیدو ہم اُنکے نام لیکر للکارین جھٹ پٹ خاتمہ کر دینگے
مگر اب مابدولت نے دنیا کی ہوا کھائی اب وہ حجرۂ تاریک و تنگ نہین پسند آئیگا یہین تشریف رکھینگے افراسیاب
تھرا گیا کہ روز طفلان جبین کہان سے لاؤنگا دیکھیے کس عذاب مین پڑا یہ کہکر حکم دیا طبل جنگی بجے اُسوقت نقارہ
رزمی پر چوب پڑی ہرکارون نے جاکر خواجہ عمرو کو خبر دی یہان بھی نقارہ رزمی بجا لشکرون مین تہلکہ پڑا لشکر
اسلام کو تو جان کی پڑی ہے افراسیاب کے لشکر مین یہ کھلبلی ہے کہ یارو جب یہ ملعون مارا جائیگا ہم مین سے
ایک کی گردن افراسیاب مروڑ دیگا دیکھو جسم مین جمعدار کے بیٹھا ہوا اکڑ رہا ہے اُسکا گھر برباد ہوا جورو اُسکی ڈھونڈھتی
پھرتی ہے ایک ایک کے قدمون پر گرتی ہے میرے شوہر کا پتہ بتاؤ ابھی اگر اُس سے کہدین کہ تیرے شوہر کو افراسیاب نے
مارا ابھی غل مچتی ہوئی دربار مین گھس جائے جنے اُسکو بہلا دیا کہ شوہر تیرا علاقے پر بھیجا گیا اس لشکر مین یہ ہنگامہ
اُس لشکر مین یہ قیامت دوست و دشمن نام سے مشعل کے جلتے ہین ہر ایک کہتا ہے یہ ملعون جلد واصل جہنم ہو یہ جفا
لشکر مین کم ہو چار پہر رات اسی ہنگامے مین گذری جب صبح خاور بعد کر و فر مشعل ضیاء و شعاع ہمراہ لیکر عزم جانب تخت چرخ

فیل پر جلوہ فرما ہوا بموجب قاعدۂ قدیم لشکر میدان مین آگرجے افراسیاب نے سامان کرلیا ہو مشعل جادو تجبر کر
صف سے بڑھا میدان مین آکر پکارا ای فرقۂ خداپرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو صف سے نکلے نکلکر ہم سے مقابلہ کرے
کل ما بدولت نے بڑا صدمہ اُٹھایا آج اُسکا بدلا لونگا دیلم زمیندار بھی صف لشکر مین حاضر ہو مشعل کو میدان مین دیکھکر
جلگیا لٹھ کاندھے پر رکھکے چاہا کہ جا کر لٹھ مار کر اُسکا سر پھاڑے کون سردارون نے روک لیا کہا ای دیلم تمھارا کام
نہین ہو یہ ملعون بلاے روزگار ہو اس سے مقابلہ کرنا بیکار ہو لیکن جیسے ہی اسنے پکارا ملکہ بہار نے طاؤس صف سے
بڑھایا ہلڑ ہوا یارو باغ لشکر اسلام مین خزان آتی ہو بہار جادو مرنے کو جاتی ہو کوئی قدمون سے لپٹا کوئی چیخ
مار کر روتا تھا کوئی مثل کلی کے بکس کے رہگیا کسی کا چہرہ مثل گل مرجھایا کنیزان بہار کے چہرے مثل برگ خزان دیدہ
زرد تھے شمشاد نے کمر تھام لی خمیدہ ہوگئی غنچہ دہن کم سخن ایک ایک کا منھ دیکھتی تھی نرگس کی آنکھین پتھرا گئین سنبل
نے موے مشکین کھولدیے سوسن نے لباس سیاہ پہنا گلشن لشکر بہار مین شور گریہ وزاری بلند ہر چند ملکہ مہرخ نے
کہا بہار نے نہ مانا کہا اس حرامزادے کو تنکے چنوا کے نہ مارا تو نام اپنا ملکہ بہار جادو نہ رکھا بدقت انتہا پر
پہونچی ملکہ مہرخ نے رو رو کر بہار کو رخصت کیا افراسیاب نے آج آگ پر اور انتظام کیا ہو آتشبار جادو کو
آگ کا منتظم کیا کہ تو اندر آگ کے موجود رہ جب لا کر لوگ لاشہ پھینکین آگ سے نکلکر لاشہ اُسکا آگ مین ڈالدینا عیاران
اسلام نے صدہا طریقون سے لاش لانے والون کو مارا اسوجہ سے افراسیاب نے یہ انتظام کیا کہ آتشبار اندر
آگ کے رہیگا آتش اصلی مین اُسکے پاس کون پہونچ سکیگا بیان تو یہ انتظام ہو فراق بہار مین ہر گلعذار گریبان
چاک چہرون پر نازنینان مہجبین کے خاک بہار جادو سجدہ کر کے فرق میدان کارزار مین آئی افراسیاب کا کلیجہ
پھٹ گیا مثل مرغ بسمل تڑپا کلیجہ تھام لیا حیرت سے کہا لو ملکہ غضب ہوا آج تمھاری بہن مقابلہ مشعل مین آئین
بچنا دشوار ہو حیرت جادو بھی رونے لگی کہا ای شہنشاہ کیا چارہ ہم نے لاکھ سمجھایا مگر بوا بہار نے ہمارا کہنا نہ مانا
اب آج خاتمہ ہو ہاے ہم باواجان حیات جادو کو کیا جواب دینگے فرمائینگے ایسی گلعذار کو تو نے مٹا دیا ہماری
جان پر آفت ہو گی سخت مصیبت ہو گی لیکن بہار نے مشعل سے آنکھ نہ ملائی مشعل کا دستور ہو پہلے اک سحر مختصر سا
کرتا ہو بخوبی جانتا ہو یہ لوگ پیش قدمی نہین کرتے مشعل نے ایک گولا پھینکا بہار نے گولا کا گلدستہ جھولی
سے نکالا اسم سحر کا پڑھکر نعرہ کیا او مشعل ہوشیار رہو جا اب مشعل کو آتش گل جلائیگی آہ بلبل زار پھونک دیگی گلدستہ
بہار کا چلا افراسیاب نے کہا لو ملکہ حیرت غضب ہوا بہار کا سحر رنگین چلگیا بیشک تنکے چنوا دیگی گلدستہ
بہار کا پھٹا پھول برسنے لگے باد صبا نے زر گل لٹانا شروع کیا غنچے چٹکے باغ سحر کے پھول کھلے زرد پتے

سبز سوے سبز بختان چمن کی بن آئی نغمہ سنجان گلشن نے یہ غزل گائی غزل

یاد اسکی گرمی صحبت بڑھاتی ہے بہار
مین تو کیا انکو بھی دیوانہ بناتی ہے بہار
جلوہ لالہ رقیبون کو دکھاتی ہے بہار
سبزہ خوابیدہ سے مخمل بچھاتی ہے بہار
ہے خزان مین بھی یہی جوش جنون کیا ہو گیا
رنگ وحشت سے مری کیا رنگ لاتی ہے بہار
امتیاز دلبری و دلدہی مین فرق ہے
بلبل تصویر کو کب یاد آتی ہے بہار
ابتدائے فصل ہی مین غنچے بھی کھائے گل
عطر فتنہ مین گل نرگس لبساتی ہے بہار
کچھ سوائے گریہ خون ریز اپنی قسمت مین نہین
خیر مقدم گلشن ایمان مین آتی ہے بہار

آتش گل سے مرا سینہ جلاتی ہے بہار
کھل چکی نرگس کہ شرمائی ہی جاتی ہے بہار
داغ کھانے پر مرے کیا داغ کھاتی ہے بہار
خاک تو مرغ گلستان کو خزان ہی نے کیا
اب کہین بار پر اپنے ہمکو بھی بلاتی ہے بہار
داغ اور زخم ہمین ہین جب لالہ و گل ہین یمین
تمکو بھاتی ہے خزان اور ہمکو بھاتی ہے بہار
میری ضد سے غیر پر تیری عنایت دیکھکر
دیکھیے اس سال کیا کیا گل کھلاتی ہے بہار
خندہ دیوانگی یان بعد مردن بھی رہا
زعفران کی کیون نہو مجھکو رلاتی ہے بہار

کوہ و صحرا ہے فرحت مین پھراتی ہے بہار
دیکھکر اسکی بہار آنکھین چراتی ہے بہار
آمد آمد ہے چمن مین کس سمن اندام کی
دیکھیے اب آنکر کیا خاک اوڑاتی ہے بہار
جوش گل سے یاد آتی ہین تری رنگینیان
فصل ہے یا آپکے عاشق کی چھاتی ہے بہار
محو حیرت کو وصال و ہجر دونون ایک ہین
سبزہ بیگانہ کے قربان جاتی ہے بہار
چشم گلشن پر قدم رکھتا ہوا کون آئیگا
خاک سے اگتے ہین گل انکو ہنساتی ہے بہار
غنچہ ہائے آرزو سے مومن اب کھلنے کو ہین

دیکھا اب سے مشتعل جادو جھومنے لگا پھول اٹھا اٹھا کے سونگھتا تھا بڑا اعتراض یہ ہے بہار جادو مشتعل جادو سے آنکھ نہین چار کر سکتی تا تیر انجام سحر کیونکر ہو یہ سوچکر بہار گھبرائی دو تین گلدستے اور مارے مشتعل جادو پکارتا ہوا بڑھا اے ملکہ بہار تمہارے جمال کا مشتاق ہون روے زیبا دکھادو بہار گلعذار کو کہان ڈھونڈھون چیخین مارتا تھا آنسو جاری پریشان حال باہ و فغان اضطرابانہ یہ غزل عاشقانہ پڑھتا تھا غزل

قالب ہوا خراب ترے غائبانہ کیا
ای دوست بے اثر تھا ہمارا فسانہ کیا
یاران غمگسار بہت جلد اٹھ گئے
دیکھین تو آج یاد کریگا جہانہ کیا
آغاز گفتگو ہی سے ہین بدگمانیان
رہوار غم کو خلش تازیانہ کیا
ہونٹون کی بھی ہوس ہے محبت سکھا گئی

او مرغ روح بھول گیا آشیانہ کیا
شب کیا ہوئی جہان مین اندھیر ہو گیا
کیا ہو گئے وہ لوگ ہوا وہ زمانہ کیا
دو دن کے شو ہین ترے حسن ملیح کے
سمجھائے کوئی دوست انھین دوستانہ کیا
ثابت ہوا کہ عالم ہستی ہے بے ثبات
لائیگا اپنے دام مین ہمکو یہ دانہ کیا

مجنون کی سرگذشت نہایت ہوئی پسند
بدلا ہے ایک رنگ مین رنگ زمانہ کیا
مانع ہوئی حنائے قدم گل خرام کی
ای دوست یہ رہیگا ہمیشہ زمانہ کیا
یہ بے کسے دکھاتا ہے چالاکیون کے زور
کھینچیگا پھر عدم کی طرف آب و دانہ کیا
منظور جب بہائی عاشق نہین تجھے

خالی پڑا رہیگا یوہین آستانہ کیا
عاشق کا دل نہ دیکھ کے جاتے ہین
مطرب نے میرے حال کا گایا ترانہ کیا
تھا ناتمام سائل رخصت ہو مرغ روح
لکھی نسیم نے غزل عاشقانہ کیا ❊

مقتل مین ہو اجازت جاروب قتل
نظارہ سوے سینۂ صد چاک شانہ کیا
دیکھا ادھر کو تو نے پڑا تیر ناز ادھر
قاصد سے پہلے ہوگا یہی خود روانہ کیا

قاتل مگر پڑھیگا نماز دوگانہ کیا
رویا یہ آسمان کہ ہو تر دامن زمین
استاد رخ بدلکے اڑایا نشانہ کیا
کیا تاب مدعی جو زبان تک بلا سکے

اشعار پڑھ کے مشعل کیرہ پہاڑ نے لگا چاہا زخ گل پر سر دے مارون اسپہ
کہ بہار روے زیبا نہین دکھا سکتی منھ پھیرے ہوے سحر کر رہی ہو افراسیاب نے دیکھا مشعل سر ٹکرا کر مرجائیگا
بڑھ کے اٹھ جو کہا پھول بہار کے جلنے لگے طائران زمزمہ سرا کباب ہو کر گرے وہی شعلہ بھڑکا کر مشعل پر گرا
اسی آگ نے پھول جلاے اسی شعلہ نے مشعل کو ٹھنڈا کیا مشعل کو ہوش آگیا غصے مین طرف بہار کے دوڑا کلمات
سخت جو کہے بہار کو ناگوار ہوا طرف افراسیاب کے پلٹکر آواز دی ای افراسیاب یہی بے حیا مالک حجرۂ بلا ہو
تونے بچالیا ہمارا سحر مٹایا آج سے بھی آج لڑونگی دیکھا کہ گلدستہ لیکر پری مشعل کو دوڑ کر سامنے آیا آنکھین چار ہوئین
مشعل نے ہاتھ بڑھا کر کھینچے گل عارض بہار مرجھایا سرو قد مین خم آیا سنبل زلفین عنبرین پریشان ہوئین غنچہ دہن پر
مہر سکوت چشم نرگسی مین آنسو بھر آے جام گل شراب شبنم سے معمور ہوا دوسری مرتبہ مین بہار لہرا کر گری مشعل نے
روح کو قبضے مین کیا عندلیب کے جسم مین بند کر لیا ملازمان افراسیاب چلے کہ لاشہ اٹھائین مخمور نے بڑھکر
دانہ یاقوت احمر کا مارا کنیزان بہار دوڑ پڑین کئی کنیزان بہار قتل ہوئین اس ہلڑ مین عمرو نے بڑھکر لاشہ
بہار کا اٹھالیا افراسیاب نے جو منکا ڈھلا ہوا بہار کا دیکھا کلیجہ پھٹ گیا پکار کر آواز دی لاشہ بہار لیجانے
دو او نامردو بیٹھے لاشہ نہ اٹھایا جب عمرو لیچلا تب فساد برپا کرتے ہو جان بچانے پر مرتے ہو افسوس ایسی حسین
پردۂ دنیا سے اٹھ گئی کلیجے کے ٹکڑے ہوتے ہین ہاے کس سے اپنے حالات دل کہون بیتابی مین یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

تابکے دارم نہان در سینہ عشق پاک را
تیرہ سازد دود آہم انجم افلاک را
درد عاشق پیشہ را دیوانگی تہمت بود
سرخ میسازد بخون عاشقان خاک را

چند دارم در جگر این آہ آتشناک را
از غم لیلی بصحراے محبت دست شوق
نوری بخشند محبت دیدۂ ادراک را

بسکہ شد از سوز عشقت آہ سردم شعلہ ریز
تا قیامت بر سر مجنون فشاند خاک را
شہسوار عشق مخفی ہر دم از تیغ نگاہ

حسب مرت نے کہا اشعار پھر پڑھیے گا دیکھیے بی مخمور نے نشہ محبت بہار
مین صدہا نگہبانون کو مارا اسی غصے مین مشعل پر جا پڑین مشعل تو بالکل گدھا ہو کچھ بھی نہین جانتا سحر مخمور
نہین روک سکتا دیکھیے وہ برس پڑی اور قتل کیا چاہتی ہو حقیقت مین بہار کا لاشہ ملکہ مخمور نے دیکھا کلیجہ

پھٹ گیا آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا قلب تھرا گیا زلفین چھوڑین عارض انور پر بل وہی ہین غصہ سے ابرو پر
شکن دل تردد مند نزل پر ہجوم لشکر رنج و محن کعت منھ مین بھرا ہوا چشم حق بین سے آنسو جاری عالم بیقراری
کئی نوکر جوان مارے جو لاشہ اٹھانے کو آئے تھے انکو چشم زدن مین واصل جہنم کیا لشکر افراسیاب کے ہوش
اڑ گئے حقیقت مین آج مخمور نے اتنے عرصے مین وہ جرأت دکھائی زمین میدان کارزار تھرائی ملازمان افراسیاب
الامان الامان کر رہے ہین ادھر تو ملکہ بہار پر یہ سانحہ گذرا اب مخمور لڑ رہی ہے افراسیاب چہرۂ زیبائے مخمور
کو دیکھتا ہے ٹھنڈی سانسین بھر رہا ہے اس خیال مین کہ ہائے اب مخمور بھی قتل ہوا چاہتی ہے دونون آنکھین میری
پھوٹتی ہین ملکہ بہار کے مرنے سے باغ عالم مین خزان آگئی یا ساحری مخمور کو بچا لو ورنہ میخواری کا مزا جاتا رہیگا
اس مصیبت کو اسکی دیکھکر نشہ اتر گیا مثل برگ بید کانپ رہا ہے مخمور ہر مرتبہ قصد کرتی ہے تلوار کھینچکر مشعل پر جا پڑی
نیچہ مارون کہ حرامزادے کا بھنڈارہ کھلجائے مشعل بھی گھبرایا ہوا ہے اتنے عرصے مین مخمور نے کئی سو ساحر مارے مشعل
جانتا ہے مجھ سے آنکھ ملائے تو مین اپنا علم ظاہر کرون مخمور مبہوت لڑ رہی ہے ایسے ایسے سحر کیے زمین کانپی آسمان تھرایا
جرأت مخمور دیکھکر بڑے بڑے بہادرون کو غش آیا ایک مقام پر مشعل نے گولہ مارا ملکہ مخمور جادو نے کاٹا
زمین سے ایک برق چمکی شانہ ملکہ مخمور جادو کا زخمی ہوا شانے کو کسکر باندھا مست بادہ جرأت تو ہو ہی رہی
تھی نیچہ کھینچکر مشعل پر جا پڑی برق چمکائی مشعل کی پلک جھپکی مخمور جادو نے تیرا بدلکے نیچہ مارا مشعل کے
دو ٹکڑے ہوئے مخمور نے جھومکر آواز دی اے بہار گلعذار میننے تیرے خون کا بدلا لیا شمع حیات مشعل کو گل
کیا لیکن ہمارے خود چراغ عقل گل ہے تجھ ایسی ماہتابان مہر درخشان پردہ دنیا سے اٹھ گئی لطف زندگی باقی
نہ رہا مخمور تو یہ باتین کر کے رو رہی تھی ادھر ہوا کہ مشعل مار گیا افراسیاب پیٹتا ہوا جھپٹا طائر مردہ ہاتھ مین لیکر
دہن مشعل سے ملایا طائر نے چہکارہ مارا ایک ساحر جوان کا مردہ بھی موجود تھا افراسیاب نے طائر کو
دہن ساحر مردہ سے ملا دیا وہ جوان نعرہ کر کے اٹھا منم مشعل جادو مخمور جادو غم مین بہار جادو
کے رو رہی تھی کہ مشعل سامنے پہونچا مخمور بھی کوئی اور جادوگر آیا آنکھ ملا کر للکارا آنکھ ملانا تھا کہ غضب ہوا مشعل نے
اپنے عمل قدیم کو صرف کیا مخمور تھرائی دوبارہ ہاتھ ہلانے مین شمع حیات مخمور بھی گل ہوئی لشکر ظفر اثر مین
غل ہوا افراسیاب نے جادوگرون کو اشارہ کیا ملکہ مہرخ تخت پر سے بجا ند نہین برق لامع کود کے
گر گئی سو جادوگرون کو کاٹا مشعل سے آنکھ ملگئی برق لامع بھی ہائے کہکے گری اس بے حیا نے پلٹکر
روح مخمور و برق لامع کو بھی جسم مین جانورون کے بند کیا لاشہ مخمور و برق لامع ملکہ مہرخ نے لڑ کر لیا

افراسیاب چلاتا تھا مشعل نے روکا کیون جاتا ہو مابدولت کافی ہین دیکھنے والے حیران کہ اتنی دیر مین دو جسم
تبدیل ہوے اب بھی کھڑا ہوا جھوم رہا ہو جب جسم ثانی مین آتا ہو وہی جودت وہی زور وہی سو رگہی قوت خستگی
شکستگی بھی رفع ہو جاتی ہو روح جسم نو مین آتی ہو لشکر اسلام مین تو قیامت کا ہنگامہ ہو مخمور و بہار و
بہزاد لامع و چند ساحران دیگر کہ جنکے نام نہین لکھے سات ساحران نامی پر نوبت پہونچ چکی دوپہر کا وقت ہو
مشعل میدان کارزار مین بھی شراب پیتا جاتا ہو ساقی بیچے موجود ہین ہر مرتبہ لاؤ لاؤ کر رہا ہو ساقی بچے نے
بڑھکر جام دیا یا سامری کسکر پی گیا جھومنے لگتا ہو یہ ضرور کہتا ہو ہاے شراب مین تلخی نہین لطف شراب نہین
ملتا افراسیاب کے ہوش اُڑتے ہین کہ کہانسے شراب منگاؤن اس بدمست کو کہان تک پلاؤن کہین حلیہ
اس سے مہلت ملے لڑائی فتح ہو جاے کسی قریہ مین اسکو بھیجدون اب طفلان حسین بھی نہین ملتے ظالم مشہور ہوا
رعایا بگڑی جاتی ہو اہالیان فوج کو رنج و ملال دیکھیے انجام کیا ہو لیکن مشعل بجیا دو چار جام پیکر میدان
کارزار مین مثل شعلہ جوالہ بھڑکا آواز دی اب کوئی میرے مقابلے کو نہین آتا بڑے بڑے ساحر کیا ہوے کہان
جا کے چھپے جرأت نہین دکھاتے یہان لشکر مین کسی کے ہوش درست نہین لاشے لا کر ان شاہزادیون کے جو
رکھے کنیزین مصاحبین پایہ سے لپٹی ہوئی رو رہی ہین ہر ایک کی یہی زبان پر ہو کاش ہم کو موت آتی ان
شاہزادیون کو اس حال پرملال مین نہ دیکھتے ملکہ مہرخ پچھاڑین کھا رہی ہو پکار رہی ہو کہ اے شاہزادیو اے
ثابت قدمان کوے محبت تمنے ہمسے پیشتر جان دی مین قافلہ سالار تھی پہلے ملک عدم مین پہونچتی تمہارے لیے سامان
خیمہ و بارگاہ مہیا کرتی دنیا مین خدمتگزار رہی منزل عدم مین ساتھ نہ گئی یکایک ہاڑ ہوا مصاحبون نے بڑھکر کہا
حضور مشعل جادو مبارز طلبی کرتا ہو لڑنے پر مرتا ہو ملکہ مہرخ نے حیران ہو کر سر اُٹھایا اشک پاک کیے
اس خیمے سے نکلین کہا مین جا کر ملعون کو جواب دیتی ہون مین مخمور و بہار کا ساتھ نہ چھوڑونگی انکی محبت سے
منھ نہ موڑونگی اُستادان سخنور نے تحریر کیا ہو سو سرداران زبردست پر یہ سانحہ مصیبت خیز گذر چکا اب کون ہو
جو جا کر جواب دے ملکہ مہرخ نے فرمایا خواجہ عمرو کو بلاؤ مین اُنسے رخصت ہو لون اپنی نواسہ جبین
الماس پوش کے واسطے سفارش کرون بلکہ اب اُنکو بھی ترغیب دون کہ براے خدا اسعد جبین و اسعد کو
زنبیل مین ڈال لین طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے چلے جائین اب یہان اُنکا ٹھہرنا مناسب نہین ہر چہار
طرف ڈھونڈھا خواجہ عمرو کو نہ پایا مہرخ نے کہا خیر جب تشریف لائین ہمارا پیغام کہدینا وہ بھی کسی کام
مین ہونگے حقیقت مین واے برحال عمرو ایک سر ہزار سودے کس کس کام کو دیکھے کسی کار ضروری مین مصروف

ہوگئے یہ کہتی ہوئی ملکہ قلب لشکر مین آئین یہان مشعل بلبلا رہا ہی افراسیاب نے آتشبار جادو کو اُس آتش اصلی
مین مقرر کیا ہی کہ تو آگ مین کہڑا رہنا ایکی جو سردار مارا جائیگا مین خود لاشہ لیکر تجھکو دونگا تو فوراً آگ مین ڈالدینا
میرے سامنے تو کسی کی مکاری عیاری نہ چلیگی یہ جملہ واسطے سمجھنے ناظرین کے تحریر کردیا لیکن مشعل جو بلبلایا لشکر
اسلام پر نعرہ مار امبارزطلبی کی ملکہ مہرخ نے قصد کیا جاؤن مشعل سے مقابلہ کرون تمام سردار قدمون سے لپٹ
گئے کہا ای ملکہ عالم اگر تمہارے آفتاب حیات پر زوال آیا پھر لشکر نہ رُک سکیگا ملکہ نے کہا اب مجھکو نہ روکو تم سب پر نثار
ہوجاؤن چاہتی تھین ملکہ مہرخ کہ سرداران نامدار سے دامن چھوڑائین مشعل نابکار پر جا پڑین کہ آسمان پر برق
چمکی سب نے دیکھا آفتاب آسمان حسن وجمال صاحب جاہ وجلال صفدر وصف شکن ملکہ تیران شمشیر زن طاؤس
زرین بال پر سوار راہ مین جو حالات بربادی لشکر اسلام سُنے ہین آنکھون سے اشک گہر رشک جاری ہین پہول
سے عارض کمہلائے ہوئے چہرہ غصہ سے لال ابرو رشک ہلال آنکھین نخر دیدہ غزال قد دل جو سرو لب جو دور سے
یہ معرکہ دیکھا کہ لشکر اسلام مین قیامت برپا ہی کوئی نام بہار لیکر روتا ہی کسی کی زبان پر نام مخمور کوئی واسطے برق
لامع کے تڑپ رہا ہی ملکہ مہرخ کو تمام سردار لپٹے ہوئے ہین کہ او سرپرست ای بادشاہ عالیجاہ ہمارے لشکر کا انتظام
آپکے دم سے ہی اس لشکر مین برکت آپکے قدم سے ہی ہم آپکو میدان کارزار مین نہ جانے دینگے ہم پہلے سب نثار ہولین
تب حضور کو اختیار ہی ملکہ مہرخ ٹھنڈی سانس بھر کر فرماتی ہین

نظم

شود دلم چو بھدم دو چار نالد و گرید
بچرخ آید و دولاب نالد و گرید
دلم از آن مژہ فوارہ وار گشت شبگیر
بنوابہ کرد او برمزار نالد و گرید
عجب مدار بچندین جفا و جور کہ دارد
بہ پیش حاکم روز شمار نالد و گرید
چنان بکن کہ زدست جفا و جور تو شوا

ستم رسیدہ بر غمگسار نالد و گرید
سحر و در آئینہ یارب بہ بیند او رخ خود را
عجب مدار کہ چون آبشار نالد و گرید
بسینہ خون شدہ از ضبط آہ و گریہ خدا را
زدست ظلم تو گر روزگار نالد و گرید
تو خندہ خنز کی اید دست بر خرابی عالم
زدور شمر تو در سبزہ یار نالد و گرید

مدام این دل سرگشتہ گرد آن عقب
چو من مباش شبیہ ہای تار نالد و گرید
کہ چشم تر کنند اندر غزای چون من بیکس
اجازتی کہ دل بیقرار نالد و گرید
بکن تو جور بعدی کہ بیدلی زجفایت
عدو چو بیندم از در روزار نالد و گرید

اسطرح ملکہ مہرخ بلک رہی ہین کہ
کلیجہ ٹکڑے ہوتا ہی مہرخ کے رونے پر تمام لشکر روتا ہی جیسے ہی ملکہ مہرخ نے ملکہ تیران شمشیر زن کو دیکھا
آواز دی ای نور نظر ای پارہ جگر کوکب نامور برای خدا طرف میدان کارزار کے نہ جاؤ تم تک آؤ ملکہ تیران نے
یہ جواب دیا حضور کلام مصیبت انجام سننے کی قلب مین طاقت نہین ہی بس کنیز رخصت ہوتی ہی مین سب حال

سن چکی اب مجھ سے صبر نہو سکیگا یہ کہکر ملکہ بران طرف مشعل کے چلین لشکر افراسیاب مین بلوا ہوا بران
آپہونچین افراسیاب دیکھکر شاد ہوا کہا لو ملکہ حیرت اب طلسم نور افشان پر آفت آئی بران واسطے
مقابلے کے آگئی اسکا لاشہ مین خود ساتھ جاکر آگ مین پھکوا دونگا یہ کہکر افراسیاب آمادہ ہوا ایک جادوگرنی
نے پاس کھڑا کرلیا اور یہ کہا کہ ای ساحرہ لاشہ بران کا تو اٹھانا مابدولت کیون ہاتھ لگائین مگر ملکہ
بران شمشیر زن طاؤس سے کودین سامنے مشعل جادو کے پہونچین للکارا او بے حیا بری بدعتین کرچکا
اب تیری قضا آئی یہ کہکر طرف مشعل کے چلین مشعل نے گولہ مارا بران نے رد کیا اختر مروارید جوڑے سے
نکالکر کھینچ مارا سینہ پر مشعل کے پڑا لیکن یہ بھی ملحوظ رہے جب ملکہ بران مقابلہ مشعل مین پہونچین مہرخ
نے آواز دی ای بران اگر ہمارا کہنا نہین مانتی خبردار اس ملعون سے آنکھ چار نہ کرنا وہی بران نے کیا
منھ پھیرکر اختر مروارید ماردیا سینہ پرکینہ مشعل پر پڑا توڑکر سینہ پرکینہ کو پار گذرا ملکہ بران شمشیر زن نے جھپٹ کر
اپنا اختر لیا مثل برق آسمان پر چمکین نعرہ کیا وہ مارا ملکہ بران شمشیر زن تو بلندی پر جاکر اپنے کو آراستہ
کرنے لگی کہ کوئی اعضائے جسمی نہ کھلجائے خدانخواستہ نامحرم کی نگاہ پڑے یہان افراسیاب جادو نے
جو دیکھا کہ مشعل زمین پر گرا افراسیاب نے طائر مردہ دہن سے لگایا اس طائر کو انسان کے مردے
کے دہن سے ملا دیا مشعل نے نعرہ مارا انم شہنشاہ مشعل جادو ملکہ بران چاہتی تھین اب لشکر اسلام مین جاؤن
کہ نعرہ مشعل کی آواز آئی پھر جھپٹ کے جا پڑین استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہے کہ تین مرتبہ ملکہ بران نے
مشعل کو اختر مروارید سے مارا چوتھی مرتبہ آنکھ چار ہوگئی مقام انصاف ہے کہ جس سے مقابلہ کرے اس سے
آنکھ کیونکر چار نہو آخر چوتھی مرتبہ آنکھ چار ہوتے ہی بیکار ہوئین لہرا کر زمین پر گرین مشعل نے روح بران کو
اک طوطی زرین بال کے جسم مین بند کیا افراسیاب جھپٹ کر قریب لاشہ بران آیا چند سنگریزے ہاتھ مین
لیے طرف لشکر ملکہ مہرخ کے نعرہ کیا خبردار جو کسی نے قدم بڑھایا آتش قہر و غضب مین پھونک دونگا کوئی آگے
نہ بڑھ سکا اس ساحرہ سے افراسیاب نے کہا لاشہ اٹھائے ساحرہ آگے چلی افراسیاب ساتھ ساتھ تیغہ
کھینچے ہوے نعرے کرتا ہوا خبردار جو کوئی مابدولت کے قریب آئیگا مارا جائیگا اپنا بیگانہ کوئی قریب نہ آئے
اب چالاک و برق و جانسوز و ضرغام و مہتر قران دور سے دیکھ رہے ہین افراسیاب کے سامنے
کون جائے گھبرا کر قران نے کہا ای چالاک دیکھو تو استاد کہان ہین ہائے غضب ہوا لاشہ بران جلایا جائیگا
بڑے چالاک نے کہا عرصہ سے قبلہ و کعبہ کا پتہ نہین ہے کسی جستجو مین تشریف لیگئے حقیقت مین ہم سب کو بہت

ذلیل کرینگے مگر خلیفہ کہو تو جائز ہین افراسیاب قریب نہ آنے دیگا لاش کو ہاتھ نہ لگانے دیگا مفت مین جان
جائیگی قران بھی بدحواس دور سے دیکھ رہے ہین افراسیاب جست وخیز کرتا ہوا ساحرہ کو ساتھ لیے ہوے
قریب آتش سوزان پہونچا دیکھا آتشباز جادو آگ مین کھڑا ہی پکار رہا ہی اے شہنشاہ لائیے لاشہ تران مجھے
دیجیے افراسیاب نے ساحرہ سے اشارہ کیا ساحرہ نے لاشہ پہونچایا حدت آتش سے قریب آگ کے نہ جا سکی
آتشباز نے بڑھکر لاشہ گود مین لیا لاشہ لیتے ہی ایک چادر مین لاشہ تران لپیٹا افراسیاب سے آنکھ ملائی کہا کیون بے
او افراسیاب خانہ خراب تو نے اپنے باپ کو پہچانا نہ مین آفتاب عالمتاب عیاری نیر برج چرخ خنجر گذاری
تیرے آتشباز کو پہلے ہی پکڑلیا اسکی شکل پر آگ مین کھڑا ہون حسطہ بن داؤد کو مار کر مینے روغن موسیقار لیا
تھا وہ بدن مین ملا ہوا ہی اُس روغن پر آگ تاثیر نہین کرتی اُسی روغن مین چادر تر کرکے لاشہ تران لپیٹا ہی
اسکا بھی موے جسم نہین جل سکتا دیکھ آتشباز میرے پاس موجود ہی یہ کہکر لاشہ تران کاندھے پر ڈالا آگ سے
لاشہ آتشباز نکالا ایک خنجر اسکے شکم پر مارا لاش آتشباز جلنے لگی آتش کی بارش ہوئی لاشہ تران
لیکر عمرو اُسی آگ مین کود پڑا اندر نقب لگا رکھی تھی نقب مین سے نکلگیا افراسیاب چیختا پیٹتا دوڑا عمرو
آدھ کوس بھر پر جا کر نکلا نعرے کرتا ہوا دم جرأت کا بھرتا ہوا قریب لشکر اسلام پہونچا افراسیاب جادو کے
ساحر لپٹ گئے شہنشاہ آگے نہ جائیے ایسا نہو عمرو نے کوئی جال بچھا رکھا ہو کوئی کنوان گڑھا کھودا ہو اُسمین
سرکار کو گرادے ہاتھ منہ نوچے آخر لاشہ تران لیکر گیا بیکیا افراسیاب غصے مین پیٹتا لاشہ تران کو سرداران
مہرخ نے گھیر لیا عمرو بھی انتہا کا بیقرار چیخین مارتا تھا لب پر آہ کے نعرے گریہ کنان یہ شعر زبان پر جاری
کر پیر نو و سالہ بمیرد عجبے نیست ٭ این ماتم سخت است کہ گویند جوان مرد ٭ کیون بنیا تران مین کوکب روشن ضمیر کو
کیا جواب دونگا چراغ طلسم نور افشان گل ہوگیا یہان یہ ہنگامہ قیامت برپا ہی کہ آسمان پہ برق چمکی ملکہ مجلس جادو
عقب مین ملکہ تران کے چلی تھی اسوقت آنکر پہونچی آسمان سے دیکھا ملکہ تران کا لاشہ بیچ مین گرد تمام سردار پیٹ
رہے ہین شور گریہ وزاری بلند ہی ایک دردمند ایک جادوگر میدان کارزار مین للکار رہا ہی اے ملکہ مہرخ
کسی کو ہمارے مقابلے کے واسطے بھیجو تران کو تو ہمنے قتل کیا شمع انجمن طلسم نور افشان کو بجھا دیا یہ جو آواز
کان مین ملکہ مجلس کے پڑی سمجھ گئی کہ اسی جادوگر نے مادر مہربان کو مارا ہی وہین سے نعرہ کرکے چلی اس نعرہ
وشور سے کڑک کے مشغل پر گری افراسیاب کہتا ہوا دوڑا اے مشغل بچنا یہ چھوکری بلاے روزگار ہی مجھے
مین کم سن روح سامری اسمین سماگئی ہی مگر مجلس کب رکتی ہی لاشہ تران کو دیکھا کلیجہ پھٹ گیا شل بیقرار

جبندہ گرتے گرتے نیمچہ مارا مشعل کے دو ٹکڑے ہوئے مجلس آسمان پر چمکی افراسیاب نے دوڑکر بطور مذکور
زندہ کیا نعرہ ہوا منم مشعل جادو مجلس گھبرا گئی لکھا ہو پانچ مرتبہ مجلس نے مشعل کو مارا جب گری دو ٹکڑے
کیا چھٹی مرتبہ آنکھ ملگئی مجلس لہرا کر گری افراسیاب نے آواز دی لاشہ اسکا لینا اک ساحر جھپٹا دوسرے
نے کہا بھائی مین بھی آیا افراسیاب سمجھا دونون میرے ملازم ہین اول والا جب قریب لاشہ مجلس پہونچا
بچاہا لاشہ اٹھالے دوسرے نے قریب آکر خنجر مارا نعرہ کیا منم مہتر برق فرنگی مرنے سے ساحر کے اندھیرا ہوا
اس تاریکی مین برق لاشہ مجلس لے بھاگا جسوقت لشکر مین پہونچا سب نے لاشہ مجلس کو بھی دیکھا جلسہ
ساحران درہم وبرہم ہوا لیان لشکر بھاگنے لگے اب سب کو یقین کامل ہوا کہ کوئی مشعل کے ہاتھ سے نہ بچیگا مشعل تو
طبل بازگشت بجوا کر بیٹھا اہل اسلام خاک اڑاتے ہوئے اُسی بارگاہ مین لاشہ مجلس مہ تران لائے شاہزادیون نے
شور گریہ وزاری کیا نرگس چاہتا ہو اپنی جان دیدین ان چاند کے ٹکڑون پر اپنے کو نثار کرین لیکن ملحوظ
خاطر سامعین ہو جسوقت ملکہ مہ تران شمشیرزن ہاتھ سے مشعل کے سیار گلشن جنان ہوئین صد ہا طائر گوشہ صحرا
سے پیدا ہوے پرون سے سر پیٹتے ہوے طرف طلسم نورافشان کے چلے جسدن سے یہ مشعل لڑنے آیا نورافشان
جادو استاد کوکب روشن ضمیر آٹھ پہر بیقرار رہتا ہو تدبیرین سوچتا ہو کہ کیونکر مشعل کے ہاتھ سے اہل اسلام کو بچاؤن
اسی فکر مین کہین گیا ہو لیکن آفتاب گوہر دندان و ہلال گوہر دندان دختران نورافشان انکا حال
اکثر تحریر کیا ہو یہ کسی شاہ کی بیٹیان ہین نورافشان نے انکو بفرزندی پرورش کیا حسن وجمال کا بھی انکے
ذکر کرچکا ہون کہ ہر وقت اس کوچہ مین عاشق تن جمع رہتے ہین بہت سے عاشقون نے تڑپ تڑپ کے جان
دی سامنے قصر نورافشان کے مزار عشاقان آراستہ ہین چالیس قبرین عاشقون کی اُداسی اُنپر برس رہی
ہے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہو کہ کشتہ ہاے حسرت ویاس کی قبرین ہین عود سوز روشن دھوان پیچ وتاب کھاتا ہوا
اُٹھتا ہو صاف روشن ہو کہ عاشقان زلف مسلسل کے مزار ہین چادرین پھولون کی قبر پر پڑی ہین ہر چند کہ پھول
نہ کھلنے پاے غنچہ آرزو شگفتہ نہوے شاخ تمنا خشک ہوئی بار غم والم سر پر لیکر باغ دنیا سے اٹھے جوانی سے
پھل نہ پایا کسی جگہ عاشق تن دھونی رماے بیٹھے ہین کہین آہ کہین واہ لیکن دونون شاہزادیان قصر
نورافشان پر جلوہ فرما ہین گرد کنیزان زرین پوش دونون بہنین آپسمین ذکر کر رہی ہین آجکل ہمارے
قبلہ وکعبہ بڑے تردد مین ہین کل شب کو خاصہ بھی نوش نہین فرمایا ہے جو پوچھا تو یہ جواب دیا ای نور نظر
آجکل مشعل جادو مالک حجرہ بلاے اول خروج کرکے آگیا اہل اسلام سے مقابلے پڑے ہین ہرچند

گروہ ساحر زبردست نہین ہو لیکن یہ بڑے غضب کی بات ہو کہ مرکر زندہ ہوتا ہو مصیبت لشکر اسلام پر دل رکھتا ہی
آج بھی صبح سے کہین تشریف لیگئے ہین ہلال نے جواب دیا تُو چلو اسوقت ہین اہل اسلام کا ساتھ دین اُڑ پڑین
ہمارے قبلہ و کعبہ کا نام روشن ہو ابتک ہمارے قبلہ و کعبہ نے لشکر کشی نکی شرم کی بات ہو کہ اسوقت مین طلسم کشا
کی مدد نہ کرین نہین معلوم ہمارے سرورِ قلب کوکب روشن ضمیر ملکہ برّان شمشیر زن کس مقام پر ہین یا قید مین ہی
وہ ضرور گئی ہون انکو اہل اسلام کا بڑا خیال ہی اسے خبر تو منگواؤ کچھ کنیزین جائین اپنی آنکھون سے کل کیفیت دیکھ
آئین یہ کلام ناتمام تھا دیکھا چند طائر پرون سے سر پیٹتے ہوے آتے ہین منقارین کھلی ہوئی صدا اسے ہیہات و
افسوس بلند صاف ظاہر ہو کہ کسی کے سوگ مین ہین ہلال نے کہا لو بہن خدا خیر کرے طائرون کو دیکھا ہوش اڑ گئے
اور طائر تو منتشر ہو گئے ایک طائر قریب قصر نور افشانی لہرایا ہلال نے اشارہ کیا طائر ہاتھ پر آبیٹھا آفتاب نے
پشت پر طائر کے ہاتھ پھیرا اور پوچھا ای طائر خیر تو ہی کیون آنکھون سے آنسو جاری ہین طائر سر پیٹنے لگا کہا ای ملکہ عالم ملکہ برّان
مجلس جادو و بہار و مخمور وغیرہ ہاتھ سے مشعل کے سیار گلشن جنان ہو مین ہم خبر مرگ برّان لیکر نکلے ہین
سر پیٹتے پھرتے ہین اب خدمت مین کوکب کی جائینگے یہ خبر دہشت اثر سنائینگے یہ کہکر طائر جل گیا خاک سے بھی
طائر کے صدائے ہیہات و افسوس آئی دونون شاہزادیان سر پیٹتی ہوئی طاؤسان زرین بال پر سوار ہوئین
کنیزون سے کہا قبلہ و کعبہ سے کہدینا کہ آپکی کنیزین براے ملاقات برّان گئی ہین اب ہمین نہ تلاش کیجیے گا عدم
مین ملاقات ہوگی اگر تامل کرین حضور کے واسطے بدنامی ہی یہ کہکر اول آفتاب گوہر دندان تڑپ کے آسمان
مین ڈوبی طرف لشکر اسلام کے چلی عقب مین اپنی بہن کے ملکہ ہلال گوہر دندان بھی روانہ ہوئی

دو کلمہ داستان حیرت عنوان مشعل جادو و آمد آفتاب گوہر دندان و ہلال گوہر دندان دختران نور افشان و عیاری خواجہ عمرو لائق ملاحظہ ناظرین الاکمین

خمسہ

لب ہلا سکتے نہین زخمی نگاہِ یار کے	کسطرح عقدے کھلین قاتل تری گفتار کے
نیمچے دیکھے نہین اس بانڈھ کے اس دھار کے	تیغ مین جوہر کہان اس ابروے خمدار کے
زخم دکھلائی نہین دیتے ہین کس تلوار کے	
پھول ہون کیونکر عزیز ایسے کسی گلزار کے	تارِ گیسو لٹکتے ہین عنبر تاتار کے
وصل کی شب مین مزے ہین مصری بازار کے	ڈالدیتا ہون جو مین انکو گلے مین یار کے
بوے یوسف آنے لگتی ہی گلون نے ہار کے	

اب بھلا کیا ہون نظارے آتشین رخسار کے　ہو گئے غش چاہنے والے جمال یار کے
ولولے نکلے نہ آخر خاطر بیمار کے　رہ گئے مشتاق طالب جلوۂ دیدار کے
مار ڈالا اک پری پیکر نے جھرمٹ مار کے

کسقدر عاشق ہین یارب اس بت عیار کے　چار سو رہتے ہین نالے کافر و دیندار کے
ٹکٹکی باندھے ہوے سب لوگ ہین بازار کے　حلقۂ چشم پری روزن ہین قصر یار کے
جن چڑھے اُس پر جو بیٹھے سائے مین دیوار کے

ولسے وارفتہ ہین تیرے قد کے اور رفتار کے　قبر بھی مر کر ملے نیچے تری دیوار کے
گر میسر ہون تو نظارے ترے رخسار کے　گوش افسانے سنے جو تجھسے خوشرو یار کے
آنکھ دے اللہ تو قابل ترے دیدار کے

شہر مین شہرے ہین اس تعمیر حسن آثار کے　تار چلمن کے ہین ڈورے چشم آفت کار کے
حور کی آنکھون کے پردے پردے ہین تار کے　حلقۂ چشم پری روزن ہین قصر یار کے
جن چڑھے اُس پر جو بیٹھے سائے مین دیوار کے

دھیان مین گھلتا ہون انکے چاند سے رخسار کے　چاندنی کے پھول ہین یار خم جسم زار کے
رات کٹتی ہے بڑی مشکل مین نعرے مار کے　دن بسر ہوتا ہے یون سودے مین زلف یار کے
دھوپ سے اُٹھے تو بیٹھے سائے مین دیوار کے

قد ہے تا حشر بالا زلف شبگون ہو دراز　اک جہان ہے آپکا شیدا لے حسن سحر ساز
بس حضور اب عاشقون سے ہو چکے انداز ناز　فرش گل کو بھی قدم سے اپنے کیجے سرفراز
گل بھی سبزے کی طرح پامال ہون رفتار کے

ہمسری سنبل کو اسکی زلف سے زیبا نہین　یار کو دعوی گل اندامی کا بھی بیجا نہین
تو نہالان چمن مین رنگ یہ دیکھا نہین　لالہ بھی داغی غلام اس گل سے چہرے کا نہین
سرو بھی ہین بندۂ آزاد قد یار کے

ہے خزان ساری بہار گردش لیل و نہار　عیش مین بھی سوچتا ہون ہر گھڑی انجام کار
ہمنشین عمر دو روزہ کا بھلا کیا اعتبار　چھوڑ کر ہمنے امیری کی فقیری اختیار

بوریے پر بیٹھے ہین قالین کو ٹھوکر مار کے

مال کو پامال کرتے ہین جو ہین مستانِ عشق
جسم و جان قلب و جگر ہین تابعِ فرمانِ عشق
جسم پر زیبا ہی ہیں خلعتِ سامانِ عشق
دیکھیے کس سمت کو جاتے ہین سلطانِ عشق

کوہ و صحرا دو علاقے ہین اسی سرکار کے

راحتِ روح و جگر ہی بوے زلفِ تابدار
حضرتِ خضر و مسیحا کی مدد ہی ناگوار
زیست کا نقشہ دکھاتا ہی رخِ معجز نگار
مرہم زنگار ہی زخمی کو خطِ سبزِ یار

خالِ لب حبِّ شفا ہی واسطے بیمار کے

خالِ رخ پر کیجیے ساتون ستارون کو سپند
گورا چہرہ روشنی مین چاند سے بھی ہی دو چند
نور کے سانچے مین ڈھالا ہی خدا نے بند بند
دیکھ کر آئینہ کہتا ہی وہ آرایش پسند

طرے کے قابل ہی سر گردن ہی لایق ہار کے

حسن کے مذہب مین فرض پنجگانہ عشق ہی
اور لوگون کو یہ اندازِ زمانہ عشق ہی
عارضی الفت نہین یہ جاودانہ عشق ہی
ہمکو در پردہ محبت غایبانہ عشق ہی

لن ترانی اُنسے ہو سائل جو ہون دیدار کے

جانِ عالم کی طرح جلوے ہما کے پر کے ہون
یا مرصع کار کے ہون یا کسی زرگر کے ہون
پھول قیصر باغ کے قربان تاجِ سر کے ہون
خواہ مروارید گل کے خواہ سیم و زر کے ہون

طرے جتنے ہین وہ جیا ہین تری دستار کے

خندہ زن رہتے ہین چشمِ نم سے کچھ مطلب نہین
عیش پر مرتے ہین رنج و غم سے کچھ مطلب نہین
کاروبارِ زندگی سے ہم سے کچھ مطلب نہین
کام ہی اللہ سے عالم سے کچھ مطلب نہین

مشتری یوسف کے ہین جنکے یہان نہین بازار کے

خون بہائے ہین تری ترچھی نگہ نے بارہا
دل گلا دن چھان ڈالے ہین فرخ نے بارہا
منھ کو شرما کر چھپایا مہر و مہ نے بارہا
باغ مین پی ہی شراب اُس گلِ بکلہ نے بارہا

چھیٹرے اکثر کیے ہین لالے کی دستار کے

بیا ای خردمند شیرین کلام | بیا ای ہنرمند فرخندہ فام | دیگر | بیا ای منشی عبرت طرازی

بیا ای راقم حیرت طرازی	کجا بودی بیا ای قصہ پرداز	بیا ای جانِ من ای شوخ وطناز
قلم مضمون نو دمساز سازم	بہ بین این قصہ را آغاز سازم	گلِ باغِ مضامین بو نمایم
سوے گلزار مطلب رو نمایم	چمن پیراے این شیرین حکایت	نویسد نامہ حرفِ شکایت

لشکر ظفر اثر مین ملکہ مہرخ کے تلاطم برپا ہی آب و دانہ حرام آٹھ پہر رونے سے کام عمرو دیوانہ وار وحشی
مثال مارا مارا پھرتا ہی کبھی لشکر افراسیاب مین جاتا ہی کبھی سر پر خاک اُچھالتا ہی کبھی سوچتا ہی کہ ہاے فلک
کج رفتار گردون غدار نے کیا رنگ دکھایا خدا نخواستہ اگر یہ خبر وحشت اثر لشکر مین امیر حمزہ کے
پہونچ گئی وہ سوختۂ آتش دوری و افروختۂ شعلۂ مہجوری فراق نصیب معشوق سے دور رنج و
الم سے قریب خانۂ اندوہ و الم کا مہمان شاہزادۂ ایرج نوجوان سن ے فوراً اپنے کو ہلاک
کرے یا جب کوکب کو یہ خبر پہونچیگی یقین ہی گلا کاٹ کے مرجائیگا مین کیا اُسکو روے سیاہ دکھاؤن کیونکر سامنے
جاؤن یہ گمان نہ تھا کہ مشعل یہ دلسوزی کرے گا ایسی ایسی نازنینان مہ جبین کو جلا دیگا ہمارا کچھ زور نہ چلیگا
یہان تو یہ قیامت برپا ہی افراسیاب کے لشکر مین سامان عیش و نشاط لشکر اسلام مین صدا رونے کی ہر ایک
گریان و نالان سامان بیقراری و اشکباری وہان جشن کی تیاری آج افراسیاب اپنے کو بھولا ہوا
مشعل آگر خوشی سے تخت پر بیٹھا دو چار طفلان خوبصورت جا بجا سے ممکن کیے خدمت مین اُس مردود
ازلی کے حاضر ہوے لیکن لرزان و ترسان صورت بد کو اُس بھیانک دیکھتے ہین مُنھ سے ڈر کے مارے نہین بول سکتے
شراب خواری کر رہا ہی کہتا ہی ای افراسیاب عمدہ شراب منگوا ما بدولت کو نشہ نہین ہوتا جلد بہتر
اگر شراب عمدہ نہ ملیگی ما بدولت اور اقلیم مین چلے جائینگے افراسیاب جادو نے کہا مین نے
میخانے درست کراے بڑے بڑے کارگذار بلاے براے انتظام مین اپنی ذات سے موجود ہون حضور
پر واضح ہی کہ مین نے کلیجے پر اپنے چھری پھیرنا گوارا کی مخمور و بہار جادو کا غم سہا زبان سے کچھ
نہ کہا آج طبیعت بہت خوش ہی چراغ طلسم نور افشان گُل ہوا بر اُن نے بہت ستایا تھا دریاے
خون رواں خشک کیا ایل پریزادان تو شاہزادے بڑے ملک تباہ کیے اب دیکھیے میان کوکب کیا کرتے
ہین مگر اب میدان کارزار مین بہت ہوشیار رہنا مناسب ہی گمان غالب ہی کہ خود کوکب میدان کارزار
مین آکے آپ سے مقابلہ کرے ایسی صاحب شوکت بیٹی اُسکی قتل ہوئی طلسم نور افشان کی رونق مٹی مشعل
نے جواب دیا ای افراسیاب وہ کیا ہی اگر وہ نہ آیگا مین خود طلسم نور افشان مین گھس جاؤنگا مثل

نقش قدم اُس تاجدار کو مٹا دونگا بلکہ نامہ لکھکے روانہ کردے کہ اے کوکب تمہاری بیٹی کو مٹایا اب تمہارا
بھی وعدہ برابر آیا کہانتک طلسم نور افشان مین چھپوگے میدان کارزار مین آؤ کچھ شعبدہ سحر سازی دکھاؤ
افراسیاب نے کہا میرے لکھنے پر کیا موقوف ہے وہ آٹھ پہر اسی فکر مین مصروف ہے فوراً آئیگا خبر اُسکو
پہونچیگی بُحران کا مرنا ایسا ہے زمین طلسم نور افشان تھرا رہی ہوگی طائران سحر نے کوکب کو خبر پہونچائی ہوگی
جب بُحران گری تھی چند طائر گوشۂ صحرا سے پیدا ہوے ما بدولت نے خود دیکھا سر پیٹتے ہوے چہار جانب
گئے چند اُسمین سے قصر جمشیدی پر گئے ہونگے کوکب کو خبر پہونچی ہوگی اب تامل بیکار ہے اگر حکم ہو طبل جنگی بجوادون
مشعل نے اشارہ کیا تامل نہ کرو طبل جنگی بجواؤ نقارۂ رزمی پر چوب پڑی زمین تھرا گئی ہرکارے بھاگے
بارگاہ مہرخ مین روتے پیٹتے آئے یہان سب گریان و نالان ہرکارون نے ہاتھ اُٹھا کر دعائے جان درازی کی

نظم

ترے ابر کرم سے باغ عالم تازہ و تر ہو
شمیم خلق سے تیرے جہان یکسر معطر ہو

طریق رہبری مین خضر ہو جب تک ہدایت فن
سہارا ہووے تا بحر غریق الیاس کا دامن

رہے ادریس تا قطع تعلق سے جنان مسکن
مسیحا کا ہو بالاخانہ تا خورشید سے روشن

دیگر

چراغ عمر سے تیرے جہان سارا منور ہو
فروغ اسلام کو ہو رونق دین پیمبر ہو

اے شہنشاہ گیتی ستان آج تو افراسیاب خانہ خراب اپنے جامہ سے باہر ہے بڑی خوشیان کر رہا ہے مشعل
نے پھر طبل جنگی بجوایا کل اُسکا ارادہ ہے کہ پھر معرکہ آرائے نبرد ہو ملکہ مہرخ نے سنکر سر جھکالیا طرف عمرو کے
دیکھا عمرو نے کہا ساتھ مایوسی کے کہ خیر بسم اللہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے اُسی وقت نقارۂ رزمی بجا
ملکہ مہرخ نے خواجہ عمرو سے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری بوقت سحر ہمکو کلام کرنے کی مہلت نہ ملیگی
چار پہر کی فرصت ہے آپ جلد اسد و مہجبین کو زنبیل مین چھپالین طرف کوہ عقیق کے چلے جائین مشعل
کے ہاتھ سے کوئی نہ بچیگا اگر لاشے اُٹھا کر رکھے بھی تھے اُسکا انجام کیا روحین سب کی اُسکے قبضے مین عقاب
جادو ساحر زبردست قفسہائے آہنی کو لیے اک بارگاہ مین بیٹھا ہے اگر ہم اُن طائرون کو پا جائین تو
کیا کرین ہم اس عمل سے نہین آگاہ ہین کہ روحون کو جسم مین داخل کرین بس ہمارے نزدیک سب
امورات بیکار رہین بلکہ آجکی شب یہ سعادت حاصل کیجیے ان بیچارے کشتگان تیغ حسرت و یاس کو
گوشۂ قبر مین دفن کیجیے فاتحہ خیر تو پڑھ لین ہماری تقدیر مین یہ بھی نہین ہے کوئی ہمین دفن کریگا کون

فاتحہ خیر پڑھیگا لاشے زمین مین پڑے رہینگے جفاے صحرا سہینگے ان باتون پر ملکہ مہرخ کے شور گریہ و
زاری بلند ہوا عمرو نے ضبط کرکے جواب دیا ای ملکہ مہرخ صاف تو یہ ہی مین اسد سے تم سب کو بہتر جانتا
ہون بندگان خدا غریب الوطن گرفتار محبس رنج و محن جو کچھ جسپر پڑیگی جھیلیگا تم سبھون کی صلاح سے اسد
کو چھپایا جو اُنکے مزاج مین آیگا وہ کرینگے ہم کل تمھارے ساتھ میدان کارزار مین مرینگے علاوہ ازین
اسد غازی جانا قبول نہین کریگا جسوقت ہوشیار ہوگا اپنا گلا کاٹ کے مرجائیگا نہ گھبراؤ وہ حافظ حقیقی
مالک تحقیقی مسبب الاسباب کوئی سبب پیدا کریگا کل دیکھ لینا یا ہمنے مشعل کو مارا یا ہماری بھی اُسکے ہاتھ سے
موت ہی لطف زندگی دلسے فوت ہی مہرخ نے کہا خواجہ مشعل کو کس کس نے نہین مارا لیکن انجام کیا ہوا
تین روپیہ کا توکرا افراسیاب کا مرگیا تیر و تلوار بالکل بیکار اگر وہ بے حیا زخمی ہوا اور جسم مین اُتر گیا کوئی
کیا تدبیر کرے جو مینے عرض کیا بس اب وہی انتظام کیجیے ہم کل لڑینگے مرینگے اجب سرداران نامی جان نثار ان
گرامی موجود ہین انکا غم و الم نہ دیکھینگے عمرو نے کہا ای ملکہ وہ مسبب الاسباب ہر زبان سے کہنا
بیکار ہی جو کچھ ہوگا دیکھ لینا دیوار و در ہم گوش دارد یہ کہکر عمرو نے چالاک و برق کو بلایا کچھ آپسمین
سرگوشی ہوئی سردارون مین بھی صلاح ہو رہی ہی سحر آراستہ کر رہے ہین ناگاہ انجمن انجم مین آثار انتشار
ظاہر ہوے شمہاے ثابت و سیارگان پر زردی آئی رنگ روے ماہ تابان فق ہوا محفل پرنور برہم ہوئی
ضیاے ماہ کامل کم ہوئی نیر اعظم بصد شوکت و حشم مشعل مہر عالم افروز لیکر مشرق سے برآمد ہوا طائران صحرا
آشیانون سے نکلکر حمد مین اپنے معبود کی مصروف ہوے نسیم سحری اٹکھیلیان کرنے لگی دم محبت باغبان،
وفضا و قدکا بھرنے لگی گلون نے آب شبنم سے مُنھ دھویا طفلان غنچہ نے بھی زبان کھولی شاخین بار اثمار سے
نہال فرط خوشی سے ہر گل کا چہرہ لال زر گل سے سبز بختان چمن مالامال نرگس شہلا کو دیدہ بازی مین کمال سنبل
نے گیسوان عنبرین کو سنوارا سوسن نے زبان کھولی گلچین و باغبان کو للکارا ہواے سبز عیسی دم مسیح نفس
چل رہی ہی عندلیبان خوشنوا چہچہے رنگین فراجی سمن یاسمن کی ناگاہ صیاد باغ پُر بہار یعنی مشعل نابکار
خواب خرگوش سے بیدار ہوا مست شراب نخوت حریص طینت میمون خصلت یعنی افراسیاب خانہ خراب واسطے
سلام کے آیا دیکھا مشعل نشے مین شراب کے چور ہی لاشہاے طفلان حسین فرش پر پڑے ہوے چند ملازم
بے حیا کے گرد حاضر ہین افراسیاب کی آنکھون مین خون اُتر آیا لڑکون کے لاشے دیکھکر گھبرایا عرض کی
ای شہنشاہ مشعل اس بدعت کو موقوف کیجیے ورنہ میری عملداری مین خلل آجائیگا شہر و دیار مین ظالم مشہور ہوا

ابالیان فوج بھی برہم ہین ایک سردار کے ہاتھ سے آپ چار چار مرتبہ قتل ہوتے ہین جسب بندۂ سامری کو
پکڑنے کے گردن مروڑتا ہون اُسکے عزیز بقرار ہوکر روتے ہین یقین ہی میرے دامن گیر ہون یہ سنکر مشعل
مثل شعلہ جوالہ بھڑکا کہا کیون افراسیاب کیا مابدولت نے تجھ سے درخواست کی تھی کہ ہم کو حجرے سے
نکالو تو نے یہ اعزاز واکرام کیا اپنے معشوق کا خون پلایا او جلاد تجھکو رحم نہ آیا مابدولت کو ظالم بتاتا ہی مابدولت
ابھی چلے جائینگے ان دونون خاطرون مین اگر فرق پڑیگا بہت بری طرح پیش آئینگے افراسیاب ٹھہر اگر
بیرون بارگاہ آیا مشعل کی سوار ہونے کی تیاری ہوئی افراسیاب غصے مین خاموش ٹہل رہا ہی ملکہ
حیرت جادو بارگاہ سے برآمد ہوئین گرد مصاحبان دمساز کنیزان ہمراز حیرت نے دیکھا شہنشاہ خاموش
کھڑے ہین پوچھا کیون حضور کیسا مزاج ہی آج حضور کیون خاموش ہین افراسیاب نے کہا ای ملکہ کیا کہون
کس عذاب مین ہون مشعل عجب طرحکا بےحیا ہی لاشہاے طفلان خوبصورت کہان چھپاؤن ہر دیہات و
قریات والے ڈھونڈھتے پھرتے ہین وہ مغرور اپنی ہی کہتا ہی کہ اگر طفلان خوبصورت نہ ملینگے مابدولت قیامت
برپا کرینگے کیا کہون حرامزادے کو چیر کر پھینکدونگا ساری مصاحبت بھلا دونگا مابدولت سے ایسا کلمہ کہا
بڑا بےغیرت ہی حیرت نے کہا ای شہنشاہ حضور کے خوف سے کچھ کہہ نہین سکتی آپ کے ملک مین غدر ہو گیا
سب آپ کو برا جانتے ہین یہ بدعت طفلان حسین ایسی مشہور ہوئی کہ ہر کس اعتراض کرنے لگا افراسیاب
نے کہا دیکھیے کیا ہوتا ہی سحر مین ایسا کامل ہی جو سردار آیا اُسنے مار لیا مابدولت میدان مین مشقت کرتے
کرتے تھک جاتے ہین یکایک پردہ اٹھا مشعل برآمد ہوا تخت پر سوار طفلان حسین یمین ویسار شراب
کے قرابے رکھے ہوے میخواری مین مصروف تمام لشکر تیار ہوا جس نے مشعل کو دیکھا گالیان دینے لگا
آپس مین کہتے ہین یا سامری جمشید اس بلا کو ہمارے سر سے دفع کرو آپس مین کہتے ہین یارو لڑائی
مین اگر اہل اسلام کے ہاتھ سے قتل ہوتے تھے اسکا افسوس کیا یہ گردن مروڑی جانا بہت شاق ہوتا ہی
دیکھو مردے ساتھ ہین ہمارے ہی لشکر کے جوانان جنگجو ہین لشکر مین تہلکہ ہر ایک کو اپنی جان کا خوف اُدھر
بوقت سحر خواجہ عمرو دربار مین آئے ملکہ مہرخ کو تخت پر سوار کیا یہ کہدیا کہ ملکہ خبردار تم نہ نکلنا اگر خدا
نخواستہ تم پر کوئی اُفتاد ہوئی فوج برباد ہوئی پھر لشکر کا تھمنا بہت دشوار ہی آج انشاء اللہ تعالے
یا تو اس ملعون کی گردن لی یا اپنی بھی جان دی مہرخ نے کہا خواجہ کونسی صورت ہی روبروے
افراسیاب کیا ہو سکتا ہی عمرو نے کہا جو کچھ ہو گا کھل جائیگا یہ کہکر عمرو نے برق وچالاک کو

کچھ اشارہ کیا یہ دونون لباسہاے عیاری سے آراستہ ہوکر نکل گئے عمرو نے بھی اپنے کو قنطورۂ زرلفتی سے
آراستہ کیا ایک جانب نکلگیا ملکہ مہرخ معہ سرداران نامی وساحران گرامی میدان کارزار مین آئین دیکھا
لشکر افراسیاب مثل مور وملخ کے جمع ہے صفین جمین لیکن ملکہ مہرخ کو بھی خبر پہونچی کہ لشکر افراسیاب بھی
بیدل ہے بدعت مشعل نے سب کو پریشان کیا ہر دیہات وقریات مین یہی ذکر ہے اپنے اپنے لڑکون کے بچانے
کی فکر ہے چرند وپرند نے آکر عرض کی آج لشکر افراسیاب مین عجب چرچے ہو رہے ہین ملکہ مہرخ نے فرمایا
ہمین پرائے لشکر سے کیا مطلب اپنی خیر مناؤ ہر چند خواجہ عمرو نے سمجھایا مین آج نہ مانونگی مین سب کے پہلے
میدان کارزار مین جاونگی سردار آنکھون مین آنسو بھرے کھڑے ہین روے زیباے مہرخ کو بحسرت دیکھ رہے
ہین ہر ایک کا یہی قول ہے الٰہی پروردگار ہمارے بادشاہ کا رنج وملال ہمکو نہ دکھانا ہر شخص پریشان وحیران اس
عرصہ مین صفوف قتال وجدال آراستہ ہوئین نقیب نکلے اشعار عبرت آمیز پڑھکر ہٹے صفون پر سناٹا آیا مشعل
تخت سے اُترا حیرت جادو سے اجازت لی افراسیاب سے کہا اے مقبول بارگاہ سامری مابدولت
میدان کارزار مین جاتے ہین ہوشیار رہنا افراسیاب نے کہا سب سامان حاضر ہے مشعل میدان مین آیا نعرہ
کیا زمین کانپی لشکر مہرخ مین ہنگامۂ عظیم برپا ہوا ہر ایک سردار چھپتا پھرتا تھا چاہتے تھے کنوئین مین گرین لیکن
اس ملعون ناری کے سامنے نہ جائین ملکہ مہرخ یہ حال دیکھکر تخت سے کود پڑی قصد ہوا میدان کارزار مین چلین
فولادی گولہ ہاتھ مین اسباب سحر تیار فرمایا یارو یہ گولہ انشاءاللہ کلیجے کو بے حیا کے برمائیگا اپنے افعال قبیح پر
شرمائیگا سردارون نے کہا ہم آپ کو نہ جانے دینگے ہم آپکے سامنے مرینگے ملکہ مہرخ نے نہ مانا پیدل
غصے مین چلی گولے کو چرخ دیتی ہوئی سردار سر پیٹتے ہوے ساتھ ہر مرتبہ ملکہ مہرخ دامن چھڑاتی ہین
ہر مرتبہ شاہزادیان دامن دولت سے لپٹ جاتی ہین یکایک آسمان پر برق چمکی ملکہ جلال گوہر دندان دختر
شہنشاہ نور افشان آسمان پر ظاہر ہوئین حقیقت مین چہرۂ آفتاب عالمتاب مثل عروس شب اول آراستہ
وپیراستہ سرو نوخاستہ گلبدن بوخوشخو خال ہندو چشم جادو لیکن دونون آنکھون مین آنسو بھرے ہوے صدف چشم سے
گوہر آبدار اشک کی لڑی بندھی ہوئی ہے لشکر مین جو تلاطم دیکھا مشعل کو میدان مین پایا یقین کامل ہوا یہی
قاتل بران شمشیر زن ہے مثل برق چمکی نعرہ کیا منم ملکہ آفتاب گوہر دندان دختر بلند اختر نور افشان
سب نے دیکھا مشعل حیران ہوکر رہگیا آفتاب جلال ہین گری نیمچہ مارا مشعل کے دو ٹکڑے ہوے خوشی مین گرج
بلند ہوئی افراسیاب نے فوراً اُسکی روح کو طائر مین لیا طائر سے جسم مین جادوگر کے آیا چند قدم اُچھلی

ہوئی تھی کہ کان مین آواز آئی ہنم مشعل جادو آفتاب گوہر دندان گھبرا گئی کہ یہ کیا معرکہ درپیش ہوا
یہ کیسی آواز آئی گھبرا کر زمین پر گری دیکھا یہ تو اور کوئی ساحر ہے حیرت مین آکر دیکھنے لگی مشعل جادو نے
سر اُٹھا کر آنکھ چار کی آنکھ چار ہونا غضب ہوا آفتاب گوہر دندان کا چہرہ زرد ہوگیا ہاتھ پاؤن سرد ہین
درد لہرا کر زمین پر گری مشعل جادو نے روح کو لیا جسم طائر مین بند کر کے عقاب جادو کو دیا لشکر اسلام
مین غریو ہوا حسن وجمال سن وسال آفتاب گوہر دندان کا دیکھکر دشمن بھی رونے لگے ہر طرف سے
صداے گریہ وزاری آئی زمین میدان کارزار تھرائی ایک جادوگر بڑھا کہ لاشہ آفتاب گوہر دندان کا
اٹھا لون جا کے آگ مین پھینکون افراسیاب جادو بھی مثل تصویر بغور حیران حیران دیکھ رہا ہے جو جادوگر لاشہ
اُٹھانے چلا تھا قریب لاشہ آفتاب گوہر دندان پہونچا وہان پر ایک نخل تھا سر نخل سے آواز آئی او
بے حیا کیا کرتا ہے شاخ نخل پر مہتر قران چھپا ہوا بیٹھا تھا کود پڑا ساحر حیران و پریشان ہوا کہ کیا بلا آئی مہتر قران
نے کودتے ہی نیمچہ مارا ساحر کا سر بھٹا مہتر قران نے لاشہ آفتاب گوہر دندان اُٹھا کر دوش پر ڈالا بھاگ
لشکر اسلام مین آیا لاشہ آفتاب گوہر دندان دیکھکر سب رونے لگے شور گریہ وزاری بلند ہوا مشعل جادو
ہجوم رہا ہے کہ آسمان سے نعرہ ہوا ہنم ملکہ ہلال گوہر دندان مرگئی پیٹتی ہوئی پکارتی ہوئی کیون بہن آفتاب
تمھارے ماہ حسن پر زوال آیا ہلال بدنصیب انگشت نما ہونے کو زندہ رہی پہلے مجھکو موت نہ آئی یہ کہتی ہوئی
مشعل جادو پر گری اب اسوقت نہ لشکر اسلام کا شمار ہے نہ لشکر افراسیاب کو کوئی دیکھتا ہے ہزارہا ساحر
میدان مین کھڑے پیٹ رہے ہین افراسیاب جادو بھی خاموش آتا افراسیاب جادو نے دیکھا کہ
ہلال گوہر دندان نے جھپٹتے گرتے ہلال زرین جھولی سے نکالکر مشعل جادو پر مارا مشعل جادو نے
چاہا روکون یہ وار کب رکتا ہے گلوگاہ پہ ہلال زرین پڑا مشعل جادو کا سر کٹکر دھڑ سے گرا ہلال چمک کر
آسمان پر پہونچی نعرہ کیا بہن کے خون کا مینے بدلا لیا افراسیاب جادو چاہتا تھا طائر کی گردن مروڑتا
ہوا ایک جادوگر افراسیاب جادو کی پشت پر کھڑا تھا اسنے کہا اے شہنشاہ دہنی طرف سے طلسم
نور افشان کے ابر عظیم اُٹھا ہے شاید کوکب روشن ضمیر آتا ہے افراسیاب جادو پلٹا روح مشعل جسم
مین گھبرا رہی ہے سر زمین مین تڑپتا ہے آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھتا ہے کہ افراسیاب جادو جلد آئے ایسا
نہو روح جسم سے نکل جائے ایک جادوگر بلا شیلکنہ ہاتھون مین لیے ہوئے کھڑا تھا جھپٹ کے قریب
مشعل جادو کے آیا شیلکنہ کو دہن سے مشعل جادو کے ملا دیا روح مشعل جادو شیلکنہ مین آئی

یہان افراسیاب جادو بلبنا ابر وغیرہ نہ دیکھا ساحر سے کہا ارے ابر کہان گیا جادوگر غائب ہوا افراسیاب
گھبرایا کہ یہ کیا شعبدہ تھا دوڑا کہ مشعل کی روح نہ نکل جاے دیکھا ایک جادوگر نے نیلکنٹھ مین لیا لیکن منقار
کو تار ہاے آہن سے باندھ رہا ہی نیلکنٹھ سے آواز قون قون کی آتی ہی اُس قون قون مین صاف صدا آئی
ای افراسیاب دوڑ مجھکو عمرو لیے جاتا ہی عمرو نے شکر نعرہ کیا منم ہزبر دشت طراری گوہر آبدار بحر خار عیاری
سرکوب ساحران ریش تراشندہ کافران عیار زلزلہ قاف ثانی سلیمان طرار خنجر گذار عمرو نامدار نعرہ عمرو

گزان استاد عیاران عالم
جہان سرہنگ در خنجر گذاری

سراپا دانش و عقل مجسم
بہر کشور بلاے جان کفار

بباغ دین زمرکش آبیاری
عمرو آن شاہ عیاران عیار

او افراسیاب خانہ خراب دیکھ شمع حیات مشعل کو گل کرتا ہون نیلکنٹھ مین اس بے حیا کو بند کیا دیکھ لیے جاتا
ہون یہ کہتا ہوا عمرو بھاگا قون قون کی آواز آتی ہی اب صدا خفیف ہوتی جاتی ہی عمرو نے منقار کو آہن کے
تارون سے باندھا آنکھون مین ٹانکے دیتا ہوا مقام براز کو بھی باندھا کوئی روزن کھلا نہ رہے جال الیاسی
مین لپیٹ کر زنبیل مین رکھا صداے مشعل جادو آنا موقوف ہوئی افراسیاب جادو دوڑا آواز دی
ارے ان سب کو مارلو نعرہ کیا او عمرو ذ جانے دونگا عمرو نے تو گلیم اوڑھ لی لیکن افراسیاب جادو
فوج مہرخ پر جا پڑا طبقے زمین کے ہلانے لگا آگ برسا دی جب گولہ مارا دو دو کے سر پھٹ گئے
سنگ ریزے پھینک دیے پتھر برسنے لگے افراسیاب نے دم بھر مین ستھراؤ کر دیا یہ کہتا ہوا دوڑا
کہ اب مین اُن لاشون کو تو جاکر پھونکے دون ہرچند کہ روح سب کی میرے قبضے مین ہی جسم تو سب کے
لیکر جلا دون ملکہ مہرخ بھاگ کر اُس خیمے کے دروازے پر آکر کہ جسمین لاشے رکھے ہین ہلال
گوہر دندان بھی ملکہ مہرخ کے ساتھ لڑ رہی ہی ہرچند کہ افراسیاب جادو پر کسی کا سحر تاثیر نہین کرتا
لیکن افراسیاب جادو پر سب برس پڑے افراسیاب جادو سب کی چوٹین کھاتا ہوا زمین کے
طبقے ہلاتا ہوا سامنے اُس خیمے کے پہونچا دیکھا سب سرداران مہرخ ڈٹے ہوے گرد خیمے کے موجود
ہین لیکن سب زخمی ہین افراسیاب جادو کے سحر نے قیامت برپا کی پکار رہا ہی او مہرخ عمرو کو حوالے
کر دے نیلکنٹھ مجھے دیدے مین جان بخشی کرونگا پلٹ جاؤنگا ملکہ مہرخ نے آواز دی او افراسیاب
ہم آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہین عمرو پر ہمارا کیا اختیار ہی جو تجھسے ہو سکے وہ کر ہم سب سینہ سپر ہین
افراسیاب جادو نے کہا خیمے کے سامنے سے ہٹو سب کے مردے لیجاؤنگا ابھی جاکر پھونک دونگا

کچھ تو میرے دلکو صبر آئے خالی آج نہ پلٹونگا طنابین آسمان کی زمین پر کھینچ دونگا ملکہ مہرخ وغیرہ نے
سحر کی افراسیاب جادو پر بوچھار کی افراسیاب جادو سب کے سحر دفع کرکے آگے بڑھا سنگ ریزے
اُٹھا کر مارے پتھر برسے ہزارہا کے سر پھٹ گئے آخر تاب نہ لا سکے سب بھاگے افراسیاب جادو نے دیکھا
ملکہ مہرخ وغیرہ دور جا کر کھڑی ہوئی در خیمہ پرستشنا پردہ اُٹھا ہوا نازنینان مہ جبین کے لاشے چارپائیون
پر پڑے ہین کنیزین جو رو رہی تھین وہ بھی بھاگین افراسیاب جادو نے سمجھا کہ مین لاشے سب کے قبضے مین
کرون آتش سحر مین سب کو جلا دون دیکھا گرد خیمے کے دھوان چھا گیا خیمہ چھپ گیا افراسیاب جادو
نے للکارا کسی نے سحر کیا ہے خیمے کو چھپایا ہے زمین مین گولہ پڑا تھا اُٹھا کر طرف دھوئین کے مارا گولہ جب
قریب دھوئین کے پہونچا دھوئین سے اک سنہرہ پنجہ پیدا ہوا اُس سنہرے پنجے نے گولے پر تھپکی ماری وہ گولہ قریب
افراسیاب جادو آ گرا دھوئین سے آواز آئی او افراسیاب لاشون کے لیے اپنی جان نہ دے
اسی مین خیر ہے کہ چلا جا ابکی اگر گولہ دھوئین پر ماریگا تیرے سر پر پڑیگا او مردود دماغ سے غرور ابتک نہین نکلا
بس واپس جا زیادہ کد و کوشش نہ کر اپنے گھر کی جا کر خبر لے دیکھ وہان کیا گذری یہ خبر دھوئین سے آواز
آئی افراسیاب جادو اور زیادہ جھلایا دھوئین پر نگاہ ڈالی آتش قہر شعلہ زن ہوئی پکار کر آواز دی
ارے کوئی حاضر ہے افراسیاب کا یہ کہنا تھا کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا اک پری زاد طبق زرین ہاتھ مین
اُسمین چند گولے آہن کے لا کر افراسیاب کو دیے پریزاد تو چلی گئی افراسیاب جادو نے گولہ
چرخ دیکر دھوئین پر مارا گولہ جا کر پھٹا سنہرہ پنجہ پھر پیدا ہوا گولے پر تھپکی پڑی قریب پانون کے افراسیاب
کے آ کر گرا افراسیاب نے جست کی ورنہ گولہ پانون پر پڑتا جست کرنے سے بچا یہ افراسیاب جادو
کو بہت ناگوار ہوا گولہ جیب سے نکالا اسم سحر پڑھنے لگا جب اسم پڑھ چکا پیشانی پر نشتر مار خون اپنا
گولے پر ڈالا جھوکر آواز دی اگر یہ گولہ آسمان پر مارون طنابین آسمان کی زمین پر کھینچ لون طبقات
زمین آسمان پر اُڑا دون گولے کو تیار کر کے قصد کیا کہ دھوئین پر پھینکون دھوان شق ہوا آواز آئی
او افراسیاب خانہ خراب او مغرور متکبر ادھر دیکھ خبردار گولہ نہ پھینکنا ورنہ تیرے سینۂ پر کینہ پر پڑیگا
ہم جانتے ہین تو سخت جان ہے مگر ہڈیان تو ٹوٹ جائینگی مدت تک یاد کریگا اپنی نانی دادی سے فریاد
کریگا افراسیاب جادو نے سر اُٹھایا دیکھا نور افشان جادو غصے مین کھڑا ہوا کانپ رہا ہے افراسیاب
نے کہا اے نور افشان ہٹ سامنے سے مردون کو نہ چھیڑ ورنہ تجھکو سب کو جلا دونگا نور افشان نے کہا

ای افراسیاب جادو مینے تجکو بھی مثل کوکب پرورش کیا علوم سحر تعلیم کیے اسوجہ سے ترا پاس کرتا ہون
ورنہ اپنے کو نہ ظاہر کرتا بس چلا جا سحر پر ناز نہ کر بہت پچھتا ئیگا سواے افسوس کچھ نہ ہاتھ آئیگا افراسیاب کو
ور غصہ آیا کہا ای نور افشان مین بادشاہ طلسم ہوشربا ہون سحر و ساحری مین یکتا ہون وہ زمانہ اور تھا
جب تعلیم کیا اب اگر سامری جمشید ہوتے ما بدولت کے آگے سر جھکاتے بانی بناو سحر و ساحری ہون تاجدار
اقلیم افسونگری ہون ابھی تماشا دکھاتا ہون یہ گولہ خالی نہ جائیگا یہ کہکر افراسیاب جادو نے گولہ تانا
نور افشان جادو سینہ سپر کرکے کھڑا ہوا افراسیاب جادو نے قصد کیا گولہ پھینکون زمین شق ہوئی
ماہیان زمرد پوش زمین سے نکلی ہاتھون سے افراسیاب جادو کے لپٹ گئی کہا ای افراسیاب
کیا کرتا ہی اسوقت نور افشان کو بڑا غصہ ہی یہ رکن طلسم نور افشان و ہوش ربا ہی ای افراسیاب غضب
ہو جائیگا اس خیمے مین سواے لاشون کے اور کیا ہی جہان روشن بند ہین جلکر ان طائرون کو جلاد و جسم
ہاے خاکی کیا کرینگے کسی طرح افراسیاب جادو نہ مانتا تھا لیکن ماہیان زمرد پوش لپٹ گئی گود
مین لیکر افراسیاب جادو کو بھاگی نور افشان جادو در خیمہ پر کھڑا رہا سردار ان پنج کو دور سے دیکھا کہ
افراسیاب جادو کو ماہیان زمرد پوش لیگئی سب خاک اڑاتے ہوے ملتے زمین شق ہوئی کوکب
تو ہمین بھی اگر ہیونچے کوکب روشنضمیر نے کہا کہ خواجہ عمرو کو بلاو خواجہ عمرو وہین گلیم اوڑھے موجود
تھے کہا ای نور افشان مین تمھاری جرأت دیکھ رہا تھا ماشاء اللہ کس زور و شور سے افراسیاب کو
روکا نور افشان جادو نے سر جھکا لیا کہا ای شہنشاہ اوج عیاری جس روز سے یہ معرکہ واقع ہوا مین
رات دن اسی جستجو مین رہا کسی عیار کو بھیجو کہ خبر لاے افراسیاب جادو ان طائرون کو جلانے جو گیا
دیکھو وہان کیا گذرتی ہی کیفیت جلانے گیا ہی حقیقت مین افراسیاب جادو جو وہان پہونچا دیکھا عقاب
جادو مرا پڑا ہی بارہ ہزار ساحرون کے سر قلم قفس ہاے طائران ندارد گھبراکر افراسیاب جادو نے
پوچھا ارے یہ کیا معرکہ ہوا کہا حضور یکایک یہان آگ برق چمکی ساحرون کے سر اڑ گئے قفس یکایک غائب
ہوے نہین ثابت ہوا کون آیا کون لیگیا افراسیاب جادو غصے مین کانپتا ہوا بارگاہ مین آیا قصد
ہی کہ طبل جنگی بجواؤن خود جاکر لڑون لیکن ماہیان زمرد پوش حیرت جادو کو سمجھا گئی کہ خبردار شہنشاہ
کو جانے نہ دینا بارگاہ مین بہلاؤ مین جاکر کچھ تدبیر کرتی ہون افراسیاب جادو کو حیرت جادو باتون
باتون مین بہلا رہی ہی صرصر کو براے خبر روانہ کیا

دو کلمہ داستان ذکر قتل مشعل جادو و حال کوہ زبرجدی مقام آفات چہار دست خمسہ

برگ نخل گل گلزار کو خنجر سمجھا
شاخوں کو دست بریدہ سے بھی بدتر سمجھا
سب گلوں کو میں گل زخم سراسر سمجھا
ہجر میں باغ کو مقتل کے برابر سمجھا
سایۂ سرو کو میں لاشۂ بے سر سمجھا

مہر تابان کو نہ کم ذرے سے سمجھا حاشا
بدر کا مجھکو ستاروں نے دکھایا جلوا
ناتوان ہیں مری آنکھیں نہیں اصلا اصلا
چشم کم سے نہ زمانے میں کسی کو دیکھا
کبھی جگنو نظر آیا تو میں اختر سمجھا

میری تقدیر میں لکھے ہیں بہت رنج والم
مجھکو قاصد نہیں ہرگز ملک الموت سے کم
شک نہیں اسمیں کہ دم بھر میں نہیں تن میں قیام
ایسے مضمون کیے ہیں مجھے قاتل نے رقم
طائر روح رواں نامے کو شہپر سمجھا

کس سے سیکھا ہے یہ آراستہ رہنا تونے
کچھ نئے رنگ سے پہنا ہے یہ گہنا تونے
فصل کا مان لیا ان دنوں کہنا تونے
لال جوڑا جو ہے برسات میں پہنا تونے
تجھکو خورشید شفق کے میں برابر سمجھا

کیا تڑپ یہ قفس جسم میں دکھلانے لگا
ساتھ نالوں کے دھوان بنکے یہ اڑ جانے لگا
اسکی گرمی سے میں ایذا میں بہت پانے لگا
سوزش داغ جہان کم ہوئی گھبرانے لگا
طائر روح رواں کو میں سمندر سمجھا

مشفق عاشق بیتاب کہاں ہے ظالم
تنگ کرتا ہے مجھے غنچہ دہان بھی ظالم
کیا کہوں میں کہ غضب سحر بیان ہے ظالم
کیا ہی دلربا بھی وہ دشمن جان ہے ظالم
آج آنکھ نے ہی جو بدمست مرے تیور سمجھا

حشر کی صبح سے کم آج کی کچھ شام نہیں
آگ ہیں پھول جو وہ چہرۂ گلفام نہیں
جان جل جاتی ہے ہر گام پہ آرام نہیں
ساتھ گلگشت میں وہ سرو گل اندام نہیں
آج گلشن کو میں گلخن کے برابر سمجھا

پیروی اسکی نہ کرنی تھی مجھے کچھ اصلا
کچھ طریقہ نہ رہا یاد میں بھولا ایسا

آگیا اسکے فریبون مین غضب مینے کیا دل نے جس راہ لگایا مین اسی راہ چلا
وادی عشق مین گمراہ کو رہبر سمجھا

کبھی ایسا بھی تن صاف نہ تھا پیش نظر صاف ہے رشک وہ آئینۂ شمس و قمر
اس صفائی نے مگر مجھکو بنایا ششدر پڑگیا عکس زر گل جو تن عریان پر
مجھکو مین پہنے ہوئے خلعت پر زر سمجھا

گھر کوئی لوٹ گیا یاد جو آیا ساقی صبر سب چھوٹ گیا یاد جو آیا ساقی
آبلہ پھوٹ گیا یاد جو آیا ساقی دل میرا ٹوٹ گیا یاد جو آیا ساقی
شیشۂ مے کو شب ہجر مین تیشہ سمجھا

ہے وہ ساقی کہ ہر پیمانۂ دل مین تو مقیم ہوئی آبادی ہر ویرانۂ دل مین تو مقیم
کونسے وقت نہین خانۂ دل مین تو مقیم رات دن ہے مرے کاشانۂ دل مین تو مقیم
ہو گیا چاک جو سینہ مین ترا در سمجھا

ہجر سے مطلب ہوگئے کام ہر گل سے بلبل سر عاشق نہ پھرا نالون کے غل سے بلبل
دل مرا کم نہین کچھ شیشۂ محمل سے بلبل ہمہ تن آبلہ ہون آتش گل سے بلبل
پھول مارا جو کسی نے تو مین پتھر سمجھا

رک گئی پھول مین ہے اسکے بدن سے نرمی دعوۂ حسن کرے حور تو ہے بے شرمی
راست کہتا ہون سمجھنا نہ اسے بے جرمی کب گوارا ہے نزاکت سے شرر کی گرمی
سنگ مجھپر جو اٹھایا تو وہ اخگر سمجھا

سیل خون آنکھون سے دن رات بہا اے ناسخ شل آباد نہ کچھ حرف کہا اے ناسخ
لکھدیا بخت مین جو رنج سہا اے ناسخ زیست بھر شوق خط یار رہا اے ناسخ
جب ملک نزع مین آیا مین کبوتر سمجھا

چہرہ ساقیان میکدۂ شیرین بیانی و سرشاران ساغر شراب سخندانی بزم بیان داستان فرحت عنوان کو یون زینت دیتے ہین

نظم

غنیمت شمر صحبت دوستان کہ گل پنجروز است در بوستان

چمن برا تر و تازہ آرا ستند	چو شبنم نشستند و برخاستند

حقیر نے تحریر کیا کہ حیرت جادو نے افراسیاب کو باتون مین بہلایا ہی شراب وکباب کا چرچا کیا اور
طرح کے ذکر درپیش ہین لیکن صرصر وصبا رفتار کو براے خبر سمت لشکر ظفر اثر روانہ کردیا جب نور افشان
نے دیکھا کہ افراسیاب چلا گیا سرداران شکست خوردہ مہرخ کو آواز دی سب سردار عیار اگر جمع
ہوے برہمن روئین تن آیا نور افشان نے پوچھا ای برہمن تو نے کیا کیا برہمن نے کہا اُستاد
مینے جاکر عقاب جادو کو مارا کوکب نے عرض کی مینے سب قفس قبضے مین کیے ساتھ احتیاط کے لایا
کسی طائر کو صدمہ نہین پہونچا اب بارگاہ استاد ہوئی صرصر صبا رفتار بصورت مبدل دیکھ رہی ہین
کہ نور افشان وکوکب وبرہمن وکل سرداران صف شکن دربار مین جمع ہوے نور افشان نے
کہا ای شہنشاہ اوج عیاری اب اُس بلبلکدہ کو نکالیے حقیقت مین آپ نے کیا کار نمایان کیا لیکن یہ
خیال رہے اگر کوئی روزن کھلا رہجائیگا وہ طلسم ہوا ہی پھر قبضے مین نہ آئیگا عمرو نے کہا مینے سب
روزن اُسکے بند کیے لوہے کے تارون سے منقار باندھی جال الیاسی مین لپیٹ لیا نور افشان
نے کہا اب کیا کرنا چاہیے خواجہ نے کہا پہلے ایک بات بتلاؤ کہ ان سردارون کے زندہ ہونے
کی کوئی تدبیر ہی نور افشان نے کہا انشاء اللہ اسی دن کے لیے عرض کیا تھا کہ مردون پر قبضہ کیجیے عمرو
نے کہا تدبیر قتل مشغل مین کرتا ہون یہ کہکر عمرو نے حکم دیا کڑھاؤ بڑا سا منگا یا دومن تیل اُسمین ڈالا آتش
روشن ہوئی روغن اُچھلنے لگا عمرو نے تو جال الیاسی نکالا صرصر وصبا رفتار دیکھ رہی ہین مُردے سرداران
مذکور کے رکھے ہین قفس ہاے طائران خیمہ مین روح بہار و تران و باغبان وغیرہ موجود ہی طائر
پھڑک رہے ہین بارگاہ مہرخ مین تو یہ کیفیت ہی صرصر وصبا رفتار کو نہایت عبرت ہی ایک جملہ عرض کیا
جاتا ہی ہر چند کہ وہ مقام اس تحریر سے خارج ہی لیکن مجھکو ذکر کرنا اس مقام پر واجب ولازم ہوا واضح
راے ناظرین والا مقام ہو کہ آفات چہار دست کو یہ شرف حاصل ہی کہ چار سو پتلیان سنہری قصر
زرجدی مین موجود ہین ایک ایک حسین مہ جبین غنچہ دہن سیم تن پُرفن ہر وقت آفات چہار دست
سے اخبار عبرت آثار آئندہ وگذشتہ بیان کیا کرتی ہین ہمیشہ بوقت سحر آفات چہار دست اپنی بارگاہ کو
آراستہ کرکے تخت پر بیٹھتی ہی وہ چار سو کنیزان سامری بہ رعنائی وزیبائی قصر سے باہر آتی ہین کرسیون پر
جلوہ فرما ہوتی ہین آفات نے کتاب ہاتھ مین لی ہنسکر کہا شاہزادیو کچھ کلام کرو خبرین ادھر اُدھر کی سناؤ

وہ خبرین بیان کرتی ہین آفات اُنکا بیان درج کتاب کرتی ہو اُس کتاب کا روزنامچہ آفات چہار دست
لقب ہو بروقت برخاست آفات نزنکر سمت قربایت وہ بہایت جاتی ہو دو کس بندگان خدا کو پکڑ لاتی ہو لاکر انکو
ذبح کیا خون اُنکا ناندے مین بھر دیا وہ چار سو پتلیان اُس خون کو پی جاتی ہین اُس خون کے پینے سے
چہرے اُنکے مثل یاقوت احمر سرخ ہوجاتے ہین ہنستی ہوئی قصر مین چلی جاتی ہین جہان وہ قصر مین گئین آفات نے
دروازے بند کر دیے بعد اس شغل کے امورات مالی و ملکی مین مصروف ہوتی ہو جسدن سے مشعل حجرے سے
نکلا روز آفات حال میدان کارزار دریافت کرکے خوش ہوتی ہو جس میدان داری مین خواجہ نے روح
مشعل کو نیلکنٹھ مین لیا اُسدن جو آفات نے پوچھا کنیزان سامری نے کچھ جواب نہ دیا ہر چند آفات نے
شراب پلائی خدمت گذاری کی کسی نے کچھ جواب نہ دیا دوسرے دن آفات آکر تخت پر بیٹھی کنیزان سامری کی
اکٹھا ہوا اور سب مصاحب و رفقا آفات کے حاضر ہین آفات نے کتاب کھولی کہا اے مصاحبان سامری
کیون مزاج کیسا ہو ایک جبین تیور پر بل ڈالکر بولی سنو جدہ ہم مدت سے تمھاری خدمت مین حاضر ہین تمھارے
حالات نیک و بد کے ناظر ہین لیکن آپکو ہمارے دلکا حال کیا معلوم دنیا بہت برا مقام ہو آخر مین سامری
پرستون کا بد انجام ہو سامری جمشید نے سب کچھ کیا تقدیر کا لکھا نہ مٹا یا مذہب کو ترقی دی سحر نبائے اُنکے
پرستارون کو بڑے بڑے شعبدے ہاتھ آئے ہمکو کس ترکیب سے بنا گئے پردے ہماری آنکھون سے اُٹھے
ہوے ہین آنے والی باتین سمجھے ہین بعض باتین ایسی ہین کہ اُنکو منھ سے نکالنا نہ چاہیے گویم مشکل وگرنہ
گویم مشکل دنیا مین انقلاب ہو اسوقت دل ہم سب کا بہت بیتاب ہو ہاتھ پاؤن مین رعشہ بدن سنسناتا ہو کلیجہ
منھ کو آتا ہو صاحبان اختیار بیکار ہوے روح قبض کرنے والے مجبور و لاچار ہوے یہ چاہتے تھے کہ
طائرون کو صید کرینگے شکار کھیلینگے ایسے غافل ہوے انجام کو بھولے شراب و کباب کے نشے مین مست
رہے یہ نہ خیال کیا کوئی ہمارے بھی طائر روح کو صید کریگا قفس تنگ و تاریک مین قید کریگا غرور کا انجام
بد ہو دشمن کو آتے سامنے مین کدیکی مصاحب سامری دھرے گئے روح سامری کو صدمے پہونچے دو
دن کے اختیار پر فرعون ثانی بنگئے یہ نہ سمجھے ہر فرعونے را موسےٰ شداد پر کیا بیداد ہوئی تمام عالم سے جواہر
جمع کیا باغ بہشت بنوایا آخر سیر کا قصد کیا و لعین یہ سمجھا کہ مین خداوند ہون اپنے بہشت کی سیر دیکھون جب در
باغ پر پہونچا اس حال سے نہ ماہر تھا ایک قدم اندر ایک باہر تھا قبض روح کا حکم ہوا ساری خداوندی
بھولے آرزو سے سیر باغ مین ایسے بھولے باغ کی سیر نہ دیکھ سکے نہ پھولے نہ پھلے حسرت لیکر باغ دنیا سے

چلے سب جسم میں ولیکن رہیں قبض روح کی جفا میں سہیں ایک کو ایک جانتا ہی ہر ایک بشر رنگ دنیا کو سچا جانتا ہی دام میں دنیا کے ضرور پھنستا ہی عیش و آرام دنیا دیکھکر جانتا ہی کہ کبھی نہ مرونگا ہمیشہ عیش و آرام کرونگا اس گلشن بے ثبات کے جانب نگاہ حسرت سے دیکھو کیسا پھولا پھلا باغ ہی لالے کے دلکو داغ ہی سرو گلشن اکڑتا ہی غنچہ جسکا پھولنے کا قصد ہوا گلچین نے فوراً توڑ لیا شاید غنچہ گل ہوا ہوا کا جھونکا آیا رنگ متغیر ہوا زمین پر گرا مرجھایا پھول گر گیا پھل پایا یارو دنیا سے دل نہ لگاؤ اپنے کو دام مکر میں نہ پھنساؤ لیکن خیال رکھنا دشوار ہی ہر طائر زیرک آرزوے دانہ میں گرفتار دام ہوا ہی

نظم

ہی یہ دلچسپ مکان جی نہ لگے یہان کیونکر
سبزہ و ابر ہوا لالہ احمر گل تر
برق جون چشم بتان ابر پہ چشمک زن ہی
جسکو گری و دھانون پہ ہوتی ہی روان باد سحر
مہوشون کا ہی یہ عالم کہ نئے طرز سے رو
ایک سے ایک ہے قتال جہان جا یک تر
لطف اٹھاتے ہین ہر ایک عضو سے کہو عشق [illegible]
وہ دن آتا ہی جو بیٹے کی نہو مان کو خبر
جام ہی مطرب و ساقی شب مہ نو رسحر
قطرے باران کے جو دیکھو تو عجب عالم ہی
رعد مین نالہ عشاق کا پیدا ہی اثر
شفقی جامہ پہنتے ہین جو بادل ہر شام
پھٹتے ہین دل عشاق بہ انداز دگر
شاق ہی اسکی جدائی تو سبھون کو لیکن
آبشارون مین صدا نوحہ گر اس گلشن پر
اختیار اپنا ہمان ہو نہ وہان الفت کیا
دیکھو جس سمت کو ہی مرغوب دل پیر و جوان
لوٹتے پھرتے ہین دامان صبا مین گوہر
آنکھون کو لغزش مستانہ نظر آتی ہی
ہوتی ہی بوقلمون ان کی زمین تا بسر
غمزہ و عشوہ و انداز و ادا ناز خرام
عالم خواب سمجھتے ہین اسے اہل نظر
چھوڑ دین اسکی محبت کو ہم ہین ہم صاحب
بیٹھی ہین ہو اگر عشق تو ہین لاکھ قمر

اسطرح کے کلمات حسرت آمیز اس پتلی نے زبان سے کہے سب پتلیان رونے لگین جام شراب ہاتھ سے پھینک دیے آفات حیران کہ آج یہ کیا معرکہ ہی گھبرا کر اٹھی سب کے آگے ہاتھ جوڑنے لگی کہا بیبیو تم شاہزادیان ہو پہلو نشین ساحری گل زیر رنگ باغ شعبدہ گری ہو تمکو ان باتون سے کیا کام ہی شراب پیو کباب کھاؤ ابھی دو جوان گرفتار کرلاؤن انکا خون پیو تمہارے لیے رنج و الم کیسا انمین ایک بہت شوخ و طرار آئینہ رخسار غصے مین جواب دیا بی آفات اپنی خیر مناؤ تمہارا ابھی زمانہ قریب آیا موت سے نہ بچوگی اگر قلعہ آہن مین چھپوگی تمہارا قاتل وہان جاکر تلاش کرینگے تمہارے خون سے ضرور ہاتھ بھرینگے ہمین ساحری و جمشید بلا رہے ہین گلزار آتش کی سیر دکھا رہے ہین آفات حیران کہ آج یہ کیا ہوگیا کنیزان ساحری کیسی باتین کرتی ہین ناگاہ وہان خواجہ نے نیلکنٹھ کو کڑھاؤ مین روغن کے پھینکا وہان دنا نا ہوا نیلکنٹھ جلا سب کے ہوش اڑ گئے نور افشان الیاس جاندید ہو شل بید تھرایا صدہا کو غش آ گئے صدائین بلند ہوئین کشتی مرا نام من شمل جادو

بود مشعل تیلی ہی مین جلا سیاہان دربار عمرو مین مہلکہ کوئی بیہوش ہوا کوئی لڑکھڑا کے گرا کسی کو غش آگیا وہان
قصر زبرجدی مین جو کنیز سب کے آگے کھڑی کلمات عبرت آمیز کہ رہی تھی آہ کا نعرہ کیا کہا ہوا ایجو مشعل جلا یا گیا یہ
کہکر آہ کی منھ سے شعلہ آتش نکلا جلنے لگی دوسری تپلی یعنی اُسکے بھی جسم سے شعلے نکلے ہوا ہوا انکے پتلے پھنکنے لگین
شعلہ ہائے آتش نے ہر ایک کو گھیرا لیکن پکارتی ہین ای آفات ہمین بچا ادھر افرادی ہم بہر بہر سے سمجھاتے
تھے تجہ پیر زال کے ذہن مین نہ آیا ہم نے سب کچھ کہدیا تو نہ سمجھی ارے مشعل مارا گیا عمرو نے تیل مین جلا دیا یہ جو
آفات نے قیامت دیکھی لڑک کے گری گود مین اُٹھا اُٹھا کے کمرے مین پھینکنا شروع کیا مصاحبون سے
کہا ارے دروازے بند کرو تین سو تپلیون کو آفات نے کمرے مین اُٹھا کے بند کیا سو تپلیان جلگئین قصر زبرجدی
مین تاریکی چھائی وہ آواز مہیب آئی قریب تھا آفات کا کلیجہ پھٹ جائے قصر زبرجدی سے باہر نکلی دیکھا آسمان پر
تاریکی چھائی ہے ہزار ہا زاغ و زغن بلند ہو کر صدائے ہیہات وافسوس دے رہے ہین پرون سے سر
پیٹتے ہین کبھی آواز دیتے ہین ہائے مشعل جلگیا یہ کہتے ہین خود بھی جلکر زمین پر گر پڑتے ہین آفات
گھبرائی مصاحبون سے کہا لو صاحبو غضب ہوا مشعل کسی وجہ سے مارا گیا تپلیان اندر کمرے کے سر ٹکرا رہی
ہین آواز دیتی ہین او آفات ہمین کیون بند کیا اپنی بہنون کے ساتھ ستی ہو جاتے ارے ہمارا کلیجہ ٹھنڈا ہوتا
کر بس آفات نے جلدی مین دو تین خلعتشین پکڑکر ذبح کر ڈالین اُنکا خون نانَدے مین بھرا وہ ناند اندر
کمرے کے رکھدیا کہا بہن یہ کلیجہ ٹھنڈا کرو ہائے مین پہلے تمہاری پہیلیان نہ سمجھی ورنہ سب کو بچا لیتی یہ کہکر
اُس کمرے مین قفل لگایا طرف بارگاہ افراسیاب کے چلی اُسوقت آکر پہونچی کہ افراسیاب بھی صدائے
ہولناک سُنکر بارگاہ سے نکل آیا ہے حیرت کانپ رہی ہے کہ آفات آکر پہونچی افراسیاب نے قصد کیا
کہ لشکر مسلمانان پر جا پڑون آفات نے آکر دامن تھام لیا کہا او افراسیاب مشعل ایسے عاقل و کامل
کو خاک مین ملایا یہ کیونکر مارا گیا مین تو لٹ گئی کنیزان سامری سے چھٹ گئی بڑی خیر ہوئی پہر بھی بیچارے
اُنہون نے مجھکو خبردی لیکن مین بدنصیب نہ سمجھی اب اسوقت دربار مسلمانان مین نور افشان و کوکب
وزیر ہمین جمع ہین وہان جانے کا قصد نہ کرنا اب تیرے واسطے بڑا شرف حاصل ہوا دائی امان کی ملکہ تاریک
مشکل کشش گنبد تاریک سے نکلنے کی مجاز ہوئین وہ آکر سب کو چیر پھاڑ کر کھا جائینگی ابتک اُسکو بھی عذر
تھا کہ مین حاکم حجرہ دوم ہون بدون خاتمہ مشعل نہین جا سکتی لکھو اُسکو کہ شمع حیات مشعل گل ہوئی اُسکو
بھی گئی سو سال گذرے کہ گنبد تاریک سے باہر نہین نکلی گھبراتی ہو گی مژدہ قتل مشعل سنتے ہی آئیگی وہ ساحرہ

بھی زبردست ہی یکبخت کیا جاتا تھا سواے تبدل روح کے یہ کہکر افراسیاب کو آمادہ کیا کہ واسطے
دو چار روز کے پردۂ ظلمات چلے جاؤ یہان کا حال سنکر او قلق ہوگا پھر آگے نامہ لکھنا اُسی وقت آفات
نے افراسیاب کو تخت پر سوار کیا طرف پردۂ ظلمات کے روانہ کیا حیرت جادو فروکش ہوئی آفات
طرف قصر زبرجدی کے گئی لیکن جب مشعل کو عمرو جلا چلے پہر بھر کامل سناٹا رہا بعد پہر بھر کے سبکے ہوش وحواس
درست ہوے نورافشان نے وہ قفس منگاے بمشقت تمام روح بہار سیم بہار مین روح برّان جسم
برّان مین کی مُستاوان سخنور نے تحریر کیا ہی کہ تین شبانہ روز برہمن وکوکب ونورافشان کو اس مشقت مین
گذرے تب روحین سرداران مذکور کے جسم مین سب کی داخل ہوئین یہ کمال نورافشان تھا تعلیم یافتہ
صحبت سامری وجمشید ہی اسی وجہ سے نورافشان نے حکم دیا تھا کہ اے خواجہ مُردے جہانتک ہوسکین
قبضے مین کرنا خواجہ نے مردون کے واسطے جان لڑائی بعد تین دن کے نورافشان نے سحرسازی کل
ساحران مذکور کو زندہ کیا بعد روح داخل ہونے کے بھی ایک ہفتہ کامل باغبان وبہار وغیرہ گھبراتے
تھے سحر نہ یاد آتے تھے روحین کمزور ہوگئین ایک ہفتہ کامل نورافشان وبرہمن وکوکب لشکر اسلام مین
رہے جب انکو خوب درست کیا سحر وساحری مین بھی چالاک وچست کیا تب نورافشان یہ کہکر خواجہ سے
رخصت ہوے ای شہنشاہ اوج عیاری اب غضب برپا ہوگا اگر تاریک شکل کش نے قصد کیا اُسکا ہنر
مجھکو کوئی نہین معلوم ہوتا اپنا سحر وساحری مین مثل ونظیر نہین رکھتی خواجہ نے کہا ای نورافشان ہیت
مشکلے نیست کہ آسان نشود ٭ مرد باید کہ ہراسان نشود ٭ الغرض کوکب وبرہمن ونورافشان طرف اپنے
اپنے قصر کے روانہ ہوے یہان لشکر اسلام مین جشن کی بنا ہوئی سب مصروف عیش ونشاط ہین اس حالکو چھوڑیے

دو کلمہ داستان شوکت بیان آمد نیرنگ عنقا صورت وگیرنگ عنقا صورت وملکہ سوسن زبان
دراز برادران حیرت ودایہ حیرت واول عیاری خواجہ عمرو ومہتر قران نامدار ساقی نامہ

ساقی شکل طرب عیان کر　　میخانے مین سیر آسمان کر　　ساغر ہو مہ فلک سبو ہو
خورشید شراب مشکبو ہو　　ہو غرب وہان جام خم شرق　　ہو بادۂ ناب کی چمک برق
قطرے مئے ناب کے ہون اختر　　ہو جاچو را ابر صافی تر　　موج مئے ناب کہکشان ہو
بط مے کی عقاب آسمان ہو　　ہو حوت سے کباب نخچیر　　ہو تیغ کمان قوس کا تیر
ساقی کے گلے سے ہم ملے ہون　　جوزا کی طرح ہم ملے ہون　　مے ہون نکلے سبھی مے سے

نکلے مشرق سے مہر جیسے
وصف شمس الضحےٰ بیان کر
رہتا نہین کوئی اس سے محروم
آئینہ ہے رخ سحر ہی
کرتا ہی سواد شب کو کافور
حدت مین بخار سے زیادہ
ہم پلۂ نشتر سے تیز
گیسو سے سپید پر ہے کیسے
ہر روے مخطط بتان ہی
یہ صورت سنگ ہی شرر وہ
یہ چشم پری وہ موے مژگان
یہ چرخ برین ہی کہکشان وہ
عالم مین مسافر سحر خیز
پری کی طرح جو زر فشان ہو

ہان بلبل فکر آسمان پر
ذکر خورشید آسمان کر
شانہ ہے زلف شام ہی یہ
یہ نشو و نماے ہر شجر ہی
پھولون مین ہی رنگ و بو اسی سے
شعلے سے شرارے سے زیادہ
لوگون کو شعاع پر یہ شک ہی
موج دریاے شیر کیسے
وہ زر گل آفتاب ہی یہ
یہ چشم ہی رشتۂ نظر وہ
یہ خامہ وہ ریشۂ قلم ہی
یہ آگ ہی آگ کا دھوان وہ
مشرق جو بنا خیال رنگین
قرطاس پہ دھوپ کا گمان ہی

لا نعرۂ قد عا زبان ہر
عالم مین ہی اسکو فیض کی دھوم
عیسیٰ فلک مقام ہی یہ
دیتا ہی یہ چشم ماہ کو نور
ہی چاک کتان رفو اسی سے
ہمسایۂ نالۂ شرر ریز
زنجیر طلائی فلک ہی
وہ خط عذار نوجوان ہی
وہ سیخ صفت کباب ہی یہ
یہ شیر زبان ہی وہ نیستان
زنجیر وہ اور یہ قدم ہاے
ہی چرخ برین کی چشم خون ریز
خورشید افق ہوے مضامین
چہرہ محرران فسانۂ رنگین و راقمان

مضامین فصاحت آئین اس داستان نیرنگ کو بصد زیب و زینت یون درج اخبار کرتے ہین شعر
نگارندۂ داستان کہن ÷ منور چنین کرد بزم سخن ÷ جب جانے افراسیاب کے ملکہ حیرت جادو نے
خبر پائی کہ لشکر اسلام مین جشن کی تیاری ہی ملکہ بہار وغیرہ نے روح تازہ پائی ملکہ تران زندہ ہو کر بصد کر و فر
طرف طلسم نور افشان کے تشریف لیگئین آفتاب گوہر دندان و بلال گوہر دندان دختران شہنشاہ
نور افشان ہمراہ نور افشان سمت قصر نور افشان گئین برا جشن ترتیب ہی حال فرحت مآل ملکہ مہرخ
لشکر حیرت جادو جلگئی ملکہ صرصر سامنے حاضر ہی کہا ذرا خبر تو لے حقیقت مین سب زندہ ہو گئے صرصر نے
کہا حضور مین اپنی آنکھون سے دیکھ آئی بہار و باغبان و برق لامع وغیرہ سب دربار مین جمع ہین آج اسد
مہ جبین بھی جلوہ فرما ہین سب کو خلعت مل رہے ہین کنیز سے نہ دیکھا گیا آخر چلی آئی سب سے زیادہ بی بہار پھولی ہوئی
ہین باغبان اکڑ رہے ہین نور افشان ایک ہفتہ رہے ملکہ بہار و باغبان وغیرہ سب بدحواس سے تھے

سحر بکے درست کرائے بڑے بڑے کمال کیے نور افشان نے اپنی جان کو مٹایا لیکن سبکو رنگ اصلی پر لایا بی بہار
کا وہی قول ہی جو کوئی مجھسے مقابلہ کرے اُسکو تنکے چنوا دون باغبان فرماتے ہین نخل حیات دشمن قلم کرون بی برق
فرماتی ہین مرتے ہین لشکر حیرت پر جا پڑون اور نگوڑا عمرو کو تو آج بڑا امال ملا ہی اپنے ہوش مین نہین ہی زہرہ سی
آنکھین چمکار رہا ہی نشے مین نئی بجا رہا ہی سب سردارون نے زیور تک اُتار کے دے دیے یہ حالات سنکر حیرت
بھی کانپنے لگی کہا جی چاہتا ہی ابھی طبل جنگی بجوا اُن دم بھر مین سبکو مٹاؤن پر نہ اپنے دل مین مسلمان سمجھین کہ مین
کسی سے کم ہون مشعل کے مقدمہ پر کیا خوش ہوئے ہین اُسکو بدعائے سامری پرستان کھا گئی غضب کی
بات ہی اپنے نوکرون کو ہمنے اپنے ہاتھ سے قتل کیا رعایا کی اولاد گرفتار کرکے ملعون کے حوالے کر دی آخران بکی
آہ وفغان خالی اُسکو عمرو نے نہین مارا آہ بیکسان اور مظلومان نے جلا دیا بقول سعدی شعر
نیم شب آہ زند پیر زال + دولت صد سالہ کند پائمال + صاحب ہم خوب سمجھے ہین ہم
بادشاہ لشکر ہین کل حالات سے بخوبی ماہر ہین مصاحبون نے عرض کی حضور تامل فرمائین شہنشاہ تشریف
لائینگے ایکی مرتبہ سبکا خاتمہ ہو جائیگا ایک زندہ نہ بچے گا شہنشاہ سب انتظام کر چکے حیرت ان باتون مین
مصروف تھی کہ ہرکارے دوڑتے ہوئے آئے بعد دعا کے عرض کی برادر یجان برابر شاہزادہ نیرنگ عنقا صورت
و شاہزادہ گیرنگ عنقا صورت و دایہ امان لیکی ملکہ سوسن زبان دراز تشریف لائی ہین کل یا پرسون قریب
لشکر حضور پہونچ جائینگی لشکر بہت ساتھ ہو سنا ہی ہمنے کہ یہ فرما کر ملکہ چلی ہین کہ دشمنون کو حیرت کے جاتے ہی
مٹا دونگی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی یہ سنکر حیرت نے فوراً افراسیاب کو نامہ لکھا کہ میرے دونون بھائی
نیرنگ و گیرنگ مع ملکہ سوسن با فوج قاہرہ آپہونچے اب حضور کچھ اور فکر نکرین آکے لڑائی کا تماشا دیکھین
یہ نامہ جادوگر لیکر پاس افراسیاب کے روانہ ہوا افراسیاب نے دیکھتے ہی غصے مین جواب لکھا ای حیرت
خبردار اپنے بھائیون کو مقابلہ کرنے دینا مین کسی کا احسان لینا نہین چاہتا مین کیا کسی سے کم ہون یہ جواب جب
ملکہ حیرت جادو کے پاس آیا غصے مین کانپنے لگی کہا دیکھو صاحبو شہنشاہ کا یہ حال ہی دونون شاہزادے
ہزارہا کوس سے کوچ کرکے آئے ہین وہ فرماتے ہین ہمکو کسی کا احسان لینا گوارا نہین ہی وزیرزادیون
نے عرض کی حضور برائے استقبال تشریف لیچلیں لاکر دو چار دن یہان اُتارین سامان دعوت مہیا رہے
بعد اسکے رخصت کر دیجیے کیون اُڑین کا ہمکو تکلیف اُٹھائین حیرت نے کہا بہت درست تم سب صاحبون
نے کہا ہان تیاری کرو کل سامان عیش و نشاط ہمراہ لے لو اسیوقت ملکہ حیرت جادو برائے استقبال

اپنے بھائیون کے چلی تمام وزیرزادیان اور شاہزادیان ساتھ ہین یکایک نوبت اور نقارے جو بجے خواجہ عمرو
نے سر اُٹھا کر پوچھا لشکر حیرت مین کیا ہنگامہ ہے ہرکارے گئے تھوڑی دیر مین واپس آئے عرض کی ملکہ حیرت
کے دونون بھائی نیرنگ عنقا صورت و گیرنگ عنقا صورت مقابلہ کو لشکر اسلام کے آئے ہین حیرت
واسطے استقبال کے جاتی ہے بہار نے گھبرا کر کہا یہ تو دریافت کرو سوسن زبان دراز بھی ہمراہ ہے یا نہین کارون
نے عرض کی ہمکو بخوبی معلوم ہوا یہ بھی مشہور ہے کہ دائی امان ملکہ حیرت کی آتی ہین رنگ روے بہار متغیر ہوا
باغبان گھبرا گیا خواجہ عمرو اُٹھے ملکہ مہرخ نے دامن پکڑ لیا کہ خواجہ اُسکے لشکر مین نہ جاؤ وہ بلاے بے درمان
آفتِ روزگار ہے عمرو نے کہا صرف لشکر کو دیکھ کر چلے آئینگے ہرچند سب سردارون نے روکا عمرو نے نمانا
طرف لشکر نیرنگ و گیرنگ کے روانہ ہوا یہان نیرنگ و گیرنگ اک صحرا مین فروکش تھے کہ خبر ہوگئی
کہ ملکہ حیرت جادو واسطے استقبال کے آتی ہے نیرنگ و گیرنگ بارگاہ سے نکل آئے دونون نے حیرت
کو سلام کیا حیرت جادو نے دونون بھائیون کو گلے سے لگایا ملکہ سوسن کو جھک کر سلام کیا سوسن نے سر سے
پاتک حیرت کی بلائین لین کہا بی بی ہمنے سنا ہے تمھارے ملک مین بڑا غدر ہے مسلمانون نے جا بجا قبضہ
کر لیا مشعل ایسا جادوگر مارا گیا ملکہ حیرت جادو نے جواب دیا دائی امان آپ ان باتون کو نہ دریافت کیجیے
افراسیاب غرور مین اپنے ملک کو تباہ کر رہا ہے آپ چلکر دو روز مجھے سرفراز کیجیے آپکے آنے سے میری عزت افزائی
ہوئی بعد مدت کے اپنے بھائیون کو دیکھا طلسم کے مقدمہ مین اُنکو اختیار ہے ہمین ہر وقت لڑنا مرنا درپیش ہے
سوسن نے کہا بی بی ہم تو خاص اسواسطے آئے ہین کہ مسلمانون کو قتل کرین عملداری صاف کردین سنا ہے بی بہار شریک مسلمانان
ہو گئی ہین انکو گرفتار کرکے سزا دین حیرت نے کہا اور کسیوقت ان امورات کو مین عرض کرونگی اب آپ سوار ہوجیے
ہرچند سوسن نے پوچھا حیرت نے کچھ نہ کہا اُسوقت نیرنگ و گیرنگ گھوڑون پر سوار ہوے سوسن کو اک تخت پر بٹھا کے
کر و فر سے حیرت لیکر چلی قضاے کار خواجہ عمرو جب چلے تھے اک ساحر کی صورت بنے ہوئے سامنے آکر پہونچے دیکھا
بڑے کر و فر سے لشکر نیرنگ و گیرنگ آتا ہے دو شاہزادے نوجوان پشت ہاے مرکب پر سوار ایک تخت پر حیرت ایک تخت
کو دیکھا ظاہر مین بالکل خالی معلوم ہوتا ہے دھوان اُس تخت کو گھیرے اُسکے اندر سے باتین کرنیکی آواز آتی ہے روپیہ
اشرفیان لٹ رہے ہین خواجہ کے منھ مین پانی بھر آیا کنارے آکر رنگ روغن عیاری نکالا شہد کی شکل بنکر تیار ہوئے
جب مٹھا اشرفیون کا حیرت نے پھینکا عمرو نے جست کی پانچ قدم سب شہدون سے بلند ہو کر سب اشرفیان لوٹین
شہدے منھ کے بل زمین مین گرے آپسمین کل چلنے لگا کسی نے کنکر کسی نے پتھر پایا آپس مین شہدے کہتے ہین اشرفیان

کون اوچڑھ گیا ای مرتبہ جو اسطرح عمرو نے اشرفیان لوٹین شہدون مین ہنگامہ ہوا صرصر قریب تخت ملکہ حیرت چلی
آئی ہو دیکھتے ہی پہچانا ملکہ حیرت سے کہا دیکھیے عمرو شہد بنا ہوا اشرفیان لوٹ رہا ہی بڑا ظالم ہو اب کسی شہد سے
کو کچھ نہین ملتا حیرت نے جس تخت سے دھوان پیچیدہ ہو اُسکے قریب منھ بڑھا کر کہا دیکھیے ای امان وہ شہد اچھا جانا ہی
ساری بربادی اسکی ذات سے ہوئی صنعت وغیرہ کو اسی نے مارا ہی طلسم ہوش ربا فتح کر رہا ہی یہی عمرو عیار ہی
سوسن نے کہا بیٹیا اسکو پکڑ کے مار ڈالو ن حیرت نے کہا نہین ای امان آپ دخل نہ دیجیے یہ کہکر حیرت نے
منھ پھیر اصرصر نے دیکھا دھوئین کے اندر سے تین ٹین زرد نکلے مثل شعلہ بلند ہوئے جیسے ہی عمرو لوٹنے کو بڑھا
ایک ٹیان ناک پر جما دو دونون کانو پر زنگ روغن عمرو کے چہرے سے اُڑ گیا عمرو نے اک چیخ ماری خود دہائی دیتا
ہوا طرف تخت سوسن کے چلا سب نے دیکھا عمرو بصورت اصلی ٹین ناک پر جمے ہوئے روتا ہوا قریب تخت
سوسن آیا سوسن نے اشارہ کیا دھوان شق ہو گیا اب عمرو نے ایک ساحرہ غدارہ پیرزال بالشت خمیدہ سیہ رو
کو دیکھا ہنس رہی ہی عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا کہا کیون نگوڑے میرے لشکر مین کیون آیا عمرو نے کہا دائی امان مین بھوکا تھا
روپیہ لٹتے تھے چلا آیا توبہ کرتا ہون اب کبھی نہ آؤنگا سوسن نے وہ ٹین تو اٹھا لیے ساحرون سے کہا اسکی مشکین
باندھ لو جلاد کو بلاؤ سر کاٹ کر صحرا مین پھینکدو ہماری چھوکری کو ستاتا ہی بڑا نگوڑا عیار بنا ہی اپنے کسی حمایتی کو بلا لے
بہار آ مین مجھکو چھوڑا کر لیجائین عمرو نے کہا ان سبھون نے مجھکو نکالدیا دائی امان مین آپکی خدمت مین اب رہونگا
صرصر ہنس رہی ہی سوسن نے کہا بھلا ساربان زادے تو نے مجھکو حیرت اور افراسیاب بنایا ہی مین تیری
ان باتون کو کب مانتی ہون اب لشکر سوسن مین ہل ہوا عمرو عیار پکڑا گیا ملکہ سوسن نے بہ آسانی گرفتار کر لیا کوئی
عیاری مکاری نہ چلی سوسن زبان دراز نے جلاد کو اشارہ کیا ہر چند عمرو چیخا چلایا سوسن نے کچھ خیال نہ کیا
چاہتی ہی جلاد کو حکم دے ایک طرف سے ہٹو ہٹو کا غل ہوا دیکھا اک ساحر سیہ فام نامہ افراسیاب لیے ہوئے
پکارتا ہوا ملکہ سوسن ٹھہر جاؤ عمرو کو قتل نکرنا جلاد ٹھہرا ساحر جھپٹ کر قریب سوسن آیا نامہ افراسیاب ہاتھ مین
دیا سوسن نے پڑھا اُسمین طرف سے افراسیاب کے تحریر تھا ہمنے اپنے ملازم کو روانہ کیا ای سوسن خبردار عمرو
کو قتل نکرنا اس ساحر کے حوالے کر دے یہ ہمارے پاس لے آئیگا ہم قاعدے سے قتل کرینگے سوسن نے غصے مین کہا
لیجاؤ میری پاپوش سے لیکن خبردار جاتے ہی قتل کرنا اس ساحر نے کمر مین ہاتھ دیکر عمرو کو کاندھے پر ڈالا کہا ملکہ اپنا سحر
اُتار لیجیے مین اپنا سحر قائم کر دون سوسن نے اپنا سحر اُتار لیا سوسن کو ایک پرچہ دیا کہ شہنشاہ نے یہ کہا تھا آخر مین
یہ پرچہ دائی اماکو دیدینا کچھ رازکی باتین تحریر ہین وہ پرچہ دیکر ساحر جست وخیز کرتا ہوا عمرو کو لیکر نکل گیا سوسن نے

کاغذ کھولا اسمین لکھا تھا او سوسن اب کبھی زبان درازی نہ کرنا منم مہتر قران دیکھیو تیری آنکھون مین خاک ڈالکر
اپنے اُستاد کو لیگئے ٹھنڈی ٹھنڈی پلٹ جا کیون شامت آئی ہی سوسن نے جو یہ مضمون پڑھا بہت ہی جھلائی
کہا لو بی حیرت تمنے سنا یہ مہتر قران عیار تھا میرے ساتھ بھی عیاری مکاری کی اب مین بی قتل کیے نمانونگی
حیرت نے کہا دائی امان واسطہ سامری جمشید کا آپ اس جھگڑے مین نہ پڑیے سوسن نے کہا چھوکری اپنا
سرپیٹ لونگی میرے سامنے شعبدے عیاری مین نے آنکھین سامری جمشید کی دیکھی ہین بی بہار و باغبان مجھے
اڑینگے عیارون کا مطلب مین سمجھ گئی کیا مجال جو میرے قریب بھی آسکین مین اب نمانونگی ان سبکو اس ذلت سے قتل
کرونگی کہ پھڑک پھڑک کے اور تڑپ تڑپ کے مرین یہ بات تمام دنیا مین مشہور ہو گئی کہ قران نے ملکہ سوسن کو دھوکا
دیا اہالیان طلسم ہوش ربا کیا کہین گے مجھکو بدنام کرینگے یہان خواجہ عمرو کو قران لیے ہوے صحرا مین آئے
لاکر چھوڑا کہا اُستاد آپ غضب کرتے ہین عمرو نے کہا بھائی مین تماشا دیکھنے گیا تھا تم کاہیکو دوڑے آئے وہ کیا
حرامزادی مجھکو قتل کرتی قران نے سر جھکا لیا خواجہ باتین کرتے ہوے لشکر مین آئے ملکہ مہرخ وغیرہ نے کہا اُستاد جزاک
خدا ہمنے سنا ہی افراسیاب نے منع کردیا کہ نیرنگ و گیرنگ و سوسن اہل اسلام سے مقابلہ کرین دو چار روز کو
یہ لوگ مہمان آئے ہین انکو نہ ستایے عمرو نے کہا سبحان اللہ مین نے کیا اُس حرامزادی کو چھیڑا تھا تماشا دیکھنے
گیا تھا ناحق مجکو پکڑ لیا بہار نے کہا خواجہ یہ جھگڑے ہو گئے سوسن بڑی بدمزاج ہی اُس سے مقابلہ مشکل ہی ہم مین
کوئی اُسکا ہم نبرد نہین ہی یہ ذکر تھا کہ صدا نوبت نقارے کی آئی دیکھا ملکہ حیرت بڑے کروفر سے ساتھ لیے ہوے
نیرنگ و گیرنگ و سوسن کو قریب اپنے لشکر کے پہونچین سوسن بھی ڈر گئی ہی کہ قران میرے سامنے سے عمرو کو
لیگیا ہی تخت سے کودی لشکر مہرخ کو دیکھا بہار پر نگاہ پڑی بہار نے سلام بھی نہ کیا سوسن نے پکار کر آواز دی کیون
بی بہار تم بہن کا گھر برباد کرتی ہو تم سب صاحبون کے واسطے بہتر یہی ہی کہ عمرو کی مشکین باندھکر میرے پاس بھیجدو
اُس لنگوٹے کو قتل کرون لڑکون کو لیکر چلی جاؤن اگر اسکے خلاف کیا تو مین طبل جنگی بجواؤنگی میدان کارزار مین آکر
قیامت برپا کرونگی یہان سے سردارون نے آواز دی او بیحیا کیا بکتی ہی جو تجھسے ہو سکے قصور نکر تجھ ایسے بہت سے
آئے ہم اپنے ہاتھ سے عمرو کو گرفتار کرکے بھیجدین خیال خام و تصور ناتمام آئی ہی دعوت وغیرہ کھا کر چلی جا بس یہ سنکر
سوسن گوشہ صحرا مین آئی نیرنگ و گیرنگ کو ساتھ لیلیا چند خادم ہمراہ لے صحرا مین کھڑی ہو کر دو گولے
دست راست و دست چپ پھینکے ایک آگ کا مکان بنکر تیار ہوا نیرنگ و گیرنگ کو لیکر اندر اُس قصر آتش
کے چلی گئی لیکن پکار کر کہہ گئی دیکھون عیار یہان کیونکر آتے ہین حیرت سے پکار کر کہا بی بی جا کر طبل جنگی بجوا دو

ہم اسکے اندر رہین گے اب تو عیار یہان نہ آسکین گے ہمنے سامان آسایش کر لیا آتش سحر سے اس مقام کو آراستہ کر دیا اسی مکان مین سب کو قید کرونگی جلا جلا کے مارونگی دیکھون تو یہ لوگ میرا کیا کرتے ہین ہر چند حیرت نے منتین کین لیکن سوسن نے نہ مانا اندر اُسی قصر آتش کے جا بیٹھی لشکر اسلام مین ہنگامہ ہوا خدا خیر کرے سوسن اڑ گئی اب بیشک مقابلہ کرے گی اسنے سامری جمشید کی آنکھین دیکھی ہین اسپر سحر کرنا دشوار ہو مفت مین بیٹھے بیٹھے خواجہ نے فساد مول لیا عمرو کو بھی تردد ہوا اگر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہو جائے

دو کلمہ داستان طبل جنگی بجانا سوسن زبان دراز کا و مقابلہ اہل اسلام و عیاری خواجہ عمرو بشکل کندھیا و کیفیت قتل سوسن و نیرنگ و گیرنگ

غزل

جتنے قصے ہین مرے شکوۂ بیداد ہین سب
جو ستم تمنے کیے ہین وہ مجھے یاد ہین سب
خواستگارانِ قضا ہی ترے خنجر بیتاب
نالۂ و آہ و فغان تیرے ستم زاد ہین سب
طوق و زنجیر کے خواہان ہین تیرے دیوانے
حسن جتنے ہین زمانے مین خداداد ہین سب
اب یہ حالت ہی کہ دشمن بھی دعا دیتے ہین
ضعف سے موے بدن خنجر فولاد ہین سب
مین ہوا قیس ہوا وامق بیچارہ ہوا
جسطرح چاہے بلا تیرے ہی ارشاد ہین سب
ایک سے ایک نرالا ہی زمانے مین حسین
حرف جتنے نظر آتے ہین مجھے صاد ہین سب
اپنے اشعار کا آتش نے دیا آپ جواب
اپنے انداز مین بےمثل ہین استاد ہین سب

ذکر کا ہیکو ہین افسانۂ فرہاد ہین سب
جسطرف دیکھیے دو تین پھڑکتے ہین اسیر
شائق حسن اجازت ترے جلاد ہین سب
پھوٹ جاے جو یہ پھپھولا تو رواں ہون آنسو
روز و شب منتظر خدمت صیاد ہین سب
تا کجا کاوش صیاد اجل ہی نزدیک
دست بر داشتہ میرے لیے جلاد ہین سب
سخت جان ہون میری تسکین کو بتا دو نا کے
دل گرفتار ہین سب عاشق ناشاد ہین سب
آمد آمد ہی مگر میرے سہی قامت کی
جلوۂ نور الٰہی یہ پری زاد ہین سب
دو ننگ تیری گذرگاہ جفا ہو اے ترک
معترض ہو جیے تو قابل ایراد ہین سب

للہ الحمد کہ مین رنج فراموش نہین
کیون نہ صیاد خوشی ہو قفس آباد ہین سب
انکو تکلیف رسائی کی عبث ہی تعلیم
اشک ایجان جہان آب بنیاد ہین سب
کفر و اسلام برابر ہین زمان رحمت
ایک دن اس قفس جسم سے آزاد ہین سب
ناتوان وہ ہون کہ ہر بال وبال جان ہی
کسقدر رگ مین ترے خنجر فولاد ہین سب
عاشق و وحشی و دیوانہ و رسوا ہوکے
باغ مین ہر طرف استادہ جو شمشاد ہین سب
تیری آنکھون کے جو مضمون لکھے ہین مینے
ہفت اقلیم مرے مسکن فریاد ہین سب
راست کہتا ہون نہین ناسخ و سودا و نسیم

ملکہ حیرت جادو نے اگر بارگاہ مین وزرا امراے صلاح کی سبھے گمنا حضور ظلِ شہنشاہ سے سراسر خلاف ہی صاف صاف تحریر فرمایا ہی کہ دو چار دن دعوت کرکے ملکہ سوسن کو رخصت کر دو یہان بگڑی الجھ گئی کیونکر منع کرین مکان آتش بنا لیا وہ حصن حصین سمجھی ہین صنعت نے کیا

سامان کیا تھا مگر گھٹ پر قصر سحر بنایا عمرو دولھا بنکر وہان پہونچا آخر قتل ہی کیا یہ تو ظاہر ہی کہ اُنکی آتش سحر مین کوئی
جا نہین سکتا جو جائیگا آتش سحر مین پناہ بنائیگا جل بھن کر خاک ہوگا لیکن شہنشاہ کے خلاف ہنوعیاران لشکر اسلام
بھی دربار مین حیرت کے حاضر ہین یہ صلاحین سن رہے ہین ناگاہ گل صد برگ آفتاب مرجھایا گل سوسن
ماہتاب گلشن فلک نیلی مین پھولا چمن سیارگان آراستہ ہوا برق شبل ساحر کھڑا دیکھ رہا ہی کہ سوسن اگر بارگاہ
حیرت مین پہونچی کہا کیون چھوکری ہمنے تجھکو خون جگر پلا کر پرورش کیا اب آج بادشاہ کی جورو بنکر بیٹھی ہماری
بات کا خیال بھی نہین شام ہوگئی طبل جنگی نہین بجوائی تیری پیاری جان کی قسم مین اب بے قتل مسلمانان آرام
نہ لونگی عمرو منت خوشامد کرتا تھا مین نہ قتل کرتی چھوڑ دیتی میان مہتر قران کیا سمجھ کر دوڑے آئے ملازم افراسیاب
بنکر عمرو کو لیگئے اب میرے واسطے بڑی بدنامی ہی جو مین ان سبکو سزاے کامل نہ دون یہ کہکر حکم دیا ہان طبل جنگی
بجے عیار دیکھ رہے ہین طبل جنگی تو اسیوقت بجا اس فکر مین عیار کھڑے ہین کہ سوسن پر کچھ عیاری کرین مگر
سوسن طبل جنگی بجوا کر اُٹھی پر پرواز پیدا کرکے اسی قصر آتش مین چلی گئی عیار مجبور ولاچار پلٹے آکر ملکہ مہرخ سے
اطلاع کی حضور سوسن نے طبل جنگی بجوایا لیکن بارگاہ مین ٹھہری نہین حکم دیکر چلی گئی اُسی قصر آتش مین جاکر
ٹھہری ہی شعلہ ہاے آتش آسمان پر سر کھینچ رہے ہین نخل تمام آتش بار ہو رہے ہین ملکہ مہرخ نے حکم دیا کہ ہمارے
یہان بھی طبل جنگی بجے دیکھین انجام کار کیا ہوتا ہی بہار نے کہا حضور خدا اسکی بدعت سے بچائے تعلیم یافتہ صحبت
سامری ہی اسیر سحر کرنا دشوار ہی نیرنگ و گیرنگ اسی کے تعلیم کردہ ہین افراسیاب منع کرچکا تھا مگر عیارون
نے چھیڑ کر یہ بلا نازل کرائی ورنہ وہ دو چار دن مین چلی جاتی اب جو کچھ فلک دکھائیگا وہ دیکھین گے افراسیاب
فکر مین تاریک شکل کش کے گیا ہی یہان یہ ہنگامہ برپا ہی فلک بر سر گردش ہی دیکھین انجام کار کیا ہوتا ہی کل
سردارون کو سناٹا نام سے سوسن کے زبانون مین لکنت گرفتار رنج و مصیبت یہان حیرت نے بعد طبل
جنگی بجوانے کے نامہ افراسیاب کو بھیجا کہ عیارون نے دائی امان کو ستایا اُنکو غصہ آیا طبل جنگی بج گیا صبح کو
مقابلہ ہی اگر مہلت ہو تو آپ بھی تشریف لائیے ساحر اُدھر گیا یہان تیاریان دونون لشکرون مین ہونے لگین
قصر سوسن مین دود سیاہ اُٹھ رہا ہی شعلہ ہاے آتش بلند سوسن اندر قصر آتش کے بیٹھی سحر تیار کر رہی ہی نیرنگ
و گیرنگ سے کہتی ہی اے فرزند وصاف تو یہ ہی کہ مین عیاران لشکر اسلام سے ڈر گئی سحر مین کوئی میرا سامنا
نہین کر سکتا لیکن نگوڑا قران آنکھون مین خاک ڈال کے عمرو کو لے گیا مین نہ پہچان سکی اسواسطے مین نے یہ
قصر آتش بنالیا اور خوب بچا تا یقین کامل ہوا کہ جو عیارون سے بچے گا لڑائی فتح کریگا نظم

گوہر کو جوہری صراف زر کو پرکھے
جسکا ندیم ہووے اُسکی نظر کو پرکھے
درِ سخن کے خواہان وہ یار ہین جہانمین
ظالم اگر تو میرے لخت جگر کو پرکھے
درِ سخن کو اپنے پرکھائے آدمی سے

ایسا نہین ہی کوئی وہ جو بشر کو پرکھے
جوہر نہووے جسمین جوہر شناس کیونکر
جسمین نہ جھوٹے سچے کوئی گہر کو پرکھے
خاطر مین وہ نہ لاوین رکھا ہو ابر نیسان
ہرگز نہ کہہ تو سودا ہر جانور کو پرکھے

وہ شخص بار خاطر ہرگز نہو کسی کا
جو صاحب ہنر ہو وہ ہی ہنر کو پرکھے
سمجھے کہ چشم عاشق معشوق کا ہی معدن
جو قطرہائے اشک مژگان تر کو پرکھے
ای نور نظر انسان کا پہچاننا مقام کی

حقیقت کا سمجھنا بہت دشوار ہی اگر افراسیاب جادو اس نکتہ کو سمجھ جاتا لونڈی غلامون کے ہاتھ سے شکست نہ کھاتا مین چند میدان واریون مین اس لڑائی کو فتح کرونگی اس قصر آتش کو قید سرداران سے بھرونگی کل سامان میرا اسی مین رہیگا خاص وقت مقابلہ کے مکان آتش سے باہر جاؤنگی سب شراب کباب کا چرچہ کھانا پینا اسی مقام پر رہے عیار بیچارے کیا آسکینگے ساحر مجھ بڑھیا کے سامنے کیا زبان ہلا سکینگے یہ کہتی جاتی ہی سحر تیار کر رہی ہی جا بہر رات گذر کر ستارہ سحری آسمان پر چمکا اُدھر سے حیرت سوار ہوئی ادھر ملکہ مہرخ و بہار کل سرداران نامدار بصد کر و فر میدان کارزار مین آکر پہونچے صفین جمین میدان آراستہ ہوا یکایک قصر آتش مین مہلکہ ہوا شعلے بھڑکے دود غلیظ بلند ہوا دیکھا سب نے نیرنگ گیرنگ تاج سر پر پہنے ہوئے اسباب سحر سے چاق چوبند پہلو مین سوسن زبان دراز قصر آتش سے نکلے اشارہ کیا نیرنگ سے یہ میدان کارزار مین آیا نعرہ دی جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے منم شاہزادہ نیرنگ عنقا صورت اُدھر سے نافرمان جادو مقابلہ نیرنگ مین آئی آپس مین دو دو سحر چلے نافرمان نے بڑھکر گولا مارا نیرنگ نے کاٹا لیکن مرکب اُسکا مارا گیا نافرمان نیچہ پکڑ کے جا بڑی تلوار چلی سر نیرنگ زخمی ہوا جیسے ہی اسکے سر سے خون جاری ہوا سوسن بیتاب ہوکر دوڑی نعرہ کیا او نافرمان بے ادبی کرتی ہی یہ کہکر جھپٹی قریب اُسکے پہونچی سب دیکھ رہے ہین نہین معلوم سوسن نے قریب نافرمان کیا زبان درازی دکھلائی کہ نافرمان بیہوش ہوکر گری سوسن نے اُٹھا کر اسی قصر آتش مین پھینکدیا نیرنگ کو میدان کارزار سے ہٹایا نعرہ کیا جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے ای بی بہار تمہارے سحر کے بڑے زور و شور سنے ہین سنا ہی تمنے ہزارون کو تنکے چنوا کے مارا میرے سامنے آؤ مجھکو تنکے چنواؤ یہ سنتے ہی بہار جادو صف سے نکلی ملکہ مہرخ سے اجازت لی میدان کارزار مین پہونچی سوسن نے بہار پر آگ برسائی ملکہ بہار نے باران سحر برسا کے آگ کو بجھایا اٹھا کر گلدستہ مارا کہا او سوسن لے سب نے دیکھا ہوائے سرد عیسی دم مسیح نفس چلی نخل جھوم کے شاخون نے برا کے

دست بوسی ہاتھ بڑھائے ستون سے صدائے جلاجل آئی بلبلین غزلین عاشقانہ گانے لگین غزل

بتا سکے نہیں شوخی سے جسکی ہلڑ والا ہی
وہ دل ہی دل لگی حسرت ہی وہ مین تن نالا ہی
سیہ بختی ہی کو ہم بلا دیکھا سیہ بختی سے
کسیکا دم کے ساتھ ارمان بھی تو نے نکالا ہی
اٹھاتا ہی وہی دل ہجر مین جھٹکے پہ جھٹکے
اجالے مین اندھیرا ہی اندھیرے مین اجالا ہی

ہماری داد بھی محشر مین کوئی دینے والا ہی
کہین ایسا نہو وہ پھوٹ کر آنکھون سے بہہ جائے
یہ کل ہی فقیرون کا وہ شاہون کا دوشالا ہی
تڑپ لگی رہی ہو گو کیے سو لطف قاتل نے
تمہاری زلف نے سایہ مین جسکو پالا ہی
وہ سب فرقت مین گنے رین جتنی آئین بھاری

خبر ہی کوئی اس محفل مین سو لینے والا ہی
جسے کہتے ہین دل سینے کا اپنے ایک چھالا ہی
اجل سے پوچھتے ہین نزع مین حسرت سے کب آتے
بہت ہم ہم لگے لیکن ابھی تک زخم آلا ہی
تماشا ہی طلسم زلف و رخ کا دید کے قابل
بھاٹون کو جلال اپنی گران جانی نے ٹالا ہی

پھول آسمان سے برسے سوسن زبان دراز خاموش ہو کر کھڑی ہوئی پھول سونگھنے ہوا گلشن بہار کی کھائی بہار نے جو دیکھا سوسن جھوم رہی ہی آنکھین سرخ پھول سونگھنے سے مبہوط لب پر مہر سکوت ملکہ بہار نے بڑھکر للکارا او سوسن ساری زبان درازی بھولی ہوا کھا کے بھولی سوسن نے کچھ جواب نہ دیا بہار سمجھی یہ مبہوط ہو چکی تیغ کھینچکر جا پڑی سوسن کو ہاتھ مارا سوسن نے سر جھکا دیا شعر

عدم سے جانب ہستی تلاش یار مین آئے
سر تسلیم خم ہی جو مزاج یار مین آئے
خیال گل مین ہم اس وادیے پرخار مین آئے
اگر بخشے زہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا

تیغ بہار کا پڑا سوسن کا سر کٹکر زمین پر گرا بہار نے نعرہ کیا وہ مارا جسم لاشہ سوسن کے چنگاریان نکلین پھول جلنے لگے ہر برگ و بار سے شعلے نکلنے لگے بہار گھبرائی یہ کیا ہوا زمین شق ہوئی سوسن نعرہ کرتی ہوئی نکلی او بہار ابھی چھوکری ہی کسی نا دانون کو تنکے چنوائے ہین گئے منم ملکہ سوسن زبان دراز سحر ساز شعبدہ باز جب تک بہار پلٹے سوسن نے زمین پر دو ہتڑ مارا بہار بیہوش ہو کر گری سوسن نے اٹھا کر بہار کو بھی قصر آتش مین پھینکدیا غصے مین باغبان قدرت جا پڑا خوب ایسمین سحر ہو آخر مین باغبان بھی بیہوش ہوا سوسن نے اٹھا کر باغبان کو بھی پھینکا اسی طرح سوسن نے شام تک بارہ سردار نامی گرامی گرفتار کیے اسی قصر مین سبکو قید کیا شام کو یہ کہکے پلٹی کل تم سب کا خاتمہ کرونگی ایک کو بھی زندہ نچھوڑونگی سحر بابد ولت کا دیکھا منم منظور نظر سامری و جمشید اہل اسلام رنجیدہ کبیدہ پلٹے سوسن نیرنگ دگیر نگ کو لیکر داخل قصر آتش ہوئی استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہی کہ چار میدان واریان سوسن نے اسیطرح کئین پچاس سردار نامی گرامی پکڑے گئے قصر آتش مین قید کیے پانچوین دن شام کو سوسن نے آواز دی یا شیدا مسلمانان دو روز کی تمکو مہلت دیتی ہون سمجھ کر اٹھی حیرت کے قدمون پر گرد خطا اپنی معاف کراؤ ورنہ کل

مرتبہ جو طبل جنگی بجوا کر میدان کارزار مین آؤنگی لطف گرمی سحر دکھاؤنگی یہ آتش شعلہ ور ہو کر تم سبکو جلا دیگی خاک مین
ملا دیگی یہ نہ سمجھنا کہ فرداً فرداً مقابلہ کرنے مین عرصہ ہوگا بحکم سامری بابدولت کو سب طرح کا اختیار ہی لاکھون کو
ایک دن مین مٹاؤن اُف کرون تو دریاے آتش پیدا ہو سب کو جلا دے کوئی زندہ نہ بچے ایسے کلمات کہکر
پلٹ گئی اہل اسلام حیران پریشان پلٹ کر داخل بارگاہ ہوئے مہرخ نے خواجہ عمرو سے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری
آپنے ملاحظہ فرمایا جو سرداران نامی تھے گرفتار ہوئے اب کچھ تدبیر کرنا چاہیے عمرو نے کہا میرے کیے کچھ نہین ہوسکتا
سب عیار موجود ہین تنخواہ کھاتے ہین جام بادۂ عیاری سے مست ہین مشہور ہو کہ بڑے زبردست ہین سوسن کو
جا کر ماریں مین کیا کسی صاحب کو منع کرتا ہون ملکہ مہرخ نے طرف چالاک وغیرہ کے دیکھا سبنے دست بستہ عرض
کی ہمسے کچھ کہنے کی احتیاج نہین ہی ہم ہر وقت اسی فکر مین ہین اگ سے لاچار ہین بالکل بیکار ہین جو ہو سکے گا
کر گذرینگے قصر آتش سے وہ ملعونہ باہر نہین آتی دربار مین ایک دن آئی تھی ہمنے چاہا جا پڑین اس بدزبان کو
گرفتار کرین وہ نہ ٹھہری پلک جھپکنا دشوار ہوا ایسی ملعونہ کا کیا کرین اگ کے اندر رہتی ہی ملکہ مہرخ نے یہ کلام
حسرت انجام سنکر سر جھکایا عیار اُٹھے اپنی اپنی فکر مین نکلے برق فرنگی تڑپتا ہوا قریب قصر آتش پہونچا چہار جانب
پھرا لیکن راستہ نپایا ناگاہ شعلہ جوالۂ مہر درخشان نے آتشکدۂ چرخ نیلی کو بھڑکایا چنگاریان ثوابت و سیارگان
کی فرو ہوئین ذرہ ہاے بیابان نے رونق پائی چمک کر نیر اعظم سے آنکھ لڑائی برق تڑپتا ہوا طرف صحرا کے
چلا ایک نخل کے سایہ مین جا کر ٹھہرا اور باہی کہ ای برق کیا کرون کیونکر اپنے کو تا بہ سوسن پہونچاؤن کوئی تدبیر
نہین آتا کہ اسکی شکل بنکر پہونچون حیرت جادو کے یہان سے کوئی نہین جاتا پس کیا تدبیر کرون اُستاد والا
ذرا اور اسی بات مین طعن و تشنیع کرتے ہین آخر جب کوئی تدبیر نہ بن پڑی سامنے اک پختہ کنوان تھا برہمن کی شکل
بنکر کنوئین پر آبیٹھا لٹیا ڈول رکھ لیا جل ٹھنڈا پکارتا ہی کبھی غصے مین جو کوئی مسافر نکل آیا اسکو پانی پلا کے ٹھنڈا
کیا پھر آپ ہی سوچا اس غریب کے مارنے سے کیا فائدہ ہوا برق تو اس فکر مین کنوئین پر بیٹھا ہی مگر خواجہ عمرو
بھی رات بھر گرد پھرے قصر آتش کے مگر راستہ نپایا گھبرا کر صحرا مین آئے ایک درۂ کوہ مین گھس گئے سر جھکا کے
بیٹھے سوچ رہے ہین کہ اب کیا کرون آج کا دن گذرے گا شب کو طبل جنگی بجوا کے میدان کارزار مین آئیگی
کون اسکو جواب دے گا عجب گرما گرم سحر کرتی ہی شعلہ مزاجی پر مرتی ہی لیکن اس گرم مزاجی کا بد انجام ہوگا جو
آگ کھائیگا انگارے ہگے گا سوچتے سوچتے تصویرین شاہان گذشتہ کی نکالین کندھیا کی تصویر پر نگاہ پڑی
دیکھا جوان خوشرو بیٹھا ہوا بانسری بجا رہا ہے بس عمرو کو خیال آیا کہ اسکی صورت پر اپنے کو تا بہ سوسن پہونچاؤن

مبہوت ہو جائیگی ضرور دھوکا کھائیگی پھر خیال آیا آگ جلادیگی سوچ رہی روغن موسیقار یاد آیا عمرو نے تمام
جسم پر لگایا کنہیا کی صورت بنکر تیار ہوا مکٹ سر پر رکھا لباس فاخرہ زیب جسم کیا اک مرکب ملمع کرکے اسپر سوار
ہوا اس شان و شوکت سے عمرو درہ کوہ سے نکلا صحرا کا سناٹا طائر درختون پر زمزمہ سرائی کررہے ہین عمرو نے
نے کو دہن پر رکھکے بانسری کو دھر پھونکا نے بجاتا ہوا نئے طور سے چلا فن نے نوازی عمرو کو مرحمت ہوا ہے جنگل صحرا
مین جو شروع کردیا طائران صحرا بیقرار ہوکر شاخہاے درخت سے اتر آئے پرون کا سر عمرو پر سایہ کیا عمرو
سلیمان وقت بنا ہوا یہ غزل عاشقانہ گاتا ہوا چلا جاتا ہے

غزل

رحم آجاتا ہے دشمن کی پریشانی پر
نقطہ دینا تھا یہ تیری خط پیشانی پر
آمد فصل بہاری ہے پئے استقبال
پاسبان پاتے ہین الزام نگہبانی پر
برہمی کرتی ہے مجموعۂ خاطر برہم
کفر ہے صورت شک آیۂ قرآنی پر
آسمان صحبت احباب سے کب خالی ہے
زخم کھاتے ہین امید نمک افشانی پر
راہ برگشتہ نصیبی نظر آئی کیا کیا
مختصر قصے ہوئے قصۂ طولانی پر

زخم خون روتے ہین شمشیر کی عریانی پر
صاف رکھ قاتل عالم شکن ابرو کو
کھوے ہین شوق مین مرغان گلستانی پر
ہوگئی بے سخنی قفل دہن غنچون کو
صبر کھو دیتی ہے زلفون کی پریشانی پر
تیرے آگے تو فروغ رخ روشن معلوم
نالے رہتے ہین ہمارے فلک ثانی پر
مرگئے ایک ہی جلوے مین یہ پروانے
خضر کا شک ہے مجھے غول بیابانی پر
قبر مین جوشش گریہ نے ابھارا ہے نسیم

کیون رکھا کاتب قدرت نے فلک خورشید
مورچہ خم نہ ہے تیغ خراسانی پر
نالۂ زنجیر سے چھپ چھپ کے نکل جاتا ہے
تھا شک بی ادبی خندۂ پنہانی پر
نقطۂ حسن ہے کل مصحف رخ پر تیرے
دیکھیے نقطۂ شک یوسف کنعانی پر
ہم وہ مشتاق اذیت ہین کہ ہر دم قاتل
پانون رکھا بھی نہ تھا تخت سلیمانی پر
مرگئے کہتے ہی کہتے ترے گیسو کا حال
ہم تہ خاک بھی رہتے ہین صدا پانی پر

بہت برق فرنگی کنوئین پر برہمن بنا بیٹھا ہے کہ کان مین آواز نے نوازی کی آئی گھبرا گیا کہ یہ کہان سے
صدا آئی ہے یکایک دیکھا گوشۂ صحرا سے ایک جوان خوشنما سبزہ رنگ مرکب باد رفتار پر سوار دریاے جمال
مین غوطہ مارے ہوے نے بجاتا ہوا آتا ہے لیکن صدہا جانوران صحرائی پرند چار جانب سے گھیرے ہوے
چلے آتے ہین بعض نے پرون کا سایہ کیا ہے نے کے سننے سے مست ہین منقارین کھول کر رہجاتے ہین اپنی زمزمہ سرائی
بھولے ہے سنکر ایسے بھولے برق گھبرایا کہ یہ کیا بلا نازل ہے شاید افراسیاب نے کسی ساحر کو بھیجا براے
گرفتاری فرستادہ کیا ہے اسوجہ سے نے بجاتا ہے نیا شعبدہ دکھاتا ہے خدا اس آفت سے اہل اسلام کو بچائے دم بدم
بلاے تازہ نازل ہوتی ہے ادھر بدعت سوسن ہے یہ بھی کوئی راہزن ہے اے برق اسکو یہین روکو یہ سوچ کر

برق نے حقۂ آتشبازی تو بٹوے سے نکالا اُسمین بیہوشی بھی بھر دی اب سنبھل کر کھڑا ہوا کہ قریب اُس نخل
کے یہ پہونچے حقۂ آتشبازی مار کر بیہوش کر دون یہین سر کاٹ ڈالون تا بہ لشکر نہ جانے دون خوب سنبھلکر کھڑا ہوا
جیسے ہی مرکب خواجہ عمرو کا قریب اُس نخل کے پہونچا یہ تو اپنی دھن مین نَے بجا رہے ہین کہ پہلوے نخل سے
نعرہ ہو اباش او ساحر کہان جاتا ہی منم مہتر برق فرنگی عمرو کی نگاہ پڑی کہ سایۂ نخل سے برق تڑپکر نکلا گھبرا کے
نَے روکی صرف اتنا منھ سے نکلا کہ ارے یہ کیا کرتا ہی قصد ہی کہ زبان سے کہے مین عمرو ہون زبان سے نہ نکلنے پایا
حقہ برق کا جل گیا دھوان اُسمین سے نکلا عمرو بیہوش ہوکے دھم سے گرا برق شل برق جھندہ خنجر کھینچکر دوڑا
کہ چھاتی پر چڑھکر سر کاٹ ڈالون جا کر سینے پر گھٹنہ رکھا قصد ہی کہ خنجر مارون پہلو سے آواز آئی او ظالم کیا کرتا ہی عمر
بھر پچھتائیگا بجز افسوس کچھ ہاتھ نہ آئیگا خنجر روک پلٹ کر برق نے دیکھا نور افشان جادو پکارتا ہوا مثل
برق جھندہ برابر برق کے پہونچا ہاتھ برق کا تھام لیا اگر ذرا پلک جھپک جائے خنجر بران پھر چکا تھا نور افشان
نے کہا اے برق غضب کیا تو نے پہچانتا ہی یہ کون ہین برق نے کہا کوئی بلا ہی نور افشان نے کہا تمہارے
اُستاد والا نژاد ہین جب تو برق تڑپ گیا نور افشان نے عمرو کو ہوشیار کیا عمرو کی آنکھ کھلی نور افشان
کو قریب پایا برق کے کان پکڑ کے اک دو طمانچے مارے کہا کیون بے یہ تو نے کیا کیا برق نے کہا اُستاد
مین کیا پہچانتا تھا مین سمجھا کسی ساحر کو افراسیاب نے بھیجا ہی براے جستجوے عیاران جاتا ہی یہین اسکو
مار لین عمرو نے کہا آپ بہت تیز ہو گئے ہین برق نے کہا سب آپکا تصدق ہی اب نور افشان خواجہ کو
ساتھ لیکر اک گوشہ مین آیا کہا اے شہنشاہ اوج عیاری کیا سمجھکر یہ صورت بنائی عمرو نے کہا مین نے روغن
موسیفار مل لیا ہی کہ آگ تاثیر نکرے نور افشان نے کہا اُستاد وہ آتش سحر ہی وہان اس روغن کا کیا کام
جاتے ہی آپ جل جاتے جسوقت مین نے قصر نور افشان مین یہ عیاری حضور کی دیکھی بیقرار ہو کر چلا کہ
خواجہ کو روکون یہان آکے دیکھا میان برق آپکی چھاتی پر چڑھے بیٹھے ہین مشکل بچایا بہر نوع خدا نے اپنا
شریک حال کیا وقت پر پہونچ گیا اگر آپ وہان جاتے تو خرابی تھی برق کی عیاری سے بیتابی تھی عمرو
نے کہا اے نور افشان صرف اتنا دن اور رات باقی ہی کل سوسن میدان کارزار مین آئیگی آفت مچائیگی
اسکی کیا تدبیر ہی آتش سحر تک جانا دشوار ہی حقیقت مین یہ میری عقل مین نہ آیا کہ روغن موسیفار کو آتش سحر سے
کیا مطلب عقل پر پردے پڑ گئے اے نور افشان ہم تو اپنی زندگی سے بیزار ہین آٹھ پہر موت کا سامنا ہی
ابھی دو دن نہین گذرے مشعل کی گرمیان اُٹھائین آرام نہ لینے پائے تھے کہ حرامزادی سوسن آئی

بیشک اسنے بڑے غضب کے سحر کیے دل ہلا دیے میدان کارزار مین آئی ہو لاجھڑ کر پھر اُسی قصر آتش مین چلی جاتی ہو نور افشان نے کہا اور تو کچھ عرض نہین کرسکتا آج کل ہوش وحواس درست نہین ہین بڑی بڑی مصیبتین انکو جھیلنا ہین جان پر کھیلنا ہو لیکن اب اسوقت سردست ایک صورت ہوسکتی ہو اک نقش آپ کو دیتا ہون ستارہ شناسان دوربین نے اسکو ترکیب سے بنایا ہو عجیب تدبیر ہو کیا معقول تحریر ہو سوا پہر تک آپ پر آتش سحر تاثیر نکریگی اسکو بازو پر باندھ لیجیے جسکے جسم سے مس کردیجیے گا اُسکے جسم پر بھی آتش سحر تاثیر نکریگی لیکن سوا پہر کے عرصے مین جو کچھ ہوسکے کرلیجیے آیندہ نقش بیکار ہوجائے گا عمرو نے کہا اے نور افشان سوا پہر بہت ہوا لاؤ نقش مجھکو دو مین اسی صورت پر آتش سحر مین جاؤنگا خدا چاہے گا تو اتنے عرصے مین بی سوسن کی زبان درازی کا علاج کرلونگا برق نے کہا اُستاد مین بھی چلونگا کنند ھیا کے ساتھ معشوق ہونا واجب و لازم ہو نقش میرے جسم سے مس کردیجیے یہ کہکر برق اک نازنین چہاردہ سالہ کی شکل بنکر تیار ہوا دریاے جواہر مین غوطہ زن ترچھی نگاہ انکھڑیون مین شوخی سرمہ دنبالہ دار دیا ہوا پیار کے ہاتھ مین عصا تھا لب لعلین پر لاکھا جما ہوا مجلس حیران کی زیبائی باتون مین مسیحائی سراپا خوبصورت مرغوب مطلوب بھولی بھولی صورت حسن مین صباحت ملاحت جادو تقریر کلام دلپذیر عمرو بھی صورت دیکھکر بیقرار ہوگیا کہا برق غضب کرتا ہو چشم بد دور تو تو بطرار و فرار ہو اپنا عیار ہوا برق نے مسکرا کے سلام کیا کہا اُستاد سب آپکا تصدق ہو عمرو نے وہ نقش برق کے بھی جسم سے مس کیا نور افشان رخصت ہوکر طرف قصر نور افشانی کے گیا عمرو وحشت مرکب پر سوار ہوا برق کمر سے اُستاد کی لپٹ گیا گھوڑا اُڑاتے ہوئے خواجہ چلے ٹھمکی شروع کیا ٹھمریان غزلین دوہرے کبت کبھی رنگ عشرت کبھی مضمون وصل و فرقت وقت سحر ہو بھیروین کی دھن مین گلا ہوا کھیا ہوا اسوقت بھی دل کو اک مزا ملا اپنے آقا کا جو فراق یاد آیا آتش سحر مین بے تکلف گھوڑے کو ڈالدیا خود بھی آنکھون سے آنسو جاری قلب پر ہجوم بیقراری یہ اشعار آبدار زبان مین نئے طور سے نکلتے ہین اشعار

مے کہ نہ بار روے خوش بادۂ ناب است	ورنہ چہ میخانہ آن عمر خراب است	پیمانۂ دل پر کن و در جام نگہ ریز
تمکین گرمی ہنگامہ زگرمی شراب است	غافل نہ شوی زمزمۂ عشق کہ در عمر	ایام طفولیت ہنگام شباب است
بنیاد شش وچار دو عالم بحقیقت	چون موج حباب است کہ بر چہرۂ آب است	بر پشت کتابے کہ بود حرف تو تاریخ
مضمون حروفش ہمہ اجزای کتاب است	کی خانہ نشین می شود مردمک چشم	پیرے تر این خانہ چہ بر موجۂ آب است
تا پیک خیالت بنظر آمدہ مخفی	ہم دشمن بے خوابی وہم دشمن خواب است	سوسن زبان درازنہ سایہ مین

اک نخل کے بیٹھی ہوئی شراب خواری کر رہی ہو نیرنگ و گیرنگ پہلو مین ناگاہ گانے کی آواز آئی گھبرا کر کہا ای فرزند دیہ کون بجا رہا ہی کلیجہ نکالے لیتا ہو تواریخ مین دیکھا ہی ہمارے ہادی رہبر کنندھیا نن بانسری کے اُستاد تھے سنتے ہین کہ اُنکے بجانے پر چرند و پرند مست ہوتے تھے بے زبان روتے تھے آج وہی طور معلوم ہوتا ہی کوئی کلیجہ کھینچتا ہی قلب پر نشتر پڑ رہا ہی نیرنگ و گیرنگ نے کہا یہ آواز تو خاص ہمارے حصار کے اندر سے آتی ہی سوسن گھبرا کر اُٹھی نیرنگ و گیرنگ دونون تاج پہنے ہوئے چند قدم آگے بڑھے تھے دیکھا فی الحقیقت تصویر مین جو صورت دیکھی ای وہی صورت زیبا ایسا ہی لباس کنندھیا خلک اساس پہنے ہوئے بانسری بجا رہے ہین ایک نازنین پر بہار نہایت حسین لپشت پر کمر مین ہاتھ ڈالے لپٹی ہوئی کبھی گنگنا کے یہ بھی تان مار دیتی ہی صاف ظاہر ہوتا ہی کہ بجلی چمک گئی اُس آتش سحر مین گھوڑا اُڑاتے پھرتے ہین شوق مین بانسری سننے سے طائر تڑپ تڑپ کے گرتے ہین لیکن جل جل جاتے ہین شوق مین جلنا گوارا ہی چلے آتے ہین سوسن کے ہوش اُڑ گئے کہا ای فرزندو ظہور بزرگان دین ہوا اس آگ مین سوائے افراسیاب کے کسکی طاقت تھی جو قدم رکھ سکتا جو آتا جل کے خاک ہو جاتا لیکن آتش سحر انپر کیا تاثیر کر سکتی ہی یہ ان سب چیزون کے بانی ہین زمین و آسمان انکے قدم سے قایم ہی یہ کہکے دوڑی آئی رکاب سے لپٹ گئی کہا حضور کو مین نے پہچانا تشریف لائیے مجھکو سرفراز کیجیے کنندھیا جی نے مسکرا کر فرمایا اری سوسن تیرا ہی نام ہی دشمنان افراسیاب کو تو نے درہم برہم کیا سر جھکا کر سوسن نے عرض کی آپکے تصدق سے فرمایا تیرا بڑا مرتبہ ہوا ہم خاص تجھکو دیکھنے کو آئے تھے امتحان کر رہے تھے کہ دیکھین تیری آتش سحر کیسی ہی ہم پر کیون نہین تاثیر کرتی سوسن نے کہا آگ کی کیا مجال آپکو گرمی دکھا سکتی ہی اگر آپکو گرمی دکھائے خاک ہو جائے آپکی برکت سے تمام دنیا قائم ہی میرے لیے بڑی سرفرازی ہوئی آپ تشریف لائے قدمون پر آنکھیں ملین نیرنگ و گیرنگ تصدق ہوئے گرد پھرے لیکن نازنین کو دیکھکر مر گئے کلیجے تھام لیے اُس نازنین نے بھی دونون پر نگاہ محبت ڈالی مسکرا کر پوچھا شاہزادو تمھارا کیا نام ہی ان دونون نے دست بستہ عرض کی نیرنگ و گیرنگ ہمارا نام ہی باپ ہمارا حیات جادو شہنشاہ صاحبقران ہین ہماری ملکہ حیرت خوبصورت زوجہ شہنشاہ باشوکت اُس نازنین نے ہنسکر کہا بڑے صاحب نسب ہو تمھارے بڑے مرتبے ہین سوسن نے کنندھیا کو ہاتھ تھام کے اُتارا یہ نازنین مرکب سے کود دی نیرنگ و گیرنگ بیقرار ہوئے جاتے ہین گر خاموش بھائی سے بھائی اشارہ کرتا ہی دیکھو کیا مہ جبین ہی انتہا کی حسین ہی لیکن مجھپر نگاہ محبت ڈال رہی ہی دوسرا کہتا ہی واہ مجھکو پسند کیا کنندھیا نے سوسن کا ہاتھ تھام لیا سوسن ضعیفہ

شرمائی جاتی ہی دل سے کہتی ہی ہاے اگر جوان جان ہوتی تو ضرور سرفراز فرماتے اب یہ پیر زن شین براہ عنایت
ہین لیکن حقیقت مین بڑے قدر شناس ہین کس نگاہ سے مجھکو دیکھ رہے ہین یہ تو صاحب کشف و کرامات ہین میرا
شباب انکی نگاہ مین ہوگا جب یہ سوچتی ہی خوش ہوجاتی ہی کبھی شرماتی ہی کبھی افسوس کبھی تردد کبھی انتشار اس مقام پر
لاکر پہونچایا جہان فرش قالین بچھا تھا مسند معقول آراستہ تھی سوسن نے عرض کی تشریف رکھیے مسکراکر فرمایا
کیون ری بیمروت کبھی ہمکو یاد بھی نہ کیا ہم خود تیرے مشتاق ہوکر آئے اب آج سے ہمارا تیرا ساتھ رہیگا سوسن
اپنی ضعیفی پر رونے لگی کہا حضور مین اس قابل کہان ہون یہ معشوق آفتاب جمال آپ کے لائق ہی مین تو اب
خدمت گذاری کے قابل نرہی مسکراکر فرمایا اری کیا ہم تجھکو جوان نہین کر سکتے جب جی چاہے جمال عطا کرین
کیا تیری اس صورت پر وصل حاصل کرینگے تجھکو جوان بناکر ابھی پہلو مین بٹھائینگے شراب شباب پلائین گے
شراب شباب کا نام سنکر وہ نازنین جو ساتھ ہی بے اختیار زار زار رونے لگی کہا کیون حضور شراب شباب کا کیون
آپنے نام لیا وہ ہمارا حصہ ہوچکا مین تو بی سوسن سے زیادہ ضعیف تھی اپنے مقام سے اُٹھ نہ سکتی تھی شراب شباب
پلاکر جوان کیا پہلو مین اپنے بٹھایا شہر در شہر اپنے ساتھ لیکر پھرے یکایک ہم آپکی نگاہون سے گرے شراب
شباب کا نام نہ لیجیے اپنی جان دیدونگی سنو بی سوسن مین ایک غریب دیہات کی رہنے والی گائے بکریان چراتی
تھی ویرانے مین پڑی رہتی تھی ہمارے حضور اک دن آئے شراب شباب پلاکر جوان کیا ملکون ملکون لیکر پھرے
اسوقت مجھکو شراب شباب پلانے کو کہتے ہین اری سوسن یہ بڑے بے وفا ہین انکی محبت کا کیا اعتبار مجھسے اقرار تھا
دوسری عورت پر نگاہ نہ ڈالونگا مجھکو دیکھکر بھول گئے بعد چندے اسیطرح تجھکو بھی جلائینگے کندھیا نے جواب دیا
یہ بتلا کہ تیرے دل مین کیا آیا اسوقت ہمنے خیال کیا تیرے دل مین محبت نیرنگ و گیر نگ کی ہی ہمارا نقش الفت
تیرے صفحۂ قلب سے مٹ گیا ان دونون کو تیرے مقدمہ مین اختیار ہی اپنا حصہ کر لینگے ہم اب سوسن کو اپنا معشوق
بنائینگے لا شراب شباب حوالے کر ویسی ہی بڑھیا بن جائیگی اُسی طرح ٹھوکرین کھائیگی وہ نازنین رونے لگی کہا اے معین و
مددگار ایسی بیمروتی کی امید نہ تھی یہ کنیز بے تمیز اول شباب مین لطف دنیا اُٹھا چکی تھی چالیس شوہر کیے مزے اڑائے
اٹھکے جینے اب ضعیف ہوکر گوشۂ صحرا مین پڑی رہتی تھی تباہی کی جفائین سہتی تھی جانتی تھی اب مجھکو کون پوچھیگا آپنے
آکر سرفراز کیا معشوقان دنیا مین ممتاز کیا ضعیفی مین آبرو دی جوان بنایا اب خدمت سے جدا فرماتے ہین جان دونگی
شراب شباب کو اپنے سینے سے نہ جدا کرونگی رحم کیجیے کندھیا نے بنگاہ قہر و غضب دیکھکر فرمایا او زبان دراز خاموش
رہ ہمنے اسواسطے تجھکو شباب مرحمت فرمایا تھا کہ اور دن پر نگاہ محبت ڈالے اسوقت ہم صرف سوسن کو فرد قتل

باغبان دینے کو آئے یعنے دو نے نیرنگ و گیرنگ کو بنگاہ محبت دیکھا ہمکو نفرت ہوئی اب تیرے سامنے سوسن کو
جوان حسین بنائینگے تو ان دو کی خدمت مین حاضر رہ ہمکو اسکا رشک نہین ہی یہ تکرار آپس کی سنکر سوسن پھول گئی مسکرائی
اکڑنے لگی کہا بی بی شہنشاہ روشنضمیر ہین صاحب جاہ و وقار بڑے اوتار ہین انکے سامنے عیاری مکاری نہ چلیگی
مین نے جسوقت سے جمال بیمثال دیکھا نقش محبت صفحۂ قلب پر جم گیا اپنے چاہنے والے کو سب سرفراز کرتے
ہین اسوجہ سے ہمپر مہربان ہوئے یہ سنکر اُس نازنین نے بنگاہ قہر طرف سوسن کے دیکھا کہا او برائی سوت تو
کبھی ہمسے کلام کرتی ہی اچھا جوان دیکھکر خوش ہوئی یہ آٹھوین دن جوتیان مار کر نکال دینگے خنجر تیرے گلے پر پھیرینگے
تیرے قائل ہین ظلم و بدعت مین کامل ہین تجھ ایسی ہزارون کو قتل کیا شراب شباب مین سنکھیا ملی ہی پیتے ہی
تیرا کلیجہ کٹ جائیگا ابھی تڑپ کر مر گئی انکو پہچان لے تجھسے صاف صاف کہتی ہون تیری موت آئی ہی سوسن
نے کہا تیری بلا سے قتل کرینگے تو نہ ہمکو بچانا کندھیا نے ہنسکر کہا ای سوسن اب اسکی ضد پر تجھکو بارہ برس کی
نازنین بنائینگے ہمیشہ یہی سن رہیگا ای سوسن جواب دے کہ لا شراب شباب اگر اسمین سنکھیا بھی ہی تو ہمارے
واسطے امرت ہی اوتار کو سب طرح کی قدرت ہی سوسن نے کہا او سوت لا جلد شراب نکال اب باتون مین مت ٹال
تجھسے کیا کام ہی ہم زہر سنکھیا کھائینگے تجھے آتش رشک سے جلائینگے جب تو اُس نازنین نے انگیا مین ہاتھ
ڈالا ایک شیشی نکالی کہا لے پی اسکو کلیجہ ٹکڑے ہو جائیگا کندھیا نے اشارہ کیا سوسن نے تعمیل شیشی شراب
کی اٹھائی کندھیا نے کہا سب پیجا اسی قدر شراب شباب ہمنے بنائی تھی آج سے اس شراب کو کوئی نپائیگا
پیتے ہی حال کھل جائیگا اب ما بدولت بہت بیقرار ہوتے ہین بس سوسن نے وہ شیشی خوشی خوشی دہن سے
لگائی اُس نازنین نے دوسری کٹوری سے اور ایک شیشی نکالی نیرنگ و گیرنگ سے کہا لو پیارے تم ہمارے
ہاتھ سے شراب پیو اُن دونون کو برق نے پلائی سوسن خود پی گئی پیتے ہی ساری زبان درازی بھولی
گھبرا کے اُٹھی کہا ای شہنشاہ کلیجہ مین آگ لگ گئی ہڈیان جلی جاتی ہین ادھر نیرنگ و گیرنگ اُٹھے تینون
لڑکھڑا کے گرے عمرو نے نعرہ کرکے نیمچہ مارا وہ روئین تن تھی نیمچہ ٹوٹ گیا عمرو گھبرایا کہا بیٹا برق یہ تو روئین تن
ہی بڑی ساحرہ پرفن ہی برق نے ایک پنجہ کئی منکا اٹھا کر مار دیا اسکا سر پھٹا نیرنگ و گیرنگ کو خنجر سے مار
اب تو قیامت برپا ہوئی مکان آتش سے صداے گیرودار بلند ہوئی روح سامری دردمند ہوئی ملکہ حیرت
نے قصد کیا ہو کر جاکر بھائیون کو دیکھ آؤن دربارگاہ پر آئی تھی کہ مکان آتش مین جھلکا ہوا آواز آئی کشتے مرا
نام من ملکہ سوسن زبان دراز و نیرنگ اور گیرنگ عنقا صورت بود حیرت جادو نے منہ پیٹ لیا گھبرا کے

دوڑی کہ ارے قیدیون کو تو مار لو تمام لشکر حیرت چلا یہان بہار وغیرہ کو ہوش آچکا تھا سوسن نے اپنے کمال
کے زور مین کسی کی زبان مین سوزن نہ دیا تھا ادھر سوسن مری اور آواز آئی کشتے مرا نام من سوسن زبان دراز
و نیرنگ و گیرنگ بود یہ سب ہوشیار ہوئے قصد ہوا کہ چلین اتنے مین صدائے نعرۂ حیرت آئی بہار نے
چند سنگ ریزے اٹھا کے پھینکے لشکر حیرت پر پڑے اور تاریکی چھا گئی ہزار ہا ملازمان حیرت واصل جہنم ہوئے
برق نے بڑھکر ملکہ مہرخ کو خبر دی کہ خواجہ نے سوسن کو مارا لیکن حیرت لشکر لیکر جا پڑی ایسا نہو بہار
وغیرہ کسی بلا مین مبتلا ہو جائین مہرخ فوراً سوار ہوئی تمام سرداران صف شکن اُسیوقت پہونچے ملکہ حیرت نے
سرخ مو و ہلال وغیرہ کو زخمی کیا ہے لیکن بہار حیرت سے مقابلہ کر رہی ہے گلدستہ چل رہا ہے حیرت اس
عرصہ مین بہار پر جا پڑی سر بہار زخمی ہوا برق لامع نے دیکھا حیرت چاہتی ہے سر بہار قلم کرون کرکے
حیرت پر گری شانہ حیرت کا نشانہ ہوا رعد جادو قریب حیرت آیا چیخ ماری حیرت تھرائی لیکن مصور نے
اگر حیرت کو سنبھالا عمرو نے بعد مہرہ بجایا آواز دی ای ملکہ مہرخ اپنے سردارون کو لیکر چلی آؤ ایسا نہو افراسیاب
آجائے سب سرداران لشکر مہرخ یہ سنکر حیرت سے لڑتے ہوئے الگ ہوئے حیرت چونکہ زخمدار بھائیون
کے واسطے بیقرار چاہتی تھی ان سب کو نہ جانے دون مصور نے منع کیا حیرت ناچار واپس ہوئی مہرخ
کنارے تک اپنے لشکر کے پہونچی ہے کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم افراسیاب آکے دیکھا اہل اسلام تو جا چکے
لیکن میدان لاشون سے بھرا ہے حیرت لاشۂ نیرنگ و گیرنگ اور سوسن پر بیٹھی ہے ہوا افراسیاب
نے جو یہ حال دیکھا رنجیدہ پلٹ آیا حیرت کا ہاتھ تھام لیا کہا ای خاتون محل ہمنے لکھ بھیجا تھا کہ اُنکو لڑنے نہ دینا
لیکن ہمارا کہنا نہ مانا آخر سار بان زادے نے یہ بدعت کی حیرت جادو رونے لگی افراسیاب نے کہا ای
ملکہ عالم شاہون کو کسی کا غم و الم کرنا مناسب نہین ہے لازم تدبیر کر لینگے لاشہ اُنکا مرگھٹ پر لیجا کے جلا دینگے مین بیر
بربادی باغبان کر چکا سمجھا کے حیرت کو بارگاہ مین لایا وہان خواجہ مع سرداران نامی واپس ہو کے بارگاہ
مین آئے جشن عالی ترتیب ہوا چونکہ سبکو معلوم ہے کہ افراسیاب بارگاہ حیرت مین موجود ہے ایسا نہو کہ صدائے
رقص و سرود سنکر غصہ مین یہان آپڑے تو اُسکو کون روکیگا عمرو نے کہا مین جاکر خبر لاؤن دیکھون کیا
صلاح ہو رہی ہے باغبان نے کہا ای شہنشاہ عیاران کیا عرض کرون جو دل کو انتشار ہے خدا نے بڑا فضل
شریک حال کیا کہ مشعل ایسا شخص مارا گیا از روئے قاعدے کے اب حجرہ دوم کی بلا کھلنا چاہیے جسکی مالک
تاریک شکل کتش ہے یہ نیرنگ وغیرہ بھانڈ پڑے ورنہ اُسی نگر مین افراسیاب بردۂ ظلمات گیا تھا اب

پلٹ کے آیا ہی وہی صلاح ہو رہی ہوگی آپ تشریف نہ لیجایئے البا انھوں آپ کو پہچان لے اسوقت حیرت بھی
غصہ مین ہی عمرو نے کہا ای **باغبان** جس عیاری مین مین نے **سوسن** کو مارا اُسمین مدد نورافشان جادو
کی بھی ہوئی پس مقدمہ **تاریک** جو کچھ اُسنے بیان کیا قلب بھر آگیا **باغبان** نے کہا اُسکے حالات سے ہر کس باہر
نہین ہی ایک لفظ کافی ہی کہ وہ کل فنون مین طاق شہرۂ آفاق ہی اُس سے کوئی مقابلہ نہین کرسکتا مشعل ایک
فن مین کامل تھا یہ جملہ فنون سحر و علم شعبدہ کی حاکم ہی **عمرو** سکو سمجھانے لگا **باغبان** سے اشارہ کیا سردربار حالات
اُسکے نہ بیان کرو اہالیان لشکر گھبراتے ہین نام سے **تاریک** کے بھاگے جاتے ہین خدا اُسکی بدعت سے بچائے
یہ کلام درپیش تھا کہ چرند و پرند ہرکارے سامنے آئے عرض کی **افراسیاب** ملکہ **حیرت** کو سمجھا کے بارگاہ مین
لے گیا **حیرت** کو بڑا ملال تھا **افراسیاب** نے محفل عیش و نشاط کو آراستہ کیا ہی لیکن مشیران سلطنت جمع ہین حکم ہوا
بارگاہ مین تخلیہ کیا جائے اور یہ بھی غلامان جان نثار نے سنا کہ کسی ساحر کو **افراسیاب** نے بلایا ہی کوئی مقام ہی
گنبد تاریک جمشید کا الاؤ وہان نامہ روانہ کرنا منظور ہی **باغبان** نے کہا خواجہ گنبد تاریک اُس مقام کا نام ہی
جہان **تاریک** شکل کش رہتی ہی الاؤ جمشید کا وہان روشن ہی کسکی مجال ہی کہ اُس صحرائے آتش مین قدم رکھے
کسی ساحر رازدار کو بلایا ہوگا دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی اُس ملعونہ کا نام سنکر دل روتا ہی **عمرو** نے کہا ای **باغبان**
ہم بھی سر ہتھیلی پہ لیے بیٹھے ہین مرنے والے سے ڈرنا چاہیے خوب آگاہ ہو چکے کہ فتح طلسم ہوش ربا دشوار ہی لیکن
افراسیاب کو آرام نہ لینے دینگے شاید کوئی دباؤ ہمارا بھی اُسپر پڑے اتنا سوال کرینگے کہ **بدیع الزمان** کو دیدے ہم
تیرے طلسم ہوش ربا سے چلے جائین ورنہ انشاء اللہ غدر ڈالدینگے راہگیرون کو راستہ چلنا دشوار ہوگا اب جاکر خبر
لاؤن یہ کہکر خواجہ نے بانہاے عیاری جسم پر آراستہ کیے بصورت مبدل طرف بارگاہ **افراسیاب** کے روانہ ہوئے

دو کلمہ داستان عبرت انگیز و حیرت خیز نامہ لکھنا افراسیاب کا برائے ملکہ تاریک شکل کش بدست طاؤس جادو عمرو کا طاؤس جادو کو گرفتار کرنا و بصورت طاؤس جادو جانا سامنے تاریک شکل کش کے و حالات گنبد تاریک خمسہ

جب تلک بندگی شیخ مین تھا حلقہ بگوش
آخر کار گئی جرعۂ مے کرکے نوش
آپ سے شاہد مقصد کو مین پایا روپوش
سرخوش از کوی خرابات گذر کردم دوش
بطلبگار ئی ترسابچۂ بادہ فروش
پھر تو یہ ولولے اٹھتے دل پہ جنون کے مارے
پھاڑ کر پھینکدون مین کپڑے بدن کے سارے

خبر گذری کے آئی کشش دل بارے | پیشم آمد بسر کوچہ پری رخسارے

کافرے عشوہ گرے زلف چو زنار بدوش

بسکہ اس دلکو بھی اس آفت دین کی درخواست | اپنے احوال پہ میں رہ نہ سکا بے کم وکاست
ہو کے بے صبر میں جا سامنے اُسکے اک راست | گفتم این کوے چہ کویست ترا خانہ کجاست

اے مہ نو خم ابروے ترا حلقہ بگوش

کھینچ لایا ہی مجھے عشق یہان مار کمند | شیخ ورزاہد کی مین کا فرہون جمانون اب پند
سنکے یہ عرض مری ہو متامل یک چند | گفت تسبیح بخاک افگن و زنار ببند

سنگ بر شیشہ تقوی زن و پیمانہ بنوش

الفت دین کو دل اپنے سے توا ب کرکے پرے | تب مے امر کو جا گم تو یہ درجے ہین ورے
شوق جسدم ترا تجھ مین سے تجھے دور کرے | بعد ازین پیش من آتا بتو گویم خبرے

راہ بنمایم اگر بر سخنم داری گوش

دے ٹپک سر سے تو عمامہ پڑے اسپہ غضب | پہونچا اس بوجھ سے تو منزل مقصود کو کب
ساغر حور سے رکھ دور ہوس اپنے کے لب | بگذر از صومعہ و راہ میخانہ طلب

خرقہ بیرون فگن و کسوت رندانہ بپوش

جب سنے اس سے یہ مینے سخنان دلکش | بھکو تاثیر معانی سے لگا آنے غش
پھر سنبھال آپ کو جسوقت چلا وہ مہوش | دل زکف دادم و بیہوش شدم و دیدم مے‌کشش

تا رسیدم بمقامے کہ نہ دل ماند و نہ ہوش

کفر و اسلام کا دیکھا وہ مکان مین مسجود | پایا مغز اُسکا جو ہی عالم ہستی مین نمود
اپنی نظرون مین جب اسکا نہ رہا مین موجود | محو گشت از ورق کون و مکان نقش وجود

نہ ملک ماند و نہ آدم نہ طیور و نہ وحوش

پروے ان چشم کے ہل نہ بلند اور نہ پست | ایک میدان ہی فقط وان نظر آیا کف دست
کی جو میری نگہ چشم نے آہو کی جست | دیدم از دور گروہے ہمہ دیوانہ و مست

بے دف و بادہ و نے آمدہ در جوش و خروش

ایک سے ایک فزون نشۂ وحدت سے چور
اور اسباب طرب کیسے سودان کیا مذکور
ایک سے ایک فزون ہین خرد و ہوش شعور
بے نی و مطرب و ساقی ہمہ در عیش و سرور
بے می و جام صراحی ہمہ در نوشا نوش

جب مجھے وان نظر اس طور کا آیا عالم
کچھ نہ سمجھا یہ ملک ہین کہ ز نوع آدم
صورت آئینہ حیرت سے ہوا مین اُسدم
چونکہ سر رشتۂ دریافت برفت از دستم
خواستم تا خبرے پرسم از و گفت خموش

پھر لگا کہنے یہ بہتر ہی کہ رکھ مجھکو معاف
یہ نہین صومعہ تو مارے جہان لاف و گزاف
پر جو ہی در پئے تحقیق تو سن صاف صاف
نیست این کعبہ کہ بی پا و سرائی بطواف
نیست مسجد کہ درو بے ادب آئی بخروش

گر یہ مسکن تجھے آیا ہی مرے یار پسند
دل کو شیخی و مشیخت کا نہ رکھ یان پابند
دین و دنیا سے چھوڑا خواہش دل کا پیوند
این خرابات مغانست درو مستانند
از دم صبح ازل تا بقیامت مدہوش

نہ تو یان دیر و حرم کی سی مکان مین تنگی
دل مین سودا تو خیالات نکر جون بنگی
خانقہ مدرسہ کی طرح نہ صحبت جنگی
گر ترا ہست درین کوچہ سر یکرنگی
دین و دنیا بیکے جرعۂ عصمت بفروش

چابک خرامان عرصۂ عیاری و واقفان مذاق خنجر گذاری راہ منازل بیان پر خوف و خطر کو یون طی کرتے ہین شعر
سخن سنج و غواص دریاے ہوش * چنین ریخت گوہر بدامان گوش * راویان شیرین کلام و محرران
خوش انجام نے اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرمایا ہی کہ جب خواجہ نے سنا کہ افراسیاب بارگاہ
حیرت مین آیا ہی بصورت مبدل بارگاہ افراسیاب مین آکر کھڑے ہوئے دیکھا کہ حیرت غم مین اپنے
بھائیون کے بہت بیقرار ہی افراسیاب سمجھا رہا ہی حیرت کو بہلا رہا ہی کہتا ہی کہ ای ملکہ عالم صاف تو یہ ہی کہ
مین دل سے چاہتا تھا مشعل کی شمع حیات گل ہو دائی امان ملکہ تاریک شکل کش تشریف لائین جب
مینے اُنکے سامنے حالات مصیبت آیات بغاوت سرداران راز دار بیان کیا ہی ارشاد فرمایا کہ ای نور نظر مین عرصہ
دراز سے اس گنبد تاریک مین گھبرائی ہون کہ برائے سیر نکلون لیکن سامری و جمشید مقید کر گئے ہین کہ

جبتک حاکم حجرۂ اول پر کوئی افتاد نہ پڑے ناظم حجرۂ دوم نہین نکل سکتا اب جاکر عرض کرونگا کہ مشعل کو عمرو نے
قتل کیا اب گنبد تاریک سے حضور کے برآمد ہونے کا وقت آیا شاد ہوجائیگی ہر چند کہ اُنکی خوراک مین اجتک
مین نے فرق نہین آنے دیا دس آدمی روز شام کو اُنکی خدمت مین حاضر کیے جاتے ہین رات بھر اُس سے
کھیلتی ہین صبحکو اُنکو چیر پھاڑ کر کھا جاتی ہین یہ اُنکی نہاری ہی علاوہ ازین ایک مہمانخانہ صرف اُنکے واسطے درست
کرا دیا ہی کئی سو خم روز تیار ہوکر پیش کیے جاتے ہین اُن تک ہر کس و ناکس جا نہین سکتا اب مین طاؤس
کو بلاکر روانہ کرتا ہون عرضی بابدولت کی لیکر جائیگا خود جواب معقول تحریر فرمائینگی خوشی آئیگی یہ کہکر
طاؤس جادو کو افراسیاب نے بلایا عرضی اپنے ہاتھ سے لکھی کہا ای طاؤس جادو طرف مشرق
کے روانہ ہو جب تنو کوس راستہ طی ہو دیکھنا سامنے ایک گنبد سیاہ ہی کوس بھر تک گرد آگ جل رہی ہی لیکن خبردار
اُس آگ کو آتش سحر تصور نکرنا وہ آگ اصلی ہی اُسی مقام پر بڑھ جانا وہان سے نگہبانان گنبد تاریک کو
آواز دینا کہ مین فرستادہ شہنشاہ طلسم ہوش ربا ہون نگہبان آئینگے کسی تدبیر سے تمکو تا بہ گنبد تاریک پہنچا کے
نامہ اندر بھیجدینا اگر تمکو اپنے سامنے طلب فرمائین بیخوف جانا جو کچھ بیان مقدمۂ مشعل مین دیکھا ہی سب
زبانی بیان کرنا اور یہ بھی عرض کر دینا آپکے فرزند دلبند پر وقت تنگ ہی حضور خوب واقف ہین کہ وہ دریائے
سحر کا نہنگ ہی اگر دیر ہوئی تو خود مقابلہ کرے گا آپ ہی نے منع فرمایا ہی کہ بادشاہ اپنے ہاتھ سے دشمن کو
نہ قتل کرے ورنہ اُنکی کیا حقیقت ہی جواب باصواب اسی کاغذ پر لیکے آنا بخوبی طاؤس جادو کو سمجھا کے
نامہ دیا خواجہ یہ سب باتین کھڑے سن رہے ہین جب طاؤس نامہ لیکر نکلا عمرو اُسکے پیچھے چلا جب وہ
دو کوس پر آیا تب عمرو نے ایک ساحر کی صورت بنکر آواز دی میان جانے والے ٹھہرو کہان جاتے ہو طاؤس
نے ایک ساحر معقول کو دیکھا قریب آکر پوچھا تو کون ہی یون بیخوف راستہ چلتا ہی طاؤس نے کہا مین نامہ دار
شہنشاہ طلسم ہوش ہون طرف گنبد سیاہ کے جاتا ہون ساحر نے کہا ای بھائی تم نہین جانتے ہو کہ طلسم مین
غدر ہی عیاران مسخ پھرا کرتے ہین جسکو جہان پایا مار ڈالا تم کیسے ساحر ہو کہ زمین پر راستہ چل رہے ہو
اگر کوئی عیار آجائے تمکو مار ڈالے صدہا ساحر روز قتل ہوتا ہی ہم بر اے نگہبانی پھرا کرتے ہین جاؤ جلد نکل جاؤ
طاؤس نے دعائین دین کہا بھائی تمنے خوب آگاہ کیا یہ کہکے قصد ہوا کہ پرپرواز پیدا کرکے اُڑے عمرو نے
حباب بیہوشی مارا طاؤس جادو بیہوش ہوا خواجہ اُسکو کھینچ کر کنارے لائے کپڑے اُتار لیے اُسکو ایک
گوشہ مین ڈالدیا نامہ لے لیا طاؤس کی صورت بنکر عمرو سمت گنبد تاریک چلا بعد قطع منازل و طی مراحل سامنے

اُس آگ کے پہونچا دیکھا شعلہ ہاے آتش نے سر آسمان پر کھینچا ہی اگر کوئی طائر آنکلا کباب ہو کے زمین پر گرا
دور سے گنبد سیاہ معلوم ہوتا ہی اندر سے دھوان نکل رہا ہی عمرو کے ہوش اُڑ گئے دور کھڑا ہوا مگر گرمی سے
جسم پھکا جاتا ہی قلب تھراتا ہی دل سے کہتا ہی آخر یہ کوشش بیکار ہی اُس آدم خوار مکار دغا باز کی صورت تو
دیکھ لیتے شاید کوئی فقرہ چل جاتا آخر خیال مین آیا کہ روغن موسیقار بدن پر ملکے چلو یہ تو بخوبی ظاہر ہو چکا کہ آتش اصلی ہی
یہ سوچکر عمرو نے روغن موسیقار نکالکر جسم و لباس پر ملا اپنے کو آراستہ کر کے اُسی آتش سرکش کو روندتا ہوا چلا
لیکن گرمی سے کلیجہ بھنا جاتا ہی یاد کر رہا ہی کہ ای معبود میرا آقاے نامدار مولاے قدرشناس نبیرۂ حضرت خلیل جلیل
ہی تو ہی ایسے مقام شعلہ خیز مین معین و کفیل ہی میرے آقا کے جد امجد پر آتش کو گلزار کیا اُنکے خاندان کو نامی نامدار
کیا دعا مین کرتا ہوا اُس آتش کو طے کر رہا ہی بمشکل تمام اُس آتش انجام کو تمام کیا قریب گنبد سیاہ پہونچا دیکھا در گنبد سیاہ
پر صدہا گھنٹے نواز ناقوس نواز حاضر ہین بیٹھے گھبرا کر خواجہ عمرو سے پوچھا ای ساحر تو یہانتک کیونکر آیا سحر کا یہان
کام نہین افسونگری کا نام نہین جسم کیونکر سالم رہا بھنکر کباب نہو گیا عمرو نے کہا میرا نام طاؤس جادو شہنشاہ کا
زینت پہلو نامہ مرحمت ہوا کہ جاکر دائی امان کو پہونچا دے مین نے عرض کی کہ مین مشتاق زیارت ملکہ عالم ہون شہنشاہ نے
ایسی تدبیر بتلا دی کہ یہان تک پہونچا ملکہ عالم سے عرض کرو کہ آپکے نور نظر کا پیغامبر در دولت پر کھڑا ہی زیارت
جمال بیمثال کا مشتاق ہی اپنے سامنے بلائین تب مین عرضی پیش کرون برہمن نے کہا ای طاؤس جادو زیارت
ملکہ تاریک شکل کش دیدار سامری و جمشید ہی ہر کس و ناکس کا گذر ہونا ناممکن نامہ ہمکو دو ہم جواب لا دین
کسکی مجال ہی کہ روے سیاہ ملکہ تاریک شکل کش پر نگاہ ڈالے بڑے بڑے ساحران رستم صولت کو غش
آتے ہین واقف کاران مذہب سامری کے قلب تھراتے ہین ملکہ حیرت جادو خاتون محل شہنشاہ تشریف
لائین تھین غش کھا کے گر پڑین کئی دن تک زبان مین لکنت رہی ایسی جفا سہی پھر جب سے حاضر نہوئین سواے
شہنشاہ کے کسکی مجال ہی کہ ملکہ عالم سے بات کرے ملکہ تاریک نمونۂ قدرت سامری ہین ہر چند کہ عمرو
گھبرایا لیکن کلیجہ پر پتھر رکھا اُس سے کہا تم سب صاحب اسمین کلام نکرو میرا پیغام پہونچا دو ایک برہمن پردے کے
قریب گیا پکار کر آواز دی ای مصاحب خداوند جمشید و سامری ای حاکم اقلیم افسونگری ای زندہ کن نام جمشید
و سامری آپکے نور نظر نے نامہ وار بھیجا ہی طاؤس جادو حاضر ہی لیکن مشتاق زیارت جمال بیمثال ہو کر آیا ہی
عمرو نے سنا اندر سے ایک دیوانی کی آواز آئی گنبد سیاہ تھرا گیا یہ صدا تھی کہ نامہ بر کو اندر بھیجدو عمرو برجستہ اٹھکر
اندر گیا دیکھا ایک گنبد انتہا کا تاریک ایک جانب آگ جل رہی ہی ایک جانب پلٹ کر ایک دیوانی کو دیکھا

حقیقت مین دیو کی قالب انسان مین سمائی ہوئی سر مثل گنبد خام سیاہ چہرہ نیلی کری کئی تھان کا لہنگا از سر تا ناخن پا بصورت دل کافر سیاہ مثل پردہ ظلمات کے سراسر تھا ہی حقیقت مین اُلٹا توا ہی زبان منھ سے نکلی ہوئی رال ٹپک رہی ہی دونون ہاتھ زمین مین ٹیکے ہوے بیٹھی جھوم رہی ہی دس جوان ایک جانب سر جھکائے مثل برگ بید کانپ رہے ہین چہرے اُن بیچارون کے اُداس عالم یاس ایک پہلو مین مٹکے شراب کے مٹکا شراب کا اُٹھایا منھ سے لگایا غٹ غٹ پی گئی ایک جوان کی ٹانگ پکڑ کے مع استخوان چبانا شروع کیا جب ایک جوان کو کھا چکی تب طرف خواجہ عمرو کے متوجہ ہوئی دیکھتے ہی اُسکی صورت نحس قریب تھا کہ عمرو کو غش آجائے کانپ گیا پسینے پسینے خاموش مثل تصویر کھڑا ہی دل مین منفعل کہ مین کیون آیا دل سے کہتا ہی ای حاکم نور ظلمات اس بلاے سیاہ کے شر سے مجھکو بچانا تاریک نے ڈکار لی دھوان منھ سے نکلنے لگا جیسے ہی عمرو پر نگاہ ڈالی رنگ روغن عیاری عمرو کے چہرے سے اُڑ گیا بصورت اصلی ہو گیا قریب تھا روح جسم خاکی سے عمرو کے نکل جائے تاریک نے مسکرا کر کہا کیون خواجہ مزاج تو اچھا ہی رنگ روغن عیاری کا کیا ہوا ہر چند کہ تاریک نے بہ سہولیت کہا مگر گنبد گونج گیا اب جو عمرو نے خیال کیا مین بصورت اصلی کھڑا ہون تھرا کے قدمون پر تاریک کے گرا کہا دائی امان بہت سے زیارت کا مشتاق تھا دیکھیے مینے کیا کمال کیا آتش اصلی کو طے کر کے یہان آیا تاریک نے کہا خواجہ ملک ترکستان مین حفظ بن داؤد روغن موسیقار بنا کر لایا تھا وہ روغن تمنے عیاری کر کے لیلیا جسم مین ملکے چلے آئے کمال کیا اب ہی شرط کہ تجھکو کھا جاؤن یہ کہکے عمرو کے ہاتھ پاؤن ٹٹولنے لگی کہا دور نگوڑے جسم مین سخت نری ہڈیان ہین یہ کہکے عمرو کی گردن پکڑ کے اُٹھا لیا کہا گلہ گرم کر دن عمرو بے اختیار رویا تعریف مین اُسکی یہ شعر پڑھا

ای چہرۂ زیباے تو رشک بتان آزری + ہر چند وصفت میکنم در حسن ازان زیباتری +

اس الحان مین عمرو نے یہ شعر پڑھا کہ تاریک جھومنے لگی کہا ارے تو تو بڑا خوش آواز ہی تیری صدا مین سوز و گداز ہی یہ کہکے عمرو کو چھوڑ دیا کہا بیٹھ مجھے شراب پلا کوئی اچھی سی غزل میرے سامنے گا تیرا گانا کانون کو بہت پسند آیا عمرو نے کہا دائی امان یہ مٹکا مجھسے کیونکر اُٹھیگا کسطرح شراب پلاؤن تاریک نے کہا ای عمرو شراب کا مزا نہین ملتا نشہ نہین ہوتا کسیقدر دماغ گرم ہو جاتا ہی افراسیاب سے ہماری شراب کا انتظام نہین ہو سکتا یہ کا نسہ چینی رکھا ہی اسمین پلا سامنے میرے بیٹھ جا عمرو مودب ہو کے بیٹھا مگر دل سے کہتا ہی کہ ای عمرو یہ زندہ تجھے چھوڑے گی جو کچھ کرنا ہو کر گذر ایسا نہو اک نوالہ کر جائے اُنھین جوانون کو اُٹھا اُٹھا کے کھا رہی ہی ہڈیان تک کر کر چبا رہی ہی فوراً عرض کی ای دائی امان یہ جو آپ نتھ پہنے ہین اسمین موتی چھوٹے ڈالے کیسی بے آبروئی ہی تاریک نے کہا میرا

گوہر بے بہاے قلزم سلطنت **افراسیاب** باشوکت سلامت رہے اُسکی سلامتی کی یہ نیکشی ہی جیسے موتی دستیاب ہوگئے ہین لیے کیا تیرے پاس موتی ہین **عمرو** نے عرض کی حاضر یہ کہکے جیب مین ہاتھ ڈالکر تین مروارید بے بہا مثل بیضۂ کبوتر مثل ستارۂ سحری درخشان رنگ ڈھنگ مین بے مثل ہتھیلی پر رکھکر **عمرو** نے **تاریک** کو نذر دیے **تاریک** نے ہاتھ بڑھایا **عمرو** نے ہتھیلی پر **تاریک** کے رکھ دیے **تاریک** نے بہت پسند کیے لیکن جیسے ہی ہتھیلی پر پہنچے وہ موتی تڑاق تڑاق ٹوٹے اُسمین سے دھوان نکلا دماغ پر **تاریک** کے پہونچا **تاریک** ہنسنے لگی کہا ای **عمرو** یہ موتی کیسے تھے **عمرو** نے گھبراکر کہا گرچہ ہونے تھے **تاریک** نے کہا ای **عمرو** اِسکے دھوئین سے دماغ مین گرمی آئی تیرا بڑا نقصان ہوا مین **افراسیاب** کو لکھ بھیجون گی وہ اِسکی قیمت تجھے دیگا **عمرو** نے کہا حضور آپ پر تصدق ہوے آپ شراب نوش فرمائیے لیکن ہوش **عمرو** کے اُڑ گئے کہ یہ موتی بیہوشی کے بنے ہوئے تھے وہ کیسی ہی گرمی معلوم ہوئی لیکن معلوم ہوتا ہی شاید میرے موتی بدل گئے اب **عمرو** نے باتون مین **تاریک** کو دلکش کر لیا **تاریک** نے کہا باتین نہ بنا جسطرح تو نے ابھی گلا ہلایا تھا اُسی طرح کوئی غزل عاشق و معشوق کے ذکر کی جلدی گا کہ دل خوش ہو **عمرو** نے فوراً گنگنا کے یہ غزل عاشقانہ سامنے ملکہ **تاریک** کے شروع کی غزل

ہاتھون مین آجکی شب منہدی لگائیے گا
آخر کبھی تو میرے قابو مین آئیے گا
ذاتِ شریف ہو تم مین خوب جانتا ہون
بڑھ جاؤنگا جہانتک مجھکو گھٹائیے گا
بے وجہ یہ نہین ہی انداز گفتگو کا
جھوٹی نہین قسم ہون ہردم جو کھائیے گا
مشتاق نے تو جان ہی گلگون لباس مین دی
کیا مجھ سے اب آپکو ہی جو منہ چھپائیے گا
آخر کچھ انتہا بھی بے رحمیون کی صاحب
کیا قہر آج کی شب ہمپر نہ لائیے گا
سمجھے ہوئے ہین جو کچھ دل مین بھری ہی آگ
مجھکو بنائیے گا مجھکو بنائیے گا
سمجھے یہ رنگ ہم بھی کچھ رنگ لائیے گا
پھر مین بھی کچھ کہونگا دیکھو زبان روکو
طوفان اور کوئی مجھپر اُٹھائیے گا
امیدوار باقی کچھ اور رہ گئے ہین
پھر کل کیطرح ایجان باتین سنائیے گا
یہ کیون ہی نا امیدی درگاہ کبریا سے
یہ رنگ نو عروسی کسکو دکھائیے گا
ہم خوب جانتے ہین آنکھین تمہاری
کیسے تو عاشقون کو کبتک ستائیے گا
لخط بھر و بھر وتا روح تن سے نکلے
گا ہیکو آئیے گا کا ہیکو آئیے گا
مین لیجیے گا جو کچھ مدت سے آرزو ہی
یہ شوخیان تمہاری لکھی ہوئی ہین دلبر
پھر منہ چھپا کے مجھسے آنسو بہائیے گا
ہان شمع کا مین گل ہون ناصح کی گفتگو مین
پھر بھی نقاب گیسو منہ سے ہٹائیے گا
مین ہون مزاج قاتل لازم ہی خوف مجھسے
جو کچھ کرا آرزو ہی ویسا ہی پائیے گا
دیکھو رقیب سے دیکھو رقیب آئے
محفل مین بیٹھے بیٹھے آنکھین ملائیے گا
ممکن نہین جو نیت بدلے تمہاری ایجان
آئیگی اور آفت گر آپ جائیے گا
آؤ تو جلد آؤ دم بھر کے بعد ایجان
فرصت ہو گر میسر دم بھر کو آئیے گا

کچھ دو دن نہیں مین لازم ہی یاد کرنی | آنند دل مجھے بھی پہلو مین پائیے گا | ٹھنڈی ہی ہو گئی کیا گرمیان تمہاری

آخر نسیم کا دل کبتک کھلائیے گا

عمرو نے گانے گاتے جام شراب لبریز کیا پڑیہ بیہوشی کی ملا کے تاریک کے سامنے پیشکش کیا تاریک اُٹھا کر جام کو پی گئی عمرو آنکھ ملائے دیکھ رہا ہی تاریک کی آنکھون پر سرخی بھی نہ آئی اتنا کہا کہ ای عمرو تیرے گانے نے دلکو بہت خوش کیا شراب نے تلخی دی ایک جام خوب لبریز کرکے پلا شعر

ساقیا وہ برانڈی اب ڈھل گا | کاگ اُڑتا ہو جسکی بوتل کا | مجھ میں کم نہیں ساقی پر پروا رستے

کاگ بوتل کا بھی اُڑتا ہی ترے آگے

عمرو نے کہا حاضر دوسرا جام عمرو نے لیا چھ ماشہ کی پڑیہ بیہوشی کی نکالی جام مین ملا کر تاریک کو جام دیا تاریک پیکر خوب قہقہا مار کر ہنسی بہت خوش ہوئی کہا ای عمرو اسوقت تو احسان کیا کسی قدر سرور ہوا ہمارے سر کی قسم تیرے پاس کیا ہی ایسے دو چار جام پلا دے کہ مجھکو سرور حاصل ہو سالہا سال گذرے کہ شراب پیتے پیتے پیٹ بھول جاتا ہی نشہ نہیں ہوتا اسوقت طبیعت بہت خوش ہی جو کچھ تیرے پاس ہو چھپا کے نہ ملا جام شراب بھر دے ای ساقی خوش آواز مست کر دے عمرو نے گنگنا کے یہ مطلع مصنف کا پڑھا مطلع مصنف

ساقی شراب شوق سے دل چور چور ہی + اُس چشم مست کا مجھے ابتک سرور ہی + تاریک گانے پر عمرو کے بیقرار ہی اچھل رہی ہی کود رہی ہی گنبد کو سر پر اٹھا لیا جب ڈکار لیتی ہی منھ سے دھوان نکلتا ہی کبھی عمرو کا شانہ پکڑ کے اُٹھا لیتی ہی کاندھے پر بٹھا لیتی ہی سارے گنبد مین دوڑی دوڑی پھرتی ہی خود بھی کبھی گا نا سناتی ہی اُسکی آواز سے عمرو کو خوف آتا ہی گویا بھینسا ارّاتا ہی دو گھڑی کامل عمرو کو لیے پھری اُسی طرح ہاتھ ٹیک کر بیٹھی عمرو سے کہا کیا تمنے ہماری شراب مین ملایا تھا وہی نکالو عمرو نے لاچار ہو کر پڑیہ بیہوشی کی نکالی کہا ای ملکہ عالم یہ نسخہ ہی ایک اسکو صاحبقران ملا کر پیتے تھے سنا ہون مقوی آنکھون مین بصارت ہو روح کو راحت ہو دن کو تارے آسمان کے گن دے جب تو حمزہ عرب بڑے بڑے پہلوانون سے لڑتا ہی اسکا نام نوش دارو ہی یہ کہکر عمرو نے جام شراب مملو کیا سامنے تاریک کے بیہوشی ملائی تاریک نے پیکر ایک موتیون کا مالا گلے سے اُتار کر عمرو کو پہنا دیا عمرو نے جھک کر سلام کیا مگر ہاتھ پانون مین رعشہ دیکھا تاریک شکل کش شراب مین بیہوشی ملا کر پینے لگی سب بیہوشی ملا کر پی گئی عمرو نے دیکھا بیہوشی نے کچھ تاثیر نکی اب عمرو حیران کہ مین کیا کرون لیکن اُسے تاریک نے کہا خواجہ یہ نسخہ ہمکو بتا دو ہم روزمرہ شراب مین ملا کر پیا کرین ای عمرو تو مصاحب معقول ہی ہمارے پاس رہو لاؤ نامہ دو عمرو نے نامہ نکالکر دیا تاریک نے کہا خواجہ طاؤس جادو کو تمنے بیہوش کرکے دم

کوہ مین ڈالدیا وہ اب بارگاہ مین افراسیاب کی پہونچ گیا ہوگا مین نے یہین سے بیٹھے بیٹھے اپنے پیر کو حکم دیا تم
معقول ہوگئی عمرو نے ہاتھ باندھے کہا دائی امان اگر یہ صورت نہ بنتا آپکی زیارت سے کیونکر مشرف ہوتا تاریک
نے سر ہلایا کہا او لنگوڑے تو میرے قتل کرنے کی فکر مین آیا ہی ایک ہاتھ تلوار کا لگا خنجر کھینچ دیکھ تو کیا ہوتا ہی او دیوانے
ہمنے آنکھین سامری کی دیکھین ہین مین مشعل جادو نہین ہون ساری روشنی رات بھر کی صبح کو بخشا خہ باتھ
مین لیکن تو اپنے دل مین بہت خوش تھا کہ ملکہ تاریک کو قتل کرونگا اب کہہ کیا ارادہ ہی عمرو ہاتھ جوڑنے
لگا گڑگڑا کے کہا ای تاریک حقیقت مین تجھ ایسا ساحر حاکم اقلیم سخنوری میری نگاہ سے نہین گذرا حقیقت مین
آپ نمونہ قدرت سامری ہین اب اس زمانہ مین کوئی آپکا مثل نہین ہی جبسے مین اس طلسم مین آیا بڑے
بڑے ساحر دیکھے مقابلے پڑے ہاتھ سے میرے مارے گئے لیکن آپ ایسا نگاہ سے نہین گذرا آج مجھکو ثابت
ہوا کہ رکن طلسم ہوش ربا حضور ہین آپکے قدم سے طلسم آباد و رعایا دل شاد ہی تاریک نے ہنسکر کہا ای خواجہ آپکی
مہربانی ہی تم ایسا عیار بھی ناممکن ہی مین خبر سن چکی ہون کہ تمنے دمامہ و شمشش کو مارا بڑے بڑے ساحرون کو
للکارا اب افراسیاب نے مجھکو طلب کیا ہی مین گنبد سیاہ مین خود گھبرائی تھی کئی سو برس سے گوشہ نشین ہون
اب نکلونگی اپنے بچے کی سلطنت بچانا واجب و لازم ہی تم ہی جواب بھی نامہ کا لیجاؤ یہ جواب افراسیاب کو دینا
عمرو نے کہا شہنشاہ مجھے قید کر لینگے بہت مجھسے خفا ہین تاریک نے کہا نہین ہم سفارش لکھدینگے تمکو انعام
دے گا ہرگز قتل نہ کرے گا مگر یہ بتلاؤ ہمپر عیاری بھی کروگے عمرو نے کہا دائی امان کیا مجال مین جواب شہنشاہ کو
آپکا دیکر طلسم ہوش ربا سے نکل جاؤنگا جان بچاکر ٹل جاؤنگا آپکے گنبد کے جانب کبھی منہہ کرکے نہ سوؤنگا لیکن
مجھکو اب رخصت کیجیے جواب نامہ کسی اور کی معرفت روانہ فرمائیے تاریک نے کہا لنگوٹے کیون مرا جاتا ہی
ہم تیرے ساتھ احسان کرتے ہین کئی سو کوس کا راستہ ہی ان جنگلون پہاڑون مین مارا مارا پھرے گا ہماری
مدد سے تو ابھی پہونچ جائیگا افراسیاب تجھکو کچھ نہ کہیگا عمرو نے لاچار ہوکر سر جھکا لیا سوچا اگر کچھ اور کہونگا یہ
اُٹھاکے کھا جائیگی تو مین کیا کرونگا تاریک نے جواب نامہ افراسیاب جادو کو لکھا مضمون یہ تھا ای
نور نظر ای پارہ جگر ای چراغ طلسم ہوش ربا ای ساحر یکتا ای سرو باغ سحر سامری ای رنگ دہندہ گل گلشن
افسونگری نامہ تیرا معرفت عمرو ہمارے پاس آیا حقیقت مین اس عیار نے بڑی مشقت کی گا یا بجا یا ہمکو بہت
راضی کیا ہم اسکے ہاتھ نامہ روانہ کرتے ہین خبردار اسکو خلعت دینا بدلا آن برائیون کا نہ لینا فوراً رہا کردینا دامن
مدعا اسکا زر سرخ و سفید سے بھر دینا بدولت حجرے سے برآمد ہوتی ہین بارگاہ مین عمدہ ہمارے واسطے آراستہ کرو

بادشاہان طلسم کو ہماری زیارت کے واسطے بلاؤ ہم آکر ایک ہفتے مین کوکب و برہمن و نور افشان کو سزا دینگے
سب کو سزا دینگے مہرخ اور بہار و باغبان کا کیا ذکر وہ غلام و لونڈیان ہین خود آکر اطاعت کرینگی اگر خلاف
وقوع پذیر ہوا سب کو چیر پھاڑ کر کھا جائینگے حیرت کو لکھا ہو کو بعد از دعا معلوم ہو کہ مدت سے تجھکو نہین دیکھا
ہمارے لیے سامان عیش و نشاط مہیا کرو میخانے آراستہ کراو پیٹ بھرنے کی بھی تدبیر ضرور سے ہو تامل کرنا قصور ہے تھوڑا
لکھے کو بہت جاننا بہت جلد بدولت تشریف لائینگی نامے کو ملفوف کیا سر نامے پر اپنی مہر کی عمرو کے ہاتھ مین دیا
ماش کا آٹا اٹھا کر اک طاؤس بنایا کہا لو خواجہ اسپر سوار ہو لاچار و مجبور عمرو کانپتا ہوا اُٹھا طاؤس پر سوار ہوا
تاریک نے کہا ای طاؤس سحر سامری ای طائر افسونگری عمرو کو لیجا خاص بارگاہ افراسیاب مین پہونچا دے
ہمارا بندہ خاص اطاعت گذار با اختصاص ہے اسکو کچھ تکلیف نہ پہونچے بہت احتیاط سے لیجانا یہ تاریک نے
جو کہا طاؤس عمرو کو لیکر بلند ہوا جب طاؤس خواجہ کو لیکر چلا عمرو نے تاج نکالکر پہنا قباے قلم کار زیب جسم کی
تنکر طاؤس پر بیٹھے دل سے کہا گھبرانا بیکار ہے پروردگار مالک و مختار ہے طاؤس اُڑتا ہوا جاتا ہے قضا کار یہان
ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ بیرون بارگاہ جلوہ فرما ہین چالاک و جانسوز و برق و ضرغام و قران بھی
اسوقت حاضر ہین یکایک لشکر مین غل ہوا سب نے کہا دیکھو شہنشاہ اوج عیاری طاؤس پر سوار اُڑے ہوئے
آتے ہین ملکہ مہرخ نے سر اُٹھا کر دیکھا حقیقت مین خواجہ عمرو طاؤس پر سوار تاج سر پر رکھے ہوے لباس
فاخرہ زیب جسم ملکہ مہرخ گھبرا گئی بہار و باغبان اُٹھے کہ ہم خواجہ کو روکین عمرو نے وہین سے نعرہ کیا ہم
مصاحب ملکہ تاریک شکل کش خبردار ای مسلمانو مجھپر نگاہ نہ اُٹھانا ورنہ ایک ایک کو پکڑ پکڑ مار ڈالونگا عیار ہون
آواز دی باشیدای نکاران سرحد طلسم سے نکل جاؤ ورنہ ملکہ عالم تشریف لاتی ہین سب کو چیر پھاڑ کر کھا جائینگی بھاگ جاؤ
راستہ نملیگا عمرو نے جو ملکہ مہرخ کے لشکر سے یہ باتین کین صرصر و صبا رفتار کنارے لشکر حیرت پر پھر رہی
تھین اُنھون نے آواز عمرو کی سنی کہ آسمان سے باتین کر رہا ہے سر اُٹھایا صرصر تو خوب ہنسی دوڑی ہوئی بارگاہ
افراسیاب مین آئی کہا ای شہنشاہ ذرا اُٹھکر ملاحظہ کیجیے عمرو اک طاؤس پر سوار اُڑا ہوا آتا ہے اپنے لشکر والونکو
گالیان دیتا ہے کہتا ہے سبکو مار ڈالونگا مین مصاحب ہون ملکہ تاریک شکل کش کا افراسیاب نے کہا کہین
نام سن پایا ہوگا وہ فدائی امان کو کیا جانے وہان کوئی جا سکتا ہے یہ باتین تھین کہ بالاے بارگاہ افراسیاب عمرو
آکر پہونچا سب حیران ہوگئے طاؤس نے عمرو کو بیچ بارگاہ افراسیاب مین پہونچایا طاؤس تو اُڑ گیا خواجہ نے
جھککر افراسیاب کو سلام کیا نامہ تاریک شکل کش کا دیا افراسیاب نے پڑھا دنگ ہوگیا کہا خواجہ گنبد تاریک

مین تم گئے تھے عمرو نے کہا مین نوکر ہو گیا لائیے تنخواہ دلوائیے نامے مین لکھا ہی ملاحظہ فرما لیجیے افراسیاب نے
پڑھا بیشک لکھا ہی کہ عمرو کو خلعت دینا ہمارا مصاحب خاص ہی جو کوئی اسکو ستائے گا ہمارا دشمن ہی تمام اہالیان
دربار گھبرا گئے رنگ چہرہ حیرت متغیر ہوا عمرو نے کہا ملکہ عالم ہو جی صاحب آپکو بھی تو کچھ لکھا ہی افراسیاب
نے پڑھکر سنایا حیرت نے کہا ای عمرو سچ کہہ تو وہان کیونکر گیا اب اسوقت تجھکو کوئی قید نکریگا ملکۂ عالم نے
سفارش کی ہی افراسیاب نے عمرو کو کرسی دی خواجہ عمرو آکر بیٹھے پٹر پٹر باتین کرنے لگے کہا ای شہنشاہ سماعت
فرمائیے جب حضور نے نامہ لکھا طاؤس جادو کو دیا مین کھڑا دیکھ رہا تھا جنگل مین جاکر طاؤس کو بیہوش
کیا حضور اُسکی شکل بنکر گیا قریب شعلہ ہائے آتش بہو بخار دغن موسیقار ملک شعلۂ آتش روندتا ہوا قریب گنبد سیاہ
پہونچا اب مین حضور سے کیا پردہ کرون ابتو میرا اور حضور کا مقدمہ واحد ہی خداوند سامری شاہد ہی اب مین
آپ سے پردہ کاہیکو کرون صاف ملکۂ عالم سے کہلا بھیجا سب باتین عمرو کی سنکر دنگ ہو رہے ہین افراسیاب
نے کہا خواجہ اندر گنبد سیاہ کے گئے تھے عمرو نے کہا جانا کیسا ملکۂ عالم سے صحبت رہی ایسا مقرب ہوا جب تو یہ
نامے مین تحریر فرمایا کہ عمرو کو قید نکرنا انعام دینا اور مجھکو حکم ہی کہ نسخہ تیار کرو ملکہ عالم کو نشہ نہین ہوتا مین نے جو
دو جام پلائے ایسا سرور ہوا تمام گنبد سیاہ مین دوڑی پھرین دسون جوانون کی نہاری میرے سامنے کھائی
ایک طرف آگ روشن ہی جسکو جمشید کا الاؤ کہتے ہین کیون شہنشاہ یہ سچ کی باتین ہین افراسیاب نے کہا
ای عمرو تو نے غضب کیا کیا دائی امان کو بیہوشی پلائی تھی عمرو نے کہا حضور مین نے سب تدبیرین کین ذرا
بھی غافل پاتا مار ڈالتا لیکن وہ نمونۂ قدرت سامری ہین اُنکو کون مار سکتا ہی جب سب تدبیرین کر چکا تب
مین اُنکا مطیع ہوا اب جو کوئی اُنکا دشمن ہی مین اُسکا دشمن ہون دیکھیے بی مہرخ وغیرہ کا کیا حال کرتا ہون
آپ سے اور ہمسے نبھیگی دائی امان کی خدمت مین رہینگے وہ حقیقت کو پہچان گئین آج ہمارے مذہب کا
بھی حال کھل گیا افراسیاب حیران حیران باتین عمرو کی سن رہا ہی حیرت غرق دریاے حیرت افراسیاب
گو پیچ و تاب اہالیان دربار خاموش صرصر مسکرا رہی ہی عمرو نے صرصر کو دیکھکر کہا تم کیا ہنس رہی ہو اب
تمھارے ساتھ میری شادی ہوگی دائی امان میرا رنج و ملال نہین گوارا کرینگی لاکھون روپیہ میری شادی مین
صرف ہوگا ممالک ہوشربا سے میری جاگیر الگ ہو جائیگی کچھ تمھارے نام بھی تحریر کرا دونگا صرصر گالیان دینے
لگی کہ تو کچھ دیوانہ ہوا ہی شہنشاہ کے سامنے یہ باتین بناتا ہی انکو یقین آئیگا وہ تیری باتین مانینگے تو نے جاکر وہان بھی
دام مکر پھیلایا ملکہ عالم کو بھی پھنسایا ای شہنشاہ اسکو قید کیجیے عمرو نے کہا سبحان اللہ مین تو موجود ہون بھلا قید کرنا

تو بڑی بات ہی اب عنایت لات و منات ہی کوئی ترچھی نگاہ سے تو مجھکو دیکھے دائی امان سے کہدون آتی ہونگی
شہنشاہ جلد سامان کیجیے مین آپ سے عرض کیے دیتا ہون ملکہ عالم نے ارشاد فرمایا ہی میخانے درست ہون جسوقت
سے وہ گنبد سیاہ سے نکلین اُنکی نہاری مین فرق نہ آئے جب یہان آجائینگی اور لڑائی شروع ہو جائیگی اپنی آپ
خوراک پیدا کرلین گی علاوہ ازین مین تدبیر کرونگا کیا کوئی بات اُٹھا رکھونگا جا بجا سے جوان جوان آدمی ملکہ کی
خدمت مین لاکر حاضر کرونگا صرصر تو اُٹھکے چلی گئی مگر خواجہ عمرو اُٹھے افراسیاب سے کہا اے شہنشاہ مین
رخصت ہوتا ہون جاکر مہرخ وغیرہ کو سمجھاؤن شاید مان جائین افراسیاب کو بموجب تحریر کے کچھ بن نہ پڑا
خلعت فاخرہ اور پانچ توڑے اشرفیون کے منگوا کر عمرو کو دیے عمرو خوشی خوشی بارگاہ افراسیاب سے نکلا
یہان ملکہ مہرخ وغیرہ گھبرا رہی تھین کہ خواجہ بارگاہ افراسیاب مین گئے ہین نہین معلوم یہ طاؤس سحر کہانسے بلا
برق وغیرہ نے آکر ملکہ مہرخ سے بیان کیا کہ حضور اُستاد خلعت پہنکر آتے ہین سب سردار باہر نکل آئے دوڑکر
ملکہ بہار لپٹ گئی کہا خواجہ یہ کیا معرکہ تھا عمرو نے تمام کیفیت سامنے سردارون کے بیان کی کہا یارو مینے تو
اپنی جان بچائی مگر تاریک بلاے بے درمان آفت روزگار ہی جسوقت آئیگی اندھیر مچائیگی کیا کہون کہ کیا دیکھا
اسوقت تک کلیجہ تڑپ رہا ہی یقین تھا کہ روح نکل جاے اُدھر بادہ بیہوشی آدم خوار کو پلادی اُسکا جواب دیتی ہی
کہ خواجہ ایسی ہی شراب پلاؤ یہ نسخہ تیار کرو ایسی کا کوئی کیا کرسکے گا میرے تو ہوش نہین درست ہین حقیقت مین
مشعل کی کیا حقیقت تھی اسکے سامنے کوکب روشن ضمیر کیا اب اُسکے روبرو طفل مکتب ہین باغبان
نے کہا خواجہ حقیقت مین آپ سر ہتھیلی پر رکھکر وہان گئے تھے نہین معلوم اسکے ہاتھ سے کیونکر بچے حاکم حقیقی نے انکو
بچالیا پھر ہمسے ملایا عمرو تو اس تردد مین ہی بعد جانے عمرو کے افراسیاب جادو نے حکم دیا بارگاہ
زربفتی لگائے اے سرباد و ابریق میخانے درست کرادو حاکمان ممالک ہوش ربا کو تحریر کرو کہ جسکو زیارت
ملکہ تاریک شکل کش کرنا منظور ہو آکے زیارت سے مشرف ہو فلان دن تشریف لائینگی تیاریان آمد
تاریک کی ہونے لگین لشکر اسلام مین تردد انتشار عمرو نے جو حالات گنبد سیاہ بیان کیے سبکے ہوش اُڑ
ہر خرد و کلان زندگی سے نا امید باغبان قدرت وغیرہ جو رازدار طلسم ہوش ربا ہین انکو تو آب و
دانہ حرام ہی آٹھ پہر بیقراری سے کام ہی ہر ایک کا یہی قول ہی اب نہین جان بچ سکتی تاریک شکل کش
کی آمد ہی افراسیاب کو ہم بلکے مٹانے مین کد ہی افراسیاب کے یہان سامان عیش و نشاط و فرحت
ملازمان ملکہ مہرخ سحر چشم گرفتار دام مصیبت دونون لشکر اس حال مین ہین

داستان

دو کلمہ داستان آمد تاریک شکل کش و شعبدۂ اول تاریک شکل کش او پر کوکب روشن ضمیر و برہمن رویین تن کے خمسہ

اجل کی آمد آمد جان نے جانیکی ٹھانی ہی
بدن لاغر ہی چہرہ زرد مرنے کی نشانی ہی
دو روزہ زندگانی خواب ہی قصہ کہانی ہی
بھروسا زندگی کا کیا مقرر جان جانی ہی
اُٹھاتے ہین جو نازا کدن انھین میت اُٹھانی ہی

چمن سیراب ابر ترمین دریا کی روانی ہی
سُنا اس مطلع رنگین کو بلبل کی زبانی ہی
خس و خاشاک بھر جوش نمو برگ خزانی ہی
دہن غنچہ بنا وہ مائل رنگین بیانی ہی
بہار آئی ریاض حسن مین کیا گل فشانی ہی

کسی دن جذبۂ دل گھر سے اُنکو کھینچکر لایا
اکیلے راز دل کہنے کا موقع جسگھڑی پایا
مبارک ہو مبارک ہو زبان نطق پہ آیا
سنا ہمنے یہ حال صدمۂ فرقت یہ فرمایا
کدھر کا ہی یہ افسانہ کہان کی یہ کہانی ہی

کہی پھبتی قمر نے چاندنیکی صاف افشان پر
فروغ روئے انور طعنہ زن ہی مہر تابان پر
یقین کالی گھٹا کا سبکو ہی زلف پریشان پر
نظر آتے نہین تل عارض شفاف جانان پر
دیار حسن پر کس درجہ ظلے کی گرانی ہی

دکھاتے ہین تجلی دمبدم رخسار سے اپنے
کیا موسے کو قائل ہو لب گفتار سے اپنے
جلاتے ہین گلون کو شعلۂ رخسار سے اپنے
بتون کے قول ہین یہ طالب دیدار سے اپنے
خدا کا قہر بندون کے لیے لن ترانی ہی

سمند سی دکھائی بار ہا چشم رشک جیحون نے
دکھائے جوہر حسن بیان شمشیر مضمون نے
پری شیشے مین اُتری یہ کیا ہی کام مجنون نے
کیے ہین شعر موزون ابرون کے طبع موزون نے
ہمارے شعر مین بھی مطلب شمشیر خوانی ہی

چھپائے چاند سے رخسار ہین رجسے پردے مین
لگاتے تیل ہین بالون مین اچنبے نگے میلے مین
سحر سے شام تک مصروف ہین زینت کے جلسے مین
ستارونکی جنب طلوار ہے ہین وہ دوپٹے مین
کرن سورج کی ہی کا برق کا رنگ آسمانی ہی

وہ دیکھو بے ستون ہی تجھ کے دامن نظر آئے — ہوا چلتی ہی ٹھنڈی نیند کے جھونکے غضب آئے
اگر دم لے دل قیس حزین بھی خرمی پائے — یہ کہدو ساربانسے ناقہ لیلی کو ٹھہرائے
نہایت چھاؤن نخل بید مجنون کی سہانی ہی

فراہم گو ہر مضمون ہون یا کو بھی حیرت ہو — نظر ہو جسکی غرق موجہ تشویش حسرت ہو
عجب کیا ہی غضنفر کو مخمس سنکے فرحت ہو — تعجب کیا اگر ای مقصود حاسد غرق خجلت ہو
کہ اس طبع رواں مین صاف دریا کی روانی ہی

افراسیاب جادو خیال آمد تاریک تنگل کش مین باغ باغ غم سے دلکو فراغ تیاریان ہو رہی ہین بارگاہ
زرنفتی نکلوائی استادہ ہوئی وزیر اعظم دستور معظم سرماد ابریق اور بڑے بڑے بادشاہ جلیل تیاری مین
شراب کی مصروف ہین افراسیاب کا حکم ہی دائی امان کے واسطے کئی ہزار خم ہاے کلان مملو از شراب
ناب ہر وقت تیار رہین دائی امان کو اسکی بڑی خواہش ہی لیکن جب حیرت جادو پوچھتی ہی ساربان نے دم
سے کتنا تھا خاص گنبد تاریک مین گیا دائی امان کو بھی دھوکا دیا افراسیاب نے کہا اُنکو کیا دھوکا دے سکتا ہی
مگر گمانا اسکا سحر کامل ہی بڑا فہیم و عاقل ہی مدت سے دائی امان گنبد تاریک مین بند ہین ہمیشہ سے عشق پرور دہ
ہین اب عرصہ دراز سے سب سامان عیش و نشاط ملتوی ہوا گنبد سے نہین نکلین اسکا گانا سنکر خوش ہو گئی ہونگی یہ
جانتی ہین کہ میرا کیا کر سکتا ہی نامہ لکھدیا ای حیرت ان سبکو بھاگنے کا راستہ نہ ملے گا کوکب و برہمن و
نور افشان مثل چاکران کمترین حاضر خدمت ہونگے قدمونپر گرینگے یا بدولت سماعت نکرینگی دائی امان کا
سحر نہین ہی قہر سامری و جمشید ہی اول تو یہ جو مقدمہ مشعل مین ساتھ گذرا کہ نور افشان نے ساربان زادے سے
کہدیا تھا کہ لاشین سبکی بچانا وہ بھی تو مصاحب سامری ہی آخر یہین بہار دیو کی جسم مین سبکے داخل کر دین انکی
لڑائی مین یہ غیر ممکن ہی جسکو پکڑینگی چیر پھاڑ کر کھا جائینگی حقیقت مین یہ امر ملحوظ خاطر ناظرین رہے جو ہاتھ سے
تاریک کے مارا گیا وہ اصل مین مرا خدا اسکی شر سے اہل اسلام کو بچائے روز سیاہ نہ دکھائے افراسیاب
ٹہل رہا ہی کہ دیکھا چند ساحر اُڑے ہوئے آئے بعد از دعا و ثنا عرض کی ای شہنشاہ مبارک ہو حضور کی دائی امان
بصد شوکت و شان گنبد سیاہ سے باہر تشریف لائین مع ڈیرھ لاکھ ساحرون کے آج کوچ کیا قطع منازل و طی
مراحل کرتی ہوئی تشریف لاتی ہین جس شہر کے قریب پہونچین شاہان عالیجاہ براے دعوت حاضر ہوتے
ہین لیکن ابھی تک کسیکی دعوت قبول نہین فرمائی حکم ہوا بعد فتح جنگ باغیان ایک ایک دن دائی امان دعوت

قبول کرینگی زیادہ تکلیف نہ دینگی **افراسیاب** نے کہا ای ملکہ **حیرت** براے استقبال جلو ایسا خوش ہوا بند قبا
ٹوٹ گئے **حیرت جادو** نے عرض کی ای شہنشاہ ایک مرتبہ مین سامنے گئی تھی آجتک آنکھون کے آگے
وہ صورت پھرتی ہی حضور کو یاد ہوگا مین بیہوش ہوگئی تھی **افراسیاب** نے کہا چپ رہو ایسی باتین نکہو
دائی امان کو تم سے قلبی محبت ہو فرماتی ہین میری بہو صاحب عصمت و عفت ہی اچھا تم یہان کنارے پر لشکر کے
ملاقات کرنا مجھے دو منزل آگے بڑھ جانا مناسب ہی لیکن خبردار جب تشریف لائین سلام کرکے لپٹ جانا ملکہ
حیرت نے کہا جو مجھسے ہوسکے گا وہ کرونگی **افراسیاب** پشت مرکب پر بیٹھکر براے استقبال ملکہ
تاریک تمثل کش چلا یہان لشکر اسلام مین مہلکہ ہوا ملکہ **مہرخ** نے تاکید کی خبردار براے خدا کوئی عیار
لشکر مین **تاریک تمثل کش** کے بجائے فورًا پہچان لیگی چیر پھاڑ کر کھا جائیگی **فردًا فردًا** جانیکا قصد نہ کرو
ہم تم سب ساتھ مرینگے **بہار جادو** اپنی بارگاہ مین تھی گرد مصاحبان خاص انیسان با اخلاص لشکر اسلام
کا ذکر ہو رہا تھا چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی حضور **افراسیاب** براے استقبال ملکہ **تاریک**
گیا ہی **حیرت** انتظام آمد **تاریک** مین مصروف ہی یہ سنکر رنگ روے **بہار** متغیر ہوگیا کہا مصاحبون ارادہ تھا
کہ جاکر براے چند ساعت بادشاہ جمجاہ سے ملاقات کر آؤن یہ بھی عرض کرتی کہ اب ہمارا حاضر ہونا خدمت
فیضدرجت مین نہوگا حال **تاریک** مفصل نہ عرض کرتی اتنا آگاہ کردیتی کہ حضور اب لڑائیان سخت درپیش ہین
کنیزان حضور دلریش ہین اگر حضوری مین تامل ہو تردد نفرمائیگا ہمارے عرض کرنے سے شہنشاہ باجاہ
کو تسکین ہوتی حقیقت مین سراقدس پر بار عظیم ہی اتنے بڑے لشکر کا انتظام کرنا انہین کا کام ہی روز ساحر بہاے
جاتے ہین سب بیجا انہین کی جاتے دشمن ہین اگر ایک ہفتے کی مہلت ملتی جاکر زیارت سے مشرف ہوکر
عرض کردیتی کہ اب حاضر ہونا غیر ممکن ہی ای شہریار آمد **تاریک تمثل کش** ہوئی اسکے نام سے طبیعت مشوش
ہی یہ بھی ظاہر ہی کہ اس شہریار کا بھائی آتش شرار ہی ولزلہ آفت ثانی سلیمان فلک قبل مین لگا کے ہین جبتک
وہ شکست کھاکے اسطرف نہ آئے گا **صاحبقران** قصد ہوشربا نہ کرینگے یہ فرمایا اور آنکھون سے اشک
حسرت جاری ہوئے **گلعذار** قدمون سے لپٹ گئی تسکین دی کہا خدا حضور کو سلامت رکھے انشاء اللہ
یہ بلا بھی رد ہوگی غیب سے مدد ہوگی ملکہ **بہار** نے کہا ای **گلعذار تاریک** کا قتل ہونا ممکن نہین کون اسکا
جواب دے سکتا ہی زندگی سے یاس ہی دل اداس ہو صرف یہ حسرت ہی کہ اگلی مرتبہ قدمبوس ہوکر حال
دل عرض کرے یہ اشعار آبدار موافق اپنے حال زار کے مین انسے پردے مین کیفیت سے دل متردد

منزل کے آگاہ کردینی نظم

چشم گریانم پیامے از بہار آوردہ ام
تخم این گل را ز باغ روزگار آوردہ ام
دادہ ام دل را بدست کافر بدکیش زلف
بردہ ام بے اعتباری اعتبار آوردہ ام
بعد عمرے کردہ قصد جان غمہان من است
کشتی بیطاقتے را بر کنار آوردہ ام

نافہ ام بوے خوشی از زلف یار آوردہ ام
از دیار عشق می آیم دیار من غم است
قطرہ خون جگر را یادگار آوردہ ام
قطرہ خون جگر جائے کہ در سینہ بود
مرغ دل را صید آن تیر شکار آوردہ ام
ہر طرف ہنگامہ گرم است از غوغای من

تشنہ بوے گل داغم پریشانے بود
درد دل چندانکہ خواہی ان دیار آوردہ ام
اعتماد عشق را نازم کہ بر درگاہ او
نزان ہم از راہ دلم بہر نثار آوردہ ام
سالہا خون خوردہ ام در موجہ طوفان غم
فتنہ مخفی عجب بر روے کار آوردہ ام

اسطرح کے اشعار درد آمیز فرقت خیز جو ملکہ بہار نے پڑھے انیسان دمساز مصاحبان ہمراز بے اختیار رونے لگین بارگاہ بہار مین اسوقت عجب رنگ کنیزین دنگ مالک اپنی زندگی سے تنگ قضاے کار سے ملکہ مخمور رنجور اپنی بارگاہ سے نکلی ہی چند کنیزین ہمراہ یہ بھی رازدار ہی آمد تاریک شکر انتہا کی بیقرار ہی ساتھ والیون سے کہتی چلی آتی ہی صاحبون اب افراسیاب جادو ملک الموت کے استقبال کو گیا ہی لطف زندگی دل سے فوت ہی ہم سبکی جان کو تاریک شکل کش ملک الموت ہی ساحرہ نامدار آدم خوار اُسکے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی حقیقت مین وہ ملعونہ بلاے روزگار ہی ہمارے واسطے زیادہ قباحت ہی مشہور ہی کہ مخمور صاحب شوکت ہی ہم ایسے جو دو چار نامی ساحرہ ہین دشمن اُسکو سمجھائینگے سب سے پہلے ہماری ہی فکر ہوگی حیرت ہمارے نام سے جلتی ہی کہیگی مخمور و بہار کا نام لیکر للکارو پھر غیر ممکن ہی کہ ہمارا نام لے اور براے مقابلہ نجائین کیونکر جان بچائین یہ باتین کرتی ہوئی قریب بارگاہ بہار جادو پہونچی رونے کی آواز سنی بیقرار ہوکے اندر بارگاہ بہار کے آئی بہار نے جو مخمور کو آتے دیکھا آنسو پوچھ ڈالے براے استقبال اُٹھی کہا بوا مخمور آؤ مزاج کیسا ہی مخمور نے جو بہار کو دیکھا بے اختیار گلے مین ہاتھ ڈالدیے دونون رونے لگین ملکہ بہار کی بیقراری مخمور کی اشکباری بہار کی تڑپ مخمور کی پھڑکن بہار کا نگاہ حسرت سے مخمور کو دیکھنا مخمور کا بلائین لینا بہار کا ہاتھ تھامنا اور کہنا اے مخمور اسوقت ہم خاص تمہاری ملاقات کے طالب تھے اے مخمور خدا تمکو خیر و عافیت سے رکھے اگر بعد ہمارے کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر گذر ہو بادشاہ جمجاہ سے عرض کرنا کنیز آپکی اسد نامدار پر نثار ہوئی ایسی مجبور و ناچار ہوئی کہ براے قدمبوسی نہ آسکی ایسی بلائین یعنی حضور صبر کرین دلپر جبر کرین اے مخمور اگر اس آتش غم کو ضبط نہ کرتی قصر تن پھک جاتا ہڈیان تک خاک ہو جاتین نظم

اگر تا ضبط میں نالہ تو پھر ایسا دھواں اٹھتا
کہ تا شاخِ کمانِ چرخ اُسکا آشیاں ہوتا
نہ ہوتی دل میں وحشت گر کیے ہے رشک کا کی
اگر تیرا میسر بوسۂ خالِ دہاں ہوتا
بگولا گر نہ ہوتا وادیِ وحشت میں ای مجنوں
تو مثلِ کا کی طرح سے اُسکی دایم خون چکاں ہوتا
نہ تا ضبط میں کچھ ہے تو ہی ذوق گھڑی میں

کہ نیچے آسمانکے آگ تنا اور آسمان ہوتا
عزاداری میں ہی اُسکی یہ چرخِ ماتمی جامہ
تو کیوں ہر موئے تن حق میں سے خرسان نشاں ہوتا
جو روتا کھول کر جی تنگنائے ہر میں عاشق
تو گنبد ہمسے سر کشتوں کی تربت کا گماں ہوتا
نہ ٹوٹے لگی اس قاتل کی وقت ذبح ظاہر ہی
کبوتر کی طرح سے غرقِ حیرت آسماں ہوتا

کیے ہی مرغِ دل ای کاش میں تا نغ کماں ہوتا
کہ جیب چاک کی صورت ہی کہکشاں میں خطِ ہوتا
نہ رکھتا بر نہ رکھتا منہ پہ نہ یہ مرض غم
تو جوے کہکشاں میں بھی فلک پر خون ہوتا
تیرے خون جگر کی خاک پر ہوتا اگر سبزہ
کہ خنجر ہمری گردن پر کرکے رواں ہوتا

تمور رونے لگی کہا ای ملکہ عالم یہ غم و الم ہماری تمہاری جان کے ساتھ ہی حقیقت میں اب افراسیاب جادو نے وہ سامان کیا کہ ایک کی بھی جان نہ بچیگی ان حالات کو بزرگوں سے سن چکے ہیں ہر چند کہ ہفت حجرہ بلا مشہور ہی دو طلسمات طلسم باطن پیدا و پانچ طلسم ظاہر میں لیکن سب میں تاریک سرگروہ ہی ساحرہ مکارہ غدارہ ہمہ دان ہمہ گیر صاحب تدبیر سامری جمشید کی مشیر دایہ افراسیاب بے پیر پُر دبار آدم خوار لشکر شیاطین کی سپہ سالار ہیں اُسکے سامنے ہم کیا اور ہمارا سحر کیا اک اشارے میں زمین آسمان تھرا اُٹھینگے اس ظالم کے ہاتھ سے کیونکر جان بچائینگے دل کہتا ہی اپنے کو تا بہ محبوب مطلوب پہونچائیں پاؤں چل نکلے ہیں کہ اس راہ کو طی کریں ہاتھوں کو شوق ہی کہ گریبان چاک کریں آنکھیں مشتاق جمال جہاں مثال قلب پر ہجوم غم و ملال اپنے اختیار میں نہیں دشمن کا سامنا وہ ہر وقت درپئے آزار عالم عالم دشمن دنیا و دنیا رہزن ہر وقت بحر غم و الم کا جوش مثل تصویر خاموش یہ اشعار آبدار موافق حال اشعار

خون ٹپک کر آنکھ سے بجائے اشک تر پیدا ہوا
ابر کے ساتھ اُسکا ہم سفر پیدا ہوا
خود بخود زنجیر کھنچ آتی تعجب ہو مجھے
تخم جو دہقان نے بویا نیشکر پیدا ہوا
رات دن پڑنے میں پتھر ایک دم فرصت نہیں
آدمی ہستی سے اپنی بیخبر پیدا ہوا
کیا غضب ہی جسم خاکی کے قفس میں جان قید
جب زمانے میں کوئی اہل ہنر پیدا ہوا

معدن لعل بدخشاں سے گہر پیدا ہوا
سر ترا اٹھا فلک پر تیغ ابرو پڑ گئی
سنگ مقناطیس کلام میں اثر پیدا ہوا
کیا غلط فہمی ہوئی تار نظر اپنا وہ تھا
وہ شجر دیوانہ ہی جسمیں ثمر پیدا ہوا
عمر گذری جستجو میں حوصلہ کچھ کم نہیں
یہ وہ طائر ہی جو بام عرش پر پیدا ہوا

دہر میں کب سایہ جسم بشر پیدا ہوا
ماہ نو کا ہیکو ہی زخم جگر پیدا ہوا
جس زمین پر پڑ گیا عکس لب شیریں ترا
جانتے تھے جسکو ہم ہو کر پیدا ہوا
کچھ نہیں ثابت کہاں تھے کیا ہیں لیلیٰ ہوجانے لگے
بے کمر تو ہی تو میں بھی بے جگر پیدا ہوا
پیس ڈالا آسیائے چرخ نے اُسکو نسیم

ای ملکہ بہار گلعذار ہمارا حال لائق رونے کے ہی کاتب قدرت نے

کلکِ قدرت سے صفحۂ قسمت پر خطِ شکست سے لکھا پریشانی تقدیر مین ہی اور حیرانی تدبیر مین ہی بہار جادو
نے کہا ای ملکہ مخمور اپنی تو اب یہ کیفیت ہی اشعار

نہ رست سبزہ بشوقِ زخاکِ ہستی ما
نہ دید دامنِ وصل دراز دستی ما
اگر بچشمِ حقیقت نگہ کنی بینی
بروزگار نباشد بنائے ہستی ما

نہ داد نشۂ ذوقِ شراب مستی ما
اگر نہ لطفِ خدائے گناہِ ما بخشد
بہ بامِ عرش برین این مقامِ پستی ما

بہار عمرِ گرامی بہ جستجو بگذشت
بہ پیرگاہ نیرزد خدا پرستی ما
زبہرِ ماں ہمہ دنبال آمد مخفی

اشعار عاشقانہ پڑھکر بہار و مخمور اسقدر روئین کہ جل تھل بھر دیے
کنیزون نے دیکھا ایسا نہو ان دونون کا دم نکل جائے آہِ شرربار سے ہڈیان نہ جل جائین دونون صاحبون نے
کہا ای شاہزادیون تمھاری حسرت و یاس پر کلیجہ پھٹتا ہی خنجرِ غم و الم سے گلا کٹتا ہی برائے خدا دونون صاحب
یگانۂ آفاق سحر مین مشاق ہو ابھی تاریک کے آنے مین عرصہ ہی ایک دن بھر کے واسطے چلی جاؤ اپنے اپنے
معشوق کو دیکھ آؤ حقیقت مین بعد آنے تاریک کے سانس لینا دشوار ہوگا خدا را شکار ہوگا افراسیاب مقدمہ
مشعل مین بہت جلا ہوا ہی مٹانے مین کمی نہ کریگا جسوقت تاریک کے سامنے آپ لوگون کے حال کہیگا
کہ یہ سب صاحب میرے طلسم کے مٹانے مین درپی ہین لوح کے لیے بڑی کد و کوشش کرچکے سیماب جادو
مارا گیا دربند مہر و ماہ فتح ہوا اسی وقت وہ بلائے سیاہ آپڑے گی سنتے ہین آدمی کو چیر پھاڑ کر کھاتی ہی انسان اُسی
بکارہ کی خوراک ہی ایسے کے سامنے دم بھر مین قصہ پاک ہی کسی حیلے سے دونون صاحب صلاح کرکے چلی جاؤ
ہمسے اگر خواجہ پوچھین گے کچھ حیلہ کر دینگے دونون صاحب سحر تیار کرنے گئی ہین اتنا خیال رکھیے ایک شب سے
زیادہ نہ گذرے ابھی تو افراسیاب برائے استقبال گیا ہی راہ مین اُسکی دعوتین ہوتی ہونگی ابھی اسکو
آتے آتے عرصہ چاہیے اگر جلد آگئی تو بعد دو چار دن کے یہان پہونچیگی اپنے کو سنبھالیے غم و الم کو ٹالیے صاحبون
نے جو اسطرح سمجھایا مخمور نے بہار سے کہا چلیے ہم آپ ہمراہ چلین بہار نام کو وہ عقیق سنگ شگفتہ ہو گئی یا تو
روتی تھی یا ہنس پڑی کہا ای مخمور کوئی راستہ خیال مین ہی کہ بہ تعجیل نکل چلین پہر دو پہر مین پہونچ جائین مخمور
نے کہا طلسم جمشید طلسم گوہر افراسیابی طلسم ہزار برج طلسم آئینہ یہ سب مقام فتح ہوئے ان طلسمات مین
ملازم صاحبقران موجود ہین ہفت دربند کا راستہ چھوڑ دینگے ان طلسمات کی راہ سے چلین گے بہت جلد
پہونچین گے طلسم جمشید سے راستہ بہت قریب ہی دونون نے آپس مین صلاح کی بھاری جوڑے پہنے
زیور جواہر جسم پر آراستہ کیا بارگاہ سے نکلین اس خیال مین کہ جلدی نکل جائین جیسے دربارگاہ پر آئین دیکھا

خواجہ عمرو و برق نامور و مہرخ والا گہر کھڑے ہوئے باتین کر رہے ہین مخمور و بہار کو دیکھکر عمرو نے پوچھا
ای بہار و مخمور اسوقت کیا ارادہ ہی بہار تو گھبرا گئی شرما کے سر جھکا لیا لیکن مخمور نے کہا ای شہنشاہ عیاران
ای افسر خنجر گذاران ہمنے ابھی بہار سے صلاح کی کہ تاریک کے مقابلے مین بڑی قیامتین برپا ہونگی ہم بھی ا
کائنات کے سحر تیار کر لائین مہرخ نے تو کہا بہت مناسب ہی مگر خواجہ ہنس پڑے بہار اور زیادہ شرمائی مخمور
نے کہا خواجہ کیا ہنسے آپکی خوشی نہین ہی سحر تیار کرنے بجا مین عمرو نے کہا ضرور جائیے لیکن آج کل طلسم ہوشربا مین
تندربو شاہان وربند بھی آتے ہین اگر کوئی مل گیا سب تمہارے نام کے دشمن ہین فوراً گرفتار کر لینگے ہمکو خبر بھی
نہوگی خیال کرو یہ باعث خرابی کا ہی آیندہ جو مناسب وقت ہو مخمور نے کہا شب بھر ہمکو گذریگی سحر تیار کر کے
چلے آئینگے مخمور خواجہ سے یہ باتین کر رہی ہی کہ باغبان قدرت بھی آیا رعد و برق و برق لامع
چند سردار نامدار بہار کو دیکھکر آگئے حال پوچھنے لگے یہ تو شرم سے پسینے پسینے لیکن مخمور نے سبکے سامنے
بھی یہی کہا باغبان نے جواب دیا ای ملکہ بہار و مخمور رحم کیا اور ہمارا سحر کیا تاریک کے سامنے سب کید و کاوش
بیکار ہی انکی آمد سنکے ہمکو تو بڑا انتشار ہی لشکر سے کہین جانیکا قصد نکرو ایسا نہو کسیکے دام مکر مین پھنسو مخمور نے
کہا نہین ہم شب بھر کے واسطے جائینگے سحر تیار کر کے چلے آئینگے ہمین نہین کوئی روک سکیگا عمرو نے باغبان
کو اشارہ کیا ای باغبان تاویل نکرو انکا جانا مناسب ہی یہ ذکر ہو رہا ہی سب سردار جمع ہین کہ لشکر حیرت مین
نوبت نقارے بجے سبنے دیکھا بڑے بڑے سردار نامدار وردیان عمدہ پہنے ہوئے جاتے ہین حیرت
تخت پر سوار مصاحبان نامور یمین و یسار چند و برند نے بڑھکر ملکہ مہرخ کو خبر دی حضور تاریک آ پہونچی
حیرت برائے استقبال جاتی ہی بازارین آراستہ ہو رہی ہین یہ سنکر سب سردار گھبرا گئے عمرو نے کہا ملکہ
مین تو چھپ جاؤن مجھکو دیکھے گی تو بلائے گی خواجہ عمرو تو گلیم اوڑھکر کنارے ہوئے لیکن ملکہ مہرخ
سے سرداروں نے کہا آدم خوار آتی ہو تو آنے دیجیے آپ تخت پر جلوہ فرما ہون دربار آراستہ رہے یہ
سنتے ہی مہرخ نے اشارہ کیا سائبان زربفتی بیرون بارگاہ کھینچ گیا دنگل ہائے زرین پر سرداران نامی آکر بیٹھے مہرخ
نیک اختر سریر جہانبانی پر ایک دن پیشتر سے صلاح کر کے اسد غازی کو الگ بارگاہ مین مخفی کیا ہمضر غام
کو برائے حفاظت قرار دیا چند ساحر برائے خدمت چھوڑے باقی جملہ سرداران صف شکن تہور شعاران
تیغزن گرد تخت ملکہ عالم باطمینان تمام آکر بیٹھے بہار و مخمور کے چہرے پر ہوائیان اڑنے لگین مخمور نے
بہار سے اشارہ کیا اب دم بھر کو ٹلنا یہانسے دشوار ہی دیکھین تقدیر کیا دکھاتی ہی مہتر قران و چالاک

وبرق فرنگی وجانسوز وضرغام عیاران نیکنام صورتین تبدیل کرکے لشکر سے نکل گئے جاکر زیر کوہ ٹھہرے
سامان آمد سواری تاریک شکل کش دیکھ رہے ہین ملکہ حیرت جادو تخت پر سوار جاتی ہی عمرو کنیزکی
شکل بنا ہوا پہلوے تخت ملکہ حیرت مین کنارے لشکر کے آکر حیرت ٹھہری فوجین جمین بازار مین گذر راستہ
صغیر وکبیر برنا وپیر خورد وکلان ادنی اور اعلی ہر پیر وجوان صورت نحس تاریک کے مشتاق ہین دیکھا
نوبت نقارے کی آواز آئی زمین تھرائی ہزارہا علم ہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے سامنے سے
گذرے سامان عظم وشان مثل ماہی ومراتب ساحران جلیل اہتمام کرتے ہوے ایک جانب آکر ٹھہرے
خواجہ اک نخل کی آڑ پکڑے ہوے کھڑے ہین یکایک افراسیاب جادو گھوڑے کو بڑھاے ہوے
خود اہتمام کرتا ہوا سامنے سے نمایان ہوا اول قریب تخت حیرت آیا کہا ای ملکہ عالم ہوشیار خبردار رہو تخت
والی امان کا آنا ہی یہ کہکر گھوڑے کو جھکا کر پھر نکل گیا بعد تھوڑے عرصہ کے سبکی نگاہ پڑی اک تخت پر ایک
دیو نی سیہ فام بیجا کی خالہ پردۂ ظلمات کی نشانی کلوا کی نانی لونگا بہت بھاری کالی کالی صورت اسپر چیچک
کے داغ صاف ظاہر ہی کالے گو بر پر اودے پڑے ہین بال کھلے ہوے برگد کی داڑھی سے مثال
آنکھین غار مہیب صورت عجیب وغریب دونون ہاتھ تخت پر ٹیکے ہوے زبان منھ سے نکلی ہوئی
باچھون سے خون ٹپک رہا ہی دیکھکر قلب کانپتا ہی خوف ہی طائر روح قفس جسم سے نہ نکل جاے بموجب شعر
تو گوئی تا قیامت زشت روئی + بر وختم ست بر یوسف نکوئی + خال چہرۂ شب قد ملعونہ تاریکا در خت
دل مثل سنگ سخت و کرخت جب ڈکار لیکر سر اٹھایا منھ سے دھوان نکل کر آسمان پر پہونچا گویا ابر دھوان
دھار چھا گیا شراب کے مٹکے پیتی ہوئی بجاے گزک ران بھیسے کی ہاتھ مین اسکو چباتی ہوئی باچھون
سے خون ٹپک رہا ہی لخنے خون کے سینے پر جمے ہوے گویا صفحۂ سنگ سیاہ پر سرخ جانور بیٹھے ہین جیسے ہی
چوبدار نے بڑھکر آواز دی ای ملکہ حضور کی بہو زوجہ شہنشاہ نگاہ روبرو تاریک نے سر اٹھایا حیرت کی
آنکھ جو پڑ گئی گر کر بیہوش ہوئی منھ سے آہ نکل گئی رنگ رو متغیر ہوا یقین تھا حیرت کی روح نکل جاے
وزیر زادیون نے دوڑکر ملکہ حیرت کو گود مین اٹھا لیا ہر طرح ہوا ملکہ تاریک شکل کش نے پوچھا کیا ہوا چوبدار
نے عرض کی حضور کی بہو کو غش آگیا تاریک ہنسی افراسیاب کو قریب بلایا کہا ہماری بہو ہمکو دیکھکر
گھبرا جاتی ہی اسکا کیا باعث ہی افراسیاب نے کہا حضور قہ پردۂ ناز ونعم پانا ہی کبھی آنے کا نہین
اتفاق ہوا نازک مزاج ہی ہواے گرم چلی پھول کی طرح کمہلا گئی آپ کو دیکھکر کیا غش آیا ملکہ حیرت کو

تو شاہزادیان بے بھاگین لیکن افراسیاب نے اشارہ کیا طرف لشکر مہرخ کے کہ دائی امان ملاحظہ فرمایئے
لونڈی غلام نے لشکر جمع کیا ہی تاریک نے سر اٹھا کر دیکھا قہقہا مار کر ہنسی جو جادوگر قریب بیٹھے اُنکے کلیجے
پھٹ گئے معلوم ہوا رعد گرجا دیر تک ملکہ تاریک ہنسی ہنسی کے مارے لوٹ گئی جب ہنسی سے فراغت
ہوئی تخت سے کودی افراسیاب کو گود مین اُٹھا لیا مثل اطفال خردسال کاندھے پر سوار کیا کہا صاحبو ان میرے
بچے کو ابھی بالکل کلام کی لیاقت نہین مُنھ سے دودھ کی بو آتی ہی ان سبکو دشمن سمجھا ہی انکی کیا حقیقت ہی ایکدن
کی سب خوراک ہین شراب اچھی ملے مسرور ہو بجائے گزک ان سبکو کھا جاؤن مرد عورت سب خوبصورت مین
خوبصورت کا گوشت بھی مزے کا ہوتا ہی مجھے کنکے مقابلہ مین لایا لیکن بچے کی بات کا کیا اعتبار یہ کہکر افراسیاب
کو کاندھے سے اُتارا ہاتھ تھام کے افراسیاب کا جھومتی ہوئی چلی معلوم ہوتا ہی کالی آندھی اُٹھی ہوے سر
سراسر کھلے ہوے زمین مین مرتعش ہوئے گرد ہزارہا ساحران زبردست لیکن خاموش اسطرح جھومتی جھامتی
مثل فیل مست دربارگاہ پر پہونچی حیرت دوسرے خیمے مین جا کر چھپی ہی اب جو ہوش آیا کانپتی ہی وزیرزادیونکی
نے عرض کی حضور روزن کرکے دیکھیے سامنے بجائے حیرت نے خیمہ مین روزن کیا تاریک بارگاہ پر
آکے بیٹھ گئی تاریک اندر بارگاہ کے پہونچی افراسیاب نے تخت بچھوایا تھا اُچک کے تخت پر بیٹھ گئی
افراسیاب کو قریب اپنے جگہ دی شراب بے حساب چلنے لگی جام پر جام پیے جاتی ہی کہتی ہی افراسیاب
مابدولت کو بہت ناگوار ہوا لونڈی غلامون سے مقابلہ ان مین کوئی اس لائق بھی نہین کہ سحر کا جواب تو دے جانون
ہین چیر پھاڑ کر کھا جاؤنگی دو سو برس کے بعد للوے جمشید کے اُٹھی گرم دسر دعالم کو دیکھا کلیجہ ٹھنڈا نہوا چاہتی ہون
کمال ظاہر کرون اپنے زمانے مین سامری و جمشید اپنا قوت بازو بنا تے تھے اپنے پہلو مین بٹھاتے تھے جب سحر
تو تیار ہوتا تھا ہم اُسمین شراکت کرتے تھے اب زمانہ ایسا کمال سے خالی ہوا مشعل کو انھین سینے میں کے
نکل کیا اللہ جی نہ بچہ کر سکا افراسیاب نے کہا دائی امان بگوش ہوش سماعت فرمایئے مفصل کیفیت ظاہر کرون
صرف لونڈی غلام میرے نہین ہین بادشاہ طلسم نور افشان کوکب روشن ضمیر اُسکا اُستاد بہمن روئین تن
نور افشان صف شکن یہ سب میرے دشمن ہوے جب میرے ملازمون نے وہ سحر کئے کہ جنکو لونڈی غلام
دفع نہ کر سکے کوکب نے اپنے سپہ سالار مثل بلور چہار دست و ماہی پریزاد وغیرہ روانہ کئے ان سردارون
نے آکر ان سبکو رہا کیا ہزارہا ملازم میرے قتل ہوے کوکب کی وجہ سے یہ لوگ تھے ہین دختر کوکب بہار بلبان
نے دریائے خون رواں خشک کیا پل پریزادان توڑا اراستہ کھلا صدہا شہر میرے قبضہ سے نکل گئے اب بھی

جب کوئی لڑائی سخت پڑتی ہی کوکب و برہمن آتے ہین شعبدہ وسحر دکھاتے ہین مین نے اکثر قصد کیا کہ طلسم
نور افشان منا دون کوکب کو قتل کرون لیکن نہین بن پڑا بڑی بڑی لڑائیان پڑین اکثر اسکے ممالک پر قبضہ
بھی کیا کوکب پر پنجہ قابض نہوا اگر کوکب انکے شریک نہوتا لونڈی غلام باغی ہوکر دو لڑائیان لڑتے آخر قید ہوجاتے
کرتے یہ مدد کوکب مغرور ہی ابھی بمقدمہ مشعل نور افشان نے بڑا شعبدہ دکھایا جلکی روحین قبض کرلین تھین
انکو بچایا میرے مقابلے کو آیا ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ خواجہ عمرو بصورت چوبدار اک گوشے مین کھڑے ہوے یہ سب
باتین سن رہے ہین جب افراسیاب نے سرکشی کوکب و برہمن سامنے تاریک کے کہی وہ ہنسی کہا بیٹا کوکب
و برہمن کی بھی یہ حقیقت ہو کہ اہالیان ہوش ربا سے مقابلہ کرین تمھارے سامنے دم جراءت کا بھرین کوکب
و برہمن جو آج ہی تمھاری اطاعت کرین پھر تو لڑائی کی احتیاج نہین ہو افراسیاب نے کہا کوکب و
برہمن اگر شریک ہوجائین مدد مسلمانان سے ہاتھ اُٹھائین ان سبکی کیا حقیقت ہو ایک سردار کو حکم دون
سبکی مشکین باندھکرے آوے صدہا مرتبہ گرفتار کرلیا کبھی عیارون نے آکر چھوڑا یا کبھی کوکب برائے مدد آیا
تاریک نے کہا عیارون کا نام سنے اُن سب کا افسر عمرو گنبد تاریک مین گیا تھا گنبد مین قدم رکھتے ہی
رنگ روغن عیاری کا اُڑ گیا مین نے اُٹھا کر چاہا ایک لقمہ کرون قدمون پر گر پڑا یقین تھا روح قالب سے
نکل جائے لیکن نہایت خوش آواز ہی مصاحب دمساز ہی دو چار جام شراب کے اُسنے مابدولت کو ایسے
پلائے اِسوقت تک زبان پر لذت ہی اُسنے نسخہ بھی کہا ہو کہ بنادونگا اگر ملے تو بلا بھیجو افراسیاب نے کہا
وہ بلاے روزگار ہی آپکے سامنے کچھ اور نہ بن پڑا کا بجائے جان بچالی شراب مین بیہوشی ملا کے آپ کو پلائی
آپ فرماتی ہین کیفیت حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی تاریک نے کہا بیہوشی کیسی تلخی شراب کا نسخہ ہو تم ایسے
گدھون کے واسطے بیہوشی ہو اچھا تیری خوشی ہو اُنکی بھی تدبیر کرونگی دیکھ ابھی نقش جمشیدی نکالتی ہون
برہمن و کوکب رومال سے ہاتھ باندھکر حاضر ہونگے تسخیر میری نگاہ مین ہو کوکب کی کیا حقیقت ہو اور
برہمن ہمارے گھر کا بھبھک وہ سحر کیا جانے ساعت بچارتا ہی تو نے اُسکو بھی ساحر بنایا عمرو کے ہوش
اُڑ رہے ہین ان باتون کو سنکر حیران پریشان کہ اے پروردگار خیر کیجیو کیا کوکب اور برہمن کو پکڑوا بلائیگی
گرفتار کرلیگی لیکن خاموش ایک کونے مین کھڑا ہوا سن رہا ہو تاریک باتین کرتے کرتے افراسیاب
کی طرف متوجہ ہوئی افراسیاب نے خوان منگا کر کباب کے حاضر کیے پورے پورے جانور بھنے ہوئے
تاریک نے ہنسکر کہا اے فرزند اس سے مزا نہین ملتا نہاری کے بدلے اسوقت دو آدمی ہوتے شراب

پی ہو کھانے کی خواہش ہو افراسیاب نے سر جھکایا پردے بارگاہ کے اُٹھے ہوئے ہین دور سے دیکھا دو مسافر
جاتے ہین بس تاریک باتین کرتے کرتے کڑک کر اُٹھی اُن دونون بیچارون پر جا کر یون گری جیسے بجلی گرتی ہو
دونون کی گردن پکڑ کے اُٹھا لائی عمرو نے دیکھا وہ بیچارے سہم گئے دونون کی ٹانگین پکڑ کے چیر ڈالا بجلے گزک
چبانا شروع کیا ہڈیان تک کھا گئی اہالیان دربار کے قلب کانپ گئے بعض کو غش آگیا یقین تھا عمرو کی روح
نکل جائے تاریک ان دونون کو کھا کر مطمئن ہوئی ڈکار لی جیب سے نقش جمشیدی نکالا کہا افراسیاب بے
دیکھو سحر اسکا نام ہی مصاحبان سامری کا یہ کام ہی یہ کہکر تاریک نے ایک چیخ ماری یا جمشید یا سامری بارگاہ
ہل گئی تاریک نے اس نقش کو ہاتھ کے نیچے دبایا ہونٹھ ہلے کچھ پڑھنے لگی یہان تو یہ کیفیت ہی تاریک نے
نقش جمشیدی ہاتھ کے نیچے دبایا خراب ہو رہا برپا رہی ہو مثل فیل مست جھومتی ہی لیکن کوکب روشنضمیر قصر
جمشیدی مین دنگل زرین پر جلوہ فرما ہی بران وغیرہ امورات مالی و ملکی مین مصروف ہین اسوقت صرف وزیران
سلطنت مشیران ابہت مثل خورشید روشن رائے وغیرہ حاضر ہین خدمت فیضدرجت مین وہان تاریک نے
نقش جمشیدی ہاتھ کے نیچے دبایا یہان کوکب کا عجب نقشہ ہوا خانۂ دل مین اضطراب خود بخود پیچ و تاب مثل سیماب
بھر آیا بیٹھے بیٹھے گھبرایا رنگ رو متغیر اُف اُف کرنے لگا خورشید روشن رائے نے دست بستہ عرض کی کیون
شہنشاہ خیر تو ہی اسوقت آئینہ رخسار پر گرد ملال ہی شہنشاہ کا کیا حال ہی کوکب نے آہ کر کے زانو پر ہاتھ مارا
کہا اے وزیر اعظم اے دستور معظم اے کلید قفل خزانہ فطرت اے رکن سلطنت خوابش دنیا مین کیا کر بیٹھا صاحب اہل و
عیال حاکم ملک و مال افراسیاب ایسے بادشاہ سے مین نے بگاڑی ایک عمرو عیار کے واسطے بادشاہ
ہوش ربا سے فساد مین نے پیدا کیا آپ لوگون نے بھی نہ مجھکو سمجھایا اول مین یہ خیال نہ آیا ابھی وہ میرے ملک پر
چڑھ آئے تو مین اس بادشاہ سے لڑ سکون گا بران و جمشید قتل ہوجائینگے ملک و مال قبضے سے نکل جائیگا عمرو مجھکو
بچائے گا اک عیار حیلہ ساز مکار لقا کے خوف سے بھاگ کر یہان آیا یہان آکر یہ دام مکر پھیلایا مجھکو میرے بھائی افراسیاب
سے لڑوا دیا ہمیشہ سے ان ملکون مین یہی قاعدہ رہا اگر کوئی رنج و ملال اہالیان ہوشربا کو ہوا ہم جا کر شریک ہوئے
ہمپر کوئی مصیبت پڑی وہ ہمارے مددگار ہوئے سب اسمین سامری پرست عمرو مذہب سے خلاف ہوئے
دو سو خداؤن کو برا کہتا ہی اس فساد مین مذہب جد و آبا بھی چھوٹا طلسم نور افشان نہ بچے گا جس دن افراسیاب
قصد کریگا پناہ نہ ملیگی کلی آرزو نہ کھلے گی افراسیاب بادشاہ قاہر و جابر ہی فنون جرأت و لیاقت سے بخوبی نامور
ہی مین اسکا مقابلہ کر سکتا ہون ایک سحر مین طبقے زمین و آسمان کے ہلا دیگا مین اسکا ہمسر نہین ہون افسوس

برّان اور جمشید کی شادی بھی نہ کرنے پایا کہ پیام مرگ آیا یہ کہکر کوکب رونے لگا کہا اے وزیر باتدبیر کوئی صلاح
نیک بتا کہ میری جان و مال بچے اولاد پر زوال نہ آنے پائے خورشید کا چہرہ زرد ہوگیا جی مین کہتا ہے جو ایسا
صاحب جرأت و شوکت و لیاقت ہو اسکو یہ ہراس ہے کیا غضب ہوگیا اب کیا اصلاح دون لیکن نہ جواب بھی خیال
خلاف ادب شہنشاہی ہے اس نامردی مین بڑی تباہی ہے اگر دشمن سن پائے ابھی گھر مین گھس آئے ایسے کلام
نامردی کبھی زبان سے اس عالی ہمت کے نہ نکلے تھے سوچ سمجھ کے دست بستہ عرض کی اے شہنشاہ عالیجاہ
افراسیاب کی کیا حقیقت ہے آپنے اُس سے کیسے کیسے مقابلے کیے آپکا تو بڑا مرتبہ ہے آپکی دختر بلند اختر برّان
نامور نے افراسیاب کو کیسے کیسے رنج و ملال پہونچائے وہ کیا کر سکا ہے حضور نے جو کچھ کیا وہ کیا عمرو ایسے شخص
کا ساتھ دیا ہر چند کہ عمرو عیار ہے اُسکا آقا شہنشاہ عالیمقدار ہے صاحبقران زمان قاتل دیوان قاف غازی مجاہد
صاحب شوکت و حشم مورد فیوض نامتناہی حافظ اسمائے الٰہی آپنے اُنکا ساتھ دیا ہے آخر زمانے مین جہانگیر کے
صاحبقران تشریف لائے جہانگیر کو زیر کرکے لیگئے افراسیاب کیا کر سکا اسطرح جب آپ پر کوئی رنج و ملال
ہوگا پانچ ہزار پانچ سو چھپن سردار کل تاجداران عالیمقدار آپکی مدد کو آئینگے افراسیاب کیا کر سکے گا اسد غازی
فاتح طلسم ہوشربا ہے لوح دستیاب ہوگی اگر شہر کو کچھ زیادہ تردد ہے چندے برائے مدد تشریف لیجائیے مگر اسقدر
نہ گھبرائیے اسطرح جو خورشید نے کہا کوکب نے بنگاہ قہر طرف خورشید روشن رائے کے دیکھا کہا کیون اے
وزیر اعظم ہم تجھسے صلاح نیک کے طالب ہوے تو نے یہ کہانی طولانی ہمارے سامنے بیان کی ابھی ذرا سی سختی
پڑیگی تو بھاگ کر چلا جائیگا اپنی جان بچائیگا مین عیال کو لیکر کدھر جاؤن سوائے اسکے کہ جان دون مر جاؤن
خورشید روشن رائے نے سر جھکا لیا دست بستہ عرض کی بہت بجا ارشاد ہوا ع امور مملکت خویش خسروان
دانند ؂ غلام کو کیا دخل ہے جو مناسب وقت ہو وہ کیجیے ہم خیرخواہان دولت ہین جو عقل مین آیا وہ کہا
کوکب پریشان ہوکر اٹھا کہا تم سب چاہتے ہو میرا ملک و مال برباد ہو مین اپنے عاشق صادق یار موافق
صفدر وصف شکن پاس برہمن روئین تن کے جاتا ہون جو وہ کہیگا وہ کرونگا خورشید روشن رائے
نے کہا بسم اللہ غلام بھی ساتھ چلے کوکب نے کہا کیا ضرورت نہین ہے بدولت یکہ و تنہا جائینگے یہ کہکر کوکب تخت پر
سوار ہوا یکہ و تنہا بدحواس گھبرایا ہوا منھ پر ہوائیان اڑتی ہوئین طرف قصر برہمن کے چلا احوال برہمن
تحریر ہوتا ہے کہ جسطرح بیٹھے بیٹھے کوکب گھبرایا اُسی طرح برہمن بھی اپنے قصر مین بیٹھا تھا ایکایک خود بخود گھبرایا
بیتاب ہوکے اٹھا مصاحبون نے پوچھا کیون اُستاد خیر تو ہے اسوقت ہم آپ کو بہت پریشان پاتے ہین غلام

بہت گھبراتے ہین برہمن نے کہا یارو انجام کا خیال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی بڑی خرابی درپیش ہی ہمارے شہنشاہ نے بڑا غضب کیا افراسیاب ایسے بادشاہ سے بگاڑی انجام نہ سوچا افراسیاب نے بڑی مہربانی فرمائی اسکے حال پر رحم کیا جب قصد کرتا ہم سبکو قتل کرنا کیا مشکل تھا ذرہ آفتاب سے آنکھ ملا سکتا ہی کہا پشہ کا فیل مست ہم حقیر وہ بادشاہ زبردست سبنے کہا پھر کیا ارادہ ہی برہمن نے کہا حفاظت جان کی واجب و لازم ہی کوکب بہت خفا ہونگے نوکری سے چھوڑا دینگے افراسیاب ملازم کر لیگا اور جس بادشاہ کے یہان چلے جاینگے عزت و آبرو پاینگے لیکن جان بچانا ضرور ہی اگر جان پر کوئی زوال آیا کیا کوکب ہمکو زندہ کر لینگے انہین کی جان بچنا دشوار ہی اب افراسیاب آمادۂ حرب و پیکار ہی مصاحبون نے کہا حضور افراسیاب کیا مال ہی وہ تلوار چلے گی اسکے دانت کھٹے کر دینگے تلوارین کھینچکر جا پڑینگے وہ نامرد کیا لڑے گا بھاگتا پھرے گا برہمن نے کہا آپ لوگ اسوقت میرے پاس سے رخصت ہو جائین ہمسے زبان نہ لڑائین بے سمجھے بات کرنا اسکا جواب کیا دین سب مصاحب رنجیدہ ہو کر بیرون قصر گئے برہمن یکہ و تنہا قصر مین ٹہل رہا ہی دل سے باتین اطاعت افراسیاب کی گھاتین کر رہا ہی آواز آتی ہی او نادان جان کو غنیمت جان افراسیاب سے جا کر ملجا اپنے کو ذلت و رسوائی سے بچا برہمن کچھ بن نہین پڑتا دل کی یہ ہدایت ہی افراسیاب سے لڑنا مناسب نہین یکایک آسمان پر برق چمکی برہمن نے دیکھا کوکب روشنضمیر عجب حال پر ملال سے آتا ہی تاج ڈھلکا ہوا سر بھی لشت پر نہ دار و ڈاب کمر مین لگی ہی نہ خنجر نہ تلوار نہ تیر نہ ترکش خود بخود کشا کش برہمن نے بلند ہو کر پایہ تخت پر ہاتھ ڈالا کوکب قصر برہمن مین آگر اترا برہمن نے دوڑ کر قدمون کو بوسہ دیا لپٹ کر رونے لگا کہا اے شہنشاہ مین خود خدمت مین حاضر ہونے کو تھا اسوقت بیٹھے بیٹھے مین نے انجام سوچا بڑی خرابی درپیش ہی سنا ہی افراسیاب سامان لشکرکشی مین مصروف ہی کوکب نے کہا اے برادر لشکرکشی کیسی تاریک قفل کش آگئی پہلے وہ طلسم نور افشان کا قصد کرے گی پھر اسکو کون روکے گا مصاحب سامری سے مقابلہ کرنا نہایت دشوار ہی برہمن نے کہا پھر حضور سب سے پہلے ہم اور آپ پوچھے جاینگے ظالم کے ہاتھ سے کیونکر امان پاینگے عرصۂ دراز تک دونون مین یہی باتین ہین ہر بات مین کوکب روشنضمیر نے کلام برہمن رو مین تن کی تائید کی برہمن نے ہر بات موافق مزاج شہنشاہ کہی دونون ایک حال مین ہین ایک کو نزد دوسرے کو انتشار ایک مضطر دوسرا بیقرار بموجب شعر

قیس جنگل مین اکیلا ہی مجھے جانے دو + خوب گذرے گی جو مل بیٹھین گے دیوانے دو + دونون کی رائے ایک طور پر

کوکب کہتا ہی افراسیاب بڑا زبردست ہی برہمن کہتا ہی بادۂ جرأت سے بھی مست ہی آخر برہمن نے کہا

ای شہنشاہ ہم آپ دونون چلیں افراسیاب کے قدمون پر گر پڑین وہ بادشاہ عالیجاہ خطا معاف کردیگا تامل مین خرابی ہی کوکب نے کہا مجھے تمسے زیادہ بیتابی ہی لیکن اس حال سے چلو کہ اُسکو رحم آجاے سرکشی ثابت نہو خطاہاے گذشتہ کا اقرار کرینگے جواب صاف بھی ہی کہ حضور از خوردان خطا و از بزرگان عطا ضرور خیال کریگا دونون نے اس صلاح کو پختہ کیا کوکب نے تاج بھی اُتار ڈالا کلاہ سر پر پہنی برہمن سر برہنہ لباس میلا کچیلا دونون اس حال پُر ملال مین تخت پر سوار ہوے برہمن نے تخت اُڑایا حسرت و یاس کی باتین کرتے ہوے طرف افراسیاب کے چلے برہمن کہتا ہی ای شہنشاہ افراسیاب مجھکو قتل کرے مگر آپکی جان بچ جاے مین جاتے ہی قدمون پر گر پڑونگا اگر قتل بھی کرے گا تو بھی نجات ہی افسر مذہب لات و منات ہی کوکب نے کہا مجھسے زیادہ عذر نہ کیا جائیگا آتنا کہدونگا کہ ای شہنشاہ لوگون نے ہمکو بہکایا ناحق لڑوا دیا اب تمسے سرکشی نہ کرینگے خواہ قتل کر دخواہ بخشو بس یہی بہتر ہی برہمن نے کہا اسی قدر کافی ہی یہی صورت معافی ہی یہ باتین کرتے ہوے دونون بتعجیل تمام جاتے ہین اسقدر مبہوت ہین کہ دیر ہونے سے گھبراتے ہین کئی کوس راستہ طی کیا تھا کہ اک قصر رفیع سامنے سے نمایان ہوا برہمن و کوکب نے دیکھا نور افشان جادو اُس قصر پر ٹہل رہا ہی لیکن حیران حیران انتہا کا پریشان اُسی جانب دیکھ رہا ہی جیسے ہی کوکب کی نگاہ نور افشان پر پڑی کہا ای خیرخواہ دولت اُستاد کھڑے ہین انکو بھی ساتھ لے چلو برہمن نے کہا بہت مناسب ہوگا بڑے خطاوار تو یہی ہین قصر نور افشانی مین عمرو نے جلسہ قرار دیا اور ینڈتون سے مناظرہ کیا پہلے سب سے یہی اُٹھکر ہوے تھے یہ کہتے ہوے کہ مذہب اسلام خوب ہی عمرو کا ساتھ دینگے افراسیاب سے لڑینگے انہین کی راے پر سب کاربند ہوے انہین کے اعتقاد سے دردمند ہوے اگر بخوشی نہ چلینگے ہم تم دو ہین وہ تنہا گردن پکڑکے لیجائینگے اپنی حفاظت جان واجب و لازم ہی لحاظ و پاس کیسا جان ہی تو جہان ہی بموجب رباعی

رباعی

نہ صبر و سکون کا گھر مین یار اب مجھکو
بیتاب دل نے آہ مارا مجھکو وہ مگر
بیزار ہوا ہون اسقدر دنیا سے
صد برق طپان نہان ہی بیتابی مین
کیا خوب عذاب مین گرفتار ہو نہین
جاتی ہی کہ زندگی سے بیزار ہو نہین

نہ کوچۂ یار مین گذارا مجھکو
کیا طول عمل سے جان کو شاد کرون
گر ہاتھ لگے تو خوب برباد کرون مگر
اک آن بھی دل کو چین لینے نہ دیا
جان دادہ لطف رنگ اغیار ہو نہین

سیماب کی طرح ایکدم چین نہین
حسرت سے دل خراب آباد کرون
آرام و سکون کہان ہی بیتابی مین
تیری لاکھ سی شوخیان ہین بیتابی مین مگر
جینے سے مرے وہ دشمنی سے خوش ہی

لیکن نور افشان جادو نے جو برہمن و کوکب کو بیتاب دیکھا پکار

کہ ای شہنشاہ طلسم نور افشان وای برہمن عالیشان ہم عرصۂ دراز سے تمھارا انتظار کر رہے ہین ہمارے پاس
آیئے کوکب نے کہا حاضر ہوا دونون نے تخت اپنا سامنے نور افشان کے اُتارا نور افشان نے دیکھا انتہا غم
دونون بدحواس ہین چاہتا تھا کچھ کلام کرے کہ کوکب نے کہا استاد صاحب کچھ آپکو حال بھی معلوم ہے تارہ
حجرے سے نکل آئی اب کیسے کہان چھپین افراسیاب برسر آزار ہم مجبور و ناچار آپنے مذہب عمرو کا اعتقاد کیا
اہالیان طلسم نور افشان کو برباد کیا ہم تو دونون استاد و شاگرد خدمت مین افراسیاب کی جاتے ہین خواہ خطا
بخشے یا قتل کرے کوئی چارہ نہین آپکو یہ دن یاد نہ تھا بزرگ ہو کر ہمکو بدراہ کیا دین سے بیگانہ کیا تیر اجل کا نشانہ کیا
نور افشان جادو نے دونون کو گلے سے لگا لیا کہا حقیقت مین میری عقل پر پتھر پڑے لیکن جو تمھاری رائے ہو
مین تمھارے شریک ہون تاریک شکل کش ہماری ہم صحبت ہے اُسکو ہمسے انتہا کی محبت ہے فوراً خطا معاف
کرادیگی ابھی صفائی ہوجائیگی طبیعت تسکین پائیگی ملک و مال پر زوال نہ آنے دیگا مجھے بھی ساتھ لیچلو جو گذرا وہ گذرا
اُسکی شکایت نہ کرو ابھی چلکر انتظام کر لینگے افراسیاب کے شریک ہو کر عمرو اور مہرخ سے لڑینگے افراسیاب
خوش ہوجائیگا نور افشان نے موافق مزاج برہمن و کوکب جو کلام کیا دونون خوش ہوگئے کہا استاد جلد
چلیے اب دیر نہ کیجیے نور افشان نے کہا بیٹھ جاؤ ہوش و حواس درست کرو جلدی کیا ضرور ہے بیتابی عقل کا
قصور ہے ہم سب انتظام کر لینگے جب ہمین اُنکے دشمنون سے مقابلہ منظور ہے پھر کیا قصور ہے ابھی ہماری خیرخواہی
اُسپر روشن ہوجائیگی دونون کو سمجھا کر نور افشان نے مسند پر بٹھایا مگر دونون گھبرا رہے ہین کہتے ہین استاد
دیر نہ کرو جلد چلو ایسا نہو کوئی افتاد پڑجاے نور افشان اچھا اچھا کہتے ہوے ایک کمرے مین گئے برہمن و
کوکب کو وہان بلایا کمرے مین جو برہمن و کوکب بیٹھے دیکھا گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی آراستہ ہین
کمرہ خوب سجا ہوا ہے ایک گلابی نور افشان نے اُٹھائی جام لبریز کیا کوکب سے کہا ای نور نظر اک جام نوش کرو
کوکب نے کہا استاد کیسی شراب کیسا کباب ہوش پراگندہ ہین خوف جان و ایمان ہے بقول حضرت ناسخ مطلع
پیتا ہون خون دل نہین خواہش شراب کی + دل بھن رہا ہے کسکو ہوس ہے کباب کی + نور افشان نے کہا بیٹا کاہیکا تردد
کیسا انتشار اسقدر بیقرار نہو سمجھا کے زبردستی کوکب کو جام شراب پلایا دوسرا جام برہمن کو دیا یہ بھی نہ پیتے تھے
نور افشان نے بجبر پلایا جیسے ہی دونون نے شراب پی سامنے چھپر کھٹ آراستہ تھے کہا استاد ہم ذرا آرام کرین
نور افشان نے کہا تمھارا گھر ہے دونون چھپر کھٹ پر جاکے لیٹے بعد لمحہ نور افشان نے اُس قصر مین قفل لگایا
دوسرے قصر سے کوکب و برہمن نکلے نور افشان نے دونون کو تخت پر سوار کیا کہا جلد دربار افراسیاب

مین جاؤ ہم بھی آئینگے دونون تخت اڑاتے ہوے چلے یہان دربار تاریک شکل کش مین خواجہ عمرو اک گوشے
مین کھڑے دیکھ رہے ہین تاریک نقش جمشیدی کو ہاتھ سے دبائے ہوے کہ رہی ہی برہمن و کوکب
آئے عمرو حیران ہی کہ کیا برہمن و کوکب یہان چلے آئینگے وہ دونون ایسے جوان ہین اس سوچ مین کھڑا
تھا کہ لشکر افراسیاب مین ہلڑ ہوا ہرکارون نے بڑھکر افراسیاب سے کہا برہمن و کوکب تخت پر سوار
آتے ہین لیکن بہت بدحواس ہین عمرو کے ہوش اڑ گئے گھبرا کے باہر آیا دیکھا حقیقت مین برہمن و کوکب
دربارگاہ پر آ پہونچے عمرو نے چاہا بصورت مبدل انسے ملاقات کرون کچھ بات کرون پوچھون کہ تم کیون آئے
تاریک ایسی ملعونہ موجود ہی جب لشکر کشی کرتے سمجھا جاتا کوئی اسطرح دشمن کے گھر مین آتا ہی جبتک عمرو بڑھے
وہ دونون پردہ اٹھا کر اندر بارگاہ کے داخل ہوے دیکھا تاریک بیٹھی شراب پی رہی ہی دونون نے تاریک
کو سلام کیا کوکب نے کہا ای تاریک شکل کش اگر تمنے ہمکو غفلت مین بلایا کیا کمال کیا ہاتھ کے نیچے نقش
جمشیدی کیون دبایا ہی اسکو ہٹاکر ہمسے کلام کرو اگر حقیقت مین خطا ہو سزا دو حال تو سنو افراسیاب نے ہمارے
ساتھ کیا کیا ہمسے کیا معاملہ سرزد ہوا لیکن اسطرح ہم کلام کا جواب نہ دینگے نقش جمشیدی آگ مین جلادو تب ہمسے
کلام کرو یہ سنکے تاریک نے غصے مین آکے نقش جمشیدی ہاتھ مین لیکر منقل آتش مین ڈالدیا نقش جلا دھوان
بلند ہوا تاریک نے کہا آؤ بیٹھو کل کیفیت بغاوت و عدم بغاوت سامنے ہمارے ظاہر کرو ہم تمھین افراسیاب
سے ملوا دینگے یہ سنکر کوکب نے ہنسکر کہا او تاریک تیری کیا مجال ہی کہ کوکب روشن ضمیر اور برہمن رو مین تن
کو اپنے دربار مین بلائے کوکب بادشاہ عالیجاہ اور برہمن فلک شرافت کا ماہ کوکب جری بہادر برہمن
بحر لیاقت کا بے بہا در گر تیرا شعبدہ چل سکتا ہی سنو غلامان نور افشان جادو ان دونون شیرون کو استاد نے
روک لیا تیرا منھہ سیاہ کرنے کو ہم ایسے حقیر غلامون کو بھیجدیا اب جو سنے سر اٹھا کر دیکھا کوکب برہمن نہین
دو غلامان زنگی کھڑے ہوے تاریک سے باتین کر رہے ہین تاریک جھلائی قصد کیا تخت سے اٹھون
دونون غلامان زنگی خیر خواہان یکرنگی ہنسکر پیچھے ہٹے دونون نے زمین پر پاؤن مارے غرق زمین ہوگئے
یہ شعبدہ دیکھکر تاریک بہت جھلائی کہا اور کیفیت دیکھو نور افشان نے میرے ساتھ شعبدہ کیا الغرض نقش
مٹوایا اتنا بڑا اسحر خاک مین ملایا دیکھو تو کیا آفت برپا کرتی ہون قہر و غضب مین تخت سے اٹھی سب نے دیکھا
بیرون بارگاہ چلی افراسیاب بھی حیران خوف کے مارے خاموش حیرت جادو اندر سے بارگاہ کے دیکھ
رہی ہی عمرو بھی گھبرا کے بیرون بارگاہ آیا ادھر لشکر اسلام مین ہنگامہ ہوا ہرکارون نے بڑھکر خبر دی تاریک

غصے میں باہر آئی ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی مہرخ و بہار وغیرہ گھیرلے کے سر برہنہ پا پیادہ دیکھنے کے اشتیاق میں لیکی جا
اگر گھر میں سب نے دیکھا تاریک اک جنگل میں آکر بیٹھ گئی نعرہ کھولا یا دھوان دہن نجس سے نکلنے لگا اسقدر
دھوان نکلا اک مکان عالیشان دھوئیں کا بنکر تیار ہوا یکایک پر اسکے دو بیٹے تاریک نے مقرر کیے اور
افراسیاب سے پکار کر کہا شراب وغیرہ ہمارے واسطے اسی مقام پر بھیجدو کنیز و سال نگے بعد گنبد سیاہ سے
نکلی ہون بارگاہ میں دل گھبراتا ہی صحرا نہایت پر فضا ہی بادولت اسی مقام پر تشریف رکھیں گی آج کی شب
تامل کرو کل سے لڑائی شروع ہوجائیگی نورافشان و کوکب و برہمن و مہرخ و بہار وغیرہ سب کا حال
کھل جائیگا سحر و ساحری کی کیفیت ظاہر ہوگی یہ کہتی ہوئی تاریک اندر اسی مکان دخانی کے داخل ہوئی
دونون بیٹے دروازے پر بطور نگہبان ٹہلنے لگے عمرو نے مہرخ سے کہا حقیقت میں آج نورافشان نے بڑا کام
کیا نہیں معلوم یہ کیا شعبدہ تھا غلامان زنگی بصورت برہمن و کوکب آئے تاریک کا نقش جمشیدی مٹا کے
چلے گئے میں جا کر خبر لاؤن اسیوقت عمرو طرف قصر جمشیدی کے چلا اب واضح اے ناظرین ہو جب تاریک
نے کوکب و برہمن کو مبہوت کیا قلب الٹ دیے اور یہ دونون بطور رند کور چلے نورافشان کو علم ستارہ شناسی
سے ثابت ہوا راہ میں آکر قصر سحر بنایا کوکب و برہمن کو شراب سحر پلا کر بیہوش کیا انکے ہمشکل بردہ غلام
روانہ کر دیے جب ملازمان زنگی جا چکے نورافشان نے برہمن و کوکب کو ہوشیار کیا اب جو بیٹا تھے ہوش
میں تھے اسی جرأت کے جوش میں تھے نورافشان نے ساری کیفیت بیان کی کوکب و برہمن [illegible]
ہوگئے نورافشان کو لیکر قصر جمشیدی میں آئے خواجہ بھی آسکے پہونچے دیکھا نورافشان برہمن کوکب
قصر جمشیدی میں جلوہ فرما ہیں خواجہ کو دیکھکر سب برائے تعظیم اٹھے نورافشان نے پوچھا خواجہ آپ
کہاں سے آتے ہیں عمرو نے تمام کیفیت بارگاہ افراسیاب سامنے نورافشان کے بیان کی نورافشان نے
کہا خواجہ یہ دونون اسقدر مبہوت تھے قریب تھا اپنے گلے کاٹ ڈالیں خدا نے فضل کیا مجھکو حال معلوم ہوگیا
راہ میں آکر روکا نقش جمشیدی کو مٹایا لیکن خواجہ انجام اسکا بد ہوا افراسیاب کو بالیان نورافشان سے بڑی
کد ہی ہرچند کہ آج میں نے بڑی جستجو کی دونون نوجوانون کو بچایا مگر تاریک علم سحر و ساحری میں یگانہ آفاق ہی کل
فنون میں طاق ہی دیکھیے تقدیر کیا دکھاتی ہی اب آپ جا کر لشکر کی خبر لیجیے کوکب کو نورافشان نے حکم دیا خبردار
قصر جمشیدی سے باہر نہ نکلنا تاریک اب قیامتیں برپا کریگی اور خواجہ برائے خدا عیاری کرنے کا قصد نہ کرنا کوئی
عیاری اسپر نہ چلیگی بیہوشی پلا کے دیکھ چکے وہ کہتی تھی یہ نسخہ میرے واسطے بناؤ ایسے کا کوئی کیا کرے گا ہم بھی تدبیر

مصروف ہین یہ مقدمات اُنکی عنایت پر موقوف ہین اب مین برائے تدبیر جاتا ہون نور افشان تو اُسی وقت
روانہ ہوگیا خواجہ طرف لشکر کے چلے لیکن کنیزان بُران شمشیر زن دربار کوکب روشنضمیر مین حاضر تھین
تمام کیفیت دریافت کر کے خدمت مین ملکہ بُران کی حاضر ہوئین اُسوقت ملکہ بُران شگوفہ سحر ساز اپنی وزیر زادی
سے فرماتی ہین کیون ای شگوفہ تمنے حال شاہزادہ والاقدر سنا طلسم اسکندریہ فتح کر کے بالشکر گران طرف طلسم ہوشربا
کے متوجہ ہوئے تھے اگرچہ مین نے طائران سحر برائے خبر بھیجے کچھ کیفیت معلوم ہوئی کس سے دل کا حال کہون
دل اُنکے ساتھ ہی دام گیسو مین جاکر پھنسا اپنا تو بدین مضمون ترکیب بند یہ حال ہی نظم بطور ترکیب بند

درد طلب و غم جدائی
دل جاتے ہی کیا مصیبت آئی
دکھلا گئی یہ دل کے ہمراہ
ظاہر ہوئی جانکی بیوفائی
ہی چرخ نے کسطرح سے ہمکو
آسودگی شکستہ پائی

پروانہ فدائے گل ہی شاید
الجھا ترا پنجہ حنائی
ای آہ ذرا بنا دے سیدھا
ہی چرخ مین سخت کج ادائی
ہی پردہ نشین وہی ہی سودا
پھر شکل اگر نظر نہ آئی

تو رشک پری تری بلا دے
آسیب زدون کو بھی کھائی
ہون خاک در اسکا جب فلک نے
گردن مرے سامنے جھکائی
ای یاس وصال سنگدل ہی
بیفائدہ زور آزمائی

امید نہین رہی کہ دل کی
ایسے سے ہو کسطرح رہائی
آوارۂ دشت بے بسی ہون
مبہوت شراب بیکسی ہون
اُن شوخ جہان ربود ازمن
گوئی کہ دلم ربود از من و دیگر

اُس در پہ جو مین غبار ہوتا
شکر دم شعلہ بار ہوتا
اُس زود گسل سے خود بگڑتی
گر عمر کا اعتبار ہوتا
بیکار ہنون یہ ڈر ہی اکاش
ناکام مآل کار ہوتا

دن پھرتے کبھی اگر بھی
کیا گردش روزگار ہوتا
کہتا ہی کہ چھوڑ اسکو جیسے
دشمن سا ہی جان نثار ہوتا
یہ بات زبان سے کب نکلتی
ناصح جو تو دوستدار ہوتا

جنت پہ مرے ہی زاہد ایکاش
اُس کو مین کبھی گذار ہوتا
اُس غیرت حور کو بلاؤ
واعظ نہین شرمسار ہوتا
ای بند شعار ہوش مین آ
کوئی بھی ہی آپ خوار ہوتا

کیون شگوفہ کیونکر دریافت ہو کہ راہ مین اُنپر کیا گذری کسی طرح کی مشکلین درپیش ہین بہت سے بچیا اُنکی صورت
سے نہین واقف ہین لیکن اُنکے بزرگون کے ہاتھ سے مارے گئے وہ معاوضہ کے متلاشی ہین کہ اُنکے
کسی عزیز و اقارب کو پائین صدمات پہونچائین سدہا پہلوانان زبردست و ساحران خود پرست اُنکے

ہاتھ سے مارے گئے بچپن سے خروج کیا جابجا لڑے ہنگامہ عظیم پڑے وہ بھی سب بے شرم و بے حیا انکے دشمن
ہین ان راستون سے گذر کرنا تابہ ہوشربا پہونچنا بہت دشوار ہے شگوفہ نے کہا فوج تو خوب جمع ہوگئی ہے ساحر
بھی بڑے بڑے زبردست ہمراہ ہین صیقل آئینہ دار فرزند بادشاہ طلسم اسکندریہ اُنکے سرداران صف شکن
بھی سب اُنھین کے ساتھ ہین کوئی اُنپر دست انداز نہین ہوسکتا یہ باتین تھین کہ چند کنیزین اگر حاضر ہوئین
عرض کی حضور آج خدا نے بڑی خیر کی آپکے والد نامدار و برہمن عالیوقار دام شعبدہ تاریک شکل کش
مین پھنس گئے تھے اُستاد کلان نورافشان نے بچایا خواجہ عمرو بھی تشریف لائے تھے کچھ صلاح بھی ہوئی خواجہ
طرف لشکر کے تشریف لیگئے ہین نورافشان اُسی فکر مین سرطرون آپکے والد نامدار حیران و پریشان سنتے ہین
اُسنے قصر دھوین کا بنایا ہے اُسمین جاکر بیٹھی ہے اُستاد کلان نے یہ بات کہی کوئی اُسکے مقابلہ مین بجاے ملکہ بران
نے کہا یہ نا ممکن ہے اہل اسلام پر مصیبت ہو اور ایسے وقت مین شراکت نہو جانے والے ضرور جاینگے اپنی جان لڑا ینگے
کنیزون نے عرض کی واری کوکب کو تو اُستاد کلان نے منع کیا آپ کا جانا غیر ممکن ہے یہ باتین تھین کہ خورشید
وزیراعظم کوکب آکر پہونچا ملکہ کو نذر دی عرض کی حضور مبارک ہو آج حافظ حقیقی نے جان و آبرو شہنشاہ عالیجاہ
کوکب روشنضمیر کی بچائی خود بخود بیٹھے بیٹھے گھبرا گئے مجھسے ایسی باتین کہین کہ مین جواب نہ دے سکا بارے
انجام بخیر ہوا آپکے والد نامدار نے ارشاد فرمایا ہے کہ آجکل سواے باغ نگارین کے کہین جانیکا ارادہ نکرنا بران نے
سر جھکا لیا کہا بہت خوب بدون حکم شہنشاہی کیا مجال ہے کہ جادۂ اعتدال سے قدم بڑھاؤن یہ کہکر خورشید کو رخصت
کیا جب وزیراعظم جا چکے ملکہ بران نے فرمایا بزرگون کی بات مین دخل دینا سراسر حماقت ہے لیکن یہ نا ممکن ہے کہ
وہ لوگ قتل ہون ہم جاکر شریک نہون بزرگ ہین جو سزا دینگے سعادت دارین جانکر قبول کرینگے البتہ خبر کا معلوم
ہونا ضرور ہے یہ فرماکر چند کنیزون کو حکم دیا کہ جاکر لشکر مہرخ کی خبر لاؤ کنیزین اُسطرف چلین وہان خواجہ عمرو نے جاکر دیکھا
افراسیاب بارگاہ مین داخل ہے لشکر مہرخ مین انتشار ہر خرد و کلان بیقرار برق وغیرہ سے پوچھا افراسیاب
کا کیا قصہ ہے عیارون نے عرض کی تاریک شکل کش نے کہلا بھیجا ہے فردا بابس فرداطبل جنگی بجے گا تاریک
میدان کارزار مین آئیگی پروردگار اسکی شر سے سبکو بچاے عمرو نے ہرکارون کو حکم دیا مفصل خبرین لاؤ دیکھو
افراسیاب کیا کرتا ہے اسکا کیا ارادہ ہے خواجہ عمرو بارگاہ مہرخ مین تشریف رکھتے ہین ہرکارے بموجب ارشاد مفصل ملاد
واسطے خبر کے سمت بارگاہ افراسیاب جادو جاتے ہین ان سب لوگون کو اس حال
مین چھوڑو وقت پر سب کا ذکر بیان کیا جائیگا

دو کلمہ داستان لشکر امیر حمزہ صاحبقران اور لشکر لقا و روانہ ہونا آہنگ فلک سیر کا برائے مدد لقا و دیگر حالات متعلق داستان ہذا ساقی نامہ

ساقیا زہر پلا دے مجھکو
شربت مرگ چکھا دے مجھکو
یان سے مستی ہجران یہ نگاہ
مے دو دو میعنی کف مار سیاہ
تلخی پاس عبادت کب تک
حضرت ذوق شہادت کبتک
کیا ذرا سودۂ الماس نہین
سم ہلاہل ترے کیا پاس نہین
گر یہان ہی تو اٹھا لا جلدی
اور نہین پاس تو جا لا جلدی
کیا خمار خفقان ہی ظالم
بس چلا جی تو کہان ہو ظالم
بھر دے اک جام کہ مر جاؤن ابھی
بھولکر آپ مین آؤن نہ کبھی
کاسۂ عمر کا بھرنا اچھا
ایسے جینے سے تو مرنا اچھا
کاش مرجاؤن کہ چین آ گئے نہین
بد دماغی سے سر زیست نہین
کبتلک نزع کی حالت مین ہون
کبتلک یون ستم مرگ سہون
کبتلک ناک مین دم آ رہے
ورد لب نعرۂ التدرہے
کبتلک چشم سے خون ہو جاری
کبتلک درد کرے دلداری
عمر برباد نہ جائے ای کاش
دلکی آئی مجھے آ جائے ای کاش
یا سے یہ ظلم سہا کیونکر جائے
مین جیون اور مرا دل مرجائے
ہو وصال اب نہ جدائی مجھکو
آئی دشمن کی بھی آئی مجھکو
جو کسی پر نہین مرتا ہرگز
جینے سے جی نہین بھرتا ہرگز
جان ہمہ رنج و سراپا غم ہو
رنج سا رنج ہی غم سا غم ہو
دیکھتا ہون عجب احوال اپنا
کیا کہون کس سے کہون حال اپنا
ورد ہجران سے سبھی کو ہی فراغ
بات پوچھے کوئی یہ کسکو دماغ
سب ہین بے درد نہین کسکا غم
غم دون کا ہی کسیکو کیا غم
کون پوچھے ہی کسی کا احوال
جانتے ہم ہین سبھی کا احوال
کون سنتا ہی فغان درویش
قہر درویش بجان درویش

حاکیان حکایات رنگین و راویان روایات دلنشین راقمان عبارات عشق انگیز دکانبان لقبہ عبرت خیز کیفیت داستان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر

جو ہین زبدۂ زمرۂ راستان
وہ لکھتے ہین اسطرح یہ داستان

افراسیاب سامان دعوت ظلمت تاریک مین مصروف ہی سرہانے برف انداز نے بڑھکر عرض کی کہ کوہ عقیق گلزار سلیمانی سے نامہ خداوند لقا کا آیا ہی افراسیاب نے لیکر پڑھا اوسمین کیفیت مرقوم تھی کہ او افراسیاب مغرور تیرے طلسم کو خاک مین ملا دونگا عرصہ دراز گذرا قدرت کوہ عقیق پر تشریف لائے تو برائے قدمبوسی قدرت نہ آیا اسقدر مغرور ہوا یا خود حاضر ہو یا کسی ساحر زبردست کو برائے خدمت گذاری روانہ کر افراسیاب نے زانو پر ہاتھ مارا کہا

حیرت سے کہا دیکھو صاحب فتح کی کون صورت ہی قدرت کی یہ کیفیت ہی تقدیر بربادی طلسم فرماتے ہین مابدولت
کیونکر جائین ایک سر ہزار سودے بلکہ وتنہا جاؤن لیاقت سے مابدولت کی خلاف ہی اگر لشکر کشی کرون گا وزمین
بھر آئے آب دانہ وقت ممکن نہو بندگان سامری تڑپ تڑپکے مرین خیر اسکا سامان مابدولت کرینگے یہ کہکے سرما
سے کہا طرف مشرق کے جاؤ اک پہاڑ ہی اسکا کوہ سیاہ نام ہو سرکوہ پر جاکے آواز دینا ای آہنگ فلک سیر
تجھکو شہنشاہ نے بلایا ہی اک ساحر زبردست تمھارے سامنے آئیگا یہ نامہ ہمارا اُسکو دینا زبانی بھی سمجھانا کہ برائے
خدمت خداوند لقا جاؤ مگر غرور نہ کرنا وہ دربار خداوندی ہی بہت احتیاط سے لشکر حمزہ سے اُبھر کر قدرت کو
بالائے قیطول پہونچاؤ سرمایہ نامہ افراسیاب لیکر چلا بالائے کوہ سیاہ آیا نام آہنگ لیکر آواز دی فوراً کوہ
شق ہوا ایک ساحر زبردست سیہ فام بدانجام کرگدن پر سوار بارہ ہزار ساحران جفاکار پشت پر سامنے آیا نامہ دیکر
زبانی بھی سمجھایا کہ ای آہنگ فلک سیر سامنے قدرت کے غرور نکرنا دم خاکساری کا بھرنا آہنگ نے عرض
کی ای وزیر اعظم مابدولت مدت سے مشتاق تھے کہ برائے زیارت قدرت جائین عقلمند کہین غرور کرتے ہین
جاتے ہی سبکو قتل کرونگا ایک کو زندہ نچھوڑونگا قدرت کو بڑی دھوم سے لیکر ملک باختر مین پہونچاؤنگا شیر قدرت
لقب پاؤنگا طرہ پیمبری ملے گا غنچہ آرزو کھلے گا قدرت کیا کیا دولت عطا فرمائینگے دولت اولاد خزانہ جواہر سے تقدیر
کردینگے دامن آرزو گل مراد سے بھر دینگے سرما نے پشت پر ہاتھ پھیرا کہا مرحبا صد مرحبا یہی اعتقاد چاہیے جلد
اپنے کو پہونچاؤ آہنگ فلک سیر اُسی وقت بارہ ہزار فوج لیکر سمت کوہ عقیق روانہ ہوا منزلین طے کرتا ہوا جاتا
ہی واضح رائے ناظرین ہو ملکہ سرخ موے کاکل کشا جو خدمت مین خواجہ عمرو کی حاضر ہی قلعہ سرخ مویان پر
سالہا سال لڑائی رہی اب لشکر اُس مقام سے بڑھ آیا ہی ملکہ نرگس جادو خالہ زاد بہن ملکہ سرخ مو کی گلریز جادو
شوہر نرگس یہ زن وشوہر کئی مرتبہ خدمت ملکہ سرخ مو مین حاضر ہوے لڑے بھڑے اپنے قلعہ گلریز پر چلے
گئے اب فی الحال ملکہ سرخ مو نے نامہ لکھا ای برادر گلریز وای ہمشیرہ ملکہ نرگس ہم لوگ نوبت بجان وکارد
براستخوان مین بجز دوم بلا کھولا گیا تاریک شکل کش ہم لوگون کے مقابلہ مین آگیا اسکے مقابلہ سے جان بچنا دشوار
ہی اگر ہوسکے تو اس زمانہ مین ہمسے ملاقات کر جاؤ ورنہ دیدار ہمارا تمھارا قیامت پر گیا شہنشاہ گلریز جادو
وملکہ نرگس نے جو یہ نامہ پڑھا زن وشوہر بیقرار ہوگئے فوراً اسودو سو کنیزین اپنے ساتھ لین ایک خیمہ مختصر
بسمد کر وقطع منازل وقطع مراحل کرتے ہوے زن وشوہر جاتے ہین صحراے دربند جالندھر پہونچے اگر دلکش ہوے
خیمہ استادہ ہوگیا کرسیان بچھ گئین ایک پر گلریز ایک جانب ملکہ نرگس آکر متمکن ہوے صحراے سبزہ زار کی کیفیت

دیکھ رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا ایک جادوگر تخت پر سوار ہمراہ اربارہ ہزار ساحران غدار بڑے زور و شور سے
آتا ہے گلریز نے کہا کوئی خراج گذار افراسیاب کا جاتا ہے ملکہ نرگس جادو نے کہا سامان لشکر کشی ہے کل خراج
گذاران افراسیاب جائینگے اسوقت مین نہ شریک ہونا باعث خرابی ہے یہ ذکر تھا کہ وہ ساحر آکر اُترا کار گذار
بارگاہین استادہ کرنے مین مصروف ہوئے واضح ہو کہ یہ وہی آہنگ فلک سیر جادو ہے سمت لشکر لقا جاتا تھا
اسوقت اگر یہان اُترا سر اُٹھا کر دیکھا نازنینان مہ جبین پھر رہی ہین ایک خیمہ مختصر سا استادہ ہے ایک تاجدار
دوسری شاہزادی عالیوقار در خیمہ پر استادہ ہین کسی سے اسنے پوچھا یہ کسکا لشکر ہے ساتھ والون نے عرض کی
ہم نے دریافت نہین کیا لیکن ہمارے ہی شہنشاہ کا کوئی ملازم یا خراج گذار ہوگا اس اقلیم مین غیر کا گذر کہان ہے
آہنگ تاج سر پر رکھے ہوئے اُسی جانب چلا کہا جا کر ملاقات کرین معلوم ہو جائے یہ کون لوگ ہین کس ملک
کے حاکم ہین یقین ہے اسی سرحد کے ناظم ہین اسلیے ضروری کا آرام ہوگا یکہ و تنہا لشکر مین ملکہ نرگس کے آیا
کنیزون نے بڑھکر گلریز کو خبر دی اے قبلۂ عالم آہنگ ملازم افراسیاب آپکی ملاقات کو آتا ہے گلریز نے کہا
کرسی بچھے برائے استقبال کھڑا ہو گیا چند قدم بڑھکر آہنگ سے ملاقات ہوئی لا کر کرسی پر جگہ دی آہنگ
کرسی پر بیٹھا جمال بیمثال ملکہ نرگس پر نگاہ پڑی دیکھا اک نازنین خوشخو آنکھین رشک چشمان آہو پیشانی نور آگین
صاحب جاہ و تمکین بصد رعنائی و زیبائی کرسی جواہر نگار پر جلوہ فرما ہے دیکھتے ہی مر گیا آہ کر کے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا
بنگاہ حسرت دیکھنے لگا شہنشاہ گلریز نے جو طریقہ کہ شاہان عالیوقار کا ہے نام و نسب بھی نہین پوچھا پہلے ساقی بچے کو
طلب کیا جام مے ارغوانی پیش کیا اس ملعون نے دو چار جام پیے جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا اور نشہ
مغرور بے شرم ہوا طرف شہنشاہ گلریز کے متوجہ ہو کر پوچھا آپ کا نام نامی اسم گرامی کیا ہے کیا آپ اس سرحد کے
مالک ہین یا مثل ہمارے مسافرانہ اس صحرائے پُر فضا کے سالک ہین شہنشاہ گلریز نے بفصاحت و بلاغت
فرمایا ہماری ملکۂ عالم ہمشیرہ ملکہ سرخ مو سے کاکل کشا ہین لشکر طلسم کشا کی جانب جاتے ہین آپ کہان تشریف
لیجائینگے اس بے حیا نے جواب دیا ما بدولت کا نام نامی اسم گرامی آہنگ فلک سیر برائے قتل سلمانان
سمت کوہ عقیق جاؤنگا لیکن بڑے افسوس کا مقام ہے تم زن و شوہر نے شہنشاہ کا خوف نہ کیا باغیون کا ساتھ دیا
خیر جو گذرا وہ گذرا اب میرے ساتھ چلیے مین قدمون پر قدرت کے گرا دونگا قدرت اپنا سفارش نامہ مرحمت
فرمائینگے شہنشاہ کچھ نہ کہین گے گلریز نے جواب دیا اے آہنگ فلک سیر جو ہمنے مناسب جانا وہ کیا تمھین
ہمارے مقدمات مین کیا دخل ہے اتفاق سے ملاقات ہو گئی آپنے ہمکو سرفراز کیا ماحضر موجود ہے براہ عنایت

تناول فرمائیے اپنا راستہ لیجیے ہمارے مقدمات طشت از بام افتادہ ہو چکے سالہا سال لشکر مین خواجہ عمرو کے رہے
روز فتح وشکست کا سامنا تھا نرگس جادو کو تو بہت ناگوار ہوا شوہر سے اشارہ کیا کیون ایسے بیحیا سے
عذر کرتے ہو یہ بگڑے گا تو ہمارا کیا کرے گا یہی چارسو کنیزین کافی ہین ابھی لشکر کو الٹ پلٹ کردونگی میدان گلزار
لاشہ ہاے ساحران سے بھر دونگی گلریز نے منع کیا اشارہ کردیا مین ابھی سمجھا کے اسکو رخصت کیے دیتا ہون ہم
بر سر راہ ہین کیا ضرور ہی کہ اس مقام پر فساد ہو آیندہ نہ مانیگا سمجھا جائیگا لیکن آہنگ نے قبضے پر ہاتھ ڈالکر کہا
میان گلریز صاحب اُٹھیے میرے ساتھ طرف کوہ عقیق کے چلیے دل مین اس ملعون کے یہی فساد کرون لڑائی
ہو کسی طریقے سے ملکہ نرگس جادو پر قبضہ ہو مرد مارا جاے تب عورت پر قبضہ ہو بیہودہ کلام کرنے لگا گلریز نے
تو طرح دی یہی کہتا ہی کہ ای آہنگ فساد کا قصد نہ کرو اپنے لشکر مین جاؤ اگر لڑنا منظور ہو طبل جنگی بجواؤ اسوقت تم
یہان بطور مہمان آئے ہو مین کچھ کہنا مناسب نہین ہی اور یہ بے حیا سمجھا کہ یہ مجھسے دب گیا فورًا اسکو قتل کرون
اس مہ جبین حور مثال کو پہلو مین بٹھاؤن جب اسنے چند کلمات سخت کہے ملکہ نرگس نے آنکھین پھیرین لال
ڈورے نشہ وحشت کے پڑ گئے غصے سے چہرۂ گلنار ابروے خمدار ہے گویا تیغہ ہلالی چمکے پلکون نے صفین جمائین
چھریان کٹاریان چلنے لگین غصے مین کرسی سے اُٹھین کہا او بیحیا اپنے دل مین کیا سمجھا ہی شوہر ہمارا خوشامد
کرتا ہی تو مثل گدھے کے پھول گیا اپنی حقیقت کو بھول گیا جا دور ہو لشکر سے ہمارے نکل جا یہ کہکر کنیزون کو
اشارہ کیا اس مردود کو ہمارے لشکر سے نکال دو دو چار کنیزین چلین ایک حبشن نے ہاتھ پر آہنگ کے
ہاتھ ڈالدیا کہا ای شخص دیکھ حکم شاہنشاہی صادر ہو چکا اب تو نہین ٹھہر سکتا اس بیحیا نے حبشن کو ہاتھ تلوار کا
مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے ملکہ نرگس نے بہ نگاہ قہر وغضب دیکھا برق چمکی شانہ اس ملعون کا نشانہ ہوا گلریز
بیچ بیچ مین آگیا کہا ملکہ جانے دو اِسے گلریز پر ہاتھ مارا لکارا اُٹھا تجھکو قتل کرکے اس معشوقہ کو قبضے مین کرونگا
زخمی ہونا جوہر عاشقی ہی یہ زخم کیا کلیجے مین ناسور ہی دل عشق منزل ناصبور رہی تلوار جا اسکی پڑی گلریز کا
سر زخمی ہوا ملکہ نرگس ہٹو صاحب کہکے بڑھین تیغہ ہلالی کھینچ جا پڑین جیسے ہی ملکہ نے تیغہ اٹھایا یہ نامرد
پکار اُٹھا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان سر حاضر ہی کاٹ لو یک نظر سے خوش گذرے عاشق صادق ہون سر
ہتیلی پر رکھا ہی ایک وار لگائیے

اشعار

عشق کی چوٹ کا کچھ دل مین اثر ہو تو سہی
پھیر کچھ ای مژہ دیدۂ تر ہو تو سہی

درد کم ہو کہ زیادہ ہو مگر ہو تو سہی
آہ کہتی ہی سے ڈھونڈھون ترہ ہو تو سہی

دیکھون نشتر زن دل انکی نظر ہو تو سہی
نکلے اپنے تلاشی کو اگر ہو تو سہی

دیکھنا لیتی ہین کیا دل کی تمنا مین جگہ
دل مین گھر کرنے کو کچھ تیری نظر ہو تو سہی

دل کو کیا دخل پڑے یار جو مجھسے شب وصل
قابل اسکے تری بل کھاکے کمر ہو تو سہی

دل کی خواہش ہی کہ مہمان بلاؤ اُسکو
دل مین آتا ہی کوئی اسکی خبر ہو تو سہی

دی اجازت بس پردہ ہی ٹھہرنکی ہین
آنکھ کمبخت گر خشک ہی تر ہو تو سہی

یہی قاتل سے ہی اظہار کا پہلو اچھا
پہلے اسکا دلِ بیتاب مین گھر ہو تو سہی

کہتی ہین حسرت دیدار سے آنکھین اپنی
اس لگی کی کسی غافل کو خبر ہو تو سہی

قطع یہ وصل کی امید ہی اک شب حلال
جوشش گریہ بلا خونِ جگر ہو تو سہی

یا ہمین کھینچ بلا لینگے انھین یا وہ ہمین
خیر سمجھونگا کوئی مانع شر ہو تو سہی

نہ سنے گا جو مری داور محشر نہ سنے
کہتی ہی خانہ بدوشی کہین گھر ہو تو سہی

کیون فلک وصل کی شب بھی نہ ہنسین یار سے ہم
جلوے گو ہین ترے کچھ پیش نظر ہو تو سہی

اپنی کیفیتین دکھلاتا ہی مجھ مست کو کیا
آرزو دل کی کوئی زخم جگر ہو تو سہی

ضبط بھی کر نہ سکون وہ جگر مین کھٹکی
دیکھ لینگے ہم اُسے تاب نظر ہو تو سہی

صبح ہوتی نہین کیونکر شب فرقت دیکھین
زیست ایام جدائی کی بسر ہو تو سہی

تیر ہو جائے کہ برچھی کہ کٹاری کہ چھری
کشش عشق اِدھر خواہ اُدھر ہو تو سہی

زلف کے جھونک اٹھائیگی نہ ہنگام خرام
عرصۂ حشر مین اچھا وہ نڈر ہو تو سہی

روک لون آنکھون ہی مین گر نہ بڑھنے دون کبھی
شام سے ہی یہی دھمکی کہ سحر ہو تو سہی

آتے ہین وہ کہ رلا کر مجھے پونچھین مرے اشک
جام جم پہلے مرا دست نگر ہو تو سہی

ٹھہرے خود یاد کسیکی تو اسے بھی ٹھہرائے
میری فریاد مین پیدا کچھ اثر ہو تو سہی

غیر ہی کچھ مری جانب سے لگا دے جا کر
دل مایوس کو کچھ اسکی خبر ہو تو سہی

یہ اشعار بیقرار ہو کر جو اس نامرد نے سامنے ملکہ نرگس کے پڑھے اُس صاحب عصمت و عفت کی آنکھین ابل آئین دل پر چوٹ لگی یہ اشعار تیر بنکر کلیجے پر پڑے شوہر کو اشارہ کیا صاحب ہٹو اس نامرد کی باتین سنتے ہو کیا کوئی بازاری مقرر کیا ہی کیا سمجھا ہی ہمین برائے اطاعت افراسیاب ترغیب دیتا ہی مین ابھی عشق اسکا اڑائے دیتی ہون یہ کہکے ابروئے آنکھون سے تیر چلے نیچے قریب جا کے مارا ہر چند اس بیحیا نے رد کا سحر بھی کیا لیکن تڑپ کر گرا اسراس خود سر کا زخمی ہوا یا تو دم عشق بھرتا تھا تلوار کھاتے ہی چیخنے لگا افسرون کو آواز دی یارون دوڑو یہ زن و شوہر مجھکو مارے ڈالتے ہین بارہ ہزار ساحر دوڑ پڑے اب زن شوہر سنبھلے آہنگ فلک سیر کو ان سبھون نے ہٹا لیا اسنے زخم سر باندھا بارہ ہزار ساحرون کا بلوا ہوا یہان صرف چار سو کنیزین ہین مگر یہ لوگ جنگ و افراسیاب کی مار اٹھائے ہوئے ہین نرگس نے بڑھکر سحر کیے سیکڑون کو نابینا کر دیا جسپر نگاہ ڈالدی ہائے کہکے گرا ٹٹولتا پھرتا ہی منھ کے بل گرتا ہی گلریز نے صدہا کے نخل قد قلم کیے کسیکا غنچہ آرزو نہ کھلنے پایا ہوا ے گرم چل رہی ہی باغ حیات مین باغیون کے خزان آئی نخل برگ خزان دیدہ سر گرنے لگے گل حیات سبکے مرجھائے کنیزون نے کاتیان باندھین تیغے کھینچکر جا پڑین ہزار ہا بیحیا مارے گئے

چونکہ افسر زخمی ہو چکا آخر نہ تاب لا سکے ملکہ نرگس و گلریز کے سامنے سے بھاگے ملکہ نرگس پلٹی تھین خیال عصمت
سے آنکھون مین آنسو بھر آئے ہوئے آخر گلریز نے ہاتھ تھام لیا کہا ملکہ جانے دو نامردی کی سزا ہو گئی کئی ہزار بے حیا
مارے گئے ملکہ نرگس نے کہا صاحب مجھے انتہا کا غصہ ہی کلمات مہملات ملعون کے سنے افسوس ہی زندہ بچکر
نکل گیا گلریز نے کہا اب لشکر اسلام مین چلتے ہین وہان ضرور آئیگا جادوگر نامی ہی اسکا ذکر خواجہ سے ہوگا ملکہ نے
کہا کیا واہیات بات کہ ذکر کرینگے لیکن انشاء اللہ میدان کارزار مین سمجھا جائیگا شوہر کو بھی منع کیا کنیزون نے بھی تاکید
کی کہ خبردار لشکر خواجہ مین ذکر نہ کرنا از زخمون کا ذکر آئے ہمشیرہ پوچھین کہدینا راہ مین کچھ ساحرون نے گھیر لڑائی ہوئی
لڑ بھڑ کر نکل آئے اس زمانے مین لڑائی کیا مشکل ہی تمام ممالک مین غدر ہی ملازمان افراسیاب آمادہ سرکشی ہر جا
سے لشکر کشی سب نے ہماکر ملکہ نرگس کو پھیرا کنیزین بھی زخمی تھین زن و شوہر نے بھی زخم کھائے قصد ہوا
آج شبکو اسی مقام پر رہنا چاہیے زخم دوزیان ہونا واجب و لازم ہی اسی مقام پر خیمہ استادہ ہوا ملکہ نرگس خیمے مین
آئین پٹیان مرہم کی چڑھائی گئین چند کنیزین برائے حفاظت مقرر ہوئین ملکہ نے بعد خاصہ نوش فرمانے کے
آرام کیا لیکن یہ سنیے آہنگ فلک سیر بھاگ کر پانچ کوس پر ٹھہرا سردارون نے بارگاہ وغیرہ استادہ کی سب
کہتے ہین کہ کیا زوال دولت افراسیاب کے سامان ہین عورتون کے ہاتھ سے شکست کھائی ہمارے شہنشاہ کو
بیٹھے بیٹھے یہ کیا سوجھی پرائے گھر مین جا کر فساد برپا کیا خوب ذلیل ہوئے بڑی خیر ہوئی کہ وہ سب رک گئے ورنہ
اُنکے ہاتھ سے ایک زندہ نہ بچتا ایک نے کہا ملکہ سرخ مو کی خالہ زاد بہن ہی افراسیاب سے سیکڑون مرتبہ لڑائی
پڑی ہوگی بھلا اسنے وہ کیا دبتی ملازمان سرخ سب بلا کے ہین جب تو ملازمان بادشاہ ہوشربا سے مقابلہ کرتے ہین
جان دینے پر مرتے ہین پھر مرنے والے سے کون لڑے آخر سینے لڑ بھڑ کر صدہا ممالک پر قبضہ کر لیا آہنگ
بیہوش ہی یہ باتین سن رہا ہی سردارون نے لاکر بارگاہ مین اُتار زخمون مین ٹانکے دیے آنکھ کھولی سردارون نے
طعن و تشنیع کیے کہا حضور آپنے ہم سبکو ناحق ذلیل کیا دو ہزار بے گناہ مارے گئے بڑی خیر ہوئی ملکہ نرگس خود
پلٹ گئین نگاہ نے اُنکی ہزارون کو زخمی کیا ترچھی نگاہون سے چھریان کٹاریان چلتی تھین تیر مژگان نے کلیجے
مشبک کر دیے آہنگ نے کہا بھائیو کوئی میرے دل سے پوچھے میری تو جان پر بنی ہی اگر وصل نرگس جادو
نہ حاصل ہوگا آہوان صحرا سے اُنس کرونگا جنگلون مین مارا مارا پھرونگا بیٹے نے کہا حضور صبر کیجیے ایسی معشوقہ کا نام
نہ لیجیے جان بچنا دشوار ہوگی ابکی مرتبہ قتل ہی کروا دے گی آہنگ ہائے وائے کرنے لگا کہا صاحبون تمکو میرے
دل کی خبر نہین ہی میری جان پر بنی ہی سب نے کہا پھر ارشاد فرمائیے پھر چلیے چلکر لڑین اب بھی آپکے ساتھ بہت لوگ ہین

آہنگ فلک سیر نے گھبرا کر کہا ظاہر مین جانا بہتر نہین ہو کچھ اور تدبیر بتلاؤ وہ بھی مجھپر مائل ہوئی اور بلکہ اُن ہی نے
اُسکے شوہر کے سامنے جو اشعار عاشقانہ پڑھے اُسکو ناگوار ہوا تم مین سے کوئی ایسا ہو میرا نامہ اشتیاق اُس محبوب جانی
یار جانی تک لیجائے یقین ہو نامہ پڑھتے ہی چلی آئیگی شوہر کو دھوکا دیگی سردارون نے کہا بھلا کیسکی قضا آئی ہے جو آپکا
نامہ لیکر سامنے اُس قتالۂ عالم کے جائے نہین معلوم کیا حال کریگی آپ خود تشریف لیجائین تو بہت بہتر ہے جب سردارون
نے جو یہ کہا بلبلا کے اُٹھا کہا صاحبون مین کیا تمہارے بھروسے پر آیا ہون لشکر حمزہ سے مقابلہ کرنے جاتا ہون اُس
عاشق ہوا اسوجہ سے زخم کھایا ورنہ کسکی کیا مجال ہے سحر و ساحری مین جو اس دولت سے مقابلہ کرے مین ابھی جاتا ہون
اپنی معشوقہ کو لاتا ہون رات ہی کو یہ روسیاہ اُٹھا طرف لشکر ملکہ نرگس کے چلا جب قریب لشکر پہونچا دیکھا چند کنیزین
پھر رہی ہین صداے حاضر باش بلند ناگاہ گلریز جادو بھی خیمے سے نکل آیا کنیزون کو پکار کر آواز دی ہوشیار رہو
ملکہ عالم نے آرام فرمایا کچھ رات جب باقی رہے سفر کی تیاری کرو ان دنون فصل گرما مین سفر ہے ہر منزل مین خوف وخطر ہے
جلد اپنے کو خدمت خواجہ مین پہونچائین سنتے ہین آجکل قیامت کے مقابلے مین لشکر طلسم کشا پر وبال بڑا ہے کوئی
ساحر زبردست آیا ہے یہ بھی سنا تھا کہ تاریک شکل کش آگئی خدا اُسکی بدعت سے اہل اسلام کو بچائے کنیزون کو
ہوشیار کر کے گلریز اندر گیا آہنگ نے یہ سب معرکہ دیکھا خائف ہوا پھر سوچا اگر خالی پھر جاؤنگا سردارون مین کے
اگر لشکر مین جاؤن کنیزین جاگ رہی ہین اسی تردد مین جب دو پہر شب گذر گئی سوچا کہ اب جانبازی کر کے
دونون پر بار کر غرق زمین ہوا نقب سحر دیتا ہوا خیمہ مین ملکہ نرگس کے پہونچا دیکھا شاہزادہ گلریز نے بھی آرام کیا
ملکہ نرگس اپنے چھپر کھٹ پر سو رہی ہے چار کنیزین چپی پر حاضر ہین اس ملعون نے سحر کیا کنیزین بیہوش ہو کر گرین
ملکہ نرگس پر بھی سحر کیا سوتی تھی ہاتھ پانون سحر سے بیکار ہوئے غفلت کا غلبہ ہوا جب اُس بیحیا نے دیکھا سحر نے
میرے تاثیر کی قریب ملکہ نرگس آیا کمر مین بچہ دیکے اُسی طرح غرق زمین ہوا پہر رات رہے اپنے لشکر مین پہونچا
زبان مین ملکہ نرگس کے سوزن دیا خوف ہے اگر بیدار ہو گی قیامتین برپا کرے گی ساتھ والون سے کہا دیکھو
صاحبون معشوقہ سرکش کو گرفتار کر لایا شوہر کو اُسکے زخمی کیا کنیزین سب بھاگ گئین لیکن اب یہان ٹھہرنا کیا ضرور
اسی وقت لشکر تیار کر و خدمت خداوند لقا مین جلد پہونچین اس ملعون نے اُس گوہر بے بہا جو حسن وخوبی کو
اک صندوق مین بند کیا اسی وقت لشکر تیار کر کے طرف کوہ عقیق کے روانہ ہو گیا یہان بوقت سحر گلریز کی آنکھ
کھلی چھپر کھٹ ملکہ کا خالی پایا کنیزین بیہوش گھبرا کے آواز دی کنیزین تیاری کر رہی تھین گھبرا کے اندر آئین
گلریز نے گھبرا کے پوچھا ملکہ عالم کیا واسطے رفع حاجت کے گئی ہین سبنے کہا حضور ابھی تو باہر بھی نہین نکلین

کنیزون کو بیدار کیا کہا ارے ملکہ عالم کہان ہین اُن کنیزون نے کہا حضور بڑی رات گئے خود بخود ہمپر نیند طاری ہوئی نہین معلوم کیا معرکہ تھا اب کنیزون نے چار جانب ڈھونڈھا کہین پتا نہ ملا گلریز گھبرا گیا دیوانہ وار یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

افسوس ما بعیش جہان را قیام نیست
چندے نشان بخاک برابر کہ نام نیست
فرصت بروز و شب ہمہ دیدم خوش تلاش
پروا نما بسوے چمن بے خرام نیست
افتادگی مشاہدہ پختہ مغربیست
در گوشۂ قفس خطر و خوف دام نیست
از فکر ناورد راہ چہ غافل نشستہ
جام بہ ماہ مید بہ این ہم بدام نیست
سودا بجاے عالم ہما استخوان برو

بے گردش زمانہ درین بزم جام نیست
آخر مال کار ترقی تنزل است
ایفاے وعدہ تو درین صبح و شام نیست
قاضی اگر نگہ بسوے قائم کند
کآن ثمر بشاخ بماند کہ خام نیست
مومن زجور گوید و ترساز دخت رز
این منزل خراب محل قیام نیست
میخواست تا بہ خلوت خاص نہد ملک
کس را بہ پیش یار مجال پیام نیست

نام و نشان مخواہ بعالم گذشتہ اند
جز کاستن بطالع ماہ تمام نیست
تا مرغ پر شکستہ گلزار عالم ایم
خون مرا بحکمہ انتقام نیست
آزردگی بامن اسیری ز ہر سید
مارا دماغ بحث حلال و حرام نیست
از شیشۂ فلک مطلبی کہ این دنی
دامن لوب کشید کہ باش از ان عام نیست

اسطرح گلریز تڑپا پھر کا کنیزین بھی سب رونے لگین ایک کنیز نے گھبرا کر کہا دیکھیے حضور قریب چھپر کھٹ کے یہ نقب سحر کا معلوم ہوتا ہی فوراً گلریز اُس نقب مین پھاند پڑا ہر چند کنیزون نے کہا حضور نقب مین کوئی بیٹھا ہو گلریز کے کلیجہ پر چھریان پھر رہی تھین بیتاب و بیقرار نقب کو طے کرتا ہوا چلا کنیزین بھی عقب مین سر پٹکتی ہوئی صحرا مین آکر گلریز نکلا نشان نقش پا دیکھتا ہوا اُس مقام پر آیا جہان لشکر آہنگ فلک سیر شکست کھا کے اُترا تھا یہ تو بھیا رات ہی کو کوچ کر کے چلا گیا دو چار ساحر جو انتہا کے زخمی تھے وہ پڑے ہوے کراہ رہے ہین آہنگ کا نام لیکر گالیان دیتے ہین کہ وطن سے حرامزادہ ہمکو لایا ناحق کو اُڑا زخمداری مین ہمکو چھوڑ کر چلا گیا گلریز اُنکے قریب آیا اُنسے حال پوچھا تمھارا افسر کہان گیا تم لوگ کیون بیقرار ہو اُن سب نے کل کیفیت بیان کی کہ آپکے ہاتھ سے زخمی ہو کر یہان اُترا نام لیکر ملکہ نرگس کا روتا تھا سب سردارون سے کہا میرا نامہ لیکر پاس معشوق کے جاو سمجھا کے اُس کو میرے پاس لاو ورنہ فراق مین مرجاونگا سبنے حضور انکار کیا آخر وہ نابکار خود گیا نہین معلوم ملکہ کو کیونکر لایا کہتا تو تھا کہ مین اُٹھوا کر لایا ہون شوہر کو اُسکے زخمی کیا کنیزین بھاگ گئین ملکہ کو مین لے آیا رات ہی رات اُسنے لشکر تیار کیا طرف کوہ عقیق کے گیا گلریز کے ہوش اُڑ گئے ہاتھ پانون مین رعشہ بیقرار ہو کے پکار اُٹھا اے فلک تونے یہ کیا کیا ستمگر تفرقہ میری پہلونشین کو مجھسے جدا کیا ع وائے بر ماہ گرفتارے ما ہ کس انقلاب کا سامنا ہوا نہین معلوم زمانہ موت کا

قریب ہوا ہون فراق نصیب ہوا اشعار دلگیر

حسن کی بازار مین گیا ہی جز اشیائے اق
دل رہینگے ایکدن ہرگز نہین جا فراق
بس تھا اک داغ ایدل پھر تو اسکے دل جلایا
ہجیو مغرور مت ہو درمیان پائے فراق
تجھ بن اعضا کا ہی یہ میرے جان
ایک غم کو نہین ہی مجھسے نفاق

دیکے نقد دل نکر زنہار سودائے فراق
لطف ان دور از وفاؤن سے محبت کا نہین
اس کی آتش کو ڈرتا ہون نہ سلگائے فراق
زندگی کیون نہوے مجھپہ شاق
تار شیرازہ بن ہون جون اوراق

دوستان رفتہ کا آنا فراق ہول مجھے
خانۂ دلکو عبث کیون کیجیے وائے فراق
وصل گر اس شوخ کا سودا ہو تو ہے دست داد
یار بے اعتنا و دل مشتاق
عشق تیرے بن سب منافق ہین

اسطرح **گلریز** بیقرار ہوا گھبرا گیا کبھی مثل تصویر تصور خاموش کبھی بحر الم کا جوش کنیزین سب آکر جمع ہو گئین اس صحرائے ہول خیز مین جا بجا ڈھونڈھتی پھرتی ہین کوئی روتی ہی کوئی اشکون سے منھ دھوتی ہی کوئی نام لیکر پکارتی پھرتی ہی کوئی بدحواس ہو کر گرتی ہی آخر گلریز نے کہا صاحبون جو ہونا تھا وہ ہوا رونے پیٹنے سے کیا ہوگا جستجو کرنا مناسب ہی یہ عاشق زار اپنی جان دینے کا طالب ہی یہ بخوبی ظاہر ہوا کہ آہنگ طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے گیا ہمارے آقا سے معرکہ درپیش ہی ہمین ناحق کا پس و پیش ہی تم سب صاحب خدمت مین خواجہ **عمرو** کی جاؤ معرفت ملکہ **سرخ مو** کے کاکل کشا کے اس آفت سماوی کا ذکر کر دینا مین ابھی جاتا ہون یا جان دونگا یا اس محبوب گم گشتہ کو ڈھونڈھ کر لونگا اس حیلہ سے خدمت مین آقائے نامدار کی پہونچونگا قدمبوسی سے مشرف ہونگا کنیزون نے عرض کی اس راہ مین دربند جالندھر یا ملیگا شمیم جالندھری اس دربند کی حاکم ہی طرف سے **افراسیاب** کے ناظم ہی ضرور حضور کو روکے گی **گلریز** نے کہا شمیم کی بھی یہ لیاقت ہی کہ ہمکو روکے اگر سامنے آئیگی انشاء اللہ لطف اٹھائیگی رکنا مناسب نہین ہی سبنے عرض کی بسم اللہ مگر اسوقت مین حضور کا ساتھ نہین چھوڑینگے کیا روے سیاہ جاکر ملکہ سرخ مو کو دکھائین شرم کی بات ہی پس حضور کا ہمارا ساتھ ہی **گلریز** فوراً اک طاؤس پر سوار ہوا چار سو کنیزین پشت پر گولا سحر کا ہاتھ مین لیا بہ قہر و غضب تمام چلا اور آہنگ **فلک سیر** جب قریب دربند جالندھر یا پہونچا شمیم کو خبر ہوئی یہ واسطے استقبال کے گئی آہنگ نے کہا مین خدمت خداوند لقا مین جاتا ہون شمیم نے سب سامان دعوت کیا صبحکو یہ رخصت ہوکے نکلگیا شمیم بام قلعہ پر کھڑی ٹہل رہی ہی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا اک نوجوان تاجدار طاؤس سحر پر سوار پشت پر مصاحبان نامدار لیکن مثل شعلہ جوالہ برسر قلعہ آکر چمکا شمیم نے آواز دی کون جاتا ہی **گلریز** نے فوراً طاؤس روک لیا آواز دی او شمیم ہمکو نہین پہچانتی منم شاہزادہ **گلریز** جادو نسبتی بھائی ملکہ **سرخ مو** مصاحب خاص

طلسم کشا او شمیم سے چ تبلا آہنگ فلک سیر اسطرف سے گیا ہی حرامزادے نے مکر کیا بھاگ کر نکل گیا شمیم
شاہزادہ گلریز کو غصے مین دیکھکر گھبرائی خائف ہوکر جواب دیا ای شہریار حقیقت مین وہ آیا تھا یہان سے روانہ
ہوگیا مین آپ کو نہین روکتی گلریز نے کہا مین موجود ہون یہان بھی لڑنا وہان بھی جانبازی کرنا مرد سپاہی کا
یہی کام ہی جنگ وجدل مین اپنا نام ہی یہ کہتا ہوا سامنے شمیم کے پہونچا شمیم دل مین سوچی فی الحقیقت بڑے
قہر وغضب مین جاتا ہی اسکو روکنے مین خرابی ہی بہر دو بہر مین جاکے آہنگ سے بھڑ جائیگا تا بہ کوہ عقیق
وہ نہ پہونچ سکیگا اس کو بہکا دون بس شمیم نے کہا ای شاہزادہ والاقدر آپ طرف سے طلسم آئنہ کے تشریف
لیجائیے یہ راستہ سیدھا ہی اسی طرف سے وہ بھی گیا ہی یہ سنکر شاہزادہ گلریز مثل شعلہ جوالہ بھڑک کر چلا جیسا ہوا
جاتا ہی بجا ہستا ہی راہ مین پکڑلون تا بہ لشکر صاحبقران نہ پہونچنے دون دل سے کہتا ہی افسوس کسطرح سے براے
ملاقات صاحبقران چلے اُس شیر بیشہ جرأت سے جاکر یہ ذکر کرون کہ میری زوجہ کو چھین لایا کاشکے راہ مین
پاؤن لٹھ کر جھیلون نہین معلوم اُس محبوب جانی یار جادوانی پر کیا گذری ہوگی صاحب عصمت وعفت
مزاج مین جرأت ولیاقت ایسا نہو سر ٹپک ٹپک کے اپنی جان دے اگر رہائی پائی اُسکو بدون میرے
کہان قرار تھا فوراً اپنے کو مجھ تک پہونچاتی ابیات

یار بودہ جذب عشقم ہوش مطلوب مرا
کو نسیمے تا کشاید چشم یعقوب مرا
بس سکندر طالعم باید فزون جاے خوشی
وائے گر خواہد بمحشر زشت یا خوب مرا

یا تغافل گشتہ سد راہ محبوب مرا
صد چنانم رانوی در جانفشانی ہاے عشق
باد اگر خواہد برد سوے تو مکتوب مرا
ہمنشینان ہمت کافزونی ہاے درد

یوسف گل پیرہن را در چمن بر تن درید
کردہ قانون محبت طرز اسلوب مرا
شستہ ام صد رہ زعصیان نامہ اعمال خویش
برد مخفی از دل من صبر ایوب مرا

یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا رہروی کررہا ہی ٹھنڈی سانسین بھر رہا ہی قضاے کار ملکہ حنظل جادو بادشاہ
طلسم آئینہ فیل بند کے دروازے پر جلوہ فرما ہی سر اُٹھا کر دیکھا اک لکہ ابر کڑکتا ہوا جاتا ہی حنظل کو گمان ہوا شاید
کوئی ملازم افراسیاب اس جانب آتا ہی پھاٹک سے لپنے اُتر آئی آواز دی کون آتا ہی مقام ادب ہی
یہان عملداری ہی زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران گردون کہ نام پر شہنشاہ گیتی ستان سعد بن
قباد والاشان کے جاری ہی فتاح اس طلسم کا نقد روح روان قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان
جو کوئی لقا پرست بالات پرست ہو اور بادہ کفر ونخوت سے مست ہو پلٹ جاے ہاتھ سے غلامان
صاحبقران کے اپنی آبرو بچاے گلریز نے جو یہ سنا آواز دی ای ملکہ حنظل شکر ہی ہم بھی اُسی شجر کے پتے ہین

یہ کہکے اشارہ کیا ابر شفق ہوا طاؤس ترٹپکر زمین پر آیا ملکہ خنظل جادو نے ایک جوان تاجدار صاحب شوکت و
شان کو دیکھا آپس مین بغلگیر ہوئی حال پرسی کی گلریز نے تمام کیفیت آہنگ فلک سیر ظاہر کی یہ سنکر خنظل
نے کہا تمکو شمیم جالندھری نے دھوکا دیا اس راستہ سے کسکی مجال ہی جو گذر کرے عرصہ دراز ہوا کہ طلسم قبضہ
مین صاحبقران کے آیا ملازمان افراسیاب ادھر سے نہین آتے از طلسم آئینہ تا طلسم گوہر افراسیابی ایک
وانڈا ہی آپس مین ہم سبھون مین نامہ و پیغام رہتے ہین اگر کوئی سامری پرست آیا و اصل جہنم ہوا ہم لوگ روز و شب
اسی فکر مین رہتے ہین جانتے ہین لڑائی درپیش ہی جسدن طلسم کشا بر سر دریاے نیل جائیگا ہملوگ بھی اپنے کو
پہونچا دینگے اہالیان دربند سے مقابلہ کرنا نہین چاہتے خود افراسیاب سے جا کر لڑینگے طلسم کشا کے شریک
ہونگے ای شاہزادہ گلریز ہم بھی تمھارے ساتھ چلیں اگر راہ مین ملجاے حرامزادے کو سزاے معقول دین بڑا
کوئی نامرد ہی عجب حرکت ناشایستہ کی لیکن اب کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر جائیگا ہاتھ سے فرزندان عمرو کے سزاے
معقول پائیگا جاتے ہی وہ گردن لینگے استاد والاشان ہمارے ایک لاکھ چوراسی ہزار شاگردان رشید فرزندان سعید
چھوڑ آئے ہین وہ پہونچتے پہونچتے ساحر کی گردن لیتے ہین گلریز نے کہا ای خنظل بڑے حجاب کی بات ہی ہم بھی لشکر
ظفر اثر مین ہین نہین گیا قدمبوسی سے امیر با توقیر کی مشرف نہین ہوا جانے مین نہایت حجاب ہی اس مقدمہ مہمل کے
ذکر کرنے مین دلکو پیچ و تاب ہی خنظل نے کہا ہم تمھارے ساتھ چلتے ہین گلریز خوش ہو گیا اور خنظل نے یہ بھی کہا
ہمارے آقا کی بارگاہین وہان خالی ہین ہمارے واسطے سامان وغیر سامان کی کیا ضرورت ہی ہمارا شاہزادہ والاقدر
براے فتاح طلسم اسکندر یہ تشریف لیگیا ہی ہماری دختر بلند اختر ملکہ نرگسی چشم عقد مین خاور سیاہ کے ہی اگر نسخہ نکاح
اتفاق ہوتا ہی ہر چند گلریز نے منع کیا خنظل نے تخت منگایا اُتنے عرصہ مین شربت وغیرہ منگا کر ہمراہیان شاہزادہ
گلریز کو پلایا تخت پر گلریز کو سوار کرکے اپنے ساتھ چند کنیزین لین طرف لشکر صاحبقران کے روانہ ہوئی لگر جال
خیریت مآل زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر گیتی ستان تحریر ہوتا ہی مقابلہ لشکر زمرد شاہ باختری
مین غور کش مین لقا کو انتظار ہی کہ کوئی ساحر طرف سے طلسم ہوش ربا کے آئے تو سامان جنگ و جدل ہو گئی مرتبہ
سلیمان عنبرین مو سے کوہی نے کہا یا خداوند طبل جنگی بجوائیے لقا نے کہا ہمنے یہی تقدیر کی ہی کہ سلیمان
سب مسلمانون کو قتل کرے گا بختیارک نے کہا یا خداوند ایسی تقدیر نفرمائیے اندھے کی ایک ہی لاٹھی ہی اگر
سلیمان پر کوئی زوال آیا کوہ عقیق پر قدم نٹھہر لگا تا ہوش ربا پہونچنا دشوار ہی حمزہ راہ مین گردن لیگا کئی مرتبہ
قدرت بگڑے گے حمزہ نے چھوڑ دیا اس ملک پر فرزندان حمزہ نے بڑے بڑے صدمات اُٹھائے ہین ابکی جو

کہین قبضہ ہوگیا قدرت کو بھی جان بچانا دشوار ہوگی لقانے اک ڈھول ماری رفیدہ بختیارک کا زمین پر گرا
جھاڑ پونچھ کر اسنے سر پر رکھا کہا خداوند ڈھول ڈھپے کا آپکو اختیار ہی ہمیشہ یہی سمجھا کرتا ہون ساحر کے آنے سے
ذرا چہل پہل ہوجاتی ہی سلیمان کا اڑنا بہتر نہین ہی یہان بارگاہ لقا مین تو یہ ذکر ہی وہان صاحبقران زمان کئی
دن گذرے طبل جنگی نہین بجا شاہزادہ داراب کشورکشا فرزند رشید صاحبقران جو اپنی بارگاہ سے نکلے
فتاح کشوری عیار نے عرض کی حضور کل غلام برلے بالا دوی گیا تھا صحرائے پرفضا مین شکار متعدد ہی
آج صاحبقران سے اجازت لیجیے پہر دو پہر شکار کھیلیے داراب جب دربار مین آئے صاحبقران سے
عرض کی اگر حکم ہو غلام واسطے شکار کے جائے صاحبقران نے فرمایا ای فرزند ممالک پر آشوب کو میونکا جانا
دخل ہی صدہا کوہی مارے گئے اکثر شریک ہوے ایسا نہو کسی سے فساد برپا ہو عرض کی غلام پہر چار گھڑی مین
کوس دو کوس جاکر واپس آئیگا صاحبقران نے فرمایا بسم اللہ لیکن شکور رہنے کا ارادہ نہ کرنا خوب آگاہ ہو ہم
واسطے ایرج نوجوان کے بہت بیقرار ہین ایک تاجر نے خبر دی تھی کہ طلسم اسکندریہ فتح ہوا لیکن ابتک واپس
نہ آئے خدا بخیر و عافیت سے اُنکا جمال ہمکو دکھائے ذکر ایرج جو آیا قاسم عالیشان کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے
رستم پیلتن بیقرار ہوگئے صاحبقران نے قاسم کو گلے لگایا رستم کی پیشانی پر بوسہ دیا فرمایا ہم خوب جانتے
ہین واسطے اپنے نور نظر کے مکدر ہو انشاءاللہ وہ صاحب اقبال بہت جلد بفتح و فیروزی آئیگا قاسم و علمشاہ نے
دست بستہ عرض کی خدا حضور کو سلامت رکھے غلام بھی حضور کا آجائیگا افسوس یہ ہو کہ عیار بھی اُنکا واپس نہ آیا
کہ کیفیت مفصل معلوم ہوتی صاحبقران نے فرمایا جسطرح عمرو میرا عاشق ہو اُسی طرح فرزندان کے میرے
فرزندون کے خیرخواہ ہین وہ کیونکر واپس آتا اپنے آقا کے ہمراہ ہوگا دیکھین ہمارا یار وفادار عمرو نامدار ہم سے
کب ملے سنتا ہون طلسم ہوش ربا مین قیامتین برپا ہین طلسم بہت وسیع ہی ابھی تک اسد غازی نے لوح
تک نہین پائی کوئی تو مرکہ ایسا درپیش ہو کہ ہمارے یار وفادار نے ہمکو فراموش کیا نہین معلوم ہمارے
نور نظر بدیع الزمان گردش فلک کا بھی کچھ پتا ملا یا نہین ملا اسد نامدار بدون حصول مقصد واپس نہو گا
وہ خیر اپنی جان لگا دیگا ذکر بدیع و اسد جو صاحبقران نے کیا بارگاہ آسمان جاہ مین شور گریہ و زاری بلند
ہوا ہر خرد و کلان دردمند ہوا بادشاہ حمجاہ کے بھی آنکھون سے آنسو جاری ہوے فرمایا ای شہریار صف دست
راست سبب ہونے غم نامدار کے ویران ہو ذوگل پر غاشیہ دیکھکر کلیجہ پھٹتا ہی مشیران سلطنت وزیران ابہت
نے عرض کی حضور انشاءاللہ بہت جلد ان شاہزادگان والاقدر سے ملاقات ہوگی سب صاحب بفتح و فیروزی

آئینگے دیکھا چاہیئے کہ صاحبقران بہت بیتاب ہین اور ذکر شروع کر دیے لیکن داراب اپنی بارگاہ مین آنے
چند بیلیے قراول ساتھ لیے مع دو ہزار جوانون کے برائے شکار چلے حکم صاحبقران ہوچکا ہی کہ بہت جلد
واپس آنا آتے ہی شکار شروع کر دیا قصد ہو بہت جلد واپس چلیں فتاح نے بھی یہ انتظام کیا کہ تین کوس سے
زیادہ ملازمان سرکاری نہ بڑھنے پائین اُسی مقام پر سبب شکار کھیل رہے ہین داراب نے ایک آہو کو شکار کیا
زیر نخل آکر ٹھہرے ہین۔ ساتھ والے آتے جاتے ہین فتاح نے عرض کی آپ کا وقت وعدے کا گذرا جاتا ہی
خاصہ پر آپکی تلاش ہوگی اب واپس ہوجیے اگر آپ آج وقت پر پہونچینگے کل پھر رخصت حاصل ہوجائیگی
جبتک طبل جنگی لشکر لقا مین نہ بجے روز تشریف لائیے اتنے ہی عرصہ تک شکار کھیلیے بہ تعجیل پلٹ پڑیے
داراب نے بھی حکم دیا حقیقت مین واپس ہونا چاہیے شکار اُٹھا کر اراب پر لادے چاہتے ہین کہ واپس
ہون صحرا سے گرد اُڑی سب دیکھنے لگے دیکھا آگے سو علم نشان لاکھ سوار کا آگے سے علمدار گذرے ایک جوان
قوی تن تنومند گینڈے پر سوار پشت پر پرے فوج کے جمے ہوے فتاح نے بڑھکر خبر دریافت کی معلوم
ہوا سرخاب کوہی بھانجہ سلیمان عنبرین موے کوہی کا برائے مدد لقا جاتا ہی اُدھر سرخاب
کو دریافت ہوا کہ فرزند حمزہ داراب کشور کشا برائے شکار آیا ہوا ہی گینڈے کو روک لیا فوج تھمی اک سوار سے
اشارہ کیا جا کر پسر حمزہ سے کہو ہماری خدمت مین آکر حاضر ہو ہم تمکو خدمت خداوند مین لیجائینگے خطا معاف
کرا دینگے مابدولت کو ضرورت ہی کوئی تحفہ معقول برائے نذر خداوندی چاہیے پس اس سے بہتر کیا تحفہ ہی
کہ تجھکو بطور نذر پیش کرین اک پہلوان اسکے ساتھ کا نہایت زبردست گینڈے کو جھکا کر پرے سے نکلا کہا حضور
مین ابھی لاتا ہون خوب بات آپنے تجویز کی نذر خداوندی کے لیے ایسی شی چاہیے لاف وگزاف کرتا ہوا گینڈے
کو جھکا کر قریب داراب آیا قد و قامت و جمال دیکھکر اور زیادہ پھولا قریب آکر کہا ای جوان چل ہمارے آقا
نامدار تجھکو بلاتے ہین برائے نذر خداوند لقا لیجائینگے لیکن ارشاد فرماتے ہین جان بخشی کرا دونگا داراب نے
فرمایا جا کر اپنے پہلوان سے کہ اس صحرا مین ایسی باتین کرنا ہی لشکر لقا مین جا کر طبل جنگی بجانا ہمارا نام لیکر پکارنا
ہم تیرے مقابلہ مین آئینگے بجرات گرفتار کرنا اسوقت تجھکو اختیار ہی اُس کوہی نے جھلا کر جواب دیا کیون اَی
پسر حمزہ مین کیا پیغامبر ہون مجھے حکم ہی کان پکڑ کے لا ایسے چلے چلو اسی مین خیر ہی ورنہ کھینچتا ہوا لیجاؤنگا
یہ کہکے ہاتھ بڑھایا کہ گردن پکڑلون داراب نے اُلٹا ہاتھ مارا غصے مین آکر فرمایا او بیحیا شامت آئی ہی
قضا گھیر کر یہانتک لائی ہی جب تو اُس کوہی نے ہاتھ تلوار کا مارا فتاح نے آواز دی حضور ہوشیار ہوجائیے

داراب نے جلدی جن کلائی پر ہاتھ ڈالدیا وہ لپٹ پڑا یہ بھی گھوڑے سے کودے کشتی ہونے لگی سرخاب
نے جو دیکھا میرے پہلوان سے پسر حمزہ لڑنے لگا گینڈے کو بڑھا کر آواز دی یارون کیا دیکھتے ہو سبکی مشکین
باندھ لو لاکھ سوار پیدل لینا لینا کہکر دوڑ پڑے فتاح نے آواز دی ای شہریار غضب ہوا کل فوج نے بلوہ کردیا
داراب نے جلدی مین اُس پہلوان کو گھوڑے پر لادا اُکھیڑ کر مارا کود کر چھاتی پر لیکن ساتھ والے اِسکے چہار
جانب سے آپڑے نیزہ تیر تفنگ چلنے لگا داراب نے قاعدے کو صرف کیا یہ فرمایا او بیحیا کہ شناخت مین
پروردگار کی کیا کہتا ہی اِسنے جواب سخت دیا داراب نے غصے مین اِس کوہی کو چیر کر پھینکدیا تمام کوہیون نے
شاہزادے کو گھیر لیا مرکب پر سوار ہو سکے کئی کوہیون کو مارا کہ سرخاب برابر آگیا للکار کر آواز دی او جوان
غضب کیا میرے پہلوان کو مارا یہ کہکے اُس بیحیا نے ہاتھ تلوار لگا مارا خود گینڈے پر سوار یہ پیدل دوسری
طرف سے ایک بیحیا نے نیزہ مارا نیزہ وار کو نیزہ خالی دیا مگر تیغہ سرخاب کا سر پر پڑا تادوابر شاہزادے پہونچا
اُسپر بھی داراب نے جیداری کر کے بالٹ کا ہاتھ مارا دو پانون اُسکے گینڈے کے اُڑ گئے کود کر سرخاب
الگ ہوا دوسرا ہاتھ مارا شاہزادہ چرخ کھا کر زمین پر گرا کوہی ٹوٹ پڑے از روے بلوے کے شاہزادے کو
زخمداری مین پکڑ لیا ساتھ کے دو ہزار لڑنے لگے جا بجا گھر گئے فتاح کشوری نے جو یہ حال دیکھا طرف
لشکر اسلام کے بھاگا کنارے پر لشکر کے رستم سلیتن علمشاہ نوجوان نگاہداشت مین زینی فوج کے مصروف
تھے کہ سامنے سے فتاح نمایان ہوا پکار کر آواز دی ای شہریار آپکے بھائی صاحب داراب کو کوہیون نے
بلوہ کر کے پکڑ لیا ساتھ والے لڑ رہے ہین اپنے کو جلد پہونچائیے اپنے قوت بازو کو بچائیے یہ سنتے ہی اسپ لاکیسو
پر سوار ہوے طرف صحرا کے چلے مہتر سمک یلدق نے جو یہ حال دیکھا بڑھکے قاسم و علمشاہ کو خبر کی قاسم یہ
سنتے ہی پشت مرکب شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی پر سوار ہو کے چلے اِنکے بعد اِنکے سوارون کا تانتا بندھا
ہرکارے لشکر کفار کے وسواس خناس و خوش آمد بر آمد یہ خبر دریافت کر کے بھاگے دربار لقا مین
آکر عرض کی حضور سرخاب براے مدد خداوند آتا تھا راہ مین داراب کشور کشا سے مقابلہ پڑ گیا تھا
داراب کو اُسنے پکڑ لیا علمشاہ و قاسم خاوسیاہ ہمارے سامنے براے مدد گئے ہین افواج سوار جاتے
ہین یہ سنکر سلیمان عنبرین موے کوہی ذنگل سے اُٹھا یہ کہتا ہوا وہ میرا بھانجہ ہو جرأت مین بے نظیر
صاحب جاہ و توقیر کل مسلمانون کو قتل کرے گا دیکھیے آتے ہی کیسے قیامت برپا کردی داراب اپنے
جوان کو پکڑ لیے یہ کہکر باہر آیا فوج کو ہیان لیکر چلا لقا نے کہا قدرتہ نے نوسے ہزار برس بہ مشتری تقدیم کی تھی

کہ آج کل مسلمانون کا ہاتھ سے سرخاب کے خاتمہ کرا مینگے یہ کہکر تخت پر سوار ہوا تمام فوج لیکر چلا یہان سرخاب
نے داراب کشور کشا کو گرفتار کیا ساتھ والے لڑ رہے ہین کچھ قتل ہوے کچھ باقی تھے کہ نعرہ شیر کی
صدا آئی باشیای کفاران بے حیا وای نابکاران پر دغا منم رستم سلیقتن و بلکین کشندہ دویل ہندی
و قویل ہندی و کشندہ کپتان فرنگی سر فتنہ ملک فرنگستان نعرہ علمشاہ

ارشدِ اولاد امیر عرب
کیست علمشاہ جو رستم لقب
علمشاہ رومی شہ فیل زور
کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور
دوسری جانب سے نعرہ ہوا نعرہ قاسم فرزند رستم نبیرہ صاحبقران
آفتاب مشرقِ دین پروری
شہسوار لعل پوش خاوری
ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ
زنم تیغ برابر نیزہ بماہ
ز آب دم تیغ شستہ زمین
ہمہ با خرشد بزیر نگین

سرداروں کا ہر جانب سے نعرہ ہوا الاگرد فرنگی دمالا گرد فرنگی گیتی ارزال گیتی زلزال و نہنگ بحر
دریائی و ساقط شاہ دربندی اسطرف سے قیماس خان خاوری و حسن خان خاوری و الماس خان
خاوری و مالک ترک سفید جامہ و توسن بن ترک و معظم خان بن بہرام تلوارین کھینچکر آ ہی
شریک جنگ ہوے علمشاہ و قاسم شاہ نے صف کو ہیائی کو درہم و برہم کر دیا یہان صاحبقران
زمان محل مین دستر خوان پر خاصہ نوش فرمانے کو ہین لیکن دربار برخاست ہو چکا ہی خاصے پر امیر نے
ارشاد فرمایا ابھی تک داراب کشور کشا واپس نہ آئے ملکہ صنوبر خاتون مادر داراب نے عرض کی
مین نے بھی دریافت کیا ابھی تک غلام آپ کا شکار سے نہین پلٹا کسی کو حکم ہو دریافت کرے امیر نے
مخلدار سے حکم دیا مقبل دفادار سے کہو صحرا مین جاکر داراب کو بلا لائے مقبل درِ دولت پر حاضر تھا مخلدار
نے حکم دیا مقبل پشت مرکب پر سوار ہو کے چلا لشکر مین جو دیکھا سرداران قاسم شاہ و علمشاہ مسلح ہو کے
چلے جاتے ہین مقبل نے پوچھا معلوم ہوا صحرا مین لڑائی پڑ گئی لندھور و مالک کو خبر پہونچی وہ نام
داراب سنکر بیقرار ہوے پشت مرکب شبرنگ تازی پر سوار ہو کے طرف صحرا کے روانہ ہوے مالک
کو بھی خبر ملی فوراً مادیان عربی پر سوار ہو کر نیزہ داران عرب کو ہمراہ لیا یہ بھی چلے مقبل نے دیکھا سرداران
صاحبقران جاتے ہین ایسے وقت مین منھ پھیرنا شیوہ جرأت کے خلاف ہی یہ بھی لندھور کے ہمراہ ہو لیا
صاحبقران نے محل مین جب دیکھا مقبل کو عرصہ ہوا یہ سمجھے شکارگاہ مین فروکش ہوے خاصہ نوش فرما کے
آرام کیا یہان لندھور اسوقت پہونچے کہ قاسم و علمشاہ نے لڑ بھڑ کر داراب کو رہا کیا گھوڑے پر سوار کیا

سرخاب ٹوٹ کر علمشاہ پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغہ کپتان فرنگی پر تلوار کو اسکی گانٹھا الجھاوے میں سے
ہاتھ لا کر وار کیا سرخاب نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے شب فراق سرخاب کٹی تیغہ
خود پر گرا خود و ملغہ کاٹ کر تیغہ رستم تا دوابرو پہونچا دا شانہ اسنے مارا تیغہ زور میں جاتا تھا گینڈے کی گردن
قلم ہوئی سرخاب گرا ساتھ والے اسکے ٹوٹ پڑے ہاتوں ہاتھ بھاگے کہ لندھور ملک کا
بھی نعرہ ہوا فوج سرخاب نے شکست کھائی قریب تھا کہ بھاگ جاے کہ سلیمان عنبر بن معہ کوہی
فوج بے حساب بیلر پہونچا شکستہ فوج سرخاب کو اسنے روکا تلوار چلنے لگی لقا بھی مع فوج تسخیان و باختریین
وقت پر پہونچا اب لندھور ملک و علمشاہ و قاسم رستم دریاے فوج کفار میں شناوری کر رہے ہیں
قاسم نے طرف لقا کے رخ کیا چار سو سردار انکے قیماس وغیرہ لڑتے ہوے سامنے تخت لقا کے پہونچے
تلوار چلنے لگی قاسم نے جو مہلت پائی لقا پر جا پڑا لقا نے آواز دی او بندہ خدائی قہر و جلال خداوندی سے
نہیں ڈرتا ہو شہزادہ کہ سنگ سیاہ کردوں بختیارک نے سلیمان کو آواز دی یارو جلد آ کر بچاؤ دوسرے اور
واما دے مقابل ہو سلیمان نے گبرہ ابڑھایا لندھور نے بڑھکر سلیمان کو روکا یہان تیغہ قاسم سر لقا پر
ایل گیا فرق قدرت زخمی ہوا لقا نے چیخ ماری تالیان فوج لقا ٹوٹ پڑے ہزاروں ہاتھ سے سرداران قاسم
کے مارے گئے سلیمان نے لندھور پر ہاتھ مارا لندھور نے روک کے تنددو دستہ ہندی کا وار کیا سلیمان
بھی زخمی ہوا سرخاب و سلیمان و لقا زخمی ہوے قریب ہی کہ فوج شکست کھا کے بھاگے لندھور وغیرہ
نے خون کے دریا بہا دیے لقا اپنے آنے پر منفعل ہو سر زخمی گینڈے پر سوار ہو تخت کو ترک کر دیا چاہتا ہے کہ
بھاگ کر نکل جاؤں سنجانی باختری نام اہل اسلام سے بھلگتے ہیں دور سے لینا لینا کر رہے ہیں قریب نہیں آتے
بعض سردار پکار رہے ہیں یا خداوند تقدیر گریز کیجیے اب ٹھہرنا بہتر نہیں ہے لقا کہتا ہے قدرت عو صدوانی
سے تقدیر گریز کر چلے لیکن بندگان خدائی بڑے بے ادب ہیں فرق قدرت زخمی ہوا قدرت کے صبر و
جبر کو دیکھیے ابھی چاہیں تو سنگ سیاہ کردیں لیکن رحم آتا ہے کس ناز و نعم سے انکو پالا عزت اور آبرو عطا کی خود شکست
کھائی انکی آبرو بڑھائی ملک موروثی اپنا چھوڑ دیا قدرت انکی صورت دیکھنا نہیں چاہتے یہ سب سرکشی
دکھاتے ہیں قدرت انکے ناز اٹھاتے ہیں غل مچانے پر لقا کے سرداران نامی ہنس رہے ہیں قاسم نے
ہاتھ روک لیا رستم نے بھی اشارہ کیا اسکو نکل جانے دو ای فرزند رو کو اسکو قتل کرنے سے کیا ملیگا قاسم
و علمشاہ نے گھوڑے ہٹا لیے لقا بھاگ کر قریب سلیمان آیا کہا ای پہلوان قدرت نکل چلو اسوقت

تقدیر برعکس ہو گئی سر قدرت زخمی ہوا سلیمان غصے مین کانپ رہا ہی کہا یا خداوند آپ کیون آئے جبرہ در پے
سرفراز کیا تقدیر برعکس ہی ہوئی ہی ہزارہا جانی میرے مارے گئے قدرت کو حال مسلمانان پر رحم آتا ہوا اپنے
بندگان خاص کو قتل کراتے ہین بھانجہ میرا سرخاب انتہا کا زخمدار ہو تمام فوج اُسکی پامال ہوئی اسوقت تو
کوئی تقدیر مضبوط کیجیے ان سرکشون کو مٹائیے لقا گھبرایا غصے مین جواب دیا مشیت قدرت مین دخل دیتے ہو
ابھی ہمکو سناسے سیاہ کردونگا سرخاب بندہ ہمارے حکم کیون لڑا قدرت کو کسی کا غرور پسند نہین ہی جو مناسب جانینگے
کرینگے یہ سب ہمارے بندگان مقبول ہین حمزہ و فرزندان حمزہ ظاہر مین ہمکو برا کہتے ہین رات کو توبہ کرتے
ہین قدرت اُنکے گناہ بخشدیتے ہین جسدن توبہ سے غافل ہونگے اُسدن سمجھا جائیگا سلیمان کانپنے لگا کہا
یا خداوند معاف فرمائیے خطا ہوئی اب کبھی مشیت قدرت مین دخل ندونگا مگر پشت دکھانا ناگوار ہی اسوجہ سے
غلام بیقرار ہی لقا نے کہا جب قدرت نے فرار پر فرار کیا تب تمکو کیا شرم ہی قدرت نے آج یہی تقدیر کی
ہی بھاگنے کی تدبیر کی ہی بختیارک ہان مین ہان ملا رہا ہی مسخراپن کرتا ہی کبھی کہتا ہی اے سلیمان دیکھو قدرت
کیسے تمپر مہربان ہین یہ قد و قامت سلطنت لیاقت مرحمت فرمائی قدرت کے حکم مین دخل ندو ایسا نہو قدرت
بگڑ جائین لقا کے کہنے سے سلیمان لڑتا ہوا پیچھے ہٹا لقا بھی چاہتا ہی نکل جاؤن کہ آسمان سے لکہ ابر سیاہ
پیدا ہوا رعد کی گرج برق کی چمک بختیارک نے کہا یا خداوند آپنے کوئی تقدیر تو کی آگاہ فرمائیے لقا بسبب
زخم کے اپنی جان سے بیزار ہی جواب دیا قدرت جانتے ہین لیکن نہ بتلائینگے اے شیطان خاموش رہ
یکایک وہ لکہ ابر شق ہوا ایک ساحر کو دیکھا تخت پر سوار پشت پر ساحران غدار آہنگ فلک سیر نے سر جھکا کر
دیکھا ہزارہا لاشے تڑپ رہے ہین صدہا جوان زخمی ہین ایک شخص بڑے قد و قامت کا سر سے خون
جاری گینڈے کو بھگائے ہوے جاتا ہی آہنگ فلک سیر نے اک ساحر کو حکم دیا دریافت تو کر یہ کون
لوگ مصروف جنگ ہین ساحر قریب بختیارک آیا کہا ہمارے شہنشاہ آہنگ فلک سیر برائے مدد
خداوند لقا جاتے ہین دریافت فرماتے ہین کہ اس جنگ کا کیا باعث ہی بختیارک نے جو یہ سنا اُس
ساحر کو لقا کے سامنے لایا ساحر سے کہا قدرت کو سجدہ کرو اُس ساحر نے جو اس حال زار سے لقا کو دیکھا
ریش تمام خون سے تر دیو کے برابر قد و قامت نہ سطوت نہ صولت خشک دو گز ہنس پڑا کہا اے شخص مجھکو دھوکا
دیتا ہی یہ خداوند ہی یا غول بیابانی یا عوج بن عنق کا بھائی یا برادر یخچہ ہی یہ سنکر لقا نے کہا اس بندے
بے ادب کو جوتیان مارو قدرت پر پھبتیان کہتا ہی جادوگر پر مار پڑنے لگی زخمی ہوکر بھاگا آہنگ کے

سامنے آ گر گر پڑا کہا ای شہریار عجب طرح کا معرکہ ہو وہ سامنے دیو خصال شکست خوردہ زخمی بیقرار گینڈے پر سوار بھی
لوگ کہتے ہین یہ خداوند لقا ہین میرے منھ سے نکل گیا کہ یہ غول بیابانی سا کھوسٹ الو کا پٹھا بیہودہ کیا لکھتا ہو خداوند
ایسے ہوتے ہین مجھکو سینے ملکے زخمی کیا بڑی مشکل سے آپ تک آیا آہنگ گھبرا گیا خود تخت سے اُترا فوج کو
صحرا مین ٹھہرایا آپ قریب گردن لقا آیا جھککر سلام کیا عرضی افراسیاب کی نکالکر ہاتھ مین لقا کے دی کہا اگر
آپ خداوند ہین تو مجھکو شاہ نے براے خدمت گذاری بھیجا ہو آہنگ فلک سیر نام ہو جانبازی سرفروشی
ہمارا کام ہو لقا نے عرضی سے لی بے اختیار پکار اُٹھا قسم خداوند زمرد شاہ باختری ہر طرح اپنے بندون کو جلال
دکھلاتے ہین زخمی بھی ہو جاتے ہین ای بندۂ خاص الخاص بندگان خوابی نے قدرت کو صدمۂ عظیم پہونچایا فرزندان
حمزہ و سرداران حمزہ لڑ رہے ہین ان سبکا خون تیری تلوار کے سپرد کیا خبردار رہ جانے نپائین قدرت تجھکو
درجۂ پیغمبری عطا فرمائینگے شیر قدرت بنائینگے آہنگ گھبرایا لیکن دل مین سوچا جاگتی جوت کے خداوند مین اگر
بھی کچھ بھید ہو گا سامری جمشید بھی تو در در بھیک مانگتے تھے ویسے ہی یہ بھی خداوند ہین بہت خوب کہکے
پلٹا ساحرون کو آواز دی یہان لندھور نے علمشاہ سے کہا ای فرزند ساحران غدار آ گئے بہتر یہ ہو کہ نکل چلو
دیکھو اب سحر ہوا چاہتا ہو ہمنے لقا کو امان دی تھی وہ دم نہ لینے دیگا رستم نے کہا عم نامدار کافرون کو پشت
دکھانا جرات سے بعید ہو لندھور نے زبردستی مرکب علمشاہ ہٹایا قاسم کو بھی اشارہ کیا چاہتے ہین
گھوڑون کو مہمیز کرین آہنگ فلک سیر بڑھا بارہ ہزار ساحران غدار نے سحر کیا کس لطف سے سرداران
قاسم و علمشاہ لڑ رہے تھے کوہیون کے پیر اُٹھا دیے باختری بھاگے جاتے تھے بعض نامرد ہمراہیان
لقا غل مچاتے تھے ساحرون کا سحر چلا یہ بھی بچیا پلٹ پڑے سردارون نے جرات کی ساحرون پر بھی
جا پڑے کسی کو نیزے سے کسی کو تلوار سے مارا بعض شیر دل کود پڑے ساحر سے لپٹ گئے اُٹھاکے دے مارا
چھاتی پر چڑھ بیٹھے سر کھینچکر پھینکدیا بعض کا یہ حال ہو ساحر کا سحر چل گیا آگ برسنے لگی گھوڑے نے بدلگامی کی
پڑی نہین جبھی گھوڑے نے جست و خیز کی سوار گھوڑے سے گرا کوہیون نے بڑھکے قتل کیا ہاتھ پاؤن بالکل بیکار
لشکر مین ہلچل پڑ گیا دو ہزار ساحر ہمراہیان رستم وغیرہ نے مارے مگر رستم لڑتے ہوے جاتے ہین عیارون
نے حقہ ہاے آتشبازی داغے دس بیس ساحرون کے منھ جلا دیے یا تو لقا بھاگنے کا قصد کر رہا تھا اب تو ڈٹ
پڑا باختریون کو آواز دینے لگا خبردار سبکو گھیر کر مار لو کیون بندگان من دیدی قدرت مرا کیا برجستہ تقدیری معقول
تدبیری سبحانی باختری بھاگے ہوے پلٹ پڑے بیکسی بے بسی مین قتل کرنے لگے علمشاہ شمشیر زنی کرتے ہوے

آتے ہین آہنگ فلک سیر نے دیکھا اک جوان رعنا بلند بالا خورشید جمال شمشیر زنی کرتا ہوا آتا ہے کئی جادو
سامنے اسکے چیر کر پھینکدیے اگر بیچ مین کوئی پہلوان جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا اُس شیردل نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے
تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈالکے اُس پہلوان کو اُٹھایا چورنگ ہوا قلم کیا یہ سطوت وصولت آہنگ دیکھکر
وجد کرنے لگا رستم آہنگ پر جا پڑے اس بہیلے اُٹھاکر باش کا دانہ پھینکا رستم گھوڑے سے گرے سرداران
رستم آمادہ جانبازی گھوڑون سے کود پڑے کئی سو ساحرون کو اُس مقام پر مارا خون کا دریا بہ گیا آہنگ
کے ہوش اُڑ گئے ساتھ والون سے کہا اگر یہ لوگ سحر جانتے ہوتے قیامتین برپا کرتے بجانتے پہ بھی کے گلے اپنے
پہ شمشیر رکھتے ہین کیا بہادر ہین خوشی خوشی موت کے مزے چکھتے ہین کھڑے ہوکر گولے مارنا شروع کیے آخر
غش کھا کھا کے گرے آہنگ نے سبکو گرفتار کرالیا لقا نے اپنے ملازمون کو حکم دیا آہنگ آئے سب کو مسلسل
و مطوق کیا جتنے سردار یہان آئے تھے سب گرفتار ہوے آہنگ نے پلٹ کر لقا کی قدمبوسی کی اسی مقام
پر بارگاہ مین استادہ ہوئین لقا اکر تخت نکہت پر بیٹھا تاج نخوت سر پر رکھا سر مین ٹانگے دیے گئے آہنگ کی بڑی
خاطر ہوئی سب ساحرون کو خلعت ملے لیکن عیاران لندھور و علمشاہ و قاسم یہ حال زار دیکھکر خاک اڑاتے
ہوے بھاگے یہان صاحبقران زمان آخر وقت کے دربار مین بارگاہ سلیمانی مین تشریف لاے بادشاہ جہان
نے تمام کیفیت بیان کی کہ حضور آرام فرماتے تھے داراب کشور کشا سے شکارگاہ مین کسی کوہی سے فساد ہوا
یہان سے علمشاہ و قاسم و لندھور و مالک خبر کو گئے کوئی ابھی تک واپس نہین آیا نہین معلوم کیا معرکہ
گذرا صاحبقران پریشان ہوے فرمایا ہم اسیواسطے اجازت شکار نہ دیتے تھے ممالک پر آشوب کوہی
رہزن ہے سب صاحب آتش خو شعلہ مزاج کیونکر نہ فساد ہو جلد خبر منگوائیے جواہر بن عمرو کو حکم ہوا یہ کرسی سے
اُٹھا قصد کیا روانہ ہون کہ سیارہ و سمک و الیاس ہندی و عرب دراز عیاران سرداران لندھور کو
آکر حاضر ہوے صاحبقران نے فرمایا خیر تو ہے عرض کی ای شہنشاہ گیتی ستان بے سبب فساد ہوا ساحر
نے زخمی کرکے داراب کو گرفتار کرلیا ملازمان جانباز لڑ رہے تھے یہان سے رستم وغیرہ پہونچے سلیمان
واسطے مدد سرخاب کے گیا لقا بھی لشکر گران لیکر پہونچا آپکے فرزندان عالیوقار و سرداران نامدار نے سبکو
شکست فاش دی قریب تھا کہ لقا بھاگ جاے ساحر آہنگ فلک سیر نامے فرستادہ افراسیاب آکر
پہونچا چشم زدن مین سبکو گرفتار کرلیا اُسی مقام پر لقا نے بارگاہ استادہ کرائی ہے تقدیرین بگھار رہا ہے یہ سنکر
صاحبقران نے حکم دیا لشکر تیار کرو مین خود جاؤنگا ایسا نہو بختیارک سا دشمن موجود ہے سب سرداروں کو

قتل کرا ڈالے بادشاہ حجاج نے کہا حضور لشکر لیکر تشریف لیچلیے لعا کو خوف تو ہو صاحبقران نے فرمایا جیسا
رائے اقدس مین آئے سب سردار اپنے اپنے مقام سے اُٹھنے لگے صاحبقران کا سوار ہونے کا قصد ہو ہرکارون
نے بڑھکر عرض کی بادشاہ طلسم آئینہ ملکہ خنظل جادو اور ایک جوان تاجدار مع چند کنیزون کے آکر اترے
ہین صاحبقران نے حکم دیا بارگاہ حشامی مین اُن سب صاحبون کو لیچلو واضح رائے ناظرین رہے کہ
بارگاہ سلیمانی مین ساحر نہین آسکتا بہرام وغیرہ سرداران کو بھیجا چند تاجدار گئے ملکہ خنظل کا استقبال کیا
مع شاہزادہ گلریز ساتھ لیکر بارگاہ حشامی مین آئی کرسیان مکلل بجواہر سبکو ملین صاحبقران بھی تشریف لائے
ملکہ خنظل نے اُٹھکر قدمون کو بوسہ دیا گلریز جادو نے بڑھکر نذر دی صاحبقران نے بخلق سر سینے سے لگایا
پہلو مین اپنے جگہہ دی ملکہ خنظل کی جانب متوجہ ہوے فرمایا اُنکے اوصاف حمیدہ ظاہر کرو ملکہ خنظل نے تمام
کیفیت نامردی آہنگ فلک سیر از اول تا آخر ظاہر کی شاہزادہ گلریز بے اختیار رونے لگا دامن
صاحبقران تھام لیا آنکھون مین آنسو بھرکے عرض کی ای یاور غریبان وای دادرس بیکسان شعر

سر کعبہ چیش تو ای ظل الہ آمدہ ایم + سایہ رحمتی و ما بہ پناہ آمدہ ایم +

اُس ملعون نے ایسا صدمہ عظیم دیا
جسکو حجاب سے بیان نہین کرسکتا عرض کرتے شرم آتی ہی ملعون نے مکاری کی شب کو آکر نقب سحر دیکر ملکہ عالم
کو اُٹھا لیگیا راستے مین مین نے تلاش کیا تا بہ طلسم آئینہ پہونچا چونکہ کبھی خدمت مین مشرف نہوا تھا خنظل
کو برائے سفارش ہمراہ لایا یہ جو خبر مشہور ہوئی کہ ہوشربا سے کوئی ساحر آیا ہی بادشاہ حجاج و جملہ سردار و فرزندان
عمرو نامدار آکر بارگاہ حشامی مین جمع ہوے ہر ایک چاہتا تھا کہ گلریز سے حال اسد و عمرو وغیرہ دریافت
کرین بادشاہ حجاج نے ملکہ بہار کو پوچھا نور الدہر بن بدیع الزمان نے ملکہ مخمور کی کیفیت پوچھی اور
صاحبقران نے فرمایا ای برادر یہ بتلاؤ کہ ہمارے نور نظر بدیع الزمان کا بھی کچھ احوال دریافت ہوا ہی
گلریز نے عرض کی ای شہریار خواجہ عمرو نے اسد نامدار کو بڑے زور و شور سے گنبد نور سے رہا کیا اور
اسد غازی کو ہمراہ لیکر تلاش لوح مین نکلے تا بہ باغ سیماب پہونچے بڑے بڑے معرکہ پڑے مگر لوح دستیاب
نہوئی پھر خواجہ ملک داؤد مین پہونچے خداوند داؤد کو گرفتار کیا اُسکی شکل بنکر افراسیاب سے لوح
لی بعد چندے لوح قبضے سے نکل گئی پھر خواجہ اسد کو لیکر طلسم صندل ن پہونچے اُسکو بھی فتح کیا مہرو
ماہ جادو کو مارا حضور ان مقامات پر شاہزادہ بدیع الزمان نہین ملے اب افراسیاب نے بڑا
دباؤ ڈالا ہی خدا اسکی جان بچائے حجرہ ہائے بلا لکھے ہین غلام بھی یہی خبر سنکر چلا تھا ایک حجرہ بلا والے کو خواجہ نے

سنایا حالات مشعل جادو جو گلریز نے سامنے سرداروں کے بیان کیے سبکے ہوش اُڑ گئے صاحبقران
کا چہرہ سُرخ ہو جاتا ہی جب عیاری عمرو کا ذکر آتا ہی فرماتے ہین پروردگار میرے یار وفادار کو سلامت رکھے
طلسم ہوش ربا مین جاکر بڑا نام کیا اصل یہ ہی کہ وہی طلسم کشائی کر رہا ہو مگر حال بدیع الزمان سنکر
صاحبقران آبدیدہ ہوے بارگاہ مین شور گریہ و زاری بلند ہوا حال جرأت اسد سنکر صاحبقران نے
سجدہ شکر یہ پروردگار کیا سبنے دعا کی یا الٰہی اُن سبکو اپنی حفاظت مین رکھنا حقیقت مین بلاے آسمانی نازل ہوئی
ہی تاریک کی بدعت سے خدا اسکو بچاے بادشاہ حمجاہ نے فرمایا جد عالی تبار برلے پروردگار اٹھتے بیٹھتے
ہوشربا مین چلیے یہ وقت شراکت اسد نامدار ہی صاحبقران نے فرمایا مین مجبور و لاچار ہون لقا شکست
کھاکر جاے مین بھی اپنے کو پہونچاؤن گلریز کے مقدمے مین ارشاد ہوا ای عیاران نامی ای فرزندان عمرو
گرامی ملکہ نرگس جادو زوجہ اس شیر بیشۂ جرأت کی قید مین آہنگ کی ہی لشکر لیکر تو ہم آتے مین انشاء اللہ
گھسکر اُس ملعون کو تمہارا سزا سے معقول ندی تو نام اپنا صاحبقران نہ پایا لیکن مقام خوف ہی جبتے
دبا و ڈالا اُس بیجیانے کسی طرح کا اُسکو آزار پہونچایا یا قتل کر ڈالا یا لیکر طرف طلسم ہوشربا کے بھاگ گیا تو بڑی
مشکل ہوئی گلریز نے عرض کی مین صرف اُسکی تلاش مین آیا شکر ہی قدمبوسی سے مشرف ہوا اب حضور تکلیف
نفرمائین یہی چار سو کنیزین کافی ہین جاتے ہی انشاء اللہ آپکے اقبال سے سمجھ لونگا صاحبقران نے ہاتھ تھام لیا
کہ تم ہمارے ساتھ چلنا اب تم دخل ندو یہ فرزندان عمرو جاتے ہی تدبیر کر لینگے صاحبقران فرماتے ہی
سے جواہر بن عمرو و شعبان خنجر گذار و مہتر ابو الفتح اصفہانی و عمران خطائی وغیرہ چار سو
پیک بچہ روانہ ہو گیا صاحبقران نے پلٹ کر فرمایا جواہر بن عمرو کہان ہو تامیان خیبری وغیرہ نے عرض
کی جب حضور نے ذکر کیا تھا اُسی وقت وہ سب کے سب گئے ہین کر جاتے ہی ملکہ نرگس کو رہا کرینگے یا اپنی
جان دینگے گلریز نے ہر چند چاہا کہ مین پیشتر جاؤن صاحبقران نے قبول نفرمایا اُسی وقت سوار ہوے
حنظل و گلریز بھی ہمراہ ہین لیکن گلریز گھبرا رہا ہی کہ مین علیحدہ جاؤن بارگاہ مین اُس ملعون کی جاکے
گھس پڑون جب لشکر روا روی کرکے چلا گلریز نگاہ صاحبقران بچاکر پیچھے ہٹا کسی نے پوچھا کہا رفع حاجت
کرکے حاضر ہوتا ہون خادم کو آواز دی آفتابہ لیکر وہ ساتھ ہوا اک گوشے مین آکر بیٹھا جب دیکھا لشکر بڑھ گیا
دونون پاؤن مارکر غرق زمین ہوا جب عرصہ گذرا اُس نے آکر دیکھا گلریز کو اُس مقام پر نپایا بیقرار ہو کر وہ خدمت
مین صاحبقران کی آیا عرض کی ای شہریار گلریز صحرا مین جاکر غائب ہو گیا صاحبقران نے فرمایا

اُس صاحب غیرت کو بڑا قلق ہوا خنظل جادو نے کہا حضور وہ مجھسے کہتا تھا کہ مین زیارت سے امیر نامو
کی مشرف ہوا حال بھی مجھکو معلوم ہو چکا کہ سرداران سرکار کے ساتھ بھی اُسنے بے ادبی کی اب مین جاکر لڑبھڑ کر
مرجاؤنگا یا اپنی زوجہ کو رہا کرونگا معلوم ہوتا ہی وہ وہین گیا حضور مین جاکر اُسکی خبر لون صاحبقران نے فرمایا
ای خنظل اگر مل جائے تو سمجھا کر پھیر لاؤ مین پہونچتے ہی انتظام کرونگا خنظل جادو نے فوراً طاؤس اپنا اُڑایا
تلاش مین لگا گریزے کے چلی یہان لقا نے جب بارگاہ استاد کرائی آہنگ کو خلعت ملا یہ ملعون ہاتھ باندھکر سامنے
لقا کے کھڑا ہوا عرض کی یہ بندۂ خاطی آپکا کچھ گذارش کیا چاہتا ہی لقا نے کہا دریاے رحمت خداوندی جوش
مین ہی جو کہنا ہو کہہ عرض کی غلام اک محبوب مطلوب پر مائل ہی اُسکو قید کرکے لایا ہون سامنے حاضر کرون
قدرت تقدیر کرین قلب اُسکا اُلٹ دین کہ وہ مجھکو بشوہری قبول کرے زبان سے افراسیاب کی سن چکا
ہون کہ قدرت کو غرور ناپسند ہی عہد کرتا ہون کبھی غرور کا خیال بھی دل مین نہ آئیگا کل ہی قدرت برائے مقابلہ
مسلمانان چلین طبل جنگی میرے نام پر بجا مین مین سبکو گرفتار کرکے خدمت قدرت مین حاضر کرونگا تا بہ آخر
ہوجاؤنگا بالاے قیطول جلوس خداوندی ہو ہمیشہ خدمت مین حاضر رہون مشیر قدرت لقب پاؤن گر
اُس نازنین کے دل سے پردہ حجاب اُٹھا دیجیے لقا تنسنے مین بیٹھا ہی فتح بھی حاصل ہوئی سرداران مذکور قید مین بلبلا
رہے ہین لقا بولا اُسکا جلد لاؤ ابھی کلام سے قفل قلب کھولدینگے مثل تمہارے تمپر عاشق ہو کر کنیزان کمترین خدمت
مین حاضر رہیگی قدرت دھوم سے تمہارے ساتھ شادی کرینگے آہنگ فلک سیر پھول گیا دوڑا ہوا اپنے
خیمے مین آیا ملکہ نرگس جادو کو صندوق سے نکالا لیکن زبان مین سوزن دیا ہوا کئی دن کے بعد ملعون نے سحر
اُتارا ملکہ نرگس کو ہوش آیا گھبرا گئین کہین کس مقام پر ہون چہار جانب دیکھنے لگین زبان مین اپنی سوزن
پایا آہنگ نے دست بستہ ہو کر کہا ای شہنشاہ خوبی ای سرو باغ محبوبی مین تابعدار ہون حب عشق سے بیقرار
ہوا رات کو سحر کرکے تمہارے خیمہ مین پہونچا تمکو لے آیا اب چلکے جمال خداوندی دیکھو قدرت ہماری تمہاری شادی
کرینگے ہم تم مشیر قدرت کہلائینگے یہ حالات سنکر ملکہ نرگس کی آنکھین اُبل آئین زبان مین تو سوزن تھا قریب تھا
کہ روح نکل جائے آنکھون سے آنسو جاری ہوے بہ نگاہ قہر طرف آہنگ کے دیکھا آہنگ تیور دیکھکر ڈرا
دو تین کنیزون سے کہا انکو لیکر دربار خداوندی مین آؤ قدرت فوراً تقدیر فرمائینگے اور یہی صورت ہوجائیگی
خود میرے عشق کا دم بھرینگی یہ کہتا ہوا پہلے دربار لقا مین آیا کہا یا خداوند اُسکو تو بڑا غصہ ہی جان دینے پر
آمادہ ہی غصے مین کانپ رہی ہی اگر زبان مین سوزن نہ ہوتا مجھپر آپڑتی یا خداوند ساحرہ بھی زبردست ہی

مین اُسکے ہاتھ سے زخمی ہو چکا ہون اسوجہ سے ڈرتا ہون لقا نے کہا سامنے قدرت کے لاؤ نہ گھبراؤ اب اسوقت
دربار لقا معمور چوبدار یساول حاجب دربان کمیدان رسالدار اپنے اپنے مقام پر حاضر ہین کہ پردہ بارگاہ
کا اُٹھا اسکی نگاہ پڑی ایک مہ جبین نہایت حسین بوٹا سا قد آنکھین رشک غزال چہرہ ماہ آسمان کمال ابرو خمدار
کھنچے ہوے تلوار رعنائی و زیبائی لبون مین مسیحائی غنچہ دہن سیمتن رشک چمن کبک رفتار شیرین گفتار لیکن
اُداس عالم یاس چہرہ زرد ہونٹھ خشک آنکھون مین تری حواس مین ابتری شکل شمع سحری لہراتی ہوئی سر
جھکاے ہوے شرم سے عرق عرق محجوب حیران و پریشان جیسے ہی لقا کی نگاہ جمال بےمثال پر اُس حور وش کے
پڑی تشہ مین بیٹھا تھا بیقرار ہو گیا کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا نرگس تو خاموش کھڑی ہو دل سے کہتی ہو زمین شق ہو
مین سما جاؤن ای معبود میری عصمت بچانا لیکن لقا نے آہنگ کی طرف دیکھا کہا ای مشیر قدرت پانچسو برس
کی عمر قدرت تمکو عطا فرماتے ہین پیغمبر صاحب کتاب بناتے ہین لیکن قدرت اس محبوب مطلوب پر مائل ہوئے
یہ اس لایق نہین کہ تمھارے پہلو مین بیٹھے زمرہ حوران قدرت مین اسکو درج فرماینگے اور کسی شاہزادی کے ساتھ
تمھاری شادی کرینگے آہنگ گھبرا گیا تھر تھر کانپنے لگا اور کہا یا خداوند مین تو مر جاؤنگا لقا نے کہا او بے ادب
خاموش رہ قدرت کی بات کا جواب دیتا ہی ابھی سنگ سیاہ بنا دون آہنگ ڈرا لیکن دل مین جوش محبت
کہا یا خداوند مین تو اسکے واسطے بہت بدنام ہوا زخم کھایا لشکر میرا تباہ ہوا بمشکل یہان تک پہونچا آپ صرف
اسکا قلب اُلٹ دین صدہا حوران قدرت خدمت مین ہین اسکو معاف فرمائیے اپنے بندے کے حال پر رحم
کیجیے لقا مست بیٹھا ہی اپنی کہے جاتا ہی بختیارک چٹکی لیکر سمجھاتا ہی یا خداوند یہ تمکو کیا ہو گیا ہی اگر تم بگڑ جاے تو اسکے
بار سحر کو کون سنبھالے لقا نے پلٹ کے کہا او شیطان کارخانہ قدرت مین تجھکو کیا دخل ہی آہنگ مایوس
کھڑا ہی لقا طرف ملکہ نرگس کے متوجہ ہوا کہا ای بندی خاص ای معشوقہ با اختصاص قدرت تجھکو حور مقصور
بنا دینگے شرف خدمت خداوندی پائیگی سب بندے ہمارے تجھکو بھی سجدہ کرینگے خدا اُمتی کہلائیگی یہ کلمات سنکر
ملکہ نرگس کانپی زبان مین لکنت تھی بمشکل ضبط کرکے کہا او غول مجہول او بڈھے چنڈول یا وہ گو کیا بیہودہ
بکتا ہی اگر زبان سے سوزن نکل جاے تو تجھکو جواب معقول دون اس ملعون کی بھی بوٹیان کاٹ کر پھینکدون
یہ کہکر بے اختیار رونے لگی مجبور و لاچار مردون کا دربار کوئی ہنسا کسی نے آوازہ کسا کسی نے آنکھون کی تعریف
کی کسی نے حسن و جمال کی توصیف کی کوئی لقا کی باتون پر ہنستا تھا کوئی آہنگ کو برا کہتا تھا کہ نالائق ہی بیچاری اپنی
زوجہ کو گرفتار کرکے لایا اب قدرت نے پسند فرمایا بیچاری عجب مصیبت مین ہی دیکھین یہ مہ جبین کسکی قسمت مین

بعض نے کہا اب خداوند کی پہلو نشین ہوگی ہم سب اسکو سجدہ کرینگے کسی نے کہا حقیقت مین حسن مین بے نظیر چہرہ رشک ماہ منیر صاحب عزت و توقیر خوش مزاج خوش تقریر کیونکر قدرت بیقرار نہون جو رسان قدرت مین کوئی ایسی حسین زہرہ جبین ماہ طلعت صاحب عصمت نہین ہی قدرت نے شاید اپنے ہاتھ سے بنایا ہی نظم

جہان راستی چاہیے راستی
کجی جس جگہ چاہیے وان کجی
تبسم حیا ناز شوخی غرور
ہر اک اپنے موقع سے وقت ضرور
کٹار سان سینے پر چل رہی ہین کلیجے دیکھنے والون کے فگار اشعار
تو قمر کی روشنی بھی دی چراغ خانہ تھا
نور سے تیرے صنم روشن مرا کاشانہ تھا
جنبش تیغ نگہ سے جب کہا بسمل مجھے
ہنس کے قاتل نے کہا یہ ناز معشوقانہ تھا
مانگ اسکی کہکشان زہرہ جبین ابرو ہلال
بچہ خورشید اُسکے گیسوؤن کا شانہ تھا

کس زبان سے اس ظالم کی تعریف کرین دربار مین تو یہ چرچا ہی آہنگ فلک سیر سر جھکائے کھڑا ہی کبھی عرض کرتا ہی یا خداوند مین نے اپنے کئی ہزار جوان قتل کر ڈالے تب اس قاتل پر قبضہ کیا جلد تقدیر کے دل پھیر دیجیے قدرت نہ اسیر نگاہ محبت ڈالین لقا نے کہا کیون او بے ادب اپنی ہی کہے جاتا ہی ابھی تجھکو گدھا بنا دونگا اہالیان دربار باتون پر بندے اور خداوندی ہنس رہے ہین بعضون کے اشارے ہین کہ بندہ بے ادب خداوند کے تیور پر قہر و غضب دیکھیے کیا ہوتا ہی سب طرح خرابی ہی لیکن لقا نے آہنگ کو غصے مین جواب دیا کہ بس اب معشوقہ کا نام نہ لینا اور طرف ملکہ نرگس کے دیکھکر کہا کیون اے مہ جبین قدرت سے راضی ہوئی قدرت تجھکو عرش اعلی پر لیجا ئینگے بہشت و دوزخ کے تماشے دکھا ئینگے بس ملکہ نرگس نے بیقرار ہو کر چار جانب دیکھا بے اختیار منھ سے نکل گیا کہ یہ کیا غضب ہی مین سنتی تھی اس ملعون و مردود کی مقابلے مین ہمارے آقائے نامدار صاحبقران زمان فروکش ہین شاگردان خواجہ عمرو و فرزندان نامور مہتران والا گہر یہان موجود ہین یہ بیحیا میری آبرو لینے کا قصد رکھتا ہی کوئی میری مدد کو نہین آتا یہ کہنا تھا کہ خدمتگار غول مین سے نکلا کہا اے ملکۂ عالم سب تمھاری خدمتگذاری کو یہان حاضر ہین کسی کی کیا مجال جو تمھارے دامن عصمت کو چھو سکے دوسری طرف سے ایک چوبدار نے کہا بھائی دیر کیا ہی خدمتگار نے جھپٹ کر زبان سے سوزن نرگس کے لیا اور نعرہ کیا منم جواہر بن عمرو چوبدار نے عصا اُٹھا کر ایک ساحر کے سر پر مارا آواز دی منم شعبان خنجر گذار نور نگاہ خواجہ نامدار ایک طرف سے اک حاجب نے بڑھکر اک کو ہی کو خنجر مارا آواز دی منم مہتر ابو الفتح اصفہانی ایک طرف سے حقہ آتشبازی چلا آواز آئی منم مہتر یزک خطائی ایک جانب سے نعرہ ہوا منم گلباد عراقی و کلباد عراقی و منم مہتر سنجر و عمران خطائی چار سو پیک بچہ اُسی بارگاہ مین سے

پیدا ہوا چوبدار خدمتگار ساحران آہنگ فلک سیر مین ملے کھڑے تھے ساحرون کو قتل کرکے تیغ کھینچ کھینچکر
بیچ بارگاہ مین آئے نرگس کو سینے گھیر لیا کہا کیون ملکہ عالم غلامان عمرو کو پہچانا یہان کون تمکو قتل کر سکتا ہی نرگس
پھول گئی جی مین کہتی ہی سبحان اللہ کیا جانباز و سرفروش ہین لقا تخت سے کود کر بھاگا کہتا ہوا او آہنگ
مار سبکو دیکھ قدرت نے غدر کر دیا جلد سبکو قتل کر ورنہ تجھکو سنگ سیاہ کر دونگا آہنگ گھبرا کے پلٹا دیکھا نرگس
نے اوٹھا کر سنگریزے مارے سنگدلون پر پتھر برسے عیارون نے حقہ ہاے آتشبازی مار کر بارگاہ کو دھون
دھار کر دیا لاشہ ہاے ساحران سے بارگاہ کو بھر دیا نرگس جانتی تھی یہ سب سحر جانتے ہونگے نگاہ اوٹھا کے
دیکھا جہان کسی ساحر کا سحر چل گیا عیار لڑکھڑا کے گرا دوسرے عیار نے تاک کر اوسی ساحر کو مارا وہ عیار اوٹھا
اوٹھتے اوٹھتے اوسنے ایک پر حلقہ کمند کے مار دیے وہ دھم سے گرا دوسرے نے تیر مار دیا اب عیار ملکہ نرگس
کو گھیرے ہوے لڑتے بھڑتے باہر نکلے اب لشکر کوہیان مین قرنا ہوئی آہنگ بھی سنبھلا نرگس نے دیکھا
کسی کوہی نے جھپٹ کر نیزہ مارا سینہ بے کینہ عیار کو توڑ کر پار گذرا اوسنے اوٹھا کر دیکھا استخوان چورچور ہوے
نرگس نے سنگریزہ پھینک مارا اوس کوہی کا سر پھٹا اوسنے پکار کر آواز دی ای عیاران نامی تم لوگ نکل جاؤ
مین جانتی تھی تم لوگ سحر و ساحری سے واقف ہو لیکن ماشاء اللہ کیا کیا جوہر ہین عمرو نے کہا ای نرگس
یہ ہو سکتا ہی کہ تمکو تنہا چھوڑ کر نکل جائین جان بچائین ہمارے قبلہ و کعبہ ہوشربا مین فرمائینگے کہ ملکہ نرگس کی کیسے
خبر نہ لی ہمارے کیا شاگرد و فرزند مر گئے تھے ہم آپکے ساتھ ہین جان دینگے لیکن ساتھ نہ چھوڑینگے نرگس حیران
کہ مین اپنے کو بچاؤن یا ان بیچارون کی فکر کرون دیکھون انجام کیا ہوتا ہی ادھر آہنگ اب سنبھلا ہزار بارہ
ساحر اسکے مارے گئے سحر کرکے ملکہ نرگس کو زخمی کیا اس ماہ پیکر پر ہر طرف سے بلوہ ہی تکبیر و بہ بندی کی صدا
بلند عیار رو در مند یکایک زمین شق ہوئی گلریز جادو پیدا ہوا دیکھا ملکہ نرگس زخمی دس بیس عیار لوٹ
رہے ہین دس بیس زخمی چند مارے گئے باقی مردانہ وار لڑ رہے ہین نرگس کا ساتھ نہین چھوڑتے جانبازی
سے منہ نہین موڑتے نعرہ کرکے فوج ساحران پر جا پڑا عیارون کی کیفیت دیکھکر دنگ سحر کرنے لگا نرگس
نے جو شوہر کو دیکھا بیقرار ہو گئی کہا صاحب تم نکل جاؤ فوج بھی ساحرون کی بہت ہی لشکر کوہیان بے حد بہت سے
شاگردان عمرو مارے گئے میرے واسطے بیچارے جان دے رہے ہین گلریز نے بڑھکر عیارون پر سینہ سپر
کر دیا مگر بدحواس آہنگ کے کل ساحر سحر کر رہے ہین کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ خنظل جادو آگر پہونچی آتے ہی
شریک جنگ ہوئی عیارون نے جو دیکھا کہ تین ساحر ایک مقام پر ہوے ملکہ خنظل نے آتے ہی زمین ہلا دی

غول ساحرون کے جا پڑے جواہر بن عمرو نے زنبیل بجائی عیار منتشر ہوے دو چار نکل کر بھاگے کہ جا کر امیر کو خبر کرین لیکن جواہر بن عمرو صورت تبدیل کر کے در زندان خانہ پر آیا جہان سردار قید تھے دور سے دیکھا کئی سو کوہی چند ساحر نگہبان ہین کنارے آکر رنگ روغن عیاری کا لگایا مہتر وسواس کی صورت بنکر تیار ہوا سامنے قید خانے کے آکر آواز دی ارے جلد چلو دیکھو قدرت بھی سوار ہوے لڑائی ہو رہی ہے عیارون نے قیامت برپا کی ہے کیا قیدیون کو کوئی لیے جاتا ہے قدرت سبکو بلاتے ہین یہ سنکر کوہی چلے کہا میان وسواس اور وزنکالا کر اس مقام پر پہرہ قایم کر دو جواہر نے جواب دیا مین تدبیر کر لونگا جادوگرون سے کہا ان سرداران قیدی پر سے اپنا سحر اُتار لو مین جلادون کو لا کر ان سبھون کو قتل کرا ڈالون حمزہ کے دل پر داغ ہو ساحرون نے سحر اُتار دیے سمجھے یہ عیار خداوند ہے حکم اسکو مل گیا ہوگا جب ساحر اور کوہی جا چکے تب جواہر قید خانے مین آیا بیلی قید کاٹی علمشاہ و قاسم و دوا راب و لندھور و مالک و مقبل وغیرہ قید سے رہا ہوے باہر نکلے کسی نے ستون بارگاہ اُٹھا لیا لندھور نے دوڑ کر اک نخل اُکھیڑ کاندھے پر رکھا علمشاہ نے دیکھا کہ گھوڑے ہمارے پھر رہے ہین فوراً سوار ہوے نعرہ کر کے گرے سرخاب نے دیکھا قیدی چھوٹ گئے صفون کو درہم و برہم کرنے لگے لندھور کو دیکھا درخت کاندھے پر جب شل گرنکے اُٹھا کر مارا چار چار بھٹ گئے لشکر مین ہیجان ہیجان ہوے مین ہنگامہ ہوا کہ دیا تا ہی علمشاہ نے آکر نعرہ کیا قریب گلریز آکر علمشاہ لڑنے لگے گلریز نہال ہو گیا دیکھتا ہے کہ ایک ایک کو یہی فکر ہے گلریز و نرگس کو بچائین سنان نیزہ سے سینے ملادے دم شمشیر پر گلے رکھتے ہین بے خوف لڑ رہے ہین جان دینے کو کھیل جانتے ہین خوشی خوشی موت کے مزے چکھتے ہین عین گرمی جنگ مین طبل سکندری پر چوب پڑی زمین تھرائی نعرہ صاحبقران کی صدا آئی نعرہ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار
بکے تیغ عقرب بکے ذوالجام

بحکم خدا بستہ شمشیر چار
بن کافران از جہان پاک کرد

بکے تیغ صمصام و قمقام نام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

دوسری جانب سے نقارخانہ سلیمانی بجا بادشاہ جمجاہ کا نعرہ ہوا نعرہ بادشاہ اسلام

سر شاہ شاہان فریدون حشم
یل نامور سعد عالم پناہ

بہار گلستان کاؤس جم

سر صف شکن صاحب تاج و جاہ

جملہ سرداران جلادان عالیمقدار نعرہ شیرانہ کر کے لشکر لقا پر گرے

صاحبقران جہان لڑتے بھڑتے چلے دیکھا ملکہ نرگس و گلریز غول مین آہنگ کے گھڑے لڑ رہے ہین ملکہ خنقل نے بڑی بڑی الدوکاوش کی لیکن دس ہزار ساحرون مین بتن کس گھرے کھڑے ہوے

نکلنا دشوار ہی آہنگ نے آگ برسادی برق چمکا کر دریاے سحر تیار کیا صد ہا بندگان خدا اُسمین ڈوب گئے
خنظل کنارے دریاے سحر کے کھڑی ہوئی سحر کر رہی ہی لیکن دریا کا جوش و خروش نہین کم ہوتا صاحبقران
نے آتے ہی شاہزادہ گلریز کو سنبھالا فرمایا ای برادر ہوشیار ہوجاو گلریز نے جو صاحبقران کو دیکھا مثل گل
شگفتہ ہوگیا گرد سردارون کو چھوٹا صاحبقران نے اُن سردارون سے فرمایا ای غازیان دیندار و ای مجاہد
مہور شعار اپنے مہمان کا خیال رکھنا سرداران نامی برابر گلریز کے کھڑے ہوکر لڑنے لگے لیکن سحر سے مجبور
ولاچار ہین صاحبقران نے دیکھا بلوۂ ساحران نہین رُکتا لڑتے بڑھتے قریب آہنگ پہونچے ساحر
نے صاحبقران کو گھیر لیا سحر کرنے لگے صاحبقران نے اسم اعظم الٰہی باواز بلند پڑھا سحر ساحرون کے
باطل ہونے لگے آہنگ نے دیکھا ایک جوان خوشرو خوشنما چہرہ آفتاب عالمتاب جرأت و شوکت مین
لاجواب ساحرون کو قتل کر رہا ہی کسیکا سحر اُسپر تاثیر نہین کرتا سمجھا یہ بھی کوئی ساحر زبردست ہی گولہ سحر کا مارا
گولے پھٹے گر پڑا تیغہ سحر کھینچکر جا پڑا صاحبقران نے تیغہ عقرب پر لگا نتھا ہزار ہا شعلے بھڑکے امیر پر تاثیر
نہوئی تلوار کو اسکی روکیا خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا لگایا آہنگ نے سپر سحر کو اٹھایا تیغہ عقرب سلیمانی
نے سپر کو کاٹا ہر چند آہنگ نے اسم ردسحر کے پڑھے وہ تیغہ قضا نہ رُکا مع گینڈے اُس بیحیا کے چار ٹکڑے
ہوے مرنے سے آہنگ کے زمین کانپی ابر تیرہ و تار آسمان پر ظاہر ہوا آواز آئی کشتے مرا نام من آہنگ بود
افسوس مردیم و جان دادیم بمطلب خود نرسیدیم ساحر بیصدا لشکر گھبرا گئے صاحبقران پر جا پڑے
ایک سمت سے خنظل نے آکر سحر کیا نرگس گلریز بڑے زور و شور سے لڑے مجمع ساحران پراگندہ
ہوا جب ہزار دو ہزار باقی بچے آپسمین صلاح کی نکل چلو بمشکل لاشہ آہنگ اُٹھایا روتے پیٹتے طرف ہوشربا
کے بھاگے اب صاحبقران زمان طرف خنظل و گلریز و نرگس کے پلٹے فرمایا اب سحر نکرنا ساحر
بھاگ گئے غیر ساحرون پر سحر کرنا مناسب نہین ہی گلریز نے عرض کی آپکے سردارون کو اس بیحیانے گرفتار
کرلیا تھا حضور ہمکو نہ منع کرین ابھی جاکر لقا کو مارتے ہین صاحبقران نے فرمایا میرا یہ دستور نہین عنایت
سے پروردگار کی لکھو درلکھو ساحر مطیع و منقاد ہین اپنے ملک مین آباد و شاد ہین کبھی مین نے کسیکو اپنے
ساتھ نہین رکھا مدد ساحرون کی قبول نہین کی اُن لوگون کو مکر و حیلہ کرنے کا اختیار ہی ہمارا معین و مددگار
پروردگار ہی ملکہ نرگس و گلریز و ملکہ خنظل صاحبقران زمان کو دعائین دینے لگے تماشا دیکھنے مین
مصروف ہوے سرداران تہمتن و غازیان صف شکن نے مجو داراب وغیرہ کو انتہا کا زخمی دیکھا اور تمام

کوہی زخمدارون کو گھیرے ہوے یہ شیر اُسی حال مین مصروف جنگ ہین بادشاہ نے مرکب بادرفتار طرف تخت لقا کے بڑھایا سبکو آج انتہا کا ناگوار ہو سب سردار بلوہ کر کے لڑتے ہوے چلے سلیمان عنبر مو کوہی بصد شد و مد آگے بڑھا آواز دی یارو سب مسلمانون نے طرف خداوند کے قصد کیا ہی اسوقت قدرت کو بچاؤ تمام کوہی اُسی مقام پر آ کے جمے تلوار چلنے لگی زمین و آسمان سے خون برس رہا تھا ہزارہا لاشہ اُسی مقام پر تڑپ رہا ہی ابر تیغ سے خون کی بارش ہی نہنگان دریاے جرأت کو شناوری کی کوشش ہی دریاے خون کی طغیانی کشتی حیات لقا پرستان طوفانی نقیب لشکر ترغیب دے رہے ہین ہان ای مردان عالم یہ وقت جرأت ہی دنیا ناپائدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی لڑ بھڑ کے نام کرو بزرگون کے نام روشن ہون وہ کام کرو مسدس

ہمنے دیکھا ہی تواریخ مین ای اہل نظر
وجہ ہو اُسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر

ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن کے باہر
یعنے وہ کہتا تھا یہ دست تہی دکھلا کر

زاد رہ ہیچ نداریم چہ تدبیر کنیم
صفرے دور و دراز ست و ما بیخبریم

ہنگامہ گیر و دار بلند کوہیان خودپسند مغرور و شکیر لیکن نہیب شمشیر فرزندان صاحبقران سے متحیر ایک جانب سے بادشاہ جمجاہ لڑتے ہوے قریب تخت لقا پہونچے سرخاب نعرہ کر کے مقابلہ مین آیا نگاہ پڑی شاہزادۂ داراب کشورکشا کی کہ میرا حریف وہ جاتا ہی بیچ مین مرکب ڈالدیا آواز دی او نامرد تو نے اسوقت از روے بلوے کے گرفتار کر لیا تھا اب تو مردان عالم سے آنکھ چار کر اُدھر کہان جاتا ہی ہمبر وار کر سرخاب نے جو داراب کو زخمدار دیکھا پلٹ پڑا آتے ہی ہاتھ تلوار کا مارا داراب نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا زخمی جان کے سرخاب لپٹ پڑا دونون گھوڑون سے کود کے چار جانب برق شمشیر چمک رہی ہی بیچ مین یہ کشتی مین مصروف ہوے لیکن کوہیون نے قصد کیا بلوہ کر کے داراب کو پھر گرفتار کر لین شاہزادۂ صف در وصف شکن ہاشم تیغ زن نے جو دیکھا کہ بھائی صاحب سرخاب سے لڑ رہے ہین ہمراہیان سرخاب نے بلوہ کیا ہی نعرہ کر کے قریب آے ایک جانب سے خورشید بن ہاشم آگئے کوہیون کو آواز دی او نامرد خبردار قریب نجانا دو جانب سے دو شیر آ کے شمشیر زنی کرنے لگے اتنی جو مہلت داراب نے پائی سرخاب کو لے دوڑے ہر چند سرخاب چاہتا ہی رکون لیکن اب شیر کے قبضے شکار آگیا زیادہ غصہ یہ کہ چاہتا ان دست چپ میری مدد کو آئے دس قدم تک اُسکو

ریل کے لاے ایک ہلہ مارا دونون گھٹنے سرخاب کے آشنائے زمین ہوے اسنے چاہا لنگر قایم کرون حریف زبردست
کب لنگر قایم ہونے دیتا ہی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکے زور کیا سرخاب کو اٹھا لیا ہر چند تڑپا لیکن داراب نے
سرے بلند کیا چہار جانب سے کوہی ٹوٹ پڑے کئی زخم داراب نے کھاے لیکن سرخاب کو نہ چھوڑا
زمین پر مارا ہاشم وغیرہ گھوڑون سے کود پڑے وہان خوب تلوار چلی کئی سو کوہی مارے گئے ہاشم وغیرہ شدید
خوب لڑے۔ داراب نے سینے پر گھٹنا رکھکے اس ہنگامہ مین بھی فرمایا حالا در شناختن پروردگار چہ میگوئی یہ سنکر
سرخاب نے جواب دیا او بے حرمزہ سر میدان تو نے آبرو لی اب مذہب کا سوال کرتا ہی لاکھ جان میری لات
و مناۃ پر نثار ہی داراب نے سر کھینچکر سرخاب کا پھینکدیا ہمراہیان سرخاب ٹوٹ پڑے داراب
کو سرداران داراب نے بمشکل مرکب پر سوار کر لیا لقا کو معلوم ہوا کہ سرخاب خانہ خراب واصل جہنم ہوا
سلیمان عنبرین موے کوہی قریب تھا لقا نے کہا ای بندہ خاص یہ سرخاب بڑا سبز قدم تھا اسکے آنے
ہی کسقدر کشت و خون ہوا قدرت نے اسکو سپہ سالار قدرت کے فرزند کے ہاتھ سے قتل کرایا سلیمان غصہ مین کانپنے
لگا مگر معتقد ہی سر جھکا لیا کہا یا خداوندا آپ سے ڈرنا چاہیے اسی طرح ہمارے مقدمہ مین بھی تقدیرات بر عکس کر دیے
ہین لقا نے کہا اسوقت تقدیر قدرت نے زبردست کی ہی حمزہ کو قتل کر سلیمان یہ سنکر خوش ہو گیا گینڈا بڑھا کر
جا پہنچا آواز دی او حمزہ کہان جاتا ہی آج تیری میرے ہاتھ سے قضا ہی صاحبقران نہان فوج کو میدان مین جنگ
کر رہے تھے سلیمان نے جو نعرہ کیا پلٹ پڑے آتے ہی سلیمان سے تیغ آور زن ہوے سلیمان جی مین خوش ہی
آج قدرت نے حمزہ کے قتل کی تقدیر کی ہی خبردار رکھکے ہاتھ مارا امیر نے سپر پر روکا آواز دی ای سلیمان ہوشیار
تیغہ عقرب سلیمانی چمکا کے قریب جا کر ہاتھ مارا اسنے سپر پر روکا تیغہ عقرب مثل برق گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوے
خود کو کاٹ کر سر پر زخم کاری آیا گینڈا ابھی اسکا مارا گیا سلیمان کود کر بھاگا ملازم اسکے دوڑ پڑے سلیمان نے کہا یارو
بر فرق خداوند زخمی ہوا ہی مین حمزہ کے مقابلہ مین بچاتا تھا قدرت نے تقدیر کر کے مجھکو زخمی کرایا سرخاب قتل ہوا
صاف ظاہر ہوتا ہی کہ قدرت کو بربادی خاندان کو ہمان منظور ہی صدہا ملک برباد ہوے جسدن سے قدرت
تشریف لاے سواے شکست کے فتح حاصل نہوئی یہ کہکے ہوادار پر سوار ہوا کہ اے یارو نکل چلو قدرت بھی چلے
آئینگے فوج سلیمان بیدل ہو رہی تھی سب بھاگے لقا نے جو پلٹ کے دیکھا سب کو ہی بھاگے جاتے ہین گھبرایا
پکارنے لگا او نامردو قدرت کو تنہا چھوڑ کے بھاگے جاتے ہو سبکو سنگ سیاہ کر دونگا کوہی ایسے گھبراے
ہوے تھے کہ کسی نے جواب بھی نہ دیا کہ رستم لڑتے ہوے قریب لقا پہنچے نعرہ کیا لقا نے گھبرا کے کہا او عملشاہ

اسوقت قدرت سے مقابلہ کرنا قدرت کو بہت غصہ ہو علمشاہ نے کہا اپنے اوپر غصہ اُتارو بموجب مثل قہر درویش
بر جان درویش لقا نے تیغہ چمکا کر رستم پر ہاتھ مارا رستم نے بازو بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر
پھینکدی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالے لگے لقا کو اٹھا لیا لقا نے غل مچایا ای بندگان من قدرت کو اس رومی بچے سے بچاؤ
قدرت گرفتار ہوے جاتے ہین اگر قید ہو گئے سبکو سنگ سیاہ کر دینگے کوہی تو ایسے بیزار تھے کہ اُنھون نے
پلٹ کے بھی نہ دیکھا لیکن سنجانی باختری مشتری حصاری دوڑ پڑے یہ تو سب جانتے ہین کہ ہماری زندگی کا
سہارا ہی ملک بہ ملک اِسکے ساتھ بھاگتے پھرتے ہین سب اِسکو خداوند جانتے ہین یہ بزرگی مانتے ہین اگر یہ
نہ رہیگا ہمکو کون پوچھیگا یہ سوچکر ٹوٹ پڑے صدہا نے اپنی جان دی آخر رستم اِسکو گرفتار نہ کرسکے ہاتھ سے
رستم کے چھوٹا زمین پر گرا باختری بے بھاگے سردار جھلاے ہوے قتل کرتے ہوے لشکر لقا کو چلے امیر نے
جب دیکھا سردار نہین مانتے تعاقب مین مصروف ہین صاحبقران نے آواز دی ای غازیان دیندار و ای
مجاہدان تہور شعار بھاگے کا پیچھا نہ کرو وہ شکست خوردہ ہین نکل جانے دو یہ فرماکر تلوار کو نیام انتقام مین کیا سب
سردار رک گئے صاحبقران نے سبکو ساتھ لیا دیکھا سردار بہت زخمی ہوے سردارون کے ہاتھ سے بہت
کوہی مارے گئے انتہا کا صدمہ ہوا لیکن ضبط کیا سبکو ہمراہ لیکر داخل لشکر ظفر اثر ہوے اول بارگاہ حشامی
مین گئے ملکہ نرگس جادو و شاہزادہ گلریز و ملکہ خنظل بھی ہاتھ سے آہنگ فلک سیر کے زخمی ہوے
تھے پہلے انکی زخم دوزی کو حکم دیا ملکہ خنظل تو محلات مین آئی اپنی دختر بلند اختر ملکہ نرگسی چشم معشوقہ شاہزادہ
سے آکر ملی ملکہ نرگسی چشم نے مان کو سلام کیا کہا ای مادر مہربان آپکو کچھ احوال شاہزادہ ایرج نوجوان کا بھی
معلوم ہی عرصہ دراز گذرا بر لے فتح طلسم اسکندریہ گئے تاجرون کی زبانی خبر سنی بعد فتح طلسم اُس شیر دلیر نے
طرف ہوشربا کے قصد کیا کوئی سردار صیقل آئینہ دار انکو دستیاب ہوا اُسنے رہبری کی طلسم ہوشربا کیطرف
روانہ ہو گئے گم ہو گئے انکے والد نامدار یاد مین اپنے نور نظر کے بیقرار رہتے ہین لیکن جری بہادر ہین زبان سے کچھ
نہین کہتے آپ یہان سے جاکر چند ساحرون کو روانہ کیجیے کہ وہ خبر مفصل لائین بلکہ کسی ایسے معتبر آدمی کو روانہ کیجیے
کہ انکو سمجھا کر پھیر لائے انکے والد نامدار سے انکو ملائے آپکا بڑا احسان ہوگا یہ سنکر ملکہ خنظل گھبرا گئی کہا واری
مین ابھی جاتی ہون کسی ساحر کو روانہ کرتی ہون بلکہ بعد انتظام طلسم آئینہ مین خود جاؤنگی شاہزادہ والا قدر کو یا تو
پھیر لاؤنگی یا خود ساتھ رہونگی ہوشربا مین شریک رہنا ہم ایسون کا واجب و لازم ہی اگر طلسم ہوش ربا مین ہم
گئے ہین وہان کے راستون سے بھی واقف ہین یہ کہکر ملکہ کی بلائین لین رخصت ہو کر باہر آئی صاحبقران

کے سامنے آکر کل کیفیت عرض کی صاحبقران نے آنکھون مین آنسو بھر کر فرمایا ای خنظل کیا کہین اُس
شیر کے ہونے سے بارگاہ مین سناٹا ہی دنگل پر اُس شیر کے غاشیہ پڑا ہی ہمارا کلیجہ پھٹتا ہی خنظل نے کہا لونڈی
جائیگی اسکا انتظام کریگی صاحبقران نے فرمایا بسم اللہ خنظل اسیوقت طاؤس پر سوار ہوئی قاسم کلیجہ تھامے
تیسرے دن بارگاہ آئے کہا ای خنظل مین سامنے جد عالی تبار کے کچھ نہ کہہ سکا لیکن واسطے ایرج کے دل بیقرار ہی
خنظل نے عرض کی لونڈی اسمین فکر معقول کریگی قاسم نے بھی بخوبی سمجھا دیا ملکہ خنظل جادو سامنے قاسم
کے طاؤس پر سوار ہوئی طرف طلسم آئینہ کے روانہ ہوئی یہان صاحبقران نے ملکہ نرگس و شاہزادہ
گلریز کی تین روز برابر دعوت کی تیسرے دن دونون نے عرض کی لونڈی غلام اب رخصت ہوتے ہین
صاحبقران نے فرمایا ای نرگس ہماری جانب سے ہمارے دوست صادق محب واثق عمرو سے کہنا
کہ شاہزادہ بدیع الزمان کو لاکر ہمسے ملاؤ اسد نامدار کے دیدار کے سب مشتاق ہین سب سردارون نے
عمرو کے واسطے نامے لکھے سب نامے ملکہ نرگس نے جھولی مین رکھے صاحبقران سے زن و شوہر رخصت
ہوے اُسوقت لشکر مین اک عزیو بتھا ہر شخص نے ملکہ نرگس کے قریب آکر عرض کی خواجہ عمرو کو سلام کہنا ایکجانب
سے کرب نامدار آنکھون مین آنسو بھرے ہوے قریب شاہزادہ گلریز کے آئے گلریز نے سنا ہو کہ یہ
طلسم کشا کے والد نامدار ہین قدمون سے لپٹ گیا کہا ای نظر کردہ بزرگان جو ارشاد ہو فرمائیے کرب نے کہا
ای گلریز نور نظر کے فراق نے ہمارا یہ حال کیا آنکھون سے نہین سوجھتا تلوار کھینچنے مین خفت کاٹ مین تلوار
کے فرق آگیا وہ شوکت و جلالت باقی نرہی کہنا ای نور نگاہ ای فرزند عالیجاہ اب اپنا روے زیبا ہمکو جلد دکھاؤ
تمھاری والدہ ماجدہ ملکہ زبیدہ شیر گیر آٹھ پہر روتی ہین اشکون سے منھ دھوتی ہین بیان ہمکرب کے
نرگس و گلریز خوب روے شور گریہ و زاری بلند ہوا صاحبقران کو خبر پہونچی کہ آج کرب نامدار کو یاد
فرزند نے بہت بیقرار کیا ہچکیان لگی ہوئی ہین ایسا نہو روح قالب سے نکل جاے صاحبقران باہر آئے
دیکھا کرب نامدار مثل ابر بہار زار زار رو رہے ہین ملکہ نرگس و گلریز کہہ رہے ہین حضور انشاء اللہ اِس
سال مین طلسم ضرور فتح ہوگا ان بلاؤن سے خدا بچائے اب آج کل مقابلہ ملکہ تاریک شکل کشش شروع
ہوگئے ہین اگر خدا نے اُس سے بخیر و عافیت بچایا حضور سب کا قول یہی ہی کہ اسد نامدار فتاح طلسم ہوشربا
ہی وہ شیر دلیر ایسا ایسا لڑا ساحرون کے دانت کھٹے کردیے بڑے بڑے کھیت پڑے زور و مارے گئے
یہ ہر مقام پر سرخرو رہے جرأت اپنے فرزند کی سنکر چہرہ کرب نامدار کا سرخ ہوگیا خوش ہوکر فرمایا ہمنے اسکو

پروردگار کے سپرد کیا ہماری جانب سے دعا کہنا اور کہہ دینا کہ ای نور نظر تمنے اپنے نانا جان کا نام روشن کیا پروردگار تمکو مظفر و منصور کرے صاحبقران نے کرب کو گلے سے لگا لیا فرمایا کہ بیٹا دو رکعت نماز شکر یہ بے نیاز کی ادا کرو جس معرکہ پر تمھارا بیٹا پہونچا اور جس طلسم پر دست انداز ہوا کبھی ایسا طلسم ہمکو بھی نہ ملا تھا کرب نے سر جھکا لیا کہا سب حضور کا تصدق ہی بمشکل ملکہ نرگس و شاہزادہ گلریز سب سے رخصت ہوے تخت پر بیٹھکر معہ چار سو کنیزون کے طرف طلسم ہوش ربا کے روانہ ہوے یہان لقا جو شکست کھا کے آیا غصے مین حکم دیا واسطے افراسیاب خانہ خراب کے نامہ لکھو کہ کیون او بیحیا بڑا مغرور ہی تو سراپا قصور ہی اہالیان حجرۂ بلا کو تقدیر کر کے قتل کرا دینگے قدرت سبکو مٹا دینگے ایسے ساحرون کو بھیجتا ہی جو سراپا غرور سے معمور قدرت کیسے غرور کو بھی پسند نہ فرمائینگے بہت سے مہملات لکھوا کر بطور مذکور روانہ کیا

دوکلمہ داستان ملکہ نرگس جادو و شاہزادہ گلریز کے طرف طلسم ہوش ربا کے گئے غزل

جادو مین کسطرف یہ ستمگر کہان نہین
ڈھونڈھو تو کس مکان مین وہ لامکان نہین
ایسا نہو کہ درد تمھاری کمر مین ہو
گلزار عاشقی سے کہین زعفران نہین
کیا اختیار ایسے تلون مزاج کا
تیار ہی فلک پہ سڑک کہکشان نہین
وہ دل اسیر دام بلا رہتا ہی مدام
ایسا تو زلف یار کا سودا گران نہین
جلوے کو تیرے کسلیے ہی مجھسے دشمنی
جو قائل کرامت پیر مغان نہین
ولے بھلا دیا ہی گلون ہی نے کیا مجھے
اپنا ہما فسر یقینۂ استخوان نہین

وہ سرزمین ہی کون جہان آسمان نہین
مجھسا بھی کوئی بلبل بے خانمان نہین
اچھا یہ بار گیسوے عنبر فشان نہین
کرتا دہان یار کی رنگینیون کا وصف
جو مہربان کبھی ہو کبھی مہربان نہین
جھوٹے ہمارے غم کی مین دعوت کرو نکالیا
جو کوچہ گرد گیسوے عنبر فشان نہین
نظرو نہین غیر کی جو سبک ہون تو کیا عجب
ای ماہرو یہ ہی دل عاشق کتان نہین
محو نظارہ دل تو وہ بت ہی حجاب مین
اب برق کو بھی یاد مرا آشیان نہین
کس لالہ رو کے گھر مین نہین دل پر قلق

دلمین نہین کہ آنکھون مین جلوہ کنان نہین
باغ جہان مین جسکا کہین آشیان نہین
عاشق کے رنگ زرد پہ ہنستا نہین ہی کون
مجبور ہی کہ غنچے کے منھ مین زبان نہین
اس غیرت مسیح کی گلی کے واسطے
قابل سگ حبیب کے یہ استخوان نہین
لون دیکے نقد ہوش تک آئے جو جنس یار
صد شکر طبع یار پہ تو مین گران نہین
کیفیت آ کے میکدہ مین دیکھ جائے وہ
حیران ہی آئینہ رخ جانان عیان نہین
وہ داغ مین اور مرتے مین جو کوڑی کوڑی کو
وہ کونسا چمن ہی جہان آشیان نہین

یہ دونون زن و شوہر یعنے ملکہ نرگس و شاہزادہ گلریز طرف طلسم ہوش ربا کے چلے ملکہ نرگس نے کہا صاحب راستہ اصلی ترک کرو کوہستان وخارستان کی جانب چلو ورنہ شمیم جالندری ملازم افراسیاب

رو کے گی شاہزادہ گلریز نے کہا مین تعاقب مین آہنگ فلک سیر کے اُس جانب سے آیا مکارہ گرفتار کرنے
لگی وہ کیا رہے گی اور کسی راستے سے جائینگے عرصہ ہوگا خواجہ عمرو فرمائینگے ایسے وقت مین ہمارے غمخوار
نہ حاضر ہوسے یہ وقت جانبازی ہی جلد پہونچنا مناسب ہی اسوقت مین ہر جانباز خیر خواہی کا طالب ہی چلو اِسی
طرف سے نکل چلین ملکہ نرگس نے کہا بسم اللہ طرف دربند جالندریا کے چلیے لیکن شمیم جالندری جب آئے
گلریز کو راستہ بھٹکا یا اپنی کنیزون سے صلاح کی کہ یہ جوان جاکر لشکر خداوند مین ضرور فساد برپا کریگا آہنگ
گھبرایا ہوا گیا ہی مقابلے مین بھی یقین ہی یہی غالب آئے یہ ذکر تھا کہ تیسرے دن خبر آئی کہ لاشہ آہنگ اُسکے
ملازم لیے ہوے آئے اِسنے اُن سب سے حال پوچھا معلوم ہوا مارا گیا کہا کیون صاحبو ہزارہا ساحر لشکر
خداوند مین گئے کوئی زندہ نہ واپس ہوا اب یقین ہی کہ اس طرف سے زن و شوہر بھی واپس ہون کنیزون سے
صلاح کر کے بالاے قلعہ آکر ٹھہری دیکھا زن و شوہر آتے ہین بس شمیم نے بڑھکر سلام کیا کہا ملکہ نرگس صاحب جنیاب
ساعت ہمارے قلعہ مین ٹھہر جائیے جو کچھ کچھ آش اس کنیز کو ممکن ہی تناول فرمائیے مین کچھ عرض بھی کرونگی زن و شوہر
ایسی چرب زبانی پر اتر آے دونون کو یہ استقبال کر کے دار العمارت شاہی مین لائی عرض کی حضور ہمارے تو
اعتقاد مین فتور آگیا ہزارہا ساحر براے مدد خداوند لقا اسی جانب سے گئے کوئی زندہ نہ پلٹا ہوشربا مین دمبدم
طلسم کشائی ترقی ہی لونڈی کو اپنے ساتھ لیے چلیے چلکر ملکہ مہرخ سے ملا دیجیے یہ سنکر نرگس جادو خوش ہوئی گلریز نے
کہا ملکہ آنکھون پر چلیو طلسم کشا جوہر شناس فلک اساس صاحب جوہر جری بہادر صاحب حسب و نسب اُنکے
لشکر سے ہم آتے ہین بزرگ اُنکے سب شفیق حسین فیاض ہم لونڈی غلام کے واسطے ہزارہا ملازم قتل کرا دیے
مگر ہماری داد کو پہونچے لشکر لقا مین مہلکے ڈالدیے چلتے چلتے کس لطف سے رخصت کیا ہی ایک ایک بخلق و مروت
ملا شمیم نے کہا اب آپکے سبب سے ہم بھی اُن صاحبون کو دیکھینگے ملاقاتین ہونگی گلریز و نرگس تعریفین خلق
و اخلاق صاحبقران کی کر رہے ہین شمیم نے فوراً سامان دعوت مہیا کیا طائفے بلاے سامان رقص و سرود
آراستہ ہوا گھڑی دو گھڑی تو اس ملعونہ نے دعوت سادہ کی جب دیکھا یہ سب کھانے پینے مین مصروف ہوے
کنیزون کو اشارہ کر دیا شراب مین بیہوشی ملائی جام آغشتہ بدارو دیے بیہوشی زن و شوہر کو پلاتے ہی یہ
بیہوش ہوے کنیزون کو بھی گرفتار کر لیا ان دونون کی زبان مین سوزن دیا مسلسل و مطوق کیا اب جو زن و
شوہر کی آنکھ کھلی اپنے کو بلا مین مبتلا پایا شمیم نے آواز دی مین نے تمسے لڑنا مناسب نجانا اب تمکو خدمت افراسیاب
مین روانہ کرتی ہون شہنشاہ قتل کرینگے قلزم جادو اپنے سپہ سالار کو بارہ سو ساحران غدار ہمراہ کر کے

حکم دیا ان گنہگارون کو خدمت مین شہنشاہ کی لیجاؤ قلزم ملکہ نرگس کو بر دریاے حسن دخبلی و شاہزادہ گلریز نہنگ دریاے جرأت کو زابہ بدرالکر قلعہ سے نکلا مگر جب ملکہ نرگس و گلریز اپنے قلعہ سے چلے تھے ملکہ سُرخ مو کو عرضی لکھ بھیجی تھی کہ ہم فلان تاریخ اپنے قلعہ سے روانہ ہونگے یہان لشکر اسلام مین آمد تاریک کا معاملہ ہو سبکو اپنی اپنی جان کی پڑی ہی ملکہ سرخ مو نے ایکدن ہلال سحر افگن سے کہا بہن مجھکو بڑا تردد ہی ہمشیرہ ہماری ملکہ نرگس اور بہنوئی ہمارے شاہزادہ گلریز اپنے قلعہ سے روانہ ہوے لیکن یہان نہین پہونچے مقام اقتشار ہی آٹھو پہر اُنہین کا انتظار ہی ہم چاہتے ہین اسوقت بدین مع عزیز و اقارب طلسم کشا پر نثار ہون شاید اُنپر راہ مین کوئی افتاد تو نہین پڑی ملکہ ہلال نے فرمایا اس زمانے مین افتاد پڑنا کیا مشکل ہی کسی ساحر نے روک لیا ہو معرکہ پڑا ہو ایک کنیز کو روانہ کرو اپنی آنکھون سے ملکہ نرگس کو دیکھ آوے مفصل خبر لاے ملکہ سُرخ مو نے اُسی وقت ایک کنیز کو روانہ کیا وہ گئی اور واپس آئی عرض کی اہالیان قلعہ سے ثابت ہوا دو ہفتے گذرے اپنے قلعہ سے کوچ کیا فلان منزل تک تو نشان معلوم ہوا یہ بھی سنا راہ مین کسی سے مقابلہ پڑا پھر نشان نہین ملتا یہ حال سنکر ملکہ سُرخ مو بہت پریشان ہوئین بے اختیار رونے لگین ناگاہ خواجہ عمرو تشریف لاے پوچھا کیون خیر تو ہی پریشان بہت ہو یہ ظاہر ہی کہ آجکل بلائین نازل ہین افراسیاب سامان دعوت تاریک سے مہلت پائیگا قیامتین برپا کریگا کوئی رنج تازہ پہونچا سُرخ مو نے آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی کہا اے شہنشاہ اوج عیاری و سپہر فلک بجز رفتار گردون غدار نئی مصیبت دکھاتا ہی انقلاب بیحساب پہونچاتا ہی اب تو یہ کیفیت ہی شعر

ز شمع تحت خواہم ز مہر ہمگنانرا
تازہ بتازہ تازہ ترے میرسد

خواہم کشم بہ یکسو از مردمان عنانرا دیگر
ہر دم ازین باغ برے میرسد

ابھی خبر آئی ہی ملکہ نرگس بہن میری و شاہزادہ گلریز شوہر اسکا اپنے قلعہ سے چلے راہ مین آکر غائب ہوگئے راہ مین کسی نے قید کرلیا افراسیاب آجکل یہان مصروف سامان جنگ و جدل ہی جابجا عملداری مین خلل ہی اب مین کہان تلاش کرون اگر انپر کوئی حادثہ پڑا اور ہمنے خبر نلی یہ بھی مشکل ہی رکن قصر حیات متزلزل ہی ابھی تو افراسیاب سامان دعوت تاریک مین مصروف ہو لڑائی اُس آدم خوار کی خوشی پر موقوف ہی اگر خلاف ہو تو مین جاکر بہن بہنوئی کو تلاش کرون خواجہ نے کہا مین برق و جانسوز کو روانہ کرتا ہون مین خود انکی تلاش مین جاؤن سُرخ مو نے کہا اسوقت مین آپکا لشکر سے دُور بھر جدا ہونا مناسب نہین ہی مین جا بجا تلاش کرونگی اگر پتہ ملگیا فبہا ورنہ بہت جلد واپس آؤنگی یہ ذکر تھا کہ مہر چالاک بن عمرو آیا کچھ ہنستا ہوا آنکھون مین آنسو بھی بھرے ہوئے عرض کی قبلہ و کعبہ کیا عرض کرون

اسوقت غلام آپکا دربار افراسیاب مین گیا تھا کچھ جادوگر شکست خوردہ کوہ عقیق سے آئے انھون نے بیان کیا کوئی آپکا رفیق اور ایک شاہزادی والا قدر لشکر صاحبقران مین پہونچے وہان بڑی لڑائی پڑی اُنکا افسر آہنگ فلک سپر جادو مارا گیا یہ تو شکست کھاکے چلے آئے وہ زن و شوہر وہین رہگئے عمرو نے کہا ای ملکہ شرخ مو معلوم ہوتا ہی کسی وجہ سے ملکہ نرگس و گلرو پیرتا یہ لشکر صاحبقران پہونچے یہ تو دریافت ہوا کہ وہان لڑائی پڑی بہانکا ساحر مارا گیا اب اُنپر راہ مین کوئی افتاد پڑی بیٹا چالاک بڑھکر خبر تو لو اپنے کوتا بہ دربند جالندر یا پہونچا و ہمشیرہ ملکہ شرخ مو کی خبر لاؤ شرخ مو بہت پریشان ہین شرخ مو نے عرض کی اُستاد بال بال گنہگار اُنکی فلک در پئے آزار ہی مین پتا لگاکے آؤنگی چالاک نے کہا مجھکو جانے دیجیے عمرو رونے لگا کہا ای ملکہ اتنا عرصہ دراز ہوا لشکر سے اپنے جدا ہوے تمام لشکر اسلام سنکر یہ بھی گھبرا گیا ہمین بھی متردد ہون فراق مین اپنے آقائے نامدار کے یہ کیفیت ہم پہونچی ہی بمضمون اشعار اشعار

خفا کیطرح خلق سے عزلت گزین نہین	ہون اسطرح حبا نہین کہ گویا نہین ہون نہین	مین وہ نہین کہ تم ہو کہین اور کہین ہو نہین
مین ان تمہارا سایہ جہان تم قرین نہین	اس در پہ شوق سجدہ سے فرش زمین ہون نہین	مانند سایہ سر سے قدم تک جبین ہو نہین
تاراسا تو بہ ہون مین نگین مین کی برنگ آہ	تا م آسمان پہ ہو طرز زمین ہو نہین	ہون مضطرب خیال رخ پر ہین شکن میرے بال
پر اڑکے جا پہونچتا کہین ہون نہین دیگر	غم نامہ اپنا صفحہ محشر سے کم نہین	ہو شور الغیاث سر پر قلم نہین
گو اضطراب دلکو بیان کرتے ہم نہین	ہر جو لگاہ ہو رگ بسمل سے کم نہین	ایسے دو چار اشعار اپنے آقا کی یاد

مین عمرو نے پڑھے کہ سب رونے لگے چالاک نے فوراً باندھا عیاری جسم پر آراستہ کیے عرض کی غلام کو بعنایت رخصت دیجیے انشاء اللہ انکو تلاش کرکے لاؤنگا ہر چند شرخ مو نے کہا چالاک ہمین جانے دو چالاک نے کہا کچھ تردد نہ فرمائیے یہ کہکر فوراً روانہ ہوا بعد جانے چالاک کے عمرو نے کہا ای ملکہ شرخ مو انصاف کر دیا ایک لاکھ چوراسی ہزار ایک بچونکا افسر ہی عیاری مین سب سے بہتر ہی صاحبقران میرے فرزندون کی بڑی قدر کرتے ہین اسوقت اپنے بھائیون کو یاد کرکے بیقرار ہوا اس خواہش سے گیا ہی کہ خبر خیر و عافیت تو سبکی سنون یہ کہکر عمرو باہر نکلا تردد مین مصروف ہوا حال یہان کا تحریر ہوگا لیکن مہتر چالاک بن عمرو فی الحقیقت مشتاق خبر لشکر ظفر اثر خواہان حالات برادران نامور لشکر سے نکلا بھاگا ہوا جاتا ہی ایک مقام پر اُسنے دیکھا کہ دن قلیل باقی ہی ایک سائیس ایک مرکب کو تھامے ہوے قریب درہ کوہ کھڑا ہی چالاک رنگ روغن عیاری کا لگا کر اک گنواری کی صورت بنکر سامنے سائیس کے آیا پوچھا بھائی مرکب یہ کسکا ہی سائیس نے کہا ہمارے

مالک شکار کھیلنے آئے ہیں آہو زخم کھا کے درہ کوہ میں آیا اسکو ڈھونڈھنے گئے ہیں چالاک نے پوچھا تمہارے
مالک کا نام کیا ہے سائیس نے کہا قلزم جادو نام ہے قیدیوں کو لیکر دربند جالندریا سے چلے ہیں خدمت افراسیاب
میں جاتے ہیں چالاک سمجھا حباب مار کر سائیس کو بیہوش کیا ٹانگ پکڑ کے اسکو تو کنارے ڈال دیا گھوڑا تھام کے
کھڑا ہو رہا بعد تھوڑی دیر کے قلزم جادو اپنی موج میں آہو کی ٹانگ پکڑے ہوئے کھینچتا ہوا باہر آیا آہو کو شکار بند
سے باندھا گھوڑے پر سوار ہوا چالاک نے رکاب پر ہاتھ رکھ لیا ساتھ ساتھ چلا تھوڑی دور پر آ کے دیکھا بارگاہ
استادہ ہے ابالیان فوج فروکش ہیں کنارے لشکر کے آکے اترا چالاک سے کہا گھوڑا لیجا کر تھان پر باندھو چالاک
نے گھوڑا لیجا کر تھان پر باندھا ٹہلتا ہوا در بارگاہ پر آیا قلزم تو اندر بارگاہ کے ہے چالاک ٹہلنے لگا ایک طرف
سے طبلے سارنگی کی آواز آئی چالاک نے دریافت کیا معلوم ہوا میاں قلزم کی آشنا آبرو دار بی محیط گلعذار
بڑی نامی کسبی مجرا کر رہی ہے چالاک بھی ٹہلتا ہوا آیا محیط کو جھک کر سلام کیا کہا صاحب ہم بھی ذرا ٹھیکہ چھیڑیں
بارہ ماسہ سنائیں محیط ہنسنے لگی سائیس کو پہچانتی ہے کہا او ٹھٹے تو سائیسوں کا کام جانتا ہے یا گانے بجانے میں بھی
دخل ہے صرف تھان کا ٹرا ہے نگوڑا شکور کہنہ لنگ ہر وقت اپنی جان سے تنگ چالاک نے کہا بی محیط صاحب
سائیسی علاوہ ہے ہمنے بھی گانا سیکھا ہے ہمارے گانوں میں بڑے بڑے گانے والے رہتے ہیں یہ کہکے طبلہ
اپنے آگے ہٹا یا پہلے تو کچھ اینڈے بینڈے ہاتھ مارے جب سب ہنسنے لگے تو چالاک نے پہلے تو سیدھا سیدھا
ٹھیکہ بجایا پھر ٹکڑے باندھنے لگا زبان سے بول بھی کہتا جاتا ہے اب تو سب ڈنڈھاڑی تعریفیں کرنے لگے کہا
میاں اپنا نام تو بتاؤ چالاک نے کہا پودینہ نام ہے محیط بہت ہنسی کہا میاں پودینہ کوئی غزل بھی یاد ہے
کہا حضور ہم شعر کہتے ہیں ابھی ایک غزل کہی ہے سن لیجیے اب تو سب مشتاق ہوئے پودینہ نے غزل گائی غزل

آنکھیں مری تلووں سے وہ ملجائے تو اچھا
جو دل کہ ہو بے داغ وہ جلجائے تو اچھا
ہو تجھ سے عیادت جو نہ بیمار کی اپنے
اژدر کوئی انسان کو نگل جائے تو اچھا
تاثیر محبت عجب اک حب کا عمل ہے
کانٹا سا کھٹکتا ہے نکل جائے تو اچھا
دل گر کے نظر سے تری اٹھنے کا نہیں پھر

ہے حسرتِ پابوس نکل جائے تو اچھا
بیمارِ محبت نے لیا تیرے سنبھالا
لینے کو خبر اسکی اجل آئے تو اچھا
اے گریہ نہ رکھ میرے تنِ خشک کو غرقاب
لیکن یہ عمل یار پہ چل جائے تو اچھا
ہاں کچھ تو ہو حاصل ثمر نخل محبت
گرنے سے پہلے ہی سنبھل جائے تو اچھا

جو چشم کہ بے تم ہو وہ ہو کور تو بہتر
لیکن وہ سنبھالے سے سنبھل جائے تو اچھا
کھینچے دل انسان کو نہ وہ زلف سیہ فام
لکڑی کی طرح پانی میں گل جائے تو اچھا
فرقت سے تری تار نفس سینے سے میرے
یہ سینہ پھپھولوں سے جو پھل جائے تو اچھا
وہ صبح کو آئے تو کروں بات نہیں دو پہر

او بچا ہون کہ دن ہنسو اسا ڈھل جائے تو اچھا
جب کل ہو تو پھر وہی یکون کل کیطرح سے شام
دل اسکا یہین کچھ بہل جائے تو اچھا
ڈھل جائے جو دن بھی تو اسی طرح کرون شام
گر آج کا دن بھی یونہین ٹلجائے تو اچھا
ہو قطع رہ عشق مین گر ذوق و طلب شرط
اور پھر کہون گر آج سے کل جائے تو اچھا
القصہ نہین چاہتا وہ جائے یہان سے
جون شمع تو اب ہی کے پگھل جائے تو اچھا

اس طرح اس غزل کو چالاک نے سر ہلا ہلا کے گایا سب تعریفین کرنے لگے محیط نے کہا میان پودینہ تم تو خوب گاتے ہو یہ کمال کیونکر حاصل کیا کہا صاحب استادون کی برسون ٹہلین بھرین جب یہ باتین حاصل ہوئین یہ کہکر محیط سے اشارہ کیا مٹھی سے نکال کے اشرفیان دکھائین محیط بھی پودینہ تجھپر ستا ہی اس نگوڑے کی اشرفیان نہ لین تو کچھ کام کیا یہ نگوڑا کیا ہاتھ لگا سکے گا رعب مین رہجائیگا ہاتھ پکڑ کے کہا ارے پودینہ آج شکار کا حال بیان کر میان نے کہ شکار کیسے یہ بھی رفیقی بھی ساتھ ہو لی گوشہ مین لیکر پودینہ نے پانچ اشرفیان نکالین کہا بی محیط ہم بھی تمھارے حوض مین غوطہ لگائین گھوڑے کا دانہ کھا کر یہ مہرین جمع کین محیط نے اشرفیان تو ہاتھ مروڑ کر چھین لین پپے پکڑ کے دو طمانچے مارے کہا کیون نگوڑے مالک سے کہدون پودینہ ہاتھ جوڑنے لگا کہا صاحب ہماری اشرفیان دیدو اب ہم کبھی ایسا ارادہ نہ کرینگے محیط نے کہا اچھا جا کل دیدینگے چالاک نے کہا اچھا صاحب یا ہمری مہرین دو یا وہ بات مان لو محیط نے کہا جا دور ہو ارے اس دریا مین بہت سے ڈوبے کوئی نہ ابھرا اچھا جا نہین مالک سے کہکے سزا دلوا دونگی چالاک نے اپنے پاس سے ایک بیڑہ پان کا نکالکر کہا اچھا بی بی میرے ہاتھ کا بیڑہ تو کھا لو مہرین تمپر صدقے کین محیط نے بیڑہ کھایا کھاتے ہی لڑکھڑا کے گری اسکو چالاک نے اٹھا کر ایک صندوق مین بند کیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر محیط کی شکل بنکر باہر نکلا نانکہ نے پوچھا پودینہ کو کیا کیا چالاک نے کہا امی جان اسکا ذکر نہ کرو اشرفیان مین نے لین آخر گردن مین ہاتھ دیا اشرفیان سبکے سامنے ڈالدین نانکہ خوش ہوگئی چالاک اسکی شکل بنکر بیٹھا ہی اب فکر ہی کہ کچھ تدبیر کرون آج شبکو قلزم کو دریا کی دکھاؤن غرق محیط بلا کرون کشتی ساحران ڈوبے ملکہ نرگس و گلریز کو گرداب آفت سے نکالون یکایک بڑا شور ہوا کہ قلزم جادو آتا ہی سبنے کہا آج نئی بات ہی کبھی قلزم نہ آتا تھا اتنا بڑا افسر اعلی کوئی باعث ہی چالاک گھبرایا کہا امی جان مین تو بھول گئی کیا کبھی خیمے مین ہمارے نہین آیا نانکہ نے کہا بیٹا تم بھول جاتی ہو جیسے تم نوکر ہو مین وہ اس خیمے مین کبھی کا ہیکو آیا چالاک نے جلدی سے لوٹا اٹھایا کہا مین پیشاب کر آؤن تم انکو بلا کے بٹھا لو یہ کہکے چالاک بیت الخلا مین گیا قلزم گھبرایا ہوا آتے ہی سب سے پوچھا محیط کہان ہین نانکہ نے کہا میان خیر تو ہی اسوقت تم گھبرائے ہوئے کیون ہو لونڈی تمھاری پیشاب کو گئی ہی

کیا کچھ رات کو لڑکے آئی تھی مجھسے مفصل کہو قلزم نے کہا جلد اُنکو بلاؤ تم کیا جانو میری جان بر صدمہ ہی دیکھیے جان
کیونکر بچتی ہی چالاک نے یہ سب باتین سنی لوٹا پاخانہ مین رکھکر کود کے نکل گیا دوسری جانب سے ایک فقیر کی
صورت بنکے اُٹھ کھڑا ہوا سوال کرکے بیٹھ گیا یہان جب عرصہ ہوا قلزم نے کہا ارے جلد بلاؤ نائکہ کانپتی ہوئی
دوڑی اور نوچیان ساتھ ہین اُنسے کہتی ہی محیط کی بدمزاجی نے مجھکو مارا رات کو لڑی ہوگی نازک مزاج ہی وہ
نوجوان تنخواہ الگ دیتا ہی گھر کا سارا خرچ اُسکے ذمے عید ہولی دیوالی وغیرہ مین جوڑے بنا دیتا ہی آج سبت ہی
غصے مین ہی ارے تم سب ملکر اُسکو سمجھاتا بد صورت ہی تو بلا سے چار پیسے تو دیتا ہی ہم لوگ رئیسون کو راضی
کرکے چار پیسے لیتے ہین ایسی خدمت کرتے ہین گھر والون کو بھلا دیتے ہین قلزم نے جو دیکھا نائکہ قریب پاخانہ
کے کھڑی گھبر گھبر کر رہی ہی چلا کر اُٹھا کہا ارے صاحب جلد محیط کو بلاؤ نائکہ نے کہا کسیان تمھارے آنکی
خبر سنکے بڑ لائی پیشاب کو چلی گئی ابھی آتی ہی قلزم نے کہا تم کیا جانو اپنی کہے جاتی ہو میری آبرو جو بنی ہی یہ کہکے
پاخانہ مین خود گھس گیا دیکھا خالی لوٹا رکھا ہی قلزم سر پیٹنے لگا کہا بڑی بی تمنے ایسی گھبر گھبر کی وہ سمجھ گیا دیکھیے
اب میری جان کیونکر بچتی ہی ہاے میری آشنا کہان ہی نائکہ نے کہا بیٹا صاف صاف کہو قلزم نے کہا مین بارگاہ
مین بیٹھا تھا میرے پیر نے مجھکو خبر دی کہ عیار خیمے مین محیط کے پہونچا اُسکی صورت بنا بیٹھا ہی مین دوڑا کہ جا کے
اُسکو گرفتار کرلون تمنے عرصہ کیا وہ بھاگ گیا اب تو نائکہ بھی پیٹنے لگی نوچیان پچھاڑین کھاتی تھین ہی ہی ہماری
باجی اماں کہان گئین آپ کا سائیس پودینہ آیا تھا اُسی نے اچار بنایا پہلے چاشنی دکھائی طبلہ بجایا پھر الگ
بلا کے لیگیا ابھی تو وہ آکے بیٹھی تھین قلزم نے تلاش کیا دیکھا صندوق مین محیط بیہوش پڑی ہی اتنے
عرصہ مین سردار بھی قلزم کے آنے سے بینے کہا حضور عیار کو پکڑا اُسنے کہا صاحب وہ بڑا مکار ہی میرے پہنچنے
پہونچتے وہ نکل گیا آشنا کو میری صندوق مین بند کر دیا بڑی خیر ہوئی لیکن اب ہوشیار رہو محیط جو لگی گھرائی
ہوئی کہا صاحب دیکھو وہ نگوڑا پودینہ مجھکو کیا کیا باتین کہتا تھا قلزم نے کہا ملکہ تصدق اُتارو جان تمھاری
بچ گئی اب دیکھیے مین تا بہ لشکر افراسیاب کیونکر پہونچتا ہون وہ ابھی اسی لشکر مین موجود ہی رنڈی سے تاکید
کی خبردار یہان کوئی غیر نہ آنے پاے خوب سمجھا کے باہر نکلا چالاک فقیر بنا ہوا یہ سب کیفیت دیکھ رہا تھا جب قلزم
یہ سب انتظام کرکے طرف اپنی بارگاہ کے چلا لیکن ساتھ والون سے کہا میرا سائیس درہ کوہ مین بیہوش پڑا ہی
اُسکو جلد ہوشیار کرکے لاؤ چالاک یہ سنتے ہی بھاگا کہ جان بچے بھلے ہوے دل سے کہتا ہوا کہ یہ ملعون بڑا ہوشیار
ہی یا تو اپنی جان دونگا یا ملکہ نرگس وغیرہ کو رہا کرون یہ سوچتا ہوا درہ کوہ مین آیا سائیس کو کنارے ڈالدیا

آپ اُسکی شکل بنکر اُس مقام پر لیٹ رہا قلزم کے لوگ آئے اسکو ہوشیار کیا چالاک اُٹھتے ہی رونے لگا کہتا ہوا
چلا حضور مین نے کیا خطا کی تھی جو مجھکو یہان ڈالدیا بیٹے کہا ارے تو کیا جانے عیار نے آکے تجھکو بیہوش کیا
تیری شکل بنکے مالک کی رنڈی کے خیمے مین پہونچا ہمارا آقا بڑا ہوشیار ہی فوراً خبر پاگیا وہ عیار نہ ملا چالاک
نے کہا حضور مین نوکری نہ کرونگا یہ باتین مجھکو نہ سکھائیے بڑھاپے یار دوست کوئی نہ تھا مین نے ہرن کو
گردن پر نہ لادا اسی خطا پر مجھکو یہان ڈال گئے روتا پیٹتا سامنے قلزم کے آیا دوڑکر قدمون سے لپٹ گیا کہا
حضور میری تنخواہ بیباق کیجیے مین اپنے گھر جاؤن آپنے مجھکو درۂ کوہ مین ڈالدیا کوئی جانور آتا مجھکو کھالیتا
ابھی مین نیا دھر نکار کے آیا ہون جورو نوجوان محلے والے بدمعاش خوشیان کرتے ہونگے کہ اچھا ہوا بوڑھا مرگیا
مین گاؤن مین جاکر کھیتی کرونگا نوکری مین جان کا خوف ہی قلزم نے کہا ارے سُن تو اسمین میری کیا خطا ہی
عیار بیہوش کرکے ڈال گیا میری ہی جان جکھی اگر مین جلدی تدبیر نکرتا میری رنڈی کی شکل بن چکا تھا اتفاق سے
مین نے بیٹھے بیٹھے خیال کیا چالاک نے کہا حضور میرا کلیجہ جل رہا ہی جتنی دیر مین سویا بڑے بڑے خواب دیکھے
فوج لیکر بڑے بڑے وزیر آئے مجھکو تخت پر بٹھاتے تھے آپکے لوگون نے جاکر جگادیا میری سلطنت مٹ گئی اب
کنارے چلئیے تو مین مفصل حال آپسے کہون اب بھی میرے سامنے بڑے بڑے تماشے ہو رہے ہین لوگون نے
کہا بیہوشی کا نشہ ہی ایسی ایسی باتین کرتا ہی حضور آپکا پرانا نوکر ہی اسکو تسکین دیجیے قلزم نے ہاتھ پکڑ لیا تنہا خیمے
مین لایا کہا بیان کر کیا تجھکو معلوم ہوتا ہی کہا گویا سب خداوند آئے ہین مجھکو بلاتے ہین مین کہتا ہون مین نہ
جاؤنگا میری جورو کو پکڑنے جاتے ہین کالے کالے آدمی مجھے ڈراتے ہین قلزم سنتا جاتا ہی اور کہتا ہی گھڑی
دو گھڑی مین تیرے ہوش درست ہو جائینگے کوئی نہ تجھکو گرفتار کرے گا ہم گھر پر تیرے فوج روانہ کردینگے تیری
جورو کی حفاظت کرینگے کوئی اُسکو نہ پکڑ سکیگا چالاک نے کہا نہین صاحب میرے گھر پر نہ کسی کو بھیجیے میری
جورو بڑی بدمزاج ہی سبکو گالیان دیگی اسی طرح کی باتین کرتے کرتے چالاک نے باتون مین مصروف کیا یکایک
گھبرا کر کہا دیکھیے کالے آدمی خیمے مین آگئے قلزم پلٹا چالاک نے حلقۂ کمند گلے مین ڈالدیے حباب مارا قلزم
بیہوش ہوا چالاک نے قلزم کی زبان مین سوزن دیا چٹائی مین لپیٹ کر اسکو گٹھڑا کر دیا پٹی بیہوشی کی دماغ پر
چڑھادی آپ بشکل قلزم تاج پہنکر باہر آیا بیٹے کہا حضور پیو دیبہ کو کیا کہا اُسکو بیہوشی کا نشہ تھا مین نے سحر
کرکے اُسے سولادیا ورنہ سرپٹک کر مرجاتا مین ابھی فیصلہ کیے دیتا ہون قیدیون کو قتل کر ڈالون فساد مٹ
جائے عیار لشکر مین آگیا ہی کسی اور صورت سے مجھ تک پہونچے گا جلد قیدیون کو لاؤ آپ اُچک کر تخت پر بیٹھا

مصاحب گرد شمن ہوے داروغہ قید خانے کا گیا ملکہ نرگس و شاہزادہ گلریز کو دربار مین لایا زن و شوہر غرا
اپنے حالِ زار پر رو رہے ہین نرگس جادو کہتی ہی دیکھو صاحب کس لیے چلے تھے کیا کیا صدمات اٹھانے
لیکن معلوم ہوتا ہی ہماری خبر لشکر اسلام مین پہونچ گئی کوئی عیار آیا اُسنے عیاری کی اُسی غصے مین قلزم نے
ہمین تمھین طلب کیا ہی ارادہ اُسکا قتل کا ہی گلریز نے کہا جو مرضی خدا کیا چارہ ہی اپنی تو یہ کیفیت ہی اشعار

ہر دم دلِ خون گشتہ مین اک جوشِ جنون ہی
برگشتہ جو قسمت ہی مرا بخت نگون ہی
جو آہ ہی سینے مین وہ فوارۂ خون ہی
قائم ہی بنا درد کی فریاد سے اپنے
پھر جاتی ہی سینے کو مرے آہ بھی اُلٹی
جو نالہ ہی ایوانِ محبت کا ستون ہی

اپنی حسرت و یاس لائق بیقراری کیفیت اپنی قابل اشکباری بخت رسا نے یہ رسائی کی صاحبقران کی قدمبوسی
نصیب ہوئی لیکن فلک نے اس بلا مین پھنسایا اب قلزم قتل کریگا ہمین سب سے زیادہ صاحب تمھارا
غم ہی افسوس اس زمانے مین جاکر شریک لشکر اسلام ہوتے جان اپنی نثار کرتے تقدیر کو نہ منظور ہوا انہین معلوم
ہم سے کیا قصور ہوا ایسے کلمات حسرت آیات زن و شوہر مین ہوتے ہوے اپنی مصیبت پر روتے ہوے
بارگاہ مین سامنے قلزم کے آئے قلزم نقلی نے دیکھتے ہی بقہر و غضب تمام آواز دی کیون ای نرگس و گلریز تمھارے
ساتھ افراسیاب نے کیا برائی کی کیون نرگس کبھی تجھکو شہنشاہ نے آنکھہ دکھائی یون یکایک نگاہ پھیر لی ہی
بس بہتر یہ ہی سامری و جمشید کو سجدہ کرو ورنہ ابھی قتل کرڈالونگا گلریز نے کہا او بیحیا مرنے سے کسے ڈرتا ہی
جسدن سے افراسیاب سے بگڑی اُسیدن سے جان اپنی طلسم کشا پر نثار کی تجھسے جو ہوسکے قصور نکر مجھسے
اطاعت کی امید نہ رکھہ قلزم نے قبضے پر ہاتھہ ڈالا کہا مین تو تمکو زندہ تا بہ افراسیاب لیجاتا لیکن فرزند عمرو نے
اگر مجھکو ستایا میری آشنا کو بیہوش کیا اب بھی میری فکر مین ہوگا میرا سحر مجھکو خبر دے رہا ہی مین تمھارا تو خاتمہ کردونگا
یہ کہکے تخت سے اُٹھا کہا تمکو اپنے ہاتھہ سے قتل کرونگا سرداروں نے کہا آپ کیون تکلیف کرتے ہین چالاک
نے کہا خبردار کوئی صاحب دخل نہ دو تلوار چمکاتا ہوا قریب نرگس آیا کہا دیکھو مین اک بات سمجھاتا ہون اگر
نہ مانوگی بہت پچھتاؤگی سر جھکاکے کان مین کہا ای ملکہ نرگس منم چالاک بن عمرو نرگس حیران ہوگئی کہ کیا کہا
کیا چالاک نے گلریز تو حیران ہو کہ میری زوجہ سے کیا چپکے چپکے باتین کرتا ہی یہ ہنسی کیون کچھ سحر نہ کردے لیکن
اک رفیق قلزم کا کسی کام کو اُس خیمہ مین گیا ہاتھہ قلزم کا چٹائی سے باہر نکلا ہوا تھا اسنے گھبراکے چٹائی کو کھولا
دیکھا کہ ایک شہنشاہ اندر ایک باہر ایک کے دو بنگئے یہ کیا معرکہ ہوا دیکھا دماغ پر پٹی بیہوشی چڑھی اور زیادہ گھبرایا
کہ یہ پٹی کس نے چڑھائی ڈرتے ڈرتے پٹی اُتاری چھینٹا پانی کا دیا قلزم نے گھبرا کے آنکھہ کھولی رفیق نے کہا

حضور یہ کیا سحر کی ہی آپکو کون چٹائی مین لپیٹ گیا آپکی شکل کا دوسرا آدمی تخت پر بیٹھا عدل کر رہا ہی قیدیون کو بلا کے
قتل کا حکم دیا چاہتا ہی قلزم نے کہا غضب ہوا ارے وہی عیار ہی مین نے بڑا دھوکا کھایا سائین بنکر وہی
آیا تھا غصے مین اسباب سحر لیکر چلا چالاک نرگس سے باتین کرتا ہی گلریز پر بھی اپنا حال ظاہر کیا زن و
شوہر کو اپنی عیاری سے ماہر کیا لیکن کہتا ہی شکو شراب مین بیہوشی پلا کے بیہوش کرون لشکر بیت لائی نرگس
کھنچی ہوئی ہی مہتر والا گوہر ہمراہ لیان فوج سے بھیج لینگے کھوڑے کھڑے شکست دینگے چالاک کو خیال ہی ایسا نہو ایسا
کوئی زخم ہو جب ملکہ سرخ مو پریشان ہونگی یکایک اندر سے خیمے کے نعرہ ہوا باش او عیار مکار ستم قلزم جادو
چالاک نے پلٹ کے قلزم کو دیکھا نرگس و گلریز کی زبان سے سوزن لیا اور پلٹ کے دربار والون سے
کہا ارے یارون اسکو لینا اسکا کلیجہ تو دیکھو یہ بدولت کی شکل بنکر آیا ہی رفیقون نے اسباب سحر ہاتھ مین لیے جنگ
قلزم اصلی چھپٹے اُن سبھون نے گولے نارنج ترنج قلزم جادو پر مارے قلزم پر شعلے آگ کے گرے یہ
گالیان دیتا ہی او نامرد و کیا ارے بیہودہ عیار ہی اسکو پکڑ لو مین تمہارا بادشاہ قلزم جادو ہون چالاک
اپنی کہے جاتا ہی ارے یارو اسے مارلو میری شکل بنکر بارگاہ مین گھس آیا جتنے ساحر بارگاہ مین تھے سب قلزم
اصلی پر ٹوٹ پڑے کسی نے قریب جا کر ہاتھ تلوار کا مارا کسی نے دور سے تیر سحر کمان مین پیوست کیا خطا کا رکو
نشانہ بنایا کسی نے ماش کے دانے پھینکے قلزم اگر ساحر زبردست نہوتا ٹکڑے ٹکڑے اڑجاتا زخم تو دو تین کھا
دو چار ساحرون کو مار اسکو جیسے کے پھینکدیا مثل برق چمک کر بلند ہوا اس عرصے مین نرگس و گلریز بھی اٹھے
چمک چمک کے گرنے لگے چالاک تو علیحدہ ہوا جب قلزم نے دو تین زخم کھائے دس مصاحب اپنے
قتل کیے اور چالاک غائب بھی ہوا یعنے ساحرون مین مل گیا اب سبنے جانا کہ ہمارا مالک یہی ہی اتنے عرصے مین
نرگس و گلریز بھی اڑتے ہوئے بارگاہ سے باہر نکلے ملکہ نرگس نے بڑھکر اپنی کنیزون کو بھی رہا کیا اٹھتے ا
ان سبنے بھی سحر کیے اب قلزم نے ساحرون کو آواز دی چہار جانب سے گلریز و نرگس پر بلوہ ہوا لیکن
نرگس نے سیکڑون کو اشارہ مین مار اجسپر نگاہ ڈالدی دیوانہ ہو گیا نرگس کا بیمار ہوا اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا نظم

ہم زبان خوار یہ کہ گر وعدہ وفا ہوتا
کبھو نکہ لب غلط وعدے سے پیغام ادا ہوتا
جنت کی ہوس نا غلط بیجا ہو کر عاشق ہوتا
اکبھ ہمکو فلک دیتا اگر غم مین مزا ہوتا

مرنا ہی مفر تھا وہ آتے تو کیا ہوتا
اچھی ہی وفا مجھسے جلتے ہین جلین دشمن
ہان سیر مین جی لگتا گر دل نہ لگا ہوتا
ہی صلح عدو بے حظ تھی جنگ غلط فہمی

ایک ایک دم سو سو دیتی ہی جواب اسکا
تم آج ہوا مجھو جور رو جزا ہوتا
اس تلخی حسرت پر کیا جانئے کیا الفت
جیتا ہی تو آفت ہی مرتا تو بلا ہوتا

ہوتا تھا وصال اک شب قسمت میں ہمارے گو
جب میں نہ ہوا اپنا وہ کیونکہ مرا ہوتا
اچھی مری بدنامی تھی یا تیری یہ رسوائی
ناخن جو نہ بڑھ جاتے تو عقدہ نہ وا ہوتا

تو مجھ سے خفا ہوتا میں تجھ سے خفا ہوتا
اس بخت پہ کوشش سے تھکنے کے سوا حاصل
گر چھوڑ نہ دیتا میں پامال جفا ہوتا
ہم بندگی بت سے ہوتے نہ کبھی کافر

ہے بیخودی دائم کیا شکوہ تغافل کا
گر چارۂ غم کرتا رنج اور سوا ہوتا
دیوانے کے ہاتھ آیا کب بند قبا اسکا
ہر جائے گر ہی مومن موجود خدا ہوتا

بعضے اس بیقراری میں گریبان چاک منہ پہ خاک مبہوت بیباک پکارتے پھرتے ہیں نظم

عارض میں تمھارے کیا صفا ہے
وہ تیغ نگہ کا پر تلا ہے
دو لاکھ فریب حضرت عشق
نقشہ کف پائے یار کا ہے
مارا ہے دکھا کے دست رنگین
دل روز دعائیں مانگتا ہے
جوبن پہ ہیں ابھو نار پستان
بندے کا بھی ای بت خدا ہے
رونے میں ہیں یاد دانت اسکے
وہ بت اک قدرت خدا ہے

منہ آئینہ اپنا دیکھتا ہے
بیمار جو تیری چشم کا ہے
بندہ نہ کیے گا بت خدا ہے
گردش میں ہے چشم زیر ابرو
شاہد مرے خون کی حنا ہے
کانٹوں سے یہ کہ رہی ہے تتلی
نخل قد یار کا پھلا ہے
گرتی نہیں کیوں سفر مری روح
ہر گوہر اشک بے بہا ہے

دنبالہ جو سرمہ کا بنا ہے
نرگس پہ کب آنکھ ڈالتا ہے
سب کہتے ہیں جسکو ماہ کامل
کیا نیچے چرخ پر چڑھا ہے
پھر آگئے بہار پھر ہو وحشت
مجنون مرا برہنہ پا ہے
بیوہ جو بھر گئے ہو پھر جاؤ
کیا بند عدم کا راستا ہے
وصف اسکا قلق ہو کس زبان سے

غرض یہ جادو نے دیکھا کہ ملکہ نرگس جادو نے سیکڑوں کو آنکھ دیکھاتے ہی دیوانہ کر دیا
دیوانے غل مچانے لگے زنجیریں ہلانے لگے یہ جوان طرف قلزم کے اڑتا پھرتا چالاک بھی حقہ باسے آتشبازی مار رہا ہے ساحروں کو للکار رہا ہے کبھی کسی کے سحر میں پھنس جاتا ہے ملکہ نرگس اپنے کو ہوشیار ہو بچاتی ہے چالاک کو بچاتی ہے عیاری پر اسکی ناز ہے کہ کیا کارنمایاں ہوا حقیقت میں یہ عیار ہر مقام پر اپنی جان دیتے ہیں اگر انکا قدم ہوتا تھمنا ہوشربا میں دشوار تھا زخم کھاتی ہے مگر چالاک کو بچاتی ہے مگر یہ قریب قلزم کے پہونچا چالاک اور نام و نمود میں آ پہونچا اب کہاں بچ کے جائیگا انشاءاللہ کبھی اس شمیم سے بھی بچیں گے شمیم کے دماغ میں ٹھہر غرور ہے بھرا ہے مکارہ کو معلوم ہوگا انشاءاللہ چند روز میں طلسم ہوشربا معدوم ہوگا بادشاہ اسلام کے ڈنکے بجینگے امیر کا بھی داخلہ ہوا چاہتا ہے کہاں کنیزوں پر جاتا ہے جیسے آنکھ چار کر مردان عالم پر وار کر قلزم کا دریائے غیرت جوش میں آیا جنگ سے کنارہ نہ کیا اتنا خوب جانتا ہے اب زندگی حباب دریا ہے جوش جرات میں مگر یہ تنہا

ہی اُسمین سحر چلنے لگا دونون نے دریادلی دکھائی قلزم بھی جان اُڑا رہا ہی دل سے کہتا ہی بموجب مثل چون آب از
سر گذشت چہ یک نیزہ چہ یک دست یہ سحر جبر سحر کرتا ہوا قریب گلریز پہونچا ہاتھ تلوار کا مارا گلریز نے سپر سحر کو
گردش دی تاریکی پیدا ہوئی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا اُس حال مین گلریز نے تیغہ سحر مارا قلزم گھبرا گیا
سپر سحر تک نہ اُٹھا سکا گلریز کا ہاتھ پڑا قلزم کا بھنڈارا اُکھل گیا غرق دریاے عدم ہوا آوازین مہیب آنے لگین
قلزم کے مرنے سے سیکڑون چشمے خشک ہوگئے بناہ پانی دشوار تھی بیرون کو جوش خروش تمام ساحر خاموش
آواز آئی کسیمرا نام مین قلزم جادو افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم گلریز قلزم کو مار کر ساحرون کی
جا پڑا ہزارون بچیا مارے گئے ہزارون جان بچا کر بھاگے ہزارون نے چادر ہلائی الامان الامان کی صدا بلند ہوئی
کوئی بیتاب ہو کر پکارا ہم دین طلسم کشا قبول کرتے ہین سعادت دارین حاصل کرتے ہین گلریز و نرگس
نے ہاتھ روکا کئی ہزار ساحر مطیع الاسلام ہوے چالاک بن عمرو کو گلریز نے گلیسے لگایا پوچھا ای مہتر والا
ای قوت بازوے خواجہ عمرو آپ کو کیونکر معلوم ہوا چالاک نے سب کیفیت بیان کی لیکن بیتاب ہوکے پوچھا
حال صاحبقران زمان و سرداران لشکر و کیفیت عیاران نامور جلد بیان فرمائیے دل مشتاق ہی ملکہ نرگس نے
ہنسکر کہا لشکر اسلام کے عیارون کا کیا پوچھنا سامنے لقا کے آکر ہمکو چھڑایا قید سے اپنی جان کا بالکل خوف نہ کیا
جرات و جوانمردی یہ ہی ظاہر ہو کر ساحر و غیر ساحر سے لڑے خوب معرکہ پڑے خدا سلامت رکھے خود صاحبقران
اگر شریک ہوے کل سردار ہماری مدد کو آے بڑے کھیت پڑے ماشاء اللہ ہمارے واسطے جانباز و سرفروش کیا
کیا لڑے دو روز ہم صاحبقران کے مہمان رہے سب صاحبون نے واسطے خواجہ عمرو کے نامے و پیام دیے
ہین انشاء اللہ اب چلکر پیشکش کرینگے دامن مراد گل آرزو سے بھرینگے چالاک نے کہا آجکل لشکر مین قیامت
برپا ہی دیکھین تاریک کیا اندھیر کرتی ہی ہم رخصت ہوتے ہین نرگس و گلریز نے عرض کی انشاء اللہ ہم بھی آ
پہونچتے ہین ایک ایک لمحہ ہمکو ناگوار ہی ہمشیرہ صاحبہ کا انتظار ہی غرض اسی وقت لشکر تیار کیا چالاک
رخصت ہو کر روانہ ہو گیا ملکہ نرگس جادو و شاہزادہ گلریز خوشخوش لشکر ظفر اثر تیار کرکے طرف لشکر مہرخ
کے روانہ ہوے انکو تو راہ مین چھوڑ دو

دو کلمہ داستان مصیبت خیز و حسرت انگیز طبل جنگی بجوانا ملکہ تاریک شکل کش کا و دیگر حالات متعلق داستان ہذا ساقی نامہ

| ای بادہ جام نکتہ دانی | وی جام شراب مہربانی |
| ای غنچہ عزیز می نوش | |

وہ بے ستی و نشۂ مے ہوش
گھٹی مین جو انکی مے پڑی ہی
پستانِ رزچہ کباب انھین ہی
ہین شیرِ رزچہ کی طرح پرجوش
مستی سے ہین لوٹتے سرِخاک
ہی طفلکِ شیرخوار ہرگل
گلشن کی تری ہی شیرِ پستان
بوجوم رہی ہی پھول کے گال
طفلِ گل کو ہنسا رہے ہین
غنچہ جو مچلتا ہی چٹک کے
کردے لی شراب ناب نیکی
دنیا مین جو آگئے عدم سے
آغوش کے پالنے مین جھولے
جامے مین ہر ایک شخص پھولا
خیرات سے در کا قفل ٹوٹا
اس ذکر مین کیا ہو موشگافی
آغوشِ سخن لبِ قلم ہی
آغوشِ کرم مین جی رہے ہین
گر ہی بھی تو گود مین مچلنا
دل ہی غمِ دنیوی سے روٹھا
ہر آنکھ ہی معدنِ لعابی
واقف نہ ملال سے نہ غم سے
چلاؤ تو چپ رہین جھجک کے

طفلی کا نگاہ مین سمان ہی
مینوشی سے کام ہر گھڑی ہی
شکل انکی ہی سائلِ مے لال
بچون کی طرح نہین ذرا ہوش
باغون مین بھی ہی بہارِ طفلی
صدقے مین اتر رہی ہی بلبل
پھولون کو صبا کھلا رہی ہی
شبنم جسے کہتے ہین وہ ہی رال
پتے ہین نظیرِ دستِ مادر
برگ اسکو سلاتا ہی تھپک کے
لاطفلکِ جام کو کھلالون
مٹی کی حنا لگی قدم سے
مادر کو لقب دیا زچا کا
ہر سو ہوا غل جیسے جھنڈوا
ہر وقت رہے خوشی کے جلسے
تھا صرف اشارا اشنا کافی
اب اور ہی کچھ ادھیڑبن ہی
لیٹے ہوے دودھ پی رہے ہین
مشاق ہین دودھ ڈالنے مین
مرغوب ہی چوسنا انگوٹھا
مٹی کو سمجھتے ہین بچھونا
کچھ خوف نہ اژدہے کے سم سے
خوش ہو گئے جب بجائی تالی

ہر رند پہ طفل کا گمان ہی
شیرِ مادر شراب انھین ہی
ٹپکی پڑتی ہی جام پر رال
اطفال کی طرح ہوکے بیباک
نخلون مین پھلا ہی بارِ طفلی
ہی شاخِ شجر نظیرِ پستان
آغوشِ شجر بلا رہی ہی
غنچے چٹکی بجا رہے ہین
آنچل ہی گلون کو مے کی چادر
لگھنا ہی بہار بچپنے کی
قلقل سے سنو صدائے غون غون
مشہور جہان ہوے جھڑولے
دل خوش کیا باپ کا چچا کا
لوگون نے زرِ مراد لوٹا
بڑھکر ہوے جشن آج کل سے
طفلی کی بہار اب رقم ہی
کھلتا نہین کس مزے کی دھن ہی
اٹھنا ہی نہ بیٹھنا نہ چلنا
لیٹے ہین مزے سے پالنے مین
ہی درج دہن گہر سے خالی
توڑا جو کوئی ملا کھلونا
سوئین جو سلائیے تھپک کے
شرمائے اگر زبان نکالی

جس نے لیا گود مین اٹھایا
رونے لگے ایڑیان رگڑ کے
سن پا کے جو گھٹنیون چلے ہین
منھ موتیون سے بھرا خدا نے
بن بن کے بگڑتے ہین گھروندے
جب دیکھیے کھیل کی پڑی ہی
آنکھین ہین لڑی ہوئی سبق سے
مغموم غم عتاب مین ہین
بڑھنے لگی حافظے کی طاقت
ہونے لگی بزم جہل برہم
نازل ہوئین سب بلائین سر پر
ہر وقت کے پیش و پس نے گھیرا
شادی نے لیک کے ہاتھ پکڑا
نصرت سمجھے شکست سمجھے
وہ کھیل نہ ہین نہ وہ کھلونے
ہوش آیا لڑکپن اپنا کھو کر
راحت کا نچوڑ بس یہی ہی
انجام حیات ہی بڑھاپا
وہ موت بشر حیات یہ ہی
دے بادۂ لالہ گون کا اک جام
اب رنج و الم کا سامنا ہی
میخانے مین آج شور و شر ہی
ساقی کی نگاہ پھر گئی ہی

چوما چپٹا گلے لگایا
مان نقد نگاہ وارتی ہی
پھل نخل مراد مین کھلے ہین
تُتلا کے جو بات کر رہے ہین
سبزے جو کہین ملے وہ روندے
پڑھنے لکھنے کا جب سن آیا
صفحے سے سطور سے ورق سے
ہجون کے سمجھتے ہین مطالب
ہونے لگے صاحب لیاقت
سب بھولے وہ بچپنے کے اشغال
صدمہ ہوا فکر کا جگر پر
پھانا خشش و تیغ دنیوی نے
مان باپ نے بیڑیون مین جکڑا
واقف ہوے درد اہل غم سے
نرغا کیا ایک دل پہ سو نے
پچھتاتے ہین سب اسے گنوا کر
آرام کا توڑ بس یہی ہی
یہ عیش و نشاط کی ہی بانی
وہ غم کی خوشی کی رات بیگہ
طفلی کی سنا چکے کہانی
کیا رنگِ فلک دکھا رہا ہی
رندون پہ بلا ے ناگہ آئی
میخوارون کی جان پر بنی ہی

مچلے جو کبھی زمین پکڑ کے
پیارا کہکر پکارتی ہی
ہین دانت انار کے سے دانے
مینا کو بھی مات کر رہے ہین
پروا نہین دھوپ اگر کڑی ہی
آغاز کتاب کا دن آیا
اُستاد کے رعب و داب مین ہین
ہی خوف ادب دل پہ غالب
پانے لگے خلعتِ معلم
محنت کا ہوا نصیب جنجال
دل آرزوے ہوس نے گھیرا
تا کا گردون کی کجروی نے
دنیا کا بلند و پست سمجھے
آگہ ہوے کاہش و الم سے
سب بھول گئے سیانے ہو کر
روتے ہین سب اسکو عمر پا کر
یہ جامۂ عیش ہی سراپا
بانی فساد ہی جوانی
اے ساقی جم حشم دل آرام
ہی جوش پہ موسم جوانی
ساقی کی نگہ سے آج ڈر ہی
اے پیر مغان تری دُہائی
ذکر تاریک رو سیہ ہی

یہ منزلِ سخت ہو کہیں طی | لکھنا ہو قشرِ بلا کا مضمون | تاریک ہو صاف قصرِ مضمون

اب فکر ہی جوشِ بحرِ غم ہی | مضمون مصیبت و الم ہی | رہروانِ جادۂ مصیبت و الم و طی

کنندگانِ منازلِ رنج و غم بآبلہ پاے آبلہ وار اِس صحراے پر بلاے مضامین حسرت آگین کو یون طی کرتے ہین شعر

جو ہین منشیانِ بلاغت نشان | وہ لکھتے ہین اِس طرح یہ داستان | سابق مین تحریر ہوا کہ تاریک

نے بزورِ نقشِ جمشیدی کوکب و برہمن کو بلایا نور افشان نے روک کر دو پتلے بنا کر بھیجے تاریک
یہ معرکہ دیکھکر بہت جھلائی میدان مین آکر منھ سے اسقدر دھوان چھوڑا کہ قصر بنکر تیار ہوا اُسمین داخل ہوئی
دو پتلے دروازے پر واسطے چوکی پہرے کے مقرر کیے اندر بیٹھکر شراب پینے لگی مقرری خوراک کے آدمی
افراسیاب نے بھیجے تاریک نے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے افراسیاب نے اُسوقت نقارۂ زری بجوایا
لشکر کفار مین ہنگامہ ہوا کل تاریک شکل کش مقابلہ کریگی یہان بارگاہ ملکہ مہرخ مین سب سردار جمع
ہین ناگاہ لیلاے شب نے موے مشکین کھولے چادر ظلمانی نے تمام عالم کو گھیر لیا ضیاے مہر تابان معدوم
ہوئی چہار جانب تاریکی معلوم ہوئی شب ہولناک ہر سمت اندھیر لشکر غم و الم نے گھیر لیا ملکہ مہرخ حیران
و پریشان سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہین ذکر لشکر افراسیاب و تاریک خانہ خراب ہو رہا ہی کہ جوانان
لشکر اسلام حیران و مضطر و ناکام آکر حاضر ہوے ہاتھ اُٹھاکر دعا و ثناے بادشاہی بجالاے مسدس

شفق گلگون ہو جبتک سحر کے روے نیلو کو | کرے آراستہ تا شام زینی موے گیسو کو
ثریا نور تن تا کہکشان کی ہووے بازو کو | کرے وسمے سے تا قوس قزح سبزانی ابرو کو

لبِ پان خوردہ دشمن کے لہو سے تیرا خنجر ہو
سرِ بدخواہ فندق تیری انگشت سنان پر ہو

شہریار عالم کی عمر دراز ہو دشمن مبتلاے مجلس سوز و گداز ہو واضح ہو کہ تاریک ملعونہ نے طبل جنگی بجوادیا کل
اُسکا ارادہ ہی کہ نکل کر مقابلہ کرے افراسیاب مصروف عیش و نشاط ہی خوشیان ہین کہ کل اہل اسلام کو قتل کرو
ملکہ مہرخ نے بلا تکلف حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی طبل جنگی بجے جو کچھ کہ نقاش ازل
و کاتب قسمت نے ہمارے مقدر مین تحریر کیا وہی پیش آئی ہی یہان بھی نقارۂ رزمی کڑکڑا دیا اشعار

بزد طبل زن آنچنان طبل زن | کہ در دیدہ میت نہیبت کفن | ہو طبل زن دہل زن کہ تحسین او
بہ مین دین او دین او دین او | تمام لشکر مین خبر ہوئی کہ کل تاریک میدان کارزار مین آئیگی سارے

لشکر مین تلاطم ہر سمت ہنگامہ شب ہولناک ہوے لیلاے شب کھلے ہوے ہر سمت تاریکی اندھیرا اشعار

سپاہی وہ اُس رات کی ہولناک
کسیکے نہ باقی رہے عقل و ہوش
کوئی جان دینے پہ آمادہ تھا
مصیبت مین تھے سب وہ راحت پسند
کہین سُرخ مو بال کھولے ہوے
مشوش نہ [illegible]
مصیبت مین سردار لشکر [illegible]

گریبان مہتاب تھا چاک چاک
اندھیرا ہر اک سمت تھا آشکار
کوئی مثل تصویر استادہ تھا
یہ کہتے تھے اُٹھ کے مر جائینگے
پریشان و مضطر غم و رنج سے
ہوا **باغبان** کا بھی پژمردہ دل
نہ راحت نہ عشرت نہ وہ انتظام

ہوا فوج اسلام مین غم کا جوش
دلون پر غم و رنج کا تھا غبار
کوئی اشکبار اور کوئی دردمند
مرینگے وے نام کر جائینگے
شکیل دلاور کو تھا رنج و غم
بہار اُس چمن مین تھی افسردہ دل
ہزار ہا خوف جان سے بھاگے

جاتے ہیں خوف **تاریک** سے قلب تھراتے ہین کوئی فرزند کو گلے لگا کر کہتا ہے اے نور نظر مین پیر زمین گیر ہون تجھسے میرا نام روشن ہے بچ بیٹا لشکر سے نکل جا تیری زندگی سے ہمارا نام روشن رہیگا یہان جفا و بدعت ہیگا باپ نے بجوش محبت یہ کہا فرزند نے بجرأت جواب دیا اے والد نامدار بڑے افسوس کی جا ہے نمک ملکہ مہرخ کھا آرام و چین پایا ہم ایسے حقیرون کا مرتبہ بڑھایا سپاہی تھے افسر بنایا اسوقت مین انکو چھوڑین مصیبت مین منہ موڑین جہان جائینگے قضا ساتھ ہے ہمارا گریبان اُسکا ہاتھ ہے کوئی نہ ہمیشہ جیا ہے نہ جیے گا اگر چارپائی پر پڑ کر مرے کیا مزا ملا عمر بھر بدنام رہے بعد مرگ نمک حرام کہلاے وہان بھی قادر مطلق پوچھے گا سوال و جواب مین عاجز رہینگے محبس مصیبت ملک عدم ہوگا مقام خاص جہنم ہوگا باپ نے خوش ہوکے بیٹے کو گلے لگایا فرمایا مرحبا صد مرحبا مین تیرا امتحان کرتا تھا بیٹا سپاہی نام پر مرتے ہین عدالت رب اکبر سے ڈرتے ہین مردون مین یہ چرچے نامردون کو بھاگنے کی فکر ہے ہر مقام پر یہی ذکر ہے **تاریک** صبح کو اندھیر مچائیگی ایک ایک کو کھا جائیگی نکل چلو کہین اور نوکری کر لینگے کون بدنام کرے گا کمبخت افسر سے نہ بنی اگر برا جانتے ہو ہمسے نہ لو دس برا کہینگے دو کہین گے اچھا کیا خوب کیا جان بچائی مرنے سے کیا فائدہ جو مارے گئے انکو کیا فخر حاصل ہوا ملکہ مہرخ نے اُنکے گھر والون کو کیا نہال کر دیا بڑا کمال یہ ہوا دس یا پانچ روپیہ مہینا خون بہا مین مقرر ہوا جب ہم مرے اہل و عیال بھوکون مرین یا فاقے کرین اپنی جان تنگ سارا افرا ہی شکوہ شکایت کیسیکا بجا ہے لشکر اسلام مین جا بجا یہ ہنگامہ کہین شور کہین غوغا کہین تیاری جنگ کوئی جان سے تنگ کوئی آمادہ حرب و پیکار کوئی مضطر و بیقرار لشکر **افراسیاب** مین غلغلہ ہے کل اہالیان لشکر مہرخ قتل ہونگے ہم

مال و اسباب لوٹینگے ان لوگون نے بڑے مال جمع کیے شہرون سے خراج آتے ہین ایک ایک غنی ہوجائے گا
کہین شادی کہین غم کہین عیش کہین الم دونون لشکرون مین ہنگامہ عظیم ایک جانب سجادے بچھے ہین ایک سمت
ہوم خانے آراستہ کوئی اپنے پیدا کرنے والے کی مدد کا طالب کسیکو نام سامری جمشید پر ناز حق و باطل کا سامنا

ہوا مرغ شب جب الم سے ہلاک
برآمد ہوا شرق سے یک بیک
گلشن دہر ہے اداس اداس
دل پہ ہے ابر حسرت و حرمان
کف افسوس برگ ملتے ہین

دیگر

سحر کا گریبان ہوا چاک چاک — ملے خاک غم منہ پہ مہر فلک
رخ افلاک پر کدورت ہین — نجم سب مائل مصیبت ہین
عالم حزن اور حسرت و یاس — ہے ہر اک وحش و طیر نالہ کنان
نخل ماتم کی طرح نخل چمن — غمکدہ ہے بنا ہر اک گلشن
آتش رنج و غم سے جلتے ہین — صبا خاک اڑا رہی ہے جھوکون سے

ہوا کے رونے کی صدا آ رہی ہے سبزہ مائل بہ پامالی لالے کے چہرے پر غصے سے لالی موے سنبل پریشان چشم نرگس
اشک فشان سرو چمن کو سکتا خوف تبر سے لرزان چشمے ابل رہے ہین درختون پر آرے غم و الم کے چل رہے
ہین عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی بھولین پہلوے گل ترک کیا گریہ و زاری مین مصروف طائرون کو رنج و مصیبت
کا وقوف قمری کی کوکو سے ہوش اڑتے ہین سرو و شمشاد اکڑنا بھولے صحرا کو اس پہاڑ ٹکرا رہے ہین سنگدلون کو
بھی غش آ رہے ہین ناگاہ **افراسیاب** مثل فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوا پوجا پاٹ کر کے باہر آیا حیرت تخت پر
سوار ہوئی لشکر ساحران غدار تیار ہو کر حاضر ہوا نوبت نقارے بجواتا ہوا **افراسیاب** طرف میدان کارزار
کے چلا یہ تو تحریر کر چکا ہون کہ لشکر سے الگ ملکہ مہرخ نے ایک خیمے مین **اسد و مہ جبین** کو چھپا دیا چند ساحر
وہان مقرر کیے **ضرغام شیر دل** کو برائے حفاظت مقرر کیا دسو دولت ملکہ مہرخ پر ملکہ بہار و **نافرمان**
وغیرہ آکر ٹھہری ہین انتظار آمد شاہنشاہی مر رہے ہے پوچھ رہے ہین برآمد ہونے مین ہمارے
بادشاہ عالی وقار ملکہ مہرخ نامدار کے کیا عرصہ ہے کنیزین عرض کرتی ہین ملکہ عالم برآمد ہوا چاہتی ہین یکایک
پردہ زنبوری کھنچا غراٹے کی آواز ہوئی دیکھا سب نے ملکہ مہرخ اداس چہرے پر ہوائیان اڑتی ہوئین نہایت
حیران و پریشان ظاہر مین اطمینان سب سے پہلے بڑھ کر ملکہ بہار نے سلام کیا باغبان نے پایۂ تخت کو بوسہ دیا
ملکہ سرخ موے **کاکل کشا** سامنے آئین **ہلال سحر افگن** بڑھی اسیوقت ملکہ **نرگس** و شاہزادہ گلریز آکر
پہونچے مجرے سے مشرف ہوے خواجہ عمرو نے دوڑ کر ملکہ نرگس کو گلے سے لگا لیا ملکہ نرگس نے جھولی سے
نامہ **صاحبقران** زمان کا نکالا خواجہ عمرو کے ہاتھ مین دیا سب سردار اسی مقام پر ٹھہر گئے کہا خواجہ نامہ

صاحبقران زبان باواز بلند پڑھیے ہم سب مشتاق ہین عمرو نے اُس مکتوب غم والم کو کھولا صاحبقران
کی طرف سے مرقوم تھا اے ساحران نامی و اے سرفروشان گرامی تم سب نے میرے نواسے اسد نامدار و عمرو عیار
کا ساتھ دیا مین تم سب کا ممنون و مشکور رہون تمھارے پاس آنے مین مجبور رہون لیکن فراق فرزند نور عین
راحت جان شاہزادہ بدیع الزمان مین اب بہت بیقرار ہون جو ساحریان برلے مدد لقا آئے تھے انکی
زبانی سنا کہ آپ لوگ بڑی بلا مین مبتلا ہین کوئی ساحرہ تاریک شکل کش آئی ہی بلاے حجرہ دوم کہلاتی ہی
بندگان خدا کو چیر پھاڑ کر کھا جاتی ہی اُسکی بدعت سے خدا آپ سب صاحبون کو بچائے خواجہ عمرو کو لکھا تھا
برادر بجان برابر ای یار شاطر ای محب باطن وظاہر ای افسر خیر خواہان ای معین و مددگار لشکر مسلمانان ای تاج
سر حمزہ عرب ای نمک خوار با ادب ای مونس و غمگسار ای سرفروش و جان نثار حمزہ پر تیری جدائی اب
بہت شاق ہی دل ملاقات مسرت آیات کا بہت مشتاق ہی ہمنے سنا تمھارے اوپر نزول بلا ہی یعنے تاریک
ملعونہ کوئی بد بلا ہی خدا اُسکی بدعت سے تم سب کو نجات دے اب ہمسے ملنے کی تدبیر کرو ہمپر بھی یہان ہنگامہ ہی
کفار کا چہار جانب سے بلوہ ہی بڑے بڑے ساحر آتے ہین اپنے اپنے شعبدے دکھاتے ہین تمھارے فرزندون
نے خوب نام کیے بڑے بڑے کام کیے جادوگر جن چنگے مارے اگر کل کیفیت لکھین خط تمام نہو یہ چند اشعار
ابدار موافق ہمارے حال مصیبت مال کے ہین

نظم

زادم کہ پر دجلوہ صیاد در قفس
دیدین بہر دو این اسیر شد آزاد در قفس
بکشود کس بہ سلسلہ ام چشم در چمن
از بلبلان شنیدن فریاد در قفس
سودا شنیدہ ام کہ بہ مطلع سیریم
آن او گذشت بلبل و صیاد در قفس

نے گل بخاطرم نہ چمن یاد در قفس
گل رانمی شناسم و نے روشناس گل
از بیضہ تا برون شدہ افتادہ در قفس
تیر است از بلاے دل در دا آشنا
روز نے عجیب حادثہ رو داد در قفس

شادی نہ از بہار و نہ غم از خزان بدل
ہستم زتخم مرغ قفس زاد در قفس
باشد نصیب سامعہ صید پیشگان
ہر نالہ زمرغ چمن زاد در قفس
من مردم از تغافل او شد بقید غم

یہ نامہ جو عمرو نے اپنے آقاے نامدار کا پڑھا روتے روتے ہچکی لگ گئی
سردارون کے رومال پر رومال تر ہونے لگے آج سبکو معلوم ہوا صاحبقران و خواجہ عمرو مین یہ رازو
نیاز ہین مصاحب کیسے یہ اُنکے مونس و دمساز ہین عمرو نے گریبان پھاڑ ڈالا کہا بخدا جی چاہتا ہی اسی وقت
اپنے کو خدمت مین اپنے آقا کی پہونچاؤن مگر اسد کے پاؤن مین زنجیر ہی نکل جانے کی کیا تدبیر ہو روتے ہوے
سب سردار جلوخانے سے باہر نکلے ملکہ مہرخ کے تخت کو گھیرے ہوے ایک ایک کے منہ پر مردنی چھائی ہوئی

ہر ایک کو گمان ہی کہ ہم ہی میدان کارزار مین جائینگے تاریک چیر پھاڑ کر کھا جائیگی افسوس لاش کو دفن کفن بھی نہ ملیگا اس حسرت و یاس بین میدان کارزار مین آئے دیکھا افراسیاب برے فوج کے جمار رہا ہی تار کیے دھوئین سے سر لگائے بیٹھی ہی اک دیونی ای کہ جھوم رہی ہی سر کے بال مثل نیشتر کھڑے ہوئے دس آدمی کھا چکی ہی گرد ہڈ بان پڑی ہین لختے خون کے سینے پر جمے ہوئے دیکھکر دل تھرا آتا ہی کیا مہیب سراپا ہی پتلی گرتی کالی صورت بیچاری مورت حیرت تخت پر منھ پھیرے ہوئے بیٹھی ہی نگاہ حسرت سے بہار کو دیکھ رہی ہی بہار سے نگاہ جو ملگئی اشارہ کیا کہ اری کمبخت بھاگ جا اس بلا سے اپنی جان بچا لے باپ کو کیا جواب دوگی یہ تصویر صفحہ ہستی سے مٹ جائیگی اُسی طرح اشارے مین بہار کا جواب ہی ای حیرت مغرور سنو یہ بلا رد ہوگی غیب سے مدد ہوگی تکیہ ہمارا پروردگار پر ہی سوائے پیدا کرنے والے کے کسی سے نہین ڈرتے مرنا ہمارے واسطے زندگی سے بہتر ہی یہ لشکر صاحبقران نامور ہی حیرت نے سر جھکا لیا افراسیاب بھی مخمور و بہار کو بنگاہ محبت دیکھکر ٹھنڈی سانسین بھرتا ہی دل سے دعا کرتا ہی یا سامری و جمشید دلکو مخمور و بہار کے پھیر دو میرے پاس چلی آئین اب میدان کارزار آراستہ ہونے لگا صفین مثل صف مژگان جم گئین سقون نے آب پاشی کی تبرداروں نے جو نخل کہ حائل نظر تھے کاٹ کر پھینک دیئے میدان مثل آئینہ کے تیار ہوا نقیبون کو حکم ہو بچا گویون کے لڑکے میدان کارزار مین آئے سرود بجائے یہ اشعار عبرت آمیز حسرت خیز پڑھے قطعہ

نہ سکندر رہی نہ دارا نہ فریدون باقی
صاحبِ جاہ و حشم قبر کو محتاج رہے
تھا کہان جمشید کسیجا تھا فریدون کو قرا
ہست فرد دفتر احوال صاحب خانہ

نہ ہی ضحاک نہ خسرو نہ ہمایون باقی
کیا کہین حالِ جہانِ بے ثبات عبث سا
قصر و ایوان تو کہان ملتے نہین انکے نشا

نہ وہ دیہیم رہے اور نہ وہ تاج رہے
آج تو تختِ طلا ہی کل ہی مرقد کا کنار
ہر کجا افتادہ مینی خشت در ویرانہ

اس نظم کو جو نقیبون نے پڑھا نقشہ موت کا آنکھون کے سامنے پھر گیا سخن سنج غم و رنج مین مبتلا ہوا کسیکا بھائی کو خیال باپ کو بیٹے کا ملال یکایک نقیب ہٹے تاریک نے لشکر اسلام کو دیکھکر اک قہقہا مارا افراسیاب سے کہا اب ہماری خوراک ہی ایک ہی دن مین قصہ پاک ہی یہ کہکے تیلے سے اشارہ کیا ہان ان سبکو للکارے منھ بدمزا ہو رہا ہی شراب پی ہی گزک کی خواہش مین چراغ ہون یہ سنکر تیلہ میدان مین آیا آواز دی کہا ای یاغیو تم مین سے جسکو تمنا مرگ کی ہو نکل آئے مین ایک ادنی غلام ملکہ تاریک شکل کش کا ہون مجھسے مقابلہ کر دجواب دو یا قدمون پر افراسیاب کے گرو اب مہلت نہ ملیگی یہ جو اس نے پکار کر کہا سرداران چرخ کو جوش آیا مرنیکا ہوش آیا سب سے پہلے

ملکہ نافرمان عالیشان کہ ہمیشہ سینہ سپر کرتی ہی جان دینے پر مرتے ہی طاؤس سے اپنے کود کر سامنے ملکہ مہرخ
کے آئی مہرخ نے تخت رکھوا دیا گلے لگا لیا کہا اے نافرمان جسدن سے تم شریک ہو مین کبھی نافرمانی نہین کی
ہمسے تمھارا فراق نہ اُٹھے گا جی چاہتا ہی سب سے پہلے ہم جائین تم سب نے ہمکو افسر بنایا اس مرتبۂ اعلی کو پہنچایا
نافرمان نے عرض کی جو روز اول سے قاعدہ مقرر ہو گیا اُسکے خلاف نہو اس راہ مین مرنا عین زندگی ہی
پس اجازت عنایت ہو ایسی کنیزین بہت نثار ہونگی آپ کس کس کے واسطے بیقرار ہونگی حضور کو یاد ہی کہ
مشعل کے مقابلے مین بھی یہ لونڈی پہلے گئی تھی قاعدے کو ہاتھ سے نہین جانے دیتی جان کو عزیز نہین
کرتی کیا ہمین امید تھی کہ آپ لوگون سے چھٹین گے ملکہ مہرخ نے کہا اے نافرمان وہ اور صورت تھی یہ اور
کیفیت ہی یہ ملعونہ آدم خوار پہلو نشین ساحری دیکھو خود نہ میدان مین آئی ایسا ہمکو حقیر جانا اپنے غلام کو
میدان مین بھیجا نافرمان نے کہا حضور لی بی تو کنیز جاتی ہی افسر لشکر ملکہ بہار و باغبان و مخمور وغیرہ
ہین ہم تو جان نثار و خدمت گذار دعا گو لشکر اسلام کے ہین اسوقت بہار و باغبان و مخمور وغیرہ نافرمان
سے لپٹ لپٹ کر خوب روئے ملکہ بہار گلعذار کہ سب سے زیادہ بیقرار تھی کہا اے نافرمان چند ساعت کا
پیش و پس ہی اب کسکو زندگی کی ہوس ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی یہ اشعار حسب حال ہین اشعار زبانی بہار

بہار عیش جاتی ہی خزان پیری مین آنے کو — جوانی روٹھی جاتی ہی کہین کس سے منانے کو
مری بے خانمانی کچھ نہ پوچھو مین وہ بلبل ہون — جگہ دل مین گلون کے ڈھونڈھتا ہون آشیانے کو
وہ دانہ ہون کبھی دیکھا نہ جسنے روی سر سبزی — وہ خرمن ہون نہ آئی جسکو بجلی بھی جلانے کو
جنون ماتم نشین ہی خاک اُڑاتی پھرتی ہی وحشت — وہ دیوانہ ہون پریان آئی ہین تابوت اُٹھانے کو
جوان مرگی نے بندھوایا سر تابوت پر سہرا — عزیز آئے عروس مرگ کا دولھا بنانے کو
عجب انصاف تیرے دور مین اے آسمان دیکھا — زمانہ چین کرنے کو ہی ہم ایذا اُٹھانے کو

ان اشعار کو پڑھکر بہار زار زار روئی باغبان پچھاڑین کھانے لگا نافرمان کے جانے پر راضی نہوتا
تھا سب کا یہی قول تھا سب ملکر ایک مرتبہ گر پڑین لشکر افراسیاب پر جا پڑین ایک کا ایک داغ نہ دیکھے مگر
انبوہ جشنے دارو نا نافرمان نے سب سے کہا اب رونا موقوف کرو بعد ہمارے رو لینا صاحبقران
سے کہنا کنیز حضور کے جمال کی مشتاق رہی نافرمان نثار ہو گئی حضور کا داخلہ ہو مقام قبر تو ہمارا ملیگا
قبر ہماری شکم تاریک ہی لیکن اس مقام پر کھڑے ہو کر فاتحہ خیر پڑھ دیجیے گا روح کو راحت ہوگی جسم خاکی

اگر اُس ملعونہ نے کھالیا کیا نقصان ہی ہماری روح کے رہنے کو بہشت ایسا مقام ہی معتقدان یزدان پاک سے
ہین نشان انسان ضعیف البنیان سے ہین ظاہرا خاک سے ہین روح لطیف نکل جائیگی قفس خاکی سے رہائی پائیگی
بڑے بڑے شرف حاصل کیے لشکر ساحران سے خوب خوب لڑے صاحبو مبتلاؤ دنیا نے کسکے ساتھ وفا کی خاصان
خدا پر جفا کی بزرگون نے نہ پسند کیا ہر ایک صاحب جوہر کو اسنے دردمند کیا رہتی شب بھر کے واسطے بسے اپنے مقام
اصلی کے جانب چلے مقام خوشی ہی جبتک نشان دنیا مین رہیگا رنج و ملال کا سامنا ہی بار گناہ بڑھتا جاتا ہی جسم نحیف
و ضعیف بار عظیم کیونکر اُٹھائیگا منزل عدم دور و دراز نہ کوئی مونس نہ کوئی دمساز اُسکی ذات رہبر ہی اُسکی قوت پر سفر ہی
شعر
سفر ہی شرط مسافر نواز بہتیرے * ہزار ہا شجر سایہ دار راہ مین ہی * سامان ممکن ہوجائینگے گھر سے نکلتے ہی آرام
پائینگے ان باتون نے نافرمان کی سب کو بیہوش کردیا ہر ایک کے خانہ دلکو غم و رنج سے بھر دیا ایک نے
نافرمان کی بلائین لین نافرمان لشکر سے نکلی مگر چہرے پر مردنی چھائی ہوئی دل مین شاد و بشاش ہر اسکا نام نہیں
یہ معلوم ہوا اسکو کہ نوجوان کا جنازہ جاتا ہی کنیزین پیٹ رہی ہین مصاحبون نے بال کھولدیے جیسے ہی سامنے
پتلے کے نافرمان پہونچی دکھلانے کو اُسنے اک ماش کا دانہ مارا نافرمان نے دفع سحر کیا پتلے نے ایک چیخ ماری
زمین تھرا گئی تاریک پکار رہی ہی ارے جلد لا گزک کی خواہش ہی بھوک سے بڑی کاہش ہی یہان میدان مین
پتلے نے یا سامری و جمشید کہکے نعرہ کیا زمین تھرا گئی سب نے دیکھا نافرمان تھرائی گویا شمع سحری لہرائی بیتاب
ہوکے زمین پر گری بیہوش ہوگئی پتلے نے بیدردی سے ٹانگ پکڑکے کھینچا وہ جسم پروردہ مہدناز و نعم اسیر
مصیبت و الم وہ بیحیا بد انجام پتلا سیہ فام کھینچتا ہوا طرف تاریک کے لیچلا تاریک خوش ہوکر دھوین مین سے
نکل آئی جھومتی ہوئی بلاے مہیب شکل عجیب قریب نافرمان پہونچی دونون پاؤن پکڑکے جھٹکا مارا چیر کر
چبانے لگی لشکر مین قیامت برپا افراسیاب ہر چند کہ خوش ہوا مگر کانپ گیا حیرت کو غش آیا کچھ استخوان
تو اس بیحیا نے پھینک دیے باقی چبا گئی ڈکار لیتی ہوئی اُسی طرح اُس قعر مین جا بیٹھی منہ طرف آسمان کے اُٹھایا
منہ سے دھوان نکلنے لگا لکھا ہی چار کنیزین ملکہ نافرمان کی فرداً فرداً مقابلے مین اُس پتلے کے گئین
نافرمان سے تو اک سحر بھی چلا لیکن انپر یون جا پڑا جس طرح باز گنجشک کو دبوچتا ہی گردن پکڑلی سامنے
تاریک کے لا کر ڈالدیا اس ملعونہ نے اُسی طرح چیر پھاڑ کر کھالیا شام کو سر دھوین مین کھینچا پتلے کو
بلالیا آواز دی ای مسلمانو نمونہ جنگ ما بدولت دیکھا کل سب کا خاتمہ کردونگی بعد کئی سو برس کے
حجرہ سیاہ سے نکلی ہون محبت سامری مین الاؤ پر جمشید کے اوقات بسر کی اب دنیا کی ہوا کھائی

اب مجھکو مزا ملا میرے بچے پر تم سبھون نے بدعت کی اب اُسکا بدلا لونگی کون اس ملعونہ کو جواب دے اپنی
مصیبت مین مبتلا حیران و پریشان وہ جو چند استخوان اُن بیچاریون کے پڑے رہگئے تھے اُنھین کو جنازہ
جانکر اُٹھایا مردہ بنایا جاکر دفن کیا انشاء اللہ اس حجرے کی داستانین ایسی تحریر کرونگا ناظرین و مشتاقین نہایت
خوش ہونگے یہ ملحوظ خاطر رکھنا کہ بنا رحجرہ بلا اس حقیر پر تقصیر نے خاص کرکے تمام عیاریان اور لڑائیان تصنیف
کرکے درج کین لیکن مصنف نے یہ داستانین روبروے شاہزادگان والا مقام مجمع عام مین بیان کین ہین جن
صاحبون کو وزدی کا مزا ہی انھون نے لوگون سے پتے پوچھ پوچھکے خود بھی کسی طور سے اس حقیر سے لیکر
اس تحفہ نایاب کو پایا کوس لمن الملکی بجایا اور شہر والے تو یقین ہی کہ یہی جانینگے کہ یہ حجرہ بلا مصنف سابق
کا ہی لیکن حقیر مکرر عرض کرتا ہی کہ صدہا داستان حیرت بیان تصنیف کرکے اس طلسم ہوشربا مین ملا دین او
اول مین جو چارون جلدین تحریر ہوکر چھپ گئین اُنکی صنعت مجھسے ممکن نہین ہی لیکن اگر حیات مستعار باقی
ہی اور جناب منشی صاحب مالک مطبع اودھ اخبار نے قدر دانی فرمائی تو انشاء اللہ جب اُن ہر چہار جلد کو اپنے
طور پر تحریر کرونگا تو ناظرین پر واضح ہوگا کہ یہ خاکسار مصنف طلسم ہوش ربا ہی بہت سی داستانین اُن
ہر چہار جلد کی اب بھی پردہ کتمان مین کہ جو بیان پر اس خاکسار کے بعد اسکے موقوف ہین رئیسان لکھنؤ بس چلے
داد انکی پائی خلعت ملے غنچہ آرزو کھلے اب بھی جلسہ ہاے رئیسان نامدار مین عرض کرتا ہون بہر نوع جب
اسی طرح کئی میدان نداریان تاریک شکل کش نے کین چالیس پچاس سردار سیار گلشن جنان ہوے
وہ نجم درخشان پردہ تاریک عدم مین نہان ہوے ساتوین دن جو ملکہ مہرخ وغیرہ ملیٹین آکے انجمن
مشاورت کو منعقد کیا خواجہ سے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری اسکی کوئی تدبیر کرو روز میدان داری ہو جسکو گرفتار
کرے قید مین رکھے جب ہم سب گرفتار ہوجائین تب اُسکو قتل و عدم قتل کا اختیار ہی عمرو بیقرار ہو کے محفل ملکہ مہرخ
سے اُٹھا طرف قصر نور افشانی کے چلا رہروی کرکے جب قریب قصر نور افشان پہونچا نور افشان قصر سے
اُتر آیا خواجہ کا استقبال کیا با اعزاز و اکرام تمام لاکر قصر نور افشان مین پہونچایا مقام صدر پر جگہ دی بیٹھتے ہی
خواجہ کے نور افشان رونے لگا کہا اے شہنشاہ اوج عیاری و اے حاکم اقلیم طراری سب کیفیت مجھکو بدعت
تاریک کی ظاہر ہی فکر مین مصروف ہون کچھ بن نہین پڑتا عمرو نے کہا اے برادر مین نے تو روز نامہ دل ہی
گنبد تاریک مین جاکر عیاری کی بیہوشی پلائی وہ بیہوشی کو نسخہ تلخی شراب کہتی ہی مین اُس دن سے سامنے
نہین گیا افراسیاب سے کہتی تھی میرے مصاحب خاص کو بلا اور یہ دیگر نسخہ تلخی شراب بنوا اُس مین کیا کرد

اب تو آئی ہوئی عقل جاتی ہی چالیس سردار نامی گرامی سرمیدان کھا گئی مکارہ نے ڈھکوسلا ابتک وہ خود کیسلیے
مقابلے مین نہین نکلی حقیر جانتی ہی کہتی ہی مین کس سے مقابلہ کرون ایسی ملعونہ بیدھڑک ہی کہتی ہی میری خرابی کی
گردک ہی ای نور افشان تمھارا اُسکا ساتھ رہا ہی پروردگار نے تمکو شرف اسلام دیا وہ شیطان ہی اگر مناسب ہو تو
ایک نامہ لکھو کر ای تاریک یہ مناسب نہین ہی کہ اُسی وقت گرفتار کیا چیر پھاڑ کے کھا لیا جسکو گرفتار کرو قید
مین رکھو جب کل سردار تمھارے قبضے مین آجا مین جو شاہان جلیل کا دستور ہی اول سوال مذہب کرو اطاعت
کرو جب شاہین قتل و عدم قتل کا اختیار ہی نور افشان نے کہا بہت بہتر ہی لیکن مین نامہ روانہ کرون یا لکھا آپکو
دیدون آپ بھیج دیجیے گا عمرو نے کہا آپ مجھے مرحمت فرمائیے مین خود لیکر جاؤنگا نور افشان نے مضمون
مذکور نہایت فراست و لیاقت سے تحریر کیا سرنامے پر مُہر کی بہت کچھ عبرت لکھی وہ نامہ خواجہ کو دیا خواجہ
اُس نامے کو لیکر لشکر مین آئے تمام اہالیان لشکر بیقرار و بیتاب حیران و پریشان مضطر و دلریش ملکہ نے پوچھا کہو خواجہ
کہان گئے تھے عمرو نے کہا اک نامہ نور افشان کا لایا ہون اب پاس افراسیاب کے جاؤنگا اُسی طرح
اِس تحریر کو تا بہ تاریک پہونچاؤن ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ تمھارا جانا مناسب نہین ہی عمرو نے کہا اور کسکو
بھیجون ابتک چھپتا پھرتا تھا آج تاریک کے سامنے جاؤنگا سوا میرے کوئی سمجھا نسکیگا اگر قضا
لیجلی ہی مجبور و لاچار ہون اگر حیات مستعار باقی ہی کوئی کچھ نہین کر سکتا یہ کہکر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
نے بانداز عیاری ذات پر آراستہ کیے بصورت اصلی دربارگاہ افراسیاب جادو پہنچا افراسیاب
کو خبر پہونچی کہا بلالو خواجہ عمرو نے آکے سلام کیا افراسیاب نے کہا کہو خواجہ کیسی گذری عمرو نے کہا
الحمد للہ کچھ نہ تردد ہی نہ انتشار ہی یہ حقیر آمادۂ حرب و پیکار ہی لیکن یہ تو ہمیشہ سے ہمین منظور تھا کہ آپ سے
اصلاح کرین لیکن آپ نے کبھی بوجہ احسن کلام نکیا ہم بھی آمادۂ سرکشی رہے اب اصلاح کی کون صورت
آپ غالب آئے ہم مغلوب ہین لیکن بہتر یہ نہین ہی کہ جسکو پکڑا آپ کی دائی امان نے کھا لیا ایک نامہ
نور افشان جادو نے لکھا ہی آپ میرے ہمراہ چلین سامنے ملکہ تاریک شکل کش کے پیش کرادین
مین اپنے طور سے کلام کرونگا افراسیاب نے کہا ای خواجہ یہ تو مجھکو بھی منظور ہی کہ سب سردار گرفتار
کیے جائین مین اُنسے سوال اطاعت کرون جب نمانین سمجھا جائے پھر جلاد ہی وارہی یا بدولت کو سب
طرح کا اختیار ہی یا بدولت نے کہا تھا دائی امان نے نہین مانا وہ فرماتی ہین تو دیوانہ ہوا ہی ان سب کا
مار ڈالنا بہتر ہی یہ سب تیرے دشمن ہین کبھی اطاعت نہ کرینگے عمرو نے کہا آپ مجھکو ہمراہ لیچلیے مین

اپنے طور سے کلام کرونگا افراسیاب نے کہا چلو صرصر شمشیر زن بھی خاموش ہو رہی حیرت نے کہا
وہان جاکر کچھ عیاری نکرے صرصر نے کہا دائی امان کے سامنے اسکی دال نگلے گی جہان بیہوشی بیکار ہی
وہان عیار مجبور و لاچار ہی کل لشکر کو یہی منظور ہی کہ سب سردار گرفتار ہین افراسیاب کی اطاعت کرین
حقیقت مین ایسے سرداران جلیل حسین جمیل نامی نام آور بہتر سے بہتر لاکھون کے افسر ممکن نہوگے جب دبا
کال پڑے گا ضرور اطاعت کرینگے صرف اسد غازی چھ عیار قتل ہو جائین لڑائی کا خاتمہ ہی جتنے سردا
ہین سب ملازم افراسیاب نامدار ہین مہ جبین بھی اپنے باپ سے ملجائیگی اسدکی محبت سے ہاتھ
اُٹھائیگی ہر جگہ یہی چرچا ہی لیکن افراسیاب خواجہ کو لیکر در قصر تاریک پر آیا دو تیلے پہرے پر کھڑے
ہین افراسیاب نے کہا دائی امان سے عرض کرو آپکا فرزند در دولت پر حاضر ہی تیلون نے جاکر
کہا تاریک نے دھوین سے سر نکالا وہان لشکر سے ملکہ مہرخ و باغبان قدرت وغیرہ دیکھ رہے
ہین کہ عمرو سامنے تاریک کے پہونچا افراسیاب نے سلام کیا اسقدر افراسیاب کو خاطر ملکہ تاریک
کی منظور ہی فرش خاک پر بیٹھ گیا جیسے ہی تاریک نے خواجہ عمرو کو دیکھا قہقہا مارا عرصہ دراز تک ہنسی کہا ای
مصاحب قدیم کہان تھا میرے لیے نسخہ بنایا عمرو نے کہا تدبیر کر رہا ہون بہت سی دوائین ایسی ہین کہ مشکل
سے ملتی ہین جمع کر رہا ہون تاریک نے ہاتھ بڑھا کے عمرو کی گردن پکڑلی کہا کیون نگوڑے میرے سامنے جھوٹ
بولتا ہی کھا جاؤن یہ کہکے تاریک نے منہ پھیلایا عمرو نے کہا دائی امان مین نے تھوڑا سا نسخہ بنایا ہی
کہا لا بیٹھ کے شراب پلا تب مین تجھسے بات کرونگی اور ایک غزل عاشقانہ میرے سامنے گا مین سمجھ گئی ہون
جسواسطے نگوڑے تو آیا ہی افراسیاب بھی تاریک کی ان حرکات کو دیکھکر کانپ جاتا ہی تاریک
نے عمرو کو ہاتھ سے رکھ دیا افراسیاب نے بھی اشارہ کیا ارے دو چار جام پلا ذرا دائی امان کا دماغ تر ہو
ابھی صرف نہاری کھائی ہی تمھاری باتین چلین گی اُٹھاکر کھا جائینگی عمرو نے جام لبریز کیا پڑیہ بیہوشی کی
اپنے پاس سے نکالی کہا ای شہنشاہ دیکھیے میرا سراسر نقصان ہوتا ہی افراسیاب نے کہا مین تجھکو اسکا
بدلا دونگا سامنے افراسیاب کے عمرو نے بیہوشی ملائی جام لبالب کرکے تاریک کو دیا تاریک
نے اُس جام کو خوشی خوشی پیا ڈکار لی کہا ای عمرو میری صورت تجھے اچھی معلوم ہوتی ہی تو تو نگوڑے
مجھے لگا ہون مین کھائے جاتا ہی تجھے تیرا گانا بہت پسند ہی ہمارا اسلئے گیسوے مشکین تیرے واسطے لٹکتی ہی
عمرو نے دست بستہ عرض کی ہمت سے عشق و عاشقی سے ہاتھ اٹھایا اگر زمانہ شباب کا ہوتا آپ ایسی

حسین مہر جبین کی خدمت مین عمر بسر کرتا یہ کہکے عمرو نے دوسرا جام دیا تاریک بہت خوش ہوئی افراسیاب کے گلیسے موتیون کا مالا اُتار لیا عمرو کے گلے مین پہنا دیا کہا کہ ای عمرو گا اچھی غزل سنا ہمارے سراپا کی تعریف کرنا سامری و جمشید ہمکو بہت پسند کرتے تھے میری تعریف مین غزل گانا اچھے اچھے شعر سنانا عمرو نے لاچار ہوکر بموجب مثل قہر درویش بجان درویش یہ غزل سامنے تاریک کے گانا شروع کی غزل

لہرا رہے ہین طرۂ زلف دوتا کے سانپ
اُڑنے لگے زمین سے فلک تک بلا کے سانپ
اچھا نہین ہے طول بلا و ستم شعار
ایدل بنے ہوے ہین فریب دغا کے سانپ
کافر کھلیگا حال جب اسلام و کفر کا
کام اپنا کر چلے تری زلف دوتا کے سانپ
جنبش ہے بات بات مین افعی زلف کو
نکلے نہین ابھی مری ماتم سرا کے سانپ
شانے کیے ہین یار کی زلف سیاہ مین
دکھلائے جائینگے جو عذاب قضا کے سانپ
دیوانہ تیرے طرۂ گیسو نے کر دیا
محفوظ گنج حسن کیا ہی بچا کے سانپ
انصاف ہی تو جلوۂ حسن سیاہ دیکھ

بل کھا رہے ہین پیش نظر کس بلا کے سانپ
لائی صبا جو زلف مسلسل کی نکہتین
پانون تک آ چلے تری زلف دوتا کے سانپ
دشوار کیون نہو تری زلفون سے جان بری
ہنگام مرگ آکے ڈسینگے بلا کے سانپ
زلفون کو کھول بیٹھے آگاہ ہو زمین
لائے کمانے پہ یہ منتر پڑھا کے سانپ
انکی یہ سنکے خبر اُٹھ گیا رقیب
پائے ہین ہمنے ہاتھ پر اپنے کھلا کے سانپ
خوگر ہوے جو الفت زلف سیاہ کے
کیسا الگ ہوا مجھے رستہ بتا کے سانپ
زلفین چھو گیا یار کی یہ منھ تو دیکھیے
پیدا کیے نسیم نے کس کس بلا کے سانپ

اُٹھنے لگے ہین سینۂ سوزان سے پھر دھوئین
اُترے ہین آگ کھانے مین پر بلا کے سانپ
دھوکا ہے حسن گنج جو جان یار مین
زور وقت چڑھ گئے ہین یہ قہر خدا کے سانپ
تریاق کیا کرے گر یہ سان زہر چڑھ چکا
سوتے ہوون کو یار دکھا دے جگا کے سانپ
دلسے خیال زلف کسی وقت کم نہین
بھاگا کا کہ ال خرفہ سے کیا دم دبا کے سانپ
کیا کیا انھونگی منکر عقبی کو حسرتین
کیا کیا بلائین ہمنے اُٹھائین بلا کے سانپ
بوجہ کعب ہین رخ پہ ترے حلقہ ہاے زلف
سر پر عدو کے کھیل رہے ہین قضا کے سانپ
تاریک شکل گرش ناچنے لگی

افراسیاب بہت رویا دل مین یہی تصور ہی کہ اب بہار و مخمور نہ پھین گی افسوس ای باغ پر بہار حسن جمال بہار مین خزان آجائے گی مخمور کے ہونے سے نشہ اُتر جائیگا کیونکر قلب آرام پاے گا اور عمرو نے بھی تو گگا یا چار پانچ جام بیہوشی کے ملا کر تاریک کو پلائے تب طرف خواجہ کے متوجہ ہوئی کہا کیون ای صاحب اسوقت آنیکا کیا باعث ہی خواجہ عمرو نے نامہ نور افشان جادو کا پیش کیا تاریک نے پڑھکر سر ہلایا کہا ہرگز مین اس بات کو قبول نکرونگی افراسیاب نے ہاتھ اُٹھایا کہتا ہی اپنے کھانے کی فکر کیجیے اگر مین اس بات کو مانون خدا کسی کیا تدبیر ہو عمرو نے ہاتھ باندھکر کہا اور افراسیاب سے بھی اشارہ کیا یہ بھی

ہان مین ہان ملاتا جاتا ہی افراسیاب کا بھی یہی مدعا تھا کہ تاریک اس بات کو قبول کرے کہ جب سب گرفتار
ہو چکین ایک دن دربار مین بھجایا جائے جو مانین خدمت مین رہین جو نہ قبول کرین قتل کی جائین مگر تاریک
نہین مانتی جب خواجہ عمرو نے بہت کہا تاریک نے کہا خواجہ میری خوراک کی فکر کرو مین جسکو گرفتار کرونگی
قید مین رکھونگی اُسکے بدلے مجھے روز دس آدمی پہونچاؤ اور یہ بھی مین تیری خاطر کرتی ہون نور افشان کا
مجھکو پاس نہین ہی وہ پہلو نشین سامری تھا اُسنے بڑا غضب کیا مذہب قدیم کو چھوڑ دیا خواجہ چونکہ تمہارے
ساتھ کل ملازمان افراسیاب ہین مین رحم کر رہی ہون جسدن لشکر کشی کرکے طلسم نور افشان پر جاؤنگی
برابر قصر جمشیدی مقابلہ پڑیگا تب بدعتین میری دیکھنا کوکب اور برہمن و نور افشان کو کلام کرنا دشوار
کرونگی ایک ہی دن مین لاشون سے میدان بھر دونگی ابھی تک جنگ کا قصد نہین کیا صرف میرے لونڈی
غلام نکلتے ہین ان لونڈی غلامون سے مین کیا مقابلہ کرون نور افشان و برہمن و کوکب سے جنگ
ہوگی دیکھون میان نور افشان سے کیا گذرتی ہی اور کوکب کہان چھپتا ہی برہمن بڑا ستارہ شناس ہی دیکھون
کیونکر جان بچاتا ہی افراسیاب نے آجتک غفلت کی ورنہ طلسم ہوش ربا کی جانب کوئی نگاہ اُٹھا کے دیکھ سکتا
پس تیری خاطر سے او عمرو اتنا ممکن ہی کہ جسجسکو گرفتار کرونگی قید رکھونگی لیکن روز بوقت سحر دس آدمی
جوان فربہ لاکر میری خدمت مین پہونچا دیا کر مین اسی پر اکتفا کرونگی خلاف وقت جو خواہش ہوگی راہ گیرون
پر دست اندازی کرونگی سناٹا بھر کے دو چار کوس نکل جاؤنگی تکلیف کرونگی مشقت کرکے پیٹ بھرونگی اگر
یہ منظور نہو تو جا کر آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہو اور خبردار یہ نسخہ بنوا کر ہمارے واسطے بھیجنا یہ جو تو ملا کر پلاتا
ہی شراب کا مزا مٹتا ہی عمرو لاچار ہوا عرصہ دراز تک سوچا کیا کہ دس آدمی روز کہان سے لاؤنگا سوچ کے
عمرو نے دست بستہ عرض کی کہ بہت خوب دس آدمی روز حاضر کرونگا تاریک نے کہا دیکھو سمجھ کے اقرار
کرو جسدن خوراک نہ ممکن ہوگی لشکر مین گھس پڑونگی دس کے بدلے سو کو کھا جاؤنگی ایک ہی دن مین
لشکر پامال ہوگا تیری خاطر سے مین نے یہ قبول کیا ورنہ مین لڑائی فتح کرنے آئی ہون یا عرصہ لگانا منظور
ہی اصل لڑائی تو طلسم نور افشان پر ہوگی یہ تو صرف کھیل ہی اگر منظور ہو آج ہی فتح کرلون عمرو نے مجبور
و لاچار بہت اچھا کہکے وعدہ کیا لیکن رنجیدہ کبیدہ حیران و مضطر اُٹھا تاریک سے رخصت ہوا
تاریک نے کہا دیکھو خواجہ عمرو میری تمہاری مین فرق نہ آئے ورنہ قیامتین برپا کرونگی صرف عرصہ
اسیواسطے لگایا کہ یہ سب ملازمان افراسیاب ساحران لاجواب خائف و ترسان ہو کر افراسیاب

اطاعت کرین عمرو نے کہا مین خلاف نکرونگا افراسیاب کے ساتھ دھوین سے باہر آیا جب عمرو افراسیاب
سے رخصت ہونے لگا افراسیاب نے کہا اے خواجہ خوب بیہوشی تمنے وائی امان کو پلائی لیکن امتحان ہوچکا
اب تمکو اطمینان کامل ہوا جاکر مخمور و بہار کو سمجھا دو کہ خبردار تم میدان مین نہ نکلنا اوّل تو دس آدمی تم کہان سے
روز لاؤ گے جس دن خلاف ہوگا اسی دن وہ لشکر مین گھس پڑینگی خواجہ مین خود تاریک کو بلا کے پچھتایا مگر
تمنے ایسا تنگ کیا اب لکھو یہان سے تا بہ کرہ عقیق اور تا بخانہ کعبہ ایک بھی زندہ نہ بچیگا عمرو نے کہا ہان اے شہنشاہ
اپنی حماقت پر نادم ہون مین جاکر سمجھاؤنگا مخمور و بہار کو بھیجدونگا عمرو خائف ہے کہ اس بلا سے جان بچی ہے
نہ کوئی حرکت کر بیٹھے یا غصے مین گرفتار کرے بہت خوب بہت خوب کہکے بھاگا لشکر مین آیا دربار مین سب حیران
و پریشان بیٹھے رو رہے ہین ہر ایک کو اپنی جان کی پڑی ہی جیسے ہی خواجہ گئے مہرخ نے کہا کہو خواجہ کیا
فیصلہ کیا عمرو نے ٹھنڈی سانس بھری کہا کیا کہون وہ نہین مانتی یہی قول ہی کہ ایک کو زندہ نچھوڑونگی سب کو
کھا جاؤنگی آخر مین نے لاچار ہوکے یہ قول کیا کہ دس آدمی روز حاضر کرونگا سرداروں کو ہمارے قید کیجیے
انجام مین اختیار ہی مہرخ نے کہا خواجہ کیا غضب کیا دس آدمی روز کہان سے آئینگے عمرو نے اشارہ کیا
اسکو بالتصریح نہ پوچھو جسطرح بنیگا سوداگرون سے خریدینگے دس آدمی روز ممکن ہونگے جسدن نہو سکیگا ہم
چھوٹون عیار جاکر اُس مردار کے منہ مین پھاند پڑینگے اب زندگی سے یاس ہی اپنا تو یہ حال ہی بمضمون نظم

عذاب مرگ لحد کا فشار باقی ہی ہمارے بعد تمھین اختیار باقی ہی	بڑی بڑی خلش روزگار باقی ہی	جلاد و پھینک دو چاہ و زمین مین فرم

ان کلمات حسرت و یاس پر خواجہ عمرو کے سب اہالیان دربار بیقرار
ہوکے روئے عمرو نے کہا آج بھی آدھ پاو بیہوشی اُس مکارہ غدارہ کو پلا دی اُسکو خبر بھی نہوئی نسخے کی
طالب ہی کہتی ہی روز ہمارے پاس آیا کرو یہان اتنے ہی عرصہ مین خون خشک ہو گیا مثل چھپکلی
کے ملعونہ نے اُٹھا لیا خدا نے رحم کیا اگال بھی اُسکا گرم نہوتا ہڈیان تک جاجاتی کون اُس کا دہن بڑا
ایسی بلائے مبرم سے کون لڑتا خواجہ عمرو نے مہتر قران اور برق فرنگی کو بلا کر کچھ چپکے سے انکے
کان مین کہا اور یہ بھی کہا کہ سب صاحبون کو بخوبی سمجھا دو قران و برق نے عرض کی انشاءاللہ یہی ہوگا
حضور کسی طرح کا تردد نہ فرمائین اسکا انتظام ہوجائیگا غلام کمی نکرینگے قران نے اتنا کہا کہ استاد
بڑا غضب کیا خواجہ عمرو نے کہا بیٹا کیا کرتا جب انسان کا زور نہ چلے بڑا دعوے عیاری پر
وہان عیاری بالکل بیکار بتلاؤ تو آخر کیا کرتا پروردگار انجام بخیر کرے ہم تو زندگی سے ہاتھ دھو چکے

انھین باتون مین گل مہتاب گلشن فلک نیلوفری پر پھولا گلہاے ثابت و غنچہاے سیارگان اپنی بہار دکھانے لگے شام مصیبت انجام نے چہرہ دکھایا شہنشاہ ظلمات کی عملداری ہوئی غم مین اہل اسلام کے لیلاے شب نے گیسو کھول دیے سامان روشنی ہونے لگا لیکن آنکھون مین سبکی اندھیرا ہی لشکر تاریکی نے گھیرا ہی تمام سردار گوش برآواز ہرکارون سے حکم ہی لشکر افراسیاب کی خبر لاؤ دیکھو وہ ملعون کیا کرتا ہی رو رو کر کون کہتا اب شب اندوہ و الم کا سامنا ہی تاریک ضرور طبل جنگی بجوائیگی صاحبو جاکر خبر لاؤ کوئی صورت فتح و ظفر کی نہین معلوم ہوتی کوئی روتا ہی کوئی اشکون سے منھ دھوتا ہی ایک کو ایک بنظر حسرت و یاس دیکھ رہا ہی عمرو جمال باکمال ملکہ بہار گلعذار کو دیکھکر آنکھون مین آنسو بھر لاتا ہی بہار کہتی ہی خواجہ دیدار شہنشاہ کی حسرت رہگئی کئی مرتبہ قصد کیا لیکن نجا سکی یہ نہ سمجھی کہ یہ بلا نازل ہوگی جو مرضی قضا و قدر بندہ مجبور والا جاہ ہی وہ مالک و مختار ہی دربار اہل اسلام مین حسرت و یاس کی باتین ہو رہی ہین

دو کلمہ داستان گلریزی کلک جواہر سلک طبل جنگی بجوانا تاریک مخل کش کا اور آمد ملکہ ارمان جادو بھانجی افراسیاب کی اور مقابلہ بہار گلعذار سے غزل

کسکو غرض رہے جو اسیر بلا کے ساتھ
او بت نگاہ کر کہ نہین کچھ خدا کے ساتھ
ممکن نہین نصیب ہو بے رحم کو رفیق
رکھیے مری امید بھی اپنی حیا کے ساتھ
جب لیچلے اٹھا کے جنازے کو اقربا
ٹھہرا نہ ایکدم کہ اڑا مین ہوا کے ساتھ
یہ بے سبب نہین جو مٹے ہین سیکڑون
تو بھی شریک غم ہو ساغر اٹھا کے ساتھ
رکھتا ہی بال بال مین قدرت خدا کی ہی
کیا کیا دیا نہ آپنے ایجان لا کے ساتھ
اچھا ابھی مریض ہوا ای غیرت مسیح
آنے بھی میرے پاس تو شرم و حیا کے ساتھ

بیکس وہ ہون اثر بھی نہین ہی دعا کے ساتھ
کیا بات ہی لطافت جسمی جو ہو نصیب
دیکھی نہ ایک شوخ بھی ہمنے قضا کے ساتھ
باتین نہین عتاب اٹھائے جفا سہی
محروم یان مری ہو نہ آنسو بہا کے ساتھ
کہتی تھی وقت نزع یہی روح بار بار
شاید کچھ اور بھی ہی ترے نقش پا کے ساتھ
حرفون کے بوسے لفظ کا منھ چومتا ہون
شانہ بھی ناز کرتا ہو زلف دوتا کے ساتھ
فریاد کی یہ جسم نے وقت فراق روح
گر دو بلا لعاب دہن تم دوا کے ساتھ
کبتک تپ جدائی مین تڑپاؤگے مجھے

مین محو رخ غیر پاس نگہ بے نیاز ہون
پستا نہین ہی رنگ حنا کا حنا کے ساتھ
لیجائیے اسے بھی سبکدوش ہون کہین
کس کس طرح ذلیل ہوے لکو لا کے ساتھ
وہ خاک ہون زمین نے نہ جسکو کیا پسند
ای جسم دیکھ جاتے ہین تنہا ہم اکے ساتھ
واعظ لحاظ بادہ پرستی ضرور ہی
الفت ہی مجھکو سلسلۂ مدعا کے ساتھ
دامن مین اشک و ملین مت لیین نہ آہ
افسوس آشنا رہے نا آشنا کے ساتھ
حاصل ہوا یہ لطف شب انتظار مین
لازم ہی تو سو رہا ایجان آ کے ساتھ

ہی بخت اپنا اوج پہ خالق کا شکر ہی
اس شمع کو نہین ہی تعلق ہوا کے ساتھ
گھبرا گئے تم ایک ہی عرض بہا نہین آج
کچھ لطف بھی شریک ہی طرز جفا کے ساتھ

کرتا ہو مجھکو یاد وہ مہر و وفا کے ساتھ
گر دل دیا بتون کو تو کیا اس سے فائدہ
سو حسرتین ہین آہ و مری التجا کے ساتھ
کیا التماس حال کرون آپ سے نسیم

روشن ہین خود بخود یہ سینے مین اشعار ان
الفت بشر کو چاہیے اپنے خدا کے ساتھ
ہنس ہنس کے قتل حکم سناتا ہی دلربا
پھر سابقہ ہوا ہی اسی بیوفا کے ساتھ

اہل اسلام اپنی بارگاہ مین حیران و پریشان بیٹھے ہین یکایک صدائے طبل جنگ لشکر افراسیاب سے بلند ہوئی ملکہ مہرخ نے سر اٹھا کر فرمایا جلد خبر لو یہ کیسا نقارہ بجا کارگزارون نے عرض کی ہرکارے گئے ہوئے ہین حاضر ہوا چاہتے ہین دیکھا چرند و پرند ہرکارے لشکر اسلام کے افتان و خیزان آئے دعا و ثنائے بادشاہی بجا لائے مسدس

گلستان مین ہمیشہ تماشا گل اور گل سے شاخ ہو زیبا
نہال تاک مین انگور رہو انگور مین صہبا
نیستان مین ہو تانی اور نی سے نغمہ ہو پیدا
نشہ صہبا مین ہو اور رہو نشہ جبتک نشاط افزا
شراب عیش سے خالی کبھی ترا نہ ساغر ہو
ہمیشہ جشن جمشیدی سے تیرا جشن بہتر ہو

پروردگار آپ کو اپنی امان مین رکھے اس بلا کو رب اکبر جلد دفع کرے ابھی تاریک نے پاس افراسیاب کے کہلا بھیجا افراسیاب نے طبل جنگی بجایا ہی کل اسکا ارادہ ہی کہ پھر میدان کارزار مین نکلے یہ سنکر سب کے ہوش اڑ گئے مگر مجبور و لاچار حکم دیا یہان بھی طبل جنگی بجے لشکر اسلام مین صدائے طبل جنگ بلند ہوئی لیکن ایک ایک منتشر یہ جا اس کہ دیکھین اب تقدیر کیا دکھاتی ہی لشکر افراسیاب مین گھما گھم یہان رنج و الم وہان صحبتین آراستہ یہان بربادی کا سامنا جو ثابت قدم ان کو بے محبت ہین وہ چاہتے ہین اٹھ کر مر جائین کسیکا رنج و الم نہ دیکھین چالیس سردار ایسے مارے گئے کہ جنکا مثل نہ ممکن ہوگا مشعل کے زمانے مین یہ روشنی باقی تھی کہ لاشے تو سامنے موجود ہین انکو دیکھکر دلکو تسکین دیتے تھے یہان آنکھون کے سامنے وہ ملعونہ چیر پھاڑ کر کھا گئی بیچارون کو دفن و کفن بھی نصیب نہ ہوا ہزارہا آدمی بھاگ کر نکل گئے ملکہ مہرخ نے حکم دے دیا ہمارے لشکر مین پکار دو جو صاحب اپنی جان کا خوف کرین ہم خوش ہین نکل جائین وقت جنگ نہ منھ پھیرین اس شب کو بہار بہت بیقرار چند کنیزین ہمراز و دمساز قتل ہوئی تھین انکا فراق بہت ناگوار تھا یاد بادشاہ مین دل بیقرار ہی شب بھر فرش خاک پر تڑپی چار پہر رات اسی تڑپ مین بسر کی مین کٹی شاخ کہکشان سے گل و غنچہ کواکب مرجھا کے گرنے لگے خزان نے اپنا دخل کیا جھونکے ہوا سے گرم کے چلے

اہالیان لشکر اسلام بدحواس مضطر اپنے اپنے مقام سے اُٹھے دربارگاہ مہرخ مین آئے ملکہ مہرخ بھی برآمد ہوئین
عیاران نیکنام سامنے حاضر ہین بمقدمۂ تاریک عیاری مین قاصر ہین سواری باہر نکلی سب سردار آتے
جاتے ہین پایۂ تخت کو بوسہ دیا ہمراہ ہو لیے کیسا نوبت نقارہ مرنے کی نوبت ہی علم بال کھولے ہوے پھریرے
ہوا مین اُڑتے ہین صاف ظاہر ہی کہ دامن پھیلا کر رب اکبر سے دعا مانگ رہے ہین کہ فتح و ظفر نصیب ہو
دشمن بے نصیب ہو جھانجھ غم والم ہی جھانجھ ہین قرنا کا دم پھولا دہل باجی رعنائی بھولا چوب سے سر پیٹتا ہی
یا تو تاشے بجتے تھے تا اس فلک گونج جاتا تھا اب آواز مین بھیانک آثار مصیبت صفین صف ماتم جابجا ہجوم غم و
الم شہنہ بیدم اس کیفیت سے وارد میدان کارزار ہوے آمد لشکر افراسیاب بڑھے کروفر جاہ وحشم سے
نوبت نقارے بجتے ہوے زمین و زمان گرجتے ہوے قضاے کار ملکہ مہرخ نے طرف ملکہ بہار گلعذار کے
دیکھا آنکھون مین آنسو بھرے ہوے بدھیان پھولون کی زیب جسم گلے پہ ہین وزیرزادی کا ہاتھ تھامے
بدحواسی مین یہ اشعار آبدار ملکہ بہار پڑھ رہی ہی نظم

سبک رفتستم چون بوکے دنبال صبا اُفتم
گران بارم چنان از غم کہ گر خیزم ز جا اُفتم
سفر کردم کہ بکشایم دل از سیر جہان کردن

چو دو شستم کہ در غربت بکام اژدہا اُفتم
نہادم روز ناکامی زمین وادی نیلم
ضعیف قوت طالع کجا خیزم کجا اُفتم

نجات از غم چہ شان یابم کہ ہر دم میر دم
چو مرغ بے پر و بالم بکام اژدہا اُفتم

ملکہ مہرخ نے ملکہ بہار کو اپنے
قریب بلایا گلے سے لگایا کہا ای بہار دل کو صبر دو کہ آج ہم تمکو بہت حیران و پریشان پاتے ہین دل بہار کا
بھرا ہوا تھا فوراً آنسو ٹپک پڑے کہا ای شہنشاہ چالیس سردارون کا مارے جانا باعث حسرت و یاس
ہی دل باغ عالم سے گھبرایا چاہتے ہین اب کاروان اُٹھائین قدم بڑھائین داخل باغ ملک عدم ہون دو
دل سے رنج و غم ہون اب صدمات نہین اُٹھتے جدائی ساتھ والون کی شاق ہی دل تردد منزل گلشن
قبر کا مشتاق ہی خارستان دنیا سے دل گھبرایا خوب دنیا کی بہار دیکھی دل بھر گیا ملکہ مہرخ سحر چشم نے
کہا ای ملکہ بہار ایسی باتین نہ کرو کلیجہ پھٹتا ہی حافظ حقیقی بچانے والا ہی اُدھر لشکر افراسیاب خانہ خراب
آکر جما تاریک فلک کش نے دھوئین سے سر نکالا قریب ہی کہ تاریک پتلے کو حکم دے کہ جا کر تو
للکار کہ آسمان پر لکۂ ابر مرواریدی پیدا ہوا ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی چلنے لگی اُس ابر فرحت افزا کو
دیکھکر گل ہنسے غنچے مسکرائے نخل صحرا وجد مین آئے قمریون نے کو کو کی صدا دی افراسیاب جادو
بھی دیکھنے لگا وہ لکۂ ابر شق ہوا سب نے دیکھا تخت پر اک نازنین گلگون پوش پھولون کا گہنا پہنے ہوے

دریاے جواہر مین غوطہ زن رشک چمن زلفین عارض انور پر بل کر رہی ہین جنکو دیکھکر سنبل پیچان شرمائے بقول شاعر نظم

سنبل و زلف سیہ کاکل و شب چارون ایک
غمزہ و ناز و ادا جنبش لب چارون ایک

دیکھیے کیونکہ بچے جی کہ ہوے ہین تیرے
تجھ بن اب درد و غم و رنج و تعب چارون ایک

باتین دو کہنے کی ہین دو نہین کہنے کی انھین
لب پہ کر ڈالے ہین تجھ آگے ادب چارون ایک

گل و خورشید مہ و شمع ترے چہرے سے
ہین کسب کرتے مین یہ نور کا اب چارون ایک

شعلہ و برق و تجلی و شرارے سودا
رکھتے ہین زیر فلک حسب و نسب چارون ایک

جسکی نگاہ جمال جہان آرا پر پڑی آنکھ سے آنکھون کی کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا تمام اہل لشکر نظارہ کرنے لگے جوانان
حسن پرست ٹھنڈی سانسین بھرنے لگے گر وہ حور طلعت پری پیکر زہرہ جبین مسکراتی ہوئی گلدستے گرد تخت
کے چنتے ہوے قریب افراسیاب کے آکر اُتری مسکراتی ہوئی واسطے تسلیم کے خم ہوئی افراسیاب نے
گلے لگا لیا پیشانی پر بوسہ دیا کہا کیون ای ارمان جادو اسوقت کیونکر تمھارے آنے کا اتفاق ہوا اُسنے
مسکراکر عرض کی کنیز نے سنا کہ بی بہار جادو جنکو آپ نے بہت سر چڑھایا اُنھون نے ہزارہا ملازم آپکے
دیوانے بنا کے قتل کرائے اُنھین شرم نہ آئی بی بہار ایسی پھولین اپنے کو بالکل بھولین کنیز نے بھی اُسی رنگ
کا سحر حاصل کیا والدہ نے یہی تعلیم کیا آپ سے بھی اکثر سیکھا ہمیشہ باغون مین گذر ہوتا ہی یہ رنگ بہت پسند
آیا اسی مین مشقت کی سامری جمشید کی عنایت سے اب گلفن سحر بہار یہ ہی رنگ سب پھولون کے
قبضے مین آے گلدستون کے رنگ کتنے ہین پھول کی ہوا سے سحر مین پلٹتے ہین آج مشتاق ہوکر آئی
ہون کہ ملکہ بہار جادو سے مقابلہ کرون وہ بھی جانین کہ اس رنگ مین دوسرا بھی کامل ہی بہار جادو
کو ننگے چنواؤن کنیز بنا کے اپنے ساتھ لیجاؤن باغ حسن و جمال کی گلچینی کراؤن افراسیاب نے
کہا ای نور نظر وای لخت جگر سابق مین بڑے بڑے معرکے گذرے حقیقت مین بہار نے بڑے بڑے
صدمے پہونچاے اب مین نے اپنی دائی امان ملکہ تاریک شکل کش کو بلایا حجرہ دوم بلا کھولا ہی
گنبد تاریک اُن سے چھوٹا اُنھون نے آکر سب کے ہوش اُڑا دیے چار میدان داریون مین سبکے
جی چھوٹ گئے موت مانگتے ہین اب کسی کی ضرورت نہین ہی یکی میدان داری مین نے بند کردی ٹھہرے
ہو کر تماشا دیکھو دیکھو تو کیسے کیسے جھڑپے پڑتے ہین خاص اُنکی نہاری کا وقت ہی ایک کو زندہ نہ چھوڑینگی
ارمان نے کہا ای ماموں جان بڑے حسرت کی بات ہی یہ سحر نہین کرامات ہی بہار سے مین آج ضرور

مقابلہ کرونگی کنیز بنا کر لیجاؤنگی عہد کرتی ہون اگر عمر بھر میرا ساتھ چھوٹے تو ارمان جادو نہ فرمایئے گا جب
ارمان نے بہت ضد کی افراسیاب کو کچھ نہ بن پڑا کہا دائی امان کے پاس چلو اُنکا حکم ضروری یہان
اہل اسلام حیران و پریشان ہین کہ نقیب نقابت کر چلے پھر دیر ہونے کا کیا باعث ہی ہتیلی پر سب سر
رکھے کھڑے ہین ہرکارون سے کہا خبر تو بر بھکر لو ہرکارے چلے افراسیاب ارمان جادو کو لیکر سامنے
دھوئین کے آیا آواز دی دائی امان صاحب دیکھیے کنیز آئی کیا کہتی ہی ملکہ تاریک نے دھوئین سے
سر نکالا نگاہ جو پڑی بی ارمان کے سب ارمان دل ہین رہگئے کانپ کر گر پڑی بیہوش ہوگئی افراسیاب
نے گود مین اُٹھا لیا کہا دائی امان تمھاری صورت کو آگ لگے دیکھو میری بھانجی زندہ رہتی ہی یا نہین سامری
اور جمشید نے کیا نقشہ بنایا دیکھکر روح نکلتی ہی چھوکری ایڑیان رگڑ رہی ہو تاریک خوب ٹھٹھا مار کر ہنسی
زمین ہل گئی کہا کیون نگوڑے یہ سحر کیا کرینگی جو ہماری صورت دیکھکر بیہوش ہوتی ہین اگر کوئی پیر سامنے آجائے
یہ کیا تدبیر کرینگی نہ جیینگی نہ مرینگی تڑپ تڑپ کر رہینگی لیکن بیان کر کہ مطلب کیا ہی اس چھوکری کو کیون
لایا ہو افراسیاب نے تمام کیفیت بیان کی کہ اسنے رنگ سحر بہار مین کمال پیدا کیا ہی چاہتی ہی کہ بہار
سے مقابلہ کرون لہذا آپ سے پوچھنا واجب و لازم ہوا تاریک نے کہا میرا ون ناغہ جائیگا نہاری
کون کھلائیگا افراسیاب نے کہا چھوکری کی خاطر منظور ہی مین خود حاضر کرونگا تاریک نے کہا اچھا
جائے لڑے میرا کیا نقصان ہی ہم بھی دونون کے سحر کا تماشا دیکھین گے یہ کہکر تاریک تو دھوئین سے
سر نکالکر بیٹھی افراسیاب ارمان کو گود مین لیکر قریب تخت ملکہ حیرت کے آیا خوب سوس سوس
کے گلیسے لگایا دل مین کہتا ہی اے افراسیاب کیا شعلۂ جوالہ ہی مقام میدان کارزار ہوتا تو مطلب
دلی اس سے حاصل کرتا ہائے یہ شعلہ جوالۂ قیامت کا پرکالہ حسین زہرہ جبین ماہ پیکر حور طلعت کسی اور
کے قبضے مین جائیگی بڑے افسوس کی بات ہی ملکہ حیرت نے جو دور سے دیکھا کہ افراسیاب
ارمان کو گود مین لیے ہوے آتا ہی لیکن بحین شباب یہ تو اسکے افعال سے بخوبی آگاہ ہی تخت سے
اتر کر ایک دوہتڑ مارا کہا بیحیا خدا تجھکو غارت کرے بیٹی بھی بناتا ہو کس خیال سے گلے لگاتا ہی
افراسیاب نے کہا ماتم کیا جائو گلاب کیوڑا بید مشک چھڑکا ارمان کو ہوش آیا کہا ماموں یہ سیہ فام بچا کون تھی
قریب تھا میرا کلیجہ پھٹ جائے افراسیاب نے کہا بی بی ہماری دائی امان ہین انھین کے دودھ
کی یہ طاقت ہی کہ کوئی دنیا مین مجھسے مقابلہ نہین کرسکتا ارمان نے کہا سامری جمشید اسکو غارت کرین

دیکھو ماموجان ابتک میرا کلیجہ دھڑک رہا ہی مہلت آپنے حاصل کی افراسیاب نے کہا اچھا جاؤ تمھین
اختیار ہی لیکن بہار سے سمجھ کے مقابلہ کرنا دیکھو وہ سامنے پھولون مین لدی کھڑی ہی ارمان بہت
اچھا کہکے ہنستی ہوئی طاؤس پر سوار ہوئی میدان مین آکر سحر عجائب و غرائب دکھانے لگی جس نخل کے
سائے مین آکر ٹھہری وہ نخل بیتاب ہوگیا سرسبز و شاداب ہوگیا جس جانب مسکرا کے دیکھتی ہی مہک
پھولون کی آتی ہی طائر پرون کا سر پر سایہ کئے ہوے مثل ستارہ سحری چمک رہے ہین پکار کر آواز دی ای بہار
آکر ہمسے مقابلہ کرو ہمنے تمھاری بڑی تعریف و توصیف سنی ہی ملکہ بہار نے فوراً طاؤس زرین بال کو
بڑھایا اب ساحرون نے ملکہ بہار کو گھیر لیا گرد نازنینان گلعذار بیچ مین ملکہ بہار ہر ایک کو یہی خیال
ہی تاریک فکل کش نے کوئی دام نہ پھیلایا ہو اجازت نہ ملتی تھی ترشکل ملکہ مہرخ سحر چشم نے کہا ای
ملکہ بہار چمن پیرا ے ازل کے تمکو سپرد کیا باغبان حقیقی تمھارے اس گل سے چہرے کو دکھاے باغ
حسن مین ہمیشہ بہار رہے باغبان قدرت بھی ملکہ بہار کو دعائین دے رہا ہی گلچین جادو زوجہ
باغبان آکی نثار ہوئی تھی کبھی واسطے بہار کے زار زار روتی تھی بہار نے سب سے اجازت لی میدان
کارزار مین پہونچی ارمان نے دیکھتے ہی بہار کو گلدستہ مارا بہار نے گلدستے کو کاٹا پھول برسنے
لگے ہوا نے بہنی ہوا باندھی درختون کو وجد ہوا سرو صحرائی اکڑنے لگی بلبلین چہچہ زن بہار چمن
بہار جادو بھی جھوم گئی سب نے دیکھا بہار کی آنکھین سرخ ہوئین گل سا چہرہ کمھلایا ارمان نے
آواز دی ای ملکہ بہار کیا سیر گل و لالہ مین مصروف ہو بہار سے گلشن جمال کی گلچینی کروا سقدر نہ خود بینی
کرو منم ملکہ ارمان جادو افراسیاب نے دیکھا بے اختیار ملکہ بہار گلعذار کے منھ سے نکل گیا نظم

سنائی باغ مین سوسن نے گفتگو تیری	چٹک گیا کہین غنچہ تو آئی بو تیری	ہوس نہ تاج کی ہی اور نہ ملک و مال کی ہی
بہارے دلمین اگر ہو تو آرزو تیری		

یہ کہتی ہوئی بہار جادو طرف ارمان جادو کے بڑھی لشکرون
مین غلغلہ ہوا ارمان کا ارمان نکلا بہار کو دام رگ گل مین پھنسایا کیا غضب کا صیاد ہی نہایت صاحب
بیداد ہی موج گل کی بیڑیان پڑگئین دیکھو آپس مین لگا ہین لڑ گئین لیکن ملکہ بہار گلعذار جھومتی ہوئی
چند قدم بڑھی تھی کہ پہلو سے زمین شق ہوئی اک نازنین مہ جبین سرخ پوش بصد جوش و خروش نہایت
خوبصورت ماہ طلعت مہر جبین حور تمکین گلدستہ ہاتھ مین لیے ہوے زمین سے نکلی ہاتھ مین پچکاری تھی
اسمین گل کاری بھی منھ پر بہار کے بیقراری مین ماری اس رنگ کا جو چھینٹا روے بہار شعلہ رخسار پر پڑا چہرہ

گلنار ہوگیا ہوش آیا غنچۂ دہن وا کرکے کہا اری نکہت لا گلدستہ مجھے دے اُسنے گلدستہ ہاتھ مین بہار کے دیا وہ نازنین تو اسی طرح گلدستہ دیکر غرق زمین ہوئی مثل بوے گل آنکھون سے چھپ گئی لیکن بہار نے شگفتہ ہوکر اسم سحر پڑھا کہا او ارمان ہوشیار ہوجا کوئی ارمان باقی نہ رہجاے بموجب مثل کرتا ارمان نہ کرتا پشیمان کیا زبردستی تو ہم کو تسخیر کریگی بقول شخصے مان یا نہ مان مین تیرا مہمان ایسے بہت سے کلام رنگین بلاغت آئین بہار نے کہے اور گلدستہ مارا پکار کے آواز دی یہ مطلع مصنف کا پڑھا مطلع

آج بیلا بٹ رہا ہو خوش ہی بلبل باغ مین
شاخہاے گل لٹاتے ہین زر گل باغ مین

ہر طرف بڑھا بہار کا گلدستہ چل گیا وہ دیکھو بہار نے اپنا رنگ جمایا ارمان کا ارمان نکلا ہواے سرد چلی ہوا اعتدال پر نہ گرمی نہ سردی غنچے چٹکے پھولون نے اپنا رنگ جمایا ابر سیاہ آسمان پر چھایا بارش پھولون کی ہونے لگی تمام زمین بوقلمون ہر نخل کا قد موزون عروسان چمن نے نکھار کیا جوانان گلشن نے دل اپنا نثار کیا قصد ہو دوڑے دوڑے پھرین خزان کو اُس چمن مین بار نہ تھی باغبان و گلچین آپس مین لڑتے تھے صیادان طائران بوے چمن برباد صحراے خارستان پر اُفتادہ ہوا نے کانٹون کو ہٹایا دامن بہار سے کانٹا نہ اُلجھا ہر سمت جوش بہار سحر بہار کی پکار خوشنوایان چمن گانے لگے

دیگر

جام گل تیرے سے اب بلبل کو مستی ہی بہار
ہمکو آنکھون سے یہ ذوق مے پرستی ہی بہار

خندۂ گل نے کیا ہی بلبلون کا قتل عام
پھیر اب گلشن مین کیا مُنہ لیکے ہنستی ہی بہار

جوش سے میرے جنون کے کیا خوش آئی ہی بہار
پیرہن مین گل نہین پھولے سمائی ہی بہار

آشیان باندھے ہی کس امید پر ای عندلیب
آتش گل سے کوئی دن مین جلائی ہی بہار

کسکو گلگشت چمن کا ہی دماغ ای باغبان
کھینچکر میرا گریبان یان لے آئی ہی بہار

دل فسردون کو کہان خون گرم کرتا ہی جنون
کیون مجھے ہر سال انا الحق تو سنائی ہی بہار

شور سنکر ہم نوایون کا اُبلتا ہی یہ دل
رخصت یک سالہ ای صیاد آئی ہی بہار

عارض گل پر نہین شبنم عرق ہی شرم کا
دیکھکر میرا جنون یاد دلجائی ہی بہار

کسکی آنکھون سے کھو آئی ہی مستی سیکھ کر
اس برس نرگس پر کیا دھوم مچائی ہو بہار

خوش رکھو ای عندلیبون اپنے گلشن مین ہمین
خانۂ زنجیر تھا خالی بلائی ہی بہار

اب خدا حافظ ہی سودا کا مجھے آتا ہی رحم
ایک تو تھا ہی دیوانہ اُسپہ آئی ہی بہار

سب نے دیکھا ارمان کا رنگ متغیر ہوا وہ چہرہ جو رشک گل نیلوفر تھا مثل زعفران زرد ہوا صاف ظاہر ہوتا تھا
کہ اس مہ جبین کے دل مین درد ہوا ہونٹ خشک ہوے چہرہ اُداس عالم یاس چہرہ فق رنگ رو سے
ظاہر قلق انتہا کی ساحرہ ہی اپنے کو روکتی ہی بلکہ قصد ہی مثل بوے گل اُڑ جاؤن کسی پھول مین جاکر چھپون
یا ہوا بنکر نکل چلون کئی مرتبہ جھولی مین ہاتھ ڈالا کچھ پھول سونگھے ہوے نکالے سحر نہ کرسکی اسقدر پھولی اپنے کو
بھولی وہ پھول خشک اس گل تر کے ہاتھ سے گر پڑے مثل تصویر خاموش دریاے حیرت و عبرت کا جوش
ادھر سے بہار نے سحر کو اور زیادہ زور دیا بدھیان پھولون کی گلچھیے اُتارین طرف ارمان کے اسم سحر
پڑھکر پھینکدین نسیم عنبر شمیم چل رہی ہی خوشبو سے بکے دماغ بسے ارمان کے گل عارض کمھلاے ہوے
دیکھکر عندلیبان خوشنواے آوازے کسے طائران سحر بہار نے گھیر لیا ایسے اشعار بہاریہ گاے ارمان کے
ہوش اُڑ گئے زیر نخل کھڑی ہوئی دیکھ رہی ہی لیکن موسم بہار کا جوش کبھی ہنستی ہی کبھی مسکراتی ہی کبھی [illegible] رہی ہین اپنے
چہرے کو دیکھکر شرماتی ہی دیکھتی ہی چہار جانب جوش بہار ہر گلرو کا نکھار پھول برس رہے ہین ارمان نے
پھول دامن مین بھر لیے پھولون کی خوشبو نے مست کردیا گل سا چہرہ کمھلانے لگا جبین نورانی پر پسینہ آنے لگا
بہار نے دیکھا بوے گل و لالہ نے مست تو اسکو کردیا لیکن اپنے کو سنبھالتی ہی طائر زبرگ ہی چاہتی ہی دام
رگ گل سے نکل جاؤن جال مین نہ پھنسون ابکی بہار نے دوسرا گلدستہ مارا دوسرا جھونکا ہوا کا چلا بو کے
خوش دماغ مین ارمان کے آئی بہار نے اک کنیز کو اشارہ کیا وہ فوراً دوڑی سامنے ارمان کے آگے
اُسکے حسن کی تعریف کرنے لگی یہ اشعار پڑھے

اشعار

بیٹھے نہین ای غیرتِ گل تو نے کرن پھول	تیرے چمنِ حسن مین پھولا ہی کرن پھول
بے شبہہ ہی ای رشک پری تو ہمہ تن پھول	غنچہ ہی دہن ہونٹ گل برگ ذقن پھول
اُس گل کے گلے سے ہی عیان پان کی سرخی	غنچے کی گلابی سے ہی یا عکس نگن پھول
اللہ رے فیضِ سحرِ عارض تابان	مثلِ گل خورشید ہی تابندہ کرن پھول
ابکی نئی صورت سے بہار آئی جنون خیز	غنچون کی طرح کھاکے ہوے داغ کہن پھول
کیونکر نہ شبِ زلف مین یہ نور فشان ہو	مین افعی گیسوے سیہ کا ہی کرن پھول
عشاق کی قبرون پہ جو پھول اُسنے چڑھاے	مردے بھی کفن مین گئے مابین کفن پھول
رنگینی مین وہ سادگی کا کب ہی تکلف	لائینگے کہان سے ترا بیساختہ پن پھول

تو لو زرِ گل سے اُسے کانٹے مین بھٹاؤ
ای بلبلو اُس رشکِ چمن کا ہی بدن پھول

دو دن مین بہارِ چمنِ حسن خزان ہی
اتنا گلِ عارض پہ نہ اِی غنچہ دہن پھول

گلزار مین ہر سمت گھٹا چھا گئی ساقی
غنچے کی گلابی مین بھرا ای مشفق من پھول

خار اُس نے دیا مجھکو تو یون غیر گئے پھول
مجروح کا جسطرح سے جاتا ہی بدن پھول

آیا پئے گلگشتِ چمن جب وہ شہِ حسن
بلبل نے تصدق مین لٹائے کئی من پھول

ای گل جو ترے گوہرِ دندان کا پڑے عکس
بنجائین ابھی موتیے کے دُرِ عدن پھول

ہر رخِ انور سے جو اُٹھین گے نقاب آپ
بنجائیگی سورج مکھی ای غنچہ دہن پھول

جب کرتے ہین سیرِ چمنستانِ مضامین
چُن لاتے ہین گلچین کی طرح اہلِ سخن پھول

خوش چشمون کی بڑھتی نہین آنکھین گلِ رخ پر
سبزے کی طرح چرتے ہین ای گل پیرہن پھول

ٹکمے جو تری رنگ طلائی کی صفت خوب
سونے کے لگاؤنگا دمِ فکرِ سخن پھول

چڑیا تری انگیا کی بھی بنجاتی ہی بلبل
محرم مین جو رکھتا ہی تو ای رشکِ چمن پھول

ہوگی نہ کبھی اُس لبِ رنگین کے مقابل
جسطرح سے چاہ ای شفقِ شام مین پھول

کیون اتنا چمکتا ہی شبِ زلف مین ای گل
کیا صبح بناگوش کا تارا ہی کرن پھول

زیبا ہی قلق یار کو کیا پیرہن سُرخ
پیدا تو کرے اُس گلِ خوبی سے پھبن پھول

اسطرح کے جو ملکہ بہار گلعذار نے انتظام کیے ارمان نہ سنبھل سکی بے اختیار ہوکر پکار اُٹھی نثار جمال بہار ای ملکۂ عالم مین تو برائے گلچینی گلشن جمال آئی تھی یہ کہتی ہوئی آگے بڑھی جس کنیز نے اشعار پڑھے تھے ملکہ بہار نے اشارہ کیا وہ طرہ بدھی لیکر بڑھی بہار مسکراتی ہوئی آتی ہی ہر مرتبہ برق دندان چمک جاتی ہی یہ حال پُرملال افراسیاب خانہ خراب نے جو دیکھا گھبرا گیا کہ ارمان کے کانپنے لگا اگر طرہ بدھی پہنایا اور غضب ہوا دم بھر مین بازی جیت ہو جائیگی بہار کنیز بنا کے لیجائیگی کھڑے کھڑے اک سنگریزہ اُٹھا کر پھینک دیا افراسیاب کا سحر چلا اُس کنیز پر برق گری وہ تو جان بچا کے غرق زمین ہوئی لیکن پھول جلنے لگے زمین سے شعلہ ہائے آتش نکلنے لگے یا تو صحرا پر بہار تھا یا ہو کا مقام معلوم ہونے لگا ایک طائر نے سر پر ارمان کے جا کر اک چیخ ماری ای گل باغ محبوبی ای عندلیب چمن خوبی ہوشیار ہو جا یہ چیخ مار کر طائر ہٹا ارمان جادو کو ہوش آیا اتنا تو ملکہ بہار نے پکار کے کہا او خار بیابان ظلم و بدعت

او نخل صحرائے ذلت مین سمجھ گئی ارمان کو بچا لیا بڑا ناز کرکے آئی تھی بایک سحر مین بھولی سب کچھ بھولی گل
حیات مرجھا چکا تھا اب سحر سے تو نے تازہ کیا کوئی ہم نبرد تیرا ہوتا تجھکو جواب دیتا افراسیاب نے کچھ
جواب نہ دیا لیکن کنیزان حیرت ہنسین مصاحبان بہار نے بھی غل مچایا ملکہ بہار نے ارمان کو پھنسا
لیا تھا افراسیاب نے بچایا ارمان جادو حجاب سے عرق عرق ہو گئی غصے مین تیغچہ کھینچا بہار پر جا پڑی
کہا او بہار تو نے سر میدان مجھکو ذلیل کیا اب مین بے قتل کیے نہ پلٹون گی بہار نے کہا تجھسے کون باہر ہے جس طرح
جی چاہے دونون نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین نے تیغچہ ہائے ہلالی کھینچے ارمان کو حجاب بہار کو
غصے سے پیچ و تاب ایک ماہ تابان دوسری مہر درخشان ایک زہرۂ فلک حسن و جمال دوسری مشتری
آسمان جاہ و جلال آپس مین تیغچے چلنے لگے چھوٹے کے ہاتھ چل رہے ہین بجلیسی کی گھاتیان ہاتھون مین صفائیان
جب بہار نے تیغچہ مارا اب کو ثابت ہوا نخل قد ارمان قلم ہوا ارمان بچی جواب مین وار کیا یقین ہوا
کہ شاخ نخل حیات بہار کٹی لیکن بہار نے بھی بچالی دیا دونون لڑتے لڑتے مست ہو گئین ایک مقام پر
ارمان نے جب دیکھا کہ بہار اسمین بھی طاق فنون سپاہ گری مین شہرۂ آفاق ہے چوٹ نہین کھاتی
کان کا موتی نکالا بہار پر پھینک مارا بہار نے اس موتی کو روکا اس حال مین گوہر حسن و جمال نے
چمک کے تیغچہ مارا سپر سحر کو نہ اٹھا سکی سر بہار زخمی ہوا قطرات خون عارض انور پر پڑے چہرہ گلنار ہو گیا مگر
بہار زخم کھا کر غصے مین ارمان پر جا پڑی کہا او مکارہ لے یہ کہکے گلدستہ کے سر پر ہاتھ مارا زخم کاری
سر پر ارمان کے بھی آیا ارمان لڑکھڑائی گرتے گرتے زمین پر دو ہتڑ مارا اک برق چمکی پہلا ارمان
بیہوش ہوئی اُف کرکے بہار جادو نے بھی گھٹنے ٹیک دیے اتنی آواز دی کہ یہ شکست ہاتھ سے
افراسیاب کے ہوئی ورنہ اسکو کنیز بنا کے لیجاتی یہ کہکر بہار بھی بیہوش ہوئی ادھر افراسیاب
دوڑا اُدھر سے باغبان و گلچین نے اگر بہار جادو کو اٹھا لیا کہ ایسا نہو افراسیاب گرفتار کرے
لیکن افراسیاب نے توجہ نکی ارمان کو لیکر لشکر مین آیا طبل امان بجا ملکہ مہرخ وغیرہ بہار کو زخمدار
لیکر لیٹین ملکہ تاریک شکل کش نے کہا عمرو سے کہدو ہماری خوراک پہونچائے ہماری مین فرق
نہ آئے اس میدان داری سے ہمکو کیا کام عمرو لشکر سے نکلا کہا دائی امان آج تو میدان داری نہین
ہوئی تاریک نے کہا کیون شامتین آئی ہین میدان داری وغیرہ میدان داری کیا چیز ہے ہر وقت
ہمکو اختیار ہے ابھی لشکر پر آپڑون اپنی خوراک حاصل کرلون اگر لشکر پر آؤنگی تو دس کے بدلے پچاس کو

کھا جاؤنگی ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ آنے دو عمرو نے کہا تم ان باتون مین دخل ندو مثل مشہور ہی جو گڑ دیے مرے
اُسے زہر کیون دو جو ساعت ہی غنیمت ہی دیکھو رب اکبر مالک بحر و بر پردہ غیب سے کیا ظاہر کرتا ہی ساعت
ہاے سخت کو کاٹنا چاہیے لشکر پر قران نحس آیا ہوا ہی ستارہ گردش مین فلک مٹانے کی کوشش مین انشاء اللہ
یہ سختی دفع ہوگی یہ کہکر عمرو نے برق و قران کو آواز دی دس آدمی لاؤ خدمت مین ملکہ تاریک کے
حاضر کرو قران و برق چالاک دس آدمی زنجیرون مین بندھے ہوے لاے تاریک نے تیلون
کو اشارہ کیا اشان کشان اُنکو دھومین کے اندر لیگئے تاریک نے چیر پھاڑ کے اُنکو کھایا شراب خوری
مین مصروف ہوئی ملکہ مہرخ نے گھبرا کر پوچھا کیا لشکر سے دس آدمی لیلیے عمرو نے کہا اک تاجر آیا تھا
روپیہ دیکر غلام خریدلیے وہی سلسل کر کے تاریک کو دیدیے مین اپنے لشکر والون کو دونگا اگر کل ہوشربا
وہ بخش دے ایک سائیس اپنے لشکر کا ندون ان مقدمات مین دخل ندیا کرو روپیہ کے زور سے ممکن
کرینگے لیکن افراسیاب جو ارمان کو لیکر آیا زخمون مین اُسکے ٹانکے دیے ارمان کو ہوش آیا کہا
ماموجان مین نے بار غم و الم اُٹھایا بدون سامان چلی آئی بہار کے ہاتھ سے شکست کھائی اب مین اپنے
قلعہ مین جاؤنگی یہان کی آب و ہوا کا اختلاف ہی زخم بگڑ جائینگے وہان جا کر صحت پاؤنگی افراسیاب جادو نے
رخصت دی ارمان ٹہلتی ہوئی بارگاہ سے نکلی کنیزون کو آواز دی کنیزین اُسکی حاضر ہوئین کنارے تک
لشکر کے آئی اُدھر سے مہتر قران اک ساحر بنے ہوے آتے تھے سایے مین نخل کے کھڑے ہوے نگاہ
جمال جہان آراے ملکہ ارمان پر پڑی بیتاب ہوگئے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا قصد ہوا کہ اُسکے قدمون پر جا
گر پڑون بقیہ عمر اسکے ہواے وصل مین صرف کرون لیکن دیکھا ارمان جادو طاؤس زرین تیار کرکے
کنیزین گرد آگئین مہتر قران نے دیکھا یہ جاتی ہی کیونکر طبیعت تسکین پائیگی ہر وقت دل گھبرائیگا جلدی مین
اسباب تصویر کشی اپنے پاس سے نکالا ارمان جادو کی تصویر کھینچ لی اس تصویر سے کیفیت حاصل
ہوگی آگے بڑھکر سامعین پر حال کھلیگا جتنے عرصے مین مہتر قران نے تصویر کھینچی اُتنے ہی عرصے
مین ارمان نے طاؤس کو اُڑایا کنیزین گرد آگئین ارمان مع کنیزون طرف اپنے قلعہ کے روانہ ہوئی
تصویر مہتر قران کے پاس رہی اس تصویر کا ذکر وقت پر آئیگا لیکن افراسیاب بعد جانے ارمان
شریک صحبت عیش و نشاط ہوا ایہان خواجہ عمرو وغیرہ بہار کو لیکر داخل لشکر ظفر اثر ہوے ملکہ بہار کی
زخم آلودہ تھی کئی پٹیان مرہم جمشیدی کی چڑھائین جب بہار کو ہوش آیا کہا خواجہ آپنے چالاکی افراسیاب

ی دیکھی کس طور سے اپنی بھانجی کو لے گیا مین اپنے سحر مین پھنسا چکی تھی اُسنے سحر کرکے بچایا میرا سحر مٹایا اُسی
حجاب مین وہ آپڑی بہت شرمندہ ہوگئی خدا نے اپنا فضل شریک حال کیا اس لڑائی مین بھی سحر افراسیاب
شریک تھا ورنہ اُس ملعونہ کے ہاتھ سے مین اسقدر زخمی ہوتی کچھ خبر دریافت ہی کہ ارمان جادو کہان گئی ہرکارون
نے خبر پہونچائی ارمان طرف اپنے ملک کے گئی افراسیاب سے عذر کیا کہ یہان کی آب و ہوا میرے واسطے
نہایت ہی خلاف ہی ملکہ بہار نے فرمایا خیر ع زندہ ہین گر یار تو صحبت باقی

دو کلمہ داستان حسرت و مصیبت گرفتار ہونا جملہ سرداران ملکہ مہرخ سحر چشم کا سحر تاریک سے اور عمرو کا ان سبکو بچانا خوراک تاریک دیکر اور حال کھلنا عیاری کی عمرو کا اور غصے مین جا پڑنا تاریک کا لشکر مہرخ پر اور پتا ملنا بارگاہ اسد غازی کا عجب داستان رنج و الم ہی

خمسہ

بوسہ دینے مین غضب لایئے گا — جھوٹ سچ بول کے سمجھایئے گا
آج تو کہتے ہو کل پایئے گا — کل بھی منھ پھیر کے فرمایئے گا
آج گھر جایئے کل آیئے گا

سچ تو اغیار سے فرمایئے گا — جھوٹے فقرے مجھے بتلایئے گا
مین سمجھتا ہون جہان جایئے گا — میرے گھر کا ہیکو اب آیئے گا
خیر بندے ہی کو بلوایئے گا

غصہ اُترے گا تو غم کھایئے گا — رنج تنہائی سے گھبرایئے گا
اب تو کیا ہوش مین جب آیئے گا — میرا دل پھیر کے پچھتایئے گا
ایسا جانباز کہان پایئے گا

مدتون لطف ہزارون دیکھے — ایسے بیزار نہ تھے وہ پہلے
اب تو بگڑے ہین یہان تک بے — وصل مین کہتے ہین میٹھے میٹھے
آپ سایہ ہین لپٹ جایئے گا

چند ساعت مین رہی ہو سامان — جسکا تھا دل مین تمھارے ارمان
پوچھتے کیسا ہو اے جان جہان — کسطرح ہجر مین جاتی ہی جان

دیکھنے سیر چلے آئیے گا

گر پڑے اشک جو بگڑا دے
جبکہ اندوہ کے دفتر کھولے
ہنس کے فرمایا کہ اچھا رو لے
سنئے حال شب فرقت بولے
کہیے کچھ اور بھی فرمائیے گا

روز کل کل ہے کہ کل آئیے گا
آجکل ڈھنگ تمہارا ہے نیا
کون سی کل ہے یقین ہو جسکا
کل گئی آج ہے کل کا وعدا
جیسے کل آئے تھے کل آئیے گا

ہلاہل کو بنین جاے مے
کس طرح رات کٹے گی ہے ہے
کوئی مرجانے کی رکھتے نہین شے
دیکھیے جان پہ کیا بنتی ہے
آپ تو اٹھ کے چلے جائیے گا

پارسا بنکے جو آتے ہین آپ
ہم سے ظاہر یہ دکھاتے ہین آپ
اب کھلا جال مین لاتے ہین آپ
چھپ کے غیرون کو بلاتے ہین آپ
دیکھیے دیکھیے پچھتائیے گا

جو کہ مشتاق دعا ہوتے ہین
منھ سے اقرار سدا ہوتے ہین
کب وہ پابند حیا ہوتے ہین
ایسے بھی وعدے وفا ہوتے ہین
ہان بجا سچ ہے ضرور آئیے گا

بوسہ دین آپ اگر ہین شاہد
ہم ہین آزاد نہین کچھ زاہد
پھر نہ مانین گے خدا ہے شاہد
جیتے جی ہو جیے واحد شاہد
کچھ قیامت مین نہ کام آئیے گا

کس لیے گنتے ہو گھڑیان چھ ساعت
جی مین چل دینے کی سوچے ہو گھات
جانتے ہین کہ بہت کم ہے رات
ہم وہ ہین دل کی سمجھتے ہین بات
آپ کچھ منھ سے نہ فرمائیے گا

خیر بہتر ہے اب ایسا نہ سہی
ہر سحر گردش پیمانہ سہی

یون ہی منظور تو اچھا نہ سہی — روز کے آنے کا وعدہ نہ سہی

چلتے پھرتے تو کبھی آئیے گا

اندنون تمنے جو پرسش کم کی — آرزو ہی گلہ بیہم کی
گو کہ تکلیف تو ہی کچھ دم کی — بات رہ جاے مریض غم کی

دو گھڑی بیٹھ کے اُٹھ جائیے گا

جب پسند آئے گا اچھا کہنا — تنگ سمجھو گے یہ بیجا کہنا
رد نا ہوگا کبھی میرا کہنا — بڑھ گئے ربط تو پھر کیا کہنا

لاکھ بار آئیے گا جائیے گا

مثل خون گرچہ نہ ہلکے نکلی — پھر بہت رنج یہ سہکے نکلی
چند دن تن مین جو رہ کے نکلی — روح قالب سے یہ کہکے نکلی

دل کسی اور سے بہلائیے گا

خون کس کس کا کریگی نہ یہ آنکھ — کیا مری جان کو لیگی نہ یہ آنکھ
رنج کیونکر مجھے دیگی نہ یہ آنکھ — بیٹھ موڑی تو رہیگی نہ یہ آنکھ

ایک کروٹ مین بدل جائیے گا

یہ نسیم آپکا حیران ہی یہ — دین ہی یہ تو نہ ایمان ہی یہ
دشمن جان و جگر ہان ہی یہ — ای خلیل انھی پیچان ہی یہ

زلف کو چھوکے خطا پائیے گا

اُستادان سخنور نے اس داستان حسرت و مصیبت کو اس طرح تحریر فرمایا ہی کہ جب ارمان جادو جا چکی تاریک نے کہلا بھیجا افراسیاب نے طبل جنگی بجوایا اہل اسلام کو خبر پہونچی مجبور و لاچار طبل جنگی بجا مگر برائے اہل اسلام یہ طبل جنگی کوس رحیل ہی ہر ایک کا یہی قول ہی کہ خدا ہمارا الکفیل ہی یہ افراسیاب مکار و محیل ہی وہ خدا سب عدیل ہی تیاریان ہوئین لشکر افراسیاب مین خوشی بیان کون سحر تیار کرے ہر ایک کا یہی قول ہی کہ تاریک کے سامنے سحر و ساحری بیکار مرنے پر تیار ہین ملک الموت کا سامنا کس سے لڑین کس پر سحر کرین بلاے مبرم سے لڑائی سحر کی رعنائی زیبائی

ہو چکی اب اپنے پروردگار کو یاد کرو یا ورنہ خونیبان دادرس بیکسان سے فریاد کرو وہی بچائیگا عمرو دیوانہ وار حسبِ مثال فکر خور اک تاریک شکل کش مین مارا مارا پھرتا ہی قران و برق وغیرہ بھی اسی تدبیر مین مصروف ہین یہ انتظام انہین کی راے پر موقوف ہین عمرو کبھی مغرب کبھی مشرق کبھی جنوب کبھی شمال وہ شب تیرہ و تار یک خوف بدعت تاریک مین کٹی حیران ہی کیا کرون زمین سخت آسمان دور انسان ضعیف البنیان لاچار و مجبور اسی ہنگامہ مین چار پہر رات بسر ہوئی جلاد مہر تابان نے لباس خونی زیب جسم کیا خنجر شعاع ہاتھ مین لیا میدان چرخ نیلی مین مصروف جنگ ہوا لشکر جانبین میدان کارزار مین آے افراسیاب بے ایمان بصد عظم و شان میدان کارزار مین آیا لشکر جانبین کے جمے صفین آراستہ ہوئین تاریک ملعونہ نے سر دھوین سے نکالا پتلے دونون میدان مین ٹہل رہے ہین ناگاہ پتلہ تاریک کا میدان مین آیا نعرہ کوہ شگاف کیا ای ملکہ مہرخ بھیجو کسیکو ابتک تم سب نے طور مصالحہ کا نکیا اب آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہو جیسے ہی پتلے نے نعرہ کیا ملکہ مخمور رنجور نے طاؤس اپنا بڑھایا مخمور کا نکلنا لشکر مین ہنگامہ ہوا وصاحبون ملکہ مخمور جاتی ہین بہار و باغبان و رعد و برق وغیرہ دوڑ پڑے کہا ای مخمور ہم تم ساتھ مرینگے مرگ انبوہ جشنے دارد اسوقت مصیبت مین ساتھ نہ چھوڑو ہماری محبت سے منھ نہ موڑو ہم سب آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہین کسیکو زندگی درکار نہین ہی اگر تمھاری خوشی ہی ہم سب ملکر ابھی جا پڑین لڑ بھڑ کر جان دین ملکہ مخمور نے کہا آپ سب صاحبون کو خدا سلامت رکھے آپ سب صاحب جانباز و سرفروش ہین اب اس کنیز کو نہ روکیے جانے دیجیے عمرو نے جو سنا کہ مخمور جاتی ہی بیقرار ہو کر اپنے کو ظاہر کیا آکے مخمور سے لپٹ گیا کہا ای مخمور کیا غضب کرتی ہی مین تدبیرین کر رہا ہون خدا چاہے گا تو کوئی سامان پیدا ہوگا اور سردار ہین وہ مقابلہ کرینگے چیر پھاڑ کے کھا جائیگا تاریک سے عہد کر چکا ہون تین دن سے دس آدمی روز اس مردار خوار کو پہونچتے ہین مشرق و مغرب مین اپنے کو بھونچاتا ہون تاجر ڈھونڈھے بردے خریدے اسیواسطے کہ جو سردار ہمارا گرفتار ہوا اسکو وہ قید کرے قتل نکرسکے مخمور نے کہا خواجہ قید کیا تو کیا چیر پھاڑ کر کھا گئی تو کیا اب موت آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی فراق مین نور الدہر کے زندگی سے بیزار ہون موت کی امیدوار ہون بموجب مضمون ان اشعار عبرت آثار کے آٹھ پہر یہی ورد ہی صفحۂ قلب پر یہ مضمون مرقوم ہی جان اسکے ہاتھ سے نہ بچے گی بجبلی معلوم ہی اسیر غالب آنا غیر ممکن رو رو کر ملکہ مخمور نے یہ اشعار پڑھے نظم

ماییم و گریہ کہ بہ طوفان مصاحب است
دست الم بچاک گریبان مصاحب است
خواہی حریر بستر و یا خواہ بوریا
عاشق ہمیشہ بے سر و سامان مصاحب است
مخفی ز سوز آتش عشق تو سالہا است
مژگان دیدہ گہ بمرجان مصاحب است
بلبل ہزار نالہ و زاری کہ بے نوا
پہلوے بخت با مغیلان مصاحب است
نازم بہ صبر و حوصلۂ دل کہ عمرہا ست
با من ہمیں دو دیدۂ گریان مصاحب است
مجنون صفت ز دوری وصل تو در بدست
مرغ دلم بزلف پریشان مصاحب است
زاد رہ لباس نباید براہ عشق
در سنگ نالہ سینہ بافغان مصاحب است

خواجہ عمرو یہ باتیں سنکے مخمور کی بے اختیار رونے لگے ہر چند سب نے سمجھایا مخمور نے نہ مانا جسوقت مخمور لشکر سے نکل کر چلی صاف ثابت تھا کہ جوان کا جنازہ جاتا ہی ہر سمت شور گریہ و زاری بلند ہوا ان دم درد مند مخمور جھومتی ہوئی طرف میدان کارزار کے چلی بہار کا نگاہ پاس سے دیکھنا دوڑ دوڑ کر لپٹ جاتی ہی مخمور نے کہا ای بہار اب صبر کرو انشاءاللہ اگر زندہ ہیں تو ملینگے ورنہ عدم میں ملاقات ہوگی بہار نے آہ کھینچ کہا ہم تمہارے ہیں نظم

کاش مرجاتے کسی کوچہ میں ہم فرقت نصیب
تھا بہت مشتاق ان چالوں کا آفت نصیب
شکر کر ای دل کسے ملتا ہی داغ عشق دوست
واں الم حرمان نصیب انکھیں ہمیں حسرت نصیب
تفرقہ پردازیوں کی داد دینے کو مجھے
فخر کی جا ہی کسے ہوتی ہی یہ ذلت نصیب
پوچھتے کیا نام ہو سودائی گیسو کا تم
یہ بھی دور افتادہ تم ہی سا ہی قسمت نصیب
یاد تو کرتا کوئی لیکن کہیں جنت نصیب
واہ ری تقدیر اسکی یار جسکو رنج دے
خوش نصیبوں کو ہوا کرتی ہی یہ دولت نصیب
تیری باتیں اسقدر دل کرتا ہی یارب چین م
ای فلک کیا رہ گئے تھے اک ہمیں فرقت نصیب
کام اپنا کر چلا آئینہ اک مہوش یار
تیرہ بخت آشفتہ دل شوریدہ سر وحشت نصیب
شوق نے پا کر ہیں فتنے تیری اٹکھیلیاں
عاشقوں میں بھی نکل آئینگے کچھ آفت نصیب
وائے ناکامی ہمیشہ ہے عاشق ناکام کی
وصل میں بھی کچھ نہ آفت لائے یہ آفت نصیب
سامنے تو ہیں تھڑے ہیں ہم میں تم میں کوسوں اس دور
اور تو دیکھا کیا او دیدۂ حسرت نصیب
نقش پائے یار حضر راہ کیا ہوگا جلال

مخمور و بہار خوب ملکر روئیں دونوں کو بجلی لگ گئی اسوقت زمین کانپتی تھی کل اہل لشکر میں سکتہ کا عالم مخمور نے کہا ای بہار زیادہ نہ رلاؤ بس اب ہمکو رخصت کرو یہ کہکر مخمور حیران و پریشان میدان کارزار میں آئی بہار روتی ہوئی پلٹ گئی جیسے ہی تلے نے مخمور کو دیکھا تڑپ کر چلا اسوقت افراسیاب بھی بصورت آئینہ حیران مثل زلف پریشان صبر نہو سکا تڑھکر پکار اٹھا ای مخمور بھاگ یہ ظالم آتا ہی مخمور نے کچھ جواب نہ دیا شیرانہ سینہ سپر کیا جیسے ہی تلے نے گولہ مارا مخمور نے برق چمکائی گولہ کاٹا تاریک دھوئیں سے سر نکلے دیکھ رہی ہی مخمور نیمچہ کھینچکر مثل برق جہندہ تلے پر جا پڑی ہر چند اسنے چاہا سنبھلوں مخمور نے نہ سنبھلنے دیا قریب جاکر نیمچہ مارا تلے کے دو ٹکڑے ہوے زمین پر گرا خون کا فوارہ جسم

نکلا آواز آئی کشتی مرا نام من غلام ملکہ تاریک شکل کش بود تاریک نے یہ جو دیکھا غصے مین کانپ گئی
دوسرے پتلے کو اشارہ کیا وہ بھی مثل شعلہ جوالہ بھڑکا اس زور و شور سے مخمور پر جا پڑا مخمور کی آنکھ
بند ہوگئی وار نہ کرسکی تیغ ہاتھ سے چھوٹ گیا بیہوش ہوکر گری پتلے نے اُٹھا لیا لیکر طرف تاریک کے چلا عمرو کا
کلیجہ پھٹ گیا بیقرار ہوکے دوڑا اسنے تاریک کے آگے کہا دہائی امان الکریم اذا وعد وفا جو فرمایا ہی اسپر
کاربند ہو جیسے ملکہ مخمور کا قید کرنا مناسب ہی مین ابھی دس آدمی نوجوان لاتا ہون تاریک نے کہا خواجہ
لائیے ہم اسکو قید کرتے ہین عمرو نے کہا ابھی حاضر کرتا ہون یہ کہکر مہتر قران کو آواز دی قران دس آدمی
زنجیرون مین بندھے ہوے لایا تاریک کے حوالے کردیے تاریک نے خوشی خوشی سر زنجیر کو تھام لیا
مخمور کو اُٹھا کر اُسی مکان دود مین ایک جانب پھینکدیا وہ جو آدمی پاے اُنکو لیکر کھانے لگی راہ گیرون
کی جدا خیر مناتی ہی جب جی چاہا میٹھے میٹھے جا پڑی راہگیرون کو اُٹھا لائی چیر پھاڑ کر کھا گئی شراب کے مٹکے بھرے
ہوے رکھے ہین پی رہی ہی میخانے کے میخانے خالی کردیے بعد گرفتاری مخمور کئی کنیزین اسکی نکلین وہ بھی
اُسی طرح گرفتار ہوئین تاریک نے اُٹھا کے دھوئین مین پھینکدیا شام کو اہل اسلام ناکام غم سرداران مین
سر پر خاک اُڑاتے ہوے داخل بارگاہ ہوے افراسیاب پلٹا آکر تخت پر بیٹھا ظاہر مین تو خوش ہی مگر باطن مین
گرفتاری مخمور کا نہایت قلق خیال ہی کہ ایسا نہو کسیوقت خوراک ہو پہنچنے مین تامل ہو اُس محبوب مطلوب
کو کھا جاے مین اسکا کیا کرونگا سر پیٹ پیٹ کے خاموش ہو جاؤنگا نہایت مشکل ہی اگر کچھ زبان ہلاؤن اہالیان
طلسم بدنام کرین نہین بولتا تو کلیجے پر چھریان پھرتی ہین غم مخمور مین سینے کو بجلی لگی ساغر چشم پُر آب ڈبڈبائے
موجہ شراب کے خنجر چل رہے ہین میخانے مین بھٹیون کے کلیجے سے شعلے غم کے نکل رہے ہین میکدہ ماتم کدہ
ساقی بے پروا ہی پیر مغان کو عالم یاس ہو تلین سرنگون پڑی ہین دختر رز بیتاب اہل میکدہ بیخواب ہر مرتبہ
افراسیاب قصد کرتا ہی تاریک سے جا کر مخمور کو مانگ لون کسی خیمے مین قید کردون لیکن ڈرتا ہی کہ اُسکے
مزاج کے خلاف ہوا ابھی دور دور جاتا ہی طلسم نور افشان کو مٹاتا ہی اب طریقہ یہ مقرر ہی کہ عمرو دس آدمی
روز لا کر تاریک کو دیتا ہی یہ بلاے آدم خوار خوشی خوشی لیکر کھاتی ہی مزے اُڑاتی ہی لیکن تین میدان
تاریک نے اسطور سے لیکن چالیس سرداران نامی و گرامی گرفتار ہوے نیازمند کا بیان مین
بھی دستور یہی ہی کہ مضامین مکرر کو بیان کرنا اچھا نہین جانتا سامع خاطر پراگندہ ہون وہی صورت تحریر مین
کہ تاریک مذکور نے چالیس سردار گرفتار کیے عمرو نے ہر ایک کے بدلے دس آدمی دیے تاریک نے

انکو قید کیا ساتوین دن لشکر مین افراسیاب کے ہلڑ ہوا افراسیاب نے گھبرا کر پوچھا خیر تو ہی کمیدان سالک
اور بہت سے سپاہی کچھ سوار کچھ پیدل روتے پیٹتے سامنے افراسیاب کے آئے عرض کی ای شہنشاہ ہوشربا
عجب طرح کا معرکہ ہی کسینے کہا میرا بھائی کسینے کہا بیٹا کسی نے کہا غلام کسی نے کہا میرا سائیس سودا لینیکو بازار
گئے اب انکا پتا نہین ملتا ہر طرف تلاش کرتے پھرتے ہین حیران ہین کہ کیا کرین کہان تلاش کرین کہان
جائین کس سے پوچھین بازار تک جانیکا پتا ملتا ہی نہین معلوم زمین کھا گئی یا آسمان سے برق گری اب تو
افراسیاب خائف ہوا کہ کہین دائی امان نے نہ کھا لیا ہو اُن سب کو تسکین دی کہا اب اپنے اپنے مقام پر
بیٹھو بابدولت تدبیر کرتے ہین شکار وغیرہ کھیلنے چلے گئے ہونگے مین ڈھونڈھوا دونگا یہ کہکے اُن سب کو رخصت کیا
حیرت نے پوچھا ای شہنشاہ مین نے شمار کیا کئی سو آدمیون کا پتا نہین ملتا یہ کیا غضب ہو گیا ہی
افراسیاب نے کہا ای حیرت مین اپنی زبان سے کیا کہون دائی امان کے پیٹ مین آگ لگے مشعل کے
مقدمہ مین بدنام ہو چکا ہون یہ اب دوسری آفت ہی اگر کہین ظاہر ہو جاے سارا لشکر مجھسے بگڑ کے نوکری
چھوڑ دے مین لاکھ مین عاقل و کامل ہون لیکن تنہا کیا سلطنت کرون جماعت کی کرامت ہی دائی امان کی شناخت
ہو جاے کی پوچھتا ہون عرض کرونگا برائے ساحری دس آدمی روز عمرو دیتا ہی اُسپر اکتفا کرے ادھر کے آدمی
نہ کھاو میرے لشکر کے کئی سو آدمی کم ہو گئے تمنے تو نہین کھا لیے حیرت نے کہا ای شہنشاہ جلد جایئے اگر یہ
برس دو برس رہینگی تو کیا غضب ہوگا آدمی کہین نام کو نہ باقی رہینگے فتح و شکست دونون برابر ہی یہ خبر سنکر دل
بیقرار و مضطر ہی افراسیاب اُٹھکر دروازے پر تاریک کے آیا دیکھا دو پتلے ٹہل رہے ہین ایک پتلہ مخمور
نے مار ڈالا تھا دوسرا اُسنے پھر بنا لیا افراسیاب نے عرض کرائی تاریک نے بلا لیا افراسیاب نے
سب کیفیت بیان کی کہ دائی امان اسی ہفتے عشرے مین کئی سو آدمی میرے لشکر سے غائب ہو گئے تم رات
کو جاکر تو نہین پکڑ لائی ہو تاریک نے کہا افراسیاب تیرے سر کی قسم مین بھوکی بیٹھی رہتی ہون جفا کشتی
ہون تیرے لشکر مین آجتک نہین گئی اسیواسطے مین نے اپنے رہنے کا مکان الگ بنا لیا راہگیر کوئی بھٹکا ہوا
نکل آتا ہی تو دل نہین مانتا جا پڑتی ہون علاوہ ازین ہماری میری عمرو سے مقرر ہو گیا نوجوان آدمی لاتا ہی
دل مزے اُٹھاتا ہی بلکہ تو جو بھیجتا تھا بڈھے ضعیف ڈانگر سا مگر جس دن سے عمرو سے معاملہ ہو گیا مزے سے
گذرتی ہی افراسیاب نے کہا دائی امان پھر میرے کئی سو جوان کیا ہوے تاریک نے کہا میری بلا پوش
جلے کیا مین تمام دنیا کی وقائع نگار ہون تو بادشاہ ہی دریافت کر اپنے لشکر کی خبر رکھ مین گوشہ نشین ہوئی

ان باتون سے کیا کام ابھی تو سالہا سال مقابلے پڑینگے طلسم نور افشان مین جاکر قیامتین برپا کرونگی برہان
وجمشید کو کھاؤنگی پھر کوہ عقیق گلزار سلیمانی پہ جاؤنگی فرزند حمزہ پروردہ مہد ناز و نعم اُنپر میتھے پڑینگے اور ملک
وہان بہت ہین باختر ایسا شہر جسمین بے حساب آدمی بستے ہین یا ملک ترکستان مین بڑے بڑے قد کے
جوان ہوتے ہین سفر مین جنگلی آدمی بہت ملینگے اب مین تجھکو تکلیف نہ دونگی مشقت کرکے کھاؤنگی افراسیاب
نے سر جھکا لیا لشکر مین آیا بوقت سحر تخت پر بیٹھا اک سپاہی روتا پیٹتا سامنے آیا کہا شہنشاہ طلسم ہوشربا کی
دہائی ہی میرا جوان بیٹا گیا عمدہ سپاہی تھا جب لڑائی پڑی مسلمانون کو قتل کیا مکر و حیلے مین طاق علم
افسون مین شہرۂ آفاق پشت لشکر مسلمانان پر جا پڑتا تھا چھپکے اُسنے سیکڑون کو مارا رات سے غائب
ہوگیا نہین معلوم اُسپر کیا معرکہ گذرا رات سے غلام سویا نہین آب و دانہ حرام ہی اپنے غلام کے لیے
فکر کیجیے لشکر مین کوئی اُسکا دشمن نہ تھا راہ مین کوئی رہزن نہ تھا کون مار آستین گرگ بغل آیا میرے فرزند کو
اُٹھا کر لیگیا مجھے داغ دے گیا ایک صراف دوکاندار دوڑا ہوا آیا کہا ای شہنشاہ پندرہ سولہ برس کا میرا
لڑکا جاتا تھا راہ سے غائب ہوگیا رات سے اُسکی مان روتی پھرتی ہی کہان جاکے تلاش کرون اپنی
مصیبت کس سے کہون ایک اور بقال آیا اُسنے کہا بھائی میرا غائب ہوا آب و دانہ سے غلام تائب ہوا
چند افسر بھی اُٹھے روئے پیٹے سامنے افراسیاب کے سر دے مارے سینے کہا شہنشاہ ہمارے عزیزون
کا پتا نہ ملیگا تو ہم نوکری چھوڑ دینگے گلے کاٹ کے مر جائینگے مشعل حرامزادہ آیا اُسنے سبکو گیا کیا جل دیے
ہو دے تا دمینگے دھا لگا لیا دائی امان صاحب آئی یہ قیامت برپا کر رہی ہین رنباز ور دکھاتی ہین رات کو آکر
کھا جاتی ہین افراسیاب نے کہا مین نے دائی امان سے پوچھا تھا وہ قسمین کھاتی ہین کہ جو عمرو دس آدمی
دیتا ہی اُنہین پر اکتفا کرتی ہون بلکہ بھوکون مرتی ہون صرصر بھی اسوقت حاضر تھی یکایک ہنس پڑی کہا کیون
نہو افراسیاب نے کہا کیون صرصر کیا تجھے ان لوگون کا حال معلوم ہی صرصر نے کہا ای شہنشاہ ایک
بات میری سمجھ مین آئی ہی سامری و جمشید جھوٹ نہ بلوائین کیا عجب ہو کہ یہی بات ہو افراسیاب نے
کہا کیا بات ہی صرصر نے کہا جلدی کہنا مناسب نہین ہی مین کان مین عرض کرونگی افراسیاب نے کان
جھکایا صرصر نے کہا ای شہنشاہ مین بہت حیران تھی کہ عمرو نے دس آدمی روز دینے کو کہے ہین اہل
اسلام مین یہ دستور نہین ہی کہ کسیکو حقیر و ذلیل جانین سبکا مرتبہ برابر ہی ایک اپنے خدمتگار کو بھی آزار
پہونچانا نہین چاہتے یہی باعث ہی کہ اُنکے نام پر جان دیتے ہین کیا عجب ہو کہ عیار آکر آپکے لشکر سے

دس آدمی رو زنجیر لیجاتے ہون انکی صورت بدل کے پاس ملکہ تاریک لیجاتے ہون افراسیاب بھی جسنکر گھبرا گیا
کہا کیونکر امتحان کرون کہا ابھی مہتر قران رسیون مین باندھکر دس آدمی لایا تھا دائی امان نے ابھی کھانے غونگے
افراسیاب اٹھا صرصر بھی چلی سب سردار افراسیاب کے حیران کہ صرصر افراسیاب کو کہان لیجاتی
ہی افراسیاب غصے مین بھرا ہوا صرصر سرگوشی کر رہی ہی جنکے عزیز و اقارب غائب ہوے ہین وہ روتے
پیٹتے ہمراہ ہین ہرچند افراسیاب کہتا ہی تم لوگ ٹھہرو مین دریافت کرنے جاتا ہون ابھی واپس آتا ہون وہ لوگ
نہین مانتے افراسیاب جھنگ غصے مین آمادہ جنگ سبکو جھڑک دیا سبکو گھر کا قریب قصر تاریک پہونچا
اسوقت تاریک دھوین سے سر لگاے شراب پی رہی ہی دس آدمی جو ابھی آے تھے انمین سے چار کو
چیر پھاڑ کر کھا چکی ہی باقی جو بیٹھے ہین غین غین کر رہے ہین منھ سے بول نہین سکتے منھ کھول کے رہجاتے ہین
کبھی گھبراتے ہین صرصر نے کہا دیکھیے شہنشاہ علامت ظاہر ہی باقی ماندہ بول نہین سکتے دیکھیے گلے انکے
پھولے ہوے ہین عیارون نے شاید گلون مین گیند ٹھوس دیے ہین آپ دائی امان کو منع کیجیے بڑھکر
انکے گلون سے گیند نکالیے منھ دھلوائیے اپنا حال مفصل کہین ابھی کھل جائیگا افراسیاب دوڑکے قریب
آیا ایک کے گلے سے گیند نکالا جیسے ہی اسکے گلے سے گیند نکلا اسنے پکار کر آواز دی ای شہنشاہ دہائی ہی یہ غلام آپ کے
کمیدان کا بھائی ہی وہ کمیدان بیقرار ہوکے دوڑا بھائی بھائی کہکے لپٹ گیا لیکن کہتا تھا ای میرے بھائی تو تو
گورا تھا کالا کیونکر ہو گیا صرصر نے کہا ارے منھ دھلاؤ جیسے ہی منھ دھلایا دیکھا حقیقت مین لشکر کا رہنے والا
کسیکا بہنوئی کسیکا سالا ان پانچون کے بھی منھ دھلاے اب تو ہلڑ ہوا کسیکا بھائی کسیکا بیٹا سب پیٹنے لگے
غل ہوا دہائی ہی سامری و جمشید کی جب بادشاہ ہمارا ہمکو قتل کرتا ہی تو کون بچاے واہ اچھی بی دائی امان
ہین خاک انکے منھ مین ہمارے بال بچون کو کھا گئین اب اس طلسم مین بڑی بدعت شروع ہوئی نوکریان
چھوڑ دینگے بھیک مانگ کھائینگے ایسے ظالم کے دروازے پر نہ آئینگے یہ بدعت عمرو کی محبت و لیاقت دیکھو
خوب گوشت خر دندان سگ کر گیا اسکا قول ہی جسطرح ساحر لے اسکو مار دیے بھی اسنے خوب تدبیر کی آپنے
سردار بچاے ساحرون کو کھلا دیا کھانے والی بخون کھا گئین ڈکار بھی نہ لی افراسیاب بھی گھبرا گیا سارے
لشکر مین غوغا ہوا تاریک نے کہا ارے مجھکو تو سمجھا یہ کیا معرکہ ہی میری ہماری مین خلل ڈالا مین تمہاری
مانون گی نہ جیتی میرا ابھی پیٹ نہین بھرا یہ جو سامنے کھڑے ہین انکو چیر پھاڑ کر کھاؤنگی افراسیاب نے
بڑھکر کہا سب کے بدلے مجھکو کھا جائیے آپ تو ہر وقت نشے مین چور رہتی ہین کچھ نیک و بد نہین سمجھتین

عمرو آپ سے دس آدمی روز کا وعدہ کر گیا تھا میرے لشکر کے آدمی پکڑکے اُسے حوالے کیے سارا لشکر فریادی
ہی سراسر آپکی جلادی ہی آپ کے تشریف لانے سے یہ مجھکو نفع ملا اب سرداران لشکر اپنی زندگی سے بیزار
اپنے عزیزون کے سوگوار ہین عمرو کو جب کچھ نہ بن پڑا تب اُسنے یہ عیاری کی یون میرے لشکر کو برباد کیا یہ سمجھا کر
افراسیاب نے تاریک سے کہا تاریک جھلائی کہا ساربان زادے نے میرے ساتھ عیاری کی تیرے
ملازمون کو مین نے کھایا عمرو کی اب یہ مجال ہوئی بابدولت کے ساتھ اب یہ گستاخی یہ کہکر اپنے مقام سے
تاریک اُٹھی دیونی نے ڈکار لی لنگے کو جھاڑتی ہوئی طرف لشکر اسلام کے چلی قضا سے کار یہان عمرو اور جملہ
عیار مہرخ سے کھڑے کہہ رہے ہین کہ افراسیاب کے لشکر مین بلوہ ہو گیا اب ہمکو آدمی نہین ملتے کئی سو
تو پکڑکے کھلا دیے لیکن اب حال کھلا چاہتا ہی یکایک لشکر مین ہنگامہ ہوا فریاد و الغیاث کی صدا بلند ہوئی
ملکہ مہرخ وغیرہ بارگاہ سے نکل آئین دیکھا تاریک لشکر پر آگری جسکو پکڑا جھٹ اُٹھا مار کر چیر ڈالا چبانا شروع کیا
پامال کرتی ہوئی آتی ہی اگر کسی خیمے کے قریب پہونچی طناب پکڑکے ہاتھ مارا خیمہ گرا کئی سو دب گئے جو کوئی زندہ
بچ کے نکلا تاریک نے پکڑکے چیر ڈالا تمام سردارون نے جو یہ قیامت برپا دیکھی برق لامع کڑک کر
بلند ہوئی وہانسے تاریک پر گری تاریک روسیاہ کو خبر بھی نہوئی صرف ہاتھ ہلا دیا جیسے کوئی مچھر کو مارتا
ہی سب سردار ملکے سحر کر رہے ہین لیکن تاریک پر تاثیر نہین ہوتی باغبان نے ترنج بڑے بڑے کیسے
گیند مارے تاریک پر تاثیر نہین ہوتی برق تڑپ تڑپ کے گر رہی ہی رعد چیخین مارتا ہی خورشید
نے آگ برسائی ملکہ مہرخ نے گولے فولادی قریب جا کر مارے جسم پر تاریک کے فولادی گولے
پڑ رہے ہین اُف بھی نہین کرتی دریاے فوج مین شناوری کرتی ہوئی جاتی ہی ہزارون کو چیر پھاڑ کے
پھینکدیا بارگاہین پامال صفین اُجاڑ افراسیاب نے قصد کیا مین بھی جاؤن تاریک نے آواز
دی خبردار اے افراسیاب تو یہان نہ آنا آج مین ایک کو زندہ نچھوڑونگی دور سے تماشا دیکھ یہ کہکے
بیچ لشکر مین ڈٹ گئی سب سردار دیکھ رہے ہین تاریک کے سحر کا عجب طریقہ ہی نہ کوئی اسم سحر پڑھتی ہی نہ
سنگریزے پھینکتی ہی پامال کر رہی ہی صفون کو الٹ دیا سحر کسیکا تاثیر نہین کرتا جب چارسو سردارون نے
ملکر سحر کیے ایک یا دو زخم جسم پر اُسکے اچھے آگئے سر جھنڈا سا کھلا ہوا اسکے کا دورنگی کرتی ہی لپٹنے خون
کے جمے ہوے مثل بلاے مہیب تڑپتی پھرتی ہی چشم زدن مین خون کے دریا بہ گئے جسکو نوجوان دیکھا چیر
پھاڑ کر کھا گئی اگر ضعیف سامنے آے انکو چیر کے پھینکدیا منھ بھی نہ لگایا گلے کے پاس منھ لگا کے خون پی گئی

جب ڈکار لیتی ہی دھوان مُنھ سے نکلتا ہی خونکا دریا بہ رہا ہی لاشین صد ہا پھڑک رہین ہین مہرخ پر جو گذری
پڑی پکار کر آواز دی او مہرخ بہتر یہ ہی کہ عمرو کو پکڑ کر میرے حوالے کر اسنے میرے ساتھ عیاری کی ہی مین
اہالیان لشکر سے شرمندہ ہون ایک کو زندہ نچھوڑون گی ساربان زادہ ہاتھ آجائے تو مین پلٹ جاؤن ہر چند کہ
پیٹ نہین بھرا صرف کلمہ گرم ہوا ہی مہرخ نے پکار کر جواب دیا ای ملکہ تاریک ہمارا عمرو پر کیا اختیار ہی
آنکھو آتے دیکھا وہ بھاگ گیا خدمت مین اپنے آقا کی چلا گیا ہوگا آپکے نام سے بہت ڈرتا ہی اسکو تلاش کیجیے دارو
کھینچیے ہمین کیا عذر ہی ہمپر ناحق غصہ کیا اسیطرح میدان کارزار مین مقابلہ کیجیے تاریک نے کہا او جھوٹی
میرے ساتھ فقرہ کرتی ہی بات بنانے پر مرتی ہی نگوڑے عمرو کو مین نے سرفراز کیا اپنا مصاحب بنایا اُسنے میرے
اوپر عیاری کی یہ کہکر بھر کر گری دو چار سو کو پامال کیا بارگاہ ملکہ مہرخ کو پھونک دیا جب مُنھ سے اف کرتی
ہی شعلہ ہاے آتش نکلتے ہین نخل مثل شمع کافوری جلتے ہین آخر کو ملکہ مہرخ کا پاؤن اُٹھا ساحرون نے خوب
خوب سحر کیے جب دیکھا سحر تاثیر نہین کرتا بھاگے آخر کو یہ راے ہوئی کہ نکل چلو اس بلاے روزگار سے
جان بچاؤ کسی درہ کوہ مین جا کر چھپ رہین اب قدم نہین جمتا لشکر نہین تھمتا پروردگار کوئی سامان غیب سے
ظاہر کرے گا چیختے پیٹتے سب بھاگے جاتے ہین لیکن تاریک پیچھا نہین چھوڑتی افراسیاب قریب
تخت حیرت کھڑا ہوا تماشا ہی لشکر مسلمانان پر ہنس رہا ہی کہتا ہی اب کوئی دائی امان سے مقابلہ نہین کرتا میان
باغبان باغی ہوے تھے اسوقت بھاگے جاتے ہین پہلے کیا سمجھے کانٹون مین اُلجھے کل لشکر ذلیل و
خوار ہوا دائی امان کے سامنے سبکا سحر بیکار ہوا اب آج کوئی زندہ نہ بچیگا کیون ملکہ حیرت تمنے آج سحر
دائی امان کا دیکھا کوئی جواب نہین دے سکتا یہ طریقے سحر سامری و جمشید کے ہین دائی امان سب پر قادر
ہین حال فنون سحر ہاے کلان اُنپر ظاہر ہین القاب سامری کی حافظ بندگان جمشید کی محافظ لیکن کیا
باغ بیخزان پامال ہوا جب مین چاہتا اسیطرح تباہ کر دیتا قصد تھا ان سبکو قید کرون میرے مطیع ہون اسیطرح
طلسم مین بسین عمرو نے عیاری کر کے غضب کیا افراسیاب یہ باتین کر رہا تھا حیرت کف افسوس مل رہی
ہی کہ صرصر سامنے سے دوڑی ہوئی آئی کہا ای شہنشاہ اک خوشخبری آپکو سناؤن مہرخ و بہار کے مرنے
سے لڑائی کا خاتمہ ہوگا طلسم کشا اور لشکر جمع کر کے لڑے گا مین نے جو دیکھا مسلمانون نے آمد تاریک
سنکر اک انتظام کیا ہی اسد غازی کو بہلا کر لشکر سے الگ کر دیا ہی لشکر سے دو کوس الگ اک بارگاہ استادہ
کرائی اسد اُسی بارگاہ مین رہتا ہی چند مصاحب مقرر کر دیے وہ خدمت مین حاضر رہتے ہین اُس کو

سمجھا دیا دو تین ہفتے کے بعد جستجوے لوح کرینگے اسوقت مین نے دریافت کیا وہ سامنے دو کوس پر جو جھیل استادہ
ہی اُسی مین اسد نامدار مصروف مے کشی ہی اُسکو تباہی کی اپنی خبر نہین کی ورنہ وہ صاحب جرأت و شوکت
تلوار کھینچکر مقابلے مین تاریک کے نکل آتا سب سردار کیا راسخ الاعتقاد ہین ان سبکو فنون خیرخواہی یاد
ہین اپنی جان دیتے ہین لیکن طلسم کشا کو بچایا ملکہ تاریک سے اتنی خبر کر دیجیے کہ مہرخ و بہار کو بھگاکر
اُس خیمے پر جا پڑین خیمے مین گھسکر اسد نامدار کو کھا جائین شیر کو کھائینگی پیٹ بھی بھر جائیگا آپکا بھی قلب تسکین
پائیگا یہ سنکر افراسیاب خوش ہوگیا ایک پرچے پر یہ سب مضمون لکھا ہوا پر اُڑا دیا تاریک جس مقام پر
لڑ رہی تھی جھپٹ جھپٹ کے جاتی تھی اہل اسلام مین صداے فریاد و الغیاث بلند ہر چند جانتے ہین کہ سحر تاثیر
نہین کرتا لیکن جانبازی سے ہاتھ نہین اُٹھاتے دس قدم بھاگے پھر پلٹ پڑے تاریک سے جم کر لڑے
ہزار دو ہزار قتل ہوے پھر بھاگے اِسطرح پر آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہین سب جانباز و سرفروش جرأت کے
جوش یہی چاہتے ہین میدان کارزار سے نہ ہٹین جان دیدین شرف آخرت حاصل کرین مگر تاریک پر
زور نہین چلتا لاچار ہو جاتے ہین اپنی بیکسی پر روتے ہین ناگاہ گود مین تاریک کے آکر وہ پرچہ گرا تاریک
نے وہ پرچہ پڑھا افراسیاب نے لکھا تھا دائی امان لشکر اسلام سے نکل کر فلان جنگل مین جو جھیل ہی اُسی مین وہ
طلسم کشا صاحب بیٹھا ہی یہ سنکر تاریک خوش ہوگئی خوب قہقہا مار کر ہنسی لوگ حیران کہ خدا خیر کرے
لڑائی مین ہنسنا کیسا مگر تاریک نعرہ کرکے بڑھی دو تین سحر کیے کچھ سنگریزے پھینکے منہ سے دھوان چھوڑا
تمام صحرا تاریک ہوا تاریک تو اسطرح بھاگی جاتی تھی یا طرف خیمہ اسد کے متوجہ ہوئی مہرخ و بہار وغیرہ
یا تو بھاگے جاتے تھے یا پلٹے غل مچانے لگے او مکارہ اُدھر کہان جاتی ہی شاہزادہ شکیل وغیرہ دو تین ساحر
نامی دربارگاہ اسد پر موجود تھے تاریک کو جو آتے دیکھا ہوش اُڑ گئے اُدھر سے مہرخ وغیرہ نے
بڑھکر سحر کیے شکیل وغیرہ تلوارین کھینچکر دوڑے لیکن یہ ملعونہ ہی کہ جسپر تیر تفنگ تلوار کچھ تاثیر نہین کرتا
کئی جوان جیداری کرکے برابر پہنچے تلوار کا ہاتھ مارا اُسنے کلائی پکڑ کے تلوار چھین لی ایک طمانچہ مارا سر
اُڑ گیا ٹانگین پکڑ کے چیر ڈالا ہڈیان چبا گئی دو چار کو کھا گئی بڑھکے دھوان منہ سے چھوڑا آگ برسائی
کئی ہزار نابینا ہوے کچھ جلکر گرے خیمے کے دروازے پر کوئی باقی نہ رہا خادم خدمتگار چوبدار
یساول بیقرار سر پیٹتے ہوے بھاگے کوئی جا کر جھیل مین گرا کوئی پتھرون سے سر ٹکرانے لگا ہر طرف سے
غلغلہ پکارے کہان جاتی ہی ہم لوگو نیز اُدھر بچا لیکن وہ کب سماعت کرتی ہی خیمے پر سناٹا پایا سردارون نے

چڑھو چڑھے بہت سحر کیے بعض پیٹ رہے ہیں ہائے غضب ہوا ہمارا اسد نامدار خیمے میں بیٹھا ہے اب یہ ملعون
جا کر کھا جائیگی ہائے ہم کیا کریں ہم لوگ کاشکے مرجاتے یہ مصیبت بلاخیز نہ دیکھتے ادھر تاریک مکارہ غدار
اُس شیر نے تیر کیا لیا ہے اس مضمون کو سمجھے بقول شاعر نظم

کسی بیکس کو اے بیداد گر مارا تو کیا مارا — جو آپ ہی مر رہا ہو اُسکو گر مارا تو کیا مارا
نہ مارا آپ کو جو خاک ہو اکسیر ہو جاتا — اگر پارے کو اے اکسیر گر مارا تو کیا مارا
بڑے موذے کو مارا نفس امارہ کو گر مارا — نہنگ و اژدہا و شیر نر مارا تو کیا مارا
خطا تو دل کی تھی قابل بہت سی مار کھانے کی — تری زلفوں نے مشکیں باندھکر مارا تو کیا مارا
نہیں وہ قول کا سچا ہمیشہ قول دے دیکر — جو اُسنے ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا تو کیا مارا
تفنگ و تیر تو ظاہر نہ تھا کچھ پاس قاتل کے — الٰہی پھر جو دل پر تاک کر مارا تو کیا مارا
ہنسی کے ساتھ یاں روتا ہے مثل قلقل مینا — کسی نے قہقہا اے بیخبر مارا تو کیا مارا
مرے آنسو ہمیشہ ہیں برنگ لعل غرق خون — جو غوطہ آب میں تو نے گہر مارا تو کیا مارا
دل سنگین خسرو پر بھی حرب کوہکن پہونچا — اگر تیشہ سر کہسار پر مارا تو کیا مارا
گیا شیطان مارا ایک سجدے کے نکرنے میں — اگر لاکھوں برس سجدے میں سر مارا تو کیا مارا
دل بدخواہ میں تھا مار یا یا چشم بدبیں نے — فلک پر ذوق تیر آہ گر مارا تو کیا مارا

ہزارہا لوگ پیٹے چیخے عذر بھی کیا ڈرایا دھمکایا جھپٹ جھپٹ کے جا نہیں دیں تاریک روسیاہ نے
ایک فریاد نہ سنی پردہ اُٹھا کر اندر خیمے کے گھسی دیکھا مسند پر اسد نامدار بیٹھا ہے چہرہ آفتاب عالمتاب
خود زرین سر پر سپر تلوار آگے رکھی ہوئی ہزاروں پہلے ہی بھاگ گئے دو چار مصاحب بیٹھے تھے اسد
کے جمال بیمثال کو دیکھکر تاریک نے ایک قہقہا مارا منہ سے دھواں چھوڑا جو لوگ گرد بیٹھے تھے نابینا ہو کے
گرے اسد نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا قصد کیا اُٹھے تاریک نے ایک چیخ ماری کہا او ظالم تو نے میرے بچے کو
بڑے آزار پہونچائے طلسم کشا بنکر بیٹھا ہے میرے نام سے آگاہ نہ تھا اِس زور سے چیخ ماری کہ اسد نامدار
بھی اُٹھتے اُٹھتے گر گیا تاریک نے کمر میں ہاتھ ڈالکے اُٹھا لیا خیمے پر مُنہ سے انگارا چھوڑا خیمہ جلنے لگا
اب جو دور سے سرداروں نے دیکھا اسد نامدار کو لیکر تاریک نکلی پکارتی ہے اے افراسیاب دیکھ
یہی طلسم کشا ہے میں اِسکو کھائے جاتی ہوں کیا خوبصورت جوان ہے نہایت مزا ملیگا غنچہ آرزو کھلے گا

شیر کو کھا جاؤن بڑا مزا اُٹھاؤن سب سرداروں نے جو دیکھا کہ اسد کو لیے جاتی ہی چیخنے پیٹنے دوڑے لیکن تاریک اسد کو لیکر کسی جانب متوجہ نہوئی شلنگین لگاتی ہوئی طرف اپنے قصر کے چلی عقب مین سردار سر پیٹتے ہوئے دوڑے دوڑے گو بے بھی مارتے ہین للکارتے ہین او بحیا ہمکو کھا جا اس شیر کو چھوڑ دے تاریک قریب دھوئین کے پہونچی دونون ٹانگین پکڑ کے اسد کی چیر ڈالا کر ہڈیان چبانے لگی یا تو عمرو درہ کوہ مین کھڑا تھا بیتاب ہو کے درہ کوہ سے نکل آیا عیار قران وچالاک یا تو اپنی جانین بچا بچا کر چھپے تھے یا بیقرار ہو کر دوڑے عمرو نے پکار کر آواز دی لو یارو وقت مرگ ہمارا آگیا اب یارو مین تاب نگرون کا جہاں تنگ ہو سکے گا غدر ڈال دونگا ہائے میرے شیر کو چیر پھاڑ کر کھا گئی اپنے آقائے نامدار کو کیا منہ دکھاونگا افسوس صد ہزار افسوس نظم

کاروان عمر رفت نقش پائے برنخاست
از برائے دردمندان الامانتے برنخاست
شد چنان کوتہ زبان ہمت اہل کرم
یکشب از مرغ نشاط عیش نئے برنخاست
آہ مخفی سوخت عالم را ولیکن اشکبار گی برنخاست

از درازی ناقہ ہستی صدائے برنخاست
روزگارم از پئے محمل گمراہی گذشت
بر سر خوان مروت با صلائے برنخاست
تیشہ بر سنگ زد فرہاد بر کہسار عشق
در جہان از گریہ آتش و دود نجات برنخاست

فتنہ تنہا فیلے خویش و جائے بر زمین
در بیابان تمنا رہ نمائے برنخاست
شد خزان فصل بہار عمر و در شاخ گلے
از میان سنگ آہ مبتلائے برنخاست

اُسوقت لشکر اسلام مین چہار جانب سے شور گریہ و زاری بلند ہوا صدہا نے تلوارین کھینچین کہ اپنے گلے کاٹ ڈالین بعض کا قول ہوا کہ مکارہ پر چلکر سب ٹوٹ پڑو اسکو بھی کھا جائے مثل نقش قدم مٹجائین نظم

جو کھائے یہ داغ شعلہ زار کیا خاک جیے
پیوند جو یون جیے تو کیا خاک جیے

جو زیست سے جلتا ہو بھلا خاک جیے
ہوتے جاتے ہین خاک اجزائے وجود

چھٹون عیار جملہ سردار خاک اُڑاتے بلبلاتے ہوئے ہر شخص یہی چاہتا ہی کہ بڑھکر اپنی جان دین لیکن تاریک اُن دونون ٹکڑون کو کھا کر دھوئین کے اندر داخل ہوگئی یہ بھی خ اُسنے دیکھا کہ یہ لوگ کیون چیخنے پیٹتے ہین دو پتلے واسطے پہرے کے دروازے پر کھڑے کر دیے کہدیا خبردار یہان کوئی نہ آئے وہ دونون پتلے تیغے کھینچے ہوئے ٹہل رہے ہین آواز دی خبردار ادھر کوئی آنیکا قصد نکرے تمام سردار عیار بیقرار کھڑے پیٹ رہے ہین کہ ہنگامہ ہوا شاہزادیان ناموس اسد نامدار نکل آئین آگے مہ جبین لشت بہ ہزار ہا شاہزادیان و وزیرزادیان دو ہتڑ چلتا ہوا موئے مشکین زلف عنبرین کھولے ہوئے مہ جبین کے بیان ہے کلیجے پھٹتے ہین پکارتی ہو یارو میرا وارث کہان ہی ہائے خداوند اتنک پہونچا دو صورت زیبا اُس شہریار کی مجھے دکھا دو مجھے صبر نہوگا مین تو کر لون وارث کی لاش تو دیکھون نظم

مدفن بنے زمین چمن وا مصیبتا
جو جور سے کرے نہ سخن وا مصیبتا
ویسے بتے جو روش بھی جسکا اوج پہ جا ن
ہی اُسکی خاک وقفِ سخن وا مصیبتا
کیا اعتبار دہر کا عبرت کی جا ہی یہ

معدوم ہو وہ غنچہ دہن وا مصیبتا
جو عرض مہر تازہ مہ سے ہو سرنگون
اُسکا غمِ ہلاک شدن وا مصیبتا
وہ خانہ باغِ عیش محل جسکا نام تھا
عشرت سرا کبھی بھی ماتم سرا ہی یہ

دے منکر و نکیر کو ناچار وہ جواب
اُسپر جفائے چرخ کہن وا مصیبتا
پھولون کو جسکی بو نے ملایا تھا خاک مین
کہتے ہین اُسکو بیت حزن وا مصیبتا
شاہزادیون نے مہ جبین کو سنبھالا

دوسری جانب سے وہ صدائے دردناک آئی کہ زمین تھرائی لالان خونقبا دختر خداوند اُود دیتی ہوئی بارگاہ
سے نکل آئی کہا ای فلک اول تو نے مجھکو یتیم کیا جلنے والا باپ سر سے اُٹھ گیا اب وارث سے جدائی ہوئی مجھ بدبخت
کو موت نہ آئی اپنی بدنصیبی سے حیران ہون میرا وارث کہان ہی مجھکو قریب اُسکے پہنچا دو سلطنت خاک مین ملی
اب کون ہمکو شاہزادی کہے گا کوئی حال بھی نہ پوچھیگا **نظم**

کیا میرا سد راہ ہی سنگِ مزار حیف
دیکھا کیے وہ میری طرف بار بار حیف
جز گلِ خونکی قبر پہ جاتا نہ تھا کبھی
مایوس ہو گیا دل امیدوار حیف
یہ نیمجان بھی کاش اجل کی پسند ہو

چھاتی کا پتھر آگئی ہو انتظار حیف
دم کی لگی نہ آتش یاقوت کو ہوا
چڑھتے ہین اُسکی گور پہ اب گل ہزار حیف
زندہ رہو نہین اور وہ مر جائے نفس
شیون کا غلغلہ مرے گھر سے بلند ہو

ای مرگ چشمِ لطف کہ حسرت ہے مرتے دم
کیا خاک ہو گیا گہر آبدار حیف
اللہ مرگ کی بھی نہ بر آئی آرزو
کیا اعتبار ہستی بے اعتبار حیف
چہار جانب قیامت برپا ہی ہر فرد

کلان ادنیٰ و اعلیٰ اس مصیبت مین مبتلا ہی ہر شخص چاہتا ہی ہم اپنی جان دین عدم مین جا کر آقا سے ملین عمرو نے
گھبرا کر آواز دی یارو دیکھو تو یہ جوانا مرگ ضرغام کہان ہی یہ قیامت برپا ہوئی اُسکے کان پر جون بھی نہین رینگی کیا
میری جانبازی بمقدمۂ آقائے نامدار اُس بیحیا نے نہین سنی تمام عالم مین مشہور ہی کہ میرے آقا ملک مصر مین قید ہوکے
مین مردہ بنکے کنوئین سے نکلا وہان اک نجومی قیامت کا تھا اُسنے یہ کلمہ کہا کہ یہ شخص مرا نہین ہی خانۂ حیات اسکا
باقی ہی لوگ اُٹھا کر میرے مردے کو دربار مین عزیز مصر کے لیگئے وہ روغن میرے لگایا تھا کہ جا بجا سے جسم شق مردے
کی بو مگر اُس ستارہ شناس نے یہی کہا یہ سب مکر ہی اور میرے قریب آکر اُسنے کہا خواجہ عمرو اُٹھو مکر نہ کرو مین تمہاری
لاش کے ٹکڑے کرکے دفن کراؤنگا زندہ کو مردہ بناؤ گے کیا دل سے ہمنے کہا اُٹھنا کیسا مردے کہین اُٹھتے ہین اگر
اُٹھین تو قیامت برپا کر دین اُس ملعون نجومی نے کہ اپنے فن مین کامل تھا لوہے کی کیلین منگوائین پکار کر کہا
خواجہ اب وہ تدبیر کرتا ہون کہ چیخ مار کر اُٹھ بیٹھوگے مین نے دل سے کہا یہ کیا بکتا ہی مردان عالم نے جو کیا وہ کیا

اُس ملعون نے دسون انگلیون مین میری دس کیلین آہنی ٹھکا دین مینے سانس نہ لی تمام اہالیان دربار اُس
نجومی سے بگڑے کہ تو مردے پر بدعت کرتا ہی ہر چند مردہ غیر مذہب ہو مگر جائے ادب ہی مردے پر کوئی بدعت نہین کرتا
تمام جمعدار کمیدان بگڑے کہا لیجا کر اسے دفن کراؤ بادشاہ نے کہا او ظالم یہ مردہ ہی اُسنے نقشہ دیکھکر کہا ہرگز مین نمانونگا خانۂ
حیات اسکا معمور ہی اور ایک فعل کرونگا تابہ آہنی منگاؤ وہ نجومی بادشاہ کا وزیر اعظم تھا فوراً سب سامان مہیا
ہوگیا ایک من کوے مین اُسکو گرم کیا اُس بیدرد نے جب دیکھا کہ مثل آتش ہوگیا انبسی سے اُٹھا کر میرے سینے پر رکھدیا
مگر اس حقیر کا دل ثابت قدم رہا آہ نکی خاموش پڑے رہے دلسے یہ سوال تھا او خانہ خراب کیون ستاتا ہی جو مردہ نے
عالم نے کیا وہ کیا اس حرکت پر ستارہ شناس کی پوتھی بادشاہ نے پھاڑ ڈالی کہا او کمبخت مُردے پر یہ بدعت کرتا
ہی دم ستارہ شناسی کا بھرتا ہی یہ صدمہ عظیم کسکی مجال ہی کہ اُٹھا سکے اگر زندہ ہوتا چیخ مار کر اُٹھ بیٹھتا نجومی نے
مُنھ اپنا پیٹ لیا کہا ای بادشاہ آپنے نقشہ کیون چاک کر ڈالا اب بھی میرے دلکو یقین ہی بطور اسکے مذہب کے مین
اسکو دفن کراؤنگا قبر پر اسکی پہرہ مقرر کرونگا میری نجوم یہی خبر دیتی ہی کہ یہ زندہ ہی بادشاہ نے کہا اسکو لیجا نجومی نے
چارپائی اٹھوائی کنارے دریا کے قنات استادہ کرائی مردہ لا کر تختے پر رکھا گیا پیرا شہدہ واسطے نہلانیکے آیا اب مینے
تنہائی پائی اُٹھ بیٹھا کیلین ہاتھون سے نکالین چپکا ہو کے لیٹ رہا جب میان پیرا نے آکر نہلانے کا ارادہ کیا مین
اُٹھ بیٹھا اور کہا بھائی ذرا اچھی طرح نہلاؤ مین برمھراکس ہون سارے گھر بھر کو تمھارے کھا جاؤنگا آہ کر کے پیرا
بیہوش ہوگیا اسکو مینے اپنی صورت بنایا مین اُسکی صورت بنکے باہر نکلا وزیر صاحب سے کہا اس مردیکا نہلانا بہت
دشوار ہی ہزار روپے منگوا دیجے تو نہلاؤن بوجہ خوشامد اُسنے ہزار روپے منگوا دیے اور کہا پیرا اس مردے کی
ٹھیان تو ٹہینا مینے عرض کی خداوند ایسی ایسی مردیان بہت نہلائی ہین یہ کہکے اندر گیا اُسکو نہلایا کفنایا چارپائی
پر لادکے چلا جہان ذرا پیرا نے کروٹ لی اور مینے پکار کر کہا کہ مین تیرے ساتھ ہون جب وہ آنکھین کھولتے
مجھکو اپنی صورت پر دیکھتا تھا آنکھین بند کر لیتا تھا جب تکیے پر پہونچے قبر کھدی ہوئی تیار تھی وزیر نے کہا پیرا
تمھین قبر مین بھی اس مردے کو اُتار دو جب مینے قبر مین اُتارا تب اُسنے کہا برمھراکس صاحب کیا مجھکو اب
دفن کر دوگے مینے کہا نہین تم صاحب اہل و عیال ہو جب تکیے پر لینا لینا کا ہڑ ہو تب تم قبر سے نکلکر اپنے گھر
کی طرف چلے جانا مینے چند تختے لگا دیے باہر نکلکر کہا وزیر صاحب میری دو باتین سن لیجیے کنارے چلیے وہ
کچھ کہتا ہی مین آپکے کان مین کہونگا جب وہ کنارے آیا سر جھکایا مینے ایک دھول اُسکے سر پر دی مندیل اُتار لی
وہ منھ کے بل گرا مین نعرہ کر کے بھاگا لینا لینا کا ہڑ ہوا میان پیرا بھی قبر سے نکلے کفن پہنے ہوے اُسکو دیکھکر

لوگ بھاگے غل ہوا مردہ آتا ہی پیرا پر چار طرف سے ڈھیلے پڑتے تھے شہر کے دروازے بند ہوگئے پیرا آیا
محلّے مین ہو تجا سب نے دروازے بند کر لیے کوٹھون پر سے لینا لینا کرتے تھے پیر کے چار بیٹے تھے جوان جوان شہہ زور
جورو بھی نوجوان دروازے بند کر کے اپنے کوٹھے پر سے پکارتے تھے ابے مردے ادھر نہ آنا بیچارا کبھی جورو کو پکارتا
تھا کبھی بیٹون سے کہتا تھا مین پیرا شہید تمھارا باپ ہون وہ جواب دیتے تھے ہم تمھارے باپ کے باپ ہین
کہا کہ مردہ ہمارے گھر آیا ہی جب اسنے بہت منتین کین اور پتے بتائے یہ بھی کہا کہ عمرو مجھکو مردہ بنا کر چلا گیا اس محلے
کے جو پڑھے لکھے تھے وہ دعائین پڑھنے نکلے تلوارین کھینچے ہوے آگے چارون بیٹون اور زوجہ کو سمجھایا بڑی مشکل مین پیرا
گھر مین جانا ملا جورو کے پاس نہ سونے پایا بانس مین باندھکے کھانا دیا جاتا تھا کونے مین بیٹھا رہتا تھا بیٹون کا حکم تھا باہر جانا
جو وکہتی تھی تو چھکے ہاتھ نہ لگا غرض اس بیان سے یہ ہی کہ آقائے نامدار کو اتنی بڑی سختی اٹھا کر بچایا تفصیل اس عیاری کی
نوشیروان نامے مین موجود ہی اگر حیات مستعار باقی ہی ان دفترون کو تحریر کیا اور نوبت طبع آئی تو ناظرین ملاحظہ
فرمائینگے عمرو نے پکار کر کہا اس نامرد کو بلاؤ اپنے آقا کو مٹوا دیا اس بچہ کو مین اپنے ہاتھ سے قتل کرونگا اسد مارا جائے
میرا کلیجہ ٹھنڈا ہو ہمارے لشکر مین بلا ہی عمرو نے خنجر کھینچا قران سے کہا او کالے کھڑا دیکھ رہا ہی ضرغام کی مشکین
باندھ لا اسکو قتل کرون تو خود بھی جا کر جان دون سب آمادۂ مرگ وہیلے قضا ہین تاریک تو اندر دھوئین کے
چلی گئی دیکھو کہ چلا لشکر افراسیاب پر گرین ہر چند کہ افراسیاب ہمارے قتل کرنے سے نہ مریگا حیرت کو تو مار نیگے لشکر
کی پامالی پر تو قادر ہین ایک ہم مین کا مرتا دس کو قتل کریگا اکیلا افراسیاب علمداری کریگا قران و برق ضرغام کو
ڈھونڈھنے گئے کل لشکر اپنے پرے پر جمع ہی دیکھا ضرغام صحرا کی طرف سے بھاگا ہوا آتا ہی جیسے ہی عمرو نے ضرغام
کو دیکھا کہا او بچہ تو کہان تھا تیرے آقا کو تاریک چیر پھاڑ کر کھا گئی تجھکو کچھ افسوس نہین ہوا ہاے میرے فرزند
اسد شیر دل کو دفن و کفن بھی نصیب نہوا مین تجھکو بھی قتل کرونگا مشکین باندھکر پاس تاریک کے پہونچا دونگا
وہ چیر پھاڑ کر کھا جائے میرا قلب تسکین پائے ہاے تو زندہ پھرتا ہی میری آنکھون مین خون اترا آتا ہی یہ کہکر عمرو نے
چاہا ضرغام کو خنجر مارے یا مشکین باندھے ضرغام نے پکار کر کہا قبلہ و کعبہ میری کیا خطا ہی مین واسطے شکار کے
جنگل مین گیا اگر مین یہان ہوتا اپنی جان دیتا آنکھ لگ گئی مین کیا کرون میرا کیا اختیار ہی مین نے اس سے کہا تھا
کہ میرے آقا کو تو کھائے جسطرح انکی موت تھی وہ ہوا عمرو اور زیادہ جھلایا کہا بچہ باتین بناتا ہی ضرغام نے خواجہ
کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا قبلہ میری بات تو سنئے آپ تو میرے قتل پر آمادہ ہین میرے مرنے سے اسد
زندہ ہو جائینگے یہ کہکر عمرو کے کان مین کچھ کہدیا سب نے دیکھا تو عمرو رو رہا تھا یا خاموش ہوا اگر پکار کے کہا

صاحبو حقیقت مین سچ کہتا ہی مرضی پروردگار کی باغبان وغیرہ سبنے اسطرح کی باتین کین خیر اگر آقا ہمارا مارا گیا ہم لڑینگے بدلا لینگے جو منظور پروردگار کو یہ داغ بھی دلپر اٹھائینگے مہرخ نے مہ جبین وغیرہ کو کچھ چپکے سے سمجھایا وہ بھی کنیزون کو ساتھ لیکر داخل بارگاہ ہوئین مگر عمرو نے ایک نامہ مندرج جملہ حالات طرف کوکب کے روانہ کیا ملحوظ خاطر ناظرین ہوا بالیان لشکر اسد غم اسد مین بیقرار افراسیاب نے سامان جشن کیا دھوم ہوکر اسد مارا گیا افراسیاب کو یہ بھی گمان ہی کہ میرے سردار اگر اطاعت کرینگے تاریک سے کہلا بھیجا دائی امان آپکی خوراک مین روزمرہ پہونچاونگا میخانہ عمدہ طیار ہی شراب بھی حاضر ہوگی ایک ہفتے کی مسلمانون کو مہلت دیجیے روپیٹ کر حاضر ہونگے اگر شراکت کرینگے تاریک نے اہل اسلام سے کہلا بھیجا کہ اب غم مین اسد کے رو پیٹ بیٹھو سمجھا جائیگا ایک ہفتے کی مہلت دی

دو کلمہ داستان لشکر کشی کرنا برہمن کا برائے مقابلہ ملکہ تاریک اور خبر پہونچنا افراسیاب کو اور نامہ لکھنا ہومان کو واسطے روکنے برہمن کے راہ مین عیاری صرصر و آمد کوکب اور زمین سے برآمد ہونا ملک اطلس گلگون پوش کا و دیگر حالات متعلق داستان ہذا

مخمسہ

نہ تو گھر بھاتا ہی مجھکو نہ چمن ان روزون
چپ سی کچھ لگ گئی ہی اہل وطن ان روزون
مثل آئینہ ہون ششدر ہمہ تن ان روزون
خامشی مجھکو ہوئی قفل دہن ان روزون
چھٹ گیا مشغلۂ شعر و سخن ان روزون

چہچہے سنکے مرے ہوتی تھی خاموش ہزار
ہان مگر اب تو بنا مجھکو ہوا یہ آزار
زمزمے میرے تھے مرغان چمن کو دشوار
گم ہوئی ہو مری گلبانگ سے راہ منقار
کیون نہون گرم فغان زاغ و زغن ان روزون

ایسے جینے سے ہو انسان کو مرنیکی خوشی
پاؤن لٹکائے ہوے قبر مین بیٹھا ہون ابھی
میرے دشمن سے بھی حالت نہین دیکھی جاتی
ناتوانی نے کیا مردہ مجھے جیتے جی
پیرہن تن پہ ہی مانند کفن ان روزون

تیرے عاشق کو یہی وسعت ہی مرغوب مرین
واسطے اپنے ہی بس غم مین یہی خوب مرین
اور منظور یہی ہی بہر اسلوب مرین
زیست سے تنگ دل ایسے مین کہ ڈوب مرین
نظر آئے جو کوئی چاہ ذقن ان روزون

دل مین حسرت تھی بہت اپنے بھری تھی ناسخ
گھر سے جانے کو نہین چاہتا ہی جی ناسخ

پر مجھے چپکے سے حیدر نے خبر دی ناسخ	ہین جفا مین جو یہی اہل وطن کی ناسخ

مجھسے چھٹتا نظر آتا ہی وطن انروزون

کوکب قصر جمشیدی مین داخل ہی مگر نہایت پریشان ہرکارون سے خبرین سنین کہ تاریک نے قیامتین برپا
کین چند سردار مارے گئے چند قید ہین اس تردد مین تھا کہ آسمان سے برق چمکی مہرخ کی کنیز نے نامہ ہاتھ مین کوکب
کے دیا دیکھا سر نامے پر مہر عمرو کی نامہ کھولا اول القاب تھا بعد اُسکے کل کیفیت مرقوم تھی کہ اسقدر سردار مارے گئے
اسقدر قید ہوے اب ہم سب نوبت بجان و کارد بر استخوان ہین فی الحال بڑی قیامت ہوئی تاریک بارگاہ اسد
نامدار پر جا پڑی تھی خدا نے خیر کی ضرغام نے پہلے سے عیاری کی اسد کو درہ کوہ مین چھپا دیا ایک شخص کو
اسکی صورت بنا کے بٹھا دیا تھا تاریک اُسکو چیر پھاڑ کے کھا گئی یہ مقدمہ راز و نیاز ہی کھلنے نہین پایا افراسیاب
یہی جانتا ہی کہ طلسم کشا مارا گیا تمکو بھی یہ حال تحریر کیا ایک ہفتے کی تاریک نے مہلت دی ہی آیندہ جو مرضی پروردگار
برادر تم آپکا قصد نکرنا بران کو چھپانا جو کچھ ہم پر گذریگی جھیلینگے یہ مضمون پڑھکر بیقرار ہوگیا سر پیٹنے لگا فوراً اسلاح
جنگ فوات پیراستہ کیے حکم ہوا مرکب باد رفتار ہمارا تیار ہو ہم براے مقابلہ تاریک جائینگے یہ سنکر قصر جمشیدی
مین تلاطم ہوا طبور چہار دست لشکر تیار کرنے لگا قرنا ہوئی ساحرون مین کمر بندی ہونے لگی کوکب روشن ضمیر
بصد جاہ و توقیر قصر جمشیدی سے اُترا چاہتا تھا پشت مرکب پر سوار ہون کہ آسمان پر برق چمکی کوکب نے دیکھا کہ
برہمن مع جوانان صف شکن آکر پہونچا کوکب کے قدمون کو بوسہ دیا عرض کی ای شہنشاہ گیتی ستان کیونکر ہو سکتا ہی
غلام موجود ہون اور آپ براے مقابلہ تاریک جائین یہ ہو سکیگا گھوڑے سے آپ اُتریے آرام کیجیے غلام جاکر جنگگاہ
مین اُس سے مقابلہ کرونگا باقبال شہنشاہی بتائید فیوض نامتناہی اُس ملعونہ کو سزاے معقول دونگا ہزارہا
بندگان خدا کا خون اُسکی گردن پر ہی معاوضہ معقول ہوگا قضا لیے جاتی ہی آپکو نہ جانے دونگا ہر چند کوکب
نے کہا مگر برہمن نے نمانا کوکب نے کہا ای برادر ہم تم ساتھ چلین برہمن نے کہا قاعدے کے خلاف ہی مالک
اپنے مقام پر رہے جان نثار جاکر مصروف جنگ ہون جب کچھ ضرورت ہو یہان سے مدد روانہ کیجیے راہ مین بھی
غلام سے مقابلہ پڑینگے خراج گذاران افراسیاب روکینگے منزل منزل کا حال تحریر کرونگا کوکب نے برہمن
کو خلعت عنایت فرمایا اور اپنی فوج کو حکم دیا ہمارے استاد کے ہمراہ جائین جانبازی و سرفروشی کرین برہمن
بصد شوکت و جرأت پشت مرکب باد رفتار پر سوار ہوا جمشید بن کوکب کو تخت نشین کیا طبور بعہدۂ سپہ سالاری
آگے بڑھا علم ہاے زرنگار سوے کوہ پھریرے کھلے [illegible] نوبت لشکر سے بجتے ہوے طرف تاریک کے روانہ ہوے

لیکن بطور چہار دست کا یہ طریقہ تھا کہ دس کوس آگے بڑھجاتا تھا جو دیہات و قصبات ملے وہانکے رئیس کو
پیغام بھیجا کہ شہنشاہ کی اطاعت کرو جسنے اطاعت کی اُسکو پناہ دی ورنہ لڑ بھڑ کے قصبات کو پھونک دیا رئیس کو
قتل کیا گرو سکہ نام بر کوکب کے جاری کرتا ہوا چلا جاتا ہی جب برہمن اُس مقام پر آتے ہین پاک صفات
پلٹے ہین خار ہائے کفر ہٹا دیے گل اسلام کی خوشبو ہی جب دس پانچ مقام برباد ہوے زمیندارون نے عرضی
خدمت مین افراسیاب کے روانہ کی افراسیاب بارگاہ مین بیٹھا ہو کہ عرضی ان بھون کی پہونچی افراسیاب
بہت بگڑا کہا اس برہمن بچے کو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ بادولت سے مقابلے مین آتا ہی یہ کہکر نیمچہ ٹیک کر اُٹھا وزرا
اُمرا نے دامن تھام لیا عرض کی اگر حضور اُدھر جائینگے یہان مقابلے مین کمی ہوگی مہرخ کی بارگاہ مین صف ماتم
اسد بھی ہی صبح و شام مین وہ لوگ پیغام صلح دیا چاہتے ہین یہان کسکو یہ اختیار ہی کہ جواب و سوال کرے
بدون حضور یہ جھگڑا رہجائیگا مقدمہ فیصل نپائیگا کسی اور حاکم زبردست کو تحریر فرمایے وہ برہمن کو روک لیگا
افراسیاب کو یہ بات بہت پسند آئی راہ مین ایک ملک ہی ابلق نگار و قطع جمشیدی اُسکا لقب ہی اُس
ملک کے لوگ عبادت گذار سامری کہلاتے ہین جب شوہر مرا عورتین جلان ستی ہوئین جو عبادت کرنے
والے بوڑھے ہوے اُنھون نے اپنے کو زندہ دفن کرایا اکثر نوجوان بھی دفن ہوے پہلو نشین سامری
بنے تمام آبادیان طلسم ہوش ربا باشندگان قطع جمشیدی کو معزز و مکرم جانتے ہین اطاعت گذاران جمشیدی
اُن سبکے لقب ہین بہت مضبوط اُن سبکے مذہب ہین وہانکا بادشاہ بھی نہایت ساحر زبردست سحر و ساحری
مین مشہور عالم مکار و غدار ہومان ابلق سوار افراسیاب نے ایک نامہ برائے ہومان تحریر کیا
لکھا تھا ای پیشوائے مذہب سامری ای شہنشاہ اقلیم افسونگری ای مقبول بارگاہ سامری و جمشید ای گل
گلزار باغ امید برہمن کو سودا ہوا ہی ہمارے مقابلے کو آتا ہی ای خیرخواہ دولت ای صاحب شوکت یہان
والی امان نے لڑائی کو فتح کیا طلسم کشا کو کھا لیا امروز فردا مین لونڈی غلام خدمت مین حاضر ہوا چاہتے
ہین لہذا بادولت کا تشریف لانا مناسب وقت نہین ہی اُس ڈانڈے سے برہمن آگے نہ بڑھنے پائے
اور بہت کچھ تحریر کرکے ایک ساحر تیرہ رو کو دیا ساحر نامہ لیکر روانہ ہوا بعد جانے نامے کے صرصر کو حکم ہوا
کہ جاکر تم بھی اس معرکے کو دیکھو موقع ملے تو ہمارے خراج گذارون کی شراکت کرو صرصر بھی بانہائے
عیاری سے آراستہ ہوکر روانہ ہوئی یہان نامہ دار نے نامہ ہومان کو دیا سنتے ہی ہومان بہت تلملایا
اُسیوقت لشکر تیار کیا سات لاکھ سوار پیدل فوج کے دل کے دل لیکر قلعہ سے باہر نکلا وزیرون سے کہا کہ بہت

شاق ہو کہ اس سرحد مین خونریزی ہو ہمارے بزرگ جابجا دفن ہین عورتین ستی ہوئین اسوجہ سے اس سرحد کا قطع جمشیدی لقب ہوا اس سرحد مین بے ادبی واجب و لازم نہین قلعہ سے دس کوس آگے بڑھکر چلو آگے چلکر اُسکو روکونگا ٹوک کر برہمن کو مارونگا قوم کا برہمن ملیچھ ہوگیا یہ بڑی بات ہوئی کہ طلسم کشا قتل ہوا اہالیان طلسم ہوش ربا کو اسکا بڑا خوف تھا ہر کتاب مین یہی مرقوم ہو اسد غازی فتاح طلسم ہوش ربا قاتل افراسیاب گمتاریک کو یہ شرف حاصل ہوا کہ احکام سامری و جمشید مین خلل ڈالدیا انکے مرتبے کو بڑی ترقی ہوئی عبادت سے یہ مرتبہ حاصل ہوتا ہو کہ خداوند کے احکام مٹ گئے اِسطرح کے حکم دیکر فوراً اسوار ہوا دس کوس آگے بڑھکے لشکر کو اُتارا ہر دن پچھلا باقی تھا کہ بلور مع شاہزادہ جمشید والاقدر آسمان کوکب روشنضمیر کا بدرقہ آ گر پہونچے بلور کو معلوم ہوا کہ کیوان آگر سدراہ ہوا ہی بخوف لشکر اُتارا بارگاہین استادکرائین ساتھ والون نے کہا بھی کہ اُستاد کو نامہ لکھیے وہ آجائین بلور نے کہا بڑے افسوس کی بات ہی ہر مقام پر لڑے معرکہ ہاے عظیم پڑے ایک بادشاہ اگر سدراہ ہوا اِسکے واسطے برہمن کو تکلیف دین اپنے وقت پر وہ آئینگے یہ کہکر بلور رخاموش ہو رہا ہومان نے بلور سے کہلا بھیجا یہ سرحد قطع جمشیدی ہی اِدھر سے کبھی کسی غیر کا گذر نہین ہوا لشکر کو ہٹالو اور طرف سے جاؤ بلور نے کہلا بھیجا مردان عالم کا یہ دستور نہین ہی جس راہ سے قصد کیا اُسی راہ سے جائینگے تم خود لشکر ہٹاؤ لشکر قہار کوکب روشنضمیر سے جان بچاؤ یہ جواب سنکر ہومان جل گیا طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے آکر سامنے جمشید کے زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اُٹھاکر دعاوثناے بادشاہی بجالاے مسدس

رہے تا کام دینداروں کو احکام شریعت سے
خوشی تا حاجیوں کو ہوے کعبے کی زیارت سے
رہے تا عابدوں کو شوق محراب عبادت سے
نماز اہل سنت تا ہو مسجد مین جماعت سے
ترا خطبے مین ہو نام اور خطبہ زیب منبر ہو
فروغ اسلام کو ہو رونق دین پیمبر ہو

شہنشاہ عالیجاہ کی دولت و عمر فزون ہو ہومان نے طبل جنگی بجوایا کل صبحکو بندگان عالی سے مقابلہ کریگا جمشید نے حکم دیا یہان بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑے لشکر مین تیاریان ہونے لگین ہوم خانے استاد ہوگئے سحر تیار ہونے لگے ہومان نہایت مغرور ہی اپنے نزدیک بہت دور ہی ناچ راگ رنگ مین اوقات بسر کی کہتا ہو تمام اہالیان طلسم ہوش ربا نے ظہور پوجے پاٹ کا ہمارے بہلانے سیکھا سامری و جمشید ہمارے عزیزدار ہمارے بزرگ

اُنکے بچہ پرستارہ ہمین سحر کے تیار کرنے کی کیا ضرورت ہو سلمہ سحر نے ہمارے نام سے رواج پایا ملکون مین ڈنکا بجا
معلوم ہوا زوال دولت کوکب کا قریب آیا ہے اگر اجھا ہی بدولت قلعہ سے نکل آے اب لڑتے بھڑتے تا بہ
طلسم نور افشان جائینگے کوکب کو سلطنت سے معذور کر دینگے میدان طلسم نور افشان لاشون سے بھر دینگے
ایسے کلمات مہملات بکا کیا جسوقت کہ ساحر روشن مزاج صاحب تخت و تاج اعنی ماہ تابان لرزان و ترسان مع
ثابت و سیارگان خانہ مغرب مین داخل ہوا شہنشاہ زرین پوش کو مرتبہ سلطنت حاصل ہوا اشعار

ترک روز آخر بابن زرین سپر	یافت از خیمہ خورشید نور	روز دیگر کہ این جہان پُر غرور
		ہندی شب را بہ تیغ افگندہ سر

جانبین سے لشکر طرف میدان کارزار کے چلے ہومان مغرور آگے اپنی فوج
کے بڑھا ہوا اسباب سحر سے آراستہ چالیس قدم آگے بڑھکر ٹھہرا اُدھر سے آمد آمد لشکر بلور و جمشید تخت زرین پر سوار
بلور ایسا سپہ سالار تین لاکھ فوج لیکن سب جانان صف شکن تیغ زن لڑے بھڑے جانباز و سر فروش آکے
میدان کارزار مین جب ہومان کو بہت ناگوار ہی کہ ہمارے ملک مین کبھی کسینے لشکر کشی نہین کی تھی لشکر جسنے بھی
بنایا سے تھے کہ فوج کو حکم دیا ان بکھو مار لو بلور سمجھا تھا جو طریقہ مردان عالم ہی فرداً فرداً مقابلہ پڑیگا ایک ایک ساحر
لڑیگا یکایک دیکھا اُسکی فوج مین جنبش ہوئی بلوہ کرنے کی کوشش ہوئی علم ہاے سیاہ کے پھریرے کھلے لینا لینا
کہکے بڑھے بلور نے جو یہ دیکھا للکار کر آواز دی او بیحیا معلوم ہوا زیادتی فوج پر نازہی اسطور سے جنگ آغاز کر
کیا مضایقہ ہی ملازمان کوکب سبطرح موجود ہین مرکب بڑھایا نعرہ کر کے لشکر ہومان پر جا پڑا جمشید نے تخت
کو ترک کیا پشت مرکب پر سوار ہوا تمام فوج کو اشارہ کیا دونون لشکر آپسمین مل گئے سحر سے زمین کانپی دھوئین
نکلنے لگے نخل جلنے لگے ہومان نے گینڈے سے اُترکر ایک گولہ زمین پر مارا طبقہ زمین کا پھٹا دریا جوشان
و خروشان ہزار ہا ملازمان جمشید ڈوبے بلور نے دیکھا کہ اس دریا نے آبرولی صدہا ڈوب جاتے ہین نہنگ نکلکر
کھا جاتے ہین مچھلیان تڑپ رہی ہین جنکے سینے پر پڑین توڑ کے پشت کے پار گذرین جمشید بھی پشت مرکب سے
پھاند اکنارے دریا کے اگر جوش مین نعرہ کیا بلور بھی اُبل پڑا نہنگان دریا مین پھاند انہنگون کو چیر کر پھینکدیا
مچھلیون کو جلا یا ہومان نے اشارہ کیا ہزارون جادو گر دام سحر لیکر کودے کہ اس شناور دریاے جرات کو
پکڑ لین صدہا جال کیسے ہر دام کو اس خوش انجام نے توڑا اندر دریا کے اُن ساحرون کو ڈبو یا جسپر تیغ گرا اُسکو
چیر کر پھینکدیا ہزارون کو قتل کر ڈالا دریاے سحر ہومان کو مٹا یا خاک اُڑنے لگی نعرہ کر کے بلور نکلا ہومان نے
جو یہ دریا دلی بلور کی دیکھی پناہ پائی مشکل ہوئی للکارا او بلور کہان جاتا ہی بلور اور ہومان کا سامنا ہوا ہوا

نے طرف اپنے قلعہ کے دیکھکر دستک دی سو جوان سیاہ رو تیرہ درون بصورت میمون ترسول ہاتھ مین اچھلتے
کودتے نمایان ہوئے ہومان نے آواز دی ہان بلور کو پکڑ لو یہ جوان جانے نپائے یہ دیکھکر بلور نے مٹھیان
کھولین پانچ پتلے سنہرے اڑی بتیان باندھے ہوئے چھوٹے چھوٹے تیغے ہاتھ مین ظاہر ہوئے بلور نے اشارہ
کیا ای جانبازو دسر فروش و ای سرفروشان ذیہوش ان بجاؤن کو لینا یہ پانچ پتلے سپاہی وضع تیغے کھینچکر ان چالیسون
پر جا پڑے وہ چالیسون بندرون کی طرح ترسول لیے ہوئے اُچھلتے تھے چاہتے تھے آنکو لپٹ جائین یہ جھپت
پھرتے بدلتے ہوے جسپر جا پڑے تیغہ مارا دو ٹکڑے ہوئے شمشیر آبدار سے ان جوانان عالیوقار کے دمین کائی
ایک چشم زدن مین یہ پانچ بڑے پانچ تھے چالیس کو لاچار کیا اُن سب کو شش و پنج جان جانیکا رنج یہ پانچ شش جہت
مین پلٹتا ایک کے دو بناتے تھے تیغے کھینچکر غول مین گھس جاتے تھے چشم زدن مین پانچ نے چالیس کو مارا ہومان
گھبرایا کہ میرا دریاے سحر بھی مٹا میمونان سامری بھی مارے گئے پانچون پتلے بلور کے مثل برق چمک رہے ہین
اب غول مین گھسا چاہتے ہین غصے مین بڑھا خنجر سے ران کو چاک کیا الوپے چلو مین خون لیا اُن پانچون پتلون
پر پھینک دیا قطرات خون اس روسیاہ کے شعلہ آتش بنگئے پانچون پتلے جلنے لگے وہی چند قطرے خون کے
ہومان نے بلور پر پھینکے بلور کی مٹھیان بند دل دردمند چہرے پر یہ معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی نشے مین ہو
بدمست ہوکر بلور جھومنے لگا اس حال پر ملال مین ہومان نے قریب آکر تیغہ کھینچ مارا سر بلور زخمی ہوا چاہا کہ
سر کاٹ لون ہمراہیان بلور ٹوٹ پڑے کئی ہزار اس مقام پر مارے گئے سحر کا تو نام سنا تھا ہومان مثل رعد
گرج رہا ہی ابر غولی برس رہا ہی جسپر قطرہ خون پڑا جل گیا ارانی کاٹ کرا ہالیان لشکر بلور کو اسنے حیران کر دیا
خون برسا کر ہزارون کو مارا جمشید نے جو دیکھا کہ بلور کا عجب حال ہی کئی زخم کھا چکا مگر مقام سے نہین ہٹتا جاتا
ہی ہمت نہ چھوٹے سر سبز ہو کر مردون جمشید تیغہ پکڑ کے کود پڑا انگشتر پھینکنا شروع کین جب نگینہ چمکا چار چار
دس دس جل گئے گھسا ہوا لڑ رہا ہی اپنے سپہ سالار کے لیے سینہ سپر کر دیا بلور کو بچایا مگر بلور کا یہ حال ہی جسپر
اسپر قطرات خون پڑے ہین مبہوت لب پر مہر سکوت حیران حیران چہار جانب دیکھتا ہی جمشید سے کہا ای
شاہزادہ والاقدر مجھکو سحر فراموش ہی بیہوشی کا ہوش ہی جرأت سے لڑ رہا ہون قدم نہین جمتے قلب تھرا رہا
ہی غش آیا چاہتا ہی حضور مرکب پر سوار ہوکر نکل جائین یہ خیرخواہ اسی مقام پر جان دیگا لڑ بھڑ کر مرجائے گا
جمشید نے مصاحبون سے اشارہ کیا کہ بلور کو ہٹاؤ ایسا نہو ہمارا سپہ سالار مارا جائے ہومان کا خون
بلور پر پڑ گیا اُسکے سحر نے مبہوت کر دیا قریب تھا کہ لشکر کے پانون اُٹھین ہومان نے ابر غولی کو حکم دیا اس سے

خون برسنے لگا ہزارہا ملازمان بلور و جمشید جلکر خاک ہوے اب جمشید کو کسی طرح کی فکر ہی بلور کو بچلسکے فوج
کو روکے ترغیب جنگ کرے خود بھی سحر مین مصروف ہی ہومان نے دیکھا کہ جمشید نے لڑائی کو روکا ابر کو اشارہ
کیا ابر سے اک برق گری سر جمشید بھی زخمی ہوا اب فوج مین ہلا ہوا قدم جوانان ثابت قدم کے اُٹھے ہومان
قتل کرتا ہوا بڑھا جمشید نے بیقرار ہوکے دعا کی ای مالک بے نیاز وای رب کارساز بدعت سے اس بیحیائی کی
بچالے بندے تیرے مجبور ولاچار ہین آمادۂ بدعت ساحران غدار ہین تہ دلسے جو اس شاہزادے نے دعا
کی دیکھا سینے کہ صحرا سے گرد اُڑی برہمن روئین تن مع چند جوانان صف شکن تیغۂ آبدار کھینچے ہوا آکر پہونچا
بلور و جمشید کو زخمدار پایا وہین سے نعرہ کیا او بیحیا ہومان بچہ شیطان تجھکو بھی یہ دن میسر ہوا کہ فرزند جمشید
کوکب پر دست انداز ہو پہونچتے پہونچتے گولہ کمر سے نکال کے اُس ابر خونی پر مارا دیکھا سینے یا تو وہ ابر لشکر
جمشید پر برس رہا تھا وہ ابر پلٹا لشکر ہومان پر برسنے لگا جسپر قطرہ پڑا جل گیا بلکہ ابر نے اور نئی صورت
پیدا کی برق کی چشمک زنی شروع ہوئی رعد گرجا برق چمکی بوندیان پڑین جس ناری پر قطرہ پڑا آکر جل گیا
خاک کا ڈھیر تھا ہومان کی تقدیر کا پھیر تھا دو تین گولے اور برہمن نے مارے جب گولہ پھٹا اُسمین سے گولیان
کٹاریان چھریان سن سن نکلین جسکے سینے پر پڑین پشت کو توڑ کر پار گذر گئین ہر گولے مین وہ سے گرے چارسو کے
سر پھٹے فریاد و الغیاث کی صدا بلند ہوئی سامری و جمشید کا نام لیتے تھے بھاگ کر جان دیتے تھے نامردون
کو بھاگنے کا راستہ نہین ملتا تھا ہومان ہر چند چاہتا ہو ابر سحر کو پلٹاؤن وہ ابر فوج پر آکے جم گیا دمبدم زیادہ
ہوتا جاتا ہی ہومان گھبرایا اتنے عرصے مین برہمن نے جمشید کو تخت پر سوار کیا بلور کا آب دمیدۂ سحر سے
منھ دھلایا زخم سر بلور باندھا یہ بھی بجرأت پشت مرکب پر سوار ہوا برہمن آگے نعرہ کرتا ہوا جاتا ہی منم
برہمن روئین تن غلام کوکب صف شکن او نامرد مجھکو دور جانتے تھے اب پہونچا اب کہان بھاگ
جاتا ہی تو حاکم قطع جمشید ہی بڑا تجھکو ناز ہی شیطان عیار دمساز ہی اپنے بزرگون کو بلا نامردون نے اپنے کو
زندہ دفن کرایا کچھ خاک نہ حاصل ہوا فی الحقیقت شیطانون مین مل گئے تیرے کام نہ آے عورتون نے اپنے
کو ستی بنا لیا پھل پایا دیکھ انشاء اللہ تعالیٰ قطع جمشیدی مین جاکر یہ سب یزدان پرست اُترینگے سب شیاطین
بھاگ جائینگے ہومان ان کلمات کو سنکر غصے مین آیا کہا جاکر ابھی مین اس برہمن کو مارتا ہون بزرگون کا
نام لیتا ہی تشنیع دیتا ہی نیمچہ کھینچکر چلا ادھر سے برہمن نے گھوڑا بڑھایا دیکھا برہمن شیرانہ جا پڑا
اسمین ہنگام ورزن ہوے سپر دن سے شعلے بھڑکے گلہاے سپر مثل گل آتشبازی شرر افشان صدہا ناری

اُن شعلون سے جلے خاک کے ڈھیر ہو کر رہ گئے ہومان نے اک ترنج نکالا خون سے اُسکو رنگین کرنے لگا برہمن
نے کہا او ملعون اِس خون مین اب تاثیر نہ رہی اب تیرا خون رنگ لائیگا دیکھو ابھی سے رنگ رو متغیر ہی گرگٹ
کی طرح رنگ بدلتا ہی دیکھو دم بھر مین اپنی آگ مین آپ جلتا ہی ہومان نے وہ ترنج خون سے تر کیا غصے مین
برہمن پر پھینک دیا اِس سحر پر اُسکو بڑا ناز ہی اپنے نزدیک خاتمے کا سحر کرنے لگا جب وہ ترنج قریب
برہمن کے پہونچا برہمن نے اُنگلی سے اشارہ کیا ترنج پھٹکر اُسی کے لشکر پر گرا کئی ہزار کے سر پھٹ گئے لشکر مین
شور ہوا ای بادشاہ کیا کرتا غضب اپنی فوج کو تباہ کرتا ہی سحر کرنے پر مرتا ہی ایک طرف سے بلور نے دباؤ ڈالا جمشید
بھی تیغ پکڑ کے جا پڑا فوج ہومان کی مثل مور و ملخ کے بلوہ کر کے آئی تھی اب متفرق ہو کے بھاگنے لگی برہمن
نے زمین کو ہلا دیا پانچ چار سحر ہومان نے برہمن پر کائنات کے کیے لیکن وہ سحر اُلٹے پلٹے اُسی کے ساتھ والے
مارے گئے نخل تھرا رہے ہین برہمن نے دستک دی ہواے گرم چلی چشمے اُبلنے لگے بھاگنے والے زمین
گرتے ہین بعضے پتھرون سے سر ٹکرا رہے ہین بلور نے جمشید سے کہا کیون ای شہریار مشہور تھا کہ برہمن
صرف ستارہ شناس ہی کبھی کسی میدان مین نہین لڑا ساعت نیک بد بتاتا ہی آج جرأت برہمن کی دیکھی
لشکر ہمارا بیکار ہو چکا تعداد کچھو سات لاکھ مین کس زور و شور سے لڑ رہا ہی جمشید نے جواب دیا ای سپہ سالار
یہ جوان رابطہ و ضابطہ بہت کم رکھتا ہی ورنہ شاگرد رشید نور افشان جادو ہی جوان خوشخو ہی صاحب
شوکت و لیاقت جرأت اِسکی گھٹی مین پڑی ہی دیکھو حریف سے نگاہ کیسی لڑی ہی ہومان سے اب بھاگا
ہلو جب تولیا نور افشان کو اطمینان ہوا کہ برہمن کی راے پر کل امورات طلسم نور افشان کو چھوڑا اُسکو کب
کا نگہبان کیا نہایت جوان لئیق ہی ہمارا اتالیق ہی وہان برہمن تیغ کھینچکر ہومان پر جا پڑا آواز دی او مردود
دور سے کیا چھو چھو کرتا ہی آنکھ چار کر قریب آکر تلوار کا وار کر سحر کے مزے اُٹھا چکا فوج کو اپنی جلا چکا بڑے
نالائق ہین جو تیرا ساتھ دیتے ہین وہان سے نوکر رکھکے لایا یہان بیچارون کو جلا کر خاک کیا ایسے کلمات
جو برہمن نے کہے ہومان حیران تھا کہ فوج تباہ ہو چکی بھاگے جاتے ہین لینا لینا کے بدلے بھاگو بھاگو
کا غل ہی شکست خوردہ لشکر کا بھی تجمل ہی خیمہ سرنگون خیرخواہان ہومان کا کلیجہ خون ہوا کھنچا بیٹھا
کہان جاتے ہو سب کے لیے بد دعا کرونگا سب تڑپ تڑپ کے مر جاوگے دیکھو اب بھی خیر ہی پلٹ
آؤ سب کے اہل و عیال کو قتل کرونگا ایک کو زندہ نچھوڑونگا میرے ساتھ لڑنے آئے تھے بھاگے جا
ہو آفت برپا کرونگا گھر بار تمھارا مٹا دونگا بھاگنے والے جواب نہین دیتے بعضے کہتے ہین آپ بادشاہ

ہین آپکو سلطنت پھر ملیگی ہم جہان جائینگے تین روپیہ کی نوکری پائینگے آپ اپنی خیر منائیے گھر بار کا نام نہ لیجیے
اپنے سے کچھ نہین ہوسکتا ہمکو پکارتا ہی دشمن کو نہین للکارتا برہمن کا مقابلہ کرو دیکھو اُس شیر نے کیا قیامت
برپا کین ہمارے اہل و عیال کی کیا خطا ہی اُن بیچارون کا کیون نام لیتا ہی یہ کہتے ہین اور بھاگے جاتے
ہین قدم نہین جاتے ہوش بیکلے پراگندہ ہین برہمن نے آگ لگادی کہین پانی برسایا کسی کو آگ سے
جلایا کسی کو آب سحر سے ٹھنڈھا کیا فوج کو خوب پامال کیا افسرون کو بیحال کیا لڑتا بھڑتا برہمن قریب
ہومان ابلق سوار جا پہونچا ہومان کے جی چھوٹ گئے ہین سحر سب اپنے کاسات کے کرچکا
اب کوئی چارہ نہین آخر تلوار کھینچکر برہمن روئین تن پر جا پڑا آگئی وار برہمن پر ایسے کیے ابر سحر مین
یہ ماہ تابان فلک جرأت چھپ گیا مثل نیّر اعظم چمکا وار اُس ناہنجار کے رد کیے جب وہ کے
وار رد کرچکا نعرہ شیرانہ کیا ہمارے وار تو روک اُسنے سپر سحر کو اُٹھایا برہمن نے پیتر ابدل کے ہاتھ مارا
تیغہ برق مثال چمک کر گرا گھاٹ سے بڑا گھاٹ نہ کی آب تیغ کی طغیانی کشتی حبات اُس بے آبرو
طوفانی کی دو ٹکڑے ہوئی ہومان کا مارا جانا اندھیرا چھا گیا سنگ باری برف باری ہونے لگی
بعد عرصہ دراز کے آواز آئی کشتی مرا نام من ہومان ابلق سوار بود افسوس مردیم و جان دادیم و مطلب
خود نرسیدیم سات لاکھ فوج لیکر ہومان ابلق سوار آیا تھا دو لاکھ مارے گئے کچھ بھاگے جو موجود
تھے اُنہون نے لاشہ ہومان دیکھا گھبرا گئے جان دیکر لاشہ اُسکا اُٹھا یطرف قلعہ قطع جمشیدی کے
بھاگے ہمراہیان جمشید بن کوکب و برہمن روئین تن نے بھاگنے والون کو بڑھ بڑھکے قتل کیا
دو کوس تک مارتے ہوئے آئے پڑاؤ ہومان کا لوٹ لیا برہمن نے چاہا تھا کہ آج ہی لڑتے ہوئے
قلعہ جمشیدی مین داخل ہوجائین لیکن فوج نے شکست فاش اُٹھائی تھی اب آگے بڑھنا ناممکن ہوا
اُسی مقام پر سب ٹھہر گئے برہمن نے بھی دیکھا فوج کے پانون نہین بڑھتے تلوار روک لی گھوڑے سے
اُتر پڑا جمشید و بلور بھی زخمدار تھے ساتھ والے انکے بھی بہت قتل ہوے بارگاہ ہومان پر آکے
قبضہ کیا اُسی بارگاہ مین داخل ہوے زخم دوزیان ہوئین سامان عیش مہیا ہوا شاہزادہ جمشید کو اس فتح
کی بڑی خوشی حاصل ہوئی ہزار ہا روپیہ غریب و فقرا کو تقسیم ہوا طائفون کو خبر پہونچی برائے مبارکباد حاضر ہوے
شاہزادہ جمشید بن کوکب سریر جہانبانی پر آکے متمکن ہوا دنگل شوکت پر برہمن روئین تن دست
چپ پر بلور چہار دست گلہائے زخم جسم پر ان مردان عالم کے کھلے ہوے پٹیان چڑھی ہوئین بدھیان

پڑی ہوئین سب جاناان نیکو سرخرو قصد ہو کہ کل انشاءاللہ قلعہ قطع جمشیدی مین داخلہ کرینگے گرد و سلسلہ کوکب روشنضمیر کا جاری ہو ہمارے شہنشاہ کی عملداری ہو سب جوان اسی خواہش مین ہین کہ جمشید نے حکم دیا نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین ایک ایک حور جمال پری تمثال نازکرشمون مین طاق شہر آفاق آ کر سامنے حاضر ہوئین مبارکباد گائی ایک حور پیکر نے جمشید سے آنکھ ملائی یہ غزل عاشقانہ گائی غزل

دورا نہین ہو سرمے کا چشم سیاہ مین
مانند خار الجھتے ہین اغیار راہ مین
ہردم وہ سلک گوہر دندان ہون گھورتا
رہزن ہی سے ہو کاش ملاقات راہ مین
چھپتا گلی مین اپنے حسینون کے نقد دل
پٹھا لگا ہی تیغ کا تیری کلاہ مین
دل آگیا ذقن پہ ترے یک بیک مرا
ہنگامہ جان نثارون کا ہی قتل گاہ مین
سیندور اُسکی مانگ مین دیتا ہی یون بہار
کوئی ہی فکر نان مین کوئی فکر جاہ مین
کیا دون مین اُسکے چہرہ پر نور سے مثال
بل پڑ گیا ہی یار کی تیغ نگاہ مین
فریادرس کی پہونچی نہ فریاد کان تک
کوئی نہین شریک کسی کے گناہ مین
بانا پڑا ہی یار کے پلے نگاہ مین
گھر اُسکے دل مین کر گئی مفت اپنی جان
موتی پرو رہا ہون مین تار نگاہ مین
آنیکا اُنکے کوئی مقرر نہین ہی دن
لوٹا ہی رہزنون نے مسافر کو راہ مین
اُٹھتے ہی اُس سے آنکھ فنا تھی حجاب کا
گرتا ہی کوئی دیدہ و دانستہ چاہ مین
اے سرو قد گیا ہون پئے سیر باغ جب
جیسے دھنک نکلتی ہی ابر سیاہ مین
کہتے ہین دیکھتے ہین مہر اگر اُسے
دھبا لگا ہوا ہی بڑا روے ماہ مین
اغیار مُنھ چھپا لینگے ہمسے کہانتک
ارمان رہگیا یہ دل دادخواہ مین
ہردم جو مین کھٹکتا ہون اُنکی نگاہ مین
کشتی ہماری ڈوب گئی آکے تھاہ مین
ملتا نہین ہی منزل مقصد کا راہبر
آنکلے ایک بار کہین سال و ماہ مین
کرتی ہی قتل بانکی ادا اُسکی خلق کو
ابرو قضا کا گھاٹ ہی تیغ نگاہ مین
ہی شور آمد آمد قاتل جو دیر سے
لپٹا ہون ہر شجر سے ترے اشتباہ مین
غفلت ہی ہر کسیکو نہین قبر کا خیال
یہ جنس بے بہا ہی ہماری نگاہ مین
ترچھی نظر سے اُسنے جو دیکھا یقین ہوا
ہوگی کبھی تو ہمسے ملاقات راہ مین
منزل ہی اپنی اپنی قلق اپنی اپنی گور

شب بھر ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز نازنینان حور مثال نغمہ سرایان خوش جمال اس محفل خلد منزل مین حاضر ہین بر ہمن رومین من مینے اس فتح کی ایک عرضی خدمت مین شہنشاہ کوکب روشنضمیر کے روانہ کی مضمون یہ تھا کہ اے شہنشاہ کوکب روشنضمیر والی ناظم باتوقیر واضح رائے بیضا ضیا ہو کہ آپکے اقبال سے یہ جنگ سر ہوئی بڑی فتح میسر ہوئی لیکن شاہزادہ جمشید اس جنگ مین بہت زخمی ہوا شیرانہ لڑا انتہا کا معرکہ پڑا ہو مان البق سوار مع جاناان نامدار واصل جہنم ہوا کل آپ کے اقبال سے یہ نیازمند مع فوج ظفر موج

داخل قلعہ قطع جمشیدی ہوگا اطلاعاً گذارش کی جان نثارون نے اس لڑائی مین بڑی کوشش کی
نمکخواران قدیم کا خیال واجب و لازم ہی نامہ ایک ساحر کو دیا وہ نامہ لیکر طرف قصر جمشیدی کے
روانہ ہوا جبکہ برہمن آفتاب تابان دیر مشرق سے زنار شعاع دیب گلو کرکے پوتھی ضیا کی ہاتھ مین
لیکے چرخ نیلی پر برآمد ہوا شاہزادہ جمشید بن کوکب نے حکم دیا لشکر تیار ہو آج اندر قلعہ قطع جمشیدی
کے مقام کیا جاے بعد تسخیر قلعہ طرف لشکر خواجہ عمرو کے کوچ کیا جاے بہت جلدی ہی بلور نے
عرض بھی کی آپکے لشکر والے زخمدار ہین دو مقام اس جگہ پر کرنا واجب و لازم ہی آیندہ جو حکم
شہنشاہی برہمن روئین تن نے بھی کہا ای سپہ سالار ای بلور چہار دست نامدار حقیقت مین
شاہزادہ جمشید نے بہت بجا ارشاد فرمایا ایک ایک دم ہمکو زیر دم شمشیر گذرتا ہی تاریک شکل کش
نے ہمین معلوم لشکر ملکہ مہرخ سحر چشم پر کیا قیامتین برپا کی ہونگی ہر ایک مقام پر رک رہنا بہت
شاق ہی دل مقابلے تاریک شکل کش کا بہت مشتاق ہی یا تو ہمکو قضا لیے جاتی ہی یا باقبال
شاہنشاہی اس ملعونہ کو جا کر مارا حقیقت مین راہ مین بھی معرکہ ہاے عظیم پڑینگے یقین ہی جہانتک
ہو پہنچے پہنچتے اکثر ناظمان افراسیاب روکین اُسکے بھی نامے پہونچین گے کیا عجب ہی کہ خود
افراسیاب آکے ہمکو روکے لیکن جوانان صف شکن کب رکتے ہین ایسے سرکش سے کب
جھکتے ہین یہ بھی یقین کامل ہی خود بخود ترقی پر بیتابی دل ہی قطع جمشیدی بہت قلعہ وسیع ہی عجیب ساحر رہتے
ہین مین اپنے بزرگون سے سن چکا ہون کہ قلعہ مین آکر خود جمشید بسا دعوی یکتائی پر کمر کو کسا جا بجا بیٹھکر سحر
کیے بہت اُسکے مصاحب میمون خصلت شیاطین ہیئت سحر کرنے مین شراب پیکر مرے مرتے ہی شریک انکے
شیاطین ہوے بعض مر جو مرے انکی عمارات پر شیاطین نے قبضہ کیا جا بجا انکے عزیزون نے مٹھ بنا دیے ہر سال وہان میلا
ہوتا ہی تمام دنیا کے ساحر اپنا شرف جانکر آتے ہین مٹھون پر نذر و جواہر چڑھاتے ہین اسی وجہ سے بالیقین
قطع جمشیدی کو اپنے اپنے سحر پر ناز ہی ہمکو ضرور روکین گے قلعہ مین نہ آنے دینگے ضرور لڑائی ہوگی
بلور نے اُسیوقت لشکر تیار کیا یہ کہکے نیاز مند عین در قلعہ پہ جا کر بارگاہ استادہ کردیگا برہمن روئین تن
نے کہا اب ہمسے جدا ہونا مناسب نہین ہی بارگاہ ہمراہ رہے یا انکو کوئی آفتاد پڑے بلور چہار دست نے
سمانا دو کوس آگے بڑھ گیا اور لاشہ ہومان ابلق سوار لیکر ایلیان فوج بھاگے تھے لیکر قلعہ مین پہونچے
کیوان ابلق سوار بھائی ہومان کا اپنے بھائی کے مقام پر بیٹھا ہی ذکر درپیش ہی کہ بھائی صاحب نے جاکر

کو کوکب کو شکست دی ہوگی لڑائی فتح کرکے آئینگے سردار کہہ رہے ہین حضور آپ کے بھائی صاحب جو کہہ گئے ہین وہی کرینگے ایسا ہوتے تو بھڑتے تا بہ طلسم نور افشان چلے جائین کوکب پر جا پڑین انکا غصہ بڑے غضب کا ہو مقبول بارگاہ سامری ہین اُنکے منہ کون چڑھیگا کون اُنکے سامنے لڑائی کو بڑھیگا آپکی قوم سے کون مقابلہ کرسکتا ہو افراسیاب جادو بادشاہ طلسم ہوش ربا کا بھی قول ہو کہ قطع جمشیدی کے باعث سے طلسم ہوش ربا مین برکت ہو بڑے بڑے پنڈت پوجا پاٹ کرنیوالے اس قلعہ مین رہتے ہین کبھی اس ملک پر کوئی چڑھکر نہین آیا سب بادشاہون کو یہان کا پاس ہو کوکب نے اس بدعت کا قصد کیا اُنکا زوال دولت قریب آیا اب طلسم نور افشان تباہ ہو جائیگا یہ ہم لوگون کی بد دعا غضب سامری و جمشید ہو یہ باتین تھین کہ رونے پیٹنے کی صدا بلند ہوئی کیوان نے کہا خیر تو ہو لاشہ ہومان لاکر ملازمون نے سامنے پہونچایا کیوان نے اپنے کو تخت سے گرا دیا تاج دے مارا کہا میرے بھائی کو کسنے قتل کیا سب نے عرض کی حضور لڑائی فتح کر چکے تھے وقت پر برہمن آگیا اُسنے فوج کو تباہ کیا آخر شہنشاہ مارے گئے خزانہ و مال لٹ گیا ہمارا افسر ہمسے چھٹ گیا عرصہ دراز تک شور گریہ و زاری بلند رہا کیوان نے کہا ہمارے بزرگون کی عبادت کا سرکار سامری و جمشید سے کیا خوب پھل ملا ایک حقیر برہمن کے ہاتھ سے اسنے بڑے بزرگ کو قتل کرایا اب جلد ارتھی بناکر لاشہ انکا جلاؤ ہم کریہ کرم بھی نہ کرینگے بھائی کے خون کا بدلہ ابھی لینگے بڑا ہی غضب ہوگیا افراسیاب ہم لوگون کی طرف سے بڑا غافل ہو افسوس کہ ہمنے کیون ایسے کا ساتھ دیا پہلے ہی سے نہ اندیشہ کیا صاحب کتاب سامری و جمشید ہو کیا اُسنے کتاب نہ دیکھی ہوگی معلوم نہ ہوا ہوگا براے امداد برادر زینک نہاد وہ بانی فساد نہ آیا ہمارا گھر برباد کرایا خیر سمجھا جائیگا معلوم ہوا اب افراسیاب کو بڑا غرور ہوگیا ہو پہلے تو برہمن کی فکر کرلین بعد ازین شاہنشاہ سے کلام ہوگا دیکھے اسکا کیا انجام ہوگا ایسا کامل و اکمل مارا گیا اب ہمکو تا بجان نظم

تسلی دم واپسین ہو چکی
امید اجل آفرین ہو چکی
یہان دم نہین شوق سے قتل کر
کہ اُس سے زیادہ نہین ہو چکی

ہمین ہو چکے جب نہین ہو چکی
بلا اُس سیہ روز کو زر مین
لے خون سے تر آستین ہو چکی
خیال اجل سے تسلی کرون

قلق کشتۂ سخت جانی ہون پھر
شب عیش اے مہ جبین ہو چکی
کہو مرگ سے ہان نوازش کرے
وہ طاقت بھی جان حزین ہو چکی

ثوابت ہین سیارہ شل سشدر مری آہ کرسی نشین ہوچکی | لعین مین ہو مومن وہ کافر صنم
بس اب پاسبانی دین ہوچکی

یارو جلد لشکر تیار کرو ابھی جا کر اُس برہمن بچے کو مارونگا لشکر مین قرنا

ہوئی کیوان ابلق سوار بقہر و غضب تمام سوار ہوا فوج کو ہمراہ لیکر چلا یہی کہتا ہوا یارو جلد چلو کہ
وہ لوگ ہماری سرحد مین نہ آنے پائین اِس سرزمین پر کبھی خونریزی نہین ہوئی جابجا ستیون کے
مٹھ بزرگون کے دفن ہونے کے مقام ہین ایسی بزرگ سرحد مین خونریزی ہونا مذہب کی خرابی ہے
اِس سے اور زیادہ مبتلائی ہے یہ کہتا ہوا قلعہ سے نکلا فوج بیشمار پشت پر ساحران غدار قلعہ سے
تھوڑی دور وہ مغرور بڑھا تھا کہ اسنے دیکھا اُدھر سے بلور چہار دست بادہ جرأت سے
مست اٹھالا بارگاہ کا لیے ہوئے بڑے زور و شور سے آتا ہے یہی قصد ہے کہ سواری قلعہ مین
داخلہ کرون جب مین قلعہ مین پہونچ لون تب برہمن و جمشید آئین جاتے ہی گز و سکہ نام برہمن
شہنشاہ کے جاری کرون کیوان ابلق سوار نے جو بلور چہار دست کو آتے دیکھا جلکر خاک
ہوگیا آواز دی یارو تمنے دیکھا اب اِنکو یہ حوصلہ ہوا قلعہ کے قریب آ پہونچے سرحد قطع جمشیدی
مین آگئے لو دھرم ناس ہوا شرف مذہب جمشیدی تا ساھری و جمشید کو یہی منظور ہے کہ اب
خدا ے نادیدہ کا مذہب رونق پائے پورے دو سو خداوندون کا نام سنجائے کہان خدا ے
نادیدہ اکیلا اور یہان تو پورے دو سو خداوند ہین مگر اب ظاہر ہوا کہ خود بینہ ہین سمجھ کے تقدیر
نہین کرتے جب تو یہ خرابی در پیش ہے اہالیان ہوش ربا کو پس و پیش ہے ان سبکو مارلو خبردار یہ
آگے نہ بڑھنے پائین یہ کہکے کیوان ابلق سوار گھوڑے سے کودا اسباب سحر ہاتھ مین لیا
پانچ چھ لاکھ ساحر تمام اہالیان شہر اُسکے ساتھ چلے آئے ہین لشکر بلور پر سحر کی بوچھار کردی ہے
چار جانب سے گھیر لیا جبتک بلور اپنے کو سنبھالے سحر کرنے کا قصد کرے کئی ہزار جوان
قتل ہوے کیوان نے آتے ہی بارگاہ پر قبضہ کر لیا نگہبانان بارگاہ لڑے لیکن یہ لوگ ایک
ایک پر پچاس پچاس ٹوٹ پڑے بارگاہ کیونکر رُکے آخر قبضہ سے نکل گئی بلور نے چمکر
دیکھا غضب ہوا تیغ کھینچکر جا بڑا اُٹھیان کھولین اُس سرحد مین تیلے نہین نکلتے تمام سرحد قطع جمشید حرز ہے
جب تو آجتک کسی نے اِس سرحد مین آنیکا قصد نہین کیا اور اسباب اِس سرزمین کو برکت طلسم ہوشربا
جاتا ہے خراج اگر یہان سے پہونچ گیا لے لیا اگر نہ پہونچا کبھی تاکید نہ کی تحفہ جات یہان کے بادشاہ کے لیے

ہمیشہ ہتھیار رہتا ہے جب بلور چہار دست نے دیکھا تیلے سیری مٹھی سے نہین نکلتے پریشان ہوا لیکن مرد
سپاہی جی دار ہے تلوار آبدار کھینچکر جا پڑا دریاے فوج مین غوطہ مار رہا ہے بارگاہ پر قبضہ کرون
غیر ممکن ہے اندر سے قلعہ کے ہزارہا ساحر چلے آتے ہین غل مچاتے ہین جلد ملازمانِ کوکب کو مارو
لشکرِ بلور کو گھیر لیا بلور کے ساتھ صرف لاکھ سوار آمالہ فوج کا لیکر بڑھ آیا تھا چہار جانب سے گھر گیا
لیکن جان نثارانِ لشکرِ بلور تلوارین کھینچکر جا پڑے گوے ترنج و نارنج چلنے لگے ایک ایک جوان ایک
ایک غول پر جا پڑا سحر کر رہے ہین دم جرأت کا بھر رہے ہین جب دیکھا گھر گئے اب وقتِ قتل ہمارا قریب
آیا تلوار کھاکے گرے گرتے گرتے آواز دی یارو شکر ہے آج حق نمکِ شہنشاہِ کوکب سے ادا
ہوے اپنے آقا پر فدا ہوے بعض جوان اپنے ساتھ والون کو آواز دے رہے ہین کہ یہ تو
ظاہر ہے کہ ساحرانِ مکار و غدار کے دھوکے مین آپڑے جانبازی کرو سینے سپر کرکے ان بیچاؤن سے
رزمِ میدان کارزار ان نامردون کے لاشون سے بھردو آخر مرنا ضرور ہے اس مرنے مین قلب کو سرور ہے
دنیا کی کشاکش سے چھوٹو مین عقبیٰ کے مزے لوٹو مین

اشعار

یاد ایامِ عشرتِ فانی
کم نہین اپنے گھر کی ویرانی
کردیا گردشِ سپہر نے حیف
بے دری کر رہی ہے دربانی
کیا ہوئی وہ بلندی دیوار
کاہ کرتی ہے نازِ ریحانی
نہ ملا کچھ نشانِ آبِ روان
جز سپہر و نجوم نورانی
نظر آتی نہین وہ تصویرین
زینت افزاے کاخِ سلطانی
باضروف و سماط سے مجھے تھا
تا گردن تازہ رسمِ ساسانی

نہ وہ ہم ہین نہ وہ تن آسانی
خاک مین اشک آسمان سے ملے
برجِ خاک سپہر کیوانی
نکتہ سنجون سے جی مین ہے پوچھون
کیا ہوے وہ عماد طولانی
اٹ گئے حوض و نہر غیر از چشم
خاک سارے جہان مین چھانی
شورِ زاغ و زغن ہے سمع خراش
نقشِ دیوار کیون نہو فانی
آب کاشانہ فرشِ خاک ہوا
دعوی قیصری و خاقانی
سند گوہرین کا دھیان آیا

جائین وحشت مین سوے صحرا کیون
ہاے کیسی بلند ایوانی
ایسی وحشت سرا مین آے کون
کہ مین شہری ہون یا بیابانی
جاے گل ہین چمن مین ریزۂ سنگ
ایک قطرہ کہین نہین پانی
سقفِ رنگین و زرنگار کہان
اب کہان نغمۂ بلبل و غزل خوانی
صرف دلقِ گدا ہوے پردے
کیسے قالیچہ ہاے کاشانی
پا نہین ہے مرقعہ و کشکول
پوچھتے کیا ہو وجہ گریانی

بالش سنگ و خواب و اویلا
خون پلاتا ہی قہر یزدانی
شور مستی دعاے نوح نہ تھا
نقل مجلس ہی دلکی بریانی

بار خاطر ہوئی گران جانی
زہر ملتا نہین کہ پی جاؤن
کشتی ہی ہوئی جو طوفانی

ہم ہین اور حسرت مے گلگون
اب کہان وہ شراب ریحانی
وہ گزک کیسی وہ کباب کہان

ان اشعار عبرت آثار سے جوانان صف شکن کے دل بڑھ گئے فوج ضلالت موج کیوان ابلق سوار پر جا پڑی خوب جم کر لڑائی ہوئی بلور چہار دست بھی انتہا کا زخمی ہوا لیکن کھیت نہ چھوڑا سر خرو نیک خو شبت و پہلو زخمی تلوار خونچکان ہاتھ مین جرات و ہمت بات بات مین جس غول پر جا پڑا صفون کو درہم و برہم کر دیا بارگاہ کے چمن جانیکا بڑا قلق ہی غم سے کلیجہ شق ہوا جاتا ہی کہ فوج بلور کی شکست کھاے بلور نے پلٹ کر دیکھا قلعہ سے ہزارہا ساحر چلے آتے ہین جو آیا ملازمان کوکب کے قتل کرنیکی فکر کرنے لگا اب بلور چہار دست نے کہا کس آفت مین پڑے یہان سے بچکے جانا دشوار ہی اب کد و کاوش بالکل بیکار ہی فلک کجرفتار درپے آزار ہی موافق مضمون اشعار

بے ماتم اس چمن مین نہین خندہ زن تلک
سایہ کو احتیاج نہین نردبان تلک
سیدھون سے منحرف ہو اپنا ہی دم
شمشیر نا اصیل رہے جو کمان تلک
پابوس پر کسی کے نہ پیدا کرین غرور
پھرتے ہی دیکھتا ہون صد آسمان تلک
سختی سے گذری اہل سعادت کی بر معاش
ہو تنگ غرض کسو کو نہ سود زبان تلک

ہی کسوت کبود گل زعفران تلک
گرداب تک پہونچ کے شناور ہوئے ہین غرق
بھٹکا جو راستی سے گیا ہر زمان تلک
لاف سپہ گری نہ کیے مرد راست باز
ہو نجادے یہ سخن کوئی گر گلستان تلک
گر بن کجی ہو راستی دنیا مین پیش رفت
ہی منحصر غذاے ہما استخوان تلک

افتادگان ذلیل مدد غیر ہی اوج
ٹکراتے اپنے سر کو ہین سرکشتگان تلک
گیا اسکی قدر ہو جو سپاہی ہو نجیب
یا وہ نہ راہ حرف زبان سنان تلک
راحت انھین کہان ہی جہان فرحت شود وہ
وابستہ ہو نہ تیر کا چلنا کمان تلک
آتش بلند ہو تو غیر از تلاش آب

الغرض دل سے یہ باتین کر کے بلور آمادۂ مرگ و تہیاے قضا ہوا اس عالم یاس مین بصد ہراس التجا بدرگاہ بے نیاز کریم کارساز کے کیا الحاح و زاری کر گڑ گڑا کر کہا اے خالق لیل و نہار واے مالک و مختار حقیقت مین اس حقیر سراپا تقصیر نے غرور کیا تھا کہ قلعۂ قطع جمشیدی مین جاتے ہی داخل ہو جاؤنگا لفظ انشاءاللہ زبان سے نہ کہا تھا واسطہ اپنی کبریائی کا معاف کر تو معبود بے نیاز خالق کارساز ہی اب کبھی غرور نہ کرونگا آرزو ہی کہ جاکر اس مصیبت مین شریک لشکر اسلام ہون جاکر ملکہ تاریک شکل کش سے لڑین اور خواجہ عمرو نامدار کے ساتھ جان دین وقت ہر دہر سب نے

دیکھا کہ بلور دعا مین مصروف ہے سب نے آمین کہی یکایک آسمان سے ابر نمایان ہوا لیکن وہ ابر آتش فشان
بصد عزم و شان بڑے زور و شور سے آتا ہے قریب میدان حرب آکر وہ ابر شق ہوا آگے تخت پر
شاہزادہ جمشید بن شہنشاہ کوکب روشن ضمیر بصد عزت و توقیر مرکب باد رفتار پر سوار ہمراہی
برہمن روئین تن آگے پہونچا برہمن نے دیکھا کہ اثنائے قطع جمشیدی مین بڑے زور و شور سے
تلوار چل رہی ہے بلور انتہا کا زخمی اور بیقرار ہے گرد لاشون کا انبار ہے ہر چند کہ ہمراہیان بلور نے
یہ کیفیت دیکھتے ہی برابر قتل کرنا شروع کیا اسقدر ساحر مارے کہ دریائے خون جاری ہوا مگر
انکا مجمع بڑھتا ہی جاتا ہے اندر سے قلعہ کے چلے ہی آتے ہین اور کیوان ابلق سوار بیباک و
سفاک لڑ رہا ہے ہزارون کو آتش سحر سے جلایا غول کے غول پامال کر دیے فوراً برہمن
کی نظر مین زمانہ تیرہ و تاریک ہو گیا آخر کو صبر نہ کر سکا نعرہ مردانہ کر کے جا پڑا للکارا کہ او
بیحیا خبردار لیا کرتا ہے ستم رسیدگان غربا پر کیا دست بدعت دراز کرتا ہے آتے ہی برہمن نے
پہلے تو بلور چہار دست کو اٹھایا بمشکل پشت مرکب پر سوار کیا تیغہ برق تاب کھینچکر جا پڑا
جمشید نے کل فوج کو اشارہ کیا ان جوانان شیر دل نے جو اپنے ساتھ والون کو مبتلائے
بلا دیکھا سحر کرتے ہوئے بڑھے شیرانہ لشکر کیوان پر جا پڑے چشم زدن مین طبقے زمین کے ہلا دیے
ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا شاہزادہ جمشید بن کوکب بھی مرکب بڑھا کر لڑنے لگا جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے
ہوے کیوان ابلق سوار نے جو برہمن روئین تن کو آتے ہوے دیکھا جلگیا یاد آیا کہ یہ میرے بھائی کا قاتل ہے
اہالیان فوج کو اشارہ کیا لو صاحب وہ شخص آیا جس سے بدلا لینا منظور ہے اسی ظالم نے بازو ہمارا توڑا جسکو قتل سے
بھائی صاحب مارے گئے گھر مین در دو ہر نکہت زرد ہے ایک حربے مین گرد برد ہوا اب میرے ہاتھ سے بچکر یہ
ظالم کہان جاتا ہے اپنی سرکشی کی سزا پاتا ہے دیکھو تو کیا رنگ دکھاتا ہون مجھکو بھی شل ہومان کے سمجھا ہے کیا کیا ہو
اہالیان فوج کو ترغیب دیکر بے دوڑا فوج تو حقیقت مین خستہ و شکستہ ہے مگر برہمن نے بڑھکر نعرہ کیا کہ او
کیوان بے ایمان تیرے بھائی نے بھی بیوجہ جان دی کیون تیری شامت آئی ہے پلٹ جا اطاعت ہمارے
شاہنشاہ کوکب کی قبول کر خطا تیری معاف کرا دینگے ورنہ تیرے تئین بھی شل ہومان کے داخل جہنم
کرونگا نعرہ برہمن سنکر کیوان اور زیادہ بھبوکا نقیبون کو آواز دی کہ گیت بڑھے آوازین لگانے لگے
یہ وہ لوگ ہین کہ نامرد کو مرد بنا دین اپنے سخنان بجرأت آمیز جرأت خیز سے غیرت مین لا کر دو سے لڑوا دین سبکے

دلون مین جوش جرأت ہوا ہر ایک جوان بادۂ شجاعت سے مست ہوا اب معرکہ جنگ سخت ہوا جم کر لڑائی ہونے لگی بہادر دریاے غیرت مین شناوری کرنے لگے آبرو کا خیال ہوا جان دینے پر تُلے دونون لشکر مثل شیر و شکر آپسمین ملگئے سپر بن ملکر جو اُٹھین گھنگھور گھٹا چھائی تلوارون کی چمک بجلی کی کڑک سر برسنے لگے پرنالے خون کے جاری ہوے مردان دریا دل نے برسات کی کیفیت دکھائی رنگ موسم برسات جو نظر آیا لڑکیون نے یہ غزل جنون خیز وحشت انگیز شروع کی نظم

گھٹا چھائی ہوئی ساقی عجب عالم ہے گلشن پر ۔ مے گلگون کی بارش چاہیے سبزہ ہے جوبن پر
تاسف ہے کہ بعد دفن کوئی بھی نہ یان ٹھہرا ۔ ہمارے رونیوالون مین فقط ہے شمع مدفن پر
کبھی بار ندامت سے نہ ہرگز سر اُٹھاے گا ۔ رہیگا بوجھ میرے خون کا قاتل کی گردن پر
نہین معلوم کن کن آفتون کا سامنا ہوگا ۔ قیامت ہے دل اپنا آگیا ہے ایک پرفن پر
بناتا ہے نشانہ چرخ گردان روز و شب ہمکو ۔ جو مہر و ماہ کو ترجیح ہے سنگ فلاخن پر
ترے مجنون کے تلوے ہین جو زخمی دشت گردی سے ۔ ملمع ہے طلای خون کا زنجیر آہن پر
تمھاری سرد مہری سے ہوا اتنا اثر مجھ مین ۔ ابھی تو سرد ہو جائے جو میں جا کے گلخن پر
ٹھکانا جب نہ رہنے کا کسی کے دل مین پائیگی ۔ ہمیشہ آرزو رویا کریگی میرے مدفن پر
جوان مرد و جو دنیا سامنے بن ٹھنکر آتی ہے ۔ نہ عاشق ہو زن بیباک و ہرجائی کے جوبن پر
نہین رومال باندھا ریشمی سرخ اُس ستمگر نے ۔ شہید ناز کا یہ خون ہے قاتل کی گردن پر
عوض لین ظلم کرنیکا جو اکدن پر اثر آہین ۔ پھرین خنجر بکف بلبل کے صیادون کی گردن پر

یہ غزل گو نیون کے لڑکون نے اس دُھن مین گائی کہ سننے والون کی طبیعت بھر آئی جوانمرد جان دینے پر مستعد ہوے سنان نیزہ سے سینے ملا دیے طبقے زمین کے ہلا دیے دم شمشیر پر گلے رکھے جوش جرأت مین موت کے مزے چکھے لیکن برہمن نے کیوان کو تاکا لڑتا بھڑتا طرف کیوان کے چلا یا تو کیوان بھی آمادہ ہوا تھا لیکن دُور سے حملہ ہاے شیرانہ کیے پرے کے پرے درہم و برہم کر دیے کیوان گھبرایا دیکھا ایک اکیلا ہزارون کو جواب دے رہا ہے جسپر جا پڑا دبوچ لیا مثل شاہباز اجل طائران روح ساحران پُر دغل پر جا پڑتا ہے سیکڑون کو چیر پھاڑ کر پھینک دیا غلغلہ برپا ہے اب کیوان پیچھے ہٹا بے اختیار منھ سے نکلگیا یارو بڑے شیر کا سامنا ہے اسکو دیکھکر دل کانپتا ہے جب

برہمن روئین تن قریب آیا کیوان ابلق سوار سامنے سے بھاگا برہمن روئین تن نے تعقب کیا کجروی
فلک کجرفتار شعبدہ باز ظاہر ہی ہر ایک اسکی بدعت سے ماہر ہو لشکر اسلام نے اب فتح پائی بڑھتے ہوے
چلے جاتے تھے ساکنان قلعۂ قطع جمشیدی کو بھاگنے کا راستہ نہین ملتا تھا بھٹکتے پھرتے تھے دلاوران کج کلہ
سرخرو بڑھتے ہوے جاتے تھے ناگاہ ملکہ صرصر شمشیر زن کہ اسکو افراسیاب جادو نے بھیجا تھا راہ مین
اسنے خبر پائی کہ ہومان ابلق سوار مارا گیا گھبرا گئی کہ افراسیاب نے حکم دیا تھا ہمکو خبر پہونچانا مین
وقت پر نہ پہونچی شہنشاہ بہت آزردہ ہونگے پھر راہ مین خبر ملی کہ کیوان ابلق سوار اسکا بھائی مصروف
جنگ ہی برہمن روئین تن آپڑا اسکے ہوش اڑا دیے ہین صورت تبدیل کرکے آئی دیکھا لڑائی بڑے
زور و شور سے ہو رہی ہی برہمن نے ہزارون کو پامال کر ڈالا ہی کیوان بھاگا ہوا جاتا ہی برہمن تعقب
مین کیوان کے ہی صرصر شمشیر زن ایک گوشے مین آکر ٹھہری تماشا دیکھنے لگی کہ شاہزادہ جمشید دلاور
فوج پر کرے ہین لیکن برہمن نے کیوان کو تاکا ہی وہ منہ پر نہین چڑھتا جب سختی کا سامنا ہوا یہ
بھاگ کر قریب درۂ کوہ پہونچا برہمن نے وہان بھی جا کر للکارا او نامرد کہان جاتا ہی کسواسطے اب
گوشے مین چھپا ہی صرصر نے جو یہ معرکہ دیکھا رنگ و روغن عیاری کا نکالکر بصورت عمرو تیار ہوئی
درۂ کوہ مین در آئی برہمن گھبرایا ہوا ڈھونڈھ رہا ہی کہ کیوان کدھر گیا کبھی آواز دیتا ہی او نامرد تو تو
بندگان خدا کو قتل کرتا پھرتا تھا اب سامنے نہین آتا گوشے مین چھپ رہا شرم نہین آتی معلوم ہوا
کہ تو بڑا بے شرم ہی یکایک پاؤن کے آہٹ کی آواز کان مین آئی پلٹ کے دیکھا خواجہ عمرو آتے
ہین خوش ہو کے پوچھا اے شہنشاہ اوج عیاری اسوقت کیونکر آپکا اتفاق ہوا عمرو نقلی نے
کہا اے برہمن ملکہ تاریک شکل کش نے قیامتین برپا کر دی ہین سیکڑون کو چیر پھاڑ کر کھا گئی لشکر کو
ٹکڑے ٹکڑے شکست دی اس گلزار پر بہار پر خزان آئی تم یہان کانٹون مین الجھے ہوے ہو
کس سے لڑائی پڑی برہمن نے کہا خواجہ مجھکو بھی بڑی تعجیل ہی مگر کیا کرون کیوان ابلق سوار
بڑا محیل ہی لڑتے لڑتے میرے سامنے سے بھاگا اس درۂ کوہ مین کہین آکر چھپ رہا ہین کیا اس
سختی سے ڈھونڈونگا پہاڑ کو سحر کرکے ڈھا دونگا اس نامرد کو سزا دونگا خواجہ عمرو یعنے صرصر نے کہا
جلدی چلکر ڈھونڈھو اس لڑائی کو سر کرکے چلو عرصہ نہ کرو ملکہ مہرخ انتظار مین ہین یہ کہکے صرصر
پیچھے آئی برہمن بہت خوب کہکے آگے بڑھا صرصر نے حلقہ کمند کے گلے مین برہمن کے ڈالدیے

برہمن ارے کہیکے پٹا صرصر نے جھٹکا مارا گرتے گرتے دشنون جاب مارے برہمن بیہوش ہوکے گرا اب
صرصر نے آواز دی ای کیوان ابلق سوار کیون چھپا ہی مین نے برہمن کو پکڑ لیا کیوان صرصر کی
آواز سنکر سامنے آیا برہمن کو بیہوش دیکھا خوش ہوگیا زبان مین برہمن کی سوزن دیا ہاتیان فوج
کو آواز دی دس پانچ ساحر اندر آگئے برہمن کو اٹھاکے تخت پر ڈالا صرصر کنارے ہوئی بلور و
جمشید کی نگاہ پڑی ہرکارون نے بھی خبر دی ای شہریار غضب ہوگیا نہین معلوم کسطرح برہمن کو
گرفتار کر لیا تخت پر ڈالکرے نکلے ہین اب کیوان آتا ہی سحر سے طبقے زمین کے ہلاتا ہی دونون
جوانمرد زخمی ہوچکے تھے یہ خبر وحشت اثر سنکر گھبرا گئے بلور نے کہا ای شاہزادہ والا قدر اب بڑا
غضب ہوگیا برہمن کو وہ کیا گرفتار کرتا کوئی اُفتاد پڑی شاید کوئی عیار بچی آگئی اسنے برہمن کو
گرفتار کیا اب فوج کا تھمنا پاے استقامت کا جمنا نہایت دشوار ہی جمشید نے کہا مین اپنی جان
دونگا قدم نہ ہٹاؤنگا بلور نے کہا یہی ارادہ غلام کا بھی ہی لیکن مجبوری سب کچھ کراتی ہی دیکھین کیا پیش
آتی ہی قضا لیکر آئی تھی اتنے عرصے مین پہلے شکست ہوئی پھر فتح پائی چشم زدن مین فلک ناہنجار
نے کجروی دکھائی سنگ تفرقہ پھیکا یہ ذکر تھا کہ کیوان نے بلوہ کیا بھاگے ہوے ساحر پلٹے ان
نامردون نے جو مہلت پائی سرکشی دکھائی جمشید و بلور کمر ہمت چست باندھے ہوے لڑنے پر آمادہ
ہین لیکن ہاتھ دستگیری نہین کرتے قدمون سے ثابت قدمی جدا ہوئی دل پر ابر غم والم چھایا زخمداری
سے پریشان کیوان سے بلور نے کئی مرتبہ بڑھکر مقابلہ کیا لیکن زخمی ہوا صدر زین سے زمین پر
آیا کیوان نے چاہا سر کاٹ لون ساتھ والون نے جی داری کی کئی ہزار نے اپنی جان دی مگر بلور
کو ہوادار پر ڈالا بلور زخمہاے کاری سے چور تھا بیہوش ہوگیا جمشید نے بہت کد و کاوش کی
بڑی کوشش کی کچھ نہو سکا زخمی تو ہو ہی چکا تھا غش آیا قلب تھرایا ساتھ والون نے اسکو بھی ہوادار
پر ڈال لیا طرف صحرا کے بھاگے کیوان نے پیچھا کیا تعاقب نہین چھوڑتا قتل کرتا ہوا چلا آتا ہی ان بیچ
چارہ پڑاؤ پر رنگین کیوان آپڑا آخر پڑاؤ بھی چھوٹا سحر کرتے ہوے طرف صحرا کے بھاگے خود بھی زخمدار
بیقرار و اشکبار بارہ کوس پر ایک صحرا لق و دق ویران مین آکر ٹھہرے اُسی مقام پر آکر اُتر پڑے
کیوان فتح کرکے پلٹ پڑا مال و اسباب لشکر بلور کا اپنے قبضے مین لایا بڑے کر و فر سے آکر داخل
بارگاہ ہوا براے حفاظت برہمن رومین تن بارہ ہزار ساحر مقرر کیے ملکہ صرصر شمشیر زن نے

اپنے کو ظاہر کیا کیوان نے بہت کچھ انعام و اکرام دیا کہا ای صرصر میرا بھائی صاحب لیاقت و شوکت
مارا گیا اب مین صبح کو اس سردار کو دار پر کھنچونگا اپنے بھائی کے خون کا بدلا لونگا صرصر نے کہا آپ کو اختیار ہی
اس مقدمے مین کون دخل دے سکتا ہی حقیقت مین آپ کے ہزارون سردار مارے گئے مگر ہان
ایسے جری کو سامری و جمشید نے بلا لیا شہنشاہ بھی بڑا افسوس کرینگے اگر آپ نے برہمن کو قتل کیا
باعث خوشنودی شاہنشاہ ہوگا اس برہمن کی وجہ سے شہنشاہ نے بڑے بڑے صدمے اٹھائے
جا بجا یہ خوب لڑا آکر ملکہ ماہیان زمرد پوش کو زخمی کیا قوت بازوے کوکب ہر اسکے قتل کرنے مین
بڑا مطلب ہی رکن اعظم نور افشان گر جائیگا پھر یقین ہی کہ کوکب ہمارے شاہنشاہ سے نہ لڑ سکے
اصلاح کا پیغام دے یہ فتح سامری کے کرم سے آپ کے نام تحریر ہوگی مہرخ و بہار پر تو ملکہ تاریک
غالب آئین اسد نامدار کو چیر پھاڑ کر کھا گئین وہ سب تو بیدل ہو چکے ہین صرف کوکب و نور افشان
و برہمن روئین تن کی قوت پر لڑ رہے ہین ادھر برہمن روئین تن قتل ہوا ادھر کوکب نے فرار پر
قرار پکڑا اب تو کیوان پھول گیا اپنے کو بھول گیا ایک ایک سے کہتا ہی دیکھو صاحبو بڑے بڑے معرکے
پڑے ہمارے شاہنشاہ کہان کہان جاکر لڑے مگر یہ لڑائی ہمارے ہی ذات نیک صفات
سے فتح ہوئی اگر شاہنشاہ انصاف کرین تو انتظام سلطنت ہوش ربا کو ہمارے پاے نام کر دین
ہم خوب انتظام کرینگے پھر کبھی انقلاب نہوگا شہنشاہ بیٹھ کر چین کرین ہم سب ملک دیکھ لینگے کیا مجال ہی
کہ پھر کوئی سرکشی کر سکے اگر پیشتر سے انتظام ہوتا یہ ساربان زادہ طلسم مین کیونکر آ سکتا چند عیارون
نے آکر ہنگامہ ڈالدیا یہ صرف غفلت شہنشاہ کی حماقت کا باعث تھا اب سبکو معلوم ہوگا ما بدولت
فوج گران ہمراہ لیکر کوچ فرمائینگے تا بکوہ عقیق جائینگے صاحبقران و اولاد حمزہ کو ایک دن مین
گرفتار کر لائینگے خداوند لقا کو بالاے قیطول پہونچائینگے شیر قدرت کھلائینگے صرصر نے بھی
بڑی خوشامد کی کہا آپ نے بہت بجا ارشاد فرمایا رات بھر عیش کیجیے صبح کو برہمن روئین تن کو
قتل کیجیے مین بھی قتل برہمن دیکھکر خدمت شاہنشاہ مین جاؤنگی مفصل خبر پہونچاؤنگی کیوان صرصر
کی باتون پر مسکرا دیتا ہی کبھی کنٹھا یاقوت احمر کا کبھی موتیون کا مالا دیتا مراد کیوان کی یہ ہی کہ صرصر کو خوب
راضی کرون یہ جاکر شاہنشاہ سے یہ نہ کہے کہ مین نے عیاری سے گرفتار کیا جب خوش ہو جاے صرصر خود
کہے کیوان نے سحر کرکے برہمن کو پکڑ لیا ہی صرصر بھی خوشامد سے ہنسکر جواب دیا ای شاہنشاہ مجھے

کبھی ایسی خطا نہوگی آپ کے حکم کی پابند رہونگی جو آپ فرمائینگے وہی کہونگی کیوان نے صرصر کو بڑا بھاری خلعت دیا اب سامان عیش و نشاط مہیا ہوا جام مے ارغوانی گردش مین آیا کیوان نشے مین جھوم رہا ہی طائفے ناچ رہے ہین بلبلا کر کہتا ہی بھائی صاحب کو کیا لیاقت تھی برہمن روئین تن سے نہ لڑ سکے ہمنے سرمیدان گرفتار کیا کیون ملکہ صرصر کیسا اس جودسر کو سرمیدان تو کا صرصر کہہ رہی ہی حضور سچ تو یہ ہی کہ ایسے سحر ہمنے کبھی کا ہیکو آنکھ سے دیکھے تھے کیا کیا سحر آپ نے کیے ہین صرصر نے بھی دو جام پیے لال ڈورے نشہ وحشت کے آنکھون مین پڑے کیوان کی جو نگاہ پڑی بیقرار ہو گیا کیسی کیسی نازنینان خوش گلو کشیدہ ابرو تند خو آپس مین شیر و شکر کی طرح گھل ملکے خوش فعلیان کر رہی ہین قہقہے پڑ رہے ہین گلے مل رہی ہین تانین اڑ رہی ہین ایک معشوق کرشمہ ساز بادۂ حسن سے مست نئے انداز سے یہ غزل گا رہی ہی کیوان گوش بر آواز مبہوت بنا ہوا بیٹھا ہی وجد کر رہا ہی

غزل

پاؤن کہتے ہین کہ چل کوچۂ جانان کی طرف
وحشت دل لیے جاتی ہی بیابان کی طرف

پڑ گئی جسکی نظر عارض جانان کی طرف
اسنے بھولے سے نہ دیکھا مہ تابان کی طرف

گل عارض پہ نہ عاشق کہین بلبل ہو جاے
بے نقاب آپ چلے کیون ہین گلستان کی طرف

پیچ قسمت مین ہی شاید کہ پریشان ہونگا
دل الجھ کر ہی چلا کاکل جانان کی طرف

روح خوش ہوکے مری گرد پھریگی اُنکے
آ نکلینگے وہ جو کبھی گور غریبان کی طرف

کر چکا چاک گریبان جب اپنا مجنون
ہاتھ دوڑانے لگا دشت کے دامان کی طرف

ای جنون کیا چمنستان مین بہار آئی ہی
ہاتھ بڑھنے لگے جو میرے گریبان کی طرف

رحم دل ہین مجھے فوراً وہ رہا کر دینگے
میری قسمت سے جو جائینگے وہ زندان کی طرف

غیر کو بوسۂ عارض کی اجازت جو ملی
یاس سے مین نے نگہ کی رخ جانان کی طرف

دیکھین گر ایک نظر کوچۂ جانان کی بہار
بلبلین بھول کے جائین نہ گلستان کی طرف

یا خدا خیر ہو بلبل پہ نہ آفت آئے
آج پھر جاتا ہی صیاد گلستان کی طرف

زلف جانان لب رنگین کے قرین ہی دیکھو
کیا دھوان دھار گھٹا آئی بدخشان کی طرف

چلنے دیتی نہین یہ آبلہ پائی سطوت
یاس سے دیکھتا ہون خار بیابان کی طرف

کیوان جھومنے لگا جمال جہتیال صرصر دیکھکر دست درازی کا قصد ہوا صرصر اپنے کو بچانے لگی سمجھی بچا ہوا ہو

اس کمبخت کو بربادی منظور ہے ہماری جانبازی کو خاک نہ سمجھا تو ربل کے کھا دیکھیے حضور ذرا ہوش مین آیئے
دست درازی نہ فرمایئے آپ خوب آگاہ ہین اٹھارہ سو ملک مین یہ کنیز پھرتی ہے بڑے بڑے تاجدار صاحب
اقتدار خواہان ہوے یہ کنیز محفوظ رہی شہنشاہ افراسیاب میری عصمت پر گواہ ہین کیوان ڈر گیا ایسا
نہو کر بگڑ جائے اور افراسیاب سے کہدے کہ برہمن رویین تن کو مین نے گرفتار کیا تھا بڑی خرابی ہو
انتو مین سب مین مشہور کر چکا کہ مین نے بزور سحر گرفتار کیا یہ تو انتظار سحر مین بیٹھا ہوا جھوم رہا ہو رات بھر خرف
اسواسطے جاگا کہ شاید برہمن کیواسطے کوئی رہائی کی تدبیر کرے آج کی شب جاگ کر بسر کرنا چاہیے حفاظت
واجب و لازم ہے تمام ساحر جاگ رہے ہین لیکن وہ آفت نصیب مصیبت زدہ خستہ و شکستہ زخمدار و بیقرار و رنجور
یعنے سپہ سالار بلور و شاہزادہ جمشید بن کوکب اک دشت ہولناک مین آکر فروکش ہوے خیمہ و خرگاہ
ندارد ملازمون نے آکر اسی خارستان مین اپنے سردارون کو اُتارا صدائے گریہ بلند ہوئی ایک آدھ
قالین تلاش کرکے زمین پر بچھایا جمشید و بلور چہار دست کو یہ سب بندوبست کرکے اُتارا آپ ہی
بیٹھگ بیچارون نے زخمد وزی کی مرہم کیا علاج کسکا حیران و پریشان گریان و نالان اس حال
پُرملال مین اپنی حسرت و یاس پر خوب روئے سردارون نے عرض کی حضور یہان بالکل بے سروسامانی ہے
طرف قصر جمشیدی کے تشریف لیچلیے ایسا نہو دشمن کو خبر ہو یہان بھی آپڑے ہمنے یہ شکل آپ کے زخم
دھوئے مرہم نا ممکن آب و آذوقہ کی شکل نمک بیگانے مین بے آب و دانہ پڑے رہنا اندیشے سے
خالی نہین ہے لہذا اگر حکم ہو تو طرف قصر جمشیدی کے چلین بلور نے کچھ جواب نہ دیا شرما کے سر جھکا لیا مگر
شاہزادہ جمشید نے کہا اے سرداران تہمتن و اے صف شکنان تیغ زن بڑے افسوس کی بات ہے کیونکر
ہو سکتا ہے کہ اس حالت زخمداری و بیقراری مین جا کر باپ کو صورت دکھائین اپنی زبان سے بیان کرین
کہ آپ کے قوت بازو استاد خوشخو کو گرفتار کرا کے آئے ہین کیا شہنشاہ ہمسے خوش ہونگے یقین ہے کہ صورت
سے نفرت کرین خدا کی عنایت سے بادشاہ با وقار جرأت و ہمت آشکار صاحب اقتدار ہم سب کے مالک
مختار ہین آپ لوگون کو یاد ہو گا زمانے مین جہانگیر کے کسی مقام پر سُنہ نہین پھیرا لوح طلسمی جب قبضے
نکلگئی اُسی رنگ سے لڑتے رہے گل حیات کوکب اُنسے پایا انکے گلشن آرزو مین ہوائے فرار کا
نام نہ تھا ستون طلسم نور افشان ہین وہ کب جانز رکھینگے کہ شکست کھا کر بھاگ آئے وہین نہ مر رہے یا تو تم
کیوان کو قتل کرتے یا بسمل کی طرح آپ اپنے خون مین تڑپتے اشعار

ای برزدہ دامن بلا را
ازکوچہ ما طلب وفا را
دیوان گری محبت تو
آوارہ زکفش کردہ پارا
آمادہ صد سرود دردم
ناکردہ بدوش یک قبا را
یادست جفاے چرخ بربند
آفات بجوم فتنہ زا را

سر پے خویش دادہ مارا
یادم نہ کنی و ہیچ گہ من
کمزور سلم است مارا
جان و دل من پُر از غم تست
ناکردہ تمام یک نوا را
ای بخت چنان مکن کہ آخر
یا بخل عطاے مدعا را
یارب چہ عداوت است باآن

چون دربرہ مردمی نہی پاے
بے مژدہ نہ دیدہ ام صبا را
بیگانہ زتاج کرو تارک
بجز تو تہی کنم چہ جا را
صد چاک سپردہ ام بہر دست
ممنون اثر کنم دعا را
تاکی بہ شکیب دربذیرم
این کارکنان کبریا را

ان اشعار عبرت آثار کو پڑھکر شاہزادہ جمشید بن کوکب نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا صاحبو مین اپنے کو ہلاک کرونگا اس حال پر ملال مین قبلہ و کعبہ کو صورت نہ دکھاؤنگا بلور نے ہاتھ تھام لیا کہا ای شیر بیشۂ جرات وای نہنگ بحر ہمت غلام خود اس امر کو قبول نہ کریگا یا تو اپنی جان دیگا یا اُستاد والا نژاد کو جا کر چھڑا لیگا بموجب مصرع ع واے برباد گرفتاری ما۔ سپاہی کے واسطے جان دینا اپنا خون اپنی گردن پر لینا بجز جرات ہی کیا حماقت ہی کہ روے سیاہ جا کر اپنے شاہنشاہ آسمان جاہ کو دکھائین خبر وحشت اثر سنائین آپکی راے سے غلام کی راے مطابق ہی یہ بھی نمک خوار صادق ہی ہر کارے روانہ کیجیے معلوم ہو کہ اُس بیچارے نے کیا کیا چند ساحر حاضر تھے اُنھون نے عرض کی بعد شکست حضور ہم ٹھہر گئے تھے دریافت ہوا کہ صرصر نے برہمن روئین تن کو گرفتار کر لیا اُس ملعون کی کیا لیاقت تھی کہ برہمن روئین تن پر دست انداز ہوتا اُس وقت جمشید نے آنکھون مین آنسو بھر کے کہا بڑے افسوس کی بات ہی خواجہ نے ہماری خبر نہ لی صرصر کی تو یون ہوا بندھے اور وہ سرو بوستان عیاری گل گلشن طراری سرفراز نہ کرین معلوم ہوتا ہی کہ اُنکو ہماری خبر نہین پہونچی بلور نے کہا راہ سے تو عرضیان لکھین فتح کی خبرین اُنکو ملین اس مصیبت کا حال نہ دریافت ہوا ہوگا ورنہ ضرور تشریف لاتے مصاحبون نے عرض کی اگر اجازت ہو ابھی جا کر خبرین جمشید و بلور نے کہا اتنا زمانہ کہان باقی ہی رات تھوڑی سی سوانگ بہت اب یہی دریافت کرو کہ اگر وہ ملعون برہمن روئین تن کو قید کر کے طرف افراسیاب جادو کے روانہ کرے تو راہ مین چلکر ٹھیرین اگر اُسکا قصد ہو کہ قتل کرین تو عین وقت پر لینے کو پہونچائین اس راے کو سب نے پسند کیا جمشید

وبلور نے ہرکارے روانہ کیے خبردار تو اُس جانب جاتے ہین لیکن کیوان نے بھی نامہ وار خدمت مین
افراسیاب کی روانہ کیا ہو اُس نامہ وار نے جاکر افراسیاب کو نامہ دیا افراسیاب شریک صحبت تھا
نشے مین شراب کے بلبلا رہا ہی ابلا ہوا بیٹھا ہی ایک سے کہ رہا ہی کیون صاحب جو تحریر سامری نامہ کی
سراسر غلط ٹھہری بلکہ انشا غلط املا غلط خداوندون نے نہین لکھا ہی ستارہ شناس اپنا زور طبیعت دکھانے
کو ایسی ایسی باتین لکھا کرتے ہین بس جگہہ ہی تحریر ہی سراسر غلط تقریر ہی کہ اسد غازی بادشاہ طلسم ہوشربا
کا قاتل ہی لکھنے والا بالکل جاہل ہی اسد مارا گیا داؤی امان کہا گئین اب مجھکو ہزار برس نہین کوئی مٹا سکتا
اب خروج کرونگا سب ملکون پر قبضہ کرونگا کوئی صاحب تاج و تخت باقی نہ ہے سب بادولت کو خراج دینگے
کل کی تاج بخشی کرونگا سب سے خراج لونگا سب سردار بھی خوش ہین حیرت البتہ واسطے ملکہ بہار کے
رنجیدہ کبیدہ بات کا افراسیاب کی جواب نہین دیتی اس حال مین نامہ وار نے آکر نامہ دیا افراسیاب
پڑھنے لگا تاج کو کج کیا بے اختیار مُنھ سے نکل گیا وہ مارا حیرت نے پوچھا کیون شہنشاہ کیا خوشی کی خبر آئی
افراسیاب نے کان مین کہا ہومان البق سوار تو مارا گیا مگر کیوان نے بڑا کار نمایان کیا مجھسے دریافت
کرتا ہی کہ برہمن کو زندہ لاؤن یا قتل کردون مین جواب لکھے دیتا ہون فوراً قتل کرنا اس ظالم کے خون سے
ہاتھ بھرنا دو فقرے لکھکر نامہ دار کو نامہ دیا کہا جلد اپنے کو پہونچا لیکن برق بصورت مبدل دربار مین
افراسیاب کے حاضر تھا حیران ہوا یہ نامہ دار کہان سے آیا افراسیاب نے بہت خوش ہوکر جواب لکھا
یہ سوچکر اسکا پیچھا کیا جب وہ لشکر کے کنارے پہونچا برق نے بشکل ساحر آواز دی میان جانے والے کہان
جاتے ہو وہ ساحر ٹھہرا برق قریب آیا کہا بھائی کون ہو کہان سے آتے ہو اُسنے کہا قطع جمشیدی سے
آتے ہین برہمن کو ہمارے آقا نے گرفتار کیا شہنشاہ کو لاکر نامہ دیا جواب مل گیا اب وہین جاتے ہین
برق گھبرا گیا کہا بھائی ہمنے کہا کہ تم پیدل جاتے ہو ایسا نہو عیار آکر مار ڈالے پر پرواز پیدا کرو اڑکر
نکل جاؤ کہین دنیا سے اُٹھو عیار بڑے صیاد ہین صاحب ظلم و بیداد ہین ہر وقت فکر مین رہتے ہین ساحر
نے کہا بھائی تمنے بڑا احسان کیا ہمکو آگاہ کردیا برق باتین کرتا ہوا ساتھ ہو لیا جب تنہائی مین پہونچا تو گویا
مبہوت کرچکا تھا طلقہ ہاے کمند مارے بیہوش کیا زبان مین سوزن دیکر اُسکو کنارے ڈالدیا نامہ لیکر
خدمت مین خواجہ کی آیا خواجہ کنارے لشکر کے خاموش کھڑے ہوے تھے برق نے لاکر وہ نامہ دیا کہا
اُستاد بڑا غضب ہوا کوئی مقام قلعہ قطع جمشیدی ہی وہان برہمن پکڑ لیا گیا افراسیاب سے کچھ

جواب لکھا مین ساحر کو بیہوش کرکے ڈال آیا نامہ حاضر ہی عمرو نے برق کو گلے سے لگا لیا کہا بیٹا بڑا کام کیا میرے
آجکل ہوش وحواس درست نہین ہین تاریک کی فکر مین گھرا ہون کوئی بات عقل مین نہین آتی مگر اب
لشکر سے ہوشیار رہنا مین براے رہائی برہمن جاتا ہون اگر وہ جوان قتل ہوگیا کوکب کا بازو ٹوٹ جائیگا
برق پلٹا عمرو نے اسیوقت اپنے کو بانہاے عیاری سے آراستہ کیا سمت قلعہ قطع جمشیدی روانہ ہوا اگر
اس شبکو کیوان تو مصروف عیش ونشاط ہوا بہر رات باقی تھی بلور وجمشید کو آکر ساحرون نے خبردی ای شہریار
غضب ہوا وہان میدان خونی کی تیاری ہورہی ہی ارادہ ہی بوقت سحر برہمن نامور کو قتل کرین صبح سے بھی
دربار مین حاضر ہی لشکر بے انتہا جمع ہوا آپسمین ذکر ہورہے ہین یہ مقام متبرک ہی کبھی یہان خونریزی نہوئی تھی
اب کوئی مسلمان زندہ نہ بچے گا برہمن جس بارگاہ مین قید ہی بارہ ہزار ساحر مقرر کیے ہین وہ سب حفاظت
مین مصروف ہین کیوان بھی جاگ رہا ہی آپ سے باہر ہی خود براے حفاظت قریب قید خانہ آتا ہی نگہبانون
کو جگاتا ہی یہ سنکر شاہزادہ جمشید وبلور چہار دست اپنے مقام سے اٹھے سلاح جنگ ذات پر آراستہ کیے
مشت خاک اٹھا کر گریبان مین ڈالی کفن سر سے لپیٹا کہا ای خاک تو لحد ہی اب جان دینے کی جد وکد ہی بلور نے
تاج سر پر جمشید کے رکھا جمشید نے کہا ای افسر والا نامدار اب تاج وتخت کیسا فلک نے گردش دکھائی چلکر
جان دیتے ہین بموجب مصرع مصرع حرمت شاہ وگدا زیر زمین یکسان ست بہ وقت مرنیکا قریب آیا اب
رعنائی زیبائی کی کیا ضرورت ہی اب بڑی رعنائی زیبائی یہ ہی کہ میدان سے قدم نہ ہٹے غیرت ہمراہ رہے
ہوس دنیا دامن نہ تھامے لڑبھڑ کر مرجائین یا استاد کو رہا کرین قبلہ وکعبہ آگر دیکھین کہ ہمارے فرزند نے رفیق
جانباز کو بچایا طلسم نور افشان مین سب تعریف جرأت کرین نامردی مشہور نہو بلور نے کہا تاج وتخت
کی برکت ہی غلام حضور سے آگے بڑھکر مریگا حضور ترغیب دینگے مرنے والے بڑھ جائینگے جمشید نے
سبکو آمادہ پایا ہر چند کہ بھوکے پیاسے خستہ شکستہ زخم ابیقرار تھے مگر حکم ملتے ہی تیار ہوے مسلح ہو کر براے
جانبازی حاضر ہوے برے جم گئے جمشید نے سبکو آفرین کہی کہا یارو اگر حیات باقی ہی کوکب ایک ایک
کو نہال کریگا عہدہ ہاے جلیل ملینگے بیٹے عرض کی حضور کو پروردگار سلامت رکھے سب کچھ ملا پایا عزت آبرو
ملی طلسم نور افشان مین نام ہوا ابتو جان دینے مین ننگ انجام ہی کسیقدر رات باقی تھی کہ یہ دونون جوانمرد
پشت ہاے مرکب پر سوار ہوے فوج ظفر موج لیکر چلے لیکن کیوان ابلق سوار تیرہ روزگار حکم دے چکا ہی
میدان خونی کی تیاری ہوچکی برہمن قید خانے مین تمام جسم پر قید سحر زبان ہلانا دشوار ہی نہایت مجبور ولاچار

ہی وہ شب مصیبت سے تڑپ تڑپ کے کاٹی سبکو دیکھتا ہی دشمن جان تشنہ بخون ہین ایک کا یہی قول ہی کہ اس
جوان کو قتل کرین اپنے آقا کے خونکا بدلا لین اسنے چراغ قطعہ قطع جمشیدی گل کر دیا خانۂ دلکو غم والم سے بھر دیا
ناگاہ مشعل ماہ گل ہوئی شمع ہاے سیارگان لہرائین آفتاب عالمتاب بصد قہر وعتاب تیغۂ مہر کو حمائل کرکے
توسن فلک پر جلوہ فرما ہوا برہمن نامدار کو نگہبانون نے زنجیر تھام کر کھینچا کشان کشان سمت میدان خونی
لیچلے کیوان پشت مرکب پر سوار ہوا سات لاکھ فوج ریشان شہر ہمراہ رکاب ہر ایک کوچہ وقباب سے سر کنار
کھڑی ہوکر تماشا دیکھنے لگی مشتاق ہی کہ برہمن قتل ہوے تو خبر لیکر خدمت مین افراسیاب کے جاؤن جاکر خوشخبری
سناؤن یہ سوچکر کنارے آکے ٹھہری برہمن کو کشان کشان لیکر آئے بینے دیکھا برہمن صف شکن مسلسل
ومطوق زبان مین سوزن ہمراہ ساحران رہزن قفل مار آتشین دہن پر چڑھا ہوا گلے مین ماران سیاہ لپٹے
ہوے کیوان کو بڑا خوف ہی کہ ذرا بھی غفلت ہوئی یہ ظالم رہا ہو جائیگا اسکا چھوٹنا قیامت برپا ہوگی ایک
کو زندہ نچھوڑے گا بعض مصاحب کیوان سے کہرہے ہین جلدی کیجیے ایسا نہو کوکب کو خبر ہو پہنچے اُس
سے کون مقابلہ کرسکیگا وہ بادشاہ جلیل اس جوان کا کفیل اُسکو کون جواب دیگا کیوان بھی سمجھا سچ کہتے
ہین فورًا جلادون کو حکم دیا اس کو قتل کرو جلادون نے سر زنجیر برہمن کو تھام کر کھینچا چبوترہ ریت کا
بنایا اُسپہ برہمن کو بٹھایا اسوقت سب طرح کے لوگ وہان جمع ہین شوکت ولیاقت برہمن کو خوب جانتے
ہین اس جوان رعنا کو شکر یہ پڑے طلسم نور افشان وطلسم ہوشربا کے بخوبی پہچانتے ہین مشہور ہی یہ جوان
خیر خواہ دولت شہنشاہ کوکب روشنضمیر صاحب جاہ وتوقیر ساعت نیک وبد ہر وقت کوکب کو بتاتا ہی
ستارہ شناس فلک اساس صاحب حسب ونسب مشیر باادب اُسکی یہ خرابی درپیش ہی مقام پس وپیش ہی
سننے کہتے ہین حقیقت مین دنیا مقام عبرت ہی نہ جلسے عشرت ایک لمحہ بھر مین کیا کا کیا ہوتا ہی کوئی ہنستا ہی
کوئی روتا ہی دنیا مین اگر آسایش غیر ممکن ہی دو چیزین ہر شخص کے ساتھ ہین از فقیر تا شاہ یعنی ہوس دنیوی
وخواہش کاہش اگر بادشاہ ہفت اقلیم ہی قصد رکھتا ہی تو یہی کہ ایک اور اقلیم پیدا ہو اُسپر بھی قبضہ کرون
درویش جلد ریش ترک دنیا کر چکا لیکن فکر آب ونان مین مصروف ہی کل امورات دنیا خواہش وکاہش
پر موقوف ہی آرام ملنا دشوار کوئی مضطر کوئی بیقرار بقول شاعر نامدار اشعار

سرے در عہدہ سامان ندارد
کہ درد مفلسی درمان ندارد

کسے گر آب دارد نان ندارد
بشیرین سخاوت جان بود لیک

منادی میزند درشش جہت پاس
کسے کو زر ندارد جان ندارد

چنان عام ست بے آبے درین عہد
بجز یک نان فلک در خوان ندارد
حد یثم از زمان دیگران ست
کہ بر وی لشکند نادان ندارد
بیابان طی مکن کش ہر بن خار
کداے شیر غولستان ندارد
لب در شکر جنباند بداند
زمردم عیب خود پنہان ندارد
کسے کو راند و ترکش تواند
دگر کافر بت ایمان ندارد
کسے کو ترک گیر د گر بداند
نکو بشنو کہ گوش آن ندارد
کہ بہرام آب در پیکان ندارد
محو لو لو کہ از بس تنگ دستی
زمن این گفتگو امکان ندارد
بدریا در مشو کم در زہ اشوب
کم از صد غول سرگردان ندارد
ز نافرمانی و ناشکری حق
کہ منعم نعمت ارزان ندارد
کہ دشمن چون بطعنش لب کشاید
وے آہنگ ترک آن ندارد
کسے کو نے بداند نے تواند
ہما نان ایزدش حیران ندارد
ز قحط نان بہمانی عیسے
خرزف ہم در صدف عمان ندارد
چرا دستے نگہدارد زمانہ
جہان یک قطرہ بے طوفان ندارد
بیابان چیست آن عہد و گر بود
ہزاران عیدیک قربان ندارد
کسے کو وا ماند و مغلوب نفس است
ہمان نقشش زکبر انسان ندارد
اگر مومن بود زنجیر قلاب
بمعشوق ازل پیمان ندارد
ہمین گفتن نکو آید ز عرفی

اسوقت ایک ہنگامہ ہی کوئی عبرت مین کوئی عشرت مین کوئی کہتا ہے بڑا جلیل قتل ہوتا ہی کوئی کہتا ہی ایسے کا قتل ہوتا بہتر ہی سامری پرستون کا قاتل ہی قوم برہمن مگر بالکل جاہل ہی اسکو مناسب تھا کہ کوکب کو سمجھاتا کہ عمرو کا ساتھ نہ دو افراسیاب سے دشمنی نہ پیدا کرو بیدین یاد نہ تھا اب کیسا بدحواس ہی حیران حیران چہارجانب دیکھ رہا ہی اب جان کا خوف ہوا اگر اسوقت شہنشاہ سامنے ہوتے اُنکے قدمون پر گرتا خطا معاف کراتا بعض نے کہا واہ بہادر ایسا نہین کرتے یہ مرد سپاہی ہی افراسیاب کے سامنے کبھی سر نہ جھکائیگا صاحب غیرت ولیاقت جرأت وسخاوت اسکا شیوہ ہی بڑے بڑے مقامات پر لڑا ہی کبھی منہ نہین پھیرا فوج مین تو یہ ہنگامہ ہی لیکن جلاد صاحب بیداد نے برہمن کو کھینچکر آواز دی ای بادشاہ جمجاہ ای عالم پناہ حکم اجل بجھکر دیجیے کا بڑا شخص جلیل ہی اسکے خون کے دعوےدار بہت ہین ساربان نزادہ تین روپیہ کا پیادہ بڑی فکر کریگا اسکے واسطے جان لڑا دیگا کوکب روشن ضمیر ونور افشان اسکے نام کے عاشق ہین وہ بھی آئینگے اپنی جان لڑا ئینگے کیوان نے جواب دیا او بیحیا کیا بکتا ہو ہمنے ایسے ہزارون قتل کیے کوکب ونور افشان کیا کرسکتے ہین ہم خود لشکرکشی کرکے برج طلسم نور افشان جائینگے اسیطرح میان کوکب کو بھی پکڑ لائینگے یہی اُنکا بھی حال ہوگا اتو ما بدولت سنے

لڑائی پر کمر باندھی ہے بھائی کے خون کا معاوضہ لینا واجب و لازم ہے اب جلاد نے شانہ پکڑ کے برہمن کا ہلایا کہا اے جوان جو کھانا ہو کھا لے جو بائی کی ہوس ہو دریا دلی دکھا مین آب شمشیر پلا مین اگر کسیکے دیکھنے کی ہوس ہو اسکو بلا دین جو دل مین اشتیاق ہو ظاہر کر پیمانہ عمر تیرا لبریز ہوا رشتہ حیات منقطع ہوا یہ سنکر برہمن نے سر ہلا دیا کلام کی طاقت نہ تھی زبان مین سوزن دہن پر قفل ہائے آتشین نہایت اندوہگین لیکن اشارے سے مراد یہ تھی کہ او نامرد کھانے کے واسطے لخت دل بجائے آب خون جگر اسوقت کچھ ہوس نہیں ہے آرزوئے دیدار اپنے آقائے نامدار کی دنیا سے لیچلے یہ اشارہ کر کے برہمن کی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوئے چار جانب حیران حیران دیکھتا تھا کوئی دوست مونس غمگسار نظر نہ آیا اُس بیکسی مین اپنے پیدا کرنے والے کو یاد کیا دل رجوع ہو گیا عرض کرتا تھا اے معبود تو ہر مقام پر موجود ہے دشمنون سے کیا ڈر بموجب مضمون مصرع مصرع ع دشمن اگر قویست نگہبان قوی ترست ہے بطن مادر مین جگہ دی ایک قطرہ نجس کو یہ مرتبہ عنایت ہوا صاحب شوکت و لیاقت ہوا اسوقت بھی تو معین و مددگار ہے اپنے ناخدائے حقیقی کو یاد کیا اب بیڑا پار ہے برہمن نے بلک کر دعا کی کیوان نے تیسرا حکم دیا جلاد نے تیغہ بیداد کھینچا چاہا کہ ہاتھ مارا سب نے دیکھا برق چمک کر گری جلاد ملعون کے دو ٹکڑے ہوئے صدائے نعرہ شیر آئی زمین تھرائی نعرہ کوکب

منم مالک ملک افسونگری
دلیر و قوی پنجہ انجم سپاہ
شہنشاہ کوکب شہ بے نظیر
قوی دست بازو و رستم تشیم

منم رائج سکۂ ساحری
منم گوہر بحر جاہ و جلال
ملقب بہ القاب روشن ضمیر

منم صاحب شوکت و عز و جاہ
منم آفتاب سپہر کمال
جلالت شعار و فریدون حشم

سب نے دیکھا اُس برق جہندہ سے کوکب ظاہر ہوا تاج شہریاری بر سر زرہ یاقوتی در بر دریائے جواہر مین غوطہ مارے ہوئے غصے سے چہرہ گلنار ابروئے خمدار ملے ہوئے تیغہ برق تاب بصد قہر و عتاب ہاتھ مین غصہ بات بات مین آتے ہی برہمن کی زبان سے سوزن نکالا کچھ خاک اُٹھا کر اُڑا دی خاک اُڑتے ہی اُن بیچارون کے دل غبار الم چھا گیا ہزارون نے جھوم کر آواز دی منم غلامان شہنشاہ کوکب روشن ضمیر یہ کہکر آپسمین لڑنے لگے کوکب نے ناک دو چرکیے زمین تھرائی فوج کیوان ابلق سوار گھبرائی بھائی کو بھائی نے مارا باپ کو بیٹے نے للکارا کوکب نے تو یون فوج کفار کو مٹانا شروع کیا لیکن برہمن تکلیف اُٹھائے ہوئے غصے مین اُٹھا یہ قہر و غضب تمام جا پڑا اسکو چیر کر پھینک دیا کہین جھپٹ کر شعلہ آگ برسائی کبھی دریائے سحر نے جوش مارا بڑھکے بر

پہلوانون کو بڑھکر برہمن نے للکارا کوکب بھی لڑتا ہوا طرف کیوان ابلق سوار کے جاتا ہے نامردی اسکی
ناگوار جام بادہ شجاعت سے سرشار دس بارہ ہزار کے قلب اُلٹ دیئے بارہ ہزار ساتھ لاکھ پر جا پڑے
جان جانیکا خوف نہ تھا دام سحر کوکب مین پھنسے ہوے ایک ایک کو یہی اشتیاق ہے کہ ہزارون کو مارین
لیکن لڑتا بھڑتا للکارتا ہوا صفون کو درہم کر رہا ہے کیوان بڑے بڑے سحر کرتا ہے کوکب نے جب اشارہ کیا
سحر اُسکا دفع کر دیا برہمن نے لاشون سے میدان کارزار بھر دیا عین گرمی جنگ تھی ان شیرون کا وہ روباہ
صفت بار نہ اُٹھا سکتے تھے بڑے بڑے پہلوانون کو آئینہ وار سکتے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی جمشید بن کوکب
و بلور چہار دست مع فوج ظفر موج آکر پہونچے جمشید نے اپنے والد نامدار کی آواز سنی بلور سے کہا
ای برادر نوشہنشاہ کے نعرے کی آواز آتی ہے معلوم ہوتا ہے مرأت واقعہ مین حال آئینہ ہوا اب نامردون کی
قلعی کھلے گی بلور نے کہا خدا شہنشاہ کو سلامت رکھے اپنے غمخوار کا قتل کب گوارا کرتے اہالیان فوج کے
بھی خوشی سے چہرے سرخ ہوے تلوارین کھینچکر ان شیرون نے بھی نعرے کیے فوج کیوان پر جا پڑے
کوکب اس جوش مین تھا کسی کا خیال نکیا کیوان کو تاکے ہوے جاتا ہے ہر مرتبہ یہی نعرہ ہے او نامرد ازلی
وابدی تو نے برہمن کو بے وارث جانا تھا عیارہ کے بھروسے پر قلعہ سے نکلا اب بھی خیر ہے رومال سے
ہاتھ باندھ لے برہمن سے خطا معاف کرا اُنہین کا تو خطاوار ہے مین کچھ نہ کہونگا وہ بحیا مغرور ہر مرتبہ سحر کرتا ہے
چہار جانب سے کوکب پر گولے پڑ رہے ہین جمشید و بلور بھی لڑ رہے ہین کوکب نے اُٹھا کر اک سنگریزہ
مارا اُن سنگدلون پر پتھر برسے ہزارون کے سر پھٹ گئے کیوان کا تخت ٹوٹا یہ بدبخت تخت سے گرا
چاہا بھاگ کر قلعہ مین جاؤن کوکب نے بلور و جمشید کو بہ قہر و غضب تمام آواز دی خبردار یہ بحیا قلعہ مین
نجانے پائے مین بے قتل کیے اسکو نچھوڑونگا بلور و جمشید غصہ کوکب کا دیکھکر کانپ گئے لڑتے ہوے
جھپٹے جاکر قلعہ کو پشت پر لیا خندق کو لاشون سے پاٹ دیا اب کیوان گھبرایا دیکھا در قلعہ پر ساتھ والے
جمشید و بلور کے راہ روکے کھڑے ہین جو اُدھر گیا واصل جہنم ہوا مجمع ساحران قطع جمشیدی کا درہم
و برہم ہوا لاشون سے میدان معمور ہزارہا تڑپ رہے ہین اب کیوان کو کچھ بن نہین پڑتا بھاگا بھاگا پھرتا ہے
ملحوظ خاطر ناظرین و شائقین ہو بزرگی اس قلعہ کی تحریر کر چکا ہون ستیون کے مٹھ بھی اس سرحد مین بہت ہین جب
پرستاران سامری کو اپنی عبادت پر ناز ہوا اپنے کو زندہ دفن کرایا جا بجا گنبد بنے ہوے ہین یعنی وہ نشان ہے
کیوان بھاگتا ہے کہ فلان بزرگ ہمارے اس مقام پر دفن ہوے ایک گنبد کلان بنا ہوا ہے کیوان

جب بہت گھبرایا اُس گنبد کی جانب بھاگا کوکب نے تعاقب کیا برہمن بھی دیکھتا ہوا جاتا ہی کہ کیوان
ہر مقام پر ٹھہر جاتا ہی کوکب پر سحر ہو رہے ہین لیکن کوکب دریاے آتش کو جھیلتا جاتا ہی اگر دریاے آب ملا
جوش قہر و غضب مین پھاند پڑا چند ساعت مین دریا کو خشک کیا آگے بڑھا آگ کا دریا ملا گیا گرم مزاج
صاحب تخت و تاج وہان کھڑے ہو کر پانی برسایا اُس دریاے آتش کو بھی مٹایا خود شعلہ بنا ہوا جسم ترنج
سے سحر کے چھنا ہوا تاج کو سنبھالتا جاتا ہی فوجون کو شکست دی یہی فکر ہی کیوان کو نہ جانے دون اس
بچیانے میرے قوت بازو کو بڑی تکلیف پہونچائی اب کیون بھاگا بھاگا پھرتا ہی کبھی نعرہ کیا او غول صحرا
نامرد ٹھہر جا مقابلہ کر تو نے برہمن کو گرفتار کیا تھا مجھسے بھی تو آنکھ چار کر بڑھکر کوئی وار کر کیوان
کو آئینہ شمشیر کوکب مین جلوۂ عروس مرگ دکھائی دیتا ہی سواے بھاگنے کے کچھ نہین بن پڑتا اُس
گنبد کلان کے جانب جاتا ہی برہمن نے دور سے دیکھا میرے شاہ نے بڑی مشقت کی فوجین بیچ
مین حائل ہین میرے شہنشاہ گھائل ہین یہ سوچکر تیغہ ٹیک کر جست کی ہر غول مین لڑا افسران نامی کو
لوٹ کر مارا سحر بھی کرتا ہی شمشیرزنی بھی صف شکنی بھی کیوان نے دیکھا اب دو شیر میرے تعاقب مین
آتے ہین کہان بھاگ کر جاؤن کیونکر جان بچاؤن برہمن برابر پہونچ گیا کوکب نے بھی دور سے
دیکھا کہ برہمن نے کئی افسر مارے قریب کیوان ابلق سوار کے پہونچ گیا کیوان نے وار کیا
برہمن نے روکا تلوار کا وار کیا کیوان نے سپر سحر کو پناہ کیا تیغہ برہمن تڑپ کر گرا اُسکا سارا زخمی ہوا
اب خود سر کو سواے بھاگنے کے کوئی راستہ نہ ملا جست کر کے اُس گنبد کلان مین پہونچا قطع اُسکی یہ ہی کہ چہار
جانب سے دروازے کھلے ہوے بیچ مین چند سنگریزے رکھے ہین اُسپر کچھ ہار پھول پڑے ہین ذہن مین
نہین آتا کہ یہ کیا مقام ہی جیسے ہی کیوان اندر گنبد کے پہونچا جدھر سے برہمن آتا تھا اُدھر کا دروازہ
اسنے بند کیا برہمن نے ایک لات ماری کہ وہ درکفِ نفاق گرا برہمن بھی اندر آیا اُسوقت کیوان نے اک
چیخ ماری اور یہ آواز دی کہ دادا جان مجھکو بچایئے جیسے ہی اُسنے یہ صدا دی زمین سے آواز ہیبتناک
آئی قریب تھا کہ کان کے پردے شق ہون برہمن نے اسپر بھی کچھ خیال نہ کیا چاہا کیوان پر ہاتھ
مارے کہ زمین سے دھوان نکلا شعلہ آتش بھڑکا چند شعلہ ہاے آتش برہمن کے گرد ہو گئے آہ آہ کی
آواز دینے لگا تلوار چھوٹ پڑی سپر نے پشتی بانی نہ کی کمان مین خم آیا خنجر مین دم نہ تھا مثل تصویر برہمن
خاموش ہو کے کھڑا ہو گیا کیوان نے جو برہمن کو اس حال پُر ملال مین دیکھا تیغہ کھینچکر قریب آیا کہ سر کاٹ

دون کوکب نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ برہمن اندر جا کے مبہوت ہو گیا کیوان سر کاٹا چاہتا ہی تاب باقی نہی آواز
دی اے قابو پرست بدست کیا کرتا ہو دست خود را نگہدار اینک رسیدیم اسطرح کا نعرہ کرکے شگاف کیا کیوان
اندر گنبد کے ٹھہر گیا ہاتھ روکا کوکب بتعجیل اندر گنبد کے ہو پہنچا برہمن کو پشت پر لیا کئی مرتبہ آواز دی
اے یار وفادار ہوشیار ہو جاؤ برہمن نے کچھ جواب دیا آنکھیں پتھرائی ہوئی ہاتھ پاؤں بیکار صاف ظاہر
ہی کہ کوئی اعضائے جسمی پر برہمن کا قابو نہین ہی کوکب نے کیوان کو دیکھا کئی شعلہ ہائے آتش
بھڑک کر کوکب پر آئے کوکب بادشاہ طلسم نور افشان اُس آگ کو کب مانتا ہی ہاتھ سے اشارہ
کیا چند قطرات آب پیدا ہوے شعلے بجھ گئے کیوان نے اتنی مہلت پائی یہ بھی دیکھا کہ کوکب برائے
برہمن سینہ سپر ہو ہاتھ تلوار کا برسر کوکب لگایا کوکب کو نہایت غصہ تھا بڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا
جھٹکا مار کر تلوار چھین لی وہ ملعون میاک لپٹ پڑا مگر پکارتا جاتا ہی داد اجان دوڑو جلد مجھے اس ظالم کے ہاتھ
سے بچاؤ جب وہ آواز دیتا ہی شعلہ ہائے آتش کوکب کو گھیرتے ہین اگرچہ کئی آبلے پڑے کڑیان زرہ کی گرم ہوئین
لیکن کوکب نے کچھ خیال بھی نہ کیا جیسے ہی وہ لپٹ پڑا غصے مین گردن پر ہاتھ ڈالکر کہ بارادہ بچایا منہ کے
بل زمین پر آیا کوکب نے کمر مین ہاتھ ڈال کے کیوان کو اُٹھا لیا سر سے بلند کیا زمین پر مارا چھاتی پر
چڑھ کے سر کھینچ لیا اُدھر تو کیوان مارا گیا لاشہ زمین پر تڑپا صدا ہے ہاہو کان مین آئی کوکب نے چاہا
مارکر اسکو گنبد سے نکلوں آواز آئی او شخص تو کون ہی روح سامری کو ستایا بے ادبی کرتے ہوے کچھ خوف نہ
آیا کوکب نے چار جانب دیکھا کوئی کہنے والا معلوم نہوا برہمن اسطرح جلا ہے آتش مین جھلسا ہی آہ آہ کر رہا
ہی معلوم ہوتا ہی جل جائیگا استخوان تک خاک ہو جائینگے آنکھیں پتھرائی ہوئین چہرہ اُداس عالم یاس پھر زمین
شق ہوئی ایک زنگی نکلا تیغہ برہنہ ہاتھ مین کوکب کو اُس زنگی نے دو اشتم کوکب پر جا پڑا ہاتھ تلوار
کا مارا کوکب نے دیکھا میرے ہاتھ پاؤں مین رعشہ ہی ہاتھ نہین اُٹھتا زنگی کا تیغہ پڑیگا دو ٹکڑے ہو جاؤنگا بمشکل
تلوار کا ہاتھ اُٹھایا تیغہ اُسکا کاٹتا تھا کوکب نے اتنا کام نہ کیا زنگی پر پنجہ قابض ہوتا تھا بمشکل سحر یاد کیا
اپنے کو بچایا اسپر وار کیا سر پر لگا کے تلوار پڑی دو ٹکڑے تو ہو مگر مشخص سا ایک روشن پیدا ہوا اُسمین سے دھوان
نکلا اُس دھوئین سے کوکب کی بھی آنکھین خیرہ ہین بادشاہ طلسم نور افشان ہی ہر چند اپنے کو سنبھالتا
ہی نہین سنبھل سکتا غش آنے لگا صرف اتنا ہوا کہ کوکب نے کوئی اسم سحر پڑھا گلے مین جو تھا یاقوت احمر
کا تھا وہ دو دانے شکست ہوئے دو طائر کلان بے مصروف بند و بست ہوے اکمہ جا کر نے بڑھکر

زنگی کو رو کا ایک سر پر کوکب کے سایہ فگن ہوا اسطرح کا انتظام کیا یا باعث سلطنت طلسم نور افشان تھا
وہ دونون طائر غل مچاتے ہین جب زنگی چاہتا ہی کوکب کو قتل کرون طائر اپنا گلا رکھتے ہین پیرون سے سر
ٹیکتے ہین جیسے کوئی عاشق صادق معشوق کو بچاتا ہی زنگی جھوم جھوم جاتا ہی کوکب کو ہاتھ نہین مار سکتا یکایک
زمین سے آواز آئی او غلام بے ادب اس گنہگار کو سزا دے یہ جو آواز آئی یا تو زنگی کے اُن طائرون کو دیکھ کر ہوش
اُڑے سے تھے سست ہو رہا تھا اس صدا سے قوت آگئی دونون طائرون کو پکڑ کے پھیر ڈالا تیغہ کھینچ کر کوکب
کی طرف چلا یہ معرکہ باہر جمشید بن کوکب نے دیکھا ہاے قبلہ و کعبہ کہکے دوڑا بڑے زور و شور سے گولہ مارا
جب وہ گولہ قریب زنگی کے پہونچا گولے پر اسنے ہاتھ مارا اور آواز دی تم سب قہر سامری و جمشید مین مبتلا
نہین ہوتے ہو بے ادبی و سرکشی کرتے ہو وہ گولہ اُلٹا پلٹا پیرون در گنبد آ کر پھٹا اسقدر دھوان نکلا کہ بلور
و جمشید غش کھا کے گرے تمام افسر گرنے لگے دھوان جسکی آنکھ تک پہونچا وہ نابینان ہوا الہلکے قریب
جمشید کے گرا صداے آہ آہ زبان سے بلند ہر کس و ناکس دردمند ان سبکا جب اس زنگی نے یہ حال
کیا پھر قصد ہوا کوکب پر جا پڑون کوکب اُسطرح سکوت مین کھڑا ہی ایسا بدحواس ہی نہ بھاگتا ہی نہ زنگی پر وار
کرتا ہی چرخ مار رہا ہی آنکھین ڈگڈگا رہی ہین جیسے کوئی کئی دن کا پیاسا ہو چہرہ پر ہوائیان تمام جسم مین رعشہ
برہمن اُس حال مین کوکب اس ملال مین دونون بلاے آسمانی مین مبتلا باہر جمشید و بلور پر جو معرکہ گذرا
کہ بدحواس ہو کر زمین پر گرے دھوئین کو دمبدم تکتی ہی زنگی سیاہ رو و تیرہ درون تلوار کو تول رہا ہی کہ کوکب
کا سر کاٹ لون برہمن کو پامال کرون لیکن نہین معلوم کیا سبب ہی کہ وہ بھی جھوم رہا ہی قریب کوکب
نہین آتا اور کوکب کی بھی یہ کیفیت نہ روے رفتن نہ راہ ماندن سامنے زنگی راہزن باہر سے صداے
وا ویلا آئی ہی ملازم بلک بلک کے پکارتے ہین خداوندا ہمارے آقا کو بچا لے ہم سبکو پناہ دے چند ساعت یہی
معاملہ رہا زنگی پھر تیرہ ہوا تیغہ تولا چاہا سر کوکب پر ماردون کہ آسمان سے اک برق چمکی صداے ہیبت ناک آئی
اُس برق سے تڑاقا ہوا چند قطرے پانی کے گرے پہلے جمشید کو ہوش آیا بلور بھی اپنے مقام سے اُٹھا چاہا
دوڑ کر اندر گنبد کے جائین کوکب و برہمن کو بچائین لیکن قدم نہ اُٹھا گنبد مین نجاسکے ہونٹھ نہ ہلا سکے
یکایک وہ برق شق ہوئی سبنے دیکھا نور افشان بصد شوکت و شان تاج سر پر چمک کر زمین پر گرا جو باہر
گنبد کے تھے اُنپر تو باران سحر برسایا گنبد کے اندر تڑپ کے پہونچا زنگی سیاہ رو کو بقہر و غضب للکارا آواز دی
او نامرد خبردار ہاتھ نہ اُٹھانا یہ شہنشاہ طلسم کوکب روشن ضمیر صاحب جاہ و توقیر تجھکو بھی یہ لیاقت ہوئی

کر بادشاہ عالیجاہ پر وار کرے ہٹ سامنے سے گنبد سے نکل جا ورنہ سزا ے کامل پائیگا ہمارے دوستان صادق
محبان واثق کا مقام ہی تجھکو کیا لیاقت ہی ایسے کلمات کہکر نور افشان قریب کوکب آیا سینہ اپنا سپر کردیا
کوکب کے جانب پلٹ کر کہا یہ کیا غضب کیا گنبد مین کیون گھس آئے آجتک یہ نہ سمجھے کہ طلسم ہوشربا
مین کیا کیا بلائین ہین خدا انجام بخیر کرے یہ کہکے نور افشان کی مٹھی مین اک طائر مغبت رنگ تھا اُسکو چھوڑا
وہ ذفیل مارکے گرد سر کوکب و برہمن پھرا آہ کا نعرہ کیا طائر کے منھ سے شعلہ نکلا جلکر خاک ہوا وہ خاک سبز
کوکب و برہمن پر گری دونون کو ہوش آیا دھوان برطرف ہوا زنگی نے نعرہ کیا او شخص تو نے غضب
کیا میرے قیدیون کو چھوڑا لیا یہ دونون بڑے گنہگار ہین قاتل کیوان ابلق سوار ہین یہ کہکے تیغہ مارا
نور افشان نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تاب نہ باقی رہی ایک طمانچہ مارا تڑاقی کی آواز آئی سر زنگی کا اُڑ گیا
لاشہ زمین پر تڑپا اب ملحوظ خاطر ناظرین ہو عجب طرح کا مقام ہی کمیت قلم کدھر جولان کر رہا ہی طرارے بھرا
چاہتا ہی پیک صبا سے آگے بڑھ جاؤن سبزہ فلک کو پامال کردن باگ کو روک رہا ہون شہسوار فکر جولان
گری کا مشتاق ہی ایسے مقام دلچسپ کا آجانا یہ بھی اک اتفاق ہی جب نور افشان نے زنگی کو مارا ہرچند کہ
رازدار تھا لیکن غصے مین تاب نہ ہی کوکب و برہمن نے دیکھا جس مقام پر سنگریزے بار پھول پڑے
تھے اُتنا طبقہ تو اُڑگیا اک روشنی معلوم ہوئی آنکھین ملکر دیکھا اک تخت یاقوت نگار اُسپر اک بادشاہ باوقار تاج
سر پر قبائے قلمکار دربر سپر و شمشیر سامنے رکھی ہوئی آنکھین غصے سے سُرخ آواز دی یہ کون بے ادب ہی یہ
کیا غضب ہی کسنے ہمارے ملازم جانباز کو مارا مابدولت کے مسکن مین بے ادبانہ قدم رکھا ہی شرط ہی کہ آتش
قہر و غضب مین پھونک دون اپنے مقام سے اُٹھون بڑی مابدولت کو تکلیف پہونچائی جیسے ہی نور افشان
نے اُس بادشاہ کو دیکھا کوکب و برہمن کو اشارہ کیا یہ تو سر جھکا کر کھڑے ہوئے نور افشان نے بڑھکر
آواز دی ای بادشاہ عالیجاہ ای معین و مددگار دین سامری ای شہسوار عرصۂ افسونگری ای دُرِّ دریاے
ہمت ای تاجدار اقلیم سخاوت کیا ساعت نیک ہی کہ آج بعد عرصۂ دراز جمال جہان آرا دیکھا ملاقات سے
مشرف ہوئے شعر بیا بیا کہ ترا تنگ در کنار کشم * بہ تنگ آمدہ ام چند انتظار کشم * ای شہنشاہ ملک
اطلس گلگون پوش اب تو آپ برآمد ہوئے باہر تشریف لائیے مشتاقون کو سرفراز فرمائیے یہ کہکے
ملک اطلس کا ہاتھ تھام لیا ملک اطلس نے پوچھا ای برادر نور افشان یہ کس نے بے ادبی کی
اندر گنبد کے قدم رکھا ہمارے غلام خاص کو مارا کیوان کو للکارا نور افشان نے کہا باہر تشریف لائیے

سب کیفیتیں عرض کرونگا اب چندے پردۂ دنیا کی ہوا کھائیے یہ کہکر بلور کو آواز دی ای سپہ سالار جلد بارگاہ میں
استادہ کرو ہمارے دوست صادق کے واسطے سامان عیش و عشرت مہیا ہو برہمن و کوکب حیران حیران
دیکھ رہے ہین کہ ای پروردگار یہ کیا معرکہ ہی یہ کون شخص ہی کہ جو زمین کے اندر سے اسطرح بصد کروفر نکلا جاہ و
جلال کو اسکے دیکھکر ہوش اُڑے جاتے ہین لیکن نور افشان اس جوان کو لیکر باہر نکلے چند کس سے اشارہ
کیا شہنشاہ کا تخت اُٹھالو ملازمون نے تخت کاندھے پر اُٹھایا جب ملک اطلس ساتھ نور افشان
کے بیرون گنبد آیا پوچھا ای برادر بتاؤ یہ دونون جوان کون ہین نور افشان نے اشارہ کیا یہ جوان برہمن
وہ جوان شہنشاہ کوکب صف شکن بادشاہ طلسم نور افشان دونون میرے شاگرد رشید آپکی ملاقات
کے جویا تھے افراسیاب نے بڑی بدعت پر کمر باندھی ہی اُسی بدعت کا یہ بھی اک نمونہ ہی کہ سرحد قطع
جمشیدی مین خونریزی ہوئی آپکے گنبد کے اندر یہ آفتین زمانہ انقلاب ہی اہالیان ہوشربا و نور افشان
کو اضطراب ہی ملک اطلس نے کہا ای برادر مفصل حال بیان کرو یہ کیا ہنگامہ ہوا سامری پرست آپسمین
کیون لڑے قطع جمشیدی مین کیون معرکے پڑے اس زمین بزرگ پر ہمارے عزیز و اقارب مارے
گئے نور افشان نے کہا چلکر سریر جہانبانی پر متمکن ہوجیے کل کیفیت عرض کرونگا اتنے عرصے مین بلور
نے بڑھکر بارگاہ زربفتی استادہ کرائی طائفے طلب کئے شراب و کباب جملہ سردار قاعدے سے آکر حاضر ہوئے
تمام لشکر مین ہلڑ ہی شہنشاہ عالیجاہ ملک اطلس گلگون پوش آفتاب قطع جمشیدی دو سو برس کے
بعد زمین سے نکلے دیکھو کیا حسن ہی کیا جمال ہی کیا جاہ ہی کیا جلال ہی مقبول بارگاہ سامری و جمشید
ہین نہین معلوم برآمد ہونے مین کیا بھید ہین اور سرداران قطع جمشیدی نے ملک اطلس کے ہاتھ چومے
گرد پھرے تصدق نثار ہوے نور افشان نے ذرا مہلت جو پائی کوکب و برہمن و جمشید و بلور سے
اشارہ کیا خبردار خبردار کوئی دین اسلام کا نام نہ لے اگر اسکو ثابت ہوجائیگا کہ اہل اسلام نے آکر کیوان
کو مارا یہ ظاہر ہوا کہ یہ لوگ طرفداران اہل اسلام ہین ابھی غضب ہوجائیگا اب مین اسکو دام کلام مین
پھنساتا ہون دیکھون تقدیر کیا دکھاے ایک امر کا اور خیال رکھنا اگر شاید کسیوجہ سے خواجہ یہان آتے
ہون تو ان سے کہدو براے خدا آپ چلے جائیے اسکے سامنے نہ آئیے ورنہ ابھی پردہ اُٹھ جاے گا
کوکب نے قریب آکر پوچھا اُستاد آپکے ارشاد کے تو ہم پابند ہین مگر یہ کون ہی نور افشان نے
کہا اے فرزند کئی سو برس اسنے پوجا پاٹ کیا جب ضعیف ہوگیا امید حصول شباب مین اپنے کو دفن کرا یا

دیکھو جوان ہوکے نکلا سر پر اسکے تیغے کیوان کو مارا وہ جوان زنگی لاکھ پر بھاری تھا جو میرے ہاتھ سے واصل
جہنم ہوا اب ان باتون کو چھپاؤن گا ایک بات سوچا ہون چلکر بیٹھے تو وہ تمہید اُٹھاؤن دام کرمین پھنساؤن
لیکن یہ سب خیال خام و تصور ناتمام ہین افراسیاب اسکی خبر سنکر خود دوڑا آئیگا اگر کہین خدانخواستہ یہ جاکر
شریک افراسیاب ہوا اُدھر بدعت تاریک تفکل کش ادھر اگر یہ پہونچ گیا کون بہادر بار اُٹھا سکیگا جواب
دینا دشوار ہوگا خدا اہل اسلام کو اسکی بدعت سے بچائے آیندہ جو کچھ ہوگا دیکھا جائیگا اسوقت تو مین چلکر
فقرہ دیتا ہون اگر نکلتے ہی جنگ پر آمادہ ہوتا سراسر تباہی تھی اسوقت تو مین نے فقرہ دیا ہی آیندہ دیکھا
جائیگا کوکب و برہمن خاموش ہوے نور افشان ملک اطلس کو ہمراہ لیے ہوے داخل بارگاہ
زرنفتی ہوا تخت پر ملک اطلس کو جگہ دی قریب تخت زنگل نور افشان ایک جانب کوکب
ایک جانب برہمن اور تمام سردار اپنے اپنے مقام پر آکر بیٹھے نور افشان نے حکم دیا عمدہ طعام لطیفے
لاؤ ملک اطلس نے کہا ای برادر نور افشان مین اس معرکے کے سننے کا بہت مشتاق ہون نور افشان
نے کہا ای شہنشاہ سامری پرستان وای قافلہ سالار زبردستان آپکے زمانے مین کون بادشاہ طلسم ہوشربا
تھا ملک اطلس نے جواب دیا شہنشاہ لاچین صاحب تاج و نگین بادشاہ خوش آئین عادل باذل فیاض
سخی عدالت گستر رعیت پرور اُسکے زمانے مین شیر اور بکری ایک گھاٹ پانی پیتے تھے خاص ہوشربا
مین گدائی صدا نہ تھی چور کا کوئی نام نہ جانتا تھا معشوق عاشقون سے آنکھ نہ چراتے تھے دلکی چوری
سے بھی باز آتے تھے شمع کے چور کا سر کٹتا تھا غربا کو انعام و اکرام ملتا تھا کوئی ظلم و بدعت کا نام نہ جانتا
تھا شحنہ شہر کو کون پہچانتا تھا ناگاہ اس افراسیاب جادو بدخو نے گمراہی پر کمر باندھی وزیرون کو
بلایا نیلم ملعون نے جسکا اب نیلم شاہ لقب ہوا ہی خزانہ کاٹا توسن جادو نے تحفہ جات طلسمی چرائے
افراسیاب اسقدر مغرور ہوا آخر لاچین خوش آئین سے مقابلہ کیا وزیران مذکور نے اُس بادشاہ
عالیجاہ کو سوتے مین گرفتار کیا افراسیاب بادشاہ بن بیٹھا اول شاہان بنگالہ نے یہ خبر سنی کہ افراسیاب
نے شہنشاہ لاچین کو قید کر لیا اُس بیچارے نے لشکرکشی کی اپنا ملک و مال تباہ کیا اس نمک حرام پر غالب
نہو سکا افراسیاب چڑھ گیا بنگالے پر اپنا قبضہ کر لیا ہم لوگون نے اس بات کو سنا نامے پیام لکھے
ای افراسیاب تو نے برا کیا اُس بے خطا کو قید سے چھوڑ دے اُسیطرح وزارت کر وہ مغرور کب مانتا
ہی اسی مین فساد بڑھے شاہزادہ بدیع الزمان کوئی جوان ہو اُنکے والد نامدار بڑے صاحب لیاقت

شمشیر زن صف شکن کسیو جسے انکو پکڑ کر قید کیا حضور جسکا عزیز قید ہوگا وہ کیونکر فکر نکرے صاحبقران نے
اپنے نواسے کو برائے طلسم کشائی روانہ کیا صاف تو یون ہی کہ ہملوگون کو بھی پہلو ملا منظور ہوا کہ سلطنت اسکی
مسامین کملا بھیجا کہ ای افراسیاب تو شہنشاہ لاچین کو قید سے چھوڑ دے اب بھی عہدہ وزارت کو غنیمت
جان ورنہ ہم اُن لوگون کے شریک ہوجاینگے اُس مغرور نے خیال بھی نکیا لڑائیان بڑ گئین چونکہ بد انتظام
بدنام بد انجام تھا ام مطعون خاص و عام ہی اُسکے سردار اُسکے دشمن ہوے غیرون کے شریک ہونے لگے اب وہ
سب اُسکے مقابلے مین اُترے ہوے ہین ایسا گھبرایا اپنے معشوق کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا خون اُسکا لیکر
مشعل جادو کو پلایا وہ آکر اُبٹے بڑے شعبدے دکھاے اسطرف جو لوگ آکر شریک ہوے ہین اُنھین
بڑے بڑے عیار ہین عیارون کے سردار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار عقیل فہیم لبیق اُسنے تدبیر کرکے مشعل
کو مارا اب ای والی امان ملکہ تاریک شکل کش کو لایا ہی وہ ایسی ظالم ہی بندگان سامری کو چیر پھاڑ کر کھاتی
ہی اپنا زور دکھاتی ہی یہ سنکر ہم کو بھی ناگوار ہوا بہمن رومین تن کو روانہ کیا کہ جاکر تاریک کو سمجھا دیگا نا
لوگون کو قتل نکرے سامری پرستون کے خون سے ہاتھ نہ بھرے غرور تو افراسیاب کے مزاج مین بھرا ہی
تامہ اُسنے حاکمان قطع جمشیدی کو لکھ بھیجا کہ فوج کوکب اسطرف نہ آنے پاے ای بادشاہ عالیجاہ وای
سامری پرستون کے پشت پناہ کیوان ابلق سوار بھاگ کر آپکے گنبد مین پہونچا لڑائی مین سلکو غصہ ہوتا
ہی کوکب و بہمن جا پڑے حریف کو اپنے بیشک مارا یہ بیچارے تو جوان ان باتون کی کیا خبر رکھتے
تھے مین خبر سنکر دوڑا آیا ای برادر غلام کو تمہارے بیٹے نے مارا اُنکو منع کرتا تھا اُسنے نہ مانا چاہا مجھے ذلیل
کرے پھر ہمنے تو تمہاری آنکھین دیکھین تھین تاب نہ آئی اک طمانچہ ماردیا پھر ہمارا وار تو قہر و غضب
سامری و جمشید ہی ای بادشاہ عالیجاہ اس لڑائی مین یہ بھید ہی اب آپ تشریف لائیے بہت مناسب ہی
افراسیاب کو اسی طرح وزیر بنائیے شہنشاہ لاچین کو قید سے رہا کرکے سلطنت دیجیے وہ جوان
بدیع الزمان جو قید ہی قید مین اُسکا حال تباہ ہی آپکے سر کی قسم وہ بھی سراسر بیگناہ ہی اُس قیدی کو بھی
قیدخانے سے آزاد کیجیے طلسم ہوشربا سے غدر مٹ جاے قوم سامری پرست تباہی سے امان
پاے اب آپ بھی چندے دنیا کی ہوا کھائیے پھر جیسا راے اقدس مین آے ہوشربا مین بھی آپکی عملداری
طلسم نور افشان بھی آپکا ہی تخت جہان چاہیے تشریف رکھیے ایک سال ہوشربا مین سامان
دعوت ہو دوسرے سال طلسم نور افشان مین کیفیت ہو بندگان سامری آپکی زیارت سے مشرف ہون

گویا بعد مدت مدید جمال باکمال سامری و جمشید دیکھا زیادہ آپکے شرف ہم کیا بیان کرین آپکے ان عزیزون کا
خون بھی افراسیاب ہی کی گردن پر ہی بڑا ظالم بے ہنر ہی سلطنت طلسم ہوشربا لیکر کیسا بھولا شاہزادیون پر
نگاہ ڈالتا ہی ظلم و بدعت سے کام نکالتا ہی ایسے اہالیان ہوشربا بیزار تھے وہ جو اپنے ماموں کو رہا کرنے
آیا ہی سحر و ساحری مین اک لفظ نہین جانتا ملکہ مہرخ و بہار و باغبان قدرت و معمار قدرت و ملکہ
سُرخ موے کاکل کشا و ملکہ ہلال سحر افگن و ملکہ مخمور وغیرہ سات سے سرداران نامی و ساحران
گرامی اُس غیر شخص کے شریک ہو گئے اس خیال سے کہ اپنی آبرو بچائین جہانتک ہو سکے اس بجیاکے
طلسم کو مٹائین عیار عیاریان کرتے ہین سردار سحر سے لڑتے ہین میان افراسیاب ایسے گھبرائے
اپنی دائی امان کو بلا لائے وہ مدت سے گنبد سیاہ مین بھوکی بیٹھی تھین آتے ہی جسکو پایا کھا گئین طلسم ہوشربا
والے بھاگے جاتے ہین بیچارے غریب اپنی جان بچاتے ہین اب آپ تشریف لائے ہین سب انتظام ہو جائیگا
یہ باعث فتور و فساد ہی افراسیاب بانی ظلم و بیداد ہی اب اُسکو معزول کیجیے انتظام معقول کیجیے یہ
حالات سن سنکر ملک اطلس جوش مین آیا کہا یہ افراسیاب خانہ خراب سمجھا کیا ہی بندگان سامری
کو بیگناہ قتل کرتا ہی ہم اُس سے سمجھین گے لاحصین کہان قید ہی نور افشان نے کہا دریافت ہو جائیگا
جب افراسیاب پر وبال پڑیگا خود بتا دیگا با ہم تحقیق کرینگے اور غضب دیکھیے مرشد زادے مصور
اس بدعت پر راضی ہوے افراسیاب کے ساتھ لڑتے ہین اکثر ذلیل و رسوا ہوے جور و کو انکی عیار
پکڑ لیگئے خداوند داؤد نے اپنی جان دی بڑے مرشد زادے صراط ہفت رنگ کوہ ہفت تنگ
پر بیٹھے سلطنت کر رہے ہین اٹھارہ سو قریہ کے مالک ہین وہ بھی راہ ظلم و بدعت کے سالک ہین اُن سے
سب حال قید لاحصین وغیرہ دریافت ہو جائیگا انکو قید لاحصین کا بھی حال معلوم ہی لیکن آپکو بتا دینگے
ہمسے انکھ چرا دینگے ملک اطلس نے کہا ہم سب کچھ سمجھ لینگے بھائی شراب منگاؤ پیاسا ہون اب مین
تمھارے ساتھ ہون جو کہوگے وہ کرونگا افراسیاب کو سزا دیجائیگی کہ پھر وہ ایسی حرکت نہ کرے نور افشان
نے اسیوقت ساقی بچون کو حکم دیا لباس ہاے فاخرہ پہنکر ساقیان سیمین ساق بصد طمطراق جام و سبو لیکر
حاضر ہوے جام بادہ گلرنگ گردش مین آیا صدا ہو شا ہوش و نوشا نوش کی بلند ہوئی بہمن و کوکب
نے آفرین کی بہ اشارہ نور افشان انتظام مین مصروف ہین طائفون کو حکم ہوا رقاصان ماہ تمثال آفتاب
جمال حاضر ہوئین تانین پڑ رہی ہین بارگاہ گونج رہی ہی ملک اطلس کا دماغ ترپہلو مین نور افشان

ایسا افسر شراب پینے مین مصروف ہی نازنینان مہ جبین پر نگاہ پڑ رہی ہی ایک ایک سے آنکھ لڑ رہی ہی نماز
زلف لیلاے شب کمر سے گذری اُسوقت دربار مین سناٹا سمان رقص و سرود کا بند دھا ہوا ملک اطلس
بھی نشے مین شراب کے جھوم رہا ہی نور افشان خود انتظام کے واسطے کھڑا ہوتا ہی کبھی داروغہ ارباب
نشاط سے حکم دیتا ہی داروغہ صاحب کسی حسین نازنین کمسن کو سامنے لاؤ ابھی ملک اطلس کو گانا
کسیکا پسند نہین آیا جلد جاؤ عمدہ طائفے لاؤ داروغہ باہر گیا اک خیمے مین جاکر ایک شعلہ جوالہ کو دیکھا مسند
ناز پر جلوہ فرما سازندے حاضر ہین لیکن وہ محبوب خوبرو حسین خوشخو خوش مزاج حسینان جہان کے
سر کا تاج بس داروغہ نے بڑھکر پوچھا صاحب تمھارا کیا نام ہی نازکا نے کہا انکا ملکہ گلعذار نام ہی بڑی
دور سے آپکے جشن کی خبر سنکر حاضر ہوئین ہین داروغہ نے کہا انکو جلد روانہ کرو وہ مہ جبین بہ ناز و ادا اُٹھی
سازندون کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آئی ملک اطلس نے جو سر اُٹھایا معلوم ہوا برق چمک گئی اک مہ جبین
حور پیکر کو دیکھا نگاہین نشیلی کمان خانۂ ابرو مین تیر مژگان دل دوز ابروے خمدار مائل خونریزی کھچی ہوئی
تلوار کیونکر کہون اگر خنجر آبدار لکھون سر مضمون قلم ہونیکا ڈر ہی خانۂ ظلم و بدعت کا در ہی عارض انور رشک قمر
یہ بھی مثال ناقص ہی چاند مین دھبا یہ صاف شفاف آئینہ بے غلاف ہونٹھون مین مسیحائی اشارہ دمین لربائی
دندان رشک گہر آبدار مصنف نے موتیون کی آبرو بڑھائی بصد آب و تاب ایسی مثال لکھی چاہ ذقن مین
ہزارہا یوسف دل عاشقان گرے پھر نہ اُبھرے گلا صراحی دار سینے پر اُبھار دو ستا نین دل عاشق کے
یار ہوتی ہین یاد و نقابدار سرکش مثال نو یاد آئی چھاتی پیٹنے کی نوبت آئی آسمان جاہ و جلال کے دو برج مین
یا معجون مہی کے درج ہین کمر معدوم حال عدم کیپر ظاہر ہی اس مضمون باریک سے ہر ایک شاعر نکتہ سنج ماہر ہی
اُس نازنین نے آتے ہی ملک اطلس پر نگاہ ڈالی ملک اطلس نے آنکی یہ شعر صفت مین آنکھونکی پڑھے نظم

جو دیکھین خواب مین یہ تیری ہمشان آنکھین
ہوئی ہین نشۂ مے سے جلال لال آنکھین
کیا تھا غصہ کسی محو چشم پر شاید
نہ مجھپہ قہر سے تو ساقیا نکال آنکھین
سرا اپنا چھوڑین کسطرح رشک سے دام
نہ ہوگئین مجھسے غضب کی چال آنکھین

ختن سے آکے تصدق کرین غزال آنکھین
بچھا مین کیون نہ ترے زیر پا غزال آنکھین
غضب کی آج تمھاری ہین لال لال آنکھین
یقین مجھکو ہی پلنے نگہ سے ای قاتل
خدا نے تجھکو عطا کی ہین بیمثال آنکھین
بہت یار حیدر کا شوق ہی سطوت

صنم کرینگی مرے دلکو پائمال آنکھین
انھون نے پائین کہان انکھین سحر جال آنکھین
مژے اُڑاے کمان خدنگ زن تیر بلی آنکھ
کرینگی دلکو مرے ہاے پائمال آنکھین
چرا کے لیگئین دل میرا دیدہ نزدی مین
نہ بند ہون کہین ہنگام انتقال آنکھین

علاوہ ملک اطلس گلگون پوش کے جسکی نگاہ جمال جہان آرا پر پڑی بصورت آئینہ حیران مثل زلف پریشان ایک سراپا مین سو سو خوبیان ادا مین محبوبیان نظم

سواد دیدۂ عاشق مسی تھی
اسی کے سر تھا محبوبی کا ٹیکا
جو تھی زیب چشم سرمگین تھی
انار بوستان زندگانی
کبھی دیکھے نہ دانت اسکے کسی نے
کہ خود اسکی نظر سے بھی نہان تھین

تم منھ دیکھنے کی آرسی تھی
اگر ہو وصف چشم صاف بے پیر
بعینہ لیلی محمل نشین تھی
یدِ گستاخ سے محرم بڑھی تھی
جو دیکھے بھی تو دانتون کی مسی نے
یہ پردہ دسے بچاتا تھا دہن کو

جبین پر تھا نئی خوبی کا ٹیکا
بنے سرمے کی تحریر اپنی تحریر
پچین تھین آئینہ باغ جوانی
یہ تھیلی ان انار رخ پر چڑھی تھی
نہایت پاکدامن تھیلیان تھین
جہان عنقا بناتا تھا دہن کو

تمام اہالیان دربار نے آہ کی کسی نے واہ کی کسی نے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا کسی نے کہا کیا معشوقہ طناز ہی مثل کنیزان کمترین خدمت مین حاضر عشوہ و ناز ہی ملک اطلس زانو بدلنے لگا شعلۂ جمال سے قلب و جگر جلنے لگا کوکب و برہمن مین بھی اشارے ہونے لگے کوکب نے کہا ای دوست صادق یہ تو شمع انجمن ہی کیا معشوق پرفن ہی نور افشان بھی ریش پر ہاتھ پھیرنے لگے سب اہالیان دربار بیقرار اس معشوق شعبدہ باز نے بیچ محفل مین کھڑے ہو کر گت شروع کی سننے والون کی نہایت بری گت ہوئی شعر

ناچنے مین جو لیا یار نے ہنسکر توڑا
جان کسنے سسک سسک کر دی

اہل محفل نے کیا اسپہ نچھاور توڑا
سر پہ رکھا الٹ کے جب آنچل

جس کی جانب بتا کے سسکی لی
ماہ تابان پہ چھا گیا بادل

اب تو محفل مین سناٹا شمع انجمن بھی لگن مین لہرا رہی ہی جام کی گردش موقوف شیشے خاموش ساقی بیچے حیران کون شراب پلائے کسکو ہوش شراب و کباب ہی ہر کس مثل ماہی بے آب بیتاب ہی سازندے ہوکے گلے کٹ رہے ہین طبلچی کھڑے باندھ رہا ہی بعد عرصۂ دراز اس قتال عالم نے گت موقوف کی کسیکے ہوش و حواس درست ہین ہین نگاہ مین اس ظالم کے سحر ہی ہر خرد و کلان مبہوت لب پر مہر سکوت اسنے سامنے کھڑے ہو کر ملک اطلس گلگون پوش سے آنکھ ملائی یہ غزل گائی غزل

کون کہتا ہی دم عشق عدو بھرتے ہین
پانی آگے ترے ای عربدہ جو بھرتے ہین
حسرت بوسۂ کاکل کا کیا ہمنے علاج

کہ ہوا باندھنے کو آہ کبھو کرتے ہین
حوض میخانہ مے سے بھی مراجی نہ بھرا
زخم دل مشک ختن ای خالیہ مو بھرتے ہین

شمع پر کچھ نہین موقوف کہ سارے ظالم
کیا تنک ظرف ہین جو غم سے سبو بھرتے ہین
کر چلے سلک دُر اشک کا نذر کہ ہم

کیسے غمازون کے منھ دیکھو تو بھرتے ہین
کسکے ہاتھون سے یہ دم فی طرح نالہ کھینچ
وان کچھ عمر کے ہین آئینہ رو بگڑتے ہین
غیر کہتے ہین جو تجھ محو گل کی خالی

اس ستمگر سے کلا نظم اٹھی ہے کہ حباب
تار کرتے ہین کبھو آہ کبھو کرتے ہین
اشک دیتے ہین مرے نالۂ موزون کا صلا
ساغر چشم مین ہم دل کا لہو بھرتے ہین

بچے پانے گلوے یہ لب جو بھرتے ہین
حالت نزع ہی جیتے ہین تسم جبون کے
موے ہوئے دہن زخم گلو بھرتے ہین

اس رنگ مین یہ غزل گائی ملک اطلس کی طبیعت بھر آئی نور افشان کی جانب متوجہ ہوا کہا تم تو ہمارے دوست صادق ہو اس ظالم پر طبیعت مائل ہوئی ہوش نہین درست ہین اسکو ہمارے وصل پہ آمادہ کرو کیا معشوق خوبرو ہی کیا حسین خوشخو ہی ادھر کوکب برہمن سے کہ رہے ہین کہ ای یار وفادار ای مونس و غمگسار میرا جلد علاج کرو دل گھبراتا ہی اسکو سحر کرکے اُٹھا لیچلو اسکے ساتھ شادی کرونگا برہمن نے کہا آپ ملاحظہ فرمایئے ملک اطلس تو فریفتہ ہوگیا اب نور افشان سے کچھ کہ رہا ہی چوبدار اسکی نائکا کے پاس گیا فوراً اشرفیون کے توڑے آیا وہ نازنین ناچتی ہوئی قریب ملک اطلس کے آئی دامن اسکا تھام لیا یہ مطلع پڑھا مطلع چمن پہنچا یہانتک باغبان نے خون بلبل سے ہلکے آخر رنگ ہو کر پھوٹ نکلا چہرۂ گل سے چو دامن تو ملک اطلس کا اس مہ جبین کے ہاتھ مین صاف ظاہر ہی کہ انکا اُنکا چولی دامن کا ساتھ ہی عشق دامنگیر ہوتا ہی یہان نئی تدبیر ہی جنون دامنگیر ہی گریبان و دامن کیونکر بچے دیوانہ جنون کا جوش ملک اطلس گلگون پوش مثل تصویر خاموش یہ شل شعلۂ جوالہ مچل رہی ہی کسی طرح سے اس مطلع کو بتایا رنگ ہو کر پھوٹ نکلا چہرۂ گل سے اپنے پھول سے گالو نکا نشان دیا بتائی جاتی ہی کبھی مسکرانا کبھی مسکرا کے شرمانا کوکب پر چھریان پڑ رہی ہین برہمن سے کہتا ہی اُستاد اب دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا مین سحر کرکے اُٹھا لیجاؤنگا برہمن ہاتھ باندھ رہا ہی کہ حضور یہ سحر کا پتلا بنا ہوا ہی آگاہ ہو جائیگا نہین معلوم کیا راگ لائیگا اُستاد نے دام کلام مین پھنسایا ہی دیکھا آپنے کیا رنگ جمایا ہی دشمن افراسیاب کا بنایا ہی اگر یہ بات بن پڑی افراسیاب سے فساد عظیم ہوگا مگر افسوس اس جلسے مین خواجہ نہوئے اُنکے سامنے اُنکی ذرہ نوازی کرتے وہ بھی اسکا دل لبھاتے کوکب نے کہا ای برہمن تمھین علم موسیقی مین کیا دخل ہی بظاہر مین غزل ٹھمری گاتی ہی راگ کی صورت دکھاتی ہی خواجہ عمرو اسکے سامنے کیا گانیگے انھین سمجھتا بھی ہی کلیجہ نکال لیا دل و جگر کو بیتاب کردیا خانۂ دل غم و الم سے بھر دیا مین تو سحر کرتا ہون برہمن نے ہاتھ تھام لیا کہا ای شہنشاہ خدا کے واسطے صبر و جبر کو کام فرمایئے اسکو تبدیل ہونے دیجیے جب اور کوئی طائفہ آئیگا مین جاکر اسکو راضی کرونگا جہانتک ہوسکیگا اسیوقت طرف قصر جمشیدی کے روانہ کرونگا سر محفل سحر

نہ کیجیے وہ فوراً پہچان جائیگا ابھی فساد ہو جائیگا لیکن وہ ماہ پارہ ملک اطلس کا دامن چھوڑ کر اُٹھنے لگی اُسنے موتیوں کا مالا گلے سے اُتار کر اُس نازنین کو پہنا دیا موتیوں کا مالا زیب گلو ہوا روبروے گلوے انور موتیونکی رنگت پھیکی معلوم ہوتی تھی موتی بھی بے آبرو ہوے لیکن وہ نازنین موتیوں کا مالا پہنکر مثل برق جہندہ اُٹھی پشت پر کھجوری چوٹی گندھی ہوئی پڑی تھی اُسپر آب رواں کا دوپٹہ صاف ظاہر تھا مار سیاہ کیچلی میں ہے عجب پشت کا عالم ملک اطلس بیدم ہو گیا ابکی وہ نازنین اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی طرف کوکب کے متوجہ ہوئی کوکب مثل گل کے شگفتہ ہو گیا جیسے ہی اُسنے نگاہ ڈالی مسکرائی خرمن صبر و ہوش کوکب پر بجلی گرائی کوکب نے پہلے ہی سے مالا اُتار اشارہ کیا کہ قریب آؤ تو یہ دوں اُسنے کوکب کو انگوٹھا دکھایا کوکب بیقرار ہو گیا کوکب نے اشاروں میں بلائیں لیں تب وہ مہ جبین کوکب سے آنکھ ملا کر ان اشعار میں راز دل سنانے لگی

غزل

انقلاب ایسا کبھی اے دل بدخو نہوا
دل میں ارمان بنا آنکھ میں آنسو نہوا
باغبان لاکھ چھپایا کیے لیکن نہ چھپا
ہم جو بیدل تھے ہمارا کوئی دلجو نہوا
تھک گئے ہم کہ جو محبوب حسین تھے نہ کبھی
کوئی پروانہ چمک کر کبھی جگنو نہوا
جب جدا ہونیکا اقرار خود اُس بت نے کیا
سامنے کا بھی یہ ترک آپ سے پہلو نہوا
شکوہ بیتابی دل سے میں ہی مجبور نہ تھا
قاصد اپنا کوئی چلتا ہوا جادو نہوا

ہائے میں تیری جگہ میری جگہ تو نہوا
ہمنے دیکھے نہ شب وصل کرشمے تیرے
خون مرغان چمن رنگ ہوا بو نہوا
اُسکے ملنے کی خبر مجھکو بھی ٹک کر دیتا
پائوں توڑا بھی مقدر نے تو زانو نہوا
کم نصیبی کی شکایت نہیں مجھکو اے دوست
پھر مسلمان وہ کیسا تھا جو ہندو نہوا
ساتھ کسکا کوئی دیتا ہے پریشانی میں
اپنی شوخی پہ تمھارا ابھی تو قابو نہوا
جس تمنا کا ہوا خون مرے سینے میں جلال

حوصلے مجھکو نکال آئے نہ اے شوق ترے
سوکے فتنہ نہ بنا جاگ کے جادو نہوا
خوبرو یونہیں بھی پوچھے گئے تو دل والے
ہاتھ ملتا ہوں کہ ایسا کوئی بازو نہوا
سوز الفت نے اثر کچھ نہ دکھایا اپنا
شکر کرتا ہوں کہ دشمن سا تو کم رو نہوا
عکس نے آئینہ کے دلمیں جگہ پیدا کی
رنگ گلشن میں کبھی ہمسفر بو نہوا
نامۂ شوق کو رکھتے وہ بنا کر تعویذ
غم دلدار کے عارض کا وہ گلگوں نہوا

اس غزل نے کوکب کو ذبح کیا کہا اے برہمن تم سمجھے اس محبوب مطلوب نے ان اشعاروں میں اپنا دلی مطلب سمجھایا وہ خود مجھپر مائل ہوئی تیور تو دیکھو سنان مژگان دل کے پار ہوتی ہیں مگر وہ مہ جبین یہ اشعار سنا کر قریب کوکب نہ آئی دور سے پلٹی کوکب کو بہت شاق ہوا دل اور زیادہ مشتاق ہوا ملک اطلس نے اپنی جانب اشارہ کیا اُس شوخ شنگ نے منھ چڑھا دیا اب عاشق مزاجوں کو دیوانہ بنا دیا چونکہ پینا ذمین پر بجے

زور شور مین گا رہی ہی دور شراب موقوف کردیا لیکن ملک اطلس سے اشارہ کیا صحبت بے رنگ جام ارغوانی کیون موقوف ہوا ملک اطلس بجھا نور افشان سے کہا یہ مخمور شراب حسن وجمال ساقی میکدہ محبت جام شراب طلب کرتی ہی دیکھوا ی بسادر نور افشان گردش چشم کو اسکی ہم سمجھ گئے جام شراب کی خواہان ہی بقول شاعر فرد میان عاشق ومعشوق رمزیست ۔ کراما کاتبین را ہم خبر نیست جو مین اسکے اشارون کو خوب سمجھا اُس ظالم کو بھی میرے حال کی خبر ہوا ی نور افشان یہ بھی ہا بدولت کا اقبال ہی معشوقہ عاشق خود ہی بڑے بطعت مین ہماری اسکے ساتھ بسر ہوگی حسین مہ جبین عقیل وفہیم دانا وہوشیار ہزارہا خوبیان بھری ہین نور افشان نے بھی ٹھنڈی سانس بھر کر جواب دیا ای شہنشاہ حقیقت مین آجتک اس صورت کا معشوق میری نگاہ سے نہین گذرا آپ بڑے صاحب نصیب ہین اب افراسیاب کو مٹاکر خود سلطنت ہوشربا کیجیے اس معشوقہ کو اپنے پہلو مین بٹھا کر چین کیجیے ملک اطلس نے کہا ای نور افشان اب تو مین اک عیش خانہ تیار کر کے اس معشوقہ خوبرو کو پہلو مین بٹھاؤنگا برسون دروازے پر بھی قصر کے نہ آؤنگا سلطنت کو مین حاصل ہوئی بموجب مضمون شعر شعر زن پاک خوش سیرت وپارسا ہو کند مرد درویش را بادشاہ بعد چندے دیکھا جائیگا نور افشان نے دل مین کہا اسی جال مین یہ پھنسے دامن کھینچکر گوشے مین بیٹھے لیکن اُس حور طلعت نے ملک اطلس سے پھر اشارہ کیا اُسنے حکم دیا گلابیان شراب کی لاؤ جیسے ہی گلابی شراب کی سامنے رکھی گئی ملک اطلس نے اشارہ کیا لو صاحب پیو مسکرا کر اُسنے جام لبریز کیا صاف ثابت ہوتا تھا کہ جام ہاتھ مین لیتی ہی آنکھون مین نشہ آگیا پنجہ نگارین خورشید نما پر جام آفتاب رکھکے مسکرائی ہوئی یہ اشعار آبدار گاتی ہوئی آگے بڑھی

غزل

بے یار کیا مزا مجھے دیگی بھلا شراب
بے یار مجکو دیگی نہ لذت ذرا شراب
جی چاہتا ہی ساقی مہوش کے ہاتھ سے
مجکو پلائیگا جو مزا اسکا شراب
ہی عشق چشم مست صنم کا جو دور دور
کسطرح چھوڑدون ہوگی میری غذا شراب
اس رشک آفتاب کی فرقت مین ہائے ہائے

مجکو پلا رہا ہی جو تو ساقیا شراب
ابر بہار آیا چلی ہی ہوائے سرد
تجکو دکھا دکھا کے پیون واعظا شراب
گردون وقار ہو مرا محبوب ساقیا
پیتے ہین رند بیٹھیون پر برملا شراب
افسوس اپنے دست نگارین سے ایکروز
خون جگر مین پیتا ہون ساقی کجا شراب

خون جگر فراق مین پیتا ہون جاے می
گلشن مین چلکے جلد پلا ساقیا شراب
ہوگا ہر ایک قطرہ مے رشک آفتاب
ہان مہرومہ کے جام مین بھر کر پلا شراب
موقوف ہو اسی پہ مری زیست ناصحا
تونے پلائی مجکو خدا کی دوا شراب
بیخود ہون تشنگی مجھے بیحد ہی ساقیا

کارِ ثواب جانکے تھوڑی پلا شراب

اس زور و شور سے یہ اشعار گائے بے شراب پیے اہالیان محفل
مست ہوگئے ہر ایک کو یہی ہوس ہی یہ ساقی آفتاب جمال جام لاکر ہمکو پلائے کوکب کا اپنے جانب اشارہ
نور افشان حجاب مین بیقرار ملک اطلس تو اُبلا ہوا بیٹھا ہی بیخود ہوکے دست تمنا بڑھا دیتا ہی اشارہ
ہی کہ ہمارا خون پیے جو یہ جام ہمکو نہ دے اب تو اُس نازنین نے بیخوف و خطر بصد ناز و کرشمہ ہاتھ بڑھاکر
ملک اطلس نے جام ہاتھ مین لیا اس انجام سے کوئی واقف نہ تھا کون رد و قبح کرنے والا ہی سب
خاموش کوکب کو انتہا کا ناگوار ہوا قبضے پہ ہاتھ ڈالا کہا ای اُستاد برہمن اسوقت اس ظالم نے غضب
کیا جام لیکر میرے قریب نہ آئی اُس بیحیا کو دیا چاہتی ہی مجھسے صبر ہوگا ملک اطلس جام پیے گا مین
چھاتی پر چڑھ کر اسکا خون پی جاؤنگا ملک و مال برباد ہوگی از صدقہ پاپوش اُستاد نور افشان ناحق
کو خوشامد کر رہے ہین کیا کر سکیگا اب مجھسے صبر ہوگا یہ کہکے کوکب نے قصد کیا تلوار کھینچکر ملک
اطلس پر جا پڑون برہمن نے ہاتھ تھام لیا کہا برائے خدا آپ تو بادشاہ طلسم نور افشان ہین
اُٹھکے نکل جائینگے مگر کل اہل اسلام کی جان جائیگی ایک بازاری کسبی اسکا رشک کیا آپسے کچھ واسطہ
نہ تھا کبھی دیکھا بھی نہین کوکب نے کہا ای اُستاد یہ نامردی کی باتین مجھکو نہ سمجھاؤ مین خوب سمجھ چکا ہون
زیادہ نہ سمجھاؤ مین نہ مانونگا اسوقت میرا دل جل گیا ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہی مجھسے صبر و جبر نہین ہوسکتا
آپ لڑائی مین میرے نہ شریک ہوجیے گا مین مرد اپنے پر ورگار کی چاہتا ہون یہ بیحیا کون ہی کیا افراسیاب
سے یہ زیادہ ہی ہونٹھ ہلاتے ہی مرجائیگا اسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھونگا معشوقہ کو اُٹھا لیجاؤنگا اسکی ناکا کو ایک
شہر جاگیر مین دیدونگا خراج بھی نہ لونگا یہ بیحیا کیا دے سکیگا علاوہ ازین وہ بھی مجھپر مائل ہی خوف سے جام
شراب دیا مننے دیکھا نہین مجھسے اشارے کر رہی تھی یہ بھی اشارہ کیا کہ میری ناکا کو راضی کرو اُسکا راضی
کرنا کیا جو مانگے گی وہی دونگا برہمن نے کہا ای شہنشاہ آپ اپنے اہل و عیال پر رحم کیجیے یہ کہکے برہمن
نے قبضہ پکڑ لیا کہا مین آپکو اُٹھنے نہ دونگا پہلے مجھکو قتل کیجیے مین جمشید کو تو رخصت کردون وہ صاحبزادہ
پھنس جائیگا چراغ طلسم نور افشان آپ گل کرتے ہین ایک زن بازاری کے واسطے یہ آفت
سہنا عقلمندون کا کام نہین ہی کوکب نے کہا اُستاد تم اِن باتون کو کیا جانو یہ صورتین کبھی دیکھی
نہین میری معشوقہ حنائے گلگون پوش اسکی کنیز معلوم ہوتی ہی وہ ذرہ یہ آفتاب عالمتاب ہی ہائے
ظالم کیونکر صبر کرون سراپا نور کے سانچے مین ڈھلا ہی علاوہ حسن و جمال یہ کمال باتون مین کنائی اشارون

مین دلربائی میرا دل نہین مانتا کوکب و برہمن مین یہ رد و قدح ہو رہے ہین لیکن اُس نازنین نے جام
ملک اطلس کو دیا نگاہ ملا کر کھڑی ہوئی تانین مار رہی ہو ملک اطلس نے قصد کیا شراب کو پی جاے
شراب شعلہ بنکر اُڑ گئی جام بلور ٹکڑے ٹکڑے اُس جام سے اک شعلہ بھڑک کر اُس مہ جبین پر گرا آہ کا نعرہ کیا
آواز دی مین جلی کوکب گھبرا کر کھڑا ہو گیا نور افشان کے ہوش و حواس باختہ ملک اطلس نے
کہا ارے یہ کون ہو نابدولت کے ساتھ بے ادبی کی اب جو سبنے دیکھا رنگ روغن چہرے سے اُڑ گیا خواجہ
عمرو بصورت اصلی سامنے کھڑے ہوے ہین پانون زمین نے تھام لیے چنگاریان بدن سے نکل رہی ہین
عمرو چیخا کہ دہائی ملک اطلس گلگون پوش کی مین پھکا جاتا ہون نور افشان گھبرا کر کھڑا ہو گیا
کوکب نے یا تو قبضہ پر ہاتھ ڈالا تھا برہمن رومین تن منیتن کر رہا تھا اب سبکے ہوش اُڑ گئے کہ بڑا
غضب ہوا اتنا تو نور افشان جادو نے کہا ای شہنشاہ خواجہ عمرو عیار ہین معاف فرمائیے یہ کہکے
نور افشان نے اک چھینٹا پانی کا اپنے ہاتھ سے مارا چنگاریان آگ کی موقوف ہوئین پانون بھی زمین
سے چھوٹ گئے اشارہ کیا کہ خواجہ بھاگ جاؤ عمرو نے اشارہ کیا کہ واہ اُستاد عیاری کرنا اور بھاگنا یہ ہمارا شیوہ
نہین ہو ملک اطلس تو حیران حیران دیکھ رہا ہو کہ عمرو کے جیسے بچا پیر چھوٹے دوڑ کر ملک اطلس
کے قدمون سے لپٹ گیا کہا ای شہنشاہ عالیجاہ واہ کیا خوب قدردانی فرمائی ہم تو جان توڑ کر گئے اسکا یہ
بدلا ملا ہمارا ہزارون روپے کا لباس جلا دیا اور نور افشان سے عمرو نے جھڑک کر کہا صاحب آپ تو
بیٹھ جائیے ہم اپنے مالک سے کلام کر لینگے آپ کیا جانین آج ہمارے آقا قدردان ملے اسنے اُٹھیگے پھر بیٹھینگے
مکر و حیلہ بھی کرینگے جسطرح سے گا لینگے نور افشان وغیرہ بیٹھ گئے مگر دل تھرا رہا ہی یہی خیال ہو کہ عمرو نے
سب کام بنا ہوا بگاڑ دیا اسکو درہم و برہم کیا دیکھیے اب کیا ہوتا ہی کل اہالیان دربار حیران و پریشان ہین
کوکب اپنی حرکت پر منفعل ہو برہمن سے کہتا ہو اُستاد غضب ہی ہوا تھا اگر مین اسکی چھاتی پر جا پڑتا تو
غضب ہو جاتا لیکن بخداے عزوجل وہ صورت زیبا آنکھون کے سامنے پھر رہی ہو دل اسی صورت
طلعت کا مشتاق ہو خواجہ عمرو نے ملک اطلس گلگون پوش کے سامنے وہ خنجر پھینکا جسے خنجر
کھینچ کر کہا شہنشاہ مین اپنا گلا کاٹ لونگا مین امتحان کرتا تھا کہ دیکھون بیہوشی کی شراب پیتے ہین یا نہین
جب آپ ہونٹھون سے جام لگاتے مین آپ منع کر دیتا لیکن مین نادان ہون خوب جانتا ہون کہ آپ
سرگروہ سامری پرستان سرتاج ساحران ہمہ دان ہمہ گیر صاحب تدبیر و توقیر ہیئنے بھی تمام عالم کو دیکھا

لیکن تجھ ایسا جلیل نگاہ سے نہین گذرا سو مرتبہ **افراسیاب** کو بیہوش کیا آپ اُس سے بھی عجائب و غرائب
ہین زیادہ ہین یہی تو مین **ہوشربا** مین تلاش کرتا تھا کہ کوئی مالک معقول ملے اُسکی خدمت مین رہون اپنے
کمال دکھاؤن **ملک اطلس** نے جب دیکھا یہ شخص اپنا گلا کاٹے ڈالتا ہی کہا اے **عمرو** بیٹھ جا مین اُس سے
بہتر لباس دونگا لیکن واسطہ **سامری** و **جمشید** کا میرے دل تردد منزل کو تسکین دے یہ جو صورت ابھی تو نے
بنائی تھی یہ صورت خیالی ہی یا صاحب تصویر بھی کہین موجود ہی صاف صاف بتلا گاتا بھی تیرا مجھکو نہایت
پسند آیا تیری خطا مینے معاف کر دی لیکن مجھسے صاف صاف بیان کر میرا دل بہت بیقرار ہی اُسی صورت
زیبا کا مشتاق ہون اگر تصویر خیالی تھی تصویر کھینچکر مجھکو دیدے اگر اصل ہین اس صورت کی محبوبہ کہین ہی
مجھسے لا کر ملا جو کہیگا وہ دونگا یہ سنکر **عمرو** قہقہا مار کر ہنسا کہا واہ شہنشاہ بڑی بات پوچھی سب کچھ کہونگا یہ
نہین بتلاؤنگا میرے فرزند بچے جورو سب قتل ہو جائینگے وہ ظالم اظلم حاکم با اختیار سکو دار پر کھینچ
دیگا دو برس سے جو اس سودے مین مبتلا ہی بڑی مشکل مین پتا ملا ہی وہ کیونکر صبر کریگا **ملک اطلس**
نے کہا وہ کون شخص ہی کیا ما بدولت سے زیادہ ہی خواجہ صاف صاف کہو کوئی راز دلی مجھسے نہ چھپاؤ سب
حال مفصل پوچھونگا برائے **سامری** اتنا پہلے کہدے کہ یہ معشوق پردۂ دنیا مین ہی **عمرو** نے کہا اپنے
دلکو کیونکر تسکین دون ایسا نہو میرا کلیجہ پھٹ جائے قلب اُلٹ جائے **ملک اطلس** نے کہا کچھ نہ
گھبراؤ اگر بہرام فلک تمھارے ساتھ دشمنی کرے تو اُسکی بھی آنکھین نکال لون **عمرو** نے کہا میرا ہاتھ پکڑیے
تب مفصل عرض کرون **ملک اطلس گلگون پوش** نے خواجہ **عمرو** کو گلے لگا لیا کہا خواجہ مین
سامری و **جمشید** کی قسم کھاتا ہون کسی حال مین تمھاری شراکت سے روگردانی نکرونگا قول مردان
جان دارد و سخن مردان اعتبار جو مرد کہتے ہین وہی کرتے ہین شاہان جری بات پر مرتے ہین **عمرو** نے کہا حضور
پھر اب مفصل سنیے گوش ہوش سے متوجہ ہو جایے مین بھی آپکی محبت مین جان دیتا ہون اپنے اہل و عیال
کو بھی نثار کیا **ملک اطلس** نے کہا خواجہ کچھ نہ گھبراؤ صاف صاف بتاؤ کوئی تمھارا کچھ نہین کر سکتا **عمرو** و تجمل
میٹھا کہا حضور یہ آپکو معلوم ہی کہ مین کون ہون **ملک اطلس** نے کہا نام تمھارا مینے **سامری** نامے
مین لکھا دیکھا ہی بزرگ لکھ گئے ہین کہ **عمرو** کشندۂ ساحران بلائے بے درمان ہی **عمرو** نے کہا آپ کو بخوبی
دریافت نہین اے شہنشاہ عالیجاہ جسکا لقب ہی زلزلۂ قاف ثانی سلیمان **حمزۂ صاحبقران** امیر کیتی ستان
کشندۂ جفت سیمرغ بر در زمصاف **حمزہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف** مین بچپن سے

اُسکا ملازم ہون اُسنے سات برس کے سن سے خروج کیا نوشیروان ایسے بادشاہ کو شکست دی شاہان
اولوالعزم کو مارا بڑے بڑے پہلوانون کو للکارا ساحر بھی لاکھون قتل ہوے جس مقام پر وہ قید ہوا مینے
جاکر عیاری کرکے اُسکے دشمن کو قتل کیا قید سے اُسکو چھڑایا بادشاہان جہان ساحران عالم کو مٹایا لیکن
ای بادشاہ عالیجاہ اس جانبازی و سرفروشی پر اُسنے میری قدر نکی تین روپیہ مہینے سے کبھی سوا تین نہ دیے
اگر بیمار ہوا غیر حاضری کٹ گئی اب بعض باتین ایسی ہین کہ اُنکو نہین کہہ سکتا ملک اطلس نے کہا نہین
خواجہ کسی بات کو اُٹھا نہ رکھو مین گوش دل سے سن رہا ہون عمرو نے کہا ای شہنشاہ مثل مشہور ہے مرتا کیا نکرتا
جب بھوکا ہوا اہل وعیال پر فاقہ گذرا خواہ ساحر یا غیر ساحر جو ملا پیٹ کے واسطے اُسکو مار ڈالا کمائی گٹھری
کرلی اہل وعیال کا لاکر پیٹ بھرا بچون کا تڑپنا نہ دیکھا گیا اسوجہ سے مین بدنام ہوا اُس حمزہ نے میری خبر
نلی کبھی دلدہی کرکے یہ نہ پوچھا کہ ای عمرو تجھپر کیا گذری اپنے کام کی فکر مین رہا جو مطلب ہوا حکم دیدیا جاؤ
خواجہ یہ کام کر لاؤ لاچار و مجبور گئے اُس کام کو کیا صدہا ملک فتح کرائے اُنہین کے کام کی جستجو مین ہوشربا
مین آئے یہان بھی فساد عظیم بڑے افراسیاب کے سب سردار ملا لیے نام سے میرے کانپتا ہی جسدن
پاؤنگا مار ڈالونگا یہ صورت زیبا جو آپنے دیکھی ایک ملک کی شاہزادی ہی صاحبقران تصویر دیکھکر عاشق
ہوے نامے پیام وہان بھیجے اُسکے باپ نے انکار کیا اور یہ جواب دیا ہم کسی سامری پرست کے
ساتھ شادی اپنی بیٹی کی کرینگے مُجھکو بیٹی نہ دینگے جب سب طرح سے عاجز ہوے تب اس حقیر سے کہا کہ خواجہ
مرتا ہون اس معشوق کو کسی طرح لاؤ ہم سے ملاؤ ورنہ اُسکے ہجر مین تڑپ تڑپ کے مرجائینگے حضور صاف
کہون مینے بھی دباؤ ڈالا اور کہا مجھکو زاد راہ دیجیے ای شہنشاہ جب مین بہت تڑپا پھڑکا تب حمزہ نے
سَو روپیہ لمشت مجھکو دیے اور حکم دیا کہ اُس معشوقہ کے باپ کو راضی کرو اگر باپ اُسکا نہ رضا مند ہو
عیاری کرکے لاؤ حضور مین اُسی فکر مین سرگردان اسی تردد مین ہوشربا مین آیا یہان شہنشاہ ہوشربا
مجھسے لڑنے لگے مین کسی سے دبتا نہین اور یہ بھی مینے سنا کہ افراسیاب نمکحرام ہی اپنے ولی نعمت کو قید کیا
طلسم پر قبضہ کرلیا بس ایسے کو سزا دینا واجب ولازم ہی ہمارے سردار زادے کو بھی قید کیا اُسکا رہا کرنا بھی
واجب ولازم ہی اب آپ جیسا حکم کرین غلام بجالائے آپ ایسا افسر قدردان صاحب شوکت ولیاقت
حاکم اقلیم ہمت وسخاوت ہر بردشت جلالت نگاہ سے نہین گذرا ملک اطلس سو روپیہ ملنے پر بہت ہنسا
کہا کیون خواجہ تمھارا آقا بڑا دنی ہی ایسی معشوقہ کی جستجو کے واسطے سو روپے دیے ہین اور آپ یہ فرماتے

ہین تین روپے مہینا دیتا ہی اتنے بڑے کار جلیل کو تمنے قبول کر لیا عمرو نے کہا ای شہنشاہ گیتی ستان سو روپے
کم ہوے تین سال کی تنخواہ اُس صاحب سخاوت و ہمت نے ایک ہی دن مرحمت فرمائی جب کسی بادشاہ
عالیجاہ کا سر کاٹتا ہون اور ملک تسخیر ہوتا ہی دس آنے انعام کے مقرر ہین اس لالچ مین صدہا ملک فتح کرائے
فی ملک دس آنے پاے ملک اطلس نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری مین عمر بھر ہزار روپے مہینا دونگا
ایک ملک کی سلطنت عطا فرماؤنگا لیکن اُس معشوقۂ آفتاب جمال کو لا کر مجھسے ملاؤ اُسکے در دولت کا تمکو دارو غہ
کرونگا دامن مدعا گل مراد سے بھر دونگا یہ سنکر عمرو نے حیران ہوکر روے اطلس کو دیکھا پریشان ہوکر کہا
کیون حضور یہ رقم جو مجھکو ملیگی مین اسکے صرف کرنے کا مجاز ہون تخت پر بھی خود بیٹھونگا دو خدمتگار بھی نوکر
رکھ سکونگا ملک اطلس نے کہا خواجہ جو دیا اُسکا تمھین اختیار ہی خواہ صرف کرو خواہ جمع رکھو جب
سلطنت ہوگی دو خدمتگار کیسے دس ہزار بیس ہزار تمھارے ملازم ہونگے در دولت پر ملکۂ عالم کے جلوہ فرما
ہونا حکم تمھاری معرفت جاری ہونگے یہ مژدۂ جان بخش سنکر عمرو اسقدر ہنسا کہ بیہوش ہوگیا دانت بیٹھ گئے منکا
ڈھل گیا صاف ظاہر ہوتا تھا کہ دم نکل گیا ملک اطلس نے کہا ای نور افشان یہ شخص تو شادی مرگ
ہوگیا حقیقت مین اسنے کبھی ہزار دو ہزار روپے نہ دیکھے تھے مین اسکو انتہا کا نہال کر دونگا قابل رفاقت ہی
نور افشان وغیرہ دل مین خوشیان کر رہے ہین کہ خواجہ نے خوب دام تزویر پھیلایا اس مرغ زیرک
کو پھنسایا گلاب کیوڑا چھڑک کر عمرو کو ہوشیار کیا ملک اطلس نے ہزار اشرفیان منگوا کر کہا لو خواجہ یہ
زاد راہ ہی لیکن یہ تو بتلاؤ دیار محبوب کا کیا نام ہی جبتک تم نہ آؤگے مین بہت بیقرار رہونگا مژدۂ فرحت سنا کر
کتنے عرصے مین لیکر آؤگے عمرو نے کہا دیار محبوب کا کوہ بو قلمون نام ہی بادشاہ عالیجاہ وہان کا فلک رفعت
خود پسند ملکۂ عالم کا نام لیتا ہون کلیجہ تھام لیجیے محبوب خوش انجام حسن آراے شیرین کلام نام نامی
معشوق سنکر ملک اطلس گلگون پوش بیتاب ہوگیا کہا خواجہ یہ جی چاہتا ہی گریبان چاک کر دون
بلکھڑا ایک کرون یا خار ہاے صحراے اپنے تلوے ملون خار خار ہون اُس صحراے وحشت نما
کا سرگرم رفتار رہون جستجو کرتا ہوا تا کوے محبوب بہو نچون

غزل

ہم کرین نالے اگر جاکر میانِ کوے دوست	تنگ اپنی زیست سے ہین ساکنانِ کوے دوست	لگتی زلف شکن مر کر بھی یہ باقی ہی اثر
استخوان میرے نہین کھاتے سگانِ کوے دوست	عمر ہوتی ہی ہماری دشت گردی مین بسر	رشک کی جا ہی کہ خوش ہین ساکنانِ کوے دوست
نالۂ عاشق سے اسقدر ہوتا ہی غل	حشر برپا روز رہتا ہی میانِ کوے دوست	حشر کے دن عاشقون کو جب بخشے گا خدا

دیکھکر باغِ جنان ہوگا گمانِ کوے دوست
مسجد و جنین فرہی باغ جنان کا عاشقو
واہ بیخود ہین کچھ ایسے رہروانِ کوے دوست

بلبلِ نغمہ سرا کے ہوش فوراً اُڑ گئے
واعظون کی بھی زبان پر ہو بیانِ کوے دوست

گر کسیکے منہ سے سُن لی داستانِ کوے دوست
ہوگیا پامال میرا دل خبر مطلق نہین

یہ اشعار پڑھکر ملک اطلس کی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوگئے
عمرو نے کہا کہ حضور نہ گھبرائین آپ انتظام طلسم ہوش ربا کرین مین جاکر اُسکے باپ کو راضی کرکے ملکہ عالم کو
لاتا ہون لیکن تاریک کی بدعت سے میرے اہالیان لشکر کو بچائیے ملک اطلس نے کہا خواجہ اب مجھکو
ایک لحظہ چین نہین ہے آپ سمت ملک محبوب جائیے مین طرف کوہ ہفت رنگ کے کوچ کرتا ہون صراط
ہفت رنگ سے ملاقات کرکے مقام قید لاجین دریافت کرونگا اُسکو رہا کرکے لاؤنگا افراسیاب سے
صفائی کراکے ملادونگا آپکے آقا زادے کی بھی رہائی کی فکر ہوگی سب امورات ایک دن مین فیصل ہوجائینگے اہالیان
ہوش ربا امان پائینگے مین بخوبی سمجھ گیا کہ ہوش ربا مین غدر ہے سب انتظام جاکر کرونگا عمرو نے کہا خوب سمجھے
پچاس برس کی ملازمت آپکی محبت مین ترک کرتا ہون ایسا نہو کہ آپ ان امورات کو میرے بعد فراموش کرین
جسوقت حمزہ سن بارگاہ مین جسپر عاشق تھا اُسکو عمرو نے لیجا کر غیر شخص سے ملایا فرمائیے پھر وہ میرا منہ دیکھیگا
مگر مین صاف صاف لکھ بھیجونگا کہ آپکے فرزند کو رہا کرکے روانہ کرتا ہون بیٹے اور ایک بادشاہ عالیجاہ کی نوکری
کرلی جو کچھ رد و قدح ہوگی حضور سے عرض کرونگا ملک اطلس نے کہا خواجہ ایسا مرتبہ تمھارا بڑھاؤنگا کہ
تمام عالم رشک کرے شاہان جلیل تمکو خراج دینگے رئیسان ہوش ربا تمھاری خدمت مین حاضر رہینگے جب میری
مصاحبت مین سرفراز ہوگے ہر کس و ناکس اپنا سر پرست جانیگا عمرو نے ملک اطلس سے بخوبی عہد
لیے کہا حضور اب مین رخصت ہوتا ہون زادِ راہ مرحمت ہو ملک اطلس نے کہا خواجہ یہ توڑا اشرفیون
کا جو دیا وہ کیا ہوا عمرو نے کہا ہوشربا مین سبکا قرضدار تھا پیٹ تو نہین مانتا قرض لیکر کھایا ساکھ مین فرق
آیا کوئی ڈیڑھ آنہ بچا ہے آپکا قاصد ہون بھیک مانگتا ہوا چلا جاؤنگا دس ہزار روپیہ اور منگا کر ملک اطلس
نے بطور زادِ راہ خواجہ کو دیے خواجہ نے اُسیوقت سامنے ملک اطلس کے سامان سفر تیار کیا کہا غلام
رخصت ہوتا ہے ملک اطلس نے گلے سے لگا لیا خواجہ روتے پیٹتے یہ کہکر چلے کہ غلام طرف کوہ بو قلمون کے جاتا ہے
ملک اطلس نے کہا آپکو پونے دو سو خداوندون کے سپرد کیا ملک اطلس نے اُسیوقت حکم دیا لشکر
ہمارا تیار ہو بدولت برائے کار ضروری و انتظام طلسم ہوش ربا سمت کوہ ہفت رنگ سفر فرمائینگے تین
ساتھ لاکھ فوج جمع ہوئی اُٹھالا بارگاہ زرنگاری کا لدا ملک اطلس گلگون پوش بصد جوش و خروش طرف

کوہ ہفت رنگ کے چلے یہ تمام معرکہ حیرت افزا صرصر شمشیر زن نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ عمرو نے عجب طرح کا دام مکر پھیلایا ملک اطلس ایسے کو پھنسایا نور افشان وکوکب خوشی خوشی ملک اطلس سے رخصت ہو کر طرف طلسم نور افشان کے روانہ ہوئے صرصر یہ خبر وحشت اثر لیکر طرف افراسیاب کے چلی ان سبکا حال وقت پر تحریر ہوگا دیکھیے ان حالات مصیبت آیات کو سنکر شہنشاہ طلسم ہوش ربا یعنے افراسیاب اس مقدمہ مین کیا تدبیر کرتا ہی سب کیفیتین ناظرین والاتمکین پر مقامات مناسب پر واضح ہونگی یہ بخوبی ظاہر ہی کہ تاریک مقابلہ مسلمانان مین فروکش ہی مقابلے ہو رہے ہین ملکہ مہرخ سحر چشم وملکہ سرخ مو وملکہ بہار ونوبت بجان وکار و بر استخوان ہین ان سبکو اس حال مین چھوڑیے

دو کلمہ داستان حیرت بیان ملک اطلس گلگون پوش کا روانہ ہونا طرف کوہ ہفت رنگ کے اور نامہ لکھنا افراسیاب کا بدست سرماے برف انداز وعیاری خواجہ عمرو اور فساد ہونا افراسیاب وملک اطلس سے خمسہ

ہمت وغیرت کا ہم دستے رہینگے سر کے ساتھ ۔ سرخرو ہی تربت مین جائیگی ہمارے سر کے ساتھ
فکر عقبیٰ چاہیے ہر دم کڑے تیور کے ساتھ ۔ مرد آلودہ نہو دنیاے بازیگر کے ساتھ
کب وفاداری زن قحبہ نے کی شوہر کے ساتھ

نشہ چڑھ آتا ہی ذکر بادہ اطہر کے ساتھ ۔ عشق ہی روز ازل سے ساقی کوثر کے ساتھ
اٹھکے جائینگے نجف مین اک پری پیکر کے ساتھ ۔ منزل مقصود کا سودا ہی اپنے سر کے ساتھ
گرد رہ کیطرح لپٹے جاتے ہین رہبر کے ساتھ

آسمان چکر مین رہتا ہی قمر دلبر کے ساتھ ۔ بجلیان گرتی ہین رفتار پری پیکر کے ساتھ
جانور کیسا پری بھی چھوڑ دیگی در کے ساتھ ۔ چل سکین سے کبک کیا اس فتنہ محشر کے ساتھ
کوہ شل کاہ اڑتے پھرتے ہین ٹھوکر کے ساتھ

پھرتے ہین مجنون بنے لیلاے سیمین بر کے ساتھ ۔ دور بقراط وارسطو یا ہی اسکندر کے ساتھ
رہتے ہین چکر مین شیدا یار افسونگر کے ساتھ ۔ حلقہ دیوانگان ہی اس پری پیکر کے ساتھ
اسطرح اصحاب ہون جسطرح پیغمبر کے ساتھ

روز سائے کیطرح ہین اس پری پیکر کے ساتھ ۔ عشق طفلی سے ہی اس روضہ پرنور کے ساتھ

بے پری مین ہی نظربازی کا سودا سر کے ساتھ
دیکھتا ہون حسن کے عالم کو مین زیور کے ساتھ

الجھلو بھاتی ہی بناگوش صنم گوہر کے ساتھ

انھین ہم ہین زہر بھی کھانا گوارا ہی جنھین
اور ہین وہ لوگ جینا اپنا پیارا ہی جنھین
جان دیتے ہین تماشوق نظارا ہی جنھین
سبزۂ خط کو دکھا کر تونے مارا ہی جنھین

حشر اُن لوگون کا ہوگا خضر پیغمبر کے ساتھ

قند شیرین بوسۂ لب سے سوا ہوتا نہین
بند ہو جاتے ہین لب سے لب جدا ہوتا نہین
شہد کیا مصری مین بھی ایسا مزا ہوتا نہین
اسقدر شیرین دہن اے دلربا ہوتا نہین

شیر دایہ نے پلایا ہی تجھے شکر کے ساتھ

کیا رہائی کی نکالے بلبل بیکس طرح
قطع کر امید منظور نظر ہو جس طرح
ناتوان سفاک کے پنجے سے چھوٹے کس طرح
پر کترتا ہی اگر صیاد تو کاٹ اس طرح

حسرت پرواز بھی اڑ جائے بال و پر کے ساتھ

خود نہ مین نکلون قفس کا تو اگر در کھولدے
ہان مرے دل کی گرہ کو او ستمگر کھولدے
کون کہتا ہی کہ تو باندھے ہوئے پر کھولدے
جوہر اپنے ایک دن صیاد ابر کھولدے

لاگ رکھتی ہی مری گردن ترے خنجر کے ساتھ

سر مین ہی سودا اسیر حلقۂ گیسو ہون مین
مر رہا ہون جان بلب ہون طالب لب رو ہون مین
عاشق رخ ہون نثار نرگس جادو ہون مین
میکشو عاشق مزاج اے ساقی مہ رو ہون مین

بوسۂ لب کی گزک بھی دے مجھے ساغر کے ساتھ

رند و واعظ دونون ہین تیری محبت مین خراب
اک زمانے کے ہین تیری گرمیون سے دل کباب
عشق یکتا ہیکو ٹھہرا جان کا ٹھہرا عذاب
مومن و کافر کا قاتل ہی ترا حسن شباب

آتش افروختہ یکسان ہی خشک و تر کے ساتھ

خاک ہی انکی نظر مین مال و زر قانع ہین جو
فقر کی دولت پہ مرتا ہون سنو اے دوستو
کچھ نہین پروا موافق ہووے دنیا یا نہو
جسقدر نفرت ہی اُس سے مجھ توکل پیشہ کو

اسقدر ہوگی نہ قارون کو محبت زر کے ساتھ

خون عاشق کو رُلانا عادت اُس بت کی ہی — چشم کی گردش ہی یا شوخی رم آہو کی ہی
اُس ادا کو عجب ہم سمجھے یہ جبیں پہ بل کی ہی — یہ اشارت جنبش مژگان سے اُس گل رو کی ہی

دم نکلجاتا ہی سودائی کا اس نشتر کے ساتھ

عشق کی سختی اٹھانا دل پہ کچھ آسان نہین — نامور کیا خاک وہ ہو گا جو سرگردان نہین
شان عاشق مین نہین جبتک کہ بے سامان نہین — قدر دیوانے کی بے ہنگامہ طفلان نہین

چاہیے سالار لشکر کو رہے لشکر کے ساتھ

عیش دنیا بنی بشر کے واسطے ہو یا نہو — پر کسی رشک پری کا یا خدا سودا نہو
عقل کو ضائع نکر وحشی نہو رسوا نہو — صورت آباد جہان کے حسن کا شیدا نہو

صندل اس تیجانے مین ملتا ہی درد سر کے ساتھ

یاد آجاتا ہی رہ رہ ہنسنا ترا کیا کیا مجھے — دیدہ گریان سے ملتے ہین دُر یکتا مجھے
نور کا بہتا نظر آتا ہی اک دریا مجھے — جبکہ ہوتا ہی تصور تیرے دانتون کا مجھے

تولتا ہون اشک کے قطرون کو مین گوہر کے ساتھ

سیر ہوتا ہی [illegible] در محبت دلمین جوش اشتیاق — طی نہین ہونیکا بے سودائی کی دشت فراق
وہ کرے [illegible] ی رفاقت زندگی ہو جیسے شاق — ہمرہی کا گر کبھی ہوتا ہی آپس مین اتفاق

خضر صحرا گرد دیتا ہی مرا مر مر کے ساتھ

توسن کلک اس میدان وسیع بیان مین یون طرارے بھرتا ہی کہ جب صرصر شمشیر زن نے دربار ملک الطلس مین یہ ہنگامہ عظیم دیکھا کہ خواجہ عمرو اور نور افشان نے باتون مین اسکو تسخیر کیا اور ملک الطلس طرف کوہ ہفت رنگ کے روانہ ہو گیا بدحواس ہو کے طرف افراسیاب کے چلی دل سے کہتی ہی خوب اس مرغ زیرک کو دام تزویر مین پھنسایا بڑا غضب ہوا طرف کوہ ہفت رنگ کے جاتا ہی … ہو کر طرف افراسیاب کے چلی افراسیاب بارگاہ مین موجود ہو دماغ تر خوشی مین بلبلا رہا ہی کہتا ہی طلسم کشا قتل ہوا ابکی مرتبہ جو جبل جنگی بھیجا گا کل مسلمانون کا خاتمہ ہی ملکہ حیرت جادو تخت پر بصد کر و فر ہمدم ہی تو اُسکی ملکہ بہار کر فریب کرون ایسا نہو دائی امان قتل کر ڈالین اُسکو بھیجون کرن جا کر اس بدنصیب کو سمجھاوے کہ اری او کرہ موعوث بیا افراسیاب کے گر مین خطا معاف کرادونگی وزیرزادیان عرض کرتی ہین حضور

وہ کبھی نہ قبول کرینگی مسلمانون کے ساتھ جان دینگی بادشاہ جہجاہ پر مرتی ہین انکو یہ گوارا نہوگا کہ اسوقت مین
ساتھ چھوڑین حیرت کہتی ہی بڑا غضب کیا اگر بہار قتل ہوگئی ہین اپنے والدنامدار رحمیات تاجدار کو کیا جواب
دونگی وہ ارشاد فرمائینگے تونے بہن کا پاس نہ کیا میری پندرہ برس کی کمائی کا خیال نہ آیا بہار ایسی مہ جبین
کو مٹایا مگر وہ بدنصیب میرا کہنا نہین مانتی افراسیاب کو بھی ایسی باتونکا خیال ہی بربادی مین ان نازنینان
مہ جبین کی تردد لاحق حال ہی یکایک صرصر تمشیر زن آگر پہونچی لیکن بدحواس پریشان خاطر افراسیاب
نے کہا ای صرصر خیر تو ہی صرصر نے کہا ای شہنشاہ پنبۂ غفلت گوش ہوش سے نکالیے اب بڑے غضب
کی لڑائی پڑیگی زمین طلسم ہوش ربا تہ آجائیگی عمرو اور نور افشان نے ملکر بڑا غضب کیا بڑے
ساحر جلیل کو شریک کرلیا افراسیاب نے کہا مفصل حال تو بیان کر مینے تجھکو کہان بھیجا تھا کیا الٹی خبر
لائی صرصر نے عرض کی کنیز کو حضور نے برائے خبر قلعہ قطع جمشیدی روانہ کیا تھا ہومان ابلق سوار
کو تو برہمن نے مارا بھائی اسکا کیوان ابلق سوار شکست کھا چکا تھا مین عین وقت پر پہونچی برہمن
کو عیاری کرکے پکڑ لیا کیوان نے چاہا برہمن کو قتل کرے عین وقت پر کوکب آیا برہمن کو رہا کرلیا
ہومان بیچارہ بھاگ کر اک گنبد مین چھپا حضور وہان بھی بچا نچھوڑا ہومان کو مار ا یکایک زمین تھرائی
وہ آواز آئی کہ جس سے گمان ہوا کلیجے پھٹ جائینگے ایک زنگی پیدا ہوا اُسنے کوکب و برہمن کو مسحور
کرلیا اُنکے بڑے اُستاد صاحب میان نور افشان اس زور و شور سے آئے گویا بلا نازل ہوئی زمین
متزلزل و متحرک ہوئی زنگی سیاہ رو کو چیر کر پھینکدیا یکایک زمین کا طبقہ اُڑا تخت یاقوت احمر پر بصد کر و فر میان
اطلس گلگون پوش ظاہر ہوے ابتک تو افراسیاب میٹھا سُن رہا تھا نام ملک اطلس سنکر
کھڑا ہوا کہا ای صرصر تجھکو کیونکر معلوم ہوا کہ ملک اطلس ہین کہا لوگون کے کہنے سے ثابت ہوا اُسکے
عزیز و اقارب جمع ہوگئے ہانڈھوا ملک اطلس برآمد ہوے افراسیاب نے کہا پھر کیا ہوا کہا حضور
ملک اطلس کو نور افشان نے دام تزویر مین لیا حضور حضور کرتے ہوے بارگاہ مین لیگئے کوکب
و برہمن کو کچھ بھی سزا نملی نور افشان نے تمام مقدمہ لاچین بیان کرکے اسقدر اُسکو درہم و برہم
کیا کہ وہ آپکے مقابلے پر آمادہ ہوا اور عمرو نے تو آج حضور وہ کام کیا وہی عیاری پر آئی اک نازنین کی
شکل بنکر آیا گانا تو اُس نگوڑے کا سحر ہی اُسکو شراب بیہوشی ملا کر پلائی شراب اُڑگئی جام شکست ہوا اُسکے
طور کا بند و بست ہوا چاہیے تھا عمرو کو سزا ملتی اُسنے وہ کہانی نکالی کہا تنگ عرض کرون ملک اطلس سے

وعدہ کیا ہی کہ آپکی معشوقہ کو لینے جاتا ہون مگر آپ میرے لشکر کو بچایئے ملک اطلس سات لاکھ فوج لیکر
سمت کوہ ہفت رنگ روانہ ہوا اسواسطے کہ صراط ہفت رنگ سے مقام قید لاچین دریافت
کرکے رہا کرون افراسیاب سے میل کراون حیرت جادو گھبرا گئی عیارون کو کوسنے لگی کہ نگوڑا عمرو
مرجاے کیا فریب بناتا ہی افراسیاب نے آواز دی ای ملکہ عالم وہ بیچارہ ملک اطلس کیا ہی مین سارا
فریب مسلمانون کا ظاہر کرائے دیتا ہون وہ نور افشان و عمرو کا دشمن ہوجاے گا دست بستہ خدمت
مین بادولت کی آئیگا وہان کوئی موجود نہ تھا جو چاہا بیان کیا تھا پیش قاضی روی راضی آئی کا مضمون
ہی مین ابھی فکر معقول کرتا ہون علاوہ ساحر زبردست ہونیکے مذہب سامری مین وہ بزرگ ہی بڑی
جفا عبادت خداوند مین اٹھائی کتابون مین میری اسکا کیا حال لکھا ہی مین سب باتین جانتا ہون ابھی
بلواتا ہون شہنشاہ لاچین کی قید تک کیا جا سکتا ہی اسوقت افراسیاب نے قلم اٹھایا یہ القاب لکھا

نامہ از طرف افراسیاب بخدمت ملکہ اطلس گلگون پوش تعالہ

ای شہنشاہ ساحران جہان
شہسوار مراکب جرأت
اختر برج حشمت و اجلال
آسمان کمال کے خورشید
دشمنون نے بڑا فریب کیا
بے سبب عشق مین ہوے مجبور

گوہر بحر بخشش و احسان
آبرو بخش ہر صغیر و کبیر
مہر تابان آسمان کمال
شکر ہی آپ کا ظہور ہوا
قلب اقدس کو ناشکیب کیا
قتل احباب و اقربا بھی ہوے

تاج داد ممالک ہمت
فلک ساحری کے ماہ منیر
بندہ خاص سامری جمشید
دل کو مشتاقون کے سرور ہوا
دام تزویر مین پھنسے مین حضور
مورد آفت و بلا بھی ہوے

ای شہنشاہ گردون پناہ ای زبدۂ سامری پرستان خاصۂ خلاصۂ زبردستان مقام افسوس ہی کہ دشمنون
نے آپکو اتنا بڑا فریب دیا اس خیر خواہ کو آپکا دشمن بنایا لیکن انکی کیا شکایت جو مناسب تھا وہ ہوا آپ
کو کوئی آگاہ کرنے والا نہ تھا اُن سب نے اپنا رنگ آپ پر جمایا عمرو نے صورت اک عورت کی بنائی
وہ صورت حضور کو پسند آئی اُس صورت سے بہتر شاہزادی حسین جمیل آپکی خدمت مین حاضر ہوگی
نور افشان و کوکب و برہمن نے سراسر خلاف آپکے سامنے بیان کیا شہنشاہ لاچین نے
جب انتقال کیا تب راقم بادشاہ ہوا اس عدل و انصاف سے بسر کی اہالیان طلسم ہوشربا بخوبی
جانتے ہین اہالیان طلسم نور افشان کی ذات سے غدر ہوا دشمنون کا ساتھ دیا بڑے بڑے سردار

ملبدولت کے مارے گئے لاچار مجبور ہو کر دائی امان کو بلایا انہین کے مقابلے کو وہ برہمن آمادہ تھا حضور نے
اُن سب کو پناہ دی ورنہ اسی معرکے مین اُنکا خاتمہ تھا خیر آنچہ گذشت گذشت دیکھتے ہی اس محبت نامے
کے مابدولت کے پاس تشریف لائیے تمام حال ظاہر ہو جائیگا وزیر اعظم میرا سرما برف اندام نے
نامہ ہذا لیکر آتا ہی تمام کیفیت فساد و عدم فساد و بربادی مذہب سامری پرستان زبانی ظاہر کردیگا
یقین ہی کہ آپکے دلکو تسکین ہو ساربان زادے نے بہت بڑا دھوکا دیا نامہ ہذا تمام والسلام والاکرام
نامے کو افراسیاب نے ملفوف کیا سرنامے پر اپنی مہر کی بہت سے تحفہ جات قیمتی جواہرات کشتیان
لباس و اشیاے نفیس کی سرما کے ہمراہ کین چارسی ساڑھے چارسی جوان اک خیمہ معقول اپنے ہمراہ
لیکر سرما روانہ ہوا بعد جانے سرما کے افراسیاب نے اک اور انتظام کیا چند نامے بنام خراج گزاران
تحریر کیے اُنکا مضمون یہ تھا کہ ملکہ اطلس گلگون پوش بزرگ مذہب سامری پرستان بعد
دوسی برس کے زمین سے برآمد ہوا ہی برائے سیر و شکار جاتا ہی جس جانب سے گذرے ہر اک بادشاہ
استقبال کرکے اُسکو باعزت و آبرو فروکش کرے جسقدر ہو سکے ترقی سامان دعوت و ضیافت مہیا ہو جسنے
اُسکو آزردہ کیا اُسنے مابدولت کو تکلیف دی یہ نامے معرفت طائران سحر روانہ کیے لیکن خواجہ عمرو بن
امیہ ضمری ملکہ اطلس سے رخصت ہو کر اشرفیون کا حساب کرتے ہوئے شبکو اپنے لشکر مین آئے
تمام کیفیت ملکہ مہرخ سے بیان کی ملکہ مہرخ رونے لگین کہا اے شہنشاہ عیاران حقیقت مین آپ نے
بڑا کارنمایان کیا لیکن یہان تاریک کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی ایک ہفتے سے اُسنے طبل جنگی نہین
بجوایا جب بیٹھے بیٹھے گرتی ہی لشکر پر ہمارے آپڑتی ہی شعبدہ بازی دکھاتی ہی دس پانچ عزیزونکو پکڑ لیجاتی
ہی اُسکے ظلم و بدبخت سے زمین تھراتی ہی چیر پھاڑ کے کھاجاتی ہی عمرو نے کہا انشاء اللہ اسکا بھی سامان پروردگار
کریگا اب بنتا ہی تو مین جا کر ملکہ اطلس کو لاتا ہون یہ فرما کر برق فرنگی کو ساتھ لیا چالاک کو
کنارے بلایا کان مین اُسکے بہت کچھ سمجھایا چالاک نے پکار کر کہا انشاء اللہ تعالے آپکی عنایت سے
یہی ہوگا مین تدبیر کر لونگا یہ سامان کرکے عمرو اپنے سردارون سے ملا ایک ایک کو تسکین دی یہ بھی
فرمایا کہ انشاء اللہ پھر بخیر و عافیت ملینگے یا ہمسے تمسے ملاقات بروز حشر ہوگی اس کلام حسرت انجام
پر خواجہ کے قیامت برپا ہوئی رات ہی کو برق کو ساتھ لیکر لشکر سے نکل گئے لیکن ملکہ اطلس
منزل بمنزل جاتا ہی ہزارہا آدمی راہ مین اُسکی زیارت کے مشتاق ہین اک نوجوان تاج شہریاری برسر

فوج دریا موج ساتھ لیکر بصد کر و فر جاتا ہی لوگ دیکھکر حیران ہوتے ہین کہ کیا کمال ہوا دو سو سال زیر زمین رہا سنتے ہین ضعیف تھا نوجوان ہو کے نکلا مذہب سامری مین بڑی کرامات ہی سحر و ساحری کی کیا بات ہی جب کامل ہو تب یہ شرف حاصل ہو بموجب حکم افراسیاب جس سرحد پر پہونچتا ہی وہانکا بادشاہ حاضر ہوا اسکو سامان دعوت و ضیافت مہیا ہوا صبحکو پھر روانہ ہوتا ہی پانچوین منزل مین قریب صنوبر کوہ پہونچا ملکہ صنوبر جادو خبر سن چکی تھی اپنے کوہ سے اُتری ملک اطلس کے پایہ تخت کو بوسہ دیا تخت سے ملک اطلس اُترا ہر چند کہ عشق مین اُس نازنین کے مبہوت ہی ٹھنڈی سانسین بھرتا ہی مگر جمال ملکہ صنوبر دیکھکر بہت خوش ہوا ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا یا تو خاموش تھا بے اختیار یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

بلبل نہ چمن ہی گل و گلزار کا عاشق
نی سبحہ کا عاشق ہون نہ زنار کا عاشق
بجکرہ میخانے سے ای شیخ نکلنا
جسکا ہو فروشندہ خریدار کا عاشق

جو گل ہی سو ترے گل رخسار کا عاشق
باتین مجھے جلتی ہین یہ آمیزش و شنام
ہر رند ہی وان جبہ و دستار کا عاشق

رشتے کو محبت کے جگہ دیتے ہین دل مین
ہون اسلیے اُس شوخ کی گفتار کا عاشق
کیا قدر رکھے جنس دل اُس شخص کی سودا

صنوبر نے شرما کر سر جھکا لیا عرض کی ای شہنشاہ تمام اہالیان ہوش ربا آپکے جمال جہان آرا کے خواہان ہین لیکن آپکو عجب حال پر ملال مین پایا متردد و متوحش رنگ روے مبارک متغیر آپ کو کس بات کا خیال ہی کیون قلب پر ہجوم غم و ملال ہی ملک اطلس نے کہا ای شہنشاہ حسینان جہان ای سردار تاجدار خوبان کیا کہون ایسی اک صورت زیبا دیکھی دام بلاے عشق مین پھنسا ہون مثل طائر نوگرفتار تڑپتا ہون راتین ہجر کی پہاڑ ہو جاتی ہین جب دم لبون پر آتا ہی تب روے سحر فرقت کی زیارت ہوتی ہی دن بھی شب غم سے زیادہ تاریک تر غذا اپنی خون جگر اصل یہ کیفیت ہی اشعار

ہر یکے خواہان دل از جنس خم بان میشود
آنکہ از عکس رخش آئینہ بستان میشود
رسم ملک عشق را نازم کہ در حق مریضی
من اگر کافر شوم آن بت مسلمان میشود
بارہا گفتم نمی آید ز پند خویش باز
بر در جنت بروز حشر دربان میشود

تا بدست آورد ظالم در پی جان میشود
ہر شبے مانند تصویران فانوس خیال
از طبیبان بعد مردن فکر درمان میشود
از پریشانی درین پیتان دلا غمگین مشو
ناصح از گفتار خود روزے پشیمان میشود

گی کند از بد دماغی صبح گلگشت چمن
گرد آن شمع شبستان بزم قربان میشود
ہیچکس یارب بکس با شمع الزغم ایچنین
غنچہ گل بیگردد اینجا گر پریشان میشود
می مخور سودا کہ آخر زاہد ان اہل عصا

اس حسرت سے یہ اشعار ملک اطلس گلگون پوش نے پڑھے ملکہ صنوبر نے عرض کی آخر اُس معشوق نامہربان کس مقام پر ہی ہمکو حکم ہو جستجو کرین جاکر اُسکا پیغام پہونچاوین

ملک اطلس نے کہا میرا قاصد خوشخرام نیک انجام گیا ہوا ہی یقین ہی جواب باصواب لائے وہ روز روز عید
کیسا سعید ہوگا میرا نامہ بر پلٹے خبر آمد محبوب پہونچائے ای ملکہ صنوبر جان اپنی نامہ بر پر نثار کرونگا کیسا
کہون کسقدر انتشار ہی دل تردد منزل شل ماہی بے آب بیقرار ہی لیکن اسوقت تمھارے آنے سے غنچۂ خاطر شگفتہ
ہوا دو چار روز اسی مقام فرحت انجام پر مابدولت قیام کرینگے صنوبر بہ اعزاز و اکرام لیکر بالائے کوہ آئی
بارگاہ استاد کرائی سامان عیش و عشرت مہیا ہوا بڑی دھوم سے ملکہ صنوبر نے دعوت کی ملک اطلس
خدمتگذاری سے صنوبر کی نہال ہوا کسیقدر رفع ملال ہوا لیکن شب کو جب تنہائی مین جاتا ہی تصویر دلبند کو
جو خواجہ عمرو نے برائے تسکین دیدی ہی تنہائی مین اُس تصویر کو لگاتا ہی کبھی نثار ہوتا ہی کبھی بلائین لیتا ہی
کبھی جوش محبت مین درد دل سناتا ہی یاد مین اُس روے زیبا کی دن رات گھبراتا ہی دوسرے دن تخت پر
ملک اطلس بیٹھا ہی ملکہ صنوبر مصروف خدمتگذاری ہی کہ ہرکارون نے آکر خبر پہونچائی کہ سرما وزیر اعظم
افراسیاب نامہ لیے ہوے آتا ہی صنوبر نے دست بستہ عرض کی شہنشاہ کا وزیر برائے زیارت سرکار
حاضر ہوا ہی اگر حکم ہو استقبال کرکے لاؤن ملک اطلس نے کہا افراسیاب بڑا مغرور ہی نشۂ بادۂ
کبر و نخوت سے چور ہی اُسکے پاین مہندی لگی تھی خود نہ آیا اپنے وزیر کو بھیجا کچھ ہمارے پاس آنیکی ضرورت
نہین ہی بادشاہ اصلی کو ہم جاکر مارینگے تب اِس نمکحرام کی آنکھ کھلیگی جب ملک اطلس بہت بگڑا صنوبر نے
آب کلام سے ٹھنڈا کیا کہا کہ شہنشاہ افراسیاب جادو بڑی آفت مین مبتلا ہی ایک سر ہزار سودے
جب نامہ حضور پڑھینگے سب کیفیت ظاہر ہوجائیگی یقین ہو باعث عدم حضوری بھی ضرور تحریر کیا ہو
آپکے نیازمند ہین آپ سے کیا سرکشی کرینگے جب ملکہ صنوبر نے اسطرح سمجھایا تب ملک اطلس نے حکم دیا
اچھا خوشی تمھاری خاطر سے حکم دیتے ہین ورنہ مابدولت کو کچھ ملاقات کی ضرورت نہ تھی کیا ہم اسکے
تحفہ جات کے محتاج ہین ہمارے نام سے قواعد دین سامری کے رواج ہین ملکہ صنوبر خوشنود ہوکر
اپنی کنیزون کو برائے خدمتگذاری ملک اطلس گلگون پوش چھوڑ کر برائے استقبال سرما چلی
زیر کوہ ٹھہری سرما بے برف انداز نے صحرا مین لاکر بارگاہ استاد کرائی صندوق تحفہ جات کے ایک گوشے
مین رکھے انتظار ہی کہ ملکہ صنوبر آئے کل حال اُس سے دریافت کرلون پھر جاکر ملک اطلس سے
ملون کہ ہرکارون نے خبر دی ملکہ صنوبر تشریف لایا چاہتی ہین سرما بے برف انداز بارگاہ
مین ٹھہرا انتظار ملکہ صنوبر جادوگر رہا ہی لیکن ملکہ صنوبر مع چند کنیزان ہمراز و مصاحبان دمساز

کوہ سے اُتر کر خراماں خراماں جاتی ہی ایک جانب سے دیکھا ایک ہرکارہ گوٹے دار پگڑی سر پر سونے کی چھڑی
زیب کمر اُسپر مُہر افراسیاب پکارتا ہوا ای ملکہ صنوبر ٹھہرو واہ تمنے بڑا غضب کیا پرچہ لکھونگا ملک و مال
چھن جائیگا شہنشاہ کا عتاب آئیگا ملکہ صنوبر ہرکارے کو دیکھکر گھبرا گئی کہا میاں ہرکارے صاحب مینے
کیا خطا کی ہرکارے نے کہا خطا کا حال کھلجائیگا جب دوسرا ناظم آکر فرد واصلات طلب کریگا تب آنکھیں
کھلینگی خزانے مین روپیہ تیار رکھیے زرخراج کی یہ تباہی شہنشاہ پر دشمنون کی لشکرکشی آپکو خبر بھی نہین دن
عیدرات شب برات کبھی اگر آپ باغیون سے اُٹین دس مین ہزار ملازم قتل کرائیے دو چار زخم بھی کھائیے
صنوبر گھبرا گئی کہا میاں ہرکارے مفصل کہو مجھکو شہنشاہ نے کب طلب فرمایا کہ مین نہ حاضر ہوئی
کیا کسی ورانداز نے درانداز کی غمّازون نے غمّازی کی ہرکارے نے کہا مجھکو آپکے حال پر رحم آگیا
ورنہ حبشیون کا رسالہ آپکی گرفتاری کو چل چکا ہی ذرا کنارے آئیے مین سمجھا دون اب بھی خیر ہی صنوبر تھر تھر
کانپتی ہوئی ہرکارے کے ساتھ آئی کنیزون کو اُسی مقام پر چھوڑا ہرکارہ ملکہ صنوبر کو اک درہ کوہ مین لیگیا کہا
ای ملکہ صنوبر ملکہ حیرت جادو تمھاری دشمن ہوگئین چاہتی ہین ملک و مال اپنے قبضے مین کرین جلد
اپنا کارندہ روانہ کیجیے جاکر شہنشاہ کو عرضی دے دوسرا ناظم نہ آنے پائے یہ باتین کرتے کرتے حباب مارا
صنوبر بیہوش ہوگئی آواز آئی منم مہر سپہر عیاری ایک طرف سے برق فرنگی بھی آیا عمرو نے کہا بیٹا اسکی
صورت تو بنکر تیار ہو خواجہ عمرو نے ملکہ صنوبر کو اُٹھاکر زنبیل مین رکھا برق فرنگی ملکہ صنوبر کی صورت
بنکر آراستہ ہوا عمرو نے سمجھا دیا جاکر سرمایے برف انداز سے ملاقات کر دالیا رنگ جماتا شب کو
بارگاہ مین رہنا مین بھی وقت پر آجاؤنگا برق بہت خوب کہکر بشکل صنوبر مسکراتا ہوا بیرون بارگاہ آیا
کنیزون نے پوچھا حضور ہرکارہ کہان گیا ملکہ نے کہا چپ رہو اُس نگوڑے کا نام بھی نہ لو مینے سمجھا دیا وہ
چلا گیا مین کیا کسی کا دینا چاہتی ہون ملک موروثی پر کون دست انداز ہو سکتا ہی اب اسکا ذکر کیکے سامنے
نہ کرنا یہ کہکے طرف بارگاہ سرمایے برف انداز کے ناز و کرشمہ دکھاتا ہوا انگلیان جھمکاتا ہوا چلا
سرمایے برف انداز نے سنا ملکہ صنوبر جادو آپہونچی جانتا ہی کہ ناظم ملک صنوبر کوہ ہی بے تکلفانہ
باہر نکل آیا ملکہ صنوبر نے جھک کر سلام کیا مسکرا کر کہا میاں وزیر اعظم بڑے بے مروت ہو تم لوگون
سے کسی بات کی امید نہ رکھیے کبھی ایک پرچہ بھی لکھنا نہیں نصیب ہوتا نامہ لکھنے ہاتھ ٹوٹتے ہین یہاں ناحق
کو روز فکر کرتی ہون نام پر صدقے اُتاری ہون دشمنونکے ہاتھ سے میاں سرما چین عیار ڈھونڈھا کرین آئی

آنکھ نہین ملتی یہ کہکر ہاتھ مین چٹکی لی قہقہا مارکر ہنسی کہا کیون جی وزیر اعظم ان باتون سے تم یہ سمجھے ہوگے کہ ملکہ
صنوبر میرے اوپر عاشق ہی درگور مین ایسون سے لوٹا بھی نہ اُٹھواؤن لیکن ناحق مین براے استقبال
دوڑی آئی میرے پیر بھی تھک گئے سختی اُٹھائی پہاڑ کا راستہ طی کیا جنکے واسطے آئی وہ چھوے کھڑے ہین
سرماے برف انداز بیقرار ہوگیا کہا ملکہ صنوبر مین تو غلام ہون صنوبر نے کہا غلام اپنی جورو کے بنو
مجھ کمبخت سے کیا کام دور سے صاحب سلامت ہو چکی بس مین جاتی ہون ملاقات کو وہان ملک اطلس
کی تشریف لائیے گا مین کچھ رات کو رہنے نہین آئی ہون سرماے نے دانت نکال دیے ہین ہین کرنے لگا
رال ٹپک پڑی ہاتھ تھام لیا کہا ملکہ صنوبر بارگاہ مین چلیے اسوقت چڑھائی پر پہاڑ کی نہ جا سکینگے بوقت صبح
ملک اطلس گلگون پوش سے ملاقات کرلینگے آج رات کو یہان ناچ گانا ہوگا دور شراب ہو صنوبر
نے کہا لو دیدے کی صفائی مین رات کو انکی بارگاہ مین رہون شراب پیون تنہا پاکر مجھسے مذاق کرو تو مین
کیا کرون اقرار کرلو تو مین چلتی ہون ورنہ ابھی چلتی ہون مجھکو ہاتھ نہ لگانا شراب نہ پلانا مین شہنشاہ سے
کہلا بھیجونگی سرماے برف انداز نے کہا ای ملکہ صنوبر ہم تو تمھارے مہمان ہین دلشکنی کرنا مناسب
نہین آیندہ آپکو اختیار ہی یہ نیاز مند آپکا مجبور و لاچار ہی منتین کرتا ہوا بمشکل بارگاہ مین لایا مقام صدر
پر ملکہ صنوبر کو بٹھایا ساتھ والون سے کہا شراب و کباب حاضر کرو ساتھ والون سے کہتا ہی صنوبر
مجھپر مرتی ہی مجھے معلوم نہ تھا آج اُسکی باتون سے معلوم ہوا مدت سے عاشق ہی آجکی شب بڑی راحت
سے گذریگی صبحکو ملک اطلس سے ملاقات کرینگے کیا جلدی ہی ملاقات کرتے ہی بخوبی سمجھا دونگا
پھیر کر لیجاؤنگا نامے مین تو چند فقرات شہنشاہ نے لکھے ہین مجھے زبانی عرض کرنا ہی ابتداے جنگ اسد و عمرو
چند باتون مین سمجھا دونگا ایک شب مین کیا نقصان ہی سب نے عرض کی حضور بہت بہتر ہی ایسی معشوق
عاشق خصال کسے ملتی ہی عاشق نہوتی تو واسطے استقبال کے کیون آتی جیلے مین استقبال کے بیقرار
ہوکر آئی ہی مدت سے بیقرار ہوتی تو یہ جوش و خروش ہوتا سرما بھول گئے کہا بھائیو سیکڑون مجھپر مرتی
ہین مینے قصد نہین کیا منگلو کی بوچی تین لاکھ روپے کا مال لیکر بیٹھی جاتی تھی مینے قبول نہین کیا ملکہ صنوبر
نے فوراً سامان عیش و عشرت مہیا کیا سرما بیٹھا دیکھ رہا ہی صندوقون کو دیکھکر صنوبر جادو نے پوچھا
وزیر اعظم صاحب اِسمین کیا ہی کہین کوئی تمھاری خالہ امان آشنا ہونگی اُنکے لیے تحفہ لیچلے ہو سرماے نے
کہا ای ملکۂ عالم اسمین جواہرات تحفہ جات گلدستہ ہاے بے نظیر گہرہاے آبدار پُر تنویر افراسیاب نے

براے ملک اطلس گلگون پوش روانہ فرماے ہین شب کو یہان رہگئے ورنہ اسیوقت جاکر مشرف
ہوتے ساربان نزادے نے بڑا مکر کیا شہنشاہ کے لیے معشوقہ لینے گیا ہی دیکھیے اب حال کھلجائیگا کیسی بنائی
پڑیگی اب لشکر مسلمانان بہت جلد تباہ ہوجائیگا اپنے نزدیک میان نور افشان وعمرو نے بڑا کام کیا ایسے
بزرگ کو دھوکا دیا ایسا اسکا بدلا ہوگا افراسیاب تو خطا معاف بھی کردیتا لیکن یہ بزرگان دین خوش آمیز
کسکا پاس کرتے ہین صنوبر جادو نے کہا ہوگا تمہین تو قصے کہانی بہت یاد ہین جو نگوڑا جیسا کرے گا
ویسا پائیگا ہم تمہین راضی کرنے آے ہین سرماے برف انداز خوشی مین مست بیٹھا ہی جب جلسہ آراستہ
ہوچکا گانیوالے آئین سرماے نے اپنے لشکر کے طائفے بلاے ملکہ صنوبر نے کہا یہ گانا ہمین پسند نہین آتا سپاہیان
دیہاتی تین چار چیزین سیکھ لین ایک بھلی لیکر نکل پڑین کوئی گویا عمدہ ہو پکا گانا گاے تو دلکو پسند آے یہ ذکر
تھا کہ چوبدار نے عرض کی حضور دروازے پر ایک گویا حاضر ہی کہتا ہی مین ہمیشہ خدمت سامری و جمشید
مین رہا جبسے ملک سامری پرستان برباد ہوے مارا مارا پھرتا ہون سرماے نے کہا بلالو دیکھا گویا نوجوان
تنبورا ہاتھ مین مسخرا پن بات بات مین بوٹی بوٹی پھڑکتی ہوئی گنگناتا ہوا سامنے آیا دعاے جان ودراز
دی ملکہ صنوبر نے کہا میان تمھارا کیا نام ہی کہا بی بی صاحب ہمکو استاد ہمہ رنگ کہتے ہین باپ ہمارے
تان توڑ خان تمام دنیا مین مشہور ہین آجکل پریشان ہوگئے مجبور نے بھی کہا جشن کی خبر سنی چلے آے
سرماے برف انداز نے کہا ملکہ کو علم موسیقی مین بہت دخل ہی پکا گانا گاؤ ہمہ رنگ نے عرض کی حضور
پکا گانا تو ان چار گز کی تان پانچ گز کی تان جہانتک کھینچے بڑھتا جاوے تان توڑ خان کا بیٹا سارنگ خان
گا ہوتا تو تمہین کاسر رہتا ہمسے زیادہ کون گائیگا سبکو راضی کرکے جائینگے لیکن حضور ایک خیال رہے
اگر ایسا ہوا کہ ہم گا رہے ہین سامری جمشید نے فرشتہ کو بھیجا ہمکو بلوا لیا پھر ہم نہ رک سکین گے اگر
چلے جائین تو شکایت نہ کیجیے گا ملکہ صنوبر نے کہا نگوڑے گوئیون کو باتین بہت آتی ہین کچھ سناؤ اچھی اچھی
چیزین گاؤ ہمہ رنگ نے کہا ایسی ایسی سنائین سب صاحب خوش ہوجائین حضور ہم لوگ ڈھاری
ہماری بات کا برا نہ مانیے مجھے مجرے کے روپے پہلے دیدیجیے صنوبر نے کہا زیادہ باتین نہ بناؤ وزیر اعظم
سامنے موجود ہین نہال کردینگے یہ دیکھو بڑے بڑے صندوقون مین مال بھرا ہی صنوبر نے اشارہ کرکے سب
صندوق بتا دیے سرماے نے کہا صاحب صندوقونکا ذکر نہ کرو مین اپنے ساتھ بہت کچھ لایا ہون کیا پراے
مال کے بھروسے پر آیا ہون ہمہ رنگ نے بیٹھکر پہلے دو چار خیال گاے تانین آئین باتین بنائین

ارین سرمانے کہا اس گویے کو نکال دو کیسی بلیّان لڑاتا ہے کوئی ٹھمری غزل گاؤ اب تو گویا سنبھل بیٹھا چونکہ وقت شب ہے یہ غزل عاشقانہ شروع کی

غزل

محفل مین جھلملاتی رہی کیون بار بار شمع
روتی ہے بار بار قریب مزار شمع
کرتا ہے گر بیان جو وہ محفل مین غیر سے
محفل مین تو فروغ دکھائے ہزار شمع
تاریکی لحد کا نہین خوف بعد دفن
ہم شمع پر نثار ہین ہم پر نثار شمع
آخر جو خاک ہو گئی جل جلکے بزم مین
بس ایک میرے حال پہ ہے اشکبار شمع
تاثیر اسکو کہتے ہین اللہ رے فیض عام
کچھ غم نہین ہے جو ہے قریب مزار شمع

اُس شعلہ رو کے رشک سے ہے بیقرار شمع
دود سیاہ رنگ سفید آشکار ہے
جلتا ہے تیری طرح مرا جسم زار شمع
اس شعلہ رو پہ بزم مین جل جلکے تا سحر
تربت مین ہوگا سیر دل داغدار شمع
بے نور ہوگی صبح کو اتنا نہ کر غرور
رکھتی تھی اپنے دل مین یہ کس سے غبار شمع
سر کاٹ لے قصاص کا گلگیر سے ہو حکم
گل کر گئی سحر کو نسیم بہار شمع

تربت پہ بعد دفن ہے اک غمگسار شمع
دکھلاتی ہے دور نگی لیل و نہار شمع
روشن نہ ہوگا نام مرے داغ دل کی طرح
آخر نثار ہو گئی پروانہ وار شمع
جل جل کے کہہ رہے ہین یہ پروانے بزم مین
بس رات بھر ہے بزم مین تیری بہار شمع
جلتا ہون مین جو بزم مین ہے تیری غیر شاد
پروانون کو جلا رہی ہے اے نگار شمع
سطوت دیا ہے اور اہ خدا کا لحد مین ساتھ

اس غزل نے آگ لگا دی سرماسے برف انداز جھومنے لگا صنوبر نے

کہا میاں ہر رنگ کیا کہنا شراب بھی پیتے ہو عرض کی حضور ہماری جنم گھٹی ہے اک بوتل بلوا لیجئے کے ٹھرا سنگا لیجئے پھر سینے دیکھیے کیسا راگ کرتے ہین ملکہ صنوبر نے کئی گلابیان منگوا کر سامنے میان ہر رنگ کے رکھین میان ہر رنگ ہنسے کہا حضور اس سے کیا ہوگا دو چار بطلے منگائیے ملکہ صنوبر نے کہا نگوڑے دو چار جام پیکر سارا راگ بھول جائیگا یہ وہ بازاری ٹھرا نہین ہے بادشاہون کے پینے کی شراب ہے گویے نے کہا حضور ہم تنہا خوار نہین ہین جب ساقی ہوتے ہین کسیکو باقی نہین چھوڑتے صنوبر نے غصے مین سرما کے اشارہ سے کنجی میخانے کی کھول کر پھینکدی میان ہر رنگ میخانے مین گئے شراب کو درست کرکے لائے اس سلیقے سے شراب لایا کہ دیکھنے والون کی آنکھون مین نشہ آگیا ملکہ صنوبر جا دو بھی کاروبار مین معروف ہین ہر رنگ بحال بیٹھا ہے شراب چلنے لگی ملکہ صنوبر منتظم جھٹ پٹ کام ہونے لگا پردہ بارگاہ مین پڑا ہوا ہے باہر کا آدمی نذرا نہین سکتا تھوڑے ہی عرصے مین سرمانے برف انداز گھرایا ملکہ صنوبر سے پکار کر کہا چلو ہم تم لیٹ کر سو رہین صنوبر نے کہا نگوڑے کچھ دیوانہ ہوا ہے منھ تو دیکھ آئینہ تو میسر نہوا ہوگا جنیئن مین پیشاب کرکے تو اپنی صورت ضرور دیکھی ہوگی ورنہ اب دیکھ لے سراسر حال آئینہ ہو جائیگا سرما بلبلا کے اٹھا

سب حال آئینہ ہوجائیگا سرما مبتلا کے اُٹھا بیہوشی کام کرچکی تھی اُٹھتے اُٹھتے دل بیٹھ گیا دھم سے گرا ساتھ والے
اُٹھے سب بیہوش ہوے برق فرنگی تیغ کھینچکر چلا خواجہ عمرو نے ہاتھ پکڑ لیا کہا او نالائق کیا کرتا ہی قتل
کرنا منظور نہین ہی عمرو نے کسیکا لباس بھی نہ اُتارا صندوق تحفہ جات کے کھولے اُسکا انتظام بوجہ حسن
کردیا جو منظور تھا وہ مطلب ہوا ظاہر مین محفل کی کوئی چیز نہلی برق کو کچھ سمجھایا کہا مین الگ ہوجاؤن تو
بشکل صنوبر آرام کر بوقت سحر سرما کو اپنے ساتھ لیجانا ہم بھی کسی صورت پر آئینگے جو کچھ ہمنے سکھادیا سلیقے
سے انتظام کرنا برق بہت خوب کہکے گوشۂ بارگاہ مین جاکر سو رہا خواجہ عمرو سراچہ چاک کرکے نکل گئے چار پہر
رات گذر کر ستارہ سحری چمکا نسیم سحری چلی سرما سے برف انداز کی آنکھ کھلی گھبرا کے اُٹھا اپنی حرکت پر
منفعل ہوا کہ ملکہ صنوبر سے کیا وعدہ تھا نشہ شراب کا بُری چیز ہی ناحق شرمندہ ہوا ملکہ صنوبر کو جگایا
صنوبر نقلی آنکھ ملتی ہوئی اُٹھی کہا صاحب جلدی چلو شہنشاہ گھبراتے ہونگے سرما نے تحفہ جات لدوائے
صندوقون مین اُسی طرح قفل لگے ہوے غلاف چڑھے ہوے طرف پہاڑ کے چلے صنوبر راہ مین سرما
کو خوب سمجھاتی ہوئی چلی کہ اے وزیر اعظم بادشاہ عالیجاہ کا سامنا ہی بہت سلیقے سے کلام کرنا جھجک کے ملنا
سرما نے کہا مین بخوبی سمجھا دونگا سامری جمشید کے حکم سے مسلمانون کے نام کا دشمن ہوجائیگا ابتدا سے
انتہا تک سب بیان کردونگا کوکب نے سراسر بدعت کی ہزارون سردار طلسم ہوش ربا کے اُنکے ہاتھ
سے مارے گئے آج ہی مین اُنکو طرف طلسم نور افشان کے پھیر دونگا پہلے طلسم نور افشان کی فکر واجب
ولازم ہی ملکہ تاریک فکل کش لشکر مہرخ کا خاتمہ کردیگی یہ جاکر طلسم نور افشان کو فتح کرینگے اب مسلمانون
کا نام بھی نہ باقی رہیگا ملکہ صنوبر نے کہا مینے سمجھادیا آئندہ تمھین اختیار ہی صنوبر جادو یہ کہکے پہلے پہونچی
جاکر ملک اطلس کو سلام کیا ملک اطلس نے پوچھا ملکہ صنوبر شب کو تمنے وہان کیون بسر کی
عرض کی وزیر اعظم سرما سے برف انداز نہ آسکے کنیز رات بھر حضور کے انتظار مین رہی جفائے شب
فراق سہی حضور وزیر اعظم آتے ہین طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ افراسیاب کو آپ کا تشریف لانا ناگوار
معلوم ہوا رات کو بھی اک نامہ سرما کے پاس آیا سرما پڑھکر دیر تک سر جھکائے بیٹھا رہا مینے جو پوچھا کہ کیا
مضمون ہی مجھسے نہ بتایا لیکن کاغذ کو جیب مین رکھ لیا اگر مناسب ہوگا تو ارشاد فرمائیے گا کہ جو شب کو
نامہ آیا ہی وہ بھی ہمکو دکھاؤ آپ سے وہ ضرور عرض کرینگے جو مناسب وقت ہو انتظام کیجیے گا اپنی جان کا
خیال رکھنا واجب ولازم ہی ملک اطلس نے کہا اے خیرخواہ دولت مجھپر کوئی اگر دست انداز ہو دریا کے

خون بہا دون یہ باتین تھین کہ سرما سے برف انداز حاضر ہوا آتے ہی پایۂ تخت کو بوسہ دیا ہاتھ باندھکر سامنے
کھڑا ہوا عرض کی شہنشاہ نے حضور کے واسطے تحفہ جات روانہ فرماے ہین پہلے وہ پیش کرون حکم دیا لاؤ
صندوق اگر رکھے گئے جیسے ہی وہ صندوق بارگاہ مین آے اک بو سے بد آئی کہ دماغ سب کے اُلٹ گئے
ملک اطلس نے کہا یہ بو کہان سے آئی ملکہ صنوبر نے عرض کی حضور انکو کھلوائیے حال کھلجائیگا
سرما نے بڑھکر صندوق اول کھولا ملک اطلس بھی کھڑا ہو گیا اس خیال سے کہ بادشاہ ہوشربا نے
تحفہ جات بھیجے ہین جیسے ہی تپڑا اُٹھا تمام بارگاہ کے لوگون نے ناک بند کر لی ملک اطلس نے دیکھا کہ
مرا ہوا گدھا خانۂ اول مین رکھا ہی سرما کا دم نکل گیا ملک اطلس نے کہا کیون بے یہ افراسیاب نے
ہمین کیا بھیجا ہی گدھے پر اُسی گدھے کو سوار کرا و بھیجا دوسرا صندوق تو کھول دوسرا صندوق جو کھولا اُسمین
گتے کا لاشہ اعضا گلے ہوے کیڑے پڑ گئے ہین لیکن کام کرنے والے نے وزن مین فرق نہین ڈالا اب آخر
والا صندوق جو کھولا اُسمین کتے کی کھال اُسمین لکھا ہوا ہی براے ملک اطلس سرما سے برف انداز
کے ہاتھ پاؤن ٹھنڈے ہو گئے ملک اطلس افراسیاب کو گالیان دینے لگا کہا یہ کمحرام بہت مغرور
ہوا یہ تحفہ ہمارے واسطے بھیجے ہین در پردہ جویاے جنگ ہی جوانی کی اُمنگ ہی ملکہ صنوبر نے بڑھکر عرض
کی حضور جو کچھ کیا وہ افراسیاب نے کیا بیچارے وزیر کی کیا خطا اِنکی جیب مین اک نامہ ہی اُسکو ملاحظہ
فرماکے اِنکو رخصت کر دیجیے سرما نے کہا شب کو تو کوئی نامہ نہین آیا صنوبر نقلی نے بڑھکر کہا اے وزیر اعظم
اپنی آبرو بچاؤ جو کچھ ہو صاف صاف کہدو سرما سے برف انداز نے کہا مین اِن خبرون سے بالکل
واقف نہین ہون شہنشاہ نے اشیاے نادرہ روانہ کیے تھے ملکہ صنوبر نے غصے مین کہا کیون اپنی
خرابی کرتے ہو یہ کہکے جیب سے نامہ نکال لیا ملک اطلس گلگون پوش سے کہا دیکھیے حضور یہ خط
افراسیاب نے آپ کو لکھا یا اپنے وزیر کو ملک اطلس نے جو اُس نامے کو کھولا افراسیاب
نے سرما سے برف انداز کو لکھا ہی اے وزیر اعظم اے خیرخواہ دولت تم ہم سے وعدہ کر گئے
تھے کہ ملک اطلس کا سر کاٹ لاؤ گے سو وہ الماس خزانے سے لیا کیا باعث ہوا کہ ابتک سر
اُس خودسر کا نہین روانہ کیا تم جاکر اُس باغی سے مل گئے اگر یہ کام تم سے نہ ہو سکتا تھا تو بیڑا کیون اُٹھایا
جس رقم کا ہمنے وعدہ کیا تھا وہ رقم الگ جمع کرا دی تمھاری جورو صاحبہ نے اُسپر قبضہ بھی کر لیا روز ہمکو
تمھارے خط دکھاتی ہین کہ شوہر نے ہمارے تدبیر کی ہی امروز فردا مین سر لیکر اُس سرکش کا حاضر ضرور ہوگا

ایک تمہارے خط سے یہ معلوم ہوا تمنے تحریر کیا ہی کہ ان کو اسپر دست انداز ہو سکونگا شب کو سونے مین گرفتار کرونگا
جسطرح ہوسکے جلدی کرو ملک اطلس گلگون پوش پڑھتا جاتا ہی جو جو خبر ہی ہاتھ قبضہ شمشیر پر ڈالتا ہی کبھی
اٹھتا ہی کبھی بیٹھتا ہی ملکہ صنوبر نے بڑھکر کہا کیون شہنشاہ اسمین تو کچھ اچھا اچھا لکھا معلوم ہوتا ہی
ملک اطلس نے کہا اس ملعون سرما کی مشکین باندھو جوتیان مارو یہ بیچارا ہمارا سر لینے آیا ہی سرما پر
مار پڑنے لگی اگر کسی نے تلوار کھینچی ملکہ صنوبر نے منع کیا کہا ارے یارو یہ کیا کرتے ہو چار جوتیان مارلو
داڑھی اسکی نوچ ڈالو جان نہ لو سرما بھی گھبرا گیا کہتا ہی ملکہ صنوبر میری جان بچاؤ مین اس نامے سے آگاہ
نہین صنوبر نے داڑھی پکڑ کر ایک جوتی ماری کہا او کمبخت انکار کرنے سے وہ اور زیادہ خفا ہونگے
دار پر کھنچوا دینگے یہ لکھا اپنی جان بچاؤ حضور مین اسکا لکھا ہوا ہون جو اسنے حکم دیا مینے قبول کر لیا انکار مین
جان نہ بچیگی اقرار کرو اقرار کر یہ کہکر ملکہ صنوبر نے پکار کر کہا ای شہنشاہ عالیجاہ مینے دریافت کیا اس
بیچارے کی کچھ خطا نہین ہی جو اسکے بادشاہ نے کہا وہ اسنے کیا دیکھیے پوچھ لیجیے بیچارا منتین کرتا ہی یہ کہکے
آوازدی صاحبو ذرا ہاتھ روکو بیگناہ کو نہ مارو دیکھو وہ کیا کہتا ہی جب لوگ رکے ملکہ صنوبر نے کہا ای
وزیر اعظم مفصل کہو تمہاری جان بخشی ہوجائیگی سرما بے برف نے ہاتھ باندھکر کہا حقیقت
یہ ہی جو میرے بادشاہ نے کہا وہ مینے قبول کیا ملکہ صنوبر نے کہا حضور سچ کہتا ہی اب اسکو معاف کیجیے
صرف منھہ کالا کرکے نکلوا دیجیے اور کان مین سرما کے چپکے سے کہا تمہاری جان بچاتی ہون منھہ کالا
ہوگا بلا سے داڑھی منڈ سے گی پاپوش سے گوری کھیتی ہی پھر نکل آئیگی منھہ جاکے دھو ڈالنا جان تو بچی
سرما نے کہا ای ملکہ صنوبر جو مناسب جانیے وہ کیجیے میری جان بچا دیجیے صنوبر نے حکم دیا داڑھی انکی
مونڈو منھہ کالا کرو گلے مین جوتیون کا ہار ڈالدو گدھون پر سوار کرکے ان نالائقون کو نکالو سرما کو
برف و اندر اژ بصد سوز و گداز نکالے گئے ملکہ صنوبر نے کاغذ وغیرہ لیکر پھاڑ ڈالا کہا شہنشاہ اب
آپ کوچ کیجیے کنیز بھی لشکر لیکر حاضر ہوتی ہی مقام قبہ لاچین دریافت کرکے آسے سنا ہی کیجیے اس ملعون کو
قتل کرنا مناسب ہی افراسیاب سلطنت ہوشربا پاکر بڑا مغرور ہوا ہی دیکھیے حضور کے قتل کی فکر کی
ہی ملک اطلس گلگون پوش نے اسیوقت افسران فوج کو حکم دیا بہ تعجیل تمام لشکر ظفر اثر تیار ہو طبل
کوچ بجے رنگ سے چلو کوہ صنوبر سے غصے مین کانپتا ہوا اژدر ایشت مرکب پر سوار ہوا دو منزل
سہ منزل کرتا ہوا چلا ملکہ صنوبر نقلی ہوا پر سے اترکر غائب ہوگئین یہان کنیزین انیس جلیسین سٹپٹی

پھرتی ہین کہ ہماری ملکہ عالم کیا ہو گئین بعض نے کہا شاید ملک اطلس کے ہمراہ گئین یہ تو سب اپنے
تردد مین رہین اور خواجہ عمرو و برق بصورت مبدل لشکر کے ہمراہ چلے جاتے ہین خوشیان کرتے ہوے فرماتے
ہین ای برق کیا کہنا جاکر ملکہ مہرخ سحرچشم کو ان کل امورات کی خبر دو جہانتک ہو سکے اپنے کو بدعت سے
تاریک کی بچاؤ انشاء اللہ تعالی ملک اطلس کوہ ہفت رنگ کو فتح کیا چاہتا ہی اگر لاچین کا پتا
ملا تو اسکو لیکر آتا ہون برق فرنگی طرف لشکر کے چلا خواجہ لشکر ملک اطلس کے ہمراہ ہین لیکن ملک
اطلس گلگون پوش بصد جوش خروش قریب کوہ ہفت رنگ پہونچا صراط ہفت رنگ
کوہ ہفت رنگ پر جو حجرہ بنا ہی اسمین تخت پر بیٹھا ہی سات پتلیان سنہری پشت پر مگس رانی کر رہی ہین
سات خدمتگار دست بستہ سامنے حاضر ہین اسنے دیکھا کہ گرد اڑی ایک تاجدار پشت پر سات لاکھ ساحران غدار
لشکر کوس بجاتا کوہ ہفت رنگ سے ٹھہرا صراط ہفت رنگ نے خدمتگار کو حکم دیا کہ اس تاجدار سے
کہو یہ مقام کوہ ہفت رنگ گذرگاہ سامری جمشید ہی یہان بے ادبی جائز نہین ہی لشکر کو ہٹا لیجاؤ ورنہ
سزاے معقول دیجائیگی شہنشاہ طلسم ہوش ربا جب قریب کوہ آتا ہی پیادہ ہوکر طواف کوہ ہفت رنگ
کرتا ہی نہ کہ مع لشکر اترنا اس سے بے ادبی ہی یہان ملک اطلس نے لشکر کو اتارا بارگاہ مین آکر بیٹھا ارادہ ہی
کہ صراط ہفت رنگ کو بلواؤن یا خود براے ملاقات جاؤن کہ چوبدار نے عرض کی حضور خدمتگار
در دولت پر حاضر ہی امیدوار باریابی ہی ملک اطلس نے حکم دیا بلالو خدمتگار سامنے آیا رعب و
دبدبہ دیکھکر گھبرا گیا پایہ تخت کو بوسہ دیا صراط ہفت رنگ کا پیغام عرض کیا یہ سنکر ملک اطلس
جوش مین آیا کہا جاکر اس نامرد سے کہنا کہ ما بدولت کی خبر آمد سنی ہم دو سو برس کے بعد پردہ دنیا مین آئے
تو براے قدمبوسی حاضر نہوا ایک خدمتگار کو بھیجا اب ہمکو خوب ثابت ہوا تم سب لوگون نے مل ملکر
افراسیاب کو بادشاہ بنایا سلطنت لاچین کو مٹایا بہتر اسمین ہی کہ خدمت مین ما بدولت کے حاضر ہو
مقام قید لاچین بتاؤ اسکو چلکر رہا کرین افراسیاب نالائق لائق سلطنت کے نہین ہی اگر اسکے
خلاف ہوا سمجھو اس پہاڑ کو آسمان پر اڑا دونگا آگ لگا دونگا خدمتگار کانپتا ہوا الٹا خدمت صراط
مین آیا تمام کیفیت بیان کی صراط نے کہا جھک مارتا ہی ہیچیا کی شامت آئی ہی افراسیاب بادشاہ
طلسم ہوشربا ہی جو مناسب جانتا ہی وہ کرتا ہی کیا مجال اسکی کہ کوہ ہفت رنگ کو ٹیڑھی نگاہ سے
دیکھ سکے اٹھارہ سو قریہ اس کوہ کے متعلق ہی وہ کہان آئیگی تاب نہ لا سکے گا لیکن افراسیاب کو اطلاع ہو نا

ضرور ہی اسیوقت اک نامہ لکھا حالات آمد ملک اطلس لفظاً لفظاً درج کیے ماش کے آٹیکا اک طائر بنایا نامہ
اُسکے گلے مین باندھکر طرف افراسیاب کے روانہ کردیا افراسیاب بارگاہ مین بیٹھا ہی تھا ریک نے اس
بدعت پر کمر باندھی ہی طبل جنگی تو نہین بجوائی لیکن جب گھبرائی لشکر مہرخ پر جا پڑی دو چار کو چیر پھاڑ کر کھا گئی دو
چار آدمی پکڑ لائی سرداران عمرو نوبت بجان وکار دبا استخوان ہین افراسیاب خبر سنکر خوش ہوتا ہی حیرت
کہ یہی ہو حضور وزیر اعظم واپس نہ آے نامہ لیکر بخدمت ملک اطلس گلگون پوش گئے تھے یکایک
ہرکارے دوڑے ہوے آے عرض کی حضور آج نئی طرح کا معاملہ ہی بارہ سو کلموہے داڑھی موچھین ندارد
جوتیون کے ہار گلے مین اُلٹے گھوڑون پر سوار لشکر مین سرکار کے آے ہین نہین معلوم وہ کون ہین غلامون
نے دریافت بھی کیا وہ نام ونشان نہین بتاتے بارگاہ مین حضور کی آتے ہین افراسیاب نے کہا پردہ بارگاہ
کا اُٹھا دو اور سپاہیون کو حکم دیا تلوارین کھینچکر کھڑے ہو قریب بارگاہ اِن کلموہون کو نہ آنے دو سپاہی تلوارین
کھینچکر آگے بڑھے افراسیاب نے دیکھا بارہ سو جوان مُنھ کالے ننگ خاندان بالکل برہنہ بدحواس دہائی
دیتے ہوے نام سامری و جمشید لیتے ہوے سپاہی غل مچاتے ہوے آگے بڑھے کہ خبردار حکم شہنشاہ ہی سوانگ
خوب بنا مگر ہولی مین آنا خوب روپ بھرا لیکن یہ مقام میدان قتال و جدال ہی یہ مسخراپن کرنا تمھارا کمال ہی حجب
تو سرما سے برف انداز گھوڑے پر سے کود پڑا اور آواز دی کہ سوانگ کی ایسی تیسی اپنے بیگانے کو
نہین پہچانتے ہمنم وزیر اعظم سرما سے برف انداز سپاہی کانپنے لگے بڑھکر آواز دی ای شہنشاہ عالیجاہ
وزیر اعظم صاحب آپکے قدیم مصاحب ہین افراسیاب گھبرا کر کھڑا ہوگیا کہا یارو یہ کیا آفت آئی میرے
نوکرون کی یہ صورت کسنے بنائی ملکہ حیرت روتی پیٹتی دوڑی وہ سب اسی حال پُرملال مین اسی بارگاہ
مین گھس آے بہت سے لوگ تو ڈر کے مارے بھاگنے لگے بعض کو انکی ہیئت دیکھکر غش آگئے بعضے کہتے
تھے یارو یہ کیا قہر سامری و جمشید ہی بعضے کہتے تھے اس کالا مُنھ ہونے مین بھی کچھ بھید ہی قدرت کے
یہی کارخانے ہین کوئی سیاہ رو کوئی سُرخ رو فلک کج مدار کیسے رنگ بدلتا ہی ہمارے وزیر نے بھی رنگ
بدلا ہی لیکن افراسیاب نے پکار کر کہا ای وزیر اعظم یہ کیا ستم ہوا سرما نے کہا حضور ستم کیا ہوا بلکہ یہ سمجھیے
کہ جان بچ گئی آپ تک زندہ پہونچے بڑی بات ہوئی ملک اطلس نے یہ حال کیا افراسیاب غصے
مین کانپنے لگا کہا اسکی کچھ شامت آئی یہ اپنے دلمین سمجھا کیا ہی آخر کیا باعث ہوا پہلے وزیر صاحب کا منھ دھلواؤ
لباس پہناؤ تب مین حال پُرملال پوچھون اس ذکر مین صرصر بھی آگئی صرصر شمشیر زن دیکھتے ہی کہی

کہا یہ سب ساربان زادے کے فقرے ہین موندٹی کاٹتا آٹھ پہر اسی فکر مین رہتا ہی یہ کہکر اندر بارگاہ کے آکر بیٹھی
میان سرمانے قصہ صنوبر کو شروع کیا صرصر ہنستی جاتی ہی افراسیاب نے کہا تو کیا ہنستی ہی کیا تجھے
کچھ احوال معلوم ہی صرصر نے کہا حضور کھلی ہوئی عیاری ہی صنوبر کی باتین جو حضور نے بیان کین یہ
صاف عیارون کی باتین ہین سراسر مکر کی گھاتین ہین عورت ایسی بدلحاظ ہوگئی اپنا عشق جتلانے لگی وزیر
اپنے آپے سے باہر ہوے پھر فرمایئے کیا ہوا سرمانے کہا رات کو پھر ایک کوتا آیا لیکن اُسنے کہدیا تھا
کہ مجھکو سامری جمشید بلا بھیجین گے تو چلا جاؤنگا صرصر نے کہا انشکل صنوبر نگوڑا بھورا ہوگا کوتا جو بنکر
آیا ساربان زادے نے اپنا رنگ جمایا ہوگا یہ کہتے ہین سب سوگئے مین کہتی ہون بیہوش ہوے پھر صبحکو
کیا ہوا سرمانے کہا بالائے کوہ پہونچے حضور بڑا غضب ہوا جب صندوق کھولے گئے مرا ہوا گدھا
نکلا خانہ اول لاش سے معمور تھا بڑی خیر ہوئی حضور ملک اطلس نے کچھ اور قصد کیا تھا اگر دولت
ہوتی تو مین جان دیدیتا ہا آبرو آپ تک پہونچ گیا اب حضور جلد کوئی تدبیر معقول نکالیے سخت باغی پیدا ہوا
خار دیگا بڑا اسکو اپنے سحر پر ناز ہی کہتا ہی شہنشاہ اول کو رہاکر کے لاؤنگا ساربان زادے نے ایسا دام مکر
مین پھنسایا ہی یاد مین اُسی معشوقہ کی آٹھ پہر رویا کرتا ہی تصویر ہاتھ مین یہ شعر ورد زبان شعر رہتی ہی سینے
پہ نت تصویر یار ہ دل نے جب چاہا اٹھائی دیکھ لی ٭ سامری جمشید ملکہ صنوبر جادو کا بھلا کرین
اُسنے بچا لیا سب صندوقون مین ایسی ہی واہیات چیزین نکلین کسی مین سڑا ہوا کتا کسی مین بلی کا لاشہ
کسی مین لنگر پتھر یہان تک تو حضور خیر تھی جیب مین سے میرے نامہ نکلا حضور آپکی مہر بھی تھی اہل ضابطہ
کی نشانیان اُسمین یہ مضمون تھا کہ ملک اطلس گلگون پوش کا سر کاٹ لاؤ پھر حضور کیا کہون
لات جوتی کا سامنا تھا داڑھی نوچی گئی لیکن حضور با آبرو گھر پہونچ گئے بیچاری صنوبر نے قتل نہونے دیا
ہر مرتبہ وہی منع کردیتی تھی ملک اطلس تو اپنے آپ سے باہر ہوگیا قتل کا حکم دیدیا تھا وہ بیچاری
قدمون پر گر پڑی ساری بلا اُسنے اپنے سر لی جھڑکیان کھائین غلام کو بچایا اب وہ ہمارے سامنے طرف
کوہ ہفت رنگ کے یہ کہکر گیا کہ جاکر شہنشاہ لاچین کو رہاکر کے لاتا ہون اور حضور کو نہین معلوم کیا
کیا کہا مین اپنی زبان سے کیا عرض کرون افراسیاب نے کہا اُس بیحیا کی شامتین آئی ہین یہ ذکر تھا کہ
آسمان پر برق چمکی اک طائر ظاہر ہوا گلے مین اُسکے نامہ بندھا ہوا طائر کو دیکھکر سب کے ہوش اُڑگئے
طائر نے منقار کھولکر آواز دی منم فرستادہ صر اطا ہفت رنگ کاندھے پر افراسیاب کے آکر بیٹھا

زمزمہ سرائی کرنے لگا افراسیاب نے نامہ کھول لیا اب جو پڑھا صراط ہفت رنگ نے تمام کیفیت
تحریر کی لکھا ہی کہ ای افراسیاب اس زمین متبرک پر خونریزی ہوا چاہتی ہی جلد آکر اسکو سمجھاؤ اگر اس زمین
خجستہ آئین پر خونریزی ہوئی پھر طلسم ہوش ربا نہ بچے گا صاف صاف سامری جمشید لکھ گئے ہین
وہ تو آمادہ حرب و پیکار ہی نہین معلوم تمنے اُسکے ساتھ کیا کیا نام تمھارا سنکر جلتا ہی طبل جنگی بجا چاہتا ہی یہ سنکر
افراسیاب کا غصے مین چہرہ سُرخ ہو گیا کہا اس بیحیا کی قضا آئی ہی اسطرح مارونگا کہ ماہیان دریا دم غان
ہو اِسکے حال زار پر گریہ و زاری کرین بڑا سامری پرست ہی اپنے نزدیک سحر و ساحری مین بڑا زبردست
ہی مثل کرباس کھینچکر چیر کر پھینکدونگا یہ کہکر قبضے پر ہاتھ ڈالا بہ قہر و غضب تمام اپنے مقام سے اُٹھا حیرت
نے دامن تھام لیا کہا شہنشاہ اُسکے مقابلے مین نجائیے نگوڑا موا مونڈی کاٹا مثل مار سیاہ زمین سے نکلا ہی
نہین معلوم کیا زہر اُگلے گا مین کہین بیوہ نہو جاؤن افراسیاب نے کہا مین اسکا سر کچلونگا زمین مین سے
نکلا ہی تو میرا کیا کریگا میرا جانا واجب و لازم ہی ابھی کوہ ہفت رنگ کی رعایا سے آگاہ نہین اٹھارہ سو
قریہ کوہ ہفت رنگ کا نگہبان ہی وہ لشکر کشی ہوگی کہ گاؤ زمین بار نہ سنبھال سکے گی گنواروں کی کہان
صدہا مار مار کی بلند ہوگی نوک دُم بھاگے گا لیکن اگر مین نہ جاؤنگا مرشدزادے ملول ہونگے اُسکی ذات سے
برکت ہی طلسم ہوش ربا مین وہ صاحب شوکت و لیاقت ہی یہ کہکر افراسیاب پشت مرکب مشکین پرند
پر سوار ہوا طرف کوہ ہفت رنگ کے چلا لیکن یہان شکو ملک اطلس گلگون پوش بارگاہ
مین بیٹھا ہوا شراب پی رہا ہی دم بدم یہی کہتا ہی مابدولت کو ایک ایک لمحہ شاق ہی بادشاہ سابیج کی زیارت
کا دل مشتاق ہی یہ کہکر نشے مین جھوما حکم ہوا طبل جنگی بجے سترہ سے نقارے پر چوب پڑی صراط ہفت رنگ
کو خدمتگاروں نے خبر دی صراط ہفت رنگ حجرے سے باہر نکلا کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی آسمان سے
اک مرد ضعیف و نحیف پیدا ہوا نقارہ اُسکے کاندھے پر صراط نے حکم دیا ای نقارہ نواز سامری جمشید
کوہ ہفت رنگ پر طبل جنگی بجادے تمام رعایائے کوہ ہفت رنگ کو خبر پہونچ جائے مرد پیر نے
یا سامری کہکے نقارے پر چوب لگائی زمین حوالی کوہ ہفت رنگ تھرائی تین چوبین لگا کر وہ پیر مع
نقارہ لیکر غائب ہوا اب لشکر ملک اطلس گلگون پوش مین تیاریان ہونے لگین لیکن صراط
نے کوئی انتظام نہین کیا وہی سات پتلیان اور سات خدمتگار حاضر ہین جب پہر رات گذری پتلیون
کو اپنے حجرے مین چھوڑا کوہ ہفت رنگ سے یکہ و تنہا کودا چشم زدن مین دریائے نیل کے کنارے

پھر بجا دریاے نیل جوشان وخروشان تھا موج لطمہ سنج آفت زا ایک ایک موج مثل کوہ فلک شکوہ بلند ہوتی
تھی غوغا اُٹھے سے گوش گردون کر یہ مقام ملحوظ خاطر سامعین والا تمکین رہے کہ صراط ہفت رنگ کوہ
ہفت رنگ و قصر ہفت رنگ و دریاے نیل کا منتظم ہے سات شہزادون کے دریا مین چرخ مارتے
پھرتے ہین شہزادہ افراسیاب و شہزادہ مصور و شہزادہ شہنشاہ لاچین بادشاہ سابق و شہزادہ
بادشاہ داؤد و شہزادہ زمہریر جسکے شکم مین لوح طلسمی ہے و شہزادہ شہنشاہ نیلم و شہزادہ توسن دریاے نیل
مین ظاہر ہوتے ہین صراط کنارے دریاے نیل کے آکر ٹھہرا ایک ابر سوسنی بر سر دریاے نیل سایہ فگن
ہزارہا طائران زمزمہ سرا ابر ابر مصروف نغمہ سرائی ابر کی رعنائی زیبائی صراط کھڑا ہوا ٹہل رہا ہے مثل
موج دریا بیتاب یکایک سامنے سے سرہاے مذکور بعد جوش وخروش نمایان ہوے صراط نے جھکر اُن سرون
کو دامن مین لیا مثل شعلہ جوالہ بھاگا قصر ہفت رنگ کے قریب آیا جوڑے سے کلید نکالی قفل شل
کھولا اندر قصر کے آیا سات مونڈھے برنگ مختلف جواہرات کے لاکر رکھے سرون کو اُن پر رکھدیا آپ کرسی
پر آکر بیٹھا روزنامچہ میر بچہ ہاتھ مین لیا قلم اُٹھایا آواز دی اے رازداران طلسم ہوش ربا اے سرگردگان
ساحران یکتا دو پہر سے شب تجاوز کر گئی کچھ کلام کیجیے دل تردد منزل کو تسکین دیجیے کل دامن کوہ ہفت رنگ
مین کیا ہوگا بے سبب کا دشمن پیدا ہوا آخر انجام کیا ہوگا کچھ زبان سے ارشاد فرمائیے بعد عرصہ دراز شہزادہ
افراسیاب خوب قہقہا مار کر ہنسا کہا کیون متردد ہے شہزادہ افراسیاب نے تو آسنا لفظ کہا
مگر جملہ شہزادہ کبھی ہنسے کبھی رو دیے یہ اشعار مضامین مختلف پڑھنے لگے نظم

جو اُسکی زلف کو دون ایسی عقدۂ مشکل
مین نیمجان نہ ہا امتحان کے قابل
چلا ہی جاتا ہو نہین گو چلا نہین جاتا
چلا نہ زہرہ بہ زنہار جادوے بابل
مزا ہو وصل کا ہجران بیشتر یعنے
کدورتون سے کہین ملتفت نہو قاتل
جو سیکھے فتنہ گری رنج عشق نے جوج
مجھے یہ حلم کہ زنہار تو کسی سے نہ مل

تو بوالہوس کا بھی ہرگز کبھی نچھوٹے دل
وہ شوخ برق عنان کمین بادوے
غضب ہے شوق رسائی و دوری منزل
مثال دیتے ہین رو نہ فراق سے کسا دو
گل خزان زدہ کو کیا بہار سے حاصل
خدا سے ڈر بت بیدرد ہے یہ کیا انصاف
نہو سکے کبھی سد سکندری حائل
جلا نہ یہ ہو میرے غبار دل سے تو رنگ

تم اور حسرت ناز آہ کیا علاج کرین
اگر ہو حسرت دنبال گردی محمل
مین کیونکہ مطرب مہوش کو رام کرون
بلا مین ہون شب یلدا مین جیسے نازل
ہون بیگناہ وے خون بہا معاف کیا
کہ تو جفا سے نہو اور وفا سے ہو نہین خجل
یہ کیا غضب ہے کہ تمکو تو رابطہ غیر سے او
فنا سے آ گئے کے بعد بھی نہو زائل

مین اپنی کشتی ہو طوفان سے بیڑے خوش ہون | اگر بحر عشق مین کام نہنگ ہی ساحل | یہ اشعار مضامین مختلفہ سرون نے

پڑھے صراط ہفت رنگ حیران ہو گیا کہ اس مضمون بلاغت مشحون کو کیونکر سمجھون قلم ہاتھ مین رہا کچھ
لکھ نہ سکا عرض کی ای رازدار ان طلسم یہ کیا ارشاد ہوا یہ آپ کا دعا کو کچھ نہ سمجھا سرون نے جواب دیا تو کچھ
نہ سمجھا ہی نہ سمجھیگا ہم نے سب لکھ دیا اگر اشعار لکھ لیتا اپنے مقام پر بیٹھکر سمجھتا یہ پردہ ہاے راز مین خرابیان
آغاز مین انجام کا ایک طور غور کرنا بیکار جو کچھ سامری جمشید نے لکھا ہی اُن کتابون کو ملاحظہ کر جفاے فلک
کجرفتار سے خبردار ابھی رہائی شہنشاہ لاچین ناممکن ہی افراسیاب غافل مطمئن ہی صراط نے ان الفاظ
کو لکھنا چاہتا تھا کچھ اور پوچھے سر خاموش ہوے ستارۂ سحری آسمان پر چمکا صراط ہفت رنگ گھبرا گیا
کہتا تھا ہاے آغاز و انجام نہ سمجھنے پایا غضب ہوا صبح ہو گئی جیسے الفاظ آج ان سرون نے کہے کبھی
نہ سنے تھے سرون کو دامن مین لیکر بھاگا قریب دریاے نیل پہونچا سرون کو دریا مین پھینکا وہان سے بھاگا
پسینے پسینے بدحواس ہانپتا کانپتا جست و خیز کر کے بالاے کوہ ہفت رنگ پہونچا تخت پر آکے گر پڑا
ساتون پتلیون نے سر اُٹھا کر زانو پر رکھ لیا کہا کیون مرشدزادے آج آپکو بہت بیقرار پایا خیر تو ہی سر
ہمزادان نے کیا لکھدیا جو آپ اسقدر متغیر ہین صراط نے کہا ای کنیزان سامری وای محافظان ما بدولت
جیسے کلام آج سرون نے کہے ایسے الفاظ کبھی نہ سنے تھے اسی مین تردد بڑھ گیا دوڑتے دوڑتے دم چڑھ گیا
کنارۂ دریاے نیل پہونچا قصر ہفت رنگ شب بھر اسی تلاطم مین بسر ہوئی پتلیون نے عرض کی ای
مرشدزادے زمانۂ انقلاب ہی سرون کو بھی مثل زلف پیچ و تاب ہی آپ سب کچھ جانتے ہین حافظ کتب
سامری وارث وراثت جمشید لیکن پوتے دوسی خداوندون سے رجوع کیجیے انجام بخیر ہوگا کنیزین آپ پر
نثار ہو جائنگی صراط ہفت رنگ نے کہا ای شہزادیون تم ایسے کلام نکرو تمھارے سبب سے قلب
کو قوت ہی قوت بازو زینت پہلو تمھارے سبب سے کوہ ہفت رنگ پر رونق ہی حالات انقلاب
دیکھکر کلیجہ شق ہی افراسیاب بیدار نہین ہوتا کہ خدمتگارون نے بڑھکر عرض کی حضور دیکھیے ملک
اطلس گلگون پوش سوار ہوا فوج لیکر آتا ہی صراط ہفت رنگ تخت سے اُٹھا پتلیان پشت
پر آئین خدمتگار حاضر ہوے سر کوہ پر آکر ٹھہرا دیکھا ملک اطلس مرکب پر سوار بڑے قہر و غضب سے راہ
طے کرتا ہوا طرف کوہ کے آتا ہی صراط ہفت رنگ نے پکار کر آواز دی ای ملک اطلس گلگون پوش
تو تاجدار سامری پرستان ہی پہلونشین سامری تیرا لقب اس مرتبے پر ایسا بے ادب یہ مقام بزرگ ہی

خبردار اب آگے قدم نہ بڑھانا مین رعایاے کوہ ہفت رنگ کو طلب کرتا ہون اگر فوج عالم کو لیکر آئیگا
فتح نہ پائیگا محجوب و شرمسار ہو کر واپس جائیگا عمر بھر کف افسوس ملنا پڑیگا انصاف کر بادولت سے لڑیگا
بہتر اسی مین ہے کہ پلٹ جا افراسیاب سے جا کر ملاقات کر وہ خوبی سمجھا دیگا ملک اطلس گلگون پوش
نے آواز دی او بیحیا معزور عقل و فراست سے دور اُس نمک حرام کا بادولت کے سامنے نام لیتا ہے شہنشاہ
لاچین عادل باذل فیاض سخی بردبار سامری پرستون کا تاجدار ہے جسنے ملکر اُسکو مقید کرایا خوف
سامری جمشید کی عدالت سے نہ آیا بادولت کے واسطے گدھے نے تحفہ روانہ کیا کیا کہون کیا کیا اشیا بھیجے
گدھے کی کوئی چیز بھی پھر اُلٹا مجکو سمجھاتا ہے سلطنت کوہ ہفت رنگ پر تجھکو بڑا ناز ہے ظہور بادولت
کرامات و اعجاز ہے دو سو سال کس حال مین زیر زمین بسر کی کس جاہ و جلال سے برآمد ہوے رعایا
سے ہاتھ باندھکر خدمت مین بادولت کی چلا آ قید لاچین بتادے بادولت کے ہمراہ چلکر رہا کرا لا اُسکو
تخت پر بٹھا مین روح سامری و جمشید شاد ہو طلسم ہوش ربا نئے سر سے آباد ہو صراط نے جواب
دیا افراسیاب کو سامری و جمشید نے بادشاہ بنایا ہم معزول کرنے والے کون ہین اب آگے قدم
نہ بڑھانا ملک اطلس نے آواز دی او بیحیا بادولت آتے ہین کیسی زمین بزرگ یہ کہکر مرکب بڑھایا
صراط ہفت رنگ نے ساتون پتلیون کو اشارہ کیا ساتون پتلیان مثل شعلۂ جوالہ یا بصورت
برق جہندہ چرخ مار کر بلند ہوئین پکار کر آواز دی ای رعایاے کوہ ہفت رنگ اپنے اپنے قریہ
سے آمادۂ جنگ ہو کر نکل آؤ دشمن کو سزا دو لشکر اس مغرور کا ہٹا دو پتلیان یہ کہکر زمین پر آئین پشت پر
صراط کے کھڑی ہو کر مگس رانی کرنے لگین پلک نہ جھپکنے پائی تھی کہ چہار جانب سے گرد عظیم بلند ہوئی
اٹھارہ سو قریہ کی گنوار آگے آگے زمیندار ٹٹوے پر سوار ڈھال پھٹکا باندھے ہوئے انگوچھا سر پر دھوتی
لبی باندھے ہوئے پشت پر ہزار پاسی تیر کمٹھے لیے ہوئے ایک جانب گنوار دل بڑے بڑے لٹھ
کاندھون پر پانچ پانچ سیر لوہا اُسمین لگا ہوا الغنا الغنا کی صدا ائین بھیانک آوازین سب خرد و کلان انہ
پیر تا جوان جس حال مین جو بیٹھا تھا نکل پڑا آیا تو لشکر ملک اطلس گلگون پوش جما ہوا نوبت
نقارے بجتے ہوئے زمین و آسمان گرجتے ہوئے بہ انتظام تمام جاتا تھا گنوار جو آکر گرے ساحر
و غیر ساحر لشکر سے مل گئے دو چار حملے تو گنوارون نے ایسے کیے کئی لاکھ کو مارا قریب تھا کہ فوج کے
پانون اکھڑ جائین بڑے بڑے ساحر ہراسان ملک اطلس گلگون پوش بیقرار ہے بس

گھبراتے تھے الامان الامان چلاتے تھے کوئی پکارتا تھا یا خداوند سامری کوئی جمشید کو پکارتا تھا کوئی نام لات و منات لیکر للکارتا تھا دریائے خون جاری ہزارہا سر مثل کاسۂ گدائی ڈھونڈھ ادھر اُدھر گر رہے تھے شعر کاسہ چینی ہے ای منعم نکر آتنا غرور یہ ہمنے دیکھا ٹھوکرین کھاتے سرِ فغفور کو جس مین غرور تھا ٹھوکرون سے سُم مراکب کے چور چور تھا ہاتھ لنگر جو دریائے خون مین گرے معلوم ہوتا تھا مچھلیان پھڑک رہی ہین اصل ماہیت سے کوئی آگاہ نتھا مگر ملک اطلس گلگون پوش سنبھلا اسباب سحر ہاتھ مین لیکر گنوارون پر جا پڑا دو چار حملے جگر کیے دس پانچ ہزار لاشے گر گئے گنوارون مین بھی تہلکہ ہوا لیکن حکم صراط ہفت رنگ سے جان دیے دیتے ہین قدم نہین ہٹاتے ملک اطلس کے ساتھ سب طرح کا سامان ہے خیمے بارگاہین خزانہ بیحساب فوجونکا انتظام جب اسنے دیکھا فوج کے پاؤن اُکھڑے جاتے ہین حقیقت مین گنوارون کی لگتار کا باز روکنا نہایت دشوار ہے نقیبون کی جانب اشارہ کیا بڑھکر اشعار عبرت آثار پڑھو جوانون کو ہر ایک ایک کو نہال کردونگا اُس وقت نقیبان خوش آواز نے بصد سوز و گداز یہ چند اشعار عبرت آثار پڑھنا شروع کیے اشعار

ہر رفیقِ بیکسی منزل بمنزل رہگیا
ذبح کے لائق نہین نکلے قابل رہگیا
وائے قسمت نخلِ قاتل سے نہ برآئی مراد
آئینہ میری طرح اُسکے مقابل رہگیا
زمزمہ سنجی بھلادی خطرۂ صیاد نے
ابر مین پوشیدہ ہوکر ماہِ کامل رہگیا
سر جدا تن سے کیا آنکھون پہ پٹی باندھکر

گر پڑا آنسو کسی جا پر کہین دل رہگیا
ای اجل فرصت نہ دی افسوس افسوس ہو تجھ
تشنۂ آبِ دمِ شمشیر بسمل رہگیا
سخت جانی نے مزے کیا کیا دکھائے تیغ کو
آگئے آنکھ کا رنگ شورِ عنادل رہگیا
دی نہ فرصت ہمرہی کی اضطرابِ روح نے
ای نسیم افسوس ہے دیدارِ قاتل رہگیا

صید لاغر کردیا تاخیرِ قاتل نے مجھے
آرزومندِ جفا احسانِ قاتل رہگیا
جوشِ حیرت نے نہ دی فرصت کہ جنبش کرسکے
رہ گیا خنجر کبھی بازوئے قاتل رہگیا
سایہ فگن کاکلِ پیچان ہے روئے صاف پر
دل مین پروانے کے سوزِ شمعِ محفل رہگیا
کبھی آواز دی ای مردانِ عالم قدم

ہمت سے نہ ہٹے دنیا مقامِ عبرت ہے نہ جائے عشرت بڑے بڑے شاہان جلیل و پہلوانان بے عدیل حسرت و یاس لیکر پردۂ دنیا سے اُٹھے ناموروں کی قبر کے نشان بھی نہین ملتے سپاہی کا یہی دھرم ہے مرکر اپنے بزرگوں کا نام روشن کرنا جرأت پہ جان دینا مرنا فوج تو کسی قدر رکی لوگ گنوارون پر جا پڑے لیکن ملک اطلس گلگون پوش نے طبقے زمین کے ہلادیے جب اسنے سحر کیا دو دو ہزار کا سر پھٹ گیا کبھی یا سامری کہکر دو ہتھڑ مارا اژدر پیدا ہوے ہزارون کو نگل گئے کبھی آگ برسائی ہزارون جل گئے

تاری جل گئے اب ملک اطلس یہ چاہتا ہی کہ مین لڑتا بھڑتا تا بہ کوہ ہفت رنگ پہونچون صراط کو جا کر
مارون صراط کھڑا تماشہ دیکھ رہا ہی کبھی گنوارون کو ترغیب دیتا ہی کہ ای معین و نگہبان کوہ ہفت رنگ
ان نالائقون سے جنگ کرو گھوڑے دوڑاؤ ان نامردون کو تنگ کرو کوئی زندہ نہ بچنے پاوے لیکن ملک
اطلس نے دوچار حملے ایسے کیے کہ گنوارون کے پیر نہ تھم سکے اٹھارہ سو قریہ کی گنوار ہی کچھ تو بھاگ کر
نکل گئے کچھ اُلجھے ہوے ہین لیکن فوج ملک اطلس کی غالب آئی ہی گنوار گھبرا گئے ہین اُسوقت
ملک اطلس نے سحر کرکے اپنے گرد سے گنوارون کو ہٹایا آپ طرف کوہ ہفت رنگ کے سحر کرتا ہوا
چلا دوچار گولے پہاڑ پر ایسے مارے صدہا پتھر ٹوٹے پہاڑ تھرّایا اب صراط ہفت رنگ گھبرایا کہ
ملک اطلس زیر کوہ پہونچ گیا اور نعرہ کیا کہ او بیحیا مین آ پہونچا یہ کہکے گھوڑے سے کودا اُسوقت صراط
نے اک پتلی کو اشارہ کیا وہ سر پر ملک اطلس کے آکر لہرائی یعنے اپنا سایہ ڈالا اُس سایہ پڑنے سے
ملک اطلس کے پانْون زمین نے تھامے رنگ رو متغیر چہرہ اُداس عالم یاس گھبرا کر طرف آسمان کے
دیکھا پتلی نے آواز دی او بے ادب ہٹ جا سامری جمشید کے پوجے پاٹ کا یہ مقام ہی یہان کبھی کسی نے
خونریزی نہین کی تو نے بڑی بے ادبی کی روح سامری جمشید کو صدمہ دیا ملک اطلس نے ناک
وسنک دی نام سامری جمشید لیکر چیخا آسمان سے اک عقاب اُڑتا ہوا آیا سر پر ملک اطلس کے
آکر سایہ اپنا ڈالا آواز آئی ای شہنشاہ ہوشیار باش یہ نعرہ کرکے عقاب غائب ہوا ملک اطلس کے
ہوش درست ہوے پانْون زمین نے چھوڑے سنگریزہ اُٹھا کر پتلی پر مارا سنگریزہ پتلی کے سینے پر پڑا مثل
رعد کے آواز آئی پتلی نے تیغ کھینچکر ملک اطلس پر جا پڑی نیچے کا وار کیا ملک اطلس نے بڑھ کر بچا کے
کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اب نے دیکھا وہ پتلی نحیف و ضعیف مثل پہلوان کے ملک اطلس سے لپٹ گئی
کشتی ہونے لگی ملک اطلس گلگون پوش نے دے مارا چھاتی پر چڑھکر سر کھینچکر پھینکدیا اندھیرا ہوا
آواز آئی کشتی مرا نام من کنیز سامری رازدار افسونگری بودہاے دقت زوال طلسم ہوش ربا آ پہونچا
اُسمین سامری پرست لڑے بزرگ یہی لکھ گئے تھے کہ طلسم ہوشربا مین ایسا غدر ہوگا ایک مذہب والے
آپسمین لڑینگے سامری پرستون پر وقت سخت پڑیگے سینے دیکھا وہ پتلی جلکر خاک ہو گئی مگر لمحہ کے بعد پشت
پر صراط کے جاکے ظاہر ہوئی دست بستہ پشت پر صراط کے کھڑی ہو شکایت کر رہی ہی ساتھ والیان کشتی مین
بو آج تمنے بڑی مصیبت اُٹھائی نگوڑے بیدرد سے پالا پڑا ہی ہو تمھاری چھاتی پر چڑھا نگوڑے کے ہاتھ

ٹوٹین آنکھین پھوٹین درو سا سا مارا پھرے موے کو بھیک مانگے نہ ملے لیکن اطلس اپنے نزدیک پتلی کو
مار کر قریب درجۂ اول کوہ ہفت رنگ آیا تیغہ برق مثال کھینچے ہوے اسباب سحر ہاتھ مین دریاے
خون مین نہایا ہوا درجۂ اول کوہ ہفت رنگ نیلم کا ہی جیسے ہی ملک اطلس نے درجۂ اول پر پانون
رکھا تڑاقا ہوا پتھر پھٹ گیا اک فیل مست نکلا ملک اطلس پر حملہ کیا اطلس سحر کرکے فیل کی پھسونڈ
سے لپٹ گیا گردن اُسکی مع زرخرے کھینچ لی ہاتھی گرتے گرتے جل گیا زمین سے شعلے نکلنے لگے ملک
اطلس اپنے تئین شعلہ ہاے آتش سے بچاتا ہی باران سحر برساتا ہی جب شعلے بجھ جاتے ہین چاہتا ہی
جست کرکے درجۂ دوم پر جاؤن وہ جو پتھر پھٹ گیا ہی اُسمین سے کبھی شیر ببر ڈکار مار کر نکلا ملک اطلس
پر حملہ کیا ملک اطلس نے گھونسا مارا شیر کا سر پھٹا گردن پیدا ہوا اُسکو بھی اسنے مارا اُسی درجہ سے
صدہا جانوران گزندہ نکل رہے ہین ملک اطلس اُن جانورون سے لڑ رہا ہی مگر راہ اُن سبھون نے
روک لی دوسرے درجہ تک جانے نہین دیتے ملک اطلس بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہی صراط
خاموش کھڑا دیکھ رہا ہی جب ملک اطلس نے دیکھا جانور نہین موقوف ہوتے پکار کر آواز دی او
صراط بے بساط یہ کوہ ہفت رنگ ہمارے سامنے بنایا گیا دیکھ ابھی آتا ہون اِن شعبدون کو مٹاتا
ہون مابدولت کے سامنے یہ بے ادبی یہ کہکر اپنی ران پر خنجر مارا خون لیکر اُس پتھر پر چھینٹے دیے یا تو درجہ
کھلا ہوا تھا جانوران مذکور نکل رہے تھے پتھر جل رہے تھے وہ درہ بند ہو گیا جانورون کا نکلنا موقوف ہوا
ملک اطلس سحر خوانی مین مصروف ہوا چاہا جست کرون درجۂ دوم پر جا پڑون یکایک آسمان پر لکۂ ابر
ہفت رنگ نمایان ہوا دیکھا افراسیاب بہ قہر و غضب تمام ہوا پر آتا ہی جیسے شناور ملاہی کاٹتا ہی اسیطرح
بجوش و خروش ہوا کو کاٹتا ہوا ظاہر ہوا وہین سے پکارا او ملک اطلس خبردار کہان جاتا ہی درجۂ
ثانی کا ارادہ نکرنا بہت ذلیل کرونگا اور صراط کو آواز دی واہ مرشد زادے آپ سے کچھ ہو سکا کھڑے
ہوے تماشا دیکھ رہے ہو یہ کنیزان سامری کس دن کے واسطے ہین سانون کو حکم ندیا بوٹیان کاٹکر اس بیحیا
کی پھینک دیتین صراط ہفت رنگ نے غصے مین جواب دیا او افراسیاب تجھے کیا معلوم یہان
کیا گذری ایک کنیز سامری نے جان دی یہ میری کرامت ہی کہ میری پشت پر آکے موجود ہو گئی تجھے
عیش و راحت سے کہان فرصت آج اس مقام بزرگ مین خونریزی ہوئی درجۂ اول فتح ہوا یہ بیحیا
غضب کر رہا ہی علوم سحر و ساحری مین معمور ہی ان سب امورات مین سراسر تیرا قصور ہی افراسیاب

ہوا سے اُترا ملک اطلس کے سامنے آیا جیسے ہی افراسیاب نے درجۂ اول پر قدم جمائے ملک اطلس
نے ہاتھ مارا افراسیاب کے شانے پر تلوار پڑی اُچٹ گئی افراسیاب نے رد کا ہزارہا شعلہ ہائے آتش
نکلکر کوہ ہفت رنگ پر گرتے ہین پہاڑ سے آواز آئی ہی او افراسیاب ہمکو بچا افراسیاب پلٹ کے
باران سحر برساتا ہی شعلہ ہائے آتش کو بجھاتا ہی جب افراسیاب نے ہاتھ مارا ملک اطلس نے گاٹھا شعلے
تلوار سے نکلے وہ جاکر لشکر صراط پر گرے ہزارون جلے اب گنوار گھبرا دوے دور جاکر کھڑے ہوئے لڑائیکا
تماشا دیکھ رہے ایک جانب لشکر ملک اطلس جما ہوا کھڑا ہی دونون لشکرون کی لڑائی پر نگاہ کبھی آہ کبھی واہ
جب چار پانچ حربے افراسیاب و ملک اطلس مین رد و قدح کے ہوئے ہزارہا ساحری پرست
جانبین کے جلے افراسیاب نے پیچھے ہٹکر اک دوہتڑ مارا آسمان سے اک برج آتشین پیدا ہوا ملک اطلس
پر گرا ملک اطلس اُس آگ مین بند ہوگیا لمحہ بھر کے بعد مثل شعلۂ جوالہ اُس آتش سحر کو بجھاتا ہوا نکلا نعرہ
کیا او نالائق یہ کیا بیہودہ سحر کرتا ہی یہ کہکے سحر کیا افراسیاب پر گئی لکۂ ابر گرے افراسیاب اُسمین سے
چمک کر مثل آفتاب نکلا اڑکا گرجا ملک اطلس کی طرف چلا ملک اطلس نے اپنا خون اپنی تلوار پر ملا وہ
تیغہ خون آلود افراسیاب پر لگایا افراسیاب نے چاہا روکون وہ تیغہ نہ رکا سر پر افراسیاب کے
پڑا افراسیاب کا تاج کنگر زمین پر گرا سر پر زخم آیا بس افراسیاب نے غصے مین طرف آسمان کے
دیکھا لکۂ ابر ہفت رنگ لہرا رہا ہی آگے بیکے لکۂ ابر گلنار صاف ظاہر ہو کہ دریاے خون جوش مار رہا ہی اُس
ابر کی جانب افراسیاب نے اشارہ کیا بقہر و غضب تمام آواز دی اس بے ادب کو لینا کیا ہوش ربا فتح
ہوگیا ہمارے نگہبان ایسے بیخبر ہین یا بدولت سرداران ہوشربا کے افسر ہین خبردار اب بیٹھے کشتی وطائع
اسکو پکڑلو وہ لکۂ ابر گلنار کڑک کر گرا لیکن ملک اطلس نے ابر کو دیکھکر خون کے قطرے پھینکے تیغہ بھی
چمکایا سحر بھی بہت سے پڑھے اسطور سے وہ ابر گرا افراسیاب بھی اور ملک اطلس بھی اُس ابر
مین مخفی ہوئے اب ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ افراسیاب نے تو وہ ابر ملک اطلس پر گرایا تھا لیکن اُسنے
بھی ایسا سحر کیا کہ افراسیاب بھی اُس ابر مین چھپا اور ملک اطلس بھی اُس لکۂ ابر گلنار مین مخفی
ہوا دیکھنے والون نے یہ دیکھا کہ جب وہ ابر شق ہوتا ہی تو افراسیاب و ملک اطلس ظاہر ہوجاتے ہین
اندر اُس ابر کے دونون سے تلوار چل رہی ہی جھناٹے کی صدا بلند ابر چھپٹا ہوا آسمان پر جاتا ہی خون ابر سے
برس رہا ہی کبھی دونون ظاہر کبھی مخفی جس راہ سے وہ ابر نکلا زمین پر خون گرا قربات جل رہے ہین نخل

ہزارہا بھک گئے یہ ابر انتہا کا بلند ہوا فوج ملک اطلس باقی ماندہ اسی ابر کو دیکھتی ہوئی چلی گنوار اپنے اپنے قریون کو پلٹ گئے صراط ہفت رنگ نے مہلت پائی سمجھا کہ افراسیاب ملک اطلس کو لپیٹ کر لکہ ابر مین لے گیا یہ روتا پیٹتا اپنے حجرے مین داخل ہوا اوہی سات کنیزین سات خدمتگار گرم رنجیدہ کبیدہ کنیزون سے کہہ رہا ہی اسی مضمون کے اشعار سرہانے ہمزادان نے پڑھے تھے جو مضمون میری سمجھ مین نہ آیا اب اُس مضمون کا ظہور ہوا کنیزون نے رو کر جواب دیا حضور ہمنے زبان سامری جمشید سے یہ سنا تھا کہ زیر کوہ ہفت رنگ سامری پرست آپسمین لڑینگے بڑے معرکے پڑینگے اُس ارشاد کا آج ظہور ہوا صاف عرض کرتے ہین عمر طلسم ہوشربا تمام ہوئی افراسیاب کی غفلت نے سبکی جان لی افسوس صد ہزار افسوس صراط نے جھلا کر کہا چپ رہو بیہودہ نہ بکو طلسم ہوشربا کی ہزار برس کی عمر ہی اسے نہین کوئی فتح کر سکتا اس لڑائی ہونے سے کیا ہوتا ہی پتلیان خاموش ہو رہین مگر وہ ابر اُٹھا ہوا اسی طور سے جاتا ہی اب ذکر کرنا لشکر اسلام کا واجب و لازم ہوا اشعار

مغنی فغانِ کہ آمد بجان | درین زیر نہ پردۂ آسمان | درین پردہ آواز نالم چونی
بہ احوال جم یا باحوال کی

قضائے کار اتفاقات روزگار ملکہ حیرت بیرون بارگاہ کرسی پر بیٹھی ہی گرد شاہزادیان مصاحبان خاص ہمدم با اختصاص اپنے اپنے عہدہ و منصب پر حاضر ہین صرصر شمشیر زن ملکہ حیرت کے سامنے آئی عرض کی حضور ابھی پرچۂ اخبار گذرا کہ ملک اطلس تا بہ کوہ ہفت رنگ پہونچا صراط کو براے قدمبوسی بلاتا تھا یہ مرشد زادے ہین کب اس بات کو مانتے تشریف نہ لیگئے پرچہ مین تحریر ہی کہ اُسنے طبل جنگی بجوا دیا لڑائی بہت سخت پڑی رعایاے کوہ ہفت رنگ قتل ہو گئی یہ بھی خبر ملی کہ شہنشاہ ہمارے عین وقت پر پہونچے لیکن اخبار نویس نے یہ نہین لکھا کہ شہنشاہ نے ملک اطلس کو قتل کیا انجام نہین معلوم کیا ہوا اور ہرکارے کنیز نے روانہ کیے ہین یقین ہی خبر لیکر آئین یہ خبر وحشت اثر سنکر ملکہ حیرت گھبرا گئی کنارے پر لشکر کے ٹہلنے لگی حکم قطعی دیا خبرین مفصل دریافت کر کے لاؤ جو خبر مفصل لائیگا اسکو دولت دنیا سے نہال کر دونگی عجب طرح کی خبر وحشت اثر آئی جس سے طبیعت بہت گھبرا گئی ہی ساحر روانہ ہو رہے ہین ملکہ مہرخ سحر چشم نے جو یہ خبر سنی ہرچند کہ لشکر انکا تباہ و برباد ہی لیک گوشۂ صحرا مین بارگاہ استادہ ہی خوف تاریک سے سردار چھپتے پھرتے ہین ہر وقت خوف ہی جب اس ملعونہ نے قصد کیا آپڑی دو چار کو اُٹھا لیگئی چیر پھاڑ کر کھا لیا مگر یہ جو ثابت ہوا کہ اسوقت حیرت جادو

کچھ انتشار مین یا کسی کے انتظار مین کنارے پر لشکر کے ٹہل رہی ہی یہ بھی بارگاہ سے باہر نکل آئین بادشاہ لشکر
جو باہر آیا سب سردار نکل آئے اہالیان لشکر دس ہزار کسی طرف ہین بیس ہزار کسی طرف ہین جیسے اپنے افسر
کو دیکھکر پرے باندھے سلام کے واسطے سامنے آئے ملکہ مہرخ سب کو دیکھکر آنکھون مین آنسو بھر لائین فرمایا
ای خیر خواہان دولت وای جان نثاران باہمت تم سبکو پروردگار بدعت سے تاریکی کی بچائے تم روز سیاہ
نہ دکھائے ملکہ بہار پہلو مین ملکہ مہرخ کے حاضر ہین مرجھایا سا چہرہ کملایا ہوا اداس عالم یاس کنیزون نے
جو آکر سلام کیا ملکہ نے فرمایا صاحبو کیون رہ ہائے گروہ سے نکل آئین ایسا نہو وہ ملعونہ آدم خوار دھوئین سے باہر
نکل آئے تم سب کو آزار پہونچائے غنچہ دہن انتہائی کم سخن ہی لیکن اسوقت بیقرار ہوکر جواب دیا کیا اپنی
جان ہمکو آپکی جان سے عزیز ہی آپ بارگاہ سے نکلین ہم کبھی برائے سلام آئے وہ دو دن تک کھینچی گلشن جمال
نہین ہوتی دل گھبراتا ہی مثل عندلیب بے بال و پر تڑپتے ہین کسکو حال دل سناتے ہین دیکھین نا سور پڑ گئے لیے سامنے
والے سیر گلشن جنان ہوئے باغ عالم سے مثل بوئے گل سفر کر گئے سرو سہی اونکے قد گل سے عارض یاد
آتے ہین ان رہروان ملک عدم کو کہان تلاش کرین کس سے نشان منزل پوچھین غنچہ دہن نے جو بیقرار
ہوکر جواب دیا بہار نے ٹھنڈی سانس کھینچی بیقراری مین غنچہ دہن کو سنا کر یہ اشعار آبدار پڑھے اشعار

کوئی شیشہ نہین ای رونق محفل ٹوٹا
باغ سے رشتۂ امید عنادل ٹوٹا
قطرۂ زلف نہانے مین جو ٹپکا رے
ایک ہی جھٹکے مین ہر چند سلاسل ٹوٹا
امتحان قوت بازو کا کیا جبکہ نسیم

آہ کی ٹھیس لگی آبلۂ دل ٹوٹا
گھورتا ہی نگۂ قہر سے کیون پھر پھر کر
مین یہ سمجھا کہ ستارہ لب ساحل ٹوٹا
کس بلا کی یہ صدا تھی کہ جگر پانی بھی
شکر صد شکر کہ تنکا بھی بمشکل ٹوٹا

الجھا دام مین صیاد رہائی معلوم
کیا مرے دل مین خنجر کوئی قاتل ٹوٹا
مخلصی زور جنون سے ہوئی جان کو
دوڑنا خیر نہین پانو کے ٹکین دل ٹوٹا

بہار کی باتون پر سب رونے لگے
قضائے کار تاریک دھوئین کے اندر بیٹھی تھی آواز جو لوگون کے بولنے کی سنی دھوئین سے سر نکالا مرد وعورت
جو کھڑے دیکھے مکارہ کے منھ مین پانی بھر آیا اک جھپٹا مار کر جا پڑی لشکر والے بھاگے مہرخ و بہار وغیرہ
جا کر نخلستان مین چھپین کنارے پر لشکر کے دس پانچ آدمی تھے انکو اٹھا لائی چیر پھاڑ کر کھانے لگی دھوئین سے
سر نکالے ہوئے ڈکارین لے رہی ہی بندگان خدا کو کھینچ لائی قہقہے مار رہی ہی آگ چٹختی ہی کود تی ہی کنارے
پر لشکر کے حیرت بھی تھر تھر کانپ رہی ہی مہرخ و ملکہ بہار سنے مین نخلستان سے جا کر ٹھہرین وہان سے
دیکھ رہی ہین ایک سے ایک کہتا ہی کیون صاحبو اس ملعونہ کے ہاتھ سے کہان جا کر چھپین کیونکر جان بچائین

کہان نکلجاؤن کس گوشے مین جاکر چھپین کہان تک بار غم و الم اُٹھاؤن ہمچشمون سے کیونکر آنکھ ملاؤن مجرم و
حجاب وا شگیر ہی کہ یا بد تقدیری قضاے کار آسمان پر اک سناٹا ہوا کہ زمین کانپنے لگی سب نے سر اُٹھاکر دیکھا اک
لکۂ ابر خونی چھپین رعد گرج برق کی چمک اندر سے ابر کے صداے نعرۂ افراسیاب بصد قہر و عتاب
آئی ہی منم شہنشاہ طلسم ہوشربا ساحر جلیل و یکتا دوسری آواز آئی ہی بصد جوش و خروش او بیحیا منم
ملک اطلس گلگون پوش ملکہ حیرت دیکھکر گھبرا گئی کبھی آجتک تاریک کے سامنے نکلی تھی
لیکن اسوقت بیٹی ہوئی دوڑتی غصے مین پکارا او کالی بلا سامری جمشید تجھکو غارت کرین سواے
آدمیون کے کہانے تجھکو کچھ اور بھی کام ہی شراب اسقدر پی میخانے خالی ہوگئے اب تجھکو سنکھیا زہر
کھلاؤنگی منھ مین تیرے آگ لگاؤنگی تاریک نے جو حیرت کو اسطرح غل مچاتے ہوے دیکھا قہقہا مارکر ہنسی
پکار اُٹھی کیون ہوگیا ہی میرے پلائے نے کچھ تمہین آزردہ کیا کوئی محل بنا کر لیا پھر وہ تو میرا فرزند ہی اس مقدمے
مین رشک نکرو جسقدر محل کریگا سب کو راضی رکھے گا تجھکو ہم بیاہ کے لاے ہین تیرے برابر کسیکا مرتبہ
نہوگا حیرت نے کہا اری کمبخت اپنے نور نظر کی خبر لے دیکھ تو اُسپر کیا آفت برپا ہی ابر خونی آتا ہی کسی سے
شاید لڑائی پڑی وہ صدا آئی تاریک نے سر اُٹھایا لکۂ ابر گلنار کو دیکھا میدان مین آکر لکۂ ابر چرخ مارنے
لگا اُس سے صداے ہا ہو بلند جیسے ہی تاریک کی نگاہ پڑی لہنگا جھاڑ کے اُٹھی آواز دی ارے کون
بے ادب ہی میرے بچے سے لڑتا ہی یہ کہکر کڑک کے ابر پر جا گری گویا بلاے سیاہ تھی جاتے ہی اُس ابر کے
ٹکڑے اُڑا دیے اب سبنے دیکھا ابر تو لخنہ لخنہ ہوگیا افراسیاب زخمدار ایک جوان تاجدار لخنے خون کے
زرہ پر جمے ہوے افراسیاب سے مصروف کارزار ہی لیکن تاریک جو جاکر گری لکۂ ابر گلنار مین
اک نقابدار گلگون پوش تھا تاریک نے اُسپر اک طمانچہ ماردیا اسکا سر اُڑ گیا افراسیاب نے کہا
واقعی اماں یہ کیا کیا اتنی جو افراسیاب کی پلک جھپکی وہ نقابدار مع ابر جلکر زمین پر گرا ملک اطلس
الگ ہوا افراسیاب کو تاریک نے اپنی پشت پر لیا ملک اطلس پر چلی تھی وہ تڑپ کر زمین پر
آیا کہ صحرا سے گرد اُڑی لشکر ملک اطلس بھی آکر پہونچا سینے اپنے مالک کو گوشہ صحرا مین دیکھا دوڑ
پڑے لیکن تاریک جو تڑپ کے گری آواز دی او اطلس مینے تجھکو پہچانا ملک اطلس نے
آواز دی او پھوہڑ تو ہی سے نے غدر طلسم ہوشربا مین ڈالا ہی یہ کہکر تاریک پر گرز کھینچ مارا تاریک کی
پیشانی پر پڑا تین چرخ کھاے جھپٹا مارکر جا پڑی ملک اطلس نے تیغ ماراتا تاریک کے سر پر تیغ

اسنے کئی سنگ بزے مارے **ملک اطلس** زخمی ہو چکا تھا زخم زیادہ کھل گئے غصے مین کئی گولے مارے
آخر کا گولا اپنے خون مین رنگین کرکے مارا **تاریک** نے ٹھیکی ماری گولہ اچٹا اسمین سے برق چمکی اب سر
تاریک زخمی ہوا الطکھڑائی چاہا جھپٹ کر جا پڑے **افراسیاب** نے ہاتھ تھام لیا کہا دائی امان مینے
اس بیحیا کو بسمل کردیا ہی خود تڑپ کے مرجائیگا ایسے **سامری** پرست کا خون گردن پر لینا باعث خرابی ہی
آپ تڑپ تڑپکے مرجائیگا جانے دیجیے لیکن آپنے غضب کیا محافظ ابر گلنار نقابدار کو مار ڈالا اُسنے
بڑی بڑی بلائین نازل کین بے غیرت ہی جوتیان کھا چکا ناحق کو بلبلاتا ہی اس عرصے مین ہمراہیان ملک
اطلس بھی آپہونچے یہ زخمداری مین جھوم رہا تھا سردارون نے ہوادار پر سوار کرلیا ایک گوشے کی
جانب لیکر آئے بارگاہ زربفتی استاد کی لشکر جابجا اُترا **ملک اطلس** نہ مانتا تھا سردارون سے کہا تم کو
نہ گھبراؤ مین ابھی جا کر اس مکارہ کو مارتا ہون **افراسیاب** نے نابد دولت کا کیا کر لیا یہ باعث تھا کہ وہ بادشاہ
طلسم ہوشربا ہی بدون لوح قتل نہوگا مین جا کر **شہنشاہ لاحین** کو لاؤنگا اسکی سلطنت مٹاؤنگا اب
عرض کی دیکھیے اسکو بھی **افراسیاب** پھیر لیگیا حضور بھی فروکش ہون زخم دوزی کیجائے آئندہ جیسا
رائے مبارک مین ہوگا خیرخواہان دولت بجا لائینگے یہ بھی دریافت کرلینگے کہ **شہنشاہ لاحین** کہان قید
ہی **صراط ہفت رنگ** سے پوچھنے کی حاجت نہوگی اسطرح سمجھاتے ہوے بارگاہ مین لیکر آئے زخم دوزی
ہونے لگی یہان **افراسیاب** نے بمشکل **تاریک** کو سمجھایا کہا دائی امان تامل فرمایئے مین اُسکو سمجھاؤنگا
تاریک نے پوچھا آخر اس بیحیا کو مسلمانون سے کیا کام ہی تجھسے کیون برسر فساد ہوا **افراسیاب**
نے کہا نہین معلوم دشمنون نے کیا سمجھا دیا میرے جانب پلٹ پڑا کہتا ہی معزول کرونگا **لاحین** کو رہا
کرکے لاؤنگا اسکی کیا مجال ہی تا بقید **شہنشاہ لاحین** پہونچ سکے ایسے مقام پر وہ قید ہی جہان طائر وہم
خیال بھی نہین پہونچ سکتا یہ بیچارہ وہانتک کیا جائیگا راہ مین ہزارون ٹھوکرین کھائیگا **تاریک** نے
افراسیاب کے شگی شراب کی لیکر اندر دھوئین کے داخل ہوئی **افراسیاب** بارگاہ حیرت مین آیا
اسنے بھی زخم دوزی کرائی **ملکہ مہرخ وبہار** اپنی بارگاہ مین آئین جب تخلیہ ہوا **عمرو** نے اپنے تئین ظاہر کیا
مہرخ وبہار لپٹ کر رونے لگین کہا خواجہ بدعت **تاریک** نے پامال کر ڈالا لشکر تمام منتشر کوئی
کہین کوئی کسی جگہ افسر بچا اس ہر ایک کو عالم یاس **عمرو** نے ایک ایک کو گلے سے لگا لیا کہا ای **مہرخ** ایک
ہوس دلمین باقی ہی اُس عیاری کی فکر رہا ہون اگر بن پڑی تو مین نے اسکو مارا یا اپنی جان دیدی

بہ ہمن رو مین تن کی بچی آمد قریب ہی وہ بھی بڑے کر و فر سے مقابلہ کریگا خدا چاہیگا تو تاریک کے جی
چھوٹ جائینگے ملک اطلس کو بھی باغی کرادیا انشاء اللہ یہ بھی اڑیگا مہرخ نے کہا ایسا نہو اطلس یہان
آگیا ہو افراسیاب جاکر صفائی کرے سب کیفیت ظاہر ہوجاے پھر کوئی بار نہ اٹھا سکیگا ایک جانب اطلس
ایکجانب تاریک عمرو نے کہا مینے اپنے کو اسواسطے مخفی کیا ہو میرا حال نہ کھلنے پاے مینے اُس سے
وعدہ کیا ہو کہ سمت کوہ بوقلمون تمہاری معشوقہ کو لینے جاتا ہون میرا ظاہر ہونا مناسب نہین ہو لیکن اب
کوکب کے پاس جاونگا جو تدبیر سوچی ہو اُسکا انتظام کرونگا یہ فرماکر چالاک کو بلایا وہ بھی روتا ہوا آیا عرض کی
خلیفہ صاحب آپکی ملاقات سے مشتاق ہین عمرو نے چرند و پرند کو حکم دیا قران کو تلاش کرکے لاو
قران بھی حاضر ہوے دیکھا گرد سردار بیچ مین خواجہ نامدار چالاک کو کچھ سمجھا رہے ہین چالاک دست بستہ
عرض کرتا ہی جسطرح ارشاد ہوا آپکے فیض تعلیم سے اُسیطرح ہوگا مہرخ نے گھبراکر کہا برائے خدا اپنے کو بچانا
ایسا نہو دشمن گرفتار ہوجائین پھر لشکر کا قدم نہ ٹھہر سکیگا عمرو نے کہا اب ملکہ کچھ چارہ نہین ہی آج ہمکو بخوبی
ثابت ہوا کہ تاریک ساحر زبردست ہی مثل مشعل کے نہین ہی وہ صرف ایک فعل جانتا تھا دھوکا
کھایا اور اسیر دام عیاری پڑنا دشوار ہی لیکن اگر پروردگار نے فضل کیا اور جو اشیا تیار کر رہا ہون وہ
اُسیطرح بن گئے تو تاریک بھی یاد کریگی انشاء اللہ طلسم ہوشربا مین چرچے ہونگے کہ عمرو نے یہ کار نمایان
کیا یقین تو یہی ہی کہ خنجر اُسکی حلق پر چلے اور اگر یہ انجام بخیر ہوا تو ہماری قضا اُسکے ہاتھ سے ہو جہانتک
ہوسکے اسد نامدار کو اپنے ہمراہ لیکر طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے جانا ہوشربا مین قدم نہ ٹھہر سکیگا
آقاے نامدار مولاے قدر شناس زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان سے جاکر
عرض کرنا وہ اپنے غلام کا حال سنکر آئینگے مقابلہ عظیم پڑینگے سب سردار میرے واسطے جانبازی کرینگے
سب سردارون کو عمرو نے اسطرح سمجھایا تسکین بھی ہوئی شور گریہ و زاری بلند ہوا مہرخ کا بلک بلک کے
رونا بہار کا اشکون سے منھ دھونا ہنگامہ عظیم برپا ہوا خواجہ سبکو سمجھا کر اُسجانب روانہ ہوے انکا ذکر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان صاحبقران و لشکر لقا خمسہ

لب ہلا سکتے نہین زخمی نگاہ یار کے
نیچے دیکھے نہین اس باڑھ کے اس دھار کے
اسطرح عقدے کھلین قاتل ترے کردار کے
تیغ مین جوہر کہان اُس ابروے خمدار کے
زخم دکھلائی نہین دیتے ہین کس تلوار کے

پھول ہون کیونکر عزیز ایسے کسی گلزار کے — تار گیسو کھلتے ہین عنبر تاتار کے
وصل کی شب مین مزے ہین مصر کی بازار کے — ڈالدیتا ہون جو مین انکو گلے مین یار کے
بوے یوسف آنے لگتی ہی گلون سے ہار کے

دھیان مین گھلتا ہون انکے چاند سے رخسار کے — چاندنی کے پھول ہین بازخم جسم زار کے
رات کٹتی ہی بڑی مشکل مین نعرے مار کے — دن بسر ہوتا ہی یون سودے مین زلف یار کے
دھوپ سے اٹھے تو بیٹھے سائے مین دیوار کے

قد ہی تا حشر بلا زلف شکون ہو دراز — اک جہان ہی آپکا شیدا اے حسن سحر ساز
بس حضور اب عاشقون سے ہو چکے انداز و ناز — فرش گل کو بھی قدم سے اپنے کیجے سرفراز
گل بھی سبزے کیطرح پامال ہون رفتار کے

ہمسری سنبل کو اسکی زلف سے زیبا نہین — یار کو دعوی گل اندامی کا بھی بیجا نہین
تو نہالان چمن مین رنگ یہ دیکھا نہین — لالہ ہی داغی غلام اس گل سے چہرے کا نہین
سرو بھی ہین بندہ آزاد قد یار کے

ہی خزان ساری بہار گردش لیل و نہار — عیش مین بھی سوچتا ہون ہر گھڑی انجام کار
ہمنشین عمر دو روزہ کا بھلا کیا اعتبار — چھوڑ کر ہمنے امیری کی فقیری اختیار
بوریے پر بیٹھے ہین قالین کو ٹھوکر مار کے

مال کو پامال کرتے ہین جو ہین مستان عشق — جسم پر زیبا ہی میرے خلعت سامان عشق
جسم و جان قلب و جگر مین تابع فرمان عشق — دیکھیے کس سمت بھجواے ہین سلطان عشق
کوہ و صحرا دو علاقے ہین اسی سرکار کے

راحت روح و جگر ہی بوے زلف تابدار — زیست کا نقشہ دکھاتا ہی رخ معجز نگار
حضرت خضر و مسیحا کی مدد ہی ناگوار — مرہم زنگار ہی زخمی کو خط سبز یار
خال لب حب شفا ہی واسطے بیمار کے

خال رخ پر کیجیے ساتون ستارون کو سپند — نور کے سانچے مین ڈھالا ہی خدا نے بند بند
گویا چہرہ روشنی مین چاند سے بھی ہی دو چند — دیکھا آئینہ لگتا ہی وہ آرایش پسند

طرہ کے قابل ہی سر گردن ہی لائق ہار کے

عطر سازوں کی ہیں دوکانیں بنا خوشبوے باغ
باغبان گلزار سے فرحت کا ملتا ہی سراغ
بوٹیے کے عطر سے جلتا ہی لعل شبچراغ
بلبلوں کا نکہت گل سے معطر ہی دماغ

غنچے کیا ٹوٹے ہیں شیشے ٹوٹے ہیں گلزار کے

حسن کے مذہب مین فرض پنجگانہ عشق ہی
اور لوگوں کا یہ انداز زمانہ عشق ہی
عارضی الفت نہین یہ جاودانہ عشق ہی
ہمکو در پردہ محبت غائبانہ عشق ہی

لن ترانی آنے ہو سائل جو ہوں دیدار کے

جان عالم کی طرح جلوے ہما کے پر کے ہون
یا مرصع کار کے ہون یا کسی زرگر کے ہون
پھول قیصر باغ کے قربان تاج سر کے ہون
خواہ مروارید گل کے خواہ سیم و زر کے ہون

طرے جتنے ہین وہ جویا ہین تری دستار کے

خندہ زن رہتے ہین چشم تر سے کچھ مطلب نہین
عیش پر مرتے ہین رنج و غم سے کچھ مطلب نہین
کاروبار زندگی کے ہم سے کچھ مطلب نہین
کام ہی اللہ سے عالم سے کچھ مطلب نہین

مشتری یوسف کے ہین خواہان نہین بازار کے

خون بہائے ہین تری ترچھی نگہ نے بارہا
دل گلون کے چھانٹ ڈالے ہین چھری نے بارہا
منھ کو شرما کر چھپایا مہر و مہ نے بارہا
باغ مین پی ہی شراب اُس مجلکہ نے بارہا

چیتھڑے اکثر کیے ہین لالے کی دستار کے

عندلیب خوش گلو ہے نغمہ پیرائے چمن
قدرتین دکھلا رہا ہی بزم آرائے چمن
طبع رنگین کو مری ہی آج سودائے چمن
چشم وحدت بین سے لازم ہی تماشائے چمن

خار و گل دونون نمک پروردہ ہین گلزار کے

کچھ نہین عشق مجازی بھی حقیقی کے خلاف
سنگ اسود کی طرح بنا سیہ دل خود ہی صاف
شل اعمال زنگی ہر دم ہی امید معاف
کعبۂ مقصود کا کس دن نہین کرتا طواف

گرد پھرتا ہون مین آتش روز کوے یار کے

چہرہ محرران حکایت دلنشین و راقمان داستان فصاحت آگین نے مضامین جلالت قرین شوکت

صاحبقران عالیشان کو یون مرقوم فرمایا ہی نظم

نہنگان دریاے جرات نشان | پلنگان صحراے شوکت بیان | سرافسر لشکر عقل و ہوش
چنین می نگارد بجوش وخروش

زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان مقابلہ لشکر زمرد شاہ باختری مین فرو کش ہین مگر واسطے ایرج نوجوان کے بہت مشوش ہین جب قاسم نوجوان کو دیکھتے ہین کہ اپنے فرزند کے واسطے متردد و متوحش ہی دم بدم ذکر ایرج کرتے ہین فرماتے ہین کہ ای جواہر تمنے اکثر ہرکارے بھیجے لیکن ہمارے فرزند کی خبر نہ معلوم ہوئی جواہر عرض کرتا ہی سو کوس تک کی خبر حقیر نے منگوائی مگر مفصل حال نہ دریافت ہوا اتنی تو خبر ملی کہ طلسم اسکندریہ کو فتح کیا معرکہ عظیم پڑا لیکن وہ شیر بیشۂ شوکت و شان سے لڑا کچھ ساحران طلسم نور افشان بھی آے کوکب کو آپکے فرزندون کا بڑا خیال ہی یہ بھی ہرکارون نے بیان کیا کہ دختر شہنشاہ کوکب ملکہ بہاران صاحب توقیر ہمراہ مدد کئی مرتبہ آئی مگر بعد فتح طلسم کے کیفیت نہ ثابت ہوئی یہ ذکر تھا کہ اک تاجر جلیل حاضر بارگاہ ہوا کچھ زرہ خود وغیرہ لایا تھا صاحبقران نے سب اشیا خریدے بعد اسکے انعام و اکرام بھی مرحمت ہوا تاجر نے چاہا رخصت ہو لیکن صاحبقران نے فرمایا ای خواجہ بازرگان دو روز ہماری دعوت قبول کرو تاجر خلق صاحبقران سے مالامال ہو گیا اُس شب کو سامان دعوت مہیا ہوا آج شکو تاجر نے جما ہوا دربار دیکھا بادشاہ کجکلاہ سریر جہانبانی پر تمام سردار اپنے اپنے مقام پر جلوہ فرما ہین چند دنگلون پر غاشیہ دیکھا صاحبقران سے پوچھا اِن دنگلون پر غاشیہ کیون پڑا ہی اس مقام کے بیٹھنے والے کیا دربار مین نہین تشریف لاے امیر کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے کہا ای برادر ایک دنگل جو سمت دست راست خالی ہی اُسپر کا بیٹھنے والا ہمارا نور نظر پارۂ جگر سر فتنۂ ملک سنجان و باختر بدیع نامور جا کر طلسم ہوشربا مین قید ہوا اُسکے برابر جو دنگل خالی ہی شہسوار عرصہ یکہ تازی اسد بن کرب غازی نواسہ ہمارا اپنے مامون کی رہائی کے واسطے گیا ہی وہ دنگل جو سمت دست چپ خالی ہی ہمارا انور نگاہ صاحب شوکت و جاہ نقد روح روان قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان بر سر طلسم اسکندریہ گیا یہ خبر پائی کہ طلسم مذکور فتح ہوا لیکن کیفیت مفصل نہ ثابت ہوئی کہ بعد فتح طلسم اُس شیر نے کیون تساہل فرمایا یا تو کسی حریف نے روک لیا مقابلہ پڑا کسی قلعہ پر توجہ فرمائی یا خدا نخواستہ کوئی افتاد پڑی ابتک نہ دریافت ہوا آٹھ پہر اُس شیر کا انتظار ہی صف دست چپ کا وہ سردار ہی یہ سنکر تاجر نے کہا ای شہریار مین بڑی دور سے آتا ہون نام لشکر حضور مدت مدید سے سنا تھا یہ

اشیائے نادرہ کئی مال میں تیار کر کے سفر کیا راہ میں اول اسی شہر کا لشکر ملا ہر چند کہ میں نہ ٹھہرتا تھا لیکن مجلکو بخلق و
مروت اپنے دربار میں طلب فرمایا سب تھوڑا مال میں نے پیش کیا براہ عنایت بہت کچھ اس حقیر کو دیا اور فرمایا کہ اے تاجر
اب تمہارا کس طرف کا قصد ہے میں نے یہاں کا نام لیا اُس شہر نے آنکھوں میں آنسو بھر کر فرمایا کہ اگر تمہارا گذر خدمت
صاحبقران میں ہو اس نیازمند کی جانب سے آداب و تسلیمات عرض کرنا بیان کر دینا کہ آپکے اقبال سے طلسم کو
فتح ہوا ایک رہبر مجھکو شاہزادہ صیقل آئینہ دار مل گیا اُسکی رہبری سے طرف ہوشربا کے جاتا ہوں ہر چند کہ راہ
دور و دراز ہے مگر عنایت رب اکبر پر ناز ہے جسطرح ہو سکیگا اپنے کو تا بہ ہوشربا پہونچاؤنگا حضور لشکر اُس شہر کا جسمقام
پر فروکش ہوتا ہے آب و آذوقہ کا ملنا دشوار ہو جاتا ہے ساحر و غیر ساحر ہمراہ ہیں مگر راستہ بہت خراب ہے پانچ کوس سے
زیادہ رہروی نہیں کر سکتے لیکن قطع منازل و طے مراحل میں بڑے جوش و خروش ہیں یقین ہے وہ شیر بیشہ حضور
تا بہ منزل مقصود پہونچے یہ سنکر دربار میں غل ہو بلند ہوا صاحبقران نے سبکو تسکین دی قاسم و علمشاد کو گلے
لگایا بشفقت فرمایا وہ نام اسد نامدار کا عاشق ہے ضرور بجا لصمد کر و فر اسد سے ملیگا غنچہ آرزو کھلیگا ہمنے اُنکو
خدا کے سپرد کیا تاجر کی زبانی سرداروں کو یہ حال ابرج دریافت ہوا حال اُنکا مفصل بمقام مناسب پر تحریر
ہوگا ناظرین کو نشان دونگا اس خوشخبری پہونچانے پر سب سرداران دست چپ نے اُس تاجر کو سرفراز کر دیا
اسقدر مال ملا غنی ہو گیا دعائیں دیتا ہوا طرف اپنے وطن کے چلا بوقت شام صاحبقران خوش انجام دنگل
اصفی پر جلوہ فرما تھے پہلوان عادی حاضر ہوا لال فرد بابت میں صاحبقران کے دی صاحبقران نے
اپنے نام پر صاد کیا مراد یہ تھی کہ آج صاحبقران لشکر ظفر اثر کا طلایہ دینگے سرداران نامدار و فرزندان عالیوقار
نے عرض کی کہ حضور اپنی ذات کو تکلیف نہ دیں غلام خدمت طلایہ بجا لائینگے صاحبقران نے فرمایا شکر خدا
کرتا ہوں بعد سال بھر کے یہ دن آتا ہے کہ میں اپنے سرداران صف شکن کی خدمت میں مصروف ہوتا ہوں
سرور تازہ فرحت بے اندازہ اس خدمت سے حاصل ہوتی ہے یہ فرماکر مقبل کو حکم دیا مرکب ہمارا تیار ہو چند
ہمراہیان بہرام و مقبل وفادار کو ہمراہ لیکر وسط لشکر میں آئے جا بجا سوار پیدل برائے حفاظت مقرر کیے
جب دو پہر شب تجاوز کر چکی پہلوے لشکر پر ایک نخل کے سایہ میں آکر ٹھہرے مراد یہ ہے کہ لشکر حریف پر نگاہ
رہے کہ لشکر دشمن اگر قصد شبخون کرے سر طلایہ بڑھکر فوج کو روکے سرداروں کو خبر کرے امیر نے ایکجانب
مقبل کو بھیجا جو اسے فرمایا بڑھکر لشکر لقا کی خبر لو جب یہ دونوں جا چکے صاحبقران پشت اشقر پر
سوار ہو کر طرف صحرا کے بڑھے یکایک گوشہ صحرا سے اک صدائے دردناک آئی کوئی بندۂ خدا بیقرار زار

زار رو رہا ہو صاحبقران صدائے گریہ و زاری سنکر اسی جانب متوجہ ہوئے اشقر کو بڑھایا کوس دو کوس راستہ
طے کیا تھا دیکھا زیر سایۂ نخل اک جوان خوشرو تاج شہریاری بر سر گرد ڈھلکا ہوا شاخ نخل پر ہاتھ گریبان چاک چہرے
خاک بیقراری مین پکارتا ہی ای فلک جفا کار کبتک میرے ساتھ کجروی کریگا کیونکر کوے محبوب تک پہونچون جا کر
کیا روے سیاہ دکھاؤن تڑپ تڑپ کر مرجاؤن حسرتین دل مین بھری ہین کیونکر نکلین گی اشعار

کچھ تو دل شکش ہجر انمین رکھ لیے
دل بیکے بزم بادہ پرستانمین رکھلیے
ہاتھ انکے آئے میرے گلے تک جو وصل مین
ذوق خلش نے دیدۂ گریانمین رکھلیے

ہائی جوشش غم سے تھے رگ جانمین رکھ لیے
سفاک اب تجھے ترے پیکان مل چکے
چھوڑے نہ جذب دل نے گریبانمین رکھلیے

ساغر کدھر کدھر نہ چھلکا چشم یار کا
دل نے چھپا کے حسرت دیدار نمین رکھلیے
کچھ اشک دل سے آئے کھٹکتے جو آنکھ مین

اس درد سے ان اشعار عاشقانہ کو وہ جوان پڑھ رہا ہی کہ صاحبقران کا
قلب بھر آیا کلیجہ منھ کو آگیا قریب آکر فرمایا ای جوان آنکھ کھول یہ کیا حال ہی اُسنے گھبرا کر آنکھ کھولی کہا ای شخص تو
کون ہی جو مجھ ہجران دیدہ آفت کشیدہ کا حال پوچھتا ہی ہر ایک رفیق نے اس مصیبت مین ساتھ چھوڑا اور درد میرا
لاعلاج ہی کیا بیان کرون اول آپ اپنے نام نامی و اسم گرامی کو ظاہر کیجیے صاحبقران نے نام اصلی اپنا
بتایا اُس جوان نے بیقرار ہو کر دامن تھام لیا کہا ای شہریار مینے سنا ہی کہ آپنے اکثر برائے حل مشکلات بندگان خدا
اپنے کو مصیبت مین پھنسایا فیض و سخا آپکا تمام عالم مین مشہور ہی صاحبقران نے فرمایا ای برادر بجان برابر
اگر سر بھی میرا تیرے کام آئے ابھی حاضر ہی جستجو مین تساہل نکرونگا مگر جلد بیان کر حال زار تیرا دیکھا نہین جاتا
اُس جوان نے کہا اس حقیر کو شاہزادہ حمید نوجوان کہتے ہین قریب یہانسے اک قلعہ ہی اسکا لقب گلزار
کوہستان ہی صحراہاے سبزہ زار باغ جا بجا پُر بہار اسیوجہ سے گلزار کوہستان نام رکھا گیا شاہان جلیل
اُس حوالی مین برائے شکار آتے ہین ایک پہلوان ہی کہ اُسکو ارکان کوہی کہتے ہین کا شانۂ عفت مین
ایک گوہر بے بہا رکھتا ہی یعنے دختر بلند اختر موسوم بہ سمن عذار ایک دن وہ قتالۂ عالم برائے شکار صحرا
مین آئی آپکا یہ غلام بھی مصروف شکار تھا اُسکے جمال جہان آرا پر نگاہ پڑی تیر مژگان دل کے پار ہوے
برائے شکار گئے تھے خود شکار ہوے گریان و نالان شہر مین آیا ارکان کو پیغام بھیجا کہ ہم بھی صاحب تخت
و تاج ہین دنیا مین یہی رواج ہین دختر کی شادی ہمارے ساتھ کرو اور یہ بھی غلام کو ثابت ہوا کہ جب مین
اُس ماہ پیکر پر مائل ہوا نگاہ چار ہوئی اُسکو بھی میری جانب توجہ تھی مگر کنیزین ہمراہ تھین اسوجہسے ٹھہر نہ سکی جب
پیام اُس بد انجام کو مینے بھیجا اُس مغرور نے یہ جواب دیا مینے اپنے بیٹی کی شادی مین ایک شرط قرار دی ہی جو

اُس شرط کو بجالاے تب اُس گوہر بحر خوبی کو پاے وہ شرط یہ ہی کہ ماہدولت سے سر میدان مقابلہ کرے اگر غالب
ہو تب میری دختر بلند اختر کا طالب ہوا ای شہریار یہ حقیر گیا اُس مغرور سے مقابلہ کیا اصل یہ ہی کہ انسان سے نسان
لڑ سکتا ہی اُسکی صورت مہیب دیکھکر شیران صحرا و نہنگان دریا بھاگتے ہین آخر یہ نیاز مند اُسپر غالب نہ آیا زیر ہوا ظاہر
تو اُس جلاد صاحب بیداد کا یہ ہی کہ جسکو زیر کیا فوراً قتل کر ڈالا لیکن مجھکو یہ کہکر چھوڑ دیا کہ خبر دار اب کبھی اسطرف
نہ آنا ماہدولت کو منھ نہ دکھانا یہ ہجران دیدہ آفت کشیدہ گریان و نالان قلعہ مین آیا ہون ہجر کی دراز دلیں سوز
و گداز تنہائی مین تڑپتا تھا یہ اشعار مصیبت آثار زبان پر جاری عالم بیقراری اشعار جلال

پھرے جو آپ کس آفت کا سامنا ہوا
کہ روئیں روئیں کا آنکھوں سے نم روانہ ہوا
وفور گریہ نے ممنون نامہ بر نہ کیا
کہیں پہ کوئی پکارا کہ میں نشانہ ہوا
یہ بیخبر ہیں کہ مرنیکا میرے سنکر ذکر
پس فنا مرے مرقد کا شامیانہ ہوا

حریف بخت بنا منحرف زمانہ ہوا
وہ نازکی سے نہ آئے میں ضعف سے نہ گیا
خط اپنا آنسوؤں کی ڈاک میں روانہ ہوا
خبر جو آمد پیری کی آکے ضعف نے دی
وہ پوچھتے ہیں کہ کتنا اسے زمانہ ہوا

نکلنے دیکھی عجب طرح انتظار میں روح
انھیں وہ حیلہ ہوا مجھکو یہ بہانہ ہوا
تمہارے تیر نگہ سے بچائے دلکو خدا
شباب سنتے ہی لینے کو خود روانہ ہوا
بس ایک ساتھ دیا دو دو آہ نے تو جلال

ای شہنشاہ گیتی ستان ای یاور غریبان و ای دادرس بیکسان دن بیقراری
مین راتین اختر شماری مین بسر ہوتی تھین کہ اُس محبوب بجائی حسین مہ جبین لاثانی نے ایک نامہ بھیجا مضمون
یہ تھا کہ ای قتیل تیغ ابرو و ای نو گرفتار دام گیسو جسدن سے تیرے زیر ہونیکا احوال سنا ہم نہایت بیقرار ہین لیکن
مجبور و لاچار ہین قصد کیا تھا کہ برائے شکار اُسی کمبخت صحرا مین جائین جہان ہم تم دونون شکار ہوے دل
فگار ہوے لیکن باپ نے حکم دیا طریقہ صید و شکار بالکل ترک کرو محل سے قدم باہر نہ نکالو اب قفس قصر مین
بے قصور قید ہین اس صیاد جلاد کے صید ہین ملاقات دشوار ہی لیکن ای عاشق صادق اپنے کو سنبھالو کوئی
صورت ملاقات کی نکالو ای شہریار اُس نامے کو پڑھکر اسقدر بیتاب ہوا کہ ضبط نہو سکا تب اس صحراے ہول خیز
مین نکل آیا ارا کین سلطنت مشیران اُبہت تلاش کرتے ہونگے آج تین دن سے بے آب و دانہ تیر الم کا نشانہ
ہون صاحبقران نے یہ حال پر ملال سنکر حمید نوجوان کو گلے لگالیا اور فرمایا ای فرزند مین اسیوقت چلتا
ہون اُس مغرور سے مقابلہ کرکے یا جان دونگا یا تیری معشوقہ کو اُس سے لونگا یہ ذکر تھا کہ ملازمان حمید نوجوان
تلاش کرتے ہوے آکر پہونچے وزیر و امیر قدمون سے اپنے آقا کے لپٹ گئے حمید نے عرض کی حضور میرے
قلعہ مین تشریف لیچلیں حضور کے جمال بیمثال کو دیکھکر تسکین ہوتی ہی صاحبقران نے حمید کو تخت پر سوار کیا

یہ نہ مانتا تھا امیر نے فرمایا ای برادر اپنے قلعے مین اس حال سے جانا مناسب نہین ہی مشکل حمید تخت پر سوار ہوا
امیر کو ہمراہ لیکر چلا جب در قلعہ پر پہونچا تخت سے اُترا چوب وچماق ہاتھ مین لیکر رکاب صاحبقران پر ہاتھ رکھا
اہتمام کرتا ہوا قلعہ مین آیا ہر طرف بار ہوا کہ صاحبقران زمان داماد نوشیروان تشریف لاتے ہین تمام اہالیان
شہر جابجا آکر ٹھہرے ہین جسکی نگاہ روے زیباے صاحبقران پر پڑی بیخود ہو گیا رنڈیان کھڑکیون سے دیکھ بلائین
لیتی ہین ترقی جاہ وحشم کی دعائین دیتی ہین حمید دامن گردانے ہوے اہتمام سواری کرتا ہوا امیر کو لیکر بارگاہ
مین آیا امیر نے مشکل حمید کو تخت پر بٹھایا آپ ڈنگل پر جلوہ فرما ہوے تمام پہلوان امیر و وزیر اپنے اپنے مقام پر
بیٹھے جو ڈنگل کہ قریب تخت ہی اُسپر صاحبقران بیٹھے حمید کا ایک پہلوان ہی موسوم بہ سالوک مشت زن
یہ ڈنگل اُسکا ہی وہ اکڑتا ہوا دربار مین آیا صاحبقران کو اپنے ڈنگل پر بیٹھے دیکھکر جل گیا قریب امیر کے آکر
کہا او جوان یہ مقام نشست ما بدولت ہی کسکی لیاقت ہی کہ اس مقام پر بیٹھے اُٹھ اس مقام سے ورنہ ہاتھ پکڑ کے
اُٹھا دونگا امیر نے ہنسکر فرمایا ای رستم خصال ہم تمھارے مہمان ہین ہماری گستاخی کو معاف کرو اب تو بیٹھ گئے
حمید نے بھی کہا ای سالوک یہ کیا بے ادبی ہی اور مقام پر بیٹھ ہمکو اپنے دربار مین اختیار ہی یہ کیسی بیہودہ باتین
کرتا ہی دیکھ تو حضور نے کس فصاحت سے جواب دیا سالوک نے کہا آپنے بھی خطا ہاے فاش کین اپنے قلعہ
مین دشمن خداوند لقا کو لیکر آے ما بدولت براے شکار تشریف لیگئے تھے آپ جاکر ارکان سے لڑے
مین جاکر اُسکو زیر کرونگا آپکی معشوقہ کو لے آونگا لیکن دشمن خداوند کو بارگاہ سے نکال لے ورنہ قیامت
برپا کرونگا حمید تو حیران حیران طرف سالوک کے دیکھ رہا ہی لیکن سالوک نے ہاتھ بڑھایا کہ امیر کو ڈنگل
سے اُٹھا دے امیر نے فرمایا او مغرور کیا بکتا ہی اپنے آقا سے ایسے بیہودہ کلام دور ہو سامنے سے ہٹ جا
سالوک نے قبضے پر ہاتھ ڈالا اب ہان ہان کرتے ہین مگر اُسنے ہاتھ مارا امیر نے بار بچا کے کلائی پر
ہاتھ ڈالدیا سالوک نے چاہا لپٹ پڑون کشتی لڑون امیر نے غصے مین اک طمانچہ مارا سالوک چرخ
کھاکر زمین پر گرا بیہوش ہو گیا زمین پر ایڑیان رگڑنے لگا امیر لاحول پڑھکے ڈنگل پر بیٹھ گئے تمام اہالیان
دربار تھرائے حمید اُٹھ کھڑا ہوا کہا اس بیحیا کو دربار سے نکالدو بحکم حمید لوگ اُٹھے کہ اُسکو ٹانگ پکڑکر
کھینچین باہر پھینکدین امیر نے منع کیا اور فرمایا کہ ای سالوک اُٹھ بیٹھ میری خطا کو معاف کر مجھسے جہالت
ہوئی لوگ زور خلق صاحبقرانی پر وجد کرنے لگے آپسمین کہتے ہین سبحان اللہ اس اختیار پر یہ صبر اس
زور پر یہ صبر جبھی تو اُنکا یہ مرتبہ ہی کہ دن بدن عملداری بڑھتی جاتی ہی خلق خدا زیر سایۂ دولت امان پاتی

ہی صاحبقران خود اپنے مقام سے اُٹھے سالوک کو اُٹھایا گلے سے لگا لیا سالوک مکار نے کہا میری خطا معاف
کیجیے مگر مکار دلمین جل رہا ہی کہ اس ظالم نے مجھکو ذلیل کیا اور اب گلے لگا کر عذر کرتا ہی کہا حضور مجھسے خطا ہوئی آپ
تشریف رکھین برابر اپنے امیر نے سالوک کو جگہ دی جب حمید نے ساقی بچون کو اشارہ کیا امیر نے فرمایا ای
برادر ہم چلکر ارکان سے لڑینگے بیشک اپنی جان دینگے یا سمن عذار کو اُس سے لینگے لیکن ہمارے تمھارے
مذہب مین فرق ہی یہ جملہ بیچ سے نکل جاے تو بہتر ہی حمید نے عرض کی مین تو بندۂ بے زر ہون سنتے ہی جواب
دیا ہم کلمہ پڑھنے کو بدل حاضر ہین بصدق دل سبنے اطاعت کی لیکن سالوک کینہ دلمین رکھے مطیع
ہوا سر جھکائے بیٹھا ہی امیر اسکو ہر طرح شگفتہ کرتے ہین لیکن بقول شاعر شعر گلیم بخت کسا نیکہ بافتند سیاہ بہ
آب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد یہ بیٹھا اسی خیال مین ہی کہ حمزہ کو کسی طرح قتل کرون زور کا تو اپنے امتحان کر چکا
مگر مکر کرنیکا مشتاق ہی براے رہروان منازل عناد آ فکر جرات شاف ہی یکایک سوچا کہ اب یہان رہنا مناسب نہین کہ
ابرو جا بجی حمزہ پر پنجہ قابض ہوگا لیکن ارکان سے خبر کردن وہ اگر انکو سزاے معقول دیگا مشکین
باندھکر کشان کشان لیجائیگا یہ سوچکر کسی حیلے سے باہر نکلا گینڈے پر سوار ہو کر طرف قلعہ ارکانیہ کے چلا
یہان صاحبقران شب بھر مصروف عیش و نشاط رہے بوقت سحر فرمایا ای حمید لشکر تیار کرو چلکے اُس سے
فیصلہ کرین ہم اپنے لشکر سے بدون اطلاع چلے آے شکو براے طلایہ نکلے تھے تمھاری صداے ورود
سنکر یہان چلے آے سب گھبراتے ہونگے حقیقت مین بوقت سحر مقبل وجواہر روتے ہوے خدمت مین بادشاہ
کے آے عرض کی صاحبقران شکو غائب ہو گئے کوئی ساحر یا غیر ساحر مع مرکب لیگیا یا خود کہین تشریف
لیگئے لشکر مین غل برپا ہوا بادشاہ نے بیقرار ہو کر فرمایا جلد ہرکارے جائین لشکر کفار مین تلاش کرین لقا نے
تو کوئی فتور کیا ہو لشکر لقا کی خبر دریافت ہوئی کہ وہان کسی نے ایسا نہین کیا خود بختیارک ذکر کرتا تھا کہ
صاحبقران لشکر سے غائب ہوے اب بادشاہ کو اور زیادہ انتشار ہوا جواہر نے چند ہرکارے
عیار براے خبر صاحبقران نامدار روانہ کیے سب سے زیادہ رستم پیلتن یعنی علمشاہ کو قلق ہوا جب
دربار سے اُٹھے کسی سے کچھ نہ کہا یکہ و تنہا پشت مرکب پر سوار ہو کر براے تلاش پدر نامور طرف صحرا کے
چلے سمک بلیداقی عیار مزاج دان ہی لپکے بڑھکر رکاب پر ہاتھ رکھا فرمایا کہ ای برادر مین تھوڑے عرصے
مین واپس آؤنگا براے شکار جاتا ہون سمک نے عرض کی غلام کا ہونا ضرور ہی علمشاہ خاموش
ہوے سمک ہمراہ ہو لیا سردار و عیار چلے لیکن بوقت سحر جب صاحبقران نے حمید سے فرمایا کہ

لشکر تیار کرو حمید نے عرض کی آج کا دن توقف فرمایئے لیکن سرداروں سے کہا سالوک نہیں معلوم ہوتا تلاش
کرو بیچارا کہاں گیا اب تلاش کرنے لگے حمید نے صاحبقران کو روکا مگر سالوک کے غائب ہونے سے
نہایت انتشار ہی کہ یہ مکار کہاں گیا حقیقت مین سالوک ملعون بلا تکلف قلعہ ارکانیہ مین داخل ہوا ارکان
کو خبر ہوئی سالوک پہلوان رہنے والا قلعہ گلزار کوہستان کا آتا ہی سمجھا اپنے بادشاہ کے واسطے سفارش
کرے گا چند پہلوان برائے استقبال بھیجے سالوک دربار مین ارکان کے آیا بطور لقا پرستون کے سجدہ
سلامت کی ارکان نے سالوک کو دخل دیا بٹھا کر بیٹھا ساقی بچے نے شراب پلائی جب دماغ اس بدمست
کا بادۂ ناب سے گرم ہوا طرف ارکان کے متوجہ ہوکر بلبلایا کہا ای پہلوان دوران ای گرساشب جہان آپکو
معلوم ہی کہ مین حمید نوجوان کا ملازم ہون وہ آپ سے لڑنے آیا ماہ دولت نے دخل نہین دیا آپنے گوشمالی کردی
قتل کیون نہ کر ڈالا اب وہ جاکر حمزہ عرب کو لایا مذہب اُسکا اختیار کیا حمزہ نے جو نام آپکی دختر بلند اختر
کا لیا ماہ دولت کو بہت ناگوار ہوا کہ مجاور زادہ خانۂ کعبہ بادشاہان اولوالعزم کی دختر کا نام بے ادبی سے
لے مین بہت بگڑا اب نامرد جیسے مذہب کا بھی پاس نہ کیا میرے قتل پر آمادہ ہوے حضور مین جان بچاکر
چلا آیا مین سوچا کہ جاکر آپکو خبر کرون بسبب مذہب کے مینے اُنکا ساتھ چھوڑا حضور جلد لشکر تیار کرین مین
حمید کا سر کاٹ کر آپکو دونگا حمزہ کو آپ قتل کیجیے امان نہ دیجیے یہ سُنکر ارکان کو بھی بہت خوش ہوا
کہا ای جوان تو نے خوب کیا یہ خانہ بے تکلف ہی مینے دس ہزار فوج کا تمکو افسر کیا لشکر و فوج لو ماہ دولت چلنے
مین حمزہ کے مقابلے کا مدت سے اشتیاق ہی اگر خطوط سلیمان عنبرین موے کوہی نے لکھے برائے
مدد خداوند لقا آؤ لیکن مہلت رہی اب مین سر کاٹ کر اُسکا خدمت مین خداوند کی روانہ کرونگا مجھے
مراد ملی خداوند لقا نے تقدیر بہت معقول کی اُسیوقت سالوک کو دس ہزار جوانون کی افسری کا حکم
ملا ارکان بلبلاتا ہوا اپنے محل مین آیا ملکہ سمن عذار دختر بلند اختر اسکی عشق مین حمید کے بیقرار رہتی
ہی چپ ہوگئی ہی زوجہ ارکان برائے استقبال اُٹھی بیٹی نے بھی سلام کیا اس مغرور نے زوجہ سے
متوجہ ہوکر کہا صاحب تمنے کچھ اور بھی سنا حمید نوجوان بادشاہ زادہ گلزار کوہستان میری بیٹی کا
نام لیتا تھا برا سے مقابلہ آیا مینے اُسکو زیر کیا چاہا قتل کرون مگر رحم آگیا مینے چھوڑ دیا وہ جاکر حمزہ عرب کو لایا ہی
اور مسلمان بھی ہوگیا حمزہ نے وعدہ کیا ہی کہ مین لڑ بھڑ کے ارکان کی دختر دلوا دونگا اُس مسلمان سے بھی
بدبخت نے مذہب جدوآبا کھویا اُسکے قلعہ کا پہلوان جو سب مین زبردست ہی سالوک نامے وہ بیچارہ میرے

پاس چلا آیا بقدمہ مذہب اُسکو بڑا قلق ہوا اب مین لشکرکشی کرکے جاتا ہون حمید کو تو یون قتل کرونگا کہ ہیان
دریاؤ مرغان ہوا اُسکے حال پر گریہ وزاری کرین قلعہ کو کھودوا کر تالاب بنوادونگا حمزہ کی مشکین باندھکر
پاس اپنے بھائی سلیمان عنبرین موے کوہی کے لیجاؤنگا وہان جاگتی جوت کے خداوند مغرور خود
پسند موجود ہین وہ پیغمبری عطا فرمائینگے مشیر قدرت لقب ملیگا اب قلعہ ارکانیہ مین ملک باختر سے بھی
خراج آیا کریگا بھائی سلیمان بھی بابدولت کی تلوار کو مان جائینگے زوجہ نے کہا صاحب مینے سنا ہی حمزہ برا زبردست
ہی صدہا کوہی اُسکے بیٹون نے قتل کیے تمام کوہستان مین عمل اپنا کرلیا قدرت بھی تو حمزہ کے نام سے بھاگتی
ہین ارکان نے کہا تم ان باتون کو نہین جانتی ہو قدرت کی مشیت مین کسکو دخل ہی مینے کتاب مین لکھا
دیکھا قدرت نے نشے مین ان لوگون کو خلق کیا اسوجہ سے انسے خلق زیادہ ہی یکایک برباد نہین کرتے رحم
آجاتا ہی اور کوہستان کا حال نہ کہو بابدولت کے برابر کون پہلوان گیا ایسے ویسے گئے قتل بھی ہوے بعض نے
خوف جان سے مذہب بھی ترک کیا مین جاتے ہی مہرہ گردن توڑ ڈالونگا مہلت کاہیکو دونگا جاتے ہی
مشکین باندھ لونگا زوجہ نے ہر چند کہا صاحب تم نجاؤ اُسنے نہ مانا باہر آیا فوج کی تیاری کا حکم دیا دس ہزار
فوج سالوک کو دی کہا انکا تمکو افسر کیا غلے کی فکر کرکے عقب مین لشکر کے آؤ بابدولت آگے بڑھتے ہین ستر ہزار
فوج لیکر ارکان کوہی سوار ہوا طرف قلعہ گلزار کوہستان کے چلا سالوک نے غلے کے چھکڑے لدوا کے
دس ہزار فوج لیکر یہ ملعون قلعہ سے باہر نکلا چاہتا ہی عرصہ کرکے جاؤن میرے سامنے لڑائی ہنوز نہ ہو حمزہ
بلاے روزگار ہی کہین اُس سے مقابلہ پڑگیا تو مفت جان جائیگی اس خیال مین دو کوس آگے بڑھکر اترا
لیکن ملکہ سمن عذار عاشق زار ہجران دیدہ تمام حال سنکر روتی ہوئی مان کے سامنے آئی کہا اے مادر مہربان
مجھ بدنصیب کے واسطے یہ فساد برپا ہین کہ والد نامدار کو روز لڑائی درپیش ہی ہر شخص دعوی عشق کرکے
آتا ہی اُنکے ہاتھ سے مارا جاتا ہی بدنامی مجھ کمبخت کی ہوتی ہی اب براے مقابلہ صاحبقران تشریف لیگئے
ہین خداوند لقا انکی جان بچائین آپ میرا سر کاٹ کر باپ کے پاس بھیجدیجیے کہلا بھیجیے کہ جسنے جھگڑا
مٹادیا یہ کہکر بے اختیار رونے لگی مان نے سر سینے سے لگایا کہا اے نور نظر باپ تمھارے یہ چاہتے ہین کہ
ایسے شخص کے ساتھ شادی کردین جو شل میرے صاحب زور وطاقت ہو حاکم ملک جرأت ہو اور حمزہ
کا قتل کرنا واجب ولازم ہی کہ خداوند لقا سے لڑتا ہی تم جاکر بیٹھو کھیلو کودو ان معاملات مین تمکو کیا دخل ہی
اب تمھارے باپ مشیر قدرت ہوجائینگے پیغمبر حضور خداوند کہلائینگے ملکہ نے عرض کی میرا دل باپ کے واسطے

گھبراتا ہی اگر حکم ہو تو مین اپنے باغ مین جاؤن وہان دو چار دن دل بہلاؤن مان نے بلائین لیکر کہا اچھا
بی بی جا کر دو چار دن سیر کرو لیکن جلد چلی آنا ہم گھبرا وینگے ملکہ اُسیوقت مرکب باد رفتار پر سوار ہوئی نقاب چہرے پر
ڈالی چار سو کنیزین ہمراہ لین قلعہ سے باہر نکلی باغ قلعہ سے تین کوس پر ہی گھوڑا اڑاتی ہوئی جاتی ہی مگر
ساسالوک ملعون جس مقام پر اُترا تھا وہین فروکش ہی بوقت سحر کنارے پر لشکر کے ٹہل رہا ہی ساتھ والے
کہتے ہین افسر صاحب اب چلیے بادشاہ انتظار کرتے ہونگے بلکہ قریب گلزار کوہستان پہونچ گئے ہون
تو عجب نہین لڑائی مین جاکر شریک ہو جیے وہ آتش خو شعلہ مزاج ہو لسے لڑتے ہین جاتے ہی قلعہ مین
گھس پڑینگے اُس قلعہ مین مال بہت ہی ہم لوگ لوٹ سے محروم رہجائینگے یہان پڑے رہنے سے کیا
فائدہ اسنے کہا انتظام غلہ بہت واجب و لازم ہی جسقدر جمع ہو چکا ہی تم دو ہزار جوان لیکر آگے بڑھو
ہم دو دن مین اور سامان کر کے ایک دن مین آجائینگے خاص وقت جنگ پر اپنے کو پہونچائینگے ہمین
وہان کا حال بخوبی دریافت ہی لڑائی نہوگی حمید نوجوان رومال سے ہاتھ باندھ کے چلا آے گا
حمزہ انکا نام سنکر بھاگ جائیگا ایسی باتین کر کے غلہ اسنے روانہ کیا دو ہزار جوانون کو حکم دیا تھا پانچ
ہزار روانہ ہو گئے پانچ ہزار اسکے ہمراہ رہے جو جو کہ بہادر تھے جنگ کے خواہان وہ تو سب چلے گئے اب
اسکے ساتھ وہ رہگئے کہ جنکو نام جنگ سننے سے بخار چڑھ آتا ہی کنارے پر لشکر کے کھڑا ہی یہ جو فروش
گندم نما غلہ روانہ کر چکا ہی کہ طرف سے قلعہ ارکانیہ کے گرد اڑی اسنے پلٹ کے دیکھا آگے ایک
نقاب دار بادلہ پوش پشت پر چار سو جوان سبکے چہرے پر نقاب مرکب ہاے باد رفتار زیر ران
اسنے ساتھ والون سے پوچھا یہ نقابدار کون ہی جو رازدان تھے اُنھون نے کہا ملکہ سمن عذار دختر
بلند اختر ہمارے بادشاہ کی فنون سپاہگری مین طاق حسن مین شہرہ آفاق ہی خود بادشاہ نے نیزہ بازی
اسپ تازی چورنگ کا شنا تعلیم فرمایا ہی معلوم ہوتا ہی اپنے باغ مین جاتی ہین یہ بیحیا نام سنکر بیقرار ہو گیا
شاہراہ آ کھڑا ہوا ملکہ سمن عذار نے مان سے صرف حیلہ کیا ہی دل یاد مین حمید نوجوان کے
پھڑک رہا ہی خاموش سر جھکائے ہوے طرف باغ کے جاتی ہی ہر چند کنیزون نے دل بہلانے کو
باز وغیرہ چھوڑے لیکن یہ کسی جانب متوجہ نہین ہوئی نسیم وزیرزادی ہوا کو پہچانتی ہی قریب آکر
اسنے ملکہ سمن عذار کے باز بلند پرواز چھوڑا کہا واری دیکھیے باز نے جاتے ہی تیہو کو گھیر لیا ملاحظہ
فرمائیے ملکہ نے سر اُٹھایا نسیم نے کہا دیکھیے حضور باز خراب نہو جائے اُسکی بادیان تیز رو ہی بڑھا کے

جب جانور گرے باز کو الگ کیجیے ملکہ سمن عذار بھی جانتی ہی نسیم ہو خواہ ہی بادیان کو اڑایا تیہو جا کر
قریب سالوک کے گرا ملکہ کی بادیان تڑپکر پہونچی باز کنسے باندھکر شکار پر گرا پنجون سے نوچنے لگا ملکہ
سمن عذار رکاب سے پانون نکالکر کود پڑنی نکان جو پہونچی گوشۂ نقاب چہرۂ زیبا سے ہٹ گیا
سالوک نے دیکھا لکۂ ابر سے ماہِ تابان نکل آیا یہ تو بیقرار ہو کر تھرایا ملکہ سمن عذار کا جو گوشۂ نقاب
ہٹا پلٹ کے نامحرم کو جو دیکھا چہرے پر عتاب زلفون کو پیچ و تاب بند نقاب آراستہ کر کے بہ تعجیل باز کو
چمکار کے اُٹھا لیا قرولی سے سینۂ تیہو کا چاک کیا جگر نکالکر ہاتھ مین لیا باز کو کھلاتی ہوئی جست کر کے پشت
بادیان پر آئی لیکن بدمزاج ساتھ والیون سے پوچھا یہ کون بے حیا تھا کہ ہمکو دیکھکر راہ مین کھڑا
رہا کنیزون نے کہا حضور یہ وہی نمکحرام بد انجام قلعہ گلزار کوہستان سے بھاگ کر آیا ہی اس ملعون
نے آگ لگائی کہ ہم سب کو رنج و ملال پہونچا والد صاحب آپکے لشکر کشی کر کے گئے مین ملکہ کو اور
زیادہ غصہ آیا مگر بادیان کو بڑھا دیا پلٹ پلٹ کے دیکھتی ہوئی کہتی ہی ای نسیم کیا کہون جی چاہتا ہی
اس ملعون کا سر کاٹ لون والد نامدار یہ نہ سمجھے کہ جسکا سالہا سال نمک کھایا وقت جنگ اسکو
چھوڑ کر چلا آیا ہمارے ساتھ کیا خیر خواہی کرے گا نسیم نے کہا حضور چلیے جب آپکے والد نامدار
لڑائی فتح کر کے آئینگے اُسوقت آگاہ کیا جائیگا نسیم نے جو کہا لڑائی فتح کر کے آئینگے ملکہ سمن عذار
بیقرار ہو گئی کہا بوا نسیم تمکو کیا فائدہ کسیکی برائی چاہتی ہو والد بھی بچین وہ بیچارہ غریب حمید
نوجوان اگر قتل ہوگا تمکو کیا فائدہ نسیم خاموش ہو رہی دلمین سمجھی کہ ملکہ سمن عذار کو بھی محبت
حمید نوجوان سے ہی اُسوقت تو ٹال گئی دل سے کہتی ہی بڑا غضب ہوا اگر حمید مارا گیا
ملکہ کو صدمۂ عظیم ہوگا اسی فکر و تردد مین ہمراہ ملکہ کے آکر داخل باغ ہوئی ملکہ سمن عذار
جیسے ہی باغ مین اُتری نقاب اُتار کر پھینکی باغ مین آکر اور داغ ہوا سرو گلزار کو دیکھکر قد معشوق
یاد آیا پھولون کو دیکھکر نقشۂ عارض دلدار آنکھون کے نیچے پھر گیا عندلیبان خوشنوا کی زمزمہ سرائی
سے سر پھرنے لگا قمری کی کوکو ناگوار ہر چشمہ چشمۂ پر آب معلوم ہوا پیچ و تاب سنبل دیکھکر دل اُلجھنے
لگا دیکھا کہ نرگس بھی ہمپر آنکھین نکالتی ہی کڑی نگاہ ڈالتی ہی غنچے دہن نہین کھولتے مُنھ سے نہین
بولتے سوسن آمادۂ بدزبانی حباب بھی آنکھین نکالتے ہین صاف ثابت ہی کہ نہرین کسی کے
جوش محبت مین اُبل رہی ہین موجۂ آب کی تلوارین کلیجے پر چل رہی ہین سارا باغ سنسان

باغ سنسان ویران نظر آیا بیقرار ہو کر صحن باغ مین بیٹھ گئی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے چہار جانب گھبرا کر دیکھنے لگی بے اختیاری مین شکایت دل تردد منزل سے کرنے لگی غصہ مین ٹھنڈی سانسین بھرنے لگی یہ اشعار پڑھے اشعار

ہمیشہ رنج دیے اپنے پیچ و تاب دیا
زبان نے بھی عجب وقت مین جواب دیا
ستم کیا کہ ہنسا دیکھکر ادھر ساقی
قرار دیگا وہی جسنے اضطراب دیا
جگر ہوا تیری محفل مین خون دل بریان
کہ آنکھ دی مجھے آوارہ دل خراب دیا
ہمارے بخت پہ ہی مہربان فلک نے کج
دوبارہ ولولہ عشق نے شباب دیا

خدا نے دل غم دیا جان کو عذاب دیا
حساب کا ہیکا مانگیگا مجھسے داور حشر
نمک چھڑک کے مجھے ساغر شراب دیا
کھلائے آہ نے گلہائے داغ بنکے نسیم
شراب جرعہ پلائی عجب کباب دیا
پکارتے ہین ہمین کہکے جان نثار اپنا
کہ چشم تر کے بھی جسے کا اُسکو خواب دیا
سبب جو باغ مین پوچھا فغان بلبل کا

وہ ہم نشین ہین وہ پرسان حال ہین جیسے ہون
وہ کونسا مجھے سامان بیحساب دیا
علاج میرے قلق کا ہے اک نگہ اسکی
نہال غم کو میری چشم تر نے آب دیا
خدا کو ایسین میری بہتری تھی کیا منظور
زہے نصیب کہ اتنا بڑا خطاب دیا
جوان ہو گئے عاشق مزاج پیری مین
سُنا گلون نے نہ غنچون نے کچھ جواب دیا

یہ اشعار جو ملکہ نے بیقرار ہو کر پڑھے نرگسی آنکھوں سے اشک بھی جاری ہوئے ٹھنڈی سانس کھینچی آہ کی نسیم قدموں سے لپٹ گئی بلائین لینے لگی کہا داری مین راہ مین بھی کسیقدر سمجھی تھی لیکن بسبب رعب و ادب شاہنشاہی نہ عرض کر سکی اب دل نہین مانتا لونڈی سے مفصل حال کہیے سب کنیزین محبت سے گرد آ بیٹھین کوئی تلوے سہلاتی ہے کوئی باتون مین بہلاتی ہے کوئی تصدق کوئی نثار ہوتی نسیم سب سے زیادہ بیقرار ہوئی کہا حضور اب ہم سے نہ چھپایئے ہمارا عیش و آرام حضور کے متعلق ہے اگر خدانخواستہ دشمنون کے لیے کچھ نوعدیگر ہوا ہمکو کون پوچھیگا یہ بھی حضور جانتی ہین کنیز کا نام نسیم ہے نمکخوار قدیم ہے ہوا بنکر اڑ جاؤنگی آپکا مدعائے دلی تلاش کر کے لاؤنگی جب نسیم نے بہت دلدہی کی جانتی مین کہ اسنے ساتھ پرورش پائی یہ ہماری خیر خواہ ہے راز کو چھپایگی دل بھی بھرا ہوا تھا جیسے پھوڑے مین کسی نے نشتر مارا راز دل نہ چھپا سکی بے اختیار آہ کی یہ اشعار زبان سے نکلے

نظم

جائے جو نکلے عشق ہی مین جان نثار کیا
مجھسے زیادہ ہوگا کوئی بیقرار کیا
ہمپر بھی پڑ گئی نظر مہر یار کی
کیسا فراق رنج و نشاط بہار کیا

منظور ہے تجھے سے پروردگار کیا
برباد زیر چرخ رہی تو بھی ای صبا
اس چلتی پھرتی چھاؤنکا ہے اعتبار کیا
دشمن ہے چشم تر بھی دل زار کی طرف

سیماب ہو کہ طائر نو روح ہو کہ برق
حاصل ہوا اڑا کے ہمارا غبار کیا
ایذا و راحت قفس ای ہمصفیر پوچھ
رکھتا ہے آبلہ بھی خلش مجھسے خار کیا

یاد آگئی تھی زلف پریشان بھی نزع مین
آنکھونمین لطف اُٹھا نگار پُرخمار کیا
آنکھونکی روشنی کو تو کمبخت کھو چلے
گردش بھی اب کرینگے نہ لیل و نہار کیا
آثار حشر مین بھی نہین دید کے جلال

اسوقت میری روح کو ہی انتشار کیا
خود پوچھتے ہین کوچۂ جانان ہی کس طرف
اندھیر اب کریگی شب انتظار کیا
مین نے اُٹھا کے جبر ترے مُنھ سے دن گئے
مایوس ہی پھرینگے سب امیدوار کیا

تا خوش سرور نشہ چلا جب دماغ سے
رستہ بتا کے خضر غریب الدیار کیا
آئینگے بھی یہ آٹھ پہر غم کی ہامن
خود گر پڑے فلک تو مرا اختیار کیا

نسیم ان اشعار کو سُنکر گھبرا گئی
باغ عشق کی دماغ ہوا آگئی کہا حضور بس اب قلب مین کنیز کی طاقت نہین ہی ایک ایک فقرہ ناوک
دل دوز ہی کلام شعلہ شمع محفل افروز ہی حضور اصل حال فرمایئے اگر حضور کا معشوق آسمان پر ہو گا شل
تیر دعا اُسکو پہونچا مینگے اگر تحت الثریٰ مین ہو گا خواص آپ پیدا کرینگی جذب ہو کر خبر معقول پہونچا ئینگی
اتنو ملکہ سے ضبط نہو سکا کہا اے نسیم شاہزادہ حمید نوجوان میری محبت مین بیقرار ہی اُسکی تاثیر جذب
نے میرا یہ حال کیا اور اتنو نہایت پریشانی ہی کہ سالوک گلگرام نے اگر آتش افروزی کی اُنکی سلامتی کی
دعا مانگتی ہون صاف یہ ہی کہ تباہی اُسکی بھی ناگوار ہی اس مصیبت کو عرصہ دراز گذرا آتش عشق کا نون
سینہ مین چھپایا قلب و جگر کو جلنے دیا دھوان نہ نکلنے دیا اب آج بہت مضطر و بیقرار ہون کیونکر اپنے کو
اُس شہر یار تک پہونچاؤن کیونکر اُسکی خبر صحت منگاؤن اُسی وحشت مین باغ مین آئی آتش گل نے
اور زیادہ آگ لگائی دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا ہر ایک گل بوٹہ آنکھون مین کانٹا بنکر
کھٹکا نسیم نے یہ حال پُرملال سُنکر سر جھکا لیا عرض کی واری حقیقت مین لڑائی غضب کی ہی ہر چند
کہ والد نامدار آپ کے بہت زبردست ہین لیکن حمید نوجوان کی مدد کو صاحبقران زمان آگئے
اُنکے مقابلے سے آپ کے والد نامدار بھی گھبرا اُٹھینگے تمام کوہستان اُنکے فرزندون نے ویران کر دیا ہزارہا
کو ہی مار گیا وہ اپنے لشکر کے افسر اعلی ہین اگر اُنسے مقابلہ پڑا خداوند لقا اُنکی جان کو بچا ئین
کہنے کو تو خداوند ہین صاحبقران کے ہاتھ سے خود دردمند ہین لیکن حضور نہ گھبرائین مین خبر
منگواتی ہون باغ مین تو یہ باتین ہو رہی ہین نسیم نے باتون کی ہوا باندھی ملکہ کو تسکین دے رہی ہی
لیکن سالوک گلگرام دیکھ کے سد راہ ہوا تھا گوشۂ نقاب چہرے سے ملکہ کے ہٹ گیا دیکھتے ہی بیقرار ہوا
ساتھ والون سے نام بھی پوچھ لیا یہ بھی دریافت ہوا کہ ملکہ اپنے باغ مین جاتی ہی جب ملکہ نظرون سے
اس بیچارے کی حالت غیر ہو گئی ہائے وائے کرنے لگا ساتھ والون نے کہا سنو صاحبو مین اپنی سلطنت چھوڑ کر آیا

ارکان کے شریک ہوا پس اُنکو بھی مناسب ہی کہ مجھپر نگاہ پرورش کرین اپنی فرزندی مین قبول فرماوین
مین جاکر اُنسے ملاقات کرتا ہون حمید نوجوان تو اب مارا جایگا آخر کسی کے ساتھ شادی ضرور کرینگی
مجھ ایسا پہلوان خیرخواہ کہان ملیگا آپ لوگون نے خیال نہین کیا ملکہ بھی مجھکو دیکھکر مائل ہوئی پٹ پٹ
کے دیکھتی تھی اشارونسے کئی مرتبہ بلایا اور عورت کیا کرتی ہی ہمیشہ خدمت مین حاضر رہونگا بہت سے
خزانے قلعہ جات کوہستان مین مخفی ہین وہ سب بتادونگا میری وجہ سے دور تک عملداری ہوگی سبنے
سر جھکا لیا دل مین تو کہتے ہین کیا نمکحرام ہی وہانسے یہ فتور برپا کرکے آیا یہان یہ گل کھلایا لیکن ظاہر مین
کہا ہم آپکے ساتھ رہین ہمین بادشاہ نے حکم دیا ہی آپکے ہمراہ رہین جو مناسب وقت ہو وہ کیجیے آپکی
وجہ سے لڑائی پر نہ جاسکے ساتھ والے جاکر شریک ہونگے لڑینگے مال لوٹینگے ایک ایک محتاج غنی
ہوجائیگا سالوک نے کہا مین وہان بھی چلتا ہون مگر دو باتین ملکہ سے کرلون یہ کہکر پشت مرکب پر
سوار ہوا پانچ ہزار جوانون کو ساتھ لیکر طرف باغ ملکہ کے چلا جب قریب باغ کے آیا دروازے پر
محلدار بیٹھی تھی گھوڑے سے کود پڑا کہا محلدار صاحب آداب و تسلیمات عرض ہی ملکہ باغ مین کیا کرتی ہین
جاکر عرض کرو کہ آپکا غلام سالوک تیغ زن حاضر ہی جسکو ابھی آپنے دیکھا تھا وہ حاضر ہوا ہی چاہتا ہی
سامنے آئے کچھ عرض کرے بی محلدار صاحب آپ کو بھی بہت سرفراز کرونگا کل کنیزون کو مژدہ پہونچا دو
ایک ایک کو عہدۂ جلیل دونگا ملکہ کو سمجھا دینا کہ مجھ ایسا پہلوان یہانسے تا بہ گلزار کوہستان نہین ہی صدہا
میرے شاگرد ہین حمزہ بھی مجھسے دبتا ہی چونکہ وہ سب مسلمان ہوگئے اسوجہ سے مین چلا آیا محلدار نے
حیران ہوکر چلی سمجھی شاید ملکہ نے بلایا ہوگا ملکہ یہان نسیم سے باتین کررہی ہی کہ محلدار نے
آکر عرض کی کہ حضور سالوک پہلوان در باغ پر حاضر ہی ایسی ایسی باتین عرض کرتا ہی یہ سنکر ملکہ کو غصہ آیا
کہا یہ ملعون اپنے دل مین کیا سمجھا ہی نمکحرامی کرکے بہت مغرور ہوا ہی اسے طالب وصل ہی نسیم نے کہا مین
جاکر سمجھائے دیتی ہون ملکہ نے کہا مین اس نامرد کو خود قتل کرونگی بھاگتا پھریگا ہرچند نسیم نے کہا ملکہ نے
نہ مانا پشت مرکب پر سوار ہوئی تمام کنیزون نے بجالے سنبھالے دیر جو ہوئی سالوک نے چاہا باغ مین چلا جاوے
چوبدارنیان قلماقنیان غلغلہ کرتی ہوئی نکلین کہتی ہوئین کہ او نمکحرام ہماری ملکہ کو ایسے کلمات کہتا ہی
یہ تلوار کھینچکر چلا کہا شاید تم سبھون نے بھڑکا دیا اندر سے ملکہ مثل شعلۂ جوالہ مع کنیزون نکلی بلا تکلف تلوار
کھینچ لشکر پر جا پڑی پکار کر آواز دی او نمکحرامو تم اس نامرد کے ساتھ کیون آئے ان سب نے کہا حضور

ہماری کیا مجال جو ہم دست انداز ہوں یہ ہمکو لیکر لایا کہ ملکہ نے تجکو بلایا ہی ملکہ مجھپر عاشق ہوئین شادے
کرتی تھین ملکہ نے کہا تو تم سب ملکر مار و اس نامرد بیحیا کو ہمکو زن بازاری سمجھا ہی وہ تو سب تلوار
پکڑکر لپٹ پڑے لیکن پانچ سو جوان جو اسکے ہمراہ وہانسے آئے تھے اُنھون نے مجبوری ساتھ دیا تلوار
چلنے لگی یہان تو یہ کیفیت ہی کہ ملکہ غصہ مین جا پڑی سالوک پہلوان زبردست تیغہ کھینچکر جو گرا پانچ سو
جوانون نے ساتھ بھی دیا دس پانچ کو جوانے قتل کیا وہ سب گھبرائے ملکہ بھی زخمی ہوئی چند کنیزین
قتل ہوگئین لاشے پھڑک رہے ہین یہ چاہتا ہی ملکہ کو گرفتار کرلون یہان تو یہ رنگ ہی لیکن ارکان کوہی
ستر ہزار فوج جو لیکر چلا یہ کہتا ہوا کہ یارو مین لشکر مقابلے مین نہ اُتارونگا سرسواری قلعہ لونگا چاشت
جاکر قلعہ مین نوش فرماؤنگا لیکن صاحبقران زمان قلعہ بگلزار کوہستان مین جلوہ فرما ہین حمید سے
کہتے ہین لشکر تیار کرو دیکایک ہرکارے نے خبر دی حضور ستر ہزار فوج سے ارکان کوہی آتا ہی سالوک
یہانسے جو شکست کھا گیا ارکان کو خبر ہوچکا نے وہ چڑھ دوڑا چاہتا ہی قلعہ مین گھسنا ہی ن حمید گھبرا گیا
صاحبقران نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا ای حمید کیون گھبراتا ہی تو قلعہ سے خبردار رہ مین یکہ و تنہا جاکر
جواب دونگا حمید کی غیرت نے تقاضا نکیا یہ بھی فوراً سوار ہوا ہالیان فوج دس بارہ ہزار جوان
ساتھ ہوئے لیکن خائف ترسان لرزان لیکن جرأت صاحبقران کو دیکھکر شرمندہ ہین کہ یکہ و تنہا جاتے ہین
وہ بھی سب ساتھ چلے آتے ہین صاحبقران گھوڑے کو بڑھا کے قلعہ کے باہر نکلے دیکھا فوج آئی ہی آگے بکے
ارکان کوہی ہی امیر نے نعرہ کیا باش او ارکان خبردار آگے نہ بڑھنا مین آ پہونچا نعرہ صاحبقران

امیر عرب ضیغم روزگار یکے تیغ عقرب یکے ذوالجام	بحکم خدا بستہ شمشیر چار بن کافران از جہان پاک کرد	یکے تیغ صمصام و قمقام نام سر سرکشان جملہ در خاک کرد

تیغہ عقرب سلیمانی کھینچکر جا پڑے ارکان تلوار کھینچکر سامنے آیا حمید نوجوان بھی فوج کو لیکر شریک ہوا
لیکن ارکان نے ہاتھ مارا امیر نے تیغہ عقرب سلیمانی پر رد کیا جیسے ہی تلوار مار کر بلٹا اُچھاوے سے
ہاتھ نکالکر نعرہ شیرانہ کیا فرمایا او ارکان کوہی شعر تو ضرب بے زدی ضرب من نوش کن + ہمہ شادی
از دل فراموش کن + اُس روسیاہ نے سپر کو چہرہ کی پناہ کیا امیر نے نعرہ کرکے ہاتھ تیغہ عقرب سلیمانی کا
مارا تیغہ برق مثال تڑپکر گرا اور سپر کے ٹکڑے اُڑا دیے خود کو کاٹ کرتا دو ابرو تیغہ پہونچا ارکان نے دہتا
مارا تیغہ اس زور مین جاتا تھا گینڈے کی گردن قلم ہوئی ارکان گینڈے سے گرا ساتھ والے ٹوٹ پڑے بہت سے

گر اُس مقام پر مارے گئے لیکن ارکان کو اُٹھایا اُسکو غش آگیا افسر کے زخمی ہوتے ہی فوج کے پیر
اُٹھ گئے وہ تو بھاگے مگر صاحبقران قتل کرتے ہوئے چلے حمید سے فرمایا ای برادر چلے آؤ چلکر
قلعہ ارکانیہ پر قبضہ کرین معشوق کو تمھاری سوار کرالائین حمید خوش ہے ساتھ والونسے کہتا ہے
یارو دیکھو صاحبقران جنگ شیرانہ کرتے ہوئے جاتے ہین کوئے مقابلہ نہین کرسکتا وہ دیکھو پلٹن کو بھگادیا
وہ رسالہ دار مارا گیا وہ زمین تھرائی وہ نعرہ صاحبقران کی آواز آئی یارو کدو کاوش کرو لڑائی
مین کوشش کرو اپنے مہمان کے ساتھ جان لڑادو لشکر شکست خوردہ اب ٹھہر نہ سکیگا صاحبقران
سب سے آگے بڑھے ہوئے لڑتے ہوئے جاتے ہین علم فوج تظلم کیا ارکان کو ہی ہوادار پر پڑا ہوا جب
آنکھ کھلتی ہی کہتا ہی یارو حمزہ کو روکو تم بہت ہو اُسکے ساتھ والے کم ہین تمھارے مزاج ناحق برہم
ہین گھیر کر حمزہ کو مارلو ساتھ والے منھ پھیر لیتے ہین ایک سے ایک کہتا ہی ایک وار مین میان کے
جی چھوٹ گئے ہمکو لڑواتے ہین آپ بھاگے جاتے ہین ہماری جان مفت کی نہین ہی چلو بھاگ کر
قلعہ مین چھپین بعض کہتے ہین یہ شیر دلیر پیچھا چھوڑیگا قلعہ تک آئیگا خداوند لقا جان بچائیگا بعض
کہتے ہین اُس بھگوڑیکا نام نہ لو وہ خود انکے ہاتھ سے بھاگتا پھرتا ہی جو خداوند سے نہین ڈرتا وہ
ہمارے روکے سے کیا رُکیگا ادھر سے تو یہ بھاگے ہوئے جاتے ہین وہان ملکہ ہاتھ سے سالوک
کے زخمدار بیقرار فوج والے ڈر سے سالوک کے بھاگ گئی اسکے ساتھ والے ایسے لڑائی مین
مصروف ہین ملکہ زخمی ہو کر مع کنیزون اک گوشے مین ٹھہری ہی سب کنیزین تیر مار رہی ہین یہ ہر موقع
چاہتا ہی حملہ کرکے جا پڑون لیکن وہ تیرون کی بوچھار ہو رہی ہی بزدلے سہم کے بھاگتے ہین تیر
کھاکے چلاتے ہین گوشون مین چھپے پھرتے ہین کبھی منھ کے بھل گرتے ہین لیکن سالوک ملعون مثل
فیل مست جھوم رہا ہی عورتونسے لڑائی دو چار تیر کھائے اُن زخمون کو کب مانتا ہی ہر مرتبہ قصد ہی
کہ ملکہ کو پکڑ لون ملکہ بیقرار دعا مانگ رہی ہی پکار اُٹھی ای خدائے نادیدہ اگر تیری خدائی برحق ہی
میری آبرو اس دشمن کے ہاتھ سے بچالے دعا تمام نہوئی تھی کہ ہاہو کی صدا بلند ہوئی ملکہ نے سر
اُٹھا کر دیکھا ہزارون لوگ بھاگے چلے آتے ہین اک شیر دلیر کے نعرہ کی صدا بلند باشید ای کفاران
بیحیا و ای نابکاران یہ دغا منم زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر گیتی ستان
ملکہ نے سر اُٹھا کر دیکھا باپ زخمدار ہوادار پر پڑا لوٹے ہائے ہائے کرتا ہوا کہار ہوادار کو لیے جاتے ہین

کو بیونپر بلا نازل ہی جہان پر صاحبقران جمگئے دش بش جوان مارے پھر آگے بڑھے ایک جانب دیکھا
حمید نوجوان بھی تیغہ خون آلودہ کھینچے ہوئے فوج کو یہان کی قتل کر رہا ہی چونکہ زخمدار ہو چکی تھی
پکار اُٹھی ای شہر یار اس کنیز کو اپنی بچائیے اس نگوام نے گھیرا ہی صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا
ایک نقابدار زخمون مین چور حسن مین رشک حور لیکن نیمچہ ہلالی چمکا رہی ہی سالوک لعین چلا ہی
صاحبقران نے جو سالوک کو دیکھا آگ ہوگئے وہین سے للکارا او بیحیا صاحبقران کو دیکھتی ہی
بھاگا حمید کو ہرکارے نے خبر دی ملکہ آپ کی محبت مین باغ مین آئی تھی سالوک نے گھیرا ہی چاہتا ہی
قبضہ کرے بیقرار ہو کر یہ بھی اُسی جانب متوجہ ہوا لیکن صاحبقران نے جاتے ہی سالوک کو گھیرا
ارکان کے ساتھ والون نے مہلت پائی طرف قلعہ کے چلے سالوک نے صاحبقران پر ہاتھ مارا
امیر نے غصے مین کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھالیا ہاتھ پر تول کر
طرف آسمان کے پھینکا چور نگ ہوائی قلم کیا غزیو ہوا سالوک کے ساتھ والے بھی بھاگے امیر نے
حمید سے فرمایا لو اپنی معشوقہ پر قبضہ کرو حمید نے آتے ہی ملکہ کا باغ مین داخلہ کرایا کہا صاحب
مین ساتھ صاحبقران کے جاتا ہون ملکہ نے کہا ای حمید سعید اگر اسوقت تو یہان ٹھہر جاتا مجکو تیری
صورت سے نفرت ہوتی لیے جانباز سرفروش کا ساتھ چھوڑنا مناسب نہین ہی حمید نے چند ملازم
اپنے برائے نگہبانی باغ مین چھوڑے آپ امیر کے عقب مین چلا صاحبقران نے سالوک کو
مارکر پھر ارکان کو ہی کا پیچھا کیا اُن لوگون نے چاہا تھا کہ داخل قلعہ ارکانیہ ہون صاحبقران نے نعرہ کیا
او نامرد قلعہ مین کہان جاتے ہو ارکان نے گھبرا کر کہا یار و قلعہ مین نہ چلو یہ جوان پیچھا نچھوڑیگا
طرف صحرا کے نکل چلو جیتا رہونگا تو جنگل مین اوقات بسر کرونگا اور جا بجا بھائی بند حکومت پر ہین کہین
یہان چلا جاؤنگا وہ مجھسے منہ نموڑینگے لیکن بچائیو قلعہ کو چھوڑو اب ساتھ والے ارکان کو لیکر
طرف صحرا کے بھاگے صاحبقران نے قلعہ مین آکر دخل کیا حمید بھی آکر پہونچا رعایا سے صدا ے
الامان بلند ہوئی رئیسان شہر دست بستہ حاضر ہوئے صاحبقران نے سب کو امان دی حمید نوجوان
کو لاکر تخت پر بٹھایا حکم دیا چند ملازم جائین ملکہ سمن عذار کو لاکر داخل قلعہ کرین فرمایا ای حمید ہم تمھاری
شادی کرین تو طرف اپنے لشکر کے جائین سبکو انتشار ہوگا مین طلائے سے اسطرف نکل آیا کئی دن کا زمانہ
گذرا کیسے بادشاہ گھبراتے ہونگے ملازمون نے جاکر ملکہ کو محافے مین سوار کیا لاکر محلات مین داخلہ کرایا

اُسی دن امیر نے چند رئیسان شہر طرف ملکہ سیمین عذار کے بھیجے خود طرف حمید نوجوان کے ہوئے
حمید مالامال محبت صاحبقران کے نام پر تصدق ہوتا ہی عرض کرتا ہی کہ حضور سے مہر پدری کا مزا ملا
خدا آپ کو سلامت رکھے رئیسان شہر نے طرف سے ملکہ کے بڑے دھوم سے مانجھا بھیجا حمید نے
زعفرانی جوڑا زیب جسم کیا یہان تو قلعہ مین سامان شادی مہیا ہی صاحبقران جلدی کر رہے ہین کہ شادی
سے حمید کی مہلت پاکر طرف اپنے لشکر کے جاؤن لیکن ارکان کوہی صحرا مین اکر پہونچا اُس شب کو
آب و دانہ بھی ممکن نہوا تب اُسنے گھبرا کر کہا یارو مجھکو خدمت مین خداوند لقا کے پہنچاؤ کوئی بیس ہزار
کوہی رہگئے باقی سب نے فرار لیا یہان لقا تخت پر بیٹھا ہی کہ خبر پہونچی کہ ایک جوان زخمدار بیقرار
آتا ہی بختیارک نے کہا ای خداوند کوئی تقدیر نو کی ہمکو تو آگاہ فرمایئے لقا نے کہا کاتبان قدرت
کے قدرت ہی پر موقوف ہین جو دخل دیتے ہین وہ بیوقوف ہین لوگ ارکان کوہی کو لیکر سامنے لقا کے
آئے ارکان دوڑ کر قدمون سے لپٹ گیا کہا یا خداوند مین مفت مین برباد ہوا قلعہ ہاتھ سے گیا حمزہ نے
جاکر میری بیٹی کو چھین لیا سب حال لفظاً لفظاً بیان کیا لقا نے تو سر جھکا لیا بختیارک نے پوچھا اب
صاحبقران تمھارے قلعہ مین کیا کر رہے ہین ارکان نے کہا مین نے راہ مین خبر پائی حمید نوجوان
کے ساتھ اُس شخص کے بیٹی کی شادی ہو رہی ہی یا خداوند یہ بہت ناگوار ہی وہ بندی آپ کی بہت
خوبصورت ہی قدرت تقدیر کر کے بلوائین جو زنان قدرتین داخل ہین خدمت مین سرفراز ہو غلام کو اپنے مرتبہ پر ناز ہو
حمزہ کو سنگ سیاہ بنادین میرا قلعہ تو مجکو ملجائے وہ کنیز خدمت مین رہیگی قدرت دیکھینگے بہت
پسند کرینگے باتون پر ارکان کی سب ہنسنے لگے بختیارک نے کہا ای ارکان چپ رہو اس بات کو
مشہور نکرو حمزہ صرف اُس قلعہ پر اکیلا ہی کوئی عیار ابھی وہان نہین پہونچا ہی حمید پر تو تم غالب آچلے ہو
قدرت نوّے ہزار برس پیشتر ایک تقدیر کر چکے ہین وہ تدبیر ہم تمکو بتائین کوئی عیار معقول ہی حمزہ
شادی مین مصروف ہوگا عیار جاکر حمزہ کو پکڑ لائے تم جاکر حمید کو قتل کر دو بیٹی کو اپنی لاکر خدمت مین
قدرت کی حاضر کر دو ارکان نے کہا عیار تو میرے ساتھ ہی موشک نام ہی بڑا تیز طرار ہی نہایت
مکار و غدار ہی بختیارک نے کہا موشک کو ہمارے سامنے بلاؤ موشک عیار بانہاے عیاری سے
آراستہ سایہ سے اپنے رم کرتا ہوا سامنے بختیارک کے آیا بختیارک نے موشک کو سمجھایا کہ ہنگامہ
شادی مین تمکو کوئی روک نہین سکیگا جاکر حمزہ کو گرفتار کر لو اپنے مالک کے سپرد کرو قدرت بھی لشکر

لیکر آتے ہین موشک اُسیوقت روانہ ہوا ارکان کوہی زخم دوزی کرکے جاکر دامن صحرا مین اُترا
سلیمان عنبر بن موے کوہی بصلاح بختیارک تین لاکھ فوج لیکر عقب مین چلا خداوند نے حکم دیدیا
ہے کہ ای سلیمان جب حمزہ گرفتار ہو اُسکو تم لے لینا قدرت کے سامنے لانا حمید کو قتل کرکے عملداری
ارکان کی کرادینا دختر کو اُسکی براے قدرت لاؤ قدرت کو نام لشکر محبت پیدا ہوئی ہے جوران قدرت
مین شامل کرینگے سلیمان عنبر بن موے کوہی بھی چلا اُسکے عقب مین ضیغم خون آشام کو روانہ کیا
بارہ لاکھ فوج فرداً فرداً گئی بختیارک نے انتظام کیا کہ لشکر صاحبقران کو خبر ہونے پاوے لیکن موشک
عیار حالات قلعہ ارکانیہ سے بخوبی ماہر تھا صورت تبدیل کرکے داخل قلعہ ہوا اُسوقت آیا کہ حمید کی برات
جاتی تھی صاحبقران برات کے ساتھ جوڑا گلنار زیب جسم حمید کو تخت پر سوار کیا ہے تمام جوانان
صف شکن ہمراہ موشک بھی ساتھ رہا جب صاحبقران جاکر مکان پر دلھن کے پہونچے رسوم عقد
وغیرہ ادا ہوکے ملکہ کو محافے مین سوار کیا قصر عالی مین آکر حمید نے ملکہ کو اُتارا حجلۂ عروسی آراستہ تھا
کئی دن سے سب جاگ رہے ہین حمید جاکر داخل حجلۂ عروسی ہوا گوہر مراد حاصل کیا زن و شوہر
صاحبقران کو دعائین دیتے ہین کہ اُنکے تصدق سے یہ دن نصیب ہوا لیکن صاحبقران نے بھی
جاکر بعد کئی دن کے آرام فرمایا موشک بشکل خدمتگار پہونچا صاحبقران غافل پڑے سو رہے تھے
مصاحب دربان بھی کئی دن کے جاگے سوئے یہ فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوا صاحبقران کو بیہوش کیا
پشتارہ باندھکے لے نکلا ارکان کوہی تین کوس پر اُترا ہوا تھا صبح ہوتے ہوتے بارگاہ مین ارکان
کی پہونچا جیسے ہی ارکان نے صاحبقران کو دیکھا خوشی سے اپنے پیراہن مین نہ سماتا تھا امیر کو
مسلسل و مطوق کرکے ساتھ والون کے سپرد کیا آپ گینڈے پر سوار ہوکر قلعہ کیجانب چڑھ دوڑا
سلیمان عنبر بن موے کوہی بھی آکر پہونچا بارہ لاکھ فوج نوبت نقارے بجاتی ہوئی طرف قلعہ
کے چلی صاحبقران کو ارابہ پر سوار کر لیا اب جو امیر کی آنکھ کھلی اپنے کو اُس حال پُر ملال مین پایا
نہایت پریشان ہوکے فوج لقا کو دیکھا خوشی خوشی طرف قلعہ کے جاتے ہین یہان حمید نوجوان بوقت
سحر حجلۂ عروسی سے باہر آیا غسل کرکے خدمت مین صاحبقران کی چلا تھا کہ خدمتگار وغیرہ روتے ہوئے
آئے عرض کی ای شہریار صاحبقران کو کوئی چرا لیگیا عیار کے پیترے کا نشان ظاہر ہے بلکہ واقعہ کارون
نے کہا پیترہ موشک عیار کا معلوم ہوتا ہے حمید گھبرا گیا حیران تھا کہ کیا کرون یکایک نوبت نقارے کی

آواز کان مین آئی ہرکارون نے آکر خبر دی عرض کی ای شہریار بارہ لاکھ فوج لقا کی ساتھ لیکر
ارکان قلعہ پر آتا ہی صاحبقران کو قید کر لیا ہی حمید نے گھبرا کر حکم دیا قلعہ کا پھاٹک بند ہو اخندق
کو پر آب کیا تو مین عمدہ آراستہ کین بالاے قلعہ آیا دیکھا فوج مثل مور و ملخ کے آتی ہی صداے نوبت
نقارون کی زمین تھراتی ہی آگے سب کے ارکان کوہی و سلیمان عنبرین موے و ضیغم خون آشام
وغیرہ سردار آگے بڑھے ہوے پشت پر بارہ لاکھ فوج غلغلہ کرتے ہوئے ای حمید رومال سے ہاتھ باندھ
کے حاضر ہو خطا تیری معاف کر دینگے دیکھ تیرے مددگار کو قید کر لیا قدرت نے تقدیر معقول کی
قلعہ کا فتح ہونا کتنی بڑی بات ہی اس مقدمہ مین قدرت کی کرامات ہی سمن عذار کو قدرت نے پسند فرمایا ہی
اسکو بھی مژدہ خوشخبری دو اب حیران قدرت مین شریک ہوگی حمید کے ہوش اُڑ گئے اہالیان قلعہ
گھبرانے لگے حمید نے سمجھایا کہ یارو ہم اصلاح نکرینگے لڑینگے مرینگے تو مین مار و جب کچھ ہو سکیگا
تلوارین کھینچکر نکل پڑینگے ان نامردون سے لڑینگے ہمارا آقا گرفتار ہی افسوس یہ ہی چہار جانب سے
قلعہ گھر گیا ورنہ بادشاہ اسلام کو خبر ہوتی تو امداد آتی سب نے کہا حضور صاحبقران کے وہ احسان ہین
کہ نام پر انکے جان دینا مناسب ہی یہ خبر ملکہ سمن عذار کو ہوئی نقاب ڈالکر باہر نکل آئی نقاب چہرے پر
ڈالے ہوئے بالاے قلعہ پہونچی مو شگاف پران یعنی ہوائی اپنے ہاتھ مین لی کہا مرد ہو کر گھبراتے ہو
قریب قلعہ نہ آنے دو جب یہ قلعہ مین آجائینگے ہم سب سے پہلے بڑھکر جان دینگے یہ کہکر توپ پر بتی
رکھدی ابتو سب بہادرون کو غیرت آئی کہ عورت ہو کر ایسا کام کرے فوراً گولہ اندازون نے توپون کو
سیدھا کیا نہین معلوم کان مین کیا پڑھکر پھونکا کڑکین گرجین آگ اُگلنے لگین جیسے تو کافر بڑھے ہوئے
آتے تھے کئی ہزار اُڑ گئے جیسے دُھنیا روئی کو دھنکتا ہی فوج لقا کے وہ لوگ ہین بیٹا گھر کا بندہ دام کا
دہائی دیتے ہوئے پیچھے بھاگے غلغلہ کرتے ہوئے یارو گوشت مٹی کی لڑائی ہی ہمارا حربہ نہین پہونچتا
پھر کیا کرین ہٹ چلو لیکن ارکان کوہی و سلیمان عنبرین موے کو بھی تیش آیا سردار نجوبے شرمسار گرز گران سنگ
آسمان رنگ ہشت پہلو وہ سب بدخو ہاتھ مین لیکر بڑھے اہالیان فوج سے کہا جب ہم پھاٹک
توڑینگے تم بھی آجانا مقام غیرت ہی حمزہ قید ہی حمید کے ہاتھ سے بھاگو قدرت کو کیا منہ دکھاؤ گے
سب کو سنگ سیاہ کرینگے حمزہ کو تو لیا معشوقہ تو انکی لیلو قدرت بہت خفا ہونگے یہ کہتے ہوئے
طرف قلعہ کے چلے حمید نے دیکھا فوج تو رک گئی لیکن تیس سردار بڑے زور شور سے آتے ہین گھوڑون کو

گاڑ دے اٹھیرن پر لگاتے ہوئے گولون سے اپنے کو بچاتے ہوئے دور سے اہالیان فوج بھی غلغلہ کر رہے ہین
حمید نوجوان و ملکہ سمن عذار گولہ اندازون کو خلعت دیتے جاتے ہین کہ ہان یارو گولے مارو شاید
کوئی گولا قضا کا ارکان پر پڑ جاے سب کے پیر اُٹھ جائینگے سب ہمچیا شکست کھائینگے پھر توپ پڑنے لگی
قضاے کار رستم پیلتن و پیل کن کشندۂ قوپیل ہندی علم شاہ نوجوان مع سمک یلداقی
اپنے قبلہ و کعبہ کو ڈھونڈھتے پھرتے تھے ناگاہ توپ کی آواز کان مین آئی سمک سے کہا بڑھکر
دریافت تو کر یہ توپ کہان چل رہی ہی سمک جھپٹا جا کر دیکھا اک قلعہ گھرا ہوا ہی تیس سردار لڑ بھڑ کر
قریب خندق پہونچ چکے ہین بارہ لاکھ فوج اپنے مقام سے چلی ہی ایک آرابے پر صاحبقران کو
قید دیکھا سمک بصورت مبدل لشکر مین آیا مفصل حال دریافت کرکے بھاگا علم شاہ سے آکر کہا
ای شہریار غضب ہوا آپ کے قبلہ و کعبہ قید ہین حمید تو مسلح قلعہ مین چھپا ہی سرداران لقا پھاٹک توڑا
چاہتے ہین علم شاہ نے بیقرار ہوکر استر مالا کبود فرنگی کو کوڑا کیا گھوڑا طرارہ بھر کر چلا آتے ہی

علم شاہ نے نعرہ کیا نعرۂ علم شاہ

ارشد اولاد امیر عرب	کیست علم شاہ جو رستم لقب — علم شاہ رومی شہ فیل زور
کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور	باشید ای کفاران بچیا اب آگے نہ بڑھنا ملک الموت تمھارا پہونچا

حمید نے قلعہ سے دیکھا ایک جوان ہم شبیہ صاحبقران صاحب شوکت و شان یکہ و تنہا بارہ لاکھ
کو [illegible] کر سلیمان وغیرہ نے دیکھا یہ بھی بیٹھے حمید کو ہرکارون نے خبر دی فرزند رشید
صاحبقران علم شاہ نوجوان اپنے والد کا حال سُنکر آپہنچے یہ سُنکر حمید نے حکم دیا دروازہ کھولدو
سمن عذار کے قدمون پر گر پڑا کہا ملکہ تم محل مین جاؤ سمن عذار نے کہا صاحب مین تو واپس نہونگی ساتھ
صاحبقران کے جان دونگی حمید نے کہا ملکہ اس ننگ کو صاحبقران بھی گوارا نکرینگے اُنکے
مذہب مین عورت پر جہاد واجب نہین ہی تم جا کر دعا کرو پروردگار فضل اپنا شریک کرے بمشکل سمن عذار محل
مین گئی حمید پھاٹک کھولکر مع فوج باہر نکلا یہان علم شاہ گھرے ہوئے ہین چہار طرف سے تلوار پڑ رہی ہی
ہمہ تن چشم بنے ہوئے ہین جب حمید بھی قلعہ سے نکل آیا تب ارکان کوہی نے فوج کو حکم دیا حمزہ کا سر
کاٹ لو سوار گھوڑا اڑاکر چلا یہان گرد صاحبقران کے چند نگہبان تلوارین کھینچے ہوئے کھڑے ہین اُس
سوار نے آواز دی حمزہ کا سر کاٹ لو شہنشاہ نے حکم دیا ہی جو سر زنجیر تھامے کھڑا تھا اُسنے جلد ہی مین

ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے ہتھکڑیاں اُٹھا دین دونون ہتھکڑیاں کٹ گئین صاحبقران نے وہی
ہتھکڑی اُس جوان پر کھینچ ماری اُسکا تو سر پھٹا امیر نے قید کو توڑ کر پھینک دیا ایک جوان کو مار کر تلوار
لی نعرہ کیا زمین تھرائی حمید نے صاحبقران کا مرکب بمشکل پہونچایا سلاح نہ پہونچ سکے امیر پشت
اشقر پر سوار ہوئے خیال کر کے دیکھا فوج بے انتہا ہو علم شاہ گھرے ہوئے ہین حمید نوجوان بھی آتے ہی
گھر گیا بارہ چودہ ہزار فوج لیکر آیا تھا بارہ لاکھ کوہیون مین گویا دال مین نمک جا بجا دس دس بیس بیس گھرے
ہوئے ہین تلوار چل رہی ہی ارکان کوہی چاہتا ہو جا کر علم شاہ کو مارون صاحبقران کے
منھ پر تو نہین چڑھتا لیکن علم شاہ کیجانب چلا رستم ہنگانہ یلگانہ جنگ کر رہے ہین صدہا کوہیون کو مار کر
ڈال دیا زخم کھائے سمک یلداقی عیار نیمچہ ہاتھ مین اپنے آقا کی پشت پر موجود ہی لیکن کس کس کو روکے
چہار جانب سے نیزہ و تیر و شمشیر رستم پر پڑ رہا ہی لیکن یہ شیر باحواس لڑ رہا ہی کہ ارکان قریب آیا اُس
ملعون نے پشت پر سے آکر ہاتھ مارا سمک نے آواز دی آقا ہوشیار ہو جائیے علم شاہ پلٹ پڑے
چھچھلتا سر پر پڑا زخم کھا کے ہاتھ مارا ارکان کوہی نے گینڈہ تھا لیا اور بیچ مین سوار آگیا وہ تیل ماش ہوا
ارکان کوہی بچا دور سے امیر کی نگاہ پڑی کہ علم شاہ نے کئی زخم کھائے اب حال ابتر ہی اشقر دیوزاد
کو بڑھایا قریب آکر گرد علم شاہ کے پھرنے لگے جسطرح شمع کے گرد پروانہ پھرتا ہی جو قریب آیا اسکو ہاتھ
تلوار کا مارا لیکن چہار جانب سے تیرون کی بوچھار نے جسم اقدس مشبک کر دیا افسوس تک صاحبقران
نہین پہونچ سکتے اس ہنگامے مین کئی زخم صاحبقران زمان نے بھی کھائے حمید بھی مجمع فوج مین
پھنسا فوج بھی متفرق سلیمان عنبرین موے کوہی نے ارکان کوہی سے کہا حمزہ کا گرفتار ہونا
دشوار ہی کمند اندازون کو حکم دے کہ وہ بلوہ کر کے اس نوجوان کو گرفتار کرین بیٹے نے کئی زخم کھائے ہین نہایت
سُست ہی حمزہ زخمی ہوا لیکن چالاک و چست ہی ارکان نے بلا کر موشک سے کہا موشک تم کمند اندازون
کو جمع کیا چار سو کمند انداز عیار دغا باز طرف صاحبقران کے چلے سمک یلداقی نے یہ رنگ دیکھا
گھبرا گیا صاحبقران سے بڑھکر عرض کی ای شہریار غضب ہوا یہ کوہی بڑے نامرد ہین دیکھیے کمند انداز
آتے ہین اب صاحبقران کو بھی انتشار ہوا دور سے دیکھا حقیقت مین ارکان کوہی کمند اندازون
کو لیکر آتا ہی اور موشک نے رخ پہلے طرف علم شاہ کے کیا ہی تاب باقی نہ رہی ہاتھ واسطے دعا کے اُٹھا
پکار اُٹھے ای پروردگار ع بر من منگر بر کرم خویشتن نگر + ہماری حقیقت یہ ہی

نظم

ای مرا باز ستی اعمال تو سیہ گواہ
بسکہ میگردد ز شرمم رعشہ در نور نگاہ
میل فعل زشت را با طبع من آمیختست
چون مصیبت خانہ عاشق رود در دل سیاہ
در نگاہ شاہد معنی عالم غوطہ زن
گریہ گرمی کہ شوید تیرگی را از گناہ

بو دم از حسن عمل چون و سپیدے در گناہ | صورت امیدے بہ نیم چو آب موج زن
از بصورت گاہ را گویم کہ ہر رنگ نے | گہ با چون مردم چشم بتان گردد سیاہ
وین شبیہ ربط کفرست و مکافات الاہ | ای کہ داری نامہ اعمال را از فعل زشت
چہرہ را از آب یاقوت ندامت بر فروز | چون گل سے دل آرایان تاثیر نگاہ
تا بجولان گاہ صورت بستہ دوام نگاہ | مرحبا اینک آمدی ای پاس تا بیرون دم

تو رحیم و کریم و سمیع و علیم ہو سامنے آنکھوں کے نور نظر قتل ہوتا ہے کیونکر
دل کو تاب ہو جلد مدد کر صاحبقران نے بیقرار ہو کے جو دعا کی دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا کشتی نومیدی
کنارۂ امید پر پہونچی قضاے کار نقابدار زرین پوش صحرا مین مصروف شکار تھا صدے ہا ہو کان مین
پہونچی عیار سے اشارہ کیا دیکھ تو یہ کہان لڑائی ہو رہی ہے عیار جھپٹا صاحبقران کو اس حال مین دیکھکر
پلٹا عرض کی ای شہریار صاحبقران اعظم بارہ لاکھ کوہیون مین گھرے ہین اس بات کو سُنکر نے الفور
نقابدار زرین پوش نے باگ کو منعطف کیا بارہ ہزار جوان شیر صولت ہمراہ باز سپید سر پہ سایہ فگن چھوڑ
صف شکن تیغزن چشم زدن مین آکر پہونچا عیار نقابدار نے جھپٹ کر کمند انداز و نپر جا پڑا موشنگ کو للکارا
موشنگ بلبلا گیا سوراخ مور و مار تلاش کرنے لگا یا یہ کیسے کہ دُم دبا کے بھاگا چوہیا کا بل ڈھونڈھتا تھا
مگر عیار مثل بلاے ناگہانی قریب موشنگ پہونچا للکارا کہان بھاگ کر جائیگا موشنگ نے پلٹ کر وار کیا عیار نے
خالی دیکے ہاتھ مارا مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوے اب کمند اندازون پر جا گرا جاسو کمند اندازون کو چشم زدن
مین منتشر کر دیا دس پانچ مارے گئے باقی کمندین پھینک کر بھاگے نقابدار آکر فوج پر گرا صاحبقران نے دیکھا
وہی نقابدار نامدار نعرہ کر دو فرمثل شیر نر جنگ رستمانہ کرتا ہوا آتا ہے سب سے زیادہ نئی بات یہ ہے مثل
ہماے اوج سعادت بصد صولت و شوکت باز سفید سر پر سایہ فگن جس مقام پر نقابدار ٹھہر جاتا ہے یا جب
نقابدار آگے بڑھا باز بھی سر پر بعبد کرو فر سایہ فگن ہوتا ہے صاحبقران حیران شوکت نقابدار عالیمقدار
دیکھکر لڑتے ہوے بڑھے نقابدار سلیمان عنبرین موے کوہی کیجانب چلا امیر نے ارکان کو بھی
کوتا کا جیسے ہی نقابدار قریب سلیمان عنبرین موے کوہی پہونچا بارہ ہزار جوانون نے نقابدار کے
بارہ لاکھ مین تہلکہ ڈالدیا ہے فوجین تہ و بالا پلٹنین رسالے ابتر سوار پیدل بھاگے جاتے ہین یہ بارہ ہزار تیغہ ہاے
برق مثال کھینچے ہوے جس غول پر جا پڑے اُسکو پامال کیا کوہیونکو بھاگنے کا راستہ نہین ملتا لیکن سلیمان تیغ

نقابدار پر وار کیا نقابدار نے دستانہ مارا تیغہ اُسکا پٹ پڑا نقابدار نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا
تلوار اُسکی چھین کر پھینک دی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکے سلیمان عنبرین موے کوہی ایسے جوان
کو دست حق پرست پر بلند کیا کل کوہستان کا افسر ہی سب بلوہ کر کے نقابدار پر ٹوٹ پڑے سنبھلنے نہ دیا
آخر کمر زنجیر کٹی سلیمان زمین پر گرا کولہ اُتر گیا کوہی اُسکو لیکر بھاگے صاحبقران زمان ارکان کوہی
کے قریب ہونچے جیسے ہی دیکھا نقابدار نے سلیمان کو اٹھایا امیر ارکان سے لپٹ پڑے
اُنے بھی گریبان مین ہاتھ ڈالدیا گھوڑے سے کودتے کودتے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا چرخ دیکر
زمین پر مارا ارکان کوہی کے استخوان چور ہوے نقابدار بھی اُچھل پڑا پکار اُٹھا یہ شیر بیشۂ عربستان ہین
انکا کون دنیا مین نظیر ہی ماشاء اللہ کس زور و شور سے ارکان کوہی کو مارا رکن فوج گرا دیا قصر کفر
و بدعت ہلگیا اب تمام کوہی بھاگے ضیغم خون آشام بیشہ کا شکست خوردہ ہو یہ دور ہی سے لینا لینا
کر رہا تھا فوج سے پہلے ہی بھاگا سلیمان عنبرین موے کوہی کو ہوادار پر ڈالکر لے بھاگے نقابدار
نے عیار سے اشارہ کیا عیار دوڑا زر فیل بجائی شتر لاکھ نرہ ہاے دیو بارگاہ زربفتی لیے ہوے کل اسباب
جاہ و جلال موجود ہوگیا بارگاہ استادہ ہوئی نقابدار گھوڑے کو دار رکاب سعادت انتساب صاحبقران
پر ہاتھ رکھدیا صاحبقران مرکب سے اُترے علم شاہ انتہا کے زخمدار تھے ملازمان نقابدار نے
اُنکی بغلون مین ہاتھ دیا لاکر پہونچایا بارگاہ مین صاحبقران تشریف لائے اپنے دنگل زرین پر نقابدار
نے صاحبقران کو جگہ دی اپنے دست حق پرست سے علم شاہ کے زخمون مین ٹانکے دیے ڈبیا مرہم
سلیمانی کی نکالی پٹیان مرہم سلیمانی کی زخمون پر چڑھائین وہ باز سفید قبہ بارگاہ پر بیٹھا ہی جمال باکمال نقابدار
پر نگاہ ڈال رہا ہی صاحبقران جیران شوکت سشان نقابدار خلق مجسم یتیق جری بہادر بحر جرأت کا
بے بہا دُر امیر نے فرمایا ای نقابدار بہادر آؤ ہمارے پاس بیٹھو عرض کی پہلے سب صاحبون کی خدمتگذاری
کرلون تو حاضر خدمت ہون حمید نوجوان کو بھی بلایا اُسکی بھی زخم دوزی کی امیر دیکھتے ہین سرداران
نقابدار ملازمان حمید کی خدمت مین مصروف ہین ایک ایک پہلوان کی زخمدوزی ہو رہی ہی شام تک
نقابدار اسی کاروبار مین مصروف رہا شام کو قریب صاحبقران آکر ایک جانب بیٹھا تخت یاقوت احمر
بچھا تھا اُسپر غاشیہ ڈالدیا ایک طرف آپ آکر بیٹھا جملہ سردار بھی حاضر ہوے مرقعۂ دربار تصویر پر سرداران
معمور اسباب عیش و عشرت عیار نے لاکر حاضر کیا ارباب رقص و سرود کو حکم ہوا پریزادان زہرہ دور گوش مرصع پوش

حاضر ہوئین ناز و کرشمے دکھانے لگین غزلین عاشقانہ گانے لگین جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوئے
پردہ ہاے شرم و حجاب اُٹھے نقابدار طرف صاحبقران عالیوقار کے متوجہ ہوا کہا ای شہنشاہ گیتی ستان
ای والی قاف و دنیا اصل یہ ہی کہ حضور نے مذہب حق پرست کو رواج دیا اب آپکا لواے شوکت از پردۂ
دنیا تا بہ قاف ہو چکا کس جرأت و ہمت سے حضور نے شمشیر زنی کی فوجون مین صف شکنی کی کسکی مجال ہی کہ
بندگان عالی کی ہمسری کرے حضور کے چاکران کمترین سے آنکھ ملا سکے لیکن یہ حقیر کبھی مرتبہ حاضر خدمت
فیضدرجت ہوا اول ملک یعقولیہ پر گذر ہوا حقیر نے طلسم کو فتح کیا یہ تو میری کیا مجال ہی کہ مین حضور
کے سامنے نام جرأت لون یا گستاخی کرون لیکن یہ مقدمہ شمشیر زنی ہی آرزوے ملک گیری مین شاہان
عالیجاہ نے کد و کوشش کی غلام بھی از پردۂ قاف تا پردۂ دنیا لڑتا ہوا آیا حضور کو عرصۂ دراز گذرا لڑائی
لقا کی سر نہین ہوتی امیدوار ہون کہ بانہاے صاحبقرانی اس حقیر کو مرحمت ہون اقرار کرتا ہون کہ
ایک ہفتے عشرے مین اگر لقا کو شکست فاش نہ دون گستاخی کی سزا پاؤن حضور اب جا کر خانہ کعبہ
مین عبادت پروردگار کرین اور امورات جو حضور کی ذات سے متعلق ہین اُنکا انتظام واجب و لازم
ہی جواب باصواب سے فیضیاب ہون حضور کے تصدق سے کامیاب ہون یہ سُنکر صاحبقران نے
قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا فرمایا ای نقابدار عالیمقدار حقیقت مین جتنے اسباب شوکت و لیاقت وہ پیدا کیا
کہ کسی کا ایسا جاہ و جلال نہین دیکھا لیکن بانہاے صاحبقرانی میرے مقابلے پر موقوف ہین رسیدن
مجکو زیر کرو تب یہ اشیا ملین مین نے تمام عالم کی گردش کی انتہا کی کوشش کی سر کو پاؤن بنایا دنیا سے
تا بہ پردۂ قاف ہو چکا جب یہ اشیاے نادرہ ممکن ہوئین حمزہ انکو بآسانی دیدے اب آپ تشریف رکھین
مین لشکر حمید کو لیکر جدا ہوتا ہون طبل جنگی بجوائیے میدان کارزار مین آئیے کل ہی ہمارے آپ کے
فیصلہ ہو جاے بانہاے صاحبقرانی لیکر جائیے یہ کہکر صاحبقران اُٹھے زلفین خلیلی بل کھانے لگین
چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا جب صاحبقران اُٹھ کھڑے ہوئے نقابدار قدمون سے لپٹ گیا عرض کی
میرا عرض کرنا خلاف مزاج صاحبقرانی ہوا صاحبقران نے فرمایا ای شیر بیشہ جرأت خلاف نہین گذرا
تمھارے سوال کا جواب ہی بانہاے صاحبقرانی بدون مقابلے کے نہ دونگا نقابدار نے عرض کی مین یہ
چاہتا ہون میرے آپکے مقابلہ نہو کوئی امتحان قرار پاے کسی طلسم کو حکم دیجیے امتحان لیجیے اسپر شرط قرار
پا جاے بعد امتحان یہ اشیاے نادرہ مجکو مرحمت ہون صاحبقران نے فرمایا ای بہادر یہ غیر ممکن ہی یہ تو

مقابلہ یہ اینا ہرگز نہ ملیگی نقابدار نے سر جھکا لیا صاحبقران کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے صاحبقران نے
سینے سے لپٹا لیا روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی خون عروقون مین جوش مارتا تھا
جی چاہتا تھا سینے سے اسکو جدا نکرون کلیجے مین اٹھا کر رکھون آخر مین نقابدار نے عرض کی جو حضور
کی مرضی یہی ہے تو مین امورات ضروری سے فراغ حاصل کرکے حاضر خدمت ہونگا مجمع عام مین مقابلہ ہو
صاحبقران نے فرمایا مین ہر مقام پر موجود ہون نقابدار نے سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا شب بھر جلسہ رہا بوقت
سحر نقابدار نامور صاحبقران زمانے رخصت ہوا خلیق و محبت علم شاہ سے ملا بھائی صاحب کہکر
گلے مین ہاتھ ڈالدیے علم شاہ بھی رطب اللسان تعریف کرنے مین بیرون بارگاہ صاحبقران تشریف لائے
نقابدار نے عرض کی پہلے حضور سوار ہون امیر نے فرمایا مین تمھاری سواری کی شوکت و شان دیکھنے کا
مشتاق ہون نقابدار تخت یاقوتی پر سوار ہوا سترہ لاکھ زرہ ہاے دیو پرے باندھکر حاضر ہوئے سایبان
زربفتی کا سر پر سایہ کیا بارہ ہزار جوانون کو دیوزادون نے گردن پر سوار کیا مرکبہاے باد رفتار بغل مین
دبالیے سترہ سے نقارہ ہاے طلائی و نقرئی بجے مرکب سہ چشمی کو نقابدار کے ایک تخت پر سوار کرلیا
اس شوکت و شان سے نقابدار صاحبقران عالی وقار سے رخصت ہوا صاف ثابت تھا کہ طرف
پردہ قاف کے جاتا ہے سمت جبل اعلی رجوع کیا جبل اعلی وہ مقام ہے سرحد دنیا و قاف کے مقام پر واقع
ہوا اسی جانب نقابدار گیا بعد جانے نقابدار کے صاحبقران نے حمید نوجوان کو رخصت کیا چند
سوار ہمراہ لیکے حمید نے چاہا مین بھی ساتھ چلون صاحبقران نے فرمایا اب تم دونون قلعون پر حکمرانی
کرو ہمین نقاب سے مقابلہ درپیش ہے انشاء اللہ بشرط حیات کسیوجہ سے ملاقات ہوگی حمید نے وعدہ کیا کہ مین
انتظام کرکے فوراً حاضر ہونگا صاحبقران زمان طرف لشکر کے چلے یہان جب سلیمان عنبرین
موے کو بھی شکست کھا کر آیا بادشاہ اسلام کو خبر ہوئی کہ نقاب نے بڑے صاحبقران لشکر بھیجا تھا
بیقرار ہوکر خود سوار ہونے کا قصد تھا کہ ہرکارون نے خبر دی صاحبقران زمان بدولت و اقبال
تشریف لاتے ہین سب سردار واسطے استقبال کے چلے امیر کو لیکر بارگاہ سلیمانی مین آئے بادشاہ جمجاہ
نے ہاتھ گلے مین صاحبقران کے ڈالدیے پوچھا جد عالی تبار حضور کو کہان عرصہ ہوا صاحبقران
نے کل کیفیت بیان کی جب ذکر نقابدار آیا صاحبقران نے فرمایا اے شہریار کیا گذارش کرون
جب بڑے زور و شور کا نقابدار آئے شاہزادہ ملک قاسم و رستم نقابدار گلگون بہ کوشش بنکر آیا

پندرہ دن تعاقب کرکے ترک پوش ملیدانی برادر خان اعظم کو بارگاہ جمشیدی مین سامنے ہرمز و
فرامرز کے مع ستون بارگاہ جمشیدی ترک کو قتل کیا خود رستم اٹھارہ برس نقابدار ہندی پوش بنے رہے
ایسے کیسے کارہاے نمایان لیے لشکر گنجا سے لڑے باختر مین کیا کیا معرکے پڑے اور اکثر فرزند میرے
نقابدار بنکر آئے لیکن اس نقابدار زرین پوش نے جو سامان شوکت مع لیاقت مہیا کیا ہی آج تک
میری نگاہ سے نہین گذرا اسلام سے لیاقت رعب و دبدبہ تہور و شجاعت سب اوصاف اُس بہادر کی ذات
مین جمع ہین مرکب سرچشمی بارگاہ زرافشی عیار بے نظیر خود صاحب توقیر بارہ ہزار سردار ایک ایک پہلوان بردست
بہ ظاہر ہی کہ پردہ قاف کو بھی تسخیر کیا ہی سترہ لاکھ نرہ اسے دیو مثل چاکران کمترین ہمراہ ہین بروقت جنگ
دیوزادون کو شریک جنگ نہین ہونے دیتا لشکر حریف کے سامنے بھی نہین آتے کہ فوج انسان دیوان قاف
کو دیکھکر گھبرا ئینگی بے لڑے بھڑے بھاگ جائینگی سب سے زیادہ حیرت کی یہ بات ہی کہ سر پر باز سفید
سایہ فگن رہتا ہی بے زبان تسخیر ہوا ہی تمام اہلیان دربار حال نقابدار عالی وقار سنکر دنگ ہوسے
صاحبقران زمان نے فرمایا ای شہریار ایکی مرتبہ آوے تو دیکھیے کیا رنگ کرتے ہین کیا جنگ مین تنگ
کرتے ہین واپس نجانے دینگے جو اسباب جمع کیا ہی سب چھین لینگے صاحبقران نے کسی کو جواب ندیا
بادشاہ حمجاہ نے برلے رفع ملال صاحبقران زمان جلسہ عیش و نشاط آراستہ کیا اُدھر لقا نے
بقہر و غضب تمام اور ایک نامہ افراسیاب کو لکھا یہ دونون لشکر اپنے اپنے مقام پر فرد کش ہین فکر انکا وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان شوکت بیان لشکر خواجہ عمرو و لشکر افراسیاب و آمد شہرہ فیلسر برادر قہقہہ فیلسر باغی ہوکر آنا براے مقابلہ افراسیاب و مقابلہ برہمن از تاریک و عیاری عمرو و قران و حالات جنگ مغلوبہ و جنگ اطلس گلگون پوش ۔ ساقی نامہ

ساقی ہی بہار فصل سرما
شعلہ مے آتشین کا بھڑکے
دے آتش مو بدن کو سینکون
نکلے شیشے سے آگ جیسے
جاڑے چلے کے پڑ رہے ہین
کشمیر تو باغ طعنہ زن ہین

بھٹی سے نکل سبو کو گرما
دل کو ہی شراب ناب کی چاہ
دندان و لب و دہن کو سینکون
ہین آتش مو کی تاک مین جام
سردی سے ٹھٹھر رہے ہین
ہیچ شب کی خدا اٹھے دن مین بھرکا

بانگ قلقل کی برق کڑکے
جاڑے مین ہی آفتاب کی چاہ
یون نکلے شراب ظرف مے سے
آتش پہ کباب کو ہی آرام
خجلت دہ زمہریر تن ہین
ہو دھوپ مین چاندنی کی سردی

خورشید فلک قمر بنا ہی
کل برف کی ابر تر بنا ہی
صافی ہوا مین اوس بن جھمکے

گرتی ہی زمین پہ برف بنکے
بولو تو نہ منہ سے حرف نکلے
نکلے بھی تو بنکے برف نکلے

باقی نہین آگ مین حرارت
شعلے کی ہوا ہوئی شرارت
سردی سے جو پالا پڑ رہا ہی

خامے کا بدن اکڑ رہا ہی
ٹھٹھرے جاتے ہین گل چمن مین
رعشہ ہی نہال کے بدن مین

اشجار کے جسم کانپتے ہین
پتو لتے تنون کو ڈھانکتے ہین
غنچون کے ہین ہاتھ پانون اینٹھے

پتو لئے ہین نخل باغ چپٹے
روئی مین چھپے ہوئے ہین انگور
ہاتھ آگ پہ تاپتا ہی کافور

ہر آنکھ لحاف مین چھپی ہی
ہر سیف غلاف مین چھپی ہی
منہ خاک سے بید ڈھانپتے ہین

تھر تھر سردی سے کانپتے ہین
لرزان تن نار رستری ہی
پانی کے جگر مین تھرتھری ہی

خوشبو ہی چھپی ہوئی کلی مین
کالون کا بدن ہی کیچلی مین
تھیلی مین انار چھپ رہے ہین

پتھر مین شرار چھپ رہے ہین
محرم مین چھپین کچین حسین کے
موباف ہین جعد نازنین کے

نافے مین نہان ہی مشک آہو
پہنے ہی لباس گل تن بو
سردی سے دل مزار کانپا

چادر مین لحد نے جسم ڈھانپا
نہ کو نکونی فلک پہ جانے
کوٹھے پہ چڑھا ہی دھوپ کھانے

سردی سے محافظت جو چاہی
جسم آگ پہ سیکتی ہی ماہی
آتش نے بنایا خاک مین گھر

رہنے لگا آگ مین سمندر
جم جاتا ہی برف کی طرح قند
بیچین ہی آگ پر بھی اسپند

پارے کو ہی اضطراب سے کام
ملتا نہین آگ پر بھی آرام
روئی کو لحاف مین ملا چین

تکیہ کو غلاف مین ملا چین
سردی کی جہان مین وہ بندھی دھاک
آتش بھی نہان ہوئے تہ خاک

ہی چین ہمارے ہم سنون کو
لپٹائے ہوئے ہین کمسنون کو
جب گرم بغل حسین نے کر دی

کیسا جاڑا کہان کی سردی
بوتل کا جہان اڑا دیا کاگ
صہبا نے بدن مین پھونک دی آگ

پانی کا نہ ڈر نہ برف کا غم
ہاتھون کو تپا رہے ہین محرم
دست گستاخ کی ہی چیانوی

جوبن کو نہ ایک دم امان دی

چہرہ غواصان دریاے زخار سخنوری و شناوران بحر بیکنار سرودی کشتی کلک جواہر سلک کو نہر مضامین آبدار مین بصد آب و تاب یون روان کرتے ہین نظم مصنف

نہنگان دریاے جرأت نشان
پلنگان صحراے شوکت بیان
سرافسر لشکر عقل و ہوش
چنین مینگارد بجوش و خروش

واضح راے ناظرین والا مقام ہو کہ لشکر ملکہ اطلس گلگون پوش

برائے مقابلہ تاریک شکل کش ایک جانب آکر فروکش ہوا ایک جانب لشکر افراسیاب جادو ایک سمت
لشکر مہرخ وغیرہ خواجہ عمرو مصروف فکر عیاری ہین کہ کسی طور سے تاریک پنجہ قابض ہو آٹھ پہر
دریاے فکر مین بجستجوے گوہر مراد عیاری غوطہ زن ہے ایک جانب مہتر قران اسی فکر مین مصروف
کہ کوئی تدبیر کرون اُدھر نور افشان جادو نہایت بیقرار طائران سحر دمبدم خبرین پہونچاتے ہین کہ
تاریک شکل کش لشکر مسلمانان کو پامال کر رہی ہے یہ بھی خبر پہونچی کہ ملکہ اطلس نے خواجہ کا دم کر دکید سیا
بڑا کہ وہ طائر زیرک پھنسا بیشک تاریک سے مقابلہ کریگا لیکن زخمون کا اُسکے علاج ہو رہا ہے تاریک
بھی زخم کھا گئی زخم مین ٹانکے دیے افراسیاب نے آکر پٹی مرہم جمشیدی کی چڑھائی تاریک نے وعدہ کیا
کہ اے افراسیاب مشتہر کردے بعد ایک ہفتے کے طبل جنگی بجیگا ملکہ عالم ایک کو زندہ نچھوڑینگی اس میعاد
کے اندر جسکو اصلاح منظور ہو حاضر خدمت ہو کر عذر وانکسار کرے کیا عجب ہے کہ دریاے مرحمت جوش مین
آئے خطا دشمنون کی معاف کیجاے بعد بجنے طبل جنگی کے کوئی عذر سماعت نہوگا افراسیاب نے آکر
اسی مضمون کا ڈھنڈھورا پٹوا دیا اشتہار جا بجا چسپان ہوئے اہل اسلام اس مضمون کو سنکر آمادہ مرگ
وہمیاے قضا ہوئے ہزارہا بندگان خدا قتل ہو چکے ہین خود خواہش رکھتے ہین لڑ بھڑ کر مرجائین یہ خبر ملکہ
اطلس گلگون پوش کو بھی پہونچی اسنے کہا مشہور کردو کہ ما بدولت زخمی ہین خود ایک ہفتے کی مہلت دیتے ہین
اس عرصے مین اگر افراسیاب نے آکر قدمبوسی کی شہنشاہ لاچین کو رہا کر دیا اپنا بادشاہ جانا قدمون پر
آکے ہمارے گرا فبہا ورنہ اس نمکحرام کو زندہ نچھوڑونگا تاریک حرامزادی کی ٹانگین چیر کر پھینک دونگا
یہ بھی خبر افراسیاب نے سُنی جاکر تاریک سے بیان کیا تاریک نے کہا اے نور نظر اُسوقت مین بھو کی
بیٹھی تھی شراب بھی نپی تھی اسوجہ سے وہ نگوڑا میرے ہاتھ سے بچگیا ابکی مرتبہ سب سے پہلے اُسی کو چیر پھاڑ کر
کھا جاؤنگی سحر وساحری کیسا زبان تو ہلانے ندونگی نہین معلوم یہ بچا کیا سمجھا ہے قضا اسکی لیکر آئی ہے گوشۂ عافیت
مین میٹھے بیٹھے نکل آیا تو جاکر اپنے مقام پر مجھ مین ایسون سے کب خائف ہوتی ہون افراسیاب اپنے
مقام پر آکر مصروف عیش ونشاط ہوا ایک ذکر کرنا مصنف کو اور منظور ہے اکثر جا بجا تحریر ہوا ہے کہ زمانے مین
شہنشاہ لاچین کے قمقمہ فیلسر لوح دار تھا جب افراسیاب نے طلسم ہوشربا پر قبضہ کیا اسکو بلا بھیجا
وہ نہ آیا جانتا تھا کہ افراسیاب میرا کیا کر سکتا ہے دریاے نیل مین کسی کا سحر کام نہ آئیگا لیکن افراسیاب
بعلم نیرنج وشعبدہ دریاے نیل پر پہونچا قمقمہ فیلسر کو دریا سے نکالا چیر کر پھینک دیا لوح لیکر جس مقام پر

منظور ہوا حفاظت سے رکھی لیکن بھائی قہقہہ فیلسر کا شہرۂ فیلسر ملک کوہستان ہوش ربا کا ناظم ہے وہان سے
خبر بہت کم آتی ہے جب شہرہ نے سُنا کہ افراسیاب بادشاہ ہوا اپنے ذہن مین سمجھا لاچین نے انتقال کیا ہوگا
چونکہ کوئی اولاد نرکھتا تھا افراسیاب کو بادشاہ کیا ہوگا اس دھوکے مین رہا ایک روز ایک تاجر جبیل آیا
اُس سے کچھ مال اسباب خریدا کیفیت ہوش ربا دریافت کی وہ تاجر بخوبی حالات ہوش ربا سے ماہر تھا
اُسنے تمام کیفیت بدعت افراسیاب ظاہر کی یہ بھی بیان کیا کہ قہقہہ فیلسر کو بڑی بدعت سے افراسیاب
جادو نے مارا شہنشاہ لاچین کو مکر سے پکڑ لیا یون طلسم ہوش ربا پر قبضہ کیا مشہور ہے کہ شہنشاہ لاچین بیچارہ
کسی مقام سخت وصعب مین قید ہے بدعت افراسیاب نے ہوش ربا کو برباد کیا ان زمانے مین قیامتین
برپا ہین کچھ اہل اسلام آئے ہین کچھ سرداران افراسیاب بگڑ گئے ہین اہالیان طلسم نور افشان کو بھی
بادشاہ ہونا افراسیاب کا ناگوار ہے اُنسے بھی افراسیاب سے فساد درپیش ہے کئی سو ملک قبضے سے افراسیاب
کے نکلگئے یہ جملہ حالات سُنکر شہرہ فیلسر نے سر پیٹ لیا اپنے رفقا کیجانب متوجہ ہوا کہا یارو تمنے سُنا اس بیحیا
نمکحرام افراسیاب نے کیا ستم برپا کیا بھائی کو میرے کس حسرت و یاس سے مارا جس شہنشاہ کے خُرد و بزرگ
نمکخوار رہے اُسکو مکر سے پکڑ لیا ہم آج تک آگاہ نہ تھے ورنہ اپنے شاہ کو رہا کرتے صاف ثابت ہے کہ
اہالیان طلسم نور افشان بھی اسی واسطے بگڑے ہونگے کہ بادشاہ قدیم کا رہا ہونا مناسب ہے افسوس ہے
کہ جان نثاران خاص خراج گذاران باختصاص ایسی مصیبت مین اپنے ولی نعمت کے شریک نہون اُسیوقت
شہرہ فیلسر نے قرنا کرائی بارہ ۱۲ لاکھ کا لشکر تیار کیا افسرون کی بھی یہی رائے ہوئی چلکے اپنے بادشاہ کو
رہا کیجے افراسیاب خانہ خراب کو سزاے معقول دیجیے وہ نمکحرام کیا لڑسکیگا نام نامی آپکا سنکر فرار بر
قرار کریگا لیکن مقام قید شہنشاہ لاچین دریافت ہونا واجب ولازم ہے ہر ایک نمکخوار اپنی غفلت پر
نادم ہے شہرہ نے کہا جب اس خارستان وکوہستان کی سرحد سے نکلینگے سب حال دریافت ہو جائیگا یہ
کہکر تخت پر سوار ہوا چار سو سرداران زبردست فوج بیشمار کئی ہزار نوبت نقارہ بجتا ہوا قطع منازل و
طی مراحل کرتا ہوا چلا جو قلعہ راہ مین ملا لشکر فراوان اُس مقام پر اُتارا اُس مقام کے بادشاہ کو کہلا بھیجا کہ
براے رہائی شہنشاہ لاچین جاتے ہین اس خیر خواہی مین اگر شریک ہو اگر وہ بادشاہ بخوشی چلا آیا
شہرہ نے بٹھا کر اُسکو بھی ساتھ لیا اگر اُسنے عذر کیا شہرۂ فیلسر بغصہ کرکے طبل جنگی بجوا کر اُس قلعہ پر جا پڑا
مارے گولون کے قلعہ کو پامال کر دیا ہر کوچہ شہر لاشون سے بھر دیا اُس بادشاہ کو گھس کر مارا قلعہ پر

اپنا قبضہ کیا اسطرح ویران کرتا ہوا دم سحر و ساحری کا بھرتا ہوا قریب قلعہ اشرار یہ پہونچا اشرار خوک پیکر
اس قلعہ کا حاکم و ناظم ہی ہرکارون نے آکر کل خبرین پہونچائین کہ شہرۂ فیلسبر برائے رہائی شہنشاہ لایاحین
جاتا ہی افراسیاب کے قتل کی فکر مین راہ مین جس بادشاہ نے اُسکے خلاف کیا شہرہ نے اُس قلعہ کو
پامال کر ڈالا چوتھے دن یہان بھی آکر پہونچیگا اشرار خوک پیکر گھبرایا ساتھ والونسے کہا یارو مین اُسکے
مقابلے کے لایق نہین ہون جن جن قلعہ جات کو اُسنے لوٹ لیا اور بادشاہونکو وہانکے مارا مین اُن سب سے
سحر مین فوج مین بہت کم ہون سب نے کہا ایک عرضی خدمت مین شہنشاہ افراسیاب کے روانہ کیجیے
اشرار نے فوراً ایک عرضی تمام حالات کی لکھی ساحر تیز رو کو دی وہ ساحر بارگاہ افراسیاب مین
آکر پہونچا افراسیاب کو عرضی دی افراسیاب نے حکم دیا پڑھوا لیان دربار جمع ہین وزیر نے
باواز بلند عرضی کو پڑھا افراسیاب کو سنکر سناٹا آگیا قبضے پر ہاتھ ڈالا بلبلانے لگا کہا نمکحرامون نے
سر اٹھایا ہی شہرۂ فیلسبر کی شہرت سنکر یا بدولت در جانتے تھے قہقہہ کیا سمجھا تھا ما بدولت نے ہنس ہنس کے
اُسکو مارا اُس معونکی بھی قضا لیکر آئی ہی نامہ دار نے عرض کی کہ حضور تو بجا ارشاد فرماتے ہین لیکن وہ جس قلعہ پر
جاتا ہی آگ لگا دیتا ہی کئی بادشاہ مارے گئے حضور کو خبر بھی نہین ہوئی ہمارے بادشاہ نے زبانی بھی
عرض کیا ہی اگر حضور کسی ساحر زبردست کو نہ روانہ کرینگے قلعہ چھوڑ کر وہ چلے آئینگے افراسیاب نے کہا
ما بدولت ابھی تدبیر کرتے ہین قلم اٹھا کر ایک نامہ لکھا اُسی نامہ دار کو دیا اور کہا قریب کوہ بلور ایک
نخل چنار ہی اُسکے قریب جاکر آواز دینا ای گیہان اژدر سوار جلد ہمارے پاس آ طبقہ زمین کا شق ہوگا
ایک اژدر زمین سے سر بدر کریگا یہ نامہ اُسکے دہن مین ڈالکر الگ ہو جانا پھر تماشا قدرت سامری
کا دیکھ لینا کہ چشم زدن مین کیا ہوتا ہی وہ نامہ دار بموجب حکم افراسیاب نابکار قریب نخل چنار آیا
گیہان اژدر سوار کہکر آواز دی حقیقت مین اک برق سی چمکی صحرا تاریک ہو گیا معلوم ہوتا تھا کل نخل
کی شاخون مین ہزارہا مار ان سیاہ لپٹے ہین کفچون کو بلند کر رہے ہین جب وہ زہر اُگلتے ہین نخل صحرا مثل
ہیمہ خشک جلتے ہین یکایک ایک اژدر نے بیخ چنار سے سر نکالا یہ بیچارہ نامہ دار تھرا رہا ہی جیسے ہی
اژدر نے منہ مثل غار بلا کھولا گھبرا کر اسنے نامہ دہن اژدر مین ڈالدیا وہ اژدر غائب ہوا بعد تھوڑے
عرصے کے طبقہ زمین کا تھرایا صدائے ہا ہو بلند ہوئی ہزارہا اژدران آتش فشان گوشہ صحرا سے
ظاہر ہوئے ایک اژدر کلان پر اک ساحر مہیب شکل عجیب سیاہ فام بد انجام تاج سر پہ تاج سے شعلہ ہائے

آتش نکلتے ہوئے پشت پر ڈولا کھا اژدر سوار ایک بلائے روزگار بارگاہ میں بھی اژدر آتش فشان پر
لدی ہوئی اُس تاجدار نے نامہ دار سے کہا تم بڑھو بھائی اشرار کو خبر پہونچاؤ کہ ہم آتے ہیں شہرہ فیلسر
کی شہرت مٹادینگے تم لشکر قلعہ سے نکالو با دولت وقت پر آجاینگے نامہ دار ہتر ہتر کا بنتا ہوا یہ عجائب بغرائب
دیکھکر بھاگا خدمت میں اشرار خوک پیکر کے آیا مژدہ آمد گیہان اژدر سوار سنایا اور یہ بھی خبر اُسیوقت
آئی کہ وقت آخر لشکر شہرہ فیلسر قریب قلعۂ اشرار یہ آجائیگا وہ آتے ہی یلغار کرتا ہے اشرار خوک پیکر نے
لشکر اپنا تیار کیا بیرون قلعہ آیا کوس بھر آگے بڑھکر فرودگاہ ہوا بارگاہ میں استادہ ہوئیں پہر دن پچھلا باقی تھا
کہ صحرا سے گرد اُٹھی شہرہ فیلسر بڑے کروفر سے لشکر بیشمار خود پشت مرکب پر سوار سامنے قلعہ کے جو لشکر
فرودگاہ دیکھا آگ ہو گیا کہا یہ کس بے ادب کا لشکر ہے اس قلعہ میں بھی کوئی نمکحرام رہتا ہے جاکر کہو کہ او بیحیا
شہنشاہ شہرۂ فیل سر ارشاد فرماتے ہیں کہ شہنشاہ لاچین کو ہم چھڑانے جاتے ہیں تجھے ناگوار ہے خدمت
میں ہماری اگر حاضر ہو ورنہ قلعہ کو پھونک دونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا ملازم نے جاکر اشرار خوک پیکر سے
کہا اُنے جواب دیا کہ جاکر کہدو جو تجھسے ہو سکے قصور نکر ہم ملازم شہنشاہ افراسیاب ہیں یہانسے پلٹ جاؤ ورنہ
شہنشاہ نے فوج روانہ کی ہے گاؤ زمین بار نہ سنبھال سکیگی یہ جو چند تماشا دیکھنے والے جمع کیے ہیں یہ سب جان
بچاکر بھاگینگے تمھاری جان پر بنیگی جو ایسوں کے رہا کرنے سے لاچین رہا ہوتے تو سلطنت افراسیاب
کاہیکو رہتی بی مہرخ و بہار وغیرہ شہرہ سے سردار عیاران طرار درپے آزار ہیں کچھ بھی نہیں کر سکتے افراسیاب
نے سبکے جی چھوڑوا دیے اپنی دائی امان کو بلالائے وہ سبکو کھائے لیتی ہیں تم کس شمار میں کس قطار میں ہو
بہتر اسی میں ہے کہ چلے جاؤ یہ پیام نافرجام جو شہرۂ فیلسر نے سنا بہت اُچھلا کودا کہا صبح کو مزا چکھا دونگا یہ
کہکے طبل جنگی بجوایا اشرار نے بھی جواب میں نقارۂ رزمی کو حکم دیا دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں
چار پہر رات گذرے کے ستارۂ سحری آسمان پر چمکا اشرار خوک پیکر اپنے لشکر کو ساتھ لیکر میدان کارزار میں آیا
اُدھر سے شہرۂ فیلسر بصد کروفر مع فوج بیشمار میدان کارزار میں پہونچا دونوں لشکر آراستہ ہونے لگے
لیکن اشرار خوک پیکر گھبرایا ہوا ہے اُس ساحر نامہ دار سے کہتا ہے ارے سچ بتلا اب اس سے کون مقابلہ
کرے تیرے سامنے فوج چلی تھی کہا حضور گیہان اژدر سوار آئیگا ایک اژدہا اُسکا سبکو کھا جائیگا آپ تو
ناحق گھبراتے ہیں اشرار نے کہا یہاں تو جان پر بنی ہے تو پہلے سے مجھے مفصل لکھدیتا ہم بھی شہرہ کے
پاس چلے جاتے لفظ نمکحرامی سے بچتے نمک حلال کہلاتے سردار بھی سب گھبرائے ہوئے ہیں کہتے ہیں حضور

بڑے ظالم سے مقابلہ ہے اُسکے تیور تو دیکھیے شہنشاہ لاجین کا ساختہ و پرداختہ ہے بھائی اسکا قہقہہ فیلسر
ایسا معزز و مکرم تھا کہ لوح طلسم ہوشربا اُسکے سپرد تھی خود افراسیاب نے اُسکو مارا اسپر بھی دست
انداز ہونا دشوار ہے اس عرصے مین لشکر جانبین کے آراستہ ہوئے شہرۂ فیلسر کہہ رہا ہے مین ایسے ایسے
قلعہ جات پر اگر دو دو چار چار دن لڑونگا تا بہ افراسیاب کیونکر پہونچونگا یہ کہکے مرکب اپنا اڑایا خود میدان
کارزار مین آیا للکار کے آواز دی او اشرار مکار بدولت کے مقابلے مین آ تم ہی ایسے نمکحرامون نے
افراسیاب خانہ خراب کو بادشاہ بنایا شہنشاہ اصلی کی سلطنت کو مٹایا اب آ تو سامنے آج نمکحرامی
معلوم ہوگی اُس بیحیا سے بھی سمجھ لونگا اشرار خوک پیکر بغلین جھانکنے لگا سردارونکی جانب دیکھا ہر ایک
نے سر جھکا لیا بعض نے جواب دیا ہم حضور شہرۂ فیلسر کے مقابلے مین نجلینگے انصاف کرنا شرط ہے
کس بُرے کام کو جاتا ہے جو بادشاہ اصلی ہے اُسکے رہا کرنیکی فکر ہے اس سے ہم کیا منھ لیکے لڑین یقین ہے
خداوند سامری جمشید کو بھی ناگوار ہو شہرہ للکار رہا ہے کیون نمکحرامو ہمارے مقابلے مین نہین آتے
مین خود آتا ہون لڑ مین ترسان اشرار نے اپنا گھوڑا پھیرا کہا یارو تم سب کو سامری جمشید کے
سپرد کیا مین مقابلے مین اس ظالم کے جاتا ہون اگر مین مارا جاؤن میرے اہل وعیال کو لیکر خدمت
مین افراسیاب کی بھاگ جانا کہنا حضور کی خیر خواہی مین اشرار خوک پیکر مارا گیا افسوس افراسیاب
نے کچھ نہ کیا ہمکو بلا مین پھنسا کر بیٹھ رہا مین جانتا تو قلعہ کو خالی کر کے چلا جاتا کئی بادشاہ اسکے ساتھ ہین
کس کس سے مقابلہ کرونگا اسطرح کی باتین لوگون سے کر رہا ہے میدان مین نہین جاتا شہرہ للکار رہا ہے او
نامرد آتا نہین تمام فوج اسی پر تیار ہے کہ چار جانب سے گھیر لین قلعہ کو لوٹین ہزارہا ساحر اسواسطے
شہرہ کے ساتھ آئے ہین سب نے صلاح کر لی ہے کہ جب تک یہ غالب آئے ساتھ دو دو دشمنونکو مار ڈالے اور
جب یہ شکست کھائیگا نکل چلینگے جو اسطرح کے ساتھ مین وہ چاہتے ہین جنگ مغلوبہ ہو ہمارا مطلب ہو جائے
یہ گھر چلے مبارک وہ گھر چلے سلامت یکایک آسمان پر ایک ابر سیاہ اُٹھا تمام صحرا تاریک ہو گیا اُس ابر سے
شعلے نکل رہے ہین نخل ہائے صحرا جل رہے ہین پہاڑ تھرائے بعضون کو اُس ابر کے دیکھنے سے غش آئے
بعضون نے کہا لو یارو بلائے عظیم نازل ہوئی شاید افراسیاب کو بھی غصہ آیا اُسنے کسی ساحر زبردست
کو بھیجا ارے بھائیو وہ بادشاہ عالیجاہ ہے جب اُسنے لاجین ایسے کو پکڑ لیا میان شہرہ کی کیا حقیقت ہے
اُنکو آتش قہر و غضب مین جلا دیگا اپنی دائی امان سے کہیگا وہ چیر پھاڑ کر کھا جائینگی ابر شق ہوا دیکھا

گیہان اژدر سوار مع دو لاکھ ساحران غدار ہر ایک اژدر آتش فشان پر سوار اژدرون کے منھ سے شعلہ ہائے
آتش نکل رہے ہین جب دم کھینچتے ہین نخل اُکھڑ کر مُنھ مین چلے جاتے ہین زمین تھرانے لگی ابتو اشرار خوک جنگ
پھر سے ... کہا لو مددگار ہمارا آ پہونچا گیہان کا اژدہا زمین پر آکر اُترا ساتھ والے بھی زمین پر آئے تمام صحرا
اژدران سیاہ سے معمور ہو گیا زمین سے چنگاریان نکلتی تھین اژدہون کی پھنکار سے صحرا کرۂ نار ہو رہا تھا
اشرار نے بڑھکر گیہان کو سلام کیا کہا حضور کے انتظار مین میدان کارزار مین نہین گیا دیکھئے
شہرۂ فیلسر سرکشی دکھا رہا ہے میدان کارزار مین مبلبلا رہا ہے یہ سُنکر گیہان نے اپنے اژدر کو بڑھایا
نعرہ کوہ شگاف کیا او شہرۂ فیلسر غضب افراسیاب سے ڈر سامری و جمشید تو اُسکے مقدمہ مین
دخل نہین دیتے ہین خداوند لقا جاگتی جوت کا خداوند زیر دامن شہنشاہ آیا امید کفالت مین
سالہا سال سے فروکش ہے اُنپر وہ توجہ بھی نہین فرماتے اب تک برلے ملاقات بھی نہ گئے تیری کیا حقیقت
ہے ناحق کی شہرت ہے بس پلٹ جا ملک مین جا کر شیوۂ عہدۂ سلطنت کو غنیمت جان دائی امان شہنشاہ
کی اسد غازی طلسم کشا کو چیر پھاڑ کر کھا گئین مہرخ و بہار سر پیٹ رہی ہین نوبت بجان کارد بر استخوان
کوکب جا کر طلسم نور افشان مین چھپے ہین بڑے بڑے ساحران جلیل نام سے افراسیاب کے کانپتے ہین
تیری کیا لیاقت ہے یہ سنکر شہرۂ فیلسر گالیان دیتا ہوا چلا جا نبین سے گولے چلنے لگے زمین کانپی
لکہ ہائے ابر سیاہ ظاہر ہوئے دو گھڑی کامل دونون مین سحر چلے غالب و مغلوب ثابت نہوتا تھا ایک
مقام پر گیہان نے اژدر پر تازیانہ مارا اژدر نے ایک چیخ ماری پہاڑ ہل گئے اژدہے نے دم کھینچا
سب نے دیکھا کہ شہرہ زمین پر گرا کھنچتا ہوا چلا اُڑ ہوا دیکھو گیہان اژدر سوار نے زہر اُگلا میان
شہرہ کا دل تلملا گیا لیکن شہرہ کھنچتا ہوا تا بہ دہن اژدر پہونچا قریب تھا کہ اژدر نگلجاوے لیکن شہرہ
یا سامری کہکر اُٹھا دونون ہاتھ کلہ اژدر مین ڈالدیے اژدہے کو چیر کر پھینک دیا گیہان کود کر
الگ ہوا شہرہ نے کہا بے اب کہان جائیگا مین سمجھ گیا تھا کہ تجکو سحر اژدر پر بڑا ناز ہے اب میرے
ہاتھ سے بچ تلوارین کھینچ گئین گیہان نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے اُدھر اُسکی فوج نے دیکھا کہ ہمارا
مالک ہٹتا چلا آتا ہے چہار جانب سے بلوہ کیا تیغ و ناوک چلنے لگے سامری جمشید کی صدا اُٹھی ...
بر خواس کل خود پسند اشرار خوک پیکر نے جو دیکھا کہ گیہان اژدر سوار ہٹتا چلا آتا ہے شہرۂ فیلسر بخوف
... کر دیتا ہے ہر مرتبہ یہی چاہتا ہے کہ اژدر سوار کی گردن پر ہاتھ ڈالدون مشکلین باندھلون اشرار نے

پشت پر سے آگے گولا مار اگئی سوار شہرۂ فیلسر کے مارے گئے شہرہ نے پلٹ کر کہا او نامرد میرے
شکار کو بچا دیا اب میرے ہاتھ سے کہاں جائیگا چاہا تھا اشرار نے جھڑک کر نکلجائے شہرہ پیترا بدلکر
قریب آیا اشرار کی گردن لی ہر چند اُسنے سحر کیے کچھ تاثیر نہوئی شہرۂ فیلسر نے اشرار خوک پیکر کو چیر کر
پھینک دیا ساحران قلعہ اشراریہ کے ہوش اُڑ گئے غل ہوا کہ آقا ہمارا مارا گیا تمام میدان تیرہ و تار
ہوا صدائے فریاد و بلند ہوئی ہیر غل مچاتے تھے کچھ تدبیر نہ بن پڑی آخر آواز آئی کُشتی مرا نام من
اشرار خوک پیکر ہو فسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدم گیہان اژدر سوار نے جو پلٹ کر
یہ معاملہ دیکھا کلیجے پر چوٹ لگی گھبرا کر کہا یارو یہ ملعون فیلسر تو از بر دست ہے حقیقت میں فیل مست ہے اسکی
بدعت سے سامری و جمشید بچائیں دیکھو ہزارہا اژدر سوار مارے گئے بعض نے کہا حضور ایسا نہو تا یہ تخم
بدعت کا ہمکو تباہ کرے مقابلہ افراسیاب جانتا ہے پس ہم ایسوں کا مقابلہ کرنا بالکل بیکار ہے نکل چلو
جانیں بچاؤ اپنے کو پاس افراسیاب کے پہونچاؤ اس منڈلیے کو وہی روکیگا سراپا اُسکا سحر سے
معمور ہے ایسے سے مقابلہ کرنا سراسر عقل کا قصور ہے اہالیان قلعہ قلعہ کیجانب بھاگے ملازم گیہان
اژدر سوار نے صحرا کا راستہ لیا گیہان ایک ایک کو پکارتا ہے ارے یارو ملازمان اشرار جو بھاگے
اُنکا افسر مارا گیا میں تمہارا سرپرست ہوں شہرۂ فیلسر سے زبردست ہوں مجمع کرکے رہو افراسیاب
بہت آزردہ ہوگا ہر چند چیختا ہے کوئی نہیں سُنتا شہرۂ فیلسر نے بڑھکر علم فوج بھی قلم کیا نشان کا گرنا
بھی نشان شکست تھا علم ماتم نامرد نیز گرا دور سے شہرۂ فیلسر نے سحر کیا برق چمک کر گری گیہان
اژدر سوار کا سر بھی زخمی ہوا پایا تو اہالیان فوج کو ترغیب دیتا تھا خود ہی بھاگا چاہتا ہے پاؤں سر پر
رکھوں مگر اس زبردست سے مقابلہ نکروں شہرۂ فیلسر پڑا دبڑا پڑا اُن سب نامردوں کی پڑاؤ لوٹ لیے
لوٹیرے اسکے ساتھ بہت آئے ہیں سرداروں نے کہا قلعہ اشراریہ پر قبضہ کیجیے اُسنے کہا اب عرصہ ہوتا ہے
دل برائے شہنشاہ لاچین روتا ہے جسدن افراسیاب مارا جائیگا کل خراج گذار خدمت میں آکر حاضر ہونگے
اب اس قلعہ پر توجہ نکرو گیہان کے تعاقب میں چلے چلو اب ملحوظ حاضر ناظرین ہو کہ گیہان اژدر سوار
زخمدار بھاگا ہوا جاتا ہے فوج بھی بدحواس افسر کو عالم یاس جہان بتا کھٹکا گھبرا کر کہتے ہیں حریف آگیا
اس گھبراہٹ میں بھاگے جاتے ہیں پانچ سات کوس پر آکے بعض نے کہا یارو ٹھہر جاؤ اُسنے مال خزانہ
پایا قلعہ پر قبضہ کیا ہوگا ہمارے تمہارے تعاقب میں نہ آئیگا اب تو پاؤں میں بھاگنے کی طاقت نہیں ہی

پھر وہ پھر اسی مقام پر توقف کرو شب کو چلینگے گیہان بھی گھبرایا ہوا گھوڑے سے اُترا ساتھ والے ٹھہرے کچھ ٹوٹے ہوئے
خیمے جو ساتھ لائے ہین قصد ہوا اُنکو استادہ کرین بعض گھبرائے ہوئے شکست فاش کھائے ہوئے زخمدار ہی
مین پیاس بہت ہوتی ہی کنوان جو دیکھا گھڑیان سرونسے اُتارین لوٹے گھڑے کنوین مین ڈالے ایک پر
ایک گرتا ہی کئی جوان گھبرا کر پانی کی چاہ سے کنوئین مین گرے پانی پانی کی صدا بلند ہر ایک کہتا ہی پیاسا مرون
ارے بھائی مجھے پانی پلا اک دوکان بقال کی تھی بعضون نے چنے مرمرے خریدے پھنکے مارنے لگے
حلق مین اٹکے اشارونسے پانی مانگتے ہین غون غون کر رہے ہین بعضے کھڑے رو رہے ہین کہتے ہین یارو
بھائی مارا گیا کوئی بیٹے کو پکارتا ہی اس ہنگامے مین سب مبتلا ہین ہوش و حواس بھی درست نہین ہونے پائے
کہ صحرا سے گرد اڑی کچھ جادوگر گھبرائے ہوئے آئے کہا میاں سردار صاحب جلدی بھاگیے شہرۂ فیلسم نے
قلعہ پر قبضہ کیا آپکے تو نام سے اُسے بڑی دشمنی ہی جلد بھاگیے ورنہ وہ اگر سبکو گرفتار کریگا بڑا اُسکو غصہ ہی
آپنے ہزار دو ہزار آدمی اُسکے قتل کرکے اپنا دشمن بنایا اژدر دمان فیل مست شیر صحرائی جو کچھ اُسکو کہین
زیبندہ و سزاوار ہی بڑا سردار عالی وقار ہی اُسکے سحر سے زمین کانپتی ہی افراسیاب نے کم زیادہ سحر مین
نہ دیکھا ناحق کو ہم سب کو بھیجا یا ہماری تباہی منظور ہوئی یہ جو گھبرا کر جادوگرون نے کہا یا تو پانی پینے ٹھہرے تھے
پناہ پانی مشکل ہوئی مثل مشہور ہی قطرہ سکا چوکا گھڑے ڈھلکا دُو تو کیا ہوتا ہی گیہان اژدر سوار مضطر بیقرار
گینڈے پر سوار ہوا ایک جانب بھاگا ساتھ والے بھی افتان خیزان گریان نالان روتے پیٹتے بھاگے پھر نوع
آگے آگے گیہان اژدر سوار بھاگا ہوا جاتا ہی شہرۂ فیلسم تعاقب مین لیکن اگر راہ مین کوئی قریہ ملگیا
بڑھکر اُسمین آگ لگا دی بربادی طلسم ہوش ربا منظور ہی آگ لگائی لوٹ مار کرتے ہوئے اس طرح
ہمراہیان شہرۂ فیلسم ملوہ کرتے ہوئے جاتے ہین اُن بھگیلو نکا ان تعاقب والونکا حال مصیبت مآل وقت پر تحریر ہوگا

اول دو کلمہ داستان طبل جنگی بجوانا تاریک کا و تباہی لشکر اسلام مین عین وقت پر آمد
صفدر و صف شکن اعنی برہمن رو مین تن خمسہ

حرف بھی پنہان نظر سے یک قلم ہو جائیگا — وہم بڑھ جائیگا اپنا فہم کم ہو جائیگا
زانوِ غم پر قلم کا سر بھی خم ہو جائیگا — جب میانِ یار کا مضمون رقم ہو جائیگا
خط مسطر جادۂ راہِ عدم ہو جائیگا
دور دل سے دورۂ رنج و الم ہو جائیگا — عیش کیا سامان جنت کا بہم ہو جائیگا

مرتبہ کیا میر کوثر کی قسم ہوجائیگا
میکشو جس وقت ساقی کا کرم ہوجائیگا
یہ مرا جام گدائی جام جم ہوجائیگا

جائیگا گلگشت کو جسدم مرا غنچہ دہان
جانے اُسکی دل بلبل پسیگا بیگمان
بوسے لیگا نقش پا کے ہر درخت ای باغبان
جب چلیگا باغ مین تن تن کے وہ سرو روان
طوق قمری کی روش شمشاد خم ہوجائیگا

مسند سلطان بنیگا مجھ گدا کا بوریا
جاے نالہ نکلیگا ہونٹھونسے ہر دم قہقہا
غم ہمارا عیش سے ہوگا مبدل دیکھنا
پھیر دیگا دن ہمارے جب تقلب دہر کا
داغ افلاس اپنے سینے مین درم ہوجائیگا

سیر کرنے چلتے ہو ہر دوست کرتا ہی سوال
کچھ نہین نازک مزاجی کا مرے معلوم حال
مجکو فرقت مین خوشی ہونے سے ہوتا ہی ملال
جاؤن کیا بے یار ہوگا باغ میدان قتال
سرو آگے لشکر گل کے علم ہوجائیگا

بل نہ دے ہر دم ذرا مار سیاہ زلف کو
زہر ہی اسجا نہ لا مار سیاہِ زلف کو
اب ہٹا بہر خدا مار سیاہ زلف کو
یون نہ ہونٹھون مین دبا مار سیاہ زلف کو
ای پری چشمہ حیوان مین سم ہوجائیگا

آنکھ بدلی قہر سے دیکھا مین رو کر چپ ہوا
اب جھڑی اشکونکی بندھنے کی نہین یہ کھلگیا
سرخ ہی قوس قزح کیطرح ابروے یار کا
منہ کے کھُلنے کی علامت ہی شفق کا پھولنا
لال وہ مجھپر ہوا رونا بھی کم ہوجائیگا

دیکھ پائیگا کفِ رنگین اگر وقتِ سحر
پنجہ خورشید چھپ جائیگا ای رشک قمر
چال مین ہنسکر گریگا سنگ ریزون کو گہر
ہی یہی رنگت حناے پاے جانان کی اگر
پنجہ مرجان ہر اک نقش قدم ہوجائیگا

حال رنگ باغ کا فرقت مین سب جائیگا کھل
باغبان کا سر پھرا دیگا گلونکا شور و غل
عندلیب و سرو و قمری کا تو ہو جاویگا قتل
تو نجائیگا اگر گلگشت کو ای رشک گل
داغ لالہ کا چمن مین داغ غم ہوجائیگا

عکس صورت کا غضب دلچسپ ہی ای جبین
ہر ہیولیکو بنا دیتا ہی عالم مین حسین
جھوٹ مین کہتا نہین یہ بات کر اسکا یقین
پیرے دلسے تیری صورت محو کیا ہوتی نہین
آئینہ بھی صاف پرتو سے صنم ہوجایگا

سنگ نافہ نقطے ہو گئے لکھتے ہی قرطاس پر
تار سنبل سان خط مسطر بھی آئینگے نظر
مشک عنبر ہو گی حرفون کی سیاہی سر بسر
گیسوے جانان کے لکھونگا یونہین مضمون اگر
خامہ میرا رفتہ رفتہ سو قلم ہوجائیگا

دشمنی کی تجھ مین عادت ہی ہر اک سے بیشمار
پھول چوماینگا تجھسے ہی یقین پائیگا خار
تو ہی حاسد کچھ نہین درکار مجکو زینہار
رہنے دے ای آسمان یونہین مجھے زار و نزار
فربہی جب تجھسے چاہونگا ورم ہوجائیگا

سوت ہر اک دہر مین پائیگا ناسخ ہی یہی
صورت آباد غم کھائیگا ناسخ ہی یہی
خوش نہین کہنا تیرا آئیگا ناسخ ہی یہی
شکر و شکوہ ہی سو رہجائیگا ناسخ ہی یہی
دوست دشمن کا وجود اکدن عدم ہوجائیگا

شعر مرصع خیال سخن آفرین + سخن را بکرسی نشاند اینچنین + گوہر آبدار سمن کو زیب گوش سامعان فہم ہوش
کرتے ہین افراسیاب جادو حال شہرۂ فیلسر سُنکر بہت جھلایا فوج مذکور روانہ کی حیرت جادو نے کہا
ای شہنشاہ سب ہمارے دشمن ہوئے جاتے ہین یہ موا اطلس گلگون پوش مثل مار سیاہ زمین سے
بلبلا کے نکلا ناحق ہمارا دشمن ہوا شہرۂ فیلسر کو بھی جوش آیا افراسیاب نے کہا ان سب کو سزاے
معقول دونگا اب اسد نامدار ایسا جوان مارا گیا سامری و جمشید جھوٹے ہوئے سب یہی لکھ گئے تھے
اسد غازی ما بدولت کا قاتل ہی سب نے جھوٹ لکھا دائی امان چیر پھاڑ کر کھا گئین بڑا خوف مجکو
طلسم کشا کا تھا اور مین کسی سے خائف نہین ہوتا ان سب کو ایک سحر مین مٹا سکتا ہون اژدر سوار کو روانہ
کیا ہی وہی اُسکے واسطے کافی ہی جسدن ملک اطلس میدان مین نکلیگا دائی امان چیر پھاڑ کے کھا جائیگی
یہ کہکر افراسیاب براے ملاقات تاریک شکل کش آیا چالیس سرداران لشکر فرخ اُسی دھوئین کے
قصر مین قید ہین بیہوش مدہوش پڑے ہین سحر تاریک شکل کش مین مبتلا افراسیاب نے آکر تاریک
کو سلام کیا تاریک نے گلے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا پوچھا کچھ حال شہرۂ فیلسر بھی دریافت ہوا افراسیاب نے

کہا گیہان اژدر سوار کو با بدولت نے روانہ کیا ہی سر لیکر آتا ہوگا تاریک نے کہا ای افراسیاب
گیہان شہرہ فیلسر پر نہ غالب آئیگا طریقہ سے معلوم ہوتا ہی شکشت فاش کھائیگا افراسیاب نے کہا
نہین دائی امان وہ ایسا نہین ہی تاریک نے کہا تیرا غرور نہین جاتا افراسیاب نے کہا مین کیا کسی سے
پایہ کمی کا رکھتا ہون اگر شہرہ یہان آئیگا تو بڑی جوتیان کھائیگا تاریک نے کہا ای افراسیاب از بانہ انقلاب
ہی دلکو پیچ و تاب ہی تیری خاطر سے مین نے کمر باندھی طلسم کشا کو تو مٹا چکی لیکن جب خیال کرتی ہون ستارہ
گردش مین ہی فلک کجرفتار گردون غدار طلسم ہوش ربا کے مٹانے کی کوشش مین ہی افراسیاب
نے کہا دائی امان فال بد منہ سے نہ نکالو تاریک نے کہا تیری خاطر مجھے مد نظر ہی جا کر طبل جنگی بجوا دے
کل خاتمہ کر دونگی سب کو چیر پھاڑ کے کھا جاؤنگی افراسیاب بل کرتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا خوشی سے طبل جنگی
بجوایا جو اسپیان لشکر اسلام خبر لیکر بھاگے ملکہ مہرخ سریر جہانبانی پر تمام سرداران نامدار غازیان تہور شعار
اپنے اپنے مقام پر جلوہ فرما ہین خواجہ ایک فکر مین گئے ہوئے ہین مہتر قران نے برق کو ساتھ لیا
صحرا مین کچھ صلاح کر رہے ہین چالاک بن عمرو ملکہ مہرخ سے کچھ صلاح کر کے الگ گیا ہی دربار
عیارون سے خالی بارگاہ مین سناٹا ہر خرد و کلان خاموش خوف جان مین رقت کا جوش ملکہ مہرخ
فرما رہی ہین ہفتہ کا وعدہ گذر گیا یقین ہی طبل جنگی بجے بہار و باغبان عرض کر رہی ہین حضور لڑ بھڑ کے
مر جائینگے کہانتک صبر و جبر کرین طلسم ہوش ربا فتح ہوگا ہم صحبت عیش و آرام اب نہ دیکھینگے باتون پر
بہار کے مخمور کو ہچکی لگی ہی کوئی متردد کوئی متوحش کوئی رنجیدہ کوئی غمگین کوئی ملول کوئی حزین ہجوم
غم و یاس ہر گلعذار اداس آواز نوبت و نقارے کی کان مین آئی ملکہ مہرخ نے سر اٹھا کر باغبان سے
فرمایا دریافت کراؤ کیسا نقارہ بجا ہی باغبان نے عرض کیا ہرکارے وہان حاضر ہین خبر لیکر آئینگے یہ ذکر
تھا کہ جو اسپیان لشکر اسلام محزون و درمند دونون بھائی چرند و پرند سامنے آکر حاضر ہوئے ہاتھ پھیلا کر
دعا و ثنائے بادشاہی بجا لائے

نظم

صاحبا عید بر تو میمون باد
بہر روز و شب تو مرہون باد
استماع حصول شوکت تو
چہرہ دشمنہ اشب خون باد

عید نیز از رخت ہمایون باد
استادت پناہ دوران است
نشتر سینہ فریدون باد

ہر متاعے کہ ملک تہنیت است
آستینت کلاہ گردون باد
انقطاع حیات دشمن تو

عرض کی حضور افراسیاب نے طبل جنگی بجوایا افراسیاب کو بھ

غصہ آیا تاریک کہلا بھیجا اس ملعونہ کو اب تاب نہین ہے ملکہ مہرخ نے حکم دیا طبل جنگی بجے انشاءاللہ مقابلہ کرینگے
طبل جنگی تو بجا مگر ملکہ مہرخ نے طرف آسمان کے دیکھکر عرض کی ای رحیم کریم

نظم

ای تو قایم وجود و اصل ہر موجود ما
ہم بلطف خویش گردان عاقبت محمود ما
نالہ ہای دل بحر گاہی کہ غیر دود آہ
شعلہ سر بر نزد در راہ درد آلود ما

ای ز نورت روشن چراغ گوہر مقصود ما
خواہ از طوف حرم خواہی بر بیمانا [illegible]
نیست عکس صیقل آئینہ مقصود ما

چون خمیر طینت ما را برحمت کردہ
ہر کجا معبد گہی آنجا توئی معبود ما
ہمچنے مخفی زسیل اشک گر سوز دگر

ای کریم کارساز ای مالک بے نیاز مشکل کو ہماری آسان کر اب تاب صبر و تحمل
نہین باقی ہے ملکہ مہرخ نے دعا کی سرداروں نے آمین کہی اسوقت دربار مین عجب کیفیت تھی ہر سردار کی آنکھون
کے نیچے موت پھر گئی ہر کسی کو یہی یقین تھا کہ اب زندہ نہ بچینگے ملکہ مہرخ نے دربار برخاست کیا فرمایا اے
سرداران نامی بخدا دل یہ چاہتا ہے کہ آٹھ پہر آپ لوگون کی صورت دیکھین لیکن دربار اسواسطے برخاست
کیا کہ آپ لوگ جاکر اپنے سحر تیار کرین جو حوصلہ دل مین باقی نہ رہجائے مین نے بھی ہوم خانے کو حکم دیا ہے
ملکہ بہار سرخ مو کا ہاتھ تھام کر اٹھین سب سردار بارگاہ سے نکلے ملکہ مہرخ نے سبکو رخصت کیا ملکہ بہار
جب اپنی بارگاہ کے دروازے پر پہونچین سرخ مو نے کہا لو بوا بہار رخصت ہوتی ہین بہار نے محبت سے
گلے مین ہاتھ ڈالدیا کہا ای سرخ مو ہم تمسے زیادہ پریشان ہین ذرا لمحہ بھر ہماری بارگاہ مین ٹھہرو ای بوا شعر
غنیمت جان اس مل بیٹھنے کو ۔ جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے ۔ سرخ مو نے ملکہ بہار کی بلائین لین کہا
حضور اس دربار مین بھی ہم آپ کے ملازم تھے یہان بھی تابعدار ہین ہرچند کہ اپنے ملک کے تاجدار ہین آپکے
خدمتگزار ہین ملکہ بہار سرخ مو کو ساتھ لیے ہوئے اپنی بارگاہ مین آئین سرخ مو نے دیکھا بہار کا گل سا
چہرہ کمھلایا ہوا ہے لیکن بارگاہ مثل عروس شب اول آراستہ جابجا گلدستے چنے ہوئے بوے خوش آرہی ہے
میز پر سرخ مو نے دیکھا اک کاغذ لپٹا ہوا رکھا ہے بہار اور جانب متوجہ تھین سرخ مو نے وہ کاغذ اٹھالیا
اسکو کھولا دیکھا ایک تاجدار کی تصویر کھنچی ہوئی ہے چہرہ آفتاب عالمتاب زلفین خطلی مین پیچ و تاب آنکھین
دیدۂ غزال کو آنکھین دکھانے والی چہرہ پر بحالی شوکت و شان سطوت و صولت مثل چاکران کمترین دست بستہ
ہمراہ سراپا مین جلالت لیاقت قد سرو باغ جنت سینہ تختۂ نور پیشانی لوح بلور سلاح تمام ذات پر آراستہ
تیغ برق تاب زیب کمر سپر پشت پر مثل قرص قمر دوش پر کمان کیانی کی عجب شوکت و شان نشان کہکشان
عیان ترکش مین تیر دلدوز ترکیب صبا دم زبردست صاف ظاہر ہے کہ طرارہ بھرا چاہتا ہے سرخ مو نے تصویر

کو دیکھکر کہا ملکہ بہار جادو یہ کس شہنشاہ عالیجاہ کی تصویر دلپذیر ہی ملکہ بہار نے تصویر سرخ مو کے ہاتھ مین سے لیلی کہا ای ہمشیرہ شعر انیست کہ خون کردہ و دل بردہ بے را + بسم اللہ اگر تاب نظر ہست لے را + یہ ہمارے شہنشاہ عالیجاہ سعد بن قباد والا نژاد کی تصویر ہی ہماری بربادی کی تدبیر ہی کیفیت دگرگون ہو چکی اب کون زندگی کی صورت ہی نظم

مژدہ صبح شب ہجران دل دکھگیا آزار کا
لیگیا ساغر اٹھا کر جو جگر دلدار کا
دن مین سو سو بار گھبراتے ہین ہجر شب سے
تھم نہین سکتا ہی آنسو روزن دیوار کا
اشک میری آنکھ سے ٹپکا جو سنگی زلف
بعد مدت رنگ بدلا دیدۂ خونبار کا
ایک عالم ہی دل دیوانہ کا ابتک نسیم

آگیا گھٹنے پہ اب بڑھنا شب بیمار کا
جھانکتی ہین آرزوئین میری تجکو بار بار
ابتو میرا سا ہوا عالم مزاج یار کا
تجکو ای واعظ مبارک ہو یہ اسباب غرور
بیٹھے بیٹھے ہو گیا اچھا لا زبان مار کا
پارہا ہے قلب سوزان آگے کھائے تو ہی
کام اپنا کر گیا جادو نگاہ یار کا

اے دل مشتاق شوق بوسہ اب بیکار ہی
کیا شگاف سینہ روزن ہی ترے دیدار کا
بارش گریہ سے میری ابتو یہ نوبت ہوئی
مین نہین کھلتا ہون گو وا جبۂ دستار کا
ابتو مثل دانۂ الماس آنسو ہو گئے
دیکھ لینگے حوصلہ ہم مرغ آتش خوار کا

اس سوز و گداز سے ملکہ بہار نے ان اشعار کو پڑھا سرخ مو کے کاکل کشا آنکھون مین آنسو بھر لائی کہا ای ملکہ بہار حقیقت مین تمنے صدمۂ عظیم اٹھائے مگر افسوس ہی بادشاہ جمجاہ کو کچھ تمھارا خیال نہین کبھی کوئی نامہ پیام نہین آگاہ وہ تو بادشاہ لشکر اسلام صاحب اختیار ہین کیا تمھاری طرح مجبور و لاچار ہین بہار نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا ای سرخ مو خدا اس تاجدار کو سلامت رکھے پانچ ہزار پانچ سو چھپن سردارون کے افسر جرأت مین سب سے بہتر مقابلہ لقا ایسے ملعون سے آٹھ پہر جانبازی سرفروشی یہانتک ساحر بڑے بڑے جاتے ہین انکا انتظام عیارون سے کام لینا بڑے بڑے پہلوانون کو شکست دینا تم بھی بخوبی جانتی ہو کہ راہ طلسم ہوشربا بند ہی اس شیر بیشہ جرأت کو ربط و ضبط پسند ہی نبیرۂ صاحبقران رشتہ دار نوشیروان صاحب حسب و نسب سعد بن قباد لقب وہ کسکو بھیجین فکر نہین کر سکتی راتون کو خواب پریشان دیکھتی ہونگی جب خواب مین تشریف لائے دفتر شکایت و حکایت کھلے ای سرخ مو اس شب کو یہی جی چاہتا تھا کہ جا کر قدمبوسی کر آؤن عرض کرون کہ اب ہماری حاضری غیر ممکن ہی لیکن خوف آتا ہی اگر راہ مین کسی بلا مین پھنسی یہان بدنامی ہوگی دشمن کہینگے بہار نے جان بچائی اس باغ پر بہار سے نکل بھاگی نہین جا سکتی اس بلا مین پھنسی مین کہ ہو نہیں ہلا سکتی جو لطف محبت مین دل مین بھرے ہین ای سرخ مو کس زبان سے کہین نظم

بندۂ عشق ہوں کیونکر کروں وحشت عشق
لیگئی جب مجھے صحرا کی طرف شدت عشق
کسطرف جاؤں کہاں نسے چھپیں جا کے زمین
ایسا تھا مجھ میں کہاں ورنہ یہ طاقت عشق
حسن کی دید کروں میں نہ کبھی آنکھ کو بند
میں نہیں آپ میں چھائی ہی ہے اب غفلت عشق
خوبصورت جو زمانے میں ہیں برباد ہوں
قیس فرہاد سے بڑھکر ہوئی ہی شہرت عشق
خوب ہی روز ازل قطع ہوا تھا یہ لباس
دیکھوں اب لیکے کہاں جاتی مجھے شدت عشق
کیا مزا ہمیں ہی ذلت کے سوا اے سطوت

دیکھا جس سمت نظر آئے مجھے حضرت عشق
مرتبہ اپنا سمجھتا ہوں سوا شاہوں سے
جس جگہ ہم گئے موجود ہوئے حضرت عشق
اب مرے سامنے منعم کی حقیقت کیا ہی
مجکو آئینہ بنادے اگر اے حیرت عشق
تلخ کامی کا مزا جسکے مقدر میں ہوا
یا خدا اسکو دکھانا نہ کبھی صورت عشق
ٹھوکریں خوب ہی کھلوائیں مجھے گلیوں کی
جسم خاکی پہ مرے ٹھیک ہوا خلعت عشق
بڑھگیا ہے خفقان میں نہیں قابل اسکے
خواب میں بھی نظر آئی نہ مجھے صورت عشق

ڈرتے ہیں میرے قدم چومنے مجنوں آیا
میری تقدیر سے ہاتھ آگئی ہی ثروت عشق
ناتوانی میں جو فرقت کے اٹھائے صدمے
دل غنی ہو مرا ہی پاس مرے دولت عشق
کیوں پلاتا ہی مجھے جام شراب اے ساقی
بس اسی شخص کو اللہ نے دی نعمت عشق
رات دن میں جو حسینوں کی ثنا کرتا ہوں
واہ بھی آپ سے امید یہ اے حضرت عشق
مدتوں اسنے پھرایا ہی بیابانوں میں
مجھپہ احباب لگاتے ہیں عبث تہمت عشق
اسقدر بہار روئی اشکوں کا تار

بندھگیا ہچکی لگ گئی سرخ موے کاکل کشا نے بلائیں لیں کہا اے ملکہ بہار تمہارا جوش دیکھکر کلیجہ الٹ گیا للہ تم چلی جاؤ جاکے ملاقات کراؤ ایسا نہو کہ دشمنوں کی روح جسم سے نکلجاے یہ لڑائی تو اسی طرح سے رہیگی یہ نہیں ممکن ہی کہ کل آجاؤ خیر ہم شہنشاہ سے کچھ حیلہ کرینگے کہدینگے ملکہ بہار کوئی سحر تیار کرنے گئی ہیں ملکہ چہرخ کے مزاج میں یہ بات نہیں ہی کہ ہم مرتے ہیں تم بھی ہمارے ساتھ میں مرو انھوں نے اکثر یہی فرمایا صاحبو اپنی جان بچاؤ طرف لشکر صاحبقران کے نکلجاؤ یہ تو ایک دن ضرور ہونا ہی کہ صاحبقران زمان طلسم ہوشربا میں تشریف لائیں ہم سبکے خون کا معاوضہ لیں ہمارا خون بالا بالا نچکا ایک دن رنگ لائیگا بہار سرخ مو میں عرصہ دراز تک یہی باتیں رہیں سرخ مو نے بہت بہت کہا اے ملکہ بہار تم جاکر بادشاہ جمجاہ کو دیکھ آؤ بہار نے قبول نکیا مگر سرخ مو نے یہ دیکھا کہ آج رنگ روے بہار بہت متغیر ہی صاف ظاہر ہی اس باغ میں خزان آنے کو ہی غنچہ خاطر ناشگفتہ گل عارض مرجھاے ہوے سرخ مو کا دل نہ چاہتا تھا کہ پہلو سے بہار کے اٹھے لیکن دیکھا کہ بہار اب تنہائی چاہتی ہی دریاے عشق موج زن ہی بہجوم رنج و محن اب یہ تنہائی میں دلکو غمسے خالی کریگی تنہا بیٹھکر ٹھنڈی سانسیں بھریگی سرخ موے کاکل کشا اٹھکر اپنی بارگاہ میں آئی ملکہ ہلال سحر افگن ہمشیرہ سرخ مو برائے ملاقات

آئین ہلال نے دیکھا سرخ مو رو رہی ہے نہایت بیقرار اشکبار گھبرا کر ملکہ ہلال سحر افگن نے پوچھا کیون
ہمشیرہ خیر تو ہے سرخ مو نے کہا ہوا یہ تو ظاہر ہے کہ ہم تم سب گور مین پانون لٹکائے بیٹھے ہین جلاد فلک
درپئے آزار ہے تقدیر کے سامنے تدبیر بالکل بیکار ہے لیکن آج بہار گلعذار کا عجیب حال دیکھا گرفتار دام محبت
عاشق جمال بادشاہ باشوکت اسطرح کے اشعار اسوقت اُسنے پڑھے اور کلام درد آمیز زبان سے کہے
ایک ایک فقرہ تیر دلدوز تھا جگر کو مشبک کر دیا خانۂ دل کو غم و الم سے بھر دیا چہرے کو اُسکے اسقدر
اُداس پایا خدا کل اُسکی جان بچائے آمادہ ہے کہ تاریک شکل کش سے مقابلہ کرے دیکھیے تقدیر کیا
دکھاتی ہے فراق بہار سہے نہ اُٹھیگا گلزار لشکر مین سناٹا ہو جائیگا رعنائی زیبائی لشکر مین نہ باقی رہیگی ہم نے
خیال کر کے دیکھا اُس سے اب صدمۂ عشق نہین اُٹھتا ہی محبت سالہا سال کی فرقت کہانتک ضبط کرے
کوئی صورت ملاقات نہین یہان سر پر آرے چل رہے ہین روز بلا ہے نو کا سامنا تاریک شکل کش ایسے
مقابلہ چالیس سردار قید ہو چلے کارروائی سے خواجہ عمرو کی نیچے سیکڑون کافر پکڑ کر کھلا دیے اسد غازی کے
مقدمے مین دھوکا ہی تاریک و افراسیاب کی آنکھون مین پروردگار نے پردے ڈالدیے اپنے مقام پر
یہی ذکر کرتے ہین طلسم کشا کا کام تمام کیا حقیقت مین ضرغام شیر دل نے بڑا نام کیا قبل سے اُس بیچارے
نے تدبیر کر رکھی تھی حقیقت مین فرزندان خواجہ عمرو ارسطو فطرت و لقمان حکمت مین اگر ایسا اُنہے
کیا ہوتا تو قیامت آگئی تھی ہم لوگ لڑائی کے قابل رہتے میدان کارزار مین قدم جمتا امید قوی دل مین تھی
ہے کہ وہ شیر زندہ ہے مثل مردمک چشم ضرغام نے چھپا رکھا ہے لیکن ہوا ہلال صبح کو ایسی تدبیر ہو ہم جا کر
مقابلہ کرین اپنی جان دین بہار میدان کارزار مین بچائے اُسکی ذات سے گلشن فوج مین بہار ہے جہر رخ
بھی اُسکی جدائی گوارا نکریگی ہلال سحر افگن ملکہ سُرخ مو سے لپٹ کر بہت روئی کہا ہمشیرہ صاحبہ کسکا
ملال ہے کرین کیا کیا خیال کرین اجل سر پر کھڑی ہے اپنے نزدیک بہت کد و کاوش کرینگے اُنکے بچانے مین کوشش
کرینگے آیندہ باغبان قضا و قدر بہار کی حفاظت کرے یہ کہکے دونون بہنین سحر تیار کرنے مین مصروف ہوئین
ہر خیمے مین یہی ذکر ہے ہر کسی کو جان دینے کی فکر ہے وہ شب تیرہ و تار لیلی شب نے غم مین اہل اسلام کے گیسوئے مشکین
کھولدیے ہین شہنشاہ ظلمات کا انتظام ہے ضیاء ماہ تابان مفقود تاریکی کی عملداری تارونکا فلک پر
جھلملانا سحر لے صداے مہیب کا آنا ہیبت و بلا کا سامنا نشان ہاے لشکر سرنگون مہر طلا یا پریشان
ہر کس و ناکس کو سکتے کا عالم ضیاے ماہ تابان کالعدم لشکر افراسیاب مین کمر بندی ہو رہی ہے ہر طرف

غول کے غول چلے آتے ہین ہر مقام پر یہی ذکر ہے آخر افراسیاب بادشاہ عالیجاہ ہے دشمنون کا حال تباہ ہے
کل فتحیاب ہونگے بارگاہین خیمے لوٹ لینگے جابجا آتشبازی چھوٹ رہی ہے ہوائیان سحر کی چل رہی ہین
ہر مقام پر صدائے یا سامری جمشید آتی ہے سرما و ابریق طلا یاد دے رہے ہین یا تو چھپتے پھرتے تھے
آج شکوہ و مرتبہ چاہتے ہین میر طلایا ہے لشکر مہرخ نکلے تو جا پڑین میر طلایا کو گرفتار کرین تاریک شکل کش
نے جو دھوئین کا مکان بنایا ہے اُس قصر سیاہ مین ٹہلتی پھرتی ہے جسطرف کسی کو جاتے دیکھا تڑپکر جا گری
اُٹھا لائی چیر پھاڑ کر کھا گئی اکثر ملازمان افراسیاب کو لیگئی وزیر چیختے پیٹتے دوڑے دائی امان صاحب
آپکے فرزند کا یہ نمک خوار ہے چھوڑ دیجیے تاریک نے قہقہہ مارا کہا اے سرمایہ جوان ہمکو اچھا معلوم ہوا
ابتو پنجہ شاہباز اجل مین آگیا رہائی اسکی دشوار ہے یہ لوگ بکتے رہے وہ چیر پھاڑ کر کھا گئی لشکرون مین ہنگامہ
دوست دشمن سب ڈر رہے ہین ایک کو یہی خیال ہے ہمکو پکڑ کے نہ لیجائے اسکا کوئی کیا کریگا مثل
مشہور ہے اندھے کی داد نہ فریاد اندھا مار جیتیگا شہنشاہ کی دائی امان ہین کس سے بھی فریاد کرین اسی تلاطم
مین وہ شب تیرہ تار بسر ہوئی ماہتابان لرزان و ترسان مع ثابت و سیارگان قصر مغرب مین جا چھپے
کاشانہ مشرق سے شہنشاہ زرین پوش بصد جوش و خروش علم ضیا و شعاع ہاتھ مین لیکر میدان چرخ نیلی
مین برآمد ہوا لیکن صاف ثابت ہے غم لشکر مہرخ مین خون چہرے پر ملے ہوئے شعلے سے گریبان تابدامن
چاک نہ جست نہ چالاک حیران حیران عالم انقلاب کے ملاحظہ مین مصروف حسرت و شدت بالکل ہو تو صف
لشکرون مین ہنگامہ ہوا کہ سحر ہو گئی لو سحر ہو گئی + اہالیان لشکر مہرخ نے دیکھا شب غم تڑپ تڑپکر کٹی
صبح مصیبت کا سامنا ہوا رات کو آفت صبح کو قیامت بستر سے گھبرا کر جوانان شیر دل اُٹھے سرداران
نامی در دولت ملکہ مہرخ پر حاضر ہوئے ایک سے ایک بحسرت مل رہا ہے بھائی سے بھائی کہتا ہے آؤ بغلگیر ہو لین
اب اُسی بلائے سیاہ کا سامنا ہے آج میدان کارزار سے واپس ہونا دشوار افراسیاب جادو وعدہ
کرچکا ہے کہ آج کل کا خاتمہ کردونگا یہ ذکر تھا کہ آمد ملکہ مہرخ سحر چشم ہوئی مردے نے بڑھکر آواز دی ہوشیار
ہو جاؤ ملکہ مہرخ تشریف لاتی ہین اولاً اول چند طفلان ماہ طلعت خوبصورت بخلخے کے لوٹے ہاتھ مین
لیے ہوئے اشعار حمد الٰہی زبان پر سامنے سے گذرے ہزارہا کہاریان ترکنین حبشنین تخت شہنشاہی کو گھیرے ہوئے
تخت پر ملکہ مہرخ لیکن اُداس پہلے سب سے بڑھکر ملکہ بہار نے مجرا کیا پایہ تخت کو بوسہ دیا ملکہ مہرخ نے
بہار کو گلے سے لگا لیا معلوم ہوتا ہے جسم مین خون نہین ہے چہرہ سفید دل نا امید نرگسی آنکھون مین

آنسو بھر سے جیسے ہی ملکہ مہرخ نے گلے لگایا دل بھرا ہوا تھا اشک حسرت ٹپک پڑے ساغر چشم چھلک
پڑے فرمایا ای بہار کیون مزاج کیسا ہے آج تمکو بہت اُداس پایا بہار نے سر جھکا لیا جواب نہ دیسکی
سرخ مو و ہلال پڑھین دونون نے عرض کی حضور خدا انجام بخیر کرے شب سے ملکہ بہار بہت بیقرار
ہین دو پہر رات گئے تک ہمنے سمجھایا اور حضور کیا کہکر سمجھائین سبکا ایک حال خدا اپنا فضل شریک کرے
ملکہ مہرخ نے سردارونسے پوچھا کسی صاحب نے خواجہ عمرو کو بھی دیکھا ہے چرندبرند نے بڑھکر عرض کی
حضور کوئی عیار لشکر مین نہین ہے کسی وقت آئے گھڑی دو گھڑی ٹھہرے پھر چلے گئے ایسا بیقرار اُنکو
کبھی نہ پایا تھا جب اُنکو دیکھا سر تحیر زانوے تفکر سے آشنا ہے کف افسوس ملتے پایا آج شبکو بھی برائے
چند ساعت تشریف لائے روتے ہوئے کسی جانب چلے گئے نہین معلوم کس مقام پر ہین ملکہ مہرخ نے
فرمایا ہم بخوبی آگاہ ہین کسی تدبیر مین پھرتے ہین چالاک کو بھی بھاکر کہین بھیجا ہے جھتر قران و برق بھی
گھبرا کر لشکر سے نکلگئے واے برحال عیاران طرار رہے بالکل نا واقف تاریک ایسی بچیا سے سامنا آخر
کیا کرین لیکن فکر سے غافل نہونگے یہ فرماتی ہوئی سواری جلوخانے سے نکلی سردار فرداً فرداً آنے لگے
تخت ملکہ مہرخ کو بیچ مین لیا میدان تک نہین پہونچی ہین کہ آمد آمد لشکر افراسیاب شروع ہوئی ناظمان
در بند طلسم ہوشربا فوجین ساتھ لیے ہوئے پرے جمائے ہوئے نوبت نقارے بجاتے ہوئے آتے ہین
دربارگاہ افراسیاب پر بڑے بڑے بادشاہ ہونگا جماو ہے بلڑہ ہے کہ شہنشاہ برآمد ہوا چاہتے ہین صرصرو
صبا رفتار راہ ہر آتی ہین آمد حیرت و افراسیاب کی خبر پہونچاتی ہین فوجون کے دل کے دل بادل
کے بادل میدان جنگ مین چلے آتے ہین ساحران افراسیاب اپنی اپنی شوکت و شان دکھلاتے ہین
پردۂ بارگاہ افراسیاب جادو بصد کر و فر اُٹھا گھنٹ اور ناقوس بجنے لگا تمام افسران فوج نے
پرے باندھے افراسیاب آگے آگے حیرت جادو ایسی مہ جبین نازک اندام گلفام آراستہ و پیراستہ
پہلو مین تخت کو عمل کہاریان ماہ پیکر کاندھے پر اُٹھائے ہوئے ہمراہ شہنشاہ برآمد ہوئے افراسیاب
نے ہاتھ تھام کر حیرت جادو کو تخت پر سوار کیا سب سرداروا سطے تسلیم کے خم ہوئے ماہی مراتب کو
جلوہ طاؤس بہیہ فرق زنجیر سب سامان مہیا ہین افراسیاب جادو نے اپنی زوجہ کی شوکت بڑھانے کو
ہاتھ پایۂ تخت پر رکھدیا مرکب مشکین پرند پر سوار خرامان خرامان سواری مثل بادِ بہاری کے چلی
روشن چوکی بجتی ہوئی بھیرویں کے سُر کھینچے ہوئے چونکہ افراسیاب گل چینی گلشن جمال حیرت سے

مصروف ہی تھا نوازون نے پڑھکر یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

میری طرح ہین وہ بھی کسی پر مرے ہوے
سوتے ہین خشت خم کو سرہانے دھرے ہوے
وہ رند بادہ کش ہین کہ ہے مد ابدی
کھوٹوسے اتنے وہ نہ کسی دن کھرے ہوے
سب سرکشون مین دیکھیے ہو کون سرخرو
کیا یہ ہرن ہین سبزہ مینا چرے ہوے
ڈالی ہی اپنے جلوے پر آنکھ اُسنے بارہا
دو کھونٹیان ستا مین وہ ایسے کھرے ہوے
گرمی عشق دیکھو ہوئے تر بغیر غسل
دامان کوہ مین تھم ہین تیر بھرے ہوے
زیر زمین بھی کشتہ جور بتان فلق
بیٹھے ہین سر کو زانوے غم پر دھرے ہوے
خوف خزان سے سوکھ گئے خار کیطرح
خالی کیے ہین خم کے خم اکثر بھرے ہوے
سینہ سپر وہ ہم ہین کہ قاتل نے بارہا
قبضے پہ ہاتھ ہی وہ ستمگر دھرے ہوے
لایا کچھ جواب پیام اد پیام بر
ہین چاندنی کے کھیت یہ آہو چرے ہوے
بوسہ دیا کبھی تو جلانے کے واسطے
حمام دل کے ایسے بلند ابجرے ہوے
فیض قدم سے یار کے ہنگام سیر گل
سوتے ہین دونون ہاتھ جگر پر دھرے ہوے
کس چین سے گذرتی ہی زندان مست کی
جب موسم بہار مین کچھ ہم ہرے ہوے
جتنے وہ بات بات پہ ہمسے بگڑتے ہین
خالی کئے ہین کیسہ تنیچے بھرے ہوے
چشمان یار جو ہین مستی مین کسقدر
کیا گھنگنیان تھے منہ مین وہ اپنے بھرے ہوے
پچھتاے چھیڑ کر سر بازار ہم انھین
دو چار کلیان ہین کچھ غرغرے ہوے
خالی ہوئے مین امن مضمون جدای جنون
سوکھے ہوے درخت چمن کے ہرے ہوے

افراسیاب جادو کا دماغ تخت پر معشوقہ نامور فوجون کو دیکھکر موچھ پر تاو دیتا ہی تاج نخوت کو کج کیے کہتا ہی اگر سامری و جمشید ہوتے ما بدولت کا رعب و دبدبہ دیکھکر روتے یہ دن کسکو نصیب ہوا مین خداوند روے زمین صاحب تاج و نگین سحر مین بے نظیر خزانون مین مال کثیر وزیر باتدبیر سردار صاحب توقیر کیا کیا جاہ و جلال ما بدولت نے پائے بعض صاحبان دل ان کلمات غرور آیات کو افراسیاب کے سنکر کانون پر ہاتھ رکھتے ہین آپسمین اشارے کر رہے ہین کہ دیکھو یارو کبر و نخوت افراسیاب کا حد سے بڑھگیا اگر اسنے اس لڑائی کو فتح کر لیا بیشک یہ دعوی خدائی کریگا ایک تواریخ دان بول اُٹھا ای بھائیو دامن قدرت رب اکبر دراز ہی تین دن کی سلطنت پر ناحق کا ناز ہی ضحاک ماران ایسا جابر جسنے جمشید جم کو شکست دی ہزار سال سلطنت کی وہ کیا ہوا کہان گیا ضحاک ماران کو اژدر دنیا نے نگھا لیا قبر کہان ہی نہ نام ہی نہ نشان ہی نوشیروان ایسا بادشاہ عادل بادل سخی فیاض کیا ہوا لیکن نام نامی اسکا روشن ہی جسنے ظلم کیا بدنام ہوا آخر کیا انجام ہوا دنیا سے وہ سنے ناکام اُٹھا بدعت کا انجام بد ہی ہر بلا رد ہی اپنی دانائی امان پر بہت پھولے ہین انکی بھی تدبیر ہو جائیگی عمرو بلا کا عیار ہی اطلس گلگون پوش کو ملا لیا ابھی وہ زندہ رہی

جسدن بارگاہ سے نکلیگا زمین ہلا دیگا بی تاریک کو احوال معلوم ہوگا زخمی ہوگا انکو زخمی تو کر دیگا ہم بیچ
کر قتل پر انکے قادر نہیں ہیں اور شاید اگر حربہ چلگیا کیا بی تاریک کے برابر کوئی دنیا میں نہیں ہی ایک پر
ایک غالب ہی حصول کمال کا ہر شخص طالب ہی عمیہ طلسم ہوش ربا تمام ہوچکی سب نجومیون نے حکم
لگا دیا انکے احکام کے خلاف نہوگا حال کھلجائیگا افراسیاب کو ایکدن بھاگتے راستہ نہ ملیگا باغ عالم
مین اب اسکا غنچۂ آرزو نہ کھلیگا غرور کی انتہا ہوگئی دماغ مین اسکے سودا ہی یہ سر ہی نرہیگا جسمین غرور
بھرا ہی زمین ذلت پر ٹھوکرین کھائیگا ایک جانب ساحران غدار غلغلے کرتے ہوئے حقیقت مین ہمارا
شہنشاہ خدائی کا دعوی کرنے کے لائق ہی سحر و ساحری مین سامری جمشید پر بھی فائق ہی یہ صدائین لشکر
افراسیاب خوش ہوتا ہی خوشامد کرنیوالے قریب صاف کہنے والے بے نصیب اس زر و شور سے لشکر
افراسیاب میدان کارزار مین آیا مقابلے مین ملکہ مہرخ نے پرے کو جمایا کل سرداران مہرخ نگاہ یاس سے
اندر لشکر افراسیاب کو دیکھ رہے ہین حقیقت مین باغ پُر بہار نازنینان گلعذار حسین جمیل ملکہ مہرخ کی کنیزین
سحر و ساحری مین بے عدیل اس حال پر ملال مین بھی لشکر افراسیاب کو ذلیل جانتی ہین خوشی مین جان
دینے سے جیسے گلنار آماد و حرب و پیکار پرے جمنے لگے صفین آراستہ ہوئین ایک ساحر ہوادار افراسیاب
بڑھا سحر کیا آندھی سیاہ اٹھی جھونکے ہوا کے چلے خس و خاشاک کو میدان سے اڑا دیا ایک نے بڑھکر
دریا دلی دکھائی نگاہ ابر پیدا ہوگیا برستا ہوا نکلگیا چھڑکاؤ ہوگیا ایک نے بڑھ کر سایے نخل چہ ہائل نظر
قلم ہوئے ابر نے سقائی باد نے فراشی کی میدان کارزار مثل آئینہ کے آراستہ ہوا نقیبون کو اشارہ ہوا
میدان کارزار مین آئے یہ اشعار ناپائداری عالم خیال کرکے پڑھے اشعار عبرت آمیز

ہرگز بجہان ما غم و ستار نداریم
دل بستگی خویش بیک تار نداریم
با نالہ بسازیم عزیزان کہ دل خویش
با شیخ و برہمن سرپیکار نداریم
بر عرض تمنا نہی گوش چو امروز
بر خاطر کس زاہل جہان بار نداریم

چون مہر ز ہر یانی سرِ عار نداریم
در کعبہ یہودیم و مسلمان بدر دیر
در سینہ کم از مرغ گرفتار نداریم
بلبل دل نالان و خیال رخ او گل
فرداست کہ ما طاقت گفتار نداریم
ناز و نگہ و عشوہ بہائے دلِ سوداست

چون گوہر ما سفتہ از اسباب معیشت
آرام بجز خانۂ خمار نداریم
ما بندۂ عشقیم و مترا ند مذاہب
با بلبل و گلزار جہان کار نداریم
آئینہ غبار از نفس ما نہ پذیرد
زین ہرچہ خرد یار کہ انکار نداریم

اسطرح کے اشعار دلفگار پڑھے صفوں پر سناٹے آگئے ہر ایک کا یہی قول تھا یار و دنیا ناپائدار ہی

حقیقت مین اسکا کیا اعتبار ہے دنیا زالِ بیسوا ہے ہر ایک کی دشمن مردونکی رہزن اسکا چاہنے والا ہمیشہ تباہ و برباد رہتا ہے رنج و ملال سہتا ہے انجام بخیر ہو یا تو صداے طبل دُوق سے زمین کانپ رہی تھی اب صفونپر سناٹا آیا ہر ایک کو مرنے کی ہوس ہوئی تاریک شکل کش نے دھوئین سے سر نکالا دو تیغے فولادی تلتے ہوئے آج تاریک نے بھاری لہنگا پہنا ہے کچھ زیور وغیرہ بھی جست کا جسم پر آراستہ ہے نتھنی ناک مین کالی کالی صورت یا کالی کی مورت چیچک کے داغ تل چہرۂ سیاہ پر یا نشست زاغ نظم مسدس

شکل چھونڈی سی ہے گھاٹ ہے بھدیسل نقشا ۔ ناراد مدار ہے یا جغد کے سر کا سودا
تنگ پیشانی ہے اور بھیڑ کا جیسے دیدا ۔ ناک چپٹی ہے اُسے کا تکڑا ہین جا بنوا
رنگ روپھیکا ہے چہرے سے یہ ذرا نور نہین
داغ چیچک کے ہین یہ خانۂ زنبور نہین

ہے دہانہ جو دریدہ تو زبان سخت دراز ۔ کچھ بناوٹ ہے نہ اندازۂ عشوہ ہے نہ ناز
چھوٹی گردن ہے گلا بونگا بہت بدآواز ۔ طبع اقدس ہے نکھیون گندہ بغل سے ناساز
ناتراشیدہ ہے وہ کندہ تو دو ہاتھ ہین چوب
پنجہ انگشت نما جیسے پریشان جاروب

سینہ بدقطع سپاٹ اور بہت نازیبا ۔ گول محرم نہین اور بند ہے ڈھیلا اُسکا
فاختہ اُلو کی دُم کیسے کمان ہے چڑیا ۔ کرتی پیڑو سے ہے لٹکی ہوئی ڈھلم ڈھیلا
پیٹ ہے پیٹھ کے مانند سپاٹ اور کرخت
ناف اُبھری ہوئی گھونگی سے زیادہ ہے سخت

کولے ٹیڑھے سے سپاٹ اور بہت ناہموار ۔ اور ریتی کا شکر ہیون کے کردن کیا اظہار
ذکر کرنے سے ہو اک چیز کے اب نفرت و عار ۔ بن ہین اژدر کے ہے جوبن شکل سے بانبی کا غار
زن مریدونکے لیے راہ زن اسجا ہے نہاں
جان کے لالے ہین اور مال کا مفقود نشان

ران پر گوشت نہین اور نہ اُسپر مچھلی ۔ ساق پر بال ہین اور سخت ہے جیسے لکڑی
پنجہ کژدم کیطرح کج ہے ٹوٹی ہے ایڑی ۔ انگلیان پانون کی بدوضع ہین ٹیڑھی ٹیڑھی

بامین چلرہ ہو تو اتند فلک گرفتار
نام بہار رہے ہرجائی کے بیزار ہزار

خاک صورت پہ ادا کا بھی نہین نام کو نام
زندگی اپنی سے ہی بخود کام کو کچھ ارج نہ کام

ہے سراپا دہ مخنث کی طرح بدانجام
نام ہرجائی کا آوارہ ہوا جانشست از بام

صورت نحس سے بدبخت کے بیزاری ہو
ختم ہرجائی پہ مکاری و غداری ہو

سراپائے تاریک کو دیکھ کر ہنگامہ پڑ گیا سراپا یہ بے نظیر تحریر ہوا معلوم ہوا غار سے اژدہا نکلا منہ
سے علونہ کے دھوان نکل رہا ہے افراسیاب بھی کانپ گیا ہاتھ پاؤن مین دوست دشمن کے رعشہ تھا
تاریک شکل کش نے پتلے کو اشارہ کیا پتلہ کیا اک جوان زنگی معلوم ہوتا ہے سیہ فام بدانجام اشرار سے
تاریک کے جھومتا ہوا میدان کارزار مین آیا للکارا ای فرقہ خدا پرستان وای زبردستان بڑے تعجب کی
بات ہے وائی امان کی لڑائی کرامات ہے طلسم کشا کو کھا گئین لیکن تمھاری آنکھین نہین کھلین تم سبھون کے
حال پر رحم کرتی ہین رومال سے ہاتھ باندھ کر چلے آؤ قدمون پر ملکہ عالم کے گرو خطا معاف کرادینگی
جان سبھونکی بچ جائیگی ورنہ آج ایک زندہ نہ بچیگا ملکہ وعدہ کرکے آئی ہین شہنشاہ طلسم ہوش ربا شام
ہوگا تم لوگونکا وقت نامرادی قریب آیا ایسے اس بحیا نے لاف و گزاف کیے رات سے ملکہ بہار مبتلائے
دام رنج و ملال تھی طاؤس کو بڑھا دیا سامنے ملکہ مہرخ کے آکر عرض کی حضور اجازت میدان مرحمت ہو
اب کلفت و دولت دنیا نہین اٹھتی بہار اس چمن سے رخصت ہوتی ہے جیسے ہی بہار نے یہ کلمہ کہا
ملکہ مہرخ کے گویا کلیجے پر تیر پڑا تخت سے کود پڑین دونون ہاتھ بہار کے گلے کا ہار کر دیے طرہ یہ کہ
سرخ مو وغیرہ قدمون سے لپٹ گئین ہر ایک کا یہی قول ہے بہار کو باغ دنیا سے پھل نہ ملا مین بہار مین
ہوائے خزان آگئی اس عمر کا نخل نہ کٹے ہائے شاخ تمنا نہ پھول نہ پھلی چمن دنیا سے حسرت و یاس لیکر چلی
ہر چند سب نے داد فریاد کی مہرخ روئین بہت منع کیا بہار نے کہا حضور اب کنیز کو نہ روکیے
بہار زندگی کا یہی مزا ہے رنگ جرأت مین فرق نہ آئے بڑے مرتبے ملے ہمارے باغ جرأت کے پھول کھلے
طلسم کشا پر نثار ہوتے ہین تخم نیکنامی مزرعہ میدان کارزار مین بوتے ہین سرسبز ہوکر پردۂ دنیا سے انھین
آخر بہار کے واسطے ایک دن خزان ہے گلشن عالم کے رنگ کی بے ثباتی عیان ہے بچی جوش بہار کبھی خزان کی

پکار کبھی بلطف برنگ و بو کبھی بلبل نالان قمری کی کوکو اسی خیال مین فاختہ قلندر مشرب نے دلق خاکستری
پہنا باغ کے رنگ و بو کو بے ثبات جانکر ترک دنیا کیا ہاتھ کھینچ لیا پاؤن پھیلا دیا آپ لوگ جانتے ہین
بلبل عاشق گل ہی سراسر آمد خزان کے خیال مین روتی ہی تڑپ تڑپ کے جان کھوتی ہی یہی رنج و ملال مجھے
آٹھ پہر یہی خیال ہی ماہ تابان کو کبھی جلال کبھی زوال ہی ای غنچے دل داغدار ہی میرا نام ملکہ بہار گلعذار
ہی فصل کی کیا حقیقت چند دن کو آئی چلی گئی ہم برای سیر باغ عالم آئے حسرت و یاس لیکر چلے ان کلمات
حیرت آیات بہار پر شور گریہ و زاری بلند ہر خرد و کلان درد مند شاہزادیان بہت تڑپین موج رخ سے
سمندر پر ہوائیان سرخ مو پریشان رعد جادو خاموش برق کے دل مین تڑپ خورشید زرین بحر کے
کلیجے مین جلن بمشکل سب نے ملکہ بہار کو رخصت کیا دورے افراسیاب نے رخصت بہار کو دیکھا بیقرار
ہوگیا کلیجے پر ہاتھ رکھلیا سرما و ابریق قریب تھے اُنھون نے یکایک دیکھا رنگ رو شہنشاہ متغیر ہوا
پوچھا شہنشاہ خیر تو ہی افراسیاب نے کہا ہاے کیا کہون ای سرما و ابریق ای وزیران باتدبیر نظم

کس پری رو کا انتظار ہی آج
بلبلو باغ مین بہار ہی آج
شوق سے آ ادھر کمان ابرو
چین ہی صبر ہی قرار ہی آج
قتلگہ مین جو خاک اُڑتی ہی
غیر سے یار ہمکنار ہی آج
مین نہین ہجر یار مین تنہا
کہو رعنا تمھین خمار ہی آج

دل مرا سخت بیقرار ہی آج
آہ کی برق کوند جاتی ہی
مرغ روح روان شکار ہی آج
دھیان ہی کاکل پریشان کا
گرم رو کوئی شہسوار ہی آج
ہجر گلرو مین سیر باغ کہان
غم دلدار غمگسار ہی آج

جلوہ گر میرا گلعذار ہی آج
ابر تر چشم اشکبار ہی آج
تیرے آتے ہی دیکھ آفت جان
اسلیے دل کو انتشار ہی آج
درد ہو کیون نہ اپنے پہلو مین
نکہت گل بھی ناگوار ہی آج
دھیان مین کسکے چشم میگون کے

یہ اشعار پڑھکے افراسیاب نے کہا یارو اسکا خیال رکھنا ایسا نہو
دائی امان اسکو چیر پھاڑ کر کھاجائین بڑھکر بچانا خاک اُنکے منھ مین کہ بہار ایسی معشوقہ کو کھاجائین قید کرنیکا
بھی تو اقرار کر چکی ہین چالیس سردار قید ہین بعد اختتام سمجھا جائیگا سب اطاعت کرینگی بہار رشک چمن
بڑی ضدن ہی اسکے گرفتار ہوتے ہی اصلاح کا پیام آئیگا اسی نے سب کو روکا ہی یہ کہتا ہوا افراسیاب
آگے بڑھا بہار قریب اُس زنگی سیاہ رو کے پہونچی زنگی نے گولا مارا بہار مسکرائی گولا جھپٹکر اُلٹا پھینکا
قریب تھا سینہ پر کینہ اُس زنگی پر پڑے وہ بچا جست کرکے بلند ہوا گولا خالی گیا دور جا کر گرا اور کئی سوار تن

افراسیاب کے سر پھٹے تاریک نے زنگی کو للکارا او بیحیا غلام بدانجام جلد اسکو گرفتار کرکے
لا کلمہ گرم کر دن زنگی جھپٹا بہار نے جھوکر گلدستہ مارا غبار زرد بلند ہوا پھول برسنے لگے ہوائے سرد چلی
غنچے مسکرائے پتے تالیان بجانے لگے شاخون کو وجد ہوا غبار نے کل صحرا کو گھیر لیا کچھ معلوم نہوتا تھا
لیکن تاریک شغل کش یا تو سحر بہار کا تماشا دیکھ رہی تھی افراسیاب پر طعن کرکے کہا کیون چھوکرے
محبت مین اس گلعذار ملکہ بہار کو یہ سحر اسے رنگین تعلیم کیے یہی باعث زوال بوستان طلسم ہوش ربا
ہوا افراسیاب نے کہا ای مادر مہربان کیا کہون اسکی جدائی بہت شاق ہی اس بوے خوش کا دل تردد منزلے
مشتاق ہی میدان کارزار مین تو ہوائے سرد سحر بہار سے چل رہی ہی وہ جوان زنگی جھوم رہا ہی زمین سے
پھول اٹھا کر سونگھ رہا ہی لیکن حیران و پریشان سمت بہار نگران بہار جا رہی ہی یہ ملعون بخوبی مبہوت ہوئے
تو اسی کو اشارہ کرون کہ جا کر تاریک سے مقابلہ مین مصروف ہو وہ تاریک پر جائے مین جان بچا کر
میدان سے مثل بوے گل نکل جاؤن لیکن تاریک افراسیاب سے بات کرکے شراب پینے لگی ایک
قرابہ اٹھا کر دہن سے لگایا غٹ غٹ پی گئی ڈکار لی منھ سے دھوان نکلا غصہ مین پکار اٹھی ارے کچھ گزک
بھی حاضر ہی دوسرا غلام زنگی کہ سر پر تاریک کے مگس پرانی کر رہا تھا دست بستہ عرض کی ای سردار
سامری پرستان ای فخر ساحران جہان صبح کو دس آدمی نہاری کے حاضر ہوئے تھے حضور نوش فرما چکین
اب کوئی پارچہ گوشت حاضر نہین ہی یہ سنتے ہی تاریک کی آنکھون مین اندھیرا آگیا مثل ابر گرجی طرف
جنگل کے دیکھنے لگی آوارہ دشت ادبار دو مسافر آفت کے مارے مصیبت مین گرفتار بیچارے کہین
جاتے تھے تاریک کی اونپر نگاہ پڑی جھوم کر اپنے مقام سے اٹھی مثل شعلہ جوالہ جست کی اون دونون کو
جا کر پکڑ لیا اپنے مقام پر لیکر آئی چیر پھاڑ کر کھانے لگی بہار نے جو مہلت پائی سحر کو زور دیا وہ زنگی سیہ رو
مبہوت ہوا جوش عشق بہار مین یہ اشعار آبدار پڑھنے لگا

نظم

ہو آج کل در گلشن پہ پاسبان صیاد
ستم دکھائیگا ہوگا اگر جوان صیاد
دکھا دے چلکے اسیرونکو سیر پھولونکی
بندھا ترانہ بلبل سے وہ سمان صیاد
فسانہ گل و بلبل رہی یادگار چمن

عبث ہوا ہی ہمارا عدوے جان صیاد
نکلکے جانسکیگی قفس سے او بلبل
بہار باغ سحر مفت رائگان صیاد
نہ آئی تھی ابھی سیر چمن کی بھی نوبت
رہیگی فصل خزان تک داستان صیاد

ابھی سے توڑ رہا ہی پر عنادل کو
در قفس یہ رہی ہر دم نگاہبان صیاد
اثر سے ہوگئی بیخود تمام بزم چمن
کہ آپڑا سر بلبل پہ ناگہان صیاد
نہو نہین جلوہ گلی ہند اور نہ بلبل شیراز

مین وہ ہون جسکا ہے جنت مین آشیان صیاد
بلا سے گو ترے دل مین نہین ہے کچھ تاثیر
قفس مین ناو رلگاتا ہے تلیان صیاد
نہ اب وہ ذوق چمن ہے نہ شوق غنچہ و گل
نہ اختیار مین ہے صبر کی عنان صیاد
نہ ہمصفیرون کی صحبت نہ گل کا نظارہ
یہ وہ زمین ہے نہین جسکا آسمان صیاد
بہار قید قفس مین کٹی عنادل کو
پھرے جو گھات مین ہر وقت یہ سمان صیاد
جو بند دام سے چھوٹون تو پھر یہ آفت ہے
ہے تختہ تختہ گل کشت زعفران صیاد
دکھا دے چہرۂ گل اتنا اک نظر اسکو
نصیب بعد فنا گل کا سائبان صیاد
قیامت آئیگی شاید کہ جان بلبل پر
پھرے ذلیل بھٹکتا دکان دکان صیاد
جو پر بندھے ہین تو کچھ ڈر نہین ہے اے بیرحم
چلا ہے باد بہاریگا کاروان صیاد

مین وہ ہون اس چمن پر زوال کا بلبل
خدا تو سنتا ہے آخر مری فغان صیاد
خدا کی شان ہے دو دن مین ہو گیا مانوس
ہوئی ہے نکہت گل بھی مجھے گران صیاد
نہ ہے وہ نغمۂ بلبل نہ آج خندان گل
نہ وہ بہار نہ گلشن نہ باغبان صیاد
رہا کر اسکو قفس سے کہ لے یہ راہ چمن
پڑیگا تجھ پہ مقرر وبال جان صیاد
کرشمہ اثر صحبت عنادل ہے
لگائے تیر مجھے کھینچکر کمان صیاد
رہائی دے مجھے اب تو کر خدا ترسی
اخیر وقت ہے بلبل ہے نیم جان صیاد
کفن ملا ہے عنادل کو دامن گل کا
چمن مین ہو گئے گلچین باغبان صیاد
چمن ہے چرخ ثوابت تو گل ستارے مین
نہ باندھ پائے عنادل مین ریسمان صیاد

کہ جس چمن مین نہ آئی کبھی خزان صیاد
نہ آئے چاک قفس سے بھی تا ہوا چمن
قفس پہ رکھتا ہے پھولون کی بدھیان صیاد
نہ دل پہ جبر کا قابو کہ ترک باغ کرون
مگر سیان چمن آگئی خزان صیاد
قفس مین کرتی تھی بلبل جو عشق کا مذکور
ہے عندلیب کی صحبت اگر گران صیاد
پھنسون مین دام سے کسطرح ساتھ ساتھ مرے
وگرنہ ماتم بلبل کہان کہان صیاد
تمام صحن گلستان مین خندۂ گل سے
قفس کی قید مین ہے صحن بخت ناتوان صیاد
یہ جذب الفت گل سے ہوا ہے بلبل کو
چمن مین دفن ہے وہ زیر آشیان صیاد
الٰہی ہو نہ زر گل نصیب گلچین کو
ضرور ہے کشش باغ گلستان صیاد
چمن مین یوسف گل کی اب آمد آمد ہے

وہ زنگی یہ اشعار پڑھتا ہوا طرف ملکہ بہار کے چلا بہار نے کہا او زنگی ادھر کہان آتا ہے اپنی خالا تاریک کا سر کاٹ لا ہمارا اگر عاشق صادق ہے دشمن سے مقابلہ کر یہ سنکر وہ زنگی گڑگڑا نے لگا عرض کی مین مطیع حکم حضور ہون نشۂ بادۂ محبت سے چور ہون جو فرمایئے بجا لاؤن بہار نے سنکر اگر جواب دیا جو کہنا تھا کہ چلی جلد جاکر تاریک شکل کش کو قتل کر یہ فرما کر بہار نے خدار نیمچہ ہلالی کھینچکر زنگی کے ہاتھ مین دیا سحر بہار مین وہ ملعون مبہوت ہو چکا تھا طرف تاریک شکل کش کے چلا ملکہ بہار اسکو روانہ کرکے طرف اپنے لشکر کے بیٹھی دونون لشکرون مین غل ہوا دیکھو صاحبو ملکہ بہار نے کیا خوب سحر کیا ملکہ سرخ موے کا کلکشا خوش ہوکر پکار اٹھی اے ملکہ بہار کیا کارنمایان کیا لیکن جلد لشکر مین چلی آؤ

ایسا نہو وہ ملعونہ جھپٹ پڑے بہار طرف لشکر مہرخ کے چلی ملکہ سرخ مو وہلال وغیرہ برائے استقبال بڑھین علمغلمہ
جو ہوا افراسیاب جادو ملکہ حیرت سے کہ رہا تھا دیکھو صاحب کیا غضب کی بات ہی دائی امان ساخذ نکو
بھی نہین چھوڑتی مین تمام طلسم ہوشربا مین ظالم مشہور ہوا اگر مین ایسا جانتا جرہ ہاے بلا نکھولتا مین خود
کیا کسی سے کم ہون یکایک صرصر نے کہا ای شہنشاہ ملاحظہ فرمائیے ملکہ بہار نے کیا کمال کیا اُس زنگی
کو میدان سے پھیر دیا آپ کی دائی امان کو قتل کرنے جاتا ہی افراسیاب نے پلٹ کے دیکھا تو نیزہ ہاتھ مار
کہا ملکہ حیرت ملاحظہ کرو تمھاری بہن نے اب بڑی بدعت پر کمر باندھی موت اُنکی قریب آگئی دائی امان
کے سحر کو بلکہ زیادہ آفت برپا کرینگی آج ایک کو زندہ نچھوڑینگی حیرت نے کہا صاحب مین مجبور و لاچار ہون
مین نے ہر چند اس بدنصیب کو سمجھایا اُسکے خیال مین نہ آیا یہان یہ باتین ہو رہی ہین بہار اپنے لشکر مین
پہونچ چلین کنیزین بلائین لے رہی ہین کہ وہ زنگی قریب تاریک کے پہونچا تاریک اُن مسافرون کے
کھانے مین مصروف تھی کہ پشت سے نعرہ ہوا او ساحرہ مکار ظالم آدم خوار ملکہ بہار کے دل کو دکھایا
دیکھ تجھسے بدلا لیتا ہون بدعت کی سزا دیتا ہون تاریک صدائے مہیب سنکر پلٹی ہان ہان کرنے لگی
لیکن اُسنے بڑھکر پنجہ ہلالی عطیۂ ملکہ بہار راہ رخسار چمکایا ہاتھ مارا تاریک غصے مین اُٹھی زنگی کا ہاتھ
تھام لیا بقہر و غضب تمام ایک طمانچہ مارا زنگی کا سر اُڑ گیا چشم زدن مین جلکر خاک ہوا اُسکو جلا کر اپنے مقام
اُٹھی آواز دی او بہار یہ شعبدہ سازی نیرنگبازی مابدولت کے سامنے مین وہ ہون کہ حکم سامری
جمشید کو مٹایا اسد غازی کو چیر پھاڑ کر کھا گئی ہڈیان تک چبا گئی آج تم سب کی قضا آئی ہی یہ کہتی ہوئی
وہ دیونی مثل فیل مست اپنے مقام سے اُٹھی لشکر دن مین ہلڑ ہوا لو صاحبو اب ملازمان مہرخ نہ بچینگے سرداران
اسلام نے جو دیکھا کہ تاریک شکل کش طرف ہمارے لشکر کے آتی ہی بخوف جان بھاگنے لگے بعض یہ کہتے تھے
لو صاحبو ملک الموت نے ادھر کا رخ کیا بہار نے آج سب کو قتل کرایا کوئی کہتا تھا چلکے افراسیاب
سے ملجائین چلکر اُسکے قدم پر گرین شاید خطا معاف کرے ہمارا بادشاہ قدیمی ہی لیکن ثابت قدمان کوے
محبت کا یہ قول ہو ٹھہر کر جان دینگے اُس کافر کے سامنے جانا بہتر نہین جس روز سے ملکہ مہرخ کا ساتھ
دیا اپنے کو مردہ جان لیا وہ کارساز برحق خالق مطلق مسبب الاسباب ہی کوئی سبب نجات کا پیدا کریگا اس
ظالم آدم خوار کے ہاتھ سے بچالیگا کیسی کیسی بلائین نازل ہوئین اُس معبود نے بچالیا مشعل جادو کی شمع
حیات کے گل ہونے کی کسکو امید تھی خواجہ عمرو نے کس زور و شور سے مارا اُس بدعت سے بچے

بعض بجانے جانے مین تاریک شکل کش جھومتی ہوئی میدان کارزار مین پہونچی قصد ہے کہ جست کر دن لشکر مہرخ پر جا پڑون مہرخ نے جو اپنے لشکر مین ہنگامہ دیکھا گھبرا گئی پکار کر آواز دی یارو بسم اللہ جن صاحب کو جان کا خوف ہو نکلجائین اپنی جان بچائین ہم چند کس جان نثاران لشکر ظفر اثر اس ظالم کے باپ سے لڑینگے اگر موت آئی ہے طعمۂ دہن تاریک شکل کش ہین اگر حیات باقی ہے کوئی ہمارا کچھ نہین کر سکتا لیکن یارو اسوقت اپنے رب بے نیاز سے دعا کرو کیا عجب ہے کہ غیب سے مدد ہو یہ بار دہو یہ فرما کر تاج سر سے اُتار محتاج بدرگاہ قاضی الحاجات ہو کر دست دعا بلند کیے سب سردار شریک ہوئے بخضوع وخشوع دعا کرنے لگے

نظم

خدایا در رحمت بودیم خاکے
چو جان زآلایش ہر جسم پاکے

دران خاک از سعادت تخم کشتی
تن گل را آب جان سرشتی

ملائک را عنایت کرد تعلیم
کہ مشتے خاک را کردند تعظیم

ہمان خاکیم ما مشتے ہوسناک
کہ دست عزت بر داشت از خاک

اگرچہ خویش را کردیم خود خوار
تو قدر عزت مہمان نگہدار

دران ساعت کہ کار آید بآخر
نفسہا را شمار آید بآخر

جگر را آب و دل را خون نماند
دمے از زندگی افزون نماند

بایمانم بلند آوازہ گردان
بعشق ایمان و جانم تازہ گردان

چو افتد کار با روز قیامت
برانداز از میانم نام ندامت

در افتد چون بدریائے کرم جوش
گنہ یکبارہ کن بر ما فراموش

ز رحمت خواہی از دلہا ما خوش
قلم بر نام جرم عفو درکش

کہ با یاد گنہ لذت نماند
بہشت آنست کین خجلت نماند

فزون از دوزخ ست آتش [illegible]
گر جرم ما بروے ما نیاری

در ہستی بروے ما کشادی
بجان بخشی صلائے عام دادی

چو کردی از کرم موجود ما را
نشانیدی بخوان جود ما را

کنون این جان بمہمانخانۂ تست
چہ مہمان خوانش پروانۂ تست

باین در از دو عالم روے کردست
چو مہمانان بعزت خوے کردست

فضولے گرچہ مہمان را کند خوار
کریمی عزت مہمان نگہدار

بامید کرمہائے کریمان
عجب نبود فضولیہائے مہمان

لشکر ظفر اثر مین شور گریہ وزاری عالم بیقراری ہر خرد و کلان دردمند ملک الموت کا سامنا تاریک شکل کش بقہر وغضب آتی ہے زمین تھراتی ہے یکایک تیر دعائے مظلومان ہدف مراد پر پہونچا صحرا سے گرد اڑی سب اسی جانب دیکھنے لگے قریب لشکر دامن گرد شگافتہ ہوا آگے آگے شتر علم نشان لاکھ سواران جرار کا ہر علم پر صفت رب اکبر خالق

بحر و بر مرقوم آمد فوج ساحران کی دھوم جب علمدار سامنے سے گذر گئے بلور چہار دست بادۂ جرأت
سے مست مرکب باد رفتار پر سوار سرداران صف شکن یمین و یسار سلاح جنگ سے آراستہ قلب فوج
مین تخت یاقوت نگار اُسپر جمشید بن کوکب نامدار پہلوے تخت مین صفدر و صف شکن
برہمن رویین تن صاحب جاہ و توقیر قوت بازوے کوکب روشن ضمیر پشت پر فوج ظفر موج
برہمن نے لشکر کو ایک جانب روکا مرکب باد رفتار کو صف سے نکالا دیکھا لشکر جہرخ مین ہنگامہ
ہے کچھ لوگ بھاگے جاتے ہین ملکہ جہرخ سر برہنہ دعا کر رہی ہین میدان کارزار مین تاریک شکل زن
کھڑی ہوئی نعرے مار رہی ہی بہار کا نام لیکر پکار رہی ہی کبھی کہتی ہی او بہار تو نے غضب کیا مجھ گرگ باراں
دیدہ کو شعبدہ سحر دکھایا میرے غلام کو میرے ہاتھ سے قتل کرایا اب جاکر باغ لشکر مین چھپی ہی مین ہین آتی ہون
میرے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی فریاد و الغیاث بیکار ہی برہمن نے جو یہ کلمات مہملات تاریک سے سنے
تاب باقی نہ رہی مرکب باد رفتار سے کود پڑا قریب تخت ملکہ جہرخ آیا پایۂ تخت کو بوسہ دیا عرض کی
ای شہنشاہ گیتی ستان اجازت میدان کارزار مرحمت ہو اس ملعونہ کو جاکر جواب دون یا سر اپنا
قدم پر حضور کے نثار کرون اسکی بدعت نے کلیجہ ہلا دیا کیسے کیسے ماہ رخسارون کو خاک مین ملا دیا ملعونہ
آدم خوار مکار غدار ملکہ جہرخ نے سر سینے سے لگایا فرمایا ای برہمن صف شکن یہ بلاے روزگار ہی
سحر و ساحری مین بہت ہوشیار ہی اسکا قتل ہونا بہت دشوار ہی ملک اطلس گلگون پوش اتنا بڑا
ساحر نامی و نامدار اگر اس مکارہ سے لڑا سب طرح کے سحر کئے آخر کچھ نہ کر سکا زخمی ہوکر پلٹ گیا سامنے
لشکر اُسکا فرو کش ہی راتون کو اُسکے خیمہ سے کراہنے کی آواز آتی ہی مشہور ہی تاریک نے ایسا سحر کیا
کہ کلیجہ اُسکا چھن گیا ایسا ہی کامل و اکمل تھا کہ جان بچا کر نکل گیا خواجہ نے اپنے دام مکر مین پھنسا رکھا ہی کہتا ہی بعد
صحت تاریک سے لڑونگا آجتک اُٹھنے کے لائق نہین ہی بس مراد اس تقریر سے یہ ہی کہ تم جمشید کو
کیون ساتھ لاے ایسا نہو اُسکی صورت زیبا کو دیکھکر یہ بیحیا جا پڑے جمشید پر بہت اندازہ ہو چڑی بڑی
بدعتین کرتی ہی جوانون کے گوشت کھانے پر مرتی ہی کیسے کیسے جوانان شیر دل کو کھا گئی صورتین اُنکی آنکھون کے
نیچے پھرتی ہین تم لشکر کو لیکر پلٹ جاؤ جاکر ڈانڈے پر طلسم نور افشان کے فرو کش ہو کوکب سے
بھی اطلاع کر دو جب ہم یہان سے شکست کھائینگے تا بکوہ عقیق جانا دشوار ہی تمہارے ملک مین چلے آئینگے
ہر چند کہ یہ ملعونہ پیچھا نچھوڑیگی افراسیاب اُسکو لیکر وہان بھی آئیگا خیر جیدن جان بچے غنیمت ہی اجل سے

اسکو مہلت ہی کیسے کیسے شاہان جلیل جنھون نے تمام عالم مین طبل یکتائی بجایا علم جہان گیری بلند کیا سرکشونکو
مار اگر و سکہ اپنا جاری کیا آخر وہ سب کیا ہوئے گردش فلک سے مثل نقش قدم مٹے اسی طرح ہمارا بھی
وقت جاہ و جلال گذرا زمانۂ زوال قریب آیا پس ہمارے واسطے اپنی جان ندو اس کالی بلا کا مقابلہ نکرو
برائے خدا عبث جاؤان باتونپر ملکہ مہرخ کے برہمن زار زار مثل ابر بہار رودیا کہا ای شہنشاہ لشکر اسلام ای مہرخ
عالیمقام دل ہمارا نہین مانتا ہتو سر ہتھیلی پر رکھکر آئے ہین بدعنت اسکی نہین دیکھ سکتے بربادی پر اس باغ
بیخزانکے دل ٹکڑے ہوتا ہی رنگ روے بہار متغیر ہی نازنینان مہ جبین کو عالم یاس سردار بدحواس زیادہ
نہ ارشاد فرمائیے اجازت میدان کارزار دیجے ایسا نہو وہ صف لشکر پر آجاے میرے سامنے وہ دو چار ہو
کھاجاے دیکھیے وہ چلی آتی ہی سرکشی دکھاتی ہی ملکہ مہرخ نے آنکھونمین آنسو بھرکر فرمایا بہار کی پریشانی کا یہ
باعث ہی اسوقت میدان کارزار مین جاکر سحر کیا اُسکے غلام زنگی کو دیوانہ بنایا وہ غلام بدانجام بیقرار بقہر و غضب
تاریک شکل کش پر جاپڑا بہار خوف سے تاریک کے بھاگ آئی گلشن لشکر مین اگر بھی تاریک اپنے
غلام کو مار کر جستجوے بہار مین آتی ہی اسوجہ سے رنگ روے بہار گلعذار متغیر ہی ثابت قدم کوہ جرأت
صاحب شوکت ولیاقت میدان کارزار سے پلٹ آنے کے حجاب سے رو رہی ہی دیکھو اشکونسے منہ دھو
رہی ہی گلدستہ سحر نیرنگ تیار کیا ہی چاہتی ہی کہ پھر مقابلہ تاریک مین جاؤن اس آدم خوار صحراے بدعنت
سحر کرون یہ سنکر برہمن طرف ملکہ کے پلٹا کہا ای بہار گلعذار تم اب اس جان نثار کا تماشا دیکھو جاکر اسکو
سزا دیتا ہون انشاء اللہ سر لاکر اسکا تمھارے قدمونپر ڈالدونگا یا ہمکو بھی موت لیکر آئی ہی ہمارے سامنے
میدان مین نجاؤ ہمارے واسطے دعا کرو یہ سنکر ملکہ بہار نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچی کہا ای برہمن دکھین تن
مین کبھی افراسیاب کے سامنے سے بھی نہین ہٹی لیکن اس آدم خوار کے خوف سے قلب تھرا گیا
کیسی کیسی نازنینان مہ جبین کو اسنے چیر پھاڑ کر کھالیا اُن سب کی یاد مین قلب سے دھوان نکل رہا ہی ایک
ایک استخوان مثل شمع کافوری جل رہا ہی آج یہ ملعونہ مجکو زندہ نچھوڑیگی حسرتین لیکر باغ عالم سے چلی مثل بوے
گل برباد ہوئی ناشاد و نامراد ہوئی اُس بیقراری مین بہار نے یہ اشعار عبرت آمیز سامنے برہمن کے پڑھے نظم

لب پہ وقت نزع آہونکے شرارے رہگئے
چل چلے تھے منزل ہستی سے بارے رہگئے
شکر ہو کرنے بنایا شانہ اُن زلفونمین

اشک حسرت آکے مژگان کے کنارے رہگئے
بال اپنی اُس طفل کا گذرا اثر ہے منت کے طوق
چلتے چلتے ہی سر عاشق پہ آرے رہگئے

صف مین کشتونکے ہم اک بسمل تمھارے رہگئے
کانمین بالے نہین ہر گوشوارے رہگئے
بزم خوبان اُنکے جانے سے ہی آنکھونمین سیاہ

ماہ کامل چھپگیا باقی ستارے رہگئے
آتش عشق فلک کے طوفان سے کب ٹھنڈی ہوئی
دیدۂ گریان گر حسرت کے مارے رہگئے

ہو بچے یاران عدم سب منزل مقصود پر
مرتے مرتے ایک دو باقی شرارے رہگئے

ہم سر راہ عدم حسرت کے مارے رہگئے
دین و ایمان جان و دل رعنا سب کھو گئے

ان اشعار حسرت انگیز نے سب کے دل بیقرار کیے برہمن بہت رویا
کہا اے ملکہ بہار کیا مجال اس بیحیائی کو تیر دست انداز ہو سکے تمہارے کلمات حسرت آیات نے کلیجہ کے ٹکڑے
اڑا دیے ان باتون کے سننے کی اب تاب باقی نہین ہے سب برہمن کو روک رہے ہین برہمن نہین مانتا یکایک
تاریک نے پھر نعرہ کیا آواز دی اے مہرخ بہار کو میرے مقابلہ مین بھیج ورنہ مین آتی ہون یہ نگوڑا
برہمن بیچارہ دوڑے آیا وہ کیون چھپا کھڑا ہے سامنے نہین آتا یہ سنکر برہمن نے ملکہ مہرخ سے دامن چھڑایا
تیغہ کاندھے پر رکھکر شیرانہ طرف میدان کارزار کے چلا اسوقت دونون لشکرون مین غریو برپا تھا شاہزادہ جمشید
بن کوکب تخت سے کود کر دوڑا آواز دی استاد ٹھہر جائیے مجھے بھی کچھ عرض کرنا ہے برہمن ٹھہر گیا جمشید نے
قریب آکر استاد کہکر برہمن کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے برہمن نے پیشانی پر بوسہ دیکر کہا اے نور نظر حقیقت مین ہم
اپنے کو دہن اژدر مین گرانے جاتے ہین روح ردان طلسم نور افشان کہلاتی ہے حقیقت مین حجرہ ہفت بلا ہے
لیکن اصل مین بلا یہی ہے انسان کو چیر پھاڑ کر کھاتی ہے خدا اسکی بدعت سے بچائے اے فرزند اگر ہم اس ظالم پر
غالب آگئے تو بیشک آتے ہین اگر ہم اسکے ہاتھ سے مارے جائین تو فوراً لشکر کو لیکر طرف طلسم نور افشان کے
چلے جانا ہمارے شہنشاہ کوکب روشن ضمیر سے عرض کرنا کہ گنہگار آپ پر نثار ہوا برائے خدا طلسم باطن مین
چلے جائیے اس آدم خوار سے مقابلہ نکیجئے اسپر غالب ہونا محال ہے تاریک شاگرد کشف مردمان عالم کی قتال ہے
جمشید بن کوکب رونے لگا کہا استاد مین کیا منہ لیکر باپ کے سامنے جاؤنگا مین بھی اسی جگہ پر جان دونگا
برہمن نے بہت تاکید کیا کہا خبردار ہمارے کہنے کے خلاف نکرنا اب ہمارا ٹھہرنا مناسب نہین ہے جمشید روتا ہی رہگیا برہمن
بصد شوکت و جرأت سامنے تاریک کے پہونچا تاریک کی جو نگاہ برہمن پر پڑی ہر دم تن پر بڑی جھومنے لگی کہا اے
برہمن تو کوکب روشن ضمیر کا استاد مشہور ہے ہمکو نجومی بھی جانتا ہے مرتبہ کو بھی ہمارے جانتا ہے کوکب بیچارے
افراسیاب سے صلاح نکرا دی بلکہ بادولت کے مقابلے مین آیا ہے قضا تیری قریب ہے چیر پھاڑ کر کھا جاؤنگی برہمن
نے جواب دیا کہا کیا بیہودہ بکتی ہے یہ میدان کارزار ہے کچھ کمال دکھا تاریک نے غلام زنگی کو اشارہ کیا غلام زنگی
جھوکر چلا برہمن نے آواز دی او تاریک اسقدر غرور ہے اس بیحیا کو میرے مقابلے مین بھیجا ہے تاریک نے کچھ جواب نہ دیا
غلام زنگی قریب برہمن کے پہونچا ہاتھ تلوار کا مارا برہمن نے بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھینکر پھینکدی

زنگی نے چاہا پٹ تڑون برہمن نے ایک طمانچہ مارا زنگی زمین پر گرا برہمن نے چھاتی پر چڑھکے سر اُس مغرور خود سر کا
کھینچکر سامنے تاریک کے پھینکدیا اُستادان سخنور نے داستان شوکت بیان کو اسطرح تحریر فرمایا ہے کہ تاریک نے
جب دھوین کیجانب دیکھا ایک غلام زنگی حاضر حاضر کہتا ہوا سامنے تاریک کے آیا تاریک نے برہمن پر اشارہ کر دیا
جس زنگی نے برہمن پر حملہ کیا برہمن نے کسی کو تلوار سے مارا کسی کو آتش قہر و غضب مین جلا دیا کسی کو چیر کے پھینکدیا
اسطرح سات پتلے مارے گئے تاریک کی آنکھون مین خون اُتر آیا غصہ مین آکر ایک چیخ ماری زمین تھرائی غبار زرد
بلند ہوا نخل تھرا کر زمین پر گرے حیرت جادو نے افراسیاب سے کہا تو شہنشاہ غضب ہوا دائی امان کو غصہ
آیا افراسیاب بھی مثل بید کانپنے لگا کہا ای ملکہ سامری جمشید خیر کرین اب برہمن کی قضا آئی یہ غرور ہوا دائی امان
کے مقابلے کو آیا مثل مشہور ہے جب چیونٹی کی قضا آتی ہے پر پیدا کرتی ہے بقول شاعر مصرع صید را چون اجل آید
سوے صیاد رود تباہ طلسم نور افشان صفائی ہے کوکب کو در بدر خاک بسر کر دونگا قصر جمشیدی لاشون سے
بھر دونگا بڑے اُستاد جی نور افشان کہان گئے بمقدمہ مشعل نور افشان نے بڑی کد کی عین وقت پر ملکہ مہرخ
کی مدد کی مابدولت خاموش ہو رہے یہی یقین تھا کہ دائی امان اگر سبکو کھا لیگی کسی کو اُنکے دست ظلم سے امان
نہ ملیگی خود ہم دائی امان کو لیکر تا بقصر نور افشان جلینگے اب مین کسی کا پاس نکرونگا لشکر دشمن بھی غریو بلند ہے
ہر خرد و کلان از پیر تا جوان صدای مہیب تاریک سنکر تھرا رہا ہے ہر ایک کا یہی قول ہے کہ اب قیامت
آئی لیکن تاریک و برہمن مین بڑے زور شور سے سحر ہونے لگے جو سحر تاریک نے کیا برہمن نے رد کر دیا
بڑھکر سحر کرنے لگا چاہتا ہے تاریک شغل کش پر جا پڑے اُس بلای مہیب سے لپٹ جاؤن تاریک نے برہمن
کو اپنے قریب نہین آنے دیتی آتش خو شعلہ مزاج جب چیخ مارتی ہے خبردار کہکر للکارتی ہے منہ سے شعلے آگ کے
نکلتے ہین نخل صحرا مثل شجر چنار جلتے ہین منہ سے جو لپٹون کے دھوان نکلا ایک آسمان تو بنکر تیار ہوا برہمن پر
آگ برسنے لگی برہمن نے دریا دل بنیظیر کا ابر باران سحر برسا کر شعلہ ہای آتش بجھاتا ہے اس ابر دھوان دھار نے
مثل برق چمک جاتا ہے ابر کو لخت لخت کیا ریلے آتش کو مٹایا لیکن تاریک نے دم لینا مشکل کر دیا دم بدم سحر
تازہ کرتی ہے برہمن ہر مرتبہ آواز دیتا ہے او تاریک قریب آ گردار گر مردان عالم سے آنکھین چار کر تاریک نے
غصے مین چادر سر سے اُتاری نام سامری جمشید کا لیکر برہمن پر پھینکی سب نے دیکھا وہ چادر ابر خونی بنکر برہمن
پر گری برہمن چھپگیا ہر سمت سے غریو ہوا ملکہ تاریک برہمن پر غالب آئین لو صاحبو برہمن کا خاتمہ ہوا
لیکن بعد تھوڑی دیر کے اُس ابر آتش فشان سے مثل آفتاب عالمتاب چمککر نکلا تاریک پر گولہ فولادی مارا

تاریک کی پیشانی پر پڑا تاریک نے تین چرخ کھائے یقین تھا زمین پر گرے ایک چیخ ماری گولہ پھینکر لشکر جمشید پر
گرا کئی سو جوانوں کے پرخچے اڑگئے بلور نے گھبرا کر لشکر ہٹا لیا سردار تھرا گئے سیکڑوں کو غش آگئے ہر ایک کا یہی قول تھا
تاریک بلائے بد ہے برہمن کے قتل کرنے میں کد ہے آج لشکر مہرخ نہ بچیگا زوال مہرخ وغیرہ کے قریب آگیا نظم

نہ جھولا عیش پہ ہے مورد زوال فقط
شرف کلاہ کے انجام ہے وبال فقط
زمانہ خواب ہے اور عمر ہے خیال فقط
کمال کہتے ہیں جسکو وہ ہے زوال فقط

لیکن برہمن شیرانہ مصروف جنگ وجدل ابروپر بل سحر تاریک کے دفعہ کرکے
بڑھا تاریک چاہتی ہے یہ میرے قریب آئے خوب آگاہ ہو چلی کہ برہمن بلا ہے کچھ نہیں کھتا پیچھے ہٹی کارد سحر پھینک ماری
شانہ برہمن کا نشانہ ہوا زخم کھا کر سیر ہوا جھومنے لگا مست مے جرأت صاحب شوکت و لیاقت موزون مزاج
ساحران طلسم نور افشان کے سرکا تاج نشۂ بادہ سحر سے مست مہرخ وغیرہ کا سرپرست لہو منھ سے جاری جوش
جرأت میں آواز دی او تاریک یہ انقلاب عالم ایجاد ہے فلک کج رفتار گردون غدار آمادہ بغض و عناد ہے یہ اشعار
کسی شاعر کامل ہمال نے کیا خوب نظم فرمائے ہیں حاضرین وقت بگوش ہوش سماعت فرمائیں لطف کلام اٹھائیں نظم

حرفہ شو لیست کہ در دور فلک مے بینم
سنگ اسود بخدا سنگ محک مے بینم
گشت برگشتہ وفا سد چہ عقائد در دین
روسیہ اور وہ محتاج نمک مے بینم
تختہ باغ شد از لشکر صرصر تاراج
ہمہ از شعبدہ بازی فلک مے بینم

فتنہ و شر ز سما تا بہ سمک مے بینم
شور و غوغا نیست چو در ذات نمک پروردہ
قلب ارباب یقین قالب شک مے بینم
بجز دست مے عیش خردمندان را
عوض سنبل و گل خار و خسک مے بینم

حال حجاج بد و نیک بآخر پیدا است
ہر نمک خوار چرا کور نمک مے بینم
گردش چرخ نظر کن کہ سلیمان بر مور
بادہ خون جگر و دل چو گزک مے بینم
سبب برہمی عالم و آدم زعنا

یہ اشعار عبرت آثار جو برہمن نامدار نے پکار کر پڑھے صاحبان دل نے
کلیجے تھام لیے ہر ایک یہی کہتا تھا یارو حقیقت میں برہمن نامدار جوان بےنظیر مشیر خاص کوکب روشن ضمیر
گردش فلک سے پیرین مبتلا ہے گھبرا رہا ہے اگر دوسرا ہے مقام پر ہوتا سر پہ ہاتھ دھر کے روتا لیکن تاریک
ایسی ساحرہ سے کیا خوب لڑا آج میدان کارزار میں بڑا معرکہ پڑا زخم کھا چکا لیکن کچھ ہراس نہیں اسوقت تک
اداس نہیں لیکن جب برہمن نے زخم کاری کھایا غصہ آیا تیغہ برق مثال کھینچا تاریک پر جا پڑا لیکن تاریک بڑی
تیز دست بادہ سحر سے مست پنجہ سحر کھینچا برہمن پر ہاتھ مارا برہمن زخمی ہو چکا تھا غصے میں کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ایک طمانچہ
تاریک کے منھ پر مار اتڑا اسکی آواز آئی یقین تھا سر تاریک کا اڑجائے لیکن اسنے منھ سے اُف کہی برہمن کے ہاتھ پر آبلہ
پڑگیا آہ منھ سے برہمن کے نکلگئی جسم سے چنگاریاں نکلنے لگیں ہڈیاں جلنے لگیں قریب سے دو چار سحر سخت ہوئے تاریک نے

اب برہمن پر دباؤ ڈالا برہمن انتہا کا زخمی ہوا قوت سلب ہونے لگی ضعف نے زور ڈالا ہاتھ پانون مین عشہ آیا
قلب تھرایا دیکھا سب نے برہمن چرخ کھاکر زمین پر گرا بیہوش ہوتے ہوتے یہ اشعار حسیبت آثار زبان سے نکلگئے نظم

گذرا ہی مرا نالۂ دل چرخ کہن سے	تھا روح کا ہمدم نہ پھرا جاکے وطن سے	گھٹ گھٹ کے غم ہجر مین دم نکلا ہی تن سے
اب جان حزین چھوٹ گئی رنج و محن سے	پرواز مرا طائر جان کر گیا آخر	جھوکا جو چلا صرصر اندوہ کا سن سے

تاریک نے پانون برہمن کا تھام کر کھینچا طرف قصر آتش کے لیچلی اُسوقت لشکر و نگا گھبرانا جمشید و بلور سے لشکر
طرف صحرا کے بھاگے جان بچاکر نکلگئے لشکر مہرخ مین قیامت برپا ہوئی طرف بارگاہ کے خاک اُڑاتی ہوئی بیٹی ہر ایک یہی
چاہتا تھا سوراخ مور و مار مین جاکر چھپین کسطرح اس ملعونہ سے جان بچائین مگر تاریک برہمن کو کھینچتی ہوئی اپنے تعاقب
پر آئی خستہ و شکستہ ہوچکی ہی برہمن کا طمانچہ جو گال پر پڑا ہی منھ سوجا ہوا عارض پر عارضہ اُسی غصے مین دونون پانون
برہمن کے تھام کر چیر ڈالا بھوکی ہورہی تھی سر پر منھ مارا ایک دانت تاریک کا ٹوٹگیا اب جو دیکھا مٹی کا آدمی سر تھیر کا
ایسو جسے اُسکا دانت ٹوٹا چیخ نے لگی حیرت جادو تو بھاگ کر بارگاہ مین چلی آئی ہی خوف سے کانپ رہی ہی وزیر زادیو نسے
کہتی ہی سامری جمشید اسکی بدعت سے بچائین دیکھو صاحب غضب ہوا برہمن کو چیر پھاڑ کر کھارہی ہی لیکن افراسیاب جادو
بیرون بارگاہ کھڑا ہوا خوشیان کر رہا تھا سوار و نسے کہا لو صاحب آج طلسم نور افشان کا خاتمہ ہوا برہمن ایسا شخص مارا گیا
کوکب سر ٹپککر رجائیگا یکایک تاریک کے چیخ نے کی آواز آئی افراسیاب دوڑا پکار کر پوچھا دائی امان خیر تو ہی
دیکھا تاریک کے منھ سے خون بہہ رہا ہی چیخین مار رہی ہی افراسیاب نے جو پوچھا تاریک نے تو کچھ جواب دیا لیکن آسمان پر
برق چمکی آواز آئی منم شہنشاہ نور افشان او تاریک تیری یہ مجال تھی کہ میرے فرزند کا گوشت کھائے کچھ مزا تھا
گوشت کے بدلے پتھر چبایا مین نے پتلا مٹی کا تیرے واسطے ڈالدیا دیکھ برہمن کو لیے جاتا ہون خیر انشاءاللہ سمجھونگا وہ
برق چمککر غائب ہوئی تاریک نے قصد کیا تھا کہ نور افشان پر جا پڑون افراسیاب نے ہاتھ تھام لیا کہا
دائی امان جانے دیجیے اس بڈھے کا تعاقب نکیجیے تاریک نے کہا نگوڑے بڈھے کو بھی چیر پھاڑ کر کھا جاتی لگی افراسیاب
نے ہاتھ نچھوڑا تاریک نے کہا نگوڑے مین بھوکی رہی جاتی ہون اتنی دیر لڑی پیٹ مین خاک اُڑ رہی ہی صبح کی
نہاری ہضم ہوگئی نور افشان صدمہ عظیم دیگیا مکر سے برہمن کو لیگیا اسکے بدلے مین نے اگر کل اہالیان طلسم نور افشان
کو نہ قتل کیا تو صاحب خاص سامری نکہنا اسوقت بہت بیقرار ہون مُنھ سے خون جاری ہی گال پر ایسا طمانچہ
برہمن نے مارا کہ قلب پر صدمہ عظیم پہنچا او افراسیاب اگر میری جگہ پر دوسرا ہوتا سر اُڑ جاتا شعبدہ سحر سے
مین نے اپنے کو بچایا لیکن جلد مجھکو شراب پلا گزک منگا ورنہ اسوقت غصے مین تجھکو کھا جاؤنگی پیٹ مین آگ لگی ہی

یہ سنکے افراسیاب گھبرا گیا فرابہ شراب کا اُٹھا کر تاریک کو دیا بہ تعجیل اپنے لشکر سے دو جوان اُٹھا لایا وہ بیچارے
غلّچاتے ہین یارو ہمکو اس ظالم سے بچاؤ افسران فوج حیران دیکھنے لگے کہ آخر افراسیاب نے اُن
دونون جوانون کو لیجا کر سامنے تاریک کے ڈالدیا کہا لو وائی امان یہ گزک حاضر ہے تاریک اُنکو چیر پھاڑ کر
کھانے لگی لشکر افراسیاب مین ایک غریو بلند ہوا صدہا خوف جان سے بھاگنے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا یارو اس
آدمخوار سے سامری و جمشید بچائین آخر کہان بھاگ کے جائین ہر وقت یہ ملعونہ درپے آزار ہے شہنشاہ خود ڈرتے ہین
اُسنے غصے مین کہا جلد گزک لاؤ ورنہ تمکو اور حیرت کو چیر پھاڑ کے کھا جاؤنگی شہنشاہ نے خوب غریبون پر ہاتھ صاف
کیا کیا خوب انصاف کیا بعض نے کہا یارو آخر اس ظلم کا انتقام بھی ضرور ہوگا جسطرح عمرو نے شعلہ ایسے آتش
مزاج کو ٹھنڈا کیا انکی بھی تدبیر کریگا اپنی تاریک کے خون سے ہاتھ بھریگا بڑے بڑے ظالم گذر گئے آخر حسرت لیکر گئے
ضحاک ماردوش بادہ کبر و غرور سے مدہوش تھا دو آدمی روز بیگناہ مارے جاتے تھے مغز اُن غریبون کا
وہ ماران سیاہ کھاتے تھے بیچارا ظالم نے ہزار سال سلطنت کی خلق خدا پر خوب بدعت کی آخر انجام کیا ہوا
فریدون کے ہاتھ سے مارا گیا یہ بھی اب آفتاب لب بام ہے ایک گردش فلکی مین کام تمام ہے جس سر مین غرور
ہے یہ ٹھوکرین کھائیگا عمرو فکر قتل مین مصروف ہے وہ ارسطو فطرت لقمان حکمت کوئی تدبیر کر رہا ہوگا لشکر افراسیاب
مین ہر ایک خرد و کلان ظلم تاریک سے بیقرار ہے حیرت و افراسیاب اُسوقت بطور خوشامد خدمت
تاریک مین حاضر ہین زخمدوزی تاریک کی کر رہے ہین لیکن نور افشان جادو برہمن روئین تن کو اُس
حال زار مین لیکر قصر نور افشان مین آیا برہمن بیہوش تمام جسم پر سحر تاریک سے آبلے پڑے ہوئے لا کر تخت پر لٹایا
آفتاب گوہر دندان و ہلال گوہر دندان دختران نور افشان روتی ہوئی قریب آئین پوچھا بابا جان آج
معرکہ کیا ہوا نور افشان نے کہا آج برہمن نے بڑی جرأت کی کہ تاریک ایسی ملعونہ سے سر میدان مقابلہ کیا آخر وہ
غالب آئی اگر چند ساعت اور نہ پہونچتا خاتمہ تھا چیر پھاڑ کر کھا جاتی مگر عمر بھر یاد کریگی ایک پتلہ اسکی صورت کا ڈال آیا
اسکو بچایا مگر افسوس یہ جان تو برہمن کی بمشکل بچی سحر سے بیکار ہو گیا یہ کہکے نور افشان نے حلق مین برہمن کے آب
دفع سحر ٹپکایا زخمدوزی کے عرصہ دراز بعد برہمن کو ہوش آیا پریشان و مضطر آہ آہ کی صدا بلند بیقرار و دردمند
کہا استاد روح قالب خاکی مین بیچین ہے نور افشان نے برہمن کو گلے سے لگا لیا پیشانی پر بوسہ دیا فرمایا ای فرزند خجستہ خو
ای زینت پہلو نہ گھبرا انشاء اللہ بدل و جان تیرا علاج کرونگا لیکن کیا کہون منتشر بدحواس ہون تاریک کا اب علاج
نہوگا تو آفت برپا ہوگی اگر ایک مرتبہ اُسنے طبل جنگی بجایا ایک زندہ نہ بچیگا اُس سے کون مقابلہ کریگا ان امورات سے معلوم

ملے تو غنچۂ آرزو کھلے یا تو مین بھی جاکر جان دونگا یا اس بدعت کا بدلا لونگا تسکین دیکر برہمن کو اُسکے قصر مین
پہونچایا خادم خدمتگذار مقرر کیے لیکن واضح اے ناظرین والا مقام ہو کہ برہمن کا حال بہت ابتر ہی بحر تاریک
سے دل وجگر جھلک گیا قوت نشست و برخاست باقی نرہی انتہا کی جفا سہی کہ وقت پر اسکا ذکر تحریر ہوگا
نور افشان عالیشان برہمن کو پہونچا کے قصر نور افشان مین آیا آفتاب وہلال نے عرض کی ای والد
نامدار آپکا حکم ہو تو اسوقت مین جاکر شریک لشکر ملکہ مہرخ ہون اگر اسوقت مصیبت مین شراکت کی لوگ
کیا کہینگے ملکہ بران شمشیر زن کی بھی خبر لینا واجب ولازم ہی وہ کسی کے روکنے سے نہ رکینگی حقیقت مین
انکو بڑا خیال ہی اُٹھ پہر یہی دعا کرتی ہین کہ صاحبقران زمان طلسم ہوش ربا مین تشریف لائین طلسم ہوش ربا
فتح ہو جسوقت یہ اخبار عبرت آثار گوش زد ہوگا ممکن ہی کہ وہ رکین فوراً جا پڑینگی خدانخواستہ اگر انکے دشمنونپر کوئی
افتاد پڑی عمر نامدار کوکب عالیوقار یہ صدمۂ عظیم اُٹھا سکینگے فوراً جان دینگے ای والد نامدار اگر بعد خرابی لیا
جان دی تو کیا لطف لالوگ کہینگے اپنے آقا کو قتل کرایا مجبور ہو کر جان دی آبرو جائیگی پس ہمارا جانا واجب ولازم
ہی یہ کلمات حسرت آیات سنکر نور افشان نے دونون شاہزادیونکو گلے سے لگایا کہا ای نور نظر تم صاحب لیاقت
وجرأت ہو تم سے سطرح کی امید ہی لیکن اس لڑائی مین جیسے بران شمشیر زن کو کوکب روشن ضمیر نے مخفی کیا ہی گو
خبر ان کو نہین پہونچی خود کوکب حیران وپریشان سرگردان پھر رہا ہی کچھ خواجہ عمرو سے صلاح ہوئی تھی
نہین معلوم اُسکا انجام کیا ہوا اب مین بھی اسی فکر مین جاتا ہون تم قصر نور افشان سے ہوشیار رہنا
ہزار طرح کے خیال ہین تمھاری حفاظت کے واسطے یہان رہنا بہت بہتر ہی اگر کوئی ضرورت ہوگی تمکو خبر دونگا
نور افشان جادو نے کوٹھا کھولا اک تیغہ برق مثال نکالا اسکو قبضے مین کیا ایک طاؤس زرین بال سحر سے بنایا
اسپر سوار ہو کر نور افشان جادو فکر تاریک مین بقصد شد و مد روانہ ہوا کہ ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا یہ بھی
واضح اے ناظرین والا مقام ہو کہ ملک اطلس گلگون پوش اپنی بارگاہ مین فروکش ہی ہر وقت اسکو یہی
انتظار ہی کہ خواجہ عمرو میری معشوقہ لینے گئے ہین پوچھا کرتا ہی ابھی میرا دوست صادق یار موافق کوہ محبوبا
سے واپس نہین آیا زخمونکا بھی علاج ہو رہا ہی تاریک شکل کش کے ہاتھ سے زخمی ہوا تھا دوسرا مقدمہ
بھی خیال مین رہے کہ شہرۂ فیلسر بقصد گرد فرتعاقب مین گیہان اژدر سوار کے چلا آتا ہی ساتھ والونسے کہتا ہی
جاکر افراسیاب بنگرام کو مارون اپنے بادشاہ عالیجاہ شہنشاہ لاچین کو قید سے رہا کرون تب کلیجہ
ٹھنڈا ہو اس بنگرام بے ایمان نے غضب کیا میرے بھائی لوح دار طلسم ہوش ربا صاحب جوہر قہقہہ فیلسر

کو بظلم و بدعت قتل کیا شہنشاہ لاچین کو مکر سے پکڑ لیا سالہا سال گذرے ہمکو خبر ہوئی اب شیوہ نمکخواری یہی ہی کہ جاکر انکے دشمنونکو مثل نقش قدم مٹاؤن ان سرکشونکو سحر سے دیوانہ بناؤن ساتھ والے جھوم رہے ہین قبضہ شمشیر کے چوم رہے ہین عرض کرتے ہین ای سردار نامدار ای شہرۂ عالیوقار خون کے دریا بہائینگے افراسیاب کی مشکین باندھ لائینگے اس جوش و خروش مین یہ لشکر بھی اسی جانب آتا ہی انکا بھی حال تحریر ہوگا ان کل مقدمات کو ناظرین والا تمکین خیال مین رکھین

دو کلمہ داستان شوکت و عبرت عنوان اول عیاری خواجہ عمرو نامدار و جلالت مہتر قران عالیوقار و ذکر جنگ مغلوبہ و آمد شہنشاہ والاشان و عیاری مہتر والا گہر یعنی چالاک بن عمرو و جنگ ملکہ طلس گلگون پوش و شہرۂ فیلسوف دیگر حالات متعلق داستان ہذا عجب داستان نیرنگ و خوش آہنگ ہی

ز برق حادثہ آتش بہ خرمن افتاد است
تمام گلشن آفاق دام صیاد است
بعیش کوش اجل فرصتی اگر داد است
بیا کہ قصر عمل سخت سست بنیاد است
بیار بادہ کہ بنیاد عمر بر باد است

بھرا ہوا ہی دورنگی سے باغ ہست و بود
جو راست پوچھو تو یکرنگ لوگ ہین معدود
غرض عوام سے کیا اہل دل سے ہی مقصود
غلام ہمت آنم کہ زیر چرخ کبود
بہر چہ رنگ تعلق پذیرد آزاد است

گناہگار ہون پر زیر پا ہی راہ ثواب
عجیب سانحہ شب کا سناؤن ای احباب
کل ایک خضر منش سے رہے سوال و جواب
چہ گویمت کہ بہ میخانہ دوش مست و خراب
سروش عالم غیبم چہ مژدہا داد است

کہا یہ اُسنے سن ای مرد نیک کوتہ بین
ترا مقام ہی درگاہ حق مین علیین
یہ میکدہ ہی خرابات و قابل نفرین
تو ہی بلند نظر شاہباز سدرہ نشین
نشیمن تو نہ این کنج محنت آباد است

جو ہمصفیر ہین ارواح تیری با توقیر
وہ تجکو دیکھکے ہوتے ہین دل مین بس دلگیر
تو کان دھر کے ذرا اُسن تو اُنکی کچھ تقریر
ترا ز کنگرۂ عرش میزنند صفیر
ندانمت کہ درین دامگہ چہ افتاد است

بعین خواب میرے دل پہ گرد تھی افکار — کہ نیند آتے ہی دیکھا بزرگ اک دیندار
براہ لطف لگا کرنے مجھ سے یہ گفتار — نصیحتے کنمت یاد گیر و در عمل آر
کہ این حدیث ز پیر طریقتم یاد ست

یہاں جو شاد ہے انجام کو وہ ہے ناشاد — طلسم ساں ہے یہ نیرنگ عالم ایجاد
زمانہ دیدہ ہوں رکھ میری یہ نصیحت یاد — مجو درستی عہد از جہان سست نہاد
کہ این عجوزہ عروس ہزار داماد ست

نبات اسکا ہے اول تو مثل شیر و شکر — مآل کار ہے لیکن بشر کے حق میں ضرر
ملا ہے زہر ہلاہل نبات کے اندر — فریب شیوۂ حسن از جہان پیر مخور
کہ ہر کہ کرد بوے اختلاط ناشاد ست

یہ کارخانۂ ہستی ہے محض بے بنیاد — غم و الم میں نہ عمر عزیز کر برباد
کہا یہ ماں نے ہرگز نہ دل میں ہو ناشاد — غم جہان مخور و پند من مبر از یاد
کہ این لطیفۂ عشقم ز رہروے یاد ست

وہ بیخرد ہے جو مجبور بندے کو ٹھہرائے — وہ بیخبر ہے جو مختار نیک و بد فرمائے
بجا ہے مخبر صادق کی اس حدیث پہ رائے — رضا بدہ بقضا و ز جبین گرہ بکشائے
کہ بر من و تو در اختیار نگشادست

خزاں نے گلشن ایجاد میں پڑا ہے غل — بسان غنچۂ دل افسردہ لوگ ہیں بالکل
صدائے کوس سفر شیشے کی ہے یاں قلقل — نشان عہد و وفا نیست در تبسم گل
بنال بلبل عاشق کہ جائے فریاد ست

نہیں زمانہ میں شیرین سخن مگر حافظ — جہاں میں صورت رعنا ہے نامور حافظ
بجا ہے شعر کا کرتا ہو فخر گر حافظ — حسد چہ میبری اے سست نظم بر حافظ
قبول خاطر و لطف سخن خداداد ست

چہرہ محرران جادو تقریر و کاتبان اخبار دلپذیر سطیر تحریر حالات حیرت آیات جنگ سحر و ساحری میں مصروف ہوتے ہیں شعر واقفانے کہ در سخن فرد اند + شرح این داستان چنین کردند + استادان سخنورانے اس داستان

حیرت بیان کو نہایت تکلف سے آراستہ کیا ہے حقیر پرتقصیر مصنف ہیچمدان نے ان مقامات کو خون جگر کھا کر بحسن تدبیر و بہ تقریر دلپذیر بہ نہایت تکلفات سے تصنیف کیا نکتہ شناسان طبع بین و ناظران فصاحت آئین لفظ لفظ اس داستان حیرت عنوان کو ملاحظہ فرما کر مصنف کو خلعت تحسین و آفرین سے مخلع کرین دامن مراد گلہائے توصیف و تعریف سے بھرین بعجز و انکسار تمام ایک مطلع اور ایک شعر اس مقام پر تصنیف کر کے درج کیا اسی کے مضمون پر کاربند ہونا مناسب ہے **مطلع و شعر مصنف**

نگہ ترچھی بظاہر گرم جوشی — ہے عین مصلحت تیری خموشی

یہن برہین لباس عیب پوشی — نگر پردہ دری دشمن ہو یا دوست

واضح ہو کہ جو وقت میدان کارزار مین برہمن صف شکن بظاہر ہاتھ سے تاریک شکل کش کے سیار گلشن جنان ہوا جمشید و بلور مع لشکر تاریک سبحان بچا کر طرف صحرا کے بھاگے درہ ہائے کوہ مین مخفی ہوئے ملکہ مہرخ اپنی بارگاہ مین آکر جھبین افراسیاب و حیرت جادو تاریک کو ساتھ لیکر اسی مکان مین آئے ایک جوان زنگی بطور نگاہبان رقص و خانہ پر مقرر کر دیا افراسیاب وحیرت بیٹھے شراب پلا رہے ہین چونکہ تاریک بھی زخمی ہوئی ہے بہلا رہے ہین مہرخ وغیرہ کا قصد ہے کہ یہانسے بھاگ جائین ایسا نہو تاریک ہمپر آپڑے اُس آدمخوار سے کون لڑے لیکن اولان احوال مہتر قران نامدار تحریر ہوتا ہے کہ جب یہ کیفیت برق فرنگی نے مہتر قران سے آکر کہی مہتر قران نے پوچھا ای برق برہمن کو تاریک نے مار ڈالا برق تڑپ گیا کہا خلیفہ صاحب کیا عرض کرون برہمن اس زور شور سے لڑا کہ تاریک گھبرا گئی لیکن انجام مین کچھ نہو سکا برہمن بیہوش ہو کر گرا تاریک جسے بچا کھا گئی جمشید و بلور بدحواس ہو کر بھاگے لشکر مہرخ مین قیامت برپا ہے اب لشکر کا پالون نہ جمیگا خلیفہ صاحب جلد کچھ تدبیر کرو فکر قتل تاریک مین تقریر کرد قران نے یہ حال پر ملال سنکر سر جھکا لیا آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا ای برق بڑی خرابی ہے ذہن مین نہین آتا کیا عیاری کرین اول مین خواجہ نامدار افراسیاب بنکر گئے اسکو بیہوشی کے جام پلائے وہ بیہوش نہوئی بلکہ یہ کہا کہ تیرے ہاتھ کی شراب مین تلخی ہے یہ نسخہ مجکو بتا دے پھر بتلا دو ہم کیا تدبیر کرین سوا بیہوشی پلانے کے اور کیا کر سکتے علاوہ ازین اُسنے سحر سے قصر آتش بنایا ہے اُسمین رہتی ہے وہان پہونچنا دشوار ہے اگر کسی بارگاہ مین ہوتی کیسی صورت نکلے جلا دیتے جان دیکر ایک بغدہ لگاتے اگر تاثیر ضرب ہوتی سر اڑ جاتا ورنہ لڑکر جان دیتے اب کیا کرین تاریک روسیاہ تک کیونکر پہونچین برق نے کہا خلیفہ صاحب اگر میرے ذہن مین کوئی تدبیر ہوتی فوراً جا پڑتا اب آپ کچھ فکر کرین اُستاد کو تلاش کیا

کئی دن سے اُنکا پتہ نہین شاید معرکہ برہمن سے وہ آگاہ نہین ہوئے باطنی ہوکر ملاحظہ فرمایا ہو اس ہنگامہ
مین ہر ایک خرد و کلان حیران و پریشان ہی فلک درپئے آزار ساحرہ مکار غدار جہان دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ
لیکن اب تمسا ہی تامل مناسب نہین ہی جو کچھ ہو سکے فوراً تدبیر ہو قران و برق عرصہ دراز تک ایسی ایسی صلاح
مین کلام کیا کیے جب کوئی بات قرار نہ پائی مجبور ہوکر قران نامدار نے کہا ای برق حقیقت مین عیاری تو اُسپر
نہ چلیگی اب باغ عالم مین شاخ تمنا نہ پھولیگی نہ پھلیگی لیکن غیرت جرأت دامنگیر ہی بس جان دینے کی یہ معقول
تدبیر ہی کہ شاید تمکو بھی یاد ہو گا ملکہ ارمان جادو نازنین خوشخو افراسیاب کی بھانجی اسی زمانے مین براے
مقابلہ ملکہ بہار آئی تھی دونون گلعذار و نازنین خوب خوب سحر ہوئے گئے باغ سحر و ساحری بنائے مجکو اُنکی صورت
زیبا بہا تمک پسند آئی دلمین جو آیا تو اُنکی تصویر کھینچلی اُسکو سنا ہی تاریک شکل کش بھی بہت عزیز رکھتی ہی
پس یہ ارادہ ہی کہ تمکو اُنکی شکل بناکر لیچلین ہم ایک غلام ترک کی صورت بنین سامنے تاریک شکل کش کے
پہونچین تمکو سکھلایا گیا ہی خود طرار و فرار ہو مکار و غدار ہو ناز و ادا کی باتین کرنا ایک بغدہ مین مارونگا اگر
پورا پڑ گیا تو خاتمہ ہی جو تمسے ہو سکے حلقہ ہاے کمند یاد ار تیچے کا کرنا اگر نہو سکے تماشہ دیکھنا اس آدمخوار کی چھاتی پر
چڑھ بیٹھونگا پسلیان توڑ ڈالونگا اگر بغدے نے تاثیر کی یہ تو ظاہر ہی کہ دہن اژدر مین جاتے ہین ہر وقت
افراسیاب و حیرت بھی اُنکی خوشامد مین مصروف رہتے ہین اگرچہ قابض ہوا ایک وار افراسیاب
پر بھی کرینگے ایک ہلکی سی ٹھوکر حیرت پر بھی پڑے شاید کوئی مطلب نکل آئے ورنہ اپنی جان دین تاراجی
باغ پُر بہار نہ دیکھین برق بھی تڑپ گیا کہا خلیفہ بات تو خوب ہی یہ عیاری دلکو مرغوب ہی لیکن تاریک وہ
آفت زمانہ ہی کہ جسکا مثل ممکن نہین براے جانبازی حاضر ہین جسطرح مزاج مین آئے قران نے فوراً تصویر
دلپذیر ارمان جادو اپنے پاس سے نکالی برق نے رنگ روغن عیاری کا نکالا زنانہ جوڑا زیب جسم کیا زلفونکو
پیچ و تاب دیا صورت ارمان جادو کی بنائی مہتر قران نے دیکھا حقیقت مین ایسی صورت برق بنا ہی
کہ اگر ارمان کے مان باپ بھی آئین اور بہ نگاہ غور دیکھین کسیطرح نہ پہچانین مہتر قران ایک غلام ترک
کی صورت بنکر تیار ہوکے سپاہی وضع زخم کھائے ہوئے ٹانکے جابجا نشان جرأت و شوکت کی آن بان
تیغہ برق تاب کاندھے پر رکھا سپر پشت پر بغدا زیب کمر اب قصد ہوا کہ برق کو ساتھ لیکر قصر تاریک کے
اندر چلین جاکر اُس سیاہ رو کو مارین یا اپنی جان دین چند قدم چلے تھے کہ ایکطرف سے آواز آئی ای برادر ٹھہر جاؤ
قدم آگے نہ بڑھاؤ ہم بھی آپہونچے یہ آواز سنکر مہتر قران و برق گھبرا گئے کہ خداوندا یہ کیا معرکہ ہی اُس

صورت میں ہمکو کیونکر پہچانا کوئی شعبدہ افراسیاب نہو قصد ہوا کہ نکل جائیں لیکن نورافشان قریب آگئے تھے بہ محبت
آواز دی ای قران و برق نہ گھبراؤ جو ظاہر میں صورت ہے وہی سیرت ہے جان نثاران لشکر اسلام سے ہین
جو تمھارا قصد ہے وہ ہمارا بھی ارادہ ہے یہ خیر خواہ جان دینے پر آمادہ ہے مکرر جانو اپنے دوست صادق کو پہچانو
یہ کہکر نورافشان قریب آیا مہتر قران کا ہاتھ تھام لیا برق نے چشمک کرکے کہا ای شاگرد رشید مہتر قران
ماشاءاللہ کیا کہنا اگر مین نہ آجاتا تم دونون جا کر مارے جاتے ہر چند کہ بڑے جانباز انتہا کے سرفروش ہو لیکن قتل
تاریک بہت مشکل ہے ساحرہ عاقل و کامل ہے اب مہتر قران کو یقین کامل ہوا کہ نورافشان عالیوقار ہے
لپٹ کے خوب روئے نورافشان کے بھی اشک حسرت جاری ہوئے کہا ای عیاران نامی و ای جان نثاران
گرامی اس درہ کوہ مین چلو ہم تم ملکر صلاح کرین شاید کوئی صورت معقول نکل آئے دل تردد منزل تسکین پائے
مہتر قران و برق فرنگی و نورافشان جادو ایک درہ کوہ مین آکر بیٹھے انجمن مشاورت کو منعقد کیا کلام
ہونے لگے شمع رائے روشن کی لیکن چراغ عقل گل ہین مرنے پہ لو لگی ہے شمع حیات جھلملا رہی ہے برق کا
تڑپنا مہتر قران کا پھڑکنا نورافشان کا تسکین دینا اور کہنا کہ ای عیاران نامدار و ای طراران عالیوقار
گھبراؤ پروردگار رحیم و کریم ہے سمیع و علیم ہے بقول شاعر شعر مشکلے نیست کہ آسان نشود + مرد باید کہ ہراسان
نشود + برق نے تڑپ کر کہا استاد قتل تاریک ناممکن ہے ہم و خلیفہ جان دینے جاتے ہین تمنے ہمکو ناحق روکا
مرنے والونکو کیون ٹوکا جو کچھ خلیفہ نے سوچا ہے وہی بہتر ہے بصورت اربان جادو ہم جاتے ہین تاریک
ضرور بلا لیگی اندر پہونچتے ہی پہونچتے اپنا کام کرینگے انشاءاللہ اسکو مار کر مرینگے اپنے سردار کی وہ مصیبت
دیکھی ہے کہ روح قالب مین تڑپتی ہے اپنے پروردگار سے کہتے ہین کاش بطن مادر سے نہ پیدا ہوتے ہر وقت
حیران و پریشان ہین یہ اشعار ورد زبان ہین **نظم**

دل کو میرے خمخانہ بنایا ہوتا
اس سے بہتر تھا کہ دیوانہ بنایا ہوتا
گر سلیمان حشم مجھکو دیا تھا تونے
تو مجھے شوق سے پروانہ بنایا ہوتا
خاکساری مجھے ملتی تو بڑی نعمت تھی
دلکی اقلیم کو ویرانہ بنایا ہوتا

کاسہ سر کو بھی پیمانہ بنایا ہوتا
کاش ہوتین صدف گوہر مری چشم گریان
خانہ دل کو پریخانہ بنایا ہوتا
تیرہ بختی کا جو قسمت مین لکھا تھا سودا
کاش خاک جانانہ بنایا ہوتا
غم دوریسے ہے انگشت بدندان عنقا

ہون فقط عقل کی افراط سے ششدر یا رب
دانہ اشک کو دُردانہ بنایا ہوتا
آتش غم سے جلانا ہی اگر تھا منظور
کاش خال رخ جانانہ بنایا ہوتا
اس غم آباد سے بہتر تھا کہ ای رب جہان
غم نہ تھا حال جو مستانہ بنایا ہوتا

یہ اشعار حیرت آمیز عبرت انگیز تڑپ تڑپ کر پڑھے نور افشان بھی بیقرار ہوکر رونیلگے کہا ای برق و قران ہمین تمسے زیادہ ملال ہی بربادی لشکر کا خیال ہی مین بھی اسی فکر مین نکلا ہون کہ کوئی تدبیر کرون بڑا کمال یہ کیا کہ تیغہ نور افشانی لیکر آیا اس تیغہ جوہر دار کا نکالنا مناسب نہ تھا نجومیون نے صاف صاف لکھا ہی کہ جب اسد نامدار کو لوح طلسم ہوشربا حاصل ہو تب یہ تیغہ قبضے مین طلسم کشا کے رہے اسی تیغہ سے افراسیاب قتل ہوگا لیکن یہ بھی تحریر ہی کہ معقول تدبیر ہی کہ جسکے قبضے مین یہ تیغہ آبدار ہوگا اُسپر کسیکا سحر تاثیر نکریگا اسواسطے مین اسکو نکال لایا قصد تھا کہ خود جاکر تاریک سے لڑون لیکن مین اور تدبیر کرونگا اور طور سے اپنے کو وقت پر پہونچاونگا ای مہتر قران ای نظر کردہ بزرگان یہ تیغ بے پناہ تمہارے دست زبردست کے قابل ہی اگر فضل الٰہی شامل ہی تمہارا ہاتھ تاریک پر پڑ گیا ضرور اُس روسیاہ کے دو پرکالے ہونگے ہم بھی اگر سحر کرینگے شاید یہ تدبیر راست آئے یہ سُنکر مہتر قران کا چہرہ خوشی سے سُرخ ہوگیا کہا ای نور افشان نامدار ساحر عالیوقار بخدا اگر سحر نے مجھپر تاثیر نہ کی اس آدمخوار کو گھس کر نہ مارا تو اپنا نام مہتر قران نہ پایئن ڈوڈدانونسے ماش کے ڈرتا ہون جہان ساحر نے ہونٹھ ہلائے چھو کر دیا اچھو ہوگیا ہاتھ پاؤن بیکار ہوئے اگر رستم وقت ہین تو مجبور ولاچار ہوئے آج تک اس ہوشربا مین بڑے بڑے ساحرون کو مارا بعض کو سرمیدان للکارا مگر یہی خوف رہتا ہی کہ گرفتار نہو جائین جب یہ یقین ہوا کہ سحر تاثیر نکریگا گھس کر ہونگے خوب معرکہ پڑینگے تیر تفنگ سے کیا خوف ہی گرز وتلوار سے کیا ڈر اگر مارے گئے نام ہوا سُرخ رو ہو کر دنیا سے اُٹھے بہادرون مین مشہور کہلائے دشمنون کے دلمین ناسور پڑے یہی دلمین خواہش ہی ہر وقت کاہش ہی کہ لڑبھڑکر مرین فرد غازیان دیندار ومجاہدان تہور شعار مین نام مرقوم ہو تمام عالم مین جرأت کی دھوم ہو جبسے اس طلسم مین داخلہ ہوا ہر وقت یہی تردد رہا کہ پروردگار ساحران غدار سے بچائے ہاتھ نہ باندھا جائے ای نور افشان ذیشان بسم اللہ تیغہ مجکو مرحمت فرمایئے آپ طرف طلسم نور افشان کے جایئے اب ہم سمجھ لینگے نور افشان نے کہا ای مہتر والاگہر اسپر ناز نکرو کہ ہم جاتے ہی تاریک کو مارینگے وہ ملعونہ ہمہ دان ہمہ گیر کامل واکمل صاحب تدبیر ہی دیکھتے ہی اس تیغہ کو پہچان لیگی تمکو اپنے قریب نہ آنے دیگی لشکر افراسیاب بیحساب ہی قیامت برپا ہوگی لاکھون ساحر تمکو گھیر لینگے غیر ساحر دنکے بلوے ہونگے افراسیاب بھی الگ لڑیگا اور تاریک جسوقت آگاہ ہوگئی تمہارے سائیسے مثل آہوے وحشی رم کریگی آسمانپر چمکیگی غیر ساحر اُس تک کیونکر پہونچینگے اگر اور ساحر وحشی یا تجھ سے قتل کیے تو کیا قران نے کہا خدا مالک ہی اب آپ بسم اللہ کرکے

تیغہ نور افشانی مجھکو مرحمت فرمایے انشاء اللہ ملاحظہ کیجیے گا کہ کیا گذری نور افشان جادو نے تیغہ جوہر قران نما ہرا
کو دیا اور کہا پروردگار تمکو مظفر و منصور کرے اُس بلاے سیاہ سے بچاے یہ کہکر نور افشان اپنے کو اسباب
سحر سے آراستہ کرکے ایک جانب روانہ ہوا قران و برق فرنگی بصورت ہاے مذکور طرف تاریک کے چلے
کہ انکا حال حیرت مآل وقت پر تحریر ہوگا لیکن یہان لشکر مہرخ مین ہنگامہ عظیم برپا ہے ہزارہا ملازم و غیر ملازم
مثل تاجران لشکر بھاگ گئے ہر ایک کا یہی قول ہے کہ اب تاریک کے ہاتھ سے جانبر ہونا دشوار ہے یارو
برہمن روئین تن کس زور شور سے لڑا آخر سیار گلشن جنبان ہوا اور کسی کی کیا حقیقت ہے کہ اس بلاے سیاہ
کے سامنے جاے یا اُس سے آنکھ ملاے صاحب ساحری بانی بناے رکن ساحری ملکہ مہرخ نے جو ہنگامہ سنا بارگاہ
سے باہر نکل آئین چند سردار و غازیان تہور شعار سایہ سان ملکہ کے ساتھ ہین ملکہ نے بہ آواز بلند پکار کر کہا
صاحبو جاگنے والون کو نہ روکو بندگان خدا بچ جائین اس بلاے ناگہانی سے نجات پائین اگر خدا ہمکو فتح دیگا
پھر سرفراز کرینگے ہم ان صاحبونکی محبت پر ناز کرینگے ہمارا وقت زوال ہے سب کی جان کا ہمکو خیال ہے ہمارا
قدم نہ ہٹیگا انشاء اللہ اس میدان کارزار مین دریاے خون بہیگا ہالیان لشکر نے جو ملکہ مہرخ سے ایسے
کلمات حسرت انگیز سنے روتے پیٹتے خیمون سے نکل آئے قدمون سے ملکہ مہرخ کے لپٹ گئے بیقرار ہوکر روے عرض کی
ای شہنشاہ عادل ای کامل و عاقل ہم آپسے بیشتر جان دینگے مجبور یہ ہین کہ ہمارا سحر اُسپر تاثیر نہین کرتا لیکن آپکے
ساتھ سے قدم نہ ہٹائینگے حضور کو چھوڑکر کہان جائینگے جو بھاگ گئے چلے جائین کیا پروا ہے ہمنے اہل و عیال
سب آپ پر نثار کیے جان و مال سب تصدق کرینگے نمک حلالی یہ ہے کہ سامنے حضور کے مر مٹینگے ملکہ نے ٹھنڈی
سانس کھینچکر کہا خدا تم سب صاحبونکو سلامت رکھے تم سب صاحبون سے سب طرح کی امید ہے کیسے کیسے سرفروش
مارے گئے دل پر داغ ہین بقول شاعر مطلع ہون وہ واماندہ نشان ہمرہان ملتا نہین + کاروان کیسا
غبار کاروان ملتا نہین + پہلو مین بہار جادو موجود ہے ملکہ نے جو یہ مطلع پڑھا بہار کی آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے
بادشاہ جمجاہ کا خیال ہے ہر وقت جدائی کا ملال ہے دل تڑپ گیا چہرہ پر ہوائیان اُڑنے لگین بیساختہ یہ اشعار پڑھنے لگی نظم

بے یار کس طرح نہ نظر آئے گھر اُداس
اتنا ہے کچھ اُدھر سے مرا نامہ بر اُداس
اندھیر ہے نہ آئے شب وعدہ بھی کوئی
جلتا ہے شام ہی سے چراغ قمر اُداس

وحشت ہو کیون نہ دیکھکے دیوار و در اُداس
کیا آج یاس ہوگئی تاثیر گریہ سے
ہے زیادہ شمع رہی رات بھر اُداس
تڑپا رہی ہین دلکو اگر اُسکی شوخیان

کیا جانے کیا جواب خط شوق کا ملا
یون تجکو دیکھتے تھے نہ ای چشم تر اُداس
دیکھین دکھاے آج شب انتظار کیا
پھر کیون ہے میری آہ کا رنگ اثر اُداس

نکلا تھا لیکے جسکو تہ شوقِ جستجو
بیٹھے ادا اس بزم میں اور اسقدر ادا اُس کی
محفل کا عاشقو نکی ہی ہو رنگ میدنی
ایک ایک بات لکھی ہے دو دو پہر ادا اُس کی
ساری جلال بھولنے اپنی شوخیان

آئی ہے بھر کے آنکھ مین کیا وہ نظر ادا اُس کی
اول تو دکھین صبح شب وصل ہار سہم
کوئی ادھر ادا اس ہی کوئی اُدھر ادا اُس کی
اظہار درد کون کرے آہ دنالہ کون
افسردہ یون ہوئے وہ مجھے دیکھکر ادا اُس کی

بیشک ہو کچھ کسی سے مکدر کہ تھا شوخ
پھر اے فلک سحر بھی تو ایسی سحر ادا اس
سب چھپے چھلاے ہمین اُسکی یاد نے
ہم چپ دل ستم زدہ ساکت جگر ادا اس
بہار نے جو غنچہ دہن سے گلریزی

فرمائی ہر ایک کے دل مین خار الم کھٹکا گل سے چہرے کھملائے نرگسی آنکھوں مین آنسو بھر آئے شور گریہ و زاری بلند ہوا لشکر ظفر اثر دونون مین یہ قیامت ہے تاریک شکل کش کی یہ کیفیت ہے ناظرین آگاہ ہونگے تحریر کر چکا ہون کہ تاریک جہاں سے برہمن کے زخمی ہو کر آئی افراسیاب جادو و حیرت خونخوار بیٹھے ہوئے اسکو شراب پلا رہے ہین زخموں مین ٹانکے دیے دو آدمی بیگناہ لاکر سامنے اُس ملعونہ کے ڈالدیے جیر پھاڑ کر کھا رہی ہے اور یہ کہتی جاتی ہے اے افراسیاب تیری محبت مین مین نے اپنا مکان قدیم چھوڑا محبت سے سامری کے منھ موڑا اب تیری علمداری تمام عالم مین قایم کر دونگی لاشہ ہاے باغیان سے کوہ و دشت بھر دونگی افراسیاب جادو خوش بیٹھا ہے حیرت جادو عرض کرتی ہے دائی اماں سامری جمشید نے بڑی خیر کی بہن میری بہار جادو بجلی برہمن آگرچہ سرکش ہو طلسم نور افشان کا چراغ گل ہو گیا اب اگر وہ سامنے بھی آئے خیال رکھیے گا اسکی سرکشی پر غصہ نہ آئے بسہولیت گرفتار کر کے میرے سپرد فرمائیے گا مین خدمت مین والد نامدار حیات عالیوقار کے بھیجدونگی باپ کو دیکھکر شرم آئیگی کچھ نہ کہہ سکیگی اُسکا قتل میرا باعث بدنامی ہے حقیقت مین بڑی ناکامی ہے کہ مین بعہدہ سلطنت رہوں بہن میری قتل ہوجاے تمام اہالیان طلسم ہوشربا طعن کرینگے دامن ناکامی گل تشنیع سے بھر لینے مین کس کس کو جواب دونگی یہ بخوبی ظاہر ہے کہ انکی سرکشی انتہا کی ہے لیکن بموجب مثل از خردان خطا و از بزرگان عطا واجب و لازم ہے تاریک نے کہا اے حیرت گھبرا ابھی بہار کو باغ لشکر مہرخ سے اٹھا لاؤن حیرت نے کہا دیکھیے دربارگاہ پر سب سردار جمع ہین کچھ صلاحین ہو رہی ہین کیا بہار رو رہی ہین تاریک نے کہا مین ابھی لاتی ہون یہ کہکر جھومتی ایک ناندا غراب کا پیاران انسان کی چرچر چبانے لگی قصد ہوا اپنے مقام سے اُٹھے کنارے کنارے لشکر مہرخ کے ہرکارے چیتے و پرندہا سے خبر موجود رہتے ہین انھون نے کسی کنیز کی زبانی سنا کہ بہ تحریک حیرت تاریک کا قصد ہے کہ بہار کو پکڑ لاؤن حیرت کے حوالے کر دون یہ دونون بیچارے بدحواس ہو کر بھاگے سامنے ملکہ مہرخ کے آئے پکار کر آواز دی اے ملکۂ عالم ملکہ بہار

کوشش بوے گل کسی گلشن مین چھپائیے اس سرو قد گلعذار کو بچائیے تاریک برائے گرفتاری بہار آیا چاہتی ہی یہ جو
مہرخ نے سنا گھبرا گئی بہار کیجانب متوجہ ہوئی کہا ای بہار برائے پروردگار جا کر کسی صحرا مین چھپو ہر چند
کہ بہار کا باغ مین مقام ہی صحرائے ویران سے کیا کام ہی لیکن انقلاب زمانہ جو رنگ دکھلائیگا وہ دیکھئے
مہرخ مہ وغیرہ بھی بہار سے لپٹ گئین کنیزان بہار رونے لگین کہا ملکہ بہار ہم سب پر رحمت کیجیے برائے
چندے ٹل چلیے گلزار لشکر سے نکل چلیے جان بچانا ضرور ہی اب اسوقت ٹھہرنا سر عقل کا قصور ہی
ہر چند کہ رنگ روے بہار متغیر ہوا گل سا چہرہ کمھلا گیا لیکن آنکھون مین آنسو بھر کر جواب دیا کہ
صاحبو مین اپنی جان سے بیزار ہون مین خود برائے مقابلہ تاریک گئی تھی غلام کو اُلٹے دیوانہ کیا
تیر ملامت کا نشانہ کیا تاریک بھیجی چلی تھی بیچارہ برہمن آگیا قضا نے اُسکا دامن پکڑا ہماری قضا کہ تھی
اس حیلے سے بچ گئے اگر وہ آتی ہی آنے دو تم سب صاحب ہٹ جاؤ مجھکو بڑی ہوس ہی کہ اس بلائے سیاہ پر
سحر کرون مدد دے باغبان قضا و قدر کے اس جہان دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ کو تنگ چھوا دون بچے
کہا ملکہ یہ دشوار ہی صد اپنے شباب پر رحم کرو اسوقت ہٹ جاؤ ٹھہرنا مناسب نہین ہی حیرت نے اُسکو
بہکایا جو بی بچا یا وہ ضرور آئیگی اُسوقت کچھ نہ بن پڑیگا اُسکا سامنا کیا ضرور ہی اُسکے نام سے دل تھراتا ہی
کلیجہ منھ کو آتا ہی یہان تو یہ ذکر ہی تاریک کو گرفتاری بہار کی فکر ہی یکایک صحرائے گرد اُڑتی ابر
سے نمایان ہوا ملکہ مہرخ وغیرہ نے پلٹکر دیکھا وہ ابر بنہایت تکلف سے آراستہ و پیراستہ ہی
رعد کی گرج برق کی چمک زیر ابر بارہ ہزار جوانان زرین پوش بصد جوش و خروش مرکبہاے
باد رفتار پر سوار آمادہ حرب و پیکار دریاے سلاح مین غوطہ مارے ہوئے آگے اُن سواران زرین پوش
کے صف شکن تیغ زن صاحب توقیر بادشاہ طلسم نور افشان شہنشاہ کوکب روشن ضمیر تاج زرین
بر سر زرہ یاقوتی زیب جسم انور بہت بڑی جھولی بائین شانے پر آراستہ اُسمین گولے ترنج نارنج بھرے ہوئے
مرکب باد رفتار طرار سے بھرتا ہوا ہر مرتبہ قصد کرتا ہی سبزۂ فلک کو پامال کرون سرحد دنیا سے گذر جاؤن نظم

اپنا رہوار جو کا دے پہ لگا دوڑ وہ بھی
برق دم رخش ترا ہو وہ قیامت چنچل
گرد کیطرح سے برق تو کوسون پیچھے
باعث تفرقۂ سایہ ہوا اُسکا کس بل

کرۂ ارض کی تماپونسے لگا لے دلدل
عین سرعت مین اُسے ایک کے دو آئین نظر
ٹھوکرین کھاے قضا دور نظر آئے اجل

چرخ دوّار نے دیکھا نہین ایسا رہوار
صاف ہون گم دمک دیدہ گردون اول
فرط سرعت سے ہبکتا ہے جھٹکر سایہ

تیغہ برق تاب زیب کمر ایک تمنچہ ہلالی کاندھے پر ہی قصد ہی کہ تمنچہ ہلالی

کھینچون چمککر صف دشمن سے نکلجاؤن نظم

تیغ تو میانسے ہے مثل قضائے مبرم
چیر کر برق نکلجاتی ہے جیسے بادل

فتح کی نام نے جس تیغ سے پائی صیقل
جامۂ جسم کی گر تیغ کرے قطع و برید

صف اعدا پہ گرے آگے وہ مانند قضا
تن ہو بے نقطۂ جان صورت حرف مہمل

اس شوکت وشان آن بان سے کوکب روشن ضمیر دانا تدبیر قریب لشکر مہرخ آکر ہو پہنچا لشکر مین جو انتشار پایا
مہرخ کو پکار کر آواز دی اے شہنشاہ لشکر آپ گھبرائیے مین آیا ہون کہ جا کر ملکہ تاریک سے مناظرہ کرون
اگر صلح ہو فبہا ورنہ آج ہی فیصلہ ہے آپ لوگ کنارے ہو جائین اسقدر گھبرائین ہم سمجھ لینگے جیسا مناسب
ہوگا ویسا کلام کرینگے یہ تو بخوبی ظاہر ہے کہ چھوٹے اُستاد مارے گئے اُنکے غم والم نے بہت پریشان کیا
چراغ محفل طلسم نور افشان گل ہو گیا آپکے صدہا سردار مارے گئے اُنکا بھی دلپر داغ ہے آج اس جھگڑے
سے فراغ ہے ملکہ مہرخ و بہار نے چاہا کوکب کو اپنے پاس بلائین یا خود قریب جائین کوکب نے اشارے سے
ہاتھ کے منع کیا کہ اسوقت دور ہی رہنا مناسب ہے نہین معلوم یہ حقیر کس بات کا طالب ہے آخر معلوم ہو جائیگا
یہ کہکر مرکب باد رفتار صف سے بڑھایا سواران زرین پوش کو دامن صحرا مین ٹھہرایا طرف قصر تاریک
کے چلا لشکرون مین غلغلہ ہے کہ کوکب روشن ضمیر یکہ و تنہا تاریک سے کلام کرنے جاتا ہے نہین معلوم کیا
مراد ہے بیان افراسیاب جادو سامنے تاریک کے بیٹھا ہے ہر ہوا پلٹ کر دیکھا کوکب سواران زرین پوش
کو ٹھہرا کر مرکب سے اُترا ہے اسی جانب آتا ہے تاریک سے عرض کی دائی امان برہمن کے مارے جانے سے
کوکب گھبرا گیا اکیلا آپ کے در دولت پر آتا ہے اصلاح کو منائیگا جو کچھ ہونا ہو ہو جائے وہ بڑا اسکا
سرپرست تھا سحر و ساحری مین بھی زبردست تھا ساعت نیک و بد بھی بتلاتا تھا ہر آفت سے بچاتا تھا اب
اسکا کوئی معین و مددگار نرہا اسیوجہ سے مجبور ہو کر آیا ہے تاریک نے کہا او چھوکرے مجکو سکھلاتا ہے
مین خوب سمجھ چکی ہون سب کا بھاگنے کا ارادہ ہے کوکب بیچارے کی کیا حقیقت ہے مین اب کسی کو
امان نہ دونگی تو میری بات مین دخل نہ دینا بزرگون کے سامنے بچون کو کیا دخل ہے ابھی منہ سے دودھ کی بو بھی نہین
گئی اگر تو صاحب فہم و فراست ہوتا طلسم ہوشربا کے بڑے بڑے شرف ہین اسی اقلیم مین سامری و
جمشید پیدا ہوئے ہمارے سامنے دعوی خدائی کیا ہم لوگ معین و مددگار تھے خدائی کو رواج دیا
ہوشربا آراستہ و پیراستہ ہوا یہ مقام جلوس سامری و جمشید ہے تمام ممالک کے لوگ برائے زیارت
آتے تھے مراد مند مرادین پاتے تھے وہ رنگ درست ہوئے بادشاہ ہوشربا جسپر نگاہ قہر ڈالتا تھا

وہ جلکر خاک ہوجاتا تھا تونے گلی گلی پھرنا شروع کیا آفتاب جہالت طلوع ہوا ورنہ تیرا ہمسر کون تھا مین
کوکب سے باتین کرونگی دیکھون کیا پیغام لایا ہی ظاہر مین تو بہت گھبرایا ہی یہ باتین تھین کہ کوکب برج خاص
پر آکے ہوپخا جوان زنگی دربان کھڑا تھا اُسنے کوکب کو روکا کوکب نے کہا ای جوان جاکر ملکہ عالم سے عرض کر
کہ کوکب روشنضمیر بادشاہ طلسم نور افشان در دولت پر حاضر ہی آپسے کچھ کلام کرنا منظور ہی آپکی ریاست
و امارت سے کیا دور ہی کہ مجکو سامنے طلب فرمایئے جو کچھ عرض کرون جواب باصواب ملے جوان زنگی کوکب
کو دیکھکر تھرا گیا سامنے تاریک کے آیا پیغام کوکب بیان کیا تاریک نے کہا بُلا لو زنگی نے آکر عرض کی اُسی شہنشاہ
چلیے ملکہ عالم طلب فرماتی ہین کوکب نے کہا دروازہ کا سحر برطرف ہو تو مین حاضر خدمت ہون یہ میری
لیاقت نہین ہی کہ آپکے سحر مین قدم رکھون زنگی نے جاکر یہ تاریک سے کہا تاریک قہقہہ مار کر ہنسی
اُسکے نزدیک ہنسی تھی مگر زمین ہلنے لگی تاریک نے انگلی سے اشارہ کیا دھوان شق ہوگیا راستہ ظاہر ہوا
اب کوکب روشنضمیر اندر آیا لیکن دھوین سے بچتا ہوا تاریک کو آکر سلام کیا افراسیاب نے دیکھا آج
تو کوکب اپنی جھولی سحر کی گلے مین ڈالکر لایا ہی اُسمین گولے ترنج نارنج بھرے ہین ہنسا حیرت سے اشارہ کیا
حیرت بھی مسکرائی دونون کے دماغ عرش اعلی پر پہونچے یقین کامل ہوا کوکب مجبور ہوکر آیا ہی اصلاح کون
مانیگا یہین قید کر لینگے حیرت و افراسیاب مین تو یہ اشارے ہو رہے ہین لیکن تاریک نے کوکب کے
سلام کا یہ جواب دیا بہ عشق سامری ای کوکب مزاج تو اچھا ہی اسوقت آپکا کیا باعث ہوا تمھارے
اُستاد جی میان برہمن صف شکن کیا ہوئے جو نیک و بد ساعتین بتاتے تھے اُنپر کیا گذری مابدولت
کے مقابلے کو آئے یہ نہ سمجھے کہ ہم پہلو نشین سامری ہین ہمسے کون مقابلہ کر سکتا ہی فلک شعبدہ باز کو میری سحر
و ساحری کے سامنے سکتا ہی سامری جمشید نے ہمکو پردۂ دنیا مین چھوڑا خود چولا بدلکر بالاے آسمان
گئے اب انتظام خدائی کا ہمکو اختیار ہی جسکو چاہین قتل کرین جسکو چاہین بخشین ہمارے حکم مین کون دخل دیسکے
یہ جو تاریک نے جھوم کر کہا کوکب روشنضمیر تلوار ٹیک کر بیچ تن ان تینون صاحبون کے بیٹھگیا تیور پر بل
پڑے مونچھو پر تاؤ پھیرا کہا ای تاریک اسقدر غرور سحر ایسا نہو آسمان پھٹ پڑے زمین شق ہو تو سما جاوے
مین عاجز و مجبور ہوکر نہین آیا ہون چند سحر بنا کر لایا ہون بر وقت امتحان حال کھلیگا برہمن کا طعنہ دینا بیکار ہی
وہ صاحب لیاقت و شوکت جری بہادر صف شکن تمھارے مقابلے کی ہوس رکھتا تھا اچھا اُسنے برابر لڑا
یہ مشہور ہی جنگ دو سر دارد ایک غالب ایک مغلوب ہوتا ہی کوئی ہنستا کوئی روتا ہی بڑے بڑے ظالم نہین رہے

ضحاک ماران کیسا ظالم اظلم تھا اژدہاے دہان شانوں پر دو مار سیاہ دو بندگان خدا کا بیگناہ سر توڑ کر
بھیجا سانپون کو کھلاتا تھا تب انکی سرکشی سے امان پاتا تھا آخر کیا ہوا طعمہ دہن اژدر قضا ہوا ہزار سال
سلطنت کی آخر مثل نقش قدم مٹگیا جب اُسکا نام آتا ہی صاحبان عدل و انصاف نفرین کرتے ہین
نوشیروان عادل نے ساتھ عدل و انصاف کے بسر کی ہم سلطنت کس کیفیت سے سر کی جب اُسکا نام کوئی
لیتا ہی صاحبان لیاقت آفرین احسن کہتے ہین جو عدالت و انصاف نکریگا حسرت و یاس لیکر پردۂ دنیا سے
جائیگا بار بددعاے عالم سر پر اٹھائیگا گوشۂ قبر تاریک مین جاکر بہت گھبرائیگا پھر کیا ہاتھ آئیگا ای تاریک
خوف کر پیدا کرنیوالے سے ذرا اجل قریب ہی کوئی نہ بچا ہی نہ بچیگا جنکو سامری و جمشید کہتی ہو وہ بھی آخر مر گئے
چار دن کے لیے اپنے کو مطعون و بدنام کر گئے پس کلمات سخت و سُست زبان پر لانے کی کیا ضرورت ہی
مجھکو خود اپنے حال پر حیرت ہی لیکن اس خیال سے چلا آیا کہ اگر لڑائی پڑیگی لاکھون بندگان خدا مارے جائینگے
یہ ملک آباد ویران ہو جائینگے مین نے چند سحر تیار کیے ہین انکو ملاحظہ فرمائیے مین آپکے سامنے سحر کرون آپ
جواب دیجیے تاریک جواب نہ دینے پائی تھی افراسیاب بول اٹھا ای کوکب روشنضمیر تمہارے سحر کو مین
دفع کر دونگا دم سحر و ساحری کا بھر دونگا اٹھو سحر کرو دیکھون کیسے کامل و اکمل ہو سامنے وائی امان کے ابھی
حال کھلجائیگا یہ انصاف کرین ہمارا تمھارا مقدمہ صاف کرین یہ سنکر کوکب نے بہ نگاہ قہر و غضب طرف
افراسیاب کے دیکھا کہا ای شہنشاہ طلسم ہوشربا آپ غصہ نفرمائین خاموش رہین بڑون کے سامنے
چھوٹون کو بولنا نچاہیے پہلے مین انسے کلام کرلون پھر آپسے بھی موجود ہون بے فیصلہ کیے نجاونگا
آج وہ سحر ہونگے کہ زمین تھرائے بڑے بڑے ساحرون کو غش آجاے یا پہلے آپ ہی اُٹھیے جرأت و زور
سلطنت دکھائیے میدان کارزار مین آئیے یہ کہکر کوکب نے قبضے پر ہاتھ رکھا قصد کیا اپنے مقام سے
اُٹھے تاریک نے افراسیاب کو منع کیا کہا چھوکرے خاموش نہین رہتا تجکو ہمارے مقدمے مین کیا
دخل ہی ہم انکو جواب باصواب دینگے باتون مین سمجھا لینگے یہ کہکر طرف کوکب کے متوجہ ہوئی کہا ای شہنشاہ
آپ مجھسے کلام کیجیے اس چھوکرے بیوقوف کو جواب ندیجیے اگر یہ عقیل ہوتا خرابیان کاہیکو درپیش ہوتین
ایک ایک نادان جاہل نمکخوار اسکے کیون منھ چڑھتا دشمنونکا کیون زور بڑھتا کوکب نے کہا وائی امان
ہمکو غصہ اس بات پر آیا کہ ہم تو آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے عذر بھی کرینگے جان دینے پر بھی آمادہ ہین
بیشک قتل پر ہمین سے مجبور و لاچار ہوئے اب خواب غفلت سے بیدار ہوئے ہماری کیفیت سُنکر جو مناسب ہو

جواب دیجیے گا تاریک نے کہا اے کوکب قسم ہے سامری و جمشید کی تمہاری بات کا جواب باصواب ملیگا جسطرح
کہو ہمین سب طرح منظور ہے اصلاح نکر نا سراسر عقل کا قصور ہے ہمین بھی بخوبی یقین ہے کہ لاکھون بندگان سامری
قتل ہونگے جنگ سے صلح بہتر ہے اب کدو کاوش کیا باقی ہے طلسم کشا کو مین کھا گئی ہضم بھی ہو گیا حکم سامری
و جمشید مین رخنہ پڑا صرف یہ اصلاح باقی ہے کہ مرخ وغیرہ اگر اپنے بادشاہ قدیم کی قدمبوسی کرین تم خراج
دینا قبول کرو کوکب نے کہا مین خود خراج لینے آیا ہون اصل مراد یہ ہے کہ چند گولے اور یہ ترنج نارنج سحر کے
بنا کے لایا ہون انکو ملاحظہ فرمائیے دیکھیے یہ کیا کہتے ہین باتین کرینگے سحر کے نشان بتا ئینگے حکایات و قصص
دلنشین سنا ئینگے اسکا جواب دو سحر کا پتہ بتاؤ کہ سحر سامری و جمشید ہو کوئی نہ بتا سکیگا یہی امید ہے یہ سنکر
تاریک نے بہی قریب اک تختہ سنگ رکھا تھا کوکب روشن ضمیر نے اسکو کھینچکر بیچ مین رکھا جھولی سے ترنج
و نارنج نکالے بکیفیت و بسہولیت اسکو تختہ سنگ پر رکھے آپ تلوار لیکر کھڑا ہو گیا کہا لو ملکہ ملاحظہ کرو افراسیاب
سے کہا اے شہنشاہ تم بھی دیکھو جو رد کو بھی تماشا دکھاؤ افراسیاب و حیرت جھکے تاریک نے چاہا کوئی گولہ
ہاتھ مین اٹھاؤن کسکا دل گردہ تھا کہ جوان گولون کو چھو سکے جیسے ہی ہوا لگی جس طرح مداری کے گولے
دوڑتے ہین دوڑکر آپسمین لڑنے لگے لڑتے ہی ایک دناتا ہوا وہ گولے ترنج نارنج پھٹے انسے دھوان نکلا
حیرت و افراسیاب کے دماغ پر ہو نچا اسے لکہ دونون گرے تاریک گھبرائی منھ سے نکلگیا ارے بچا نا
کیا بلا کی شے ہے ناک مین آگ لگ گئی یہ کہکے لڑکھڑائی آنکھ اسکی بند ہوئی کوکب جو کھڑا تھا نعرہ کیا کہ
باش اے تاریک منم جہتر جہتران آفتاب عالمتاب آسمان طراری نہنگ دریائے عیاری نعرہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران	میرے مکر سے کانپتا ہے جہان	تراشندہ ریش کفار ہون
زمانے کا مکار وغدار ہون	مرا تیز رفتار ہو گر قدم	صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو	بنائے میری گرد پاپوش کو	دوندہ جہان گرد طرار ہون
جہانگیر عالم کا عیار ہون		

نعرہ کرکے عمرو جھپٹا اشارہ میں والا تیغہ نیام انتقام سے نکالا قصد ہوا
تاریک پر ہاتھ ماردون کہ زمین شق ہوئی ایک پتلی سنہری ہان ہان کرتی ہوئی نکلی کہ او ساربان زادے
کیا کرتا ہے دوائی امان کے قریب بچا تا بوٹیان کاٹ کے کھا جاؤنگی اسپر بھی عمرو نے تامل نکیا پتلی پر تیغہ مارا
سر پر اسکے پڑا جبھی سے اڑگیا پتلی نے غوطہ کھاکر کلائی عمرو کی پکڑلی پچکاری ہاتھ مین تھی تاریک کے منھ پر
لگائی تاریک ہوشیار ہوئی دیکھا حیرت و افراسیاب بیہوش پڑے ہین پتلی نے عمرو کو گرفتار کیا

منھ پر ہاتھ پھیرا رنگ روغن عیاری کا اُڑ گیا صورت اصلی ظاہر ہوئی تاریک نے افراسیاب و حیرت
کو ہوشیار کیا گھبرایا ہوا افراسیاب اُٹھا تاریک نے کہا ای افراسیاب تو نے دیکھا یہ نگوڑا کیسا بیخوف
ہی نہین معلوم کیا چیز بنالایا کہ مجکو بھی غنودگی ہوئی لیکن ایک لطف حاصل ہوا کیا عمدہ شی تھی دماغ کو قوت
روح کو راحت ہوئی تو اتنا بڑا بادشاہ یون چت پٹ ہو گیا حقیقت مین جو سُنا تھا اس ساربان زادے نے
اتنے عرصے مین دوسرا نسخہ بیہوشی کا تیار کیا جسنے مجھ ایسی جہاندیدہ پر تاثیر کی افراسیاب جادو یہ سُنکر غصے
مین اُٹھا تیغہ کھینچکر چلا کہ عمرو کو قتل کردن حیرت جادو بھی پیٹنے لگی تاریک نے افراسیاب کا ہاتھ تھام لیا
کہا کیا کرتا ہی مین اسکو اور تدبیر سے قتل کرونگی اب زندہ نچھوڑونگی تتلی کے ہاتھ سے عمرو کو لیا تتلی تو غائب ہوگئی
تاریک نے کہا کیون او عمرو تجکو کچھ خوف نہ آیا قضا تیری لیکر آئی ہی یہ کہکر ہاتھ پاؤن عمرو کے ٹٹولنے لگی
قریب تھا کہ روح عمرو کی قالب سے نکلجاے ہاتھ باندھکر کہا دائی امان انصاف کیجیے مین نے کیا کمال کیا
کوکب ایسے شخص کی شکل بنکر آیا آپنے مجکو روپیہ دیا تھا کہ میرے واسطے نسخہ بناکر لا کہ مجکو نشہ ہو مین نے جستجو کی
تمام دنیا کی خاک چھانی جب یہ نسخہ تیار ہوا ان گولون مین بہت سا تھا تھوڑا ڈالکر شراب مین پیجیے بڑا لطف ملیگا
افراسیاب نے کہا دائی امان اسکے فریب مین آئیگا اِسنے قیامت برپا کی ہی ایسی شی بناکے لایا جہان تیغ
کا تماشا دکھایا گولے ترنج خود بخود لڑنے لگے یہ تو اس سے دریافت کیجیے یہ سُنہرا ابر بارہ ہزار سواران زرین پوش
ہمراہیان کوکب کیونکر دستیاب ہوے عمرو نے کہا کوکب نے سحر سے ابر بنادیا اپنے ساتھ والے میرے
ہمراہ کردیے اُسی نے ترغیب دیکر مجکو بھیجا اب مین توبہ کرتا ہون سامری و جمشید کو سجدہ کرونگا آپ کی
خدمتگذاری مین حاضر ہونگا اور لشکر مہرخ مین اب کیا ہی اسد غازی کو آپ کہا چلین طلسم کشائی کی
اسید نہی سرداران شہنشاہ خوف سے خود ہی مرے جاتے ہین امروز فردا مین چلے آئینگے تاریک یہ
باتین سُنکر ہنسی کہا کیون او عمرو پھر مجکو فریب دیتا ہی عمرو و تاریک مین یہ باتین ہو رہی ہین افراسیاب
ہر مرتبہ قصد کرتا ہی عمرو پر ہاتھ مارون سر کاٹ لون تاریک منع کرتی ہی کہ کیون افراسیاب ہمارا کہنا
نہین مانتا ہم عمرو کو اپنے طور پر قتل کرینگے ایک لقمہ ہی گلہ گرم ہو جائیگا اپنی عیاری کی سزا پائیگا عمرو
زمین پر بیٹھا ہوا رو رہا ہی سحر مین تاریک کے مبتلا گریبان چاک چہرے پر خاک اُداس عالم یاس ملک الموت
کی صورت معلوم ہوتی ہی دلکو اپنے خالق بے نیاز سے رجوع کیا ہی دلکا راز کہ رہا ہی یہ خبر باہر مشتہر ہوئی
کہ عمرو جو کوکب بنکر آیا تھا پہچانا گیا گرفتار ہوا یہ حال جو ملکہ مہرخ نے سُنا ہوش اُڑ گئے بھارے کہا

تو غضب ہوا خواجہ نے کیا کمال کیا کس زور شور سے پہونچے لیکن پہچانے گئے سواران زرین پوش یہ
کیفیت سُنکر بھاگنے لگے افسرون نے کہا ہم نجانتے تھے کہ خواجہ عمرو ہین بعض نے کہا چلکر کوکب سے خبر کرو
نہ ہین طے کرکے ہمارے ساتھ آئے لیکن ہم نہ پہچان سکے اُدھر لشکر افراسیاب نے بھی یہ کیفیت سُنی
شاہزادیان وزیرزادیان ہمراہیان حیرت خوش ہوئین ایک سے ایک بغلگیر ہونے لگا کہا صاحبو
اب لشکر مہرخ کا خاتمہ ہو چلو دیکھین دائی امان ضرور عمرو کو قتل کریگی ایک نے کہا اُنکو قتل کی کیا
ضرورت ہی ایک لقمہ چرب ہی جام بیکر بجائے گزک کھا لینگی ادھر سے ملازمان افراسیاب یہ کلام
کرتے ہوئے سمت قصر دُخانیہ چلے لیکن مہرخ نے سردارون سے کہا صاحبو عمرو گرفتار ہو گیا تاریک چشم زدن
مین اُس غزال صحرائے عیاری کو چیر پھاڑ کر کھا جائیگی اگر بعد عمرو جان دی کیا کمال کیا اب چلو عمرو کو چھڑوائین
لڑ بھڑ کر مر جائین یہ حکم مہرخ سُنتے ہی لشکر ظفر اثر مین ہنگامہ برپا ہوا افسران فوج کمر بندی کرنے لگے تلوارین
ٹیک کر اپنے اپنے مقامات سے اُٹھے ہر ایک کا یہی قول ہے اب مر جانا واجب و لازم ہی عمرو ایسا شخص گرفتار ہو
سب پر اُسکے احسان ہین جو جس مقام پر قید ہوا فوراً عمرو نے اپنے کو پہونچایا اپنے کو بلا مین پھنسایا لیکن
اُس قیدی کو چھوڑایا آج وہ شخص قتل ہوتا ہی جو لوائے شوکت صاحبقرانی ہی پہلے تاکوہ عقیق اُسکے
قتل کی خبر جائیگی تمام سرداران تہمتن جان نثاران صف شکن اس شخص کے واسطے حال اپنا تباہ کرینگے
کل فرزندان صاحبقران کو گود مین پرورش کیا ہی دیوان بھی ہر فرد بشر پر اسکے احسان ہین سب اس جلیل
کے ممنون و مشکور ہین افسوس کا مقام یہ ہی کہ پہلے بڑے دور ہین اگر صاحبقران قریب ہوتے ضرور
سجا پڑتے فرزندان حمزہ اسکے واسطے لڑتے بڑے بڑے ملک اسی نے فتح کرائے عمطلی آباد ایسا ملک کہ
جہان ستّرہ لاکھ ساحر رہتا تھا آخر دفتر باختر مین مرقوم ہی کہ عمرو نے وہان وہ وہ عیاری کی کہ بڑے بڑے
ساحر دنگ تھے آخر سب کو مارا شہر تسخیر کر لیا کسی سے کچھ ہو سکا ملک زبرجد نگار مین دو ماہ جادو کو
مارا فرعو نیمر ساحر مُشمش کو قتل کیا آج نام عیاری مٹتا ہی چلو چلکر جان دین عمرو کو بچائین ہمارا لڑنا
مرنا بیکار نہوگا خون کے دریا بہا دینگے دیکھو ملازمان افراسیاب بھی تماشا دیکھنے جاتے ہین انپر حملہ
کرکے راہ مین روکو مہرخ و بہار وغیرہ نے کہا تم سب صاحب فوج افراسیاب کو دیکھ بھال لو ہم اندر
قصر دُخانیہ کے گھس جائینگے وشن دیب سردار جان دیگر خواجہ عمرو کو قبضے مین کرینگے سب کا یہی قول ہی
بسم اللہ دیر نہ کیجیے جلد چلیے اُسوقت کا ہنگامہ کیا تحریر کرون کوئی واسطے عمرو کے آمادہ مرگ و مہیائے تھا

کوئی بھاگنے کا ارادہ کر رہا ہی بہت سے نامرد اتنے عرصے مین نکلگئے بنیے بقال دوکانین بند کر رہے ہین
مال اپنا اُٹھانے پر آمادہ ہر طرف یہی ہلڑ ہی مزدور بلاؤ اسباب لدواؤ جلد لشکر مہرخ سے نکل چلو ایسا نہو
گھر جائین اہالیان لشکر افراسیاب آتے ہین یا تو لشکر مین چہل پہل تھی یا ہر کو و برزن مین خاک اُڑنے لگی
ہر طرف رونے کی صدا شاہ و گدا ایک حال مین لشکر آباد رعایا دلشاد چشم زدن مین رنگ تبدیل ہوا
آثار رنج و ملال پیدا ہر مقام کی صورت سے بربادی ہویدا بھائی کو بھائی کی خبر نہین زن و شوہر مین جدائی
ہر ایک کو اپنی جان کی پڑی ہی ہر شخص یہی چاہتا ہی جسطرح بنے اپنی جان بچائین سردارون نے جو یہ بربادی
دیکھی آنکھونسے اشک حسرت ٹپکاے اشعار مصیبت آثار شاہنشاہ ظفر دہلوی و مصرعہاے رعنا
طرف آسمان کے مُنھ کرکے پڑھنے لگے مخمسہ حسب حال مقام

یا مجھے وحشی و دیوانہ بنایا ہوتا — یا مجھے عاقل و فرزانہ بنایا ہوتا
یا مجھے سبزۂ بیگانہ بنایا ہوتا — یا مجھے افسر شاہانہ بنایا ہوتا
یا مرا تاج گدایانہ بنایا ہوتا

نور سے تو نے فرشتون کو بنایا پہلے — بعد ازان نار سے جن تو نے بنائے سارے
میری خلقت بھی جو منظور تھی پیچھے سبکے — خاکساری کے لیے گرچہ بنایا تھا مجھے
کاش خاکِ درِ جانانہ بنایا ہوتا

ہی پریشانی مین جمعیت دل ناممکن — ریش ریش اب دل بیتاب ہی ہر شب ہر دن
کافر عشق سہی گو نہ بنایا مومن — دل صد چاک بنایا تو بلا سے لیکن
زلف مشکین کا ترے شانہ بنایا ہوتا

کاسۂ دل تھا مئے عشق کے پینے کے لیے — رہی حسرت ہی مگر کجروی ساقی سے
دیکھا ای پیر مغان ظرف کو تیرے مینے — تھا جلانا ہی اگر دوری ساقی سے مجھے
تو چراغِ در میخانہ بنایا ہوتا

ہون مین سرمست مے ناب حقیقت یارو — قلقل شیشہ نہ سنکر کہین میرا قتل ہو
ہو گئے نشے ہرن ساقیِ مہوش سے کہو — نشۂ عشق کا گر ظرف دیا تھا مجھکو
عمر کا تنگ نہ پیمانہ بنایا ہوتا

خانہ برباد کوئی کوئی پریشان مضطر		کوئی حیران کوئی مغموم ہی کوئی ششدر
کوس رحلت کی صدا آتی ہی بس آٹھ پہر		روز معمورۂ دنیا مین خرابی ہی ظفر

ایسی بستی سے تو ویرانہ بنایا ہوتا

ان اشعار قیامت آثار کو سنکر قریب تھا ہا لیان لشکر مہرخ کے کلیجے پھٹ جائین بیقراری سے سر ٹکراتے تھے رو رو کر غلطیاتے تھے ای رب اکبر اس باغ پر بہار کو بچالے ایسے لشکر کا جمع ہونا پھر دشوار ہی ایک ایک بہادر سرفروش ایک ایک کو بادۂ جرأت کا جوش لڑنیوالے مرنیوالے جلیل رئیس اپنے بادشاہ کے انیس مزاج نفیس اگر یہ متفرق ہو جائینگے جمع ہونا دشوار ہی پروردگار اس بلا سے نجات دے دست بدعت تاریک سے خواجہ عمرو کو بچالے مہرخ نے پکار کر آواز دی یارو اب رونے پیٹنے کا وقت نہین ہمارے افسر خواجہ عمرو کو اس ملعونہ نے زیر تیغ بٹھا دیا قتل کا حکم دیا چاہتی ہی جلد چلو چلکر جان دو اتنا سب صاحبونکو خیال رہے چلتے ہی جان دینا خواجہ عمرو کو قبضے مین کر لینا انکو خدا بچاوے ہمپر جو گذریگی جھیلینگے اگر خواجہ عمرو بچ جائین یقین کامل ہی ہزار تدبیرونسے ہمکو قید شدید سے چھوڑا لینگے اور اگر خدانخواستہ وہ قتل ہو گئے پھر ہم ہاتھ سے افراسیاب کے نہ بچینگے یہ کہکر ملکہ سر برہنہ پا پیادہ طرف لشکر افراسیاب کے چلین سب سردار روتے پیٹتے ہمراہ ہوئے طرف لشکر حیرت کے چلے ملکہ بہار نے بڑھکر ملکہ مہرخ کا ہاتھ تھام لیا کہا حضور تخت پر سوار ہو جیے کفار ہنسینگے کہینگے سردار مسلمانان سر برہنہ آتے ہین اور زیادہ زور ڈالینگے بسم اللہ تاج سر پر رکھیے تخت پر سوار ہو جیے ہم سب پایہ تخت بہاتھ رکھین چلکر جان بازی کرین ملکہ مہرخ نہ مانتی تھین بہ مشکل تمام اس عالیمقام کو تخت پر سوار کیا کل سردار مرنیوالے کفن سر سے لپیٹے ہوئے گریبان چاک چہرونپر خاک قصد ہوا لشکر افراسیاب جادو پر جا پڑین یہان تاریک شکل کش نے حکم دیا ہی ایک جوان زنگی پیدا ہوا تلوار کھینچکر سر پر عمرو کے آیا گردنپر کوے کا خط کھینچا نشانہ پکڑ کر ہلایا کہا او عمرو اب وقت قتل تیرا قریب آیا جو حسرت دل مین ہو ظاہر کر عمرو نے ہاتھ باندھکر افراسیاب سے کہا ای شہنشاہ مین ناحق قتل ہوتا ہون مجھکو بچا لیجیے مین بہت کام آؤنگا جان نثار قدیم ہون ملکہ تاریک شکل کش کا ندیم ہون جس وقت یہ خروج کرکے طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے جائینگی مین ہمراہ رہونگا بچاؤنگا خدمت مین انکے مصروف رہونگا دائی اماں مجھسے ہمیشہ سے رضامند ہین نہین معلوم کیا باعث ہوا در اندازون نے کچھ سمجھا دیا کسی کے کہنے پر عمل نہ فرمائیے عمرو نے جو بیتاب ہو کر یہ کہا تاریک شکل کش نے جلاد کو روکا کہا ذرا ٹھہر جا مین اسکی

ساربان زادے کو سمجھا دون حقیقت مین ہمارا مصاحب ہو اگر یہ ہمراہ رہیگا ہمارا دل بہلیگا گانا خوب ہی افراسیاب
نے کہا دائی امان اسکی باتون پر نجائیے یہ مکار غدار بلاے روزگار ہی لاکھ اسپر پرورش کیجیئیگا جب پہلو پائیگا
دل مین چٹکی لیگا مگر اسکا نام ہی سرگروہ ساحران تاریک نے کہا چھوکرے میٹھے تجھے ان باتون
مین کیا دخل ہی مین سمجھ لونگی میرے ساتھ کیا مکر کریگا جسدن ذرا بھی خطا ہوگی اُٹھا کر کھا جاؤنگی لیکن اسکا
گانا مجھکو بہت پسند ہی افراسیاب و تاریک سے یہ باتین ہو رہی ہین جلاد تیغہ کھینچے ہوئے سر پر
عمرو کے کھڑا ہی کہ دربان نے آکر عرض کی ای ملکۂ عالم و ای شہنشاہ گیتی ستان ملکہ ارمان جادو حضور کی
بھانجی براے زیارت ملکۂ عالم مع ایک غلام ترکی کے تشریف لائی ہین سابق مین آکر ملکہ بہار سے لڑی تھین
زخمی ہو کر چلی گئین تھین شاید پھر اُسی خیال سے آئی ہین امیدوار باریابی ہین افراسیاب نے کہا بلا لو
دائی امان سحر اپنا ہٹا لو اُسکے مزاج مین ابھی بچپن ہی ایسا نہو دھوین پر سحر کرے اُسکو صدمہ پہونچے
لیکن تاریک نے کہا ای افراسیاب ارمان جادو کے ساتھ غلام ترکی کون ہی ذکر سنکر میرا دل دھڑکتا ہی
کلیجہ مثل مرغ بسمل پھڑکتا ہی افراسیاب نے کہا دائی امان کوئی خانہ زاد قدیم ہمراہ آیا ہوگا اُسکے بزرگ
نہایت احتیاط کرتے ہین اکیلی گھر سے نہین نکلنے پاتی تاریک نے کہا خیر بلا لو عمرو بھی دیکھنے لگا سب نے
دیکھا اُس دھوئین سے اک آفتاب عالمتاب ساطع و لامع ہوا ملکہ ارمان جادو آراستہ و پیراستہ دریاے
جواہر مین غوطہ زن رشک چمن چمبین مہ جبین زلفین عنبرین کو پیچ و تاب جبین انور رشک ماہتاب غنچہ دہن
یاسمین بدن خوشخو ہلال ابرو سرو قد چال مین ٹھمکیلیان کرتی مسکراتی ہوئی سامنے آئی عقب مین ایک جوان
جری بہادر تیغہ کمر سے لگائے ہوئے سپر ہاتھ مین اُسکے سایہ مین ارمان جادو کو لیے ہوئے جھومتا ہوا برائے
تسلیم ملکہ تاریک خم ہوا جیسے ہی نگاہ تاریک کی اُس جوان پر پڑی کانپنے لگی افراسیاب نے بھی گھبرا کر
پوچھا کیون بی بی یہ جوان کون ہی ہمنے کبھی اسکو تمھارے ہمراہ نہین دیکھا چاہتی تھی ارمان نقلی کچھ جواب دے
کہ تاریک نے ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا کہا ارے لینا یہ جوان مہتر قران ہی ارمان جادو برق فرنگی
بنکر آیا ہی مہتر قران تو آمادہ ہو کر آیا تھا جیسے ہی تاریک کے منھ سے یہ کلمہ نکلا مہتر قران نے خنجر
تیغۂ نور افشانی پر ہاتھ ڈالا نہنگانہ پلنگانہ نعرہ کیا نعرہ قران

سریع السیر چون باد بہاری | جہان سرہنگ در خنجر گذاری | بمیدان اژدر آتش فشانم
منم مہتر قران شیر تربانم | او تاریک تیرے پہچاننے سے کیا خوف ہی منم صف شکن و صفدر

مہتر قران نامور قاتل ساحران غلام مہتر مہتران نعرہ کرکے مہتر قران تاریک پر جا پڑا ہاتھ تیغہ
نورافشانی کا سر تاریک پر لگایا تاریک نے ایک چیخ ماری کہ ارے افراسیاب اپنے کو بچا پھر پکاری
یا سامری دوڑو کئی سپر ہائے آہنی سر پر تاریک کے لہرائین لیکن مہتر قران نے جو ہاتھ مارا سپرین
ٹکڑے ٹکڑے ہوئین قریب تھا کہ تیغہ سر پر تاریک کے ہو پہنچے صرف پھیلا پڑا اچھا سا زخم آیا لوٹ مار کر
الگ ہوئی لیکن وہ جوان زنگی جلاد جو سر پر عمرو کے کھڑا تھا اُسنے بتعجیل کمر مین عمرو کے پنجہ دیا لیکر کی سو
گرد بلند ہوا افراسیاب نے بڑھکر مہتر قران پر ہاتھ مارا قران نے تیغہ نورافشانی پر کا نتھا اُلجھا دے
سے ہاتھ نکالکر سر افراسیاب پر وار کیا اس خودسر کا بھی سر زخمی ہوا اب تو افراسیاب بھی پیچھے ہٹا
حیرت نے بڑھکر گولہ مارا عکس تیغۂ نورافشانی پڑا گولہ اُلٹا پلٹ کر قریب حیرت گرا حیرت نے گھبراکر آواز دی
ای شہنشاہ یہ کیا غضب ہوا قران تو بڑا جادوگر بنکر آیا ہی کسی نے اسکو سحر سکھا دیا بڑا کوئی کامل داخل لشکر ہوا افراسیاب
نے سنگ ریزہ اُٹھا کر قران پر مارا پتھر برسے قران پر خاک تاثیر ہوئی تاریک تو تڑپکر قصر دخانیہ سے
باہر آئی افراسیاب نے اہالیان فوج کو آواز دی کہ ارے یارو قران سحر سیکھکر آیا ہی اسکو مارو ستر لاکھ
فوج افراسیاب کی چلی ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ جتنے سردار مہرخ کے قصر آتش مین قید تھے جب عکس تیغہ
نورافشانی پڑا قید سحر دور ہوگئی رہا ہو کر گئے کا ادھر سے مہرخ کو ہرکاروں نے خبر دی کہ ای ملکہ عالم جلد چلیے
مہتر قران سحر سیکھکر آیا ہی تاریک و افراسیاب و حیرت کو زخمی کیا تمام فوج کا اُس بیچارے پر بلوہ ہی
برق بھی تڑپ تڑپکر لڑ رہا ہی لیکن جو زنگی غلام تاریک کا عمرو کو لیکر بلند ہوگیا ہی ہر چند خواجہ تڑپتے ہین لیکن
پنجہ بدبخت سے نہین چھوٹتے شرخ مو سے کاکل کشا نے جو دور سے دیکھا کہ ایک زنگی عمرو کی کمر مین پنجہ
دیے ہوئے بالائے آسمان ٹھہرا ہی شرخ مو اُس زنگی پر جا پڑی کہ سحر کرکے عمرو کو چھین لون اُس زنگی نے
اشارہ کیا قہقہہ مارکر منہ سے ایک برق تڑپکر سر شرخ مو پر گری سر زخمی ہوا پیچھے ہٹی جو ساحر چاہتا ہی کہ جاکر
عمرو کو چھوڑا اُن کوئی زخمی ہو کر ہاتھ سے زنگی کے پیچھے ہٹا کوئی مارا گیا اُسپر کوئی غالب نہین آتا تاریک
تڑپ تڑپ کے سامنے سے مہتر قران کے بھاگتی ہی مگر اوروں کو قران قتل کر رہا ہی ادھر سے ملکہ مہرخ بھی
مع تمام لشکر آ پڑی لیکن قضائے کار اتفاقات روزگار ملک اطلس گلگون پوش کہ اسکا لشکر بھی اسی مقام
پر کوس بھر لشکر فروکش ہی لیکن ملک اطلس گلگون پوش یاد مین عمرو اور اپنی معشوقہ کے نہایت متوحش
ہی ہاتھ سے تاریک کے جو زخمی ہوا تھا اُسوقت زخمون کی پٹیاں اُتاریں گئین تھین قلیل قلیل زخم باقی ہین

برائے سیر صحرا کبھی پر آکر بیرون بارگاہ بیٹھا ہے سبزۂ صحرا کی سیر کر رہا ہے یکایک صحرائے روشن جوگی کی آواز آئی گھبراکر اطلس گلگون پوش نے سر اٹھایا بیچ مین ایک محافہ گرد محافہ کے چار سو نازنینان حور و گوش مرصع پوش کہاریان بھاری لباس پہنے ہوئے پایۂ محافہ کے ہاتھ رکھے ہوئے وہ سواری مثل باد بہاری آئی ہے ایک کنیز انمین سے بڑھی قریب اطلس گلگون پوش آکر برائے تسلیم خم ہوئی عرض کی ای شہنشاہ آپ کے ایلچی صاحب خواجہ عمرو نامدار بسر کوہ عجائب دراب پہونچے جس معشوقہ کی تصویر آپ کو دی تھی اُسکے والد نامدار کو آپ کی تصویر دلپذیر دکھائی حالات شوکت و شان فصاحت و بلاغت سے بیان کیے وہ بادشاہ عالیجاہ تصویر حضور کی لیکر محل مین گیا اپنی نور نظر پارۂ جگر شاہزادی بینظیر رشک ماہ منیر کو دکھلائی وہ تصویر دیکھکر ملکہ عالم مائل ہوئین تیغ ابرو کی گھائل ہوئین بہت ضبط کیا مگر دامن ربط و ضبط دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل نازک سنگ بدعت عشق سے ٹوٹا بیہوش ہوگئین باپ انکا عقیل و فہیم باہر آیا آپکے قاصد نامدار یکہ تاز خواجہ عمرو نامدار کو جواب دیا یہ نسبت ہمکو دل و جان سے منظور ہے ذرے اس شادی کے قلب کو سرور ہے آپ تشریف لیجائیں جاکر پیغام دین شہنشاہ اطلس گلگون پوش برات آراستہ کرکے فقیر خانہ پر تشریف لائین بیشک ہم شادی کردینگے ای شہنشاہ عادل خواجہ عمرو کو بھی تردد تھا کہ ہمارے لشکر ظفر اثر پر تاریک شکل کش کی چڑھائی ہے علاوہ برات کا کرکے چلے آئے آپکی خدمت مین حاضر ہوئے ہونگے لیکن ملکہ عالم کو جب ہوش آیا دریائے محبت نے حضور کے جوش مارا بصورت آئینہ حیران مثل زلف پریشان تڑپتی تھیں پھڑکتی تھین کئی دن آب و دانہ ترک رہا آخر مصاحبون نے تنہائی مین پوچھا کیون ملکہ عالم کیا حال ہے کیون حضور اداس بیٹھی ہین لونڈیون کو آگاہ کیجیے جو غم و الم ہو اسکی تدبیر کرین آسمان کے تارے توڑ کر لائین نقش رنج و الم مٹائین ای شہنشاہ ملکہ رونے لگین فرمایا مصاحبو مین اپنا حال کیا بیان کرون ان اشعار سے مطلب سمجھ لو یہ فرماکر یہ غزل عاشقانہ زبان معجز بیان سے پڑھی

غزل

کیونکر نہ بار عشق کو تنہا اٹھائے دل
ہو رہنما جو عشق تو ہو شوق پائے دل
پوچھو اے عزیز جا کے زلیخا سے دل کی قدر
طاقت ہے اتنے بوجھ کو تنہا اٹھائے دل

غمخوار دل کا کون ہے آخر سوائے دل
ناچار اسکو جبر کیا ہے نے اختیار
زر ہو بہائے یوسف و یوسف بہائے دل
ہے خواب مین جو زینت آغوش و قمر

دلبر اگر جدا ہو تو اسکو بلائے دل
اپنی بھی ہے رضا وہی جو ہے رضائے دل
رنج و فراق و درد و قلق و فرط شوق عشق
مثل کتان ہے چاک ہماری قبائے دل

وصل اس بہار مین ہو جو اُس گل سے باغ مین
کرسی سے بھی بلند ہی الحق بناے دل
ہی مظہر جمال الٰہی یہ بالیقین
ارمان دل نکال لے کر دل مین جاے دل
اُس دلربا کے کوچے مین ہنگامہ ہی بپا
دلدادہ ہمکو رکھتے ہین بر مین بجاے دل
مین وُس سے بے نیاز ہون دل مجھسے بے نیاز
دزد حنا نہ آنکھ بچاکر چراے دل

پھولا خوشی سے بر مین نہ میرے سماے دل
سورش یہ تھی اور اُسپہ تماشا ہی بعد مرگ
سینہ ہی طور شمع تجلی ضیاے دل
تصویر کھینچ لی ہی تصور سے یار کی
دل باختہ پکارتے ہین ہاے ہاے دل
دلباختہ ہی پوچھ نہ عاشق کا ماجرا
دل میرا آشنا ہی مین آشناے دل

بیجا نہین ہی اسکو جو عرش خدا کہون
ڈھونڈھا تو کچھ غبار سا نکلا بجاے دل
منظور دلگی ہی تو دلکو لگا کے دیکھ
اُتری پری ہی شیشے مین یہ ہی صفاے دل
یہ عشق دلرباؤن کا ہر دل عزیز ہی
دل کھو گیا ہی اسلیے کہتا ہی ہاے دل
رعنا لگا نہ سینے سے دست نگار دیکھ

حضور یہ غزل سُنکر مصاحبین رونے لگین کہا حضور یہ تو ہمکو ثابت ہوا کہ آپ کسی پر عاشق ہوئین لیکن اُسکا نام بتائیے مطلب اصلی سمجھائیے تب ملکہ عالم نے حضور کی تصویر بغل سے نکالی فرمایا مین اس شخص پر مائل ہون راتین فراق کی نہین کٹتین دن پہاڑ ہو جاتا ہی رہ رہ کے دل گھبراتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی مصاحبون نے تصویر کو دیکھکر کہا حضور نہ گھبرائین اس شہریار کے ساتھ آپ کی نسبت قرار پاگئی خواجہ عمرو عیار پیغام لیکر گئے ہین اسی سال کے اندر شادی ہوگی خانہ آبادی ہوگی وہ شہریار بھی حسین آپ جمیل صاحبزادے چاند کی صورت کے پیدا ہونگے ہملوگ گودیون مین کھلائینگے یہ جو مصاحبون نے کہا کہ اسی سال مین شادی ہوگی ملکہ اور زیادہ بیقرار ہوئین تڑپنے لگین جواب دیا صاحبو کسی کے دل کا حال تم کیا جانو مجھپر ایک ایک لمحہ شاق ہی دل اُس صورت زیبا کا مشتاق ہی چاہتی ہون جاکر پہلو مین بیٹھون اُس شہریار سے باتین کرون پوچھون کیون لے تو بھی مجھکو چاہتا ہی کان مشتاق ہین کہ کیا جواب دیگا اگر تم سب صاحب چاہتے ہو کہ میری جان بچے تو مجھکو اُس شہریار کی خدمت مین لیچلو مجھسے صبر و جبر نہین ہو سکتا شب غم کا سامنا ہی یہ رات نہ کٹیگی ایسا بیقرار ہوئین کہ ہملوگون کو پھر بن پڑا سب آمادہ ہوئین کہ حضور چلیے ہم آپ کے ساتھ ہین باپ سے حیلہ شکار کا کیا ہم چار ہو کنیزون رازدار ساتھ ہوئین کس مصیبت سے منزلین پہاڑون کی سختی مین کاٹین پتہ پوچھتے پوچھتے حیران ہوگئی لشکر سامری تک آپہنچی مگر افسوس ہی کہ آپ کو بالکل خیال نہین یہ حالات فرحت آیات سُنکر ملک طلس گلگون پوش بھبو لگیا چہرہ سُرخ ہوا بند قبا ٹوٹ گئے یہ کہکر اُٹھا اے نازنین پری پیکر خواجہ عمرو مجھ تک واپس نہین آئے اپنے لشکر مین ہونگے مین انکی خاطر سے اسی مقام پر فروکش ہون را

زخم اچھے ہوئین تو تاریک سے اُدونگا عمر وکے دشمنون کو مارونگا ملکہ عالم سے مین زیادہ بیقرار ہون آنسیکھو نشہ ترک نیند رات کی بالکل اُڑگئی یہ کہکے واسطے استقبال کے اٹھا وہ کنیز دوڑکر قریب محافہ کے پہونچی اطلس گلگون پوش نے اہالیان لشکر کو اشارہ کیا جلد قناتین درست کرو بارگاہ مین سامان عیش و نشاط مہیا ہو فوراً قناتین استادہ ہوگئین محافہ آکر ٹھہرا کہاریون نے صدائین یا سامری یا جمشید کی بلند کین وہ نازنین جو اطلس سے کہتی آئی تھی دوڑی ہوئی قریب پردے کے آئی کہا ملکہ عالم اُتریے شہنشاہ دوڑتے استقبال کے آتے ہین یکایک پردہ اُٹھا برج محافہ سے ماہ تابان برآمد ہوا اُس مقام پر روشنی ہوگئی دورسے اطلس گلگون پوش نے دیکھا ایک حور پیکر سمن بر بوٹا سا قد چال مین موزونی آنکھین نرگس شہلا زلفین سنبل زیبا سینے پر اُبھار کرتی آب روان کی چھینٹی بھینی زیب جسم گلعذار ماہ رخسار سہی قد خورشید خد عنبرین مو خال ہندو چشم جادو نظم مسدس

حور سے بڑھکے ہے اُس شوخ مین نازک بدنی — گل سے رخسار لب لعل ہین یعنی یمنی
سخت مغرور ہے اور خو مین بہت کمسخنی — حیلہ عادت مین ہے خصلت مین ہی توبہ شکنی

حسن محبوب مین قدرت کا تماشا دیکھا
اک خدائی کو صنم کے لیے شیدا دیکھا

جب یہ چاہا کہ کرون وصف سراپا رقوم — جلوۂ حسن مضامین کی پڑی ملک مین دھوم
لگے موجود سے افراد تھے جو جو معدوم — لگے فرمانے بنا کا سب نے کیا آکے ہجوم

ہر طرف سے مجھے آتے تھے برابر پیغام
سب نے بھیجے مجھے تشبیہ کے اکثر پیغام

خط فردوس مین خط مجھے رضوان نے لکھا — نامہ بر ہوکے اُسے خلد سے غلمان لایا
ورق گل پہ کیا صاف یہ تازہ انشا — ہی اگر مد نظر وصف کسی گلرو کا

بہر تشبیہ سراپائے قد جان جہان
گر ہو منظور تو لو نذر مین حور و غلمان

عین آنکھون کا تصور تھا جو منظور نظر — سحر کا سامری نے رکھدیا چشمہ لاکر
مردم ہوگئی حیرت سے جو نرگس ششدر — چشم امید سے کی قطع نظر اُسنے اُدھر

چشم زخمی سے ہوا آہوے چین کے سبب
چشم پوشی سے مری ہوگئے بادام خجل

فکر و اوہام پہ بیجا تھے خیالات فضول
لا ابالی یہان فرمائین کب ہین مقبول

مختصر وصف سراپا کا ہی لا طائل طول
ایسی تشبیہونسے ہی ذہن رساخت ملول

اُسکا وہ حُسن خداداد ہی ماشاءاللہ
ہین مہ و مہر فروغ رخ روشن پہ گواہ

آفتاب فلک حُسن ہی وہ ماہ لقا
مطلع حُسن ہی یا جلوۂ طور سینا

ماہ کامل ہی کہ ہی برج شرف کا تارا
الغرض نور کا عالم ہی عجب صل علیٰ

خوبی و شوخی و حُسن و رخ زیبا داری
انچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

حُسن دلپذیر دیکھکر ملک اطلس گلگون پوش محو مطلق ہوکر قریب آیا چاہا تھا تھام لون اُس ماہ پیکر نے غنچہ دہن سے گل کلام پیش کیا مسکرا کر کہا ہان ہان صاحب اسقدر نہ گھبراؤ میرے قریب نہ آؤ مین واسطے شکار کے نکلی تھی مصاحبین کس مقام پر لائین آپ کون صاحب ہین نام تو بتایئے ملک اطلس گلگون پوش نے ہاتھ باندھکر جواب دیا ای آفتاب عالمتاب آسمان حُسن وجمال ای بدر کامل چرخ کمال اس حقیر کو ملک اطلس گلگون پوش کہتے ہین خداوند طلسم ہوشربا کہلاتا ہون عزیزدار سامری و جمشید تمام ساحران جہان قدمبوسی کی ہوس رکھتے ہین خواجہ عمرو عیار نے تمہاری تصویر دکھا کر دیوانہ بنایا ہے مینے بطور قاصد اُنکو روانہ کیا کیا خوش نصیب ہون کہ اپنی معشوق باوفا سے قریب ہون اُسوقت کلاہ فخر چرخ برین پر پہونچا تا ہون آنکھین فرش کردن پلکونسے جاروب کشی ہو بارگاہ مین تشریف لیچلیے مدت مدید سے مشتاق ہون اُس نازنین نے مسکرا کر کہا ہمارے دوست صادق محب واثق خواجہ عمرو نامدار کہان ہین نام کو تو آپ کے بھیجی بدون خواجہ عمرو یہان سے قدم نہ بڑھاؤنگی لیکن او ظالم یہ تو بتلا تصویر مین کیا سحر کردیا تھا جس سے قلب انکا آوارہ دشت ادبار مجنون وار صحراے پُر ہول کو طی کرکے یہانتک پہونچی شکر سامری و جمشید ہی کہ تمہاری صورت نحس دیکھی میرے مصاحب خاص کو بلاؤ عمرو کی صورت دکھاؤ سابق مین اُنسے جا کر کوئی صاحبقران مین اُنکا پیغام دیا وہ ہمکو نامنظور تھا اس مرتبہ کمبخت نے تمہاری تصویر دکھا دی اپنے ہوش مین نرہی کمبخت

عشق کے ظلم سے راتین فراق کی تڑپ تڑپ کے کاٹین تمکو کیونکر اپنا عاشق صادق جانون اپنی بارگاہ مین
بیٹھے چین کر رہے ہو شراب و کباب کا چرچا ہی بارگاہ مثل عروس شب اول آراستہ ہی دو چار معشوقین بھی اس
خیمے مین ضرور ہونگی مین وہان نجاؤنگی خواجہ عمرو کو جلد بلاؤ وہ میرے معین مددگار ہین اپنے دلکا حال انھین سے
مین کہونگی آخر اس مقدمہ مین کیا فریب ہی وہ کیون نہین تشریف لاتے اطلس گلگون پوش نے دست بستہ
عرض کی ای شہنشاہ اقلیم حسن و خوبی ای سرو خرامان باغ محبوبی آپ چلکر بارگاہ مین تشریف رکھیے سواے
کنیزون کے وہان کوئی نہین عمرو ہی ملازم خاص اطاعت گذار با اختصاص عیار عالیوقار مصاحب نامدار ہی
وہ ضرور آئیگا حقیقت مین اُسکے ہونے سے محفل روشن ہوتی ہی ملازمون کو روانہ کرونگا وہ نازنین مہ جبین
کی باتین ناز و کرشمہ سے معمور کبھی ہنستی ہی کبھی مسکرا دیتی ہی کبھی قتل کیا کبھی جلا یا ابروون مین جلادی ہونٹھون مین
مسیحائی رعنائی زیبائی ملک اطلس بیقرار ہی نادیدہ عشق ایک درجہ تھا اب ہزار درجہ بڑھگیا چاہتا ہی
قدمون پر سر رکھون جان نثار کرون دل سے کہتا ہی کیا معشوق عاشق خصال دستیاب ہوئی کس مزے سے شب و روز
گذرینگے یکایک شور ہوا صداے گیر و دار کان مین آئی سحر سے ساحرون کے زمین تھرائی ملک اطلس گلگون پوش
نے گھبرا کر کہا ارے دیکھو تو یہ کیا معرکہ ہی کیسا ہنگامہ ہی جس نازنین نے بڑھکر ملک اطلس گلگون پوش
سے کلام کیا تھا وہ یکایک دوڑی یہ کہکر کہ حضور مین خبر لاتی ہون تھوڑی دور گئی روتی ہوئی پلٹی کہا واری غضب ہوا
خواجہ عمرو نامدار عیار طرار نے شاید تاریک پر عیاری کی تھی یا راہ مین آتے تھے تاریک نے گرفتار کرلیا
ارادہ تھا قتل کرے سرداران مہرخ بلوہ کرکے جا پڑے ہین لڑ رہے ہین چاہتے ہین عمرو کو چھوڑائین لیکن
ممکن نہین ہی وہ دیکھیے ایک غلام زنگی ذلیل حقیر عمرو کو بغل مین دبائے ہوئے بالاے آسمان ٹھرا رہا ہی
جان نثاران لشکر مہرخ اُسپر جا پڑے ہین لیکن وہ غلام تاریک شکل کش ہی کسی کی چوٹ نہین کھاتا
بہت سے آدمی مار ڈالے چاہتا ہی عمرو کو لیکر بھاگ جاؤن کسی ویرانے مین لیجا کر قتل کرون اُس
نازنین نے جو سر اُٹھا کر یہ حال پُر ملال دیکھا بال کھولدیے پیٹنے لگی کہا او عاشق کاذب دیکھ تو میرے
دوست پر کیا آفت پڑی ہی وہ بیچارہ اگلے وقت کا آدمی عیاری کرنا کیا جانے ہمارے ملک سے پلٹتا ہوا
آتا تھا اس حرامزادی نے گرفتار کرلیا ہوگا تو تو اپنے کو بڑا ساحر جانتا ہی تو تو کہتا تھا مین بادشاہ
طلسم ہوش ربا ہون عمرو نے بھی یہی بیان کیا تھا کہ اُنکا کوئی ہمسر نہین ہی پھر یہ کون ہین کہ جو میرے مصاحب
سے لڑتے ہین تو کیسا مرد ہی نہین ہو سکتا کہ جا کر عمرو کو چھوڑا لاے اگر تجھسے نہو سکیگا مین آپ

جاوُنگی واسطے عمرو کے جان دونگی اگر عمرو کوشش نکرتا مین یہان تک کیونکر پہونچتی ہم احسان فراموش نہین ہین تو مجکو بالکل نامرد معلوم ہوتا ہی ہاتھ باندھے ہوئے روتا ہی یہ کہکر اُس نازنین نے بال اپنے نوچ ڈالے مُنھ پر طمانچے مارے غلاف مین خنجر رکھا تھا وہ اُٹھا کر گلے پر رکھلیا کہا اپنا گلا کاٹے ڈالتی ہون اطلس گلگون پوش نے ہاتھ تھام لیا کہا ملکۂ عالم کسکی مجال ہی جو عمرو کو قتل کرے مین ابھی رہا کرے لاتا ہون حقیقت مین مین بادشاہ طلسم ہوش ربا ہون میری حکومت ابھی دیکھو کوئی میرا ایسا ہمسر نہین ہی افراسیاب ہمارے بزرگون کو سجدہ کرتا ہی نانا دادا کا چیلہ ہی تھوڑے دنو سے باغی ہوگیا مین خود اُسکی فکر مین تھا اُس شاہزادی نے کہا مین جب تمھارے پہلو مین بیٹھونگی کہ عمرو کو رہا کرکے لاؤ تاریک شکل کش کا کاٹو شہنشاہ عمرو کے دشمنون کو پامال کرو یہانکی حکومت عمرو کو دو تب مین راضی ہونگی نہین تو خود جلکے مرونگی یہی ہی اوظالم دیکھ میرا عمرو کیسا تڑپ رہا ہی وہ غلام زنگی سیاہ رو کیا کیا بدعتین کرتا ہی اگر اُسکو اُسنے مار ڈالا مین اپنے کو ہلاک کرونگی اطلس گلگون پوش نے فوراً کمر باندھی تاج سر پر رکھا اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا دامن سے آنسو اُس نازنین کے پونچھے کہا ای جان جہان ای گلشن حسن کی سرو روان میرے اختیار کو ابھی دیکھ لے جاتے ہی اس غلام زنگی کو سزاے معقول دونگا اور تاریک کا ابھی سر لاتا ہون آج ہی افراسیاب کو بھی سزا دونگا اُس نازنین نے محبت سے گلے مین ہاتھ ڈالدیے مُنھ پر مُنھ رکھکر کہا ای میرے وارث ذرا بچکر لڑنا ایسا نہو بیوہ کہلاؤن لیکن قدم بھی پیچھا نہ ہٹانا مجکو عورتین تشنیع دینگی جلسے مین بچکر کہینگی اسکا شوہر لڑائی مین سے بھاگ آیا بڑا نامرد ہی سب مین شرماؤنگی اطلس گلگون پوش نے کہا ملکہ دیکھو تو کیا عجائب وغرائب سحر دکھلاتا ہون ابھی سر تاریک لاتا ہون مین اپنے نانا دادا کے بندو سے مُنھ پھیرونگا یہ کہکر چاہا بوسہ لے اُس شوخ وشنگ نے اُلٹے ہاتھ سے ایک طمانچہ مار اکہا اودیوانے بیہودہ مین تو روتی ہون تجکو یہ باتین سوجھی ہین جلد جا ایسا نہو عمرو قتل ہو جاے پھر مجکو اپنی زوجہ نسمجھنا اطلس گلگون پوش نے اہلیان فوج کو آواز دی جلد تیار رہو فوراً کمر بندی ہو فوج افراسیاب کو دیکھ بھال لو ما بدولت چلے لو صاحب دیکھو مین جاتا ہون یہ کہکر اطلس گلگون پوش نے پر پرواز پیدا کیے جیسے ہی یہ بلند ہوا اُس مہ جبین نے گورے گورے ہاتھ طرف آسمان کے اُٹھا دیے پکار اُٹھی یا سامری جمشید میرے وارث میرے چاہنے والے ملک اطلس گلگون پوش کو دشمنون کے ہاتھ سے بچانا مجکو بیوہ نہ بنانا ملک اطلس گلگون پوش کو اور محبت کا جوش ہوا بلند ہوتے ہوتے پلٹ کر آواز دی صاحب

تم نے آؤ میرا کلیجہ پھٹتا ہی مجھے کون قتل کر سکتا ہی مین سب پر غالب ہون سر تاریک شکل کش کا طالب ہون
تا زمین دیکھتی رہگئی اطلس گلگون پوش آسمان پر جاکر ٹکڑا مثل برق چمکا نعرہ کیا تم اطلس گلگون پوش ہو
اور افراسیاب خانہ خراب مین آپہونچا اُسوقت یہ رنگ ہی کہ تاریک شکل کش بخوف مہتر قران صاحب بخدا
گران نظر کردہ بزرگان تڑپکر کبھی آسمان پر جاتی ہی کبھی زمین پر گر کر فوج مہرخ کو پامال کر دیتی ہی جب مہتر قران
جھپٹا اُڑ کر آسمان پر گئی ایک سمت افراسیاب جادو بصد جستجو سحر کر رہا ہی لیکن اطلس گلگون پوش کا منہ سے
اُس جوان زنگی کے پہونچا للکارا او روسیاہ میرے مصاحب کو کیون گرفتار کیا ہی اور عمرو کو آواز دی خواجہ
نہ گھبرانا مین آپہونچا ای شہنشاہ اقلیم عیاری ملکہ عالم آگئین لیکن تمھارے واسطے تڑپ رہی ہین وہ سامنے
دیکھو صحرا مین کھڑی ہین مجھسے بڑی محبت ہی دعائین مانگ رہی ہین سامری جمشید سے نذرین مانی ہین
کیا پیاری زبان ہی کیا آن بان ہی عمرو پنجے مین زنگی کے دبا ہوا تھا اُس حال مین پکار کر کہا شہنشاہ مین ملک
سے تمھاری معشوقہ کے پہناتھا تمھاری محبت مین مجھے تاریک نے گرفتار کر لیا کہتی ہی انکا ساتھ چھوڑ دو
ملک اطلس گلگون پوش نالائق ہی مین کہتا تھا تم سب پر فائق ہو ملکہ کو خدا سلامت رکھے وہ نہ دعائین مانگین
تو کون دعا مانگے آپکا لازم اُنکا مصاحب ایسی جاکر آگ لگائی کہ تمھارے شوق وصل مین نکل آئی ملک اطلس
گلگون پوش نے کہا مین آیا زنگی نے آواز دی خبردار میرے پاس نہ آنا ورنہ مارا جائیگا سرکشی کی سزا پائیگا
عمرو و ملکہ تاریک شکل کش ہمگنہگار ہی اسکو قتل کرونگا اطلس گلگون پوش نے چاہا قریب جاؤن
اُسنے جھولی سے نکالکر گولہ مارا ملک اطلس گلگون پوش نے اُف کہا گولہ پھٹکر زمین مین گر گئی سو
ملازمان افراسیاب کے سر پھٹ گئے لشکر مین صدائے فریاد و الغیاث بلند ہوئی سر اُٹھا کر افراسیاب
و تاریک شکل کش نے دیکھا کہ ملک اطلس گلگون پوش زنگی کے سحر دور کرتا ہوا جاتا ہی تاریک
نے للکارا او ملک اطلس خبردار میرے گنہگار پر دست انداز ہونا ورنہ سزائے معقول دونگی ملک اطلس
نے ہنسکر جواب دیا او تاریک نہ گھبرا پہلے اپنے دوست کو چھوڑا لون پھر تیرا بھی اگر علاج کرتا ہون تو تو شاید
بچ بھی جاتی حکم ملکہ عالم قطعی ہی کہ تاریک کا سر کاٹ کر لاؤ ملکہ مہرخ وغیرہ سنکر حیران ہوئین کہ ملکہ عالم
کون صاحب ہین کہ جنھون نے تاریک کے قتل کا حکم دیا ہی بہار نے اشارہ کیا خاموش رہو
اس معمہ مین راز ہی خواجہ عمرو کہ گئے تھے اپنے فرزند چالاک سے کہ مین عیاری کرونگا اگر شاید
پھنس جاؤن تصویر تجکو دیتا ہون اسکی شکل بنکر ملک اطلس گلگون پوش سے فریاد کرنا مین نے

چار سو کنیزین ہمراہ کردی تھین معلوم ہوتا ہی وہ وہان پہونچا اس آتش خو شعلہ مزاج کو گرا یا کھدیا ہوگا کہ
تاریک کا سر لاؤ مہرخ نے کہا سبحان اللہ کیا بلا کے عیار ہین اتنی دیر مین کیا آگ لگادی کیسا بھبوت کردیا
نام اُسکا ورد زبان ہی حکم کے کیسے مطیع ہین کہتے ہین ملکہ عالم کا حکم ہی یہ کہکر یہ سردار سحر کرنے لگے وہان
ملک اطلس سحر کرکے برابر غلام زنگی کے پہونچا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا ملک اطلس نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا
غصے مین ایک طمانچہ مارا غلام کا سر اُڑگیا عمرو اُسکے پنجے سے چھوٹا بیقرار ہوکر آواز دی ای شہنشاہ مجکو
بچائیے اگر زمین پر گرونگا استخوان ریزہ ریزہ ہوجائینگے ملک اطلس گلگون پوش نے جھپٹ کر
عمرو کو روکا سحر مین تاریک کے عمرو مبتلا تھا ملک اطلس گلگون پوش نے ایک نخل کے سایہ مین لا کر
عمرو کو اُتارا گلے سے لگالیا کہا خواجہ تمنے مجکو دولت کونین عطا کی کس لطف سے تصویر دے آئے تھے
بدون اجازت والدین ملکہ نکل آئی ای خواجہ عمرو مجہپر جان دیتی ہی اسوقت اسقدر بیقرار ہی پکار رہی ہی
ای پونے دو دی خدا میرے وارث کو بچالو تصدق اُتارونگی اب یہانسے چلکر شب کو جلسہ آراستہ کرینگے
تم یہ بتانا تمھارا ابھی ملکہ کو بڑا خیال ہی عمرو نے کہا ایسی ایسی کارگذاریان آپ بہت سی ملاحظہ فرمائیگے
اب تاریک سے مقابلہ کرو اُسکا سر کاٹو ملکہ کا حکم پورا ہو ملک اطلس گلگون پوش نے کہا ابھی
سر لایا لیکن غلام زنگی جو مرکز زمین پر گرا اندھیرا ہوگیا صدا ہاے مہیب آئین بعد عرصہ دراز بیرون نے
آواز دی کشتی مرا نام من غلام ملکہ تاریک شکل کش بود افراسیاب نے پلٹ کر دیکھا اُس زنگی
کی لاش سے اسقدر شعلے نکلے کئی ہزار ساحر جلگئے حیران ہوا کہ عمرو کہان گیا دیکھا ملک اطلس گلگون پوش
سے ہنس ہنسکر باتین کر رہا ہی وہین سے للکارا باش او ظالم غضب کیا دائی امان کے غلام کو مارا میرے
دشمن کو چھوڑا لیگیا یہ کہکر افراسیاب بصد قہر و عتاب صفون کو درہم و برہم کرتا ہوا طرف
ملک اطلس گلگون پوش کے چلا عمرو تو گلیم اوڑھکر بھاگا لیکن ملک اطلس نے قبضہ شمشیر
برق نظیر پر ہاتھ ڈالا کہا او بچیا آتا ہون اس عرصے مین سرداران ملک اطلس گلگون پوش
بھی آکر شریک جنگ ہوئے گولے ترنج تارنج چلنے لگے تمام صحرا تاریک ہوگیا افراسیاب جادو
بقہر و غضب تمام طرف ملک اطلس گلگون پوش کے للکارتا ہوا چلا پکارا منم بانی بناے راکین
افسونگری منم آفتاب عالمتاب آسمان برتری یکہ تاز میدان ظلم و جفا شہنشاہ طلسم ہوشربا او
ملک اطلس گلگون پوش کیون شامت دامنگیر ہی اب تیرے قتل کی تدبیر ہی دائی امان کیجا

جانیکا قصد نکرنا ملک اطلس کو یہی کد تھی کہ بتعجیل تمام تاریک بدانجام کا سر کاٹون سامنے جاکر معشوقہ کے
پیش کرون وصل سے ملکہ عالم کے مستفیض ہون تاریک شکل کش کا یہ حال ہی کہ بخوف جہتر قران نامدار
کبھی زمین پر کبھی بالاے آسمان حیران پریشان ہر چند کہ لڑائی مین اسکو بڑی کد ہی اس حال پُر ملال مین تھی
لشکر چرخ کو پامال کر رہی ہی جسکو پایا چیر پھاڑ کر کھا گئی اس ہنگامہ مین بھی پیٹ کی فکر ہی شراب و کباب کا
ذکر ہی لیکن افراسیاب خانہ خراب بصد پیچ و تاب جھفون کو درہم و برہم کرتا ہوا سامنے ملک اطلس
گلگون پوش کے پہونچا ملک اطلس نے قصد کیا تھا کہ پر پرواز پیدا کرون بالاے آسمان جاکر تاریک
کے مقابل ہون لیکن افراسیاب نے اُٹھا کر سنگ ریزہ مارا ملک اطلس پر پتھر برسنے لگے کئی سو ملازم اُسکے
مارے گئے ہنس پڑا کہا او سنگ دل بیہودہ جاہل یہ کیا سحر کرتا ہوے دیکھ کیا ہوا یہ کہکر زمین سے مٹھی بھر تھوڑی سی
خاک اُٹھائی یا سامری جمشید کہکر اُڑائی سب نے دیکھا سحر سے ملک اطلس کے بڑے بڑے پتھر پیدا ہوئے
آپسمین ٹکرا کر لشکر افراسیاب پر گرنے لگے کئی ہزار کے سر پھٹے لشکر افراسیاب مین غریو بلند ہوا
حیرت جادو نے بیقرار ہوکر آواز دی ای شہنشاہ پتھر برسانے سے خاک مزا نہ ملا دیکھیے تمام لشکر پر
غبار چھا گیا آپ کا لشکر پامال ہوا افراسیاب نے آخر دوسرا سحر کیا وہ پتھر غائب ہوئے دامن اپنا
پھاڑ کر سحر کیا ملک اطلس گلگون پوش پر ایک چادر ظلمانی گری قریب تھا کہ اُسمین بند ہو جاے
قہقہہ مار کر آواز دی او افراسیاب کیون جامے سے باہر ہی ہمارے بندوبست سے نہین باہر ہی
تو جانتا ہی ہمارا تیرا چولی دامن کا ساتھ ہی لیکن اب تیرا گریبان ہمارا ہاتھ ہی یہ کہکر سنگ ریزہ
اُٹھا کر مارا وہ چادر سیاہ ٹکڑے ٹکڑے ہوکر لشکر افراسیاب پر گری کئی سو نے گریبان پھاڑ ڈالے
دیوانہ وار مجنون مثال طرف صحرا کے بھاگے جب دو چار سحر افراسیاب و ملک اطلس سے اسطرح
چلے اُسوقت افراسیاب نے غصے مین ہاتھ اُٹھایا آواز دی کیا طلسم ہوشربا فتح ہو گیا اری
نمک حرامو ابتو طلسم کشا کا بھی خاتمہ ہوا جلد حاضر ہوای نگہبانان مابدولت جلد آکر ہمارے حال
کے ناظر ہو فوراً ایک پریزاد پیدا ہوئی ایک گولہ طلائی لاکر ہاتھ مین افراسیاب کے دیا دست بستہ
عرض کی ای شہنشاہ نمک خواران قدیم پر اسقدر غصہ سب کچھ حاضر ہی سب کوٹھے بند پڑے ہین یہ سحر
کامل و اکمل خالی نجائیگا آسمان تھرائیگا یقین ہی آپ کے دشمنون کو غش آجائیگا مگر افسوس یہ ہی کہ
ملک اطلس گلگون پوش سامری پرست بادہ خدمتگذاری جمشید سے مست اسکا قتل بھی

خداوند پر شاق ہوگا یقین ہے وہ بھی سحر و ساحری مین مشاق ہوگا افراسیاب نے گولہ لے لیا پرزاد کیجانب
بہ نگاہ قہر و غضب دیکھا کہا تجکو ان مقدمات مین کیا دخل ہے وہ خاص ہمارا دشمن ہے ارے رہروان جادہ عناد
سحر رہزن ہزارہا سامری پرست اُسنے مارے اب مجھے اسکا پاس نہین ہے پرزاد نے چاہا کچھ اور
عرض کرون شہنشاہ کو سمجھاؤن افراسیاب نے غصے مین کہا دور ہو اس نازنین کے منہ سے ایک شعلۂ آتش
نکلا وہ پرزاد مثل ہیزم خشک جلنے لگی دم بھر مین جلکر خاک ہوئی خاک سے ایک طائر پیدا ہوا اور قیل مار کر
آسمان پر بلند ہوگیا آواز دی ہزار صد ہزار افسوس عمر طلسم ہوشربا تمام ہوئی مین بیچاری مفت مین
بدنام ہوئی یہ کہکر طائر نکلگیا افراسیاب یہ سنکر نام سامری و جمشید پر گالیان دینے لگا کہا دیکھو کیسا
شعبدے بازیان بنا گئے نالایق ڈرتے ہین نابدولت کسی کی پروا نہین رکھتے اتنی مہلت جو ملک اطلس گلگون پوش
نے پائی کئی سردار افراسیاب کے مارے یہی چاہتا ہے تاریک شکل کش پر جا پڑون اپنی معشوقہ کا حکم بجا لاؤن
لیکن افراسیاب نے اُس گولے کو چرخ دیا الامان الامان کی صدا آنے لگی زمین تھرانے لگی مہرخ و
بہار وغیرہ کتنی ہوگئین پیچھے ہٹین کہ یارو غضب ہوا افراسیاب نے طلسم سے گولہ طلب کرلیا بہار گلدستہ
مار کر ایک جانب چلی باغبان قدرت بصد صولت و شوکت یا تو قلب لشکر افراسیاب مین لڑ رہا تھا
ہزارہا ساحران افراسیاب مارے کبھی سرماے برق انداز پر جا پڑا کبھی ابریق کوہ شگاف سے لڑا
ان دونون کو زخمی کرچکا تھا اُس گولے پر نگاہ پڑگئی تھرا گیا کلیجہ منہ کو آگیا ساتھ والون نے کہا یارو ہو
طلسمی گولہ چلا چاہتا ہے کسکا دل گردہ ہے جو اس وار کو سنبھالے خدا اس بلا کو ٹالے یہ کہتا ہوا اُک گوشے
پر آیا بہار کا ہاتھ پکڑکر کھینچا مخمور کو اشارہ کیا ملکہ ہٹو دیکھو آفت آئی ہے لیکن افراسیاب نے اُس
گولے کو تین مرتبہ چرخ دیکر طرف ملک اطلس گلگون پوش کے مارا دناتا ہوا قریب تھا کہ کلیجے
پھٹ جائین کئی ہزار ساحر و غیر ساحر چرخ کھاکر گرے زمین مین گرکر ایڑیان رگڑنے لگے لیکن ملک اطلس
گلگون پوش نے جو گولہ آتے ہوئے دیکھا سینہ سپر کرکے آگے بڑھا جھولی سے کارد سحر نکالی سامری
و جمشید کا نام لیکر گولے کی جانب اشارہ کیا گولہ چھری پر آکر پڑا دو ٹکڑے ہوئے گولے سے ایک
غبار زرد پیدا ہوا خاک اُڑی ایک گنبد زرد رنگ تیار ہوا ملک اطلس گلگون پوش
اُس غبار مین چھپ گیا برق بنکر گنبد خاکی مین تڑپ رہا ہے لیکن نہین نکلسکتا افراسیاب تیغہ کھینچکر چلا
آواز دی او ملک اطلس گلگون پوش اب مہلت نہ ملیگی مین نے تجکو دام سحر خاکی مین پھنسایا

میری طرف سے دل میں بڑا غبار تھا حقیقت میں ملک اطلس گلگون پوش چاہتا ہے تھوڑی دیر کی
مہلت پاؤں تو اس گنبد خاکی کو مٹاؤں جسم سے چنگاریاں نکل رہی ہیں لیکن سحر خوانی میں مصروف ہے
دفعہ سحر مہلت پر موقوف ہے افراسیاب سحر کو زور دیتا ہوا تیغہ کھینچے ہوئے طرف گنبد خاکی کے آتا ہے
باغبان وغیرہ نے جو یہ ہنگامہ عظیم دیکھا کہ ملک اطلس ہمارا طرفدار سحر افراسیاب میں مبتلا ہوا
اب نہ نکل سکیگا قصد ہوا جا کر سحر دفعہ کریں مخمور نے آواز دی ای باغبان و بہار ای ساحران نامدار
خبردار قریب گنبد خاکی نہ جانا ملک اطلس گلگون پوش حقیقت میں بڑا ساحر ہے نیرنگ و شعبدے
بخوبی ماہر ہے اپنے کو بچا رہا ہے اگر مہلت پائیگا بیشک گنبد کو توڑ کر نکلجائیگا اور کوئی اگر وہان جا کر سحر کریگا
غبار کو ترقی ہوگی نابینا ہو کر مریگا اگر ساحر بڑا ہے اندھا ہو جائیگا سر ٹکرائیگا مخمور نے جو بطور نصیحت پکارا
سب ساحر رُکے لیکن واسطے ملک اطلس گلگون پوش کے دعائیں مانگنے لگے باغبان قدرت نے
آواز دی ای مخمور حقیقت میں تو نے سچ کہا لیکن اگر یہ مارا گیا غضب ہوا اتنا کوئی کرے افراسیاب
کو روکے اپنی جانب متوجہ کرے چند ساعت افراسیاب سحر گنبد خاکی کو زور نہ دے ملک اطلس گلگون پوش
ساحر بے نظیر صاحب تدبیر ہے ضرور اس سحر کو دفع کر کے نکل جائیگا بہار جادو نے آواز دی جو کوئی اسوقت
سامنے افراسیاب کے جائیگا زندہ واپس نہ آئیگا اُسوقت عجب لشکر میں تلاطم تھا ہر ایک کے ہوش و حواس
گم لیکن بیقرار ہو کر دعا کی یکایک صحرا سے گرد اڑی کچھ لکہ ہاے ابر نمایان ہوئے لیکن صداے
ہا ہو آئی زمین میدان کارزار تھرائی افراسیاب پلٹ کر دیکھنے لگا سب اُسی جانب متوجہ ہوئے
دیکھا ایک جوان ساحر غدار اژدر آتش فشان پر سوار زخمدار بیقرار اژدر کو بھگائے ہوئے آتا ہے پشت
پر لاکھوں جادوگر سب کے رنگ رو متغیر انتہا کے زخمی جسم پر آبلے پڑے ہوئے بدحواس عالم یاس
چہرے اُداس بھاگے ہوئے آتے ہیں ملکہ حیرت نے جھککر افراسیاب سے پوچھا ای شہنشاہ
یہ لشکر ساحران بیتاب و پریشان شکست خوردہ کہانسے آتا ہے پہچانیے یہ جو سب کا افسر ہے کونسا
ساحر ہے افراسیاب نے بغور دیکھکر کہا میں نے بخوبی پہچانا ہمارا مصاحب خاص خراج گذار
گیہان اژدر سوار ہے جسے براے مقابلہ شہرۂ فیلسر بھیجا تھا معلوم ہوتا ہے شکست کھا کر آیا ہے بہت گھبرایا ہے
مگر گیہان اژدر سوار نے بدور سے افراسیاب کو دیکھا پکارا فریاد الغیاث ای شہنشاہ میری مدد
کیجیے تین دن تین راتیں گذریں میں شکست کھا کر بھاگا لیکن شہرۂ فیلسر نمک حرام بدانجام میرا پیچھا نہیں

چھوڑتا کسی صحرا مین امان نہ پائی تقدیر یہان لائی آپ مجکو جلد اگر بچایئے وہ آیا چاہتا ہی بڑا ساحر زبردست
ہی اتنا بڑا ساحر میری نگاہ سے نہین گذرا اپنے بھائی کے غم مین گھبرایا ہوا ہی کہتا تھا میرے بھائی
قہقہہ فیلسم کو افراسیاب نے مارا شہنشاہ لاچین کو قید کرلیا بھائی کے خون کا بدلا لونگا شہنشاہ
لاچین کو قید سے چھوڑا دونگا افراسیاب تو حیران حیران اُس طرف متوجہ ہوا کہ گیہان پکارتا ہوا
چلا آتا ہی ساتھ والے بھی افراسیاب کو دیکھکر فریاد وبکا کرنے لگے کسیکا قول ہی میرا بڑھاپا برباد ہوا
نوجوان بیٹا خاک مین ملگیا اسقدر غریو ہی کہ بات سمجھ مین نہین آتی آخر افراسیاب یہ کہتا ہوا دوڑا
ارے غل نکرو مجکو سمجھاؤ اسقدر نہ گھبراؤ اتنی مہلت جو ملک اطلس گلگون پوش نے پائی جھولی سے
کارد نکالکر ران پر لگائی خون اپنا چلو مین لیکر چہرہ پر ملا سُرخ رو ہوا کچھ خون باقی ماندہ اُس گنبد پہ
پھینک مارا ابر خونی برسنے لگا گنبد شکست ہوا لیکن کئی ہزار ہمراہیان اطلس گلگون پوش بھی
جلگئے لیکن ملک اطلس نے اسقدر گنبد خاکی کے اندر صدمے اُٹھائے کئی زخم کھائے چند ساعت مین
اپنے کو درست کیا چالاک وچست ہوکر مصروف جنگ ہوا لیکن گیہان اژدر سوار اژدر سے کود ا
ساتھ والون کو منع کیا ارے یارو چپ رہو مین قریب شہنشاہ کے جاؤن مفصل حال سمجھاؤن
چاہا تھا کہ چلے کہ دوسرا ابر تیرہ و تار پیدا ہوا ابر مہیب برق چمکتی ہوئی شعلہ ہائے آتش ابر سے نمایان ہو
ابر اگر پھٹا آواز پیدا ہوئی باشیدائی ملازمان افراسیاب خانہ خراب منم ساحر نامی دنامور ملک شہرہ فیلسم
او گیہان بھاگ کر کہان جائیگا یہ کہکر گیشدے کو بڑھاکر قریب گیہان اژدر سوار آیا کئی لاکھ ساحر
ابر سے پیدا ہوئے انکو آواز دی ان سب نمک حرامون کو مار لو ان جھگیلون کو مہلت ندو ایالیان فوج
لشکر گیہان پر گرے گیہان نے جو لشکر شہرہ فیلسم کو دیکھا اسی کے ہاتھ سے شکست کھاکر آیا بدحواس
ہوگیا سحر یاد کرتا ہی کبھی کہتا ہی یا سامری کبھی کہتا ہی یا جمشید کبھی پکارتا ہی یالات اعلی منات معلی
کبھی گھبراکر پکارا ای لونڈ لوٹا جھوٹ جھوٹا اسوقت اگر بچاؤ ہائے کوئی سحر یاد نہین آتا ارے یارو
تمکو تو کتاب کی کتاب یاد تھی سب حرف صفحہ قلب سے اُڑگئے شہرہ فیلسم برابر ہو پہنچ چکا تھا کہا او نامرد
کسکو پکارتا ہی کہان ہین سامری وجمشید نمک حرامی کے وقت یاد نہ آیا ایسے بادشاہ عالیجاہ کو بلا مین
پھنسایا اگر تم سب بگڑ جاتے افراسیاب جادو کی مجال تھی جو شہنشاہ لاچین کو قید کرتا سلطنت پر قبضہ
ہوتا اُسوقت گیہان نے گھبراکر تلوار اُٹھائی ایسا بدحواس تھا مع نیام سر پر شہرہ فیلسم کے لگائی ایک

ہاتھ سے سپر ہلاتا جاتا ہی منھ سے کہتا ہی ارے سحر پڑھون ای شہرۂ فیلسر تجکو جلادون کبھی کہتا ہی ای بھائی میرے پاس نہ آؤ کبھی کہتا ہی ای شہنشاہ آکر بچاؤ یہ جلاد صاحب بیداد نہین مانتا شہرۂ فیلسر انتہا کے غصے مین تھا مگر ہنس پڑا کلائی پر ہاتھ ڈالدیا گیہان نے تلوار چھوڑ کر کہا لو بھائی تلوار لیلو مگر جان تو چھوڑ دو شہرۂ فیلسر نے کلائی پر ہاتھ ڈالا اپنی جانب کھینچا یہ خود قریب آگیا کہا لو بھائی مین تو سرکشی نہین کرتا تمھارا تابعدار ہون ہر چند کہ اہالیان فوج گیہان عاجز مجبور ولاچار مین باتون پر گیہان اژدر سوار کے بے اختیار ہنسے کہتے تھے لو صاحب وہ قتل پر آمادہ ہی یہ بھائی بھائی کہتے ہین ایک نے کہا نامرد گھبرا گیا یہان شہرہ نے طمانچہ مارا سر اسکا چنبر گردن سے اُڑ گیا زمانہ تیرہ و تار ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من گیہان اژدر سوار بود شہرۂ فیلسر گیہان کو مار کر گردن ست سحر پہ سوار ہوا لشکر افراسیاب پر جا پڑا افراسیاب نے جو یہ معرکہ دیکھا غصے مین سرہاد ابریق کو آواز دی کو یاردو اور بلا نازل ہوئی بڑھکر اس نمکحرام کو روکو یہان نہ آنے دو شہرۂ فیلسر کے جو کان مین یہ آواز آئی وہین سے نعرہ کیا او افراسیاب میرے بھائی قہقہہ کو مارا ہنسی سمجھا تھا نمکحرام کون ہی اپنے ولی نعمت کے ساتھ یہ بے اعتدالی کرے اُسکو گرفتار کیا بس بہتر یہ ہی کہ قدمون کو ہمارے بوسہ دے توبہ کر شہنشاہ کو لاکر تخت نشین کر دیکھ طلسم ہوش ربا مین کیا غدر پڑ گیا نمکحرامی نے یہ مزا چکھایا یہ کہتا ہوا فوج افراسیاب پر جا پڑا اب یہ سب لشکر آپسمین لڑنے لگے قیامت کے سحر ہونے لگے دشت و جبل تھرائے لکہ ہاے ابر کڑک رہے ہین شعلہ ہاے آتش بھڑک رہے ہین **نظم مصنف**

ہوا گرم ہنگامۂ دار و گیر
فسون سازیون مین جو برپا کیا
ہوا ہر طرف سے جو آغاز سحر
لیے ہاتھ مین تیغۂ برق تاب
ادھر نعرۂ مہتر مہتران
گری برق تیغ جلالت شعار
جبل خوف و دہشت سے ہلنے لگے
چھپا پردۂ ابر مین آفتاب

یکے خورد نیزہ یکے خورد تیر
اُڑا اسقدر دشت کین مین غبار
اُٹھا پردۂ بدعت راز سحر
ملک اطلس نامور بیگمان
ہزبر وفادار مہتر قمران
ہوا حملہ ور رستم روزگار
گل باغ جرأت بھی کھلنے لگے
کیا سحر اطلس نے باشد و مد

قمر توسن کلک چالاک ہی
رُخ مہر گردون چھپا ایکبار
بڑھا جھوم کر صف سے افراسیاب
ہوا بڑھکے فوجون پہ حملہ کنان
جلالت قرین نامور نامدار
صفون مین تھا ہنگامۂ گیر و دار
ہوا ایک بیک دہر مین انقلاب
ہوا غل کہ یا سامری کر مدد

تلاطم صفون مین قیامت کا ہے
نکلنے لگی صاف پانی سے آگ
کسی صف مین گولے چلے بیدریغ
دھوان دھار وہ دشت پرہول تھا
یہ دنیاے دون لائق دید ہے
کوئی رنج فرقت سے ہے بیقرار
کوئی وصل معشوق کی فکر مین
کہین سوز ہے اور کسی جا یہ ساز
بڑے اُنکے نام و نشان ہوگئے
جلالت شعارو ہے جرأت کا وقت
لڑائی کی افتاد جھیلوگے تم

کوئی کہہ رہا ہے کہ کالی کی جی
کوئی گر کے پانی مین ٹھنڈا ہوا
کسی جا سے چمکنے لگی برق تیغ
نقیبان لشکر بڑھے بیدرنگ
کوئی مر گیا اور کہین عید ہے
کہین عیش و عشرت کا سامان ہوا
کوئی ہجر محبوب کے ذکر مین
فریدون و جم صاحب تخت و تاج
تہِ خاک آخر نہان ہوگئے
نہنگان دریاے شوکت ہو تم
یقین ہے کہ جا نو نہ کھیلوگے تم

ہوئی ساحرون کو جو دریاے آگ
کوئی آتش سحر سے جھلک گیا
اُچھلنے لگے ناریل جا بجا
پکارے کہ یارو یہ ہے وقت جنگ
کسی جا ہے جشن طرب آشکار
کوئی شکل آئینہ حیران ہوا
زمانے کا دیکھو نشیب و فراز
دیا جنکو سب سرکشون نے خراج
جوانو یہ ہے شان شوکت کا وقت
مہِ آسمانِ جلالت ہو تم
نقیبان بلند آواز نے جو یہ اشعار

عبرت آمیز پڑھے جوانان صف شکن تیغین کھینچے صف لشکر دشمن پر جا چڑھے سحر و ساحری کا زور ہے یا بارش ابر کا شور ہے کبھی افراسیاب جادو نے بڑھکر گولہ مارا آسمان پر جاکر پھٹا اندھیرا ہوگیا ہزارہا نابینا ہوکر زمین پر گرے ٹکرا ٹکرا کر مرے کبھی ملکہ اطلس گلگون پوش بڑھکر سحر کرتا ہے کہ افراسیاب کو مٹا دون کسی نے زمین کو ہلا دیا کسی جانب گلدستہ بہار چلا پھول برسے ہزارہا دیوانے ہوئے گریبان چاک کئے چہرون پر خاک ملی دیوانہ وار وحشی مثال یہ اشعار بہاریہ پڑھنے لگے نظم

شاخ گل پر کسے چہکتے ہین یہ مرغان بہار
عندلیبون کو ہے لازم شکر احسان بہار
گل ہے ساغر بادہ ہے شبنم ہے ساقی صبا
نغمۂ فصاد کا نشے بہر مرغان بہار
ہر روش گلدستۂ گل اس سے ہین آراستہ
کشور گلزار مین جاری ہے فرمان بہار
فصل گل مین تو بلبل سے ہے رعنا کو الم

شکر کرتے ہین گلستان مین غزل خوان بہار
چاہیے غنچے بلائین لین تصدق ہو نسیم
میکدہ ہے صحن گلشن بہر مستان بہار
رقص کبک و نغمۂ بلبل سے جنت ہے چمن
تختۂ گلزار ہے اورنگ سلطان بہار
عندلیبونکو گلون سے ہے ہم آغوشی نصیب
بے مے و ساقی ہے سب برباد سامان بہار

گل کھلے ہین موسم گل مین ہے سامان بہار
طشت گل مین دھوے شبنم پاے مہمان بہار
جوش مستی سے ہوا جوش جنون کیونکر نہو
نرگس و گل کا لقب ہے حور و غلمان بہار
برگ و بر کا ذکر کیا ہین خار تک رنگین
وصل اب ہو واسطہ ہے بہر مرغان بہار
حیرت جادو نے دیکھا بہار جادو نے

صدہا کو دیوانہ کر دیا بڑھکر سحر کیا سحر رنگین بہار کو مٹایا لیکن شہرۂ فیلسر بصد کر و فر فوج افراسیاب
پر گرا ہی لیکن بسرعت تاریک دیکھکر گھبرا رہا ہی جس جانب جا پڑتی ہی سیکڑون کو چیر پھاڑ ڈالتی ہی سوا ے
مہتر قران کے کسی سے خائف و ترسان نہین ایک مقام پر تاریک نے افراسیاب کو دیکھا سوا ے
فوج مہرخ کے ایک لشکر پر سحر کر رہا ہی تاریک گھبرائی قریب افراسیاب کے آئی کہا او افراسیاب
تو نے کیا کیا بدعتین کین مین خیال کر کے دیکھتی ہون تمام عالم تیرا دشمن ہی یہ مبخت شہرۂ فیلسر کون
شخص ہی جسنے آتے ہی لاکھون کو مارا اسی کی آمد کی وجہ سے یہ اطلس گلگون پوش تیرے گنبد خاکی کے
سحر سے نکلگیا حقیقت مین کیا سحر معقول تھا ملک اطلس بہت ملول تھا مہلت پاتے ہی اُسنے اپنے کو
بچایا گنبد خاکی توڑا افراسیاب نے کہا دائی امان یہ شہرۂ فیلسر بڑا افسر ہی برادر قہقہہ فیلسر ہی
جو سابق مین لوح دار طلسم ہوش ربا تھا دریاے نیل پر میرا قبضہ ممکن ہوا مین نے کئی مرتبہ
کہلا بھیجا لوح طلسمی لیکر حاضر ہو وہ مغرور نہ آیا تب مین نے جا کر اُسکو مارا یہ خبر اسکو نہ ملی تھی اب مفصل
حال دریافت ہوا باغی ہو کر آیا کئی قلعون کو ویران کر دیا تاریک نے کہا جہانتک ہو سکے فوجون کو
حکم دے مہتر قران کو گھیرین نہین معلوم تیغۂ نور افشانی کہانسے لایا کیونکر اس تلوار پر قبضہ ہوا افراسیاب
نے کہا مین بھی حیران ہون ما بدولت کا سحر اُسپر تاثیر نہین کرتا انتہا کا بہادر ہی ہزارون کو اسنے مارا
بڑے بڑے افسرون کو للکارا سامری و جمشید اسکے ہاتھ سے بچائین مہتر قران نے جو دور سے
دیکھا کہ تاریک شغل کش افراسیاب جادو سے باتین کر رہی ہی لڑتا بھڑتا چلا جس افسر نے روکا ہاتھ
تیغۂ نور افشانی کا مارا دو ٹکڑے ہوئے دوسرے کو قبضہ مارا کسی کی کمر مین ہاتھ دیکر اُٹھا لیا زمین پر مارا
استخوان بے ایمان کے چور چور ہوئے ہزارہا کاسۂ سر مثل کاسۂ گدائی ٹھوکرین کھا رہے ہین سوار بید لرزان
مین بھگدر صفین درہم و برہم نشانہاے لشکر پر الم ماتم نیزے کانپ رہے ہین تلوارین ڈری جاتی ہین
بقول شخصے نیام مین منھ چھپاتی ہین سپرین دیاہ برباد تباہ مہتر قران کا جو نعرہ ہوا افراسیاب نے گھبرا کر کہا
دائی امان بھاگو وہ شیر بیشۂ جرأت آ پہونچا دیکھیے اسکے ہاتھ سے کیونکر بچتے ہین افراسیاب ایک جانب
بھاگا تاریک شغل کش بیتاب متوحش مثل برق کڑک کے بالاے آسمان پہونچی مہتر قران نے اسکو
بنایا اور ساحرونپر جا پڑا لڑنے لگا لیکن تاریک کڑک کر فوج شہرۂ فیلسر پر گری ہر چند کہ شہرۂ فیلسر
بڑا بہادر رہی سحر و ساحری مین بے مثل و بے نظیر صاحب لیاقت و خوش تقریر لیکن صورت ہیبت ناک

تاریک کی دیکھکر گھبرا گیا ساتھ والو نسے کہا یارو یہ دیو نی کہان سے آئی اہالیان فوج شہرۂ فیلسر نے جو
تاریک شکل کش کو دیکھا ہاے کا نعرہ کرکے بھاگنے لگے چاہتے تھے پانون سر پر رکھ لین لیکن اسلیے سامنے
نجائین لختے خون کے تمام اسکے سینے پر جمے ہوئے بال سر پر گرد پڑے جنا مین چھوٹی ہوئین کئی تھان کا
لہنگا خون مین ڈوبا ہوا جسکو پایا چیر پھاڑ کر کھا گئی جب منہ کھولکر چیخ ماری دہن سے اُس آتشخو کے دھوان
نکلتا ہی شعلۂ آتش اس ناری کے نام سے جلتا ہی بعضون نے آنکھین بند کر لین منہ کے بھل زمین پر گر کے
ایڑیان رگڑنے لگے بعض نہر مین پھاند پڑے آبرو بھی ڈبوئی جان مُفت مین کھوئی تہلکہ لشکر شہرۂ فیلسر
مین پڑ گیا شہرۂ فیلسر ایسا ساحر گھبرا رہا ہی لیکن واقف کاران طلسم نے آواز دی ای شہنشاہ یہ گمراہ
بلاے حجرۂ دوم ہی تاریک شکل کش اسی کا نام ہی انسان کو چیر پھاڑ کر کھا جانا اسکا کام ہی یہ سُنکر
شہرۂ فیلسر کسی قدر مطمئن ہوا اُسنے بھی کہا قدم مردی کا میدان کارزار سے ہٹنا بڑی ذلت ہی اسی مین
جرأت ہی کہ اس سے بڑھکر مقابلہ کرون اس سیاہ رو کے خون سے ہاتھ بھرون بروقت خروج
خیر خواہون نے کہا تھا کہ افراسیاب کا مارنا دشوار ہی بڑی بڑی بلائین نازل کریگا بڑے بڑے اُسکے
خراج گزار ہین رہائی شہنشاہ لاچین آسان نہین ای شہرۂ فیلسر کسیکا کہنا نہ مانا اس امر دشوار کو
آسان جانا اب ہٹنا کیسا اس سے مقابلہ کرو دلکو تھم کرکے سحر کرتا ہوا بڑھا تاریک شکل کش نے آواز دی
او شہرۂ فیلسر کیون اپنی جان دیتا ہی افراسیاب کے قدمون پر سر رکھدے مین کہتی ہون خطا
معاف کرا دونگی اگر میرے کہنے کے خلاف کیا ٹھوکرین کھائیگا بذلت مارا جائیگا شہرۂ فیلسر کو جوش
جرأت تھا کچھ خیال نکیا کئی گولے مارے تاریک نے ہاتھ مارا اُلٹے پلٹ کر اُسی کی فوج پر گرے کئی ہزار
آدمی بے گناہ جلکر رہگئے شہرۂ فیلسر نے دیکھا سحر کو پھرے قریب نہین آنے دیتی تیغہ برق مثال کھینچکر
جا پڑا اس نحس تاریک پر وار کیا تاریک نے سر بڑھا دیا تلوار نے تاثیر نہ کی جبین سے اُڑ گئی گویا گھڑیال کی
موگری پڑی اُستادان لکھنؤ نے اس داستان عبرت بیان کو اسطور پر تحریر فرمایا ہی کہ شہرۂ فیلسر انتہا کا
زبردست ہی لیکن پیترے بدل کے تاریک پر برس پڑا تاریک زخمی نہوئی دم بدم دھڑو کے
مار رہی ہی کہتی جاتی ہو او شہرہ دیکھ اپنی جان بچا ہوش مین آ سرکشی کو موقوف کر اپنی حقیقت کا وقوف کر
ورنہ سزا اسکا مل دونگی لڑائی مین بڑی مشقت کی ہی مجھکو بھی ہو رہی ہون تجھکو کھا جاؤنگی شہرۂ فیلسر
نے خیال بھی نہ کیا تاریک شکل کش پانچ چار حربے جب رد کر چکی ایک چیخ ماری کہ زمین تھرا گئی

شہرہ بھی مثل برگ بید کانپا جیداری کرکے بڑھا تاریک نے وار بچاکے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ہاتھ مروڑ کر
تلوار چھین لی شہرۂ فیلسر بڑے قد کا جوان ہی اسکے سردار دیو سے مثال دیتے ہین جب تاریک
نے تلوار پھینکر پھینکدی شہرہ نے ہاتھ بڑھا کر چاہا اسکے بال پکڑیون موشگافی کرون جرأت مین فرق
نہ آئے چند موے سیاہ تاریک ہاتھ مین شہرۂ فیلسر کے آگئے چاہا پکڑ کر کھینچون تاریک نے سر کو
گردش دی وہ بال اس چنڈال کے مار سیاہ بنگئے ہاتھ مین شہرۂ فیلسر کے آبلے پڑے آہ کرکے چھوڑدیا
لیکن غصے مین لپٹ گیا دونون مین حرکت چلنے لگی شہرۂ فیلسر نے تاریک کا گال کاٹ کھایا تاریک
نے اسکے شانہ پر منھ مارا بوٹے کا بوٹا کاٹ کر چبا گئی شہرہ نے ایک چیخ ماری تاریک بھی چلائی لوگون
نے پلٹ کر دیکھا گوشت خر دندان سگ ہو رہا ہی تاریک نے کچھ سحر کیا منھ سے ایک شعلۂ آتش نکلا
یا تو شہرۂ فیلسر ہر مرتبہ بالو نہیر ہاتھ بڑھاتا تھا منھ بڑھا کر کاٹتا تھا یکایک وہ شعلہ جو بھڑکا آہ کی آواز
دی سنکہ ڈھلا بس تاریک نے دوڑی جسطرح باز کنجشک کو دبوچتا ہی اسطرح لے بیٹھی گردن شہرہ
کی کھینچ لی تانگین پکڑکے جھراتا مارا چرچر چبانے لگی گوشت اسکا مزے سے کھانے لگی اندھیرا تاریکی سنگباری
برف باری ہونے لگی صداہاے مہیب آئین پر غل مچانے لگے لاکھ تدبیر کرتے تھے کچھ بن نہ پڑتا تھا
آخر صدا دی کشتی مرا نام من شہرۂ فیلسر بود دور سے دیکھنے والون نے دیکھا ڈر سے تاریک کے
ہوش اڑگئے اہالیان لشکر شہرۂ فیلسر لرزان و پریشان لاشہ بھی اسکا نہ اٹھا سکے ایک جانب
بھاگے فرار پر قرار کیا جبر اختیار کیا وہان سے تاریک جھومتی ہوئی پلٹی مہتر قران حیران ہی کہ تاریک
پر میرا پنجہ کیونکر قابض ہو تاریک شکل کش کڑک کر آسمان پر جاتی ہی دور دور لڑ رہی ہی فوج کا ہر سمت
سے ہلوم ہی کس کس کو مارے کس کس سے لڑے کیونکر تابہ تاریک شکل کش پہونچے مہرخ و بہار خود
مجبور و لاچار ہین ملکہ اطلس گلگون پوش بھی سطوت وصولت سے لڑ رہی ہی تاریک شکل کش کا
جو با صفون کو درہم و برہم کر رہا ہی یاد مین اس معشوقہ محبوبہ کے بہت بیقرار ہی جنگ سخت واقع ہوئی
چاہتا ہی تاریک شکل کش کا سر کاٹون معشوقہ کے پاس لیجاؤن وصل سے شاد ہون لیکن چونکہ
تاریک شکل کش تک نہین پہونچتا ہوس وصل دل مین بھری ہی ہوا اس مین ابتری ہی اس انتشار
مین یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہا ہی

نظم

بیتابی فراق سے عالم بدل بجاے ۔۔۔ نالہ فراز عرش سے آگے نکل بجاے
اردو نکے ہین ضد یار سے نداس بچھم

جو طفل اشک آنکھ سے ٹپکے مچل نجائے
شام فراق ہے وہ اندھیری کہ خوف ہے
پائے نظر ہزار جگہ کیون نہ پھسل جائے

وقت وصال عاشق و معشوق ایک ہے
پیغامبر جناب قضا کا دہل نجائے

ٹھنڈی اگر ہو شمع تو پروانہ جل نجائے
کس آب و تاب پر رخ شگفتہ ہے نسیم

آہ کے نعرے مارتا ہے کہتا ہے ہائے تقدیر ایسے وقت پر ملکہ عالم کا
آنا ہوا اچھی طرح چار باتین بھی کرنے نپایا اچھی طرح جمال جہان آرا بھی نہ دیکھا معشوق عاشق خصال
صاحب جاہ و جلال فراق دیدہ ہجران کشیدہ خود طالب وصل مطلوب مہ جبین نازنین حسین اُسکے پہلو مین
بیٹھکر لطف زندگی اُٹھاتا وائے تقدیر ابھی وقت یہ فساد برپا ہونا تھا تصویر خیالی اُسکی آنکھونکے سامنے
پھر رہی ہے اُس تصویر خیالی سے بیقراری مین یون کلام کرتا ہے نظم

صنم کہ پرتو حسنت روان جان من است
صفیر نکہت عرش آشیان من است
ز بہر نام چہ جد و برائے ننگ چہ جہد
کہ مہر لا و نعم زینت مکان من است
ز بے رواجی و جنس کساد بازاری
ز رو بے درد و الم صبح از فغان من است

بجائے فخر محبت در استخوان من است
مبین بچشم حقارت مرا کہ وقت سخن
چو عنقریب نہ نام است ولی نشان من است
زبان شکوہ کشودن ز غیر بے خردیست
کہ نقد کون و مکان رائج دکان من است

ہمائے ہمت شوقم چو بال بکشاید
حدیث کون و مکان رائج از دکان منست
درون خانۂ ہستی چو نقش دیوارم
مرا کہ دشمن جانی ہمین زبان من است
فغان بلبل شوریدہ در چمن مخفی

ای فلک عجب مصیبت مین ہون حکم محبوب مطلوب کیونکر پورا کرون عمرو کو تو
مین نے چھوڑ دیا لیکن افسوس ہے کہ ابتک تاریک شکل کش کا سر نپایا ولولۂ جنون مین اڑتا ہوا جیسا صدہا
کو مار گئی پہلوانان زبردست کو للکارا تاریک شکل کش بصد شد و مد شہرۂ فیلسوف کو مار کر کھڑی ہوئی
جھوم رہی ہے لیکن مہتر قران پر نگاہ ہے کبھی آہ کبھی واہ کہ پہلو سے نعرہ ہوا صنم ملکہ اطلس گلگون پوش
کہان جاتی ہے مین آ پہونچا بس اب آگے نہ بڑھنا میری معشوقہ نے حکم قطعی دیا ہے کہ تاریک شکل کش
کا سر لاؤ بے سر لیے نہ پلٹونگا تاریک شکل کش نے جو دیکھا کہ ملکہ اطلس نے فوج افراسیاب
کو درہم و برہم کیا نشان ہائے فوج کو قلم کیا مجھسے جنگ کا طالب ہے ڈکار لیکر جلتی گولہ اُٹھا کر مارا
ملکہ اطلس گلگون پوش و تاریک شکل کش سے بلا کے سحر چلنے لگے زمین و آسمان سے شعلہ ہائے
آتش نکلنے لگے اہالیان فوج کو جان بچانا دشوار تھا ہر سمت صدائے الامان الامان بلند ہر خرد و کلان
دردمند لیکن ملکہ اطلس گلگون پوش نے اپنا خون کاٹ کاٹ کر تاریک شکل کش پر پھینکا اُس خون
سے جسم پر تاریک شکل کش کے آبلے پڑ گئے ابر خونی اس زور شور سے برسا کہ تاریک ہر مرتبہ

مثل برق چمک کر اُس ابر مین چھپ جاتی تھی پھر کڑک کر زمین پر آتی تھی جب ملک اطلس پر جا پڑتی
ابر خونی کو توڑ کر اُسپر برق چمکائی ملک اطلس کی بھی آنکھون مین اندھیرا آجاتا تھا لیکن لڑائی سے
مُنھ نہ پھیرتا تھا جھپٹ جھپٹ کر جوش عشق مین اپنی مجری ساحرہ کو گھیرتا تھا کئی مرتبہ لپٹ کر تلوار چلی
خون کے سراٹے اُڑے اُن قطرات خون سے جانبین کے ہزارون ساحر جلے اتنا بڑا رن پڑا الیقین ہے
اُس صحرا مین کبھی سبزہ پیدا ہوگا دو رنگ لاشون کے انبار نخل جا بجا جلے ہوئے ابر ہائے آتش فشانی
کا گھر کر آنا پہاڑون کا تھرانا عجب قیامت آشکار تھی لشکرون مین فریاد و الغیاث کی پکار تھی بھائی کو
بھائی نہ پہچانتا تھا ہزارون مرکب کوتل پھر رہے تھے پیدل لڑکھڑا کر گر رہے تھے دور سے افراسیاب
نے لڑتے لڑتے دیکھا کہ تاریک و ملک اطلس سے بھی سامنا پڑ گیا حقیقت مین اطلس نے تاریک
کو حیران کر دیا ہے مگر ایسی بلائے مبرم ہے کہ جھوم جھوم کر لڑ رہی ہے دوسرا نہ ٹھہر سکتا بس افراسیاب
تلوار پکڑ کر دوڑ پڑا پشت پر ملک اطلس کے پہونچا جب تلوار رہا کر چکا تب آواز دی او اطلس خبردار
ہوشیار ہو جا یہ نہ کہنا خبردار نہ کیا تھا ملک اطلس آواز افراسیاب سنکر پلٹ پڑا دیکھا تیغہ قریب
آچکا ہے سپر سحر اٹھائی گوشہ سپر کو کاٹ کر تیغہ افراسیاب تا دو ابرو پہونچا اُسپر بھی اِسنے جیداری کی
داستانہ مارا تیغہ جھٹکا کر نکلا چادر خون چہرے پر آئی چاہا افراسیاب سے لپٹ پڑون اُدھر سے
تاریک نے سحر کیا اطلس گلگون پوش گھبرا گیا سحر تاریک سے آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا
یاد مین محبوب کی پکار اُٹھا اے جان جہان افسوس وصل سے تمھارے کامیاب نہوئے حسرت و یاس
لیکر پردہ دنیا سے چلے تم ہمارا سوگ نہ رکھنا افسوس نکرنا تمھارا جان نثار تصدق ہوا عدم مین بھی
روح تڑپیگی پشت قبر سے نہ لگیگی

نظم

ہمدم عشق ہین محفوظ مراد دل نہوا
کون ہے جو ترے رفتار پہ بسمل نہوا
جان جان تمسے کبھی شاد مرا دل نہوا
لیکن اسپر بھی تری یاد سے غافل نہوا
ہائے عشاق مین تا زیست اگرچہ تھا نہ شمار
لیکن اُسنے کبھی آزردہ مرا دل نہوا

ولے تقدیر مرا وصل کا حاصل نہوا
مہربان مجھپہ کبھی وہ مہ کامل نہوا
کاہش جان کے سوا کچھ مجھے حاصل نہوا
اُنکے دیوانونکو اس طرح رہا اُنکا لحاظ
ہوکے قتل اُنکے شہید و نمین بھی داخل نہوا
مرغ دل کیون مرے سینے مین ٹھہرے ہمسا

یار دل لیکے گئے حسن پہ مائل نہوا
چاندنی رات گئی شاد مرا دل نہوا
صدمۂ ہجر سے جان لبون پر آئی
قید خانے مین کبھی شور سلاسل نہوا
سختیان ہجر کی کیا کیا نہ اُٹھائین مینے
آنکھ تیرے نظر سے کبھی بسمل نہوا

ہین حسین حور لقا و پری پیکر سب
تجکو معلوم بھی ای خنجر قاتل نہوا
نجد مین آ کے یہ کہتا تھا غبار مجنون
دل دیوانہ ہمارا کسی قابل نہوا

ایسے معشوق سے پر کوئی مقابل نہوا
تھی جوانی کی جو طاقت مرے دلمین ناصح
ہاے مین بنکے بگولا پس محمل نہوا

سخت جانی سے جو صدمہ ہوا ہمکو دم ذبح
عشق کا بار اٹھانا مجھے مشکل نہوا
رات دن ہجر حسینونکے تجسس مین خراب

ملک اطلس گلگون پوش نے زخمی ہوکر یہ اشعار پڑھے افراسیاب
قہقہہ مار کر ہنسا کہا ابے سنخرے کسکو یاد کرتا ہی معلوم ہوتا ہی عمرو نے تیرے چونہ لگا یا کسیکا دیوانہ بنایا
عیارون کے مکر مین پھنس کر تو نے مفت مین جان دی مجکو بدنام کیا آخر یہ انجام ہوا زخم کھا کر اطلس نے
گھٹنے ٹیک دیے افراسیاب کے ہاتھ کا زخم کاری تھا بس تاریک جا پڑی ایسا سحر کیا شعلہ بھڑک کر
اطلس گلگون پوش کی آنکھون کے سامنے آیا نابینا ہوگیا ٹٹولنے لگا بس تاریک دبوچ بیٹھی
جسطرح شیر صحرائی شکار کو نوچتا ہی اُسی طرح اُسنے نوچ نوچ کر گوشت کھانا شروع کیا میدان کارزار
مین اِسقدر اندھیرا ہوا کہ ہزارہا ساحر ٹکرانے لگے ایک ابر سیاہ مثل کوہ فلک شکوہ کے اُٹھا آگ
برسی طائران خوشنوا پیدا ہوئے کبھی زمزمہ سرائی کرتے تھے کبھی ٹھنڈی سانسین بھرتے تھے پر دونے
سر پیٹنے لگے اُسی ابر تیرہ و تار سے آواز آئی کشتی مرا نام من ملک اطلس گلگون پوش بودکی طائر
کڑک کر سر پر تاریک شکل کش کے لہرائے آواز دین ای تاریک شکل کش مقام عبرت ہی
تو نے بڑے مصاحب سامری کو مارا یہ خون بالا بالا نجائیگا بہت دور تک سر کھینچیگا بقول شاعر شعر
ای دوست بر جنازۂ دشمن چو بگذری + شادی مکن کہ بر تو ہمین ماجرا رود + صاف صاف سامری نامے
مین تحریر ہی لیکن بپیرایۂ تقریر ہی قاتل ملک اطلس گلگون پوش بہر جرے زیادہ زندہ رہیگا جفا مین
سہیگا وقت مرگ تیرا او تاریک قریب آگیا روح سامری و جمشید کو صدمہ دیا بڑے شخص کا خون
سر پر لیا تیری قضا بہت قریب ہی ایسے کامل و اکمل کا قاتل بد نصیب ہی یا تو تاریک چیر پھاڑ کر
اطلس گلگون پوش کو کھا رہی تھی یا گھبرا کر طرف آسمان کے دیکھا مثل انسانونکے طائر صدائین دے رہے تھے
تاریک نے افراسیاب جادو کو پکارا افراسیاب جھوم رہا تھا قبضہ شمشیر چوم رہا تھا پکارتا تھا ای مہرخ
و بہار وغیرہ دونون دشمنان سخت کو مین نے مارا اطلس گلگون پوش کسقدر ناز کرتا تھا دائی امان چیر پھاڑ کر
کھا گئین کچھ اسکے کیئے نہوسکا استخوان صحرا مین پڑے ہین کوئی اسکی لاش پر رونے والا نہ پایا دولت کی دشمنی ہے
بد ظلم سہا آج تم سبھون کو بھی کھا جائینگی ایک کو زندہ نچھوڑینگی قران پر ناز نہ کرنا دیکھو تاریک شکل کش کے

قریب بھی نہ آسکیگا تمام لشکر کو پامال کریگی یہی تم سب کا حال کریگی یکایک کان مین آواز تاریک شکل کش کے
آئی پلٹ کر افراسیاب نے دیکھا کہ ران ملک اطلس کی ہاتھ سے جھیکدی سر پیٹ رہی ہے افراسیاب
گھبرا کر قریب آیا کہا کیون دائی امان خیر تو ہے تاریک نے کہا میرے ہوش اُڑے جاتے ہین دیکھو طائران طلسمی
کیا فرماتے ہین کہتے ہین ملک اطلس کا قاتل زندہ نرہیگا فوراً قتل ہوجائیگا تیرے واسطے مین نے
سب کچھ کیا ایسے عبادت گزار سامری کا خون اپنی گردن پر لیا ان بیچاؤن کو منع کرا رہے تو تو بادشاہ
طلسم ہوش ربا ہے حقیقت مین یہ سچ کہتے ہین افراسیاب نے سر اُٹھا کر طائرون کو دیکھا حقیقت مین وہ
جانور بقرار پر دنے سر پٹیتے ہین زبان پر یہی جاری ہے کہ یا سامری اپنے حکم کے پابند ہو جیسے قاتل
اطلس گلگون پوش کو فوراً سزا ملے اس خار مجوائے بدعت کا غنچہ آرزو نہ کھلے بس افراسیاب نے دو تین
سنگ ریزے اُٹھائے اُن طائرون پر پھینک مارے شعلے بھڑک کر ان سب پر گرے جل بھنکر کباب ہو گئے
لیکن خاک طائران سے آواز آئی یا سامری و جمشید تم جو کچھ لکھ گئے تھے وہ آنکھون سے دیکھ لیا اب
ہمارے دلکو یقین آیا کہ تمھارے مصاحب کا قاتل بھی مارا جائیگا نخل حیات سے پھل نہ پائیگا افراسیاب
نے اُس خاک پر لات ماری ہاتھ سے اشارہ کیا ہوائے تند چلی خاک بھی طائرون کی برباد ہو گئی تھا
کو اڑا کر طرف تاریک کے پلٹا کہا دائی امان یہ سب جھوٹے ہین سامری و جمشید رمال تھے جو کچھ لکھا تھا سب
غلط ہوا اسسے زیادہ یہ مقدمہ سخت واقع ہوا بیجاؤن نے مکرر لکھا تھا اسد غازی قاتل افراسیاب ہے
کوئی اُسکو قتل نہین کرسکتا دیکھیے کس حسرت و یاس سے مارا گیا آپ کے پیٹ مین ہضم بھی ہو گیا کتاب سامری
کا کیا اعتبار رہا خود غلط انشا غلط املا غلط لیکن جسوقت اطلس گلگون پوش مارا گیا ہمراہیان ملکہ مہرخ
کو بڑا انتشار ہوا لیکن آمادۂ مرگ و مہیائے قضا مرنے پر کمرین چست ارادے درست لیکن افراسیاب نے
کہا دائی امان کچھ خیال نکرو دو دشمنون کو مٹا چکے عمرو قران کی بھی تدبیر ہوتی ہے غیر ساحرونکو حکم دیا جائے
کہ گھیر کر اسکو مار و لشکر مہرخ پر آپ بھی حملہ کیجئے ان سب کو شکست فاش دیجیے ما بدولت بھی آج آمادہ ہین
بدون فتح جنگ واپس نہوننگے ایک کو زندہ نچھوڑینگے ایک جانب سے تاریک شکل کش لشکر ظفر اثر
ملکہ مہرخ پر چلی ایکجانب سے افراسیاب نے قصد کیا قریب تھا کہ لشکر مہرخ پر تاریک گرے عمرو قران نے اوا
نے دو بھی دیکھ وہین سے نعرہ کیا ہرچند کہ عمرو قران کا حال یہ ہے قبضہ تیغہ نور افشانی پر دست زبردستا
جام بادۂ جرأت سے مست لاکھون ساحرونسے اکیلا لڑ رہا ہے جب ساحرون نے دیکھا کہ بحر اس جوان پر

تاثیر نہیں کرتا چہار جانب سے نیزہ و تیر و تفنگ پڑ رہے ہیں مہتر قران نے زخم بھی کھائے سر بھی زخمی ہوا
لیکن جرأت میں فرق نہیں آیا نہنگانہ رستمانہ لڑ رہا ہے بڑے بڑے ساحران نامی ہاتھ سے
مہتر قران کے واصل جہنم ہوئے ساحروں کی صدائے فریاد و الغیاث بلند مہتر قران صفوں کو
درہم و برہم کرتا ہوا طرف تاریک شکل کش کے چلا دورے جو تاریک نے مہتر قران کو آتے
دیکھا قلب تھرایا اسی طرح پر پرواز پیدا کرکے آسمان پر جا نکلی بلندی سے سحر کرنے لگی جیسے اس ملعونہ نے
سحر کیا کوئی جل گیا کوئی پتھر کا کوئی تڑپا کوئی دیوانہ وار پہاڑ سے سر ٹکرانے لگا اب مہتر قران گھبرایا کہ میں
کیا کروں کیونکر تا بہ تاریک پہونچوں مہرخ و بہار وغیرہ بھی فریاد کرنے لگیں ایک سمت سے افراسیاب
آتا ہے آسمان سے تاریک کے سحر کی بوچھار ابر تیرہ و تار برس رہا ہے جس پر قطرہ پڑا ٹھنڈا ہوا قریب تھا کہ
فوج مہرخ کے پاؤں اکھڑیں عمرو ایک سایۂ نخل میں کھڑا ہوا یہ معاملہ حیرت افزا دیکھ رہا ہے بیقرار ہو گیا
دعائیں مانگنے لگا اے رب کریم لشکر ظفر اثر کو اس بلائے سیاہ سے بچائے دیکھیے آج ان نازنینان مہ جبین
کی کیونکر جان بچتی ہے حقیقت میں جیسی جنگ آج پڑی ہے ایسا کبھی معرکہ نہیں ہوا لشکر غم و الم نے چہار جانب
سے گھیرا ہے مصیبت گردش فلک نے بیکلو ہیں گھیرا

نظم

خمیازۂ عشق کا مرا دل کھینچتا ہے آج
کیسا وفور شیون و جوشِ بکا ہے آج
پانی کے بدلے منھ میں بھر آئے ہیں لہو
گردوں طلسم گنبد ماتم سرا ہے آج
اے دل خبر لے نغمۂ شادی کو کیا ہوا
دل آہ زندگانی سے کتنا خفا ہے آج

آغوش رشک حلقۂ اہل وفا ہے آج
بیٹھے ہیں تو لال طمانچوں سے منھ کیا
لب کاٹتے میں آسمان وہ مزا ہے آج
اتنے کہاں حواس کہ تدبیر مرگ ہو
لب پر ہمارے نالۂ واحسرتا ہے آج

برباد شور رعد ہوا آب اشک پر
تغیر رنگ شرم و خجالت فضا ہے آج
آواز ہائے ہائے کی آتی ہے متصل
اپنی خبر نہیں مجھے کیا جانے کیا ہے آج
اتریں گلے سے گھونٹ نہ آب حیات کے

اسوقت عمرو کی بیقراری سرداروں کی آہ و زاری ہر ایک کو یقین ہے
کہ اب قتل ہوئے مہتر قران فوج میں ہے نہ ساری تا بہ تاریک شکل کش کیونکر پہونچے اگر ساحر ہوتا یہ بھی پر
پرواز پیدا کرکے تا بہ آسمان جاتا سمروار پیچھے ہٹنے لگے لیکن ملک ملک کے جو دعا کی بقدرت خالق بے نیاز بعنایت
رب کارساز دیکھا سب نے آسمان پر برق چمکی ایک ابر فیروزی لیکن نہایت تکلف سے آراستہ طرف سے طلسم نور افشان
کے پیدا ہوا اس سے شعلہ ہائے آتش بھڑکتے ہوئے ہزار ہا طائر نغمہ سرا زمزمہ سنجی میں مصروف قریب آگرد وہ ابر
شق ہوا ایک جانب سے شہنشاہ نور افشان بصد عظم و شان ایک جانب سے شہنشاہ کوکب روشن ضمیر جھلک

جو لشکر اسلام میں دیکھا کوکب نے نور افشان سے کہا اُستاد بڑا غضب ہوا تمنے اسقدر آنے میں دیر کی ملک اطلس گلگون پوش مارا گیا فوج اُسکی پامال ہوئی تاریک شکل کُش نجوم دشمن مہتر قران آسمان پر کڑک رہی ہی زمین پر نہین جاتی وہ ملعونہ ہمہ دان ہمہ گیر کیا خوب تدبیر کی ہی کہ مہتر قران آسمان پر کیونکر آئیگا دیکھیے کس قیامت کے سحر کر رہی ہی ہزار ہا ملازمان مہرخ پامال ہوئے کچھ نہین ہو سکتا قصد ہوا نور افشان کا کہ کچھ جواب دے لیکن کوکب روشن ضمیر خیر خواہ لشکر ظفر اثر نامی نام آور۔

نور افشان پر غصہ کرکے بڑھا شیرانہ نعرہ کیا نعرہ کوکب تصنیف مصنف

منم مالکِ ملکِ افسونگری
دلیر و قوی پنجہ انجم سپاہ
جلالت شعار و فریدون حشم
ملقب بہ القاب روشن ضمیر

منم رائج سکۂ ساحری
منم گوہر بحر جاہ و جلال
قوی دست و بازو و رستم شیم

منم صاحب شوکت و عز و جاہ
منم آفتاب سپہر کمال
شہنشاہ کوکب شہِ بے نظیر

ہرچند نور افشان نے آواز دی ای کوکب خبردار قریب تاریک کے نجانا بلاے حجرۂ دوم ہی تمنے ابتک تامل بلاوجہ نہین کیا صرف نیک و بد کے ملاحظہ مین مصروف تھے کیا ایسے بیوقوف تھے ہم بخوبی آگاہ تھے کہ تاریک بلاے روزگار ہی مہتر قران کے سامنے نہ آئیگی اپنے کو آسمان پر جاکر بچائیگی کوکب نے کچھ جواب ندیا تاریک شکل کش آسمان پر کڑک رہی تھی جیسے ہی کوکب کو آتے ہوئے دیکھا للکار کر آواز دی او کوکب تیرا بھی ستارہ گردش مین آیا ملک اطلس گلگون پوش ایسے ساحر زبردست کو مین نے مارا ابھی ابھی جیسے پچھاڑ کر کھا گئی تیری بھی قضا دامن گیر ہی ملک سحر و ساحری ہماری جاگیر ہی کوکب نے للکارا او بیحیا وہ اطلس گلگون پوش کیا تھا ایک مرد گوشہ نشین عاجز ہوکر زمین مین چھپا تھا خدا خواجہ کو سلامت رکھے اُس مرتد کے ہاتھ سے لاکھ دو لاکھ ساحر قتل کرا دیے اگر وہ مطیع اسلام ہوتا ضرور ہم اُسکی مدد کرتے جب اپنی جان دے لیتے تب اُسپر کوئی بلا نازل ہوتی تاریک نے کوکب پر گولہ مارا کوکب پر تلوارین برسنے لگین صدہا خنجر گرے گرز ہاے آتشین اُڑکے کوکب مثل ماہ تابان یا مہر درخشان اُس ابر سلاح سے چمک چمک کر نکلتا ہی تلوارون کو توڑا خنجرونسے اپنے کو بچایا مگر دمبدم وہ اشیا زیادہ ہوتی جاتی ہین کئی زخم کوکب نے کھاے ہزار ہا تیر صدہا تلوارین کہاں تک اپنے کو بچاے نور افشان جادو بیقرار ہوکر چھپا آواز دی کیون کوکب ہمارا کہنا تمہارا راے کو خلاف جانا یہ کہکر نور افشان نے گولہ مارا پتھر برسے اُن پتھرون نے تلوار خنجر توڑے اور کہا ای کوکب ہماری راے کو مقدم جانو

تم زمین پر جاؤ و لشکر چرخ کو سحر افراسیاب سے بچاؤ اُسنے قیامت برپا کی ہی مہتر قران نامدار گھبرایا ہوا ہی
بیچارہ کیا کرے تم جاکر اُسکی شراکت کرو میں اس ملعونہ کو لیتا ہوں انشاءاللہ شکست دیتا ہوں کوکب روشن ضمیر
سوچا کہ اُستاد سچ کہتے ہیں یہ بھی نور افشان نے کہہ دیا کہ افراسیاب سے مقابلہ کرنا جہاں تک ہو سکے الگ رہنا
آج قیامت کے سحر وہ کر رہا ہی مجمع ساحران مہتر قران پر سے کم ہو صفوف لشکر افراسیاب برہم ہو تب مطلب
نکلیگا کوکب نعرہ کرکے زمین پر آیا طرف لشکر افراسیاب کے متوجہ ہوا دو تین گولے بعد قہر و غضب فوج
افراسیاب پر مارے ہزارہا ساحر قتل ہوئے مہتر قران کو آواز دی ای بہادر مرحبا صد مرحبا ماشاءاللہ کیا خوب
لڑے خوب سحر کے پڑے اب میں تاریک کو زمین پر گراتا ہوں خبردار ہی خیال رہے کوکب روشن ضمیر
بڑے لطف سے لڑ رہا ہی مہتر قران نامدار تیغہ کھینچے ہوئے دیکھ رہا ہی لیکن نور افشان کمر بہت مضبوط
باندھکر طرف تاریک کے جھپٹا تاریک نے جو نور افشان کو آتے ہوئے دیکھا کہا او پیر زمین گیر تو
درپئے آزار سامری پرستان ہوا کچھ تجکو خوف نہ آیا آج تیری بھی قضا لائی ہی یہ کہکر نور افشان پر جبلی
مُنھ سے دھواں چھوٹا نور افشان نے شعلے چمکائے دھواں متفرق ہوا برابر ہو کر دام جمشیدی کاندھے
سے اُتارا خبردار کہکر تاریک شکل کش پر مارا تاریک بھی بڑی سحر کریگا وہ جال جو پڑا جان کا جنجال
ہوا اُسمیں پھنسی مگر بلائے روزگار ہی ماہیت سحر سے بخوبی واقف ہی بطور نہنگ خون آشام
اُس دام سحر سامری میں تڑپی وہ جال ٹکڑے ٹکڑے ہوا لیکن مثل ماہی بے آب زمین پر گری اک
دھماکا ہوا مہتر قران تیغہ نور افشانی چمکاتا ہوا دوڑا یا تو زمین میں پڑی پھڑک رہی تھی مہتر قران
کو دیکھکر بلند ہوئی نور افشان نے دوسرا جال کاندھے سے اُتارا دام اول بیکار ہو چکا تھا حقیقت میں
یہ دام تدبیر ہی ایسی جہاندیدہ کے قتل کی تدبیر ہی اب تاریک بہت گھبرائی کہ زمین پر اگر پہونچی مہتر قران
تیغہ کھینچے کھڑا ہی اگر آسمان پر جاتی ہوں نور افشان کے دام سے مہلت نہیں باقی ہوں مرغ زیرک تھی
مگر گھبرائی سحر کر سکی نور افشان نے پھر جال مارا اتنی بڑی زبردست ہی کہ لوہے کے جال کو مثل کرپاس کہنہ
ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتی ہی نور افشان تھر بھی برسا رہا ہی کئی سنگ گران پشت و پہلو پر اسکے پڑے اب نہیں
تھم سکتی زمین پر غلطک مار کر گری ادھر بہار نے گلدستہ مارا باغبان نے گنبد بھونکا پھینکا مہتر قران
جھپٹ کر پہونچا لیکن تاریک چشم زدن میں بیلے سحر دفعہ کرکے چرخ مار کر چلی آواز دی اوا افراسیاب
خانہ خراب دیکھ چہار جانب سے مجکو دشمنوں نے گھیرا ہی اس بڈھے کے سحر نے پریشان کر دیا ہی افراسیاب چلو

یا تو کوکب سے سحر مین مصروف تھا طرف تاریک کے پلٹا دیکھا دائی امان بر قیامت برپا ہی آواز دی
ٹھہر اتنا مین آ پہونچا کوکب تیغ کھینچکر جھپٹا کہا او مردود یہ سنتے آنکھین چار کر مردان عالم پر وار کر یہ کہکر گولہ
سحر کا مارا افراسیاب سحر کوکب کو دفع کرنے لگا لیکن مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران
عیار خواجہ عمرو نامدار ایک نخل کے سایہ مین کھڑے رو رہے تھے اب جو دیکھا کہ کوکب روشن ضمیر
افراسیاب سے لڑ رہا ہی نور افشان و تاریک مین جھپٹے پڑ رہے ہین لیکن فوج افراسیاب
بیحد و بیحساب پرے جمائے ہوئے سحر کر رہی ہی خواجہ نے بھی نیچے پر ہاتھ ڈالا آگے بڑھکے نعرہ کیا
جنگی بان داغ کر طرف فوج افراسیاب کے پھینکا کئی سو کے منہ جلے کہ آسمان سے دوسرا ابر یاقوتی
پیدا ہوا دیکھا ملکہ بران شمشیر زن پشت پر چاری شاہزادیان ساتھ ہزار نازنینان زرین پوش
دریائے جواہر مین غوطہ مارے ہوئے بصد زیب و رعنائی حربے سحر کے ہاتھ مین آتی ہی فوج افراسیاب
پر گری اختر مرداریہ جوڑے سے نکلا نعرہ کیا نعرہ بران شمشیر زن تصنیف مصنف

منم دختر کوکب ذیوقار — منم صف شکن ذی حشم نامدار — مثال جوانمرد لشکرشکن
لقب گشته بران شمشیر زن — ایک جانب سے مجلس جادوگران گرگری کھلنے چلنے لگے کوڑیان

نکلین لڑکیان ساتھ کی چاون چاون کرنے لگین ایک جانب سے ملکہ اختر بن سہیلان شمشیر زن
لشکر بلور چہار دست و شاہزادہ جمشید بن کوکب جو جا کر درہ ہائے کوہ مین مخفی ہوئے تھے نعرہ ہائے
کوکب و نور افشان و بران لشکر غیرت آئی درہ کوہ سے نکلے ہرکارون نے بڑھکر خبر دی ای شہریار
جلد چلیے اب ہنگامۂ عظیم برپا ہی تاریک کوسب نے ملکر گھیرا ہی بلور نے جمشید کو تخت پر سوار کیا آپ
مرکب کو بڑھا کر اسوقت پہونچا لشکر آپسمین ملے ہوئے وہ سحر چل رہے ہین کہ آسمان کو جنبش جانبازو
سرفروشون کو فتح کی کوشش کوکب و افراسیاب سے مقابلہ بران کا حیرت سے سامنا مجلس نے
صد ہا کو مارا کسی کو اختر نے للکارا شگوفہ سحر ساز وزیرزادی کے سحر نے گل کھلائے بہار کا گلدستہ جلایا
مخمور نے دلفریبا قوت احمر کے مارے سرخ موسے کا کلکشانے موے مشکین زلفین عنبرین کھولے اندھیرے
مین سیکڑون کو مارا شاہزادہ شکیل بے عدیل اپنی مادر مہربان کے پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوئے مصروف
شمشیرزنی ملکہ اسرار جادو کے سحر مین بڑا بھید ہی دشمن پرستاران سامری و جمشید ہی ملکہ ماران مین کن
نے اژدر سحر بنائے کبھی سانپ برسائے اژدر میدان مین دوڑتے پھرتے ہین سیکڑون کو نگل گئے ہزارون آتش سحر

جل گئے خورشید زرین سحر نے گرمی دکھائی آفتاب عالمتاب کی حدت بڑھائی زمین تپ رہی ہے اور ملکہ
ہلال سحر افگن کی ہلال زرین چلی لرزان و زلزلہ زن و شوہر نے زمین کو جنبش دی قتل فوج افراسیاب کی
کوشش کی اب افراسیاب جادو کبھی مدد حیرت کو جاتا ہے کبھی ان ساحرون کے بیچ ہٹتا ہے لیکن عمہ
کوکب سے مہلت نہین ملتی اگر بادشاہ طلسم ہوشربا نہوتا جان بچنا دشوار تھی ایسا ہی کامل و اکمل ہے
کہ سب کو جواب دے رہا ہے کئی زخم کھا چکا حیرت جادو برجواس بران کے سامنے سے جاتی ہے کہ ہتھون نیچے
تابہ افراسیاب جادو ہو بچاؤ ن ہمراہیان ملکہ بران شمشیر زن مہلت نہین دیتین کبھی اختر چمککر سامنے آگئی
کبھی مجلس نے سینہ سپر کیا کبھی شگوفہ سحر ساز نے اپنا رنگ دکھایا اب خواجہ عمرو کی خوب بن پڑی جادوگر کی شکل
بنے کھڑے ہین جو ساحر صف سے بھاگ کر نکلا پکارا خبردار کہان جاتا ہے حکم افراسیاب نہین ہے بیٹھ کر
اُسنے دانت نکالدیے عمرو نے کہا کپڑے اُتار دے چلے جاؤ جو کچھ نقد جنس اُسکے پاس تھا جو فرجان اُسنے
دیدیا ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا کہ اب تو جانے کی اجازت دیجیے قریب آکے فرمایا دیکھو وہ سامنے باغ ہے
اُسطرف بچانا وہان ایک میرا بھائی کھڑا ہے ضرور روکیگا اُسنے مُنھ پھیرا کہ باغ کہان ہے آپنے اُسترا
نکالکر پھننگی ناک کی کاٹ لی اُسنے اک چیخ ماری فرمایا چپکے چلے جاؤ غُل نہ مچاؤ افراسیاب نے سر کاٹنے کا
حکم دیا تھا مین نے صرف ناک ذراسی کاٹ لی اُسپر روتے ہو ابھی تمکو کشان کشان سامنے افراسیاب
کے لیجاؤنگا وہ سوچا بلا سے ناک گئی جان تو بچی آبرو سے نکل چلو روتا پیٹتا طرف صحرا کے چلا گیا دشمن بھی
کو تو یون لوٹا جب دیکھا اب لشکر آپسمین ملگئے ہین بھائی کو بھائی نہین پہچانتا باپ کو بیٹے کی فکر نہین
اصلاح کا ذکر نہین کلیم اوڑھکر میدان کارزار مین آئے لاکھون لاشے پڑے تھے کمرین اُنکی ٹٹولنے لگے
جسکی کمر مین ہمیانی نکلی کاٹ لی لاش سے تعرض نکیا جسکی کمر مین کچھ نہ نکلا تو لالیکر اُسکا مُنھ پھونک دیا فرمایا
او نالائق عمر بھر نوکری کی دس روپیہ مرنے جینے کو کمر مین نہ باندھے جہانتک زیادہ ممکن ہے کلیم اوڑھے
خالی دو ہاتھ دوڑتے پھرتے مین کمرین ٹٹول رہے ہین اگر کسی نے دور سے دیکھا گھبرا گیا بے تحاشے بھاگے
اُن ہتھون کو دیکھکر بھاگا کبھی اگر دل چاہا کلیم سر سے اُتاری ساحر کی شکل بنکر ایک ترنج ہاتھ مین لیا کسی
بڑے جادوگر کو تاکا یہ سمجھ لیا کہ اسکے پاس بہت بھاری کپڑے ہے اُسکو بڑھکر للکارا اُسنے پلٹ کر دیکھا ایک جادوگر
بلا کا چیلا میرے مقابلے کو آتا ہے وہ بھی آمادہ ہو کر چلا جب قریب ہو پہنچا تب آپنے کچھ پڑھکر وہ ترنج پھینکا
وہ سمجھا کا ترنج ہی کیا جانتا تھا سراسر ترنج ہی پہ ہاتھ مارا ترنج پھٹا اُسکی چھینٹین مُنھ پر پڑین پانی کے قطرے تھے

دماغ پر پڑے بیہوش ہوکے گرا قریب جاکر خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک کیا کپڑے اُسکے اُتار لیے دوسری
جانب پلٹے ایک سمت مہتر برق فرنگی کرچ کھینچے ہوئے کنارے لشکر سے حقہ ہاے آتشباری زرہا ہے
کہین جانسوز بن قران کہین ضرغام شیر دل مہتر بن جہتہ چالاک بن عمرو بصورت نازنین سامنے
اطلس کے گیا تھا جب تک اطلس لڑا کیا دور سے کھڑا دیکھا کیا جب اُسکی نگاہ ادھر پھرتی تھی یہ دور سے
اشارے کرتا تھا کہ جلد سر تاریک کاٹ لاؤ ہم تم چلکر بارگاہ مین آرام کرین سامان عیش و نشاط مہیا ہو دور
جام بے اندیشہ انجام چلے اطلس یہ اشارے دیکھکر اور گرما جاتا تھا معشوق کو دیکھکر شرماجاتا تھا جب وہ
وصل جہنم ہوا مارا گیا ہنستا ہوا بارگاہین وغیرہ ملک اطلس کی لدوا لین کنیزان بہار وغیرہ ساتھ تھین
اُنھون نے جوتیان مارکر اُن نگہبانون کو ہٹا دیا مال اسباب سب قبضے مین کیا لشکر مین لیکر آئے مال پڑا دیکر
چھوڑا آپ باہماے عیاری سے آراستہ ہوکر میدان کارزار مین آیا دیکھا عیار جا بجا لڑ رہے ہین اتنا
بڑا کھیت ہوا ہے لاکھون لاشہ پڑا تڑپ رہا ہے یہ بھی کھڑے ہوکر اُڑنے لگا حقہ ہاے نفط پھینکے سیکڑون
کو جلا دیا لیکن تاریک شکل کش نور افشان جادو سے لڑ رہی ہے کیسے جال اس ماہی بحر سحر و
ساحری پر مارے ہر جال کو اُسنے توڑا وہ سحر کیے کہ نور افشان ایسا ساحر زبردست اپنی جان سے تنگ
ایسی بخالہ ظلم سے جنگ ہاتھ سے قطرہ ہاے خون ٹپک رہے ہین لباس ٹکڑے ٹکڑے کیے زخم بھی کھائے
ہر مرتبہ جال مارکر قصد ہوتا ہے لپٹ جاؤن بوٹیان کاٹ کر پھینک دون لیکن تاریک وہ قیامت کی
پرکالہ ہے کسی مقام پر نہین رکتی جب جال پڑا اُسکو توڑ کر نکلی زمین پر گری مہتر قران چھپتا یہ پھر بلند ہوئی
نور افشان پھر اُسی طرح زور شور سے چلا جال مارا او یان مصنف نے اس داستان حیرت بیانی کو
اور طور سے تحریر کیا تھا لیکن حقیر مصنف نے اِس مقام پر نہایت زور دیا ہنگامے ہر طرف کے ناظرین
ملاحظہ فرمائینگے چونکہ یہ جزو دوم کا تھا حقیقت مین اول مین مصنف نے بھی چند حال اسکے بہ کیفیت
لکھے آخر مین لطف نہ ہا راقم کو ناگوار ہوا یہ خروج شہرہ قبلہ و داستان ملکہ اطلس گلگون پوش
بصد جوش و خروش اس مقام پر درج کی بعنایت پروردگار رمیان شہر لکھنؤ یعنی شاہزادگان والا عالم
و رئیسان عظام و جملہ خاص و عام نے اِسی داستان حیرت بیان کو نہایت پسند فرمایا اکثر ذوق و شوق سے
تحسین ہوتی ہین کہ داستان حیرت بیان خروج اطلس گلگون پوش کے مشتاق ہین حقیقت
مین عجب کیفیت سے یہ ہنگامہ جنگ مغلوبہ برپا ہوا تدبیر تیغہ نور افشان کی بھی کرنا پڑی کوئی اور صورت قتل

تاریک شکل کش کی نہ تھی بہر نوع شائقان نکتہ سنج و ناظران والا مقام ضرور قدردانی فرمائینگے و دیگر
حجرہ ہا سے بلا انشاء اللہ اسی شرح و بسط سے تحریر ہونگے اور حجرہ پنجم جسکی حاکم ملکہ لعل سخندان و یاقوت
سخندان دختران ملک اخضر گوہر پوش ہین اُسکے خروج مین اور عیار بو پنبہ خواجہ عمرو کی ناظرین
عش عش کرینگے ضرور خلعت تحسین و آفرین مرحمت ہوگا اِس مغلوبہ کو تین شبانہ روز گذر چلے ہین دونون لشکر
اُسی طرح سے ہوئے ہین سحر و ساحری کا ہنگامہ رعد کی گرج برق کی تڑپ بارش ابر سحر و ساحری آتش افروزی
ہر ایک مقام پر نور افشان خستہ و شکستہ ہے لیکن تاریک کو بھی نیم بسمل کر دیا ظاہر مین ہیر زمین گیر لیکن
اُستادہ افراسیاب و کوکب روشن ضمیر جان نثار و قف محبت نام صاحبقران زمان کر دیا آستین
چڑھائے ہوئے زخم کھا رہا ہے تاریک کو بلند نہین ہونے دیتا مہتر قران شیرانہ تیغ نور افشانی علم
کیے تاک مین کھڑا ہے مجمع ساحران بھی اس مقام پر بیحد و بے انتہا ہے افراسیاب کو بھی ساحران
طلسم نور افشان نے گھیرا ہے ملکہ حیرت جادو معشوقۂ خونخوار بحر بران سے زخمی ہو چکی ہے مجلس کر رک
رک کر گر رہی ہے ملکہ اختر بن سہیلان فیل زور شمشیر زن اور دو ہنر شکن موتیون کے ملے ہاتھ مین سحر
و ساحری بات بات مین جیب موتیون کا مالا مال کنیزان حیرت کے سر پھٹے لیکن حیرت بھی تعلیم کردہ
افراسیاب زخم اُٹھا کر پیچ و تاب کھا کر اپنی ساتھ والیون کو ترغیب جنگ دے رہی ہے اور ملکہ
سوسن پوش و نگار زعفران پوش و ملکہ حیران آئینہ دار و ملکہ کاکل دراز و طاریحان سحر طراز
یہ سب شاہزادیان حاکمان دربند ہوش ربا برابر حیرت جادو کے جمی ہوئی لڑ رہی ہین وہ مقام
حسرت انجام ہے کہ ایک کو ایک کی فکر نہین جان بچانیکا ذکر نہین کئی مرتبہ بران شمشیر زن نے
اختر مروارید کو ہر ایک ساحر پر لگایا ایک پنجہ سنہرا پیدا ہو کر اُسکو قبضے مین کر لیتا ہے اسیطرح دست بدست
اختر پاس بران نامور کے پہونچ جاتا ہے حیرت نے بھی بال کھول دیے ہین جب سحر کیا اندھیرا
میدان کارزار مین چھا گیا اُس اندھیرے مین ساتھ والیان ملازمان بران پہ جا پڑی ہین میدان مین
لالہ زار کھلا ہوا جس مقام پر بران و حیرت سے معرکہ ہے صدہا چاند کے ٹکڑے ہزارہا ستارے زمین
پر پڑے تڑپ رہے ہین کیسے کیسے نازنین مہ جبین قتل ہوئے کہ جنکا نظیر ممکن نہوگا عمرو اس ہنگامے
کو دیکھتا ہوا اُس مقام پر پہونچا کہ جہان تاریک و نور افشان لڑ رہے ہین لکھا ہے کہ سات جا
نور افشان نے تاریک شکل کش پر مارے اِسنے سب توڑے آٹھوین مرتبہ قہر و غضب مین

دام سحر جمشیدی نور افشان نے کاندھے سے اُتارا تاریک کڑک کر قریب نور افشان پہونچی تھی
نور افشان نے دام سحر اُٹھایا لیکن تاریک نے نیمچۂ سحر نور افشان پر مارا ہر چند نور افشان نے بچایا
لیکن سر زخمی ہوا نور افشان نے پلٹ کر خنجر مارا تاریک شغل کش نے سحر کیا کہ خنجر ہاتھ سے نور افشان
کے چھوٹ گیا موت تاریک کی قریب تھی وہ خنجر اسکی ران پر پڑا آہ کرکے جھکی وہی دام سحر نور افشان نے
مارا الجھی بے طور سی مثل ماہی بے آب تڑپنے لگی نور افشان دونون پیر جما کر زمین پر کودا گرتے گرتے
تاریک نے بمشکل تمام جال توڑا پیر زمین پر جما کر سیدھی ہوئی کہ پہلو سے نعرہ ہوا او تاریک کہان
جاتی ہے ہم صاحب بندہ گران نظر کردۂ بزرگان شاگرد رشید مہتر مہتران غلام قدیم صاحبقران صاحب فتح
وظفر مہتر قران نامور تاریک نے ملک الموت کو قریب پایا تیغۂ نور افشانی کو بخوبی پہچانا قصد ہوا
کہ بلند ہو جاؤن اس ظالم سے جان بچاؤن لیکن مہتر قران نے پیترہ بدلکر ہاتھ تیغۂ نور افشانی
کا لگایا تاریک نے گھبرا کر دونون ہاتھ اُٹھا دیے دونون کلائیان کٹ کر گرین پرنالہ خون کا جاری ہوا
مثل ارنا بھینسے کے چیخی منہ سے اُسکے ہزارہا شعلہ ہاے آتش نکلے قران کو آتش سحر نے گھیرا قران
نے تیغہ چمکایا آتش سحر باطل ہوئی دوسرا ہاتھ مارا تاریک پکاری ارے بچانا ایک پتلا فولادی زمین
سے پیدا ہوا جست کرکے بجاے سپر سر تاریک پر ٹھہرا یا تیغۂ برق تاب چمککر گرا پُتلے کو کاٹا سر تاریک
پر گرا اور افق نہوا سر اسکے جبڑے کو کاٹا چشم زدن مین یا تو سر پر چمکا تھا یا تیغۂ آبدار نے زمین مین بوسہ دیا
تاریک شغل کش کے دو ٹکڑے ہوئے بلاے تجربہ دوم کا مارا جانا تھا صحرا تاریک اندھیرا چھا گیا ساحرون کے
دم گھٹنے لگے ہزارہا زاغ و زغن بصد رنج و محن درختون سے اُترے پرونے سر پیٹ کر ہاے ملکہ تاریک
کا نعرہ کرتے تھے جل جلکر زمین پر گرتے تھے نور افشان جادو نعرہ کرکے سحر کرنے لگا صدہا پُتلے پیدا کیے
مشعلین اُنکے ہاتھ مین لیکر بلند ہوئے جب ایک نے ایک کو دیکھا اب آواز آئی کشتی مرا نام مین
تاریک شغل کش ہو و افراسیاب کی بھی نگاہ جا پڑی دیکھا لاشہ تاریک تڑپ رہا ہے نور افشان
سحر کرتا ہوا میری جانب آتا ہی افراسیاب نے بڑھکر سحر کیے نور افشان پر بلا نازل ہوئی صدہا شیر صحرائی
درہ ہاے کوہ سے پیدا ہوئے نور افشان جادو پر حملے کرنے لگے نور افشان اُن شیرون سے لڑ رہا تھا
جس شیر کے سر پر گھونسا مارا سر اُسکا پھٹ گیا کسی کو چیر کر پھینک دیا لیکن قضاے کار بر سر کوہ زبرجد کی
آفات چہار دست تخت پر بادہ کبر و نخوت سے مست بیٹھی ہے ذکر کر چکا ہون کہ بر وقت قتل شغل جاری

پتلیان جل گئین آٹھ سو پتلیان قصر زبرجدی مین کرسیون پر بیٹھی ہین گر گئین دنسے اودہاں اُسوقت آفات چہار دست
نے پوچھا کیون شاہزادیون مزاج کیسا ہی آج کئی دن سے تمکو پریشان پاتی ہون بہت گھبراتی ہون
مفصل حال بیان کرو اگر کچھ عارضہ ہو علاج کرون مین تو تمھاری خدمتگذار ہون کچھ حال طلسم ہوش ربا
بیان کرو میرا بچہ افراسیاب جادو کس حال مین ہی بی تاریک شکل کشش نے کیا کیا تین دن سے
روزنامچے مین ایک حرف نہین لکھا ہی تو آیندہ گذشتہ کی خبر نہین ملتی کلی آرزو کی نہین کھلتی ایک انمین سے
جھلا کر بولی دادی جان اپنی خیر مناؤ ہمارا اسوقت پھر او کیسی خبر آیندہ گذشتہ سامری و جمشید نے تمھارے
قبضے مین کر دیا حباب لب دریا ہین آمادہ مرگ دھیاے قضا ہین وقت روا ردی ہی ہماری جان پر
بنی ہی تمکو کہانی سوجھی ہی نہین معلوم کس فکر مین ہین ذرا خبر تو اپنے فرزند کی منگاؤ دیکھو کیا گذری
آفات چہار دست نے کہا بی بیرے نجوم رمل خبر اخبار تمھاری ذات پر موقوف ہین تمھین بتلاؤ
دوسری بول اُٹھی اپنا تو یہ حال ہی بقول شاعر ان اشعار سے ہمارا حال سمجھ لیجیے خمسہ حسب حال

معصیت سے اپنا دامن بھر چلے
بس اسی خوف و رجا مین مر چلے
لیکے حسرت بادل مضطر چلے
تہمت چند اپنے ذمے دھر چلے
کسلیے آئے تھے کیا ہم کر چلے

حشر کا دن ہمکو اک آن ہی
قہر حسرت ہی غضب ارمان ہی
کم ہو عمر ہجر کیا امکان ہی
زندگی ہی یا کوئی طوفان ہی
ہم تو اس جینے کے ہاتھون مر چلے

گلشن ہستی کا نظارہ کیا
دم کے دم کی سیر ہی وقفہ ہی کیا
اب ہی سر مین باغ جنت کی ہوا
کیا ہمین کام ان گلو نسے اے صبا
ایک دم آئے ادھر اودھر چلے

آئے تھے مہمان براے یک نفس
اب یہان رہتا ہی بس قید قفس
خوب دیکھا اب نہین باقی ہوس
دوستو دیکھا تماشا یان کا بس
تم رہو خوش ہم تو اپنے گھر چلے

بے زبان جو شمع سان ہین کیا کہین
عشق کی آتش سے اٹھتے ہین دھوئین

دیکھیں شک ہی بزم ہستی مین جنھین | شمع کے مانند ہم اِس بزم مین
چشم نم آئے تھے دامن تر چلے

محفلِ ہستی کا دیکھا تا دبھاو | تشنہ کامون کی صدا ہی لاو لاو
کھول خم کو محتسب سے گھر کو جاو | ساقیایان لگ رہا ہی چل چلاو
جب تلک بس چل سکے ساغر چلے

ہند سے چین اور عجم سے تا عرب | دھوم ہی مخلوق کی ہر روز و شب
کوئی رعنا سے نہین کہتا سبب | درد کچھ معلوم ہی یہ لوگ سب
کس طرف سے آئے تھے کیدھر چلے

ان اشعار عبرت آثار کو سنکر کہا شاہزادیو مین تو اسکے مطلب کو نہین سمجھی ایک نے جواب دیا اوپر نا بالغہ تو ہماری دربا جان ہی تو کیا سمجھیگی بقول اسد اللہ خان غالب دہلوی شعر حضرتِ ناصح جو آئین دیدہ دل فرش راہ ٭ یہ تو کوئی مجکو سمجھاوے کہ سمجھائینگے کیا ٭ ایک نے کہا کہ بوا ایسی سخن نا فہم سے کلام کرنا سراسر حماقت ہی جسوقت آفت آسمانی آئیگی بخوبی یہ لکا تا سمجھ جائیگی آفات چہار دست نے جواب دیا کیون بی بی مین جو تمھاری خدمتگذار قدیم ہون بلکہ مصاحب و ندیم ہون کبھی ایسے کلمات سخت میرے بارے مین نفرماے تھے نہ اسطرح کے ذکر مہملات آئے تھے ایسا لفظ میرے مقدمے مین آپنے کہا کہ مجکو پسینہ آگیا پتلی نے منھ پھیر لیا دوسری نے کہا بوا چاؤن چاؤن نکر داب وقت آگیا خدمت مین سامری کے چلینگے ہاے افسوس ہی کہ آتش جہنم مین جلینگے اب انجام کا خیال آیا آفتاب سر پر آگیا صبح پیری نمایان ہوئی آفتاب لب بام چراغ سحری ہو رہی ہین اپنے نصیبون کو رو رہی ہین دادی صاحب باتین بناتی ہین انکی بات ہمکو بہت ناگوار ہی روح جسم خاکی مین بیقرار ہی وہ پتلیان یہ باتین کر رہی تھین کہ وہان عمرو قران نے ہاتھ تیغہ نور افشانی کا مارا اسکے دو ٹکڑے ہوئے یہان ایک پتلی کے سر سے خون جاری ہوا آہ کا نعرہ کیا کہا آفات چہار دست ہم تیرے گھر سے جاتے ہین یہ کہکر اٹھی قطرات خون مثل شعلہ آتش تھے جسپر پڑا جلنے لگی دیوار و در سے آگ نکلنے لگی ہاے ولے کی صدا بلند آفات خود پسند بیقرار در دمند ارے میری شاہزادیان کہکر اٹھی ایک ایک کو گود مین اٹھاکر قصر تاریک مین پھینکنے لگی ہر چند کد و کاوش کی بڑی بڑی کوشش کی لیکن چار سے پتلیان جلکر خاک ہوئین آواز آئی کشتی مرا نام من کنیزان سامری بود آفات نے جن چاری

بچایا وہ کوٹھری مین سر ٹکرا رہی ہین چخین مارتی ہین ارے دروازہ کھول دے ورنہ ہم اپنی جان دیگے دیوار توڑ کر
نکل آوینگے آخر آفات آسمان پر کڑکی کہین سے دو نوجوان پکڑ کر لائی بہ تعجیل تمام اُنکو ذبح کیا خون اُنکا
ناندے مین بھرا وہ ناندا کوٹھری مین کھسکا دیا یا تو پتلیان رو رہی تھین خون دیکھکر چہرے سُرخ ہوئے
ایک نے ہنسکر کہا دادی جان خوب دم دیا پہلے یہ نہ سوجھی آفات نے بہ تعجیل تمام اُس مکان کو بند کیا
روتی پیٹتی ہوئی تڑپ کر چلی قصر زبرجدی سے تھوڑی دور نکلی تھی کہ دیکھا آسمان پر زاغ و زغن غل مچا رہے ہین
ابر دھوان دھار اُٹھے ہین آوازین آ رہی ہین کشتی مرا نام من تاریک شکل کش بود آفات اُسوقت
اگر پہونچی کہ قتل تاریک کا میدان کارزار مین ہنگامہ کوکب روشن ضمیر و نور افشان با توقیر فوج حیرت
پر چلے ہین لاشہ تاریک میدان کارزار مین تڑپ رہا ہی ایک جانب مہتر قران نامدار تیغہ نور افشانی
بدست بادہ جرأت سے مست طرف افراسیاب کے چلا ہی افراسیاب غم مین تاریک کے بیقرار
اشکبار تین شبانہ روز لڑائی مین گذرے ہین تاج سر پر ندارد گریبان چاک جوش مین طرف مہتر قران
کے جانیکا قصد کیا ہی آفات نے دہین سے نعرہ کیا او نافہم نادان بیوقوف خبردار کہان جاتا ہی
ہاتھ مین اُسکے تیغہ نور افشانی ہی اسکے ہاتھ سے تاریک کو نہ بچایا تو نے ابھی نہ سمجھا یا خبردار مقابلہ
کرنا بہت پچتائیگا یہ وہ تیغہ سحر کش ہی جسکا عدیل و نظیر ممکن نہوا مشہور ہی کہ تیرا قتل بھی اسی پر موقوف
ہی سامنے اژدر دہان کے جاتا ہی کیا بیوقوف ہی افراسیاب نے آفات کو جو آتے دیکھا آواز دی
خدا مین لٹ گیا دائی امان سے چھٹ گیا آفات نے کچھ جواب نہ دیا گرتے گرتے دام جمشیدی مارا
افراسیاب و حیرت و مصور وغیرہ کو اُسمین لیکر چشم زدن مین مخفی ہو گئی پکار کر اتنا کہا ای نور افشان و کوکب
تمھاری بھی اجل قریب ہی جسدن میدان کارزار مین ٹھہر جاؤنگی اس بدعت کا مزا چکھاؤنگی نور افشان
نے قصد کیا کہ آفات چہار دست پر بھی جا پڑون عمرو نے جھپٹ کر نور افشان کا دامن تھام لیا کہا
اُستاد بس خدا نے فضل اپنا شریک حال کیا بڑی ساحرہ کو مار ڈالا ہالیان فوج افراسیاب نے جو دیکھا
کہ شہنشاہ کو اُنکی دادی جان لیگئین یہ بھی سب شکست کھا کر طرف صحرا کے بھاگے فوج کے قدم نہ تھم سکے
خیمے بارگاہین لوٹ لین ملازمان ملکہ مہرخ مالا مال ہو گئے غازیونکے چہرے سُرخ صدہا زخمی جا بجا تڑپ
رہے تھے عمرو نے آواز دی ای ملکہ مہرخ جلد انتظام کرو زخمیونکو میدان کارزار سے اُٹھاؤ عیاران نامی
سرداران گرامی نے بڑھکر انتظام کیا بارگاہین استادہ ہوئین زخمیون کو لائے زخم دوزیان ہونے لگین

استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہی کہ دو شبانہ روز تک کسی کے ہوش درست نہ تھے وہ صحرای وسیع
لاشو نسے معمور تھا آخر اُس صحرای وحشت ناک کو چھوڑا آگے دس کوس بڑھکر بارگاہین استادہ ہوئین
بعد کئی دن کے ملکہ مہ جبین الماس پوش کو لاکر تخت پر بٹھایا ضرغام شیر دل کو بلایا کہا ای ضرغام
والا مقام حقیقت مین تمنے ایسا کار نمایان کیا کہ صفت اسکی ناممکن ہی شہسوار عرصہ یکتازی اسد بن
کرب غازی کو کہان چھپایا اس ظالم کے ہاتھ سے کیونکر بچایا سب کو اس مقدمے مین حیرت ہی
ضرغام شیر دل نے سر دربار بیان کیا کہ جب مین نے وحشت تاریک شکل کش کو دیکھا کہ جسکو
پاتی ہی چیر پھاڑ کر کھا جاتی ہی تب مین نے اسد نامدار کو بیہوش کر کے درہ کوہ مین چھپایا ایک جوان کو
دم دیکر اسد غازی بنایا ملکہ مہ جبین کو سمجھا دیا تھا کہ اب آپ چند دن سامنے طلسم کشا کے نہ آئیے گا شکر ہی
انجام بخیر ہوا ملکہ مہرخ وغیرہ نے ضرغام کی بڑی تعریف کی بہت بڑا خلعت دیا خواجہ کرسی سے اُٹھی
ضرغام کو گلے سے لگایا کہا میان قوت بازو زینت پہلو تم ہو میرے بعد زنبیل وغیرہ تمھین کو ملیگی بلکہ زندگی
مین اپنا جانشین کر دونگا دامن مدعا گل مراد سے بھر دونگا لیکن لیاقت کی شی حفاظت سے رکھتے ہین
خلعت اختیار و ہم احتیاط سے رکھ چھوڑین جانشینی کے نام پر ضرغام پھول گیا خلعت و انعام جو پایا تھا
وہ حاضر کر دیا سب عیارونکو خلعت ہای فاخرہ ملے کئی مہینے کے بعد اسد نامدار دربار مین تشریف لائے
نور افشان جادو نے تیغہ نور افشانی مہتر قران سے لے لیا تیغہ اُسیوقت طرف قصر نور افشانی
کے روانہ کر دیا چالاک بن عمرو پر عمرو نے بڑی آفرین کی کہ ای نور نظر حقیقت مین اطلس گلگون پوش
کو خوب گرمایا میان برق کو بھی گلے لگا لیا کہا ارمان جادو کی صورت خوب ہی بنے مہتر قران نے
جرأت کی تعریفین کین ملکہ مہرخ نے حکم کوکب روشن ضمیر بارگاہ کو آراستہ کیا سامان عیش و نشاط
مہیا ہوا حقیقت مین آج عجب دربار ہی جسپر روح جمشید نثار ہی ایک جانب ملکہ بران شمشیر زن و
ملکہ مجلس پرفن سرداران ملکہ مہرخ ملکہ بہار گلعذار ملکہ مخمور نامدار رعد و برق لامع سب اپنے
اپنے مقام پر جلوہ فرما ہین ساقی بچے حاضر ہوئے دور شراب ناب بصد آب و تاب چلنے لگا اُسوقت
نور افشان جادو نے ملکہ مہرخ سے اشارہ کیا ای ملکہ عالم آج تو پروردگار نے بڑا فضل شریک حال کیا
حیات دوبارہ حاصل ہوئی بعنایت رب اکبر تسکین دل ہوئی خواجہ عمرو سے فرمائیے عنایت فرمائین
ذکو نئے طور سے سنائین ملکہ مہرخ نے عتراف کر کہا میری کیا مجال ملکہ بران شمشیر زن سے کہیے انکو سبھ

مانتے ہین اُنکے فرمانے سے ضرور مہربانی فرمائینگے بوجہ احسن نفی بجائینگے نورافشان جادو نے بران کو
قریب بلایا پیشانی پر بوسہ دیا کہا اے نور نظر خواجہ تمہاری بڑی خاطر کرتے ہین فرمایش کرکے نفی بجوا دو ملکہ
بران شمشیر زن کانپنے لگین کہا حضور میری کیا حقیقت ہے لیکن مجلس جادو کو ان باتون مین اختیار ہے
وہ جب ضد کرتی ہے خواجہ کی کچھ نہین چلتی اُسکے کہنے سے گائینگے لاچار ہوجائینگے یہ کہکر مجلس کو قریب بلایا
کہا کیون بیٹیا آج گانا نہ سنو گی تم آج خوب لڑی ہو مین خواجہ تمسے خوش ہوئے ہونگے کہو کہ آج ہمین
گانا سنایئے مجلس نے کہا بہت خوب میرے کہنے سے دادا جان ضرور گائینگے یہ کہکر قریب خواجہ کے
آئی اُچھلکر گود مین چڑھ گئی ملکہ بران نے پکارا کہا کیون بے ادبی کرتی ہے الگ بیٹھ خواجہ نے گلے سے
لگالیا کہا بی بی تمکو کیا تم دخل نہ دو ملکہ بران نے سر جھکالیا ظاہر مین تو جنگ زرگری تھی کہا حضور اپنے
اسکو بہت منھ لگایا سر چڑھایا کسی کی بات نہین مانتی عمرو نے کہا ابھی کمسن ہے جب عقل آئیگی سمجھ جائیگی
مجلس نے گلے مین ہاتھ ڈالکر کہا دیکھیے دادا جان مین حیرت سے کیسی لڑی دیکھیے کئی زخم کھائے یہ
کہکے کرتا اُٹھایا پشت دکھانے لگی عمرو نے دیکھا حقیقت مین کئی زخم کاری کھائے ہین جراح نے ٹانکے
لگائے ہین ابھی جرحی ہوئی ہے عمرو کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا بیٹیا خدا تجکو ان ظالمونکے ہاتھ سے بچائے
کیا کہنا ہے کلیجہ ہو کر لڑتی ہے جرأت تجھپر ختم ہے مجلس نے کہا دادا جان اب زیادہ باتین نہ بنایئے میرا دل
گھبراتا ہے نفی بجایئے عمرو نے کہا بی بی آج بعد کئی دن کے جلسہ آراستہ ہوا ہے نورافشان اپنا استاد
کامل بیٹھا ہے بمقدمہ لشکر افراسیاب کچھ گفتگو ہوگی صلاح ہونا واجب و لازم ہے کوکب و نورافشان
بعد تھوڑی دیر کے چلے جائینگے صبح کو نفی بجائینگے مجلس نے اپنے کو گود سے خواجہ کی زمین مین گرادیا
مچل گئی ایڑیان رگڑنے لگی ٹوپی سر سے اُتار کر پھینک دی سب ہنسے بران سے نورافشان نے اشارہ کیا
حقیقت مین بیٹیا اسطرح سے کوئی نہ کہہ سکتا خواجہ گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھے دیکھا یہ تو اپنے کو ہلاک کیے ڈالتی ہے
ہر چند گود مین اُٹھاتے ہین وہ مچلی جاتی ہے غل مچاتی ہے ہچکیان لگ گئین ناک بہ رہی ہے ہر چند خواجہ
کہتے ہین بی بی چپ رہو مین نفی بجاتا ہون مجلس کہتی ہے اب مین نفی نہ سنونگی آپنے مجبور لایا اب مین
آپسے نہ بولونگی رو رو کر جان دونگی عمرو گھبراتا ہے کہ اپنے کو یہ میری گود سے گرا گرا دیتی ہے ایسا نہو زخم کے
ٹانکے ٹوٹ جائین ہلاک ہوجائیگی بران کہہ رہی ہے کیون خواجہ صاحب آپنے منھ لگانیکا مزا پایا آپنے
چھوکری کو برباد کیا اسد غازی بھی ہنس رہے ہین دماغ و سرداران نامور خوشی سے آپس مین

کو رہے ہین مجلس نے محفل مین خوب جلسہ کیا خواجہ نے کبھی کسی کے ایسے ناز نہ اُٹھائے ہونگے اسعد نے
کہا اپنے لڑکونکو گود مین نہ لیتے تھے ہر ایک کی مان نے ہر ایک کو پرورش کیا پال پوس کر انکو دیا کسب
کمال بھی وہ بیچارے آپ ہی کرتے تھے صاحبقران زمان انکی اولاد کو اپنے فرزندون کے ساتھ
پرورش کراتے ہین عنایت بے نہایت فرماتے ہین حقیقت مین خواجہ کو مجلس سے بڑی محبت ہے دیکھو
کیسے ناز اُٹھا رہے ہین منت خوشامد کرکے بہلا رہے ہین بہ شکل عمرو نے مجلس کو گود مین اُٹھا یا دامن سے
آنسو پونچھے کہا بی بی بس رونا موقوف کرو آؤ کرسی پر بیٹھو نے نوازی سنو یہ تعجیل کرنا اور سنگایا پھٹا ہوا
کرتہ اُتار ڈالا نیا پہنایا مجلس کی ساتھ والیان چار سو لڑکیان اپنی بی بی کے رونے پر وہ بھی چیخین مار کر
روتی تھین کوئی منہ پھلا کر بیٹھی کوئی کہتی تھی واہ خواجہ عمرو بڑے جلاد ہین ہماری بی بی مجلس جادو کو
رُلاتے ہین ہم اب کبھی انکی بارگاہ مین نہ آئینگے اپنی بی بی کو بھی نہ آنے دینگے گوہر با کی شادی کی اچھی برات
چھوڑکر ہم سب چلے آئے یہان اگر بڑے رنج اُٹھائے دو چار قریب ملکہ مجلس کے آئین ایک نے کہا
بی بی چلو بس اِس بارگاہ کو سلام کرو دیکھیے آپ کی آنکھین سرخ ہوگئین آپ کے رونے پر مین ہلکان ہوگئی
مین تو بھوک کے مارے روتی تھی شیرمال کباب منگوائیے آپ بھی کھائیے ہمکو بھی کھلائیے مجلس نے کہا
جاؤ بیٹھو جب گانا سُن لینگے تب دسترخوان بچھوائینگے کیون گھبراتی ہو ارے سبکے واسطے ملکہ مہرخ نے
پلاو پکوایا ہے یہ باتین بچونکی سنکر سب سردار خوش ہو رہے ہین کہتے ہین ملکہ بران ماشاء اللہ کیا جلسہ جمع کیا ہے
مجلس کی ذات سے تمھاری محفل مین بڑی چہل پہل رہتی ہے بران نے کہا خدا اِسکو سلامت رکھے
میری زندگی کا سہارا ہے میری خاطر سے سب صاحبون نے اِسکو تعلیم کیا اس سن مین سحر و ساحری مین
طاق کر دیا حقیقت مین شہرۂ آفاق کر دیا بی حیرت زوجہ افراسیاب اِسکے سحر سے بہت گھبراتی ہین
آج تو یہ ایسی لڑی کہ صفین درہم وبرہم کردین کئی ہزار کنیزان حیرت اِسی کے ہاتھ سے قتل ہوئین
دو شاہزادیان دربند ہاے طلسم ہوشربا کی حاکم و ناظم بڑی زبردست تھین انکو اِسنے لوٹ کر
مارا ان باتون کو سُنکر مجلس بول اُٹھی اماجان اب خاموش رہیے نے نوازی ہوا چاہتی ہے یہ کہکر
کھڑی ہوگئی پکار کر کہا خبردار ہمارے جد عالی تبار نے بجاتے ہین جو کوئی منہ سے بولیگا اُسکو دربار سے
نکال دونگی بران نے کہا اری چپ رہ بڑے بڑے سردار بیٹھے ہین کوئی برا مانیگا ملکہ مہرخ نے کہا
اسکے کہنے کا کوئی برا نہ مانیگا سب جانتے ہین کمسن بچہ ہے جو چاہے سو کہے مجلس نے کہا حضور آپ بھی

خاموش رہیے ملکہ مہرخ نے کہا اچھا بی بی گانا شروع ہو تو چپ رہین مجالس طرف خواجہ عمرو کے بلبلی کہا
داد او دیکھیے اب سب خاموش ہین نَے شروع کیجیے عمرو نے مجبور لاچار نَے نکالی تمام اہالیان دربار مشتاق ہین
کل جلسہ گوش بر آواز عمرو نے یہ غزل عاشقانہ نَے مین بجائی

غزل

غرض کیا ہو وے پھر ساقی جو وہ مہکش نہین آیا
اٹھی وہ سے جو تیرا ذکر چشم شرمگین آیا
حیاتِ چند روزہ پر غرور اتنا نکر غافل
کہ پھر افسوس ہی بیجا جو وقتِ واپسین آیا
ہوا ہی روح سے منظور پردہ جسم خاکی کو
کہ خود صیاد آہو کی پہنکر پوستین آیا
زبان فیض دل ہرگز نپایا اُنکے سینے مین
ہمارے بعد صحرا مین نکوئی جانشین آیا
ترا جلوہ وہ ہی قربان جسپر دونون عالم آئینہ
نکوئی دوست یان آیا نکوئی ہمنشین آیا
دعا مستونکی بر آئی انڈیلی تجھنے مے ساقی
کہ پھر فرصت کہان جب حکم رب العالمین آیا
وہ ہیبت تھی کہ جسپر آنکھ ڈالی روح گھبرائی
صفائی پھر کہان جب نام کے نیچے نگین آیا

پھپھولے ڈالنے کو دلمین آب آتشین آیا
دورنگی ابلق ایام کی طرفہ تماشا ہی
کہ مرغِ روح اڑکر آشیان تک پھر نہین آیا
بہت مدت مین دیکھا آج تجکو یار دیرینہ
مگر کاشانۂ دل مین کوئی خلوت نشین آیا
اثر جذب محبت نے بڑی مدت مین دکھلایا
ہدف تیر نظر کا ہو کے جو آہوے چین آیا
مقرر ظالمونکو بھی پسند آتا ہی جھک جانا
تنا مین تری دنیا مین یوسف سا حسین آیا
سمجھ لینگے قیامت کو نظر ہی انکی رحمت پر
غنیمت ہی سبو تک تیرا دستِ نازنین آیا
لگی کسوقت ہنسی چاک مین کی دست وحشت نے
اجل مشتاق بھی قاتل کے آگے سہمگین آیا
نسیم ایسی غزل لکھی کرامت جس سے پیدا ہی

فغان بیحد افریاد پنہان آہ پوشیدہ
جسے بالاے زمین دیکھا وہی زیر زمین آیا
ابھی سے فکر کر انجام مین آغاز عشقی کی
کہان تھا کسطرف سے ایدل اندوہگین آیا
یہ غربت ہی تری صید افگنی کی ہر طبیعت مین
کہ جاتا تھا کہین وہ اور گھبرا کر یہین آیا
یہین تک آئے پری دیوانگی کی یادگاری کی
خم شمشیر قاتل دیکھکر ہمکو یقین آیا
لحد مین تک دم بھر بھی ہمراہی کسی نے کی
لگا یا جام مے منھ سے بغل مین مہ جبین آیا
غنیمت جان مہلت زیست کی چند روزہ ہی
گریبان گل نشان اونکا جو دامن تک نہین آیا
یہ سچ ہی خلقت اصلی بنانے سے بگڑتی ہی
ہوئے شرمندہ حاسد منکرونکو بھی یقین آیا

بارگاہ مین صدائے آہ اور واہ بلند ہی سب سے زیادہ ملکہ بران شمشیر زن عاشق جمال شاہزادہ ایرج نوجوان
اشعار عاشقانہ جو سنے کلیجے پر ہاتھ رکھلیا گل سے عارض پر گوہر بے بہا اشک ٹپک رہے ہین اُدھر ملکہ بہار گلعذار
یاد بادشاہ جمجاہ مین بیقرار اشکبار ایکجانب ملکہ مخمور سرخ چشم فراق دیدہ ہجران کشیدہ یاد گل رخسار نور الدہر
تاجدار مین مثل عندلیب بال و پر شکستہ منتشر دختہ حیران و پریشان ایک ایک اشعار پر بیقرار ہوتی ہی کبھی برنگ عشق
یاد کرکے ہنستی ہی کبھی روتی ہی قضاے کار ملکہ بران شمشیر زن قریب ملکہ مخمور کے کرسی جواہر نگار پر جلوہ فرما تہین
بہت سے نگاہ پڑی مخمور کو بیقرار دیکھکر اور زیادہ دل بھر آیا مسکرا کر فرمایا کیون مخمور آج تم بہت بیتاب ہو

محمور نے کہا حضور بڑے افسوس کی بات ہی عرصہ دراز سے کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر گذر نہین ہوا کچھ حال
نہین کھلا کہ وہان کی کیا کیفیت ہی افراسیاب نے بڑے بڑے جادوگر بھیجے خدا فرزندان خواجہ عمرو کو
سلامت رکھے کہ جاتے ہی ساحر کو گھیر لیتے ہین مہلت سحر کرنے کی نہین دیتے ہین لیکن مقدمات ساحران مین
عقل حیران ہی اب افراسیاب خانہ خراب جسکو بھیجتا ہی سب باتون سے پہلے ہی سمجھاتا ہی کہ یار و عیارون سے
بچنا فرزندان عمرو بلاے روزگار ہین جو اُن سے بچیگا لڑائی فتح کریگا شاہزادہ والاقدر کے مزاج مین سپاہ گری
ہر رگ و ریشہ مین جرأت بھری ہی ساحر سے نہین ڈرتے مقابلہ کرتے ہین خدا نخواستہ کوئی بیجا ضرر دست انداز
نہو اُنکے سبب سے لشکر ظفر اثر کی آبرو ہی شیر بیشہ جرأت نہنگ دریاے ہمت آفتاب عالمتاب آسمان جود و سخا
نیر درخشان برج لطف و عطا قوت بازوے صاحبقران برباد کن لشکر کافران ملکہ بران شمشیر زن نے
ابرو پر بل ڈالکر جواب دیا صاحب بس موقوف کرو تمنے تو ایک دفتر چھیڑ دیا وہ ایسے کیا جری بہادر ہین
معاذ اللہ تمنے تو تار باندھ دیا اپنے قبلہ و کعبہ سے بھی زیادہ ہوگئے کتا ہین تو ابھی دنیا مین موجود ہین چند دن
مین حال کھلجائیگا ہوش ربا مین ہنگامہ پڑیگا ساحرون کو بھاگتے ہوئے راستہ نہ ملیگا صاحب راے
صفوف آراے برہم زن لشکر زبردستان سرکوب سامری پرستان نقد روح روان قاسم عالیشان
شاہزادہ ایرج نوجوان طلسم اسکندریہ کو فتح کرکے سمت طلسم ہوش ربا چلے ہین ہو پہنچتے ہی
سب سامان ہوجائیگا ایک ہی دن کی لڑائی مین افراسیاب مارا جائیگا بڑے بڑے سردار اُنکے ہمراہ
ہین نامی و نامدار شاہزادہ صیقل آئینہ دار ملکہ انجم ماہ رخسار اور علاوہ انکے بہت کچھ سامان ہمراہ ہی
اُنکے بارہ مین البتہ دفتر مین لکھا ہی کہ اگر اُنکا قدم لشکر اسلام مین ہوتا لقا ایسا بادشاہ جلیل ٹھوکرین
نہ کھاتا پھرتا صاحب حسب و نسب نور نگاہ امیر عرب کوئی ساحر بھی اُنکا کچھ نہین کرسکتا محمور نے کہا
جی ہان وہ ایسے ہی ہین تکرار سے کیا فائدہ ملکہ بران نے طرف سے محمور کے منھ پھیر لیا رمز کنائے
بہت کچھ ہوئے یہان تو بارگاہ مین صحبت عیش و نشاط آراستہ ہی دوسرے دن نور افشان و کوکب
و ملکہ بران شمشیر زن وغیرہ ملکہ مہرخ سے رخصت ہو کر طرف طلسم نور افشان کے گئے ملکہ مہرخ
وغیرہ کو انتظار ہی کہ دیکھین اب کیا ہوتا ہی لیکن آفات چہار دست افراسیاب وغیرہ کو لیکر
باغ سیب مین آئی سب کو ہوشیار کیا جو افراسیاب کی آنکھ کھلی دیکھا آفات چہار دست کھڑی
پیٹ رہی ہی کہا او افراسیاب تو نے غضب کیا تحفہ جات طلسم ہوش ربا کو مٹا دیا بوقت قتل

تاریک شکل کش چار سی کنیزین جل گئین روزنامچہ لکھا جاتا کوہ زبرجدی کا موقوف ہو گیا جسدن سے
چراغ حیات مشعل گل ہوا تاریک نے آکر اندھیر مچایا خبر آئندہ گذشتہ کی نہین ملتی کنیزان سامری بھولی
بیٹھی رہتی ہین لاکھ پوچھو خبر نہین سنا تین آج تو قیامت برپا تھی اسقدر روئین ہیٹین کوہ زبرجدی مین
تلاطم برپا تھا ہزار مین نے روکا نہ رک سکین چار سی پتلیان جلکر خاک ہوئین اد ہیو قوف اب کہ کیا ارادہ ہی
افراسیاب نے کہا جدہ حجرہ اول مین جو مین نے سختی اٹھائی کلیجے پر پتھر رکھلیا ایسے شخص کو اپنے ہاتھ
سے قتل کیا جسکا حسن مین مثل نہ تھا گودیون مین بچپن سے پالا دائی امان کو کس زور سے بلایا اب
تامل بیکار ہی تیسرا حجرہ کھولونگا طرف قلعہ تحت الشعاع کے جاتا ہون زال جادو سے پوچھکر حاکم
حجرہ سویم کو لاتا ہون آفات نے منہ پیٹ لیا کہا اوا فراسیاب تو طلسم ہوش ربا کے پیچھے پڑا ہی بے فتح
کرائے پچھوڑیگا افراسیاب نے کہا طلسم ہوش ربا کون فتح کریگا اسد غازی کو دائی امان کھا گئین بیٹ
مین انکے ہضم ہو گیا مہرخ وغیرہ کو عمرو گردوار ہا ہی یہ سنکر آفات خوش ہو گئی کہا ارے میرے سر پر ہاتھ
تو رکھ افراسیاب نے کہا تمھارے باپ کے سر پر ہاتھ رکھدونگا سر میدان اسد غازی کو چیر پھاڑ کر
دائی امان کھا گئین سب نے دیکھا کیا کوئی پردے کی بات ہی ابتو حیرت بھی بول اٹھی مرشدزادے نے
بھی کہا صورت نگار نے بھی گواہی دی سب ہمراہیان افراسیاب کہنے لگے دادی جان یہ تو سچ ہی
حقیقت مین اسد غازی مارا گیا ہڈی تک اسکی عمرو کو نہ ملی کئی دن سب نے سوگ رکھا لیکن مہرخ وغیرہ
ایسی ثابت قدم جرأت ہین آپسمین صلاح کرلی کہ جان دو اپنے آقا کے خون کا بدلا لو عمرو کی مدد پر سب کو
ناز ہی وہ بڑا غماز ہی علاوہ ازین اہالیان طلسم نور افشان کمر ہمت بندھواتے ہین دیکھو ایسے وقت پر
مدد کو آتے ہین نور افشان جادو نے کچھ خوف نہ کیا تیغہ نور افشانی قران کو نکالکر دیدیا خود ساتھ
آکر رہا اگر نور افشان جادو دام ہاے سحر نہ مارتا قران کی حقیقت تھی تاریک شکل کش کے سایہ مین
بھی نہ آسکتا آفات چہار دست نے کہا ای افراسیاب اگر اسد غازی مارا گیا ہزار برس اگر مہرخ و
بہار لڑینگی فتح نہ پائینگی فتح اسی شیر کے نام تھی ہر کتاب مین نجومی رمال پنڈت ستارہ شناس اسد غازی
کی تصویر کھینچ گئے ہین سامری نامے مین صاف صاف مرقوم ہی ہر ایک ذی علم کو بخوبی معلوم ہی کہ
اسد غازی نواسہ صاحبقران کا فتاح طلسم ہوش ربا ہی جرأت و شوکت مین جوان یکتا ہی دوسری سطر
مین یہ لکھا ہی کہ کسی کے ہاتھ سے اسکی قضا نہین ہی جبوقت تک طلسم ہوش ربا باقی ہی اسوقت تک اسد غازی کی

قضا نہین ہی اگر یہ ہو تو سارا سامری نامہ غلط ہوگیا ہر ایک کاہن کے حکم مین فرق آیا ابھی تو اُٹھ مین تیرے
ساتھ چلتی ہون اگر مہرخ و بہار وغیرہ کو کھڑے کھڑے نہ قتل کیا تو نام اپنا آفات چہار دست نہ رکھا یا
افراسیاب نے کہا اچھا جدہ بیٹھ جاؤ تاریک کے قتل ہونیکا کیا غم ہی نامیری تھی قتل ہوگئی ایک عورت
کے قتل ہونے سے میرا کیا نقصان جو حق جرأت تھا وہ دائی امان نے کیا طلسم کشا کو کھالیا آفات کا خوشی
سے چہرہ سُرخ ہوگیا لیکن کہا ای افراسیاب مجکو ہرگز یقین نہین آتا بڑے بڑے پنڈت جھوٹے ہوگئے اور
سب احکام اُنکے مطابق ہوئے اِس حکم مین فرق آیا کسی کو واسطے خبر کے لشکر مہرخ مین روانہ تو کر لیکن
جانیوالا خاص دربار مین جاے اپنی آنکھونسے دیکھ آئے مفصل خبر سُنائے کہ دربار مہرخ مین کیا ہو رہا ہی
اب اُن سبکا کیا ارادہ ہی اگر اسد غازی قتل ہوگیا ہی تو سب بھاگ کر طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی
کے چلے جائینگے طلسم ہوشربا مین نہ ٹھہر سکینگے کوکب و نور افشان خود عقیل و فہیم ہین اُنکو ہدایت
کرینگے کہ تم جاکر صاحبقران کو لاؤ اب کسکے واسطے کدو کاوش کرتے ہو سوائے اسد کے کوئی طلسم کشائی
نہین کر سکتا افراسیاب نے ملکہ حیرت سے کہا صرصر کہان ہی وہ مفصل خبر لائیگی اپنی آنکھون سے
دیکھ آئیگی حیرت نے کہا جب ہماری فوج کو شکست ہوئی وہ بھی کسی جانب نکل گئی ہوگی افراسیاب نے
کوٹھا کھولا فولادی پتلا نکالا اُسنے کہا جا کر صرصر کو لاؤ ہوا کو قبضے مین کر وہ پتلا پرواز پیدا کرکے مثل باد صرصر
چلا صرصر شمشیر زن بھاگ کر صحرا مین ٹھہری تھی راہ مین خبر پائی کہ آفات چہار دست شہنشاہ وغیرہ کو
لئیگئین درہ کوہ سے نکلی قصد ہوا طرف لشکر عمرو کے چلون کہ پتلا کڑک کر آسمان سے گرا پنجہ کمر مین صرصر
کے دیکر لے اُڑا صرصر گھبرائی کہ شاید عمرو نے کسی کو بھیجکر مجھے گرفتار کرایا چیخ ماری ای ساحران طلسم ہوشربا
مجکو بچاؤ کوئی مجکو لیے جاتا ہی مین صرصر شمشیر زن ہون کنیز افراسیاب جادو قضا سے کار آبیار جادو اپنے
باغ مین بیٹھا ہوا شرابخواری کر رہا ہی دو ہزار جادوگر گرد بیٹھے ہین اسنے بھی خبر سُنی ہی کہ ملکہ مہرخ سے بڑے
قیامت کی لڑائی ہوئی آج شہنشاہ نے شکست فاش کھائی ساحرونکو واسطے خبر کے بھیج رہا ہی کہتا ہی کہ یارو
جلد خبر لاؤ اسوقت مین جاکر شراکت کرنا واجب و لازم ہی ورنہ شہنشاہ شکایت کرینگے کہ ایسے وقت مین
ہماری خبر نہ لی ساتھ والے کہتے ہین حضور باغ سیب مین چلیے چلکر ضرور دریافت کیجیے آبیار یہ باتین
کر رہا تھا کہ یکایک کان مین آواز آئی ای ساکنان طلسم ہوشربا مجکو بچاؤ مین شہنشاہ افراسیاب کی کنیز ہون
کوئی زبردستی مجکو لیے جاتا ہی آبیار نے سر اُٹھا کر دیکھا حقیقت مین ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون صرصر کی

کمر مین پنجہ دیے ہوئے لیے جاتا ہی صرصر چیخ رہی ہی وہ نہین چھوڑتا آبجار نے کہا لو یارو غضب کیا یہ تو خاص شہنشاہ کی عیارہ ہی یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھا گولہ جھولی سے نکالکر سینہ کوزنگی کے تاکا اسم سحر پڑھکر پھینک مارا یہ تپلا تو غفلت مین جاتا تھا سینے پر جو گولہ پڑا صرصر پنجے سے چھوٹی لڑکھڑاتا ہوا طرف زمین کے چلا آبجار نے آواز دی صرصر کو لینا جادوگرون نے جھپٹ کر صرصر کو ہاتھون ہاتھ روکا یہ تو تموج ہوا سے بیہوش ہوگئی تھی لیکن تپلا جو گولہ کھاکے زمین پر گرا مثل شعلۂ جوالہ ایک ایک کی پکڑ کے ٹانگین چیرنے لگا ہر چند ساحر گولے ترنج نارنج مارتے ہین یہ فولادی سحر کا تپلا اسپر الیو نکا سحر کب تاثیر کرتا ہی گولے کھاتا جاتا ہی کسیکی گردن مروڑ ڈالی کسی کو تھپڑ مارا کسی کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا جسم سے سر کھینچکر پھینک دیا ملازمان آبجار مین صدائے فریاد و الغیاث بلند ہوئی تیغہ پکڑ کر اٹھا آواز دی او ناہنجار بدکردار غضب کیا میرے کئی سو ملازمون کو مارا یہ کہکر قریب آیا بہت سے سحر پڑھکر تلوار پر دم کر کے ہاتھ لگایا تپلے نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر پھینکدی آبجار سحر کر کے لپٹ پڑا ساحرون نے دیکھا ہمارے افسر کو یہ جوان زنگی لپٹ گیا قبضے مارنے لگے کوئی نیزہ لگاتا ہی لیکن وہ آبجار کو نہین چھوڑتا چند ساحر جو لیے ہوئے صرصر کو بیہوشی مین آئے تھے ہوا جو چلی صرصر کو ہوش آیا دیکھا کئی سو جادوگر مرے پڑے ہین اب اسنے پہچانا کہ یہ تو فولادی تپلا فرستادۂ افراسیاب ہی آبجار کو اٹھاکے دے مارا چھاتی پر چڑھا چاہتا ہی سر کھینچ لو کہ صرصر ہان ہان کر کے دوڑی ای غلام شہنشاہ خبردار مین نے تجکو نہ پہچانا فریاد کی یہ بھی ملازم شہنشاہ ہی شہنشاہ سنینگے تجپہ عتاب ہوگا یہ جو صرصر نے کہا تپلے نے آبجار کو چھوڑ دیا آبجار سر جھکائے ہوئے اٹھا صرصر پر غصہ کرنے لگا کہ واہ بی صرصر تمہارے سبب سے میری ہوا بگڑی سو ملازم قتل ہوئے ناحق کی ذلت اُٹھائی تم چپکی بیٹھین مین سمجھا کوئی دشمن ملکہ صرصر کو لیے جاتا ہی گولہ ماردیا صرصر نے کہا مین نہ سمجھی تھی تپلے کو بلاکر کہا چلو شہنشا کہان ہین اسنے کہا باغ سیب مین جلوہ فرما ہین تمکو یاد کیا ہی مگر بی صرصر خوب فساد کراتی ہو بیوجہ چلاتی ہو صرصر نے کہا بھیا تمنے بے تکلف کمر مین پنجہ دیا بخوف لی اُڑے اگر اتنی بات کہہ دیتے کہ شہنشاہ نے بلایا ہی کیا نقصان تھا تپلے نے کہا وہانسے تو حکم ملا کہ فوراً لاؤ حکم شہنشاہ مین پلک جھپکانا دشوار ہوتا ہی مثل برق جہندہ آیا اُٹھاکر لیچلا آبجار نے بھی بہت عذر کیا دو چار جام شراب کے اُس تپلے کو پلائے صرصر کو سوار کر کے کاندھے پر لیچلا یہان آفات چہار دست سے خبر مرگ اسد نامدار سنکر جلسہ آراستہ کرایا ہی کہہ رہی ہی کہ ای افراسیاب اگر اسد غازی قتل ہوگیا اگر تمام عالم ملکر لشکر کشی کرے اور

تجھسے دعوی سرکشی کرے کوئی کچھ نہین کرسکتا صرف اسی نام سے خوف آتا تھا اگر تاریک قتل ہوگئی یا ہوش سے
تیرے معین و مددگار بہت ہین آج شب بھر یہان شرابخواری کرو مین یکہ و تنہا جاکر لشکر مہرخ کو مٹا دونگی
اُسکے بعد بادشاہان طلسم ہوش ربا کو جمع کرکے طلسم نور افشان پر چڑھ جاؤنگی کیا مجال ہے اہالیان
طلسم نور افشان کی جو تجھسے لڑسکین بیچ مین تجھ ایسا بادشاہ عالیجاہ ایک سمت عالی تیری ماہیان مرد ہو
ایک جانب سے میرا جوش و خروش کون تاب لاسکیگا نور افشان وغیرہ سے اصلاح ہوجائیگی اگر ڈانڈ نہیگی
بھی رہیگی تو کیا اندیشہ ہے ایسے ایسے جھگڑے بہت رہا کرتے ہین فتح طلسم ہوش ربا کا خوف دلسے نکلگیا یا تو
اتنی بڑی شکست کھائی تھی آفات نے جو یہ تمہید مین بیان کین سب خوش ہوگئے حیرت جادو نے کنیزون کو
حکم دیا شراب کباب حاضر کرو ناچ گانا ہونے لگا یا تو ہر ایک واسطے تاریک کے روتا تھا یا سب کا یہی قول
ہے بلاسے تاریک قتل ہوگئی یہ تو بڑا کام کرگئی طلسم کشا کو کھالیا عمرو صاحبقران کو مٹا دیا حقیقت مین
کوئی طلسم ہوش ربا نہین فتح کرسکتا یہ باتین تھین کہ مبتلا دریاے خون مین نہایا ہوا کاندھے پر صرصر سوار
افراسیاب نے گھبرا کر پوچھا ارے یہ کیا ہوا صرصر نے تمام کیفیت بیان کی کہ حضور بموجب سو جادوگر مارے گئے
حیرت نے کہا یارو ساکنان طلسم ہوش ربا پر کیا زوال آیا ہے کیسی کیسی افتاد پڑتی ہے افراسیاب نے کہا
بلاسے مارے گئے یہ سب نامرادی کے واسطے ہین باغ مین باغی بیٹھا رہا لڑائی مین آکر نہ شریک ہوا لیکن صرصر
سے کہا جلد لشکر مہرخ مین جاؤ اپنی آنکھونسے دیکھ آؤ کہ مہ جبین کا غم مین اسد نامدار کے کیا حال ہے اتبک
تو ان لوگون کو سوگ رکھنے کی مہلت نہوئی تھی بعد مرنے کے سنا ہے تیجا کرتے ہین آخر یہی تیجہ ہے دسوان بیسوان
کرینگی یا لڑائیگا قصد ہے یا شاید صاحبقران کو بلائین یا طرف کوہ عقیق کے چلی جائین مفصل خبر لاؤ صرصر
نے عرض کی حضور مجھے مرنیکا اسد کے یقین نہین آتا مین براے خبر ہر وقت لشکر عمرو مین موجود رہی پھر
تو لشکر مہرخ مین ہنگامہ رہا ضرغام نے آکر کچھ کان مین کہدیا تھا اُسوقت سے مین نے کسیکو غمگین نہین دیکھا
اس مقدمے مین کچھ راز ہے عمرو بڑا دغاباز ہے افراسیاب نے کہا دیوانی ہوئی ہے میرے سامنے دائی امان
جا پڑین اسد اک خیمے مین بیٹھا تھا گردن پکڑکے اُٹھالائین چیر پھاڑ کر کھا گئین کیا تو لشکر عمرو مین جاتے ہوئے
ڈرتی ہے کسی ساحر کو ساتھ کردون صرصر نے کہا کہ حضور میرا کوئی کیا کرسکتا ہے مین ابھی جاکر خبر لاتی ہون
یہ کہکر ملکہ صرصر شمشیرزن براے خبر روانہ ہوئی کنارے پر جو لشکر مہرخ کے پہونچی دیکھا وہ آراستگی ہے کہ
کبھی چشم فلک نے یہ کیفیت نہ دیکھی ہوگی خیمے جا بجا استادہ ہر مقام پر ناچ ہورہا ہے بازارین آراستہ دوکاندار

جو بھاگ گئے تھے وہ پھر اپنے اپنے مقام پر آکر جمے ہر طرف صدائے مبارکباد بلند سرداران عیش پسند آپس میں بغلگیر ہو رہے ہیں صرصر ایک کنیز کی شکل بنی ہوئی تا بدربار گاہ آئی دیکھا دربارگاہ پر چوبدار لیسادل سے جمے کھڑے ہیں سب کوئی وردیاں پہنے عصاہائے مرصع کار ہاتھ میں خوشی بات بات میں ٹہلتی ہوئی اندر بارگاہ کے پہونچی دیکھا تخت طاؤسی پر ملکہ مہ جبین الماس پوش بپایہ تخت چہارم پر دنگل زرین پر اسد نامدار بصد صولت و شوکت بیٹھا ہوا شیر بیشۂ جرأت جھوم رہا ہی گرد تمام سرداران عالیوقار یہی ذکر ہی کہ لشکر افراسیاب آئیگا صاحب لوح ملنے کی تدبیر کر و خواجہ عمرو کہہ رہے ہیں دیکھیں لوح کب ملے میں تو بڑی بڑی کوشش کر چکا اب نشان لوح کس سے دریافت کریں کچھ بن نہیں پڑتا اسد غازی نے ہاتھ گلے میں خواجہ عمرو کے ڈالدیے ہیں کہہ رہے ہیں نانا جان بقول آپکے میں بدنصیب ہوں دو مرتبہ لوح ملی قبضے سے نکل گئی اب آپ مجھکو نہ رد کیں میں لڑ بھڑ کر اپنی جان دونگا افسوس عرصہ دراز گذرا ماموں جان کی رہائی کی کچھ تدبیر نہ نکلی خدمت میں اپنے نانا جان سے جاکر کیا منھ دکھاؤنگا پہاڑ و نیز طلسم ہوش ربا کے سر ٹکرا کر مر جاؤنگا کبھی کہتا ہی ای ضرغام شیر دل تمنے مجھکو کیوں ہاتھ سے تاریک کے بچایا بلا سے مجھکو کھا جاتی بد اقبال تو مشہور ہوتا ضرغام عرض کرتا ہی جسوقت تک غلام زندہ ہیں جہاں آپکا پسینہ گریگا خون اپنا بہا دینگے قدم کو جنبہ عیاری سے نہ ہٹا ئینگے صرصر نے یہ سب تدبیریں عمرو و ضرغام کی تقریریں اپنے کان سے سنیں اسد کو آنکھوں سے دیکھا یہ بھی سُنا کہ تدبیر لوح میں سب مصروف ہیں ہنستی ہوئی بارگاہ سے نکلی راہ کو طی کر کے باغ سیب میں آئی آفات چہار دست نے پوچھا کہو بی صرصر شیر یار و باہ صرصر نے دست بستہ عرض کی کنیز بے تمیز پہلے ہی کہتی تھی کہ اگر اسد غازی مارا جاتا عمرو و قران وغیرہ اپنے کو لڑ بھڑ کر مٹا دیتے میدان میں زندہ نہ پلٹتے اپنی آنکھوں سے دیکھ آئی اسد نامدار دنگل زرین پر جلوہ فرما ہیں افراسیاب نے جھلا کر کہا پھر وائی امان کسکو کھا گیئیں جو ہمنے آنکھوں سے دیکھا اسکو مشاقی ہی صرصر نے کہا ای شہنشاہ اور کسی معتبر کو روانہ کیجیے لشکر جو رخ میں جائے آنکھوں سے دیکھ آئے جا بجا لشکر میں بھی یہی ذکر ہی کہ ضرغام شیر دل نے بڑی عیاری کی اپنے آقا کو بچا لیا غیر شخص کو قتل کرا دیا یہ خبر وحشت اثر سنکر افراسیاب بہت پریشان ہوا ہاتھ زانو پر مارا کہا یارو کیا غضب کی بات ہی یہ عیاری ہی یا کرامات ہی جو پیشتر سے سوچ لیا تھا جو اسطرح کی حرکت کر گذرا کسی غیر کو اسد بنا کے بٹھا دیا ساری جستجو کو ہماری خاک میں ملا دیا حیرت جادو نے گھبرا کر کہا شہنشاہ اب کیا ہوگا افراسیاب نے کہا کیا ہوگا بے مٹائے ان سبکو نہ چھوڑونگا سمت قلعہ تخت الشعاع جاتا ہوں زال جادو سے نشان پوچھکر

اختقاق جادو کا پتہ لگاؤنگا حجرہ سوم کا مالک ہو اُسکے ہاتھ سے بچنا ناممکن ہو مگر ای ملکہ عالم تم لشکر لیکر
مقابلے مین چلو مہرخ وغیرہ مطمئن ہونے پائین مین فوراً جاتا ہون اختقاق جادو کو لیکر آتا ہون آفات
تو ایسی خاموش ہوئی گویا منھ مین زبان نہین ہو جب افراسیاب نے بہت کہا دادی امان اسقدر نہ گھبراو
فتح ہونا میرے طلسم ہوشربا کا بہت دشوار ہو جب آفات نے کچھ جواب نہ دیا افراسیاب نے کان مین
آفات چہار دست کے کہا دادی امان یہ تین حجرے جو باقی ہین یہ بے مثل و بے نظیر ہین صاحبان جاہ و توقیر
ہین ملک اخضر گوہر پوش پانچوین حجرے کا حاکم اقلیم سحر و ساحری کا ناظم دونون بیٹیان اُسکی ملکہ
لعل بخندان و یاقوت بخندان منظور نظر سامری اسطرح کی زبردست ہین کہ جنکا عالم مین کوئی مثل و نظیر
نہین سابق مین ملک اخضر کو ہوس تھی کہ ملکہ یاقوت کی شادی میرے ساتھ کرے مین نے تامل کیا اب
مین خود خواہش کرونگا وقت آئے تو مین اپنے کو وہان پہونچاؤن اُن دونون شاہزادیون کو لاؤن اُنکے سحر
کی کون برداشت کر سکیگا مین خاص اس فکر مین ہون آپ کو منے سے تاریک کے ناحق سناتا آگیا فتح
طلسم ہوشربا کیا آسان ہو لوح کو مین نے ایسے مقام پر رکھا ہو کہ طائر وہم و خیال بھی نہ پہونچ سکیگا
لعل بخندان و یاقوت بخندان کے ہاتھ سے ایک دن مین خاتمہ ہو جائیگا ہر چند کہ حیرت کو ملال ہوگا
مین سمجھا لونگا لعل و یاقوت کا جو افراسیاب نے نام لیا چہرہ آفات چہار دست کا سُرخ ہو گیا کہا
افراسیاب اس ذکر نے دل کو تسکین دی جلد تو جا اس فکر مین مصروف ہو مین بھی کوہ زبرجدی پجا کر سامان
لشکر کشی کرتی ہون تیرے دادا جان نیرنگ جادو کو روانہ کرونگی وہ سب کو پامال کر ڈالیگا بیشک راے تیری
سالم ہو بس یہی تدبیر بہتر ہو یہ کہکر آفات چہار دست طرف کوہ زبرجدی کے گئی افراسیاب تخت پر سوار ہو کر
طرف قلعہ تخت الشعاع کے چلا حیرت جادو کو حکم دے گیا کہ لشکر گران ہمراہ لیکر مقابلے مین مہرخ کے
اُترو اسیوقت حیرت اُٹھی تخت پر سوار ہوئی مصفور وغیرہ کو ہمراہ لیا صرصر و صبا رفتار کو حکم دیا تم لوگ
بڑھو خبر مشہور کرو کہ ملکہ حیرت جادو با فوج قاہرہ آتی ہین ابکی مرتبہ قتل عام کا حکم ہو ذرا بی مہرخ و بہار گھبرائین
ای صرصر عیارون کی تدبیر کرو عمرو کو گرفتار کرکے لاؤ یہ نگوڑا قتل ہو جائے پھر کوئی سرکشی نکر سکے ایک دن مین
لشکر کو شکست ہو ایک دن مین طلسم ہوشربا کا بندوبست ہو اسیوقت صرصر و صبا رفتار وغیرہ
روانہ ہو گئین حیرت جادو لشکر ہمراہ لیکر بصد شوکت و صولت سمت لشکر ملکہ مہرخ چلی ان سب کو
راہ مین چھوڑو وقت پر سب کا حال تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان شوکت بیان روح روان قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان کہ طلسم اسکندریہ کو فتح کرکے طرف طلسم ہوشربا کے روانہ ہوئے ہین مخمسہ موافق مضمون

ایک مدت ہو چکی دیکھا نہین ہے روے دوست
عالم خود رفتگی مین ہے یہ حسرت جستجوے دوست
بیخودی مین ہر گھڑی ہے دھیان میرے سوے دوست
تار تار پیرہن مین بس رہی ہے بوے دوست
مثل تصویر نہانی مین ہون یا پہلوے دوست

ہے بیاض اُسکی جبین مین صورت نور سحر
سبزۂ خط حاشیہ ہے صفحۂ رخسار پر
رنگ ہے رخسار گلگون کا شفق سان سربسر
چہرۂ رنگین کوئی دیوان رنگین ہے مگر
حسن مطلع ہے جبین مطلع ہے صاف ابروے دوست

اُسکے بالے پن مین ہین کیا عشوہ و انداز و ناز
موشگافی ہو سکے کیا ہے ابھی پردے مین راز
ہے شروع عشق کافر مین بلا سوز و گداز
ہجر کی شب ہو گئی روز قیامت سے دراز
دوش سے نیچے ابھی اُترے نہین گیسوے دوست

الفت پردہ نشین مین ہو گرفتار بلا
ہے یہ آئینہ تصور ہی مقرر رو نما
ہمنے مانا شوق دید اُسکا تجھے غالب ہوا
دور کر دل کی کدورت محو ہو دیدار کا
آئینہ کو سینہ صافی نے دکھایا روے دوست

تیرہ بختی سے ہوا سوداے گیسوے دوتا
شان ایزد ہم مرین حسرت ہی مین واحسرتا
عمر بھر حسرت رہی سلجھائینگے گیسو یار کا
واہ رے صانع کی قسمت جسنے یہ تدبیر کیا
پنجۂ شل سے کھلینگے عقدہ ہاے موے دوست

کوچۂ سفاک مین لاکھون کھڑے ہین جان نثار
نازکی و ناز قاتل سے یقین ہے بار بار
کون لوٹے دیکھیے باغ شہادت کی بہار
دو مرینگے زخم کاری سے تو حسرت سے ہزار
چار تلوارون مین شل ہو جائیگا بازوے دوست

زندگی مین عمر بھر اُس گل سے تھے ہم لب بلب
یاد کرتے ہین جو گلزار جہان ہے یہ سبب
ہجر ہے اُس گلبدن کا کنج مرقد مین غضب
فرش گل بستر تھا اپنا خاک پر سوتے ہین اب
خشت زیر سر نہین یا تکیہ تھا زانوے دوست

تند باد دہر کا ہی خاکساروں پر ستم
دلکو جب بیچارگی سے سخت ہوتا ہی الم

حیف کوے یار مین جسنے نہین دیتی قدم
یاد کرکے اپنی بربادی کو رو دیتے ہین ہم

جب اڑاتی ہی ہواے تند خاک کوے دوست

افسر خوبان سے آتش دیکھیے کیونکر بنے
شوخ نافرمان سے آتش دیکھیے کیونکر بنے

دلبر نادان سے آتش دیکھیے کیونکر بنے
اس بلاے جان سے آتش دیکھیے کیونکر بنے

دل سوا شیشے سے نازک دلسے نازک خوے دوست

چہرہ رہروان منازل کو۔ے جب وطی کنندگان مراحل مصیبت نصیب راہ صحراے پربلاے ہوش رباکو پاے آبلہ داریون طی کرتے ہین شعر مصنفت نگار ندہ داستان عجیب + رقم کرتے ہین یہ بیان عجیب + سابق مین تحریر کیا ہی کہ شاہزادہ ایرج نوجوان نے جب طلسم اسکندریہ کو فتح کیا شاہزادہ صیقل آئینہ دار فرزند بادشاہ طلسم سابق بھی قید سے چھوٹا مطیع اسلام ہوا ایرج نوجوان کو ہدایت کی کہ مین آپ کو طلسم ہوش ربا مین لیچلونگا تین لاکھ ساحران غدار وجملہ اپنے سرداران عالیوقار ہمراہ لیے بصد [illegible] کوچ کیا قطع منازل وطی مراحل کرتے ہوے جاتے ہین ہر منزل مین صیقل سے فرماتے ہین ای برادر بجان برابر اب ہوش ربا کی منزل باقی رہا صیقل صاف باطن عرض کرتا ہی ای شہر یار ابھی منزل اول ہی طلسم ہوش ربا تک خدا پہونچاے ہر چند کہ غلام کمسن تھا ایک مرتبہ ساتھ اپنے والد نامدار کے میلے مین ہوش ربا کے گیا تھا اسی خیال سے عرض کی کیا عجب ہی رہبر کامل تا بہ منزل مقصود پہونچاے راہ کا اختلاف ظاہر ہی ابھی تک وہ نشان دستیاب نہین ہوئے یقین ہی راہ مین دربند ہاے طلسم ہوش ربا مین جابجا حضور لڑائیان پڑینگی کنیزان افراسیاب لڑینگی دلمین یاد کرتا ہون کہ شاید اول دربند فیروزہ نگار ملے جہان کی حاکم ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش ہی بڑی زبردست ساحرہ تھی مین برپا کرگی اپنے ملک سے آگے نہ بڑھنے دیگی چھہ دربند یقین ہی کہ پے درپے واقع ہین یعنی ایک کے بعد ایک بعد فیروزہ نگار شاید دربند دخانیہ ہی وہانکا حاکم وناظم دخان سیاہ رو ساحر بد خو بڑے بڑے فتور برپا کریگا ان ساحرون کے نام سنکر ملکہ انجم ماہ رخسار گھبرا جاتی ہی کہتی ہی ای صیقل آئینہ دار تمنے بے سمجھے شاہزادے کے سامنے کہدیا اگر خدانخواستہ ایک ساحر بھی انمین سے آگیا ایک کو زندہ نچھوڑیگا مین اپنے لشکر مین کسی کو اس قابل نہین پاتی کہ ان لوگون سے مقابلہ کرسکے خدا شاہزادے کی جان بچاے بڑی راہ سخت پر قدم مارا ہمین نہین امید کہ پہونچین کوہ و دشت وبیابان سے ٹکراتے ٹکراتے سالہا سال گذرینگے اور شاہزادے کے دل مین یہ ہوس ہی کہ دو روز بعد فرماتے ہین

ہوش ربا کی منزل باقی ہے کیا خاک بتاؤن اسطرح کے ذکر ہوتے ہوئے لشکر منزل بہ منزل جاتا ہی ایک تہ کئی دن
برابر صحرا ہاے خارستان ملے اہالیان لشکر تنگ ہوگئے ہین ایرج نوجوان کا چہرہ تمتمایا ہوا حیران پریشان
انتشار بیقرار صیقل آئینہ دار سے فرمایا ای برادر اگر اسی طرح کی منزلین ملینگی یقین ہے لشکر ہلاک ہوجائیگا صیقل
نے شرما کر سر جھکا لیا عرض کی انشاء اللہ آگے بڑھکر صحراے سبزہ زار ملیگا غنچۂ آرزو کھلیگا یہ ذکر تھا کہ ہواے سرد
عیسی دم مسیح نفس آئی حقیقت مین کئی دن مین ہواے گرم سے گل عارض ایرج نوجوان مرجھا گئے سب کچھ کھلا ملکہ
شیشۂ مے نوش معشوق پری چہرہ پروردۂ مہد ناز و نعم اسیرۂ منزلون کے رنج و الم کنیزین چہار جانب سے پنکھونکی
پنکھیان جھل رہی تھین گل سے عارض کمھلائے ہوئے نرگسی آنکھون مین آنسو خاک صحرا عارض انور پر انجم ماہ رخسار
بھی گھبرائی ہوئی یکایک ہواے سرد جو آئی صیقل نے بڑھکر عرض کی عنایت باغبان قضا و قدر سے یہ مقام
فرحت افزا ملاحظہ کیجیے وہ سامنے سبزہ زار ہے گلہاے خود رو پر بہار ہے ایرج نوجوان نے نگاہ اٹھا کر دیکھا
فوراً فراشون کو حکم دیا اسی صحراے پر فضا مین جلد بارگاہ استادہ ہو کارگزاران شاہی فوراً حاضر ہوئے ملکہ
انجم ماہ رخسار نے بہ تعجیل تمام انتظام کیا اس صحراے سبزہ زار نواح دلکشا مین اتر پڑے سردار تو سب کاروبار
مین مصروف ہوئے لیکن شاپور شیردل عیار انتہا کا کارگزار ہے کرسی ایک لاکر بیرون بارگاہ بچھادی عرض کی
حضور آرام فرمائین کیفیت فضاے صحرا کو ملاحظہ کرین ایرج نوجوان بصد شوکت و شان کرسی جواہر نگار پر
جلوہ فرما ہوئے شاپور شیردل پشت پر ٹھہرا مگس پرانی کرنے لگا شاہزادہ چونکہ رنج و ملال منزلون کا اٹھا چکا تھا
نگاہ اٹھا کر اس وادی مینو سواد کو دیکھا ہواے سرد چل رہی ہے باد صبا کی اٹکھیلیان طائران صحرا کی زمزمہ سرائی
گل خودرو کی رعنائی زیبائی نخل پھول لتے لدے ہوئے جا بجا پھولون کے انبار نخل سرسبز و شاداب اپنی اپنی بہار
دکھا رہے ہین شاخون کا پیچ و خم برگہاے سبز زمرد ریحانی کا رنگ مٹاتے ہین دمبدم جھونکے ہواے سرد کے
آتے ہین سامنے کوہ فلک شکوہ مثل گلدستے کے آراستہ و پیراستہ قطرات آب نایاب جا بجا سے ٹپک رہے ہین
صاف ظاہر ہے کہ بارش مروارید ہو رہی ہے صبا آب شبنم سے منھ پھولونکا دھو رہی ہے کبک دری کی خوش رفتاری
عندلیبان خوشنوا کی بیقراری عجب کیفیت پرجوش تھی جانورون مین غل ہے غنچون کی چٹک پھولون کی مہک نظم

وہ آبشار کہ تسنیم پانی پانی ہو
وہ نکہت اسکی کہ جان بخش ہر جوان و پیر
کردن مین غنچون کی کس منھ سے تاک جھانک بیان

وہ سبزہ زار کہ ہو گرد سبزۂ کشمیر
روش روش پہ صبا کا چمن مین دورہ
کہ تھے وہ رختہ ہر برگ و شاخ گل سے بھیر

وہ نزہت اسکی کہ ہی نور دیدۂ یعقوب
کہ پھول پھولے سماتے نہین کثیر کثیر
ثمر یہ تاک مین غلمان کے دانت رضوان کا

عسل کی رال ٹپکتی تھی مثل قطرۂ شیر
صدائے آب روان مین جلترنگ تھی صاف
تو دام وجد مین صیاد ہو گیا تھا اسیر
وہ چہچہے تھے کہ سکتا تھا مرغ سدرہ کو
اور ایک طائر قدسی کی شکل گرم صفیر

صبا نے عطر لگایا تھا دامن گل مین
دہان گل مین صبا نکلی تھی صوت نفیر
دبائے بیٹھا تھا آغوش مین کوئی گل کو
وہ زمزمے تھے کہ تھا محو طائر تصویر

چمن کی خاک بھی خاک شفا تھی یا اکسیر
ترانہ کرتے تھے مرغ چمن جو آپس مین
سرور وصل مین بلبل بھی گل سے شکر و شیر
بلند شاخ پہ کرتا تھا اک غزل خوانی

بعد عرصہ دراز جو شاہزادہ والا قدر نے یہ کیفیت صحرا دیکھی عندلیب خوشنوا کو پہلوے گل مین چہچہے کرتے دیکھا اپنے گلعذار سیم تن غنچہ دہن ملکہ بران شمشیر زن کی یاد آئی خود بخود طبیعت بھر آئی شاپور شیر دل کی جو نگاہ جمال جہان آرا پر شاہزادے کے پڑی دیکھا تو گل سے عارض شگفتہ ہوئے تھے یکایک خود بخود چہرے پر اداسی ثابت ہوئی رومال اٹھا کر آنکھوں سے آنسو پونچھے گھبرا کر کھڑے ہو گئے پھر کرسی پر بیٹھ کے پھر اٹھ کر ٹہلنے لگے شاپور گھبرا گیا کہ خداوندا یہ کیا ہوا شاہزادے کی آنکھوں سے آنسو جاری ہین چونکہ رازدار تھا دست بستہ عرض کی کیون حضور اسوقت آئینۂ رخسار پر غبار گرد ملال ہے کیا خیال ہے غلام سے تو ارشاد ہو اتنا جو شاپور نے پوچھا جیسے کسی نے پھوڑے کو چھیڑ دیا یا تو آنکھوں مین آنسو بھرے ہوئے تھے شاپور کے پوچھتے ہی ٹپک پڑے ضبط کر کے یہ اشعار عاشقانہ بیتابانہ پڑھے

اشعار

یون ملے عشق مین دل خاک مین ملجائے شباب
جلد رخصت کئے دیتا ہون نہ گھبرائے شباب
کیا خوشی ہمکو ہوئی دیکھئے روز شب وصل
کم خفا ہونے سے ہوا ہی کوئی سودائے شباب
دور یوسف مین زلیخا ہوئی تھی ایک جوان
روز کہتا ہون کہ آفت نکوئی لائے شباب
حق جو کچھ رکھتے ہین پیر مغان کے باقی
فلک پیر اکیلا نہین جو پائے شباب
صدقے سو جی سے مئے عہد جوانی کے جلائے

ہائے دل منہ سے نکلتا ہی کبھی ہائے شباب
پڑ گئی جب نظر لطف جوان گردیکی
پھر جوان ہو گئے بر آئی تمنائے شباب
ابھی آیا ابھی غائب تھا چھلاوے کیطرح
عود دلا کھونگے ترے عہد مین کر آئے شباب
نہ رہا سر مین کوئی موئے سیاہ اور پیری
پھینکے وہ بھی ادا ایکی جو ملجائے شباب
پیر ہو جاتا ہے جنت مین جوان بنتے تھے
خوش وہ دیدۂ دل سر پہ کر آئے شباب

یہ بھی اک رات کا مہمان ہوا یار کے ساتھ
عاشق پیر کو تیرے نہین پروائے شباب
رنگ لایا کرے پیرانہ سری کیا دست حنا
رہ گیا دیکھنے مین رنگ تماشائے شباب
مبتلا دل کو کہین عہد جوانی نکر سے
یک بیک کیا ہوئی سب انجمن آرائے شباب
مین بھی ہون عہد جوانی کے تجسس مین تباہ
ہم تو اس شوخ کے کوچے مین گنوا آئے شباب

اس بیقراری سے یہ اشعار عبرت آثار پڑھے شاپور نے کلیجہ تھام لیا کہا اے شہریار حضور کے کلام مین کیا سوز و گداز ہے ایک ایک فقرہ تیر دلدوز جگر پر سوز کو برماتا ہے کلیجہ منہ کو آتا ہے برائے خدا ضبط فرمائیے اسقدر گھبرائیے ہر شام ہجر کے واسطے سحر ہے ہر تیغ بلا کے واسطے سپر مقرر ہے

سفر رنج و مصیبت و بلا طے ہو کر کوے محبوب مین پہونچینگے ملکۂ عالم بھی حضور کی مشتاق ہونگی حضور اُنکے دل سے پوچھیے
گوشہ نشین صاحب ربط و ضبط کسی سے حال دل کہہ نہ سکتی ہونگی دل ہی دل مین گھبتی ہونگی نہ کوئی مونس ہمراز ہمراہ ہے یک
غمزا ایرج نوجوان نے فرمایا ای شاپور شیر دل اِسوقت گل و غنچے کو دیکھکر اُس سرو باغ خوبی کی یاد آئی
عندلیب طبع گھبرائی جی چاہتا ہے گریبان چاک کرون جستجوے کوے محبوب مین دیوانہ وار نکلون اور بہ فہمایش
صیقل آئینہ وار ادھر کا قصد کیا منزل مقصد نہین ملتی آج کلام سے صیقل کے یہ آئینہ ہوا کہ برسون کا راستہ
ہے ای شاپور شیر دل آج تک لشکر صاحبقران سے دو کس گئے شاہزادہ غضنفر بن اسد و چالاک
بن عمرو زبانی ساحرون کے معلوم ہوا کہ غضنفر قید ہو گئے چالاک نے عیاری کی خود افراسیاب اپنے ہمراہ
لیگیا اگر راستہ قریب کا ہوتا ہر سردار کو یہی ہوس ہے کہ مدد اسد کو جائین جاکر اُس شیر دل کی خبر لین اور مین تو
اُسکا عاشق زار ہون جب مین مذہب آفتاب پرستی مین تھا اسد بھی نظر کردہ نہوا تھا کیسا کیسا مجھکو تنگ کیا
مین نے صدہا مرتبہ گرفتار کر لیا لیکن خون کا یہ جوش تھا کہ اُسکو قتل نہ کیا جب گرفتار کر لیتا تھا وہ تو مجھکو اُس
حال مین بھی للکارتا تھا یہان دریاے محبت جوش مارتا تھا بخدا آنکھین اُسکو ڈھونڈھتی ہین علاوہ محبت ملکہ
بران شمشیر زن اسد کے دیکھنے کی بھی بڑی حسرت ہے نہین معلوم اُس شیر دل کی کیا کیفیت ہے دیوانہ پن
اُسکے مزاج مین وحشت رگ و ریشے مین بھری ہے ورنہ ایک بادشاہ کا قتل کرنا ایسا مشکل تھا کہ سالہا سال
گذرے شاپور نے عرض کی حضور بڑا طلسم وسیع ہے افراسیاب کا رتبہ رفیع ہے وہان دیکھیے کیسے کیسے جادوگر
مقابلۂ صاحبقران مین آتے ہین جو آیا قیامتین برپا کین بھائی ہمارے عیار کس کس جستجو سے قتل کرتے ہین بڑی
مشکل سے یہ شعبدہ باز مرتے ہین یہ باتین تھین کہ مسافر روز یعنے مہر عالم افروز سراے مغرب مین جاکر فروکش
ہوا ثابت و سیارگان کا فلک نیلی پر ہجوم ہوا لیلاے شب نے زلف عنبرین کھولی ضیاے مہر مٹی ظلمت کی عملداری
ہوئی اس عاشق مزاج کو فرقت کا سامنا ہوا ملکہ انجم ماہ رخسار و ملکہ شیشہ مو نوش بارگاہ استادہ کرا کے
خرامان خرامان سامنے ایرج نوجوان کے آئین دیکھا شاہزادہ سایۂ نخل مین شاپور شیر دل سے کچھ باتین
کر رہا ہے لیکن چہرہ اُداس سر خم چشم پرنم انجم نے بڑھکر عرض کی حضور کل لشکر اُتر چکا بارگاہ استادہ ہوئی بسم اللہ
اندر تشریف لیچلیے ایرج نوجوان سر جھکائے ہوئے ہمراہ ان نازنینان مہ جبین کے داخل بارگاہ ہوئے دیکھا
ان گلعذارون نے گلدستے وغیرہ آراستہ کیے ہین لیکن ایرج کا غنچۂ خاطر شگفتہ نہوا مسند پر خاموش بیٹھا رہا سردار
سب حیران و پریشان کہ آج کیا معرکہ ہے کسی سے شاہزادہ بات نہین کرتا جب وقت آیا بکاول نے دسترخوان بچھا

شیشہ مے نوش نے عرض کی خاصہ تیار ہے ایرج نے کہا آپ سب صاحب نوش فرمائین میرا اسوقت دل نہین چاہتا کسی قدر شکم مین گرانی ہے نیلم زنگی وغیرہ نے بھی عرض کی لیکن شاہزادے نے انکار کیا تب انجم ماہ رخسار نے آواز دی دسترخوان اُٹھاؤ اگر حضور نہ نوش فرمائینگے کوئی کھانا نہ کھائیگا شاپور نے چپکے سے عرض کی اے شہریار سارے لشکر کو فاقہ ہوگا مین سمجھتا ہون کھانے سے دل سیر ہے لیکن چند لقمے نوش فرمائیے ایرج مجبور ولاچار دسترخوان پر آبیٹھا سب کی خاطر سے چند لقمے نوش کئے اُٹھکر ہاتھ دھوئے بستر خواب پر تشریف لائے شاپور کو قریب بٹھالیا وہی ملکہ بران شمشیرزن کا ذکر طلسم ہوشربا مین پہونچنے کی فکر وہ شب غم تڑپ تڑپکر بسر کی جب دم لبونپر آگیا تب گریبان سحر چاک ہوا صدائے مرغ سحر آئی ایرج نے اُٹھکر وضو کیا نماز سحر بصد خضوع وخشوع ادا کی شاپور نے بڑھکر عرض کی حضور لشکر تیار ہوچکا منزل کھوٹی ہوتی ہے ایرج نے تسبیح کو بوسہ دیا سلاح جنگ ذات پر آراستہ کیے بیرون بارگاہ تشریف لائے پشت کرہ بن اشقر پر سوار ہوئے لیکن پریشان حیران ہمراہ لشکر کے چلے شاپور نے دیکھا شاہزادے کے قلب پر ہجوم غم والم ہے نیلم زنگی وغیرہ سے بڑھکر کہا غضب ہے شاہزادہ نہایت پریشان ہے آپ لوگ ہمدم وہمراز ہین بڑھکر عرض کیجیے کہ حضور شکار کھیلتے ہوئے چلین خاطر سے اُن سبھون کے ایرج نے کہا بسم اللہ شاپور نے بتعجیل چیلے قراولون کو بلایا سامان شکار ہمراہ لیا چند سردار بھی ساتھ ہوئے اُس صحرائے ہول خیز مین شکار کھیلتے ہوئے چلے قضائے کار سردار قدیم شاہزادہ ایرج نوجوان میعاد عادر شک دراز گردن ایک آہو کے پیچھے گھوڑا ڈالکر نکلگیا دو تین کوس پر جاکر آہو کو شکار کیا اب پلٹکر جو دیکھا کسی کو اپنے ساتھ نپایا حیران ہوا گھوڑے سے اُترکر ٹہلنے لگا آہو ذبح کیا پڑا ہے کہ سامنے سے ایک اور آہو تیر خوردہ نظر آیا میعاد نے اُسکو بھی تیر مارا یہ بھی گرا اسکو بھی بقربانی پہونچایا تیر اُسکے پیچھے پر لگا تھا اُسکو اُکھیڑکر چاہا نام پڑھون کہ سامنے سے ایک سوار گینڈے کو اُڑائے ہوئے کوہ بالائے کوہ قوی تن قوی من چہار جانب دیکھتا ہوا آیا اپنے شکار کو جو کشتہ پایا قہر وغضب مین آگے بڑھا میعاد کو بنگاہ قہر دیکھکر کہا او اجل گرفتہ تو کون ہے کہ ہمارے شکار کو شکار کیا کچھ خوف نہ آیا میعاد نے کہا او بیحیا کیا بیہودہ بکتا ہے صحرا مین کسی کا اجارہ ہے شکار سامنے آیا تیر ماردیا بڑی خطا کی جو تجھسے ہوسکے قصور وکوتاہی نکروہ آتشخو شعلہ مزاج غصے مین کانپنے لگا گینڈے کو بڑھاکر قریب آیا مثل دیو کے نعرہ کیا منم عیوق کوہ پیکر جب تک میعاد سنبھلے سنبھلے تیغہ اُسکا چلگیا اپنے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ تڑپکر گرا گوشہ سپر کو قلم کیا خود کٹتا سر پر میعاد کے زخم آیا لیکن میعاد تعلیم یافتہ صحبت ایرج ہے

ویسے زخم کو کب مانتا ہے لڑائی کو کھیل جانتا ہے زخم کھا کر گھوڑے پر سوار ہوا جواب مین ہاتھ مارا چونکہ آنکھون کے نیچے میعاد کے اندھیرا آچکا تھا اُسنے گینڈے کو ہٹالیا وار خالی گیا جھوک مین سر جھک گیا اور پرسے عیوق نے پھر ہاتھ مارا میعاد کا شانہ زخمی ہوا ہر چند کہ میعاد نے دو زخم کھاے شیرانہ جھپٹ کر چلا قصد ہے کہ ایکی مرتبہ وار کرے تو پسٹ پڑون ہر چند کہ قد و قامت مین دیو ہے مگر بقوت پروردگار اُٹھالون زمین پر مارون کہ استخوان چور چور ہو جائین یکایک صحراے گرد اُڑی ہمراہیان عیوق کوہ پیکر چار ہزار جوان مسلح و مکمل پیدا ہوئے دورے اپنے آقا کو دیکھا کسی سے لڑائی مین مصروف ہین لینا لینا کہکر میعاد پر ٹوٹ پڑے اس نامرد نے منع نکیا کہ اکیلے پر تم سب ملکر حملہ نکرو میعاد تلوار کھینچکر اُنپر بھی جا پڑا زخمی تو ہو چکا تھا اور کئی زخم کھائے آخر گھوڑا مارا گیا زمین پر گرا اُس حال پُر ملال مین چالیس جوان مارے آخر تاب نہ لاسکا غش کھا کے گرا عیوق نے حکم دیا کہ گرفتار کرلو ساتھ والون نے ہتھکڑیان بیڑیان پہنادین ارابے پر ڈال لیا لیکر اپنے پڑاو پر چلا ناظرین پر واضح ہو قلعہ اس عیوق کا بارہ کوس پر ہے جنگل مین واسطے شکار کے آیا تھا راہ مین یہ معرکہ گذرا پڑاو پر لیکر آیا کہا اس جوان کی زخم دوزی کر دو کل دربار مین بھیجا جائیگا اگر لات و منات کو سجدہ کیا فبہا ورنہ قتل کرونگا یہ بھی بخوبی نہین معلوم ہے کہ یہ جوان لات و منات کا بندہ ہے یا سامری و جمشید کو خدا جانتا ہے بہر نوع جوان من چلا ہے ہم اپنا مصاحب خاص بنائینگے ساتھ والے بھی کہہ رہے ہین کہ حضور حقیقت مین نہایت جوان زبردست ہے یہ بھی ظاہر ہے کہ شاہ و شہریار زادہ ہے نہین معلوم بھٹک کر یہان کیونکر آیا آوارہ ہوا ہے عیوق نے کہا سب حال کھلجائیگا زخم دوزی کرا کے قید خانے مین بھیجدیا لیکن شاہزادہ ایرج نوجوان ایک مقام پر شکارگاہ مین ٹھہرے سب سردار پلٹ کر آئے میعاد نہ آیا شاہزادہ گھبرایا شاپور سے کہا دیکھو تو ہمارے رفیق قدیم پر کیا گذری یہ ممالک پُر آشوب مین یزدان پرستون کے نام کے دشمن ہر ایسے بہروان کو سے اسلام رہزن ایسا نہو کہین گرفتار ہو گیا ہو جلد جا کر خبر لاؤ شاپور اُسی وقت تلاش میعاد مین چلا شام ہو چکی تھی شاہزادہ لشکر مین آیا فروکش ہوا ملکہ انجم ماہ رخسار نے پوچھا اے شہریار آج دن بھر کہان غائب رہے فرمایا شکار کھیلتے ہوئے جاتے تھے لیکن ایک سردار ہمارا آوارہ ہوا ہے شاپور کو بھیجا ہے جب تک وہ پلٹ کر نہ آئیگا ہم یہانسے آگے نہ بڑھینگے صیقل وغیرہ نے عرض کی غلامان جانباز و کنیزان ہمراز براے تلاش میعاد جائین فوراً پتہ لگا ئین ایرج نے کہا نہین شاپور شیر دل بدون حصول مراد واپس نہوگا فوراً خبر معقول لیکر آئیگا آپ لوگون کو تلاش کرنا مشکل ہے وہ ہر محفل مین گھس جائیگا

ترے لطف سے پتہ لگائیگا فرزندگان خواجہ عمرو مین یہ عیار بے نظیر صاحب تدبیر ہی ایرج نوجوان برائے
میعاد و نہایت پریشان لیکن شاپور تلاش کرتا ہوا قریب لشکر عیوق پہونچا لشکر اُترا ہوا دیکھا شب کا وقت تھا
فقیر بنکے لشکر مین آیا جا بجا یہی چرچہ تھا ایک کو آج ہمارے آقا گرفتار کرکے لائے ہین صبح کو اُسکا دربار بچھا جائیگا
اگر اطاعت کریگا عہدۂ رفاقت ملیگا ورنہ قتل کیا جائیگا شاپور نے سب نام و نشان دریافت کیا رات ہی
کو پھنا بوقت سحر ایرج نامور نماز پڑھکے باہر نکلے تھے انتظار شاپور مین ٹہل رہے تھے مگر مسلح و مکمل کہ سامنے سے
گرد اُڑی شاپور گھبرایا ہوا آیا عرض کی عیوق نامے ایک پہلوان ہی اُسنے میعاد کو گرفتار کر لیا اب اسوقت
دربار بچھا جائیگا لیکن یہ سنا کہ دشمن تعریفین کرتے تھے چالیس جوان اُسکے ہاتھ سے مارے گئے جب بیہوش
ہوکے گرا تب نامردون نے گرفتار کر لیا یہ سُنکر ایرج نوجوان کو تاب باقی نرہی فرمایا اُس بیحیا کو شرم نہ آئی
مردان عالم کے ساتھ مکر کرتا ہی یہ فرماکر پشت کرۂ بن اشقر پر سوار ہوئے قبضہ تیغ اسکندری پر ہاتھ ڈالا
صرف شاپور ساتھ ہوا صبح کا وقت تھا سب سردار اپنی اپنی بارگاہون مین تھے اہالیان فوج نے کہا کہ ہم بھی
ساتھ چلین فرمایا کوئی میرے ہمراہ نہ آئے مین ابھی واپس آتا ہون یہ فرماکر مرکب کو مہمیز کیا شاپور راستہ بتاتا ہوا
لیچلا یہان وہ وقت ہی کہ بوقت سحر عیوق بارگاہ مین آکر بیٹھا حکم دیا اُس جوان کو لاؤ یار و کچھ یہ بھی ثابت ہوا
اِسکا مذہب کیا ہی کہان کا رہنے والا ہی نگہبانون نے کہا حضور شب کو وہ بیدار ہوا مگر اِسقدر غصہ ہی کہ کسی سے
کلام ابتک نہین کیا زنجیر پہنے جھوم رہا ہی کہ قید توڑ ڈالون عیوق نے کہا ہمارے سامنے لاؤ ہم ابھی
سمجھا لینگے نگہبانون نے جاکر سر زنجیر کو تھامنا میعاد بل کرتا ہوا اکڑتا ہوا بارگاہ مین عیوق کی آیا پکار کر آواز دی
السلام علیک سلام من درین مجلس بر کسے باد کہ بداند و بشناسد کہ خدائے یک است یہ سُنکر بارگاہ مین عیوق کی
تڑ ہڑ ہوا کہا حضور وہ جو ایک فرقہ دنیا مین بیوقوف ہی وہ کہتے ہین خدا ہمارا آسمان پر ہی کوئی اُسکو دیکھ نہین سکتا یہ
جوان بھی اُسی فریق کا ہی بیشک اسکو قتل کرنا ضرور ہی ایسے کو زندہ رکھنا سراسر عقل کا قصور ہی عیوق نے
غصے مین کہا جلد جلاد کو بلاؤ بڑا بے ادب ہی ہمارے سامنے نام خدائے نادیدہ کا لیا کچھ خوف نکیا میعاد ہنس پڑا
کہا او بیحیا تیری کیا مجال ہی جو مجکو قتل کر سکے مین اُسکا رفیق شفیق ہون جسکا لقب ہی نور نگاہ شیر بیشۂ عربستان
برہم کن لشکر کافران سرکوب زمرد بے ایمان نقد روح روان قاسم عالیشان شاہزادۂ ایرج نوجوان یہ
سنکر عیوق اور زیادہ خوش ہوا کہا صاحبو تم کچھ سمجھے یہ صاحبقران کے پوتے کا سردار ہی یہ لوگ بڑے سرکش
ہین جانتے جو کہ خداوند سے ہوتے ہین ایسا اُنکو عاجز کیا کہ قدرت نے گھبرا کر اپنا ہمسر ہو کر تیور دیا

شہر شہر بھاگے بھاگے پھرتے ہین ان لوگون کے قتل کرنے مین بڑا ثواب ہی جلد جلاد کو بلاؤ عیوق تو جلاد جلاد
پکار رہا ہی لیکن میعاد رشک دراز گردن پہلوان صف شکن ہنس رہا ہی کہتا ہی او نامرد و تم کیا مجکو قتل کروگے
اور اگر قضا قریب ہی مین قتل ہوا میرا آقائے نامدار اس اقلیم کو درہم و برہم کردیگا لاشون سے تمہاری قوم کے
کوہ و بیابان بھر دیگا ہر ایک حیران ہی کہ کیسا بیخوف جوان ہی کہ اسکے دل مین ذرا ڈر نہین یکایک جلاد آیا قریب
میعاد ہو بیچکر ڈرانے لگا عیوق بھی اشارہ کرتا ہی ابھی قتل نکرو اسکو ڈراؤ یہ ہماری رفاقت اختیار کرے ہم
اسکی خطا معاف کرین سامان لشکر کشی کرکے مدد خداوند کو جائین جلاد ہرچند ڈراتا ہی میعاد جواب نہین دیتا
یکایک دربارگاہ پر ہر ہوا پردہ بارگاہ کا اٹھا دیکھا آفتاب عالمتاب سطوت و صولت ماہ تابان چرخ جلالت
نیر برج جرأت شیر بیشۂ شوکت شہریار عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان مع کرہ بن اشقر اندر بارگاہ کے
گھس آیا شاپور بھی رکاب سے لپٹا ہوا ایرج نے جو میعاد کو زیر تیغ دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا
شاہزادہ گھوڑے سے کود پڑا اترتے ہی جلاد کو ایک طمانچہ مارا جلاد کا سر اڑ گیا میعاد کی جانب دیکھکر کہا ای برادر
اٹھو تمھین کسنے قید کیا میعاد نے پکار کر کہا او نامردو دیکھو آقا ہمارا آیا اب کون مجکو قتل کرتا ہی یہ کہکر قید
توڑ ڈالی جھومتا ہوا اٹھا بندھون سے خون جاری تمام اہالیان دربار دنگ ہوگئے عیوق تو مثل تصویر
خاموش حیرت کا جوش لیکن ایرج نوجوان برابر اسکے تخت کے آیا ایک پہلوان قریب تخت بیٹھا تھا مہلیل خونخوار
ایرج نے کہا ای جوان ذرا دنگل سے اٹھ ہم تیرے آقا سے چند باتین کرکے چلے جائینگے اسنے کہا ای جوان
بس زیادہ سرکشی نکر ایرج نے کہا کچھ قضا تو نہین آئی ہی اسنے خنجر مارا ایرج نے کلائی پر ہاتھ ڈالکے جھٹکا دیا
اسنے چاہا لپٹ پڑون ایرج نے کمر مین ہاتھ دیکے بلند کیا چرخ دیکر زمین پر مارا استخوان مہلیل کے تحلیل ہوگئے
اہالیان دربار کانپے ایرج دنگل پر جلوہ فرما ہوئے میعاد پشت پر کھڑا ہوکر مگس پرانی کرنے لگا ایک طرف
شاپور شیر دل عیوق تو چپکا بیٹھا ہی لاشۂ مہلیل سامنے تڑپ رہا ہی مگر ایرج نوجوان طرف عیوق کے
متوجہ ہوئے فرمایا کیون او پہلوان میرے سردار نے تیری کیا خطا کی جو تو نے قید کیا زیر تیغ بٹھایا عیوق
کو اسوقت کچھ نہ بن پڑا دل مین سوچا ذرا بھی سرکشی کرونگا مہلیل ایسے کو اسنے اسطرح پر مارا نہین معلوم میرا
کیا حال ہوگا اب جان بچانا واجب و لازم ہی ہاتھ باندھکر اٹھکھڑا ہوا کہا حضور معاف فرمائیے مین نہ جانتا تھا
کہ آپکا سردار ہی امیدوار ہون مثل چاکران کمترین مین بھی خدمت مین حاضر رہون شرف اسلام سے مشرف ہون
ان باتون سے ایرج کا غصہ اتر گیا خوش ہوگئے فرمایا اگر ہماری خوشی چاہتے ہو پہلے تو دو سو خداؤن پر لعنت کرو

کرے اُسنے عرض کی مین تو مدت سے آپکا مشتاق تھا شکر ہی کہ آج قدمبوسی حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی ایرج نے
کلمہ طیبہ زبان سے ارشاد فرمایا دل مین کینہ رکھکر مسلمان ہوا خیال مین یہ کہ جسطرح سے بنے اس جوان کو قتل کرون
اگر ہو نگا غالب نہ ہو نگا ایسے مقام پر مکر کرنا واجب و لازم ہی یہ بھی ایک فن سپاہ گری ہی ایرج بحال ہو گئے
اُٹھکر گلے سے لگالیا عیوق نے میعاد کے واسطے خلعت منگایا شاپور شیر دل کے آگے خرش ہوا جاتا ہی
ہر چند کہ شاپور نے کئی مرتبہ ایرج نوجوان سے چپکے سے کہا ای شہر یار یہ مجھکو مکر معلوم ہوتا ہی ایرج نوجوان
نے فرمایا خاموش رہو ای شاپور تمھین آٹھ پہر یہی خیال رہتا ہی یہ پہلوان ہی مکر و فریب کیا جانے مجھکو اسکے
مسلمان ہونے کی بڑی خوشی ہی اسی طرح ممالک تسخیر کرتے ہوے انشاء اللہ تعالےٰ تا بہ طلسم ہوش ربا جائینگے
شاپور نے سر جھکا لیا حقیقت مین یہ بشرہ شناسی ذات پر خواجہ کے موقوف ہی لیکن شاپور کے بھی
دل مین ضرور خیال آیا کہ یہ مکار ہی مگر ایرج نوجوان نے جو غصے سے کہا خاموش ہو رہا لیکن عیوق کو دیکھا
پلکو نسے جاروب کشی کر رہا ہی میعاد کو بھی دنگل معقول دیا ایرج نوجوان نے فرمایا ای برادر اب رخصت
ہوتے ہین اپنے سردارون کو ہمنے اطلاع نہین کی فوراً اُٹھتے ہی چلے آئے اب سردار سوکر اُٹھے ہونگے
بہت گھبرا ئینگے تلاش کرتے ہوئے چلے آئینگے عیوق نے عرض کی آقاے نامدار مولاے قدر شناس اب مین
دامن دولت نچھوڑونگا حضور کے ہمراہ مین بھی چلونگا ایرج نے فرمایا ای برادر ہمکو سفر دور و دراز درپیش ہی
یہ سفر نہین سفر آخرت ہی سخت مصیبت ہی تا بہ طلسم ہوش ربا جانا منظور ہی فراق اسد نامدار سے دل مین
ناسور ہی اب اسوقت ہمکو رخصت کرو پھر جیسی تمھاری راے ہوگی جواب باصواب دینگے تمھارا چلنا ہمارے
ساتھ مناسب نہین ہی خدا کی عنایت سے چار لاکھ سوار پیدل کا لشکر ہمراہ ساحر بھی ہین غیر ساحر بھی موجود ہین
ہر چند کہ ساحرون کا ہمراہ رکھنا مجھکو ناگوار ہی لیکن صیقل آئینہ دار بادشاہ طلسم اسکندریہ نے بہت
معقول بات کہی کہ طلسم ہوش ربا پر لشکر کشی ہی ساحرون کی ضرورت ہو گی بدون لشکر ساحر ان
طلسم ہوش ربا مین گذرنا ممکن اسوجہ سے انکو ہمراہ لیلیا خیر خواہ کا کہنا مانا ورنہ ہمارے جد عالی تبار صاحبقران
نامدار ساحر کو اپنے لشکر کے ہمراہ نہین رکھتے ہم لوگونکا تکیہ ذات پروردگار پر ہی لشکر کا حال سُنکر عیوق کو سناٹا
آگیا قلب تھرا گیا سوچا کہ ایسا نہو انکے ساتھ والے ڈھونڈھتے ہوے آجائین جو مجھکو منظور ہی وہ نہ ہو سکیگا
کہا اچھا ای آقاے نامدار مین ابھی آپ کو رخصت کرتا ہون خدمتگذاری تو کر لون شراب و کباب کا چرچا ہو یہ
کہکر وزیرون کو اشارہ کیا فوراً ساقی بچے حاضر ہوے جام و گلفام لبریز کرکے باادب تمام ہاتھ پر رکھکر سامنے آگیا

ایرج کو اسکی وضع بہت پسند آئی بخوف جام شراب نوش کیا دوسرا اسنے جام لبریز کرکے سامنے میعاد کے آیا کہا ای برادر تم بھی ہماری خطا معاف کرو ہمنے تمھارے ساتھ بڑی بے ادبی کی اب اُن باتون کو بھول جاؤ تمھاری وجہ سے دولت کونین پائی بقول سودا نظم

دین شیخ و برہمن نے کیا یار فراموش
اس گھر کی خفا کر گیا معمار فراموش
ویسے نگئی آہ ہوس سیر چمن کی
دو چیز نہ عاشق سے ہو اکبار فراموش
دل درد سے کسطرح ہو خالی مرا سودا

یہ سبحہ فراموش وہ زنار فراموش
بھولے نکبھی وے مرا مصرعۂ جانکاہ
اور ہمنے کیا رخنۂ دیوار فراموش
بھولا پھرون ہون آپکو اک عمر سے لیکن
وہ ناشنوا حرف مین گفتار فراموش

دیکھا جو حرم کو تو نہین دیر کی وسعت
نالہ نکرے مرغ گرفتار فراموش
یا نالے کو کر منع تو یا گریہ کو ناصح
تجھکو نکیا دے مین زنہار فراموش

میعاد نے اٹھکر گلے سے لگا لیا کہا اب تم برادر دینی ہو شکر پروردگار ہم لوگون کے دل مین خیال اگلا نہین رہتا جو گذرا سو گذرا یہ کہکر جام نوش کیا عیوق نے تیسرا جام شاپور کو دیا کہا مہتر صاحب آپ بھی پیجیے اپنے آقا کے غلام کو توسرفراز کیجیے شاپور نے کہا مجھکو شراب پینے کی عادت بہت کم ہے دل مین اسکے کھٹکا تھا چاہا شراب نہ پیون جب شاپور نے انکار کیا عیوق بہ نگاہ حسرت حضرت ایرج نوجوان کے دیکھنے لگا اور عرض کی مہتر صاحب نے ابھی ہماری خطا نہین معاف کی شراب نہین نوش فرماتے ایرج نے بہ نگاہ تند طرف شاپور کے دیکھا فرمایا برادر ایک شخص عجز کرتا ہے تمھارے مزاج مین یہ کیا بات ہے جام اُسکے ہاتھ سے لو بخوشی نوش کرو اب شاپور کو کچھ نہ بن پڑا مجبور ہو کر جام لیلیا چاہتا ہے گریبان مین شراب کو گرا دون مین نہ پیون مگر خوف ایرج نے مجبور کیا آخر پی ہی گیا شراب پینے ہی آنکھوں مین سرسون پھولی ساری عیاری بھول گئی گھبرا کر کہا ای شہریار غضب ہوا جس بات کا ہمکو خوف تھا آخر وہی ہوا ایرج بھی گھبرا کے سر گردش کرنے لگا تھا تیغ کے قبضے پر ہاتھ ڈالکر کہا ای عیوق تو نے مکر کیا عیوق نے دیکھا بیہوشی اپنا کام کر چکی ہے آواز دی باش او نبیرۂ حمزہ اب میرے ہاتھ سے کہان جائیگا مین بھلا کب مسلمان ہوتا ہون پوتے دو دیکھ خداؤن کو چھوڑون دین جدوا با سے منھ موڑون ایرج و شاپور و میعاد اپنے مقام سے اٹھے اٹھتے اٹھتے دل بیٹھ گیا چرخ کھا کر گرے گرتے ہی بیہوش ہوئے عیوق نے کہا جلد آہنگرون کو بلاؤ آہنگر فوراً حاضر ہوئے انکو مسلسل و مطوق کرایا آرابہ منگوا کر سوار کیا ساتھ والون نے کہا جلد تیار ہو ایسا نہو انکے لشکر والے آجائین ایک بلا سے روزگار ہے انسے کون مقابلہ کر سکیگا قلعے مین چلکر تیاری کرو نگا انکو خدمت مین خداوند لقا کے لیچلو نگا طرہ بے عمبری ملیگا غنچۂ آرزو کھلیگا اُسی وقت فوج تیار ہوئی لیکر طرف

اپنے قلعے کے چلا اب ایرج وغیرہ بیدار ہوئے بیہوشی اُتری اپنے کو قید آہن مین پایا شاپور نے کہا ای شہریار ہمنے عرض کیا تھا آپنے ہمارا کہنا نمانا ایرج نے کہا ای شاپور ہمکو بھی یقین کامل ہی یہ ہمارا سفر آخرت انجام رنج ومصیبت ہی کئی دن سے ملکہ پرآن کی یاد مین خوابہاے پریشان دیکھے تھے آخر اُسکا سامنا ہوا مگر مقام افسوس ہی کہ اُس یار جانی ومحبوب جاودانی نے ہمکو بالکل گوشۂ خاطر سے فراموش کیا دل تھراتا ہی یاد مین اُنکے کلیجہ مُنہ کو آتا ہی کیون ای برادر شاپور شیر دل نظم

در وفا آئین رسم دوستداران را چہ شد
ہمنشینانم کجا رفتند یاران را چہ شد
در گلستان امیدم یک گل سیراب نیست
ابر رحمت را چہ پیش آمد بہاران را چہ شد
راز محنت نالہ و زاری نمے آید بگوش
من اگر دیوانہ گشتم ہوشیاران را چہ شد
ظلم بیدادی زین بنا بے دون از حد گذشت
تازہ کاریہاے ایام بہاران را چہ شد
نیست محبوبے کہ یابد رونق بازار عشق
محفیا مارا شگاف کوہساران را چہ شد
روز نومیدی نمے پرسد ز حال من کسے
منجنیق چرخ و طرز سنگ باران را چہ شد
از زمین دل نمے روید گیاہ خرمی
طرۂ شبگون حسن گلعذاران را چہ شد

یہ اشعار پڑھکر ایرج نوجوان بے اختیار رونے لگا کہا ای برادر شاپور امید منقطع ہوئی کوے محبوب تک نہ پہونچے وہان ملکہ انجم ماہ رخسار وغیرہ تباہی مین پڑین اب سب بارگاہ مین جمع ہوئے ہونگے ہم اُن لوگون سے بے کہے چلے آئے حال میعاد سنکر دل بیقرار ہوگیا تھا لیکن وہ بھی سب براے تلاش نکلینگے لیکن عیوق فوج پر تاکید کر رہا ہی جلد چلو قلعے مین پہونچین وہانسے بھی کوچ کرین کئی مہینے مین لشکر خداوند مین پہونچینگے ساتھ والون نے عرض کی ہم سب کو جاتی جوت کے خداوند کے دیکھنے کی بڑی ہوس ہی غرض کچھ رستہ طے کیا تھا کہ صحراے گرد اُڑی عیوق دیکھنے لگا اہل ایمان فوج بلکہ سب کو یہی خوف ہی کہ ایسا نہو اُس جوان کے فوج والے آجائین سُن چکے ہین کہ چار لاکھ کا لشکر ہمراہ ہی ایک ایک اُنمین انتہا کا زبردست ہی جان بچانا دشوار ہوگی عیوق نے بھی گرد کو دیکھکر گینڈا روک لیا دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا ایک جوان تاجدار پشت مرکب باد رفتار پر سوار پشت پر پانچ ہزار سواران جرار پھریرون پر علم کے تعریف لات ومنات مرقوم عیوق نے پہچانا کہا صاحبو ہماری حوالی کا بادشاہ ہی تاجدار کیہسوار اسکا نام ہی براے شکار آیا ہی یہ کہکر گینڈے کو بڑھایا اُدھر سے تاجدار نے عیوق کو پہچانا گھوڑے سے کود پڑا پوچھا ای پہلوان کہان آئے تھے عیوق نے کہا ای حضور مین براے شکار آیا تھا لیکن ایک شیر کو شکار کیا تاجدار نے پوچھا مفصل بیان کرو مین اس مطلب کو نہین سمجھا عیوق نے کہا حضور نبیرۂ صاحبقران شہزادۂ ایرج نوجوان طرف طلسم ہوش ربا کے جاتا تھا مجکو خبر ملی سُنا کہ چار لاکھ کا لشکر ہمراہ ہی آپ تو میرے مزاج سے

بخوبی آگاہ ہین بروقت جنگ ایک اور لاکھ کو برابر جانتا ہون غصے مین نام مسلمانان سُنکر بارہ ہزار سوار سے
چار لاکھ پر جا پڑا بہت مشہور تھا کہ یہ لوگ بڑے بہادر ہوتے ہین لیکن مابدولت کی ہیبت شمشیر سے بھاگے افسر
سے مقابلہ پڑا خوب نیزہ چلا نوبت تلوار کی آئی آخر کشتی ہوئی ہین نے زیر کیا اور ایک اُسکا پہلوان آپڑا اُسکی
بھی مشکلین باندھین عیار صاحب کی بھی گردن لی مال و اسباب پر مین نے توجہ نکی اُنکو گرفتار کرکے لیچلا ہون یہ
دشمنان خداوند زمرد شاہ باختری ہین انکو وہان لیجاؤنگا طرہ بیغیری باؤنگا یہ سُنکر تاجدار نے کہا ای برادر
اخبار مین اکثر دیکھا ہی یہ لوگ دیوزادے لڑے ہین بڑے بڑے پہلوانون کو مارا خداوندانکے ہاتھ سے
بھاگے بھاگے پھرتے ہین بلکہ ملک موروثی قدرت سے چُھوٹ گیا عیوق نے کہا حضور اخبار کا کیا اعتبار جو چاہا
تحریر کردیا صفحات کو مضمون خیالی سے بھردیا تاجدار نے کہا ای برادر حقیقت مین تمنے بڑا کام کیا مین اُن لوگون کی
صورت کا بڑا اشتاق ہون آج اسی مقام پر اُترو ایک بارگاہ مین ہم تم بیٹھین جلسہ شراب و کباب آراستہ ہو
اُس جوان کو بھی دیکھین عیوق نے ہرچند انکار کیا تاجدار نے نمانا فوراً اپنی بارگاہ استادگرائی عیوق کا ہاتھ
پکڑے ہوئے اپنی بارگاہ مین لایا عیوق کو مقام صدر پر بٹھایا جملہ سردار آکر بیٹھے دونون لشکر فروکش
ہوئے ایرج کو اک قیدخانے مین نگہبانون نے لاکر داخل کیا یہان بارگاہ مین سامان عیش و نشاط
مہیا ہوا دُو دُو جام پیے دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوئے تاجدار نے کہا ای پہلوان جہان اُس جوان کو
بارگاہ مین بلاؤ عیوق نے کہا وہ ان سب باتو نسے انکار کریگا کوئی اپنی ذلت بیان کرتا ہی وہ یہی کہیگا
مجکو مکر سے گرفتار کیا مابدولت کو ناگوار ہوگا کہو نگا قتل کرو اور منظور یہ ہی کہ خدمت مین خداوند کے لیجاؤن
تاجدار نے کہا ای رستم زمان تمکو اس جوان کا حسب و نسب بھی معلوم ہی یہ دختر زادۂ خداوند زمرد شاہ
باختری ہی طاقت و جرات اسکے رگ و ریشے مین بھری ہی یہ بھی مشہور ہی کہ یہ جوان اول مین اپنے مولود مسعود
سے آگاہ نہ تھا مذہب آفتاب پرستی اختیار کیا تھا اٹھارہ برس ملک باختر مین لڑا صدہا ملک اپنے دادا
کے تباہ کیے بعد عرصۂ دراز کے صاحبقران نے زیر کیا تب حال کھلا کہ یہ فرزند ارجمند قاسم نوجوان ہی
بطن سے ملکہ گیتی افروز دختر خداوند کے پیدا ہوا لہذا اسکا قتل کرنا بھی مناسب نہین ہی ہرچند کہ یہ مسلمان
ہوگیا لیکن قدرت کا نواسہ ہی اگر وہ دامنگیر ہون کہ ہمارے نواسے کو کیون قتل کیا تقدیر کرکے تمکو جانور
بنادین بلکہ روح قبض کرلین تو کوئی کیا کرسکتا ہی قدرت کے مقدمے مین کسکو دخل ہی غصے مین اپنا ملک
موروثی چھوڑ دیا کچھ افسوس نہ آیا یہ مسئلہ سُنکر عیوق کانپنے لگا کہا حضور یہ حال مجکو معلوم نہ تھا حقیقت مین

بڑی احتیاط سے بچاؤنگا لیکن برائے خداوند لات و منات اُس جاہل آتش خو کو بارگاہ مین نہ بلوایئے نہین معلوم کیا کلام کرے ابدولت کو غصہ آجائے نہین معلوم کیا ہو تاجدار نے کہا ہم تمسے کلام نکرنے دینگے لاکھ وہ کہیگا کہ ہمکو مکر سے گرفتار کیا ہی ہم یقین نہ مانینگے اُسکے کہنے کو خلاف جانینگے آخر عیوق ناچار ہوا داروغہ زندان خانے کو حکم دیا تینون جوانون کو بارگاہ مین لاؤ لیکن اُٹھکر داروغہ کو سمجھا دیا کہ اُسکو تسکین دینا کہ ہم تجکو قید سے رہا کر دینگے جو کچھ پہلوان صاحب کہین اُسکو قبول کرنا داروغہ نے کہا مین سمجھا دونگا داروغہ قید خانے مین آیا ایرج سے کہا ای جوان ہمنے تمھاری جان بخشی کی تدبیر نکالی ہی ہمارے پہلوان صاحب کے شہر کے قریب ایک اور قلعہ ہی تاجدار یکہ سوار وہان کا حاکم و ناظم ہی اِسوقت برائے ملاقات ہمارے آقا کے آیا ہی تمکو دیکھنے کو بلایا ہی کہدینا بہ فنون کشتی پہلوان صاحب نے ہمکو زیر کیا ہم تمکو قید سے چھوڑوا دینگے ایرج نے کہا بہت خوب داروغہ صاحب ہمارا کیا نقصان ہی جان بخشی کرا دیجیے داروغہ خوش ہو گیا سر زنجیر تھامکر لیچلا میعاد و شاپور پیچھے آئے کہ دیکھیے اب بارگاہ مین کیا قیامت ہوتی ہی یہ آتش خو شعلہ مزاج اُس ملعون کے قبضے مین ہی خدا انکی جان بچائے ایسا نہو شیر بپھر جائے بارگاہ مین آکر پہونچے ایرج نے بطریق اسلام سلام کیا تاجدار جمال جہان آرا دیکھکر محو ہو گیا حیران ہوکر صورت زیبا کو دیکھتا تھا پشت پر دوسرا پہلوان دیو خصال عیوق سے پوچھا یہ پہلوان اِسکا رفیق ہی پہلوان تو رفاقت جب کرتے ہین کہ زیر ہون اس دیو کو اس ماہ طلعت نے کیونکر زیر کیا ہوگا عیوق نے کہا مین نے یہ دریافت نہین کیا مین تو صرف گرفتار کرکے لے آیا آپ دریافت کیجیے تاجدار نے بفصاحت و بلاغت کہا کیون ای شہریار اِس جوان کا کیا نام ہی آپنے اِسکو بمردی زیر کیا کیونکر رفیق اپنا بنایا ایرج تو کچھ نہ بولے لیکن میعاد نے کہا ای تاجدار مجھ ایسے ہزار ہا رفیق ہین میری حقیقت کیا ہی مین اُن سب پہلوانون مین ذلیل و حقیر ہون یہ نبیرہ حمزہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان سر فتنۂ ملک باختر بہادرون کے افسر اسمین تمکو تعجب کیا ہی تاجدار نے کہا ای ایرج نوجوان تمنے کچھ جواب دیا اس حوالی مین آکر ساری جرأت و لیاقت ڈبوئی ایرج نے غصے مین کچھ جواب نہ دیا لیکن شاپور نے بول اُٹھا ای بادشاہ یہ بحیا عیوق نہایت مکار و جعلساز ہی مسلمان ہوا بیہوشی دیکر ہمکو پکڑ لیا اب تمھارے سامنے جرأت بگھارتا ہی بحیا بے غیرت یہ سُنکر عیوق غصے مین کانپنے لگا کہا کیون عیار تیری شامت آئی ہی بڑا زبان دراز ہی ابھی جلاد کو بلاؤن ایرج نے ہنسکر کہا بھائی شاپور خاموش رہو ای بادشاہ میان عیوق صاحب نے ہمکو بمردی زیر کیا صاحب ہمارا کچھ زور نہ چلا یہ بہت سچے ہین آخر اس پوچھنے سے مراد کیا ہی تاجدار نے کہا

مجکو یقین نہین آتا ایسے ایسے تو آپ کے رفیق ہین ہر کس و ناکس کی مجال ہی کہ آپ کو زیر کرے ایرج نے کہا اگر تمکو یقین نہین آتا شاید نہ زیر کیا ہوگا ہمارا عیار سچ کہتا ہوگا تاجدار نے کہا آپ کو اپنے دادا جان کے سر کی قسم جو مفصل گذرا ہو ارشاد فرمایئے مجکو نہایت انتشار ہی دل تردد منزل بیقرار ہی جب تاجدار نے قسم دلائی ایرج نے کہا ای بادشاہ عیار تو کہہ چکا یہی حقیقت ہی عیوق بڑا صاحب جرات ہی تاجدار نے کہا کیون میان پہلوان صاحب آپنے سنا تمنے بیہوشی دیکر ایسے شیر کو گرفتار کر لیا یہ کیا جرات ہی تمکو شرم آنا چاہیے جرات کے نہایت خلاف ہی یہ سنکر عیوق بہت بگڑا کہا ای تاجدار تمنے کہا تھا مین فقط دیکھنے کو بلاتا ہون اب یہ بیہودہ باتین کرتے ہو بس خاموش رہو ورنہ میرے ہاتھ سے سزا پاؤگے تاجدار نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا او بیحیا مین مثل تیرے نامرد نہین ہون مین ہرگز اس جوان کو نجانے دونگا مجکو بہت ناگوار خاطر ہوا مردان عالم کے ساتھ مکر کرتا ہی دربار خداوندی مین تو کیا جائیگا وہان سب انکے بزرگ موجود ہین تم ایسون کو چیر پھاڑ کر پھینک دینگے مین تجسے سبطرح موجود ہون یہ سنکر عیوق اپنے مقام سے اٹھا جبتک تاجدار اٹھے اُس نامرد نے تلوار کا ہاتھ مارا تاجدار کا سر زخمی ہوا لیکن زخم کھا کر اسنے ہاتھ مارا عیوق تو ہٹ گیا دوسرا پہلوان بیچ مین آیا اسکے دو ٹکڑے ہوئے لینا لینا کہکر سب اٹھ کھڑے ہوئے عیوق نے پلٹ کر آواز دی ارے یارو دیکھتے کیا ہو ایرج کا سر کاٹ لو اسنے ہمارے بجھانے پر عمل نکیا صاف صاف کہدیا جلاد تیغ پکڑ کر جھپٹا ہمراہیان تاجدار بھی اپنے آقا کے ساتھ لڑائی مین مصروف ہوئے باہر لشکرون مین بھی تلوارین کھنچ گئین لیکن تاجدار زخمی ہو چکا ادھر ادھر رہا ہی تاج سر سے گر گیا سر سے خون جاری زخم کو باندھا ہی پکار کر آواز دی ای شہریار آپ کی محبت مین قتل ہوتا ہون ایرج زنجیر ہلا کر اٹھے کہا ای تاجدار گھبرانا جلاد نے جھپٹکر تیغہ مارا کہا او قیدی سرکشی کرتا ہی ایرج نے ہتھکڑی اٹھادی ہتھکڑی کٹی ایرج نے جلاد کو طمانچہ مارا سر اسکا جنبر گردن سے اڑ گیا قید آہن کو مانند تار عنکبوت کے توڑ کر پھینک دیا جلاد کی تلوار اٹھالی مگر کئی زخم کھائے لیکن میعاد کو بھی رہا کیا شاپور بھی چھوٹا میعاد نے اٹھتے اٹھتے ستون بارگاہ پر ہاتھ ڈالا ستون کھینچا بارگاہ تھرائی ستون اسنے نکال لیا عیوق و تاجدار کود کر باہر آئے کئی سو ساحر بارگاہ مین دبے میعاد نے ستون ہلانا شروع کیا جوان زبردست ہی چار چار کے سر پھٹ رہے ہین بیچ ستون مین بیٹھے ہوئے شاپور نیچہ پکڑ کر پشت پر ایرج کے آیا ایرج نے اک جوان کو مار کر مرکب لیا تاجدار نے گھٹنے ٹیک دیے تھے ایرج اڑتے ہوئے قریب تاجدار کے آئے شانہ تھا مکر فرمایا ای برادر

ہوشیار رہو لو مرکب پر سوار ہو تاجدار نے آنکھیں کھولکر ایرج نوجوان کو دیکھا دریاے خون مین نہائے ہوے مگر مجھکو
بچارہے ہین ملازمان عیوق جھپٹ جھپٹ کے آتے ہین ایرج نوجوان سینہ سپر کیے کھڑے ہین جو آگے بڑھا اُسکو
ہاتھ تلوار کا مارا تاجدار یہ مہربانی دیکھکر پکار اُٹھا لاکھ جان آپکے ناخن پا پر سے نثار ہے حضور آپ اپنے کو بچائین
ان نامردون کا چہار جانب سے بلوہ ہے ایرج نے نہ مانا تاجدار کو گود مین لیکر گھوڑے پر سوار کیا ملازمان تاجدار
بھی گرد آگئے ایرج نے بھی ایک کو مار کر گھوڑا لیا میعاد نے قیامت برپا کردی ہے جھوم جھوم کے لڑ رہا ہے کسی پر
ستون مارا دہ پر اٹھا ہو کر رہگیا اگر کوئی پہلوان قریب آگیا میعاد لپٹ پڑا چیر کر اُسکو پھینک دیا ایرج نوجوان
نعرہ کرتے ہوئے طرف عیوق کے جاتے ہین یہ نامرد بھاگا بھاگا پھر رہا ہے اہلیان فوج سے کہتا ہے ارے یارو
اس جوان کو مار لو مجھ تک نہ آنے دو تاجدار کو قتل کروانے غضب کیا گویا خاص اسی واسطے آیا تھا معلوم
ہوتا ہے یہ پیشتر سے مسلمان تھا اگر اس جنگ سے بچ جاؤنگا ملک پر گدھے کا ہل پھروا دونگا تمام قلعے کو کھدوا
ڈالونگا تم سب ملکر گرفتار کرلو ساتھ والے کہتے ہین حضور آپ بھی بادشاہ ہین وہ بھی ناظم عالی جاہ ہین آپ کے
اُنکے مقابلہ ہو تو مناسب ہے بڑھکر قتل کیجیے سزا دیجیے عیوق کی جان پر بنی ہے شوکت ایرج نوجوان سے حیران و
پریشان ہے قصد ہے کہ جان بچا کر نکل جاؤن کبھی دل مین افسوس کرتا ہے اس فصل مین واسطے شکار کے کیون آیا
تقدیر نے کس بلا مین پھنسایا اب تو موت کا سامنا ہے اگر بچ جاؤن تو سمجھون کہ بطن مادر سے دوبارہ پیدا ہوا یہان
میدان کارزار مین تو یہ رنگ ہے ایرج نوجوان نے صدہا پہلوان مارے میعاد بھی بجوش و خروش لڑ رہا ہے
تاجدار بھی حمایت پر ایرج کے سنبھلا ہے لیکن ملکہ شیشہ می نوش و ملکہ انجم ماہ رخسار و شاہزادہ صیقل حرار
دیلم و فیلم وغیرہ تمام سرداران ایرج نوجوان بارگاہ مین آکر جمع ہوئے ملکہ شیشہ می نوش نے گھبرا کر پوچھا
صاحبو کچھ اپنے آقا کی بھی خبر ہے آج کئی دن سے اسقدر بیقرار ہین کہ مجھسے تو بات ہی نہین کی اسی زمانے مین
میعاد غائب ہوا اب سب صاحبون نے دیکھا اُنکو اپنے ملازم کا اسقدر پاس ہے سب نے دیکھا کہ شب کو کھانا
بھی نہین نوش فرمایا شاپور شیردل کو برائے خبر روانہ کیا تھا مین جب سو کر اُٹھی تو کنیزون نے خبر دی کہ شاپور
بوقت سحر گھبرایا ہوا آیا کچھ اُنسے کہا وہ بخت مرکب پر سوار ہو کر گئے آپ سب صاحب یہان تشریف رکھتے ہین
اتنا دریافت کرائیے کہ کہان تشریف لیگئے سب صاحب بخوبی ماہر ہین کہ اُنکے ہاتھ سے ہزارہا پہلوان قتل
ہوئے تمام دنیا کے نامرد اس شہریار کے نام سے جلتے ہین ایسا نہو کوئی افتاد پڑے مین بدنصیب کدھر
جاؤنگی ماں باپ مارے گئے بعد ذات پروردگار اب اُنہین کا سہارا ہے ہر وقت اُنکی سلامتی کی دعا

کرتے ہین یہ ملکہ شیشہ مے نوش نے جو کہا نیلم و فیلم تلوار ٹیک کر اُٹھے صیقل نے اسباب سحر سنبھالا کہا حضور آپ
ٹھہرائین ابھی جاکر تلاش کرتے ہین کیکی مجال ہی جو اُنپر دست انداز ہو آپ کے تصدق سے خون کے دریا
بہا دین طبقے زمین کے ہلا دین ملکہ صیقل نے نیلم و فیلم وغیرہ غیر ساحرون کو منع کیا کہ آپ لوگ تکلیف نکرین
آپ پہر دو پہر مین دو چار کوس جائین گے ہم اتنے عرصے مین سیکڑون منزل کی خبر لائین گے لیکن نیلم زنگی و
فیلم زنگی کم سنی سے شاہزادے کے ساتھ ہین کہا ای شاہزادہ صیقل بخدا ہمکو بالکل خبر نہین ورنہ ہم لوگ
اُنکو تنہا جانے دیتے ہمین بڑے بڑے خیال ہین ہم ملازم نہین ہین عاشق جمال ہین اُنکی ذات سے عزت آبرو
ایسے سردار خوبخو کسکو نصیب ہوتے ہین صیقل نے کچھ جواب ندیا مرکب پرندہ بحر پر سوار ہو کر چلا انجم ماہ رخسار
طاؤس زرین پر سوار ہوئین اسباب سحر ہاتھ مین لیا ملکہ شیشہ مے نوش کے قدمون کو بوسہ دیا کہا لونڈی ابھی
جاکر تلاش کرتی ہی یہ دونون سرداران عالیوقار جو چلے اب تو لشکر مین کمر بندی ہونے لگی جسنے سُنا وہ چلا ملکہ
شیشہ مے نوش نے کہا کیا مین بد نصیب اُنکی دشمن ہون سب صاحب خیر خواہ جان نثار ہین مجبور ہو تا چار مرغ زرین
بنی تخت پر بیٹھی رہون یہ فرماکر اُٹھین تمام سردارون نے آگر پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالا کل لشکر چلا لیکن ایرج نوجوان
وہان مصروف جنگ ہین ہمراہیان عیوق اپنی جان سے تنگ ہین ہزارہا مارے گئے جسنے مہلت پائی
نکل گیا عیوق زخمی ہو چکا ہی لیکن قضاے کار اس حوالی مین ایک قلعہ ہی کہ اُس قلعے کو قلعہ شراب کہتے ہین
ملکہ شراب جادو خراج گزار افراسیاب اس قلعہ کی حاکم و ناظم ہی اسوقت کسی ضرورت سے بیرون
قلعہ آئی فوج ساحران فردکش ہی آگر کرسی پر بیٹھی سیر صحرا دیکھنے لگی افسران فوج خدمت مین حاضر ہین ملکہ شراب
نے افسرون سے کہا آپ لوگون کو کچھ خبر ہی کہ طلسم ہوش ربا کی کیا کیفیت ہی ہم اس حوالی مین رہتے ہین
سالہا سال جانے کا اتفاق نہین ہوتا لیکن طائر سحر نامہ پہونچا گیا تھا کہ کوئی جوان اسد غازی جوان حجازی
بارادۂ طلسم کشائی آیا سرداران شہنشاہ اُسکے شریک ہوئے کچھ عیار کچھ سردار ہین شاہنشاہ سے آٹھ پہر آمادۂ
حرب و پیکار ہین مرقوم تھا کہ لشکر تیار کرکے آؤ اسوقت مین شراکت واجب و لازم ہی اتھارہ سی ملک مین
انقلاب خیر خواہان شہنشاہ بیقرار و بیتاب ایک تاجر نے بھی آن کر خبر بیان کی کہ کئی سو ملک باغیون نے اپنے
قبضے مین کر لیے ہین لہذا سامان سفر تیار ہو اسی مہینے مین ہم کوچ کرینگے یقین ہی جب دربندون پر پہونچین گے
شاہان دربند سے مفصل حال معلوم ہوگا اگر باغیون کا خاتمہ ہو گیا ہوگا واپس آئین گے ورنہ تا بطلسم ہوش ربا
جائین گے سردارون نے عرض کی حضور وہان کے حالات سُنتے ہین کہ ایک ایک دن مین دو دو لاکھ

نصیب ہوا صدہا ملک شہنشاہ کے ویران ہو گئے وہ شاہان جلیل شہنشاہ کے کفیل جو دو دو لاکھ فوج اپنے قبضے
مین رکھتے ہین اُن بڑے شاہون نے شکستین کھائین بہت سے نمک حرام بد انجام اُس طلسم کشا کے شریک ہوئے
آپکے قبضے مین قلعہ مختصر فوج بھی بہت کمتر وہان آپ کی کیا سماعت ہو گی صُراب جادو نے کہا اگر نہ جائین گے
بڑی بدنامی ہے ایسے وقت مین عدم شراکت نمک خوار کی ناکامی ہے یہ ذکر تھا کہ صُراب جادو نے سر اُٹھا کر دیکھا صحرا
سے گرد اُڑی چند سوار پیدل خستہ شکستہ زخمدار منتشر بیقرار بھاگے ہوئے چلے آتے ہین صُراب نے دیکھکر کہا صاحبو
کہان معرکے پڑے یہ لوگ کس سے لڑے ظاہر ہے کہ شکست کھا کر آئے ہین انکو جلد بلا کر میرے پاس لاؤ کئی دن
ہوئے مینے خبر سُنی تھی کہ پوتا صاحبقران کا بڑے زور شور سے آیا طلسم اسکندریہ پر قبضہ کیا کئی شاہزادیان
اسیر عاشق ہوئین ساحر وغیر ساحر اُسکے ساتھ جمع ہین اُس سرکش کا قصد ہے کہ طلسم ہوش ربا مین جاؤن طلسم کشا
کا عزیز قریب ہے مجھکو یقین نہ آیا اسوقت اُس چیز کا ظہور ہوا چند ساحر دوڑے ہوئے گئے اُن زخمیون کو لیکر سامنے
صُراب جادو کے آئے صُراب نے گھبرا کر پوچھا تم لوگ کون ہو یہ کہان شکست کھائی کس سے لڑائی پڑی
اُنھون نے کہا حضور ہمارا افسر عیوق کوہ پیکر برائے شکار صحرا مین گیا ایک رفیق نبیرہ حمزہ کا بھی وہان آیا
اُنکے مزاج مین تو جرات ہے اُسکو زخمی کر کے پکڑ لیا یہ خبر نبیرہ حمزہ کو پہونچی وہ بلا تکلف بیڑانہ دربار مین گھس آیا
اپنے رفیق کو چھوڑا یا ایک پہلوان کو انکے سامنے مار امیان عیوق کو بھی للکارا یہ گھبرا گئے گڑگڑانے لگے
مختصر یہ کہ مکر سے رفاقت کی بیہوشی دیکے پکڑ لیا وہ لوگ تو صاحب اقبال ہین تاجدار یکہ سوار اپنا ہم مذہب
انکی ملاقات کو آیا بلا وجہ اُسنے ایرج کا ساتھ دیا قید سے چھڑا لیا اب حضور لڑائی ہو رہی ہے پہلوان صاحب
بھاگے بھاگے پھرتے ہین اب تو یقین ہے قتل ہو گئے ہونگے صاف تو یہ ہے ہم لوگون کا بیڑہ جم سکا زخمی ہو کر بھاگ
آئے وہ جوان بڑا صف شکن تیغ زن عالی ہمت صاحب جلالت حسین وجمیل بشر مبشرہ ریاست آفتاب عالمتاب
آسمان امارت اس زور شور سے لڑا کہ صفون کو درہم وبرہم کر دیا ہمنے ایسا حسین نہین دیکھا یہ سنکر صُراب جادو
نے کہا لو صاحبو سامری وجمشید نے کیا مژدہ سُنایا مین حیران تھی کہ طلسم ہوش ربا مین کیا لیکر جاؤن دربار
شہنشاہ مین کیونکر بار پاؤن مگر یا سامری وجمشید تمھارے صدقے یہ خوب تحفہ نایاب ملا مین شہنشاہ کے
سامنے یہ عرض کرونگی حضور مین برائے مدد خداوند لقا گئی وہان سے اس جوان کو پکڑ لائی سب نے
کہا حضور حقیقت مین آپ صاحب اقبال ہین جلد سوار ہو جیے صُراب جادو اک طاؤس پر سوار ہوئی
نفیر سحری اہالیان لشکر سے کہا تم تیار ہو کر آنا بلکہ کیا ضرورت ہے یہ کہکر طاؤس بلند کیا مثل طائر وہم وخیال

ساحروں کی نگاہ سے طاؤس مخفی ہوا چشم زدن زمین اس راستے کو طے کر گئی ایک پہاڑ پر آکر ٹھہری نگاہ اُٹھا کے
دیکھا ہنگامۂ گیر و دار بلند ہے تاجدار یکہ سوار کو پایا تا عیوق کوہ پیکر کو دیکھا زخمی گینڈے پر سوار اسکی صورت سے
بھی نگاہ آشنا ہے کہ اسی حوالی کا یہ بھی رہنے والا ہے ایک جانب جو پیک نگاہ کو دوڑایا دیکھا ایک جوان
آفتاب جمال رستم خصال آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شش جہت افروز جہانداری صاحب جاہ و
تمکین خوش خو خوش آئین خوبصورت خوش مزاج مردان عالم سے سر کا تاج **نظم مسدس**

دام دلہاے حسین حلقۂ موے خمدار
تار مو لعبت ہندو کے لیے تھے زنار
طرہ چھوٹتا ہوا اور سر پہ بھی بانکی دستار
جسم انور میں قبا صاف مرصع زرکار
صاف پیشانی سے تھے بخت بلندی پیدا
چاند تھا ماتھا تو سجدے کا نشان تھا تارا

ابروؤں میں جو بل آجائے نصیب اعدا
قوس کا تیغ ہلال آگے اُتارے چلا
کوٹ کر آنکھ میں اللہ نے بھر دی ہے حیا
آنکھ جس بت پہ پڑی اُسکو مسخر ہی کیا
شیر سے بھی نہیں زنہار جھپکتی ہے پلک
مردم چشم کو رستم سے رہی ہے چشمک

ناک کے وصف کے اظہار سے ہو خود بینی
خود ستائی نہیں مومن کو کم از بیدینی
منھ پہ وصف دہن آئے تو ہے نکتہ چینی
شیریں لب چاٹ لے باتوں میں ہے وہ شیرینی
طور کا نور ہے دندان منور سے عیاں
معجزہ عیسی مریم ہے لبوں میں پنہاں

جمال بےمثال ایرج نوجوان کو دیکھ کر سراب جادو نے سینے پر آہ کر کے ہاتھ رکھ لیا گل چینی گلشن جمال کی کرنے لگی
ٹھنڈی ٹھنڈی سانسیں بھرنے لگی اس عرصے میں ایرج نوجوان لڑتے بھڑتے قریب عیوق کوہ پیکر کے پہونچے اُنے
ہاتھ تلوار کا مارا ایرج غصے میں تھا بازو بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کر پھینک دی کمر میں ہاتھ ڈالا
قاش زمین سے اُٹھایا دست زبردست پر تول کر طرف آسمان کے پھینکا گرتے گرتے جو رنگ ہوائی کیا سراب
اُچھل پڑی خود بخود تعریفیں کرنے لگی یہاں عیوق کا مارا جانا تھا لیان فوج کا گھبرانا صداے الامان بلند ہوئی
رومال سے ہاتھ باندھ کر افسر سامنے ایرج کے آئے ایرج نے اُنکی خطا معاف کر کے کلمہ طیبہ زبان سے فرمایا

سب بصدق دل مسلمان ہوئے شاہزادہ گھوڑے سے اُترا تاجدار کیہ سوار نے بھی قدمون کو بوسہ دیا
یہ تو صدق دل سے مطیع ہوچکا تھا ایرج کو بڑی خوشی حاصل ہوئی تاجدار کو برادر کہکے گلے سے لگا لیا اور
شاپور سے فرمایا لشکر فرد کش ہوا اسیطرح چلے چلو اہالیان لشکر ہمارے پریشان ہونگے تاجدار نے عرض کی
ایک پہر بھر کے واسطے بارگاہ مین تشریف لیچلیے مین اپنے زخمیون کو اُٹھوالون پھر حضور جہان چلینگے ہمراہ ہون
عمر بھر زیر سایہ دامن دولت بسر کرونگا ایرج نے سر جھکا لیا کہا ای برادر باعث تردد یہ ہی کہ ہم اپنے سردار کے
چھوڑا انکو چلے آئے تھوڑی دور پر چار لاکھ سوار و پیدل فرد کش ہین سب گھبراتے ہونگے بلکہ ہمین تلاش
کرتے ہوئے آتے ہونگے تاجدار نے کہا مین ابھی انتظام کرتا ہون یہ کہکے زخمیون کے اُٹھوانے مین
مصروف ہوا ایرج نے شاپور سے کہا تم بھی شراکت کرو شاپور بھی جاکر انتظام کرنے لگا ایرج نوجوان یم
سا ئیغل شغل رہے ہین میعاد بھی اپنے کو درست کر رہا ہی سراب جادو بیقرار ہوئی کڑک کر ایرج پر گری پنجہ
کمر مین کرکے اُڑی لشکر مین بلرہ ہوا سراب جہنم زدن مین غائب ہوگئی لشکر مین ہنگامہ ہوا تاجدار نے پلٹ کر دیکھا
شاہزادہ کھڑے کھڑے غائب ہوگیا بیٹھا ہوا دوڑا میعاد نے گریبان پھاڑ ڈالا کہا یارو یہ کون دشمن تھا کہ
جو شاہزادے کو لیگیا ہمکو داغ دیگیا کبھی کہتا ہی یارو کوئی نامرد تھا سامنے آتا تو شکل کر ہاں کہنہ جبیر کر پھینک دیتا کم
دشمن تھا کہ جو شاہزادے کو لیگیا شاپور کے ہوش اُڑ گئے اتنا تو اُسنے کہا کہ یارو کسی ساحرہ کا کام ہی آپ نزاد
لوگ اسی مقام پر رہین مین برائے تلاش جاتا ہون ہائے کیا غضب کا مقام ہی ملک بہ ملک ان شیرون کا
نام ہی جا بجا انکے دشمن موجود ہین حافظ حقیقی حفاظت کرے میعاد نے کہا: ی شاپور مین بھی ساتھ چلون
شاپور نے کہا تمھارا کام نہین ہی یہ کہکر با ہنائے عیاری ذات پر آراستہ کیے طرف صحرا کے بھاگا میعاد
وغیرہ کھڑے ہوئے رو رہے ہین کہ آسمان پر برق چمکی شاہزادہ صیقل آئینہ دار بعد اُسکے ملکہ انجم ماہ رخسار
وغیرہ آکر ہوے بچے آتے ہی یہ حال مصیبت مآل سنا ملکہ انجم ماہ رخسار گھبرا گئین میعاد نے تمام کیفیت بیان کی شاہزادے
نے لڑائی فتح کی مجکور رہا کیا ابھی ابھی کوئی شاہزادے کو اُٹھا کر لیگیا یہ ذکر تھا کہ نقارے پر چوب پڑی ملکہ شیشہ نوش
بصد جوش و خروش آکر ہوے بخین دیکھا سب سردار کھڑے ہوئے رو رہے ہین ملکہ شیشہ می نوش نے پوچھا یار زخیر تو ہی
صیقل نے عرض کی حضور ابھی ابھی کوئی اُنکو اُٹھا کر لیگیا حقیقت مین کسی ساحر یا ساحرہ کا کام ہی غلام پھر جاتا ہی
لشکر کو حضور اسی مقام پر روکین ایسا نہو لشکر مین کمی ہو مزاج مین سردارونکے برہمی ہو اکثر اس حوالی کے قلعہ جات
کا بھی نام جانتا ہون بعض کو پہچانتا ہون نام و مقام بھی جانتا ہون اس حوالی مین صرف ایک قلعہ ساحرہ کا ہی

شہراب جادو وہانکی حاکم و ناظم ہے بیان کا خراج اکثر ہمارے طلسم اسکندریہ مین آیا ہے پہلے مین اسی قلعے پر جاؤنگا جہانتک ہوسکیگا پتہ لگاؤنگا شیشہ می نوش کی آنکھونسے آنسو جاری ہوئے کہا بھیا مجھ بد نصیب کو کیا سمجھاتے ہو کیون مجھ ہجران دیدہ کو بہلاتے ہو جسدن سے ایرج مائل ہوئی ایک دن چین نیا یا سا اہا سال قیدرہی خدانے فضل کیا تھا کہ طلسم فتح ہوا اگرچہ مقدمہ سفر تھا مگر شب کو ایک مقام پر ہوتے تھے ایسا نہو انکو کوئی قتل کرڈالے اُس بیقراری مین یہ اشعار مصیبت آمیز پڑھنے لگی نظم

هرگز مدان بوصل تو بیجا گریستم
رفتم برون بشهر و بصحرا گریستم
چون چشمه چشم من نشد از گریه بهره مند
گاهے نشد بیاد تو تنها گریستم
کردم ز بسکه بر سخن ابلهان عمل
در بر کشیده تنگ من اورا گریستم
امروز بر جدائی فردا گریستم
کشت محبتم نشد از آب دیده سبز
روزانه گریه کردم و شبها گریستم
چون نخل آب دیده ز باران بباغ دهر
آخر بحرف مردم دانا گریستم
از پرده بارون نه فتد راز عشق دوست
گویا چو ابر بر سر دریا گریستم
یک خلق را بگریه در آورد گریه ام
بارش نمود از همه اعضا گریستم
سود او صال یار بعمرے چو دست داد

ملکہ انجم ماہ رخسار قدمون سے ملکہ کے لپٹ گئی کہا حضور جو بی آگاہ ہین یہ کنیز بھی عاشق جمال بیمثال شاہزادہ والا قدر ہے لیکن آپنے بڑی مصیبتین اٹھائین مگر برائے خدا صبر کیجیے دل پر جبر کیجیے ورنہ لشکر آپکے گھبرانے سے تباہ ہوجائیگا ملکہ شیشہ می نوش تخت سے اُتری تاجدارنے لاکر ملکہ کو داخل بارگاہ کیا صیقل آئینہ دار ملکہ انجم ماہ رخسار تلاش کرتے ہوئے چلے مگر شہراب خانہ خراب جب ایرج کو لیکر اُتری شاہزادہ متوجہ ہوا سے بیہوش ہوگیا سراپا کو شاہزادے کے دیکھکر بلائین لینے لگی جی مین کہتی ہے اے شہراب جادو کہاں افراسیاب کہان طلسم ہوش ربا اس یوسف ثانی کو لیجاکر اس گرگ کے حوالے کردن دہ دشمن رہزن اسکا خون بہائے مین خود اپنی جان اسپر نثار کرونگی زور و طاقت مین بے نظیر ہے اسکو سحر و ساحری سکھاؤنگی شعلۂ جوالہ بناؤنگی لیکن اسکی تو آنکھون مین سحر ہے اسقدر وصل کی خواہش ہے دلسے کہتی ہے اسی صحرا مین کمین ٹھہر کر وصل حاصل کرون جوان صاحب ذوق و شوق ہے فوراً قبول کریگا لیکن ذرا راز و نیاز ضرور ہے یہ دلسے باتین کرتی ہوئی جاتی تھی کہ دیکھا اہالیان لشکر آتے ہین ساتھ والون نے اتنے عرصے مین بارگاہ خیمے لدوائے نوبت نقارے بجاتے ہوئے آئے سب نے اپنی مالکہ کو دیکھا اک جوان کو پنجے مین دبائے ہوئے آتی ہین فوراً پرے باندھکر سلام کیا شہراب جادو اُتر پڑی کہا جلد بارگاہ استادکرو اب مجکو احوال معلوم ہوا ایرج نوجوان اسکا نام ہے نبیرۂ خداوند عالی مقام ہے اسکا قتل کرنا باعث خرابی ہوگا مین تنہائی مین اسکو سمجھاکے خداوند لقا کو سجدہ کراؤن ملازمون نے

جھٹ پٹ بارگاہ استاد کی اسباب عیش و نشاط آراستہ کردیا لشکر اُسی مقام پر اُتر پڑا صُراب ایرج کو لیکر اندر
بارگاہ کے آئی ایرج کو مسند پر بٹھلایا لیکن ابھی ہوشیار نہین کیا آپ بناؤ کرنے لگی بھاری جوڑا نکالکر پہنا دوسیا
نے مسّی بھی لگائی عطر لگانے لگی ایسی اترائی دُلہن بنی گھونگھٹ نکالا شراب کباب قریب رکھ لیے پہلو مین جھکا کر
بیٹھی ایرج کو ہوشیار کیا ایرج کی آنکھ کھلی دیکھا اک بارگاہ نہایت آراستہ و پیراستہ یون پلٹ کے دیکھا ایک
جادوگرنی سر جھکائے ہوئے بیٹھی ہے گھونگھٹ نکالا ہے کنکھیون سے دیکھ رہی ہے کبھی مسکراتی ہے کبھی سر جھکاتی ہے
ایرج حیران کہ خداوندا یہ کیا مقام ہے چاہا اُٹھین پاؤن سوے بیکار تھے اور زیادہ گھبرایا آخر کہا نیکبخت تو
کون ہے صُراب جادو نے ناز سے مسکراکر کہا صاحب مین خود حیران ہون تم میری بارگاہ مین کیونکر چلے آئے
مین شرم سے مری جاتی ہون تمھارے تیور دیکھکر گھبراتی ہون لیکن اگر چلے آئے کیا مضائقہ ہے ہمارے مہمان عزیز
ہو شراب کباب حاضر ہے مین کیا کسی بات سے انکار کرونگی مہمان نوازی کی ہمارے مذہب مین بڑی تاکید ہے
ایرج نے کہا ارے یہ تو بتلا مجکو یہان کون لایا مین تو لشکر عیوق کوہ پیکر سے لڑ رہا تھا اُسکو قتل کیا تھا لیکن
لشکر اُسکے مطیع ہوئے اتنا یاد ہے کسی نے لکر مین بنچہ دیا مین بیہوش ہوگیا اب جو آنکھ کھلی اپنے کو اس مقام پر
پایا فصاحت و بلاغت ایرج نوجوان سے جو گہر ریزی زبان معجز بیان سے کی صُراب جادو تڑپ گئی بیقراری
مین گھونگھٹ اُلٹ دیا کہا ای جوان مین کا ہیکو چھپاؤن صاف یہ ہے کہ ملکہ صُراب جادو اس ملک کی شاہزادی
ہون تیری خبر سنکر قتل کرنے گئی تھی لیکن تیرے خنجر ابرو سے گھائل ہوئی شکر کر مجھ ایسی شاہزادی تیرے اوپر
مائل ہوئی اب دن عید و رات شب برات ہے میری صحبت مین بہت رضامند ہوگا اپنے ملک کی مالک
صاحب اختیار ہون جو چاہون کرون کوئی میرا روکنے والا نہین ہے یہ سنکر ایرج نوجوان کو غصہ آیا کہا او
بیحیا یہ تو نے کیا کہا اپنے نزدیک بڑا کام کیا سحر کرکے اُٹھا لائی بس بہتر یہ ہے کہ سامری و جمشید پر لعنت کر
مطیع اسلام ہو مجکو اپنے لشکر کا افسر کرونگا صُراب قہقہہ مار کر ہنسی کہا ای جوان مین خود چاہتی ہون تجکو
بنھاؤن خداوند کا نواسہ ہوکر اُنسے برگشت ہو بڑے تاسف کی بات ہے کہ خداوندزادی کے بطن سے پیدا ہو
مذہب خداے نادیدہ کے شیدا ہوئے مین چلکر تیری خطا معاف کرادونگی قدرت کچھ نہ کہینگے افراسیاب
جو تیرا دشمن ہے وہان نہ لیجاؤنگی ابھی تو برس دو برس یہان رہو عیش کرو کسی زمانے مین لیچلونگی تمکو تخت پر بٹھاؤنگی
سحر ساحری سکھاؤنگی ایرج نوجوان کو ان باتون مین بہت غصہ آتا ہے کلمات سخت و سُست کہ رہا ہے صُراب جادو
منت خوشامد کر رہی ہے جب شاہزادہ نہین مانتا تو جھلا کر بنچہ کھینچتی ہے ملازم اسکے دروازے پر حیران کھڑے ہین

آپسمین چرچے کر رہے ہین کیون یارو تنہائی مین قیدی سے کیا باتین ہو رہی ہین کوئی کہتا ہی عاشق ہوئی ہی کوئی
کہتا ہی خداوند کی تصویر کو سجدہ کرا رہی ہین کہ سب نے دیکھا ایک جادوگر لشکر مین آیا پوچھتا پھرتا ہی یہ کن صاحب
کا لشکر ہی لوگون نے نام بتایا کہ ملکہ سُراب جادو حاکم قلعہ سرابیہ یہان اُتری ہین نبیرہ حمزہ کو گرفتار
کر کے لائی ہین تنہائی مین کچھ سمجھا رہی ہین مگر ظاہرا معلوم ہوتا ہی وہ شخص بڑا سرکش ہی مفصل حال معلوم نہین
ہوتا کہ کیا گذری اُس جادوگر نے کہا کہ جاکر ملکہ عالم سے کہدو کہ شہنشاہ طلسم ہوش ربا نے نامہ بھیجا ہی ہمکو جلد اپنے
پاس طلب کرین ورنہ ابھی قیامت برپا ہوگی شہنشاہ تم لوگون کے بھروسے پر سلطنت نہین کرتے ہین ہزارون
کوس کی خبرین طائران سحر پہونچاتے ہین یہ سنکر جادوگر تھرائے دو مصاحب خاص اندر بارگاہ کے آئے
دیکھا عجیب طرح کا جلسہ ہی وہ قیدی تو گالیان دے رہا ہی ملکہ منتین کرتی ہین اُن ساحرون نے کہا حضور کچھ
آپ کو خبر ہی شہنشاہ نے نامہ بھیجا ہی سُراب جادو گھبرا گئی چونکہ ایرج سے عشق دلی ہی فراق گوارا نہین
دلکی بیتابی مین چارہ نہین جلد باہر نکل آئی دیکھا ساحر سیہ فام کھڑا ٹہل رہا ہی لوگون نے جو کہا ملکہ عالم خود
تشریف لا رہی ہین ساحر نے جھککر سلام کیا کہا شہنشاہ طلسم ہوش ربا نے کتاب سامری مین دیکھا کہ ملکہ سراب
جادو نے نبیرہ حمزہ کو گرفتار کیا ہی حکم ہوا جلد جاکر اُسکو لے آؤ خداوند کے نواسے کو ہم اپنے طور سے
سمجھا لینگے نہ مانیگا تو سزا دینگے سُراب جادو نے سر جھکا لیا سوچنے لگی بڑا غضب ہوا اسکی جدائی مین
کیونکر زندگی بسر کرونگی تڑپ تڑپ کے مرونگی جادوگر نے نامہ مہری شہنشاہ کا جھولی مین سے نکالا کہا ذرا اسے
ملاحظہ فرمائیے نامہ دیکھکر سُراب اور زیادہ گھبرائی کہا اچھا میان ساحر صاحب گھڑی دو گھڑی ٹھہرو ہم تمھارے
واسطے خلعت وغیرہ منگائین ہمکو تردد یہ ہی کہ اسکے مددگار بہت ہین تم اتنی دور لیکے جا نہ سکوگے ہم لشکر سمیت
لیکر آئینگے ساحر نے کہا اچھا خوشی آپ کی بارگاہ مین چلیے ہم بھی ذرا اُس قیدی کو دیکھین آپ کے مطلب کو بھی
ہم سمجھے وہ مطلب بھی ہماری خوشی سے نکل آئیگا سُراب نے کہا میان ساحر صاحب ہمارا مطلب کیا ہی ساحر
نے کہا اب اِس بات کو نہ پوچھیے ہمنے اک زمانے کو دیکھا ہی آپ کی صورت دیکھکر پہچان گئے ہین یہ کہکر
جھکے سے کان مین کہا ملکہ عالم آپ نبیرہ حمزہ پر عاشق ہوئی ہین کیا مضائقہ ہی ہم اسکی تدبیر کر دینگے شاہزادیان
ایسا ہی کرتی ہین ہماری ملکہ حیرت جادو کی بہن ملکہ بہار جادو بادشاہ لشکر اسلام پر عاشق ہین ملکہ
مخمور سرخ چشم شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان پر دل دادہ و فریفتہ ہین ملکہ حیرت جادو
کے کئی آشنا ہین راتون کو چھپکر آتے ہین ہم لوگ بلا لاتے ہین اسمین کیا نقصان ہی بلکہ آپ قدردانی کرینگی

ہم یہین رہجائینگے شہنشاہ کو عرضی لکھ بھیجینگے کہ ہم بیمار ہوگئے وہ خبر جھوٹ ہی تھی کہ حمزہ گرفتار نہین ہوا ہم لوگ
سیطرح یہ بات بنا سکتے ہین سُراب جادو نہال ہوگئی کہا بھائی صاحب تمہارا کیا نام ہی کہا ہمکو ساحر دل فریب از
شعبدہ باز عشوہ ساز کہتے ہین ہماری قدر ملکہ حیرت جادو بہت کرتی ہین حضور جہان اُنھون نے کسی جوان کو دیکھا مجھے
اشارہ کردیا بس پھر ہم ڈھونڈھ کے کر لے آتے ہین اسوجہ سے ہمارا دل نواز شعبدہ باز عشوہ ساز نام ہی دل نا
ہمارا کام ہی دیکھیے تو ہنسے ابھی اُس کو نہین دیکھا مگر کل کیفیت بتلادین آپکے چہرے سے یہ سب باتین ظاہر ہوتی ہین یعنی
آپ تو اُسپر عاشق ہوئی ہین وہ نہین مانتا کلمات سخت و سُست سناتا ہی سُراب جادو بچھین ہوگئی دلسے کہتی ہی یہ تو
غیب دان ہی کہا میان دل نواز تم گویا اس صحبت مین شریک تھے دلنواز نے کہا ایسے ایسے ہزارہا معاملے
دیکھے ہین بشرہ شناس ہوگئے ہین سُراب جادو نے دلنواز کا ہاتھ تھام لیا دلنواز نے کہا اور سب کو باہر
ٹھہرا دیجیے ہمکو تنہا لیچلیے سُراب جادو نے سب کو منع کیا انکو لیکر اندر آئی دلنواز نے ایرج کو جھکگر سلام کیا
ہاتھ باندھکر کہا واہ میان جوان ظاہر مین یہ شوکت وشان ایسی معشوقہ حسین جمیل کمسن ابھی ڈیڑھ ہی برس سے زیادہ
سن نہین آیا ہی ابھی دنیا کا کیا دیکھا ہی اسنے انکار کرتے ہو بہتر یہ ہی کہ قدمونپر انکے سر رکھو سامان وصل مہیا ہو
جوانی کے مزے اُڑاؤ بھائی صاحب چاہنے والا کسکو ملتا ہی ایرج نوجوان نے بقہر وغضب تمام جواب دیا او
ساحر کچھ دیوانہ ہوا ہی خبردار ایسی بات کہیگا تو تو جائیگا سحر سے رہائی پاؤنگا تو سر کھینچکر پھینک دونگا دلنواز
نے سُراب کا ہاتھ تھا مگر کہا ملکہ ایسے ناقدر کو منہ نہ لگاؤ ہم تم بیٹھکر عیش کرین اور کان مین کہا اس جوان رعنا کے
مزاج کو مین پہچان گیا اسکے مزاج مین غرور ہی جب ہم تم بیٹھکر شراب پینگے وصل کے چرچے ہونگے تب یہ لہرائیگا
کہیگا مجھے بھی صحبت مین شریک کرو سُراب جادو نے کہا میان دلنواز بہت اچھا تمھاری تابعدار ہون دلنواز
نے اشارے سے کہا اب مین اسکو تمھارے قدمون پر گرواؤنگا ناک رگڑوے تو سہی مجھے گانا بھی آتا ہی جب تو
ملکہ حیرت جادو ہمکو عزیز رکھتی ہین سُراب جادو نے شراب منگائی میان دلنواز نے اُلٹ پلٹ کے پہلے تو
گنگنا کر یہ غزل گائی خوب مزے مین تان اُڑائی غزل زبانی دلنواز

بلبل کو ہی بہار مین گلزار پر گھمنڈ
کیونکر نہ مجھکو ہو دلِ بیمار پر گھمنڈ
وہ بخت جان ہون مجھکو بھی ہی ناز و افتخار
ناحق ہی تجکو رونق گلزار پر گھمنڈ

مجکو ہی یار کے گل رخسار پر گھمنڈ
بھاگینگے سامنے سے مرے ہو تو امتحان
قاتل کو ہی جو خنجر خونخوار پر گھمنڈ
اک وار مین نہ تن سے مرا سر جدا ہوا

دنیا بھی ہی ساتھ مرا رنج ہجر مین
تمکو عبث ہی مجمع اغیار پر گھمنڈ
دن آگئے خزان کے خبر عندلیب لے
بیفائدہ ہی آپ کو تلوار پر گھمنڈ

سب عاشقوں کو اپنے رگِ جان پہ ناز ہے
ای دل تجھے ہے ایسے خریدار پر گھمنڈ
جب انکی چال سے شعرا نے مثال دی
خورشید کو ہے گرمی بازار پر گھمنڈ
سب مال چھوڑ جائیگا دنیا مین ای بخیل
تمکو اگر ہے چاندی سے رخسار پر گھمنڈ

اُس بُت کو ہے جو رشتۂ زنار پر گھمنڈ
گر زلف یار کو ہے سیاہی پہ اپنے ناز
کبکِ دری کو ہو گیا رفتار پر گھمنڈ
نکلا خطِ سیاہ گئی رخ کی سادگی
بیفائدہ ہے دولتِ بیکار پر گھمنڈ

بوسہ تو کیا وہ مفت بھی دیتا نہین کبھی
عاشق کو بھی ہے اپنی شب تار پر گھمنڈ
ٹھنڈا اگر کرینگے داغ جگر کو دکھا کے ہم
باقی ہے آجتک تمھین ای یار پر گھمنڈ
خورشید داغ دل ہے سطوت کے فخر و ناز

دلنواز نے اس غزل کو خوب تا بتا کے گایا گھمنڈ کی لفظ کو ایسا ایسا بتایا ایرج نوجوان بہت جھلایا دلنواز کہتے جاتے ہین میان اس پہلے ہم مرے پر گھمنڈ کرو اب یہ میری معشوقہ ہے تمکو قید کرکے طرف طلسم ہوش ربا کے روانہ کریگی یہ کہتے کہتے دلنواز نے جام لبریز کیا کہا ملکہ ہمارے ہاتھ سے پیو ہم تم چلکر چھپر کھٹ پر آرام کرین انکو جلا مین سُراب جادو خوشی خوشی جام پی گئی پیتے ہی گھبرائی کہا میان دلنواز مجھکو تو کوئی آسمان پر لیے جاتا ہے دلنواز نے کہا ذرا ٹھہر کر ٹہلے نشہ اُتر جائیگا سُراب گھبرا کر اُٹھی بیہوشی تاثیر کر چلی تھی لڑکھڑا کے گری میان دلنواز نے نعرہ کیا منم فرزند دلبند عاقل و کامل جعفر شاپور شیر دل ایک طرار و فرار ہے لپٹ کر خنجر مارا سُراب کا شکم چاک قصہ پاک اندھیرا ہوا بارگاہ جلنے لگی ایرج نوجوان سحر سے رہا ہوئے شاپور نے کہا ای شہریار بتعجیل نکل چلئے دس بارہ ہزار ساحران غدار بیرون بارگاہ جمع ہین اسی اندھیرے مین نکل چلیے ایرج نے سپر شمشیر اپنی اُٹھالی شاپور نے بڑھکر سراپچہ چاک کیا ایرج و شاپور اُسی اندھیرے مین نکلے لیکن سرداران سُراب گھبرا کر دوڑے یہ کیا غضب ہوا آواز مہیب آئی زمین تھرائی بیرون نے آواز دی کہتی مرا نام من سُراب جادو بود افسوس مردیم دجان دادیم بمطلب خود نرسیدیم حربہ ہاے سحر لیکر دوڑے اندر آکر دیکھا لاشہ سُراب کا تڑپ رہا ہے نہ وہ قیدی ہے نہ وہ ساحر فرستادہ افراسیاب بیقرار و بیتاب ہوکر غل مچانے لگے یارو غضب ہوا ملکہ کو ہماری قیدی نے قتل کیا دوڑے ساحرون نے دیکھا وہ قیدی تلوار کھینچے ہوئے جاتا ہے لینا لینا کہکر دوڑے شاپور نے حقۂ آتشبازی مارا دو چار کے منھ جلے ساحرون مین ہنگامہ ہوا ارے یارو ان دونون نے ملکۂ عالم کو مارا خبردار جانے نپائین ایک نہین بڑا جادوگر ہے آگ برساتا ہے وہ آگ سحر سے بھی دفع نہین ہوتی بارہ ہزار ساحر اسباب سحر لیکر دوڑے شاپور نے چاہا کہ بڑھکر نکلجائین مگر ایرج نوجوان بھاگنے کو عیب جانتے ہین اُسی مقام پر ڈٹ گئے ساحرون سے لڑنے لگے جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے ہرچند شاپور کہتا ہے ای شہریار یہ ساحر ہین انکو جرأت دکھانا

کیا ضرور ہی براے خدا نکل چلیے اب نہ ٹھہریے یہ کب مانتے ہین شاپور بھی لاچار ہوکر پلٹ پڑا کسی کو کمندے مارا کسی کو
حباب بیہوشی ماردیا دو چار حقہ ہاے آتشبازی داغے دو چار ایرج کے ہاتھ سے قتل ہوئے انکا سحر جو چلا
شاپور وایرج کے پانون زمین نے تھام لیے ساحر بلوہ کرکے چلے کہ دونون کا سر کاٹ لین شاپور نے اسوقت
بیقرار ہوکر دعا کی آسمان پر برق چمکی دیکھا شاہزادہ صیقل آئینہ دار ملکہ انجم ماہ رخسار آگر پہونچین آپنے آقا در شاپورکو
مجمع ساحران مین دیکھا صیقل تڑپکر گرا گرتے گرتے گولہ مارا ملکہ انجم ماہ رخسار آتے ہی مسکرائی ساحرون پر برق
گرائی ایک جانب سے گرد اڑی نیلم زنگی وفیلم زنگی وعنطر صبادم وداد جان دریا باری وسام بن غوجان
وغیرہ آکر پہونچے ایک سمت سے کئی سو نقارہ بزرچوب پڑی ملکہ شیشہ می نوش مع کل لشکر ظفر اثر وساحران نامور آگر
پہونچین ثنا زمان سُراب دیکھکر گھبرا گئے صیقل نے اتنی دیر مین صفائی کردی کئی ہزار ساحر مارے انجم کے سحر
سے دشمنون کے ستارے گردش مین آئے ساحر کیا لڑسکتے دہائی دینے لگے چادرہائی ایرج نوجوان نے
بڑھکر صیقل آئینہ دار کو منع کیا ای برادر بس وہ پناہ مانگتے ہین بیٹے ہاتھ روکے تاجدار ریگہ سوار ومیعاد
بھی آکر پہونچے ملا زمان سُراب نے بدل وجان اطاعت کی مال واسباب سُراب کا قبضے مین آیا ملازمان سراب
نے عرض کی قلعہ سُرابیہ مین تشریف لے چلیے تاجدار ریگہ سوار نے گزارش کی غلام کے کاشانے کو نور قدم
میمنت لزوم سے منور وروشن فرمایئے اہالیان قلعہ بھی مشرف بدین اسلام ہون سایہ دامن دولت پڑے
اہالیان سُرابیہ نے عرض کی پہلے قلعہ سُرابیہ مین چلنا واجب ولازم ہی یہان سب ساحر رہتے ہین فوراً
باغی ہوکر خرابی کرینگے صیقل نے بھی کہا حقیقت مین پہلے اسی قلعے مین چلیے کل لشکر کو تیار کرکے بہ فر فریدونی
وبہ حشمت جمشیدی طرف قلعہ سُرابیہ کے چلے تاجدار ریگہ سوار نے عرض کی مین اپنے وزیر باتدبیر نیک رای
کو چھوڑے جاتا ہون مین پہلے جاکر داخلہ کرون حضور کے تشریف آوری کی اہالیان قلعہ کو خبر دون حضور
ضرور بعد تسخیر قلعہ سرابیہ تشریف لائین ایرج نے وعدہ کیا تاجدار ریگہ سوار وزیر کو چھوڑکر مع پانچ ہزار
سوار پیدل طرف اپنے قلعے کے چلا ایرج نوجوان قلعہ سُرابیہ مین داخل ہوئے اہالیان قلعہ براے
استقبال آئے بشوکت تمام وتکلف مالا کلام ملکہ شیشہ می نوش وجنس ہدار الامارہ شاہی ہوئین ایرج نوجوان
نے فرمایا ای شاپور صبح کو مرکب تیار رکھنا ہم براے ملاقات تاجدار ریگہ سوار جائینگے اُس سے وعدہ کیا ہی
مرد راسخ الاعتقاد ہی ایسا نہ ہو وہ مسلمان ہوگیا ہی کچھ اہالیان قلعہ فتور کرین پس ہمارا جانا واجب و
لازم ہی صیقل وانجم نے عرض کی کل لشکر تیار ہی ایرج نوجوان نے فرمایا وہ قلعہ یہان سے دس بارہ کوس ہی

سب وہان غیر ساحر رہتے ہین نیک رائے وزیر ہمراہ ہی رہبری کرکے یجائیگا صرف شاپور کو ساتھ لیکر جاؤنگا
آپ لشکر کو تیار رکھین سامان سفر درست رہے آتے ہی طرف طلسم ہوش ربا کے کوچ کرینگے سب خاموش ہو رہے
بوقت سحر ایرج نامور پشت کرۂ بین اشقر پر سوار ہوئے تاجدار کا وزیر شاپور شیر دل ساتھ ہوئے میعاد وغیرہ نے
عرض کی حضور ہم تو ہمراہ چلین ایرج نے فرمایا کیا کسی سے مقابلہ کرنے جاتا ہون مجھے سفر کی جلدی ہے ایک ایک لمحہ
مجھپر برابر سال کے گذرتا ہے انشاء اللہ دو ہی دن مین واپس آؤنگا کسی کے ہمراہ ہونے کی کیا ضرورت ہے صیقل نے
زبردستی پچاس سوار ہمراہ کر دیے ایرج نوجوان سوار ہو کر چلے لیکن عیوق کوہ پیکر جو مارا گیا ملازم اُسکے اُسکی
لاش لیکر روتے پیٹتے بھاگے رات ہو گئی تھی ایک صحرا مین ٹھہرے صبح کو لاشہ اُٹھایا قصد ہوا کہ چلین یکایک صحرا
سے گرد اُڑی سفاک کوہ پیکر مع چالیس ہزار سوار و پیدل کے گینڈے پر سوار آتا ہے عیوق کوہ پیکر کہ
یہ بڑا بھائی ہے ملازمان عیوق نے بڑھکر فریاد کی ای شہریار آپ کے برادر یکجان برابر کو تاجدار ریکہ سوار نے قتل کر دیا
یہ خود جلا تھا قہر و غضب مین کانپنے لگا ملازمونسے تمام کیفیت دریافت کی سب نے ابتدائے کیفیت میعاد سے
تا بآمد ایرج اور آنا تاجدار کا لفظ بلفظ ظاہر کیا سفاک نے کہا یہ قدرت ہے لات و منات کی کہ ہماری
حوالی مین اگر نبیرۂ حمزہ سرکشی کرے بھائی میرا ایسا نہ تھا کہ کسی ایسے ویسے سے مارا جاتا دس بیس جوانون نے
ملکر اُسکو مارا ہوگا اب نبیرۂ حمزہ کہان گیا سب نے عرض کی حضور ہم تو لاشہ لیکر چلے آئے ہمین نہین معلوم وہ
لوگ کہان گئے سفاک اُسی مقام پر اُترا لاش کو تو قلعے مین کٹھرے بندھوا کر دریا مین چھڑوا دیا ہرکارون کو
حکم ہوا دریافت تو کرو نبیرۂ حمزہ کہان گیا ساتھ والون نے کہا جبتک نبیرۂ حمزہ کی خبر ملے تاجدار ریکہ سوار کو
سزا دیجئے اُسکے عزیز و اقارب کو قتل کرین نبیرۂ حمزہ کا بھی حال دریافت ہوجائیگا سفاک کوہ پیکر کو یہ بات بہت
پسند آئی اُسیوقت گینڈے پر سوار ہوا فوج کو تیار کیا طرف قلعہ تاجدار ریکہ سوار کے چلا لیکن غم مین قوت بازو
کے بیقرار اشکبار گریان نالان ناچ راگ و رنگ شراب کباب موقوف کر دیا ہے برادر کی جاتا ہے نہایت کچھ
یاد مین بھائی کے کلیجہ شق لیکن تاجدار ریکہ سوار خدمت شاہزادہ والا قدر سے رخصت ہو کر قلعے مین آئے ہی
سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہو کر تمام رئیسان سلطنت و وزیران اُبہت کو جمع کیا پکار کر آواز دی کہ صاحبو مین نے
اطاعت دل و جان سے شاہزادہ ایرج نوجوان کی مذہب جد و آبا ترک کیا آج تک کوئی ہادی نہ ملا تھا
شکر ہے کہ ظلمات کفر سے نکلے باغ اسلام کی سیر حاصل ہوئی شاہزادے سے وعدہ کرکے آیا ہون وہ اپنے
غلام کو سرفراز کرینگے غریب پرور بہادرون کے افسر نور نگاہ حمزہ نامور انکی عنایت سے اب اس قلعے مین

رونق ہوگی جن صاحبون کو دین اسلام منظور ہو رہین ورنہ قلعے سے نکلجائین سب نے عرض کی ای شہنشاہ گیتی ستان
آپنے جو کچھ کہا نیک و بد کو سمجھ لیا نمکخوارون کو کیا عذر ہی تاجدار نے سب کو کلمہ پڑھایا بعض بصدق مسلمان ہوئے بعض نے
دنیاداری کی اسمین کہا جان بچاؤ بھاجائیگا تاجدار یہ انتظام کر رہا ہی کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی
کہ ای شہریار غضب ہوا سفاک کوہ پیکر برادر عیوق کوہ پیکر ساٹھ ہزار فوج سے برائے بربادی قلعہ حضور
آتا ہی راہ مین اُسنے خبر پائی اول مین تو خواہان تھا کہ قاتل کو مارون مگر چونکہ اُنکا پتہ اُسکو نہین ملا بڑے قہر و غضب
مین اسطرف رخ کیا فوج کو حکم دیا ہی کہ چلتے ہی قتل عام کرو جانور بھی زندہ نہ بچے قلعہ پامال ہو یہ سنکر تاجدار کیہ سوار
گھبرا گیا تلوار ٹیک کر اُٹھا کہا اُسکی کیا مجال ہی اُسکا بھائی بھی مغرور تھا اسکو بھی بڑا گھمنڈ ہی میدان کارزار مین بھیجا جائیگا
جلد لشکر تیار کرو وزرا نے عرض کی جلد ایک نامہ دار خدمت مین ایرج عالی وقار کے روانہ کیجیے یہان کوئی
سفاک کے مقابلے کے لائق نہین ہی تاجدار نے کہا غیرت کا مقام ہی ابھی ہمنے اُنکی اطاعت کی کیا ہمسے
نفع ملا کہ جو ہم اُنکو برائے مدد بلائین وہ تو کچھ نہ کہینگے لیکن ساتھ والے ضرور خفیف کرینگے کہ کیا ہمارے ہی بھروسے
پر سلطنت کرتے تھے مین ہرگز تحریر نکرونگا آپ لوگ کنارے بیٹھیے مین خود مقابلہ کرونگا میری غیرت تقاضا نہین
کرتی سرداران لشکر نے عرض کی کہ براہ خیرخواہی عرض کیا جانبازی کو حاضر ہین کیا اُن بھیاؤن سے منھ پھیرینگے
بسم اللہ حضور سوار ہون تاجدار کیہ سوار ہشت مرکب پر سوار ہوا فوج اُسکے پاس حقیقت مین کم ہی بارہ ہزار
سوار لیکر تین کوس قلعے سے آگے بڑھا بارگاہین استادہ کرائین بازارین درست ہونے لگین تاجدار کھڑا ہوا
ٹہل رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی سفاک کوہ پیکر گینڈے پر سوار جھومتا ہوا بھائی کے غم مین کلیجے سے شعلے
نکل رہے ہین آتش فراق قوت بازو مین استخوان جل رہے ہین ساٹھ ہزار فوج پشت پر علم ہاے زنگاری
کے پھریرے کھلے ہوئے دریاے سلاح مین سوار و پیدل غوطے مارے ہوئے بڑے کروفر سے لشکر لیکر
سفاک کوہ پیکر آیا تاجدار کے لشکر کو دیکھکر آنکھون مین خون اُترا ساتھ والون سے کہا خداوند لات و منات
کی قدرت ہی کہ میان تاجدار بادولت کے مقابلے مین آئے ہین قضا دامنگیر ہی خون برادر بالا نجائیگا
تمام اہالیان قلعے کو قتل کرونگا یہ کہکے اُتر پڑا حکم دیا طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین نقارہ رزمی گڑگڑایا
دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین لیکن ملازمان تاجدار کو بڑا ہراس ہی فوج بھی کم پہلوان بھی کوئی
لائق مقابلہ سفاک نہین ہی چار پہر رات اسی ہنگامے مین بسر ہوئی اُدھر سے سفاک کوہ پیکر ادھر سے
تاجدار نامور میدان کارزار مین آئے دونون لشکر جمع صفین آراستہ ہوئین نقیب نقابت کرکے ہٹے سفاک نے

گینڈا بڑھایا میدان کارزار میں آیا تاجدار کو للکارا تاجدار نے خود گھوڑا بڑھایا ہر چند کہ جی سبکے چھوٹے ہوئے
ہین لیکن بر وقت نکلنے تاجدار کے افسران لشکر قدمون سے لپٹ گئے عرض کی ای شہریار ہم اپنے سامنے آپکو
نجانے دینگے خیر خواہان دولت جاکر اس دیو بدمست سے مقابلہ کرکے جان دینگے تاجدار نے نہ مانا سب کو روک کر
مقابلہ سفاک مین آیا سفاک لاف و گزاف کرنے لگا مثل ابر گرجا برنگ برق غم مین بجائی کے تڑپا نیزے کا
وار کیا تاجدار و سفاک سے نیزہ چلنے لگا آخر نیزے بیکار ہوئے قبضو پر ہاتھ پڑ گئے برق شمشیر چمکی لیکن
سفاک نہایت زبردست ہے کمر کو بنا کے سر پر ہاتھ مارا تاجدار نے گردہ سپر کا اٹھایا لیکن سپر کٹی خود کاٹ کر
تہ تنا دوا ابرو پہونچا تاجدار نے داستانہ مارا تیغہ تو نکلگیا چادر خون کی چہرے پر آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا قریب
تھا غش کھاکے گرے مگر اپنے کو سنبھالکر جواب مین ہاتھ مارا اُس نامرد نے گینڈا اٹھالیا وار جو خالی گیا تاجدار کو
سرچھبکا غش آگیا سفاک نے چاہا سر کاٹ لون اہالیان فوج تاجدار دوڑ پڑے اپنے مالک کو بچایا اٹھاکر چوڈول
پر ڈال لیا لڑنے لگے آخر فوج بے سردار کیا لڑسکتی تھی سفاک نے خون کے دریا بہا دیے علم فوج کو قلم کیا آخر
ملازمان تاجدار شکست خوردہ طرف قلعے کے بھاگے پڑاو لٹ کیا فوج سفاک نے پیچھا کیا ملازمان تاجدار
گھبراکر قلعے مین گھس آئے خندق کو پُر آب کیا پل تختہ اٹھالیا بالائے قلعہ آئے دو تین تو مین فریقین پانچ ہزار
ملازمان سفاک خونخوار مارے گئے سفاک نے حکم دیا چہار طرف سے قلعے کو گھیر لو آب و دانہ اہالیان قلعے
پر بند کرو رسد نہ پہونچنے پائے قلعہ چہار جانب سے گھر گیا سفاک بل کرتا ہوا بارگاہ مین آیا کہا یہ لوگ کیا
سمجھکر قلعے مین گئے ہین ایسے ایسے گھروندے مین نے بہت سے بگاڑ ڈالے کل صبح سر سواری قلعے کو لونگا ایک کو
زندہ نچھوڑونگا یہ کہکر لباس تبدیل کیا دنگل پر آکر بیٹھا شراب پینے لگا نشے مین حکم دیا طبل یورش پر چوب پڑے
تاجدار کو خبر پہونچی گھبرا گیا ساتھ والون نے عرض کی حضور آپنے بڑا غضب کیا اپنے گھر مین بیٹھے چین کرتے تھے
یہ کیا ضرورت تھی جاکر ایک مسلمان کی اطاعت کی وہ قلعے سُرابیہ پر فردکش ہین خبر بھی ہماری نہ لی اب صبح کو
سب قتل ہو جائینگے آپنے ایک نامہ تو لکھا ہوتا کہ تمھارے واسطے مارے جاتے ہین اگر عیوق آپ کی وجہ سے
نہ قتل ہوتا سفاک کو دشمنی کا کیا باعث تھا ہمیشہ آپسمین نامہ و پیام رہتے تھے مذہب ایک حوالی ایک شادی و
غمی کی شراکت یایکایک یہ مصیبت اب میان ایرج نوجوان کہان ہین اُنکو بلایے کہ اگر جان بچائین تاجدار
نے جواب دیا کہ صاحبو طعن و تشنیع بیکار ہے پروردگار مالک و مختار ہے اگر قضا آچکی کون بچائیگا اُنکے نہ آنیکا
یہ باعث ہے ابھی قلعہ کو تسخیر کیا ہے ہزارہا ساحر رہتے ہین کسی نے بغاوت کی ہوگی کوئی مائل بسر کشی ہوگا

یا گسر اب جادو کے عزیزون نے لشکر کشی کا سامان کیا ہوگا وہ ایسے نہین ہین کہ ہماری خبر نہ لیتے صاحب ہمت و
لیاقت جری سخی صف شکن تیغ زن اگر نہ آئے بعد ہمارے ہمارے خون کا معاوضہ لینگے سفاک زندہ نہ بچیگا
سب نے جواب دیا واہ سبحان اللہ حضور نے خوب فرمایا بعد ہمارے اگر قبر پر میلے رہے تو کیا فائدہ ہم تو
قبر مین اکیلے رہے اہل وعیال سامنے آنکھون کے قتل ہونگے تباہی بربادی نامرادی کسی کام کے نہ رہے ناحق
کو ظلم سہے تاجدار نے غصے مین جواب دیا مین نے اسی واسطے کسی صاحب کو میدان کارزار مین جانے کی اجازت
نہ دی جو مجھپر گذری وہ گذری اب آپ لوگ قلعے سے نکلجائیے مجکو مجبور کیجیے جاکر سفاک کی شراکت کرکے
اپنے اہل وعیال کو بچایے مین سمجھ لونگا صبح کو پھاٹک کھولکر نکلونگا لڑبھڑ کے جان دونگا آپ لوگون کو اپنے اپنے
فعل کا اختیار ہے سردارون نے سر جھکا لیے عرض کی ہم اپنی جان کے واسطے نہین کہتے صرف رات کی مہلت ہے اگر
مناسب وقت ہو مصالحہ کیجیے کسی طرح جان بچے تاجدار نے کہا مجکو زندگی منظور نہین کوئی صاحب میرے
مقدمے مین دخل نہ دین اپنی فکر کرین سردار خاموش ہو رہے بعض اشارے کرتے ہین یارو ہمارے نزدیک تو یہ مناسب ہے
کہ بادشاہ کی مشکین باندھکر سفاک کے حوالے کردین وہ ہمسے خوش ہوجائیگا بعض دانت کے نیچے انگلی
دباتے ہین کہ یارو اسکا نمک کھایا ہے کیونکر یہ ہوسکتا ہے اپنے آقا کو گرفتار کرین دشمن کے حوالے کرین اسی ہنگامے
مین شب بسر ہوئی ستارۂ سحری آسمان پر چمکا تاجدار کفن پہنکر بالاے قلعہ آیا ساتھ والے بھی آمادۂ مرگ مہیاے
قضا گرد اگرد تاجدار کے جمع ہوئے سفاک کوہ پیکر گینڈے پر سوار ہوا فوج دریا موج کو لیکر میدان کارزار مین
آیا نگاہ اٹھاکر قلعے کو دیکھا حقیقت مین قلعہ خوب آراستہ ہے تاجدار کا تیغ کے قبضے پر ہاتھ ہے سپر پشت پر بالاے
قلعہ ٹہل رہا ہے یہی قول ہے کہ جب وہ یہانتک آئیگا گون کو دکر کے قریب قلعہ ہوگا سر پاؤن کے نیچے
دیکر کود پڑونگا اس نامرد سے لڑونگا سفاک نے طرف اہالیان فوج کے دیکھا پوچھا یارو کیا ارادہ ہے سب نے
عرض کی آپ کے حکم کی دیر ہے ابھی قلعہ فتح کرینگے جانین لڑا دینگے سفاک نے اشارہ کیا اہالیان فوج بلوہ کرکے
چلے گھوڑے بڑھائے پیادون نے یورش کیا لیکن خاک اڑاتے ہوئے نیزے چمکاتے ہوئے چلے تاجدار نے
دیکھا فوج نے یورش کیا دیدہ بانون نے عرض کی کہ حضور فوج آتی ہے دھاوا ہوگیا تاجدار نے اشارہ کیا
گولندازون نے شست باندھی توپین فیر ہوئین تمام میدان دھوان دھار ہوگیا جو جلد باز آگے بڑھ گئے تھے
زد سے گولے کی اڑگئے پتہ بھی نہ ملا نشان بھی نہ معلوم ہوا باقی سب بھاگے تین کوس ہٹ کر ٹھہرے جہان تاجدار
نے کہا ذرا ٹھہر جاؤ دیکھو کوئی گولہ قضا کا پڑا یا ہمارا وار بالکل خالی گیا گولندازون نے ہاتھ ٹھہرا دیا توپ رکی

دھوان ہٹا ابر دود چھٹا سب نے دیکھا ملازمان سفاک دور جا کر کھڑے ہوئے ہین لشکر مین صداے فریاد
والغیاث بلند لیکن سفاک بیباک چست و چالاک اسباب قلعہ گیری ذات پر آراستہ کر رہا ہے ساتھ والون سے
کہا تمنے مابدولت کو بدنام کیا مین یکہ و تنہا جا کر قلعہ لیتا ہون فوراً شکست دیتا ہون یہ کہکر گینڈا بڑھایا گرز
فولادی اُٹھایا گینڈے کو مہمیز کرکے یکہ و تنہا چلا اہالیان قلعہ نے عرض کی ای شہریار عالیوقار وہ خونخوار
اکیلا آتا ہے تاجدار نے کہا یارو براے خدا پھاٹک کھولو مجھے بھی یکہ و تنہا جانے دو جا کر اُس بیحیا سے
لڑونگا اول مقابلے مین میرا سر زخمی ہوا اس سر سے آگاہ نہ تھا کہ شکست فاش ہوگی قلعہ بند ہونے کی
تلاش ہوگی انشاءاللہ دیکھنا باقبال ایرج نوجوان اس بے ایمان سے کیونکر مقابلہ کرتا ہون دل مین
ولولہ باقی ہے سردار لپٹ گئے کہا حضور کو ہم اکیلا نجانے دینگے مرگ انبوہ جشنے دارد جب یہ سب اندر قلعے
کے آجلینگے جرأت و شوکت دکھائینگے تاجدار مجبور ہو گیا گولندازون نے توپین بھر فیر کین لیکن سفاک
بغرور گولون کو رد کرتا ہوا آتا ہے گینڈے کو کاوے پر لگائے ہوئے بڑی شد و مد سے آتا ہے یکایک نعرے
کی آواز آئی باشیدای اہالیان قلعہ کیون حال خراب کرتے ہو قلعہ مین نے لیا سردارون نے جھککر دیکھا
سفاک مثل فیل مست قریب خندق کھڑا ہوا جھوم رہا ہے قصد ہے گینڈا اُڑاؤن قریب پھاٹک جاؤن ا
اہالیان قلعہ نہایت بیقرار ہوئے تاجدار نے مجبور ہو کر تاج سر سے اُتارا پکارا تھا کہ ای کس بیکسان ای
کارساز دو جہان ای چارہ ساز بیچارگان ای معین و مددگار افتادگان اس قلعے مین سب نو مسلم ہین ابھی تیرے
احسانات سے بخوبی آگاہ نہین ہاے اعتقاد مین انکے فتور آتا ہے قدرت کا ظہور ہو قلب کو سرور ہو ظلمت
کفر کافور ہو سپیدۂ سحر امید بیم ناامیدون کو چہرۂ زیبا دکھاے مراد دلی بر آئے بقدرت سبحان لم یزل ایرج
نیک راے وزیر کو ساتھ لیکر جو چلے تھے پانچ کوس قلعہ شہرابیہ سے بڑھے تھے کہ توپ کی آواز کان مین آئی
فرمایا وزیر اعظم یہ توپ کی آواز کہان سے آتی ہے زمین تھراتی ہے جنگی توپ کی آواز ہے کہین لڑائی کا آغاز ہے رنگ روے
وزیر متغیر ہو گیا دست بستہ عرض کی اس حوالی مین کوئی اور قلعہ نہین ہے ہمارے ملک کیجانب سے آواز آتی ہے خدانخواستہ
کسی نے ہمارے بادشاہ کو گھیر لیا ایرج نے کہا تاجدار کا کوئی ہم نبرد ہے وزیر نے عرض کی عقل سے عرض کرتا ہون
عیوق کوہ پیکر جو حضور کے ہاتھ سے مارا گیا سفاک کوہ پیکر اُسکا بھائی نہایت زبردست ہے شاید وہ خبر سنکر
چڑھ آیا ہو ہمارے بادشاہ کے پاس فوج بہت کم ہے یہ سنکر شاہزادہ بیقرار ہو گیا گرہ بن اشقر کو مہمیز کیا
تازیانہ اُٹھایا وہ مرکب باد رفتار عکس تازیانہ کو کوڑا جانتا ہے راکب کے دل کا اشارہ پہچانتا ہے کنوتیان بدلین

دہانہ چبانے لگا جمکطرارہ بھرا باد صرصر ٹھوکرین کھانے لگی کڑاکے کی ٹُم مرکب کے آواز آنے لگی یال کے بال ہوا سے اُڑتے ہوئے راکب شہسوار معقول مرکب صبا دم آہو کی رم جست وخیز کرتا ہوا چلا شاپور شیر دل ہرچند چاہتا ہی ساتھ دون ممکن نہین ہوتا آخر رکاب سے جدا ہوا نیک رائے بھی پیچھے رہگیا جس مقام سے شاہزادے نے خیال کیا کہ توپ کی آواز آنا موقوف ہوئی اور زیادہ گھبرایا یقین کامل ہوا قلعہ پر دشمن کا قبضہ ہوگیا ای ایرج باعث بدنامی بخت کی ناکامی فلک نے کیا شعبدہ بازی کی اگر خدانخواستہ تاجدار قتل ہوگیا مُنھ دکھانے کے لایق نہ رہے اہالیان قلعہ کیسے بقرار ہونگے تاجدار کو تشنیع دیتے ہونگے اِس خیال مین مرکب اُڑائے ہوئے اُسوقت ایرج پہونچے کہ سفاک قریب قلعہ پہونچ چکا تھا قریب تھا خندق کو فرآئے ایرج نوجوان نے وہین سے نعرہ کیا نعرہ ایرج سے ملک ایرج آن آفتاب منیر ٭ کہ صاحبقرانم آفاق گیر ٭ او پہلوان کہان جاتا ہی تیرے بھائی کا مین قاتل ہون اُن بیچارون نے کیا خطا کی یہ فرما کر طرف سفاک کے چلے تاجدار نے جو شاہزادہ والا قدر کو دیکھا ساتھ والونسے کہا کیون صاحبو تم کہتے تھے وہ خبر نہ لینگے میرے آقائے نامدار مولائے قدرشناس جری بہادر فلک اساس وہ آپہونچے جلد پھاٹک کھول دو اہالیان قلعہ خوش ہوگئے خوشی کے نقارے بجانے لگے صدائے مبارک مبارک بلند ہوئی سفاک نے جو یہ ہنگامہ دیکھا غصے مین آواز دی کیا اس مفلوک کے آنے کی خوشی کرتے ہو ما بدولت نے خود ہرکارے روانہ کیے تھے کہ میرے بھائی کے قاتل کو تلاش کر دو ڈھونڈھتے مارونگا اجل اُسکو کھینچ لائی اسکو قتل کرکے تم سب کو قتل کرونگا ایک ایک کے خون سے ہاتھ بھرونگا لیکن ملازمان تاجدار نے پھاٹک قلعے کا کھولا پل تختہ پڑگیا ایرج نوجوان مرکب اُڑا کر قریب سفاک بیباک پہونچے آتے ہی نگاہ دزن ہوئے سفاک کو گرد برد کر دیا پانچ قدم گیند اسفاک کا ہٹا تین قدم کرہ بن اشقر مرکب ایرج نامور بڑھا سفاک نے نیزہ مارا ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ چلنے لگا اہالیان فوج سفاک پرے جما کر قریب آگئے تاجدار یکہ سوار بھی مرکب بادرفتار پر سوار ہوکر مسلّح دشمن پرے جمانے لگا نگاہین سبکی لڑی ہوئی ہیں دو گھڑی کامل نیزہ چلا ایرج نے ایک مقام پر سفاک کی مشت کو سست پایا گانٹھ کر نیزے کو تھپیڑا مارا نیزہ ہاتھ سے اُس سرکش کے نکلگیا صدائے احسنت وآفرین بلند ہوئی اہالیان لشکر سفاک کہرہے ہین کہ یارو ظاہر مین تو یہ جوان معشوق وضع ہی مگر فنون سپاہ گری مین بے مثل وبےنظیر چہرہ رشک ماہ منیر قاتل عیوق کوہ پیکر بیشک صف شکن وصفدر ہی دیکھیے میان سفاک کی کیونکر جان بچتی ہی وہ تو آتے کے ساتھ ہی چھاگیا دیکھو نیزہ ہاتھ سے نکالدیا اب نیک رائے وزیر بھی آکر پہونچا تاجدار سے عرض کر رہا ہی ای شہریار انکی

رفاقت کرے ان ایسے شیرون کی محبت کا دم بھرے جس مقام سے توپ کی آواز سنی بیقرار ہو گئے مجھسے پوچھا
یہ توپ کی آواز کہانسے آتی ہی مین نے ظاہر کیا سواے ہمارے قلعے کے دوسرا قلعہ یہان نہین ہی ہمارے ہی
قلعے پر کسی نے بلوہ کیا ہوگا وہین سے گھوڑے کو مہمیز کیا چاہتے تھے پر پرواز پیدا کرون اُڑکر پہونچون ہرچند
مین نے چاہا کہ ساتھ دون نہوسکا آخر رہگیا یہان تو یہ باتین ہین لیکن سفاک کوہ پیکر نیزہ نکلنے سے بہت
شرمایا ایک چیخ ماری کہ زمین تھراگئی آواز دی او خیرہ حمزہ تو نے غضب کیا دونون لشکر دیکھ رہے ہین نیزے کو
میرے ہوائی کیا لیکن یہ کھیل ہی مردان عالم کا یہ تیغہ برق تاب اگر پہاڑ پر مارون بیخ تک کاٹون اسکا وار کبھی
نہین رُکا خبردار کہکے تیغہ نیام انتقام سے کھینچا ظاہر ہوا کہ اژدہا غار سے بل کرتا ہوا نکلا یا دودۂ دل مظلومان
ایرج نوجوان نے گرد اسپر کا سر پر کھینچا لیکن جتنون تلوار کی باڑھ سے لڑی ہوئی ابرو پر شکن پڑی ہوئی جتبک
تیغہ دور تھا قریب سر آکر چمکا ایرج نے باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چاہا ہاتھ مروڑ کے تلوار چھین لون کہ
سفاک نے گریبان مین ہاتھ ڈالا دونون جوان لپٹے ہوئے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی دونون لشکر نگران
سب پہلوان بصورت آئینہ حیران آپسمین یہی اشارے ہین یارو دیکھو ایک پشہ پیل دمان سے لڑ رہا ہی
سفاک کا یہ قد و قامت وہ جوان حسین نیک سیرت خوبصورت زور جسم مین کوٹ کوٹ کر بھرا ہی کس لطف
سے کشتی لڑ رہا ہی حقیقت مین بے مثل و بےنظیر ہی بعض کہتے ہین ایسا نہوتا تو طرف طلسم ہوش ربا کے جانیکا
کیون قصد کرتا طلسم ہوش ربا پر کبھی کسی نے لشکر کشی کی ہی ایک انہین کا عزیز دس برس سے طلسم ہوش ربا
مین لڑ رہا ہی افراسیاب کو عاجز کردیا ہی لاکھون ساحر مارے گئے لوگ کہتے ہین چند عرصے مین طلسم ہوش ربا
فتح ہوجائیگا بعض کہتے ہین یارو طلسم ہوش ربا کون فتح کرسکتا ہی وہانکا بادشاہ افراسیاب خود ساحر
لاجواب ہی کل فنون مین طاق شہرۂ آفاق اُستادان سخنور نے تحریر فرمایا ہی تین پہر کامل سفاک کوہ پیکر
و ایرج نامور سے کشتی ہوئی پہر دن رہے سفاک نے ایک نعرہ کوہ شگاف کیا کہ او جوان اک زور
آخر کرتا ہون ایرج نے فرمایا بسم اللہ شاہزادے کو ریل کرے دوڑا سات آٹھ قدم پر لاکر کھہ مارا پایان
گشتہ شاہزادے کا آشنا بزمین ہوا سفاک اوپر اُچھلا کمر مین ہاتھ ڈالکر ایک زور ایسا کیا کہ اگر پہاڑ پر کرتا
اُسمین بھی جنبش آجاتی لیکن اس کوہ وقار کے لنگر مین حس و حرکت نپائی تھک کر ہاتھ اُٹھا لیا کہا اے جوان
تیرے زور کا مشتاق ہون ایرج نوجوان اپنے مقام سے مثل شیر غضبناک اُٹھا دونون مونڈھے
سفاک کوہ پیکر کے تھام کرکے دوڑا سفاک نے چاہا بائین قدم پر مُڑکر کون داہنے بازو کا کھہ مارا

طبقہ زمین کا سفاک کے پاؤن کے نیچے سے نکلگیا اس طرح پر شاہزادہ ریلے ہوئے اُسکو لاتا ہی جسطرح
پتہ باد تند مین اُڑے سترہ اٹھارہ قدم ریل لائے وہان پر آکر بقوت صاحبقرانی پکارا دونون گھٹنے سفاک
کے آشنا بیچ سے چاہا تڑپکر لنگر قایم کرے حریف زبردست کب لنگر قایم ہونے دیتا ہی بہ تجمیل تمام کمر زنجیر مین
ہاتھ ڈالکر نعرہ کوہ شگاف کیا سفاک کو اُٹھالیا پہلے زور مین تا بہ گھٹنہ دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے
زور مین اُس مغرور خودسر کو سر سے بلند کیا کچھ زور مین فرق نہ آیا سفاک نے چاہا بغلون مین پیر اڑاکر دھڑ
اُڑاؤن ایرج نے داہنا قدم آگے بایان پیچھے بڑھاکر چرخ دیا مثل طاؤس آتشبازی کے چرخ کھانے لگا
زمین پر مارا اُسنے چاہا مونڈھے کی کھاکر سنبھلون ایرج نے ایک ٹھوکر ماری گردبردہ جوانمرد چارون
شانے چت ایرج نے کود کر گندہ زانو سینے پر رکھا کمر زنجیر کھولی اہالیان لشکر دوڑ پڑے ایرج نے شاپور
کو اشارہ کیا شاپور نے جھپٹ کر حباب بیہوشی مارا بیہوش کرکے پشتارہ باندھکر لے بھاگا ایرج نے قبضے پر ہاتھ
ڈالا کرہ بن اشقر پر سوار ہوئے نعرہ کرکے لشکر پر جا پڑے تاجدار بھی مع لشکر آکر حملہ آور ہوا **بیت**

دو لشکر ز لشکر در آمیختند | قیامت ز گیتی شد انگیختند
نیستان سے بھی بڑھکے کچھ نیزہ دار | وہ رستم لڑائی بھڑائی مین تھے
ہوا سامنا تیر چلنے لگے | نیاموں سے خنجر نکلنے لگے

دیگر

ہزارون زرہ پوش خنجر گزار
وہ سہراب جنگ آزمائی مین تھے

لیکن ایرج نوجوان بصد شوکت
دشان دوتا بڑھتا قریب علمدار پہونچا فوج کا علم مع علمدار قلم کیا اب تو لشکر مین سفاک کے بھگدڑ پڑ گئی شکست اول
یہ ہوئی کہ افسر گرفتار ہوا علم فوج بھی قلم ہوا کس نشان پر لڑین آخر بھاگے شام ہوتے ہوتے فتح ہو گئی اہالیان
لشکر سفاک بھاگ گئے ایرج نوجوان بفتح و فیروزی پلٹے بارگاہین وغیرہ سب قبضے مین آئین اور
تاجدار نے انتظام معقول کیا شاہزادہ میدان کارزار سے پلٹا قلعے مین آکے داخل ہوئے رئیسان شہر
برائے استقبال آئے ہر گلی کوچے مین ہنگامہ ہمارے بادشاہ نے جسکی رفاقت کی ہی وہ شیر دلیر تشریف
لاتا ہی کیا وقت پر آئے سفاک ایسے پہلوان کو زیر کیا دوکانون مین مجمع عام کو ٹھوٹ امیر و رئیس مشتاق
جمال باکمال شاہزادہ دونون ہاتھون سے سبکے سلام لیتا ہوا تاجدار رکیہ سوار کمر باندھے ہوئے چوب چماق
ہاتھ مین انتظام بات بات مین زر نثار کرتا ہوا اس گرد فر سے لاکر داخل دار الامارہ شاہی کیا تخت جواہر نگار
آراستہ تھا عرض کی بسم اللہ تخت پر قدم رنجہ فرمایئے ایرج نے کہا ای شاہ عالیوقار ہمکو پروردگار نے برائے
تاج بخشی خلق فرمایا ہی ہم اک مرد سپاہی ہین یہ فرماکر تاجدار کو تخت پر بٹھایا آپ دنگل زرین پر جلوہ فرما ہوئے

شاپور شیر دل پشت پر آکر ٹھہرا تاجدار نے صحبت عیش و نشاط آراستہ کی نازنینان مہ جبین رقاصان پری طلعت حور پیکر خوبصورت آکر حاضر ہوئین ناچ شروع ہوا گھرمان گانے لگین شاپور تو مزاج سے بخوبی آگاہ ہی اُس نازنین عاشق کش سے اشارہ کیا کوئی غزل گاؤ جانتا ہی شاہزادہ ہجر محبوب مطلوب مین مبتلا ہی اُس مہ جبین طناز نے بصد عشوہ و ناز یہ غزل آغاز کی

غزل

جب سے کہ شیفتہ مین ہوا قد یار کا
جیسے کہ حال ہوتا ہی زخمی شکار کا
ظاہر مین سیرے اُنکے صفائی بھی ہو گئی
اتنا تھا کہ دیکھ لون چہرہ مین یار کا
عبرت کی جا ہی تھے جو زمانے مین نامور
تو میکشو پھر آیا ہی موسم بہار کا
اب بھی نمود آبلہ پائی ہی قیس کی
جب سے کہ مل گیا مجھے گوشہ مزار کا
تیغ زبان کسی کی نہ ہرگز کریگی کام

ہر روز سامنا مجھے رہتا ہی دار کا
مرغوب ہی جو حسن کسی گلعذار کا
مشکل ہی دور ہونا دلون سے غبار کا
ڈھونڈھا لحد مین آکے نکیرین نے مگر
اب تو نشان بھی نہین اُنکے مزار کا
دونگا خدا کو عشق بتان کا جواب کیا
صحرا مین رنگ سرخ ہی ہر نوک خار کا
ایسا تھا شوق دید کہ چشم رکاب نے
سطوت غلام ہون مین شہ ذو الفقار کا

عالم یہ عشق مین ہی دل بیقرار کا
بدلا ہوا ہی رنگ دل بیقرار کا
ای موت بند کر نہ مری آنکھ وقت نزع
لیکن پتہ ملا نہ مرے جسم زار کا
آراستہ ہوئے ہین زمانے کے میکدے
دھڑکا ہی دل کو پرسش روز شمار کا
دنیا کی آفتونسے بچا مین ہزار شکر
سرمہ لگایا خاک کف پاے یار کا

یہ اشعار عاشقانہ جو رقاصہ نے گائے ایرج چوٹ کھاے ہوئے مبتلاے درد فراق معشوق کا اشتیاق آنکھونسے آنسو جاری ہوئے ہاتھ کلیجے پر رکھ لیا فرمایا ای شاپور اب جلسہ برخاست ہو یہ فرما کر اُٹھے خوابگاہ مین تشریف لائے تنہائی جو ہوئی طبیعت بھر آئی خاصہ بھی نہ نوش کیا یاد مین ملکہ تران تمشیر زن کے یہ اشعار مصیبت آثار مخفی زبان پر جاری ہوئے

نظم

تا بہ غم ہمدم شدم از محنت و غم فارغم
ہمچو مجنون از بد و نیک دو عالم فارغم
عیش و کم گردید قسمت چون بدیوان ازل
مخفیا صد شکر از اشک و ماتم فارغم

با مصیبت تا گرفتم جور ماتم فارغم
با پریشانی و نادانی قناعت کردہ ام
با توکل پیشگان از بیش و از کم فارغم

عیش صبر ما گرفتاری و آزادی کیست
از چنین درہم کشید تہا سے جانم فارغم
گریہ و زاری مظلومان ندارد چون اثر

تڑپ تڑپکر جو یہ اشعار پڑھے آنکھون سے آنسو جاری ہوئے شاپور قدمون سے لپٹ گیا عرض کی ای شہریار دیکھین یہ غم کیا دکھاتا ہی آٹھ پہر آپ کو ملکہ عالم کی یاد ہی ہر گھڑی شور و فریاد ہی ایسا نہو دشمنون کی جان جاتی رہے صبر واجب لازم ہی ایرج نے فرمایا ای خیر خواہ بخدا کسی طرح دل نہین مانتا ہی افسوس یہ ہی کہ ملکہ عالم صاحب اختیار ہین جسوقت چاہین آکر ملاقات کر جائین لیکن معلوم یہ ہوتا ہی کہ بھائی

یاد گوشۂ خاطر سے فراموش ہوئی دوسرا ایک یہ بھی مقدمہ ہی کہ ہوش ربا مین قیامت برپا ہی زبانی ساحرون کے
سنا تھا کہ ہمارے روح روان قوت بازو اسد خوشخو قید سے رہا ہوے افراسیاب کو کد و کاوش ہی کہ پھر
اسد نامدار کو گرفتار کرون مہرخ وغیرہ کو شکست دون ہنگامۂ عظیم برپا ہین ایک ساحر کی زبانی خبر پائی تھی کہ
ہفت حجرۂ بلا کھلنے کو ہین نہین معلوم وہ بلائین کیا چیز ہین ساحران ہوش ربا کہتے تھے کہ اُن بلاؤن کو کوئی ٹال
نہین سکتا خدا نخواستہ اس زمانے مین کوئی لڑائی سخت پڑی طلسم اسکندریہ تک ملکہ نے خبر لی اب نہ انکین
وائے برحال ملکہ بران شمشیر زن باپ اُنکا ہمہ دان ہمہ گیر علم نجوم و نیرنگ مین بینظیر اُدھر خوف افراسیاب
کیونکر بیان تک آسکین ہمارا یارِ جستجو لنگ زندگی سے تنگ کئی مہینے ہوئے جنگلون مین مارے مارے پھرتے ہین
اب قصد کامل تھا ان جھگڑون مین پھنس گئے اب جو یہان سے مہلت حاصل ہو دو منزلہ سہ منزلہ کر دجسطرح
بنے اپنے کو تابہ سرحد ہوش ربا پہونچاؤ شاپور عقیل و فہیم ندیم قدیم تسکین دینے لگا کہ حضور اسی ہفتے مین
تابہ سرحد طلسم ہوش ربا پہونچ جائینگے وہ شب فراق انہین باتون مین کٹی اُٹھکر نماز سحر پڑھی بارگاہ مین
آئے تاجدار سے فرمایا سفاک کوہ پیکر کو جو دربار اُسکا بھجا جاے زنجیرون مین بندھا ہوا سفاک دربار مین
آیا لیکن سر جھکائے ہوے عرق حجاب پیشانی پر ایرج نے جو اسکو پریشان پایا دنگل سے اُٹھے دنگل آہنی منگوا کر
سفاک کو جگہ دی بفصاحت و بلاغت فرمایا کیون ای برادر بجان برابر ای پہلوان نامور تمکو قید خانے مین کچھ
تکلیف تو نہین پہونچی سفاک نے دست بستہ عرض کی آپ کی عنایت سے بڑی عیش مین بسر ہوئی ایرج نے
فرمایا ای برادر مقام افسوس ہی جس پروردگار خالق لیل و نہار نے تمکو یہ زور و قوت مرحمت فرمایا شہر کا بادشاہ کیا
اُسکو نہین پہچانتے ہو سنے دوسرے خداؤن کو سجدہ کرتے ہو معاذ اللہ سید اکبر ہوا لا وحدہ لاشریک ہی یہی اعتقاد
ٹھیک ہی اس کیفیت سے ایرج نوجوان نے اُس گم گشتۂ وادیِ مذہب کو سمجھایا زنگ کفر آئینۂ قلب سے
دور ہوا قدمون سے لپٹ گیا عرض کی مین تو حضور کا عاشق صادق ہون آج مجکو دولت کونین ملی کلی آرزو
کی کھلی ایرج نے خوش ہوکر قید آہن اُسکے جسم سے دور کرائی خلعت فاخرہ منگوا کر دیا عقائد دین حق تعلیم
فرمائے اہالیان لشکر اسکے جو بھاگ کر درہ ہاے کوہ مین چھپے تھے وہ بھی آکر حاضر ہوئے سب نے حلقہ اطاعت
گوش جان مین ڈالا شاہزادے نے فرمایا ای تاجدار جلد سامان سفر تیار ہو آج ہی قلعہ ثمر ابیہ پر پہونچنا
کل وہانسے کوچ کرین تاجدار و سفاک نے عرض کی غلامان جانباز بھی دامن دولت چھوڑینگے حضور کے
ساتھ چلینگے ایرج نوجوان نے فرمایا ای خیر خواہان دولت ای صاحبان سطوت و صولت ہمارا سفر

دور دراز ہی رہبر کامل کی عنایت پر نازہی ہمارا ساتھ دینا بہتر نہین ہی تاجدار نے عرض کی مین دامن دولت نہین
چھوڑونگا حضور کے ساتھ چلونگا ایرج نوجوان نے فرمایا بسم اللہ تیاری کرو اُسی وقت لشکر آراستہ ہوا بائیس ہزار
سوار و پیدل یہ بھی ہمراہ ہوئے یہان قلعہ سُرابیہ پر شاہزادہ صیقل آئینہ دار کو بڑا انتشار تھا دل ترددمنزل
ملکہ انجم ماہ رخسار بیقرار تھا کہ شاہزادے کو کئی دن گذرے ابھی تک تشریف نہین لائے نیلم و فیلم وغیرہ نے
قصد کیا تھا کہ ہم واسطے خبر کے جائین کہ ہرکارے آکر پہونچے ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثنائے بادشاہی بجا لائے عرض کی
شاہزادۂ والا قدر بڑے جاہ و حشم سے تشریف لاتے ہین وہان بھی جاکر مقابلہ پڑا ایک بڑے پہلوان کو زیر کر کے
لائے ہین صیقل آئینہ دار نے فرمایا بخدا ہمارا آقائے نامدار بڑا صاحب اقبال ہی نیلم زنگی و فیلم زنگی وغیرہ
واسطے استقبال کے اُٹھے سب سے پہلے ملکہ انجم ماہ رخسار مع چند کنیزون کے مسکراتی ہوئی اُٹھین بیرون
قلعہ آکر ٹھہرین سردار دو کوس آگے بڑھ گئے ایرج نے جو اپنے سردارون کو آتے ہوئے دیکھا مرکب سے کود پڑے
سفاک کوہ پیکر کو نیلم وغیرہ سے بغلگیر کرایا ایک ایک برادر بجان برابر گلے ملا ان پہلوانون کو دیکھکر
سفاک حیران ہوگیا ایک ایک سے پوچھتا ہی کیون بھائی تمکو بھی آقائے نامدار نے زیر کیا ہر ایک ہنسکر
جواب دیتا ہی ہماری کیا حقیقت ہی ہم ایسے بہت سے چاکران کمترین حاضر خدمت فیضدرجت رہتے ہین
اور تمنے ابھی لشکر آقائے نامدار کو کہان دیکھا ہملوگ جریدہ تعاقب ہین ہمراہ شاہزادے کے چلے آئے کئی سو
سردار پہلوانان نامدار ہمسے بہتر و برتر انکے دادا جان کے لشکر مین موجود ہین سفاک خوشی سے پھول گیا دلسے
کہتا ہی حقیقت مین دولت کونین حاصل ہوئی ایسا آقائے قدردان صاحب زور و طاقت حسین و جمیل غربا کا
کفیل کسکو ملتا ہی اگر کلاہ فخر تا بعرش اعلیٰ پہونچائین تو بجا ہی سب سے باتین کرتا ہوا ایرج آگے آگے جب
قریب قلعہ پہونچے دیکھا ملکہ انجم ماہ رخسار انتظار مین کھڑی ہین دیکھتے ہی ملکہ انجم ماہ رخسار مثل ہلال
شب اول برائے تسلیم خم ہوئین شاہزادہ بھی مسکرایا آپسمین راز و نیاز کے اشارے ہوئے ان سب کو
لیکر داخل قلعہ سُرابیہ ہوئے ملکہ شیشہ می نوش مشتاق جمال شاہزادۂ والا قدر تھین بیقرار ہوکر دربار کا
برنکل آئین شاہزادے کو دیکھکر مثل گل شگفتہ ہوگئین ایرج بھی برائے دلدہی قریب آئے اب سب سردار
داخل دارالامارۂ شاہی ہوئے ملکہ شیشہ می نوش سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہوئین تاجدار یکہ سوار اور
سفاک نامدار نے ملکہ عالم کو نذر دی ایرج نوجوان نے ان دونون سردارون کی کیفیت سامنے ملکہ
کے بیان کی سب کو خوشی حاصل ہوئی ملکہ انجم نے فوراً ساقیان سیمین تن ماہ رخسار کو حکم دیا جام ارغوانی

گردش میں آیا لیکن سب نے دیکھا کہ شاہزادہ نہایت مکدر ہے صیقل آئینہ دار نے دست بستہ عرض کی عنایت سے
پروردگار کے بڑی فتح نصیب ہوئی لیکن حضور کو میں پشیمان پاتا ہوں ایرج نے ملکہ بران کا ذکر تو کیا یہ کہا نیز
تو دل تردد منزل میں مخفی ہے مگر فرمایا اے برادر اب ہم اسد نامدار کے بہت مشتاق ہیں براہ مہربانی جلد
تیاری سفر کی کرو ہمارے معشوق عاشق خصال اسد غازی صاحب جاہ و جلال سے بادیہ تعجیل تمام سرحد
ہوش ربا میں پہونچاؤ ایک ایک لمحہ برابر ایک سال کے گذرتا ہے صیقل نے عرض کی آپ کے اقبال سے
سب سامان تیاری کل بوقت سحر بصد کروفر کوچ کیجیے شکار کھیلتے ہوئے چلیے راہ میں اجنبی نمک ملینگے ضرور
مقابلے پڑینگے ایرج نے فرمایا اسکا کیا تردد ہے شب اسی ذکر میں بسر ہوئی بوقت سحر بصد کروفر جلال الوجود ہوا ولوں
کا لشکر جاری ہے سرداران نامور ساحر و غیر ساحر مسلح و مکمل ہو کر سامنے آئے ملکہ شیشہ مے نوش تخت پر سوار ہوئیں اور
صیقل نے بڑھکر ساحروں کا انتظام کیا سفاک کوہ پیکر و ضیغم و فیلم وغیرہ مرکبوں پر سوار ہو کر آگے بڑھے
غیر ساحروں کا مجمع انکے عقب میں بعدہ صاحبقرانی شاہزادہ یوسف ثانی تقدیر و چرخ زردان قاسم عالیشان
شاہزادۂ ایرج نوجوان زیر سایہ علم شیر پیکر اس جاہ و جلال سے لشکر ظفر اثر نے طرف طلسم ہوش ربا کے
کوچ کیا انکو تو راہ میں چھوڑیے حال انکا وقت پر تحریر ہوگا ۔

دو کلمہ داستان حیرت بیان حجرۂ سوم بنالہ جسکا حاکم و ناظر احتقاق جادو ہے روانہ ہونا افراسیاب
کا بتلاش مقام احتقاق بہدایت زال جادو اور راہ میں روک ٹوک طرف سے ملازم کوکب
یعنی فرعون جادو سے لڑنا افراسیاب کا بعد کروفر اور قتل ہونا فرعون کا از دست افراسیاب باقی تمام

شراب اے مرے پیارے ساقی پلا
بہت سی نہ دے تو ذرا سی سہی
تجھے دانۂ پر نمک کی قسم
تجھے نشۂ مُل کی سوگند ہے
قسم ہو تجھے عالم آب کی
قسم تجھکو مستوں کے مستی کی ہے
قسم تجھکو واعظ کے دستار کی
منا شیخ زاہد کی ہو ہو کے مستا

قرابے میں جو کچھ ہو باقی پلا
قسم تجھکو مستان مینوش کی
نمک دان و نقل گزک کی قسم
تجھے عشق بنت العنب کی قسم
قسم تجھکو جوش مے ناب کی
قسم تجھکو زاہد کے پرہیز کی
قسم تجھکو مستی میخوار کی
کر آنکھوں کو جام مے لالہ فام

نہ خالص اگر ہو تو ذرا سی سہی
قسم تجھکو رندان بیہوش کی
تجھے بانگ قلقل کی سوگند ہے
تجھے دور آب طرب کی قسم
قسم تجھکو صہبا پرستی کی ہے
قسم تیزی بادۂ تیز کی
وضو توبۂ شیخ کا ز شکست
بنا دے مجھے مردم چشم جام

قرابون کو لبریز کرکے دے
جدھر دیکھیے عالم آب ہو
لب جام مے کا وظیفہ پڑھے
فدا رند پر دختِ انگور ہو
وہ مے دے کہ اک ساقی نامہ لکھون
عجب شے ہے دنیا مین صہبا نہ پوچھ
ہر اک رند کو آب حیوان ہے یہ
ہین سب چاہ مین اسکے پانی کیطرح
یہ ہے آفتاب سپہر سرور
یہ ہے دختر اک قاضی ہند کی
اسے ہے جوانون کی مستی پسند
نکلتی ہے یہ جیسے شیشے سے آگ
دکھائے جو اعجاز صہبائے ناب
ہرن نشہ کردے یہ ضرغام کا
بہم ہون کباب و مئے لالہ فام
انھین سب سے آنکھون کا میلا ہو آج
ہو ہر ہاتھ مین قمقمہ جام کا
ملین چہرۂ مردمک پر گلال
ملے ہولی خم رند بیباک سے
ہین آب حجالت سے سرشاریان
عروسان نو گاتی ہین ہولیان
صحیفہ یہ طرفہ تھی ہولی کا ہے
مضامین کی ہولی قلم گا چکا

سبو پر سبو خم پہ خم بھر کے دے
بہار ست بے مے حرام است زیست
قرابے کو ہچکے گھڑے کی چڑھے
ہو جامے سے باہر مئے لالہ فام
پہنکر ظہوری کا جامہ لکھون
یہ مے جسمین انگور کی روح ہے
جو ہین بادہ خوار اُنکا ایمان ہے یہ
ہے کیخسرو ساغر آفاق مین
یہ ہے نور مہتاب جام بلور
حسینون کی خلوت مین وہ حال اسکی ہے
پری جیسے ہوتی ہے شیشے مین بند
پس دفن زندہ نکلتی ہے یہ
نظر آئے مہتاب مین آفتاب
بس اب کر نہ دیر ایک دو جام دے
نمکدان سبو نقل خم غنچہ جام
کرین رند چھٹی پہ میخواریان
نئے رنگ صہبائے گلفام کا
پلائے سبو جام مے کی شراب
بغلگیر ہو دختر تاک سے
گلال اپنا منھ پر جماتا ہے رنگ
چھپاتی ہین مسکی ہوئی چولیان
جسے دیکھیے ہے وہ ساغر بدست
ورق قسمت نظم چمکا چکا

زمانے مین دور مئے ناب ہو
بر احوال زہاد باید گریست
جو بوتل ہو وہ نشے مین چور ہو
پکڑ کر چلین ہاتھ رندون کے جام
کچھ اے ساقی عہد پیمانہ پوچھ
یہ کشتیِ میکدہ نوح ہے
قلم پر یہ نازان ہے مانی کی طرح
یہ ہے شیشے کی اخگر آفاق مین
یہ ہے ناخدا کشتیِ رند کی
شب وصل مین سبکو تاک اسکی ہے
جو بوتل کا ساقی اڑاتا ہے کاگ
زمانے مین بے پانون چلتی ہے یہ
جو چکھے مزا اسکے اک جام کا
بہار آئی صہبائے گلفام دے
انھین کا زمانے مین ریلا ہو آج
قلم چھوڑے صہبا کی پچکاریان
جو آنکھین ہون صہبا کی نشے مین لال
یہ سیخ ہولی جلائین کباب
حسینو نہ چھٹتی ہین پچکاریان
عبیر اڑکے چہرے پہ لاتا ہے رنگ
غرض کچھ عجب لطف ہولی کا ہے
جسے دیکھیے ہے وہ صہبا پرست
پہ چہرہ نہنگان دریائے زخار جانبازی

وشناوران بحر ناپیدا کنار سرفرازی طوفان بیان مین کشتی مضامین کو بصد عز و تمکین بدستیاری کلک فصاحت
آئین بہ امید باد مراد یون روان کرتے ہین شعر جو ہین زبدۂ زمرۂ راستان ۔۔ وہ لکھتے ہین اس طرح
یہ داستان ۔۔ جب تاریک شکل کش قتل ہوئی افراسیاب بصد پیچ و تاب حیرت جادو کو مع لشکر بصد
کر و فر طرف ملکہ مہرخ کے روانہ کرکے خود طرف قلعے تحت الشعاع کے یکہ و تنہا چلا زال جادو کو جو خبر قتل
تاریک شکل کش ہوئی قلعہ تحت الشعاع مین ماتم برپا ہوا کل سامری پرستون نے سوگ رکھا ہر گھر گھر یہی چرچا ہو
کہ سرپرست سامری پرستان افسر ساحران جہان کا انتقال ہوا ہر ایک کے قلب پر ہجوم غم و ملال ہوا اور
زال جادو کہتا ہے یارو اب بچنا طلسم ہوش ربا کا دشوار ہے دل تردد منزل بیقرار ہے بڑا مقام تعجب
ہے کہ تاریک شکل کش کو کسنے قتل کیا کیونکر اسپر پنجہ قابض ہوا یہ ذکر تھا کہ ہرکارون نے آکر عرض کی
شہنشاہ طلسم ہوش ربا تشریف لاتے ہین زال جادو نے منہ پیٹ لیا کہا یارو اب شہنشاہ اٹھ پہر
حجرہ ہائے بلا کی فکر مین ہین اگر ایسا مجھے مشعل جادو کا نشان نہ بتلانا شمع حیات مشعل کا گل ہونا ہم تیرہ بختونکا
سرپر ہاتھ رکھکر رونا یقین ہے کہ اب تیسرے حجرے کی تلاش ہو شہنشاہ کو اختیار ہے یہ حقیر مجبور و ناچار ہے
روتا ہوا برائے استقبال چلا دیکھا شہنشاہ تخت اڑاتے ہوئے تشریف لاتے ہین جاکر پایہ تخت پر ہاتھ
رکھا بہ اعزاز و اکرام دار الامارہ شاہی مین لائے بیٹھتے ہی افراسیاب نے کہا ای خیر خواہ دولت ای
راز دار سامری و جمشید جلد بتلاؤ کہ تیسرے حجرے کا کون مالک ہے اس منزل بلا کا کون کا سالک ہے
زال جادو نے سر جھکا لیا عرض کی احتقاق جادو سامری کا زینت پہلو صاحب جاہ و حشم حاکم
نقارۂ جمشیدی ہے جسکی صدائے مہیب سے زمین و زمان تھرا جائے ساحران جلیل کو غش آئے اس تک
جانا حضور کا نہایت مشکل ہے بڑی سخت منزل ہے تب افراسیاب جادو نے کہا ما بدولت کسی کی مدد نہین
چاہتے خود تشریف لیجائینگے تم ہدایت کرو نشان و مقام مفصل بتادو جسطرح سے ہوگا جاؤنگا احتقاق
جادو کو لاؤنگا زال نے عرض کی غلام عرض کرتا ہے بگوش ہوش سماعت فرمائیے اک صحرائے ہیبت ناک
مین سامری و جمشید نے اسکا مقام قرار دیا لیکن راہ مین فرعون جادو ساحر زبردست ملازم شہنشاہ
کوکب روشن ضمیر صاحب جاہ و توقیر رہتا ہے اسنے عرصہ دراز سے بندوبست کیا ہے کوئی اس طرف
نہین جاسکتا حضور مخفی ہوکر جائین فرعون کو خبر نہو اگر آگاہ ہوگا جانباز سرفروش نمک حلال صاحب
اقبال ضرور سرکار دولت مدار کو روکیگا خیر خواہ کو بڑا تردد ہے کہ یکہ و تنہا جانا حضور کا دشوار ہوگا فوج کا

بھی ہمراہ ہونا ناممکن ایک سال توقف فرمائیے اسی قلعہ تخت الشعاع پر ولادت سامری کا جشن ہوتا ہے
ضرور احتقاق جادو بھی آئیگا حضور تشریف لائین اُسکو آمادہ کیا جائے جاتے ہی خاتمہ کر دیگا
لاشہ ہائے باغیان سے کوہ و دشت بھر دیگا افراسیاب جادو نے کہا اے برادر سال بھر مین نہین معلوم
سلمان کیا قیامتین برپا کرینگے ساربان زادہ آٹھ پہر جستجوے لوح مین مصروف ہے تمام عالم مین مشہور کر دیا
کہ لوح طلسمی کو توڑ ڈالا باغیان نابہار اس خبر کو سُنکر ہنستے ہین حیرت جادو یہ آوازے کستے ہین ہر ایک کا
یہی قول ہے لوح کا توڑنا ممکن قبل از آمد تاریک شکل کش باغبان نے صلاح دی تھی کہ طلسم کشا کو ہمراہ
لیکر طرف دریاے نیل کے کوچ کیجیے یہ خبر سُنکر مین گھبرا گیا وائی امان کو لاکر رہوا دیا لیکن اُنکو بھی دشمنون نے
قتل کیا مین ضرور جاؤنگا احتقاق کو سمجھا کر لاؤنگا ای زال جادو تو آگاہ نہین ہو کہ مابدولت کو کیا منظور ہے کسی کی
یاد مین قلب ناصبور ہے زال جادو نے کہا مین اس جملے کو نہین سمجھا کسی قدر آگاہ فرمائیے افراسیاب نے کہا
حاکمان حجرہ پنجم دختران ملک اخضر گوہر پوش ملکہ یاقوت سخندان ولعل سخندان کا مشتاق ہون سابق
مین ملک اخضر چاہتا تھا کہ مابدولت کے ساتھ شادی کرے مین نے خیال نکیا اب اُسکو خواہش ہے
کہ خود شہنشاہ تشریف لائین تب ہم قبول کرین حجرہ ہاے بالا کی ترتیب ہے جب تک یہ دونون حجرے طے نہونگے
وہانتک جانا دشوار ہے یادجمال یاقوت سخندان مین دل بیقرار ہے مشہور ہے کہ اُسکے خواب مین سامری و جمشید
تشریف لاتے ہین خود تعلیم فرماتے ہین اس سبب سے زیادہ کد وکاوش ہے آٹھ پہر یہی کوشش ہے کہ ملک اخضر
سے ملاقات کرون دامن مدعا زر مراد سے بھرون زال نے سر جھکا لیا افراسیاب جادو نے اُسی وقت سحر
سے ایک ابر تیرہ و تار تیار کیا آفتاب بنکر اُس ابر سحر مین چھپا لیکن ملحوظ خاطر ناظرین رہے چونکہ زال جادو نے
ذکر فرعون سامنے افراسیاب کے کر دیا بروقت روانگی افراسیاب نے ایک نامہ معرفت طائر سحر پردہ ظلمات
کے روانہ کر دیا مضمون اُسکا یہ تھا کہ نامانی امان مین طرف ملک فرعونیہ کے جاتا ہون راہ مین فرعون جادو
سے مقابلہ پڑیگا کسی ملازم کو اپنے ضرور روانہ کیجیے گا وقت پر میرے پاس پہونچے یہ نامہ روانہ کرکے بطور
مذکور چلا لیکن شہنشاہ کوکب روشن ضمیر رخصت ہوکر خواجہ عمرو سے قصر جمشیدی مین آیا طائران سحر کو
ہر طرف روانہ کر دیا ایک طائر نے آکر خبر دی ای شہنشاہ افراسیاب طرف قلعہ تخت الشعاع کے گیا
تلاش مین احتقاق جادو کے قصد ہے کہ تیسرا حجرہ بھی کھولون کوکب نے خورشید روشن رای
وزیر اعظم کو بلایا کہا ای برادر تو نے سُنا افراسیاب خانہ خراب بعد قہر و عتاب تلاش احتقاق مین

گیا ہی لیکن مجھکو خیال ہی کہ راہ مین ملازم میرا فرعون جادو ساحر زبردست رہتا ہی اُسکو فوراً ایک نامہ لکھو
کہ خبردار افراسیاب جادو کو اپنی سرحد سے نکلنے نہ دینا مین اس تدبیر مین ہون کہ سامان لشکر کشی کرکے
اسد غازی کو طرف دریاے نیل کے روانہ کرون ہرچند کہ عمرو بھی غافل نہین ہی مگر ہمکو زیادہ فکر ہی ہرچند
کہ نشان نہین ملا لیکن رازدار طلسم یہی کہتے ہین کہ افراسیاب نے لوح طلسمی طرف دریاے نیل کے روانہ کی
نہین معلوم کسکے پاس ہی خود جاکر دریافت کرونگا اب تو اس حجرے کی بڑی فکر ہی اوصاف اُسکے زبان سے
نورافشان جادو کے سن چکا ہون خورشید روشن راے نے اُسی وقت نامہ لکھا ساحر تیز رو کو دیا ساحر
طرف فرعونیہ کے روانہ ہوا دوسرا نامہ کوکب روشن ضمیر نے براے اطلاع حال خواجہ عمرو کو لکھا مضمون یہ
تھا کہ اے شہنشاہ عیاری و اے شاہباز اوج طراری آپ کو آگاہ کرتا ہون کہ افراسیاب جادو بجستجوے احتقاق
حاکم حجرۂ سوم گیا ہی مین نے بھی فکر کی شاید نہ آسکے مگر آپ ارسطو فطرت لقمان حکمت ہین تدبیر واجب و لازم ہی
خواجہ عمرو بعد فراغ مقدمۂ تاریک دربار مین جلوہ فرما تھے خیرخواہان دولت نے عرض کی کہ ابھی لشکر
حیرت آپکے مقابلے مین نہین آیا ہی بجستجوے لوح طرف دریاے نیل کے کوچ کر دیجیے شاید کسی طرح پتہ ملے
عمرو نے حکم دیا ہی کہ لشکر کو تیار کرو کہ اُسی وقت طائر سحر نے آکر نامہ خواجہ عمرو کو دیا عمرو نے پڑھا ہوش و
حواس باختہ ہوئے مہرخ و بہار و باغبان وغیرہ کو لیکر عمرو تخلیہ مین آیا تمام کیفیت بیان کی ملکہ مہرخ
کے منہ پر ہوائیان اُڑنے لگین کہا خواجہ اگر احتقاق جادو آگیا کوئی اُسکے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگا جب
وہ نقارۂ جمشیدی پر چوب لگائیگا ہر ساحر و غیر ساحر کو غش آجائیگا بارہ ہزار جلاد صاحبان ظلم و بیداد
اُسکے ہمراہ رہتے ہین بڑھکر دشمن کو قتل کر ڈالتے ہین عمرو نے کہا اب سفر تو موقوف رہے اسد غازی کو
کو کسی حیلے سے براے شکار روانہ کردو یقین ہی لشکر لیکر حیرت جادو بھی آتی ہوگی جہانتک ہوسکے اپنے
کو مقابلے سے بچادین مین بھی فکر مین جاتا ہون یہ کہکر عمرو نے اُسی وقت بہانے عیاری ذات پیراستہ کرکے
طرف فرعونیہ کے چلنے کا ارادہ کیا برق تڑپکر سامنے آیا کہا اُستاد مین بھی ہمراہ چلون عمرو نے کہا مین کسی کو
ساتھ اپنے نہین لیجاتا وقت پر جہان تلاش کرون وہان پاؤن برق نے کہا بہت خوب ایک جانب
خواجہ عمرو ایک سمت برق نامور بجستجوے افراسیاب مین جاتے ہین وقت پر انکا بھی ذکر ہوگا مگر نامہ دار
کوکب عالیمقدار ملک فرعونیہ پر پہونچا شیران سلطنت موجود تھے اُنسے حال فرعون جادو کا پوچھا سب نے
کہا ہمارے شہنشاہ ہمیشہ شکار مین مصروف رہتے ہین نامہ ہم اُنکی خدمت مین روانہ کردینگے قاصد پلٹ گیا

لیکن فرعون جادو حقیقت مین نہایت شکار دوست ہی صحراے پرفضا مین بارگاہ استادہ چار لاکھ ساحران
نامی وگرامی فرودکش ہین بوقت سحر بیرون بارگاہ یہ نامور دنگل زرین پر جلوہ فرما ہی مگر اسوقت وزرا اُمرا بھی ذکر
کر رہے ہین کہ آج کل ہمارے شہنشاہ کو بڑا تردد ہی افراسیاب ایسے بادشاہ عالیجاہ سے مقابلہ ہر وقت
کی لڑائی آٹھ پہر لشکرکشی اسوقت مین چلکر شراکت شہنشاہ کوکب روشنضمیر واجب ولازم ہی فرعون
نے جواب دیا آج کی شب تو اس مقام پر بسر کرون کل انشاء اللہ قلعہ فرعونیہ پر چلکر اسباب جنگ وجدل
مہیا کرون جاکر خدمت مین اپنے شہنشاہ کے حاضر ہون حقیقت مین خیرخواہان دولت ہمپر طعن کرینگے
شہنشاہ پر وقت سخت ہی اسوقت مین جو شراکت نکرے بدبخت ہی کل ساحر یہی جواب دیتے ہین ای شہنشاہ
باقبال کوکب روشنضمیر چلکر صفین اُلٹ دینگے افراسیاب کے باپ سے مقابلہ کرینگے افراسیاب
بڑی بڑی تدبیرین کرچکا طلسم نورافشان کا فتاح منازل عجائب وغرائب کا سیاح ڈھونڈھکر لایا ہمارے
شہنشاہ نے بڑے بڑے صدمے اُٹھاے لیکن آخر مین پھر صاحبقران زمان تشریف لاے وہ نوجوان
فرزند دلبند صاحبقران تھا اُسکو زیر کرکے لیگئے اہالیان طلسم نورافشان اُس بدعت سے بیچے ہم بھی چلکر
اُسکے ملک کو برباد کرین فرعون جادو جھوم رہا ہی جوش جرأت مین قبضہ شمشیر چوم رہا ہی یکایک
ملازمون نے سر اُٹھاکر دیکھا بغیر فصل مین ایک ابر تیرہ وتار پہلوے کوہسار سے پیدا ہوا اب نے عرض کی حضور
ابر گندہ بہار بڑے دھوم سے اُٹھا ہی آفتاب بھی چمک جاتا ہی اسوقت ابر بڑی کیفیت دکھاتا ہی فرعون بھی
دیکھنے لگا چونکہ ساحر زبردست ہی اتنا کلمہ مُنھ سے نکلا یارو یہ ابر اصلی نہین ہی کسی نے سحر سے بنایا ہی یہ ذکر تھا
کہ قلعہ فرعونیہ کی طرف سے ایک ساحر دوڑا ہوا آیا فرمان شہنشاہ کوکب ہاتھ مین فرعون جادو کے دیا
فرعون پڑھتے ہی گھبرا کے اُٹھا کہا یارو بیشک اس ابر مین کوئی ساحر مخفی ہی فوراً جھولی سے ایک گولہ نکالا
اُسپر اسم سحر دم کیا زیر ابر آکر نعرہ کیا اس ابر مین کون جاتا ہی یہ سرحد شہنشاہ کوکب روشنضمیر ہی اس طرف
رُخ کرنا اپنے جان کے دینے کی تدبیر ہی ہرچند فرعون نے آوازین دین لیکن افراسیاب آفتاب بنا ہوا
چھپا ہی کچھ جواب ندیا چاہا ابر کو اُڑا کر نکلجاؤن بروقت واپسی کچھ لونگا احتقاق ساقط ہو گا اسکو بھی شکست دیگا
یہ سوچکر ابر کو اور بلند کیا ابر کو زور دیکر لیچلا فرعون جادو نے جب دیکھا کچھ آواز نہ آئی ابر اونچا ہوا گولہ اُٹھاکر
ابر پر مارا دنتاتا ہوا گولے نے ابر کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا اب سب نے دیکھا افراسیاب جادو ہوا کو کاٹتا ہوا جرح
شنا ور دریا پر جاتا ہی اُسطرح بصد کروفر ظاہر ہوا لشکر مین غلغلہ پڑگیا یارو افراسیاب جاتا ہی چار لاکھ ساحران نامی

گو سے ترنج نارنج مجھے بیکان کے افراسیاب پر مارے اور نگر بے ہونے پر بھی افراسیاب کا یہی قصد
تھا کہ تڑپکر نکلجاؤن لیکن سحر جو پڑے ہو کر گرا کر زمین پر گرا بڑی چوٹ لگی اُس حال مین فرعون نے کارد سحر بجلی
پھینک دی شانہ افراسیاب کا نشانہ ہوا قہر وغضب مین آکر تلوار کھینچی افراسیاب جو سحر کرنے لگا طبقے
زمین کے ہلا دیے کبھی مثل برق چمک کر آسمان پر جاتا ہے آگ برساتا ہے کبھی زمین پر مثل شیر غضبناک صفون مین
ساحرون کے گھس پڑتا ہے بخوف ایک ایک سے لڑتا ہے چند عرصے مین پچاس ساٹھ ہزار ساحر اس خود سر نے
مارے لیکن یہ خبر قلعہ فرعونیہ پر پہونچی کہ افراسیاب کو ہمارے شہنشاہ نے میدان مین گھیر لیا ہے لیکن اسیر
پنجہ قابض نہین ہوتا ارغول دم غول دونون سپہ سالار فرعون جو اس ملک مین برائے حفاظت موجود
رہتے ہین سنتے ہی غل مچانے لگے کہ یارو برائے درد شہنشاہ چلو افراسیاب سے مقابلہ پڑ گیا ہے شہنشاہ
طلسم ہوش ربا ہے اس ملعون کا قتل ہونا بہت دشوار ہے لیکن یار دچلکر جلوہ کرکے مار لین نامرد کو للکار لین
کئی لاکھ ساحر وغیر ساحر میان سلطنت فرعونیان بشوکت یہ آواز سنکر اپنے گھرون سے مسلح و مکمل
ہو کر چلے یہان وہ وقت ہے کہ افراسیاب نے سحر او کردیا بجلی کا خواص رکھتا ہے خرابی یہ پڑی ہے کہ حربہ بدست
سحر تاثیر نہین کرتے ورنہ ملازمان فرعون جانبازی کر رہے ہین افراسیاب کسی کو نہین مانتا ہے لیکن یک
ارغول دم غول کا نعرہ ہوا یہ دونون سپہ سالار ساحران نامدار جہاندیدہ کارآزمودہ آتے ہی حکم دیدیا
یارو چہار طرف سے اس نامرد کو گھیر لو کمندون مین زنجیرون مین گرفتار کرو دور سے تیرون کی بوچھار کرو بیہ تدبیر
جو ارغول مرغول نے کی زنجیرین لیکر چہار جانب سے ساحر وغیر ساحر چلے افراسیاب پر دار پڑنے لگے تیر
سے اڑنے لگے اب افراسیاب جادو گھبرایا لباس پارہ پارہ تاج سر کا نذار دکئی مرتبہ منہ کے بھل زمین
پر آیا قلب بھرایا ایسا ہی زبردست تھا کہ بچا ورنہ سبھون نے چاہا تھا چہار طرف سے ٹوٹ پڑین مشکین
باندھلین افراسیاب کو جب بکھیڑ مین پڑا ہو کر حلقہ ہائے زنجیر توڑ کے غرق زمین ہو گیا پھر نعرہ کر کے نکلا
فرعون جادو نے اُس ہنگامے مین قریب آکر خنجر تلوار برسائے کئی زخم افراسیاب نے کھائے اور بہت
پریشان ہوا نانی دادی کا نام لیکر پکارنے لگا کبھی کہتا ہے مین نے نانی امان کو نامہ لکھا تھا افسوس میری خبر نہ لی
دیکھیے مین کیونکر بچتا ہون بھاگنے مین غیرت دامنگیر ہوتا ہون تو صاف ظاہر ہے کہ قتل کی تدبیر ہو گئی ہے کہ اب
افراسیاب جادو بیقرار تھا کہ طرف سے پردہ ظلمات کے ایک ابر سیاہ پیدا ہوا قریب آکر ابر پھٹا دو غلامان
ماہیان زمرد پوش نہنگ و تمنگ مع بارہ ہزار ساحران پردہ ظلمات کالی کالی صورتین پیکر بڑے

قدرسول وغیرہ ہاتھ مین وقت پر آکر پہونچے افراسیاب کو اس حال پر ملال مین دیکھا نعرے کرکے آگے افراسیاب کی کمر مضبوط ہوئی جھپٹ جھپٹ کے لڑنے لگا اب تو طرازان فرعون کو جان بچانا دشوار ہوا مددگار آگئے سب سے پہلے ارغول وہ مرغول پر جا پڑا یہ دونون جانباز وسرفروش خوب لڑے بڑے بڑے سحر کیے افراسیاب کو سنبھلنا دشوار کیا فوج مین تہلکہ ڈالدیا ایک مقام پر ارغول نے قریب افراسیاب آکر ہاتھ تلوار کا مارا یہ بیچارا مرنے سے بیخوف ہی خوب جانتا ہی کہ سواے طلسم کشا کے کوئی مجکو قتل نہین کرسکتا کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ارغول کی تلوار چھین لی اسی تلوار سے اس سرفروش کو مارا مرغول نے جو بھائیکا لاشہ دیکھا ہاے قوت بازو وکمر جاتی رہی گو افراسیاب پر کیے کئی سو ساحر مارے لیکن آنکھون مین اندھیرا آگیا ہی برابر کے بھائیکا لاشہ دیکھ رہا ہی افراسیاب نے جو مرغول کی سرکشی دیکھی ایک ساحر کی جھولی اٹھاکر زمین سے گولہ لیکر مار دیا سینے پر اس بہادر کے پڑا پشت کو توڑکر پار نکلگیا دونون سپہ سالارون کے مرنے کی جو آواز آئی فرعون جادو نے گریبان پھاڑ ڈالا کہا یاروطف زندگی نرہا یاران قدیم آنکھون کے سامنے قتل ہوئے صحبت کے بیٹھنے والے باقی نرہے تنہا جیے تو کیا لطف اب لڑ بھڑکر جان اپنی دینگے بے یاران ہمدم زندگی بیکار ہی خود بخود دل محجوب وشرمسار ہی نظم

ای جوش نالہ کاوش ہر دم کہاں تلک
ای آہ سینہ سوزی ہمدم کہاں تلک
اس زندگی سے برا دم آیا ہی تاکہ مین
بیٹھینگے اپنی جان کو یون ہم کہاں تلک

یون موت سے شکایت پیہم کہاں تلک
سینے کے سارے آبلے ناسور ہوگئے
آخر تحمل قلق وغم کہاں تلک

جل جل کے میرے دل کیطرح خاک ہوگیا
ای دست عیش ووصل کا ماتم کہاں تلک
اللہ سینہ کو یون سے ہاتھ تھک گئے

ایسے اشعار عبرت آمیز پڑھکر بہت رویا سمجھا کہ موت قریب آگئی تیغ خونریز کھینچکر فوج افراسیاب پر جا پڑا کئی سو بیچارا قتل کیے افراسیاب نے جو دور سے فرعون جادو کو لڑتے ہوئے دیکھا ہٹو ہٹو کرتا ہوا قریب پہونچا نعرہ کیا او فرعون مجھسے مقابلہ کر ان لوگون سے کیا لڑتا ہی تجھ ایسے لاکھون قتل کیے کوکب روشنضمیر کے ملک مال ودولت کے ہاتھ سے برباد ہوئے آج تیری بھی میرے ہاتھ سے قضا ہی دیکھون تو کیسا من چلا ہی فرعون نے جو افراسیاب کی آواز سنی زندگی سے بیزار مجبور وناچار جانتا تھا مین اسکا کچھ نکرسکونگا لیکن جوش جرأت مین جا پڑا افراسیاب سے تلوار چلنے لگی فوج فرعون بیدل ہو چکی ہی غلامان ماہیان زمرد پوش ہونگ وپٹنگ بلا کے ساحر مین فنون سحر سے جو بیٰ ماہر ہین ہر طرف لڑتے پھرتے ہین فوج فرعون پست پا ہو چکی ہی بہت سے بھاگ کر طرف شہر کے گئے بعض نے صحرا کی راہ لی دو چار وار فرعون نے افراسیاب پر چلے ایک مقام پر اس جلاد نے سحر کیا فرعون جا غش ہوگیا ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا

اُسی حال پُرملال مین افراسیاب نے ہاتھ مارا فرعون جادو کے دو ٹکڑے ہوئے اندھیرا چھا گیا فریاد والغیاث
کی صدا آئی بعد عرصہ دراز کے روشنی ہوئی پیرون نے غل مچایا کشتی مرا نام من فرعون جادو بود افراسیاب نے
پکار کر آواز دی یارون کیون جان دیتے ہو ملازمان فرعون نے اطاعت تو کی غیرت آئی طرف صحرا کے نکل گئے
افراسیاب جادو نہنگ و تینگ کو ہمراہ لیکر مع تین ہزار جادوگرون کے قلعہ فرعونیہ مین داخل ہوا
رعایا کے لوگ مجبور و ناچار دل نچاہتا تھا مگر حاضر ہوئے کیونکہ افراسیاب زخمی بھی ہوا تھا تین دن مقام کیا
خیمے بارگاہین سب دستیاب ہوئین نہنگ و تینگ کو ہمراہ لیکر قلعہ فرعونیہ سے نکلا زیر دیوار قلعہ سے راستہ
تھا زال جادو نے جو ہدایت کی تھی اور نشان بتلا دیے تھے بعد قلعہ فرعونیہ وہ مقامات ملنے لگے پانچوین دن
اک صحراے ہول خیز مین پہونچا دور سے ایک کوہ فلک شکوہ دیکھا گرد اُس پہاڑ کے بارہ ہزار جوان سیاہ رو تیرہ
درون فروکش ہین کچھ چھوٹے چھوٹے خیمے بھی جا بجا استادہ ہین ایک درہ کلان کے سامنے بیٹھے ہوئے زور دیتے ہین
سحر کے مصروف ہین افراسیاب جادو کو جو آتے ہوئے اُن سب نے دیکھا چند ساحر بڑھے آواز دی
کون آتا ہی یہ مقام ادب صحراے پُرغضب مقام سکونت مصاحب سامری شہنشاہ اقلیم افسونگری خوش رو
خونخوار احتقاق جادو ہی افراسیاب نے جواب دیا ای مصاحبان والا قدر ای پہلو نشینان شہریار ملک عذر
عرض کر دو جا کر کہ افراسیاب جادو شہنشاہ طلسم ہوش ربا برائے قدمبوسی حاضر ہوا ہی راہ کی بڑی بڑی سختیان
اُٹھا مین بمشکل پیا نشک پہونچے شرف زیارت سے مشرف ہون یہ سنکر وہ ساحر گھبرا کر اندر درہ کوہ کے گئے جا کر
احتقاق سے حال آمد افراسیاب بیان کیا احتقاق سنبھل بیٹھا کہا حقیقت مین سامری و جمشید ہمکو خبر دیگئے
تھے زمانہ اخیر مین شہنشاہ طلسم ہوش ربا اس صحراے ہول خیز مین آئیگا بلا تو ما بدولت بھی اُسکے مشتاق ہین وہی
ملازم واپس آئے افراسیاب سے کہا چلیے افراسیاب اندر درہ کوہ کے آیا ایک ساحر سیہ فام کریہ منظر
خوک پیکر ایک تختہ سنگ پر بیٹھا ہوا شراب پی رہا ہی ایک جانب تخت یاقوت نگار اُسپر ایک نقارہ پہلو مین نقارے
کے چوب طلائی بصد رعنائی آراستہ و پیراستہ افراسیاب واسطے سلام کے جھکا احتقاق نے کہا بتحقیق سامری
ای بادشاہ عالیجاہ آئیے تشریف لائیے ہم تو آپ کو یاد کرتے تھے مصاحبون سے فرمایا تھا کہ طلسم ہوش ربا
مین غدر پڑ گیا شہنشاہ طلسم ہوش ربا تشریف لائینگے فتح جنگ دست زبردست ما بدولت پر موقوف ہی جو کرامات
سامری سے انکار کرے بیوقوف ہی لیکن ای افراسیاب جادو ما بدولت کا وقت شراب خواری ہی خوب
نشے مین لوگ کھلاؤ افراسیاب کو زال جادو ہدایت کرچکا تھا بجوف افراسیاب نے کارد کمر سے نکالی ران

ایک بوٹی کاٹی منقل آتش پر کباب کر کے بطور نذر حاضر کی احتقاق جادو نے قہقہہ مارا بجائے گزک اُس بوٹی کو
کھا گیا کہا یاروں شراب کے ساتھ کباب کا مزہ ملا لیکن درد سے رنگ روے افراسیاب متغیر ہوگیا حیران
ہے کہ ران سے خون جاری ہے احتقاق نے لعاب دہن لیکر زخم پر افراسیاب کے مل دیا فوراً زخم خشک
ہوگیا درد بھی موقوف ہوا اب افراسیاب و احتقاق سے باتیں ہونے لگیں احتقاق نے ہنسکر پوچھا ای
افراسیاب شہنشاہ لاچین پر کیا گذری تم کیونکر بادشاہ ہوئے افراسیاب نے کہا لاچین نے انتقال کیا
ہی زندگی میں مجھکو ولیعہد کر گیا تھا لیکن طلسم پر بعد اُنکے بڑے زور شور سے قبضہ کیا اب کئی سال ہوئے ایک
شخص اسد غازی نامے نبیرہ حمزہ بارادہ طلسم کشائی آیا اُسکے آتے ہی رنگ طلسم دگرگوں ہوا کئی سو سردار
طلسم کے راز دار اُسکے شریک ہوگئے کوکب روشنضمیر بادشاہ طلسم نور افشاں بھی دین قدیم سے پھر گیا صدہا
ملک میرے قبضے سے نکل گئے شہنشاہ مشعل و تاریک جاکر مرے آخر قتل ہوئے مابدولت آپ کی خدمت میں
حاضر ہوئے احتقاق نے کہا مشعل بیچارا کیا جانتا تھا سامری کے سامنے چراغ جلایا کرتا تھا ہملوگوں نے
مشعل نام رکھدیا تاریک بیچاری کس شمار میں تھا زمین بھی در دولت سامری کی جاروب کش خدمتگزار ان
کچھ جنگلوں کا انتظام کچھ بدعت کا کام اُنکے حوالے کر دیا گیا تھا مابدولت نمونہ قہر سامری و جمشید صاحب راز دنیا ان
لشکر کے اُنکے نقارہ نواز اگر در سوار و پیدل ساحر بے بدل سامنے میرے آکر ٹھہریں جب ایک چوب لگاؤں سحر
بھولیں دوسری چوب میں تھرائیں تیسری چوب میں سب کو غش آجائیں یہ بارہ ہزار جلاد صاحبان ظلم و بیداد
چشم زدن میں کرور کو قتل کریں قتل کرنے سے بندگان سامری کے انکے دل نہ بھریں رحم انکے دل میں قدرت
نے نہیں پیدا کیا ای افراسیاب تو نے وہ نعمت کھلائی سنے نہیں غنیمت حاصل ہوئی جلد تیاری کرو مابدولت
جائیں گے لیکن راہ میں قلعہ فرعونیہ ہے وہ سرحد اہالیان طلسم نور افشاں ہے اُس راہ کا انتظام کیا افراسیاب
نے جواب دیا اُن سب کا کام تمام کیا قلعہ پر چلکر فروکش ہو جیسے زال جادو بھی اُسی مقام پر آئیگا احتقاق نے بیعت
پر افراسیاب کے ہاتھ پر شب کو اُسی مقام پر رہے بوقت سحر تخت یاقوت نگار پر سوار ہوا وہ نقارہ آگے
رکھلیا بارہ ہزار جلاد گرد آگئے افراسیاب مرکب پر سوار ہوا منزل بمنزل احتقاق کو لیچلا ہر منزل پر خراج
گزاران افراسیاب آنے لگے چوتھے دن دامن صحراے قلعہ فرعونیہ میں پہونچے کئی لاکھ ساحر جمع ہو چلے تھے
ایک بلندی پر افراسیاب نے بارگاہ استادہ کرائی احتقاق آکر تخت پر بیٹھا افراسیاب دنگل زرین پر اور گرد
مصاحبان نامور احتقاق بیٹھا شراب پی دور ہو ہنگامۂ عیش و نشاط برپا ایک نازنین حور طلعت سامنے

افراسیاب و احتقاق کے یہ غزل گا رہی ہی غزل

جواب دیکھیے کب لیکے نامہ بر آئے
کہ آج تا بہ بدن پارہ جگر آئے
نشانِ بے ادبی ہین یہ لگے بوسون کے
کمال جبکہ درستی پہ بال و پر آئے
دعا قریب اثر تھی تمھارے کہنے سے
کہ جس گلی سے ہزارون بُریدہ سر آئے

دھڑک رہا ہی مرا دل کہ کیا خبر لائے
شبِ فراق بھی نالان شبِ اجل خاموش
کہ دونون صفحۂ رخسار پر اُبھر آئے
تمھارا عقدۂ کاکل کسی سے کیا سلجھے
فرازِ عرش سے نالے مرے اُتر آئے
نسیم لطفِ سخن آپ پر تمام ہوا

دیا قضا نے ہمین مژدہ فراغِ حیات
کہین بھی جی نہ لگا آہ ہم جدھر آئے
ہوا سے سیرِ چمن مین قفس نصیب ہوا
کہ پیچ کھا کے جہان حلقۂ نظر آئے
وہان مجھے لیے جاتا ہی آہ دلِ بیتاب
کہے وہ شعر کہ شہرت جہان مین کر آئے

افراسیاب کا بھی دماغ تر ہی ایک نازنین احتقاق کے پہلو مین ہنس ہنس کے اُس سے باتین کر رہا ہی دمِ عیش وطیش مین افراسیاب و احتقاق نے نگاہ اُٹھا کر سمت صحرائے اخضری دیکھا تمام کوہ و صحرا لیکن ہرا بھرا ہر مقام پر پھولون کے انبار نخل قطار در قطار ہر سمت جوش بہار عندلیبان خوش نوا کی زمزمہ سرائی گل بوٹے کی رعنائی و زیبائی نسیم اٹکھیلیان کر رہی ہی ہر مرتبہ شرماتی ہی ایسا نہ ہو جھونکا تیر چلے عارضِ گل پر صدمہ پہونچے ہر غنچہ خاموش ہمہ سکوت کا جوش ہم صورت دہن معشوق کی گلبن شیرین دہنی گل کی نازک بدنی نکھری ہر پھول کی گویا عقیق یمنی قمریون کی کوکو معشوق سرو قد کی جستجو نرگس شہلا کا جوانان چمن سے آنکھین لڑانا سنبل کا زلفین عنبرین کو بنانا اس باغِ پر بہار مین صیاد باغبان و گلچین کا نشان نہین اگر صیاد فکر گرفتاری عندلیب خوشنوا مین آئے آتے ہی دامِ رگِ گل مین خود پھنس جائے گلچین زدِ نشین دیکھکر راستہ بھولے بہار کو دیکھکر ایسا بھولے نہرون مین جوش و خروش حباب اشکِ چشم حسینان موجۂ آب غیرتِ ابروے مہ جبینان

نظم

بخورِ گل ہوئے سب نقش و نگار
خاکِ لیلیٰ سے بنفشہ نکلا
طائرِ رنگِ چمن اُڑ نہ سکے
عام ہی گلشنِ ہستی کی فضا
گل ہر اک جا پہ نیا پھولا ہی
خار مین چوب تو گل نقارہ
نوبتِ نغمۂ بلبل ہی آج

فرشِ قالی سے نیا گل پھولا
خونِ فرہاد سے برگ سیاوش
تار بارش کا بندھا ہی ایسا
پھول بھی پھولے سماتے نہین آج
ہی عجب رنگ کی باغون مین فضا
جا بجا سے کم نہین گل کے اوراق
کوس شادی کی چمن مین ہی صدا

قیس کی قبر سے بیدِ مجنون
قبرِ شیرین سے ہی جل نیم اُگا
سبز ہی سبزہ بیگانہ بھی
غنچے خوبون کے دہن ہین گویا
جلترنگ آبِ روان کا ہی شور
غنچۂ گل ہی مثالِ شہنا
بلبلین مست ہین صیاد خموش

ہم صفیروں کی یہ دلکش ہے صدا
گل کہین جامے سے اپنے باہر
کچھ بھی بلبل کو نہین پاس حیا
ہو گئی زندہ گلستان کی زمین
باغ مین ناز سے بن ٹھن کے صبا
کھولے بیٹھے ہین عنادل منقار
شاخ ہے بلبل کے لیے اک جھولا
صحن گلشن مین ہے کیسی دلکش
قمریون کا وہ لب جو نالا
فرش قالی ہوا گلکاری سے
زور جوبن پہ جبھی ہے سبزہ
کشت امید ہے دہقان کی سبز
گرم رہتی ہے بغل صبح و مسا

کہین غنچون کی صبا سے صحبت
چاک ہر اک کا ہے دامان قبا
گل عنادل کے گلے کے ہین ہار
باغبان معجز باران دیکھا
سرو سے جا کے لپٹ جاتی ہے
کان مین گل کے یہ جا کر پھونکا
نکہت گل نے بسائے یہ دماغ
جا بجا مرغ غزل خوان کی صدا
ہے نظارت سے کہین حد نظر
نقش ارژنگ ہے اک اک تختہ
واہ کس دھوم سے آئی ہے بہار
فارغ البال ہین عاقل ہر جا

شاخ ہے دست و گریبان صبا
کیسی بھنچی ہے دبوچے گل کو
باغ عالم مین نیا گل پھولا
کیسی اترائی ہوئی پھرتی ہے
نکہت گل کہین لاتی ہے اڑا
نخل بھی جھومتے ہین مستانہ
حقۂ عطر ہے باغ دنیا
کوک کویل کی پپیہے کی ہوک
بحر اخضر ہے کہ دشت خضرا
چمن دہر کی ہے سرسبزی
عام ہے عیش جہان مین ہر جا
عاشقون کو ہے وصال معشوق

اُس صحراے سبزہ زار کی کیفیت دیکھ کر افراسیاب و احتقاق مع متعلقین سبھی اُسی جانب نگاہ ہے کسی کی زبان پر آہ کسی کے لب پر واہ ہے صنعت باغبان قضا و قدر مین مصروف ہین عیش و راحت کے مزے ایسے صحراے پر بہار کی سیر پر موقوف ہین یکایک گوشۂ صحرا سے اک آواز دلکش آئی سب اُسی جانب دیکھنے لگے سب کی نگاہ پڑی ایک طفل حسین مہ جبین گوری گوری صورت چاند کا ٹکڑا سن بارہ یا چودہ برس کا لباس فاخرہ زیب جسم کلاہ زرین سر پر ڈھلکی ہوئی گیسوے عنبرین پر غبار مکدر آئینۂ رخسار گریبان چاک چالاک و بیباک اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا چار جانب دوڑتا پھرتا ہے کبھی اپنے سائے سے رم کرتا ہے کبھی ٹھنڈی سانسین بھرتا ہے کبھی ہنسا کبھی رو دیا کبھی اٹھا کبھی پکارا یا سامری کبھی نام لیا ای خداے نادیدہ کبھی کسی مقام پر بیٹھ گیا خاک منھ پر ملنے لگا صاف طریقے سے ظاہر ہے کہ دیوانہ ہے جیسے ہی نگاہ افراسیاب و احتقاق اُس سرو باغ خوبی غنچۂ گلزار محبوبی پر پڑی پہلے احتقاق ہی نے گھبرا کر کہا ای شہنشاہ کوئی رئیس زادہ یا تاجر بچہ سڑی ہو گیا نہین معلوم اپنے گھر سے کیونکر نکل آیا پرورش یافتۂ مہد ناز و نعم اُس پر یہ رنج و غم ارے یارو اپنے ہوش مین نہین ہے دیکھو چاہتا ہے کنوین مین گر پڑون حقیقت مین اک کنوین کے قریب پہونچا تھا کہ طائر

جو اُڑا اسکو پکڑنے کو دوڑا جب طائر کو نہ پایا ازحد گھبرا کر گرا احتقاق نے کہا یارو دوڑو اسکو بہلا کر پیار لاؤ افراسیاب کا بھی دل ٹکڑے ہو گیا ہر ایک صاحب اولاد نے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا چار پانچ جادوگر دوڑے افراسیاب نے پکار کر کہا دیکھو یارو ہلاک نہو جاے مین بھی آتا ہون بہت عقلمندی کا کام ہی دیکھو فلک بھر فتار کیا کیا شعبدے دکھاتا ہی ایسے ماہ رخسارون کو دیوانہ بناتا ہی یہ کہکر افراسیاب چلا جادوگر آگے بڑھ گئے تھے انھون نے جاکر چہار جانب سے گھیرا وہ انکو دیکھکر رونے لگا ڈھیلے اُٹھا کر مارتا ہی کبھی ہاتھ باندھکر کہتا ہی یہان نہ آؤ دیکھو تلوار چل رہی ہی یارو رات تھوڑی باقی ہی مین کھانا کھا چکا ہون پانی پیونگا پناہ پانی مشکل ہی یارو یہ پہلی منزل ہی دیکھو کسی نے آگ لگا دی سارا گانو جل گیا شیران صحرا و فیلان جنگی سے لڑائی پڑی ہی ہاتھیون نے ہاتھون ہاتھ شکست دی ہی ان باتون کو سنکر وہ لوگ رونے لگے قریب اس خوف سے نہین جاتے ہمکو ڈھیلے مارتا ہی اپنا سر زمین پتھر پر دے مارے یا کنوین مین کود پڑے یہ تو دور سے صاحبزادے کہہ رہے ہین کہ افراسیاب تاج پہنے ہوے لباس بہت بھاری دوڑا ہوا آیا پکار کر کہا صاحبزادے ٹھہرو دیکھو ڈھیلے نہ پھینکو اُس لڑکے نے بہ نگاہ غور طرف افراسیاب کے دیکھا سراپا کو دیکھ دیکھکر عرصہ دراز تک بصورت آئینہ حیران مثل زلف پریشان رہا یکایک منھ بنایا چیخ مار کر رو دیا کہا ابا جان کہان تھے ہمکو اکیلا چھوڑ کر چلے گئے افراسیاب یہ کہکر دوڑا ہان بیٹا مین راستہ بھول گیا تھا آؤ گھر چلو اماں جان تمھاری روتی ہین اماں جان کا نام سنکر وہ لڑکا خوب ہنسا ناچنے لگا سر ہلا کے گنگنانا یا معلوم ہوتا ہی پڑھا لکھا بھی ہی یہ تو صاف لباس سے ظاہر ہی کہ کسی رئیس کا لڑکا ہی ناچتے ناچتے یہ اشعار گانے لگا نظم

ہی نگاہ لطف دشمن پر تو بندہ جاے ہی
تھامتا ہون پر یہ دل ہاتھون سے نکلا جاے ہی
جان نکلا وصل عدو پر ہی سی پر کیا کرون
کب تلک کوئی نہ بگڑے حال بگڑا جاے ہی
حسن روز افزون پہ غمزا کیلیے ای ماہرو
داغ میرے خون کا دامن سے چھوٹا جاے ہی
تاب طاقت صبر و راحت جان و ایمان عقل و ہوش
آب گوہر کے لیے آنکھون سے دریا جاے ہی

یہ تمرد ای بیمروت کس سے دیکھا جاے ہی
حال دل کیونکر کہون مین کس سے بولا جاے ہی
جب گلہ کرتا ہون ہمدم وہ قسم کھا جاے ہی
ناکام عشق شیرین لب جیے تو کیسا ہوا
یون ہی گھٹتا جایگا جتنا کہ بڑھتا جاے ہی
غیر کے ہمراہ وہ آتا ہی مین حیران ہون
ہاے کیا کیجیے کہ دل کے ساتھ کیا جاے ہی
خاک مین ملجاے یارب بیکسی کی آبرو

سامنے سے جب وہ شوخ دلربا آجاے ہی
اٹھ کے وہ بالین سے کیا کچھ دل ہی بیٹھا جاے ہی
رشک دشمن نے بنادی جان پر ای بیوفا
شور بختی سے خرابی زندگی کا جاے ہی
پونچھے آنسو دار تو ٹکیا کرون ہاے ہی
کسکے استقبال کو جی تن سے میرا جاے ہی
رو رہا ہون خندۂ دندان نما کی یاد مین
غیر میری لاش کے ہمراہ روتا جاے ہی

اب تو مرجانا بھی مشکل ہے ترے بیمار کو | ضعف کے باعث کمان دنیا اٹھا جاہی ہے | بند کو اب تو ہی فرما کسکو سودا ہے یہ کون
اور کی سنتا نہین اپنی ہی بکتا چلے ہے

اِن اشعار کو سنکر افراسیاب بھڑک گیا ساحرون سے کہا یارو بڑا کوئی ریش زادہ
ہے پڑھا لکھا کامل کوئی جن بھوت کا اسپر سایہ ہے ہر بات پر افراسیاب ہان ہان کرتا ہوا یہ مشکل قریب اس طفل حسین
کے آیا اُسنے ہاتھ بڑھائے افراسیاب نے گود مین اُٹھا لیا اُسنے ریش پر افراسیاب کی ہاتھ ڈالدیا کہا ہمارا
گھوڑا دوڑتا ہوا چلے افراسیاب نے اسپر بھی کچھ خیال نکیا جلدی جلدی طرف بارگاہ کے چلا آتا ہے لڑکا پاؤن
ہلاتا جاتا ہے کہتا ہے اپنے ٹٹو کو ایڑ کرتا ہون تمام سرداران احتقاق گرد افراسیاب ہنستے ہوئے چلے آتے ہین
بعض کہتے ہین یارو کیا ہنستے ہو رونے کا مقام ہے ہاے مان باپ کا کیا حال ہو گا صاف ظاہر ہے کہ رات کو نکل کر
گھر سے بھاگا نہین معلوم اس جنگل مین کیونکر آگیا خیر بھیڑیے سے کسطرح بچا دیکھیے یہ سایہ اسکے سر سے کیونکر دور ہو گا مان باپ
اسکے کیسے سر ٹکراتے ہونگے گھر مین کہرام برپا ہو گا افراسیاب نے لاکر بارگاہ مین پہونچایا لڑکا گود سے افراسیاب
کی کود کر طرف احتقاق جادو کے چلا کہا نانا جان کتنے دنون سے ہمکو تلاش نکیا احتقاق نے بھی ہاتھ پھیلا دیئے
لڑکا تخت پر چڑھ گیا احتقاق کی داڑھی نوچنے لگا احتقاق کو غصہ آیا افراسیاب نے کہا حضور وہ اپنے ہوش
مین نہین ہے آپ جبھپر نگاہ کیجیے غصہ نفرمایئے اگر اسکی جان بچ جائے کوئی اس بھوت کو اُتارے اپنا فرزند بناؤن سحر
سکھاؤن وحید عصر بناؤن حسن و جمال تو دیکھو چاند کا ٹکڑا ہے سونے چاندی کے کھلونے منگوا کر تخت پر رکھدیئے لڑکا
اُن کھلونون سے کھیلنے لگا ایک سمت بارگاہ مین آئینہ قد آدم رکھا ہوا تھا لڑکا کھیلتے کھیلتے پلٹا آئینہ کو معائنہ کیا
اک چیخ ماری ارے یارو دوڑو میرا بھائی قید ہو گیا یہ کہکر طرف آئینے کے دوڑا ایک ٹکر ماری سر سے لڑکے کے خون جاری
ہوا آئینہ ٹوٹ گیا اپنے کو گرا دیا مچلنے لگا ہاے بھائی ہاے بھائی کہکے روتا ہے کبھی منھ بناتا ہے کبھی پچھاڑین کھاتا ہے اب
وہ آئینہ جو اُٹھا کر جھکوایا گیا اُسکے پیچھے دوڑا یہ کہتا ہوا کہ ارے یارو میرے بھائی کی لاش لیے جاتے ہین اب ہرچند روکنے والے
روکتے ہین اب لڑکا نہین رُکتا افراسیاب کہتا ہے ارے یارو اسکی جان بچاؤ کسی کو قریب نہین آنے دیتا باہر بارگاہ
کے نکل آیا چاہتا ہے بلندی سے کود پڑے ساحر پٹتے ہوئے ہین یہ نہین مانتا اب تو لشکر مین ایک ہنگامہ برپا ہے
افراسیاب کہتا ہے یارو کیونکر دکون جو کوئی گود مین اُٹھا لیتا ہے اُسکو گالیان دیتا ہے جب زور نہین چلتا اپنے
بال نوچتا ہے تڑپکر گر پڑتا ہے ہواے لوٹتا ہے افراسیاب و احتقاق بیرون بارگاہ آگئے ہین افراسیاب
کہتا ہے یارو میرے طلسم ہوش ربا مین تو سب طرح کے لوگ ہین کسی ملا سیانے کو بلاؤ وہ اس آسیب کو اُتارے
ایسا نہو یہ ٹکر مرجائے لوگ ہر طرف دوڑے دوڑے پھرتے ہین یہ ہنگامہ ہو رہا ہے لڑکا چیخین مار کر رو رہا ہے

اب ہی ضد ہے کہ ہائے بھائی کو مار ڈالا میرے بھائی کو لاؤ کہ گئے قید کیا آخر صعید کیا خبردار میرے پاس کوئی نہ آئے
گرد سب ساحر ہیں بیچ میں وہ لڑکا خاک منہ پر مل رہا ہے مثل شیر غضبناک آنکھیں سرخ چہرہ تمتمایا ہوا بڑے بڑے
نکتہ شناس دور سے دیکھکر کہتے ہیں یارو ہمنے پہچانا یہ جن کی علامت ہے ایک نے کہا دیوانے ہو پری کا سایہ ہے
عاشق ہو چکی ہے اب نہ بچیگی ہمارے پڑوس میں اسی طرح ایک لڑکے پر پری عاشق ہوئی تھی اڑا کر لیگئی ابھی حیران
کر رہی ہے یہ باتیں ہو رہی ہیں افراسیاب دور سے کہہ رہا ہے آپ کون صاحب ہیں نام بتائیے بکرہ منگواؤں لوبان
جلاؤں اپنے قالب کو آپ کیوں حیران کرتے ہیں دیکھیے اُس بیچارے کے سر سے خون جاری ہے لڑکے نے نیلی پیلی
آنکھیں کر کے جواب دیا ہم تجھکو نام نہ بتائینگے دل سے ہم اسکے طالب ہیں اسکو پرستان میں لیجائینگے تم لوگوں
نے کیوں گھیرا ہے افراسیاب نے کہا غصہ نکیجیے غریب لڑکے کو چھوڑ دیجیے لڑکا سر جلا رہا ہے ہر ایک پر آنکھیں
نکالتا ہے اب سارے لشکر میں ہنگامہ ہے چار پانچ لاکھ ساحر جمع ہو چکے ہیں ساحروں نے دیکھا گاؤں کی جانب
سے ایک مولوی صاحب کتاب بغل میں دبائے ہوئے چلے آتے ہیں افراسیاب تو کہ رہا تھا کہ یارو کسی بڑے
کو بلاؤ ایک ساحر نے بڑھکر سلام کیا کہا مولوی صاحب آپ کہاں سے آتے ہیں مولوی صاحب تو بھرے ہوئے
تھے ابل پڑے کہا ای بھائی دنیا میں اب مکر و غدر کا جا بجا چرچا ہے سچا آدمی مارا جاتا ہے گاؤں میں زمیندار کی
بیٹی پر ایک جن آتا تھا میں بیچارہ تو کچھ نہیں جانتا ایک جاہل آدمی ہوں جاکر کچھ جھاڑ پھونک کی چھپا کیا یا تو
زمیندار صاحب کہتے تھے آدھا گاؤں دونگا سرفراز کرونگا آج جب فرصت حاصل ہوئی دو بیگھے زمین کا پٹہ لکھے
میں ڈالدیا گویا کتا بنایا لیکن خیر ہمنے شیشہ جنگل میں دفن کیا ہے اُسمیں جن کو بند کر دیا جاکر شیشہ توڑ ڈالینگے ابھی وہ انکے
گھر بھر کو کھا جائیگا یہ مولوی صاحب نے جو کہا اور بڑبڑاتے ہوئے چلے ساحر نے دوڑ کر افراسیاب سے عرض کی
افراسیاب نے کہا جلد بلاؤ ساحر دوڑے مولوی صاحب نہ آتے تھے ملازمان افراسیاب نے کہا مولوی صاحب
یہ بادشاہ طلسم ہوشربا ہے نہال کر دیگا بمشکل بڑے میاں چلے افراسیاب نے بھی دیکھا مولوی صاحب کی
اگلے لوگوں کی وضع تینوں کا دوپٹہ سر پر بندھا ہوا کرتا زیب جسم شرعی پائجامہ کفش پہنے ہوئے جیسے قریب آکر پہنچے
لڑکے سے آنکھ ملائی آواز دی کیوں بے نابکار بدکردار خونخوار یہاں کہاں آیا دیکھو تمھارے باپ بھی آپہنچے
یہ جو مولوی صاحب نے چلاکر کہا تو لڑکا مثل شیر غضبناک بپھرا ہوا جھوم رہا تھا یا آنکھ بچا کا بارگاہ میں گھس گیا
زیر تخت احتقاق چھپا دبا بیٹھا پکارتا ہے یارو اس مولوی کو مار دو یہاں نہ آنے دو اسکی آنکھوں سے ڈرتا ہوں
اب تو سب نے مولوی صاحب کو گھیر لیا افراسیاب نے کہا مولانا جو مانگیے گا وہ دونگا مولوی صاحب

نے کہا شہنشاہ صاحب یہ سحر و ساحری ہنوز غضب کے مقام مین ہین میرے اٹھارہ بیٹے جوان ہوے اس فن کو کر کے
بہت پچھتایا اور یہ بیچارہ کیا ہی خوب طبیعت مطلق ہی بے پڑھا جن پر لاہور سے بھاگا مین وہان بھی ہونچا تھا اب
یہان تشریف لائے ہین کئی مرتبہ انکی گردن ناپ چکا ہون بدوضع ہی دو ٹھوکرون مین بھاگ جائیگا لیکن آج
سختی پڑیگی افراسیاب نے کہا اندر تشریف لیچلیے حقیقت مین آپ کو دیکھتے ہی بھاگا زیر تخت جاکر چھپا ہی
سرڈالے پڑا ہی مثل بید کانپ رہا ہی سب مولوی صاحب کو گھیرے ہوئے مولوی صاحب اندر بارگاہ کے
آئے سب سردار گھیرے ہوئے مولوی صاحب نے کہا غل نکرو بارگاہ کے پردے چھوڑ دو خاص لوگ اندر
آئین عام باہر ٹھہرین صاحبو الگ رہو ایسا نہو اسکو چھوڑ کر تم پر چڑھ بیٹھے اب تو لوگ بھاگے پردے بارگاہ کے
چھوڑ دیے افراسیاب و احتقاق چالیس سرداران جلیل صرف اندر رہگئے مگر سب الگ الگ بیٹھے ہین
افراسیاب بھی خاموش لیکن ڈر کا تخت کے نیچے سے نہین نکلتا افراسیاب نے کہا کیون مولوی صاحب یہ
آپ کے قریب کیونکر آئے یہ تو ظاہر ہی کہ غل شور نہین کرتا مولوی صاحب نے کہا سو من سونا منگوائیے لوبان گگل
فلفل سیاہ کالا دانہ کوڑی بدتھنی دو پچھونون کے ہار کسی قدر جواہر بھی رکھوا دیجیے سونے جاگنے کی مجھکو ضرورت نہین
ہی بعد تھوڑی دیر کے اپنی سب چیزین اٹھا لیجیے گا مجھے جو ہاتھ اٹھا کر دیجیے گا وہ حلال ہی ورنہ یہ کیا مال ہی ایسی دولت
پر تھوک ہی سب خون خوک ہی افراسیاب نے کہا سب کچھ حاضر ہی اشرفیون کے ڈھیر لگا دیے اشیائے
مذکور حاضر ہوئے باہر والون کو بڑا اشتیاق ہی دیکھین اندر کیا ہوتا ہی روزن سے جھانک رہے ہین مولوی صاحب
نے کہا جو صاحبین روزن خیمے سے جھانک رہے ہین دیکھے ای شہنشاہ سزا پائینگے سب اندھے ہو جائین گے
اب تو لوگ بھاگے ایک نے ایک سے کہا بھائی ہٹو مولوی صاحب چار فلیتے لکھ رہے ہین افراسیاب
بھی خاموش احتقاق کو بھی حیرت کا جوش افراسیاب سے کہتا ہی ای افراسیاب یہ مولوی صاحب بڑے
کامل و اکمل ہین ڈر کا چھپا ہوا بیٹھا ہی اسنے آنکھ نہین ملاتا لیکن مولوی صاحب نے چار فلیتے لکھے چارون کونون پر
بارگاہ کے رکھے چار شمعین منگائین وہ بیچ مین رکھی گئین چالیس سردار اور افراسیاب و احتقاق سے کہا
آپ لوگ ایک ہی مقام پر غنچہ کرکے بیٹھین اب دیکھیے قیامت برپا ہوتی ہی جن سے لڑائی پڑے گی افراسیاب
نے گھبرا کر کہا مین باہر چلا جاؤن مولوی صاحب ہنس پڑے کہا شہنشاہ دیکھیے کیا مجال آپ لوگون پر ترچھی نگاہ
ڈال سکے پر سے اسکے لڑائی ہی مین بچ لونگا سب نے دیکھا فلیتے و شمع اسی طرح رکھی ہین ابھی مولوی صاحب
نے روشن نہین کین جب سامان مہیا کر چکے مولوی صاحب نے آواز دی او جاہل ادھر آ کب تک تخت کے نیچے چھپے گا

لڑکے نے دانت نکال دیے ہاتھ جوڑے مولوی صاحب نے چند دانے رائی کے پھینکے لڑکا زیر تخت سے تڑپکے
نکلا جھومتا ہوا قریب مولوی صاحب کے آیا لیکن آنکھیں سرخ جھومتا ہوا مولوی صاحب نے کہا بیٹھ جاؤ کا بیٹھ گیا
مولوی صاحب نے ایک دستک دی کہا بتلا تیرا نام کیا ہے لڑکے نے کہا اونھ ملا نام تو نہ بتاؤنگا تجھکو بھی
کھا جاؤنگا مولوی صاحب نے گوگل کی دھونی دی لڑکا کھیلنے لگا دو ہتھڑ زمین مین مارتا ہے کبھی مولوی کو للکارتا ہے کھیلتے
کھیلتے مولوی کو لپٹ گیا مولوی نے اڑنگا دیکے دے مارا ایک طمانچہ دیا کہا او بیحیا نام بتا آج بے تجکو جلاے
نچھوڑونگا اب شیشے مین نہ بند کرونگا کئی مرتبہ مین تیرے دھوکا کھایا ہزارون منزلین طے کرکے یہان آیا لڑکا کانپنے لگا
منہ سے کف جاری ہوا کہا مولوی صاحب میرا قمقام خونخوار نام ہے پردہ چہارم قاف مین رہتا ہون یہ لڑکا میرا
قالب ہے دل اسکا طالب ہے اسکو پردہ قاف مین لیجاؤنگا مین مدت سے اسپر مائل ہون ہرگز سر سے اسکے نہ اترونگا
زیادہ بولوگے تو تمبھی چڑھ بیٹھونگا بس مولوی جھلا کر اٹھے کہا بھلا بے قمقام بد انجام دیکھ تو کیا کرتا ہون دوڑ کر
چارون شمعین روشن کین چارون فلیتون مین آگ دی کچھ مٹی سے شمعون پر مارا اب تو اسقدر دھوان بلند ہوا
سارے خیمے مین بھر گیا لڑکا بھی رونے لگا یکایک افراسیاب واحتقاق وچالیسون سردار گھبرا کر اٹھے کہا
مولوی صاحب ہمپر بھی جن چڑھا کوئی طرف آسمان کے لیئے جاتا ہے ہمکو دیکئے جن پریزادون کا یہان مجمع ہے دیکھ
بھی آگئے احتقاق پکارا ارے مولوی مجکو بچا دیو نے منہ کھولا کئی سردار کھیلنے لگے پکارتے ہین اے مولوی ہمکو
بچالے بڑے بڑے لوگ آئے ہین لو آگ کا دریا آگیا افراسیاب نے کہا پانی چڑھ آیا احتقاق نے کہا مین تو
گھٹنون تک غرق ہوگیا افراسیاب نے کہا تم ابھی مین ہیراک ہون میرے کاندھے پر ہاتھ رکھیے ناک اپنی
پکڑ لیجیے احتقاق نے جلدی ناک پکڑی کاندھے پر افراسیاب کے ہاتھ رکھا کہا بیٹا جلد نکل چلو دیکھو کشتیان جہاز
ڈوب رہے ہین اسکو گھڑیال آگیا گھنٹہ بھر مین نکل جائیگا لو ہنگ لاڈلا بھی پہونچا منہ کھولدیا کیونکر بچین گے ہاے
جو سنتے تھے وہی ہوا مثل مشہور ہے قطرے کا جو کا گم ڈھلکائے تو کیا ہوتا ہے جوش دریا دم بدم زیادہ ہے کنارے
تک پہونچنے کا ارادہ ہے افراسیاب نے کہا مین جان پر کھیلتا ہون ابھی اس دریاے قہار کو جھیلتا ہون
یہ کہکے پیچھے ہٹنا سر جھکا کر گویا غوطہ مارا افراسیاب واحتقاق دونون گرے غرق دریاے لعنت ہوسے
وہ چالیسون بھی گر کر بیہوش ہوئے لڑکے نے نعرہ کیا تم جہتر بہتران و بہتر بہتران سرہنگ سرہنگان بساط بلا
بنی آدم مولاے معظم و مکرم جامع الفضل و الکرم دوندہ بیدرنگ قلعہ گیر بے جنگ مرد نرا بر ہنگ نامردان
پا ہنگ صاحب منظور نازنگ رفیق قدیم زرادہ قاف ثانی سلیمان نامی نامور خواجہ عمرو نظم

تیغ دبیر و سبو و ساغر ببرم	در مجلس خسروان چو گردم ساقی	رنگ از رخ تہمتک بہ اخر ببرم	عمرم کہ کلہ از سر قیصر ببرم

مولوی جی تڑپا نعرہ کیا نعرہ برق فرنگی سے عمر برق رفتار و خنجر گذار ۔ عمر یکہ لیکن گراں برعیار ۔ کیون
اُستاد کیا مولوی بنا عمرو نے ایک ڈھول لگائی کہا ایسے مجھے عمر بھر عیاری نہ آئیگی بابی بچیا بے غیرت ابے
سو امن سونا منگایا ہمنے پانچ من کہا تھا یہ کہکر جال مارا وہ سونا وغیرہ اُٹھا کر نذر زنبیل کیا برق نے کہا اُستاد جلدی کرو
افراسیاب تو قتل نہو گا لیکن احتقاق کو تو مار و جو چرخ سے حُسن چلے ہین جب یہ نام دنقارہ بجائیگا مرداران ظلمی
کو غش آجائیگا بھلا خواجہ کب مانتے ہین اسباب محفل کا اُٹھا نے لگے برق ترپکر قریب احتقاق کے ہو بجا عمرو
نے کہا ارے کیا کرتا ہے ایسا نہو کچھ فتور پڑے مین اسکو اُٹھا کر زنبیل مین رکھلوں نقارہ اور چوب بھی لیلوں بجالا
برق کب مانتا ہے ایک خنجر احتقاق پر ماری دیا خنجر تو جھٹ سے اُڑ گیا زمین شق ہوئی ایک پتلا فولادی زمین سے
یہ کہتا ہوا نکلا ارے تو کون ہے جو مصاحب سامری کو قتل کرتا ہے نکلتے نکلتے پتلے نے ہاتھ سے اشارہ کیا برق
دھم سے زمین پر آ کے گرا خواجہ عمرو ساحرون کے کپڑے اُتار رہے تھے جمع مین اپنے جلسے سے باہر لیکن برق نے
گرتے گرتے آواز دی اُستاد بھاگو مین گرفتار ہوا عمرو نے جو پلٹ کر دیکھا پتلے نے برق کو پکڑا اسی طرف آتا ہی
عمرو نے گھبرا کر بجنے کا قصد ہوا گلیم اوڑھوں یا جست کرکے نکلجاؤں لیکن پتلے نے انکو ملتے ملتے ایک دو ہتڑ
زمین پر مارا سامری و جمشید کا نام لیا عمرو بھی زمین پر گرا مثل لوٹن کبوتر کے تڑپنے لگا یہ پتلا جب دونوں کو
بیکار کر چکا برابر احتقاق کے آکر چھینٹا پانی کا مارا آواز دی اے مصاحب سامری بہت سوئے بس اب
ہوشیار ہو جیسے عمرو و برق آپ کو قتل کرنے تھے نقارہ نواز لشکر سامری کو یہ غفلت اور افراسیاب تو رونے
جوتیان کھاتا ہی بار رنج والم اُٹھاتا ہی اسکی عقل پر پتھر پڑے ہین احتقاق کی آنکھ کھلی نہ وہ مولوی صاحب
نہ وہ کا آسیب زدہ ایک انگریز دوسرا دُبلا پتلا تھا تیا دونون زمین پر بیکار پڑے ہین پتلا کھڑا ہے فہمایش
کررہا ہی بس احتقاق نے اُٹھتے ہی افراسیاب کو ہوشیار کیا کہا واہ شہنشاہ ہمکو اسی واسطے لائے تھے
کہ عیارون کے ہاتھ سے ذلیل و رسوا ہون افراسیاب کانپنے لگا پتلا بھی افراسیاب پر طعن و تشنیع کرنے لگا
کہا اے شہنشاہ مین اگر اپنے آقا کی نگہبانی نکرتا خاتمہ ہوا تھا بس اب ہمارے شہنشاہ آپ کے ساتھ بجائینگے بیکون
مرتبہ عمرو آپ پر عیاری کر چکا لیکن آپ نہین بچپاتے افراسیاب غصے مین کانپنے لگا کہا او بچیا دور ہو ہمارے
مقدمات مین تجھکو کیا دخل ہے چند باغی جمع ہین جسدن ہم بدولت کا جی چاہیگا محل حیات اُنکا قلم کرینگے پتلے نے
آنکھ دکھاکر کہا مرا سر غلط ہی کچھ بھی نہین ہوسکتا دشمنون کے ہاتھ سے آپ بھاگے بھاگے پھرتے ہین پھر بھی آجتک

نہو سکا جب تو ہمارے شہنشاہ کی خوشامد کی یہ کلمات سخت جو چیلے نے افراسیاب سے کہے یہ آتشخو شعلہ مزاج
غصے مین اُٹھا کہا بس او زبان دراز خاموش ہو ورنہ ابھی سزاے معقول دونگا آتش قہر و غضب مین بھونک دونگا چیلے نے
کہا واہ واہ دشمنون پر تو زور نہین چلتا ہمپر آنکھین نکالتے ہین مین کیا کچھ آپکا تابعدار ہون شہنشاہ احتقاق کا واقعی
خدمتگار ہون افراسیاب نے غصے مین کلائی پر ہاتھ ڈالکر ایک طمانچہ مارا کہ چیلا جلکر خاک ہوا خاک سے ایک طائر
پیدا ہوا اسنے آواز دی افسوس صد ہزار افسوس علامت زوال ظاہر ہوئی اب طلسم ہوش ربا نہ بچیگا یہ کہکر طائر
نے بھی اک آہ کی افسوس ہیہات کہکر جلگیا احتقاق نے کہا اے افراسیاب یہ تو نے کیا کیا میرے غلام نگہبان
خیرخواہ کو مارا اب کوئی آفت آئیگی تو تجھکو کون بچائیگا افراسیاب نے کہا اس وقت آپ کچھ نفرمائیے آپکے لاکھون
نگہبان پاسبان ہین مرنے سے چیلے کے عمرو و برق کا بخار اترا جاتے تھے لوٹ مار کی انھین افراسیاب نے
کہا بس سارباں زادے اسی مقام پر بزارہ اُٹھنے کا قصد نکرنا یہ کہکر کچھ اشارہ کیا اُٹھتے اُٹھتے دونون پھر گر پڑے
ہنگامہ جو ہوا چالیس سردار بھی ہوشیار ہوئے باہر نکلے دیکھا سب اہالیان فوج دور جا کر کھڑے ہوئے ہین ہر چند
انکو بلاتے ہین وہ کہتے ہین ہم نہ آئینگے اندھے ہو جائینگے جب ان سبھون نے پکار کر کہا او نامرد کیسا اندھا
لولا ہونا جلد آؤ شہنشاہ بلاتے ہین دونون عیار تھے ہم سب بچ گئے شکر سامری و جمشید بجا لاؤ جب بہت سمجھے
پیچھے تب وہ لوگ بمشکل قریب آئے پردہ بارگاہ کا اُٹھا تو سب نے دیکھا احتقاق خاموش غم مین اپنے
نگہبان کے تخت پر سر جھکائے بیٹھا ہے افراسیاب بھی غصے مین کانپ رہا ہے دونون عیار مثل گنہگار سامنے
افراسیاب کے سر جھکائے بیٹھے ہین ہوش سب کے اڑ گئے آپسمین کہتے ہین یاروان عیارون نے ساحرون
کے بھی کان کاٹے کیونکر انکو کوئی پہچانے ایک بولی جگر آیا ایک لوکا بن گیا کیا دونون نے جال پھیلائے
اتنے بڑے ساحرون کے سامنے عیاری کو گذرے کچھ خوف نہ آیا کلیجے بڑے ہین بعض نے کہا افراسیاب نے
منہ چڑھایا ہے ہر مرتبہ گرفتار کرکے قید کرتا ہے اگر قتل کر ڈالتا ابتک یہ جھگڑا نہ رہتا وہ لوگ جسکو پاتے ہین فوراً
قتل کر ڈالتے ہین نہین معلوم شہنشاہ کو کسکا خوف ہے آخر یہانتک نوبت پہونچی صدہا ملک قبضے سے
نکل گئے قوت بازو زینت پہلو دشمنون کے شریک ہوئے ہوش ربا ایسا طلسم برباد ہوا جاتا ہے کچھ نہین ہو سکتا
جب عاجز و ناچار ہوئے احتقاق جادو کو بلا کر لائے یہ لوگ مصاحبان سامری گوشہ نشین صاحبان جاہ
و تمکین انکو لڑنے بھڑنے سے کیا کام صرف بانیان طلسم ہوش ربا نے حمام اور تکلفات درست کیے حجرہائے
بلا بھی بنائے اگر اپر کوئی مصیبت پڑی روح سامری کو تکلیف ہوئی بعض نے کہا اب آج تو شہنشاہ نے

بڑی ذلت اُٹھائی ہے ضرور عمرو و برق کو قتل کرینگے ایک نے کہا ہمنے سنا ہے عمرو کو موت ہی نہیں ہے جہان
قید ہوا اُس زمین کو ویران کیا یکہمین ساحرون کے یہ چرچے ہین لیکن افراسیاب جادو چیلے کو مار کر غصے مین
کانپ رہا ہے احتقاق نے کہا کہ ای شہنشاہ میرے غلام نے زبان درازی کی اب ان دشمنون کو تو قتل کا حکم
دو افراسیاب نے کہا بڑے افسوس کی بات ہے آپ صاحب ساحری ہین لیکن راز دنیا ز طلسم سے بے اسقدر
ناواقف عمرو کے قتل کرنے مین یہ کو صاف صاف لکھا ہے جمشید نامے کا فقرہ ہے کہ عمرو کا خون جس مقام پر گریگا وہ
سرزمین آباد نہو گی علاوہ ازین طلسم کشا سر پر موجود ہے لوح کی تلاش ہو رہی ہے بڑے بڑے سالار عقیل و فہیم
تاجدار صلاح تلاش لوح مین آٹھ پہر مصروف ہین کوکب روشن ضمیر کو بڑی فکر ہے آٹھ پہر یہی ذکر ہے لیکن ایسے مقام
پر قید کرون کہ طائر وہم و خیال بھی نہ پہونچ سکے اور آپ یہان سے تشریف لیجائین طلسم کشا کو مٹا دین عمرو کا سر
مجھے دین اب عمرو رہائی نپائینگے اُستاد شاگرد تڑپ تڑپکر مرجائینگے مدت سے ایک قیدی وہان مقید ہے
کوئی بھی آجتک وہان نہ پہونچا اُسی مقام پر انکو بھی بھیجدونگا قید خانے مین ایسے عاجز ہون کہ تھکو بڑی سے
سر ٹکرا کر خود مرجائین میرے ہاتھ سے مہلت نپائین یہ سنکر عمرو بول اُٹھا ہنسکر کہا میان احتقاق تمہاری تو شامت
آئی ہے قضا یہان لائی ہے ہم شہنشاہ کے پُرانے رفیق ہین ہمارے مہربان شفیق ہین اسوقت ہمسے ایک خطا ہو گئی
گھڑی دو گھڑی نظر بند کرینگے پھر سرفراز فرمائینگے ہم انکے خدمتگزار ہین یہ ہمارے سردار ہو کیا بھی ہمکو دکھلانا منظور
تھا برق نے جلدی کی ورنہ مین تمکو زنبیل کی سیر کراتا ٹوکری ڈھوتے ڈھوتے مرجاتے بہت سے تمہارے
بھائی بند قید ہین تمہاری کیا حقیقت ہے ہمارے قتل کی ترغیب دیتا ہے تمہارا کاغذ زندگی کا چاک کر ڈالا گیا
بیحیائی سے جیتے ہو شہنشاہ سے ہمسے راز و نیاز ہین سالہا سال ہوئے خدمت مین شہنشاہ کے حاضر ہوئے
اپنے مالک سے روٹھے بھی ہین پھر منجاتے ہین ان باتون پر احتقاق جل گیا افراسیاب مسکرایا عمرو نے جو
افراسیاب کو ذرا مہربان پایا کہا ای شہنشاہ اب تو میری جان پر بنی ہے خطا میری معاف کیجیے صرصر سے
شادی کر دیجیے یہ کہکے گنگنایا یہ اشعار عشق آمیز گانا شروع کیے

نظم

دایم اسیر درد ز گردون دل من است
وصلت مراد است لیلی و مجنون دل من است
ہر کس شنیدہ نالۂ زارم ز ہوش رفت
ہنگامہ خیز ... داغون دل من است

در بزم غم پیالۂ پر خون دل من است
خون دلم گذشت ز جیحون و کم نشد
فرہاد عشق بادۂ گلگون دل من است

از جستجو نشان وصالت نیافتم
از صد محیط قطرہ افزون دل من است
مخفی دلم بہ نغمۂ شوق آشنا نشد

برق فرنگی نے جو دیکھا کہ اُستاد نے رنگ جمایا یہ بھی گنگنایا کہا او استاد

دیکھیے نئی غزل نسیم دہلوی کی ہے جن تجاوکی ہے دُھن بھیرویں کی رکھی ہے یہ کہکے اس غزل کو یہ بھی گانے لگا غزل

آنسو نکلو ہون ہر وقت پیش روے دوست
بے حال منھ سے نکلا ہائے لطف کوے دوست
وہ دل سے کھینچا ہون کھلا ہر سرد کو
نور تن کیا یہ کمین ہے قاتل بازوے دوست
عشق وہ شی ہے کہ پتھر مین بھی کرتا ہے اثر
کوئی محروم سے جانان کوئی بچو کوے دوست
ہے تو معشوق بھی عاشق کہین ایک عندلیب
ہم مین ہم پہلوے بحر ان لب بام ہے کو دوست
ہر طرف تیر نگاہ ناز کرتی ہے شکار
ہے بعید از شرط الفت رخش بازوے دوست
چاہیے قاتل زمان چاک تن اتنا لحاظ
چشم معروف نظارہ سر تو زانوے دوست
ہان خفا ادا ای امل اتنا توقف چاہیے

وہ مجھے دیکھا کرے دیکھا کرون مین سوے دوست
بدر کو دیکھا تو بھا عارض تابان یار
کیسا کیسا یاد آتا ہے قد دلجوے دوست
ماہ بدلے میری عادت کا بدلنا ہے محال
جلے دل سینے مین ہے در نجف گیسوے دوست
حسرت دیدار مین کیا کیا نہ تڑپی عندلیب
سو نکھ سے پھر دامن گل [illegible] رہا ہے بوے دوست
دل فریبی ہو چکی اب کیا غرض الطاف کی
صید کیا صیاد قلعی ہو گئے آہوے دوست
خاکساروں کو نشیب و آرزو درکار ہے
یہ وہ پہلو ہے کہ جو ہوتا تھا ہم پہلوے دوست
فتنہ ہائے چشم سحر آلود کی زن شہر مین
چلتے چلتے اک نظر پھر دیکھ لین ہم روے دوست

سیر جنت خوب جب رضوان مجھے دکھلا چکا
جب خیال آیا نظر جاتا کہ ہے ابروے دوست
دل سے بہتر روشنی یاقوت و گوہر مین نہین
چاند کوئی ہو مگر مین دیکھتا ہون روے دوست
کچھ نہ کچھ ہر شخص کو اس سے تعلق ہے ضرور
تا قفس لائی صبا جسدم چمن سے بوے دوست
قسمت اپنی اپنی اسمین کیا کسی کا اختیار
ہے زمین تکیہ بجائے تکیہ پہلوے دوست
کاٹ لین ہم آپ سر اپنا توقف کیا ضرور
عرش سے بہتر سمجھتا ہون مین کوے دوست
سچ تو یہ ہے مرگ عاشق کے تصدق جائیے
کس طرف کس جا نہین افسانہ جادوے دوست

اس رنگ مین برق نے بھی یہ غزل گائی افراسیاب تو تڑپ گیا عمرو نے اور چار پانچ شعر گائے استاد شاگرد دونوں مین تکرار ہونے لگی تانین اچھی خوب لین اب تو احتقاق جادو بھی ان کمالات کو سنکر سن ہو گیا افراسیاب نے کہا ہائے او عمرو کیا کرون تیری حرکتین نہین چھوٹتین نہین مجھکو تعویذ بازو بناؤن کیا صاحب معقول ہے روتے کو ہنساتا ہے کیا کیا کمال دکھاتا ہے عمرو نے کہا شہنشاہ آج مین بہت ذلیل ہوا توبہ کرتا ہون اب کبھی ایسی حرکت نہ کرونگا اب دل مین یہی ہے کہ بقیہ عمر زیر قدم شہنشاہی بسر کرون مہرخ و اسد کو منہ نہ دکھاؤن سب بڑے ناقدر ہین لشکر مین غدر ہے ہم یہان مصیبت مین پھنسے کوئی خبر لینے نہ آیا جب یہان سے جائین گے تو سب صاحب یہ پوچھین گے کیون خواجہ صاحب کسی مسافر وغیرہ کو مارا کچھ مال لائے لوح تلاش کی جلدی طلسم فتح کرا دو حیرت و افراسیاب کو کہاں ڈوبو یہ کسی صاحب کے منہ سے نہ نکلیگا کہ تم پر کیا گذری کس مصیبت مین تھے کچھ کھایا یا نہین مرتے ہو یا جیتے ہو اب مین بہت عاجز ہو چکا بس شہنشاہ مجھو نادیہ پیرے پاؤن ٹوٹے جاتے ہین لیکن مین صاف عرض کرونگا اس برق کو

قتل کیجیے یہ قوم کا انگریزی بڑا فتنہ انگیز ہی برق نے کہا نہین اُستاد اب مین بھی توبہ کرتا ہون عمرو نے کہا بھئی دل
صاف کردو اب کوئی جھگڑا باقی نرہے بڑے بڑے ظلم سے دل مین ناسور پڑ گئے یہ بھی ہمکو یقین ہو گیا کہ یہ طلسم
فتح نہو گا بس ہم کیون لطف زندگی کھوئین ہمکو امون کی جان کو روئین تخم بغض و حسد کشت عداوت مین بوئین
آپ کی مصاحبت مین رہین جہین ہے پاؤن پھیلا کے سوئین افراسیاب تو خاموش ہی لیکن احتقاق نے کہا
ای افراسیاب عمرو روتا ہی اپنی حرکات پر شرمندہ ہوتا ہی اسکو نوکر رکھو تو شب کو خوب مزے سے گانا سنین گے
افراسیاب نے کہا اِسکی باتون کا مجکو یقین نہین آتا ورنہ اسکے کمالات بہت پسند ہین مرتبے بھی اسکے بلند ہین
ملکہ ظلس گلگون پوش کو عیاری کرکے مجھسے لڑوا دیا مین ایسا صاحب اختیار نہوتا تو غضب کیا تھا
کوہ ہفت رنگ پر چڑھ گیا تھا بڑے بڑے فتور کیے نہین معلوم کمبخت کے کان مین کیا پھونک دیا تھا مرتے
ہی کا دم بھرتا تھا عمرو نے کہا ای شہنشاہ مین وہ بات ایسی کہدونگا وہ بڑی ایک عمدہ خبر ہی ہر اہل دل کو
عزیز ہی اب افراسیاب و احتقاق سے خواجہ عمرو کھل ملکر باتین کر رہے ہین کبھی گاتے ہین کبھی میٹھی میٹھی باتین
سناتے ہین کبھی کہتے ہین حضور اب رہا کیجیے مین اُنھون سامری و جمشید کو سجدہ کردن کوئی عیاری سوچون اسد
کو پکڑ لاؤن احتقاق صاحب کو تکلیف نہو یکایک آسمان پر ایک ابر تیرہ و تار اُٹھا سب اُسی جانب
دیکھنے لگے اُسی مقام پر آ کر وہ ابر شق ہوا سب نے دیکھا ایک ساحر سیہ فام لکین تاج سر پر بھاری لباس پہنے ہوئے
چالیس ساحر ہمراہ تخت آگر اُترا افراسیاب کو جھککر سلام کیا افراسیاب نے ہنسکر کہا ای شہاب گلگون پوش
اسوقت کہان سے آتے ہو عرض کی صرف حضور کی قدمبوسی کو حاضر ہوا مین براے زیارت ملکہ ماہیان زمرد پوش
بردہ ظلمات مین گیا تھا عرصہ دراز تک خدمت فیضدرجت مین حاضر رہا وہ قیدی حضور کا جو ہمارے قبضے مین
ہی اُسکا حال ملکہ عالم نے پوچھا مین نے کہا حضور نوبت بجان و کارد بر استخوان امروز فردا مین خاتمہ ہو جائیگا ملکہ عالم
نے یہ فرمایا ای خیرخواہ دولت ای صاحب لیاقت ہماری نجوم خبر دیتی ہی اس زمانے مین وہ قیدی چھوٹیگا اُسکی
ذات سے بڑی خرابی ہوگی مین نے دست بستہ عرض کی کہ حضور اُسکی رہائی میری زندگی مین غیر ممکن ہی مجھ تک کون
آسکتا ہی یکایک ملکہ عالم نے فرمایا لو اور مزا دیکھیے عمرو و برق نے احتقاق کو عیاری کی دونون گرفتار
ہوئے اب شہنشاہ سے صفائی ہو رہی ہی ای شہاب جلد جاؤ خبردار افراسیاب کا کہنا نہ ماننا دونون
عیارون کو لیکر اپنے مقام پر چلے جاؤ بہ احتیاط قید کرو وہین تڑپ تڑپ کر مر جائینگے افراسیاب سفلہ مزاج
بیوقوف ہے کہ اسکا تاج ذرا سی بات مین پھسل جاتا ہی جو عمرو دکھاتا ہے گا باعث خرابی ہی اُسکا یہی بحسرہ ہی

دام علم موسیقی مین پھنسا لیتا ہی چشم زدن مین دھوکا دیتا ہی حضور غلام حاضر ہوا لایے ان دونون عیارون کو میرے
حوالے کیجیے لیجا کر قید کرون یہ قیدی تا قید حیات رہا نہین ہوتا اگر حضور نے شاہان مغضوب میرے حوالے کرتے
یہ بھی قیدخانے مین تڑپ تڑپ کے مرے افراسیاب کو سناٹا آگیا سب سے زیادہ احتقاق کو رنج ہی کہا ای
افراسیاب مین اسکو اپنا مصاحب خاص بناؤن افراسیاب نے کہا حکم مین آپ کے دم نہین مار سکتا
اور حقیقت مین یہ بھی دوست ہوگا لیجانے دیجیے تو خواجہ اب تمھاری موت آئی عمرو منتین کرنے لگا شہاب
کا غصے مین چہرہ سرخ ہوگیا کہا او ساربان زادے بس خاموش رہ شہنشاہ کو دھوکا دیا ہوتا اب تم زندہ نہ بچوگے
اُس قیدخانے مین تڑپ تڑپکر مروگے عمرو بہت حیران ہی کہ ہمارے لشکر کا تو کوئی سردار قید نہین ہی یہ کس قیدی کا
ذکر کرتا ہی لیکن زیرہ کی آنکھین جوش وخروش مین آئین طرف شہاب کے پلٹے کہا او ناہنجار بدکردار کیون
بیہودہ بکتا ہی اس وقت کی بات لکھ رکھ اگر ہمکو لینے آیا ہی تیری قضا بہت قریب ہی ہم فقط شہنشاہ سے دبتے
ہین تجھ ایسے ہزارون مار ڈالے ملک عظلی آباد چاہ ماران وام الجبال زبرجد نگار و ملک فرخ وینہ
ہزار شکل چرخ گردان ان سب مقامات کے ساحرون کو کتے کی موت مارا جس دن سے طلسم ہوش ربا مین
آیا اتنے ساحر مارے کہ شمار ناممکن ہی عنایت پروردگار کے دل مطمئن ہی اگر اپنی زندگی درکار ہی ہمارے
معقدے مین دخل نہ دے یہان سے چلا جا کیون شامت آئی ہی شہنشاہ ہمارے مالک ہم انکے خیرخواہ ہین
عیاری مکاری جو جی چاہتا ہی کرتے ہین یہ ہمارے قدردان ہم انکے رتبہ شناس یہ رئیس جلیل ہم فلک اساس
یہ سردار ہم عیار دوسرے کی کیا مجال کہ ہم سے آنکھ ملا سکے شہاب تیرا نام ہی یہ رنگ دھوپ مین اُڑجاتا ہی
ابھی سے دیکھ تیرے چہرے پر سیاہی ہی ہمارے قتل کا خیال باعث تباہی ہی ہمنے بہت سے رنگ دنیا
دیکھے تجھ ایسون سے کب ڈرتے ہین جو تجھسے ہوسکے قصور نکر شہاب گلگون پوش کا چہرہ غصے سے سرخ
ہوگیا کہا ای شہنشاہ آپنے اسکو بہت منھ لگایا ہی دیکھون تو میری قید سے کیونکر چھوٹتا ہی اب آب و دانہ بھی بند کردونگا
یہ کہکر عمرو اور برق کو اپنے سحر مین مسحور کیا افراسیاب نے اپنا سحر اُتار لیا ہر چند کہ اسی وقت عمرو و قیامت کی عیاری
کرچکا تھا لیکن سب کو سناٹا آگیا ہر ایک کا یہی قول تھا کہ یار ہر چند عمرو سب ساحرون کا دشمن ہی لیکن علم و کمال
مین اپنا مثل نہین رکھتا کس مزے سے اسوقت گایا عاشق مزاجون کا دل بھر آیا لیکن شہاب تنتناتا ہوا اُٹھا
اچھلکر تخت پر آیا عمرو و برق کو اسی تخت پر ڈال لیا چالیسون جادوگر گرد آگئے وہی ابر تیرہ و تار اُڑتا ہوا ایک
جانب نکل گیا احتقاق نے کہا ای افراسیاب مجھے بڑا قلق ہوا افسوس عمرو کا گانا دل کھولکر نہ سنا افراسیاب نے

کہا اے شہنشاہ آپ ابھی حالات عمرو سے ماہر نہیں ہیں یہ بلاے روزگار ہے اب مجھکو اطمینان کامل ہوا شہاب گلگون پوش جہان عمرو کو لیگیا وہان کا قیدی کبھی رہا نہیں ہوا احتقاق خاموش ہو رہا افراسیاب جادو نے ایک نامہ ملکہ حیرت جادو کو لکھا مضمون یہ تھا کہ تیاری کرو مین احتقاق جادو حاکم حجرۂ سوم کو لیکر آتا ہون عمرو و برق نے اگر بیان عیاری کی ہین نحوذ و نون کو قید کرکے سمت کوہ کیمیا بیر روانہ کردیا لیکن اس خبر کو مشہور نکرنا یہ نامہ نامہ دار کو دیا ساحر تیز رو نامہ لیکر چلا افراسیاب نے احتقاق کو مع نقارۂ جمشیدی تخت پر سوار کیا منزل بمنزل چلا لیکن حال لشکر ملکہ مہرخ سماعت فرمائیے کہ آج کئی دن کا زمانہ گذرا خواجہ عمرو و برق پلٹ کر نہ آئے حیرت جادو مع لشکر ساحران اگر مقابلے مین اُتری بیٹھے بیٹھے ملکہ مہرخ گھبرائین مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو بارگاہ مین حاضر ہی جانسوز و ضرغام مہتر قران والا مقام بھی اپنے مقام پر بیٹھے ہین کہ ملکہ مہرخ نے چالاک سے کہا اے مہتر والا گہر اے عیار نامور بڑے تعجب کی بات ہے کہ کئی دن سے لشکر حیرت ہمارے مقابلے مین آیا کیا باعث ہے کہ حیرت نے طبل جنگی نہین بجوایا شاید امداد افراسیاب کا انتظار ہے برادر خواجہ عمرو دل بیقرار ہے فکر مین گئے تھے واپس نہین آئے کل اہالیان ہوش ربا اُنکے دشمن ہین ذرا جاکر خبر لاؤ شاید لشکر حیرت مین کچھ کیفیت معلوم ہو چالاک نے کہا مین خود قبلہ و کعبہ کے واسطے بیقرار ہون شب کو خواب پریشان دیکھا خدا خیر کرے یہ کہکر چالاک اُٹھا لشکر مہرخ سے نکلا جب قریب لشکر حیرت پہونچا اک خدمتگار کی صورت بنائی لشکر دشمن حیرت کے پھرتا ہوا آیا بلا تکلف دربارگاہ پر آکے ٹھہرا حاضر حاضر کہکے پردہ اُٹھایا اندر آیا پشت حیرت پر آکے ٹھہرا دربار جمع ہوا ہے مصور و صورت نگار وغیرہ اپنے مقام پر بیٹھے ہین حیرت جادو کہ رہی ہے شہنشاہ قریب حجرۂ سوم پہونچ گئے ہونگے دشمنون نے قصد کیا تھا کہ شہنشاہ کو دکین یہ تو تیغ سناطار برج نے خبر دی کئی لاکھ ساحرون کو قتل کیا قلعۂ فرعونیہ کو لوٹ لیا اب واپس ہوئے ہونگے اے سرما برف انداز وای ابریق کوہ شگاف کوئی ساحر تیز رو جلد روانہ کرو کہ حال مفصل دریافت ہو ہر مرتبہ جی چاہتا ہے طبل جنگی بجواؤن بی بہار کو گھس کر قتل کردن بوا سنے بہت سر اُٹھایا ہے مین ہر مرتبہ لڑائی مین ٹالتی ہون وہ میرے ہی منہ چڑھتی ہین بہت بجا تھا جنگی سرما و ابریق نے قصد کیا عرضی واسطے افراسیاب جادو کے تحریر کرین کہ برق آسمان پر چمکی ایک ساحر اُڑتا ہوا آیا نامہ ہاتھ مین ملکہ حیرت کے دیکر چلا گیا اتنا چلتے چلتے کہدیا کہ حضور اسکے مضمون سے کسی کو آگاہ نکرین یہ پکار کر عرض کرتا ہون کہ احتقاق جادو آتا ہے اسی ہفتے مین شہنشاہ پہونچ جاینگے وہ تو غائب ہوا حیرت جادو نے نامہ کھولا بعد القاب حال عمرو و بستہ ہونا لکھا تھا کہ ساربان زادے نے

شغطور کی عیاری کی برق بھی ساتھ تھا بد دولت نے دونون کو گرفتار کیا لیکن قید کر دیا پشت پر چالاک کھڑا ہوا
نگس پرانی کر رہا ہی جھلک جھلک کے پڑھتا جاتا ہی یہ حال مصیبت مآل جو دیکھا کہ خواجہ و برق قید ہو گئے آنکھون
کے نیچے اندھیرا آگیا قریب تھا کہ چیخ مار کے روئے لیکن ضبط کیا ہر چند کہ تاب ضبط نہ تھی یہ بھی تو خوف ہی کہ کوئی
پہچان نہ لے غرض روتا ہوا نکلا بیرون بارگاہ آیا دیکھا ایک مقام پر مہتر قران ساحر بنے کھڑے ہین قران نے
چالاک کو غمگین دیکھا قریب آکے حال پوچھا کہا خلیفہ لشکر مین چلو یہان عیار رنجیان بھری ہین حیرت آمادۂ شداد
ہر ایک ساحر کو ہے بغض و عناد جلد نکل چلیے قران سمجھ گئے کوئی افتاد پڑی چالاک کے ساتھ لشکر حیرت سے باہر
نکلے یہان مہرخ وغیرہ گوش بر آواز تھین کہ چالاک و قران آکر پہونچے مہرخ نے گھبرا کر پوچھا کیون ای چالاک
خیر تو ہی بہت جلد واپس آئے چالاک نے سر پیٹ لیا کہا حضور قبلہ و کعبہ برق کو ساتھ لیکر تا بہ سرحد فرعونیہ پہونچے
تام کاہے کو کتاب تھی ایک جز مین حال عیاری لکھا تھا احتقاق و افراسیاب وغیرہ کو بیہوش کیا لیکن قتل نہ کر سکے
آخر گرفتار ہوئے نہین معلوم کہ ظالم نے کہان قید کر کے بھیجدیا ہی نشان مقام قید تحریر نہ تھا احتقاق جادو کو بھی
افراسیاب لایا ہی ہفتے کے اندر آجائیگا ملکہ مہرخ نے آنکھون مین آنسو بھر کر فرمایا جو کوئی ساحر آئیگا دیکھا جائیگا
جسکے ہاتھ سے قضا ہی قتل ہونگے اسکا کیا خوف ہی مگر خواجہ عمرو کا قید ہونا بڑا غضب ہوا چالاک و قران نے
کہا ہم جاتے ہین یا اپنی جان دینگے یا پتا لگائینگے ملکہ مہرخ نے کہا ای چالاک کیونکر کہین کہ تم بھی برای تلاش جاؤ
جب نشان اور مقام دریافت نہوا کیونکر پتا لیگا طلسم بہت وسیع ہی صدہا مقامات ایسے ہین کہ ہم اس طلسم مین پیدا
ہوئے آج تک کبھی وہان گذر نہین ہوا اکثر مقامات اس طرح کے پرہول ہین کہ خود افراسیاب بھی وہان نہین گیا
صرف اسکے کمال کے خوف سے خراج آجاتا ہی نام سے اس جلاد کے ہر کس و ناکس تھراتا ہی ابھی جو یہ شہرۂ فیلسم
آیا تھا اتنی دور اسکا مقام ہی کہ سالہا سال اسکو اپنے بھائی کے قتل کا حال نہ معلوم ہوا گرفتاری لاچین کی کیفیت
نہ ظاہر ہوئی چونکہ خیر خواہ دولت تھا سنتے ہی دوڑ پڑا آخر مارا گیا پس ہم تمکو کیونکر کہین کہ بدون دریافت مقام
و نشان آوارہ ہو کر جاؤ قران نے سر جھکا کر جواب دیا ملکہ ہمارے واسطے یہ بھی بدنامی ہی کہنے والے کہین گے
استاد قید ہو گئے شاگرد تنتنے بھرتے ہین کچھ خیال نہین قلب پر ملال نہین لہذا ہمین رخصت کیجیے رہبر کامل خضر راہ ہین
ہو گا دریافت ہو جائیگا اسوقت دربار مین اک عزیز بلند ہوا باغبان نے کہا ای عیاران نامی مین تمھارے ساتھ چلون
شاید غنچۂ آرزو کھلے نشان پتہ ملے چالاک نے کہا تمکو کیونکر ساتھ لیجائین اتنا بڑا بکھیڑا آتا ہی تمھارے ہونے سے
ہزار طرح کی بہتری ہی تدبیرین بتاؤ گے مصیبت مین سردارون کو بچاؤ گے ملکہ مہرخ نے بھی کہا باغبان تمھارا

جانا بہتر نہین ہی باغبان خاموش ہو رہا سوچا کہ مین جسقدر اصرار کرونگا سب صاحب مانع ہونگے کسی طرح نکلجاؤنگا وقتاً فوقتاً تدبیر ہوگی خاموش ہو رہا لیکن چالاک و قران اُسی وقت باہناے عیاری سے آراستہ ہوکر لشکر سے نکلے سردار روتے ہوئے ساتھ ہین قران نے منع کیا کہ اب آپ لوگ واپس جائین ورنہ مشہور ہو جائیگا کہ آج دہتر قران و چالاک براے تلاش خواجہ عمرو گئے ہین ایسا نہو حیرت جادو کسی ساحر کو ہمارے روکنے کے واسطے بھیجے راہ مین رُک جائین اور زیادہ باعث خرابی ہو سب سردار روتے ہوئے پلٹے جب دونون عیار لشکر سے باہر نکلے دہتر قران نے کہا اے چالاک ساتھ چلنا مناسب نہین ہی الگ الگ ہوکر تلاش کرو چالاک نے کہا بہت مناسب ہی دونون عیاران طرار بیقرار اشکبار باہناے عیاری سے آراستہ پیراستہ الگ الگ جستجوے خواجہ عمرو و برق مین راہی ہوئے قران نے پھر چالاک کا ہاتھ پکڑ لیا کہا اے دہتر والا گہر تمکو سمجھانا بموجب مثل لقمان کو حکمت آموختن کا مضمون ہی لیکن براہ محبت دل نہین مانتا خبردار جب تک نشان و مقام دریافت نہو کسی ساحر وغیر ساحر پر دست انداز نہونا ہمکو اس سفر مین بہت بُرے خیالات ہین یقین کامل ہی افراسیاب نے ایسے مقام پر بھیجا ہو کہ نشان ملنا دشوار ہوگا ایسا نہو کچھ اور خرابی پڑجاے چالاک نے کہا آپ کی عنایت سے و بمدد پروردگار بہت کچھ کے عیاری کیجائیگی بخوبی آپسمین صلاحین کرکے ایک طرف مشرق کے دوسرا بہ سمت مغرب جستجو کرتے ہوئے روانہ ہوئے انکو راہ مین چھوڑو وقت پر حال انکا تحریر کیا جاویگا

دو کلمہ داستان حیرت عنوان دہتر دہتران خواجہ عمرو و برق فرنگی کہ قید کرکے افراسیاب نے شہر فرخونیہ سے بدست شہاب گلگون پوش روانہ کیا ہی اور نشان ملنا ملک الحول مربع نشین کا عجب داستان رنگین و سحر آگین ہی لائق ملاحظۂ ناظرین نازک خیال ہی مخمسہ

بتاؤن فصل بہاری کا کیا نشان صیاد ۔ نہ دیکھا ایک نظر مین نے بوستان صیاد
سے آیا طفلی ہی مین مجھکو تو یہان صیاد ۔ کھُلی ہی کنج قفس مین میری زبان صیاد
مین ماجراے چمن کیا کرون بیان صیاد

چلو چمن سے اب اے بلبلو براے خدا ۔ بچے تو کھائینگے اگلے برس چمن کی ہوا
قیام خوب نہین ہی کہ مین نے اب سُنا ۔ مین کھینچون دام مین بلبل تو آشیانہ جلا
ہم یہ مشورہ کرتے ہین باغبان صیاد

یہ مین نے مانا کہ نفرت مجھے ہوئی سب سے ۔ لیگا ہاتھون کو پچھتائیگا تو رو رو کے

مین جب تنگ ہون یہان کچھ نہین ہی قدر تجھے — کریگا یاد مرے آرزوون کو بعد مرے
ہون چند روز ترے گھر مین مہمان صیاد

ہوا بہار مین گلشن تو رو برو پامال — ہی ہمصفیرون کی دوری کا اور بخت ملال
شفیق ہو کے اگر پوچھے تو مرا احوال — سناؤن واقعہ اپنا تجھے تمام وکمال
جو کان دھر کے سنے میری داستان صیاد

خدا کا خوف کر اتنا نہین ہی ظلم روا — کہ آب و دانہ کئی روز سے نہین پایا
یہ بے زبان ہین قیامت ہو کہین برپا — ستم زیادہ نکر حکم دے رہائی کا
پکارتے ہین گرفتار الامان صیاد

فصیح سیکڑون میرے بیان پر ہین مفتون — بھرے ہین دل مین ہزارون ہی سحر کے مضمون
مرے کلام مین سو سو طرح کے ہین افسون — ہونگا بند قفس مین بھی ہین وہ بلبل ہون
ہزار تجھکو سناؤنگا داستان صیاد

مین ہمصفیرون کو بھی اب نہین بلاؤنگا — اور آشیانہ بھی اپنا قفس مین چھاؤنگا
پھر کتنا دور ہی پر تک نہین ہلاؤنگا — در قفس بھی کھلیگا تو اب نجاؤنگا
یقین نہ ہووے تو کر میرا امتحان صیاد

کیے ہین تو نے کرم عجیبہ بار ہا جو جو — وہ نقش سنگ کی صورت ہین دلپہ نقش ابتو
اسیر دام محبت ہون اب تو جو کچھ ہو — رہا بھی ہو کے نہ بھولونگا حق خدمت کو
ادا سے شکر کرونگا مین ہر زمان صیاد

بچھے ہین باغ مین ہر ایک سمت دام بلا — ہر اک درخت مین پھندے لگے ہین سرتاپا
بہار تک ہی جو صیاد کا یہی شیوا — چمن مین بلبل و قمری کا پر نچھوڑیگا
رہیگا آٹھ پہر گھات مین نہان صیاد

تمام قید کے دن رنج و فکر مین کاٹے — ہزار رنج سہے اور لاکھ صدمے سہے
خدا کا شکر ہی سختی کے دن ہوے پورے — قفس پہ ابتو لگا رکھے ہار پھولون کے
ہزار شکر ہوا عجیبہ مہربان صیاد

پھنسایا مجھکو فقط حیلہ و بہانے نے
سبک کیا ہی مجھے رنج کے اُٹھانے نے
ستایا سخت مجھے گردشِ زمانے نے
دکھایا کنج قفس مجھکو آب و دانے نے
وگرنہ دام کہاں مین کہاں کہاں صیاد

ہی آشکار جو بلبل کو گل سے الفت ہی
یہ مست ناز ہی الفت مین اُسکو وحشت ہی
لگا کے کان ذرا سُن جو تجھکو فرصت ہی
عجیب قصۂ دلچسپ اک حکایت ہی
سناؤنگا گل و بلبل کی داستان صیاد

جو پر ہلاؤں تو پانی مجھے پلاتا ہی
جو سر کو پٹکوں تو دانہ معاً منگاتا ہی
طول پاکے گلوں سے قفس کو چھاتا ہی
اُداس دیکھکے مجھکو چمن دکھاتا ہی
کئی برس مین ہوا ہی مزاج دان صیاد

بہار عمر کے سب دن تو قید ہی مین کٹے
نہ ہمصفیر ہی کوئی جو چہچہوں اُسکے سنے
نہ اب وہ دل ہی کہ شوق چمن ذرا ہو جسے
رہے نہ قابل پرواز بال و پر میرے
قفس سے اُڑکے مین اب جاؤنگا کہاں صیاد

تڑپ تڑپ کے یقین تھا کہ جان جائیگی
مگر قفس مین جو قسمت نے یاوری بخشی
یہ میری باتوں نے تاثیر دل مین پیدا کی
عزیز رکھتا ہی کرتا ہی خاطرین مری
ملا ہی خوبی قسمت سے قدردان صیاد

بنا کے پہلے تو بربادی آسمان نے کی
چمن سے پھینک دیا ایک دن قفس کو بھی
خدا ہی جانے کہ رکھتا تھا دشمنی کیسی
چمن مین رکھا نہ بلبل کا نام تک باقی
خدا کرے یونہین ہو جائے بے نشان صیاد

اگر یہ مینے اطاعت پہ باندھی ہی ابتو
پھڑکتا بھی نہین کنج قفس مین مین یارو
خیال اپنے نگہبان کا ہو تو ایسا ہو
مین جھانکتا نہین چاک قفس سے بھی گل کو
ہنوز ہی تا مری جانب سے بدگمان صیاد

ہین صاف دام سے معمور سب گل و سنبل
بنا ہی خانۂ زندان چمن تو اب بالکل
یہ ہمصفیروں کا دیوار باغ پر ہی غُل
نکالیو نہ قدم آشیان سے اے بلبل

لگائے بیٹھے ہین پھندے جہان تہان صیاد

نہ ہمصفیرون کی فرقت کا غم نہ قید کا ڈر
مین اسمین رہتا ہون حیران و ششدر آٹھوپہر
نہین ہی اپنے غم و رنج پر بھی مجھکو نظر
الٰہی دیکھیے صحبت برار ہو کیونکر
زبان دراز ہون مین اور بدزبان صیاد

کوئی بھی چھاتی پہ بسمل کے سنگ دھرتا ہی
قفس کو باندھ گر ایسا ہی شک گذرتا ہی
کوئی بھی کرکے ستم اس طرح مکرتا ہی
پرون کو کھولدے ظالم جو قید کرتا ہی
قفس کو لیکے مین اڑ جاؤنگا کہان صیاد

مین ایک گلشن جنت کا ہون ہزار ای رند
کہین مین پڑھکے تھا رعنائے ہوشیار ای رند
نہین تھی صحبت گل مجھکو ناگوار ای رند
فریب دانہ نہ کھاتا مین زینہار ای رند
نکرتا دام کو گر خاک مین نہان صیاد

شعر سخن سنج و غواص دریائے ہوش * چنین ریخت گوہر بدامان گوش * غواص داستان حیرت بیان گوہر ہائے نظارہ مشتاقان والا مقام مشاطگی نظم و نثر سے یون آراستہ کرتے ہین کہ جب شہاب گلگون پوش بصد جوش و خروش خواجہ عمرو برق کو لیکر بلند ہوا ہرچند عمرو نے چاہا ہوشیار رہون برق پر بھی تاکید کی کہ ہشیار رستہ تو دیکھتے ہوئے چلو یہ بھیا ہمکو کہان لیے جاتا ہی شاید رسم و راہ سے آگاہی ہو مقامات تو خیال مین رہین لیکن متوجہ ہوا سے بیہوش ہوگئے یہ نہ ثابت ہوا کہ کس راستے سے لیکر چلا بعد عرصہ دراز بعد سوز و گداز جو آنکھ کھلی خواجہ نے اپنے کو ہتھکڑیون بیڑیون مین جکڑا ہوا ایک مکان تنگ و تاریک مین پایا لیکن ہاتھ پاؤن قابو مین صاف یہ ظاہر ہی کہ ہمپر سحر نہین ہی لیکن وہ مکان اسقدر تنگ و تاریک کہ اپنا ہاتھ اپنے کو نہین سوجھتا تاریکی شب ہجران ہی نمونہ پردہ ظلمات ہی یا بخت سیاہ کا سامنا ہوا دل عمرو کا گھبرانے لگا بیقرار ہوکر چلانے لگا یہ تو یقین کامل تھا کہ برق ہمارے ساتھ قید ہی بعد عرصہ دراز نگاہ اٹھاکر چہار جانب دیکھا برق کو اپنے قریب نہ پایا اب خواجہ بہت گھبرائے واسطے اپنے یار وفادار کے تڑپے اندھیرے مکان مین یہ نہین معلوم ہوتا دن ہی کہ رات ہی نہین معلوم کسقدر زمانہ گذرا دروازہ کھلا ایک زنگن سیاہ رو کلوٹی نیلے کپڑے پہنے ہوئے ایک نان خشک ایک آبخورہ پانی کا لیکر سامنے عمرو کے آئی رکھکر چلی گئی عمرو نے کہا بوا یہ کیا مقام ہی تمھارا کیا نام ہی اسنے کچھ جواب بھی نہ دیا نان و آب رکھکر چلی گئی جب کئی دن عمرو کو اسی طرح گذر گئے کہ وہ زن زنگن آتی ہی

کھانا رکھکے چلی جاتی ہی عمرو گھبرایا کہ یہ معونہ آتی ہی نام تک نہین بتاتی ای خواجہ کچھ تدبیر کرو کسی طرح اس زندان تنگ
و تاریک سے نکلو کیا جان دوگے یہ سوچکر سنبھل بیٹھے آج جو وہ عورت آئی روٹی رکھکر چاہا چلی جائے عمرو نے اُسکا ہاتھ
پکڑ لیا اُسنے کہا او نگوڑے میرا ہاتھ چھوڑ دے عمرو نے کہا بوا ذرا بیٹھ جاؤ ہم گنہگار قیدی ہین ایک بات تمسے پوچھینگے
تمھارے قبضے مین ہین سامری و جمشید سے ڈرو ایسا نہو غضب خداوند لقا مین عفو شاید کہین تم بھی قید ہو جاؤ یہ
سنکر اُس عورت نے کہا ای شخص مجکو سامری و جمشید سے کیا کام خداوند لقا سے کیا مطلب عمرو نے کہا بندہ کیسا
مین لقا کا دوست صادق بچپن کا یار غار ہون سامری و جمشید کو بھی پہچانتا ہون جسنے تمکو پیدا کیا اُسنے مجکو بھی
پیدا کیا جو تمکو رزق دیتا ہی وہی ہمارا بھی رزاق مطلق معبود برحق ہی اُس عورت نے کہا ای شخص یہ بڑے تعجب کی
بات ہی ہمکو تو یہ حکم ہوا تھا کہ ایک مرد مسلمان اس قید خانے مین قید ہی اُسکو روٹی پانی پہونچا دینا بھی بات نکرنا عمرو
نے کہا بی بی جب رئیس خفا ہوتے ہین بڑے بڑے بس ہوتے ہین مین تو اپنا حال تمسے کہونگا کہ پہونے دو ہی خدا کے
حال سے بخوبی آگاہ ہون اسوقت برباد تباہ ہون یہ سنکر وہ عورت بیٹھ گئی عمرو نے کہا کچھ یہ بھی معلوم ہی کہ ہمارے
مقدمے مین کیا حکم ہوا عورت نے کہا ہماری جو مالک ملکہ گلشن جادو ہین اُنھون نے کل یہ ذکر کیا تھا کہ اس قیدی
کے مقدمے مین افراسیاب کو عرضی لکھی ہی دو دن مین وہان سے جواب آجائیگا اس شخص کو قتل کرینگے یہ سنکر عمرو
رونے لگا کہا بی بی مین ایک متقی آدمی ہون خیر ایک خطا ہوگئی اب بادشاہ کو اختیار ہی میرے پاس کچھ دو چار پیسے کا
اسباب ہی وہ تم لیلو نام پر سامری کے لٹا دینا شاید اُسی کی وجہ سے چھوٹ جاؤن اس مصیبت سے نجات پاؤن
عورت نے کہا تیرے پاس کیا چیز ہی عمرو نے کہا روپے اشرفیان کچھ جھوٹے بچے دو چار نگینے گرستی مین یہی کچھ آدمی
کے پاس ہوتا ہی کون ایسا مرڈے آدمی ہوگا جسکے پاس مس پانچ ہزار کا نقد و جنس ہو نگینوں سے کہا مین ابھی جاکر بہن
کھلوا دونگی فیض بڑی چیز ہی بیشک کچھ تعجب نہین کہ تیری رہائی ہو جائے مین ملکہ عالم سے تیری سفارش کرونگی
قید سے چھڑوا دونگی لیکن تجھسے خطا کیا ہوئی عمرو نے کہا قوم کا فراش ہون گل کرتا تھا قالین ولایتی جلگیا
اُسپر یہ مصیبت ہوئی عورت نے کہا یہ تو کچھ بڑی بات نہین ہی مین ضرور رکھونگی عمرو نے کہا ملکہ گلشن جادو
کون صاحب ہین عورت نے کہا اس قلعے کی حاکم معشوقہ شہاب گلگون پوش عمرو نے کہا میان شہاب اور
کہین رہتے ہین عورت نے کہا یہ مجکو معلوم نہین ہی شب کو یہان روز تشریف لاتے ہین گلشن کے ساتھ مزے
اُڑاتے ہین صبح کو چلے جاتے ہین مین ملکہ گلشن کی کنیز ہون اُنکو دل سے عزیز ہون لاؤ اشرفیان نکالو مین ابھی
جاکر سفارش کرون منت خوشامد سے گذارش کرون عمرو نے کہا ذرا ہتھکڑی نکال دیجیے ہاتھ قابو مین ہون تو مال

نکالون زنگس سوچی کہان بھاگ کے جائیگا ہتھکڑیان ہاتھ سے عمرو کے کاٹین عمرو نے کمرے کچھ روپیہ کچھ اشرفیان
نکالین عورت خوش ہوگئی گننے لگی کہا میان فراش صاحب اسی قدر ہین عمرو نے کہا نہین ابھی بہت باقی ہین یہ کہکر
کھڑے ہوگئے پائجامہ کھولدیا جیسے ہی پائجامہ زمین مین گرا عورت نے منھ پھیر لیا کہا بڑا بیباک ہے عمرو نے کہا مال لنگوٹ
مین بندھا ہے تم منھ پھیرے بیٹھی رہو مین سب تدبیر کیے لیتا ہون سب مال تمکو دیتا ہون عورت منھ پھیرے بیٹھی رہی عمرو
نے کچھ روپئے کھنکھنائے عورت آواز سنکر خوش ہورہی ہے دستی پھر روپئے نکال رہا ہے لنگوڑا فراش بڑا مالدار
ہے اتنے عرصے مین عمرو نے بیڑیون کی بھی کیلین نکالین زنگس اسی طرح منھ پھیرے بیٹھی ہے بیڑیون کی بھی جھنکار کو
روپئے کی جھنکار سمجھی عمرو نے باطمینان حلقہ ہائے کمند اسکے گلے مین ڈالدیئے کہا کیون ہوا مال ملا اسنے گھبرا کر چاہا
چیخون عمرو نے بیہوشی منھ مین ڈالدی عورت بیہوش ہو کے گری خواجہ عمرو نے اسکو اپنی صورت بنایا آپ اسکی صورت
بنکر تیار ہوئے گلے مین اسکے گھنڈ ٹھونس دیا کہ حسین غل مچانے اسی طرح ہتھکڑیان بیڑیان پہنا کے ڈالدیا آپ اسکی صورت
بنکر باہر نکلے اب خیال آیا کہ خواجہ سب کچھ کیا اسکا نام نہ پوچھ لیا خیر سمجھا جائیگا تھوڑی دور چلے تھے اور دو چار کنیزین
مین انھون نے دیکھتے پکارا کیون بنفشہ قیدی کیسا ہے عمرو نے کہا لنگوڑا مر گیا میری پاپوش جلنے مین روئی
اور آبخورہ پانی ڈال کے چلی آتی ہون تم سب صاحبون کو ہنسی کی بڑی عادت ہے یہ باتین کرتے ہوئے آگے بڑھے
دیکھا وہ قصر وسیع دھیمے بہت بنے ہوئے ہین جا بجا چوبدار زنان اور کنیزین وغیرہ موجود ہین ایک سے عمرو نے پوچھا
ملکہ عالم کہان ہین اسنے کہا آج انکے آشنا صاحب دلن سے آئے ہوئے ہین صحبت آراستہ شراب چل رہی ہے
عمرو نے پوچھا کس مکان مین ایک نے کہا سامنے والی بارہ دری مین تو بھی چلی جا دیکھ سے ہنگامہ گرم ہے آواز ساقی
وغیرہ کی آتی ہے عمرو صدائے ساز پر چلا قریب بارہ دری پہونچا پردہ اٹھا کے دیکھا جادوگر شہاب گلگون پوش
مسند پر بصد کبر و نخوت پہلو مین ایک جادوگرنی ایک طائفہ سامنے بیٹھا ہوا گا رہا ہے عمرو اندر آیا شہاب اپنی
معشوقہ گلشن سے باتون مین مصروف تھا کچھ چپکے چپکے اس سے کہہ رہا تھا عمرو نے باتون کا خیال نہین کیا یہ بھی
نہین سنا کہ عاشق و معشوق کیا باتین کر رہے ہین عمرو گوشے مین جاکر کھڑا ہو رہا اس فکر مین کہ کوئی ساقی بہکا لگے
آئے اسکو بیہوش کرکے شراب مین بیہوشی ملاؤن ان دونون کو پلا کر ماردون اسی سوچ مین ستون کی آڑ پکڑے عمرو
کھڑے تھے اب احوال برق فرنگی کا سنئے کہ اسکی جو آنکھ کھلی دیکھا ایک صحنچی مین قید بیٹھا ہون ہتھکڑیان بیڑیان ہاتھ
پاؤن مین ایک عورت اسکو بھی کھانا دینے آئی اسنے بھی دم دیکر اسکو بیہوش کیا لیکن نام پوچھ لیا تھا نسرین عذار
اسکا نام تھا اسی کی شکل بنکر برق نکلا اسکو اپنی صورت بنا کر وہان ڈالدیا لیکن خواجہ عمرو کنیز کی شکل بنے ہین نہ کنیز

حسین کی صورت بنکر آیا ہی دربار مین پہونچا پہونچتے ہی اسنے دیکھا ایک نازنین گلابی لیے جاتی ہے اسنے کہا اری خیلا ٹھہر جا
وہ ٹھہری برق نے کنارے لیجا کر اسکو بھی بیہوش کیا آپ اسکی صورت بر گلابی ہاتھ مین لیکر محفل کی طرف چلا
پکارتا ہوا حاضر ہوئی خواجہ عمرو جو ستون کی آڑ پکڑے ہوئے کھڑے تھے اسی فکر مین کہ کسی معقول کو
بیہوش کرون انکی صورت بنکے جاؤن برق کو جو دیکھا پشت بھی نہ پہچانا پکار کر کہا بی جانے والی ذرا ٹھہر جاؤ
ہماری بھی ایک بات سن لو برق پلٹا اب عمرو نے پہچانا کہ مجبور ہا ہی جلد گوشے سے نکل آئے کہا کیون بوا
مجھے پہچانا برق نے آنکھیں دیکھتے ہی مسکرا کے کہا بوا انکو ہم ہزار مین پہچان لیں اشارون مین باتین ہوئین
اپنے اپنے حال کہے برق کے ساتھ خواجہ بھی چلے خواجہ تو آ کر اک گوشے مین بیٹھ گئے برق محفل مین آیا جلد
جام لبریز کیا بیہوشی ابھی نہیں ملائی عمرو نے منع کیا تھا کہ بیتا رنگ محفل دیکھکر کام کرنا جب ہم بھی شریک ہو جائین
بیگم بیٹنگے جلدی کیا ہی انس بلا سے نجات پائی اب انکو لیتے ہین برق نے جام دیا شہاب نے جو اٹھا کر اپنی
معشوقہ گلشن کو پلایا برق نے شراب کے مضمون کے اشعار پڑھنا شروع کیے اس لطف سے اشعار پڑھے
شہاب کا چہرہ خوشی سے سرخ ہو گیا کہا لالہ عذار اسوقت بیٹھکر ذرا ہمارے سامنے گاؤ گلشن سے کہا ملکہ تمنے سنا
لالہ عذار کیا خوش آواز ہی گلشن منھ بنا کر بولی تمکو سبکا گانا پسند آتا ہی اچھا بی لالہ عذار انکی خوشی کر دو ایک آدھ چیز گاؤ
برق نے ادھر ادھر دیکھا بایان اپنے آگے رکھ لیا لطف سے گانے لگی لیکن بایان چھیڑنے مین بے سری ہوئی جاتی ہی
گلشن نے کہا بایان کسی اور کو دو بایان بجانے مین بگڑتی ہو برق نے طرف خواجہ کے دیکھا کہا بوا ذرا میرے پاس آؤ
سیدھا سیدھا ٹھیکہ چھیڑے جاؤ خواجہ بہت خوب کہکے اٹھے گلشن نے کہا نقشہ بایان کیا بجاوگی برق نے کہا حضور یہ اسا
خوب دیتی ہی شہاب نے کہا ملکہ تمھاری صحبت مین یہی چرچا رہتا ہی گانے بجانے مین سب کو دخل ہو گیا ہی خواجہ نبیل نقشہ
قریب آئے بایان آگے بڑھایا ٹھوے باندھنا شروع کیے برق جھک جھک کے گانے لگا جوش مین یہ غزل شروع کی غزل

دکھا دینگے چمکنا آفتاب داغ فرقت کا
قیامت ہو کہیں تختہ الٹ جائے نہ تربت کا
کیا ہی کسنے منع انتظار فصل گل کیسا
نہیں کچھ دل لگی تا بو مین آجانا طبیعت کا
پر رنگ گل تری فرقت مین داغ دل شگفتہ ہین
مزہ آتا تھا آنکھوں مین ہماری خواب راحت کا

خدا چاہے تو منھ پھر جائے خورشید قیامت کا
شب فرقت مین پروا ای سحر مین کچھ نہین رکھتا
دل ویران مین جب جی چاہے لگھر ہو وحشت کا
خدا رکھے تجھے دلکو بھی ساتھ اپنے لے ڈوبے مین
مین بسکہ کاٹنے والا ہون ایام مصیبت کا
فلک منصف ہو تو کیا رنج فرقت مجھ سے اٹھ سکے

ہماری قبر پر تو لیکے بیٹھا ہے رقیبوں کو
کبھی چہرہ نہ دیکھوں روسیہ اس بے مروت کا
گئی بھی اب جو فصل گل تو تمکو ہوش آتا ہی
نہیں تجھ پار تھا بیڑا غریق بحر الفت کا
نہ بھولیگا وہ تیری چال کا عالم شب وعدہ
بچھڑ کر جو دے پالا پڑا ہون ناز و نخوت کا

بہار بیکسی ہی بلبلنی کر چلے گلشن مین
تمھین سیر سے جو رہتے بل نکلجاتا قسمت کا
جلال زاہنے کو ہے بتان مین جان دی آخر

یہ چھینٹے مجھکو دیتا ہی ترشح ابر رحمت کا
تو نے دل مکدر ہو گیا اپنا دم آخر
خدا بخشے کیا اُس بادہ خانے کام جنت کا

تمھاری برہمی آشفتہ مثل زلف دلھنی ہی
لگا دامن مین تے وقت یہ دھبا قیامت کا

اس طرح غزل برق نے تمام کر گائی

آنکھون مین سبکے بجلی چمک گئی شہاب بھی خوش ہو رہا ہی گلشن بھی تعریفین کر رہی ہی بلکہ کہتی ہی لالہ عذار نے
باغ لگا دیا دلون پر داغ پڑ گئے بنفشہ بھی علاج کر رہی ہی اسمین گلشن نے کہا ارے یہ سب حرامزادیان مر گئین
لالہ عذار جو یہان گانے مین پھنسی شراب لانا موقوف کر دیا جلد شراب لاؤ ایک کنیز دوڑ کے شراب لائی برق
نے گلابی اُسکے ہاتھ سے لیلی عمرو تو بھی اشارہ کرتا ہی برق کو بھلا کب تاب ہی گھاتی ہے جو بیہوشی کی دی جام
لبریز کر کے شہاب کے سامنے پیش کیا شہاب اسقدر بیقرار ہی برق سے اشارے کر رہا ہی منظور یہ ہی کہ شبکو
اسے قبضے مین کرونگا برق بھی مسکراتا جاتا ہی اُسی رنگ مین جلدی جام دیدیا جیسے ہی شہاب نے ہاتھ مین
لیا رنگ دگرگون ہوا چاہتا تھا کہ یہ شراب شعلہ بنکر اُڑ گئی جام ٹکڑے ٹکڑے ہوا ایک شعلہ سبز کا اُسنے آواز دی
او شہاب کیا غافل بیٹھا ہی عمرو و برق سامنے گا بجا رہے ہین آنکھون سے تجھکو نہین سوجھتا اِدھر تو شہاب
غصے مین آکر اُٹھا برق تڑپکر بھاگا عمرو نے ایک جادوگرنی کو خنجر مارا برق نے بھی ایک آدھ کو گلشن تو
پیٹنے لگی ہی میری کنیزون کو کیا ہوا مین نے اپنا خون جگر پلا کے پرورش کیا ہی یہ کسنے دھوکا دیا کیا ہو گیا محفل مین
عجب قیامت برپا ہوئی کئی لاشے جادوگرنیون کے گرے شہاب دوڑا عمرو و برق دیوارین کود کر اُس مکان
سے باہر نکلے شہاب پیچھے پیچھے چلا آتا ہی برق نے ایک مقام پر جست کی شہاب نے سحر کیا برق لڑکھڑا کر گرا
جادوگرون نے گرفتار کیا عمرو نے گلیم اوڑھ لی غل ہوا ارے یارو دیکھو عمرو کہان گیا چہار جانب جادوگر ڈھونڈتے
پھرتے ہین کہین نشان نہین ملتا شہاب نے کہا میرے قلعے سے نکل کے جا نہ سکیگا شہر مین ڈھنڈھورا پٹوا دو
محلے محلے مشتہر ہوا اپنے گھر مین کوئی غیر کو جگہ نہ دے برق کو تو گرفتار کر کے باپتا قید خانون مین آکر دیکھا کنیزین بندھی
پڑی ہین اُنھون نے سب حال بیان کیا برق کو تو پھر قید کیا شہاب نے کہا ملکہ غضب ہوا عمرو آنکھون کے
سامنے سے غائب ہو گیا مین نے چاہا تھا سحر کرون پھر جو پلٹ کے دیکھا اُس ظالم کو سامنے آنکھون کے نہ پایا بھلا دیکھا
دیکھیے اب کیا ہوتا ہی صاحب ذرا ہوشیار رہنا میرے قلعے سے نکل نہ سکیگا یہان تو یہ تیاریان ہین صدہا جادوگر
تلاش مین خواجہ عمرو کے نکلا برق قید خانے مین تڑپ رہا ہی گلشن کہتی ہی کیا کمبخت نے غزلین گائی ہین ابتک
تک کانون مین آواز بھری ہی شہاب نے کہا افراسیاب نے کہدیا تھا خبردار انکا گانا نہ سننا سیکڑون شہنشاہ کو

دھوکے دیے ہین عیارون کے نام سے شہنشاہ گھبراتے ہین مگر یہ قلعہ گلگون نگار ہے یہان اگر کوئی بھی فتحیاب
نہین ہوا ہے جلد جاؤ تلاش کرو کوتوالون سے اقرار نامے لئے گئے ہین ہتیارون کو تھانے دارون سے بلایا گھر گھر کی
تلاشی ہونے لگی مگر خواجہ عمرو جو کوٹھون کوٹھون بھاگے گلیم اوڑھے ہوئے ایک کوچے مین اُترے گلیم سر سے اُتاری
ساحر کی صورت بنکے دروازہ قلعہ کا پوچھتے ہوئے چلے لوگون نے بتلا دیا کہ سامنے چلے جاؤ تھی دور جاکر دروازہ ملیگا
تھوڑی دیر مین خواجہ سامنے پھاٹک کے پہونچے دیکھا دروازہ کھلا ہے نگہبان بیٹھے ہین آیند و روند کی روک ٹوک
نہین ہے تو ہر مقام پر ہنگامہ سُنتے چلے آتے ہین کہ ساحر تلاش کرتے ہین ہر شخص کی زبان پر یہی ذکر ہے جو عمرو کو گرفتار
کرکے لیجائیگا خلعت و انعام جاگیر پائیگا یارو بڑا غضب ہوگیا قید خانے سے نکلا سامنے شہنشاہ کے بڑی دیر تک بیٹھا رہا
کیسے ساحر ہین پہچان نہ سکے یہ باتین تو سُن ہی چکے تھے اب جو دروازہ شہر کا دیکھا خیال مین گذرا نکل چلو اور کچھ تدبیر
کرکے آ نکلینگے جیسے سامنے دروازے کے پہونچے دیکھا قریب پھاٹک کے ایک نخل سایہ دار ہے اُس پر ایک طائر برابر زاغ
کے بیٹھا ہے ہر آیندہ و روند کو دیکھ رہا ہے جیسے ہی خواجہ سامنے پھاٹک کے پہونچے طائر درخت سے اُڑا پکار کر آواز دی
یارو یہ جو ساحر آتا ہے اسکو پکڑو یہ عمرو عیار ہے بڑا مکار و غدار ہے یہ سُنتے ہی ساحر طرف عمرو کے دوڑے عمرو اُلٹا
شہر کی طرف بھاگا ہر کوء و برزن مین غل ہوا عمرو جاتا ہے پکڑو دوڑو کا ندا ابھی دوڑے عمرو ایک کوچے مین بھاگا صورت
تو بدلی ہوئی ہے ایک کوچے مین جو آکر پہونچا دیکھا ایک عورت قوم کی بہشتن اپنے شوہر کے انتظار مین کھڑی کہ رہی
ہے آج میان نہین آئے پانی بھرنے سے ابھی مہلت نہین ملی سامری و جمشید اس زمانے مین آبرو بچائین شہر مین غل مچا
ہے عمرو نے برابر آکے بہشتن پر حباب مارا وہ بیہوش ہوئی عمرو نے اُسکو گود مین اُٹھالیا اندر مکان کے آئے
اُسکی صورت بنکر تیار ہوئے اب یقین کامل ہوا شہر سے نکلنا دشوار ہے دو چار روز یون بسر کرو دیکھو پروردگار
پردہ غیب سے کیا ظاہر کرتا ہے بہشتن کی شکل بنکر دروازہ تو بند کرلیا چارپائی پر پاؤن پھیلا کر بیٹھے گرستون کی طرح گھر کی
کُٹھری کھولی تاگا بٹ کر سینے لگے کسی مین پیوند لگایا کسی پائجامے کو اُدھیڑا کلیان نکال ڈالین سب نے پائینچے چڑھائے
سارے گھر کو تو ٹوبی دیکھ چکے زیور سب پہنے ہوئے ہین کوٹھری مین اناج بھرا ہوا تھا بہت سا زنبیل مین رکھ لیا تھوڑا
تھوڑا پڑا رہنے دیا دو چار دن کے موافق کچھ لیا بعد تھوڑی دیر کے بہشتی آیا چاندی کے کڑے ہاتھ مین پہنے تھا لنگر
لپٹ گئی میان شکر ہے سامری و جمشید کا تم زندہ گھر مین آگئے شہر کا تو حال کہو بہشتی نے کہا حقیقت مین بی بی قیامت
برپا ہے عمرو عیار قید خانے سے نکل گیا گھر گھر ڈھونڈھ رہے ہین راہ مین مجھکو بھی کوتوال نے روکا تھا مین نے کہا صاحب
ہم پانی بھرنے والے ہین سقّے آبرو دار کٹورون کی جھنکار روک مین ہماری ذات سے کیا کمی ہے اُس پر بھی کوتوال نے

انگو دھلا یا تھا وہم و نشان لیجئے حکم فرمایا خبردار اپنے گھر مین کسی غیر کو نہ آنے دینا خالا کا بیٹا مہمان آتا تھا مین نے اُسکو
منع کر دیا کہ بھیا آج مہمان نہ آؤ بیچارہ رنجیدہ ہو کے پھر گیا عمرو نے کہا صاحب یہ کوڑے تو اُتار کے مجھے دیدو گھر مین قفل
لگاؤ بچلے چھپو پانی مین آگ لگاؤ دو چار پیسے کی جو گرستی ہی بیچ بیچ کے کھاؤ کہین راہ مین وہ ظالم جلاد ساربان اُڑا دے
تجاے چاندی کے واسطے ہاتھ کاٹ لے بہشتی نے جلدی کوڑے اُتار کر بی بی کو دیدے بھجائی بی کا بڑا احسان ہی
اب ضعیفی مین جو روشل مادر مہربان ہوئی بی بی نے کہا جا کر چولھے کے پیچھے گاڑ دون کہا صاحب تم جانو بیشک اب مین گھر سے
نہ نکلونگا تمھارا کہنا کرونگا لیکن چلے یہان پانی نہ ہو بچارہ گھا لیان دیگا پیاسا رہیگا عمرو نے کہا آگ لگے طعن
تشنیع کو اس بیٹھے ہی کو چھوڑ دینگے ہم چرخہ کات کے تمہین کھلائینگے بہشتی نے دروازے مین قفل لگا دیا جورو
سے بیٹھے باتین کر رہے ہین کہتے ہین صاحب کچھ پکاؤ عمرو نے کہا صاحب میرے گورے گورے ہاتھ جل جاینگے
میرا کلیجہ دھڑک رہا ہی آج مجھسے کھانا نہین پکیگا بہشتی بچارہ لاچار ہو کر اُٹھا کونڈے مین آٹا نکالا لکڑا یا ہنڈیا مین
دال چڑھا دی پیٹ کو لگی ہی آگ پھونک رہا ہی خواجہ چارپائی پر بیٹھے ترکیب بتا رہے ہین یون لکڑی لگاؤ
دیکھو دال اُبلتی ہی اپنے اڑھائی چانول نہ گلاؤ ہماری کچی روٹی ہی دو پیڑے مین نے چھپائے ہین خشکی نہ اُڑا اتنا
ہلکا پھلکا پکانا بہشتی کا یہ حال کہ بی بی کی باتون پر پھولا جاتا ہی خوشی خوشی کام کر رہا ہی لیکن قضاے کار گلشن نے
ایک نامہ تو افراسیاب کو لکھا تھا اُسکا جواب نہین آیا جب یہ معرکہ گذرا تو شہاب گلگون پوش نے
افراسیاب کو اسی مضمون کی عرضی لکھی کہ عمرو قید خانے سے نکل گیا قلعہ سے تو باہر نہین جا سکتا لیکن بڑا تردد
ہی اگر حکم دیجئے برق کو قتل کرون عمرو کی جستجو مین مصروف ہون سرہنگ جادو صاحب کو نامہ دیا کہا ای اُم
ملک فرعونیہ سے شہنشاہ نے کوچ کیا ہوگا راہ مین ملاقات ہوگی یہ نامہ ہاتھ مین شہنشاہ کے دینا فوراً جواب لینا
اب مجھکو بڑے تردد و انتشار ہین سرہنگ اُسی وقت چلا چالاک کو تین شبانہ روز پھرتے پھرتے صحرا مین گذر
گئے ہین ایک نخل کے سائے مین کھڑا رو رہا ہی اپنی حسرت پر کلیجہ منھ کو آتا ہی یکایک دیکھا صحرا سے گرد اُڑی ایک
جادوگر کو دیکھا بھاگا چلا آتا ہی چالاک کو یقین ہوا یہ کسی کا نامہ دار ہی جب تو اسقدر تیز رفتار ہی فوراً کنارے آیا
رنگ روغن عیاری کا لگا کر بصورت ملکہ صرصر شمشیر زن تیار ہوا جب وہ جادوگر قریب آیا آواز دی او جانے والے
کون ہی کہان جاتا ہی سرہنگ نے پلٹ کر دیکھا ملکہ صرصر شمشیر زن کو پہچانا ہوش ربا کے ہوا خواہ کو سب
پہچانتے ہین اُسکی ہوا بندھی ہی بخوبی جانتے ہین سرہنگ پلٹ پڑا کہا ملکہ صرصر مزاج تو اچھا ہی مین پہچانا صرصر نے
کہا صاحب مین کس کسکو پہچانون مین کیا جانون تم کون بلا ہو آتے ہی گھورنے لگے نگاہ تو نیچی کرو کمبخت ابھی جوان ہی

اپنے شباب پر بڑا گمان ہے مین نے جو پکارا لیس بھول گئے صاحب مین افسر اخبار نویسون کی ہون اسوجہ سے پکارا
کون ہو کہان جاتے ہو کہان سے آتے ہو سرہنگ نے کہا بادشاہ ہمارے شہاب گلگون پوش جہان عمرو و برق
قید ہین بعرضی خدمت مین شہنشاہ کے پہونچانا منظور ہے تبلاؤ شہنشاہ کس مقام پر ہین اب تو چالاک کے کان
کھڑے ہوئے مسکرا کے ہاتھ تھام لیا کہا دیکھو بھیا خفا ہو نا ہم تم ایک تھیلی کے چٹے بٹے ہین اسوقت دل کو تمھاری
بات پسند آئی اس طرح کی باتین کین تب تو چالاک نے سب حال مفصل پوچھا قلعہ کا نشان عمرو کے نکل جانیکا سبب
جب سرہنگ سب بیان کر چکا کہا چلو شہنشاہ کے پاس پہونچا دین لیکن راہ مین سناٹا ہے ہمکو ہاتھ نہ لگانا تنہائی
مین نہ ستانا نہین ہم غل مچائین گے راہ گیرون کو بلائین گے یہ کہتا ہوا چالاک لگا کر پیچھا ایک مقام پر آکر گنڈ ماری
گرتے گرتے حجاب مار دیا نامہ جھولی سے نکالکر خنجر کھینچا چاہا سر کاٹ لون کہ ایک طرف سے آواز آئی او نادان کیا کرتا ہے
چالاک نے پلٹ کے دیکھا مہتر قران چلے آتے ہین جھپٹ کے ہاتھ چالاک کا پکڑ لیا کہا طریقے سے مجھکو معلوم ہوا
کہ یہ کسی کا نامہ دار ہے اسکی شکل بنکے جانا منظور ہے تو اسکو قتل نکر شاید وہان کوئی اسکی علامت ہو اسمین فرق آجاے
تو کیسی خرابی پڑے چالاک نے کان پکڑا کہا آپ بجا فرماتے ہین تمام کیفیت گذشتہ سامنے مہتر قران کے بیان کی
کہ کوئی بادشاہ شہاب گلگون پوش ہے اُسکے قلعہ مین جا کر قبلہ و کعبہ رنگ لائے نکل گئے ہین لیکن دستیاب
نہین ہوئے یہ نامہ خدمت مین افراسیاب کے جاتا تھا مین نے گرفتار کیا مہتر قران نے وہ نامہ دیکھا طرف سے
افراسیاب کے جواب لکھا کہ برق کو قتل کرو عمرو کی جستجو مین مصروف رہو ہم کسی اور ساحر کو بھی روانہ کرینگے وہ
آتے ہی تلاش کریگا نامہ تو چالاک کو دیا سرہنگ کے دماغ پر بھی بیہوشی کی چڑھائی ایک گوشے مین ڈالدیا اب
چالاک کو خوب سمجھایا کہ جو کچھ کرنا بخوبی سمجھ لینا مقام سخت ہے جب تو اُستاد کو کچھ نہ بن پڑا قران ایک جانب گئے
چالاک جست و خیز کرتا ہوا چلا قریب قلعہ دریافت کرتا ہوا آیا دیکھا دروازہ قلعہ کا کھلا ہوا ہے خلقت کی آمد و رفت
کوئی کسی سے متعرض نہین ہوتا چالاک بے خوف چلا نگہبانون نے دیکھا سرہنگ آتے ہین ایک ساحر نے آواز دی
بھائی سرہنگ کہان گئے تھے چالاک یہ کیفیت جانتا تھا جواب دیا بھائی نامہ لیکر گئے تھے حکم قتل برق
لائے خواجہ عمرو کا پتا بھی ملجائیگا چالاک نے خوشی خوشی اندر دروازے کے قدم رکھا خیال مین ہے کہ جانے
کے ساتھ ہی مارونگا برق اپنے بھائی کو رہا کرونگا جیسے ہی اندر دروازے کے آیا نخل کا سایہ پڑا وہی طائر
بیٹھا ہوا ہے کل آئینہ درو ند کو دیکھ رہا ہے پر دن ہلایا منقار کھولی چالاک غافل از شعبدہ بازی فلک پرکین
نگہبانون سے پوچھتا ہوا جاتا ہے بھائیو شہنشاہ کس مکان مین ہین ایک نے کہا اے سرہنگ یہان گھرتا کی

ہو رہی ہی اہالیان شہر کی جان و آبرو پر بنی ہی تمام رعایاے شہر اپنی اپنی جان سے بہ تنگ بڑے بڑے رئیسون کے
گھر مین تلاشی ہو گئی کسی نے خبر نہ لی چالاک نے کہا اب یہ سب مصیبت برطرف ہو جائیگی ہم آ گئے دیکھو تو کیا رنگ ہوتا ہی
یہ کہتا ہوا قصد ہی کہ سایۂ نخل سے بڑھے طائر نے پروانہ کی مثل انسانون کے آواز دی ای نگہبانان قلعہ اس شخص
کو پکڑو یہ سمر ہنگ جادو نہین ہی عمرو کا بیٹا چالاک اسکا نام ہی چالاک تو برابر ہی موجود ہی کہان بھاگے کہان
چھپے جس جادوگر سے باتین کر رہے تھے اسی جادوگر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چالاک نے خنجر مارا نعرہ کیا نعرۂ چالاک

بعیاری من آنم چست و چالاک — بچشم دشمن اندازم کف خاک
خلیفہ اول چالاک نامم — نہ آید باد گرد تیز گامم

چالاک پنجہ کھینچکر اڑنے لگا حقہ آتشبازی کا ماردیا چاہا جست کرکے پھاٹک
کے باہر نکل جاؤن دروازہ نظرون سے نابود ہو گیا اب یقین مرگ ہوا ای چالاک اب کدھر جاؤن یہی بہتر ہی کہ لڑ
بھڑ کے مرجاؤن کسی پر حلقۂ کمند مارا کسی پر حباب ماردیا کبھی لوٹ ماری جست کرکے دو قدم نکل گیا ہر طرف سے
ساحر لینا لینا کہکے دوڑے چالیس پچاس جادوگر چالاک نے مارے آخر کسی جادوگر نے گیری کی آواز دی زمین نے
پاؤن تھام لیے چالاک لڑکھڑا کے گرا جبراً قہراً ساحرون نے گرفتار کرلیا کشان کشان لیکر چلے یہان شہاب جادو
بیٹھے گلشن مین مجرا ناچ گانا سب موقوف جستجوے عمرو مین مصروف کوتوال خبرین آکر سناتے ہین کہ فلان محلے
مین تلاشی لی ساربان زادے کا پتا نہین ملتا حضور شہر مین غدر ہی تمام لوگ فریاد کرتے ہین کہ ہم تلاشی اپنے مکان
کی نہ دینگے شہاب جادو نے کہا کسی کا عذر نہ مانو ضرور تلاشی لو یکایک ہڑ ہوا شہاب نے پوچھا ارے خیر تو ہی
کیا معرکہ گذرا کون قتل ہوا کسکا گھر لٹ گیا ہڑ ہو کے ایک ساحر نے عرض کی حضور اب اہالیان قلعہ کی کیونکر جان
بچیگی آپ عمرو کو کیون قید کرکے لائے عیاران لشکر اسلام کا تانتا بندھ گیا آپنے سمر ہنگ جادو کو بخدمت شہنشاہ
نامہ دیکر روانہ کیا تھا لیکن نہین معلوم اس بیچارے پر کیا گذری بیٹا عمرو کا چالاک اسکی صورت بنکے قلعہ مین آیا
آپ نے اگر طائر سحر نہ مقرر کیا ہوتا غضب ہوا تھا جب سایۂ نخل مین آیا طائر نے آواز دی ہمنے قصد کیا گرفتار کرین
وہ ہوا بچاس ساحرون کو اسنے قتل کیا بمشکل گرفتار کیا ملازمان شاہی اسکو لاتے ہین لیکن ای شہریار بہتر یہی
کہ راستہ کھولدیجیے کہ جہان کہین عمرو ہو نکل جاے برق و چالاک کو بھی رہا کر دیجیے واسطہ سامری و جمشید
کا انکو قتل کرنے کا قصد نہ فرمائیے ہم سنتے ہین کہ ان عیارون کا جہان قدم نامبارک گیا وہ ملک ویران ہوا
اب ہم سب کی جان بچائیے شہاب کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا کہا کیا بیہودہ بکتا ہی بھلا مین عمرو کو قلعہ
سے نکلنے دونگا مین اپنے ساحرون کا انجام دیکھتا تھا مین خود ابھی نقشہ تیار کرتا ہون بتادونگا کہ عمرو کہان

مقام پر ہی یہ ذکر تھا کہ چالاک کو لیکر سامنے آئے شہاب نے کہا کیون او چالاک تجھکو کچھ خوف نہ آیا میرے
نامہ دار کو تو نے کیا کیا چالاک نے ہنس کر کہا اُس قاصد کو مار ڈالا آخر قلعہ مین کیونکر آتے اگر ہمکو طائر کا حال
معلوم ہوتا اسکی بھی فکر کر لیتے وانہ ڈال کے جال مین پھنساتے لیکن افسوس ہی کہ آگاہ نہ تھے اب کیا نقصان ہوا جکی
قضا تھی اُسکو مارا تمکو کیا زندہ چھوڑینگے بہتر اسی مین ہی کہ ہمکو قید سے چھوڑ دو ہمارے قبلہ و کعبہ کو نکل جانے
کی تدبیر بتاؤ ورنہ سارے قلعہ کو برباد کرینگے خوب تصور کرلو کہ جہان ہم صاحبون کا قدم آیا ساحرون کی شامت
آئی دریافت کرو کہ تمھارے شہنشاہ پر کیا گذری اپنی دائی امان کو لائے وہ کہان گئین مشعل کی روشنی تھی اب میان
احتقاق نقارہ نواز آتے ہین انکے بھی مرنے کی نوبت بجیگی اُنکی بھی تدبیرین ہو رہی ہین مثل مشہور ہی ڈھول کے
اندر پول نقارہ نواز کا اب نشان نرہیگا حجرہ ہفت بلا کیا چیز ہی خود تمھارا بادشاہ بدتمیز ہی تمھارے خداوند
سامری و جمشید کتابون مین لکھگئے ہین کہ اسد نامدار جرأت و شوکت مین یکتا ہی فتاح طلسم ہوشربا ہی حکم
سے اپنے خداوندون کے نہین ڈرتے ہو ایسے شہریار کے قتل مین کوشش کرتے ہو ابھی تاریک شعل کش
بھی تو اسد غازی کو کہان گئین تھین بھائی حضرت غلام شیردل نے کس طرح سے بچایا نوشتۂ پیشانی تاریک جبین ایا
واصل جہنم ہوئی صحبت بدعت برہم ہوئی اس طرح کی باتین چالاک نے چار آنکھین کرکے اس جلسۂ ساحران مین
کین جادوگر زبان تھرانے لگین غصے سے رنگ شہاب جادو متغیر ہوا کہا صاحبو دیکھو تین روپیہ کا پیادہ کسطرح
مجھسے کلام کرتا ہی گلشن جادو اُسکی معشوقہ رونے لگی کہا صاحب باتین تو اُسنے سب سچ کہین ذرا فرق نہین
مین نے سامری نامے مین دیکھا صاف صاف لکھا ہی اسد غازی نامدار نبیرۂ امیر حمزۂ عالیوقار طلسم ہوشربا
فتح کریگا علاوہ اسکے باب چہارم بدعت سامری مین صاف صاف مرقوم ہی جسکا یہ مفہوم ہی اسد نوجوان
و جواب قاتل افراسیاب جادو ہی تصویر تک کھنچی ہوئی ہی جو یہ عیار کہتا ہی بسر و چشم قبول کرو قید سے
اسکو رہا کرو ہم تم چلکر کسی گوشۂ عافیت مین چھپ رہین ظلم و بدعت عیاران نہ سہین شہاب گلگون پوش نے
کہا عورت کی عقل ناقص ہوتی ہی بے وجہ بک بک کرتی ہی سامری نے یہ باتین نہین لکھی ہین نجومیون نے
اپنا کمال دکھایا ہی ہر سال نیا نخرا لکھتے ہین مین ابھی اُن احکامات کو مٹاتا ہون چالاک و برق فرنگی کو ابھی
دار پر چڑھاتا ہون یہ کہکے برق فرنگی کو بھی قید خانے سے بلایا برق فرنگی جو بارگاہ شہاب گلگون پوش مین
آئے دیکھا مرشدزادے بندھے کھڑے ہین لیکن تیورون پر بل ہین ایک کو گھور رہے ہین برق فرنگی بھی یہان
چالاک سے تکرار ہوئی آتے ہی پکار کر آواز دی اے سامری و جمشید پرستو سلام ہمارا قبول ہوا کہ

شہاب گلگون پوش ہم محبت مین ملکہ مہرخ کے برباد و تباہ ہین شہنشاہ ہوش ربا کے خیرخواہ ہین آج
خواجہ عمرو کے بیٹے کو ہمنے قید مین دیکھا جو دل مین تھا وہ ظاہر کیا ای شہریار خبردار اسکی باتون پر نہ جانا جلد اسکو
قتل کرو ہمکو رہا کر دو ابھی چل کے عمرو کو تلاش کر دینگے کہین فقیر بنا پھرتا ہوگا لاکھون جادوگر جائین گے گر
اسکو نہ پہچان سکین گے چالاک نے کہا بھلا او مکار فتنہ انگیز آج کینہ دیرینہ ظاہر کیا ہم ہمیشہ قبلہ و کعبہ
سے کہا کرتے تھے یہ بادہ مکر و غدر سے مست ہے دل و جان سے لات و منات پرست ہے جس دن قابو پائیگا
پلٹ جائیگا ہمارا کہنا نہ مانا خیر ہم تو قتل ہونگے ہمارے بھائی تمکو زندہ نہ چھوڑینگے طلسم ہوش ربا مین
گھس آئین گے خون کا بدلا لینگے برق فرنگی نے کہا میان چالاک چپ رہو یہ بارگاہ ملکہ مہرخ و بہار
نہین ہے بہت نہ بڑھو آج ہمارے ہم مذہبون کا سامنا ہوا ہم اسی دن کے جویا تھے کہ ہمکو کوئی سردار معقول
ملے تو اپنا مذہب ظاہر کرین چالاک نے منھ پر برق کے زور سے ایک تکہ مارا برق فرنگی نے بھی تھپڑی
ماری آپس مین لات مکے چلنے لگے برق غل مچاتا ہے کہ حضور میری ہتکڑیان کاٹ دیجیے مین چھاتی پر چڑھکر اسکا
سر کاٹ لون آپ لوگ کیسے ہم مذہب ہین میری مدد نہین کرتے یہ تو لکا کھا کر خوب مشتنڈا ہوا ہے مین بیچارہ دبلا
پتلا برق فرنگی جو اس طرح تڑپا چالاک نے ایک ہتکڑی ماری برق فرنگی کے سر سے خون بھی جاری ہوا
گلشن جادو معشوقہ شہاب گلگون پوش ہان ہان کہکے ہتکڑی ہوئی برق فرنگی کی طرفداری
کرنے لگی چالاک کو جھڑکا کہا کیون او قیدی ہمارے ہم مذہب کو مارتا ہے برق نے کہا قبلہ عالم میری ہتکڑی
نکالئے مین ابھی اسکا سر کاٹ لون حضور عمرو کو بھی تلاش کر دون آج ہی کل کا خاتمہ ہے اسد غازی کا بھی سر
کاٹ لا دونگا ایک دن مین لشکر مہرخ کا خاتمہ کر دونگا گلشن جادو نے شہاب گلگون پوش کے آگے
ہاتھ جوڑے کہا صاحب سامری و جمشید کی قدرت نمائی ہے کہ ایسا عیار ہمارا طرفدار ہوا جاتا ہے تمام
اہالیان دربار بھی شہاب گلگون پوش کو سمجھانے لگے حضور اتنا بڑا واقف کار عیار طرار آپ کے شریک
ہوتا ہے حقیقت مین خواجہ عمرو کو بھی گرفتار کرا دیگا کیسی کیسی عیاریان کرتا ہے یہ تو عیاری مین عمرو پر غالب ہے
آپ کی مدد کا طالب ہے یہ سنکر شہاب گلگون پوش بھی خوش ہو گیا حکم دیا آہنگرون کو بلاو برق فرنگی کی قید
کاٹ دو ای برق ہم تیرا بڑا مرتبہ کرینگے برق نے کہا حضور مین تو اسی وقت خدمتگذاری کرونگا خیرخواہی ظاہر
ہو جائیگی سارے شہر والے خوش ہونگے یہ خبر فرحت اثر تا بہ شہنشاہ جا پہنچیگی شہاب گلگون پوش نے ہتکڑیان
بیڑیان برق کی کٹوا دین برق قید سے چھوٹتے ہی تڑپنے لگا کبھی کو داغل مچاتا تھا وہ مارا چالاک نے

گلے پر تلوار رکھدی کہا حضور انکو قتل کرون گلشن و شہاب نے کہا بھیا برق تمھین اختیار ہی برق فرنگی نے
تلوار روک لی دوڑا ہوا شہاب گلگون پوش کے پاس آیا کان مین جھک کر کہا حضور ابھی عمرو گرفتار
نہین ہوا اُسکے پاس گلیم ہی بڑا نہیم ہی نقشے مین دیکھیے کیا کر رہا ہی اگر اُسکا بیٹا مارا جائیگا رات کو گلیم اوڑھ کے
سب کو قتل کریگا اُسکو بھی تلاش کرکے پکڑ لائین پھر دونون کو ساتھ قتل کرین اب مین سب تدبیرین حضور کو
بتلاؤنگا لشکر اسد غازی و ملکہ مہرخ آپ کے ہاتھ سے تباہ کراؤنگا میرے برابر ان سب کا حال کون جانتا ہی
آپ صرف نشان بتلا دیجیے مین جاکے گرفتار کر لاؤن گلشن جادو نے کہا صاحب سچ کہتا ہی شہاب
گلگون پوش نے نقشہ نجوم اُٹھایا ملاحظہ کرنے لگا خوب قہقہہ مار کر ہنسا کہا ای برق فرنگی کوتوال ساتھ لیکر
جاؤ فلان محلے مین خواجہ عمرو بہشتی بنا بیٹھا ہی بہشتی سے ہنس ہنسکر باتین کر رہا ہی برق نے کہا حضور بہت خوب
کوتوال تو ساتھ چلین گے ذرا آپ چلکر ملاحظہ کیجیے لیکن جب مقابلہ ہو میرے اُسکے لڑائی مین کوئی دخل نہ دے
بفنون عیاری گرفتار کرونگا گلشن جادو نے بھی کہا صاحب چلو اُستاد شاگرد کا تماشا دیکھین دونون مین کیا
گذرتی ہی گلشن جادو و شہاب گلگون پوش مع مصاحبان نامدار برق عیار کے ساتھ ہوئے چالاک پر
چند نگہبان قرار دیے کوتوال محلہ کا پتا بتانے کو آگے بڑھا شہر مین غلغلہ ہوا برق عیار شاگرد خواجہ عمرو و نمکخوار
ہمارے آقاے عالی وقار کے شریک ہوا اُستاد کو اپنے گرفتار کرانے جاتا ہی جس گلی سے نکلے غول کے
غول ساحرون کے ساتھ ہولیے یہ تو سب جاتے ہین انکا حال وقت پر کہا جائیگا لیکن مہتر قران عیار
صحرا مین ٹھہرے ہوئے چالاک کا انتظار کر رہے تھے جب عرصہ دراز گذرا سوچے چالاک پر کچھ نہ کچھ
افتاد پڑی یہ سوچکر ایک جادوگر کی صورت بنکر تیار ہوئے سرہنگ جو درہ کوہ مین بیہوش پڑا تھا
اُسکو آکر ہوشیار کیا سرہنگ گھبرا کر اُٹھا ایک ساحر کو اپنے قریب پایا گھبرایا ہوا تھا مہتر قران نے کہا ای
برادر تم کون ہو ہم اس راہ سے جاتے تھے ملازم شہنشاہ ہوش ربا ہین تمکو دیکھکر بہت افسوس آیا کہ
بندہ سامری و جمشید اس مصیبت مین مبتلا ہی تمکو بیہوش کیا شاید کسی قزاق نے تمکو دھوکا دیا کیا کچھ
مال پاس تھا سرہنگ نے کہا بھائی تمھارا نام کیا ہی مہتر قران نے کہا سب پہچانتے ہین سرفروش جادو
ہمارا نام ہی اس صحرا کی نگہبانی کرنا ہمارا کام ہی سرہنگ نے کہا تمنے بڑا احسان کیا مین شہاب گلگون پوش
کا نامہ دار ہون مال تو میرے پاس کچھ نہ تھا تقدیر کا لکھا پورا ہوا خط کسی نے لیلیا مہتر قران نے کہا
بھائی خیر جان تو بچی زندگی کا کچھ حرف نہین آیا سرہنگ نے کہا میرے بادشاہ مجھکو خفا ہونگے آپ میرے

ساتھ چلیئے سامنے شاہ کے گواہی دیجیے گا کہ انکو مین نے بچالیا ہین تمھین انعام دلواؤنگا مہتر قران نے
یہی سوچ کے بیدار کیا تھا سرہنگ جادو کے ساتھ ہولیے دل مین سوچتے ہوئے کہ چلکر وہان عیاری کرین
نہین معلوم اُستاد پر کیا گذری چالاک بھی شاید کسی بلا مین پھنسا ایسا نہ تھا کہ وہ رہ جاتا سرہنگ جادو سے
پوچھتے ہوئے کہ خواجہ عمرو و برق فرنگی وہان قید ہین وہ کہتا ہی بھائی مین نے اتنا سُنا تھا کہ کچھ عیار قید ہوکر
آئے ہین پھر نہین معلوم انپر کیا گذری مین تمھارے لئے شہنشاہ سے بہت سفارش کرونگا مہتر قران
نے کہا مجھے انعام واکرام کی ضرورت نہین ہی اس حیلے سے تمسے ملاقات ہوئی تمھارے شہنشاہ سے بھی رسم
رہیگا کچھ مطلب بھی نکلیگا مہتر قران تو سرہنگ جادو کے ساتھ جاتے ہین اسکو تسخیر کرتے ہوئے پتے
ونشان دریافت کررہے ہین لیکن کوتوال نے اُس محلے مین پہونچکر وہ مکان بتلایا کہا حضور بہشتی اسی مکان
مین رہتا ہی برق فرنگی نے کہا غل نکرو وہ ساربان زادہ بڑا ہوشیار وعقلمند ہی تم سبھون کی آواز
سُنتے ہی بھاگ جائیگا پھر کسی کے ہاتھ نہ آئیگا آپ کنارے ٹھہریے تماشہ دیکھیے کس تدبیر سے گرفتار
کرتا ہون شہاب گلگون پوش وگلشن جادو وتمام اہالیان شہر کنارے ٹھہرے برق فرنگی دیوار پر
مکان کی آ[illegible] دیکھا اُستاد جی ایک عورت کی شکل بنے ہوئے شوہر سے اُسکے باتین کررہے ہین برق فرنگی نے
دیکھتے ہی [illegible] انشا کہا او ساربان زادے سنم برق فرنگی رفیق شہنشاہ شہاب گلگون پوش ارے ہم
قوم کے انگریز ہین بڑے فتنہ انگیز ہین مکر مارتے ہین اسی واسطے مدتون تیرے پاس رہے اب قابو پایا
قدردان بھی مل گیا بہشتی نے جو دیکھا ایک انگریز دیوار پر کھڑا ہی غل مچانے لگا خواجہ عمرو نے سر اُٹھاکر
دیکھا میان برق فرنگی کھڑے للکار رہے ہین بیچھ کھینچکر اُٹھے بہشتی سے کہا ابے ہٹ تیری جورو میکے
گئی ہی آٹھ دن کے بعد آئیگی یہ کہکر خواجہ عمرو برق فرنگی پر جا پڑے برق نے اشارہ بھی کیا تھا کہ اُستاد
آپ چپکے چلے آئیے مین رنگ جما چکا ہون خواجہ عمرو سمجھ گئے برق فرنگی دیوار سے کودا خواجہ عمرو بھی
باہر آئے صورت اصلی ہوکر نعرہ کیا برق فرنگی سے پیچھے چلنے لگا لیکن بہشتی دوہائی دیتا ہوا باہر آیا کہا
ای شہنشاہ مین لٹ گیا ابھی پُرانی جورو سے چھٹ گیا بارہ برس کے سن مین بیاہ کے گودیون مین اسکو پالا
کیسی دل سے خیرخواہ تھی گرم روٹی پکاکے کھلاتی تھی کپڑے سی کے نہاتی تھی ہاے مین کدھر جاؤن یہ میری
جورو کی کیسی صورت ہوگئی ابھی تو مجھسے گھُل مل کے باتین کررہی تھی پلک جھپکتے مین کیا ہوگیا شہاب گلگون پوش
خفا ہوتا ہی ارے غل نہ مچا یہ عمرو عیار ہی جورو تیری ابھی کے پاس ہوگی دلوادینگے نہ گھبرا وہ بھلا کب

مانتا ہی آخر کو توال نے گرفتار کیا سپاہیون کے سپرد کر دیا لیکن خواجہ عمرو و برق فرنگی سے نیچہ چلنے لگا
جب ساحر بڑھتے ہین برق فرنگی منع کرتا ہی دیکھو صاحبو کچھ دخل نہ دو میری عیاری مین فرق آئیگا بڑے غیرت کی
بات ہی مین اوپر کے اسکی شکلین باندھتا ہون علاوہ اسکے اُستاد شاگردون کی باتین عیاریون کی گھاتین
لڑائی مین بھی اشارے ہو رہے ہین ظاہر مین غُل مچاتے ہین برق فرنگی نے نعرہ کیا او ساربان زادے
اپنے کو بچا دیکھ یا لٹ کا ہاتھ چل گیا ارے روکنا وہ طمانچہ پڑا مگر خالی گئی چھوٹ کی گھاتی چلی خواجہ عمرو
آواز دیتے ہین او بے چھورے انگریز دیکھ چالاکی کا ہاتھ مارتا ہون ناک اُڑ جائیگی ابے جب تیری ناک کٹے گی
تب کان ہونگے برق نے کہا کیا مجال ہی آج اُستاد بناؤنگا اب ہمنے نوکری کر لی اب لشکر ملکہ مہرخ اور
ملکہ بہار پر بھی جا کر عیاری کرونگا تمھارے صاحبزادے چالاک کی شکلین باندھکر بیٹھا آیا ہون دونون باپ
بیٹون کو ساتھ قتل کرونگا آج عیاری کے مزے ہونگے کہنے والے کہینگے کہ برق عیار بے نظیر ہی حقیقت مین
صاحب تدبیر ہو قدردان کے ساتھ جانبازی کرینگے رازدارونکے ہاتھ سے کہان چھپین گے اتنی مدت خدمت
صاحبقران مین رہے آٹھ پہر ظلم سے ملکون مین نام کیا آخر کیا انجام ہوا اس قدردان کی تمام دنیا مین
عملداری کرینگے ناقدرون کو مٹائینگے خواجہ عمرو کہتے ہین تجھ ایسے سیکڑون لونڈے بنا کر چھوڑ دیے
یہان بھی ذلیل کرونگا لڑتے ہوئے یہ دونون بیچ بازار مین پہونچے ہین لوگ کوٹھون پر سے تماشا دیکھ رہے ہین
یکایک مہتر قران سرہنگ جادو کے ساتھ باتین کرتے ہوئے اندر در قلعہ کے پہونچے اُس طائر سحر نے
آواز دی ارے یارو دوڑو سرہنگ جادو کے ساتھ مہتر قران عیار طرار آیا ہی سرہنگ جادو
گھبرا گیا مہتر قران نے بدحواس ہو کر ایک ساحر کو بغدہ مارا اُسکا سر پھٹا ساحر لپٹا کرکے دوڑے
ہر چند سرہنگ جادو پکارتا ہی یارو اسے تم لوگ نہ لوٹو یہ میرے جان بخش و محسن ہین وہ ساحر
آواز دیتے ہین ارے او دیوانے بیچا ابھی تیری شکل بنکر چالاک آیا تھا سو سوا سی ساحر مارے گئے
اب تو مہتر قران کو اپنے ہمراہ لایا عیارون نے غدر ڈالدیا چلے ہی آتے ہین مہتر قران دو چار
جادوگرون کو مار کر ایک جانب بھاگا جب کوئی ساحر قریب آگیا پلٹ کر مہتر قران نے بغدہ مار دیا اُسکا
سر پھٹا اندھیرا ہوا یہ پھر بھاگے مگر ساحر پیچھا نہین چھوڑتے چلے ہی آتے ہین ایک بلندی پر چڑھکر مہتر قران
نے دیکھا بازار مین ہنگامہ ہی اہالیان شہر جمع ہین افسران فوج ایک جانب بیچ مین خواجہ عمرو و برق
سے نیچہ چل رہا ہی مہتر قران حیران کہ خداوندا یہ کیا معرکہ ہی اتنا تو سمجھگئے کہ اُستاد شاگرد نے ملکر کچھ جال پھیلایا ہی

لیکن حیران و پریشان کہ مین کدھر جاؤن کیونکر جان بچاؤن وہ تو عیاران دمباز شعبدہ ساز اگر قید بھی ہونگے
کسی مکر و حیلہ سے بچ جائینگے میرے واسطے تو بزرگان دین کی قید ہے کہ جسدن ہاتھ بندھا وہی سلسلہ قطع رشتہ حیات ہے
اب کون صورت نجات ہو لیکن دل مین آیا اُستاد کو آواز تو سناؤن یہ سوچکر قران نے ایک نعرہ کوہ شگاف کیا آواز
دی ای شہنشاہ اقلیم عیاری و ای نہنگ قلزم طراری یہ غلام قدیم بھی یہانتک پہونچا لیکن مبتلاے بلاے ناگہانی
ہوا عمرو نے پلٹ کے دیکھا کہ قران نامدار مضطر و بیقرار مجمع ساحران غدار مین گھرا ہے بغدہ کھینچا ہوا لڑ رہا ہے عمرو
قران کو اس حال مین دیکھکر بہت گھبرایا ادھر برق فرنگی برس رہا ہے عمرو کو دم نہین لینے دیتا حلقہ ہاے کمند
چل رہے ہین کبھی غنچہ چلا کبھی حباب ہاے بیہوشی مارے باتون مین عیاریان اشارون مین طراریان لیکن مہتر قران
جب ایک بلندی پر آیا ایک ساحر نے سحر کیا زمین نے پاؤن قران کے تھام لیے لڑکھڑا کے گرا گھٹنے زمین پر
ٹیک دیے وہ ساحر جھپٹ کے قریب آیا چاہا گردن قران کو تھام لون ہاتھ قران کا قابو مین تھا جھکتے ہی ایک
بغدہ مار دیا سر اسکا پھٹ گیا ساحر کے مرنے سے اندھیرا ہو گیا اُس تاریکی مین قران بلندی سے کودا ایک
ویرانے کے جانب بھاگا تاریکی مین ساحران غدار ہر طرف دوڑے قران ایک غار مین بھاگ پڑا لیکن اندر سے
غار کے سُنا ساحر غل کرتے ہوے جاتے ہین کہ یارو دیکھو وہ حبشی کدھر گیا ایک نے کہا اس غار مین
نہ چھپا ہو قران کو خوف پیدا ہوا کہ ایسا نہو کوئی اس غار مین جھانک کے دیکھے ایک طرف بغدہ مار نقب کھودتا
ہوا چلا لیکن عجب حال زندگی وبال لیکن جان و آبرو کا ڈر تاریکی قبر سے وہ مقام بدتر اندھیرا لحد کا یاد آتا ہے
قلب حزین تھراتا ہے تھوڑی دور جا کر گھبرایا خیال مین آیا اب زمین سے نکلو طبقہ توڑا دیکھا ایک مکان مین نکلا
وہ مکان وسیع بقدرت پروردگار خالی پڑا ہے قران کو کسی قدر اطمینان ہوا جان کو غنیمت جانکر اُس
مقام ویران کو جاے سکونت قرار دیا گرد و غبار سے جسم کو پاک کیا لیکن دلکو انتشار ہے کہ یہ کیا معرکہ درپیش ہے
کہ خواجہ و برق آپسمین لڑ رہے تھے ایک مقام پر مجمع عام تھا نہین معلوم انجام کیا ہوا یہ تو عقل سے دریافت
ہوتا ہے کہ برق اور اُستاد سے تلوار چل رہی ہے خدا انجام بخیر کرے مگر افسوس اس مجمع مین پہونچے عیاری سے
محروم رہے قران نامدار اُس قصر ویران مین داخل ہے دیکھیے اُنپر کیا گذرتی ہے ساحر جو اُنکے تعقب مین آے
تھے تلاش کرکے چلے گئے سب آپسمین کہتے ہوے یارو یہ عیار برق جہندہ ہے کس زور و شور سے اُچکر
نکلگیا اب کہان تلاش کرین اُسکو زمین کھا گئی یا آسمان پہونچا یہان خواجہ و برق سامنے شہاب گلگون
پوش و ملکہ وغیرہ کے لڑ رہے ہین ان دونون کی لڑائی مین ناظرین کو بڑا لطف ملتا ہے شہاب گلگون پوش

برق کی تعریفین کر رہا ہی کبھی کہتا ہی ای مہتر والا گہر ای برق نامور ساربان تردد سے اپنے کو بچا حکم دے
مین ایک سحر کرون ہاتھ پانوں اسکے بیکار ہوجائین مشکین باندھ لے ایسا نہو تو زخمی ہو مجھکو بڑا ملال ہوگا
برق جواب دیتا ہی ای شہنشاہ ساحران وای قدردان نکوکاران واسطہ سامری و جمشید کا اس مقدمہ مین
دخل نہ دیجیے زمرہ عیاران مین بدنام ہونگا افراسیاب کو کیا منہ دکھاؤنگا شہاب پھر رنگ جاتا ہی سپاہ تخت
والون سے پوچھتا ہی وہ جو عیار حبشی آیا تھا اسکو گرفتار کیا چند ساحرون نے عرض کی حضور وہ دشمن بہتیون کو قتل
کرکے نکلگیا اسکا پتا بھی نہ ملا شہاب کہتا ہی اب میرا عیار برق نامدار رفیق خیرخواہ سب انتظام کریگا اسکے
سامنے کوئی عیاری کا نام نہ لے سکیگا ایک دن مین مہرخ وغیرہ کا خاتمہ کردیگا دیکھو صاحبو کس نرے سے
لڑ رہا ہی حقیقت مین عمرو و برق سے جھوٹ کے ہاتھ چل رہے ہین عجب ہنگامہ عظیم برپا ہی ساحر کہتے ہین یارو
ہر وار مین یہ دونون کیونکر بچتے ہین گویا گھتین گنتی ہوئی ہین دونون کامل فنون عیاری مین طاق شہرہ آفاق
ایک شاگرد ایک استاد دیکھین کون غالب آتا ہی ایک مقام پر خواجہ عمرو نے بڑھکر تیغچہ مارا برق کا سر زخمی
ہوا شہاب گلگون پوش بیقرار ہوگیا کہا ای برق اب مین نہ مانونگا جتنا خون تیرا زمین پر گرا میرا ابھی اتنا ہی
خون خشک ہوگیا مین سحر کرتا ہون برق نے قسم دی کہا حضور دیکھین شیر زخمی جھپٹتا ہی کیونکر وار کرتا ہی یہ کہکے
گھس پڑا تلوارین مارنے لگا خون زخم کا پوچھتا جاتا ہی لڑنے مین پکار کر کہا ہان او ساحر عمرو کا سر کاٹ لینے
حکم دیا عمرو گھبرا کر پلٹا برق نے حلقے کمند کے مارے کہا او عمرو یہ فقرہ یاد رکھنا دیکھیو یون گرفتار کرتے ہین گرگ
باران دیدہ کو فقرہ دیا نرے نرانے عیار کو پھانسا اب کہان جائیگا حقیقت مین وہ حلقہ ہاے کمند گردن
عمرو کے پڑے بڑا دھوکا کھایا لیکن یہ عمرو عیار رشک ہوکر جست کی حلقہاے کمند سے یون نکلا جیسے شرارہ
سنگ سے یا ہوائی گنج سے یا عینک سے نگاہ ملول عاشق سے آہ قضاے کار وہان پر اک نخل تھا
اسکے شاخ کی سر عمرو مین ٹھوکر لگی لڑکھڑا کر گرا برق جھپٹ کے جابہ تراق سے جاب بیہوشی مارا عمرو بیہوش
ہوگیا ایسی سر کی کھائی کچھ تدبیر نہ بن پڑی برق نے چھاتی پر چڑھ کے مشکین باندھین ساحر دوڑے کہ عمرو کو
مارین برق نے کہا یارو ہاتھ نہ لگاؤ میرا استاد ہی اب دیکھو کیا ہوتا ہی کوئی صاحب ہمارے مقدمہ مین
دخل نہ دین جو مناسب جانینگے وہ کرینگے شہاب نے منع کیا خبردار کوئی قریب نہ جاے برق کو سب طرح کا
اختیار ہی خواہ قتل کرے خواہ بخشے برق نے کمندون سے مشکین باندھین چھینٹا پانی کا مارا ہوشیار کیا کہا کیون
خواجہ ہماری جرات دیکھی عمرو نے سر جھکا لیا جواب نہ دیا کشان کشان طرف بارگاہ کے لیکر چلے ساحر

شہر مین بھی ہاتھ پڑی برق فرنگی ہمارے مالک کے شریک ہوا عمرو کو گرفتار کیا اب مہرخ و بہار وغیرہ بھی قتل ہو جائینگی
برق کے ہاتھ سے امان نہ پائینگی ہمارے آقا کی عملداری ہو جائیگی طلسم ہوشربا کی حکومت ملیگی سب سردار خوش
ہین برق نے سر زنجیر عمرو اک ساحر کے ہاتھ مین دی آپ چلکر سامنے شہاب گلگون پوش کے آیا جھککر سلام
کیا کہا آپ صاحب اقبال ہین افراسیاب اس ہوس مین مرتا ہے کبھی عمرو کو نہ پا سکا آپ کے اقبال سے سب
کام ہو گیا اب لشکر کشی کر کے چلیے مہرخ وغیرہ کو بھی گرفتار کر دون شہنشاہ سے بھی نیابت لکھوا لیجیے گا ہوشربا پر آپکا قبضہ
ہو حیرت بھی دخل نہ دین گوشۂ عافیت مین جا کر بیٹھین پھر آپ کو طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے لیچلینگے وہان کیفیت
دیکھیے فرزندان عمرو سے لڑائیان پڑین عیار یان ہون ایک لاکھ چوبیس ہزار وہان عیار رہین وہ سب میرے
نام سے ڈرتے ہین کوئی سامنا نہ کریگا جب سنینگے مہتر برق فرنگی جری بہادر جنگی شریک ہو گیا سوراخ مور و مار
مین چھپ جائینگے خود صاحبقران گھبرا جائینگے بادشاہ اسلام سعد بن قباد ہمکو پیغام دینگے ہمارا تو یہ قول ہے جو بونے
دو کو خداوندون کو سجدہ کرے ہمارا دوست جانتے ہین یہی دل مین ٹھانی ہے خدائے نادیدہ کا پرستار پردۂ
دنیا مین باقی نہ رہے مذہب قدیم کو رونق ہو شہاب گلگون پوش نے کہا تمھاری رائے پر کاربند ہین ہم تو
جرأت پسند ہین کل امورات مین تمھین کو اختیار ہے یہ باتین کرتے ہوئے خوشی خوشی بارگاہ مین آئے چالاک
جو قید مین بیٹھا ہے اُسنے دیکھا قبلہ و کعبہ بھی گرفتار ہو گئے رونے لگا کہا کیون بھائی برق یہ کیا سلوک کیا قبلہ و کعبہ
کی مشکین باندھین کچھ افسوس نہ آیا او برق خدا سے ڈر اسقدر ظلم و بدعت نہ کر قبلہ و کعبہ تیرے بھی اُستاد ہین تو
تو جلاد بنگیا برق نے کہا اب دم بھر مین میری جلادی ظاہر ہوگی شہاب و گلشن تخت پر آ کے بیٹھے ہزار ہا ساحران
غدار بڑے بڑے سردار رئیسان عالی وقار افسر و تاجدار گرد آ کر بیٹھے برق کو بہت بھاری خلعت ملا پھولگیا سامنے
شہاب و گلشن کے باادب کھڑا ہو کر خوشی خوشی بہ الحان یہ اشعار آبدار پڑھنا شروع کیے

نظم

باہم بلند و پست ہین کیفیت شراب کے
کیا کیا ہین اوج و پست مین رنگ آفتاب کے
ساقی اُٹھ دل جام صبوحی کی خیر ہو
گل ہو گئے چراغ مہ و آفتاب کے
دھوے شراب سے مرے انگور زخم کو
واپس گی شام منھ پہ نقاب آفتاب کے

آنکھون مین ہین طلوع و غروب آفتاب کے
برسون سے ڈھونڈھتا ہے مضامین شراب کے
مشتاق کب سے ہین لب شب آفتاب کے
الکھون جو اُن کے چہرۂ روشن کا وصف مین
تا جلوے بخشین زخم کہین آفتاب کے
خالی کہان فلک ستم روزگار سے

پیتے ہین سرخ و زرد پیالے شراب کے
گردون اُلٹ رہا ہے ورق آفتاب کے
اُٹھے وہ دود دل کہ فلک ہو گیا سیاہ
پیدا کرون زبان و دہن آفتاب کے
کھویگا وہ دود آہ فلک کی برہنگی
رکھتا ہے دل پہ داغ مہ و آفتاب کے

جانے تو دو فلک پہ مرے نالۂ جنون
یاد آگئے ہمیں بھی زمانے شباب کے
محروم آرزو میں صدائے شکست میں
شب بھر کے واسطے یہ تماشے ہیں خواب کے

پرزے اُڑائینگے ورق آفتاب کے
پائی ہے میں نے زخم سے تعلیم خامشی
رہ رہ گئے اُبھر کے پھپھولے حباب کے

ای چرخ پیر دیکھ لیں اٹکھیلیاں تری
گویا لب سکوت دہن ہیں جواب کے
کس اعتبار میں نفس چند ای نسیم

اس رنگ میں برق نے یہ شعر پڑھے تمام اہالیان دربار تڑپ گئے خواجہ عمرو کھڑے دیکھ رہے ہیں خاموش چالاک بھی سکوت میں گلشن تعریف برق کی کر رہی ہے شہاب سے کہتی ہے صاحب حقیقت میں برق بڑا عیار نامدار ہے برق دعائیں دینے لگا اُسی وقت اشعار نظم کیے بابت بھی دکھائی دونوں ہاتھ اُٹھا کر عرض کی اشعار دعائیہ

ہر شرابی کہ در رحم انشا است
از نم خامہ تو جیحون باد
شست و شوے لباس گیتی را

بلب خامہ تو مقرون باد
علم بر فطنت تو مفتون است
عدل ترسب گر تو صابون باد

ہر سرابے کہ در جہان عطا است
لوح محفوظ نیز مفتون باد

ایسی ایسی خوشامدین برق فرنگی کر رہا تھا شہاب و گلشن وجد میں ہیں جب برق کو بھاری خلعت موتیوں کا مالا وغیرہ مل چکا برق مرغ زرین بنے کھڑے ہیں جھوم رہے ہیں شہاب نے کہا کیوں ای رفیق شفیق اب کیا قصد ہے برق نے کہا عمرو چالاک سے پوچھیے اگر سامری و جمشید کو سجدہ کریں سرفرازی حاصل ہو ورنہ پھر تو یہ ہے بقول بزرگان مثل مرغ سر بریدہ بانگ بے ہنگام برای دشمن کے لیے یہی مناسب ہے یہ کہکے شہاب کے قریب آیا کان میں کہا حضور عمرو خاموش ہے عیاری سے جو پکڑا گیا نہایت شرمندہ ہے آپ سوال کیجیے میں کہونگا تو جھلا پڑیگا حقیقت میں شرم کی بات ہے میرے ہاتھ سے زیر ہوا کبھی کوئی عیار اُسپر غالب نہیں آیا مجھکو تو بھی اسنے زیر کیا تھا آج تو حضور کا اقبال تھا یہ عیار جہان دیدہ اسطرح زیر ہوا اگر حضور کی اطاعت کرے تمام عالم میں نشان نیکنامی بلند ہو لشکر در مند ہو شہاب نے پکار کر آواز دی کیوں خواجہ صاحب اب کیا ارادہ ہے ہمارے رفیق نے کس زور و شور سے زیر کیا کچھ مقام تردد نہیں ہے آپ کا شاگرد رشید فرزند سعید غالب آیا آپ ہی نے تعلیم کیا خوشی کیجیے لائق و فائق ہوا گلشن بھی اشارہ سے برق کے بول اُٹھی خواجہ شہنشاہ بجا فرماتے ہیں جو دو اطاعت کرو خلاف کرو گے قتل ہو جاؤ گے یہ جو گلشن نے کہا خواجہ چیخیں مار کے رونے لگے اسقدر روئے آستین و گریبان تر ہو گیا یقین تھا روح جسم سے نکلجائے آہ آتش ناک سے قفس جسم جلجائے تمام اہالیان دربار گھبرا گئے ہر ایک کا یہی قول تھا کہیں عمرو کا دم نہ نکلجائے بعض کہتے ہیں بڑی ندامت ہے

عیار صاحب کو غیرت ہے بعض کہتے ہیں دربار میں صاحبقران کے بڑی آبرو ہے از آفاق کا زینت پہلو ہے بعض نے کہا انکا برادر خورد شخو توت بازو ہے فرزند ان حمزہ عم نامدار پوتے صاحبقران کے جد عالی تبار کہتے ہیں اسکو جو سر دربار سر بازار ایسی ذلت ہوئی اسی وجہ سے بیقرار ہے ایک نے کہا یار و خوف جان سے روتا ہے اسکو زندگی کی بڑی ہوس ہے علاوہ ازین حسرت پر اپنی روتا ہے خود قید برابر کا فرزند قید اپنے آقا سے چھوٹا اتنا بڑا شاگرد رشید سامری پرست ہوگیا اسکا رونا کیا بیجا ہے اسپر حسرت کا فلک ٹوٹ پڑا عزت، دربار میں اسکی فرق آیا شہاب نے بھی دیکھا عمرو کا عجب رنگ ہے حقیقت میں ظاہر ہوتا ہے اپنی زندگی سے تنگ ہے برق بھی رونے پر تڑپ گیا دوڑ کے عمرو کے قدموں سے لپٹ گیا کہا استاد نہ روئیے سامنے اب قدردان صاحب شوکت و شان موجود ہیں جو آپ کو دلسے منظور ہو ارشاد فرمائیے اسقدر نہ گھبرائیے مگر تو میرے سامنے نہ چلئیگا آئینہ قلب کو صاف کیجیے خود ہی انصاف کیجیے میں آپکا غلام ہوں اگر پیچ نے آپ کو زیر کیا شکیں باندھیں اسکا افسوس بیکار ہے بروقت تعلیم ہزار مرتبہ آپکو زیر کیا آپ خود پیچ کے توڑ بتاتے تھے زیر ہو جاتے تھے آج کیا شرم ہے مالک ہمارا عطا پاش و خطا پوش حق نیوش رحم دل عاقل کامل آپ ہی خطا معاف کر دیگا اسطرح جو برق نے قدموں سے لپٹ کے کہا اور زیادہ جوش گریہ ہوا طرف فلک کے دیکھکر یہ اشعار پڑھنے لگا

نظم

دل لیا عشق میں دیوانہ بنایا افسوس
تو نے اغیار کو پاس اپنے بٹھایا افسوس
بھولکر یار مقدر سے مرے آیا تھا
ایسا نظروں سے مجھے تو نے گرایا افسوس
کبھی ہنس ہنس کے کئیں تانے دو دو باتین
زلف میں اسکی عبث دلکو پھنسایا افسوس
استخوان کو بھی سگ یار کے قابل نہ رہا
بعد مردن بھی وہ تربت پہ نہ آیا افسوس

ہائے اب پر بھی تجھے رحم نہ آیا افسوس
دل دیا اسکو کہ بیرحم بھی ناقدر بھی ہے
حال دل کچھ اسے اپنا نہ سنایا افسوس
لگنی تھی تو عشق آیا اسے پچھتاتا ہوں
عمر بھر مجھکو محبت میں رلایا افسوس
اب جو بیٹھے ہوئے پچھتاتے ہو کیا ہوتا ہے
آتش عشق نے اسدرجہ جلایا افسوس

کیا خطا مجھسے ہوئی تھی کہ جلا کے گھر سے
بیٹھے بٹھلائے یہ کیا جی میں سمایا افسوس
ہائے محفل میں تری آنے کے قابل نہ رہا
ہائے کیوں زخم جگر کھینچ دکھایا افسوس
ہائے الجھن ہے تب و روز پریشانی ہے
ان حسینوں سے نہ کیوں دلکو بچایا افسوس
قبر میں بھی یہی ارمان سدا ہے سعادت

یہ اشعار عاشقانہ اس شان سے پڑھے سننے والوں کے کلیجے منھ کو آگئے سب رونے لگے عمرو بنکڑیوں سے سر ٹکراتا تھا صاف ظاہر ہے قصد کرتا ہے کہ میرا دم نکلجائے جب شہاب و ملکہ گلشن نے یہ حال پرملال عمرو دیکھا سب عذر کرنے لگے کہ خواجہ ہم تمھیں قتل نہ کرینگے سامری جمشید کو سجدہ کرو جسطرح لشکر مہرخ میں تھے اسی طرح استاد بنکر رہو لیکن اپنے شاگرد کو اپنا افسر جانو آخر تمہارے

دلمین کیا ہی بیان کرو جو کہو گے ہم قبول کرینگے قتل کا نام نہ لینگے مراد گر یہ ظاہر کرو دیکھو ای بندۂ سامری تیرے
دم نکلجائیگا حجاب کرنے سے کیا ہاتھ آئیگا یہ جوان سب نے بہ منت و خوشامد کہا خواجہ کو اور زیادہ رونا آیا
بلبلانے تھرائے ہونٹون پر خشکی کلیجہ تھام کر یہ مسدس رعنا ندامت عشق مین پڑھنا شروع کیا **مسدس**

عشق دوزخکے دھوئین دم مین اُڑا دیتا ہی
خاک مین عالم و آدم کو ملا دیتا ہی
برق سان خرمن ہستی کو جلا دیتا ہی
جلوہ خورشید کا ذرے مین دکھا دیتا ہی
نار دوزخ کا ہی بس ایک شرارا اسکا
آمین عیسیٰ بھی تو بجھا نہین مارا اسکا

عشق وہ سم ہی مرے بار جسے اسکا نام
اسکی تاثیر کو سب جانتے ہین خاص و عام
اژدہا دیکھے تو ہو جاے وہین کام تمام
اسکا آغاز ہی انسان کا جو ہی انجام
خون سیاہی دم تحریر تعشق نظر آئے
خاک کاغذ ہو قلم سوکھ کے کانٹا بنجاے

گاہ دریا مین نظر آتا ہی وہ بنکے بھنور
کشمکش جذبۂ شوق سے ہی آٹھ پہر
موج بنکر کبھی قلزم مین یہ آتا ہی نظر
کبھی طوفان کی طرح جاتا ہی یہ سر سے گذر
ہو وین ناکام دم تشنہ دہانی عشاق
ایسا ترسائین نہ مانگین کبھی پانی عشاق

بیقرار اسنے ہی سیماب کو کر ڈالا ہی
اشک نیسان کو نیا اسنے گہر ڈالا ہی
سم کا الماس مین قاتل نے اثر ڈالا ہی
سینۂ سنگ مین آتش کا شرر ڈالا ہی
ہی یہی کاہ ربا اور اثر مقناطیس
ورنہ ہی کون سلیمان کہان کے بلقیس

چاشنی قند مین اپنی کبھی دکھلاتا ہی
گہ نمک مین نمکین شور یہ بنجاتا ہی
اور کبھی زہر ہلاہل مین یہ کڑوا آتا ہی
ذائقہ بنکے ہر اک چیز مین در آتا ہی
مشک مین عطر مین گل مین یہی بو دیتا ہی
بنکے خنجر کبھی عاشق کا لہو دیتا ہی

راگ مین سحر کی دکھلاتا ہی گاہے تاثیر
طوق بنتا ہی گلے کا کبھی پا کی زنجیر
دام کاکل مین یہ دلکو کبھی کرتا ہی اسیر
تیر مژگان سے کبھی کرتا ہی ظالم نخچیر
گاہ صورت کبھی سیرت مین یہ در آتا ہی
دل عشاق کو ہر طرح سے لبھاتا ہی

مہر تابان ہی کبھی چرخ پہ گہ ماہ تمام
کہکشان گاہ کبھی عقد ثریا خود کام
گاہ ثابت ہی کبھی اختر سیارہ نام
شب کبھی روز کبھی گاہ سحر گاہ ہے شام
دلمین آکر نہین ممکن ہی نکلنا اسکا
ہی زمانے کی طرح رنگ بدلنا اسکا

عالم آشوب ہین اس عشق کے اسرار نہان
تارہ عشق سے آگاہ ہو ہر پیر و جوان
چاہتا ہون کہ کرون چاہ کا احوال عیان
دل یہ کہتا ہی کہ ہی عشق عیان راچہ بیان
ابتدا دھوم ہی انجام کو بربادی ہی
شادی و مرگ اسی عشق مین شادی ہی

سوتے فتنے کو یہ کمبخت جگا دیتا ہی
خون دل دیدہ عاشق سے بہا دیتا ہی
سرد سینون کو یہ دلسوز جلا دیتا ہی
چاہ مین چاہ فرشتون کو جھکا دیتا ہی
زندہ مردے کو کرے معجز عیسے دکھلائے
مردہ زندے کو کرے پھر اُسے زندہ فرمائے

دام مین لاتا ہی یہ طائر دل کو دم مین
ملک دل کرتا ہی تاراج یہ فرط غم مین
اس سے آخر کو زوال آتا ہی جاہ جم مین
ننگ و ناموس کو چھوڑا ہی کہین عالم مین
اس سے بدتر نہین دنیا مین کوئی بیماری
ہین مسیحا اسی آزار کے آپ آزاری

عشق جادو ہی کہ ہی سحر طلسم و نیرنگ
پانی ہو جاتا ہی اس عشق کی تاثیر سے سنگ
اُسکو اعجاز مسیحا بھی ہی اب دیکھ کے دنگ
عجب انداز ہین اور اسکے نرالے ہین ڈھنگ
عرش سے فرش پہ لا چاہ فرشتے کو جھکا

فرش سے عرش پہ انسان کو جا ہے پہونچے

اس بیقراری مین یہ بند پڑھے سُننے والے کلیجہ تھام نے لگے لیکن کوئی مطلب اصلی نہ سمجھا کہ اس مذمت عشق سے
اس مقام پر کیا مراد ہی لیکن شہاب گلگون پوش نے کہا اے مہتر برق فرنگی عیاری کرینگے تمہارے اُستاد
ہین تم کچھ اس مطلب کو سمجھے برق نے کہا اور تو مین کچھ نہین جانتا آشنا واقف ہون کہ جبدن سے طلسم ہوشربا
مین تشریف لائے ملکہ صرصر شمشیر زن پر مائل ہین اکثر پیغام وسلام ہوتے ہین لیکن کچھ انجام ہوا اکثر راتون کو اشعار
عاشقانہ پڑھا کرتے تھے شاید اُسی معشوق کا خیال آگیا شہاب نے کہا خواجہ صاحب اگر آپ کو صرصر کا
خیال ہی مجھ سے صاف صاف فرمایئے مین اُسکی بھی تدبیر کرسکتا ہون افراسیاب کے گھر کا مجھکو سب طرح سے
اختیار ہی کوئی مقام تردد نہین نام صرصر سُنکر خواجہ اور زیادہ بیقرار ہوے تڑپکر یہ اشعار مخفی پڑھنے لگے اشعار

بسکہ الفت گریہ را با چشم خونبار من است
گردش گردون دون در فکر آزار من است
بارمنت می نہد بیہودہ بر گلزار ابر
جستجو ہم دارد و در فکر آزار من است
مخفیا زنہار خود بینی و خود رائی مکن

ریختن بر خاک رہ خون جگر کار من است
نیست دربازار راحت گرچہ یک جو ہم
رونق این بوستان از چشم دربار من است
کردہ ام تا طوق گردن رشتہ زنار
کین پریشانی من برمن زپندار من است

باوجود آنکہ آزادم ز سر تا پا ہمو ز
شکر اللہ محنت عالم خریدار من است
فتنہ ہرجا برآرد سر ز آغوش فلک
عقدہا تسبیح را در دل ز زنار من است

اشعار عبرت آما دکے تار
باندھ دیے بحر رقت کا جوش کبھی گریان کبھی خاموش عجب حال پُرملال مین خواجہ کو اُسوقت دیکھنے والے دیکھتے
ہین ہر کس و ناکس کا یہی قول ہی کہ صاحبو اگر یہی حال ہی قلب پر اسقدر غم و ملال ہی عمرو زندہ نہ بچیگا تڑپ تڑپکر
جان دے دیگا مگر سبب گریہ نہین کھلتا آخر شہاب گلگون پوش نے انتہا کا عذر کیا کہا خواجہ جسکو تم عزیز
رکھتے ہو اُسکے سر کی قسم تمکو دیتے ہین حال دل کہو بے وجہ اپنی جان نہ دو ہم سب طرح تمہارے ساتھ محبت
صرف کرینگے جو مانگو وہ دینے کو موجود ہین صرف مذہب کی تکرار ہی برق بھی قدمون پر گرا تب عمرو نے
بہ مشکل ضبط کیا ظاہر مین سب نے دیکھ لیا کہ تاب ضبط نہ تھی مگر یہی جرأت تھی کہ اپنے کو روکا کہا اے بادشاہ
عالیجاہ اسوقت مجھکو کوئی باتون پر رونا آیا ایک تو یہ خیال آیا کہ افسوس ہم نے عمر اپنی ناقدر دون کے ساتھ بسر
کی یعنی حمزہ مجاور زادہ و ملکہ جبد نسے اُسکے ساتھ رہے جہان کہین وہ قید ہوے ہم عیاری کرکے پہونچے
سرکستان و مرکو اُنکے واسطے زیر و زبر کیا لیکن کوئی پھل نہ پایا تین روپیہ سے زیادہ کبھی نصیب ہوا اسوقت برق
نے تمہاری اطاعت کی نہین معلوم جھوٹا ہی یا سچا مجکو پکڑلایا تم نے کئی ہزار کا خلعت لو سے دیا حمزہ کے لشکر مین

ہماری عمر گذری بی مہرخ کے ساتھ بڑی بڑی جانبازی کی اُسنے بھی کبھی ایسا خلعت نہ ملا تمھاری قدردانی پر
ہمکو وجد ہوگیا و ہرے گرفتار ہوکر آئے یہ بھی خیال ہوا کہ زندہ نہ بچینگے خوف جان مین روئے اُس تمثال
عالم کی بھی تصویر آنکھون کے آگے پھری یعنے ملکہ صرصر شمشیر زن معشوقۂ پُرفن سالہا سال اُسکی محبت مین
گذرے وہ آہوے وحشی رام ہوا ایک دن وصل کا انجام ہوا بس اب ہمارا جان دینا ہی بہتر ہے اور
اے شہریار حال مذہب ہمارا نہ دریافت کیجیے اصل مین ہم لقا پرست ہین انھین خیالات مین مست ہین سامری
جمشید کو کم مانتے ہین لقا کا چھوٹا بھائی جانتے ہین انھین خیالات مین خدمت عشق بڑی تھی توجہ ہوئی یا دھر
مین اشعار عاشقانہ پڑھے لشکر حمزہ مین رہتے تھے کہدیا یزدان پرست ہین یہ سنکر شہاب گلگون پوش
خوش ہوگیا کہا خواجہ ہمارا اعتقاد و مذہب قریب ہے ہم بھی خداوند لقا کو مانتے جو بت کا خداوند جانتے ہین
کہ یہ خداوند زندہ ہے سامری جمشید وغیرہ دنیا سے چلے گئے بس کل انتظام ذات پر خداوند لقا کے موقوف ہے
جو اُنکو خداوند نہ جانے وہ بڑا بے وقوف ہے مین تمھاری قدردانی کرونگا کیون جان دیتے ہو ہرچند کہ
برق اسوقت تم پر غالب آیا لیکن عہدۂ افسری عیاران تمھارے نام ہوگا عمرو نے کہا میری بڑی قدردانی
یہ ہے گزی گاڑھا پہناؤ اور جو اور باجرہ کھلاؤ ہم خود کماؤ پوت ہین مٹی مین سے پیسا پیدا کرتے ہین ایک
اقرار پر مین آپکی اطاعت کرتا ہون صرصر کے ساتھ میری شادی افراسیاب سے کہکر کرا دیجیے تو حضور
جان و مال سب آپ پر نثار آپکے غلامون کا تابعدار ہون اب راتین ہجر کی نہین کٹتی ہین تڑپ تڑپ کے
بسر کرتا ہون نہ جیتا ہون نہ مرتا ہون یہ اقرار کیجیے تصویر سامری و جمشید لائیے مین سجدہ کرونگا ورنہ جلاد
بیدرد کو حکم دیجیے ابھی مجھکو قتل کیجیے خون سے مجھ بے گناہ کے ہاتھ بھرے زندگی کی ہوس اب باقی نہین ہے
شہاب گلگون پوش نے کہا اے شہنشاہ اقلیم عیاری اے ہنر بردشت طراری جو جو کچھ آپ نے فرمایا
سب منظور ہے حقیقت مین حمزہ بڑا ناقدری ہے اُسکے لشکر مین بڑا غدر ہے تجھ ایسے جانباز سرفروش کی یہ لیاقت
محرران اخبار سخنوری و محرران کتب انشاگری نے بصد شد و مد جابجا تحریر فرمایا ہے کہ عظم و شان حمزہ بسبب
خواجہ عمرو بن اُمیہ نامدار کے ہے اگر عمرو ایسا عیار ہمراہ حمزۂ نامدار نہوتا تو ہزار بار بمقام کفن پوش ہوتے
ہوتے زندہ نہ بچتے ملک مصر مین بیچارہ مُردہ بنا مُردہ بنکر زندونکو درگور کیا وہ عیاری نہین کرامات
تھی مین نے دفترون کو دیکھا ہے ممالک ساحران سب آپکی ذات سے ختم ہوے کیسے کیسون نے شکستین
کھائین برائے فرزندان حمزہ سینہ سپر رہے بڑے بڑے شہرون مین گذر ہے اس ہوشربا مین بھی کیا کیا

کام کیے کیسے کیسے نام کیے عشاق سبزہ رنگ کو مارا بڑے بڑے ساحرون کو للکارا افراسیاب پر دست ناز
ہوے ہمکو تو آپ کی جرأت پر بڑے ناز ہوے عہدہ وزارت لیجیے مجھے سرفراز کیجیے کل امورات کا آپکو اختیار ہی
یہ سمجھیے کہ شہاب میرا خدمتگار ہی عمرو نے سر جھکا کر کہا اگر ایسا کرو گے تمھارے لیے بہتر ہی مین تم کو بادشاہ
ہفت اقلیم بنا دونگا خیر خواہی کا مزا چکھا دونگا مگر مقدمہ صرصر مین کیا جواب دیا شہاب نے کہا خواجہ
وہ بدل و جان آپ کو قبول کریگی مشکین باندھکر لاؤنگا بڑی دھوم سے تمھاری شادی کرونگا افراسیاب
کی مجال ہی کہ میرا کہنا نہ مانے عمرو نے چپکے سے کہا اے شہنشاہ اسوقت زیادہ کہنا بیکار ہی یہ حقیر محبوب و ترسا ہی
اگر اتفاقی مہربانی ہو گی شاید تخت سلطنت ہوشربا پر آپ جلوہ فرما ہون کل طلسم زیر نگین ہو جائین ہمارے
بھی قلب کو تسکین ہو شہاب پھولگیا رنگ چہرے کا سرخ ہوا جلد قید کنوائی کہا اپنے فرزند کو بھی سمجھا دیجیے
عمرو نے کہا وہ مرا نور نظر پارہ جگر ہی جلد قید کنوا دیجیے ہم جسکے دوست ہوے وہ بھی تابعداری کریگا بے شک
عیار ہی چند عرصے مین جب یہ خبر مشہور ہو گی کہ خواجہ عمرو نے شہنشاہ شہاب کی اطاعت کی سب عیار اسی
مقام پہ چلے آئینگے آپنے دفتر ایرج نامہ مین پڑھا ہو گا جب حمزہ سے اور مجھ سے بگاڑ ہوا سب عیار
میرے ہمراہ چلے آے اپنے اپنے افسرون کی مشکین باندھ لاے جب مجھسے صلاح ہوئی وہ بھی سب شریک
ہو گئے وہ تو سب میرے مطیع ہین اب آپ مطمئن رہین جو کچھ ہو گا وہ ظاہر ہو جائیگا سب کام ہو گئے اک
ہم شریک ہوے چند عرصے مین کوئی آپ کو نہ پہچانیگا بعد اختتام لشکر مہرخ و بہار و بعد قتل اسد نامدار
ایک دن افراسیاب کو بھی پکڑ لینگے تمھین تخت پر بٹھا دینگے یہ سامان سُن سُنکر شہاب وجد مین آیا واسطے
خواجہ کے بھاری خلعت منگایا چالاک کو بھی رہا کیا تینون عیار محفل مین آ کر بیٹھے برق نے شہاب سے
اشارہ کیا اُسوقت تو خواجہ گانے کیا تھے روتے تھے اب دل بحال ہی اور طرحکا خیال ہی اب مزے
سے گائینگے ہم باجا بجائینگے چالاک بھی موجود ہی اک ساز انکو دیجیے پھر کیفیت دیکھیے ہم ساقی گری کرینگے
بڑے مزے ہونگے شہاب نے خواجہ سے کہا اے دوست صادق اے محب واثق آپکے گانے کے سب
مشتاق ہین یہ بھی بخوبی ہین آگاہ ہون کہ آپ مبتلاے درد فراق ہین عمرو نے کہا اے قدرشناس حقیقت ہین
میرا بھی دل چاہتا ہی کچھ اشعار عاشقانہ پڑھوں دل کو غم سے خالی کرون سازندے خواجہ کے گرد آے ایک ساز
چالاک نے بھی اٹھا لیا برق انتظام شراب مین مصروف ہوا خواجہ نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی غزل

رہی ہمیشہ اسیری اسکے اختیار مین جسم — نکلی بدن سے پھنسی دام زلف یار مین روح
بدل رہا ہی جنازے پہ کروٹین لاشہ

پس فنا ہو تری یاد جسم زار مین روح
کہین اجازت رفتار دے نزاکت یار
کہ اپنا جسم ہوا ہو تن فگار مین روح
دکھا دے جلوۂ آخر کہ وقت ہی آخر
بھٹک رہی ہو ابھی تک اُسی خمار مین روح
عجب نہین جو پکارے تجھے مری آغوش
اُسی سرور مین دل ہو اُسی خمار مین روح
خیال کاکل برہم سے حال ہی برہم
کنار قبر مین ہو زحمت فشار مین روح

ملال تمکو ہو تم ہو دل مکدر مین
کہ راہ تکتی ہو آغوش انتظار مین روح
نہ زندگی سے خوشی ہو نہ موت سے تشفی
ہو میہمان نفس چند جسم زار مین روح
خیال گل کبھی خاطر سے کم نہو بلبل
ترا خیال ہوا ہو مری کنار مین روح
بہار داغ جگر سے ہوا مزاج نہ سیر
پھنسی ہوئی ہو عجب دام انتشار مین روح
خوش آئی عادت طفلی بس فنا بھی نسیم

غبار روح مین ہی باگرد غبار مین روح
فنائے عشق مین کیا برگزیدگی ہو عین
نہ اختیار مین دل ہو نہ اختیار مین روح
نہین مین ہین گم ترے مستون کی ستیان پس مرگ
بہار یہ ہو کہ نکلے اسی بہار مین روح
پیا ہی بادۂ الفت کا ساغر لبریز
تمام عمر رہی سیر لالہ زار مین روح
عدم ہوا ہی بدن کاہش محبت سے
کہ لوٹتی ہو مری دامن فزار مین روح

خواجہ گا رہے ہین اہالیان محفل کو رجھا رہے ہین مہتر برق فرنگی منتظم میخانہ گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی قاعدے سے محفل مین رکھو رہا ہو مرغ زرین بنا ہوا پھر رہا ہو خواجہ کی تعریفین ہو رہی ہین اُستاد و شاگرد مین اشارے کنائے کبھی خواجہ پکار کر فرماتے ہین بیٹا برق جلد شراب محفل مین لاؤ اپنا کام کرو اور ابھی ضرورت ہو شہنشاہ کو اپنے ساتھ لیکر چلین شہنشاہ افراسیاب جادو سے ملاقات کرین خناق نے نہین معلوم کیا کیا قریب لشکر ملکہ مہرخ پہونچ گئے ہونگے ہم چاہتے ہین اب کسی کو تکلیف نہو بار کوہ جنگ و جدال ہم اُٹھالین ہمارے شہنشاہ کا نام ہو جائے بیٹا بہت جلد کام ہو جائے برق جواب دیتا ہو اُستاد سب سامان تیار ہو آپکی ہر اک بات کرامات ہو ابھی ابتدائی رات ہی صبح ہوتے ہوتے صبح ہو گی کیا جلدی ہو چالاک سر ہلا رہے ہین کبھی اُٹھکر ہاتھ سے برق کے گلابی لے لیتے ہین فرماتے ہین بھائی قرابہ اسطرف لاؤ بہت نہ گھبراؤ برق تڑپتے پھرتے ہین لیکن اب حال مہتر قران سنیئے تحریر کر چکا ہون ایک مکان کہنہ مین جا کر مہتر قران ٹھہرے تڑپ تڑپ کے دن کاٹا اندھیری رات کا سامنا ہوا شب تیرہ و تار مکان سنسان مدت سے ویران پڑا ہو دل پر خوف طاری انتہا کی بیقراری آخر لاچار ہو کر دروازہ مکان کا کھولا دیکھا کوچہ تنگ و تاریک ہو اسطرف سے کوئی گذر نہین کرتا ڈرتے ڈرتے مہتر قران نکلے سر کوچہ سے بڑھے ہین کہ آواز آئی ارے کوئی مزدوری ہمارے پاس آوے یہ پیپا شراب کا تھوڑی دور پہونچا دے منھ مانگی مزدوری ملیگی خیال مین گذرا کہ اے مہتر قران

اسی حیلہ سے تو سیر کریں کچھ حال بھی دریافت ہو اُستاد والا نژاد پر کیا گذری برق نے کیا کارگذاری کی
یقین ہے محفل میں رنگ جمایا ہو بہو رہے بڑے قیامت کا ہے ہم بھی بیکار نہ رہیں کوئی تو کام کریں یہ سوچکر رنگ
روغن عیاری کا نکالا اک شہدے کی شکل بنکر تیار ہوئے گاڑھے کی غرقی سر برہنہ کوچے سے کہتے ہوئے
نکلے ہارتے ہارتے جی چھوٹ گیا رنگ باز کی شامت ہے آج ایسا داؤں ہارے عمر بھر اب نہ جیتینگے حسد ان
کا ہیتیں ہمارا رنگ کھیلی جائیگی سلطنت جیت لینگے بڑے بڑے مہاجنوں کو لنگوٹی بندھوا دینگے ہمیں کیا پروا شہدے
جواری اسی شوق میں گھر بار چھوٹا چوبدار نے جو یہ آواز سنی صدا دی میاں شہدے صاحب مزدوری کروگے
قران نے جواب دیا کیا حضور کوئی مُردی اُٹھانا ہے یا کسی کو نہلانا ہے چوبدار نے کہا نہیں بھائی یہ تپلا
شراب کا اُٹھالو تھوڑی دور چلو وہاں تک پہونچا دو جو کہو وہ دینگے قران نے کہا چار گنڈے لینگے صبح کو اسی
سے داؤں بدینگے ٹکے کی پوریاں کھاکے پڑ رہینگے یہ کہکے قران نے تپلا اُٹھاکے دوش پر رکھا چوبدار سے
باتیں کرتے ہوئے چلے دمبدم وہی پھڑ کا ذکر ہے باتوں میں بھی کھیلنے کی فکر ہے چوبدار نے پوچھا میاں شہدے
بہت ہارے قران نے کہا حضور ہمارے ساتھ چلیے تو کیفیت حاصل ہو ہر وقت پریاں ناچا کرتی ہیں
ہم تو میاں صاحب رنگ باز ہیں ایک داؤں پر جان بدیں سلطنت جیت لیں لینے داؤں سے انکار نہ
کریں آجکل چوروں نے بہت مال پایا ہے سب جوئے گلزار ہیں روپیہ لٹ رہا ہے مگر کیوں میاں صاحب
کس قید خانہ پہ چلیے گا ہم رات کو عالم باغ تک نہ جائینگے رات کو بہت سناٹا ہوتا ہے تلنگے نے ایک دن
گولی ماردی ہوتی اپنی جان بچانا ضرور ہے ایسے مقام پر جانا سراسر قصور ہے حسین الدولہ کے امام باڑہ تک
چل سکتے ہیں وہاں بیچارے قرضدار لوگ قید ہیں شہر کا بھی کنارہ ہے چوبدار نے کہا اُن دونوں مقام پر
جانا منظور نہیں سامنے قریب وزیر گنج اک بادشاہ قید ہے چند نگہبان وہاں ہمارے مالک نے
مقرر کیے ہیں اُنکے لیے یہ شراب جاتی ہے مہتر قران نے کہا کیوں میاں صاحب یہ کیسا قیدی ہے کہ
جیل خانہ سے الگ قید کیا گیا چوبدار نے کہا میاں شہدے صاحب تمھیں اِن باتوں سے کیا غرض شراب
پہونچا دو اپنی مزدوری لو سیدھے گھر چلے جاؤ باتیں نہ بناؤ مہتر قران نے کہا حضور ہم بھی اسی شہر کے
رہنے والے ہیں بڑے بڑے جھگڑے فساد دیکھ چکے ہیں ہم سے صاف صاف کہیے ہم یہیں تپلا رکھکے
چلے جائینگے پھر نہ آئینگے تب آپکو قدر ہوگی چوبدار نے دیکھا کہ شہدہ چلبلا معلوم ہوتا ہے ایسا نہو تپلا رکھکے
چلا جائے اور دو چار صلواتیں سُنائے اچھا نہو گا شراب کا پہونچنا بھی وقت پر ضرور ہے یہ سوچکر کہا بھائی

یہ ایک شخص شہنشاہ ہوش ربا کا گنہگار یہاں بھیجا گیا ہی ہمارے شاہ سے الگ مکان میں بہ حفاظت قید
کیا وہ قیدی بڑا صاحب آبرو ہی قیدخانے میں چور اُچکے قید ہوتے ہیں یہ رئیس تربیت شہنشاہ سے لڑا
گنہگار قرار پایا مہتر قران نے کہا بس اب آپ نے صاف صاف کہدیا میں بھی تسکین ہوگئی لیکن اُس
قیدی کا نام کیا ہی چوبدار نے کہا میں نام نہیں جانتا یہ سُن چکا ہوں طلسم نورافشان کا رہنے والا طرف دار
کوکب روشن ضمیر صاحب عقل و تدبیر عقیل فہیم نورافشان کا ندیم یہ مشہور ہوا تھا ہم کو بھی معلوم ہوا قران
خاموش ہو رہا دلسے کہتا ہی اے مہتر قران ہمارے لشکر سے سواے ان تین عیاروں کے اس ملک
میں کوئی نہیں آیا کون بزرگ قیدی چلتے چلتے تران کو بخیر و عافیت چھوڑا ہی جمشید بھی لشکر میں موجود ہی مقام
حیرت ہی پھر یہ قیدی کون صاحب لیاقت ہی دلسے سوچتے ہوے بازاروں کو طی کرکے سامنے ایک مکان
کے ہو پہنچے افسر وہاں کا ریحان جادو مع پانچ سو ساحروں کے بیٹھا ہوا پہرا دے رہا ہی دیکھتے ہی آواز
دی کون آتا ہی چوبدار نے کہا ملازم شہنشاہ اے ریحان جادو تم سب کے واسطے شراب لیکر آے ہیں
ریحان جادو بہت خفا ہوا کہا کیوں شراب لیکر آے کیا احتیاج تھی دو پہر رات گذر چکی نشے باز تڑپ سے
تڑپ رہے ہیں جماہیاں لے رہے ہیں صبح کو شہنشاہ سے عرض کرینگے سال بھر ہمکو گذرا مصیبت اُٹھاتے
ہوے گھربار چھوٹا گھڑی بھر کی مہلت نہیں ملتی اب ہمارے بدلے اور کوئی نگہبان ہو ہماری بدلی کرادیں
قیدی وہ سخت جان ہی اب دو چار دن کا مہمان ہی رہا ہونا غیر ممکن تا قید حیات یہاں کا قیدی رہا نہیں
ہوتا کہیں جلدی مر جاے ہمکو فراغت ملے لاش اُٹھا کر دریا میں پھینکدیں چوبدار نے کہا یہ ہم سب کچھ عرض
کرینگے تمکو معلوم ہی کہ شہر میں کیا ہنگامہ برپا ہی عیار آئے لڑے بھڑے اب دربار کا حال مفصل نہیں معلوم
کم بخت مار ہیگئے یا اطاعت کی نہیں معلوم کیا انجام ہوا مہتر قران نے بھی پوچھا کیوں چوبدار صاحب
عمرو عیار قتل ہوا برق کو شاید چھوڑ دیا چوبدار نے کہا دربار تک ہماری رسائی نہیں ہی اتنا سُنا تھا
کہ عیار آے شاہ سے معاملہ ہوا صبح کو دریافت ہوگا مہتر قران خاموش ہو رہا پتلا لاکر وہاں رکھا
سب ساحر دوڑے چوبدار تو انعام لیکر چلا گیا مہتر قران وہیں بیٹھ گئے ساحروں نے پوچھا میاں فردوس
کیوں تم سر جھکاے بیٹھے ہو قران نے کہا حضور تو نیندی آتی ہی اپنے مکان نہیں جا سکتا یہیں پڑ رہونگا
حضور کو حقہ بھر دوں یہ کہکے پیاد ے کے ہاتھ سے چلم لے لی آگ پھونکنے لگے چلمیں بھر بھر کے پیادوں کو پلائیں
سب خوش ہوے کہا بھائی کیا حرج ہی بیٹھو شام سے ہم لوگوں نے شراب نہیں لی ہی بدمزاج ہو رہے ہیں

مٹکے کا منہ کھولو شراب بوتلوں میں بھرو مہتر قران سبت خوب لپکے بڑھے شراب بوتلوں میں بھرنے لگے اپنا نمک بھی ملاتے جلتے ہین یہ تو بخوبی سن چکے کہ کوئی طرفدار کوکب روشن ضمیر کا ہی وہ قیدی ہے لہذا جہانتک ہو سکے ان سبکو مارو اُس قیدی کو چھوڑ دو اب ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ عمرو و برق و چالاک دربار میں بیہوش کرنے کی تدبیر کر چکے ہین مہتر قران یہان سب کو شراب پلا رہے ہین دیکھیے اسکا انجام کیا ہو وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان افراسیاب و فت پر کتاب سامری کا دیکھنا اور دریافت ہونا حال دربار شہاب گلگون قبش اور روانہ کرنا شیر جادو کا اُسکا آکر عمرو وغیرہ کو گرفتار کرنا اور رہائی ملک احول مربع نشین از دست قران حسم

چار دن کیا عمر بھر گر ہو میسر چاندنی
ہجر میں ہے تاب آتش کے برابر چاندنی
بے ترے بھاتی نہین اے ماہ انور چاندنی
دھوپ بہتر ہے پہ شب فرقت کی بدتر چاندنی
صاعقہ کی طرح سے گرتی ہے مجھپر چاندنی

دیکھیے اُجلی دکھائے کب مقدر چاندنی
آئے کب رشک قمر کب ہو منور چاندنی
صاف ہوتی مثل فرش سنگ مرمر چاندنی
خوب روؤن اے شب غم ہے مکدر چاندنی
بعد بارش صاف ہو جاتی ہے اکثر چاندنی

ابر غم مین مدتون سے کب نظر آتا ہے چاند
ماہتابی سے کہان چہرے کو دکھلاتا ہے چاند
بے ترے اے شمر و مجھ سے یہ شرماتا ہے چاند
میرے گھر کی راہ کترا کر نکل جاتا ہے چاند
رہتی ہے فرقت کی شب باہر ہی باہر چاندنی

کب وہ جامے مین سمائے ہو سوا جسکو عروج
کیون نہ اترائے جہان مین ہو نیا جسکو عروج
ذرہ پرور چاہیے ہو مہ لقا جسکو عروج
خاکساری وہ نہ چھوڑے دے خدا جسکو عروج
آسمان پر ماہ تابان ہے زمین پر چاندنی

چاند سا چہرہ ذرا رشک قمر دکھلا کبھی
ماہتابی سے دکھا جلوہ ہلال آسا کبھی
ہو چکا غرہ قدم رنجہ کہین فرما کبھی
بھول کر اے چاند کے ٹکڑے ادھر آجا کبھی
میرے ویرانے مین بھی ہو جائے دم بھر چاندنی

وصل کے سامان میسر ساری شب بھر ہین مجھے
لطف بھی حاصل شب مہ کے مقرر ہین مجھے
شکر یا رب عشرتین اتنی برابر ہین مجھے
ایک ہفتہ سے ہم ساتون میسر ہین مجھے

دشت و دریا سبزہ ساقی شیشہ ساغر چاندنی

سینہ ہے پر داغ کیون بیکار جاؤن باغ کو
حیف ہے بے غیرت گلزار جاؤن باغ کو
دیکھکر کیون گلکو کھاؤن خار جاؤن باغکو
کیا شب مہتاب مین بے یار جاؤن باغکو

سارے پتون کو بنا دیتی ہے خنجر چاندنی

راہ الفت مین مجھے رہ رہ کے ترساتی ہے رات
کونسا سامان دیکھون مجھکو دکھلاتی ہے رات
ہجر رشک ماہ مین تاریک کب بھاتی ہے رات
دشت غربت مین ہون بے اسباب اور آتی ہے رات

جلد اے گردون بچھا دے بہر بستر چاندنی

وصل کیا برسون نظر آتا نہین ہے خواب وصل
ہو گئے پنہان نظر سے دفعۃً اسباب وصل
اور جو قسمت سے کبھی ہمپر کھلا بھی باب وصل
کر بک شب تاب تھی گویا شب مہتاب وصل

چھپ گئی کیا دور سے صورت دکھا کر چاندنی

مظہر اعجاز ہین یہ ماہرویان حسین
دیکھکر زلف سیہ صاف ہوتا ہے یقین
فی الحقیقت کچھ کرامت رکھتے ہین یہ جبین
نقرئی سو بات اُس کا فر کی چوٹی مین نہین

یہ وہ شب ہے جسنے کر لی ہے مسخر چاندنی

روز و شب شام و سحر تاریک سایہ کی طرح
صحن ہے رشک قمر تاریک سایہ کی طرح
مہرو ش بے تیرے گھر تاریک سایہ کی طرح
دھوپ آتی ہے نظر تاریک سایہ کی طرح

میرے گھر مین ہے اندھیرے کے برابر چاندنی

راست ہے واللہ رونق ہے مکان کی ماہ جبین
قتل رعنا پر کمر باندھے ہے یہ چرخ برین
گھر کے ہوتے ہین اجالے ماہرویان حسین
غیر تاریکی شب فرقت مین اے نا سیخ نہین

ہان اگر زخمی ہون تو نکلے مقرر چاندنی

یہ جوہر گوہر آبدار سخن کو زیب گوش سامعین حق نیوش کرتے ہین دامن مدعا کو گل مراد سے بھرتے ہین شعبدہ مرتع خیال و سخن آفرین + سخن را بہ کرسی نشاند آخرین + سابق مین تحریر ہوا کہ افراسیاب خانہ خراب بصد پیچ و تاب و بلطف و اشفاق شہنشاہ اختقاق کو لیے ہوے طرف لشکر ملکہ حیرت کے جاتا ہے جب شہر فرغونیہ سے گذر کر قریب تخت الشعاع پہونچا زال جادو حال سُنکر واسطے استقبال کے آیا

سامان دعوت ہمراہ لایا احتقاق سے آکر ملا پایۂ تخت افراسیاب کو بوسہ دیا احتقاق تخت پر بیٹھا ہی
نقارہ جمشیدی پہلو مین رکھا ہی زال جادو نے افراسیاب سے پوچھا اے شہنشاہ راہ مین بڑی تکلیف
اُٹھائی افراسیاب نے کہا ملک فرعونیہ پر بڑی لڑائی پڑی لاکھون مین ماہ دولت یکہ و تنہا تھے نہنگ و پلنگ
غلامان ملکہ ماہیان زمرد پوش وقت پر پہونچے فرعون کو مارا قلعہ پر قبضہ کیا خدمت مین مصاحب سامری
کے پہونچا آپنے ایسی عنایت فرمائی فوراً تشریف لائے کچھ اسکا ذکر نہین کیا راہ مین بڑے صدمے اُٹھا ئے
عمرو برق نے آکر عیاری کی آپ کو تو وہ کیا قتل کرتا قصد کیا تھا غلام سامری پہونچ گئے اُنسے بچا لیا
وہ دونون گرفتار ہوے عمرو کا نام سنکر زال جادو خوش ہوا کہا اے شہنشاہ پھر عمرو کو کیا کیا قتل ہوا نذر
سامری کرون صاف صاف سامری نامہ مین لکھا ہی عمرو عیار بے مثل و یکتا ہی اگر اُسکو مارا کچھ کسی کی احتیاج
نہین اب غلام بھی لشکر کشی کریگا مہرخ وغیرہ کو گرفتار کر لیگا اپنے بوڑھے غلام کے تو سحر دیکھیے مین آجتک
عمرو ہی کے ڈر سے آپکے لشکر مین نہین آیا افراسیاب نے کہا اُسکے قتل کا حکم نہین ہی جہان پر اُسکا خون
گریگا وہ سرزمین ویران ہو جائیگی بلکہ اُس زمین پر گھاس نہ جمیگی شہاب خیرخواہ قدیم وقت پر آگیا برق و عمرو کو
قید کر کے اپنے قلعہ مین لیگیا زال نے سر پیٹ لیا کہا حضور وہ تو میرا بھتیجا ہی جب سے باپ اُسکا مرا مینے
اُسکو پرورش کیا سحر و ساحری مین طاق شہرۂ آفاق یہ سب کچھ ہی لیکن آپ نے میرے فرزند کو قتل کرایا
قلعہ بھی برباد ہوا ہاے مینے بڑی مشقت سے وہ قلعہ آباد کیا تھا ہاے وہ برباد ہو جائیگا نہین معلوم عمرو
کس حسرت و یاس سے اُسکو قتل کریگا افراسیاب نے کہا اے زال جادو بوڑھے ہوے ابتک تمکو کسی طرح کی
لیاقت نہین وہ بے بجھی باتین کرتے ہو ملازمان مہرخ سُن لین تو اُنکو ناز ہو کہین کہ ہمارے عیارون کے
سب ڈرتے ہین شہاب کے برابر کوئی لئیق نہین ہی اُسکے قلعہ پر کسکی مجال ہی جو بہ نگاہ کج دیکھے اُسنے اتنا
بڑا کام کیا کہ کسی سے نہو سکتا جسدن اسد غازی رہا ہوا ملک احول مربع نشین بیر بھائی کوکب کا
بڑے زور و شور سے آیا سردارون کو رہا کر کے لیگیا جبکہ مجھکو خبر معلوم ہوئی بصد جوش و خروش پہونچا
جا کر اُس سے مقابلہ کیا اتنا بڑا زبردست ہی کہ ماہ دولت اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوے اُسی غصہ مین تیغ سحر سے
اُسکو مار دیا کشتۂ سحر ہوا قید کر کے اُسکو شہاب کے حوالے کیا پتلا ماش کے آٹے کا بنا کر ڈالدیا اُس روز
اور فرو تین ورنہ تھین زیادہ نہ ٹھہر سکا ملک کوکب پر چڑھ گیا اُسدن بڑے ہنگامے تھے یہ سب حالات
بخوبی مشہور ہین آجتک اُسنے ملک احول مربع نشین کو اس حفاظت سے رکھا ہوا کو بھی وہان کا حال

معلوم نہین ہوا اور نہ نور افشان و کوکب جاتے جسطرح بنتا چھوڑ اتے جسنے اتنا بڑا کام کیا راز شہنشاہی
چھپایا عمرو و برق کی کیا حقیقت ہو وہانسے رہائی نہ پا سکینگے وہ خیر خواہ دولت صاحب حشمت ولیاقت
تڑپا تڑپا کے مار یگا مینے بخوبی سمجھا دیا تھا آب و دانہ بند کرنا اپنی موت سے مرین خود نہ قتل کرین وہ
دونون تڑپ تڑپکے مر بھی گئے ہونگے اس مقدمہ کو ایک ہفتہ گذرا آٹھ دن کون کبھو کا پیاسا رہ سکتا ہے
زال نے کہا حضور ملاحظہ احول ظاہر مین آپکے ہاتھ سے مارا گیا پردہ راز نہ اٹھا یہ عیار مکار رہبان جاتے ہین
دم بھر مین آفت مچا دیتے ہین قید مین بیٹھے بیٹھے فکر کر لیتے ہین بڑے مشاق بات بات مین فتور پابند عیش و سرور
مین نہ مانونگا اوراق سامری منگوا کر بارگاہ شہاب کا حال ملاحظہ فرمایئے غفلت سراسر بیکار ہے غلام کو نہایت
انتشار ہے افراسیاب نے کہا اب رات کو کیا ضرورت ہے تمھاری طرف سے مصاحب سامری کی دعوت ہے تم نے
بیٹھے بیٹھے یہ جھگڑا نکالا زال نے کہا اگر حضور توجہ نہ فرمائینگے غلام خود جائیگا جبتک اپنی آنکھ سے نہ دیکھ آئیگا
آب و دانہ حرام ہے دیکھیے کلیجہ میرا دھڑک رہا ہے ابھی وہ نوجوان ہے یہ مکار غدار ہین معلوم کس بلا مین اُسکو پھنسا ئین
دام مکر و حیلہ پھیلائین یہ کہکے طرف مصاحبون کے پلٹا کہا جلد ہماری سواری تیار کرو ہم اپنے بھتیجے کو دیکھنے
جائینگے افراسیاب نے کہا اے زال کیون دیوانہ ہوا ہے یہ کہکر ہاتھ تھام لیا کہا بیٹھو مین اوراق ملاحظہ
کرتا ہون ابھی تمکو تسکین ہو جائیگی یہ کہکے جیب سے اوراق نکالے منتشر اوراق دیکھکر زال نے کہا حضور
کتاب سامری کیا ہوئی افراسیاب نے زانو پر ہاتھ مارا کہا ساربان زادے نے شہر داؤد میں
خداوند داؤد جادو جنار سامری پر ستون کی آبرو لی کتاب دھو ڈالی یہ اوراق پریشان نانی امان نے کام کے
لیے برائے ضرورت پاس رہتے ہین جب خیال کتاب آتا ہے دل بھر آجاتا ہے خیر جو مرضی سامری یہ کہکے
افراسیاب آنکھون مین آنسو بھر لایا زال نے کہا اے شہنشاہ جو ایسا ظالم عیار ہے کہ خداوند داؤد بنگیا
کتاب سامری دھو ڈالی حضور سے کچھ نہو سکا اُسکو قید کر کے میرے بھتیجے کے ملک مین بھیجا نہین معلوم
کمبخت نے کیا فتور کیا ہوگا شہر بھر کو جلا دیا ہوگا افراسیاب نے کہنے سے زال کے اوراق جمشیدی کو
ملاحظہ کیا زال نے دیکھا شہنشاہ نے مُنھ بنایا تیور بدہو سے چھاتی پیٹنے لگے گھبرا کر کھڑے ہو گئے زال نے
کہا اے شہنشاہ جلد کہیے خیر تو ہے میرا بھتیجا زندہ ہے یا مارا گیا افراسیاب نے کہا ابھی تک تو زندہ ہے مگر
سامان قتل ہو چکا ارے برق و چالاک و عمرو دربار مین شہاب کے بیٹھے ہوسے گا رہے ہین
سہان برق سب کو شراب پلا رہے ہین دم بھر مین سب بیہوش ہوا چاہتے ہین احمق نے اُن سبکو قید سے

کیون چھوڑا ایسا جامے سے باہر ہوا دشمنون کو خلعت دیا زال پیٹنے لگا افراسیاب نے کہا مین ابھی انتظام
کرتا ہون پلٹکر آواز دی ای شریر جادو لینا جلد اپنے کو پہونچا جاتے ہی تینون عیارون کو پکڑ لینا اپنے
سامنے قتل کرانا سر لیکر خدمت مین مابدولت کے آنا مگر وقت چالاکی دغل بیبا کی ہو عیارون کے دھوکے
مین نہ آجانا جاتے جاتے سحر کرنا شہاب سے سب کیفیت بیان کردینا کہ شہنشاہ نے اوراق جمشیدی
دیکھکر تجھکو بھیجا مین صرف براے حفاظت آیا ہون پیام شہنشاہ لایا ہون شریر جادو اُسی وقت پرپرواز
پیدا کرکے چلا زال بہت بیتاب تھا کہ مین بھی جاؤن افراسیاب نے ہاتھ تھام لیا کہا احتقاق جادو
رنجیدہ ہونگے یہی فرمائینگے بموجب مصرعہ طاقت مہمان نداشت خانہ بہ مہمان گذاشت بیٹے شریر جادو
ایسے ظالم کو بھیجا ہو وہ جاتے ہی آفت برپا کردیگا تمھارے جانے کی کیا ضرورت ہو ساحر نامی ونامدار
ہو ہمارے حکم کے سامنے کسی کا کہنا نہ مانیگا بہ مشکل افراسیاب نے زال کو روکا یہان تو یہ کیفیت ہو
کہ قلعہ تخت الشجاع پر دعوت احتقاق مین زال وافراسیاب مصروف ہین حیرت جادو کو نامہ
لکھ بھیجا کہ حاکم حجرۂ سوم کو لیکر ہم آتے ہین لشکر مہرخ مین قیامت برپا ہو چالاک وغیرہ بھی واپس نہین آے
اسوجہ سے زیادہ تردد وانتشار ہو مہرخ فرماتی ہین کسکو بھیجون کیونکر خبر منگاؤن ہمارے عیارون
پر کیا گذری جانسوز سے پوچھا تمھارے والد نامدار کہان ہین وہ بھی نظرون سے نہان ہین جانسوز نے
کہا یہ مجھکو بخوبی معلوم ہو کہ چالاک کو ہمراہ لیکر تشریف لیگئے ہین وہ بیکار نہونگے لیکن مین بھی براے
تلاش جاتا ہون ضرغام نے کہا مین بھی خبر لاتا ہون فوراً حال دریافت ہوگا لشکر حیرت مین جاؤن
شاید وہان نشان پاؤن جانسوز نے کہا وہان کی کیفیت بخوبی معلوم ہو چکی ہو حیرت کے پاس نامہ
افراسیاب آگیا احتقاق جادو کو لیکر آتا ہون تدبیر استقبال مین سب مصروف ہین ملکہ بہار نے
منھ پیٹ لیا کہا صاحبو وہ بے حیا نقارہ نواز جلاد شعبدہ باز ہو اُسکے سامنے کوئی ہوشمند نہ بچ سکیگا حسب
اُسنے نقارہ بجادیا بحر فراموشی دریاے حیرت کا جوش جب اپنے ہوش مین نہ رہے فرمائیے کیا کر سکینگے لشکر
حیرت مین خوشی فوج مہرخ مین بیتابی بخوالی حیران وپریشان اسد کے چھپانے کی تدبیر نامردون کو
بھاگنے کی فکر اب حال خیریت مآل برق نامدار وخواجہ عالی وقار وچالاک طرار تحریر ہوتا ہو خواجہ
بیٹھے ہوے دربار شہاب مین گارہے ہین میان چالاک ساز بجارہے ہین برق منتظم میخانہ ترپتے
پھرتے ہین شراب کو خوب خراب کیا بیہوشی ملائی جام چل رہا ہو خواجہ تانین ماررہے ہین تمام دربار خوب

خوب انعام ملا خواجہ کی فرمائشین اپنی اپنی عیاری کی آزمائشین کبھی برق آواز دیتا ہے اے بھائی چالاک
گلابی میرے ہاتھ سے لو محفل میں پہونچا تو چالاک بھی اٹھ کھڑے ہوے ساقی بچے بھی مست ساغر بدست
اپنے اپنے کام میں تینون عیار کامل کیا عیاری بن پڑی خوب طبیعت لڑی آخر میں خواجہ نے یہ غزل بھی عرض

پہلو میں کسکو بزم میں اُسنے بٹھا لیا
بہتر ہوا کہ پہلے خدا نے بُلا لیا
پوچھا شہید خنجر ابرو کا جب گناہ
دل لیکے ہاتھ ملتے تھے یہ ہمنے کیا لیا
ملتا نہیں وہ ڈھونڈھتی پھرتی ہے بزم شوق
لائی نہ تاب گور نے پہلو بنا لیا
یون آرزوے قتل میں ہم پاؤن پر گرے
کیسا غریب جانکے ہم کو دبا لیا
رکھا نہ اپنے پاس کبھی مال و زر حلال

کیون اے اجل ہمین نہ جہان سے اٹھا لیا
کچھ اختیار تمکو بھی ہو ضبط آہ پر
قاتل نے کچھ نہ منہ سے کہا سر جھکا لیا
پیر النشان مٹا کے ہوا نامور نہ چرخ
شاید کسی نے یار کو دل میں چھپا لیا
دی تھی جو یاد میں لب شیرین کے تیرے جان
قاتل نے سر اُٹھا کے گلے سے لگا لیا
آزردہ ہو کے تم سے پھر آیا ادھر دل
جو کچھ دیا خدا نے اُٹھایا دیا لیا

ہوتی نہوتی بزم بتان میں طلب مری
کیون درد دل فراق کی شب آزما لیا
روز ازل ہی سمجھے تھے روگ اسکو جان کا
مجھکو اگر بگاڑ دیا کیا بنا لیا
عالم ہے سوز دل کا ہمارے یہ بعد مرگ
اعضا کو چیونٹیون نے بے کفن کھا لیا
اللہ رے فشار لحد کی زیادتی
ہنسنے تمھارے روٹھتے ہوئے کو منا لیا
یہ غزل خواجہ نے گائی شراب

بیہوشی کی سب کو پہونچ چکی تھی رنگ محفل دگرگون ہوا کسی کا اٹھنے میں دل بیٹھا کوئی گھبرایا کوئی رویا کوئی قہقہا
مار کے ہنسا کسی نے کسی کا منہ چڑھایا کسی نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کسی نے گولہ فولادی جھولی سے نکالا اُبل
کر کے کہا اگر یہ گولہ مارون آسمان کو توڑ کر نکلجاے ایک نے کہا اگر اُف کرون کوہ و دشت جلجاے
ملکہ گلشن معشوقہ شہاب اپنی کنیزون پر پھبتیان کہ رہی ہے وہ بھی ویسا جواب دیکے منہ چڑھا دیتی ہین گلشن نے
ایک کو کہا ارے تیرے منہ پر سانپ دوڑتے پھرتے ہین اُسنے کہا زہر نہ اُگلو مجھکو اپنے تن من کی خبر نہین
موذی کو مار لونگی ایک نے گھبرا کر کہا دیکھیے حضور دربارگاہ سے اژدہا منہ پھیلاے ہوے آتا ہے اب کدھر
بھاگ کے جائین سوراخ مور و مار مین چھپین ایک نے کہا بوا اگلی سال برسات بہت ہوئی ندی بہت
چڑھی لوگون کے مکان ڈوبنے لگے دریا نے جوش مارا وہ موجہ بلند ہوا وہ نہنگ نے منہ پھیلایا ایک نے
کہا صاف صاف ماہیت اصلی بیان کرے یہ کیا خیال مثل مشہور ہے گھڑی میں گھڑیال کیا ہی کیفیت یہ ہے
بارگاہ میں دریا آگیا دیکھیے ہم کیونکر بچین ایک نے کہا مین بڑی آبرودار ہون ایک غوطہ مار کر اس پار سے
اُس پار نکلجاونگی سیکڑون ڈوبے پار اُتارے تجھکو ناحق حیرانی ہے کشتی حیات غیرون کی طوفانی ہے جب

شل جو آب از سر گذشت چہ یکبشت وچہ یکدست تم سمجھ لینگے آبرو نہ دینگے دیکھیے ٹھلبیرا کہان لگے دہتوئین دلسے
نکل رہے ہین دیکھو دوری جہاز چل رہے ہین یہ کہکے دس بارہ کنیزین پایچے سنبھال کے دوڑین دریا سمجھ کے
یاسامری کہکے پھاند پڑین گرتے ہی بیہوش ہوئین اب تو ایک ایک اُٹھنے لگا اپنے مقام سے کیا اُٹھا جہان
سے اُٹھا گلشن جھلانے لگی کہا دیکھو صاحبو لونڈیان ایسی گستاخ ہین دوڑی دوڑی پھرتی ہین نشے کے جوش مین
لڑکھڑا لڑکھڑا کے گرتی ہین انکو منع کرو ذرا اپنے مصاحبون کو تو دیکھو نگوڑے کیسے طبلا رہے ہین کمیدان صاحب
مجھے گھورتے ہین انکھین نکالونگی اس دیدہ بازی کی سزا دونگی انکھین بھر آتا ہے تپلیون کا تماشا دکھاتا ہو دیکھو اسکی
انکھین پتھرا گئین ہم سے کیون نگاہین ملائین دیدے یتیم ہوے قلب پر ہجوم غم و الم ہوے یہ کہکے کوڑا لیکر اُٹھی
دو قدم بڑھ جاکر تھرائی دھم سے گری بیہوش ہوئی ہان ہان کہکے شہاب بصد جوش و خروش اپنے مقام سے
اُٹھا چاہا معشوقہ کو سنبھالون گود مین اُٹھا لون کچھ نہو سکا یہ بھی گر کے بیہوش ہوا اسکا بیہوش ہونا تمام اہالیان دربار
برلب فرش فرش ہوے خواجہ عمرو بل کر کے اپنے مقام سے اُٹھے برق بھی تڑپا کرچ کھینچی کہ قتل کرنا شروع
کرون عمرو نے ہاتھ تھام لیا ایک طمانچہ مارا کہا او نالائق کام سمجھ کے کرنا چاہیے تم تو آج بہت ہی بھولے ہو اپنے
نزدیک بڑا ہی کام کیا ابے بے حیا تجھکو کبھی عیاری نہ آئیگی ایسی بُری طرح تو نے مجھکو گرفتار کیا بہت بُری
طرح لڑا شراب پلانے مین اتنی دیر بس اب آپ الگ کھڑے رہیے کسی شے مین ہاتھ نہ لگائیے مجھے آپکا اعتبار
نہین ہے بلکہ باہر جاکر ٹھہریے ہمکو آپکی صورت سے نفرت ہے برق نے کہا اُستاد دیکھیے تو آج وہ عیاری کی
لائق قدردانی ہے عمرو نے کہا اب لشکر مین چلکر قدر ہوگی آپ تو جلدی کرچ کھینچکے چلے قتل کرنے پر آمادہ ہوے
اچھا اک کام کرو پہلے سب کے کپڑے اُتارو لیکن سونے چاندی کی چیزین مین سب گن چکا ہون کنیزون کا
زیور میری نگاہ مین ہے اسمین سے جو ایک چیز کم ہوگی تو مین آپ کو بہت ذلیل کرونگا مٹھائی کے واسطے
بخوشی دونگا بنیا چوری بُری چیز ہے برکت نہین ہوتی چور روز کے خراب رہتے ہین اسوقت اگر تم ایک پیسا
چُرا کر لیلوگے چار پیسے کا نقصان ہوگا پھر کیا فائدہ ہمکو راضی رکھو عیش مین بسر کرو ان باتون پر چالاک
جھلایا کہا قبلہ و کعبہ جلد انکو قتل کر کے نکل چلیے ایسا نہو کوئی آفت آجائے سب اہالیان شہر ساحر ہین اگر طلوع
کر کے اندر چلے آئین فرمائیے کیونکر جان بچائین جلد افسر کو قتل کر کے دربار سے نکلیے خدا نے اپنا فضل شریک
حال کیا عمرو نے کہا آپ الگ رہیے آپ یہان کیون آئے کسنے بُلایا تھا ہم تھے ہمارا یار وفادار برق
نامدار صلاح کر کے عیاری کر لیتے آپ کنارے رہیے کسی بات مین دخل نہ دیجیے جو ہمارے فرائض

آئیگا کرینگے چالاک نے سر جھکالیا کہا حضور کو اختیار ہے یہ بخوبی جانتے ہین اگر کوئی آفت آجائیگی نکلنا بیابان سے
دشوار ہوگا خواجہ نے کہا آپ نہ بچاپئے گا پہلے ہی بھاگ جائے یہ فرما کر اپنے کپڑے اُتارنے لگے برق
بھی سر جھکائے ہوئے انگوٹھی چھلے لونڈیون کے اُتارتا ہے سو دو سو کے لباس اُتار رہے ابھی کسی کو قتل نہین
کرنے پائے تھے بلکہ خواجہ نے فرمایا اے چالاک میرا یہ ارادہ ہے کہ شہاب کو اُٹھا کے نذر زنبیل کرون کہ
صورت بگڑ شہر کو تسخیر کرینگے کیا عجب ہے شہاب بھی اطاعت کرے ساحر زبردست ہے چلکر لشکر کی خبر لین چالاک نے
کہا بہت مناسب ہے خواجہ عمرو طرف شہاب کے چلے اس ارادے پر کہ اسکو اُٹھا کر زنبیل مین رکھ لون کہ یکایک
آسمان پر برق چمکی شرر جادو آکر پہونچا آسمان سے اسنے دیکھا سب اہالیان دربار بیہوش پڑے ہین صدہا
ننگ خاندان برہنہ پڑے ہین تینون عیار فکر قتل شہاب مین پڑے ہین بس زمین سے اسنے نعرہ کیا او سارقان
زادے خبردار آگے قدم نہ بڑھانا شہاب کو ہاتھ نہ لگانا مین آپہونچا ہون شرر جادو فرستادہ افراسیاب
سر اُٹھا کر عمرو برق و چالاک نے دیکھا ایک ساحر مثل بلائے آسمانی آپہونچا برق نے تو سر پیٹ لیا
کہا اُستاد غضب ہوا افراسیاب نے کسی کو بھیجدیا اب جلدی گلیم اوڑھ کے نکلیے عمرو نے قصد کیا گلیم
اوڑھ لون مگر شرر نے تعجیل سحر کیا عمرو برق و چالاک زمین پر گرے ہاتھ پاؤن بیکار ہوے شرر
زمین پر آیا حال دربار دیکھکر سر پیٹنے لگا قریب شہاب کے پہونچا پانی کا چھینٹا دیکر ہوشیار کیا ایک ہاتھ
سے اشارہ کردیا دریا دلی دکھائی باران سحر برسایا سب ہوشیار ہوے شہاب نے جو اُٹھکر یہ معاملہ دیکھا
ہوش اُڑ گئے گھبرا گیا شرر نے کہا اے شہاب نہ گھبراؤ تمنے غضب کیا ان عیارون کو اپنا دوست سمجھا گھر
وغیرہ کا اختیار دیا شہاب بہت جھلایا کہا اے شرر جادو میرے ملک مین کبھی یہ غدر نہوا تھا جسوقت سے
عمرو و برق کو گرفتار کرکے لایا آب و دانہ حرام ہوگیا آٹھ پہر اسی جھگڑے مین ہون سامری و جمشید نے
جان بچائی شہنشاہ کو کیونکر خبر ہوئی شرر نے کہا تمھارے چچا صاحب زال جادو بیٹھے بیٹھے گھبرائے
اُنھون نے شہنشاہ سے کہا شہنشاہ نے اوراق سامری مین دیکھا سب احوال دریافت ہوگیا مین بھی
مشقت کرکے آیا شکر ہے خداوند سامری و جمشید کا کہ وقت پر پہونچا اگر گھڑی بھر زیادہ گذر جاتی پھر تم زندہ
نہ ملتے یہ ظالم نیچے کھینچ چکے تھے لیکن حکم شہنشاہ ہے کہ اب انکو قتل کرو سر بھیجدو خدمت مین شہنشاہ کے
لیجائین تمھارے چچا صاحب زال جادو بہت بیتاب ہین سر دیکھکر انکو اطمینان ہوگا شہاب نے
کہا بہتر مین بھی اپنی جان سے عاجز ہوچکا ہون خوب جانتا ہون اگر یہ زندہ بچے مجھکو زندہ نہ چھوڑینگے

بربادی شہر سے منھ نہ موڑینگے مین بھی تمھارے ساتھ ہر اسلاقات عمر نامدار چلونگا سب اہالیان دربار ہوشیار ہوئے دروازہ بارگاہ کا کھلا باہر سے ساحر اندر آئے یہ قیامت دیکھی گلشن تو پیٹ رہی ہر کبھی کہتی ہر خیر وارث کو سامری جمشید نے بچالیا راج سہاگ لٹ گیا ہوتا خوب وقت پر شہنشاہ نے مدد کی قلیل رات باقی تھی جسوقت شریر جادو وآیا عیار گرفتار ہوئے انکو مسلسل و مطوق کیا شہاب نے سردارون کو حکم دیا بیرون بارگاہ میدان خونی کی تیاری کرو جلادون کو بلاؤ وارین استادہون فوراً میدان خونی کی تیاری ہونے لگی ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام ہو کہ ستارہ سحری چمک چکا آفتاب عالمتاب قصر مشرق سے زرہ ضیا زیب جسم کرکے تیغ شاع بدست توسن چرخ نیلی پر سوار ہوا یہان میدان خونی کی تیاری ہوئی شہاب بیرون بارگاہ آیا شہر مین ہائے ہو ہی عیارون نے غضب کیا یارو وہ سراسر مکر تھا ظاہر مین برق خوب لڑا کیا ہمارے آقا کو فقرہ دیا کوئی اُسکی بات نہ سمجھا اپنے اُستاد کو بھی گرفتار کرلایا عمرو نے روپیٹ کر اپنا رنگ جمایا شہنشاہ نے بڑی عنایت فرمائی کسی جادوگر کو بھیجا اُسنے آکر عیارون کو پکڑ لیا سامان قتل ہورہا ہر ہر گلی کوچے سے خیل خیل چلے آتے ہین شہاب بیرون بارگاہ تخت پر بیٹھا ہر شریر جادو ٹہل رہا ہر کہتا ہر اے شہاب جلد انکو قتل کرو مجھے تا بہ قلعہ تخت الشعاع جانا ہر انتظام دعوت احتقاق جادو ہورہا ہر مین بھی منتظم ہون ایسا ہی تمھارا خیال تھا کہ چلا آیا ورنہ بہت سے کام میرے سپرد ہین اے برادر افراسیاب بڑا صاحب اقبال ہر مصاحب سامری نقارہ نواز ساحرون مین سرفراز گنے سے افراسیاب کے چلا آیا ہر وقت اُسکو بھی فکر ہر کہ شہنشاہ جلد جلین مین لڑائی ختم کرکے پلٹ جاؤن اُسکو وہی صحرا بول خیز پسند ہر کئی سو برس سے ویرانہ گھر بنگام آبادی کو دیکھکر گھبراتا ہر شہاب نے کہا اب کیا دیر ہر جلاد آگئے شہاب نے اشارہ کیا عمرو و چالاک برق کو سرزنجیر پکڑکر کھینچا چبوترے پر ریت کے بٹھایا گردنون پر کولے کے خط دیے تیغ کھینچکر للکارنے لگے اے شہنشاہ مقدمہ قتل عیاران نامدار ہر سمجھ بوجھ کے حکم دیجیو گا ایسا نہو کوئی واسن گیر ہو ہم قوم کے جلاد صاحب بیداد قتل کرنا ہمارا کام چلانا ہمارا کام نہین شہاب نے پکارکر آواز دی یہ گنہگاران شہنشاہ طلسم ہوشربا ہین سامری جمشید انکے نام سے بیزار تھے بڑا ایان لگ گئے ہین یہ بھی شہنشاہ کا اقبال ہر کہ یہ لوگ اس ذلت ورسوائی سے گرفتار ہوئے اسطرح مجبور ہوجاتے ہوے اگر مہرخ و بہار وغیرہ کو ابھی خبر ہو اِنکے واسطے جان دین بڑی خیر یہ ہر کہ یہان کا حال کسی کو معلوم نہین ورنہ صد ہا سردار آگئے ہوتے باغبان قدرت ایسا وزیر اعظم شریک ہوچکا ہر شہنشاہ

کے ساتھ دشمنی کر رہا ہو بہار ایسی ساحرۂ نامدار و مخمور عالی وقار اسی طرح سے جا بجو سرداران زبردست
شریک طلسم کشا ہوگئے اُنسے کون مقابلہ کرسکتا ہے افراسیاب ایسا بادشاہ اُنکا بار سحر اُٹھاتا ہے لیکن
اُنکی قضا ہی دامنگیر تھی موت کشان کشان یہان لائی دعوے دار انکے خون کے بہت لوگ ہین ہمارا کوئی کیا
کرسکتا ہو نام سے ہمارے بہرام فلک کو سکتا ہے یہ کہکر جلادون کو حکم دیا حکم اول جلادون کو ملگیا شلنگین لگانے
لگے تلوارین برہنہ دکھا کر دھمکانے لگے عمرو نے جو پہلو مین اپنے فرزند نوجوان چالاک کو دیکھا کلیجہ
مُنہ کو آگیا فرمایا اے فرزند تیری گرفتاری بہت شاق ہوئی ہمیشہ ہمارا یہی قول تھا عمدہ نیابت کو سنبھالیگا جب
لشکر اسلام سے چلے تھے تمکو اپنا جانشین کر آئے تھے تمکو تقاضائے آب و دانہ نے طلسم ہوشربا مین
پہونچایا یہ بھی تقدیر مین لکھا تھا کہ داغ تمھارا اُٹھائین خاک ہماری اس قلعے کی تمھی کھینچکر لائی ان باتون پر
چالاک بھی رونے لگا برق تو اب بھی خاموش نہین رہتا شہاب سے کہ رہا ہے حضور عمرو چالاک کو
قتل کیجیے مینے کیا خطا کی مجھپر کیون غصہ ہے مینے تو عمرو کو پکڑ لیا تھا آپنے کیون چھوڑ دیا مین اُسی طرح تابعدار
ہون آپ مجھکو رہا کیجیے مین اپنے ہاتھ سے عمرو و چالاک کو قتل کرون بڑے بڑے پتے و نشان بتاون
کل کی سب باتین آپ بھول گئے آخر مینے کیا خطا کی عمرو نے سب کو بیہوش کیا مین تو منع کرتا تھا میرا کہنا نہ
مانا مین ناحق کو گنہگار رہا آپ بادشاہ عقیل و فہیم ہین مجھکو قتل کرکے پچھتائیگا مجھ ایسا رفیق دستیاب نہوگا یون
آپکو اختیار ہے شہاب نے مُنہ پھیر لیا کہا تم سب دشمن خاندان ساحران ہو تمھارا زندہ رہنا بہتر نہین تم
کسی کے ساتھ دوستی نہ کروگے ذرا سی غفلت پاکر مار ڈالوگے برق گالیان دینے لگا کہا او نالائق تیری
کیا مجال ہے جو ہمکو قتل کرے خبردار استاد کو ہاتھ نہ لگانا ٹیڑھی آنکھ نہ دکھانا دیکھ ابھی ہمارا خدا فضل کرتا ہے
کوئی سبب غیب سے پیدا ہوجائیگا کوئی تو ہماری مدد کو آئیگا اگر تو دشمن ہے تو کیا غم موجب مصرعہ مصرعہ
دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی تر است ۰ اسی طرح خواجہ عمرو بھی ڈراتے ہین دھمکاتے ہین لیکن ملک الموت
سر پر تلوار کھینچے جلاد کھڑا ہے دوسرے تیرے حکم کا مشتاق لاکھون ساحر جمع ہوگئے شہاب قصد کر رہا ہے
کہ تیرا حکم دون خواجہ و برق و چالاک اپنے کارساز سے دعائین مانگ رہے ہین اب دو کلمہ
داستان رنگین بیان مہتر قران نامدار تحریر ہوتے ہین کہ شہدے کی شکل بنے ہوئے حقے بھر بھر کے سب کو
پلا رہے ہین کام تو ہر ایک کو عزیز ہوتا ہے تیلے کو بھی انھون نے کھولا ہے بیہوشی ملا چکے سب نگہبان لگا
رہے ہین کسی نے کہا میان شہدے صاحب پیسے کے سینک کے کباب لاؤ دوسرے نے کہا

ہمارے لیے کابلی مٹر لیتے آؤ کسی نے دال موٹھ کی فرمائش کی شہدے صاحب بازار دوڑ جاتے ہیں
سب کے دونے الگ الگ لاتے ہیں ریحان جادو جو سب کا افسر ہے وہ کہتا ہے میاں شہدے صاحب
تم یہیں رہا کرو ہم سب ملکر تمہارا کچھ مقرر کر دینگے پانچ سو جوان یہاں نگہبان ہیں خزانے سے تنخواہ بھی متعین ہے
کروں کس الیک ایک پیسا ملیگا تمہارے پیٹ کو بہت ہے شہدے صاحب قہقہا مار کے ہنسے کہا حضور
پیٹ کی کیا پرواہ ہے ٹکے کی پوریاں بہت ہیں جوا کھیلنے کو مال چاہیے سبھوں کی تنخواہ لینے جاؤنگا اگر راہ
میں کوئی بھیڑ ملگئی یا تو دونے کر لاؤنگا یا ہار دونگا پھر شکایت ہو ایک نے کہا بھائی جوا چھوڑ دو کہا
حضور ہم سے جوا نہ چھوٹیگا اسی واسطے گھر بار چھوٹا شہدوں میں شریک ہوے پریوں کا ناچ دیکھنے والے
یہ ممکن نہیں کہ یہ مزہ ترک ہو قران یہ کہتے ہوے قریب ریحان جادو کے آئے کہا حضور ایک دم حقہ کا
لگا لیجیے یہ تو صاف صاف بتائیے کہ اس قید خانہ میں کونسا گنہگار قید ہے کیا وجہ ہے ریحان نے کہا
ہمارے شہنشاہ کی منادی ہے کہ کسی کو نام نہ بتاؤ یہ بڑا شخص جلیل ہے یہ ظاہر ہو مہرخ و بہار کا کفیل ہے
قران نے کہا کیا یہاں شہنشاہ بیٹھے ہیں اجی حضور ہمیں نام بتا دیجیے ہمارے دل میں درد نہیں ہے ابھی
اندر جا کے گردن مروڑوں دو کلے مار کر ہڈیاں توڑ دوں پہر بھر میں تڑپ کے مرجاے اب تو چارے آپکے
یارانہ ہوا بڑے بڑے نفع ہونگے کام تو ہم اب بھی کر چکے ہیں شراب آپ کو پلا رہے ہیں جو خدمت کہیے
کریں ریحان جادو نے نشہ میں کہا یار ایسا کرو تو بڑا احسان ہو شہنشاہ کا حکم ہے قتل نہ کرو تڑپ تڑپ کے
مرجاے قران نے کہا جو صبح کو زندہ نکلے تو شہدہ نہ کہنا حضور سیکڑوں کی ہڈیاں توڑ دیں نالے
گھونسے میں بیسیوں کو مارا ہم لوگ شہدے ہیں چوری نہیں کرتے دباو کر لیتے ہیں راہ میں اسکے ٹھکے کی
خیر مناتے ہیں جا کر کسی گوشے میں ٹھہر رہے جب کوئی شخص نکلا اک لٹھ مار دیا کپڑے اتار لیے بعضوں کے
پاس اشرفیاں بھی نکل آتی ہیں ہار کی جھل میں سب کچھ گذرتے ہیں آپ نام تو بتائیے ریحان نے کہا
دیکھو بھائی کسی سے ذکر نہ کرنا ملک احول ربع نشین اسکا نام ہے کوکب کا پیر بھائی شہنشاہ کو بڑی
ذلت دی تھی شہنشاہ سے مقابلہ پڑا انھوں نے غصے میں نیچہ سحر نہ مار دیا قید کرکے اسکو یہاں بھیجا حضرت
کا اسکی پتلا بے جان ڈالدیا مدت سے یہ بخت جان یہاں قید ہے قران نے کہا لو یار ہم سمجھ گئے اب کام کر لینگے
جو کچھ ہوگا ظاہر ہو جائیگا ہم یار شاطر ہیں بار خاطر نہیں ہیں ہماری دوستی کا ابھی پھل ملجائیگا ریحان
بہت خوش ہوا اب تو منہ قران حقے بھر بھر کے سب کو پلانے لگے دو ڈکر ایک دو تمنے کے کباب

لائے اُسمین ہوشی طلائی کہا یار و ہماری طرف سے یہ گزگ ہے دیکھو تو کس مضمون کا شعر پڑھتا ہون شعر مجھے تبر دار دل گذرد ہر کہ بہ بیشم ٭ من تماش فروش دل صد پارہ خویشم ٭ اس الحان سے قران نے اس شعر کو پڑھا سب تعریفین کرنے لگے کہا کہ میان شمدے بڑے خوش آواز ہین بھائی کوئی غزل گاؤ قران نے گنگنا کر یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی غزل

نزاکت انکی انھین کھو دے کمر کی طرح
جہان غرور مین آئے زمین وہ گھر کی طرح
پس فنا بھی وہ صدمے دیئے فلک نے مجھے
بھٹک نہ جائے کہین آہ بے اثر کی طرح
غزال چشم سخن گوے یار کو دیکھو
کسی کو خود نظر آتے نہین نظر کی طرح
ہزار ناز کرے شاخ گل بڑھے ای یار
بھیر گیا دل دیوانہ شیر نر کی طرح
ہمین بھی عشق نے غافل کیا ہوا و غافل
کہ ایک چاند تو پہلو مین ہو سپر کی طرح

چھپا نہ رکھے لطافت کہین نظر کی طرح
بس آ چکے خبر یار لیکے حضرت دل
زمین قبر کی شق ہو گئی جگر کی طرح
تمہارے حلقہ بگوشون مین ہم بھی اہل مین
کہ باتین کرنے لگا جانور بشر کی طرح
نہ بند ہوتے ہین آنسو نہ آہ رکتی ہے
مگر لچک سکیگی تری کمر کی طرح
یہ اضطراب جدائی کا خانہ ویران ہو
ہمیشہ رہتی ہے بند آنکھ تیرے در کی طرح
جلال صاحب دولت کرے خدا جسکو

بجے بجائے ہین جائز مکان دیدہ دل
انھین بھی صبر کیا جسنے نامہ بر کی طرح
خدا ہی ہے جو دعا کو در قبول مین لے
پڑا رہے یہ سخن کان مین گہر کی طرح
وہ سبکو دیکھتے ہین یہ عجب تماشا ہے
کلیجے مین بھی ہے ناسور چشم تر کی طرح
جہان کہین نظر آیا وہ شوخ آہو چشم
لحد مین بھی ہمین راحت نہین سفر کی طرح
رکھا اپنے دریچین ترہ بخت دو گردون
جھکے ہر ایک سے وہ نخل باردار کی طرح

سب خوش ہو گئے کہا بھئی اس غزل نے بیتاب کر دیا کیا مزے دار ہے ہم اپنے بادشاہ کے پاس تمھین لیچلینگے قران نے کہا ہم آپ ہی چلے جائینگے یا خود وہ ہمکو بلائینگے اب ضرور دربار شاہی مین رسائی ہو گی ریحان نے کہا ہم اپنے ساتھ لے چلینگے قران نے کہا ہم تمہارے ساتھ نہین جائینگے بولوگے تو گلا دبا دینگے ریحان نے کہا میان شمدے یہ کیا کہا قران نے کہا تو شمدہ ترا باپ شمدہ کسی مرد آدمی کو پہچانا بھی جو جاپاکہ بنجے ریحان نے قبضے پر ہاتھ ڈالا قران نے کہا اُٹھو تو ریحان نشے مین مبتلا کر اُٹھنے لگا بھلا اب کیا اُٹھ سکتا تھا بیہوشی کام کر چکی تھی لڑکھڑا کے گرا ساتھ والے دوڑے وہ بھی گر گر کے بیہوش ہوئے قران نے قصد کیا انکو قتل کرون پھر خیال آیا ہنگامہ برپا ہو گا صداے گیر و دار آئیگی زمین تھرائیگی اہالیان شہر کو خبر ہو جائیگی یہ سوچکر ان سبکو اسی حال مین چھوڑا درست انکے قتل سے منھ موڑا قفل مکان کا کاٹا اب ستارۂ سحری یہان چمک چکا ہے دروازے مکانون کے کھلنے لگے مگر قران دروازہ کھولکر اندر مکان کے آیا ملک احول مربع نشین کو

دیکھا گل عارض مرجھائے ہوئے بڑے بڑے آنکھوں میں حلقے کمر میں خم خنجر ابرو میں خم نہ دم قد سرو باغ حسن تھا
مثل شاخ گل خمیدہ ہوا اُداس عالم یاس میں سر کو جھکائے ہوئے آنکھوں سے اشک حسرت جاری کف افسوس
مل رہا ہی کبھی آہ کرتا ہی کبھی سر زنجیر سے سر پٹکتا ہی کبھی تڑپتا ہی کبھی پھڑکتا ہی کبھی اُٹھنا کبھی بیٹھنا خانہ زنجیر میں غل
قید ہونے کی وہ رشتہ سلسلۂ اُسوقت بیقراری میں پکار رہا ہی اوربِ بے نیاز اے خالق کارساز بیت

شاہا ز کریمی و رحیمی و غفور
بر حال من خستہ و درویش نگر

دست ما گیر کہ درماندہ و بے بال و پریم
ہر چند نیم لائق بخشایش تو

شاہا ز کرم بر من درویش نگر
بر من منگر بر کرم خویش نگر

اے سامع الدعوات اے رفیع الدرجات اس بیکسی و بے بسی میں کون معین و مددگار ہی سوا تیرے کون مددگار ہی
کبھی کہتا ہی افسوس صد افسوس جنکا میںنے ساتھ دیا اُنھوں نے ہماری خبر بھی نہ لی برادر یکجان برابر نے
ہمکو بالکل فراموش کیا کسی نے تلاش نہ کی لیکن اے احول مریخ نشین شکایت بیکار ہی اپنے بخت واژگون
طالع نگون نے یہ دن دکھایا اب رہائی غیر ممکن ہی اسی قید خانے میں تڑپ تڑپکے مرینگے اپنے پیدا کرنے
والے کو یاد کرتے ہیں مالک حقیقی سے فریاد کرتے ہیں وہ سمیع و علیم ہی بصیر و حکیم ہی قران کا دل بیقرار ہو گیا
قریب آکر آواز دی اے احول مریخ نشین اے جوان خوش آئین نہ گھبراؤ خدا نے مدد کی اپنی عنایت سے
بلا رد کی حقیقت میں بیان لسان کیا ہو ابھی نہ آسکتی تھی رہبر کامل نے رہنمائی کی مشکلکشائے عالم نے
مشکلکشائی کی میں مہتر قران شاگرد خواجہ عمرو طرفدار کوکب نامور ملک احول نے سر اُٹھایا زبان
میں سوزن تھا حسرت سے دیکھنے لگا اشارہ کیا اگر دوست صادق محب واثق ہی برائے خدا جلد زبان
سے سوزن نکال اب دم نکلنے کو ہی روح قفس جسم میں پھڑک رہی ہی مہتر قران نے بہ تعجیل تمام اُس خوش
انجام کی زبان سے سوزن نکالا ملک احول ڈگھڑا کر گر پڑا غش آگیا قران نے چھینٹا پانی کا دیا احول نے
آنکھ کھولی مہتر قران کے گلے میں ہاتھ ڈالکے رونے لگا کہا اے مہتر قران عالی وقار ہم تک کیونکر پہونچے
اس قلعے میں کیونکر آئے کس نے نشان بتایا مہتر قران نے کہا اے ملک احول بخدا غیب سے رہبری
ہوئی تمھارا حال سب میں مشہور ہی کہ ہاتھ سے افراسیاب کے قتل ہوئے کوکب نے لاشہ لیجا کر سامنے
قصر جمشیدی کے دفن کیا حقیقت میں کبھی ذکر بھی نہیں آیا کوکب نے سالہا سال سوگ رکھا یہ نہیں
کوئی سمجھا کہ کشتۂ سحر ہوئے ملک احول نے جب دیکھا زبان قابو میں ہوئی ہر چند کہ قوت طاقت باقی
نہیں لیکن زنجیر ہائے آہنی کو مثل تار عنکبوت کے توڑ ڈالا بل کرکے اُٹھا مہتر قران نے تمام کیفیت

بیان کی کہ اُستاد یہان قید ہو کر آئے چالاک اُسی سلسلہ سے یہان پہونچا لیکن دروازے پر اک تختہ ہر
اُسپر اک طایر بیٹھا رہتا ہی وہ ہر شخص کا نام لیکر پکارتا ہی مین وہان سے بھاگا گرتا پڑتا یہان پہونچا نہین معلوم
دربار مین اُستاد پر کیا گذری برق نے دام تزویر پھیلایا تھا لیکن نہین معلوم کیا انجام ہوا ملکہ احول نے کہا
سب کیفیت ظاہر ہو جائیگی ای مہتر قران کیا کارنمایان کیا سنتے تھے کہ عیار بے نظیر ہین انھین کی ہیبت سے
ہوشربا فتح ہو رہا ہی وہ آج مجھکو معلوم ہوا حقیقت مین آپ لوگ بڑے جانباز و سرفروش ہین جرأت کے
دلون مین جوش ہین مگر ای مہتر قران نگہبانون کو کیا کیا ہمارا نگہبان بڑا جلاد و صاحب ظلم و بیداد ریحان
ہی مہتر قران نے کہا وہ بیہوش پڑا ہی کتے کی موت قتل کرو مگر ای احول دربار شہاب مین جلد چلو صبح
ہو چکی ہی اگر اُستاد کی عیاری پوری ہوئی ہوگی سارے شہر کو لوٹ لینگے ایک کو زندہ نہ چھوڑینگے
مہاجنون کو طلب فرماتے اُنسے کہتے مال لاؤ دونا کر دینگے اشرفیون سے خزانے بھر دینگے شہر مین
اور طرح کا ہنگامہ ہوتا اب تک بیٹے ان سب کو بیہوش نہین کیا تھا چند کس یہ کہتے ہوئے جاتے تھے
کہ عیارون نے غضب کیا ہمارے بادشاہ کو قتل کیا ہوتا سامری جمشید نے بچا لیا افراسیاب نے
کسی جادوگر کو بھیجدیا دو گھڑی رات رہے بیٹے یہ باتین سُنی تھین اب نہین معلوم کیا کیفیت گذری
احول باہر نکلا دیکھا سب ساحر بیہوش پڑے ہین ہوش اُڑ گئے کہا کیسے نے انکو کیونکر بیہوش کیا
قران نے کہا انکی کیا حقیقت ہی ہمارے اُستاد لاکھون پر دست انداز ہوتے ہین ہماری بیہوشی دیے
ہوئے مثل مُردے کے سوتے ہین احول نے کہا انکو ہوشیار کرو مجھے اس ریحان پر بڑا غصہ ہی اسنے
بُری بُری مجھپر بدعتین کین آب و دانہ بند رہا اس قید خانے مین برسون دردمند رہا قران نے کہا
آپ بیدار کیجیے بدعت کا بدلا لیجیے مین الگ کھڑا ہون احول نے سحر کرکے باران سحر برسایا یکایک
ریحان جادو کو ہوش آیا دیکھا ملکہ احول مربع نشین کھڑا ہوا للکار رہا ہی او نامرد اُٹھ سحر کر جو کچھ
ہو سکے زور دکھا ریحان جادو جھلا کر اُٹھا للکار کر کہا تجھے کسنے رہا کیا ملکہ احول نے ملک الموت کے جانب
اشارہ کیا کہا انکو پہچانو ملک الموت ساحران انکا نام ہی تم ایسون کو قتل کرنا انکا کام ریحان تیغہ کھینچکر
چلا احول نے کہا او ریحان تو نے مجھپر بڑی بڑی بدعتین کی ہین مجبور و لاچار تھا اب بجبر اختیار رکھونگا
انکے قدمون کو بوسہ دے اسی مین خیر ہی اطاعت کر سحر کا ہمارے سامنے نام نہ لے تم سب ساحرون کے
جو تیرے باپ ہین افراسیاب جادو اُنسے بھی مقابلہ کر چکے اُس ملعون نے آخر تاج طلسمی منگا لیا

تب مین مجبور ہوا اسطرح مارا گیا تیری کیا حقیقت ہے ریحان نے نہ مانا قران کی طرف چلا احول کودکر
بیچ مین آگیا کہا اُدھر کہان جاتا ہے وہ فقط ارواح قبض کرینگے ساحرون سے لڑنا نہین جانتے ہین
ریحان نے وہی تیغۂ سحر احول پر لگایا احول نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کے پھینک دی ایک
طمانچہ مارا ریحان کا سر اُڑ گیا لاشہ زمین پر تڑپا آواز آئی کشتی مرا نام مین ریحان جادو بود اور ساحر غلغلہ
کرکے چلے احول نے تھوڑی خاک اُٹھا کر پھینک دی سب اندھے ہوگئے ٹٹولنے لگے احول ان سب کو
اندھا کرکے سحر کرنے لگا بازوؤن پر پر پرواز پیدا کرکے کہا اے قران تم الگ الگ آؤ مین دربار شہاب مین
جاتا ہون دیکھون وہان کیا رنگ ہے یہ کہکر عقاب پر سوار ہوا طرف بارگاہ شہاب کے چلا قران ایک
ساحر کی صورت بنکر چلے یہان وہ وقت ہے براے قتل خواجہ عمرو شہاب حکم دے چکا ہے جلاد نے قصد کیا
کہ قتل کرون کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم ملک احول مریخ نشین او شہاب دیکھ میرے خدا نے آج مجھکو رہا
کیا تیرے قتل کا حکم ملا مین پہونچا اب جان بچا وشہاب نے جو ملک احول کو عقاب پر سوار دیکھا ہوش اُڑ گئے
احول نے دیکھا جلاد عمرو کو تلوار مارا چاہتا ہے ہاتھ ہلادیا برق چمککر گری تینون جلادون کے دو دو ٹکڑے
ہوے عیارون پر سے سحر اُتار دیے عمرو نے جو دیکھا بیڑیان کٹین جلاد مرا اُٹھتے ہی نعرہ کیا منم نہنگ
بحر طراری منم ہژبر دشت عیاری آفتاب عالمتاب آسمان مکاری نجم تابان برج ہوشیاری طرار فرد خواجہ
عمرو نامدار برق تڑپکر اُٹھا چالاک نے اُٹھتے اُٹھتے حقۂ آتشبازی داغ دیا برق نے کسی پر کرچ
ماردی خواجہ بھی جھلا کر لڑنے لگے ملک احول زمین پر آیا عقاب سحر سے اُترا شہاب و شر برجادو
وملکہ گلشن کئی سو ساحر بڑے بڑے سردار ملک احول پر سحر کرنے لگے گولے ترنج و نارنج مارنے احول
انکے سحر کو کب مانتا ہے یہ ہژبر دشت افسونگری الیسون کو روباہ جانتا ہے جسکی گردن پکڑلی مروڑ ڈالی کسی کو پکڑکر
چیر ڈالا کسی کو آتش سحر سے جلا دیا کسی کو خاک مین ملا دیا ہنگامۂ گیرودار بلند ہے تمام ساحران خود پسند چیرا
ورو مند الامان الامان کہتے پھرتے ہین اُٹھ اُٹھ کے گرتے ہین شر برجادو کہ اسکو اپنی شرارت پر ناز
آتشخو شعبدہ باز ہے سحر کرتا ہوا طرف احول کے چلا ایک سمت سے مہتر قران بھی جادوگر بنے ہوے
آے دیکھا اُستاد کے چھینٹے پڑ رہے ہین لوٹ مین مصروف ہین انھون نے بھی اگر نعرہ کیا نعرہ قران

سریع السیر چون باد بہاری | جہان سر بسنگ در خنجر گذاری
منم مہتر قران شیر زیانم | بہ میدان اژدر آتش فشانم

وہیاؤن تم سبکی قضا دامنگیر ہوئی ساحرون کے جہنم واصل ہونے کی تدبیر ہوئی

احول نے جو دیکھا مہتر قران بغدہ کھینچکر جا پڑا شیر پر ایسا سحر کر رہا ہی ایسا نہو قران پر چشم زخم پہونچے آواز دی ای شیر بیشۂ جرأت ای یکہ تاز میدان جلالت اُسکے سامنے نہ جاوہ بڑا زبردست ساحر ہی فنون افسونگری سے خوب ماہر ہی قران نے کہا ای احول تم دخل نہ دو مین ابھی سے ڈرونگا یہ کہکے للکارا جیسے ہی شریر ادھر پلٹا قران نے جھپٹ کر دونون پانون اُسکے کاندھے پر تھے بغدہ مارا سر اُسکا پھٹا مہتر قران کود کر الگ ہوے عمرو نے جلدی دوڑ کر اُسکا تاج اُٹھالیا برق انگوٹھیان اُتارنے لگا اندھیرا گھپ ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من شریر جادو بود شہاب نے پلٹکر دیکھا شریر جادو کا لاشہ تڑپ رہا ہی اتنے عرصہ مین احول نے کئی ہزار ساحر مارے عیار بھی بخوف لڑ رہے ہین برق نے تڑپ تڑپ کے بہت سے جادوگر مارے قران کا بغدہ چل رہا ہی آسمان سے خون برسنے لگا صدہا مکان گرے ہزارہا ساحر دب گئے احول نے سحر سے دور باندھ دیا میدان کارزار کو سحر بند کیا کہ کوئی ساحر بھاگ کر نہ نکل سکے بھاگ کے کہان جائین موت دامنگیر اگر بھاگ کر نکلے کنارے کنارے عیار پھر رہے ہین جو مجمع نکلا اُنکا حصہ ہوا یہ انجام ہوگیا دم مین قصہ تمام ہوگیا لیکن ملک احول تیغ نشین لڑتا بھڑتا سامنے شہاب کے پہونچا دور سے پکار پکار کے سمجھایا اُسکے خیال مین نہ آیا سحر کرنے لگا احول پر تبرزین گرین سحر سے تلوارین برسین خنجر چلے آتش بھڑکی احول نے سب چیزون کو دفع کیا جب برابر پہونچگیا شہاب نے چاہا نکلجاؤن احول نے نعرہ کیا او نامرد شیخی دکھاتا ہی شرم نہین آتی شہاب کو بڑی غیرت آئی بھاگتے بھاگتے پلٹ پڑا تیغہ سحر کر کے کھینچا احول نے ہنسکر کہا ارے اس تیغہ گلی سے کیا ہوگا خاک مطلب حاصل ہوگا دیکھ تو تیرے ہاتھ مین کیا ہی کیا خوب تلوار نکالی نہ خم نہ دم نہ کاٹ نہ گھاٹ یہ تو گھات کریگی اب جو شہاب نے دیکھا مٹی کی تلوار میرے ہاتھ مین ہی ملک احول جوہر شناس سیف قتل کی گھات مین ہی ہوش اُڑ گئے خنجر کمر سے نکالا چاہا ماروں احول نے صرف اشارہ کیا خنجر بھی ہاتھ سے چھوٹگیا سحر کرتا ہوا شہاب دوڑا چہرہ سرخ ہاتھ پانون مین رعشہ طاقت پر ناز تھا لپٹنے لگا احول نے گریبان مین ہاتھ ڈالدیا کوڑے پر لاد کر مارا شہاب کے استخوان چور چور ہوے غصے مین ہاتھ چمکایا شعلۂ آتش گرا لاشہ بھی اُس نابکار کا جلکر خاک ہوگیا چشم زدن مین قصہ پاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من شہاب گلگون پوش بود بیر غل مچانے لگے کچھ تدبیر بن نہ پڑتی تھی ملکہ گلشن نے جو یہ دیکھا گل سا چہرہ کمہلاگیا ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا کنیزون نے آواز دی حضور جان بچایئے شہاب

اسی لائق تھا اپنے نزدیک ساحرون پر فائق تھا ملک احول پر کچھ زور نہ چلا کس ذلت سے مارا گیا بس گلشن نے رومال سے ہاتھ باندھے فریاد کرتی ہوئی دوڑی آواز دی مین اطاعت کرتی ہون مدتون خدمت مین ملکہ مہرخ کے رہچکی ہون وہ بھی میری خطا معاف کرینگی احول نے ہاتھ روک لیا ساحرون نے جادو رہا کی گلشن آکر قدمون پر گری احول نے خواجہ کی جانب اشارہ کیا کہا معاف و غیر معاف کا خواجہ کو اختیار ہی یہ حقیر اُنکا تابعدار ہی گلشن طرف خواجہ کے پلٹی خواجہ بشرہ شناس فلک اساس خوب دوست و دشمن کو پہچان لیتے ہین فرمایا حقیقت مین اسکو ہماری جانب توجہ ہی چارون عیار قریب آئے احول نے چاہا خواجہ کو تخت پر سوار کرون خواجہ نے انکار کیا گلشن کو تخت پر بٹھایا احول مرکب باد رفتار سوار ہوا ساتھ ہزار ساحر مطیع الاسلام ہوے نوبت نقارے بجاتے ہوئے دارالامارہ شاہی مین پہونچے گلشن نے فوراً بارگاہ کو آراستہ کیا سامان عیش و نشاط مہیا ہوا ساقیان گلعذار جام بادۂ گلنار لیکر حاضر ہوے اب ملک احول طرف خواجہ کے متوجہ ہوا کہا امیدوار ہون بعد میرے کیا معرکہ گذرا عمرو نے تمام کیفیت جنگ صنعت سحرساز اور نجہ ہاے بلا کا کھلنا بیان کیا کہا اب افراسیاب جادو احتقاق نقارہ نواز کو لیکر چلا ہی یقین ہی قریب لشکر مہرخ پہونچا ہو ہم یہان آکے بلا مین پھنسے اب دیکھین تقدیر کیا دکھائے نام نقارہ نواز سُنکر رنگ روے ملک احول متغیر ہوا سر جھکا کر کہا اے شہنشاہ اقلیم عیاری اب تامل و تساہل بیجا ہی جلد تیاری کیجیے اُسکا قتل ہونا ناممکن ہی ایک چوب نقارے پر لگا دیگا ہر خرد و کلان کو سحر بھلا دیگا دوسری آواز مین لہرا جائینگے تیسری آواز مین سب بیہوش ہو جائینگے اُستاد نور افشان کی کیا کیفیت ہی مہتر قران نے کہا نور افشان نے ایسے ایسے کام کیے تاریک شکل کش اُمغین کی تدبیر سے قتل ہوئی اب بھی آٹھ پہر مصروف اعانت ہین صاحب شوکت و لیاقت ہین کوکب روشن ضمیر نے جان و مال عزیز نہین کیا ہر مقام پر آنکر بیعت و بہ جرات لڑا بڑا ان سے لشکر اسلام ہی وہ وہ کارہاے نمایان کیے کہ جسکا بیان ناممکن ہی جمشید بن کوکب بلور چہ یہ سب خیر خواہی لشکر ظفر اثر مین آٹھو پہر سینہ سپر ہین مگر احتقاق کو اب افراسیاب لایا ہی دیکھین فلک کیا دکھاتا ہی نام احتقاق سنکر ملک احول سر جھکا لیتا ہی جواب نہین دیتا ہی عمرو کو اس امر کی فکر دامنگیر ہی کہ یہ کیا سبب ہی افراسیاب کا نام سنکر احول اُسی طرح بل کرتا ہی ہر ایک کے نام پر اُبل پڑتا ہی یہ کیا باعث ہی غرض عمرو کو اسقدر تردد ہوا ملک احول کے قریب آکر پوچھا اے شیر بیشۂ جرات اے گوہر دریاے ہمت بجد اروز

رہائی اسد عازہی جو تمنے کارنمایان کیا کہ سحر افراسیاب مین گھس پڑے اپنی جان کا خیال نہ کیا مزارون
کو کالکر لیگئے سب کے جان بخش ہو لیکن اسوقت جو خیال کرتا ہون ذکر سنتے اختقاق جادو سے
رنگ رو تمھارا متغیر ہوتا ہی یہ کیا کوئی مقدمہ راز و نیاز ہی یہ اختقاق کیا افراسیاب سے زیادہ
شعبدہ باز ہی ملک احول نے کہا کہ خواجہ یہ مقدمہ ایسا ہی کہ سبکو مین بیان نہین کر سکتا انشاء اللہ تعالےٰ
بروقت میدان داری آپ پر ظاہر ہو جائیگا اتنا نکتہ عرض کرنا کافی ہی کہ ہم جان نثار لشکر ظفر اثر مین شریک رہ
جانبازون کے افسرین کئی سال اس قید مین گذرے بڑے بڑے صدمے اٹھائے خیر شکر ہی کہ وقت پر
رہا ہوئے سب حالات ظاہر ہونگے اب عرصہ مناسب نہین ہی بسم اللہ جلد سوار ہو جیے جسقدر لشکر ہو سکے
ہمراہ لیجیے اب تعجیل مناسب ہی دیر کرنے مین بہت برائی ہی یہ جان نثار سرفروش عاشق تمام صاحبقران
مطیع مذہب اسد نوجوان آپکے ساتھ ہی اب تا روز قیامت دامن دولت صاحبقران اور ابن خطا کار کا
ہاتھ ہی عمرو کو کلمات حسرت آیات احول سے اک عبرت حاصل ہوئی یہی خیال ہی کہ دیکھیے جنگ
اختقاق کا کیا انجام ہو اسی وقت مہتر قران کو حکم دیا کہ لشکر تیار رہے ملکہ گلشن جادو نے عرض کی کہ
کنیز بھی ساتھ چلیگی خواجہ نے ہر چند کہا اے ملکہ گلشن قلعہ خالی رہیگا تم یہان انتظام کرو کسی محل و موقع پر
آجانا اگر شریک ہونا ملکہ مہرخ وغیرہ تمھاری بہت خاطر کرینگی اے گلشن عنایت باغبان قضا و قدر سے
باغ لشکر اسلام بہار پر ہی گلعذاران پری پیکر ماہ رخساران حور منظر جمع ہو گئی ہین ایک ایک حسین
مہ جبین آفتاب طلعت چہرے جنکے رشک خورشید قیامت ناز و ادا و کرشمہ ہردم انکے ہمراہ ایک ایک
ملک خوبی کے شہنشاہ گلشن نے عرض کی حضور مین سب حالات سن چکی ہون مدت سے مشتاق تھی
کنیز ضرور چلیگی حضور کچھ نہ فرمائین ایک پہر بھر مین گلشن نے بارہ ہزار ساحر چار سو جادوگرنیان حسین
و جمیل آراستہ کرکے حاضر خدمت خواجہ ہوئی ایک عقاب بلند پرواز سحر پر ملک احول نامور سوار ہوا
ایک تخت پر ملکہ گلشن ایک تخت پر عمرو و چالاک و برق و قران پشت پر لشکر ساحران نوجوان اس ہجوم سے
طرف لشکر ملکہ مہرخ کے ان جان نثارون نے کوچ کیا انکو راہ مین چھوڑ دیجیے ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان لشکر ظفر اثر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران و مقابلہ
مشغول کوہی و دیگر حالات متعلق داستان ہذا ختم

	زخم کاری مرے کیونکر نہ لگاتے جاتے		نیم بسمل سے وہ کیا آنکھ چراتے جاتے

تھی شکایت نہ اگر خون بہاتے جاتے
سانس دیکھی تن بسمل میں جو آتے جاتے
اور جلا دیتے جگر کا دیا جاتے جاتے

گلشن حسن نے کیا کیا نہ دکھائے نیرنگ
جلوہ گر فصل بہاراں میں خزاں کا ہی ڈھنگ
دیکھنے والے تھے حسن غیرت گلزار کے دنگ
خدا نے اُس عارض گلگوں پہ کیا عرصہ تنگ
خار ہیں صحن گلستاں کو دباتے جاتے

شعلۂ شوق سے اب جلتا ہے دل کا خرمن
کہوں آتشکدہ سینے کو میں اب یا گلشن
ایک تو ہجر میں میں داغ بنا ہوں ہمہ تن
آتش شوق پہ کرتے ہیں یہ کار روغن
اشک گرم اور بھی ہیں آگ لگاتے جاتے

نہیں بنتی ہے زمانے میں کسی کی مشکل
کشتی آخر کو پہونچتی ہے قریب ساحل
واہ کیا بخت رسا نے ہے دکھائی منزل
ہوئی دربان تلک اُسکے رسائی حاصل
رفتہ رفتہ مجھے اُس کوچے میں آتے جاتے

عمر بھر یوں تو رہا خیر تمھیں مجھ سے حجاب
پر دم نزع جمال اپنا دکھانا تھا شتاب
حشر میں روز جزا کیا مجھے تم دو گے جواب
نزع میں میں تھا تمھیں منھ سے اُلٹنا تھا نقاب
آخری وقت تو دیدار دکھاتے جاتے

رہے اک عمر ترے عشق میں ہم خاک بسر
بھول جائیں تجھے ممکن ہے یہ اے رشک قمر
نقش خاطر خط تقدیر ہے یاں آٹھ پہر
یک بیک دل سے مٹے نقش محبت کیونکر
لالہ رو داغ ترا جائیگا جاتے جاتے

رخ روشن تجھے دکھلائیگا قاصد نہ تڑپ
جلد تشریف یہاں لائیگا قاصد نہ تڑپ
آن کی آن میں آ جائیگا قاصد نہ تڑپ
دل بیتاب شتاب آئیگا قاصد نہ تڑپ
راہ میں دیر لگی ہے فقط آتے جاتے

گر وہی آئے تو آنے کا مزاحم ہے کون
میں بلاؤں تو بلانے کا مزاحم ہے کون
اُس طرف پاؤں اُٹھانے کا مزاحم ہے کون
کوچۂ یار میں جانے کا مزاحم ہے کون
خود حذر کرتا ہوں اُس راہ میں آتے جاتے

ساتھ تم میرے جنازے کے نہ آئے نہ سہی — قُم باذنی کے لیے لب نہ ہلائے نہ سہی
اشک دو چار نہ آنکھوں سے بہائے نہ سہی — شمع و گل تربت عاشق پہ نہ لائے نہ سہی

فاتحہ کے لیے تو ہاتھ اُٹھاتے جاتے

زندہ در گور رہا ہجر میں کیا خاک جیا — ہچکیاں آتی رہیں نزع کی کھینچی ایذا
دم اُلجھتا تھا بہت حبس نفس تھا بخدا — ہجر کی شب تپ فرقت نے یہ دم بند کیا

سانس بھی رُکنے لگی سینہ میں آتے جاتے

چاہ کا نام بھی ہرگز نہیں لیتے ہشیار — دشمن دین و دل و جان ہیں بتان عیار
دیکھو پچھتاؤگے رعنا کی طرح آخر کار — چاہنا ترک کرو یا نہ کرو ہو مختار

نیک و بد ہم ہیں تمھیں رند جتاتے جاتے

چہرہ سیاحان دشت پرخوف معانی و طے کنندگان منازل پرخار سخندانی مرحلہ صعب و بیان کو یوں طے کرتے ہیں شعر بساط آرائے بازار معانی ہاچنین آرد متاع نکتہ دانی ہو واضح رائے ناظرین والا مقام ہو کہ زرق درشاہ باختری نے نامہ بامید کفالت افراسیاب کو تحریر کیا ہے ابھی کسی ساحر کو افراسیاب نے نہیں روانہ کیا لیکن زلزلہ قاف ثانی سلیمان صاحبقران امیر گیتی ستان بارگاہ سلیمانی میں جلوہ فرما ہیں تمام سرداران نامی و پہلوانان گرامی غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار و پہلوانان عالی وقار اپنے اپنے مقام پر متمکن ہیں مرقعہ دربار تصویر سرداران سے مملو صحبت عیش و سرور ہے اُسوقت صاحبقران محلات میں تشریف لیگئے ہیں بادشاہ جمجاہ تخت سلیمانی پر بیٹھے ہیں ناگاہ داروغہ باغبانان حاضر ہوا گلدستہ ہائے معقول خدمت میں لیکر آیا ایسے وہ گلدستے گلہائے رنگین سے آراستہ کیے تھے کہ بادشاہ جمجاہ نے بے اختیار اپنے ہاتھوں میں لیلیے پھولوں پر جو نگاہ پڑی گل رخسار بہار گلعذار یاد آ گیا آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے گلدستے ہاتھ سے رکھدیے خیال بہار گلعذار میں بے اختیار یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے **نظم**

بیاکش دیکھا کوئی قاتل کے برابر — شرم آنکھوں میں پائی نہ کسی گل کے برابر — اس ناز سے تیر اس نے لگایا ہے کہ ترکش
شور کے لگا لوٹنے بسمل کے برابر — دشمن کوئی اے یار مرا اور ترا دوست — ہوگا نہ زمانے میں مرے دل کے برابر
دل متصل کوچہ محبوب ہوا گم — لُٹنا تھا پہونچکر مجھے منزل کے برابر — کم بختی واعظ ہے کہ ہو وعظ کی صحبت
رندان قدح نوش کی محفل کے برابر — ہم چیکیے جو اشک قریب مژہ آیا — کشتی ہوئی جب غرق تو ساحل کے برابر

ساقی تری محفل سے جو بیدل گئے تو کیا
سینے پہ جگہ دو نگہ قاتل کے برابر
پردہ نہ اٹھا قیس نے لیلی کو نہ دیکھا
اب رکھیو عزیزا اسکو مرے دل کے برابر
گر تنگ در جانان سے جلال آئے تو کیونکر

دیدے کوئی بوتل ہی جو ہو دل کے برابر
آہون کے شرر گرد ہمین داغ جگر کے
جھونکا بھی نہ آیا کوئی محمل کے برابر
منقتل میں یہ حسرت رہی ای نعمت ایزد
ایک ایک قدم ہو گئی منزل کے برابر

آئیگی قضا جو کبھی بنکر جو دم ذبح
تا دیدہ مین اختر ہے کامل کے برابر
پیکان مرے سینے سے نکالا ہو تو اوجرح
ہو بچے نہ تڑپا کسی بسمل کے برابر

یہ اشعار پڑھکر رومال آنکھون پر رکھ لیا تاجداران جلیل جو گرد اگرد حاضر ہین سب نے دست بستہ عرض کی اسوقت بلا وجہ آئینہ رخسار پہ گرد ملال پاتے ہین خیر خواہان دولت بہت گھبراتے ہین امید وار ہین کہ باعث انتشار ارشاد ہو بادشاہ نے فرمایا نہین معلوم کیا خیال آیا کوئی سبب نہین ہی اس مقام پر لڑتے ہوے عرصہ دراز گذر اپنی یاد ہین اسی سبب سے قلب پر ہجوم غم و ملال ہین ہر چند تاجداران جلیل نے پوچھا بادشاہ نے کچھ سبب نہ فرمایا لیکن شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان عاشق زار مخمور سمجھ گیا قریب بادشاہ کے آکر بیٹھ گیا عرض کی ای شہنشاہ سوائے صبر کے کیا چارہ ہی غلام بخوبی مطلب سرکاری کو سمجھا کیا گذارش کرین جو کچھ طبیعت پر گذرتی ہی پردے مین عرض کرتا ہون حضور سمجھ جائینگے اسوقت اسد غازی کی یاد آئی حقیقت مین اس شیر کو مدت ہوئی نہین معلوم کیا گذری غلام کے بھی قلب کا یہ حال ہی ان اشعار سے بیت آثار سے واضح رائے عالی ہوگا یہ کہکر نور الدہر بن بدیع الزمان نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچی یہ اشعار پڑھے

نظم

ز جور اہل ستم دوستان چہ چارہ کنم
کہ از میان جفا پیشگان کنارہ کنم
ز تو بہ چون غرض تا ہمہ پشیمانی ست
چو نیست محرم راز حصہ آشکارہ کنم
زمانہ بر سر آزار ماست ای مخفی

بغیر آنکہ گریبان صبر پارہ کنم
خمار بادہ مستی و چشم خواب آلود
بہ عزم تو بہ چہ حاجت کہ استخارہ کنم
شب فراق تو از بس بخاک نرم اشکم
بیا کہ خانہ دل را از سنگ پارہ کنم

کجاست جذبہ دیوانگی و مدہوشی
بہ بزم بادہ کشان تا بہ کہ نظارہ کنم
میان مردم بیگانہ راز پنہان را
تمام روئے زمین از ستارہ کنم

بادشاہ نے فرمایا ای شاہزادے حقیقت مین ہم تمہارے مطلب اصلی کو سمجھے بلکہ ہمین جو اشعار یاد آگئے پڑھ دیئے تمنے یہ اشعار آیدار زیب النسا مخفی کے بڑے لطف سے موقع پر پڑھے آب آپ سب صاحب ملکر جد عالی تبار کو ترغیب دین کہ اب لڑتے بھڑتے طرف طلسم ہوشربا کے چلین دیکھین اسد نامدار کس کیفیت مین ہی وقت مدد مین شریک ہون نہین معلوم کیا قیامت ہی کہ اب عرصہ دراز گذر گیا کوئی وہان سے نہین آیا ہی

نورالدہر نے کہا حضور ملکہ مخمور و بہار ضرور تشریف لاتین لیکن نہین معلوم کیا قیامت نازل ہی کہ وہ لوگ نہین آئے بھلا یہ رکنے والی تھین اگر دریاے آتش بیچ مین ہوتا اُسکو بھی جھیلتین جان پر کھیلتین لیکن لشکر اسلام کی عزو خبر لیتے آتین یہ ذکر درپیش تھا بادشاہ اور نورالدہر کو پس وپیش تھا شاہزادہ ملک قاسم بارگاہ مین تشریف لاے براے تسلیم خم ہوے پایہ تخت شہنشاہی کو بوسہ دیا بادشاہ جمجاہ نے قاسم کو سینے سے لگا لیا پیشانی پر بوسہ دیا قاسم اپنے دنگل پر آکر بیٹھ گئے یکایک دنگل پر اپنے نور نظر کو نگاہ تری کئی اسطرف خاشہ پڑا بیقرار ہو گئے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا قیماس خان خاوری نے عرض کی کیون اے شہریار باعث انتشار کیا ہی قاسم نے کہا ماموجان کلیجے پر چھریان چل رہی ہین نہین معلوم ہمارے فرزند نوجوان ایرج عالیشان پر کیا گذری کچھ خبر نہ معلوم ہوئی لیکن یہ بخوبی ہم جانتے ہین کہ وہ اسد کا عاشق صادق ہی عالم کفر مین بھی اسکا پاس کرتا تھا ساتھ دشمن کے دم محبت کا بھرتا تھا اسی جوش مین میطرف طلسم ہوشربا کے گیا خدا اُسکا معین و مددگار ہی شیر بیشۂ صاحبقران نامدار ہی لیکن افسوس یہ ہی کہ کم بخت بدنصیب کو لکھا ہوتا کہ اے والد نامدار مین طرف طلسم ہوشربا کے جاتا ہون بخدا مین کسی سے ذکر نہ کرتا یکہ و تنہا نکل جاتا خدمت کرتا ہوا ہمراہ ہوتا نیک و بد سمجھاتا باے مزاج مین جہالت ہی اسکا بڑا خیال ہی جوش جرأت مین نیک و بد کا اُسکو خیال نہین رہتا ہر چند کہ عیار نامی اُسکا مہتر شاپور شیر دل نہایت عقیل و فہیم ہمراہ ہی بچپن کا یار عاشق زار ہی لیکن اُسکی اُنکے سامنے کیا چلتی ہی اگر کچھ اُسنے کہا بیچارے کو جھڑک دیا میرے ساتھ ہونے سے نہایت لطف ہوتا فتح طلسم ہوشربا کی کیا حقیقت ہی ایک بادشاہ کا قتل کرنا ایسا دشوار ہو گیا یہ شیر جاتے ہی قتل کریگا آنکھ ملتے ہی چھاتی پر چڑھ بیٹھیگا طبقہ زمین طلسم ہوشربا بلا دیگا سرکشون کو خاک مین ملا دیگا یہ یقین کامل ہو اگر اب عمر طلسم ہوشربا تمام ہوئی ایرج خالی نہ پھیگا لیکن ہمارے کلیجے پر داغ پڑا لطف زندگی اُٹھ گیا آٹھ پہر اُنکی یاد مین روتے ہین شب کو اُنکی مادر مہربان ملکہ گیتی افروز بیقرار تھین فرمایا کہ کیون صاحب ہمارے نور نظر کی کچھ خبر نہ ملی آپنے بھی تلاش نہ کیا بیٹے کو براے تسکین یہ جواب دیدیا کہ خبر دریافت ہوئی اسی ہفتے عشرے مین آئینگے صاحبو ہم تو مرد ہین یاران ہمدم مین بیٹھکر غم و الم کو دل سے بھلاتے ہین وہ گوشہ نشین کس سے حال دل کہین کیونکر ضبط کرین خدا اُنکو صبر دے یہ جو بیتاب ہوکر قاسم نے کہا قیماس خان وغیرہ رونے لگے بادشاہ کی بھی آنکھون سے آنسو جاری نورالدہر کو بیقراری لندھور بھی چیخ مار کر رو دے کہا اے شیر بیشۂ رستم غم بدیع الزمان نے دل مین

تا سوز الدیا تمھارے فرزند کے نہونے سے بارگاہ مین سناٹا ہوگیا حقیقت مین جو کچھ تم کہتے ہو بہت
بجا ہی خدا تمھارے نور نظر کو تم سے جلد ملائے ہم سبکی مراد دلی بر آئے کل سرداران اشک حسرت بہانے
لگے کہ زلزلہ قیامت ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران بارگاہ مین تشریف لائے دیکھا سب رو رہے ہین
صاحبقران نے فرمایا خیر تو ہی لندھور نے تمام کیفیت ظاہر کی کہ حضور اسوقت ایرج و بدیع الزمان
و اسد کی جدائی کا ذکر آیا ان شیرون کی یاد مین رو رہے ہین اب حضور جی چاہتا ہی کہ پر پرواز پیدا کر کے ہم
ہوشربا مین تلوار چلائے افراسیاب کو بھی معلوم ہو کہ عاشقان اسد و بزرگان بدیع الزمان آپہونچے
انشاء اللہ نعرہ شیران دشت نبرد سے زمین طلسم ہوشربا تھرائیگی الامان کی دشت و در سے
آواز آئیگی اسطرح سب سرداروں نے جو صاحبقران سے کہا صاحبقران نے جواہر بن عمرو کو
حکم دیا دربار لقا کی خبر لاؤ عرصہ دراز سے اُسنے طبل جنگی نہین بجوایا حقیقت مین اب مجھکو جدائی اسد
شیر دل کی بہت شاق ہی دیدہ دل زیارت جمال بیمثال کا مشتاق ہی انشاء اللہ ایکی ایسی لڑائی پڑے
کہ لقا کو شکست دو یہ کمینہ اب غیظ میں نہ جانے پائے جواہر بن عمرو تو چلا دربار مین یہی ذکر ہی ہوشربا کے
داخلے کی فکر ہی جواہر بن عمرو بصورت مبدل دربار لقا مین پہونچا بشکل خدمتگار کھڑا ہوا ہی لیکن گوش
بر آواز سلیمان عنبر مو سے گوہی نے کہا یا خداوند میرے نام پر طبل جنگی بجوائیے مسلمان طعن کرینگے
کہ ساحر ہی کے بھروسے پر لڑتے ہین غلام کہانتک صبر کرے بختیارک نے کہا ای سلیمان مجکو ابھی
خبر ملی ہی کہ صاحبقران بگڑے ہوے ہین قصد کرتے ہین کہ طلسم ہوشربا مین جائین لیکن مجبور یہ ہین کہ
اُنکے مذہب مین پیشدستی جائز نہین ہی ورنہ ابھی طبل جنگی بجوا کر بارگاہ مین گھس آتے قدرت کے مزاج مین
رحم ہی کبھی تقدیر معقول نہین کرتے ہر مرتبہ تقدیر شکست ہوتی ہی صدہا ساحر ملازم افراسیاب بیان کر
مارے گئے تمھارے بھائی بھتیجے بڑے بڑے پہلوان قتل ہوے فقط تمھاری ذات سے اس سرزمین پر
قیام ہی ہمارا کہنا مانو طبل جنگی نہ بجواؤ ایک نامہ اور طرف طلسم ہوشربا کے روانہ کرو کوئی ساحر آجائے
تو دل تردد منزل تسکین پائے یہ ذکر تھا کہ وسواس و خناس و خوش آمد و بر آمد چاروں سرکار
حاضر ہوئے زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اُٹھا کر لقا کو دعا دی قطعہ

ای دست ہنر تا خران به چه زنند	شکست طبل تاسگان به درند
بر سر تو موکلان به زنند	اگر ز آتش ہزار رنگار رنگ

بختیارک نے آواز دی عیش باد کھو یارو کیا خوشخبری لائے

برکارون نے عرض کی پہلوان دوران گرشاسپ جہان یادگار رستم و اسفندیار پہلوان نامدار مشلول
کوہی تین لاکھ فوج کی جمعیت سے براے مدد خداوند آتا ہی لیکن سب کو ہیون کا حال سُن چکا ہی پس
اُسکا یہ ارادہ ہی کہ اگر طبل جنگی نہ بجواے وہین سے یلغار کرتا ہوا آے اگر شب کو پہونچے تو اُسی وقت لشکر
حمزہ پر جا پڑے فرماتے مین بدون قتل حمزہ کمر نہ کھولونگا قدرت کو تا بہ قیطول پہونچا ؤنگا ملک باختر آباد
کرونگا قدرت سے طرہ ہمسری لونگا بختیارک نے کہا اے سلیمان عنبرین موے کوہی کسی سردار کو
یہان سے بھیجو یہ خیال خام تصور ناتمام ہی باطمینان یہان آئین ٹھہرین ہماری راے پر لڑین سلیمان نے
کہا وہ بڑا جاہل ہی جو کہتا ہی وہی کرتا ہی قتل دشمن کے نام پر مرتا ہی وہ میرا کہنا نہ مانیگا جو کہا ہی وہی
کریگا بلکہ یہ لفظ لکھ رکھو مشلول کے ہاتھ سے کوئی نہ بچیگا آتے ہی آفت برپا کر دیگا بیشک حمزہ کو
ٹوک کر ماریگا ایک ایک زبردست کو للکاریگا سب طرح کے اخبار سُن چکا ہی آتے ہی سب کو گھیر
لیگا اُسکی لڑائی کا عجب ڈھنگ ہی ایک دن گرز پکڑ کے کالک کے جنگل مین گھس گیا ہاتھیون کو مار کے
نکال دیا بڑے بڑے فیلان مست مارے اُس بیشے کو آباد کر لیا غیر اُسکی حوالی مین نہین رہتے اُسکی
روکنا بہتر نہین ہی اُدھر سے وہ آئیگا اِدھر سے ہم جا پڑینگے چار پہر مین لڑائی فتح ہو جائیگی فوج اسلام
شکست کھائیگی بختیارک نے کہا آپ کو اختیار ہی ہم خوب سمجھتے ہین اُنکی قضا دامنگیر ہی یہ جلد مرنے
کی تدبیر ہی سلیمان نے جھلا کر جواب دیا آپکے نزدیک حمزہ و سرداران حمزہ سے کوئی زیادہ زبردست
نہین ہی اب ملاحظہ فرمائیےگا لندھور و مالک و بہرام کو بھاگنے کا راستہ نہ ملیگا قد و قامت مین دیو ہی
اُس سے کوئی کیا مقابلہ کریگا بختیارک خاموش ہو رہا جو اہر کھڑا سُن رہا تھا یہ خبر لیکر بھاگا جلد
خدمت صاحبقران مین حاضر ہوا آتے ہی زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اُٹھا کر دعا دی نظم

دورهٔ روزگار دولت تو
زخم و خون باد و خواب افیون باد
مفیح و دشمنت بہ شرط وفات
قاقم صبح رشتہ اکسون باد

جسم و جان باد و لفظ و مضمون باد
لاشہ حاسدت بعہد حیات
صدر ایوان ربع مسکون باد
روح خصمت کہ زندہ در گور است

فتنہ و حادثات و دشمن تو
طعمہ گرگ سان گردون باد
گر نہ ظل تو ابرہ اش باشد
ورتہ پاے فتنہ مدفون باد

شہریار عالم کی عمر دراز ہو اسوقت دربار مین لقا کے جو یہ جان نثار گیا ابھی خبر آئی ہی کہ کوئی
جوان مغرور و متکبر موسوم بہ مشلول کوہی بہ ارادہ فاسد لشکر شہنشاہی پر آتا ہی ظاہرا دریافت ہوا

اگر آکر شبخون مارے سلیمان عنبرین موے کو بھی اُسکی جرأت کی تعریفین کر رہا ہی صاحبقران نے فرمایا اگر رات کو اگر آ ہزار ہا بندگان خدا بحیطا غفلت مین قتل ہو نگے نہین معلوم کیا انجام ہو اسکی تدبیر کرنا چاہیے مشیران سلطنت و وزیران اُبہت نے دست بستہ عرض کی غلامون کے نزدیک یہ بہتر ہی کہ وہ یہان تک نہ آنے پاے کوئی سردار جرار نامدار یہان سے لشکر لیکر جاے راہ مین اُس سرکش کو روکے حقیقت مین رات کی لڑائی مین مشکل پڑتی ہی یہان عالم غفلت وہ ہوشیار آمادہ حرب و پیکار ضرور خون ریزی ہوگی صاحبقران کو بھی یہ راے بہت پسند آئی ارشاد ہوا مقبل کو بُلاؤ مقبل حاضر آیا صاحبقران نے فرمایا ایک چوکی لاکر بیچ مین بارگاہ کے رکھو مقبل نے بموجب قاعدہ قدیم چوکی سنگ مرمر کی اُسپر خلعت سلیمانی سپر و شمشیر بیڑہ پان کا جام شربت لاکر رکھدیا صاحبقران نے پکار کر آواز دی ای سرداران دلو بند ای غازیان ارجمند حال آمد مشلول آپ سب صاحبون نے سُنا چاہتا ہون ایک شیر دلیر اسی وقت روانہ ہو جاے جاکے اُس بیحیا کو راہ مین روکے یہانتک نہ آنے دے اگر کوئی اُفتاد پڑے اور سردار براے مدد روانہ کرینگے نام و ہیبت مشلول کو ہی زبانی جوا ہر کے سب صاحب سُن چکے تھے کسی نے جواب نہ دیا بعض نے سر جھکا لیا ہر ایک کو یہی خیال ہی مشلول کو بھی اتنی دور سے آتا ہی کچھ تو اپنے دل مین سمجھ لیا اتنا بڑا ارادہ کر کے چلا ہی نہایت مشکل پڑیگی فوج کوہستان بڑے زور و شور سے لڑیگی یہاڑ پہ سخت بھی ہوتے ہین جنگجویون سے مقابلہ نہین معلوم کیا ہوگا جواب دینے کا مقام نہین ہی جب عرصہ گذرا کسی نے جواب باصواب نہ دیا صاحبقران زمان نے آواز دی ایہا الحاضرین ای صاحبان دین و آئین اسی دن کے واسطے حمزہ تخت پر نہین بیٹھا زمرہ سرداران مین اپنا شرف جانا بلکہ تین روپیہ کے پیادے جو کام کرتے ہین اُسکو اپنا شرف جانتا ہون وہی سب میرے بھائی ہین عنایت رب اکبر سے بزور شمشیر برق نظیر ممالک تسخیر کیے نوشیروان ایسے بادشاہ کو شکست دی قبضے سے لقا کے شہر باختر نکال لیا نہیب شمشیر مردان عالم سے بھاگتا ہوا تا بہ کوہستان آیا بس مین خود روکنے کو اُس بیحیا کے جاؤنگا ایک آواز اور دیتا ہون پھر صدا نہ دونگا خود جام نوش کرونگا اپنے بادشاہ جہانپناہ کی طرف سے جاکر اُس گنوار کو روکونگا مگر یہ مقدمہ بھی آپ سب صاحبون کے باعث ننگ ہوگا کافرون کو شک ہوگا اپنے مقام پر کہینگے کہ حمزہ اس مہم حقیر پر آیا کیا کوئی سردار

اس لائق نہ تھا کہ جاکر مشلول کوہی کو روکتا یہ فرما کر صاحبقران نے قبضۂ تیغۂ عقرب سلیمانی پر ہاتھ ڈالا
زلفون پر پیچ وتاب آیا چہرہ غصّے سے سرخ ہوا خال سبز ورگہاے ہاشمی جوش وخروش مین آبر دِ
خونخوار بلنے لگے آنکھین اُبل آئین قریب تھا کہ نیکر تلوار کو اپنے مقام سے اُٹھین یہ رنگ صاحبقران
جو دیکھا اپنے دنگل شوکت سے دارا ے ہند لندھور بن سعدان جانشین حمزہ صاحبقران
حاکم اقلیم ہندوستان صاحب عظم وشان تیغۂ دودم ہندی کو نیکر اُٹھے بڑھکر جام نوش کیا پکار کر
آواز دی یہ کام آپکا غلام بجا لائیگا صاحبقران خوش ہوگئے لندھور کو گلے سے لگا یا فرمایا اے
جانشین من اے قوت بازو اے زینت پہلو اے رونق لشکر اسلام اے سردار خوش انجام بخدا اپنے جانے
سے تمھارے جانے کو بہتر جانتا ہون لیکن یہ خیال رہے فتح وشکست پروردگار کے اختیار مین ہے
اگر کوئی اُفتاد پڑے فوراً اطلاع دینا مین فوراً آونگا لندھور نے عرض کی دعا حضور کی اقبال شہنشاہ
جہجاہ ہر مقام پر ساتھ ہے یہ فرما کر لندھور باہر نکلے دونون بیٹے ارشیون پیرزاد و فرہاد خان یک خرلیے
باہر آے لندھور نے منع کیا فرمایا تمھارا یہین رہنا بہتر ہے شاید لقا سے مقابلہ پڑے مین بہت
جلد جاؤنگا دونون فرزند پلٹگئے صرف گوجر ملک دکھنی کو حکم دیا بارہ ہزار ہندی تیار کر لو الیاس
ہندی کو ہمراہ لیا نیل سیموخہ مبارک پر سوار ہوے اٹھارہ سو من کا گرز خردی ومردی پرچہ کوہ کا نہ چھم
رکھا بارہ ہزار سواران ہندوستانی نے چہار جانب سے ہاتھی کو گھیر لیا اُسی وقت روانہ ہوگئے
صاحبقران نے جہابن عمرو سے فرمایا ہرکارے براے خبر لندھور بن سعدان روانہ کرو دو
دمبدم کی ہمکو خبر ملے جہا نے دست بستہ عرض کی ایسا ہی ہوگا سب طرح کی خبر دریافت کرکے عرض کرونگا
یہان تو یہ باتین ہین لیکن مشلول کوہی حقیقت مین نہایت مغرور ہے کوہستان کے جو حالات اسنے سُنے
کہ فرزندان حمزہ نے ہزار ہا کوہی مارے تین لاکھ فوج لیکر اس ارادے پر چلا ہے کہ جاتے ہی
سب کو قتل کرونگا لاشون سے میدان بھردونگا بارہ کوس پر مقام کیا اس فکر مین ہے کہ یہان سے
جو چلون فوج اسلام پر جا پڑون کہتا ہے بے فتح کئے نہ کمر کھولونگا قدرت تو یہ ہے خبر پہونچا وُنگا اپنے
مقام پر بیٹھا ہوا ابلبلا رہا ہے بارگاہ صحراے سبزہ زار مین استاد تین لاکھ کوہی فروکش براے کمر بندی
حکم دے رہا ہے بیرون بارگاہ اکر ٹھہرا گرد سرداران کوہی گھیرے ہوے کہہ رہے ہین کہ حضور آپسے
کون مقابلہ کر سکیگا حمزہ اگر قدمون پر گریگا نہین معلوم آپکے بھائی بند کیونکر مارے گئے کبھی کسی نے

ملک کوہستان کا ارادہ نہ کیا تھا اس زمانے کے نفاق نے یہ تباہی کرائی ایک کو ایک سے
رشک پیدا ہوا بھائی کا بھائی دشمن ہو گیا راہبر براے مسافر رہزن ہو گیا کچھ لوگ جا کر اہل اسلام سے
ملے پتے نشان بتائے آپ ہی کے عزیز اقارب شاہزادہ تورج بن بدیع الزمان کو اپنے
ساتھ لیکر تا طلسم ترارنج پہونچے جب تو نبیرۂ حمزہ غالب آیا طلسم فتح کر لیا کئی ملک قبضے مین آئے
مشلول نے کہا انکی سب کو سزا دونگا دشمنون سے پیشتر گوہیون کو قتل کرا دونگا یہ کہہ رہا تھا کہ صحرا سے
گرد اڑی مشلول دیکھنے لگا کہا شاید ہمارے بھائی صاحب سلیمان عنبرین موے کوہی کو خبر ہو گئی
کچھ فوج براے مدد روانہ کی ہے مجھپر یہ بہت شاق ہے مین کسی کی مدد قبول نہ کرونگا اپنی فوج کیا کم ہے
سرداروں نے کہا حضور آپ کے ساتھ بڑے بڑے بہادر ہین ایک ایک جوان ہزار سے منھ نہ پھیریگا کسی
کی مدد کی کیا احتیاج ہے آپکے نام سے سکہ جرات کا رواج ہے خوشامد کی باتون سے مشلول اور زیادہ
پھولا جاتا ہے نگاہ گرد کی جانب ہے کہ یکایک دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا آگے آگے بارہ علم نشان بارہ ہزار
فوج کا ہر ایک علم کے پھریرے پر تعریف الٰہی و نعت رسالت پناہی بہ خط جلی تحریر انکے گذر جانے کے
بعد ایک جوان کو دیکھا کہ چہرہ آفتاب عالمتاب جرات و قوت مین لاجواب نیل سفید پر سوار پشت پر
بارہ ہزار جوانان ماہ رخسار مہ کہبائے پری پیکر سوار برچھیان تھمی ہوئین نیزے ہاتھ مین ہلالی تیغان حمائل خود و
زرہ ندارد سینہ سپر کرنے کی کد کیسے کیسے جوانان شیر دل رستم خصال حسین جمیل اپنے افسر کے کفیل اس
شد و مد سے آکر پہونچے مشلول نے ہرکارون کو حکم دیا دیکھو تو یہ کون جوان ہے اسطرف آنے کا کیا
باعث ہوا یہ تو ظاہر ہے کہ لقا پرست نہین ہے لیکن سب دلیر معلوم ہوتے ہین خود و زرہ سے بالکل نفرت
کیا صاحبان لیاقت ہین صاف ظاہر ہے کہ تلوار کے دھنی ہین دعوی تہمتنی جرات کا جوش سب
سر فروش ہین سینے اس لشکر قلیل کو بہت پسند کیا لندھور نے تو جب لشکر مشلول کو دیکھا ہاتھی کو
روک لیا فوج کو اترنے کا حکم دیا لیکن ہرکارے مشلول کوہی کے آئے نام لندھور دریافت
ہوا عرض کی آپکی خبر سنکر صاحبقران نے لندھور بن سعدان اپنے جانشین کو روانہ کیا ہے یہ
جوان آپکے مقابلے کو آیا ہے مشلول بہت ہنسا کہا ان لوگون کی قضا آئی ہے موت ان سب کو کھینچ
لائی ہے مین کل لشکر پر چلایا تھا بھلا یہ مجھکو کیا روکیگا یہ کہتا ہوا بارگاہ مین آیا تا گاہ آفتاب عالمتاب
لرزان و ترسان بارنگ زرد کاشانہ مغرب مین جا کر چھپا آمد آمد شاہ انجم سپاہ کی شروع ہوئی

چشم زدن مین مع فوج ثابت و سیارگان چرخ نیلی پر جلوہ فرما ہوا مشلول نے نشے مین شراب کے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے اُسی وقت نقارہ رزمی بجا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا **نظم**

یکایک ہوا وان سحر کا ظہور
بہت گرم خو اور روشن نگاہ
کیا دبدبہ خلق پر آشکار

اُڑا آشیانے سے طاؤس نور
سپہ کی علامت سپیدہ ہوا
کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار

وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ
نشان آگے آگے خط صبح کا

لشکرون مین تیاریان ہونے لگین اُدھر سے **مشلول** گرگدن مست پر سوار ہوا تین لاکھ فوج لیکر چلا اِدھر سے **لندھور بن سعدان** اُس فوج قلیل کو بوجہ احسن آراستہ کرکے فیل پر سوار ہوے چشم زدن مین وارد میدان کارزار ہوے صفین جمنے لگین لیکن مشلول کوبی کہتا ہی یہ ہندی بڑے گستاخ ہین اس فوج قلیل سے مابدولت کے سامنے آئے دیکھو تو کیا حال کرتا ہون نقیبون کو اشارہ ہوا نقیبون نے میدان کارزار مین آکر بڑے زور و شور سے یہ اشعار عبرت آثار بہ خوش الحانی پڑھے

اشعار

رشتۂ اُلفت کہے دیتا ہون ای قاتل نہ توڑ
اور دم بھر تو ذرا دم اپنا ای بسمل نہ توڑ
سخت جان ہون تیغ کا لگنا بہت دشوار ہی
دیکھ او بے رحم کہتے ہین ہمارا دل نہ توڑ
دور ہی ملک عدم پھر کسطرح پہونچونگا مین
رحم کرکے ایک بوسہ دے دل سائل نہ توڑ
اب چمن اسکو دکھا دے آئی ہے فصل بہار
بے ادب ہو ہو کے بند پردۂ محمل نہ توڑ

جوڑنا اسکا بہت ہو جائیگا مشکل نہ توڑ
کسطرح جوڑیگا تو شیشے سے نازک ہی سوا
کچھ قصور اسکا نہین خنجر کو ای قاتل نہ توڑ
اب نہین جڑنے کا ناحق جوڑتا ہی ای صنم
منتین کرتا ہون میرے پاؤن کی زنجیر نہ توڑ
با وفا ہی دل ہمارا وقت پر کام آئیگا
دیکھ ای صیاد بلبل کا ذرا سا دل نہ توڑ
کب تلک انکار اب تو وصل کا اقرار کر

دیکھ لین وہ بھی دہان زخم سے آئے صدا
سخت باتون سے مرا دل او بت قاتل نہ توڑ
شیشے سے نازک ہی یون تو پھینکیا ہی بار بار
مین کہا کرتا تھا اکثر دیکھ میرا دل نہ توڑ
کوئی اُس بت کو یہ سمجھا دے خدا کے واسطے
ای ستمگر پاس رکھنے کے ہی قابل نہ توڑ
آہ مجنون کی ہوا سے ہی لیلی کہہ رہی
او بت بیداد گر عاشق کا اپنے دل نہ توڑ

نقیبون نے بھیروین کے سُرون مین جو یہ اشعار پڑھے بہادر جھومنے لگے ایک طرف سے کڑکیت پکار رہے ہین ای مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید یہ وقت جانبازی ہی سر میدان جان دینے مین مرد کی سرفرازی ہی شعر
روز جنگ است جنگ باید کرد ٭ کوشش نام و ننگ باید کرد ٭ کہان ہین رستم و سام کدھر گئے پہلوانان عالی مقام سہراب پر کیا گذری **نریمان** پیوند خاک ہوا ہر ایک بہادر کا چشم زدن مین قصہ پاک ہوا

کون بہادر ہے کہ اس میدان کارزار مین نام اپنا روشن کرے نام رستم و اسفندیار مثل حرف غلط مٹا دے
خوشی مین آکر مشلول بڑھا میدان مین آکر خوب سلح شوری دکھائی گینڈے کو دوڑایا جب خوب پسینے مین
تر ہوا گینڈا بھی عرق عرق ہوا گینڈے کو روکا پکار کر آواز دی کہ مردان ہندوستان ہین تمھارے مقابلے کا
مشتاق ہون لندھور نے ہاتھی کو بھیرا ساتھ والے پہلوانون نے چاہا کہ ہم میدان کارزار مین جائین لندھور
نے بشیرین زبانی بفصاحت بیانی روکا کہا وہ میرا طالب ہے آپ لوگ تامل فرمائین سب کو سمجھا کر فیل کو
بڑھایا فیل میمونہ مبارک جھوم کے چلا چشم زدن مین میدان کارزار مین پہونچا مشلول گرد اسپر کا لیکر
بڑھا نگا و رزن ہوئے پانچ قدم گینڈا اسکا ہٹا ہاتھی اُسی مقام پر جھومنے لگا اب مشلول نے
سراپا سے لندھور کو دیکھا سطوت و صولت دیکھکر مثل آئینہ حیران دل سے کہتا ہے کیا جوان حسین و جمیل و
لیق معلوم ہوتا ہے حمزہ کا یہی بڑا رفیق ہے سوچ سوچکر کہا او دلاور ہند صاحبقران کو تمھاری قدر نہوئی
ماہ دولت سے مقابلے مین بھیج دیا لندھور نے ہنسکر کہا او مغرور کیون نشہ نخوت مین چور ہے تیری قضا
میرے ہاتھ سے ضرور ہے اور کون تیرے مقابلے مین آتا یہ میدان کارزار ہے کلام کرنا بیکار ہے نیزے تلوار سے
کام لے زبان درازی موقوف کر یہ سنتے ہی مشلول جھلایا نیزہ اُٹھایا داہنی بغل سے اور بائین بغل سے
پیچ و تاب دیتا ہوا مثل آہ عاشقان و کاکل معشوقان تاک کر سینۂ بے کینۂ لندھور پر نیزہ مارا لندھور
نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر نگران حقیقت ہین دونون جوان برابر کے
ایک طور مین لڑ رہے ہین دو گھڑی کامل نیزہ چلا ایک مقام پر لندھور نے نیزہ کا ٹھکر پھیرا مارا نیزہ
ہاتھ سے مشلول کو ہی کے نکلگیا غصے مین مثل ابر گرجا قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ
مارا لندھور نے بازو بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا مشلول لپٹ پڑا دونون جوان لپٹے ہوئے زمین پر
کود سے کشتی ہونے لگی اب مشلول کے ہوش و حواس پراگندہ دل سے کہتا ہے بڑے زبردست سے
مقابلہ پڑا دیکھیے کیا ہوتا ہے لیکن جان دیے ہوئے لڑ رہا ہے کئی مقام پر لندھور اسکو پکڑ لائے
یہ مشکل نکلا جب وہ لندھور کو پکڑ لایا لندھور مثل برق تڑپکر نکلگئے صاحب طاقت پچپیت بکیت
پھکیت مشلول کو عاجز کر دیا مثل برق تڑپ رہا ہے تین پہر اسی رنگ مین گذرے مشلول کانپ رہا ہے
ہانپ رہا ہے لندھور اسی تیور سے لڑائی مین مصروف ہین ایک مقام پر لندھور ریل کر لے دوڑے
جا ہتا ہے رکون حریف زبردست کب تھمنے دیتا ہے کئی مقام پر مشلول نے لنگر مارا لندھور نے

لنگر بھی اُکھڑ اقتضائے کار اوباش کوہی اسکے لشکر کا سپہ سالار کھڑا ہوا یہ معرکہ دیکھ رہا ہی خود پہلوان
کی کیفیت سے ماہر ہوا کہ اب مشغول شل ہو گیا بیشک جانشین حمزہ زیر کرلیگا اپنے مالک کو بچا کر جرأت
دکھاؤ یہ بے حیا گینڈے سے کودا تیغہ کھینچکر چھپا پشت پر آکے لندھور کی نعرہ کیا خبردار او
جوان کیا بے ادبی کرتا ہی دور سے گوجر ملک دکھنی نے دیکھا لندھور پر وار کیا چاہتا ہی وہیں سے
نعرہ کیا او بے حیا خبردار پھر آواز دی ای آقائے نامدار ہوشیار ہو جائیے اپنے کو اس نامرد سے
بچائیے لندھور اُسکو چھوڑ کر پلٹ پڑے مشغول کو تو دھکا دیا وہ چند قدم ہٹ گیا لیکن اوباش کا ہاتھ
چلگیا سر پر لندھور کے تلوار پڑی با اطمینان اُسنے ہاتھ مارا تھا تلوار نے خوب کاٹا سر برہنہ لڑ رہے
تھے تیغہ اس نامرد کا تا دو ابرو لندھور کے پہونچا لندھور نے دستانہ مارا تیغہ تو سر سے نکلگیا چادر
خون کی چہرے پر آئی ادھر سے اہالیان فوج لندھور دوڑ پڑے مشغول بھی گینڈے پر سوار ہوا سب
کوہی لینا لینا کہکے آپڑے لیکن لندھور نے اوباش بدقماش کو ہٹنے کی مہلت نہ دی اتنا بڑا زخم
کھا کے لپٹ پڑے گھوڑے پر لادکر مارا چھاتی پر چڑھکر سر کھینچ لیا لیکن تکان سے غش آنے لگا تھرانے
چاہا تلوار شکر زکون تھرا کر گرے غش ہو گئے الیاس ہندی نے یہ دیکھا سواروں سے کہا
یارو آقا تمہارے غش ہو گئے سوار گھوڑوں سے کودے لندھور کو اٹھا کر ہوادار پر ڈالا تین لاکھ
کوہی لیکر مشغول فوج لندھور پر آپڑا یہ بارہ ہزار وہ تین لاکھ بڑی خرابی یہ کہ افسر زخمی ہو چکا
مثل مشہور ہی لشکر بے میر تکیہ بے فقیر فقیر بے پیر ترکش بے تیر بیکار ہی ہر چند جوانان ہندی جمری بہادر
صف شکن تیغ زن لڑے بھڑے کٹے پھٹے خانہ جنگیان جھیلے تھے کوہیون سے خوب لڑے لیکن
لوہے کی دیوارین آراستہ ہو گئیں اگر ایک کو مارا دس سے مقابلہ پڑا اُنکے دس قتل ہوے فوج مین
کمی نہوئی اُنکے دو کے مارے جانے سے لشکر مین برہمی ہو گئی ہر چند چاہا کہ قدم نہ ہٹائین مثل نقش پا
مٹ جائین لیکن جب گوجر ملک دکھنی بھی زخمی ہوا اُسوقت الیاس ہندی نے پکار کر آواز دی
یارو افسر کو بچاؤ اب نکل چلو ایسا نہو کوہی آقائے نامدار کو انبوہ کرکے گرفتار کرلین پھر بڑی مشکل
ہوگی جوانان صف شکن نے آواز دی کیا مجال ہی کہ ہماری زندگی مین ہمارے افسر پر کوئی ہاتھ ڈالے
یہ کہکر جوانان صف شکن نے کمان ہائے کیانی کاندھون سے اُتارین تیرون کی بوچھار کرنے لگے
کوہی پیچھے ہٹے اس طور سے لڑتے بھڑتے اپنے آقا کو لیکر طرف صحرا کے چلے جب کوہی زیادہ

جلوہ کرتے ہین دس بیس جوان سرفروش جام بادۂ جرأت کا جوش صف سے نکلکر آگے بڑھتے ہین کوہیون کو
روکا لڑنے لگے ساتھ والون سے آواز دی آقا کو لیکر بڑھے اور جھگڑ پڑے دس بیس نے سو دو سو کو مارا
سنان ہاے نیزے سے سینے ملا دیے رسالے کے رسالے بھگا دیے اپنی جان دی کوہیون کو آگے
نہ بڑھنے دیا کوہیون نے جب دیکھا لندھور کو نہ پا سکینگے پردۂ شب بھی بیچ مین حائل ہوا جاد ظلماتی
نے ان شکست خوردہ کی پردہ پوشی کی شب تیرہ و تار مین ایک جانب نکلگئے خیمے خرگاہ چھوڑے مال و
اسباب رہگیا نقد جان کو غنیمت جانا الیاس ہندی عیار گوجر ملک دکھنی سردار لندھور کو عالم
غش مین لیے ہوے الصحراے پرہول مین پہونچے سایۂ نخلستان مین اُتر پڑے مگر حیرانی و پریشانی اور
بے سامانی نہ بارگاہ نہ خیمہ کچھ کمبل وغیرہ تان لیے لندھور کو اُس مقام پر اُتارا اپنے ہاتھ سے
بٹھیکر زخم دوزی کی بڑی رات گئے لندھور کی آنکھ کھلی دیکھا ساتھ والے زخمدار بستر اپنے اشکبار اپنے کو
اس حال پُرملال مین پایا غصے مین کانپنے لگے ہونٹ کاٹ لیے کہا اے الیاس ہندی تم مجھکو لیکر کیون
بھاگ آے اسی وقت میرے ہاتھی پر مجھکو سوار کرو سامنے لشکر دشمن لیجاکر چھوڑ دو گھسکر بارگاہ مین اُس
بے حیا کو مارونگا یا اپنی جان دونگا ذلت گوارا نہ کرونگا الیاس ہندی نے عرض کی انشاء اللہ آپ
شب کو تامل فرمائیے بوقت سحر جو کچھ راے اقدس مین آے اُسطرح کاربند ہوجیے اسقدر نہ دردمند
ہوجیے اتفاق ہے اکثر صاحبقران نے شکست کھائی انتہا کی پریشانی اُٹھائی انشاء اللہ اگر وہ بے حیا
اُسی مقام پر ٹھہرا چلکر مقابلہ کیجیے اگر طرف لشکر لقا کے گیا آپکا حریف ہے آپ ہی اُس سے مقابلہ
کرینگے الیاس ہندی نے یہ چرب زبانی کی لندھور کو سمجھایا غصہ جو گیا غش آگیا یہان تو یہ
کیفیت ہے لیکن مشلول کوہی لڑائی کو فتح کرکے بہت خوش ہوا ساتھ والون سے کہا اسی وقت
کوچ کرو بس لشکر حمزہ مین یہی اک سردار تھا وہ مارا گیا ہندی لاشہ لیکر بھاگ گئے چند کس پیچھے
اب جاکر لشکر حمزہ کو اسی طرح تباہ کرونگا شمار کرو کسقدر لوگ مار گئے دریافت ہوا کہ تخمیناً ہزار
کوہی ہاتھ سے ہندیون کے واصل جہنم ہوے الامان کہکر سوار ہوا طرف لشکر صاحبقران کے
چلا یہی خیال مین ہے کہ جاتے ہی لشکر حمزہ کو مٹا دونگا فتح کرکے قدرت سے ملونگا بھائی صاحب
سلیمان عنبرین موسے کوہی سے بھی کہونگا کہ اِن لوگون سے آپ سالہا سال سے لڑ رہے
تھے یہ کہکر سوار ہوا رات ہی کو طرف لشکر صاحبقران کے چلا یہان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان

بارگاہ سلیمانی مین جلوہ فرماتے تھے جواہر بن عمرو نے پرچۂ اخبار ہاتھ مین دیا مضمون یہ تھا کہ ابھی خبر دریافت ہوئی لندھور نے ہاتھ سے مشلول کے شکست کھائی نہین معلوم ہندی شکست کھا کے کس طرف نکل گئے یہ پرچہ پڑھکر صاحبقران بہت گھبرائے مقبل سے فرمایا خدا خیر کرے میرے جانشین پر کوئی افتاد پڑی جلد اشقر تیار کرو مین خبر کو لندھور کی جاؤنگا یہ فرماکر پشت اشقر پر سوار ہوئے بہرام گرد بن خاقان چین کو ہمراہ لیا جواہر بن عمرو نے رکاب پر ہاتھ ڈالا بادشاہ سے کہدیا کہ حضور مین برائے خبر لندھور جاتا ہون لشکر سے ہوشیار رہیے گا لقا ہر وقت درپے آزار ہے فوج سلیمان بے شمار ہے ہر چند اور سردارون نے عرض کی ہم بھی ساتھ چلین صاحبقران نے نہ قبول کیا صرف بہرام کو مع بارہ ہزار چینیون کے ساتھ لیا روارو کرکے چلے اتفاقات قضا و قدر ادھر سے مشلول کوہی آتا ہے لندھور نے اس صحرائے ہول خیز مین تڑپ تڑپ کے رات کاٹی جیسے ہی ستارۂ سحری آسمان پر چمکا لندھور نے ہتھیار لگائے بارہ ہزار مین سے دو ہزار جوان سیارۂ گلشن جہان ہوئے باقی سب زخم دار بیقرار شب کو فاقہ کیا لیکن لندھور کے کہنے سے اس حال پر ملال مین کمرین باندھین لندھور ہاتھی پر سوار ہوا کہا یارو یہ بے حیا جہان ملیگا اسی مقام پر جا کر مارونگا یا مجھکو قضا لیے جاتی ہے ساتھ والے بھی انتہا کے پریشان کہتے ہین کہ دیکھین فلک کیا دکھاتا ہے عجب حال پر ملال مین آقا نے قصد کیا ہے خدا یا الٰہیان ہندوستان کی آبرو رکھ لے ان نامردون کے مکر و غدر سے بچائے برکت جائے لیکن جرأت مین فرق نہ آئے لندھور نے لگک ماری فیل میمونہ تڑپکر چلا اب حال مشلول کوہی سنیے رات بھر شراب خواری کرتا ہوا منزل مین کئی مقام پر ٹھہرا صبح کو اک صحرا مین آکر پہنچا گینڈے سے کود پڑا اسیر صحرائے پربہار دیکھنے لگا کہ سامنے سے گرد اڑی صاحبقران زمان مع بہرام بافوج قلیل تلاش مین لندھور کی تشریف لاتے ہین مشلول کی جو دور سے جمال آفتاب مثال صاحبقران پر نگاہ پڑی شاطر سے کہا دیکھو تو یہ کون جوان پریکر ان جاتے ہین اسطرف آنے کا کیا باعث ہوا شاطر نے جا کے خبر دی کہ صاحبقران زمان داماد نوشیروان اپنے جانشین کی خبر سنکر چل نکلے تلاش کرتے ہوئے آتے ہین ادھر شاطر نے صاحبقران کو خبر دی کہ حضور لندھور کا تو حال دریافت نہین کہ ان پر کیا گذری لیکن مشلول مع فوج بیشمار وہ سامنے کھڑا ہوا ٹہل رہا ہے لیکن غلام نے بارگاہ لندھور اور اسباب وغیرہ اسکے ہمراہ دیکھا معلوم ہوتا ہے انکو شکست دے کے آیا ہے صاحبقران تو یہ سنکر تھرا گئے ادھر مشلول نام صاحبقران سنکر جھلایا فوراً گینڈے پر سوار ہوا فوجون کے پرے جم گئے تمام کوہی اپنے اپنے مقام پر

تم گئے مشلول نے یہ کہکر گھوڑا بڑھایا کہ یارو ان سب کو بھی اسی صحرا مین مار لو ایک ایک کو للکار لو
یہ کہتا ہوا میدان کارزار مین آکر للکارا ای فرقۂ خداپرستان مین نے لندھور سے پہلوان کو نوک کر سر
میدان مارا مال و اسباب سب لوٹ لیا تم مین سے جسے تمنا مرگ کی ہو مقابلے مین مابدولت کے آئے
فن سپاہ گری دکھائے صاحبقران نے قصد کیا کہ مین مقابلے مین مشلول کوی کے جاؤن بہرام گرد
رفیق قدیم صاحبقران عاشق نام لندھور یہ کلمات حسرت آیات سنکر بیقرار ہو گیا گھوڑے کو بڑھایا
صاحبقران زمان سے عرض کی حضور نہین معلوم ہمارے برادر پر کیا گذری یہ بے حیا کہتا ہی ہم نے
سر میدان نوک کر مارا لندھور ایسا جوان تھا نہین معلوم کیا معرکہ گذرا لیکن حقیقت مین بارگاہ لندھور اسکے
ساتھ ہی اسوقت غلام کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا ابھی جا کے سزا دیتا ہون عوض سرکشی لیتا ہون صاحبقران
حال لندھور سنکر ایسے خاموش ہین بہرام کو جواب نہ دیا آنکھون مین آنسو بھر آئے بہرام نے مرکب بڑھا دیا
صاحبقران تماشا دیکھنے لگے چند کس ملازم بہرام پشت پر جمے ہوے ہین ہر اک کا یہی قول کہ صاحبو اگر
خدانخواستہ لندھور مارا گیا چراغ ہندوستان گل ہوا بارگاہ سلیمانی مین سناٹا ہوگا اسکے مثل کا مرد
کوئی لشکر ظفر اثر مین نہین ہی ظاہرا معلوم ہوتا ہی حیلہ کر کے ان بے حیاؤن نے اُس شیر دلیر کو مارا بہان
بہرام سامنے مشلول کے پہونچا مشلول لاف و گزاف کر رہا تھا بہرام نے نعرہ کیا او نامرد زبان کو بند
تیری کیا مجال تھی جو خسرو بلاد ہندوستان پر دست انداز ہوتا نہین معلوم اُس جری پر کیا اُفتاد پڑی
مین اک ادنی غلام صاحبقران ہون مجھسے مقابلہ کر او بدمست اپنے ہوش مین آ سر میدان کچھ فنون سپاہ گری
دکھلا مشلول نے نیزہ مارا بہرام غم لندھور مین بیقرار تھا سنان نیزہ کو بچا کر جھپٹ پر ہاتھ ڈالدیا جھٹکا مارا
نیزہ مشلول کا ٹوٹا نامرد کا جی چھوٹا قبضے پر ہاتھ ڈالا بہرام کو بڑا غصہ تھا منظور یہ کہ لپٹ پڑون کمر مین ہاتھ
دیکے اٹھا لون اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا بہرام نے اسی ارادے سے مرکب بڑھایا وہان پر موش خانہ
تھا مرکب بہرام نے سکندری کھائی مشلول کی تلوار سر پر گری سر بہرام زخمی ہوا بہرام نے دہستانہ مارا
تیغہ نکلگیا لیکن دریاے خون مین نہایا جی داری کر کے ہاتھ تلوار کا مارا اُسنے خالی دیا سر بہرام جھکا
چاہا سر کاٹ لون صاحبقران کو تاب نہ باقی رہی وہین سے جھلا کر نعرہ کیا او نامرد کیا کرتا ہی خبردار
صید زبون پر ہاتھ نہ ڈالنا ار امردی کے خلاف ہی زخمی پر ہاتھ اٹھانا مین آ پہونچا نعرۂ صاحبقران

ہم عفریت از تیغ عاری شد | ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف | سلیمان کو یک لقب شد بہ قاف
ہمہ شہر آباد اسلام شد | کہ صاحبقران در جہان نام شد

نعرۂ صاحبقران سے زمین تھرائی مشلول رکا صاحبقران نے بیچ مین مرکب ڈالدیا بہرام کو ہٹایا سامنے مشلول کے سینہ سپر کردیا فرمایا او مشلول سچ بتا کہ میرے جانشین پر کیا گذری مشلول نے کہا یا صاحبقران اپنی جان بچائیے سامنے سے ما بدولت کے ہٹ جائیے میںنے سر میدان لندھور کو مار ڈالا زم انکے ہندی لاشہ لیکر طرف صحرا کے بھاگے ہین پیچھا نہ کیا اب چلا تھا کہ جاکر آپکے لشکر کو تباہ کرون قدرت کی قدم بوسی حاصل ہو انکو تا بہ باختر پہونچاؤن مگر قضا آپ کی دامنگیر تھی کشان کشان میرے سامنے لائی حال لندھور سنکر آنکھون کے نیچے صاحبقران کی اندھیرا آگیا فرمایا او بے حیا دور ہو سامنے سے نہین معلوم تونے کسطرح گھیر کر لندھور کو مارا الحمد اگر لندھور پر یہی گذری ہو تو کہتا ہو اگر یرادہ دنیا مین ایک کو بھی باقی رہجائے مجھکو صاحبقران زمان نہ کہنا لندھور کے خون کے بہت دعوے دار ہین تجھکو مہلت نہ ملیگی مشلول کہ رہا کہ یا صاحبقران مجھے آپ پر رحم آتا ہو آپ بڑے من چلے ہین کہ مجھ ایسے دلیر کے مقابلے مین آے لیکن درگذر کرتا ہون جسطرف جی چاہے نکلجائیے مین تعرض نہ کرونگا اگر ہوس سلطنت ہو میری اطاعت کیجیے اپنے لشکر کا بادشاہ کرونگا علاوہ لشکر کے اب تو اپنے ملک سے کوچ کرکے چلا آیا ملک گیری کرونگا ہر مقام کی سلطنت آپ ہی کو دونگا تجھ ایسا بادشاہ تجھ ایسا سپہ سالار ہو تمام عالم مین کھلبلی پڑجاے کوئی مقابلہ نہ کرسکے صاحبقران ان باتون پر بہت ناخوش ہوے فرمایا کہ او بے حیا کیون بیہودہ بکتا ہو مقابلہ کر یادہ گوئی سے کیا فائدہ مین قوت بازو کے قاتل کی اطاعت کرون شرم نہین آتی تجھ ایسے ہزار ہا غلامان حلقہ بگوش لشکر مین موجود ہین نو جلین مور و ملخ سے افزود ہین جو ہو نہ سکے تصور نہ کر جب تو مشلول کو بھی تیغ کھینچے ہوے بڑھا کہا اس تلوار نے لندھور و بہرام کے خون کا مزا چکھا ہو اب تمھارے قتل مین کوتاہی نہ کریگی مدت سے پیاسی ہو شکم خالی خون سے بھرلیگی خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا صاحبقران کو آنکھون سے سوجھتا نہ تھا آنکھون پر غم لندھور مین پردۂ غفلت کلمات سخت و سست سنکر جوش دریاے جرات مین بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا دوسرا دست حق پرست بڑھایا کمر زنجیر مین ڈالکر نعرۂ کوہ شگاف کیا قاش زین سے مشلول کو بھی کو اٹھالیا سر سے بلند کیا تین لاکھ کو بھی دوڑ پڑے صاحبقران کو سنبھلنے نہ دیا چہار طرف سے تلوارین پڑنے لگین

بہرام نے بھی زخم کو باندھا فوج قلیل کو ساتھ لیکر جھپٹا صاحبقران نے ہرچند چاہا گھوڑے سے
کود دون مشلول کی مشکین باندھون ممکن نہوا چہار طرف سے کوہی ٹوٹ پڑے صاحبقران زخمی بھی ہوے
گرز بجز مشلول ہاتھ سے چھوٹی زمین پر گرا چہار طرف سے کوہی ٹوٹ پڑے ہاتھون ہاتھ اُٹھا لیا چونکہ نامرد زخمی ہوا تھا
پھر گھیٹے پر سوار ہوا اڑنے لگا صاحبقران زمان شیرانہ نہنگانہ پلنگانہ جنگ مین مصروف ہین ہنگامہ
گیرودار بلند لیکن لشکر کوہیان بے حد ہی بلوہ ہی صاحبقران پر بہرام زخمی ہو چکا ہی ساتھ والے جا بجا گھر گئے
صاحبقران ہرچند کہ وہ کوشش کرتے ہین لیکن تا بہ مشلول کوہی نہین پہونچتے نہایت پریشان ہین ہمراہیان
بہرام کی ہی جوان چشم زدن مین سیار گلشن جنان ہوے صاحبقران انتہا کے حیران و پریشان ہوے
ساتھ والون کو بچا ہین کہ اپنے بچانے کی فکر کرین متردد متوحش بہرام دیکھتے ہین زخمداری مین لڑ رہا ہی انتہا کا
زخمی ہوا ہی لیکن لڑائی سے منھ نہین پھیرتا کوہیون پر شیرانہ جا پڑتا ہی صاحبقران اس انتشار مین تھے
کہ صحراے گرد اُڑی سامنے اگر دامن گرد شگافتہ ہوا خسرو بلاد ہندوستان جانشین صاحبقران لندھور
بن سعدان فیل ہمونہ مبارک پر سوار ساتھ والے زخمدار بیقرار لیکن اپنے آقا کے ساتھ چلے آتے ہین
صاحبقران لندھور کو دیکھکر مثل گل شگفتہ ہوگئے آواز دی ای جانشین من صدا اپنی سنا وہم تمھارے
غم مین بہت بیقرار تھے یہ بے حیا کہتا تھا کہ قتل کرکے آیا ہون یہ سنکر لندھور نے وہین سے نعرہ کیا نعرہ
جز بیرہاے دریابار اگرفتم تا بہ ہندوستان ۔ اگر نامم نے دانی منم لندھور بن سعدان ۔ او مشلول کوہی قامت
بدبخت جسکو تو نے قتل کیا تھا وہ آ پہونچا انشاء اللہ مردہ بھی تجھپر بھاری ہوگا مقابلے سے مردان عالم کے
عاری ہوگا مشلول نے جو لندھور کو آتے ہوے دیکھا گھبرا گیا کہا یارو ہندی جراءت جان پر مین سمجھا تھا
مارا گیا نہین معلوم کیونکر بچا لندھور ہندیون کو لیکر آگرا برق شمشیر ہندیان چمکی ندی خون کی بہی صدا ے
الامان بلند ہوئی لیکن خرابی یہ ہی کہ ساتھ والے لندھور کے بھی زخمدار صحرا مین آب ودانہ ممکن نہین ہوا
لیکن سب شیر چشم صاحب قہر وخشم لندھور نے گرز خردی مہرہ ہی اُٹھایا جس پر مار دیا مرکب و راکب مٹ گئے
سواے خون کے تھالے کے کچھ اور نہ معلوم ہوتا تھا آسمان سے خون برس رہا ہی شمشیر عربان نعرہ جوانان
برق شمشیر کی چمک کمانون کی کڑک طائران تیر اُڑتے پھرتے ہین مثل ہور ملخ گرتے ہین کشتے پھڑک رہے
ہین سوار جو مارے گئے ہزار ہا مرکب کوتل پیادے بیکل فضا بھری ہی نقارون پر چوب پڑی لیکن صاف ظاہر ہی
شمشیر زنی سے صاحبقران کی کوہی پریشان علمون نے بال کھولدیے ہین یا مرد قد تعظیم کو اُٹھے ہین

لندھور لڑتا بھڑتا قریب مشلول پہونچا مشلول نے جو لندھور کو آتے دیکھا پلٹ پڑا لیکن بیچ مین دو
چار ہزار کوہی آگئے اُنسے تلوار چلنے لگی لندھور چاہتا ہی دریاے فوج کو جھیلون جان پر کھیلون اس
نامرد کو جھپٹ کر مارون کوہی نہین ہٹتے دل کے دل بادل کے بادل فوج کی پلٹنین رسالے سب نے
اسی مقام پر ہجوم کیا صاحبقران بھی لڑتے ہوے اسی جانب آتے ہین مجمع فوج سے مہلت نہین ملتی
ساتھ والے لندھور کے بھی جابجا گھر گئے ہین یکایک صحراے گرد اُڑی اقران کوہی بیٹا مشلول کا
براے شکار صحرا مین آیا تھا اُسے خبر پائی کہ میرے باپ نے لندھور کو مارا لشکر کشی کرکے بر سر لشکر
اسلام گیا ہی ساٹھ ہزار فوج لیکر خود دوڑا اُسوقت آکر پہونچا دور سے دیکھا باپ میرا لڑ رہا ہی فوج
کوہیون کی بیحساب دو جوانان صف شکن بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہین اقران کوہی نے وہین سے
نعرہ کیا اے والد نامدار نہ گھبرایئے ما بدولت بھی آپہونچے اس بے حیا کی آمد دیکھکر صاحبقران زیادہ
گھبرائے حقیقت مین اقران جو آکر گرا ہمراہیان صاحبقران پر بری بہر بری جابجا متفرق ہوے کہین
دو گھرے پانچ ہزار مین کہین بیس پچیس ہزارون کا مجمع یہان فوج قلیل اُسطرف کوہیان ذلیل نے مردان عالم کو
گھیر لیا ہی چار چار کوہیون نے ملکر ایک جوان کو مارا اب صاحبقران و لندھور بہت پریشان ہوے دور سے
صاحبقران نے دیکھا ٹانکے زخم لندھور کے ٹوٹ گئے سر سے خون جاری لیکن جھوم رہا ہی قبضہ شمشیر ہندی
جھوم رہا ہی اس حال مین بھی جس غول پر جا پڑا لاش پر لاش گرادی زمین ہلادی یہ حال دیکھکر طرف آسمان کے
دیکھا دعا کی اے مالک زمین و زمان اے خالق دو جہان اے حکیم و علیم اے سمیع و بصیر اپنے بندون کو بچا لے اس
جنگ مین فتح نصیب ہو لندھور بھی دعا مانگ رہا ہی سب بندے بیقرار ہر طرف سے صداے یا ربا یا مستغیث
بلند ہی ہر شخص اپنی زندگی سے ناامید یہ بھی خوب یقین ہی اگر ان نامردون کے ہاتھ سے مارے گئے بہشت برین
مقام ہوا دنیا مین نام ہوا اگر بچ گئے غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار کی فرد مین نام مرقوم ہوگا لیکن زندگی
سے مایوس موت کا سامنا کوہیون کا بلوہ اقران نے آکر قیامت برپا کردی ہزارہا بندگان خدا قتل ہو
صاحبقران نے جو بیباک کر دعا کی مجاہد راہ خدا اور اجابت وا تھا فوراً دعا قبول ہوئی سعادت حصول
ہوئی آسمان سے نوبت نقارے کی آواز آئی زمین کارزار تھرائی نقاب دار زرین پوش بصد جوش
خروش براے شکار جاتا تھا فوج دیوان خونخوار ہمراہ تخت یاقوت نگار پر سوار پہلو مین عیار طرار پیر بر
علمہاے زنگاری کے کھلے ہوے برق ہاے زربفتی دیوزادون کے ہاتھ مین سائبان زردوزی

کہی ہزار گز کا چوڑا شکل ابر گہربار سر پر نقاب دار کے کھنچا ہوا باز سفید سر پر سایہ فگن مثل برق چمک رہا ہی
کالادھون پر دیونہادون کے سرداران نقابدار سوار ایک ایک بہادر جرار نامی نامدار جوانان عالی وقار
قضائے کار رزمگاہ گیرودار کی صدا کان مین نقاب دار کے پہونچی سر جھکا کر یہ سانحہ عبرت خیز دکھیا
عیار نے سر پیٹ لیا کہا ای صاحبقران عصر دیکھیے غضب ہوا صاحبقران اعظم لشکر کافران مین گھرے
ہین لیکن ماشاءاللہ کس جرأت و شوکت سے لڑ رہے ہین نقابدار کی جو نگاہ پڑی گھبرا گیا فوج دیون
کو اشارہ کیا جلد سامنے سے ہٹ جاؤ مرکب ہمارا زمین پر اتارو دیوزادون نے بیک چشم زدن مین جوانان
صف شکن کو کاندھے سے اتارا مرکب انکے سامنے کیے آپ بھاگ کر طرف صحرا کے گئے اک ابر تیرہ و
تار تھا کہ چمککر سامنے سے نکلگیا نقابدار بھی بہ تعجیل تمام پشت مرکب سہ چشمی پر سوار ہوا تیغ برق مثال کو نیام
انتقام سے لیا بارہ ہزار سواران جرار سے نعرہ کرکے آ پڑا آواز دی باشید ای کفاران بے حیا وای
نابکاران پُر دغا ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد منم نقابدار زرین پوش صاحبقران عصر مسخر کن
بحر و بر کشندۂ دیوان قاف ہزبر دشت مصاف ایسے کلمات جرأت آیات کہکر فوج کو بیابان مین دھنسا
شمشیرزنی کرنے لگا ساتھ والے بارہ ہزار کس لطف سے لڑے جابجا تہلکے پڑے صدائے الامان آنے
لگی صدہا علم قلم کیے عیار نقابدار شتابی کرتا ہوا اڑ رہا ہی سر پر نقابدار کے باز سفید جنگ مین بھی
سایہ فگن ہی مثل عاشق جانباز دیکھ رہا ہی چشم زدن مین نقابدار نے فوج کو تار تار کر دیا سب سے
زیادہ اقران کو ہی بلبلاتا پھرتا تھا نقابدار نے ایک مقام پر ڈانٹا آواز دی او نامرد تجھکو افسوس
نہ آیا تیرے باپ کی فوج کیا کم تھی کہ تو بھی آکر شریک ہوا صاحبقران دور سے جنگ نقابدار کو
ملاحظہ فرما رہے ہین فرماتے ہین ای جواہر بن عمرو ایسے وقت پر اس نقابدار نے مدد کی کہ دل سے
فتح کی امید اٹھ گئی تھی ہر مقام پر بصد کر و فر آیا جاہ و جلال دکھایا جرأت و شوکت مین بھی بے نظیر زیر نقاب
چہرۂ زیبا رشک ماہ منیر طور صف شکنی طریقۂ شمشیرزنی دنیا سے نرالا معلوم ہوتا ہی بڑے بڑے معرکے
جھیل چکا ہی لیکن مقام حسرت یہ ہی کہ یہ جوان دوست بھی دشمن بھی راہبر بھی رہزن بھی مگر خون عروقون
مین جوش مارتا ہی جی چاہتا ہی جا کر گلے لپٹا لون ہر ضرب پر احسنت و آفرین کہون میرے دلکو اس جوان
صف شکن سے محبت ہی یکہ تاز میدان جلالت ہی وہ دیکھو صفون کو درہم و برہم کرتا ہوا سامنے اقران کے
پہونچا اقران بھی جوان زبردست ہی خدا اس شیر صولت کو بچائے اس ماہ آسمان جرأت کو روز

سیاہ نہ دکھانے یہ فرما کر جو دھی لڑنے بھڑتے اُسی جانب چلے اُدھر سے نقابدار زرین پوش نے بھی دیکھا کہ صاحبقران اعظم بصد کر و فر بصد جاہ و حشم لڑتے بھڑتے اسی جانب آتے ہین اب تو اقران کوہی پر جا پڑا وہ بھی بے حیا ملینا تلوار چلنے لگی کئی ہاتھ اقران نے نقابدار پر لگائے نقابدار اسکے تیغہ گرانبار کو مثل پھول کے روک لیتا ہے اسی طرح جواب دیتا ہے ایک مقام پر اُسنے ہاتھ مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر کاٹا صاف معلوم ہوا دو برقین آپسمین لپٹ گئین لیکن نقابدار نے اُلجھاوے سے ہاتھ کو نکالا خبردار خبردار کہکے جا پڑا مرکب کو گدگدایا مرکب حبشی نے دونون ٹاپین سر پر اُسکے گھینڈے کے رکھدین اب نقابدار نے دست حق پرست بلند کیا نعرہ تکبیر کرکے ہاتھ مارا برق شمشیر تڑپکر گری سپر کے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے سر پر گری خود کو کاٹا مع مرکب و راکب چار ٹکڑے ہوئے فوج کوہیان مین ہنگامہ ہوا ساتھ والون کے رنگ کٹ گئے آواز الامان الامان آنے لگی دور سے مشلول کوہی نے دیکھا پارہ جگر کے دو ٹکڑے ہوئے آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا مثل رعد گرجا قصد ہوا جا کر نقابدار پر برس پڑون قاتل کو اپنے فرزند کے مہلت نہ دون للکارتا ہوا چلا اُدھر سے نقابدار نے مرکب بڑھایا دور سے یہ معرکہ لندھور بن سعدان نے دیکھا کہ اقران کوہی کو نقابدار نے مارا اب مشلول پر جاتا ہے فیل ہیموشہ مبارک کو بڑھایا مشلول کو ڈانٹا او نامرد ازلی و ابدی مجھکو تو نے قتل ہی کیا ہوتا مجھ سے آکر مقابلہ کر وہ جوان ملک الموت جان کافران اپنے زمانے کا صاحبقران ہے مشلول ادھر ملا بیچ مین صفین تھین لندھور نے اُن صفون کو بہ صفائی توڑا اکئی کمیدان رسالدارون کو مارا اب مشلول و لندھور سے مقابلہ پڑا ایک طرف سے صاحبقران لڑتے ہوئے آئے ایک طرف سے نقابدار بھی پہونچا اگر کسی اور کوہی نے قصد کیا لندھور کو روکین کسی کو صاحبقران نے مارا کسی کو نقابدار بہادر نے للکارا خوب اُس مقام پر کشت و خون ہوا ہزارہا لاشے زمین پر تڑپ رہے ہین ان شیرون کے وہ چھوٹ کے ہاتھ چلے کوہیون کے جی چھوٹ گئے بھاگے راستہ نہین ملتا گھبرا رہے ہین کبھی پوتنے دوسی خداون کو پکارتے ہین بد حواس عالم یاس نام نقابدار سے تھراتے ہین کبھی کہتے ہین یارو یہ برقع پوش کہان سے آیا ان لوگون کی مدد آسمان سے بھی آتی ہے ظالم نے اقران ایسے قوی بازو کو کس زور و شور سے مارا اب بھی شمشیر زنی کر رہا ہے صفون کو درہم و برہم کر دیا افسرون کو تاک تاک کے مارا یہی باعث

شکست ہی اُسکی فوج مین بندوبست ہو اس عرصے مین لندھور قریب مشلول کے پہونچگیا صاحبقران
اعظم کو بھی یہی منظور ہو کہ اسکے ہاتھ سے میرے جانشین نے شکست کھائی تھی خدا لندھور کو اسپر غالب
کرے غرض دوالم لندھور کا برطرف ہو مشلول نے بڑھکر لندھور کو ہاتھ مارا لندھور کو انتہا کا غصہ تھا
قطرات خون بھی سر سے ٹپک رہے تھے آنکھون کے نیچے اندھیرا جان دیکر ہاتھ بڑھا دیا بقدرت پروردگار
کلائی پر اُسکی ہاتھ پڑا لندھور نے چاہا تلوار چھین کر پھینکدون اُسنے زرہ پر ہاتھ ڈالدیا اسوقت نقابدار
و صاحبقران مین و بسیار لندھور کے جنگ کر رہے ہین کسی کو ہی نہین آنے دیتے لڑتے بھڑتے دونون
زمین پر کود سے کشتی ہونے لگی مشلول دیو ہیکل یہ بھی افسر نامور کوئی کسی مقام پر کمی نہین کرتا سامنے
کے داؤن پیچ ہو رہے ہین دستیان ساتھ زبردستی کے چل رہی ہین یہ بڑا فرق ہو کہ سر لندھور زخمی وہ
تازہ دم کوئی زخم ابھی تک نہین کھایا جب لندھور کو ریل کر وہ بے دوڑتا ہو صاحبقران پریشان ہو
آواز دیتے ہین ای لندھور بن سعدان ای خسرو بلاد ہندوستان دیکھو بھی حریف زیادتی کرتا ہو اپنے کو
سنبھالو اب پیچھے نہ ہٹو ان کلمات پر نقابدار آواز دیتا ہی یا صاحبقران اعظم واے برحال لندھور
دو دن سے بے آب و دانہ سر زخمی حواس مین اختلاف لیکن اس دیو سے خدا آپکے جانشین کو بچاے
اگر خلاف مزاج نہو مین کود کر گھوڑے سے مقابلہ کرون اس جنگلی کو ہی کو سزا دون صاحبقران اعظم
فرماتے ہین ای نقابدار بہادر ہمارے قاعدے کے سراسر خلاف ہو ایک سے دو ملکر کیونکر لڑین
اب دعا کرو خدا میرے جانشین کی آبرو رکھ لے نقابدار رطب اللسان تعریفین کر رہا ہو کہتا ہو پروردگار
نے آپکو بڑا مرتبہ دیا کیا رفیقان جانباز ملے لیکن اب یہ سب ہمارے قبضے مین ہونگے یا نہاے
صاحبقرانی حضور سے لونگا صاحبقران نے ہنسکر فرمایا ای نقابدار بہادر آؤ ایک طرف ہمارے
تمھارے کشتی ہو نیزہ چلے تلوار کھنچے آج ہی فیصلہ ہو جاے یا نہاے صاحبقرانی یون نہ ملینگے
نقابدار کہتا ہی بھلا حضور اسوقت کیا موقع ہو لشکر دشمن دباؤ ڈالیگا صاحبقران فرماتے ہین
کیسا دوست و دشمن جب تیر پھرے پھر نہین رکتے نقابدار نے سر جھکا لیا کہا حضور یا نے تو ضرور
لونگا لیکن چاہتا ہون حضور سے نہ لڑون آپکے لشکر مین جو سب سے زبردست ہو اُس سے لڑوا
دیجیے آپ تماشا دیکھیے اگر سر میدان غالب آؤن جرات دکھاؤن یا نہاے صاحبقرانی حضور سے
پاؤن ورنہ جا کر کسی گوشۂ عافیت مین بیٹھ رہون پھر ایسے کلمات مہملات زبان پر نہ لاؤن صاحبقران

اعظم نے فرمایا ای بہادر مجھے تو اپنے قوت بازو پر ناز ہی مین خود حاضر ہون نقابدار خاموش ہو رہا
اشارے مین عیارت کہتا ہی دیکھو بڑھاپے مین یہ غصہ ہی ٹیڑھی بات نہین سُن سکتے اسی وقت موجود
ہین عیار نے چپکے سے کہا خدا انکو سلامت رکھے دین اسلام کی آبرو ہین فراش راہ دین اسلام
صاحبقران عالی مقام سرکوب کافران قاتل دیوان داماد نوشیروان حقیقت مین انکا مثل نہین ہی
حضور بڑی مشکل سے بانے ملینگے طبقے زمین کے ہلینگے لڑائی کو ملاحظہ فرمائیے ایسا نہو لندھور پر کوئی
اور آپڑے کو ہیون نے پھر مجمع کیا سب افسر ملکر آئے ہین ڈرانے کو باجے بجاتے ہین دیکھیے سب بڑھے
چلے آتے ہین نقابدار نے کہا کیا مجال خود صاحبقران زمان سامنے موجود ہین یہان لندھور
و مشلول سے کشتی ہو رہی ہی ایک مقام پر مشلول لندھور کو لے دوڑا سات قدم پر آکر لندھور نے
لنگر مارا مشلول اوپر آکر چھایا بڑے بڑے زور کیے لنگر مین لندھور کے حرکت نہوئی کانپنے لگا
لندھور اپنے مقام سے مثل شیر غضبناک اُٹھے ریل کرلے دوڑے مشلول چاہتا ہی تھمون نہین تھم
سکتا یون آتا ہی جیسے تیا باد تند مین اُڑے اکیس قدم لندھور ریل کر مشلول کو لائے دیکھنے
والون کے ہوش اُڑ گئے ہر دوست و دشمن کا یہی قول ہی کہ یارو لندھور جانشین صاحبقران
بادشاہ ہندوستان جنگ دیدہ کارآزمودہ آٹھ پہر سے بے آب و دانہ ہی اُسپر یہ کیفیت واہ ری جرأت
مگر لندھور مشلول کو ہی پر چھا گیا گرز زنجیر مین ہاتھ ڈالا صدائے تکبیر بلند کی پہلے زور مین تا بہ گھٹنہ دوسرے
زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین اُس خود سر کو سر سے بلند کیا ساری سرکشی بھولا چاہا دھڑ لندھور کا
اُڑاوٗن لندھور نے داہنا قدم آگے بڑھایا بایان پیچھے مشلول کو چرخ دیا زمین پر مارا اُسنے قصد کیا
تو تندے کی کھا کر سنبھلون لندھور نے دوڑ کر ٹھوکر ماری گرد برد چارون شانے چت لندھور کود کر
چھاتی پر اُس حال مین فرمایا کہ شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی مشلول نے جواب سخت دیا لندھور
سنتے ہی غصے مین اُٹھا ایک پاوٗن اُسکا دونون پانوٗن سے دبایا ایک کو تھام کر جھٹکا مارا مثل
کرپاس کہنہ چیر کر پھینک دیا لیکن بسبب زخمداری کے آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا لہرا کر گرا بیہوش
ہو گیا ہندی دوڑ پڑے ہاتھون ہاتھ لندھور کو اُٹھایا فیل میمونہ مبارک پر ڈالدیا کو ہیون مین
غریو بلند ہوا یارو ہمارا افسر مارا گیا لڑ بھڑ کر ان سب کو مار لو فوجون نے بلوہ کیا چاہا لندھور کو
چھین لین ہاتھی کے قریب آئے صاحبقران نعرہ کرکے پہونچے ہاتھی کو پشت پر کیا سینہ سپر کر دیا

ایک طرف سے نقابدار آگئے گرا لشکر بے سردار کیا لڑسکتا تھا شمشیر زنی نقابدار کی سردار بھی
بڑے لطف سے لڑرہے ہین عیارون نے سیکڑون کو حقۂ آتشبازی سے جلادیا آخر تاب نہ لاسکے
لاشہ مشغول و افراں کا اُٹھالیا دامن صحرا کو مقام پردہ پوشی سمجھ کر بھاگے صاحبقران نے
پیچھا کیا نقابدار بھی دور تک آیا صاحبقران نے آواز دی بس بھاگنے والون کا پیچھا نہین
کرتے صاحبقران کے رکتے ہی سب ٹھہر گئے لیکن نقابدار مرکب اُڑاتا ہوا سامنے
صاحبقران کے آیا عرض کی یہ جان نثار رخصت ہوتا ہی صاحبقران نے فرمایا اب کہان
جائیگا بانہاے صاحبقرانی تو بیٹھنے جائیے اب میرے ساتھ چلیے کوہ عقیق پر مجمع عالم انبوہ
خلائق ہی بڑے بڑے پہلوان گرد گردن کش موجود ہین سب تماشا دیکھینگے انصاف ہوجائیگا قلب
تسکین پائیگا روز کا جھگڑا مٹے آپکو خیال جرأت مجھکو ملال شوکت یون فیصلہ ہوگا نقابدار نے
دست بستہ عرض کی اگر حضور کو یہی منظور ہی حاضر ہونگا اب تو سردست مجھکو ضرورت ہی اک مقام کی مہم
درپیش ہی پھر کسی وقت آؤنگا صاحبقران نے فرمایا ای نقابدار بہادر یہ تو ظاہر ہی کہ تم ہمارے
محسن ہو بڑے بڑے مقامات پر مدد کی مین ممنون و مشکور ہون لیکن چاہتا ہون اپنے کو ظاہر کرو
نام نامی اسم گرامی کیا ہی کس گلستان بے خزان کے گل ہو کس آسمان شجاعت کے ماہ کامل کس دریائے
جرأت کے نہنگ کس بیشے کے پلنگ ہو ہمین تمھارا ابرا اشتیاق ہی پردہ قاف کے بھی حالات سُنے
کہ اگر قہقہہ حبشی کی فوج سے لڑے کرتیت کو شکست دی اکثر دیوان قاف نے جرأت و شوکت تمھاری
بیان کی امتحان ہمارے تمھارے ضرور ہوگا ہم تو چاہتے تھے ہمارے ساتھ تشریف لے چلیے مقابلہ
ہوجاے مدت سے یہ امر یون ہی معطل چلا آتا ہی یہ کیفیت فیصلہ ہوجاے نقابدار سر جھکاے
کھڑا رہا جو کچھ صاحبقران نے فرمایا بگوش ہوش سُنا عرصہ تک سر دُھنا سوچ سوچ کے جواب
دیا ای شہریار ہوس تو مجھکو بھی یہی ہی کہ میرے آپکے فیصلہ ہوجاے یہ جھگڑا انجام پاے لیکن فی الحال
نا ممکن ہی مین وقت پر حاضر ہونگا ایسا ہی مقام پہ مقابلہ ہوگا کہ عالم عالم دنیا دیکھے اور نام
اپنا تو مین ابھی ظاہر نہین کرسکتا اس سے معاف فرمایے اس مقدمہ مین تو کچھ نہ کہیے آپنے
محسن فرمایا یہ بندہ نوازی ذرہ پروری میری کیا مجال ہی کہ مین حضور پر احسان کرون وقت پر حاضر
ہوا جان نثاری خدمتگزاری جہانتک ہوسکی بجا لایا بندگان عالی کا یہی کام ہی یہ ارشاد

حضور کا مجھکو ممنون و مشکور کرتا ہے یہ کہکر نقابدار رعنا نے کہا اب مین رخصت ہوتا ہون یہ کہکر پشت مرکب پر
سوار ہوا فوج کو آراستہ کیا عیار نے آواز دی دیوان عالی حاضر ہوئے اُسی طرح جوانون کو اپنے
کاندھے پر سوار کیا تخت یاقوت نگار پر نقابدار سائبان زربفتی کھینچا بازھی باز نہ آیا اُس عقاب
اوج جرأت کے سر پر سایہ فگن ہوا اس عظم و شان سے نقابدار عالی مقدار نوبت نقارے بجاتا ہوا
روانہ ہو گیا لندھور بن سعدان بیہوش تھا شام قریب تھی صاحبقران نے بہرام کو حکم دیا اسی وقت
بارگاہ استادگی کرو شب سی مقام پر بسر ہو لندھور کی زخم دوزی کرنا واجب و لازم ہے لشکر ہو کے بین نے
اسکو صحیح و سالم پایا ملازمان لندھور و بہرام نے بارگاہ استادگی یہ دونون کوہی جو مارے گئے مال
بھی بہت کچھ دستیاب ہوا اسب بندی چینی تھکے ماندے زخمی اپنے اپنے مقام پر آکر فروکش ہوے
علاج ہونے لگے صاحبقران نے آکر زخمون مین لندھور کے ٹانکے دیے بعد فراغ امور
ضروری آرام فرمانے کا قصد ہوا کہ صاحبقران کو یاد آیا فوراً جواہر بن عمرو کو بلایا کہا اے جواہر
ہم لشکر سے چلے آئے ایسا نہو بادشاہ جمجاہ انتشار مین سوار ہو بیٹھین تم جاکر اس فتح کی خبر دو انشاء اللہ
ہم بوقت سحر بعنایت رب اکبر ان سب زخمیون کو لیکر لشکر ظفر اثر مین آ پہنچینگے جواہر نے عرض کی حضور
میرے سوا لشکر مین کوئی عیار نہین ہے ایسا نہو کوئی عیار مکار غدار دشمن سرکار کچھ اگر فتور کرے
تو بڑی خرابی ہوگی صاحبقران نے فرمایا اب مقابلے مین ہمارے کوئی حریف نہین ہے علاوہ ازین
حافظ حقیقی مالک تحقیقی حفاظت کرنے والا ہے انتشار و تردد بیجا ہے جواہر نے سر جھکا لیا بموجب حکم
صاحبقران سمت لشکر ظفر اثر روانہ ہوا فلک کج رفتار گردون غدار کو کجروی کا بہانا ہوا قضاے
کار اتفاقات روزگار عنطر صبا دم عیار مشلول کوہی بھی لشکر کے ساتھ تھا جب دونون باپ
بیٹے مارے گئے کوہیون نے بمشکل دونون کے لاشے اُٹھاے روتے پیٹتے سمت قلعہ حدبیہ جہان کا
حاکم عدیل کوہی باپ مشلول کا ہے صلاح کرکے روانہ ہوے لیکن عنطر صبا دم فقیر بنکر لشکر مین
پھرنے لگا جب لیلاے شب نے زلف عنبرین کھولی کوتوال ماہتاباں فوج ثابت و سیارگان ہمراہ
لیکر براے طلایہ پھرنے لگا دزد شب کمینگاہ مین عنطر نے دیکھا دو پہر سے شب گذری پھرتا ہوا
پشت بارگاہ لندھور پر آیا دل مین سوچ لیا ہو کہ عنطر اگر عدیل کے سامنے جائیگا وہ بہت
بلبلائیگا میرا بیٹا و پوتا مارا گیا تجھ سے کچھ نہو سکا اگر بن پڑے تو افسر لشکر صاحبقران نامور کو

چرا کر کہیں چلون عدیل کو بھی اسکو قتل کرکے دل اپنا ٹھنڈا کرے یہ سوچکر دبے پانوؤن قریب بارگاہ آیا سراپچہ چاک کیا دیکھا ایک جانب لندھور ایک سمت صاحبقران آرام فرما رہے ہین خدمتگار چپ بر حاضر ہین عنطر نے پروانہ ہاے بیہوشی شمع ہاے کافوری پر پھینکے دود بیہوشی بلند ہوا خدمتگار بیہوش ہوے عنطر جھپٹکر قریب صاحبقران کے آیا پہلے تو قصد تھا دونون کو لون پھر سوچا کہ منزل جانے کا قصد ہے لندھور عظیم دونون کو نہ لیجا سکونگا بس افسر اعلی کو لون بس صاحبقران زمان کو اس بے حیا نے بیہوش کیا قسمت ستارہ پشت پر لگایا آج اہالیان لشکر سب غافل تھے قیامت کی تلوار چلی جنگ عظیم واقع ہوئی اسوجہ سے کوئی بیہوش کوئی بوجہ زخمداری بیقرار بعض نے کھانا بھی نہین کھایا اپنے اپنے بستر پر گرتے ہی سو گئے بہ اطمینان تمام یہ بدانجام ستارہ صاحبقران عالی مقام کا لیکر نکلگیا یہ تو طرف قلعہ حدیبہ کے جاتا ہے وقت پر ذکر تحریر ہوگا یہان بوقت سحر مقبل صاحبقران کو جگانے آیا دیکھا خدمتگار بیہوش پڑے ہین چھپرکھٹ صاحبقران کا خالی سراپچہ چاک پتہ کسی عیار کا ثابت ہوتا ہے اسنے گھبرا کر لندھور کو جگایا یہ سنکر بہرام آیا دیکھا مقبل رو رہا ہے معلوم ہوا صاحبقران کو کوئی چرا لیگیا اب تو لشکر مین تلاطم ہوا بہرام نے کہا بڑے غضب کی بات ہے نہین معلوم کون آکر ہمارے آقاے نامدار کو لیگیا اب کیا تدبیر کرین کوئی عیار ہوتا تو اس معاملے کو سمجھتا کہ یہ کیا معرکہ ہوا سب اسی پریشانی مین تھے وہان شب کو جواہر خدمت بادشاہ مین پہونچا سب کیفیت ظاہر کی بادشاہ نے فوراً فرمایا تم ابھی پلٹ جاؤ اپنے سامنے صاحبقران کو سوار کرکے لاؤ صحرا مین ٹھہرنا بہتر نہین ہے میری جانب سے عرض کرنا حضور کے ہزارہا دشمن ہین اگر حضور تامل فرماینگے مین خود آتا ہون جواہر رات ہی کو واپس ہوا صبح کو آکر پہونچا یہان یہ ہنگامہ برپا تھا جواہر سے بہرام لندھور نے سب کیفیت بیان کی جواہر نے منہ پیٹ لیا کہا مین اسی واسطے نہ جاتا تھا مگر صاحبقران نے میرا کہنا نہ مانا جسکا خوف تھا وہی ہوا صاف ظاہر ہے کہ کوئی عیار کسی کو بھی کار کر گیا شب کو صاحبقران کو بیہوش کرکے لیگیا لیکن اب میری صلاح یہ ہے کہ آپ سب صاحب لشکر مین تشریف لیجائین بادشاہ کو مطمئن کرین مین تلاش مین اپنے آقاے نامدار کی جاتا ہون انشاءاللہ ضرور پتا لگاؤنگا لندھور وغیرہ گریان و نالان طرف لشکر ظفر اثر کے روانہ ہوے جواہر بن عمرو تلاش

میں صاحبقران زمان کے چلا اول ذکر قلعہ حدبیہ کا واجب و لازم ہے کہ عدیل کوہی اس قلعہ کا حاکم
و ناظم ہے جب اُسنے خبر سُنی کہ میرا بیٹا اور پوتا برائے مدد خداوند لقا گیا ہے اپنے وزرا و امرا سے صلاح کر کے کہا
یارو شلول و اقران ابھی کم سن مجھ سے دونون نے ذکر بھی نہ کیا ورنہ اس مہم پر مین جاتا جاتے ہی
قدرت کو تا بہ باختر پہونچاتا پہلوانون نے عرض کی حضور آپکے فرزند دلبند یکہ تاز میدان شجاعت
افسر لشکر جرأت لئیق فہیم صاحب زور و طاقت اُنکا کون مقابلہ کر سکیگا دیکھیے خبر فتح آیا چاہتی ہے یہ
ذکر تھا کہ صدا رونے پیٹنے کی بلند ہوئی لاشہ شلول و اقران سامنے عدیل کے رکھدیا تمام کیفیت
بیان کی عدیل نے سر دے مارا کہا یارو جو کچھ مین کہتا تھا آخر وہی ہوا یہ دونون جنگ نادیدہ
جا کر پھنس گئے خیر جو ہونا تھا وہ ہوا اب لشکر حمزہ کی تباہی ہے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا جلد تیاری
کرو مابدولت خود جائینگے حمزہ سے مقابلہ کرینگے سب کو گرفتار کر کے قدرت کے حوالے کرونگا
یہ کہکر سب کو حکم دیا بہت جلد تیاری کرو فوراً کوچ کرون مسلمانون نے مابدولت کو جرأت دکھائی
یہ تو بیٹھا ہوا بلبلا رہا ہے لیکن عنطر صبا دم شپتارہ صاحبقران دوش پر اُڑا ہوا چلا آتا ہے
خوشی مین پھولا ہوا لیتے مین نے اپنے آقا کا بدلا لیا افسر لشکر مسلمانان کو گرفتار کر لایا عدیل بہت
خوش ہوگا ایک دن اور ایک رات اسی طرح رہروی کرتا ہوا چلا آیا جب سرحد قلعہ حدبیہ مین پہونچا
یعنے قلعہ پانچ کوس پر رہگیا تھا تھکا ماندہ اک نہر پر اُترکر ٹھہرا شپتارہ صاحبقران کا اک تختہ سنگ پر
رکھدیا ہاتھ منھ دھونے لگا یہ نہ جانتا تھا زندگی سے ہاتھ دھونا پڑیگا آبرو بچانا دشوار ہوگی نیرنگی
فلک کجرفتار سے آگاہ نہین بقول شاعر شعر ہر دم ازین باغ بری میرسد تازہ ترازتازہ ترے میرسد
الغرض ٹہل رہا ہے چاہتا ہے کہ چاق و چوبند ہو کر طرف قلعہ کے روانہ ہو اس فکر مین کھڑا تھا کہ صحرا سے
گرد اُڑی اک نقابدار بادلہ پوش بصد جوش و خروش مادیان مشکین پرند پر سوار نیزہ خطی ہاتھ مین
پنجہ ہلالی زیب کمر ترکش پشت پر سپر مادیان طرارے بھرتی ہوئی باز بلند پرواز ہاتھ مین شکار کھیلتا ہوا
نقابدار عالی مقدار کی پشت پر چالیس سوار اُن سب کے چہرون پہ نقاب پردہ ابر تنک مین آفتاب
نگاہ نقابدار کی عنطر پر پڑی عنطر اب بخوف ٹہل رہا ہے اس خیال سے کہ اپنے مالک کی عملداری
مین آگیا یہان کون آنکھ ملا سکتا ہے نام سے عدیل کوہی کے سرکشان دہر تھراتے ہین شیر بھی
اسکے بیشے مین نہین آتے ہین لیکن نقابدار گھوڑے کو پو قدمے پر لگائے ہوئے اسطرف

اسکا عرض کرگیا ہون عنطر نے پشتارہ تختہ سنگ پر رکھدیا اور چہرہ کھولدیا اس خیال سے کہ آٹھ پہر بیہوشی مین
گذرے ایسا نہو ہچکی کر طائر روح قفس جسم خاکی سے نکلجائے نگاہ نقابدار کی جمال بیمثال حمزہ
صاحبقران پر پڑی ایک جوان ماہ طلعت مہر صولت ہرچند کہ بیہوش ہے لیکن دبدبہ و شوکت چہرے
سے آشکار عارض نور رنگ گل گلزار زلفین چلیپا پر غبار پڑا ہوا پریشانی ظاہر کمر اس پیچ و خم سے راز
باریک بین بخوبی ظاہر مین حلقہ ہائے گیسوے خمدار مین دل تڑپ مثل نقابدار اپنا سینے پر ہاتھ رکھ لیا
بیساختہ منھ سے آہ نکلگئی نیزہ ہلاتا ہوا قریب عنطر کے آیا کہا او سفاک بیباک تو کون ہے یہ کسن بیگناہ ہے
دست انداز ہوا کیون کمندون مین اسکو باندھا اس جلیل رئیس نے کیا خطا کی عنطر نے کہا یہ پہلوان
دوران گرشاسپ جہان عدیل کوہی کا گنہگار ہے مشلول کوہی و اقران کوہی دونون باپ بیٹے
اس شخص کے ہاتھ سے مارے گئے میرا نام تہمتن عنطر اسی جرم مین گرفتار کرلایا ہون قلعہ حدبیہ مین جاؤنگا یہ
جوان قابل دار ہے ہمارے مالک کا گنہگار ہے نقابدار نے کہا یہ کہنا بادشاہ خوش انجام ہے اس
رستم خصال کا کیا نام ہے ان دونون کو اسنے کیونکر قتل کیا صاف صاف ظاہر کر عنطر نے کہا یہ وہ
جوان ہے جسکا لواے شوکت از پردہ دنیا تا بہ قاف پہونچا سرکشان قاف کو زیر و زبر کیا اسی وجہ سے
اسکا لقب تمام عالم مین مشہور ہے کشندہ جنت سیمرغ بروز مصاف حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن
عبدمناف ثانی سلیمان داماد نوشیروان اقبال ہمارے بادشاہ کا تھا کہ اس شیر بیشہ جرأت پر میرا پنجہ
قابض ہوا اب لیکر خدمت مین شہنشاہ کی جاؤنگا مقابلے کو آپنے فرمایا بر میدان لڑائی ہوئی تھی ہے
جرأت و شوکت بفنون سپاہ گری اسنے انکو قتل کیا اسی وجہ سے ہاتھ اسکے قلم ہونگے ایسے شیرون کو
مارڈالا یہ سنکر نقابدار کو غصہ آیا کہا او بے حیا نامرد ان نالایقون کو منع نکیا کیا لڑائی مین پان پھول
بٹتے ہین اتنے بڑے قد و قامت کے جوان حقیقت مین دیو تھے اس شیر صولت کے ہاتھ سے مارے گئے
اسمین شکایت و حکایت کیا پشتارہ چھوڑدے اپنی راہ لے عنطر نے کہا اے نقابدار ایسا خیال
نکرنا یہ بڑے بہادر کا گنہگار ہے آپ اسی حوالی مین رہتے ہین ایسے کلمات کہتے ہین عدیل کوہی
قیامت برپا کریگا جس راہ سے آپ آئے ہین بہ کیفیت چلے جائیے ورنہ بڑی خرابی ہوگی مین انکا
عیار ہون صاف صاف جاکر کہدونگا اس ملک مین رہنا مشکل ہوگا یہ سنکر نقابدار آگے بڑھا کہا
او بے حیا تجکو ڈراتا ہے ہم تجکو زندہ کاہے کو جانے دینگے ایک ہاتھ مین فیصلہ کرینگے عنطر نے کہا

کسی کی کیا مجال ہی کہ شپتارہ مجھ سے لے سکے نقابدار نے کمان کیانی دوش سے اُتاری عنطر طرف
پشتارے کے چلا کہ پشت سے سپر کمان کا کڑکا آواز آئی او خطا کار آگے نہ بڑھنا دیکھ تو دہ تیر ملامت
ہوگا او پابند دام جہالت طرف پشتارے کے نہ جا عنطر نے پلٹکے دیکھا نقابدار نے تیر بجگر کمان مین پیوستہ
کیا عنطر گھبرایا کہا او نقابدار کیا کرتا ہی دیکھ مین چلاتا ہون ابھی غل مچاتا ہون نقابدار تیر انداز بیباک
چست وچالاک تیر مار دیا کچھ خوف نہ کیا عنطر نے جست کی ورنہ سینہ پرکینہ پر پڑتا مہرہ پشت کو توڑ کر پار
گذرتا لیکن شانہ ملعون کا نشانہ ہوا اب تو بھاگا شانے سے خون بہتا ہوا لیکن پھر پھر کے دیکھتا ہی نقابدار
نے دوسرا تیر ترکش سے نکالا آواز دی خبردار اگر ادھر ملیٹا ابکی نہ بچیگا عنطر نے جان کو غنیمت جانا
سر پر پاؤن رکھکر بھاگا نقابدار گھوڑے سے کودا ساتھ والون سے کہا صاحبو بڑی بدنامی کی بات ہی
سب صاحبون نے سُنا یہ جوان داماد نوشیروان جسکے ہمارے بزرگ خراج گذار ہیں کسطرح ہمین
کہ شاہ ہفت کشور راضی ہون کہ داماد ہمارا مارا جاے بیٹی نہ بیوہ ہو جائیگی اسوجہ سے ہم نے بچا لیا دوسرے
یہ بڑا اعتراض ہی خطا کیسی لڑائی ہوئی یہ مار گئے یہ البتہ سراسر خطا ہی کہ اک صاحب جرات وشوکت کو
ایک مکار عیار شب تیرہ وتار مین گرفتار کرے پھر دم جرات کا بھرے اسکو اُٹھا کر ہمارے باغ مین
لیچلو دو دن مہمان رہیگا ایک مرکب مع سلاح دیدینگے دعائین دیتا ہوا چلا جائیگا مجمع بہادران مین
جاکر ہمارے احسان کا ذکر کریگا نام کے واسطے ہر شخص ہر ایک کام کرتا ہی بہادری لیاقت پر مرتا ہی
ساتھ والون نے کہا بہت بجا ارشاد ہوا دو چار نے ملکر شپتارہ صاحبقران کا ایک مرکب پر رکھ لیا
نقابدار برابر اسی مرکب کے کبھی ہاتھ تھام لیا کبھی غبار چہرہ پُرنور سے جھاڑا اس کیفیت سے لیکر
صاحبقران کو نقابدار اپنے باغ مین آیا اوّل دروازے کا بندوبست کیا بارہ دری مین
لاکر صاحبقران کو مسند پر بٹھلایا کمندین کاٹ دین نشان کمندون کے جسم اقدس پر پڑ گئے تھے
نقابدار نے ہر ایک نشان پر آنکھین ملین کہا دیکھو صاحبو کیا ظالم تھا ایسے رئیس کو کس بدبخت سے
باندھا اب ساتھ والون سے کہا گلاب کیوڑا بید مشک لاؤ چھڑک کر ہوشیار کرو مین ذرا سامنے
سے ہٹ جاؤن تم لوگ باتین کرنا مناسب ہوگا تو مین بھی چلی آؤنگی ناظرین پر واضح ہو کہ یہ مہ جبین
دختر بلند اختر عدیل کوہی ہی نام اسکا ملکہ سہیل یمن عذار ہی حقیقت مین گلعذار و ماہ رخسار ہی
برائے شکار گئی تھی صاحبقران کو دیکھکر خود شکار ہوئی لیکن حیران و پریشان کہ اب کیا کرون آخر کچھ سوچکر

ستونون کی آڑ مین کھڑی ہوئی کنیزون کو بخوبی سمجھا دیا کنیزون نے فوراً شیشے گلاب کے ہاتھ مین لیے یہ بھی
مسیح جمال جہان آرا ے صاحبقران کو دیکھکر پسی جاتی ہین آپس مین اشارے کنایہ ہو رہے
ہین ایک کہتی ہی ملکہ عاشق ہو مین ایک کہتی ہی وہ رحم دل ہین وہ کیا عاشق ہونگی خود آسمان خوبی کی ماہ
کامل ہین ایک کہتی ہی خیلا تجھے کیا مالک کو اپنے فعل کا اختیار ہی ایک کہتی ہی اُنکے باپ کا گنہگار ہی ناک
چوٹیان کاٹی جائینگی جو کوئی اُفتاد پڑے کیا جواب دوگی ایک نے کہا ہو ہماری بلا جانے وہ نادان
نہین ہین نیک و بد سمجھ لینگی آگ جانے لوہار جانے دھونکنے والے کی بلا جانے ایک نے کہا بکبک
نہ کرو ایک بیچارہ غریب مسافر غش مین پڑا ہی ایسا نہو اُسکا دم نکلجاے ایک نے بڑھکر گلاب کا منھ پر
چھینٹا دیا ایک نے تلوے سہلاے ایک ہی چھلے سے لپٹی جاتی ہی ملکہ دور سے دیکھ رہی ہی کہ حمزہ
صاحبقران نے آنکھ کھولی چہار جانب دیکھنے لگے اول مقبل کو آواز دی جب صداے مقبل نہ آئی گھبرا کر
اُٹھ بیٹھے دیکھا سامنے اک باغ رشک ارم چمن ہاے طلائی ہر مقام لاثانی طائران خوشنوا درختون پر
زمزمہ سرائی کر رہے ہین ہر اک سرو رشک قد محبوب نخل ہاے خوش اسلوب نرگس دیدہ بازی کر رہی ہی
قمری عشق کا دم بھر رہی ہی ایک جانب طاؤسان طناز سرگرم خرام ناز قمریون کی صداے کوکو طوق محبت
بر گلو بلبل زار پہلوے گل مین پھولی ہوئی بیٹھی ہی جدا ہونا گل سے بار پھول خود اُسکے گلے کا ہار ہر برگ
بارے صنعت باغبان قضا و قدر پیدا ہر رنگ سے اُسی کی یکتائی ہویدا زیر نخل پھولون کے انبار ہر
درخت سایہ دار ہواے سرد عیسی دم نسیم نفس چل رہی ہی حقیقت مین نسیم سحری نشہ بادہ محبت سے لڑکھڑاتی ہی
ہر برگہاے شجر سے سر ٹکراتی ہی ہر گل کا کٹورا شراب شبنم سے معمور جوانان چمن مصروف عیش و سرور اشعار

چلی ہو گلشن عالم مین ایسی باد بہار
کہ جسکے فیض سے نار خلیل ہو گلزار
زمین ہوئی ہے یہ سرسبز باغ عالم مین

ستون کے سبزہ خط کو ہو جسکے رشک سے خار
چمن کی خاک ہو خاک شفا سے بھی بڑھکر
کہ باغ دہر مین نرگس تلک نہین بیمار

ہر رنگ خاک شفا ہو کہ خاک ہو تریاق
چمن مین کلہات کی جا ڈالتے ہین ہم انگار
ہی سوا بر بہاری سے آتش زر تشت

نظر مین سبکی ہین انگشت صورت گلنار
ہو شرح حسن جبت کا چمن ہفت خلد برفائق
عیان ہی سبزہ بیگانہ سے ارم کی بہار

ہو راستی کے نہالان خلد ہون باغی
تو سرو باغ جہان سے ہین سر دار
ہر ایک گلمین ہی دلکش وہ آج نکہت مشک

ہی جسکے سامنے کافور نافہ تاتار
عجب روش سے طلب آراستہ ہی باغ جہان
کہ جسطرح ہو کسی بادشاہ کا دربار

مگر منہدی ہی نہالون کی عشق پیچہ سے
گلون کی سر پہ جوانان باغ کے دستار
ہین نغمہ سحر یہ نواسنج خوش خیالی سے

مغنیان چمن یعنے عندلیب ہزار
ترانہ سنجیون مین لطف ہی ترانے کا
الاپتے ہین عنادل جو بر سر گنبد ہا
سواد گلشن عالم مین اب یہ ہی تنویر

گہر بنے صدف گل مین قطرۂ شبنم
چہک ہی اُنکی برنگ صدائے موسیقار
یہ خوشنما ہی رخ گل پہ قطرۂ شبنم
بیاض صبح کی صورت ہی مطلع انوار

اُگی ہی سوتیا نیسان ہی اب گوہر بار
قرار و ہوش و خرد کو ہی وجد مین رخصت
کہ دیکھکر اُسے عرق عرق ہی روے نگار

صاحبقران زمان حیران حیران اُس باغ بہشت آئین کو دیکھ رہے ہین چند نازنینان ماہ پیکر کو دیکھا کہ سامنے دست بستہ حاضر ہین حمزہ صاحبقران نے حیران ہوکر فرمایا اے نازنینان گلعذار و اے حسینان ماہ رخسار یہ کیا مقام ہی یہان کے حاکم کا کیا نام ہی ہمین اس مقام پر کون لایا اُن پری زادان ماہوش نے شرماکر سر جھکاے ایک اُنمین نہایت شوخ و شنگ تھی منہ چڑا کے جواب دیا صاحب آپنے نہین معلوم کیا خطا کی تھی ایک مکار عیار بلاے روزگار آپکا پشتارہ باندھے ہوے لیے جاتا تھا ہماری ملکۂ عالم رحم دل براے شکار تشریف لیگئی تھین آپکا حال زار دیکھکر رحم آیا اُس مکار کو مار کے نکال دیا آپکو چھین لیا اس باغ مین لیکر آئین صاحبقران نے فرمایا تمھاری ملکۂ عالم کہان ہین اگر سرفراز فرمایا جان بچائی تو سامنے تشریف لائین مشتاق کو روے زیبا دکھائین ملکہ اِن باتون کو سُنکر ٹھٹک گئی لیکن ستون کے پیچھے چھپکی کھڑی مسکرا رہی ہی سنبل نامے اک کنیز پیچ و تاب کھاکر آگے بڑھی کہا میان سپاہی صاحب اُس عیار کی زبانی یہ تو ثابت ہوا کہ آپ بڑے زبردست پہلوان ہین مشلول کوہی و اقران کوہی کو ٹوک کر سر میدان مارا وہ عیار مکار اُنھین پہلوانون کا تھا جو آپ کو گرفتار کرکے یہان لایا ملکہ کو رحم آیا آپ کو بچایا وہ سامنے کاہے کو تشریف لائینگی مگر رئیس جلیل مسافرون کی کفیل گھوڑا وغیرہ آپ کو سرکار سے ملیگا اور جو طلب فرمائیگا ملیگا ٹھنڈے ٹھنڈے تشریف لیجائیے آج سے تو یہ کیجیے تلوار باندھنا چھوڑ دیجیے کسی کا خون کرنا بُری بات ہی باعث قہر و غضب لات و منات ہی آخر فوراً ابتلاے بلا ہوے عزیز و اقارب اُسکے دعوے دار خون رہے جس مقام پر پائینگے دشمنون کو خون مین نہلائینگے یہ سنکر صاحبقران کو بہت ناگوار ہوا فرمایا نیکبخت اپنی زبان سنبھال کسی جاننے والے سے یہ نازنخرے ظاہر کر جس دنا کس سے کلام کرنا اپنا طریقہ نہین مہملات کا جواب دینا طریقۂ مردان عالم سے خلاف ہی اگر تمھاری ملکہ نے بچایا بڑا احسان ہوا آخر وہ لیکر ہمکو کہان جاتا وہان ہمکو بھیجدو اپنے جرم و خطا کا کلام کر لینگے ترک سپاہ گری بہت دشوار ہی یہ عبد ذلیل مجاہد راہ پروردگار ہی لات و منات کون جانور ہین جنکے

قہر و غضب سے ہم مبتلاے بلا ہوے وہ پہلے اپنے کو قہر الٰہی سے بچائین تب دوسرے پر غصہ کرین تمھارے بڑے خداوند زمرد شاہ باختری ہاتھوں سے ہمارے بھاگے بھاگے پھرتے ہین جب کہ شہرون مین کسی نے دامن پناہ نہ دیا کوہستان مین بھاگ کر آئے یہ فرما کر صاحبقران لاحول پڑھتے ہوے اپنے مقام سے اُٹھے ملکہ سہیل عاشق جمال صاحبقران ہو چکی ہے ان باتون نے اور زیادہ بیقرار کیا دل نے کہا یہ شہریار باتون سے کنیزون کی رنجیدہ ہو کر جاتا ہے اپنے مہمان عزیز کو روکنا واجب لازم ہے گھبرا کر سنتون کی آڑ سے نکل آئین ضبط نہو سکا بڑھکر فرمایا صاحب آپ ہمارے مہمان عزیز ہین غصہ نہ کیجیے ہم آپ کے حال سے بخوبی آگاہ ہوے اس کاشانے کو قدوم میمنت لزوم سے منور فرمایئے چونکہ صاحب لیاقت ہے یہ شعر برجستہ زبان سے نکلگیا شعر رواق منظر چشم من آشیانۂ تست * کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست * یہ صداے فرحت انگیز جو کان مین صاحبقران کے آئی بیتاب ہو کر پلٹ پڑے دیکھا اک چاند کا ٹکڑا بوٹا سا قد گلعذار ماہ رخسار قد سرو باغ رعنائی ہونٹھون مین مسیحائی غنچہ دہن سیم تن گلبدن رشک چمن سینے پر اُبھار دو قمقمۂ نور کہون یا جوش مین حباب لب دریا سے مثال دون نظم

قد ہے مصرع تو جبین حسن کا مطلع گویا
بیت ابرو کی ہے تضمین مسبع ایسا
شعر کاکل سے ہوا سے نکلے مثلث جیسا
نہ رہا بیت معلق کو ذرا بھی رتبا

ہاتھ میرے جو بیاض آئے تو ڈھونڈھون مضمون
شعر باریک کرون موے کمر کا موزون

قامت راست کو شمشاد کہون دلبر کے
الف نور لکھا ہے ید قدرت نے وسلے
یا کہ دون سرو کی تشبیہ قد جانان سے
قامت یار کو زیبا ہے قیامت کہیے

فاختہ سرو روان سے کہکے پکاری کو کو
بولی حق سرۂ قمری یہ ہو گویا جادو

راون سوچے ہین سب تا زمین مین نئے مضمون
تیرہ بختی جو گئی کفر مین کیا اسکو لکھون
جیسے لیلی کے تصور مین ہو حیران مجنون
تیرہ اُس سودے مین چل بل کے ہوا میرا جنون

الف لیلا کے بھی ظلمات مین کالے چلے
شل ہوے کے پریشان عدم مین سب گئے

عجب حور خصال پر نظر پڑی آنکھیں دیدۂ غزال کو نگھیں دکھانی والی نرگس کو سامنے ان چشم فسون ساز کے سکتا ہی سنبل کو زلفون سے پریشانی آئینۂ حلب کو روبروے رخسار صاف و شفاف حیرانی سب اعضا اپنے اپنے مقام پر موزون سروقد خورشید خد ماہ جمال حور تمثال بقول میر حسن نظم

جہان راستی چاہیے راستی ۔ کجی جس جگہ چاہیے وان کجی

تبسم حیا ناز شوخی غرور ۔ ہر اک اپنے موقع سے وقتِ ضرور

سراپا کو دیکھکر صاحبقران مثل تصویر تصور خاموش دل مین بحر الفت و محبت کا جوش اُدھر اُس مہ جبین نے سر جھکایا پیشانی نور آگین پر پسینہ آیا ادھر صاحبقران مضطر و بیقرار خواہش وصل کو کاہش بڑھکر ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا ملکہ سہیل نے دانت کے نیچے انگلی دبائی نازسے اشارہ کیا ہان ہان یہ کیا دیکھو سب کنیزین سامنے کھڑی ہین اسطرح جو ملکہ نے اشارہ کیا ہرچند کہ صاحبقران رستم صولت سہراب جرأت ہین لیکن رعب حسن و جمال سے ڈر گئے ہاتھ چھوڑدیا ملکہ بڑھکر مسند پر بیٹھی اشارے سے کہا بیٹھ جائیے کنیزون کی باتون سے آزردہ نہ ہوجیے صاحبقران پہلو مین آکر بیٹھے لیکن خاموش ملکہ بھی سر جھکائے ہوے کنیزین بھی حیران و پریشان مگر شمع رخسار وزیرزادی جلکر بول اُٹھی ای ملکہ آپنے فرمایا تھا کہ اسکا حسب و نسب دریافت کرو حکم ہو تو مین پوچھون ملکہ نے طرف صاحبقران کے دیکھکر کہا ہان صاحب وہ خیال آپکو قاتل مشغول افراز نبلاتا تھا خیر کسی وجہ سے ہمنے رہا کرلیا کسی پر احسان جتانا منظور نہین لیکن آپ اپنا نام و نسب اپنی زبان معجز بیان سے فرمائیے ان کو دیوون سے کیون مقابلہ ہوا باعث فساد کیا تھا امیر نے جو پہلو کلام کرنے کا پایا سنبھل بیٹھے فرمایا ای سرو روان باغ رعنائی و ای مہر سپہر یکتائی نام ہمارا مثل آفتاب کے روشن ہی اس عبد ذلیل کو صاحبقران اعظم کہتے ہین یہ جو دیو خداوں کے پرستار ہمیشہ ہمارے دشمن رہتے ہین قریب کوہ عقیق گلزار سلیمانی اتفاق سے مقابلہ ہوا اُسی کی مدد کو یہ کوہی گئے تھے اک صحرا مین مقابلہ پڑا انکی قضا بھی میرے ہاتھ سے نفقی مارے گیے ملکہ نے مسکرا کر کہا آپ کو کچھ نوشیروان سے بھی واسطہ ہی ہمارے احسان کرنے کا یہی سبب ہوا ہی امیر نے فرمایا مین اُنکا ملازم تھا لیکن دشمنون نے لڑوادیا مین اب تک اُس خاندان کا خیرخواہ ہون ملکہ نے منھ پھیر کر کہا رشتہ داری کا ذکر کیجیے صاحبقران نے جواب دیا وہ شہنشاہ عالی جاہ مین اک مرد سپاہی بے گھر و بے خانہ کہ یہ رشتہ داری کا کیا باعث یہ البتہ سرفرازی حاصل ہوئی فتح مہم ہندوستان کے وعدے سے اپنی دختر بلند اختر کو مجھ سے منسوب کیا یہ قصۂ طول و طویل ہی اُس صاحب عصمت و عفت نے برا سے

حفاظت آبرو اپنی جان دی دوسری صاحبزادی شاہ کی میرے عقد مین ہے ملکہ ان باتون کو سنکر ہنسی کہا
ہمنے تو سنا تذکرون مین لکھا دیکھا کہ آپنے زبردستی ملکہ مہر نگار پر قبضہ کیا اژدہر شاہ کی سلطنت چھین لی
شاہ نے غیرت مین اپنی جان دے دی دوسری صاحبزادی بھی خود ہی نکل کے چلی آئین امیر نے
فرمایا ملکہ تمکو خوب احوال معلوم ہے مگر مفصل کتابون مین نہین پڑھا یہ دختر بلند اختر نوشیروان عالی وقار
ملکہ مہر گوہر تاجدار بعد انتقال نوشیروان اسوجہ سے نکل آئین کہ ہرمز و فرامرز بہ اغواے بختیارک
نگاو لنگی کا دسوار سے منسوب کیا اُس پردہ نشین صاحب عفت کو ناگوار ہوا اپنا گھر چھوڑ کے چلی آئین
انھین کا بھانجہ میرے لشکر کا بادشاہ ہے حقیقت مین اُسنے بھی عقد ہوا انھین کا بھانجہ سعد بن قباد
بادشاہ لشکر اسلام ہے ان باتون کو سنکر ملکہ بیچین ہوئی شمع رخسار وزیرزادی پھر بڑھی اُسنے عرض کی
حضور اس کہانی سے کیا فائدہ مہمان کی خاطر واجب و لازم ہے یہ کہکے چند گلابیان شراب کی کشتیان
کباب کی لاکر آراستہ کردین ایک جام لبریز کرکے سامنے ملکہ کے رکھدیا کہا حضور آپکے مہمان مہمان حسب
قید ہوکر آے آٹھ پہر سے بھوکے پیاسے ہین اب تقریب آب و خورش ضرور ہے ایک دو جام پینا
باعث سرور ہے ملکہ نے جام اُٹھا لیا کہا آپ داماد نوشیروان ہین ہمین خاطر کرنا واجب و لازم ہوئی
امیر نے ہنسکر جام پر ہاتھ رکھدیا فرمایا ہم تو آپ کے ممنون و مشکور ہین کہ دشمن کی قید سے چھڑا لیا
ہمارے تمھارے مذہب مین فرق ہے تم نے دو دو خدا اُن پر لعنت کرو وحدہٗ لاشریک کو اپنا پیدا
کرنے والا جانو ملکہ نے مسکراکر کلمہ پڑھا مع حاضرین وقت دل و جان سے اعتقاد وحدانیت
کیا اب جام گردش مین آیا صداے ہو شا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی عاشق و معشوق کے اشارے دیکھکر
نرگس شہلا شرمائی لیکن عین گرمی صحبت مین ملکہ سہیل کو کچھ خیال آیا آنکھون سے اشک حسرت ٹپکے امیر نے
دامن سے پاک کیے گھبراکر فرمایا کیون ملکہ خیر تو ہے سہیل نے کہا ای شہریار اصل یہ ہے میرے باپ کے
قلعہ حدبیہ پانچ کوس پر ہے عدیل کوہی نہایت پہلوان زبردست ہے اگر یہ خبر سُن پائیگا مین تو اپنی
جان کو آپ پر نثار کرتی ہون لیکن آپکی دشمنی مین وہ قیامت برپا کریگا مشلول و اقران کی
اُسکے سامنے کیا حقیقت ہے بڑے بڑے پہلوان عالی وقار فخر رستم و اسفندیار اُسکے سامنے
سر اطاعت جھکاتے ہین جا بجاے بخوف خراج آتے ہین لہذا مین آپ کو زیادہ نہین روک سکتی
خیر تقدیر مین یہ بھی داغ لکھا تھا جسطرح بنیگا صبر کرینگے جئینگے یا مرینگے آپ آج ہی شب کو

چلے جائیے لیکن نامہ و پیام سے یاد فرمائیے گا شاید کسی وجہ سے کبھی ملاقات بھی ہو جائے بقول زیب النسا مخفی نظم

دو چه خوش باشد که بینم بار دیگر روی دوست
پنجه کو یک روز هم چون شانه در گیسوی دوست
غنچه دل بشگفد در سینه چون گل در چمن
تا بکام دل نشینم ساعتی پهلوی دوست

در سجود آئیم بمحراب خم ابروی دوست
دیدهٔ یعقوب اگر روشن شود نبود عجب
مژدهٔ وصلی که آرد قاصدی از سوی دوست
جوی خون آرد بجای شیر مخفی کوهکن

هر نفس از رشته کارم کشاید صد گره
دیدهٔ دل را کند روشن نسیم کوی دوست
باده را لبریز کن ساقی و صحبت برشکن
نشنود در بیستون گر تشنه از بوی دوست

صاحبقران زمان نے سر سینے سے لگالیا فرمایا ای ملکۂ عالم انشاءاللہ اب اس حوالی مین میرا گذر ہوا کیا عدیل کوہی سے مقابلہ نہ پڑیگا مین ضرور اسکے قلعہ مین جاؤنگا یا اپنی جان دونگا یا اسکو زیر کرکے حلقۂ اطاعت کان مین ڈالونگا ملکہ نے ٹھہر کر کہا ای شہریار برائے خدا یہ کلمات زبان سے نہ نکالیے بہرام فلک بھی اسکے نام سے تھراتا ہی شیرون کی اسکے ذکر سے غش آتا ہی مین کبھی اس جانب آپکو نجانے دونگی جفائے فراق نہ سہونگی لیکن آپ دل شب مین نکل جائیے اپنے لشکر مین جاکر کوئی انتظام کیجیے کا یہ حاکم مثل نوشیروان نہین ہی اپنے زور بازو پر اسکو بڑا ناز ہی پہلوانان کوہستان مین سرفراز ہی یہ کہکر بے اختیار رونے لگی صاحبقران نے دیکھا اس وقت معشوق کو بیدل کرنا عقل سے خلاف ہی فرمایا ای ملکۂ عالم اچھا خوشی تمہاری ہم چھپکر چلے جائینگے بلکہ تمہاری خوشی ہو ابھی جائین تمہارا حکم بجالائین جدائی بھی ناگوار ہی کہا ای شہریار اسقدر جلدی کیا ضرور اسی باغ مین دو چار دن تشریف رکھیے جس شب کو موقع ہوگا ہم سمجھا دینگے لباس شب روی پہنکر نکل جائیےگا امیر نے کہا بہت بہتر حکم تمہارا بسر و چشم قبول کرینگے امیر تو یہان ساتھ ملکہ سہیل یمن عذار کے باغ مین مصروف عیش و نشاط مین اب حال عدیل ذلیل تحریر کیا جاتا ہی کہ عدیل نے سردارون کو حکم دیا لشکر تیار ہونے لگا کہ سامنے سے دیکھا عنطر بیقرار و مضطر زخم دار شانے سے خون بہتا ہوا دربارگاہ سے آکر پہونچا عدیل کوہی نے کہا ای عنطر تم کہان تھے ہمارا بیٹا اور پوتا ہاتھ سے اہل اسلام کے قتل ہوگیا عنطر نے فریاد کی کہا حضور مین سایہ سان ان شیرون کے ساتھ تھا حضور سے فریاد کرتا ہون جلد میری داد کو پہونچیے کبھی ایسا اتفاق نہوا تھا جب آپکے شیر قتل ہوئے حضور آگاہ ہین کہ مین انکا عاشق صادق تھا فقیر بنکر لشکر حمزہ مین رہ گیا رات کو مین نے عیاری کی اپنے آقا کے خونی کو گرفتار کیا صحیح و سلامت لے نکلا ایک رات اور ایک دن مین رہ خارستان کو طے کیا آب و دانہ تک ترک رہا ہر وقت یہی خیال تھا کہ کوئی ملازم حمزہ کا پیچھا نکرے حضور بڑے غضب کی بات ہی آٹھ پہر کسی مقام پر نہ ٹھہرا گرمی کا تھا لو کا چلہ تھا لیکن مینے اپنی جان کو نام پر اپنے آقا کے نثار کیا یہی خیال تھا کہ اس قاتل کو قلعہ حدید مین لیجاؤن

اسکو قتل کرون کہ کلیجہ ٹھنڈا ہو آج بوقت سحر زیر دیوار قلعہ یہان سے پانچ کوس پر قریب فلان نہر کے
ٹھہرا تھا شہزادہ حمزہ کا رکھ دیا منھ ہاتھ دھو یا ٹہلنے لگا ایک نقابدار بادلہ پوشش آکر پہونچا دیکھتے ہی حمزہ کو
وہ تو آگ ہو گیا تیر سے مجھکو زخمی بھی کیا اگر زیادہ ہوتا قتل کرنے پر آمادہ تھا جان کو غنیمت جان کر بھاگا زیر
قنات گھُس گیا جلد اسکا انتظام کیجیے اُس نقابدار کو تلاش کرنا واجب و لازم ہو ہر چند مینے آپکا نام لیا اسنے
سماعت نہ کی دشمن کو لیکر چلا گیا یہ ضرور عرض کرتا ہون اہالیان لشکر حمزہ سے کوئی پیچھے نہین آیا مینے خاص
اسی واسطے راہ کوہستان وخارستان کو اختیار کیا یہ سنکر عدیل کو ہی بہت جھلایا کہا ای عنطر اس اقلیم مین
کیا مجال کہ جو کوئی میرے دشمن کو رکھ سکے مجھے تیرے کہنے کا یقین نہین آتا سو سو کوس تک سکہ جرأت
میرا جاری ہو ایک غلام میرا لاکھون پر بھاری ہو عنطر نے عرض کی گردن از مو باریک کیا مجال جو حضور کے
سامنے خلاف کہون اقران کو ہی کو مینے گو دیون مین پالا تھا اس قدر مجبور و ناچار ہوا انتہا کا ناگوار ہوا جب لوگون
دیکھ بھاری کی ورنہ حمزہ وہ جوان ہو کہ بعض ملک باختر پر لڑ بھڑ کر قبضہ کر لیا سلطنت نوشیروان چھین لی گنجاب
کو شکست دی عراق اصفہان بھی قبضے مین کیا علاوہ سرداران نامدار کے سنتا ہون ایک لاکھ چوراسی ہزار
پیک بچہ بھی ملازم ہو لیکن غلام نے جوش محبت مین شاہزادون کے کسی بات کا خیال نکیا دست انداز ہوا
عیاری کرکے سے نکلا خوب جانتا ہون جسوقت اُسکے لشکر مین خبر ہو پہنچیگی تلاش مین صدہا عیار نکلین گے
ایسی بات حضور کے سامنے خلاف عرض کرنا تصویرین اُن شاہزادون کی میری آنکھون کے سامنے پھر رہی ہین
لیکن اُس نقابدار نے غضب کیا میری فریاد نسنی قیدی کو چھین لیا مین آپکا نام لیتا تھا وہ جواب سخت دیتا تھا
مین یکہ و تنہا کیا کرتا چالیس جوان اُسکے ساتھ تھے مینے یہ بھی قصد کیا کسی جھاڑی جھنڈی مین چھپ رہون دیکھون
یہ کہان جاتا ہو مقام و نشان و محل ٹہرون لیکن وہ ظالم ایسا ہوشیار تھا کہ مڑ کر دیکھا کیا اور یہ حکم دیا کہ اگر پلٹ کر دیکھیگا اگلی
مرتبہ سر کاٹ لونگا مین مجبور چلا آیا عدیل نے پکار کر کہا ای سرداران کوہستان تمکو اس عیار کی بات کا یقین آتا ہی
نہین معلوم کہان سے شانہ زخمی کر کے چلا آیا پانچ کوس پر قلعہ سے میرا نام لیتا وہ نقابدار مفلوک امان دیتا شیران
دشت میرے نام سے بھاگتے پھرتے ہین یہ کوئی نقابدار بڑا ہی زبردست تھا کہ ہمارے نام کا پاس نہ کیا اس
بے ادب نے شہزادہ دشمن کا چھین لیا سب نے کہا ای شہریار سراسر غلط معلوم ہوتا ہو آپ کی عملداری کے علاوہ
اکثر شکار کھیلتے ہوئے دور نکل گئے جہان کسی راجہ بابو سے آپکا نام لے دیا کہ ہم شہنشاہ عدیل کے تابعدار ہین
رات بھر اُن سبھون نے خدمت کی آپس مین یہ کہا کیے کہ اگر انکا کچھ نقصان ہوجائیگا عدیل کو ہی آکر ہمارے علاقے

کو پھوک دیگا کہ پانچ کوس پر نقابدار نے خوف نہ کیا عجب ایک فقرہ بنا کے لایا شاید وہان جنگ مین زخمی
ہوگیا سرداروں نے جو اس طرح کی باتین کین عنظر بہت گھبرایا عدیل نے کہا اچھا تم جاسوس عیار ہمارے
لشکر کے خبردار ہو تلاش کرکے ہمکو بتلادو کہ وہ نقابدار آگ کے دریا مین بیٹھا ہوا گر وہین سے گھسکر مرا لائیگی تو عدیل
بے عدیل نہ کہنا یا تو یہ بتلادے کہ وہ دس کروڑ کے بیچ مین ہو دیکھ تو کیونکر جانے مین اگر اسکے خلاف ہوا عوض
مین اپنے فرزندون کے تجھکو تیرباران کرونگا او نامرد اس فریب کی کیا ضرورت تھی یہی آکر خبر پہونچا دیتا کہ وہ
دونون تیر و بیر مارے گئے مین سمجھ لیتا اور اب کیا نہ سمجھونگا اسی ہفتہ عشرہ مین نام مسلمانان نہ باقی رہیگا
جا کر خداوند کا بھی دامن پکڑونگا بلکہ گریبان مین ہاتھ ڈال دونگا بے کہے بوجھے ایسی تقدیر کردی اسطرح
کے جوان مارے گئے کہ جنکا مشرق و مغرب مین مثل نہ تھا دو آفتاب چرخ جرأت غروب ہوئے اب تو پہلے
تیرے فریب کا حال دریافت کرنا ضرور ہے کہ تونے یہ کیون میرے سامنے بیان کیا اس نقابدار کو پیدا کر
ورنہ ابھی تیرے قتل کا حکم دونگا اہل دربار پر بھی زوال آئیگا عنظر کو اب کچھ نہین بن پڑتا دست بستہ عرض کی
غلام تلاش کرتا ہے یقین کامل ہے کہ وہ نقابدار اسی جوالی کا رہنے والا ہو زمین کھود ڈالونگا عدیل نے کہا امین
تیرے واسطے خیر ہے یا تو عنظر کا ارادہ تھا کہ اب ہمکو انعام ملیگا غنچۂ آرزو کھلیگا شعلے پر زخم موجود آنکھون مین
آنسو بھرے ہوئے بیرون بارگاہ آیا کسی سوا اسکے شاگردوں مین سب نے چہار جانب سے گھیر لیا پوچھا استاد تم
آپنے کیا کیا عدیل کے مزاج سے آگاہ نہ تھے ایسا امر دروغ بے فروغ بادشاہوں کے سامنے بلا تکلف
عرض کرنا آپکی لیاقت سے خلاف تھا لیکن آپ نے جو سنا سب جانا وہ کیا اب غلاموں سے حکم دیجیے کوئی نقابدار
بنکے لے آئین یہ تو ممکن ہے کسی غریب کو لالچ دیکر نقابدار بنا دین لیکن حمزہ کو کہان سے لائین عنظر نے تم
پیٹ لیا کہا یارو تم بھی مجھکو جھوٹا جانتے ہو مجھے کیا ضرورت تھی کہ ایسا فقرہ بنا کر لاتا میری شفقت خاک مین
ملی بقول ذوق دہلوی حسرت وانگیز ہوئی نظم

جو رنگ رنج ماتم کا یہاں نشو و نما ہوتا
دل سخت کاش کافر حجر الاسود ہوتا
بنا رنگ اسکا کیونکر کہو بار حرف اٹھاتے
تو پھر ایک عرصہ گاہ عدم و وجود ہوتا
وہ ہین کیا جو زمانے مین یہ بشر [illegible]

تو زمین شور زدہ ہوتی نہ فلک کبود ہوتا
تری بزم مین تو جلتا کہ تجھے بھی بو پہونچتی
کہ جو صد لتہ سے بھی ہر کبود ہوتا
جو حسد کسی کو تجھپر ہو تو ہے تری ہی خوبی
ترے جانثار کا سا نہین دست بود ہوتا

کسی رنج کش کو دیتا تو کچھ اسکو سود ہوتا
جو تو بھی شعلہ کو جلنا تو بلا سے عود ہوتا
یہ حیات چند روزہ جو نہ سد راہ ہوتی
کہ جو تو نہ خوب ہوتا تو وہ کیون حسود ہوتا
تری در کی جبہہ سائی اگر اشک پھر کرتے

سر قطرہ قطرہ پر اک اثر سجود ہوتا | کوئی زہر نوش مجھسا نہیں سونچا دوزخ | شجر زقوم دوزخ مین بھی خشک ہو ہوتا

یہ اشعار پڑھکر عنطر خوب رویا کہا یارو مین نے اپنی جان دیکر یہ کام کیا عیاران لشکر اسلام کے سامنے کون عیاری
کرسکتا ہے مین محبت مین مشغول عدو اقران کے فقیر بن کر بھوکا پیاسا پڑا رہا صاحبقران کو چرا کے لایا زیر فنات شہنشاہی
لوٹا گیا ہمارے شہنشاہ کیا خوب عدالت فرماتے ہین اپنے خیرخواہ دولت کو جھوٹا بناتے ہین شاگردون نے سر
جھکا لیا آپس مین اشارے ہوے اُستاد ہمسے بھی یہی کہتے ہین عنطر نے اُن سبھون کے جو تیور دیکھے پرانا عیار
جہاندیدہ بشرہ شناس اپنا منھ پیٹنے لگا کہا یارو تم بھی مجھکو جھوٹا جانتے ہو سب نے کہا اُستاد جو آپ کہتے ہین سچ ہوگا
عنطر نے کہا خیر یارو اسکا ظہور ہو گا اب تو مین جاتا ہون نقابدار کا پتہ لگاتا ہون یا اس جستجو مین اپنی جان دونگا
یا اُس جلاد کو تلاش کرونگا وہین کھڑے کھڑے اُسنے اپنا زخم باندھا کمر ہمت مضبوط باندھ کر تلاش مین نکلا عدیل
اپنے مقام پر بلبلا رہا ہے وزیرون سے کہتا ہے یارو عنطر کی قضا میرے ہاتھ سے ہوا اسنے میرے سفر مین خلل
ڈالا خوب بیٹھے بیٹھے جھگڑا لگا لیا آپ لوگ فکر مین رہین جلد لاکر ہمکو خبر سنائین ایسا نہو کہین بھاگ جائے
سب نے عرض کی حضور صاحب اقبال ہین کہان چھپیگا ہم لوگ اُسپر تاکید کرینگے یہان تو یہ ذکر ہے عنطر بیادم
قلعہ سے نکلا دیہات قریات چھانتا پھرتا ہے نہایت انتشار بیقرار اُسکا کہین پتا نہین ملتا ایک دن خیال مین آیا
عرصے سے ملکہ باغ مین داخل ہے چلکر اُسکے باغ مین بھی تلاش کرون یہ سوچ کر دن کو قریب در باغ ملکہ سہیل آیا
چوبدار وغیرہ دروازے پر حاضر تھے اُن سب نے پوچھا میان عنطر صاحب کئی دن سے ملکہ کی طبیعت علیل ہے
دروازہ باغ کا بند رہتا ہے کوئی جانے آنے نہین پاتا ہم لوگون کو حکم ملا ہے کوئی غیر یہان نہ آنے تم اگر ملازم قدیم ہوتے
تو ہم تمکو بھی منع کرتے یہ سنکر عنطر کا ماتھا ٹھنکا لیکن خاموش ہو رہا صحرا مین جا کر ٹھہرا جب مہر انور غروب ہوا
پردہ غیب حائل ہو گیا قنطورہ زربفتی سے آراستہ ہو کر یہ باغی جستجو سے سرو خرامان گلشن جرأت مین نکلا کمند مار کر
دیوار پر آیا اب جو نگاہ اُٹھا کر دیکھا آراستگی باغ نہایت لطافت سے چاندنی دیکھنے کا سامان ہر نخل بادلہ پوش
نازنینان زہرہ جبین کا جا بجا خروش وسط باغ مین مسند جواہر نگار پر ملکہ سہیل جلوہ فرما پہلو مین زلف نگار ثانی سلیمان
اس وقت یہ ذکر ہے صاحبقران فرما رہے ہین آج مجھکو کئی دن اس مقام پر گذرے اہالیان لشکر ہمارے
بیقرار ہونگے مین دربار مین عدیل کوہی کے جاؤنگا انشاء اللہ اُس سے مقابلہ ہو لیکن اول ہیبت بٹھاؤنگا کہ
وہ ہمارا بندگ ہوا اگر نہ مانیگا اسطور کا کلام کیا جائیگا یا لڑ بھڑ کر اپنی جان دونگا اب یہان سے اسطرح جانا ممکن
نہین ہے بیٹھے مین عنبر کا قدم آئے شکار نہو ملکہ عالم ادہر ہی ہین وہ ان صاحبقران تمام بیلو گئی ہین مین آپکو

بجانے دونگی میں آپکے ساتھ ہوں اپنے لشکر کو چلیے باپ میرا ایسا نہیں ہے بڑے بڑے پہلوان اسنے مارے ہیں اس سے
کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا ہے کبھی رو رو کر صاحبقران کے سامنے یہ اشعار پڑھتی ہے نظم

ہوس یہ رہ گئی دل میں کہ مدعا نہ ملا
گلا عبث ہے اگر وہ ملا بلا نہ ملا
نہ دے تو ہاتھ سے ہوں ضعف سے میں [illegible]
اڑا اڑا کے ہمیں خاک میں صبا نے ملا
غرق بحر ستم عمر کی ہوئی کشتی
یہ سب ملے ہمیں پر یار باوفا نہ ملا
پھنسے ہزار تمنا سے کیوں نہ بے کھٹکے
تو اپنے بلبل دل کو نسیم سا نہ ملا

بہت جہان میں ڈھونڈھا پر آشنا نہ ملا
عجیب قسمت بد تھی شب فراق میں ہم
ہوائے شوق فنا میں جہاں اڑا نہ ملا
وہ کشتہ نگہ قہر تھا کہ محشر میں
بہت سا ہمنے پکارا پر ناخدا نہ ملا
عجیب جوش جنون میں ہوئی تھی پامالی
کہ خار کو کوئی ہمسا برہنہ پا نہ ملا

ہوا ہے کون سا معشوق باوفا اے دل
کمال ڈھونڈھ پھرے خانہ قضا نہ ملا
جو اب گلی بھلا روز بازپرس تو کیا
مرے جلانے کو احکام دلربا نہ ملا
کمال و عیش و جوانی و ملک و مال و طرب
کہ ایک آبلہ تک دوستدار پا نہ ملا
بہت سی کرتے رہے باغ دہر میں گلگشت

کبھی ناز کبھی نیاز صاحبقران زمان دامن سے اشک پاک کرکے فرماتے
ہیں ملکہ تمہاری حکایت و شکایت بالکل بیکار ہے یہ حقیر پر تقصیر اس مقدمے میں مجبور ہے چارہ ہی سوچو تو کہ ہمارے
لشکر میں کیا گذرتی ہوگی عیار و سردار تاجدار انتشار میں ہونگے لقا ایسے حریف سے مقابلہ خدا نخواستہ نعوذ شگون
ہوئے کچھ ناموس پر افتاد پڑے ہزار طرح کا خیال میرے جانے کے بعد پھر تمکو صدمہ رہیگا انشاء اللہ پروردگار دو
اڑ بگاس لوگی کہ یا عمدیل مسلمان ہوا یا مارا گیا ہم مثل آفتاب عالمتاب ہیں مخفی ہوکر کہیں نہیں رہ سکتے اگر یہاں
بھی رہینگے دو چار دن میں حال کھل جائیگا پس ہمارا یہاں سے نکلنا ہی مناسب ہے اور تمکو ہمراہ لیکر مثل چوروں
کے بھاگیں تمام عالم میں اپنے کو بدنام کریں دوست دشمن مطعون کرینگے جا بجا یہی چرچا ہوگا صاحبقران عمدیل
کی بیٹی کو لیکر مثل چوروں کے بھاگے مجھکو غیرت میں جان دینا پڑیگی کس کس کے سامنے یہ سب بیان کرتا پھرونگا
کہ ملکہ نے نہ مانا تمام ملکوں میں خبر پہونچ جائیگی جب ملکہ کو بہت بیقرار پایا صاحبقران نے فرمایا اچھا ہم نجائینگے
دل میں مصمم ارادہ کر لیا جب یہ سو جائیگی رات ہی کو عرکب پر سوار ہوکے نکل جائینگے صبح ہوتے ہوتے قلعہ حدیبیہ میں
پہونچینگے معشوق کو رنجیدہ کرنا کیا ضرور یہ جو صاحبقران نے فرمایا ہم نہ جائینگے ملکہ خوش ہوگئی باتیں راز و نیاز کی
ہونے لگیں لیکن عنبر نے جو یہ راز و نیاز دیکھا آتش رشک و حسد سے جل گیا یہ بھی ملکہ کی زبانی سن چکا کہ میں نقابدار
بنی ہوئی تھی عنبر عیار کو زخمی کرکے آپ کو چھین لائی غصے میں دیوار سے کودا دل میں سوچتا ہوا کہ چل کر سیان عمدیل
صاحب کو لاؤں انکو یہ تماشہ دکھاؤں کہ آپکی صاحبزادی صاحب نقابدار بنکر جنگلوں میں پھرتی ہیں آپکے فرزندان

قاتل کو پہلو مین لیے بیٹھی ہین جب بخوبی یقین کامل ہو گا خوش ہو جائینگے یہ سوچتا ہوا طرف قلعہ کے بھاگا ہوا جاتا ہی
صاحبقران نے فرمایا ای ملکہ اب رات زیادہ آئی چلو آرام کرو ملکہ خوش ہو گئی صاحبقران نے اسی واسطے
ملکہ کو ایک دو جام شراب بھی پلا دیے کنیزون کو بھی حکم پینے کا دیا اسی واسطے کہ سب سو جائین صاحبقران
بارہ دری مین آتے آتے ہی ملکہ نے آرام فرمایا کنیزین بھی جاگی ہوئی تھین سو رہین صاحبقران اُٹھے سلاح
ذات پر آراستہ کیے ایک مرکب عربی اصطبل سے ملکہ کے لیا اُسکو بھی آراستہ کیا پشت باغ کا دروازہ کھول کر
صاحبقران نامدار شب تیرہ و تار مین باغ پر بہار سے نکلے باتون باتون مین ملکہ سے نشان دریافت کر لیا تھا
سمت قلعہ مذکور روانہ ہوے انکو تو راہ مین چھوڑیے وقت پر ذکر تحریر ہو گا مگر عنطر صبا دم اُڑا ہوا چلا آتا ہی اندر
قلعہ کے آکر پہونچا راہ مین اہالیان طلایہ ملے کوتوال سے ملاقات ہوئی پوچھا متر صاحب کہان سے آتے ہو اسوقت
بہت خوش ہو کچھ پڑا پایا بادشاہ نے ہمکو حکم دیا تھا عنطر کے مکان کی حفاظت کرو عورتون کو لیکر نہ کہین بھاگ جائے
عنطر نے کہا کوتوال صاحب کیا ہیچ کیسی چوری کی ہی اب آج حال کھل جائیگا مار آستین گرگ بغل نے بیٹھے بیٹھے
قیامت برپا کی میان عدیل صاحب آپ تو زندیان نوکر رکھتے ہین صاحبزادی کی خبر نہین اُسنے بھی معشوق تلاش
کر لیا ہم پر ناحق غصہ آیا بیگناہ کا خون بہایا دیکھیے تو آج کیا مزے ہوتے ہین کوتوال نے کہا ای عنطر مفصل تو
بیان کر عنطر بھاگا یہ کہتا ہوا کہ کوتوال صاحب مجھکو فرصت نہین ہی دوڑتا ہوا دولت شہنشاہی پر پہونچا محلدار
سے کہا جاکر شہنشاہ کو جگا دو عرض کیجیے فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوا جان نثار عنطر عیار در دولت پر حاضر ہی آپکے فرزندون
کے قاتل کا پتا مل گیا محلدار نے کہا او دیوانے دو پہر سے شب تجاوز کر چکی ہی پہلوان دوران آرام مین ہین میری
یہ مجال ہی کہ جاکر بیدار کرون عنطر نے کہا بی محلدار صاحب وقت ٹل جائیگا دشمن قبضے سے نکل جائیگا مین
صبح کو صاف صاف کہدونگا تمھاری ناک چوٹی کاٹی جائیگی تم زبردستی جاکر شاہ کو جگا دو ہمارا نام لو اتنا کہدینا
کہ عنطر کہتا ہی جلد باہر تشریف لائیے ورنہ آپکے فرزندون کا قاتل بھاگ جائیگا مجبور کانپتی ہوئی محلدار اندر آئی
ڈرتے ڈرتے شاہ کے قدمون پر ہاتھ رکھا عدیل نے آنکھ کھولی غصے مین پوچھا کیا ہی محلدار نے زبانی عنطر کی سب
کیفیت عرض کی عدیل غصے مین اُٹھا ہتھیار لگائے جھنگھارتا ہوا مثل فیل مست باہر آیا عنطر نے جھک کر سلام کیا
کہا حضور جلد سوار ہون دشمن کا پتہ لگایا ہی جن صاحب نے مجھکو زخمی کیا تھا انکو آنکھون سے دیکھ آیا عدیل نے
کہا وہ کون سرکش و بیباک ہی جسنے ہمارے گنہگار کو اپنے گھر مین رکھا عنطر نے دست بستہ عرض کی غلام نے جلدی
مین نام نہین دریافت کیا صورت بخوبی پہچان لی حضور جلد سوار ہون ورنہ شکار ہاتھ سے نکل جائیگا بادشاہ کا

خلاف وقت بیرون محل تشریف لانا روسا اُمرا اور راجہ شنکر دوڑے لشکر مین کمر بندی ہونے لگی چار سو افسر کمیدان
رسالدار وغیرہ مسلح ہو کر سامنے آئے دیکھا **عدیل** کوہی گینڈے پر سوار ہوا ہی **عنطر** دست بستہ کچھ عرض کر رہا ہی
عدیل قبضے پر ہاتھ ڈال کر کہتا ہی ایک ذی حیات کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ سنکر افسرون نے عرض کی کہ ای پہلوان
دوران ای رستم کوہستان اس شب تیرہ و تار مین کہان جانیکا ارادہ ہی **عدیل** نے کہا **عنطر** نے نام نہین دریافت
کیا جس نے حمزہ کو چھین لیا ہی اُسکا مقام دیکھ آیا ہی مارو بڑا تعجب ہی کہ اس کوہستان کا رہنے والا ابا بدولت کا
نام سُنے ہمارے خونی کو چھین لے اس وقت تک مجھکو یقین نہین آتا **عنطر** کہتا ہی مین آنکھون سے دکھا دونگا
عرض کی کیا احتیاج ہی **عدیل** بدمزاج قبضے پر ہاتھ جھلاتا ہوا گینڈے کو بڑھا کر چلا پشت پر چار سو افسر بارہ
ہزار کوہیان خود سر اس کر و فر سے بیرون قلعہ آئے **عدیل** نے **عنطر** سے کہا کیا کوئی قلعہ دار ہی بڑا بادشاہ
عالی وقار ہی دو چار لاکھ فوج کا حاکم ہی کئی شہرون کا ناظم ہی **عنطر** نے کہا حضور ابھی نام نہین بتاؤنگا مقام خاص تک
پہونچا دونگا وہان باغ مین یکایک ملکہ کی آنکھ کھلی پہلو مین صاحبقران کو نہ پایا کنیزون کو آواز دی بہ حیران
خاص دوڑی ہوئی آئین ملکہ نے کہا دیکھو تو صاحبقران کہان ہین ایک کنیز نے عرض کی اصطبل مین ایک
مرکب بھی نہین ہی پشت باغ کا دروازہ کھلا ہی ملکہ نے منہ پیٹ لیا کہا لو جو غضب ہوا صاحبقران طرف
قلعہ حدیبیہ کے گئے ہین صاحبو دیکھو وہان مجمع عالم ایک ایک دغا باز حیلہ ساز خدا اُنکی جان بچائے
ہائے کسکو بھیجون کون خبر لائے رات کو جب مین نے کہا تھا اُسی وقت اُنکے تیور سے معلوم ہوتا تھا کہ مجھکو بہلائے
مین ہائے ای گلعذار دل کی کیا کیفیت کہون بقول زیب النسا مخفی

نظم

راز الست مرا گفتنی نیست	وین راز کس نہفتنی نیست	زان غنچہ نمفاتم بگوش ست
کان راز نہان شگفتنی نیست	پژمردہ چو گشت غنچۂ دل	از آب و ہوا شگفتنی نیست
قصدم چہ کنی کہ خون ناحق	پنہان شدنی نہفتنی نیست	مخفی چو جرس بنالہ خو کن
این درد دل است رفتنی نیست	بنگر دشت پر در جنونم سر بیکارم نیست	زہر آشام فراقم بوطن کارم نیست
شربت وصل کجائی کہ ازین بیش مرا	طاقت تشنہ لبی با دل بیمارم نیست	یوسف مصر چو برگشتم واز بیخبری
صد عزیز است بہر شہر خریدارم نیست	مجمع زلف پریشان مکن از بہر دلم	گر پریشانی زلف تو چو دستارم نیست
ورتہ سنگ ملامت شدم از عشق ہنوز	نیست سنگے کہ درین راہ طلبگارم نیست	نخل اندیشہ ام و بار تفکر دارم
میوۂ تازہ تر از بار گرانبارم نیست	گر دلم گشتہ گرہ راز تو مخفی چہ کنم	کہ زبان در دہنم محرم اسرارم نیست

ان اشعار آبدار کو پڑھکے اس طرح بلک کر ملکہ سہیل گلعذار روئی ستارہ ہاے اشک ماہ رخسار پر چمکنے لگے ہچکی لگ گئی گلعذار نے عرض کی بولی خدا صبر کیجیے دل پر جبر کیجیے مین ابھی خبر منگاتی ہون کیسے خود جاؤن اپنی آنکھون سے دیکھ آؤن اتنا تو ضرور عرض کرتی ہون وہ اپنے زمانے کے صاحبقران ہین جو فرماتے تھے وہی کرینگے بیشک بارگاہ مین عدیل کے گھس جائینگے جب آپ لیکر صاحبقران کو آئین تبھین ہمنے جب ہی سمجھایا تھا کہ اس کمبخت عشق وعاشقی کے کوچے مین قدم رکھنا بہتر نہین آٹھ پہر کی مصیبت صدملت شب فرقت اس خانہ خراب نے کس کس کو نہین رلایا کیسے کیسے جوانون کو خاک مین ملایا ہے بموجب قول رعنا نظم مسدس

ہر فلک صفحہ ہر اک نخل قلم گر ہو جائے
آب ظلمات سیاہی لب کوثر ہو جائے
گذرے گر نوح کی بھی عمر میسر ہو جائے
عشق کا حرف بھی لکھیے تو وہ دفتر ہو جائے
حضرت عشق کی القصہ ہے آخر تقریر
عشق وہ چیز ہے سب کہتے ہین جسکو تاثیر

کوئی شے عشق سے خالی نہین ہرگز واللہ
سوز کا فرد درویش سے لیکر تا شاہ
کون سی شے ہے کہ جسمین نہین اس عشق کو راہ
ذرّے سے مہر فلک مہر سے لیکر تا ماہ
اپنے عالم مین عجب اپنا دکھایا جلوہ
کون سی چیز ہے جسنے نہین پایا جلوہ

عشق اور حسن مین آپسمین نہایت مانوس
عشق اگر شمع ہے تو حسن پری ہے فانوس
بتکدہ عشق ہے اور حسن صنم ہے ناقوس
ہے فریبِ دلِ عاشق کو بڑا جالینوس
ہر طرح سے دل انسان کو لبھا لیتا ہے
ہر بہانے سے یہ عاشق کو پھنسا لیتا ہے

عشق ہوتا نہ جہان مین تو نہوتی الفت
قیس کو لیلی سے زنہار نہوتی رغبت
ہوتی گلرویون سے کب باغ جہان کو زینت
شوق وصل اور غم ہجر سے ہوتی فرحت
لطف کیا زیست کا انسان کو حاصل ہوتا
ایک گر ایک پہ دنیا مین نہ مائل ہوتا

فاختہ اشک سے اپنا نہ کبھی منھ دھوتی
حلقۂ طوق سے قمری کو نہ زینت ہوتی

صحن گلشن مین نہ گل کے لیے بلبل روتی
ایک گر قطع نظر بدر سے شبکو سوتی

صاف پروانون سے ہر شمع کا دامن ہوتا
شہر خاموش بہاران مین بھی گلشن ہوتا

قیس کیون نجد مین سرگشتہ و ویران ہوتا
نہ کبھی مائل بلقیس سلیمان ہوتا

سنگ دل شیرین کا فرہاد نہ خواہان ہوتا
مصر کے تخت پہ کیونکر مہ کنعان ہوتا

عشق ہر چیز مین اک شان دکھا دیتا ہی
ذرہ خاک کو خورشید بنا دیتا ہی

گلعذار نے جو یہ بند مسدس کے پڑھے ولولہ جنون نے اور زیادتی کی آب نصیحت نے آتش عشق نہ بجھائی شعلہ ہاے فرقت نے سر کھینچا ساتھ آہ کے منھ سے دھوان نکلنے لگا ہر ایک اعضاے جسمی جلنے لگا ملکہ تو اس حال مصیبت مآل مین رو رہی ہی آخر مین یہی صلاح ٹھہری کہ ایک کنیز کو واسطے خبر کے روانہ کرین اُدھر عدیل کوہی جب تین کوس شہر سے نکل چکا خیال جو کیا عنطر طرف باغ ملکہ سہیل کے لیے جاتا ہی عدیل نے گھبرا کے کہا اے عنطر یہان کوئی قلعہ یا قریہ قریب نہین ہی اب صاف بیان کر مجھکو کہان لیے جاتا ہی کیون راز اصلی چھپاتا ہی آخر وہ کون سا سرکش ہی جسنے لشتارہ میرے دشمن کا چھین لیا میرے فرزندون کے قاتل کو گھر مین بٹھا لیا عنطر کو ضبط کی طاقت باقی نہ رہی کہا حضور مین کیا عرض کرون غصے سے حضور کے ڈرتا ہون صاف صاف نہ کہتا جب حضور آنکھون سے دیکھتے تب لطف حاصل ہوتا اب ضبط نہین ہو سکتا بموجب مضمون مصرعہ چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی ہ اے شہنشاہ گیتی ستان آپ کی صاحبزادی صاحب ملکہ سہیل فنون سپاہ گری مین طاق ہوئین نیزہ بازی اسپ تازی مین شہرۂ آفاق ہوئین نقاب چہرے پر ڈال کر براے شکار جاتی ہین یہ انہین کا کام ہی مجھکو زخمی کیا لشتارہ چھین لیا باغ مین باغی کو لیگئین پہلو مین بٹھایا وہ تو اپنے زمانے کا صاحبقران ہی کہتا ہی جا کر عدیل کوہی سے لڑون وہ دامن تھامے رو رہی ہین فرماتی ہین مجھے لیکر نکل چلو وہ کہتا ہی میری جرأت سے خلاف ہی یہ فرماتی ہین مجھکو اکیلا چھوڑے جاتے ہو یہ کیسا انصاف ہی وہ جلسہ دیکھنے کے لائق ہی یہ سنکر عدیل کوہی مثل شعلۂ جوالہ بھڑکا مثل ابر گرجا کہا او نامعقول سچ بتلا تجھسے کسنے خبر کہی عنطر نے کہا کسنا کیسا مین اپنی آنکھون سے دیکھ آیا ہون اسیواسطے آپ کو شب کو تکلیف دی کہ اس جلسہ کو عاشق و معشوق کے آنکھون سے ملاحظہ فرمائیے تب غلام کی جانبازی کی قدر ہوگی عدیل نے کہا اے عنطر اگر حقیقت

مین مقدمہ اسی طرح ہی پہلے اُس گیسو بریدہ کو قتل کرونگا بعد اُس سرکش کو سزا دونگا اگر تو نے یہ خبر سنکر میری بیٹی کو
بدنام کیا تو لات و منات کی قسم کھاتا ہون کہ چھاتی پر چڑھ کر تیرا خون پی لونگا دوسرے یہ کہ او بیحیا اگر تو مجھسے صاف
صاف قلعہ مین کہدیتا یکہ و تنہا آتا سردار دن کو ساتھ نہ لاتا عنطر نے کہا حضور مجھکو بھی تو سب طرح کا خوف ہی اگر آپ
یکہ و تنہا آتے وہ آپکے خوف سے بھاگ کر نکل جاتا آپ پہلے چہار جانب سے باغ کو گھیر لیجیے مین آپکے ہمراہ ہون
باغ مین گھس چلیے صاحبزادی صاحب اُسکو پہلو مین لیئے بیٹھی ہونگی ملاحظہ فرمائیے گا خواہ انعام یا سزا دیجیے گا یہ
کہکے عنطر نے اہالیان فوج کو آواز دی باغ کو ملکہ کے جا کر چہار جانب سے گھیر لو خبردار کوئی مرد و عورت باہر نکلنے
نہ پائے عدیل کو انتہا کا حجاب فرط قہر و غضب سے بیتاب افسران فوج آپس مین کہتے ہوے کہ عنطر نے
کیا حکم دیا کیا ملکہ کے باغ مین صاحبقران چھپے ہین بعض نے کہا کسی لونڈی باندی کی وجہ سے باغ مین پہونچگیا
ہوگا ایک نے کہا یہ غیر ممکن اتنا بڑا شخص اماد نوشیروان کنیزون کی وجہ سے چھپے یہ کام کسی بڑے آدمی کا ہی
ایک نے کہا تمھین ان جھگڑون سے کیا کام ہی باغ کو چل کر گھیر لو ہمین یقین ہی آج نیا گل پھولیگا دیکھین کس کی
جان پر آفت آتی ہی بہار کیا رنگ لاتی ہی اب اس عرصہ مین ستارہ سحری بھی چمک چکا افسرون نے چہار جانب سے
باغ کو گھیرا ملکہ نے جب حال اپنا غم مین صاحبقران کے بہت ابتر کیا صنوبر نام ایک کنیز اکڑ کے اٹھی کہا حضور
سیدھی طرف قلعہ کے جاتی ہون خبر مفصل لیکر فوراً آتی ہون ملکہ نے گلے مین ہاتھ ڈال دیے کہا میری اچھی لوا
جلدی جاؤ اگر راہ مین مل جائین میرے سر کی قسم دینا کہ پلٹ چلیے ورنہ ملکہ اپنی جان دیدیگی انکو میرے نام
محبت ہی ضرور چلے آئینگے پھر مین سمجھا لونگی میرے سامنے مجال نہین ہی خلاف میرے حکم کے کرسکین صنوبر نے
کہا حضور مین واپس لاؤنگی قدمون سے لپٹ جاؤنگی میرا کہنا بہت مانتے ہین ضرور چلے آئینگے آگے آگے
صنوبر پیچھے پیچھے ملکہ سہیل پیغام ختم نہین ہوتا دوڑ دوڑ کر صنوبر کا ہاتھ تھام لیتی ہین فرماتی ہین صنوبر قسمین دلانا
میری جانب سے ہاتھ جوڑنا جسطرح بنے پھیر ہی لانا بہ مشکل صنوبر در باغ سے نکلی اب جو اسنے دیکھا ہزارہا
سوار پیدل گرد باغ کے کھڑے ہوے نیزے بلارہے ہین گھبراگئی یکایک دیکھا سامنے عدیل کو ہی متر عنطر
سے کچھ باتین کرتا ہوا سامنے ہویدا ہوا صنوبر الٹے پاؤن پلٹی ملکہ سہیل بیچ باغ مین دعائین مانگ رہی تھی
کہ صنوبر گھبرائی ہوئی آئی کہا ملکہ آپکے والد نامدار تشریف لاتے ہین بارہ ہزار فوج نے چہار جانب سے باغ کو
گھیر لیا یہ سنکر ملکہ کانپنے لگی کہا صنوبر تمنے اپنی آنکھون سے دیکھا عرض کی دیکھنا کیسا دیکھیے تو تتق گرد بلند ہی
سوار پیدل سب آگئے ملکہ جب بہت گھبرائی گلعذار نے عرض کی آپ کیون گھبراتی ہین خدا نے فضل شریک کیا

وہ سرو روان بوستان صاحبقرانی پہلے ہی باغ سے نکل گیا اب کوئی کیا کرسکتا ہے افشان پیشانی سے چھوڑ رہے ٹے
در باغ تک برائے استقبال آئے دیکھیے مسبب الاسباب نے کیا سبب پیدا کیا لیکن خدا صاحبقران کی جان
بچائے ملکہ نے افشان وغیرہ چھوڑائی سپید محمودی کی چادر منگا کر اوڑھی در باغ پر آکر ٹھہرین عدیل کوہی در
باغ پر آکر اترا چوبدار وغیرہ جو یہان رہتے ہین سب نے سلام کیا عدیل نے دیکھا دروازہ باغ کا کھلا ہوا عنطر سے کہا
کیون رے تو تو کہتا تھا دروازہ بند رہتا ہے عنطر کا چہرہ زرد عدیل قبضے پر ہاتھ ڈالے ہوے اندر باغ
کے آیا عنطر بھی ساتھ ہوا بیٹی کو دیکھا چادر سپید اوڑھے ہوئے کھڑی ہے برائے تسلیم خم ہوئی جوش محبت سے
عدیل بیقرار ہو گیا ضبط کرکے کہا کیون سہیل تو نقابدار بنکر ہمارے شکار جاتی ہے ملکہ نے دست بستہ عرض کی
ہین اکثر حضور کے ساتھ بھی اسی طرح گئی ہون سب فنون سپاہ گری حضور نے سکھائے بیشک مین اکثر
جاتی ہون کیا خطا ہوئی اس طرح ڈر کر ملکہ نے یہ باتین کہین عدیل کا دل بیقرار ہوا کہا صاف بتا
صاحبقران کو تو باغ مین لائی ہے ملکہ نے کہا صاحبقران کسی پھول کا نام ہے سنیے تو آج کل کوئی نیا درخت
بھی نہین لگا یا مدت کا ذخیرہ ہے فصل برسات مین درخت بوئے جاتے ہین یہان بھی وہی وتیرہ ہے عدیل
کوہی نے پلٹ کر عنطر سے کہا تو نے سنا وہ بیچاری نام بھی نہین جانتی کہتی ہے کس پھول کا صاحبقران نام
ہے عنطر نے کہا حضور مین تو اپنی آنکھون سے دیکھ گیا تھا عدیل پھر طرف سہیل کے متوجہ ہوا کہا اے نور نظر
گھبراؤ نہین صاحبقران داماد نوشیروان ایک آدمی کا نام ہے عنطر عیار ہمارا اسکو چورا کر لایا تھا تمنے چھین لیا
باغ مین لاکر بٹھایا تم کہتی تھین مین تیرے ساتھ نکل چلون وہ کہتا تھا میری ہتک ہے یہ سنکر دل تو ملکہ کا بھر آیا
تصویر صاحبقران کی آنکھون کے سامنے پھر گئی باپ کو کچھ جواب نہ دیا سر جھکا کر رونے لگی صاف ظاہر تھا
کہ صدف کا منہ کھل گیا گوہر آبدار اشک نکلنے لگے اعضا سوز فرقت سے جلنے لگے ہچکی لگ گئی لیکن گلعذار
نے بڑھ کر عرض کی واہ حضور آپ ہماری بھولی ملکہ کو ناحق رلاتے ہین وہ کیا جانین صاحبقران کون نوشیروان
کس جانور کا نام ہے باغ سارا موجود ہے تلاش کر لیجیے وہ تو آپکی نور نظر ہین ہم سبکو سزا دیجیے حضور یہ وہ باغ
ہے سبزۂ بیگانہ تک کا نام نہین حکم ہے کہ نخل مردانہ ہمارے باغ مین نصب نکرو کیا مجال یہان کوئی عشق عاشقی کا
نام لے بلبل نام گل سے بیزار برائے قمری ذکر سرو شل دار کیا مجال آواز کو کو سنا لے عشق و عاشقی کا نام
لب تک آنے نہ کہ کسی غیر شخص کو باغ مین آنے دیتی اگر ایسا ہوتا ہم خود جاکر حضور سے اطلاع کرتے ناچ
گانے کی صحبت رہتی ہے ہم سب کنیزین سوانگ بنتی ہین رات کو بادل سبھا کا ناچ تھا مین جوگن بنی ملکہ نے

کسی کو شاہزادہ نہ بنایا فریاد مروانے کے ڈر سے سنکر کوئی ہمارے سامنے نہ آئے ہمکو بڑی شرم آتی ہو نام سے مرد کے
طبیعت گھبراتی ہو بادن سبھا کا تماشا سونا رہا شاہزادہ نہ بنایا گیا عدیل کو ہی غصے مین کانپا عنطر کا ہاتھ پکڑ
کہا او بدزبان بے ایمان بتلا وہ جوان کہان ہو عنطر کے ہوش اُڑ گئے تمام باغ کو چھانا اُس گل باغ جرأت
کی دماغ مین بو نہ آئی اب اندر سے کھینچتا ہو عدیل عنطر کو بیرون باغ لایا افسران فوج قریب آئے عدیل نے پکار کر کہا تمھی
صاحبو کچھ سنا پہلے وہ فقرہ بنا کے لایا کہ مین حمزہ کو پکڑ لایا تھا کسی نے چھین لیا اب رات کو جا کر مجھے جگایا
اتنی بڑی تہمت میری دختر بلند اختر پر لگائی کہ حمزہ کو باغ مین جگہ دی ہو کہتا تھا وہ پہلو مین اُسکو لیے بیٹھی ہو
صاحبو پوچھو اس سے صاحبقران کہان ہین عنطر پر جوتیان پڑنے لگین عنطر کہتا ہو مین کس مصیبت مین
پڑا ثواب کا عذاب ہوا کیا ہے تمام افسران فوج کا دن کا دن کر رہے ہین کوئی کہتا ہو اسے دار پر کھینچو کوئی کہتا ہو
اسکی بوٹیان کاٹو غضب کیا بیحیا نے ایسی صاحب عصمت وعفت پر تہمت وہ بیچاری ان باتون کو کیا جانے
ابھی چار دن سے پردہ ہوا ہو ورنہ بارگاہ مین آتی تھین ہم سب نے گودیون مین پالا روٹی روکے مانگتی تھین بازار
مین پھرنے والیون کے یہ کام ہوتے ہین یہ شاہزادیان گوشہ نشین ان معاملات کو کیا جانین عدیل نے غصہ
مین آکر کہا کہ او مکار تو کچھ جواب نہین دیتا کیا ہم تجھسے پوچھتے ہین صاف نہین بتاتا عنطر نے کہا حضور مین تو
اپنی آنکھون سے دیکھ گیا تھا حمزہ صاحبقران داماد نوشیروان اسی باغ مین بیٹھے تھے تلوار برسا رہے تھے
اب نہین معلوم کیا ہوا سب کنیزون نے مل کر کہین چھپا دیا عدیل نے غصے مین ایک ہاتھ تلوار کا مارا عنطر کے
دو ٹکڑے ہوئے کہا لاش اس بیحیا کی کھینچکر پھینکدو ناحق اسنے مجھکو کئی دن روکا اب تک تو مین تا بہ لشکر
صاحبقران پہونچ گیا ہوتا اپنے فرزندون کے خون کا بدلا لینا واجب و لازم ہو اب اسی طرح رد ادی کر کے
تا بہ کوہ عقیق گلزار سلیمانی جاؤنگا قدرت سے کہکر طبل جنگی بجواؤنگا سر میدان حمزہ کو تو کون سامنے قدرت کے
لڑون سب نے عرض کی بہت مناسب ہو ہر ایک جان نثار زیارت خداوند قدرت کا طالب ہو وہان کی
سر فروشی مین بڑا نام ہو اگر وہان قتل ہوئے قدرت زندہ بھی کر سکتے ہین آج مجھکو بڑا قلق ہوا کہ اس بیحیا نے
مجھے بدنام کیا اپنی جان دی اب قلعہ سے جھٹ پٹ سامان لاؤ بارگاہ وغیرہ مع خزانہ ہم اسی مقام پر ٹھہرے
ہین یہ کہکے قریب در باغ ملکہ اُتر پڑا چند افسر واسطے لینے بارگاہ وخزانے کے چلے یہان ملکہ سہیل کا عجب
حال ہو ہر چند کہ یہ خبر پہونچی وہ مفسد مارا گیا واصل جہنم ہوا ایک دشمن تو کم ہوا یارہ دری مین آکر ٹھہری کنیزون
سے کہا کہو صاحبو اب مین کیا کرون فلک نے نیا سامان دکھلایا نہین معلوم وہ کدھر نکل گئے خدا انکی جان بچائے

دیکھیے تقدیر کیا دکھاتی ہے ایسا نہو وہ بھٹک کر اس طرف آجائین تو غضب ہو ہماری جان پہ بڑی مصیبت ہے افسوس صد ہزار افسوس غربت مین کہان مارے مارے پھرتے ہونگے دشمن ہزارون دوست کا نام نہین وہ کسی مقام پر اپنے کو مخفی نہ کرینگے والد نامدار دروازے ہی پر آ ترپڑے اب چلا کے رو بھی نہین سکتی اُنکی تلاش مین کسی کو بھیج بھی نہین سکتی اے گلعذار پروردگار انکو خیر و عافیت سے اُنکے لشکر مین پہونچا دے اب دیکھو پنڈا پھیکا ہے سر مین خلل پیدا ہوا بخار نے ہڈیون مین دخل کر لیا ہے

نظم

آنکھون کا عشق تھا مجھے آزار کچھ نہ تھا
دیکھا جو آنکھ کھول کے بیمار کچھ نہ تھا
سب عاشقون سے پہلے مجھے قتل کیجئے
یا بعد دو گھڑی کے وہ انکار کچھ نہ تھا
آئے تھے آپ نزع مین مشکل کو نزع کی
جز یک نگاہ اور تو اقرار کچھ نہ تھا
پیدا ہوئے جہان مین تھے رنج و درد و غم
اپنا تو روز حشر بھی اظہار کچھ نہ تھا
بر ہم بھی بزم جاتے ہی ساقی کے اے جلال
مینا و جام بادۂ گلنار کچھ نہ تھا

مارا نگاہ یار نے بیمار کچھ نہ تھا
اُسکی گلی مین مجمع عشاق دیکھکر
مجرم تھا مین بڑا کہ گنہگار کچھ نہ تھا
ہر دل عزیز یار ہوتا اگر تو پھر
آسان کر نے جانے یہ دشوار کچھ نہ تھا
سنتا نہ تھا تمھارے اترتے ہی بام سے
انہین سے پہلے خلق مین زنہار کچھ نہ تھا
دل لیکے انجمن مین ہی ہم تو آرہے تھے

سامان بزم عیش شب وصل تھا کہ خواب
کہتے ہین لوگ مصر کا بازار کچھ نہ تھا
جائینگے اب نہ بزم مین اُسکی کیا تھا عہد
جھگڑا ایمان کا فر و دیندار کچھ نہ تھا
بولے جو اُسے بوسہ طلب کیجے دل کیا
میلا لگا تھا یا پس دیوار کچھ نہ تھا
قاتل کا نام لیتے بھی تھے تو دہان زخم
سچ ہے ہمارے سینے مین اک بار کچھ نہ تھا

گلعذار نے کہا واری اب کچھ زبان سے نہ نکالیے عمنظر بڑا ماہر عیار تھا ایسا نہو کوئی اُسکی محبت مین شاہ کو مقدمۂ اصلی سے آگاہ کر دے ابھی دردار یہ موجود ہین ہر چند کہ کوئی آپکا کچھ کر نہین سکتا صاحب معاملہ بیان نہین ہو کہنے سننے سے ضرور خیال ہو گا ہر چند کہ غصے مین اُسکو مار ڈالا ہر وقت یاد کرینگے بڑے کام کا عیار تھا بہت سے کام اُنکے بند رہینگے آپ خاموش رہین والد نامدار سفر کر کے جالین تو ہم لوگ کچھ تدبیر کرینگے اُسی یوسف گم گشتہ کو تلاش کر کے لائینگے ضرور آپ سے ملائینگے کنیزون نے ملکہ کو بہت تسکین دی بخوف عادل کو ہی خاموش ہوئی سنگ صبر قلب پر رکھا موت کا منتظر تھا اب کیفیت حقیقت صاحبقران زمان کی گزارش ہوتی ہے کہ اس باغ بہشت آئین سے شب تیرہ و تار مین نکلے رسم و راہ سے اس حوالی کی آگاہ نہ تھے راستہ بھول گئے ایک جنگل مین آکر اس شیر کو سحر ہوئی سر اٹھا کر دیکھا نشان کسی قلعہ کا نہ پایا سمجھے ہم راستہ بھول گئے گھوڑے سے اُترے نہر پر وضو لیا نماز سحر ادا کی اب اس سوچ مین صاحبقران ٹہل رہے ہین کہ کوئی راہ گیر نکلے تو اُس سے راستہ دریافت

کرین تا بارگاہ عدیل کوی پہونچین ناگاہ صحرا سے گرد اڑی صاحبقران نے دیکھا اک جوان کوہ پیکر گینڈے
سوار پشت پر بارہ ہزار جوانان جرار ہتھیار لگائے ہوئے گھوڑون پر مال اسباب لدا ہوا روا روی کرتے ہوئے آتے ہین
چہار جانب دیکھتے ہوئے جیسے کوئی خائف و ترسان ہو ایک کی نگاہ صاحبقران پر پڑی اسنے گھوڑے کو
بڑھا کر افسر سے کہا حضور بڑی ساعت نیک سے نکلے تھے قافلہ بھی لوٹ لیا کوئی زخمی نہین ہوا ایک اور سونے
کی چڑیا دکھلائی دی یہ بھی لیلین بھون بھان کے کھائین گھوڑا ہم لینگے اس افسر نے کہا وہ سامنے جو جوان کھڑا ہی
یہ بڑا کوئی مالدار معلوم ہوتا ہی موتیون کے مالے کنٹھے یاقوت احمر کے دریائے جواہر مین غوطہ مارے ہوئے ہی بیٹھا
معقول ہین جتنا مال ہمنے بیس کوس جا کر پایا اس سے زیادہ قیمت مین اسکے پاس موجود ہی کہین سے بھٹک کر نکل آیا ہی
تقدیر گردش مین آئی ہماری راہ پر آ کر ٹھہرا تم سب صاحب تامل کرو مین خود جاتا ہون اسکی جان بخشی کر دونگا اسکے
قتل کرنے سے کیا فائدہ سب نے آپس مین اشارے کیے ہمارے افسر صاحب بڑے عقیل و فہیم ہین سب ہی اور کوئی
جائیگا کل جواہر چھپا دیگا ایکنے کہا افسری قزاقون کی کرنا کیا کھیل ہی ایسے جری و بہادر ہین آج تک دربار مین
شاہون کے کوئی انکو قزاق نہین کہتا ہی ذکر آتا ہی کفیل تیغ زن بڑا بہادر ہی جس قافلے کو جا کر ہم لوگون نے لوٹا
چالیس ہزار آدمی تھے توپ بھی ساتھ تھی گولہ انداز رنجک بھی نہ رکھ سکا ایک نے کہا اپنے منہ پر توپ کے جا کر
سپر لگا دی ایک نے کہا گولہ انداز میرے ہاتھ سے مارا گیا پھر تو بھگدر پڑ گئی بڑے لطف سے قافلہ کو لوٹا گئی
جوانان زبردست ہمارے آقا پر آ پڑے تھے بارہ جوانون کو بڑے زور شور سے مارا ہم لوگ قریب بہونچے
کسیکو مدد کو بھی نہین پکارا جسطرح کی جرأت ہی ویسی ہی لیاقت بھی ہی آغاز و انجام خوب سمجھتے ہین قزاقون مین
تو یہ باتین ہونے لگین کفیل تیغ زن گینڈے کو بڑھا کر طرف صاحبقران کے چلا امیر سمجھے وضع اسکی
دیکھکر پہچان گئے ماشاء اللہ جہاندیدہ کار آزمودہ صاف ظاہر ہی کہ لٹیرے ہین افسر ہماری فکر مین آتا ہی پشت سمند
پر سوار ہوئے اسی جانب چلے جدھر سے قزاق آتا ہی کفیل نے آواز دی اے جوان ٹھہر جا قدم آگے نہ بڑھا سنکر
کفیل تیغ زن صاحبقران نے مرکب روک لیا کفیل قریب پہونچا صورت کو دیکھکر حیران ہو گیا تہور و شجاعت
و لیاقت چہرے سے آشکار حسن مین ماہ رخسار کفیل نے سلام کیا کہا اے جوان اس طرف آنے کا کیونکر اتفاق
ہوا یہ مقام موسوم بہ جنبشۂ شیطان ہی کسی نے اس طرف آنے کو منع نہین کیا اگر آ گئے تو کیا نقصان ہی مال و
اسباب ہمکو حوالے کرو اپنی جان کو غنیمت جانو ہتھیار کھول دو مرکب سے اترو اگر ہمارا کہنا مانوگے پیدل کے
ٹٹو ہمارے ساتھ ہین کوئی لولا لنگڑا ٹٹو حوالے کر دینگے تم بھی رئیس زادے معلوم ہوتے ہو پیدل نجاؤ

اور جو ہمارے کہنے کے خلاف کرو گے سواری کیسی غرقی باندھ کر جانا پڑیگا صاحبقران مسکرائے فرمایا تمہارا
کفیل تیغ زن نام ہی خوب کفالت کی یہ تو سراسر جہالت ہی ہمنے تمہاری کیا خطا کی ہی کفیل نے کہا قزاقون کی
کوئی خطا کیا کرتا ہی ہم مال کے دشمن ہین اگر وقت پر باپ بھی سامنے آجائے درگذر نکرین لوٹ لین صاحبقران نے
فرمایا اپنے باپ دادا کو جا کر لوٹو ہم تو مرد سپاہی ہین مال اسباب ہمارا جان کے ساتھ ہی یہ سنکر کفیل کو غصہ آیا
گینڈا چمکایا کہا اے جوان تیری قضا ہی آئی ہی سیدھی انگلیون سے گھی نہین نکلتا ہمین کیا بھائی بندی کرنا ہی تم ایسے
سیکڑون ہزارون مار کر پہاڑ کی کھوؤن مین ڈال دیے لاش کو سیار کھا گئے تم کیا کرو شرافت کا زمانہ ہی نہین ہین تو
ہم آیا آج مال بھی بہت پایا تھا ہمنے کہا تھا خیر اصطبل مین کانا ٹٹو ہی وہ دینگے تمھین پیدل ہی جانا منظور ہی
صاحبقران نے کہا بھئی مجبور ناچار ہین خوشی سے مال نہین دیا جاتا کفیل نے کہا بہت خوب ہم جان لیکر مال
لینگے یہ کہکر جھپٹا نیزہ ہلاتا ہوا چلا صاحبقران نے بھی نیزہ اٹھایا وہ جوانان ہمراہی بھی قریب آگئے سب یکبیک مین
نیزہ چلنے لگا قزاقون نے دیکھا یہ مسافر تو بڑا سرکش ہی دس بارہ تا مین رد و بدل ہو چکین ایک طور سے لڑ رہا ہی
ہمارا آقا اس فن خاص مین نہایت طاق ہی نیزہ خوب ہلاتا ہی اکیلا دس آدمیون کو قتل کر لیتا ہی نیزہ دور کا سند لیا
ہی حریف قریب نہین آسکتا ایک نے کہا مین پشت پر سے جا کے کوچا اسکے نیزہ ماردون دوسرے نے کہا بہتر وہ
سوار گھوڑا اڑا کر چلا صاحبقران کفیل سے لڑ رہے ہین لیکن ہمہ تن چشم ہر طرف نگاہ ہی دیکھا پہلو پر سے اک
جوان بھالا سنبھالے آتا ہی سمجھ گئے ہماری فکر مین ہی جیسے اُسنے قریب آکر نیزہ مارا صاحبقران نے کفیل کے
نیزے کو تو ہوائی کیا اُسکے نیزے پر ہاتھ ڈال دیا جھٹکا مارا وہ قزاق منہ کے بھل جھکا اُسیکا نیزہ چھین کر اُسکے سینے پر لگا
تو وہ پشت کو توڑ کر پار گذرا نیزہ امیر نے چھوڑ دیا وہ قزاق زمین پر گرا تڑپ تڑپ کر جان دی کفیل نے یہ
جرات جو دیکھی ہوش اُڑ گئے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا او جوان تو نے غضب کیا میرے قوت بازو کو مارا یہ بارہ ہزار
چیدہ و منتخب جوان ہین ایک ایک انمین کا ہزارون سے لڑ سکتا ہی امیر نے فرمایا اے کفیل خفا کیون
ہوتے ہو یہ تو سراسر نامردی تھی تم لڑ رہے تھے اُسنے آکر کیون نیزہ مارا ہم اپنی جان نہ بچاتے زخم کھاتے کفیل نے
کہا اب مین زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے وار بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا کفیل لپٹ پڑا گھوڑے
سے کود کے کشتی ہونے لگی قزاقون کے ہوش پراگندہ ہوئے کچھ کہ رہے ہین کہ یارو یہ تو کوئی بڑا بھوت پلید کہ
جنون سپہ گری مین کامل و اکمل ہی دوسرے نے کہا مین پشت پر جا کر مار لون ایسا نہو زور مین غالب آجائے
یہ کہکے درختون کی آڑ پکڑتا ہوا چلا جب قریب پہونچا تلوار کھینچکر دوڑا امیر نے چمک تلوار کی دیکھی کفیل کے سینہ

ہاتھ رکھکر ایک دھکا دیا وہ تو پانچ قدم پیچھے ہٹ گیا اسکی تلوار کو خالی دیا وہ منہہ کے بل جھکا دیسے صاحبقران
نے ایک گھونسا مارا سر اُسکا پھٹ گیا پھر پلٹ کے کفیل پر جا پڑے نعرہ شیرانہ کیا او کفیل کہان جاتا ہے ان
حمایتیون کے بھروسے پر لڑتا ہے کفیل کا قلب تھرا گیا لیکن غصے مین دوڑ پڑا قریب آکر ایک ٹکر ماری سمجھا
یہ جوان ٹکر سے پھر اُٹھیگا اسکا سر پھٹ جائیگا صاحبقران نے سر آگے کر دیا کفیل کو خود تیورا آگیا پیچھے
ہٹ آیا صاحبقران نے دوڑ کر پھر گریبان مین ہاتھ ڈالا کہا میان کفیل ہٹتے کہان جاتے ہو اور کسی قزاق کو
بلاؤ اور نامرد کل کو حکم دے دیکھو تو سہی کسطرح شکار کھیلتا ہون کفیل تھرا گیا کہا اے جوان قسم ہے تجھکو اپنے دین
مذہب کی نام نامی اپنا ظاہر کر تو تو بلائے روزگار ہے امیر نے فرمایا پہلے لڑ لیجیے پھر نام پوچھیے گا نام بتا دینگے یہ
قزاقی تمسے ترک کرا دینگے کفیل نے نمانا کہا بے نام دریافت کیے مین مقابلہ نکرونگا قسم بھی دے چکا ہون صاحبقران
نے فرمایا اے کفیل تیغ زن یقین ہے تو نے نام سنا ہوگا زلزلہ قاف ثانی سلیمان صاحبقران زمان داماد نوشیروان
سرکوب کافران جہان یہ سنکر کفیل کے ہوش اُڑ گئے گھبرا کر کہا آپ اس طرف کہان آ گئے صاحبقران زمان
نے فرمایا آب و دانہ نے یہان تک پہونچایا جو کچھ گذری ہے اطمینان مین حال بیان کرینگے اب مقابلہ کر لو پھر سمجھا
جائیگا کفیل دوڑ کر قدمون پر گر پڑا عرض کی میری کیا مجال ہے کہ مین حضور سے مقابلہ کر سکون میرے دو چچا
مدت مدید سے آپ کی خدمت مین ہین جنھون نے راستے بند کر دیے نوشیروان کی ارسال لوٹ لی تھانے اُٹھا دیے
عبد الجبار حلبی و عبد القہار حلبی دونون میرے چچا مین نے سنا تھا کہ وہ صاحبقران زمان کے رفیق مین آوارہ ہو کر
اس طرف آیا عنایت بزرگان پر دست انداز ہوا آپ کے تصدق سے یہ بارہ ہزار جوانان صف شکن ممکن ہوئے
بڑے بڑے بادشاہ میرے دشمن ہین لشکر لیکر آئے مین لڑا بھڑا مارا پیٹا نکل گیا آج بھی بڑی دور گیا تھا لاکھون کا
مال لوٹ کر لایا ہون شکر ہے پروردگار کہ آپکی خدمت مین پہونچا مدت سے یہی اشتیاق تھا اپنے بزرگون کی خدمت
مین پہونچون آپکی قدمبوسی سے مشرف ہون آج امید بر آئی نجم بخت نے چمک دکھائی صاحبقران نے سر
اُٹھا کر کفیل کا سینے سے لگا لیا فرمایا تو ہمارا فرزند ہے چچا تیرے ہمارے رفیق قدیم علمہ شیر ندیم خیر خواہان دولت
سکندر کی فوج نے اُس طرف سے قصد کیا مجھکو خبر پہونچی مین نے اپنے فرزند علم شاہ و جانشین لندھور کو برائے مدد
روانہ کیا خوب خوب لڑائیان پڑین اب بھی عنایت پروردگار سے وہ لشکر ظفر اثر مین موجود رہتے ہین قلعہ
حلب کا حال آئینہ ہے ناظم مقرر کر دیے ہمارے ساتھ جا بجا وہ شیر لڑے لیکن اے برادر اعتقاد جد و آبا پر ہو یا مسلمان
ہو کے نکلے تھے عرض کی حضور باپ نے کم سنی مین انتقال کیا مذہب کو سمجھنے نہ پایا دونون چچا بوجہ تعلیم و تلقین خفا ہوکے

جوش جرأت مین ادھر نکل آیا تحقیق مذہب کا کچھ خیال نہین ہوا زور بازو پر ہمیشہ نازان تھا امیر نے کلمۂ طیبہ زبان سے ارشاد فرمایا کفیل کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا ساتھ والون کو بلا کر قدمون پر گرا دیا کہا یارو جنکا مین ذکر کیا کرتا تھا ہمارے بزرگون کے آقائے نامدار صف شکن بہادر خنجر گزار کشندۂ دیوان سحر کن لشکر پریان سرکوب زمرۂ بے ایمان ہمارے حضور مین جلد بارگاہ استادہ کرو سامنے ایک پہاڑ تھا اسی مین مقام سکونت قرار دیا تھا قزاق جا کر بارگاہ خیمے سراپردے لیکر آئے بارگاہ استادہ ہوئی صاحبقران کو لا کر مقام صدر پر جگہ دی آپ مثل چاکران کمترین مصروف خدمتگزاری ہوا اب اطمینان ہین کفیل سے صاحبقران نے تمام کیفیت بیان کی صاف کہا فلان باغ مین میری ناموس ہے دختر عدیل ہین اُسی کے مقابلے کے واسطے چلا تھا راہ بھٹک کر اس طرف چلا آیا اب بھاگتا ہے قلعہ حدبیہ پہونچنا پہلے جا کر ملکہ کو ہمراہ لیلین ایسا نہو اُسپر کوئی افتاد پڑ جائے کفیل نے کہا دونون مقام پر مین پہونچا سکتا ہون غلام یہان رہ کر کیا کریگا ہمراہ رکاب سعادت انتساب رہونگا لشکر مین چل کر اپنے عم نامدار سے ملونگا بڑی شکل مین پہنچا مین گے صاحبقران تو یہان مصروف عیش ہوئے لیکن یہ قافلہ جو جا کر کفیل نے لوٹا زہیر بازرگان قلعہ حدبیہ کا رہنے والا تھا عدیل کے سرحدار نے فرمان شاہی دیکھکر توپ ہمراہ کر دی تھی کہ انکو بیشۂ قزاقان سے باہر پہونچا دو زہیر لوٹا گیا اہالیان فوج سرحدار قتل ہوئے زہیر اپنے گماشتون کو ساتھ لیکر روتا پیٹتا طرف قلعہ حدبیہ کے چلا راہ مین خبر سنی کہ بادشاہ قریب باغ فروکش ہین اُسی جانب پلٹ پڑا لشکر مین اسی حال پُرملال سے آیا عدیل کو خبر ہوئی زہیر بازرگان تاج سر تاجران اسی مقام پر لوٹا گیا فریادی آتا ہے گھبرا کے باہر بارگاہ سے نکل آیا زہیر دوڑ کر قدمون سے لپٹ گیا کہا دہائی سرکار کی ہے مین شہر بشہر گیا جس جگہ آپکا فرمان دکھا دیا کوئی مجھپر دست انداز ہوا مین نے کبھی محصول تک نہین دیا اب کی مرتبہ کئی لاکھ روپیے کا جواہر اور اسباب جمع کیا آپ سے رخصت ہو کر گیا راہ مین مجھکو خوف ہوا آپکے سرحدار سے کہا اُسنے توپ ساتھ کر دی کفیل قزاق نے آ کر لوٹا ہرچند لڑے بھڑے کئی دس بارہ ہزار آدمی مارے گئے ہم لوگ بیچارے بنیے بقال تجارت کرنے والے خود مال بتا دیا جو پاس تھا وہ بھی حوالے کیا لیکن مجھکو خود کفیل نے پکڑا تھا ہیچ فرمان آپکا دکھایا اُسنے پھاڑ کر پھینک دیا اور جو کلمات مہملات زبان پر جاری کیے اُنکو ادب سے عرض نہین کر سکتا یہ سنکر عدیل نے قہر و غضب مین قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا کہا یہ کفیل ذلیل کئی حرکتین ناشائستہ کر چکا ہے سابق مین میرے تحصیلدار کو مار خزانہ لوٹ لیا کئی گاؤن کے زمیندارون کو لوٹا ہے مینے تامل کیا کہ زیر سایۂ دامن دولت رہتا ہے جب جی چاہیگا گوشمالی کر لینگے یہ بڑا غضب کیا فرمان بادولت کا پھاڑ ڈالا شاگردان عنطر کو بلا کر حکم دیا خبر لاؤ اگر کوہ ملکر بیسہ پر چڑھ گیا ہے تو البتہ مشکل ہو گی

اگر زیر کوہ ہو ابھی جاکر گھیر لونگا اب اس قزاق کو زندہ نچھوڑونگا بدولت کو ای زہیر تمہارے لوٹنے کا بڑا غم ہوا تم
جاکر آرام کرو نقصان تمہارا سرکار سے ملیگا کفیل کی قضا دامنگیر ہو اب اُسکے قتل کی تدبیر ہوئی ہو شاگردان عظم
واسطے خبر کے چلے آکر دیکھا کفیل تیغ زن شل بادشاہون کے صحرائے پرفضا مین فروکش ہو لشکر مین کٹورہ بجتک
رہا ہو بازارین آراستہ طائفے چلے آتے ہین جشن کی تیاری ہو یہ سامان دیکھتے ہی بھاگے آپس مین ذکر کرتے ہوئے
آئے کہ قزاق نے زہیر کا اس قدر مال لوٹا کہ غنی ہو گیا شل بادشاہون کے جشن کی تیاریان ہین ورنہ ہمیشہ بلاے
کوہ سراسیمہ رہتا تھا جب تو آج تک کوئی بادشاہ دست انداز نہوسکا اب اسکی موت آئی چلکر خبر کرین بھاگے
ہوے آئے دربار مین پہونچے بعد دعا کے عرض کی ای شہریار دنیا معرکہ دیکھا کفیل تیغ زن شل بادشاہون کے
صحرائے سبزہ زار مین فروکش ہو سامان جشن مہیا بازارین آراستہ و پیراستہ کل سامان سلطنت ہو آج تو اُنکے لشکر
مین بڑی کیفیت ہو جلد سرکار سوار ہون ایسا نہو خبر سنکر بالائے کوہ سراسیمہ چلا جائے پھر کچھ نہوسکیگا یہ سنتے ہی
عدیل کوہی نے تلوار اٹھائی قلعہ سے بھی فوج بلوائی لشکر مین قرنا ہوئی ادھر ملکہ سہیل فراق صاحبقران
مین رو رہی ہو قرنا کی آواز سنکر فرمایا کیا والد نامدار سمت کوہ عقیق گلزار سلیمانی جاتے ہین کنیزون نے کہا ہم
جاکر دریافت کرین یہ ذکر تھا کہ عدیل کوہی کمر باندھے ہوے خود ہی باغ مین آیا ملکہ کا عجب حال ہو آنکھون مین
حلقے چہرے پر زردی ہونٹھ خشک سر خم چشم پرنم قلب پر ہجوم غم والم اٹھکر باپ کو سلام کیا عدیل سمجھا یہ تہمت
جو اسیر لیگئی صاحب غیرت ہو آمادہ ہلاکت ہو سر سینے سے لگا لیا کہا ای نور نظر پارۂ جگر تم کیون ملول ہو اُس ملعون نے
تہمت لی سزا پائی واصل جہنم ہوا اب تمین کیون ملال ہو کیا اُسی بات کا خیال ہو ملکہ نے کچھ جواب ندیا تصور خیالی صاحبقران
آنکھون کے سامنے پھر رہی ہو بے اختیار رونے لگی ہچکی لگ گئی عدیل نے کہا بیٹا کیا یہ کہنا بھی ناگوار ہوتا ہو اب تم
جوان ہو مین وہ بچپن کی ضدین موقوف کرو ذراسی بات پر جان دینے کو آمادہ ہوگئین اُس نمک حرام کو تو مین نے قتل کیا
اب کیون رنجیدہ خاطر ہو ملکہ نے کہا حضور یہ مجھکو بڑا غم ہو آپ برائے مقابلہ صاحبقران جاتے ہین سنا ہو کہ وہان
بڑے بڑے زبردست پہلوان ہین ایسا نہو کوئی حضور کو چشم زخم پہونچے کنیز کا کون پوچھنے والا ہو مان نے بچپن
مین انتقال کیا وہ بدنصیب ہون کہ ہر روز غم والم کا سامنا ہو دل تردد منزل کیا کیا جفا سہتا ہو عدیل نے کہا
مین ابھی اُس طرف نہین جاتا بلی نیا معرکہ در پیش ہوا زہیر بازرگان کو کفیل نامے قزاق نے لوٹ لیا فرمان بدولت
کا چاک کیا اب اُسپر لشکر کشی کرکے جاتا ہون بڑی بے ادبی اُس سے سرزد ہوئی الغرض بے ادبیان کین ما بدولت نے
تامل کیا اب نہ مانونگا ملکہ سہیل کا دل تو غم صاحبقران مین بھرا ہوا ہو لپٹ کر باپ سے رونے لگی کہا واللہ اعلم

آپ کیون اپنے کو کانٹون مین پھنساتے ہین سوداگر نے ناحق آنکر آتش فروزی کی آپ جواب دیجیے کہ تم شیشۂ تزویر ان
مین کیون گئے یہ بات تو تمام دنیا مین مشہور ہی کہ کفیل قزاق بڑا زبردست ہی عدیل ہنس پڑا سمجھا کہ بیٹی کو مجھسے بڑی
محبت ہی کہا بیٹی بڑی نامردی ہی کہ ہمسے فریاد کرے ہم اُسکی داد کو نہ پہونچین ملک مین بدعملی ہوجاے سرحد دار ملک
دبا بیٹھین ایک قزاق کے مارنے سے ہزارون پر عبرت ہوگی کوئی ایسی سرکشی آیندہ نکریگا مین جاتے ہی اسکو
گھیر لونگا چور کی کیا حقیقت ہی نام سنکر بھاگے گا ہاتھ جوڑکر دوڑا آئیگا ملکہ سہیل نے سر جھکا لیا عدیل باہر باغ
کے آیا گینڈے پر سوار ہوا ساٹھ ہزار فوج لیکر چلا ملکہ انتہا کی بیقرار ہوئی کہا کیون گلعذار ہر لے پروردگار
یہ تو مجھکو بتاؤ آخر صاحبقران زمان کہان گئے نہ تا بہ قلعہ پہونچے نہ یہان تشریف لائے کیونکر دل نہ گھبرے
گلعذار نے کہا واری آپ آزردہ نہون تو مین عرض کرون وہ اپنے زمانے کے صاحبقران باشوکت و شان
ماشاء اللہ حسین و جمیل جہان جاکر بیٹھین گے دوست دشمن اُنکی خاطر کریگا جسطرح یہان تشریف لائے اسیطرح
راہ مین کوئی اور چاہنے والا ملگیا وہان بیٹھ رہے آپکا خیال نرہا اگر اُنکو آپکی محبت ہوتی اس طرح چھپ کر نہ چلے جاتے
اتنا بھی پاس نکیا کہ ہمارے چاہنے والی پر کیا گذریگی آپ بھی صبر کیجیے آوینگے بسم اللہ آنکا گھر ہی نہ آئین جو گذرا
وہ گذرا ایسے معاملات بھی ہوجاتے ہین آپکے والد نامدار آپکو بہت چاہتے ہین جا بجا سے حضور کی شادی کے
پیغام آتے ہین کسی بڑے بادشاہ زمین جلیل کے ساتھ شادی ہوجائیگی عصمت و عفت تو برقرار ہی ہمکو بھی بڑا
خوف تھا صرف دیکھنے ہی کے حسین جمیل ہین اگر کسی لائق ہوتے تین شبین اسی طرح گذرتین بس اب اس ذکر کو نہ کیجیے
تلخ راگ رنگ ملاحظہ فرمائیے گلعذار نے جو بطور طعن یہ کلمات کہے ملکہ بیقرار ہوکر رونے لگی کہا اے وزیرزادی
یہ تیرا خیال خام قصور نافہم ہی اُنکو مجھسے بڑی محبت ہی سب سے زیادہ خیال جرأت و شوکت ہی یہ غیر ممکن کہ وہ
کسی دوسرے مرد کے پہلو مین بیٹھین وہ ہمکو پوچھین یا نہ پوچھین ہم اُنکے نام پر عمر بسر کرینگے تڑپ تڑپ کے
مرینگے مقدمۂ راز و نیاز جو تو نے کہا خدا کی عنایت سے محل اُنکے بحساب کثیر العیال صاحب جاہ و جلال مجھکو بھی
اس مقدمے کا خوف تھا بروقت تخلیہ مجھکو تسکین فرمائی اے ملکۂ عالم ہمارے مذہب مین بدون عقد و نکاح طرف
فعل باطنی کے توجہ نہین کرتے جب پروردگار اپنا فضل شریک کریگا تمہارے باپ کو قتل کرین یا دائرہ اسلام
مین لائین بعد اسکے عقد و نکاح ہو تب انشاء اللہ تمہارے وصل سے مشرف ہونگے علاوہ ازین ان معاملات
کی مجھکو خواہش نہین مشتاق دیدار فرحت آثار ہون شل ماہی بے آب بیقرار ہون مصرعہ

دل اپنا کاوش مژگان یار کے قابل	یہ آبلہ خلش نوک خار کے قابل	دل اختیار مین ہوتا تو کوئی عہد اپنا

تمھون کے عشق مین تھا اعتبار کے قابل
اثر عیان ہو مرے اضطراب کا پس مرگ
نگاہ ہو یہ شب انتظار کے قابل
نہ شیخ ہی نہ برہمن ہی ہمسے ملتا ہی
فلک نے ہمکو نہ رکھا فشار کے قابل
نگاہ کہتی ہی دل لائے تھے قبول ہوا
نماز زاہد پرہیزگار کے قابل
جلال عہد جوانی ہی دوگے دل سو بار

لگا رہا ہی جنون چل کے ہوش نذر کرو
جگہ ٹھہرتی نہین ہی مزار کے قابل
گناہگار تھیون اسقدر گناہ کیے ان
تمھارے ہو کے ہوے ننگ تمھارے قابل
کبھی تو صید گہ دل مین آئے تیر اسکا
تم اٹھ کھڑے ہو نہین بزم یار کے قابل
ہمارے دل کو نہ رکھا کسی کے پہلو نے
ابھی کی توبہ نہین اعتبار کے قابل

کہ ارمغان ہی یہ فصل بہار کے قابل
ابھی نہ جانب ورا آنکھ یاس سے دیکھے
نہ لکھے جائین نہ ٹھہرین شمار کے قابل
پسے ہوؤن کو بھلا کیا زمین پیسے گی
بہت سی آرزوئین ہین شکار کے قابل
اگرچہ بند ہی دامن مگر ہمارا ہی
سکون وصبر و شکیب و قرار کے قابل

یہ اشعار مصیبت خیز حیرت وعبرت انگیز پڑھکر ملکہ کھڑی ہوگئی کہا اے گلعذار اب ہمسے ربط وضبط غیر ممکن ہر تمنے اس وقت چھریان مارین کلیجے مین ناسور پڑگیا خوش ہوکر کہتی ہو کہ شادی ہو خانہ آبادی ہو اب پہلوے گور مین جاکر سوئینگے اپنی تقدیر کے لکھے ہوے کوتا بہ قیامت رو ئینگے اب ہم خود براے جستجو صاحبقران جاتے ہین تمھارا خیال محال بیکار ہو دشمن انکے کسی بلا مین پھنسے یا راہ بھولے ہو جہ یہ زمانہ نہین گذرا انکی ہر بات سے بوے صداقت آتی تھی جھوٹے دغاباز نہین ہین تمام عالم مین انکا شہرہ شاہان جلیل نے اپنی دختران بلند اختر بخواہش تمام اسعلی تعالٰی سے منسوب کین ہم انکے نام کا رشتہ محبت توڑین یہ غیر ممکن ہاتھ کا اشارہ ہو گریبان چاک کر پاؤن چاہتے ہیں کہ صحراے پرخار کی سیر ہو تلوے پک رہے ہین آبلہ ہاے دل تپک رہے ہین آنکھین مشتاق جمال قلب پر ہجوم غم وملال فرد جان کو درد یہ فسانہ ہو جسم کیا ہو کہ قید خانہ ہو یہ بتاؤ گلعذار کس کس کو سمجھائین اعضا ہمارے دشمن ہوے راہبر رہزن ہوے اب کون سنبھالے اس بلا کو کون ٹالے جب ملکہ آمادہ ہوئی کہ مین خود براے جستجو جاؤن گی دلولہ جنون دیکھ کر گلعذار گھبرائی فوراً صنوبر کو بلا یا عرض کی حضور یہ کنیز با تمیز ابھی خبر کے واسطے جائیگی فوراً واپس آئیگی حضور ایسا قصد نکرین صنوبر بھی قدمون سے لپٹ گئی کہا اری یہ جو نمک حرام عنطر مارا گیا رستے مین میرا اچھا تھا اکثر آسنے رنگ روغن عیاری کے مجھکو بتلائے ہین مردانہ بھیس کرکے سب جگہ جاسکتی ہون بوجا حسن خبر لاؤن گی کسی مقام پر شرر کو گی ہمارے ہوتے حضور خود لشکر سے نکلین تمام دنیا کی خاک چھانین جس مقام پر جائینگے حضور بخوبی آگاہ ہین اس کنیز نے حضور کی خدمت مین پرورش پائی ہو دو چار حرف بھی پڑھے ہین باتون مین نہ رہجاؤن گی اس طور سے سمجھاؤن گی کہ آپ

صاحبقران زمان اپنے چاہنے والے کا خیال نہ رکھا شوکت ولیاقت سے سراسر خلاف ہی مقام عدل و انصاف
ہی میرے ساتھ چلیے حضور محل جاؤں گی انکو لیکر آؤں گی آپ کی وجہ سے میرا پاس کرینگے اس طرح جو صنوبر
نے سمجھایا مردانے کپڑے پہنے صورت تبدیل کی ملکہ بے اختیار ہنس پڑی کہا صنوبر تو بڑی مکارہ ہی خوب صورت
بدلی کہا حضور چچا میرے مجھکو عیاری تبلایا کرتے تھے سب طرح کا سامان میرے پاس موجود ہی بخوبی ملکہ تو سمجھا کر
ملکہ صنوبر برائے جستجوے صاحبقران زمان چلی یہان امیر عالی وقار کفیل قزاق کی بارگاہ مین جلوہ فرما ہین
ارشاد کرتے مین ای کفیل بے عدیل ای دوست صادق ای محب وفا ای اب نو دن کم رہگیا ہی بوقت سحر سامان
سفر تیار رہے بہ مقابلہ عدیل کوہی جانا واجب و لازم ہی نہین معلوم ملکہ سہیل کا کیا حال ہوگا شب تیرہ و تار مین
چھپ کر نکل آیا اُس سے ذکر بھی نکیا بہت گھبرائی ہوگی مجھے بھی خیال ہی شب بھر کیونکر کٹے دن بھی پہاڑ ہو لیا
یہ باتین کر رہے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی نوبت نقارے کی آواز آئی کفیل گھبرا کر بیرون بارگاہ آیا ہرکارے سے
کہا دیکھو کون آتا ہی لشکر کی آمد معلوم ہوتی ہی ہرکارے تیز صبا دم گئے چشم زدن مین واپس آئے عرض کی عدیل
کوہی آپ کے مقابلے کو آتا ہی تاجرنے جا کر فریاد کی یہ سنکر کفیل سامنے صاحبقران کے آیا عرض کی حضور کو
تکلیف ہوگی اُٹھیے پھر کوہ چلیے ساٹھ ہزار فوج سے عدیل کوہی آتا ہی جس تاجر کو مین نے لوٹ لیا تھا وہ اُسی قلعہ کا
رہنے والا ہی پہاڑ کو آکر گھیر لیگا سر ٹپک کے چلا جائیگا صاحبقران نے فرمایا ای برادر یہ تو خدا نے آرزو کے
دل پوری کی ہم تو تم سے ابھی کہہ رہے تھے کہ ہمکو برائے مقابلہ عدیل کوہی لیچلو نہ کہ وہ خود اسی مقام آپہنچا ہمکو
تکلیف نہوئی بہ آسانی انشاء اللہ مقابلہ ہوگا ہمارا بزرگ ہی کسیقدر عذر بھی کرینگے بہ مجبوری مقابلہ پر ضرور ہی
کفیل نے عرض کی حضور فوج بہت ساتھ لایا ہی ساٹھ ہزار جوانان کوہی بڑے بڑے قد و قامت دیو سے
جنکو مثال ہی میرے پاس لشکر بہت کم ہی تدبیر کرونگا حضور بالاے کوہ ٹھہرین ایک ہرکارے کو مقام دنشان
بتا کر آپ کی فوج مین بھیجدین کوئی سردار لاکھ فوج لیکر چلا آئے تب مقابلہ بن پڑیگا صاحبقران
ہنس پڑے فرمایا خدا کی قدرت ہے تم ہمکو ملے ورنہ ہم تو یکہ و تنہا اُسکے مقابلے کو چلے تھے ای کفیل یہ ہمارا
طریقہ نہین ہی طالب مدد اپنے پروردگار سے رہتے مین بادشاہ کو یہ لکھ بھیجین کہ فوج روانہ کیجیے دیکھو تو یہان
مسبب الاسباب نے کردیا ہم یکہ و تنہا گرفتار ہو کر آئے ملکہ کے دل مین کسنے محبت ڈالی اُسنے بچا لیا نیچے دشمن
سے چھوڑا لیا اب اکیلے چلے تھے تم سے ملاقات ہوئی بارہ ہزار فوج مل گئی ساٹھ ہزار کیا کرینگے ہمارے
پاس بیٹھو آمد عدیل کوہی کا ذکر بھی نکرو کفیل خاموش ایک طرف آکر بیٹھا یہ قوم کا قزاق اس طرح سے

لڑنا بھڑنا کیا جائے یا پہاڑ پر چھپ گئے یا کسی جنگل میں جا کر بسر کی کبھی حریف پر شبخون مار دیا تردد میں مبتلا ہے
صاحبقران اپنے پاس سے اٹھنے نہیں دیتے یہاں عدیل کوہی اگر سوچتا دیکھا لشکر کفیل قزاق بصد
طمطراق فروکش ہے حیران ہوا کہ ہماری آمد سنکر اسنے فرار پر قرار نہ کیا حکم ہوا بارگاہ استادہ ہوئی کرتا ہوا بارگاہ میں
آیا ساٹھ ہزار کا لشکر اترا سرداروں سے پوچھا کفیل اسطرح سے فروکش ہے کچھ ہمارے آنے سے نہ گھبرایا
سرداروں نے عرض کی اب اسکے پاس فوج بھی زیادہ ہو گئی اپنے زور بازو پر گھمنڈ ہے صبح کو ساری شیخی نکل جائیگی ناگاہ
آفتاب عالمتاب غروب ہوا شہنشاہ ماہ تاباں بصد شوکت و شان مع پیادہ انجان ثابتہ و سیارگان مہدان
چرخ نیلی میں جلوہ افگن ہوا تمام عالم ضیاء ماہ تاباں سے روشن ہوا عدیل کوہی شراب پی رہا ہے غصے میں
آکر حکم دیا طبل جنگی بجے نقارہ گڑگڑایا ہرکارے کفیل قزاق کے موجود تھے خبریں لیکر بھاگے سامنے
صاحبقران کے حاضر ہوئے ہاتھ اٹھا کر دعا دی کہ شہریار عالم کی عمر دراز ہو اور دشمن پامال ہو نظم

وعدۂ روزگار ہست تو
باج گیر از کمال النون باد

دلش از عمر گو تہی خون باد
در تماشاے حسن و دولت تو

ذات پاکت کہ والی علم ست
لیلی روزگار مجنون باد

ای شہنشاہ گیتی ستان اور والی قاف و دنیا عدیل کوہی نے طبل جنگی بجوا دیا کل اسکا ارادہ ہے کہ نکل کر معرکہ آرائے
نبرد ہو لیکن بڑا اسکو تعجب ہے کہ کفیل قزاق نے فرار پر قرار نہ کیا ما بدولت کے مقابلے میں ٹھہر گیا ابھی تک اسکو
حضور کے تشریف رکھنے کی خبر معلوم نہیں صاحبقران نے فرمایا بوقت سحر ظاہر ہو جائیگا اے کفیل تم بھی
طبل جنگی بجواؤ کفیل گھبرایا ہوا نقار خانے میں آیا نوازش طبل کو حکم دیا جب صداے طبل جنگی بلند ہوئی ہرکاروں نے
جا کر عدیل سے کہا حضور ہمارے سامنے کفیل بیرون بارگاہ آیا طبل جنگی بجوایا آج تو پھولا ہوا پھرتا ہے
عدیل نے کہا جب چیونٹی کی قضا آتی ہے تب پر پیدا ہوتے ہیں بموجب مضمون مصرعہ صید را چون اجل آید
سوے صیاد رود اسیطرح اسکی بھی قضا دامنگیر ہے جو شل کر رہا ہے کہنہ جھیر کر جھینک دونگا ساری سرکشی نکل جائیگی
بلبلاتا ہوا اٹھا اور اب خرگوش میں بیٹھا ہوا لشکروں میں تیاریاں ہوئیں میں جا بجا ذکر ہے یار و قزاقوں نے
خوب سا لوٹ کر مال جمع کیا ہے کل خوب لوٹیں گے قزاقوں کو قتل کرینگے اگر ہاتھ سے کوہ جاتا میںوں پھرتے
رہتے وہ بڑا منتظم ہے غلہ بھی جمع رکھتا ہے جب تو بڑے بڑے رئیسوں کو لوٹ لیا تھا نے اٹھا دیے علاقوں پر
قبضے کر لیے اب موت دامنگیر ہوئی ہمارے ملک سے الجھا جان بچانا دشوار ہے بعض کہتے میں وہ بھی بہادر ہے
نامدار ہے بڑے کر و فر سے مقابلہ کریگا فنون سپاہگری خوب حاصل کیا ہے دو گھڑے سے دو ہزار کو لوٹ لیتا ہے لشکر

شکست دیتا ہی بڑے معرکے پڑینگے قتل اُسکا آسان نہین ہی اُدھر قزاقون کو تردد ہوا آپس مین کہتے ہین ہا ہم
کبھی اسطرح سے نہین لڑے ہم لوگ قزاق ہین جنگ گریز کے مشاق ہین ہاتھا کرکے گھبرا لیتے ہین کبھی دو دو ہاتھ
نیزہ مارا کبھی تیراندازی کرکے بھگا دیا یہ صفوف آرائی میدان داری بادشاہون کا کام ہی لیکن اب صاحبقران
تشریف لائے ہین میان کفیل صاحب بزرگون کے افسر نامی گرامی نامور انکو کون سمجھائے وہی لڑینگے ساٹھ
ہزار سے بارہ ہزار کہین لڑ سکتے ہین افسر صاحب کو اختیار ہی ایک نے کہا کیا دیکھتے نہین ہو کہ صاحبقران نے
ہم سبکو کیونکر تسخیر کر لیا ایک نے پھرتی سے دو کو مارا کچھ تو سمجھ لیا ہی جو عدیل کوہی ایسے زبردست کے
مقابلے مین ٹھہرے ہین دوسرے نے کہا میان کفیل کی اطاعت کو نہ پوچھیے بزرگون کا نام سنکر بھیل گئے
لڑتے لڑتے قدم چوم کر پڑتے تسخیر کسکو کیا زیر کون ہوا ایک نے کہا بھائیو ہم لٹیرے ہین پاے مرا
لنگ نیست ملک خدا تنگ نیست فتح مین شریک رہینگے شکست دیکھینگے چل دینگے اور کسی افسر کو
ڈھونڈھ لینگے لشکرون مین ہنگامہ صدائے خبردار باش و ناظر باش بلند چار پہر رات اسی ہنگامے مین
گذری ستارۂ سحری چمکا طائرون نے زمزمہ سرائی کی اپنی اپنی زبان مین عبادت پروردگار کرنے لگے دم حمد
رب اکبر بھرنے لگے سبزۂ خوابیدہ بھی بیدار ہوا ہر برگ دیار جھومنے لگا ہوشیار ہوا نسیم سحری چلی غنچے چٹکے
پھولون نے آنکھین کھولین لالہ باد دل داغدار مصروف دید صنعت پروردگار اٹھا مطلع سے مشرق کے
پہلوان روز نیر گیتی افروز زنجیرہاے شعاع سے کمر باندھ کر نیزۂ ضیا ہاتھ مین لیے رزمگاہ چرخ نیلی مین
آیا صاحبقران نماز سے فراغت حاصل کرکے سجادے سے اٹھے تسبیح کو بوسہ دیکر رکھا بخضوع و خشوع
دعا کی ای رب کارساز خالق بے نیاز مالک کارساز تو نے بچپن سے میری ناز برداری کی ہر جنگ مین
مظفر و منصور رہا کبر و نخوت سے ہمیشہ دور رہا آج بھی مجھکو فتحیاب کرنا دامن آرزو گل مراد سے بھرنا
غریب الوطنی مین سوائے تیرے کون معین و مددگار ہی تو ستار و غفار ہی کفیل صندوق سلاح لیکر آیا
صاحبقران نے خود زرہ وغیرہ ذات شریف پر آراستہ کیے بیرون بارگاہ تشریف لائے پشت مرکب عربی پر
سوار ہوئے پہلو مین کفیل قزاق جنگ کا مشتاق پشت پر بارہ ہزار جوان لیکن حیران پریشان بھاگنے
کی فکر جان بچانے کا ذکر ادھر سے عدیل لوہی گیندے سے کو مہمیز کرتا ہوا مع ساٹھ ہزار کوہیون کے
طرف میدان کارزار کے بصد غرور و تکبر چلا قضائے کار صنوبر خواص ملکہ کی کنیز خاص جو برائے خبر نکلی
تھی مردانہ لباس پہنے ہوئے اول تا بہ قلعہ گئی راہ مین کہین صاحبقران کو نہ پایا پلٹی ہوئی آتی تھی نوبت

نقارے کی آواز سنکر ادھر متوجہ ہوئی دور سے دیکھا ایک سمت سے عدیل کوہی بصد کر و فر مع لشکر کوہستان
خود سر میدان کارزار مین جاتا ہی ادھر سے اک لشکر قلیل آتا ہی اک نخل کی آڑ پکڑ کر ٹھہری تماشا دیکھنے
لگی اول وہ لشکر قلیل میدان کارزار مین پہونچا صنوبر نے نگاہ اٹھا کر دیکھا اس لشکر قلیل سے چالیس
قدم آگے بڑھے ہوے زیر سایہ علم شیر پیکر صاحبقران زمان تشریف لاتے ہین حیران ہوگئی کہ یہ تو وہی داماد
نوشیروان معلوم ہوتے ہین یہان قزاقون مین کیونکر پہونچے اب تو آگے بڑھی بخوبی پہچان لیا کہ حقیقت
مین وہی شیر ہی دل سے کہتی ہی اس وقت کیونکر صاحبقران کے پاس جاؤن لشکر عدیل کوہی بھی
میدان مین پہونچ چکا میدان رزم آراستہ ہو رہا ہی تبرداز تبرداری کر چلے جو نخل حائل نظر تھے کاٹ کر
پھینک دیے ابر نے سقائی باد نے فراشی کی صنوبر گھبرا رہی ہی لیکن عدیل کوہی نے صاحبقران کو کبھی
نہ دیکھا تھا کفیل کو بخوبی پہچانتا ہی جمال بیمثال صاحبقران زمان دیکھکر حیران ہوگیا یہ بھی بخوبی دیکھا کہ
کفیل بطور ملازمان ذلیل اس جلیل کے ہمراہ ہی وہ جوان خوش جمال شمال شیر نر چالیس قدم آگے بڑھا
ہوا صفوف قزاقان سے ٹھہرا گھبرا کر اپنے ساتھ والون سے پوچھا یارو کفیل کو تو مین پہچانتا ہون
یہ کوئی جوان جلالت نشان ہی عقل میری حیران ہی کہ یہ تو صاحب سطوت و صولت جلالت و شرافت شعار
ہی کسی ملک کا تاجدار ہی سب نے کہا حضور ہمنے کبھی اس شیر کو نہین دیکھا نہین معلوم شرکت قزاقان کا
کیا باعث ہوا لشکر کوہستان مین جو یہ ہلڑ ہوا جو لوگ جنگ مشغول و اقران مین شریک ہوئے تھے وہ
بڑھ کر آگے آئے کہا حضور ہم بخوبی پہچانتے ہین اسی کے ہاتھ سے ہمنے شکست کھائی یہ صاحبقران
زمان داماد نوشیروان ہین انہین کا لواے شوکت ذکر لیاقت از پردۂ دنیا تا بہ قاف پہونچا سرکشان
قاف کو مٹا دیا اپنا نام روشن کیا عدیل نے کہا یارو بخوبی پہچانتے ہو بعض نے کہا ہم اس سے لڑ چکے
اسی کے ہاتھ سے زخم کھائے بھاگ کر آپ کے پاس آئے ہمسے زیادہ کون پہچانیگا نہین معلوم
کفیل کا کیون کفیل ہوا عدیل نے کہا یہ تو اور میری مراد بر آئی یہان اسکو قتل کرونگا سبب بھی دریافت
ہو جائیگا اسی کے قتل کرنے سے طرۂ پیغمبری ملیگا یہ بھی پوچھونگا تجھکو تو میرا عیار گرفتار کر لایا تھا وہ نقبدار کون
تھا جسنے چھوڑایا قزاقون کے کیون شریک ہوا سب حال کھل جائیگا یہ کہکے نقیبون کو اشارہ ہوا نقیبون نے
میدان کارزار مین آکر اشعار عبرت آمیز پڑھے لڑنے والون کے دل بڑھے لیکن صنوبر نے جب دیکھا کہ
عدیل کوہی اور صاحبقران سے مقابلہ ہوگا عورت عقل کی ناقص گھبرا گئی سوچی بڑا غضب ہوا

صاحبقران زمان ہاتھ سے عدیل کے مارے جائینگے چلکر ملکہ سے اطلاع کرون وہ کوئی تدبیر کرین اگر انکو
بھگا لیجائین یہ سوچ کر بھاگی افتان وخیزان لرزان وترسان حیران وپریشان منتشر وبدحواس عالم یاس باغ مین
آکر پہونچی ملکہ مشتاق بلائے خبر در باغ پر کھڑی رو رہی تھی کہ صنوبر آکر پہونچی ملکہ نے پوچھا ای صنوبر جلد بیان کر کچھ
پتا ملا صنوبر نے کہا واری عجب معرکہ دیکھا عقل کو حیرانی فطرت کو سرگردانی صاحبقران زمان کو مین نے دیکھا
کفیل قزاق کے شریک جا کر ہوئے حضور میدان کارزار آراستہ ہو چکا تھا آپکے والد سے لوگون نے نام بتلا کر
حال صاحبقران سمجھا دیا یقین ہے آپکے والد میدان کارزار مین نکلے ہون صاحبقران سینہ سپر کیے کھڑے
تھے مین تو اُن تک نہ پہونچ سکی لیکن عرض کرتی ہون کہ حضور چلین کوئی ایسی تدبیر ہو دور سے اپنی صورت
دکھا کر انکو الگ بلا لیجیے ہمراہ لیکر یہان بھاگ آئیے ورنہ ساٹھ ہزار فوج لیکر آپکے باپ گئے ہین وہان فقط
بارہ ہزار قزاق ہین وہ سب جنگ گر بزرگ کے مشتاق ہین لوٹ لینے مین طاق ہین اس طرح کے مقابلے کے لائق
نہین ہین جنگ کی بھیڑ انھین پر پڑے گی فوج قزاقان کیا لڑے گی یہ سُنکر ملکہ گھبرا گئی بیوقوف نے جو بیان
کیا جوش محبت مین کہا اچھا مین چلتی ہون دور سے صورت دکھا کے بلا لونگی اس فقرے سے اُنکی جان بچانی تھی
یہ بھی خیال نہ آیا صبح کا ذکر کرتی ہے پہر دن باقی رہ گیا کیا جنگ نہوئی ہوگی حضرت عشق نے سب کچھ بھلا دیا
نقاب چہرے پر ڈالی مادیان شبرنگ پر سوار ہوئی ہتھیار لگائے وہی چار سو کنیزین جنکو تعلیم کیا ہے وہ سب سوار
ہوکر ساتھ ہوئین نقابین رنگین چہرون پر ڈال لین صنوبر آگے بڑھی انکو تو کوس بھر نکل کر شام ہو گئی شب
تیرہ وتار مین چلی جاتی ہین یہان میدان کارزار مین جب نقیب نقابت کر چکے عدیل نے گینڈے کو صف سے
نکالا چنگھاڑتا ہوا مثل دیو مہیب بشکل عجیب وغریب میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی او کفیل قزاق
کچھ بادولت کا خیال نہ کیا ہمارے تاجر کو لوٹ لیا وہ خطا تو لائق معاف کرنے کے تھی یہ کیا غضب کیا ہمارے
فرزندون کے قاتل کو اپنے گھر مین جگہ دی اب دیکھنا کیا قیامت برپا کرونگا یہ کہکر آواز دی او حمزہ بے ادب
تیرے مقدمے مین بڑا انتشار ہے قزاقون کا ساتھ دیا اب میدان کارزار مین آکر مجھسے مقابلہ کر میرے فرزندون کو
مارا کچھ خوف نہ آیا یہ سنتے ہی صاحبقران نے مرکب باد رفتار کو پھیرا کفیل نے بڑھ کر رکاب تھام لی دست بستہ
عرض کی آپ ہمارے بزرگون کے سرپرست ہین پہلے ہمین اجازت دیجیے جا کر اُس حبیا سے لڑون بعد میرے
حضور کو اختیار ہے اگر میرے سامنے کچھ حضور پر افتاد پڑی مین منہ دکھانے کے قابل نہ ہونگا صاحبقران
نے کفیل کا سینے سے لگا لیا بہ فصاحت وبلاغت فرمایا ای کفیل تم ایسے ہی دلیر ہو شستہ جرأت کے شیر ہو اب

اُس نے ہمارا نام لیکر للکارا ہمکو جانا واجب و لازم ہی تم ہمارے واسطے دعا کرو ہر طرح صاحبقران نے تکفیل کو
رد کا مرکب کو بڑھایا اسپ باد رفتار طرارہ بھر کے چلا دم سے جنبور کرتا ہوا صبا رفتاری کا دم بھرتا ہوا کوہ سرین کوہ
کفل گلے مین خوشنما ہیکل تین جھکون مین میدان کارزار مین پہونچ گیا عدیل کوہی گرد اسپر کا لیکر بڑھا صاحبقران
اُسکا وزن ہوا پانچ قدم اُسکا گینڈہ پیچھے ہٹا صاحبقران زمان کا مرکب تین قدم پر تکے رکاب عدیل نے بخوبی
سر پایے صاحبقران کو دیکھا حیران جمال و محو دیدار قلب غم مین فرزندون کے بیقرار ضبط کر کے کہا یا صاحبقران
زمان آپ کے بڑی بڑی دور نام مین ان لڑکون مین کہان آکر چھپے یہ بتلایئے میرا عیار عنطر آپ کو چرا کے
لایا تھا وہ نقابدار کون صاحب تھے جنھون نے اُسکو زخمی کر کے تمکو بچایا اتنے دنون کہان چھپے رہے اب
کیون ظاہر ہوئے اس معاملے مین کیا بھید ہی صاحبقران نے فرمایا ای عدیل کوہی ہمارے پروردگار نے
نگہبان کو اپنی قدرت سے کھینچ دیا اُس نے بچالیا یہ قزاق ہمارے رفیق کا فرزند ہی یکہ و تنہا تمھارے مقابلے
کو چلے تھے راہ مین کفیل نے روک لیا اب اپنے قلعہ پر جاؤ انشاءاللہ یکہ و تنہا آئینگے وہین آ کر تمکو سمجھا لینگے
عدیل نے کہا پناہ بندونگا فرزندون کے خون کا بدلا لونگا حربہ کیجیے حوصلہ نکال لیجیے میرے حال سے آپ ابھی
آگاہ نہین مین وہ دونون طفل میرے تعلیم کردہ تھے جو تمھارے ہاتھ سے مارے گئے اُن ایسے ہزارہا تابعدار
موجود ہین اُنکے قتل پر ناز نکرنا نیزہ اُٹھاؤ تلوار کھینچو فنون جرأت دکھاؤ صاحبقران نے فرمایا ہمارا یہ دستور
نہین ہی تو حربہ کر تیرے حربے سے پروردگار بچائیگا ہم بھی جواب دینگے عدیل کوہی نے نیزہ مارا امیر نے بند رجوعین
طعن مین نیزہ عدیل کوہی کا ہوائی کیا عدیل نے غصے مین قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا او حمزہ فن نیزہ بازی کی
ہم لوگ کچھ حقیقت نہین جانتے اس پر مغرور نہو تا یہ تیغہ بیدریغ ایک دم مین خاتمہ کریگا بڑے بڑے مل
رے میرے حربے سے کبھی کوئی نہین بچا ایسے لاف و گزاف کرتا ہوا بڑھا سر صاحبقران پر وار کیا
صاحبقران زمان کو عدیل کوہی کا خیال ملکہ کے رنجیدہ ہونے کا ملال دل سے باتین کرتے ہین جہانتک
ہوسکے بہ فنون سپاہگری اسکو زیر کرون میرے ہاتھ سے قتل نہو لیس بار خ بچاکے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا
عدیل کوہی لپٹ پڑا زمین پر کودے دونون جوانون مین کشتی ہونے لگی اُستادان سخنور نے تحریر فرمایا ہی
کہ عدیل کوہی دو پہر برابر صاحبقران زمان سے لڑا کچھ زیادتی ثابت نہوئی بعد دو پہر زوال آفتاب ہوا
جلال زور صاحبقران بڑھا تڑپ تڑپ کے لڑنے لگے کئی مرتبہ عدیل کوہی کو پکڑ لائے پیچ باندھنا مشکل
کر دیا ملازمان عدیل کوہی دیکھ کے گھبرانے لگے آپس مین کہتے ہین تو صاحبو آقاے نامدار جنت ہوا چاہتے ہین

حمزہ کیا غضب کے پیچ باندھ رہا ہی میان عادیل کوہی توڑ بھی نہین کر سکتے دیکھیے کیا ہوتا ہی لیکن خاموش لڑ رہے ہین
کاش کہ برائے مغلوب بحکم دین ہم سب مل کر جا پڑین نیزہ ہائے طویل پر حمزہ کو اٹھا لین تیر دان سے سینہ مشبک کر دین
لاشہ ہائے قزاقان سے میدان کارزار بھر دین بعض کہتے ہین قزاق کیا حلوا ہین وہ بھی دل کھول کر لڑینگے گبر
جبر کے پڑینگے وانہون پسینہ آئیگا نعرہ مردان عالم سے میدان کارزار تھرائیگا صاحبقران دو چار مرتبہ عادیل
کوہی کو پچھاڑ لائے ناگاہ اک مقام پر عادیل کوہی بیٹھ گیا صاحبقران اوپر آئے ایک ہاتھ کی اندری چڑھا دی
گردن پر ہاتھ رکھ کے ہکہ مارا سر اسکا زمین مین ذرا اُتر گیا بہت گھبرایا کہا اے صاحبقران ذرا ٹھہر جائیے مین کچھ آپسے
کہونگا میرے سینے مین بڑی چوٹ لگی پسینہ آگیا شام بھی ہو چلی ہی صاحبقران زمانی قاعدے کے پابند ہین
عادیل کوہی نے جو گڑگڑا کر کہا دل دکھ گیا رحم آیا فوراً چھوڑ دیا عادیل کوہی جھاڑ پونچھ کر اٹھا کچھ دل ہی دل مین
سوچ کر کہا یا صاحبقران مین کل آپ سے مقابلہ کرونگا اس وقت میرا دل نہین چاہتا یہ بھی ظاہر ہی کہ دن
واسطے لڑائی کے شب برائے عیش و آرام صاحبقران نے فرمایا اے عادیل کوہی مین تو کبھی اس طرح میدان
کارزار سے نہین ہٹتا لیکن تمہاری خوشی آج اور کل کا کیا اعتراض ہی جو ہونا ہو آج ہی ہو جائے عادیل نے کہا
نہین میرے سینے مین چوٹ لگی سینک ساتک کرا لینے کو درست کرونگا چالاک و چست ہو کر بوقت سحر برائے
مقابلہ آؤنگا ہنر سپاہگری آپ کو دکھلاؤنگا صاحبقران نے کہا بہتر جو تمہاری خوشی عادیل کوہی بہت خوب
کہکر چلا کفیل دوڑ پڑا صاحبقران کو بیچ مین رکھ لیا زرنثار کرتا ہوا بارگاہ مین لایا پوچھا اے شہریار آپنے
عادیل کو کیون چھوڑ دیا بعنایت رب اکبر سبطرح غالب آچکے تھے اب کیا باقی تھا یہ پہلوان زبردست بادہ گبر
مکر سے مست و مبارز جھلسا ہوا ایسا نہو بھاگ جائے یا کچھ اور فتور کرے صاحبقران نے فرمایا اے کفیل
آپنے غدر کیا ہمارا یہ طریقہ نہین ہی کہ بہادر کو عاجز کر کے زیر کرین مجبور رہو ہو اسکو زیر شمشیر کرین اگر مکر کریگا تو
حافظ حقیقی مالک تحقیقی سر پرست ہی پیدا کرنیوالا سب سے زبردست ہی علاوہ ازین اگر وہ صحرائے مکر کا گرگ
ہی مگر ہمارا بزرگ ہی یہ بھی خیال آگیا کفیل نے کہا حضور بہتر ہوا اب میرے نزدیک یہ مناسب ہی کہ بالای
کوہ تشریف لیچلیے شب کو وہین آرام فرمائیے شاید شبخون کا ارادہ کرے پس پہاڑ پر نہ آسکیگا امیر نے
فرمایا وہ مجھسے وعدہ کر گیا ہی کہ کل پھر سر میدان مقابلہ کرونگا کوہی اپنے مقام پر کہینگے ہمارے خوف سے بالای
کوہ چلے گئے ہر چند کفیل نے کہا صاحبقران نے نہ قبول کیا فرمایا اللہ اکبر برادر رب اکبر پہ تکیہ کر کے آرام
کرو کفیل خاموش ہو رہا اتنا اسنے انتظام کیا کہ طلائے پر زیادہ قزاق مقرر کیے صاحبقران بارگاہ مین

آکر بیٹھے خاصہ نوش کیا اتنے بڑے پہلوان سے دن بھر کشتی لڑے پریشان ہو رہے تھے الگ جگہ مین پلنگ بچھواکے تخلیہ مین تشریف لائے تصویر خیالی ملکہ شمیل آنکھون کے سامنے آئی طبیعت گھبرائی اٹھ بیٹھے نیند نہین آئی دل سے باتین کر رہے ہین لب پر آہ سرد خود بخود دل مین درد بیقراری ملکہ یاد آتی ہے دل سے فرماتے ہین نہین معلوم اُس عاشق صادق پر ہمارے کیا گذری جب وہ غزال صحرائے وفاداری بیدار ہوئی ہوگی آنکھ کھول کر دیکھا ہوگا اور پہلو مین ہمکو نہ پایا ہوگا کیسی پریشان و مضطر ہوکر چارجانب تلاش کیا ہوگا صاحب عصمت وعفت دُرِّ بے بہائے درج شوکت کنیزین بہلاتی ہونگی نہین معلوم یہ عدیل کس طرح یہان آیا شاید کسی دراندازنے اطلاع کی ہو ایسے ایسے خیالات مین یہ اشعار بیقرار ہوکر صاحبقران پڑھنے لگے نظم

نہ خوف آہ یتیمون کو نہ ڈر ہے نالون کا
رہے جہان مین روشن چراغ کالون کا
وہ کون لوگ ہین دل توڑنے کی خو جنھین
حضور ہان یہی باعث ہوا ملالون کا
اُٹھانے والون پہ شمر کی لاش بجا ہے کہ
یہ غمزہ خوب نکالیگا رنگ گالون کا
چڑھی ہوئی ہے زمانے کے شوخ چشمون کو
نہ باغبان کو بھلا چھانٹنا نہالون کا
جلے بجھے ہوئے کیونکر کہو نہ شعر جلال

بڑا کلیجہ ہے ان دل دُکھانے والون کا
لحد مین مجھسے نکیرین بھی جو پوچھینگے
ہمین تو پھوٹنا ہوتا ہے شاق چھالون کا
کہان بہشت کہان حور اور کہانیا ہے
مرے پہ بھی گھٹڑ نہاد و شالون کا
بہت سے دل ہین کہ آرام جا کے پاتے ہین
دماغ دشت مین ملتا نہین غزالون کا
شروع عشق ہی مین ہے یہ دل جگر بیتاب
کلام ایسا ہی ہوتا ہے خستہ حالون کا

ہمیشہ طلوع رخ گیسوؤن مین دیکھین ہم
یہی کہون گا کہ بندہ ہون خوش جمالون کا
نہ رحم کیجیے نفرت یہ دل کو دیجیے خوب
عبث عبث تجھے سودا ہے ان خیالون کا
ہمارے منہ پہ تو منہ رکھ کے منہ کو دھوئے کوئی
خدا دراز کرے سایہ آپکے بالون کا
جلایا آہ کی بجلی گرا کے بلبل نے
ابھی یہ حال ہے اپنے ساتھ والون کا

صاحبقران زمان یاد محبوب مین بیقرار اشکبار حیران و مضطر طپش خواب نا صبور ترقی پر لیکن عدیل کوہی جو دم دیگر امیر کو میدان کارزار سے پٹا خستہ و شکستہ تمام جسم مین درد رو زنگ سیاہ روکار دربارگاہ مین آکر گر پڑا آہ آہ کرنے لگا پہلوان شاگرد وغیرہ قریب آئے کہا کیون حضور خیر تو ہے آپ تو ابھی اکھاڑے مین بیس بیس پہلوانون کو زور دلواتے تھے کبھی اسقدر حضور کو تردد نہوا تھا آج تو آئینہ رخسار پر گرد ملال ہے خیرخواہان دولت بھی آگاہ ہون کہ کیا ملال ہے جو کچھ میدان کارزار مین گذرا غلامون نے اپنی آنکھون سے دیکھا حمزہ کو حضور نے عاجز کر دیا تھا جان بچا کر چلا گیا خوب کیا اسنے درگذر کی ایک شب کے واسطے پناہ دی یہ جو ساتھ والون نے کہا عدیل کوہی بیقرار ہو رہا تھا مقابلے مین صاحبقران سے جان پر بنی رات ہونا روسیاہ کے لیے غنیمت ہوا تھا ساتھ والون کو جواب دیا بھاگ

حمزہ کو مین ایسا نہ جانتا تھا وہ تو بڑا صاحب قوت و طاقت ہی نوشیروان کا تبار کیا ہوا ہی شاہ نے لاکھون رد یئے جھلا کے
شاہان ہفت اقلیم سے لڑا دیا بڑے بڑے پہلوانون سے لڑا مین ایسا ہی زبردست تھا چپیت بکیت پھکیت
کل فنون سپاہ گری سے ماہر تھا اتنا بڑا بادشاہ جابر و قاہر بڑی مشکل مین ہین نے اپنی جان بچائی زیر ہونے مین کیا باقی
تھا اب آج مجھکو مہتر عنظر یاد آیا وہ ہوتا تو حمزہ کو چورا لاتا دل تردد منزل تسکین پاتا نہین معلوم آئے سچ کہا یا جھوٹ
یہ تو راستی اسکی ظاہر ہوئی اگر وہ چورا کر نہین لایا تو اس حوالی مین حمزہ کیونکر آیا نہین معلوم اس قزاق نے حمزہ کو
کیونکر پایا اتنا بڑا بادشاہ جلیل ہوکر جوبر کی طرف سے لڑنے آیا سوائے حمزہ کے مین تمام دنیا پر غالب ہون
اس بیباک کے مٹانے کا مین دل سے طالب ہون تم مین سے کوئی ایسا ہی کہ رات کو جاکر حمزہ کو مار ڈالے جسے
مین سب سے سمجھونگا تا بہ کوہ عقیق کا زار سلیمانی ایک کو زندہ نچھوڑونگا رفیق قدیم اسکا شاطر کوہی ہمیشہ سے مکار و
غدار ہی بلکہ عیاری مین شاگرد عنظر نابکار ہی یہ سنکر اپنے مقام سے اٹھا کہا ای شاہنشاہ غلام آپ کا مطلب دل سمجھا
جس سے آنکھ جھپک جاتی ہی مقابلے مین ضرور طبیعت گھبراتی ہی مین جاکر گرفتار کر لاؤنگا قتل کرنے کا آپکو اختیار ہی اشا
عنظر بیشک بے خطا قتل ہوئے اسوقت محل تحقیقات نہوا یہ غلام آپ کا ہمچشم ہے ہم سردار ہم عیار ہی اکثر دنگلون
مین گیا پہلوانون کو مکے سے مارا جب تو تمام دنیا مین میرا نام ہی جراءت مین یہ غلام مشہور خاص و عام ہی یہ سنکر عدیل
کو بھی خوش ہوگیا کہا ای یار وفادار ای جلالت شعار جتنے ملک میرے قبضے مین آئینگے تجھے سب جگہ کا بادشاہ کرونگا
دامن آرزو گل مراد سے بھرونگا شاطر کوہی اٹھا سامان عیاری جسم پر آراستہ کرکے طرف لشکر کفیل قزاق کے چلا دور سے
دیکھا اس لشکر مین صدائے خبردار و ناظر باش بلند قزاق پھر رہے ہین سوچا کہ یون داخلہ لشکر مین دشوار ہی ایک
ایک قزاق جلالت شعار ہی یہ سوچ کر ایک گوشے مین آیا خمل کی آڑ پکڑ کر بارگاہ صاحبقران کو تاکا پہلوان
زبردست بادہ مکر و غدر سے مست جوڑی خنجر کی نکالی نقب کھودتا ہوا چلا ذکر کرچکا ہون زلزلہ قاف ثانی سلیمان
یاد ملکہ سہیل مین اشکبار و بیقرار مین اشعار عاشقانہ پڑھتے پڑھتے ابھی آرام فرمایا ہی شاطر کوہی نے گوشہ بارگاہ
مین آکر دہانہ نقب کا توڑا سر اٹھا کر دیکھا صاحبقران آرام فرما رہے ہین خدمتگارون کو اس وجہ سے رخصت
کردیا تھا کہ دل کو غم سے خالی کر رہے تھے فراق محبوب مطلوب مین ٹھنڈی سانسین بھر رہے تھے تڑپ تڑپ کے
سو گئے یہ مکار نقب سے نکلا قریب صاحبقران آیا دوشالہ چہرہ بے نظیر سے ہٹایا کنچے مین بیہوشی رکھ کر برابر
دماغ کے لایا صاحبقران نے سانس اوپر کی کھینچی بیہوش ہوگئے اس ملعون نے پشتارہ باندھا اسی نقب سے
لے نکلا طرف لشکر عدیل کوہی کے چلا عدیل مشتاق بیٹھا ہی خیال بحال صاحبقران مین کب نیند آتی ہی بڑا خیال اگر

صبح کو صاحبقران سے پھر لڑنا پڑیگا کہ زنگ کی آواز بلند ہوئی سر اٹھا کر دیکھا شاطر کوہی پیکر ابدوش آ پہونچا عدیل
نے کہا ای خیر خواہ دولت ای صاحب جلالت وہمت دشمن کو لایا عرض کی وہان خوب تلوار چلی کتنی قزاق قتل کیے آپکے
اقبال سے لایا عدیل نے کہا ہوشیار کر عرض کی ای پہلوان دوران شیر کو دام مکر مین گرفتار کیا مگر صرف کمندہای
ریشمی سے باندھا ہی کھلتے ہی قیامت برپا کریگا آہنگر کو بلوائیے مسلسل و مطوق کرائیے دوسرا یہ انتظام عمل مین لائیے
جلد فوج کو تیار کیجیے ان قزاقان خونخوار کو شبخون مار کر شکست دیجیے عدیل کو ہی کو یہ رائے بہت پسند آئی حکم دیا
کہ صاحبقران کو اسی بیہوشی مین ہتھکڑیان بیڑیان پہنا کر قیدخانے مین بھیجدو آپ گینڈے پر سوار ہو فوج مین
قرنا ہوئی عدیل کو ہی اس شب تار مین فوج لیکر بارادۂ شبخون چلا کفیل قزاق کو شام سے فکر تھی یقین کامل تھا کچھ فساد
ضرور برپا ہوگا خوابگاہ مین تڑپ رہا تھا لیکن یکایک خود بخود دل کو بیقراری ہوئی قبضے پر ہاتھ ڈال کر اٹھا دیکھا خود بخود
دل بیٹھا جاتا ہی یقین کامل ہوا کچھ افتاد پڑی بیرون بارگاہ آیا کسی قزاق کو آواز دی جواب دیا حاضر ہون کہا ستارۂ
سحری چمکا چاہتا ہی صاحبقران کی جا کر خبر لو بولے نماز سحر بیدار کر دو اور افسران فوج دوڑے پوچھا ای افسر خیر تو ہی
کہا یارو میرا دل گھبراتا ہی میرے دو چشم نامدار جلالت شعار بڑے صف شکن تیغ زن صاحبقران کے رفیق
قدیم ہین اتفاقات آب و دانے سے صاحبقران کا اسطرف گذر ہوا اگر انکا ایک موے جسم بھی میلا ہوا اپنا
منہ دکھانے کے لائق نہ ہونگا جلد صاحبقران کی خبر لو میرا دل گھبراتا ہی چند قزاق دوڑ گئے پردہ اٹھایا دیکھا
صاحبقران پلنگ پر نہین ہین اُس قزاق نے چیخ ماری کہا آقاے نامدار دوڑیے صاحبقران زمان پلنگ پے
نہین ہین کفیل قزاق افتان و خیزان حیران و پریشان بارگاہ مین آیا دیکھا گوشے مین مہرہ نقب پڑا ہی پیترا
عیار کا صاف معلوم ہوتا ہی کہا لو یارو غضب ہوا کوئی آقاے نامدار کو چرا لیگیا داغ دے گیا گھبراتا ہوا باہر
آیا تردد و انتشار مین سب افسر دوڑتے ہوئے قریب کفیل کے آئے کہتا ہی یارو کوئی صلاح بتلاؤ اُس نامرد نے
مکاری کی صاحبقران کو چرا منگایا مین شام ہی کو کہتا تھا صاحبقران نے میرا کہنا نہ مانا اُس بیجا کو
چھوڑ کر اپنے سر پر آفت لی یہ ذکر تھا کہ ہرکارے نے بڑھ کر خبر دی حضور مین لشکر مین عدیل لے گیا تھا آقا کو تو
قید کیا عدیل ذلیل لشکر لیکر آتا ہی کفیل گھبرا گیا قصد ہوا لشکر کو تیار کرون اب سختی پڑی بالاے کوہ چلا جاؤن
تیر و تفنگ سے لڑون سب قزاقون کا یہی قول ہی حضور ہم میدان کارزار مین لڑا نہ کیجاتین علاوہ ازین اُس
ظالم کے پاس لشکر بیشمار ہماری فوج کم مزاج برہم کیونکر مقابلہ کرینگے جان بچانا دشوار ہوگی ابھی ایسے مجبور و ناچار ہو
تھے یہ ذکر تھا کہ سامنے سے گرد اڑی دیکھا عدیل کو ہی ساٹھ ہزار فوج سے آتا ہی آواز دیتا ہوا بشیر ای قزاقان

دیکھو تو کس رنگ سے مین آتا ہون خود تو اس طرف چلا دس ہزار کوہیون کو حکم دیا راستہ پہاڑ کا روک لو اگر قزاقان
سنگدل پہونچ جائینگے بڑی مشکل ہوگی اسیوجہ سے آج تک یہ چور بچا ورنہ بادولت کی عملداری مین رہ سکتا ہے
کفیل نے دیکھا پہاڑ کا راستہ بھی رک گیا ہے دس ہزار فوج گرد پہاڑ کے پہونچ گئی مجبور سوار ہوا اتنی تو تدبیر کی
افسرون کو آواز دی یارو ایک ایک حملہ کرکے نکل چلو جو خدا کو منظور ہوگا فکر کرینگے اب تو بلا نازل ہوئی دیکھیے
تقدیر کیا دکھاتی ہے قزاق نیزے پکڑکر لشکر عدیل کوہی پر جا پڑے لڑتے بھی جاتے ہین ایک صحرا کا آپس مین عہد
بدلیا کہ جو نکلے اپنے کو اسی مقام پر پہونچائے قزاقون نے وہی کیا جو گھر گیا قتل ہوا افسر لڑ بھڑ کر نکل گئے لیکن
کفیل سبکی کفالت کر رہا ہے ایک ہی مقام پر جم گیا سبکا افسر ہے چاہتا ہے سب نکل جائین تب مین لڑتا بھڑتا
نکلون کہ سامنے عدیل کوہی کا نعرہ ہوا کفیل سینہ سپر کرکے جا پڑا خوب تلوار چلی کوہیون کو مارکر قریب عدیل
کے پہونچا عدیل نے پہلے ہی ہاتھ مارا کفیل پر چہار طرف سے تلوار پڑ رہی تھی کئی وار روکے کئی خالی دیے عدیل
کی تلوار سر پر پڑ گئی سر اس بہادر کا زخمی ہوا گھبرایا ایسا نہو گرفتار ہوجاؤن گھوڑے سے کود پڑا مدت سے پیشہ
قزاقی کرتا ہے جہاندیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ کودتے ہی اُسکے گینڈے کے منہ پر ہاتھ تلوار کا مار دیا گینڈا اُترایا جست کی
عدیل کو دور کرا الگ ہوا گینڈا ایک جانب بھاگا کفیل جست کرکے اپنے مرکب پر آیا تلوار کھینچکر لڑتا ہوا سلامت
ایک جانب نکل گیا کسیکی مجال نہ تھی کہ اُسکو روکتا عدیل کوہی جبتک سوار ہو نگاہ اُٹھاکر دیکھا قزاق مار پیٹ کر
نکل گئے گرد بھی نہین معلوم ہوتی بہت جھلایا خیمے وغیرہ لوٹ لیے فتح کرکے پلٹا بڑی خوشی حاصل ہوئی افسران سے
صلاح کرتا ہوا چلا کیون یارو اب کیا کرون خداوند لقا نے تقدیر معقول کی بڑے لطف سے فتح ہوئی سب نے
کہا ابھی چلکر حمزہ کو بھی قتل کیجیے سر لیکر خدمت لقا مین چلیے طرۂ پیغمبری حاصل ہو تمام دنیا مین حضور کا نام ہوجائے
حمزۂ عرب کو مارا بڑے حریف کو للکارا عدیل کوہی ہنستا ہوا خوشی خوشی لشکر مین آیا ہر چند کہ کوہی اُسکے بہت سے
مارے گئے قزاق قتل کرکے نکل گئے لیکن عدیل کو کچھ خیال نہین آتے ہی بیرون بارگاہ دنگل ہوا جا بیٹھا یاران
خونی کی تیاری کو فوراً حکم دیا آدمکش سیہ کیش ستمکش جلادان پرفن آکر حاضر ہوئے عدیل نے حکم دیا صاحبقران
کو جلد لاؤ بیان صاحبقران قیدخانے مین بیدار ہوئے ہاتھ اُٹھایا خانۂ زنجیر مین غل ہوا آنکھین کھول دین دیکھا
قیدخانے مین بیٹھا ہون گرد کوہیون کا مجمع ہے سمجھے عدیل نے مکر کیا عیاری کرکے گرفتار کر منگایا فلک نے شعبدہ
نو دکھایا صاف ثابت ہوتا ہے اس ملک مین قضا لیکر آئی دل سے یہ باتین کر رہے تھے کہ داروغۂ زندان خانہ
آیا سر زنجیر کو تھام کر صاحبقران کو لے چلا بیچ باہر ہوا آج حمزۂ جلیل قتل ہوتا ہے جس نے سلطنت نوشیروان کو مٹایا

اور گنجاب کو بھگایا اسی جوان کی بدعت نے خداوند لقا کو آوارہ کیا تا بہ کوہستان آئے یارو بڑی خوشی کا مقام ہی
کوہستان کا تمام عالم مین نام ہو ان ملکون سے کبھی کوئی بچ کر نہین گیا انکی بھی قضا لیکر آئی صاحبقرانی تھی چند اہل دل
بھی موجود مین انھون نے کہا یارو توبہ کرو کلمات غرور زبان سے نہ نکالو فلک سکو انقلاب دکھاتا ہی بعد جلال
زوال ماہ فلک کبھی بر سر کمال کبھی بصورت ہلال باغ مین کبھی خزان کبھی بہار گل ہنستے مین عندلیب خوشنوا نالان
وزار سرو نے سرکشی کی آفت اٹھائی دل پر سہی غنچے چٹک کر گل ہوئے رنگ بھی جمنے نہ پایا تھا کہ جھونکا باد خزان کا چلا جڑ چھانٹ کر
زمین پر گرایا گلچین نے دست بدعت دراز کیا اپنی بدعت پر ناز کیا گلچین و باغبان بھی ایک دن مبتلائے بلا ہوئے یہ مین
چند ہی عرصے مین سر پر ہاتھ اپنے رکھ کے روتے ہین سکندر ایسا بادشاہ زبردست صاحب فوج و لشکر حاکم بحر و بر
اسقدر مقبول بارگاہ پروردگار تھا کہ حضرت خضر و الیاس پیغمبران فلک اساس رہبری کرکے تا بہ چشمہ حیوان
لے گئے کچھ آبرو نہ بڑھی بموجب مضمون مصرع ع سکندر رہ گیا پیاسا پہونچ کر آب حیوان پر۔ آخر انجام کیا ہوا
خالی ہاتھ آیا وہی ہاتھ خالی دکھلاتا ہوا چلا گیا عقلمند سمجھ گئے راز دلی سے اسکے آگاہ ہوئے یعنی وہ ہاتھ اشارہ کرتے
تھے کہ اس وقت کون دستگیری کرے دنیائے ناپائدار مین آکر کیا پایا یہ انجام ہوا دنیا سے حسرت و یاس لیکر چلا
بس یارو خوف کرو عبرت کا مقام ہی یہ جوان عالی مقام سحر کن بحر و بر قراش راہ دین اسلام غازی مجاہد مشہور خاص
عام تھا لیکن دام مکر مین پھنس گیا خوشی نکرو پیدا کرنے والے سے ڈرو ایسا نہو یہی تمہارا بھی حال ہو نگاہ حقارت
اس رئیس کو نہ دیکھو لشکر عدیل کوہی مین اک غل ہوا ایک ایک کو ہی قد و قامت مین مثل دیو صاحبقران اسطرح
جھومتے ہوئے بخوف دہر اس سلسلے عدیل کوہی کے پہونچے مثل اہل اسلام کے سلام کیا عدیل کوہی
بلبلانے لگا آواز دی کیون او حمزہ عرب دیکھا تو نے خداوند لقا نے کیا برجستہ تقدیر کی اب میرے ہاتھ سے
کیونکر بچو گے کفیل قزاق جو تمہارا کفیل تھا اسکو بھی شکست دی مال و اسباب لوٹ لیا جان بچا کر بھاگ گیا
اسکو بھی تلاش کر کے مارونگا اب اگر جان بری چاہتے ہو خداوند لقا کو سجدہ کرو یہ سنکر صاحبقران زمان کو
غصہ آیا فرمایا تو بڑا نامرد ہی مردان عالم سگ پاپوش کی گرد سے کلام کرتے غیرت نہین آتی دم دیکر میدان کارزار سے
بھاگا عیاری سے مکاری کرائی اسپر یہ غرور جو تجھسے ہو سکے قصور و کوتاہی نہ کر لقا پر ہمیشہ مین لعنت کرتا ہون تم
سے اس حقیر کے وہ تھرتھراتا ہی تم ایسے نالائقون کا خداوند مغرور خود پسند عدیل کو تو حیلہ منظور تھا حکم دیا
جلد اسے قتل کرو جلاد طرف صاحبقران کے چلا لیکن حال ملکہ سہیل کا عرض کیا جاتا ہی جب صنوبر جواہر
جا کر کیفیت صاحبقران زمان کی بیان کی جوش محبت صاحبقران مین نقاب چہرے پر ڈالی مع چار سو کنیزوں کے

باغ سے باہر نکلے شب کا وقت تھا صحرا کا سناٹا کنیزین بھی گھبرائین کہا واری غضب کیا اس ویران جنگل مین نکل آئین گلعذار نے بڑھ کر کہا حضور حقیقت مین بڑی خطا ہوئی صبح کو صنوبر نے بیان کیا تھا کہ صاحبقران زمان مقابلہ مین آپ کے والد نامدار کے ہین سارا دن گذرا اب نہین معلوم وہان کیا گذری ہو یہان رات ہوگئی دیکھیے اپکی پریشانی پر لیلائے شب نے زلف شب کھول دی مجنون روز سمت صحرا لے نجد گیا اندھیری رات چند کنیزون کا ساتھ دیکھیے وہان تک کیونکر پہونچین اُسوقت ہمارے خیال مین نہ آیا آپکو نہ سمجھایا کہ صحرائے ہول خیز کیونکر طے ہونگے اگر گرتے پڑتے صبح کو پہونچے صبح ہوگئی نہین معلوم صاحبقران کہان ہون دشمن مغلوب ہوئے یا غالب آئے حضور ابھی باغ قریب ہی پلٹ چلیے صبح کو پھر صنوبر کو روانہ کرین گے وہ جا کے معقول خبر لیکے آئیگی ایسا نہو کوئی شیر بھیڑیا نکل آئے لونڈیون کو حضور کے کیا جاتے بقول شاعر شعر تجھے چاہ کے ہم تو خدا کی قسم نہ ادھر کے ہوئے نہ اُدھر کے ہوئے ✻ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے ہوئے نہ اُدھر کے ہوئے ✻ جنگل مین کہان کہان مارے مارے پھرینگے یہ کالی رات جنگل کی دہشت کہان ا یکو ٹھکانے وزیرزادی نے جو اسطرح سمجھایا ملکہ نے آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی فرمایا تم سب صاحب پلٹ جاؤ اپنی جان بچاؤ مجھ بدنصیب کم بخت کو میرے حال پر چھوڑ دو ننگ دیدہ نہ سمجھاؤ دلولۂ جنون جوش پر ہے نیک و بد کی کسکو خبر ہے نظم

دل کو تجویز کیا ساقی میخانۂ عشق
جو گیا راہ نکلنے کی پھر اُسکو نہ ملی
دیکھین تاثیر بھی رکھتا ہو کچھ افسانۂ عشق
اُٹھ کے آتا ہون تری بزم مین اے غیرت صبح
حشر تک آئے ہوش مین بیگانۂ دیوانۂ عشق
شہر سیدہ مین سودا ہے تری زلفون کا
حسن آباد ہی تھا پہلے جو ویرانۂ عشق
قیر مجنون پہ کہین جو نہ جلال وحشی

دربدر پھرتے ہین آباد رہے شعلۂ عشق
پہ نہ ہونے دی اشکون نے دل زار
کیون نہ تیر کھول پھیلیان نہین غنچۂ عشق
طوق منت کے وہان طوق گلوگیر بیان
شوق پردے کے بنا دیتا ہو پردۂ عشق
ہوش وحشت کے دن آئین تو مین جانون جنون
بادۂ عشق سے لبریز ہے پیمانۂ عشق
پیشوا جانتے ہفتاد و دو ملت کا اسے
وہین ملتے ہین جو گم ہوتے ہین دیوانۂ عشق

جب چلے مئے الفت سے چھلکائے سبو
ایسا پیا کہ نہ سر سبز ہوا دانۂ عشق
ہم سنائینگے اُسے قصۂ لیلی مجنون
یار دیوانۂ حسن اور مین دیوانۂ عشق
دل لوٹے دل کے یہی مین تو خدا حافظ ہے
فصل موسم کار ہی ہونے کے لیے دانۂ عشق
رونق افروز مین وہ جب ہمارے دل کی
کیا طریقہ ہی زہے مذہب رندانۂ عشق

یہ اشعار پڑھ کر ملکہ اسقدر روئی کہ ہچکی لگ گئی ضبط کرکے بمشکل جواب دیا کہ صاحبقران جان و محبت صاحبقران سے منہ نہ پھیرونگی جن صاحب کو اپنی جان عزیز ہو بسم اللہ پلٹ جائین مین اسی صحرا مین اپنی جان دونگی تلوے کھجلاتے تھے اسی راہ

پر خط کا نشان بتلاتے تھے اب صحرا نوردی و دشت پیمائی کا وقت آگیا یقین کامل ہے تا بہ دشت نجد پہونچین قبر بیکس
ناشاد کے جا کر فاتحہ پڑھین مزار شیرین پر جا کے جان شیرین بغم محبوب پر نثار کرین اسطرح یہ کلمات حسرت آیات اُس
آوارۂ دشت محنت و بلا نے کہے کنیزین رونے لگین **گلعذار** نے بڑھ کر عرض کی واری برائے خدا ایسے الفاظ زبان سے
نہ نکالیے نمکخوارون کا کلیجہ پھٹتا ہے ہم سب آپ کے ساتھ ہین جہان مزاج مین آئے تشریف لیچلیے ملکہ نے کہا صنوبر
سے کہو اُسی طرف لے چلے منزل مراد تک پہونچائے جمال اُس شہریار کا اس مشتاق کو دکھائے صنوبر آگے بڑھی شب
تیرہ و تار مین اُسی سمت کا رخ کیا کوہستان و خارستان کا راستہ تھا رات پہاڑ ہوگئی آخر لعبۂ شفق گریبان سحر چاک
ہوا کنیزون نے دیکھا رنگ روے ملکہ سہیل متغیر ہے یاد صاحبقران مین بات منھ سے نہین نکلتی ایک جھیل پر
آکے مرکب سے اُترین کنیزین ہاتھ منھ دھونے لگین **گلعذار** نے کہا واری منھ تو دھو لیجیے یقین ہے اب وہ مقام
بھی قریب ہو ملکہ نے کہا ہم زندگی سے ہاتھ دھو چکے ہین اپنی جان کو رو چکے ہین صنوبر سے یہ تو دریافت کرو کہ
اب وہ مقام کتنی دور ہے آپ سب صاحبون نے بڑی دیر کی نہین معلوم وہان میدان کارزار مین اُس شیر
صولت پر کیا گذری خدا دشمنون سے اُنکی جان بچائے مکارون سے سامنا کوہی سنگدل اب صنوبر آگے
بڑھ کر خبر لاؤ جو کچھ گذرا ہو دیکھ آؤ یہ سنکر صنوبر بڑھی فقط درہ کوہ بیچ مین حائل تھا دیکھا تمام لشکر کوہستان
آراستہ و پیراستہ ہے **عدیل** کوہی دنگل پر بیٹھا ہے **صاحبقران** زمان کو زیر تیغ دیکھا جلاد حکم پوچھ رہا ہے صنوبر
یہ کیفیت دیکھ کے روتی ہوئی سامنے ملکہ سہیل کے آئی عرض کی واری بڑا غضب ہوا **صاحبقران** کو مین نے
زیر تیغ دیکھا نہین معلوم مکارون نے کیونکر گرفتار کر لیا یہ سنتے ہی **ملکہ سہیل** اپنے مقام سے بیقرار ہو کر
اُٹھی کہا لو صاحبو دیکھا میرا دل گواہی دیتا تھا کہ اُنپر کوئی آفت پڑی ہے مین تو جا کر جان دیدونگی اُنکے بعد
جفاے فراق نہ سہونگی نقاب چہرے پر ڈالی فوراً پشت مرکب پر سوار ہوئی سب کنیزان خیرخواہ ہمراہ
یہان **عدیل** ذلیل نے حکم اول دیا جلاد نے گردن پر خط کھینچا قصد ہے کہ حکم ثانی دے کہ پہلوے کوہ سے گرد
اُڑی سب نے دیکھا ایک نقابدار بادلہ پوش بصد جوش و خروش مع چار سو جوانون کے پیدا ہوا اور مین سے
تیراندازی کرتا ہوا بڑھا چار سو تیر ایک مرتبہ چلے چار سو خطا کار ایک مرتبہ گرے واصل جہنم ہوئے **عدیل** کوہی
اُٹھا آواز دی یارو اس نقابدار مغلوک کو لینا یہ خبر سنتے تھے کہ مسلمانون کی مدد کو فرشتے آتے ہین یہ تیغ پوش
کہان آیا کچھ مابدولت کا خوف نہ کیا شاطر کوہی نے کہا کہ دیکھیے حضور استاد عنطر کا قول کرسی نشین ہوا ہے سعد
بیخطا مارے گئے اسی نقابدار بادلہ پوش کا پتہ دیتے تھے اُنکے کلام صداقت انجام کا نقشہ کھنچا ہوا ہے مگر افسوس

بلا تحقیقات آپ نے انکو قتل کر ڈالا دیکھیے نقابدار کیا سفاک و بیباک ہی ایسا چست و چالاک ہی اتنے بڑے لشکر پر چند کس سے آپڑا حضور کا بھی خوف نہ کیا اس بیچارے عیار کی کیا حقیقت تھی زخمی ہو کر آیا تھا کیسا تڑپ کے اُسنے حال کہا کسی نے سماعت نہ کی عدیل نے کہا جو گذرا سو گذرا اب اسکو گھیر کر مار لو مہلت ندو چہار جانب سے کوہی چلے نقابدار لڑنے لگا پکار کر صاحبقران کو آواز دی ای شہریار دیدار آفرین دیکھنے کی ہوس تھی اب منظور ہی کہ زیر قدم جان دون حضور کا بچانا تو دشوار ہی فوج کو ہیان بیشمار ہی صاحبقران حیران ہوئے کہ نقابدار بہادر کون ہی ہمارے واسطے اپنی جان دیتا ہی آواز دی ای نقابدار بہادر اپنی جان بچاؤ کہ یہ سب نمک و نمک حرام ہیں ہم اس قید زنجیر میں گرفتار ہیں شاطر کوہی جو صاحبقران کو گرفتار کر لایا تھا آج تو وہ بڑے خیر خواہ ہین عدیل کوہی سے کہا میں جا کر نقابدار کو مارون عدیل نے انکار کیا کھینچتا ہوا میرے سامنے لا نقاب اُلٹ دینا کہ میں پہچان لون کون سرکش ہی بیخوف چلا آتا ہی شاطر بہت خوب کہتا ہوا بڑھا بیچیا نے ملکہ پر ہاتھ مارا گھوڑا ملکہ کا چمک سے طور کی مثال ہوا طرارہ بھر آلکان جو بیوی نقاب چہرہ بے نظیر سے اُلٹ گئی لکہ ابر سے ماہتاب نکل آیا عدیل کوہی نے اپنی بیٹی کو دیکھا نیمچہ ہلالی ہاتھ میں سپر پشت پر کئی کوہی سامنے عدیل کوہی کے مارے تھے کہ نقاب چہرے سے ہٹی جو کوہی نہ پہچانتے تھے انھون نے کہا حضور دیکھیے کیا معشوق پری پیکر ہی ایک نے کہا مجھے تو انکھڑیون نے مارا ایک نے کہا میں خنجر ابرو سے ذبح ہوا ایک نے کہا میں اسکے ساتھ شادی کرونگا ایک نے کہا میں جا کر قدمون پر گرتا ہون ایک نے کہا کمان خانہ ابرو سے تیر مژگان چلے تو وہ دل پر لب معشوق ہوئے ایک پکار اٹھا ای جان جہان آرام دل مشتاقان ذرا جوانون سے آنکھ ملاؤ ہم تو پرانے عاشق ہین سر ہتھیلی پر رکھیں گے تمھاری محبت میں موت کا مزہ چکھیں گے عدیل کوہی جھلایا بہت شرمایا کہا چپ بھی رہو ہائے وائے کرنے لگے پہچانتے بھی ہو کہ وہ کون ہی تمھاری مرشد زادی نہیں ہی معلوم یہان کیون آئی جو لوگ پہچانتے تھے انھون نے منھ میں طمانچے مارے توبہ توبہ کرنے لگے حضور معاف فرمائیے گا منھ سے کچھ نہیں کہا اچھی صورت دیکھکر آہ نکل گئی ایک نے کہا وہی ہین جنکو گودیون میں کھلایا تھا اب دو چار برس سے نہیں دیکھا بھول گئے بچپن میں بھی جانی پیاری کہتے تھے مگر حضور انکو حمزہ سے کیا کام حضور بدنام ہوئے اب گرفتار کیجیے قتل کا ارادہ نکرین گھر چل کے آنے کا سبب پوچھ لین وہ ہمیشہ سے صاحب عصمت و عفت ہین یہ ناشایستہ کنیزون کی حرکت ہی تماشہ دیکھنے کو چلی آئین یا آپ کے جوش محبت میں قصد کیا بہر نوع وہ بے خطا ہونگی عدیل نے کہا او نامردو تمسے یہ باتین کون پوچھتا ہی یہ تو بخوبی ظاہر ہوا کہ اسی گیسو بریدہ نے

پشتارہ چھینا غضنطر الیاس خیر خواہی کی وجہ سے بیخطا مارا گیا اب کیون بیہودہ باتین بناتے ہو جلے ہوئے کو اور جلاتے ہو
آخر مین فرق آیا اسکو قتل کر دیا گیا کنیز احمد کا یا اللہ کار او ننگ خاندان آ کے تجھکو قتل کرتا ہون لیکن نقاب جو
چہرہ سے نظر سے اٹھی اور صاحبقران کی نگاہ پڑی بیتاب ہو گئے پکار کر فرمایا ملکہ تمنے غضب کیا ایک کوہی
تلوار کھینچ کر بطرف صاحبقران کے چلا کہا او گنہگار تجھے ملکہ سے کیا کام ابھی سر کاٹے لیتا ہون یہ کہکے اسنے
ہاتھ مارا کہ تلوار اٹھی ای شہریار اپنے کو بچایئے صاحبقران نے دیکھا تلوار سر پر چلی ہتھکڑیان اٹھا دین
بقدرت پروردگار ہتھکڑی کٹی صاحبقران نے قید توڑ ڈالی اس شخص کی تلوار چھین لی بقہر وغضب تمام نعرہ کرکے
اپنے مقام سے اٹھے نعرۂ امیر امیر عرب حمزۂ شیر دل یکہ و گشت سہراب و رستم تجل چو تیغ علی برشم از غلاف
تر زلزلہ افگند در میان مصاف یا محمد علی زبان پر بات کر دیکھا حمزہ نے قید آہن کو مثل تار عنکبوت توڑ ڈالا لڑتے
ہوئے آتے ہین اکثر حقیر پر تقصیر نے تحریر کیا ہے کہ نعرۂ صاحبقران کی صدا بارہ کوس تک جاتی ہے زمین
میدان کا زلزلہ تھرانی ہے کفیل قزاق زخمی ہو کر پانچ کوس پر ٹھہرا تھا ساتھ والون سے یہی کہا کہ یارو ہم تم سب
جان بچا کر نکل آئے صاحبقران عالیشان لشکر دشمن مین قید مین الیاس تو قتل ہو جائین بخدا ہر اژدہ غضب
ہوا کلیجہ کانپ رہا ہے بڑا بہادر مجمع نامردان مین پھنسا یارو چلا کر خبر لاؤ مین جا کر اپنی جان دونگا سیر مرجانا زندگی
سے بہتر ہے وہ ہمارے بزرگون کا افسر ہر چند قزاق برائے خبر چلے تھے کہ نعرۂ صاحبقرانی کی آواز آئی طائر
گھبرا کر درختون سے آ پڑے کفیل نے کہا لو یارو معلوم ہوتا ہے کہ سپرا آقلے نامدار قید خانے مین پکڑا گیا سن لو
صاف آقائے نامدار کی آواز ہے وہ نعرۂ تکبیر کیا جلد سوار ہو کفیل نے تو گھوڑا بڑھا دیا ساتھ والے بھی چلے یہان
صاحبقران نے سامنے آکر ملکہ کے سینہ سپر کر دیا ملکہ نے نقاب درست کی صاحبقران نے پلٹ کر فرمایا ملکہ
تمنے غضب کیا یہان کیون چلی آئین ہم نہایت شرمندہ ہوئے ملکہ نے بخوف صاحبقران کچھ جواب ندیا
عدیل کوہی کو صاحبقران نے للکار کہا او نامرد ادھر کہان جاتا ہے عورت پر ہاتھ اٹھاتا ہے عدیل کوہی
ادھر پلٹا لیکن فوج بیشمار صاحبقران زنان سر برہنہ کلاہ ندارد زخم کھا رہے ہین سب سے زیادہ مشکل
ہے اگر کسی کوہی کو بڑھ کر مار لیتے ہیں ملکہ پر کافر جا پڑے کسی کنیز کے سر پر زخم آیا بیقرار ہو کر چیخی ای میان
صاحبقران مین تمھاری معشوقہ کے ساتھ ہون مین نے صاحبزادی کو گودیون مین پالا گوشے کے ہاتھ کٹین
مجکو زخمی کر گیا اس ظالم کے ہاتھ مین کر رہے ٹلکے اسکی اولاد کے سامنے آئے ذلیل ہو کر مارا جائے مجکو تو بیخطا
زخمی کیا ہین کسی کو تیر بھی نہین مارا گوشے مین چھپی کھڑی ہون اب چلا کے کو سون گی صاحبقران نے پلٹ کر

دیکھا اُس کوہی کو ذلکار ایک ضرب شمشیر دو پرکالے کیے بیچو بیچ خوش ہوگئی پکار اٹھی دولہا میان خدا تمکو سلامت رکھے خوب
ٹکڑے ٹکڑے کو مارا او نامرد میرے شوہر کے سامنے تو آکر اپنے باپ سے نہین لڑتے مجھکو ہی کو زخمی کیا دیکھو کیا جلد بدلا لا
میرے کلیجے کو ٹھنڈا کیا تھا مجھکو سب جانتے ہین مین جہاڑی کا کانٹا ہون مجھسے نہ کوئی اُلجھے مہینون مین اب زخم
اچھا ہوگا اسکی جورو بھی تڑپ تڑپ کر مرے گی بال بچے بھیک مانگین گے ہائے کیا کرون میرا ستم اکیلا ہے ماشاء اللہ
کیا خدا نے قدرت کو جھیلا ہے نامردون کا دیکھا کیا ہے ہر کنیزون کی کانون کان عورات کی جاؤن جاؤن ملکہ ہر چند سبکو
منع کرتی ہین کون سنتا ہے لیکن صاحبقران حیران و پریشان ہین کہ لڑائی کیونکر فتح ہو ان بیچاری عورتون کو بچانا
کہ بڑھ کر کوہیان پردہ نا کو رو کون ایسا ہو معشوق گرفتار ہوجاتے عدیل بھی آواز دے رہا ہے اس کمبخت کو پکڑلو ساتھ
والیون کو بھی قتل کرو اس وقت صاحبقران بیقرار ہوئے بنگلو پاس طرف آسمان کے دیکھا دل کو رجوع کیا
باب اجابت وا تھا فورا دعا قبول ہوئی صحرا سے گرد اڑی کفیل قزاق بعد طمطراق پیدا ہوا دور سے دیکھا کہ
صاحبقران اثر سے ہین چند اقا بہادر مضطر و بیقرار رنگ زرد ہو رہے ہین دور سے کفیل نے نعرہ کیا تم صفدر
صف شکن کفیل تیغ زن لیکن حیران کہ یہ نقابدار کون ہے جس نے تلوار کھینچی صاحبقران زمان نے فرمایا اے
برادر لڑتے ہوئے اس طرف آؤ ان غریبون کو بچاؤ ناحق بیگناہون کے خون ہوتے ہین ان بیچارون کی حسرت
صحرا مین کفیل مع قزاقون کے شمشیر زنی کرتا ہوا آیا نقابدارون کو بچانے لگا قزاقون نے سینہ سپر کردیا ساحرون
کو یہان سے میدان کارزار پھیر دیا صاحبقران نے جو اتنی مہلت پائی اُسی زد و خورد مین لڑتے ہوئے قریب
عدیل کوہی کے پہونچے عدیل بیٹی کو دیکھ کر دریاے حجاب مین غرق ہوا مطلب اصلی کو دل مین سمجھ گیا صاحبقران
پر غصے مین جا پڑا آتے ہی تلوار زن ہوا صاحبقران نے جھک کر سلام کیا کہا کیون حضور خفا ہونے کا کیا باعث مجھسے
کیا خطا ہوئی اپنے معبود پر کوئی ہاتھ اُٹھاتا ہے اگر ردّی کیٹرا اندیشا آپکو اختیار ہے آپ بزرگ ہین مین تو ہاتھ
نہ اُٹھاؤنگا سرکشی کی ملکہ عالم کے ہاتھ سے سزا پاؤنگا عدیل کوہی جل گیا کہا او حمزہ ان باتون سے کیا فائدہ
تلوار کھینچ بے قتل کیے نہ پلٹونگا و اندازی زبان درازی کی سزا دونگا یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے
بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا انہوں نے چھین لی عدیل لپٹ گیا کشاکش کے زور ہونے لگے آخر زمین پر آنے کو ہون
نے قصد کیا صاحبقران کو مارین قزاق بھی لڑتے ہوئے آئے اس مقام پر خوب تلوار چلی کئی ہزار کا کھیت ہوا
لاشے تڑپ رہے ہین ملکہ نے جو دور سے دیکھا کہ صاحبقران اس حال پر ہے عدیل ایسے پہلوان سے لڑ رہے
ہین بیقرار ہوگئی دعائین مانگنے لگی ای پروردگار میرے وارث کو بچانا خدا نخواستہ اگر انکی مرتبہ کچھ خرابی ہوئی

یہ کوہی نامرد زندہ نہ چھوڑین گے کہا دیکھو گلعذار ضمائی پیارا کی مجھکو رونا آتا ہے جنکے ساتھ لاکھون کا لشکر پانچ سات
ہزار شاہزادے ہون پہلوانان خوش سیر رہتے ہون وہ یکہ و تنہا نہ دوست نہ مونس نہ ہمدم مجھ بد نصیب کے تکلّی آ یکا
غم دیکھ حسرت سے خون بہ رہا ہے کیسی مصیبت کا سامنا ہے گلعذار کہتی ہے واری آپ سچ کہتی ہین میرا کلیجہ ٹکڑے ہوا
جاتا ہے انکی غربت پر رونا آتا ہے خدا اس مشکل کو آسان کرے باغ مین چلکر چلتے ہون ملکہ نے فرمایا اے گلعذار تیرے
منہ مین گھی شکر غریب الوطنون کے واسطے دعا کی یقین ہے فوراً قبول ہو گی صاحبقران زمان عدیل کوہی سے
نہایت کیفیت سے کشتی لڑ رہے ہین قزاقون نے بھی جان لڑا دی ہے دشمنون کی زبان سے صدائے احسنت و آفرین
آتی ہے ایک مقام پر عدیل کوہی صاحبقران زمان کو ریل کے لے دوڑا چند قدم صاحبقران ہٹے غصہ جو
آیا پلٹ پڑے بارہ چودہ قدم ریل کے لائے ہکہ مارا دونون گھٹنے عدیل کے زمین پر آشنا ہوئے قصد کیا لنگر قائم
کردن صاحبقران نے کمر بغیر مین ہاتھ ڈالدیا بقوت صاحبقرانی بالائے سر بلند کیا چرخ دیکر چاہا زمین پر مارین
عدیل نے آواز دی الامان صاحبقران نے فوراً زمین پر رکھ دیا عدیل قدمون سے لپٹ گیا اہالیان فوج
کو آواز دی صاحبو مین بنے تو صاحبقران زمان کی اطاعت کی شرف کو مین حاصل ہوا سب کو ہیون نے ہاتھ روک لیا
صاحبقران نے پلٹ کر کفیل سے کہا ملکہ سے کہو اب تم جلد طرف باغ کے چلی جاؤ یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہے
ہر چند کہ ملکہ کو ناگوار ہوا لیکن بحکم صاحبقران زمان کنیزون کو ہمراہ لیکر طرف اپنے باغ کے چلین فرماتی ہین
اے گلعذار ظاہر مین تو پروردگار نے اپنا فضل شریک کیا لیکن انجام بخیر ہو گلعذار نے کہا اب سبطرح خیر و عافیت
ہے تردد نہ فرمایئے ملکہ باغ مین آئین عدیل کوہی نے عرض کی اب حضور میرے قلعہ مین چلیے گم گشتگان وادی
ضلالت کو تلقین کرین کفیل نے بھی عرض کی بہت مناسب ہے لیکن اس شب کو زخم دوزی ہونا چاہیے تو وقت
سحر کوچ ہو یہ رائے سبکو پسند آئی بارگاہ عدیل مین آکر داخل ہوئے کفیل نے اپنے ہاتھ سے سر صاحبقران مین
ٹانکے دیے پٹیان مرہم کی چڑھائین شب اسی مقام پر بسر ہوئی بوقت سحر بعد کروفر عدیل کوہی صاحبقران کو
لیے ہوئے طرف قلعہ کے چلا اہالیان قلعہ کو خبر ہوئی برائے استقبال آئے باعزاز و اکرام صاحبقران کو لیکر قلعہ
مین داخل ہوئے دارالامارۂ شاہی مین آکر عدیل کوہی نے دست بستہ عرض کی حضور تخت پر قدم رنجہ فرمائین
صاحبقران نے فرمایا تاج و تخت تمکو مبارک ہو ہمین آتش پر رواج دین حق کی جستجو ہے یہی آرزو ہے عدیل آکر
تخت پر بیٹھا پایۂ تخت چہارم پر برائے صاحبقران زرنگار یاقوت نگار آراستہ کیا قریب امیر با توقیر کفیل آکر بیٹھا
جب دربار معمور ہو چکا جام ارغوانی گردش مین آیا نازنینان پری چہرہ سامنے آکر حاضر ہوئین تانین پڑ رہی ہین

ہوگائن سلنے صاحبقران زمان کے آئی آئینہ رخسار دیکھکر حیران ہوگئی ناز کرتی ہوئی دم محبت بھرتی ہوئی دامن
صاحبقران کا تھام لیا بڑے لطف سے یہ غزل گانے لگی غزل

پیدا وہ گفتگو مین مزا اے زبان کر
پیدا نئی زمین نیا آسمان کر
شکوہ کرون جفا کا ترے وہ نہین ہون مین
بادِ صبا نے پائی بہت خاک چھان کر
اے درد دل پڑا ہی رہون در پہ یار کے
دل مین رہی گئے تھے جو کچھ دل مین ٹھانکر

سنکر وہ درد دل کو کہے پھر بیان کر
کہتا ہے مجھسے پیر مغان کیا کہ توبہ توڑ
خنجر تلے وفا کا مری امتحان کر
آئی نہین گھٹا تو نہ آئے پینگے مے
سایہ کو رشک ہو یہ مجھے ناتوان کر
الفت مین چاہتا ہے اگر کچھ بقاے نام

پروردگار دینی تھی راحت اگر مجھے
اللہ سے کہے کہ اسے پھر جوان کر
آوارہ مین وہ تھا کہ مری خاک بعد مرگ
کوچے مین مے فروش کے گل کو نہان کر
جرات پڑی نہ بات کی بھی رعب یار سے
مٹ جا جلال آپ کو تو بے نشان کر

یہان تو صاحبقران زمان مصروف صحبت عیش و نشاط ہین ملکہ سہیل جو بخوف صاحبقران پلٹ کر باغ مین آئی اکثر کنیزین زخمی بھی تھین انکی زخم دوزی کرائی آپ بارہ دری مین آکر جلوہ فرما ہوئین گلعذار نے آکر بلائین لین ترقی حسن و جمال کی دعائین دین کہا حضور مبارک ہو خدا نے بڑا فضل کیا کہ آپ کے والد نامدار مسلمان ہوتے اب سنا ہے کہ بڑی دھوم سے صاحبقران کی دعوت کا انتظام ہے ملکون سے جاروب کشی کر رہے ہین اس صحبت کی رعنائی پر سب کو رشک ہے وزرا امرا رؤسا سب دست بستہ موجود ہین اتبو خیر خواہان دولت کو انعام و خلعت ملین یہان بھی باغ مین جلسہ آراستہ ہو ڈومنیان بلاے مبارکباد حاضر ہین ملکہ یہ سنکر آنکھون مین آنسو بھر لائی کہا گلعذار مین کیا کرون ہر چند دل دردمند کو سمجھاتی ہون طیش قلب کو ترقی پر پاتی ہون اس عشق خانہ خراب مین عجب تاثیر دیکھی کسیطرح چین نہین اتبک انکی آوارگی کا خیال تھا جدائی کا ملال تھا اب اور طرح کا استغنا ہے یہ تو خوب ظاہر ہوا کہ وہ سیدھے مسلمان صاحب ایمان ہین اس زمانے کے مکر و حیلے سے بالکل آگاہ نہین دل مین انکے خوف کو راہ نہین اپنے خالق بے نیاز کی قوت پر انکو ناز ہے یہ بھی نہین جانتے کہ یہ فرقہ کیسا بے ایمان دغا باز ہے ایسا نہو انکے ساتھ دشمن بہ بدی پیش آئین صرف یہ مناسب تھا کہ بعد فتح جنگ کو یہان فرماتے کہ ہم باغ مین ملکہ سہیل کے جائینگے آپ یہان تشریف لاتے مین سامنے نہ جاتی والد نامدار کو بھی یہان بلا لیتی مجمع عام مین جلوہ فرما ہین ابھی ہزارہا کو ہی انکے ہاتھ سے داخل جہنم ہوا مجمع دشمنان درہم و برہم ہوا کیا غضب کی بات ہے انھین دشمنون مین جاکر بیٹھے ہین کوئی دوست یار وفادار مونس و غمگسار ہمراہ نہین کسی سے رسم و راہ نہین دل کو خوف آتا ہے کلیجہ تھرآتا ہے ہاے کیونکر دل کو سمجھاؤن جی چاہتا ہے اس دربار مین چلی جاؤن ہاتھ

پکڑ کے کھینچ لاؤن غیرت دامن گیر ہے یہ بھی خلاف تدبیر ہے ہم حیران ہین جو لوگ عاشق ہوتے ہین اور تخم محبت دل مین بوتے ہین کیا کماتے ہین کیا پھیتے ہین مر مر کے جیتے ہین حقیقت مین بدنام ہوتے ہین نہ جاگتے ہین نہ سوتے ہین اپنی پھوٹی تقدیر کو روتے ہین **نظم**

یہ قسمت اپنی اپنی دل کو پیش یار رہنا تھا
صف مژگان تجھی کو میرا ماتم دار رہنا تھا
دل وارفتہ کھویا دیدۂ وا نے بستگی غفلت
قیامت تک غم و اندوہ کے دل مین خار رہنا تھا
ہزار اسکو مٹایا پر یہ کب مٹتا ہے سینے سے
تمھین بھی میرے ہی دم تک عزیز یار رہنا تھا
غبار دل جو مٹ جاتا وہ ہمسے کیون جدا ہوتے
سبک بنتا تھا نظرون مین اون پہ بار رہنا تھا
وہ بلوا بھیجا مقتل مین یکایک نہ بلوا "
کلیم اللہ تمکو طالب دیدار رہنا تھا
ہمین سر رو کے پٹکنے کو بس دیوار رہنا تھا
نہ اچھا کر سکا اپنے مرض کو دل جانان کبھی
نگاہ مست سے اسکی ہمین ہشیار رہنا تھا
وہ آلیتے تو بنتا انکا اپنی وقت واپسین عرق
گل داغ محبت کو گلے کا ہار رہنا تھا
مسیحون کو مریضون پر تمھارے رشک آتا ہی
کدورت کو تو ہمکو بیچ مین دیوار رہنا تھا
رہے سرخاب دریائے جدائی عمر بھر ہم تم
ہمین سر کو کفن باندھے ہوئے تیار رہنا تھا
جوانی کے ایام بے شغلی مین بھی تم کچھ نہ کچھ کرتے
گرا کے چشم جانان نے تو دو آنسو نہ مرتے
وہی روگی رہے تقدیر مین بیمار رہنا تھا
بہت سی جی کی نکلی نہ پھانس اپنے کلیجے کی
کوئی پل اور اس کمبخت کو بیدار رہنا تھا
ستانے کے لیے صاحب وفا ڈھونڈھا نہ کوئی
مسیحا بھی یہ کہتے ہین ہمین بیمار رہنا تھا
اسی خاطر جگہ پائی تھی ہمنے بزم عالم مین
ہمین سر تا قدم رہنا تھا تمھین اس یار رہنا تھا
جو ہمسے پوچھتے ہو تم اگر سو بار غش آتا
انہین دل ہی لگا لیتے عبث بیکار رہنا تھا

گلعذار نے منہ پیٹ لیا کہا حضور کیا کیجے آپ کو سمجھاؤن سب مشکلین حل ہو گئین سب مصیبتین خدا نے کاٹین آپکا غم اور بڑھ گیا جو فرماتی ہو وہ کرین برلے خدا اپنے کو ہلاک نہ کیجیے ملکہ نے کہا صنوبر کو دربار مین بھیجو دیکھ آئے وہان کیا کیفیت ہے تب میرے دل کو صبر ہوگا صنوبر نے کہا حضور مین ابھی جاتی ہون خبر لیکر آتی ہون ملکہ نے کہا او صنوبر مین خالی خبر کی مشتاق نہین ہون جا کر اپنی آنکھون سے دیکھ آ آخر صاحبقران کیا کر رہے ہین والد ملکہ کے تیور دیکھنا کیسا مزاج ہے کچھ مکر و غدر کی تدبیر تو نہین ہے یہ نہ سوچنا کہ بارگاہ کی زینت چھوڑ کے چلی آئین صنوبر نے کہا مین حضور کا مطلب سمجھ گئی سب طرح کی خبر لاؤن گی اپنی آنکھون سے صاحبقران کو دیکھ آؤن گی یہ کہکر صنوبر چلی تھوڑی دور گئی تھی کہ ملکہ یہ کہتی ہوئی دوڑی میری اچھی جھوجھو ہماری بات پر کچھ خفا نہو نا ہو سکے تو اونسے باتین کرنا اپنی طرف سے میری کیفیت یہ بیان کرنا اگر مجھکو پوچھین صرف اتنا کہنا کہ اونکو بخار ہے ہوش نہین ہے آنکھون نے مجھکو نہین بھیجا اپنی خوشی سے یہان چلی آئی ہون یہ میری بیتابی بیقراری حیرانی پریشانی بالکل ظاہر نکرنا بھول جاؤگی خوب باتین بنا دیگی صنوبر نے کہا ملکہ کو بڑا جوش محبت ہے فرط غم والم کی کثرت ہو جاتی ہے

مین مطمئن کرکے روانہ ہوئی دربار مین آئی صبح کا وقت نور کا تڑکا بھیروین اڑ رہی ہی مہ جبینان حور پیکر کا بناو ایک
ایک رشک قمر کا نکھار رخ شمع پر زردی چہرون پر حسینان ماہ رخسار کے اداسی فرش مین جا بجا شکن لگن مین
پروانے جلے بھنے پڑے ہین شمع انجمن نے آتشک حسرت بہاکر اپنا بھی کام تمام کیا عاشق و معشوق کا یہ انجام ہوا ایک
آتش عشق مین جلا دوسرے نے اپنے کو گھلایا جلاد عشق نے عاشق و معشوق دونون کو مٹایا اول شمع کو
پروانہ ہوئی آنکھون مین چہل چھائی شعلہ مزاجی دکھائی جب عاشق جلکر خاک ہوا گرمی عشق پروانے نے انکو
بھی جلایا جل جلکر شمع بھی سر محفل ٹھنڈی ہوگئی عجب محفل کا رنگ ہی ہر طرف سناٹا ہی عدیل کوہی تخت زرین پر
صاحبقران زمان دنگل بنے بیٹھے جھوم رہے ہین ایک جانب کفیل تغیر ان صنوبر ستون کی آڑ پکڑ کر
کھڑی دیکھ رہی ہی اس تردد مین کہ کیونکر تا بہ صاحبقران زمان جاؤن حال اس سوختہ آتش دوری کا
سناؤن یکایک وزیر اعظم عدیل کوہی قریب آیا کچھ کان مین بادشاہ کے کہا عدیل نے پکارکر جواب دیا
ای وزیر خوش تدبیر جو مناسب ہو وزیر پیچھے ہٹا ترنج خوشبوئی ہاتھ مین سینے پہ صاحبقران کے لگایا
پکارکر آواز دی ای شہریار مبارک ہو ہمارے بادشاہ نے اپنی دختر بلند اختر ملکہ سہیل رشک قمر کو حضور سے
منسوب کیا ایک کنیز واسطے ہاتھ دھلانے کے خدمت فیضدرجت مین رہنا ضرور ہی صاحبقران کا چہرہ خوشی سے
سرخ ہوگیا نذرین گذرنے لگین صدائے مبارکباد بلند ہوئی صنوبر یہ خبر فرحت اثر لیکر بھاگی ملکہ رنجیدہ
کبیدہ سر جھکائے بیٹھی ہی گرد مصاحبان ہمراز کنیزان شعبدہ باز جمع مین بیچ مین وہ ماہتابان گرد ہجوم سیارگان کہ
صنوبر ہنستی ہوئی سامنے آئی بلائین لیکر کہا لو واری مبارک ہو صاحبقران زمان سے حضور کو بادشاہ نے
سر محفل منسوب کیا ترنج خوشبوئی وزیر نے سینے پر مارا اب حضور خوش ہون اب اس گل سے چہرے پر سہرہ
دیکھینگے جہیز مین ہم بھی ساتھ چلینگے کنیزین سب خوشیان کرنے لگین ہر ایک نے مبارک مبارک جو کہا ملکہ
کھسیانی ہوئی غصے مین جواب دیا تم سبکو مبارک سلامت ہو ایک شخص غریب الوطن آوارہ ہوکر نکل آیا اسپہ نے
منسوب کردیا مان باپ کی بیٹیان ہین بھاڑ مین ڈال دین چاہے چولہے مین جھونکین مجھے کیا خوشی اپنا گھربار چھوٹا
پرائی تابعدار ہوئی مجبور ناچار دلی کاؤن کاؤن کرکے میرا سر کھالیا سب سے زیادہ بی گلعذار بیوی مین
صنوبر اکڑ رہی ہی جیسے کہ بڑا پایا میرے سامنے اگر یہ ذکر کوئی کریگا اپنا سر دے مارونگی یا مجھ سے سبکو نکالو کہ
اکیلی گوشے مین بیٹھون گی یہ کہکر ایک کمرے مین جا بیٹھی دروازہ بند کرلیا تنہائی مین جا کے خوب کھلکھلا کے ہنسین
آئینہ دیکھ کے زلفین آراستہ کین گلعذار وزیر زادی ہر لکہ سے گستاخ اندر گھس آئی کہا ہم حضور پیا ن

نہین آسکتے ہم مبارک سلامت کا ذکر نکر سکے مگر لباس تبدیل فرمایئے غصے کو تھوک ڈالیے ملکہ نے کہا تو نہ گھبرا
اب جان کو آنے دے صاحبقران کا رفیق کفیل قزاق اسکے ساتھ تیری شادی کرادیگی اتنے باغ مین چہل پہل ہوئی
سب کا غنچہ خاطر شگفتہ ہوا باغ مین بہار آئی نرگس نے آنکھین کھولین سنبل نے زلفین عنبرین کو سنوارا جوانان چمن
[illegible] کی آبرو بڑھی دل کے حوصلے نکلے صاحبقران نے دربار مین عدیل کوہی سے فرمایا لشکر
مین ہمارے سبکو انتشار ہوگا لقا ایسے مکار سے مقابلہ ہے اکثر اسنے ہمارے نہونے سے بڑے بڑے فتور
برپا کیے شبخون مارا بختیارک ایسا دشمن سلیمان عنبرین موے کوہی ایسا رہزن اور کئی طرح کے تردد مین دیکھیے وہ
وقع ہون نور نگاہ کرب تیغزن اسد صف شکن برائے فتح طلسم ہوش ربا گیا ہے ہمارا نور نظر بدیع الزمان نامور بھی
وہان قید ہے کچھ ابتک حال نکھلا کہ ہوش ربا مین کیا معرکہ گذرا اب ہمکو جلد رخصت کرو کل ہم روانہ ہوجائین عدیل
نے عرض کی غلام بھی اب دامن دولت نہین چھوڑیگا ملازمت کیمیا خاصیت سے منہہ نہ موڑیگا اسی شب کو صاحبقران
زمان کا ساتھ ملکہ کے عقد ہوا حجلۂ عروسی مین تشریف لائے اس صدف بحر حسن وخوبی سے گوہر مراد حاصل کیا ایک شیر
صولت سکندر حشمت اس شاہزادی کے بطن سے پیدا ہوگا لال نامہ مین اسکا ذکر تحریر ہے بڑی جرأت کی تقریر ہے
شاید یہ حقیر پر تقصیران دفاتر کو ترجمہ کریگا ان شیران دشت نورد کے حالات بخوبی واضح ہونگے وقت وساعت پر
یہ مقدمہ موقوف ہے اتنے مین یہ ہیچمدان تحریر وتسطیر طلسم ہوش ربا مین مصروف ہے بوقت سحر صاحبقران نامور بارگاہ مین
تشریف لائے فرمایا لشکر تیار کرو عدیل نے ایک ہفتے کی مہلت طلب کی کہ لشکر تیار کرنے مین تامل درکار ہے
ابھی غلام مجبور و ناچار ہے لشکر جمع کر رہا ہون صاحبقران فرماتے ہین ایک ایک لمحہ مجھپر شاق ہے دیدۂ دل
نظارہ لشکر ظفر اثر کا مشتاق ہے یہ ذکر تھا کہ مردہے نے بڑھکر عرض کی ایک عیار خنجر گذار در دولت پر حاضر ہے صاحب
جوہر دریائے فطرت کا گوہر جواہر بن عمرو نام بتاتا ہے یہ سنکر صاحبقران نے فرمایا جلد بلاؤ ای عدیل دیکھو ہمارے
لشکر کا شاطر افسر ہمکو تلاش کرتا ہوا آیا پھر دگر خبر فرحت اثر سنائے کفیل قزاق باہر گیا جواہر بن عمرو کو اندر لایا جواہر بن
عمرو نے صاحبقران کو دنگل شوکت پر دیکھا دوڑ کر قدمون سے لپٹ گیا صاحبقران زمان نے فرمایا فرد
ای پیک راستان خبر یار ما بگو + احوال گل بہ بلبل دستان سرا بگو + جلد بیان کر بادشاہ نامور سرداران خوش سیر خیر وعافیت
سے ہین عرض کی جب حضور ہمراہی لندھور بن سعدان سے غائب ہوے لندھور گریان ونالان لشکر مین پہونچے
اسوقت تک تو خیریت تھی بادشاہ جمجاہ نے مجھکو روانہ کیا تلاش کرتا ہوا یہان تک پہونچا شکر ہے حضور کو بصحت و
بعافیت پایا یہ تو حضور پر بخوبی ظاہر ہے لقا ہر وقت اسی فکر مین رہتا ہے بندگان عالی کو آزار پہونچاؤن مگر میرے

سنا ہے طبل جنگی نہیں بجا کوئی ساحر طلسم ہوش ربا سے برائے مدد لقا نہیں آیا سب سرداران نامی پہلوانان گرامی
برائے دیدار فرحت آثار حضور بیقرار ہیں حضور جلد طلبیں صاحبقران نے عادیل سے فرمایا اے برادر دانا سلیمان
ہوش سپہر شکوہ سنا ہے کہ لشکر میں ہمارے ظاہر ہے دشمن کا سامنا ساحروں کا خوف تم بعد ہمارے آنا علاوہ ازین جلد
نہ ہونے سے یہ قلعہ بھی خالی رہیگا شاید کوئی بادشاہ اس اقلیم کا بغاوت پر کمر باندھے تو کون مقابلہ کریگا ناموس
بھی ہمارا موجود ہے ہم تک خبر پہونچنا دشوار ہوگی بعد خرابی بسیار ناحق کو انتشار ہوگا عادیل نے کہا اے شہریار
میں اپنی جانب سے ناظم مقرر کر چلا کچھ مقام تردد نہیں ہے یہ کہکر اٹھا لشکر میں قرنا ہوئی فوج میں کمر بندی ہوئی
صاحبقران برائے رخصت محل میں تشریف لائے ملکہ کو یقین تھا ہمیں رہینگے اب ہم جفائے شبہائے
فراق نہ سہینگے صاحبقران خود زرہ پہنے ہوئے جو آئے اور فرمایا اے ملکہ عالم خدا حافظ و ناصر ملکہ
رونے لگی کہا اے شہریار میں کل سے سنتی تھی کہ حضور آمادہ سفر ہیں مجھے یقین نہ آتا تھا یہ کنیز تڑپ تڑپ کر جان
دیگی دل کو یقین نہ تھا افسوس صد ہزار افسوس یہ کیا ہوا قول میر حسن مغفور صادق آیا شعر مسافر سے کوئی
بھی کرتا ہے پیت مثل ہے کہ جوگی ہوئے کسکے میت ۔ صاحبقران زمان نے سر سینے سے لگا لیا محبت فرمایا
اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان حسرت و یاس پر ہمارے ناموس اصلی ہے نگاہ کرو سب صاحب شہریار
ہیں ملکہ مہر نگار تاجدار دختر نوشیروان عالی وقار و ملکہ گردیہ بانو و ملکہ رابعہ زربفت اطلس پوش و ملکہ نور بانو
و ملکہ مشکبوئے کاکل کشا دختر بلند اختر ملکہ زبیدہ شیر گیر بہو ہماری ملکہ گیتی افروز و جہان افروز و ملکہ
گوہر ملک و ملکہ خورشید خاوری وغیرہ سب تمسے جدا ہیں اگر کبھی بعد دو چار سال کے فلک نے مہلت دی
ان سبکو ایک نظر دیکھ کر چلے آئے ہیں ہمیں ہر وقت جہاد راہ خدا در پیش ہے انشاء اللہ تمکو بلوائیں گے بیقرار نہ ہونا
بلک بلک کے نہ رونا حافظ حقیقی مالک تحقیقی کے سپرد کیا ملکہ سر جھکا کر خاموش ہوئی صاحبقران بھی آنکھوں
میں آنسو بھرے ہوئے باہر آئے بارہ ہزار قزاقان نامدار بیس ہزار کوہیان جرار کمر باندھے ہوئے
حاضر تھے صاحبقران سوار ہوئے طرف کوہ عقیق کے کوچ کیا ایک جانب عادیل کو بھی ایک سمت
کفیل تیغ زن قطع منازل و طے مراحل کرتے ہوئے جب قریب کوہ عقیق پہونچے سب نے جا کر سرداران کو
خبر پہونچائی سرداران عالی وقار و عیاران نامدار برائے استقبال آئے صاحبقران زمان بعد صولت و شوکت
داخل لشکر ظفر اثر ہوئے بختیارک ولد لقا کو یہ خبر پہونچی بختیارک سر پیٹنے لگا کہا کیون اے سلیمان اقبال حمزہ
کو دیکھا اکیلے غائب ہوتے تھے بیس ہزار فوج لیکر آئے لقا نے غصے میں حکم دیا برائے افراسیاب نامہ جا

ایک نامہ لکھو صاف صاف تحریر کردو کہ ای بھیا ہم تمہارے ہاتھ سے اسد کے قتل کرانیکے نام طلسم ہوش ربا مثل حرف غلط مٹا ئینگے اگر اپنی بہتری چاہتا ہی کوئی ساحر زبردست برائے خدمتگزاری قدرت جلد روانہ کرو ورنہ قدرت طرف کوہ عنبر زار دل چلے جائینگے اُسیوقت نامہ تیار ہوا بالطریق قدیم اُسطرف ہوش ربا کے قاصد لیکر جاتا ہی انھیں لڑنے چھوڑ دیے ان سبکا حال وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان میں پہنچنا اختقاق جادو کو لیکر افراسیاب کا بمقابلہ لشکر مہرخ و تباہی لشکر مہرخ اور وقت پر پہونچنا خواجہ عمرو کا مع اہالے حول معربع نشین وذکر قتل اختقاق خمسہ

گذر کر چرخ سے کی میں نے سیر لامکان برسون — نقط میں ہی نہیں بھٹکا پھرا ہون اک جہان برسون
نپایا خضر و عیسے نے بھی کچھ اُسکا نشان برسون — تلاش یار میں رگڑی ہین میں نے ایڑیان برسون
مری صورت سے چکر میں رہا ہی آسمان برسون

تصور میں ملا کرتا تھا حسینون پر نہو مائل — کہین بیچ ادا بھی دیکھتے ہین جانب بسمل
ترا ابتر نگی افلاک سے جیسا ہوا مشکل — گلابی اشک جو فرقت مین نکلے ڈر گیا ای دل
ابھی تو خون رلوائیگا تجھکو آسمان برسون

تلاش یار مین کس سے کہون کیا حال ہی دل کا — پھرا مین نجد سے جی تک نپایا کھوج محمل کا
ہوا وحشت مین برہم سلسلہ طوق و سلاسل کا — کہین نافہ نظر آجائے اس لیلی شمائل کا
پھرا بے سر دیا ہون مثل گرد کاروان برسون

نہ آئے ہو تمہین ہمکو بلاتے بھی نہیں اصلا — کیے وعدے بہت پر ایک بھی ہوتا نہین ایفا
جُدائی مین گذاری عمر لیکن اب نہین یارا — ہمیشہ ہجر کا صدمہ کبھی ہمسے نہ اُٹھے گا
دیے یہ غم اُٹھائین جو رہے ہین شادمان برسون

جگر پھٹتا ہی صدمون سے کلیجہ منہ کو آتا ہی — بڑا ہی سخت جان کیسی کڑی عاشق اُٹھاتا ہی
نپوچھو درد فرقت جان کو کیسا ستاتا ہی — یہ غم ہوتا ہی نام ہجر سے دل کانپ جاتا ہی
شب فرقت میں گھٹ گھٹ کر رہی ہی میری جان برسون

دیا جب دل تو کیونکر بھلا اٹھا سکتے ہین سر کو ہم — رضائے یار پر رہنا مناسب ہی نثار ین دم
یہ طوق اور بیڑیان وحشت کی ہین انکا نہین کچھ غم — محبت مین یہ لازم ہی سر تسلیم رکھین خم

شکایت کیا جو پہنایا ہمین طوق گران برسون

نہ تھی حاضر جوابی سے غرض نے خوش بیانی سے	مصرع	بشر مجبور ہو لیکن قضائے آسمانی سے
جو تنگ ہو تو خموشی پر چھو رعنا کی جامی سے	مصرع	مرا منہ کھل گیا شیاح اُسکی بد زبانی سے

وگرنہ بند منہ مین مین نے رکھی ہے زبان برسون

شعر بیا بشنو ای ہمدم راستان ہوکہ باز آمدم بر سر داستان ہو عروس داستان حیرت بیان کو برائے نظارہ مشتاقان والا مقام مشاطگی نظم و نثر سے یون آراستہ کیا سابق مین تحریر ہو چکا ہے کہ افراسیاب جادو استفاق بدخو کو بعد کرو فر ہمراہ لیکر سمت لشکر مہرخ نامور چلا یہان ملکہ حیرت جادو کو خبر پہونچ چلی ہے کہ حجرہ کھلا شاہنشاہ ہوش ربا اُس ساحر یکتا کو لیکر آتے ہین لشکر مہرخ مین انتہا کا انتشار گرفتاری خواجہ برق کی سنکر چالاک و قران بھی روانہ ہوئے باعث تردد و انتشار ہے کہ ابتک پلٹ کر نہ آئے یہ ذکر تھا کہ چند پیک بند نے آکر عرض کی کہ ملکہ حیرت جادو برائے استقبال افراسیاب و استفاق جاتی ہین وہ بچیا قریب آگیا خواجہ نے جاکر بڑی قیامت کی عیاری کی برق بھی ساتھ تھا آخر گرفتار ہوئے اب وہ بچیا آپہونچا ملکہ مہرخ گھبرا کر بیرون بارگاہ نکل آئین بہار و گلعذار و باغبان قدرت و دُر خموے کاکل کشا وغیرہ ہمراہ بیرون بارگاہ آکر کرسیان بچھ گئین جانسوز و ضرغام حاضر ہین ملکہ مہرخ نے فرمایا ای جانسوز و ضرغام ای جان نثاران لشکر اسلام بڑا غضب ہوا خواجہ عمر گرفتار ہوئے چالاک و قران بھی گئے سنین معلوم مقام قید ملا یا نہین بڑا دشمن آپہونچا ہر چند کہ اگر خواجہ ہوتے کیا کر سکتے تھے لیکن ہمارے قلب کو تسکین ہوتی انکی باتون کے راز سے کچھ کچھ آگاہ بھی ہوگئے برائے قتل صنعت جب تشریف لے گئے تھے اس تیور سے کلام کیے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ ہم سبکے نام سے بیزار ہین انجام مین جان لڑا دی صنعت کو ٹپے کر و فر سے قتل کیا اب یہ امید تھی کہ وہ ارسطو فطرت لقمان حکمت خالی نہ بیٹھتے بدون صلاح زبان نہین ہلا سکتے اگر وہ موجود ہوتے اسد کو بیہوش کرکے زنبیل مین رکھ لیتے ہم لوگ ساحر ہین فنون افسون گری سے بخوبی ماہر ہین اگر کوئی وقت پڑے لڑ بھڑ کے نکل جائین اپنی جان بچائین انکو کہان چھپائین جری بہادر بات بات پر بگڑتے ہین سوچ ہوا سے لڑتے ہین جب طبل جنگی بجے ہم تو قصد کرینگے کہ انسے چھپائین اگر انکو خبر ملی فرمائینگے ہم افسر لشکر ہین برائے مقابلۂ افراسیاب جائینگے شیر بیشۂ جرأت کو کون سمجھائے پروردگار دشمنون کے ہاتھ سے بچائے سب سرداراسی تردد اور انتشار مین ہین جانسوز و ضرغام نے قصد کیا کہ ہم برائے جستجوے عمر و برق و چالاک و قران جائینگے کہ

صحرا سے نوبت دنقارے کی آواز آئی سرداران نامی وپہلوانان گرامی نے سر اٹھا کر دیکھا آمد افراسیاب کے
نشان ظاہر ہوئے لاکھون ساحران غدار بار بطا پر سوار سامنے سے گذرے انکے گذر جانے کے بعد دیکھا افراسیاب
مرکب باد رفتار پر ملکہ حیرت بصد رعنائی اور زیبائی کے واسطے استقبال کے تشریف لیگئی تھین شاہزادیان مصاحبان
با کرشمہ و ناز ایک ایک کا نیا انداز اپنے حسن پر مغرور نشہ بادہ حسن سے چور ایک جانب تخت پر ایک ساحر
تمدار سیاہ رو بد خو نقارہ اور چوب تخت پر رکھا ہوا گرد بارہ ہزار جلاد خونخوار باتیغہ ہاے برق کردار شلنگین لگاتے
ہوئے صورت مہیب دکھا کر ڈراتے ہوئے چلے آتے ہین ملازمان احتقاق اپنا جاہ وحشم دکھاتے ہین افراسیاب
برابر تخت احتقاق کے آیا ہاتھ اٹھا کر لشکر مہرخ کو دکھایا کہا اے مصاحب سامری اے شاہنشاہ اقلیم
افسونگری یہ سامنے لشکر باغیان ہے چند لونڈی غلام مابدولت کے بگڑ گئے سامان سلطنت درست کر لیے
شہرون پر قبضہ کیا انھین سب ظالمون کے ہاتھ سے بمدد نور افشان و کوکب روشن ضمیر دائی امان قتیل ہوئی
اُس روز کی لڑائی مین قیامت برپا تھی بائیس لاکھ ساحر قتل ہوا مابدولت نے طبقات زمین ہلا دیے آتش
قہر و غضب مین لاکھون باغی جلا دیے خاص نور افشان نے تاریک کو قتل کرایا خود کمر باندھ کے مدد کو
آیا اسی حسرت مین آپکو تکلیف دی ہے احتقاق ہنسا کہا اے افراسیاب تاریک بیچاری کو کیا لیاقت
تھی مابدولت نشان لشکر سامری و جمشید ہین اس نقارے کے بجانے مین بڑے بڑے بھید ہین مابدولت
ایسے تھے کہ خداوند نے پیشرو لشکر ضلالت اثر قرار دیا جس مقام پر مابدولت کا گذر ہوا تین چوبین نقارے پر
لگا دین فوجین بھگا دین یہ بارہ ہزار جلاد اسی واسطے ہمراہ ہین کہ مابدولت کو قتل کرنیکی تکلیف نہو دس کروڑ
پر یہ کافی ہین قدرت نے انکو اسی واسطے پیدا کیا رحم انکے دل مین عطا نہین فرمایا ادھر والے بھی مابدولت
کو بخوبی جانتے ہین وہ سامنے باغبان قدرت مجھکو بہ نگاہ حسرت دیکھ رہا ہے جب ساحران بنگالہ
والیان نور دیس سرکشی کرکے آتے تھے اسی باغبان قدرت نے نقارہ نوازی مابدولت کی دیکھی تھی سبکو چشم زدن مین
ویرانہ کر دیا انھین جلادون نے لاشہاے ساحران سے چشم زدن مین میدان کارزار بھر دیا اب مابدولت برامد ہوگے
ہفت اقلیم مین تمھاری عملداری کرا دینگے باغیون کو نمک حرامی کا مزا چکھا دینگے اس طرح کے لاف وگزاف
کرتا ہوا داخل بارگاہ ہوا یہان تو صحبت عیش و طیش آراستہ ہوئی ملکہ مہرخ مع بہار وغیرہ رنجیدہ کبیدہ اپنی
بارگاہ مین تشریف لائین جانسوز ضرغام سے کہا اے بھائی احتقاق آگیا اب تم لشکر سے کہین نجانا اور ضرغام
سے حکم دیا تخلیے مین ہمارے پاس آؤ جب ضرغام حاضر خدمت ہوا ملکہ مہرخ نے کان مین کہا اے ضرغام

خوش انجام اپنے آقا کا خیال رکھنا کسی حیلے سے اسد غازی کو لشکر ظفر اثر سے نکال لے جاؤ اس لڑائی کی انکو خبر نہو دور لیجا کر بارگاہ استادکرادو کچھ بات بنانا یہ راز نہ سُنانا نہیں بھر جائیگا ہم سب آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہین جب خواجہ عمر و برائے خبر احتقاق چلے تھے ہم مانع ہوئے کہ لشکر سے نجائیے ہمارا کہنا نمانا آخر جا کر دام بلا مین پھنسے چالاک وقران بھی واپس نہ آئے آپکس سے صلاح کرین سرپرست لشکر کا نہونا بڑی قیامت ہو سر پر ہمارے کوہ مصیبت کیونکہ بار اٹھا ئین کدھر نکل جائین آفت مین مبتلا ہین رب اکبر بچائے تو بچین ضرغام روانہ ہوا بارگاہ مہرخ سے نکلا اس بارگاہ مین اسد نامدار تھے وہان آیا دیکھا یہ شیر صولت صندلان صندلی پوش سے یہی ذکر کر رہا ہی کہ کئی دن سے ملکہ مہرخ نے ہمکو بارگاہ مین نہین طلب کیا ارادہ تھا طرف دریاے جل کے کوچ کرین آخر کیون دیر کی جا کر دریافت تو کرو صندلان اٹھا تھا کہ ضرغام سامنے آیا قدمون کو بوسہ کر عرض کی حضور خواجہ عمرو برائے ملاقات کوکب نامور تشریف لیگئے ہین اسوجہ سے سفر مین تامل ہی حضور اس مقام بارگاہ اٹھوا مین سامنے کوہ فلک شکوہ ہی وہان چلکر جلوہ فرما ہون ملکہ مہرخ نے عرض کی ہی بوقت سحر لشکر ہم یہان تیار کرینگے حضور سردار لشکر مین باغبان آپکو لیکر آگے بڑھیگا وقت پر تکلیف نہو اسد غازی نے کہا ای ضرغام جلد تدبیر سفر ہو اب ہمکو جدائی اپنے بزرگون کی بہت شاق ہی یہ دور افتادہ دیدار فرحت آثار والدین کا بہت مشتاق ہی ہمکو آج بہت پریشان پاتا ہون چھوٹے ماناجان بھی تشریف نہین لائے اس وجہ سے گھبراتا ہون ضرغام نے کہا حضور سبطرح سے خیریت ہی قبلہ و کعبہ جب بڑے ملاقات کوکب [illegible] وہ بخاطر و مدارات پیش آتے ہین انکو بھی کوکب و بران سے بڑی محبت ہی کوکب ہمیشہ سے خیر خواہ دولت ہی اسکے [illegible] لشکر ہی سامان سفر ہوگا ضرغام نے بحرب زبانی و بخوش بیانی اسد کو سمجھایا بزبر دشت جرأت کو باتون مین بہلایا اپنے ہمراہ لیکر قریب درۂ کوہ آیا وہان بارگاہ استاد کرائی صندلان کو اشارون مین سمجھا دیا کہ احتقاق خونخوار آگیا اپنے آقائے نامدار کو براے پروردگار بارگاہ ملکہ مہرخ مین نہ آنے دینا شکار وغیرہ مین مصروف کرو مین مہلت پا کر آؤنگا اسد تو اس بارگاہ مین داخل ہوئے صندلان نے بھی دام کہ بچھایا ذکر حالات جنگ ملک باختر پوچھنے لگا اسد کو جوش آگیا فرمایا ای برادر باختر مین عجب طرح کا معرکہ گذرا ہمارا زمانہ کمسنی کا تھا نانا جان سب سردارون کو ساتھ لیکر طرف پردۂ ظلمات کے چلے گئے ایرج نوجوان کے ہمارے مقابلے رہتے تھے اُسکے ساتھ لشکر بیشمار ہمارے ہمراہ اٹھارہ امیرزادے بارہ ہزار قزاق وہ صاحب زور و طاقت یہان فوج کی قلت کوئی سرپرست سر پر نہ رہا ایسے ایسے شبخون لشکر ایرج پر مارے کہ نام

ہمارے تھرّاتا تھا صدہا مرتبہ قید ہوئے عنایت پروردگار سے صحیح و سلامت چھوٹے ایرج حیران ہو جاتا تھا
صمصام ان نے جو دیکھا کہ اس بیان سے اسد کو کیفیت حاصل ہوتی ہے انہین باتون مین اُلجھا لیا مراد یہ ہے
کہ لشکر کا خیال نکرین بارگاہ مہرخ مین بجائین ضرغام بارگاہ مہرخ مین آیا تمام کیفیت بیان کی ملکہ
مہرخ کو اطمینان ہوا ناگاہ علم ضیائے نوح ماہتابان کھلا فوج ثابت و سیارگان آراستہ ہوئی نقارہ بالشکر
ظفر اثر شاہنشاہ قمر بجا شاہنشاہ زرین پوش نے شکست کھائی قلعۂ مغرب مین جا کر محصور ہوا تمام عالم ہوئی
ماہتابان سے پرنور ہوا افراسیاب جادو خاطر و مدارات مین اختقاق کے اہتمام کر رہا ہے مغرور و متکبر شراب
پینے مین مصروف تھا نشے مین لبلبایا کہا ای افراسیاب طبل جنگی کو حکم دو نقارۂ زرّی بجے بوقت سحر بدولت
میدان مین جا کر مقابلۂ باغیان سے مہلت پائین طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے جائین افراسیاب نے
سرے برف انداز کو حکم دیا اسیوقت طبل جنگی پر چوب پڑی مشہور ہوا کل اختقاق جادو مقابلہ کریگا چرند پرند سرکار
لشکر اسلام کے بلے خبر حاضر تھے طرف بارگاہ ملکہ مہرخ کے چلے یہان ملکہ مہ جبین الماس پوش تخت طاؤسی
پر جلوہ فرما ہین ضرغام عرض کر رہا ہے آقائے نامدار کو بمشکل لشکر سے نکال لیگیا زیر کوہ بارگاہ استاد کرا دی
آپکی ملاقات کو آنے کا قصد تھا مین مانع ہوا ملکہ مہ جبین نے سر جھکا لیا کہا بھیّا خدا تمکو سلامت رکھے بڑے لطف سے
تمنے انتظام کیا یہ ذکر تھا کہ چرند و پرند مضطر در دولت حاضر ہوئے ہاتھ اٹھا کر دعا دی **نظم**

در دیار وجور دشمن تو | عاقبت را مزاج طاعون باد
مہر و ماہت بجائے لعل و گہر | سودہ اندر میان معجون باد
دشمنت خستہ باد و کوبعبت | جادوے بالش و افسون باد
حاسدت در مصیبت طالع | تا بمژگان نشستہ در خون باد

شہریار عالم کی عمر دراز ہو در فتح و ظفر باز ہوا اختقاق نے طبل جنگی بجوا دیا کل اُسکا ارادہ ہے کہ لشکر نمک خوارگان عالی سے
مقابلہ کرے افراسیاب نے بڑے سامان کیے ہین ملکہ مہ جبین نے گھبرا کر طرف ملکہ مہرخ کے دیکھا ملکہ مہرخ
نے بکشادہ پیشانی حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بتائید الٰہی طبل جنگی بجے جو مشیت پروردگار خاک کے پتلے کو کیا اختیار
فوراً نقارۂ زرّی پر چوب پڑی لشکر مین تو تیاری ہونے لگی ملکہ مہ جبین الماس پوش صدائے طبل جنگی سنکر رونے لگی
ملکہ بہار نے بلائین لین کہا ای گل باغ خوبی و اے رنگ بوے حدیقۂ محبوبی ای بہار باغ اسلام و ای پروردۂ مہد
راحت و آرام آپ رنجیدہ ہون کنیزان جان نثار حاضر ہین جان لڑا دینگی اختقاق ملعون کو میدان کارزار
سے بھگا دینگی آپکی اس کنیزہ اگر گلدستہ چل گیا حضور ملاحظہ کرینگی نقارہ بجا نیکی بدبخت کو نوبت نہ آئیگی بحکم باغبان
قضا و قدر تنکے چنے سر دُھنے کچھ تردد نفرمائیے باغبان قدرت نے بھی اس طرح گل کلام کا رنگ پیش بہار کھلا دیا

کہا حضور انشاء اللہ اسی گلشن مین آمد بہار ہے دشمن خوار و ذلیل ہو سر خمیدہ کاکل کشا نے کہا وہ کیا نابکار بد اعمال
اُس خود سر کا گنہگار ہی بلال سحر افگن بھی چمکی کہا حضور وہ عشا نے آفتاب لشکر اسلام کی کوشش مین ہے ہمکو خوب
ثابت ہوگیا اسکا ستارہ گردش مین ہے خورشید زرین سحر کو جلال آیا دست بستہ عرض کی حضور آفتاب نکلے چمکون
وہ جرارت دکھاؤن ساری شرارت بھول جائے آتش سحر سے پھنکے ہم نقارہ کب بجانے دینگے پہلے ہی جا پڑینگے
ملکہ مخمور سرخ چشم بصد قہر و خشم اپنے مقام سے اُٹھی کہا حضور وہ پیر مغان میکدۂ ضلالت ساقی خمخانۂ حماقت
بدست شراب غرور ہے اور جان نثارون کے قلب کو خود بخود سرور ہے وہ نشیلی آنکھین دکھاؤن متوالون کی طرح
جھوم جائے گھڑی مین جاکر منھ کے بھل گرے سر ٹپک ٹپک کے مرے برق لامع بھی تڑپی کہا آپکے تصدق سے
کڑک کے گردن خرمن ہستی بیباک و ناپاک کو جلا دون سردارون نے اپنی اپنی جرأت کے ذکر کیے ملکہ مہ جبین کو
کسیقدر تسکین ہوئی لیکن فرمایا صاحبو مین اپنے دل کو کیونکر سمجھاؤن کیونکے بھلاؤن وہ شہریار عالی وقار اورنگ
زرین پر جلوہ فرما رہتا تھا دل کو تسکین روح کو راحت آنکھون مین بصارت قلب کو قوت رہتی تھی اب مجھکو دربار
سنسان معلوم ہوتی ہے دل گھبراتا ہے کلیجہ منھ کو آتا ہے دمبدم یہی خیال ہے بارگاہ مین انکو بلا بھیجون لیکن ڈرتی ہون
سب انکی جان کے دشمن ہین ایسا نہو کوئی ساحر چلا آئے کوئی عیار آکر عیاری کرے سب طرح مشکل ہے کلیجے
چھریان پھر رہی ہین میرے نزدیک تو یہی مناسب ہے آپ سب صاحب انکو بلوا بھیجین ورنہ مجھکو تسکین نہوگی میرا
تو بقول نسیم دہلوی یہ حال ہے شعر عجب عالم ہے اُس گلچین کی یاد مین دل کا ÷ کہ نالہ منھ سے نکلا زمزمہ بنکر عنادل کا ÷ یہ شعر مہ جبین
نے رو کر پڑھا یا تو مخمور رنجور سمجھا رہی تھی یا انکا بھی دل بھر آیا تصویر نور الدہر بن بدیع الزمان آنکھون کے
نیچے پھر رہی ہے عرض کی حضور بجا فرماتی ہین حقیقت مین سوداز دون کو آرام کہان آنکھون کے نیچے اندھیر آب و دانے
سے نفرت ہر وقت غم و الم کی کثرت دریاے اشک کا جوش اگر راز دل کہنے کا ارادہ کرتے ہین ادیب عشق کہتا ہے
خاموش کان مین عجب عجب طرح کی آوازین آتی ہین گوش ہوش کر دل بیتاب و مضطر تلوے کھجلاتے ہین دشت
نوردی کی راہ بتلاتے ہین حضور نے جو ارشاد فرمایا ہمارے دل پران کلمات کی تاثیر ہوئی بلکہ حضور جو دل مین ہے
زبان پر لانا ممکن نہین ارمان بہت مہلت قلیل انکے نکلنے کی کیا سبیل دل عجب عجب فرمائشین کرتا ہے باغ ساقی
ماہوش فصل برسات بیلون مین دوست صادق اپنا چاہنے والا بات کا نباہنے والا رحم دل عاقل حسن مین ماہ کامل
یہ سب سامان مہیا ہون کمبخت بدنصیب یہ کہتا ہے خوب کیفیت ہو تب لطف محبت ہو بی بی صاحبان نصیب
کے واسطے یہ سامان مہیا ہوتے ہونگے ہین یقین کامل ہے محبت کرکے عاشق تن اپنے نصیبون کو روتے ہونگے

مخمور بے جور دگر کہا عندلیب خوش نوائے باغ محبت قمری سرو بستان حقیقت عاشق زار بہار کا بھی رنگ متغیر ہوا گھبرا کر
اٹھ کھڑی ہوئی کہا مخمور برائے خدا خاموش رہو کیوں دل و جان کو جلاتی ہو آتش فراق شعلہ زن ہے اور سے
کمبخت ہڈیوں میں جلن ہے یہ لباس نہیں کفن ہے کیا شک محبت کا بھی جلن ہے نہیں معلوم بہار کسنے ہمارا نام
رکھا چشم زدن میں چمن عمر خزان ہے بے برگی اپنی عیاں ہے غنچہ خاطر ناشگفتہ آتش عشق کا نون سینے میں شعلہ
خوش دل اگر سمت گلزار لیجاتی ہے عندلیب روح قفس جسم میں گھبراتی ہے یہ کیفیت دیکھیے کیا رنگ دکھاتی ہے
بہار نے جو یہ کلمات کہے جوش و خروش بہار پر سب اہالیان دربار رونے لگے ملکہ مہ جبین کے غم دائم کو ترقی
ہوئی فرمایا اے ملکہ بہار و مخمور آپ لوگوں کو اسقدر بیقرار ہونا مناسب نہیں ہے وہ شیر دلیر زیر سایۂ دامن دولت
اپنے بزرگوں کے بعیش و آرام بکیفیت مالا کلام بسر کرتے ہیں یہ خوف نہیں کہ کوئی انکو کسیطرح قتل کر ڈالے
یا گرفتار کرے ایسے زبردست حامی موجود ہیں اگر ایک موئے جسم انکا میلا ہو صاحبقران زمان قیامتیں
برپا کریں یہ بیچارے بزرگوں سے جدا ہو کر غیر اقلیم میں آئے نہ یار رہے نہ مددگار رہے نہ مونس نہ غمگسار ملک ساحران
غدار خیلکے ایک زبان ہلانے سے ساری زمین تھراتی ہے یہ جرأت کے پتلے ذرا کسی نے ٹوک دیا جا پڑے بیان مکر و
حیلے کا کام جرأت کا نام بھی کوئی نہیں لیتا اسوجہ سے آٹھ پہر ہے جگر ملال ہے کوئی ساحر نہ انکو دیکھ لے سات برس
کامل گنبد نور پر مقید رہے کسنے خبر لی خواجہ عمرو نے تدبیر کی وہ بھی جا کر کہیں چھپے اگر ہم بھی فکر نکریں کیونکر
انکی جان بچے کسطرح مجبور و ناچار ہیں اپنی آنکھوں پر اختیار ہے رو رو کے دل کو غم سے خالی کرتے ہیں کشاکش
محبت میں مبتلا ہیں جیتے ہیں نہ مرتے ہیں ملکہ بہار نے سر جھکا لیا مخمور سے اشارہ ہوا کہا سرکار کی باتیں سنتی ہو
ہمارے شہریار پر جو سختیاں ہیں اسکا کیا ذکر کریں بادشاہ جہانپناہ ظل اللہ عالم لشکر مسخر کن بحر و بر صاحبقران کے
افسر نامی و نامور خلاصہ دودمان نوشیروان زبدہ خاندان کیانیان صاحب چتر و علم محترم و محتشم سب سے آگے
بڑھکر لڑتے ہیں روز ساحر و غیر ساحر سے معرکے پڑتے ہیں سب سرداروں کے واسطے سینہ سپر رہتے ہیں
کیا کیا بدعتیں سہتے ہیں مخمور ہنس پڑی کہا درست ارشاد ہوا بادشاہ کی جرأت کیا سامنا مغلوبہ کا ہوا دور سے
لینا لینا کر رہے ہیں کوئی زخمی ہوا کوئی مارا گیا یہ خیر و عافیت سے بارگاہ میں آئے بہت خوش ہوتے یہ حکم دیا خزانے
سے دس ہزار جورو کے مقرر کر دو بڑا اترانا شکر گذار تھا سپاہیوں کا جمعدار تھا نام لشکر اسلام اس شخص کی وجہ سے
روشن ہے جسنے لقب پایا گل گلزار خلیل الرحمان نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زن لشکر زمرۂ بے ایمان
صاحبقران بن صاحبقران شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان جسکی شیر کی نیب شمشیر سے

میدان کارزار بھرا ہوا ہو دیوان قاف کو انکے نام سے بخار چڑھ آتا ہو اگر ذکر شمشیر زنی کرون ہر ایک کو سنکر وجد ہو
معلوم ہو تلوار چل رہی ہو دریاے خون کی طغیانی کشتی حیات کافران طوفانی ہوا دنے سی شوکت یہ ہو کہ کبھی
مرتبہ تھا کو پکڑ لیا زنجیرون مین جکڑ لیا ایک بات مین مین قائل ہون بادشاہ کے سامنے بہت سے جادوگر قتل ہوے
مردے ہزارون دیکھے دل انکا بیشک بڑا سخت ہو جو اس سنگدلی کی صفت نکرے وہ بدبخت ہو رنگ بہار
متغیر ہو گیا کہا بوا مخمور تم ہمسے بات نہ کیا کرو یہ زبان درازی تمکو خراب کریگی کسی جلیل کی غیبت کروگی اسکا صدمہ
ہوگا بڑا بادشاہ جلیل اہل اسلام کا کفیل میان نورالدہر نوکر ہین خزانے سے انکے تنخواہ پاتے ہین اور زیادہ
مین کیون کہون شرف اسکا مثل آفتاب عالمتاب کے تمام دنیا مین روشن ہو خیر بہت اچھا جو کچھ آج آپنے
کہا ہو اسکو یاد رکھیے گا خدا ان بلاؤن سے نجات دے ہم آپکو وہ عقیق گلزار سلیمانی پہنے چلینگے اس مقدمے کو
سامنے صاحبقران کے پیش کیجیگا وہ آپکا منہ گھی شکر سے بھر دینگے دونون صاحبون کے دادا جان ہین
انصاف کر دینگے مین قائل ہو جاؤنگی ملکہ مہرخ نے پلٹ کر دیکھا مخمور و بہار سے تکرار ہو رہی ہو بہار غصے مین
سر جھکائے ہوے رو رہی ہو مہرخ نے بہار کو گلے لگایا چپکے سے کان مین کہا تم کیون اسقدر حیرت ہو دعا کرو خدا
اپنا فضل شریک کرے طلسم ہوش ربا فتح ہو لشکر صاحبقران بعد غلغلہ و شان طلسم ہوش ربا مین آئے جہالت
وحقارت کھل جائیگی تم منتظر رہو بادشاہ عالی جاہ ہو سب صاحب جھک جھک کر تمکو سلام کرینگے جو اسکے خلاف
کریگا نگاہون سے گر جائیگا ملکہ سزا پائیگا بہار کو تو یون سمجھایا ایک نے جا کر مخمور سے کہا بی تم بہار سے کیون
زبان لڑاتی ہو مثل نورالدہر بن بدیع الزمان عالم مین کون جوان ہو ایرج نامے مین جسکا جی چاہے دیکھ لے صاحبقران
سمت پردۂ ظلمات کے چلے گئے تھے اس شیر کے سبب سے پھر نام اسلام روشن ہوا ورنہ ایرج نے کل اہالیان
باختر کو آفتاب پرست کر دیا تھا مخمور کا خوشی سے چہرہ سرخ ہو گیا کہا نہین حضور ملکہ بہار میری مالک ہین مین انسے
کیا تکرار کرونگی ماشاءاللہ حضور ذی علم سمجھدار ہین ہم سب کی مالک و مختار ہین پڑھے لکھے کی چار آنکھین
ہوتی ہین بی بہار ذرا ذرا سی بات پر روتی ہین ملکہ مہ جبین نے دربار برخاست کیا لشکرون مین تیاریان ہو رہی
ہین اہالیان لشکر افراسیاب کو بڑی خوشی ہو کہ صبح کو اختقاق لڑائی فتح کرینگے مال لشکر اسلام کا لوٹینگے سرہاد
ابریق طلایہ دے رہے ہین ابریق کوہ شگاف تا نصف شب انتظام طلایہ کر کے ایک نخل کے سایہ مین آیا لشکر
اسلام کی جانب نگاہ اس خیال سے کی کہ شاید لشکر حریف شبخون کا قصد نکرے کہ دیکھا سامنے سے ملکہ صبا رفتار
کشند انداز لشکر اسلام کی طرف سے آتی ہو ابریق کو دیکھکر ٹھہری سلام کیا ابریق نے پوچھا اے صبا رفتار

کہان سے آئی ہو صبار فتار نے کہا اے وزیر اعظم آج لشکر اسلام مین قیامت برپا ہو اہالیان لشکر جدہر خ بہاگے
جاتے ہین مقابلۂ احتقاق سے سب جان چھپاتے ہین مین ابھی آنکے لشکر مین گئی تھی ایک خوشخبری تمکو سناتی ہون
اگر ہوسکے تو کچھ انتظام کرو میرا تو کچھ قابو نہو تم ساحر زبردست ہو کوئی تدبیر کرو ضرغام شیر دل نے سمجھا کر
اسد غازی کو لشکر سے الگ کر دیا تین کوس پر جو پہاڑ ہو وہان جا کر بارگاہ استادکرائی اسد غازی کا ابھی بارگاہ مین
داخلہ ہوا وہان اسوقت تک کوئی ساحر نہین ہو ایک جادوگر یہان سے جائے طلسم کشا کو باسانی وہان سے گرفتار
کرلائے ابریق نے کہا مین خود جاؤن حقیقت مین بڑا نام ہوگا انکو بخوف احتقاق وہان پہونچایا ہو صبح کو
میدان کارزار مین بھی ہمراہ نہ لائینگے صبار فتار نے کہا یہ سب صلاحین ہو گئین آپ نہ جائین کسی اور کو بھیجین
ایسا نہو انتظام طلایہ مین فرق پڑے یہ سنکر ابریق نے اپنے رفیق قدیم افراش جادو کو آواز دی افراش
آیا ابریق نے تمام کیفیت اس سے بیان کی کہا اے افراش زیر کوہ فلان مقام پر بارگاہ مین طلسم کشا آرام کرتا ہی
ساحر سب یہان ہین جا کر طلسم کشا کو پکڑ لاؤ افراسیاب سرفراز کریگا جسنے اسد کو قتل کیا تمام اہالیان ہوش ربا
کو ہلاکت سے بچا لیا صاف صاف کتاب سامری مین تحریر ہو کہ اسد نامدار فتاح طلسم ہوش ربا ہو افراش نے
کہا مین ابھی لایا یہ کہکے بھیجا چلا چشم زدن مین قریب کوہ پہونچا پہر بھر رات باقی ہو بارگاہ کو تاک کر سحر کیا زمین
شق ہوئی نقب سحر دیتا ہوا چلا جس بارگاہ مین اسد نامدار آرام فرما رہے تھے اُسمین آ کر نکلا دیکھا حقیقت مین اسد
نامدار آرام فرما رہا ہو چار خدمتگار چپی پر حاضر ہین افراش نے سحر کیا چارون خدمتگار بیہوش ہوئے جھپٹ کر
قریب چھپر کھٹ آیا دو چار دانے اسد پر مارے شاہزادہ سو رہا تھا ہاتھ پاؤن بیکار ہوگئے کمر مین نیچہ دیکے
اسی نقب مین پہاندا نے نکلا جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہو قضائے کار ملکہ بہار کو باتون سے مخمور کی بڑا رنج
ہوا تھا جا کے چھپر کھٹ پر لیٹین نیند نہ آئی گھبرا کر اُٹھین دل بیقرار آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے رات کا وقت
لشکر مین سناٹا ٹہلتی ہوئی کنارے پر لشکر کے آئین خیال آیا ای بہار چلو بادشاہ سے ملاقات کر آئین پھر
دشمنون کے طعن کا خیال ہوا کہ سب سے پہلے بی مخمور بدنام کرینگی سرور بار کہینگی بی بہار جان بچا کر چلی گئین
یہ سوچتی ہوئی آگے بڑھین کوس بھر پہونچکر وہ سرو حدیقۂ رعنائی گل گلزار زیبائی خاموش کھڑی غیرت دامن گیر
وصال محبوب کی تدبیر نہ رہے رفتن نہ جائے ماندن اگر قصد ہوتا ہو کہ بڑھون شرم آتی ہو پلٹنے کا قصد ہوتا ہو طبیعت
گھبراتی ہو دل کہتا ہو وہی تنہائی اُسی پلنگ کا سنا ہو پلنگ بنکر کہا جائیگا فراق یار مین کیونکر آرام آئیگا اس تردد
مین نہایت بیقرار ہوئی اور یہ شعر پڑھا شعر یاد آن روز کہ در کوی تو گریان رفتم ٭ بگلستان صفت ابر بہاران رفتم

گوہر آبدار اشک صدف چشم سے عارض پر نور پر جاری ہوئے خاموش کھڑی رو رہی ہی دیکھا ایک ساحر پشتارہ
بدوش طرف بارگاہ اسد کی آتا ہی بہار گھبرا گئی دل سے کہا خدا خیر کرے یہ کیا معرکہ ہی اپنے کو بہار نے پشت نخل میں
مخفی کیا ساحر آکر ایک چشمے پر بیٹھا سر اٹھا کر بہار کو دیکھا مثل گل شگفتہ ہوا ہنسکر کہا ای ملکہ مین افراش جادو رفیق
ابرق کوہ شگاف طلسم کشا کو گرفتار کر لایا کل صبح کو قتل کر ڈالونگا حیرت جادو آپکی ہمشیرہ نے ارشاد فرمایا تھا کہ بہار
کو خبر کر دو احتقاق ایک کو زندہ نچھوڑیگا فوراً نقارہ بجا کر بیہوش کریگا جلادون کو حکم دیگا انکا بھی یہی کام ہی سبکو دم بھر
مین قتل کرینگے یہ کلمات مہملات سنکر غصے سے بہار کا چہرہ سرخ ہو گیا فرمایا او مکار نا ہنجار بد کردار کیا مجھکو سمجھا ہی
خدا نے بڑا فضل کیا کہ مین اسوقت آگئی اب بھلا مین پشتارہ اسد غازی کا تجھکو لیجانے دونگی بہتر یہ ہی اپنی جان
بچا پشتارہ چھوڑ کر چلا جا اسی مین خیر ہی تمھارے وزیر صاحب بھی مزا اٹھا چکے ہین جب تم انسے ہمارا ذکر کرو گے سیدھے
آدمی ہین کچھ شکوہ نہ کہین گے یہ سنکر افراش غصے مین بڑھا چاہا سحر کرون یہ سوچ کر کارد سحر پھینکی بہار نے چاہا
روکون نہ رکی شانے پر پڑی چند قطرات خون ٹپکے آواز دی او بیحیا اب خون جوش مین آیا ہم اسی کے مشتاق
تھے بہار نے گورے ہاتھ بڑھا کے جسم سے قطرات خون لیکر دو گلہائے ساختہ افسون تر کر کے
اس بیحیا کی جانب پھینکے آواز دی دیکھ بہار آئی جنگل مین منگل بلبل کا دل بیکل یہ کہکر خاموش ہو گئین پھول
برسے نسیم سحری چلی ہوا کی ہو اندھی غنچے اس غنچہ دہن کو دیکھکر مسکرائے نخل وجد مین آئے افراش خاموش ہوا
دریائے حیرت کا جوش ہوا ملکہ نے بہت جلد اشارا کیا دیکھا افراش چپ کھڑا ہی آواز دی کیون ای افراش مزاج
کیسا ہی ہماری بات کا جواب نہین دیتا ارے بہار آئی دیکھ عندلیبان خوش نوا زمزمہ سرائی کر رہی ہین برگ گل کا
کٹورا تر ہے شبنم سے معمور ہی نرگس شہلا کو کیفیت انتظار مین سرور ہی افراش جادو مبہوت ہو چکا تھا پھول
اٹھا کر سونگھنے لگا بعد عرصہ دراز یہ جواب دیا شعر داغون سے باغ باغ ہی بستان سینۂ دل ۔ کیا تجھ سے ان بہار ہی گلچین
فضائے دل کو جب یہ شعر اسنے پڑھا بہار نے فرمایا مبارک اب غنچۂ آرزو کھلا آمد بہار کا مزا ملا افراش جادو آگے
بڑھا کہا مین تو غلام ہون برائے گلچینی گلشن جمال آیا جو ارشاد ہو بجا لاؤن بہار نے کہا اب تم ایک کام کرو یہ
پشتارہ تو یہین رہنے دو ہم اسکو سزا دینگے چپکے چلے جاؤ اپنے وزیر کا سر لاؤ اس سر سے کسیکو آگاہ نکرنا خود سری کا دم
نہ بھرنا ہم بارگاہ استاد کا رنگے دلھن بنکر بیٹھین گے جب سر لیکر آؤ شادی ہو شاید کیسی بربادی ہو یہ کہکر دو پھول
اسکے ہاتھ مین دیدیے افراش یہ کہکر چلا کہ ابھی سر لاتا ہون اس بیحیا کی سرکشی مٹاتا ہون اب مجھکو معلوم ہوا وقت بیحیا
گلعذار کا دشمن ہی یہ کہکے سلام کیا آنا ہوا چلا بہار نے قصد کیا کہ پشتارہ اسد نامدار اٹھاؤن دیکھا سامنے سے

صندلان گھوڑا اڑائے ہوئے آتا ہے باعث یہ ہوا صندلان بھی پڑا سوتا تھا کچھ خواب دیکھا گھبرا کے اٹھا خوابگاہ
اسد مین آیا اپنے آقا کو نپایا سوار ہو کر چلا کہ جا کر مہرخ و بہار کو خبر کرون بہار نے جو صندلان کو بدحواس دیکھا
فرمایا ای بہادر نہ گھبراؤ تمھارے آقا کو افراش جادو لیچلا تھا مین وقت پر پہونچی وہ بھاگ گیا اپنے آقا کو لیجائیے برائے خدا
حفاظت مین تاخیر نہو تمام اہالیان ہوش ربا ساکنان اقلیم ظلم وجفا اس شیر کے دشمن ہین ذرا بھی غفلت کروگے بہت
پچھتاؤگے پروردگار نے مجھکو اس مقام پر پہونچایا صندلان نے شکریہ بہار کا ادا کیا پشتارہ اسد کا لیکر سمت
کوہ روانہ ہوگیا بہار جادو طرف لشکر کے واپس ہوئی دیکھا زلف لیلائے شب درہم وبرہم ہوچلی عملداری ظلمت
شب پردۂ دنیا سے اٹھی علم زرین آفتاب بصد قہر وعتاب بلند ہوا شاہنشاہ نیر اعظم بصد شوکت وحشم تخت فلک
چہارم پر جلوہ افروز ہوا فوج ضیا نے اقلیم دنیا مین اپنا عمل کیا بہار اسوقت پہونچی مہرخ بارگاہ سے
برآمد ہوئین مہ جبین تخت طاؤسی پر گرد سرداران عالی وقار آمادۂ حرب وپیکار مہرخ نے دیکھا آمد بہار
ہوئی ہوا سے سرو چلی آگئے آگے بہار نو کنیزان نامدار گلدستے سبکے ہاتھ مین بہار شل شاخ گل برائے تسلیم
خم ہوئین مہ جبین نے خالہ امان کہکر بہ قد تعظیم کی بہار نے پایۂ تخت پر ہاتھ رکھا مہرخ کی نگاہ پڑی شانہ بہار
کا زخمی ہی مہرخ نے گھبرا کر پوچھا کیون خیر تو ہی یہ زخم تمنے کہان کھایا کیا بارگاہ سے نکلتے نکلتے کسی سے سامنا پڑا بہار
نے کہا حضور خدا نے بڑی خیر کی افراش اسد کو گرفتار کرکے لیچلا تھا باقی نہ بچے گلشن عالم نے بہار کو پہونچایا افراش
چلا گیا ہمراہ صندلان کے اپنے آقا کو روانہ کیا افراش کے تیر نے شانے کو بھی نشانہ کیا مہ جبین یہ حال سنکر
گھبرا گئین کہا کیون صاحب ہمارا انتشار بیکار ہی جب ہم روتے ہین تو بعض مصاحبین ہنستے ہین لوگ آوازے
کستے ہین برائے خدا تصدقات روانہ کیجیے خدا نے بچا لیا ہے کہان چھپاؤن جی چاہتا ہی پردہ ہائے چشم مین
مخفی کرلون کیا تدبیر کرون مہرخ نے کہا بی بی گھبراؤ خدا نے فضل کیا بہار بچ گئی اسی طرح خدا اپنے بندون کی
مدد کرتا ہی بلا کو رد کرتا ہی وہ فتاح طلسم ہی تیسیر شبینہ صاحبقرانی از کوہ عقیق تا بہ ہوش ربا کیونکر ہوئے گنبد نور سے
رہا ہوتے یہ ذکر کرتی ہوئی طرف میدان کارزار کے چلی افراسیاب خواب سے بیدار ہوا بیرون بارگاہ احتقاق
نقارۂ جمشیدی تخت پر رکھے ہوئے چوب ہاتھ مین بارہ ہزار جلاد تخت احتقاق کو گھیرے ہوئے افراسیاب
نے سلام کیا احتقاق نے پشت پر ہاتھ پھیرا افراسیاب سوار ہوا یکایک نقارے پہ چوب پڑی ابر برق
نشین ہوا سامنے آیا افراسیاب کو سلام کیا کان مین کہا اے شہنشاہ مبارک صبا غلام آگرفتار ہونگے خط معاف نہ فرمائیے گا
احتقاق کے ہاتھ سے خاتمہ کر دیجیے افراسیاب نے کہا حال کہو شب کو زبانی صبا رفتار کے خبر ملی کہ اسد فلان بارگاہ مین

آرام فرمارہے ہین تم کیا خوشخبری لائے ابریق نے تمام کیفیت بیان کی کہ حضور مین نے افراش جادو اپنے رفیق قدیم کو
روانہ کیا کہ وہان کوئی ساحر نہین ہے افراش سر اسد لیکر آتا ہوگا افراسیاب یہ حال سنکر پھول گیا حیرت سے
پلٹ کر کہا لو ملکہ اب اسد قتل ہوا اب رفتہ رفتہ تمام لشکر حیرت مین خبر مشہور ہوئی کہ اسد کو افراش رفیق
ابریق نے قتل کیا ابریق بھی بہت خوش ہوکر سامنے سے گرد اڑی سبنے دیکھا افراش جادو مسکراتا ہوا
پھولا ہوا کچھ اشعار پڑھتا ہوا آتا ہے ابریق نے کہا لو میرا یار وفادار آپہونچا پکار کر آواز دی کیون برادر وہ
کام کر آئے افراش نے کہا سب کام ہوگیا قریب آکر مفصل عرض کرونگا یہ کہکر قریب آیا ہاتھ تلوار کا ابریق
کے مارا سر ابریق زخمی ہوا افراش نے دو تین گرے ایسے مارے کہ کئی سو ملازمان ابریق سر ٹکرا کر مرے
ابریق الامان کہکر بھاگا افراسیاب نے دیکھا ابریق زخمدار بھاگے ہوئے آتے ہین افراش نے کئی ہزار
ساحر قتل کیئے تعاقب ابریق مین افراش اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا آیا ہے حیرت نے ہنسکر کہا لو نیا گل پھولا افراش
عشق بہار مین راہ رفاقت قدیمانہ بھولا وزیر صاحب کو بچایئے افراسیاب نے کہا کیون اے ابریق یہ کیا
مضمون ہے رنگ رو ہے افراش دگرگون ہے ابریق نے کہا مین نے تو براے قتل اسد بھیجا تھا نہین معلوم
یہ کیا ہوا کسنے اسکو دیوانہ بنایا ابریق یہ کہتا ہوا قریب افراسیاب آیا افراش نے کہا او ملعون تو دشمن
بہار ہے سر تیرا ملکہ عالم نے مانگا ہے یہ کہکے ہاتھ مارا ابریق تو ہٹ گیا افراسیاب نے سنگریزہ اٹھاکر
ماردیا افراش کا سر پھٹ گیا آواز آئی کشتی مرا نام من افراش جادو بود لشکر افراسیاب مین عرصہ
دراز تک یہی چرچا رہا کہ آج وزیر صاحب نے خوب انتظام کیا چاہ کندہ را چاہ در پیش کا معاملہ ہوا اب
صفین جمین افراسیاب نے کہا اے سرما تم سبکو سمجھاؤ کہ اب بدعت احتقاق سے کوئی نہ بچیگا سرما تقریب
افراسیاب سنکر بڑھا کنارے پر لشکر کے آیا پکار کر آواز دی او مخمور و بہار شاہنشاہ کو تمہارے حال پر
رحم آیا تمہاری جان بخشی کی لشکر سے نکل آؤ شاہنشاہ خطا معاف کردینگے وہی عہدے وہی ریاست وہی
لیاقت عطا فرمائینگے کوئی شکایت نکریگا آج جان بچنا تم سبکی دشوار ہے سحر احتقاق مین بڑا اسرار ہے اعیان
قدرت بخوبی آگاہ ہے لعل جہرخ صاحب جو تم سبکی پشت پناہ ہین وہ حال بخوبی سن چکی ہین اس وقت تک خبر
بعد چشم زدن نشان بھی تم لوگون کو نہ معلوم ہوگا سرما نے اسطرح جو سمجھایا بہار کو غصہ آیا مخمور کو بھی تنہا
کا ملال ہوا دونون نے بڑھکر آواز دی جاکر افراسیاب سے کہو اے شہنشاہ جسطرح تمکو ہمارا پاس ہے ہمکو بھی
تمہاری بربادی کا خیال صاف صاف ہے کہ اسد غازی فتاح طلسم ہے حرمی بجا دو جواب قاتل افراسیاب اسیواسطے

ہم ادھر آکر شریک ہوئے کہ اس شہریار سے تمھاری شفاعت کرین ہاتھ سے طلسم کشا کے تمکو بچالین بعد حصول
لوح سر پہ ہاتھ رکھ کے روؤگے کیونکہ جو نت تیغ بیدریغ طلسم کشا کی تم پر چلیگی آنکھ کھول کر دیکھوگے
کوئی یار دوست قریب نہوگا یہ شعر آتش نامدار یاد آجائیگا فرد وائے نادانی بوقت مرگ یہ ثابت ہوا ❊ خواب
تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا ❊ سلطنت ہوشربا بیکار ہوگی یہ تاجداران جلیل جو آج آپکے معین و کفیل ہین
یہ فریاد کی صدا دینگے طلسم کشا کے شریک ہوجائینگے بجز اعمال کوئی ہمراہ نہوگا لاش کو بھی کیا عجب ہے کہ دفن کفن
نصیب نہو جس سر مین غرور ہے مثل کاسۂ گدائی ٹھوکرین کھائیگا نخل بدعت سے ثمر ہاتھ آئیگا یہ جو پکار کر مخمور
بہار نے بفصاحت و بلاغت کہا سحر یا کے ہاتھ پاؤن ٹھنڈے ہوگئے پسینے پسینے دوڑتا ہوا سامنے افراسیاب
کے آیا افراسیاب نے کہا کیون خیر تو ہے کیا بہار و مخمور راضی ہوگئین مین قسم کھاتا ہون کہ کچھ نہو نگا سحر یا
نے کہا حضور سنیے تو ان سرکشون نے ایسا جواب دیا مین گھبرا گیا وہ کہتے ہین اسد غازی فتاح طلسم ہوشربا
ہے تمھارے بزرگون نے کتابون مین لکھا ہے یہان چلے آؤ ہم تمھاری خطا اسد غازی سے معاف کرادین افراسیاب
نے کہا ان لکھنے والون نے غلط لکھا ان نالائقون کا مین قائل ہون فلک مجھسے آنکھ نہین ملا سکتا وہ دیوانہ مجھکو
کیا قتل کریگا انکی بھی تدبیر کرچکا ہون یہ کہکے جھلاتا ہوا قریب تخت احتقاق آیا کہا اے زینت پہلوے سامری
و جمشید ابدولت نے باغیون کو بہت سمجھایا وہ نہین مانتے اب آپکو اختیار ہے یہ سنکر احتقاق جادو
نے تخت کو بڑھایا نقارہ آگے رکھا ہے چوب ہاتھ مین تخت سے کودا پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوئے میدان
کارزار مین پہونچا جلادون نے بھی چھری لی خنجر نیام سے نکالے آپس مین غلغلے کرتے تھے لو یارو آج
بعد مدت بہت عمدہ شکار ملا لاکھون کو قتل کرینگے مدت مدید سے خنجر ہمارے پیاسے ہین آج انکے پیٹ
بھرینگے پیاسون کو سیراب کرینگے یہ کہتے ہوئے بارہ ہزار جلاد پرے جماکر کھڑے ہوئے احتقاق نے آواز
دی اے فرقۂ باغیان اے مجمع سرکشان مجھکو تاریک شکل کش نہ سمجھو ایک ایک کو چیر پھاڑ کر کھاتی تھی نئے طور سے
شعبدہ دکھاتی تھی میرا وہ طریقہ نہین ہے تین چوبین نقارے پر لگاتا ہون لشکر کے لشکر مٹاتا ہون اب بھی وقت
ہے کہ اگر افراسیاب کی اطاعت کرو ورنہ کچھ نہو سکیگا یہ خیال دل سے دور کرو افراسیاب کو اپنا بادشاہ
جانو اگر یہ تمکو خیال ہے کہ افراسیاب کا جب جی چاہیگا بچا لیگا جب تین چوبین نقارے پر لگادین وہ بے اختیار
ہو جائیگا اسکا کیا زور چلیگا مین بھی اگر چاہون کہ تم سبکو بچا لون یہ امر بہت غیر ممکن ہے اسوقت تک میرا بھی
اختیار ہے یہ سحر سامری و جمشید ہے بدون میری قتل کے اسکا دفع ہونا ناممکن ہے خوب سمجھہ کر

یہ بھی سامری و جمشید کہہ گئے ما بدولت کو کوئی قتل نہیں کر سکتا سب طرح اطمینان ہے تمکو امان دینا یہ ہمارا احسان ہے دیکھو مہر و عنایت افراسیاب کو اول اپنے وزیر کو واسطے سمجھانے کے بھیجا تم لوگوں نے نمانا چلتے چلتے مجھسے بھی ارشاد فرمایا میں نے ان سبکو خون جگر پلا کر پرورش کیا یہ سب سردار رونق طلسم ہوشربا ہیں اسوجہ سے سمجھاتا ہوں کچھ خوف نکرو چلے چلو ہماری وجہ سے شہنشاہ کچھ نکہینگے پھر وہی عہدہ ہائے جلیل ملینگے عرصہ دراز تک احتقاق نے جو یہ سمجھایا ملکہ مرخ کو غصہ آیا طاؤس زرین بال سے کود ین آگے بڑھکر آواز دی او احتقاق تو ہمکو کیوں سمجھاتا ہے ہمنے سامری و جمشید پر لعنت کی راہ ضلالت سے برہبری خضر حقیقت چشمۂ مراد پر پہونچے آبرو پائی اب ہمکو زندگی و موت دونوں برابر ہیں صاحبقران اعظم ایسا ہمارا افسر ہے اگر ہماری قضا آگئی کون بچا سکتا ہے وہ آگ ہمارے خون کا بدلا لینگے ساحران غدار کو شکست دینگے یہ ہم خوب جانتے ہیں زمانہ انقلاب ہے سو مرتے ہیں پچیس پیدا ہوتے ہیں دس ہنستے ہیں دوسی روتے ہیں یہ چند بند خمسہ موافق حال زمانہ میں بگوش ہوش سن یہ خمسہ موافق مضمون مقام ہذا

لالہ سان داغ ز حسرت بجگر ے بینم
جیب گل چاک ز غم وقت سحر ے بینم
ہر کرامی نگرم خاک بسر ے بینم
این چہ شوریست کہ در دور قمر ے بینم
ہمہ آفاق پُر از فتنہ و شر ے بینم

آرزو لاکھ کریں رہتے ہیں سائل ناکام
نقد مقصود سے خالی ہے کف خاص و عام
شام سے تا بہ سحر اور سحر سے تا شام
ہمہ کس روز ہمی میطلبد از ایام
مشکل اینست کہ ہر روز بتر ے بینم

کارخانہ یہ جہان کا نظر آیا سردست
عیب ہے آج ہنر اور ہنر عیب سے پست
سفلہ پرور ہے فلک اسلیے جہلا ہیں مست
الہمان را ہمہ شربت ز گلاب و قند است
قوت دانا ہمہ از خون جگر ے بینم

کینہ و رنج و خصومت غضب و بغض و حسد
رائج اسدرجہ جہان میں ہیں کہ جسکی نہیں حد
جاے رقت ہے اقارب میں اقارب سے جد
ہیچ الفت نہ برادر بہ برادر دارد
ہیچ مہرے نہ پدر را بہ پسر ے بینم

اس زمانے میں ہیں دل موم دلوں کے پتھر
حال اولاد کا برعکس اب آتا ہے نظر

کیا قیامت ہی کہ فریاد یہی ہی گھر گھر / دختران را ہمہ جنگ ست و جدل با مادر
پسران را ہمہ بدخواہ پدر می بینم

جاے عبرت ہی یہ ہی قہر خداے منّان / جنکے تن قابل خلعت ہون پہرین وہ عریان
گردش چرخ سے عالم مین ہی الٹا سامان / اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالان
طوق زرین ہمہ در گردن خر می بینم

راست ہی بات مری لغو نہین ہی یہ سخن / عافیت مد نظر ہی تو اسے غور سے سُن
منتخب شعر ہی رعنا یہ نہین بے سروبن / پند حافظ بشنو خواجہ برو نیکی کن
زانکہ این پند بہ از گنج گہر می بینم

ملکہ مہرخ سحر چشم نے جو یہ اشعار حافظ نامدار بصد شد و مد پڑھے اہالیان لشکر افراسیاب دنگ مضمون نے سر جھکا لیا نا منصفون کو ناگوار ہوا لیکن جسوقت ملکہ مہرخ نے دست حق پرست بڑھا کر یہ مصرع پڑھا کہ طوق زرین ہمہ در گردن خر می بینم۔ احتقاق کو بہت ناگوار ہوا تاج سر پہنکر میدان کارزار مین آیا تما ظریف شاعر خوب قہقہے مار کر ہنسے کہا ملکہ مہرخ نے کیا پھبتی کہی ہی خوب احتقاق کو گدھا بنایا کیا لطف کا مصرع سنایا یارو احتقاق پر چھا گئی احتقاق نے جو یہ باتین سنین کیسا شرمایا غصے مین چوب لیکر طرف نقارے کے جھپٹا اور بقہر و غضب تمام اُس بد انجام نے نقارے پر چوب لگائی معاذ اللہ قیامت برپا ہوئی یا تو سرداران ملکہ مہرخ بہار و باغبان و سرخ موے کاکل کشا و ملکہ بلال سحر افگن و رعد و برق و برق لامع و خورشید زرین سحر وغیرہ رعنائی و زیبائی بجرأت و شوکت سینہ سپر کیے کھڑے تھے یا نقارے کی آواز سنکر پریشان ہو گئے سبنے سر جھکایا کوئی تھرّایا کسی نے آہ کی کسی نے کلیجے پر ہاتھ رکھا کوئی لڑکھڑایا کسیکی آنکھون سے آنسو جاری کسی نے نگاہ یاس طرف آسمان کے دیکھا ہنگامہ عظیم برپا ہوا رنگ روے بہار متغیر مخمور سحر احتقاق مین مسحور آنکھون سے یہ ثابت تھا چشمے مین گویا حباب شناوری کر رہے ہین کئی ہزار سردار گرد تخت ملکہ مہ جبین ماہ رخسار تھے سحر اپنا جا تکر یا تو تخت کو کاندھا دیا تھا یا کاندھی دینے لگے تخت کو زمین پر رکھدیا مراد یہ تھی کہ پہلی آواز سے سحر سبکو فراموش ہوا ہر چند سحر یاد کرتے تھے ایک لفظ یاد نہ آتا تھا اسی وجہ سے اُن نازنینان ماہ سیما کا دل گھبراتا تھا حیران تھے کہ علم سحر صفحہ سینے سے یکایک معدوم ہوا اب یقین آیا بخوبی معلوم ہوا کہ تا

سحر احتقاق ہی نقارے کی آواز سنے یہ حال کیا احتقاق کانپ رہا تھا پھر جھوم کر طرف نقارے کے چلا
جلادون نے بھی اپنے مقام سے جنبش کی اہل اسلام نے گھبرا کر ہاتھ طرف آسمان کے اُٹھا دیے پکار اُٹھے
ای خالق بے نیاز رحیم کریم ہمکو بچائے سحر فراموش ہی دل گھبراتا ہی غش آیا چاہتا ہی اشعار دعائیہ

خداوندا رہ از غیب بکشاے | ز علیم چشم دل بر غیب بکشاے | بہر عیبے کہ باشد عیب ناکم
برحمت کن ز غیب از عیب پاکم | ز عیبے خود پسندی پاکیم دہ | ز شادی جہان غمناکیم دہ
رسید روی بجان دل را امان دہ | دل غمگین دہ و منت بجان نہ | دل غمگین ز شادی شاد رامدہ
ور گنجایش غم کوہ تا کوہ | نگاہ از کرم بر من درویش نگر | برحال من خستہ و دلریش نگر
ہر چند نیم لائق بخشایش تو | بر من منگر بر کرم خویش نگر | بیقرار ہو کر جوان سب نے دعا

کی آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا منم شہنشاہ کوکب روشن ضمیر صاحب جاہ و توقیر دیکھا سینے کوکب
والا گہر بصد کر و فر مرکب مشکین پر ند پر سوار مثل برق جہندہ آکر گرج کا نعرہ کیا او احتقاق خبردار آگے
نہ بڑھنا ارے تو مصاحب سامری مشہور ہی کچھ شعبدہ سحر تازہ دکھا او نقارچی نقارہ نہ بجانا یہ کہکر فوراً
زمین پر آیا تیغ نیام انتقام سے لیا احتقاق نے سر اُٹھایا بہ سطوت و صولت کوکب روشن ضمیر کو
آتے ہوئے دیکھا وہ نگاہ شیرانہ کوکب نے ڈالی احتقاق روباہ مزاج ٹھہرا کر ٹھہر گیا کوکب سنبھلا
جا کر مقابلہ کرون افراسیاب نے آواز دی ای مصاحب سامری وای احتقاق جادو بحرین ہی
سے مقابلہ نکرنا یہ بادشاہ طلسم نور افشان عالی خاندان جوان خود پسند طلسم بند ہی آواز نقارہ اسپہ
تاثیر کریگی احتقاق پھر طرف نقارے کے چلا لیکن کوکب للکار رہا ہی سینہ سپر کیے میدان کارزار مین
ٹھہرا ہی دوسری برق آسمان پر چمکی آواز مہیب آئی زمین میدان کارزار تھرائی دیکھا سینے نور افشان
جادو استاد کوکب خوش خو للکارتا ہوا آتا ہی ای فرزند ارجمند و ای نامی نامدار کوکب عالیوقار صدائے
نقارہ سے بچنا یہ کہکر نور افشان بھی آسمان پہ ٹھہر آیا خوف صدائے نقارہ سے زمین پر نہ آیا مگر
کوکب کو منع کر رہا ہی کانون مین انگلیان دیے ہوے وسط سما پر لہرا رہا ہی لیکن افراسیاب نے جو
ترغیب دی کئی مرتبہ پکارا احتقاق جھوم کر قریب نقارہ پہونچ گیا چوب لگا ہی دی سرداران فوج
کے کانمین وہ آوازین پہونچین وہ تو سب گونگ ہوے کوکب ٹھہر گیا سحر فراموش ہوا اُسوقت کی
قیامت لشکر اسلام پر یہ مصیبت کوکب مبتلائے آفت افراسیاب کی بدعت جلادان خرس طینت

میمون خصلت کا اپنے مقام سے بڑھنا اُن گونگے بہرون کا طرف آسمان کے دیکھ کے غین غین کرنا مہ جبین کا
سر پیٹنا جانسوز و ضرغام ایک پہاڑ پر کھڑے یہ تماشا دیکھ رہے تھے دونون نے بیقرار ہو کر سنگدلی پر
افراسیاب کی پتھرون سے سر ٹکرایا پچھاڑین کھائین یقین کامل ہوا جو صفت نقارے کی سنتے تھے
آنکھون سے دیکھ لی ایسی آواز مین سرداران ملکہ مہرخ بیہوش ہو جائینگے کوکب گونگا بہرہ بنکر مارا جائیگا
ہائے کیا غضب ہوا اسد غازی یہان سے پانچ سات کوس پر تشریف رکھتا ہی یہ بادی اس باغ بیجا
کی سنکر اسکو تاب نہ آئیگی فوراً مرکب پر سوار ہو کر دوڑے گا ٹھوکر اپنی جان دیدیگا ہائے اس گلزار بیخزان پر
جھونکا ہواے گرم کا چل گیا ای یاور غریبان وای دادرس بیکسان ای رب دو جہان جلد اس بلا کو دفع کر
پہاڑ پر تو عیار تڑپ رہے ہین لشکر مین سب گونگے بہرے سوائے سر پیٹنے کے چارہ نہین سب ایک حال
مین ہین ایک کو ایک بہ نگاہ حسرت دیکھتا ہی بہار کا اشارہ کرتا کہ بہار عمر خزان ہوئی باغ عالم سے حسرت
و یاس لیکر چلے مثل نخل چنار نہ پھولی نہ پھلی مخمور کے اشارون سے ظاہر تھا کہ مین شباب مین قضا آئی ساقی
بدعت عالم نے عوض جام شراب گلرنگ ساغر اجل پلایا پیر مغان دہر کو مخمور کے حال زار پر رحم نہ آیا مہ جبین
کی نگاہین حسرت آلود چار طرف گھبرا گھبرا کر دیکھتی ہی اُن نگاہون سے یہ ہویدا ہی کسی محبوب پر شیدا ہی بجائے
اشک حسرت و یاس ٹپک رہی ہی کنائے اشارون مین یہ اشعار مصیبت خیز ظاہر ہوے اشعار آبدار

بغارت دادم از غفلت متاع خانہ خود را
بر آتش میزنم امشب دل دیوانہ خود را
گرفت الفت بہ تنہائی چنانم دل کہ مشغولم
بفغان دل خراش و گریہ مستانہ خود را
تسلسل یاد ہشیاران شمارا او دہی کاخر
بیان کو دکنم دیگر من این افسانہ خود را

بدست خود زدم آتش من آتش خانہ خود را
ز بس مستغرق عشقم نمی جنبد ز جا دستم
بہ از باغ جنان گویم اگر ویرانہ خود را
بجز من گاہ بر خنجر چو مرغ دانہ چین گشتم
ز بد مستی تہی من کردہ ام میخانہ خود را

ز سوز دل شبا آتش چو فانوسم بہ پیراہن
بزنجیر غمم در پا دل دیوانہ خود را
بصد الحان داودی برابر کند عاشق
بغیر از دانہ اشک ندیدم دانہ خود را
دو چشم مست پنداری بخواب گشود مخفی

ملکہ مہرخ کے منھ پر ہوائیان اڑ رہی ہین برق لامع کی تڑپین ہو یو مین
جلن برق و رعد کی بدحواسی خورشید زرین سحر کے چہرے پر زردی نرگسی آنکھین ڈگڈگا رہی ہین
رنگ مصیبت دکھا رہی ہین مزاج مین سرخ مو کے پراگندگی ہلال سحر افگن کی کاہیدگی انگشت نمائی
اگر فرداً فرداً کی بدحواسی لکھون دفتر ناتمام رہجائے اس تحریر مصیبت مین کلک سے اشک سیاہ نکل رہے
ہین حرف صفحہ قرطاس پر مثل مرغ بسمل پھڑک رہے ہین ہر کشش سنان نیزہ مصیبت ہر ایک دائرہ خنجر برّان

بدعت خاتمۂ لشکر اسلام غریب پر احتقاق جادو تیسری چوب لگانے پر آمادہ ہو گیا اسوجہ سے غصہ ہوا کہ کوکب جو
مبتلائے بلا ہو گیا احتقاق مضحکہ کر رہا ہی کہتا ہی کیون ای کوکب تمہارا بھی ستارہ گردش مین آیا اسی منہ پر دعوی
سلطنت طلسم نور افشان تھا کچھ سحر کرو تلوار ہاتھ مین ہی خفت نہ کھینچو جوہر جرات دکھاؤ ایسے ایسے کلمات
کہکر آتش کلام سے دل اُس بادشاہ عالیجاہ کا جلاتا ہی افراسیاب اپنے مقام سے غل مچاتا ہی ای شہنشاہ
ساحران اسوقت ان باتون کو موقوف کرو جوش مین نہ آؤ جلد نقارے پر چوب لگاؤ دیکھو پچھتاؤ گے منہ کی
کھاؤ گے ان مسلمانون کا خدائے نادیدہ بڑا زبردست ہی غیب سے مدد ہوتی ہی تم ہنستے ہو تقدیر روتی
ہی احتقاق نے پلٹ کر دیکھا جواب دیا کیون گھبراتا ہی اگر کروڑ کروڑ ہون تو انکو پامال کرون اسوقت
اگر سامری جمشید آجائین تو انکا بھی یہی حال کرون زبان نہ ہلنے دون طنابین آسمان کی کھینچ لون سر پیٹ
رہا ہی افراسیاب کہ ای احتقاق غرور نکر خداوند لقا کو غرور بہت ناپسند ہی وہ جاگتی جوت کا خدا نہین ہی ایسا
نہو یہ غرور کی باتین سنلین اُلٹی پلٹی تقدیر کر دین جتنے تلمے وہان سے آئے سب مین یہی لکھا تھا ہم کسیکا غرور پسند
نہین کرتے مغرور کو مٹا دیتے ہین ارے وہی میرے طلسم کو مٹا رہے ہین ہزارون ساحر وہان جا کر مارے گئے
اس غرور نے پامال کیا طلسم کا یہ حال کیا اب جلدی کرو احتقاق جھوم رہا ہی اہل اسلام بیقرار و اشکبار
اپنی جان سے بیزار دعا مین مصروف جانتے ہین کہ یہ حل مشکلات ذات پر پروردگار سکے توقف ہی یکایک
آسمان پر برق چمکی آب رحمت ظاہر ہوا سب دیکھنے لگے ابر آکر شق ہوا دیکھا سبنے تخت زرین پر خواجہ عمرو
و مہتر برق فرنگی و مہتر قران نامدار و چالاک عالیوقار ایک تخت پر بصد صولت و شوکت صاحب
جاہ و تمکین ملک احول مربع نشین ایک تخت پر ملکہ گلشن ساحرۂ پُرفن لشت پر بارہ ہزار کنیزان زرین پوش
بصد جوش و خروش ہویدا ہوئے حیرت جادو ملک احول کو دیکھکر گھبرا گئی تخت سے کودی جھپٹ کر
دامن افراسیاب تھام لیا بیقراری مین سامری جمشید کا نام لیا پوچھا ای شہنشاہ یہ کیا معرکہ ہی یہ تو ملک
احول مربع نشین کوکب کا پیر بھائی ہی بروز رہائی اسد سرداران جہوخ کو بصد شد و مد مجھسے نکال کر
لیگیا تھا آپ جاکر لڑے برابر پہاڑ کے جاکر اسکو قتل کیا یہ مردہ کیونکر زندہ ہوا افراسیاب نے حیران ہوکر
کہا ای ملکہ حیرت کیا کہون اسوقت غرق دریائے حیرت ہون یہ بڑا ساحر زبردست ہی جس زمانے مین
کوکب سے میل تھا سحر یاد کرنا ہمارا کھیل تھا یہ بھی مکتب خانے مین آتا تھا بڑا ساحر عالیوقار ہی یہ بھی ہوشیار
کار انداز ہی مینے غصے مین تیغ سحر مار دیا کشتۂ سحر کیا شہاب گلگون پوش میرا اردان تھا وہی قید کر گئے

لیگیا تپلا اسکی صورت کا پھینک دیا ہاے راہ شہر فرعونیہ مین عمرو و برق نے جاکر عیاری کی اختفاق
وغیرہ کو بیہوش کیا یہ دونون مکار گرفتار ہوے اتفاق سے شہاب آگیا اپنی باتون کا رنگ جمانے لگا زور روئے
کہا مین انکو لیجاکر اپنے قلعہ مین قید کرونگا میرا قیدی تا قید حیات نہین چھوٹتا میرے دلکو تسکین یہی کہ اس نے
ملک احول کی خوب حفاظت کی عمرو و برق کو بھی بڑے لطف سے قید رکھے گا معلوم ہوتا ہی ان عیارون
نے جاکر شہاب کا خون بہایا جو روا سکی ساتھ آئی ہی اسوقت اس احول کا آنا بڑا غضب ہوا یہ کمبخت
اختفاق غور مین دیر کرتا ہی یہ کہکر حیرت سے دامن چھڑایا افراسیاب تو طرف میدان کارزار کے چلا مگر
جیسے ہی ملک احول کا تخت نمایان ہوا نور افشان نے آواز دی ای نور نظر جلد میرے پاس آؤ خدا نے
تمکو قید سے چھڑایا یقین ہی خواجہ عمرو نے جانبازی کی ہوگی قران و چالاک وقت پر پہونچے لشکر اسلام کا
خاتمہ ہی مجھکو بھی سحر فراموش ہی کوکب تمھارا بھائی مبہوت ہو چکا زندگی سے مایوس کف افسوس مل رہا ہی
اگر ابکی اختفاق نے نقارے پر چوب لگا دی کل اہل اسلام بیہوش ہو جاینگے جلادون کے ہاتھ سے مہلت
نپاینگے طلسم نور افشان کا بھی خاتمہ ہوتا ہی مین بھی اسوقت اگر مجبور رہوا ای مرد مردانہ شیر فرزانہ یہ دنیا
حباب سے بھی کم ہی ہر چند دریا دلی مین اگر صاحبان آبرو بصد جستجو حباب لب دریا سے زندگی کو مثال دیتے
ہین سراسر غلط بقول مصنف فرد فنا لگی ہی پئے سرکشان تردامن جو ابھر چلے تھے کہ بس خاک مین حباب ملے
انسان کی لیاقت اس سے بھی کم ہی غنچہ و گل سے بھی مثال کا رنگ نہین جمتا نسیم سحری کہون آمد بہار سے
مثال دون ای فرزند یہ سب سراسر حماقت ہی دنیا مقام سراے فانی ہی شہر عدم مقام جاودانی ہی سراے مین اکثر
دیکھا شام کو صدہا مسافر آے مہتر مہترانیون نے خوب خاطر کی آب و دانہ مہیا کیا جب رات کٹی مسافرون
نے کمر باندھی کوئی مہتر مہترانی خلق سے نہین پیش آتا بلکہ جاروب کشی کرکے خاک اڑاتے ہین مسافر کو جھکاتے
ہین اسیطرح خیال کرو جب لڑکا بطن مادر سے پیدا ہوا مان باپ کا دل شیدا ہوا کوئی پیار کرتا ہی کوئی جانی
پیارے کہتا ہی ہر وقت مہد راحت و آرام مین رہتا ہی جب شب حیات بسر ہوئی سبنے منھ پھیرا حسرت
و یاس نے آکر گھیرا اوہی چاہنے والے کہتے ہین چلو اسکو پھینکو سب عزیز و اقارب ساتھ ہوے مکان تنگ
تاریک مین جاکر بند کردیا مان باپ کو بھی اتنا خیال نہ آیا کہ آج ہمارا فرزند یہان تنہائی مین آرام کریگا اجلی شب
اسی جا بسر کرین شاید ہمارا فرزند ہمکو پکارے جواب دین بہلا کر آغوش مین لین محبت قدیمانہ صرف کرین
نہین ہوتا تنہائی مین چھوڑکر چلے آتے ہین پھر کوئی خبر لینے نہین آتا نہین معلوم اسپر کیا گذری اعمال ساتھ رہے

نہین معلوم اُسنے آرام پایا یا ظلم سے محبت عاشق و معشوق کا دنیا مین فسانہ ہی مجنون نے عشق لیلی مین آرام و ہوش ترک کیا عمر بھر صحرا نورد رہا یہ عشق تمام عالم مین مشہور ہی ہر اہل دل اسکا ذکر کرتا ہی لیکن قبر مین انھین بھی ایک نے ایک کا ساتھ نہ دیا اگر کسی معشوق کا انتقال ہوا عاشق پھر وہ پھر رویا سمجھانے والون نے سمجھایا ای برادر کیون آن روتے ہو اُس عاشق صادق نے جواب دیا ہمارا معشوق پہلو نشین مر گیا رو رو کر جان دینگے اہالیان دنیا نے سمجھایا ای برادر جو خاک کا پیوند ہوا رشتہ محبت شکست ہو گیا تمھارے رونے کی اُسکو خبر بھی نہو گی ناحق اپنی جان دیتے ہو یہ عاشق کبھی روتا پیٹتا تا بہ شہر خموشان گیا اپنے پہلو کے سونے والے کو اپنے ہاتھ سے قبر مین اتار اُسیوقت قبر سے نکل آیا اس عاشق نے کبھی وفاداری کی قبر پر محبوب مطلوب کی نہ بیٹھا اُسیوقت آکر کار دنیا مین مصروف ہوا بادشاہ ملک کا سبکو پیارا ہی اگر کہین جا کر کسی سے لڑے سرداران سرفروش سینہ سپر کرتے ہین اپنے کو مثل نقش قدم مٹاتے ہین اپنے شہنشاہ کو زخم نیزہ و شمشیر سے بچاتے ہین لیکن جب مر گیا اُسیطرح قصہ قبر مین بند کر دیا بموجب مضمون مصرع مصرع حرمت شاہ و گدا زیر زمین یکسان است بہ اُن سرداران جان نثار سے بھی یہ نہو سکا کہ قبر پر اپنے بادشاہ کی بیٹھین اپنے مالک کی خبر لین انتقال شاہ و گدا کا ایک طور پر ہی ای ملک احول شیر صولت اسوقت فلک جفا کار آمادہ ظلم و بیداد ہی یہ نقارہ نواز تیری چوب مین خاتمہ کریگا کوئی زندہ نہ بچے گا اسوقت تیرا ہی کام ہی اس سرفروشی مین تا روز قیامت نام ہی آج اگر جان دی زندہ جاوید ہوے یہ سنکر احول مربع نشین کو جوش آیا آواز دی اُستاد و الا نژاد مین سمجھ گیا زندگی کو حباب وغیرہ سے کمتر جانتا ہون اب مجھکو شرف آخرت الا انشاء اللہ غنچہ آرزو کھلا رہے شرف اور ہے فخر کہ تھوڑی سی مصیبت تا روز قیامت راحت یہ کہتا ہوا تخت سے جدا ہوا خواجہ وغیرہ بھی روتے ہوے تخت سے کودے گلشن فوج لیکر ایک جانب ٹھہری احول مربع نشین اُترتا ہوا بر سر نقارہ جمشیدی آکر ٹھہرا آواز دی او احتقاق بیمیا او نامرد خبردار کہان جاتا ہی تیری قضا میرے ہاتھ ہی حافظ حقیقی و مالک تحقیقی کی بے نیازی و کارسازی دیکھ کئی سال قید رہا کسوقت پر چھوٹا اب دام تعلق دنیاے ناپائدار سے بھی رہا ہوتا ہون یہ دنیاے زشت ہی میری تقدیر مین سیر ریاض بہشت ہی شکر خداے کارساز و احسان رب بے نیاز اہل اسلام پر نثار ہوتا ہون تخم عمل نیک مزرعۂ آخرت مین بوتا ہون ای شہنشاہ اوج عیاری آپ سے کچھ عرض کرنا منظور ہی قلب کو سرور ہی عمرو چالاک دبرق دوران روتے ہوے لشکر سے نکلے سامنے ملک احول کے آئے احول اُسیطرح سے وسط سما پر ٹھہرا ہوا جب

خواجہ عمرو سامنے آئے ملک احول نے آواز دی ای ہزبر دشت طراری وای نہنگ بحر عیاری بغلام
ناکام لشکر اسلام پر نثار ہوتا ہی چند کلمات وصیت کرنا منظور ہین امیدوار ہون بگوش ہوش سماعت
فرمایئے اُستاد نور افشان نے دنیائے دنی کی حقیقت ظاہر کردی دلکو تسکین ہوئی اگر بیمار ہوکر مرے یا رہ
ٹکڑے ہر طرح وقت موت نہ ٹلے گا زر و جواہر بھی اس راہ مین کام نہین آتا خوب آگاہ ہون اگر قلعہ آہن مین
چھپون قابض ارواح وہان بھی پہونچے کتاب مین حال حسرت مآل جناب سلیمان بن داؤد پڑھا لکھا تھا
کہ ایک قصر عالی بنوایا تمام فوج کو حکم دیا میدان مین آکر پرے جماؤ دیوزادون کو در قصر پر نگہبان کیا حکم محکم دیا
خبردار ہمارے پاس کوئی نہ آنے پائے فوجین آکر جمع ہوئین دیوزاد و جنات و پریزاد و مور و مار انسان حیوان سب
کے بادشاہ تھے عصا دست مبارک مین لیکر فوج کو ملاحظہ کرنے لگے پشت سے آواز آئی السلام علیکم حضرت
سلیمان عالیمقام نے پلٹکر ایک عرب کو دیکھا فرمایا ای شخص تو کون ہی میرے جاہ و جلال سے نہین ڈرا
نگہبانون نے نہ روکا اس قصر مین ہوا کا گذر دشوار ہی تو کیونکر آیا اُسنے جواب دیا مین فرستادہ بادشاہ جبار قہار
ہون جسکا حکم سب پر غالب ہی مین سوائے اُسکے کسیکا حکم نہین مانتا دیوزاد مجھکو کیا روکتے مجال تھی کہ بڑھکر
ٹوکتے مین قاطع لذات جہان ہون نہ انسان ہون نہ حیوان ہون عورتون کو بیوہ کرتا ہون بچون کو یتیم
بھائی کو بھائی سے جدا کرون جہان مجمع عام ہو اُسکو متفرق کردون یا حضرت اب لذت دنیا فوت ہی نام
میرا ملک الموت ہی جناب سلیمان مثل بید تھرائے سر جھکا کر فرمایا رضینا بالقضا اتنی مہلت چاہتا ہون نظارۂ
فوج سے مہلت پاؤن پھر اختیار ہی ملک الموت نے جواب دیا حکم بادشاہ عالیجاہ ہی اسیطرح آپ کی روح
قبض ہو ای شہنشاہ اوج عیاری اتنے بڑے پیغمبر برحق کو بیٹھنے کی مہلت نہ ملی کھڑے کھڑے روح قبض
ہوئی پس ہوس زیست بیکار ہی دنیائے دون مکار و غدار ہی مین اتنے بندگان خدا کے واسطے جان دیتا
ہون یقین کامل ہی پاک و صاف ہو کر دنیا سے اُٹھون لیکن میرے جنازے کو اسد نوجوان نظر کردہ بزرگان
کاندھا دین اپنے دست حق پرست سے قبر مین اُتارین دعائے مغفرت واجب و لازم ہی یہ مسافر ملک
عدم کا عازم ہی اس نقارے کا ٹوٹنا مرنا اس ناہنجار کا میرے خون پر موقوف ہی یہ حقیر جانباز جان بچانیکی
فکر مین ان سب سردارون کی مصروف ہی یہ کہکر ہاتھ طرف آسمان کے اُٹھائے پکار اُٹھا ای سمیع علیم ای
رحیم و کریم صبر عطا کر اپنے ہاتھ سے اپنا سر قلم کرون ثابت قدم رہون ہاتھ نہ کانپے قلب نہ تھرائے یہ جرأت
اپنا گلا کاٹون یہ کلمات حسرت آیات جو باواز بلند اُس حق پسند نے کہے عمرو برق قران و چالاک

پچھاڑین کھانے لگے مردان عالم کے قلب تھرّا گئے بعضے غش مین آگئے بڑے بڑے بہادر جانباز سرفروش
چیخین مار مار کر روتے تھے کل سرداران ملکہ مہرخ بیقراری مین اشکون سے مُنھ دھوتے تھے غو گریہ وزاری
بلند دوست دشمن دردمند عمرو نے بیقرار ہوکر آواز دی ای احول نوجوان وای صاحب ایمان واللہ
تیرے کلمات نے تیر بنکر کلیجے کو مشبک کر دیا ہم سب جان دین مارے جائین لیکن تو اپنے کو بچا میدان کارزار
سے نکل جا احول نے کہا مین آپ کو وصیت کر چکا اب میری ثابت قدمی کی دعا کیجیے آپ سب صاحبون کا
خدا حافظ و ناصر ہو افراسیاب دوڑتا ہوا آتا ہی کلمات سخت کہکر چلاتا ہی کہ او احتقاق مغرور بے غوت
دیکھ غضب ہوتا ہی اِسکے گلا کاٹتے ہی قیامت برپا ہوگی نقارہ ٹوٹ جائیگا تو بھی دم لینے کی مہلت نپائیگا
جلد چوب لگا احتقاق مغرور کو بھی ہوش آیا غیرت کا جوش آیا چوب لیکر طرف نقارے کے چلا لیکن
ملک احول مربع نشین نامدار ثابت قدم کوے محبت شاہنشاہ اقلیم جلالت تھرّاتا ہوا طرف
نقارے کے چلا خنجر برق مثال کھینچکر اپنے ہاتھ سے گلے پر رکھا خنجر کو رگڑ دیا سر اس سردار کا کٹ کر نقارے پر خون گرا
سبکو یہ معلوم ہوا تودۂ بارود مین کسینے آگ رکھدی کئی توپین ایک مرتبہ فیر کین نقارۂ جمشیدی مثل شکم ظالم شق
ہوا احتقاق چیخا اس بیچارے کو یقین کامل نہ تھا کہ ملک احول اتنا بڑا کام کریگا اُسی نقارے سے اک برق
سبز چمکی سر پر احتقاق کے پڑی اس بیچارے کے دو ٹکڑے ہوے لاشہ ناری کا جلنے لگا جادو قریب آگئے تھے
اُن سبکے بھی سر پھٹ گئے ہزارہا آدمی لشکر افراسیاب بیہوش ہوکر گرے اہل اسلام کے ہوش درست ہوے کمر ہمت
باندھی لڑائی پر چالاک و چست ہوے کوکب و نور افشان کو سحر یاد آیا غم احول مین کوکب نے گریبان
چاک کیا نعرہ برق مثال کھینچکر فوج افراسیاب پر چلا لیکن زمین و آسمان مین اندھیرا فوج رنج مصیبت نے
لشکر افراسیاب کو گھیر لیا مرنے سے احتقاق کے آوازہاے مہیب آرہی ہین طائر پہاڑون سے سر ٹکراتے ہین ہاے
مصاحب سامری کہکر غل مچاتے ہین بعد عرصہ دراز صدا آئی کشتی مرا نام من احتقاق جادو حاکم حجرہ سوم بود
افسوس مردیم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم افراسیاب دوڑتا پھرتا تھا کبھی مُنھ کے بل گرتا تھا سرماد
ابر بو برجاس حیرت کو عالم یاس مہرخ و بہار وغیرہ سے جو دیکھا روشنی ہوئی کوکب روشنضمیر لشکر
افراسیاب پر جا پڑا نور افشان بھی غصے مین بڑھا یہان تو فوجین آپسمین مل گئین سحر ہونے لگے
اب ناظرین والا مقام پر واضح ہو مقام مشعل و مقام تاریک مشکل کشا پر مفصل تحریر کر چکا ہون کہ بالائے
کوہ زبرجدی بارہ سو سنہری پتلیان کنیزان سامری جو ہمراہ آفات جہار دست تھا ہین خبر آیندہ و گذشتہ

بیان کرتی ہین بروز قتل مشعل چار سو جلین تین سو کا بروز اختتام تاریک اسطرح خاتمہ ہوا اپنے گلے کاٹ کر مرین
کچھ جلین آج بھی آفات چہار دست اسی طرح کوہ زبرجدی مین تخت زرین پر بیٹھی ہی یکایک سنتے دیکھا کہ
کنیزان سامری متغیر ہوا دو مرتبہ آفات یہ قیامت دیکھ چکی ہی گھبرا کر اٹھی اتنا صرف منھ سے کہا یا سامری
جمشید حجرہ سوم کی خیر ہو قصد ہوا اسکو لیکر کمرے مین بند کردن اجل سے کب مہلت ملتی ہی ایک شعلہ نکلا برق
چمکی ایک کنیز کے سر پر گری جلنے لگی دوسری ہاے ہوا کہکر لپٹی وہ بھی جلنے لگی آفات پیٹتی پھرتی ہی گود مین تختہ اٹھا
کر کمرے مین پھینکتی ہی تین سو کو بمشکل بچایا قفل بند کرکے بے پرواز پیدا کیے جھنجھنی ہٹتی چلی اسوقت پہونچی کہ میدان
کارزار مین قیامت برپا ہی سحر ہو رہا ہی نخل صحرا جل رہے ہین زمین سے شعلہ آتش نکل رہے ہین لاشہ احتقاق
تڑپ تڑپکر سرد ہوا نقارہ جمشیدی گرد برد ہوا افراسیاب بہجوم ساحران مہرخ نے اتنی بڑی مصیبت اٹھائی
سحر فراموش ہو چکا تھا خدا نے فضل اپنا شریک حال کیا اُس خلیل نے اپنی جان و دیگر سبکو بچایا ایک سمت سے
کوکب روشن ضمیر ایک جانب سے نور افشان عالیشان سحر کرتا ہوا طرف افراسیاب کے جاتا ہی
حیرت و بہار سے مقابلہ پڑا بہار نے للکارا کیون ہوا عنایت باغبان قضا و قدر کی ملا خلق کی شاخ
تمنا ہری ہوئی نخل بدعت قلم ہوا احتقاق بیدم ہوا نقارہ نواز کیا ہوا نشان یکتائی مٹ گیا تمکو بھی کچھ الم ہوا
مرنیکا اُس بیچارے کے غم ہوا ملکہ حیرت غصے مین جا پڑی اسوقت آگ برس رہی ہی زمین و زمان متزلزل
و متحرک ہنگامہ گیر و دار بلند بلا زمان افراسیاب دردمند آفات نے جو افراسیاب کو اس آفت مین
دیکھا گھبرا گئی ایک جانب سے سحر نور افشان ایک سمت سے کوکب ذیشان بہار کے گلدستون سے
پھول برس رہے ہین برق لامع بھی کڑک کر افراسیاب پر جاتی ہی اسوقت تو افراسیاب سبکو
جواب دے رہا ہی آفات نے نعرہ کیا ای نور افشان خبردار ای کوکب ہوشیار منم ملکہ آفات چہار
دست دیکھو مین آپہونچی گرتے گرتے سحر کیا زمین تھرائی آفت برپا ہوئی بہار وغیرہ گھبرا گئین ہزارہا ساحر کے
سر کٹکر گرے کسی مقام پر زمین شق ہوئی الامان لشکر مہرخ اسمین سما گئے برق بھی چمکی رعد بھی گرجا
بلائی برسا غبار نے تمام عالم گھیر لیا ساحر گھبرانے لگے آفات لڑتی بھڑتی قریب افراسیاب پہونچی کہا
تجرہ ہاے بلا کھودے دیکھ کیا بلا نازل ہوئی جان بچانا مشکل ہوئی ہمنے سمجھایا تھا کہ احتقاق جادو گو زبردست
اسی دن کے واسطے ملک احول مربع نشین کو زندہ رکھا تھا ایک گنہگار کو قتل نکر سکا کوہ زبرجدی
پر قیامت برپا ہی کنیزان سامری نے جان دی چند کنیزون کو بمشکل بچایا بار مصیبت سر پر اٹھایا اب تک جل

اِسوقت اِس بڈھے کو بڑا غصہ ہے سب فتور ذات سے نور افشان کے پیدا ہوتے ہین افراسیاب نے
کہا دادی امان آج میدان کارزار سے نہ پلٹو لگا ان سبکے جی چھڑوا دونگا آفات نے افراسیاب سے چند
باتین کہین سحر کرنی جانتی ہو لیکن ملکہ بہار جادو خوف آفات سے بھاگ کر سایے مین اک نخل کے ٹھہری
مسرور جادو سپہ سالار لشکر احتقاق تھا جب احتقاق کا سر کٹ گیا واصل جہنم ہوا مسرور اک
گوشے مین کھڑا رو رہا تھا کبھی سر پیٹتا ہے کبھی پکار اُٹھتا ہے شہنشاہ میری قدر کون کریگا آپ تو دربار سامری جمشید مین گئے
غلام کو ساتھ نہ لیا افراسیاب خانہ خراب ناقدر شناس شریف کا دشمن رفقا سے بدظن آخر کہان جاؤن یکایک
پھولون کی خوشبو آئی سر اُٹھایا ملکہ بہار کو دیکھا کہ ایک مہ جبین پھول برساتی چلی آتی ہے حسن وجمال بہار کا
دیکھکر گھبرا گیا کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا سحر مین تو اپنے نزدیک کامل و اکمل ہے جوش محبت مین پکار اُٹھا او مہ جبین
گلابی پوش گلرو غنچہ دہن سرو قد مین تیرے گل رخسار کا بلبل ہون اِدھر چلی آ عمر بھر خدمتگزاری کرونگا
بہار نے پلٹکر دیکھا ایک ساحر زشت خو کہ وہ مجھکو بلاتا ہے ہنس پڑی کہا مین خود تجھے ڈھونڈھتی پھرتی تھی تیرا کیا
نام ہے ہمپر عاشق ہوا ہے یہ سنکر مسرور جادو گڑگڑانے لگا کہا ملک احتقاق کا سپہ سالار ہون اس غلام
کو مسرور جادو کہتے ہین ملکہ بہار نے اپنے قریب بُلایا جب مسرور قریب آیا اک بدھی اُتار کر مسرور
کو پہنادی چند پھول ہاتھ مین دیے کہا نخل عشق کے یہی ثمر ہین پھول سونگھتے ہی مسرور کو سرور ہوا سحر بہار
مین مسحور ہوا ہاتھ باندھکر کہا کیا حکم ہوتا ہے بہار نے طرف آفات چہار دست کے اشارہ کیا کہا وہ بڑھیا
کٹنی سامنے کھڑی ہے اسیکے سبب سے ہمارے تمہارے کبھی میل نہوگا دراندازو شعبدہ باز ہے اسکا سر کاٹ
لاؤ مسرور یہ سنکر جوش عشق مین چلا آفات افراسیاب کو سمجھا رہی ہے یہ نہین مانتا مسرور نے پشت
آفات پر بیدریغ ہاتھ تلوار کا مارا غفلت مین سر آفات زخمی ہوا پلٹ کے جو دیکھا اک جادوگر کریہ منظر
بدھی پہنے ہوئے شعر عاشقانہ پڑھ رہا ہے ایک ہاتھ لگا چکا ہے کہا کہ بڑھا او بڑھیا کٹنی تیری ناک کاٹونگا جس
محلے مین جائیگی نکٹی کہلائیگی لڑکے پکارینگے نکٹی آئی ہے کہو تو بچاؤ افراسیاب یہ سنکر گھبرا گیا کہ یہ کون صاحب
ہین اُس شخص کی دادی کی ناک کاٹنے آئے ہین بادشاہ کو وہ ہبر جدی کو کٹنی بتاتے ہین آفات نے
تو زخمی ہوکر اک آہ کی کہا ارے تو کون ہے آواز دی منم مسرور جادو عاشق ملکہ بہار یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

خالی نہین فلک بھی جنون کے عذاب سے
بیٹھے ہین بادہ ہم قدح آفتاب سے

پہنے ہے طوق دائرۂ آفتاب سے
اے چرخ تیرہ ہو ارخصت آشنا

چھاہین شراب نور کی آنکھون مین مستیان
سینہ چھپا رہے سپر آفتاب سے

رہتی نہیں کسیکی ہمیشہ برہنگی
آئی ہی بوے خون قدح آفتاب سے

ہر وقت حسن دختر رز کی ہی ٹکٹکی
حاصل ہی آفتاب مجھے آفتاب سے

احسان نہ لونگا بعد فنا ناتوان وہ ہون
بے پردگی ہوئی مجھے طرز حجاب سے

آداب حسن مین مجھے لب تشنگی رہی
دھوئین کدورتین جگر آب آب سے

زاہد کی کچھ پسند نہین برگزیدگی
مستی کو کھینچ لیگی حجاب شراب سے

کیا کیا زبانِ تیغ نے بخشین حلاوتین
آئین خرابیان دل خانہ خراب سے

پائی زمین نے چادر نور آفتاب سے
محوِ جمال ہون تب دیرینہ ہی مجھے

آنکھین لڑی ہوئین ہین مری آفتاب سے
ابرو کتاب حسن مین پائی جو انتخاب

شرمائیگی نہ لاش کفن کے حجاب سے
ساقی نگاہ مست تری کام کر گئی

نکلی نہ بات بھی دم پرسش حجاب سے
قاتل ہمارے قتل مین تاخیر چاہیے

باہر ہی عشق کے ورق انتخاب سے
یہ لطف پھر کہان جو نہین بے نیازیان

لبریز ہین دہان جراحت لعاب سے
ہان ای نسیم اپنی شفاعت کے واسطے

دیو شبِ فراق نے کسکا لہو پیا
مانگو دوا کے واسطے قرص آفتاب سے

نظارہ ہاے حسن سے سینہ ہی داغدار
یہ بیت یار کی ورقِ آفتاب سے

نادیدہ دید بھی تری آفت سے کم نہ تھی
بھیگی شراب شوق جگر کے کباب سے

سینہ کیا شگاف رُلایا اُنھین بھی خوب
اُنکے گلے مین گھونٹ نہ خنجر کے آب سے

تاثیر جذب شوق نہ بیکار جائیگی
طفلی کو میری ننگ ہی شیب و شباب سے

میرا ہی دوست خود سبب دشمنی ہوا
حاصل کرینگے خاک در بوتراب سے

یہ اشعار سنکر افراسیاب گھبرایا کہا جلد ہٹو یہ سحر بہار مین مسحور ہی اُس ظالم نے ہزارون کو قتل کرایا بڑے بڑے ساحرون پر رنگ سحر جمایا ہٹ جائیے اِسکے سامنے جانا مناسب نہین ہی یہ بیچارا بے خطا ہی آفات جھلاکر جا پڑی کہا او بیحیا افراسیاب تو اُسکے ناز اُٹھاتا ہی مجھے اِس چونچلے سے نفرت ہی مسرور تو مبہوت ہو رہا تھا اگر دریاے آتش ہوتا تو پھاند پڑتا آفات سے کب ڈرتا ہی آنکھوں کے نیچے تصویر خیالی بہار ماہ رخسار پھر رہی ہی چلتے وقت وعدہ کرکے آیا ہی کہ سر لیکر آؤنگا وصل حاصل ہوگا اس جوش مین آفات پر ہاتھ مار دہ تلوار تو اُسنے غفلت مین کھائی تھی اِن اسیہ کی وہ کیا حقیقت جانتی ہی کلائی پر ہاتھ ڈال کے تلوار چھین کر ٹیکری ایک طمانچہ مارا مسرور مجبور کا سر اُڑ گیا لاشہ زمین پر تڑپا آواز آئی کُشتی مرا نام مسرور جادو بود اِس بیحیا کو مار کر آفات نے کہا افراسیاب مین پنجہ دبا لے اُڑی حیرت کو آواز دی او کمبخت شوہر کی حفاظت کر دیکھ رہی ہی کہ تمام عالم دشمن ہی کوکب نور افشان لونڈیان غلام دشمنان بدانجام ہین تیرے شوہر کو باغ سیب مین لیے جاتی ہون خبردار اب تامل نکرنا یہ سنتے ہی حیرت جادو بھی لڑتی بھڑتی نکلی مصور جادو نے جورو کا ہاتھ تھام لیا کہا بھاگو مانی و بہزاد نقاش قلم کش مصاحبان مصور کے بھی نقشے بگڑے

سر ہاے برف انداز کے ہاتھ پاؤن ٹھنڈے ہوے ابریق کوہ شگاف کو جا لگا پہاڑ ہوا سارے لشکر مین
ملکہ پڑ گیا جگہ جگہ ہو گئی خواجہ عمرو نے جو دیکھا لشکر افراسیاب کے پاؤن اُٹھے لوٹ مار پر جھکے عصا ہاتھ مین لیا
خزانے کے پاس آے ملکہ مہرخ نے چند نگہبان چھوڑے تھے خواجہ نے آگے حکم ہو چکا یا صاحبو یہان سے
ہٹ جاؤ ملکہ مہرخ نے فرمایا ہی فلان بارگاہ لدوا لاؤ نگہبانون نے مرد بے کو دیکھا کہ جو ہمیشہ در دولت سلطانی پر
حاضر رہتا ہی حکم قضا شیم ملکہ عالم لیکر آیا ہی فوراً اُس بارگاہ کے لدوانے کو چلے خواجہ پردہ اُٹھا کر اندر خزانے کے
تشریف لائے جال الیاسی زنبیل سے نکالا خزانے پر پھینک مارا چاہا بیدام کام کردن آواز دی اے جال
جنجال ہو کر پڑ یہ تھوڑی خاک بھی یہان کی اپنا نیاریون کے ہاتھ بک جائیگی جب کھینچا زمین مین گڑھا پڑ گیا مال
لیکر کنارے ہوے وہ بیچارے نگہبان بارگاہ لیکر آے دیکھا مال نمارد روتے پیٹتے سامنے ملکہ کے آئے کہا
حضور یہ مرد بے صاحب جو کھڑے ہین انھون نے جا کر حکم دیا ہم بارگاہ لینے کو گئے پلٹ کر جو آئے اُس مقام پر
ایک خرمہرہ بھی نہین ہی ملکہ نے بقہر و غضب تمام طرف چوبدار کے دیکھا فرمایا کیون او بد انجام یہ کیا حرکت کی وہ
حق اور مال غازیان تھا جو لڑے بھڑے جانین اپنی راہ دین اسلام مین نثار کین تو نے خزانہ کیون غائب کیا
چوبدار بیچارہ حیران ہو گیا عرض کی حضور کیسا خزانہ کیسی بارگاہ مین تو حضور کے پاس سے جدا نہین ہوا
انتظام خدمتگزاری مین مصروف ہون اتنا بڑا خزانہ مین کہان لیجاتا برق قریب ملکہ مہرخ کے کھڑا تھا اُسنے
کہا اے ملکہ عالم یہ بڑے لوگون کا کام ہی اس بیچارے غریب کی یہ حقیقت نہین ہی ملکہ نے کہا سمجھا اگر کہو برق کا
قصد تھا کہ اُستاد کا نام بتاؤن کہ دیکھا سامنے سے خواجہ عمرو سر جھکائے ہوے منھ پھیلائے ہوے تشریف لائے
برق تو تڑپ کر کنارے ہوا ملکہ مہرخ نے کہا اے شہنشاہ والا مقام آج لشکر افراسیاب مین خزانہ بالکل نہ تھا
عمرو نے کہا مینے بھی سنا تھا کہ تنخواہ اہالیان لشکر کی چڑھی ہوئی ہی یہ کسکی مجال تھی کہ خواجہ عمرو سے کہ سکے کہ خزانہ
تم نے لوٹ لیا اس فتح کی بڑی خوشی حاصل ہی لیکن کوکب خاک اُڑاتا ہوا سامنے ملکہ مہرخ کے پہونچا کہا ملکہ
جلد تدبیر دفن و کفن مالک احول مربع نشین کی واجب و لازم ہی سب سردار رونے لگے نور افشان
بھی آکر پہونچے دیکھا خواجہ عمرو سامان کر رہے ہین ایک جانب سے مہتر قران نامدار روتے ہوے قریب
خواجہ حاضر ہوے اسباب دفن و کفن آراستہ ہونے لگے عمرو نے چالاک کو حکم دیا بموجب وصیت
احول اسد غازی کو خبر کرو آ کر کاندھا دین مرد دیندار کے دفن مین شریک ہون بخدا ایسا کام کر گیا کہ کسی
سے نہو سکتا اسد نامدار حال مصیبت مآل سنکر تشریف لائے اب کیفیت ظاہر ہوئی اسد نامدار کی تنہا کا صدمہ

ہوا کہا نانا جان حجرۂ سوم بلا کھلا حضور نے ہمکو خبر نہ کی بہت سے سردار ہمارے قتل ہوئے بجائے احول
ہم جان دیتے اپنے سرداروں کو بچاتے غیر شخص جان دے ہم طلسم کشا مشہور ہو کر زندہ رہیں ایسا سیر
نہ کریں چھوٹے نانا جان ہیں آپ کا اتنا لحاظ ہے جملہ امورات کی ہمکو خبر دیجیے جب طبل جنگی بجے ہمکو ضرور ہمراہ
لیجیے ہم مرنے کو جان دینے کو طلسم ہوش ربا میں آئے ہیں جان بچاتا کیسا آپنے ہمکو مخفی کیا اب ایسا
انتظام ہو میں خود اپنا گلا کاٹ کے جان دونگا نور افشاں جادو نے جو یہ کلمات حسرت آیات زبان معجز
بیان اسد غازی سے سنے دوڑ کر قدموں کو بوسہ دیا کہا ای شہریار آپ ایسے ہی شیر و دلیر ہیں آپکا جان دینا
بیکار تھا یہ نور نظر میرا طلسم ہوشربا کا رازدار تھا اگر ہزار آدمی جان دیتے نقارہ شکست نہ ہوتا فتح جنگ کا
بندوبست نہ ہوتا اسوجہ سے آپ کو خبر نہ کی کہ آپ کے پاس ابھی تک کوئی تحفہ ملکہ نہیں ہوا کہ جس سے آپ
سحر سے محفوظ رہیں ان مقدمات کو رائے پر ہمکو اور ان جان نثار کے چھوڑیے انشاء اللہ وہ بھی وقت
آتا ہے کہ آپ لڑینگے مرحلہ جات پر وہ معرکے پڑینگے کہ ہم میں سے کوئی آپکے سائے تک نہ پہونچ سکے گا یہ امورات
وقت پر موقوف ہیں حضور کے غلام خیر خواہان دولت حل مقدمات سحر میں مصروف ہیں نور افشاں نے
بفصاحت و بلاغت بخوشامد و منت اسد شیر دل کو سمجھایا ورنہ خواجہ اسد شیر دل کو غصے میں دیکھکر گھبرا گئے
تھے مہرخ وغیرہ گرد پھریں لاشۂ احول مربع نشین بڑے دھوم سے اٹھا بالموجب وصیت اسد و عمرو
و برق و قران وغیرہ نے کاندھا دیا بہ تکلف تمام اُس صحرائے سبزہ زار میں لاکر دفن کیا اسد نے خود قبر میں
اُتارا شانہ ہلا ہلا تلقین پڑھی دعائے مغفرت کی جب دفن سے فارغ ہوئے قبر تیار ہوئی چادر پھولوں کی ڈالی
عجب حسرت و یاس قبر پر برستی تھی شوکت و جلالت قبر سے بھی آشکار تھی صاف ظاہر تھا کہ کسی مقبول بارگاہ
پروردگار کا مزار ہے صحیفہ خوان مقرر کیے گریان و نالان واپس ہوئے نور افشاں و کوکب روشن ضمیر
ابھی موجود ہیں خواجہ عمرو سے اشارہ کیا انجمن مشاورت منعقد کیجیے ہمیں آپ سے صلاح کرنا ہے خواجہ نے
اسد نامدار کو الگ بارگاہ میں چھوڑا نور افشاں و کوکب و خواجہ عمرو و مہرخ و بہار وغیرہ چند سرداران
نامدار اُس محفل خلد منزل میں آکر شریک ہوئے نور افشاں نے کہا ای خواجہ یہ مقدمہ میرے دل پر نقش تھا بطور
ستارہ شناسی آگاہ ہوا کہ وقت پر ملک احول نامور کو پروردگار ریہو بچائیگا جانتا تھا کشتہ سحر ہوا ہے پروردگار نے
اُسکا سبب پیدا کیا لیکن اب بڑی مشکل ہے دل پر ہجوم غم و الم ہے شہنشاہ نواز بانی ستم مالک حجرۂ چہارم ہے ہمنے جو از روے
ستارہ شناسی کے خیال کیا ثابت ہوتا ہے بہ پیروی آپکی ذات بابرکات پر موقوف ہے عمرو نے سر جھکا لیا نور افشاں

سے یہ نشان بتاے کہ فلان راہ سے افراسیاب جائیگا صحراے ہستی نمونہ نیستی اسکا لقب ہی اُسی سمت سے
آئیگا اُسی مقام پر کوئی تدبیر ہو اگر یہان پہونچ گیا کوئی زندہ نہ بچے گا مَین اور کوکب بالکل بیکار ہون صداے
شہنا سے گوش گردون کر ہونگے سرکشان عالم زیر و زبر ہو نگے عمرو نے کہا خیر اسکی تدبیر تو ہوگی لیکن ای نور افشان
عالیمقام ای سردار خوش انجام مقام افسوس ہی کہ اتنا نہ ثابت ہوا کہ افراسیاب نے لوح طلسمی کو کہان چھپالیا
دوسرے آجتک نہ معلوم ہوا کہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن فرزند حمزہ تیغزن زندہ ہی یا مردہ افراسیاب تو
یہی کہتا ہی کہ مینے قتل کیا نور افشان نے کہا یہ تو سراسر غلط ہی اس مقدمہ سخت و دشوار کی بھی تحقیقات آپ
ہی کی ذات پر موقوف ہی ہم لوگ بالکل مجبور و ناچار ہین ای آفتاب عالمتاب عیاری و ای نیر تابان برج چرخ خنجر
گذاری اصل تو یہ ہی کہ اس طلسم ہوش ربا کے آپ ہی فتاح ہین منازل جادہ ہوشربا کے سیاح خوب جو
کہ مقدمات مشکل ہین حل انکا بانیان طلسم نے آپ کی ذات والا صفات پر موقوف رکھا ہی کوئی تدبیر ایسی ہو کہ آپکے
دام مکر مین افراسیاب پھنسے مقام لوح و حال قید بدیع الزمان دریافت کیجیے عمرو نے کہا تم پرانے ساحر
حالات ہوشربا سے بخوبی ماہر ہو وقت پر ایسے نادان بنتے ہو نور افشان نے سر پر ہاتھ رکھدیا کہا سر ہمارا
راہ دین اسلام مین حاضر ہی لیکن یہ عبد ذلیل رب جلیل ان مقدمات مین بالکل قاصر ہی عمرو نے کہا پروردگار
کو اختیار ہی مین فکر مین جاؤنگا ان مقدمات کا پتا لگاؤنگا نور افشان نے کہا دیر نہ کیجیے آفات چہار دست
افراسیاب کو باغ سیب مین لیگئی وہ ضرور سمت صحراے ہستی جائیگا خواجہ اسیوقت قران و برق
کو ساتھ لیکر بغیر شہنا تو ز سمت صحراے ہستی روانہ ہوے نور افشان و کوکب سمت طلسم نور افشان
گئے ملکہ مہرخ و ملکہ بہار وغیرہ اکر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئین عمرو نے اپنے مقام پر چالاک کو بخوبی
سمجھا کر چھوڑا تھا یہ بھی سمجھا دیا تھا کہ ای نور نظر ہمارا ہونا لشکر مین اہالیان لشکر حیرت پر ثابت ہو چالاک نے
اقرار کرلیا تھا ملکہ مہرخ نے بارگاہ مین آکر جلسہ عیش و نشاط آراستہ کیا گویا حیات تازہ حاصل ہوئی براے
چندے تسکین دل ہوئی یہ سب صاحب بعد قتل احتقاق مصروف عیش و جشن ہین کہ انکا ذکر وقت
و ساعت پر تحریر ہوگا خواجہ کو بھی راہ مین چھوڑ لے

دو کلمہ داستان حیرت بیان حجرہ چہارم کہ جسکا مالک شہنا نواز جادو ہی جانا
افراسیاب کا طے کرکے صحراے ہستی کو اور ہمراہ لیکر پلنگ خونریز کو واپس ہونا ا
مین عیاری خواجہ عمرو بصورت خداوند جمشید عجب قیامت کی عیاری ہی و دیکھو

صحراے ہستی کو اور ہمراہ لیکر پلنگ خونریز کو واپس ہونا راہ مین عیاری خواجہ عمرو بصورت خداوند جمشید عجب قیامت کی عیاری ہی و دیگر حالات متعلق داستان ہذا ساقی نامہ تصنیف مصنف

مرے ساقی سیمتن نے نواز
پلا جام مرا اور دکھا سوز و ساز
وہ دے پھول دلکو حلاوت ملے
مرا غنچۂ آرزو بھی کھلے
عمرو کی لکھون خوب عیاریان
جمائین نیا رنگ مکاریان
عبث دخت رز آپ ہی بیحجاب
مری بزم مین لا شراب کباب
یہی تاک ہر وقت ساقی رہے
نہ حسرت کوئی دلمین باقی رہے
مئے بیخودی کا عجب حرف ہی
کہ پیر مغان صاف کمظرف ہی
مرے حال پر رحم کر ساقیا
مے سرخ سے جام بھر ساقیا
امنڈتی چلی آتی ہی کیا گھٹا
ترا دور ہی ساقی مہ لقا
منور رہے بزم رندان دہر
پیے دشمن میکدہ جام زہر
مجھے جلد ساقی پلا دے شراب
کہ ظاہر ہو کیفیت انقلاب
ترقی پہ ہی جوش دریاے نظم
پلا ساقیا جام صہباے نظم
روانی پہ ہی بحر طبع روان
لکھون اے قمر سحر کی داستان
عیان نظم سے شان و شوکت رہے
عدو غرق دریاے حیرت رہے
عجب رنگ پر آگئی داستان
کہ ہی حجرۂ چار مین کا بیان
عبارات رنگین کی تقریر ہی
لڑی موتیون کی یہ تحریر ہی
لکھون آمد ساحران لطف سے
ہو تحریر یہ داستان لطف سے

جہرہ رہوان منازل رنج و مصیبت وطے کنندگان مراحل صعوبت صحراے پر بلاے داستان حیرت بیان کو باپاے آبلہ دار مجنون داریون طے کرتے ہین شعر سر سر دران سخن پروران چنین می نگارند این داستان جب افراسیاب خانہ خراب بصد قہر و عتاب باغ سیب مین ہمراہ آفات چہار دست بدست داخل باغ سیب ہوا ملکہ حیرت و مصور وغیرہ شکست خوردہ ملول و حزین بھی اگر ہو بچے مرنے کا احتقاق کے افراسیاب کو بڑا ملال ہوا آفات چہار دست نے گلے سے لگایا کہا اے افراسیاب بعد قتل تاریک شکل کش ہمارے تیرے بخوبی صلاح ہو چکی اس راے کو ہمنے دل سے پسند کیا کہ اس گدھے احتقاق نے غرور مین اپنی جان دی تیغ جمشید نقارے پر نہ لگا سکا سحر و ساحری مین ہوشیار تھا لیکن کیون اے افراسیاب اس راز کی کتابون مین خبر تھی کہ قتل احتقاق و شکست نقارۂ جمشیدی جان دینے پر احول کے موقوف ہی تمنے اسکو کیون نہ قتل کر ڈالا اتنا بڑا دھوکا کھایا ایسے دشمن سخت و صعب کو قید رکھا افراسیاب نے زانوون پر ہاتھ مار کر کہا حیدہ کیا کہون احول مریخ نشین سر ابھی پیر بھائی تھا بچپن کی دوستی تھی ایک مکتب مین

ساتھ پڑھے نہین معلوم پران نے کیا سمجھا دیا کہ مجھسے اگر لڑا اُسوقت تک میرے دل مین محبت تھی کہ اُسکو
مین نے کشتہ سحر کیا قید کرکے شہاب گلگون پوش کے سپرد کیا ہمیشہ یہی خیال رہا کہ قیدخانے مین جاؤن اپنے
بھتیجے دوست کو سمجھاؤن کوکب کی حماقتین بیان کرون زبردستی مجھسے لڑا میرے دشمن کو اپنے گھر مین
جگہ دی مجھسے دشمنی کی وہ فوراً میری اطاعت کرتا میرا قوت بازو زینت سیلو سردار خوشخو تھا فوراً انتظام جنگ
مین مصروف ہوتا لیکن مین وہانتک نہ جاسکا بچ سامری و جمشید مجھکو اُسکا مرنا بہت ناگوار ہوا جب یاد آتا ہی
دل مثل ماہی بے آب تڑپ جاتا ہی خیر جو ہوتا تھا وہ ہوا اب مین فوج ظفر موج ہمراہ لیکر برائے تلاش شہنشاہ نواز
جادو جاتا ہون بحکم سامری و جمشید حاکم حجرۂ چہارم کو لاتا ہون جبکہ وہی مجھکو خیال ہی کہ تا بہ حجرۂ پنجم پہونچون
جمال بے مثال ملکہ یاقوت بخند ان سے مشرف ہون یقین کامل تو یہی ہی کہ شہنشاہ نواز اگر سامری و جمشید کے
حکم سے سب کا خاتمہ کردیگا ورنہ حجرۂ پنجم پر ضرور خاتمہ ہی آفات نے کہا اے افراسیاب یہ خیال خام و تصور ناتمام
ہی شہنشاہ نواز کو سامری و جمشید نے بڑا پختہ کر گئے ہین کسی کے ہاتھ سے اُسکی موت نہین ستارہ شناسان ہوشربا
نے بھی اس مقدمے مین طولانی تحریر کی عیار سردار کوئی اُسکا قاتل نہین ہی مگر اے افراسیاب جادو صحرا آگے
ہستی عجب مقام ویران ہی کوہستان و خارستان جابجا تحمل چشمہ آب نایاب مسافر گذر نہین سکتا سامان معقول
کرکے جانا ایسا نہو دشمن تیرے شدت عطش سے ہلاک ہو جائین افراسیاب نے کہا جدہ ضرور جاؤنگا
جسطرح بنے گا شہنشاہ نواز کو تلاش کرکے لاؤنگا یہ کہکر افراسیاب نے آفات جہاندوست کو رخصت کیا
آپ طرف ملکہ حیرت کے متوجہ ہوا کہا اے ملکہ عالم حقیقت مین اُس صحرا کی کیفیت اکثر بزرگون سے سُنی کبھی
کسی بادشاہ عالیجاہ نے اُس صحرا کو طے نہین کیا بڑے مقام سخت و صعب مین جاتا ہون دیکھون کیونکر
سیر کرتا ہون سلطنت طلسم ہوشربا دشوار ہی سنتا ہون یہ صحرا کرۂ نار ہی حیرت نے دامن تھام لیا کہا اے
شہنشاہ اس سفر مین مجھکو بھی ہمراہ لیجیے ہمراہ شاہنشاہ رہونگی نگہبانی کرونگی اس سفر مین جدا نہونگی عمر
دراز مین یہ سفر طے ہوگا مین بخوبی جانتی ہون کہ تمسے زیادہ بوابہار میری دشمن ہین ہر روز یہی چرچے
ہوتے ہین جسطرح بنے حیرت کو گرفتار کرکے قتل کرو عیار آٹھ پہر اسی تدبیر مین رہتے ہین کہ کیونکر حیرت پر
پنجہ قابض ہو اگر آپ کے آنے مین عرصہ ہوا یہ سب دشمن مجھکو گھیر لینگے اگر پا گئے تو گلے پر چھری پھیر دینگے
مین زندہ نہ بچونگی یہ کہکر رونے لگی جوش محبت افراسیاب مین یہ اشعار نسیم دہلوی پڑھنے لگی نظم

لو دلگی رہی دل ہی مین حسرت نہ بر آئی | ساغر نہ بھرا تھا کہ اجل کی خبر آئی | بے پردگی اب اُنکی مبارک ہو عدو کو

نظارہ بیسے اپنی تو اجل پیشتر آئی
کیا خبر تھی نظارۂ حسن رخ جانان
پھر جوشش گریہ سے مری چشم تر آئی
بلبل کی تو قسمت مین رہی دام قفس ہی
نالون سے کٹی رات تو غم کی سحر آئی

اب عیش کا اور غم کا برابر ہوا رتبہ
حسید آن بچ گئی پھر کے نہ ہم تک نظر آئی
تیغ نظر یار سے مقتول ہی عالم
کیا فائدہ ہی باد بہاری اگر آئی

وان جام لبالب ہی یہان چشم بھر آئی
کچھ خبر نہین چرخ برین کی نظر آئی
معلوم نہ دی کچھ کہ کدھر تھی کدھر آئی
کیا پوچھتے ہو ہاے بسر ہوتی ہی کیونکر

اسقدر حیرت روئی کہ ہچکی لگ گئی افراسیاب نے محبت سمجھایا کہا ای ملکۂ عالم اس سفر مین تمھارا ساتھ چلنا کسی طرح مناسب نہین ہی مین بڑی مشکل سے وہان تک پہونچونگا تمھارا گذر نہو سکےگا تم مقابلۂ مہرخ مین لشکر لیکر جاؤ یہ بھی اُن لوگون کا دستور نہین ہی کہ تقدم کرین پہلے طبل جنگی نہین بجواتے مین کسی ساحر زبردست کو روانہ کرونگا وہ مقابلہ مین مصروف رہیگا مین اپنے کو بہت جلد پہونچاؤنگا میرے دل کو کب آرام ہوگا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان راتین ہجر کی مجھپر بھی تڑپ تڑپ کر کٹینگی تم نہ گھبرانا غرض بخوبی ملکہ حیرت کو سمجھا کر تخت پر سوار کیا لشکر ساحران غدار فوج بے شمار ہمراہ کرکے براے مقابلۂ مسلمانان روانہ کیا آپ یکہ و تنہا تخت پر سوار ہو اطرف قلعہ تخت الشعاع کے روانہ ہوا زال جادو کو خبر ہوئی کہ شاہنشاہ تشریف لاتے ہین سر پیٹ لیا کہا لو صاحب مرگ تو مبارک باشد یقین کامل ہی کہ احتقاق صاحب بھی واصل جہنم ہوے لیکن سردارون کو ساتھ لیا براے استقبال قلعہ سے نکلا اہتمام سواری کرتا ہوا افراسیاب کو لیکر قلعہ مین آیا تخت پر بٹھایا جام شراب پیش کیا جب افراسیاب کو نشہ ہوا کہا ای خیر خواہ دولت احتقاق تو ایک مرد دیوانہ تھا بیچارے نے غرور مین اپنی جان دی اب جاہتا ہون ای خیر خواہ دولت نشان حجرۂ چہارم تباعرض کی حضور وہ راہ پر خطر اس لائق نہین ہی کہ آپ طی کر سکین صحراے رنج و مصیبت پر از دہشت مسکن غولان بیابانی مقام حیرانی و پریشانی بڑی مشکل سے گذر ہوگا یہ مصیبت آپ سے نہ اُٹھ سکیگی افراسیاب نے کہا یہ کہو اگر دریاے آتش درمیان مین ہوگا اُسکو بھی جھیل کر جاؤنگا نہین معلوم مجھکو کیا خیال ہی اس راز و نیاز کی کسکو خبر ہی زال جادو نے کہا مین اُس راہ سے نابلد ہون جو بزرگون سے سنا ہی اُسی طرح رہبری کرونگا گوشۂ صحراے مستی مین اک قصر تعمیر کیا ہی ایک ساحر موسوم بساحر مستی اُس بستی مین رہتا ہی وہ نگہبان صحراے ہولناک ہی گرم روی مین بہت چست و چالاک ہی وہ اگر قصد کرے آپ کے ہمراہ ہو تب یہ صحراے پر ہول طی ہوگا ورنہ وہان جانا بہت دشوار ہی افراسیاب نے کہا جلد تیاری کرو پاس ساحر مستی کے چلو بارہ ہزار ساحر و غیر ساحر زال جادو نے جمع کیے ابدارخانے کا بڑا اہتمام ہوا پکھالون مین پانی بھروایا

اونٹون پر کجاوین لدے وائین شکمیے بیشمار ہستی ابر و دار مراد یہ تھی کہ غربا بھی سیراب ہین تشنگی کا تشفیہ ہین
سامان راحت و عیش واسطے افراسیاب کے مہیا کیے گئے اس کر و فر سے سمت صحراے ہستی چلے بعد قطع منازل
و طے مراحل اس راہ مین اکثر دیہ قریے طے بعد کئی دن کے قریب صحرا پہونچے ساحر ہستی اپنی بستی مین مع چند
ساحرون کے بیٹھا تھا ہرکارون نے خبر پہونچائی کہ شہنشاہ طلسم ہوش ربا آتے ہین یہ سنکر گھبرا گیا ساتھ والون
سے کہا سامری و جمشید خیر کرین کہ افراسیاب ایسا ذی حشم مالک چتر و علم طرف اس صحراے مصیبت خیز جو تشریف لائے
کے کیون آیا ساحرون نے عرض کی آپ ساحر جہاندیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ ہین راز دنیا سے آگاہ ہو گئے
کہ اس شفقت کو شہنشاہ نے اپنے اوپر کیون گوارا کیا ساحر ہستی نے جواب دیا ہم سمجھ گئے خداوند سامری و
جمشید لکھ گئے ہین کہ جس سال صحراے ہستی مین بادشاہ طلسم ہوش ربا آئیگا وہ سال آخر عمر طلسم ہوش ربا ہے
صاف ظاہر ہوا کہ شہنشاہ نواز کی فکر مین آئے ہین تین چیرے ٹوٹے کی فکر ہوگی ہوش ربا مین مقرر ہے جو نوشتہ
تقدیر ہے وہی پیش آتی ہے بیکار حیران و پریشانی ہے ساحر ہستی ملول و حزین اندوہگین دو ہزار ساحر
ہمراہ لیکر سوار ہوا اُس ویران بستی سے باہر نکلا تھا دیکھا افراسیاب پشت مرکب پر سوار ایک جانب
نزال ناہنجار دس ہزار ساحر ہمراہ ساحر ہستی نے بڑھکر سلام کیا رکاب افراسیاب کو بوسہ دیا افراسیاب نے
سر اٹھا کے دیکھا سامنے ایک قریہ ہے کچھ چھپر پڑے ہین چند مکانات خام کچھ کھنڈل زمین ناہموار نشیب و فراز
زراعت کا نام نہین عجب ویران بستی ہے جی مین کہتا ہے کہ یہی مقام سکونت ساحر ہستی ہے نوبت نقارے جو بجے
دس پانچ گنوار ایک لنگوٹی باندھے ہوے ننگے لچے دو چار لڑکے کالے کالے دس بیس عورتین پھٹے ہوے لہنگے
صورتین ہیبت ناک جست کی ہنسلیان پیتل کی بالیان کاڑھے کی کرتیان نہ جالا کی نہ پھریریان بدہیئت بڑے بڑے
سر پر چھوٹے چھوٹے بال المختصر کریہ منظر بد افعال یہ سب تماشا دیکھنے کو نکلے ہین زبانین سنگلاخ بدتمیز گستاخ
مرد عورتین لڑکے چیختے غل مچاتے سامنے افراسیاب کے آکر کھڑے ہو گئے افراسیاب کو سب دیکھ دیکھ کے
ہنس رہے ہین لڑکے ماں باپ سے طرف افراسیاب کے اشارے کر رہے ہین وہ سب جو ہنسے قہقہے دارے
بو سے بد دماغ مین افراسیاب کے آئی طبیعت گھبرائی منہ پھیر لیا ساحر ہستی سے کہا ان کمبخت نالائقون کو
سامنے سے ہٹاو یہ انسان ہین یا حیوان ساحر ہستی نے کہا حضور یہ سب ہمارے رفیق انیس ہین اس
شہر ویران کے رئیس ہین خبر پائی کہ شہنشاہ تشریف لائے ہین آپ کی زیارت کو سب آگئے ہین افراسیاب
نے ملازمون سے اشارہ کیا وہ کوڑے لیکر بڑھے مار مار کر سب کو ہٹایا بارگاہ استادہ ہوئی ساحر ہستی نے

عرض کی آج میرے واسطے بڑا شرف حاصل ہوا حضور اس ویرانے مین تشریف لائے سرفراز ہوا امیدوار ہون
کہ جو کچھ نان و نمک ماحضر نمکخوار قدیم کو ممکن ہی آج نوش فرمائیے افراسیاب خاموش ہو رہا کہ سرحدارون کا
یہی دستور ہی بارگاہ مین داخل ہوا سپاہیان ساحر ہستی دوڑے بہت جلد واپس آئے دس بیس گھڑے شربت
کے جلد تیار کر لائے اک جام مین انڈیل کر افراسیاب کے سامنے پیش کیا افراسیاب نے صورت شربت کی
دیکھی گاڑھا گاڑھا سیاہ افراسیاب نے حیران ہو کر کہا اے خیرخواہ دولت یہ کیا ہی کہا حضور راب کا شربت
بڑا ٹھنڈا ہوتا ہی دولتیان پیجئے آپ دھوپ مین آئے ہین بڑی فرحت حاصل ہو گی افراسیاب نے
الٹا ہاتھ مارا وہ جام گلی زمین پر گرا ساحر ہستی نے سر جھکا لیا ملازمون کی جانب بلا سے تنے انکار کیا
ساحر ہستی گھڑون کو اٹھوا کر باہر لایا اپنے ساتھ والون کو جو اشارہ کیا لوٹ پڑے چلو لگا کر دہ الگو
ادھا ادھا گھڑا پی گئے افراسیاب کو بہت ناگوار ہوا غصے مین چھپا تھا کہ عرض ہوئی خاصہ حاضر ہی
افراسیاب نے کہا لاؤ ساحر ہستی نے سامنے افراسیاب کے چھوٹی جوار کی موٹی موٹی روٹیان بیالے
مین سگھنا ایک کابی مین میٹھے چانول وہ بھی گڑ کے کنکرون کی شرکت بے حلاوت دال مین نمک ندارد
ناچار تھا مگر چٹنی بھی پیاز کی لایا ہری مرچین کتری ہوئین کالا کالا سرکہ خانہ ساز ہر ایک نعمت مین
سوز و گداز اور سب کے آگے تو باجرے کی روٹیان پیالون مین مٹھا چھاچھ سب کچھ موجود افراسیاب
غصے مین کانپنے لگا کھانے کے بدلے غم کھایا کہا اس بیحیا سے کھوا اٹھالیجا سے ساحر ہستی نے عرض کی حضور
آپ کی لونڈی نے پکایا ہی افراسیاب نے کچھ جواب نہ دیا ملازمون نے کھانا اٹھوا کر پھکوا دیا اس شب کو
افراسیاب نے مع ساتھ والون کے فاقہ کیا بوقت سحر ملازمون نے بہ تعجیل تمام خاصہ تیار کیا افراسیاب نے
نوش کیا شربت پیا جب طبیعت درست ہوئی ساحر ہستی کو بلوا کر کہا یار دو تجھنے خوب دعوت کی مابدولت
کے ساتھ عداوت کی ساحر ہستی نے دست بستہ عرض کی اے شہنشاہ سواے آپ کے غلام کے یہان کوئی البہ
نہین کر سکتا وہ زمین حماقت قرین ہی کہ دانہ بھی برباد بونے والا ناشاد و نامراد اہالیان دیہ کی صورت آپنے
دیکھی مرتے ہین لیکن کہان جائین بمشکل غلام نے اسقدر آباد کیا ہی یہان انسان کہان حیوان کا نام تھا
اب حضور مدعاے دلی ارشاد فرمائین کیون اسقدر تکلیف اٹھائی شاید شہنشاہ نواز کی فکر مین آپ آئے ہین
اے شہنشاہ گردون پناہ یہ ایسا تنگ آبادی ہی آئندہ حضور کو بڑی تکلیف ہو گی غلام براستہ تنگرازی حاضر ہی
یہ بھی عرض کرتا ہون شہنشاہ نواز کو عرصہ دراز گذرا گوشہ نشین عابد زاہد تارک لذات دنیوی غلام خاص جمشید

وساحری نہایت مغرور ہے وہ کبھی نہ آئیگا افراسیاب نے کہا گردن پکڑ کے لاؤنگا یہ بھی خیال نہ کرو کہ باہر دولت خواہ ہیں
اور وہ انکار کرے تم تیاری کرو سوائے رہبری کے کسی مقدمہ خاص میں دخل نہ دو ساحر ہستی سر جھکا کر خاموش ہوا فوج
شاہنشاہی کو حکم پہنچ گیا بوقت سحر شاہنشاہ نامور سفر کرنے لگے ناگاہ مسافر ماہتاب نے کمر ہمت چست باندھی قافلہ
نے صدائے الرحیل بلند کی مسافران ثابت و سیارگان آنکھیں ملتے ہوئے اٹھے ہمراہ سر قافلہ آمادہ سفر ہو کر
منازل فلکی کو طے کیا سرائے مغرب میں جا کر چھپے اشعار

علم آفتاب نکلا جب	خروج انجم ہوئی گریزان سب	لشکر خاور سپہر گرد ہوا
رد لوح تخت لاجورد ہوا	ہوا میدان چرخ سے اکبار	سر انجم سپاہ رو بہ فرار

افراسیاب پشت مرکب پر سوار ہوا ساحر ہستی بطور رہبری آگے بڑھا لشکر افراسیاب نے دیکھا ابر عظیم
بلند ہوا اور جھونکے ہوائے گرم کے چلنے لگے زمین سے شعلے نکلنے لگے صورت نخل سایہ دار اُس صحرا سے خارج ہیں
معدوم اور انس مرز بوم و شوم میں صدائے بوم بھی نہیں آتی مسکن غولان ویران بیابان میں وہ ہوائے
گرم چلی شاخہائے نخل جل گئیں شجر کا پتا نہیں شاخیں بار اس صحرا میں کسی نخل نے پھل نہ پایا دریائے حدت کی
طغیانی چشموں میں کھولتا ہوا پانی اگر کوئی مسافر بھٹک کر آجائے شدت تشنگی سے مرے اندھے کنوئیں دیکھے
ٹھنڈی سانسیں بھرے کانٹوں کا جنگل خاک اڑنے سے صحرا میں ہلچل دریائے ریگ رواں کا جوش جابجا
سراب چشمہ آب نایاب گرمی کی شدت آفتاب کی حدت صحرائے ہول خیز نمونہ صحرائے قیامت انگیز اُف اُف کی
صدا ہر زبان سے بلند ہر خرد و کلاں دردمند گھبرا کر پکھالیں اُتاریں کھول کر پانی خشک ہو گیا برف خانہ گرم
گرمی بازار آتش مزاجان سرد تمام صحرا گرد برداشتہ بڑے بادشاہ کی تعظیم کون کرے چونکہ بادشاہ طلسم ہوش ربا
ہر بونڈرے گرد کے چرخ مار کر برائے تعظیم افراسیاب اٹھتے ہیں تیر خدنگ رہتے ہیں شاید سخانۂ مژگان سے
طائر نگاہ نکلا گرمی سے جل کر کباب ہوا افراسیاب گھبرایا پسینے پسینے ہر چند کہ چتر زند کا سایہ ہے وہ چتر آگ کی
انگیٹھی بن گیا شدت تشنگی سے کلیجہ چھن گیا ساتھ والے کئی ہزار آدمی ہلاک ہوئے گھوڑوں نے منہ کھول دیئے
زبانیں نکال دیں جابجا گرمی سے ٹھنڈے ہوئے ساحر ہستی نے جو افراسیاب کو بیتاب دیکھا گھبرا کر قریب
آیا عرض کی خیر خواہان دولت اسی واسطے منع کرتے تھے کبھی اس صحرائے آتشک میں انسان کا گذر نہیں ہوا
یہ منزل سخت ہے کئی ہزار بندگان عالی تڑپ تڑپ کر مر گئے افراسیاب خاموش کچھ جواب نہیں دیتا جب
ساحر ہستی نے بہت کہا افراسیاب نے جواب دیا آخر مراد کیا ہے میں تڑپ تڑپ کر اپنی جان دونگا واسطے

نہونگا وعدہ کرکے آیا ہون حاکم حجرہ چہارم کو ساتھ لیکر آؤنگا اگر یلیشون لوگ کہین گے شاہنشاہ سے سختی نہ اٹھائی گئی واپس آئے مابدولت کو حجاب ہوگا سلطنت کے بچنے کے لیے یہ سب انتظام ہین حقیقت مین ایسا صحرا کبھی نگاہ سے نہین گذرا ذرہ ہاے ریگ بیابان چنگاریون سے زیادہ تابش رکھتے ہین سب ملازم افراسیاب کو گھیرے ہوے آہ آہ کر رہے ہین چہرے سب کے سیاہ گرمی سے حال تباہ گھبرا کے یک نگاہ کو دوڑتے ہین انجام اُس صحراے آتش خیز کا نہین معلوم ہوتا وقت زوال ہی لیکن تیراعظم کا وہی جلال ہی نظم مصنف

وہ صحرائے پرہول و وحشت فزا	نمونہ وہ دشت جہنم کا تھا	اڑاتی تھی باد صبا سر پہ خاک
گریبان دشت جفا غم سے چاک	وہ سنسان ویران مصیبت کا گھر	تڑپتے تھے پیاسے پڑے جانور
یہ خشکی مین دریاے وحشت بڑھے	کہین غار تھے اور کہین گڑھے	عجب وادی وحشت آباد تھا
ہر اک بوند لا غم سے برباد تھا	طپش سے دل راہرو ناصبور	ہر اک غار حدت سے رشک تنور

بڑی مصیبت مین اُس صحراے آتشناک کو دن بھر مین افراسیاب نے طے کیا اُسی ویرانے مین ایک مقام پر اُتر پڑے شب ہوئی ہواے گرم کا چلنا موقوف ہوا شکو بھی پہاڑون سے دھوان نکل رہا ہی افراسیاب گھبرا کر کبھی بارگاہ مین جاتا ہی کبھی گھبرا کے نکل آتا ہی آسمان پر اندھیرا ماہ تابان مثل تائیہ آہنی سیاہ ہر ایک اختر خال چہرہ زنگی چہار جانب سناٹا جب لبون پر جان آئی شب مصیبت و بلا کٹی اک دشت مین اگر ساحر ہستی نے آواز دی ای سپہ سالار شعبدہ نواز و ای ساحر شعبدہ باز ای پلنگ خونریز شاہنشاہ طلسم ہوش ربا تشریف لائے ہین سنتے دیکھا ایک جانب سے گرد اڑی ایک ساحر گیدن پر سوار قوی تن قوی سن بلند بالا سیاہ رو تیرہ درون سامنے سے نمایان ہوا آتے ہی قدم کو افراسیاب کے بوسہ دیا حیرت مین اگر پوچھا ای شہنشاہ گردون بارگاہ اس سفر سخت و صعب کو کیون گوارا کیا چہرہ سرکار کا تمتما گیا افراسیاب نے بخوشامد بصد شعبدہ پلنگ خونریز کو گلے سے لگا لیا کہا ای برادر ہم تمھاری ملاقات کے بہت مشتاق تھے خاص تمھاری ملاقات کی ہوس مین ہر حجرہ ہاے بلا تماشا کرائے اب شعبدہ نواز کو لینے آئے ہین پلنگ خونریز نے سر جھکا لیا کہا حضور وہ فقیر ہیز مین گیر تارک دنیاے دنی مصاحب خاص جمشید و سامری کسی سے ملاقات نہین کرتے ہین بعد چھ مہینے کے ایک مرتبہ بمشکل زیارت سے مشرف ہوتا ہون آپ سے ملاقات ہونا غیر ممکن جو حکم دیجیے پیغام پہونچا دون جواب باصواب لاؤن افراسیاب نے کہا مابدولت خاص ملاقات کے طالب ہین یہ تو سب بجا جہون پر روشن ہی کہ مابدولت کل ساحران طلسم ہوش ربا پر سحر و ساحری مین غالب ہین قواعد طلسم سے مجبور و ناچار ہوے یہ مصیبت اٹھائی بدون ملاقات واپس نہونگے

پلنگ خونریز نے بارگاہ مین اُسی مقام پر استادہ کر اٰمین لشکر فروکش ہوا افراسیاب کو ساتھ لیا طرف ایک درۂ کوہ کے لیکر چلا جب قریب اس درۂ کوہ کے پہونچے افراسیاب کے کان مین منتر جنتر پڑھنے کی آواز آئی افراسیاب درۂ کوہ کے اندر آیا دیکھا ایک ساحر مہیب بشکل عجیب و غریب چھریان تمام جسم مین بندھی ہوئین بسبب کبر سنی کے کمر مین خم تصویر ٹھاکر کی سامنے رکھی ہوئی ادہراج کا مالا ہاتھ مین گھنٹی بلا رہا ہے ٹھاکر جی کو بھجن گاکے رجھا رہا ہے افراسیاب عرصۂ دراز تک کھڑا رہا اُس مغرور نے سر اُٹھا کر بھی نہ دیکھا پلنگ خونریز نے آواز دی اے شہنشاہ اقلیم افسونگری اے یکہ تاز میدان ساحری شاہنشاہ افراسیاب بادشاہ طلسم ہوشربا ساحر خوش نگاہ روبرو ہے تب اُس مغرور نے سر اُٹھایا بنگاہ حسرت طرف افراسیاب کے دیکھکر پوچھا اے سپہ سالار و اے پلنگ خونریز یہ کون شخص ہے کیا تم بادشاہ طلسم ہوشربا کو نہین پہچانتے شہنشاہ لاچین خوش آئین ہمارا خدا ستمگار افسر ساحران نامدار سالہا سال اُس سے صحبت رہی اُسی کی وجہ سے ہم گوشہ نشین ہوے یہ کہکر وہ تو خاموش ہوا افراسیاب نے بڑھکر جواب دیا مابدولت کو آپنے نہین پہچانا شہنشاہ لاچین کے سامنے بھی کل امورات مالی و ملکی کا منتظم تھا انکو سامری و جمشید نے طلب فرمایا بہشت کی سیر کر رہے ہونگے بیس برس گذرے مجھکو سلطنت کرتے آپ کی جاگیرین مین نے بحال رکھین اب آرزو ہوئی کہ قدم بوسی سے مشرف ہون شہنا نواز خوب قہقہا مار کر ہنسا کہا اے افراسیاب ہمارے خواب مین سامری و جمشید آکے ہین حال نشیب و فراز عالم بتا جاتے ہین لیکن وہ مقدمات راز خداوندی مین زبان سے کہنا مناسب نہین جو کچھ تُنے کیا خوب کیا روح سامری کو محجوب کیا چراغ حیات مشعل گل ہوا تاریک شکل کش کا قتل ہوا انقارۂ جمشیدی شکست قتل احتقاق کا بندوبست بوجہ احسن ہوا طلسم کُشا کی سرکشی اہالیان طلسم نور افشان کی لشکر کشی اب ہمین لینے آئے ہو کیا تحفہ لائے ہو یہ کہکر شہنا نواز نے جام شراب پیا افراسیاب نے فوراً جسم سے بوٹی کاٹی کباب بنا کر اپنے ہاتھ سے شہنا نواز کو کھلائے اُشہنا نواز کباب کھا کر بہت خوش ہوا کہا اے شیر بیشۂ طلسم ہوشربا اے بانی بنا ے ارا کین ظلم و جفا مابدولت کو بڑا لطف ملا تو نے گزک کھلائی اب تیری مراد دلی برآئی سب دشمن پامال ہونگے تجھکو خوشی انکو ملال ہونگے اے شہنشاہ ساحران و اے مددگار سامری پرستان مابدولت کو عبادت سامری مین وہ لطف ملا ہے کہ انکو بیان نہین کر سکتا یہ پلنگ نوجوان ہمارا قدیم رازدان کافی ہے یہ تمھارے ساتھ جائیگا جسوقت شہنا ے جمشیدی بجائیگا مقابلہ کرنے والے کا سر پھٹ جائیگا موت سے مہلت نہ پائیگا زمانہ انقلاب ہے دل کو اضطراب ہے شاید کوئی افتاد پڑے اسوقت مین گوشۂ عافیت سے قدم باہر نکالونگا ایسا نہو قصر طلسم ہوشربا کی بربادی ہو مابدولت پھر بھی تجھے

کر سکتے ہین اگر ہمین تمھارے ساتھ گیا شاید کوئی خرابی ہوئی تو چشم زدن مین طلسم ہوش ربا برباد ہو جائیگا ہمارا
نہ جانا مناسب ہی اسطرح افراسیاب کو سمجھایا کہ اُسکے ذہن مین آگیا اور یہ بھی شمشانواز نے کہا ای افراسیاب
وہ تحفہ ساختہ سامری ہی کہ جسکی صفت نا ممکن تیغۂ آبدار ہی جسکے ہاتھ مین ہو اُسی کے ہاتھ سے کام کریگا اتنا ارنا کہ عیار و نہ
پلنگ وشمشا کو بچانا اگر کہین اُسیر دشمنون کا قبضہ ہوا ہمکو جان بچانا دشوار ہوگا افراسیاب نے کہا کسکی
کیا مجال کہ اسکو نگاہ کج و دیکھے مین خود حفاظت کرونگا ایک لمحہ پلنگ کو تنہا نہ چھوڑونگا شمشانواز نے عرصہ دراز تک
تک شمشا کے اوصاف بیان کیے پلنگ کو مکرر سمجھایا شمشا سے جمشیدی اٹھائی ہاتھ مین پلنگ خونریز کے
دی کہا ای پلنگ یہ جان لے کہ جان اپنی تیرے سپرد کی بہت احتیاط سے کام کرنا شہنشاہ کی محبت و شفقت پر
ناز نکرنا تین تجربہ ہاے بلا شمشا کے تشریف لائے مین کیا کہین ایسی نعمت کھلائی یا بدولت کو شرم آئی پلنگ نے عرض کی
غلام بہت ہوشیار رہیگا اب افراسیاب و پلنگ شمشانواز سے رخصت ہو کر بیرون درہ کوہ آئے ایک مقام
معقول پر بارگاہ استادہ ہوئی ساحرۂ بتی و زال جادو مع لشکر آگر بیوبچے پلنگ نے بڑی کیفیت سے سامان دعوت
افراسیاب مہیا کیا کہا ای شہنشاہ یہ وہ مقام ویران ہی کہ جہان طائر تک نہین آتا اگر اس وادی وحشتناک
مین شیر آجاے عطش و حرارت تشنگی سے جگر آب ہو حقیقت مین آپنے بڑی جرأت کی ان منازل سخت کو
طے کیا اب واپس ہونے مین بھی بڑی مصیبت ہی ادر راہ سے آپ کو لیچلونگا شاید کچھ کمی ہو اُس شب کو اُسی صحرا
مین رہے بوقت سحر پلنگ نے سامان سفر آراستہ کروایا پلنگ رہبری کرکے لیچلا کبھی شب کو سفر کرتے مین کبھی
دن کو صورت قطع منازل ہوتی ہی مگر آرام ان منزلون مین نایاب افراسیاب مثل ماہی بے آب جیتاب استاد نے
سخنور نے اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرمایا ہی کہ افراسیاب جس منزل مین شب کو اترتا ہی شب
بھر ترٹپ ترٹپ کے بسر کرتا ہی دن کو حدت آفتاب شب کو یہ اضطراب ساتھ والے صدہا ہلاک ہوے تیسری منزل
مین افراسیاب نے بیقرار ہو کر کہا کیون ای پلنگ خونریز اب کے منزلین باقی ہین دیکھیے زندگی مین کوئی صحرا
سبزہ زار ملیگا یا اسی گرمی مین جان جائیگی اسطرح صورت فرحت نظر آئیگی پلنگ نے کہا ای شہنشاہ آج شب کو
مقام کوہستان ملیگا شب وہان بسر ہوگی منازل کوہستان مین بھی سختی ہی اُسکے بعد صحراہاے سبزہ زار ضرور
ملینگے ایک بستی کی مصیبت اور باقی ہی بعنایت سامری راہ سخت طے ہوئی دو راتون کی مصیبت اور باقی ہی
اُس منزل کو بمشکل طے کیا ایک مقام پر آگے فرو کش ہوے افراسیاب نے دیکھا حقیقت مین بڑے بڑے
پہاڑ مثل دل کافران اُجاڑون کی دھوپ جو پڑی تپھر چٹک کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہین شام ہوئی لیکن ساعت دو گھڑی

چنگاریان نکل رہی ہین افراسیاب گھبرایا ہوا اندر بارگاہ کے آیا چھپرکھٹ پر آکے گرا نہ کھانے کا ہوش نہ پانی کا جوش
اُف اُف کر رہا ہی نزال و پلنگ و ساحرستی حاضر ہوے دیکھا کہ افراسیاب بیہوش پڑا ہی بمشکل اُٹھایا کھانا
کھلایا سب اپنے اپنے مقام پر گئے افراسیاب کو نیند نہین آتی دل سے باتین کرتا ہی اگر ایسا جانتا کبھی شمشا
لینے نہ آتا دیکھیے زندگی مین اپنے محبوب جانی یار جادو دانی سے ملون یا نہ ملون تصویر حیرت جادو آنکھون
کے سامنے آئی بیقرار ہوکے چھپرکھٹ سے اُٹھا ٹہلنے لگا اسی بیقراری مین یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

آتش ہے تری گرمی بازار محبت
کس منہ سے کرونگا مین بھر اظہار محبت
کیونکر نہ کرے وہ بھلا ناصح بیدرد
بچتے ہی نہ دیکھا کبھی بیمار محبت

کیا لیگا بجز داغ خریدار محبت
کرتے ہین اسیر قفس و دام بھی فریاد
حبس دل مین کھٹکتا ہی پڑا خار محبت
قاصر ہی زبان شکر مین قاتل کے ہماری

کیون مجھکو نہ مارا غم دوری تری آہ
لے سکتے نہین سانس گرفتار محبت
دعوی مری صحت پہ مسیحا کو غلط ہی
آسان نہین آسان نہین دشوار محبت

افراسیاب یاد مین حیرت کے یہ اشعار پڑھ رہا ہی تکلیف بھی دل کو انتہا کی اُٹھائی شکوہ بھی راحت نہین جب جھونکا
ہواے گرم کا چلا منہ پھنک گیا بہت نادم ہوا کہ اس جنگل مین کیون آیا دیکھیے آج کی رات کیونکر بسر ہو جان
نہ بچیگی یہ بلاے سیاہ شب مصیبت و الم مجھکو کھا جائیگی یہ کہکر چھپرکھٹ پر اُٹھ بیٹھا یہ بڑا خیال ہی کہ سحر کو صبح
ہو جائیگی یہ منزل مصیبت و آفت کیونکر کٹیگی افراسیاب تڑپ رہا ہی یکایک کراہنے کی آواز کان مین آئی
پھر رونے کی صدا بلند ہوئی وہ آواز دردناک ہی کہ کلیجے کو برماتی ہی افراسیاب کے کلیجے پر تیر پڑنے لگے گھبرا کر
باہر نکل آیا سر اُٹھا کر دیکھا صداے جگرخراش جس سے دل پاش پاش ہو بالاے کوہ سے آتی ہی لیکن مع دانہ دھیرا
ہی لشکر ظلمات نے تمام کوہ و صحرا کو گھیرا ہی اپنا ہاتھ اپنے کو نہین معلوم ہوتا مگر صدا رہ رہ کے آتی ہی کبھی خفیف کبھی
ضعیف کبھی دردانگیز کبھی وحشت انگیز کبھی یہ معلوم ہوتا ہی کچھ چنگاریان نکلتی ہین کسی گنہگار کی ہڈیان جلتی ہین
کبھی آواز آئی او گنہگار بیکار تو نے دو سو خداؤن کو چھوڑا خداے نادیدہ کو قبول کیا مصاحب سامری کو شل
نقش قدم مٹایا او بیباک سفاک تجھکو خوف نہ آیا اب تو سو برس تک مین رہ جفاے سنگین سے ابھی ترک کند کمان یا اسکے صحرا
کا اک نمونہ ہی بعد عرصۂ دراز یہ حال کھلیگا شدائد عذاب خداوندی ابھی نہین دیکھے جب یہ آواز قہر و غضب
آتی ہی تب صداے خفیف بعجز و منت بلند ہوتی ہی طریقے سے معلوم ہوتا ہی گنہگار توبہ کرتا ہی بلک بلک کر رو رہا ہی نظم

کردم ز شراب ناب توبہ
در لفظ شراب چون بود آب

از گفتۂ ناصواب توبہ
با تشنہ لبے ز آب توبہ

مینا ختمش بہ بادہ ممزوج
در صفت بادہ چون شریکست

بے خستگی از گلاب توبہ
صد بار ز شہد ناب توبہ

مستانہ رود اگر سندم — یا گم کند از رکاب توبہ
گر عرض کنم زبان مستی — از نشہ کند شراب توبہ

گر در ندامتم بہ سنجد — از سیب کند عذاب توبہ
تا بادہ بجواب ہم تہیم — شاید کہ کنم ز خواب توبہ

کردیم ہمیچ پیچ و تاب خوردم — از خوردن پیچ و تاب توبہ
چون دیدہ ز توبہ لذتم کرد — از راہ ز بے شراب توبہ

ہر دم ز نتائج گناہم — صد بار کند کباب توبہ
دل توبہ کنان و نفس گو بیا — از توبہ نا صواب توبہ

در عہد شباب توبہ کردم — با و از مے شباب توبہ
در کشور ہند عشرت انگیز — کر دیدہ کسے بخواب توبہ

سلیم بفغان و شیون اوست — ز آہنگ نے و رباب توبہ
لب زہر ترانہ چند ریزد — از ریزش این لعاب توبہ

اسطرح توبہ توبہ کی آواز آتی ہی کہ زمین تھراتی ہی افراسیاب گھبرا کر خیمے مین چلا آیا پردہ چھوڑ دیا روزن مین سے دیکھنے لگا چنگاریان نکل رہی ہین صاف معلوم ہوتا ہی کہ کسی پر کوڑے پڑ رہے ہین صدا سے گنہگار کے معنی تو سمجھ مین آتے ہین وہ جو آواز قہر و غضب ہی نہین معلوم کونسی زبان ہی افراسیاب گھبرا کے بیٹھ گیا پھر اٹھا دل بیٹھا جاتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی کانپ رہا ہی خوف سے ہانپ رہا ہی کبھی پکارتا ہی یا سامری و جمشید خیر کرنا یہ کیا سحر کہ ہی دل پر ہجوم غم و الم ہی شاید یہ گوشہ وادی جہنم ہی کسی پہ عذاب ہو رہا ہی گنہگار بلک بلک کے رو رہا ہی لیکن ہونے دو سو خداوندون کا گنہگار ہی تقریر سے ثابت ہوتا ہی کہ بہت مجبور و ناچار ہی افراسیاب اسی اضطراب مین بیتاب ہی کہ گنہگار نے آواز دی اے یارو مجھکو نہ مارو دہائی ہی افراسیاب جادو کی اے بھائی میری مدد کو پہونچو اس عذاب عظیم سے بچاؤ ہائے کیا غضب ہوا سب جدا ہائے منھ پھیر القول مومن دہلوی مطلع اگر غفلت سے باز آیا جفا کی + تلافی کی بھی او ظالم تو کیا کی + اپنے نام کی دہائی سنکر افراسیاب کچھ خوش ہوا کچھ ڈرا لیکا یک بعد عرصہ دراز کے قیدی زندان مغرب یعنی آفتاب عالمتاب بخیر ہاے شعاع مین جکڑا ہوا برج ضیا مین گھرا ہوا لرزان و ترسان بارنگ زرد میدان چرخ نیلی پر براے محنت و مشقت لیکے مصیبت نمایان ہی افراسیاب گوشۂ بارگاہ مین چھپا ہوا بیٹھا ہی صبح ہوتے ہی وہ صداہاے قہر و غضب موقوف ہوئین کراہنے کی آواز باقی ہی کہ زلزال جادو و بلنگ خونریز و ساحر ہستی وغیرہ خدمت مین افراسیاب کی آئے دیکھا افراسیاب بیٹھا کانپ رہا ہی پسینے پسینے رنجیدہ کبیدہ ہاتھ پاؤن مین رعشہ رنگ چہرے کا اڑا ہوا زلزال وغیرہ نے پوچھا اے شہنشاہ خیر تو ہی آج ہمنے سامان سفر تیار نہین کیا یہ پہاڑون کی منزل سختی مین کٹتی ہی افراسیاب نے کہا اے بلنگ خونریز قریب ہی کہ روح میری قالب سے نکل جاے سامنے پہاڑ پر شاید کوئی گنہگار مقید ہی رات بھر اسپر عذاب ہوا میرے دل کو پیچ و تاب رہا کوئی گنہگار مابدولت کی دہائی دیتا تھا نام سامری و جمشید لیکر واسطہ بزرگان دین دیتا تھا مین رات بھر

سنا کیا پلنگ نے جواب دیا اے شہنشاہ یہ تو مین نے بزرگون سے سنا ہے کہ یہی صحراے ہوش ربا ہے مقام نزول سامری و
جمشید یہ بھی معلوم ہوا ہو نے دو سو خداوند اس صحرا مین بصورت عجیب غریب تشریف لاتے مین بعض کو زیارت بھی ہوئی
یہان بدل لیتے ہین صدائین مہیب تو اکثر مین نے بھی سنی ہین میری عقل مین یہ آتا ہے آپکے لوگ جا کر اب شریک
مسلمان ہوے محبت خدا سے نادیدہ مین مارے بھی گئے انھین سے کسی پر عذاب ہوتا ہوگا اسوجہ سے آپکا نام لیکر
دہائی دی افراسیاب نے کہا چلکر دیکھو شاید کچھ نشان باقی ہو بگوش ہوش سنو کراہنے کی آواز آتی ہے وہ ٹھنڈی
سانس بھری سب نے کہا تشریف لیچلیے افراسیاب آگے آگے پشت پر تمام ساحر لیکن بیان افراسیاب سے لرزان
و ترسان بیرون بارگاہ آئے سب نے کراہنے کی آواز سنی کہ کوئی غریب بیچارہ آہ آہ کرتا ہے افراسیاب نے سر اٹھا کر
دیکھا اک کوہ بلند فلک شکوہ انتہا کا بلند و مرتفع اگر دیکھنے والا سر اٹھائے کلاہ سر سے گر جائے اچھی طرح طائر نگاہ
شاخ کوہ پر نہین بیٹھ سکتا بڑے عرصے مین افراسیاب نے نگاہ ڈالی دیکھا اک تصویر سنگ سیاہ کی قلۂ کوہ پر رکھی ہے دم بدم
تصویر کیطرف سے صداے آہ آتی ہے آنکھون سے اشک حسرت جاری مین آنکھون کو بھی گردش ہے یہ دیکھکر افراسیاب
نے کہا یارو فرشتگان عذاب چلے گئے گنہگار پتھر بنا کھڑا ہے لیکن اس صورت سے کسی قدر نگاہ آشنا ہے اب لشکر مین
ہر طرح سب نے بنگاہ غور دیکھا حقیقت مین تصویر پتھر کی سوزی ہے جسم بالکل سیاہ جا بجا سے دھوان نکل رہا ہے
صاف ظاہر ہے کہ حرارت گناہ سے ہر ایک عضو جل رہا ہے تمام اہالیان لشکر دوڑے اس درد سے وہ تصویر
سنگ روتی ہے کہ سننے والون کے کلیجے پھٹے جاتے ہین جب لشکر مین غلو ہوا سب صدائین دینے لگے یا سامری
و جمشید یا لات و منات اپنے گناہ ہاے گزشتہ سے توبہ کرتے ہین الامان الامان افراسیاب نے کہا یارو رات
کو اگر تم سب عذاب ہونا دیکھتے کلیجے پھٹ جاتے فرشتگان عذاب کی صدا ہاے مہیب کہ وہ زبان سمجھ مین نہین آتی
اس گنہگار کا بلکنا توبہ کرنا مین نے بخوبی سنا ایک مرتبہ یہ بھی کہا تھا دہائی ہے افراسیاب کی سب کانپنے لگے کہا
اے شہنشاہ یہ معرکہ کبھی نہین دیکھا افراسیاب نے کہا بارگاہ مین اکھڑے لبون پر دم ہے حقیقت مین یہ وادی جہنم ہے
یہ تو خوب ظاہر ہوا کہ ہمارے لشکر کا کوئی گنہگار ہے مسلمان ہو کر مرا عذاب مین مبتلا ہوا دیکھو یارو شرف مذہب
سامری و جمشید مثل آفتاب عالمتاب کے روشن ہوا اس کرامت کی خبر جلکر مشہور کرو کتابون مین لکھین یہ کہا جاے
جا بجا یہان اگر دیکھ جائے مگر یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہے یہ کہکر افراسیاب نے جانا واپس ہو وہان سے
لیکے کہ اس تصویر نے بحسرت آواز دی اے شہنشاہ عالیجاہ اے حاکم گردون بارگاہ اے مقبول سرکار سامری و جمشید
اے رازدار خداوند لقا اے اطاعت گزار یکتا واسطہ سامری و جمشید کا چند ساعت ٹھہر جا اس گنہگار بے دیار

کی مصیبت کو سن لے اے شہنشاہ رحم کر اے حاکم عادل اے نہنگ بحر شہنشاہی اے آبروے دریاے طلسم ہوش ربا
اے ناخداے کشتی ساحران میری کشتی غرق ہونے سے بچالے گرداب محیط مصیبت مین پھنسا ہون دوسرا افسوس
یہ ہے کہ اپنے غلام قدیم کو نہین پہچانا جان نثار سر فروش غمخوار نے اسی گھر کے تصدق مین عزت و آبرو پائی شامت
اعمال نے یہ مصیبت دکھائی آپ نے نہین پہچانا اب افراسیاب نے اچھی طرح جو خیال کیا طرز کلام و صورت
تصویر سے ثابت ہوا کہ ملک احول تاج نشین ہے افراسیاب ٹھہر گیا کہا میری نگاہ نے خطا کی اے احول ساتھ
کھیل کر پرورش پائی یہ کیا مصیبت اٹھائی محبت مسلمانون مین کیا کیفیت ہوئی اب مین نے بخوبی پہچانا اسوقت
تک نہ سمجھا تھا ارے رات کو تجھپر عذاب ہوتا تھا احول نے اک آہ کی کہ دھوان منھ سے نکلا تڑپا پھر کا محجوب ہوکر
سر جھکالیا کہا اے شہنشاہ مسلمان بدبختون کا نام نہ لیجیے خداے نادیدہ کہان ہے ہونے دو سو خداوندون کا
جاہ و جلال عیان ہے اے شہنشاہ گردون بارگاہ میری مصیبت کو بگوش ہوش سماعت فرمائیے چند ساعت
تکلیف اٹھائیے افراسیاب کی آنکھون مین آنسو بھر آئے پھر کی تصویر وہ بھی سیاہ حال تباہ ہر کلام مین آہ کرتا ہے
تابش و حرارت آفتاب جون جون بڑھتی ہے بے چین ہوکر پتھرون سے سر ٹپکتا ہے کلیجے مین خار الم کھٹکتا ہے افراسیاب
نے گھبرا کر کہا او بدبخت جلد اپنا حال مصیبت مآل بیان کر احول نے اک آہ سرد دل پر درد سے
کھینچی یہ اشعار مصیبت خیز پڑھنے لگا نظم

گر سموے وزد ز باغ دلم — ذرات جہان خراب شود
گر شرر آہم کنند در دامن — حشر با انس و جان خراب شود
ہمتم گر بسیط برچیند — کشور لامکان خراب شود
گر سخن از گفتگو بیا سایم — دار ملک زبان خراب شود
دل و طبعم اگر بغلطند — منز دریا و کان خراب شود
سن کجا جنس روزگار کجا — خانۂ آسمان خراب شود
چند گویم کہ گر زپا افتم — فتبکند این و آن خراب شود
شیشۂ آسمان بہ سنگ بلا — گر بجنبم جہان خراب شود

ابتدا سے کیفیت عرض کرتا ہون جب مجھکو کوکب باغی نے نامہ لکھا کہ افراسیاب زبردستی میرا ملک
چھینے لیتا ہے مین وہان سے آیا باغ بران مین پہونچا بران بدنصیب رو رہی تھی میرے قدمون پر
گر پڑی کہ شہنشاہ کے دوستون کو افراسیاب قید کرکے بارگاہ مین لیے جاتا ہے بوجہ سرکشی دکھاتا ہے
مذہب کا کچھ ذکر نہ کیا اصل مطلب فساد نہ بتایا اُس نالائق کو مین نے گود یون مین پالا تھا اسطرح سعی
کہ دل بے چین ہوگیا جاکر سردارون کو اُس بارگاہ سے نکالا اے شہنشاہ تیرے سر کی قسم اسوقت تک مین
مذہب سے آگاہ نہ تھا آپ جب میرے مقابلے مین آئے یاد کیجیے آپنے بھی کچھ ذکر مذہب نہ کیا کشتہ سحر کرکے

قیدخانے مین شہاب گلگون پوش کے بھیجدیا مین غصّے مین سر ٹکراتا تھا یہی دل مین کہتا ہے افراسیاب کا
پیر بھائی ہون میرے واسطے یہ طولانی قید کئی برس قید رہا کسی نے خبر نلی عمرو و برق وغیرہ لے رہا کیا وہ
عیاران مکار ایسے سحر بیان ہین باتون مین میرا قلب الٹ دیا حقیقت مین مین نے سامری و جمشید کو برا کہا اُنکے
ہمراہ ہوا جھوٹ بات منھ سے نکھونگا ساربان زادے سے عہد کرلیا کہ تمھاری جانب سے لڑونگا میدان کارزار
مین اُسوقت پہونچا کہ اختقاق نے سب کا جی چھڑوا دیا تھا نور افشان ایسا چرب زبان ہے اُسنے کسطور سے سمجھایا
مجھ بدنصیب کے خیال مین نہ آیا کہ صاحب سامری کو مٹاتا ہون اپنے شہنشاہ کو سرکشی دکھاتا ہون المختصر جوش محبت
نور افشان مین اپنا گلا کاٹا نقارہ بجتا اختقاق مرا میری روح بھی قالب خاکی سے نکلی چند ساعت بیہوش رہا
اب جو آنکھین کھولکر دیکھا الشکل تصویر سنگ اس پہاڑ پر بیٹھا ہون پونے دو سو خداوند جلوہ فرما ہین اختقاق
کو سامری و جمشید نے اپنے پہلو مین بٹھایا خلعت فاخرہ پہنایا بہ محبت فرماتے ہین ای مصاحب قدیم ای مشیر ندیم دنیا
مین تو گھبراتا تھا ہمنے تجھکو بلا بھیجا اب ہمارے ساتھ بہشت مین چلو سیر کیا کرو دنیا کے جھگڑون سے چھوٹے اب ملک
عدم کی سیر کرو یہان غم و الم کا نام نہین مصیبت سے کام نہین عیش جاوید ہر ذرہ یہان کا خورشید نعمتہائے
بہشت کھانا کا ہے ماہ ہے ہماری صحبت مین بھی آنا ای شہنشاہ اختقاق کو شگفتہ پایا اپنے کو زار و نزار مصیبت
سخت مین گرفتار دیکھا سامری و جمشید نے کہا کیون او نالائق بدکار بدسرشت تیرا خدا لے نا دیدہ کہان ہے ان
اسکو مارو سو برس کا مجھپر عذاب مقرر کیا ای شہنشاہ کالی کالی صورت کے فرشتے آئے مجھکو کوڑے مارتے تھے
و سبدم یہی کہکر للکارتے تھے او احول ساربان زادے کو بلا وہ تجھکو بچائیگا پونے دو سو خداوند بہشت کھیلتے
اختقاق کو ساتھ لےکر چلے گئے اب آٹھ پہر مجھپر عذاب ہے رات کو اگر فرشتے صور تمہارے مہیب کھاتے مین گرز ہاے
آتشین مارکر جلاتے ہین مجھپر تیلہ بناتے مین شب بھر وہ عذاب دن کو حدت آفتاب اکثر فرشتون نے اگر یہ بھی
طعن کی مسلمانون نے اگر تیری خبر نلی ای شہنشاہ تیرا خطاوار ہون راتون کو تیرا نام لیکر دہائی دیتا ہون کوئی
نہین سنتا اب میری مدد کر خطاوار مجبور ناچار اگر زندگی حاصل ہوتی تیری خاک پا کا توتیا سے چشم بناتا سر فروشی
دکھاتا اب اس صحرائے مصیبت مین پڑا ہون واسطہ سامری و جمشید کا بچایئے اگر آپکی دعا سے زندہ ہو جاؤن
عمر بھر قدم نہ چھوڑون اگر آپ خطا معاف کرین کیا عجب ہے کہ سامری و جمشید اس عذاب سے نجات دین زندہ
ہونا تو دشوار ہے مگر خدمت خداوندون مین رہونگا یہ جفائے عذاب نہ سہونگا آپ کے یہان بڑے مرتبے مین
بڑے بڑے آپ کے لیے باغ بنائے گئے ہین جو جو آپکی محبت مین مرے اُن باغون مین اُنکو جگہ ملی کلکی آپ زندہ

کی کھلی جو پرستار خداے نادیدہ مرے اُنکا حال کیا کیا گیا مجھے بدتر مصیبت مین گرفتار ہین آٹھ پہر روتے ہین
اُن کمبختون پر عذاب شدید ہوتے ہین آپ اگر یہان ٹھہر کر پوجا سامری کا کرین پکار کر کہین ای ہر دو خداوند
مین نے اسکی خطا معاف کی کیا عجب ہی نجات پاوُن کسی باغ مین جگہ ملے اسطرح پر جو اُس تصویر سنگی ملکہ احول نے یہ
حالات مصیبت آیات بیان کیے سب ہمراہیان افراسیاب تھرا گئے بعضے یا خداوند کہکر بیہوش ہوے بعضے توبہ توبہ
کرتے تھے بعضے قدمون سے افراسیاب کے لپٹ گئے کہتے تھے ای شہنشاہ دنیا و عقبی مین تیری ہی سلطنت ہی تو مقبول
بارگاہ قدرت ہی زال جادو و پلنگ خونریز نے کہا ای شہنشاہ ہرچند کہ یہ گنہگار ہی مگر آپ کا قدیم نمکخوار ہی جو کچھ
اسنے کیا اُسکا خیال نہ فرمایئے از خردان خطا و از بزرگان عطا جلد سامان عبادت مہیا ہو عبادت سامری کیجیے
گناہ اسکا بخشید کیجیے یقین کامل ہی یہ بیچارہ اس مصیبت سے نجات پاے عمر بھر سامری پرست رہا پر اسنے چندے
خداے نادیدہ کو سجدہ کیا خوب مصیبت مین پھنسا اب سب لونڈیان غلام حال اس عذاب کا سنکر تائب ہو جاینگے
نام یزدان پرستی زبان پر نہ لاینگے افراسیاب کو بھی عبرت ہوئی اسی مقام پر زیر کوہ چھوٹا سا خیمہ استادہ کرایا سامان
عبادت موافق مذہب سامری پرستی مہیا ہوا کتاب مین ہاتھ مین لیکر افراسیاب بیٹھا سامری نامہ پڑھکر پکارنے لگا یا سامری
و جمشید یا لات و منات ای خداوند دم خبیثہ ای لوٹنگ لوٹا جھونٹنگ جھوٹا ارمل خرمل خیر اڈبا مین نے دل سے
خطاے احول معاف کی عذاب سے یہ بیچارہ نجات پاے اگر مناسب مشیت ہو زندہ ہو جاے یا خداوند
تمھاری قدرت روشن ہوئی یہ جو زندہ ہو کر ساتھ چلے تمام عالم سامری پرست ہو جاے افراسیاب نے
دیر تک دعا کی پہر دن باقی تھا سب ملازمان افراسیاب مع زال و پلنگ و ساحر ہستی طرف پہاڑ کے
دیکھ رہے ہین دھوپ جو پڑی احول زیادہ بیقرار ہوا جسم سنگی سے چنگاریان نکلتی تھین جسم سے چٹاخ چٹاخ کے
ٹکڑے پتھر کے الگ گرتے تھے احول ہاے واے کرکے چیخ رہا تھا جب افراسیاب نے کئی مرتبہ دعا کرنے مین
کہا یا خداوند مین نے اسکی خطا معاف کی آپ بھی معاف فرمایئے یکایک وہ تصویر سنگی اپنے مقام سے اُٹھی گویا سنگین
خول جسم پہ تھا بیچ سے وہ خول پھٹکر گرا اندر سے اُس خول کے ملکہ احول مریخ نشین نمایا ہوا جو لباس پہنے تھا
اور اپنے کو ہلاک کیا گلا کاٹا وہی لباس لیکن میلا کچیلا چہرے پر بڑے بڑے آبلے پڑے ہوے جسم سیاہ حال
تباہ لشکر مین ہلڑ ہوا ای شہنشاہ بیرون بارگاہ آیئے تصویر سنگی پھٹی اندر سے گنہگار پیدا ہوا اور سے یار دشمن ہی
لو سیاہی بھی چہرے کی دفع ہوئی آبلے بھی پھوٹے چہرے پر بحالی آئی رعنائی زیبائی بڑھتی ہی عذاب سے
چھوٹا اب تو خاصہ نوجوان لباس پہنے کھڑا ہی یا روتا تھا یا ہنس رہا ہی افراسیاب خیمے سے نکلا پکار کر پوچھا

کیون بھائی احول کیا کیفیت ہی احول نے کہا سامری و جمشید تجھکو سلامت رکھین دعا تیری قبول ہوئی اس گنہگار کو سعادت حصول ہوئی ابھی فرشتے نے اگر تصویر سنگی سے نکالا یہ مژدہ سنایا دیکھ بتصدق شہنشاہ کے تیری خطا معاف ہوئی اب تو چھوٹا باغ رہنے کو ملا ابھی سو برس نظر بند رہیگا لیکن عذاب سے چھوٹا اگر شہنشاہ دنیا مین آنے کا حکم سنوا فرشتے نے خبر دی تو خام طبع ہی اگر دنیا مین جائیگا پھر مصیبت اٹھائیگا مین نے خود انکار کیا دنیا مقام زشت ہی بعد تھوڑے دنون کے سیر بہشت ہی لیکن ای شہنشاہ تیرے صدقے تیرے قربان دل یہی چاہتا ہی کہ تیرے ساتھ چلون لڑ بھڑ کر لڑائی فتح کرون کوکب و نور افشان کی بوٹیان کاٹ کاٹ کر کھاؤن برآن کو چیر کر پھینکدون اسی ناہنجار بدکردار نے مجھکو برگشتہ کیا خداوند سامری و جمشید نالائقون سے سمجھین گے مین مجبور و ناچار ہون دنیا مین آنے کا حکم نہ ملا ورنہ تماشا دکھلاتا لیکن

ای شہنشاہ تو نے عذاب الیم سے بچایا کیا شکریہ ادا کرون اشعار

اگر ہر موے من گردد زبانے	نتوانم بہ ہر یک داستانے
نیارم گوہر شکر تو سفتن	سر موے ز احسان تو گفتن

ایک خیر خواہی کرتا ہون بخوبی یاد رکھیے یہان سے دو کوس پر ایک جنگل ہی کہ اسکو صحرائے مشک بیز کہتے ہین وہان اک نخل ہی عجیب و غریب نمونہ قدرت خداوندی وہان ہمیشہ دونو خداوند آتے ہین گھڑی دو گھڑی ٹھہر کر چلے جاتے ہین بیخ نخل یعنی تنہ درخت کو قدرت سے خالی کیا ہی خداوند جمشید ہر وقت اسی درخت مین تشریف رکھتے ہین حقیقت مین یہ بڑا خداوند سب کا افسر ایک سے بہتر و برتر جا کے قریب نخل فریاد کرنا کہ یا خداوند جمشید مجھکو میرے ملازمون نے تباہ کیا ہزارہا بندے تیرے قتل ہوئے خوب فریاد کرنا جہانتک ہو سکے اس مقام پر بخورات روشن ہو تیری دعا ہر وقت قبول ہی خداوند جمشید بڑی تیری صفت فرماتے ہین فوراً وہ تنہ درخت کھلیگا تخت یاقوتی پر خداوند جمشید جلوہ فرما ہونگے ای شہنشاہ عالیجاہ قدمون سے لپٹ جانا کہنا میرے ساتھ چلیے اگر قدرت مان گئے تو پھر کیسے سلمان کیسے کوکب و نور افشان ایک ہی دن مین سب کا خاتمہ ہی قدرت کے سامنے کون سرکشی کر سکتا ہی سحر و ساحری کیسی چشم زدن مین جو چاہین کرین تمام عالم مین عملداری کرلے عمر بڑھوالے حسن و جمال مانگنا جہانتک ہو سکے دولت عزت خزانہ جاہ و جلال معشوقان پریوش کا وصال مانگتے ہی جانا تیری خواہش آنکی عنایت اب تو میری آنکھون سے پردہ ہاے غفلت اٹھے تو نے خطا معاف کی عجب نیرنگ دیکھ رہا ہون فرشتے جا بجا پھر رہے ہین اور کیا کیا بیان کرون تیری عنایت سے سب کچھ بتلائے جاتا ہون افراسیاب نے آواز دی

ای بھائی ٹھہر جاؤ صحراے مشک بیز کا پختہ نشان بتاؤ احول نے منھ پھیر کر کہا او نادان جو کچھ بتایا وہ کہدیا اب
کلام کرنے کی کسکو مہلت ہی آنکھون مین بصارت روح کو راحت ہی اپنے باغ دلکشا مین جاتا ہون یہ کہکر جست کرکے
دس قدم بلند ہوا غائب ہو گیا اُسوقت لشکر افراسیاب مین یا سامری و یا جمشید کا غل تھا بجنے اور دے
پڑھے ہوے صفت سامری و جمشید زبان پر جاری بجنے وجد مین ناچ رہے تھے بھجن سامری و جمشید کے گاتے تھے
ہوش کسی کے درست نہ تھے افراسیاب بھی وجد مین تھا زال و پلنگ و ساحرہ ہتی دامن افراسیاب
سے لپٹے ہوے کہتے تھے ای مقبول بارگاہ سامری ای شاہنشاہ اقلیم افسونگری آج تیرا مرتبہ ہم پر ظاہر ہوا
جب تو خداوندنے تجھکو بادشاہ طلسم ہوش ربا کیا یہ جو انقلاب ہوا یہ بھی راز و نیاز قدرت ہی تجھسے کیا
کوئی لڑسکیگا جب قدرت تیری تعریف کرتے ہین اور کسی کی کیا حقیقت ہی بلی مہرخ و بہار کو اب حال
کھلیگا پلنگ خونریز نے کہا جلد طرف صحراے مشک بیز کے چلیے زیارت سے قدرت کی مشرف ہون جمشید سے
ملین ملک احول بڑی دوستی کر گیا مقام سکونت قدرت بتا دیا عمر بھر ڈھونڈھتے نیا تے صحراے مشک بیز
کبھی نام بھی نہ سنا تھا اب دیر نہ کیجیے ہم سب دیدار قدرت کے مشتاق ہین افراسیاب پھولون نہین سماتا
بند قبا ٹوٹ گئے سب تعریفین کر رہے ہین قدمون کو بوسے دیتے ہین بلائین لیتے ہین کوئی گرد پھرا کوئی
تصدق نثار ہوا افراسیاب نے تاج کج کرکے کہا تم شہنشاہ طلسم ہوش ربا بانی جور و جفا اگر قصد کرون
طبقات زمین الٹ دون آسمان کو زمین پر کھینچ لون یونے دو سو خداوندون مین ایک مین بھی ہون
آپ لوگ مجھکو انسان نہ جانیے خداوند کہا کیجیے سب نے کہا بیشک تو عزیزدار خداوند ہی تیرا مرتبہ عالی بہت
بلند ہی احول کہہ گیا قدرت کہتے ہین افراسیاب ہمارا دوست صادق محب واثق ہی وہی سلطنت طلسم ہوش ربا
کے لائق ہی افراسیاب کہتا ہی مجھے بڑا افسوس ہی احول دام عذاب سے چھوٹا زندہ ہوا اسنے کہا مشیت
مین دخل نہ دیجیے جو مناسب جانا وہ کیا قدرت کسی کو مرنے کے بعد زندہ کرتے ہین عدالت مین فرق آتا
لاکھون جا کر لوٹ پڑتے کہتے ہمارے فرزندون کو زندہ کر دیجیے پھر قدرت کو مشکل پڑ جاتی کیا جلد اسکی
دعا قبول ہوئی چشم زدن مین احول کو سعادت حصول ہوئی ہنستا ہوا اپنے باغ مین گیا کہتا تھا ابھی چھوٹا
باغ ملا ہی لیکن یار وہان کا چھوٹا بھی بڑا ہوگا اس صحراے ہولناک سے تو بہتر ہی کمبخت پریات کو عذاب
دن کو حدت آفتاب اب دیر نہ ہو چلیے افراسیاب فوراً الشیث مرکب پر سوار ہوا اسباب تھے ہوے خوشی مین
حدت آفتاب بھی نہین معلوم ہوتی سب پیدل دوڑتے ہوے چلے آتے ہین دو کوس راستہ طے کیا تھا دور سے

صحرائے سبزہ زار دکھائی دیا خوشبو بھی دماغ مین آئی جبکہ کہا ای شہنشاہ ذیشان صحرائے مشک بیز ثابت ہوا ہی دیکھیے ہوائے سرد آئی روح کو تازگی حاصل ہوئی خودبخود تسکین دل ہوئی افراسیاب نے نگاہ اٹھا کر دیکھا صنعت باغبان قضا وقدر کا نمونہ نگاہ مین پھر گیا بہار باغ کا رنگ نگاہون مین گر گیا صحرائے سبزہ زار ہے حقیقت مین اس مقام مینو سواد کی کنیز بہار ہی جوانان چمن اکثر ہرے ہین زلف سنبل کو پیچ و تاب نرگس کی آنکھ مین حجاب کہین لالہ یاقوت رمانی مزاد کھاتا ہی اپنا رنگ جماتا ہی عندلیبان خوشنوا پھولی ہوئین پہلوئے گل مین ہر شاخ پر شادان وفرحان صنعت باغبان قضا وقدر کے اشعار پڑھ رہی ہین فاختہ کو کوکو کی فکر نہین فراق گل و بلبل کا ذکر نہین ہی جابجا نہرین جوش مین سبزہ خوابیدہ ہوش مین اشعار

گلون کے جام شراب سرور سے سرشار
دباغبان کا ڈر ہی نہ خوف گلچین ہی
چمن کا آج زرگل سے گرم ہی بازار
زمین باغ جہان سبز کی منو ہی آج
بجا ہی سبز کرے کھیت اپنا گر تلوار
جو باغبان نہ تراشے تو برگ کاہ چمن
گلون کی طرح شگفتہ مین کوزہ عطار
حلاوت ایسی ہی اب آب وگل مین گلشن کے
نکلون سے غیرت قالین صفحہ گلزار

سوا مین حق عنادل مین گل سے غنچہ گل
نہ خواب مین کسی صیاد کو نصیب گزار
موافقت کا ہی دور اور مخالفت ہی جو
کہ حرف نشو و نما کو ہوا زبان قرار
قلم کی شاخ سے بھی شاخسانے پیدا ہین
اثر سے بڑھکے ہو روئیدگی شاخ چنار
اگے مین جو آب و گل ظروف مین گل
کہ تخم ترش سے شاخ نبات کا ہو اچار

روش روش مین جوانان باغ بخود و مست
مین شوخ و شنگ و شریر و ستمگر و عیار
جوان باغ اڑاتے مین گل سے گلچھرے
گلے کا ہار عنادل کا ہی گل بیخار
رواہی پھول سپر کے اگر سرے چلوئین
تو واسطے نا بیہ کا مین کرون اگر اظہار
دکان چمن کا ہر تختہ لبریز مین ونمو
بنفشہ لگا لو زبان کاسنی و تخم خیار
تمام روئے زمین صاف فرش مخمل ہی

افراسیاب یہ سامان عیش و فرحت و سرور دیکھ کر وجد مین آیا کہتا تھا کیون ای زال جادو تم سر جہان گرد ہو چشیدہ گرم و سرد ہو بڑے بڑے مقام اس ہوش ربا مین کیسے کیسے صحرائے پر فضا آراستہ کرائے لیکن حقیقت مین یہ صحرا قدرت صنعت ساحری و جمشید ہی اب نخل قدرت تلاش کرو دیکھو خوشی مین جبتے بند قبا کھول لے ہوا معتدل ہی سب ساحرون نے کہنے سے افراسیاب کے چہار جانب یک نگاہ کو دوڑایا کچھ ساحر ہر ایک جانب دوڑ گئے ایک ایک نخل رونق مین مثل نخل وادی ایمن ہی ایک ایک گوشہ صحرا فخر باغ گلشن ہی کس نخل پر گمان نخل قدرت کرین ہر ایک کا یہی قول ہی ای شہنشاہ ٹرا دھوکا کھایا احول سے اتنا کہتے کہ تمکو پیدہ دنیا مین آنے کی اجازت نہین ملی لیکن ہمارے ساتھ چلکر نشان نخل قدرت بتادو افراسیاب نے کہا دعائے مابدولت کی تاثیر تھی کہ مردے نے باتین کین ورنہ کبھی کسی نے

سنا ہے مردہ کلام کرسکتا ہے وہ بحید حساب عذاب مین مبتلا تھا احسان ہوا اسقدر اسنے تعلیم کی نشان تو سب ٹھیک مین نخل قدرت کا کیونکر پتا ملے کدھر جائین کس سے پوچھین یہ خبر کیونکر دریافت ہو سب حیران حیران اسی دشت فرحت افزا مین کھڑے ہین افراسیاب کہتا ہے عمر بھر اس صحرا سے نجاؤنگا بارگاہ استادکرو ملکہ حیرت کو نامہ لکھو صحرا اسی لائق ہے چندے بعیش و راحت بسر کرین معشوقان خوبرو پہلو مین ہون دور جام بے اندیشۂ انجام چلے صحبت مین غیر کو دخل نہو پلنگ خونریز کہتا ہے شہنشاہ نے بجا ارشاد فرمایا غلام کا بھی یہی دل چاہتا ہے مقصد ہے افراسیاب کا کہ بارگاہ مین استادکرنے کا حکم دون آج اسی مقام پر فروکش ہون تیا نخل قدرت کا ملیگا غنچۂ آرزو کھلیگا اس فکر مین تھا کہ یکایک کان مین آواز آئی کوئی بہ الحان یہ غزل گا رہا ہے دل کو لبھا رہا ہے غزل

جنون کا جوش یہی ہے تو حال کیا ہوگا
کسی کا سیری جدائی مین حال کیا ہوگا
ملائیگی تری رفتار خاک مین کسکو
اب اس سے بڑھکے بھلا انفعال کیا ہوگا
ذرا جو شاد کبھی دل ہوا بھی زیر فلک
درخت چھانٹ کے ظالم نہال کیا ہوگا
حسین جو لت دل مین ہین عزیز نہین
یقین ہے طول کھنچے انفصال کیا ہوگا
اگرچہ ہو رہین پر خاک مین ملے مین جلال

پھر آیا موسم گل اب کی سال کیا ہوگا
شب وصال بھی گذری کمال الجھن مین
لپیا ہوا ہے جو خود پائمال کیا ہوگا
لحد مین ہمکو نکیرین بھی نہ پوچھین گے
ڈرا کیا ہون کہ اسکا مآل کیا ہوگا
مریض ہجر بچے ہو کبھی کہین سنبھلتے ہین
ضرر ہو جانکا جسمین وہ مال کیا ہوگا
شروع عشق مین جاتے ہین عرش پر نالے
مٹے ہو دون کا فروغ کمال کیا ہوگا

تمھارے دل کو بھلا یہ خیال کیا ہوگا
یہی ہے فکر کہ صبح وصال کیا ہوگا
پیا جو قطرہ صہبا گھڑون عرق آیا
غریب کا کوئی پرسان حال کیا ہوگا
پڑیگا صبر عنادل کا باغبان یہ ضرور
مزاج برہم عاشق بحال کیا ہوگا
ہمارا آپکا جھگڑا وہ ہے کہ حشر مین بھی
اس ابتدا کا الٰہی مآل کیا ہوگا
اسطرح سے یہ اشعار کوئی گاتا ہے کلیجہ

منھ کو آتا ہے افراسیاب نے کہا یہ گانے کی آواز کہان سے آئی بیتحین ہوکے صدا پر کان لگاے ہوئے چلا گرش و نالس گوش برآواز افراسیاب نے اک نخل سرسبز و شاداب دیکھا شاخین ہری بھری برگ زمرد ریحانی کا رنگ جماتے تھے شاخون کا خم مثل ہلال شب اول سر ہر شاخ پر زمزم نرم کو پل جانور بھی بہت اُس درخت پر زمزمہ سرائی کررہے ہین دور بیخ نخل مین اسقدر ہے کہ اگر دس آدمی ہاتھ سے ہاتھ ملاکر گود مین لین ناممکن بیچ مین اک لکیر پڑی ہوئی ہے اندر سے بیخ نخل کے صدا لے دلکش آتی ہے اُس صدا کو سنکر طائران نخل وجد مین سر جھکاے ہوے سن رہے ہین افراسیاب سے کہا صاحبو ظہور نخل قدرت ہوا ہم پہچان گئے اب قدرت سے کیا بعید ہے بیخ پھٹ جاوے مرے عا کرون ساحر گرد نخل آگئے چہار جانب سے گھیر لیا نگاہ اُسی جانب لگی ہے افراسیاب نے قریب جاکر خاک دامنگی

انکھون سے ملی پیچ تخل پر ہاتھ رکھا پکار کر آواز دی یا خداوند جمشید فریاد ہے مین نے مقام سکن دریافت کر لیا
تقدیر نے میری مجھکو اس مقام پر پہونچایا اب مجھسے پردہ نہ کیجیے مہرخ وغیرہ نے تمام طلسم ہوشربا برباد کیا شہر آباد
آباد لوٹ لیے آپکے بندے تباہ و برباد ہوے ہین مصاحب آپکے قتل ہوے مشعل و تاریکیدہ واحتقاق
مار لیگئے ہاتھ سے دشمنون کے سلطنت نباہی دشمنون کی بن آئی دردولت پر جان دونگا قدم اقدس چھوڑ دونگا
جمال بیمثال دکھا دیجیے اپنے بندون سے نہ منھ چھپایے اس صداے دلفریب سے بیقرار کر دیا سامری کی قسم دیتا ہون اب
طالب دیدار کو نہ ترسایے پردہ دوئی بیچ مین سے ہٹا دیجیے یہ کہکے جو افراسیاب رویا دعا کے واسطے ہاتھ
اٹھا دیے اک گرد اٹھا ہوا مثل دروازے کے در بڑے ہٹے نگاہ پڑی افراسیاب کی اک تخت یاقوت احمر اندرون
شہ درخت بچھا ہے جسمین جواہر لاجواب نصب چار طاؤس الماس نگار چارون کونون پر بیچ مین کوئی شخص
نہین معلوم مرد یا عورت سر سے پانک برقع سرخ اوڑھے ہوے ہار پھولون مین لدا ہوا چہرہ چھپا ہوا دہ لپٹے
خوش آتی ہے کہ طبیعت لطف اٹھاتی ہے دماغ جان معطر و معنبر افراسیاب پایۂ تخت سے لپٹ گیا آواز آئی اے
افراسیاب ہٹ جا کیون بیادبی کرتا ہے ایسا نہو قدرت کا سایہ پڑ جاسے برداشت نہ کر سکے جل بھن کر خاک
ہو جاسے لیکن جمال دیکھ افراسیاب اور حاضرین وقت نے سجدے سے سر اٹھایا ایک جانب سے برقع ہٹا اک
جوان حسین کو دیکھا بڑی بڑی امو نچھین کھڑی ہوئین تنیخہ کمر مین حمائل قرولی لگی ہوئی سنہرا قبضہ مثل کہکشان فلک
تارون مین نیر اعظم کی چمک اک آنکھ دیکھی ہے رشک چشم غزال ڈورے نشۂ وحشت کے لال لال گوری گوری صورت
ہیبت و صولت آشکار فوراً صورت دکھا کر بند نقاب درست کیا دوسری جانب سے گوشۂ نقاب ہٹا یا دیکھا اک
نازنین پری پیکر سرمہ آنکھون مین دیا ہوا نتھنی ناک مین عارض زیبا زنگ گل کو مٹاتا ہے پیشانی نور آگین ابروے
خمدار کو کیونکر تلوار کہون یا خنجر برہنہ سے مثال دون یا ہلال شب اول کہکشان فلک جسکی شان کو دیکھکر بیکل
حسن دلفریب کو دیکھکر افراسیاب کو غش آنے لگا قلب برگس و ناکس کا تھرانے لگا ہر ایک کی آنکھون کے نیچے
برق چمک گئی غل ہوا یا خداوند جمشید تیرے صدقے تیرے قربان اپنے بندون پر احسان کیا آج جمال جہان آرا
دکھایا سیندور سے بھری ہوئی مانگ ہے صورت خداوند زیادہ انگ کا سوانگ ہے ایسی صورت زیبا کبھی نہ دیکھی تھی
جوان حسین معشوق پر جبین مرد شیر صولت زن خوبصورت گھنٹے وغیرہ لیکر ملازمان افراسیاب دوڑ سے
باجے بجے ہار پھول ڈھیر ہو گئے افراسیاب جب بہت منتین کرنے لگا بقہر و غضب تمام آواز آئی او بندۂ خاطی
تجھکو شرم نہ آئی ہمارے صدہا بندون کو قتل کرایا تجھکو خوف نہ آیا اپنے ملازمون پر دہ بدعت کی کہ تیرا ساتھ

چھوڑ کر نکل گئے غیر مذہب والون کے شریک ہوئے ہمارے مصاحبان پہلونشین جوانان خوش آئین تیری بدعت
سے قتل ہوئے تار ریاست کاکل گشن ایسی صاحب کمال تیری بدعت سے اُسکی صورت مٹی تونے تو بیرنگی پیمان کا
گلستان مجھے احول مربع نشین نے تباہ دیا اب ہمارے سامنے فیل کرتا ہے بس جمال دیکھ چکا جلا جا افراسیاب نے
کہا اب قدرت کے قدم چھوڑونگا اپنے ہمراہ لیچلونگا قدرت چلین بندگان باغی کو تسخیر کر دین خواہ قتل کرین
جو مناسب وقت ہو بندون کو کیا دخل ہے قدرت کے چلے اب یہ لڑائی فتح ہوگی مین اپنی جان دیکر تابہ
شہنشاہ لواز پہونچا اُسنے پانگ خونریز کو ساتھ کر دیا آپنے مجھ گنہگار کے کہنے سے احول کی خطا معاف کی
وادی جہنم سے نکلکر بہشت نصیب ہوا زیر سایہ دامن دولت پہونچا یہ آرزو بھی ضرور قبول ہو سعادت ابدی
حصول ہو غدر طلسم ہوش ربا مٹجائے تمام دنیا میری دشمن ہے دوستون نے ساتھ چھوڑا اسار بان زادے
نے کیا کیا رنج و ملال پہونچایا بہار و مخمور کے نکل جانے کا قلب ناصبور پر قلق ہے تو خدا سے برحق ہے اگر تیغ
خونریز جائیگا شہنشاہ آپکی بجائیگا سب خاص و عام پامال ہو جائینگے غلام جانتا ہے چھ عیار ایک سردار اسد نامدار قتل
ہون میرے سرداران قدیم اگر خدمت مین حاضر ہون خطائین انکی معاف کرون عہدہ ہائے جلیل دون باغبان
الیاوزیر اعظم سازدار طلسم ہوش ربا شریک ہوا اسیر ساتھ چھوڑا خداوند چلکر تنبیہ و تادیب کرین یہ انتظام
کسی سے ممکن نہوگا دلون سے انکے قفل کھولیے میری اطاعت کی ہدایت ہو نام عمرو سے انکو نفرت ہو آپکے نیازمند
سے محبت ہو بہار و مخمور ہاتھ باندھے چلی آئین ماہدولت سے خطا معاف کرائین تب انکو تسکین ہو یہ بھی غلام کو
معلوم ہوا سب خداوند کے دشمن ہوئے ہین آپ بچاتے ہین لقا آٹھ پہر یہی تقریر کرتا ہے کہ طلسم ہوش ربا برباد
ہو جائے افراسیاب شکست کھائے کئی برس میری حوالی مین آئے ہو چکے آپ کے نام کی تسبیح جپتا ہون انکی ملاقات
کو آجتک نہین گیا اب تو بخوبی ثابت ہوا کہ یہ سب آپکے کارندے ہین زمین و آسمان آپنے بنایا طلسم عالم کو آراستہ
کیا جب افراسیاب نے اسطرح منت کی آواز آئی کہ ہٹو ماہدولت تشریف باہر لاتے ہین تیری خاطر قدرت کو
منظور نظر ہے اے افراسیاب تجھکو کارخانہ خدائی کی کیا خبر ہر روز تیرے واسطے سب سے لڑتا ہون ہر ایک کی یہی
تدبیر ہے یہی تقدیر ہے کہ افراسیاب کو مٹادو دنیا بادشاہ کرو لات و منات کا حکم ہے اہل اسلام کی عملداری ہو جائے
لشکر ساحران شکست کھائے سحر کرنے والے نہ باقی رہین جادو کا کوئی نام نہ لے ماہدولت فرماتے ہین یہ ہرگز نہوگا
ساحرون کے دم سے ہمارا نام ہے افراسیاب بادشاہ خوش انجام ہے دل سے ہماری یاد کرتا ہے ہم اسکو آباد رکھینگے
اور اسکے ساتھی کہ تیرے ہمراہ جائین مقصد تھا الگ الگ تقدیر کرین وہ سب کیا کر سکتے ہین لیکن آج تونے

ایسے کلمات عجز آمیز کہے قدرت کو رحم آگیا ضرور تیرے ساتھ چلینگے ہٹو آنکھین بند کرو قدرت مع بارگاہ تشریف
لاتے ہین تمھارے خیمے بارگاہ مین بخشہ ہین سب نے آنکھین بند کین پیچھے ہٹے اک سناٹا ہوا بعد چشم زدن افراسیاب
نے آنکھین کھول کر دیکھا اک بارگاہ استادہ ہی چار سو سنہرے کلس خیمہ مثل نیر اعظم چمک رہا ہی طنابین رشک گیسو
نازنینان سر جبین سراسر آراستہ و پیراستہ خوشبو مشک و عنبر آرہی ہی پردہ اٹھا ہوا اُس بارگاہ مین قدرت
جلوہ فرما ہین افراسیاب و زال و پلنگ و ساحرہستی اندر آئے دیکھا میز دنگل کرسیان افراسیاب کو بیٹھنے کا
حکم ملا جب یہ چارون ساحران زبردست بیٹھے اب جو خیال کیا سحر بالکل فراموش افراسیاب متردد ہوا خداوند جمشید
نے آواز دی او گدھے کیا سوچتا ہی ہم بانی بنائے سحر و ساحری ہین کلید خزانۂ افسونگری ہین ہمارے پہلو مین اگر
بیٹھا اب سحر کیسا باہر جا سحر پھر یاد آجائیگا چارون گھبرا کر باہر آئے سحر یاد آگیا اور زیادہ اعجاز کے قائل ہوے بزرگی
پر قدرت کی مائل ہوے قدرت جب آواز دیتے ہین زمین تھرا جاتی ہی صدا دی او پلنگ خونریز بائین جانب
صحرا مین جا کر آواز دی ای ملک الموت قدرت خداوند جمشید تجھکو یاد فرماتے ہین وقت قبض روح دشمنان آگیا
پلنگ کو یہ حکم دیا زال سے کہا او پیر زمین گیر داہنی طرف صحرا کے جا کر بصد لطف و محبت پکار ای فرشتۂ رحمت خداوند
جمشید تجھے یاد فرمایا ہی پلنگ خونریز و زال جادو چلے دونون نے دونون جانب آکر آوازین لگائین بائین
جانب سے شعلہ ہائے آتش بھڑکے پلنگ نے دیکھا بیشے سے ایک شخص بصورت مہیب کالی کالی صورت سرخ تیغ
برق تاب ہاتھ مین کھنچا ہوا آنکھین اُبلی ہوئین منھ سے شعلہ ہائے آتش نکل رہے ہین سامنے آتے ہی آواز
دی منم ملک الموت قدرت خداوند جمشید پلنگ خونریز بڑا شیر دل تھا صورت ہیبت ناک دیکھکر ہائے کہکر گر پڑا
دانت بیٹھ گئے ایڑیان رگڑنے لگا ملک الموت قریب آئے کہا کیون ڈرتا ہی تیرے باپ دادا پردادا کی روح قبض
کی تیری بھی روح قبض کرینگے لیکن ابھی وقت دور ہی اٹھ پلنگ سے اٹھا نہین جاتا تھا ہاتھ پکڑ کے اٹھایا
کھینچتے ہوے لیکر چلے اُدھر زال نے جا کر آواز دی زال کی آواز پر وال ہی کہ فرشتۂ رحمت کو لینے آیا جیسے ہی آنحضرت
پکارا ای فرشتۂ رحمت صدائے خوش آہنگ آئی حاضر ہوا حاضر ہوا قدرت کے صدقے آواز دینے والے پر نثار میرا
بیڑا لینے والا ایکتا ہی باب رحمت وا ہی یہ صدائے دلفریب آئی زال دیکھنے لگا صحرا سے ایک جوان حسین
چہرہ رشک آفتاب زلفون کو پیچ و تاب دو پر یاقوت احمر کے بازوؤن پر بصد کر و فر درست ہین رواروی مین
چلا آتا ہی درست ہین زال حیران دیدار محو جمال ہو کر سراپا دیکھتا ہی ہر اعضا سانچے مین ڈھلا ہوا خوشخو خوش رو
خوش آواز آواز مین سوز و گداز زال جادو نے جھک کر سلام کیا فرشتۂ رحمت مسکرایا برق حسن چمکی خرمن

ہوش و حواس کو جلا دیا فرشتۂ رحمت ہمراہ زال وجد مین یہ غزل گاتا ہوا چلا غزل

کبھی ہوتا ہون ظاہر جلوۂ حسن نکو ہو کر
کبھی کثرت سے رنگ جاتا ہون شیشے کا گلو ہو کر
سبو سے صحبت بڑھکر ہے میری خانہ بردوشی
چھلک جاتا ہون بے تکلیف ساقی مین سبو ہو کر
نہین چلتی کوئی تدبیر کیا کیا فکر کرتے ہین
پھرا یا عمر بھر عالم مین تیری جستجو ہو کر
نہین ممکن کبھی تر دامنی مین فرق کچھ آنے
دماغون مین رہا کرتا ہون مین گیسو کی بو ہو کر
خراش زخم سینہ تو نکا دور کرتا ہون
کبھی ابرو بھی بن جاتا ہون قمہ ابرو ہو کر
کبھی لو کو بھی سمجھتا ہون بری ہر زہ دشمن کی
جلاتا ہون دلونکو یاد یار شمع رو ہو کر

کبھی خاطر مین چھپ جاتا ہون تیری آرزو ہو کر
بڑھا لیتا ہون اکثر ربط یار پاکدامن سے
رہا کرتا ہون ہر لحظہ مین تیری جستجو ہو کر
سکھائی ہے نئی تدبیر مجھکو میری خاطر نے
مین کر دیتا ہون قائل سبکو تیری گفتگو ہو کر
نہ کیونکر شور ہو عالم مین میری فکر خاطر کا
بہا کرتے ہین اشک چشم میرے آب جو ہو کر
کبھی ملک حلب مین ہون کبھی شہر ختن مین ہون
لپٹ جاتا ہون جب شانے سے زلف مشکبو ہو کر
اٹھا لیتا ہون جو غم مصیبت آسمان سے
نہین قابو مین ہوتا ہون مزاج جنگ جو ہو کر
لہو سے میرے پیرہن تر دیکھکر یار رونے فرمایا

کبھی گم ہو کے شرماتا ہون مثل قطرہ ساغر مین
لپٹ جاتا ہون تہ دریا سے مین آب وضو ہو کر
نہین ہے احتیاج غیر وقت جوش مینائی
پسند آتا ہون دشمن کو بھی تیری گفتگو ہو کر
تقاضا تھا تمنا سے نہ یکجا دو گھڑی بیٹھے
دلونکو کھینچ لیتا ہون تمھارا رنگ رو ہو کر
نشان کیا پوچھتے ہو بے نشانون کے ٹھکانونکا
نہین رہتا تری شہرت کی صورت ایک سو ہو کر
کمی مین بھی مری ہستی کی ہستی اور پیدا ہے
سہا کرتا ہون ظلم دلربا عاشق کی خو ہو کر
مرے سوز درون مین سو طرح کے لطف جان بخش ہین
نسیم آیا ہے کوئے یار سے کیا مشکبو ہو کر

اس لطف سے یہ غزل فرشتۂ رحمت نے گائی کہ تمام افراسیاب صدائے فرحت انگیز سنکر دوڑے زال جادو جھومتا ہوا الغرض راہ فرشتۂ رحمت نے طے کی ہے کہ دوسری جانب سے ملک الموت قدرت بعد ہیبت و شان تمکین لگاتا ہوا آتا ہے جب عمرو کا مارا ہاتھ پانون مین سبکے تھرتھری پڑی فرشتۂ رحمت نے پکار کر آواز دی اے قہر و غضب جمشید کیا بندگان قدرت کو ڈرا ڈرا کے ہلاک کرو گے تلوار نیام مین کرو ہیبت کو صرف کرو یہ سب مقبول بارگاہ جمشید مین ہارے تمھارے ظاہر ہونے مین بڑے بڑے بھید مین افراسیاب کو جو خبر ہوئی کہ فرشتۂ رحمت و ملک الموت قدرت تشریف لاتے مین دوڑکر باہر بارگاہ کے آیا ملک الموت کو دیکھکر یقین تھا غش آجائے گڑگڑانے لگا فرشتۂ رحمت کو دیکھکر باغ باغ ہو گیا اُسی طرح یہ دونون فرشتے آگے آگے سب سر جھکائے ہوئے عقب مین فرشتۂ رحمت ہنستا ہوا ملک الموت کی پیشانی پر بل پڑا ہوا صورت خونخوار صاف ظاہر ہے کہ کبھی ہنسا ہوگا اس شوکت و شان سے دونون فرشتے بارگاہ خداوند جمشید مین پہونچے دیکھا قدرت بالائے تخت جلوہ فرما مین ایک جانب ملک الموت آکر بیٹھا ایک جانب فرشتۂ رحمت بیٹھتے ہی فرشتۂ رحمت نے آواز دی اے بندگان مقبول بارگاہ

خداوند جمشید قدرت نے اپنے کو ظاہر کر دیا ابتک کچھ نذر و نیاز نہ گذری بڑے نالائق ہو زال سے اشارہ کیا
در دولت پر سب حاضر ہون اپنی اپنی مرادین مانگین ہار پھول چڑھاوین دو مٹکے پانی کے بھر کر دروازے
پر رکھو اسمین گیت وان دین خبردار کسی کو ظاہر نہو اب تم سبھون کے بڑے مرتبے ہوے ارے یارو جو چاہے
مانگ لو زندۂ جاوید ہوا دلاوین لو سلطنت کی ہوس کر لو کیا روز سعید ہے آج ہفت آسمان پر روز عید ہے فرشتون مین
شور بلند ہے کہ قدرت جا کر زمین پر ظاہر ہوے کئی کرور فرشتے زمین پر بھی آگئے اگر ظاہر ہو جائین تم سبھون کے
کلیجے پھٹ جائین یہ سنکر دروازے پر ہجوم عام انبوہ خلائق ہو گیا دیہات و قریات والے دوڑے مٹکے پانی کے
بھر کر رکھدیے گئے اسمین اشرفیان روپے جواہرات انگوٹھی چھلے پڑنے لگے کیا مجال ایک سے ایک نیا حال ہے جب
افراسیاب بارگاہ قدرت سے نکل آتا ہے زمیندار تعلقدار قدمون سے لپٹ جاتے ہین کہتے ہین ای شہنشاہ دیدار قدرت
کے مشتاق ہین جا کر عرض کیجیے ہم بھی گنہنے بندے ہین افراسیاب نے جا کر عرض کی حکم ہوا جا کر ہمارے بندون سے
کہدو کہ بوقت سحر در دولت پر امیر و غریب فقیر حاضر ہون سب کو قدرت جمال دکھائینگے ایک ایک فقیر کو بادشاہ بنا دینگے
ساحرونکے مرتبے بڑھائینگے دشمنون کو مثل نقش قدم مٹائینگے افراسیاب نے جا کر یہ حکم پہونچایا سبکو یقین کامل ہوا
کہ خورشید جمال قدرت کی صبحکو زیارت کرینگے افراسیاب دمبدم باہر جاتا ہے خوشی خوشی اندر آتا ہے جا بجا اسباب عیش
و نشاط مہیا کرون شراب و کباب لاؤن ملک الموت نے کہا او بھیا قدرت کھانا کھاتے ہین پانی پیتے ہین سب
نعمتین دنیا کی اپنے بندون کے واسطے مہیا کردین کھاؤ پیو مزے اڑاؤ دنیا کا گانا سننے کی کیا احتیاج ہے فرشتۂ رحمت
اہالیان علم موسیقی کے سر کا تاج ہے خود قدرت سب کمالون مین کامل و اکمل ہین اعتقاد نکرنے والے جاہل و اجہل
ہین افراسیاب خاموش ہو رہا جب قدرت کو منظور ہوا طرف فرشتۂ رحمت کے بنگاہ محبت دیکھا وہ گنگنانے لگے تانین
مارنے لگا اگر کسی مقام پر بگڑا علم کے خلاف گایا قدرت نے گنگنا کے وہ تان ماری کہ سب بیقرار ہوگئے فرشتۂ رحمت
نے قدمون کو بوسہ دیا کہا خداوند میری کیا مجال ہے ہر ایک کمال کو آپنے خود بنایا ہمین بھی سکھایا اسوقت غلام امیدوار ہے
کہ کچھ اپنی زبان سے ارشاد فرمایے دو چار اشعار گائیے بندون نے آپکے اس علم کو عبادت مین داخل کیا کیا
کیا ثواب عظیم حاصل کیا بعض کلاونت کہلاتے سب مشتاق ہین یہ کہکر فرشتۂ رحمت طرف افراسیاب کے متوجہ
ہوا کہ آپ بھی عرض کرین مین تو تعلیم کردہ ہون اصلی علم سماعت فرمایے جیسی چاہتے ہین آواز بنا لیتے ہین
جسطرف چاہتے ہین راگ دھن کو پھیر دیتے ہین بنانے والے کے سامنے کون منھ کھولے جسطرح چاہا خلق کیا
لیکن خوبصورت خوش آوازی کا لطف طے قلب تھا اے صاحبان لذت کا کلیجہ منھ کو آئے افراسیاب نے

دست بستہ عرض کی قدرت نے گانے مین فرشتۂ رحمت کے جابجا دخل دیا کوئی لفظ آپکی زبان معجز بیان سے
نہ سُنا سننے والون کا دل نہ بھرا ایک غزل عاشقانہ اپنی زبان سے گائیے اُسکی حقیقت سمجھائیے اُسی طرح آپ کے
بندون کو تعلیم کرین عبادت مین یہ لطف شرکت ہو یہ کمال نمک صحبت ہو جمشید بھی خوش بیٹھے تھے کہا او بندۂ خاطی
تونے قدرت کو بہت ستایا اپنے ساتھ لیکر بارگاہ مین آیا مگر تونے ایسے طور سے عبادت کی قدرت کو بہت پسند آئی
تجھکو راضی کرنا ضرور ہے کیا یاد کریگا کبھی اپنے خداوندون کو دیکھا تھا افراسیاب نے کہا اب قدرتکو طلسم ہوش ربا
مین رہنا پڑیگا اسکا تو جمشید نے کچھ جواب نہ دیا لیکن بغل مین سے نَے نکالی دہن پر رکھکر دھر پھونکی آواز نَے کی
پسوز و گداز بلند ہوئی بیرون بارگاہ لاکھ در لاکھ مشتاق جمع ہین یہ اشعار عاشقانہ صداے نَے سے ظاہر ہوتے ہین نظم

موت ہی سے کچھ علاج درد فرقت ہو تو ہو
عشق غارتگر اگر دنیا سے غارت ہو تو ہو
گر پڑے ہے آگ مین پروانہ سا کرم ضعیف
مردمک آنکھین کہان ہو دل حسرت ہو تو ہو
اب یہان بھی کبھی آتا نہین الفت کا نام
ذوق یہ تیری ہی دستار فضیلت ہو تو ہو

غسل میت ہی ہمارا غسل صحت ہو تو ہو
کہتے مین شور قیامت جسکو وہ اے چشم یار
آدمی سے کیا نہو لیکن محبت ہو تو ہو
آدمیت سے ہے بالا آدمی کا مرتبہ
انکے مکتوبون مین کچھ رسم کتابت ہو تو ہو

ہو تو ہو آباد کیونکر یہ خراب آباد دل
تیرے ستونکی صفیر خواب غفلت ہو تو ہو
انتظار یار مین جو چشم ہو جاے سفید
پست ہمت یہ نہو اور پست قامت ہو تو ہو
آج اک گڑی ہوئی تھی ہیکلہ یہین مین مر

اس رنگ سے یہ غزل خداوند جمشید نے گائی کوئی رویا کوئی بیتاب ہوا بعضون
کو غش آگئے بعض نے گریبان پھاڑ ڈالے بعضے خاموش کہتے تھے یا رو یہ بیشک خداوند ہے صداے نَے سے دل مین
سوراخ پڑ گئے کانٹے محبت کے دل مین گڑ گئے ملنگ خونریز جو پہلو مین بیٹھا ہے شہنا اسکے ہاتھ مین رہتی ہے پوچھا کیون رے
بے غیرت یہ کیا ہے لڑکون کا سا کھلونا لیے پھرتا ہے ابتک مین ابھی مزاج سے نہین گیا نام تو اسکا بتا یہ کیا چیز ہے تو تو
بالکل ناچیز ہے ملنگ نے دست بستہ عرض کی یا خداوند آپکا غلام قدیم شہنا نواز جادو حاکم حجرۂ چہارم گوشۂ کوہ
مین آپکی محبت مین بیٹھا رہا یہ شرف آپنے اُسکو دیا تھا سپاہ سالار لشکر ظفر اثر کیا تھا اس تحفے پر اُسکو ناز ہے
شہنشاہ ہوش ربا براے جنگ مہرخ وغیرہ اُسکو لینے گئے تھے وہ آپکے بادۂ محبت سے چور ہے آپکا عاشق ناصبور ہے
مقام عبادت سے نہ اُٹھا یہ شمشاد دیگر روانہ کیا اسی وجہ مین شہنشاہ کا اسطرف گذر ہوا اسکی آٹھ پہر حفاظت کرتا ہے
قدرت نے کہا ابے او احمق حیوان مطلق قدرت خود چلتے ہین جسطور سے منظور ہوگا بندون کو سمجھائینگے اب اس شہنا
کا کیا کام ہے آٹھ پہر لیے پھرتا ہے لا تخت پر رکھدے آرام سے سویا کر افراسیاب نے بھی کہا قدرت سچ فرماتے ہین
اُسنے شہنا تخت پر رکھدی قدرت نے ہاتھ مین اُٹھالی فرشتۂ رحمت کو رحمت ہوئی اُسنے بطور قرولی کمر مین لگالی حکم

ہوا ساماں سفر تیار ہو قدرت اپنی بارگاہ سمیت چلینگے اپنے ہی تخت پر سوار ہونگے افراسیاب خوشی خوشی باہر نکلا
سبھون سے کہتا ہی دیکھو صاحبو قدرت کی یہ شان ہی داتی امان آئین خوراک دیتے دیتے جان پر بن گئی مشعل بجیا
امرو پرست ہزارون من شراب پی گیا سیکڑون خالی کر دیے حلیہ واصل جہنم ہوا ورنہ ایک قطرہ شراب کسیکو نہ ملتی شراب سے تنگ کیمیا
ہو جاتی داتی امان نے اسقدر آدمی کھائے کہ بدنام ہو گیا استحقاق تاج گانے پر مائل تھا قدرت کے تشریف لیجانے مین کوئی
صرف نہین فرمائش کا حرف نہین اپنی بارگاہ اپنا تخت شراب و کباب کا کیا معقول جواب دیا گانے بجانے مین وہ خود
کامل ہین ہماری خوشی کی زیبائی یا پلنگ اور زلال کہتے ہین ای شہنشاہ طلسم ہوش ربا تو بڑا صاحب اقبال ہی آجتک
کسی نے خداوند کو نہین دیکھا صدہا برس سے یہ مذہب یا عمری جاری ہی کسی نے یہ ظہور دیکھا تھا نہین معلوم آپ پردے مین
کون سی عبادت کرتے ہین دل آپ کا صاف و شفاف ہی حقیقت مین یہی انصاف ہی قدرت کے ظاہر ہونے مین اگر نقصان
ہو تو قدرت کیسے یہ کہکر فوراً ساماں سفر تیار ہوا سبھون نے دیکھا قدرت کا تخت ہوا پر بلند ہوا یا تو وہ بارگاہ زربفتی تھی
اب ایک چھوٹی سی چیز شل چتر زرین تخت پر سایہ فگن تخت خرامان خرامان بالاے ہوا جاتا ہی گرد لاکھون آدمی صدا سے
یا خداوند یا خداوند دیتے ہوے چلے آتے ہین باجے سب طرح کے بجتے ہین عجب ہنگامہ برپا ہی افراسیاب نے آتشی ورق
ایک نامہ بنام ملکہ حیرت تحریر کیا مضمون یہ تھا ای ملکہ عالم اقبال با دولت کی ہر شخص قسم کھاے تا بہ چرخ چہارم پہونچا
شہنشاہ نواز لوٹ آیا مگر پلنگ کو ہمراہ کر دیا راہ مین ظہور قدرت خداوند جمشید ہوا مفصل اگر زبانی بیان کرونگا اصل
یہ ہی کہ مقام خداوند جمشید بڑی جستجو سے دستیاب ہوا صحراے مشک بیز مین خداوند نے خداوند جمشید کو ہمراہ لیے ہوے
آتا ہون حجرہ ہاے بلا کیا چیز ہین ساحران ہوش ربا سب بہ تیز ہین اب مہرخ و بہار پر وہ بلا نازل ہوگی بھاگتے رستہ
نہ ملیگا جو جو مقدمات گذرے ہین اگر انکو تحریر کرون کتاب طولانی ہو جاے مضمون ظہور قدرت ختم نہو خوب ثابت ہو گیا
سواے خداوند جمشید لات و منات وغیرہ سب مکار ہین ہان البتہ انکی سرکار کے کارگزار ہین یہ نامہ تمام کر کے شتر سوار
کو دیا وہ لیکر روانہ ہوا یہان ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ اپنے دربار مین نہایت حیران و پریشان ہین یہی ذکر ہی کہ خواجہ عمرو
واپس نہین آے نہین معلوم وہان کیا گذری چالاک بن عمرو کا یہ دستور ہی دن بھر مین چار مرتبہ صورت عمرو کی بنکر
سارے لشکر مین پھرتا ہی صرصر و صبا رفتار نے بھی اکثر دور سے دیکھا سبکو یہی معلوم ہی کہ خواجہ عمرو لشکر مین ہین ملکہ
مہرخ تنہائی مین آئین چالاک کو بلایا کہا ای چالاک عرصہ دراز گذرا تمھارے والد نامدار واپس نہین آے لشکر حیرت
سے خبر لاؤ شاید کچھ آمد شہنشاہ نواز کی کیفیت ظاہر ہو چالاک صورت بدلکر بارگاہ حیرت مین آیا تمام دربار حیرت کا
آراستہ و پیراستہ ہی حیرت رنجیدہ بیٹھی ہی یہی ذکر کر رہی ہی کہ ہمارے شہنشاہ ایسے مقام پر گئے ہین دیکھیے کب تشریف

لائین اس صحرائے پرآشوب کا کتابون مین ذکر ہی اسکے پہر مجھکو یہی فکر ہی خداوند سامری و جمشید انکو خیر و عافیت سے لائیو
اگر صحرائے ہستی کو طی کیا بڑا کمال ہوا کبھی کسی نے اُس صحرائے مصیبت کو طی نہین کیا صدہا قافلے تاجرون کے اُس جنگل مین
جاکر ہلاک ہوے پلٹ نہ سکے شہنشاہ پر آجکل بڑی مصیبت ہی مین نے ہر چند کہا مجھکو ساتھ نہ لیا مجھ کمبخت کا کہنا نہ مانا
اس مصیبت مین شریک رہتی مین بہی صدمہ حدت آفتاب ہستی و وزیر نادیان سمجہا رہی ہین کہ شتر سوار اگر بہیجا ہا تھ
مین حیرت کے نامہ دیا صرصر و صبا رفتار وغیرہ عیار بچیان موجود مین حیرت نے باآواز بلند نامہ پڑھا خوشی ہوکر
کہا لو صاحبو شہنشاہ خداوند جمشید کو ہمراہ لیکر آتے ہین راہ مین بڑے بڑے ظہور قدرت خداوند ہوے مفصل تحریر
نہین فرمایا جلد تیاری کرو کوئی مقام صحرائے مشک بیز ہی وہان قدرت ملے شہنشاہ کے ساتھ ہوے منزل بمنزل
تشریف لاتے ہین اس دربار مین اُسوقت بڑے بڑے نامی ساحر جمع ہین آپس مین کہنے لگے کیون یارو کبھی نام صحرائے
مشک بیز سنا تھا نام سے بوے جلالت ظاہر ہی دماغ جان عنبر و معطر ہی صرصر بے اختیار بول اُٹھی بی بی خداوند لقا
خیر کرے ساربان زادے نے کچھ فتور ضرر کیا ہو صبا رفتار نے جواب دیا اُستانی صاحب مین ابھی خواجہ عمرو کو لشکر مین
دیکھکر آئی ہون بازارون کا انتظام کر رہا تھا صرصر نے کہا یہ مقام تعجب ہی ساحرون نے کہا صرصر زبان بند کرو قدرت
کے مقدمے مین ایسی باتین نہ کہو جنگل ہی کا وہ نام سنا کہ قلب کو تقویت ہو گئی صرصر نے کہا خیر احوال معلوم ہو جائیگا
طوطی کی آواز نقارخانے مین کون سنتا ہی بی صبا رفتار نے پہلے ہی لقمہ دیا کہ ہم عمرو کو دیکھ آئے ہین جب تک ساحرون
نے جواب دیا اے صرصر تینے بھی عمرو کو دیکھا کل تجھکو طلاے پر موجود تھا کلید قفل لشکر اسلام ہی اگر بہروپیہ لشکر مین ہو
انتظام مین فرق آجاے کیا ہم سب جہوٹے ہین اندھے تھے عمرو کو نہین پہچانتے خداوند کی قدرت مین دخل دیتی ہو
اپنی گردن پر عذاب لیتی ہو الیاسب نے صرصر کو آڑے ہاتھون لیا جھلا کے بارگاہ سے نکل گئی مگر صبا رفتار
کہتی ہی مجھکو خداوند جمشید کا یقین نہین آتا کوئی فتور ہی شہنشاہ کی عقل کا قصور ہی چالاک یہ خبر لیکر بھاگا اُسنے
بارگاہ مین تخلیہ کیا مہرخ سے کہا ابھی خبر آئی ہی کہ شہنشاہ لواز نے پلنگ خونریز کو ہمراہ کردیا خود نہین آیا خداوند
جمشید ہمراہ آتے ہین ملکہ مہرخ نے کہا پہر خوشی کا ہیکی وہ بھی کوئی ساحر زبردست ہوگا چالاک نے کہا مجھکو خیال
ہی کہ قبلہ و کعبہ ہو نچے شاید خداوند جمشید نے مہرخ نے کہا اے چالاک یہ غیر ممکن ہی ہمکو اپنے بخت واژگون سے یہ امید
نہین ہی کہ صورت عیش و سرور آنکھون سے دیکھین زال جادو ایسا بڈھا افراسیاب پر ہزارون عیاریان
ہو چکین کیا کوئی بات باقی ہی جو منظور پروردگار ہو چالاک نے کہا یہ خبر سنکر میرے تو قلب کو قوت ہوئی کیا کہون
بصورت قبلہ و کعبہ لشکر مین پہرا کرتا ہون جو فرما گئے اُسکا انتظام واجب و لازم ہی ورنہ بہاسے خبر جاناچند روپر تو

بڑھکر عرض کی حضور ابھی خبر آئی ہو کل بوقت سحر افراسیاب معہ لشکر و فوج خداوند جمشید داخل لشکر حیرت ہوگا
تیاری ہو رہی ہو رات ہی کو ملکہ حیرت سوار ہوگی صرصر وغیرہ بھی ہمراہ جائینگی صرصر نے کچھ شکوک کے
کلام کیے حیرت نے بہت غصہ کیا سب ساحرون کو ناگوار ہوا صرصر نے بھی یا تمہارے عیاری ذات پر آراستہ
کیے مین چالاک نے کہا خدا مالک ہو قبلہ و کعبہ کی شفقت کو اے معبود برحق ضائع نہ کرنا میرے دل کو اب بہت
بیقراری ہو برق و قران تو واپس آتے کل حال سناتے اُنکے نہ آنے سے یہ دل کو یقین ہوتا ہو کہ کوئی عیاری
ہوئی مگر عقل مین نہین آتی خدا قبلہ و کعبہ کو سلامت رکھے دشمنون کی نگاہون سے بچائے اگر ہزار برس کوئی
فکر کرے طلسم ہوشربا کے راز و نیاز سے آگاہ نہو قبلہ و کعبہ نے بڑے بڑے کام کیے خوب نام کیے اتنا عرض کیے
دیتا ہون علاوہ دفع بلائے حجرہ بلا قبلہ و کعبہ کو لوح کی بڑی فکر ہو بدیع الزمان نامدار کا بھی حال دریافت
کرنا منظور ہو شاید کوئی فکر پوری ہوئی ہو لیکن عقل نہین ہو بخت طائر وہم خیال کے پر جلتے مین ایک مضمون
فرحت مشحون نامے مین مرقوم تھا کہ ظہور خداوند جمشید ہوا شاید کوئی مردہ ملا نہین معلوم زندہ ہوا یا مردہ ملا
مہرخ نے کہا ای بہتر والا گہر خدا اپنا فضل شریک کرے ہم لوگ تو بہت مایوس ہین شہنشاہ جمشیدی آتی ہو
نہین معلوم یہ خداوند کون بلا ہو دل دھڑک رہا ہو تمہارے کہنے سے کسی قدر اطمینان ہوتا ہو قلب واسطے
خواجہ کے روتا ہو چالاک و مہرخ تخلیے سے باہر آئے چالاک بشکل عمرو لشکر مین پھر رہا ہو بطور چھلاوہ کبھی
یہان کبھی خیمے مین چلا گیا کبھی اسی طرح بڑبڑاتا ہوا باہر آیا کسی پر تاکید کی کسی پر غصہ کیا صرصر
کئی مرتبہ لشکر مین آئی فقیرنی بنکر ہر ایک مقام پر ٹھہری دور سے دیکھا عمرو پھر رہا ہو نزدیک تو خوف سے
نہ جا سکی دیکھ رہی ہو وہی طریقہ وہی چال وہی باتین عیاری کی گھاتین ایک ایک پر تاکید انتظام ہو رہی ہو
کبھی آواز دیکر اندر بارگاہ کے جاتا ہو ایک ایک کو سناتا ہو صاحبو بوقت سحر لشکر تیار رہے کل افراسیاب حاکم
حجرہ چہارم کو لیکر آئیگا آمادہ حرب و پیکار رہو وردیان تقسیم ہو جائین اس شب کو افسر آرام نہ کرین ہر چند صرصر نے
چاہا مین نگاہ دیکھون چالاک کہین لحظہ بھر نہین ٹھہرتا حکم دیا تعجیل بارگاہ مین چلا گیا صرصر واپس آئی حیرت
نے پوچھا ای صرصر کہان گئی تھی کہا حضور جس وقت سے مین نے آمد خداوند جمشید سنی مین تو بد اعتقاد ہون نہین
معلوم دل مین کیا کیا آتا ہو لشکر مہرخ مین گئی تھی حقیقت مین عمرو انتظام کر رہا ہو اپنی آنکھون سے دیکھ
آئی بیشک عمرو موجود ہو دیکھیے اب کیا ہوتا ہو حیرت نے کہا تو ناحق گھبراتی ہو شہنشاہ کیا نادان ہین سب کچھ
سمجھتے ہین اس نامے مین ایسا کچھ لکھا ہو کہ کسی طرح پر ظہور قدرت جمشید ہوا اگر امتین ظاہر ہین اشیاے دنیوی

سے قدرت کو بالکل نفرت صرصر خاموش ہو گئی حیرت جادو سوار ہوئی برائے استقبال چلی ملکہ مہرخ نے یہان
لشکر کو آراستہ کیا بیرون بارگاہ تخت ملکہ مہ جبین اگر بچھا ساری رات اسی تیاری مین بسر ہوئی طائر زرین بال
آفتاب شاخ نخل مشرق سے اڑا گلشن فلک چہارم پر آکر زمزمہ سرائی کرنے لگا ظلمت شب کافور ہوئی سیاہی بالکل
دور ہوئی طائران صحرا النغمہ سرائی کرنے لگے دم باغبان حقیقی کی محبت کا بھرنے لگے نہرون کو بھی محبت بانی تپاکے
بحر و بر کا جوش ہوا نرگس شہلا کو نظارہ بازی کا ہوش ہوا ملکہ مہ جبین الماس پوش تخت زرین پر جلوہ فرما
ہوئین دلکل شوکت پر اسد نامدار گرد سرداران عالیوقار نازنینان ماہ رخسار ملکہ بہار گلعذار سبکی نگاہین لگی
ہوئی ہین چالاک اسی طرح بشکل خواجہ عمرو پہلو سے اسد نامور مین کرسی جواہر نگار پر جلوہ فرما ہین ذکر آمد
افراسیاب ہورہا ہی مگر حیرت رات ہی کو سوار ہوئی پانچون عیار پچیان پایہ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے
یہ لشکر جاکر اک صحرائے سبزہ زار مین پہونچا جانسوز بن قران کو چالاک نے روانہ کردیا ہی ایک گوشہ
مین یہ بھی رکھ کر دیکھ رہا ہی صحرائے گرد اڑ رہی اسقدر باجے بجے کہ گوش گردون کر ہوا صدائین یا خداوند جمشید
کی بلند ہوئین ملکہ حیرت تخت سے اتری پہلو مین عیار پچیان آج مثل حواس خمسہ پانچون ساتھ مین نگاہین
لڑی ہوئی دیکھا لاکھون گنوار دفلیان ڈھولک جھانجھ بجاتے ہوے وجد مین سامنے سے گذرے اسکے
بعد دیکھا افراسیاب مرکب اڑائے ہوے آتا ہی خوشی سے چہرہ سرخ سامنے حیرت کے آکر گھوڑے سے
کودا کہا ملکہ اب غنیمت جانو خداوند جمشید آپہونچے ساحر ہستی و زوال و پلنگ کو چھوڑ کر آیا ہون صرصر نے
بڑھکر دامن تھام لیا کہا اے شہنشاہ خداوند جمشید کہان ملے بصورت انسان ہین یا بشکل حیوان بیان کیا ہی
افراسیاب نے کہا اے صرصر اطمینان سے بیٹھکر حال کہونگا جتنے مسلمان مرے سب جہنم مین پھینکے گئے بخوبی مجھکو
ثابت ہوا مین نے سبکو آگ مین جلتے ہوے دیکھا میان احول جو گلا کاٹ کر مرے تھے کوڑے پڑ رہے تھے جب
مین نے خطا معاف کی تب کوئی باغ رہنے کو ملا اسی کی زبانی خداوند کا پتا ملا صحرائے مشکبیز مین پہونچا اب
اسوقت مجھکو بات کرنے کی فرصت نہین ہی مختصر یہ کہ خداوند جمشید تشریف لاتے ہین صرصر نے سر جھکا لیا افراسیاب
تو پھر بھاگا صرصر نے صبا رفتار سے کہا اے صبا رفتار کیا کہون ہوش اڑے جاتے ہین شہنشاہ ہمارے جہنم
بھی دیکھ آئے باغ بھی دیکھا گنہگار جتنے معلوم ہوے انکے معاف کرنے پر احول کو فرحت ہوئی جنت نصیب
ہوئی جیسے شہد سے دعا دیتے ہین کروٹ کروٹ جنت ہو یہ کیا سحر کہ ہی صبا رفتار نے کہا استانی چپ رہو کیا
خداوندون مین قدرت نہین ہی ہمکو تمکو سب کو پیدا کیا انھین قدرت منظور نہین ہی صرصر نے کہا ارے بیوقوف

قدرت کو کیا غرض تھی جو وہ آتے پانچ پانچ سو برس کے ساحر موجود ہین عبادت کرتے کرتے دیوانے ہوگئے
کبھی تھے بھی قدرت کو دیکھا یکا یک خداوند جمشید آگئے صبار قتار نے کہا میری بلا جانے آپس مین یہی چرچے
ہین صرصر بیلوے حیرت مین کھڑی ہوئی آمد ساحران دیکھ رہی ہے فوجین گذرین اب تخت خداوندی نمایان ہوا
زمین سے دس گز بلند سر پر سایۂ چتر زر ایک پہلو مین ملک الموت ایک جانب فرشتۂ رحمت بصد صولت بیچ مین
خداوند جمشید بردۂ برقع گلنار مین نہان چمک چہرے کی اُس پردۂ برقع سے عیان سب سجدے کے واسطے جھکے
افراسیاب پایۂ تخت سے لپٹا ہوا ایک سمت پلنگ خونریز و ساحر ہستی و زوال جادو و صدہا تاجران جلیل پا
پیادہ تخت کے ساتھ مین کئی سو نقارے بج رہا ہے گنواروں کا ہجوم یا خداوند یا خداوندی کی دھوم جیسے ہی حیرت سجدے
کے لیے جھکی صرصر بھی خم ہوئی مگر کنکھیون سے دیکھ رہی ہے قدرت نے بقہر و غضب آواز دی او حیرت سر سجدے
سے اٹھا یہ مکارہ جو تیرے ساتھ ہے اسکے دل مین ہمارا اعتقاد نہین جوتیان اسکو مار و مجمع سے نکال دو صرصر
مار پڑنے لگی اُسنے دہائی دی یا خداوند جمشید الامان الامان معاف فرمایئے ملک الموت نے بقہر و غضب آواز دی
ابھی روح قبض کرلون او نالائق قدرت نے ہمکو راہ مین خبر دی کہ صرصر ہمکو عمرو کہتی ہے دیکھ ہم عمرو مین جاتے ہین
افراسیاب پایۂ تخت سے لپٹ گیا کہا اے ملک الموت غصہ نکرو صرصر بیچاری کو لوگ کھینچتے ہوئے لائے لباس پارہ پارہ
منہ سوجا ہوا وزیرزادیون نے قدمون پر گروا دیا صرصر نے بھی توبہ کی گھبرا گئی دل مین کہتی ہے اے صرصر عقل کو ترے
زوال ہے اگر عیاری ہے تو بڑا کمال ہے خداوند جمشید پھر ہنسے کہا کیون رہی بداعتقاد دل مین کیا کہتی ہے عیاری کا
ذکر ہے مکاری کی فکر ہے خبردار دل کو صاف کر ابھی جہنم مین بھجوا دونگا اب تو صرصر کے بھی ہوش اڑ گئے کہ دل کے راز
سے آگاہ ہوگئے کرامات کہتی ہوئی گرد تخت کے پھری صبار قتار وغیرہ تو ہاتھ باندھے کھڑی ہین تخت اس کروفر
سے چلا دمبدم جاہ و بڑھتا جاتا ہے تمام متعلقہ زمیندار راجہ بابو خبرین سنکر چلے آتے ہین دیکھنے والون کے ہوش
اڑے جاتے ہین جانسوز یہ خبرین لیکر بھاگا خدمت مین ملکہ مہرخ کی پہونچا تمام کیفیت بیان کی کہا بھائی چالاک
صرصر کو بڑی جوتیان پڑین چالاک نے کہا خداوند میرے قول کو گرہ نشین کرنا جانسوز نے کہا تمھارا خیال بالکل
باطل ہے یہ اُستاد نہین بڑا کوئی ساحر کامل ہے دلکے حالات بتاتا ہے کئی مرتبہ صرصر کے دل کی کیفیت بیان کی ایک
سمت ملک الموت ایک جانب فرشتۂ رحمت صولت و شوکت کا کیا ذکر کرون بھائی چالاک مین تو بہت حیران ہون
اب سب سمت ہوا انگران مین کہ کروفر سے آمد ہوئی سب طرح کے باجے بج رہے ہین تخت پر چالاک کی نگاہ پڑی
خداوند بپردۂ نقاب ہین نہان ہین ملک الموت و فرشتۂ رحمت مگس پرانی کر رہے ہین دھوم ہے کہ قدرت کی سواری

آتی ہے قدرت احکام لگاتے ہوئے خرامان خرامان بڑی دھوم سے سواری پہونچی ایک مقام پر تخت ٹھہرا اور جو چتر زر تھا
مثل خیمے کے آراستہ ہوگیا تخت اُسی خیمے مین داخل ہوگیا اُس بارگاہ کو چہار جانب سے تاجداران جلیل نے گھیر لیا
افراسیاب ملکہ حیرت کے ساتھ اپنی بارگاہ مین آیا حیرت نے کہا مین نے میخانہ سامان عیش و عشرت برائے قدرت
تیار کیا ہے پیشکش کرون افراسیاب نے کہا اے حیرت قدرت نے مجھکو کوئی تکلیف نہین دی شراب تک نہین پی
کیا بجا ارشاد فرمایا نعمت ہاے دنیوی واسطے بندون کے خلق فرمائی ہین ایک ہفتہ گذرا قدرت نے نہ کچھ کھایا نہ پیا
فرشتگان رحمت و جلالت بھی نعمتہاے دنیا سے محروم ہین نعمتین بہشت کی کھاتے ہونگے مزے اڑاتے ہونگے اشیاے
دنیوی بالکل ناپسند ہین اے حیرت دیکھو مشعل و تاریک شکل کش و اختقاق نے روپیہ بھی صرف کرایا تمام عالم مین
ظالم مشہور ہوا قدرت کی آمد مین ایک حبہ بھی نہین صرف ہوا اپنے تخت پر جلوہ فرما ہین بارگاہ کرامت بندون پر سیطرح
سے نگاہ رحمت مراد مند مرادین مانگتے ہین راہ مین مریضون نے صحت پائی مراد مندون کی مراد بر آئی اول مین نے احول
مریخ نشین کو مبتلاے عذاب دیکھا دعا کرکے خطا معاف کی اُسی خیر خواہ نے صحراے مشک بیز کا نام بتایا وہان جا کر جستجوے
تمام قدرت کو پایا بڑے کروفر سے لیکر آیا اب کل سکو کیفیت معلوم ہوگی پلنگ خونریز سے شہنا لیلی بہت درست فرمایا کہ اب
ہم خود چلتے ہین شہنا بجانے کی کیا ضرورت ہے پلنگ ہر وقت خدمت مین حاضر رہتا ہے اے حیرت اب بیمار کو کسی طرح
بچائے لشکر مین بلائے ملک الموت قدرت کے ہمراہ ہے چشم زدن مین روح قبض کرلیگا اے حیرت بجاہ و جلال خداوند جمشید
مجھے اُن سردارون کا بڑا پاس ہے اب کبھی زندگی سے یاس ہے بقدرت صرصر آنکھون سے دیکھا بد اعتقادی کی کیا ہوا اگر بڑی
جو اُسنے دل مین کہا قدرت نے بتلا دیا اے خاتون محل اگر مصیبت احول کو دیکھتین عبرت سے روح تڑپ کر قالب
خاکی سے نکل جاتی رات بھر فرشتے عذاب کرتے تھے دن بھر حدت آفتاب مثل ماہی بے آب پھڑکتا تھا ہزارہا فرشتگان عذاب
آنکھون سے دیکھے اُسنے مجھسے فریاد کی مجھکو رحم آیا قلب تھرایا مین نے دعا کی خطا معاف ہوئی بیقرار و اشکبار تھا ہفتم
طرف باغ کے روانہ ہوا جہنم بھی دیکھا بہشت بھی دیکھی دیر و کنشت کا لطف کھلا حیرت یہ حالات کرامات خداوند سنکر
خاموش ہوئی صرصر چپکی کھڑی ہے بخوف افراسیاب منہ سے نہین بول سکتی آخر تاب نہ آئی کہا کیون شہنشاہ یہ سب
آپنے اپنی آنکھون سے دیکھا افراسیاب نے جھلا کر جواب دیا اِسکی گردن مین ہاتھ دو ابھی تک بد اعتقادی چلی جاتی ہے
جوتیان کھا چکی اب ہم سے پوچھتی ہے آنکھون سے دیکھا ہم پر سارا معرکہ گزرا اری مجھ پر کیا موقوف ہے یہ اہالیان فوج و لشکر
سے دریافت کر دیکھ کیا کہتے ہین مقام سکونت خداوند صحراے مشک بیز فرحت انگیز ہوا معتدل طائران زمزمہ سرا
عندلیبان خوشنوا نرگس شہلا کی دیدہ بازی قمریون کی کارسازی کس شی کی تعریف کرون وہی نمونہ بہشت عنبر سرشت ہے

باغ سیب مین نے کس لطف سے آراستہ کرایا ہی کرور ہا روپیہ صرف کرکے بنوایا جو اُس صحراے دلفزا کو دیکھے کبھی اِس
باغ کی جانب توجہ نکرے ہر ایک کی یہ کیفیت تھی دل باغ باغ غم و الم سے فراغ جب اسطرح کے اوصاف افراسیاب
باانصاف نے بیان کیے صرصر نے کہا جب حضور نے سب آنکھون سے دیکھا مین کیا عرض کرون خداوند کا تشریف لانا
مبارک ہو میرے دل کو نہین قرار آتا افراسیاب نے منھ پھیر لیا حیرت سے کہا چلو زیارت خداوند جمشید سے مشرف
ہو یہ دن کبھی کسی کو کاہیکو نصیب ہوا اب زمان فتح و ظفر قریب آیا ملکہ حیرت اُٹھ کھڑی ہوئی انیسان دمساز و مصاحبان
ہمراز اشتیاق مین ہمراہ افراسیاب طرف بارگاہ خداوندی کے چلیں راہ مین افراسیاب نے حیرت سے کہا اے حیرت
بھلوا اے معشوق خوشخو کس کس کرامت خداوندی کو ظاہر کرون بیرون بارگاہ سحر بخوبی یاد ہی جب اندر گئے فراموش
بیہوشی کا جوش ہر چند یاد کرتے مین ایک لفظ نہین یاد آتا قدرت نے سبب فرمایا ہم بانی سحر و ساحری مین جو ہر خزانہ
افسونگری مین ہمارے سامنے سحر کی کیا حقیقت ہی جو چاہا بنایا جو قصد کیا مٹا دیا تم بھی سحر یاد کرنا مگر ادب خداوندی
کا خیال رکھنا حیرت بہت خوب بہت خوب عرض کرتی ہوئی بارگاہ مین آئی دیکھا خداوند برقع پوش بصد جوش و
خروش تخت طاؤسی پہ جلوہ فرما مین ایک جانب ملک لوت قدرت بصد ہیبت ایک طرف فرشتہ رحمت و نزال و
پلنگ وغیرہ چند سردار سر جھکائے ہوے بیٹھے ہین ملکہ حیرت نے آکر سجدہ کیا پایۂ تخت کو بوسہ دیا گرد پھری ہاتھ
باندھکر سامنے کھڑی ہوئی قدرت ہنسنے کہا کیون اے خاتون محل شہنشاہ اسوقت جور و خصم مین خوب باتین ہوئین ہی
شرط کہ تجھکو سنگ سیاہ کردون تیرے شوہر نے سب کچھ دیکھا قلب صاف ہوا حیرت تھرا کر گر پڑی فریاد فریاد کی صدا
بلند کی یا خداوند الامان الامان ہم سب بندگان گنہگار ہین ہمارے عیب چھپایئے شہنشاہ کے امورات پر خیال
نفرمایئے ایسے ایسے رنج و ملال اُٹھاے حواس خمسہ مین فرق پڑ گئے غیر مذہب والون کے اقلیم ساحران مین جھنڈے
گڑ گئے وہ ساربان زادہ تین روپیے کا پیادہ مکار حیلساز شعبدہ باز کیا کیا قیامتین برپا کرتا ہی مکاری غداری کا
دم بھرتا ہی آپ کے مصاحبان نامدار عابدان خدمتگزار کس حسرت و یاس سے مارے گئے طلسم ہوش ربا مین جابجا
قیامت برپا ہی اب قدرت رحم فرمائین ہماری حماقت پر خیال نکرین ارشاد ہوا بیٹھ جاؤ اے دختر بلند اختر حیات جادو
واغ زینت پہلوے افراسیاب خوشخواب تمھاری سلطنت تا روز قیامت قائم رہیگی اب رنج و ملال نہ سہیگی حیرت نے
دست بستہ عرض کی میری ہمشیرہ حقیقی بہار گلعذار شریک لشکر مسلمانان بدکردار ہوئی کنیز چاہتی ہی بہار پر کوئی زوال
نہ آئے اُسنے بڑے بڑے صدمات ہو نچائے ایک پیٹ مین ہم دونون نے پیر پھیلائے اب وہ ہمارے در پئے آزار مین
اپنے فعل کی مختار مین خداوند جمشید نے جواب دیا اب ان مقدمات مین کسی کو دخل نہین ہی جو ناسب مشیت ہو گا پیش

آئیگا بس اب طبل جنگی بجوا دو قدرت کو زیادہ تکلیف نہو تمام عالم کا بندوبست ہی ملک الموت پہلو مین موجود ہی لیکن استعلام سے خالی نہین ہی کوئی مشرق مین کوئی مغرب مین کوئی جنوب و شمال مین خرقہ ہوا ہر ایک پر قبضہ ملک الموت ہم قدرت سب ملاحظہ فرما رہے ہین افراسیاب نے اُسی وقت حکم دیا نقارہ رزمی پر چوب پڑی تمام لشکر افراسیاب مین بلڑ ہوا قدرت نے طبل بجوایا دیکھیے اجلال کیا جوہر کا ہے لشکر ملکہ مہرخ سحر چشم کے موجود تھے خبرین لیکر چلے

دو کلمہ داستان شوکت بیان بہ مرتبہ اول طبل جنگی بجوانا خداوند جمشید کا و مقابلہ ملک الموت سے ملکہ بہار و باغبان قدرت و ملکہ مخمور کا و دیگر حالات متعلق داستان ہذا مخمسہ

ناخدا ترس نہین تجھکو خیال بلبل — ہونا دیکھ نہ پڑ جائے وبال بلبل
دل بھٹا جاتا ہی سُن سُنکے مقال بلبل — غیر ہی حسرت گلزار سے حال بلبل
دیکھیون کن آنکھون سے صیاد ملال بلبل

دیکھکر غیر کا غم ہوتا ہون مین بھی غمگین — صدمہ گذرا کبھی دیکھا جو کسی دلکو حزین
منع گل توڑنے سے مین سمجھے کرتا تو نہین — مین چلا جاؤن تو گل توڑیو تو اے گلچین
مجھسے دیکھا نہین جائیگا ملال بلبل

گل کے اوراق تو گلشن مین کرونگا مین بہم — ہوگا لالے کی سیاہی مین بھی آب شبنم
جمع کر لونگا سر دست مین سامان رقم — شاخ گل ہاتھ لگے گی تو تراشونگا قلم
آج لکھنی ہی مجھے صورت حال بلبل

گل مین شبنم ہی کہ موسے ہی بھرا ساغر مے — رنگ دکھلاتی ہی اپنا ہر گلستان مین جو شے
آتی جاتی ہی نسیم سحری پے در پے — فصل گل آئی ہی کیا بھولی ہوئی بیٹھی ہی
دیکھنا دبدبہ جاہ و جلال بلبل

جسطرف دیکھو سراسر ہی گلستان تاراج — زلف سنبل ہی پریشان نہین قابو مین مزاج
مرگ عاشق کو ہی معشوق کے آگے معراج — گل مین مصروف عزاداری مین بلبل ہین آج
ہوگیا سنتے ہین گلشن مین وصال بلبل

گر نہین شکل مین صورت مین بشر ہی بخدا — قیس و فرہاد کے لکھا ہی برابر جلسا
مین نے خود محکمہ عشق مین جاکر دیکھا — داخل طبلق عشاق ہی چہرہ انکا

لکھے ہین دفتر گل مین خط و خال بلبل

ایک مدت سے تری قید مین وہ ہی غمگین
بے پرون پر تو ذرا رحم کیا کر بے دین
اکثر آ آ گئی ہی ہونٹھون پہ بھی جان حزین
کچھ خبر ہی تجھے صیاد ستمگر کہ نہین
جھڑ گئے کنج قفس مین پر و بال بلبل

برگ گل اڑ گئے صرصر کا ہوا یہ طوفان
ہمصفیرون کی ہی اب نغمہ سرائی وہ کہان
غنچے پژمردہ ہین اشجار ہین سارے عریان
باغ تاراج ہوا لوٹ گئی باد خزان
آ گئے آ گئے ایام زوال بلبل

قول رعنا ہی جو الفت مین پڑے رہتے ہین رند
ہمدم اشک مرے آنکھون سے کیون بہتے ہین نند
روتے ہین یہ بھی ہر طور کے اب بہتے ہین نم
عشق کیا چیز ہی معشوق کسے کہتے ہین نعم
نہ تصور مجھے گل کا نہ خیال بلبل

شعر تہمتن توان رستم داستان و جنین دادرخش سخن راعنان و ملکہ مہرخ نامدار مع کل سرداران عالیوقار بارگاہ
آسمان جاہ مین جلوہ فرما ہین حالات خداوند جمشید جانسوز و ضرعام دیکھکر آئے چالاک سے سب کیفیت بیان
کی اب چالاک کے بھی ہوش اڑ گئے سر جھکا لیا ملکہ مہرخ نے فرمایا کیون ای بہتر و الاگہر اسوقت تمکو تردد و تشویش
پاتے ہین چالاک نے کہا مین کیا عرض کرون ہر چند کہ طفلی سے فنون عیاری پر دست انداز ہوا جب مجھکو معلوم
ہوا کہ مین خواجہ عمرو کا بیٹا ہون میری مادر مہربان دختر زمیندار ہین اُس طرف والد نامدار کا گذر ہوا
ہمارے نانا جان نے ایک دیوار پر سات کٹوریان پیتل کی رکھدی تھین اور شرط کی جو کوئی ان ساتون کٹوریون
کو سات تیرون سے اڑا دے اُسکے ساتھ بیٹی کی شادی کرون قبلہ و کعبہ نے جا کر تیر لگایا سب کٹوریان گر پڑین
نانا صاحب نے خواجہ کی مشکین باندھین ارادہ ہوا کہ قتل کرین صاحبقران زمان اپنے رفیق کو تلاش کرتے
ہوئے آئے اس مصیبت مین انکو دیکھکر شرط پوری کی کٹوریان اڑا دین شرط جیتی ہمارے قبلہ و کعبہ کا عقد
ہوا قبلہ و کعبہ کا یہی دستور ہی جورو کی کبھی خبر نہین لیتے روٹی کپڑا نہین دیتے جب مین پیدا ہوا فنون عیاری
حاصل کیے مان سے پوچھکر طرف لشکر ظفر اثر کے روانہ ہوا راہ مین صحرائے ہولناک ملا شدت تشنگی سے
بیہوش ہو کے گرا بموجب روایت دفتر حضرت خضر پیغمبر میرے خواب مین آئے نظر کردہ کیا کچھ راز تعلیم فرمائے
کہ ہمت چست ہوئی اٹھکر روانہ ہوا یہان وہ زمانہ تھا کہ فرامرز بن قارن عدنی نے مکر سے صاحبقران کو پکڑ لیا

اور قفس مین بند کیا چوب عقابین پر پنجرہ نصب کر دیا تھا قبلہ و کعبہ دن بھر سرداروں کو خط بھونچاتے تھے
شب کو عیاری کر کے قریب قفس بھونچتے تھے صاحبقران کو کھانا کھلاتے تھے بختک وزیر نوشیروان نے یہ ظلم
کہ صاحبقران کی کلیان برما کر تارون سے دانت بند کروا دیئے تین دن سے خواجہ عیاری کر کے جاتے تھے کہ
آقا کو کھانا کھلاؤن صاحبقران بول نہ سکتے تھے یہ روتے بیٹھے پلٹ آتے تھے تین فاقے کل سرداران نامی پر
گذرے چوتھی شب کو خواجہ صاحب قفس صاحبقران سے لپٹے کھڑے رو رہے تھے کہ مین بھونچا مجھکو حضرت خضر
تعلیم کر چکے تھے کہ صاحبقران کے دانت تارون سے بند ہے مین تار کاٹ کر کھانا کھلا مجھکو خدا مرشد عالی عطا
کریگا مین نے خواجہ سے شرط بد کر تار کاٹے کھانا کھلا کر نکل گیا اُسدن سے لشکر مین میری آبرو ہوئی سردار عیاران
لشکر اسلام کہلاتا ہون بڑے بڑے مقامات عالی دیکھے سردار بھی بہت مارے اب اس مقدمے مین میری عقل حیران
ہر اول مجھکو خیال تھا کہ شاید قبلہ و کعبہ بھونچ گئے اب مین نہین کہ سکتا نہین معلوم کیا معرکہ ہو یہ خداوند جمشید بھی کوئی
بلا ہو دیکھین کیا ہوتا ہو چالاک کے کہنے سے ملکہ مہرخ وغیرہ گھبرا گیئن کہ چالاک ایسا عیار فرزند خواجہ امدار
اسطرح کہتا ہو کیونکر دل کو تسکین ہو خداوند خیر کیجیو زیادہ باعث بیتابی یہ ہو کہ اسد نامدار بھی جلوہ فرما مین کوئی فکر
انکے ہٹانے کی بہلانے کی نہین ہو سکتی یہ ذکر تھا کہ جوڑیان ہرکارون کی آکر بھونچین ہاتھ اُٹھا کر دعا دی اشعار

مطربے را کہ دشنہ مضراب است	سینۂ دشمن تو قانون باد	ہر لب ابر فطرتش باید
قطرہ محسود در مکنون باد	ہوش را تکیہ گاہ دانش او	خشک بستر فلاطون باد
آفرین باد بر طبیعت تو	روئے فیض تو نیز گلگون باد	اے شہنشاہ گیتی ستان بحکم خداوند جمشید

طبل جنگی بجا دیکھیے طریقہ جنگ کیا ہو کون زندہ رہے کون فنا ہو ملکہ مہرخ نے نگاہ حسرت طرف چالاک کے دیکھا
چالاک نے جانسوز سے پوچھا کیون بھائی جب تم بارگاہ افراسیاب مین گئے تھے وہ جو خداوند جمشید مین سرِ آ
پیتے مین کباب کھاتے ہین جانسوز نے کہا مین نے بخوبی دریافت کیا نہ کھاتے ہین نہ پیتے ہین اشیاے عیش
جیش کی بالکل ممانعت ہو اگر افراسیاب نے قصد کیا کہ مین سامان مہیا کرون یہ جواب دیا کہ اشیاے دنیوی
واسطے بندون کے خلق فرمائے ہین قدرت کو کھانے پینے سے کون کام چالاک نے زانوون پر ہاتھ مارا کہا اگر قبلہ
و کعبہ ہوتے اور یہ اختیار حاصل ہوا ہوتا اتبک سب کو چٹ پٹ کر دیتے سارے لشکر کو لوٹ لیتے اسقدر تساہل کیا
دیکھیے پلنگ خونریز لڑے شہنشاہ جمشیدی بجے یا میان جمشید خود میدان کارزار مین آئین شعبدہ بازی و سحر
دکھائین چہرہ دو بر خفا ہوئے کہا اب جمشید کے سامنے کوئی سحر نکریگا سنا ہو کہ ملک لوٹنے سامنا پڑیگا وہی شخص

سیہ فام زنگیکا ملکہ مہرخ نے فرمایا جو مرضی پروردگار کہ وہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی وختیابید ربانی طبل جنگی
بجے یہان بھی صدائے طبل جنگ بلند ہوئی لشکر مین مشہور ہوا کل خداوند جمشید سے مقابلہ ہی چالاک نے جو کلمات
حسرت آیات کہے سب سردار گھبرا گئے جانتے ہین چالاک سے زیادہ کون رازدار ہی خواجہ کا فرزند نامدار ہی ملکہ
مہ جبین نے ملکہ مہرخ سے اشارہ کیا کوئی تدبیر ایسی کیجیے کہ شیر بیشۂ صاحبقرانی صبحکو میدان کارزار مین نجائین
انکو آپ کہین چھپا ئین ملکہ مہرخ نے اسد غازی سے کہا حضور یہان سے تین کوس پر کیا عمدہ صحرائے سبزہ زار ہی
وہان ستعد شکار ہی صندلان صندلی پوش کو ہمراہ لیکر بوقت سحر شکار کھیلیے اسد نے قبضے پر ہاتھ رکھکر فرمایا آپ
لوگ چاہتے ہین اپنے ہمچشمون مین مین بدنام ہون اپنے ہاتھ سے گلا کاٹ کر مرون دعوی طلسم کشائی کرکے
ایا آپ لوگون نے کئی مرتبہ مجھکو چھپایا مقابلہ ساحران سے بھگایا اب اگر آپ لوگ کوئی خبر مجھسے مخفی کرینگے میرا خون
آپ سبکی گردن پر ہوگا فوراً جان دونگا یہ ذلت چھپنے کی گوارا نہ کرونگا یہ مین نے سُنا کہ دشمن نے طبل جنگی بجوادیا
صبحکو مقابلہ ہر دشمن کا ہم شکار کھیلین گے ایسی زندگی بیکار ہی کہ ہمارے ساتھ والے مبتلائے مصیبت ہون ہم
مشغول عیش وراحت ہون ہمارے نانا جان کا یہ طریقہ نہین سب پر سینہ سپر کرینگے آپ لوگون سے پہلے مرینگے اگر
کوئی ایسا ارادہ کریگا بہت پچھتائیگا یہ فرما کر صندلان صندلی پوش کو حکم دیا رات سے لشکر تیار رہے صبح
پہلے میدان کارزار مین چلینگے دیکھین تو جمشید کون سخرہ ہی کیا کرتا ہی ملکہ مہ جبین نے گھبرا کر دامن اسد کا تھام
لیا عرض کی اے شہریار آپ جہالت کرتے ہین آشنا ہی کوئی ساحر ہی کہ افراسیاب اُسکو سجدہ کرتا ہی میدان کارزار مین
اگر جمشید سے دکھائیگا آپ کا وہان کیا کام ہی اب برائے شکار تشریف لیجائیے جو کچھ گذریگی ساحران نامی وسرداران
گرامی جواب دینگے اگر سحر مین نہ غالب ہونگے طائر بنکر بھاگ سکتے ہین غرق زمین ہوکر چھپین موقع نہو طبل ایمان

بجوادین بقول مخفی مجھ بد نصیب کو سب طرح کی مشکل ہی اشعار

منم کز غم خوردن خراشیدن شنیدانم
ز ستیلائے عشق او خروشیدن شنیدانم
نگو از دولت باسی کہ من از سادہ دو جہان
کہ در راہ طلب آئین کوشیدن شنیدانم

بجز خونابۂ دل جام نوشیدن شنیدانم
ز مانہ جامۂ محنت دہد زانم کہ میدانم
چو طفلان راز دل از غیر پوشیدن شنیدانم

من آن پروانۂ عشقم کہ گر سوزد مرا شمعم
لباس عافیت راطرز پوشیدن شنیدانم
نبردم رہ بمقصودی کہ دیدن داوی انان مخفی

یہ اشعار پڑھکر ملکہ مہ جبین الماس پوش رونے لگین اسد غازی نے دامن
اشک پاک کیے فرمایا ملکہ ان مقدمات مین دخل ندو ورنہ ہمارے تمھارے نہ بنے گی یہ ممکن نہین کہ ہم میدان کارزار
مین نہ جائین ہمارے واسطے بدنامی ہی یہ نہ سمجھو کہ خبر مشہور نہین ہوتی وقائع نگار ایک ایک لفظ لکھتے ہین تمام

عالم مین یہ پرچے پہونچتے ہین ضرور لشکر صاحبقران مین خبر جاتی ہوگی ہر چند کہ میرا برادر بجان برابر زینت لشکر ظفر اثر شاہزادہ ایرج نامور عاشق صادق ہو لیکن بقدر جرأت مین دشمن رہزن ذرا سی ہتک سن پائے تمام عالم مین مشہور کرے بارگاہ مین بیٹھکر ہنسے سردار دست راست میرے شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان پر آوازے پھینکین بارگاہ مین بیٹھنا مشکل ہو بڑی خیر یہ ہوئی کہ مین اس طلسم مین اکیلا آیا ہون اگر وہ سب صاحب آجاتے ایک ہفتے مین طلسم فتح ہوتا مین یا اپنی جان دیتا یا گھس کر سر افراسیاب کو لیتا اب آپ سب صاحبون کے حکم کا پابند ہون یہ ناممکن کہ سینہ سپر ہو کر دن افراسیاب کے سامنے بجاؤن اس غصے سے اسد نامدار نے قبضے پر ہاتھ رکھکر یہ کلمات حسرت آیات فرمائے سب کانپنے لگے ملکہ مہ جبین نے دامن چھوڑ دیا رونے لگین کہا آپکو اختیار ہو یہ کنیز مجبور و ناچار ہو یہ کہکر اسد نامدار اٹھے دربار برخاست ہوا ضرغام ہمراہ اسد نامدار صندل لان بھی مع جوانان صف شکن ہمراہ ہو جب یہ داخل بارگاہ ہوئے صندل لان بلدام لشکر مین کمر بندی کا حکم دیکر بارگاہ ملکہ گوہر جادو مین آیا گوہر کو جو کنیزون نے خبر دی ہو کہ کل اسد نامدار میدان کارزار مین ضرور جائینگے ملکہ مہ جبین کو آج جھڑک دیا کوئی سمجھا نہ سکا واسطے صندل لان کے بیقرار ہو کہ صندل لان اگر پہونچا ملکہ گوہر کھڑی ہوگئی کہا کیون ای صف شکن ای پہلوان نیٹر تمہارے سردار صاحب کیسے سخن ناشنو ہین خیر خواہان دولت کی بات نہین مانتے جمشید میدان کارزار مین آئیگا نمونہ خدائی دکھائیگا نہین معلوم کون ساحر قبضے مین ہو قبض روح کا دعوی کرتا ہو نام پر خدائی کے مرتا ہو علاوہ اسکے پلنگ خونریز عالم شمامہ جمشیدی اگر سامنے سنا بجائی ہزارہا کے سر پھٹ جائینگے سیکڑون بیہوش ہو کر اڑیان رگڑینگے ایسے مقام پر غیر ساحر کا ہونا کیسا باعث خرابی ہو اسی وجہ سے ای شیر بیشۂ جرأت ہم سبھون کے دلکو بیتابی ہو صندل لان نے جواب دیا ای ملکۂ عالم مین تمہاری بات کا کیا جواب دون اسد نامدار بجا ارشاد فرماتے ہین شیر کہین روباہون سے ڈرتے ہین جب برق تیغ مردان عالم چمکی سب ساحر بھاگ جائینگے ملکہ گوہر جادو نے بحسرت و یاس طرف صندل لان کے نگاہ کی تڑپ کے آہ کی یہ اشعار مصیبت آثار پڑھنے لگی

نظم

مرتے ہین ترے پیار سے ہم اور زیادہ
کر تو بھی بلند آہ علم اور زیادہ
مجنون سر خار سے نکلا سر صحرا
بیخوف ہین اب صید حرم اور زیادہ

تو لطف مین کرتا ہی ستم اور زیادہ
ہر دم غم فرقت اب ری گریہ مین کر ای چشم
کچھ توسن وحشت کا قدم اور زیادہ
ای خنجر خونخوار نہ پرسش مین کمی کر

ساتھ اپنے ہی اک فوج الم اور زیادہ
بھڑکی ہی جو یون آتش غم اور زیادہ
صید دل عاشق مین ہی مصروف وہ کافر
ہان مجکو مرے سر کی قسم اور زیادہ

چالیس قدم ساتھ وہ تابوت کے آئے
اُس تیغ دو دم میں نہ دم اور زیادہ
کہتا ہے گلے لگ کے مرے وہ دم خنجر
گرمی سے ہیں آنکھوں میں ورم اور زیادہ

کیا ہو جو بڑھیں چند قدم اور زیادہ
کیوں میں نے کہا تجھ سا خدائی میں نہیں اور
اے عشق کا پھر اُٹھینگے تو دم اور زیادہ
رگڑشے سر بستر پہ بڑا پاؤں کہاں تک

کہتا ہے مرا شوق جراحت کہ صد افسوس
مغرور ہوا اب وہ ستم اور زیادہ
اُس عاشق بیچارہ کا ہے اور برا حال
اِس بالوں نے پھیلا شب غم اور زیادہ

صندل ان صندلی پوش نے ملکہ گوہر کو گلے سے لگا لیا کہا ملکہ عالم اسقدر بیقرار نہو جس طلسم کی تم حاکم تھیں
اُس طلسم کے فتح ہونے کی کب اُمید تھی پروردگار نے فضل کیا کیا جلد فتح ہوا اُسی طرح طلسم ہوشربا بھی پامال
ہوگا میرے مقدمے میں دخل نہ دو میں جان نثار اسد نامدار مشہور ہوں چند قدم اُنسے آگے بڑھنا چاہیے سینہ سپر
رہوں اُنسے پہلے جان دوں جاکر لشکر کا انتظام کرو خبردار خبردار میرا خیال میدان کارزار میں نہ رکھنا تماشائی
کے خیال میں موت کا مزا چکھنا آقاے نامدار کی فکر رہے ایسا نہو اُنپر کوئی ساحر سحر کرے تم سب پہلے اپنے کو
بچونچانا گوہر جادو نام آبرو میں تمہارا نام زینت گوش نازنیناں ہوش ہو ملکہ کیوں خاموش ہو یہ عاشق و
معشوق بارگاہ میں تڑپ رہے ہیں لشکروں میں تیاریاں افراسیاب کے لشکر میں لکھ در لکھ مراد مند جمع ہیں
رات کو بھی صدائیں یا خداوند جمشید کی بلند ہیں لڑنے والے ساحران غدار اپنے منتروں پر سحر تیار کر رہے ہیں
یہی خیال ہے کہ کل لشکر مہرخ کا خاتمہ کرینگے ہم سب غالب آئینگے ملازمان مہرخ بھاگ جائینگے کل طلسم کشا بھی قتل ہو جائیگا
جو آگے بڑھے گا مال لوٹیگا سحر تیار کر رہے ہیں ناگاہ خداوند خلقت فلک چہارم کرامات ضیاء و شعاع دکھاتا ہوا
تخت فلک زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا نوبت نقارے سے بجے ملازمان افراسیاب کمر باندھنے لگے اول افراسیاب
مع حیرت و پلنگ خونریز و زال جادو چند رفیقان سلطنت حاضر بارگاہ خداوند جمشید ہوے سجدہ کرنے کا ارادہ
کیا فرشتۂ رحمت نے کہا شبکو قدرت نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے بندگان موافق سے منع کرو کہ ہمکو سجدہ نکریں جب
مخالفوں سے سجدہ کرالینگے بندگان قدیم قدرت سے مسخر ہیں پس کیا ضرورت ہے عوض سجدہ و سجود قدمبوسی کا
حکم ہوا افراسیاب و حیرت نے پایۂ تخت کو بوسہ دیا حکم دیا قدرت بھی چلتے ہیں افراسیاب باہر آیا مرکب
باد رفتار پر سوار ہوا ملکہ حیرت اپنی کنیزوں کو ساتھ لیکر تخت پر متمکن ہوئی سب اُسی جانب دیکھ رہے ہیں دیکھا
تخت خداوندی اُترتا ہوا آتا ہے ایک سمت ملک الموت بصد ہیبت ایک جانب فرشتۂ رحمت جسکے چہرے سے
آثار جلالت ظاہر ہیں خداوند برقع پوش پر چتر زر کا سایہ پلنگ خونریز کو قریب اپنے بلایا وہ پایۂ تخت پر ہاتھ
رکھے ہوے پشت پر فوج دریا موج ساحران غدار طلسم ہوشربا کے تاجدار یہ خبریں سنکر بڑی بڑی دور سے

آئے وجہ مین افراسیاب کے گرد پھرنے مین ہر ایک کا یہی قول ہو کہ ای شہنشاہ ہوشربا تو بڑا با اقبال ہی
عبادتین کرتے ہزارون عابد زاہد مر گئے حسرتین لیکر پردۂ دنیا سے اُٹھے دیدار خداوندی نصیب نہوا قدرت آپکے
ساتھ تشریف لائے مہرخ و بہار وغیرہ کیا گردش مین پیدا کرنے والے نہین ڈرتین دیکھو آمد شاہ کے نشان نمودار ہوئے
ملکہ مہ جبین تخت زرین پر ایک جانب ملکہ مہرخ نامور و بہار رنگین پوش و دلآرام سحر افگن و ملکہ سرخ مو وغیرہ
تخت کو گھیرے ہوئے افراسیاب کی نگاہ پڑی ہوئی ایک سمت سے گرد عظیم بلند ہوئی سبب دیکھا شیر بیشۂ جرأت و
نہنگ بحر زخار جلالت آفتاب عالمتاب ریاست ماہ آسمان شوکت برہم زن لشکر کافران نبیرۂ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان
عاقل و کامل اسد شیر دل پشت مرکب باد رفتار پر بیٹھے ہوئے ضرغام شیر دل رکاب سے لپٹا ہوا ایک جانب
شاہزادہ صندلان صندلی پوش ساتھ ستر ہزار جوانان خیر جاہ علوم صف شکنی سے ماہر زرہ پوش پہلو بہ پہلو دوش
بدوش پرے جمے ہوئے علمہاے رنگا رنگ پھریرے کھلے ہوئے اس جاہ و جلال سے یہ شیر صولت وارد میدان کارزار
ہوا آمد سے زمین تھرائی ملکہ مہ جبین کی نگاہ جمال بے مثال پر پڑی ملکہ مہرخ سے کہا نانی امان آپ اس جرأت کو خیال
فرمائیے رات کو سب نے سمجھایا انکے خیال مین نہ آیا میدان کارزار مین آئے جدھر افراسیاب کھڑا ہی اُسی جانب دیکھ
رہے ہین بلکہ نہین جھکاتے جاتے ہٹ کر کھڑے ہون اپنے کو بچائین نگاہ دشمن سے مخفی رہین مہرخ نے کہا بی بی
خدا تیرے راج سہاگ کو رکھے دشمنون سے یہ شیر دل بچے پہلو مین چالاک بصورت خواجہ عمرو کھڑا ہی ملکہ مہرخ
نے جھک کر پوچھا کیون ای عمرو الاگر خداوند و فرشتۂ رحمت و عذاب کو دیکھا اب تبلاؤ کیا راے ہی چالاک نے
کہا ہمارے قبلہ و کعبہ کا یہ طریقہ نہین ہی اسقدر انکا اعتقاد ہوتا رات ہی کو شراب پلا کر لوٹ مار کر شروع کر دیتے
وہان تو شراب کی ممانعت ہی وہ منزلین طی کرکے ہمراہ کیون آتے انکی عیاری کا پردہ دہر مین خاتمہ ہی جیسون
کی عیاری سینے اس رنگ مین قبلہ و کعبہ کو نہین دیکھا ہم لوگ اگر عیاری کرکے کبھی انکے ساتھ کسی محفل مین گئے
ہم تدبیر کرتے رہے انھون نے جھٹ پٹ بیہوشی پلا دی یا زمین رکھکر اڑا دی بیہوش کیا لوٹنے لگے اس عیاری
مین نہ صرف شراب نہ خواہش کباب خداوند اگر تھے تمام خزانہ لیکر زنبیل مین رکھ لیتے رات ہی کو افراسیاب
کو زہر دیتے یہ حقیر نا امید ہی نہین معلوم اسمین کیا بھید ہی چالاک سے یہ سنکر ملکہ مہرخ کے منھ پر ہوائیان اڑنے
لگین سردارون مین کھلبلی لیکن خاموش صفین جمین میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ درست ساحران
افراسیاب و مہرخ نے میدان کارزار کو درست کیا نقیبون نے پکار کر آوازین لگائین اشعار عبرت خیز
حسرت انگیز پڑھکر کیفیت نصیب بھی میدان کارزار سے ہٹے اب صفون پر سناٹا ہوا افراسیاب گھوڑا اڑا کے

قریب تخت خداوند جمشید آیا دست بستہ عرض کی پلنگ خونریز کو شمنا رخصت ہو یہ میدان کارزار مین جا لے قدرت
نے جھڑک دیا کہا تجھے اس مقدمات مین کیا دخل ہے یہ فرما کر طرف ملک الموت قدرت کے متوجہ ہوے کہا ای قہر و غضب
خداوند تم میدان کارزار مین جاؤ بہار و باغبان و مخمور کو پکڑ لاؤ اگر اطاعت کی فبہا ورنہ جہنم مین بھجوا دونگا
ہڈیان تک جلا دونگا وہ جوان سیہ فام ہیبت انجام بہ قہر و غضب تمام تخت سے کود اشلنگین لگاتا ہوا میدان کار زار
مین آیا زمین تھرانے لگی اک نعرہ کوہ شگاف کیا کہا ای فرقہ سرکشان وای جمیع مسلمانان ایسے بیخوف ہوے قدرت کے
مقابلے مین آسکے بہتر یہ ہے کہ اگر تجدید کرو شہنشاہ طلسم ہوش ربا افراسیاب جادو مقبول بارگاہ خداوند جمشید
تمہارا افسر ہے اسکی اطاعت کرو کیون قضا آئی ہے جلد جواب دو اب جانبری غیر ممکن ہے مین ہر روز مخفی ہو کر سب کے
مکانون مین آتا ہون آواز لگاتا ہون ای اہالیان دنیا آگاہ ہو جاؤ قضا بہت قریب ہے جو انکو بھولا وہ بدنصیب ہے
گھر کے گھر خالی کردیے دل اہالیان دنیا کے حسرت و یاس سے بھر دیے مگر اہالیان دنیا وہ غافل ہین موت کو بالکل فراموش
کیا مرنا یاد نہ رہا دام دنیا سے مکار مین گرفتار ہین نہ غافل نہ ہوشیار ہین اب حکم خداوندی ہو چکا ابھی تک خیر ہے خداوند
معاف کردینگے تخت عدالت پر متمکن ہین انصاف کرینگے یہان سرداران نامدار نے اپنے گھوڑے چمکائے کلیجے پر پتھر رکھ لیا
آواز دی خداوند جمشید پر لعنت کرتے ہین ہم سپاہی سرفروش جانبازی پر مرتے ہین اُس جوان نے آواز دی بی بہار
کو بھیجو جو سلونے چنوا دیتی ہین مجھکو بھی دیوانہ بنائین رنگ سحر و ساحری دکھائین لشکر مین غل ہوا طاؤس زرین بال
سے بہار کودی قریب تخت ملکہ مہ جبین آکر عرض کی حضور اجازت میدان کارزار مرحمت ہو دیکھو بلاتا ہے ملکہ
مہ جبین نے سر اٹھا کر دیکھا بہار کا گل سا چہرہ کمہلایا ہوا آنکھون مین آنسو ملکہ مہ جبین نے تخت رکھوا دیا خالہ
امان کہکر گلے مین ہاتھ ڈالدیے باغبان بھی روتا ہوا قریب آیا کہا ای بہار ہم رازداران طلسم ہوش ربا ہین
بڑے بڑے عجائب و غرائب اس طلسم کے دیکھے لیکن ملک الموت قدرت و فرشتہ رحمت و خداوند جمشید بدطینت
نہ کسی کتاب مین لکھا دیکھا نہ یہ تماشا نظر آیا دل تھرا رہا ہے نہین معلوم یہ سیہ فام اسکا ملک الموت لقب ہے کوئی ساحر ہے آدم
ہے یا غیر ساحر شعبدہ باز نیرنگ ساز کسطرح پہچانین تم ایسی ساحرہ کو پکارتا ہے ای بہار مین مقابلے مین جاؤنگا تم
قصد نکرو بہار نے رو کر جواب دیا ای باغبان قدرت ای صاحب شوکت و لیاقت موت آنکھون کے سامنے
پھر رہی ہے جان کے ساتھ آبرو بھی دین قاعدے مین اپنے آقاے نامدار کے فرق ڈالین اس لشکر ظفر اثر مین
حکم عام ہے جو جسکا نام لیکر پکارے وہی جاے مقابلہ کرے جیے یا مرے سامنے طلسم کشا موجود ہین مین کسی کا
کہنا نہ مانونگی بحکم قضا و قدر اس جوان کو دیوانہ بنا کر حکم دون کہ جاکر جمشید کا سر کاٹ لا اگر یہ چل گیا تو مشعل

جو الہ جا پڑیگا افراسیاب و جمشید سے لڑیگا اگر ہارے سحر نے جواب دیا مجبور و ناچار ہین جو تقدیر مین لکھا ہی وہی ہوگا اب شہ رو کو جانے دو بڑی مشکل ہے سرداروں نے رخصت دی بہار گلشن لشکر سے نکلی جسکی نگاہ اسوقت جمال ہیبتال ملکہ بہار گلعذار پر پڑی ہر چند ضبط کیا نہو سکا کنیزان بہار نے دف و دائرے بجانے باغ کا باغ پڑھنا شل نسرین و نسترن و غنچہ دہن و شمشاد و گلعذار وغیرہ رونی تھین رنج فراق بہار مین یہ خمسہ پڑھنے لگین خمسہ

گر صبا اتصف ہی تو گلشن ہی دیوان بہار — آئینگے بلقیس اب بن بنکے مہمان بہار
کیون نہو گلزار عالم مین یہ سامان بہار — حکم رانی پر ہوا حکم سلیمان بہار
عشق پیچان بن گیا طغراے فرمان بہار

دشمن جان ہین سحر مرغ خوش الحان بہار — دامن گل ہی نظر مین چاک دامان بہار
بے صنم ہر شاخ یہ ناز عروسان بہار — زخم خندان یار بھی ہی روے خندان بہار
تیر باران بلا ہی مجھکو باران بہار

ہی بہار اک شکل زیبا دیکھکر پہچانیے — دل مین چہرے کی عوض سورج مکھی کو ٹھانیے
غنچہ ہی گویا دہن اور سرو ہی قد مانیے — زلف سنبل کو سمجھیے گوش گل کو جانیے
نرگس شہلا کو کہیے چشم فتان بہار

دھوپ سے مرجھائین جھونکے سے جھکین سرتا بپا — قطرۂ شبنم سے اور باد بہاری سے ہون وا
اور کیا بھبتی کہے آخر مرا ذہن رسا — شاخ گلبن پر یہ طفل غنچہ سے ثابت ہوا
نے سواران چمن ہین مرد میدان بہار

باغ عالم مین تو ہی مہمان نوازی کا چلن — خندہ پیشانی سے پیش آتے ہین ارباب وطن
لائے ہین ناخواندہ مہمان جان ملتے پر شکن — کیا سمجھکر روندتے ہین مجھکو سیار چمن
سبزہ کو بیگانہ ہون لیکن ہون مہمان بہار

راز حکمت دلمین بلبل کے ہزارون مین نہان — باغ عالم مین ارسطو سے ہی شجر بیگمان
قول آتش کب ہی قول بوعلی سے کم بیان — آب جو لائی ہین صفاے سینۂ اشراقیان
ہر گل خوشبو ہی افلاطون یونان بہار

کر بہار گلشن خلاق عالم پر نظر — دیکھ لے باغ جہان مین کیسے کیسے ہین شجر

چشم بینا چاہیے قدرت ہر اُسکی جلوہ گر — روشنی ہو جائے جو آنکھوں مین تو سیر باغ کر

لالۂ آتش زبان ہر شمع ایوان بہار

ناپسند خلق ہون برق غضب ہو تیغ مین — گردش تقدیر ہون گرداب بنکر نہر مین

قول رعنا ٹھیک ہی مشہور ہر اک شہر مین — نخل ماتم کی طرح ہون بوستان دہر مین

نی سزاوار چمن آتش نہ سامان بہار

کنیزان ملکہ بہار نے جو یہ اشعار بہاریہ پڑھے غریو بلند ہوا ہر گلعذار کی آنکھوں سے اشک گہر رشک جاری نگاہ حسرت سے دیکھکر رو گئے چشمۂ چشم سے دریا بہ گئے لیکن ملکہ بہار گلعذار مطیع لشکر صاحبقران نامدار یا تو طاؤس زرین بال پر سوار تھی اُس ساحر کو جو بیدل دیکھا طاؤس سے کود پڑی غیرت دامنگیر ہوئی گلدستہ ہاتھ مین لیکر بڑھی یہ تو ناظرین پر واضح ہو کہ تقدم طرف سے مطیع اسلام کے جائز نہین جب حریف حربہ کر لیتا ہے تب یہ جواب دیتے ہین گلدستہ بہار کے ہاتھ مین ہے اسی گھات مین ہے کہ جب ساحر یہ دفع کرلونگی تب سحر پڑھونگی دیوانہ بناؤنگی آج رنگ سحر کامل دکھاؤنگی جب قریب ملک الموت پہونچی آواز دی ہان حریف کر تو ساحر ہے یا غیر ساحر اُس جوان نے قہقہا مارا کہا اری نادان بیوقوف ہم قابض ارواح ہین مشرق و مغرب و جنوب و شمال کے سیاح ہین سحر کیسا تلوار کیا خنجر اشارہ ہمارا کافی ہے ہاتھ ہلادین طبقات زمین کو آسمان پر پہونچا دین گردش نگاہ سے انقلاب عالم ہے چشم زدن مین ساحر ہو یا غیر ساحر بیدم ہو تیری کیا مراد ہے جلکر قدمون پر شاہنشاہ کے گر اب نہ جان بچیگی وہ نعرۂ شیرانہ گیا بہار گھبرا گئی ضبط کرکے جواب دیا بس یاوہ گوئی موقوف کر جنگ سحر مین مصروف ہو دیکھ تو کیا حال کرتی ہون ابھی سمند سحر سے پامال کرتی ہون لیکن ہم مطیع صاحبقران اعظم مین تقدم ہمارے یہان جائز نہین تو سحر کر یا تلوار لگا ہر طرح سینہ سپر ہین یہ سنتے ہی اُس جوان نے جیب مین ہاتھ ڈالا کہا ہمارا حربہ قہر جمشید ہے دیکھ اس رنگ مین کیا بھید ہے ہاتھ بڑھاؤن روح قبض کرون رگین کھچنے لگین موت کی ہچکی آئے ہاتھ پاؤن ٹھنڈے ہون بہار پر خوف غالب زبان سے کچھ جواب نہ دیا حیران کہ دیکھون کیونکر وار کرتا ہے خداوندا خیر کرنا قبض روح کا دم بھرتا ہے ملک الموت نے چند پھول ہاتھ مین لیے کہا دیکھ تیرے واسطے یہی کافی ہے یہ کہکر بہار پر پھول کھینچ مارے وہ پھول منھ پر بہار کے پڑتے لہرائی دھم سے گرکر بیہوش ہوئی فوراً ملک الموت نے زبان مین سوزن دیا شکنجہ مین باندھ حلق کھینچتا ہوا سامنے خداوند جمشید کے لایا مثل مردے کے ڈال دیا پھر جست کرکے میدان مین آیا نعرہ کیا ارے تم سبھون کی آنکھین جلین شور گریہ و زاری لشکر مہرخ مین بلند ہوا کنیزون نے گریبان چاک کیے خاک منھ پر

ملک الموت نے آواز دی اب کیون روتی ہو بہار کی بہار عمر خزان ہوئی باغبان کو بھیجو باغبان یہ جو آر
گھوڑے سے کود اتیغہ کھینچکر دوڑا امیر حمزہ نے ہان ہان کی آواز دی کہا اے باغبان قدرت ہم مصیبت زدون سے
رخصت تو ہولے وہان جاکر کچھ نہ بن پڑیگا بہار کا حال دیکھا سحر کی کھینچ لے گیا نہ سحر کا حال کھلا نہ شعبدہ
ثابت ہوا عجب رنگ ہے عقل و فطرت مین جنگ ہے باغبان نے پلٹ کر جواب دیا جب گلشن لشکر مین بہار نہو
باغبان بیکار ہے امیدوار رخصت حرب و پیکار ہے کلیجے پر چھریان پھر چکین دل داغدار ہوا کلیجہ فگار ہوا یکہ تنہا
ہوا باغبان جھپٹا ملک الموت نے بھی تلوار کھینچی نعرہ کیا او باغی ہے سپر تلوار قابض ارواح سے گیر و دار یہ کہا جھپٹا
تلوار چمکائی سپر کو گردش دی پھولون سے سپر کے باغبان کے دماغ مین خوشبو آئی آہ کر کے گرا بیہوش ہوا ملک الموت
نے اسکے بھی زبان مین سوزن دیا مشکین باندھ لین کھینچتا ہوا سامنے تخت خداوندی کے لایا اسکو چھوڑ کر دفعہ
کیا کہ پھر جا پڑون افراسیاب گھبرا گیا پیشانی پر پسینہ آگیا گھوڑے سے کود کر تھراتا ہوا سامنے تخت خداوندی
کے آیا کہا یا خداوند برائے مسلمانان چشم نمائی تو ہو چکی اب طبل بازگشت بجے کل سمجھا جائیگا جمشید نے [illegible] یہ
آواز دی مشیت قدرت مین دخل دینا ہے تیری خاطر منظور نظر ہے سامری پرستو نگاہ افسر ہے بہار و باغبان کے
مقدمے مین حکم ہوا انکو گلستان کشان لیجاؤ جب ان دونون کی آنکھین کھلین ہوشیار ہوئے آپس مین اشارے
کرنے لگے کہ ہم کیونکر گرفتار ہوئے سحر بھی نکر سکے یہ سیہ فام بڑا ظالم ہے افراسیاب طبل بازگشت بجوا کے [illegible] ادھر
اہل اسلام گریان و نالان غم بہار مین خاک اڑاتے ہوئے برائے بہار و باغبان بلبلاتے ہوئے ملکہ ماہرخ
نے چالاک سے پوچھا کہو منتر صاحب طرز جنگ دیکھا چالاک نے کہا صاحب میرے ذہن مین نہین آتا مخفی
مخفی سحر کیا بہت سے مقامات ایسے دیکھے دمامہ جادو نے زبرجد شاہ کو بنایا تھا زبرجد شاہ
سحر کا ایک حرف نہ جانتا تھا الگ گوہر شب چراغ بہ شفقت تمام دمامہ نے آراستہ کر کے زبرجد کو دیا تھا نقاب چہرے
پر ڈال کر خدائی کرتا تھا جب کوئی نمیرہ جب اُس بیچارے کے سامنے آیا نقاب الٹ دی روئے نحس اسکا دیکھکر
ہر کس و ناکس سجدہ کرتا تھا ظاہر مین مشہور تھا دیدار خداوندی دیکھکر اپنے پیدا کرنیوالے کو پہچانتا ہے
یہ باعث نہ تھا صرف شعبدہ بازی مین رنگ جمایا اُسی گوہر بے بہا مین تاثیر سحر دمامہ تھی کمال اسکا مشہور ہوا
اُسی طرح یہ جو جمشید آیا ہے بیشک ساحر زبردست ہے بات بن پڑی خداوند بن بیٹھا روئے نحس نہین دکھاتا ہے
منہ چھپاتا ہے اُسنے پیچھے بیٹھے سحر کیا جسکا نام ملک الموت رکھا ہے یہ بھی ساحر ہوگا عیاری نہین ہے عیاری کے
رنگ ڈھنگ اور ہین یہ سب سحر کے طور ہین افسوس یہ ہے کہ نہین معلوم قبلہ و کعبہ پر کیا گذری برق و قران بھی ود

نہ آئے اسی فکر مین ہونگے اب دیکھیے باغبان و بہار پر کیا گذرتی ہی یہ کہکر چالاک برائے خبر چلا یہان افراسیاب
اس فکر مین ہی کہ باغبان و بہار کو مین قید کرونگا دربار سمجھونگا جب قریب بارگاہ خداوندی پہونچے افراسیاب
نے بڑھکر عرض کی یہ گنہگار رحمت ہون بعد اختتام لشکر دربار اگلا سمجھا جائیگا بقہر و غضب خداوندے آواز دی
کہ زمین ہل گئی کہا کیون او خاطی مشیت قدرت مین پھر دخل دیا صحبت عمرو مین رہکر ان سبکے قلب سیاہ ہوگئے
نصیحت اثر نہین کرتی بقول سعدی مصرع تربیت نا اہل را چون گردگان بر گنبد ست + تجھسے مقابلہ کرکے ان
سبکے حوصلے بڑھے مزاج انکے برہم ہین لائق جہنم ہین وہی چتر زرین مثل بارگاہ آراستہ ہوگیا باغبان و
بہار اپنی بوٹیان کاٹ رہے ہین سحر یاد مین جاتے ہین زبان سے سوز ان نکلے اب بھی لڑ بھڑکے نکلی جائین
ہاے ارمان دلکے دل ہی مین رہے سحر نکرنے پائے یہ تو اس تردد مین ہین ملک الموت سر زنجیر تھامے ہوے
قدرت اسی طرح تخت پر سوار داخل بارگاہ ہوے افراسیاب و ملکہ حیرت نے چاہا برائے شفاعت بہار کی
بھی اندر بارگاہ کے جائین فرشتہ رحمت مانع ہوا کہا اے شہنشاہ ٹھہر جائیے اسوقت فرشتگان جہنم حاضر ہوے ہین
آپکا اندر آنا مناسب نہین ہی افراسیاب و حیرت ٹھہرے قدرت مع فرشتگان رحمت و عذاب مع بہار و
باغبان لاجواب اندر بارگاہ کے گئے چند ساعت کے بعد افراسیاب و حیرت کو طلب فرمایا اندر آکے دیکھا قدرت
تخت پر دو فرشتے حاضر ہین بہار و باغبان قدرت کا گلشن بارگاہ مین نشان نہین افراسیاب تو کانپ گیا حیرت
سے ضبط نہوسکا خون عزیزی نے جوش مارا بے اختیار رونے لگی پایۂ تخت سے لپٹ گئی عرض کی یا خداوند بہار کو
حضور نے کیا کیا وہ میری بہن ہی ہر چند کہ باغی ہوئی یہی گمان تھا جب گرفتار ہوگی صدمے اٹھائیگی راہ پر آجائیگی
حضور نے امان بھیجدی یا والد نامدار حیات جادو آپکے مصاحب قدیم انکی مین بیٹی ہون یہ میری ہمشیرۂ حقیقی ہی
حضور مجھپر رحمت فرمائین بقدر باغبان اختیار ہی اسکو مین خدمت مین والد کے روانہ کردونگی وہ بخوبی
سمجھا لینگے یہ جو حیرت نے رو روکر کہا افراسیاب بھی کسی قدر بیقرار ہوا جمشید نے بقہر و غضب تمام آواز دی
او افراسیاب خانہ خراب او بیحیا احمق نادان ہمارے طلسم ہوشربا کو تو نے برباد کیا مقربان درگاہ ماہدولت
کو ستایا آہ ایک شکل کش ایسی ساحرۂ غدارہ ہمہ دان ہمہ گیر قدرت نے علوم سحر رگ و ریشے مین اسکے بھر دیے تھے
مشعل کو روشنی بخش سحر بنایا اسکو بھی گل کرایا ساری تیری خطا ہی گنہگاروں کو ہمسے طلب کرتا ہی وہ لائق
جہنم تھے فرشتگان عذاب لے گئے جس حال مین تو نے احول کو دیکھا تھا اسی حال مین یہ گنہگار بھی مبتلا ہین
عذاب شدید ہو رہا ہی انھین کے پاس تمکو بھی روانہ کردین اے ملکہ حیرت بہن سے جاکر جہنم مین ملو اسی حکم [illegible]

طلسم ہوشربا کو برباد کر دیا رعب و دبدبہ سلطنت باقی نہ رہا یہ سنکر حیرت رونے لگی کہا یا خداوند مجھے اُس سے
بڑی محبت ہی گھر کی رونق باغ کی زینت باپ کے قلب کی قوت مجھ بدنصیب کے روح کی راحت مین بعد اوسکے
تڑپ تڑپ کے مرجاؤنگی جب حیرت بہت تڑپی پھڑکی افراسیاب بھی منتین کرنے لگا قدرت کو رحم آگیا
ہنسکر فرمایا کہ اے افراسیاب و حیرت گنہگار جہنم سے جا کر نہین نکلتا جلا دیا جاتا ہی لیکن مطمئن رہو اسوقت تیرے
رونے سے رحم آگیا خاک جمع کر کے پھر پتلہ بنائینگے بعد اختتام جنگ مسلمانان جسم مین روح پھونک دینگے جسم بھی
نیا روح قدیم قلب کی سیاہی مٹی ہوئی بہار فصل بہار مین اگر تیرے لگیگی کلی تیری آرزو کی کھلیگی حیرت جادو مثل گل
شگفتہ ہوگئی تصدق نثار ہوئی خوشی مین کنٹھا یاقوت احمر کا ہاتھ پر رکھکر نذر دیا قدرت نے اُٹھا کر جیب مین رکھا
بعد چشم زدن ویسے ہی دو کنٹھے جیب سے نکالے حیرت کو دیدیے ہنسکر فرمایا اے حیرت جادو اے خاتون محل
شہنشاہ خوش بخت تُو نے اسوقت وہ کام کیا جیسے اہالیان دنیا کو راضی کرنے مین قدرت کو لاکھ کا کنٹھا دیکر خوش کیا
یہ کنٹھا پھر قدرت نے بنائے جواہر کو یہ مرتبہ عطا کیا کہ تاج سر شاہان ہوا قدرت کی نگاہ مین وہی کنٹھا پھر مین تم اسکو
بطور تبرک صندوق مین بند کر دو ایک تمہارا دوسرا قدرت نے بنایا ہوا فرشتگان قدرت کا شکر و حمت کیا چالاک
ایک گوشے مین چھپا ہوا یہ حرکات سکنات دیکھ رہا تھا ہوش اڑ گئے دل سے کہتا ہوا کہ چالاک یہ بڑا کوئی ساحر ہی علم
نیرنجات سے خوب ماہر ہی بہار و باغبان کو بھی یہین غائب کر دیا روتا ہوا پلٹا خدمت ملکہ مہرخ مین آیا کہا
حضور یہ قبلہ و کعبہ نہین ہین بڑا کوئی ساحر مکار و غدار ہی قبلہ و کعبہ کنٹھا یاقوت احمر کا واپس دیتے بہار و باغبان کو سحر
کر کے کہین چھپایا نیا شعبدہ دکھایا کہتا ہی وہ تو جلا دیے گئے خاک جمع کر کے پتلہ بناؤنگا روح پھونکدونگا ہمارے دلکو
کب ان مہملات کا اعتقاد آتا ہی علم سحر و شعبدے مین بےمثل و بےنظیر ہی اسیر عیاری بھی نہو سکیگی بیان سے چالاک
کے لشکر مین غریو بلند ہوا سب سردار بڑے باغبان و بہار اسقدر روئے کہ چشمۂ چشم سے قلزم محیط موج زن تھا جب
یہ ہجوم لشکر رنج و محن اسد نامدار کو بارگاہ سے سمجھا کر بہلا کر صندلان صندلی پوش اندر خیمے مین لیگیا یہان تو یہ
کیفیت ہی لیکن حیرت و افراسیاب محبت خداوند لاجواب مین دریاے اعتقاد مین افراسیاب ڈوبا ہوا حیرت
وجہ کر رہی ہی پلنگ خونریز و ساحر ہستی و زوال جادو اسی طرح کے چند سردار افراسیاب کے رازدار دربار
قدرت مین حاضر ہین یہ تو نکر ہی عرض کر چکا کہ سحر کو فراموش ہی جب باہر نکلتے ہین سحر یاد آجاتا ہی عین گرمی صحبت
مین خداوند جمشید نے فرمایا اے افراسیاب قدرت انتظام عالم کرنے مین مصروف ہین طلسم ہوشربا کے انتظام
تیری راے پر موقوف ہین حسرتین اپنی بیان کر کیا کیا چاہتا ہی باغ طلسم ہوشربا مین کانٹے بہت ہین لہا

سال تیرے دار سے الجھین گے آرام وچین نہ لینگے فساد تا روز قیامت رہیگا انتظام کیا ہو فرشتے جہنم سے طلب
فرمائے ہین فرداً فرداً مقابلہ بیکار ہو ایکدن سبکا خاتمہ کرنا منظور ہو زیادہ تیرا کون دشمن ہو حیرت بول اٹھی
یا خداوند ساربان زادہ عمرو عیار بڑا ظالم ہو اول اسکی تدبیر کیجیے اگر اسد غازی قتل بھی ہوا وہ فکر کریگا جاکر
کوہ عقیق گلزار سلیمانی سے اپنے آقائے عالیوقار صاحبقران کو لائیگا سنتی ہون حمزہ و فرزندان حمزہ نے
صدہا طلسمات فتح کیے اگر وہ لوگ طلسم مین آگئے بیشک ہنگامہ عظیم ہوگا حمزہ کو آپکا نام بھی ایسا یاد ہو کہ سحر اسپر تاثیر
نہین کرتا بڑے بڑے ساحر اسکے ہاتھ سے مارے گئے اگر وہ آیا وہی نام پڑھکر شہنشاہ سے لڑیگا انتہا کا معرکہ پڑیگا
اپنے نواسے کے خون کا دعویدار ہو سالہا سال حرب و پیکار ہو اسکی تدبیر بوجہ احسن فرمائیے عمرو کو جہنم مین بھجوا دیجیے
یہ سنکر قدرت نے ملک الموت سے فرمایا عمرو کو گرفتار کرکے لاؤ خاتون محل شہنشاہ کا دل راضی کرو اسنے بڑی معقول
بات کہی صاحب فہم و فراست لائق سلطنت ہو یہ سنتے ہی ملک الموت اٹھا شلنگین لگاتا ہوا بارگاہ سے چلا گیا چند
ساعت سبنے دیکھا ملک الموت ٹانگ مین عمرو کی رسی باندھے ہوئے عمرو بیہوش و مدہوش وہی نیمے کا کرتا وہی
وضع و قطع خال خط مین فرق نہین سامنے لاکر ڈالدیا قدرت نے کہا کیون ملک الموت اسکو جہنم مین نہ پھینکدیا
یہ کہکر خود تخت سے اٹھے آواز دی آنکھین بند کرلو فرشتگان جہنم آگئے سبنے گھبراکر آنکھین بند کرلین یہ آواز سنی کہ قدرت
فرماتے ہین اس ساربان زادے کو جہنم مین لیجاکر جس قصر آتش مین باغبان و بہار بند ہین اسی مکان مین چھوڑ دو
اسیر گرز آتشین پڑین ہر دار ستر مرتبہ جلانا پھر پتلہ بنانا اسطرح اسیر عذاب ہو کر اپنی بدعت کو یاد کرے یہ فرماکر
قدرت تخت پر آئے سبنے آنکھین کھولین دیکھا عمرو ندارد قدرت تخت پر جلوہ فرما ہین فرمایا صرصر بداعتقاد کو لاؤ
صرصر کانپتی ہوئی سامنے آئی کہا کیون او مکارہ ایک ہفتے سے عمرو لشکر مین نہین ہو چالاک اسکا بیٹا بصورت
عمرو لشکر مین پھرتا ہو رنگ اُسکا جما ہوا ہو تو نہ پہچان سکی یا اُس عیار کا حال چھپاتی ہو قدرت کا حال سنکر
جنگلون مین بھاگا بھاگا پھرتا تھا آج اسکو ملک الموت پکڑ لایا جہنم مین بھجوا دیا صرصر کانپنے لگی عرض کی یا خداوند
حقیقت مین لونڈی نے نہین پہچانا آج شام کو صبا رفتار نے بیشک خبر دی تھی کہ عمرو لشکر مین نہین ہو چالاک
بشکل عمرو لشکر مین پھرتا ہو رنگ اسکا جما ہوا ہو قدرت کے تار بہت بجا ارشاد ہوا یہ عیار ایسی صورت بدلتے ہین
پہچاننا دشوار ہوتا ہو قدرت نے سبکو بنایا ہو ہماری کیا حقیقت ہو کہ سامنے قدرت کے زبان کھولین آج صرصر
کا بھی اعتقاد درست ہوا یا یہ تخت سے لپٹ گئی قدمونکو بوسے دیتی تھی گرد پھر پھر کر بلائین لیتی تھی قدرت نے
ہنسکر فرمایا آج اس مکارہ کا دل صاف ہوا بیٹھو مشورے مین شریک ہوا افراسیاب حقیقت مین حمزہ

کو ہمارا نام کتابون مین مل گیا اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا جو شرف جس بندے کو عطا فرمایا اُسکا واپس لینا خلاف
شان قدرت ہی بندون پر نزول رحمت کرنا نشان قدرت ہی حقیقت مین جب حمزہ طلسم ہوشربا مین آئیگا
اپنے نواسے اور عمرو کے خون کا دعویدار ہوگا ہمارا سپہ سالار قدرت ہی ہمیشہ اُسپر نزول رحمت ہی لوح تلاش کریگا
طلسم فتح کریگا کیون او نادان احمق مین چیزون کو مٹانا چاہیے اول لوح طلسمی دوم لاچین بادشاہ سابق
طلسم کا قتل کرنا تیسرے خون بدیع الزمان فرزند صاحبقران سے ہاتھ بھرنا واجب ولازم ہی سچ بتلا کہ تونے
لوح کہان رکھی کیون چھپائی لوح ہم بالاے عرش علی لیجائینگے کسی کنگرے مین لٹکا دینگے قید لاچین و بدیع کا ہم
نشان بتائین یا تو صاف صاف کہیگا آجتک اُنکو کیون قید رکھا کانٹون کا باغ طلسم مین رکھنا عین حماقت ہی
ایسے قہر و غضب سے قدرت نے یہ فرمایا حاضرین وقت افراسیاب کو سمجھانے لگے کہ بہت بجا ارشاد ہوا اے شہنشاہ
لوح طلسمی قدرت کے سپرد کیجیے لاچین و بدیع کا بھی قتل کرنا واجب ولازم ہی صرصر نے بھی یہی صلاح دی ظہور
عیاری چالاک پر دل سے مطیع ہوئی ہی پلٹ کر جواب دیا اے شہنشاہ اُٹھیے قدرت سے درد دل بیان کیجیے
بیشک اسوقت دریاے رحمت خداوندی جوش مین ہی کنیز مطالب مشیت خداوند کو سمجھ گئی بس افراسیاب نکل سے
کانپتا ہوا اُٹھا کر دو پھر اعرض کی قدرت نے راحت و فرحت ہمیشگی کی فکر کی غلام بھی مطلب اصلی پر پہونچا صاف صاف
یہ ہی کہ جب دوبارہ لوح مین نے پائی دو مرتبہ دھوکا کھا چکا تھا قدرت پر ظاہر ہی کہ اول لوح باغ سیماب مین تھی جب
اسد و عمرو وہان پہونچے مین لوح لیکر خدمت خداوند داؤد مین پہونچا عمرو دداؤد بنکر پہونچگیا تھا لوح لی پھر
مجھکو دستیاب ہوئی مین نے شکم گاو آتشبار مین رکھی عمرو نے طلسم صندل وغیرہ فتح کیا اسد نے جا کر گاو آتشبار کو
مارا مکار جادو دم دیکر اسد سے لوح لایا تب مین نے زمہریر جادو کو دریاے نیل سے طلب کیا سر مین اُسکے مہرہ طلسمی ہی
لوح اُسکے شکم مین رکھی تاکید کر دی کہ آپ قعر دریاے نیل مین رہنا دریا کے باہر نہ آنا بدون طلب بدولت شادی و غمی
مین بھی شریک نہونا اگر حیرت جادو بھی جا کر پکارے بے میری صورت دیکھے وہ دریا سے باہر نہ آئیگا حقیقت مین مجھسے بڑی
خطا ہوئی کہ لاچین و بدیع الزمان کو میں نے زندان خانۂ طلسمی مین قید کیا جسکا حاکم شہنشاہ توسن ہی بڑا ساحر بڑا فہیم ہی
خیر خواہ بدولت صاحب لیاقت و شوکت دونون اُسی قید خانے مین قید ہین یہ سنکر خداوند جمشید نے افراسیاب کے
کان پکڑ اتین مرتبہ اُٹھایا بٹھایا حاضرین وقت سے کہا کیون اے بندگان من اسکے برابر کوئی دنیا مین نادان ہی اپنی حماقت
سے حیران و پریشان ہی اب کل انتظام ملتوی رہینگے یہ باغی جو سامنے فرو کش ہین غم ہمارا و باغبان و عمرو مین مشغول
ہین اُنکو اسی حال مین چھوڑ و لشکر ہاے جلیل آراستہ ہون اول دریاے نیل پر چلو قدرت بھی ہمراہ چلیگی زمہریر کو

دریائے نیل سے بلاؤ لوح و مہرہ ہمارے حوالے کرو بالائے آسمان رکھوا دین وہان سے پلٹ کر قلعہ نوسن حصار پر
چلین میدان خونی کی تیاری کرین بدیع ولاچین کو سب کے سامنے دار پر کھینچین وہان سے واپس ہو کر ان سب باغیون
کی روحین قبض کرین ہاتھ سے ملا دین اسد کو آتش قہر مین جلا دین پھر تم سے کوئی آنکھ نہ ملا سکے اگر حمزہ بھی آئیگے تو لوح
نہ پائے لڑائیان جس سے پڑینگی اسوقت جیسا مناسب مشیت ہوگا تقدیر کیجائیگی اگر قدرت نے انتظام عالم سے مہلت
پائی ان سبکے فیصلے کے بعد بساعت سعید طرف کوہ عقیق کے بھی رجوع فرمائینگے تجھکو کیفیت حمزہ دکھائینگے دنکو ہمارا نام
لعنت کرتا ہے شبکو اک قصر تنہائی مین جاکر اکیلا لوٹتا ہے تڑپتا ہے پھڑکتا ہے نہ جیتا ہے نہ مرتا ہے توبہ توبہ کرتا ہے چار پہر کی خطا
معاف کر دیتے مین یہ سب تجھکو معاملات باطنی بچشم دکھائینگے افواسباب درست دیکھا کہ ہاہا اس انتظام پر بھولا ہوا ہے
خوشی مین بند قبا ٹوٹے گئے گرد پھرنے لگا سب مشیران سلطنت حاضرین وقت مع صرصر و صبا رفتار وجد مین سمجھے
عرش کی یا خداوند کیا تدبیر معقول تجویز ہوئی ہے واسطے اپنے جاہ و جلال کا لوح طلسمی بالائے آسمان لیجا لیتے ہم سبکی
آنکھون پر پردے پڑ گئے کیا غضب کیا جسکی سلطنت لی ہوش ربا ایسا طلسم چھین لیا برسون لڑائیان پڑین لاکھون
آدمی قتل ہوئے اس بادشاہ یعنی شہنشاہ لاچین کو زندہ رکھا سراسر عقل کے خلاف کیا کسی طرح یہ مناسب نہ تھا بدیع الزمان
کو ناحق زندہ رکھا اگر بدیع قتل ہو جاتا اسد غازی برائے فتاحی طلسم کیون آتا شرارہ جادو نے ظاہر مین قتل کیا
پتلہ ماش کے آٹے کا بنا کر ڈالدیا جب وہ لاشہ سامنے حمزہ کے ہو نچا انہوں نے اسم اعظم پڑھا ثابت ہوا کہ ماش کے آٹے کا
پتلہ ہے عمرو واسطے فکر کے نکلا شرارہ جادو کو آتش عیاری سے جلا دیا بدیع الزمان کو چھڑایا دختر شرارہ ملکہ
تصویر بدیع پر عاشق تھی انکے باغ مین آنکلے تالاب سے عفریت طلسمی نکلا تیر و کمان طلسمی سے تصویر نے قتل کرایا
اژدر طلسمی بدیع کو اٹھا کر طلسم ہوش ربا مین لایا شہنشاہ نے تہ خانہ طلسمی مین بھجوا دیا آج تک وہین قید ہے
لاچین و بدیع و تصویر اسی قید خانے مین موجود مین قدرت نے بجا ارشاد فرمایا بقول سعدی شعر دانی کہ چہ گفت
زال با رستم گرد دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد عقل پر شہنشاہ کی پتھر پڑے جسکا ملک و مال لیا اسکو زندہ رکھا اسیر
حمزہ کو زندہ رکھنا کیا ضرور تھا ان لوگون کا قدم جس مقام پر گیا اس مقام پر تباہی آئی سب فرزندان حمزہ و سرداران
حمزہ فتاح طلسمات ایک کا ایک چین و مرد کار دیکھو اسد کے عقب مین پانچون عیار گیا جلد آگر ہو نچے جو مخ شریک ہوئی
پشت پر زنگین چھارے لڑائی شروع ہوئی صد ہا ملک انکے قبضے مین آگئے اگر درنبہائے طلسم ہوش ربا سخت مجوسیے
ہوتے شہنشاہ سر پہ ہاتھ رکھکر روتے ہر سردار کا کروفر سے داخلہ ہوتا خود حمزہ عرب آتا ایک لاکھ چوراسی ہزار
پیک بچہ پانچ سو پچیس سردار فرزندان حمزہ عالیوقار سب صاحبان عظم و شان ایک دن مین خاک طلسم ہوش ربا کو

اُڑا دیتے اس حماقت کا بدلا لیتے جس روز خبر قید بدیع الزمان آئی تھی اُسی دن سرکاٹ کے پاس خداوند لقا کے
روانہ کر دیا ہوتا وہ جاگتی جوت کا خداوند ہی ظاہر مین خود پسند ہے لقا کا جو سردارون نے نام لیا خداوند جمشید کو
غصہ آیا فرمایا ارے کمبخت لقا کون گدھا ہے دعوی الٰہی اُسکو کب زیبندہ ہے ہمارا اک گندہ بندہ ہے ہمارے سپہ سالار
قدرت کے ہاتھ سے ہمیشہ جوتیان کھائین جس عمرو کو ہمنے ابھی جہنم مین بھجوا دیا اسی ساربان زادے نے
قیطول پر جا کر اس بیغیرت کی ڈاڑھی مونڈ ڈالی اخبارات مین چھپ گیا زبانی عمرو کے یہ فقرہ مشہور ہے ریش
لقا تماشیدم وتراشیدم شاعرون نے اور زیادہ زور دیا اخبار والون نے پرچون مین اور دھجیان اڑائین اب
تباہ ہو کر کوہ عقیق پر آیا ہمیشہ یہی لکھتا ہے طلسم ہوشربا کو برباد کر دونگا اُس بھیا کو چل کر سب کے سامنے
سزا دونگا سمجھا دونگا خبردار کبھی نام خدائی نہ لینا اُسکو بھی جہنم کا تماشا دکھا دونگا خود توبہ کریگا یہ سب سفرہائے
عظیم قدرت کو درپیش ہین حماقت پر افراسیاب کی بہت لیس و پیش ہین ولیسے ہماری عبادت کرتا ہے اسوجہ سے
قدرت کو رحم آگیا بے تکلف ساتھ چلے آئے اب انتظام بھی بخوبی کر دینگے عدالت و انصاف سے طلسم ہوشربا کو
بھر دینگے لطف یہ ہے کہ شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیے ظالم کا نشان نہ رہے مظلوم پر بیداد نہو غریب فقیر مائل
زیادہ نہو بادشاہ مثل ہمارے خداوند روئے زمین رہے رعایا کا خیال رکھے مصروف عیش نہو راتون کو بیکہ و
تنہا فقیر بنکر غریبون کی خبر لے بوقت سحر تخت پر آکر انصاف کرے ملک کو اپنے ظلم و بدعت سے صاف کرے بموجب
مضمون مصرع مصرع رعیت چو بیخ است سلطان درخت ۔ اے افراسیاب مابدولت نے جو کچھ ارشاد فرمایا تیرے
واسطے ہمیشہ کے لیے نصیحت ہے دشمن کو ہمیشہ پائمال کرے دوست کو سرفرازی ہو رعیت بادشاہ سے راضی ہو ہمیشہ
سلطنت قایم رہیگی دیکھ چند روز سے مین کیا انقلاف ہوا سردار بگڑ گئے ملک قبضے مین نہ رہا اگر قدرت نہ آتے یہ بلینگ
خونریز بھی مارا جاتا جو تیرے ولیعہد ہے قدرت پر بخوبی روشن ہے تیرا قصد یہ ہے کہ چار دن جیسے برباد ہون ملکہ لعل بخشندان
ویاقوت بخشندان کے ساتھ شادی کر دون ملک خضر کا داماد ہون وہ دونون نازنینان سہ جبین مقبول بارگاہ [illegible]
مین حقیقت مین بہت خوبصورت ہین اُنکے دامن عصمت تک تیرا ہاتھ نہ پہونچیگا یہ فقرہ سنکر افراسیاب بے چین ہو گیا
حیرت جادو کے کان مین کہا راز دل سے مابدولت کے کوئی آگاہ نہ تھا قدرت روشن ضمیر ہین سب کچھ جانتے ہین
مین نے یہ صلاح جدہ سے کی تھی اُنھون نے بھی اس رائے کو پسند فرمایا کہ لعل و یاقوت اگر سب باغیون کا خون
بہا دینگی اخضر بھی بلائے روزگار ہے اشارون مین اُنکے سب [illegible] جائینگے لمحہ بھر مہلت نہ پائینگے قدرت نے صاف
[illegible] دل و جان سے معتقد ہوا حیرت سے کہا یہ خداوند حقیقی ہین دل کے حال کو خوب جانتے ہین جو صلاح

تاہمین باعث بہبودی مین دشمن کا قید رکھنا کیا ضرور تھا توسن ظلم کی عقل کا قصور تھا انکھین کچھ کہنے سے لاچین قید
رہا ہے کئی مرتبہ کہا اپنے جھڑک دیا اب چل کر قدرت خود قتل کرینگے توسن حصار پر میدان خونی کی تیاری ہو لاچین
و تصویر و بدیع کو قتل کرین لوح لیکر قدرت بالاے عرش اعلی بھیجدین ہم لوگ بخوبی مطمئن ہو جائین المختصر یہ صلاح
خداوند جمشید کی سب کو پسند آئی سب نے زبان تحسین و آفرین کھولی یہی صلاح قرار پائی کہ افراسیاب نے انکار کیا قدرت کو
ساتھ لیچلنا ہر تین دن کی مجھکو مہلت ملے اس عرصہ مین سب سامان تیار ہوگا سفر عظیم ہے تا بہ دریاے نیل جانا وہان سے
توسن حصار پر آنا حاکمان در بند بھی استقبال کو آئینگے بہت سے جادو ہو جائینگے غلے کی گرانی ہوگی ساتھ والون کو پریشانی
ہوگی سب ملکون پر نامے لکھون ہر ایک تاجدار اپنی اپنی سرحد کا انتظام کرے غلہ جا بجا موجود رہے قدرت نے تین روز
کی مہلت دی جنگ مسلمانون سے موقوف رہی یہ فرمایا کہ ان دونون مقدمات سے مہلت کر کے اسکے بعد چشم زدن مین ان
باغیون کا انتظام کیا جائیگا کسیکی سفارش قدرت نمانینگے یہ حکم مشہور کرو کہ مہرخ وغیرہ آمادۂ مرگ و سیاہ فضا مین
اب قدرت اول براے تدبیر لوح طلسمی سمت دریاے نیل جاتے ہین وہان سے توسن حصار پر جا کر لاچین بدیع الزمان
و تصویر کو قتل کرینگے ان مقدمات سے مہلت پا کر باغیون کا دربار سجایا جائیگا اسمین صلاح کرکے اطاعت افراسیاب کی نذر
کرین بر وقت تشریف آوری بھر سماعت نہوگی اسی وقت شہر کو ڈھنڈورا پٹا جزندو رہ تہدنے یہ سب خبرین آکر ملکہ مہرخ
کو سنائین چالاک قہقہا مار کر ہنسا ملکہ مہرخ سے کہا اب مین مراد اپنے قبلہ و کعبہ کی سمجھ گیا لو صاحب فرودہ باد ای عیاری
پر قبلہ و کعبہ کو انتقام منظور ہے انشاء اللہ لوح بھی لی بادشاہ سابق کو رہا کرنے جاتے ہین بدیع الزمان کا بھی پتا لگا
لیا ملکہ مہرجبین نے پوچھا ای مہتر والا گہر تصویر کسکا نام ہے چالاک نے کہا دختر طلسم ہوش ربا کی شہزادہ جادو حاکم تھی
اول اسنے بدیع الزمان کو شکار مین قتل کیا آتشخو نے اپنا خون اپنی گردن پر لیا قبلہ و کعبہ نے جا کر اسکو مارا اسکی دختر
ملکہ تصویر بدیع پر عاشق ہوئی اژدر طلسمی عاشق و معشوق کو اٹھا لایا اس شاہزادے کے ساتھ وہ بھی قید ہو گئی
اشتہار مین صاف صاف لکھا ہے اس عیاری کو قبلہ و کعبہ کی شناخت ہے اس عیاری کی کیا بات ہے یہ عیاری نہین کرامات
ہے ایک ہی مرتبہ لوح لینگے اسد غازی کو لا کر دینگے لاچین جب بادشاہ سابق چھوٹیگا افراسیاب کو مشکل پڑجائیگی
آخر وہ بھی تو بادشاہ عالیجاہ ہے مہرخ نے کہا ای چالاک تمہارے قول کو خدا کرسی نشین کرے جو ہمارے حضور نے ارادہ
کیا ہے وہ پورا ہو لوح دستیاب ہے حقیقت مین لاچین اپنی جان نثار کریگا افراسیاب پر جا پڑیگا اب لوگ بھی آمادہ
حرب و پیکار رہین ڈھنڈورا پٹوا دین کہ ہم خود توسن حصار پر جا پڑینگے بروز قتل بدیع الزمان جانین لڑائینگے
دریاے نیل تک افراسیاب کو جانا مشکل ہوگا جب بوقت سحر لشکر افراسیاب مین سامان سفر آراستہ ہوا آپ بھی بر سے

جمادین بالاعلان فرماتین ہم اسی دشت مین دریاے خون بہائینگے لڑتے بھڑتے ساتھ افراسیاب کے تا بہ دریاے نیل چلینگے واضح رہے ناظرین والا مقام ہو کہ لشکر اسلام مین یہ تیاریان لشکر افراسیاب مین آراستگی سفر بحکم خداوند جمشید ہو رہی ہے ان دونون لشکرون کو اسی حال حسرت مآل مین چھوڑیے وقت پر ذکر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان شوکت و شان نغز آفات جبار دست بدست حاکم کوہ زبرجدی زبانی کنیزان سامری کے آگاہ ہونا عیاری عمرو سے آفات کا واقف کرنا ملکہ ماہیان زمرد پوش کو اور ماہیان کا روانہ ہونا پے دفع طلسم کشا کے برائے گرفتاری خواجہ عمرو راہ مین آکر روکنا ملکہ مشتری ستارہ طلعت ثانی کوکب روشن ضمیر کا و آلیس کا مقابلہ و زخمی ہو کر ماہیان کا پلٹنا بیان ہوتے ہین خمسہ

غسل میت مجھے جانان نے دیا میرے بعد اور جنازے کے بھی ہمراہ رہا میرے بعد
فرض کیا کیا نہ ادا اُسنے کیا میرے بعد قبر پہ یار نے قرآن پڑھا میرے بعد
شرط الفت کی ملی مجھکو جزا میرے بعد

تھا حسینون کے اک انداز کا مضمون عالم میرے دم تک چمن دہر رہا رشک ارم
قدردان مجھسا گیا جبکہ سوے ملک عدم ہوگیا سلسلۂ مہر و محبت برہم
نازمین بھول گئے ناز و ادا میرے بعد

خواب مین بھی کبھی عاشق نہ نظر آئینگے ملکے اغیون کو حسین دیکھنا پچھتائینگے
کجروی ہفت فلک پھر کسے دکھلائینگے یاس و حرمان و غم و درد نہ بڑھ جائینگے
بیکسی کا نہین لگنے کا پتا میرے بعد

شور بلبل کے عوض زاغون کی آئیگی صدا خاک اڑیگی عوض بارش شبنم ہر جا
نخل سوکھینگے وہ صرصر کا چلیگا جھونکا رنگ رخسار گل و لالہ دگرگون ہوگا
نہ رہیگی یہ گلستان کی ہوا میرے بعد

سخت مشکل ہے سرانجامی کار الفت بے مرے کون اٹھا سکتا ہے بار الفت
مجھپہ باری نے مگر رکھا مدار الفت مین نہونگا تو نہوئیگا شمار الفت
کوئی بدنے کا نہین شرط وفا میرے بعد

کہ اجل سے ہوے جانبر نہین بشر کاتش شمع نشل رعنا کے ہو یہ مرحلہ طے آتش

کر دعا اس سے ہی بہتر نہ کوئی شغل آتش		قبر پہ فاتحہ کو آئے وہ شوخ ای آتش
	نیک توفیق دے اس بت کو خدا ایسے بعید	

شعر فروزندۂ شمع این انجمن منور چنین کرد بزم سخن و چہرہ غواصان دریاے سخنوری و شناوران بحر بیکنار ہنر پروری اس داستان رنگین بیان کو بصد جوش وخروش یون تحریر فرماتے ہین اسطرح اپنی موج مین دریا دلی دکھاتے ہین کہ شہنشاہ کوکب روشن ضمیر جان نثار لشکر خواجہ عمرو عاشق صادق یار موافق خیرخواہ بلا اشتباہ جب مقدمۂ احقاق سے فارغ ہوکر قصر جمشیدی مین گیا نور افشان خواجہ کو ہدایت کرگئے تھے کہ ای خواجہ عمرو اگر دشمنا نواز آگیا کوئی اسکے سحر سے نہ بچیگا بہت جلد تدبیر تہکر کیجیے اسی وجہ سے خواجہ سمت صحراے ہستی روانہ ہو تم بھی صفائی قلب سے داخل قصر مرات ہو آئینہ جمشیدی کو دم بدم دیکھو اگر عمرو کسی بلا مین پھنسے تو ہم مدد جانا چاہیے بموجب ہدایت نور افشان کوکب عالیشان آئینہ لیکر بیٹھا پہلو مین پسران شمشیر زن و خورشید روشن راے آئینہ دیکھکر یکایک کوکب خوش ہوا کہا ای پسران عمرو نے بشکل احول افراسیاب کو دھوکا دیا افراسیاب بہوت ہوا کیا قیامت کی عمرو نے عیاری کی خلوت مین جمشید بنا افراسیاب کے ساتھ جاتا ہے پھر ایک دن کوکب نے کہا شہنشاہ عمرو نے اپنے قبضے مین کرلی اب کیون خداوند بنا ہوا بیٹھا ہے جو جو معاملات گذرے کوکب پر سب آئینہ سے عیان کو خبر دیتا تمام عالم پر نگاہ ہے حفاظت مین عمرو کی مصروف ہے لیکن وہ کلمہ داستان کو وزیر جعفری کے تحریر ہوتے ہین اکثر حال لکھ چکا ہون کہ آفات چہار دست کے پاس بارہ ہزار تیلیان سنہری ملقب بکنیزان سامری ہر وقت موجود ہین خبر آئندہ وگذشتہ سناتی ہین اسی وجہ سے اکثر آفات چہار دست براے مدد افراسیاب آئی تین حجرہ ہاے بلاث نو سو جلکر خاک ہوگئین تین سو باقی ہین اب آفات آٹھ پہر انکی خدمتگزاری مین مصروف رہتی ہے بے خطا بندگان خدا کو پکڑ بلاتی ہے خون انکا جام مین بھر کر بجاے شراب پلاتی ہے تیلیان خوش ہوجاتی ہین پہلوے آفات مین بیٹھکر باتین بناتی ہین جس زمانے مین عمرو احول بنا افراسیاب کو دام مکر مین پھنسایا بوقت سحر آفات خود سر تخت پر بیٹھی ہے ہاتھ مین ورق روزنامچہ خبر آئندہ وگذشتہ کنیزان سامری سے پوچھ رہی ہے جو کچھ وہ کہتی ہین لکھ لیتی ہے یکایک ایک تیلی جو سب مین طرار وفرار ہے قہقہا مارکر ہنسی کہا ای عمرو تیرا کیا کہنا آفات نے پوچھا بی بی کیا ہوا اس ملعونہ نے کہا ای حیدرۂ نامدار افراسیاب کے برابر کوئی بیوقوف نہین ہے صحراے مشک بیز مین خداوند بلے یہ مین نہین کہہ سکتی کہ عمرو عیار ہے خداوند جمشید آتے ہین آپ عقلمند ہین اسکا انتظام کیجیے آفات گھبرا گئی کہا شہزادیو عقل افراسیاب کی تیتر بٹیر ہے مین پھنسے وہ سو خداوندون کی خدائی سے سب آگاہ ہین پھنسا انکو خدا بنایا سامری و جمشید

کے ساتھ جانب بازیان کیسن شہر بشہر پھرے سحر سے مردے زندہ کیے تمام عالم کے ساحر مطیع ہوے مین کیونکر کہون کہ
اصل مین خداوند جمشید ہین ہمیشہ سے کرامات سامری و جمشید سے نا امید ہین تم سب صاحبون نے احسان کیا کہ
غیب کا حال ظاہر کر دیا بالیقین کامل ہوا کہ عیاری ہی عمرو و ساربان زادہ شہنشاہ اقلیم مکاری ہی یہ بھی اسیکے شعبدہ
بنایا بالصورت احول دام مکر بچھایا افراسیاب گدھا معتقد ہو گیا صحراے مشک بیز سے خداوند جمشید کو ساتھ لیا اب
دیکھیے کیا ہوتا ہی یہ کہکر ماہیان زمرد پوش کو اک نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ یوا تو حاکم اوراق جمشیدی ہی اب سنی الحال
خداوند جمشید لشکر افراسیاب مین اگئے باغبان و بہار و عمرو کو جہنم مین بھجوا دیا اب افراسیاب کی جان لینے کا
ارادہ ہو گا اوراق مین دیکھ کہ یہ خداوند جمشید کون ہی جا کر افراسیاب کو آگاہ کر ساربان زادے کو گرفتار کرے لیکن
بخوبی سمجھ لینا بے سمجھے نہ جانا خبردار ملک الموت و فرشتۂ رحمت بھی موجود مین مٹھ نہ کھولنا کہ وہ روح قبض کرین بسبب طولانی
نامہ لکھا ایک ساحر تیز رو کو دیا کہ پردۂ ظلمات مین اپنے کو پہونچا ہاتھ مین لوا کے یہ نامہ دینا جو کچھ زبانی کنیزان ساحری
کے سنا ہی وہ بھی بیان کرنا میری جانب سے تاکید ہو کہ جلد جا کر اپنے نواسے کی خبر لے ایسا نہو افراسیاب معتقد ہو کر
لوح طلسمی دیدے لاچین کو قید سے رہا کرے غضب ہو جائیگا یا افراسیاب کو عمرو پکڑ لے دشمنون کے کان بہرے
زنبیل کی سیر کرا دے تو کری ڈھونڈھتا پڑے پھر تمھاری کد و کاوش بیکار ہو گی اس گدھے بیوقوف کو ہمیشہ سمجھا ہی مین
اسکے خیال مین یقین آتا شہنشا خداوند کے قبضے مین جا چکی ساحر نامہ لیکر چلا ماہیان زمرد پوش پردۂ ظلمات مین
تخت پر بیٹھی ہی گرد مصاحبان خاص نیسان با اخلاص حاضر ہین ماہیان کہ رہی ہی میرا بچہ اس گرمی مین براے
تلاش شہنشا نواز سمت صحراے ہستی گیا ہی وہ صحراے آتشناک جہان رات و دن آگ برستی ہی اسی جنگل کا نام صحراے ہستی
ہی اجاڑ ویران بستی ہی کچھ حال نہ معلوم ہوا شہنشا نواز بڑا مغرور ہی نشہ بادۂ محبت سامری مین چور ہی ظاہر مین عابد
زاہد لیکن بڑا مکار و غدار ہی اپنے مطلب کا یار ہی مشقت افراسیاب کی ضائع ہو گی وہ کبھی نہ آیگا کچھ سمجھا دیگا
کوئی کنیز واسطے خبر کے جائے افراسیاب کو دیکھ آئے یا مین خود جاؤن شاید میرے جانے سے شہنشا نواز چلا آئے
مشقت اسکی برباد نہو اس فصل مین قلب کانپتا ہی وہان رات دن آتش ریزی دن کو دھوپ کی تیزی تپش
جلتے مین اس سے طائر پھڑکتے مین صد ہا قافلے ویران ہوے بیچارے آفت کے مارے پیاس سے تڑپ تڑپ کے
مرے قطرۂ آب اس صحرا مین نایاب ہی میرا بچہ پروردۂ مہد ناز و نعم گل عارض کمھلا گیا ہو گا گورا گورا چہرہ
سنولا ہو گیا ہو گا وہان کے خیال سے دل مین شعلے اٹھتے مین طائر وہم و خیال جلتا ہی بچ کو دے شعلہ
نکلتا ہی ماہیان یہ کہ رہی تھی کہ ساحر فرستادۂ آفات اگر پہونچا ماہیان کے ہاتھ مین نامہ دیا ماہیان نے پڑھکر آہ کی

کہا لو صاحبو غضب ہوا خداوند جمشید کیسے کوئی عیاری ہوئی ارے ورق جمشیدی لاؤ اوراق مین ماہیان نے دیکھکر منھ
پیٹ لیا کہا شہنشاہ تو ہاتھ سے گئی اب اُسکی جان جائیگی عمرو شراب پلاکر بیہوش کریگا باغبان وسیار کو قبضے مین کر چکا ہُم
دونون بیباک سحر مین چالاک عمرو کو نذیر گرفتاری افراسیاب بتائینگے بیشک گرفتار ہو جائیگا مین خود جاتی ہون بیکار کی
عیاری سے مشتاق ہون یہ کہکر وہ بدسیر طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی پردۂ ظلمات سے چلی یہان بادشاہ بے نظیر کوکب
روشن ضمیر آئینہ دیکھ رہا ہے براق و خورشید روشن رائے قریب بیٹھے ہین یکایک کوکب گھبراکر اٹھا کہا لو صاحبو غضب ہوا
عمرو کی عیاری مٹا چاہتی ہے کیا قیامت کی تھی اسی عیاری پر خاتمہ تھا حال لوح بھی پوچھ چکا قید بدیع ج
لاجین بھی دریافت ہو چکی تھی آفات نے ماہیان کو خبر دی ماہیان پردۂ ظلمات سے چل چکی مین جاکر ماہیان کو راہ
مین روکون براق نے کہا والد نامدار مین جاکر مقابلہ کرون خورشید نے کہا کہ مین جاکر اپنی روشنی دکھاؤن ماہیان کو
دریائے صحرا مین روک لون بڑھنے نہ دون کوکب نے کہا تمھارے روکنے سے وہ نہ رکیگی رکن طلسم ہوشربا ہے سحر و
ساحری مین مثل رکھتا ہے عمرو وہان اپنا رنگ جمائے بیٹھا ہے اکیلا کیا کیا فکر کرے اسے غیب کی خبر کیا اُسکو کیا کیفیت
معلوم یہ ساحران ہوشربا منزلون کا حال دیکھ لیتے ہین کنیزان سامری نے خبر سنائی تین حجرے تمام ہو چکے اب بھی
تین سو چیلیان باقی ہین ایسی کرامات پر آفات کو ناز ہے ساحران ہوشربا مین سرفراز ہے کیا ناز اسکا بیجا ہے ہوشربا مین
کسکو ایسا مرتبہ حاصل ہے اگر مجھکو خبر آئندہ و گذشتہ ملے بیٹھے بیٹھے تمام ہوشربا کا انتظام کرے یہ کہکے پھر آئینہ دیکھا تو قبضے پر
ہاتھ ڈالا تھا پھر سنبھالی تھی یا محجوب ہو کر اشیائے سحر رکھدیے کہا مجھے چند ساعتین سخت ہین اگر جاؤنگا ماہیان کے ہاتھ
سے شکست کھاؤنگا براق نے پھر کہا مجھکو جانے دیجیے جاتے ہی وہ سحر کرون کہ عمر بھر یاد کرے دیوار آہنی بنا دونگی راستہ بھٹکیگی
بھٹک بھٹک کر پلٹ جائیگی کوکب نے کہا کچھ نہ بن پڑیگا اسی واسطے تو مین نہین جاتا معین و مددگار میرا برہمن روئین تن
تاریک شکل کش ہے اگر ایسا بیکار ہوا فرش خواب پر پڑا رہتا ہے نحیف و ضعیف ہو گیا کاش کے وہ صحت ہوتا اُسی ترت
بازو کو ساتھ لیکر جاتا اور کوئی اس لائق نہین ہے کہ ماہیان کو روک سکے یہ ذکر تھا کہ آسمان سے لکۂ ابر سواری پیدا
ہوا قصر جمشیدی پر آکر لکۂ ابر شق ہوا کوکب نے دیکھا ملکہ مشتری ستارہ طلعت نانی کوکب کی بڑے کروفر سے آکر بیٹھی
کوکب کو جو منتشر پایا بہ شفقت مادری بلائین لین ترقی عمر و دولت کی دعائین دین کہا کیون نور نظر افراسیاب جیسے
بادشاہ سے مقابلے پڑے ہین ہمکو آجتک خبر نہ کی حجرہ بلا تمھارا کس دن کے واسطے ہے ارکان وحشی کو لاتے افراسیاب کو
دیوانہ بناتے ملکہ جیحون سبز پوش زبان دراز و ارکان وحشی منتظران حجرہ بلائے طلسم نورافشان ہمیشہ سے میرے
مطیع ہین جس وقت چاہون لڑوا دون اپنا شرف جانین اگر افراسیاب سے بعد شد و مد لڑین اگر اسکے گھر مین حجرہ

ہفت بلا ہر یہان ایک ہی سہی انشاء اللہ سب پر غالب آئیگا حال کھل جائیگا اسوقت بیٹھے بیٹھے دل گھبرایا تم تو کبھی
برسون ہمارے پاس نہین آتے صورت زیبا نہین دکھاتے ہماری بہو کو بھی تمنے چھوڑا الملکہ ناہید مرصع پوش زوجۂ خاص
تمہاری مادر بران و جمشید اسی امید مین رہتی ہے کہ شوہر کبھی سرفراز کریگا ایسی زوجہ صاحب لیاقت سحر و ساحری مین
بے نظیر حسن مین رشک ماہ منیر صاحب جاہ و حشم اُسکو یون ترک کرکے بیٹھے داغ دیدیا حنائے گلگون پوش کو لیکے بیٹھے
ہمسے وہ شکایت کرتی تھی صاحب اختیار ہو تمہارے جان و مال کی مختار ہو اگر بگڑ جائے تمہاری سلطنت مین خلل پڑجائے
اس لڑائی مین اگر وہ شریک ہوتی لشکر افراسیاب مین حیرت بادشاہ تھی تم بھی یہان اپنی زوجہ کو تخت نشین کرتے
حیرت اسکے برابر ہو سکتی تھی مشکین باندھکر لیجاتی حاکمان قلعہ مرصع نگار بڑے بڑے ساحران نامدار بخوشی اگر شریک ہوتے
درویشان طلسم اُسکے قبضے مین ہین اُنکی دعا سے فتح و ظفر حاصل ہوتی تمنے بیٹا ایسا غضب کیا زوجۂ اصلی کو بالکل
چھوڑ دیا اسوقت کیون ملول و حزین ہو کس وجہ سے غمگین ہو مجھسے بیان کرو مین اپنا جان و مال نثار کرون کس ناز و نعم
سے تمکو پرورش کیا اپنے جاننے والون سے تمنے یکایک منھ پھیر لیا کوکب کا ان کلمات محبت آیات سے دل بھر آیا
کہا نانی اماں کیا عرض کرون مجھے اسقدر مذہب اسلام سے محبت ہوئی کہ آٹھ پہر اسی فکر مین رہتا ہون آپ بھی ذرا
آئینے مین معائنہ فرمائیے خواجہ عمرو نے بڑی دھوم کی عیاری کی لشکر حیرت مین خداوند جمشید بنکے بیٹھے مین سنتا
جمشیدی قبضے مین کی اُس بہادر کا قصد ہو کہ لوح طلسمی حاصل کرون لاچین و ہبیع و تصویر کو زندان طلسم
سے رہا کرون ماہیان زمرد پوش برائے گرفتاری عمرو فلان صحرا سے جاتی ہی میرا قصد ہوا کہ اُسکو روکون تا ثابت
ہو کہ ستارہ گردش مین ہو اسی تردد مین بیقرار ہون کہ شفقت عمرو منتی ہی جھسے کا تو اُسنے خاتمہ کیا لوح کی فکر مین
تھا اُسمین خلل پڑا ایسا شخص گرفتار ہو جائے اُسکی گرفتاری باعث بربادی کل لشکر ہی سب ساحرون کا افسر ہو بڑی بڑی مشکلین
اُسکی ذات سے حل ہو مین ملکہ مشتری نے فرمایا تو نہ گھبرا مین خود جاتی ہون ماہیان کو تا بہ عمرو نہ جانے دونگی انشاء اللہ
روک لونگی کوکب ان دنون کرتا رہا ملکہ مشتری ستارہ طاعت طاؤس پر سوار ہوکر فکر مین ملکہ ماہیان کے چل نکلی
دیکھیے کس خاطر پر مقابلہ پڑے ماہیان زمرد پوش بصد جوش و خروش راہ طے کرتی ہوئی جاتی ہی اک پہاڑ پر گرجکی
طاؤس کو بڑھایا سر کوہ سے الگ ہوئی قصد ہوا آج شیکو ترک کرکے کل لشکر پر جا پڑون مہرخ وغیرہ کو پامال کرون تب جاکر
عمرو کو پکڑون ابنجام تردد نہین ہے یہ سوچ رہی جاتی ہی کہ بڑھے صحرائے خارستان سے نکلے کہ سامنے سے برق چمکی نمود ہوا
اور ماہیان کمان جاتی ہی انقلاب زمانہ نے یہ لیاقت تمہاری ہم پہونچائی کہ اب ہمسے مقابلہ کرتی ہو ماہیان نے
جو ملکہ مشتری کو آتے ہوئے دیکھا گھبرا گئی جواب دیا ملکہ مشتری افسوس ہو کہ آپ بھی برائے مقابلہ آمین کوکب کو

نے سمجھایا کہ عمرو کا ساتھ افراسیاب سے چھٹا ہے کیون طلسم نور افشان کی تباہی کے پیچھے پڑا ہے افراسیاب
اتنا بڑا بادشاہ جلیل ہے کہ آجتک کوئی اُس سے نہ لڑسکا اس لڑائی کو طول اسی وجہ سے ہوا کہ لونڈیان غلام ہوشربا کے عمرو
ہوئے انکی وجہ سے افراسیاب نے تامل کیا جسدن جی چاہیگا قتل کرڈالیگا مین جاکر ابھی انتظام کرتی ہون ملکہ مشتری
نے کہا اپنی جان کی خیر مناؤ طرف پردۂ ظلمات کے پلٹ جاؤ یہ کہکر ماہیان نے پیچھے ہٹ کر ایک گولہ مارا ملکہ مشتری
نے سحر پڑھکر دفع کیا پھر بکمال آسیمین سحر چلے ماہیان نیمچہ کھینچکر غصے مین جا پڑی للکارا لو ملکہ مشتری آج تمہاری
موت خریداری کریگی بازار قضا گرم ہے مشتری نے بھی نیمچہ کھینچا دونون مین نیمچہ چلنے لگا شعلے بھڑکے جنگل کے
صد ہا نخل جلے شیر بھاگے فلک کے جنگل سے ہاتھیون نے دیکھا اپنے مقام چھوڑ کر بھاگے مسکن کا خیال نہ رہا شیرون سے
کچھار چھوٹے طائر آشیانون سے اڑے کسی کو آرام نہ تھا عصفور کا قصد ہوا آشیانے مین باز کے پیچھے روباہ شیر کے
سامنے جانے کا قصد رکھتا تھا ہوش درست نہ تھے خیر اپنی زندگی سے سیر تھا سوچتا تھا کہان بھاگون سرحد دنیا سے
نکل جاؤن یہ ہنگامہ شعلہ ہائے آتش کی بھڑک نہ دیکھون دل مین جلن پیدا ہوتی ہے کدھر نکلجاؤن راحت سے کچھار کی باز آؤن
تمام درندو گزند جنگل کے بھاگ گئے زمین تھرا رہی ہے مشتری کے سحر نے آگ لگا دی ماہیان کے افسون نے زمین ہلا دی
دونون کامل جو الکمل ماہیان رکن طلسم ہوشربا یہ روح روان طلسم نور افشان عرصہ دراز تک دونون مین سحر چلے دونون
مست ہو کر نیمچہ ہائے سحر سے لڑین ماہیان نے نیمچہ مارا ملکہ مشتری نے روکا برق چمک کر سر پر گری سر زخمی ہوا مشتری نے
جواب مین گھسکر نیمچہ مارا سر ماہیان بھی زخمی ہوا ایسے لڑکھڑا کر ملکہ مشتری گرین بیہوش ہوگئین ماہیان چلی کہ کاٹ
لون زمین شق ہوئی اک جوان پیدا ہوا ماہیان کو گھرکا کہا بیہوشی مین ہماری مالکہ کو قتل کرنے کا قصد کرتی ہے خبردار
الگ رہو قریب نہ آنا یہ کہکر اُس جوان نے ملکہ مشتری کی کمر مین نیمچہ دیا طرف طلسم نور افشان کے لے بھاگا ماہیان
جھپٹی کہ نہ جانے دون اس جوان کو وہ دکون مشتری کو چھین لون صدمۂ زخم سے غش آیا تھرا کر گری بیہوش ہوگئی خیمہ
کنیزون انکے عقب مین آئین چھین اٹھا کر اسکو طرف پردۂ ظلمات کے لیگئین کوکنے جب یہ معرکہ دیکھا کہ ملکہ مشتری
زخمی ہو کر یہان آئین ایک پرچہ لکھا ہوا پر اڑا دیا مراد یہ تھی کہ خواجہ کے پاس پہونچے اطلاع ہوجائے کہ انکی عیاری
کی خبر ماہیان کو ہو چلی جو کام کرنا ہو جلد کیجیے اب یہ عیاری قائم نہ رہیگی پردہ اٹھا چاہتا ہے حال کھلا چاہتا ہے خواجہ
عمرو کسی ضرورت کو باہر نکلے تھے کہ وہ پرچہ گود مین آگرا خواجہ نے تنہائی مین اسکو پڑھا قران و برق کو بھی
آگاہ کیا قران نے سنا متامل ہوا جو فکر آپنے کی ہے تو تدبیر ہر دو پہر مین نہین ہوسکتی یہ تو مہینون کا کام ہے عمرو نے کہا تم اتنا
خیال رکھنا یلغار مجھ پر نہ ہو اسکے تیغ سے بچانے دینا مشہور تو میرے پاس ہے قران نے کہا مین سمجھ لونگا عمرو نے

اُسی وقت افراسیاب کو بلایا فرمایا ابدولت بوقت سحر طرف دریاے نیل کے جائینگے لوح نعمر سے لیکر بدست فرشتگان مقرب بالاے آسمان بھیجینگے تم طرف تلو توسن کے جاؤ بدیع و تقصویر و لاچین کو ہمین لے آؤ تب مطلب دلی حاصل ہوگا دیر کرنے مین خرابی ہے افراسیاب نے رات ہی کو حکم دیدیا ناگاہ ماہ تابان کی فوج کو شکست ہوئی تاریکی شب مع ہوئی نور آفتاب عالمتاب سے تمام دنیا کو روشن کیا مہر گیتی افروز کی عملداری ہوئی سلطان ضیاء نے تحصیل شروع کی روشنی کی فوج جابجا مقرر ہوئی خواجہ عمرو تخت زرجدی پر سوار ہوے بارگاہ دانیال کا سر پر سایہ ایک سمت قران ایک جانب برق قران نے پہلو مین اپنے پلنگ خونریز کو بٹھالیا ہاتھ تھامے ہوے باتین کرتے ہین تخت زریج کئی سو گز بلند زیر تخت تمام عالم جمع ہے حیرت تخت پر افراسیاب کب پرند شکین پر سوار غلغلہ یا خداوند بیفر الیش کیمیان طرح ہی کے ساز بج رہے ہین غزلیں ٹھمریان گائی جاتی ہین ریتی مین ستارے چمکتے ہین ہزارہا نازنینان زہرہ جبین جو جسیان مہر کچ کچ لباس پہنے ہوے زمین پر ناچ رہی ہین ایک نازنین شوخ و شنگ خوش آواز گلے باز یہ غزل نسیم دہلوی کی گا رہی ہے غزل

بزم غم کو دیکھکر دل خوش ہوا جلاد کا
غیر ممکن جمع ہونا نکہت برباد کا
ہاتھ آنا غیر ممکن طائر آزاد کا
ہے نیا ایجاد ہر میرے ستم ایجاد کا
بالون جنت مین کھا تھا کہ نکلی تن سے روح
سہل سمجھے شاد کرنا وہ دل ناشاد کا
وصل کی کیفیتین فرقت مین دکھلا دیجیے
آج اپنے جی مین ہے منھ چومیے فریاد کا
کہتے کہتے رہگئے ہنگام استفسار حشر
دیکھیے ایجاد کیجئے اُس ستم ایجاد کا
یاد خاموں یہ خیالی کا نہین آتا خیال
شوق تیرا نور دل ہے کور مادر زاد کا
حسن نے پیدا الفت زر دل سے وہم بھر کم نہیں
آگئی شرم مرغ آشیہ دیکھکر صیاد کا

شور ماتم کیا ترانہ تھا مبارکباد کا
خود فراموشی اثر ہے اُس پر بلی یاد کا
دیکھنا ہے دور سے قابو نہین صیاد کا
واہ کیا رعب جنون ہے کہ آستنے جائیے
بیکسی نے رو دیا منھ دیکھکر شداد کا
یاد آئین بیڑیان اور وہ گرانی طوق کی
وہ دہن مجھو مرا مین بوسہ لون فرہاد کا
جب چھٹا تیر نظر آیا مرے دل کی طرف
کچھ محبت آگئی منھ دیکھکر جلاد کا
مجھکو بھی تجدید عادت مین رہا کرتی ہے فکر
رحم کا طالب نہیں ہون آشنا بیداد کا
کیون نہ خنجر ٹوٹ جائے آکے تیرے تھے مین
اسپ اسی زاہد ارادہ ہے خدا کی یاد کا
حق خدمت چاہتا ہے جلد ہے اے نسیم

قید مین آنا بہت دشوار ہے آزاد کا
دل دکھانا خاص شیوہ ہے مری فریاد کا
قبر پر آیا ہے دینے کو مبارکباد مرگ
ہاتھ کیسا کانپتا ہے جسم بھی فصاد کا
ایک کیا دو چار بوسے ہی تو خوش کر لین مجھے
کم ہے سودا مرا منھ دیکھکر حداد کا
اُنکے کانون تک گئی ممنون ان کا ہم ہوئے
تھر تھرا تا ہے نشان بھی خانہ آباد کا
رخنہ جور تازہ سہنے کی ہمین طاقت کہاں
جسطرح پہلو بدلتا ہے ترے بیداد کا
دیکھ لیتا ہے جو اپنے آنکھ سے دیکھا نہیں
حسن کی گرمی سے کشتہ ہو گیا فولاد کا
بعد آزادی بھی مدت تک نچھوڑا اپنے گھر
مرغون سے آہ ویران ہے قفس صیاد کا

افراسیاب نے سرماے برق انداز و ابریق کوہ شکاف کو حکم دیا ہے انکو منع کر دو گانا ناچ موقوف کریں قدرت کو ان
اشیا پر توجہ نہیں ہے ہر ایک نعمت دنیا کی لذت فوت ہے انکے ہمراہ خود ملک الموت ہے ناچ گانے والے نہیں مانتے سعادت
داریں جانتے ہیں چاہتے ہیں ہم گائیں قدرت کو رجھائیں خوش ہو کر قدرت عمر بڑھائیں اولاد عطا فرمائیں کوئی نہیں
مانتا ہنگامہ عظیم برپا ہے واضح ہو کہ ماہیان جو زخمی ہو کر پلٹ آئی رات بھر درد زخم میں تڑپی صبح کو اُس نے کتاب
اوراق جمشیدی منگا کر دیکھی منہ پیٹ لیا کہا لو غضب ہوا شہنا کو آگ لگے شہنا نواز کو موت آئے عمرو نے دوسرا سامان
کیا ارے افراسیاب کو طرف دریاے نیل کے لیے جاتا ہے کنیزوں نے پوچھا دریاے نیل میں کیا ہے ماہیان نے کہا
دریا میں لوح طلسمی شکم زہرہ میں اور سر میں اُسکے مہرہ اگر کہیں عمرو زہرہ کو پا گیا اسکے ٹکڑے کریگا راز داران طلسم
اسکے ساتھ ہیں وہ بتلا دینگے اسکو قتل کر کے لوح و مہرہ لیجیے افراسیاب کو شکست دیجیے دوسرا معاملہ یہ ہے بدنصیب نے
نشان قید لاچین و صبیح بھی بتلا دیا عمرو نے بڑی قیامت کی عیاری کی میں ابھی جاتی ہوں جا کر نگوڑی کا رنگ
مشتاق ہوں کل تو راہ میں بی مشتری کے بازار سحر کی سیر ہوئی سب طرح خیر ہوئی آج بھی وہی سودا ہے دیکھوں کون رنگ
آوے کس سے مقابلہ پڑے یہ کہکے پرواز پیدا کیے طرف لشکر افراسیاب کے چلی محفوظ خاطر ہو سامعین وہ وقت ہے ادھر تو
مہرخ نے لشکر تیار کیا کہ ہم سد راہ ہوں لڑتے بھڑتے تا بہ دریاے نیل جائیں اُدھر افراسیاب پرے باندھے ہوے
زیر تخت خداوند جمشید حاضر ہے سرما و ابریق پیش رو لشکر آگے بڑھے سترہ سو نقارہ بج رہا ہے گھنٹے و ناقوس
جھانجھ و ڈھولک کی صداؤں نے گوش گردون کو کر کیا ہے افراسیاب مشتاق ہے کہ تخت خداوندی بڑھے
تو میں بھی چلوں لشکر مثل مور و ملخ جمع ہے حیرت جادو تخت پر ایک جانب مصور بہ سیر مانی و بہزاد نقاش و قلم کش
مصاحبان صور ملکہ صورت انگار اپنے نزدیک قدرت کی عزیز دار زیور و لباس سے آراستہ ٹہل رہی ہے ساتھ والیوں
سے کہہ رہی ہے ہمارے بزرگوں کو دیکھا ہمیں سب طرح کا اختیار ہے زندگی موت ہمارے قبضے میں ہے ہمارے خسر صاحب نے
اگر سب انتظام کر دیا جوہ ہاے بلا بیکار ہوے عزیز داران سامری و جمشید نامی و نامدار ہوے جسکو چاہیں زندہ
رکھیں جسکو قصد کریں مٹا دیں ہمارا کون ہمسر ہے ہمارے شوہر کے یہ نانا دادا ہیں داؤد کچھ نہ تھا ناحق اُسنے دعوی
خدائی کیا میں نے آخر اسکو مار الکس غلت سے قتل کیا افراسیاب ہر مرتبہ آواز دیتا ہے یا خداوند منزل کھوٹی ہوتی ہے
نیر اعظم بلند ہوا کئی ہزار کوس کا راستہ طے کرنا ہے سواے بادولت کے ہمراہ تخت قدرت کوئی نہ پہونچ سکیگا دریاے نیل
کی منزلیں پچاس پچاس کوس کی ہیں کوہ ہفت رنگ بھی راہ میں ملیگا صرصر ہفت رنگ براے استقبال آئیگا
وہ ہمشیرہ قدرت ہے اُسکی دعوت قبول کرنا پڑیگی ایک شب وہاں رہنا ہوگا عمرو سفید مہرے میں آواز دیتا ہے کہ

زمین ٹھہرا جاتی ہی مراد یہ ہی کہ قدرت کسی کی دعوت قبول نکرینگے آیندہ جو تیری خوشی سے قدرت نے یہ منصب
قبول کیے تنزل ہو تنزل چلینگے ورنہ ابھی کھوٹا مین زمین کی کھینچ دین دریاے نیل اسی مقام پر آجاے
افسوس یہ ہی ہمہ ہا ملک ڈوب جائینگے شہر سے تباہ ہونگے قدرت اپنی ذات پر تکلیف اٹھائینگے اپنے بندون کی
تکلیف نہ قبول کرینگے آخرین بندون کے واسطے یہ تکلیف گوارا کی افسوس یہ ہی کہ وہ لوگ عبادت نہین کرتے لہو و لعب
مین رہتے ہین جب تو جفا سہتے ہین کسی اہل ہند نے کیا خوب دوہرہ کہا ہی وو دوہرہ دکھ مین سب ہر کو بھجین سکھ مین بھجے
نکوے جو سکھ مین ہر کو بھجین تو دکھ کاہیکو ہوے۔ اسوقت لشکر افراسیاب مین عجب طرح کا ہنگامہ ہی خواجہ
افراسیاب کو لیکر طرف دریاے نیل کے جایا ہی چاہتے ہین یہ تو ظاہر ہو کہ بہار و باغبان زنبیل مین موجود ہین
یہ بھی خواجہ نے دیکھا کہ لشکر مہرخ تیار کھڑا ہی آمادہ جنگ و جدل ہی اسد نامدار بھی چالیس قدم سے آگے بڑھا ہوا
جوانان شیر دل ہاتھ قبضے پر ہاتھ قصد کر رہا ہی کہ افراسیاب پر جا پڑین اسی تردد مین عمرو تخت نہین بڑھاتا کہ ایسا
نہو یہ سب مل کر روکین ہاتھ سے افراسیاب کے اسد مارا جاے برق و قران سے فرمایا ارے ان بختون کو ٹھہر
سمجھاؤ کہ سامنے سے ہٹ جاؤ خواجہ بشکل خداوند جمشید موجود ہین برق بصورت فرشتہ رحمت بڑھکے تخت سے کود
افراسیاب سے کہا اے شہنشاہ قدرت فرماتے ہین مین بڑھکر ان سبھون کو سمجھا دون کہ اے ملازمان شہنشاہ تم کیون
جان دیتے ہو شل باغبان و بہار جہنم مین پھینکے جاؤگے امان نہ پاؤگے بغیر اطاعت افراسیاب افراسیاب
نے کہا آپ سمجھائیے میرا کہنا نہ مانینگے برق نے کہا مین چلا یہ کہکے جست و خیز کرتا ہوا چلا سامنے صف لشکر مہرخ کے
آیا آواز دی بی مہرخ صاحب تخت پر بیٹھ گئین تاج سر مین لیا نشیب و فراز کی کچھ فکر نہین منم فرشتہ رحمت خداوند جمشید
ذرا میرے پاس آئیے مین بخوبی سمجھا دون راہ راست دکھا دون ملکہ مہرخ تخت سے کود کر ڈرتی ہوئی کہ ایسا نہو فرشتہ
رحمت مجھکو پکڑ لے گرفتار کرکے سامنے جمشید کے لیجاے برق کہہ رہا ہی قریب آؤ قریب آؤ جب مہرخ بمشکل قریب آئین برق
نے چپکے سے کہا اے مہرخ استاد نامدار خداوند جمشید بنے ہوے بیٹھے ہین براے خدا لشکر ہٹا لو طرف دریاے نیل کے
جانے مین خدا جانے کیا تو لوح لیکر آئے ہین استاد کو بھی اسی عیاری پر خاتمہ منظور ہی شہنشاہ قبضے مین انکی پلنگ خونریز
بھی اختیار مین ہی کہین جا نہین سکتا اسوقت کی تمھاری لشکر کشی نے بڑا ہرج کیا ابتک سو دو سو کوس نکل جاتے
یہ خبر حسرت اثر تمام عالم مین مشہور ہو چکی ایسا نہو ماہیان زمرد پوش یا آفات مدہوش کسی کو بھیجین یا خود آ گرین
ساری عیاری خاک مین ملجائیگی یہ مژدہ فرحت افزا سنکر ملکہ مہرخ نامور مثل گل شگفتہ ہو گئین ہنستی ہوئی
پلٹین برق تیز تر قریب افراسیاب کے آیا کہا اے شہنشاہ مہرخ کو سمجھا دیا نمونہ بہشت بھی دکھا دیا دیکھیے

اب لشکر کو وہ ہٹا لینگی آپکو نہ رکنیگی حقیقت میں مہرخ نے جا کر اسد وغیرہ کو سمجھا دیا اسد نے مرکب پھیرا اپنی
بارگاہ میں چلے آئے افراسیاب وجد کرنے لگا کہ کیا تاثیر فرشتۂ رحمت کی زبان میں ہے ایسے سخن ناشنو قائل ہوکر
ہٹ گئے سب کے خیال پلٹ گئے مہرخ اپنی بارگاہ میں چلی گئیں سحر بھی پلٹ گئے اب عمرو نے بدوق کو اپنے پہلو میں بٹھلایا
عرض کر چکا ہون پلنگ کو بصاحب قرار دیکر اپنے تخت زبرجدی پر بٹھا لیا ہے آواز دی ای افراسیاب مرکب بڑھا
منزل کھوٹی ہوتی ہے نیر اعظم برآمد ہوا افراسیاب نے یودھی پر ہاتھ ڈالا فوج میں باجے بجے علمہاے زرنگاری
کے پھریرے کھلے عمرو نے قصد کیا تخت بڑھاؤن کہ آسمان سے نعرہ ہوا اباش او ساربان زادے میں آپہونچی
ہم ملکہ ماہیان زمرد پوش او افراسیاب خانہ خراب عمرو عیاری کرکے خداوند بنا مغیرت سجدہ بھی کر چکا ایک ہفتہ
تیرے لشکر میں گذرا اور تو نہ پہچان سکا کبھی اوراق جمشیدی نہیں دیکھتا آٹھ پہر معروف عیش و عشرت رہتا ہے
ارے ظالم شہنائے جمشیدی کہان ہے پلنگ کیون آنکھون سے نہان ہے کیا شہنا ساربان زادے کو دیدی ہے
شہنا نوازی کی بھی جان لی عمرو نے جو دیکھا ماہیان زمرد پوش بصد جوش و خروش مثل برق جہندہ تڑپتی ہوئی
آتی ہے وہین سے پکار کر افراسیاب کو بھی آگاہ کیا کلمات تخت وست کہتی آتی ہے کہ عمرو کے تخت پر گردن اور اس
مکار ساربان زادے کے دو ٹکڑے کرون تمام اہالیان لشکر افراسیاب طرف تخت عمرو کے جھپٹے عمرو نے سفید مہرہ
بجایا اسمین نعرہ کیا نعرۂ عمرو عمرم کہ کلاہ از سر قیصر بہ برم + رنگ از رخ بخنک بداختر بہ برم + در مجلس خسروان جو
گردم ساقی و تیغ و سپر و سبو و ساغر بہ برم + او ماہیان میں تجھے شہنا لے لی اگر ایک دن تو غفلت کرتی لوح طلسم بھی
لیتا لاچین و بدیع کو قید سے رہائی دیتا ایک دن میں طلسم ہوش ربا درہم و برہم ہوتا اسوقت تجھپر ہجوم غم و
والم ہوتا پلنگ خونریز نے چاہا اپنے کو تخت سے گرادون مہتر قران قریب تھے نعرہ کیا نعرۂ قران سریع السیر ہون
باد بہاری و جہان سرہنگ و رستخیز گزاری + میدان اژدر آتش فشانم + منم مہتر قران شیر نیستانم + پلنگ کا ہاتھ پکڑ لیا
کود کے چھاتی پر چڑھ بیٹھے عمرو نے بارگاہ دانیالی کو مثل سائبان کھینچا اسکے سائے میں تخت زبرجدی اڑتا ہوا چلا
اس تخت کا حال جابجا تحریر کر چکا ہون کہ دامہ جادو نے حکماے اشراقین سے واسطے زبرجد شاہ اپنے معشوق کے
بنوایا تھا وہ اس تخت پر سوار ہوکر اپنے قصر معلق سے بارگاہ میں آتا تھا جاہ و جلال خداوندی دکھاتا تھا جب
خواجہ نے یہ تخت حاصل کیا کلین لگی ہوئی پائین ظاہر ہوا کہ سحر کا نہیں ہے حکمانے کلون کے زور سے یہ تدبیر
کردی ہے کہ جہان بلند کرین جس مقام پر چاہین ٹھہرا دین سب طرح کا اختیار ہے اب جو عمرو نے تخت اڑایا
نعرہ بھی کیا ماہیان کو تو افراسیاب لپٹ گیا کہ نہ نی جان وہان تک جاؤ ساربان زادے نے کچھ جال

بھیلار رکھا ہوگا ایسا نہو کہ تم بھینسو افراسیاب نے ماہیان کو تو مجبور اجادوگر واسطے خیر خواہی دکھانے کے لیے ہاتھ
کھڑکے بلند ہوسے جیسے مرغاب پر ہاتھ ڈالی قصد کیا عمرو کی ٹانگ پکڑکے کھینچا ہون بارگاہ کرامات بزرگان دین ہی کم
مین ہاتھ ڈالکر کسی نے الٹا لٹکا دیا سر تلے ٹانگین اوپر ہزارون الٹے لٹک گئے زنبیل سے عمرو نے باغبان و بہار
کو نکالا یا تو زنبیل مین عمرو کی سیر و ریاکر رہے تھے یا باہر آکر دیکھا عمرو نے برقع چہرے سے اتار اصورت اصلی
بنکر دوزانو بیٹھا ہزارون جادوگر سحر کرتے ہوئے آتے ہین قریب اگر بارگاہ دانیال مین لٹک جاتے ہین قران
چھاتی پر پلنگ خونریزی کی سوار ہین برق سوٹا پکڑے ہوئے ٹھو ٹھو کر رہا ہی باغبان و بہار تصدق ہوئے
کہا ای خواجہ کیا کہنا عمرو نے باغبان کو بھی اک سونٹا دیا کہا ان ساحرون کو مارو نالائق غل مچاتے ہین کمال
افسونگری دکھاتے ہین باغبان نے بھی سونٹا ہاتھ مین لیا جادوگر اسطرح گر رہے ہین جیسے شمع پر پروانے یا قطرات
باران زراعت پر یا فوج ملخ چہار جانب سے امڈی ہی عمرو مطمئن خوف و ہراس کا نام نہین ایک سمت سے افراسیاب نے
آگ برسائی بارگاہ کو خبر بھی نہین ہوئی اُس آتش سحر نے انھین کے لشکر کو جلایا سرمانے سحر کیا برف کے پہاڑ ٹنگے
انھین کچھ ساتھ والے ٹھنڈے ہوسے ابرلق نے پتھر برسائے پہاڑ سحر سے اڑادیے وہ بھی سب بلا لشکر افراسیاب پر
نازل ہی کسی کا سر پھٹا کوئی سنگدل دیکر اساحر پکارتے ہین سخت مصیبت ہی ماہیان و افراسیاب دور سے شعبدہ
سحر دیکھتے ہین بخوف قریب نہین آتے ہین ساحرون کے مرنیکی صدا بلند ادھر خریدو پرندنے بڑھکر ملکہ مہرخ کو
خبر کی کہ استاد کی عیاری کھل گئی ماہیان نے وقت پر آگے قیامت برپا کی اب خدا انکی جان بچائے مہرخ و سرخ مو
وغیرہ سب بارگاہ ہوش نکل آئے بہ نگاہ غور دیکھا بارگاہ عمرو پر ابر سحر ساحران چھائے ہوئے ہین آب و آتش کی بارش
ہی قتل عمرو کی کوشش ہی مگر کوئی کچھ نہین کرسکتا افراسیاب سحر کرتا ہوا آتا ہی ایک جانب ماہیان کو عمرو للکارتا ہی
کہ اری تو بھی آ بارگاہ مین لٹک جا جب غصہ کرکے جھپٹتی ہی افراسیاب لپٹ جاتا ہی کہتا ہی نانی امان دیکھو تو ہزارون
ساحر عمرو نے مار ڈالے لاشہ زمین پر گر رہے ہین لاکھون گنوار برائے زیارت جمع ہوگئے تھے اب بھاگے جاتے ہین
کاندھون سے چادرین گر پڑین دھوتیان کھلی جاتی ہین دمبدم غل مچاتے ہین یا خداوند سامری و جمشید مدد کو آئیے ساربان بچے د
کی بدعت سے بچائیے لاکھ ترپا پچھڑ کا مہتر قران نے پلنگ کو نہین چھوڑا شکین باندھکر ڈالدیا سحر فراموش شکین بندھی ہوئین
دانت لگائے ہوئے توبہ توبہ کر رہا ہی عمرو نے زنبیل سے دس پانچ گرگے نکالے کالی کالی صورتین سونٹے ہاتھ مین نکلتے ہی
ساحرون کو قتل کرنے لگے جب سر پہ سونٹا مارا کڑاکے کی آواز آئی سر پھٹا اندھیرا ہوگیا علامت ساحرون کے مرنیکی
ظاہر ہیر غل مچا رہے ہین دم گشتی مرا کشتی مرا کی صدا مین آتی ہین حیرت جادو سر پیٹے رہی ہی کہتی ہی شہنشاہ نے برا کام

کیا خداوند جمشید کو صحرا سے شک نیزت وٹنو بھولانے ساربان زادے نے شب ہے دلمات کے سبب نے سجدے کیے وہ خود
کہتا تھا مجھے سجدہ نکرو سلیمان عقاد میں جو ہو ہوئے اے یارو اپنے کو بچاؤ کمبخت بارگاہ کے پاس بچاؤ کیا ساحرون کی شامت آئی
ہوئی کیا صورت انقلاب ہوئی مصروف تھا ملکہ بہار نا نو دوا تیری خیر لی اگر ماہیان نہ آجاتین ساربان زادہ کو
لیکر بر سر دریائے نیل جاتا شہنشاہ زہرہ مجھے طلب فرماتے لوح و مہرہ اگر دستیاب ہوجاتا پھر طلسم کشا کے ہاتھ سے کون مہلت
پاتا مہرخ نے بھی حکم دیا سرداران کو اپنے سر پر تب خواجہ عمرو کو بچاؤ برق لامع چرخ مار کر بلند ہوئی کڑک کر شل برق
آسمان میں تڑپی رعد و برق بھی چلے بڑھکار رعد نے تیغ ماری کئی سو کے سر پھٹ گئے برق گرنے لگی ساحرون کے
سر اڑا دیے برق لامع نے دشمن اجاڑ دیے تھے زمین کے جادو نے آتش ترچھی گرنے لگی جس صف پر جا کر گری پامال کر دیا نقیب
وارثیت ہر ایک غول میں کھڑے ہیں حکم افراسیاب کے منتظر ہیں جو جیسے نون لشکر آپس میں مل گئے بقول شاعر فرد دو لشکر بر لشکر
در آمیختہ قیامت بگیتی شد انگیختہ گیر و دار کی صدائین آنے لگیں ملکہ مہرخ نے گولون کی بوچھار کی خورشید زرین سحر
نہایت زبردست ہے آفتاب طلسم نے پر چکا وہ حدت دکھائی ساحرون کے بھیجے پگھل کر نکل گئے دماغون میں حبے ہوش قبیل
اسد غازی پھیری ہے خورشید جابجا چمک کے گرنے لگا سیکڑون کو جلایا سرخ مو سے کامل کشا نے لٹ کھولی اندھیرا ہوا اُس
تاریکی میں سیکڑون کو مارا ایک جانب ہلال سحر افگن کا ہلال زرین چل رہا ہے باغبان قدرت شل خیل سست ساحرون
کو کچل رہا ہے نقیبون نے بڑھکر یہ مطلع مصنف پڑھا مطلع جسے کہتا ہے تو غافل یہ میرا ہے یہ میرا ہے + یہ جسکا ہے اُسیکا ہے نہ تیرا ہے
نہ میرا ہے + ہاے جوانان شیر دل وائے صف شکنان کامل یہ وقت جانبازی ہے سر دینے میں سرفرازی ہے آج نام کر لو دامن
مراد گوہر انعام و اکرام سے بھر لو افراسیاب ایک ایک کو نہال کر دیگا افسریان طلسمی وقت جرأت ہے یہی شیوہ ہمت ہے عمرو
کو نجانے دو اے یارو گھیر کر پکڑو تخت عمرو قریب لشکر مہرخ پہونچا ہے ہزارون جادوگر مار کر گرا دیے خواجہ عمرو مہرہ بجاتے ہیں
اُس مہرے کی آواز لشکر اعدا میں گھونسے بجاتے ہیں یہ وہ مہرہ ہے کہ جو صاحبقران زمان پردہ قاف سے لائے تھے اسکی صدا
سے دیو بھاگتا ہے ساحرون کے کلیجے پھٹے جاتے ہیں سحر سبب تاثیر نہیں کرتا کیا کرین انبار زور دکھاتے ہین تا بتخت عمرو
جاتے ہیں جب لٹے ہٹک گئے پھڑک پھڑک کر مرے دھڑا دھڑ لاشے اور سر ساحرون کے زمین پر گرتے ہیں ہزار ہا لاشہ پڑا ہوا ہے
لیکن افراسیاب و ماہیان زرد پوش یہی آواز دیتے ہیں خبردار یارو قدم پیچھے نہ ہٹے ساحر عمرو پر جھوم جھوم کر جاتے ہیں
مجبور ہیں کہ سحر تاثیر نہیں کرتا وہاں تک گئے اور بلا میں پھنسے چیختے ہیں اور غل مچاتے ہیں ای شہنشاہ طلسم ہوشربا نے
ملازمون کو بچائیے ساربان زادے نے پرے کے پرے صاف کر دیے علمہاے زرنگاری زمین پر کٹے پڑے ہیں صاف
ظاہر ہوتا ہے کہ مدد سے کفن میں علم پنج وصیت فوج افراسیاب پر گرا شکست کا نشان ظاہر ہے مہرخ وغیرہ نے دیکھا کہ

کر کے افراسیاب نے لوہے کی دیوار بنا دی کہ عمرو اس بار بچا سکے عمرو دیوار آہن کو دیکھکر گھبرایا کہ اب طرف مہرخ کے
کیونکر جاؤن ایسا نہو کوئی گرفتار کرے افراسیاب چلاتا ہے دونون لشکرون کے ہزارون ساحر مارے گئے بنگاہ
حسرت ملکہ مہرخ باشوکت تخت عمرو کو دیکھ رہی ہے دعا ورد زبان ہے کہ اے خالق مطلق و اے کارساز برحق عمرو کو اس بلا سے
بچانا ہے اگر بچے یا کوئی الیاز بر دست آئے کہ جس سے افراسیاب و ماہیان سے مقابلہ ہو وہ بادشاہ طلسم ہوشربا
سحر و ساحری مین یکتا زمین اسنے آدمی ہزارون کو پامال کر دیا ہمارا خاص یہ ارادہ تھا ہر صفحہ کسی کا ہل کا بادشاہ [illegible]
دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است واس یکیی و بیکسی مین سوا ہمارے لوگ ہمین و مددگار ہے تیار ہو کے
مہرخ وغیرہ نے جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا آسمان پر نعرہ ہوا شہنشاہ کوکب روشن ضمیر استادان خوش رشتے
تحریر کیا ہے کہ کوکب نے جو حرات واقعہ مین یہ سانحہ دیکھا فوراً اپنے مقابلہ افراسیاب چلا اسوقت اگر نہ پہونچا کہ عمرو
تخت اڑتے ہوئے جاتا ہے افراسیاب نے لوہے کی دیوار بنا کر تیار کی کہ عمرو بچنے نہ پاوے بارگاہ جانبانی سر پر سے ہٹ جائے
عمرو کو مار لون ماہیان بھی اس سحر مین شریک ہے کوکب نے آتے ہی اول دیوار آہن کو توڑا یعنی اک گولہ جیب سے
نکال کر اس دیوار آہن پر مارا دیوار تھرائی و تڑاخے کی آواز آئی دوسرے حربے مین دیوار پھر اگر گری کئی ہزار سردار و
ملازمان افراسیاب مارے گئے افراسیاب نے کہا دیکھو وہ ظالم آپہونچا دیوار سحر میری گرائی ہائے شمنا بھی ہاتھ سے
گئی مشقت میری ضائع ہوئی گرمی مین مینھ و دشمن لیس سخت گرمی تھی کہ نہر چلتے تھے دھوپ سے شعلے بھڑکتے تھے ہم
کیا جانتا تھا یہ افتاد پڑیگی اب وہان سب رازداران طلسم جمع تھے پلنگ خونریز گرفتار ہو گیا اگر شمنا لیکر میدان
مین لڑا تو ایک زندہ نہ بچیگا حیرت جادو نے بڑھکر تسکین دی کہا شہنشاہ اسقدر نہ گھبرایئے شمنا مین آگ لگے
پلنگ خونریز بھاڑ مین پڑے آپ سلامت ہین ہزارون تاجداران طلسم ہوشربا باقی ہین در بند بند ہے کوہ مین
شہنشاہ طلسم نے للہ اپنے وزیر معراج بن گرداب آدم خوار کو بھیجدو نگا چالیس لاکھ لشکر لیکر کوہ نیلم سے اتریگا لشکر
مہرخ کیا تاب لا سکیگا سب مارے جائینگے اب اسوقت آپ کوکب سے نہ مقابلہ کیجیے بڑے سامان لیکر آیا ہے افراسیاب
نے کہا مین نہ مانونگا آج کوکب کا سر کاٹ لونگا ملکہ حیرت افراسیاب کے دامن سے لپٹ گئی کہا اے شہنشاہ سخن [illegible]
بیخ دولت سے کھنے کا خیال کیجیے بیوہ ہونے سے مجھکو بچایئے حیرت سے افراسیاب نے دامن چھڑایا چاہا تیغ
کھینچکر جا پڑون حیرت نے سرماد ابرلق کو پکارا ارے اگر شہنشاہ کو روکو سرماد ابرلق دوڑے افراسیاب کو
روکا افراسیاب کو بڑا غصہ تھا دونون کو جھڑک دیا ادھر سے کوکب لڑتا ہوا آتا تھا افراسیاب نے گولہ مارا
کوکب نے انگلی اٹھائی اسم سحر پڑھکر اشارہ کیا گولہ پلٹ کر فوج افراسیاب پہ جا گرا کئی ہزار ساحر مرے

دہائی دینے لگے ایسے دو چار سحر افراسیاب و کوکب مین ہوے کئی لاکھ ساحر مار گئے تلوار کھینچکر کوکب افراسیاب
پر جا پڑا اتنی مہلت جو عمرو نے پائی تخت کو زمین پر لایا مہتر قران نے پلنگ کو بیہوش کرلیا جب تخت عمرو کا زمین
پر آیا جالسنوز و ضرغام پلنگ خونریز کو کشان کشان لیگئے قیدخانے مین جاکر زنجیرین پہنائین کئی ہزار نگہبان
مقرر کیے پلنگ تو قید ہوا کوکب و افراسیاب سے خوب تلوار چلی عمرو نے تخت سے اُترکر گلیم اوڑھلی تخت و
بارگاہ زنبیل مین رکھی اب بصورت ساحر لشکرون مین گھسا ہمیانیان مردون کی کمر سے کھولین سیکڑون کے
لباس اتار لیے مردے ننگے پڑے عمرو اُسوقت یہ دیکھا کہ کوکب سحر افراسیاب سے زخمی ہو چکا تھا مہرخ و بہار نے
بڑے بڑے سحر کیے اگلے سحر کو وہ کب مانتا ہے اشارون مین دفع کیے کوکب کو سامنے مین تلوار کے لیے ہوے جاتا ہے
کہ ہاتھ مارون اسکا سر اڑ جاے کوکب ہٹتا چلا آتا ہے کہ پہلو سے افراسیاب کے آواز آئی ای شہنشاہ کیا کنا دشمن
کو مار لیا تیرا کون ہمسر ہے تیری افسونخوانی سے کوکب گردبرد ہے افراسیاب نے پلٹ کر دیکھا اس ہنگامہ عظیم مین
صرصر شمشیرزن گرتی پڑتی آئی افراسیاب نے کہا ای صرصر اسوقت تو نے ہوا کا کام کیا یہان تک کیونکر آئی سحر
سے تل رکھنے کی جگہ نہین صرصر نے کہا آپکا اقبال شریک حال ہے دیکھیے دشمن بچنے نہ پائے افراسیاب نے
پلٹ کر طرف کوکب کے دیکھا صرصر نے نعرہ کیا او مغرور دیکھا تو نے حلقہ ہاے کمند گلے مین افراسیاب کے پڑے
جھٹکا مار کر حباب بیہوشی مار دیا افراسیاب گر کر بیہوش ہوا عمرو نے آواز دی ای کوکب لینا کوکب جھپٹا کہ
مین افراسیاب پر ہاتھ تلوار کا مارون سر اسکا اڑ جاے زمین شق ہوئی شعلہ فولادی ہان ہان کرتا ہوا نکلا
کہا خبردار خبردار او کوکب کیا کرتا ہے شہنشاہ طلسم ہوشربا پر یہ بدعت یہ کہکر شعلے نے ماہیان زمرد پوش کو بھی پکارا
ملکہ عالم دوڑیے شہنشاہ کو سب مل کر قتل کرتے مین عمرو نے بیہوش کیا یہ کہکے شعلہ گرد پھرنے لگا یہ نگہبان جان فرخ بنیاد
مین غلامان سامری خیرخواہی مین لاجواب ہین یہ سنکر ماہیان بھی دوڑی خواجہ تو ٹھہر نہ سکے گلیم اوڑھکر بھاگے
ماہیان نے شعلے سے اشارہ کیا اُسنے افراسیاب کو اٹھا لیا لیکر طرف باغ سیب کے روانہ ہو گیا کوکب نے
چاہا کہ شعلے کو روکون یہ جوان طلسمی کب رکتے ہین ماہیان نے پلٹ کر حیرت کو حکم دیا کہ ای حیرت جو ہونا تھا
وہ ہوا اب کد و کاوش بیکار ہے مفت مین بندگان سامری و جمشید قتل ہوتے ہین شہنشاہ اب نہ ملینگے لیجانے والا
لیگیا ہمکو تمکو سبکو داغ دے گیا مین بھی برائے حفاظت افراسیاب جاتی ہون تم طبل امان بجواکے پلٹ جاؤ
لڑائی سے کنارہ کرو ماہیان اُدھر گئی حیرت جادو نے دیکھا بہار وغیرہ نے اور دباؤ ڈالا گلدستے چلیے
باغبان قدرت بھی جھومتا ہوا چلا اسپ جانباز و سرفروش بادۂ جرأت سے مدہوش مرنا جینا یکسان جلا

چہرون سے عیان یہان سب بھاگنے والے طلازمان افراسیاب لرزان و ترسان حیران و پریشان ہین سنتے ہی افراسیاب کے
زار بیقرار ہوا حیرت نے طبل امان بجوادیا شکست فاش کا اظہار ہوا اگر ٹرا کھیت پڑا کئی لاکھ ساحر افراسیاب کے مرکر
واصل جہنم ہوئے خواجہ عمرو تمام لشکر کو اپنے ساتھ لیکر پلٹے حیرت جادو شکست خوردہ اپنی بارگاہ مین آئی معصوم
نے کہا آپنے کیون طبل بازگشت بجوادیا لڑنے والے بڑے جانبازی حاضر تھے حیرت نے کہا مرشدزادے کلیجے مین
آبلے پڑ گئے جس جانبازی سے وہ لوگ لڑتے ہین بخوف جا پڑتے ہین ادھر والے اب جان بچاتے ہین ذرا سے
دباؤ مین بھاگ جاتے ہین مرنے والے سے ڈرنا چاہیے دیکھیے تو ساربان زادہ کہان جا کر ہو بجا مردے کی شکل
بنا کتنا بڑا دھوکا دیا دام تزویر بچھایا افراسیاب ایسے طائر زیرک کو پھنسایا یہ کیسے خیر ہوئی ہم سب دربار مین اسکے
حاضر رہے جنگلی صورت بنا تھا انھون نے مرد کی شراب کا چرچا موقوف ہوا جب چاہتا شراب پلا کر بیہوش کر لیتا صرصر
نے دراشک کیا تھا اسکو بھی معتقد کر لیا جبدن سے نگوڑا عمرو گرفتار ہو کر آیا کسی گنوار کو بشکل عمرو قران پکڑ لایا
صرصر کے جی چھوٹ گئے خود ہمکو ترغیب دیتی تھی مرشدزادے ساعت نیک تھی یہ عجب طرح کی عیاری ہوئی عیاری اسکا
نام ہے دھوکا دیکے مہینون ہمارے گھر مین بیٹھا رہا کسی نے نہ پہچانا ہم لوگ بچ گئے خداوند لقا کی قدرت نمائی ہے وہ
بھی ہمیشہ خفا رہتے ہین مگر پھر بندون پر رحم آگیا صرصر کو بلا کر کہا اے خبر روانہ کرو مین برائے ملاقات افراسیاب
جاتی ہون دیکھون باغ سیب مین پہنچے یا پردۂ ظلمات مین گئے خبر لینا واجب و لازم ہے یہ کہکر حیرت جادو تخت پر
سوار ہوئی صرصر برائے خبر طرف لشکر عمرو چلی یہان ملکہ مہرخ جو پلٹ کر آئین بہار و باغبان حاضر ہوئے خواجہ عمرو
نے حکم دیا پلنگ خونریز کو لاؤ جب پلنگ بندھا ہوا سامنے آیا خواجہ عمرو نے فرمایا اے پہلوان منیظر و اے ساحر بدتمیز
اپنے مذہب کی بندگی کو دیکھا ہمنے خود احتیاط کی سجدہ نکرنے دیا اپنے پیدا کرنے والے سے خائف ہوئے سجدہ خاص
نشان عبدیت معبود کا ہے جس سے پہچانا جاسے کہ یہ بندہ اور وہ معبود پیدا کرنے والا اور کسی کے واسطے سجدہ زیبندہ
و سزاوار نہین ہے اگر کوئی اعتراض کرے کہ حضرت آدم ابوالبشر کے واسطے حکم رب اکبر ہوا کہ ساتون آسمانون کے
فرشتے انکو سجدہ کرین شیطان نے انکار کیا مغضوب درگاہ پروردگار ہوا اسکا معلم الملکوت لقب تھا یا ذلیل و خوار ہوا
بال و پر جل گئے رتبۂ شیطنت ملا اجتک غنچۂ آرزو نہ کھلا تا روز قیامت خارستان نافرمانی مین پھنسا رہیگا
صورت باغ مراد نظر نہ آئیگی اور سب فرشتے حکم بے نیاز بجا لائے سجدہ کیے یہ سجدہ تعظیم تھا اپنا معبود نہین جانا
اسی طرح شکر ہے کہ مین نے اپنے کو خطائے فاش سے بچایا تیرے چہرے سے جرأت و جلالت آشکار ہے یہ مقدمہ
دین و آئین ہے انسان کو بخوبی غور کرنا لازم ہے پروردگار اکیلا ہے معاذ اللہ بولنے دوسرا اگر دو بھی ہوتے انتظام

خدائی مین ہمیشہ خلل رہتا وہ وحدہٗ لاشریک ہی صاحبان معرفت کا یہی اعتقاد ٹھیک ہی اسطرح عمرو نے پلنگ خونریز
کو سمجھایا زنگ کفر آئینۂ خاطر سے دور ہوا دل کو صیقل کلام ہدایت انجام خواجہ سے سرور ہوا قدمون سے خواجہ
عمرو کے لپٹ گیا کہا مین خوب سمجھا شکر ہی راہ ضلالت سے نکلا چشمۂ ہدایت پر پہونچا آپنے رہبری فرمائی مین آپکی خدمت کو
حاضر ہون شمشیرزنی کا کام مجھسے سر میدان لیجیے انشاء اللہ افراسیاب کو بھاگتے ہوے راستہ نہ ملیگا جو سامنے
آئیگا شکست فاش اٹھائیگا مارا جائیگا عمرو نے پلنگ خونریز کو گلے سے لگا لیا مہرخ نے چپکے سے پوچھا کیون خواجہ
آپ تو بشرہ شناس فلک اساس ہین یہ کچھ آپ کو ثابت ہوا مگر تو نہین کرتا عمرو نے کہا پیشانی تو صاف روشن ہی یقین
کامل ہوا کہ لات پرستون سے بدظن ہی آیندہ پروردگار جانے بمضمون مصرع مصرع حال غیبی کس نمیداند بجز پروردگار
عمرو نے شمشیر جمشیدی زنبیل سے نکالی پلنگ خونریز کے سپرد کی صرصر سب کیفیتین دیکھ رہی ہی بشکل کنیز مہرخ اک
گوشے مین کھڑی ہی شمشیر جو عمرو نے پلنگ کو دی باغبان قدرت کو سخت شاق ہوا زوجہ اپنی ملکہ گلچین سے کہا
آج ثابت ہوا کہ عمرو جوہر شناس لیاقت مردان عالم نہین ہی ہمنے بدل و جان خدمت کی عہدۂ جلیل وزارت چھوڑ کے
چلے آئے کیسے کیسے رنج و ملال اٹھائے مہینون قید رہے مگر جادۂ اطاعت سے قدم نہ ہٹایا خواجہ کو ہمارا خیال نہ آیا
ایسی شمشیر صاحبقرانی تاثیر نیا سردار جسکا امتحان بھی نہین ہوا دوست ہی یا دشمن کیا معلوم اسکو حوالے کی ہم سمجھے تھے
یہ عہدۂ جلیل ہمکو ملیگا گلچین نے منع کیا خاموش رہو خدا انجام بخیر کرے شکایت و حکایت کرلینا آج تو خواجہ عمرو نے
وہ کام کیا تمام طلسم ہوشربا مین نام کیا یہ قصد ہوا تھا کہ اسی عیاری پر خاتمہ کردون لیکن فلک کجرفتار گردون غدار
برائے مجاہدان دیندار ہر وقت بر سر گردش ہی مٹانے مین صاحبان لیاقت کے محو کوشش ہی ایکدن ماہیان
زمرد پوش آگاہ ہوتی لوح طلسمی دستیاب ہوجاتی خود افراسیاب زہرہ کو قتل کرتا لوح و مہرہ اپنا شرف جانکر خدمت
مین حاضر کردیتا بنا ہوا کام بگڑ گیا اب خدا انجام بخیر کرے زن و شوہر یہ کلام کرکے خاموش ہو رہے لیکن باغبان قدرت
کے ملال رہا اسکا ذکر بھی تحریر ہوگا یہ حقیر بدون مطلب کوئی فقرہ تحریر نہین کرتا اس فقرے سے داستان شوکت بیان
کا لطف ملیگا صرصر تو یہ خبر لیکر چلی عمرو نے اسد غازی کو بلا کر گلے سے لگایا فرمایا ای نور نظر ای راحت جان کہتا ہون
بڑی خوشی کی بات ہی زبان سے افراسیاب نابکار کے سنا کہ بدیع الزمان و ملکہ تصویر زندہ ہین انشاء اللہ جب
قلعۂ نوس حصار فتح ہوگا یا وہ مسبب الاسباب اپنی قدرت کاملہ سے کوئی سبب پیدا کریگا جسطرح تمکو گنبد نور سے
بعد سات برس کے رہا کیا اسی طرح انشاء اللہ سرو خرامان حدیقۂ صاحبقرانی سے ملینگے ضرور غنچۂ آرزو کھلینگے اسد
کو بھی بڑی خوشی حاصل ہوئی مہرخ و بہار وغیرہ نے بھی خوش ہوکر کہا حقیقت مین خواجہ ہمیشہ افراسیاب یہی

کہتا تھا مین نے بدیع الزمان کو قتل کیا یا خود اپنی زبان سے اُسنے کہا اے شہنشاہ عیاران بخدا ہم لوگ اسقدر حیران
آپکی خدمت مین حاضر ہین کوئی راز قید لاچین سے آگاہ نہ تھا ایسا افراسیاب معتقد ہوا کہ اس راز کو بھی کیمیا
ماشاءاللہ کیا عیاری کی پلنگ خونریز کہہ رہا ہے اب آپ طبل جنگی بجوائیے اس بومسلم کی جانبازی ملاحظہ فرمائیے یہان
تو یہ ذکر مین تھا جشن عالی لشکر خواجہ مین ترتیب ہوا خبر سلامتی بدیع الزمان سے یہ خوشی حاصل ہوئی گویا
بدیع الزمان کو رہا کر لیا ہے ہر شخص خوشی خوشی کہتا پھرتا ہے شکر ہے خدا کا کہ صاحبقران نامدار کا فرزند اتبک زندہ ہے
خواجہ عمرو نے پوچھ لیا یہان تو یہ کیفیت ہے ماہیان زمرد پوش افراسیاب کو لیکر باغ سیب مین آئی تو جو ہوا سے
بیہوش ہوگیا تھا ماہیان نے کیوڑا گلاب چھڑکا ہوشیار کیا حیرت بھی آگئی پہونچی افراسیاب سر پیٹنے لگا کہا اے
نانی امان غضب ہوا سارا بان زادہ شہنائے جمشیدی مع پلنگ خونریز کے لیگیا آپ مجھکو یہان کیون لائی ہین
الجھکے مرتا عمرو کا تعقب نچھوڑتا کیون نانی امان اب جو پلنگ میدان کارزار مین آئیگا شہنائے جمشیدی بجائیگا
اُس بار کو کون روکیگا یہی اُسکا شیوہ ہے شہنا بجاکے بیہوش کرتا ہے انتہا کا جوان طاقت دار ہے جیسے پھینکدیتا ہے
ماہیان نے کہا پلنگ اطاعت نہین کریگا یہ ذکر تھا کہ صرصر آگئی پہونچی افراسیاب نے کہا کیون بی ہوا صاحب
کہان سے آتی ہو عیاری دیکھی عیاری کا نام لینا سامنے عمرو کے بیکار ہے تمام روے زمین کے عیارون کا وہ سردار ہے
کیا قیامت کی بات تھی یہ عیاری تھی کہ کرامات تھی کہو کیا خبر لائین اور جتنے عیار ہین وہ ہر کارے ہین خبر لائے ہین
عیار عمرو ہے کیا کمبخت نے غضب کیا پہلے احول ربیع نشین بنکر میرا قلب اُلٹ دیا رات بھر کمبخت چیخا چلایا دشمنون
کے طور کی آوازین سنائین بوقت سحر دیکھکر اُسکو گھبرا گیا خون محبت نے جوش مارا اس خیال سے کہ یہ میرا بھائی ہے
دعا کی اُسکا جسم سنگی سے نکلنا اور ہدایت صحراے مشک بیز کرنا اگر خود ارسطو اس عالم میں ہوتا دام مکر مین پھنستا آخر
مین روتا اُسوقت ہنستا ماہیان نے کہا اے افراسیاب عمرو کا مثل نہین ہے صرصر بڑا کمال کرتی ہے کہ ان لوگون کے
منھ چڑھتی ہے اسنے بھی برابر عیاریان کین کسی مقام پر کم نہین رہی صرصر نے قدمون کو ماہیان کے بوسہ دیکے
حضور میرے سامنے پلنگ خونریز مطیع اسلام ہوا شہنا عمرو نے اُسی کے سپرد کی وہ متقاضی تھا کہ جلد طبل جنگی
بجوائیے میدان مین نکلکر افراسیاب کو للکارون شہنا بجاکے بیہوش کرون مثل کرپاس کہنہ چیر کر پھینکدون
اے شہنشاہ اب ملکہ حیرت کو جلد لشکر مین روانہ کیجیے اور آپ بھی تشریف لیچلیے کیا عجب ہے کہ عیاری ہوجائے
باغبان کو ناگوار ہوا ہے بہت شاکی ہے کہ شہنا ہمین کیون نہ دی کیا ہم اس عہدے کے لائق نہ تھے ایسی باتین
سے کوئی تدبیر نکل آتی تھی افراسیاب آمادہ ہوا ماہیان نے کہا آفرین صد آفرین خیرخواہان دولت کو یہی ...

اسوقت تونے بڑی لیاقت کی بات کہی صورت سے باغبان کی پہچانا تاکہ اسکو ملال ہوا تیرا بھی روشن ضمیر بکمال ہوا
عمرو کے پاس تحفہ جات بزرگان دین مین جیسا تخت اُسنے پایا ہم لوگ سو دو سو سال مشقت کرین تو تیار ہوسکے
اُسنے عیاری کرکے ملک زیر جبر کے لیا بارگاہ دانیال کی پاس ہے جسپر سحر تاثیر نہین کرتا یہ دن کسکو نصیب ہے گلیم عیاری
پاس موجود جسوقت قصد کیا غائب ہوگیا تو علاوہ اُن تحفہ جات کے عیاری کرتی ہے اسی صحرا اگر شہنائے
جمشیدی لالائی تو اہالیان ہوش ربا کو زندہ کیا ورنہ عمرو یہ سوچیگا شہنا نواز کو سپہ سالار لشکر گردون لوح کا مقام
معلوم ہوگیا بدیع الزمان ولاچین کی خبر سن چکا کہیگا شہنا بجاتے ہوے لڑتے بھڑتے چلو جو کوئی مقابلے
پر آئے شہنا بجاکے اُسکو بیہوش کر دو اسی طرح تا بدریاے نیل ہو بحو زہر رکو مار کر لوح و مہرہ لو اسی تدبیر سے
تا بہ توسن حصار جائیگا بدیع ولاچین کو قید سے چھڑائیگا افراسیاب نے بگڑ کر جواب دیا نانی امان بس خاموش
رہو تا ولایت نگرو مین آپ جاکے کوشش کرونگا گھسکر پلنگ کو مارونگا وہ مسلمان ہوکر بیٹھے ہین اپنے جس مین دونگا
کہ وہ بیچیا میدان کارزار مین آئے شہنا بجائے بقول شخصے الٹی آنتین گلے پڑین صرصر بھی عیاری کرکے گی مین
الگ فکر کرونگا جبتک لشکر فرخ مین پلنگ کو زندہ دونگا یہ باتین ہو رہی ہین کہ آسمان پر برق چمکی ساحر نے آکر نامہ لقا کا
افراسیاب کو دیا افراسیاب نے ابریق سے کہا پڑھو جاگتی جوت کے خداوند کیا تحریر فرماتے ہین ابریق نے پڑھا ہر لفظ
سے قہر و غضب ظاہر تھا کہ او افراسیاب خانہ خراب تو بڑا مغرور ہے سراسر تیری عقل کا قصور ہے برائے قدمبوسی قدرت
نہ آیا غرور نے تیرے تجھکو مٹایا اسد و عمرو کو ہمنے بھیجا ہے برون فتح طلسم ہوش ربا وہ لوگ واپس نہونگے تو جاہل ہے
اسد تیرا قاتل ہے عمرو ہمارا بندہ خاص الخاص عیار شکار ہے اُسپر کون ہاتھ ڈال سکتا ہے اسکو ہمنے ملک الموت ساحران خطاب
دیا ہے اب قدرت بہت تنگ ہین تیرے طلسم مین آگ لگائینگے طرف ہفت کوہ زلازل کے چلے جائینگے اسوقت تجھکو کیفیت
معلوم ہوگی سپہ سالار قدر نیر اصاحبقران زمان مع اپنے سرداران تہمتن و فرزندان صف شکن کے ہو پہنچیگا ایک کو زندہ
نہ چھوڑیگا اسی مین خیر ہے کہ اگر قدمبوسی کر ساحری بھیجنا موقوف کیے ایسے عیش مین مصروف ہوے بہت امطول و طویل
تھا ابریق نے چہارم پڑھا افراسیاب نے کہا نانی جان یہ مضمون سنا جاگتی جوت کے خداوند کو کون سمجھاے روز تقدیر
تو کرتے ہین اپنے بندون کے مٹانے پر مرتے ہین جب خداوند نے صندین اپنا مقام موروثی چھوڑ دیا اُسکے سے ڈرنا چاہیے
برایا گھر مٹاتے کیا بیچ ہے تا ہفت ہوش ربا خاک مین مل چکا قدرت کا غصہ نہین کم ہوا کیون نانی امان مین کسطرح
برائے ملاقات خداوند جاؤن ماہیان نے کہا اے افراسیاب لقا کا اعتقاد تو بالکل بیکار ہے صرف مکار و غدار ہے اپنا
ملک موروثی نہ سنبھال سکا بھاگ کر یہان آیا ہمارے واسطے تقدیرین بگھارتا ہے اپنی لشیف کی خبر نہین رکھتا کسی

ساحر کو روانہ کر دے اسکا جواب لکھ تحریر کر دے مین نہین آسکتا مین بادشاہ طلسم ہوش ربا ہون اکیلا کیونکر آؤن جاہ و
جلال مین فرق آجائیگا اگر لشکر لیکے آؤن گا تو زمین تھرائے اب و دانہ ممکن نہو کسی موقع پر آؤنگا ایک ہی دن مین سب کو
مٹاؤنگا افراسیاب نے جواب لکھوایا سرمائے برف انداز کو بلایا کہا تم کوہ بوقلمون پر جاؤ پہاڑ پر کھڑے ہو کر آواز دو
ای مست ابلیس پرست بدمست تجھسے اک ساحر پیدا ہوگا اسکو ہمارا پیام پہونچانا کہنا ای مست شیطان پرستی
بہت کی اب جا کر خداوند لقا کو سجدہ کرو وہان بختیارک ایسا شیطان بھی موجود ہے بڑی تمھاری خاطر کریگا
دشمنون کو اونکے قتل کر کے تا بہ باختر لیجاؤ شیر قدرت بنکر بیٹھو پھر ہوش ربا مین پلٹ کر نہ آؤگے ملک باختر بہت
آباد ہے ایک نامہ سرما نے لکھا جواب نامہ آقا اس ساحر کو دیا کہ اسکو خدمت مین قدرت کی روانہ کر دینا وہ ساحر تو چلا گیا
سرمائے برف انداز بالائے کوہ بوقلمون پہونچا نام مست لیکر آواز دی زمین سنگلاخ تھرائی آواز آئی حاضر ہوا اک
ساحر مہیب پہاڑ سے نکلا قد و قامت مین پہاڑ تھا قرابہ شراب کا ہاتھ مین تصویر شیطان گلے مین پیغام افراسیاب
سنکر بہت ہنسا کہا ای وزیر اعظم خداوند لقا کا شیطان بھی ہے سرما نے بختیارک کی صفتین بیان کین مست خوش ہو گیا
کہا مین ابھی جاتا ہون جاتے ہی زمین ہلا دونگا قدرت کو تا بہ باختر پہونچا دونگا کیا ملازمان حمزہ بڑے ساحر ہین سرما
نے کہا جادوگر نہین ہین عیار قیامت کے ہین پہونچتے ہی پہونچتے تمھارے عیاری کرینگے ہوش ربا مین صرف چھ عیار آئے ہین
وہان ایک لاکھ چوراسی ہزار ایک بچہ موجود ہے اونسے بچنا شیطان بڑے بڑے مسخرے پن کرتا ہے اسکی باتون مین نہ آنا اگر
عیارون سے بچے فتح و ظفر حاصل ہوگی ورنہ پھر زندہ رہنا وہان دشوار ہے علاوہ ازین غرور سے اپنے کو بچانا
قدرت کو غرور پسند نہین ہے صدہا ساحر جا کر غرور مین مارا گیا مست نے کہا ای وزیر اعظم قدرت کے سامنے نہ سے غرور
کر سکتے مین ابھی تمھارے ساتھ نے فوج بلاتا ہون فوراً جاتا ہون یہ کہکر پہاڑ سے کودا آواز دی ای نمکخواران با دولت
جلد حاضر ہو سرما نے دیکھا درختون سے طائر اوترے زمین مین لوٹے پرون سے خاک اڑائی جنگل مین اندھیرا ہو گیا
بعد عرصہ دراز پھر مست نے اک چیخ ماری اندھیرا رفع ہوا روشنی ہوئی سرما نے دیکھا مست اک عقاب بلند پرواز
پر سوار ہوا لشکر پر ساحران غدار طاؤس وغیرہ پر سوار ہین نہین معلوم فوج کہان سے جمع ہو گئی بارگاہین بھی اژدرون پر
لدی مین غلے وغیرہ کے چھکڑے لدوائے سب سامان سفر تیار ہے فقط روانہ ہونیکی دیر ہے سرما حیران ہو گیا دل مین کہتا ہے
ہوش ربا کی سب باتین ہوش ربا مین کیا کیا ساحران یکتا ہین گوشون مین چھپے پڑے ہین شہنشاہ اسکو جانتے ہین ہمنے آجتک
اسکو نہ دیکھا تھا ایسے طلسم پر یکایک یہ بلا نازل ہوئی مقام افسوس ہے گلشن بیخزان مین جھونکا ہوائے گرم کا چل گیا
کیسا کیسا نخل تر و تازہ جل گیا سرمائے برف انداز کھڑا دیکھا کیا مست عقاب اڑا کر مع فوج روانہ ہوا سر طرف افراسیاب گیا

در ذکر داستان شوکت بیان لشکر لقا و صاحبقران پہونچنا سرست ابلیس پرست کا و حالات جنگ سحر و دیگر حالات عیاران و قتل سرست ابلیس پرست بیان ہوتے ہین خمسہ

در رہ عشق کہ اول رہ بیگانہ زدند — آتش شمع گرفتند بہ پروانہ زدند
بانگ بر خلق کہ از مشرب رندانہ زدند — دوشش دیدم کہ ملایک در میخانہ زدند
گل آدم بسرشتند و بہ پیمانہ زدند

کوے جانان مین ملا جیسے کہ چہرے پہ بہوت — خاکساری مری معراج ہے پہیر لاہوت
گل سے حیرت سی ہے اسواسطے ہے مجھکو سکوت — ساکنان حرم سر عفاف ملکوت
بامن خاک نشین ساغر مستانہ زدند

پہلے اک عمر جو منظور رہا اسکو فساد — خانۂ عیش رہا اسلیے میرا برباد
دن پہرے میرے تو پہر اُسنے کیا مجھکو یاد — شکر ایزد کہ میان من و او صلح فتاد
حوریان رقص کنان ساغر مستانہ زدند

ایسا انصاف ہے عالم مین نہ دیدا ور نہ شنید — ساق افلاک سے ہے تا بزمین فرق بعید
سب چہپے جان کے دشوار جو امر توحید — آسمان بار امانت نتوانست کشید
قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

ابرو بے اثری مین کبھی رکھتا نہین دمع — بوالہوس کو نہین حاصل ہے جہان مین جز قمع
کیون نہو عاشق صادق کے لیے خاطر جمع — آتش آن نیست کہ بر شعلۂ او خندد شمع
آتش آنست کہ بر خرمن پروانہ زدند

گرچہ رعنا کا نہین آج زمانے مین جواب — لاجواب اسکو کہون مین تو یہ ہے عین صواب
پر یہ انصاف کی ہے بات فہیمو سمجھے حساب — کس چو حافظ نکشید از رخ اندیشہ نقاب
تا سر زلف عروسان سخن شانہ زدند

چہرہ ساحران خونخوار و افسونگران مکار و غدار ہوم خانے مین مجکو اسم سحر کو تحریر و تقریر مین یون آراستہ کرتے ہین اشعار

نویسندگان سخن پردان — بہ تسطیر اوراق این داستان — مضامین رنگین بہم کردہ اند — سطور مرصع رقم کردہ اند

بر سر کوہ عقیق گلزار سلیمانی لشکر لقا و لشکر صاحبقران زمان مقابلے مین فرد کش ہین کبھی مرتبہ سلیمان عنبرین موسے

گوہی نے لقا سے عرض کی خداوند طبل جنگی بجوائیے حمزہ سے مقابلہ کرون بختیارک نے منع کیا ای پہلوان دوران وای
گرشاسپ جہان نامہ طرف طلسم ہوش ربا کے گیا ہی کوئی ساحر آجاے تو طبل جنگی بجے سلیمان کہتا ہی ملک جی آپ کو
ساحرین پر بڑا اعتقاد ہی ہم لوگ بالکل بیکار ہوے آپ طبل جنگی بجوائیے ہم مقابلہ کرینگے ہمارے واسطے بدنامی ہوتی ہی حمزہ
اپنے مقام پر کہتا ہوگا سلیمان کا بڑا نام سنا تھا میدان کارزار مین برائے مقابلہ نہین آتا ہمارے واسطے بدنامی ہی
بختیارک کہتا ہی ای شہنشاہ مین ہرگز طبل جنگی بجنے کو حکم ندونگا ساحر کوئی آنے دیجیے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے
ہوے آئے عرض کی یا خداوند ایک ساحر سیہ فام عقاب سوار مع ساٹھ ہزار ساحران غدار قریب کوہ عقیق آکر
پہونچا عقاب سے اترا فوج کے تو آسمنے پرے جائے سب سر جھکائے کھڑے ہین وہ افسر سجدے کرتا ہوا آتا ہی
اگر کسی نے منع بھی کیا تو اُسنے جواب دیا اس زمین پر قدرت نے پانون رکھے نقش قدم خداوند پر سجدہ کرنا
واجب و لازم ہی باواز بلند پکارتا ہی یارو گواہ رہو میرے دل مین غرور بالکل نہین ہی برائے خدمتگزاری خداوند
آیا ہون فرمان شہنشاہ طلسم ہوش ربا لایا ہون بختیارک ہنسا یقین ہو گیا کہا صاحب یہ بڑے صاحب ہین
دو کوس سے سجدے کرتے ہوے آتے ہین حکم دیا پردے بارگاہ کے اٹھا دو ایسے بندہ مقبول کو ہم بھی دیکھین کسطرح
تشریف لاتے ہین نقش غرور صفحہ قلب سے مٹاتے ہین یہ انکا عجز و انکسار بالکل بیکار ہی یہ خداوند لقا کی سرکار ہی
یہان گنہگار و بیخطا دونون ایک کون ہو مین کون نیک لیئق کی یہان خرابی ہی نالائقون کا دخل اگر ایک سرمو
کوئی خطا کرے سر کاٹنے کا حکم ہو اس دربار مین بسر کرنا دشوار ہی ہر وقت خطاوار ہی ہنسا اپنی جان کو رویا جو رویا اپنے
کو دریاے اشک مین ڈبویا کہا خاک لعتیلا کرینگے ملازمون نے بڑھکر پردہ بارگاہ اٹھایا دیکھا مست فریاد کرتا ہوا گرا
اہا کیا ان فوج لقا کا جما تو بھی غلغلہ ہی آج بڑا بندہ خاکسار آیا لاکھون سجدے کیے نہین معلوم درگاہ خداوندی مین
کوئی سجدہ قبول بھی ہوا بعض کہتے ہین ای برادر مست یہان کا عجز و سرکشی دونون برابر ہین شیطان صاحب کو رضامند
کرو وہ تقدیرات قدرت مین دخل دیتے ہین بختیارک یہ سنکر دوڑا قریب آکر دامن تھام لیا کہا میان ساحر صاحب کیون
اسقدر عجز کرتے ہو قدرت تمھارے مشتاق ہین چلکے قدمبوسی کرو دشمنان قدرت کو مٹاؤ قدرت کو تا بہ باختر پہونچاؤ
یہ کام خداوند کو پسند ہی غرور کرنے والا دردمند ہی جہانتک ہو سکے اپنے کو غرور سے بچاؤ مست نے کہا آپ اپنا نام فرمایئے
مین شیطان صاحب کا مشتاق ہون اُنھین کی زیارت کے اشتیاق مین یہانتک آیا ساحر مست مشہور ہی کا لقب مست
ہون بختیارک نے کہا اس حقیر کو شیطان درگاہ خداوندی کہتے ہین مجھکو سجدہ کرو میری راہ پر کام کرنا غالب آئیگا
ورنہ بہت پچھتائیگا مست اُٹھا بختیارک کے گرد پھرا کہا ملک جی مین تمھاری راے پر کاربند ہون جسطرح فرمایئے

اسی طرح مقابلہ کرون بختیارک نے کہا کچھ حال طلسم ہوش ربا تو بیان کرو کہ میان افراسیاب پر کیا گذری نہ
حاضر ہونے کا کچھ پھل پایا ہمنے یہین سے بیٹھے بیٹھے طلسم ہوش ربا کو مٹایا سرست توبہ توبہ کرنے لگا کہا ای شیطان درگاہ
خداوندی حقیقت مین طلسم ہوش ربا مرض زوال مین ہے مشعل ایسا کا یا پلٹ مارا گیا تاریک شکل کش قتل ہوئی اور
احتقاق کا سر پھٹا نقارۂ جمشیدی ٹوٹا اب شہنا نوازی کی باری ہے یقین ہے لڑائی پڑی ہو اب تو کل اہالیان ہوشربا
کو یہ بڑی خوشی ہے کہ ملک اخضر گوہر پوش تشریف لائے پانچوان حجرہ کھلے ملکہ لعل سخندان و یاقوت سخندان ان [illegible]
سامری و جمشید حاکمان حجرۂ نجم خروج کرکے آئین وہ سب سلاطون کو مٹائین افراسیاب سے کچھ نہین ہوسکتا اسکا ہمیر
سر پیٹتا ہے وہ بھی اسی فکر مین ہے کہ ملکہ یاقوت کے ساتھ شادی کرون طلسم کشا کو لوح نہین مل سکتی عمرو بڑی بڑی جستجو
کر رہا ہے ابھی چند دن ہوے خداوند جمشید بنا تھا شہنا لے گیا کسی کے کیے کچھ نہو سکا اسنے تو تدبیر کی تھی کہ اسی عیاری
مین لوح طلسم بھی لیلون لاچین بادشاہ سابق طلسم کو رہا کرون افراسیاب سے لڑواؤن وقت برملیہان ہو نکلگئی
عمرو بھاگ کر نکل گیا بختیارک نے کہا ای سرست وہ مرشد کامل ہادی رہنما کسی مقام پر رکنے والے مین وہ بدون فتح
طلسم ہوش ربا واپس نہونگے اب تم اپنی خیر مناؤ طبل جنگی بجواؤ جو ہم کہین وہ کرو قدرت بالکل بیوقوف ہے تمام کارخانہ
خدائی ہماری رائے پر موقوف ہے مین سرست بختیارک کے گرد پھرا کہا مین آپہی کا طالب تھا مدتون آپکا نام جپا بہت
عبادت کی افراسیاب نے مجھکو تکلیف دی عبادتخانے سے نکلا دیکھیے آپکی تصویر گلے مین پڑی ہے ملک جی بھی جو
سرست سے لپٹے کان مین کہا ہمارے مذہب مین عیاری مکاری ضرور کرے سالتون کو جاکر سرداران حمزہ کو گرفتار
کرو میدان مین نہ لڑو عیار و جن اپنے کو بچاؤ غالب ہوگے اسکے خلاف کروگے مارے جاؤگے سرست نے کہا مین آپکے
حکم کے خلاف قدم نرکھونگا بختیارک سمجھاتا ہوا سرست کو لیکر سامنے لقا کے آیا سرست نے لقا کو سجدہ نہ کیا لقا
نے کہا او بندۂ مغضوب سجدہ نہین کرتا ہے شرادکر سنگسیاہ کرون سرست نے کہا دیکھیے منہ سنبھالیے وہ شخص شیطان
کا پرستار ہے آپکی گیدڑ بھبکی بیکار ہے لقا نے کہا اسکو جوتیان مارو بارگاہ سے نکالدو لوگ اٹھے تھے کہ بختیارک نے
منع کیا کہا یا خداوند یہ ہمارا آگندہ بندہ ہے اسکے ہاتھ سے کام لینا منظور ہے مسلمانون کو پناہ نہ ملیگی بختیارک
تو کلید عقل تھا پھر خاموش ہو رہا سرست اگر کرسی پر بیٹھا دن گذرا شام کو بختیارک نے کہا ای سرست بطور عیارون
کے لشکر اسلام مین جاؤ جو سب مین بڑا سردار ہو اسکو گرفتار کرلاؤ سرست نے کہا ای نمونۂ قدرت خداوند ابلیس
کیا مین سحر مین مجبور و ناچار ہون کہ عیاری کرون آپ طبل جنگی بجوائیے صبحکو میدان کارزار مین تماشا دیکھیے
ملک جی نے کہا ہماری رائے کے خلاف کرتے ہو سرست نے کہا ابھی جاتا ہون جو سبکا سردار ہوگا اسکو لاتا ہون

بختیارک نے کہا صاحبقران پر نہ ہاتھ ڈالنا وہ صاحب اسم اعظم مین اثر سحر تاثیر نکریگا نام تمکو بتلا دون شاہزادہ
نور الدہر بن بدیع الزمان و گلشاہ نوجوان و لندھور بن سعدان و مالک اژدر و ہاشم تیغزن و خورشید بن
ہاشم و نوروز بن بدیع الزمان ان سردارون مین جسکو پاؤ گرفتار کر لاؤ یہ سنکر سرمست نے یاد کیا اپنے مقام سے
اٹھا اٹھلاتا ہوا طرف لشکر اسلام کے چلا الغرض راستہ طے کیا بحسن اتفاق سے شاہزادہ نور الدہر بن بدیع اجلی شب
طلایہ پر تھے مرکب بڑھا کر لشکر سے آگے بڑھے ہوئے کھڑے ہین کہ سرمست پہونچا نور الدہر نے آواز دی کون آتا ہے
سرمست نے جواب نہ دیا ماش کا دانہ مارا شاہزادہ گھوڑے سے لڑکھڑا کر گرا سرمست نے بغل مین دبا لیے اڑا انکے
لشکر مین غل ہوا کوئی نور الدہر کو اٹھا لیگیا عیاران لشکر اسلام دوڑے سرمست کانپتا ہوا سامنے بختیارک کے
نور الدہر کو لایا بختیارک نے کہا اپنے خیمے مین لیجا کو قید رکھو ہم تدبیر بتائینگے اسی طرح سردارون کو گرفتار کرکے
لایا کرو لیکن رات کو ہوشیار رہنا سرمست نور الدہر کو لیکر طرف اپنی بارگاہ کے چلا بختیارک یہان بیٹھا ہنس رہا ہے
کہتا ہے یا خداوند بڑے بڑے سوار آئے کبھی ایسا گدھا نہ آیا تھا آج کی رات انکا بچانا دشوار ہے مگر وسواس خناس
سے کہا تم پر سر بارگاہ سرمست موجود رہو عیارون سے اسکو بچانا بیوقوف ہے اسکے ہاتھ سے خوب کام بن پڑینگے دونون
عیاران لقا برائے حفاظت چلے سرمست نے نور الدہر کو لاکر بارگاہ مین قید کیا غل رہا ہے کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی
بختیارک آتے ہین بے اختیار سرمست بارگاہ سے نکل آیا دیکھا بختیارک آگے آگے ایک خدمتگار لالٹین لیے ہوئے
پشت پر چار خدمتگار اسی جانب آتے ہین سرمست نے جھک کر سلام کیا کہا ای ہم شبیہ خداوند ابلیس اسوقت کیون تکلیف
فرمائی بختیارک نقلی نے کہا تم ہرچند گدھے ہو مگر ہمارے بندے ہو ہم خود تمھاری حفاظت کرینگے سرمست خوش ہوگیا
کہا ملک جی شعر گر بسر و چشم من نشینی ٭ نازت بکشم کہ نازنینی ٭ اپنے بندے کو سرفراز کیا آپکی محبت پر ناز کیا ساتھ لیکر
طرف بارگاہ کے چلا وسواس و خناس کو بختیارک نے برائے حفاظت مقرر کیا تھا وہ بھی لشکر مین پھر رہے تھے یہ مین
ابھی بختیارک کو خیمے مین پہونچا کر آئے ہین اک ساحر سے جو سنا کہ ملک جی یہان آئے ہین بے اختیار دوڑے اسوقت
پہونچے کہ سرمست انکو لیکر اپنی بارگاہ مین داخل ہوا جاتا ہے ان دونون نے دور سے آواز دی ای سردار نامدار رو
ای ساحران عالیوقار یہ سب عیاران لشکر اسلام مین ملک بختیارک کے ساتھ ہے ہم ابھی آتے ہین سرمست نے پلٹ کے
دیکھا جواہر بن عمرو بختیارک بنا ہوا تھا سامنے سے بھاگا ساتھ اسکے شعبان خنجر گذار بھی تھا ایک ساحر کو اسنے
خنجر مارا ابو الفتح اصفہانی و کلباد عراقی و مہتر ترک ختائی و مہتر مسخر بلخی وغیرہ ساتھ تھے کسی نے
حلقہ پاے کمند سے ساحر کو مارا کسی نے حباب بیہوشی مارا شعبان خنجر گذار نے حقہ آتشبازی داغ دیا دس بیچ دو گردن

کو مار کر یہ تو سب بھاگ گئے لشکر مین غل ہوا بختیارک بھی اپنے خیمے سے نکلا یہ بھی سنا کہ تیری شکل پر عیار آئے تھے اُسوقت
پہونچا کہ سرست حیران و پریشان کھڑا ہی دس بارہ لاشے لوٹ رہے مین بختیارک کو دیکھکر سرست رکا بختیارک نے
بڑھکر ہاتھ تھام لیا کہا گھبراؤ نہین سرست نے ایک طمانچہ دیا کہا کیون مکار پھر وہی حرکت کی دھکا دینے آیا ہی بختیارک
کے دانتون سے خون بہنے لگا زمین پر گر کر تڑپنے لگا جھلا کر کہا ابے نالایق یہ تو نے کیا کیا سرست نے کہا مین کیونکر پہچانون
جب بھی تو آپ ہی تھے بختیارک نے کہا وہ سب تمہارے باپ تھے انکا کچھ نکر سکے ہمپر ہاتھ صاف کیا دیکھ تو حرامزادے
کس ذلت سے تجھکو قتل کراتا ہون سرست کانپ گیا ہاتھ پکڑکے ملک جی کو اٹھایا کہا معاف کیجیے آپ بددعا نہ کیجیے
بختیارک نے کہا مین جاتا ہون ذرا ہوشیار رہنا جس جوان کو تو نے گرفتار کیا ہی یہ منظور نظر صاحبقران ہی یہ کہکے
بختیارک طرف اپنے خیمے کے چلا قریب اپنی بارگاہ کے پہونچا تھا کہ ایک مردہا دوڑا ہوا آیا آواز دی ملک جی صاحب
ٹھہر لیجیے ہر مرد و فرامرز نے ناچ دیکھا کسبیون کو انعام دلوایا ہی جلد اک توڑا دیجیے کسبیان غل مچا رہی ہین زندون
سے کون زبان لڑائے بختیارک پردہ اٹھا کر اپنے خیمے مین پہونچا غلامون سے کہا چوبدار سے کہدو خزانہ بند ہو چکا
صبحکو روپیہ ملیگا غلامان بختیارک نے مردہے سے کہا مردہے نے کہا آپ لوگ ہٹ جائیے ہم ملک جی سے بات
کرینگے کسبیان ہمارا پیچھا چھوڑینگی یہ کہکر مردہا اندر پہونچا ملک جی رفیدہ اتار کر مسند پر بیٹھے تھے کہ چوبدار نے آگر
سلام کیا کہا آداب و تسلیمات اپنے چھوٹون کے ساتھ آپکو یہ مناسب نہین ہی قبلہ و کعبہ آپ سے فرما گئے تھے کہ ہمارے
لڑکون کا خیال رکھنا خوب آپنے محبت فرمائی بختیارک کانپا جواہر بن عمرو خنجر بکف گھٹنہ ٹیک کر بیٹھ گیا کہا کیون جی
ہماری عیاری کو تمنے خاک مین ملایا وسواس و خناس ہے ہم سمجھ لینگے آپ سے ہمین بڑی شکایت ہی اب ہمارے ساتھ
چلیے نورالدہر کا قید ہونا چھوٹی بات ہی تمام سردار آمادہ مین ایسا ہو لشکر پر آ پڑین ساحرون کے ہاتھ سے صدمات اٹھائین
مین وعدہ کرکے آیا ہون کہ صاحب تامل کرین مین نورالدہر کو لاتا ہون آپ میرا عہدہ چھینوائیے گا مقام پر خواجہ صاحب
کے بیٹھا ہون نائب انکا کہلاتا ہون اگر ہمکو تنخواہ سرکار سے نملتی آپ قبلہ و کعبہ کے ہمراز و دوست ہین کیا آپ
کفالت ہماری نکرتے جسطرح سے بنتا ہی بسر اوقات کرتے ہین آپکو نہین ستاتے آپ انکی مہربانی فرماتے ہین بختیارک
حیران ہو گیا جواب نہین دے سکا کہ پشت سے خیمے کے سائبچہ چاک ہوا دیکھا شعبان خنجر گزار بھی خدمتگار بنا ہوا اندر
آیا کہتا ہوا کہ بھائی صاحب انکو چھوڑیے گا نہین آج سارا فساد انھین کی ذات کا ہی شعبان کی پشت سے ابوالفتح
اصفہانی بھانجہ خواجہ عمرو کا آیا تینون گھیر کر بیٹھے ابوالفتح کہتا ہی ماموں صاحب چلیے فرزندان عمرو چچا بناتے ہین
بختیارک کہتا ہی صاحبزادو مجھکو کیون گنہگار کرتے ہو مین تمہارے بزرگون کا غلام ہون چچا ماموں نہ کہو جواہر نے

کہا آج چچا ہی بنا کے چھوڑینگے ابوالفتح کہتا ہی ماموجان کا سر کچلین گے بختیارک نے کہا مرشدزادو جو کہو وہ
کرون کہا مین سرمست کے پاس پہونچا دیجیے آپ بھی ساتھ چلیے اپنے لڑکون کے لیے بزرگ تکلیف اُٹھاتے ہین
آپ ہی ہمکو عیاری سکھائینگے بختیارک نے کہا چلیے مین ہمراہ ہون جواہر نے کہا ایک بات کا خیال آپ کو رہے
اگر راہ مین کسی کو آگاہ کیا کہ فرزندان عمرو میرے ساتھ ہین یا سرمست کے سامنے جاکر کچھ شیطنت کی تو آج ہم
آپ کو مار ہی ڈالینگے یہ حرکتین آپ کو قبلہ و کعبہ کے ساتھ زیبندہ ہین بختیارک کی جان پر بنی ہی بہت خوب بہت
خوب کہے جاتا ہی کبھی پکار کر آواز دیتا ہی ارے سب مرگئے کوئی میری خبر نہین لیتا شعبان نے ناک پر خنجر رکھدیا
کہا آپ پردہ کرکے نہ پکاریے صاف کہکر بلائیے ہم بھی تو آپ ہی کے تعلیم کردہ ہین قبلہ و کعبہ سب کچھ سکھلاگئے ہین
بسم اللہ لباس پہنیے ایکنے لاکر جامہ پہنایا ایک نے رفیدہ سر پر رکھا ایک نے کمر باندھ دی آپ خدمتگار بنکر
تیار ہوے ایکنے قلمدان ملک جی کا اٹھایا ایک نے عصا ہاتھ مین لیا ایک نے لیٹا مگر پہلو سے ملک جی کے
لپٹے ہوے کہ جہان اشارہ بھی کرین خنجر ماردو انکا کام ہو باقی جو گذرگی جھیلین گے بختیارک سر جھکائے ہوے
جاتا ہی کہ راہ مین طلایہ دار لشکر لقا ملا بختیارک کو دیکھکر سلام کیا کہا ملک جی اتنی رات گئے کہان چلے یہ کون
لوگ ساتھ ہین بختیارک نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا بھائی جو تقدیر مین لکھا تھا وہ ہوا یہ تینون تو پرانے
نوکر ہین ہمارے باپ کے وقت کے ملازم ہین شعبان خنجر گزارنے برابر آگر کہا اب زیادہ باتین نہ بنائیے چلیے دیر
ہوتی ہی میر طلایہ نے پھر پوچھا ملک جی تو کچھ عاجز ناچار سے ہو رہے ہین بختیارک نے کہا پھر آپ کو کیا ملک الموت
کے سامنے کوئی کلام کرسکتا ہی ابوالفتح نے خنجر کو کہہ سے ملا دیا ذرا سی نوک اتاری چپکے سے کہا مامون جان کیجیے
آپ کا تو مین خاتمہ کرتا ہون بختیارک نے جھلا کر میر طلایہ سے کہا صاحب جائیے کیا میری جان لیجیے گا میر طلایہ
ولعین کہتا ہی بڑا حرامزادہ ہی ہم کیا پوچھتے ہین عجب طرح کی باتین کرتا ہی یہ دونون کو ساتھ لیکر بڑھ گیا بختیارک
پاس سے دیکھتا رہ گیا جواہر نے کہا چچا جان اب چلیے شعبان نے اک دھول ماری کہ ابے جلدی چل راہ مین
مچل گیا تو نے تو پردے مین کہدیا میر طلایہ نہین سمجھا بختیارک نے کہا اس لشکر مین سب احمق رہتے ہین ان باتون
کو کیا سمجھینگے مرشدزادو مین تمہارے ساتھ ہون کام کرکے ساتھ چھوڑونگا جواہر نے کہا کیا کام کریگا ہمکو گرفتار
کرائیگا یہان لطف زندگی موت ہی شیطنت کی تو آج تمہاری موت ہی غرض کہتا سنتا بختیارک تا بہ بارگاہ سرمست آیا
سرمست کو خدمتگارون نے خبر دی شیطان پھر آتا ہی تین خدمتگار ساتھ ہین سرمست بیرون بارگاہ آیا دیکھا
حقیقت مین ملک جی چلے آتے ہین جھک کر سلام کیا بختیارک نے کہا ابھی سوئے نہین موت نہین آئی سرمست

حیران ہوا کہ یہ شیطان کیسی باتین کرتا ہی کہا حضور غصے کا کیا باعث بختیارک نے کہا خیمے مین چلیے مین تو مصیبت
مین پھنسا ہوا ہون تم باتین بناتے ہو سرست اپنی بارگاہ مین آیا شعبان نے کہا بھائی جواہر یہ بچیا تو ابھی ہمکو بھی جا ہا
یقین ہی ہمکو تمکو پھنسائیگا جواہر نے کہا ملکہ جی چلتے ہی شراب پلاکر بیہوش کرو دیر ہوگی تو ہم تمھارا کام تمام
کرو نگے کہ دور سے دیکھا وسواس و خناس آتے ہین جواہر نے کہا ملکہ جی انکو تو بڑھکر منع کرو صاف کہدو کہ
یہان نہ آؤ دربار گاہ خداوند پر جاؤ بختیارک نے کہا بہت خوب دس قدم بڑھکر آواز دی ای وسواس و خناس
اسوقت یہان نہ آؤ در دولت خداوندی پر جاکر بہرہ دو وہ بھی وہین سے پلٹے بختیارک نے کہا ارے نالائقو کیا جلد
حکم مان گئے وسواس و خناس دل مین کہتے ہین عجب حرامزادہ ہی نہ مانتے تو شکایت کرتے اب مان لیا تو یہ کہتے ہین وہ
بھی بھاگے بختیارک یہ کہتا ہوا پلٹا ساعت بد ہی انکے خدائے نادیدہ کی مدد ہی سرست پکار رہا ہی کہ شیطان صاحب آئیے
کیا حکم ہی تینون خدمتگار اندر گئے کہا ای سرست یہ شیطان ہی اسکی باتون پر نہ جاؤ اٹھو یہ سب کو بہکاتا ہی بندگان خدا کا
دشمن رہروان راہ دین کا رہزن جلدی شراب لگاؤ صرف اسوقت وہ شراب ہی پینے کو آیا ہی لاؤ ہم گلابیان درست
کردین یہ کہکر جھٹ قرابے اٹھائے بیہوشیان ملادین جام بھر کے بیٹھے بختیارک جو اندر آیا دیکھا ایک صاحب جام لیے
بیٹھے ہین ایک صاحب بابان چھیڑ رہے ہین ایک صاحب گنگنا کے یہ غزل گانیلگے

غزل

عاشق گیسو و قد تیرے گنہگار ہین سب
تیرے بیمار محبت کے بیمار ہین سب
اب یہ صورت ہی محبت مین تمھاری ای جان
ہم اسیران قفس تازہ گرفتار ہین سب
ایک بھی بات نہ دل لیکے بنا ہین کچھ حضور
قائل اس آئینہ رباعی کے مری خار ہین سب
اسمین طاؤس چمن ہو کوئی یا کبک دری
خانۂ دل کی خرابی کے یہ آثار ہین سب
یہی انصاف ترے عہد مین ہی ای شہ حسن
رحم والے نہین ہین ایک ستمگار ہین سب
کچھ انھین قدر نہین نقد دل عاشق کی

مستحق دار کے پھانسی کے سزاوار ہین سب
دلبری کے بھی نہین طرز سے واقف اصلا
اپنے بیگانے مری شکل سے بیزار ہین سب
حسن یکتا ہے وہ عالم ہی ترا ہی ای دوست
یہ زبانی ہی فقط آپ کے اقرار ہین سب
نہ تدبیر و فکر وہان کمر یار مین تم
ای پری زاد ترے کشتہ رفتار ہین سب
قیس و فرہاد کو سودا تھا ترا عشق دکھا
واجب القتل محبت کے گنہگار ہین سب
بات کس طرح دم شکوہ ہو سر بزم اپنی
یہ حسینان جہان زر کے طلبگار ہین سب

یاس اطبا کو ہی مایوس یہ بیمار ہین سب
یہ حسینان جہان نام کو دلدار ہین سب
ظلم صیاد سہا جائے یکایک کیونکر
تیری وحدت کے مقر کافر و دیندار ہین سب
بیزبانی سے مین مجبور نہین سن لیتے
کوئی واقف نہین غیب کے اسرار ہین سب
بارش گریہ کے ہی ساتھ ہوا آہون کی
ترے دیوانہ جان باختہ ہشیار ہین سب
ان بتون سے نہین امید خدا ترسی کی
ایک اپنا نہین وان انکے طرفدار ہین سب
کس توقع پہ کوئی باغ و مکان بنوائے

قہر یا لطف نہ کام آئیگا بیکار ہیں سب
ہمکو ایذا میں مری کچھ نہیں تنہا ہی شوخ
منتخب کرینگے قابل برے اشعار ہیں سب
بھولے ہیں گردش مینا سے فلک کا نیرنگ
دشمن جان ہیں کہ خواہان جفا کار ہیں سب

ان دل آزارونکو الطاف پہ اے دل تو نہ بھول
نازو انداز و ادا در پئے آزار ہیں سب
تجھسا خوش وضع خوش آواز نہ دیکھا اجتک
اہل زر جتنے ہیں مست مئ پندار ہیں سب

رنج کل دینگے یہی آج جو غمخوار ہیں سب
چیدہ معشوقوں کے اوصاف کیے ہیں موزون
یون تو معشوق زمانے کے طرحدار ہیں سب
دوستی کرکے قلق اسنے بہت کھینچا یا

مست تعریفین کر رہا ہے شیطان صاحب کے خدمتگار ہو گیا خوب غزل گائی خدمتگار سرجھکا کر کہتا ہے ہم تو شیطان پر لعنت کرتے ہیں بختیارک آتے ہی بیٹھ گیا جواہر بن عمرو نے جام شراب بھرا ہوا ہاتھ میں ملک جی کے دیا کہا یہ آپ پیجیے یا اپنے دوست کو دیجیے جواہر طرف سرمست کے متوجہ ہوا کہا میاں سرمست صاحب ملک جی کو جیسی تمسے محبت ہے ہزارون ساحر آئے کسی کو منھ نہیں لگایا خود بخود اپنے خیمے میں بیٹھے بیٹھے فرمایا کہ اپنے دوست کے خیمے میں چلکر اسوقت شراب پئیں گے دیکھو جام لیے بیٹھے ہیں پیتے نہیں تم انکے ہاتھ سے چھینکر پی لو بختیارک نے ہاتھ بڑھا کر کہا لو یہ جام پیو اب عمر بھر کو چھٹی ہے کبھی شراب کی خواہش نہو گی سرمست یہ بھی نہ سمجھا جام ہاتھ سے بختیارک کے لیکر پی گیا بختیارک نے کہا وہ مارا اسی منھ پہ دعوی سرداری ہوش ربا سے کوچ کرکے آئے تھے افسوس تمہارا کمال کبھی نہ دیکھا سرمست نے نشے میں کہا اے شیطان کیا بکتا ہے جواہر نے کہا میاں سرمست دل میں تمکو گالیان دیتا ہے یہ بڑا بدزبان ہے پورا شیطان ہے اسکی باتوں سے خدا بچائے اور دو چار مصاحب جو سرمست کے حاضر تھے خدمتگارون نے قسمیں دیکر انکو بھی جام پلائے ابو الفتح نے ملک جی کو بھی دیا کہا تھوڑی سی تو پیجیے بختیارک نے ہاتھ باندھے کہا بھائی صاحب مجھکو تو معاف فرمائیے ابھی میں نے جلاب لیا ہے ضعف و نقاہت ہے حکیم کی ممانعت ہے یہ کیکے سرمست سے کہا فرا انکو تملو جو ہونا تھا وہ ہوا سرمست پر بیہوشی تاثیر کر چکی تھی تیغہ ٹیک کر اٹھا دم سے لڑکھڑا کر گرا ساتھ والے بھی بیہوش ہوے عیارون نے پلٹ کر دیکھا بختیارک چل دیا اٹھ کے چاک کرکے نکل گیا جواہر نے سرمست کا نو کاٹ ڈالا نور الدہر بیہوش پڑے تھے انکو ہوشیار کیا کہا جلد اٹھیے جوگی کا گھوڑا سرمست کا دروازے پر تیار ہے سوار ہو کر نکل جائیے بختیارک جو نکل گیا ساحرون کو سرمست کے جگا یا کہا یارو دوڑو سنو تمہارے آقا کے قتل کی آواز آتی ہے عیاران اسلام نے مارا ادھر سے جادوگر چلے ادھر جا کر سلیمان عنبرین موے کو بھی کو جگا یا القا کو ہوشیار کیا کہا اے خداوند اٹھیے سرمست مارا گیا القا نے کہا سن چہ تقدیر کردم قدرت نے یہی تقدیر لکھی ہے ہزار برس پیشتر کی تھی کہ سرمست عیارون کے ہاتھ سے مارا جائیگا یہ کہکے بارگاہ سے نکلا بختیارک بھی دوڑ کے سب سردارون کو جگایا یہان نور الدہر بن بدیع الزمان مع ان عیارون کے بارگاہ سرمست سے نکلے مرکب پر سوار ہوے دیکھا چہار جانب سے

فوجین چلی آتی ہین جواہر نے کہا اے شہریار ہوشیار ہو جائیے بختیارک نے جا کر سبکو بھیجا ہوشیار کر دیا اب لڑ بھڑ کے نکلیے وہان طلائے پڑ رہے تھے جو نور الدہر غائب ہوئے لشکر مین ہلڑ ہوا انکے سردار ہر زیر بیٹھے کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن و صفدر طہماسپ بن غنفول دیو پیکر و صفدران مادہ منظر و دراج دُر در گوش و اشکاش کشیدہ رو و زرناب خانان و یحییٰ خان و کیوان انجم سپاہ و سہیل ستارہ حشم وغیرہ شبرنگ عیاران سب سردارون کو لیکر تلاش نور الدہر مین طرف لشکر لقا کے چلا لشکر لقا مین ہنگامہ ہوا صدا سے نعرۂ شاہزادہ نور الدہر آئی نعرۂ نور الدہر

ہمائے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی	کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانند	پناہ لشکر اسلام نور الدہر گردنکش
عدو در رزمگاہش صد ہزاران الاماں خوانند	زطفلی بجرأت ہنر داشتم	لقا را بکید ست بر داشتم
ظفر بر یلان عرب یافتم	شہ نوجوانان لقب یافتم	اپنے سردار کے نعرے کی صدا لشکر

جھپٹے جا کر دیکھا نور الدہر بلوۂ فوج لقا مین گھرے ہین جواہر بن عمرو و شعبان خنجر گذار و دستر ابو الفتح اصفہانی یہ تینون عیار رکاب سے شاہزادے کے لپٹے ہوئے ساحرون پر حقہ ہائے آتشبازی مار رہے ہین کوہیون نے نور الدہر کو گھیرا سرداران مذکور شاہزادے سے آکر شریک جنگ ہوئے سلیمان عنبرین موسے کوہی گینڈے بڑھا کر شب تیرہ و تار مین قریب شاہزادہ نور الدہر کے پہونچا اندھیرے مین روسیاہ نے ہاتھ مارا شاہزادہ والا قدر کا زخمی ہوا نور الدہر نے دستانہ مارا تیغہ سر سے لگا چادر خون چہرے پر آئی لیکن تیغۂ خارا شگاف سلیمانی کو جھکا کر ہاتھ مارا سلیمان کا گینڈا کام آیا دوسرے گینڈے پر کوہیون نے اسکو سوار کیا پھر لڑنے لگا سرداران نور الدہر نے صف لشکر کوہیان کو درہم و برہم کیا نہیب شمشیر مردان عالم سے یہ شب کٹی گریبان سحر چاک ہوا ستارۂ سحری چمکا علمداری ظلمت شب کی اٹھی علم زرنگاری شہنشاہ زرین پوش کا پھریرا کھلا سب پر احوال روشن ہوا طائرون نے زمزمہ سرائی کی اپنی اپنی زبانون مین عبادت خدا کرنے لگے سرداران نور الدہر بھی جا بجا گھرے فوج کوہیان بیشمار چند سردار جوش جرأت مین آ پڑے اُس فوج شکستہ موج مین پھنسے ایک ایک سردار دس دس ہزار سوار و پیدل مین لڑ رہا ہے کہ طرف سے لشکر اسلام کے گرد اکھی نعرہ ہوا انتم رستم پیلتن و پیلکش کشندۂ فیل ہندی و ددیل ہندی و کشندۂ پلپتان فرنگی درہم زن ملک فرنگستان فرزند رشید صاحبقران سرکوب کافران شاہزادہ علمشاہ نوجوان نعرۂ رستم

ارشد اولاد امیر عرب	کیست علمشاہ چو رستم لقب	علمشاہ رومی شہ فیل زور
کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور	یل صف شکن رستم دیو تار	گل باغ صاحبقران نامدار

علمشاہ کے آتے ہی طنبور گرگرایا گورون کی پلٹنین ساتھ بگل بجتا ہوا آلا گرد فرنگی و مالا گرد فرنگی سپہ سالاران

لشکر علمشاد دم کٹے گھوڑوں کی پشت پر سوار آگے آگے بڑھتے ہوئے کر چین ہاتھ میں کھینچی ہوئیں اپنے آقا کو دیکھا غول
پر کوہیوں کے جا کر گرے شمشیر زنی کرنے لگے گوروں نے سنگینیں چڑھائیں ادھے شراب کے کر سے لگائے کاگ
کھولا غٹ غٹ پی گئے نشے میں صف دشمن پر جا پڑے سنگینیں ماریں اٹھا کر زمین پر مارا حریف کے استخوان چور چور
ہو گئے بگل بجا رہا ہے دھاوا کرو دھاوا کرو ڈٹو مرو کہ دوسری گرد اٹھی نعرہ ہوا دارائے صاحب رائے سواد اعظم
ملک ہندوستان درکن سلطنت صاحبقران خسرو بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان نو لاکھ ہندی پشت پر لندھور
فیل سیموئہ مبارک پر سوار گرز خردی مردی برچھی کوہ اٹھارہ سو من کا دونوں ہاتھوں سے اٹھائے ہوئے آتے ہی
فوجوں کو تہ و بالا کر دیا ہندیوں نے تلواروں کے نیچے دھر لیا لڑے بھڑے جانباز و سر فروش فنون سپاہگری میں
کامل جسکے ہاتھ مارا مع راکب و مرکب جا بڑا نگر سے لندھور نے جسکو گرز مارا پر اٹھا ہو کر رہ گیا مرکب و راکب کا نشان نہ ملا
دوسری جانب سے مالک اژدر صاحب نیزہ دوسر غلام نبی و جا کر حید رباسی ہزار نیزہ داران عرب کو لیکر پہنچا
فوج لقا پر جا پڑا ایک طرف سے نعرہ ہوا منم خاقان ابن الخاقان بہرام گرد بن خاقان چین ایک جانب
سے آواز آئی شعر منم جہان سوز شہنشاہ تیغ زن + نامم شدہ در سلک جوانان تہمتن + دوسرا نعرہ ہوا منم
رستم سرزمین مغرب فرامرز عاد مغربی یہ سردار فرداً فرداً بہونچے کہ زمین تھرائی طبل سکندریہ چوب پڑی
صاحبقران زمان نے بڑھکر نعرہ کیا نعرہ صاحبقران

منم اختر برج عز و جلال	منم ماہتاب سپہر کمال	ہمہ دیو ہا بیتم فراری شدہ
ہم عفریت از تیغم عاری شدہ	ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف	سلیمان کو جب لقب شد بہ قاف
ہمہ شہر آباد اسلام شد	کہ صاحبقران در جہان نام شد	اب تو جابہ سرداران تہمتن و غلامان

صف شکن بصد صولت و شوکت لشکر لقا پر جا پڑے شعر دو لشکر ز لشکر در آمیختہ + قیامت ز گیتی شد انگیختہ + نظم

ہزاروں زرہ پوش خنجر گذار	نیستان سے بھی بڑھ کے تھے نیزہ دار	وہ رستم لڑائی بھڑائی میں تھے
وہ سہراب جنگ آزمائی میں تھے	ہوا سامنا تیر چلنے لگے	نیاموں سے خنجر نکلنے لگے
فلک کا ہوا ابر غبار آئنہ	تھا حیرت کے عالم میں جار آئنہ	سواروں کے اک سمت ہلے ہوئے
ادھر سے ادھر سے نکلتے ہوئے	دیئے سر کے بال اپنے علم نے کھول	لگے پیٹنے سر دمامے ڈھول

عین جلو ریز میں شاہزادہ کو نور الدہر کے سر سے اسقدر خون جاری ہوا کہ غش آنے لگا گردن میں مرکب کے
ہاتھ ڈال دیے تلوار نیام میں کی مرکب نے جو اپنے راکب کو سست پایا مرکب اصیل اپنے آقا کو میدان کارزار سے

سے نکلا صدا اسکے لہو کا ان مین بھری ہوئی تھا ان پر نہ جا سکا آخر بے زبان تھا طرف صحرا کے منہ اٹھ گیا ارکب تو نورالدہر
کو نکال لیگیا حال خیر جسکا آگے تحریر ہوگا یہان دوپہر کامل تلوار چلی سلیمان عنبرین مو کو ہی اسکو اپنی جرأت پر بڑا ناز تھا
ممالک کوہستان مین سرفراز ہوا صاحبقران پر جا پڑا صاحبقران تلاش مین نورالدہر کی صفون مین لڑتے بھرتے تھے
تیغ بے شمشیر مردان عالم سے سر کوہیان مثل برگ خزان دیدہ گرتے تھے سلیمان نے للکارا صاحبقران تیغ عقرب
کھینچے ہوئے قریب سلیمان آئے ٹھہرنا مشکل کر دیا جلدی مین ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے تلوار کو تیغ
عقرب سلیمانی پر لگا تھا الجھاوے مین ہاتھ نکال کر تحیر دار کیکے ہاتھ مارا سلیمان نے سپر کو چہرے کی بنیاد کیا
سامنے برق شمشیر کے ابر سپر کی کیا حقیقت تھی دو ٹکڑے ہوئے کیا بحر کی شب تھی کہ نہ کٹتی دست زبردست صاحبقران
خود کو کا الکتر تا دو ابرو ہو بچا تیغ عقرب سلیمانی بھی کاٹ مین بے نظیر خون کا فوارہ کا بہت پیاسا شکم خالی ہی رہا دھبا خون
کا نہ آیا سلیمان نے چاہا ستانہ مارا وہ شمشیر برق نظیر تڑپ کے سر گردن پر گری اسکی بھی خرمن حیات پھنک گئی سلیمان
گینڈے سے گرا کوہی ٹوٹ پڑے صد ہاتے جان دی سلیمان عنبرین مو کو ہی کو بچایا ہوا خواہون نے ہوادار
پر ڈال لیا ادھر بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد لڑتے ہوئے قریب تخت لقا پہونچے آج لقا بھی لڑ رہا تھا ساحرون کو
صاحبقران نے بھگایا وہ تو لاشہ شکست لیکر طرف طلسم ہوشربا کے بھاگے حیران پریشان افتان وخیزان مین
کہتے تھے ہمارے آقا سرمست جام بادۂ موت سے ایسے بدمست ہوئے آنکھ نہین کھولتے ایک کہتا تھا مخمور ہین ایک
کہتا تھا نشۂ خماری مین چور ہین آئے تھے خداوند کی مدد کو ایسی بلا مین پھنسے ہاے رات بھی نہ گذری ارمان دل
کے دل ہی مین رہے لقا نے جو بادشاہ کو آتے دیکھا آواز دی اے بندگان من یہ بندۂ خرابی مجھ تک نہ آنے پاے ورنہ بیکو
سنگ سیاہ کر دونگا سنجانی باختری تو دل سے معتقد ہین یہ بھی جانتے ہین کہ اسکے دم سے ہماری آبرو ہے پہلوانان باختری
بادشاہ پر جا پڑے جسطرح شمع پر پروانے گرتے ہین جس پہلوان نے ہاتھ مارا بادشاہ نے تیغ انتقام پر روکا نعرۂ تکبیر
کر کے ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے ہوئے ایک کی کمر مین ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا چرخ دیکر پہلوان پر مارا دونون پر اٹھا ہو کر
گرے زیر سم اسپان پامال ہوئے بیکو ہیون کے حال ہوئے چالیس پہلوان بادشاہ کے ہاتھ سے واصل جہنم ہوئے
لقا بھی ترغیب دیتا ہوا بڑھتا آتا ہے بختیارک منع کرتا ہے یا خداوند سنبھلو تقدیر تمھاری بگڑی ہے یہ بادشاہ اسلام
قباد عالیمقام کا فرزند ہے مثل تمھارے مرغ زرین نہین ہے دیکھو صفون کو درہم وبرہم کر رہا ہے اپنی جان بچاو سامنے
شیر کے بچا چیر پھاڑ کر پھینک دیگا اس شیر سے کون بر لائیگا لقا کہتا ہوا من چہ تقدیر کردم قریب ہو بچا پشت پر
سے بادشاہ کو ہاتھ مارا دور سے رستم پیلتن علمشاہ نے دیکھا اسپ بالا کبود پر کوڑا کیا گھوڑا طرارہ بھر کے

جا پڑا لقا کا سامنا کیا بادشاہ کو آواز دی حضور بچیے بادشاہ ضیغم خون آشام پر جا پڑے اہالیان باختر سے
خوب لڑے لقا نے علمشاہ پر ہاتھ مارا علمشاہ نے باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا لقا نے غل مچایا او شیدہ بے ادب
میہ قدرت پہ ہاتھ ڈالتا ہی ابھی سنگ سیاہ کردونگا علمشاہ غصے مین بھتے اسکی یا وہ گوئی پر ہنس پڑے تلوار چھین کر
پھینک دی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر بقوت صاحبقرانی اٹھا لیا سارے لشکر نے دیکھا تمام کوہی ٹوٹ پڑے
خوب اس مقام پر تلوار چلی لقا بھی ہاتھ پر علمشاہ کے تڑپا چیخا غل بھی مچایا یا اسقدر تلوارین پڑین پشت و پہلو
لقا کی زخمی ہوئی آخر کمر زنجیر کٹی لقا زمین پر گرا زخمداری مین لوٹ مار کر بھاگا ہر چند علمشاہ نے تعقب
کیا اس بھگوڑے کو نہ پایا صدہا پہلوان بیچ مین آگئے لقا کو بچا لیگئے ملک جی نے حکم دیا طبل بازگشت بجا
صاحبقران واپس ہوئے علمشاہ کو بہت بھاری خلعت ملا مگر دیکھا سب پلٹ کر آئے نورالدہر کا نشان نہ ملا
صاحبقران نہایت پریشان ہوئے جواہر بن عمرو نے عرض کی اے شہریار ہمارے سامنے شاہزادہ زخمی ہوا تھا
زخمداری مین گھوڑا نکال لیگیا لاشون مین بہت تلاش کیا کہین نشان نہ پایا کہین نیزہ کہین خنجر نورالدہر کا
پایا اسی وقت امیر با توقیر نے جواہر بن عمرو کو حکم دیا جلد جاکر تلاش کرو ہر گھڑی داغ تازہ دلبر ہوتا ہی مستر جواہر
کی بڑی تعریف کی خلعت ملا جواہر اسی وقت بانہاے عیاری سے آراستہ ہو کر براے تلاش شاہزادہ نورالدہر بن
بدیع الزمان روانہ ہوا اب حال خیریت مآل نورالدہر بن بدیع الزمان تحریر ہوتا ہی کہ گھوڑا انکو لیکر نکلا رات بھر
اڑا ہوا چلا آیا بوقت سحر قریب اک جھیل کے پہونچا پانی پیا بدن کو جنبش دی ماہ اوج امیر عرب خانۂ زین سے
بر روے زمین گرا گھوڑے نے گھٹنے ٹیک دیے زخمون کو چاٹتا ہی جب شاہزادے کو ہوش نہ آیا بیزبان چرتا ہوا
آگے بڑھ گیا جب بے آقا کو یاد کرتا ہی وہان سے دوڑتا ہوا قریب آتا ہی گرد پھرتا ہی پھر چرائی مین مصروف
ہوجاتا ہی اس حوالی مین ایک قلعہ ہی کہ اسکو قلعہ نگارستان کہتے ہین مصباح کوہی پہلوان زبردست قلعۂ
نگارستان کا حاکم ہی نہایت بدمزاج اس شخص کو ہرکارون نے خبر دی کہ خداوند لقا سلیمان کے ملک مین تشریف
لائے مین مرت سے سو کے پڑے مین صدہا کوہی ہاتھ سے صاحبقران و فرزندان صاحبقران کے مارے گئے بہت
سے عزیز تمھارے مسلمان ہوئے لڑائی کا وہی رنگ ہی سلیمان عنبرین موے کوہی بہت تنگ ہی مصباح کوہی
تین لاکھ فوج جمع کر کے یہ کہکر سوار ہوا کہ جاتے ہی لڑائی فتح کرونگا قدرت کو تابہ باختر پہونچا دونگا اپنی جانب
سے مفتاح تیغ زن اپنی بھائی کو حاکم قلعہ کیا یہ تو لشکر لیکر روانہ ہوگیا مفتاح تیغ زن جری بہادر خوشخو
خوشرو بوقت سحر براے حفاظت رعایا قلعہ سے باہر آتا ہی شکار دوست بھی ہی شکار کھیلتا ہوا آتا ہی کہ مرکب پر

نگاہ پڑی کہا یارو کسی کا گھوڑا پھر رہا ہے باگین کٹی ہوئی زین ڈھلکا ہوا ظاہر ہوتا ہے اسکے سوار کو قراقرن نے
مار ڈالا مرکب نہایت معقول ہے یہ کہکر مفتاح نے خود گھوڑا اٹھایا مرکب نورالدہر نے جو سوار کو اپنے عقب مین دیکھا
بھاگ کر اپنے آقا کے قریب آیا مفتاح کی شمع جمال نورالدہر پر نگاہ پڑی کہ اک جوان ماہ رخسار اتنا کا زخمدار لاکھون
روپے کا جواہر جسم پر آراستہ قبضہ ہاتھ مین جما ہوا بیہوش پڑا ہے گھوڑا گرد پھر رہا ہے خود بہادر ہے بے چین ہوگیا ساتھ
والون کو آواز دی لو یارو مین بدنام ہوا بھائی صاحب فرمائینگے میرے نہونے سے مسافر اس حوالی مین مارا گیا قراقرن
نے اس شیر دلیر کو گھیر صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خوب لڑا زخمون سے چور چور ہوا مال اپنا نہین دیا آخر کو غش کھا کے
گر پڑا وہ نامرد بھاگ گئے ہائے کیا جوان مارا گیا یہ کہتا ہوا قریب آیا آمد و شد نفس کی صدا سنکر کہا یارو شکر ہے
خداوند لقا کا کہ زندہ ہے کہین سے چارپائی لاؤ اٹھا کر لیچلو مین اپنی جان لگا دونگا بروقت ہوشیار ہونے کے اس سے
حال پوچھونگا تیغ تک قراقرن کی اکھیر کر پھینک دونگا ہماری عملداری مین یہ بدعت کچھ نامردون کو خیال نہ آیا سوار
گھوڑے دوڑا کر گئے گانوؤن سے چارپائی لائے مفتاح نے اس شمع بزم جرأت کو گود مین اٹھایا چارپائی پر لٹا کر ہمراہیون سے
اشارہ کیا دل نے اسکو محبت ہوئی ایک پائے پر خود ہاتھ ڈالدیا اب تو سب ہی لپٹ گئے ہاتھون ہاتھ چارپائی اٹھالی
مرکب کو بھی ساتھ لیا قلعہ نگارستان مین لیکر آیا اپنے قصر مین لاکر چارپائی کو رکھا جراحون کو بلایا کئی ہزار روپے
جراحون کے سامنے رکھدیے کہا بھائیو اگر یہ جوان مرگیا مین اپنے کو ہلاک کرونگا اگر اسکو صحت دی جو مانگو گے
وہ دونگا جراحون نے زخم دیکھے شراب سے دھوکر کہا نہ گھبرایئے زخم تو بڑے قیامت کے ہین مگر کوئی رگ پٹھا
نہین کٹنے پایا بہت جلد صحت ہوگی یہ کہکے مرہم کی پٹیان چڑھائین زخم باندھے جراح تو رخصت ہوے مفتاح تیغزن
پروانہ شمع جمال نورالدہر خود کرسی بچھا کر بیٹھا رومال ہاتھ مین مگس پرانی کر رہا ہے خدمتگارون پر نہین چھوڑتا دمبدم یہی
فکر ہے کہ یار دیہ ہوشیار ہو حال جنگ پوچھون تو دل کو قرار ہو بعد دوپہر کے شاہزادے کو ہوش آیا اپنے کو عمدہ مکان
مین پایا قریب پلنگ کے اک جوان ہتھیار لگائے ہوے بصد محبت مگس پرانی کر رہا ہے جیسے ہی نورالدہر نے آنکھ کھولی مفتاح نے
آواز دی ارے یخنی لاؤ پیالہ یخنی کا اپنے ہاتھ مین لیکر نورالدہر کے ہونٹھون سے ملا دیا نورالدہر اٹھنے لگے مفتاح نے
کہا ای شمع دودمان جرأت و ای چراغ بزم شوکت ابھی اٹھنے کا ارادہ نہ کیجیے نورالدہر نے فرمایا مجھ مین قوت باقی ہے
آپ نہ گھبرایئے لیکن اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمایئے کہ یہ آوارۂ دشت ادبار یہان تک کیونکر پہونچا
مفتاح نے ہنسکر کہا ای جوان سپاہی کا سپاہی دوست ہے مفتاح تیغزن میرا نام ہے مصباح کوہی بھائی میرا
برائے مدد خداوند لقا گیا ہے اس زمانے مین مین حاکم ہون تمکو صحرا مین پڑے ہوے دیکھا برائے خدمتگاری

اٹھا لایا آپ کا مرکب و ہتھیار و زیور وغیرہ سب موجود ہین لیکن ای جوان زر کے واسطے جان دیری کتنے قزاق تھے جنسے مقابلہ
پڑا مین بہت مشتاق ہون یہ زخم سر کیسے ہاتھ کا ہی تمھارے قریب کوئی لاش نہ تھی کوئی تمھارے ہاتھ سے نہ مارا گیا قزاق
سب صحیح و سالم نکل گئے ای جوان رعنا افسر کو تو لیا ہوتا نور الدہر ہنسے فرمایا کہ ای بہادر چورون کی یہ مجال ہی کہ مردان عالم
پر ہاتھ ڈالین تمنے ضرور ذکر سنا ہوگا نام ہمارا مثل آفتاب عالمتاب کے تمام عالم مین روشن ہی ہر ایک پہلوان کوہی ہمارے
نام کا دشمن ہی میرے جد عالی تبار صاحبقران نامدار قبلہ و کعبہ ہمارے بدیع الزمان گرد لشکر شکن اس حقیر کو نور الدہر
بن بدیع الزمان کہتے ہین لشکر لقا مین تلوار چلی سلیمان سے مقابلہ ہوا اسکے ہاتھ سے مین نے زخم کھایا زخم کھا کر ہاتھ
مارا اتنا تو مجھے بخوبی یاد ہی کہ وہ بھی زخمی ہوا اسی زخمداری مین فوج کو ہیان سے لڑا سر پر زخم تھا نہ سنبھل سکا
بیہوش ہوا مرکب اصیل اسطرف نکال لایا یہ سنکر مفتاح تیغزن کو سناٹا آگیا مصاحبون خدمتگارون کو پاس سے
ہٹایا کہا ای شاہزادہ والاقدر سلیمان عنبر ین موے کوہی کے ہم لوگ خراج گزار ہین اب یہ نام نہ لینا یہان والے
دشمنی کرینگے مین بہادر کا دشمن نہین ہون چاہتا ہون تمکو صحت ہوئے خیر و عافیت کے ساتھ لشکر صاحبقران مین
پہونچا دون آپکے بزرگون کے حالات جرأت بخوبی سنے ہین طہماس بن عنقویل دیو پیکر آپ ہی کا رفیق ہی
نور الدہر نے فرمایا میرا مہربان شفیق ہی مفتاح نے کہا آپ نے طہماس کو زیر کیا نور الدہر نے فرمایا وہ میرا عاشق صادق دوست
یار موافق ہی حقیقت مین بہرام فلک اس سے آنکھ نہین ملا سکتا تھا بمحبت میری رفاقت اختیار کی میرے کل
سردارون کا افسر ہی مفتاح تیغزن بہت خوش ہوا کہا ای شہریار مجھپر احسان کیجیے اپنا نام اصلی کسی کے سامنے
نہ لیجیے گا مین چاہتا ہون اس بیشۂ شیران دشت نبرد مین جب آپ صحت پاکر جائین مجھ حقیر کا بھی ذکر ہو لاکہ کوئی
پوچھے یہ راز نہ کہیے گا نور الدہر نے فرمایا ای برادر ہمکو جھوٹ بولنے کی عادت نہین ہی اگر کوئی ہمسے نہ پوچھے گا
کیا کچھ بڑی شوکت ہی ہمکو کیا ضرورت ہی کہ یہ فخر کہین کہ سلیمان عنبر ین موے کوہی کو زخمی کیا اگر کوئی پوچھے گا تو
ہم نہ چھپائینگے مفتاح کا ان باتون سے دل روشن ہو گیا خدمتگزاری مین مصروف ہی جراحون کو بہت کچھ دیا
اپنے دل مین بڑی خوشی کرتا ہی کہ یہ جوان بے نظیر جب اپنے دادا کے لشکر مین جائیگا ہمارے احسان کا ذکر کریگا
یہ تو بہادر لوگ سمجھینگے کہ مفتاح تیغزن بھی بہادر ہی نام کے واسطے انسان سب کچھ کرتا ہی ہفت اقلیم کے بہادر
وہان جمع ہین افسوس مین بھائی صاحب کے ساتھ نگیا بڑا لطف اٹھتا صاحبقران زمان لندھور بن سعدان
وغیرہ سے مقابلے ہوتے بھائی صاحب خوب شکار کھیل رہے ہونگے خداوند لقا یہ تقدیر کرین کہ بھائی صاحب
دو چار وہان کے پہلوان زیر کرین اپنا رفیق بنا کے یہان لائین ان جوانان صف شکن سے صحبت ہو تو بہتر ہون

کے ذکر پوچھین اپنے بھی حالات کہین بڑی کیفیت ہو اب تو اس جوان کو جلد صحت ہو اپنے لشکر مین خیر و عافیت سے
پہونچے یہ بھی سمجھا دونگا کہ بھائی صاحب کو نہ خبر معلوم ہو کہ ہم زخمی ہو کے شہر نگارستان مین پہونچے وہ تو کچھ
کہین گے خداوند لقا کو ناگوار ہو گا کہ ہمارے دشمن کو اپنے گھر مین کیون جگہ دی مقام خوف ہی کچھ الٹی پلٹی لقا یرن
کردین دل مین خوش ہی کبھی ملول ہوتا ہی ایک ایک سے یہی فرمایش ہی جراحون پر یہ تاکید ہی کہ جلد علاج کرو
یہ جوان صحت پائے جو مانگو گے وہی دونگا ایک ایک کو نہال کر دونگا میرے مہمان کو اذیت نہو ہر وقت اسی فکر مین
رہتا ہی بقدرت پروردگار بعد ایک ہفتے کے شاہزادے نے غسل صحت کیا مفتاح نے اسدن روشنی کرائی
طائفے بلائے سامان عیش و نشاط مہیا کیا نور الدہر کو لاکر مسند پر بٹھایا طائفے آئے مجرا ہونے لگا داروغہ ارباب
نشاط سے تاکید ہی جو چیدہ منتخب گانے والیان ہون انکو لاؤ سب کچھ آج صرف کرونگا یار و یہ شخص بڑا جلیل ہی آج
اپنے لشکر مین ہوتا خوشی مین صحت کی اسکے بزرگ لاکھون روپئے صرف کرتے داروغہ ارباب نشاط چھانٹ کر
ایک طائفہ لایا ایک نازنین موسوم بہ لذت بخش گانے مین کامل حسین خوش رفتار طوطی گفتار سرو قد غنچہ دہن
سمن عذار کرشمہ و ناز ہمراہ دریائے جواہر مین غوطہ مارے ہوے مفتاح تیغ زن نے پہلے ہی کہدیا تھا کہ نہال کر دونگا
بی لذت بخش ہمارے مہمان کو راضی کرو بڑے بڑے عمدہ گانے والون کو انھون نے سنا ہی صاحب جاہ و جلال تاجدارون
کے تاجدار پہلوان، عالی وقار مالدار سب صفتین ہیرے مہمان مین موجود ہین قدرت خداوند لقا ایسا شخص میرا
مہمان ہی خداوند لقا کا احسان ہی بی لذت بخش آج تو جان لڑا دو لذت بخش نے کہا میان مفتاح صاحب
آپ روشنی انجمن جرأت ہین ہم آفتاب آسمان بزم زینت ہین مہمان کو دیوانہ کر دون وہ غزلین سناؤن پھر تماؤن
تمھارے قدمون پر گرین کہ بی لذت بخش کو بلاؤ ہم حیلہ کرین کہ ہمکو فرصت نہین ہی اور جگہ مجرے مین جانے کو
مین کہو تو تنکے چنین ابھی قدمون پر گرین پروانہ وار گرد پھرین خوب آپ آگاہ ہین سیکڑون نام پر سے کئی
جوانون نے سنکھیا کھالی کئی نے گلے کاٹے آپکی سرکار مین مقدمے دائرہ ہو چکے مین نے کہدیا میری بلا پوش سے
مر گئے اپنے مہمان کی خیر منائیے زیادہ نہ مجھکو سمجھائیے یہ کہکر بی لذت بخش اندر آئین نگاہ جمال بے مثال نور الدہر
پر پڑی نگاہ سے نگاہ لڑی دیکھا فرد شوکت جرأت و جلالت چہرۂ بے نظیر سے ہویدا و آشکار چاند کے ٹکڑے
دونون رخسار پیشانی نور آگین فتح و ظفر دست بستہ خدمت مین حاضر ہین سپر و شمشیر آگے رکھی ہوئی ہی شیر
بیشۂ حسن و جمال مسند پر بیٹھا جھوم رہا ہی بی لذت بخش کی جان پر بن گئی جی جا ہا دوڑکر بلائین لون وارئہ
گرد شمع جمال پھرون اپنے حسن و جمال کو بھول گئی گل رخسار دیکھکر بھول گئی ناچ گانا سب فراموش ہو گیا جبر

کا جوش قریب تھا کہ بیہوش ہو کر گرے سارنگی بجانے والے کے کاندھے پر ہاتھ رکھکر اپنے کو سنبھالا عرصہ دراز تک گلچینی گلشن جمال ہتیال کرتی رہی وہ آتشخو ٹھنڈھی سانسین بھرتی رہی بڑی دیر مین گت شروع کی نظم

ناچی گت اسطرح وہ ماہ لقا
ماہ تابان پہ چھا گیا بادل

وجد کرنے لگا تدرو ادا
جسکی جانب بتا کے سسکی لی

سر پہ رکھا اگٹ کے جب آنچل
جان اٹھنے سسک سسک کر دی

عرصہ دراز تک گت ناچی اہل محفل کی بری گت کر دی جب توڑا لیا واقف کارون کا سر پھر گیا گت ناچ کر ٹھہری اشرفیون کے توڑے مفتاح تیغزن نے دیے اب بی لذت بخش نے گنگنا کر نور الدہر سے آنکھ ملائی اور یہ غزل گائی غزل

دو نکی لیتا ہو ہر مفسدہ پرداز کچھ آج
مہربان ہو فلک تفرقہ پرداز کچھ آج
کشتۂ دید کا شاید اُسے منظور ہو قتل
اس گلستان مین ہوا چلتی ہو ناز ساز کچھ آج
روز اول سے بتونکو ہو خدائی دعوی
اُبلی پڑتی ہو وہ شمشیر سر انداز کچھ آج
دیکھیے ڈھاتی ہین کیا قہر وہ ترچھی نظرین
مستعد بحث پہ ہین سا کے ہم آواز کچھ آج
دست قاتل مین نظر آتی ہو عریان بطور
کان مین غیب سے آتی ہو یہ آواز کچھ آج
امتحان کا اُسے پھر شوق ہوا ہو شاید
کیا یہ معشوق اٹھاتے ہین مرے ناز کچھ آج
دم رفتار قیامت ہوئی برپا ہر گام
بیرخی کرتا ہی تیر قدر انداز کچھ آج
جذب الفت ہو یہ کس تیر فگن کا کشش
دم بخود دیکھ کے بیٹھے مین جو غماز کچھ آج
تمکنت کرتے مین اغیار سنبھل بیٹھو قلق

شاید اُس طفل مغنی سے کیا ساز کچھ آج
میری سنتا نہین پھر وہ بت طناز کچھ آج
خشم کمین کرتی ہو بیدبت نگۂ ناز کچھ آج
بیکر دمساز نے کیا جان غم ہجر مین دی
بے نیازی یہ انھین اپنی نہین ناز کچھ آج
فکر شاید ہو انھین خانہ بر اندازی کی
کج ہو اُس شوخ کی بھی نگۂ ناز کچھ آج
جان ابھی دیتا ہون اس شوق مین ای جانجہان
فتنہ برپا کرے تیغ سر انداز کچھ آج
بے سبب نہین سرگوشی ارباب فساد
مجتمع مین در جلاد پہ جانباز کچھ آج
ہر سر حرف ہی ہمسے جو وہ شوخ کم گو
شور کم نہین خلخال کی آواز کچھ آج
نالے مین مجھے ہر روز یہ کہکر دم وصل
اور دن کی ہو سوا طاقت پرواز کچھ آج
تھوڑی ذلت دی اب جانینگے وہ لاکھ بلا
صحبت یار کا بیطور ہو انداز کچھ آج

وہ مرے گھر مین چلے آے خدا ساز کچھ آج
کان مین پھونک گئے مفسدہ پرداز کچھ آج
دل پروانہ مین لائی ہین نیا رنگ آہین
زاری دل کی نہین آتی ہو آواز کچھ آج
کسکی آئی ہو قضا جو کمر قاتل سے
جمع ہین پھر پس دیوار در انداز کچھ آج
گل کھلایا کوئی اس زمزمہ سنجی نے مری
عیسی لب ترے دکھلائین گے اعجاز کچھ آج
فکر مضمون نکرو ہی دہن انکا معدوم
عشق صادق کا رکے آئینہ کھلا راز کچھ آج
بے نیازی کی بدولت ہون ہمیشہ عزیز
بات بھی کر نہین سکتے مین سخن ساز کچھ آج
رنج دل سے نگہ ناز بھری ہو بوجہ
کل سے افزون ہو طبیعت مری ناساز کچھ آج
میری غیبت یہ انھین باز نہ جھگڑا شاید
کل کچھ اعزاز سوا ہونگے سرافراز کچھ آج
شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان

جوان شوقین عاشق مزاج حسینون کے سر کے تاج گانے پر دل سے متوجہ ہین موتیون کا مالا گلے سے اُتار کر دیا
یہ جبین مثل ہلال شب اول پائے تسلیم خم ہوئی مفتاح تیغزن نے کئی توڑے اشرفیون کے قریب نورالدہر
رکھدیے تھے یہ سخی فیاض چشم زدن مین تقسیم کردیے جب وہ ختم ہوگئے موتیون کا مالا گلے سے اُتار کردیا کسی بلائے
روزگار مغنیہ نے جو اُسنے بتانا شروع کیا دامن دولت شاہزادے کا تھام لیا مچلنے لگی ایک ایک لفظ کو دس دس
طرح بتاتی تھی غزل عاشقانہ تصنیف کردہ قمر شروع کردی مطلع سودے مین ابتری کے چلن آ جاتے ہین ؎
سر مین خیال زلف صنم پائے جاتے ہین ، لفظ سودا کو اسطرح بتایا بھبوت چہرے پر مل لیا بال پریشان کردیے
دیوانون کی قطع چہرہ آدا اس اسطرح اس سودے کو بتایا تمام اہالیان محفل دنگ ہوگئے شاہزادہ نورالدہر
بھی ٹھنڈی سانسین بھرنے لگے بعد عرصہ دراز دوسرے اشعار پڑھے اشعار اس راہ سے گیا ہے مرا شہسوار حسن ؎
نقش سم فرس کے نشان پائے جاتے ہین ، ای عندلیب سوز دروں کو ضبط کر گل نالہ ہائے گرم سے کمھلائے
جاتے ہین ، ان اشعار آبدار کو اس طور سے بتایا پھولون کو جتلایا باغ بنا کے دکھا دیا عندلیبان خوشنوا کی صورت
دکھائی شاہزادہ نورالدہر نے سپر طلسمی جس پر جال موتیون کا پڑا ہوا اُٹھا کر حوالے کردی جب پھر اُسنے دامن
تھاما شیر شکار افگن سلیمانی کمان کیانی حوالے کردی مفتاح سے جا کر مصاحبون نے کہا تمام اشیا آپکے
مہمان نے بی لذت بخش کو دیدیے بیقرار ہو کے دوڑا اناتکہ کو کئی ہزار روپیے دیکر سپر و شمشیر و کمان وغیرہ لیلی
خدمت مین شاہزادے کی لا کر حاضر کی نورالدہر نے کہا ای برادر یہ تو ہم دے چکے عرض کی ای شہریار یہ تحفہ جات
دینے کے لائق نہین ہین مین نے انکو روپیہ دیا راضی کر کے لیا آپ انکو اپنے پاس رکھیے لشکر مین اپنے جا کر قیمت
بھیجدیجیے گا کیا خوب ہے واسطے نیکنامی ہے کہ اپنے مہمان کو لٹوا دیا نورالدہر نے کہا کہ مین نادان نہین ہون مین نے
بخوشی دیے مفتاح نے تمام پہلو مین وہ اشیا رکھدیے اور کئی توڑے لا کر حاضر کیے کہ حضور نقدی دیجیے آپکے تصدق
سے سب کچھ حاضر ہے آجکی شب یہ پہلوان بیقرار ہے دل سے کہتا ہے شکر خداوند تعالیٰ کہ اس جوان نے صحت پائی اب بخیر و عافیت
اپنے لشکر مین جائے دل تردد منزل اطمینان پائے اُس مجمع سپہ سالاران عالیمقام مین ہمارا بھی ذکر ہوگا صاحبان
ظرف ہین ہمارا احسان فراموش نکرینگے بہت کچھ اس رات کو سامان مذکور مین مفتاح نے صرف کیا صبح کو جب جلسہ
برخاست ہوا حجاب سے کہہ نہ سکا دست بستہ عرض کی میری آرزو پروردگار نے پوری کی آپنے بخیر و عافیت صحت
پائی لشکر مین اب آپ کے واسطے تردد ہوگا نورالدہر نے کہا ای برادر ہمارے رہنے سے گھبراتے ہو ہمین تو تم سے
محبت ہوگئی دل نہین چاہتا ہے کہ جائین ورنہ قبل غسل صحت ہمنے قصد کیا تھا کہ تمسے رخصت ہون تمہاری محبت نے

دامن تھام لیا کل انشاء اللہ تم سے رخصت ہونگے مقتاح نے دست بستہ عرض کی اے شہریار کیا عرض کرون میرا
بھی دل نہین چاہتا کہ حضور سے جدائی ہو بسبب بھائی صاحب کے نہونے کے انتظام کا پابند ہون ورنہ
ہمراہ سرکار کے چلتا نور الدہر نے ہنسکر فرمایا ہمارے تمہارے درمیان سے پروردگار پردہ دوئی اُٹھائے
تمنے بہت آرام سے ہمکو رکھا بہت کچھ صرف ہوا معاوضہ اسکا غیر ممکن مقتاح نے عرض کی ایک نگاہ محبت
کیمیائے خاصیت اسکا بدلا ہے حضور نے ایسی پرورش خاوندانہ فرمائی مجھ ایسے حقیر کو زبان سے برادر فرماتے ہین
مین بہت سرفراز ہوا کل حضور کی روانگی کا سامان کر دونگا نور الدہر نے کہا ای برادر ہماری کے لیے کیسا بڑا سامان
ایک سیر ایک شمشیر مرکب بھی موجود ہے عرض کی مین دو چار خدمتگار ہمراہ کر دون ایسا نہو حضور راستہ فراموش
کرین جنگل مین بھٹکتے پھرین بندگان عالی کو تکلیف ہو الغرض شب بھر مقتاح نے پکوان وغیرہ پکوایا جملہ اشیا مکمن
کیے بڑی خوشی ہے کہ کل مہمان میرا رخصت ہوگا بوقت سحر نور الدہر نامور نماز سحر سے فراغت حاصل کرکے مسند پر
جلوہ فرما ہوئے بھورے بھورے بالون مین عطر لگایا جب کمر باندھنے لگے چند خدمتگار جو حاضر خدمت رہتے تھے
وہ رونے لگے عرض کی ای شہریار آپکے تصدق سے ہمکو بہت طلا و زر حضور سرفراز فرماتے تھے آپکے جانے کا ہمکو
بڑا قلق ہوا نور الدہر نے کہا ہمارے ساتھ چلو جو کچھ یہان ملتا ہے اُسکا دو نا ملیگا خدمت مین صاحبقران زمن
کی حاضر رہنا بادشاہ جمجاہ کی خدمت مین مقرر کرا دینگے انشاء اللہ چندے مین ہزار ہا روپے پیدا کرکے لاؤگے
خدمتگار قدمون سے لپٹ گئے عرض کی خدا آپ کو سلامت رکھے یہان کے رہنے والے مین صاحب اہل و عیال
کبھی وطن سے نکلنے کا اتفاق نہین ہوا اسوجہ سے نہین دل چاہتا گھر مین بھی کوئی ہمارے سوا مردون مین
نہین ہے جب کبھی پریشان ہونگے پتہ و نشان حضور نے تبلادیا گرتے پڑتے چلے آئینگے آپ کا نام پوچھ لینگے نور الدہر
نے کہا کنارہ لشکر پر جسسے پوچھوگے نور الدہر بن بدیع الزمان نبیرۂ صاحبقران ہر کس و ناکس ہمارے
پاس پہونچا دیگا ایک خدمتگار نے کہا ای شہریار اس ملک کا نگارستان رشک ہر گلستان کوہستان بھی ہے مین
آپ اتنے دنون یہان رہے نہ یہان کے باغات دیکھے نہ مکانات ملاحظہ کیے قلعہ سے نکل کر صحرای سبزہ زار
نواح دلکشا طائران زمزمہ سرا شکار متعدد اہالیان شہر خلیق خوش پوشاک رتبہ شناس خوش لباس شکار تو
اس حوالی مین ضرور کھیلیے بہت لطف حاصل ہوگا غلامون کو ہمراہ لے لیجیے ہر مقام کا نشان بتائینگے باغات
کی سیر کرائینگے خدمتگارون نے جو رو رو کر اسطرح کہا یہ نبیرۂ صاحبقران رحم دل عاقل کامل مکر کھول ڈالی
فرمایا اچھا ای برادر آج نہ جائینگے بوستان کوہستان کی بھی سیر کرلین خدمتگار بلائین لینے لگے زہے ذرہ نوازی

وغیرہ یہ ووری ہمارے کہنے سے حضور رک گئے مگر ہمارے افسر سے نہ کہیگا وہ چاہتے ہین حضور جلد چلے جائین
آپکی سپاہگری سے وہ بہت خائف ہین کہ ایسا نہو کسی سے فساد ہو جاوے نور الدہر نے کہا ہم اُنسے نہ کہین گے مگر
کھو لکر شاہزادہ بیٹھا مفتاح تیغزن پکوان وغیرہ لیکر حاضر ہوا دیکھا تو شاہزادہ با طمینان بیٹھا ہی عرض کی کہ
کیا آج حضور تشریف نہیجائینگے نور الدہر نے کہا ای پہلوان دوران تمکو ہمارا رہنا بہت شاق ہی ہم ابھی چلے جائین
ہمین تمسے بڑی شکایت ہی اِس قلعہ کا بوستان کوہستان لقب ہی ہمکو یہان کی سیر بھی نکرائی وہ سمجھ گیا خدمتگارون
نے او صاف بیان کردیے کہا حضور آپ سالہا سال تشریف رکھیے خانہ مفتاح کے آپ ہی باغ مین آپکے رنج
سے دل تنگ باغ باغ ہین سیر و شکار بیان کیا ہی قسم احد جب جی چاہے شکار کھیلیے اپنے ملک کی سب
صفتین کرتے ہین یہان کے رہنے والون نے یہ نام رکھدیا کئی سو ملک کوہستان آباد ہین ایک سے ایک بہتر
و برتر ہی مگر البتہ شکار اِس حوالی مین جیسا ہی وہ کسی ملک مین نہین ہی نور الدہر نے کہا کہ ای برادر سامان شکار
تیار کراؤ کل بوقت سحر واسطے شکار کے چلیں پس فردا تمسے رخصت ہونگے یہ کہکے مفتاح نے اپنے قراول وغیرہ
بلائے انکو حکم دیا بوقت سحر حاضر ہو ہمارے مہمان کو شکار کھلاؤ سب کو خوش کرونگا شب کو نور الدہر نے آرام کیا
نماز پڑھکر باہر آئے دیکھا مفتاح بھی مسلح حاضر ہی بیلیے میر شکار کتون کی جوڑیان چیتون کی چار پائیان باز بحری
جرہ وغیرہ لیے ہوئے سب حاضر ہین شاہزادے کا مرکب بھی تیار ہو کے آیا نور الدہر سوار ہوئے مفتاح تیغزن
بھی ہمراہ ہوا مع سامان شکار طرف صحرا کے چلے دروازے پر قلعہ کے عقلاے کوہی دربان قلعہ ہی بوقت سحر
دروازہ ابھی بند ہی باہر کے لوگ باہر جنکو اندر سے جانا منظور ہی وہ بھی ٹھہرے ہین باہر سے ہیزم فروش غل کرتے ہین
ای پہلوان دوران دروازہ کھول دیجیے ہم غریبون کا ہرج ہوتا ہی چار پانچ کوس سے لکڑیان کاٹ لاتے ہین بازار
شہر مین سویرے سے پہونچین بیچ کھوچ کر پلٹ جائین شام کو بمشکل اپنے مکان پر پہونچتے ہین عقلاے کوہی بیٹھا ہوا
ڈاڑھی مین کنگھی کر رہا ہی جواب نہین دیتا گھوڑے بڑھائے ہوئے نور الدہر پہونچے اور بھی سوار پیدل کھڑے تھے
نور الدہر نے گھوڑا بڑھا کر کہا پہلوان صاحب براے مہربانی دروازہ کھول دیجیے مسافرون کی منزل کھوٹی ہوتی ہی
یہ دربان بد مزاج نور الدہر نے کہا ای شخص ہنسنے تجھسے بہ خوشامد کہا تو نے جواب بھی نہ دیا عقلاے کوہی جھلا کر اپنے
مقام سے اُٹھا کہا کیا آپ اکیلے سوار ہین اور بھی بہت سے کھڑے ہین آج کل ہمارا بادشاہ نہین ہی جب دھوپ
نکل لیتی ہی تب دروازہ کھلتا ہی ای جوان ہٹ کر ٹھہر با بدولت کو ابھی فرصت نہین کہ مصباح تیغزن اگر پہونچے
نور الدہر عقلا کی جانب بڑھے تھے کہ مفتاح نے پکار کر آواز دی ای عقلاے کوہی ہم واسطے شکار کے جاتے ہین

یہ جوان خیر دل ہمارا مہمان ہے دروازہ کھولدو عقلا سے کوہی نے کہا ہم ہرگز دروازہ نہ کھولینگے نور الدہر
برابر پہونچ چکے تھے جنیوین کنجی پڑی تھی نور الدہر نے ہاتھ بڑھا کر کہا کنجی لیلون عقلا نے اُلٹا ہاتھ مارا نور الدہر
کی کلائی پر جو اُسکا ہاتھ پڑا قہر و غضب مین ایک طمانچہ مارا عقلا نے چرخ کھایا لڑکھڑا کر گرا دربانون کو آواز دی
یا رو دیکھتے ہو اس جوان کو مارتے نہین سر کاٹ لو دو ڈھائی سو دربان لینا لینا کرکے اُٹھے مفتاح نے غل مچایا ہے
ارے یارو یہ میرا مہمان ہے خبردار اسپر ہاتھ نہ اُٹھانا نور الدہر نے قبضے پر ہاتھ ڈالا تیغۂ خارا شگاف سلیمانی شکل
برق جہندہ نیام انتقام سے نکلا معلوم ہوا ناگنی نے کینچلی جھاڑی یا آہ دل مظلومان یا خندۂ دندان نمائے
معشوق یا ابروئے محبوب یا لیلی فتح و ظفر جسپر ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوئے عقلا سے کوہی اُچھلکر گینڈے پر سوار ہوا
مفتاح تیغزن بیچ مین آگیا کہا او ظالم کیا لڑتا ہے مصباح کے ہونے سے کنجی پر قفل کی فساد کرتا ہے ابھی جاکر
نام کاٹ دونگا بھائی صاحب مجھکو اختیار دے گئے مین خبردار مہمان پر میرے دست انداز ہونا عقلا سے
کوہی نے مفتاح پر ہاتھ تلوار کا مارا یہ تو بے خبر سمجھا رہا تھا گھبرا کر گردا سپر کا اُٹھا دیا عقلا جوان زبردست بادۂ کبر
و نخوت سے مست تیغہ جو اُسکے ہاتھ کا گرا سپر کٹی خود کو کاٹ کر تا دو ابرو تیغہ پہونچا مفتاح تیغزن نے دستانہ
مارا وہ تیغہ جھٹکا کر نکل گیا لیکن آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا چاہا جواب مین وار کرون ہاتھ نے دستگیری کی
سر جھک گیا عقلا بڑھا کہ سر کاٹ لون اُسوقت مفتاح گھبرا کے پکار اُٹھا اے شہریار مجھکو بچایئے مین نثار ہوا زخم
کھا کر بیکار ہوا اب نور الدہر نے پلٹ کر دیکھا مفتاح کو زیر تیغ پایا جلدی مین گھوڑے سے کود پڑے للکارا او نامرد
کیا کرتا ہے اب نہ ہاتھ لگانا کیسا مرد ہے صید زبون پر ہاتھ ڈالتا ہے تیرا حاکم ہے اس قلعہ کا ناظم ہے او نمک حرام بد انجام
تامل کر جست کرکے بیچ مین آگئے باگ پکڑ کر مفتاح کے مرکب کو جھٹکا مارا اپنا سینہ سپر کر دیا عقلا نے نور الدہر
کو جو سیدل پایا ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے خالی دیا غصے مین فرمایا او نامرد تجھپر کیا تلوار کا وار کرون
جھپٹ کر زیر شکم گردن پہونچے دو بازون گینڈے کے تھامے سر پر بار اُٹھایا زور کیا مع گینڈے عقلا کو
اُٹھا لیا مفتاح نے آنکھین کھولکر دیکھا عقلا ایسے پہلوان کو مع گینڈے اُٹھا لیا چرخ دیکر زمین پر مارا عقلا
کود کر الگ ہوا استخوان گینڈے کے چور چور کوہی تھرا گئے عقلا کود کر پھر سامنے آیا بیدل دیکھکر دلیر ہوا ہاتھ
تلوار کا مارا اب کی مرتبہ نور الدہر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لی وہ لپٹ پڑا شانہ زور
نے کولے پر لاد کر مارا اینٹ گرا نور الدہر نے جھپٹ کر اک ٹھوکر ماری وہ نامرد گرد برد چارون شانے چت
کود کر چھاتی پر کندۂ زانو دبا کر فرمایا حالا در شناختن پروردگار چہ میگوئی عقلا نے غل مچایا یارو یہ سلیمان ہے

یہ بھی یاد رکھنا مفتاح صاحب کا مہمان ہے نورالدہر کو جواب دیا او جوان لاکھ جان میری نام پر خداوند لقا کے نثار ہے
نورالدہر غصے مین اُلجھے عقلا سے کوی کو چیر کر پھینک دیا جتنے دربان تھے ہاتھ باندھ کر سامنے مفتاح تیغ کھینچ کر آسکے کہا آپ
ہمارے مالک ہین افسر لیئے ہمارے سراسر خلاف کیا اُس بد انجام نمک حرام کا یہ انجام ہوا آپکے مہمان کے ہاتھ سے راہی ملک عدم ہوا
ہم تابعدار ہین سر آنکھون سے دروازہ کھولدین یہ کہکر سبھون نے بڑھکر دروازہ کھولا نورالدہر دریاے خون مین نہائے ہوئے
بیرون قلعہ آئے مفتاح زخمدار قریب آیا عرض کی اے شہریار مین تو اب شکار کے لائق نرہا نورالدہر نے فرمایا ہم تو براے شکار
ضرور جائینگے شام تک پلٹ آئینگے عرض کی اے شہریار آپ کے مزاج سے مین خائف ہون قریات و دیہات مین بڑے بڑے
کوہیان سرکش رہتے ہین ایسا نہو حضور سے کوئی فساد کرے نورالدہر نے کہا اے مفتاح ہم مروت کے بندے ہین جہان ڈر جہان
ہمارا گھر ہم فساد سے نہین ڈرتے مفتاح قدمون سے لپٹ گیا کہ یہ بندہ نوازی جان بخشی کی اس کوہ پیکر کے ہاتھ سے غلام کو
بچا لیا آپنے خردماغی دیکھی میرا بھائی اصل مین یہان کا بادشاہ مجھکو یہان کا حاکم کرکے براے مدد خداوند لقا گیا ہے اسیر اس
ملعون نے حکم نمانا آپ ایسے صاحب قوت و طاقت نہوتے تو مین ضرور اسکے ہاتھ سے مارا جاتا مین تو بندہ بے زر ہون یہی
آرزو ہے کہ حضور بصحت و عافیت اپنے لشکر مین پہنچ جائین براے خدا دور شکار کو نہ جائیے گا اسی کوس دو کوس کے گرد مین
شکار کھیل کے واپس آئیے بوقت سحر بخیر و خوبی طرف کردۂ عقیق گلزار سلیمانی کے روانہ ہوجائیے مین جاؤنگا مجھکو دولت
کونین حاصل ہوئی نورالدہر نے کہا ہم تو بہت جلد واپس آئینگے تمھارے ساتھ کھانا کھائینگے مفتاح نے ساتھ والون کو
بخوبی سمجھادیا کہ دیکھو یارو اگر میرے مہمان کا ایک مو جسم میلا ہوا سب جو سمجھو لگا خد شکارون پر بھی غصہ کیا کہ
تمنے ذکر کرکے شیر دلیر کو روک لیا دیکھا کیا آفت برپا ہوئی مرتے مرتے اسنے پکار دیا کہ یہ مرد مسلمان ہے اسوقت سب
ڈرے ہوے تھے اب یہان سے وقائع نگار پرچۂ اخبار مین لکھینگے یہ پرچہ بھائی صاحب تک پہونچیگا دیکھیے وہ کیا
فرمائین میرے مہمان کا انجام بخیر ہو اپنی جان کا مجکو خوف نہین ہے نہ خواہش حکومت و سلطنت نہ دعوی ریاست
و امارت اگر اپنے مہمان کے ساتھ چلا جاؤن عہدہ ہاے جلیل سے سرفراز ہون نورالدہر نے فرمایا دس ہزار سوار دیل
کا تمکو افسر کرونگا اگر میرے ساتھ چلو دین حق قبول کرو اپنی آنکھون سے چلکر لقا کو دیکھو ہمارے ہاتھ سے بچا گا بھاگا
پھرتا ہے کیا اچھا خداوند ہے بندون کے ہاتھ سے دادخواہ ہے آپ لوگون کو خداوند کہتے شرم نہین آتی یہ سنکر مفتاح نے
انگلی دانت کے نیچے دبائی کہا حضور کل امور وقت پر موقوف ہین مین تو خوب سمجھ گیا ازرو قیامت دامن دولت
نہ چھوڑونگا میرے واسطے آپنے جان دی ہوتی قبضے سے اُس جلاد کے بچا لیا اب حضور واسطے شکار کے جائین
غلام کو غش آیا چاہتا ہے سر پر غلام کے زخم کاری ہے یہی باعث بیقراری ہے نورالدہر نے اپنے ہاتھ سے

زخم انکا باندھا مفتاح کو رخصت کیا مفتاح پلٹ پلٹ کے دیکھ رہا ہی دعائین کرتا ہی کہ ای خدا اسے نادیدہ مین نے بڑی
خدائی کا اعتقاد کیا مین اپنے مہمان کو صحیح و سالم پاؤن خیر و عافیت سے اپنے لشکر تک پہونچ جائے گویا مین نے دولت کونین
پائی دعائین کرتا ہوا مفتاح اپنے قصر مین آیا لیکن متردد و متوحش شہر مین ہنگامہ ہی جابجا یہی ذکر ہو رہا ہی آج
عقلاے کوہی کو مفتاح تیغزن کے مہمان نے مار ڈالا انہین معلوم کس بات پر تکرار ہوئی یارو یہ دریافت ہوا کہ
وہ جوان کون ہی مفتاح صاحب نے لا کر اپنے گھر مین ایسے سرکش کو بسایا ہی مفتاح نے چراغ خانہ بنایا ہی اسکو بت
جانتے ہین اب وہ برہمے شکار گیا ہی دیکھیے کسکو شکار کرے خداوند تعالی ایسے ہاتھ چھٹ کے ہاتھ سے بچائین بڑا جوان
صاحب طاقت و قوت ہی یہ بھی سنا ہی عقلاے کوہی کو مع گینڈے کے اٹھا لیا چیر کر اسکو پھینکدیا کچھ خوف نہ آیا یہان تو شہر
مین یہ چرچے مین لیکن شاہزادہ نور الدہر بدیع الزمان فرحان و شادان صحرا ہاے سبزہ زار دیکھے مثل گل شگفتہ
ہوے شکار کھیلنے لگے وہ دونون خدمتگار ساتھ مین نور الدہر نے کہا کہ تمھاری ہدایت سے یہ مقامات دیکھے کسی باغ
کی سیر کراؤ جو مقامات عمدہ ہون انکا تماشا دکھاؤ خدمتگار نے عرض کی کوس بھر یہان سے آگے بڑھیے اک باغ ہی جسکو
باغ نگارین کہتے مین مصباح کوہی کی دختر بلند اختر ملکہ نگار سمن بر جنکے حسن جہان سوز کا تمام عالم مین شہرہ ہی انکے
کے نام سے باغ تیار ہوا ہی اگر ملکہ وہان تشریف رکھتی ہونگی تو اندر باغ کے لیچلین گے مگر شاہزادی نہایت بد مزاج اکثر خو
مرد کے نام سے بیزار چالیس شاہزادے بڑے بڑے پہلوان سوداے عشق مین مارے گیے باعث یہ ہوا کہ مصباح
کوہی اپنے سامنے کسی کو موجود نہین جانتا جب بیٹی پیدا ہوئی تلوار لیکر محل مین گھس گیا کہ بیٹی کو مار ڈالون اگر یہ زندہ
رہیگی تو میری آنکھ جھپکیگی کسی کے ساتھ شادی کرونگا سسر کہلاؤنگا وزرا نے سمجھایا معصوم کا خون نہ کیجیے تامل فرمائیے
جب دس بارہ برس خیر و عافیت سے گذر جائینگے تب لائق شادی ہوگی ابھی سے یہ کیا ضرور ہی درمیان مین بچے کے
لیے ہزارون آفتین ہین اگر کچھ عارضہ ہو خود ہی ہلاک ہو جاے آپ خون ناحق مین مبتلا نہون وزیرون کے کہنے سے
خاموش ہو رہا اتفاق سے سب عارضون سے بچی ماہ حسن کمال پر آیا تاجر تصویر لیکر ملکون ملکون گئے شاہ و شہریار
عاشق ہوے پیغام آنے لگے تب وہ مغرور جھلایا وزیرون سے کہا تمنے دیکھا جو مجکو خوف تھا وہی انجام ہوا اب
کس کس کو جواب دون ایسی تدبیر کرون کہ یہ عاشق تن مجبور و ناچار ہون یہ کہکر ایک فیل آہنی کئی ہزار من کا ٹھوس
بنوایا ایک تالاب پر کہ گوشہ شہر مین واقع ہی قصر اسے عمدہ بنوا دیے کئی لاکھ روپیہ کا اسباب جہیز انکے مکانون مین
رکھوایا ایک طرف فیل آہن رکھوا دیا ایک نقارہ شرطی مقرر کیا کہ جو نگار سمن بر کا عاشق ہو نقارہ بجائے خلقت
جمع ہو اسکو دولھا بناؤ اسباب جہیز بھی نکلواؤ لیکن شرط یہ کہ اس فیل آہن کو اٹھا کر پانچ قدم ہو کر بجائے تب شادی ہے

کامیاب ہو ورنہ اُسی وقت وہ قتل کیا جائے شہریار عاشق تن آنے لگے مصباح نے یہ کام کیا تھا خود آپ آٹھ پہلوانو
کو اپنے ساتھ لیکر اُس فیل کوہ پیکر کو اٹھایا جب نوجوانون سے نہ اٹھ سکا تب یہ شرط مقرر کی جو پہلوان شہزادہ آیا اُس بار
عظیم اٹھانے سے مجبور ہوا آخر اُسکو قتل کیا تب اُس سفاک کو خیال آیا کہ یہ مقتول ہمارا داماد مشہور ہوا اُسکی قبر اسی
مقام پر بنا و فرد آفرد آکرکے چالیس قبرین تیار ہو گئین اب اس مقام کو مزار عاشقان کہتے مین عاشق ملکہ کے جیح رہے ہین
مگر بخوف جان کے نام عاشقی کا نہین لیتے نورالدہر نے یہ سب معاملہ خدمتگارون سے سُنا خاموش ہو رہے مگر نام
نگار سمن بر کا سنکر دل بیقرار ہو گیا دل سے کہا نہ گھبراؤ کیا عجیب ہے کہ دیدار سے اُس محبوبہ طلوب کے کامیاب ہون دل
سے باتین کر رہے تھے کہ دیکھا سامنے سے ایک آہو چھالین بھرتا ہوا اسکو ٹیان مثل زلف محبوبان پشت پر اک سفید
لکیر مثل کہکشان کھنگرو پیر مین بندھے ہوے

نظم

رم محبوب اس سے عاری تھا	جل زربفت پشت کے اوپر	واہ رے آہوے پری پیکر
	دلکے رہنے کا وہ شکاری تھا	نورالدہر نے خدمتگارون کو پاس

سے ہٹایا کہا یہ آہو وحشی نہین ہے کسی شوقین کا پالو آہو ہے آنکھون کی گردش سے ثابت ہے کہ لیل و نہار کو
آنکھ دکھاتی ہے چشم محبوب کی یاد آتی ہے یہ کہکر اپنا گھوڑا بڑھایا وہ آہو بھاگا نورالدہر نے پیچھا کیا گھوڑا طرارہ
بھر کر چلا ہر مقام پر یہی ارادہ ہے اسکو کمند سے گرفتار کرون تیر نہ مارون جب وہ جست و خیز مین قریب نہ آیا تب
شاہزادے کو ناگوار ہوا گھوڑے پر کوڑا کیا آہو بھاگتا ہوا قریب ایک دیوار باغ کے آیا جست کرکے دیوار کو
قد آگیا نورالدہر نے گھوڑے کو رانون مین مسلا مرکب پریوش طرارہ بھر کے دیوار کو اڑ گیا آہو جاکے چمن مین گرا
برابر ہی مرکب بھی ہو پہنچا آہو بھاگا نورالدہر نے تیر مارا آہو گرا گھوڑے سے کود کر دوڑے چمنستان کو پامال
کرتے ہوے زر غرہاے نخلستان سے نکلے ناگاہ کان مین آواز آئی حضور غضب ہوا کسی صیاد صاحب بیداد نے
آپکے آہو کو تیر مارا قضاے کار ملکہ نگار سمن بر باغ مین واسطے سیر کے آئی ہے کرسی پر جلوہ فرما ہے گرد مصاحبان
ہمراز انیسان و دمساز اپنے آہو کو جو دریاے خون مین نہاتے دیکھا گھبرا کے اپنے مقام سے اٹھین آہو تو آکے گرا
تڑپ تڑپ کے جان دی کنیزین کوسنے لگین اب جو ملکہ نے آنکھ اٹھا کر دیکھا ایک جوان خوش جمال شیر بیشۂ
جرأت صاحب شوکت و لیاقت خود گوہر نگار سر پر زرہ زیب جسم لپیٹے لپیٹے تعقب مین آہو کے آتا ہے کنیزین
غل مچانے لگین ارے کیا غضب ہے یہ ظالم کون ہے ہماری ملکہ کے پالو آہو کو مارا باغ مین زبردستی گھس آیا
ارے باہر سے مردودن کو بلاؤ آہو کے بدلے اسکا بھی خون بہائین مشکین باندھکر پاس قلعہ دار کے لیجائین
وہ دار پر کھینچے یہ گنہگار زندہ نہ بچے جن ہاتھون سے تیر مارا ہاتھ کٹوائین گے بڑی خطا کی تیرا مارا بڑی سرکشی

ہوئی بھاگ کر گوشہ مین چھپیگا چیلا کے بھاگے گا آخر کہان گوشہ گیر ہوگا غرض جو ہوا نور الدہر یا تو فکر مین آہو کے تھے
سر اٹھا کر دیکھا گرد ہجوم سیارگان بیچ مین ایک ماہتاب ان حسین خوشرو خوشخو کمسن رشک چمن دہن غنچہ باغ
خوبی قد زیبا سرو گلزار محبوبی زلفون کو پیچ و تاب عارض پر لہرا رہی ہین ملک تاتار و حلب مل رہے ہین
یا گیسو عارض انور پر بل رہے ہین آنکھین چار ہوگئین پلکین آمادہ خونریزی نگاہین تیر دلدوز تیر مژگان
تودہ دلبر پر پڑے شاہزادہ آہو کو شکار کرکے خود شکار ہوا رعنائی زیبائی پر نگاہ ایسا حسن بے مثال کبھی نگاہ
سے نہ گذرا تھا کلیجہ پر ہاتھ رکھ لیا نظم

رستم دل و آسیا طبیعت
بلقیس کی آن بان ساری
معدوم دہن کمر کی صورت
لٹکے ہوئے ایڑیون تلک بال
سیو بچے جو شمیم زلف گیسون
پیاری پیاری نشیلی آنکھین
گالون ہی مین کچھ نہین منیا ہی

مریم صفت و قبول صورت
خورشید لقا پری شمائل
چہرہ روشن قمر کی صورت
ہنسنے مین جو دیکھ لین وہ دندان
نافے مین ہو مشک کا جگر خون
دن رات نثار چاند سورج
جو عضو ہی چھوٹ دے رہا ہی

سارا کی سی اسکی شان ساری
سر پیکر و ہاجرہ خصائل
قد فتنہ حشر قہر کی چال
غنچے بھولے سے ہون نہ خندان
شرمیلی بڑی رسیلی آنکھین
ہین دونون عذار چاند سورج
آنکھین جو شاہزادے سے چار ہوگئین

رعب حسن و جمال سے قلب تھرایا تھرتھرا کر گرے غش آیا نگار سیمین بر بھی کشتہ تیغ ابرو اسیر طرہ گیسو ہو آہ کرکے
بیٹھ گئی کنیزین جو کوس رہی تھین انکو منع کیا ارے کمبختو چپ رہو جانور کے واسطے انسان کو کوستی ہو دیکھو وہ
بیچارہ خوف کے مارے بیہوش ہو کر گر پڑا ہی کیا صدمہ پہونچا ایڑیان رگڑ رہا ہی تمھارے کہنے سے اب ضد ہوئی آہو
کو اسپر نثار کیا اس غریب کا علاج کر دنگی گلاب کیوڑا لاؤ جب کنیزین گلاب کیوڑا نہ لائین مست محبت قریب آ کے
بیمار کے بیٹھ گئی سر اٹھا کر زانو پر رکھ لیا اسطرح جو کبھی کسی کو غش مین نہ دیکھا تھا آنکھون سے آنسو برابر جاری ہوئے
سر جھکا کر آواز دی اے شخص نہ گھبرا اپنے آہو کو تجھپر نثار کیا تیر مارنے کی خطا معاف ہوئی ہم کچھ نہ کہینگے ان سبکو
بکنے دو اسی دن کے لیے آہو کو پرورش کیا تھا یہ سب بدزبانین خطاوار ہین گلے سے آہو کے کیون رسی
کھولی تھی اشک گرم جو عارض پر نور الدہر کے ٹپکے بوے زلف مشکین جو دماغ مین پہونچی لخلخہ کی تاثیر حاصل
ہوئی آنکھ کھول دی زیر سر تکیہ زانوے محبوبہ پایا دماغ کو عرش اعلی پر پہونچایا اٹھ بیٹھے حیران حیران آئینہ
رخسار پر نگاہ کی ملکہ شرما کے اٹھی پشت پھیر کر طرف بارہ دری کے چلی آب روان کا دوپٹہ سر سے ڈھلکا ہوا اور

ہم مجبوری جوئی گندمی ہوئی بموجب مضمون مطلع جوئی نہیں ہے پشت پا اس نونہال کے ☆ دو سانپ گنجے گئے ہیں زبانیں نکال کے ☆ نورالدہر نے دوڑ کر ہاتھ تھام لیا کہا اے مسیحائے زمان اپنے مریض کا علاج تو کیجیے اس گنہگار کو بھی ساتھ لیجیے ذرا پلٹ کر ملاحظہ تو فرمائیے یہ اشعار پڑھتا ہوا شاہزادہ ملکہ کے ساتھ چلا آتش

دیکھا او قاتل بسر کرتے ہیں کس مشکل سے ہم
حال دل کہتے ہیں اپنا پھر اسی قاتل سے ہم

چارہ گر سے درد نالاں درد دل سے ہم
اسکیا تجویز کیا ہے غفلت امید نے

اشک حسرت یہ اشعار آبدار پڑھکر جاری ہوگئے اسی بیقراری میں یہ غزل عاشقانہ شروع کی

غزل

اونچی ہو کر نگہ ناز ہوئی جب نیچی
کبھی آئینہ بنا لو کبھی شانا ہو جائے
آرزو اب تو یہی دل میں ہے تیر پیکان کی
اشک کو آنکھ میں دشوار سمانا ہو جائے
ہے کلیجے تو سب آج گہ یار میں ہیں
جا میں آنکھیں کہیں انکا بھی جھکانا ہو جائے
آنکھ انکی نہ پھرے اور یہ سب کچھ منظور
خلق میں پھر وہ حسین کیوں نہ یگانا ہو جائے

کاش خود ہی آگے منظور رلانا ہو جائے
پھر نہیں کیا تہ و بالا جو زمانا ہو جائے
اسے پوچھی شب غم اور کوئی آنکے نہ بات
کہ وہ ناسور ہے جو زخم پرانا ہو جائے
سر تو نشست آپ ہی پڑھ جائیں وہ اگر میری
سنگ لا ہے وہی پڑھکر جو نشانا ہو جائے
مجھ سے روپوش ہوں اگر جو وہ سیہ گھر میں
بخت پھر جائے کہ برگشتہ زمانا ہو جائے

دل بھر آتا ہے رونے کا بہانا ہو جائے
دل نہیں دینگے جب ان میں یہ صفت ہو نگی
پند ناصح ہمیں دلچسپ فسانا ہو جائے
آہ کھینچوں تو فلک پر اٹھے جانا مشکل
خط نہیں جسکو کوئی لے کے روانا ہو جائے
دل تو ہے منتظر کوچۂ جاناں میں گیا
یہ تو آنا ہی دل میں ترے آنا ہو جائے
آئینہ شرم سے جب سامنے آئے نہ جلال

ملکہ نے مسکرا کر فرمایا میں کمبخت کو لٹنے کی سمجھنے والی ان شعر و سخن کو کیا جانوں آپ کو تو کسی کا دیوان یاد ہے خطا کرکے یہ دلیری ابھی باہر کہلا بھیجوں ملازم اگر تیر مارنے کی خطا پر سزا دیں ہمارے مزاج میں رحم ہے اتنی بڑی بھی خطا معاف کی بچہ ہے آہو لیکر بالا آپنے اسکو تیر مارا ہمنے اسکا خیال نہ کیا اتنے لڑکی نورالدہر نے شرما کر سر جھکا لیا کہا اے ملکۂ عالم گستاخی معاف فرمائیے دامن صبر دست استقلال سے چھوٹ گیا شیشۂ دل بدعت سنگ محبت سے ٹوٹ گیا آفتاب جمال دیکھکر تاب نہ آئی ہم اپنی گستاخی پر نادم ہیں سزا دیجیے مطلع

مصنف زلف کو سونگھ لیا اتنی خطا میری ہے ☆ بیڑیاں پاؤں میں ڈالو یہ سزا میری ہے ☆ دیگر اشعار

عشق سودائے جنونم باز دامن گیر شد
ہمت یاران کہ دل را کار از تدبیر شد
مژدہ دہ باد صبا از ما بارباب نشاط
کز فراق روی دلبر کہ جوانی پیر شد

رشتۂ سودائیم در پائے من زنجیر شد
بس کہ حیرانی نہادم روی بر دیوار غم
گز سرشک دلم زمین ہند چون کشمیر شد
شب گرد بر دم با فغان از دل تنگ جرس

قطرۂ خون بود دل در سینہ از آہم آب شد
پیکر من ثانی اشخین رخ تصویر شد
شد جنان کوتاہ عمر عافیت در دور ما
ہر کہ میلوم شکست از نالہ ام دلگیر شد

نیست امید رہائی تا بروز رستخیز   خاک غربت ہر کرا در عہد دامنگیر شد   ملکہ سکراتی ہوئی بارہ دری مین پہنچ
کر آکر بیٹھ گئی کنیزون نے کہا حضور یہ صبح کو در قلعہ پر فساد بپا کر چکے ہین عقلاے کوہی انھین کے ہاتھ سے مارا گیا
یہ خبر سنی ہی کہ مفتاح تیغزن آپکے چچا جان کے یہ مہمان ہین اہالیان شہر مین چرچے ہو رہے ہین انکا اب ٹھہرانا
بہتر نہین ہی ملکہ نے گھبرا کر پوچھا کیون صاحب یہ کیا سحر کہ ہوا اب تو مجھے دریافت کرنا واجب و لازم ہوا ہمارے
چچا جان کے آپ کسوجہ سے مہمان ہوے نام نامی مقام سکونت سے بھی آگاہ فرمایئے حال مفصل معلوم ہوا ایسا نہو آپ بھی
عقلاے کوہی کو تلاش کرتے ہوے یہان آئین یہ اشعار عشق آمیز جو آپنے پڑھے مین ان باتون سے آگاہ نہین ہون
مجھ بدنصیب سے محبت کرنا بالکل بیکار ہی خدا اسکو غارت کرے جسنے بندگان خدا کے قتل کی تدبیر کی چالیس جوانان
صف شکن شاہزادے اپنے شہر کے رئیس بیچارے قتل ہوے اس پہاڑ کو کون اٹھا سکیگا بابا جان صاحب نے
خود پہلوان زبردست اور ساتھ لیے جب وہ پہاڑ نہ اٹھا تب غیرون کے لیے شرط قرار دی گئی بس مجھ بدنصیب کے
سامنے جو آپنے یہ اشعار پڑھے مین پڑھی لکھی ہون بخوبی سمجھ گئی کہ آپ عاشق ہوے نورالدہر نے قبضہ پر ہاتھ
ڈالکر فرمایا اے ملکہ عالم وہ کوئی نامرد ہونگے اپنے کو وار پر کھنچوا دیا اڑ بھڑ کے مرتے اس قتل کرنے والے کو قتل کرتے
اگر وصل تمھارا اس شرط پہ موقوف ہی تو ابھی جاتے ہین انشاء اللہ بحول قوت الٰہی اس بار عظیم کو اٹھاتے ہین اگر
قضا لیکر آئی ہی زمرہ عاشقان ثابت قدم مین ہمارا بھی نام لکھا جائیگا لیکن اپنے کشتہ تیغ ابرو کا خیال رہے
گا ہے ماہے مزار غریبان پر قدم رنجہ فرمایئے گا روح کو شاد کیجیے گا جو بھولے سے کبھی ہچکی آئے نام لیکر یاد کیجیے گا یہ
یہ کہکر شہزادہ قبضہ پر ہاتھ ڈالکر اٹھا ملکہ نے جلدی سے دامن تھام لیا آنکھون مین آنسو بھر کر کہا حضور تامل فرمایئے
مجھنے نام و نشان پوچھا اسکا جواب نہ ملا شرط اداکرنے پر آمادہ ہو گئے اس بار عظیم کا اٹھانا کیا آسان ہی ذرا اور
ٹھہر جایئے نام و نسب بتایئے وقت بیقراری نام لیکر دل کو قرار دینگے نورالدہر بیٹھ گئے فرمایا اے ملکہ عالم نام
ہمارا مثل آفتاب عالمتاب تمام عالم مین روشن ہی مرجع عالم ہمارا مسکن ہی نام سنا ہوگا زلزلۂ قاف ثانی
سلیمان مین انکا پوتا ہون نورالدہر بن بدیع الزمان نانا ہمارے گنجاب بن گنجور بن ملک حرمان دیوگوش
سات سو ملک کے حاکم خدا اسے زمرد شاہ باختری کے ناظم مادر مہربان ملکہ گوہر ملک مسکن وماوا ہمارا
خانۂ کعبہ سبحان وباختر جاگیر یہ سر کوہ عقیق گلزار سلیمانی سلیمان عنبرین ہوے کوہی کے ہاتھ سے زخمی ہو
اسطرف نکل آئے مفتاح تیغزن جری بہادر صف شکن بہ محبت اٹھا لایا ہم اسکے ممنون و مشکور ہین اضطرا
بر اسے شکار آئے تمھارے دام زلف عنبرین مین گرفتار ہوے اب رہائی غیر ممکن بس اب ہمکو رخصت فرمایئے

جاکر شرط کو پورا کریں باطمینان آنکر بیٹھیں برات آراستہ کرکے طرف کوہ عقیق کے لے چلیں ملکہ یہ سنکر بے اختیار
رونے لگی فرمایا ای شہریار عالی وقار اس شرط کو کیا اپنے کھیل سمجھا ہے وہ بار عظیم ہے وہ جو لوگ آئے بڑے بڑے
پہلوانان نامی و نام آور ہزاروں کے افسر تھے آپ کا غم مجھکو زندہ نہ چھوڑیگا اپنی بھی یہ کیفیت ہے نظم

از عشق تو در سینہ چہ غمہا کہ ندیدیم
سر تا بقدم خون شدہ از دیدہ چکیدیم
ہر زہر کہ در غمکدہ کردند مہیا
چون غنچہ بہ تدبیر سخن صبر دریدیم
دلگیر تشنہ بادہ عشقم ز دل آسان نرود
جوہر تیغ بسائیدن سوہان نرود
از دل غمزدہ جز نالہ تراوش نکند
بانسیم سحر از مصر بہ کنعان نرود

در رہ تو از گریہ چہ گلہا کہ نچیدیم
عمریست کہ دل را غم سینہ چو خریست
مستانہ و مردانہ گرفتیم و کشیدیم
مخفی نگرفتیم عبث دامن غم را
بلکہ این تشنہ ز دل با تو دم جان نرود
از پریشانی دل جمع نگردد ہرگز
اشک بیواسطہ از دیدہ گریان نرود
خط کہ افتاد بہ حسن تو دارد [illegible]

از گریہ ز دوری تو چون شیشہ پر می
ہر چند ازین واقعہ گفتیم و شنیدیم
صد زخم ز نیش خار چو گل خوردیم و آخر
جان دادہ بہ غم دوست ز ایام خریدیم
گل سودائے تو از سر بجفاے نشود
ہر کہ از سلسلہ عشق پریشان نرود
غنچہ گلشن یعقوب بگردد خندان
خضر بیہودہ پے چشمہ حیوان نرود

ہماری زندگی کی صورت بتاتے جایئے کیا کہکے دلکو سمجھائینگے شب ہجر کیونکر کٹیگی کون سمجھائیگا دل کو کیونکر بہلائینگے
ابھی سے بیقراری ہے نور الدہر نے اشک گہر رنگ جو صدف چشم ملکہ سے جاری تھے دامن سے پاک کیے فرمایا
ملکہ دعا کرو کہ یہ خوف ٹلجائے پروردگار قوت ایسی عطا کرے کہ شرط پوری ہو سوار کرکے تمکو برسر کوہ عقیق
لیچلیں جو مقدر شرط ہے ہم اسمین تامل کرنا کیا ضرور ہے ملکہ تم نگھبراؤ مین انشاء اللہ ابھی واپس آتا ہوں
ہر چند نور الدہر نے بہت سمجھایا نگار سمن بر کے چشمہ چشم سے قلزم محیط موج زن دامن کھاتے ہوئے
رو رہی ہے بجلی لگ گئی چہرہ سرخ ہوگیا آنکھیں ابل آئیں بات نہیں کرسکتی نور الدہر نے سر سینے سے لگالیا
فرمایا ملکہ جو اسقدر بیقرار ہوگی خیال ادھر بٹیگا ہمارے زور بازو میں فرق آئیگا یہ کہکر شاہزادہ اٹھا ملکہ
روتی ہوئی ساتھ ساتھ جب در باغ پر پہونچی پشت مرکب پر سوار ہوے ملکہ نے رکاب سے آنکھیں ملیں
کہا ای شیر بیشۂ صاحبقرانی برای خدا آبرو بچایئے اس تالاب کمبخت پر نہ جایئے جہان سے اپنی جان سے
صحیح و سالم رہیے خیر کبھی ملاقات بھی ہوجائیگی وہیں کے نگہبانان جنکو طلازمان جنیر قرار دیا ہے وہی پکڑکر
دار پر کھینچ دیتے ہیں مفتاح کوہی نے یہ دام پھیلایا وہ بار نہ اٹھیگا نور الدہر نے خدا حافظ کہکر دامن
چھوڑا گھوڑے کو بڑھایا بحریق آتش اشتیاق غریق لجۂ فراق ذبیح خنجر ابروے خمدار دام گیسوی لو گرفتار

تڑپ کر رہ گئی نور الدہر صحرا مین آئے خدمتگار و سپاہی وغیرہ ڈھونڈھ رہے تھے اُنھون نے شاہزادے کو عجب
حال پریشان مین دیکھا چہرہ زرد ٹھنڈی سانسین بھرتے ہوے مبہوت لب پر مہر سکوت سب حیران ہو گئے کہ
کہ شاہزادے پر کیا گذری خدمتگار واقف کار کا ہاتھ تھام لیا طرف شہر کے چلے خدمتگار نے راہ مین پوچھا
کیون شہریار اب شکار سے دل سیر ہوا فرمایا ہمکو اُس تالاب پر لیچلو خدمتگار رونے لگا کہا وہان جانا بہتر
نہین ہے مفتاح کو ہی پر گالی چڑھتی ہے نور الدہر نے کہا تم فقط مقام ہمکو بتلا دو زیادہ نہ سمجھاؤ شاہزادہ
شہر مین آیا گلی کوچے کو طے کرکے سنگ بجراحت قریب تالاب کے پہونچا دیکھا عمارتین بہت سی بنی ہوئی ہین
گوشہ تالاب پر ایک نقارہ کلان ہے نور الدہر جب نقارہ کی جانب چلے سپاہیون نے دور سے آواز دی او
شخص ادہر کہان جاتا ہے یہ نقارہ شرطی ہے اسکو نہ بجانا شاہ کا گنہگار ہوگا دیکھ کیا ضرور ہے نور الدہر نے کسی کا
کہنا نہ سُنا پلٹ کر اُنکی جانب نہ دیکھا چوب اٹھا کر نقارہ پر اس زور سے لگائی کہ نقارے کے دو ٹکڑے ہوگئے
اہالیان شہر گوش بر آواز رہتے ہین ہر گلی کوچے مین بلڑ ہوا کوئی اور عاشق آیا یہان ملکہ نے بیقرار ہو کے
ایک کنیز کو عقب مین شاہزادے کے روانہ کر دیا تھا ملکہ جو بیقرار ہوتی تھی بلک بلک کے روتی تھی کنیزین
کہتی تھین حضور وہ نادان نہین ہین شرط سنکر جی چھوٹ گیا بھاگ کر کہین چھپ رہے گے کیا ایک نقارے
کی آواز کان مین آئی ملکہ نے کہا لو صاحبو اس شہر نے جا کر نقارہ بجایا برائے خدا ایک کنیز اور جائے میری طرف سے
اُنکو سمجھائے سپاہیون کو لاکھ دو لاکھ دیکر راضی کرینگے ابھی تک خیر ہے ہاتھی کو ہاتھ نہ لگانا یہان چند عرصہ
مین ہزار ہا اہالیان شہر کا جماؤ ہو گیا کمیدان اٹھکر قریب شاہزادے آیا بھولی بھولی صورت دیکھکر بیقرار
ہو گیا کہا ای جوان بھاگ جا ہم مشہور کر دینگے ایک مرد دیوانہ تھا نقارہ توڑ کر چلا گیا ہمکو تیرے حال پر رحم
آتا ہے مہاجن شہر کے بیتاب ہو کر کہتے تھے ای ماہ آسمان حسن ہم سپاہیون کو روپیہ دیکر راضی کرینگے ہماری
دُکان مین چلکر چھپ رہو شاہزادہ سب کو جواب دیتا ہے صاحبو کیا ہم چور ہین جو تمھارے گھر مین چھپین
شرط پوری کرینگے بار نہ اُٹھیگا اپنی جان دینگے ہمنے سمجھ کے چوب لگائی ہے آپ لوگ کیون گھبراتے ہین ہم
خدا کی عنایت سے اٹھا لینگے جب تو کمیدان نے کہا یارو یہ جوان سخن ناشنو ہے اب اسکو دولہا بناؤ شاہزادہ
خود اُنکے ساتھ حمام مین آیا ملازم موجود تھے اُنھون نے بڑے اعزاز و اکرام سے نہلانا شروع کیا یہان قریب
تالاب اتنے عرصہ مین میلا جم گیا خدمتگار روتا ہوا بخدمت مفتاح تیغزن پہونچا یہ اپنے قصر مین بیٹھا ہوا گھبرا
رہا تھا کہتا تھا ابھی تک میرا مہمان واپس ہوکر شکارگاہ سے نہین آیا راہ مین کسی سے جھگڑا نہوا ہو تشخو

شعلہ مزاج ہو حقیقت یہ ہو کہ دونون کے سر کا تاج ہو ذرا سی بات مین بگڑتا ہو ہوا سے لڑتا ہو کہ خدمتگار سامنے
سے روتا ہوا آیا عرض کی اے شہریار غضب ہوا وہ جوان آپکا مہمان کنارے تالاب کے پہونچا اس زور سے
چوب لگائی نقارہ ٹوٹ گیا اب حمام میں لے گئے ہین یہ سنکر مفتاح تیغزن اٹھا گھوڑے پر سوار ہوا روتا
ہوا چلا ساتھ والون سے کہتا ہو یارو بڑا غضب ہوا مین نے جسواسطے خدمت کی اس زخم مہلک سے صحت
دی کہ یہ اپنے لشکر مین جائیگا دربار مین صاحبقران کے میرا بھی ذکر آئیگا وہ صرف و مصارف سب بیکار ہوا ہمین
معلوم تالاب کا نشان کسنے بتایا ملکہ کو اسنے کہان دیکھا وہ ہاتھی تو رستم سے بھی نہ اٹھیگا ہاتھی ہو یا پہاڑ ہو
میری تقدیر کا بگاڑ ہو یہ کہتا ہوا بر سر تالاب آیا اتنے عرصہ مین میلا جم گیا امیر بیٹھے تھے جس مجمع مین پوچھا
وہ جوان کہان ہو لوگون نے کہا جامہ خانے مین لے گئے ہین اب دولہا بنا رہے ہین مفتاح نے کہا مین ہرگز
دولہا نہ بنانے دونگا ہاتھی نہ اٹھانے دونگا چونکہ قلعہ دار ہو سب اسکا پاس کرتے ہین سپاہی سوار دوڑکر
حاضر ہوے کہا اے افسر ہم خود چاہتے ہین یہ جوان بھاگ جاے وہ نہین مانتا خوشی خوشی مہندی لگا رہا ہو جلد جاتا ہو
دولہا بنا کے شادی کرینگے یہ نہین واقف کہ جان جائیگی مفتاح اسوقت اندر آیا شاہزادے کے ہاتھ
پاؤن مین مہندی لگا دیکھی مین کارگزار اپنا رنگ جما رہے ہین مفتاح نے کہا اے شہریار آپ نے یہ کیا کیا کسنے
یہان کا راستہ بتایا مجھ بدنصیب کو بدنام کیا یہ کیا انجام ہوا چلیے اٹھیے مین سبکو سمجھا لونگا نور الدہر نے کہا
ہم شرط پوری کرینگے اے برادر یہ تو شرط عام ہو اسمین کیا تردد اگر ہاتھی اٹھایا شادی ہوئی ورنہ تمکو قتل کا اختیار ہو
مفتاح تیغزن نے منھ پیٹ لیا کہا حضور انسان پہاڑ کو اٹھا سکتا ہو تو پہلوانون نے ملکر اٹھایا جنبش
نہین ہوئی تب اس ظالم سفاک نے شرط مقرر کی ایسا وہ ہاتھی نہین ہو جسکو آپ اٹھائینگے اور جیسے عشق مین
آپ مبہوت مین اسکو کہان دیکھا نور الدہر نے کہا ہم باغ نگارین مین گئے تھے ملکہ سے وعدہ کرکے آئے ہین اگر شرط
نہ پوری کی پھر یہ منہ دکھائینگے مردان عالم مین مطعون ہو جائینگے معشوق کی نگاہ مین گرکر دل سے اتر جائینگے
مفتاح نے کہا حضور مین اپنا گلا کاٹ ڈالونگا نور الدہر نے کہا تم ہمارے محسن جان بخش ہو اس مقدمے مین خلل
نہ ڈالو اس شرط کے نکرنے مین بڑی بدنامی ہو اتنے عرصہ مین ملازمون نے لاکر سر پر بہاری سہرا باندھ دیا
خلعت پہنایا دولہا بنے ہوے جامہ خانے سے باہر نکلے مفتاح تیغزن پیچھے پیچھے روتا ہوا چلا آتا ہو سپاہیون
کے سامنے ہاتھ جوڑ رہا ہو یارو میری آبرو بچاؤ اس جوان کو سمجھاؤ کمیدان رسالدار نے کہا اے پہلوان دوران
آپکی کچھ منت و خوشامد کی ضرورت نہین ہو ہم سب خود بھی چاہتے ہین کہ انکی جان بچے ہم سب حاضر ہین آپ خود

سمجھائے مقتاح آگے بڑھا اسکو تھام لیا کہا ای شہریار برائے خدا اپنے کو سنبھالیے اب آپ کہان جاتے ہین وہ سامنے
قنات کے اندر ہاتھی رکھا ہے سامنے چالیس قبرین بنی ہوئی ہین اپنے زمانے کے رستم و اسفندیار تھے یہان آکے بیکار ہوئے
یہ بار نہ اُٹھا اُنھین بیاہیون نے سر کاٹ لیا مقتاح نے حکم دیا یہ لوگ ہمارے داماد مشہور ہوئے بہ احتیاط اُنکو دفن
کر دو دیکھیے قبرون پر کیا حسرت برستی ہے بقول مرزا محمد رضا صاحب برق فرد ابر رحمت اگر نہین ای برق بیکسی قبر
پر برستی ہے ؎ یہ چالیسون جوانان ماہرو خوشرو خوشخو کس ذلت سے مارے گئے آجتک قبرون سے دھوئین نکلتے ہین
آتش عشق سے استخوان جلتے ہین مفت مین جان گنوائی جوانی برباد ہوئی گھر لٹا قبر آباد ہوئی معشوق سر کٹنے
یہ بھی نہ پوچھا کون مرا کون قتل ہوا البتہ یہ معشوق عاشق کش ہے عاشق ہونا سراسر عقل کے خلاف ہے ابھی تک
انتظام میرے ہاتھ مین ہے یہ سب میرے قبضے مین ہین یہ سب میرے العدا ہین جب قنات ہٹی ہاتھی کو ہاتھ لگایا
پھر کوئی میرا کہنا نہ مانیگا نور الدہر نے کہا ای دوست صادق ای محب وافق اب نہ سمجھاؤ پانی سر سے گذر چکا نقارہ بج گیا
سب مین مشہور ہوا یہ جوان عاشق ملکہ نگار سمن بر ہے اب جان ہی دینا بہتر ہے ہمارے دوست ہو ہمارے لیے دعا کرو
مقتاح کوہی سر جھکا کر ایک طرف کھڑا ہوا رو رہا ہے سب خاموش ہوئے نور الدہر نے اگر قنات کو ہٹایا دیکھا ایک
ہاتھی لوہے کا کھڑا ہوا ہے کاریگرون نے روغن پھیرا ہے صاف ظاہر ہوتا ہے اصلی ہاتھی ہاتھا رنگا ہوا کھڑا ہوا ہے نور الدہر
نے کہا اسطرف اسکو ہٹا کر لاؤ سب نے کہا جو تم اٹھانے کے لائق ہوتے یہ لاکھون روپیہ کا جہیز و معشوق خوبرو قبضہ
کرتے مصباح کوہی کے داماد مشہور ہوتے نور الدہر گھوڑے سے اُترے اب ہزار جوان ہمراہ ہین سوار پیدل کمیدان
رسالدار جمعدار صفین کھینچے ہوئے کھڑے ہین ایک جانب دار بھی استادہ جلاد بھی موجود ہو گئے اسباب جہیز نکلوا گیا
اونٹون پر لدوایا صندوق تیار ہے سب سامان جہیز سجا ہے چاندی سونیکا چھپر کھٹ مسہریان پلنگ چاندی کے اور
سونیکے برتن تانبے کی دیگین شلجمی سکے ظروف کوئی شی ایسی نہین ہے کہ نہو جانتے ہین کہ یہ اسباب کسی کو لیجانا آج تک
نصیب نہین ہوا کوٹھون سے لگا لاہے پھر اُسی طرح بند کر دینگے ناظر بجکانے شملے بنے ہوئے اونچی کمرین بندھی ہوئی ہین
کوڑے ہاتھ مین لیے ٹہل رہے ہین وہان ملکہ کو کنیزون نے خبر دی شاہزادہ دولہا بنکر قریب ہاتھی کے پہونچا ہے دو دوڑ
پر کھڑی بیٹھی رہی ہے چاہتی ہے اپنے کو کوٹھے سے گرا دون کنیزین خاموش آ بیٹھین کہ رہی ہین یہ مسافر ملکہ کو بہت
بیقرار کر گیا ایک کہتی ہے وہ جوان بھی ایسا ہی ہے لیکن کمبخت جان دینے آیا تھا جب تو ملکہ اپنے ہوش مین نہین ہے
ایک ایک کے آگے ملکہ ہاتھ جوڑتی ہے ارے صاحبو جا کر میرے سر کی قسم دو انکو سمجھاؤ کہنا ملکہ منع کرتی ہین یہان
نور الدہر ہاتھی کو دیکھکر گھوڑے سے اُترے افسرون سے کہا بھائیو ہم دو رکعت نماز پڑھ لین سب نے کہا اگر آپ کو

کچھ فائدہ ہو بسم اللہ کون منع کرتا ہے دو رکعت نہین چار رکعت پڑھیے نورالدہر نے دو رکعت نماز حاجت ادا کی
ہاتھ طرف آسمان کے اٹھا دیے پکار اٹھے شعر شاہا کریمی و رحیمی و غفور + دست ما گیر کہ درماندہ دلی بال
و پریم + ای رحیم و کریم ای قوی و توانا بازوؤن مین قوت عطا فرمانا اس بار کو باسانی اٹھاؤن اپنے معشوق
تک پہونچ جاؤن تیرے نزدیک سب آسان ہی اس بار کی کیا حقیقت ہی سوائے تیرے اسوقت کس سے
عرض کرون ادہر تو شاہزادے نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا باب اجابت وا تھا نماز پڑھکر اٹھا دامن
گردان کے آستینین چڑھائین دیکھنے والے دیکھ رہے ہین کاریگرون نے شکم مین فیل کے دو موٹھین اٹھانیکے
واسطے بنادی ہین کہ اٹھانے والا ہاتھ ڈالکے اٹھائے نورالدہر نے بسم اللہ کہکر ان موٹھون پر ہاتھ ڈالا
نعرہ شیرانہ کرکے زور کیا پہلے زور مین جنبش ہوئی دوسرے زور مین زمین چھوڑائی تیسرے زور مین اٹھا لیا
سات قدم شاہزادہ آیا واہ واہ کے غل کی جو آواز ہوئی ہزارون آدمی چیخنے لگا اہالیان شہر کے ہوش اڑ گئے
کھیت مین ایک بیشے نے پہاڑ اٹھایا اس ہنگامہ کی آواز وہان تک پہونچی ملکہ نے چاہا اپنے کو قصر سے گرا دون
کنیزون نے پکڑ لیا کہا مفصل خبر لاؤ کیا ماجرا گذرا ایک کنیز واسطے خبر کے گئی یہان وہ وقت ہے کہ شاہزادے نے
وہ بار عظیم اٹھایا سات قدم پر لاکر اسکو رکھدیا کنیز اسوقت پہونچی کہ یہان سب نے اطاعت کی ہر کمیدان سالار
کہ رہے ہین ہم آپ کے ساتھ ہین آپنے بیشک شرط پوری کی برات آراستہ کرکے چلیے دولھن کو سوار کر لیجیے
اب آپکو اختیار ہے ہزارہا اہالیان شہر بھی ہمراہ ہو گئے مفتاح تیغزن خاموش کہ مین اب کیا کرون اگر
منع کرتا ہون کل اہالیان شہر و افسران فوج بوجہ انصاف اس شخص کی جانب ہو گئے یہ سب فساد برپا کرینگے
اگر نہ ہو کون مصباح ایسا آتشخو شعلہ مزاج حاکم کر گیا ہے انھین لوگون سے جرأت مقابلہ سفر دور و دراز اختیار
کیا پہلوان زبردست ہے کچھ فیل نہ لائے محیل نہ جائے کہ غیر شخص کو تمنے کیون قریب شرط جانے دیا اسی خیال مین تھی
ساتھ ہی زبان سے کچھ نہین کہتا لیکن انتہا کا بیتاب دل ہی دل مین پیچ و تاب یہان سامان برات آراستہ
ہو گیا نقارے بجے شہنا نواز سہرے گانے لگے فرد دہ طبلون کی آواز اتنی صدا + وہ گانا کہ اچھا بنا لاڈلا + شاہزادہ
گھوڑے پر سوار بہاری سہرا بندھا ہوا پھولون کے سہرے پر سہرہ زرتار ہاتھ پاؤن مین مہندی لگی ہوئی
کنگنا ہاتھ مین بندھا ہوا روپیہ لٹتا ہوا شہرے پکار رہے ہین کہ ارے بدلتون کا مال رکھا ہوا لیے جاتا ہے
جان دینے کو اور بچھتے نرے اکڑانے کو یہ کون آیا روپے کے چھڑانے پڑ رہے ہین اس دھوم دھام سے
برات جاتی ہے پرانا متصدی فرد فہرست اسباب ہاتھ مین قریب مرکب آکر عرض کر رہا ہے حضور یہ فہرست

ملاحظہ کرلین اسباب پر اپنا قبضہ کیجیے نور الدہر نے فرمایا ابھی ہم کسی شی پر قبضہ نہین کرتے جو جسکے پاس ہو
وہی ذمہ دار ہو سب صاحبون کو حکم پہونچا دیجیے آپکو سمجھانا پڑیگا لالہ صاحب پلٹ گئے مزنت مرد ہجے کے سب
کو حکم پہونچا دیا کہ کل چیزون پر اپنا اپنا قبضہ رکھو دولہا صاحب ابھی نہین سمجھتے کوئی انکے ساتھ کا مگر از نہین گے
سب خاموش ہو سکتی ہزار سویہ جو لٹانیکا تھا وہ لٹایا گیا خواص پلٹی ملکہ کو جو حالت بیقراری مین دیکھا
دوڑی ہوئی آئی ہر دو مین سے غل مچاتی ہوئی حضور مبارک ہو برات آپہونچی سب شہر والے انکے ساتھ ہو گئے ہین
مفتاح تیغزن جل رہا ہے منھ پھلائے ہوئے چلا آتا ہے میان بھی تیاری کیجیے فرش بچھوائیے ساتھ والیون
نے مبارک مبارک جو کہنا شروع کیا ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کے کہا ارے کمبختو چپ رہو بات تو
پوچھنے دو ہان بوا سوسن ہاتھی کا تو حال بیان کرو سوسن نے کہا حضور وہ ہاتھی یا تو گوشے مین کھڑا تھا
اب کنارے پر تالاب کے رکھا ہے جسکا جی چاہے جا کر دیکھ آوے دولہا میان بخیر سامنے اٹھا کر لائے ماشاءاللہ
تیور پر بل نہین آیا چلنے کی تیاری کیجیے برات ٹھہرانے کا ارادہ نہین ہے اسی وقت رخصت ہوگی یہ تو شرطیہ برات ہے
باغ مین ہلڑ ہوا روشن چوکی کی آواز آئی ملکہ نے پردہ اٹھا کر دیکھا آگے آگے دولہا پشت پر تمام سامان برات
نوبت نقارے بجتے ہوئے افسران فوج رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے شاہزادہ سکر اسرار کسکو جواب دیا جاتا ہے
اب تو کنیزون نے ہلڑ کیا واری برات آپہونچی اپنی قدیم کھلائی کو ضرور ساتھ لیجیے گا یہ بڑھیا کہان ٹھوکرین
کھائیگی غنچہ دہن دوڑی یا خاموش تھی اب زبان کھول کہتی ہے واری مین بنج تو اسی کو بھی اپنی چھوڑ اچھم حضور
کے ساتھ ضرور چلین گے شمشاد اکھڑی ہوئی نرگس نے بھی آنکھین نکالین شمع رخسار چلی باغ مین ہلڑ ہے کہ برات
لیکر نور الدہر پہونچے محافہ بھی جہیز مین ملا ہے دروازے پر لگا دیا جب شاہزادہ دامن گردان کر اندر باغ کے
چلا تب مفتاح تیغزن تلوار کھینچکر بیچ دروازے مین آکھڑا ہوا نور الدہر نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا کیون
اے پہلوان دوران کیا ارادہ ہے ہم سبطرح موجود ہین شرط تیغ پوری کی مفتاح قدمون سے لپٹ گیا
عرض کی اے شمع دودمان صاحبقرانی اے چراغ بزم کشورستانی غلام کے تو آپ جان بخش ہین میری کیا مجال
جو اس مقدمے مین دخل دون مین تو پروانہ شمع جمال حضور ہون انصاف کیجیے مین سراسر قصور ہون
آج کل مالک شہر نہین ہون تیغ بری شد و مد سے شرط پوری کی تمام اہالیان انصاف آپ کے ہمراہ ہین سپاہی
خبر لیے ہوگئے لیکن یہ کل بار میری گردن پر ہے مجھکو بدنامی سے بچائیے ابھی اندر نہ جائیے ملکہ نے سنا کہ مفتاح
تیغزن بیچ مین شعلہ جنگ ہوا کہتا ہے شاہزادے کو اندر نہین آنے دیتا خواصون نے کو سنا شروع کیا صاحبو

کوئی مفتاح کا قتل کرنے والا نہیں ہے چالیس جوان بے خطا قتل کیے کسی نے دخل نہ دیا اب جو شرط پوری ہوئی تو
اپنا گلا کاٹتے ہیں ملکہ پانچے سنبھالے سوار ہونے کو تیار تھیں اب رک گئیں آنکھوں میں آنسو بھر کر سوسن سے کہا ارے
انکو دنیا یہ ابتک تو بلا سے پوچھوں کیا جھگڑا ہے خدا کے واسطے کسی سے لڑیں نہیں وہ غریب الوطن یکہ و تنہا یہاں
مستنڈے سے کوئی جمع میں نور الدہر نے مفتاح کے قریب آکر کہا ای پہلوان تیرا ہم پر احسان ہے بطور انصاف جو کچھ
کہو ہم بدل و جان اسکو قبول کریں مفتاح نے کہا میں ہر طرح تابعدار ہوں نور الدہر نے کہا ناموس کو تو اپنے اپنا
ہم نہ چھوڑینگے اگر آمادہ جنگ ہو ہم اہد نیام سے لو ورنہ ہٹ جاؤ ہم ملکہ کو سوار کرائیں مفتاح نے کہا میں صرف اتنا
چاہتا ہوں کہ حضور باغ میں نہ جائیں ملکہ کے جمال پر خیال بد نگاہ نہ ڈالیں شرط آپنے بصد جرأت و شوکت اسطرح
ادا کی کہ تمام اہالیان شہر گواہ ہیں افسروں نے حلقہ اطاعت آپ کا کان میں ڈالا خیرخواہ آپ کے ہمراہ ہے آگے
کیا کر سکتا ہوں اگر وہ خود یہاں موجود ہوتے وہ بھی آپ کے زور و طاقت کا اعتراف کرتے لیکن چونکہ وہ یہاں
موجود نہیں ہیں ملکہ کو آپ سوار کرالیں محافہ پر میرا قبضہ رہے میں اک عرضی روانہ کرتا ہوں انکا نمکخوار
ہوں اگر انہوں نے لکھا کہ لڑو آپ سے کیا لڑونگا سر کا شکر قدم پر ڈالدونگا اگر انہوں نے لکھا شرط پوری ہو گئی لیجائے
میں بھی غلامی میں حاضر ہوں ہمیشہ زیر قدوم میمنت لزوم رہونگا جہاں اور ہزار ہا ملازم نمکخوار ہیں ایک یہ بھی خیر
جان نثار دربانوں میں در دولت کے منسوب رہیگا نور الدہر نے فرمایا تم ہمارے محسن و جان بخش ہو جسطرح کہو ہمیں
قبول ہے اگر یہ جرأت ای بہادر تمام عالم ایک طرف ہو تو اپنی ہی کریں ہزار تلواریں کھینچ جائیں تو منہ نہ پھیریں
آرے سر پر چلیں تو سر بلائیں یہ فرما کر شاہزادہ ہٹ آیا مفتاح نے فوراً عرضی لکھی شتر سوار کو دی کہا لشکر
میں خداوند لقا کے جاؤ ہاتھ میں انکے دینا شتر سوار عرضی مفتاح سے لیکر چلا یہاں ملکہ محافے میں خوشی
خوشی سوار ہوئیں ملازمان مفتاح نے چار جانب سے محافہ گھیر لیا مفتاح نے پایہ محافے کے ہاتھ رکھا
اسی طرح برات سی بجاتی چلی یہی قول ہے کہ میرا قبضہ رہے آئندہ مالک کو اختیار ہے میں حضور ہی کا خیرخواہ ہوں
مطیع بھی ہو چکا آپکے مذہب کا اعتقاد ہوا و کلمہ داستان مصباح کوہی کے بیان ہوتے ہیں کہ یہ بعد
قطع منازل و طی مراحل لشکر لقا میں پہونچا سلیمان عنبرین مو سے کوہی استقبال کرکے لے گیا مجمل حال اسکا
گذارش ہوتا ہے کہ اسنے اپنے نام پر طبل جنگی بجوایا صبح کو میدان کارزار میں آیا صفوف جدال و قتال آراستہ
ہوئیں مصباح بھی میدان میں نکلا ادھر سے بہرام گرد بن خاقان چین نے مقابلہ کیا بہرام زخمی ہوا چار سردار
لشکر مصباح کے ہاتھ سے زخم دار ہوئے اسی طرح اسنے چار میدان داریاں کیں پانچویں شب کو بختیارک

کہا ملک جی حمزہ کے بہت پہلوان مین فرد فرد آگہا تک ٹرو لگا کل میرا ارادہ ہی کہ حمزہ کو للکارون بختیارک نے
کہا خبردار ای مصباح کوہی کلید فتح و ظفر حمزہ کے ہاتھ مین ہی اُس سے مقابلہ نہ کرنا وہ کشندۂ دیوان قاف ہی
سنگین باندھکر لیجائیگا مصباح بہت جھنجلایا کہا جب بس شیطان سے بات کرو ایسی بیہودہ باتین کرتا ہی
گویا حمزہ کے چار ہاتھ ہین مین چاہتا ہون جلد لڑائی فتح کرون قدرت کو تا یہ باخبر ہوجاؤن طرفہ جمیری
لون بختیارک نے کہا اس ہوس مین بہت سے مارے گئے قدرت کے مزاج سے آپ آگاہ نہین کبھی تو دیکھی
باشد حمزہ آگاہ سپہ سالار قدرت ہی اُسکی ذلت گوارا نہ کرینگے نہین معلوم تمہارے واسطے کیا ہو ہم سچی بات کہتے ہین عجب
برا معلوم ہوتا ہی مصباح نے نقارۂ طبل جنگی بجایا بوقت سحر میدان کارزار مین آیا بعد غل شوری آواز دی کہ
صاحبقران زمان کا مشتاق ہون امیر نے فرمایا میدان کو ترق کرو گھوڑے سے کود کے بادشاہ نے تخت بڑھایا آگے
بڑھکر صاحبقران نے سلام کیا سب سردار قدمون سے لپٹ گئے عرض کی سب غلامان جان نثار حاضر ہین
صاحبقران نے فرمایا میرے قانون مین فرق آئیگا آپ لوگ واقف ہو کر ایسا زمانے مین سات برس تک حبس سے
جہاد بیکر باندھی عنایت سے پروردگار کی کار گزشت نہین دکھائی جاسکتا عفریت رخصت ہوا الکش کرکے
عادی کو دیا آپ پشت اشقر پر سوار ہوے شعبان خنجر گزار نے رکاب پر ہاتھ رکھا ملحوظ ناظرین رہے
کہ جواہر بن عمرو برائے تلاش شاہزادہ نور الدہر گیا ہوا ہی اسوجہ سے شعبان ہمراہ رکاب صاحبقران ہوا
مرکب طرار دہم کے چلا مصباح کو ہی دیکھ رہا ہی کہ آفتاب آسمان عربستان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان بصد شوکت
و شان نمایان ہوے گرد اسپ کا بڑکر جاتا ہی اور جھنڈ مین سپر کی گرد بردہ ہو گیا سات قدم اسکا گنبد انین قدم اشقر
دیوزاد ہٹا مصباح جمال جہان آرائے صاحبقران کو دیکھکر دنگ ہو گیا کہا یا امیر بالیقین آپنے قدرت کو بڑے
بڑے ملال ہوبجانے قدرت کی رحم دلی کہ غضب اپنا نازل نہین کرتے چلیے مین خطا معاف کرادون ورنہ میرے
ہاتھ سے بچنا محال ہی آپ نے نمونہ جنگ مابدولت کا دیکھا بیس پہلوان آپکے زخمی کرچکا آج آپکی باری ہی
صاحبقران نے فرمایا یہ میدان کارزار ہی اپنے خداوند کا حال نہ پوچھیے اگر تم لوگون کی چشم بینا ہوتی ایسے کند ناتراش
کا ساتھ چھوڑتے باخبر سے بھاگتا ہوا تا بہ کوہستان آیا بڑے بڑے پہلوان آئے لڑے بھڑے مقابلے پڑے تمہارے ہاتھ سے
کبھی خدا ہمکو بچائیگا مصباح نے غصے مین آکر کہا او حمزہ قدرت کو ایسا کلمہ سخت کہتا ہی زبان سنان نیزہ سے چھید
لونگا زبان درازی کی سزا دونگا صاحبقران نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ چلنے لگا تیسری جوڑی مین
مین صاحبقران نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے بار سپر بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اُسنے

گریبان مین ہاتھ ڈالا گھونٹا اور قبضۂ اسپ کے بھل زمین پر بیٹھ گئے دونون جوان لپٹے ہوسے زمین پر آئے کشتی
ہونے لگی ٹھیک دوپہر کا وقت تھا مصباح کو ہی ہانپ رہا ہی معدون لشکر نگران بختیارک کہتا ہی کیون
اے سلیمان دیکھو تمھارے بھائی صاحب پر کیا گذر رہی ہی اپنی جان سے بیزار مین الجھا مجھ کے لڑے ہین پہر دوپہر
مین حمزہ زیر کر لیگا یہ خوب سمجھا کہ صحرا سے گرد اڑی سبنے دیکھا کہ اک شتر سوار اونٹ کو دوڑائے ہوئے آتا ہی مصباح
کو مشغول جنگ دیکھکر دور سے پکار کر آواز دی اے پہلوان دوران مین قلعہ نگارستان سے آپکے بھائی مفتاح کا نامہ
لیکر آیا ہون پہلے اسکو ملاحظہ فرمائیے پھر مقابلہ کیجیے صاحبقران نے مصباح کو چھوڑ دیا فرمایا اے پہلوان دوران
تمھارے ملک سے نامہ لایا ہی پہلے اسکو پڑھ لو کوئی تو ایسی ضرورت ہی کہ شتر سوار نے سر میدان کاغذ دیا صاحبقران
پیچھے کو الگ ہوئے منھ پھیر لیا اس خیال سے کہ کسی کی تحریر دیکھنا کیا ضرور ہی خلاف تہذیب عقل کا قصور ہی مصباح
نے نامہ کھولا پڑھتا جاتا ہی چہرے پر غصہ ہاتھ پاؤن مین رعشہ زبان سے یہ کہتا ہی واہ واہ یہ خرطوم کو سوجی کے واسطے
مقرر کی تھی یا رب سے مسلمانان ناحق طفل کی شامت آئی ہی سارا نامہ پڑھکے غصہ مین پھاڑ ڈالا سپر شمشیر اٹھائی
گینڈے پر سوار ہوا پلٹکر صاحبقران سے کہا آپ اپنے لشکر مین جائیے مجھے اک کار ضروری درپیش ہی اسوجہ سے
پس و پیش ہی پلٹ کر آپ سے سمجھ لونگا مجھکو بڑی ضرورت ہی صاحبقران نے کہا بسم اللہ سمجھنے کا حال تو آپکا دل خوب
جانتا ہوگا مصباح نے کچھ جواب نہ دیا گینڈے کو بڑھا کر چلا لشکر اسکا الگ ہوا سپہ سالار و فتح گھوڑے دوڑائے
اور پکارتے ہوئے چلے کہ آقائے نامدار آپ کہان تشریف لیے جاتے ہین ملازمون کو تو ہمراہ لیجیے یہ حال دیکھکر بختیارک
تو بیچین ہو گیا ہر ایک سے پوچھتا ہی تمھارے آقا کہان جاتے ہین حمزہ سے لڑتے لڑتے ترک دم بھاگ گئے لشکر والے
جواب دیتے ہین ملک جی ہمکو نہین معلوم جب سوار و پیدل یہی کہتے ہوئے بڑھ گئے اسرار کوہی اسکا عیار پیچھے تھا
بختیارک نے اسکا دامن پکڑ لیا کہا میان عیار صاحب ٹھہر جائیے بتلائیے تو کیا قلعہ پر کوئی حریف چڑھ آیا ہی قلعہ
نگارستان لٹ گیا ہی تو دوست دیکھا قریب ہونے نے دریافت کیے نہ جانے دیتے لیکن نامے مین کچھ اچھا مضمون
نہ تھا غصے مین چاک کر ڈالا کچھ آبرو بہ بنی ہی اسرار نے کہا ملک جی آپ شیطان درگاہ خداوندی مین غیب کی
خبر بھی آپکو ملتی ہوگی مین انکا عیار ہون لیکن مین نہین سمجھا نہین معلوم کیا معرکہ گذرا شاید کوئی قلعہ پر چڑھ
آیا ہوگا ہمارے آقا کا کوئی حریف نہین ہی سب انکے دبتے ہین کبھی کوئی قلعہ نگارستان پر چڑھ کر نہین آیا انھون
نے جاکر اکثر قلعجات فتح کیے بختیارک نے کہا کوئی ایسی جوان انکی شہر مین ہی یا نہین اسرار کوہی نے کہا اس
کیا مطلب بختیارک نے کہا جو پوچھین تم وہ بتاؤ مجھسے بات نہ چھپاؤ اسوقت کوئی سانحہ عظیم گذرا بڑے غصے مین

گئے ہیں ہم بھی انکی مدد کو چلیں یہ کہکر بختیارک نے کہا ای سلیمان عنبرین ہو سکو ہی تمہارے بھائی صاحب پر
کوئی وقت پڑا شہر میں کچھ غدر ہوا چلکر خبر لو قدرت بھی چلیں گے اسطور سے بختیارک نے کہا سلیمان عنبرین موئے
کو ہی مع فوج چلا بختیارک نے ترغیب دی لقا نے بھی تخت بڑھایا تمام سجانی باختری شتری حصاری ساتھ
ہوے تتق گرد بلند کئی سو نوبت نقارے بجتے ہوے تمام صحرا بغبار لشکر لقا کا چلنا صاف ظاہر ہوتا ہی کہ آندھی
سیاہ اٹھی جنگلوں میں اندھیرا چھا گیا غبار میں شیروں کا کلیجہ ٹھر اگیا یہاں صاحقران پلٹ کر خدمت میں
بادشاہ کی آئے سب سردار و نیز کہا ای شہریار بیکیا معرکہ گزرا لڑتے لڑتے کہاں بھاگ گیا صاحقران نے
فرمایا اسکو بھاگنا نہیں کہتے ہیں اسکے ملک سے نامہ آیا نہیں معلوم اسین کیا لکھا تھا چاہا کہ اسکو پھینکدیا مجھسے کہا
میں جاتا ہوں پلٹ کر آپ سے سمجھونگا میں نے روکنا مناسب نہ جانا کہ اسکو کوئی کار ضروری ہوگا سرکاروں نے
عرض کی کہ حضور لقا بھی مع لشکر گیا اب صاحقران کو تردد ہوا بارگاہ میں آکر بیٹھے مگر بیچین بیقرار فرماتے ہیں
کہ ای آقا ای دارائے ہند یہ معاملہ کیونکر دریافت ہو یہ سب کہاں گئے یہ ذکر تھا کہ جواہر بن عمرو پسینے پسینے آگر
سیو بجا بعد دعا کے عرض کی کہ ای شہریار جلد سوار ہو جیے نور الدہر پر بہت بڑی چڑھائی ہی میں دیکھکر آیا ہوں ملک
میں صبح کو ہی کے جاکر کوئی شرط تھی وہ پوری کی اسکی بیٹی کو لیکر آتے ہیں دولھا بنے ہوے یہ ساری لشکر کشی
انکی شاہزادے پر ہی جیسے ہی یہ جواہر نے خبر کی سب سے پیشتر ہزبر بیشۂ کلکنان صاحب سیاطور گران صف شکن
وصفدر طہماس بن عنقویل دیو پرور عاشق صادق شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان انکا شبرنگ
بن عمرو کو ساتھ لیا اب تو سرداروں کا تانتا بندھ گیا صمصام ماہ منظر دراج در گوش اغشکاشی
کشیدہ رو زر ہاب خان و بہمن خان وغیرہ سب پہلے پہونچے بعد ان سبھوں کے دارائے ہند لندھور بن سعدان
و مالک وغیرہ صاحبقران رہان خود اٹھے بادشاہ بھی سوار ہوئے یہاں شاہزادہ نور الدہر دولھا بنے چہرہ
روشن جو کی بجتی ہوئی مفتاح تیززن پالکی پر محافے کے ہاتھ رکھے ہوے دیکھا کہ ایک گرد اٹھی ایک جوان
دیو خصال کو دیکھا گردن مست پر سوار شرر و سوسن کا ساطور کاندھے پر پشت پر چار سو سردار ہزار پیدل ہمراہ
ایک جانب سے عیار طرار خنجر گزار طہماس نے آتے ہی مفتاح کا ہاتھ پکڑکے جھٹکا مارا کہا ہماری شاہزادی کے
محافے کے پاس سے ہٹ جاؤ شبرنگ بن عمرو نے پردہ اٹھا کر اسکے اندر ڈالا کہا حضور میں دولھا
میاں کا عیار ہوں نیناچی کا قصہ ہی وزیرزادی میرا حصہ ہی غنچہ دہن وزیرزادی جو بیلو میں تھی اسنے
سر پر میاں شبرنگ کے ایک چپت ماری کہا او موے شہدے حرامی کے بچہ اپنی صورت تو دیکھ یہاں کا لیس تین ٹھیک

چلنے لگا ہمراہیان مفتاح دبے جاتے ہیں کسی نے چھپر کھٹ پر قبضہ کیا کوئی برابر مسہری کے پہونچا مفتاح نے کہا
ای شہریار دیکھیے تلوار چلا چاہتی ہے طہماس بپھرا ہوا ہے کہتا ہے ہماری شاہزادی کے محافے کے پاس سے ہٹجاؤ تم لوگ
کون ہو ہم زبانی جواہر کے سنکر آئے ہیں کہ ملکہ کو شرط میں جیت لائے ہیں مفتاح غل مچاتا ہے نورالدہر نے طہماس
وغیرہ کو منع کیا فرمایا کہ ای طہماس یہ ہمارا جان بخش ہے اُسنے ہمارا علاج کیا ہے دو مہینے اسی کے مکان میں رہے
اسی کی رائے پر کاربند ہو اسباب کی فہرست لے لو محافے پر قبضہ نہ کرو جب نورالدہر نے سمجھایا سرداران فوراً ہٹ
گئے ورنہ آمادہ تھے کہ مار کر ڈالدینگے سمجھے تھے ہمارے آقا کو اکیلا جانکر دبا ڈالا ہے نورالدہر نے کہا کہ ای شیران شجاعت
نبرد ہنسنے تم سبکی آنکھیں دیکھی ہیں تمہاری صحبت میں رہتے ہیں سب ہاتھ باندھنے لگے کہ آقا آپ ہی کے تصدق سے
ہماری جرأت بہت ہے خدا آپ کو سلامت رکھے مفتاح ان سرداروں کو دیکھکر حیران ہو رہا ہے کہ یہ سب ایسی شیر کے
ملازم ہیں میری کیا حقیقت ہے لیکن دعا مانگ رہا ہے کہ ای رب بے نیاز اب مجھکو قدموں سے اس شاہزادے کے
دور نہ کرنا اس گلشن سرداران میں میں بھی ہوں ملازم نورالدہر مشہور ہوں خاموش ایک جانب کھڑا ہے نورالدہر نے
منع بھی کیا لیکن سرداروں نے کل اشیا پر قبضہ کر لیا کہ صحرا سے گرد اٹھی مصباح کوہی مثل شعلہ جوالہ گینڈے کو اڑاتے
ہوے آتا ہے نورالدہر کو جو دولھا بنے ہوئے دیکھا کہ اسباب جہیز ہمراہ ہے جل گیا گینڈے کو ٹھکرا کر میدان میں آیا للکار کر
آواز دی او پسر حمزہ میں نے یہ شرط واسطے کوہیوں کے مقرر کی تھی تو نے میرے شہر میں جاکر فساد برپا کیا ملکہ غنچہ دہن سے
باتیں کر رہی تھیں کہتی تھیں کہ غنچہ دہن تو پردہ اٹھاکر دیکھ تو شاہزادے کے ہزاروں ملازم ہیں کیا کیا سرداران نامی
ہیں مہر نگار انکا عیار ہے تجھپر عاشق ہوا غنچہ دہن کہتی ہے لوج واری میں تو اُس سے لوٹا بھی نہ اٹھواؤنگی لنگوٹے کی صورت
تو دیکھو موش صحرائی کا بچہ معلوم ہوتا ہے ملکہ نے کہا ای غنچہ دہن تم واقف نہیں ہو میں کتابوں میں تمکو دکھا دونگی یہ فرزندان
عمرو سب عیار ہوگئے ہیں فرزندان صاحبقران کے بھائی کہلاتے ہیں بڑے نام عیار ہیں جان لشکر صاحبقران نامدار ہیں
یہ ذکر تھا کہ مصباح کوہی کے نعرے کی آواز جو آئی ملکہ نے کہا لو غضب ہوا وہ جلاد کہتا ہوا آتا ہے کہ میں شرط کو کبھی نہ مانونگا
غنچہ دہن میں تو زندہ پلٹ کر نہ جاؤنگی خنجر مار لونگی دیکھو شاہزادے کو مقابلے میں بلاتا ہے غنچہ دہن نے کہا واری وہ کیا کسی سے
کم ہیں خیال تو کیجیے مصباح کوہی نے ساٹھ پہلوانوں کو ساتھ لیکر ہاتھی کو اٹھایا اُنہوں نے نہ اٹھا ماشاء اللہ انہوں نے اکیلے اٹھایا
زور میں بھی غالب ہیں ملازم انکے بڑے بڑے کھڑے ہیں وہ لنگوٹے کی گردن توڑ ڈالینگے بھلا زندہ چھوڑینگے لیکن مصباح کوہی نے
میدان میں گینڈا دوڑایا نورالدہر کا نام لیکر پکارا طہماس نے چاہا جاؤں نورالدہر نے کہا ای طہماس ہمارے واسطے حقارت ہے
وہ جانیگا ان پہلوانوں کے بھروسے پر یہ حرکت کی ہمارے سر کی قسم تامل کرو میں جاکر جواب دیتا ہوں طہماس رکا نورالدہر نے مرکب بڑھایا

ملکہ نے کہا لو غنچہ دہن غضب ہوا بڑی شاہزادی کے مزاج میں جہالت ہے خودی مقابلے کو جاتی تھی میں ملازموں کو سر کی قسم دیکر روکا دو
بیچے قد کا جوان نہ مانتا تھا غنچہ دہن نے کہا خدا کو یاد کیجیے نور الدہر نے گھوڑے کو دوڑایا بھاری سہرا سر پر لپیٹ لیا گنگنا شل
ستارہ بجری کلائی میں بندھا ہوا رومال منہ پر رکھے ہوئے مصباح کو جھک کر سلام کیا مصباح نے کہا او نبیرۂ حمزہ تو نے میرے
شہر میں جا کر فساد برپا کیا قبضہ پر ہاتھ رکھ مفتاح کی شمع حیات گل کر دونگا ساری آتش افروزی اسی کی ہے اپنے گھر میں رکھا دشمن
کا علاج کیا سب خبر ہے میں تن بچا نور الدہر نے کہا حضور میری کیا خطا ہے داماد پر آپ تلوار کھینچتے ہیں ابھی تو مجھسے آپ سے سابقہ
بھی نہیں پڑا روٹی کپڑا نہ دو ان تو گنہگار اگر مجھکو قتل کیجیے گا بیٹی کے بیوہ ہونیکا کچھ غم نہ ہوگا شوہر ہوگا بیٹی دیکر داماد کو قتل کیا
آپ کے مذہب میں بھی داماد کا لحاظ کرتے ہونگے نور الدہر یہ آشتی کلام کر رہے ہیں مصباح ہر مرتبہ قبضہ پر ہاتھ رکھ کر کہتا ہے بس زیادہ
باتیں نہ بنا مقابلہ کر نور الدہر کہتے ہیں میں بزرگ پر ہاتھ نہ اٹھاؤنگا اگر شاید آپ میرے ہاتھ سے زخمی ہو تو ملکہ عالم کو کیا منہ دکھاؤنگا
وہ اپنگی محل سے باہر جاؤ میرے باپ کیوں اڑے پھر میں رات کو کہاں رہونگا تنہائی کی جفا سہونگا یہاں مصباح جانتا ہے
مجھسے دبگیا اور زیادہ بلبلا رہا ہے تلوار کھینچے کھڑا ہے کہ دوسری گرد عظیم بلند ہوئی سلیمان عنبریں موے کوہی چار لاکھ
فوج سے آیا زمرد شاہ باختری تیس لاکھ فوج سے پہونچا نور الدہر نے کہا اب تمہارے حمایتی آگئے ان سبکو حکم دو اسباب
جہیز لوٹ لیں ملکہ کو نہ جانے دونگا وہ اب میرا ناموس ہے بختیارک نے جو یہ ہنگامہ دیکھا ناچنے لگا پکار کر آواز دی میاں
مصباح سبحان اللہ جوان بیٹی کو گھر میں چھوڑ آئے تم تو چار چار رنڈیاں نوکر رکھتے ہو وہ بیچاری کہاں تک صبر کرے
کیا داماد ملا ہے حسین خوبصورت صاحب شوکت و لیاقت کیوں غصہ کرتے ہو صاحبقران کے سمدھی کہلاؤگے بیٹی کی سسرال
میں رہنا جب کوئی تمسے مقابلہ کرے کہنا اپنے داماد کو بھیجوں اب اپنی آبرو بچاؤ وہ جوان سچ کہتا ہے کیا روٹی کپڑا نہیں
ملا ابھی کوئی رات بھی تو نہیں گذری شاہزادہ نور الدہر خدا انکو سلامت رکھے میں تو آپ صاحبوں کا دعاگو ہوں دلہن
مبارک ہو سنیدیاں ہمیں بھی کھلوائیے گا شربت پلائی میں شریک ہونگے وہاں آپنے شادی کی ہم محروم رہے یہاں مع بارہ
صحبت ہو لطف ہماری معرفت بلوائیے گا کھانیکا انتظام بھی میں کرونگا برات بڑی دھوم سے بیجائیے گا افسوس جہیز
بہت کم ملا کیا اقرار نکیا تھا حسب و نسب میں بھی آپ بہتر ہیں بیٹی والے جنگلی کوہی آپ فرزند بدیع الزمان گردنکش شکن
جو لقا کی بیٹی جہان افروز کو نکال لے گئے تھے یہ جو بختیارک نے بار مچایا مصباح گالیاں دینے لگا کہا ابے او
شیطان تجھسے کون باتیں کرتا ہے بختیارک نے کہا غصہ نہ کیجیے ہم بیٹے والوں کی طرف میں اڑ کے جہیز لینگے کر دن گھر بھیج
برات اتار دیگے مصباح جھلا رہا ہے کبھی بختیارک کو گالیاں دیتا ہے کبھی نور الدہر سے کہتا ہے اے جوان قبضے پر ہاتھ رکھ
فوج اقامتشل ہو رہی جمع ہو گئی کہ صحرا سے گرد اٹھی لندھور بن سعدان و صاحبقران زمان و بادشاہ عالیشان

مسند شوکت وشان اگر بیٹھے صاحبقران نے دور سے دیکھا نور الدہر سہرا باندھے ہوئے سر جھکائے ہوئے کھڑا ہے مصباح کوہی
بلبلا رہا ہے اب جو فوجین بحساب آئین طبل سکندری پر چوب پڑی نقارخانۂ سلیمانی گڑگڑایا غنچہ دہن نے کہا لیجیے مبارک آگئے دادا
جان آگئے چلیے دیکھیے پرے کے پرے جمے ہوئے چلے آتے ہین صاحبقران گھوڑے کو اڑا کر قریب مصباح کوہی آئے پہلے تو نور الدہر
کو جھڑکا صاحبقران کے مزاج مین بھی مضحکہ ہے فصیح شاعر کہا کیون ای نور نظر یہ کیا حرکت کی ای مصباح یہ لڑکا نہایت نالائق ہے
تمھاری بیٹی کو نکال لایا بیمزاج مین انصاف ہے مفصل حال بیان کرو مین کان پکڑ کے اسکا تمھارے ساتھ کر دونگا یہ کیسی
شادی کہ ماں باپ کو خبر نہین برات لے آئے جہیز کسنے دیا یہ سامان کیونکر مہیا ہوا مصباح نے جھلا کر کہا یا صاحبقران مین نے
شرط مقرر کی تھی جو فیل آہنی کو اٹھائے اسکے ساتھ شادی کرون چالیس جوان حسین عاشق ہو کر آئے فیل نہ اٹھا سکے مین نے
انکو قتل کیا لیکن یہ شرط کوہیون کے واسطے مقرر کی تھی آپ لوگ مسلمان ہین مین اس شرط کے ادا کرنے کو نہ مانونگا محافہ مع جہیز
پھیر کر لیجاؤنگا امیر نے فرمایا کیون ای نور الدہر وہ اشتہار شرط کہان ہے دیکھین اسمین قید مذہب بھی درج ہے یا شرط عام ہے
نور الدہر نے جیب سے نکال کر اشتہار دیا صاحبقران نے پڑھا اسمین مذہب غیر مذہب کا ذکر بھی نہ تھا جب تو صاحبقران نے
فرمایا کیون ای مصباح تم اپنا زور و قوت دکھاتے ہو تلوار کھینچکر داماد کو ڈراتے ہو کیا یہ سمجھتے ہو یا یہ کمی کا رکھتا ہے ابھی نور الدہر
معلوم ہوتا ہے ان کوہیون مین یہ بھی شرط ہو گی کہ جب سر پر غالب آئے تب اسکی بیٹی بیاہ لے جائے تو ہو سکے مقابلہ کرو تو سکے محافہ
پھیر دو صاحبقران زمان نے جو یہ فرمایا نور الدہر نے گھوڑا اچکایا قبضۂ تیغۂ خارا شگاف پر ہاتھ ڈالا کہا ای مصباح وار کر
دادا جان آپ بجا ہے مین الٹے سمجھ لونگا آپ کے تصدق سے یہ بھی شرط پوری کرونگا اب جو نور الدہر نے گھوڑا اچکایا شیر برابر
پڑا تیغۂ برق مثال چمکا مصباح کوہی گھبرایا آمد مین نوجوان کی دن بھی کم رہگیا تھا مصباح نے کہا ای نور الدہر جا کر
طبل جنگی بجواؤ دن اب قلیل باقی ہے صبح کو میرے تمھارے مقابلہ ہو گا لیکن یا صاحبقران یہ انصاف کیجیے محافہ میرے قبضے مین دیجیے
ادھر صاحبقران سمجھکے یہ جان بچاتا ہے فرمایا تم پلٹ جاؤ انکو ہم پھر لیجائینگے ملکہ کی اب صورت نہ دیکھو گے اگر تم غصہ مین قتل
کر ڈالو تو ہم کیا کرین اسی صحرا مین بارگاہ استادہ ہوتی ہے نور الدہر کو وہان نہ جانے دینگے ہمارے سردار ونگا جو کی بہ پردہ رہیگا مرد کیسے
ناظر بچکانے بھی اندر نہ جائینگے مستورات کا انتظام رہیگا جب فیصلہ ہو جائیگا تب ہمکو اختیار ہے اول تو ہم عقد کرینگے بعد عقد
و نکاح ہمارے مذہب مین سب سوالات ناجائز ہین مصباح کوہی جھلاتا ہوا پلٹا صاحبقران نے نور الدہر کو ساتھ لیا مصباح
نے پلٹ کر مقتاح سے کہا ای برادر تم کیون انکے ساتھ کھڑے ہو سارا فساد برپا کیا شرط پوری کی اپنے گھر مین زخمی کو رکھا اگر
تم علاج نہ کرتے تڑپ تڑپ کے مر جاتا یہ خرابی کا ہیولیٰ ہوتی اب چلے جاؤ مین کل صبح کو میدان مین قیامت برپا کرونگا مجھ
دختر کا نہ جانے دونگا مقتاح نے قدمون کو صاحبقران کے بوسہ دیکر کہا حضور کلمۂ طیبہ ارشاد فرمائیے اپنا غلام حلقہ بگوش

بنائے مین نے لقا پر لعنت کی مین اس شیر کا تابعدار ہون شرف کونین حاصل ہوا نورالدہر نے صاحبقران سے سفارش کی کہا
ای جد عالی تبار اس جوان نے اپنا لاکھون روپیہ میرے واسطے صرف کیا مین اسکا ممنون و مشکور ہون صاحبقران نے
مقتاح کو گلے سے لگا لیا فرمایا ای مقتاح تمہارا ہم سب پر احسان ہے پھر مقتاح قدمون سے لپٹ گیا صاحبقران نے کلمہ
طیبہ زبان سے ارشاد فرمایا مقتاح شیرزن کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا مصباح کو جواب دیا تو نامرد ہے مجھے اپنے
پاس کہان بلاتا ہے مین نے لقا پر لعنت کی چالیس جوانون کو قتل کیا اب جو شرط پوری ہوئی خیل پاتے ہو صاحبقران
زمان کے انصاف کے تصدق ورنہ بموجب تمہاری شرط کے مالک ہو چکے مگر فرماتے ہین کہ ہم نورالدہر کو خیمہ مین زمین
کے نہ جانے دینگے مصباح غصے مین پلٹا اسی صحرا مین بارگاہ لقا بھی استادہ ہوئی جب یہ بارگاہ لقا مین آیا بختیارک
نے پھر چلانا شروع کیا کہا میان مصباح یہ کیا کیا اب کل کیا ہوگا نورالدہر پر غالب نہ آؤگے وہ تمہاری مشکین
باندھکر لیجائیگا تم کیا سوچے ہو مصباح نے کہا ملک جی رگڑکے مار ڈالونگا بختیارک نے کہا یہ خیال خام تصور ناتمام ہے
نورالدہر وہ بلائے بیدرمان ہے خداوند جو ہمارے بیٹھے مین انکی کمر مین ہاتھ ڈالکے میدان قلعہ مع حصار مین اٹھا لیا کئی
سو کوس تک چرخ دیتا ہوا لیگیا طہماس ایسے جوان کو گنبد دھڑکا کر دیا تم تو طہماس کے بھی ہم نبرد نہین ہو طہماس
ایسا ایسا لڑا دو بیٹے صاحبقران کے قتل کیے فرخ شہسوار قلندر رکو زرائل پر مار زریر آذر کوہ شیرویہ کو قتل کیا لیکن
تمہارے داماد صاحب نے اگر زیر کر لیا اس دن سے پروانہ شمع جمال نورالدہر مشہور ہین اس شیر سے مقابلہ کرنا تمہاری عقل
کا قصور ہے کوئی تدبیر کرو یا رات ہی رات اپنے شہر کو چلے جاؤ بیڈ حب بیچاری بگڑی ابھی ایسی طرح بختیارک نے
سمجھایا مصباح کو ہی کے بھی خیال مین آیا کہ اگر مین زیر ہوا نہین معلوم کیا قیامت ہوگی کہا پھر ملک جی مین
کیا کرون کوئی صلاح معقول بتاؤ بختیارک نے کہا یہ تمہارا عیار اسرار کوہی کس کام کا ہے اسکے کہو رات کو
جاکر نورالدہر کو پکڑ لائے لاتے ہی قتل کر ڈالو بیٹی کو بھی جرح انکا نا جوان لوگون پر غالب ہوا کرتے سے مطلب نکلا جرأت
مین یہ سب یکتا ہین اسرار کو بلاؤ دباؤ ڈالو روپیہ کا لالچ دو یہ بھی کہو اگر نورالدہر کو نہ لاؤگے قتل کرونگا اپنی
جان کے خوف سے جائیگا آج صحرا مین ہنگامہ بھی ہے انتظام معقول نہین ہوا کیا عجب ہے کہ پنجہ قابض ہو مصباح کی
بھی عقل مین آیا اسرار عیار کو بلایا ڈرایا دھمکایا لالچ دیا کہا جاکر نورالدہر کو پکڑ لا پہر رات گئے اسرار کوئی بانا
عیاری سے آراستہ ہوکر طرف لشکر صاحبقران کے چلا بصورت فقیر بنے پیر لشکر مین آیا صحرا مین آکر لشکر فروکش
ہوا ہے دور دورہ خیمے استادہ ہین صاحبقران نے لشکر بارگاہ سلیمانی مین خاطر سے نورالدہر کے شام ہی سے دربار
برخاست کر دیا کہ یہ منزلون کے تھکے ماندے آئے ہین مگر منع کر دیا کہ خیمے مین ملکہ نگار زمین بر کے نہ جانا نورالدہر نے

سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا گنگا طرف اپنی بارگاہ گوہر نگار کے چلے اسرار نے دیکھا پہچان کر پیچھا کیا ایک خدمتگار پیچھے پیچھے جاتا تھا اسرار نے کہا بابا مین بھوکا ہون خدمتگار نے پلٹ کر پیسا دیا اسرار کوہی نے خدمتگار کو حباب بیہوشی مار کر بیہوش کیا اُسکو تو کنارے سُلا دیا آپ خدمتگار کی شکل بنکر ساتھ ہولیا جب شاہزادہ بارگاہ مین آیا جمعدار نے چار خدمتگار واسطے پہرے کے چھانٹے اسنے بھی قریب جاکر کہا حضور آج میری نوکری ہی جمعدار نے نام لکھ لیا شاہزادہ خاصہ کھا کر چھپرکھٹ پر آیا سردار رخصت ہوے لیکن شبرنگ بن عمرو کے شاگردون نے خبر دی تھی کہ بختیارک و مصباح سے کچھ چھپکے چھپکے صلاح ہوئی وہ خبر کسی کو نہیں ملی شبرنگ کو خیال تھا پلنگ کے نیچے شاہزادے کے آگر لیٹ رہا جب شاہزادے نے آرام کیا اسرار نے گلوریاں کھلا کر تینون خدمتگارون کو بیہوش کیا چھپرکھٹ سے اُترا خنجر کھینچکر قریب آیا منظور ہی سرکاٹ لون کانٹے سے دوشالا ہٹایا شبرنگ جو زیر پلنگ سو رہا تھا کھٹکا جو ہوا آنکھ کھل گئی دیکھا اک سیاہ پوش خنجر برہنہ ہاتھ مین لیے ہوئے شاہزادیکو قتل کیا چاہتا ہی بیحواس ہوکر آواز دی او نابکار بدکردار تو کون ہی اسرار نے شبرنگ پر خنجر مارا شبرنگ زخم ہوا سر و گردن کو بچایا ران پر پڑا تا بہ استخوان پہونچا اتنا سنتے ہی نکلا ای شہریار غلام نثار ہوا اسرار تو خنجر مار کر شبرنگ کو بھاگا نورالدہر کی جو آنکھ کھلی دیکھا شبرنگ دریاے خون مین غوطے مار رہا ہی ایک سیاہ پوش پردہ اٹھا کے نکلا اپنے یار وفادار کو اس حال پر ملال مین دیکھکر نورالدہر کی آنکھون کے نیچے اندھیرا چھا گیا نعرہ کیا او بیحیا کہان جاتا ہی بخدا تو جہان جائیگا اپنے عیار کے خون کا بدلا لونگا زندہ نہ چھوڑونگا اسرار تو عیار تھا جست و خیز کرتا ہوا نکل گیا باعث بیقراری نورالدہر یہ ہی کہ مجھے میرا عیار مارا گیا مرکب پر سوار ہوکے چلے نعرے کی جو شاہزادے کے آواز بلند ہوئی لعل الماس وغیرہ بیدار ہوے آنکھیں ملتے ہوے نکلے دور ہی سے دیکھا شاہزادہ غصے مین گھوڑے پر کوڑے مارتا چلا نکل جاتا ہی دور اک سیاہ پوش معلوم ہوتا ہی اول انہنے آکر شبرنگ کو اُٹھایا دیکھا بقدرت پروردگار یہ صحیح اور سالم ہی زخم کو باندھا جب شبرنگ ہوشیار ہوا حال پوچھا شبرنگ نے کہا کوئی عیار تھا شاہزادے پر خنجر کھینچکر چلا مین نے سینہ سپر کردیا ران پر خنجر پڑا آقا پیچھے اب اُسکے پیچھے گئے ہین لعل الماس وغیرہ بھی سوار ہو جستجو مین اپنے آقا کی چلے یہان مصباح کوہی اپنے عیار کے انتظار مین دربار لگا مین بیٹھا ہی بختیارک کہ رہا ہی اگر آپکا عیار نورالدہر کو گرفتار کرکے لائے فوراً بردہ شب مین قتل کرڈالیے گا یہ ذکر تھا کہ اسرار کوہی بیحواس بدن پر خون کی چھینٹین پڑی ہوئی خنجر برہنہ ہاتھ مین کلاہ سر پر نہ رو بچا کا ہوا آیا ایسا بیحواس تھا منھ سے بات نہ نکلتی تھی بختیارک نے کہا خیر تو ہی استاد اسرار کوہی نے کہا مین نے اُسکو مار ڈالا لیکن زبان مین لکنت جوش عبرت مین کہتا ہی کچھ زبان سے اور کچھ نکلتا ہی مصباح نے کہا ای خیرخواہ کیون گھبرایا ہوا ہی کیا نورالدہر کو مار آیا بھی کہ جاتا ہی اسکو قتل کیا دیکھیے خنجر سے خون ٹپک رہا ہی بختیارک کہتا ہی نورالد

کو کیا مان تا کسی خادم خدمتگار کو مارا ہوگا خون سر پر ہمیا کے سوار ہی زبان سے پوری بات نہین نکلتی یہ کیا خاک عیاری کرینگے
ہمارے یہان عیار سردار سب نامرد ہین فرزندان حمزہ سے دعوے کرتے ہین ناحق لڑنے پر جو تم مین ارے کمبخت صاف
صاف بیان کر یہ خوف کے مارے کانپ رہا ہی اتنا کہ ایک پردہ بارگاہ کا اٹھا بختیارک نے دیکھا شاہزادہ نورالدہر
ابن بدیع الزمان مع مرکب بارگاہ مین گھس آئے عیار کو جو کھڑے ہوے دیکھا گھوڑے سے کود پڑے کہا کیون او نامرد
تو نے میرے عیار پر خنجر مارا اسرار نے جو نورالدہر کو قریب پایا اپنا دربار بھی ہی سمجھا سیر اکوئی کیا کریگا نورالدہر پر خنجر
پلٹ کر مارا نورالدہر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا خنجر چھین کے پھینکا ایک طمانچہ مارا اسرار عیار کا سر اڑگیا نورالدہر نے خنجر اٹھا کر
شکار بند سے باندھا مصباح نے جو یہ معرکہ دیکھا تھرا گیا بختیارک نے کہا اے مصباح تمھاری جرأت پر لعنت ہی تمھارے
سامنے عیار کا سر کاٹ لیا شاہزادہ گھوڑے پر سوار بھی ہو چکا تم سے کچھ نہو سکا مصباح کو بھی غصہ آیا جب نورالدہر
باہر چلے لینا لینا کہکے اٹھا تمام کوہی تیار ہوے شاہزادہ بھی در بارگاہ پر گھیرا تلوار چلنے لگی مصباح بھی نکلکر گھوڑے پر
سوار ہوا کہ طہماس وغیرہ بھی آگئے یہ ہو بچے سبنے سینے سپر کردیے مجمع کو ہیان مین لڑنے لگے طہماس کا ساطور چلا صدہا کے
سر اڑگئے اُس غلو مین شاہزادے نے طہماس سے پوچھا ای برادر سیر اعیار زندہ ہی طہماس نے کہا الحمد للہ صرف ران
انکی زخمی ہوئی مین زخم باندھکر آیا ہون اب نورالدہر بہ اطمینان لڑنے لگے لقا بھی سوار ہوا چہار جانب سے یہی غل تھا کہ
نورالدہر کو مار لو نورالدہر مصباح کی فکر مین ہر مرتبہ صف سے گھوڑا بڑھاتے ہین یہ ملعون بچتا ہی سامنے نہین آتا بختیارک
طعن کر رہا ہی واہ میان مصباح داماد کے سامنے سے بھاگتے ہو کیا بے غیرت ہو طبل جنگی بجوا کر میدان مین کیونکر لڑتے
جو تدبیر تھے بتائی تمھاری تقدیر بری تھی عیار بھی مارا گیا اب داماد کو قتل کرو کیون وعدہ کیا تھا انجام کا خیال نہ آیا
بیٹی خوبصورت کیون گھر مین رکھی کیا عمدہ جوڑا ہی بہت عمدہ بچے ہونگے اول تو بیٹی پیدا ہی نہین ہوتی حمزہ کے چالیس
پچاس محل ہین اٹھارہ فرزندان نامدار ایک ایک زبردست روزگار شیر شکار نامی و نامدار صرف دو بیٹیان ہین ایک ملکہ
قریشہ سلطان نواسی شمیال بن شہرخ بادشاہ پریان بطن سے ملکہ آسمان پری کے دختر دیگر ہمشیرہ شاہزادہ
بدیع الزمان جنھون نے چار فرزندان گنجاب کی شکلین باندھین اگر بیٹی ہی ہی تو فخر مردان عالم محترم محتشم انکا
فرزند اسد نامدار برائے فتاح طلسم ہوش ربا گیا ہی تمھارے یہان بھی نواسہ ہوگا ملک ملک ڈنکا پھیر لگا مشہور ہوگا
مصباح کو ہی کا نواسہ فتاح ملک فلان سنکے کیسے خوش ہوگے ناحق کو لڑتے ہو داماد کے قدمون پر گر پڑو سب بے
نام ہونگے نیک انجام ہونگے ایسا بختیارک نے مصباح کو گھبرا دیا کہ بیچارا نامرد بہت شرمایا نورالدہر پر جا پڑا
کہا او شیطان دیکھا بھی سر لانے کے لاتا ہون تمھاری بے ادبی کا مزا چکھاتا ہون قریب نورالدہر ہیہ بچکر ہاتھ تلوار کا مارا

نور الدہر کو منظور ہے اسکو زندہ گرفتار کر کے سامنے ملکہ کے لیجاوے ہر چند عاشق صادق ہے باپ کے مرنے کا صدمہ رنج ہوگا یہ سوچکے
مرکب بڑھایا کہ زیر بغل وار اسکا کانٹھون کلائی تڑوڑ کے تلوار چھین لون وہان پر موتخانہ تھا مرکب نے سکندری کھائی سپر
ہٹی سر شاہزادے کا زخمی ہوا غش آنے لگا ہر چند سنبھلے مگر بقول شخصے سر کی چوٹ بامین ہاتھ سے زخم سر کو پکڑا بہ مشکل وار کیا
اسنے وار کو خالی دیا لگان مین سر جھکا مصباح نے چاہا سر کاٹ لون پہلو سے دھڑوکے کی شیر کے آواز آئی نعرہ ہوا او
نامرد کیا کرتا ہے زنہاری مین آماہ پروانہ کر نام ہر بیشہ کا لنگان طہماس بن عنقویل دیو پہونچا اسقدر طہماس گھبرایا
تھا کہ گنبد سے کود پڑا سر آگے کر دیا مصباح نے تیغہ مارا طہماس نے سر جھکایا تیغہ اسکا خالی گیا طہماس نے جھپکا
دونون پیر گنبد کے تھام کے زور کیا مصباح کو بھی کولے اٹھا اور اٹھا کر چرخ دیا مصباح کو بھی کود کر الگ ہوا
طہماس نے گنبد زمین پر مارا استخوان کر گدن ریزہ ریزہ ہوگئے مصباح نے پشت پر سے طہماس کو ہاتھ مارا
طہماس پلٹ کر لپٹ پڑا کوے پر لاد کے دے مارا دم سے لچھے کا اٹھا اگر طہماس نے چھاتی پر چڑھ کے ایک ہاتھ زیر
سر ایک ٹھوڑی پر چرخ دیکر یکہ مارا مع زنخرا گردن کھسیٹ لی لاشہ مصباح تڑپا کوسون مین غریو برپا ہوا صاحبقران
زمان بھی آگر پہونچے لقانے بھی شکست فاش کھائی بھاگ کر باغ مینا مین گھس گیا سردارون نے چاہا پھاٹک توڑ کر گھسین
خندق آج لاشون سے پٹ گیا لقا دوہائی دینے لگا صاحبقران زمان نے سردارون کو روکا تلوار کو نیام انتقام مین
کیا سب تلوارین نیام مین ہوگئیں صاحبقران سب سردارون کو ہمراہ لیکر بفتح و ظفر واپس ہوئے نور الدہر انتہا کے زخمی
تھے ہوادار پر سوار ہو کے آکر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئے لقانے ایک نامہ بڑی شد ومد کا افراسیاب کو لکھا مضمون
یہ تھا کیون او بیحیا تو نے سرست بدست ابلیس پرست کو بھیجا اس مغرور نے ہمکو سجدہ بھی نہ کیا ہمنے اسکو جہنم مین بھیجدیا
کسی معقول ساحر کو جلد روانہ کر قدرت قلعہ بند ہین آج کل بہت دردمند ہین جلد کسی کو روانہ کرو ورنہ سبکو سنگ سیاہ
کر دونگا نامہ اسی طور سے روانہ ہوا صاحبقران مصروف عیش ہین ان سب کا ذکر وقت و ساعت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان طلسم ہوشربا طبل جنگی بجوانا پلنگ خونریز کا اور افراسیاب کا جانا لشکر چرخ مین جاکر مارنا پلنگ کو و دیگر حالات بمقدمہ شہنا نوز یعنی اپنا گلا کاٹ کر سبکو بچانا عجیب حیرت انگیز بیان ہے جسمین

قدرت خدا جو دیتا تو ہم کمال کرتے — کافر کا جی جلاتے بت پایمال کرتے
دیوار در سے جاکر ناحق سوال کرتے — نالے کا تبکدے مین ہم کیا خیال کرتے

تنہا تھا کون کس سے اظہار حال کرتے

جو جی سے ہارے انکا کیون ہم خیال کرتے — موتا امیر جنیکر عقدہ حلال کرتے

دعواے مہر اسپر پھر اگلے سال کرتے ۔ آتے ہی عید قربان خنجر کو لال کرتے

دنبے کے بدلے فربہ عاشق حلال کرتے

بوسون کا ہم نہ اسدم ہرگز سوال کرتے ۔ بے شبہ ضبط کرتے بیشک کمال کرتے
پردے کے پاس رہتے دل سے خیال کرتے ۔ ہنسکر کلام ہمسے یوسف جمال کرتے

کانون کو آشنا کے فرخندہ فال کرتے

کیا کہیے کیا ہی جوبن رخسار یار کا ہی ۔ گلزار مین بھی شہرہ روے نگار کا ہی
مانند گل گریبان ٹکڑے ہزار کا ہی ۔ اُسن شباب انکا موسم بہار کا ہی

بوٹا سا قد دکھاتے جسکو نہال کرتے

موزون کرینگے مصرع سودل خراش شاعر ۔ اس راز کا کرینگے پردہ نہ فاش شاعر
مضمون بیخودی مین بندھ جا کاش شاعر ۔ حیران کار ہوتے معنی تلاش شاعر

صورت جو تم دکھا کر محو خیال کرتے

ہر وقت کا ستم ہی ہر وقت کی جفا ہی ۔ آتی ہی سانس رک کر سینے مین دل خفا ہی
اک ایک آشنا سے ہردم یہ التجا ہی ۔ آزردہ دل سے جان ہی دل جان تک رکا ہی

تم درمیان مین پڑکر رفع ملال کرتے

دندان قریب لب مین موتی ہین یا عدن مین ۔ باریکیان ہین لاکھون عیار کے سخن مین
کیا منہ بحث جو کرتا کوئی اس انجمن مین ۔ منظور ہوتی ہمکو حجت جو اُس دہن مین

اندیشے کو نہ سوجھین وہ احتمال کرتے

آنکھون سے ساتھ اُسکے ہر اک پیادہ چلتا ۔ جو دیکھتا وہ اُسکے تلوون سے آنکھین ملتا
انسان کا ذکر کیا ہی وحشی کا دل بہلتا ۔ سودا زدہ جو تیرے خالون کا جا نکلتا

قربان مشک نافہ اُسپر غزال کرتے

خورشید گر نہ ہوتا ہر گال اُس حسین کا ۔ عنبر فشان گیسو رکھتے نہ پھیر جبین کا
روشن ہوا اُسی سے سارا طبق زمین کا ۔ رخ یار کا نہ ہوتا گر چاند چودھوین کا

اندھیرا بروون کے دونون ہلال کرتے

سرمہ لگا کے جادو دکھلاتی ہین وہ آنکھین
آفت ہین یہ نہ جانو شرماتی ہین وہ آنکھین
راتون کو نیند اڑا کر تڑپاتی ہین وہ آنکھین
سودا زدہ سے اپنے پھر جاتی ہین وہ آنکھین
مجنون سے بھی ہین وحشت شہری غزال کرتے

پنہان ہر گیسو دن مین کانون کا انکے جوبن
دنیا مین سب سے پنہان رہتے ہین پاکدامن
دیکھے نگاہ بد سے تا پھر نہ کوئی دشمن
ہوتا ہے یہ نقاب یوسف سے تمکو روشن
ناقص ہین آشکارا اپنا کمال کرتے

آتے اگر غزال ملک تتار و چینی
کامل سے چھوٹتے کیونکر جس نشانہ بینی
ہوتے شکار تیرے آنکھون کے وہ یقینی
ہمپایہ ہر دونالی بندوق سے وہ بینی
حیرون کا کام روے قاتل کے خال کرتے

آتے جو تم چمن مین بلبل کو داغ ہوتا
محنت سے باغبان کو بالکل فراغ ہوتا
شبو کا شب کو روشن ہر سو چراغ ہوتا
فصل بہار آتی سرسبز باغ ہوتا
ظاہر شگوفے اپنے اپنے نہال کرتے

تکتا ہے تمکو پیہم آئینہ سامنے سے
اٹھتا ہے شب کو بھی کم آئینہ سامنے سے
سرکالین کسطرح ہم آئینہ سامنے سے
ہٹتا نہین ہے اکدم آئینہ سامنے سے
اپنی طرف ہو تم بھی اسکو خیال کرتے

دشوار ہے لبون تک شکوہ کی بات آئی
پانی کو ہم سمجھتے صہبائے ارغوانی
میری زبان نہین ہے آگاہ لن ترانی
کافی تھی بہر ہستی ساقی کی مہربانی
دنیا جو ختم دیتی تو شکر زلال کرتے

اے اختلاج تجھسے اب ہون مین سخت عاری
کیا کیجیے کہ جس سے کم ہو یہ آہ و زاری
ہر وقت یہ تڑپنا یہ جوشش بیقراری
فرقت کی شب مین سنتا باتین جو دل ہماری
یاد شش بخیر ذکر روز وصال کرتے

کب دوڑ دھوپ تمکو بیکار چاہیے تھی
تکلیف آتے جاتے سو بار چاہیے تھی
پہلے سے فکر قبر یار چاہیے تھی
تربت پہ اپنی مشق رفتار چاہیے تھی

ہم پائمال ہوتے کہ پائمال کرتے

مین بر زبان زرگی کو الفت کے حرف آتش — گرمی سخن کی تیرے کرتی ہو برف آتش

کس رنج و غم سے مین نے کی عمر صرف آتش — ہے سے زیادہ پیدا کرتا وہ ظرف آتش

مٹی جو میری صرف ظرف کلال کرتے

سابق مین تحریر ہوا کہ خواجہ عمرو نے شہنا پلنگ خونریز کو دی یہ بدل مطیع ہوا جوش محبت اسد نامدار مین شام کو اسی جوان نے
کہا ای ملکہ مہرخ میرے نام پر طبل جنگی بجوا دیجیے صبح کو جو میرے مقابلے مین آئیگا اپنے نام کی تاثیر دکھا دونگا چیر پھاڑ کر پھینک دونگا
اگر افراسیاب ہے تو وہ بھی آواز شہنا سے بیہوش ہو اسکا بھی یہی حال کرون ملکہ مہرخ نے کہا اتقدم ہمارے مذہب مین
جائز نہین ہے پلنگ نے کہا طبل جنگی مین بجواتا ہون مین مقابلہ بھی کرونگا میری عرض قبول ہونا واجب و لازم ہے مین
دل و جان سے اس مذہب کا عاشق صادق ہوا اسد قبول نہ کرتے تھے لیکن پلنگ نے اپنے نام پر طبل جنگی
بجوا دیا ادھر افراسیاب بارگاہ مین مکدر بیٹھا ہے کہ ہرکارے دوڑتے ہوے آئے بعد دعا کے عرض کی کہ پلنگ
خونریز کو بڑی جلدی ہے شہنا لیکر سعوت ہوا اسنے اپنے نام پر طبل جنگی بجوایا ہے کل سر میدان مقابلہ کریگا حضور کا
بھی نام آیا تھا اسنے کہا یہی شہنشاہ کا بھی حال ہوگا چرخ کھا کر گرینگے مین پلنگ کے چیر ڈالونگا کہتا ہے اسی وجہ سے
شہنا نواز نے میرا نام نامی پلنگ خونریز رکھا ہے ہزارون نے میرے ہاتھ سے موت کا مزا چکھا ہے یہ خبر وحشت اثر
سنکر افراسیاب سن ہو گیا گھبرا کر کہا یارو سچ کہتا ہے اگر خداوند سامری آئین تو صدا سے شہنا کے بیہوش
ہو جائین میری کیا حقیقت ہے خیر مین تدبیر کرونگا سحر کو صبح ہو جائیگی فوج کو بھاگتے راستہ نہ ملیگا افراسیاب
نے جو لفظ یہ کہا حیرت جادو رونے لگی کہا سامری جمشید نمکحرامون کو غارت کرین کیا جلد جا کر دوست
بنجاتے ہین جبتک ہماری جانب رہے یہ شورش نہ تھی ملکہ مہرخ نے طبل جنگی نہ بجوایا ہوگا یہ صرف پلنگ کی
بغاوت ہے اب اپنا نام کرنا چاہتا ہے کیون شہنشاہ کیا ہوگا افراسیاب نے کان مین حیرت کے کہا چپ رہو
اس بات کو مشہور نہ کرو مین انکو خود جاؤنگا جسطرح سے بنتا ہے شہنا لاتا ہون یہ کہکر افراسیاب نے نقد سحر ہاتھ
مین لیا دو لوٹن پالوٹن زمین مین مارے کا شاہوا زمین کو طرف لشکر مہرخ کے چلا یہان جب دربار برخاست
ہوا عمرو نے ایک بارگاہ برائے پلنگ خونریز استادہ کرائی گرد بارگاہ ہزار ساحرون کا پہرہ مقرر کیا اپنے
سامنے پلنگ کو کھانا کھلایا کہا ای پلنگ ہوشیار رہنا گرد ساحر بھی موجود ہین تمکو جگاتے رہینگے مین بھی
وقتاً فوقتاً آونگا میری آواز پر آواز دینا اب پلنگ خونریز بارگاہ مین یکہ و تنہا بیٹھا ہے شراب پی رہا ہے شہنا

جمشیدی سامنے رکھی ہی بیرون بارگاہ سے سرداران نامدار ساحران عالیوقار پکار رہے ہین ای شیر بیشہ جرات
ای پلنگ باشوکت ہوشیار رہنا غفلت کی شب نہین ہی لیکن عمرو کو کب چین پڑتا ہی لشکر مین پھرتے پھرتے خیال آیا شعر
کار خود را خود کنم تا خوب آید کشت من + کس نخارد پشت من جز ناخن انگشت من + آج کی شب افراسیاب جادو
فکر پلنگ خونریز مین آئیگا پس حفاظت خود کرنا واجب و لازم ہی یہ بیچارے جگانے والے کیا کر سکتے ہین سوتے سے
غل مچانے کے اُنسے کیا ہوگا پلنگ خونریز بھی عیار نہین ہی سردار ہی کیا اپنی حفاظت کر سکتا ہی یہ سوچ کر گوشہ
بارگاہ پلنگ مین اگر ستون کی آڑ مین کھڑا ہو رہا افراسیاب کا حال سماعت فرمائیے لقب سحر لگاتا ہوا نشان
پوچھ لیا تھا گوشہ بارگاہ مین آکر اس ظالم نے سر نکالا دیکھا پلنگ خونریز بیٹھا ہوا شراب پی رہا ہی شہنا سامنے
رکھی ہی افراسیاب کو غصہ آیا بسہولیت لقب سے نکلا ارادہ کرتا ہی پلنگ خونریز پر جا پٹیون خوف یہ ہی اگر ایسا ہو
شہنا اٹھا کر بجا دے بیہوش ہو کر پڑ رہونگا کچھ نہین پڑیگا شہنا سے اسکو کیونکر دور کرون عرصہ دراز تک یہی
سوچا کیا آخر سر کو ہتھیلی پر رکھا دل مین یہ خیال ہی کہ بوقت سحر ذلت ہوگی اسکے سامنے سے بھاگنا پڑیگا یہ بڑے زور
شور سے لڑیگا صداے شہناے کان کے پردے پھٹ جائینگے اسکا دفعیہ ممکن نہین ہی ایسے ایسے خیالات مین
افراسیاب نے کھڑے کھڑے ایک سحر کیا شہنا نواز پر نیند غالب ہوئی روح راحت کی طالب ہوئی ذرا آنکھ بند کی ہی
افراسیاب تیغ کھینچکر جا پڑا ایک دو ہتھڑ مارا زمین کانپ گئی پلنگ خونریز چند قدم شہنا سے ہٹ گیا لیکن
اس بہادر نے افراسیاب کو دیکھکر تیغہ کرے کھینچا افراسیاب پر ہاتھ مارا شہنا زمین پر پڑی ہی افراسیاب نے
وار پلنگ کا تیغہ سحر پر کاٹا وار کو رد کرکے تیغہ مارا پلنگ کے دو ٹکڑے ہوے مرنے کی جو اسکے صدا بلند ہوئی تمام
ساحر دروازے پر جو بعہدہ نگہبانی تھے اندر گھس آئے افراسیاب پر سحر کرنے لگے افراسیاب ہر مرتبہ چاہتا ہی
شہنا اٹھا لون جب کوئی ساحر مرتا ہی اندھیرا ہو جاتا ہی اس ہنگامے مین عمرو کی آنکھ کھلی دیکھا کہ افراسیاب لڑ رہا ہی
شہنا زمین مین پڑی ہی لاشہ پلنگ تڑپکر سرد ہوا عمرو نے جال الیاسی نکالا اور ساحرون پر نعرہ کیا ہان یارو
افراسیاب کو جانے نہ دینا گھیر کر تم سب اسکو مار لو افراسیاب تو ساحرون سے مصروف جنگ ہوا مگر اپنی جان
سے بہ تنگ عمرو نے جال مار شہنا کھینچکر اپنے ہاتھ مین لی اب اپنے کو ظاہر کیا نعرہ کیا او افراسیاب خانہ خراب
منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار عمرو نامدار اب جو افراسیاب نے دیکھا شہناے
جمشیدی عمرو کے ہاتھ مین اوصاف تو سن چکا ہی شہنا کو عمرو نے دہن سے ملایا افراسیاب کانون مین انگلیان
دیکر بھاگا عمرو کہتا ہوا دوڑا ای شہنشاہ ٹھہریے یہ پیپے کی آواز تو سن لیجیے افراسیاب بھاگا جاتا ہی عمرو

دوڑا افراسیاب بارگاہ بلپنگ سے باہر نکلا بلا ہر جو ہوا صرخ و بہار و باغبان وغیرہ لینا لینا کہکر دوڑے افراسیاب تو یہ پرواز سیدا لبکے نکل گیا ان سبنے پلٹ کر دیکھا بلپنگ خونریز کو قتل کر گیا شہنا عمرو کے ہاتھ مین ہر جاتے جاتے افراسیاب کئی ہزار ساحرون کو پامال کر گیا صبح ہو چکی لاشہ بلپنگ سبنے ٹھکرا اٹھایا اب سب سر و اشتیاق مین دیکھین خواجہ شہنا کسکو عنایت فرماوین یہ عہدہ جلیل کسکو ملے بیان افراسیاب جادو روتا پیٹتا بارگاہ مین آیا ملکہ حیرت رات بھر جاگی ہو دیکھا شہنشاہ افتان و خیزان لباس خون بلپنگ سے رنگین اگرچہ بچے صرصر بھی موجود تھی حیرت نے حال پوچھا افراسیاب نے کل کیفیت بیان کی کہا بلپنگ کو تو میںنے مارا عمرو بارگاہ دیکھے گوشہ مین چھپا کھڑا تھا شاید اسنے شہنا اٹھالی بچانے کا قصد کیا مین ناچار ہو کر بھاگا آخر کیا کرتا حیرت رونے لگی کہا شہنشاہ تمھاری جان بچ گئی شہنا کو آگ لگے اس حجرے مین بڑی بڑی مصیبتین اٹھائین ہمارا بان راد نے بڑے بڑے کام کیے کیون اے صرصر تسے کچھ نہین ہو سکتا بناؤ مین مصروف رہتی ہو آرسی مین صورت دیکھا کرتی ہو ہر وقت کنگھی چوٹی درست رہتی ہو یہ بھی فکر ہے کہ ہمارا ملک و مال برباد ہوتا ہے دیکھو عمرو کبھی شب کو بھی غفلت نہین کرتا اگر وہ شہنشاہ نے کام کر لیا تھا اسے کچھ تو کام کر اب شہنا اور کوئی بچائیگا ہمکو تو جان کی پڑی ہے صرصر نے کہا دیکھئے جو مینے فکر کی ہے اگر وہ بن پڑی تو آج شہنا لاؤنگی یا اپنی جان مٹاؤنگی مین عیاری سوچ رہی ہون حیرت نے کہا اے صرصر تم سوچ مین رہو گی یہان گھر برباد ہوتا ہے اور مطلق تمکو خیال نہین بقول شاعر اپنی یہ کیفیت ہے نظم

شعلہ انگیز جو یہ شعلہ جگر رہتا ہے
دل مین انکا اسی رستے سے گذر رہتا ہے
سانپ کے کاٹے کی سی لہر اک آتی ہے
صورت ریگ رواں روز سفر رہتا ہے
جو کتا ہی نہین یہ تیر قتانہ اپنا
عمر بھر آدمی کے ساتھ ہنر رہتا ہے
دل جہان لگیا جاتا ہے وہ پھر جاتا کی ساتھ
کس کشاکش مین ترا سے کمر رہتا ہے
صد حبیبون کو کیا ہے جو زمین کا سونم
شور و شر انگیز ایک اکھ پھر رہتا ہے

خانۂ دل مین مجھے آگ کا ڈر رہتا ہے
برہمن بتکدہ مین شیخ حرم کعبے مین
زلف گیسو کا بھی تا زیست اثر رہتا ہے
وحشت عشق بڑی تیغ حوادث سے نجات
آہ دل خستہ کا پروانہ اثر رہتا ہے
بخت بیدار سے اوج پہ ہین اہل غرض
عمر بھر سحر محبت کا اثر رہتا ہے
یہ بھی ممکن ہے بہنو قدر ہنر کی لیکن
آسمان انکے لیے خاک بسر رہتا ہے

اسلیے بازو رچا کے جگر رہتا ہے
جسکے جویا مین وہ پاس آٹھ پہر رہتا ہے
خاک کو بھی مری صحرا طلب مین سیر نہ
داغ دل آٹھ پہر سینہ سپر رہتا ہے
چاہیے ایسی وفاداری کی الفت کرنا
کینہ زالو سے دلبر قد سپر رہتا ہے
کوئی کہتا ہے رگ جان کوئی تار رگ گل
عیب نخوت سے خرابہ اہل ہنر رہتا ہے
کوچۂ یار مین روتا جسین قلق کس کس سے

اس حسرت سے یہ اشعار حیرت جادو نے پڑھے صرصر و صبا رفتار رونے لگین

صرصر نے کہا حضور آپ کے کلمات حسرت آیات نے کلیجہ ٹکڑے کر دیا خانۂ دل کو غم و الم سے بھر دیا اب اپنی جان عزیز
نذر کرون کنیزوں سے جانتے ہی جو مین نے سوچا ہی اگر وہی ہوا تو بحکم سامری شہنشا لیکر آئی یا آپ کو خبر گذریگی غمخوار
قدیم قتل ہو گئی یہ کہکر اسی وقت صرصر نے اپنے کو بانہائے عیاری سے آراستہ کیا حیرت کے قدمون کو بوسہ
دیکر خوب روئی اسوقت دربار مین اک تلاطم تھا صرصر کا یہ کہکر رخصت ہونا کہ لونڈی جان دینے جاتی ہی حسن
جمال صرصر کو دیکھکر سب زار زار روتے تھے ہر ایک کا یہی قول تھا حضور آج صرصر کو بڑا قلق ہی آج سامری جمشید اسکی
جان بچالین سب روتے بیٹھے رہ گئے صرصر مثل باد صرصر جست وخیز کرتی ہوئی روانہ ہوئی یہان بعد دفن پلنگ
خواجہ پلٹ کر دربار مین آئے ہر شخص کی نگاہ لگی ہوئی ہی کہ عہدۂ شہنشا نوازی ملے لشکر افراسیاب کو مٹائین
طلسم ہوشربا مین نام ہو سب سے زیادہ باغبان قدرت و آفات جادو شوہر ملکہ ہلال سحر افگن کو اشتیاق ہی جب
خواجہ بیٹھے باغبان کو تاب نہ رہی عرض کی ای شہنشاہ اوج عیاری ہمکو جانبازی کرتے ہوئے عرصہ دراز گذرا
آج تک کوئی خطا سرزد نہین ہوئی جانبازی مین مصروف رہے افراسیاب کے بڑے بڑے ظلم سہے اُس
کور باطن نے ہمکو اندھا کیا بعنایت پروردگار اس حال مین بھی دیدۂ دل روشن ہی چشم نمائی کو افراسیاب کی نمانا
ہی چشم داشت رہی کہ عین تیغ پر خواجہ ہمکو اگر رہا کرینگے آپ نے بھی ایسا ہی کیا بڑے بڑے ساحرون کو مارا ہمکو رہا کیا
شکر ہی کسی مقام پر ہمارے قدم نہین ڈگے کل حضور نے شہنشا پلنگ خونریز کے حوالے کی ہمکو بڑا ملال ہوا اسواسطے
شکایت کرتے ہین کہ آئینہ دل تردد منزل پر حضور کی جانب سے غبار نہ رہے صورت فتح و ظفر نظر آئے اب یہ عہدہ
جلیل کا غلام مستحق ہی ملکہ مہرخ و بہار نے بھی سفارش کی عمرو نے کہا یارو مین کیا کہون باغبان کی طرف سے
میرے دل مین جگہ تھی ایسے جانباز سرفروش جری بہادر ثابت قدم کو سے محبت صاحب شوکت و لیاقت کسے ممکن
ہوتے مین لیکن جب قصد کرتا ہون کہ شہنشا تمھارے سپرد کرون دل دھڑکتا ہی شاید ابھی کوئی افتاد پڑیگی خدا انجام
بخیر کرے یہ شہنشا حاضر ہی بسم اللہ اپنے قبضے مین کرو لیکن ای برادر اسکی حفاظت واجب لازم ہی کل بھی میرا دل دھڑکا
تھا اگر شہنشا تمکو دیتا یہی تمھارا بھی حال ہوتا افراسیاب درپئے آزار ہی اسوقت بھی دل کو انتشار ہی باغبان نے
غلام اپنے اوپر خواب و خور حرام کردیگا شب بھر اپنے خیمے مین جاگونگا زن و شوہر ملکر حفاظت کرینگے بیرون بارگاہ
سب ملازم حاضر ہین یہ کہکر باغبان بارگاہ ملکہ مہرخ سے اٹھا ملکہ بہ جبین نے فرمایا ای باغبان ابھی
توقف کرو خواجہ سلامت آپ توقف نہ فرمائیے جلد طبل جنگی بجوائیے سب سردارون نے متفق ہوکر یہی کہا کہ خواجہ
اب تساہل بیکار ہی سب لشکر آمادۂ حرب و پیکار ہی کمربندی کا حکم دیجیے کل اسی طرح سے لڑتے ہوئے شہنشا بچائے رہے

لشکر افراسیاب کو بھگاتے ہوے تابہ دریاے نیل چلین وہان امتحان طلسم کشا ہو مُہرے کو مار کر لوح و مہرہ لین
ہمارے آقاے نامدار اسد عالیوقار بجگہ لوح طلسم مین جائین ہم لوگ لڑتے ہوے تا بہ قلعہ کوس چھمار پہونچین
شہنشاہ و لاچین و بدیع الزمان کو بھی رہا کر لین گل مراد سے دامن آرزو بھر لین لاچین بیگ رہا ہوتے ہی
افراسیاب گھبرائیگا اصلاح کا پیغام دیگا بھاگتا پھریگا اپنے مالک سے کیا مقابلہ کریگا جسدن بدیع الزمان رہا ہوئے
لشکر مین عید ہو صاحبقران زمان کو مومنیان لکھین آپ کے فرزند کو رہا کر لیا اسد غازی نے جو مژدہ رہائی بدیع الزمان
سنا کہا یارو ابھی تک میرے نزدیک شکست ہے اب رہائی کا ماموجان کی بندوبست ہی شکر ہے کہ آج نشان تو ملا کہ عنایت
سے پروردگار کی زندہ ہین اُس بیحیا نے مشہور کیا تھا کہ مین نے قتل کر ڈالا شکر ہے سراسر خلاف تھا آرزو ہے کہ
ماموں جان کو ساتھ لیکر بڑے ناناجان سے ملون بطور نذر ماموجان کو پیش کرون ناناجان بخوشی فرمائین اسد
نے بڑا کام کیا میرے فرزند کو رہا کر کے لایا دولت کونین حصول ہو پروردگار میری دعا جلد قبول ہو اُسی وقت حکم ملا
نقارہ رزمی پر چوب پڑی میدان جدال و قتال آواز نقارے کی گونجنے لگا قطعہ زد طبل را آنچنان طبل زن

کہ دررید میت ز ہیبت کفن	دہل زن دہل زن کہ تحسین او	بہ بین درین او و بین او درین او

تمام لشکر مین خبر ہوئی لشکر مریخ مین طبل جنگی بجا ہرکارون نے افراسیاب کو خبر دی بمجبوری اُسنے بھی طبل جنگی
بجوایا یہان باغبان قدرت شہنا لیے ہوے دربار سے اٹھا اپنے خیمہ مین آیا کنیزون سے پوچھا ملکہ گلچین کہان
ہین انکو مژدہ خوشخبری سناؤ کہ عہدہ شہنا نوازی حاصل ہوا بعنایت خدا تمھارے نام پر فتح ہوگی کنیزون نے
عرض کی آج صبح سے ملکہ عالم کی طبیعت بے لطف ہے اس عہدے کے لیے وہ بھی پریشان تھین کل انکو
بڑا ملال ہوا اس مقدمے کا نہایت خیال ہوا شام سے آرام فرما رہی ہین باغبان خوشی خوشی اپنی بارگاہ
مین آیا دیکھا ملکہ گلچین آرام فرما رہی ہین قریب آکر ملکہ گلچین کو بیدار کیا کہا لو صاحب اٹھو خدا نے
ہمکو سرفراز کیا عہدہ شہنا نوازی مرحمت فرمایا اب صبح کو تمھارے ہاتھ سے لشکر افراسیاب شکست کھائیگا
بعنایت پروردگار کیا مین پلنگ خونریز سے کم ہون کفار کو چیر کر پھینک دونگا افراسیاب کو شکست
دونگا گلچین ہنستی ہوئی اٹھی شہنا کو دیکھکر مثل گل شگفتہ ہوگئی کہا صاحب مجھکو بڑا قلق تھا خواجہ عمرو بیچارا
حق تھا اب مناسب ہے ہم تم ملکر حفاظت کرین اپنے ہاتھ مین اسکو رکھنا کوئی کنیز بھی اندر نہ آنے پائے ہم تم شہنا کی آج
کیفیت سے شب بسر کرینگے بوقت سحر میدان کارزار مین جائینگے لشکرون مین تیاریان ہو رہی ہین ابھی سے لشکر
افراسیاب مین بھگدڑ پڑی ہے انشاء اللہ صبح اُٹھکر آبرو بڑھائینگے تا بدریاے نیل جائینگے لوح طلسمی بھی حاصل ہوگی

تا بہ توسن چھار سو بخیبن لاچین کو ساتھ لیکر بیٹھین دونون زن و شوہر خوشیان کر رہے ہین باغبان نے دیکھا گلچین کو بڑی خوشی حاصل ہوئی سب کنیزون کو حکم دیا باہر جا کر ٹھہرو آپ نے شوہر کو ساتھ لیکر بارگاہ مین بیٹھی پردے چھوڑ دیے زن و شوہر کے راز و نیاز ظاہر مین باتین ہو رہی ہین گلچین شگفتہ باغبان فرح ناک کنیزین باہر ایک کنیز کو بلا کر حکم دیا خبردار کوئی اندر نہ آنے پائے خوشی مین گلچین نے سامنے باغبان کے کھلکھلا کر یہ غزل عاشقانہ پڑھنا شروع کی نظم

آیا مرے گھر شب کو جو وہ رشک قمر آج
قابو مین نہ دل ہے نہ سنبھلتا ہے جگر آج
اٹھ اٹھ کے غبار اپنا جو ہوتا ہے تصدق
قاتل کو مرا قتل ہے کیا مد نظر آج
کل تک تو کیا وعدۂ وصل آپنے مجھسے
زانو پہ رہا آنکے جو شب بھر مرا سر آج
وہ آئے عیادت کو دم نزع تو بولے
جلنے مین کچھ اصلاح ہے داغ جگر آج
کیا دل پہ اثر کچھ مرے نالونے کیا ہے
باندھی ہے سر قتل پہ قاتل نے کمر آج
شاید مری آہون نے کیا دل پہ اثر آج
یا غیر کو یا مجھکو کہین گھر سے نکالو
کیا گور غریبان مین ہوا اسکا گذر آج
کیا خانۂ دلمین ہے حسرت ہوئی مردہ
مجمر کا دیا کسنے کہ ہے بے طور نظر آج
ہم سینہ سپر خنجر کو ہین صبح سے بیٹھے
ہے حور کی خواہش جو عدم کا ہے سفر آج
اک سیب زنخدان کا جو بوسہ دیا اسنے
بتلائیے اے مشفق من آئے کدھر آج
کچھ ساز ہوا بخت سیہ سے ہے شاید
پہلو مرا خالی ہے گیا یار کدھر آج
بس کسکو دہی تمکو جو ہو مد نظر آج
کیون دیکھ کے خنجر کو مجھے غیظ سے دیکھا
کیون پیک الفت نے مجھے دی آکے خبر آج
معلوم ہوا خواب مین مجھکو ہوئی معراج
جلتی نہین قاتل تری شمشیر نظر آج
خورشید جہانتاب مین سوزش یہ نہوگی
لایا ہے ثمر کیا مری الفت کا شجر آج
ہو جائے ہم سر یہ ارادہ ہو جو پورا
سطوت نہین ہوتی شب وقت کی سحر آج

باغبان خوش محظوظ بیٹھا ہے گلچین نے آج خوشی مین خوب خوب شعار پڑھے خواجہ عمرو نے برق کو حکم دیا ہے اے نور نظر باغبان کو شہزادی ہے دل مین مگر ہوک اٹھ رہی ہے دمبدم یہی دل کہتا ہے کوئی افتاد پڑیگی بعد گھڑی گھڑی کے قریب بارگاہ جایا کرو یہ مخفی فکر رکھو شام کو صرصر شمشیر زن استانی تمھاری فقیرنی لشکر مین پھر رہی تھین ابھی مجھکو دیکھکر بھاگ گئین یقین ہے فکر باغبان مین آئی ہون مین بھی تدبیر مین ہون تمکو بھی واقف کر دیا چالاک وغیرہ سے بھی کہدو بڑا افراسیاب آج شب قیامت ہے دیکھو ساحران افراسیاب بھاگے جاتے ہین ہر جگہ یہی چرچا ہے کہ کل باغبان کے ہاتھ سے نہ بچین گے صدہا شہنشاہ مصور اسرافیل ہے پروردگار ہمارا الفیل ہے کیا اقبال طلسم کشا کا تحفہ ہمکو ملا آج رات بھر افراسیاب جاگا ہے بارگاہ مین اپنی سنتا ہون بیٹھا ہوا ہے جاسوسون نے مجھکو خبر دی تھی کا نام جپ رہا ہے برق نے کہا استاد مین جاتا ہون ایک جانب برق گیا ایک سمت خواجہ چلے جہان گلچین نے خوب اشعار پڑھے باغبان خوشی مین بیٹھا ہوگا بار دیکھے گلچین نے کہا لو صاحب آج بھی رات تو خیر سے کٹی اک جام نوش کرو یہ کہکے جام

پھر باغبان نے کہا آج کی شب شراب کا پینا اچھا نہیں ہو گلچین نے کہا تم بیہوش نہ ہو گی بخوبی ہوشیار رہو گی ناچار
ہوکر باغبان نے جام شراب پیا پیتے ہی ہوش اڑگئے زبان مین لکنت سحر فراموش گھبرا کر کہا صاحب شراب نے
بہت نشہ کیا گلچین نے کہا بیرون بارگاہ نکلا ہوا کھاؤ کھڑے ہوکر ٹہلو ابھی نشہ کم ہو جائیگا تمھاری عقلمندی سے
بعید ہو شراب نوشیدہ ہو باغبان گھبرا کر اٹھا بیہوشی نے طمانچہ مارا باغبان لڑکھڑا کر گرا گلچین نے نعرہ کیا ستم ملکہ صرصر
شمشیرزن صورت یہ ہوئی تھی کہ شام کو صرصر لشکر مین آئی پہلے اک کنیز گلچین کو پکڑا اسکی صورت بنکر خیمہ گلچین مین
آئی گلچین کو الگ بلایا باتون مین لگا کر گلوریون مین بیہوشی کھلائی گلچین کو بیہوش کرکے صندوق مین بند
کردیا آپ بشکل گلچین بنی پلنگ پر سورہی اسطرح باغبان کو بیہوش کیا شہنال سر نیچا چاک کرکے بھاگی دروازہ
گلچین کے جو کنیزین بیٹھی تھین انھون نے دیکھا پشت سے کوئی سیاہ پوش جاتا ہو آواز دی کون ہو کچھ صرصر نے
جواب نہ دیا کنیزین گھبرا کر بارگاہ مین آئین دیکھا باغبان بیہوش پڑا ہو گلچین ندارد کنیزون نے ہوشیار کیا
باغبان گھبرا کر اٹھا کنیزون نے کہا حضور شہنا کیا کی دیکھیے سرنیچہ بھی چاک ہو ملکہ گلچین کہان گئین باغبان مضطر
ہوگیا کہا صاحبو غضب ہوا زوجہ کے لیے بہت بیقرار ہوا خیمے مین تلاش کرنے لگا کنیزون نے صندوق کھولا اسمین
گلچین کو بیہوش پایا ہوشیار کیا پوچھا صاحب یہ کیا معاملہ ہوا شہنا مجھسے کوئی لیگیا تو صاحب مین منھ دکھلانے کے
لایق نہ رہا مین نے تقاضا کرکے شہنا خواجہ سے لی یہ کہکر باغبان نے تلوار کھینچی کہ اپنا گلا کاٹ لون گلچین لپٹ گئی
کنیزین پیٹنے لگین خواجہ عمرو پھرتے ہوئے آنکلے دیکھا باغبان کے خیمے مین بڑا ہلڑ ہو اندر چلے آئے تو یہ معرکہ دیکھا کہ
باغبان گلا کاٹنے پر آمادہ ہو گلچین لپٹی ہوئی رورہی ہو کہتی ہو صاحب برائے خدا اپنے ہاتھ سے اپنی جان دیتے ہو
خواجہ عمرو کو خدا سلامت رکھے وہ کچھ نہ کہینگے مگر بیشک اب کبھی موت آئی عمرو نے آتے کے ساتھ ہی ہاتھ تھام لیا
کہا ای باغبان یہ حرکت نہ کر جس پروردگار نے جب سامان کردیا تھا وہ اب بھی رحم کریگا یہ کہکر باغبان کو مطمئن
کیا گلے سے لگایا کہا فوراً لشکر تیار کرو مین تلاش مین صرصر کے جاتا ہون تا بہ بارگاہ افراسیاب جاؤنگا لشکر مین
تیاری ہونے لگی باغبان کہتا ہو خواجہ نے مجھکو سمجھایا کچھ نہین فرمایا مجھے بڑی ندامت ہو صاحب غیرت کی خرابی ہو
ملکہ مہرخ وغیرہ کو کیونکر منھ دکھاؤنگا خواجہ تو بالکل غیب دان مین فرماتے تھے کوئی افتاد پڑیگی مین نے اسکے زبردستی
شہنا کو لیا فلک نے گردش دکھائی مین جاکر افراسیاب سے لڑونگا مہرخ وبہار بھی نکلین آفات جادو شوہر
ہلال سحر افگن آیا اسنے حال پوچھا معلوم ہوا خواجہ تعاقب مین گئے یہ بھی چلا ایک جانب سے سرخ مو کاکل کشا
اسد نامدار بھی یہ خبر دہشت اثر سنکر سوار ہوئے کوس نقارے بجے علمہائے زرنگاری کے پھریرے کھلے سب سردار چلے

لیکن افراسیاب نے جب صرصر کو روانہ کیا تھا آپ اک گوشہ میں صحرا کے اگر ٹھہرا تھا لشکر میں بھی حکم دیدے آیا تھا کہ تیار رہنا حیرت تمام لشکر کو لیے تیار رہے ساحروں کی کمربندی کرا رہی ہے ساحروں میں بھی غافلہ ہے صرصر سے عیاری گئی ہے اگر شہنا لائی تو خیر ہوئی ورنہ صبح کو ایک زندہ نہ بچیگا لیکن صرصر بھاگی ہوئی جاتی ہے آخر رات فراش نور ماہ تاباں نے فرش چاندنی بچھایا ذرہ ہائے ریگ بیابان مثل ثابت و سیارگان چمک رہے ہیں چہار جانب سناٹا اس دشت ویران میں صرصر بھاگی ہوئی چلی آتی ہے کہ پشت پر سے آواز آئی اے جان جہان آرام دل مشتاقان او معشوق سرکش از ہوش کہاں جاتی ہے خدا ٹھہر جا عاشقوں کو صورت دکھلا دے دل بیتاب ہے مجہجر دن فرقت کے راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کر گذرتی ہیں نظم

میں دل کی طرح آنکھو پہلو سے لگائے ہوں
ناسور ہرکے دل میں رہ رہ گئے منہ کر کے
کس واسطے خفا ہو گھبرائے ہو کیوں اشنا
کیوں کھینچ دامن میں منہ چھپے گئے اختر کے

ارمان نکل جائیں کچھ عاشق مضطر کے
سب زخم ہیں رستہ میں قاتل ترے خنجر کے
کہہ دیتے ہو باتوں میں جو حال گذرتا ہے
دو باتیں ہیں عاشق کی قصے نہیں دفتر کے
پڑتی ہے نظر جیسا خالی نہیں روزن سے

آنسو نہ مرے پونچھو دیکھو تو دو جی بھر کے
دیکھیے جو غضب تیر کچھ کہہ نہ سکے ظالم
پڑھ لیتے ہو تم اتنے الفاظ مقدر کے
کچھ سیکھ لیا شاید انداز تمہارا اسنا
عاشق کے بھی دل میں میں انداز کے گھر کے

یہ اشعار بہ لطف عمرو نے پڑھے صرصر نے پلٹ کر دیکھا عمرو چھپا ہوا چلا آتا ہے نزدیک پہنچکر ٹھہر گئی شہنا بغل میں چھپالی کہا اے عمرو میرا کیوں پیچھا کرتا ہے شہنائے جمشیدی خمیرہ ملقب نمرن لیگئی وہ بارگاہ میں پہونچی ہوگی عمرو نے کہا آج تمکو جانے نہ دونگا اور باتوں کا بھی ارادہ ہے کہ تمہاری تمنا ترسون نہیں تو شہنا پھینک دے میں ان فقروں کو نہ مانونگا بہتر اسی میں ہے شہنا لیجانے دو ونگا صرصر نے تیغ کھینچا عمرو بھی چلا دس پانچ قدم کا آپس میں فاصلہ ہے کہ درہ کوہ میں سے آواز آئی اُستانی تسلیم عرض ہے پلٹ کے صرصر نے دیکھا مہتر قران معبدہ بکر تشبیہ ہوئے آتا ہے یہ بھی کہ اے صرصر غضب ہوا یہ کالیا بیڈھب ہے معبدہ ماریگا پانو ٹوٹ جائیگا کون دستگیری کریگا افراسیاب ناقدر خبر بھی نہ لیگا مہتر قران جھپٹ کر چلا کہتا ہوا کہ اُستانی رحم کرو ایسا نہو مجھسے بے ادبی ہوجائے ہم تمہارے چھوٹے ہیں چھوٹوں کا منہ لگانا اچھا نہیں صرصر نے شہنا بغل سے نکالی سامنے مہتر قران کے پھینکدی کہا لے گلو ٹھسے لیجا ادھر سب ناموں جمع ہیں کوئی بھی ہماری مدد کو نہ آیا ادھر سے جادوگر بھی نہ آئے میں عیار بھی ہوں بھگنے جانبازی اسکا نام ہے اپنی جان بچاؤ جیسے ہی صرصر نے شہنا پھینکی افراسیاب گوشہ صحرا سے دوڑا پکارتا ہوا اے صرصر میں آپہونچا نہ گھبرانا ایک طرف سے سرما و ابرلق فوج لیے ہوئے آتے تھے صرصر نے کہا اے شہنشاہ بڑی دیر لگائی میری جان پر بنی ہے میں نے شہنا پھینکدی عمرو نے دوڑ کر اٹھالی کہ آفات جادو غوس بلالی

اگر یہ ہوچکا عمرو نے کہا اے آفات لینا گریبان سحر چاک ہوچکا ہے آفات نے دوڑکر شہنا کو لیا بجاتا ہوا بڑھا افراسیاب
کانون مین انگلیان دیکر بھاگا جو ساحر آگے بڑھ آئے تھے وہ جھنڈ کے جھنڈ شہنا سے بیہوش ہوکر گرے آفات نے ٹانگ
پکڑکر کسی کو چیر ڈالا اب مطمئن ہوکر بڑھا جب شہنا بجائی جسکے کان مین آواز گئی وہ بیہوش ہوکے گرا حیرت جادو نے
غل مچایا ارے یارو بھاگو غضب ہوا آفات جادو کے ہاتھ مین شہنا ہے جمشیدی ہے اب زیست سے سبکو
ناامیدی ہے بھاگ کر کہان جائین کیونکر جان بچائین افراسیاب بھی بھاگا ہوا جاتا ہے یہان باغبان
قدرت صاحب غیرت یا تو بیتاب تھا دریاے حجاب مین غرق شرم سے کلام نہ کرتا تھا ٹھنڈی سانسین بھرتا تھا
جب اسنے یہ بڑھکر دیکھا کہ شوہر طلال سحر افگن جوان صف شکن لڑتا بھڑتا جاتا ہے ایک جانب سے بہار کا گلدستہ
چل رہا ہے ملکہ مہرخ نے بڑھکر گوسے مارے باغبان نے بڑھکر خواجہ عمرو سے کہا غلام اپنے فعل پر بہت نادم
و پشیمان ہے لیکن کچھ عرض کرونگا امیدوار ہون جو عرض کرون قبول ہو کل لشکر کو آراستہ کیجیے اب
افراسیاب کو مہلت نہ دیجیے لڑتے بھڑتے جوش و خروش مین تا بہ دریاے نیل چلیے وہان جلکر زمہریر کو
قتل کرین لوح طلسمی حاصل کرین تا بہ طلسم باطن چلیے یہ تحفہ نایاب عنایت پروردگار سے ملا عمرو نے رائے کو
باغبان کی پسند کیا کل سردارون مین یہی خبر جا ہوا کارگزارون کو ملکہ مہرخ نے حکم دیا مشیران سلطنت و
وزیران اُبہت کارگزاران خیرخواہ سرداران فلک اشتباہ ارادۂ سامان سفر پر مستعد ہوے بارگاہین
اکھڑ گئین خیمے سراپردے سب نے تمام اسباب لدوایا گیا اسد نامدار پشت مرکب بادرفتار پر سوار ایک جانب
سے دلاوران صندلی پوش اسد جوش و خروش مع تمام جوانان صندلی پوشان علمہاے زرنگاری کے
پھریرے کھلے ہوے بجیان جنگ ہر ہر ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ لشکر افراسیاب کو فرار پر قرار
دتیا پڑا بادشاہ عالیجاہ مجبور و ناچار پیدل بھاگا جاتا ہے حیرت تخت سحر پر سوار کہارون نے کاندھی
پر سحر کرتی ہوئی بھاگی جاتی ہے سرہاے برف انداز کے ہاتھ پاؤن ٹھنڈے برف برسانا بھولا ابریق
کوہ شگاف پہاڑون سے سر ٹکراتا ہوا ایسی شکست کبھی لشکر افراسیاب پر واقع نہوئی تھی سارا لشکر افتان
و خیزان ہے چند کہ افراسیاب بھی بڑی جرات کر رہا ہے ایک طور پر نہین بھاگا دو کوس جاکر ٹھہر جاتا ہے لشکر
کو روکتا ہے شعلہ بہار نے بڑھکر گلدستہ مارا دس بیس جوان دیوانے ہوے گریبان پھاڑے سر ٹکراتے ہوے
لشکر افراسیاب پر جا پڑے افراسیاب نے پلٹ کر انکا سحر اُتار ا بہار کو سامنے سے بھگایا کبھی باغبان
پر جا پڑا کبھی رعد و برق سے لڑا جہان سردارون نے غل مچایا اے آفات جادو لینا یہ بھیا پھر پلٹ پڑا

آفات شہنا بجاتا ہوا جھپٹا افراسیاب کانون مین انگلیان دیکر بھاگا منھ پیٹتا ہی کبھی قریب تخت حیرت
آیا دیکھا بال کھولے لڑ رہی ہی سر پیٹتی ہی اور ساتھ والیان کہتی ہین واری آپ مجبور و ناچار نہین ہین طاؤس
سحر بنایئے پر پرواز پیدا کرکے نکل جایئے باغ سیب مین کوئی نہ آسکے گا حیرت نے قصد کیا طاوس بنایا
جست کرکے طاؤس زرین بال پر آئی افراسیاب کا بھی دامن پکڑ لیا کہا ای شہنشاہ میرے طاؤس سحر پر سوار
ہوجیے ہزار پانچ سو کوس نکل چلیے بلکہ باغ سیب مین چلین وہان کون آسکیگا افراسیاب کہتا ہی ای حیرت
اگر مین پر پرواز پیدا کرکے بھاگون آفات جادو میرا تعقب کرے جہان جاکر ٹھہرون وہین یہ بلا پہونچیگی
آگے باغ سیب مین بھی آسیب آگیا رہنے کا ٹھکانا نہ رہے وہ بھی مقام عیش و راحت ہی نظارہ باغ سیب سے دل کو
فرحت ہی باغ مین بڑا مال ہی بانیان طلسم نے باغ سیب کو خزانہ طلسم ہوشربا قرار دیا ہی کتب خانہ جمشیدی
سلاح خانہ سامری سبطرح کے سامان وہان موجود ہین تاج طلسمی زرہ طلسمی وغیرہ یہ سب اشیاے
نادرہ طلسم شدا انھین کو ڈھونڈھتے مین ہین ایک تحفہ پاکر تو یہ لوگ مہلت نہین دیتے اگر وہ سب چیزین حاصل
ہونگی ہمارا باغبان مخمور ان اشیا کو قبضے مین کرین انکی آنتین گلے مین پڑین شہنا کو لاکر کیسا بجایا
لبون پر دم آگیا بھاگتے بھاگتے ہوش پراگندہ ہوگئے مہلت نہین ملتی خبردار ایسا قصد نہ کرنا اسی طرح رفتہ
رفتہ چلی آؤ مین بھی پلٹ پلٹ لڑتا ہون اگرچہ میری فوج کے لاکھ آدمی مارے گئے دس ہزار میرے بھی قتل کیے
صرف آواز شہنا سے بھاگتا ہون اور کسی کی کیا حقیقت ہی دیکھو سب کو زخمی کیا تمھاری ہمشیرہ صاحب نے
بہت تنگ کیا ہی میان باغبان سپہ سالار بنے ہین اسد غازی بھی آج تو لڑ رہے ہین شکیل جادو ہمراہ
رکاب سعادت انتساب اسد غازی موجود ہی جب کسی کے سحر مین وہ پھنسا وہ لوگ سینہ سپر کرکے سحر اتار دیتے ہین
مموخ نے زمین ہلادی برق لامع تڑپ رہی ہی رعد کی گرج نے ہزارون کلیجے ہلادیے خورشید زرین کمر
آفتاب عالمتاب ہوکر چمکتا ہی حدت نے زمین کو گرم کردیا تپ رہی ہی اس دھوپ مین بجلی کڑک رہی ہی
دریاے خون بہ گئے سمجھاتا ہوا حیرت کو افراسیاب چلا جاتا ہی ادھر جنگ عظیم کو جمیل ساحر جب چھینٹا
ہزار دو ہزار کو مارا جب دو پتھر مار دیا زمین تھرائی غار پڑ گئے لشکر دشمن چارسے غرق زمین ہوسے
یہ بدعتین کر رہا ہی جب آفات جادو سامنے آتا ہی ہاے ہاے کا نعرہ کرکے ہٹ جاتا ہی حیرت وزیر اپنی
سے کہتی ہی کیون صاحب یہ بلا کیونکر دفع ہوگی استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہی انجام مین اس جنگ کے
شعبدہ افسونگری دکھایا ہی افراسیاب کو بھاگتے بھاگتے ایک دن ایک رات گذرا ایک صحراے سبزہ زار ملا

مین اگر پہونچا پہاڑ پر ملکہ زمرد سبز پوش بیٹھی ہوئی تھی چار سو کنیزین ہمراہ مصروف عیش و نشاط صحبت فرحت
و انبساط دیکھا یک زمرد کے کان مین آواز جادوگرون کے مرنے کی آئی زمین تھرائی سر اٹھا کر عجب سحر کہ عظیم
دیکھا شہنشاہ سر برہنہ بھاگے چلے آتے ہین لشکر مہرخ فتحیاب فوج افراسیاب بیقرار و بیتاب ملکہ
حیرت کے بال کھلے ہوئے روتی پیٹتی چلی آتی ہے زمرد جادو خراج گذار افراسیاب ہے کوہ سبز کی حاکم ہے
شہنشاہ کو دیکھ کر تخت سے کود پڑی افراسیاب کے قریب آئی کہا شہنشاہ یہ کیا سحر کہ ہے آپ جنہ ہاتھ سے باغیون
کے شکست کھائی سنتی ہون آٹھ پہر سے آب و دانہ گذرے خاصہ تیار ہے مع ملکہ حیرت نوش فرمائیے کنیز پڑھکر
رو کے مہرخ و بہار کی کیا حقیقت ہے ابھی قیامت برپا کرونگی بی بہار کو دیوانہ بناؤنگی آپ کے باغ بیبہ
مین اکثر امتحان ہوا ہے کبھی یہ کنیز کسی سے کم نہین رہی ہے آج مقابلے کا طور ہے مقام غور ہے حضور نے مجھکو
بھی تعلیم کیا ہے کیا مین کمی کرونگی یہ کہکے کنیزون کو اشارہ کیا کنیزون نے بہ تعجیل اک چاندنی بچھا کر کھانا
لاکے رکھا افراسیاب بیتاب ہو کر کھانے پر گرا جب دو چار نوالے کھا چکا کہا اے حیرت آؤ حیرت آنکھون
مین آنسو بھر لائی کہا شہنشاہ ابھی تو غلہ سستا ہے جب دو چار نوالے کھا چکے تب ہماری صلاح کرتے ہو
زمرد قدمون سے حیرت کے لپٹ گئی کہا اے ملکہ عالم مین نے حضور کے واسطے یہ سامان مہیا کیا آپ نوش کرین
مین خود فوج لیکر ابھی لڑتی ہون آپ کے اقبال سے شکست دونگی حیرت کا ہاتھ پکڑ کے لا کر دستر خوان پر
بٹھایا حیرت خود بھوکی پیاسی تھی سیکڑون مصاحب بے بلائے بیٹھ گئے زمرد پڑھی چار سو کنیزون کو ساتھ
لیکر سحر کرنے لگی مہرخ مہوسے کاکل کشا کو زخمی کیا ہلال سحر افگن نے بڑھکر ہلال زرین مارا پانچ چار
کنیزون کو قلم کیا زمرد نے ایک برگ سبز پھینکا ہلال نے اسکو آتش سحر سے جلا دیا سحر زمرد سبز بخشش کا
مین ملا دیا اس خاک سے اک برق چمکی سر پر ہلال کے گری سر ہلال زخمی ہوا زمرد نیچہ پکڑ کے چاہتی تھی
چاہا ہلال کا سر کاٹ لون اک غول مین آفات جادو لڑ رہا تھا کنیزان ہلال نے فریاد کی اے شہریار ادھر
ملاحظہ کیجیے ملکہ زخمی ہوئین فوج زمرد کا بلوہ ہے اب انکے دشمنون کا خاتمہ ہوا چاہتا ہے چار سو جادوگرنین
کو جواب دے رہی ہین آفات نے جو پلٹ کر زوجہ کو زخمی دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا نعرہ کرکے
جھپٹا غول مین زمرد جادو کے آکر اس زور سے شہنا بجائی زمین تھرائی زمرد دھم سے بیہوش ہو کر
گری ساتھ والیان بھی بیہوش ہوئین آفات نے جھپٹ کر زمرد کی ٹانگ پکڑی چیر کر پھینک دیا اسکا
مرنا تمام صحرا آتش سیار ہو گیا نخل جلنے لگے ہر برگ و بار سے شعلے نکلنے لگے اطفلان غنچہ شاخون سے گرنے لگے

نرگس نے آنکھیں بند کرلین پیاری پیاری نظارہ بازی بھولی سنبل نے بال کھولدیے بلبلون نے غل مچایا پرون سے سر پٹتی تھین فاختہ کوکو بھولین غل سرو بصورت دار غنچہ و گل بیقرار آنکھون سے نرگس کی آنسو بہتے تھے آہ اے آئی اکشتی مرا نام مین زمرد جادو بود پہاڑ ہمراہ اگر کر اگنی سوکنیزین جل گئین ہنگامہ برپا ہوا پایا تو افراسیاب کھانا کھارہا تھا چند نوالے بھی نہ کھانے پایا تھا سیکڑون مصاحب بیٹھ گئے تھے غم کھانا پڑا نوالہ ہاتھ مین لیکر بھاگے فوج اسلام نے آکر وہان کا مال بھی لوٹ لیا لکھا ہے زمرد جو قتل ہوئی باغبان بڑھکر خوب لڑا برق لامع کڑک کر گری آری ترچھی گر کر سیکڑون کے سر اڑا دیے پرے کے پرے خاک مین ملادیے کسکا دل گردہ تھا جو مہرخ کا گولہ روکتا ستر دسو نقارے بجے صحرا کی تاریکی پہاڑ کا گرنا سیکڑون کے سر پھٹ گئے بڑے بڑے جوانمرد جان کے خوف سے میدان سے ہٹ گئے افراسیاب بھاگ کر تھوڑی دور آیا سرما دابرلق نے قریب آکر کہا دیکھیے کوہ زمرد کا مال لٹ گیا کیا ملک سرسبز و شاداب تھا خاک اڑنے لگی زمرد نے بڑے ملعت سے بسایا تھا یہ دن بربادی کا یاد نہ تھا رعایا بھی بھاگی جاتی ہے اے شہنشاہ اب تو بھاگتے ہوئے شرم آتی ہے آخر کہا تک بھاگئین آپ کیا سوچے ہین کوئی مقام حفاظت تجویز کرلیا ہے غلامان جان نثار کی یہ صلاح ہے اب اسی مین فلاح ہے کہ اسی مقام پر ٹھہر کر مرجائین دس پہر گزرے بھاگتے ہوئے مگر آپ بادشاہ طلسم ہوشربا مین اگر کوئی مقام محفوظ ذہن مین ہو نام بتلایے فوج کو ہدایت کرین کہ دس منزل یا بیس منزل پر جاکر مہلت ملیگی دو دن بھاگین دس دن بھاگین کہین انتہا بھی ہے آپ تو خاموش ہین کچھ تو فرمایے سب رفیقون نے جو افراسیاب سے یہ کہا اُس مغرور نے آنکھون مین آنسو بھر کر جواب دیا ابھی تک کوئی مقام محفوظ میرے ذہن مین نہین ہے جہان مین جاؤنگا یہ لوگ میرا پیچھا نہ چھوڑینگے ہرکارون نے مجھکو خبر دی کہ باغبان سکو آمادہ کرچکا ہے کہ شہنشاہ کے وسیلے سے لوح طلسمی لو نرمہر یہ کو قتل کرو افسوس ہے کہ زندانخانۂ طلسمی کا پتا دے چکا سار یان نژادے سے مین کہدیا زندانخانۂ طلسمی تعلق تو سن حصار ہے پر اسے رہائی لاچین بھی یہ لوگ ضرور جائینگے رائے تم سب صاحبون کی میری پسند کی بیشک فوج کو روکو جو ہونا ہو اسی مقام پر ہوجائے اب قدم نہ ہٹے مین بھی آج طبقے زمین کے ہلادونگا تم سب ملکر لڑائی کو روکو مین اسد کو پاکر مار ڈالون سب کے جی چھوٹ جائینگے بس اس سے بہتر کوئی بات نہین ہوسکتی اس رائے کو پسند کیا افراسیاب ٹھٹا سب سردار رکے تاجدارون نے بھی پرے جمائے یہی صلاح قرار پائی کہ ہم سب ملکر فوج کو روکین شہنشاہ اسد غازی کو مار لین ورنہ یہ لوگ نہ رکینگے یہ کہکر بڑھا کچھ سنگریزے اٹھائے فوج مہرخ پر مارے پتھر تمام برسنے لگے باغبان و بہار نے

پڑھکر اُس سحر کو دفع کیا لیکن برق تڑپتا ہوا قریب مہرخ و بہار آیا کہا حضور مین افراسیاب جادوگر بنا ہوا
کھڑا تھا افراسیاب مع تمام سردار بھاگتے بھاگتے عاجز ہوے اب افراسیاب یہ کہکر ٹھہرا کہ سب سرداران جرار
لشکر فوج کو روکین مین پتھر برساکر اسد نامدار پر جا پڑون اسد غازی کے پاس کوئی تحفہ نہین ہے بیشک اُنکے
دشمنون کو پکڑ لیجائیگا اپنی جان سے عاجز ہون ابھی مار ڈالیگا سب لڑائی بیکار ہو جائیگی بے لڑے بھڑے فوج
شکست کھائیگی آپ صاحب قریب مرکب طلسم کشا رہین اگر وہ آئے سب صاحب ملکر گرین طلسم کشا تک
نہ آنے دین آفات جادو سے کہو کہ شہناے جمشیدی لیکر آگے بڑھے افراسیاب جادو کو آپ کی فوج مین
نہ آنے دے وہ اُسی کے سامنے سے بھاگے گا کسی سحر کو نہ مانیگا خدا نخواستہ اگر طلسم کشا کو گرفتار کر کے
لے گیا تو غضب ہوا برق سے یہ خبر جو سنتے سنی باغبان و بہار و مہرخ ہوے کاکل کشا و رعد و برق لامع
و شاہزادہ خورشید زرین سحر وغیرہ چار سو سردار نامدار سینہ سپر کرکے روبروے مرکب اسد نامدار آکر ٹھہرے
آفات جادو کو ترغیب دی ای شیر بیشۂ جرأت افراسیاب جادو نے یہ صلاح کی ہے اپنے آقاے نامدار طلسم کشاے
عالیوقار کی حفاظت کرو اب افراسیاب جادو عاجز ہوا ہے قصد ہے کہ طلسم کشا پر جا پڑے پتھر سنگ دلانے برسائے
ہزارون کے سر پھٹے صرف اسی کتنے پر بناے فتح و ظفر ہے دیکھین تقدیر تا بہ دریاے نیل پہونچائے یا راہ مین فلک
سامان شکست دکھائے آفات جادو شہناے جمشیدی ہاتھ مین تیغ کھینچے ہوے صف سے آگے بڑھا اب اُس
صحراے پرہول مین یہ جانبین کے جم گئے اہالیان فوج افراسیاب جادو بھی بھاگتے بھاگتے تھم گئے ملحوظ
خاطر ناظرین رہے ادھر فوج مہرخ ادھر فوج بیحساب افراسیاب خانہ خراب سب کے ملازم بیقرار دیتا بہم
آمادۂ جنگ و پیکار سے قضا بیچ مین پڑی تھی کے آکر آفات جادو نے شہنا بجائی دو چار ملازمان افراسیاب
جادوگر سے آفات جادو نے بڑھکر اُنکو مارا کئی سردارون کو للکارا کئی کو چیر کر پھینک دیا اسی طرح
شہناے جمشیدی بجاتا ہوا طرف افراسیاب جادو کے چلا افراسیاب جادو سامری جمشید کو گالیان
دیتا تھا کبھی لقا کا بذلت نام لیتا تھا پکارتا ہے کہ او لقا جسدن سے بیحیا میری عملداری مین آیا ہے ہزارون
ساحر مارے گئے ملک برباد رعایا ناشاد آج تو شکست فاش حاصل ہوئی ارے ظالم تیرے کان پر جون
نہین رینگتی کیسا جاگتی جوت کا خداوند ہے حیرت بولی وہ بیحیا خود پسند ہے خود بھاگا بھاگا پھرتا ہے وہ کیا
مدد کریگا سامری و جمشید بہتر ہین لات و منات سبکے افسر ہین دم خبیثہ کو پکار رہے وہ نیند رہا شاید
اینٹھتی کودتی چلی آئے یا لات و منات کو شرم آجائے ہاے کسکو پکارون ان خداوندون سے تو ہزارون

ہوکر روزن دریچے مین شہر مین ہزارون کوس پر پرواز پیدا کرکے جاتے ہین اپنے ملازمون کو بچاتے ہین
یہ سب خداوند میرے ہوگئے ہین حیرت نے بال سر کے کھول لیے دونون ہاتھون سے پیٹ رہی ہے افراسیاب
جادو کے دامن سے لپٹی ہوئی ہو کہتی ہو برائے سامری آگے نہ بڑھیے اے شہنشاہ کیا مجھکو بیوہ بنائیے گا وہ
گھوڑا کس زور سے شہنا بجا رہا ہے اسوقت لشکر مین افراسیاب کے عجب تلاطم ہے بڑے بڑے تاجداران
جلیل القدر و سرداران نامی و گرامی کو آفات جادو نے مارا ان لوگون تک کھیت پڑا زراعتین پامال
قلب سامری پریشان پر ہجوم غم و ملال سب سر پیٹے رہے ہین یقین ہے کہ افراسیاب جادو پر اب آفات
جادو جا پڑے افراسیاب جادو ہٹا جاتا ہے منھ چھپاتا ہے یکایک آسمان پر برق چمکی سب نے دیکھا کہ ایک
ساحر مہیب پیر زمین گیر کمر مین خم جسم مین جھریان پڑی ہوئی تنگ خاندان بالکل برہنہ آواز دیتا ہوا
کیون افراسیاب خانہ خراب یہ دن مجھکو یاد تھا سنم شہنا نواز جادو آج تجھکو کون بچاتا اگر مین پہلے سے
آتا شل پلنگ خونریز کے مارا جاتا مین جانتا تھا یہ اشیاے بزرگان دین ہین انکی حفاظت نہایت دشوار ہے
تیرے قبضے مین نہ رہ سکین گی مین نے اس خیال سے تجھسے نہ کہا وقت اختتام طلسم ہوش ربا آگیا
سامری و جمشید تحریر کر گئے ہین دو سو برس مینے عبادت سامری کی گوشہ گیر رہا خداوند میرے خواب مین
آتے مین اکثر فرماتے ہین افراسیاب کو بڑا غرور ہے اسکی عقل مین فتور ہے تجھکو کسنے صلاح دی کہ مشعل
جادو کو لا مشعل کے مرنے سے ہوش ربا مین اندھیر ہوگیا جب کایا پلٹ مارا گیا تاریک مشکل کش ایسی
ساحرہ ماری گئی انکے مثل ساحر سامری و جمشید نے خلق نہین فرمائے آج مجھکو منظور ہے چراغ دین سامری روشن
کرون تو نے شمع حیات مشعل کو گل کر دیا ہمکو شرم آئی ہم چراغ ہدایت مذہب سامری و جمشید ہین ہمارے
جان دینے مین بھی بھید ہین کل کا الیاس ہوش ربا کی جان بچاتا ہون سرخ رو ہوکر خدمت سامری مین
جاتا ہون یہ کہکر شہنا نواز ٹھہراتا ہوا قریب سر آفات جادو آیا للکارا کیون اے آفات جادو سامری
پرستون کو قتل کرکے تجھے افسوس نہ آیا تو نے بوڑھے وضع خداوندون کو چھوڑا ایک خداے نادیدہ
کی پرستش کی اب قتل شہنشاہ طلسم ہوش ربا مین کوشش کی یہ کہکر اس پیر زمین گیر نے خنجر بران کمر سے
کھینچا گلے پر اپنے پھیرا خون اپنا خود چلو مین لیکر شہناے جمشیدی پر پھینک مارا شہناے جمشیدی ٹکڑے
ٹکڑے ہوگئی وہ صداے مہیب آئی کہ زمین صحراے پر ہول تھرائی اسی شہنا سے ایک برق چمک کر مثل
شمشیر آبدار تڑپ کر سر پر آفات جادو کے گری یہ بہادر ستار گلشن جہان ہوا لاکھون صداے مہیب سے

بیہوش ہو گئے وہان کوہ زبرجدی پر آفات چہار دست بدست بیٹھی ہوئی شراب خواری کر رہی تھی یکایک
آواز مہیب آئی کنیزان سامری پیٹنے لگین کسی کا سر پھٹ گیا کوئی ہائے کہکر گری سو تیلیون کے سر پھٹ
گئے تڑپ تڑپ کر ہلاک ہوئین چار سو اب باقی رہین انکو آفات نے گود مین لیکر کمرے مین بند کیا بیٹھی ہوئی
دوڑی اسیوقت اُس صحرا مین پہونچی کہ آواز آرہی تھی کشتی مرا نام من شہنا نواز جادو بود منتظم حجرۂ چہارم
افراسیاب خانہ خراب خاموش کھڑا رہا تھا اہل اسلام نے بعد اس قیامت کے قصد کیا معاوضہ خون آفات
لین لشکر افراسیاب جادو پر جا پڑین افسوس یہ ہر کہ ہمارے افسر نامی و نامور صاحب شوکت ولیاقت
جانباز سرفروش نے کس جرأت سے جان دی یکایک آسمان سے نعرہ ہوا اے نمک ملکہ آفات چہار دست باغیو
ای مسلمانان خون شہنا نواز ہو چکا فلک تخم بدعت کشت امید مین بو چکا ارے کیون قضا دامن گیر ہوئی ہو
تم سبکے مٹانیکی تدبیر ہو چکی ہو یہ کہکر آفات چہار دست گری افراسیاب و حیرت کو پنجے مین اٹھا لیا
سرباو ابریق کو آواز دی لشکر لیکر پلٹے جاؤ بادشاہ تمھارا فوج لیکر آئیگا اے مہرخ وغیرہ اپنی جان کو
غنیمت جانو پلٹ جاؤ مہرخ وغیرہ نے دیکھا اندھیرا ہو گیا چلتے چلتے آفات سحر کر گئی سیکڑون پامال
ہوئے مہرخ وغیرہ نے پلٹ کر لاشہ اس شیر کا اٹھایا یا تو خوشی خوشی کرتے ہوے جاتے تھے یا گریان
و نالان واپس پہنچے ایک صحراے معقول مین لا کر لشکر کو اتارا اہل اسلام بعد دفن آفات شکریہ پروردگار
مین مصروف ہوے کہ پروردگار نے بڑی بلا سے ٹالی اگر یہ شہنا اسطرف سے بجتی تو شہنا نواز کا پہلو اگر اپنا
نکلا کا مٹتا خدا نے اپنا فضل شریک کیا اہل اسلام تو مصروف عیش و نشاط ہین کوکب روشن ضمیر کا نامہ بنام
عمرو آیا اُسمین مبارکباد فتح حجرۂ چہارم تحریر تھی بتاکید لکھا تھا کہ خواجہ سلامت تمام ہونے پر حجرۂ چہارم کے
اسقدر خوشی نہ کیجیے ہمارے پاس تشریف لائیے ہمین آپ سے صلاح کرنا ہر اب سامنا بلاے عظیم کا ہر اُس
بلاے سخت و صعب سے خدا محفوظ رکھے خواجہ عمرو اسی وقت طرف طلسم نور افشان کے روانہ ہوے ان سب کو
تو اپنے اپنے حال مین چھوڑیے اب داستان دلستان سحر بیان حجرۂ پنجم کی تحریر ہوتی ہر ناظرین والا تمکین نظر
غور ملاحظہ فرمائینگے یقین ہر لطف کامل اٹھائینگے بہت مسرور ہونگے کیونکہ اس حجرے مین ایک لفظ بھی
مصنف اول کا نہین ہر لفظاً لفظاً حقیر نے تحریر کیا باغ تحریر مین گلکاریان نئی نئی عیاریان بعید
شد و مد اس حجرۂ اخیر مین تحریر ہونگی یہ بھی نشان دے چکا ہون کہ نام حجرۂ ہفت بلا ہر پانچ حجرے طلسم
ظاہر مین اور دو حجرے طلسم باطن مین وہ بروقت دستیاب لوح کے مرحلہ جات طلسم باطن پر بیان ہونگے

وہ کلمہ داستان سحر عنوان رنگین بیان حجرۂ نجم بلا جسکا حاکم و ناظم ملک اخضر گوہر پوش وہ دختران اخضر ملکہ لعل سخندان و یاقوت سخندان مین اول جانا افراسیاب کا بر سر قلعۂ عقیق نگار اور ذلت اٹھانا ہاتھ سے کنیزان سامری کے اور وہان سہو نجار عیاری خواجہ عمرو سامنے اخضر و لعل و یاقوت کے و دیگر حالات متعلق داستان ہذا لائق ملاحظۂ ناظرین والا تمکین ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا ساغر آفتاب
خبر لے کہ رندون مین ہی شور و شر
تواریخ ساقی خود کام سے
نکر سکدے کی خرابی مین کد
نگہ مہر کی ساقیا کر گیا
ہر اک لفظ ہی رشک شمس و قمر
ہر اک سطر ہی غیرت کہکشان
سپیدی کاغذ بیاض سحر
قمر ہو رقم مہ جبینون کا حال
کہ کھلتا ہی اب حجرۂ نجمین
فلک پر چمکتے ہین دو ماہ نو
دو سرو خرامان باغ کمال
سراپا کا انکے کرون کیا بیان
دہن غنچۂ گلشن امتیاز
فصاحت سخن مین بہ حسن قبول
اشارون سے ظاہر فسون سا زبان
ہر اک بات مین عشوہ و دلبری
روان ساتھ نہرین مین باشد و مد
دل و جان سے مشتاق ہون ناظرین

ہی میخانۂ دہر مین انقلاب
عبث دشمن جان ہی پیر مغان
صدا آتی ہی یہ لب جام سے
تصور مین ہی ساقی ماہرو
دیا داغ قمر آسمان پر گیا
ستارون کی ضو رشک سے ماند ہی
منور ہین اوراق اے مہر بادہ
زمین شعر کی غیرت طور ہی
بوجہ حسن لکھ حسینون کا حال
دو گوہر عیان ہونگے اک درج سے
دو نجم درخشان دکھاتے ہین قمر
در منظم کے ہین کہان جوہری
حسین مہ جبین قاتل عاشقان
وہ دندان پہ نور سلک گہر
لبون کو مسیحا کا رتبہ حصول
وہ رخسار رشک شہ خاوری
شہنشاہ اقلیم افسونگری
بدہ ساقیا ساغر مشکبو
کہین اے قمر آفرین آفرین

مرے ساقی حور وش بیخبر
ہی میخوارون کی تاک مین بیگمان
بدہ جام گل رنگ باشد و مد
شراب مضامین کی ہی جستجو
ہوا آفتاب بیان جلوہ گر
ہر اک دائرہ حرف کا چاند ہی
ہر اک نون ہی رشک دور قمر
تو قرطاس نور اعلے النور ہی
شش و پنج ہی دل رہی ہی زمین
مہ و مہر طالع ہون اک برج سے
بہار گلستان جاہ و جلال
کہ ہی داستان لعل و یاقوت کی
قدش سرو گلزار راز و نیاز
زبان ماہی بحر قند و شکر
نگاہون مین ہین شعبدہ بازیان
مہ و مہر بھی جھکتے ہین مشتری
ہوئی جوشش دریا مین مجھکو جو
اب اس داستان کی ہوئی جستجو
چہرہ ساقیان خمخانۂ افسونگری

وسرستان بادہ مروق سخن پروری مدہوشان ساغر صہبائے حسن وجمال وسرستان شراب بیکدۂ کلام فصاحت
مال ساقی قلم کا بصد چشم میخانۂ قرطاس مین دور ہی ای بادہ کشان میخانۂ سخنوری جائے غور ہی شعر
سخن سنج ودانائے شیرین مقال + چنین می نگارد زرکلک خیال + بعد اختتام حجرۂ چہارم شہنشاہ کوکب
روشن ضمیر باتدبیر مع نور افشان جادو قصر جمشیدی مین مراتب واقعہ ملاحظہ کرکے عیاریون پر عمرو
کی وجہ کر رہا ہی جو سمر کے بیان گذرے اُس روشن دل نے آئینہ مین معائنہ کیے خواجہ کو نامہ لکھا کہ میرے
پاس تشریف لائیے عمرو بعد فتح وظفر دربار مین آکر جلوہ فرما ہوئے تھے بعد عرصہ دراز مقدمہ شہنا سے
مہلت کامل حاصل ہوئی ملکہ بہار کہہ رہی ہی خواجہ یہ نہ سمجھنا کہ اطمینان ہوا اب باری حجرۂ پنجم کی ہی ملک
اخضر گوہر پوش ہمزلف کوکب روشن ضمیر حاکم حجرۂ پنجم ہی مصاحب سامری دونون بیٹیان اُسکی شہنشاہ
اقلیم افسونگری بے مثل وبے نظیر حسن وجمال مین رشک ماہ منیر سحر وساحری مین طاق شہرہ آفاق افراسیاب
کا قصد تھا ملکہ یاقوت کے ساتھ شادی کرے حیرت کے ساتھ شادی ہوگئی وہ مقدمہ ملتوی رہا دوسرے یہ کہ
اخضر گوہر پوش کو یہ بھی ناز تھا کہ افراسیاب خود آئے ملکہ یاقوت کی خواستگاری کرے تب شادی کرون
افراسیاب نے اپنا جانا قبول نہ کیا اسوجہ مین یہ مقدمہ ملتوی رہا اب خود خواہش کریگا راضی کرکے اُنکو
لائیگا اگر وہ آئین زمین وآسمان ٹھہرا جائیگا دو نہرین آب سحر کی اُنکے ساتھ رہتی ہین اُنہی سے سب کچھ پیدا
ہوتا ہی پانی کے قطرون سے لڑنے والے جلتے ہین اُنھین نہرون سے دو افسونگری نکلتے ہین اخضر گوہر پوش
کے پاس ایک گنبد بلوری ساختہ سامری ہی کہ جسمین تمام دنیا کا حال معلوم ہوتا ہی اُسپر کسکی مجال ہی جو عیاری
کرے جب آپ قصد کرینگے اُسکو ثابت ہوجائیگا کہ خواجہ فلان صورت پر میرے پاس آتے ہین پہلے ہی سے
سد باب عیاری فوراً ہوجائیگا عیار اُس تک پہونچنے بھی نہ پائیگا خواجہ عمرو فرماتے ہین ای بہار تم ایسا کم
دیتی ہو کہ پہلے ہی سے ہوش اُڑجائے ساری مکاری عیاری بھول جائے پروردگار کی قدرت کو یاد کرو چہار
حجرہ ہائے بلا کے فتح ہونے کی کسے امید تھی ہمارے سامنے حال نہ بیان کیا کرو وہ مالک بے نیاز ہی رحمانہ
اپنا فضل شریک کریگا یہ مصرع ہر وقت باعتقاد کامل پڑھا کرو مصرع دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی تر است
فرماتے ہے عمرو کے سب خاموش ہوئے یکایک ایک ساحر تیز رو نامہ کوکب کا لیکر آیا زبانی بھی بیان کیا کہ
قصر جمشیدی مین کوکب ونور افشان تشریف رکھتے ہین آپکو بھی تکلیف دی ہی بمقدمہ حجرۂ پنجم صلاح
ہوکہ صورت فلاح ہو عمرو اُسی وقت طرف قصر جمشیدی کے روانہ ہوئے کوکب ونور افشان مع شیران سلطنت

دو وزیران باہمت انتظار مین خواجہ کے صلاح کر رہے ہین کہ خواجہ بھی آگر پہونچے سب برائے تعظیم اُٹھے خواجہ اگر
کرسی جواہر نگار پر جلوہ فرما ہوئے کوکب نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری مقدمہ طول و طویل مختصر کرکے عرض
کرتا ہون دو شاہزادیان دختران شاہ جلیل ایک میری زوجہ ملکہ ناہید مرصع پوش و دیگر ملکہ اختر گلگون پوش
زوجہ ملک اخضر خضر سیرا ہمراہ تھین از بطن اختر سے لعل و یاقوت پیدا ہوئین میرے یہان از بطن ناہید جمشید و برادر
پیدا ہوئے جب دونون سنین تمیز کو پہنچے اُسمین بطین جمشید کی نسبت ساتھ یاقوت کے قرار پائی لیکن درمیان مین
پھر کچھ کلام نہ ہوا یہی خیال تھا مقدمہ ایک جنسی ہے جب مناسب ہوگا شادی کر لینگے اسی ہوس مین زوجہ اخضر نے
انتقال کیا چونکہ زوجہ نے میری سنا کہ بہن کا انتقال ہوا اخضر سے نامہ و پیام شادی و غمی غم مین اپنی بہن کے
موقوف کر دیے مقدمے مین نسبت کے بھی کچھ کلام نہ آیا چونکہ اخضر بہت مغرور ہے درمیان مین اُسنے چاہا
افراسیاب کو داماد بناؤن لیکن شرط سخت مقرر کی کہ افراسیاب خود اگر خواہش کرے افراسیاب کو
یہ خیال تھا کہ مین بادشاہ طلسم ہوش ربا ہون وہ میرے ملک کے باشندے مثل رعایا بستے ہین خود پیغام نسبت
نہ کرون وہ بطور ڈولے کے دین بہر نوع یہ مقدمہ بھی ملتوی رہا تمام عالم مین یہ مشہور ہوا کہ وہ دونون شاہزادیان
منتظر نظر سامری ہین انکے ساتھ کوئی شادی نہین کر سکتا مین نے آپ کی شراکت کی سامری پرستون کو میرے
نام سے نفرت ہوئی مین نے بھی کچھ پروا نہ کی اب ضرور افراسیاب جادو بخواہش تمام برائے خواستگاری
یاقوت سخندان جائیگا ملک اخضر بدل و جان قبول کریگا جب انکو ظاہر ہوگا کہ ملک و مال ہمارا ہوا اگر مقابلہ
کرینگی اب انکے حالات عرض کرنا غیر مناسب ہین خدا انجام بخیر کرے انتہائے سحر انکا یہ ہے کہ عفریت خونخوار انکے
قبضے مین ہے جس وقت اسکو طلب کرینگی اگر تمام عالم انکے مقابلے مین ہوگا وہ عفریت سب کو کھا جائیگا علاوہ عفریت کے
طلسمی اور بڑے بڑے سحر ساختۂ سامری و جمشید انکے قبضے مین ہین اشارہ انکا سحر جال مین افسون لگا مین
یہ خون اگر نہر دین کو اشارہ کرین دریا بنکر لشکر حریف کو ڈبو دین اب میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ مین قبل جانے
افراسیاب کے ایک ایلچی معقول بخواہش طلب نسبت بہ اقرار قدیم روانہ کرون اگر وہ جمشید کے ساتھ راضی ہوگئیا
افراسیاب کو سوا صلح کے کچھ نہ بن پڑیگا عمرو نے کہا رائے بہت معقول ہے اسمین بھی اپنا مطلب حصول ہے
ضرور ایلچی روانہ کیجیے نامہ بھی بخواہش تحریر فرمائیے مقدمات محبت قدیم یاد دلائیے یہ بھی لکھیے کہ قول مردان
جان دارد و سخن مردان اعتبار آپ کی زوجہ مرحومہ اپنی ہمشیرہ سے اقرار کرکے مری ہین کہ یاقوت سخندان
کی شادی ہمراہ جمشید بن کوکب ہو آجتک ہمنے امورات مالی و ملکی سے فرصت نہ پائی اسوجہ سے یہ امر معطل رہا

اب ہم جمشید کو بفرزندی دیتے ہین ہمارا تمھارا مقدمہ واحد ہی اقرار قدیم شاہد ہی یقین کامل ہی ضرور قبول کرے
یہ سنکر کوکب نے نامہ حسب خواہش خواجہ عمرو تحریر کیا قصر جمشیدی کے پہلو مین چند صندوق رکھے ہین ایک صندوق
کھولا دیکھا اک تاجدار نوجوان ہاتھ سر کے نیچے رکھے سو رہا ہی کوکب نے آواز دی ای اسرار تاجدار بہت سوئے
اب بیدار ہو وہ جوان حاضر ہوکر اٹھ بیٹھا عمرو یہ مقدمہ دیکھکر حیران ہوگیا کوکب نے کہا خواجہ اسرار تاجدار
اسکا نام ہی یہ قاعدہ وان حالات نامہ و پیام ہی بہت لطف سے جائیگا بفصاحت و بلاغت کلام کریگا خضر
کو پیام دیگا اور کوئی وزیر امیر وہان نہین جاسکتا وہ مقامات سحر بند ہین اسطرح کے لوگ رازداران طلسم
نور افشان چند کس ہین اسی طرح صندوق سے مین نے بلور چہار دست کو نکالا تھا وہ سردار یہ تاجدار
اسرار تاجدار نے اٹھتے ہی تاج سر پر رکھا لباس شہنشاہی زیب جسم کیا چالیس مشیر دو وزیر چند خدمتگار وہ
بھی معقول اپنے ساتھ لیے اپنے سحر سے اک تخت تیار کیا جب اسیر سوار ہونے لگا تب عمرو نے کہا رخصت ہوتا ہون
کوکب نے کہا بسم اللہ اپنے لشکر کا بہت اچھی طرح انتظام کیجیے گا عمرو نے کہا اسی واسطے جاتا ہون جاکر بخوبی
انتظام کرونگا یہ کہکر عمرو قصر جمشیدی سے کودے سب نے دیکھا چند قدم جاکر غائب ہوگئے اسرار تاجدار بحکم
کوکب نامدار تخت پر سوار ہوا اور سحر سے اک ابر بھی بنایا وہ سر پر سایہ فگن چالیس مصاحب چار خدمتگاران
معقول اس کروفر سے اسرار تاجدار کوکب کا نامہ دار بنکر سمت قلعہ عقیق نگار برائے ملاقات ملک خضر
گوہر پوش روانہ ہوتا ہی کہ اسکا حال وقت پر لکھا جائیگا اب دو کلمہ داستان ذکر افراسیاب کہ آفات
چہار دست اٹھاکر باغ سیب مین لائی ہی سنیے جسوقت افراسیاب مع ملکہ حیرت باغ مین آکر پہونچے حیرت
جادو سر پیٹنے لگی کہا شہنشاہ گھر برباد ہوا افراسیاب نے کہا کیون روتی ہو اپنے اوپر سوت قبول کرو سب
مشکلین حل ہوجائینگی آفات چہار دست نے حیرت کو گلے سے لگا لیا کہا ای حیرت اس دن کی آرزو تھی
کیون گھبراتی ہو ایسی سوت کیسے ممکن ہوتی ہی معشوق سامری و جمشید چرخ افسونگری کی خورشید انکا کون جواب
دے سکیگا ای حیرت جادو خداوند سامری و جمشید کی قدرت کے کوئی بھید نہین جانتا یہ چارون حجرے
تمام ہونے کی ہمکو امید نہ تھی افراسیاب نہایت عقیل ہی کہنے ہمسے زمانے مین ملکہ تاریک شکل کے کہا تھا
کہ اسواسطے حجرے کھول رہا ہون کہ یاقوت کے ساتھ شادی کرون ہمین امید نہ تھی کہ یہ حجرے چارون
ایسے لڑینگے کہ معرکہ ہاے عظیم رہینگے ایسے جلد فتح ہوے اب رنج و ملال کا خیال نہ کرو شوہر کو اپنے ہاتھ
سے دولھا بناؤ لیکن اب مقدمات کو طول ہوا ہے انکے جانے نہ بنیگا انکو دیکھکر ملک خضر کو لحاظ آئیگا ملکہ یاقوت

کو ساتھ کر دیگا ملک اخضر تبوھا قیامتین برپا کریگا اُسکے سامنے عمرو عیاری نہ کرسکیگا جب عیاری کا تصور
کریگا اُسکے پاس گنبد بلورین ساختہ سامری و جمشید ہر اُس سے اُسکو کیفیت آئندہ و گذشتہ کی ثابت ہوتی ہر صاف
ہر اک بات بتلا دیگا حیرت نے اُسی وقت کو ٹھا کھلوایا آفات کے سامنے افراسیاب کو لباسہاے فاخرہ
پہنایا جو سب مین بھاری جوڑا تھا زیب جسم کیا تاج یاقوتی سر پر رکھا گوہر بے بہا اُسمین آراستہ کیے موتیون
کے مالے کنٹھے یاقوت احمر کے جو جو لباس ہاے معقول خزانے مین تھے وہ سب نکلوائے ٹیڑے کر دفر سے

افراسیاب جادو مثل دولھا کے آراستہ ہوا نظم مصنف
وہ تاج مرصع ہوا زیب فرق
جواہر کے دریا مین گویا تھا غرق
لباس زری سے ہوا آراستہ
کیا خوب اپنے کو پیراستہ
وہ موتی کے مالے بصد آب و تاب
وہ کنٹھے تھے یاقوت کے لاجواب
نگاہون مین سب سحر کے رنگ ڈھنگ
قباے زری جسم مین چست و تنگ
قریب اپنے رکھا سب اسباب سحر
قیامت کے سحر اور نایاب سحر
ہوا حکم ڈاڑھی مین کرو خضاب
کہ لڑکی کے دلمین ہو پیچ و تاب
شہنشاہ نے اپنے ہاتھ سے وسمہ لگایا

سر سے دنبال دار آنکھون مین دیا ایسا گھبرایا ہر اپنے ہاتھ سے اُٹھا اُٹھاکر شیشیان عطر کی سر پہ اُنڈیل
رہا ہر کنیزین گرد بلائین لے رہی ہین دولھا کو دعائین دے رہی ہین حیرت ہر چند کہ ضبط و صبر کرتی ہر لیکن
دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا جاتا ہر شیشۂ دل سنگ بدعت عشق سے ٹوٹا جاتا ہر آنکھون مین آنسو بھرے ہین
غصے مین کانپ رہی ہر کبھی کہتی ہر دادی جان کبھی دنیا مین ایسا امر گذرا ہر جو رو خصم کو دولھا بنائے
اب کچھ مجھکو بن نہین پڑتا جب وہ حرامزادیان آئینگی اپنے ناز و ادا دکھائینگی کیونکر مجھسے ربط و ضبط
ہوگا ایسا نہو میرے اُنکے تکرار ہو انصاف کیجیے مین دختر شہنشاہ حیات وہ میری رعایا مین اب اُنکو
بخواہش بلایا جاتا ہر اُنکے دماغ آسمان پر ہونگے روز کی گھر مین لڑائی پیدا ہوئی خوب دانتا کلکل ہوگی
مین اُنکو پاپوش سے مارتی ہون صورتین اُنکی کیا جربی کی پتلیان ہین بھیلی صورتین مٹی کی مورتین سحر
کیا وہ مجھسے زیادہ جانتی ہین یہ کہکر حیرت رونے لگی آفات نے بلائین لین کہا بی بی تیرا شوہر سلامت
رہے ایسی ایسی بہت سی آئینگی ٹھوکرین کھاکر چلی جائینگی رہتا پانی رہجائیگا بہتا پانی بہ جائیگا تو ملکہ
محل شہنشاہ ہر حسن و جمال کی ماہ ہر اُنکو کوئی اسقدر منہہ نہ لگائیگا برادری والے بخوبی آگاہ ہین
بیاہتا کا بڑا مرتبہ ہر وہ اُڑھری اُنکو کون پوچھیگا اپنے دلکو بھاری نہ کر شوہر کو دولھا بنا افراسیاب
تاج بدل بدل کے پہن رہا ہر ڈومنیان حاضر تھین گا رہی ہین تالیان مار رہی ہین جب سہرا زرتار کا آیا اور انھون

نے سر جھکایا کنیزون نے مبارک مبارک کہکر سر پر باندھا پیاری سہرا دیکھکر افراسیاب پھول گیا سہرے
کو اٹھا کر پگڑی پر لپیٹا عطر ملے جاتا ہے آفات حیرت کو سمجھا رہی ہے ڈومنیون کے آوازے رومال ہاتھ مین
دیا کہا دولھا میان رومال منھ پر رکھنا سسرال مین ٹھیر یا تین ذرا کرنا شاید کھانا سامنے آئے ضد کرنا خسر
سے اک ملک مانگنا نوالے چھوٹے چھوٹے کھانا اپنا بھولا پن دکھانا مشہور ہو گا لڑکا بہت بھولا ہے تعریفین
ہونگی لونڈیان ساتھ جاتین وہان کی ڈومنیون سے مقابلہ پڑتا یہ سہرا ہم گاتے سہرا کہو زہرہ سے گائے
آج بسم اللہ کا سہرا + سر محفل سنا گئے آج بسم اللہ کا سہرا + دوسری ڈومنی بڑی شوخ و شنگ تھی افراسیاب
کو شرمانے کے لیے یہ سہرا گانے لگی ناز و ادا کے ساتھ اپنا کمال دکھانے لگی سہرا

کیسا شادی کا مبارک ہے ترے سر سہرا
رشتۂ فکر مین گوندھینگے سخنور سہرا
صرف تار نظر عاشق صادق جو کرون
ایسے سہرون مین گوندھون تر اختر سہرا
حسن یوسف کے حسین مین ہو زلیخا گلچین
عرق حور مین کر لائین معطر سہرا
رشتۂ کاہکشان مین ہین پروئے انجم
باندھکر آیا ہے گویا شہ خاور سہرا
لعل و یاقوت مین الماس و عقیق و گوہر
شکل آئینہ ہے لے دیکھ سکندر سہرا
اہل محفل کے دماغ آج ہین خوشبو سے
داد دینگے مجھے سن سن کے سخنور سہرا

تاج کا یہ ہے ولی عہد کے سر پر سہرا
سونے مین ہے کہین آب سوا موتی کی
دلسے دین داد مجھے دیکھ کے دلبر سہرا
پیر کنعان کا اگر رشتۂ الفت پاؤن
کبھی ایسا نہو پر اسکو میسر سہرا
کم نہین مردمک چشم سے دانے گہر
بہر گردون ہے یہ گوندھا ہے سنور سہرا
عرش پر قدسیون نے گوندھ کے تیار کیا
کیسا انمول ہے شاہا ترا پر زر سہرا
آج شادی سے سماتا نہین پھولا عالم
عطر سے مشک سے گل سے ہے معطر سہرا
سر پہ نوشہ کے مبارک ہو یہ سہرا آمین

گل کترتے ہین مضامین کے سہرے کے لیے
اشرفی کے ہے کہین پھول ہے پر زر سہرا
کہکشان نے تجھے عقد ثریا سے غرض
گوندھون پھر سوزن عیسےٰ سے منور سہرا
گل جنت کہون غلمان کو ہے لائین فی الفور
رگ گل تار ہے کیا خوب ہے بہتر سہرا
رخ روشن ہے جو خورشید تو سہرا شعاع
عقد پروین نہین قدرت کا ہے مظہر سہرا
ہفت اقلیم کا رکھتا ہے تماشا یہ طلسم
دیکھ پایا ہے جو پھولون کا اس سر سہرا
قدر دان پھولینگے پھولونکی طرح محفل مین
گائے قوالۂ افلاک یہ گھر گھر سہرا

ڈومنیون نے خوب دھوم مچائی افراسیاب کبھی خفا ہوتا ہے ڈومنیان کب بنتی مین دولھا کو مسخرا جاتی ہین سے
ملکہ افراسیاب کو بنا لیا شبو ڈومنی پرانی کہتی ہے میان دولھا بات نہ کیجیے کنگنا باندھی ہون دو شالہ منگوائیے
ہر کھلاؤ جاتے ہو سسرال والے پسند کرین چاندسی دلھن لیکر آؤ گھر آباد ہو آٹھوین دن لڑکا کھلاؤ دولھن معشوقہ
سامری ہے کیا عجیب ہے جلد لڑکا ہو گا ورنہ پیٹے مین انسو نگری بھری ہے افراسیاب بہت جھلایا کہا شبو مین تجھکو باغ

نکلوا دو لگا یہ کہکر بارہ دری کے باہر آیا ابر ہفت رنگ کو بڑی دھوم سے آراستہ کیا ہر ایک ابر منقش مطلا سنہری
رنگ آمیزی روا روی مین ابرون کی تیزی منسوبات ممالک انمین تیار کیے نقشۂ سکندر و دارا کیفیت فوج کیقباد
و منوچہر کہین جمشید جم کہین ضحاک ماران تخت پر بیٹھا ہی ایک جانب سے آمد لشکر فریدون کہین کوہ و صحرا کہین
دریاے جیحون نقشہ بل پر نیا دان تصویر دریاے خون روان اس رعنائی و زیبائی سے لکہا ہے ابر ہفت رنگ
کو آراستہ کیا وہ سر پر افراسیاب کے سایہ فگن ہوے چالیس فوج وزیر سرماد ابرلق بارہ ہزار جوانان زرین
پوش مصور و صورت نگار کو براے سفارش ہمراہ لیا اس کرو فر جاہ و حشم سے افراسیاب طرف قلعہ عقیق نگار
کے چلا جو سحر نایاب ہین انکو زور دے رہا ہی ابر مرواریدی سر پر کبھی موتی برسے کبھی باغ آراستہ ہوے
کئی سو کوس جب راستہ طے کیا افراسیاب نے مصور کو اسواسطے ساتھ لیا ہی کہ یہ نبیرہ سامری و جمشید مین یہ
بیان کے حال سے واقف ہونگے یہ کبھی اسطرف تشریف نہین لاے بعد عرصہ دراز معلوم ہوا کہ صحرا مین آگ
لگی ہوئی ہی صاف ظاہر ہی کہ صحراے آتش بہار ہی افراسیاب نے گھبرا کر پوچھا مرشدزادے یہ آتش کیسی شعلہ ور ہی
یہ کونسا جنگل ہی بالکل آتش بہار معلوم ہوتا ہی مصور نے کہا مین اسطرف کبھی نہین آیا نانا دادا نے اسطرف کا حال
کتابون مین بھی نہین لکھا نہین معلوم یہ کیا معرکہ ہی افراسیاب نے کچھ خوف نہ کیا تخت کو بڑھایا جب دس
کوس راستہ طے کیا دیکھا وہ صحراے آتش بہار نہین ہی صحراے مرجان تمام نخل سرخ پوش دور سے آتش بہار
معلوم ہوتی تھی اب صاف ظاہر ہوا کہ مونگے کا جنگل ہی تمام صحرا اشجار مرجان سے معمور صورت آتش تر دیکھ
دور سے افراسیاب نے بند قبا کھول دیے ہواے سرد آنے لگی نخل مونگے کے دیکھکر نہال ہو گیا کہا یہ نمونہ سواد کو
محبوب ہی کیا صحراے خوش اسلوب ہی اور جوش مین تخت کو بڑھایا سواران زرین پوش گھوڑون کو اڑاتے
ہوے آگے آگے نقیب آوازین لگاتے ہوے دور سے قلعہ سرخ معلوم ہوا دیکھا اک قلعہ یاقوت احمر بصد کر و فر تمام
دیوار و در یاقوت کے پھاٹک بہت بلند شمسہ اسکا مثل آفتاب عالمتاب چمک رہا ہی کئی ہزار پتلیان سنہری
دیوار قلعہ پر صف جمائے کھڑی ہین آمد افراسیاب دیکھکر ایک پتلی انہین سے بڑھی پکار کر آواز دی کون بے ادب
آتا ہی قریب قلعہ عقیق نگار جاہ و حشم دکھاتا ہی یہ مقام ادب ہی قریب سوار کے آکر پتلی نے باگ پر ہاتھ ڈال دیا
جھٹکا مارا آواز دی ارے گھوڑون کو پھیرو خبردار آگے نہ بڑھو تم کون ہو جو اس بے ادبی سے چلے آتے ہو
سوار زرین پوش ملازم افراسیاب غرور مین دماغ بھرا ہوا پتلی پر نیزہ مارا نیزہ ٹوٹ گیا پتلی نے اچک کر ایک
طمانچہ مارا اسوار کا سر اڑ گیا اب تو پتلی نے سوارون کو مارنا شروع کیا کسی کو طمانچہ مارا کسی کی ٹانگ پکڑ کر شل

کر پاس کشنہ چیر ڈالا سوار ان زرین پوش مین صدائے فریاد والغیاث بلند ہوئی افراسیاب نے سر اٹھا کر پوچھا ارے
یہ کیا ماجرا ہے کمیدان نے بڑھکر عرض کی ایک تیلی سنہری آگئی ہے وہ جانے کو منع کرتی ہے کئی سو سوار
اُسنے مار ڈالے کسی کا حربہ اُسپر تاثیر نہین کرتا افراسیاب نے تہر و غضب مین دیکھا وہ تیلی اڑتی ہوئی سامنے
افراسیاب کے پہونچی افراسیاب سے آنکھ ملائی تاج سر پر دیکھکر ہنسی کہا او بیحیا تو کون ہے جو تاج پہنے ہوئے
سامنے قلعہ کے کھڑا ہے یہ صحراے مرجان گذرگاہ سامری و جمشید ہے یہان کے ہر مقدمے مین بھید ہے سر سے
تاج اُتار کلاہ پہن نام اپنا بتلا ہم جاکر لعل سخندان سے عرض کرین اگر حکم قضا شیم صادر ہوگا راہ دینگے
ورنہ اِس مقام پر اِس بے ادبی سے کبھی کوئی نہین آیا یہ کہکر وہ تیلی ہنستی ہوئی سامنے آگئی ہاتھ بڑھایا کہ سر
افراسیاب سے تاج اُتار لون افراسیاب نے کلائی پر ہاتھ ڈال کر ایک طمانچہ مارا سر تیلی کا چٹخ گیا سر سے
خون جاری ہوا ایک چیخ ماری بڑی بوا دوڑو یہ بڑا کوئی ظالم آیا ہے مجھکو طمانچہ مارا میرا خون زمین پر گرا
یہ جو تیلی نے آواز دی چالیس تیلیان سر دیوار قلعہ سے جدا ہوئین آکر لشکر افراسیاب پر گرین ہزارون
کو مار ڈالا تاج افراسیاب نوچ کے پھینکدیا ہر چند افراسیاب سحر کرتا ہے وہ تیلیان قتل نہین ہوتین غصے
مین آکر نعرہ کیا ارے کیا طلسم ہوشربا فتح ہوگیا طلسم کشا کو لوح ملگئی حکماے طلسم مرگئے ارے کندن
جلد حاضر ہو یہ جو افراسیاب نے باواز بلند کہا زمین تھرائی آسمان سے حاضر حاضر کی آواز آئی ایک نازنین
سنہرے کپڑے پہنے ہوئے لچھا کنجیون کا ازار بند مین چہرہ آفتاب عالمتاب جبین پر عتاب دست بستہ عرض
کی اے شہنشاہ خیر تو ہے افراسیاب نے کہا اے کندن اے خزانہ دار طلسمی تاج طلسمی جلد لا ان بیحیاؤن نے
ہزارہا ملازم میرے مار ڈالے اب مصاحبون کی نوبت ہے مجھکو بڑی حیرت ہے ابھی اِنسے بدلا لون کندن بہت
خوب کہکر آسمان پر چلی چشم زدن مین تاج طلسمی لیکر آئی سر پر افراسیاب کے تاج رکھدیا تاج سر پر پہنکر
افراسیاب اُن تیلیون پر گرا جسپر عکس پڑگیا جلکر رہگئی کسی کو طمانچہ مارا کسی کی ٹانگ پکڑکر چیر ڈالا غرض پچیس
تیلیان افراسیاب نے قتل کین پانچ ہزار سوار و پیدل مارے گئے مرشدزادے مصور جادو اپنی جورو صورتنگار
کا ہاتھ تھام کر دور کھڑے ہوئے وہین سے خبردار خبردار کہ رہے ہین قریب نہین آتے ہین افراسیاب کہتا ہے
مرشدزادے میرے پاس آؤ یہان کا راز بتلاؤ مصور جواب دیتا ہے مین اس مقام پر آرام سے ہون مین
راز دنیا زکیا جانون کبھی اس مقام تک نہین آیا تقدیر نے نیا شعبدہ دکھایا جب افراسیاب نے پچیس تیلیان
قتل کین اب تیلیان بھاگین دیوار پر جاکر ٹھہرین دور سے غلغلہ کر رہی ہین قریب نہین آتین افراسیاب نے

پانچ ہزار سوار دس مصاحب نامدار واصل جہنم ہوئے جلو دار بھی کم ہوئے افراسیاب تاج طلسمی پہنے ہوئے
طرف اُس قلعہ سرخ کے چلا اُن تیلیون نے ہاے کا نعرہ کیا یکایک غبار بلند ہوا صحرا مین اندھیرا ہو گیا افراسیاب
بھی تاریکی دیکھکر پیچھے ہٹا بعد دم بھر کے روشنی ہوئی اب افراسیاب نے دیکھا آگے قلعہ سرخ کے اک دیوار آہن
بنکر تیار ہوئی اُس دیوار آہن مین ہزار ہا روزن ہر روزن سے ہر ایک تیلی جھانک رہی ہی آواز دیتی ہی ارے
ظالم اب نہین آتا دیوار کو نہین ہٹاتا کنیزان سامری کو بے خطا مارا نظر لیگی افراسیاب نے غصے مین آکر اک گولہ
دیوار پر مارا دنادنا ہوا دیوار تھرائی کان مین آواز آئی ارے بے وقوف یہ کیا کیا دیوار تو نہ گری تھرا کر
رنگین گولہ پھٹکر سر ملازمان افراسیاب پر گرا کئی افسر جل گئے تیلیون نے قہقہہ مارا آواز دی کیون ای خود سست
بدست بس اسی قدر سحر آتا تھا کچھ اور شعبدہ دکھا دیوار کے اس پار آ بوٹیان کاٹکر کھا مین سرکشی کا مزا چکھا دین
افراسیاب چاہتا تھا کہ گولہ لیکر بڑھے کہ قلعے کی طرف سے برق چلی آواز آئی ای شہنشاہ بس یہ کیا حرکت
ہی آپکے ملازمون کو بڑی حیرت ہی اگر کسی کے گھر مہمان جاتے مین اسکو سرکشی دکھاتے مین کیا نقصان تھا
اگر آپ لمحہ بھر ٹھہر جاتے ہمکو خبر ہوتی ہم براے استقبال آتے افراسیاب نے دیکھا یہ کون آواز دیتا ہی آہ
جو نگاہ ڈالی برق جہندہ سے اک طاؤس زرین بال پیدا ہوا اُسپر اک بڈھا سوار تاج سر پر لباس زمردین
پہنے ہوئے پکارتا ہوا آتا ہی مصور نے بڑھکر عرض کی ای شہنشاہ آپ اس بڈھے کو پہچانتے ہین افراسیاب نے
کہا نہین معلوم کون نالائق ہی بیہودہ بکتا ہوا آتا ہی سرما بریق نے دست بستہ عرض کی حضور لعل دریا قوت
کے والد نامدار مصاحب سامری و جمشید ملک اخضر گوہر پوش یہی بزرگ آپ کے استقبال کو تشریف لاتے ہین
افراسیاب دریاے خون مین نہایا ہوا تھا یا تو دولہا بنکر آئے تھے یا عروس حسرت سے ہمکنار ہوئے تیلیون کا
خون جسم پر پڑا ہوا غصے مین ابروون پر بل اشتیاق معشوقان طناز مین جی بے کل اخضر آکر افراسیاب سے
لپٹ گیا کہا ای شہنشاہ مقام تعجب ہی یہ آپکا سرکشی کرنا بدون اطلاع تشریف لانا ہم لوگ دس کوس پیشتر براے
استقبال آتے بہ اعزاز و اکرام لیجاتے کنیزان سامری نے بڑی تکلیف سہو پہنچائی افراسیاب نے کہا سبکو
کہا جاتا ان نالایقون نے ایسا پریشان کیا آخر تاج طلسمی طلب فرمایا آخر مار ابلیس کنیزین قتل ہوئین اخضر
نے کہا یہ باعث خرابی ہی آپ بادشاہ طلسم ہوش ربا ہین آپ کے واسطے یہ امورات زیبندہ نہین ہین [illegible]
ہی کہ مرشد زادے ہمراہ تھے انھون نے بھی حضور کو نہ سمجھایا یہ ذکر تھا کہ نقارے پر چوب پڑی قلعے کا پھاٹک
کھلا افراسیاب نے سر اُٹھا کر دیکھا تخت طاؤسی پر اک آفتاب محشر سوار گلعذار ماہ رخسار سیم تن غنچہ دہن

نرگسی چشم سرو قد خورشید خد بے نظیر بدر منیر نظم

وہ تھا ٹھٹھ وہ نور کا سراپا
ہر چین تھی موجۂ لطافت
دنبالہ کب انکھن سرمے کا تھا
شہباز نے وا کیے تھے بازو

ایسا نہین حور کا سراپا
آنکھین استاد سامری تھین
بیمار کے ہاتھ مین عصا تھا

وہ صبح جبین تھی صبح جنت
لٹنے مین شباب کے بھری تھین
بینی کے قریب کب تھے ابرو

افراسیاب حیران جمال محو دیدار آئینہ وار حیران و پریشان اخضر نے عرض کی دختر خرد احقر ملکہ لعل سخندان براے استقبال شہنشاہ تشریف لائی ہین وہ دختر کلان ملکہ یاقوت سخندان جنکے اشتیاق مین آپ تشریف لائے ہین وہ قلعہ یاقوت نگار مین تشریف رکھتی ہین اب تو قلعہ عقیق مین تشریف لیچلیے ملکہ سے اطلاع کیجائیگی یا وہ طلب کرینگی یا خود تشریف لائینگی افراسیاب اسی کے جمال کو دیکھکر بیتاب ہوگیا سراپا کو دیکھتا ہے ایک ایک عضو بدن نور کے سانچے مین ڈھلا ہے لعل نے آکر جھک کے سلام کیا مسکرا کر کلام کیا افراسیاب نے یہ اشعار اُس ماہ رخسار کی صفت مین پڑھے نظم

جہان مین کب کوئی تسا حسین ہے
خدا کی شان ہے عرش برین ہے
سلیمان مین بھی اپنے وقت کا ہون
میرا محبوب ایسا نازنین ہے
حقیقت خاک الفت کی بتائین
یہ ملک ہند وہ اقلیم چین ہے
نہین تڑپاتہ خنجر دم قتل
مقرر ایک ہی وہ نکتہ چین ہے

ہلال ابرو مہ تابان جبین ہے
پڑا ہون مین یہان اور دل وہین ہے
پری رو آپ سا زیر نگین ہے
نہ جا کوچے مین اسکے دیکھ زاہد
نہین جسکا فلک یہ وہ زمین ہے
اگی جب قبر عاشق سے تو نرگس
دلا صد آفرین صد آفرین ہے

ترے کوچے کی جوای تربت زمین ہے
الٰہی مین کہین ہون وہ کہین ہے
بدن پر بار ہے پھولون کا سایہ
وہ کافر رہزن ایمان و دین ہے
رخ روشن پہ خال اور زلف مین چین ہے
یہ مردم خیز ایسی سرزمین ہے
لکھا رعنا نے وصف حال جانان

لعل نے مسکرا کر کہا درج دہن کو کھولا گوہر کلام فصاحت نظام بہ تقریر مسلسل یون پیشکش کیے کہ اے ورق افتتاح شہریاری وای کان جواہر زواہر کامگاری آپ کو تو دیوان کے دیوان یاد ہین آپنے صفت مین ذلت اٹھائی لونڈیون سے آنکھ ملائی یہ کنیزان سامری نہایت گستاخ ہین یہ کسی کو نہین مانتین کسی کے شرف کو نہین جانتین ایک نے جاکر مجھسے خبر کی کہ ایک بادشاہ آیا ہے بڑا مغرور متکبر ہے آمادہ فساد صاحب ظلم و بیداد ہے حیران تھی کہ کون صاحب ہین آخر ثابت ہوا کہ سرکار دولت مدار تشریف لائے ہین کنیز براے استقبال حاضر ہوئی افراسیاب فصاحت بیان پر مرا جاتا ہے

بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہے باتون مین دلربائی ہونٹھون مین مسیحائی دو لہا بنی کھکر ہاتھ تھام لیا کبھی مسکرا کر
سامری کا نام لیا افراسیاب نے پہلو مین بٹھایا لعل سخندان نے آواز دی گرد کنیزان سرکش پشت پر
نازنینان ماہوش علمہاے زرنگاری کے پھریرے کھلے اس شوکت و شان سے شہنشاہ افراسیاب داخل قلعہ
عقیق نگار ہوے دیکھا تمام شہر کی عمارتین عقیق سرخ کی تعمیر ہر گلی کوچے بے نظیر دوکانین آراستہ دوکاندار
بزاز صراف جوہری بچے دوکانون مین جمع ہین ہر مقام پر یہی چرچا شہنشاہ طلسم ہوش ربا براے خواستگاری
ملکہ یاقوت سخندان تشریف لائے ہین افراسیاب حیران کہ تمام اہالیان شہر غیب دان ہین انکو کیونکر
معلوم ہوا اس دھوم دھام سے لاکر قصر عقیق نگار مین افراسیاب کو داخل کیا افراسیاب اگر تخت
عقیق نگار پر بیٹھا لعل سخندان نے اسی وقت ایک عرضی لکھکر خدمت مین ملکہ یاقوت سخندان کے روانہ
کی افراسیاب کے واسطے سامان عیش و نشاط مہیا کیا افراسیاب نے دیکھا ساقی بچے کمسن نازنینان
حور پیکر کا جماؤ ہر کمرہ قصر اسباب معقول سے آراستہ فرش بخاری کا نہایت تکلف سے سامان کیا ہے یکایک آسمانی
برق چمکی ہزارہا طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے آسمان سے اترے دو نہرین مملو از آب سحر ہوا سے اتر کر زمین
پر آئین طائرون نے زمزمہ سرائی کرکے آواز دی سب صاحب ہوشیار ہو جائین ملکہ یاقوت سخندان
معشوقہ خداوند سامری تشریف لاتی ہین ملک اخضر گوہر پوش کھڑا ہو گیا لعل سخندان بھی اٹھی تمام
کنیزان ماہر وصف باندھکر کھڑی ہوئین اک روشنی ہوائی ہاتھ پکڑ کر لعل نے کہا بھیا ذرا کھڑے ہو جاؤ ہمشیرہ
کلان تشریف لاتی ہین مقام ادب ہے خداوند انکا مرتبہ خوب پہچانتے ہین آپ انکو انسان جانتے ہین یہ نمونہ
قدرت سامری ہین صدہا طائر سامنے سے نکل گئے نہرین زمین پر قائم ہوئین دونون نہرون کو جوش و
خروش ہوا نازنینان مہ جبین نے سجدے کے واسطے سر جھکایا افراسیاب بھی جلدی جھک گیا اب
جو سر اٹھایا دیکھا ایک ماہ طلعت رشک حور جنت چہرہ ماہ درخشان خال نظیر ثابت و سیارگان تیلے سیتلے
ہونٹھ پان سے لال یاقوت احمر کی مثال ہے دل خون ہوتا ہے تصور سے زلفون کے جنون ہوتا ہے قد
دلجو کو شمشاد و صنوبر سے کیونکر مثال دون یہ قد قیامت ہے یا نخل نورسیدہ و چوب ناتراشیدہ بقول مخفی قطعہ

وائے بر شاعران نادیدہ غلطی را بجود پسندیدہ
سرو را قد یار می خندند سرو چوبیست ناتراشیدہ
اس غلطی کو مصنف کیونکر قبول کرے قد کو کس خیر سے مثال دون

آہ دل عاشقان کیون رعنائی و زیبائی سے معمور سایۂ نخل طوبے کہنا زیبندہ ہے چال سے قیامت نمودار

گردش چشم سے گردش لیل و نہار اظہار حسینان جہان کی سردار کبک رفتار نظم مسدس

ہین کمان ابروے خمدار نہین شک اصلا
قاب توسین بھی جھک کے ہے انکار رہا
برق سان جنبش ابروے صنم ہے گویا
چلہ کش گوشۂ خاطر سے بھلا ہین کیا کیا
وہ کمان ہے تو نگہ ناوک صید افگن ہے
لب معشوق ہو اس تیر کو یہ قدغن ہے

آہوے ناز بعینہ ہے وہ چشم جادو
لوگ کہتے ہین اسے ابلق ایام ہے تو
تازیانہ ہوا دنبالۂ سرمہ ہے سو
سرمگین آنکھین ہین آہو تو وہ شاخ آہو
مرد مو شیشے مین اتری ہے بعینہ وہ پری
چشم بد دور ہے یا مردمک چشم انکی

معجزہ فکر ہے یا معجزۂ پیغمبر
طشت از بام ہے یہ مخبر صادق سے خبر
شق کیا آپ نے انگشت مبارک سے قمر
یہ وہی منظر اعجاز ہے روے انور
ماہ دو ہفتہ دو حصہ ہے وہ چہرہ الحق
درمیان بینی ہے انگشت ہوا جس سے شق

گورے گورے وہ رخسار ہین نازک از بس
عمر بھر بوسۂ دلچسپ کی ہو جسکے ہوس
مفت ہے جان کے عوض بھی جو میسر ہو مس
بل بے مدہ ٹپکا ہی پڑتا ہے جوانی کا رس
دیکھکر کہتے ہین صورت کو ملک صل علے
رخ سے رخ چھوٹ گئے حور کے حاشا کلا

لعل سے دیجیے نہ تشبیہ لب جانان کو
ہے کہان انمین یہ لطف اور تبسم دیکھو
دونون لب کوثر و حیوان سے بھی بڑھکر ہین جو
دانت کھٹے ہوے فرہاد کے شیرین سے کہو
لب بلب ہون تو مزا قند مکرر کا آئے
جان بلب ہون تو وہ لب معجز عیسیٰؑ دکھلائے

لب مین اعجاز مسیحا ہے خواص عیسیٰؑ
واہ کیا خوب تبسم ہے یہ مضمون ذکی
بو ہے غنچے مین نہان یا ہے یہ ہونٹھون مین مسی
ہے حیا آنکھ مین پابند ہے شیشے مین پری

لب میں جو بات ہی کسی قہقہہ دیوار میں ہی
بوے خوش الہی کہاں غنچہ گلزار میں ہی

ہی عجب نکتۂ موہوم یہ پری رو کا دہن
برگ گل لب میں دہن ہی جو رگ برگ سمن

بالیقین غنچہ ہی گویا وہ دہن رشک چمن
قافیہ تنگ ہی خاموش نہیں جاے سخن

کب سکندر کو ملا قطرۂ آب ظلمات
خضر رہ خضر ہوا ہاتھ نہ آیا ہیہات

گال میں انکے قیامت وہ گلوری کا ابھار
پان کا ناز سے پھر منھ میں چبانا ہر بار

شان اللہ کی معراج میں حسن رخسار
پھر اگال انکا نہ دینا وہ دم بوس و کنار

رنگ پان پر دل عالم تو ہوا ایسے حنا
اک زمانے کو ہوا رنگ مسی پر سودا

گوری گردن ہی کہ بلور ہی سانچے میں ڈھلا
موتی مانند صراحی ہی گلے کا منکا

گل تر چہرہ گلو شاخ گل اور قد بوٹے
عاشقون کو ہی یہی تار نفس دم دھاگا

غنچہ ہاے دل عشاق میں گرہیں ہا
عشق میں انکے مجھے پھانسی ہی تار زنار

سخت حیرت ہی مجھے بلکہ عجب کا ہی مقام
حسن محبوب جو کعبہ ہی تو وہ کفر ظلام

گردن اور بازو پہ رشتہ ہی بندھا ہیکل فام
کفر کعبے سے جو اٹھے تو کہاں پھر اسلام

ہی تعجب مجھے میں اسپہ چلاؤن گنڈا
کفر و اسلام کا اس نگہ سے لڑے دون رشتا

سراپا مرغوب نازنین خوش اسلوب طرحدار حسین مہ جبین گلفام نازک اندام افراسیاب جادو صورت سحر آگین دیکھکر سحر و ساحری بھولا بھولا عارض دیکھکر بنا گل بھولا ہاتھ پانؤن میں رعشہ ہو گیا ہوش اسکے قلب سے دھوان نکلنے لگا قریب تھا غش کھا کے گر پڑے ملکہ خضر نے ہاتھ تھام لیا لعل سخندان نے کہا بھائی سنبھلیے افراسیاب نے جو گھور گھور کے دیکھا یاقوت نے شرما کر سر جھکا لیا خرامان خرامان آکر تخت یاقوتی پر جلوہ فرما ہوئی افراسیاب بنگاہ محبت دیکھ رہا ہی ملکہ خضر نے شانہ ہلا کر کہا ای شہنشاہ

ذرا ہوش مین آیئے کسواسطے تشریف لانیکا اتفاق ہوا کچھ باتین کیجیے افراسیاب نے بے ساختہ آہ کی کہا ابا جان کیا کہون ہوش مین نہین ہون کیا دل کی کیفیت بیان کرون یہ حال ہی کہ طلب پر ہجوم لشکر غم وملال ہی ان چند اشعار سے میری کیفیت ظاہر ہوگی بگوش ہوش تصور فرمایئے **نظم**

بجلی سی کوند جاتی ہے جو گلبدن یاد آتا ہے
قاتل لے کاٹے پہلے ہی مجھ خستہ تن کے پانون
مدفن کو چشم مور بلی مجھ حقیر کے
جائیگا کوئے یار مین سر سرا ٹیکے پانون
باغ جہان مین ڈھونڈھتا پھرتا ہی یار کو

خورشید نہ ہو چرخ مہ لقا گلبدن کے پانون
پہونچا ہی دم بدم بھی مین وحشی سبک خرام
کنج مزار مین بھی نہ پھیلا سکے پانون
شاطر دیکھ تو نہ لگا بیٹھنا کہین
تھکتے نہین ہیں خجستہ سخن کے پانون

جی کیا لگے کہ صحبت بے خبر بھی نہین
پہونچے جو مجھ تک ایسے کہان مین ہر پانون
پاس ادب ہے گر وہ نہین ہی مقام پا
سہندی کہان کہان مگر غنچہ دہن کے پانون
یاقوت نے تو کچھ جواب نہ دیا مگر

لعل سخندان نے لب لعلین کھولے کہا حبیبا ذرا ہوش مین آؤ سمجھ کے بات کرو مراد دل اپنی سامنے ابا جان کے بیان کرو جواب معقول ملیگا تمہارا ابھی بہت بڑا مرتبہ ہی بادشاہ طلسم ہوش ربا ہو ہمشیرہ صاحبہ کی رتبہ شناسی کرو سمجھ کے کلام کرنا عقلمندون کا کام ہی گھبرانا مناسب نہین ہی یہ بھی تو آپ کا گھر ہی ناحق کا درد سر ہی افراسیاب نے پھر ٹھنڈی سانس کھینچی کہا اے شاہزادی کیا کہون حقیقت مین مقام ادب ہی دل تردد منزل کو قدمبوسی کی طلب ہی **نظم**

من آن پروانہ عشقم کہ در آتش وطن دارم
سنان در زیر پیرہن گلستان سخن دارم
بخنجر گر بسینہ زنم چہ آوردی ہمین گویم
بحمد اللہ کہ بارے گوشہ بیت الحزن دارم

چو فانوس آتش دل را بزیر پیرہن دارم
نہ پنداری کہ در ہجرت مرا صبر است وارامے
شہید خنجر عشقم گواہ خود کفن دارم

دلم بلبل صفت از عشق تا گفت و خود دارد
ز افغان وا عہا بر داغ زغان چمن دارم
اگر در گلشن عشرت ندارم راہ اے مخفی

اس طور سے یہ اشعار افراسیاب نے پڑھے آنکھون سے آنسو بھی نکل آئے

ملک خضر نے دامن سے اشک حسرت افراسیاب پاک کیے کہا اے شہنشاہ اپنے کو سنبھالیے ہم تو صاف صاف کہتے ہین مطلب ودلی ارشاد فرمایئے اسی وجہ سے شراب وکباب کا سامان نہین کیا افراسیاب جادو مضمون خواہش شادی لکھکر لایا تھا وہ کاغذ خضر کے ہاتھ مین دے دیا کہا یہ آرزو دل ہی خضر نے پڑھا افراسیاب نے بہت عجز وانکسار سے لکھا تھا کہ اے شہنشاہ مجھکو فرزندی قبول فرمایئے مجھے دشمنون نے بہت حیران وپریشان کیا چاہتا ہون ملک ومال جاہ وجلال ممالک طلسم ہوش ربا آپکی صاحبزادی کے سپرد کرون مین فقیر بنکر قبر سامری پر جا بیٹھون اب تباہی طلسم ہوش ربا وقتل نازنینان حور مثال دیکھا نہین جاتا ایسی ایسی تصویرین مٹتین کہ جنکا جواب پردۂ دنیا مین ممکن نہوگا بہار رو مخمور ایسی شاہزادیان دشمن

جان ہوکر شریک عمرو ہوئین انکی جدائی بہت ناگوار ہی آٹھ پہر دل بیقرار ہی کوئی وقت راحت باقی نہ رہا عیار نے
عمرو نے ناک مین دم کر دیا اسد غازی بیشک تاج طلسم ہی گنبد نور سے رہائی پائی ماران زرین کمن و اسرار جادو
شریک ہوگئین عمرو کو تا بہ گنبد نور پہونچایا اسد و مہ جبین کو رہا کر لیا مہ جبین ایسی دختر بلند اختر پروردہ
مہد ناز و نعم اسپر بڑے بڑے ستم کیے لیکن محبت سے اسد کی اسنے ہاتھ نہ اٹھایا سات برس کی قید سہی
ثابت قدم کوے محبت رہی ایکطرح کا رنج و ملال ہو تو بیان کرون ایک سر ہزار سودے بس قہر سامری
پر بیٹھنا بہتر ہی اگر مناسب ہو کل طلسم پر قبضہ کیجیے نہین تو مذہب سامری مٹتا ہی ایسے خداوند مگر خود بینہ
ہین کبھی مدد نہ کی کوئی بلا رد نہ کی عمرو نے ایکی مرتبہ خاتمہ کر دیا مقام لوح و نشان قید شہنشاہ لاجین
و بدیع پوچھ لیا اب آٹھ پہر ان لوگون کا یہی ارادہ ہی کہ اپنے کو تا دریاے نیل پہونچائین واقف کاران
طلسم انکے ہمراہ ہین اگر اسد لوح پا گیا بڑا صاحب جرأت ہی یکہ تاز میدان جلالت بہادر خوبصورت نیک
سیرت لاکھون سے نہ رکیگا یہ مجھکو بڑا خوف ہی جسدن لوح اسنے پائی دن دہاڑے میری بارگاہ مین گھس
پڑیگا افسوس ہی کہ مین غیر ساحر کے سامنے سے بھاگون بہتر یہی ہی کہ ترک سلطنت کرون ملک اخضر نے بڑھکر
افراسیاب کو گلے سے لگا لیا کہا اے شہنشاہ آپ اسقدر کیون بدحواس ہین فتح و ظفر سے بالکل یاس ہی
ایک دن مین یہ صاحبزادیان اور یہ پیر زمین گیر لاکھون کرورون کا خاتمہ کر دیگا اگر وہ قصد کرین کہ ہم
بھاگ جائین تو راستہ نہ ملے اگر خطا معاف کرائین ہم قبول نہ کرین عاجز کرکے مارین اسد کیا عمرو عیار کی
کیا حقیقت ہی جیسے ہی اخضر نے عمرو کا نام لیا افراسیاب نے منہ پیٹ لیا کہا ارے سامری اس ظالم کا نام
نہ لیجیے تجھ تیار کے شیطان درگاہ خداوند ایک شب کو میرے طلسم مین آیا تھا بخوبی سمجھا گیا ہی کہ جو کوئی پہلی
مرتبہ عمرو کا نام لیتا ہی عمرو کو کہین ہو اسکو خبر ہو جاتی ہی کہ فلان محفل مین ہمارا ذکر ہوا جہان دو بارہ نام
لیا گیا اس محفل کی جانب وہ منہ کرکے بیٹھتا ہی جہان سہ بارہ نام لیا اس محفل مین وہ ظالم آجاتا ہی
اسکا محفل مین آنا نمونہ قہر سامری ہی کسی پر جوتیان پڑتی ہین کوئی الٹا لٹکایا جاتا ہی محفل درہم برہم
کر دیتا ہی حاضرین محفل کو ذلت ہوتی ہی اہل عجم نے اسکی شان مین ایک قطعہ کہا ہی قطعہ

وزدیست کہ زہر از دہن مار بدزدد
خال از رخ زنگی بہ شب تار بدزدد
با بوش بداز در زنجیر بپا نے ودزدد
لعل از قدم اشتر رہوار بدزدد

یہ مضمون اسکی شان مین بہت صادق ہی اخضر نے ہنسکر کہا اے شہنشاہ
کچھ دیوانے ہو تو اس خرابی سے تشریف لائے کہ ہمارے بادشاہ ہو وہ سازبان زادہ میان کیونکر آ سکتا ہی

تین تو ہزار مرتبہ نام لونگا دیکھون تو یہان کیونکر آتا ہے لعل نے بھی کہا عمرو کی کیا حقیقت ہے کئی روز نے بھی
کہا کہ گھوڑا عمرو آئے تو اسکی بوٹیان کاٹ کے کھائین افراسیاب نے کہا یارو سبب ہو اُس ظالم کا نام لو
بیشک وہ آجائیگا اسکا آنا اور بلا کا نازل کا ہونا خداوند لقا اسکے یار وفادار مین جو کہتا ہے وہی تقدیر کرتے ہین
یہان شیطان صاحب کے نام سے ڈرتے ہین سامری جمشید کو بھی اسکا پاس ہے میرا کیا بیچارہ اِس ہو ملک
اخضر نے کہا ہم تو سو مرتبہ نام لیچکے ساربان زادہ تین روپیہ کا پیادہ کیون نہ آیا آپ اسکے بڑے ثناخوان ہین
مین ذکر کیا سو مرتبہ ہزار مرتبہ اسکا نام لیا گیا اب تک نہ آیا افراسیاب نے کہا بختیارک شیطان کا تو
یہی قول ہے کہ اسکا نام تاثیر رکھتا ہے فوراً اُس محفل مین آتا ہے اخضر نے کہا تم ایسون کی محفل مین آتا نہین
ہنسے تو گردن مروڑی جائے کمرون مین تصویرین طائران طلسم کی مصوران خیال نے کھینچی ہین یہان کسی کا
نقشہ نہین جم سکتا دشمن لمحہ بھر نہین تھم سکتا آپ کے طلسم مین عذر ہے اے شہنشاہ یہ مقام صدر ہے ہمکو خوب
ثابت ہوا عمرو کے نام سے ڈرا اور اگر آپ جی چھڑواتے ہین ساحر گھبرا جاتا ہے ہم ڈرنے والے نہین ہین یہان
مصور یہ بات مین گواہی دیتے ہین زمانے مین اے مصاحب سامری اے کلید خزانہ افسونگری حقیقت مین ایسے
مقام پہ عمرو آیا ہے کہ یقین نہ تھا ساحر بھی وہان نہین پہونچ سکتا تھا جہان یہ ساربان زادہ پہونچا ہمارے
نانا دادا انکے معین و مددگار ہین جو چاہتا ہے وہی تقدیر ہوتی ہے اخضر نے کہا مرشد زادے آپ پیرزادے ہین
بزرگان دین آپ کے عزیز ہین آپ نہ کچھ فرمائیے ہم افراسیاب سے شرط جیت لینگے جو انھون نے فرمایا ہے
اسکا ظہور دکھلائین افراسیاب نے پکار کر آواز دی اے خواجہ عمرو تم نمونہ قدرت خداوند سامری ہو مین آج
ذلیل ہوتا ہون لمحہ بھر کے واسطے یہان آؤ ملک اخضر کو شعبدہ عیاری دکھاؤ اخضر نے کہا یہ یاوہ گوئی ہو تو ترک
کرو عیش و نشاط مین مصروف ہو جو آپکی خواہش کی بدل و جان قبول ہوئی اے شہنشاہ آپ کو سعادت
دارین حصول ہوئی ہے ہمکو یہ دامادی قبول کیا یاقوت نے سر ہلایا لعل نے اشارہ کیا ایک نازنین گلنار
پوش شعلہ جوالہ آفت کا پرکالہ ترنج خوشبوئی ہاتھ مین لیکر آئی سینے پہ افراسیاب کے وہ ترنج خوشبوئی
لگایا چہرہ افراسیاب سرخ ہو گیا افراسیاب پھول گیا جھومنے لگا مست مے محبت یاقوت سخت الی کی آنکھون
کو دیکھکر نشہ آگیا تاج کو کج کیا مبارک مبارک کی صدائین بلند ہوئین نذرین گذرنے لگین نازنینان مہ جبین
تمکین جو بارہ دری مین جمع تھین غول کے غول کمرون سے نکلین خوشیان کرنے لگین رنگ کی پچکاریان
چلین اخضر نذرین لے رہا ہے کنیزان یاقوت کو خلعت کا حکم دیا ہے افراسیاب کو تاہنگ کے جوڑے مین بھیجا

ایک ایک مصاحب کنیز کو نہال کر دونگا اخضر کہتا ہی اے شہنشاہ یہان بھی سب تمہارا ہی ہی سب کچھ موجود ہی جو جسکو
چاہو دو افراسیاب و اخضران باتون مین مصروف ہین لعل و یاقوت مسکرا رہی ہین کہ ایک چوبدار نے
بڑھکر عرض کی حضور اسرار تاجدار نامہ دار کوکب نامدار صحراے مرجان مین اگر ٹھہرا ہی کہتا ہی نامہ آپ کے
بھائی صاحب کا لایا ہون امید ہی کہ قدمبوسی حاصل ہو کنیزان سامری نے اسکو روک لیا وہ رکا نگہبانان در
دولت نے اطلاع کی اب جیسا ارشاد ہو ملکہ یاقوت نے مسکرا کر کہا صاحب جو ادب قاعدے سے آیا کیون ہوا
لعل وہ کیون روکا گیا آج مدت کے بعد خالو صاحب نے نامہ بھیجا ہم لوگون کو یاد کیا افراسیاب نے کہا اے
ملکہ خالو صاحب اکیلے ہمارے دشمن ہین انھین کی مدد سے مشعل و تاریک و اختفاق و شہنا لوز قتل ہوے
چار جرے ٹلے جب کبھی ہم مسلمانون پر دباؤ ڈالتے ہین وہ مدد کو آتے ہین وا ای امان نے تو ہر جسن کو بیکار کر دیا تڑپ
تڑپ کے مرگیا ہوگا مین جو آیا انھون نے بھی نامہ بھیجا ہمارے دشمن کے ایلچی کو نہ بلائیے یاقوت نے کہا اے شہنشاہ
کیا آپکی شراکت کرکے اپنے عزیزون کو چھوڑ دینگے بُران و جمشید سے ہمارا خون ملا ہی اگر نامہ لکھا تو کیا عیب
ہوا انکی خاطر انکے طور سے ہوگی یہ بھی ہمارے دل کو بخوبی تسکین ہی کہ جب ہم براے مقابلہ لشکر مریخ جائینگے بُران
و جمشید و کوکب و نور افشان وغیرہ کل اہالیان نور افشان مدد مسلمانان سے ہاتھ اُٹھا لینگے اگر لڑے دبی
کی وہ بھی دشمن ہین نور افشان کی تباہی ہوگی اول تو ہمارے سمجھانے سے وہ مان جائینگے براے مدد مسلمانان
نہ آئینگے یہ فرما کر حکم دیا جلد ایلچی کو بلاؤ شاہزادیان واسطے استقبال کے جائین آمد اسرار تاجدار ہی وہ سردار ایک
ملک کا راز دار ہی گئی سو شاہزادیان نازنینان گلنار پوش بصد جوش و خروش براے استقبال نامہ دار کوکب
چلین لیکن اسرار تاجدار وہان رکا ہوا تھا جب یہ شاہزادیان پیونچین اسرار بڑھا سب سے بہ لطف بغلگیر ہوا اپنے
مصاحبون چارون خدمتگارون کو ساتھ لے لیا داخل قلعہ ہوا جب اس دربار دُربار مین داخل ہوا مصاحب
و خادم بارہ دری مین ٹھہرے اسرار مجراگاہ پر آیا قاعدے سے سلام کیا افراسیاب کو دیکھکر تیور پر بل
پڑگیا افراسیاب کو سلام نہ کیا افراسیاب بہت جلا کچھ کہہ نہ سکا ملکہ یاقوت سے اشارہ کیا دیکھیے ہمکو سلام نہ کیا
ملکہ یاقوت نے مسکرا کر کہا اے شہنشاہ آپ بالکل نادان ہین ایک ایلچی نے اگر آپ کو سلام نہ کیا کیا آپکا
مرتبہ گھٹ گیا اسرار تاجدار کو کرسی ملی اسرار نے بیٹھتے بیٹھتے نامہ کوکب ہاتھون پر رکھکر بطور نذر پیشکش
کیا اخضر نے وہ نامہ لیا محبت سے آنکھون پر رکھ لیا لعل و یاقوت بھی اپنی ماں کو یاد کرکے رونے لگین کہا
کیون بابا جان خالو صاحب نے بالکل ہمکو فراموش کر دیا کئی سال کے بعد نامہ لکھا ہماری مادر مہربان زندہ

ہوتین تو اِس رسم کا لطف تھا ہم بہت شکایت کرینگے جواب مین ضرور لکھینگے یہ کہکر لعل نے وہ نامہ اپنے ہاتھ مین
لیا کھولکر پڑھنا شروع کیا ملکہ یاقوت بھی بخوبی سن رہی مین ملک اخضر بگوش ہوش متوجہ مین بیٹھے لعبت

الٰہی وخت رسالت پناہی مرقوم نظم
سلطان سریر ملک ہستی
طغرا است بنام بادشاہی
بنیاد نہ بلند و پستی
کو راست چو عرش بارگاہی
خالق کون و مکان رب جہان

ستار العیوب مسبب الاسباب کریم رحیم سمیع علیم حکیم مطلق دکار ساز برحق جسنے ایک کلمۂ کن مین تمام اشیاے
موجودہ کو پیدا کیا ثابت و سیارگان ہشت و دوزخ آفتاب و مہتاب کس تکلف سے خلق فرمائے اگر صنعت کو
اُسکی خیال کرے وجد مین آئے اُسکی قدرت ہر برگ و بار سے ظاہر ہر دلون کے حال سے بخوبی ماہر ہے پیغمبران
مرسل براے ہدایت گم گشتگان وادی ضلالت بھیجے جسنے اُنکے حکم کی پیروی کی پابند احکام رب العزت ہوا اگر
اُنکے حکم خلاف کیا دشمن خدا مشہور رہا اسکے بعد القاب ملک اخضر لکھا تھا ای برادر بجان برابر ای یادگار سامری
و جمشید ای ماہر حال سیاہ و سفید ای کلید خزانۂ سحر و ساحری مسند نشین محفل سامری کیا تمھاری صفت مرقوم ہو
مدت سے سد باب نامہ و پیام آمد و رفت بھی بالکل معطل ہوئی محبت قدیمانہ کا خیال نہ رہا ملکہ اختر جہان افروز
والدۂ ماجدۂ لعل و یاقوت نے روز پیدائش شاہزادۂ جمشید سے ملکہ یاقوت سخندان کو منسوب کیا اتبک
کچھ اُسکا ظہور نہوا لہذا التصدیع دہ ہون کہ جمشید فرزند ہمارے کو بہ فرزندی قبول فرمائیے کوئی رسم نسبتگی درمیان
مین ہو جاے تاریخ و ماہ شادی قرار دیا جائیگا یہ حقیر برات لیکر در دولت پر آئیگا یہ تمھارا نور نظر ملکہ یاقوت
میری پارۂ جگر ملکہ نور بصر زیادہ تحریر کی ضرورت نہین ہے اِس نسبت کے خیال مین دل اندوہگین ہے ورنہ
ملکہ ناہید مرصع پوش مادر جمشید و مہر آن خود تشریف لائینگی اِس تقریب کو ہم ترک نہ کرینگے دونون ایک
ساعت پیدا ہوے بر وقت نال کٹنے کے نسبت قرار پائی ملکہ اختر جہان افروز مرحومہ نے اپنی کنار عطوفت
مین جمشید کو لیا یاقوت سخندان کو گود مین ناہید کی دیا دونون بہنون نے آپسمین عہد و پیمان پختہ
کیا ہم اُس عہد کے پابند مین ہمیشہ سے انصاف پسند مین جمشید کے بڑے بڑے پیغام آے شاہان عالی
مقام خواہان ہوئے ہمنے سب کو یہی جواب دیے یہ شاہزادہ منسوب ہے ملکہ یاقوت سخندان اسکی منسوبہ
خوش اسلوب ہے بموجب عہد قدیم جواب باصواب سے سرفراز فرمائیے اخضر یہ نامہ محبت آگین جب سن چکا
ہوگیا نا الوہ ہاتھ مار کر کہا بڑی غلطی ہوئی ای نور نظر لعل تمھاری مادر مہربان یہ نسبت پختہ کرکے
راہی ملک عدم ہوئین اب بڑی مشکل ہے ہمنے شہنشاہ سے نسبت پختہ کی اُنکو کیا جواب لکھین یاقوت نے

بیقصے مین جواب دیا ای والد نامدار اجتک خالو صاحب سوتے تھے اب شہنشاہ دستے رسم نسبت پختہ ہوگئی اب جواب صاف تحریر فرمائیے یہی لکھدیجیے کہ دو پہر پیشتر تمھارا نامہ آتا عہد قدیم کا ظاہر ہوتا اب یہ تقریب بن نہ علاوہ ازین یہ بھی تحریر فرمائیے کہ آپ مسلمان ہوئے اب سامری پرستون سے کیا کام اُسی مذہب مین شامل رہئے بھی کیجیے کیسی بے ادبی کی ہمارے نامے مین تعریف خداے نادیدہ لکھی یہ سنکر افراسیاب اپنے آپ سے باہر ہوگیا سوچون پر تاو پھیرنے لگا مصور سے کہا مرشد زادے یہ معشوقہ دلفریب مابدولت پر مائل ہوئی کیا معقول جواب دیا بڈھا تو گھبرا گیا تھا مصور نے کہا آپ جسکی خواہش کرین سلطنت طلسم ہوش ربائی ہوس ہو آپ خود تشریف لائے رعایا کو اپنی سرفراز کیا معشوق نے بھی اس جوہر وفا پر ناز کیا اخضر نے قلم اٹھا کر یہی جواب مذکور لکھدیا اسرار نے زبانی بھی کہا بھائی صاحب سے کہدینا آپ نے دیر کی یہ بڑا غضب کیا کہ صفت خداے نادیدہ ہمارے قصر مین پڑھی گئی یہ وہ مقام ہے کہ ہر شب کو سامری و جمشید نزول اجلال فرماتے ہیں اگر تو نے دو سو خدا بھی آتے ہین پہلے مذہب سے توبہ کرو مذہب جد و آبا کے پیرو رہو شاید افراسیاب سے کچھ شرط مین خلاف ہوگا تو ہم تمھاری جانب توجہ کرینگے اول اپنا اعتقاد درست کرو داد اپرداسب ہو خوف پرستش سامری و جمشید مین مصروف تھے آپنے بزرگون پر لعنت کی ہم خلاف حکم سامری و جمشید نہین کرسکتے اسرار نے یہ نامہ لیکر کمر مین رکھ لیا لعل دریا قوت نے حکم دیا خالو صاحب کے ایلچی کی خاطر کرو خلعت لاکر دو ساقیان سرخسار کو اشارہ ہوا اگلا بیان لیکر اپنے اپنے مقام سے چلین ایک نازنین گلنار پوش پرکالہ آتش شعلہ سرکش نوجوان کمسن اک گلابی لیکر ہاتھ مین بارہ دری سے سب کے آگے نکلی گاتی ہوئی نظم

کاش مرجاتے کسی کوچے مین ہم قسمت نصیب
تھا بہت مشتاق ان جالون کا اک آفت نصیب
شکر کر ای دل کسے ملتا ہے داغ عشق دوست
دل بلا حیرت نصیب آنکھین بلا حسرت نصیب
تفرقہ پردازیون کی داد دینے کو تجھے
تو کی جا ہے کسے ہوتی ہے یہ دولت نصیب
پوچھتے ہو نام کیا سودائی گیسو کا تم
وہ بھی دور افتادہ تم بھی نارسا قسمت نصیب

یاد تو کرتا کوئی کہکر کبھی جنت نصیب
واہ ری تقدیر اسکی یار جسکو ہیچ دے
خوش نصیبونکو ہوا کرتی ہے یہ دولت نصیب
شرکی باتین ہیں اسی دل کرتا ہے یارب خیر ہو
ای فلک کیا رکھگئے تھے اک ہمین آفت نصیب
کام اپنا کر چلا آئینہ اگر ہمشیں یار
تیرہ بخت آشفتہ دل غوریدہ سر قسمت نصیب

شوق ہے برپا کرین فتنے تری اٹکھیلیان
عاشقو نہین بھی نکل آئینگے کچھ آفت نصیب
وائے ناکامی کسی عاشق ناکام کی
وصل مین بھی کچھ نہ آفت لا یہ آفت نصیب
سامنے تو مین کھڑے ہین بزم مین گو اس بہر
اور تو دیکھا کیا اور دیدہ حیرت نصیب
نقش پائے یار خضر راہ کیا ہوگا جلال

اس دھوم سے اُس ماہ جبین سیمین بر نے یہ غزل عاشقانہ گائی کہ یہ بھی مشہور ہے

کہ ملکہ لعل کے قصر مین آٹھ پہر علم موسیقی کا چرچا رہتا ہی ایک ایک کنیز واقف راز علم موسیقی ہی ملکہ لعل سخندان ان
سب کی افسر ہین بڑے بڑے کامل جمع رہتے ہین اخضر مے بیقرار ہوکر دیکھا پوچھا ای بی بی لعل سخندان اس کنیز کو
تمنے خوب تعلیم کیا اس خوشرو کا کیا نام ہی کمبخت نے دل بیقرار کردیا کس لطف سے جلال کی غزل گائی لعل نے
کہا یہ شراب پلانے والیون کی افسر ہی نام اسکا مدہوش حور پیکر ہی یہ کہکر ملکہ لعل نے سر اٹھایا اشارہ کیا ای
مدہوش بابا جان و شہنشاہ طلسم ہوش ربا کو مدہوش کردے اپنے ہاتھ سے شراب پلا کل جو غزل تعلیم مین یاد
کی ہی تصنیف کردۂ میان قمر صاحب اُسکے چند اشعار گا نا ہمارے شہنشاہ کو اشعار آبدار سنا نا مدہوش بہت خوب
کہکر براے تسلیم خم ہوئی افراسیاب سے آنکھ ملائی افراسیاب نشیلی آنکھین دیکھکر بیتاب ہوگیا مدہوش نے
انگلی دانتون کے نیچے دبائی کہا شہنشاہ یہ صحبت رقص و سرود ہی یہ چند اشعار سماعت فرمایئے عمدہ عمدہ غزلین
گاتی ہون میان قمر ایسے روشن طبع کی غزل یاد کی ہی یہ کہکر گنگنائی منھ پھیر کر مسکرائی بڑے ناز سے

یہ غزل گائی غزل مصنف
سیر اخمیر بادۂ انگور سے بنا
ساقی اخیر کردیا دور شراب کا
اُس شعلہ رو بغیر کہاں لطف میکشی
پیلا وہ آگ کا ہی مین پیلا شراب کا
دل توڑ ڈالا ساقی مہوش نے ای قمر

آنکھون کو جانتے ہین پیالا شراب کا
گھٹی مین میری پڑگیا قطرا شراب کا
کس لطف سے گذرتی ہو مستونکی آجکل
پہلو نہ گرم ہو تو مزا کیا شراب کا
طفلی سے تابہ مرگ رہا دور جام کی
دکھلا کے ٹکڑے کردیا شیشا شراب کا

مستون کو فرض عین ہی پینا شراب کا
ہونے دیا سرور نہ مجھ بادہ خوار کو
پہلو مین یار ہاتھ مین شیشا شراب کا
آتش مزاج یار ہی عاشق ہی بادہ خوار
عاشق کا جسم بنگیا پتلا شراب کا
ملک اخضر بھی جھومنے لگا افراسیاب

نگاہ ملانے ہوے بیقرار ملکہ لعل سے کہتا ہی کیا کیا کنیزین پریجبین آپ نے جمع کی ہین ایک ایک خوش آواز
مسیحا جان کرشمہ و ناز مدہوش حور پیکر حقیقت مین سب کی افسر ہی مدہوش نے یہ غزل گا کر گلابی اٹھائی پنجۂ
نگارین خورشید نما جام آفتاب ہاتھ پر رکھکر طرف افراسیاب کے بڑھی ساتھ والیان ساز بجانے لگین جام
لیے ہوے آتی ہی کبھی تیوری پر بل کبھی افراسیاب کو دیکھکر مسکراتی ہی تنکر جو تانین مارین نشیلی آنکھون مین
لال لال ڈورے پڑگئے میخوارون کے کلیجون مین تیر گڑگئے مصور ہاتھ پھیلا پھیلا کر فرماتے ہین ای مدہوش
پہلے جام مجھے دینا لعل مسکرا کر کہتی ہی ای مدہوش سب کو مدہوش کردینا تیری ساقی گری کی دھوم ہی اس قاتل
کے سامنے سے کوئی بچ سکتا ہی اسکی چال ڈھال دیکھکر فلک شعبدہ باز کو سکتا ہی ابروے خمدار بل کریے ہین
صف مژگان مائل خونریزی شمشیر ابرو مین تیزی جیب سے ائی بجلی چمک گئی عرصۂ دراز مین جام لیکر فریب

مصور ہو گئی مصور نے ہاتھ پھیلا دیے جام لیکر پی لیا انجام نہ سمجھا دو قدح تک نہ کی دوسرا جام مدہوش نے پلٹ کر پھیرا افراسیاب سے آنکھ ملائی کہا تو شہنشاہ تم بھی جام پیو ہم بھی آج خوب شراب پینگے خوب دور چلینگے بموجب اشعار آبدار غزل نسیم

جی میں آتا ہے دکھا دیں مستیاں پیکر شراب
وقت دلداہ ہے ساقی ہمیں کیونکر شراب
آرزو کیا پوچھتا ہے رند ساغر نوش کی
پی چکے محفل میں تیری اور پی ہے پیکر شراب
پیر سنتا ہے مژدہ آمد کسی مے نوش کا
آج دے ساقی ہمیں جو سب میں ہو بہتر شراب
بھن گیا لخت دل ہائے جگر کے مثل کباب

جلد لا ساقی ہر رنگ لالۂ احمر شراب
ابر ہے آیا ہوا اگل کر رہے ہیں تیغ تیں
یہ تمنا ہے ہمیں قاتل نہ خنجر شراب
بے تعلق ہو نہیں سکتے تعلق آشنا
ڈھونڈھتا ہے آج پھر میرا دل مضطر شراب
اسطرف بھی آج ہو بندہ پرور مہربانی چاہیے
گر بیان کرتی ہے جیسے صورت دلبر شراب

دور ہے کہ شیشہ نظر سے سرنگوں کر جام کو
آچکی شب ہوا جدا مسیحا اے دلبر شراب
لے خدا حافظ چلے مسرور ہو کر اپنے گھر
غیر ممکن ہے رہے بے شیشہ و ساغر شراب
وعدہ دیروز کا کچھ پاس کرنا چاہیے
ساتھ غیر و نیکو تو ای جان پی چکے اکثر شراب
اس دھوم سے یہ اشعار مدہوش نے

آنکھ ملا کر افراسیاب سے پڑھے افراسیاب بے سست ہو گیا ہاتھ بڑھا کر جام لیا پی ہی گیا اس سنجیدہ نے تیسرا جام لبریز کیا جھک کر سامنے ملک اخضر کے آئی اس نوجوان پری پیکر نے بڑھے میاں سے بھی نگاہ ملائی کہا شہنشاہ یہ لونڈی حضور کی کنیز ہے مدت سے قدم بوسی کی آرزو تھی آج تو میرے ہاتھ سے جام نوش فرمائیے یہ کہکے آنکھ سے اشارہ بھی کیا جس سے صاف ظاہر تھا کہ وعدہ کرتی ہے بڑھا بے چین ہو گیا رال ٹپکنے لگی بے اختیار پکار اٹھا اے مدہوش تیرے صدقے روز میری صحبت میں آیا کر تو ہی شراب پلایا کر اخضر نے بھی ہاتھ بڑھا کر جام لیا لعل تو کا نا سننے کی دھن میں مبہوت ہے یاقوت کے لبوں پر مہر سکوت ہے کمروں میں جو تصویریں ہیں انکو بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہے جیسے ہی اخضر نے جام شراب ہاتھ میں لیا ایک تصویر طوطی زرین بال کی کاغذ پر کھنچی ہوئی دیوار میں چسپاں تھی یکایک اس طوطی زرین بال نے پر تولے منقار کھولی اک جھکارہ مارا جیسے ہی طوطی زرین بال نے منقار کھولی یاقوت نے کہا بابا جان یہ جام آپ نہ نوش کیجیے مدہوش کو دے دیجیے یہ کہکر آواز دی او مدہوش او مکار میں نے پہچانا واہ مرشدزادے واہ شہنشاہ خبردار یہ عیار جانے نہ پائے جیسے ہی یاقوت نے ہاتھ اٹھایا عمرو نے جست کی زمین پر آیا گلیم نکالی اوڑھ چکا تھا یاقوت کے منہ سے لفظ گیر نکل گئی تدبیر گرفتاری ہو گئی یا فن زمین نے تھام لیے گلیم تو عمرو اوڑھ چکا تھا سب کی نظروں سے غائب ہوا اخضر نے جو پلٹ کر دیکھا مرشدزادے اور نہیں پڑے ہیں افراسیاب کا تاج

ڈھلکا کرسی پہ سر رکھکر بے ہوش ہوگئے خراٹے لینے لگے یاقوت نے کہا باباجان مین نے ساربان زادیکو
بڑا لفظ گیر میری زبان سے نکل گئی مجال تھی کہ زمین پاؤن نہ تھامتی یہ زمین قصر لعل سخندان ہے یہ زمین
نام مسلمانان کی دشمن ہے یہ کہکر ہاتھ ہلادیا چند طائرون نے آکر سر افراسیاب و مصور پر سایہ کیا
زمزمہ سرائی کی سب ہوشیار ہوئے افراسیاب نے اٹھکر ملک اخضر کو سلام کیا کہا والد نامدار آداب و تسلیمات
عرض کرتا ہون ای عمرو تیرے صدقے تو نے میری بات رکھ لی لعل نے کہا دولہا بھائی اب زیادہ عمرو کی
تعریف نہ کرو وہ آنکھون کے سامنے سے غائب ہوگیا اسکا کیا سبب ہے افراسیاب نے کہا میرے یار
وفادار نے گلیم اوڑھلی ہوگی خواجہ کہان ہو جواب تو دو ایک کنیز کھڑی تھی اسکے پہلو سے آواز آئی پیر و مرشد غلام
حاضر ہے مگر پاؤن میرے ٹوٹے جاتے ہین مین اپنے شاہ کے ساتھ آیا میرا شہنشاہ شادی کرنے آیا پر امیراثی
نہ آتا سہرے کون گاتا وہ کنیز چیخ مار کر بھاگی دوڑکر ملکہ لعل سخندان کے قدمون سے لپٹ گئی کہا واری
میرے پہلو مین آواز آئی کچھ معلوم نہین ہوتا اخضر تو خاموش ہوگیا شرم سے جواب نہین دیتا افراسیاب نے
کہا ای ملک اخضر و ای ملکہ یاقوت سخندان عمر بھر سب تلاش کرینگے مگر عمرو نہ ملیگا عہد کرو تو وہ اپنے کو
ظاہر کرے آواز آئی شہنشاہ مین فقط تمسے ڈرتا ہون ایسے پیر زمین گیر کی کیا حقیقت ہے انکو فقرون مین
اڑادونگا جس گنبد مین سب کمال ہے اسکو گنبد دھڑ کا کر دونگا اگر مجھکو امان نہ دینگے یہ قصر عقیق بنگا لاشہ ہاے
ساحران سے بھردونگا ملکہ یاقوت سخندان نے کہا ای شہنشاہ تم تو خواجہ عمرو کے بڑے معتقد ہوا افراسیاب نے
کہا ای ملکہ عالم میرے کلام کی صداقت ہوئی مین نے کلام شیطان کا یہ ترجمہ کیا تھا ظہور بھی خوب دیکھ چکا ہون
پہلے مرشد زادے ہی کی گردن لی مین نے تو سمجھ کے جام پیا شرط جیت لینا منظور تھا ملک اخضر صاحب کو تمنے
بچالیا طائر نے چکارہ مار کر ہوش اڑادیے کہنے سے افراسیاب جادو کے ملکہ یاقوت نے آواز دی خواجہ
ہم بھی تمھاری صورت زیبا طلعت جہان آرا کے مشتاق ہین حقیقت مین فن عیاری مین آپ بہت مشتاق
ہین آواز آئی آپ کی عنایت و بندہ نوازی ہین اک حقیر ذلیل بندہ رب جلیل مگر اپنے شہنشاہ کا تابعدار ہون
جہان تشریف لیجائینگے وہان ضرور جاؤنگا آپ سحر اتاریے تو مین اپنی صورت مبارک دکھاؤن لعل نے کہا
ارے صاحبو مدہوش ہو رہیکر کی تو خبر لو اسکی شکل بنکر یہ ظالم آیا اسکے اوپر کیا گذری کنیزون نے جاکر
دیکھا کہین اسکا نشان نہ پایا اسکی بہنین مان روتی پیٹتی آئین کہ حضور آپ کی کنیز کا بارہ دری مین
کہین پتہ معلوم نہین ہوتا افراسیاب جادو نے کہا میرے دوست کی زنبیل مین ہوگی کیون خواجہ مدہوش

گویا کیا خواجہ عمرو نے آواز دی بھوکا تھا کھا گیا اُسکی مان پیٹنے لگی ملکہ یاقوت نے کہا کیون مری جاتی ہو
مدہوش حور پیکر کے واسطے زمین و آسمان ملا دونگی اب تو مین نے دھوکا کھایا ہماری کنیز کو کوئی رکھ سکتا ہے
خیر خواجہ عمرو صاحب اب تو جو کچھ ہوا سو ہوا حقیقت مین آپ بڑے عیار ہین مین سحر اُتارتی ہون تشریف
لائیے یہ کہکر یاقوت سخندان سارانی خواجہ عمرو کے جو پانون زمین تھامے ہوے تھی گویا سحر اُترنا ہنسی ہوگئی
چھوٹتے ہی خواجہ عمرو نے گلیم سر سے اُتاری سب نے دیکھا بیچ مین بارگاہ کے اک تاجدار جلیل تاج یاقوتی بر سر
لباس پر تکلف جو روز عقد ملکہ آسمان پری پایا تھا وہ خلعت زیب جسم انور ایک جامہ زیب جسم ہر رنگ بدل رہا ہے
کبھی سرخ کبھی سبز کبھی زرد چند قدم چلی دیگر بلند ہوے آوازے نعرہ عمرو

عمروم کہ کلہ از سر قیصر بہ برم	رنگ از رخ بختک بد اختر بہ برم
در مجلس خسروان چو گردم ساقی	تیغ و سپر و سبو و ساغر بہ برم

سب نے دیکھا آسمان سے عمرو اُترتا ہوا چلا آتا ہے افراسیاب جادو کھڑا ہو گیا کہا اے شہنشاہ اوج عیاری آئیے
سب آپکے مشتاق ہین عمرو حاضر حاضر کہکر ایک کرسی پر آکر بیٹھا گلیم عیاری کاندھے پر حلقے کمند آصفاے باصفا
کے بازوون پر خنجر اٹھارہ من کا زیب کمر سب کو جھک کر سلام کیا یاقوت سخندان نے قدمون کو بوسہ دیا کہا
حضور آپ ہماری افسری غلامون پر غصہ مناسب نہین ہے غلام کسی شے کا طالب نہین ہے اک نئی غزل آپ کو
سناؤن یہ کہا عمرو گنگنایا کنیزین ترچھی نگاہون سے عمرو کو دیکھ رہی ہین عمرو نے اشارہ کیا صاحبو تم تو
مجھکو آنکھون مین کھائے جاتی ہو مجھسے دور رہو ہوش درست ہونے دو ساز ملاؤ ملکہ لعل نے کہا خواجہ ہماری
مدہوش کو تو دیجیے عمرو نے کہا ایک مرے جسم اگر مدہوش کا میلا ہو سزا دیجیے کا زیور تو البتہ اُسکا بک گیا لباس
ابھی باقی ہے اُسی کے بدلے یہ نیاز مند ساقی ہے چند اشعار اس غزل عاشقانہ کے سماعت فرمائیے جو آپ حکم
دینگی بجا لاؤنگا افراسیاب جادو نے کہا اے ملکہ لعل سخندان واے ملکہ یاقوت سخندان حقیقت مین علم موسیقی
مین یہ شخص طاق ہے جملہ فنون مین شہرہ آفاق ہے عمرو افراسیاب جادو کی تعریفین کر رہا ہے کہا یہ بادشاہ
قدر دان مین ہم اگر عیاری کرتے مین بھوکے ہوتے مین تاج اُتار کر لیجاتے ہین یہ اُسپر بھی قدر دانی فرماتے ہین
ہمارے دل مین بڑا قلق تھا کہ ہمارے شہنشاہ بر دکھاو سسرال مین گئے ہین اُس جلسے مین ہم نہ ہوئے ہین
ملکہ حیرت جادو کی سوت کو نہ دیکھین ملکہ یاقوت سخندان نے کہا خواجہ بس بہت باتین نہ بناؤ شہنشاہ کو
تمنے خوب بنالیا خوشامد پسند مین نہ نیک کو سمجھین نہ بد کو اگر ایسے ہوتے زمین طلسم ہوشربا مین تخم بدعت
کیون بوتے تمنے بھی ذکر سنا ہے عیاری ہمارے سامنے کون شخص کر سکتا ہے والدنامدار دس دن پیشتر کی بات ہے

آگاہ ہوجاتے ہیں یہ گنبد بلورین جو باباجان کے ہاتھ میں ہے سامری و جمشید سے تبرک عنایت فرمایا ہے تمام عالم کا انہیں معرکہ تحریر ہے کتاب سامری سے بہتر ہے جو جسکے دل میں ہو وہی حال ظاہر ہو جاتا ہے ملاحظہ کرنا شرط ہے اب گانا سنائیے عمرو نے کہا حاضر ہون یہ کہکے بیچ میں محفل کے بیٹھا کنیزون نے ساز ملائے عمرو نے کہا صاحبو تم عطائی ہو میں اپنے لوگ کسبی ہین ذرا ہمارا خیال رکھیے گا گھٹ بڑھکر ہمکو دھوکا نہ دیجیے گا جہان کہین بگڑین سنبھال لیجیے گا عمرو نے تنبیہ زنکالی ادھر سے طرب خواجہ عمرو اس جلسے میں یہ غزل گانے لگے ہر ایک کو رجھانے لگے سب متوجہ ہوئے غزل

اے فلک رشتے ہین یہ جسمے ہیمان کو سے دوست
دیدہ و دل فرش راہ رہروان کو سے دوست
خاک اڑانی تھی دیا تاب جستجو سے یار مین
جستجو کی راہ لینگے ساکنان کو سے دوست
دیکھتا ہون سینکڑون وارے دل سے بستے ہین کھنچے
کہا تہا مین مشتری پاتا ہون نشان کو سے دوست
جب تجھے دیکھا یا تو ئن مارا تیر سینے پر مرے
دین و دنیا عالم ہر جو ابو کو سے دوست
یہ جگہ اک قبر کی دیکھی نہ وہ دور کرکفن
ہم نہیں بستے یہ مٹتا ہے نشان کو سے دوست
زندگی بیٹھے وہان کو یہ کر زمین گلستان کو سے دوست
کعبہ بیداد کسکا مجھکو بیکاتے مین لوگ
ایک ہو جاتے زمین و آسمان کو سے دوست
مین نے دیکر لیلیا مکتوب لیکن نامہ بر
جنت سے واعظ ذکر جنت مین بیان کو سے دوست
سے لیا ہے جب سے یہ رہتا ہے وہ تر دیکھتے
رات کو بنکر صبا نے پاسبان کو سے دوست
میری بغل مین نہ مجھو مجھکو از خود رفتہ ہو
یہ مروت مین زمین و آسمان کو سے دوست
خار بھی اسکا لقب شبنمان ہے از جلال
سر تارا سبز ہارا ہے وہان جو نقش پا
ہے یہ تبلاتا نہیں کوئی نشان کو سے دوست
خامہ نے کیا کام جادو نکالا دھر مین جسم مین
مٹ گیا اسیر کو تبلا دو نشان کو سے دوست
اصلی تار ونین چمک ہر نقش پا باریک
ہر رگ گردن یہ ہے جھلکتا ہے کو سے دوست
صبح کیفیت پرانی شام ابنے رنگ پر
دو تو جا کر مجھے ڈھونڈھو میان کو سے دوست
گنبد مدفن فلک ڈھائے پر اتنا سوچ ہے
سیر غم رنگ بہار بخیزان کو سے دوست

اس الحان مین عمرو نے یہ غزل گائی ملکہ لعل و یاقوت بھی واقف کاران علم موسیقی مین دنگ ہوگئین تمام اہالیان محفل سکوت مین تھے ملکہ لخضر خاموش ہر اک کو حیرت کا جوش عمرو نے وہ وہ اشعار پڑھے ہاتھ اٹھا کر اسطرح بتایا ہر اک واقف کار کا کلیجہ منہ کو آیا لعل نے موتیون کا مالا گلے سے اتار کر خواجہ کو دیا خواجہ نے طرف افراسیاب کے دیکھا پوچھا کیون شہنشاہ آپ کی سالی صاحب دیتی مین اب دینے والے مجھے کیا حکم ہے لیجیے لون کیجیے پھیر دون افراسیاب جادو نے چاہا کچھ جواب دے خواجہ نے مسکرا کر کہا ہماری سرکار کی سسرال سے جو ملا وہ تحفہ ہے اسکو آنکھون پر رکھو لگایہ کہکر وہ مالا جیب مین رکھ لیا مدہوش کی مان دوڑ کر عمرو کے قدمون پر گر پڑی کہا خواجہ یہ زیور حاضر ہے مین نے عمر بھر مین جمع کیا ہے آپ کی نذر کرتی ہون میری بیٹی کو صحت و سلامتی رحمت فرمائیے عمرو نے کہا بی بی صاف صاف کہون یا کچھ ملا کر دون اس نے کہا نہیں جہان بہاف فرمائیے عمرو نے کہا صاف تو یہ

پیٹ مین جو کا تھا اُسے نکل گیا لیکن ابھی ہضم نہین ہوئی زیور تو گل گیا لباس بوسیدہ ہوا اب وہ بھی ہضم ہونے کو ہے
لیکن مین قرضدار تھا اک مہاجن نے چھین لیا مین اُسکا قرضدار ہون قرضہ ادا کیجیے اپنی بیٹی کو لیجیے مدہوش
کی ماں نے دانت نکال کے طرف ملکہ لعل سخنداں کے دیکھا ملکہ لعل نے کہا خواجہ جو کچھ کہو ہم دینے کو موجود ہین عمرو نے
کہا لاکھ روپیہ کا قرضدار ہون سود کا ابھی حساب نہین کیا دو روپیہ سیکڑے کا سود ہے سوائی پر فیصلہ ہو جائیگا شہنشاہ
افراسیاب جادو بیٹھے ہنس رہے ہین سر ہلاتے ہین عمرو کی ہان مین ہان ملاتے ہین ملکہ لعل سخنداں نے کہا
سوا لاکھ روپیہ حاضر ہے خواجہ عمرو نے کہا اب مین صاف کہون مجھکو خوف پیدا ہوا مین مدہوش کو دیدون آپ روپیہ
نہ دین یا مجھکو قید کر لین تو مین کیا کرون ایک تدبیر کیجیے بیرون قلعہ تشریف لیچلیے ایک نخل کے پاس آپ توڑے
روپیہ کے رکھیے ایک نخل کے سایہ مین مین مدہوش کو نکالکر رکھدون آپ مدہوش حور پیکر کو لیکر قلعے مین آئین
مین روپیہ لیکر بھاگ جاؤن ملکہ لعل سخنداں نے کہا ہمین سب طرح قبول ہے یہ کہکر ملکہ لعل سخنداں اُٹھی کئی ہزار
کنیزین ہمراہ روپیہ کے توڑے کاندھون پر رکھے ہوے بیرون قلعہ آئین سب نے دیکھا عمرو سایہ مین اک نخل کے
گیا اک قالین کمند نکالکر بچھایا مدہوش کو اسپر نکالکر لٹایا ماں نے جو اُسکی دور سے دیکھا بیقرار ہو کر چاہا دوڑے
افراسیاب جادو تو خواجہ عمرو کی مدد کر رہے ہین اُسکو ڈرایا کہا خبردار آگے نہ بڑھنا ورنہ معاملہ بگڑ جائیگا
خواجہ عمرو کے عجائب وغرائب کوئی نہین سمجھتا ہم بخوبی ماہر ہین عمرو نے پکار کر کہا ابھی کوئی میرے پاس
نہ آئے روپیہ رکھکر آپ لوگ اِدھر آئے مین اُدھر جاؤن ملکہ لعل نے کہا کہ آئیے ملکہ یاقوت بالا سے قلعے
سے یہ تمام معاملے دیکھ رہی ہے غصے مین ہونٹھ چباتی ہے عمرو نے جا کر اُس مال پر جال ہار اگلیم اوڑھ کر بھاگا یہان
مدہوش کی ماں جو گھبرا کر دوڑی میری بچی کہکر مدہوش سے لپٹ گئی پیٹ پر جو ہاتھ رکھا پیٹ مین ہاتھ اُتر گیا
ساتھ والیان کسی نے ہاتھ کسی نے پانوٴن تھاما مدہوش کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے غل ہوا مدہوش گل گئی
افراسیاب نے قہقہہ مارا کہا کیون بی لعل و میان اخضر صاحب ہمارے یار وفادار عیار طرار عمرو نامدار کو دیکھیے
کیا کام کر گیا ملکہ یاقوت سخنداں نے جو یہ غلغلہ سُنا ملکہ لعل سے پکار کر پوچھا بہن کیا ہوا لعل سر پیٹنے لگی کہا ہز
ماش کے آٹے کا پتلا دیکر چلا گیا سوا لاکھ روپیہ لیگیا یہ سنتے ہی یاقوت کا غصے سے چہرہ سُرخ ہو گیا دونون
نہرین جو سامنے تھین بہ نگاہ قہر اک حباب پر نظر ڈالی حباب پھٹا اُسمین سے اک شعلۂ آتش نکلا بھڑک کر آسمان
پر غائب ہوا خواجہ عمرو بھاگے ہوے جاتے تھے دس کوس پر جا کر خواجہ عمرو نے گلیم سر سے اُتاری پسینہ پسینہ
اک نخل کے سایے مین ٹھہرا کہ ذرا ہوش درست ہولین تو آگے بڑھون دیکھا نخل کی بیخ شق ہوئی شعبہ پیدا ہوا

غش کرکے عمرو پر چلا عمرو جست کرکے بھاگا جس طرف اگر جاتا ہے معلوم ہوتا ہے ہزارہا شیر میرے اوپر چلے آتے ہیں
جب قلعہ عقیق نگار کی طرف جاتا ہے تب کوئی شیر قریب نہیں آتا صرف ایک شیر بھگاتا ہوا خواجہ عمرو کو چلا آتا ہے
یہاں یاقوت سخندان و ملکہ لعل سخندان و افراسیاب جادو و ملکہ اخضر مع ہزارہا عورتیں و مرد قلعہ
پر کھڑے تھے کہ سب نے دیکھا عمرو بدحواس بھاگا ہوا آتا ہے پکارتا ہوا دہائی ہے ملکہ یاقوت سخندان کی اے شہنشاہ
افراسیاب جادو مجھکو شیر صحرائی سے بچائیے اگر عمرو قصد کرتا ہے کہ گلیم اوڑھ لوں گلیم تک ہاتھ نہیں جاتا جان کے
خوف سے ہوش و حواس پراگندہ اگر افراسیاب جادو سے لپٹ گیا ملکہ یاقوت نے کہا کیوں خواجہ تمہیں اتنا
ڈر لوگو کا دیا ہے تمنے کچھ نہ کہا آپ بہت جل نکلے بہتر یہی ہے کہ مدہوش کو حوالے کردو اسی میں خیر ہے ورنہ بہت
بُری طرح پیش آونگی اخضر بھی بلبلانے لگا عمرو نے کہا اب آپ کچھ نہ فرمائیے اب تو میں شعبدہ سحر میں پھنس گیا
مدہوش کو بھیجے لیجیے جب آکر طبل جنگی بجوائیے گا سرِ میدان عیاری کرونگا جہاں تک آپ سے حفاظت ہو سکے
گنبد کو بچائیے گا اخضر نے کہا خواجہ کیا مجال عمرو نے کہا اسوقت تو میں آپ کے اختیار میں ہوں جو کچھ فرمائیے
درست و بجا ہے لیکن مصرع خیر زندہ میں اگر یار تو صحبت باقی ۔ ابھی تو بڑے بڑے معاملات پڑے ہیں آپ
برائے مقابلہ لشکر مرخ تشریف لیجائینگے وہاں سمجھا جائیگا افراسیاب سے کہا اے شہنشاہ میں نے آپ کی بات
رکھنے کو یہ عیاری کی آپ میرے ساتھ پھر کوئی فساد نہ کریں میں مدہوش کو دیتا ہوں آپ ضامن ہو جائیے
افراسیاب نے کہا نہیں خواجہ اصلی مدہوش کو دیدو ملکہ قسم کھاتی ہیں خواجہ عمرو نے کہنے سے افراسیاب
جادو کے مدہوش اصلی کو زنبیل سے نکالا سب نے دیکھا زیور و اسباب ندارد میلی سی ساری باندھے ہوئے
ہوش و حواس پراگندہ حضور حضور کہکر ملکہ لعل سخندان کے قدموں سے لپٹ گئی ماں نے مدہوش کی
بڑھکر بلائیں لیں کہا کیوں بی بی خیر تو ہے مدہوش کہتی ہیں تو بجرے پر سوار ہونگی نواڑ کھیلونگی مچھلی کا
شکار ہوگا سب شاہزادیاں مجھکو بلاتی ہیں کالی کالی لونڈیاں ڈراتی ہیں عمرو کی بڑی دور تک عملداری ہے
لو قلعے سے اوپر لڑائی ہوگئی پہلوان کشتی لڑرہے ہیں مال و اسباب جابجا رکھا ہے باغات کے دروازے کھلے ہیں
ہم بھی سیر کو جائینگے آمد فصل بہار ہے آپ بھی میرے ساتھ چلیے دیکھیے لونڈی سوختہ لیکر آگئی زیور پہنچ اتار دیا
کپڑے بھی اُتار لیے مگر پیچھا نہ چھوڑا یاقوت سخندان نے فرمایا یہ مدہوش کیا نشے میں شراب کے ہے اپنے
نام کی تاثیر دکھاتی ہے افراسیاب جادو نے خواجہ عمرو سے اشارہ کیا آپ تو رخصت ہو جیے ہم اُسکے باتیں
کرینگے یہ کہکے کچھ اشارہ کیا شیر تو غائب ہوا اسرار تاجدار نے ہاتھ پکڑ کر اپنے تخت پر خواجہ عمرو کو بٹھا لیا کہا

خواجہ اب چلیے آپ نے غضب کیا اب تو اصلی کنیز دیدی خواجہ عمرو نے کہا تمہاری وجہ سے گھبرا گیا اسی کو دیدیا
بلاے روزگار ہی شیروں نے مجھکو صحرا مین گھیر لیا آخر ادھر ہی آیا جدھر جاتا جان بچتی پھر بھاڑ کھا جاتے
آخر اسی خوف مین مدہوش کو حوالے کیا نہایت نازنین خوبصورت تھی جب لشکر صاحبقران مین جاتا سرداران
صف شکن نقد جان دیکر خرید لیتے دس ہزار کا نقصان ہوا اسرار تاجدار کہتا ہی خواجہ مین تمہاری باتین
دیکھکر کانپ رہا تھا آپ یہان کیونکر آگئے خواجہ نے کہا تمہارے ہی ساتھ چلے آئے چار خدمتگار تھے ایک کو
بیہوش کرکے زنبیل مین رکھ لیا اسی کی شکل بنکر تمہارے ساتھ پہونچے حقیقت مین خدا اہل اسلام کی جان و
آبرو بچائے خواجہ تو ساتھ اسرار تاجدار کے طرف قصر جمشیدی کے جاتے ہین انکا ذکر کیا جائیگا لیکن ملکہ یاقوت
سخندان مدہوش کو ساتھ لیکر قصر عقیق نگار مین داخل ہوئی ملکہ اخضر پر بہت غصہ کیا کہا قبلہ و کعبہ
یہ سن پہونچایا ایسا تحفہ لایا آپ کے پاس موجود ہی جو ہر شی کی خبر دیتا ہی اسکو ملاحظہ نہ کیا ساربان زادے
کے سامنے ذلیل ہوے ہمارے شہنشاہ کو تو عمرو نے بنا لیا ہی ذرا خوشامدین کین بھول گئے آپ ہر وقت گنبد کو
ملاحظہ کیجیے گا وہ ساربان زادہ بڑی بلا کہہ گیا ہی کہ سر میدان گیند چھین لونگا ملکہ اخضر نے کہا کیا مجال
مدہوش اپنی ماں سے لپٹی ہوئی رو رہی ہی کہتی ہی ارے مجھے بچاؤ دیکھو بحر دریا مین ڈوبا جاتا ہی نہنگ
نکلا چھینگا دم مار دیگا کشتی حیات طوفانی ہوئی اب پناہ پانی مشکل ہی یا سامری آبرو بچالو مادر مدہوش
رونے لگی سامنے یاقوت کے آئی کہا حضور آپ کی لونڈی کا عجب حال ہی عجیب طرح کے کلام کرتی ہی خوف کے
مارے پیشاب کر دیا افراسیاب نے کہا ہمنے سنا زنبیل مین عمرو کی بڑے بڑے عجائب و غرائب ہین وہ
دیکھکر ڈر گئی میرے سامنے بلاؤ ملکہ یاقوت سخندان نے کہا آپ سب یاتوق کے رازدار ہین گویا عمرو کے
یار وفادار ہین افراسیاب نے کہا یہ مصیبتین جھیل چکا ہون ملکہ حیرت جادو خاتون محل بادولت تک
چند ساعت زنبیل مین عمرو کی گئی تھی کئی دن بدحواس رہی تمام عالم کے اشیا اس ظالم کی زنبیل مین موجود
ہین مادر مدہوش مدہوش کو سامنے افراسیاب کے لائی افراسیاب نے کہا اے مدہوش اٹھ گھبرا
نہ اپنی بی بی کے قصر مین آگئی یہان دریا وغیرہ نہین ہی دیکھ سب تیری ساتھ والیان موجود ہین حال تو بیان کر
کہ تجھپر کیا گذری کیونکر عمرو کے قبضے مین آئی افراسیاب نے جو تسکین دی مدہوش گویا ہوش مین آگئی کہا
بی بی جب ایلچی آپ کے خالو صاحب کے تشریف لائے مین بارہ دری مین انتظام شرابون مین مصروف تھی
ایک خدمتگار نے مجھسے آکر کہا دیکھو بیرون بارہ دری باغ مین نیولا اور سانپ لڑ رہا ہی مین کمبخت اشتیاق

مین دور پڑی پھر مجھکو نہین معلوم کہ کیا معرکہ گذرا ایک آواز میرے کان مین آئی ارے یہ لونڈی آئی ہے اسکو
کارخانے مین داخل کرو زیور و لباس احتیاط سے رکھنا اب جو میری آنکھ کھلی دیکھا اک صحرائے لق و دق والی
لب کنار اسمین ہزارہا عمارت پختہ بنی ہوئی ہے کئی ہزار مزدور ٹوکریان سر پہ رکھے ہوے ذلیل حقیر افسر کے ہاتھ
مین سونٹا سب کو مارتا پیٹتا لیے جاتا ہے ایک پشتہ کنارے دریا کے ہے سنا کہ عمر بھر سے بن رہا ہے دن بھر مٹی پڑتی ہے
رات کو موج دریا بہا لیجاتا ہے اسی سوچ مین بیٹھی تھی کہ دس بیس لونڈیان کالی کالی گاڑھے کی صدریان سوسی کے
پائجامے پھوہڑ بھجوے گال موٹے موٹے ہونٹھ سونٹے لیے ہوے آئین کوئی تو کہتی ہے اسکو باورچی خانہ مین لیجاؤ آگ
سلگانے کی خدمت کریگی تصرفی کھانا پکایا کریگی ایک کہتی تھی بیت الخلا کے دروازے پر اسے مقرر کردو کوڑے
پھینکا کریگی ایک کہتی تھی اسکو گدڑی بازار مین بھیجدو بھٹیارا جو استاد لوٹ مار کے بھیجتے ہین پیوند لگا لگا
بیچا کریگی ایک کہتی تھی برا یہ بہت خوبصورت ہے استاد عمرو کسی رئیس کے ہاتھ بیچ ڈالینگے اسکو تکلیف نہ دو
صورت بگڑ جائیگی ہمارے پیر مرشد خواجہ کا نقصان ہوگا ایک کہتی تھی اسکو لیجاکر بازار مین بٹھاؤ دو روپیہ روز
کما لائیگی استاد کا نفع ہے حضور وہ کنیزین جاؤن جاؤن کاؤن کر رہی تھین مین حیران
ایک ایک کا منھ دیکھتی تھی ایک ایک کے آگے ہاتھ جوڑ رہی تھی ایک داروغہ ہٹو بچو کرتا ہوا آیا شملہ سر پہ
کوڑا ہاتھ مین اسنے سب کو پیچھے دو چار کوڑے مارے وہ سب ہٹین وہ ظالم میرے پاس آیا کہا اری زیور اتار
ہم شہنشاہ اوج عیاری کے تحویلدار ہین ہمکو حساب سمجھانا پڑیگا اسنے سب زیور اتروا لیا ایک میلی ساری دیدی
کہا لباس بھی اتار دے مین نے حضور کپڑے اتار دیے میلی ساری باندھ لی داروغہ نے کہا جا کر سیر کر مین بھاگی
جدھر جاتی تھی لڑکے غول کے غول تالیان بجاتے تھے ڈھیلے مارتے تھے بھاگی ہوئی مین قریب دریا کے پہونچی
بجرے پر شاہزادیان شکار ماہی مین مصروف تھین اک شاہزادی رحم دل مجھکو دیکھکر مہربان ہوئی اسنے مجھکو
بجرے پر سوار کیا تسکین دی میرا نام پوچھا مین نے کہدیا کہ حضور لعل سخندان کی کنیز ہون اس رحم دل
کو ساری سلامت رکھین اسنے سب مجھکو قاعدے بتلائے مجھکو سمجھا دیا کہ جس مقام پر کوئی ستائے خواجہ عمرو کی
دہائی دینا یہان ظلم و بدعت کسی پر جائز نہین ہے خواجہ عمرو ایسے عادل کی عملداری ہے حضور مین اس بجرے
پر سوار ہوکر شاہزادی کے ساتھ چلی ایک طرف سر اٹھا کر دیکھا صدہا قلعے لڑ رہے ہین توپین چل رہی ہین
فوج والے یورش کیے ہوے جاتے ہین حاکم قلعہ پکارتا ہے دہائی ہے خواجہ عمرو کی اس سال بوجہ خشک سالی
خراج نہین دے سکا ادا کرونگا جو یلغار کیے ہوے جاتا ہے وہ پہلوان آواز دیتا ہے حکم خواجہ عمرو ہے خراج ادا کرو

ہر طرف عمرو ہی کا نام لیا جاتا ہی دوکاندار رعایا ہر مقام پر یہی ذکر ہی خواجہ عمرو بڑے عادل و منصف ہین
یکایک دریا مین باد مخالف چلی طوفان عظیم اُٹھا بجرہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا مین نے آنکھین بند کر لین دریا مین
ڈوب رہی تھی غوطے کھاتی تھی ایسا اک غوطہ کھایا دریا مین ڈوب گئی اک نہنگ نے نگل لیا اندھیری کوٹھری
مین پڑی تڑپتی تھی نکلنے کی راہ نہ ملتی تھی یکایک آواز آئی اُس نئی کنیز کو لاؤ وہی کالی کالی لونڈیان کشان
کشان مجھکو دروازہ شہر تک پہونچا گئین خواجہ عمرو نے ہاتھ پکڑ کر کھینچ لیا مین نے حضور کو دیکھا وہان کا نقشہ
میری آنکھون مین پھر رہا ہی ساحرون کو اس ذلت و رسوائی سے دیکھا جسنے نام سامری لیا جوتیان پڑتی ہین
جب عمرو کے نام کی دُہائی دو تب امان ملے اُسی ظالم کے نام کا گز و سکہ جاری ہی بڑی دور تک اُس ظالم کی
عملداری ہی دریا صحرا باغات تالاب زراعتین سرسبز شاداب ہین بڑے بڑے پہلوان اکھاڑے جا بجا کھیمے
دنگلون مین تکٹ جاری ہین تماش بین چلے آتے ہین میرے سامنے بڑے پہلوان نے کشتی ماری ڈھول
بجاتا ہوا روپیہ لٹاتا ہوا بازارون مین پھر رہا تھا واری اتنے بڑے شہر مین گدائی صدا نہین ہر شخص مرفہ حال
رنج و ملال کا نام نہین سب روپیہ والے اُس بستی مین بستے ہین محتاج کو دیکھکر ہنستے ہین مین تو حضور سب جگہ
سیر نہین کرنے پائی برسون سے وہان عورتین قید ہین ہزارون مرد کالور و دیس کے بنگالے شہر کے ساحرون
پر بڑی مصیبت ہی سڑک بناتے ہین دائم الحبس بھیجے جاتے ہین زراعت معقول زمیندار آباد رعایا دلشاد
ملکہ لعل سخندان نے کہا بس خاموش رہ شہنشاہ کو یہ قصہ پسند آتا ہی خواب کی باتین کرتی ہی کمینی ذلیل
کیسا شہر و دیار عمرو نے بیہوشی دی اُس بیہوشی مین یہ خواب دیکھے افراسیاب ہنسنے لگا کہا نہین ملکہ
مین حیرت کی زبانی سن چکا ہون اُسنے اور طرح سے بیان کیا تھا ہر کس پر بنا سر گذرتا ہی حیرت جادو
بھی کئی دن بدحواس رہی یاقوت نے کہا مین ایسے مہملات کو نہین مانتی بس خواب کی باتین خیال
مین رہین کوڑی کوڑی پر عمرو جان دیتا ہی ایسے اختیارات اُس ظالم کے ہوتے تو پاؤن زمین پر نہ رکھتا
ہان بوا لعل سخندان اب تیاری کر چلکر سب کو دیکھ لین لعل سخندان اُٹھی ایک آواز مین ڈیڑھ لاکھ
نازنینان زری پوش اسباب سحر سے آراستہ ہوکر سامنے حاضر ہوئین تخت یاقوتی ہوا پر اُڑتا ہوا آیا جس
تخت پر یاقوت سخندان سوار ہوئی افراسیاب کو پہلو مین جگہ دی دوسرے تخت پر لعل سخندان ایک
تخت پر ملک اخضر گوہر پوش چار لاکھ ساحر اسکی پشت پر ہزبرہاے آتشین پر سوار کمیدان رسالدار
فوجون کے انتظام کرتے ہوئے ایک ابر گلنار سر پر سایہ فگن دو نہرین جوشان و خروشان سرحد لشکر سے ملی

ہوئیں اُن نہروں پر ہزارہا طائران خوش الحان زمزمہ سرائی کرتے ہوئے اس دھوم سے سواری ملکہ
یاقوت کی چلی نہریں بھی ساتھ چلی آتی ہیں ہر منزل پر بعد کر و فر فروکش ہوئے صبح کو پھر کوچ کیا دو کلمہ
داستان شہنشاہ کوکب روشن ضمیر سنیئے بعد ایلچی کے روانہ کرنے کے کوکب نور افشان کو ساتھ لیکر
قصر مرات میں آیا آئینہ جمشیدی کو معائنہ کرنے لگا جو بیان سر کہ گذرا خواجہ کی عیاری محفل لعل و یاقوت
مین نے نوازی معاملہ مدہوش بچشم حقیقت میں ملاحظ کیا کوکب اچھل رہا ہے نور افشان سے کہتا ہے اُستاد
دیکھو خواجہ وہان پہونچ گئے مصور و افراسیاب کو بیہوش کیا ملکہ اخضر کو یاقوت نے بچا لیا اب اسرار
تاجدار کے ساتھ تشریف لاتے ہیں نور افشان کو بھی عیاری خواجہ پر وجد ہے کہہ رہا ہے عمرو نے آبروئے اہل اسلام
کی رکھ لی کیون اے فرزند افراسیاب تو اس خرابی سے گیا کہ بارہ ہزار آدمی مار گئے تب قلعہ میں گذر ہوا یہ
کیونکر پہونچے کوکب نے کہا اسرار تاجدار کے ہمراہ خدمتگار بنکر گئے میں سمجھ گیا تھا کہ قبل روانہ ہونے ایلچی کے
مجھسے رخصت ہوئے بس کسی خدمتگار کو بیہوش کر کے تخت پر بیٹھ لیے میرا ایلچی تو قاعدہ دان ہے طریقے سے
گیا لعل و یاقوت نے بلوا لیا افراسیاب اپنے غرور میں ذلیل ہوا یہ ذکر تھا کہ کوکب و نور افشان نے
دیکھا اسرار تاجدار پہلو میں خواجہ عمرو نامدار تخت سحر اڑائے ہوئے چلے آتے ہیں کوکب نے ہاتھ پھیلا دیے
خواجہ سے لپٹ گیا کہا خواجہ کیا کار نمایان کیا دربار لعل و یاقوت میں پہونچے خوب گائے ماشاء اللہ کیا
کیا شعبدے دکھائے عمرو نے کہا آپ کی مہربانی ہے کوکب نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری دباؤ تو آپ نے
ڈالدیا لیکن ایک خرابی بھی ہوئی اخضر ہوشیار ہو گیا وہ جو گیند بلورین اسکے پاس ہے اُس سے خبر آئندہ و
گذشتہ معلوم ہوتی ہے اگر وہ اسکے پاس رہا بڑی خرابی ہوگی عیاری اسپر غیر ممکن ہے مین اب ملکہ مشتری
سے کہکر اپنا بھی حجرہ بلا کھولتا ہوں ملکہ جیحون سبز پوش زبان دراز شاہزادی و ملکہ محبوب کاکل کشا
وزیر زادی ان دونوں کو روانہ کرونگا شاہزادہ ارکان وحشی اور وقت کے واسطے بہمران و اختر و مروارید
وغیرہ بھی سامان لشکر کشی میں مصروف ہیں اب آپ جاکر اپنے لشکر کا انتظام کیجیے وہ آتے ہی دباؤ
ڈالینگی میں لشکروں کو روانہ کرتا ہوں انشاء اللہ لشکروں سے میدان بھر جائیں افراسیاب بھی
اپنے مقام پہ گئے کہ اہالیان لشکر نور افشان بڑے کر و فر سے آئے لیکن اے شہنشاہ اوج عیاری گیند
کیونکر لوگے علاوہ خبر آئندہ و گذشتہ سحر بھی اُس گیند سے بڑے بڑے پیدا ہوتے ہیں اگر وہ اسکے پاس
رہگیا بُراق و جمشید وغیرہ سب بیکار ہو جائینگے خواجہ عمرو نے سر جھکا لیا گلشن عیاری کی سیر کرنے لگے

نخلہاے موزون گلہاے پرمضمون غنچہ ہاے ناشگفتہ مکر و غدر نہرہاے صاف و شفاف جسمین ہزارون
گہرہاے عیاری صدف مکر مین موجود ہین بعد عرصۂ دراز تک ملاحظہ کرنے کے اس باغ سخندان سے نکلے
ظاہر ہوتا ہی کہ گل مراد دستیاب ہوا شل گل شگفتہ بشکل غنچہ مسکرا کے کہا ای نونہال باغ نور افشان ای رنگ
و بوے حدیقۂ عظم و شان ای برادر با توقیر ای کوکب روشن ضمیر اسوقت مین نے باغ عیاری کی سیر کی حسبا
فہم و فراست نے گلہاے رنگارنگ کھلائے چمن فکر کو گلہاے مراد سے مملو پایا نہرہاے سلسبیل آساے فطرت
سے گوہر آرزو دستیاب ہوے انشاء اللہ بقوت باغبان قضا و قدر جسدن ملک اخضر طبل جنگی بجوائیگا
اور میدان کارزار مین آئیگا سر میدان گیند لے لونگا اس پیر نابالغ کو پکڑ لونگا میرے اسکے تکرار ہو چکی
روبرو کہہ آیا ہون یہ تو خواجہ نے پکار کر کہا مگر کان مین چپکے سے کوکب کے کچھ سرگوشی ہوئی کوکب نے
کہا بچشم خواجہ دربارے کوکب کے اٹھے طرف اپنے لشکر کے چلے کوکب نے خورشید روشن راے کو حکم دیا
گلزار نگارین مین جاکر گل گلدستۂ طلسم نور افشان سرو نوخاستہ حدیقۂ امتحان ملکہ برآن شمشیرزن سے
کہدو کہ بی بی لشکر تیار کرو ملکہ اختر بن سہیلان فیل زور شمشیرزن لشکر الگ آراستہ کرے ملکہ مروارید
گلنار پوش اپنا لشکر الگ درست کرے بلور بہار دست جمشید بن کوکب کو ہمراہ لیکر تیاری کرے ہماری لواحی
ملکہ مجلس سے کہنا ای نور نظر دیکھین تو لعل و یاقوت سے کیسا مقابلہ کرتی ہو ای خورشید روشن راے
دروازے خزانے کے کھلوادو اشیاے ضروری کا انتظام ہو ہمارے اہالیان لشکر کو کوئی تکلیف ہونے پائے
ایک عرضی خدمت مین نانی اماں ملکہ مشتری ستارہ طلعت کے لکھوا دو کل مضمون حال آمد لعل و یاقوت
تحریر ہو بعد اسکے مسلسل تقریر ہو کہ حجرۂ بلاے طلسم نور افشان کھولدیجیے جیحون و محبوب اپنے کو پاس
ملکہ برآن وغیرہ کے بہونچائین لعل و یاقوت سے مقابلہ ہر ابھی ارکان وحشی کو حجرے سے نہ نکالین اسکا
وقت اور ہی یہ مضمون لائق غور ہے ملکہ عالم سمجہ جائینگی جیحون و محبوب کو روانہ کردینگی سب مطالب دلی
حاصل ہونگے خورشید روشن راے اسی وقت اٹھا سب کو حکم پہونچانے لگا عرضی ملکہ مشتری کو روانہ کی لیکن
دو کلمہ داستان حیرت بیان اس حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق اسیر طرۂ گیسوے پیچ پیچ خنجر ابرو سوز دل الم رنج
و محن ملکہ برآن شمشیرزن بیان ہوتے ہین ملکہ برآن باغ نگارین مین جلوہ فرما ہین قریب ملکہ شگوفہ سحر ساز و زیرک زادی
حاضر ہے صبح کو جو ملکہ سوکر اٹھین کنیز نے عرض کی اتھہ دھو ڈالیے غصے مین جواب دیا ہم زندگی سے ہاتھ
دھوئے بیٹھے ہین کسی شے کی خواہش نہ رہی افسوس باغ عالم سے گل مراد دستیاب نہوا پروانہ جلنے کو پیدا

ہوئی تھی جب تو دل کو قرار نہین سلطنت و ملک و مال سب خاک ہے زندگی کا قصہ پاک ہے یہ جو ملکہ نے بحسرت کہا شگوفہ نے اٹھکر بلائین لین درازی عمر کی دعائین دین پوچھا کیون حضور آج مزاج کیسا ہے دشمن زندگی سے ہاتھ دھوئین آپ پر ہنسنے والے اپنی تقدیر کو روئین ملکہ نے ٹھنڈی سانس کھینچکر کہا اے شگوفہ دل مین ہزارون ارمان بھرے ہین لیکن یکبارہ انکا نکلنا دشوار ہے آج شب کو ہرکارے نے خبر دی جوہرہ نجم کھلا چاہتا ہے لعل و یاقوت ہماری خالہ زاد بہنین اس حجرے کی حاکم ہین لیکن سحر و ساحری مین انکا مثل نہین قبلہ و کعبہ نے غفلت کی بھائی جمشید کی شادی اگر انکے ساتھ ہوگئی ہوتی آج یہ آفت نہوتی ہے ابھی مین نے سنا کہ افراسیاب سے نسبت پختہ ہوگئی اسرار تاجدار کو جواب صاف دیا امر معقول کہا کہ اب غیر ممکن ہے آجتک کیا قبلہ و کعبہ سوتے تھے عین وقت پر نامہ لکھا شامہ کو جو یہ خبر پہنچی دل پہلو مین بیتاب و بیقرار ہوا دیدۂ منتظر اشکبار ہوا شب ہجر تڑپ تڑپ کر کٹی نظم

وگرنہ کوچہ گیسو مین راہ کی گردش
شبیہ شعلۂ جوالہ کھینچ دیتی ہے
ہمارے کوکب گم گشتہ راہ کی گردش
فراق یار مین سب سے بھرا ہوا ہے جہان
دکھائیگی فلک کینہ خواہ کی گردش
جنون مین پھرتا ہے یون بگرد داغ جنون
کرے عدو سے نہ بخت سیاہ کی گردش
ہوا ہے بادیہ گردی یہ ہے کہ رہگئے پاؤن
جو ناگوار ہو اپنی راہ کی گردش

کچھ احتیاج نہین دور جام کی ساقی
دم تلاش اثر میری آہ کی گردش
دل الٹے دیتی ہے برگشتہ یار کی تیر نگاہ
وہ روز و شب مین وہ مہر و ماہ کی گردش
کھینچے ہوئے چلے آتے ہین دل ہجر مین اشک
کہ جیسے چتر سر بادشاہ کی گردش
پھرے زمانہ مقدر پھرے فلک پھر جائے
مگر نہ سر کی گئی گاہ گاہ کی گردش

فقط ہے دل کہ یہ بخت سیاہ کی گردش
صفین الٹتی ہے چشم سیاہ کی گردش
خلاف سبز سایۂ آسمان پیر ہے
یہ کسکو تاب کہ دیکھے نگاہ کی گردش
ابھی تو کیا ہے دکھانا جو کچھ ہے گردش وصل
ملی ہے آنکھ کو دولاب چاہ کی گردش
جو اسکی گردش چشم سیہ کی مجھ سے
خدا دکھائے نہ تیری نگاہ کی گردش
دل چلا ال مین آنکھونکی راہ سے آنکھ

اے شگوفہ باغ شباب مین نیا گل پھولا گل شباب پژمردہ ہوا غنچۂ آرزو نہ کھلا کچھ کیفیت نہ معلوم ہوئی کہ اس شیر بیشۂ صاحبقران شاہزادہ ایرج نوجوان پر کیا گذری کیونکر دریافت کرین بیان یہ ہنگامۂ عظیم وہ شیر بیشۂ جرأت بر سر راہ امید و بیم کسکو بھیجین کون جا کر سمجھائے کہ اے شہریار اس راہ پر خطر سے پلٹ جائیے تجھے ہوش ربا مین نہ آئیے دل مین تو یہ حسرت ہے نظم

در قتلگہ آئی و من روے تو بینم
نقش قدم خویش چو در کوے تو بینم

یک خلق مرا بیند و من سوے تو بینم
کو طالع بیدار کہ ہر صبح من از خواب

صد بار بسو پا بگذارم دم برگشت
تا چشم کشایم رخ نیکوے تو بینم

سر خواستن آئینہ بہ شمشیر چہ حاجت	گر دم بہ کف از جنبش ابروے تو تیغم	سازم بہ چنین مرگ عوض عمر ابد را
سر را چو دہم نزع بہ زانوے تو بیتم	بکشا گرہ زلف کہ دلہاے تبازرا	تا حلقہ بگوش خم گیسوے تو بینم
بخرام کہ خواہم سر شمشاد خدان را	پامال خرام قد دلجوے تو بیتم	گفتم کہ من از عشق تو دل تنگم از شوخ
تا گو بہ سر خود ستم از خوے تو منم	گفتا کہ بود یاد زمن حرف تو سودا	ان زود بکن قوت بازوے تو نم

اِس بیقراری مین یہ اشعار اُس معشوق طرحدار نے پڑہے شگوفہ رونے لگی کہا حضور بس اب کلیجے مین سننے کی تاب نہین ہے انشاءاللہ اس لڑائی کو بھی سر کرینگے خواجہ عمرو نے جاکر خاص قلعہ عقیق نگار مین عیاری کی ساری قلعہ عقیق نگار مین کھلبلی ڈالدی فتح وظفر خدا کے اختیار مین ہے وہ کیا کرسکتی ہین مصرع دشمن اگر قویست نگہبان قوی ترست ہمیشہ خواجہ صاحب یہی مصرع پڑھا کرتے ہین ضرور فتح پائینگے اپنے پیدا کرنے والے کو دل سے ضرور یاد رکھے وہ مالک سب پر غالب ہے یہ ذکر تھا کہ کنیزون نے بڑھکر عرض کی خورشید روشن رائے وزیر اعظم حاضر ہین حکم قضا شیم کو کب لیکر آئے ہین بہاران نے کہا چچا جان کو بلا لو در باغ پر حکم محکم پہونچا دو کہ ان وزیر اعظم کو نہ روکا کرو یہ نفس ناطقہ شہنشاہ والاشان ہین کنیزین گئین خورشید کو لیکر سامنے ملکہ بہاران کے آئین خورشید نے سلام کیا بہاران واسطے تعظیم کے اُٹھی کہا عم نامدار خیر تو ہے خلاف وقت تشریف لانے کا کیا باعث ہوا خورشید نے زبانی کو کب کے حکم مذکور پہونچایا عرضی نام کی ملکہ مشتری کے دکھلائی کہا حضور اب ملکہ حیجون سبز پوش زبان دراز و ملکہ محبوب کاکل کشا حجرہ بلاے طلسم نور افشان سے نکلینگی خدمت مین ملکہ مشتری کے جاتا ہون ملکہ بہاران خوش ہوگئین کہا میرے والد کا نام کو کب روشن ضمیر ہے ماشاءاللہ کیا معقول تدبیر ہے حیجون بڑی ساحرہ زبردست ہے وزیرزادی اُسکی محبوب طرحدار خوش اسلوب کل حالات کی رازدار ہے اب قلب کو قوت روح کو راحت حاصل ہوئی اس فکر پر تسکین دل ہوئی یہ کہکر خورشید روشن راے کو خلعت دیکر رخصت کیا ملکہ اختر و مروارید کو بلوا کر حکم دیا اپنا اپنا لشکر تیار کرو کل صبح کو سفر ہو ملکہ مجلس کو بھی تاکید ہوئی حال حجرہ بلا سنکر ملکہ بہاران کو فرحت تازہ و سرور بے اندازہ حاصل ہوا شگوفہ سے کہا چلو تو خالہ زاد بہنون سے مقابلہ ہے جسکو پروردگار غالب کرے بڑی قیامت کی لڑائی ہے انشاءاللہ نہرون پر انکو اپنی بڑا ناز ہے مثل دریاے خون رواں نہرون کی بھی اگر وہ شائی تو مجھکو گوہر بے بہاے دریاے نور افشانی نہ کہنا اپنے اپنے مقام سے سب سوار ہوئے بلور چہار دست لے جمشید کو تخت پر سوار کیا بہ کروفر چلے بیان خواجہ عمرو و لشکر مہرخ مین آئے خبر پہونچ چلی تھی کہ قفل سخندان و یاقوت سخندان کی آمد ہے

عیاری کا پرچۂ اخبار گذرا ملکہ مہرخ پڑھ رہی ہین کہ خواجہ عمرو آکر پہونچے ملکہ مہ جبین نے تعظیم کی کہا نانا جان
آپ نے غضب کیا قصر عقیق نگار مین تشریف لیگئے مین یہ خبر سنکر ہول کھا رہی تھی بہت گھبرا رہی تھی کہیے انجام کیا
ہوا خواجہ نے فرمایا آپ کا اقبال ساتھ تھا ہان البتہ نقصان تو ہوا مگر بات رہگئی ملک اخضر گوہر پوش سے
اک وعدہ ہوا ہے خدا اسکو پورا کرے برق تڑپ کر سامنے آیا پوچھا استاد مجھسے تو فرمائیے عمرو نے کہا آپ
کنارے بیٹھیے تجھسے کیا کہین بات ہی بات ہے عیاری نہین کرامات ہے سر میدان وعدہ کیا ہے کہ اُس پیر بالغ
کو پکڑ لیجائینگے وہ گرگ باران دیدہ سرد و گرم عالم چشیدہ مُجرا نا کالا ناگ ہے اس ضعیفی مین آتشخو کا مزاج آگ ہے
اور میان مصور تو ہمیشہ سے پیچھے ہین شراب پینے پر مرتے ہین بہ تعجیل چٹ پٹ ہو گئے جورو صاحب بھی
اُنکی بیہوش ہو گئین شہنشاہ بہار سعد قدار ہو گئے بڑی مدد کی مین نے بھی انکی خوب تعریف کی یہ ذکر تھا کہ چرخ
و پرمدنے آکر خبر پہونچائی بوقت سحر ملکہ لعل خندان و یاقوت خندان کی آمد ہے ملکہ حیرت جادو
خود تو تشریف نہین لیگئین وزیر زادیان بازارین وغیرہ لیکر گئین حکم محکم صادر ہوا ہے بازارین از لشکر
ملکہ حیرت جادو تا بہ صحرائے نیلوفری آراستہ ہون خیمے بالعین بارہ کوس تک استادہ ہو گئین ہر سو خوبی خوش
سامان روشنی بھی ہو رہا ہے ملکہ مہرخ نے حکم دیا باغبان قدرت سے ارشاد ہوا فوراً باغبان نے
بارگاہ زربفتی نکلوائی جو بروز قتل صنعت لوٹ مین آئی تھی باغبان نے اُسے استادہ کرایا کنارے سے
لشکر کے تا بارگاہ آسمان جاہ قریب قریب بارگاہ مین ملکہ بہار و مخمور و برق لامع و رعد و برق و
خورشید زرین سحر وغیرہ درست ہو گئین اہالیان لشکر کو نئی وردیان تقسیم ہوئین شب بھر اسی تیاری
مین بسر ہوئی ناگاہ شہنشاہ اقلیم اخضری حاکم صحرائے نیلوفری ماہتاب عالم افروز منزل ہستی رفتہ کو طے کرکے
داخل قلعۂ مغرب ہوا شہنشاہ زرین پوش یعنے آفتاب عالمتاب تخت زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا شقۂ علم
زرنگار کھل گیا نسیم سحری چلی بڑے بڑے تارے فلک نیلی پر جھلملا رہے ہین طائران زمزمہ سرا صفت معبود
برحق مین ترانے گا رہے ہین ہر سو سے جھونکے ٹھنڈے ٹھنڈے آرہے ہین نظم

خروس صبحدم آواز برداشت — سحر چون زاغ شب پرواز برداشت
عنادل لحن دلکش بر کشیدند — لحاف غنچہ از رو در کشیدند
سمن از آب شبنم روے خود شست — بنفشہ جعد عنبر بوے خود شست
علم آفتاب نکلا جب
فوج انجم ہوئی گریزان سب — شہ خاور سپہر گرد ہوا
ہوا میدان چرخ سے اک بار — مہ انجم سیاہ رو بہ فرار
رونق تخت لاجورد ہوا
ملکہ مہ جبین تخت پر آکر جلوہ فرما

ہو مین دنگل یاقوت احمر پر پر بردشت جرأت یکہ تاز میدان جلالت قرہ باصولت حشمت و مکنت [illegible]
امارت و ریاست شہسوار عرصہ یکہ تازی اسد بن کرب غازی نور نگاہ صاحبقران مع سرداران تہمتن
شور شعاران صف شکن اپنے اپنے مقام پر دنگلہائے زرین پر آکر بیٹھے ایک جانب ملکہ بہار و باغبان
قدرت و ملکہ سرخ موے کاکل کشا و ہلال سحر افگن سپید لباس پہنے ہوے غم مین اپنے شوہر کے ملول و
حزین تحریر ہو چکا کہ شہنا بجانے کے سبب سے آفات جادو سیار گلشن جنان ہوا ہلال سحر افگن سر
جھکائے ہوے رو رہی تھی عمرو نے آکر گلے سے لگایا کہا ای ہلال تم عین شباب مین بیوہ ہوئین تمھارے
شوہر کے بڑے مراتب ہوے چرخ افسونگری کی ہلال تھین اب آسمان لیاقت کی بدر کامل ہو جاؤ گی نعیم جنت
کی عنایت سے عاقل ہو صاحب کے بڑے مرتبے ہین تمھارے واسطے دروازے بہشت عنبر سرشت کھلے ہین اگر
ہلال قبر مین روشنی ہوگی اس مصیبت کی لذت اٹھاؤ گی جب شوہر کو در بہشت پر پاؤ گی پھول جاؤ گی غنچۂ آرزو
کھلے گا رتبہ کامل ملیگا ہلال نے اشک پاک کیے عرض کی ای شہنشاہ اوج عیاری دس برس آپ نے
ہمارا اراج و سہاگ قائم رکھا افراسیاب نے بے جرم قتل کیا ہوتا آپ بشکل ستی میری صورت بنکر رہا کرا لائے تھے
آپ کے نام کا عاشق تھا اب بھی نام کر گیا عین جہاد مین لڑبھڑکر مرگیا ہلال کی باتین سنکر سب رنجیدہ ہوے
اسد غازی نے بھی زبان سحر بیان سے کلمات تسکین فرمائے آبدیدہ بھی ہوے ہلال نے عرض کی غلامان
جانباز اسی دن کے واسطے تھے لونڈی بھی ان قدمون پر نثار ہو جائے دل کو صبر ہوا اب اسوقت سترہ سو
سرداران تاجداران جلیل اسد نامدار کے کفیل اس دربار دُربار مین جمع ہین مرقع دربار تصویر سرداران سے
معمور محفل عیش و سرور یہ خبر ملکہ حیرت کو پہونچی کہ بی مہ جبین بیرون بارگاہ مع سردارون کے جلوہ فرما
ہین لشکر کا اوج موج ہر بے انتہا فوج ہر باہر نکلکر تخت پر یہ بھی جلوہ فرما ہوئین آج بھاری جوڑا پہنا ہے
تاج جواہر نگار سر پر حسن مین بے مثال ابرو رشک ہلال گرد کئی سو شاہزادیان مثل آفتاب عالمتاب تخت
زبرجدی پر جلوہ فرما ہوئین صرصر و صبا رفتار برائے خبر جاتی ہین پلٹ کر دمبدم آتی ہین خبر آئی ہے لعل
و یاقوت کی مشتاقی مین ادھر جو اسپیان لشکر اسلام عیاران خوش انجام طرح دے رہے ہین خواجہ لقا
کرسی جواہر نگار پر جلوہ فرما مین سب نے دیکھا کہ کئی سو نقارے بجے آمد لشکر ملکہ لعل و یاقوت ظاہر ہوئی
اول بیدو یادلی دکھائی دو نہرین بصد جوش و خروش جوش مارتی ہوئی آتی ہین آب صاف و شفاف
جسکے سامنے آب گوہر آب آب ہزار ہا طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے مثل شیر و شکر وہ نہرین اک مقام پر قائم

ہوئیں اب سامان جلوس سواری مثل باد بہاری نمایان ہوا ماہی ومراتب کوس سپیدہ فرق زنجیر فوجین گویا
دریا کی موجین نازنینان حورخصال پر سر طاؤسان زرین بال ایک پریاقوتی سر پر کھنچا ہوا آگے تخت ملکہ خجستہ
بارش سفید تاج گوہر نگار سر پر قبائے قلمکار زیب جسم پشت پر چار لاکھ ساحران مندار یا خداوند جمشید و سامری
کی پکار رہے ساحر اژدرہائے آتش فشان پر مار سیاہ کے کوڑے ہاتھ مین لیے ہیبت بات بات مین کسی کی دسون
انگلیان مثل شمع شبستان کے روشن شعلہ جوالہ ہمہ تن کوئی ہزبر آتشین پر کوئی ساحر محیل سحر کے فیل پر سوار
گجیاک ہاتھ مین برچھے لیے ہوئے ہاتھی کو زنجیر طلائی جھبونڈے مین لپٹی ہوئی یہ پرے کے پرے ظاہر ہوئے
حیرت جادو سے جو بہار کی نگاہ ملی اشارہ کیا ہو تمھاری سوت آتی ہے اب جوتیان پڑینگی حیرت نے اعتکار کے
مین کہا ایسی سوت مجھکو قبول ہے تم سبھون کی گردن مروڑینگی ایک ایک کا سر توڑینگی افراسیاب گھوڑے کو دوڑاتا
ہوا آیا گھبراکر کہا اے ملکہ عالم برائے استقبال ملکہ یاقوت و لعل چلو نسبت میری پختہ ہوگئی دیکھو لو کیا نازنینان
ماہ پیکر مین ایک کے ساتھ نسبت ہوئی دونون گھر مین ڈال لونگا حیرت نے ہنسکر کہا آپکو غیرت نہین آتی
عمر دینے جاکر وہان بھی جوتہ لگا یا افراسیاب نے کہا کوئی ذلیل ہوا تو مجھے کیا مین تو سمجھا ہوا خوب وقت پر پہنچا
ملکہ اسکی کیفیت بیان کرونگا حیرت جادو اپنے مقام سے اٹھی کہا مین تو مہمان سمجھکر جاتی ہون ورنہ میری
بلا پوش استقبال کرتی یہ کہکر اشارہ ہوا کہاریون نے تخت اٹھایا افراسیاب اہتمام کرتا ہوا حیرت جادو
کے ہمراہ چلا خود زبان سے ہوشیار کہتا جاتا ہے ادھر تخت یاقوت ادھر سے تخت حیرت جادو بیچ لشکر مین ملا ہوا
یاقوت سخندان بھی تخت سے اٹھی ملکہ المختصر کو حیرت جادو نے سلام کیا یاقوت سخندان نے ملکہ حیرت جادو
کی تعظیم کی بہ آؤ کہکر اپنے تخت پر بٹھالیا افراسیاب جادو نے پایۂ تخت پر ہاتھ رکھ دیا گلچینی دونون کے
گلشن جمال کی کر رہا ہے یہ ماہتابان وہ مہر درخشان ایک درج مین دو گوہر آبدار ایک برج مین دو ستارہ تابدار
ایک حسین دوسری مہ جبین پر شعلہ جوالہ وہ آفت کا پرکالہ یہ عالم عشوہ و ناز وہ حسینون مین سرفراز یہ ماہ صورت وہ مہر
شوکت و حشمت افراسیاب کے بند قبا ٹوٹ گئے اپنے آپ مین نہین ہے پایۂ تخت سے لپٹا ہوا گرد وزرا امرا
ساحران طلسم ہوشربا حلقان در بند ساحران خود پسند سرما و ابرق و مصور و صورت نگار ملکہ یاقوت نے
پوچھا کہ حیرت جادو دشمنون کا لشکر کہان ہے حیرت جادو نے انگلی سے اشارہ کیا اتفاق قضا و قدر ملکہ
لعل سخندان اہتمام لشکر کرتی ہوئی آگے بڑھ گئی ہے کنیزون سے جو اسنے پوچھا واقف کار حال نے تخت ملکہ
مہ جبین کا اشارہ کیا لعل نے جمال بے مثال مہ جبین کو دیکھکر آہ کی بے اختیار رو دی کہا یہ شاہزادی کون ہے

صرصر برابر موجود تھی اُسنے کہا ملکہ مہ جبین الماس پوش دختر شہنشاہ کو نہین پہچانا لعل نے دانتون کے نیچے اُنگلی دباکر کہا ہو اے صرصر دختر شہنشاہ طلسم ہوشربا کو سلطنت لشکر باغیان کیون ملی صرصر نے کہا وہ سامنے دنگل شوکت پر جو شیر بیٹھا جھوم رہا ہی یہی فتاح طلسم ہوشربا ہی بی مہ جبین اُسکے ساتھ نکل گئین سب لشکر کی افسر ہین معشوقہ اسد دلاور ہین اُدھر سے جو لعل نے نگاہ پھیری جمال جہان آرائے اسد نامدار پر نگاہ پڑی دیکھا اک جوان صف شکن تہور شعار جلالت آثار چہرہ آفتاب عالمتاب آنکھین رشک دیدۂ غزال جبین انور ماہ آسمان کمال سطوت وصولت چہرہ زیبا سے آشکار جوان نامی ونامدار اسد نے بھی دیکھا ایک نازنین گلنار پوش اس جانب دیکھ رہی ہی ضرغام شیردل پہلو مین کھڑا تھا اُسنے کہا حضور ذرا تنکر تھیے لعل سخندان آپ کو دیکھ رہی ہی اسد غازی سنکے کہنے سے ضرغام کے ذرا موچھون پر تاؤ پھیرا خود زرین کو کج کیا نگاہ حیا ہو گئی اب تو چھریان چل گئین صف مژگان آمادہ حرب وپیکار ہوئین سراپا پر اسد نے نگاہ ڈالی دیکھا ایک ماہ پارہ گلگون پوش آنکھین رشک نرگس شہلا خوبصورت نقشہ سراپا مین افسونگری نگاہون مین ساحری ابروے خمدار کھنچی ہوئی تلوار بادۂ شباب سے مست وسرشار دونون نے کلیجون پر ہاتھ رکھ لیے لڑکھڑاتی ہوئی جو لعل سخندان بیٹھی صرصر تو بلاے روزگار ہی تیور کو دیکھکر کچھ سمجھی کہا کیون ملکہ مہ جبین کیا خوش نصیب ہی کیا شوہر بلامرتبہ ہیکہ نبیرۂ حمزۂ صاحبقران نذر کردۂ بزرگان صف شکن تیغ زن لاکھون مین اکیلا لڑے پرے درہم وبرہم کرے وہ دوسرا جوان لباس صندلی رنگ پہنے جو پہلو مین بیٹھا ہی صندلان صندلی پوش لقب ہی جرأت مین اپنا مثل نہ رکھتا تھا طلسم کشا نے جاکر اُسکو زیر کیا جو پہلوان آیا اسد غازی غالب ہوا مقدمات سحر وساحری سے ناچار ہی ورنہ اگر تخت افراسیاب اُلٹ دیتا ان لشکرون کی حقیقت جانتا ہی لعل سخندان نے سر جھکاکر کہا ہان ہوگا ہمین کیا مطلب بی مہ جبین کو مبارک ہو ہم تو اُنکے لڑنے آئے ہین صرصر نے کہا عاشق مزاج بھی ہی حسینون کے سر کا تاج بیٹھا ہی یہان ملکہ مہ جبین کو قبضے مین کیا ملکہ لالان خونقبا دختر خداوند واؤد نے عاشق ہوکر ملک داؤدیہ ویران کرایا کارخانہ خدائی کو مٹایا لبس وہ معشوقہ اس جوان کے قبضے مین ہین دونون بے مثل وبے نظیر ہین ایک شب اس بارگاہ مین ایک شب اُس بارگاہ لالان خونقبا مین دونون معشوقان طناز عاشق جمال طلسم کشا مین خدمتگذاری مین مصروف رہتی ہین لعل سخندان دل مین سمجھکر خاموش ہو رہی صرصر کو کچھ جواب نہ دیا دل مین پیچ وتاب کہ اے لعل اس محبت کا کیا انجام ہوگا کنارے پر لشکر کے جو زیادہ ٹھہری یاقوت نے کہلا بھیجا وسطے

لشکر کے مقام تجویز کرو لعل سخنداں نے سامنے کوہ نیلوفری ہے اُسی کے دامن میں لاکر لشکر اتارا ملکہ یاقوت
سخنداں و ملکہ لعل سخنداں و ملکہ خضر کے واسطے بارگاہ استادہ ہوئی حیرت جادو پہونچا کر پلٹی طرف اپنی
بارگاہ کے چلی ابروان پر بل پڑے ہوئے غصے میں بھری ہوئی افراسیاب جادو تو وہین ٹھہر گیا برائے
ملکہ یاقوت سامان طلب کیا ہے صرصر و صبا رفتار و سرباد و ابریق وغیرہ نے کل سامان کر دیے شراب ہائے
عمدہ سے میخانے بھر دیے ہندوستان سے طائفے بلوائے ہیں اُسنے حکم دیا جا کر مصروف رقص و سرود ہو
یہان حیرت جادو جو بارگاہ میں آئی اپنے چھپر کھٹ پر لیٹ رہی افراسیاب کا ٹھہر رہنا ناگوار ہوا کہ صرصر
ہنستی ہوئی آئی حیرت جادو نے کہا تو صرصر آج بہت ہنستی ہو کیا کچھ پڑا پایا عرض کی واری اک نیا گل
پھولا چاہتا ہے کوئی راستہ بھولا چاہتا ہے میں نے بھی آگ لگا دی اسطرح صرصر نے جو کہا ملکہ حیرت نے چھپر کھٹ
سے اٹھ بیٹھی کہا تو اے صرصر مجھسے تو بیان کرو عرض کی اسوقت کی لونڈی کی بات یاد رکھیے گا بی لعل سخنداں
اسد غازی پر پھسلی ہیں حیرت نے کہا تو اے صرصر ایسا نہیں ہو سکتا وہ بھی گھر میں افراسیاب جادو کے
بیٹھیگی میری سوت بنیگی صرصر نے کہا ملاحظہ کیجیے گا اسی وقت اُسکے تیور اور ہو گئے میں نے بھی اسد غازی
کی خوب تعریفیں کر دیں کہدیا جوان عاشق مزاج ہے سیکڑوں شاہزادیاں اُسپر مرتی ہیں بی مہ جبین نے
اٹھارہ سو ملک پر لات ماری اب باپ سے مقابلہ کر رہی ہیں لالان خو لقبا کا بھی حال سنا دیا کہ
خدائی مٹا کر آئین لوح بھی دلوائی تھی پھر قبضے سے نکل گئی دیکھیے میں جا کر خبر لاؤنگی مفصل خبر سناؤنگی
یہ تو ظاہر ہے کہ اسد غازی نے بھی پسند کیا نشہ شراب شباب میں وہ بھی مست ہے اگر اپنے عیار ضرغام
سے کہیگا وہ عیار ہے گرفتار کر کے لیجائیگا حیرت نے کہا سامری جمشید ایسا کریں میری بہن پر طعن و تشنیع
کرتی ہیں تو تمہارے تئیں مجکو بہت بدنام کیا آج اشارے کنائے میں ڈراتی تھیں میں نے بھی جواب دیا کہ
تمہارے سر توڑنے کے لیے سوت کو بلایا ہے کیوں صرصر میرا کیا نقصان ہے اگر یاقوت کے ساتھ شادی
ہو گئی ہے مجھسے بے اعتنائی کریگی اپنے میکے چلی جاؤنگی باپ میرا حیات جادو بادشاہ جلیل صاحب طبل ہے کئی
مرتبہ انھوں نے نامے لکھے کہ بیٹیا میں آکر دشمنوں کو مٹا دوں میں نے ہر مرتبہ یہی جواب دیا افراسیاب
مغرور ہے آپ کے ساتھ اچھی طرح اگر نہ پیش آیا مجھے ملال ہوگا باپ کی دلشکنی کا ضرور خیال ہوگا ان
سبھوں کی کیا حقیقت ہے وہ ان سب پر سحر میں غالب ہیں مدت سے مدد کرنے کے طالب ہیں اس جز دماغ
کے مزاج سے ڈرتی ہوں میرے بھائی مارے گئے لیکن اُس سنگدل نے مجکو پرسا بھی نہ دیا ایک دن یہ بھی

نے کہا کہ نیرنگ و گیرنگ کا مجھکو قلق ہے دائی ادائی سوسن زبان دراز کے قتل ہونے پر خوش ہوا کرتا ہے
مین کسی کی مدد کا طلبگار نہین ہون تیری جوتی کو کیا غرض کہ مین اپنے باپ کو بلواؤن اگر لکھ بھیجون اگر
قیامت بپا کرین صرصر نے کہا اب تو تجربہ تم کو ملاحظہ کرو دیکھیے کسطرح سے معرکہ پڑتا ہے مین مجھکو خبر لگی ہے
اہالیان لشکر ظاہر ہو۔ افسنان نے بھی لشکر کشی کی صبح سے آمد شروع ہو جائیگی گو کہ سب نے بھی تجربہ بلا کیا
ملکہ حیجون سبز پوش زبان دراز شاہزادی محبوب کاکل کشا وزیرزادی اتالا بارگاہ حیجون کا لیکر
آگے بڑھ چلی ہے وہ لوگ بھی وقت پر آ جائینگے سب تدبیرین ہو رہی ہین حیرت تو منہ لپیٹ کر بیٹھ رہی
صرصر برائے حفاظت لشکر نکلی یہان اسد غازی کو بھی لعل کا خیال اندر بارگاہ کے جلسہ آراستہ ہوا
خواجہ عمرو بھی تیور کو اسد غازی ایک دیکھ رہے ہین پوچھا کیون اے شیر دل مزاج کیسا ہے اسد نے کہا
میرے انتشار کا باعث ظاہر ہے ایسے ایسے دشمن آئے ہین خدا ہمارے سرداران نامی و ساحران گرامی کو
ان دشمنون کے ہاتھ سے بچائے حقیقت مین ایسے سحر کبھی نہ دیکھے تھے دو نہرین ساتھ آئی ہین ہزارہا طائر
دم بدم زمزمہ سرائی کرتے ہین ایسی جادوگرنیان عالم مالک عجائب و غرائب نگاہ سے نہ گذری تھین عمرو
نے کہا اور اس زمانے مین عاشق مزاجی کو کام نہ فرمایئے گا جتنے آئے ہین سب تمہاری جان کے دشمن
ہین مین نے دیکھا تھا آپ لعل سخندان سے آنکھین لڑا رہے تھے یہ جادوگرنیان صورت ظاہر سے آراستہ
ہین باطن ان سبھون کے خراب ہین تم بہ نگاہ محبت دیکھ رہے تھے وہ خونخوار بہ نگاہ دشمنی ایسا نہ ہو وعدہ کر کے
چلے جاؤ تنہائی مین ملاقات ہو سر تمہارا کاٹ کے پھینک دیگی مین ابھی جا کر مہ جبین سے اور [illegible]
سے کہتا ہون کہ یہ خیمے سے نکلنے نہ پائین اسد نے کہا نانا جان یہ آپ کو ناحق کے خیالات ہین مینے تو آپ ہی
مجھکو شکارگاہ مین چھوڑا لشکر مین آنا موقوف کر دیا اب پھر آپ یہی چاہتے ہین مین بارگاہ سے نکلنا
موقوف کر دون مین ابتک یہ بھی نہین جانتا لعل سخندان کون ہے اور یاقوت سخندان کون ہے عمرو
نے کہا ہمنے سمجھا دیا اب آیندہ تم جانو ان ظالمون سے دل لگانے مین سراسر جان کا نقصان ہے اسد غازی
نے سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا یہان دربار مین ملکہ یاقوت سخندان کے اقربا سب جادو مثل چاکران کمترین
حاضر ہے گلشن جمال معشوق کی گلچینی کر رہا ہے اپنے ہاتھ سے کام کرنے مین مصروف ہے نازنینان مہ جبین کو
آواز دے رہا ہے کہتا ہے فلان طائفہ لاؤ ساقی بیجون کو بلاؤ طائفان ہند سامنے ملکہ یاقوت کے رقص
کر رہے ہین ایک حور وش خوش آواز عقیل فہیم دمباز آ کر سامنے کھڑی ہوئی یہ غزل تعریف مین یاقوت

سے گانے لگی

غزل

دل صد چاک جا نظیر خط رخسار روشن کا
حقیقت میں بہت ہی گھونٹ کڑوا آب آہن کا
کریگا قیس مجھسے بادیہ گردی کا کیا دعوے
قدم ٹکتا نہیں روے زمین پر میرے توسن کا
اجیرن کسقدر تھا قتل عاشق میرے قاتل کو
لیے مردن خم صحرا ہو گنبد میرے مدفن کا
اڑاتا ہوں زمین پر جیب کے جب یاد آتا ہی
قلق جی جوش جاتا رستم و زال و تہمتن کا

لکھا مضمون جو آتش رشک حسین کے روے روشن کا
کتان کو کسنے دیکھا ہی نگہبان یکہ خرمن کا
گلے میں دیکھکر طوق طلائی شک ہوا مجھکو
ازل سے ناز پروردہ ہی نخچیر صحرا و آہن کا
مے گلگوں سے ہوتا ہی چراغ چشم دل روشن
اتارا سر اگیا بوجھ اتارا اپنی گردن کا
وہ جوبن ہی ترا اے حور عالم کے مرقع میں
دم گلگشت اٹھاکر ناز سے چلنا وہ دامن کا

ہوا دیوانہ تیرا شباب یا فیض صبح گلشن کا
سوا میر کلاہ کون اسکی تیغ تیز پر رکھتا
کہ ماہ نو ہی پیدا نہ تمھاری شمع گردن کا
فلک سیر اسکو کہنا زیب ہی اللہ ری شوخی
یہ وہ یاقی ہی جو کرتا ہی اکثر کام دشمن کا
سوا ہوں میں کسی کی چشم میگون کی محبت میں
کوئی نقشہ نہ دیکھا آجتک اس نکہت روغن کا
کسی دن پہلوان عشق سے پالا اگر پڑتا

ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہی چہرہ انیمنظر یاقوت سخندان پر نقاب حجاب و شرم ہی افراسیاب جادو طرف ملک الخضر کے متوجہ ہوا ملک الخضر نے طبلا کر کہا اے فرزند طبل جنگی بجواؤ افراسیاب جادو خوش ہو گیا فوراً صرصر کو بلا کر حکم دیا ملکہ حیرت سے جاکر عرض کر طبل جنگی بجوا دیجیے صبح کو دشمنوں کا خاتمہ ہو صرصر نے جاکر دیکھا ملکہ حیرت منہ لپیٹے ہوے پڑی ہی صرصر نے حکم سنایا حیرت نے کہا جاکر کہدو طبل جنگی بجے نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اجرند و برند خدمت میں ملکہ مہ جبین کی حاضر ہوے بعد دعا و ثنا خبر نوازش طبل جنگی سنو بجائی عمرو نے فرمایا تعجب کی بات ہی طبل جنگی بجایا بُران وغیرہ نہیں پہنچیں کوکب نے ہمسے کہا تھا کہ ہمنے سب کو فرداً فرداً روانہ کیا ہمارے واسطے اسنے حجرۂ بلا بھی اپنا کھولا کچھ انجام نہوا میں جاکر تحقیق کروں مہ جبین سے کہکر عمرو نے طبل جنگی تو بجوا دیا لیکن رات ہی کو طرف قصر جمشیدی کے روانہ ہوا ایمان جادو پہر رات تیاری رہی جبکہ یاقوت رمانی آفتاب عالمتاب بعد غیبت و داب بدخشان مغرب سے برآمد ہو کر خزانۂ چرخ نیلی میں داخل ہوا جوہری چرخ کنیز شعاع کا دیکھکر جوہر شناسی کرنے لگا کوہ و دشت و بیابان گلنار ہو گیا ملکہ یاقوت سخندان طاؤس زرین بال پر سوار ہو کر بیرون بارگاہ آئی نہروں نے جوش مارا ملکہ لعل نے صفیں آراستہ کیں افراسیاب جادو نے جاکر حیرت کو بیدار کیا حیرت بعد حیرت و حسرت تخت پر سوار ہوے قلب لشکر میں ٹھہری افراسیاب جادو مع وزیران سلطنت و شیران انتہت صف سے آگے بڑھا ابھی نقیب نقابت نہیں کرنے پائے میدان کارزار آراستہ نہیں ہوا ملکہ مہرخ پایۂ تخت مہ جبین پر ہاتھ رکھے ہوے آمد لشکر افراسیاب جادو و یاقوت سخندان وغیرہ کو ملاحظہ کر رہی ہیں ایک جانب بہار صف آرا ہی

کنیزان بہار نوجوان کم سن صاحبان ناز و کرشمہ موسوم بہ گلشن و گلستان و نسرین و نسترن و شمشاد و غنچہ دہن و
نازک اندام و دل پذیر ہین اپنے اپنے مقام پر صف آرا ہین پشت پر بہار کے باغ پر بہار ایک جانب ملکہ مخمور زاد در
سب حیرت مین ہین کہ کیونکر مقابلہ ہوگا مہرخ کو خواجہ کا انتظار کہ انکی راے سے سید اندازی ہوتی بہار سینہ سپر
کیے کھڑی ہے اسد غازی پشت مرکب باد رفتار پر مع سرداران نامی و پہلوانان گرامی جا بیس قدم لشکر سے آگے
بڑھے ہوے بعہدۂ سپہ سالاری زیر سایۂ علم شیر پیکر جلوہ فرما ہین کہ ناگاہ آسمان پر نوبت نقارے کی صدا آئی
اور صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی ابر سیاہی آسمان پر تڑپتا ہوا سامنے آکر شق ہوا ابر سیاہی کا اضطرار موقوف ہو گیا
اب سبنے دیکھا ایک جوان خوش رو بلند و بالا شیر دشت نبرد جلالت چہرے سے آشکار تہور شعار گردن پر فیل مست
کی سوار چتر علم زرنگار کی بغل مین دبی ہوئی شقۂ علم زرنگاری کھلا ہوا اسپر تعریف کوکب روشن ضمیر و حمد مالک تقدیر
و نعت رسول کبیر بخط جلی تحریر پشت پر دو لاکھ ساحران نامی و نامدار مرکبہاے پرند پر سوار چلے آتے ہین شان و
شوکت دکھاتے ہین ہلڑ ہو العبد جادو و حشم شہنشاہ برجیس زرین علم آ پہونچا افراسیاب جادو دیکھکر جل گیا
ملکہ یاقوت سے بڑھکر کہا آپ کے خالو صاحب کامیش ہو لشکر بکروفر آگیا ادہر سے باغبان قدرت براے
استقبال شہنشاہ برجیس زرین علم پہونچا برجیس اختر طالع ہاتھی سے اترا لشکر کو ایک جانب ٹھہرایا زور ان
آتش فشان بربارگاہ مین لدی تھین جا بجا استادہ ہونے لگین برجیس ٹھہرنے نہ پایا تھا لشکر کو جما رہا ہے
کہ ابر گلنار آسمان سے ظاہر ہوا سب دیکھنے لگے دیکھا ہزارہا نازنینان زرین پوش بصد جوش و خروش
طائران زرین بال پر سوار ایک ایک حور پیکر ماہ رخسار بیچ مین تخت پر ملکہ اختر بن سلطان فیل زور شیر زن
بر فن تخت زرین پر سوار پشت پر ہزارہا جلودار اس شوکت و شان سے اختر جلی آکر مہرخ کو سلام کیا
سرخ ہوے کاکل کشتا وغیرہ براے استقبال مہ جبین ملکہ اختر کا لشکر برجیس زرین علم کی فوج سے ملگیا
غنچۂ آرزوے مہ جبین کھل گیا ٹھیک دوپہر کا وقت ہے یہ دونون لشکر جم رہے ہین ملکہ اختر نے آتے ہی قصد کیا
کہ لشکر دشمن پر جا پڑے مگر مہرخ نے گلے سے لگایا فرمایا اے اختر برج صف شکنی اے ماہ آسمان جانبازی ابھی
نقاہت وغیرہ نہین ہونے پائی یہ کلام تھا کہ تیسرا ابر مرواریدنگار پہلوے کوہ سے بصد شکوہ اٹھا
اُس ابر گوہر نگار مین چشمک زنی برق از جنوب تا بہ شرق ظاہر ہوئی سب نے دیکھا دوسری بھتیجی کوکب کی
ملکہ مروارید گلنار پوش بڑی دھوم سے آکر پہونچی بہار نے بڑھ کر تعظیم کی ملکہ مہ جبین کو آکر سلام کیا اسد
غازی کے قدمون کو بوسہ دیا پہر دن پچھلا باقی تھا کہ آسمان سے ایک لکۂ ابر مختصر کس دھوم سے اٹھا

اُس ابر سے گانے کی آواز صدائے نوبت و ساز بلند ہے وہ ابر دھوندھکار بصد شوکت و وقار قریب لشکر
مہرخ نامدار آکر شق ہوا سب نے دیکھا ملکہ مجلس جادو اک تخت پر سوار دو پلڑی کلاہ سر پر کرتا آب رواں
کا زیب جسم الوند مشروع کا پائجامہ زیر پائی زردوزی کی منڈھیان گندھی ہوئین نازنین خونخوار طوق
طلا زیب گلو ہیکل مرصع کا گرد بارہ سو نازنینان کم سن لڑکیان تخت کو گھیرے ہوئے تخت پر اک مختصر سی
برات آراستہ گڑیان مسند دزن پر دلھن بنی ہوئی برات آکر اُتری ہے دولہا کے سر پر سہرا بندھا ہوا رومال
منھ پر رکھے ہوئے شربت پلائی ہو رہی ہے دوانیان چوانیان کھنا کھن گر رہی ہین اِس شان و شوکت سے
ملکہ مجلس اُس جلسے مین آکر پہونچی خبر دی ہے کہ ملکہ بران بھی آتی ہین مجلس نے آکر انتظام لشکر کیا کنیزون نے
پرے باندھے ملکہ مجلس لشکر اور اسباب جادو پر نظر ڈال رہی ہے یہی مقصد ہے کہ لشکر دشمن پر چاپڑ دون ملکہ
مہرخ سمجھا کر روک رہی ہین کہ بی بی ابھی تامل کرو ملکہ بران بھی آجائین تمھاری جانب سے پیشقدمی جائز
نہین ہے تب مجلس جادو رُکی قریب شام اک آفتاب عالمتاب آسمان پر چمکا ابر زعفرانی مین ماہ تابان
کا فروغ ہزارہا ستارے چمکتے ہوئے لکہا سے ابر کڑکتے ہوئے ہزارہا پرین لوٹ کر زمین پر گرین رعد کرجا دل
ساحرون کا ہلنے لگا اُس ابر کو دیکھکر دل پر دشمنون کے ابر الم چھا گیا تب طلازمان اور اسباب جادو کا
کھڑا گیا وہ ابر ایک ایک رنگ کا سب نے دیکھا صفدر و صف شکن ملکہ بران شمشیر زن بصد رعنائی و زیبائی …
سوار پہلو مین شگوفہ سحر ساز وزیرزادی پشت پر فوج ظفر موج ہنس زمین پر اُترا سب نے تعظیم کی ملکہ مہرخ
نے بڑھکر گلے سے لگا لیا پوچھا خواجہ عمرو آپ کے قصر جمشیدی مین ہین ملکہ بران نے جواب دیا دالو نامدار
سے کلام ہو رہے ہین انجمن مشاورت منعقد ہے گلشن مشورے کی بہار دیکھ رہے ہین مقابلے مین کیا دیر ہے ملکہ
مہرخ نے فرمایا شب کو طبل جنگی بجا تھا آپ لوگون کی آمد مین لڑائی معطل رہی اب لشکر واپس ہونگے اور اسباب
جادو دیئے جو وہ لکھیے کہ شام ہو گئی ملکہ یاقوت نے اپنے لشکر کو پھیرا ادھر لشکر مہرخ پلٹا ملکہ بران نے
الگ بارگاہ استاد کرائی لگی اختر دو مروارید پر جبیں ملکہ کو گھیرے ہوئے جاتے ہین کہ ہزارہا نوبت
نقارے بجنے کی نوبت آئی اتنی بڑی گرد اٹھی کہ تمام صحرا تاریک ہو گیا شعر از دامن دشت کوہ اورنگ
گردے برخاست تو تیرہ رنگ … سب نے آگے آگے بلور چہار دست جام صہبائے جرأت سے
مست مرکب باد رفتار پر سوار چار ہاتھ دو کی تھیان تبر ایک مین سپر ایک مین شمشیر دست صولت و
شوکت کا شیر شانہ … جمشید پر گو کبہ روشن ضمیر تختہ زمین پر سوار ہین لاکھ فوج ہمراہ ملکہ بران غیرہ

برائے استقبال جمشید بن کوکب روشن ضمیر پلٹ پڑین جمشید کو بیچ مین لیا مصاحبان سرفروش سایہ مین
تلوارون کے لیے ہوئے آکر داخل بارگاہ زربفتی ہوئے بیچ سے تھا تین ہشادین بارگاہ مہ جبین سے بارگاہ
فلک اشتباہ برآن ملکہ استادہ ہوئی بارگاہ بران مین شاہزادہ جمشید تخت پر جلوہ فرما ہوئے گرد تمام شاہزادگان
مصاحبان ذیجاہ فلک جرأت کی ماہ اپنے اپنے مقام پر کرسیون پر متمکن ہین ادھر ملکہ مہ جبین الماس تن
تخت طاؤسی پر پہلوئے تخت مین دلکش اسد نامدار مہرخ عالی وقار و بہار گلعذار و مخمور بادہ حسن سے
سرشار و رعد و برق و برق لامع سترہ سو سردار روح روان طلسم ہوشربا باغبان قدرت و ملکہ
اسرار و ماران زمین گن وغیرہ لصد جادو و جلال جالیس مشیر جالیس وزیر اپنے اپنے مقام پر جلوہ فرما
ہوئے لیکن یاقوت تخندان جو واپس آئی ملکہ حیرت اپنی بارگاہ مین پلٹ گئی افراسیاب جادو ہمراہ
ملکہ یاقوت تخندان کے آیا اخفر سے کہا آپ ان سب کو عزیز دار جانتے ہین دیکھیے برائے مقابلہ سب صاحب
تشریف لائے ہین کس زور و شور سے لشکر کشی ہوئی یہان تو ہر وقت آمادہ حرب و پیکار ہین دریائے
خون روان پر بڑے زور و شور سے لڑین بڑی بڑی نکلی تھین ان لوگون نے ہمکو ہیچ جانا ہین اگر انکا قدم درمیان
مین نہ ہوتا اہل اسلام نہ ٹھہر سکتے مہرخ وغیرہ بھاگ جاتین بلا وجہ یہ سارہ بان زادہ طلسم نور افشان مین
گیا شہنشاہ کوکب نے ہمارے رنج دینے کو اس حقیر ذلیل کو بڑی آبرو دی استقبال کیا لی بر آن بر سے
خاطرداری موجود ہین یہان صنعت نے اک سحر کیا میرا بھی شعبدہ شریک تھا یہان کوکب نے بلور
و جہاردست کو روانہ کیا پہلی مدد یہی ہے بلور جہاردست نے کچھ ہمارا پاس نہ کیا مہرخ وغیرہ کو چھڑا لیا
اب آپ سے تو خون شریک ہے دیکھیے فرداً فرداً لشکر آئے ہین شہنشاہ برجیس زرین علم علمدار نامدار
خاص لشکر کوکب کے سپہ سالار بصد شوکت آئے صرف اب کوکب دل نور افشان کا آنا باقی ہے جسوقت کوئی
مصیبت آ جبر پڑیگی دونون استاد شاگرد سپٹ پکڑے ہوئے دوڑے آئینگے نور افشان کے حرکات
پر کلیجے مین ناسور پڑ گئے جب مشعل کو عمرو پکڑ لیگیا تو مین جا پڑا جس خیمے مین عمرو نے لیجا کر لاشہ ہائے
سرداران مردہ رکھے تھے خیال مین آیا انکو چھین لون جلا دون میان نور افشان سامنے آکر
میرے کھڑے ہوئے مجھ سے آنکھ ملا لی شرم نہ آئی بالاعلان فرمایا افراسیاب اگر ایکی گولہ مارے گا
تو تیرے سر پر پڑیگا مین نے استادی کا پاس کیا پلٹ آیا وہ اپنے نزدیک سمجھے افراسیاب دب گیا
ہر مقام پر مدد کی نیرنگ و گیرنگ برادران ملکہ حیرت کو قتل کرایا کیا شکایت کرون ملکہ یاقوت تخندان

نے کہا ہم ابھی رفع حجت کیے لیتے ہین یا تو بی بران دیکھو چلی جائین ہمارے مقابلے مین نہ آئین یا مثل
مہرخ وغیرہ انکو بھی انھین نہرون مین ڈبو دونگی خالو صاحب کا پاس نہ کرونگی یہ کہکر اپنے ہاتھ سے
نامہ لکھا مضمون یہ تھا ہمشیرہ بران صاحبہ براے چند ساعت ہمکو سرفراز کیجیے ہمارے آپ کے عقدہ جنگ
صلاح ہونا واجب ولازم ہے مہران نامے اک کنیز تھی اسکو نامہ دیا کہا ابھی مین جاکر بران کے دینا کہنا آپکو
بلایا ہے اگر آپکو آنے مین عذر ہو ہم آپ کی بارگاہ مین آئین مہران نامہ لیکر چلی یہان وہ وقت ہے کہ دربار
ملکہ بران اوج پر ہے خواجہ عمرو بھی ایک جانب جلوہ گر ہین شگوفہ نے بڑھکر عرض کی ملکہ بران سے کہ
در دولت پر مہران کنیز فرستادہ ملکہ یاقوت نامہ لیکر آئی ہے ملکہ بران نے حکم دیا بلالو مہران نے اندر
آکر بارگاہ فلک اشتباہ کو دیکھا ایک جانب ملکہ مہ جبین تخت پر گرد سرداران نامور ایک ایک شیر دلیر
صف شکن تیغ زن تاجداران جلیل ایک جانب تخت پر شاہزادہ جمشید بن کوکب انکے گرد ملکہ بران و اختر
و مروارید و بلور چہار دست وغیرہ اپنے اپنے مقام پر اشیاے سحر ہاتھ مین ذکر لشکر ملکہ یاقوت سخندان
کر رہے ہین مہران نے سلام کیا شاہزادہ جمشید و ملکہ بران کی بلائین لین ترقی عمر و دولت کی دعائین
دین ملکہ بران نے پوچھا مہران اچھی رہی یہ تو سب آپس مین واقفکار ہین مہران نے عرض کی داری
فلک نے ایسا انقلاب دکھایا آپ لوگون سے ہمارے مالک سے فساد در پیش ہے آپ کو ملکہ عالم نے بلایا ہے
براے سامری صورت اصلاح حیل کر لیجیے فساد ہونے مین بڑی بڑی خرابیان ہین یہ کہکے نامہ دیا ملکہ
بران نے شگوفہ کو دیا شگوفہ سحر ساز نے باآواز بلند نامہ پڑھا مضمون مذکور سنکر ملکہ بران نے جواب لکھا
اپنی بارگاہ مین تخلیہ کیجیے ہمارے دشمن افراسیاب کو جگہ نہ دیجیے ہم ضرور آئینگے جیسا ارشاد ہوگا اسکا جواب
دینگے یہ لکھکر مہران کو نامہ دیا مہران نامہ لیکر چلی کنارے پر لشکر کے پہونچی تھی کہ دیکھا ملکہ بران کی
کھلائی شعلہ حسن زیر نخل کھڑی ہوئی رو رہی ہے مہران نے کہا کیون شعلہ حسن کیون روتی ہو شعلہ حسن
کی اور رقت زیادہ ہوگئی مہران شعلہ کو بخوبی پہچانتی تھی بوا تو انکے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا اے مہران
نقارخانے مین طوطی کی آواز کون سنتا ہے ہم دو دن سے ملکہ بران کو سمجھا رہے ہین کہ بی بی غیرون
کے واسطے اپنون سے نہ مقابلہ کرو انکے کان پر جون بھی نہین رینگتی وہ سرکشی کا جواب دیتی ہین
کہ کلیجہ پھٹا جاتا ہے فرماتی ہین مثل دریاے خون روان کے ان نہرون کو بھی خشک کردونگی اگر کسی وقت
انھون نے کسی بات کو مانا ساربان زادہ بھڑکا دیتا ہے وہ چاہتا ہے فساد ہو یہ سب ویران ہون بخت اسلام

آباد ہو اُسوقت جو تم نامہ دیکر پلٹین مین نے غصے مین سمجھایا دیکھو تمھاری بہنین عذر کرتی ہین بی بی مل جاؤ نگوڑے
مسلمانون کا ساتھ چھوڑ دو نگوڑے عمرو فسادی نے مجھکو گردن پکڑ کے نکلوا دیا اسواسطے روتی ہون کہ ملکہ بران کو
گودیون مین پالا آپ ہاتھ سے ملکہ لعل سخندان وملکہ یاقوت سخندان کے قتل ہو جائینگی اِس بڑھاپے
مین کدھر جاؤن رد روکے جان دونگی کہانتک سمجھاؤن یہ کہکر خوب بلک کر روئی کہا ای تو مہران مجھکو اپنے
ساتھ لیتی چلو ملکہ یاقوت سخندان کے قدمون پر گروا دو مین طرف سے چھوکری کے سفارش کردونگی کہ واسطے
سامری کا اور سب کو قتل کرو بران کی جان چھوڑ دو مہران نے کہا ہمین ای شعلہ حسن تم تو میرے ساتھ
چلو لیکن ملکہ یاقوت سخندان کو بران کا بڑا پاس ہے بلا بھیجا ہے اسی واسطے جسمین مصالحہ ہو جائے شعلہ حسن
مہران کے ساتھ چلی جب جنگل مین پہونچی شعلہ حسن نے کہا دیکھو تو اور کنیزین آتی ہین مہران نے منھ پھیرا شعلہ حسن
نقلی نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے نعرہ کیا منم برق فرنگی حباب مار کر بیہوش کیا اک درہ کوہ مین ڈالدیا
آپ بصورت مہران بنکر تیار ہوا نامہ ساتھ مین لیکر دوڑتا ہوا آیا سنا کہ افراسیاب جادو بھی موجود ہے گھبرا گیا
کلیجے پر پتھر رکھکر اندر آیا یاقوت کو سلام کیا نامہ دیا یاقوت سخندان نے پڑھکر کہا کیا مضائقہ ہے ای شہنشاہ
طلسم ہوشربا آپ اپنے سردارون کو لیکر چلے جائیے ہمین تخلیہ منظور ہے ملکہ بران وغیرہ کو قتل کرنا سراسر عقل کا
قصور ہے ہمارے انکے خون ملا ہے حقیقت مین اس صحبت مین غیر کا ہونا مناسب نہین ہے افراسیاب وغیرہ چلے گئے
برق فرنگی نے پاندان کھینچا گلوری بنا کر سامنے ملکہ یاقوت سخندان کے لایا ملکہ یاقوت نے کہا تو ای مہران
اسوقت ہمارا دل نہین چاہتا برق فرنگی نے وہ گلوری ملکہ لعل سخندان کو دی ملکہ لعل نے اُس گلوری کو
لیکر اُگالدان مین ڈالدیا ملکہ یاقوت نے کہا ای مہران اپنے مقام پر جاکر بیٹھو جب ہم بلائین تب آنا اب
برق مجبور ہو کر صحنچی مین آبیٹھا اخضر نے کہا کیون ای ملکہ یاقوت اب تمھاری کنیز مہران بڑی بدتمیز
ہو گئی ہے ہمارے واسطے گلوری نہ لائی ملکہ یاقوت نے ہنسکر کہا ای بابا جان ذرا ہوش مین آئیے اسوقت
مہران کے ہاتھ کی گلوری نہ کھائیے اخضر نے کہا آخر کیا باعث یاقوت سخندان نے کہا آپ نے آنکھین سامری
وجمشید کی دیکھین لیاقت نہ آئی حال آپ کو کھل جائیگا ملکہ بران کو آلینے دیجیے سب کیفیت آپ پر ظاہر
ہو جائیگی بیان تو یہ باتین ہو رہی ہین برق فرنگی بیٹھا گلوریان لگا رہا ہے وہان ملکہ بران نے خواجہ عمرو
سے صلاح کی کہ اب کیا حکم ہے مین برائے کلام پاس یاقوت کے جاؤن یا نہ جاؤن خواجہ عمرو نے کہا تم انشاءاللہ
تم ماشاءاللہ عقیل وفہیم ہو مگر بی بی کلام و بگڑ نہ کرنا ملکہ بران نے کہا طلسم کشا کا اقبال ساتھ ہے کہکر

ملکہ حیران طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی طرف لشکر ملکہ لعل دریا قوت کے چلی خواجہ عمرو نے کہا ملکہ مین بھی
جلو مین ملکہ حیران نے کہا بسم اللہ خواجہ عمرو بشکل شگوفہ سحر ساز بصد ناز و انداز ملکہ حیران کے ساتھ ہو لیے ملکہ یاقوت
سخندان کو کنیزون نے خبر دی ملکہ حیران و شگوفہ سحر ساز تشریف لاتی ہین ملکہ یاقوت سخندان نے بخوبی استقبال کیا ملکہ حیران
اندر آئین برق فرنگی صحنچی مین بیٹھا دیکھ رہا ہے دیکھا اُسنے کہ استاد بھی ملکہ حیران کے ساتھ آئے سوچا کہ ای برق تیرے ہاتھ کی گلوری
ملکہ یاقوت سخندان نے نہین کھائین کچھ سمجھ گئی گلزار نامے ایک کنیز دوسری صحنچی مین بیٹھی تھی برق فرنگی چھپکر اُسکی صحنچی مین آیا اُس سے
کہا لو انھین کچھ حال معلوم ہے آج تیر ملکہ کو بہت غصہ ہے ایسا نہو قید کا حکم دین مجھے تم سے محبت ہے میرا لباس
تم پہن لو اپنا لباس مجھے دو میری صحنچی مین جا بیٹھو جب ملکہ مہران کہکر پکارین خاصدان لیکر چلی جانا
تمھاری جو آفت ہوگی وہ مجھپر ہوگی تمکو بدل و جان گوارا ہے گلزار کو سمجھا کر برق نے بصورت مہران بنایا
آپ بصورت گلزار اُسکی صحنچی مین جا بیٹھا ملکہ یاقوت سخندان و ملکہ لعل سخندان نے ملکہ حیران کا استقبال
کیا ملکہ حیران تشریف لائین مقام صدر پر جگہ دی ملکہ یاقوت سخندان نے کہا ای ہمشیرہ ہم تو ملکہ مرخ وغیرہ
سے لڑنے آئے تھے تمنے ہمپر کیون لشکر کشی کی تمنے کیا ہمکو سمجھا ہے دریاے خون بہا دینگے دل کے حوصلے دل ہی
مین رہ جائینگے آپکو عیارون پر بڑا ناز ہے ایک صاحب کا سر تولتی جائیے میان برق فرنگی صاحب جو بڑے
تیز مشہور ہین پہنچے تو مہران کو نامہ دیکر بھیجا انھون نے بڑی تیزی دکھائی مہران کو بیہوش کیا اُسکی شکل
بنکر ہمین گلوری کھلاتے تھے خواجہ عمرو نے جو یہ بات سُنی دیکھا صحنچی مین مہران کنیز بیٹھی گلوریان لگا رہی ہے
خواجہ عمرو نے ہرچند اشارے کیے مہران اپنے مقام سے نہ اُٹھی عمرو تو حیلے سے رفع حاجت کے نکل گیا سمجھا
کہ یاقوت نے تمھین بھی پہچان لیا ہوگا ملکہ حیران نے کہا کیون بہن برق کہان ہے کہا ابھی بلاتی ہون
ہمشیرہ صاحب سر لیتی جاتا یہ کہکے آواز دی اری مہران گلوریان لا گلزار بیچاری آفت کی ماری برق فرنگی
سمجھا چکا تھا حاضر حاضر کہکر دوڑی جیسے سامنے یاقوت سخندان کے آئی یاقوت سخندان غصے مین سرخ
ہو رہی تھی مسکرائی اک برق چمک کر مہران پر گری مہران کے دو ٹکڑے ہوے آواز آئی کشتی مرا نامم مسن
گلزار جادو بود برق فرنگی تو بشکل گلزار کود کر بھاگا حیران تو بدحواس ہوگئی کہا او یاقوت یہ کیا کیا
عیارون کو کوئی قتل کرتا ہے ان لوگون کو چشم نمائی کیجاتی ہے اب جو یاقوت سخندان نے دیکھا میری کنیز
ندیم گلزار جادو کا لاشہ ہے کہا گل پھولا گلزار کے باغ حیات پر خزان آئی لعل سخندان بیقرار ہوکر دوڑی
کہا ہاے میری چہیتی جھوٹے کیا خطا کی تھی یہ تمہاری خدمتگزاری کرتی تھی گلزار جادو شگفتہ مزاج سرو قد غنچہ دہن

نی منتظم باغات عین شباب مین خلل کیا یاقوت خندان جب ہوگئی پران آ اؤد حرب و پیکار ہوئی تھین لیکن
جب دیکھا کہ برق نہین ہے گلزار جادو کا لاشہ پھڑک رہا ہے لعل خندان اپنی کنیز کے واسطے رو رہی ہے
یاقوت خندان دریاے حجاب مین غرق اب اسکو بھی قاعدہ ہے سے معلوم ہوا کہ برق فرنگی بصورت
گلزار جادو نکل گیا ملکہ پران سنکر اُٹھین یاقوت خندان نے کہا تم تو لو اہت خوش ہوئین یہ شعبدہ بہت
پسند آیا دیکھو ہم ابھی سب عیارون کو بلائے لیتے مین برق کا شعبدہ ہم سمجھ گئے یہ کہکے قہر و غضب مین جھوکی
اک کاغذ نکالا جھرکب کاٹے زمین مین ڈالدیے کہا ای سحر سامری عیارون کو اپنے اوپر سوار کرکے جلد لاؤ پران
بہت خوش ہو رہی ہین وہ کاغذ زمین سے غائب ہوگئے اول حال برق سنیئے خواجہ بشکل شگوفہ گئے تھے
حال برق سنکر بھاگ آئے جنگل مین چالاک سے باتین کر رہے ہین فرماتے مین ای چالاک یہ موذی کبھی
جان لیگا عیاری کرنے پر مرتا ہے بشکل مہران بارگاہ یاقوت مین گیا ہے وہ پہچان چکی ہے خدا اُسکی جان
بچائے یہ باتین کر رہے تھے خواجہ کہ برق کو دیکھا بھاگا ہوا چلا آتا ہے عمرو نے پکار کر پوچھا ارے برق
کیونکر بچا خیر تو ہے برق فرنگی نے کہا اُستاد آپ کے اقبال سے گلزار جادو کو قتل کر آیا اپنی جان بچاکے
حاضر ہوا لیکن اب کوئی آفت آیا چاہتی ہے خواجہ عمرو و برق و چالاک کھڑے باتین کر رہے تھے دیکھا جانسوز
و ضرغام بھی آتے مین اُستاد کو دیکھکر ٹھہر گئے یہ پانچون عیار کھڑے باتین کر رہے ہین دیکھا پانچ مرکب
باساز و یراق مرصع کار کسے کسائے زین و لجام سے آراستہ بھاگے ہوئے اِس جانب آتے ہین عمرو نے
کہا کسی رئیس کے گھوڑے چھوٹ گئے اِنکو پکڑو لشکر مین جلکر بیچ لینگے ایک دُبلا پتلا دگا ہر سمند لٹکے ہوئے
قریب خواجہ عمرو کے آیا خواجہ نے جیسے ہی باگ پر ہاتھ ڈالا وہ گھوڑا اسقدر کے جھکا جسطرح بنا خواجہ کو
اپنی پشت پر سوار کر لیا پلٹ کے عمرو نے دیکھا برق و چالاک و جانسوز و ضرغام بھی ایک ایک
گھوڑے کی پشت پر سوار ہوگئے خواجہ عمرو نے چاہا کود پڑون ممکن نہوا جسم مرکب سے جسم اپنا خرد اعظم
ہوگیا ناچار ہوکر بودھے پر ہاتھ ڈالا ہٹو بچو کرتے ہوئے چلے صاحب بغدہ گران نظر کردہ بزرگان
درۂ کوہ مین بیٹھے تھے عبادت کر رہے تھے دیکھا اک گھوڑا کسا کسایا آیا قران اُس مرکب کو دیکھکر جلد
سمجھ گئے کسی نے سحر کیا جہان مہتر قران بھاگ کر جاتے ہین مثل ہمزاد گھوڑا ہمراہ ہے آخر گھبرا کے درخت
پر چڑھ گئے دیکھا الیا مرکب شائستہ ہے خوش قدم صبا شمیم شاخون پر دوڑا دوڑا پھرتا ہے مہتر قران
نخل سے بھی کود کر بھاگے پھر پھر کاٹ جاتے پھرے جہان یہ گئے مرکب بھی پہونچا جب قران نے دیکھا کہین

مہلت نہین ملتی اک مقام پر آکر مجبور ہو کر ٹھہرے قریب پنج تحمل دو بندے مارے طبقہ زمین کا پھٹا اک غار
سا بنگیا اسمین قران کو دبڑے اپنے کو اس غار تنگ و تاریک مین مخفی کیا قلیل سا روزن حال مرکب دیکھنے کو
رکھ لیا لیکن گھوڑا گرد اس غار کے چرخ مار رہا ہے ہوش مہتر قران کے اڑ گئے جی مین کہتا ہے کہ اے مہتر قران
کیا بلا کا سحر ہے ان ساحرون سے خدا آبرو بچائے اسی خیال مین اس غار مین چھپے ہوے ہین کہ کان مین ہٹو
بچو کی آواز آئی دیکھا کہ خواجہ عمرو و برق و چالاک و جانسوز و ضرغام پانچون عیاران لشکر اسلام سوار
گھوڑے اڑائے ہوے جانے ہین چہرے پانچون کے اداس گھبرائے ہوے منہ سے آواز نہین نکلتی مہتر
قران دعائین مانگنے لگا خداوندا ان سب کو شر ساحرون سے بچانا یقین کامل ہوا انھین مین کا گھوڑا مجھکو
بھی لینے آیا ہے ابھی تک تو حافظ حقیقی نے بچایا ہے بیان یاقوت سخندان جب ان مرکبون کو روانہ کرچکی تب ان
سے کہا کہ کیون ہمشیرہ صاحبہ تمنے کسی بادشاہ جلیل کی شراکت نہ کی عیارون کے واسطے بادشاہ طلسم ہوش ربا
سے بگاڑی ان عیارون کی کیا حقیقت ہے ایک اشارے مین قتل ہوتے ہین ابھی مین نے پکڑ دا بلایا ہے آتے
ہونگے ملکہ بران نے کہا گرفتار ہونا جوہر عیاری ہے جب یہ قید ہوے دوسرے کو مارا ملکہ یاقوت سخندان
نے پردہ بارگاہ کا اٹھا دیا ملکہ بران نے دیکھا خواجہ عمرو وغیرہ گھوڑون پر سوار مجبور و ناچار چلے آتے ہین
ملکہ یاقوت نے کہا کیون بوا بس انھین کے بھروسے پر ملک کی تباہی کی فکر کی ابھی کہو انکو قتل کر ڈالین
ملکہ بران نے کہا اے یاقوت سخندان اس گرفتاری کا اعتبار نہین اگر خواجہ عمرو کو خبر ہو جاتی تمھارا سحر
تلاش کرتے کرتے تھک جاتا انکی گرد پاپوش کو نہ پاتا یاقوت سخندان نے پانچون عیارون کو گھوڑون
سے اتارا عمرو سے پوچھا چھٹا عیار مہتر قران شاگرد رشید آپ کا کہان ہے عمرو نے کہا اسکو بہرام ننگ
بھی گرفتار نہین کرسکتا ہے مین منظور تھا تمھاری ملاقات کرین زیارت سے مشرف ہون گھوڑے سواری کے واسطے
پائے سیر کرتے چلے آئے ہمارا کیا ہے ہوا ملک اخضر نے کہا خواجہ جسوقت ہمارا جی چاہیگا اسی طرح گرفتار کرلینگے
تمھارا برق فرنگی عیار آیا تھا ہمکو معلوم ہو گیا مگر ایسا طرار تھا زبردستی گلوریان لگا کر دیتا ہے یاقوت
سخندان نے کہا کیون میان برق فرنگی تمنے ہماری کنیز گلزار جادو کو قتل کرایا اب اسکی سزا دین بولو تمیز
گلزار جادو کر دین برق فرنگی نے کہا آپ رئیس جلیل ہین ہم عیار بیکار ذلیل ہین ہمسے کیا بدلا لیجیےگا بی
بران صاحب کو قید کیجیے ملکہ مہرخ سے بدلا لیجیے مگر انصاف فرمائیے یہ غلام آپکا کیا مزے سے تیر بیکر
نکل گیا خلعت ملنا چاہیے ملکہ یاقوت سخندان نے کہا خیر اسوقت میرے مکان پر آئے ہو لو مہتر قران تشریف

رکھتی ہین جسطرح گرفتار کیا جاؤ اب ہم تم سب کو آزاد کرتے ہین خبردار کبھی ہمارے لشکر مین نہ آنا ورنہ کوئی
نہ بولا برق تڑپ کر بول اٹھا کہا حضور یہ قید نہ لگائیے ہم ہرکارے ہین ہزار مرتبہ لشکر مین براے خبر آئینگے جسوقت
موقع پائینگے عیاری کر گذرینگے ملک اخضر نے کہا اے فرزند جسوقت یہ لشکر مین آئینگے مین گنبد بلورین دیکھا
کرتا ہون مین یہین سے بیٹھے بیٹھے تبلا دونگا فلان عیار فلان صورت سے لشکر مین آتا ہے جان بچانا انکو دشوار
ہوگی اب تو عمرو بول اٹھا کہا بڑے میان ذرا اپنی زبان سنبھالیے گنبد کو آپ کے تاک چکا ہون سر میدان
انشااللہ عبد لونگا اخضر نے کہا کیا مجال خواجہ نے کہا مصرع خیر زندہ ہین اگر یار تو صحبت باقی + گنبد کیسا اپنی
خیر سنائیے بلاوجہ ہم غریبون کو آپ نے ستایا بارگاہ مین پکڑوا بلایا ہم خاموش ہین یہ کہکر پانچون عیار
طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوے ملکہ لعل نے وہ مرکب بھی طلب کر لیا جو فکر مین مہتر قران کے گیا تھا ملکہ مہران
سے کلام اصلاح کا انجام سنو ملکہ یاقوت سخندان نے کہا لو صاف صاف جواب دو اب تو افراسیاب
جادو سے ہماری نسبت پختہ ہو گئی خالو صاحب نے دیر کی ایلچی دیر مین پہونچا ہم عہد واثق کر چکے ملکہ
مہران نے کہا اب ہمکو خواہش بھی نہین ہے ہم آپکو صاف جواب دیتے ہین جو آپ سے ہو سکے قصور نہ کیجیے
خوب سخت گفتگو ہوئی جو ملکہ یاقوت سخندان نے سوال کیا ملکہ مہران نے جواب سخت دیا آخر صحبت
اصلاح برخاست ہوئی ملکہ مہران سوار ہو کر اپنی بارگاہ مین آئین ناگاہ جوہری ماہتاب ان جواہر ثابت
و سیارگان کو لیکر بازار فلک نیلی پر آکر بیٹھا بازار خرید و فروخت گرم ہوئی لیلاے شب نے زلف عنبرین کھولی
فرش چاندنی زمین پر بچھا مجنون روز با جگر سوز بہ سوز طرف صحراے نجد مغرب کے گیا ملکہ یاقوت
سخندان کو نہایت ملال تھا باپ سے کہ رہی تھی واسطہ سامری کا ہوشیار رہیے گا مجھے عیارون سے بڑا
خوف ہے نہایت گستاخ ہین افراسیاب نے سب کو خوب سر چڑھایا ہر مقام پر دھوکا کھایا ہین لعل
طبل جنگی بجوا دو کل صبح کو ان سبھون کو ڈبو دونگی حال کھل جائیگا خالو صاحب بیٹھے بیٹھے کھنچے آئینگے مین نے
صحبت قدیمانہ صرف کی ہوا ملکہ مہران کو ان مکارون عیارون پر بڑا ناز ہے لشکر لعل سخندان مین صداے
طبل جنگ بلند ہوئی ہرکارے لشکر اسلام کے بغرض جاسوسی حاضر تھے خبرین لیکر چلے یہان دربار شہنشاہی
بہ فیوض نامتناہی کریم کارساز نہایت لطف سے آراستہ ہے خواجہ عمرو تو بر لے ملاقات کو کب روشن ضمیر
تشریف لیگئے ملکہ مہران ملکہ مجلس جادو سے کہہ رہی ہین بیٹیا بگڑی سی الجھ گئی اگر یہ نہ رہین قائم رہین
کسی کی آبرو نہ بچیگی اسکی فکر واجب و لازم ہے ملکہ مجلس نے سر ہلایا لونڈی سمجھ گئی جو انتظام کیجیے گا برا

خدمتگزاری حاضر ہون ملکہ مہ جبین کو بڑا انتشار ہی بہار سے پوچھ رہی ہی کیون خالہ امان کس طور سے جنگ آغاز ہوگی ملکہ بہار فرماتی ہین بی بی انشاء اللہ انکو بھی تنکے چنوا دینگے رنگ بہار سحر دکھا دینگے خدا تمھارے وارث کو ہر آفت سے بچائے کہ ہر کارے آگر ہاتھ اٹھا کر دعا و ثناے بادشاہی بجالائے

جاے ادب بردست بستہ آئے قطعہ	الٰہی بخت تو بیدار بادا	ترا دولت ہمیشہ یار بادا
گل اقبال تو دائم شگفتہ	بچشم دشمنانت خار بادا	حضور کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز

وگداز ہو ملکہ یاقوت نے غصے مین طبل جنگی بجوایا کل اسکا ارادہ ہی کہ میدان کارزار مین مقابلہ کرے جمشید بن کوکب روشن ضمیر نے شگفتہ ہوکر فرمایا ہمارے لشکر مین بھی بعنایت رب اکبر طبل جنگی بجے یہان بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی سب سردارون کو خبر دریافت ہوئی کہ طبل جنگی بج گیا کل لشکر دشمن سے مقابلہ ہی دیکھیں گردون دون و انقلاب سپہر بوقلمون تاج و دولت کسکے سر پر رکھتا ہی موت کا مزا کون چکھتا ہی ظاہر ہی کہ کل کسی کے لیے تخت حکومت کسی کے واسطے خاک مذلت ہو مخانے جابجا لشکر ملکہ بران مین آراستہ ہوے بڑی بڑی شاہزادیان سحر تیار کر رہی ہین ملکہ مروارید گلنار روے دختر سہیل روشن ضمیر کہ جسنے بڑے بڑے سحر کیے یقین ہی محرر ہر چہار جلد کو یہ داستان ملکہ سہیل دختر کوکب ممکن نہوئی ہو اسوجہ سے ان داستانون کا پتا نہین تحریر کرتا اتنا البتہ واضح رہے کہ کوکب روشن ضمیر کے کئی بھائی مین ایک بھائی کا پتا تو کسی موقع پر انشاء اللہ تحریر کرونگا بروقت ملاحظہ سامعین وجد فرماینگے ایک سہیلان روشن ضمیر جسکی دختر بلند اختر ملکہ اختر بن سہیلان ساتھ ملکہ بران کے آئی ہی اس بھائی نے انتقال کیا بیٹی مطیع کوکب روشن ضمیر ہی ایک بھائی سہیل روشن ضمیر جس زمانے مین ملکہ بران شمشیر زن پل بر بزادان کو توڑ کر گشتۂ سحر عشاق ہوئی تھین اسی زمانے مین یہ شاہزادی ملکہ مروارید دختر سہیل بر بنانے رہائی ملکہ بران آئی ہی یہ سب داستانین اس شاہزادی کی تصنیف کردۂ حقیر طولانی ہین مگر مضمون مین لاثانی ہین آخر مین سہیل نے افراسیاب جادو سے ملجانے کا قصد کیا کوکب نے سہیل کو قصر جمشیدی مین اس جرم پر قید کر لیا ہی اسکی رہائی وقت پر بیان کرونگا تب مفصل حال ناظرین پر واضح ہوگا مراد یہ ہی کہ ملکہ مروارید دختر سہیل اگر ہوم خانے مین داخل ہوئی اک ابر تیرہ و تار پیدا ہوا سوتی برس رہے مین گرد بارگاہ بہار باغ سحر در ستہ بین گرد بارگاہ و سرخ موسے کا کل کشا تحلہاے سنبل پیچان رشک گیسوان محبوبان یا عشق پیچان یا جا بجا

ماران سیاہ یا اژدران خونخوار بھرے ہے ہین بارگاہ خورشید زرین سحر پر شب کو آفتاب عالمتاب سا طالع و
لامع ہی گرد بارگاہ باغبان قدرت چمن ہاے طولانی گلشن لاثانی شب کو ٹہل رہا ہی باغ سحر کو نزدیک دریا کی
زو جبا سکی ملکہ گلچین گلہاے رنگا رنگ دامن مین بھرے ہوے جیبہاے شگفتہ مین مثل سرو چمن خرامان
خیمہ بہار پر پھول برس رہے ہین آج کی شب عیاران اسلام لشکر افراسیاب جادو مین گھسے ہوے ہین
جاتے ہین کسی طرح اپنے کو تا بہ ملکہ یاقوت سخندان پہونچا نہین سکتے دیکھتے ہین شب کو دریاے
سحر حائل ہین کوئی قریب بارگاہ ملکہ یاقوت سخندان دختر ملک اخضر جا نہین سکتا نہنگان خون آشام
قریب اُس دریاے زخار کے منھ نکالے بیٹھے ہین کہین گھڑیال کہین سوس مگر کنارے پر بصد کر و فر دریا
جوش مار رہا ہی اتنا بڑا دریا ہی کہ آسمان جسمین مثل حباب معلوم ہوتا ہی مچھلیان تڑپ رہی ہین اِس
ماہیت سے کون آگاہ ہی بر وقت مقابلہ حال کماہی تحریر ہوگا از ماہ تا بماہی وہی دریا جوش مار رہا ہی عیار
جاتے ہین اور پلٹ آتے ہین برق فرنگی تڑپ رہا ہی راہ مین برق و چالاک سے ملاقات ہوئی چالاک
نے کہا ای برق کچھ خبر بھی ہی قبلہ و کعبہ کی بات مین فرق آیا جاتا ہی بدنامی ہوگی وعدہ کیا تھا کہ ملک اخضر
کو پکڑ لیجاؤنگا گیند چھین لونگا سو وہ قریب ہی کچھ نہو سکا برق فرنگی کہتا ہی مرشد زادے اگر لشکر مین جانے پاتا
ملک اخضر کی مشکین باندھ لاتا دریا تک جانا دشوار ہی نہنگان سیاہ سد راہ بارگاہ ہون کہ مین گرد ساحران
خوک بیکھرج مار رہے ہین آیند و روند کو للکار رہے ہین پھر حضور کیونکر جائین بیشک استاد کی بات مین فرق
آیا چالاک بن عمرو نے کہا ای برق فرنگی قبلہ و کعبہ ضعیف ہوے انکی عقل مین بھی ضعف آیا جو چاہا فرمایا
برق فرنگی نے کہا مین استاد کی باتین پوری کرتا رہتا ہون گلزار جادو کو قتل کرا دیا مین نے تو یہ کام
کیا یہی عیاری ہی ملک اخضر خود گرفتار ہوا یہ باتین کرتے تھے کہ لشکر شہنشاہ انجم سیاہ نے شکست کھائی
داخل قلعہ مغرب ہوا اقلیم شرق سے نشان علم زرنگاری نمایان ہوا تخت زبرجدی پر شہنشاہ زرین کمر
بصد جوش و خروش جلوہ فرما ہوا صفوف فوج ضیا و شعاع آراستہ ہوئین اب افراسیاب جادو
بارگاہ سے بصد عزت و جاہ نکلا ملکہ حیرت جادو نے بھی آج دریاے جواہر مین غوطہ مارا نازنین حور پیکر
سیمبر تاج یاقوتی جسمین ایک سال کا خراج طلسم ہوش ربا صرف ہوا آج ہی کے لیے آراستہ کرایا تھا
وہ زیب سر لباس دلفریبی زیب جسم انور چمکا یاقوت احمر کا زیور سب یاقوت و الماس نگار کا گردن تا
گلعذار سرو قد ماہ رخسار پہلو مین چالیس وزیر زادیان اس کر و فر جاہ و حشم سے بارگاہ سے برآمد ہوئین

افراسیاب جادو نے اگر تخت پر سوار کرایا حیرت جادو بات نہین کرتی آج تو افراسیاب جادو جمال
بیمثال دیکھکر بیقرار ہو گیا اب دربارگاہ ملکہ یاقوت سخندان پر آیا صرصر و صبا رفتار کو بھی بڑا ملال ہے
و سبدم یہی خیال ہے اگر ان لوگون کے ہاتھ سے لڑائی فتح ہوئی ہماری بی بی حیرت جادو کا مرتبہ کم ہو جائیگا
دعائین مانگ رہی ہین کہ یہ ملک اخضر بدخصلت مارا جائے ہماری بی بی کا مرتبہ بلند ہو یاقوت سخندان طائر
زرین بال پر سوار ہوئی ملکہ لعل سخندان اہتمام لشکر کرتی ہوئی آگے بڑھی افراسیاب جادو خود اہتمام
کرتا ہوا علمہائے زرنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے بائیس لاکھ کا لشکر بڑے بڑے ساحران نامور اپنے
اپنے مقام پر اپنے کو سامری و جمشید جانتے ہین ملک اخضر گوہر پوش چونکہ افسر ہے لعل و ملکہ یاقوت کا
باپ تخت پر سوار ہوا سب سے اونچا تخت کو کر کے وسط سما پر ٹھہرا لشکر جم رہے ہین میمنہ و میسرہ صفین
آراستہ ہو رہی ہین ایک ساحر نے بڑھکر سحر کیا ابر سیاہ آسمان پر آیا برستا ہوا نکل گیا چھڑکاو ہوا ایک نے
بڑھکر دستک دی ہوائے تند چلی خس و خاشاک کو اڑا دیا ایک سنگدل نے تبر برسائے جو جو نخل سامنے
تھے کٹکر گر گئے میدان مثل آئینہ کے تیار ہے نقیبان خوش آواز گوہون کے لڑکے سرون مین ڈوبے ہوئے
اول تو سرود چھیڑے گنگنا کر ان ماہ رخساران خوش گلو نے یہ اشعار شروع کیے

شبی بہ شہر خموشان گذر کردمے
بحال غریبان نظر کردمے
لحد تنگ و تاریک با رنج و غم
کہ جمشید رفت از جہان دردمند
چو آمد مرا یاد آن شہریار
عدالت کند نام نیکت بلند
عمر طول چون کرد طور سخن
ز سعدی ہمین یک سخن یاد دار

چو دیدم قبر شہ چین ورے
وزیران لشکر نہ جاہ و حشم
روایت کند راوی خوش بیان
شدم بر مزارش زغم اشکبار
بگو ای شہنشاہ فیروز بخت
ندا آمد ای یار غمخوار من

بگفت این قبر کاوس کے
کجا ہست ضحاک بدعت پسند
چو رفتم بر قبر نوشیروان
بگفتم کہ افسوس ای ارجمند
بملک عدم یافتے تاج و تخت
شد دل برین دہر ناپائدار

قبر نوشیروان سے یہ حسرت کی صدا آئی ای بجائی مصرع حسرت شاہ
و گدا زیر زمین یکسانست + تاج و تخت کہان وہ عارض انور جنپر پھول کا سایہ بار تھا انکو کیڑون نے
کھا لیا بالش کے عوض خشت ہے بستر کے عوض خاک ہے جسم کی پوشاک ہزارون من ہمارے اوپر خس و
خاشاک تاریکی قبر مین گھبراتے ہین دنیا مین یہ شعر سنا تھا لیکن افسوس اسکے مضمون کے پابند نہوئے
فرد مصنف زمین قبر ہر اک کو یہ دے رہی ہے صدا + چراغ لاؤ وہان سے یہان اندھیرا ہے + چراغ مرقد

تاریک کیا ہی دنیا مین شیوۂ فیض و سخا ساتھ بندگان خدا کے حرف مہر و وفا برہنہ کو پوشاک۔ نہ پہنچائی
عیش و عشرت مین بسر کی غریبان رعایا کی خبر نہ لی آجتک اسی حساب و کتاب مین ہون دربار قہار
و جبار سے پرسش ہی فرشتگان عذاب کو عذاب کرنے مین کوشش ہی نامۂ اعمال طوق گردن رکھا
جسم ماران سیاہ بنگئین ہڈیان ضرب نیشہاے عقرب سے چھن گئین قول سعدی یاد رکھنا واجب و
لازم کوئی وزیر امیر ساتھ نہ آیا حشم و خدم دنیا دنیا ہی مین رہا اعمال ساتھ ہین ہمارا گریبان مظلومون
کے ہاتھ مین ہی بس دنیا سے دل لگانا بری شامت ہی اب اپنے حال پر عبرت ہی لیکن بیکار اب پلٹ کر
دنیا مین نہ آئینگے عقلمند کو چاہیے ہر وقت اس شعر کو پڑھا کرے شعر دنیا عجب مقام ہی اور جاے سیر ہی
ہر خیریت اسی کی جسے دست خیر ہی جسنے یہ نہ کیا بہت پچھتائیگا کف افسوس ملیگا قبر تاریک مین کچھ
زور نہ چلیگا گٹھری بار گناہ کی سر پر جسم کیونکر بار اٹھائے کوئی حال پوچھنے نہ آیا بقول قمر نظم

ناسازی زمانہ کیسے کہان کہانتک — بیزار ہوگئی ہی جسم خراب جانتک
رکھکر لحد مین مردہ کوئی نہ پاس ٹھہرا — خویش و عزیز سارے بس تھے فقط یہانتک

نقیبان خوش آواز آگے جو یہ اشعار عبرت آثار پڑھے یا تو طبل و بوق
بج رہے تھے زمین متزلزل و متحرک تھی یکایک سناٹا صفون پر آیا جانبین کے بڑے بڑے خاموش
ورلیے جرأت کا جوش ہر ایک کا یہی قصد ہی کہ میدان کارزار مین نکلین اپنی جان دین دنیا سے سرخرو
ہوکر اٹھین اس نمکحلالی سے قبر مین روشنی ہوگیا گرد بند قمر صاحب کا پڑھا گیا شعر یہ شیخ سعدی کے
کیا مصرع لگائے قلب تھرا گئے کلیجے منھ کو آگئے ای رب اکبر حسرت و یاس لیکر دنیا سے نہ اٹھین احکام ہدایت
انجام کے تیرے پابند ہین کنج مزار مین جاکر جفا مین نہ سہین تحریر کرچکا ہون کہ ملک اخضر گوہر پوش کا
تخت نہایت بلند ہی دماغ آسمان پر پھولا ہوا تخت پر بیٹھا ہی گنبد بلورین جیب مین بوجہ کبر و نخوت اسکو
نہین دیکھتا جانتا ہی مٹی لڑیگی سب کو شکست دیگی نہرون مین سب کو ڈبو دیگی مجھکو سحر بھی نہ کرنا پڑیگا
یا افراسیاب اپنی زوجہ کے سامنے اڑیگا سب کی نگاہ تخت اخضر سے لڑی ہوئی ہی یکایک سب نے
دیکھا طرف سے طلسم نور افشان کے ابر فیروزی پیدا ہوا زیر ابر تخت روان پر کوکب روشن ضمیر دریا
جواہر مین غرق تاج یاقوتی بفرق بڑے دھوم سے آتا ہی جیسے ہی اخضر نے کوکب کو آتے ہوے دیکھا
منھ پھیر کر متوجہ ہوا کوکب نے وہین سے آواز دی بھائی صاحب سبحان اللہ کیا کہنا اسی دن کے لیے
سحر سیکھا تھا کہ ہمارے کلیجے پر چھری پھیرو اس بڑھاپے مین کلیجہ تھرکانا یا کیون او جلاد صاحب بیداد اگر آج

سالی میری ملکہ اختر جہان افروز مادر یاقوت و لعل صاحب حسن و جمال زندہ ہوتی تو اسطرح لشکر کشی
کرکے بمقابلہ بران و جمشید آتا تیری صورت سے بیزار ہوتین اُسکا قول تھا کہ جمشید و بران میری نور نظر
ہین لعل و یاقوت تمہارے پارہ جگر ہین کیونکر تیرے دل نے گوارا کیا جمشید و بران کے مقابلہ مین کھڑا ہو
تیرے دل مین بالکل رحم نہین یہ مین خوب جانتا ہون یاقوت سخندان سے کوئی نہین لڑسکتا یاقوت
کا سحر دریائے خون بہائیگا یہ نہرین دریا بنجائینگی بران و جمشید غوطے کھاکر مرینگے میں لاشہائے جمشید و
بران تو ہی اٹھانا مین جلاد نہین ہون یا شاید بران غالب آئے لعل یا یاقوت قتل ہوجائے اُسکا لاشہ
بھی تجھی کو خدا دکھائے مین فرزندان اختر جہان افروز کو خون مین غوطہ مارتے دیکھون میرا کلیجہ
پھٹ جائیگا اسقدر غرور نے تجھکو گھیرا ہمارے ناسے کو بحقارت پھیر اتجھکو اپنی بیٹیون کا اختیار ہے افراسیاب
کیا بازار مین کمرہ لیکر بیٹھ بڑا مال ملیگا میان صاحب کہلاؤ گے ایک ہی ہفتے مین امیر ہوجاؤ گے کوکب یہ کہتا
ہوا تخت کو بڑھائے ہوئے قریب اخضر آتا ہے اخضر نے بھی تخت اُسی طرف بڑھایا جواب دیا جب شیفتہ
پہنے بران کو بُلا بھیجا تھا اُسنے ہمکو جواب صاف دیا عمرو کی عیاری پر مغرور ہے نشۂ سحر مین چور ہے کوکب
نے کہا او بے غیرت تیرے نزدیک بران کو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ اصلاح و غیر اصلاح کو سمجھے چار ون
کی بات ہے تو اُسکو گود مین کھلاتا تھا مین لعل و یاقوت کو گہوارے مین جھولاتا تھا ان بچون کو لیاقت
کلام کجا مین تو اپنی جان دینے آیا ہون لعل و یاقوت و بران و جمشید میرے جنازے کو کاندھا دین
روح میری شاد ہو تو عاقبت کے بوریے سمیٹنا ان چارون کے لاشے تو ہی اُٹھانا مجھے یہ دن خدا نہ دکھائے
کہ ان چارون مین سے ایک کو بھی مردہ دیکھون لعل و یاقوت کو بران و جمشید سے زیادہ سمجھتا ہون
تیری طرح جلاد نہین ہون میرا دل بہت نرم ہے مشہور ہے کوکب صاحب حجاب و شرم ہے اب تخت اخضر قریب
تخت کوکب پہونچا ہے کوکب نے تلوار نیام سے کھینچی کہا دیکھ مین اپنا گلا کاٹے ڈالتا ہون تجھکو عزیزون کے
خون دیکھنے کی بڑی خوشی ہے سب سے پہلے مین اپنے کو ہلاک کرون اپنا قصہ پاک کرون سرخرو دنیا سے
اُٹھ جاؤن تو لاشے لعل و یاقوت کے اُٹھانا جمشید و بران کو خاک مین ملانا جب کوکب نے تلوار
کھینچی اور کہا مین جان دینے آیا ہون اخضر نے گھبرا کر تخت اپنا تخت کوکب سے ملادیا گھبرا کر کہا بھائی
صاحب مین ابھی لشکر پھیرے لیے جاتا ہون جمشید کو بہ فرزندی قبول کرونگا کوکب نے کہا او جلاد
تیرے دل مین رحم بالکل نہین اب تو سب کلیجون کے ٹکڑون کے لاشے اُٹھانا مصاحبت سامری کے

سحر دکھانا یہ تجھکو کیونکر معلوم ہوا کہ مین یزدان پرست ہوگیا ہونے دو سو خداؤن پر لعنت کی سراسر
جھوٹھا افترا تہمت بہتان ہونے دو سو زیادہ ہوتے ہین یا ایک ارے بیوقوف مین کیا تیری طرح
نادان ہون تیرے بھروسے پر سلطنت طلسم نور افشان کرتا ہون سات سو ملک کی سلطنت انتظام
عجائب و غرائب طلسمات تو اگر کرتا ہے ایک حجرے کا حاکم ہو کر ایسا مدہوش ہوا اختر جہان افروز
کی وصیت کو فراموش کیا ابھی تو اُس بی بی کا کفن بھی میلا نہوا ہوگا سنا مین نے کہ لونڈیون کو اپنے
پہلو مین بٹھاتا ہے جس بی بی نے تجھکو خاک سے پاک کیا اُسی کے تصدق سے یہ سلطنت ملی حاکم حجرۂ
نجم کہلایا اُسکی بہن کی اولاد کو قتل کرے اب مین نہ مانونگا مردانہ وار سر میدان جان دونگا یہ کہکر
کوکب نے وہ تیغہ برق مثال اپنے گلے پر رکھا اخضر نے تخت اپنا تخت کوکب سے ملا دیا ہاتھ بڑھاکے
کہ تیغہ چھین لون کوکب نے جھڑک دیا ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام ہو زمین سے سو گز کی بلندی
پر یہ معاملہ درپیش ہے حیرت و افراسیاب کیسے تمام عالم دیکھ رہا ہے ہر شخص کا یہی قول ہے کہ کوکب
بڑا صاحب غیرت ہے لعل و یاقوت بھی خالو ابا خالو ابا کہکر پکارنے مین لعل نے آواز دی حضور
واسطہ سامری کا تلوار گلے سے ہٹائیے یاقوت نے اخضر کو پکارا ابا جان خالو صاحب کے ہاتھ سے
تلوار چھین لیجیے خدا انکو سلامت رکھے ہمسے بڑی محبت کرتے ہین ہمکو گودیون مین پالا ہم اُنکے حکم
کے خلاف نہ کرینگے شادی مین آگ لگے ہے ہے چراغ طلسم نور افشان گل ہوتا ہے کیا صدمۂ عظیم اُنکے
قلب پر پہونچا اپنا گلا اپنے ہاتھ سے کاٹے ڈالتے ہین جو کچھ فرمایا اُنکی محبت ظاہر ہے اُنکی لیاقت سے
ہر کس و ناکس ماہر ہے ہماری ماں اُنکی چھوٹی سالی تھین اُنکو بھی گودیون مین پالا سنتے ہین روز
شادی خالو صاحب کی زوجہ ہماری خالہ امان ہماری مادر مہربان کو گود مین لیکر محافے مین سوار
ہوئی تھین روز دیکھنے آتی تھین جب ہمارا حمل رہا ہر ایک دیر مین جاکر سجدے کرتی تھین روز پیدایش
ہمارے بڑا جشن کیا کٹھری دھوم سے لامین چھٹی کی چلّے نہلائے ہر مکان مین لاکھون روپے صرف
کیے حقیقت مین آج امان جان کی روح بیتاب ہو گی یہان زمین پر تو قیامت ہے وہان کوکب
نے تیغہ گلے پر رکھا اخضر نے چاہا اُٹھ جاؤن کوکب نے کہا دور ہو او جلاد مین زندہ رہکر کیا کرونگا
افراسیاب میرا دشمن تو بکار آخر مین قتل یاقوت و لعل نہ دیکھون میرے بعد یہان جلا
لیگی خون کے دریا بہا دیگی جھڑکنے سے کوکب کے اخضر رُکا کوکب نے تیغہ کھینچا تیغہ برق مثال

تھا صرف تسمہ لگا رہ گیا گلا کٹا لاخشہ کوکب لہرایا اخضر ہائے کہکے لاشے سے لپٹ گیا خون گلوے تازہ رگون سے مثل فوارے کے اڑا وہ فوارہ خون کا منھ پر اخضر کے پڑا اخضر ہائے کہکر لڑکھڑایا جہان سے کوکب کا سر کٹا تھا دوسرا سر چھوٹا سا پیدا ہوا آواز دی لاخشہ کوکب نے باشیدای کفاران بیحیا وای نابکاران بیردغا منم ہژبر دشت طراری و نہنگ دریاے زخار عیاری سرہنگ سرہنگان لبساط بلادنی ادم مولاے معظم و مکرم جامع الفضل والکرم دوندہ بیدرنگ قلعہ گیر بے جنگ مردان را سرہنگ و نامردان را پالہنگ صاحب قنطورہ و زنگ عیار جہانگیر عالم محترم و محتشم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان عیار طرار مکار غدار خنجر گذار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار نعرہ خواجہ عمرو

تصنیف مصنف

مرے مکر سے کانپتا ہے جہان	تراشندۂ ریش کفار ہون	عمرو ہون مین عیار صاحبقران
میرا تیز رفتار گر ہو قدم	صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم	زمانے کا مکار و غدار ہون
نہ پائے مری گرد پاپوش کو	دوندہ جہانگرد طرار ہون	اڑاؤن صبا کے بھی مین ہوش کو
		جہانگیر عالم کا عیار ہون

یہ نعرہ کرکے مردے نے زندہ کو پشت پر لادا نعرہ کرتا ہوا تخت کو بھگا یا کوکب قصر جمشیدی سے مرات واقعہ مین دیکھ رہا ہے کہ عمرو نے ملک اخضر کو پکڑا تخت اڑا کر لے بھاگا ابر سحر شہنشاہ کوکب کا بنایا ہوا تھا ابر نے تخت کو آغوش مین لیا یون چمک کر نکل گیا کہ جیسے برق چمک کر نکل جاتی ہے ملکہ لعل سخندان و ملکہ یاقوت سخندان وافراسیاب جادو ارے ارے کرتے رہگئے بات نہ منھ سے نکال سکے ہونٹھ نہ کوئی ہلا سکا مثل برق و باد تیز تر تخت آیا اخضر کو اٹھا کر عمرو لیگیا نعرے کی آواز تو ابر سے آئی کوئی سمجھ نہ سکا کیونکر آیا کیونکر نکل گیا ابر کڑکتا ہوا بر سر قصر جمشیدی پہونچا کوکب اٹھ کھڑا ہوا دوڑ کے خواجہ سے لپٹ گیا کہا خواجہ مین دیکھ رہا تھا کیا کار نمایان کیا گنبد جیب سے نکال لیا وہ تو کوکب نے اپنے خزانے مین رکھا کہا خواجہ یہ گنبد وقت پر کام آئیگا ملک اخضر کو تم لیجاؤ مگر خواجہ بڑی آفت برپا ہوگی عمرو نے کہا روز ہی آفتین برپا ہوا کرتی ہین خدا یہ بڑھا زنبیل کی تو سیر کرے یہ کہکر عمرو نے اخضر کو زنبیل مین داخل کیا میٹے سے پکار کر اتنا کہدیا ارے دینا اسکا ملک اخضر نام ہے اسکے سر پر ٹوکرے نہ رکھنا تمھارے ساتھ رہیگا حساب و کتاب اسی سے لکھوانا پڑھا لکھا ہے زنبیل مین اخضر کو رکھکر خواجہ عمرو طرف لشکر کے روانہ ہوے کوکب نے وہ گنبد اپنے قبضے مین کیا جب

خواجہ ملک اخضر کو گرفتار کرکے چلے آئے کوئی میدان مین نہین نکلا سیدانداری معطل رہی ملکہ مہرخ اپنے لشکر کو پھیر کر لیگئی یاقوت سخندان رنجیدہ وکبیدہ ہوکر پلٹ آئی صرصر بہت خوشیان کرتی ہوئی حیرت سے کہتی تھی خوب بڑھا کر مارا گیا واہ رے عمرو دیوانہ کر دیا اب تو بی بی یاقوت کے منہ پر ہوائیان اُڑ رہی ہین دونون کا کلیجہ خون ہوا داری آپ رنج نہ کیجیے اسی طرح ان دونون کو بھی ایک دن عمرو مار ڈالیگا اُسکا کوئی کیا کر سکیگا دیکھا آپ نے کس زور وشور سے آیا کوکب نے ابر سحر ساتھ کر دیا تھا تخت زبرجدی پر سوار تھا بجلی کی طرح آیا ہوا کی طرح نکل گیا دیکھیے تو کیا قیامت کرتا ہے کوئی اُسکو روک بھی نہ سکا آپ کا غم والم بالکل بیکار ہے مسلمانون کی مدد غیب سے ہوتی ہے یہ بھی قتل ہو جائینگی کوئی نہ کوئی تدبیر نکل آئیگی حضور اختلاف وشہنا نواز تو ہماری نگاہ مین بھی نہین ہیچ تاریک کا البتہ قتل ہونا ابتک آنکھون مین پھرتا ہے ایسی ساحرہ زبردست جو بیہوشی کو یہ کہے کہ نسخہ تلخی شراب ہے لیکن واہ رے عمرو اسپر بھی عیاریان کین کبھی نرگا کوکب بنکر آیا نور افشان نے تیغہ نور افشانی کھینچ دیا پھر لوٹ جو یہان آیا پھر پلٹ کر نہ گیا یہ بھی قتل ہونگی اب چین سے خاصہ نوش فرمائیے یہ بیمار شہنشاہ کا دو چار دن کے واسطے ہے حیرت نے کہا مجھے بڑا ملال اسکا ہے کہ جب عمرو ملک اخضر کو پکڑے گیا یاقوت طبل بازگشت بجوا کر پلٹی شہنشاہ گھبرائے ہوئے اُسکے پایہ تخت پر ہاتھ رکھے ہوئے اُسکی بارگاہ مین تشریف لیگئے ہمکو پلٹنے کا بھی حکم نہ دیا آج کل بیمروت کو کلام کرنا ناگوار ہے صرصر نے کہا واری دو چار دن خاموش رہیے سارا جاہ بیمار نکل جائیگا میری بات یاد رکھیے لعل ضرور نکل جائینگی جب اسد غازی میدان مین آتا ہے نگاہ مین لڑاتی ہین کبھی شرماتی ہین کبھی تنگر جبین کا ابھار دکھاتی ہین بخوف یاقوت ضبط کر رہی ہین فراق اسد مین مر رہی ہین ایک دن گھبرا کے نکل جائینگی اکیلی یاقوت کیا کر سکیگی کوئی تدبیر نکل آئیگی حیرت کو صرصر سمجھا رہی ہے رات کو حیرت نے کھانا نہ کھایا تھا صرصر نے سمجھا کر کھانا کھلوایا یہان یاقوت کس غصے مین بیٹھی ہے کانپتی ہوئی افراسیاب جادو سے بھی کلام نہین کیا جب تخت پر اگر بیٹھی افراسیاب جادو خوشامد کر رہا ہے کہا ملکہ عالم نہ گھبرائیے مین انکو رہا کر دونگا عمرو کی مشکین باندھکر لاؤنگا یاقوت نے کہا اے شہنشاہ مین آپ کے بھروسے پر نہین آئی ہون کل ہی قیامتین برپا کرونگی ایسے کو گرفتار کرون کہ عمرو بیقرار ہو کر کہے کہ ملک اخضر کو لے لیجیے اس سردار کو ہمین دے دیجیے یہ کہکر غصے مین ملکہ لعل سے کہا بجواؤ طبل جنگی بجواؤ طبل قہاری پر چوب پڑی بجہد و غضب تمام طبل جنگی بجوایا ملکہ مہرخ

جو بیٹھے ہین سب سے پہلے ہنستا ہوا برق آیا چالاک نے کہا کیون بھائی برق قبلہ و کعبہ کی عیاری دیکھی
برق نے کہا استاد قدرت پروردگار ہین یہ عیاری نہ تھی معجزہ تھا کس کروفر سے تشریف لائے کیا کام
کیا کس مزے سے کلام کیا کیا مزے سے گلا کاٹا ایسے گرگ باران دیدہ کو کیا دھوکا دیا خوب دام مکر مین پھانسا
قبلہ و کعبہ جو کہینگے وہی کرینگے ای برق اسی وجہ سے ہماری کچھ حقیقت وہ نہین جانتے ہین یہ عیاری ہمارے
فرشتون کے بھی تو خیال مین نہ تھی ذہن بھی نہین پہونچتا کیا مزے کی بات کی یہ ذکر تھا بارگاہ مین سب
وجد کر رہے ہین سب کے دماغ تر ہین صحبت عیش کو ملکہ مہ جبین نے حکم دیا ہے اسد غازی بھی تعریفین
کر رہے ہین ہر شخص کا یہی قول ہے کہ خواجہ عمرو فتاح طلسم ہوش ربا ہین فن عیاری مین بے مثل و یکتا
ہین سب کے دلون کو تقویت ہو گئی ناگاہ آواز زنگ کی بلند ہوئی سب نے دیکھا خواجہ منہ لٹکائے ہوئے
بارگاہ مین تشریف لائے اپنی کرسی پر بیٹھے ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ کیا کہنا اخضر کو کہان قید کیا عمرو
نے کہا اُسکے کیا کہنا کو اوڑھون یا بچھاؤن جو ہم پر گذری وہ بھی کسی کو خبر ہے کس آفت مین مبتلا ہوئے
دو صندوقچے ایک مہاجن نے دیے تھے اُسمین زیور جواہرات کا تھا جب مین اخضر کو لیکر بھاگا جلدی
مین دونون صندوقچے گر گئے اگر پلٹ کے اُٹھاتا تو گرفتار ہو جاتا آخر بھاگا چلا گیا نہ پلٹ سکا اب صبح
سے تقاضا ہے مہاجنون کا بلوہ ہے شب کو کھانا بھی نہین کھایا ملکہ مہ جبین نے حکم دیا ای سرداران نامی
و ای ساحران گرامی ہمارے نانا جان کا نقصان ہوا سب صاحب موافق اپنی حقیقت کے دس بیس
ہزار روپیہ ہماری جانب سے لاؤ عمرو نے اُٹھکر مہ جبین کی بلائین لین کہا تو شاہزادی والا قدر ہے
دختر افراسیاب عالی جناب تیرے قدم کی برکت سے طلسم فتح ہوگا سچ کا بیڑا پار ہے لیکن ایک بات
کا افسوس ہے مجاور زادہ خانہ کعبہ کے نواسے پر وہ عاشق ہوئی خلاف حسب و نسب دیکھو کیسا بھولا
بیٹھا ہے بیہودے منہ سے نہین کہتا ہمارے خزانے سے پانچ صندوقچے جواہرات کے لا کر دے دو اسد
غازی نے کہا نانا جان یہ خزانہ حق و مال غازیون کا ہے عمرو نے کہا غازی سب تھان پر ہنہنا رہے ہین
انکو دانہ گھاس دیکھیے تمھارے نانا نے کیا لگا دیا جو تم دو گے تمھین نصیب کیا ہے ہمیشہ قزاقی پر اوقات
رہی یہان مہ جبین کے صدقے سے شاہزادے کہلاتے ہو سب آپ کا حسب و نسب ابھی کھول دونگا
اسد نے کہا میرا حسب و نسب یہی ہے کہ آپ میرے نانا جان ہین آپ کے میرے بزرگون پر احسان ہین
عمرو نے کہا اُن احسانون کو تہ کر رکھیے مین آپ سے بات نہین کرتا ایک دن آپ کی مشکین باندھکر

افراسیاب کے حوالے کردونگا ساری طلسم کشائی نکل جائیگی وہ میرا بڑا دوست ہے قصر عقیق نگار پر میری
تعریفین کرتا تھا وہی میرا قرضہ بھی ادا کردیگا آپ کے لشکر مین اب مین شریک ہونگا یہ کہکے اٹھے مہ جبین
نے دامن پکڑلیا کہا نانا جان انکسے آپ کو کیا کام ہے بر اسعد منگزاری مین تو حاضر ہون سراسر مجبیر
احسان ہین عمرو نے کہا تیری وجہ سے مین لشکر مین ہون لیکن آپ کا حکم ناطق نہین ہے وہ توڑے
ابتک نہ آئے مہ جبین نے کہا ابھی حاضر ہوتے ہین باغبان کے نام حکم ہوا کہ جلد لاؤ باغبان آنکھا
ہنسکر کہا استاد آج تو کچھ ہمکو بھی ملیگا عمرو نے کہا تم وزیر اعظم افراسیاب ہو ہمین کے چالیس لاؤگے
کچھ اپنے خزانے سے بھی ملاؤگے ہمین خوب یاد ہے جب کبھی بادشاہ نے ایک پیسا دلوایا تمنے دو پیسے دلیے
سب وزیرون کو آمادہ کرو سب کا دینا آپ کی معرفت جمع ہو کچھ تمکو بھی ملیگا بہت جلد دینگے بعد تسخیر
طلسم ہوش ربا ہمارا آقا صاحبقران رتبا بڑھتا آئیگا تمھاری سفارش کرینگے پہلے خلعت تمھین کو دلوائینگے
اسکی بھی تو زر لیتے آئے ایک سو ایک تختی الماس کی صاحبقران کو نذر دیجاتی ہے سب سردارون نے
اشرفیان روپے منگوائے خواجہ نے چادر ابارگاہ مین پھیلا دیا توڑے گر رہے ہین مہ جبین نے کچھ
زیور بھی دیا بارگاہ مین آج خوشیان قہقہے ہیں مین ان سب کو اسی خوشی مین چھوڑوا انکا ذکر وقت پر تحریر کیا جائیگا

اب دو کلمہ داستان حیرت بیان بہ غیظ و غضب تمام طبل جنگی بجوانا ملکہ یاقوت
سخندان اور مقابلۂ بہار و گرفتار ہونا بہار کا سحر یاقوت سے و پیغام مہرخ از
حکم خواجہ کہ اخضر کو ہم سے دے لو بہار کو رہا کردو و عیاری خواجہ بمقدمہ اخضر یعنے
عوض مین ملک اخضر کے ایک گنہگار کو دینا یاقوت کا کل لشکر پر سحر کرنا اور اخضر
اصلی کو لینا بقوت سحر بیان ہوتے ہین خمسہ

غنچہ لب ہین نہ اب سمن بر ہین
رنج و غم کے زبسکہ خوگر ہین
دل تو گل ہین نہ ہم صنوبر ہین
لالہ سان اب تو داغ دل بر ہین
مثل شبنم بدیدۂ تر ہین

سرو قد کیون نہ آہ غیرت سے
کیون ڈرین ہم نہ طوق عبرت سے
قمریان یا یہ گل ہون حیرت سے
باغ عالم مین اب تو حسرت سے
چشم نرگس کی طرح ششدر ہین

گلشن حسن مین ہمین تو ذرا
تم تو ہو اس خوشی سے نغمہ سرا
نہ تو کھٹکا ہے خار و گلچین کا
اے ہوا خواہو اب کرین ہم کیا
رات دن جیون اسیر بے پر ہین

ہم تو ہین ہر طرف سے قید فرنگ
نہ ہے ساقی پیالہ گل رنگ
بلبلو جی کی جی ہی مین ہے اُمنگ
گل ہین پر اب تو غنچہ سان دلتنگ
چاک دامان و خاک بر سر ہین

سوز کا اپنے محفلون مین ہے غل
عمر حسرت مین کٹ گئی بالکل
روتے ہین ہمکو دیکھ ساغر و مل
شمع سان کیون جلین نہ ہم گھل گھل
لاکھ پروانے صدقے ہم پر ہین

کوہ قاف اب یہ گھر نہ کیون سمجھین
شکل انسان کی کہان دیکھین
دیو ہین وہ کہ جنکے ہین بس مین
ہین پری ہم یہ کسطرح سے اُڑین
شیشے مین بند یان جو بے پر ہین

ہمکو سر اپنا یا پھیرو غمگین
کافر اب سمجھو یا کہو بیدین
بخدا دوستو کرو یہ یقین
ہم تو دنیا و دین کہین کے نہین
بت بنے بیٹھے گھر مین پتھر ہین

ہون وہ شیرین کہ مجھ پہ اتنک تو
صبر کر یہ تو اپنی جان نہ کھو
نہین قابض ہوا کوئی خسرو
کوہکن خط مین کیا لکھون تجھکو
یان نہین نامہ بر کبوتر ہین

تمکو ہے ضبط ہمکو ضبط جنون
نہین سوزش ہین ہے درد فزون
تم ہو سودائی ہم ہین ٹک محزون
گو کہ لیلی ہین ہم پہ اے مجنون
کلبۂ غم مین تجھسے بدتر ہین

نہ تو الفت کسی کی ہمکو نہ غم
کیا کہین تجھسے ہم کہ کیا ہین ہم
نہ وفا پیشہ ہین نہ اہل ستم
پاک دامن ہین پارسا ہین ہم

	نہ دل آزار ہین نہ دلبر ہین	

چہرہ سحر سازان سامری فن وجادوگران نیرنگہاے شعبدۂ سخن ہوم خانۂ قرطاس مین قلم سحر طراز
بازاشتگی افسونگری خونریزی مین مصروف ہین **شعر مصنف** سخن سنج ودانا ے شیرین مقال
جبین سے نگارو زکلک خیال + بارگاہ آسمان جاہ مین خواجہ عمرو کی خاطرین ہو رہی ہین ملکہ مہرخ
وبہار وغیرہ فرماتی ہین اے شہنشاہ اوج عیاری اے قطب فلک خنجر گذاری حقیقت مین اس عیاری
کا مثل نہ تھا آپ نے جو وعدہ کیا تھا وہ کر دکھایا اتنا حضور کو خیال رہے کہ اسطرح عیاری مین
وعدہ نہ کیا کیجیے یہ ساحران شعبدہ باز حیلہ ساز جو کام کرتے ہین مکر کو شریک کر لیتے ہین دیکھیے کیسے
کیسے دھوکے دیتے ہین خود افراسیاب جادو نے اپنی زبان سے کہا تھا مجھکو بخوبی یاد ہے کہ یہ گنبد
ساختہ سامری وجمشید ہے جسوقت ملک اخضر کے ہاتھ سے ایکے سحر جلینگے طبقے زمین کے ہلینگے جس
آفت بچے وہی غنیمت ہے رفتہ رفتہ اس لائق تو ہوے کہ اہالیان حجرۂ نجم سے مقابلے پڑ رہے ہین
خواجہ فرماتے ہین کہ یارو انجام بخیر ہو میرے بھی دل کو یقین ہے کہ ملکہ یاقوت سخندان بڑی لڑو کاوش
کریگی پروردگار مالک ہے مین اس بڈھے کو زندہ نہ چھوڑونگا تحفہ تو دستیاب ہوا وہ خزانے مین
شہنشاہ کوکب روشن ضمیر کے داخل ہے کوکب نے فرمایا ہے کہ اُس سے بھی مراد حاصل ہے جب اس گنبد
سے سحر ہوگا یاقوت وغیرہ کو مشکل ہوگی دیکھیے اب یاقوت کیا انتظام کرتی ہے باپ اسکا گرفتار ہوا
دیکھیے کیا بلا نازل کرتی ہے یہ ذکر تھا کہ چرندو پرندہ ہرکارے لشکر اسلام کے حاضر ہوے ہاتھ اٹھا کر
دعا وثناے بادشاہی بجا لاے عرض کی آفتاب عالمتاب اقبال حضور ہمیشہ تابان ودرخشان ہے رباعی

ہر تجھکو زمانے مین شرف دوازدہ ماہ	اور تجھسے جہان روز مسرت اندوز	خورشید ہی اک روز جہان مین نوروز
شہر یار عالم کی عمر دراز رہے آفتاب دولت واقبال تابان ودرخشان ہو		اور ہی مہر جہانتاب کو اک ماہ دہک روز

دست شاد ودشمن پامال آج یاقوت سخندان کو بڑا قہر وغضب ہے اُس خونخوار جادوۂ فلک نے طبل جنگی
بجا دیا کل یقین کامل ہے کہ خود مقابلہ کرے ملکہ مہجبین نے عرض کی ناماجان تائید رب اکبر آپ بھی طبل بجنے
کا حکم دیجیے باغبان قدرت لعبد صولت وشوکت نقارخانے مین آیا گنگا جمنی چوب اٹھا کر اپنے ہاتھ سے
نقارۂ کلان پر لگائی نقارچیون نے سنو سو نقارہ بجایا تمام لشکر مین مشہور ہوا یارو خدا خیر کرے
خواجہ نے ملکہ یاقوت کے باپ کو گرفتار کر لیا وہ کل میدان مین آئیگی شعبدۂ سحر دکھائیگی سننے مین سحر

ساحری مین بے مثل و بے نظیر ہے تمام شاہزادیان بارگاہ سے اٹھکر اپنے اپنے خیمون مین آئین ملکہ
بہار نے اپنے خیمے مین آتے ہی حوض سنگ مرمر سپید کا کہ آب مروارید سے مملو ہے اسمین غسل کیا اسوقت
ملکہ بہار کی رعنائی صاف ثابت ہوتا تھا کہ برج آبی سے آفتاب برآمد ہوا بالون سے قطرات آب ٹپکتے
ہوئے ظاہر تھا کہ ابر سیاہ سے موتی برس رہے ہین ایک ساری آب رواں کی آدھی باندھی آدھی اوڑھی
پھولون کے بیچ مین چوکی بچھائی گلدستے گلہائے رنگا رنگ کے بنائے تار نگاہ سے باندھے پھول مثل
ستارون کے روشن تھے تار شعاع نیر اعظم صرف کیے شب بھر بہار نے انتہائی مشقت کی باغ سحر کے
گلدستے کھلائے بیحساب گلدستے بنائے تمام لشکر مین تیاریان رہین لشکر افراسیاب جادو مین ہنگامہ
اس لڑائی مین غدر پڑ گیا ہے جو جدھر نکلا مارا گیا کوئی پوچھنے والا نہین رات کو بھی سحر جل رہے ہین جنگل
صحرا سحر ہائے آتشین سے جل رہے ہین تپتے بشکل کنول پھول شعلہ جوالہ عجب ہنگامہ ہے بہار نے باغ سحر کو
زور دیا چار پہر رات گذر کر گل صد برگ آفتاب حسن رخ نیلوفری مین پھولا شاخ کہکشان مرجھائی گلہائے
ثابت و سیارگان پر خزان آئی بوقت سحر لشکرون مین کمربندی ہونے لگی ملکہ مہ جبین بھی فوراً تخت
زرین پر سوار ہوئین وزرا امرا نے گھیر لیا تخت شاہنشاہی بیرون بارگاہ آیا سب سے پہلے بڑھکر
ملکہ بہار نے سلام کیا دیکھا ملکہ مہ جبین نے آج بہار پھولون مین لدی ہوئی ہے بدھیان پھولون
کی آڑی ترچھی زیب گلو چھپکا موتیے کا سر پر آراستہ ایک تخت پر صدہا گلدستے چنے ہوئے کنیزین
اس تخت کو کاندھے پر اٹھائے ہوئے اس بہار سے بہار نے آکر پایۂ تخت کو بوسہ دیا ملکہ مہ جبین
کا غنچۂ خاطر شگفتہ ہوا ملکہ مہرخ نے بھی آکر سلام کیا ایک جانب سے صدائے نوبت نقارے کی آئی شہسوار
عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی مع سرداران صف شکن آکر پہونچے براے تسلیم خم ہوے ملکہ
مہ جبین نے مسکرا کر سینے پر ہاتھ رکھا اشارہ تھا کہ جگہ آپ کی ہمارے دل مین ہے پھر وفا آپ کے گل
مین ہے انکے بعد سرداران نامی آنے لگے مثل رعد و برق و برق لامع و ملکہ سرخ مو و باغبان قدرت
بصد صولت و شوکت آکر پہونچے بادشاہ کے گرد پھرا اسد غازی کے قدمون کو بوسہ دیا ملکہ گلچین
زوجہ باغبان بڑے تکلف سے آگے پہونچی پھر تو سردارون کا تانتا بندھ گیا بلال سحر افگن و خورشید
زرین سحر و شکیل صف شکن و ماران زمین کن و اسرار بن وغیرہ گرد تخت ملکہ مہ جبین اس
دھوم سے سواری مثل باد بہاری سمت میدان کارزار چلی ابھی میدان مین نہ پہونچنے پائی تھی دیکھا آمد

افراسیاب جادو یاقوت بصد پیچ و تاب غصے مین طاؤس پر بھی سوار نہین ہوئی باپ کے گرفتار ہونے
کا بڑا ملال ہے دونون شہزادیان جوش مارتی ہوئی غرّاتے اژدہے کی صدا بلند سرخ جانور زمزمہ سرائی کرتے ہوئے
اسی تکلف سے میدان کارزار مین پہونچی میدان بدستور آراستہ ہوا نقیبون نے نقابت کی کڑکیت
گرکا کہکے نکل گئے یاقوت نے بھی دور سے دیکھا آج ملکہ بہار بڑے زور و شور سے آئی ہین صدہا گلدستے
ساتھ لائی ہین پہلو مین اک کنیز کھڑی ہے کمسن عذار گلگون پوشش اسکا نام ملکہ لعل نے قصد کیا تھا
ملکہ یاقوت کا فتح ہوئی کہا بوا تمھارے مقابلے کے لائق کوئی نہین ہے مین ان سبھون کی تدبیر کر چکی بڑے
سرکش ہین اب تک اصلاح کا کسی نے نام نہین لیا یہ کہکر آواز دی اے سبز گلگون پوشش باغ حسن کی
بہار دکھا میدان کارزار مین جا بی بی بہار کو اپنے مقابلہ مین بلا سن یہ سنکر صف سے نکلی گلشن میدان
آکر کھڑی ہوئی ازسرتاپا یہ بھی بخوبی پھولون مین لدی ہوئی مسکرا کر غنچہ دہن وا کیا رنگینی کلام کی
دکھائی پکار کر آواز دی اے ملکہ بہار مین تمھاری مشتاق ہون یہ سنتے ہی بہار طاؤس سے کود کر خرامان
خرامان مثل نسیم سحری قریب تخت مہ جبین آئی مثل شاخ گل برائے تسلیم خم ہوئی دست بستہ عرض کی
باغبان قضا و قدر گلشن اقبال مین کبھی خزان نہ لائے لونڈی رخصت ہوتی ہے ملکہ مہ جبین نے تخت لکھوا دیا
بہار کا سب پاس کرتے ہین حیرت جادو کی ہمشیرہ سالی افراسیاب کی صاحب حسب و نسب عاشق بادشاہ
اسلام بڑی شگفتگی یہ ہے کہ بہار نام ملکہ مہ جبین نے فرمایا حسن آرائے عالم کے تمکو سپرد کیا ملکہ بہار طرف
میدان کارزار کے چلی جس تخت پر گلدستے تھے اس تختکو کنیزون نے بڑھایا بہار نے چند گلدستے اٹھا کے
مشرق و مغرب و جنوب و شمال کی طرف پھینکے ہوا سے سرو چلی نخل وجد مین آئے طائرون نے زمزمہ سرائی
کی افراسیاب نے دیکھا باغ بے در بنکر تیار ہوا نہر ہائے آب رواں باغ ساختۂ بہار ہر نخل سرسبز و شاداب
تمام عالم کے پھول پیدا نخل جھوم رہے ہین ہر شاخ مثل کہکشان پھول مثل ثابت و سیارگان نرگس
شہلا کی دیدہ بازی سوسن کی زبان درازی سرو و صنوبر کا اکڑنا قمریون کا عشق سرو مین کوکو کرنا
سنبل نے زلف عنبرین کو پیچ و تاب دیا گل نسرین و نسترن پر جوبن گل صدبرگ کی رعنائی چمنستان
کی زیبائی عروسان چمن کا بناؤ جوانان گلشن کے نکھار اس باغ مین جوش بہار یاقوت سخندان
بھی وجد کرنے لگی حسن پر غش ادا ملکہ یاقوت سخندان باہر اس باغ کے کھڑی ہے سحر رنگین بہار کو
ملاحظہ کر رہی ہے جانے سرو چوبلی یہ بھی مشش رہی ہے کہ یکایک ملکہ بہار گلعذار نے اس چمن لالہ زار کی

جانب بہ نگاہ محبت دیکھا پھولون نے آنکھین کھولدین غنچے مسکرائے ایک نگاہ مہر بہار سے جوانان چمن وجد مین آئے عندلیبان خوشنوا پہ دن کو تول کر اڑین منقارین کھول کر یہ اشعار بہار یہ گانے لگین خمسہ

بہر سیر آئے ہین سب مشتاق و خواہان بہار — سب سے بڑھکر آجکل ہے شوکت و شان بہار
جمع ہین سب ساز و سامان جو شایان بہار — گل کھلے ہین موسم گل مین ہے سامان بہار
عندلیبون کو ہے لازم شکر احسان بہار

اب گئی فصل خزان تھا جسکے ہاتھون دل دونیم — موسم گل نے کیا گلزار کو باغ نعیم
فیض سے پہونچے جسے کیا خاطر مین اسکے خوف و بیم — چاہیے غنچے بلائین لین تصدق ہو نسیم
طشت گل مین دھوئے شبنم پائے مہمان بہار

آئی ہے فصل بہاری ہر چمن ہے میکدہ — سرو ہین یا شیشہ ہائے مے دھرے ہین جابجا
غنچہ ہے مثل سبو اسمین نہین ہے شک ذرا — گل ہے ساغر بادہ ہے شبنم تو ساقی ہے صبا
میکدہ ہے صحن گلشن ہے بستان بہار

فصل گل آئی بڑھا جوش جنون کیونکر نہو — ہو گیا حد سے سوا جوش جنون کیونکر نہو
بڑھتے بڑھتے بڑھ گیا جوش جنون کیونکر نہو — جوش مستی سے سوا جوش جنون کیونکر نہو
نشتر فصاد کانٹے بہر مرغان بہار

فصل گل ہے مظہر انوار صنعت ہر چمن — نام غم جس جا نہین وہ جائے عشرت ہر چمن
لائق نظارۂ اہل بصیرت ہر چمن — رقص کبک و نغمۂ بلبل سے جنت ہر چمن
نرگس و گل کا لقب ہے حور و غلمان بہار

وضع عیارانہ ہے بیگانہ ہین اور دلربا — وہ گل رعنا ہین یہ جنمین نہین بوئے وفا
اپنے آشفتہ کی خاطر تک نہین انکو ذرا — چٹکیون مین بلبلون کو غنچے دیتے ہین اڑا
ہین غضب طرار و شوخ و شنگ طفلان بہار

فصل گل ہے شک نہین شمشاد کے جوبن مین آج — کیا بیان ہو جو ادا ہے ہر گل سوسن مین آج
گل شگفتہ کیون نہون زر رکھتے ہین دامن مین آج — دور ہے باد صبا کا ہر روش گلشن مین آج
تختۂ گلشن بنا ہے تخت سلطان بہار

باغ سے صحرا تلک صحرا سے تا کوہسار
برگ گل تک سرخ باغ و بہر مین ہین تا بہ خار
رحمت عالم ہوئی کیا سر و بر باد بہار
آج گل فصل بہاری نے دیا ہے اشتہار
پھول پھل کیا خار تک ہے زیر فرمان بہار

کثرت گل سے بڑھا باد بہاری کا غرور
دامن دست قیامت بھی کرے اب تو قصور
راستہ ملتا نہین صحن چمن کا دور دور
خرمن گل ہے روش ہے اور وہ پھر بھی وفور
حرص کا دامن بنا ہے آج دامان بہار

خوف بیگانہ نہین اور ہے نہ کچھ رشک رقیب
مثل جنت باغ مین باہم ہین عشاق و حبیب
بلبلون کے واسطے یہ فصل گل بھی ہے عجیب
عندلیبون کو گلون سے ہے ہم آغوشی نصیب
وصل اب بیواسطہ ہے بہر مرغان بہار

کوچ گلشن سے خزان کا ہے چمن مین جا بجا
ہے مبارکباد کی مرغان گلشن مین صدا
چہچہانا عندلیبون کا نہین بیفائدہ
مژدۂ فصل بہاری لایا ہے پیک صبا
بول بالا ہے چمن مین شور مرغان بہار

توبہ بیوقت سے ہے ناک مین رعنا کا دم
عزم حیرت ہے جہان اب مجھکو بے رد صنم
جان و ایمان پہ کیا ہے سخت ترا سنے ستم
فصل گل مین توبہ کرنے سے ہے رعنا کو الم
ہون اسی خوف و رجا مین ایک مین حیران بہار

اسطرح طائرون نے زمزمہ سرائی کی قمریون نے کوکو فاختہ قلندر مشرب نے حق سرہ سمن کی نگاہ جو طائرون سے مل گئی ہوش اڑ گئے بے اختیار تھراتی ہوئی لہراتی ہوئی طرف بہار کے چلی بے اختیار پکار اٹھی

نظم

ڈھونڈھتی ہون مین پرنشان بے نشان ملتا نہین
خرمن شکیب و صبر کوئی پاسبان ملتا نہین
باہمہ رفعت لقد مدق روز ہے صبح و شام
ڈوب مرنیکو زنخدان سا کنوان ملتا نہین
روز مجھ ہی بیگنہ پر تیز ہوتی ہے چھری

ہون رہ واماندہ نشان ہمرہان ملتا نہین
جان سپردی کو ہے وہ جان جہان ملتا نہین
آپ سے کیونکر قدم رنجہ کیا کرتے ہین ہان
کون کہتا ہے زمین سے آسمان ملتا نہین
جوش گل سے دل ہے کیا گلشن مین جا باقی نہین
بو الہوس کیا تمکو ہے امتحان ملتا نہین

کاروان کیسا غبار کاروان ملتا نہین
عشق لایا ہے جو شبخون غارت دل کے لیے
عذر بھی معقول کچھ اے مہربان ملتا نہین
جان شیرین کا مجھے دینا بہت آسان تھا
عندلیبون کو مقام آشیان ملتا نہین
وھمیر سرا آتا ہے ناحق خاکسار [illegible]

خاک کھائیگا کہ نام استخوان ملتا نہین | نوخط زر ہی جو فصل گل مین ہر رنگ شتاب | اب مزاج حضرت پیر مغان ملتا نہین

دشت وحشت مین ہون اک دیکھ سرگرم تلاش | جس مین یوسف ہو وہ کاروان ملتا نہین | واہ ری قسمت کھلے قاتل کو جوہر بعد مرگ

کہتے کہتے مین رعنا سا جوان ملتا نہین | یہ اشعار پڑھکر طرف بہار کے چلی ہاتھ باندھے ہوے عذر کے کلام ہر

فقرہ نصیحت انجام بہار نے پڑھکر چاہا اسکے گلے مین بدھی جلدی سے ڈالون بخوبی بھول جانے منظور ہے
یاقوت سے لڑوادون یاقوت نے جو سمن بر کو اس حال مین دیکھا گھبراگئی جوش بہار کی یہ کیفیت ہے
پھولون کی بو جو پھیلی جسنے بو سونگھی سودا ہو گیا لشکر مین افراسیاب کے جابجا تلوار چلنے لگی بہت
سی کنیزان یاقوت نے گریبان چاک کیے خاک منھ پر ملی پہاڑون سے جاکر سر ٹکرانے لگین پھر
یاقوت نے جو یہ حال دیکھا سمن بر کو للکارا او کنیز بے تمیز کہان جاتی ہے دیکھ ہوش مین آیہ کہکے
کان سے اک موتی نکالا نہر مین پھینک مارا وہ موتی شعلۂ جوالہ بنکر نہر آب سے نکلا وہی شعلہ جاکر
بہار جادو کے باغ پر گرا جسنے طلائی جلنے لگے ہر برگ وبار سے شعلے نکلنے لگے چشم زدن مین
تمام وکمال اُس شعلہ جوالہ نے سارے باغ پر بہار کو جلادیا وہی شعلہ بھڑک کر سر بہار پر جھکا بہار
غش کھاکر گری پھر وہی شعلہ موتی بنکر سمن بر پر آکر ٹوٹا اُس سے کچھ دھوان نکلا سمن بر ہوش
مین آئی یاقوت نے سمن بر کو آواز دی بہار کو اٹھالے سمن بر نے بہار کو اٹھالیا برآن نے جھلاکر
اپنے ہنس کو بڑھایا پکارکر آواز دی واہ بوا یاقوت کیا سحر کیا خوب پردے مین اپنے صاحب
کی مدد کی آپ الگ رہین میدان مین خود کیون نہ آئین بہار تنکے چنوادیتی کیا ہم مدد نہ کر سکتے تھے ہمین
سحر نہین آتا قاعدے کے خلاف کیا بہار کا لیجانا سب کو ناگوار ہوا عمرو نے بڑھکر کہا ای برآن یاقوت
کو پیغام دو کہو کہ اُس بدبخت پیر نابالغ کو ہمسے لیلو بہار کو ہمین دیدو برآن نے بڑھکر آواز دی ای ملکہ
یاقوت سخندان کچھ معاملہ کردگی یاقوت نے پلٹ کر کہا فرمائیے برآن نے بڑھکر کہا ملک اخضر لو
لیلو جلدی بہار گلعذار کو دیدو یاقوت نے فوراً بہار کو ہوشیار کر دیا کہا لو بوا لیجاؤ والدکو ہمارے
تخت پر سوار کرکے بھیجدو برآن نے اک تخت منگوایا خواجہ نے زنبیل مین ہاتھ ڈال کر اخضر کو نکالا
اُس تخت پر سوار کر دیا کنیزان یاقوت نے آکر تخت گھیر لیا جب لشکر مین تخت آیا لعل و یاقوت نے
جھکر سلام کیا اخضر نے توجہ بھی نہ کی دعائے جان درازنہ دی لعل ویاقوت خاموش ہو رہین سمجھین
بابا جان ہمسے خفا ہین گرد سردار گھیرے ہوے ہر چند شہنشاہ شہنشاہ کہتے ہین ملک اخضر کسی کو

جواب بھی نہین دیتے مُنھ پھلائے تخت پر بیٹھے ہین نہ کسی کا سلام لیتے ہین نہ بات کا جواب دیتے ہین
جب ایسے حال پر ملال سے بارگاہ مین آکر ہوئے یاقوت نے بڑھکر گلے مین ہاتھ ڈالدیئے کہا قبلہ وکعبہ
آپ ہمسے کیون خفا ہین ہم تو سر رنجیدہ ہین آپ اپنی حماقت سے گرفتار ہوئے تحفہ سامری آپ کے
پاس تھا اسے کیون نہ دیکھا اتنا بڑا دھوکا کھایا ہمسے آپ ناحق خفا ہین بھلے حضور آپ کو چھڑا لیا
اب تو ہوشیار رہیے گا لعل و یاقوت دونون لیلی ہوئی ایسی باتین کر رہی ہین اخضر کچھ
نہین بولتا جب سردارون نے بہت کہا اے شہنشاہ اخضر بات کا جواب دیجیے بیٹیون کو گلے سے
تو لگا لیجیے دیکھیے کیسی بلک بلک کے رو رہی ہین آپ کے نہونے سے لشکر مین سناٹا رہا کسی نے
کھانا نہین کھایا مطبخ سرد پڑا رہا بیٹیون کو سمجھا کے کھانا کھلایئے جہان قید تھے وہان کا حال
بتلایئے ملک اخضر نے جھلا کر جواب دیا کیسا بادشاہ کیسی بیٹیان میری بیٹی تو منظور یا اپنی جان سے
بیزار ہون لودھیانے کا کلوار ہون بیلو مین گانون کے مکان ہی بھولا میرا نام ہے یہ سنکر یاقوت
نے جھلا کر اک لات ماری سر پہ ہاتھ رکھدیا اُس شخص نے ایک آہ کی رنگ روغن عیاری اُتر گیا
سب نے دیکھا اک گنوار تو ندیلا دھوتی گاڑھے کی باندھے ہوئے کالی کالی صورت ناک بہتی ہوئی
بدحواس گاڑھے کی مرزائی گتیان کر رہا ہے کبھی پکارتا ہے ارے جنیا منظور یا کہان ہے گانون
سے گنوار بلاؤ مجھکو ان گوریون نے گھیرا ہے لپٹی جاتی ہین میری کبیلا کو خبر کرو ٹھاکر سے کہو لعل نے
ایک طمانچہ مارا کلوار کا سر اڑ گیا غصّے مین کہا اب انکی سب کی شامتین آئی ہین میرے ساتھ بھی عمر
نے فریب کیا ابھی جا کر لاتی ہون یہ کہکر اٹھی قریب نہرون کے آئی اک چیخ ماری اک طائر سرخ رنگ
نہر سے نکلا یاقوت سخندان نے ہاتھ مین لیا اُسکو ذبح کیا خون اُسکا چلو مین لیکر طرف لشکر اسلام
کے پھینکا کان سے اک بجلی اُتاری اُسکو بھی آسمان پر پھینکا ملکہ مہرخ و حیرت وغیرہ بہار کو
ساتھ لیکر بارگاہ مین آئی ہین خواجہ عمرو بھی ساتھ آئے ہین اسوقت کل عیار بارگاہ مین ہین
خود بخود زمین تھرائی دنامے کی آواز آئی بارگاہ مین تمام اندھیرا ہوگیا سپاہی آپسمین سر
ٹکرانے لگے نہرون کا پانی کھولنے لگا ہزارہا خیمے گر پڑے ہاتھی گھوڑے چھوٹ گئے ہر ذیحیات کو
پامال کرتے پھرتے تھے جابجا سے زمین شق ہوئی دھوان نکلا جسکی آنکھ مین دھوان لگا نابینا
ہوگیا ملکہ حیرت نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ سب اہالیان دربار نابینا ہوگئے آنکھون سے بالکل نہین سوجھتا

اختر مروارید جوڑے سے نکالا اپنی آنکھون کے آگے چمکایا تب کسی قدر معلوم ہوا اسی اختر کو ہاتھ
مین لیکر ملکہ بران کرکین توڑکر بارگاہ کو نکلین بر سر بارگاہ آکر دیکھا یاقوت سخندان کا چہرہ سرخ
کھڑی ہوئی لشکر اسلام پر سحر کر رہی ہی بران نے آکر ہاتھ پکڑ لیا کہا کیون ای یاقوت کوئی ایسا
کام کرتا ہی میدان مین ٹوک کر لڑو تو احوال معلوم ہو سب صاحب تمسے لڑنے کو موجود ہین کوئی تمسے
منھ نہ پھیریگا جسطرح جی چاہے سمجھ لو یہ سحر دفع کرو میدان مین طبل جنگی بجوا کر آؤ اول تو تمنے بڑا دھوکا
کھایا کہ میدان مین کنیز کو لڑوایا بہار پر تمنے خود سحر کیا مکر سے گرفتار کر لیا یہ شیوہ صاحبان کسب و
کمال نہین ہی سب اندھیرے مین بھٹک رہے ہین جلد سحر اُتارو یاقوت نے کہا اس ساربان زادے
نے مجھکو کیا دھوکا دیا بہار کو لیلیا لو دھیانے کا کلوار حوالے کیا جلد ملکہ اخضر کو دیدو اسی مین
بہتر ہی ورنہ اندھیرے مین گھونٹ کر مار ڈالونگی تمھارے فرمانے کا مجھکو بڑا پاس ہی اسوقت نمونہ سحر
دکھلایا نہرون کو حکم دون کر ور دو کرور کو غرق کردین یہ نہرین نہین سمندر سحر ہی دس منزل تک
انکی تاثیر جاسکتی ہی بران نے ہاتھ پکڑ لیا کہا ہماری بارگاہ مین چلو ابھی اخضر کو دلوائے دیتے ہین
عیارون کی بات پر غصہ کرنا سراسر حماقت ہی انکا یہی کام ہی مکر و حیلے مین انکا نام ہی انشاء اللہ کل
سر میدان ہم تمسے مقابلہ کرینگے نہرون کا بھی حال کھلجائیگا بران یاقوت کو سمجھا کر بمشکل اپنی
بارگاہ مین لائین جواہر نگار کرسی پر جگہ دی خواجہ سے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری اسوقت سبکی
جان بچائیے اخضر کو دیدیجیے دیکھیے تو اسد کا کیا حال ہی مہ جبین بیہوش پڑی ہی اور کان
مین چپکے سے کہا خواجہ برائے خدا سب کی جان اب بچاؤ سارا لشکر نابینا ہو گیا اسی دنکا ہمکو خوف
تھا عمرو نے کہا مین تو نہ دونگا بران نے کہا ایک زندہ نہ بچیگا مین بمشکل یہان لائی ہون اب
اسی مین بات رہتی ہی بخوشی دیدیجیے ورنہ بگڑ جائیگی مجھے یقین نہ تھا کہ میرا کہنا مانیگی آپنے بڑا پاس
کیا عمرو نے زبردستی بمشکل اخضر کو زنبیل سے نکالا لیکن ننگا لچا میلی دھوتی باندھے ہوئے
گھبرایا ہوا بیٹی کو دیکھکر لپٹ گیا یاقوت نے کہا خواجہ وہ گنبد اور لباس بھی دیجیے اب تو عمرو گلیم
نکال چکا ہی نیچہ ٹیک کر سیدھا ہوا کہا ای ملکہ یاقوت اب سکوت فرمائیے مین نے کبھی زنبیل کا قیدی
کسی کو نہین دیا ہی آپ کا بڑا پاس کیا بران کے کہنے نے بیقرار کر دیا اب لباس اور گنبد نہین دونگا
اخضر بیٹی سے لپٹ گیا کہا بی بی وہ چیزین تمھارا صدقہ گئین میری ٹوکری ڈھوتے ڈھوتے جان جاتی تھی

ایک کلی و شجر نی کرتا تھا دوسرا تھا کنارے دریا کے اسقدر برف پڑتی ہی سیکڑون قیدی اکڑ کر مرگئے وہان
ودھنسل ہی کہ دروازے بند ہوجاتے ہین خونی برف پڑتی ہی وہان کے باشندے سقاہاے آتشین لوہے
کی زنجیرین گلے مین ڈالے پھرتے ہین چار مہینے کوئی گھر سے نہین نکلتا بس بی بی تکرار نہ کرو گھر چلو تین
دن سے بھوکا ہون جوار پھانکتے پھانکتے پیٹ مین درد ہوگیا جب دو چار جلاب لونگا تب طبیعت
درست ہوگی یاقوت اپنے باپ کی باتون پر رونے لگی اخضر یاقوت کی بغلون مین منھ ڈالے دیتا ہی
عمرو کی صورت دیکھکر کانپ رہا ہی کہتا ہی یا سامری جمشید عمرو کی قید بدتر از قید فرنگ ہی کال کوٹھری
اس سے بہتر بڑے بڑے ظالم ڈکیت قزاق وہان قید ہین توبہ کرتے ہین رہائی نہین ملتی بہت سے
دائم الحبس ہین سب کارخانے قیدخانے مین جاری ہین زراعت بہت ہوتی ہی یاقوت نے کہا باباجان
چپ رہیے ملکہ براتن صاحب جنتی ہین یاقوت نے یہ کہکر دونون ہاتھ ہلائے اندھیرا دفع ہوا لشکر
نے بلائے ناگہانی سے نجات پائی یاقوت اخضر کو تخت پر سوار کرکے لشکر مین آئی افراسیاب جادو
گھبرا رہا تھا اسوقت اسکو پرچہ اخبار گذرا کہ ملکہ مشتری ستارہ طلعت نے حجرۂ بلا کھولا ملکہ جیحون
سبز پوش زبان دراز حجرے سے نکلی سب کے آگے بڑھی ہوئی ملکہ محبوب کاکل کشا وزیرزادی جیحون
کی رازدار طلسم نورافشان اٹھا لا بارگاہ کا لیے ہوے آتی ہی لکھا ہی جسوقت یہ پرچہ افراسیاب کو
گذرا تو افراسیاب بارگاہ حیرت مین تھا حیرت سے سب افراسیاب نے حال کہا اور کسی کو اس راز سے
آگاہ نہین کیا ایک پرچہ لکھکر ہوا پر اڑا دیا سواے حیرت کے کوئی نہین سمجھا کہ یہ کیا امر کہ پرچہ کیون
لکھا گیا خبر آئی کہ حیرت اس قدر کی رازدار خاص رہو اس حال کو وقت پہ تحریر کرونگا یاقوت
سخندان نے افراسیاب کو بلا بھیجا اخضر جب سے بارگاہ مین آیا ہی بدحواس دوڑا دوڑا پھرتا ہی
کبھی کہتا ہی ہماری ٹوکری لادو دوپہر پہ دو بجگئے اپنے کام پر جاتا ہین گنتی کا وقت آگیا غیرحاضری ہوگی
پھر جرمانہ ملیگا مزدور پہ بید پڑجاتے ہین چونتڑ کھول کھول کر سب کو دکھلاتا ہی اور کہتا ہی پہلے دن
چلنی پہ بھیجا گیا آٹا اچھا نہ پیا داروغہ نے ایک درجن کا حکم دیا کتنون گنتی ہین حضور آپ یہ کیا بکنے
مین خاموش رہیے کیسی گنتی کیسا پیٹھا آپ تو بادشاہ ہین اخضر کہتا ہی وہان کی بدعت سے کوئی
نہ بچا پائیگا کبھی یاقوت کے لپٹ جاتا ہی کہتا ہی بیٹیا گھر چلو اپنے قلعہ یاقوت نگار مین چلکر بیٹھیے ہوا اب
مقابلہ نہ کرو یاقوت جھلاکر کہتی ہی باباجان ہوش مین آئیے کیا کسی کی مجال جو آپ سے آنکھ ملاسکے

کل سب کو ڈبو دونگی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی عمرو کی بوٹیان کاٹ کر کھا جاؤنگی دیکھیے تو کیا بلا لینی ہو
یہ کہکر حکم دیا بجواؤ طبل جنگی بجواؤ لعل عشق مین اسد کے بیقرار اب تک ضبط کر رہی ہو ہرکارے خبرین
لیکر بارگاہ اسد مین آئے بعد دعا کے عرض کی حضور یاقوت کو بڑا غصہ ہو طبل جنگی بج گیا اسد نے
حکم دیا یہان بھی طبل جنگی بجے بہرحال و مجلس اپنے کام مین مصروف ہین یہ راز ناظرین پر ظاہر ہوگا
چار پہر رات گذر کر پہلوان آفتاب تابان اکھاڑے مین چرخ نیلی کے آیا اپنی ضیا وسے تمام عالم کو
روشن کر دیا دونون لشکر تیار ہوکر میدان جنگ مین آگرجے یاقوت کا ارادہ ہو نہرون کا سحر
کرے آج ہی سبکو ڈبو دون لعل سخندان میر لشکر یاقوت طاؤس زرین بال پہ سوار نخل کے
سایہ مین کھڑی ہوئی جمال پرشال اسد نامدار کو دیکھ رہی ہو اسد غازی کی پشت پر ساٹھ ہزار صندلی
پوش چیدہ پہلوانان صف شکن قریب قریب گھوڑون پر شاہزادہ صندلان صندلی پوش نے شقہ
علم زرنگار سر اسد نامدار پہ کھولا شوکت شان طلسم کشا دیکھکر افراسیاب جل گیا یاقوت
کھڑی ہوئی اسم سحر پڑھ رہی ہو جانبین سے کوئی میدان مین نہین نکلا افراسیاب کہ رہا ہو جی چاہتا ہو
میدان مین نکلون اسد کو تو کون مرد سپاہی ہو ضرور میرے مقابلے مین آئیگا چیر پھاڑ کر پھینکدون
ساری طلسم کشائی بھول جائے اور سب کو یاقوت نہرون مین ڈبوئیگی یہ سوچکر کئی مرتبہ پودھے پہ
ہاتھ ڈالا سرمار اور ابرپری رکاب سے لپٹ گئے کہا کیون شہنشاہ آپ کی نانی جان و دادی جان
ہمیشہ منع کرتی ہین کہ افراسیاب اپنے ہاتھ سے کسی کو قتل نہ کرے عمر گھٹتی ہو آپ بدنام ہوجائینگے
طلسم کشا ساحر نہین ہو لیکن وہ ضرور آپ کے مقابلے مین آئیگا وہ شیر بیشہ جرات نہ رکیگا سب ساحر
اپنے کو شاد دینگے آپ پر ٹوٹ پڑینگے یہ سنکر افراسیاب خاموش ہوا کہ صحرا سے گرد اڑی سب دیکھنے
لگے آگے آگے سو علم نشان لاکھ تخزار کا ہر ایک علم کے پھریرے پہ تحریف لات و منات علمدار
اسی جانب بڑھے چلے آتے ہین بعد علمدارون کے دیکھا ایک جوان دیو خصال گرگدن مست پر سوار
مثل نخل چنار سنانین دہنا نین مثل زبان افعی جھلکتی ہوئین جوڑا آئینہ کر مین فولادی سپر پشت
پہ چہرہ سیاہ پشت پر لاکھ سوار چلتہ پوش چار آئینہ بند دوش بدوش رکاب سے رکاب
پرسے سے برا لائے ہوئے بڑے زور شور سے یہ پہلوان آیا افراسیاب کو آکر سلام کیا قدمون
کو بوسہ دیا افراسیاب نے کہا اے اقوال چرم پوش کیونکر آنیکا اتفاق ہوا اقوال نے عرض کی حضور

نے ایسے ملک میرے سپرد کیے کہ جنمین ہمیشہ لڑائی رہتی ہو در بندا شر دریہ پہ لڑرہا تھا کہ یہ خبر اخبار
گذرا طلسم ہوشربا مین کوئی نبیرۂ حمزہ شاجری بہادر بہ دعوائے طلسم کشائی آیا ہو غلام کو اشتیاق
ہوا کہ مین بھی جاکر اس پہلوان کو دیکھون آپ کے اقبال سے شیران صحرا و نہنگان دریا میرے
خوف سے چھپتے ہین شیرون نے دامن صحرا مین پناہ لی نہنگان دریا نے چادر آب منھ پہ ڈالی ورنہ
یہ جانوران درندہ سر بازار آتے بندگان لات و منات کو کھا جاتے مین نے دشت و جبل صاف
کر دیے لاشہ ہاے سرکشان سے میدان بھر دیے میرے اقلیم مین قزاق کا نام نہین مسافرون کے واسطے
ان جنگلون مین کنوین کھدوا دیے تھانے مقرر کیے تاجر لوگ سونا اچھالتے چلے جاتے ہین اگر شاذ
کسی قزاق نے قصد کیا تاجرون نے میرا نام لیا فوراً غلام کا نام سنتے ہی اپنا بھی مال چھوڑ کر قزاق
بھاگ جاتے ہین بڑے افسوس کی بات ہو کہ مجھ ایسا آپکا نمکخوار موجود ہو اور طلسم ہوشربا مین
کوئی اگر دعوائے پہلوانی کرے غلام کو حضور نے طلب نہ فرمایا مین نے بھی ذکر سنا ہو کہ فرزندان حمزہ
نے اپنے نام کے جھنڈے گاڑ دیے انکے خوشامد والون نے کتابین لکھی ہین انمین لکھدیا ہو
دیوزادون کو مارا ہالیان دنیا نے دیوزادون کا نام سنا ہوگا صورت نہ دیکھی ہوگی میرے
ساتھ والون سے دریافت کیجیے قسم دیکر پوچھ لیجیے میری اقلیم مین ایک دیو رہتا تھا مین نے جاکر
اسکو مارا سو گز کا اسکا قد تھا اگر مجھکو آپ تحریر فرماتے اسقدر لڑائی کو کیون طول ہوتا اسنا غلام عرض
کرتا ہو سحر و ساری سنے پانے زور سپاہگری صرف ہو مین اکیلا لاکھون مین لڑتا ہون ابھی جاکر
طلسم کشا کو للکارون چیر پھاڑ کر پھینک دون ذرا اس سرکش کی صورت تو مجھے دکھلا دیجیے کیا دیو
سے بھی قد و قامت مین زیادہ ہو سرمانے طرف اسد کے اشارہ کیا اقول نے سر اٹھا کر دیکھا اک
شیر بر روئے پشت مرکب پہ پایا حسین جمیل رعب و دبدبہ چہرے سے آشکار ہو چہرہ کہتا ہو بیشک یہ جوان
شیر شکار ہو اقوال بہت ہنسا کہا حضرت یہ تو معشوق ہو گود مین اٹھا لاؤن اپنے پہلو مین بٹھاؤن
شراب مجھکو پلا یار سے حضور خوب جانتے ہین ہمیشہ سے پہلوانون مین زبردست ہون کسی قدر
حسن پرست ہون میری صحبت مین بہت خوش رہیگا اپنے لشکر کا بادشاہ بناؤن گا فنون سپاہگری
سکھاؤنگا سرمایہ داد بر لیق نے کہا اے اقوال چرم پوش اسقدر لاف و گزاف نہ کر دیہ جوان نبیرۂ
دلزادۂ قاف ثانی سلیمان ہو دیکھو پہلو مین اس جوان کے صندلان صندلی پوش کھڑا ہو جوالی

طلسم صندل مین اسکو زیر کیا اور اکثر پہلوان جو اُسکے مقابلے مین آئے اس جوان کے ہاتھ سے مارے گئے
لاکھون مین یکتا جوان ہی بہ نگاہ حقارت اُسکو نہ دیکھو اقوال نے سرما بریق کو جھڑک دیا کہا آپ لوگ
ساحر مین فنون جرأت سے کب ماہر ہین اگر تلوار اُٹھا کر رکھدون رد کنا تو بڑی چیز ہی شیر کی کلائیان ٹوٹ
جائین اگر نعرہ کرون زمین تھرائے دیو سامنے ہو تو اسکو غش آجائے شہنشاہ نے دہ اقلیم خارستان
مجھکو عنایت فرمائی بارہ برس سے لڑ رہا ہون فرقہ آدم خواران کو گھس گھس کے مارا کلک کے جنگل
مین تن تنہا جا کر فیلان مست کو للکارا میری عملداری مین شیر و روباہ ایک گھاٹ پانی پیتے ہین
قزاق نہ مرتے مین نہ جیتے ہین اگر ایک مسافر مارا گیا دو ہزار لٹیرے قتل کیے تب عملداری میٹھی بارہ برس
اسی رنگ مین گذرے ابھی تک چین عین ملا اُس طرف کے لوگ ایسے سرکش ہین بے لڑے بھڑے
خراج نہین ملتا جتنے پہلوان مین نے مارے اگر نام لون تو ایک کتاب طولانی ہو جائے علاوہ ازین
ابھی ملاحظہ کیجیے اجازت میدان کارزار دیجیے دیکھتا ہون ادھر بھی بڑے بڑے ساحر کھڑے ہین کوئی
سحر نہ کرنے پائے آپ بھی سحر نہ کیجیے گا افراسیاب نے کہا سب میری لونڈیان غلام ہین کسکی مجال ہی
جو میرے سامنے سحر کرسکے طلسم کشا بھی اپنے اوپر یہ ننگ قبول نہ کریگا ہمیشہ متلاشی رہتا ہی کوئی پہلوان
آئے تو اُس سے مقابلہ کرون اقوال نے کہا غلام انکی خدمت کے واسطے آگیا حضور لڑنا کیسا تلوار نہ
کھینچے دونگا گھوڑے سے ساتھ دوڑاتا ہوا لاؤنگا آپ کے قدمون پر گرا دونگا کیجیے ہاتھ پانون توڑ
ڈالون کیجیے زندہ لاؤن جو فرمائیے اُس طور سے لڑون سب کچھ ممکن ہی اسقدر اقوال چرم پوش ا
بلبلایا کہ افراسیاب کو بھی ناگوار ہوا کہا اے اقوال بس اسقدر یاوہ گوئی نہ کرو طلسم کشا حلوا
نہین ہی لاکھون مین اکیلا لڑتا ہی اگرچہ ملک ساحران سنو تا جرأت ہین کوئی طلسم کشا سے مقابلہ نہ کرسکتا
چونکہ مقدمۂ طلسم ہی اسقدر لڑائی نے طول کھینچا ان لوگون کے اوصاف جنگ و جدل مین ملا فیضی
و میر خسرو دہلوی وغیرہ نے سات دفتر طولانی تحریر فرمائے ہین یہ جوان بچپن سے جری بہادر ہی
بڑے بڑے پہلوانون کو اسنے مارا روز اول جب شہر نابرسان مین آیا اکیلے نے شہر نابرسان مین کھلبلی
ڈالدی بڑی بات یہ تھی کہ اُس روز ملکہ حیرت جادو برسر گنبد نور موجود تھین جب کوتوال مارا گیا
اقصر نامے بڑا جوان زبردست تھا اسد نے اسکو چیر کر پھینکدیا کئی سو جادون کو مارا ملکہ
حیرت نے فولادی پتلہ بھیجکر اسکو گرفتار کرایا تم ایسا حقیر جانتے ہو اقوال نے عرض کی ابھی تو لڑ

غلام کا کرسی نشین ہو جائیگا مین قسم کھا کر چلا ہون کہ طلسم کشا کی مشکین باندھکر شہنشاہ کے سپرد کرونگا
بہ عنایت لات و منات ایسے وقت پر آیا کہ میدان جنگ تیار ہی یہ آپکا غمخوار بھی آمادہ حرب و پیکار ہی
یہ کہکر گنبد سے کودا اور افراسیاب کے قدمون کو بوسہ دیا اجازت طلب کی ہر چند افراسیاب
نے کہا آج روز مقابلہ ملکہ یاقوت ہی تمہارا اسمیدان مین جانا مناسب نہین ہی اقوال کو اسقدر غرور ہی
نشۂ بادۂ یاوہ گوئی مین چور ہی تلوار کھینچکر گلے پر رکھلی کہا حضور اگر مجھکو اجازت نہ دیجیگا قدمون پر
نثار ہو جاؤنگا سرما و ابریق نے ہاتھ تھام لیا کہا ای اقوال ایسا نہ کرو ناحق اپنی گردن پر نہ لو
ای شہنشاہ انکو اجازت دیجیے ایسے پہلوان خیرخواہ صاحبان طاقت و قوت کسکو ملتے ہین طلسم کشا کی
مشکین باندھکر لائینگے ہملوگ بھی مشتاق ہین سوا سحر کے آج تک کوئی فرزندان حمزہ پر زور
مین غالب نہین آیا دفترون مین بھی ہمنے یہی دیکھا کسی نے ان لوگون کی پشت زمین سے نہین لگائی
یہ نبیرہ صاحبقران کو ساقی بنائینگے گھوڑے کے ساتھ دوڑاتے ہوے لائینگے الفاظ طعن کہکر اقوال
نے بہلا سنبھالا کہا ای وزیران باتدبیر اگر یہ نیزہ دل کوہ پر مارون ٹکڑے ٹکڑے اڑا دون اگر زمین پر
گاڑ دون قلب گاؤ زمین تھرائے نعرہ کرون تو دیو کا کلیجہ پھٹ جائے اب لشکر بھر مین یہ باتین مشہور
ہوئین چرند پرند ہرکارے لشکر اسلام کے یہ خبرین لیکر خدمت اسد نامدار مین آئے کیفیت آمد اقوال
چرم پوش ظاہر کی کہا حضور بڑا مغرور ہی یہ بھی ظاہر ہی کہ دیو خصال ہی انکے کلمات غرور افراسیاب کو
بھی ناگوار گذرے ہین اجازت مانگ رہا ہی اسد نامدار کا چہرہ سرخ ہو گیا گھوڑے کو صف سے بڑھا دیا
تیر کے ہاتھ نکالنا شروع کیے لیکن یہ گرفتار رنج و اسیر قفس رنج و غم پامال ستم آسمان مصیبت و الم
عاشق بے سر و سامان ملکہ لعل خندان کنارہ لشکر پر کھڑی ہوئی انتظام لشکر کر رہی تھی کبھی گلچینی
گلشن جمال اسد نامدار کرتی تھی کبھی فلک کی جانب دیکھکر ٹھنڈی سانسین بھرتی تھی چونکہ وصل اسد
سے نا امید تھی سامنے جمہاسے طولانی جا بجا عندلیبان خوشنوا کنیزین قریب موجود ہین کہا دیکھو صبح
عشق گل مین بلبل کسقدر بیقرار ہی آٹھ پہر نالان و زار ہی بقول شاعر نظم

تلو جا ہو گئی ہی اسد کے کمال بلبل
گل ہی ساغر تو سبو غنچہ ہی موج ہی شبنم
ہم صفیر و مجھے آتا ہی خیال بلبل

موسم گل ہی اگر عہد کمال بلبل
آج کیا گل ہی ہی سامان وصال بلبل
گفتگو آج ہی کچھ وصل کی شاید ہمین

ہو گیا وصل کی حسرت مین زوال بلبل
باغبان غنچۂ گل خزان مین ہی زوال بلبل
وصل ہوتا ہی میسر جو کبھی اس گل سے
کان مین گل کے صبا کہتی ہی حال بلبل

باغبان ہی نہین صیاد ہو یا گلچین ہو
سہوا کسکو نہیں مرگ ملال بلبل
دخل صیاد ہو حقیقت مین نہ گلچین کا گذر
دیکھی گلچین نے گلستان مین جو فغان بلبل
کیسے ناکام گئے باغ جہان سے ہیہات
چشم بد دور ہی کیا جاہ و جلال بلبل
دربدر خاک بسر دونون مین گلچین صیاد
گل کو معشوق سمجھے عاشق سے مثال بلبل

سب یہ ٹرجائیگا گلشن مین جو بال بلبل
مانع وصل رہا گل کو مگر حسن و غرور
ہوگا محشر مین یہ رضوان سے سوال بلبل
باغ مین اسکے مزاحم نہو گلچین سے کہو
مجبور رہ کے یہ آتا ہے خیال بلبل
داغ لالہ کو عبث سمجھے سنگ اسود
باغبان پڑتا ہے یون دیکھ وبال بلبل

پھول پھولونگے کیسے باد صبا نے ماتم
مر گئی ہے بنوا گل سے وصال بلبل
نکلا پھر ایک برس قرعہ بنام صیاد
دخل ہے جو کہ کرے یہ مجال بلبل
ہے گل سر پہ ہے اور تختہ گلشن پہ گور
کعبہ گلشن ہے یہ ہے خام خیال بلبل
گلشن دہر مین رعنا شعرا تیرے مین

کنیزین یا کہتی ہین حضور جہان باغ مین ہزارون جانور ہین ویسے ہی ایک بلبل بھی ہے شعرا نے یہ باتین بنائی ہین لعل سخندان نے کہا صاحبو یہ کوئی بات نہین تبا تا موافق مضمون مصرع مصرع تا نہ باشد چیزکے مردم نگویند چیزہا + دیکھو کیسی پھول پھول کر شاخ گل پہ بیٹھی ہے خزان مین بے سرو پا جا بجا ماری پھرتی ہے عاشق کو بڑی مشکل ہے ضبط عشق بہت دشوار ہے یہ ذکر تھا کہ اسی نامدار نے جو صف سے گھوڑا بڑھایا اور نیزہ ہلایا مسکرا کر کہا میان طلسم کشا صاحب کیون اپنی طرح سے یہ میدان سحر و ساحری ہے آپ کیون گھوڑا چمکا رہے ہین یہ کہکے جو پلٹی دیکھا قریب افراسیاب کے ایک پہلوان بنجر ہاے آہنی سے کمر باندھے ہوے اسد کو دیکھکر اکڑ رہا ہے لعل نے کہا یہ نگوڑا مسٹنڈا کون ہے قصائی کا سا کتا خوب پھولا ہے کنیزون نے کہا یہ اسے مقابلہ طلسم کشا آیا ہے افراسیاب سے اجازت مانگتا ہے بڑا مغرور ہے اپنی تعریفین خود کر رہا ہے ملکہ لعل نے کہا نامرد ہوگا طلسم کشا کے ہاتھ سے گرد برد ہوگا جو اپنی صفت آپ کرتا ہے وہ ذلیل و رسوا ہوتا ہے بقول صاحب فرد ثناے خود بخود گفتن نمے زیبد ترا صائب + جو زن پستان خود مالد حظوظ نفس کی یابد + لیکن حقیقت مین بڑا زبردست ہے کسقدر نامرد پھولا ہے یہ کہتی ہوئی قریب اقوال جرم پوش آئی کہا اے افراسیاب کیا تو ہمکو میدان مین بھیجے گا کیون نہین لڑائی شروع ہو آفتاب سحر کا طلوع ہو آج ہی ہمارے ہم مقابلہ کرین ہنرون کا جوش و خروش ملاحظہ فرمائیے کیون دیر کی ہے شب بھر مین سحر تیار کیے ہم تو اب حکم کے منتظر ہین افراسیاب نے کہا اے ملکہ لعل سخندان بارہ برس ہوے طلسم کشا کو ہمارے طلسم مین لڑتے ہوے ہمارے خیرخواہ صاحب کو آج خبر ہوئی آج ہوا کے گھوڑے پر سوار ہین کہتے ہین طلسم کشا کے کان پکڑ کر کھینچتا ہوا لاؤ انکا شل کر کون

مچلے ہوئے ہین کہ مجکو میدان مین جانے دیجیے آج ہی لڑائی کا خاتمہ کردونگا ہمنے کہا آج تامل کرو کل
شب کو طبل جنگی بجواؤ طلسم کشا دبنے والا نہین ہی تمسے ضرور مقابلہ کریگا یہ فرماتے ہین مین قسم کھاکر
چلا ہون کہ جاتے ہی طلسم کشا کو قتل کرونگا لعل نے کہا یہ بیچارے کیا لڑینگے دیکھیے اسی طلسم سے
اس طلسم کشا نے کیسے کیسے رفیق پیدا کرلیے صندلان صندلی پوش سرحد طلسم صندل مین اسکی جرات کا
شہرہ تھا طلسم کشا نے اپنا رفیق بنا لیا اُنکے تو منھ پہ مردنی چھائی ہی قصہ انکو کشان کشان یہان لائی ہی
یہ سنکر اقوال جرم پوش بہت بگڑا کہا حضور اب تو مجکو اور زیادہ کد ہوئی یہ عورت کون ہی جو ایسے
کلمات ناشائستہ کہتی ہی افراسیاب نے کہا خاموش یہ شاہزادی حاکم حجرۂ بخم ہی کل انکی بہن نے اک
ادنے سا سحر کیا تھا چشم زدن مین سارے لشکر کو نابینا کردیا تھا کسی سے کچھ نہو سکا اُنھون نے خود
اُس سحر کو اُتارا سب دشمن ٹٹولتے پھرتے تھے اُٹھکر اُٹھکر اکر گرتے تھے اقوال نے کہا انکی باتون
سے ثابت ہوتا ہی کہ طلسم کشا سے محبت قلبی رکھتی ہین غصے سے لعل کا چہرہ سرخ ہوگیا بگڑکر جواب دیا
او بدزبان ہمین طلسم کشا سے کیا کام لیکن طریقے سے کہتے ہین کہ طلسم کشا ایسا بہادر ہی اتنے بڑے
طلسم ہوشربا پر چڑھ آیا اپنے بزرگون کو بہر مدد نہ لایا تم بھی کسی ملک پر چڑھ گئے اگر یہ دعوے ہی
فرمان لو برسر کوہ عقیق گلزار سلیمانی جاؤ صاحبقران کو گرفتار کرکے لاؤ طلسم کشا کو جو حسین و جمیل پایا
سُنا ہی کہ اسکے رگ و ریشے مین زور بھرا ہی شیر دل رستم صولت سہراب ہمت نریمان طاقت حاتم سخاوت
یہ سب اوصاف طلسم کشا مین موجود ہین کتابین دیکھین جابجا حالات جرأت ان لوگون کے تحریر
ہین شہنشاہ بھی سن چکے ہین ای شہنشاہ اب انکو رخصت دیجیے اچھا ہی مقابلہ ہوجائے اسکا خدا سے
نادیدہ اسکی مدد کریگا اس بلا کو بھی رد کریگا مرف اُنکے خبر جتنی ہی دیکھیے مرکب چمکا رہا ہی بڑی دیر سے
نیزہ ہلا رہا ہی یہ سنکر اقوال جرم پوش مثل ابر گرگرایا زنجیرون سے کسکر کمر باندھی نیزے کو ہاتھ مین
لیا جست کرکے گینڈے پر سوار ہوا افراسیاب سے کہا ای شہنشاہ غلام رخصت ہوتا ہی چلیے سے
لعل نے کہا جہنم واصل کنیزون نے سنکر کہا حضور آپکو کیا فائدہ کہا وہ شریف و لئیق ہی یہ بیچیا
کنندۂ جہنم مثل کتے کے بھولا ہی طلسم کشا سے کیا مقابلہ کریگا اب سب نے دیکھا اقوال جرم پوش
مثل دیو کے چنگھاڑتا ہوا میدان کارزار مین آیا اسپ تازی چوگان بازی دکھلانے لگا نیزہ ہلانے
لگا میدان مین خوب گینڈا دوڑایا جب انتہا کا عرق عرق ہوا وہ لوگ سپرون سے یون پسینہ ٹپکا

جیسے دو کالی گھٹائین برستی ہین گینڈے کو روکا نیزے کو گاڑ دیا ایک پانون رکاب مین ایک فاش
زین پر بہ نظر تیز تیز سرداران طلسم کشا کو دیکھنے لگا لعل سخندان حیران و پریشان بیتاب و
بیقرار ملول و اشکبار ایک مقام پر آکے ٹھہری کہا صاحبو دعا مانگو طلسم کشا اس دیو خصال پر غالب
آئے حقیقت مین اسوقت میرے منھ سے جو کلمات نکل گئے ہین اگر کوئی سنے تو طلسم کشا کا طرفدار
بتائے مجھے کیا واسطہ اب اسوقت تو بات کا خیال ہے جی چاہتا ہے چپکے چپکے سحر کرون لیکن افراسیاب
پہچان لیگا ورنہ اس سگ صحرائی کا زور گھٹاتی اس شیر کی قوت بڑھاتی کنیزون نے کہا پہلے یہ تو کہیے
طلسم کشا خود نکلتا ہے یا رفقا کو بھیجتا ہے لعل نے کہا وہ صاحب ہمت ہے گیا انکے بھروسے پر طلسم کشائی کرنے
آیا ہے کبھی غیر کا مقابلہ وہ قبول نہ کریگا یہان یہ باتین تھین اقوال نے نعرہ کیا اے فرقہ خداپرستان و
اے زبردستان مین طلسم کشا کا مشتاق ہو کر آیا ہون ایک بات کا بڑا خیال رہے طلسم کشا صاحب میرے
مقابلے کو آئین کوئی صاحب سحر نہ کرین ورنہ شہنشاہ طلسم ہوش ربا موجود ہین سزا دینگے سحر کرنے والے
کو پہچان لینگے یہ سنتے ہی اسد نے گھوڑے کو پھیرا طرف تخت ملکہ مہ جبین کے چلے ضرغام نے پکار کر آواز
دی اے اقوال اپنے قول پر ثابت رہنا اپنے شہنشاہ کو منع کر دے کہ کوئی سحر نہ کرے ہمارے آقا کے نامدار
کو نام سحر کے نفرت ہے جب سے لو آیا ہے سر پھرا ہوا ہے اسد نام ہے شکار کرنا کافرون کا کام ہے بڑے
بڑے دلیر مارے شیران دشت بزد میرے آقا کے سامنے گرد برد ہین ہیبت سے اس شیر کی رنگ آفتاب
پوجنے والون کے زرد ہین تامل کر شاہزادہ آتا ہے لعل سخندان بہ نگاہ حسرت دیکھ رہی ہے اسد قریب
تخت مہ جبین پہونچے مرکب سے کود کے عرض کی اے ماہ شاہ لشکر اسلام اے شاہ خوش انجام اجازت میدان
کارزار مرحمت ہو سر فروشون کی جانبازی ملاحظہ فرمائیے ملکہ مہ جبین کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا
اے شہنشاہ ایک ایک ذلیل اسی طرح میدان مین آئیگا آپکو پکاریگا آپ ہر کس و ناکس کے مقابلے مین
جائیے گا اگر یہ خیال ہے کہ وہ غیر ساحر ہے آپ کے رفقا کیسے کیسے دلیر دخت جرأت کے شیر کھڑے ہوئے
جھوم رہے ہین دیکھیے نشہ شجاعت مین مست ہین بڑے بڑے زبردست ہین انکو روانہ کیجیے اسد نے
کہا ملکہ یہ دستور نہین ہے ہمارے نانا جان نے یہی قانون جاری کیا ہے جو جسکا نام لیکر پکارے وہی
اس سے مقابلہ کرے رفقا کا کیا بھروسہ ہے تکیہ اپنا رب اکبر پر ہے ملکہ مہ جبین نے سر جھکا کر کہا بسم اللہ
خدا آپکو مظفر و منصور کرے اس خرس پیکر کی شر سے بچائے سب سردارون نے ہاتھ اٹھا کر دعائین دین

اسد دوبارہ پشت مرکب پر سوار ہوئے فرد چو شیرے کہ گیرد برآہو کمین + بجست از زمین و برآمد بزین + یودھے پر مرکب کے ہاتھ ڈالا مرکب نے جو اپنے آقا کو آمادۂ حرب و پیکار پایا کنوتیان بدلین طرارہ بھر کے اڑا چلا باد صبا سے کہتا تھا مجھسے بڑھکر نہ چلنا پامال ہو جائیگی تیزروی کی سزا پائیگی صفت مرکب لمولفہ

فرد وصف توسن رقم کیا کرون
اسی سے لقب اسکا شبرنگ ہے
ہر اک نعل ہے نیمچہ بیمثال
وہ کوہ گران ہے یہ پاسنگ ہے
ودیگر وہ چہ مرکب چو برق یا باد سے
تیز گامے ز برق چابک تر

کہ شبدیز خامے کا پالنگ ہے
تڑپتا ہے میدان مین سیماب وار
قدم با قدم مائل جنگ ہے
نہ کاوے کا محتاج ہو کسطرح
طرفہ دیوانہ و پری زادے
نرمی گوش و نرمی کاکل

ملا ہے عجب رنگ مشکین اسے
صبا نام رکھون تو یہ ننگ ہے
قدم کی روانی کو دریا لکھون
کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہے
خوش خرامے ز آب نازک تر
دستہ بید و دستہ سنبل

اس زور شور سے طلسم کشا نے گھوڑا اڑایا لعل سخندان بہ نگاہ حسرت دیکھ رہی ہے جون جون گھوڑا طلسم کشا کا قریب جاتا ہے کلیجے کی دھڑکن بڑھتی جاتی ہے چہرے پر ہوائیان ہونٹون پر خشکی آنکھون مین تری حواس مین ابتری دل مین برائیان آتی ہین کہ دیکھیے اس دیو پیکر کے ہاتھ سے یہ چاند کا ٹکڑا کیونکر بچے اقوال نے جو اسد کو آتے ہوے دیکھا گرداسیر کا اٹھایا اسد نے بھی علی سندمین سپر کے ہاتھ ڈالا دونون جوان نگاور زن ہوے ملکہ لعل نے کلیجہ پکڑ لیا سب نے دیکھا کہ طلسم کشا نگاور زن ہوا گلہاے سپر مثل گل آتشبازی شرر افشان طلسم کشا نے نگاوری مین گرد سر کر دیا پانچ قدم اسکا گیند تین قدم مرکب اسد نامدار پیچھے ہٹا لعل کے منھ سے بے اختیار نکل گیا وہ مارا صرصر شمشیر زن فریب ملکہ حیرت بر فن استاد ہے تو بلاے روزگار نگاہ لعل سخندان دیکھ رہی ہے کہا ملکہ حیرت ملاحظہ فرمایئے مین نے جو کہا تھا وہ اب ظاہر ہوتا ہے مین نے عرض کیا تھا لعل سخندان اسد دلاور پر مائل ہوگی اتنے مین دیکھیے وہ نگاور زن ہوا لعل کا چہرہ زرد ہوگیا انتشار ظاہر ہے حال دل سے کون ماہر ہے بیان اقوال نے کہا او طلسم کشا فرد بیاد آنچہ داری زمردی نشان + کمان کیانی و گرز گران + اسد نے کہا اپنا یہ دستور ہے مین فرد تو اول برآور تمناے خویش + کہ من خصم را میدہم دست پیش + تو پہلے حربہ کر جب تیرے حربے سے پروردگار بچالیگا ہم بھی جواب دینگے بیان صرصر کے کہنے سے حیرت نے نگاہ اٹھائی دیکھا حقیقت مین لعل سخندان بصورت آئینہ حیران بشکل گیسو پریشان بہ نگاہ حسرت دیکھ رہی ہے جب اسد نے یہ کہا

کر تو پہلے حملہ کر ساتھ والیون سے کہا افسوس طلسم کشا بڑا بیوقوف ہی حریف سے کہتا ہی حملہ کر اس دیو کے
مونہلے سے کیونکر بچے گا کبھی آگے بڑھتی ہی کبھی پیچھے ہٹتی ہی چہرہ اداس عالم یاس گویا خود دشمن کے
مقابلے مین کھڑی ہی اقوال نے نیزہ اٹھایا داہنی بغل سے اور بائین بغل سے نیزے کو پیچ و تاب دیتا ہوا
مثل آہ عاشقان و کاکل معشوقان ناک کر سینۂ بے کینہ اسد پر مارا لعل نے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا بے اختیار
پکار اٹھی یا سامری یا جمشید اس ہمارے مسافر کو دشمن قوی کے ہاتھ سے بچائے اسد نے نیزے کو نیزے
کی سنان پر روکا نیزہ بازی ہونے لگی بقول شاعر فرد دو نیزہ دو بازو دو مرد دلیر ٭ تو گوئی کہ بودند دو
نرہ شیر و گھوڑے دوڑ رہے ہین پیچ خاکی بنکر تیار ہوا اس پیچ خاکی سے سنان ہائے نیزہ مثل ستارے
کے چمک جاتی ہین اسد نامدار شیرانہ رستمانہ نیزہ بازی کر رہا ہی دم جرأت کا بھر رہا ہی ہر مقام پر فرماتا جاتا ہی
او اقوال ہوشیار ہو جاو یہ سینہ خالی ہی بغل کو بچا کمر کی چوٹ سے بچ الجھ الجھ کے نہ لڑ نگاہ بھی لڑتی
ہی بیباک نہ جھجکنے پائے لعل کنیزون سے کہہ رہی ہی اور غضب دیکھیے دشمن کو ہوشیار کر رہے ہین
چاہیے جہان مقام خالی ملے نیزہ ماردین دشمن کی پسلیان توڑ کر نکل جائے بالکل جاہل اجہل ہی اسکی
حماقت پر دل میرا بیکل ہی اگر قریب جاتی سمجھا دیتی کہ ارے جسطرح بنے دشمن کو مار لے خبردار ہوشیار کہنا
کیسا کنیزین کہتی ہین حضور طلسم کشا کے تیور دیکھیے کیا بیباک لڑ رہا ہی دو گھڑی کامل نیزہ چلا ایک مقام
پر اسد نے بند صاحبقرانی کا نٹھا گھوڑے کو اڑا دیا اقوال کے ہاتھ سے نیزہ نکل کر آسمان پر چمکا زمین
مین گرا سرداران اسد نے غلغلہ کیا سبحان اللہ حسنت و آفرین کی دشمنون سے صدا آنے لگی نعرہ
شیر سے زمین تھرانے لگی لعل ہنس پڑی کہا کیون سمن و یاسمن اس گھمنڈ پر ہوشیار کرتا تھا ماشاء اللہ
فنون سپاہگری مین طاق فن جرأت مین شہرہ آفاق کیا مزے سے نیزہ چلا کس لطف سے ہوائی کیا کیا تعریف
کرون بیان اقوال چرم پوش نے تیغ بیدریغ کے قبضے پر ہاتھ ڈالا نعرہ کیا او طلسم کشا نیزہ بازی کھیل ہی
مردان عالم کا یہ شمشیر برق نظیر وہ ہی کہ جسمین جلوۂ عروس مرگ دکھلائی دیتا ہی اگر سپاہی ہی ہاتھ مارون تا
سر پیچ کا لو تن اسد نے جواب دیا لاف و گزاف نہ کر لیکن تیغ اقوال جو کھینچا یہ معلوم ہوا غار سے اژدہا
بل کرتا ہوا نکلا لعل کی آنکھون مین اندھیرا آگیا کہا لو صاحبو بڑا غضب ہوا اس تلوار سے اگر یہ جوان بچ
دوبارہ زندگی ہوئی اے سمن و یاسمن مجھکو بہت ناگوار ہی اگر اس نامرد نے اس شیر کے دشمنون کو مار
لیا میرے دل کو تاب نہ آئیگی للکار کر جا پڑونگی اس سرکش کو چیر کر پھینکدونگی کوئی انصاف کرنیوالا نہین ہی

اُس بیحیا کو منع کرے اتنا بڑا تیغہ لیکر اُس شیر صولت سے لڑتا ہی اقوال نے خبردار کہکر ہاتھ تلوار
کا مارا اسد شیر دل نے گرد اسپر کا سر پر کھینچا گھوڑے کو گدگدایا جیون تلوار کی باڑھ سے لگی جھُ لی ہر
ارادہ ہی کہ لپٹ پڑون بھڑ جاؤن لعل نے کہا او رو غضب دیکھیے نئی بات ہر جا ہے بچا پیچھے ہٹتے دد
تلوار کے منھ پر چلے آتے ہین دم شمشیر پہ گلا رکھے دیتے ہین یہان تیغہ جبتک دور تھا جب قریب سپر
جھکا اسد نے سپر کو گردش دی تلوار اُس تیرہ بخت کی پھٹے پڑی پنجہ بلی خورشید نما کو دراز کیا بھنکی ماری
باڑھ بچا کر قبضے پر ہاتھ ڈالدیا تلوار قریب گلوے اسد جھکی لعل نے کہا لو غضب ہوا تلوار سے لپٹ گیا
گلوے نازک کو جھکے اسکا خدا لے نادیدہ دم شمشیر سے بچائے اسد نے جاہا تلوار چھینکر پھینکدون
اقوال نے گریبان مین ہاتھ ڈالدیا اسد نے جھٹکا مارا اگینڈا اقوال کا زمین پر پیٹ کے بھل بیٹھ گیا
دونون لپٹے ہوے زمین پر آئے لعل نے کہا او خرابی دیکھو دیو سے میان کشتی لڑینگے دیکھیے اب کیا
ہوتا ہی اقوال نے اسد کے ٹکر ماری اسد نے سر سامنے کردیا لعل نے اپنا سر پکڑ لیا اُف منھ سے نکل گئی
اب سامنے کے داؤ پیچ ہونے لگے دستیان ساتھ زبردستی کے چلنے لگین اقوال نے جو پیچ باندھا
اسد نے توڑ کیا جب اسد خم دیکر نکل جاتا ہی لعل اچھل پڑتی ہی کہتی ہی کیون سمن ویاسمن دیکھا کیا
غرے سے نکلا ہی برق جھندہ ہی لو بیحیا دیو ہانپنے لگا کانپنے لگا چہرے پر زردی آئی طلسم کشا بحال ہوتا
جاتا ہی ای سمن ویاسمن اب یقین کامل ہوا زور و قوت مین بھی غالب ہی اتنے بڑے دیو پر اکھیڑ مارینگا
طالب ہی وہ اقوال نے گلو بند باندھا شیر نے کیا غرے سے توڑ کیا اقوال شاہزادے کو لے دوڑا اسد
دم کے بھروسے پر قدم کے شمار پر سات قدم ہٹے آیا اقوال نے ہکہ مارا بایان گھٹنا اسد کا زمین سے
آشنا ہوا اقوال اوپر آکر چھایا لعل نے کہا دیکھو صاحبو ماہتاب ان برج عقرب مین آیا ہی کس کس
طرح کے زور کر رہا ہی لنگر مین اُس شیر دلیر کے حس و حرکت نہین کیا لنگر جمایا ہی واہ رے شیر تیری
جرأت و طاقت کے تصدق تیور پر بیل نہین کس کشادہ پیشانی سے جما ہوا بیٹھا ہی اقوال سے جب لنگر
نہ اکھڑ سکا تھک کر ہاتھ ہٹالیے اسد غازی اپنے مقام سے جھومتا ہوا اُٹھا اقوال کے دونون مونڈھے
تھام کرے دوڑا اجھٹ سے کرلایا اقوال نے زمین پکڑی لعل نے کہا مرحبا گیا بیحیا زمین کا نقش بنگیا
طلسم کشا سے کوئی کہدے اُسکی آنکھ پھوڑ ڈال بیحیا ٹکر ٹکر دیکھ رہا ہی کس نگاہ سے شیر کو گھورتا ہی اسد نے
دو تین گھسے مارے زرہ پارہ پارہ لباس خاک آلود پیشانی سے قطرے خون کے ٹپک رہے ہین اسد

شیر انہ لنگوٹ مین ہاتھ ڈالکر چند قدم کھینچ لاتا ہی جب گھسا مار اسرائس خود سر کا زمین مین اُتر جاتا ہی انتشار
مین چہار جانب دیکھتا ہی اُس حال پر ملال مین افراسیاب سے آنکھ مل گئی اشارون سے کہتا ہی کہ شہنشاہ
سحر کیجیے مجھے ظالم کے پنجۂ بدعت سے بچا لیجیے افراسیاب نے غصے مین منہہ پھیر لیا اُسکے ساتھ والے جو کھڑے
تھے اُنھون نے کہا تمھارے افسر پہ کیا گذری اشارے کر رہے ہین کہ سحر کیجیے مین کبھی خلاف عہد نہ کرونگا اگر مین
ہونٹھ ہلاؤن اُدھر والے ابھی آپڑین بران واختر مروارید وغیرہ سب میری ہی جانب دیکھ رہی ہین
افسران اقوال نے کہا اگر آپ حکم دین ہم جا پڑین اپنے افسر کو بچالین افراسیاب نے کہا اُسکے سردار
بھی آمادۂ حرب وپیکار مین بڑے بڑے ہوشیار ہین صندلان صندلی پوش جہاندیدہ کار آزمودہ
گھوڑے کو بڑھاتا ہوا چلا آتا ہی تم لوگون کو پاس اسد کے نہ آنے دیگا راہ مین روک لیگا تلوار چلیگی
مارے جاؤگے ذلت اُٹھاؤگے اسد کے ہمراہی سب سرفروش ہین سب کو بادۂ جرأت ودلاوری
کے جوش مین ایسا قصد نہ کرنا مطعون ہوجاؤگے ورمراد نہ پاؤگے ساتھ والے رہگئے شام تک
اقوال جرم پوش بصد جوش خروش خوب لڑا ایک نشیب شمشیر اسد شیر دل سے آفتاب
تابان بارنگ زرد لرزان وترسان اپنے آشیانۂ مغرب مین جاکر چھپا شاہ زنگبار با فوج ثابت
و سیارگان تخت سپہر نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا نظم

شاہ خاور چلا سان پر سے
اور بھبوت اسکا اپنے منہہ پہ ملا
ذرا انجم بھی نکلے اندر سے
ماہ نے موتیون کو راکھ کیا
مشعل نور ہاتھ مین لیکر
کہکشان پہ ہوا وہ جلوہ گر

اقوال جرم پوش اسد ذی شعور
کو روککر کھڑا ہوا کہا اے جوان شیر دل تو مجھسے خوب لڑا دن واسطے لڑائی کے شب واسطے عیش وآرام
کے اب جاکر آرام کرین کل پھر مقابلہ ہوگا اسد نے کہا اے بہادر جا رہبر مین مطلب حاصل نہوا اسی طرح
یہ جھگڑا اُلجھا رہیگا برسون فیصلہ نہوگا یا تم ہمکو زیر کرکے لیجاؤ یا شاید یہ حقیر ہی غالب ہوجاوے
یا تم ہماری اطاعت کرنا یا ہم تمھاری اطاعت کرینگے اقوال نے کہا اے جوان دن بھر ہمکو تجھکو
دونون کو بھوکے پیاسے گذرا علاوہ اسکے ہم تم شب کو جانبازی کرینگے شب تیرہ وتار مین کون
انصاف کریگا اسد فرماتے مین بادشاہ اولوالعزم کو رات کا دن کرنا کیا مشکل ہی روشنی کا حکم دو
دن سے بہتر ہوجائیگا دیکھنے والے دیکھین گے کہا ناسین منگا کر روشن کرو یہ کہکر اسد نے طرف
ملکہ مہرخ کے دیکھا آواز دی حضور لڑائی اُلجھ گئی روشنی بھیجیے ملکہ لعل بخندان وجد کرنے لگی دوڑی

ہوئی قریب افراسیاب کے آئی تاب نہ باقی رہی کہا حضور اب آپ کے پہلوان کی جان پر بنی ہے روشنی
کرائیے اندھیرا ہوا جاتا ہے طلسم کشا نے جی چھوڑ دیا ایسا مغرور کبھی ہماری نگاہ سے نہیں گذرا مغرور و
زبان دراز طلسم کشا کی منتیں کر رہا ہے کہ کل مقابلہ کیجیے گا اُس شیر دلیر نے خوب سمجھا لیا اندھیر ہوگیا
عذر کیا اُسنے روشنی کو حکم دیا بھوکے کے واسطے کھانا بھیجیے افراسیاب جھلایا ہوا کھڑا ہے کہا کیوں ملکہ
عالم طلسم کشا کے غالب ہونے پر تم بہت خوش ہو لعل سخندان شرمائی سوچی جوش میں میں نے کیا کہا
بات کو دہن سے پلٹا کہا حضور اُسکے غرور کے کلام سے ناگوار ہوتا ہے بہیا کسقدر بلبلاتا تھا میدان میں
جاکر کچھ بھی نہ کر سکا کل فنون میں طلسم کشا سے کم رہا اب کشتی میں بھی جی چھوٹے افراسیاب نے فوراً روشنی
کو حکم دیا اُدھر سے ملکہ مہرخ و بہار نے سحر کیے سنہری تیلی مشعل لیے ہوے پیدا ہوئی بہار نے پھولوں کی
بدھیاں پھینکیں تمام نخل بیابان مثل جھاڑوں کے روشن ہو گئے ہر ایک پھول چراغ کی روشنی دکھلاتا تھا
روغن آدبلبل سے روشن تھا ہر غنچہ فانوس شاخیں بصورت مردنگ ہر سرو بشکل شمع محفل تابان و درخشان
شکل مہتاب کی روشنی سے فرش چاندنی گسترده تھا افراسیاب کے سحر نے تمام صحرا و بیابان روشن کر دیے یاقوت
نے طائروں کو اشارہ کیا منقاریں کھولکر زمزمہ سرائی کرتے تھے ہر ایک کے دہن سے چنگاریاں مثل ثابت و سیارگان
جھک جاتی تھیں خواجہ عمرو نے الگ بڑھکر روشنی کا سامان کیا فوراً تھا گھر بندی کرادی جھاڑ سلیمانی زنبیل سے
نکالے درختوں میں لٹکا دیے دلنے بہتر ہوگیا اقوال نے پلٹ کر شاگردوں سے اشارہ کیا کاسے دودھ کے خوان
میوے کے آگئے اقوال نے دوتین کاسے دودھ کے پیے میوے کے پھنکے لگائے اسد شیر دل ٹہل رہا ہے اقوال نے کہا
اے جوان اگر تیرے لشکر سے کھانا نہیں آیا یہ حاضر ہے نوش فرمائیے اسد نے کہا ہمیں عادت نہیں ہے لڑائی میں سبکبار
رہنا بہتر ہے تم پیٹ بھرکر خوب لادلو بوجھل ہو جاؤ انشاء اللہ ہم لنگر اٹھائینگے اقوال کو بہت شرم آئی کاسہ دودھ
کا پھینک دیا کہا اے جوان لے میں بھی نہ کھاؤنگا بھوکا پیاسا لڑونگا اسد نے کہا بھائی کمینے پیٹ بھرے سے
ڈرنا چاہیے پیٹ بھر کے کھالو ہمارا خیال نہ کرو ہم اسے ڈرتے ہیں کہ تم شکم سیر ہوے تم بھی ہم سے ڈرو کہ ہم بھوکے
مرد آدمی ہیں جھلاکر اقوال لیٹ پڑا ذرا کھایا بلکہ آسودہ بھی ہوا تھا پھر اُسی طرح کشتی ہونے لگی کس لطف سے اسد
تمامی لڑ رہا ہے کہ آسمان بھی باین پیرانہ سالی یک چشمہ ماہتاب کو آنکھ پر رکھ کر براے تماشائے کشتی اسد نامدار
میدان جہان میں جلوہ فرما ہے ستارے نہیں فرشتوں نے آسمان میں روزن کر لیے ہیں ہنگامہ کشتی کو دیکھ رہے ہیں ملکہ
لعل سخندان مسکراتی ہوئی ایک سمت کھڑی دیکھ رہی ہے چار پہر رات اسی ہنگامے میں بسر ہوئی عابد شب زندہ دار مانگ

تسبیح انجم کو سجادۂ فلک پر رکھا برائے وظیفہ خوانی گوشۂ مغرب مین داخل ہوا آفتاب عالم افروز برج چہارم پر اگر تماشہ
دیکھنے لگا اب صبح کو اسد نے زیادتی کرنا شروع کی جب پکڑ لایا اقوال کو دو دو گھڑی رگڑا دو پہر اور ڈٹے اقوال نے
کہا ای جوان دس پہر گذرے دونون لشکر بجز خواب مین میرے ساتھ والے بھی بیتاب ہین الغرض آخر کار ہونٹ
اسکی برداشت دشوار ہو گی اسد نے کہا وہ زور کیا کسی گٹھری مین باندھ رکھا تھا بسم اللہ اس جا بدا و کو نکالیے
غصہ تھوک ڈالیے اقوال نے کہا زور میرے جسم مین موجود ہے لیکن وقت پر موقوف ہے یہ کہکر دونون مونڈھے اسکے
کے تھامے سینے مین سر اڑایا ریل کرے دوڑا اسوقت لعل سخندان چہرۂ اسد نامدار دیکھ رہی ہے دعا مین مصروف تھی
آسمان کی جانب سر اٹھاتی ہے کہتی ہے ای آسمان کے خدائے نادیدہ اگر تو برحق ہے اسد شیر دل کو اس کوہ پیکر سے
بچائے اسد نامدار چار قدم تک ہٹا زور کرکے پلٹ پڑا اقوال کو لے دوڑا لعل نے کہا سبحان اللہ دیکھو شیر فیل مست
کو ریلے لیے جاتا ہے طلسم کشا کیا سرکشی دکھاتا ہے دل سے کہتی ہے خدا بھی اسکا برحق ہے وہی خالق مطلق ہے مین نے
دل مین کہا اسنے سن لیا سامری جمشید کو پکارو گونگے بہرے نہ سنتے ہین نہ بولتے ہین حقیقت مین یہ مالک حقیقی خدا ہے تحقیق
میرے دل کو اعتقاد کامل ہوا اسد غازی سترہ اٹھارہ قدم اقوال کو ریل کر لایا دونون مونڈھے تھام کر یکبار اقوال
کے دونون گھٹنے آشنائے زمین ہوئے اقوال نے چاہا اتر کر لنگر قائم کرون حریف زبردست کب لنگر جمنے دیتا ہے صید
زبون کو کب تھمنے دیتا ہے دونون ہاتھ ستون کیے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا الکر طنطنۂ نعرہ تکبیر جگر سے کھینچا نعرۂ

اسد صف شکن شاہ عالیجناب	تن آئینہ سرکوب افراسیاب	یل پیلتن نامور نامدار	نظر کردہ شیر پروردگار
ہژبر دمان و ہژبر آزما	جری صف شکن شیر دشت وغا	تہم فارس عرصہ کارزار	گل گلشن حمزۂ نامدار
اسد شہسوار عجم کہ در روز جنگ	بود رستم دل شیر و برم پلنگ	شہنشاہ نام آور و کامران	اسد شیر دل ابن صاحبقران

پہلے زور مین تا بہ گھٹنہ دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین اٹھا خود سر کو سر سے بلند کیا اہالیان فوج
اقوال نے جو یہ معرکہ دیکھا لینا لینا کہکر دوڑے لاکھ سوار پیدل بیشمار ہر چند افراسیاب نے منع کیا کہ او
نالائقو کیا کرتے ہو افسرون نے یہ کہا ای شہنشاہ آپ دخل نہ دیجیے ہمارے افسر کو لیے جاتا ہے اسد نے
اتنے عرصے مین چاہا زمین پر مارون چہار جانب سے نیزہ و تیر و تفنگ پڑنے لگے اقوال ہاتھ سے چھوٹا تھامنے
والون نے بڑھکر اٹھا لیا گینڈے پر اسکو سوار کیا تلوار ہاتھ مین لیکر لڑنے لگا لعل سخندان نے افراسیاب
کو تشنیع دیا کہا دیکھیے شہنشاہ کیا بیغیرت پہلوان ہے اسقدر ذلیل ہوا پھر لڑ رہا ہے غیرت نہین آتی ساحرون کے
چہرے جیسے ہو سے دیکھ رہے ہین ادھر سے صندلان صندلی پوش ساٹھ ہزار جوانان شیر دل سے بہر امداد

اسد غازی ہو بچا شیران دشت نبرد شکار کھیلنے لگے ہنگامۂ گیر و دار بلند ہوا صدہا کے لاشے گر گئے دریائے
خون بہ گیا سب دیکھ رہے ہیں کئی مرتبہ ملکہ یاقوت خندان نے قصد کیا افراسیاب مانع ہوا کہا ملکہ
تماشا دیکھو اس بچہ نے لڑائی کا مزا اشنا دیا دریائے سحر کا جوش نہ دیکھنے پائے ملکہ یاقوت نے کہا ای
شہنشاہ یہی قصد تھا کہ آج خاتمہ کرون اس نامرد کو کیون آنے دیا ننگ سحر و ساحری خراب ہوا میں نے
شب بھر مشقت کی نہر ہائے آب سحر کو جوش دیا دیکھیے طائر بہ تول رہے ہیں منقارین کھول رہے ہیں
میں زنگ مسلمانان کو دیکھ رہی ہون اگر منظور ہوگا عفریت طلسمی کو طلب کرونگی سب کو چشم زدن میں
کھا جائے بہرام فلک مہلت نہ پائے افراسیاب خاموش ہو رہا یاقوت کو بہت غصہ ہے کبھی کہتی ہے جواب
نوا ہر سحر و ساحری موج درمین مین تھی رہا ہر وقت سحر لعل اگلتی اہالیان لشکر مہرخ بھاگ نہ سکتے لعل خندان
خاموش دریائے محبت اسد غازی کا جوش جب کوئی جوان تلوار کھینچکر طرف اسد غازی کے جاتا ہے بلکہ
جاتی ہے محبت سے طبیعت گھبراتی ہے اس جوان نے اسد پر وار کیا اسد نے کلائی پر ہاتھ ڈالکر تلوار چھین لی
کمر مین ہاتھ ڈالکر اس جوان کو اٹھایا طرف آسمان کے پھینکا چورنگ ہوائی قلم کیا ضرغام شیر دل عیار
کامل پہلو سے اسد نامدار مین لڑ رہا ہے کبھی پکار اٹھتا ہے ای شہریار سبحان اللہ کیا لطف سے شمشیر زنی
کی کیا تیغ مین کاٹ ہے کیا بار ہے کیا گھاٹ ہے معشوق شعلہ خو کمون اندازی مین بے نظیر آتشخوئی مین

نظم مصنف

پراگندہ کن جسم عفریت
برش تیغ کی تعریف نہیں ہو سکتی
ایک اک جز کے برابر ہے ہوے جیسے چار

تیغ وہ تیغ جسے دیکھ کے حاسد کٹ جائیں
پڑ گئی پیکر دشمن پہ اگر یہ اکبار

وار چلنے کی تو نوبت بھی نہ ہو ابر تو وار
واہ رے کاٹ کہ چورنگ عناصر کو کیا

ای شہریار سبحان اللہ حقیقت مین اسد غازی کس دھوم سے

لڑ رہا ہے دوست و دشمن کی زبان سے صدائے احسنت و آفرین بلند لشکر دشمن درد مند کمانون نے
اپنے کو انکے بازوے تمکن پر قربان کیا کیا عجب ہے زبان تیر و کلہ عمود سے صدائے احسنت و آفرین بلند ہو

نرگس خنجر دار گردون ہر دم از رخ برین
رزم او سید بہ کیفیت آفرین جیحہ آفرین دگر
هزار دن زرہ پوش خنجر گذار

نیستان سے بھی بڑھ کے کچھ نیزہ دار
ہوا سامنا تیر چلنے لگے

وہ رستم لڑائی بھرائی مین تھے
نیاموں سے خنجر نکلنے لگے

وہ سہراب جنگ آزمائی مین تھے
سپہر بھر کامل تلوار چلی زوال آفتاب

ہو چکا ہے اقوال کو جو ہر طرف سے طعن و تشنیع ہوئی شرم مین اسد غازی پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا آہ
سنگانہ پلنگانہ لڑ رہا ہے نشۂ بادۂ جرأت سے چور خانہائے زرہ خون سے معمور خون کی قطرے گرتی ہیں

گر رہے ہین گرد جوانان شمشیر زن تہور شعار جلالت آثار خوب اُس مقام پر تلوار چلی اقوال نے بڑے زور و
شور سے ہاتھ مارا اسد نے تیغہ خون چکان کو سامنے کر دیا جھنا کے کی صدا بلند ہوئی تلوارون مین دندانے
پڑ گئے اُچھا دیسے اسد نے ہاتھ نکالا خبردار خبردار کہکر بہ قہر و غضب وار کیا برق شمشیر چمک کر گری اول اُس
برق جہندہ نے ابر سپر کے ٹکڑے اُڑا دیے حباب خود کو کاٹا خرمن حیات کو جلایا قبہ جسم پر چلی تھی یا زیر تنگ
بوسہ دیا ہر طرف سے صدا ہے الامان الامان بلند ہونے لگی فوج اقوال نے شکست فاش کھائی غازیان
دیندار و مجاہدان تہور شعار شکست خوردون کو بھگاتے چلے جاتے ہین افراسیاب کے لشکر مین آ نیکا تھم
تہ بایا طرف صحرا کے لاشہ اقوال کا لیکر بھاگے اسد نے تلوار نیام مین کی آواز دی ای مردان عالم بس بھاگے کا
پیچھا نہین کرتے جرأت و عدالت یہی تھی سب سردار رک گئے اگر حریف حریفہ کی چھاتی پر چڑھ چکا تھا دیکھا آ کا نے
امان دی سراسیگانہ کاٹا تیم بسمل کو چھوڑ دیا ملکہ نے جبیب نخت بڑھایا ملکہ مہرخ وغیرہ نے آ کر گھیر لیا نوبت
نقارے بجاتے ہوئے طرف اپنی بارگاہ آسمان جاہ کے بیح دیر فوری واپس ہو ملکہ لعل نخندان قریب
ملکہ یاقوت کے آئین لیکن رنگ رو سے لعل متغیر یاقوت نے کہا ہین مین تمکو بہت پریشان پاتی ہون
کیون مزاج کیسا ہے لعل نے کہا ایسے ہی نامردو دشمنون کا حوصلہ بڑھاتے ہین شب بھر مشقت کر کے ہمنے آپ نے
سحر تیار کیے سب معطل رہے لیکن تمشیرہ میرے سر کی قسم انصاف کیجیے کس زور و شور سے طلسم کشا آیا یاقوت
نے سر جھکا کر کہا ہوا اگر ایسا بہادر نہین ہے تو اتنے بڑے طلسم پر کیونکر چڑھ آیا عمرو سچ کہتا ہے میان کی
جوتی میان کا سر اسی طلسم کے سردار ہین کہ سب تاجدار صرف چھ عیار ایک سردار اتنے بڑے طلسم
مین آ کے یہ فوجین جمع کرلین گویا ملازمان افراسیاب انتظار مین تھے کہ کوئی حریف پیدا ہو تو طلسم
ہوشربا کو برباد کرین بہار جادو ملکہ حیرت جادو کی ہمشیرہ حقیقی شہنشاہ کی معشوقہ دلنواز
مصاحبون مین سرفراز وہ جا کر یون شریک ہو جائین باغبان قدرت ایسا وزیر ساحر بے نظیر
عہدہ جلیل چھوڑ کر شریک باغیان ہوا ابواب یہ بھی مین نے سُنا کہ شہنشاہ نے بدزبانی پر کمر باندھی ہے
بہت سے سردار خوشخوبر اے حفاظت جان و آبرو جا کر عمرو کے شریک ہوئے ایک بات سوجھتی ہے
کہ ابھی جو طبل جنگی بجے تو کل کا خاتمہ کرونگی بی بیراں سینہ سپر کیے ہوئے موجود ہین مین نے سبکو
نابینا کیا وہ ودڑی آئین آ کر ہاتھ تھام لیا مجھے بھی شرم آگئی اب مین نہرون کا سحر کرون یا انجام
دکھاؤن عفریت طلسمی کو طلب کرون وہ سب کو کھا جائے میدان کارزار کیسا ایک مین سارے

طلسم نور افشان کی گردش کریگا تا بہ کو وعقیق جانا کتنی بڑی بات ہے سامری و جمشید نے اس بلا کو خود
بنایا یہی قرار دیا کہ عفریت طلسمی کو کوئی مار نہ سکے ہمسے اہالیان طلسم ہوش ربا کیون دبتے ہین
اسی عفریت طلسمی کا خوف ہے لعل نے کہا ہمشیرہ مجھکو مقابلہ سیہار کا بڑا اشتیاق ہے ایک دن مین لڑون
پھر آپ کو اختیار ہے یاقوت نے کہا بوا اب سحر کامل ہوگا ان لوگون کے حوصلے نہ بڑھاؤ دو دن مین
لڑبھڑ کے اپنے ملک کو چلو افراسیاب بھی یہ باتین سنتا چلا آتا ہے حیرت اپنے مصاحبون کو لیکر اپنی بارگاہ
مین گئی افراسیاب ہمراہ لعل و یاقوت انکی بارگاہ مین آیا یاقوت نے کہا شہنشاہ اب آپ جاکر آرام
فرمایئے تردد و انتشار کو دل مین جگہ نہ دیجیے دو روز توقف کیجیے ہم آپ کا ملک باغیون سے صاف کیے
دیتے ہین ہمکو کوکب کا خیال ہے شاید آخر مین شکایت و حکایت ہو اسوجہسے دو روز کی مہلت دی ہے
پہلوان خوک پیکر کہان سے آیا تھا اپنے آپے سے باہر ہوا طلسم کشا بڑا جری و بہادر ہے لعل نے کہا ہمشیرہ
بڑی مصنف مین یہ ذکر تھا کہ افراسیاب سے بڑھکر مردہے نے عرض کی ہفت در شیدسے نام خداوند لقا
کا آیا ہے افراسیاب نے کہا بلا ولکہ یاقوت نے کہا اے شہنشاہ کون خداوند افراسیاب نے کہا اس سے تمکو
مین جاگتی جوت کے خداوند زمرد شاہ باختری ہین ہماری سرحد مین آگئے سلیمان عنبرین موے کوہی
نے دامن پناہ دیا طلسم کشا کا نانا حمزۂ صاحبقران مع پانچہزار پانچ سو چھپن سرداروں کے ہمارے
خراج گزار سے لڑ رہا ہے قدرت کے خلاف یہ ہوا بارہ برس انکو تشریف لائے گذرے مین لے ہزارہا
ساحر برائے مدد بھیجے وہان عمرو کے بیٹے پوتے شاگرد موجود ہین وہ عیاری کرکے مار لیتے ہین قدرت
عقدے مین تقدیرین بھی الٹی پلٹی کرتے ہین مین برائے قدمبوسی نہین جاسکتا یاقوت نے کہا ہمنے سارا
سامری نامہ پڑھا یہ نام نہین لکھا دیکھا بالائی خداوند مین بڑے عیب کی بات ہے کہ بندون کے ہاتھ سے
ہے در و مند مین بھاگتے بھاگتے کوہستان مین آئے نامہ پڑھوا لیجیے وزرا ہم بھی سنین قدرت کے اوصاف
سے آگاہ ہون افراسیاب جادو نے نامہ کھولا پہلے القاب افراسیاب جادو تحریر تھا بعد اسکے
لکھا تھا او بندۂ بے ادب مورد قہر و غضب ہمنے تجھکو ہمیشہ تاکید کی ایسا تو مغرور ہے سراسر جرم و قصور کر
او خوابیدہ بخت بیدار نہین ہوتا آجتک برائے قدمبوسی نہین آیا قدرت نے تیرے طلسم مین عمرو
ڈالدیا عمرو بہار اندہ خاص الخاص ہے اسی کے ہاتھ سے تجھکو ذلت دلوائینگے اسد نبیرۂ سپہ سالار
قدرت صاحب شوکت و لیاقت فاتح طلسم ہوش ربا ہے تیرا غرور سب بیجا ہے قدرت یاد مین ملک

ہو روئی کے تڑپتے ہین جب تک قدرت بالاے قیطول نہ پہونچینگے فتح نصیب نہوگی آرزو ہر کہ قدرت
بالاے قیطول جائین قفس قیطول مین بیٹھکر جیکاری مارین تقدیرات رنگا رنگ کرین کسی ایسے کو بھیج کہ وہ غرور
نہ کرے مسلمانون سے بہ انکسار لڑے تب مظفر و منصور ہو قدرت کو بالاے قیطول جانا واجب و لازم ہر
تیرے ملک کو تباہ کرکے کوہ ہفت زلازل پر چلے جائینگے تزلزل بن ازلال کو بادشاہ سامری پرستان
بنائینگے قدرت کو ثابت ہوا اب تیری موت قریب ہر تبا بد نصیب ہر خیال تو کر ملک باختر سے
قدرت لڑتے بھڑتے تیری اقلیم مین آئے راہ مین صدہا ملک برباد کرائے تو آج تک زیارت سے قدرت
کی مشرف نہین ہوا یہ مضمون جگر خراش سنکر ملکہ یاقوت غصے مین کانپنے لگی کہا اے شہنشاہ یہ خداوند کاہیکو
ہر کوئی مرد یاوہ گو ہر بندون کے ہاتھ سے بھاگتا پھرتا ہر افراسیاب نے کہا ملکہ توبہ کرو ابھی بلا نازل
ہوگی وہ جاگتی جوت کا خداوند ہر یہ تو بخوبی ظاہر ہر کہ خود پسند ہر بری بات کو جلد قبول فرماتے ہین
اچھی بات کو ساعت نہین فرماتے ہین یاقوت نے کہا یہ خداوند بالائی ہر خوب مذہب کی رسوائی ہر
مسلمان انھین باتون پر ہنستے ہونگے افراسیاب نے کہا ملکہ عالم بڑے بڑے ساحر وہان گئے عیاران
اسلام کے ہاتھ سے جاکر قتل ہوئے خرابی یہ ہر کہ جو ساحر یہان سے جاتا ہر جہان اسنے دو چار لڑائیان
فتح کین غرور کرتا ہر قدرت تقدیر برعکس کر دیتے ہین یاقوت نے کہا آپ اتنے بڑے بادشاہ عالیجاہ
کوئی ساحر ایسا ممکن نہین ہر کہ جاتے ہی آفت برپا کردے آپ یہان سے بیٹھے بیٹھے نگاہداشت کرین
جس بلا مین وہ پھنسے آپ یہین سے مدد کرین یہ نہین ہوسکتا افراسیاب نے کہا سب کچھ کر چکا اب
صرف قدمبوسی باقی ہر پھر مین براے قدمبوسی خداوند کیونکر جاؤن اگر مع لشکر جاؤن آب و دانہ
ممکن نہو دریا خشک ہوجائین غلے کی گرانی رعایا کو پریشانی اگر یکہ و تنہا جاؤن لیاقت مین فرق آتا ہر
ایسی ایسی وجہین سوچکر زیارت سے محروم ہون قدرت کا غصہ بڑھتا جاتا ہر یہ تو ظاہر ہر کہ طلسم
درہم و برہم ہو رہا ہر یاقوت نے کہا بہت خوب اس لڑائی کو بھی فتح کرائے دیتے ہین قدرت کو
قیطول پر پہونچائے دیتے ہین یہ کہکر آواز دی ہماری مشاطہ کو بلاؤ اے شہنشاہ یہ ساحرہ کامل نہین ہر
صرف براے آرائش خدمت مین آتی ہر چوٹی گوندھکے چلی جاتی ہر جو اسپر افتاد پڑیگی ہم یہین سے
بیٹھے بیٹھے انتظام کرلینگے افراسیاب نے دیکھا ایک کالی جادوگرنی سرخ جوڑا اپنے ہوئے سامنے
آئی یاقوت کے قدمون کو بوسہ دیا بال جو الجھے ہوئے تھے انمین شانہ کرنے لگی یاقوت کی چوٹی گوندھی

زلفون کو سنوارا ناگنون کو غصے مین کردیا پیچ و تاب دیگر زلفین عنبرین کو عارض یاقوت پر چھوڑ دیا
صبح و شام کو ملا دیا ملک حلب و تاتار کا تماشا دکھا دیا جب زلفین آراستہ کر چکی یاقوت نے کہا اے
گلگونہ جادو لڑائی پر جاؤگی کچھ سحر یاد ہے عرض کی حضور مین سحر کیا جانون زلفین حضور کی بناتی ہون
شب ہجر کو بڑھاتی ہون اندھیر مچا دونگی میرے دیکھنے سے فلک کو پریشانی ہوتی ہے مجمع دشمن کو ابتر کر دون
لمحہ بھر مین لاکھون کو تباہ کردون میرا دشمن سر ٹکرا ٹکرا کر مرے فرق نہ پڑے لیکن واری اکیلی سحر کرتی ہون
تباہ کرنے پر مرتی ہون کہان بھیجیے گا بڑے بڑے ساحر وہان ہین لاکھ دو لاکھ سے مقابلہ پڑیگا یاقوت
نے کہا وہان کوئی ساحر نہین ہے خداوند بالائی کی جاکر زیارت کرو اسکے دشمنون سے لڑو عیار وہان
بہت ہین گلگونہ نے کہا حضور عیار کسے کہتے ہین یاقوت نے کہا صورت بدلکر مار لیتے ہین بڑے
دھوکے دیتے ہین گلگونہ نے کہا واری مین مشاطہ گیسوے حضور ہون میرے سامنے کوئی مکر کیا کریگا
پیر زال دہر کی زنانی مکر حیلے مین لاثانی فلک میرے سامنے طفل مکتب ہے دنیا کا مکر میرا ہی عقب ہے
زن و شوہر کو آپس سے جدا کرون مجمع برادران کو متفرق کردون جس صحبت مین بیٹھون فساد اٹھے
باغ مین جاؤن گل و بلبل مین جدائی ہو پتے زرد ہوکر نخل سے گر پڑین گلچین و باغبان آپس مین
لڑین طائران صحرا صیاد پر بیداد کرین ذرہ ہاے ریگ بیابان دم افسونگری کا بھرین اگر قصد
کرون پہاڑ پتھرون سے سر ٹکرائین اژدہے دیوانے ہوجائین روز روشن مثل شب تیرہ و تار ہو
میرے مکر سے فلک کو بخار ہو قمری محبت سرو کا دم نہ بھرے شاخین سیدھی ہوجائین بھلا کوئی میرے
سامنے کیا مکر کریگا یاقوت ہنس پڑی کہا شہنشاہ ہماری مشاطہ کی باتین سنین یہ جو کچھ کہتی ہے کر دکھلائیگی
عیارون کی شکین باندھکر لائیگی صدہا گھر اسنے خراب کردیے نیک بختون کو آوارہ کیا بدبختون کو بازار مین
بٹھایا تمام دنیا کی بیسوائین اگرچہ زنا ہی سے سیکھتی ہین افراسیاب نے کہا اندھا تب بیٹھا سے جب
انکھین پاے بیانتے سب یہی کہکر جاتے ہین وہان جاکر سب کچھ بھول جاتے ہین غرور کیا اور مارے گئے
بی گلگونہ حمزہ کے اسم اعظم سے بھی بچنا گلگونہ نے کہا مین جاتے ہی اسم اعظم بند کر لونگی حمزہ کو ہونٹھ نہ
ہلانے دونگی اسم اعظم بند کرکے آپ کی خدمت مین روانہ کردونگی حفاظت کرنا آپ کا کام ہے افراسیاب
نے کہا اے گلگونہ اگر تو جاکر قدرت کو بالاے قیطول پہونچا دے نائب قدرت قرار پاے طرہ خسروی
لے شاخ تمنا پھلے بی گلگونہ تمہارے داغ نہ مٹین گے قدرت نہال کر دینگے گلگونہ نے کہا ہم ملی

افراسیاب نے گلگونہ کو خلعت دیا جھوٹی ہوئی یہ باہر نکلی سفارش نامہ افراسیاب سے لیلیا اسباب سحر جھولی مین رکھا طاؤس پر سوار ہوکر اڑی مقتضے کار مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو برائے خبر بارگاہ یاقوت مین آیا تھا دیکھا اسنے گلگونہ جادو دعوی کرکے چلی اسکا تو طاؤس اڑا چالاک بھی جست و خیز کرتا ہوا چلا گا دل سے کہتا ہی اسکو تا کوہ عقیق پہنچانے دون جاتے ہی یہ مکارہ قیامت برپا کریگی کوہ و دشت و بیابان طی کرتا ہوا ایک دشت سبزہ زار مین پہونچا پلٹ کے دیکھا شکر ہی مین اُس سے آگے نکل آیا یہان افراسیاب سے یاقوت باتین کر رہی ہی میز پر چند طائر بیٹھے ہین یاقوت انگوٹھی دیکھ رہی ہی کبھی کہتی ہی ای طائران جمشیدی ہماری گلگونہ کے حال کا خیال رکھنا وہ طائر سر ہلا کر رہجاتے ہین چالاک نے جب دیکھا مین آگے نکل آیا رنگ و روغن عیاری کا نکالا صرصر کی شکل بنکر تیار ہوا پنجہ ہاتھ مین لیکر ٹہلنے لگا دور سے دیکھا گلگونہ اڑتی ہوئی آتی ہی چالاک نے پکارا ای مشاطہ یاقوت ذرا ٹھہر جاؤ گلگونہ نے سر جھکا کر صرصر کو دیکھا دربار مین افراسیاب کے دیکھ چکی ہی طاؤس کو فوراً روکا پوچھا کیون بوا صرصر خیر تو ہی چالاک نے کہا طاؤس سے اُتر و ذرا نیچے آؤ گلگونہ ہنس پڑی کہا بی صرصر مزاج مین ظرافت بہت ہی کہو تو بیابان تک کیونکر آئین کوئی حکم تازہ لائین صرصر نے کہا جب آپ چل چکین شہنشاہ نے فرمایا ای صرصر یہ سحر لیجاؤ جسطرح سے گلگونہ کو تعلیم کردو کہ جاتے ہی مسلمانون پر غالب آئے جب عرش کی حضور رعد ہوا کے گھوڑے پر سوار ہوکر گئی زمین مین کیونکر پہونچتی شہنشاہ نے طلسمی پتلے کو حکم دیا وہ مجھکو بیابان تک پہونچا کر چلا گیا لو یہ سحر تیار کرلو یہ کہکے جھولی سے ایک سنہری پتلی نکالی کہا بی گلگونہ اسکے منہ سے منہ ملاؤ یہ شعبدہ سامری ہی افسونگری سے بھری ہی کلام کرکے تعلیم کریگی گلگونہ نے منہ بڑھایا چالاک نے پتلی کو اسکے منہ کے برابر کرکے شکم کو دبایا پتلی نے منہ کھولا گلگونہ نے منہ بڑھایا پتلی کے منہ سے دھوان نکلا دماغ پر پہونچا وہ بیہوشی تھی گلگونہ بیہوش ہوئی چالاک نے نعرہ کیا نعرۂ چالاک

بعیاری منم چست و چالاک
بچشم دشمن اندازم کف خاک
خلیفہ اولم چالاک نامم
نہ آید بعد او گرد تیز گامم

خنجر کھینچکر چھاتی پر رکھا قصد کیا سر کاٹ کے پھینک دون یہان افراسیاب و یاقوت بیٹھے ہین میز پر چینی کے جانور رکھے ہین ایک طائر نے جھکارا مارا ہی گلگونہ لکھکر پرون سے سر پیٹنے لگا یاقوت نے کہا ای طائر سامری کیا ہوا دوسرے طائر نے کہا مفصل عرض کرون راہ مین چالاک نے گلگونہ کو بیہوش کیا فلان جنگل مین چھاتی پر چڑھا بیٹھا ہی سر اُس خود سر کا

کاٹنا چاہتا ہے افراسیاب نے قہقہہ مارا اتفاق سے اسوقت ملکہ حیرت بھی دربار مین آئی ہے حیرت نے ہنسکر
کہا چالاک بلا کا عیار ہے یاقوت نے کہا کیا مجال عیار مکار کی یہ کہکر آواز دی ای شبدیز جادو جلد طرارہ
بھر فلان صحرا مین اپنے کو پہونچا چالاک کو گرفتار کرے گلگونہ کو بچایہ سنتے ہی شبدیز نے کنوتی بدلی طرارہ
بھر کے چلا چالاک نے خنجر گلے پر رکھکر گلگونہ کے قصد کیا کہ قلمہ تن سے بیج سر کو جدا کرون کہ آواز آئی او نابکار
خبردار ستم شبدیز جادو کیا کرتا ہے چالاک نے قصد کیا جست کرکے نکل جاؤن شبدیز نے وہین سے سحر کیا
چالاک کے ہاتھ پاؤن بیکار ہوئے شبدیز نے آتے ہی ایک پنجہ کمر مین چالاک کے دوسرا کمر مین گلگونہ کے
ڈالکر لے اڑا کہ اسی طرح سے سامنے ملکہ کے لیجاؤن سن سن اڑا ہوا چلا آتا ہے یہان یاقوت نے طائرون سے
پوچھا ارے شبدیز نے کیا کیا ایک طائر نے کہا چالاک و گلگونہ کو شبدیز لاتا ہے یاقوت نے کہا کیون
شہنشاہ انتظام ہمارا دیکھا افراسیاب نے کہا جب یہان خیر و عافیت سے پہونچ جائے تب مجھے تسکین
ہو یاقوت نے منھ پھیر لیا کہا آپ تو عیارون سے ایسے ڈرتے ہین انھین کے اوصاف بیان کرتے ہین
افراسیاب و یاقوت مین تکرار ہونے لگی وہان شبدیز قدم با قدم چلا آتا ہے قریب ایک پہاڑ کے پہونچا کہ کان
مین آواز آئی یا سامری یا جمشید شبدیز دل مین سوچا یہ آواز کہان سے آئی سمند نگاہ کو دوڑایا دیکھا بر سر
کوہ فلک شکوہ ایک مہنت سیاہ فام دھونی لگائے بیٹھا ہے ڈنڈلی ہاتھ مین بھجن سامری و جمشید کے گا رہا ہے
سامنے مورت رکھی ہے ٹھاکر صاحب کو رجھا رہا ہے چند نخل گیندے کے زرد زرد پھول کھلے ہوئے کبھی نعرے
مارتا ہے یا سامری یا جمشید پہاڑ ہل جاتا ہے جی مین کہتا ہے ای شبدیز یہ لوگ مقبول بارگاہ سامری مین تنہائی
مین بسر کرتے ہین انکی زیارت زیارت سامری و جمشید ہے یہ مہنت آسمان جمشید کا خورشید ہے یہ سوچکر پہاڑ
سے اترا چالاک و گلگونہ کو اک نخل کے سائے مین ڈالدیا ٹہلتا ہوا سامنے آیا دور سے سلام کیا مہنت
سونٹا لیکر دوڑا آواز دی او بچہ تو کون ہے اس مقام تک کیونکر آیا یہ مقام گذرگاہ سامری و جمشید ہے
اس پہاڑ پر پونے دو سو خداوند آتے مین خبردار قریب نہ آنا نام بتا کچھ مکار سا معلوم ہوتا ہے شبدیز
نے کہا مین ملازم ہون ملکہ یاقوت سخندان کا گلگونہ مشاطہ ملکہ برائے مدد خداوند لقا چلی تھی راہ مین
چالاک نے عیاری کی مین نے آتے ہی بحکم ملکہ چالاک کو گرفتار کیا گلگونہ کو بھی بچا لایا آپ کی آواز سنی
ہوس ہوئی کہ زیارت سے مشرف ہون گرو جی دعا دیجیے مہنت نے کہا اس مشاطہ کو تو ہمارے سامنے
لاؤ کیسی مشاطہ ہے کہ عیار سے دھوکا کھایا دوڑکر شبدیز نے گلگونہ کو ہشیار کیا کہا ای گلگونہ جلدی چلو

مسنت جی تمھین بلاتے ہین گلگونہ آنکھین ملتی ہوئی اٹھی پوچھتی ہے صرصر کہان گئی شہد نیز نے کہا وہ عیار طرار فرزند عمرو صرصر بنکر آیا تھا تمکو بیہوش کیا مین نے آکر بچایا چالاک وہ بڑا ہے اس پہاڑ پر مسنت جی رہتے ہین چلکر قدمبوسی کرو اس پہاڑ پر ہونے دو سو خداوند آتے ہین مسنت مقبول بارگاہ خداوندی ہین بمشکل سے ملاقات پر راضی ہوئے ورنہ گالیان دیتے تھے انکی گالیان دعاؤن سے بہتر ہین فوج سامری کے افسر ہین گلگونہ شہد نیز کے ساتھ چلی مسنت کو دیکھکر مبہوت ہو گئی جیسے ہی قریب آئی مسنت نے کہا ارے او کمبخت سامنے خداوند بیٹھے ہین سجدہ تو کرو دونون نے کہا خداوند کہان ہین مسنت نے کہا تم اندھے ہو جلد سجدہ کرو یہ کہکر مسنت قریب آیا کہا شانے سے شانہ ملا کر کھڑے ہو دیکھو زیر محل تخت بچھا ہے کوئی تخت پر بیٹھا ہے دونون شانے ملا کر جلد کھڑے ہوئے جیسے ہی طرف محل کے پلٹے مسنت پہلو مین کھڑا تھا کہا آنکھین بند کرو کیا ظاہر مین دیکھنا چاہتے ہو آنکھین بند کرنے سے دیدۂ دل کھلین گے دونون نے آنکھین بند کین مسنت نے دو پھانسیان دونون کے گلے مین ڈالدین پوچھا خداوند کو دیکھا دونون نے کہا نہین مسنت نے جھٹکا مارا کہا اب دیکھو دونون لڑکھڑا کر گرے نعرہ ہوا منم صاحب بغدہ گران نظر کردۂ بزرگان نعرہ زن

سریع السیر چون باد بہاری	جہان سرہنگ در خنجر گذاری	بہ میدان اژدر آتش فشانم
منم مہتر قران شیر ثریا نم	لپک کے بغدہ مارا دونون کا سر ہٹیا چالاک ہوشیار ہوا مہتر قران	

و چالاک پہاڑ سے کود کر بھاگے یہان یاقوت بارگاہ مین بیٹھی ہے کہ دو طائر جلکر خاک ہوئے افراسیاب نے کہا وہ مارا یاقوت غصے مین اٹھی کہا فلان پہاڑ پر قران نے گلگونہ و شہد نیز کو مارا ابھی جاکر پکڑے لاتی ہون افراسیاب نے دامن تھام لیا کہا ملکہ تم نہ جاؤ یہ سب کمبخت ایسے ہین صلاح کر کے نکلتے ہین ایک گرفتار ہوا دوسرے نے مار لیا ایسا نہو تمپر کوئی افتاد پڑے کسی دام مین جاکر پھنسو حیرت نے بھی سمجھایا کہا بوا نہ جاؤ یاقوت سرخ ہو کر رہگئی جادوگر بھیجے لاشہ گلگونہ و شہد نیز اٹھا کر لے آئے افراسیاب نے کہا کیون ملکہ تمنے دیکھا بات کرنا دشوار ہے ہر وقت عیار موجود رہتے ہین کہ سامنے سے ملکہ صرصر آئی یاقوت نے کہا کیون او صرصر آنکھ بہر بناؤ کیے ہوئے اتنی پھرتی ہے شاگردان عمرو کیا کام کرتے ہین ابھی دونون نے ملکہ گلگونہ و شہد نیز کو مارا تجھسے کچھ نہین ہو سکتا صرصر نے کہا حضور یہان کا انتظام بڑا ہے ہم جسکو پکڑ کر لاتے ہین انکے بھائی بند چھڑا کر لیجاتے ہین وہ عیار صاحب اختیار ہین جسکو چاہین قتل کرین کوئی پوچھنے والا نہین یاقوت نے کہا تو جسکو گرفتار

پکڑ کے لاؤنگی ہم فوراً قتل کرینگے شہنشاہ کو ہمارے امورات مین دخل نہین ساربان زادے کو گرفتار کرکے لاؤ
بوٹیان کاٹ کے ٹکڑے کی کھا جاؤن مین نے تو ایک ہی سحر مین کل لشکر کو نابینا کر دیا تھا بی بران
سینہ سپر ہوئی مین مجھکو کچھ نہ بن پڑا ابکی طبل جنگی مین خاتمہ ہے ہنر ین سبکو ڈبو دیونگی صرصر نے کہا مین
ابھی جاتی ہون عمرو کو گرفتار کرکے لاتی ہون لیکن ایک اچھا جادوگر اپنا مصاحب خاص رتبے مین
گلگونہ و شبدیز سے بہتر میرے ساتھ کر دیجیے جہان پر مین بتلادون وہ سحر کرکے عمرو کو پکڑ لے کوئی مددگار
بھی تو چاہیے عمرو چیلا واہی مجھسے لڑ بھڑ کے بھاگ جاویگا ساحر ہوگا وہ فوراً گرفتار کریگا یاقوت
نے کہا سچ کہتی ہو منصرم جادو کو بلاؤ صرصر کے ساتھ جائے یاقوت نے جو پکار کر آواز دی خزانے
کی کوٹھڑی مین سے ایک جادوگر سیہ فام بد انجام موٹا خنگا موتیون کے مالے پہنے ہوئے اکہ لوز تن
بازوؤن پر باندھے ہوئے حاضر حاضر کہکر سامنے آیا ملکہ یاقوت نے کہا اے منصرم جادو تنے سُنا
عیارون نے ہمکو بڑا ملال دیا گلگونہ و شبدیز کو قتل کیا تم بھی صرصر کے ساتھ جاؤ جسکو یہ بتلادین اُسکو
پکڑ لاؤ اگر عمرو ملجائے سر ہی کاٹ ڈالنا زندہ نہ چھوڑنا منصرم نے کہا حضور آتش قہر و غضب مین بھوک
رونگا مین عمرو کے نام سے جلتا ہون ابھی کتاب سامری پڑھ رہا تھا جابجا یہی لکھا ہے عمرو کشندہ
ساحران ہے عمرو کی موت کسی کے ہاتھ سے نہین ہے جی چاہتا تھا اوراق سامری پھاڑ ڈالون اپنے بندون
کے واسطے یہ بلا چھوڑ گئے عمرو کو جلاد ساحران بنایا ہم لوگون کو مجبور و ناچار کیا لیکن آج احکام
سامری مٹادونگا عمرو کو قتل کرونگا صرف بی صرصر مجھکو بتلادین اگر آسمان پر ہوگا پکڑ لاؤنگا
میرے سامنے سے بھاگ کر کہان جا سکتا ہے صرصر نے کہا چلیے مین بتلادون منصرم جادو کے
ہمراہ ساتھ صرصر چلی راہ مین کہتی ہوئی میان منصرم ذرا ہوشیار رہنا سحر تیار رکھو جہان پر
مین بتان کمون گولہ پھینک مارنا عمرو کو للکار لینا وہ بھی ہوا ہے میرے عشق کا دم بھرتا ہے بوالہوس
سطوون و بدنام کرتا ہے مین تو تمکو دیکھکر بیقرار ہوگئی مرد ایسا صاحب شوکت و لیاقت ہو جیسے
تم ہو یہ سُنکر منصرم موچھون پر تاؤ پھیرنے لگا کہا ملکہ صرصر تمھاری مہربانی مین تو ایک ادنیٰ حقیر
ہون صرصر نے کہا چاند کے ٹکڑے ہو مین تو حیلے سے تمکو نکال لائی ہون چلو کسی سبزہ زار مین بیٹھین
دل بہلائین باتین کرین بقول کسی شاعر **قطعہ**

کہ گل پنج روز است در بوستان	غنیمت شمر صحبت دوستان
چمن را بتر و تازہ آراستند	چو شبنم نشستند و برخاستند

کیسے کیسے حسین پیوند خاک ہوئے سرداران نامی کی قبرون کے نشان نہین ملتے صاحبان طبل و علم
حاکمان فوج وجاہ وحشم کیا ہوئے گھڑی دو گھڑی ہم تم بیٹھکر باتین کرین پھر عمرو کو بھی بتلا دینگے
ابھی گرفتار کرا لائین گے منصرم ہنستا ہوا خوشی خوشی ساتھ صرصر کے چلا جب جنگل مین آکر پہونچے
صرصر نے جامدانی کی ولائی اطلس کی گوٹ لگی ہوئی اٹھا کر بچھا دی کہا آؤ بیٹھو کہین سے ایک گلابی
شراب کی لاؤ یا ہمین جا کر لائین ایسے سور کہ سے سابقہ پڑا اب کچھ تنبیہ بتلانا پڑیگا منصرم بھولا جا تا ہی
میخانے کی طرف دوڑا ابھی سے جا کر ایک آنے کا ٹھرا خرید ایک پیسے کے آلو کے کچالو تھوڑے کابلی چنے
دو تین ہری مرچین نمک کی کنکریان لیکر دوڑا ہوا آیا کہا لو ملکہ سامان میخواری حاضر ہی صرصر
ہنس پڑی سر تھام کر کہا اچھے گنوار کے ساتھ تقدیر پھوٹی یہ کہکے جام لبریز کیا کہا لے بیچا تجھے عمرو
سے لڑنا پڑیگا ایک جام تو پی لے انجام بخیر ہو دو قدح نہ کرنا چیسے ہی صرصر نے ہنسکر جام دیا
منصرم جادو نے خوشی خوشی لیا اشعار پڑھکر پی لیا صرصر نے کہا زہر مار زہر مار منصرم نے کہا ملکہ
بڑی تیز شراب ہی رگ و ریشے مین دوڑی دوڑی پھرتی ہی مجھکو تو کوئی آسمان پر لیے جاتا ہی یہ نے
رو سو خداوندون کا جلوہ نظر آتا ہی صرصر نے کہا دوڑ کر اگلی ٹانگ لو منصرم جادو دوڑا دو قدم
چلا تھا کہ لڑکھڑا کے گرا نعرہ ہوا ستم ستر برق فرنگی نعرہ برق فرنگی ہے ستم برق رفتار و خنجر
گذار ستم پیلہ لیکن گران برہزار یہ کہکے سر کاٹ لیا رومال مین سر لیکر بھاگا کہتا ہوا مین بھی حصہ
پایا جنگل مین گیر و دار کی صدا بلند ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من منصرم جادو بود یہان یاقوت
اور حیرت باتین کر رہی ہین کہ صرصر اصلی ٹہلتی ہوئی آئی یاقوت نے کہا ای صرصر کہو تمنے کیا کیا
ہمارا مصاحب کہان گیا صرصر نے کہا حضور کیسا مصاحب یاقوت نے کہا ہمنے منصرم کو تمھارے
ساتھ کیا تھا تم دعوی کر کے گئی تھین کہ عمرو کو گرفتار کرا لاؤنگی صرصر نے کہا مجھ غریب پر تہمت
نہ بیجیے مین تو آج کئی دن کے بعد بارگاہ مین آئی حیرت نے کہا لو ملکہ یاقوت غضب ہوا یہ بھی
کوئی عیار تھا آنکھون مین خاک جھونک کر سامنے سے منصرم کو لگا کے لیگیا یاقوت نے کہا ملکہ تمنے
سیلے نہ کہا حیرت نے کہا مین کیا شہنشاہ بھی تو بیٹھے ہین کسی نے خیال نہ کیا چالاک و قران
نے عیاری کی بھور یہ بھی برابری پر چالاک کی مرتا ہی گھر مین سے آکے ساحر کو بلا کے لیگیا یاقوت
نے پلٹ کر طرف میز کے دیکھا عقاب جو بنا ہوا رکھا تھا اسنے آہ کی اور جلکر رہگیا آواز آئی میرا مالک مارا گیا

لشکر کا انتظام اُسی کے سپرد تھا کچھ جادوگر جو پھرتے ہوئے جنگل مین گئے دیکھا منصرم کا سر کٹا ہوا لاشہ
پڑا ہوا ہی اُٹھا کر سامنے یاقوت کے لائے شور گریہ وزاری بلند ہوا یاقوت نے کہا ای شہنشاہ
اب آپ جا کر اپنی بارگاہ مین بیٹھیے ہم اپنی راے پر انتظام کرینگے اپکی مرتبہ کی میدانداری مین نعرہ زن
کا سحر آبو اور دشمن کش اس جوش و خروش سے ہوگا کہ دشمن اپنی جان سے بیزار ہو جائین دیکھون
اِلی بران کیا کرتی ہین ملکہ یاقوت اپنے لشکر مین مصروف انتظام سحر ہوئی افراسیاب جادو بارگاہ مین
آکر بیٹھنے نہین پایا ہی کہ کوہ عقیق سے دوسرا نامہ آکر پہونچا درشند توسن حصار سے ہوتا ہوا آیا ہی
نامہ افراسیاب نے لیا وہی لقا کا سوال کہ کسی جادوگر کو نہین بھیجا افراسیاب اٹھ کھڑا ہوا ایک
دستک دی بقہر و غضب تمام پکارا اُٹھا ای معذور آدم خوار مع فوج حاضر ہو حیرت نے دیکھا زمین
شق ہوئی ایک ساحر مہیب شکل عجیب و غریب ایک جوان کو پنجے مین پکڑے ہوئے اژدر پر سوار زمین سے
نکلا وہ جوان پنجے مین پھڑک رہا ہی یہ اُسکا گوشت نوچ نوچ کر کھا رہا ہی آکر افراسیاب کو سلام کیا کہا
ای شہنشاہ کیا حکم ہوتا ہی افراسیاب نے کہا ای معذور آدم خوار خدمت خداوند لقا مین جاؤ
دشمنان قدرت کو چیر پھاڑ کر کھا جاؤ عیارون کا خیال رکھنا حمزہ صاحب اسم اعظم ہی اُس سے اپنے
بچانا جہانتک ہوسکیگا ہم اور مدد بھی روانہ کرینگے معذور نے عرض کی غلام کو عذر کیا میری فوج
کیا کم ہی ابھی فوج طلب کرون حضور کے سامنے انتظام ہو جائے یہ کہکر ایک چیخ زور سے ماری دیکھا
زمین شق ہوئی بارہ ہزار اژدر سوار پیدا ہوئے سب نے معذور آدم خوار کو گھیر لیا معذور کو افراسیاب
نے نامہ دیا زبانی بھی کہا قدرت سے عرض کرنا غلام براے قدمبوسی حاضر ہوگا لیکن ای معذور
خبردار غرور نہ کرنا انکسار پر کمر باندھنا بہت احتیاط سے لڑنا اگر قدرت کو تنے بالاے قیطول
پہونچا دیا بڑا مرتبہ پاؤگے مشیر قدرت کہلاؤگے عرض کی حضور ملاحظہ کرینگے یہ کہکر اژدر کو اڑایا
طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے روانہ ہوا اسکو راہ مین چھوڑو وقت پر حال تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان شوکت بیان کوہ عقیق گلزار سلیمانی حال لشکر لقا و صاحبقران پہونچنا معذور کا عین گرمی جنگ مین بر سر کوہ عقیق و آمد لقا بدار زرین پوش و دیگر حالات متعلق داستان خمسہ

پالے صیاد کے اللہ نہ ڈالے بلبل | دشمنون کو نہ کبھی آسکے حوالے بلبل
گل کا گر لطف اٹھانا ہی اٹھائے بلبل | دید گل کے تجھے پڑ جائین گے لالے بلبل

پڑ گئی گر کسی صیاد کے پالے بلبل

نہیں معلوم یہاں جی بھی لگے یا نہ لگے
ہے خزاں فصل بہاری سے چمن میں پہلے
بخدا جان کے پڑ جاتے ہیں لالے پیچھے
بیٹھے گلشن کی ہوا دیکھ لے رہ کے چندے
آشیاں کی تو ابھی طرح نہ ڈالے بلبل

جانا لازم نہیں جب تک نہ مکاں میں ہو مکیں
مجھکو زنہار گوارا نہیں بلبل ہو حزیں
میں تو گلگشت کروں رشک سے وہ ہو غمگیں
بے اجازت میں قدم باغ میں دھرنے کا نہیں
مجھسے دیکھا نہیں جائیگا ملال بلبل

فصل گل میں جو عنادل کو کریگا غمگیں
ہمصفیراں چمن تجھکو کرینگے نفریں
پاس خاطر تجھے لازم ہے مناسب یہ نہیں
دست انداز ہو گل پہ ابھی اے گلچیں
صبر کر صبر ذرا باغ سے جالے بلبل

ایک مدت سے ہے گلزار میں تیرا بستر
صحبت گل بھی میسر ہے تجھے آٹھ پہر
مجھکو افسوس ہے اس بات سے ہوں میں ششدر
کس طرف جائیگی برداشتہ خاطر ہوکر
باغ کیوں کرتی ہے گلچیں کے حوالے بلبل

قید بے رحم سے کر شکر رہائی پائی
ہمصفیروں سے نہ کر شکوۂ بے پروائی
بیخبر انکی دعا تجھکو یہانتک لائی
باغ تک خانۂ صیاد سے اڑ کر آئی
بارے پھر تو نے پر و بال سنبھالے بلبل

پھرتے ہیں گھات میں صیاد کئی پے در پے
شکر کر ہو رہ گلزار اگر خیر سے طے
ہمصفیروں کی نہیں پند سے بہتر کوئی شے
دام میں پھنس کے نکلنا ترا ناممکن ہے
تا بہ مقدور پر و بال ہلالے بلبل

حق بجانب ہے نہیں قول یہ رعنا کا فضول
مختصر کہدیا بہتر نہیں اس بات کا طول
طوطی ہند ہے وہ بات میں جھڑتے ہیں پھول
چہچہے بند کریگا تو ابھی جائیگی بھول
کہدے گلچیں کہ زباں اپنی سنبھالے بلبل

چہرۂ رہروان منازل جانبازی وطے کنندگان جادۂ صحرائے خارستان سرفرازی راہ جنگ وجدل کو

سرفروشان جانباز مرحلے طے کرتے ہین شعر مرصع خیال سخن آفرین وسخن را بہ کرسی نشاندہ تحسین استادان
سخنور نے تحریر فرمایا ہے مصنف لکھ چکا کہ لقا نے ایسی شکست فاش کھائی تھی کہ دروازہ باغ حینا کا بند
کردیا کئی دن باغ سے لقا نہ نکلا صاحبقران زمان نے تادہ کو گھیرا لیکن آب ودانہ نہین بند کیا جب
کئی دن اس رنج وملال مین گزرے سلیمان عنبرین موے کوہی جھلایا کہا یا خداوند در باغ سے
باہر تشریف لیچلیے بارگاہ جہان نما استاد ہو بختیارک نے کہا ای پہلوان دوران اہل اسلام جھلائے
ہوئے مین ایسا نہو قدرت پر دست انداز ہون قدرت کو وہ بندے بہت عزیز ہین قدرت تقدیر
بربادی اہل اسلام نہ کرینگے جفا اٹھائینگے قلعہ بند رہینگے مقابلہ کرنے والا کوئی آجائے تو بارگاہ
جہان نما استاد ہو سلیمان نے کہا میرے نام پر طبل جنگی بجوائیے اب مین نہ مانونگا مجھے بڑا ملال ہے کیسے کیسے
بھائی میرے مارے گئے عزیز دار قتل ہوئے مین نے قدرت کے حکم کی تعمیل کی جب سلیمان نے بہت
کہا بختیارک نے دروازہ کھلوایا بارگاہ گیتی نما استاد ہوئی لقا اگر تخت نخوت پر بیٹھا ذرا جو آرام
ملا پکار اٹھا من چہ تقدیر کردم قدرت دیگر ہین مگر سخت گیر ہین قدرت نے تقدیر کی کہ کل سب باغی
ہاتھ سے سلیمان عنبرین موے کوہی کے مارے جائین ہاتھ سے پہلوان قدرت کے امان نہ پائین
یہ کہکر طبل جنگی بجوایا سلیمان عنبرین موے کوہی تو بھول گیا کہ قدرت نے تقدیر معکوس کی بختیارک
نے کہا ای سلیمان قدرت کی تقدیر پر نہ بھولنا تقدیر قدرت وتدبیر با دولت جب موافق ہو تب کام
چلے مین تدبیر نہین کرتا کوئی اہل اسلام نہین مارا جائیگا لیکن میری کتاب نجومی مین نکلا ہے کہ کل ہنگامہ
عظیم برپا ہوگا صدمہ عظیم اہل اسلام کو پہونچیگا انجام اسکا شکست قدرت کی تقدیر لقا بختیارک
پر بہت خفا ہوا گالیان دینے لگا کہا تجھے تقدیر قدرت مین کیا دخل ہے بختیارک نے کہا میرے دخل کا
حال آپ کا دل خوب جانتا ہے جو کہتا ہون وہی ہوتا ہے لیکن اس لشکر کے لوگ ایسے نالائق ہین کہ معقول
نہین ہوتے آخر مین سر پر ہاتھ دھر کر روتے ہین جواسیسان لشکر اسلام نے جو خبر طبل جنگی کی پائی
خبرین لیکر چلے یہان بادشاہ جمجاہ بارگاہ سلیمانی مین مع سرداران تہمتن جلوہ فرما ہین صاحبقران
زمان فرما رہے ہین کہ یارو کچھ حال طلسم ہوشربا دریافت ہوا اب تو ساحرون کا آنا بھی موقوف
ہوگیا بالکل خبر نہین ملتی جواہر نے کہا حضور جب وہ ساحر آیا تھا سرمست نام اسکی زبانی معلوم ہوا تھا
کہ خواجہ عمرو لوح کی تلاش مین سرگردان ہین حجرہ ہفت بلا کھلا ہے ساحران بے نظیر سے مقابلہ ہے

روز جنگ تازہ آفت و مصیبت کا سامنا ہی مگر قبلہ و کعبہ ثابت قدم ہین کا تنے بڑے بادشاہ سے لڑ رہے ہین
پلک نہین جھپکاتے تیور پر بل نہین ہر وقت لڑائی مین کہ یہ بلا ابھی رد ہو اب حضور جو کوئی آپکا بیلے
اسی خبر کو دریافت کرینگے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے آکر موجود ہوے ہاتھ اٹھا کر دعا و ثنائے بادشاہی بجا لائے قطعہ

کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ
گل رخ تابد چو روشن چراغ
نگین سعادت بنام تو باد
ہمہ کار عالم بکام تو باد

آج بعد کئی دن کے زمرد شاہ باختری داخل بارگاہ گیتی نما ہوا سلیمان
عنبرین موے کوہی نے اپنے نام پر طبل جنگی بجوایا کل اسکا ارادہ ہی کہ معرکہ آراے نبرد ہو ہوشربا کی خبر
حضور نہین ملتی اتنا دریافت ہوا کہ پانچوان حجرہ کھلا ہو استاد نے یہ دریافت کر لیا کہ بدیع الزمان
زندہ ہین صاحبقران نے فرمایا خدا میرے یار وفادار کی آبرو ساحرون کے ہاتھ سے بچائے جس جگہ
مین جا کر اسد غازی پڑ گیا ہی ایسا معرکہ کبھی ہمکو درپیش نہوا خدا اسکی جان بچائے بارہ برس کے
بعد عمرو نے دریافت کیا کہ بدیع الزمان زندہ ہین یارو خیال کرو کہ ایسا بڑا طلسم وسیع ہی عمرو ایسا
ڈھونڈھنے والا اسکو بارہ برس کے بعد پتا ملا قید خانہ دریافت نہین ہوتا ورنہ اتبک عمرو رہا کر لیتا
معبد عظیم ہی رسائی وہانتک دشوار ایرج نوجوان گئے انکا کچھ حال دریافت نہوا اتنا تو تاجرون
کی زبانی سنا تھا کہ راہ مین ایرج نے کئی ملک فتح کیے بڑی شوکت و شان سے جاتا ہی وہ اسد کا
عاشق صادق ہی اسی جواہر نقارخانہ سکندری مین حکم دو نقارہ رزمی بجے جواہر بن عمرو نقارخانہ
سکندری مین آیا قلاۂ چینی و کبابۂ چینی داروغہ نقارخانہ نذرین لیکر سامنے جواہر کے آئے
جواہر نے نذرون پر ہاتھ رکھا چوب اٹھا کر لگائی نظم

ز ناہید مریخ کرد این سوال
جہان را مگر روز آخر رسید
چو بر طبل اسکندر آمد دوال
بگفتا کہ نا طبل اسکندر است
کز آواز او گوش گردون کر است
سرافیل صور قیامت دمید
طبل جنگ بید رنگ بجا لشکر ظفر

اثر مین مشہور ہوا کل کو ہیبان پر دغا سے مقابلہ ہی سلیمان عنبرین موے کوہی نے ارادہ کیا ہی
دیکھین کل فلک کیا رنگ دکھاے غازیان نے کہا یارو کوہی نامرد بودے ہمارے ہاتھون کی
شکستین کھائے ہوے صدہا مرتبہ بھاگ چکے اور میان سلیمان عنبرین موے کوہی کیا کرینگے انشاء اللہ
میدان کے جوانان شیر دل جا بڑینگے دل مین امنگ ہر اک کو آرزوے جنگ ہی چار پہر رات تیاری مین
گذری جبکہ آفتاب عالمتاب بعد رعب و داب چرخ اخضری پر برآمد ہوا اپنے نور سے تمام عالم کو پرنور کیا

لشکر خیل خیل ذیل ذیل قشون قشون طرف میدان کارزار کے چلا صاحبقران مسجد کرباس مین تشریف لائے نماز سحر سے فراغت حاصل کرکے دست دعا بلند کیے عرض کی اے خالق بے نیاز اے رحیم کارساز دشمنون پر مظفر و منصور کرنا آنکھون سے صاحبقران کے آنسو جاری رجوع قلب سے دعا مانگتے ہین ہر مرتبہ یہی دعا ہے کہ تو خالق کبریا ہے راہ جہاد مین ثابت قدم رہون کفاران پر دغا کو پشت نہ دکھاؤن زخم کھانے سے لذت ملے غنچۂ آرزو کھلے تیری راہ کی مصیبت مین باغ باغ رہون خوشی خوشی سے داغ سہون اس اثنا مین مقبل وفادار غلام صاحبقران عالی وقار حاضر ہوا قدمبوسی کرکے عرض کی بادشاہ جمجاہ برآمد ہوا چاہتے ہین حضور تشریف لیچلین صاحبقران نے کنگھے کو بوسہ دیکر سجادے پر رکھا مقبل نے سجادہ لپیٹا صندوق سلاح لایا امیر نے پیراہن بزرگان دین زیب جسم کیا خود حضرت ہود سر پر رکھا زرہ حضرت داؤد کی زیب جسم کی تیغہ صمصام و قمقام نیچۂ سہراب یل تیغۂ عقرب سلیمانی سپر گرشاسپ نوجوان خنجر رستم گرز سام بن نریمان سلاح جنگی ذات برآراستہ کرکے برآمد ہوئے سرداران صف شکن ساتھ ہولیے جلوخانۂ شہنشاہی مین آئے عیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ چرخیون پر کھنچا آمد سلطان گیتی ستان کی ہوئی اول چند طفلان ماہ طلعت مہر صورت لگنے کے لوٹے ہاتھ مین لیے ہوے عود سوز عنبر سوز روشن سامنے سے گذرے اُنکے بعد کہاریان حور پیکر سمن بر غنچہ دہن کبک رفتار شیرین گفتار تخت شہنشاہی لیے ہوے برآمد ہوئین اول مجرا صاحبقران کا ہوا نقیب نے آواز دی قبلۂ عالم سلامت صاحبقران زمان تشریف لاتے ہین بادشاہ جمجاہ نے بہ خندہ پیشانی سینے پر ہاتھ رکھا امیر کے بعد لندھور و مالک و بہرام و جمہور و فرامرز وغیرہ مجرے سے مشرف ہوے شہنشاہ کو گھیر لیا اس جاہ و حشم سے فردوس دشت شہ کی سواری چلی کہیے تو کہ باد بہاری چلی نقارخانۂ سکندری و نقارخانۂ سلیمانی بجتا ہوا روشن چوکی کی صدا بلند بھیرون کے سرون مین تانین مارتے ہوے اشعار دعائیہ گاتے بجاتے صاحبقران میدان کارزار مین تشریف لائے تخت شہنشاہی قلب سپاہ مین مانند دل کے قائم ہوا صاحبقران چالیس قدم آگے بڑھکر بہ مرتبۂ صاحبقرانی زیر سایہ علم اژدہا پیکر جلوہ فرما ہوے صفین جمنے لگین اُدھر سے لشکر لقا و سلیمان عنبرین مو سے کوہی اونچی بنا ہوا گینڈے پر سوار کوہ بالائے کوہ تمام لشکر کو ہیجان آیلا ہوا ہر شخص اپنے دور کا بے گھوڑون پر سوار گینڈون کو اڑاتے ہوے نشان کفر و ضلالت سیاہ شقہ ہاے علم دونون لشکر میدان

کارزار مین پہونچے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین بیلچہ کارون نے پست و بلند زمین کو ہموار کیا
تبرداروں نے نخل کاٹے جھاڑ بان جھنڈیان صاف کین نقیبون نے نقابت کی سلیمان عنبرین موے
کوہی نے گینڈہ صف سے نکالا لقا کو آکر سجدہ کیا دست بستہ عرض کی یا خداوندا اجازت میدان بختیارک
نے کہا اے پہلوان تمہارا میدان مین جانا تو بہت شاق ہے تمہاری وجہ سے قدرت نے یہان رہنے کا ارادہ
کیا جتنے عرصے تک قدرت یہان رہے اتنا کسی زمین کو سرفراز نہین کیا جس ملک مین گئے ہفتے دو ہفتے
مین اسکو تباہ و برباد کیا چلے آئے تمہارے یہان سے اسقدر محبت ہوئی سالہا سال گذرے اب
تمہاری خواہش ہے کہ قدرت چلے جائین جب تو تمنے قصد میدان کارزار کیا اور پہلوانون کو بھیجو
تم میدان کارزار مین نہ جاؤ اندھے کی ایک ہی لاٹھی ہے سلیمان نے جھلا کر کہا ملک جی مین کیا کسی
بابے کمی کا لکھتا ہون آجتک تمنے مجھکو ایسی ایسی باتین کرکے روکا اب تک لڑتا تو بھر تا دشمنون کا خاتمہ
ہو جاتا بختیارک نے کہا ہمین دعا دیجیے ہمنے آپ کو روک روک بچایا ورنہ اب تک بہشت نصیب
ہوتے یا مسلمانون کے قریب ہوتے سلیمان عنبرین موے کوہی نے غصے مین جواب دیا کہ مین آج
ہی لڑائی کا خاتمہ کیے دیتا ہون صاحبقران کو للکارونگا ٹوک کر انھین کو مارونگا بختیارک
پیٹنے لگا کہا اے سلیمان خبردار ایسا ارادہ نہ کرنا اور ہر ایک سے مقابلہ کرو حمزہ ستیزندہ ناگریزندہ
لقب ہے بڑا بندۂ بے ادب ہے اسکے سامنے سے زندہ پلٹنا دشوار ہوگا سلیمان نے کہا ملک جی کیا
حمزہ کے چار ہاتھ ہین جب افسر کو مارا لڑائی فتح ہوگئی پھر کوئی منھ پر نہ چڑھیگا مقابلے کو نہ بڑھیگا
بختیارک سر پیٹتا رہا سلیمان غصے مین ابرو ون پر بل بہ قہر و غضب تمام میدان کارزار مین
پہونچا بختیارک یہان باتین بنا رہا ہے کہتا ہے یارو آج سلیمان نے بڑا قصد کیا اسے کوہیو
تمہین لازم خداوندون کو پکارو کہ تمہارا افسر زندہ واپس آئے حمزہ گستندۂ دلیران قانع ہے
جب اسکی تلوار کھنچی میدان صاف ہے کسی نے آج تک اسکی پشت زمین سے نہین لگائی فنون سپاہگری
مین طاق شہرۂ آفاق یکہ تاز میدان جلالت شہسوار عرصۂ صولت و شوکت کو بھی بختیارک
کو گالیان دے رہے ہین کہتے ہین عجب منافق دورنگی ہے فال بد منھ سے نکالتا ہے ہمارے آقا
کے زور و ضرب سے ابھی آگاہ نہین ہے اتنے بڑے ملک کوہستان کا بادشاہ برسون لڑکر ہوسکا اپنے
نام کا جاری کیا کیسے کیسے سرکشون کو مار الجھن افسر کہتے ہین بختیارک بھی سچ کہتا ہے حقیقت مین

آج تک حمزہ کو کسی سے مغلوب ہوتے نہین دیکھا جب سے لڑا غالب آیا ہمارے آقا نے جو کہا ہر
دہی کرینگے ضرور حمزہ عرب سے لڑینگے سلیمان عنبرین موے کوہی نے فنون سپاہگری دکھا کر آواز
دی ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا رگ کی ہو مجھسے نکلکر مقابلہ کرے خود صاحبقران زمان نکلین
تو احوال معلوم ہویا تو لندہور و مالک وغیرہ پودعون پر ہاتھ ڈالے کھڑے تھے کہ جاکر سلیمان
سے مقابلہ کرین اپ سبھون نے سر جھکا لیے سلیمان عنبرین موے کوہی نام صاحبقران لیکر للکار رہا ہی
اسی نے جواہر بن عمرو سے کہا میدان کو قرق کرو جواہر نے بلندی پر آکر آواز دی ای سرداران
شہمتن و ای غازیان صف شکن صاحبقران زمان میدان کارزار مین تشریف لیجائینگے جواہر نے
بھی آواز دی تمام سردار پیدل ہوے صاحبقران کو گھیر لیا صاحبقران سامنے تخت شہنشاہی کے
آئے سعد بن قباد والا نژاد نے تخت رکھوا دیا عرض کی جدّ عالی تبار عنایت پروردگار سے آپکے
سرداران جانباز و غازیان سرفراز آمادہ حرب و پیکار ہین آپ نہ تکلیف فرمائیے صاحبقران نے فرمایا
ای شہنشاہ لشکر اسلام آپ تو میرے تجربے سے آگاہ ہین وہ میرا نام لیکر پکارتا ہی اجازت میدان
کارزار عنایت فرمائیے تمہارے والد نامدار قباد شہریار نہایت کم سن تھے مغربیون سے مقابلہ پڑا اسکندر
بن ہیکلان عاد مغربی کا بیٹا خلعت عماد اُسکا نام تھا نہایت پہلوان زبردست بختیارک نے
اُسکو بہکایا اُسنے یہ کہکر طبل جنگی بجوایا کہ قباد سے مقابلہ کرونگا تمہاری جدّہ انتہا کی بیقرار تھین
کل اہالیان لشکر میرے قانون کو برا کہتے تھے کہ یہ قانون کیون مقرر کیا ایک ذلیل بادشاہ جلیل کو
پکارے کیونکر وہ نکلے لیکن اُس جنت آرامگاہ نے میرے قانون کو برقرار رکھا اُس دیو خصال کے
مقابلہ مین گئے بقوت پروردگار اُس نابکار کو جہنم واصل کیا پس مین کیونکر رکون مین قانون جاری
کر چکا سب تو پابند ہون مین اپنے حکم کو ترک کرون بادشاہ نے مجبور ہوکر جام کلاہ عفریت مرحمت
فرمایا صاحبقران نے نوش کرکے عادی کو دیا آپ بسم اللہ کرکے پشت اشقر پر سوار ہوے کل لشکر
کے علم جلوہ گری پر آئے طبل سکندری پر چوب پڑی نقارخانۂ سلیمانی بجا شقہ ہاے علم اژدہا پیکر کھلے
اس شوکت شان سے صاحبقران طرف میدان کارزار کے چلے اشقر طرار سے بھرتا ہوا دم سے
جنبر کرتا ہوا مثل باد صرصر جاتا ہر فرد عقل طائر دل مین ہر کہ عجب راہوار ہی تخت ہوا پر آج سلیمان
سوار ہی دیگر شبدیز فکر بھول گیا ڈھنگ چال کا منہ پر باگ کہکشان کی دہانہ ہلال کا ،

راکب نے سانس لی گردہ کو سون روانہ تھا + تار نفس بھی اسکے لیے تازیانہ تھا + سلیمان سے آگے
لگا ور زرق ہوئے سلیمان عنبرین موے کوہی جوان دیو حصال رستم جدال فنون سپاہگری مین طاق
شہرہ آفاق نیزہ اٹھاکر جا پڑا امیر سے نیزہ چلنے لگا برج خاکی سے ستارے چمک رہے ہین گھوڑون
کی گشت سے زمین تھرا رہی ہر پہر کامل نیزہ چلا آخر صاحبقران نے بند صاحبقرانی کا نیزہ مارکر
گھوڑا آڑا دیا سلیمان کے ہاتھ سے نیزہ نکل گیا مثل خط شعاع آسمان پر چمکا مثل تیر شہاب مین پر گرا
چار جانب سے احسنت وآفرین کی صدائین بلند ہوئین سلیمان عنبرین موے کوہی نے تیغ برق
تاب کھینچا بہ تعجیل ہاتھ مارا صاحبقران نے مرکب کو گدگدایا سنطور ہوا زیر بغل جاکر تلوار کو رد کر دونون
بن پڑے تو لپٹ پڑون تلوار چھین کر پھینک دون کمر مین ہاتھ ڈال کے اٹھا لون ولولۂ جرأت مین
جو مرکب بڑھایا وہان پر سوختانہ تھا گھوڑے نے سکندری کھائی گرد اسیر کا سر سے ہٹا خود سر سے
گرا سر برہنہ پر سلیمان عنبرین موے کوہی کا ہاتھ پڑا قریب تھا صاحبقران کے دو ٹکڑے ہون
جلدی مین دستانہ مارا زخم کاری سر پر آیا اتنا بڑا زخم کاری کھاکر صاحبقران نے ہاتھ تیغۂ عقرب
سلیمانی کا مارا سلیمان نے گرد اسیر کا اٹھا دیا سپر کے دو ٹکڑے ہوے وہان سے تلوار گری خود دو لخت
کاٹ کر سر پر جھکی اسی قدر زخم سر پر سلیمان کے بھی آیا سلیمان نے بھی دستانہ مارا سر سے تو تیغہ
نکل گیا لیکن اس زور مین جاتا تھا کہ تڑپ کر تلوار گردن کرگدن پر گری گینڈے کی گردن قلم
ہوئی بس کوہیون نے جانا ہمارا افسر مارا گیا سلیمان شہسوار تھا گینڈا تو زمین پر گرا یہ کود کر الگ
ہوا کوہیون نے گھوڑے بڑھا دیے ہر چند سلیمان نے پکار کر کہا یارو قصد مغلوبہ نہ کرو میری سواری
کو گینڈا بھیجو ستر لاکھ فوج جمی کھڑی تھی کسی نے نہ سنا بلوہ کر کے جا پڑی صاحبقران نے [illegible]
سے زخم سر کو باندھا گھٹا کفر کی جو آتے ہوئے دیکھی نعرہ کر کے تیغ ہلالی کھینچکر جا پڑے نعرۂ صاحبقران
سے امیر عرب ضیغم روزگار + بحکم خدا البتہ شمشیر جاید + یکے تیغ صمصام و قمقام نام + یکے تیغ عقرب
یکے ذوالجام + بدین کافران از جہان پاک کرد + سرکشان جملہ درخاک کرد + ادھر سے
دارائے ہند لندھور بن سعدان جانشین صاحبقران فوج ہندوستان ساتھ لیکر
بڑھے ہندیان جلالت شعار سرداران نامدار تلوارین کھینچکر جا پڑے لندھور نے بھی نعرہ کیا سے
جزیرہ ہاے دریا را گرفتم تا ہندوستان + اگر نامم نمی دانی منم لندھور بن سعدان + انکے سردار جلالت آثار

دونون فرزندان نامدار ارشیون پر نیزاد و فرہاد خان یکہ ضربی پہلوانان زبردست ہمعصر
لندھور تلوارین کھینچ لشکر کوہیان پر جا پڑے ہندیون کی لڑائی شمشیر زنی مین بیباک لڑائی مین
چست و چالاک ململ کے انگرکھون پر تلوارین کھا رہے ہین جرأت جلالت دکھا رہے ہین منھ پر تلوار کے
جا پڑے ہنس ہنس کے لڑ رہے ہین دوسری جانب سے سپہ سالار دست حبیب کا نعرہ ہوا منم مالک اژدر
و صاحب نیزۂ دو سر غلام نبی و چاکر حیدر نعرۂ مالک سے منم مالک اژدر خشمگین + سپہدار در لشکر اہل
دین + تمام عرب خود و زرہ سے آراستہ جوانان عالیمقدار اسی ہزار نیزہ دار گھوڑون پر جا پڑے
نیزے چلنے لگے ایک جانب سے طنبور گڑگڑا یا بگل بجا نعرہ ہوا منم رستم بیلتن و پیلتن کشندۂ قوی ہیکل
دو دیل ہندی علمشاہ نوجوان فرزند رشید صاحبقران نعرہ رستم سے علمشاہ رومی شہ فیل زور +
کہ بہ تخت مرزوق افگند شور + گورون کی پلٹنین قواعد سے آگاہ جمی ہوئی سپاہی وردیان عمدہ پہنے ہوئے
جا پڑے لیکن قواعد سے اپنے لڑ رہے ہین جب تیر چلے افسر نے بولی بولی سب لیٹ گئے وار گرد دشمن
کے یون خالی دیا اب جو اُٹھے سنگینین بگڑ کر جا پڑے ہزارون کو مارا ایک طرف سے شہنشاہ چین
و ماچین اسی ہزار چینیون سے جا پڑا نعرہ کیا نعرۂ بہرام سے منم گرد بہرام خاقان چین + کہ از
ہیبت من بلرزد زمین + یہ بھی لڑنے لگے دست حبیب کی طرف سے شاہزادہ ملک طرطوس جمہور تیرزن
نعرہ کرکے جا پڑا نعرۂ جمہور سے نامم شدہ در سلک جوانان تہمتن + جمہور جہان سوز شہنشاہ تیرزن + ایک
طرف سے نعرہ ہوا منم صفدر و صف شکن شاہزادہ ہاشم تیغ زن نعرۂ ہاشم سے منم شیر صولت پیل افگن
شکن + شہ نامور ہاشم تیغ زن + ایک جانب سے چراغ بزم صاحبقرانی اسفندیار گیلانی نے نعرہ کیا
نعرۂ اسفندیار سے چو اسفندیارم شہ نامدار + شدہ در جہان نامم اسفندیار + ایک جانب سے
رستم سرزمین مغرب فرامرز بن عاد مغربی نے نعرہ کیا بڑے زور و شور سے میدان مین آیا

جہان پہلوانم یل نامدار | بمیبر خوانندۂ شاہ اشقر سوار | بمیدان جنگاہ رستم نژاد
شہنشاہ مغرب فرامرز عاد | یہ سب سردار نعرے کرکے جا پڑے کہ طبل سکندری پر چوب پڑی نقارۂ

سلیمانی بجا بادشاہ لشکر اسلام کا نعرہ ہوا نعرۂ سعد بن قباد سے | منم شاہ شاہان فریدون حشم
بہار گلستان کاؤس و جم | چراغ شبستان صاحبقران | فروزندۂ تاج و تخت کیان
منم سعد فرزند قباد بادشاہ | شہنشاہ اسلام عالم پناہ | دونون لشکر خوب لڑے ہزارہا

لاشہ گرا امیر زخمی ہوئے سلیمان عنبرین ہوئے کوہی بھی زخمی ہوکر بیہوش ہو گیا کوہیون نے ہودار
پہ سوار کر لیا دو سپہ سالار ایکے منصور زاغ چشم خرس دندان و ناصر زاغ چشم خرس دندان تو جون
کو لڑوا رہے ہیں فوج لقا سجانی و باختری یہ لوگ ہمیشہ دور سے لیا لیا کرتے ہیں جان کے بچانے
پہ مرتے ہیں بھاگنے کی شرم نہیں جانبازی پر گرم نہیں بلوہ کرتے ہیں جہان کوئی سردار اسلام انکی صف
پر آیا یا خداوند یا خداوند کہتے ہوئے ہٹ آتے ہیں ہر طرح جان بچاتے ہیں لیکن صاحبقران زمان
اسی زخمداری میں دریاے خون میں نہاتے ہوئے مصروف جنگ ہیں دریاے لشکر میں غوطہ مارا نہنگانہ و
پلنگانہ لڑ رہے ہیں پرے کے پرے درہم و برہم کر دیے بادشاہ جمجاہ نے اتنے ہی سات سو نامدار اگرچہ بڑی
صولت و شوکت سے لشکر لقا پر آپڑے جب وار کیے سات سو تاجدار کی تلوار چلی سات سو سر اُٹھا خون
کا ایک مرتبہ بلند ہوا سات سو لقا پرست ایک مرتبہ واصل جہنم ہوئے پرے کے پرے درہم و برہم ہوئے فوج
لقا نے شکست کھائی بادشاہ طرف تخت لقا کے بڑھے اُسکے تخت کے آگے پہلوان جمع ہوئے لڑ رہے تھے
بادشاہ نے اگر ضیغم خون آشام کو لوٹا ضیغم ہمیشہ کا زخم نصیب نام سے لڑائی کے ڈرتا ہے لیکن بختیارک
نے آواز دی اے خالو سے قدرت قدرت تقدیر فرماتے ہیں بادشاہ کو قتل کر ضیغم جھروے پر تقدیر کے
جا پڑا بادشاہ پر ہاتھ مارا بادشاہ نے تیغہ قمقام پر وار اُسکا کاٹا جواب میں ہاتھ مارا سر ضیغم
زخمی ہوا ور باد صفت زخم کھا کر بھاگا لقا کو برا بھلا کہتا ہوا کمبخت ہمیشہ میرے واسطے برائی چاہتا ہے
تقدیر شکست کرتا ہے ضیغم کا زخمی ہونا پرا لوٹا باختریون کا جی چھوٹا بادشاہ لڑتے ہوئے قریب تخت لقا
پہونچے لقا نے آواز دی اے بندۂ مغضوب خبردار قدرت کے قریب نہ آنا بادشاہ غصے میں تھے مگر
سنے تیرے قریب ہوتے پہونچے لقا نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے خالی دیا سر اُسی نے خود سر کا جھکا اور پر
سے بادشاہ نے ہاتھ مارا افوہ قدرت شگافتہ ہوا غل مچانے لگا اے بندگان من دیدی قدرت را قدرت
کو بچاؤ یہ بندہ بے ادب نہیں مانتا بہت سے پہلوان آ ٹوٹے فیلبان نے ہاتھی ہٹایا اُدھر لندھور
و مالک نے منصور کوہی کو زخمی کیا لشکر لقا نے فرار برقرار کیا کوہی بھی بھاگے بادشاہ تعقب لقا
کرتے ہوئے جاتے ہیں اس خیال سے کہ آج اس بھگوڑے کو پکڑ لون ایک جانب سے نعرۂ شیر کی
آواز آئی گل گلزار خلیل الرحمان نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ لشکر نمرود بے ایمان
صاحبقران بن صاحبقران شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان مع اپنے سرداران نامی لڑنے

ہوئے الغرض تھے وہین سے نعرہ کیا نعرہ نور الدہر سے نظیر حمزہ صاحبقران بہ حشم و بہ قہر شہ ستارہ
حشم شاہزادہ نور الدہر ایک جانب سے سرداران نور الدہر ٹوٹ پڑے ہژبر بیشۂ دلیگان صاحب طور
گران صف شکن و صفدر طہماس بن عنقویل و دیو پرور و شہسواران ماہ منظر و دراج در و در گرگ
وزر اب خان و سہیل ستارہ چشم و کیوان انجم سپاہ ان سردارون نے جو اس مقام پر جم کر
شمشیر زنی کی لقا دریائے خون مین نہایا ہوا ہاتھی سے لوٹ پڑا پیدل بھاگا غل مچاتا ہوا ای بندگان
ن قدرت کو بچاؤ کوہیون نے بڑھکر دم شمشیر سے گلے ملا دیے سرداران صاحبقران نے طبقے
زمین کے ہلا دیے لقا کا قصد ہوا باغ مینا مین بھاگ جاؤن سرداران نور الدہر اگر خندق پر
جم گئے کہ اگر ادہر آئے تو بھیا کو پکڑ لین اب لقا مثل صید خائف نہ روئے زمین نہ راہ ماندن کبھی چلاتا ہے
کبھی پہلوانون کو پکارتا ہے یارو دوڑو قدرت کو بچاؤ اسوقت جانبازی نہ کروگے تو قدرت سبکو سنگ سیاہ
کر دیگی بختیارک خچرہ دوڑاتا پھرتا ہے پہلوانون کے نام لیکر پکار رہا ہے ارے یارو اسوقت قدرت
پر جو اس ہین اگر سینہ سپر کرو قدرت کے سبب سے تم سبکی آبرو ہے ورنہ گلی گلی کی ٹھوکرین کھاؤگے
ایکہی لڑائی مین ہاتھ سے فرزندان حمزہ کے مارے جاؤگے کبھی تیراندازون کو لاتا ہے گوشہ پکڑ کر انکو
لڑواتا ہے جب کوئی سردار آپڑا تیرانداز بجائے حملہ کے بھاگے سہم گئے گوشہ گیر ہونے پر مرتے ہین بیشتر زیادہ
بھاگ گئے ہین لشکر لقا کی یہ کیفیت ہے اہل اسلام کی صف شکنی صفدری آج لاکھون لقا پرست مارا گیا ہے شکست
فاش ہے بھاگنے کی تلاش ہے یکایک آسمان پر ایک ابر سیاہ اٹھا اس ابر سے رعد کی گرج برق کی چمک
صداہائے مہیب آنے لگین وہ ابر قریب لشکر لقا آکر شق ہوا دیکھا سب نے ایک ساحر سیہ فام بد انجام
تخت پر سوار پشت پر ساٹھ ہزار ساحران غدار وہ پکار پکار پوچھتا ہے یارو جاگتی جوت کے خداوند کہان
ہین منم سحر دور آدم خوار طلسم ہوشربا سے آیا ہون فرمان شہنشاہ طلسم لایا ہون بختیارک نے بہ تعجیل
تمام لقا کو ایک گھوڑے پر سوار کیا سوار اس مرکب کا مارا گیا تھا گھوڑا بھی ملوگا اڑے سے مونھ پھیرے
نکلے ہوئے سب عیوب سے معمور شب کور کرنہ لنگ اپنی زندگی سے تنگ اگر کسی درخت کے نیچے تہا پڑا
دیکھا اسی مقام پر بیٹھ گیا دانے کا کبھی نام نہ سنا نیز بخت کو گھانس کہان نصیب تیز رفتاری سے
محروم بد نصیبی سے قریب لقا نے غنیمت جانا اسی پر سوار ہو بیٹھا بختیارک نے تاج بھی سر پر رکھدیا
کہا قدرت گھوڑے کو مہمیز کرو اسوقت تو تقدیر معقول ہوئی ہوشربا سے ساحر آگیا لقا کو آراستہ کرکے

بختیارک دوڑا معذور آدم خوار کے پاس آیا کہا کیون ای معذور تجھے بے ادب ہو
قدرت نے تقدیر کرکے اپنی خوشی سے شکست کھائی آخر جسواسطے آئے ہو وہ کام نہین کرتے مسلمانون
کو مار لو سحر کرو معذور نے کہا صرف اتنا عذر ہے کہ جمال قدرت دیکھون زیارت سے مشرف ہون بختیارک
نے کہا اسوقت قدرت کو انتشار ہے زیارت بیکار ہے فرق قدرت زخمی ہو چکا قدرت کا خون زمین پر
گرا لشکر مسلمانان کو شکست دو طرہ پیغمبری دلوائین گے قدرت سے بآبرو ملوائین گے یہ سنتے ہی
معذور آدم خوار نے ساحرون کو آواز دی ہان یارو سحر کرو دشمنون کو مار لو اب تو یہ بجیا جست
کرکے اک غول مین آیا اک جوان نے اسکو نیزہ مارا اسنے سحر کیا اس جوان کے ہاتھ پانون بیکار ہوے
اس جلاد نے ٹانگین پکڑ کر چیر ڈالا گوشت کو کھانے لگا ساتھ والون نے کوسے ترنج نارنج سنبھالے
سحر جو پڑھ پڑھ کر پھینکے لشکر اسلام مین ہنگامہ ہوا کئی ہزار آدمی بیہوش ہو کر گرے ساحرون نے آتش
سحر سے ہزارون کو جلا دیا لشکر صاحبقران درہم و برہم ہجوم لشکر غم و الم عیاران اسلام نے جو یہ معرکہ
دیکھا کہ لشکر ساحران آپڑا جواہر بن عمرو نے زنفیل بجائی ایک لاکھ چوراسی ہزار بیک بجہ زنفیل پر اپنے
افسر کی ہر مقام سے دوڑ پڑے مرشدزادے مرشدزادے کہتے ہوے سامنے آئے جواہر نے آواز دی
یارو غضب ہوا عین گرمی جنگ مین لشکر ساحران آگیا افسر انکا ساحر ناہنجار بدکردار آدم خوار کئی کو
چیر پھاڑ کر کھا چکا بلانوش ہے اسکا پیٹ نہین بھرتا یہ وقت جانبازی و سرفروشی ہے لشکر ساحران کو تلو
روکو یہ کہکر جواہر نے حقہ آتشبازی کمر سے نکالا کسی نے چرخی نکالی کسی نے جنگی بان پر ہاتھ ڈالا کسی نے
چھچھوندر چھوڑی کسی نے انار داغ کر پھینک مارا لشکر ساحران پر آگ برسا دی کئی سو بیک بجہ بھی سحر
مین پھنسکر مارا گیا عیارون نے یہ تدبیر کی ہے ایک عیار نے بڑھکر ساحر کو ٹوکا اگر اسکا حقہ جل گیا تو آنکھ
ملتے ملتے مار لیا اگر سحر ساحر کا تقدم ہوا عیار جب رال تھکڑا کر گر پڑا دوسرے عیار نے لپٹ کے اسکو خنجر
مارا شکم چاک قصہ پاک وہ زمین پر تڑپا یہ جست کرکے ایک جانب نکل گیا دو ہزار عیار قتل ہوے آٹھ ہزار
جادوگر جلا دیے کسی کو حلقہ کمند سے مارا کہین حباب بیہوشی چل گیا تیغے کے ہاتھ چل رہے ہین برق
جہندہ بنکر عیار اڑ رہے ہین لیکن معذور آدم خوار نے پرے کے پرے درہم و برہم کر دیے کئی سردارون
کو چیر کر کھا گیا لشکر اسلام کے پیر اکھڑ گئے جب یہ بجیا گولہ پھینکتا ہے دو دو ہزار ایک ایک سحر مین بیکار
ہوتے ہین نمازیان دلاور اپنی مجبوری پر گریہ و زاری کرتے ہین مگر تلوار کی لڑائی کے دھن مین بھلا

یہ سحر کا کیونکر جواب دے سکتے ہین جب ساحر سامنے آیا اُسنے چاہا سحر کرون یہ دوڑ کے لپٹ پڑے الکھیڑ کر مارا استخوان اُسکے ٹکڑے ٹکڑے ہوے چھاتی پر چڑھکر سر کھینچ لیا صاحبقران زمان جو کوسون سے لڑے اسقدر زخمی ہوے تلوار قبضے سے نکل جاتی ہے اُس ہنگامے مین مقبل دوڑا بدحواس قریب صاحبقران آیا دیکھا صاحبقران اشقر پر سوار اتنا کے زخمدار آنکھین بند دل دردمند جھوم رہے ہین مقبل نے شانہ پکڑ کے ہلایا صاحبقران نے آنکھین کھولدین مقبل نے عرض کی اے شہریار ایک ساحر غدار فرستادہ افراسیاب نابکار عین وقت پر آیا لشکر حضور کا ہٹ آیا جلد اسم اعظم پڑھیے آج تو لقا کو شکست فاش دی تھی تقدیر پلٹ گئی عین وقت پر ساحر پہونچے حضور بنکر لڑائی بگڑ گئی لقا کی تقدیر لڑ گئی صاحبقران نے ٹھنڈی سانس بھر کر فرمایا اے مقبل کیا کہون زبان مین لکنت ہے کیونکر اسم اعظم پڑھون مرکب تیز رفتار کی تعین کرتا اُسپر بھی صدہا تیر پڑے ہین مثل خار صحرا جسم مین بھی اس لیے زبان لگ گئے مین قبضے سے تلوار نکل جاتی ہے فرط زخمداری سے طبیعت گھبراتی ہے جو منظور خدا کیا چارہ ہے دنیا بالقضا اگر موت قریب آگئی کون بچائیگا وہی معین و مددگار کام آئیگا یہ کہکر سر اُٹھایا دیکھا اہالیان لشکر ہمارے پراگندہ خاطر گھوڑے بدلگامیان کر رہے ہین بے درہم و برہم پیادے سوار پیدل اپنی جان بیکل کوتل گھوڑے مارے مارے پھرتے ہین بوجہ سحر ساحران جابجا گرتے ہین معذور آدم خوار نے جب دیکھا کہ آٹھ ہزار جادوگر مارے جاچکے نرغہ کرکے چار ہزار کو اپنی پشت پر لیا سحر کرتا ہوا چلا اب لشکر لقا بھی دلیر ہوا نیزے تلوارین پکڑکے جا پڑے جن لوگون کے ہاتھ پاؤن بیکار ہوگئے تھے اُن بیکسون کو بے بدعت قتل کرتے ہین اُنکے ہاتھ پاؤن سحر سے بیکار ملازمان لقا مغرور ناہنجار سنگدل جاہل قابو پاکر نشۂ کبر و نخوت سے ست قابو جو پاگئے چڑھتے چلے جاتے ہین کنارے تک لشکر صاحبقران کے آٹھ ہزار کے قریب بہادر جانبازی کرکے ساحرون سے لڑا جب ہاتھ پاؤن بیکار ہوے مجبور و ناچار ہوے ہٹتے چلے آتے ہین اُسپر بھی جرأت دکھاتے ہین ذرا بھی ہاتھ پاؤن مین طاقت پائی ساحر پر جا پڑے خنجر سے مارا پلٹ گئے عوض تلوار کے گھونسا چل رہا ہے قرولیان کھینچ گئین جب معذور نے بڑھکر سحر کیا گھوڑے لیکر بھاگے مرکبون پر کوڑا کرتے مین گھوڑا بھی ناچار زمین تپ رہی ہے سُم جلے جاتے ہین یہ حال پر ملال جو صاحبقران نے دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا بمشکل اسم اعظم کو پڑھکر دو چار ساحرون کو بڑھکر مارا معذور آدم خوار نے افراسیاب سے سُنا تھا کہ حمزہ مالک اسم اعظم الہی مورد فیوض

نا متناہی ہے اب جو اُسنے دیکھا کہ کل سحر بیکار ہوئے سمجھا یہ وہی جوان ہے فوراً گینڈے سے کود ا
جھولی سے ایک چراغدان نکالا چار بتیاں روشن کردیں اُسکی ضو سے صدہا بیہوش ہوگئے گرے صاحبقران
کی زبان میں زیادہ لکنت ہوئی اسم اعظم فراموش دریائے حیرت کا جوش سر ہرنے زمین پر رکھدیا غش
آنے لگا قالب تڑپا دل پھڑکا معذور چراغ روشن کرکے پکارتا ہوا بڑھا لو یارو میں نے چراغ جمشیدی
روشن کردیا چراغ عقل مسلمانان گل ہوا شمع حیات سبکی جھلملا رہی ہے اب بڑھ کر سبکو مار لو ملازمان حمزہ
بے قابو میں یہ صدا سنا کو ہی نیزے لیکر بڑھے باختریون کے بیچ پرے جم گئے بادشاہ لشکر و افسران فوج
نے جو یہ قیامت دیکھی یقین مرگ ہوا بادشاہ نے تاج سر سے اتار محتاج بدرگاہ قاضی الحاجات ہوکر پکار
اُٹھے اے دادرس بیکسان اے کریم کارساز اسوقت بیکسی و بےبسی میں سوائے تیرے کون معین و مددگار ہے
بلائے سحر ساحران سے بچائیے **فرد** بادشاہا تو کریمی و رحیمی و غفور ۔ دست ما گیر کہ درماندہ بے بال و پریم
آج گلزار ابراہیم پر خزان آئی نخل حیات سب کے قلم ہوتے ہیں گلون نے گریبان چاک کیے طفلان غنچہ
مرجھا گئے ایک جھونکے نے باد خزان کے یہ رنگ دکھلائے **قطعہ**

بر حال من خستہ و دل ریش نگر	ہر چند نیم لائق بخشایش تو	شاہا ز کرم بر من درویش نگر بر من منگر بر کرم خویش نگر

ملکہ کے جو سرداران نامی نے دعائی نمازی پاک طینت مجاہد تہور شعار نماز گزار پابند امر پروردگار فوراً نیر
دعا ہدف مراد پر پہونچا دعا قبول ہوئی سعادت حصول ہوئی آسمان سے نوبت نقارے کی آواز آئی
اتفاق قضا و قدر بحکم حاکم بحر و بر لقا بدار زرین پوش تخت پر سوار فوج دیوان ہمراہ بعد عز و جاہ
برائے شکار جاتا تھا باز سفید سر پر سایہ فگن گرد سرداران صف شکن ناگاہ عیار کی نگاہ پڑی صدا آئے
ہوئے دلیران بلند ہر ایک لقا پرست خوشنود و خرسند ہے عرض کی اے صاحبقران زمان ذرا مصیبت
صاحبقران اعظم کو ملاحظہ فرمائیے تمام لشکر پامال ہو رہا ہے دل انکی مصیبت پر رو رہا ہے لقا بدار نے جو ملاحظہ
کیا کہ صاحبقران اعظم کو بوجہ زخمداری جان نثاران لشکر نے ہوادار پر سوار کرلیا ہے بادشاہ و ہمجاہ دریائے
خون میں نہائے ہوئے پشت مرکب خنگ سیاہ قیطاس پر گرد نامداران نامور لاشے ہزارہا تڑپتے ہوئے ہیں
لشکر لقا سے صدائے تکبیر و بہ بند بلند ہے ایک ساحر خوک پیکر اسباب سحر ہاتھ میں لیے ہوئے چار ہزار ساحر
پشت پر سحر کرتا ہوا آتا ہے زمین و زمان پر آشوب گوٹے پڑے ہیں دریائے سحر جوش میں ہر ہر خوشہ
ہوش میں ہے لقا ایک گینڈے پر سوار تیغ برق تاب چمکاتا پھرتا ہے آواز دے رہا ہے اے بندگان من

ویدی قدرت مراسن جبہ تقدیر گردم نقابدار زرین پوش یہ رنگ دیکھکر بدحواس ہوگیا بہ تعجیل تمام بہ پشت
مرکب سہ چشمی پر سوار ہوا باز سفید بڑھکر سر پر آیا مثل عاشق صادق صورت نقابدار کی دیکھتا ہی پروانہ وار
گرد شمع جمال نقابدار عالی مقدار پھر رہا ہی نئی بات ہی طائر کو یہ محبت دیکھکر ہوش اُڑتے ہین طائر وہم و
خیال کو بھی یہ محبت نہوگی منقار کھولے ہوے کبھی پرون کا سایہ کرتا ہی کبھی گرد پھیر کر دم محبت کا بھرتا ہی
نقابدار نے فوراً فوج دیوان کو اشارہ کیا خبردار تم مین سے کوئی شریک جنگ نہو اکثر تحریر ہوا ہی
دیوزادون کا یہ طریقہ ہی سرداران نقابدار کو کاندھے پر سوار کیے رہتے ہین مرکب ان سردارون کے
زیر بغل جب وقت آیا دیوزادون نے مرکب بغل سے زمین پر رکھا سردار کاندھے سے اُچک کر بہ پشت
مرکب پر آیا دیو طرف صحرا کے بھاگا سردار شریک جنگ ہوا نقابدار مرکب سہ چشمی پر سوار ہوکر نعرہ کرکے
گرا مجمع ساحران پر جا پڑا بادشاہ نے دیکھا نقابدار زرین پوش اسم اعظم الٰہی پڑھ رہا ہی جس کسی نے
نقابدار پہ سحر کیا وہ سحر الٹا پلٹ کر اُسی پر پڑتا ہی باز عجب طرح کے کام کر رہا ہی لڑائی مین بھی خیر خواہی سے
باز نہین آتا ہی ہر ایک ساحر پر عکس ڈالتا پھرتا ہی اُسکے عکس سے ساحر کو سحر فراموش ہوتا ہی سحر کے حربے
ہاتھ سے گرے جاتے ہین بادشاہ کو تعجب ہی فرماتے ہین نقابدار کا باز بھی براے شکار طائران روح
ساحران صیاد ہی صاحب بیداد ہی دیکھو عکس ڈالتا پھرتا ہی نقابدار کو بچاتا ہی جو حربہ سحر کا نقابدار
پر آیا باز نے بڑھکر روکا اُسپر پر مار دیا گولہ شکست ہوجاتا ہی اور رائی سرسون کے دانے جل جانے مین
صف ساحران مین ہنگامہ پڑ گیا فریاد و فریاد کی صدائین دینے لگے معذور آدم خوار بڑے قدو قامت کا
انسان ہی صاف ظاہر ہی کہ دیو مہیب کر گدن مست پر سوار ہاتھ مین تیغہ آبدار جسکو قتل کیا دانتون سے
اُسکا گوشت نوچنے لگا کسی کو تیغہ مارا کسی کو زبانی للکارا صد ہا پر سحر کرتا ہی نقابدار نے دور سے للکارا
کہ او بیحیا آدم خوار مردان عالم سے آنکھ چار کر پھیر آکر وار کر معذور آدم خوار پلٹا دور سے گولہ سحر کا
مارا نقابدار نے اسم اعظم پڑھا باز نے اپنا سایہ ڈالا گولہ پھٹکر زمین مین گرا معذور گھبرا گیا کہ مجھکو
سحر نے بھی معذور کیا خداوند سامری نے کچھ قصور کیا یہ سوچکر بہت سے ماش کے دانے اُس بدباطن
نے پھینکے نقابدار دانائے روزگار فوراً اسم اعظم پڑھنے لگا ماش کے دانے گرد تصدق ہوکر گرے
جو فروش گندم نما کا مکر نہ چلا تیغہ کھینچکر دوڑا للکار کر نعرہ کیا او نقابدار تو بھی کوئی شعبدہ باز ہی ظاہر ہوا
مجھا سحر ساز ہی یہ تیغہ سحر ساختہ سامری ہی اسکے جوہرون مین افسونگری بھری ہی اسکی باڑھ سے دریا گھٹا ہی

اسی کی ابرابری سے دن کٹتا ہے اگر پہاڑ بھی مارون تا بہ بیخ کاٹون لاف وگزاف کرتا ہوا قریب لقابدار
پہونچا چلے تیغہ چمکایا لقابدار نے بآواز بلند اسم اعظم الٰہی پڑھا اس فصاحت وبلاغت سے الفاظ ادا کیے
طائران صحرا مست ہو گئے عرب جھومنے لگے کہتے تھے صاحبو فصاحت کا اسکی زبان پر خاتمہ ہے ہر ایک
الفاظ اسقدر صحیح و رنگین بلیغ و فصیح ہے جب معذور نے تیغہ چمکایا ہزارہا شعلہ آتش بھڑک کر لقابدار پر آئے
اس دریادل پر آگ نے تاثیر نہ کی ابر و دار نے شعلہ ہائے آتش کو بجھا دیا کئی مرتبہ معذور نے تیغہ چمکایا
یہی مقصد ہے کہ دور سے جوہر دکھاؤن قریب لقابدار نجاؤن لقابدار نے مرکب سبک جستی کو چمکایا لغزہ کیا
او نامرد دور سے تیغہ چمکاتا ہے جوہر نامردی دکھاتا ہے تجھ پہ مردان عالم کے نہین آتا ہم تو سامنے تیرے
سینہ سپر ہین معذور نے کئی سحر پڑھے خبردار لیکر تیغہ سحر کا وار کیا لقابدار نے تیغہ برق مثال
بیگانہ تھا صد ہا چہریان کٹاریان گرین لقابدار پر بوجہ اسم اعظم کے تاثیر نہوئی اب لقابدار نے وار روک کر
آواز دی او شعبدہ باز او نیرنگ ساز فرد تو نزنے زدی ضرب من نوش کن ہمہ شادی از دل فراموش کن
یہ کہکے مرکب چمکایا گھوڑے نے دونون ٹاپین سنگ پر گینڈے کے رکھدین بقوت تمام لقابدار نے تیغہ برق
مثال کا ہاتھ مارا معذور مغرور نے گردا سپر کا چہرے کی پناہ کیا تیغہ برق مثال جو تڑپ کر گرا سپر سحر کے
دو ٹکڑے ہوئے چاہا سحر کرکے بھاگ جاؤن اجل دامنگیر ہونے کی اپنے خود نیز کی سر کو بڑھا دیا جانتا تھا
میرے سر پر تلوار تاثیر نکر گئی روئین تن بھی ہے وہ تیغہ خارا شگاف جو گرا سر کٹے اور جبڑے کو کاٹ کر
صندوق سینہ سے نکل گیا سوار کو کاٹ کر زین کو تراشا مع گینڈے چار ٹکڑے ہوئے معذور آدم خوار
کام ناکرہ آندھی سیاہ اٹھی تمام صحرا تاریک ہوگیا آوازہائے مہیب آنے لگین بیرون نے بہت تدبیر کی کچھ
نہوسکا آواز دی کشتی مرا نام من معذور آدم خوار بود ساحران غدار پر لقابدار جا پڑا جادوگرون نے
دیکھا ہمارا سحر تاثیر نہین کرتا باز نے جھپٹ جھپٹ کر سب کے ہوش اڑا دیے عکس ذوالکر صد ہا ساحر جلا دیے
پرون سے چنگاریان نکل رہی ہین آخر ساحرون نے ناچار ہوکر لاشہ معذور آدم خوار اٹھایا
روتے پیٹتے طرف طلسم ہوش ربا کے بھاگے اب لقابدار طرف لشکر لقا کے پلٹا یہان لندھور و
مالک وغیرہ نے جو سحر سے نجات پائی نعرہ کرکے بڑھے کوہیون پر جا پڑے بختیارک نے آواز دی
یا خداوند یہ تقدیر کو کہان سے ہوئی لقا نے کہا آدم خوار کا رکھنا قدرت نے مناسب نجانا ہمارے
سامنے ہمارے بندون کا گوشت کھا گیا قدرت کو بھی غصہ آگیا لقابدار بھی ہمارا بندۂ خاص ہے

اسکو بڑا بر قوت کیا بختیارک نے کہا اب تقدیر گریز کیجیے ورنہ نقابدار کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی
حمزہ نامدار کو آپ کے حال پر رحم آجاتا ہی اس جوان کے تیور بد ہین آتے ہی قتل کریگا لقا نے کہا قدرت
نے نوے برس پیشتر یہی تقدیر کی بجتی طبل بازگشت بجے اس نقابدار سے قدرت مقابلہ نکرینگے فرشتون سے
کہکر جہنم مین بھجوا دینگے طبل بازگشت پر چوب پڑی نقابدار نے تلوار روکی لقا شکست خوردہ پلٹا
نقابدار ٹھہر گیا اپنے ایلیان لشکر کو حکم دیا لشکر صاحبقران کے زخمیون کو اٹھوایا اپنے ہاتھ سے ٹانکے
دیے اسباب لشکر لقا لوٹا پکار کر مقبل کو حکم دیا اے مقبل یہ مال اٹھوا لیجاؤ تمھارے لشکر کے سپاہیون
کا حق ہی جب انتہا کا ہنگامہ ہوا صاحبقران نے آنکھ کھولی نقابدار زرین پوش نے آکر سلام کیا صاحبقران نے
دعاے جان درازی دی نقابدار گھوڑے سے کود پڑا ہوادار کے ہمراہ پیدل چلا صاحبقران نے فرمایا اے
نقابدار زرین پوش مجھکو تکلیف ہوتی ہی نقابدار نے بہ فصاحت جواب دیا میری سعادت ہی ماشاء اللہ حضور
جرأت کا جامہ آپ کے جسم کے واسطے قطع ہوا کس زخمداری مین آپ لڑے صاحبقران نے فرمایا بھائی تمھارا
احسان ہوا عرض کی احسان کیسا آج مجھکو سعادت دارین حاصل ہوئی قتل کافران سے تسکین دل ہوئی
صاحبقران کے ساتھ ساتھ بارگاہ سلیمانی مین آیا اپنے ہاتھ سے صاحبقران مین ٹانکے لگائے صاحبقران
اٹھکر دنگل شوکت پر جلوہ فرما ہوے پہلو مین نقابدار کو جگہ دی اسباب عیش و نشاط مہیا ہوا رقاصان
پری چہرہ آکر حاضر ہوئین رقص شروع ہوا آفتاب عیش و عشرت کا طلوع ہوا اس مہ جبین نے یہ غزل
گائی غزل بموجب مقام ہذا

آنکھین تری آفت کی ہین اے غنچہ دہن شوخ
گھونگھٹ ہی مین ہوجاتی ہی معلوم پھبن شوخ
دربار مین بہت ہاتھ نہین لگتی ہی لیکن
آہوے دل قہر مین اطفال وطن شوخ
خوشرنگ ہین جیسے وہ عقیق لب رنگین
انجم فلک سے بھی سوا ہین یہ ہرن شوخ
اس سرو خرامان کی ادا نے ہین بہت چال
اے طفل مین تجھسے بھی زیادہ یہ ہرن شوخ
ان شعلہ رخون کا ہی ہر اک عضو بدن شوخ
کچھ بڑھکے نہین انسے غزالان ختن شوخ
دو فقرہ رنگین کردتی ہی میری الالکون کے بے چین
پیری مین جوانون کی طرح سے ہی یہ زن شوخ
دل لینے مین سو طرح کی کرتے ہین شرارت
رنگت تری کب ایسی ہی کہا اے گل مین شوخ
کس کسکو خراب اسکی نگاہ وٹے نے کیا ہی
گستاخ ہر اک کبک ہی طاؤس چمن شوخ
اشعار سناتا ہون قلق ایسے مین رنگین
کیونکر نہ یہ بجلی کی طرح ہون ہمہ تن شوخ
شیشے سے عیان دختر رز کی ہی شرارت
ان شوخ بیانون کا ہی انداز سخن شوخ
یاد آتی ہی غربت مین بہت شوخی انکی
آفت کے حسین تجھسے ہین اے مشفق من شوخ
آنکھون سے تری چوکڑی اسکی بھی بھلائی
کب نسبت ہے ہی زیادہ کوئی ذن شوخ
کرجاتا ہی رم دل سے خیال آنکھون کا تیرے
کہنے مین طبیعت کو مری اہل سخن شوخ

جبکہ دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا نقابدار بھی بے شرم ہوا صاحبقران زمان کی جانب متوجہ ہو کر عرض کی اب
تو مجھکو بانہاے صاحبقرانی طلب ہین مجھسے اور حضور سے سر میدان امتحان ہو صاحبقران نے فرمایا ای بہادر
یہی بارگاہ موجود ہی ابھی تخلیہ کر دین ہمارے تمھارے زور آزمائی ہو جائے نہین کہو بانہاے صاحبقرانی
اشیاے لاثانی چل کر بیچ میدان مین رکھ دین یا تم اُٹھاؤ گے یا ہم لے آوینگے جسکو خداوند دلوا دے
وہ لے ای بہادر یہ اشیاے نادرہ میرے سر کے ساتھ ہین جو مجھکو زیر کرے یا میرے خون سے ہاتھ بھرے
تب انکو پائیگا مین انکو اکثر خواب صاف دیکھا آپ نے اسوقت احسان کیا پھر وہی ذکر چھیڑا آپ آج
فیصلہ ہی کر کے جائیے انکو بھی یہ خیال ہی میرے قلب پر بھی ملال ہی مین صاف کہہ چکا کہ بدون لڑے بھڑے
بانہاے صاحبقرانی نہ دونگا جسطرح آپ سے ہو سکے لے لیجیے نقابدار نے سر جھکا لیا عرض کی مین
گستاخی نہین کر سکتا کوئی صورت ایسی بتائیے کہ میرے آپکے سر میدان مقابلہ نہو کسی طلسم کی فتاحی پہ
بناؤ کیجیے یا اور کسی سے لڑائیے فشان دیجیے میرے آپکے مقابلہ ہونا مناسب نہین ہی صاحبقران نے
فرمایا طلسم کشائی تائید رب اکبر پر موقوف ہی میرے فرزندون نے صدہا طلسمات فتح کیے طلسم توڑنا کیا فخر ہی
سواے سر میدان کے مقابلے کے اور کوئی صورت انکو پانے ملنے کی نہین ہی مین ابھی تخلیہ کرا دون ابھی
بارگاہ مین میرے آپکے امتحان ہو جائے جب مجھے زیر کیجیے گا مین کل بانہاے صاحبقرانی حوالے
کر دونگا شاید یہ پیر زمین گیر غالب آئے نقابدار نے کہا مین گستاخی نکرونگا نشانہاے صاحبقرانی پوچھیے
تسخیر پردۂ قاف مین کلام کیجیے صاحب اسم اعظم ہون پردۂ قاف مین جا بجا لڑا ستر لاکھ دیو مطیع ہی
تمام مقامات عرض نہین کر سکتا ملکہ آسمان پری سے دریافت کرائیے کئی مرتبہ قہقہہ سہ چشمی کو شکست
دی لڑتا ہوا تا بہ پردۂ تاریک گیا پردۂ قاف مین طلسم شمشیر بار سلیمانی کو فتح کیا اس طلسم مین بڑے
بڑے جادوگر تھے آپ کے تصدق سے سب مارے گئے لوح اس طلسم کی معدوم تھی بلکہ آپ اپنے
فرزند دلبند بدیع الزمان سے اس طلسم کا حال پوچھیے گا دو مرتبہ انکا گذر اس طلسم پر ہوا علامت
اس طلسم کی یہ تھی راہگیرون پر تلوار برستی تھی جو اُس راہ سے نکلا مارا گیا اس عبد ذلیل نے اسکا
اصلی راستہ پیدا کیا لوح دستیاب ہوئی ایک سال کامل یہ نیاز مند اُس طلسم پر لڑا آخر فتح کیا اب
اس طلسم مین سکہ نام سعد بن قباد کا جاری ہی یہ سنکر صاحبقران زمان بہت خوش ہوے فرمایا کہ
ای شیر بیشۂ جرأت تمنے سکہ اپنا کیون نہین جاری کیا نقابدار نے عرض کی مجھکو دعوے صاحبقرانی ہی

مرد سپاہی ہون انشاء اللہ اگر حضور یہانے معطل و رہنگے بادشاہ بھی رہینگے جملہ حضور کے سردار عیاران
نامدار انتظام مین مصروف رہینگے انشاء اللہ ایک ہفتے مین لقا کو مار ڈالونگا خدا نے چاہا تو حضور پر سطوت
و صولت کھل جائیگی مجھے انتظام مذہب اسلام منظور ہے آپ کے فرزندان نامدار عالی وقار اس زمانے مین
آپ کی اطاعت سے گردن تابیان کر رہے ہین ایرج و نور الدہر کا دم بھر رہے ہین انکا انتظام
بھی واجب و لازم ہے بدون حکم ان دونون صاحبو نکے تیہ نہین ملتا ہین سب انتظام کر لونگا صاحبقران
نے فرمایا ای لقا بدار بہادر میرے گھر کے انتظام مین تمکو کیا دخل ہے ایرج و نور الدہر میری روح روان
جان لشکر ہین دست راست و دست چپ کے دونون افسر ہین سردارون کو انکے سبب محبت ہے اس بیجشمی
مین بڑے مطلب نکلتے ہین ایک کی ضد مین ایک کو نام پیدا کرنے کی خواہش ہے ہمیشہ ملک فتح ہوتے ہین
کفار سر پر ہاتھ رکھ کے روتے ہین آج نقابدار و صاحبقران سے عرصہ دراز تک کلام ہوا جب تقریر
کو طول ہوا نقابدار طول ہوا اپنے مقام سے اٹھا کہا یہ حقیر رخصت ہوتا ہے مین نشاء کلام حضور سمجھا
جو کچھ انجام ہوگا وہ ظاہر ہو جائیگا صاحبقران نے فرمایا کہ اب مقابلے کا آپ کب وعدہ کرتے ہین
مجبور ہوکر نقابدار نے کہا مہلت پاکر حاضر ہونگا یہ کہکر نقابدار باہر آیا اپنے تخت پر سوار ہوا فوج دیوان
اگر حاضر ہوئی اسی کر و فر جاہ و حشم سے روانہ ہو گیا صاحبقران مصروف عیش ہوئے لقا نے نامۂ شکایت
و حکایت طرف طلسم ہوشربا کے روانہ کیا ان سبکو اس حال مین چھوڑیے وقت پر احوال ان سب کا تحریر ہوگا

داستان حیرت بیان طلسم ہوشربا و مقابلہ یاقوت سخندان و سحر ملکہ بران و مجلس عشق

لعل سخندان از اسد نامدار و دیگر حالات یعنی آمد ملکہ حیحون سبز پوش زبانبدراز مالک حجرہ بلاکے
کو کپ و تلاش ملکہ محبوب کاکل کشا و زیر زادی و عیاری چالاک یعنی دریافت کرنا ملکہ حیرت
سے حال گرفتاری محبوب اور جانا پر اسے رہائی محبوب چالاک و مخمور کا عجب داستان

حیرت بیان ہے ساقی نامۂ مصنف

بیا ساقی آن بادہ در جام کن	کہ باشد مراست و بدنام کن	بدہ ساغر چند و دیوانہ ساز
بہر مرز و بر بوم افسانہ ساز	کہ از خویش بیرون کند رخت من	شود بر سر دار یا تخت من
ازان مرکہ گردد تماشائے خلق	کند مست و بدنام در سوئے خلق	دلم سخت بگرفتہ در شہر تن
رود از خود آباد سازد کفن	بیا مطرب آن نغمہ را ساز کن	بہ چنگ و دف و بربط آواز کن

کہ یاران غنیمت بود یک دو روز
بگیرند از وصل ہم انبساط
چو فردا پریشان شود انجمن
نہ ابر بہاران کند بہمنی
یاند دگر لب گزیدن بجا
کند دست و پا سرخ از خون شوے
بگوید بآواز طبل بلند
حنا بود در پاے بوسی من
شود گر بکام کسے یک دو روز
بگوید دُہل روز و شب بر سرش
بیک جلوہ صد فتنہ برپا کند
اگرچہ بود دلکش و جامہ زیب
مکن تکیہ بر چشم سیاہش بخواب
دل خویشتن را کہ یابی گزند
سیہ میکند دیدہ از بخت ما
کہ صبح مرا میکند شست و شو
منت گفتم اے نوجوان سادہ دل
بکن داستان جلالت رقم

نشینند باہم بہ ساز و بسوز
کہ فصل جوانی چو فصل گل ست
نہ این بادہ ماند نہ ساقی نہ من
نہ این جام ماند نہ ساقی نہ بزم
گریبان طاقت دریدن بجا
چو از خون شوہر کند یادگار
کہ اے تاجداران شاہد پسند
من از خون او رنگ کردم قبا
نشاند پسے سال و ماہش بسوز
وگر زہر ریزد کسے را بجام
جہان را پر از شور و غوغا کند
بخالش مبین و برخسار لب
کہ شد خانۂ مردمان زو خراب
خیال قد و قامت او مکن
زند در خم نیل چون رخت ما
ہمین است آغاز و انجام او
کہ بگریز ازین بیوفا جان گسل

بجوشید و نوشید جام نشاط
دو شاہد مرا سنبل و کاکل است
نہ شمع لگن را بود روشنی
چو فردا شود گرم بازار عزم
عروس جہان نیست آرام جوے
کند شاہد دیگر اندر کنار
ز خون سرش در عروسی من
کہ ماند عروسی من پا بجا
زند کوس ادبار بر درش
کند صبح نور خور او تیرہ شام
مخور زان عروس دل آرا فریب
کہ باشد پئے قتل عاشق سبب
بگیسو و زلف سیاہش مبند
کہ صد سرو را کندہ از بیخ و بن
ز خون عزیزان شود سرخ رو
بلند است ازین کارہا نام او
قمر تا کجا این شکایت کنم

چہرہ شناوران دریاے بیکنار سحر و ساحری و غریقان لجۂ بحر زخار

افسونگری آشنایان بحر مواج کرامت و زورق نشینان لطمۂ گرداب سعادت زبان حال کو بآب و تاب تمام آب گوہر مضامین سے دھو کر گوہر آبدار سخن کو رشتۂ تحریر میں پرو کر ورق سرا گاہ پر یون قطرہ زن ہیں فرد مصنف نہنگان دریاے جرأت نشان + حیات غوطہ زن دریم داستان + بیان طلسم ہوش ربا میں ہنگامۂ عظیم برپا ہر یاقوت نے پیچ پر پیچ اٹھائے گلگونہ و شمبہ نیز قتل ہوئیں غم غضب میں آکر افراسیاب سے کہا شہنشاہ آپ جا کر طبل جنگی بجوائیے میں کل کو مٹا دونگی ایکدم

ہو چکیگا غرض یہ سکوت ٹوٹ دیگی افراسیاب نے خوشی خوشی طبل جنگی بجوایا ہرکارے لشکر اسلام سے پرندہ
پرند جو حاضر تھے خبریں لیکر بھاگے دربار میں ملکہ مہرخ کے حاضر ہوئے ہاتھ اٹھا کر دعا و ثنا سے

بادشاہا ... [illegible] ... رسم
این جاہ کہ ز رسم نیرو فلک ست

اے کہ داشتہ در سایۂ ہم تیغ و قلم را
زد دا کہ کند غنچہ پس شہرت جم را

در ساختہ آرائیش ہم فضل و کرم را
ہمہ ہر دو ہنگام ہمیشہ حضور کی بجاہ

تشیم رطب دوستوں کو شادی دشمنوں کو نامرادی یا توست نے طبل جنگی بجوادیا کل اسکا ارادہ ہے کہ
جوش و خروش دکھائے دریا سے سحر کو زور سے ملکہ مہران و سبز جبین نے حکم دیا ہمارے لشکر میں بھی بعنایت
رب اکبر طبل جنگی بجے لیکن اتفاق تھا وقت جب طبل جنگی بج چکا شکیل جادو فرزند مہرخ خدمت اسد میں
حاضر ہوا عرض کی جو حضور نے قاعدہ قرار دیا ہے جب اس قاعدے کے تحت حضور کو طلایہ کا گشت پھرنا
چاہیے سال بھر میں ایک دن حضور کا بھی نام نکلتا ہے صمصام لقان مصداق ہوش نے کہا اے شکیل ہم خوش ہیں اپنے
آقا کے یہ خدمت بجا لائینگے اسد نے کہا اے برادر ہم بخوبی جانتے ہیں کہ تم ہمارے عاشق صادق ہو لیکن بیدرالدین
ہمارے نانا جان کے لشکر میں جاری ہے ایک دن سال میں ہمارے نانا جان اس خدمت کو بجا لاتے ہیں لہذا یہ خدمت
سرداران فوج وحفاظت لشکر ظفر اثر یہ اسد افسر سعادت دارین ہے یہ فرماکر ضرغام کو حکم دیا سر شام خاصہ
نوش کرکے برائے انتظام طلایہ لشکر جائینگے یہ کہکر دربار مہرخ سے اٹھے سر شام اسد خوش انجام نے خاصہ
نوش کیا ضرغام کو ساتھ لیا چند سردار چار سو سوار ہمراہ ہوگئے بازاروں کا اگر انتظام کیا ہر ایک بازار میں
پانچ پانچ سوار چھوڑے ہر پہرے میں اگر صداے حاضر باش و ناظر باش و قیدہ ہیں یہ ... کیدان آواز اسد
نامدار کی سنکر خیموں سے نکل آتے ہیں برائے دعا ہاتھ اٹھاتے ہیں اسد فرماتے ہیں آپ لوگ جاکر اپنی بارگاہ میں
بیٹھیں شب بھر مجھے یہی کام کرنا ہے آپ لوگوں کی حفاظت ہمارے واسطے یہی سعادت ہے تمام لشکر والے اسد غازی کو
دعائیں دیتے ہیں کہ خدا ہمارے افسر کو سلامت رکھے سپاہی دوست قدردان رتبہ شناس فلک اساس
جری بہادر شکر ہے کہ ہم ایسے سردار کے تابعدار ہیں ساحروں میں باعنبان قدرت طلایہ یہ ہو اسد
نامدار دو پہر رات گئے تک سب بازاروں میں پھرے سرداروں کو سپاہیوں کو جا بجا چھوڑ دیا اب صرف
ضرغام ہمراہ ہے فرمایا بھئی ضرغام آج رات کیونکر کٹے لشکر افراسیاب میں ہنگامہ ہے ایسا نہو کوئی شبخون
آنے کا قصد کرے برائے سیر طلایہ باعث بدنامی افسر کی ناکامی ایسے مقام پر جلد بیٹھیں لشکر کی حفاظت
بھی کریں شب ساتھ لطف کے بسر ہو بخیر وخوبی سحر ہو ضرغام نے کنارے پہ لشکر اسلام کے ایک مقام

تجویز کیا زین پوش بچھایا مسند آراستہ کری اسد کو وہان بٹھایا قبور مین سے گلابی نکالی شاہزادے کے سامنے مودب ہو کر بیٹھا کہا حضور ایک جام نوش کرین مین چند اشعار گاؤن اسطرح حضور کا دل بہلاؤن اسد نے جام نوش کیا فضہ نجام نے چنگ مرصعی نکالا اسکو چھیڑا گانا شروع کیا جانتا ہی کہ اسیطرح نازی کا شوق مزاج حسینون کے سر کا تاج مین غزل عاشقانہ شروع کی غزل

آنکھ اپنی آنکھ ہر ہر روزن دیوار کی
بعد مردن بھی گئی دل سے نہ اپنے آرزو
تار گیسو بنگئی گردن ترے بیمار کی
کسقدر لذت تھی خون بیگناہی مین مجھے
بعد مردن بھی نہ جھپکی آنکھ مجھ بیدار کی
خوب سینگ و گردن مینا لگا کر ہم گلے
آگئی آزردگی سے مجھے سینے عار کی
دفضل حق سے سبکو ہے شاگرد مومن تو نسیم

لطف نظارہ سے آتی پھر آنکھون تک نگاہ
جام کی ساقی کی زر کی یار کی گلزار کی
رابطہ باہم کا زیبا رشتہ ہے تنگ وحشت مین
خنجر قاتل نے چل کر حلق پر تکرار کی
فضل حق سے ہر جگہ موجود ہین آشفیق
جسکہ پہ ساقی نے رخصت کے لیے تکرار کی
کیا مثال اسکی بھلا جو چیز دکھلائی نہ دے
دعوےم ہے سبکے زمانے مین ترا اشعار کی

بسکہ ہم دل مین ہوس نظارہ یار کی
خال بنکر رہگئی دلدار کے رخسار کی
کر دیا آخر خیال زلف نے ایسا ضعیف
نوک جو ٹوٹی نہ نکلی آبلے سے خار کی
خندۂ زخم جگر سے قبر مین آئی نہ نیند
وحشت کی رہبر عنایت آبلون پر خار کی
تم تو کب آتے تھے لیکن مرگ بھی آتی نہین
ناتوان وہ ہون نہین تشبیہ جسم زار کی
اسد نامدار کا دماغ تر حضر غام

ایسا رفیق حاضر ہے لشکر دشمن پر بھی نگاہ کبھی واہ کبھی آہ یہان لشکر افراسیاب و یاقوت مین بھی تیاریان ہو رہی ہین ہر خیمے سے دھوئین اٹھ رہے ہین بڑے بڑے ساحر گوگل وغیرہ جلا رہے ہین بیرون کو جگاتے ہین چوکے دے رہے ہین خون خوک سے سحر دن کی تیاری ہر ایک یہی چاہتا ہی صبح کو میدان مین نام کرین سب سے بڑھ کر کام کرین یاقوت سخندان نے جب دربار برخاست کیا بیرون بارگاہ آئی دیکھا لشکر دن مین ہنگامہ ہے آتشبازیان چھوٹ رہی ہین لشکر بران و مہرخ کے ساحر ہر مرتبہ بڑھ آتے ہین لشکر افراسیاب مین سرما و ابرلق جو طلایہ ہین انکے مقابلے ہو جاتے ہین کئی مرتبہ باغبان بڑھ آیا ایسے سحر کیے سرما کے ہاتھ پاؤن ٹھنڈے ہو گئے ابرلق ہٹ آیا ملکہ یاقوت قریب نہرون کے آئین موتیون کے مارے جگمگ ستارے نہرون مین موتی پھینکا جوش و خروش نہرون کا اور زیادہ ہوا موج بلند ہونے لگا گرداب محیط ہوئے نہنگ اچھلنے لگے لعل کھڑی ہوئی دیکھ رہی ہے یاقوت نے کہا بوا سرکشی اہل اسلام کی دیکھ رہی ہو ہر مرتبہ اہلیان طلایہ بڑھ آتے ہین سرکشی دکھاتے مین طلازمان افراسیاب نامرد جان بچاتے ہیں باغبان کس زور و شور سے طلایہ دے رہا ہے لشکر بران سے بھی کچھ عجب آتی ہے نہین معلوم وہان میر طلایہ کون ہے کیونکر

سر اٹھا کر دیکھنے لگی دیکھا اک جوان خوش رو شیت مرکب پر سوار لشکر یاقوت پر پاش کے والنے پھینک رہا ہے حبیب شعلہ بھڑک کے گرد دس پانچ ساحر جل گئے وہ جوان گھوڑا بڑھا کر ہٹ گیا یاقوت نے کہا بوالعل یہ کون جوان تھا لعل نے کہا علمدار لشکر ظفر اثر کوکب روشن ضمیر صاحب شوکت و حشم شہنشاہ برجبیس زرین علم عاشق صادق بران ہر بران و جمشید کو گودیون مین پالا دیکھیے سینہ سپر کیے ہوئے پھر رہا ہے یاقوت نے کہا شب بھر مین لشکر پامال ہو جائیگا ہمشیرہ آج تم حفاظت کرو وہ آگ بھڑکا رہا ہے تم باران سحر برساؤ اپنے لشکر والون کو اسلحہ بچاؤ مین کیا زبان ہلاؤن دو پہر کے یہ لوگ اور مہمان ہین صبح کو دیکھ لینا نہ لشکر ہے نہ یہ سامان ہے تا بہ طلسم نور افشان تاثیر پہونچے گی ہزار ہا قصر جل جائینگے دریا ابلین گے مثل حباب سر دشمنون کے بہتے پھرینگے موج آب تیغ برق تاب بنے گا تشنگان خون آشام ہزارون کو کھا جائینگے گھڑیال گھڑی گھڑی سرکشی دکھائینگے دو پہر کی تکلیف گوارا کرو یہ کہکر یاقوت تو پلٹی لعل سخندان اسیر طرۂ گیسو فیج خنجر ابرو مست شراب محبت ساقی میخانہ مودت عشق اسد نامدار مین بیقرار ہے جو یاقوت سے سنا کہ کل سب ڈوب ڈوب کے مرینگے دل دھڑک رہا ہے قلب بھڑک رہا ہے یہ اشعار عبرت آثار زیب النسا

مخفی زبان پر جاری ہین اشعار	محبت تا بہ وادی جنونم رہنما باشد	دلم در قید زنجیر سر زلف دو تا باشد
بریدن از وطن لیفت بہ غربت زان نمی ترسم	کہ در تنہائی غربت خیالت آشنا باشد	کشاید دیدہ گل را بہ بیند نالۂ بلبل
اگر بوئے ز پیراہن ہمراہ صبا باشد	ز ناکامی بوصل دل نہ تنہا من فتم خو	بعالم ہر کرا بینی بدردے مبتلا باشد
ملکن اندیشۂ ماضی مشو در فکر مستقبل	غنیمت دان ہمین دم را کہ ہر دم کیمیا باشد	چو تدبیرے خداوندی برون از حد تدبیر است
اسیر فکر غم مخفی کسے چندین چرا باشد	چند کنیزین ساتھ ہین جاتی ہین انکو کیونکر ہٹاؤن دل کو غم سے	

خالی کرون کنیزون کو جابجا برائے انتظام مقرر کیا آپ یکہ و تنہا رنجیدہ کبیدہ حیران و مضطر بیقرار و ششدر کنارے اپنے لشکر کے سحر برجبیس زرین علم کا دفعیہ بھی کر رہی ہے ٹھنڈی سانسین بھرتی ہے اس فکر مین لعل سخندان حیران کھڑی ہے کہ طلسم کشا تک کیونکر جاؤن اپنا درد ہجر اس مغرور حسن و جمال کو کیونکر سناؤن ناگاہ عشق شعبدہ باز نے اک صورت نئی نکالی گانے کی آواز کان مین آئی کوئی چنگ مرصعی بجا کر یہ غزل عاشقانہ بسوز و گداز گا رہا ہے

غزل

شکل نرگس صاحب آزار آنکھین ہو گئین	دل مین کیا کرتی نہین موقوف ہوتی تاک جھانک	جب سے تیری طالب دیدار آنکھین ہو گئین
دونون رخسارون پہ دو ناسور سے پڑ گئے	اب تو کچھ دیکھنے کو چار آنکھین ہو گئین	انکو گویا روزن دیوار آنکھین ہو گئین
		تجسے ہم کہتے تھے یہ چشمک نہیں اچھی نہین

لگ گئی آخر نظر بیمار آنکھیں ہو گئیں
جس طرف چاہا لگا کر لے گئیں دل کو ادھر
آؤ دیکھو زخم دامن دار آنکھیں ہو گئیں
سامنا کیا کر سکیگا چشم جانان سے ہرن
کان تک ہو کر سے پیکار آنکھیں ہو گئیں
شوخ چشموں کے بیان کب سحر کہتے ہیں نشین
تھا یہی باعث جگل خونبار آنکھیں ہو گئیں

ہو گیا ہجر بتان یاد الہی کا سبب
ہو گئے مجبور ہم مختار آنکھیں ہو گئیں
دانۂ اشک سے توقیر انکی گھٹ گئی
جو گری جو ایکا حسینان چشم آنکھیں ہو گئیں
قتل کرتی ہے صف مژگان تیغ ہم ہے
جسکو دیکھا مرنے کو تیار آنکھیں ہو گئیں

نیند کب آتی ہے شب بیدار آنکھیں ہو گئیں
اب تو جاری خون کی ہر وقت رہتی ہے روانی
قصر مردار جنون بیمار آنکھیں ہو گئیں
کام بہت کیا ایسا ساغر نرگس نے دیکھا ایسا بنا
لشکر خونریز کی سردار آنکھیں ہو گئیں
دل لہو سینے کے اندر ہو گیا تھا اے جلال

یہ صدائے دلفریب جو کان میں آئی مست محبت ٹھہر گئی گویا رشتۂ تار علم موسیقی یا لونون کی زنجیر ہو اکشتان کشتان اپنی صدا پر کھینچا اسی صدا کی مشتاق ہو کر چلی جون جون قریب جاتی ہے طپش قلب مضطر زیادہ پاتی ہے نخلستان سے نکل کر دیکھا زیر سایۂ نخل مسند شاہانہ بچھی ہے اسعد نامدار تاج زرین سر پر زرہ یاقوتی زیب جسم انور دریائے سلاح میں غوطہ مارے ہوئے اس رعب و جلال سے بیٹھا ہے بخوبی سراپا کو لعل سے دیکھا شوکت و لیاقت و شستہ رعب و دبدبہ شل جان گزار

کمترین گرد حاضرین نظم مصنف
جبین منور سے ظاہر جلال
تہمتن خصال و نبرد آزما
ہژبر دمان شیر نر ذوالفقار
فروزندہ بزم جرأت نشان
نہال گلستان جود و سخا

تہمتن توان رستم روزگار
وہ عارض میں خورشید چرخ کمال
وہ ہے یوسف شاہ کنعان حسن
شجاعت کے اقلیم کا تاجدار
سراپا سے ظاہر جلال و حشم
شہنشاہ اقلیم مہر و وفا

دلیر و قوی ہیبت اژدر شکار
بہ تخت جلالت ہر سبب بہا
بود حسن شیر دل جان حسن
چراغ شبستان صاحبقران
بہ ہیبت نریمان و رستم حشم
اسعد نامدار نے جو سر اٹھایا

ایک نازنین گلنار پوش مہ جبین تجمل کرشمۂ ناز کو دیکھا حیرت زدہ استاد ہے فن دلربائی میں آفت دہر نظم مصنف

اشارہ دیکھ آپس میں باتیں ہو گئیں
نگہ باز خونریز ترچھی نظر
وہ چشم سیہ مائل دلبری
یہ اسرار عاشق کو معلوم ہے
کہوں قد موزون کو سرو سہی

محبت کی دونون میں گھاتیں ہو گئیں
رخ صاف آئینۂ حسن و ناز
اشارون سے ثابت ہے جادوگری
ہے باریک مضمون سے کمر
وہ پستان نکیلی ہیں سیب و بہی

یہ معشوق غنچہ دہن سیمبر
بلائے جہان گیسوئے سرفراز
کمر کا تو مضمون معدوم ہے
نگہ باز کہتے ہیں تار نظر
یہ پستان حباب یم نور ہیں

تو عارض چراغ سحری ہین اسد غازی بیقرار ہو گیا دل تڑپنے لگا آنکھون مین تری ہونٹھون پر
خشکی چہرے پر ہوائیان حضرت عشق کی نشانیان ہاتھ بڑھے کہ گریبان چاک کرین یا بلامین چہرۂ محبوب
کی لین

نظم مصنف

ہوا دل پہ فوج الم کا ہجوم
چلی باغ عشرت مین غم کی سموم
جو عاشق نے بیاختہ آہ کی
تو معشوق مطلوب نے واہ کی
دھڑک دل مین پیدا ہوئی یک بیک
ہوئی تیر مژگان کی ناظر کھٹک
چلی قلب پر ابروون کی چھری
کلیجے پہ شمشیر غم کی پھری
ہر اک آہ دل دوز نشتر بنی
دکھایا تڑپ نے غم جانکنی
رخ رشک گل زرد ہونے لگا
جنون تخم وحشت کو بونے لگا
ہوئے خشک لب چشم تر ہو گئی
مہم عشق سرکش کی سر ہو گئی
بدن بید کی طرح تھرا گیا
چھٹا دامن ضبط غش آگیا
پڑین پانون مین عشق کی بیڑیان
زمین پر رگڑنے لگا ایڑیان
جو لعل سخندان نے دیکھا یہ حال
بڑھی ہو کے بیتاب وہ خوشخصال
اٹھا سر کو زانو کے اوپر رکھا
ہوئی غم سے بیتاب وہ مہ لقا
اسد غازی جو آہ کرکے غش ہوا

لعل کے دل کو تاب نہ رہی جوش محبت مین بیٹھ گئی اپنے بیمار کا سر اٹھا کر اس مسیحائے زمان نے زانو پر
رکھ لیا آنکھون سے اشک حسرت ٹپکائے صدف چشم سے جو مروارید بے بہا عارض پر اس مہ لقا
کے گرے بوے زلف معنبر دماغ مین پہونچی اشکون نے کار گلاب کیا بوے زلف عنبرین لخلخہ بنگئی اسد
نے آنکھ کھول دی دماغ کو اپنے عرش اعلے پر پایا زیر سر تکیۂ زانوے محبوب تھا دل سے کہا
ہمارا بیہوش ہونا خوب تھا ضرغام نے بھی قریب آکر تلوے سہلائے اسد غازی محجوب ہوکر
اٹھ بیٹھے لعل کا ہاتھ تھام لیا کہا صاحب آؤ یہ صحبت بے تکلف ہے لعل سر جھکائے ہوئے آئی مسند
پر بیٹھی مگر شرمائی ہوئی کنکھیون سے نظارۂ جمال اسد نامدار کر رہی ہے اپنی جوہر شناسی پر ناز ہے دل سے
کہتی ہے ہزارون مین جوان سرفراز ہے کیا شوکت ہے پروردگار نے عطا کی حسن و جمال بندۂ درگاہ مین
جو یوسف سے اسکو مثال دین وہ گمراہ ہین ضرغام بھی چپکا بیٹھا ہے لعل نے کہا کہ کیون صاحب
ہم مخل صحبت ہوے آپ اپنے رفیق کا گانا سن رہے تھے ہم بھی اشتیاق مین چلے آئے آپ کی
صحبت مین ہمارے آنے سے سناٹا ہوگیا میان عیار صاحب گائیے ضرغام نے کہا باتین کریے
مین تو حاضر ہون یہ کہکر ضرغام نے اسد کو اشارہ کیا جام شراب بھر کر رکھ دیا اسد نے ملکہ لعل کو
دینے کا قصد کیا کہا اے شہریار موقع شراب و کباب کا نہین ہے چونکہ عرصہ دراز سے آپ سے کلام

کرنیکی مشتاق تھی اسوقت حماقت ہماری کہ چلی آئی اول تو یہ فرمایئے کہ بی بران نے آپ کی جان بچانے
کی کیا تدبیر کی ہر اسد نے کہا جان ہماری پروردگار بچائیگا بران کو کیا لیاقت ہر لعل نے جام اپنے ہاتھ
مین اٹھا لیا کہا اگر خلاف نہو تو ہمارے ہاتھ سے نوش فرمایئے اسد نے جام پر ہاتھ رکھدیا لعل نے
آنکھون مین آنسو بھر کر کہا مین بخوبی آگاہ ہون کہ آپ منظور نظر دختر افراسیاب ہین انکھون نے قسمین
لین ہونگی مجھسے اور طرح کا خیال نفرمایئے آمد سخن مین یہ بھی اتفاق ہوا کوچۂ عشق و عاشقی سے ہم
ماہر نہین ہین یہ کہکر اشک حسرت آنکھون سے ٹپکائے دامن اسد تھام کر یہ شعر پڑھا شعر

ہم نہین واقف کہ کیا الفت کی رسم و راہ ہر		رحم لازم ہر کہ ظالم اپنی پہلی چاہ ہر

کبھی کوچۂ عشق مین قدم نہین رکھا نمک طعام عشق خانہ خراب کا مزا نہین چکھا اب دیکھیے فلک کیا دکھائے
اسد نامدار نے دامن سے اشک پاک کیے کہا ای شہنشاہ خوبی ای سرو باغ محبوبی ہم لوگون کا یہ طریقہ نہین ہر
کسی کے حکم کی پابندی نہین لیکن ہمارے تمھارے مذہب مین اختلاف ہر اول سامری و جمشید پرستی
ترک کرو اعتقاد وحدانیت رب اکبر دل سے بجا لاؤ تمھاری کنیزون کے ہاتھ سے شراب پیین خیال تو
کرو سامری و جمشید مثل تمھارے ساحر تھے علوم مکاری سے بخوبی ماہر تھے انکو خدا جانتی ہو اپنے مالک
کو نہین پہچانتی ہو اس فصاحت و بلاغت سے اسد نامدار نے صفت وحدانیت رب اکبر بیان کی کہ
لعل کے قلب کو سرور ہوا زنگ کفر آئینۂ دل سے دور ہوا عرض کی مین نے اطاعت دین اسلام قبول
کی اسد نے جام لیکر نوش کیا دوسرا جام اپنے ہاتھ سے بھر کر لعل کو دیا لعل نے انکار مناسب
نجانا سوچی کہ دل شکنی ہوگی دو چار گھونٹ شراب کے پیے آنکھون مین لال ڈورے نشۂ وحشت
کے پڑے قلب کو سرور ہوا حجاب پاس سے دور ہوا دونون عاشق و معشوق مسند پر بیٹھے خضر غلام
دل مین خوش ہو رہا ہر دل سے کہتا ہر ماشاء اللہ مسند پر قران السعدین ہر ایک برج مین اجتماع
نیرین کا ہر دونون حسین و جمیل وہ یوسف ہر تو یہ زلیخا وہ قیس مجنون یہ لیلی جگر خون وہ فرہاد مسکین
یہ رشک شیرین لعل نے کہا صاحب تم جسواسطے آئے تھے وہ لطف موقوف ہوگیا کیون بھائی خضر غلام
ہمارے سامنے گانے سے شرماتے ہو تمکو منظور ہر کہ ہم چلے جائین تو اکیلے بیٹھ کر اپنے آقا سے راز
و نیاز کی باتین کرین خضر غلام نے دست بستہ عرض کی مین ابھی گاتا ہون وہ آقا ہین تو آپ مالک ہین آپکا
ارشاد ابھی بجا لاتا ہون یہ کہکے چنگ مستی اٹھایا یہ غزل عشرت خیز عشق انگیز شروع کی غزل

آنسو نہین ہی یہ مژۂ اشکبار پر
کب اختیار ہی دل بے اختیار پر
تائب ہون مدتون سے سمجھاتا اور کچھ
نام خدا لبون کی مسی ہی بہار پر
گلچین ہی باغ مین تقاضا عندلیب کی
نالے بھی آسکے نہ زبان ہزار پر
کر امتحان حق وفا عاشقون کا کچھ
بیٹھے ہوئے مین آمد فصل بہار پر
برستی ہی اشکبار جو شب بھر وہ میری طرح
افشان چمک رہی ہی جو گیسوے یار پر
کھلانے مین داغ غنچے بیابانکا کر آئی نسیم

گویا نمود آبلہ ہی نوک خار پر
افعی کا شک ہوا کبھی زنجیر ناز کا
تم سو رہو بس آج مرے اعتبار پر
کسطرح آئے چین مجھے ہجر یار مین
دیکھو خزان کے ہوتے مین فصل بہار پر
رہنے دے کوے یار مین جز و ضعیف ہون
صیاد عندلیب کے کھول ایک بار پر
جلوے دکھا رہے ہین جگر مین ہجوم داغ
ہنستی ہی صبح گریۂ شمع مزار پر
مدت کے بعد چھید قفس چمن آگیا
دھوکا ہی گلستان کا دل داغدار پر

تا صبح ہم یہ سر زنشتین لیس ماوت رکھہ
کیا کیا گمان نہین ہمین گیسوے یار پر
جلوے دکھا رہی ہی عجب رنگ سوزنی
بجلی گری ہی غم کی دل بیقرار پر
کیسی یہ باد گل تھی کہ خاموش کر دیا
احسان کر اے صبا مری مشت غبار پر
امیدوار جوش جنون چند روز سے
جوبن ہی آج کل تو مرے لالہ زار پر
تارے بھرے ہین دامن غنچے مین یہ گمان
رکھا ہی پانون کسنے ہمارے مزار پر
بس سوز و گداز سے ضرغام نے

یہ غزل گائی لعل بخندان سمت روئی بجلی لگ گئی کہا بجائی ضرغام تمکو خدا سلامت رکھے دل بیقرار کر دیا خانہ جسم کو غم و الم سے بھر دیا لیکن ہمکو جو شعر و سخن کا ذوق ہوا تو صاحب عصمت و عفت گوشہ نشین پردہ حشمت ملکہ زیب النسا مخفی کا دیوان اکثر دیکھا اور جملہ شاہزادیان انکے کلام کو اکثر ملاحظہ فرمائی ہین پڑھکر ہر شعر وجد مین آتی ہین اس عفیفہ کا کلام عشق کے رنگ مین ڈوبا ہوا ہی انکی کوئی غزل یاد ہو تو گاؤ ضرغام فوراً اٹھا یہ غزل گائی

غزل مخفی

زگرمی تم آتش بدست خویشتن گیرد
بکش بیطاقتی چندی تحمل کن تو پروانہ
کہ چون برقی جہد از خشا اندر کو بکمن گیرد
سر جنگست با مجنون ازان اہل تعصب را
نہ آمد شدن نظارہ را بر مرد و زن گیرد
زبان در کام کش مخفی کہ با صبر و ردا

از آن نبض ہمی بیند طبیب من کہ سودا
گر شمع از چہرہ افروزی بیادا انجمن گیرد
گلوش از تربت مجنون دمد یا حسرت لیلی
کہ در درس محبت نکتہ با ہر سخن گیرد
تو خواہی در فغان باشی و خواہی بستہ لب
کہ آخر غنچہ شاہ و ولایت شوشن گیرد

طبیب عشق و نرسم طبیب ار نبض من گیرد
کہ از سوز جگر آتش بر آید پیرہن گیرد
ز آہم می جہد برقی ز سوز سینہ می ترسم
شہید عشق را آرام در گور و کفن گیرد
تنک ظرفی نبود درد شرار سینہ آہم
خیال است این کہ گل را باغبان نذر سخن گیرد
ملکہ لعل بخندان تو گرفتار دام

محبت اسیر قفس مودت بیتاب دیفزار دو دو جام آپس مین نوش کیے اسد نازی الیاس فصیح و

بلیغ پہلو مین ضرغام شیردل عیار کامل نئی نئی غزلین گا رہا ہے کمال علم موسیقی دکھا رہا ہے سامنے صحرائے سبزہ زار ناگاہ مرغ سحر نے آواز دی ستارۂ سحری آسمان پر چمکا بزم عاشق و معشوق مین صدائے الفراق بلند ہوئی شمع انجمن لہرائی پروانون نے جان دی نسیم سحری چلی طائران نغمہ سرا آشیانون سے نکلنے لگے یاد الٰہی مین چہکارے مارے قمری حق سرّہ کہکر شاخ گل پر آبیٹھی سجادۂ برگ بچھا دیا یاد مین رب اکبر کے وجد کر رہی ہے تسبیح ورد زبان لعل گھبرا کر اٹھی کہا لو صاحب خدا حافظ اگر زندہ ہین تو پھر ملینگے ورنہ دیدار ما و شما قیامت افتاد ضرغام تو عیار نامدار ہے آنکھین خواجہ عمرو کی دیکھین خانۂ مکر و غدر مین پرورش پائی کہا کیون اے ملکہ لعل سخندان یہ تمنے کیا کلمہ کہا کہ قیامت مین ملاقات ہوگی لعل نے بے اختیار آہ کی کہا اے ضرغام نیک انجام ہشیرۂ یاقوت نے رات بھر نہرون پر سحر کیا ہے لہذا تمھارے لشکر کی کیونکر آبرو بچیگی روز نما یہ ہے کہ اسد نامدار نے طلسم کشائی طلسم ہوش ربا پر کمر باندھی ہے کوئی تحفہ ایسا پاس نہ رکھا کہ بروقت سحر و ساحری جان کی تو حفاظت ہو خود ترا فراسیاب قبضے مین گھر سے نکل آئین کوئی تحفہ نہ لیتی آئین بی لالان خو لقباد ختر خداوند طلسم ہوش ربا دو لفظین بھی سحر کی نہین جانتین دونون عاشق صادق ہین آج تک کوئی تدبیر نہ کی کہ اپنے وارث کی جان بچائینگی کوئی فکر کرین اس قیامت کا سحر اس طرف سے ہوگا کہ بی مہرخ و بہار گھبرا جائینگی لیکن وہ سب ساحر نامی و نامدار ہین ابھی جان بچا کر بھاگین گی طائر بنکر نکل جائینگی انکے حال پر ملال پر افسوس آیا کہ یہ کیونکر بچین گے قدم ہٹانے سے ننگ و عار جرأت و شوکت انکے خاندان کا شعار سحر مین ندو کیا چلے گا لیکن یہ کنیز بے تمیز ایک تحفہ حقیر اپنے سحر کا بنایا ہوا حاضر لائی ہے یہ نذر کرتی ہون یہ کہکر بقعہ سے اکتہ کھولا بازو پر اسد نامدار کے باندھ دیا کہا اے ضرغام تم عیار ہو اسکا خیال رکھنا یہ ہر وقت انکے پاس رہے خدا چاہیگا تو ہر کس و ناکس کا سحر ان پر تاثیر نہ کریگا اسد نے کہا ملکہ مین تو تکیہ نام رب اکبر پہ لگاتا ہون نام حافظ حقیقی ہر وقت ورد زبان ہے یہ جوشن بزرگ ہر وقت پاس موجود ہے یہی ہمارا مقصود ہے لعل نے عرض کی جہالت نہ فرمائیے اسکے لینے مین انکار نہ کیجیے کل زمین و آسمان تھرا جائینگے بی برآن وغیرہ کو غش آئینگے مین حیران ہون ہشیرہ کے سحر کا کون جواب دیگا اسد نے کہا اے شہنشاہ اقلیم حسن و جمال اے حاکم تاج و تخت جاہ و جلال تاریک شکل کش سے زیادہ کون نیرنگ باز و شعبدہ ساز ہوگا جو صد ہا سردارون کو چیر پھاڑ کر کھا گئی اس دافع بلیات نے وہ بھی بلا دفع کی کتنے کی رت

قتل ہوگی شعل نے کیا روشنی دکھائی اختفاق و شہنا نواز نے کیا کیا زور دکھائے خدا خواجہ عمرو کو
سلامت رکھے خداوند جمشید شکر شنا کے لی اس شہنا کا یہ انجام ہوا شوہر جلال سحر افگن ہزارون کو
چیر کر پھینک دیا اسی طرح وہ مسبب الاسباب کوئی سامان پیدا کریگا یاران شمشیر زن گوہر آبدار
صدف دریاے بحر وساحری ہر جسنے دریاے خون روان خشک کیا پل بر بزادان تو خواجۂ عمرو
کو دریا سے نکالاوہ نہرون کی بھی تدبیر کر چلی ہر لعل نے کہا صاحب خدا ایسا کرے ہم تو خیر خواہ دولت
مین لیکن مجبور و ناچار ہمشیرہ صاحبہ مالک حجرۂ بلا ہین عفریت طلسم انکے قبضۂ اختیار مین ہی انکے سحر
مین دخل نہین دے سکتی زوال آپ کا دیکھونگی رو رو کے مرونگی مین ہمسر ہمشیرہ کی نہین ہون اکہ تو لعل
نے بجبر بازو پر اسد کے باندھ دیا روتی ہوئی طرف اپنے لشکر کے چلی پھر پھر کر دیکھتی جاتی ہی اسد
نے بھی کئی مرتبہ بڑھ کا دامن تھاما کہا ملکہ ہم تو مجبور و ناچار ہین پھر کسی طور سے ملاقات کو آنا بارگاہ مین
سرفراز فرمانا لعل نے کہا جہانتک ہوسکیگا دل کھینچ لائیگا ہم اپنے قابو مین اب نہین ہین اسد نے
کہا ای ملکہ اب تم مطیع الاسلام ہوئین ہمارے لشکر مین چلو کوئی کیا کرسکیگا افراسیاب نے مخمور
و بہار کے واسطے کیا کیا خاک اڑائی آخر کیا کرلیا دامن عصمت کو انکے ہاتھ نہ لگا سکا ایسے ایسے
مقدمات بہت سے پیش آچلے بلا کا انجام رد ہونا انشاء اللہ بی یاقوت کو بھی موت لیکر آئی ہی
لعل نے کہا میرا رہنا مناسب نہین ہی یاقوت آفت برپا کریگی مجھکو زندہ نہ چھوڑے گی شائد کسی وقت
کام آؤن یہ کہکر لعل سخندان طرف اپنے لشکر کے گئی اسد پشت مرکب پر سوار ہوے ضرغام نے
رکاب پر ہاتھ رکھا سردار انکے تلاش کرتے پھرتے تھے صندلان کو بہر رات رہے سے جستجو تھی کہ آقاے
نامدار کہان گئے فوج لیے آتا تھا دیکھا اسد نامدار صحرا سے تشریف لاتے ہین گھوڑے سے کود پڑا اسلام
کیا کہا آقا کہان شب بسر کی فرمایا ای خیر خواہ حفاظت لشکر مین معروف تھے اسی صحرا مین شب بسر کی
وہان ملکہ مہ جبین تخت پر سوار ہو کر جلو خانے مین تشریف لائین ملکہ مہرخ و باغبان و بہار وغیرہ
اسلام ہوا یران بھی مع اپنے سردارون کے حاضر ہوئین ملکہ مہ جبین ہر طرف یک نگاہ کو دوڑاتی ہین
اسد نامدار کو اس مجمع مین نہین پاتی ہین آخر گھبرا کر باغبان سے پوچھا کہ ای وزیر اعظم تمھارے
آقاے نامدار تمھارے ساتھ براے انتظام طلایہ لشکر گئے تھے ہمنے خبر سنی ماشاء اللہ تمنے آج کی شب کیا
انتظام کیا سرما و ابریق کو بھگا یا کیا نام کیا لیکن طلسم کشا صاحب کہان ہین دن نکل آیا ہی ابھی تک

واپس نہین ہوے باغبان نے کہا حضور مین نے شب کو پھر نہین دیکھا انتظام انکا بھی معقول ہوا کسی
دوکان مین چوری نہین ہونے پائی ہر ایک بازار مین سوار پیدل مقرر فرمائے خود بھی براے حفاظت موجود
رہے پہر رات سے تک مین نے خبر پائی تشریف لاتے ہونگے ملکہ مہ جبین پریشان ایک ایک سے پوچھ رہی ہے کہ
کبھی فرماتی ہین ناناجان کو تو بلالو خواجہ عمرو کہان تشریف رکھتے ہین اپنے فرزند کی خبر لیتے ہمارے کہنے سے
وہ خفا ہوتے مین تمام ساحر لشکر نام کے دشمن ہین مہرخ و بہار عرض کر رہی ہین حضور نہ گھبرائین تشریف
لاتے ہونگے تخت ملکہ مہ جبین جلوخانے سے نکل چکا ہے کہ سامنے سے اسد نامدار ظاہر ہوے شب کے
جاگے ہوے آنکھین اُبلی ہوئین چولی مسکی ہوئی جسم سے عطر سہاگ کی خوشبو زلفون پر اکثر افشان مثل جگنو
چہرہ رخ پر پریشان آکر پایۂ تخت پر ہاتھ رکھا صندلان صندلی پوش فوج غیر ساحران لیکر آیا طلسم کشا
کو چہار جانب سے گھیر لیا اس جاہ و حشم سے لشکر طرف میدان کارزار کے چلا لیکن بموجب مضمون مصرع دل
را بدل رہیست درین گنبد سپہر سب سے زیادہ ملکہ مہ جبین کو بیقراری تھی اس کیفیت مین جو اسد غازی
کو دیکھا خود بخود دل دھڑکنے لگا یقین کامل ہوا آج شب کو اسد نامدار کسی جلسے مین گئے تھے تخت کے تو
قریب تھے مسکرا کر پوچھا کیون شہریار مزاج کیسا ہے آئینۂ رخسار پر گرد ملال پائی جاتی ہے ہم تو خیر خواہ جان
و مال ہین آئینہ لیکر چہرے کو ملاحظہ کیجیے ابھی تک شب گیسو مین ستارے چمک رہے ہین اسد غازی کو خیال
آگیا کہا نہین ملکہ عالم صندلان صندلی پوش جوان شوقین ہے ملکہ گوہر جادو افشان چنکر پیشانی پر
براے حفاظت صندلان آئی تھین جھککر سلام کیا مین نے سر انکا سینے سے لگا لیا وہی ذرہ ہاے
افشان رہگئے ہونگے اور کسی طرح کا خیال نہ کرنا مثل تمہارے نہ کسی کا مرتبہ ہے نہ ہوگا مہ جبین نے آنکھون
مین آنسو بھر کر کہا شہریار مین کیا کہون میرا دل خبر وحشت دیتا ہے اتنا خوب خیال رکھیے گا جتنے ہمراہیان
افراسیاب ہین انکی جان و آبرو کے دشمن ہین آپ تو سیدھے سپاہی ہین کسی کے دھوکے مین آجائیگا
میان تو عاشق و معشوق مین یہ باتین ہو رہی ہین اسد عذر کرتے ہین مہ جبین کا دل خبر دیتا ہے کہ کمین
اور دل انجھا بطور قدیم آج وہ لڑائی نہین ہے ظاہر کی خوشامد ہے کہ اس طرف سے لشکر یاقوت بڑے زور
شور سے آگے بڑھا دونون نہرین سحر یاقوت کی میدان کارزار مین اگر بڑے جوش و خروش سے
قائم ہوئین ہزارون مچھلیان اُنمین تڑپ رہی ہین مثل برق جہندہ بلند ہو کر اُٹھین نہرون مین
گرتی ہین حباب آنکھین نکال رہے ہین آئین مین براے بربادی لشکر اسلام چشمک ہے یا براے چشم نہر آ

سحر عینک ہی یا تماشا دیکھنے کے واسطے نہرون نے دوربین لگائی سحر کی آبرو بڑھائی ہی قصد ہی یاقوت کا کہ
مقابت ہوئے تب نہرون کو اشارہ کرون کہ سب نے دیکھا ملکہ بران شمشیر زن طاؤس اڑا کر صف لشکر
سے اپنے نکلیں پکار کر آواز دی بوا یاقوت ہوشیار ہوجاؤ سب نے دیکھا آج مجلس اس جلسے مین نہین ہی
وسط آسمان پر ایک قصر اُڑتا ہوا معلوم ہوتا ہی اُس قصر سے چشمک زنی برق کی دھوان اسقدر نکلا ہی کہ قصر
کو گھیرے ہوئے ہی لیکن بران نے نعرہ کر کے اختر مروارید جوڑے سے نکالا سب نے دیکھا اُس ماہ تابان
کے ہاتھ مین ستارۂ سحری چمکا مگر بران نے اختر کو ہاتھ مین لیکر آج نیا سحر کیا غنچہ سا دہن کھولا ٹھنڈی
سانس کھینچی آتش مزاجی دکھائی کہ منھ سے دھوان نکلنے لگا مگر افراسیاب بھی نگران ہی یاقوت مثل آئینہ
حیران ہی اسقدر دھوان دہن سے بران کے نکلا لکۂ ابر بنکر تیار ہوا بران برق بنکر اُس ابر مین مخفی ہوئی
کڑکتی ہوئی طرف آسمان کے چلی بران قریب قصر کے پہونچی قصر سحر مین مجلس بیٹھی سحر کر رہی تھی بران برق
بنکر اُس قصر کے قریب پہونچی آواز دی ای مجلس نہرین یاقوت کی میدان مین آگئین مہرخ وبہار نے
دیکھا مجلس قصر سے نکلی ایک دستک دی مینڈھیان کھول دین ایک حوض آسمان سے چرخ مارتا ہوا قریب
مجلس کے آیا بران نے مجلس پر سحر کیا مجلس ایک ماہی یاقوت رنگ بنکر وہ حوض طلائی جو آسمان سے
اترا تھا تڑپ کر اُس حوض مین گری مگر حوض مین پانی نہین ہی مثل ماہی بے آب تڑپ رہی ہی وہ حوض
طرف نہرون کے چلا بران نے سحر کیا چودھوین رات کا چاند بنکر تیار ہوئی اُس حوض پر عکس ڈالا حوض
چرخ مارتا ہوا بالائے سر نہر آبہائے سحر یاقوت آکر قائم ہوا ایکایک چاند کا عکس نہرون مین پڑا پانی گرم
ہونے لگا نیا شعبدہ ہی کہ پانی سے دھوان نکلنے لگا نہرون مین کھولن ظاہر ہوئی پانی کو نیادہ پانی مشکل
ہو گئی موج بلند ہوا تمام آب نہر جوش مار کر حوض مین آیا نہرین خشک ہونے لگین اب وہ چاند ٹوٹا گرمی
آفتاب کی پیدا ہوئی نہرون مین تو خاک اڑنے لگی چاند کے ٹکڑون کے بیچ مین سے بران ظاہر ہو کر بصورت
برق چمکی حوض کے ٹکڑے اڑا دیے حوض ٹوٹتے ہی ماہی یاقوت رنگ مجلس جادو بھی بران کے
پہلو مین آکر مچھلیون پر سحر کیا اس ماہیت سے کوئی آگاہ نہوا اب حال کماہی ظاہر ہوتا ہی وہ ماہی یاقوت
رنگ یہ نہنگ بحر افسونگری دونون نے مل کر مچھلیون پر سحر کیا وہ ماہیان بے آب بیتاب ہو کر لشکر
افراسیاب و یاقوت پر گرین جسکے سینے پر جو مچھلی گری سینے کو توڑ کر نکل گئی لشکر افراسیاب کے اور
لشکر یاقوت کے لاکھ آدمی جہنم واصل ہوئے آسمان سے نعرہ ہوا سنو ملکہ بران شمشیر زن مجلس نے

قہقہہ مار کر نعرہ کیا بی یاقوت یہ جو لعل تو مسکرا رہی ہو مگر یہ سحر دیکھ کر یاقوت کا چہرہ غصے سے سرخ مچھلیان
لشکر کو تباہ کر رہی ہین اُسوقت یاقوت نے بالی مین سے ایک موتی نکالا آواز دی لو بران غرور نہ کرو یہ
بھی سحر ہے قہر ہمارے گھر کا ہے دیکھو یہ اکٹا ہوتا ہے یہ کہکر وہ موتی طرف صحرا کے پھینکا آواز دی ہان علامان
سامری لینا دوسرا موتی نکال کر بران پر مارا سب نے دیکھا آسمان سے ایک حباب شیشے کا چرخ مارتا ہوا
بران و مجلس پر گرا بہار و باغبان کو تاب نہ رہی دونون سحر کرکے بلند ہوے بہار نے آواز دی بران
بچنا حباب سحر آتے ہین سحر گوہر نایاب بھی مشہور ہے بران نے دوڑ کر اُس حباب پر ٹھکر ماری حباب شیشے
کی حقیقت کیا تھی ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا لیکن اِس حباب مین پانی مثل خاک شیشہ ساعت بھرا ہوا تھا تیرا تا
ہوا کچھ قطرات آب جسم بران پر چند جسم مجلس پر چند جسم باغبان و بہار پر گرے چارون نے آہ کا نعرہ
کیا جسم سے آگ نکلنے لگی تمام جسم بران کا آبلہ بنگیا لڑکھڑا کر چلی ساتھ ہی اُسکے مجلس نے بھی غلطک کھائی
باغبان و بہار بھی اُلٹ گئے صداے آہ آہ بلند تھی ملکہ اختر بن سہیلان فیل زور شمشیر زن جو طاؤس
زرین بال پر موجود تھی پشت طاؤس سے جدا ہو کر بلند ہوئی بران کو گود مین لیا مروارید گلنار پوش
نے بلند ہو کر مجلس کو سنبھالا اخگر مو و ہلال نے باغبان و بہار کو لیا لکھا ہے کہ ان سب کے جسم مین آبلے
پڑ گئے ان سب کو لیکر ایک تخت پر ڈالا ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ بران و مجلس و اختر و مروارید باغبان
و بہار جیسے کس جان لشکر اسلام تخت پر پڑے ہوے کراہ رہے ہین تمام جسم آبلہ دار بیتاب و بیقرار ایک
موتی نے تو یہ آبرو دکھائی دوسرا موتی جو طرف صحرا کے پھینکا تھا اُسکا یہ انجام ہوا کہ درۂ کوہ سے چند
تیلے سنہرے سوا سوا بالشت کے سنہرے جال ہاتھون مین لیے ہوے حاضر ہوکر ظاہر ہوے یاقوت
نے آواز دی اے تیلہ ہاے زرین ان مچھلیون نے آبرو سحر کی مٹادی انکو لینا تمہاری خوراک مین صاف
و پاک ہین یہ سنتے ہی وہ تیلے جال لیکر اُن مچھلیون پر آپڑے ہزارون کو جلا دیا لاکھون کو زخمی کیا
افراسیاب حیرت نے سپر اسم فولادی تباکر اپنے کو بچایا جس پر اس سپر کا سایہ پڑا وہ جلکر خاک سیاہ
ہوئی اسی طرح نامی ساحر اپنے کو بچا رہے ہین مگر وہ تیلے جال لیکر گرے جب جال مارا دس بیس
مچھلیان جال مین پھنس گئین وہ تیلہ کھینچتا ہوا بر سر لشکر اسلام آیا عجب طور کا فعل شروع کیا کہ
چھری نکالی ایک مچھلی کو جال سے لیا صف لشکر اسلام پر ذبح کیا خون اہالیان فوج پر پھینک مارا
جس پر قطرہ پڑا گویا بارود مین چنگاری آگ کی گری مثل ہیمہ خشک جلکر خاک ہوا کئی سو تیلے مچھلیون

کو ذبح کرتے پھرتے ہین اب لشکر مہرخ مین تلاطم ہوا مہرخ و جمشید و بلور چہار دست وغیرہ ہزارہا کو سے
مار رہے ہین وہ پتلے نہین جلتے اسی طرح مچھلیون کو ذبح کرتے پھرتے ہین سر لشکر افراسیاب سے پکڑ لیگئے
صف لشکر اسلام پر پھر رہے ہین جال مین مچھلیان تڑپ رہی ہین چھری سے ہزارہا کو ذبح کیا خون آسمان سے
برس رہا ہی ساحرون کے مرنے کی صدا بلند مہرخ و جمشید نے بڑے بڑے سحر کیے یاقوت دور سے دیکھ رہی ہی کہ سب
قطرات خون گرتے ہین اسد نامدار کے قریب جب قطرہ خون کا جاتا ہی اسد بازو کھول دیتا ہی جب عکس لگے کا بڑا
وہ قطرہ خون کا زمین پر گر کر جذب ہو جاتا ہی پتلے بھی قریب سر اسد نہین آتے یاقوت سخندان گھبرا گئی کہ کیا
سحر کہ ہی جب لشکر ملکہ مہرخ کے پاؤن اکھڑنے لگے اسوقت بلور چہار دست بیقرار ہوا گھوڑے سے کودا دونون
مٹھیان جو بند تھین یا شہنشاہ کوکب روشن ضمیر کہکر کھولین سنہرے پتلے مٹھیون سے نکلے جست کرکے
طرف آسمان کے چلے جن پتلون کے ہاتھ مین جال تھے انسے لڑنے لگے پتلے نے بلور کے جس پتلے کو پکڑا ٹانگین
تھام کر چیر ڈالا مارا چیر کر تو بلا شک پھینک دیا مگر خون جو جسم سے نکلا اُسنے وہی شعلہ جوالہ کا کام کیا آگ لگی ہزار
جل گئے بلور نے پلٹ کر دیکھا پتلون نے جاکر کام تو کیا مگر لشکر تباہ ہوا جاتا ہی یاقوت نے قہقہا مارکر
آواز دی میان بلور چہار دست ذرا ہوش درست کرو غلامان کوکب کو رد کرو ورنہ سارا لشکر خاک ہو جائیگا
بلور نے دیکھا حقیقت مین بڑی خرابی ہی مین خود باعث بربادی لشکر ہوا اپنے پتلون کو روکا پتلے مجبور
ناچار پلٹ آئے بلور نے اپنے سر پر بھی سپر سحر قائم کی گھڑی دو گھڑی دونون طرف کے پتلون مین خوب
تلوار چلی وہ پتلے طلب کردہ یاقوت سخندان اپنا کام کر رہے ہین مگر جمشید نے بڑھکر ایک کام کیا کہ جس
تخت پر ملکہ بران شمشیر زن و مجلس و بہار و باغبان قدرت و مروارید و اختر تڑپ رہے تھے
آہ آہ کی صدا بلند تھی یقین تھا استخوان جلین آبلے پھوٹین جمشید نے بڑھکر سحر کیا ایک ابر نے آکر چھون
پر سایہ کیا قطرے پانی کے گرے کسی قدر جسم کو خنکی حاصل ہوئی آہ آہ کرنا موقوف ہوا جب ابر سے
آب ریزی رکتی ہی بیقراری بڑھ جاتی ہی اب ملکہ مہرخ پریشان ہوئین بلور چہار دست نے پکار کے
کہا ملکہ مہرخ لشکر کو ہٹا لیجیے اس سحر خونخوار سے بچنا دشوار ہی میرے پتلے پلٹ آئے صدہا قتل بھی کر لائے
وہ جو سنتے تھے کہ حجرہ پنجم مین بڑی قیامتین ہین اسکا نمونہ ظاہر ہوا اہل اسلام ہٹے پتلے آسمان پر ٹھہر رہے ہین
لکھا ہی پڑاو سے تین کوس ہٹ آئے پتلے یاقوت سخندان کے ساتھ نہین چھوڑتے مچھلیون کو ذبح کرتے
چلے آتے ہین ملکہ مہرخ وغیرہ نے بیتاب ہوکر دعا کی صحرائے گرد آلگی سب نے دیکھا ملکہ حیجون سبز پوش

زباندراز تخت سحر پہ سوار پشت پر ساٹھ ہزار نازنینان زرین پوش علمہاے زمرد نگار کے بجر ہرے کھلے ہوے
یہ تباہی لشکر اسلام کی دیکھکر سرپیٹ لیا بران وغیرہ کو اک تخت پر اس مصیبت مین دیکھا پکار کے
آواز دی ای ملکہ صبح رخ ہماری وزیرزادی ملکہ محبوب کا کل کشا نہین پہونچی یہ کیا ستم برپا ہوا صبح رخ نے
بڑھکر ملکہ جیحون سے تمام کیفیت بیان کی اور کہا محبوب تو یہانتک نہین پہونچی مگر ملکہ بران نے نہر دن
کو خشک کیا اسنے یہ سحر کیا ملکہ جیحون نے کہا اس بلا کو تو مین روکتی ہون لیکن نہین معلوم میری وزیرزادی
کس بلا مین پھنسی مین سمجھی تھی وہ جاکر مصروف جنگ ہوئی ہوگی یا قوت اسکے سحر سے بہ تنگ ہوئی ہوگی
بران نے غضب کیا اپنے کو بلا مین پھنسایا مین ان پتلون کو تو روکتی ہون یہ کہکر جیب مین ہاتھ ڈالا وہی
گیند بلورین جو خواجہ عمرو نے اخضر سے لیا تھا کوکب نے جیحون کو دیدیا تھا ملکہ جیحون نے وہی گیند نکال کر
اسم سحر پڑھا طرف آسمان کے پھینک مارا جو لگا ہوا سے گرم کا چلا وہ حرارت و تابش پیدا ہوئی تپلے یاقوت
سخندان کے گرمی سے جلنے لگے جسم سے ان خونخواروں کے شعلے نکلنے لگے چیختے ہوے طرف لشکر یاقوت
کے بھاگے یا تو لشکر افراسیاب کی فتح تھی اہل اسلام گھٹتے جاتے تھے ملازمان افراسیاب کئی کوس بڑھ
آئے تھے کئی سو تپلون نے پلٹ کر آدم کا نعرہ کیا یاقوت گالیان دینے لگے مچھلیون کو نکال کر سر لشکر افراسیاب
پر ذبح کیا لکھا ہے کہ لاکھ جادوگر اور جل گیا اسوقت غصے مین افراسیاب نے دستک دی چار سو تپلے
فولادی پیدا ہوے تپلہ ہاے فولادی نے آگر تپلہ ہاے یاقوت کی شکلین باندھین جال پھینکر پھینک
دیے مچھلیان گرتے گرتے غرق زمین ہوئین یاقوت کے تپلون کی شکلین باندھکر لے گئے استادان
سخنور نے تحریر فرمایا ہے کہ دو شبانہ روز یہ قیامتین برپا رہین یاقوت نے غصے مین طبل بازگشت
بجوایا پکار کر آواز دی بی جیحون اب مجھے شیوہ جلادی اختیار کرنا پڑا عفریت طلسم کو بلاکر سب کو مٹا دونگی
تم تو اس راز سے بخوبی آگاہ ہو ہمارا سحر صرف کر کے جان بچائی کیا کمال کیا خیر اب آج تو پلٹ جاؤ خالو صاحب
کا پاس ہے ایک ہفتے کی مہلت دی شہنشاہ کو عرضی لکھو یہی تحریر کرنا کہ آپ کی کنیز یاقوت نے آج سب پر
رحم کیا آٹھوین روز عفریت طلسم سب کو کھا جائیگا بی بران و مجلس تو بیکار ہوئین انکو تو زندہ دفن
کر دو ایسے ایسے کلمات سخت کہتی ہوئی پلٹی ملکہ لعل سخندان کا ہاتھ تھام لیا محبت سے گلے مین ہاتھ
ڈالدیے کہا کیون بوالعجب اسد غازی قطرات خون سے کیون بچا غیر ساحر تھا جل نہ گیا کیا چیز اسکے
پاس ہے جب قطرہ خون کا اسکے قریب پہونچا زمین مین گر کر خاک ہوا مجھسے نہ چھپاؤ مین کئی دن سے

دیکھ رہی ہون رنگ رو تمھارا متغیر ہر وقت آب و خورش مین فرق آگیا ملکہ لعل یہ سنکر گھبرا گئی کہا حضور
کوکب نے کوئی تدبیر برائے طلسم کشا کر رکھی ہوگی یاقوت سخندان نے کہا یہ تو کوئی سحر ہمارے گھر کا تھا
لعل سخندان نے کہا ہوگا مین کیا عرض کرون بڑے بڑے ملازمان افراسیاب طلسم کشا کے ساتھ ہین انکے
سب صاحبون نے طلسم کشا کے جان بچانے کی تدبیر نہ کی ہوگی یاقوت نے کہا لو ہمارا مطلب یہ تھا
مسلمانون نے بہت سرکشی کی افراسیاب تو بالکل گدھا ہے یوقوت نے الٹا ہمارا سحر دفع کیا غلامون کو
ہمارے قید کرایا مجھے کچھ ملال نہین ہوا یہ مختصر سحر تھے عفریت طلسم اگر سب کو کھا جائیگا اگر تم حال دل
مجھسے کہو و حبس پر رغبت ہو اسکو سنتے کر دون بچالون ملکہ لعل رونے لگی کہا لو تمھارا گمان باطل ہے
مین خوب آگاہ ہون یہ لڑائی فتح کرنے سے حکومت طلسم ہوش ربا ہمارے قبضے مین آئیگی حیرت تخت سلطنت
سے اُتار دیجائیگی آپ کا سر خیال خام و تصور نا تمام ہے ان لوگون کے بچنے سے مجھے کیا فائدہ آپ آج ہی
عفریت طلسم کو بلائیے سب کو مٹا دیجیے سرکشون کو خاک مین ملا دیجیے یاقوت خاموش ہو رہی لشکر میلے
افراسیاب اپنی بارگاہ مین آیا یاقوت سخندان خاموش آکر تخت پر بیٹھی ملکہ لعل کے قلب پر بیقراری کا
ہجوم ہوا کنیزون کو ساتھ لیکر اپنے خیمے مین جا کر ٹھہری اُدھر ملکہ حیجون سبز پوش زبان در ازنے اگر ملکہ جبین
الماس پوش کے پایۂ تخت کو بوسہ دیا اسد غازی کی بلائین لین سب سردار خستہ شکستہ حیران و پریشان
پلٹ کر بارگاہ مین آئے ملکہ بران کا تخت جو اندر آیا ملکہ حیجون یہ حال پر ملال دیکھکر رونے لگی پانچون
شہزادیان چھٹا باغبان قدرت اسطرح تڑپتے اور کراہتے ہین کہ دل سنگ آب ہوتا ہے صدا مین انکی
سُنکر دشمن بھی روتا ہے ملکہ حیجون نے بیٹھکر بہت سحر کیے گرد گلدستے رکھے کہ ہوائے سرد چلی خوشبو اُن
سب کے دماغ مین پہونچی لخلخے کے لوٹے روشن کر دیے پیشانی پر نشتر مار کر اپنا خون نکالا جسم پر سب کے
چھینٹے دیے کچھ تاثیر نہوئی آبلے نہ مٹے کسی قدر کراہنا کم ہوا سب سردار بیٹھے رو رہے ہین کہ خواجہ عمرو و
چالاک و برق و قران و جانسوز و ضرغام جھپٹون اندر بارگاہ کے آئے بران سے خواجہ لپٹ کر
رونے لگے تڑپن ملکہ بہار کی دیکھی نہین جاتی مخمور سیلوے بہار مین تھمی رو رہی ہے ہچکیان لگی ہوئی ہین
عمرو جو بیتاب ہوکر رویا ملکہ حیجون نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری آپ اپنے کو سنبھالین معدمہ عظیم
در پیش ہے مجھکو بڑا ایس و پیش ہے آپ تشریف رکھین انجمن مشاورت منعقد ہو میری وزیرزادی کا برائے
خدا پتا لگائیے ورنہ ایکی مرتبہ جو یاقوت سخندان طبل جنگی بجوائیگی ضرور عفریت طلسم کو بلائیگی اس طرح

اُٹھا کر سب کو کھا جائیگا گویا کوئی پیدا نہوا تھا اگر مین نے لڑبھڑ کر جان دی کیا فائدہ اُسی وقت خواجہ نے
تخلیہ کیا چند سردار چھٹون عیار بیٹھکر صلاح کرنے لگے ملکہ حیجون نے کہا ایک ہفتہ مجھسے پیشتر محبوب
روانہ ہوئی مین جس منزل پر آئی نشان اُسکے فرو کش ہونے کا مجھکو دریافت ہوا فلان صحرا مین جو پہونچی
وہان کے زمینداروں سے سنا شب کو اک لشکر یہان آیا تھا صبحکو غائب ہوگیا الیقین کامل ہے افراسیاب نے
کسی کو بھیجکر قید کرا لیا آپ عیار ہین کسی طور سے اسکو دریافت کریجیے اگر محبوب کا کل کشا کا آنا نہوا عقوبت
طلسم کسی کے روکے نہ رُکے گا خواجہ نے کہا آخر کس سے دریافت ہو ملکہ حیجون نے کہا افراسیاب اس راز
سے ماہر ہوگا حیرت کو ضرور آگاہ کیا ہوگا حیرت کا جو نام آیا چالاک تڑپ گیا کہا مین جا کر دریافت کرتا ہون
عمرو نے ہاتھ پکڑ لیا کہا او نالائق جلاد کے سامنے جائیگا کیونکر زندہ واپس آئیگا نام حیرت سُنا اور چلا
کیونکر اُس تک پہونچیگا چالاک نے کہا آپ ناحق غصہ کرتے ہین آپ ہی نے تو طعن و تشنیع کر کے مجھکو بدنام
کیا جب تو خواجہ کوڑا لیکر اُٹھے کہا کیون ای جوانا مرگ ہمنے کہا تھا کہ جا کر حیرت پر عاشق ہو وہ بکاوہ
فرد و ماہ کی مثال ہے اگر افراسیاب سُن پائے کیا تمھارا حال کرے چالاک نے کہا وہ میرا کیا کر سکتا ہے
یہ کہکر چالاک چلا بیرون بارگاہ آیا برق فرنگی ملا کہا مرشد زادے کہان چلے مین بھی ہمراہ چلون چالاک
نے کہا کچھ آپ کی ضرورت نہین ہے یہ کہکر لشکر حیرت مین آیا حیرت کی یہ کیفیت ہے کہ ملول و حزین واندوہگین
اپنی بارگاہ مین مُنھ لپیٹے پڑی رہتی ہے افراسیاب حال نہین پوچھتا محبت مین یاقوت کی سرگردان
آٹھ پہر وہین موجود رہتا ہے انسین جلیسین تباہ چالاک در دولت بارگاہ حیرت جادو پر آیا دیکھا
کنیزان حیرت آپس مین باتین کر رہی ہین چالاک ایک کنیز کی شکل بنکر اُنھین ملا ایک نے کہا لو ملکہ
حیرت آج صبح سے نہین اُٹھین چل کے جگاؤ ایک نے کہا مجھے کیا غرض ہے کہ مین جا کر جھڑکیان کھاؤن
کل سے افراسیاب نے بارگاہ مین آرام نہین فرمایا بیتاب ہین کھانا بھی نہین کھایا اُنپر تو زور نہین چلتا
ہم لوگون پر غصہ اُتارتی ہین ایک نے کہا آج صبح سے گلوری بھی نہین نوش کی مُنھ ہاتھ نہین دھویا
سب نے مل کر چالاک سے کہا لو اگلشن تم بہت شگفتہ ہو ملکہ نے تمکو پرورش فرمایا مُنھ زوری بھی کرتی ہو
تم جا کے جگاؤ چالاک نے کہا مین ابھی جاتی ہون تم ڈرو مین نے کیا کسی کی چوری کی ہے علاوہ ازین
نمکخواری سے سراسر خلاف ہے مالک رنج و ملال مین ہو ایسے وقت مین دلدہی واجب و لازم ہے حقیقت مین
افراسیاب سفلہ مزاج ہے ایسی شاہد رعنا اُسکے لائق تھی یہ کہکے چالاک نے پردہ اُٹھایا سب سے

کہا لو اب تم کوئی اندر نہ آنا مین شیر کے منھ مین جاتی ہون جو کچھ گذرے گی جھیلون گی یہ بھی اُنکے مزاج کا طریقہ
ہو دس پانچ کو دیکھکر ابل پڑتی ہین سلامتی سے ہوا سے لڑتی ہین مجھسے کچھ نہ کہین گی مین شیشے مین اُتار
لونگی سب ٹھہرین چالاک اندر آیا حیرت جادو چھپرکھٹ پر آرام کر رہی تھی جوانی کی نیند ساق بلورین
کھلی ہوئی عارض الور پر زلف عنبرین پریشان ناگنیان آئینہ رخسار پر لہرا رہی ہین چالاک بیقرار
ہوگیا ڈرتے ڈرتے قریب آیا دونون پانون اُٹھا کر گود مین رکھے خود پامال ہو رہا ہے بجا نیازی
پانون دبانے لگا حیرت نے آنکھ کھولدی گلشن اپنی کنیز کو دیکھا پانون دبا رہی ہے چالاک نے آنکھ
کھلتے ہی بلائین لین آنکھین تلووں پر ملین پوچھا کیون حضور مزاج کیسا ہے حیرت نے کہا گلشن کیا
کہون ایک سرہزار سودے شوہر ایسا ہرجائی ملا اب جو یہ سوت آئی ہے آٹھ پہر اُسی کی خدمتگذاری مین
مصروف ہے ہمارا عیش و آرام جان دینے پر موقوف ہے دوسرا صدمہ عظیم لوا بہار کی خبر ملی آنکھوں سے
بھی دیکھا جلتی ہوئی آگ مین پھاند پڑین غنچہ آرزو نہ کھلا مثل برگ گل کمھلا گئین ہمارا سحر سمجھی تھین ہم وقت
پر رعایت کرتے ہین جب دیکھا اُنکا گلدستہ جلا صرف سحر دفع کیا کبھی اُنپر سحر سخت نہ کیا یاقوت سخندان
بلاے روزگار ہے سب کا خاتمہ کردیا تھا بی جیحون نے آکر اُسی کے گھر کے سحر سے بچا لیا ادھر شہنشاہ کو ناگوار
ہوا پانون کو انھون نے قید کرکے زندان خانۂ طلسمی مین بھیجدیا جان سبکی بچ گئی لیکن سنتی ہون کہ برا حال
کر رہی ہین بی جیحون نے کچھ سحر کرکے کسی قدر تسکین دی ہے آفتاب لب بام چراغ سحری ہو رہی ہین
اپنے نصیبون کو رو رہی ہین یاقوت سچ کہتی ہے اگلے ہفتے کو زہر اُگلے گی ناگن بنکے سب کو ڈسے گی اُسکو
سلطنت ہوش ربا کی خوشی ہے نہین معلوم کیا خیال آیا کہ اُسنے ایک ہفتے کی مہلت دی اُسی وقت وہ
عفریت طلسم کو بلا سکتی تھی سب کو مٹا سکتی تھی لوا گلشن بہار کے لیے بیقرار ہون کیونکر اُسکو سمجھاؤن
سب ایسے غافل ہین محبوب کاکل کشا راہ سے غائب ہوگئی کسی کو فکر نہین اس مقدمے مین جو کچھ
مطلب اصلی نکلے گا اُسی کی ذات پر موقوف ہے شہنشاہ نے کمال کیا پہلے ہی اُسکی تدبیر کرلی وہ بیچاری
قید ہوگئی اُس تک کوئی پہونچ بھی نہ سکے گا رہا کرنا تو دشوار ہے چالاک نے کہا کیون بی بی آخر
محبوب کاکل کشا کہان پر قید ہے اُسکی رہائی کی کیا صورت ہے عمرو تو عیار بافطرت ہے جہان کہین قید
ہوگی پہونچ جائیگا ضرور چھوڑا لیگا ملکہ حیرت نے کہا یہ مقام ایسا نہین ہے کہ جہان عمرو جاسکے سوا
میرے اور افراسیاب کے کوئی اِس راز سے آگاہ نہین ہے کیا کہون جو کچھ دل مین آتا ہے چالاک

نے کہا واری آپ بھی سوت کے مٹانے کی تدبیر کیجیے ابھی سے اُنکی لونڈیان پھولی ہین آپس مین کہتی ہین
ہم سب سلطنت لینگے بی حیرت کو طلسم سے نکال دینگے اگر کہین اُسکے ہاتھ سے لڑائی فتح ہوگئی پھر ہمکو
کون پوچھے گا اُسکی کنیزین کیا کیا جبر و ظلم کرینگی بی یاقوت آپ کی حقیقت نہ سمجھین گی آپ بھی دشمن
کو مٹایئے فتح کی ہزار صورتین نکل آئینگی ملکہ ماہیان زمرد پوش ایسی نانی آفات چہار دست
ایسی دادی جسدن قصد کرینگی فتح ہوگی آپ کے ہاتھ سے جو فتح ہوگی آپ کو اختیار ہے جسکی چاہیے
جان بخشی کیجیے جسکو چاہیے سزا دیجیے بی یاقوت آپکے عزیزون کو چن چن کے قتل کرینگی آپ کو
اختیار نہ دینگی یہانتک تو سنا ہے کہ افراسیاب سے کہتی تھین پرانا عملہ سب موقوف نئی بھرتی ہو سوداگر
بلاؤ کنیزین نئی خریدی جائین ہمارے طور پر تعلیم پائین جب حضور لونڈیون سے یہ حسد ہے ہم تو مصاحبان
حضور مشہور ہین ہمکو تو حکم ہوگا کہ اقلیم سے نکل جاؤ مین تو واری کل سے ٹوٹکے کر رہی ہون ابھی ڈھونڈ جھکر
دیوالی کی کلھیا لائی اُسمین خاک بھر کر دیوار مین گاڑ دی کہ دشمن کا منھ بند رہے ایک مُلا پاس بھی
گئی تھی تعویذ وہان سے لائی اُنکے دروازے پر گاڑ آئی بیمار تو ضرور ہو جائینگی ایک اگھوری سفلی عمل
خوب کرتا ہے وہ بھی بیر بھیجیگا بی یاقوت پر وہ چڑھے کا بے بکرا لیے نکھوڑیگا شہنشاہ دوڑے دوڑے
پھرینگے مین تو حضور بہت خاک چھان رہی ہون نذرین مان رہی ہون اُنکے باورچی خانے مین دخل
پاؤن ایسی سوت کو سنکھیا کھلاؤن شہنشاہ نے بڑے بڑے نگہبان مقرر کیے ہین آج صبح سے
جو جو باتین سنین مین اُنکو عرض نہین کر سکتی دل دہی کر کے چالاک نے جو یہ بیان کیا حیرت جادو
اُٹھ بیٹھی چالاک نے جو آج بعد مدت تخلیہ پایا حضور کہکر گلے مین ہاتھ ڈالدیے مُنھ پر مُنھ
رکھدیا حیرت کا بھی دل بھرا ہوا تھا میری گلشن کہکر لپٹ گئی چپکے سے کہا گلشن اس ٹوٹکے
ٹامڑے سے کچھ نہو گا وہ خود بلا ہے بھوت پلید کا پوجا کرتی ہے اگھوری اُسکا کیا کر سکے گا ایک کام
تو مراد بر آنے مین بھی تیرے کہنے سے جانپر کھیلتی ہون اگر کھل گیا تو جان و آبرو کا نقصان ہے
اور اگر بات بن پڑی تو بی یاقوت کو جان بچانا مشکل ہوگی چالاک نے بغلون مین مُنھ ڈال دیا
کہا مین صدقے مین قربان اس لونڈی کی جان تک کام آئے تو حاضر ہے ملکہ حیرت نے کہا تو نے
کو لشکر اسلام مین پہونچا عمرو کا بیٹا چالاک ملجائے تو اُسکو بلا لا لیکن میرا نام نہ لینا وہ پاجی مچل
جائیگا کمبخت جابجا پکارتا پھرتا ہے کہ مین حیرت پر عاشق ہون جسدن افراسیاب سن پائے گا

بد نصیب کی ٹانگیں چیر کر پھینک دیگا چالاک نے کہا واری مین ابھی جاتی ہون چالاک کو ڈھونڈھ کے لاتی ہون یہ کہکر چالاک اٹھا سامنے ملکہ حیرت کے باہر نکل گیا بعد دم بھر کے حیرت جادو نے دیکھا گوشۂ بارگاہ سے چالاک کلاہ زرین پہنے ہوے عطر سوہاگ ملے ہوے لباس فاخرہ زیب جسم تنتا ہوا چلا آتا ہے حیرت نے دیکھتے ہی منھ پھیر لیا ہاتھ اٹھا کر کہا ارے تو کہان چالاک تو ایک بیباک ہے کہا حضور نے بلوایا مین حاضر ہوا ملکہ حیرت نے کہا میری بلا پوش بلواتی ابھی اگر افراسیاب چلا آئے تو کیا ہو چالاک نے کہا ہونے کیا کہدینگے تیری جورو نے بلوایا چلے آئے تو کون ہے ہم دروازے پر پہرہ مقرر کرینگے کہ افراسیاب نہ آنے پائے حیرت جادو خفا ہوتی رہی چالاک برابر چھپر کھٹ کے بیٹھ گیا بعد مدت یہ دن نصیب ہوا بلائین لیتا تھا قدمون کو بوسے دیتا تھا ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا کہا اے شہنشاہ خوبی و اے گل گلزار محبوبی مین جان نثار تابعدار ہون ارشاد تو فرمائیے مزاج کیسا ہے یہ کہکر حیرت کا دامن پکڑ لیا اور رو کر یہ اشعار پڑھنے لگا

نظم

لیتا نہیں ہے درد بھی اک جا قرار آج
سینے کو کسقدر وہ چھپاتے ہیں وصل میں
بوسے وہ دیتے بھی کچھ ہیں بر روزگار آج
سوجھے نہ آسمان کو کہ ہم ہیں کس جگہ
سوتا ہون مین جو جیتے جی زیر مزار آج
احسان ترا اسے بھی اگر ساتھ دے نکل
پھرتی ہے لب پہ پہنچتی ہوئی جان زار آج
مقبول تجھکو والی ہے شاید دعا وصل
آنسو ٹپک پڑے مرے بے اختیار آج

ایفاے وعدہ یار ہی کرتا ہے یا اجل
کتنی مری نگاہ ہے بے اعتبار آج
کیونکر بسر کرین شب تنہائی فراق
چھا جائے یون دلکو ہے لگا غبار آج
دیکھا نہ اسکو حشر کا ہنگامہ ہو چکا
پیکان یار حسرت دلکو ابھار آج
روز سیہ کی صبح قیامت کی شام ہے
حد سے گذر گیا ہے مرا اضطرار آج

دل کی تڑپ کو پوچھ نہ اے غمگسار آج
یا ہم تمام ہوتے ہیں یا انتظار آج
روز جزا ہے نالہ کرون نہیں کہ چپ ہون
ناصح کو یاد کرتے ہیں ہم بار بار آج
ٹھوکر یہ کسنے آکے لگائی تھی قبر پر
سمجھا نہیں کیا امید کو امیدوار آج
شاید پیام مرگ دیا ہے فراق نے
کیا ہوگا دیکھتا ہون نہیں انجام کار آج
مجبوری جلال یہ اس بت کی بزم مین

یہ کہکر چالاک تصدق ہوا حیرت نے شرما کے سر جھکا لیا کہا او نابکار بے ادب کنارے بیٹھ جس واسطے بلایا ہے تمھارا مطلب ہے چالاک ہاتھ باندھکر سامنے بیٹھا حیرت نے کہا اے چالاک گوش ہوش سے سن بیہودہ باتین موقوف کر ورنہ مین ابھی افراسیاب کو بلا بھیجونگی چالاک نے کہا مین افراسیاب کے باپ سے نہین ڈرتا آپ کا غلام وفادار ہون جو حکم فرمائیے آنکھون سے بجا لاؤن حیرت جادو نے کہا اے چالاک مین اپنے دل کو کیا کرون بہار

کی جان کے واسطے یہ ساری تدبیرین ہین جسوقت سے سنا ہی کہ اُسکا آب و دانہ بند ہی تکلیف سحر یا قوت تیغ
سے دردمند ہی دل تڑپ رہا ہی مین نے اُس بدنصیب کو گودیون مین پالا پڑھایا لکھایا عزت و آبرو
بڑھائی طلسم ہوشربا مین اپنے ساتھ لیکر آئی اُنکو ہمارا بالکل خیال نہین ہمارا گھر مٹانے کے درپے
ہین چالاک نے کہا حضور از خردان خطا و از بزرگان عطا وہ بھی ہمیشہ آپ کی سلامتی کی دعا
کرتی ہین ظاہر مین لڑتی ہین جب کسی سے تکرار ہوئی یہی فرمایا میری بہن ملکہ حیرت کو خدا سلامت
رکھے میری خطا اور عدم خطا برابر ہی جب جی چاہے چلی جاؤن تکلف کیا میرا گھر ہی مجھکو کون روک
سکتا ہی آج کوئی چوتھا دن ہی ہمارے والد نامدار نے کچھ کلام کیا ملکہ بہار نے جھڑک دیا اور کہا خواجہ
مین ابھی چلی جاؤنگی میری وہ بہن نہین مادر مہربان ہی جا کے ہی میرا وہی مرتبہ ہوگا خواجہ خاموش
ہو رہے حضور فرمائین مین سنتا ہون حیرت نے کہا اے چالاک طرف مشرق کے جانا جب بارہ کوس
راستہ طے کر چکیگا صحرائے سبزہ زار ملیگا اُسی مقام پر ایک دریائے تند و خونخوار ہی کیا مجال کسی کی
جو دریا مین قدم رکھے لیکن افراسیاب نے مجھکو راز دار کیا یہ کہکر حیرت جادو نے اپنے پاس
سے ایک گولۂ آہنی نکالا کہا یہ گولہ دریا کی آبرو مٹا دیگا یا سامری کہکر دریا پر پھینک مارنا دریا خشک
ہو جائیگا پار دریا کے قلعہ ہی اُسکو قلعہ عجائب نگار کہتے ہین عجائب زعفران پوش وہان کی
حاکم و ناظم ہی جس طرح بنے اپنے کو اُس قلعہ مین پہونچاؤ ملکہ محبوب کا کل کشا کو ملکہ عجائب زعفران
پوش نے مع لشکر قید کر لیا ہی عجائب قتل ہو تو محبوب رہائی پائے اصل تو یہ ہی کہ مین نے زبانی
افراسیاب کے سُنا کہ اگر محبوب رہائی پا کر آئی دفع سحر عفریت طلسم وہ جانتی ہی کوئی تو تدبیر ہوگی
چالاک نے گولہ لیکر اپنے تھیلے مین رکھا قدمون کو حیرت کے بوسہ دیا بصورت اصلی چلا حیرت نے
ہاتھ پکڑ لیا کہا ارے صورت بدل کر جا بڑا کمبخت گستاخ ہی چالاک پھر تصدق ہوا قدمون سے لپٹنے لگا
ملکہ حیرت نے ایک ٹھوکر ماری کہ جا دور ہو چالاک نے رنگ روغن عیاری کا نکالا کنیز کی شکل بنکر
باہر نکلا خوشی مین بھاگا دل سے کہتا ہوا کسی سے خبر نہ کرو چلتے ہی دریا خشک کر کے قلعہ عجائب نگار
مین داخلہ ہو عجائب زعفران پوش کو مار و محبوب کو رہا کر کے لاؤ قبلہ و کعبہ بھی کہین کہ عیاری اسکا
نام ہی چالاک تو اسطرف سے جاتا ہی اپنے لشکر کا راستہ بھی ترک کیا دو کلمہ مخمور مہجور بیان ہوتے ہین مخمور
نے جو بہار کا یہ حال دیکھا سب سرداروں نے اپنے اپنے سحر قائم کیے ہین کہ بہار و باغبان وغیرہ کا درد توقف

ہو مخمور برائے عیادت بہار آئی سرہانے آکر بیٹھی برف برسائی کچھ پھول رکھے انکھون پر ہاتھ پھیرا بہار کو تسکین جو ہوئی آنکھ کھولدی اپنی راز دار ہمدرد کو قریب پایا کہا کیون مخمور مزاج کیسا ہی مخمور نے سر سے پانک بلائین لین ترقی حسن وجمال کی دعائین دین اسماء سحر پڑھکر بدن پر بہار کے ہاتھ پھیرا بہار کو اور تسکین ہوئی اٹھ بیٹھی مخمور نے گلے مین ہاتھ ڈالدیے دونون ہجران دیدہ آفت کشیدہ زار زار رونے لگین بیقراری مین بہار کے آنسو جاری ہوے کہا ای مخمور اب ہمکو زندگی کی امید نہین ہی اس سحر نے یاقوت کا کلیجہ پھونک دیا ہڈیون سے دھوان نکل رہا ہی ہر اعضا مثل شمع کافوری جل رہا ہی عشق نے اب اپنا رنگ جمایا سوزش نے ترقی کی آتش سحر کی گرمی پر آتش عشق غالب ہی دل موت کا طالب ہی اپنی تو اب یہ کیفیت ہی بقول زیب النسا مخفی نظم

کسے کہ آتش عشق تو اختیار کند
مرا کہ دیدہ گل اشک در کنار کند
بجائے غنچہ برآرد سر از زمین پیکان
کہ پیش غیر شکایت ز روزگار کند
تو سیر وی و ہمراہی تو میخواہد
کہ نالہ از میان در دل تو کار کند

شرر کہ خانہ در سینہ چنار کند
بیاد گلشن روئے تو بسان مرغ چمن
بہ زمین کہ خدنگ غمت شکار کند
گذشت آنکہ نگاہم ز رشک اشکم را
کہ نور مردمک از دیدہ ام فرار کند
غلام حلقہ بگوش تو گشت تا مخفی

ببلاغ رفتن و گل چیدن از مروت نیست
درون سینہ دلم نالہ ہائے زار کند
زبان حوصلہ باد ابریدہ آن کس را
بسان قطرہ سیماب بیقرار کند
ہزار نالہ مرا در دل است می ترسم
بہ کائنات ازین فخر افتخار کند

یہ اشعار پڑھکر بہار اسقدر روئی کہ ہچکی لگ گئی مخمور گلے سے لپٹ گئی کہا ای بہار بس دشمنون کا دم نہ نکلجاے برائے خدا صبر کرو دلیر جبر کرو یہ بلا بہت جلد دفع ہوگی مین خود یاقوت سے نکلکر مقابلہ کرونگی اپنے کو تسخیر نثار کرونگی اپنا بھی تو یہی حال ہی قلب پر ہجوم غم وملال ہی بقول جلال غزل

نزع مین آئے وہ مین سر پٹک کر رہگیا
آج مین کنج قفس مین کیا پھڑک کر رہگیا
آہ کھینچا چاہتا تھا ضبط نے روکا مجھے
چشم تر سے ایک دم آنسو ٹپک کر رہگیا
رونے گیسو سے نکلنے کی نہ پائی کوئی راہ
بھی بجلی وہ بھی چمک کر رہگیا

لو کھوئی کی انکھون نے دم اٹک کر رہگیا
کیا کوئی لخت دل نزار و باقی ہو ابھی
سینۂ سوزان مین اک شعلہ بھڑک کر رہگیا
لیگیا میخانۂ عرفان مین ہمکو خضر شوق
کوچہ تاریک تھا آخر بھٹک کر رہگیا
کس جگہ مجھکو دغا دی طاقت پرواز نے

مار ڈالا ذکر گلشن چھیڑ کر صیاد نے
تھا بسا کچھ چشم گریان مین کھٹک کر رہگیا
دل بھر آیا رو سکے لیکن نہ بزم یار مین
زاہد گمراہ مسجد مین بھٹک کر رہگیا
شمع کام آئی شب تاریک فرقت مین داغ
دو قدم پر تھا در گلشن کہ تھک کر رہگیا

کی بست تو نے کمی اے اضطراب دست شوق
کیا یہ غنچے نے صدا دی کیوں چٹک کر رہ گیا
آج اگر دامن نہ ہوتا روکتے کیوں خار دشت
خیر میں بھی دیکھتا ہوں کون تھک کر رہ گیا

انکے سینے سے دوپٹہ کچھ سرک کر رہ گیا
پھر ذرا ہنس کے وہ لہو تھوکے ہیں یہ زخم کے
قیس عریاں دور سے پہونچا میں اٹک کر رہ گیا
کارواں نے ضعف نے مجھکو چھڑایا اے جلال

تو ہی کھول اس راز سربستہ کو اے مرغ چمن
کیا نمک اکبار اے قاتل چھڑک کر رہ گیا
وہ نہیں ہوں گردش گردوں تجھے عاجز کرے
نقش پائے رفتگاں پر سر ٹپک کر رہ گیا

دونوں مہجور معشوقوں سے دور غم و الم سے قریب بے نصیب لپٹ لپٹ کے خوب روئیں جب مخمور نے بہت سمجھایا بہار نے کہا اے مخمور اگر ہماری زندگی چاہتی ہو ہم تو بیکار ہوے بالکل مجبور و ناچار ہوے جسطرح بنے اپنے کو تا بہ کوہ عقیق گلزار سلیمانی پہونچاؤ اُس مسیحائے زمان بادشاہ جمجاہ سے جاکر ہمارا حال زار بیان کرو اور یہ بھی کہنا کہ ایک سرفراز نامہ مرحمت فرمایئے اگر انکے دست حق پرست کا نامہ لکھا ہوا آجاے ہمارا زخم جگر کا ہوا بھی زخم جگر اندمال پائے فوراً صحت ہوجائے مخمور نے کہا میں ابھی جاتی ہوں بعنایت کاتب تقدیر نامہ دست حق پرست سے تحریر کرا کے لاتی ہوں یہ کہکر مخمور اٹھی بارگاہ ملکہ مہرخ میں آگئی کہ خواجہ وغیرہ پوچھیں گے اور یہ بھی دیکھا کہ بہار کو جو میں نے تسکین دی دل میں جو درد تھا وہ موقوف ہوگیا مخمور سوچی عاشق کا یہی علاج ہے بیشک بادشاہ بڑے لطف سے نامہ لکھیں گے بہار رنگ و بوے باغ لشکر اسلام ہے بادشاہ بھی خوش ہونگے علاوہ ازین اپنے دل تردد منزل کو بھی تسکین دینگے نورالدہر بھی ملاقات ہوگی دل سے کہتی ہے اے مخمور مہجور خدا جفائے عشق سے بچائے عشق روسیاہ کسی کو نہ اپنی صورت دکھائے اِسکے نام سے دل گھبراتا ہے کلیجہ منھ کو آتا ہے یہ اشعار آبدار موافق حال عاشقان ہیں نظم

ہمیں بھی ہوش سلامت لیے نکلجاتے
سنبھال لیتے یہ دونوں تو ہم سنبھل جاتے
نگاہ پھیر لی جسے شباب نے کیا جلد
بھرے نہ تھے ترے سبو ل ورنہ چلجاتے
ہماری لاش کو یوں تو نے پائمال کیا
جو شیر چھوڑتا اژدر زمین نکل جاتے
نگاہ کج سے ادھر دیکھتا فلک اکدن
اسی کے سامنے میں دو اک غریب لیجاتے

جو دن بہار کے اپنی بخیر ٹل جاتے
برستے چرخ سے پتھر جو کشت حسرت پر
حسین بھی تو نہیں آنکھ یوں بدلجاتے
کہاں چمک کے داغوں کی قبل شام جلی
عدو بھی دیکھنے آتے تو ہاتھ مل جاتے
امید وصل نہ بر آئی کی دعا برسوں
کہ بل جو یار کی جیتوں میں تھے نکلجاتے
مسافران عدم کتنے بے مروت ہیں

بڑا گلہ ہے ہمیں تاب تو آج ہجر میں کر
تگرگ وار مری آہ سے پگھل جاتے
لگا کے گیسو انکو ہاتھ جان ہی دی تھی
تامل اتنا تو کرتی چراغ جلجاتے
نگاہ قہر سے بچتے تو کھینچتیں نہ یقین
درخت بے ثمر اتنا یقین ہے پھل جاتے
عزیز کرتی اگر عاشقوں کے دل کو ذرا زلف
ٹھہرتے آج تو ساتھ انکے ہم بھی کلجاتے

نگاہ یار ہو وضع جہان نہین ای دل — بدلتی یہ تو زمین آسمان بدلجاتے — جھلک وہ پردہ نشین تیغ مین دکھا دیتا
ذرا جو ای ملک الموت آپ ٹلجاتے — کیا نہ قتل کسی سخت جان کو ای قاتل — تمام بل تری تلوار کے نکل جاتے
جلال پانون بڑھانا تھا راہ شوق مین یون — کہ اپنے سایے سے بھی آگے ہم نکل جاتے — سوائے ذلت و رسوائی کے اس

کوچے مین کیا ہی قیس کا نام مجنون رکھا گیا عزیز و اقارب مین مطعون ہوا عاشقون مین نام پایا ایسی ناموری
کو آگ لگے خدا کسی کو کسی پر عاشق نہ کرے میان فرہاد نے سختی اٹھائی کوہکنی کی شیرین نے جان شیرین دی
یہ بھی بدنام وہ بھی ناکام کیا خوب انجام ہی دلکو بہلاتی ہوئی اپنی بارگاہ مین آئی اسباب سحر اپنے جسم پر آراستہ
کیا کنیزون نے پوچھا کیون حضور کیا ارادہ ہی مخمور نے کہا صحرا مین اک باغ ہی وہان سحر تیار کرنے جاتی ہون
خواجہ اگر پوچھین یا ملکہ مہرخ طلب فرمائین کہدینا حاضر ہین شام تک آجاؤنگی کنیزون کو سمجھا کر مخمور بارگاہ سے
نکلی طاؤس سحر پر سوار ہو کر چلی بڑے زور و شور مین اڑتی ہوئی جاتی ہی تصویر خیال نور الدہر کی آنکھون کے
نیچے پھر رہی ہی تین کوس راستہ طے کیا تھا کہ صحرا کی طرف سے بونڈلا گرد کا اٹھا مخمور نے پلٹ کر دیکھا مہتر ب
چالاک بن عمرو گرد و غبار مین اٹا ہوا بھاگا ہوا آتا ہی مخمور نے آواز دی ای مہتر والا گہر ٹھہر جاؤ کہان
جاتے ہو جس صحرا مین جاتے ہو چلے جاتے ہو یہ کہکر مخمور ہوا سے اتری چالاک ایسا گھبرایا ہوا ہی کہتا ہی
میرا دامن چھوڑ دیجیے اسوقت مجھسے بات نکیجیے مین بڑی ضرورت مین ہون مخمور نے کہا جبسے تو حال بیان کرو
اس صحرا مین آئے ہو بیلون مین اسکے صحرائے سحر بند ہی لشکر مین وہ تلاطم تمہارے ہوش گم حال پوچھتے ہین
ظاہر نہین کرتے ہو سو قدم دست چپ کو اور چلے جاتے گرفتار بلا ہوتے اپنے نصیبون کو روتے مفصل کہو
کہ کس کیفیت مین ہو کیا ضرورت ہی دشمنون پر کیا مصیبت ہی ہم تمہارے بدل و جان شریک ہین چالاک
نے کہا ایسا سنو آپ والدسے کہدین مین اسوقت اپنی جان پر کھیل کر خدمت مین حیرت کی گیا تھا ملکہ محبوب
کاکل کشا جو قید ہوگئی اسکا نشان دریافت کیا یہ سنکر ملکہ مخمور خوش ہوگئی پوچھا کسنے قید کیا چالاک
نے کہا فلان مقام پر قلعہ عجائب نگار ہی عجائب زعفران پوش وہان کی حاکم و ناظم ہی وہ بحکم
افراسیاب محبوب کو گرفتار کرکے مع لشکر اپنے قلعہ مین لیگئی ملکہ حیرت نے کہا کسی تدبیر سے اپنے
کو قلعہ مین پہونچاؤ عیاری کرکے عجائب کو قتل کرو تب محبوب رہا ہو اسی فکر مین جاتا ہون مخمور
نے نام قلعہ عجائب نگار سنکر کہا ای مہتر والا گہر وہ قلعہ نگاہ مردم سے مخفی رہتا ہی مین وہان کا حال بخوبی
جانتی ہون عجائب زعفران پوش کو پہچانتی ہون بڑے غضب کی ساحرہ ہی اس تک جانا دشوار

ہوگا چالاک نے کہا آپ کنارے کنارے آئیے میرے مقدمے مین دخل نہ دیجیے مین راستہ پیدا کرلونگا
مخمور نے کہا کوئی بات ہمسے نہ چھپاؤ ہرچند مخمور نے پوچھا چالاک نے گولے کا حال نہ بتلایا مخمور خاموش
ہوئی کہا چلو مین تمھارے ساتھ ہون مگر اے مہتر والا گہر دریا کے پٹنے کی کیفیت ظاہر ہوئی مفصل حال بتلادو
چالاک نے کہا کوئی مفصل حال نہین ہے آپ صرف میرے ساتھ آئیے کسی بات مین دخل نہ دیجیے مین تیناوری
کرکے نکل جاؤنگا دریا خود راستہ دیگا قلعہ بھی ملیگا مین جاکر عیاری کرکے اسکو مار لونگا اگر کسی آفت مین
پھنسون شریک ہونا ورنہ کوئی ضرورت نہین ہے مخمور و چالاک باتین کرتے ہوے چلے بعد عرصہ کے
صحراے سبزہ زار ملا چالاک نے کہا اے مخمور نشان جادہ مراد ظاہر ہوا اسی صحرا کا پتہ ملکہ حیرت نے دیا تھا
ملکہ مخمور نے کہا مین بھی پہچانتی ہون کان لگاکر سنو غراٹے کی دریا کے آواز آتی ہے چالاک نے بڑھکر دیکھا
حقیقت مین اک دریاے قہار مواج لطمہ سنج آفت زا کہ آسمان بھی جسمین مثل حباب معلوم ہوتا ہے سمندر
کی آبرو کھوتا ہے چالاک نے کہا ملکہ مخمور شہ دریا دلی دکھاتا ہون اس بحر مواج مین جاتا ہون مخمور نے
کہا ارے ظالم یہ دریاے بحر ہے شناوری بیکار ہوگی چالاک نے کہا آپ اسمین دخل نہ دیجیے مخمور بے پرواہ
پیدا کرکے اک خلل پڑا ئی لیکن نگاہ لڑی ہوئی ہے کہ دیکھون یہ کیا کرتا ہے جیسے ہی چالاک قریب دریا آیا
دریا نے جوش مارا ہزارہا مچھلیان اژدرین نہنگان خون آشام نے منھ کھولا حباب آنکھین نکالنے لگے
موجہاے دریا خنجر بران بنگئے ہر گرداب سرتاپا عجب طرح کا تلاطم ہوا مخمور کو تاب نہ آئی آواز دی اے
مہتر چالاک اپنی جان بچاؤ کنارے سے ہٹ آؤ چالاک کب مانتا ہے مخمور نے دیکھا چالاک نے جیب سے
اک گولہ فولادی نکالا مخمور سمجھ گئی یہ گولہ بھی حیرت نے اسکو دیا ہے کمبخت آغاز وانجام سے ماہر نہین جوش
وخروش دریا کا حال ظاہر نہین کئی مرتبہ مخمور نے پکارا اے چالاک ٹھہر جا گولہ نہ پھینکنا بلا مین گرفتار ہوگا
چالاک کب مانتا ہے اپنی چالاکی پر مغرور جہالت سے قریب عقل سے دور یا سامری کہکر گولہ پھینک مارا
بس جیسے ہی وہ گولہ دریا مین گرا مچھلیان نہنگ گھڑیال جلنے لگے موج آب سے شعلے نکلنے لگے دم بھر
مین دریا خشک ہوگیا نگاہ اٹھاکر چالاک نے دیکھا پار دریا کے اک قلعہ سر بفلک کشیدہ دروازے پر
قلعہ کے ہزارہا جادوگر بیٹھے تھے جیسے ہی دریا مین تلاطم ہوا وہ ساحر لینا لینا کہکر دوڑے مچھلیون نے
بلند ہوکر آواز دی چالاک بیٹا عمرو کا آگیا ملکہ عجائب زعفران پوش کو خبر کرو یہ کہکے مچھلیان
جلین ساحرون نے آکر چالاک کو گھیر لیا چالاک نے نیمچہ کھینچا حقہ آتشبازی کا نکالکر مارا دو چار کو

نیچے سے قتل کیا کسی پر حلقۂ کمند مار دیا کسی پر حباب لگایا محمور بیقرار ہو گئی سر پیٹنے لگی کسی جادوگر نے
سحر کیا چالاک لڑکھڑا کے زمین پر گرا اب تو محمور بیقرار ہو کر کودی نعرہ کر کے مجمع ساحران پر جا پڑی نارنج
ترنج مارنے لگی کئی سو جادوگر مارے چالاک کو نیچے مین دبایا چاہتی ہر کہ چالاک کو لیکر نکل جاؤن ساحرون نے
گھیر لیا محمور نے کئی ہزار ساحر مارے اندر سے قلعہ کے ہزارہا جادوگر چلے آتے ہین کنیزون نے جا کر عجائب سے
خبر کی یہ تخت پر بیٹھی تھی جب مجلیون نے غلغلہ کیا تھا جبھی اسنے ہنسکر کہا لو صاحبو کوئی بلا نازل ہوئی دریا
کسی نے مٹایا آبرو کو خاک مین ملایا قید ہونا بی محبوب کاکل کشا کا سزاوار تھا مگر مقام افسوس ہر اس
راز سے سوائے شہنشاہ و زوجۂ شہنشاہ کے کوئی آگاہ نہین ہر دریائے سحر کا کسنے نشان دیا کہ کنیزین
پہونچین عرض کی ای ملکۂ عالم چالاک بیٹا عمرو کا اول آیا اسنے اک گولہ مارا دریا خشک ہوا ہملوگون نے
گھیر لیا کئی جادوگر اُس عیار نے مارے آخر اُسکو گرفتار کیا دام سحر مین پھنسایا بی محمور صاحب نہین معلوم کہان
چھپی بیٹھی تھین آ پڑین معشوقۂ شہنشاہ طلسم ہوش ربا ہین سحر و ساحری مین بے نظیر و یکتا ہین ہم لوگ
سحر انکا نہ روک سکے کئی ہزار جادوگر مارے گئے جلد چلیے ورنہ چالاک کو لیکر نکل جائینگی عجائب کا چہرہ غصے سے
سرخ ہو گیا کہا بی محمور کو اب یہ لیاقت ہوئی ہمارے سحر مین دخل دیا ساتھ والیون سے کہتی ہوئی چلی افسوس
صد ہزار افسوس تمام عالم مین انقلاب ہر مثل زلف دلکو پیچ و تاب ہر کیونکر یہ راز ظاہر ہوا کوئی غیر تو نہین
ماہر ہوا محمور و چالاک کو کسنے یہانتک پہونچایا کون راہبر تھا ابھی تک تو کسی کو خبر نہ تھی صاف ظاہر
ہوتا ہر کہ وقت بربادی طلسم ہوش ربا آگیا ارشاد فیض بنیاد سامری و جمشید کرسی نشین ہوگا کون شہنشاہ
کو سمجھائے طلسم کشا سے میل کیجیے بی مورخ صاحب کا دماغ عرش اعلی پر ہو گا وہ اب اصلاح کا ہیکو کرینگی دم جرأت
کا بھرینگی جو راز و نیاز کہ درمیان مین زن و شوہر کے تھا وہ نہ مخفی رہ سکا اور امورات راز و نیاز کیونکر
چھپین گے مار آستین گرگ بغل پیدا ہو جائینگے یہ کہکر اُٹھی کہ ابھی جا کر گرفتار کرتی ہون غصے مین
چلی اُسوقت آگے پہونچی کہ محمور اُبھر کر خندق کے پار اتر چلی ہر چالاک کی وجہ سے ناچار ہر لڑائی مین مصروف
ہر کہ عجائب زعفران پوش کا نعرہ ہوا آواز آئی او محمور کہان جاتی ہر ستمگر ملکہ عجائب زعفران
پوش محمور پلٹ پڑی چالاک کو نیچے مین دبائے ہوئے پھر لڑنے لگی زخم بھی کھا چکی ہر ہزارہا ساحر
سحر کر رہا ہر کس کسکو جواب دے بڑا افسوس یہ ہر کہ ایسا نہو چالاک رہجائے خواجہ عمرو فرمائینگے
کیون محمور ہمارے فرزند کو دشمنون مین چھوڑ دیا لیکن عجائب سحر کرتی ہوئی سامنے محمور کے ہو پہنچی

مخمور نے سحر کیا عجائب نے ہنسکر دفع کیا موتیون کے مالے سے اک موتی نکالا اسم سحر پڑھکر مخمور پر پھینکا
مخمور نے ہاتھ ہلایا برق چمکائی مروارید سحر جلا کچھ خاک اڑی اک شعلہ چمکا مخمور کی آنکھون مین اندھیرا آگیا
لڑکھڑا کر گری بیہوش ہوگئی عجائب نے قریب آکر زبان مین مخمور کی سوزن دیا چالاک کو مسلسل و مطوق
کیا دونون کو گرفتار کرکے قلعہ مین لائی جادوگرون سے کہا ان دونون کو قید خانے مین لیجاؤ مخمور و
چالاک قید ہوے مخمور نے کہا کیون چالاک تمنے گولے کا حال ہمسے چھپایا آخر یہ خرابی ہوئی اگر تم ہمسے
کہدیتے کہ ملکہ حیرت نے ہمکو گولہ دیا ہی ہم اُسکی تدبیر بتلاتے چالاک نے کہا ای ملکہ عالم آپ تو عشق بیشہ ہین
کسی شاعر نے کیا خوب فرمایا ہی وہ مطلع مجھے یاد ہی فرد میان عاشق و معشوق رمزیست + کراماً کاتبین را
ہم خبر نیست + مین اپنے معشوق مطلوب کا حال کیونکر کہتا مخمور نے کہا ای چالاک یہ جواب باصواب نہین
کوچہ سحر و ساحری سے آپ لوگ نابلد ہین اب بڑا غضب ہوگا ہم اس گولے کو چھپاتے اور تدبیر سے دریا کو
ہٹاتے یہ مقدمہ از دو نیاز تھا تمھاری معشوقہ پر بڑی آفت آئیگی عجائب الکھیچی کی عمرو کے بیٹے نے گولہ کیونکر
پایا یہان اگر دریا مٹایا کیا جواب دیگی چالاک نے کہا اگر قضا لیکر آئی ہی تو ہم مجبور ہین اگر ہماری وجہ سے
معشوقہ بدنام ہوئی اور افراسیاب نے بہ نگاہ کج دیکھا آنکھین پھوڑ ڈالونگا مخمور خاموش ہورہی سمجھی کہ یہ عیار
عقلمند بھی بڑے ہین وقت پر جہالت کرتے ہین مین اسکو کیا جواب دون ای مخمور کیا سوچکے چلے تھے کہان کا
قصد تھا کہان لگے پھنسنے دیدار محبوب مطلوب سے محروم رہے اب اپنی تو یہ کیفیت ہی بقول جلال غزل

اک دل ہی اسکین بہت ارمان ہزارون
صحرا ہے قیامت کے ہین میدان ہزارون
بھولیگا نہ اُس زلف کا عارض پہ بکھرنا
رکھتی ہی عدو عشق مین اک جان ہزارون
اُس بت کی جو ابرو کا ہوا کچھ بھی اشارہ
ساقی نے یونہین توڑ دیے ہین پیمان ہزارون
اُٹھتا نہین سر فکر کے سجدہ لیے کسی طرح
اک خواب تھے وہ وصل کے سامان ہزارون
میلا ہی لبس دفن جلال اپنی لحد پہ

اک غمکدہ تنگ ہی مہمان ہزارون
ہی کوچہ محبوب ابھی اُنسے بہت دور
یون خواب تھے دیکھے مین پریشان ہزارون
سودا ہی گلون کو تری گلپیرہنی کا
پھر جائینگے کعبے سے مسلمان ہزارون
الفت مین تباہی سے خدا دلکو بچائے
گردن پہ مری ہین ترے احسان ہزارون
اک نالہ نہ سنتا وہ بت بیخبر اپنا
تا گور گئے ساتھ ہین ارمان ہزارون

پوچھے کوئی وسعت نہ مرے دشت جنون کی
طے کرگئے گو خضر بیابان ہزارون
ابرو و مژہ ناز و ادا غمزہ و عشوہ
پھٹتے ہین گلستان مین گریبان ہزارون
پیمانہ ہو جیسے کوئی بزم مین ٹوٹے
کشتی تو ہی اک اٹھتے ہین طوفان ہزارون
دیکھا نہ دم صبح شب وصل جو کچھ تھا
خالق نے دیے ہوتے اگر کان ہزارون

قید خانے مین دونون تڑپ

رہے مین لیکن عجائب زعفران پوش بصد جوش وخروش پلٹ کر بارگاہ مین آئی مصاحبین اگر جمع ہوئین
عجائب نے کہا صاحبو یہ مقدمہ عجائب وغرائب ہی عقل لڑاؤ میری بات کا جواب باصواب دو شہنشاہ نے
مجھکو نامہ لکھا کہ محبوب کاکل کشا وزیرزادی ملکہ جیحون کی تمھاری سرحد سے جاتی ہی مخفی سحر کرکے پکڑلو
اپنے قلعہ مین قید رکھو یہ دریائے سحر شہنشاہ کا تھا خود ہی تشریف لائے دریائے سحر بناگئے مجھسے کہا تمھارے
قلعہ کو کوئی نہ دیکھ سکیگا دریا مثل نگہبان ہی سوائے میری زوجہ کے کوئی راز سے ماہر نہین ہی بس شہنشاہ نے
آپ ہی حفاظت کی خود ہی دریا کو برباد کرایا یہ گولہ حیرت نے دیا یا افراسیاب نے ظلم کیا میرا نامہ لیکر
خدمت شہنشاہ مین جاؤ اتبک تو یہ گمان تھا کہ دریا نگہبان ہی قلعہ مین کوئی نہ آسکیگا اب راستہ کھل گیا دریا
خشک ہوا عیار سرداران لشکر عمرو بن صبوح دہبار وغیرہ لشکر کشی کرکے بجبر آئینگے مین اسی وجہ سے
قید محبوب کا رکھنا قبول نہ کرتی تھی کنیزون نے کہا حضور ظاہر ہی کہ یہ گولہ ملکہ حیرت نے چالاک کو دیکر روانہ
کیا نگہبانان دریا کو تیر بدعت کا نشانہ کیا فوراً نامہ تحریر فرمائیے بی حیرت کو ذلیل کرائیے عجائب نے
اسی وقت ایک عرضی برائے افراسیاب بصد پیچ و تاب تحریر کی مضمون یہ تھا کہ گولہ سحر کا چالاک بن
عمرو لیکر آیا دریا کو مٹایا بی مخمور مددگار بنکر آئین دریا تو بیشک مٹ گیا مین نے دونون کو گرفتار کیا
مفصل تحریر فرمائیے یہ گولہ چالاک کو اپنے دیا یا آپ کی زوجہ صاحبہ نے اور کسی پر یہ حال ظاہر نہ تھا
کوئی اس کیفیت معدوم سے ماہر نہ تھا پکار کر آواز دی کوئی ساحر یہ عرضی لیکر جائے فوراً جواب لائے
عبیر جادو مصاحب خاص خدمتگزار با اختصاص عرضی ملکہ عجائب کی لیکر چلا دو کلمہ داستان مہر سپہر عیاری
و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو نامدار گزارش ہوتے ہین عمرو نے عرصہ دراز تک
چالاک کا انتظار کیا شب گذری چالاک واپس نہ آیا بوقت سحر عمرو گھبرایا سوچا اس لونڈے نے
کچھ نشان پایا جستجو مین گیا جوتیان کھائیگا کچھ نہ بن آئیگا کچھ غصہ کچھ لال فرزند کا بھی خیال بارگاہ سے
باہر نکلے راہ مین برق سے ملاقات ہوئی پوچھا میان برق تمھارے چالاک کہان ہین حال قید محبوب
دریافت کرنے گئے تھے پلٹ کر نہین تشریف لائے برق نے کہا حضور چالاک بیباک کا مثل کا بیکھو
ہی کل برائے ملاقات ملکہ حیرت تشریف لے گئے تخلیے مین خوب مزے اڑائے بعد چند ساعت
واپس آئے یہ فرماکر گئے تھے کہ بھائی برق لشکر سے ہوشیار رہنا محبوب کو رہا کرنے جاتا ہون رہا کرکے
آئینگے عمرو نے کہا آپ ساتھ تشریف نہین لیگئے برق نے کہا وہ یکہ و تنہا عیاری کرتے مین اتنے ہونگے

عمرو نے برق کی گردن مین ہاتھ دیا کہا بے تو نے میرے فرزند کو بھی آوارہ کیا وہ پلٹ کر نہین آیا کسی
بلا مین پھنسا برق نے کہا وہ کسی مقام پر رکنے والے نہین مین اگر پھنسے ہونگے قید خانے مین عیاری کرنگے
محبوب کو لیکر آئینگے عمرو تو غم مین فرزند کے بیتاب تھا برق کو حباب مار کر بیہوش کیا اُٹھا کر زنبیل مین رکھ لیا
طرف صحرا کے چلے دل سے باتین کرتے ہوے کہ ای عمرو چالاک پر کوئی افتاد ضرور پڑی صحرا مین آکر ایک
چشمے پر ٹھہرے ایک ساحر کی شکل بنکر تیار ہوے جو مسافر نکلا اُسکو قزاق بنکر مار اکپڑے اُتار لیے اُسکی ٹانگ
گھسیٹ کر کنوین مین ڈالدیا مسافرون پر غصہ اُتار رہے ہین راہگیرون کو مار رہے ہین کہ ایک عیار کو دیکھا
آسمان سے اُڑتا ہوا آتا ہی لیکن بظاہر ہوتا ہی کہ تھکا ہوا ہی چشمہ آب دیکھکر منھ مین پانی بھر آیا کندسے باندھکر
زمین پر اُترا چاہا چشمے سے پانی پیون عمرو نے آواز دی او ناہنجار او اجل رسیدہ خبردار پانی نہ پینا یہ وہی
عمیر جادو ہی جو نامۂ عجائب لیکر چلا تھا عمرو نے ہزارون گالیان دینا شروع کین عمیر نے کہا ذرا زبان
سنبھالیے عمرو نے کہا او بے غیرت تو کون ہی ہم تو ملازم افراسیاب ہین چشمے کے پانی پینے کی ممانعت ہی اسمین
الف مار پڑا ہی اژدہا اسمین رہتا ہی اسی وجہ سے منع کیا پانی پیتے ہی خاک ہو جاتے اسی واسطے کلمات سخت کہے
کہ پانی نہ پیو ورنہ جسم پانی ہو کر بہہ جاتا اب تو عمیر جادو منت کرنے لگا بھائی بھائی کہکر لپٹ گیا کہا ای برادر
تمنے بڑا احسان کیا مین قلعۂ عجائب نگار سے آتا ہون خدمت افراسیاب مین نامہ لیکر جاتا ہون عمرو نے
کہا قلعۂ عجائب نگار پر کیا معرکہ گذرا ہی عمیر نے کہا ای محسن اصل معاملہ یہ ہی محبوب وزیرزادی ملکہ جیحون
کی لشکر لیے ہوے جاتی تھی شہنشاہ نے نامہ لکھا ملکہ عجائب نے محبوب کو مع لشکر قید کر لیا اس راز
سے سوائے شہنشاہ و حیرت کے کوئی آگاہ نہ تھا چالاک بیٹا عمرو کا گولہ فولادی لیکر ہوبجا دریاے
قہار خشک کیا مخمور بھی ساتھ تھین وہ لڑین ہزارہا ساحر مارے گئے عجائب نے سحر کر کے مخمور و چالاک
کو قید کیا ہی شہنشاہ کو نامہ بطور طعن و تشنیع تحریر کیا ہی کہ یہ گولہ چالاک کو کیونکر ملا یقین ہی سوت کی
جلن مین حیرت نے یہ کام کیا ہو گا اب حال کھل جائیگا شہنشاہ سے یہ بھی حکم لینا ہی کہ چالاک و مخمور
کو قتل کرین یا قید رکھین عمرو نے کہا بھائی مین تمکو لاکر آب سرد پلاؤن اس چشمے کا پانی سم قاتل ہی
سیکڑون مسافر پانی ہو کر بہہ گئے یہ کہکے درۂ کوہ مین گئے آب سرد لاکر عمیر کو پلایا عمیر بیہوش ہوا عمرو نے
عمیر کو تو اک درۂ کوہ مین ڈالدیا نشان پتہ بخوبی پوچھ لیا تھا آپ بصورت عمیر بنکر تیار ہوے
برق کو زنبیل سے نکالا سب حال کہا کہ تمھارے مرشدزادے وہان قید ہو گئے صرصر کی شکل ہو

برق فوراً بصورت صرصر شمشیر زن آراستہ ہوا عمرو نے نامہ عیبر سے لیلیا تھا اسکی پشت پر طرف سے
افراسیاب کے جواب لکھا مہر افراسیاب بنا کر ثبت کی خواجہ بصورت عیبر برق بصورت صرصر راہ میں
برق کو سمجھاتے ہوے کہ بیٹا جلدی نہ کرنا محبوب و مخمور کو رہا کرنا ہے مہلت یاقوت قریب ہے یقین ہے دو دن
کے بعد طبل جنگی بجے برق کہتا ہے استاد میں سمجھ لونگا بعد قطع منازل و طے مراحل سامنے قلعہ عجائب کے آکر پہنچے
نگہبانان قلعہ نے عیبر کو دیکھا اٹھکر سلام کیا کہا کیوں اے افسر شہنشاہ سے ملاقات کی عیار کو گولہ کیونکر ملا
خواجہ نے کہا سب احوال ظاہر ہو جائیگا اسی واسطے شہنشاہ نے صرصر کو ساتھ کر دیا ہے یہ باتیں کرتے ہوے
اندر آئے دیکھا خواجہ نے شہر آباد رعایا دلشاد دوکاندار مالدار سجا سجایا بازار تماشا دیکھتے ہوے قریب
دار الامارۃ شاہی پہونچے ملکہ عجائب کو خبر ہوئی کہ عیبر کے ساتھ شہنشاہ نے صرصر کو بھیجا ہے حکم دیا بلا لو
صرصر برابر تنہائی میں ہوا کو کیوں روکا بی صرصر تو کلید عقل شہنشاہ میں چوبدار آکر دونوں کو بلا لیگیا
عمرو نے دیکھا ملکہ عجائب تخت پر جلوہ فرما ہیں گرد تخت کے نازنینان مہ جبین و مہ جبینان سحر تمکین کنیزان
ماہ پیکر رضہ ستمگران حاضر دربار نہایت تکلف سے آراستہ ہے برق تو تڑپ رہا ہے بڑھکر ملکہ عجائب کو سلام کیا
سر سے پا تک بلائیں لیں کہا واری دنیا سے محبت اٹھ گئی بزرگ جو کہہ گئے تھے کہ محبت دنیا سے اٹھ جائیگی
بھائی کا بھائی دشمن زن برائے شوہر ہے زن ذرا کنارے چلیے میں کچھ عرض کروں آپ کی حیرت بہت شکیبہ ہے
اب کسی کی ناک چوٹی کاٹی جائیگی کون کہہ سکتا ہے رسوا کرا کے تشہیر کیا جائیگا آپنے خوب گل کھلایا کیا فقرہ لکھ بھیجا
زن و شوہر میں خوب فساد پڑا عجائب نے حیران ہو کر کہا اے صرصر کیا ہوا برق نے کہا میں تو سب کچھ کہہ دیا
حضور نہ سمجھیں تو میں مجبور ہوں بیہودہ بات سر دربار کیا بیان کروں ذرا کنارے چلیے مجھ کو اکیلے میں
فرمایئے عجائب نے عیبر سے پوچھا اے مصاحب خاص تمکو کیا جواب ملا برق نے کہا سب باتیں مجھ سے دریافت
کیجیے کا غیر شخص نے شہنشاہ کیا کہتے آج بڑی چوری پکڑی گئی عجائب اشتیاق میں اٹھ کھڑی ہوئی برق
ایک کمرے میں لیکر آیا کہا حضور بی حیرت نے اپنے طلسم کے مٹانے کا قصد کیا گولہ سحر سامری کا چالاک
کو دیا آپ کا نامہ پہونچتے ہی افراسیاب نے بلا کر حیرت سے پوچھا وہ گولہ جو تمنے بنایا تھا وہ کیا کیا ملکہ
حیرت گھبرا گئی گولہ کہاں تھا جو دیتی اب شہنشاہ نے قید کیا ہے میں ملے جو آپسے حرمن کی آنکھیں کی ناک
چوٹی کاٹی جائیگی افراسیاب کہتا ہے جو دشمن ہو گئی اسکو تشہیر کرکے نکالونگا آپکے مقدمے میں فرماتے تھے
عجائب بڑی خیرخواہ ہے کس مزے سے محبوب کو قید کیا اس زمانے میں چلکر ملاقات کیجیے سلطنت

ہوشربا آپ کو ملے مہرخ و بہار نوبت بجان و کار در استخوان ہین یاقوت سخندان طبل جنگی بجوائیگی
عفریت طلسم کو بلائیگی سنتے ہین وہ عفریت اگر سب کو کھا جائیگا ان باتون مین عجائب کا خوب دل لگا
برق کا باتین بنانا ترتیب و کھانا باتین کرتے کرتے صرصر نے ادہر اودہر دیکھا عجائب نے پوچھا کیون صرصر
کس چیز کی تلاش ہی کہا حضور اک جام شراب کی خواہش ہی عجائب نے میز سے گلابی اٹھا کے دی
صرصر نے جام لبریز کیا کہا واری لطف آپ نوش کیجیے جھوٹی شراب آپکی لونڈی پئے گی عجائب سے
منھ لگا دیا چند قطرے حلق سے اترے گھبرا کر کہا اس شراب نے آگ لگا دی کہا حضور فصل بھی تو خلاف ہی
عجائب گھبرا رہا تھا تمام سے اٹھی بیہوشی کام کر چکی تھی لڑکھڑا کے گر ہی برق نے عجائب کو اٹھا کر چارپائی
کے نیچے ڈالدیا لباس اسکا اتار لیا عجائب کی شکل بنکر کرے سے ہنستا ہوا نکلا خواجہ انتظار کر رہے ہین کہ
دیکھون یہ لونڈا کیا کرتا ہی ایسا نہو عیاری کو خراب کرے کہ ملکہ عجائب باہر تشریف لائین تخت پر بیٹھتے ہی
حکم دیا ملکہ محبوب کاکل کشا و مخمور رعنا و چالاک عیار کو جلد دربار مین لاؤ خواجہ سمجھ گئے برق نے اپنا
کام کیا داروغہ حبس گیا محبوب و مخمور و چالاک کو سر زنجیر تھام کر سر دربار لایا برق نے عبید سے کہا اک
مصاحب خاص انکو سمجھاؤ حکم شہنشاہ آگیا مین کسی کا پاس نکرونگی ابھی برائے قتل حکم دونگی عبید جادو
ٹہلتے ہوے پاس مخمور کے آئے باتین انکھ کا تل دکھایا مخمور نہال ہوگئی پلٹ کے محبوب سے مخمور نے
کہا استاد آگئے چالاک بھی سمجھ گیا مگر بڑا قلق ہوا اب چالاک نے برق کو بھی پہچانا برق کا تو حکم احکام
جاری ہو رہا ہی عبید جادو نے خزانہ دار کو بلایا کہا جسقدر جواہر ہمارے خزانے مین ہی کشتیون مین لگا کر کرے
مین رکھو خزانہ دار نے فوراً حاضر کیا خواجہ کرے مین تشریف لیگئے جواہر سب اٹھا کے نذر زنبیل کیا یہان محبوب
و مخمور نے عرض کی حضور ہم سامری و جمشید کو سجدہ کرینگے برق نے جھپٹ کر دونون کی زبان سے سوزن
لیا چالاک کی ہتھکڑیان بیڑیان کٹوائین خواجہ تو گھر بھر کی تلاشی لیتے پھرتے ہین قضائے کار چند
کنیزین کسی کار ضروری کو اس کرے مین گئین جہان عجائب بیہوش پڑی ہی یہان محبوب مخمور پہلو مین
آکر بیٹھین چالاک مگس پرانی کرنے لگا کنیزون نے عجائب کو زیر چھپرکھٹ پایا دیکھا بی بی برہنہ
پڑی ہین کنیزین سر پیٹنے لگین کسی نے پانی کا چھینٹا دیا عجائب نے آنکھین کھولین کنیزون نے
عرض کی واری جلدی اٹھیے آپ کی شکل کی ایک عجائب تخت پر جا کر بیٹھی ہین محبوب و مخمور کو
رہا کر دیا چالاک کی ہتھکڑیان کٹوا دین حکم ہی فوج محبوب کو قیدخانے سے لاؤ آپ کو یہان کون

ڈال گیا عجائب نے کہا دنیا مین آگ لگی ہو جو ورد نے شہنشاہ کی دریا مٹوایا عیار بچی تھے سمجھا دبیہوش
کیا پرانی نمکخوار ہو کر یہ حرکت کی کنیزون نے عرض کی دھنو صرصر کا تو کہین نشان بھی نہین معلوم ہوتا
ہوا کو کون دیکھ سکتا ہے خیرخواہان دولت کو اسی وجہ سے سکتہ ہے عجائب نے کہا سچ حال کھل جائیگا وہ
کوئی عیار ہوگا مین ابھی جلکر سمجھے لیتی ہون یہ کہکر لباس پہنا اپنے مقام سے اٹھی اسباب سحر ہاتھ مین لیکر
چلی یہان برق سکوہ ہار چکا خواجہ مکان مین دوڑے دوڑے پھر رہے ہین برق تخت پر بیٹھا ہے محبوب
دلکشا و مخمور کہہ رہی مین کہ اب نکل چلو یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہے کہ یہ باوے نعرہ ہوا سنو ملکہ عجائب
زعفران پوش ارے صرصر شمشیرزن کہان گئی مجھکو بیہوش کرکے بھاگی برق تو تخت سے کود کر بھاگا
ملکہ محبوب نے نعرہ کیا ہے ملکہ عجائب دھوکے سے پکڑلائی تھین مین بر سر منزل تھی تم نے جاکر سحر کیا اب
حال کھلیگا عجائب محبوب پر جا پڑی عجائب کے مصاحب حیران ہین کہ یہ کیا معرکہ ہے برق نے
اشارہ کردیا ارے اسکو مارلو یہ کون میری صورت بنا آئی ہے اسکے مصاحب بھی پر سحر کرنے لگے عجائب نے
ساتھ والون کو قتل کیا ہزارون لاشے بارگاہ مین پھڑکنے لگے یہ بھی ملحوظ خاطر ناظرین ہو یہ قلعہ
عجائب نگار متعلق سرحد ظلمات ہے عجائب خاص خراج گزار ملکہ ماہیان زمردپوش ہے یہ بھی اکثر
تحریر ہوا حقیر نے تو کسی مقام پر نشان نہین دیا اب واضح کرتا ہون کہ ہفت برق طلسم ہوشربا خاکر
قلعہ ظلمات مین رہتی ہین برق لامع مسلمان ہوئی رعد و برق بھی شریک ہوے برق نگاہ اُن جلد
کی داستانون مین قتل ہوئی برق خاطف و برق خندان و برق بلا خوار یہ تین برقین باقی ہین
برق بلا خوار اپنے قلعہ مین تھی ہے کہ کنیزون نے خبر دی حضور حجرۂ پنجم کھل گیا ملکہ یاقوت خندان
و سل خندان لڑ رہی مین برق بلا خوار تڑپ گئی کہا صاحبو یہ کیسا انقلاب ہے ایسی خبر وحشت
اثر سنکر دل بیتاب ہو جو گیا وہ پلٹ کرتہ آیا کیا عمرو کھلا دیتا ہے سب اسی کی محبت کا دم بھرتے ہین
تاریک شکل کش کیونکر قتل ہوئی احتقاق و شہنا لواز ایسے تھے کہ اسقدر جلد مارے گئے یہ کہکر
کنیزون کو حکم دیا جلد جاکر خبر لاؤ چند کنیزین واسطے خبر کے چلین یہان بارگاہ عجائب مین ہنگامہ
گیر و دار بلند ہے عجائب و مخمور و محبوب سے لڑائی ہو رہی ہے جب عجائب نے دیکھا مین تاب
نہ لاونگی میرے ساحر مجھی پر سحر کر رہے ہین کس کس سے لڑون کس کس کو جواب دون اسنے گھبرا کر
ڈبیا خاک قبر جمشیدی کھولدی اُس خاک کا اڑنا محبوب و مخمور و دیگر چارسو ساحر اسکی تاثیر سے

بیہوش ہوکر گرے عجائب یہ کھینچکر چلی کہ محبوب و مخمور کو قتل کرون پہلو سے عبیر جادو پیدا ہوا عجائب نے آواز دی کیون ای عبیر صرصر کو کہان سے ساتھ لایا تھا وہ تو شریک مسلمانان ہوگئی مجھکو بیہوش کرکے ڈال گئی میری شکل بنکر تخت پر بیٹھی محبوب و مخمور کو قید سے رہا کردیا مجھ ایسی ساحرہ ہوشیار نہوتی تو اُن سبھون کے ہاتھ سے قتل ہوجاتی کیا تو بھی شریک مہرخ ہوا عبیر نے دست بستہ عرض کی مین غلام قدیم آپ کا مشیر و ندیم آپنے مجھکو خاک سے پاک کیا مرتبۂ اعلی پر پہونچایا اپنا مصاحب خاص بنایا میری خیر خواہی ملاحظہ فرمائیے اب تکلیف نہ کیجیے مخمور کا مین سر کاٹونگا بی حیرت نے میرے ساتھ صرصر کو کردیا تھا مین کیا جانون یہ کیا مکر ہوا اب سب حال مکر و غدر کھل جائیگا یہ کہتا ہوا قریب ملکہ عجائب کے آیا کہا آپکو قسم ہے سامری و جمشید کی اپنی تلوار کو خون مخمور سے رنگین نہ کیجیے اس ظالم کا سر مین کاٹونگا یہ کہکے بست کی قریب آیا عجائب سے کہا دیکھیے وہ کونے مین صرصر کھڑی ہے سحر کیجیے یہ بھاگنے پائے ہوا کا انتظام واجب و لازم ہے دم بھر مین غائب ہوجائیگی جیسے ہی عجائب اُسطرف پلٹی عبیر نقلی نے حلقہ اُسکے گلے مین عجائب کے ڈالدیے نعرہ کیا صرصر کو دیکھا جھٹکا مارا عجائب منھ کے بھل گری گرتے گرتے لپٹ کر خنجر مارا شکم چاک تھا پاک مرنے سے عجائب کے مقامات قلعہ کے جلنے لگے آواز آئی کشتی مرا نام من عجائب زعفران پوش بود صد ہا مکان گرا باغات اسکے سحر کے جلے محبوب و مخمور نے سحر او کردیا اہالیان فوج محبوب کو رہا کرچکے تھے اُن سب نے کو د بر زن مین آگ لگا دی آخر اہالیان شہر نے پناہ مانگی جادو بلائی رئیس و امیر شہر و وزیر رومال سے ہاتھ باندھکر مخمور کے سامنے آئے محبوب و مخمور نے سحر و کا لڑائی موقوف ہوئی رہنیسان شہر مطیع اسلام ہوئے گرز و سکہ نام کا ملکہ مہ جبین کے جاری ہوا خواجہ ظاہر ہوے محبوب نے شکریہ ادا کیا خواجہ نے محبوب کو تخت پر بٹھایا مخمور کرسی جواہر نگار پہ چالاک و برق و خواجہ اب موجود مین عمرو نے اُسی وقت حکم دیا خزانے لدوالے بارگاہین دیست ہوئین اسباب سفر تیار ہوا رولا کھ ساحران غدار ہمراہ قلعہ مین کسی کو مقرر کردیا بیرون قلعہ عجائب لشکر آکر فرودکش ہوا کنیزان برق بلا خوار جو برائے خبر ملی تھین اُسوقت پہونچین کہ عجائب کے مرنے کی صدا مین بلند مکان ہزارون جل رہے تھے یہ ہنگامہ دیکھکر آسمان سے اُتر آئین شہر مین آکر سب حال دریافت کیا معلوم ہوا ملکہ مہ جبین کی یہان بھی عملداری ہوگئی مخمور و محبوب نے عجائب کو مارا سارا قلعہ اسلام آباد ہوا یہ خبر وحشت اثر لیکر پلٹین برق سے آکر اطلاع کی

عرض کی حضور عجائب کو ساما نون نے قتل کیا مخمور و محبوب مع فوج ساحران بیرون قلعہ فروکش
ہین یہ سنکر برق بہ قہر و غضب تمام اٹھی کہا مخمور کو اب یہ لیاقت ہوئی سرحد پردہ ظلمات مین آکر دخل دیا
ابھی جا کر سب کو جلادونگی یہ کہکر تڑپی آواز دی ساٹھ ہزار کنیزان زرین پوش آکر موجود ہوئین
برق نے کہا عقب مین آؤ برق طاؤس پر بیٹھکر کڑکی اور چلی دور سے ظاہر ہوتا تھا ایک لچکا برق
کا کڑکتا ہوا جاتا ہے ساٹھ ہزار کنیزین بازلبا قرقرے وغیرہ پر سوار ہوکر بصد جوش و خروش چلین نوبت
نقارے بجتے ہوے اس جاہ وحشم سے یہ سب آنے ہین خبر مفصل دریافت ہوئی کہ قلعہ عجائب نگار
پر قیامتین برپا ہین برق پر انتہا کا نشاق ہے جنگ مخمور کی دل وجان سے مشتاق ہے گوشۂ پردہ
ظلمات سے لشکر لیکر نکلی تھی اک صحراے سبزہ زار مین پہونچی وہانکی بہار دیکھکر دل فرحناک ہوا کنیزون
نے دست بستہ عرض کی حضور کیا صحراے معقول ہے سرور تازہ قلب کو حصول ہے اسی مقام پر فروکش
ہوجیے برق نے کہا تمھین کیا معلوم کہ طلسم مین کیا انقلاب ہے کیسے کیسے ساحران جلیل افراسیاب
کے کفیل مثل نقش قدم مٹ رہے ہین روح کو بیچینی ہے کنیزون کے کہنے سے ملکہ چند ساعت اسی صحرا مین
اتر پڑی ٹہل رہی ہین ہوا سراسر عیسی دم مسیح نفس چل رہی ہے طائران خوش الحان مصروف زمزمہ پردازی
صحراے مینو سواد کی رعنائی برق نے جو نرگس شہلا کو دیکھا جوانان چمن پر آنکھین نکالتی ہے عشق
گل وبلبل کے جھگڑے اشارون مین ٹالتی ہے سرو کا قد موزون صنوبر خواص کی خوش رفتاری عاشقان
چمن کی بیقراری باد صبا کی اٹکھیلیان چشمہ ہاے آب روان ہر ایک گرداب مثل چہرہ درخشان اسوقت برق
کو وہ صحرا ایسا پسند آیا بے اختیار منہ سے نکل گیا کیا مقام جنت نشان ہے دل چاہتا ہے آنکھون کو فرش
کرین سبزہ خوابیدہ کی محبت کا دم بھرین یہ باتین تھین یا تو صحرا کی وہ رعنائی زیبائی یا دیکھا سنبل نے
بالون کو پریشان کردیا نرگس کی آنکھین پھرین قمریون نے عوض کو کو یہ وائے سر کو پٹکا سرو چمن پابہ گل
ہر نخل منفعل چشمونکو دیکھکر جوش دریاے مصیبت ہر ایک حباب چشم حیرت غبار زرد اٹھا خود زمین تھرائی
عندلیبان خوشنوا نے زمزمہ سرائی موقوف کی ہر گوشۂ صحرا سے وادیلا و احسرتا کی صدا بلند ہوئی برق
اس مصیبت کو دیکھکر دردمند ہوئی تڑپ گئی ساتھ والیون سے کہتی ہے اے صاحبو رنگ روے گل کیون
متغیر ہوا آئینۂ چشمۂ صاف و شفاف کیون مکدر ہوا اسوقت نئی بات پیدا ہوئی بحر غم والم کی طغیانی دم بدم
ترقی پر ہے الٰہی کیا بلا نازل ہوئی کون قتل ہوا ارے کسکا گھر لٹا افراسیاب کی خبر لاؤ میرا دم گھبراتا ہے کلیجہ منہ

کو آتا ہی جی چاہتا ہی تڑپ تڑپ کے گرون سارے جنگل مین آگ لگا دون دیکھو دیکھتے دیکھتے تغیر ظاہر ہوا
کسی نے ابتک مجھسے مفصل حال نہ کہا کنیزین دست بستہ سامنے عرض کرتی ہین واری ہملوگ کیا عرض کرین
ظاہر مین تو کوئی سانحہ درپیش نہین ہی باطن کا حال سامری و جمشید جانین یہ کلام سنکے خداوند تعالی کی قدرت نے
دکھائے وہی ہوگا جو خداوند تعالی کو منظور ہی برق نے کہا اُس ہجگو کا نام نہ لو اسنے شرف مذہب سامری و جمشید
مٹایا مین حیران ہون کہ آخر طلسم ہوشربا مین کیون آیا دیکھین کیونکر جان بچتی ہی یہ لفظ برق کے منھ سے
نکلا ہی کہ ایک طائر آسمان سے روتا ہوا ظاہر ہوا برق نے گھبرا کر پوچھا ای طائر ساختہ سامری خیر تو ہی اُس
طائر نے زقیل مار کر آواز دی ای برق تیرے دیر کی بڑا غضب ہوا ملکہ عجائب قتل ہوگئی یہ کہکر وہ طائر جل گیا
برق تڑپکر سوار ہوئی روا روی کرکے چلی وقت پر اسکا حال تحریر ہوگا یہان شب کو محبوب نے بارگاہ مین
جلسہ آراستہ کیا رات بھر ناچ رہا صبحکو آرام کیا حکم دیا پہر دن چڑھے لشکر چلیگا مخمور و محبوب سوتی ہی ہین
سرداران لشکر اپنے اپنے بستر پر مائل خواب تمام لشکر مین کمر بندی ہو رہی ہی بارگاہ لدچکی ہی کہ آسمان سے
نعرہ ہوا باشید ای اہالیان شہر عجائب غضب کیا اپنے بادشاہ کو قتل کرایا مخمور و محبوب کی اطاعت
کی حق شہنشاہ فراموش ہوا مسنم ملکہ برق بلا خوار تڑپ تڑپ کر سبکو جلادونگی اسطرح تڑپکر گری
کئی سو کے سر کاٹ کر چمکی ساٹھ ہزار کنیزین آگ گرین گوے ناچ ترنج جو جلے پچاس ساٹھ ہزار ساحر مارے گئے
ہلڑ ہوا محبوب و مخمور آنکھین ملتی ہوئی اُٹھین گھبرائی ہوئی کہ یہ کیا معرکہ ہی بیرون بارگاہ آکر دیکھا
ہزار ہا لاشہ پڑا ہی تڑپکر برق سنے تہ و بالا کر دیا مخمور پڑھتی تھی کہ برق سر پر گری سر زخمی ہوا ایک
تھیا برق کا محبوب پر گرا صورت اصلی اسکی دکھائی نہین دیتی کہین برق بنکر گری کبھی تلوار بنکر
چمکی کبھی آگ برسائی کہین آگ لگائی سنبھلنا دشوار کر دیا عمرو و چالاک و برق بھاگ کر الگ کھڑے
ہوسے چاہتے ہین کچھ عیاری کرین برق کی چشمک زنی سے نگاہ قائم نہین ہوتی یہ نہین ثابت ہوتا
کہ کون لڑ رہا ہی اسقدر اندھیرا ہی اپنا ہاتھ آپ نہین معلوم ہوتا تمام جنگل دھوان دھار ہو رہا ہی عمرو
ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کسی کی شکل بنکر بڑھون برق کو مارون کبھی معلوم ہوتا ہی تلوار چمکی کبھی بجلی تڑپتی ہی
ہر مقام پر گرتی ہی جہان گری سو دو سو کو جلا دیا ہزار دو ہزار کو خاک مین ملا دیا صدائے فریاد و الغیاث
بلند محبوب و مخمور گھبرائین کہان بھاگ کر جائین اس برق جہانتاب سے کیونکر جان بچائین
برق و عمرو و چالاک اسوجہ سے حیران ہین صورت ظاہر ہو تو عیاری کرین برق چمک رہی ہی

اندھیرا ہو رہا ہے ثابت نہیں ہوتا کہ عورت ہے یا مرد کس پر عیاری کریں اب سب دعا کرنے لگے
دو کلمہ داستان مقام دیگر سنیے ابھی تک اس حقیر نے اس حال کو نہیں لکھا تھا چارون جلدون مین اس
داستان کا پتہ ہے یعنی شاہزادہ غضنفر بن اسد نامدار فرزند طلسم کشا اس طلسم مین مدت سے داخل ہے
دو معشوقان پری چہرہ ہمراہ ہین ملکہ نسیم جالندری و ملکہ قمر طلعت ساٹھ ہزار جادوگر و اسی ہزار قزاق
تیار کیے بڑے بڑے قریات طلسم لوٹتے پھرتے ہین غضنفر نے صدہا قریے بے چراغ کر دیا نسیم جالندری عاشق
جمال غضنفر ہو رہی ہے مرد دیوانہ اگر افراسیاب کے حال سے پایگا جا پڑیگا اسکے ہاتھ سے مارا جائیگا چھپاتی
پھرتی ہے کوہ و دشت بیابان مین مسکن کیا یہ ناظرین آگاہ ہین غضنفر کے پاس تحفہ جات موجود ہین اسپ
باد پا تیغہ روئین شگاف و انگشتر مہر و ماہ اسیرج نامے مین ان تحفہ جات کا مفصل ذکر ہوا ہے یہ اشیاے
نادرہ طلسم بند ساحر شمشہ نے براے فرعون شاد تیار کیے تھے معشوقہ فرعون شاد ملکہ ناہید یعنی نقابدار
قنطورہ پوش شاہزادہ خورشید بن ہاشم پہ عاشق ہوئی یہ مرکب اور تیغہ و انگشتر جوش محبت مین خورشید
کو دیے خورشید سے غضنفر نے لیے اسکے بڑے بڑے جھگڑے رہے مگر غضنفر نے پھر یہ تحفہ جات واپس
نہ دیے یہ مرد قزاق ہے زور لیکر دبا گیا ہے چہار جلد مین لڑائیان غضنفر کی بیان ہو چکی ہین اکثر جادوگر
اسکے ہاتھ سے مارے گئے لشکر لیے ہوئے اک صحرا مین اترا تھا نسیم پر غصہ کیا ہمین مکان افراسیاب
تباہ ہو مین جاکر اس بچیا کو مارون اسی شرم مین آجتک باپ سے نہیں ملا کہ کیا تحفہ لیکر براے
نذر جاؤن سر افراسیاب جاکر نذر کرون یہ کہکر پشت مرکب پر سوار ہوا تیغہ روئین شگاف قبضے
مین انگشتر مہر و ماہ پہنے ہوئے واضح ہو مرکب مین یہ تاثیر ہے اگر کوئی ساحر دریاے سحر آگ کا یا پانی
کا تیار کرے یہ مرکب جھیل کر نکل جائیگا انگشتر مہر و ماہ پر کسی کا سحر تاثیر نہیں کرتا تیغہ روئین شگاف
وہ چیز ہے کہ اگر کوئی ساحر اپنے کو روئین تن بھی بنائے یہ تیغہ نہ رکیگا فوراً دو پرکالے کریگا ایسے یہ
تحفہ جات سب غضنفر کے پاس ہین اپنے قزاقون کو ساتھ لیے ہوئے نسیم جالندری و ملکہ قمر پیکر دونون
معشوقان ہمسر تخت پہ سوار ساٹھ ہزار ساحران غدار اسی ہزار قزاق پشت پر یہ ہنگامہ عظیم جو
گرم دیکھا نسیم نے ملکہ مخمور کو پہچانا کہا اے شہریار طریقے سے معلوم ہوتا ہے ملکہ مخمور کو کہ شریک
لشکر مہرخ ہین برق نے گھیرا ہے یہ مقام پیوند ظلمات کا ڈانڈا ہے اہل اسلام کو شکست ہے برق
بلا خوار کو قتل مخمور سرخ چشم کا بند و بست ہے مدد کرنا واجب و لازم ہے یہ سنکر غضنفر نامدار نے

قبضۂ تیغۂ روئین شگاف پر ہاتھ ڈالا بوق ترکی کمر سے نکالا ہزار ہا بوق بجا معلوم ہوا صور اسرافیل
پھنکا سحر اتھرا یا لکھوکھا مین شیرون کو غش آیا لکھوکھا بے چراغ پا ہوئے آواز بوق سے بدحواس ہو
گرنے لگے سوارون کو نمک حرام کے سبب غضنفر تیغ کھینچکر فوج برق بلاخوار پر جا پڑا گو ستیغ تاریخ
نجیہ سے ہمین غضنفر انگشت بر دہان کو جھکا دیتا ہے سحر ساحران کو اسکی ضرب دکھا کر مٹا دیتا ہے ساحرون
کے سحر سے دریاے آب و آتش جوش مار رہے تھے ان دریاہاے سحر کو اسپ باد پا طے کرتا ہے جسپر
غضنفر جا پڑا تیغہ روئین شگاف کا ہاتھ مارا اگر اُس ساحر نے اپنے کو سحر سے روئین تن بھی بنایا
تیغ نے دو ٹکڑے کیئے ساحر جہنم واصل ہوا شجر بغض و حسد سے یہ ثمر حاصل ہوا ہزارون کو دم بھر مین
پامال کیا ساحرون کو بھاگنے کا راستہ نہین ملتا قزاقون نے اسطرح گھیرا گھوڑیون کو موڑ رہے ہین
عجب ترکیب سے قزاق ساحرون سے لڑتے ہین ایک نے ساحر کو نیزہ دکھایا اُسنے سحر کیا یہ بیچارہ مبتلاے
سحر ہوا دوسرے نے لپٹکر خنجر مارا اسکا شکم چاک قصہ پاک ہوا اس ڈھنگ سے قزاق لڑے ساحرون
کے جی چھوٹ گئے سحر کرنا بھولے جاتے ہین جھولیان شانون سے گر گئین کلوا کا نام لیتے ہین نارسنگھ
یاد آتا ہے رنگ سحر و ساحری مٹا جاتا ہے برق بلاخوار ایک طاؤس آتشین پر سوار تڑپ تڑپ کر
گر رہی تھی صف محبوب پامال مخمور و محبوب زخمی ہو چکین یہ مثل شعلۂ جوالہ کبھی ظاہر کبھی نابود
ایک نخل کے سایے مین آکر تماشا دیکھنے لگی نگاہ برق بلاخوار جمال بیمثال غضنفر نامدار پر پڑی
دیکھا ایک طفل دوازدہ سالہ سبزہ عارض انور پر آغاز ہوا ہے دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے
معشوق وضع شیر بیشۂ نبرد جرأت و دلاوری مین فرد جس ساحر نے قصد کیا للکارا فوراً اُسپر
جا پڑا اُسنے سحر کیا سحر اُسکا بیکار رہا غضنفر نے کمر مین ہاتھ ڈال کر اٹھایا طرف آسمان کے پھینکا چرخ
ہوائی تلم کیا ساتھ والے قزاق تعریفین کر رہے ہین ای شہریار ماشاءاللہ کیا مزے سے ساحر کو مارا
کس دھوم سے کافر کو للکارا قزاق بھی بلاے روزگار ہین نسیم جالندری سحر کر رہی ہے برق بلاخوار
کی جو نگاہ اس شیر دل رستم خصال آفتاب عالمتاب آسمان جاہ و جلال شیر بیشۂ جرأت نہنگ بحر خار سوخت
و لیاقت پر پڑی اُس صورت زیبا دیکھکر مر گئی پکار اٹھی ارے مجھکو قتل کر تو تلوار کیون کھینچتا ہے تیرے
خنجر ابرو نے دل کو زخمی کیا نگاہون کی چھریان سینے پر چل رہی ہین تلوارین ابروے خمدار کی نیام
انتقام سے نکل رہی ہین دور سے بلائین لیتی ہوئی چلی غضنفر نے دیکھا ایک ساحرہ تمام جسم شعلۂ آتش

اپنے کو اسنے ظاہر کیا سحر سے خوب صورت بنی بتعجیل بھاری لباس پہن لیا دوپٹہ آب رواں کا اوڑھا زیور بھی پہن لیا
پکارتی ہی ارے کیوں تکلیف کرتا ہی کلائیوں پر ورم آجائیگا غضنفر تیغہ اژدر دہن خنگاف کھینچے ہوئے کہنی سے خون ٹپکتا
ہوا خانہ ہائے زرہ خون سے معمور میدان جنگ میں قلب کو سر در چہرہ آفتاب تابان عارض انور رشک ماہ درخشان
حسین جمیل کمسن شکیل اس آن بان سے تیغہ کھینچے ہوئے چلا برق بلاخوار بلائیں لیتی ہوئی آتی ہی غضنفر نے جو غور
کیا او ملعونہ کیا بکتی ہی درج دہن جو کھلا لڑی موتیوں کی ظاہر ہوئی دندان مثل برق چمکے خرمن ہوش و حواس کو
برق کے جلا دیا مسکرانے سے مجھی اسنے مجھکو پسند کیا یہ کہتی ہوئی بڑھی ارے میں تجھکو عالمگیر بناؤنگی سحر سکھاؤنگی کوئی
دنیا میں تجھسے مقابلہ نکر سکیگا پردہ ظلمات میں لیچلوں تیرے لیئے تاج و تخت آراستہ کروں دولھا بناکے تخت پر بٹھاؤں
بڑے بڑے ساحر تیری خدمت میں حاضر رہینگے کوئی تجھسے مقابلہ نکر سکیگا غضنفر نے جواب دیا او ملعونہ کیا بکتی ہی ہوشیار
ہوجا جو سحر کر ورنہ پچھتائیگی برق بلاخوار نے کہا اے کیٹین وہ ہاتھ جلیں جو تجھپر سحر کریں درپھوٹیں وہ آنکھیں جو تجھ
ایسے معشوق کو نگاہ بد سے دیکھیں جب غضنفر نے ان باتوں کو نمانا تیغہ کھینچے ہوئے قریب آیا تب برق نے
ڈرانے کو غضنفر کے چند دانے ماش کے پھینکے وہ شعلہ بنکر غضنفر پر گرے غضنفر نے انگشتر مہر ماہ کو چمکایا وہ
شعلہ ہائے آتش نابود ہوئے برق بلاخوار خوب قہقہہ مارکر ہنسی کہا اے ظالم یہ تو بڑی بات ہی تھوڑا بہت
تجھکو بھی سحر یاد ہی میں بخوبی کامل کرونگی یہ کہکر پھر ہاتھ ہلایا برق چمکائی اسکی بھی تاثیر نہوئی جب تو برق بلاخوار خوب
قہقہہ مارکر ہنسی کہا ارے سحر میں بھی کامل ہی میں تو سمجھتی تھی کہ بالکل جاہل ہی بشکر سامری و جمشید کہ مرا معشوق کچھ سحر سے
بھی آگاہ ہوا اگر تجھکو حسرت ہی کہ وار کروں سر حاضر ہی جسطرح جی چاہے کاٹ لے میں سر نہ ہلاؤنگی لیکن تیری قوت
کا امتحان منظور ہی تیری بدعت سے بھی قالب بے سر رہی یہ کہکر چٹکی خاک کی اٹھائی اپنے سر پر ڈالی گویا رویین تن ہی
اپنے نزدیک وہ سحر کیا کہ سر فولاد کا ہوگیا اب کسی تلوار نہ کاٹ سکیگی اپنے دل میں یہ سر معشوق محجوب ہوگا غضنفر نے
تیغہ اٹھایا برق بلاخوار نے بجائے سپر سر بڑھایا غضنفر نے کہا ارے کمبخت تو ہاتھ میں لے برق بلاخوار نے کہا او
تو میری سپر یہی ہی ہر چند غضنفر نے کہا لیکن اپنے سحر پر اسکو ناز ہوچاتی ہی اگر سر پر میرے کوئی آرہ بھی چلائیگا تو جسم
میرا کم نہو سکیگا برق بلاخوار نام سرکشی انجام غضنفر نے تیغہ تولکر گھات سے مارا تیغہ رویین شگاف جوان زبردست
اسد شیر دل کا فرزند نبیرہ حمزہ ارجمند تیغہ اژدر دہن شگاف تڑپ کر گرا جیسے ماہیوں کی جلتی سے تار گذرتا ہی سر کے
دو ٹکڑے ہوئے صراحی گردن سے مثل قطرہ آب صندوق سینے سے مثل سیماب تیغہ گذرا مع طاؤس برق بلاخوار کے
چار ٹکڑے ہوئے شعلہ بھڑک کر گرا لاشہ اس ملعونہ کا جلنے لگا برق طلسمی گرنا ابر دھواں دھار گھر کر آیا شور ہوا قیامت جگمگی

اندھیرا چھا گیا پانی برسا شعلہ ہائے آتش بجھ گئے بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من برق بلا خوار بود افسوس
کردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم جادوگروں نے جو لاشہ برق بلا خوار دیکھا غضنفر آسمی آن بان شوکت
وشان سے لشکر ساحران پر جا پڑے قزاقوں نے فوج کے ٹکڑے اڑا دیئے خیمے بارگاہیں لوٹ لیں ہزارہا خیمے
جلا دیا قزاق کپڑے لوٹ کے عادی توڑے اٹھا اٹھا کر گھوڑوں پر رکھے اسباب لائے عمرو غضنفر کو
دیکھکر دوڑا مخمور نے گھبرا کر پوچھا اے خواجہ یہ شیر دل کون ہے سراپا سے شان اسد نامدار ظاہر ہے ماشاء اللہ فنون سپاہگری
سے بخوبی ماہر ہے عمرو نے کہا اے مخمور یہ دیوانہ مجہول فرزند اسد نامور ہے خدا نے اسکو یہ تحفے عطا فرمائے تیغۂ روئین
شگاف ہاتھ میں ساختہ ساحر شمشیر قبضے میں تیغہ سرکش اسب بادپا زیر ران صاحب شوکت و شان ہیں معلوم یہ کب
طلسم میں آیا مخمور نے کہا ہمنے آمد کی خبر سنی تھی آپسے اطلاع نہیں کی گئی ملک انھوں نے فتح کیے دیو کو مارا
ہم نے اسوجہ سے آپ سے ذکر نہ کیا آپ جوش محبت میں گھبرا جائینگے یہ جوان دیوانہ مزاج شہروں لڑتا پھرتا ہے
ہم تو حیران تھے کہ آپکے سرداران لشکر علم سحر سے آگاہ نہیں ہیں پس فرزند طلسم کشا کیونکر ہاتھ سے ساحروں کے بچا
عمرو نے کہا یہ ہمیشہ سے ساحر کش ہے سرحد باختر میں بڑے بڑے ساحر مار کے خورشید بن ہاشم تیغزن نبیرہ
حمزہ صف شکن یہ تحفہ جات معشوقہ فرعون سے لایا تھا جبراً قہراً اسنے خورشید سے لیے پھر واپس دیئے ایک عالم
پر خورشید زخمی ہوگیا تھا ایک ساحرہ نے آکر اسکے لشکر کو سحر سے تباہ کردیا یہ تو بڑا فطرتی ہے خورشید سے عالم کفر میں
بھائی چارہ کیا ان تحفہ جات کو تاکے بیٹھے تھا اس حالت میں جو اسکا لشکر تباہ ہونے لگا خود صاحب فراست تھا
اُس سے بلا کر اسنے کہا بھائی میں تو اٹھ نہیں سکتا تم یہ تحفہ جات لو جا کر ساحرہ کو مار دو تو اس بات کے جو بلے تھے
اسب بادپا پر سوار ہوئے تیغۂ روئین شگاف کے قبضے پر ہاتھ ڈالا انگشتر مہر و ماہ زیب انگشت کی بڑے جاہ و جلال
سے جا کر اس ساحرہ کو مارا خورشید کے لشکر نے سحر سے رہائی پائی وہ سمجھا میرے تحفہ جات پھر کر لائینگے یہ بھلا پھر کب
ٹھہرتے تھے بوق نر کی بجاتے طرف صحرا کے نکل گئے خورشید بیچارہ سر پٹکتا رہ گیا آخرش وہ صاحبقران سے لڑکر
زیر ہوا یہ بھی ثابت ہوا کہ یہ نبیرۂ صاحبقران ہے خورشید نے صاحبقران سے فریاد کی میری انگشتر مہر و ماہ
تیغۂ روئین شگاف اسب بادپا غضنفر سے دلوا دیجیے صاحبقران نے بھی بہت کہا اس دیوانے نے لشکر میں
آنا چھوڑ دیا کسیطرح یہ تحفہ جات نہ دیئے جب سے اسکے پاس موجود ہیں برابر تصرف مقدسہ تحفہ جات یہ ذکر مجمل تحریر کیا لیکن غضنفر
ابن اسد بصد شد و مد برق بلا خوار کو مار کر لشکر ساحران کو پامال کرتا ہوا طرف صحرا کے چلا قزاقوں کو آواز دی کہ قزاقان
بدروید سپہ قزاق یا آوازیں دیتے تھے یا گھوڑے چمکاتے ہوئے تیغے ہلاتے ہوئے طرف صحرا کے چلے ہر چند عمرو چیخا بیٹا اے غضنفر ٹھہر جا

بیٹا مین تجھکو گلے سے تو لگالون اسد تیرے ہجر مین بیقرار ہے غضنفر نے پلٹ کر آواز دی نانا جان سطرح نہ آونگا باپ کو نذر مین کیا دونگا اگر سر افراسیاب یا دُن تب برائے ملاقات قبلہ و کعبہ آؤن مخمور نے آواز دی غضنفر نے پلٹ کر جواب بھی نہ دیا مثل دریائے قہار آگر گر اکشتی حیات ساحران کو طوفانی کر کے مثل سیل بلا نکل گیا اب ملکہ مخمور و محبوب نے ساحرون کو بھگا دیا اپنے ساتھ والون کو بچایا پچاس ساٹھ ہزار ساحر ساتھ برق بلا خوار کے قتل ہوے ہمراہیان قیصر سے کوئی بچکر نہ گیا مخمور نے لشکر کو جمع کیا تین دن اسی مقام پر گذرے خواجہ نے کہا ای مخمور یا قوت سخندان نے جو مہلت دی تھی وہ گذر چکی ہے اب دیر کرنا مناسب نہین ہے مخمور نے تیسرے دن محبوب کاکل کشا کو تخت پر سوار کیا آپ بطور سپہ سالار لشکر کو آراستہ کر کے خواجہ کو ہمراہ لیا برق و چالاک بھی ہمراہ ہوے نقارے پر چوب پڑی اس کروفر سے خواجہ ان سبکو لیکر طرف لشکر قیصر خ کے چلے ان سبکو راہ مین چھوڑیے وقت پر انکا ذکر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان سحر بیان، ذکر عشق ملکہ لعل سخندان و کیفیت شب ہجر و برائے ملاقات اسد مدار جانا و عیاری ملکہ صرصر یعنی گرفتار کرنا اسد غازی کو عین لشکر افراسیاب مین و عیاری قران یعنی ہوشیار کرنا اسد نامدار کو و کیفیت مغلوبہ و اسد پر سحر کا تاثیر نہ کرنا بالسبب انگ لعل سخندان و دیگر حالات متعلق داستان ہذا خمسہ

تار زلف عنبرین ساری حرارت لیگئے
لوٹ کر سرخنگ یہ دل کی بضاعت لیگئے
گال گورے گورے یہ دل کی بصارت لیگئے
آنکھ پڑتے ہی قرار و صبر و طاقت لیگئے
خال مشکین لبری مین گوے سبقت لیگئے

ہمد ہوا ایسی بربادی بھی ہے عین مراد
کیا ہی اس وحشت کدے مین ہم پھرین شاد و شاد
ساتھ اپنے رلطہ تھا دشت غربت مین زاد
خاک چھانی ہم سبک روون نے مثل گردباد
وادی پُرخار سے گوے سلامت لیگئے

با مزا ہون با مروت آشنا ہون دیکھنا
جستجوے دوست مین ہر دم فنا ہون دیکھنا
مین سبیل عشق مین معجز نما ہون دیکھنا
زہر کھا کر اک شکر لب پر فدا ہون دیکھنا
قبر پر دشمن گھڑے بھر بھر کے شربت لیگئے

قبر بھی ملتی نہ زیر گنبد چرخ کہن ہو
پائی ہے لیکن بڑے زور دن سے بھر خاک وطن
اس زمین نازان ہون اے بخت پر مین خستہ تن
عالم اسباب مین حاصل ہوا آخر کفن

چلتے چلتے آسمان سے ہم بھی خلعت لیگئے

جانِ جان فرقت مین تیری یکدم راحت نہ تھی	مرگیا اچھا ہوا کچھ زیست کی لذت نہ تھی
سختیان ایسی اٹھائین تھی کہ اجابت نہ تھی	ناتوانی سے فشارِ قبر کی طاقت نہ تھی

گور مین بھی تیرے عاشق کو امانت لیگئے

بلبلون نے فاتحہ خوانی کا جب غل کردیا	قبر پر عاشق کی فرش چادرِ گل کردیا
ہاے پروانون کو بریا یوس بالکل کردیا	تیرہ بختی کے اثر نے شام سے گل کردیا

صبح کو کوے اٹھاکر شمع تربت لیگئے

جس نے پایا چین وہ رحمت بے اسلوب مین	کچھ تمیز اسکو نہین تاحال بد مین خوب مین
گرچہ دوری تھی بہت طالب مین اور مطلوب مین	دیدۂ دل نے گھسیٹا کوچۂ محبوب مین

کھینچکر مجھکو فرشتے سوے جنت لیگئے

نخل بند گلشنِ ایجاد کا بھرتے ہین دم	پھر بہار آجائیگی فصلِ خزان کرلے ستم
عارضی باتون کا کچھ صدمہ نہین کرتے ہین ہم	باغِ عالم مین ہے نافہمون کو بیدردی کا غم

سبز تیچے اس چمن کے زرد صورت لیگئے

گو لسان دیدار فاضل یار کا مفتون نہین	صفحۂ رخ پر ہی جلد دل کا کل شگون نہین
کون حافظ ہے کہ جو میری طرح مجنون نہین	مصحفِ رخسار کے مضمون سوا مضمون نہین

سبکے مضمون پر مرے مضمون فضیلت لیگئے

ذرہ ذرہ وہ اعضا کی تباہی بعد مرگ	قہر کرتی ہے سیاہی پر سیاہی بعد مرگ
کام آجاتا ہے کچھ سینہ صفاہی بعد مرگ	کوئی مومن ہو نہ گل در گل الٰہی بعد مرگ

واے بر حال انکے جو دلمین کدورت لیگئے

الحق ایام جنون دیکھے لایا دشت مین	قسام غربت کا سمان دن کو دکھایا دشت مین
سرمگین آنکھون کا انکی دھیان آیا دشت مین	گردشِ چشمِ غزالان نے پھرایا دشت مین

ساتھ اپنے ہر جگہ ہم اپنی قسمت لیگئے

نخل ہندو کی محبت کا ہوا دل مین ورود	حرف معبد خاک بھی کرینگے سب میری نمود

دشمن با سلام تجھے اللہ سے بغض و حسود | دیکھ سکتے تجھے کہان کافر مسلمان کی نمود

کھود کر بت ساز آتش سنگ تربت لیگئے

چہرہ سوختگان آتش فراق و گداختگان بوتہ اشتیاق اسیران طرہ گیسوے تابدار و ذبیحان خنجر ابروے آبدار
شب تاریک فراق محبوب و مطلوب مین داستان عشق انگیز کو یون تڑپ تڑپ کے بسر کرتے ہین اشعار
کیست قلم را بجولان و ہم دہ سخن را سر و برگ سامان کنم ہو نویسم یکے داستان ز عشق ہو بہار محبت خزان ز عشق
کیفیت حال شب ہجر عاشقان دلباختہ یون تحریر ہوتی ہی کہ حریق آتش اشتیاق و غریق لجہ فراق گرفتار مجبور و ناچار بیقرار
و اشکبار نالان و گریان ملکہ لعل سخندان فراق اسد نامدار مین بیقرار ہوئی آخر دامن صبر و ست استقلال سے چھوٹا
اور شیشہ دل بدعت سنگ محبت اسد نامدار سے ٹوٹا گذارش کرچکا ہون جب شب کو سحر امین اسد غازی سے
ملاقات ہوئی جوش محبت مین آکر بازو سے کھولکر اسد کو دیدیا دوسری شب کو اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھی گرد انیس جلیس
ہمدم ہمراز بین گھیر کر بیٹھین جب دفعتاً ملکہ حیران و پریشان آب و دانہ ترک دن کو بھی آج خاصہ نہین نوش کیا وزیرزادی
ملکہ لعل کی حاضر ہوئی سر سے پانک بلائین لین عرض کی مین کئی دن سے حضور کو بہت بیقرار پاتی ہون ہر وقت
گھبراتی ہون مزاج اقدس کیسا ہی اپنی کنیز سے راز دل ظاہر کیجیے ملکہ لعل نے کہا نرگس تو دیکھتی ہی کیا آفت برپا ہی ادھر
ہمشیرہ یاقوت ادھر بران جمشید وہ بھی تو ہمارے خون مین ہمشیرہ یاقوت کے مزاج مین خونریزی ہر وقت آگ
لگاتی ہین اپنے آتش سحر مین آپ جلتی ہین مزاج مین جلادی ہاے بوا بران پر سحر کردیا اسکے جسم مین آبلے پڑ گئے
شب کو مین طلائے پر تھی اُسکے کراہنے کی آواز آتی تھی زمین تھراتی تھی ای نرگس کیا کہون بران کی صداے
دردناک مین سوز و گداز ہی پرچھی ہی کہ آواز ہی بران کسی پر مائل ہی کسی کی تیغ ابرو کی گھائل ہی اس درد سے
آواز عبرت خیز آتی تھی مین نے جو کان لگا کر سنا یہ اشعار عاشقانہ عبرت خیز و حسرت انگیز پڑھ رہی تھی

نظم

اثر سودا کیا ہی پیرہن نے جسم بیجان کا
عجب کیا چاک دامن تک جو ہو جیب گریبان کا
مجھے آسائش و امان و ہر سے تعلق کیا
تڑپ ہی جلوہ رخسار کس ماہ درخشان کا
لحد مین بھی نہ پھیلا پانون تک احسان جانان کا
نہ دیکھا شمع نے منہ ایک شب گور غریبان کا

نہین تیا لو نکلے زخم تو چاک گریبان کا
جنون کی فصل خود چاک پیرہن کا دیتی ہی
اگر پروردہ ہون مین طفلی سے آغوش بیابان کا
کسی صورت کو استقلال دم بھر بھی نہین تنہا
مزا بخشا مزا رنگ نے آغوش زندان کا
کدورت سے تعلق کیا انھین جو پاک طینت ہین

جنون کی ہرزہ گردی سے نہ فرق آیا عصمت عشق کا
گلے ملنے کو آیا اسلیے حلقہ گریبان کا
گلون کے زخم بو دینے لگے اٹھو باغبان جی
اثر باقی ہی آنکھون مین ابھی خواب پریشان کا
کسی کی بھی گوارا صحبت مفلس نہین ہوتی
نہین ممکن جدا مجھسے خار سے دامن بیابان کا

جو آزادِ ازل ہین قید سے انکو نفرت ہی
اثر ہو وعدہ دلدار مین خوابِ پریشان کا
نہ کیونکر بلبلین چہکین ضرور گریہ ہے میری

جدھر سے چاہیے موجود ہی رستہ بیابان کا
نظر آتا ہون زندہ مرکے اک طفل پری رخ کا
نسیم آتی ہی اب غنچے نہین عالم ہ گلستان کا

بجز امید باطل اور کچھ حاصل نہین ہوتا
اثر بخشا ہے مجھکو شوق نے خواب پریشان کا
ای نرگس مین ٹہلتی ہوئی قریب یار گاہ

بران پہونچی ملکہ بران شمشیر کی زبان سے جو یہ اشعار سنے کلیجہ پھٹ گیا افسوس آیا کہ اس عاشق پیشہ پر مصیبت
عاشق کے تلوون مین آبلے ہوتے ہین وہ حال ہر اپنے دیوانے کے پھوٹ پھوٹ روتی تھی اس مہجور کا تمام جسم آبلہ دار
اسی سبب سے مضطر و بیقرار رہی مین اس خیال سے اسکے خیمے مین نہ گئی ہو ایسی لگیگی کہ دشمنون سے کیون ملین ادھر
اہل اسلام فکر مین ہین کہ ملکہ یاقوت کو قتل کرین اگر اسپر زوال آیا گھر بار جاہ و جلال مٹا اگر جمشید دبران مارے گئے
ہماری مان کی نشانی ہین ملکہ اختر جہان فروز ہم سے زیادہ بران کو چاہتی تھین راتون کو فرمایا کرتی تھین بیری بران
جو میرے پہلو مین سوتی ہو کلیجہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے لعل و یاقوت کو اپنی بھانجی پر سے نثار کرون میری بہن کے بیٹی بیٹا
مجھکو بہت پیارے ہین آج کل روح مادر مہربان تڑپتی ہوگی بران اسوقت تونے دلدہی کرکے حال ہمارا پوچھا کیا اپنی
کیفیت بیان کرین کھانا کھانے کو دل نہین چاہتا صحبت سے کنیزون کی نفرت ہو اپنی زندگی سے عبرت ہی کاش کہ ہم
مرجائین یہ رنج عظیم نہ دیکھین اب عدے مین ہو یاقوت کے دور ایتین در باقی ہین تو بھی ہو جاکر ہی تھین
دریا مین جاکر عفریت طلسمی کو لاؤنگی کل سلمانون کو کھاوے نگی نرگس دیکھ لینا دن مین عفریت طلسم کے سبب
ہیلے مین پہاندپڑون کی خالہ اماں کے گھر کو برباد ہونے نہ دیکھون لشکر اسلام بھی اب کاش نبرد ان ہو گیے ہیت
سرداران عالی وقار جمع ہین ملکہ بہار و ملکہ سرخ موے کاکل کشا و ملکہ مخمور سرخ چشم جرہ پرفن ماہران زمین
کس کس کی صفت بیان کرون لیے باغ بخزان پر یہ بدعت کرتی ہین بڑی قیامت برکی نرگس زمین کی ایسی ذات سے بخیبی
ہون یک کا جلال ایک کا زوال نہ دیکھون جنگ مین ایک کی فتح ضرور ہوگی مجھے شکست ہی کی ہوا رہتین
ہے اسی واسطے مین تین دن سے آب و دانہ ترک کیا کہ جب ہمشیرہ عفریت طلسمی کو لا ئین ہمکو زندہ نہ پائین نرگس بہاندیدہ
گرم و سرد عالم چشیدہ سیکڑون مرتبہ باغ مین بہار و خزان کو آتے دیکھا ہزار ہا بلبلین صیاد نے گرفتار کین قفس مین
پھڑکتے دیکھا گلچین باغبان کو سر پٹکتے دیکھا لعل کی باتین سنکر کچھ رد کی کچھ بھی عرض کی وا ری حضور نے کچھ پوچھا
آپنے اور ہی جھگڑا بیان کیا کئی دن سے آپکا آب و دانہ ترک ہے مین نے بچپن سے ساتھ کھیل کر یہ دو شنوائی کل
امورات سے آپکے بخوبی ماہر ہون اسوقت کوئی دن سے ہر مقدمے مین آپکو متردد و متوحش پاتی ہون مجھسے مفصل حال دل فرمایے
نرگس نام ہی جو انان چمن ستم کشتہ اتنا ہمارا کام ہی مجھسے چھپا یہ حال دل صاف صاف فرمایے یہ کہکر

قدموں سے لپٹ گئی کہا واری مجھسے خوف نہ کیجیے مین خیر خواہ دولت ہون اگر یہ سے لائق انتظام ہو جان و دل
سے کوشش کرونگی یہ وہ مقدمہ ہے کہ اسمین سیکڑون کی جان گئی ہے بڑے بڑے عقلمندون کو خراب ہوتے دیکھا
اس کوچہ مین آکر کوئی بھولا نہ پھلا حسرت و یاس لیکر باغ عالم سے گیا کسی نے سر پھوڑا کسی نے دشت نوردی کی کسی نے
جان دی کوئی تڑپ تڑپ کے مرا کسی نے ضبط کیا کوئی مثل دریا کے ابل پڑا کسی نے آبرو گنوائی کوئی شمع سان
گھل گھل کے تمام ہوا پروانے کو پروا نہوئی فرہاد نے تیشہ سر پر لیا شیرین کی جان شیرین گئی قیس نے عمر بھر دشت نوردی
کی و لیلی گوشہ نشین رہی مطلب و آرزو نہ نکلا ناشاد و نامراد دنیا سے اٹھے ہنسنے والے ہنستے ہین یہ آوازہ کستے ہین سیدہ س

عالم آشوب ہین اس عشق کے اسرار نہان — چاہتی ہون کہ کرون چاہ کا احوال عیان
تازہ عشق سے آگاہ ہو ہر پیر و جوان — دل یہ کہتا ہے کہ ہی عشق عیان راچہ بیان

ابتدا دم ہی انجام کو بربادی ہے
شادی و مرگ اسی عشق مین دل شادی ہے

عشق صادق ہو عجب ہی اثر جذب قلوب — کیون نہو جذب محبت سے سخر محبوب
عاشقون کو بھی مگر چاہیے صبر ایوب — ہے رہ عشق مین اظہار محبت معیوب

جلوہ دکھلاتا ہے گہ طور پہ محبوب کی طرح
دل کو لیجاتا ہے گاہے وہ رخ خوب کی طرح

عرش پر حضرت انسان کو دکھائی معراج — وصل بلقیس کا ہو جائے سلیمان محتاج
ہے یہی عشق کی سرکار مین مدت سے رواج — دین و ایمان دل و جان سب ہین شہ حسن کے باج

چاہ انسان کی چاہت مین فرشتون کو جھکائے
چاہ مین لاکے کبھی یوسف مصری کو گرائے

سہل ہو عشق کی تاثیر سے کار سنگین — کوہکن کوہ سے لائے کبھی جوئے شیرین
نجد سے قیس کرے شوق مین طے حد کی زمین — درد فرقت سے زلیخا کو معاً ہو تسکین

ہمہ عشاق کو کیا کیا نہ کرشمے دکھلائے
حور کو چاہیے تو جنت سے زمین پر آجائے

ملکہ نے فرمایا اے نرگس تبسم تجھکو بہت عقلمند سمجھے تھے ہمارا گمان غلط تھا تو نے عشق کی بیہودہ نوشت بیان کی مجھے

عشق و عاشقی سے کیا کام مجھے تو غم و الم ہے دونون کی بہتری چاہتی ہون اسی غم مین مری جاتی ہون قابو مین نہین ہوش و حواس پراگندہ ہین آخر کیا کرون خود بخود دل گھبراتا ہے اتنا مین بھی جانتی ہون کہ محبت بری چیز ہے چاہنے والا کبھی چین سے نہین رہتا ہے آٹھ پہر رنج و الم سہتا ہے عاشق کے واسطے یہ انجام ہین

مخمس

شب ہجر چون اژدہا بر سرش
کند دور و نشود نما بر سرش
فتد در دل شب جفا بر سرش
رسد صبحدم فتنہ ہا بر سرش
بلا بر سرش صد بلا بر سرش

نشود ہر کہ رسوا و بدنام عشق
خورد خون و شیرین شود کام عشق
کند روشن از شمع طل شام عشق
گوارا شود ہر کرا جام عشق
اجل میرسد ناشنا بر سرش

کسے کز محبت شود درد مند
دلش ز اتش عشق گردد سپند
خورد خنجر و تیغ و نیشش دگر ہند
علاج مسیحش ندان سود مند
زند تیغ مشکل کشا بر سرش

نبویم گل ای باغبان زین سپس
نجق نمک نیستم بوالہوس
من و زانوے غم بکنج قفس
ندارد دلم سیر بستان ہوس
کہ زخمی است ہر خوشنما بر سرش

کسے کو کند بو گل عشق را
شود ہمزبان بلبل عشق را
پریشان کند سنبل عشق را
شود شانہ کش کاکل عشق را
زند بوے گل دشنہا بر سرش

برد ہر کہ نام محبت بدہر
دو چارش شود درد و آزار و قہر
خورد طعنہ و سنگ از اہل شہر
شود عیش و شادی مبدل بزہر
بلاے جہان راست جا بر سرش

دلم شد گرفتار کافر پسر
شدا اکنون سراسیمہ در بدر
بمرگ من و خویش بستہ کمر
کند گریہ چون شمع شب تا سحر

ندانم کہ آمد چہا بر سرش

چو با عشق افتاد در دو بدل
بہ ملک تن آمد ز ہر سو خلل

دل و دین و دنیا بشد در سطل
کند جان نثار زہش ای اجل

تو سنت گذاری چرا بر سرش

یہ خمسہ پڑھکر اسقدر بیقرار ہوئی اور لڑکھڑاتی ہوئی اپنے مقام سے اٹھی زیر کتاب میں رکھی تھی دیوان زیب النسا مخفی اٹھا لیا نرگس کو سنا کر یہ غزل پڑھی اشعار

بر سینۂ من درد غم ہجر جفا کرد
ای ہجر چہ گویم کہ بہ من ہجر چہا کرد
بلبل بہ چمن نالۂ حسرت زدہ وا رد
در باغ دلم باد صبا را کہ خبر کرد
با جور و جفا بود دلم با سر لطف
با شرم کہ این گفت و حیا را کہ خبر کرد
من بودم و اندیشۂ اقلیم قناعت
یا درد چہ کس گفت بلا را کہ خبر کرد

از نالہ فرو ماند دل از ترک وفا کرد
در راہ طلب ہم رہ ما کس نتواند
گل باز نگر دست در آغوش صبا کرد
بخت سیہ ام بود نہان از نظر خلق
زین واقعہ ارباب وفا را کہ خبر کرد
از درد بے ریائی کہ جفاے تو مرا دید
کہ عرض بہ شہ کرد گدا را کہ خبر کرد

شب دیدہ بدل قطرۂ خونی نگذارد
غم بدر بود و غصہ قضا را ہمہ جا کرد
دگر از درد دلم مرغ ہوا را کہ خبر کرد
شب را کہ نشان داد غذا را کہ خبر کرد
ہنگام شدن زلف تو جمعیت دل بود
غماز کہ شد درد بے ریا را کہ خبر کرد
مخفی تو در خواب نمودند ردائے

یہ اشعار عبرت آمیز پڑھ کر اسقدر روئی کہ ہچکی لگ گئی اور گر کر بیہوش ہوئی

نرگس نے جو یہ کیفیت دیکھی سب کنیزوں کو ہٹا دیا سر لعل سخندان کا اپنے زانو پر رکھا گلاب کیوڑا چھڑک کر ہوشیار کیا دست بستہ عرض کی ضبط کی حد ہو چکی اب لونڈی کو مفصل آگاہ کیجیے اور جسقدر یہ کنیز قدیم بھی دردو عرض کر سکتی ہو میں نے خیال کر کے دیکھا کہ آپکو طلسم کشا سے محبت ہو ایک شب کو آپ سے گذشتہ صحرا میں ملاقات بھی ہوئی یہ خیر خواہ بخوبی اس حال سے آگاہ ہو عاشق و معشوق کا راز افشا کرنے والا گمراہ ہو غمگسار کو در انداز بجائیے میں ہر حال میں شراکت کرونگی لعل سے ضبط نہو سکا کہا اے خیر خواہ و ہمدم اے مونس تنہائی اے باعث صبر و شکیبائی نظم

دریاست پیکران سفر غیر موسم است
ای دیدہ ہمتے کہ دلی از سینہ عازم است
مخفی ز بیم گریہ مخور دیدہ باز کن

کشتی ما شکستہ و طوفان علم است
ای اشک ہمتے کہ دریوزہ عافیت
محرم بہ نکتۂ ز مقالات محرم است

در جستجوی شاد روانی بملک غم
مفلس ہمیشہ منتظر خوان حاتم است
آہ نرگس اصل میں یہی ہوا کہ میں

اس وقت میں بر پل ہوئی فلان شب کو طلسم کے پر کبھی وہ بھی برے انتظام لشکر آیا معروف حسن و جمال صاحب جاہ و جلال

وہ بھی قدر پر سایہ متحمل ساتھ اپنے عیار کے میخواری کر رہا تھا عیار طرار اُسکا ضرغام شیر دل علم موسیقی مین کامل چنگ رحمی بجا کر گا رہا تھا اپنے آقا کا دل بہلا رہا تھا مجھ بدنصیب کے کان مین آواز آئی دل خانہ خراب کھنچ گیا آخر ملاقات ہوئی وہ شہریار اس خلق و مروت سے پیش آیا ایسے کلام کیے کہ دل مین ناسور پڑ گیا تیر دلدوز مژگان جگر مین گڑ گیا اب کچھ بن نہین پڑتا ہے آج بہت گھبراتی ہون اے نرگس اس راز کو چھپانا کیسے بلکہ زبان پر لانا مین برائے ملاقات اُس شہریار کے جاتی ہون اگر آج دیدار فرحت آثار سے مشرف نہوئی تو شب ہجر بسر نہوگی تار و قیامت سحر نہوگی دیکھ تو آج شب کو ہر چند بارگاہ مین روشنی ہے لیکن آنکھون کے نیچے اندھیرا ہے لشکر غم و الم نے گھیرا ہے تو خوشی سے رخصت دے تو جاؤن ایک نظر دیکھ کر چلی آؤن نرگس نے عرض کی لونڈی کی زبان قلم ہو جو کبھی پند کر دن آپ جائیے لیکن ملاقات کر کے فوراً چلی آئیے بڑے ساحری و جمشید رہجانے کا ارادہ نہ کیجیے گا یا قوت قیامت برپا کر گئی جاسوس چہار جانب پھر رہے ہین اپنے کو دشمنون سے بچائیے ہو سکے تو دل کو بھی سمجھائیے بلکہ نے کہا اے نرگس سمجھانے کا موقع اب نہین ہے مین نے دل خانہ خراب کو بہت سمجھایا میرے قابو مین نہین بقول مصنف اشعار

کیا کہوں آپ سے کیسی ہے یہ بیماری دل
درد سے بھی نہین دوستی ہے غمخواری دل
تیر مژگان نے انہین توڑ کے مارا اسکو
ایسا بیہوش نہوئی آہ سیرداری دل

تو میرے حال زار پر رحم کر میرے جانے آنے کا خیال رکھنا نرگس نے سمجھانا موقوف کیا یہی ترغیب دی کہ جا کر ملاقات کر آئیے خائف ہوئی کہ نوجوان کم سن ایسا نہو تڑپ کر دم نکل جائے آتش عشق سے تمام جسم جلجائے چہرہ اداس تھر تھر کانپ رہی ہے نرگس سے رخصت ہو کر ملکہ لعل سخندان پر پرواز پیدا کر کے طرف لشکر اسد نامدار کے چلیں اب ذکر اسد نامدار تحریر ہوتے ہین حسن وزیر سے یعل سے ملاقات کر کے آئے دن بیقراری راتین اختر شماری مین بسر ہوئی ہین آج شام سے شہزادہ بارگاہ مصرخ سے چلا آیا اک خیمے مین آکر بیٹھا ضرغام شل ہمزاد ساتھ ہے وہ صندلان بھی ساتھ نہین چھوڑتا جب سے اس بارگاہ مین آئے سند پر سر جھکا کر بیٹھے ضرغام سے کہا اے دوست صادق تو ہمارا رازدار ہے آج دل بہت بیقرار ہے لعل نے ہماری خبر نہ لی اُس مغرور حسن و جمال کو یاد بھی نہوگی ہمین گوشۂ خاطر سے فراموش کیا ہم تو عاشق وفادار ہین یہ معشوقان ستمگار بھول جاتے ہین کسطرح خبر لاؤ ہماری بیقراری کی کیفیت سناؤ یا کسی ڈھنگ سے مجکو بلواؤ اگر سامنا ہو جائے عرض کرین کیون صاحب اپنے عاشق کو اسطرح تڑپاتے ہین آتش ہجر مین جلاتے ہین یقین ہے حال ہمارا سنکر اسکو رحم آجائے ضرغام نے کہا وہانتک جانا بہت مشکل ہے آپکو ہمراہ لیکر کیونکر جاؤن ہزارون دشمن لاکھون رہزن عیار بھیجان پر فن پھر رہے ہین اگر کوئی دیکھ پائے افراسیاب کو خبر پہونچائے قبلہ و کعبہ کسین آقا کو جا کر پھنسا دیا اے شہریار سب سے

ریلوہ یہ خرابی ہے دل کو بیتابی ہے مین نے دربار مین افراسیاب کے سنا کہ وہ بھیا کہتا تھا مین نے بڑی خطا کی طلسم کشا
کو کیون قید رکھا اب اگر لمحہ بھر کو پا جاؤن فوراً قتل کرون زندہ نہ چھوڑون اگر طلسم کشا قتل ہو جاے دل تردد سے آزاد
تسکین پاے ہر ایک کا یہی قول ہے اسد غازی طلسم ہوشربا کا فاتح کل طلسمات کا سیاح ہے بادشاہ ہوشربا
کا قاتل فن جرأت مین کامل ہے شیر ہے بڑا خوف ہے اگر اسی وجہ سے افراسیاب پا گیا دشمنان حضور کو فوراً قتل
کریگا بہار و باغبان وغیرہ چھ سردار بالکل بیکار ہین سحر یاقوت مین گرفتار ہین بہار کو آرام نہین ہے رابطہ و ضابطہ
ہین تڑپھا کرتی ہے ہر دم اشکون سے منھ دھوتی ہے کلیجہ منھ کو آتا ہے آپکا بارگاہ سے نکلنا کسیطرح مناسب نہین ہے
غلام خیر خواہ یہ صلاح دیگا حضور وہ بھی مجبور و ناچار ہے باپ کے حکم کی پابند افراسیاب خود پسند یاقوت نے سبب انتظام لشکر
انہین کے سپرد کیا ہے مین نے دیکھا آٹھ پہر کاروبار مین مصروف رہتی ہین حضور تامل فرمائین مین صورت بدلکر انکی بارگاہ
مین جاتا ہون اگر ملاقات کیسکا موقع کلام کا پایا ضرور پیغام حضور پہونچاؤنگا اسد کو سمجھا کر ضرغام چلا اک ساحر
کی صورت بنا کر لشکر سے نکلا ریگستان مین آکر پہونچا شب تیرہ و تار چہار جانب سناٹا لشکر افراسیاب مین سر و برنا الوق
اسد چلا رہے ہین ہر طرف سحر کے شعلے بھڑکتے ہین کہین لکہ ہاے ابر کڑکتے ہین ضرغام سوچ مین کھڑا ہے
کسطرح صحبت مین لعل کی جاؤن پیغام اسد نامدار کا پہونچاؤن دل سے کہتا ہے اے ضرغام اب آتش عشق
شاہزادہ والا تبار شعلہ در ہو گی بیقراری بڑھیگی یہ ضرور اپنے کو وہان تک پہونچانے سے تسکین کی کیا تدبیر کرون
کیا تقریر کرون ملکہ لعل جو اڑتی ہوئی آتی تھی اسنے دیکھا جنگل مین ایک ساحر تنہا کھڑا ہے بیقراری مین خیال کیا
یہ لعل لشکر اسد مین صدہا بارگاہین مین کسطرح نشان انکا پاؤنگی یقین ہے کہ یہ ساحر مہرخ کا ملازم ہے اس سے پتہ تو
پوچھ لین یہ سوچ کر اتر آئی ضرغام نے دیکھا ملکہ لعل حیران پریشان آسمان سے اتری گھبرا کر کہا میان ساحر صاحب کسکے
ملازم ہو اس شب تیرہ و تار مین کہان کے عازم ہو ضرغام نے ہنسکر کہا آپ ہی کی جستجو مین نکلے ہین آپکے غلام
تابعدار حضور نے اپنے نیازمند کو نہین پہچانا لعل نے کہا اے شخص نام بتلا ضرغام نے رنگ روغن چہرے سے پونچھا
صورت اصلی دکھائی لعل نے ضرغام کو پہچانا شرما کے سر جھکا لیا کہا کیون بھائی اس شب تیرہ و تار مین کہان چلے
ضرغام نے کہا ملکہ عالم دستور ہے اپنے زخمی کا علاج کرتے ہین آپنے ہمارے آقا کو نیم بسمل چھوڑا محبت سے منھ موڑا
وہ گھائل تیغ ابرو کے گرفتار طرۂ گیسو تڑپ رہے ہین اسوقت تو زیادہ بیقرار ہوے مجھسے کل مل کہا مین چلا تھا کہ انکے
کسی بہانے سے انکی بارگاہ مین پہونچاؤن بیمار عشق کی خبر پہنچاے کیون مگر میرا آقا بڑا خوش نصیب ہے مین حیران تھا بارگاہ
تلک کیونکر پہونچونگا اگر بدون حصول ملاقات پلٹونگا غصہ فرمائینگے بیتاب ہو کر خود چلے آئینگے اے شہنشاہ خوبی و ادا

سر وہاں محبوبی خدا اُنکی جان بچائے ایک طرف ان کے لاکھون دشمن ہین افراسیاب ہر وقت اسی فکر مین حیرت
اسی ذکر مین کہ کسی طرح اسد غازی کو قید کرنے یا انکے دشمنون کو اُنکے قتل کرین آپنے سنا ہوگا کہ تاریک نے
خاتمہ کردیا تھا مگر یہ غلام اسی تدبیر مین تھا پہلے ہی اک کافر کو گرفتار کیا اپنے آقا کی شکل بناکر جھلا دیا تاریک
اُسکو اسد جانکر چیر پھاڑ کر کھا گئی حضور اُسدن لشکر مین قیامت برپا تھی ملکہ مہ جبین و ملکہ لالان خونابہ بالی
باتین سنی نجاتی تھین مین سے ان بیبیون کے کلیجے پھٹتے تھے افراسیاب خوشی خوشی پھر رہا تھا کوئی مینے سبکو یہ
گمان رہا اسد کو تاریک کھا گئی اس غلام نے جب دیکھا لوگ اپنی جان دیے دیتے ہین تب مین نے قبلہ و کعبہ
سے کہدیا بس جس شخص کے لاکھون دشمن ہون اُسکو حافظ حقیقی بچاتا ہے اب آپ میرے ہمراہ چلیے انکے دل کو تسلیم
دیجیے میری رائے ہے تو یہ کہ اب لشکر ہی مین رہیے پلٹ کے نجائیے ورنہ اسد کے واسطے خرابی ہے مزاج مین انکے
ہمیشہ سے وحشت دیوانہ مزاج جابادون کے سر کے تاج جو تیکی اُنکو سمجھا نہ کرین اپنی ہی بات کے پابند مزاج
جرأت پسند اگر کہین وہ ولولہ محبت مین اپنی بارگاہ سے نکل آئے واپس ہو کے گھر جانا مشکل پڑجائیگا لعل جھکائے
بیٹھے آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے ساتھ ضرغام کے چلی ہر بات کا یہی جواب ہے ضرغام بس خیر نہ بانی
کرو ہمارے حال سے بالکل بیخبر ہو وہ چار مصاحبون سے راز دل کہکر دل کو غم سے خالی کرلیتے ہین ہم تو ہمیشہ
ساتھ والیان وارثے آزار کوئی مونس نہ غمگسار اگر افراسیاب کو خبر ہو جائے قیامت برپا کرے باپ نے خود
نے پہلے ہی بیاری کی وہ جان کا دشمن اگر کوئی کہدے فوراً قتل کرے ہمشیرہ یاقوت سخندان بخر در مین کہ
بادشاہ طلسم ہوشربا کی جورو ہون جلد اہل اسلام کا فیصلہ کرون آج شام سے غائب ہین عفریت طلسمی کے
لانے کی طالب ہین اور وہ عفریت طلسمی پر اُنکا قبضہ ہے ظالم نے لاکھون بندۂ خدا کھائے گوشت انسان کے ہمکی
پرورش آگے ظاہر ہی کوشش کہ مکان تنگ و تاریک سے نکلون چلو ہم یاقوت یا اون تمام دنیا کو انسان سے خالی
کردون اے ضرغام جسوقت سے مین نے سنا ہے کہ ہمشیرہ گئی ہوئی ہین کیا کہون جو دل کی کیفیت ہے خدا تم سبکی جان
بچائے ضرغام نے کہا اے ملکہ جان ہر شخص نا کس کی قبضۂ قدرت رب اکبر مین ہے خدا کوئی سامان پیدا کریگا یہان اسد
گھبرا کر بارگاہ سے نکل آئے دروازے پر ٹہل رہے ہین کہ ضرغام کی آواز سنی بیقرار ہو کر آواز دی اے ضرغام
کہو شہریار وہ با ضرغام نے ملکہ سے اشارہ کیا آپ بیقراری دیکھتی ہین دربارگاہ پر ٹہل رہے ہین ضرغام نے
جواب دیا حضور کے غلام ہمیشہ تیرہ رہتے ہین رو باہ ملازمان افراسیاب ہین اسد نے جو دیکھا کہ ضرغام کے
ساتھ دیکھا بیٹھکے آگے بڑھے لعل سخندان کو جو دیکھا اداس سر جھکائے ہوئے منھ کو چھپاتی ہے شرم سے

بیچھے ہٹتی جاتی ہو اسد نے ہاتھ تھام لیا استقبال کرکے بارگاہ مین لائے چاہتے تھے پلکون سے جاروب کشی
کرون پردہ ہاے چشم کا فرش بچھاؤن قصر دل مین جگہ دون ضرغام نے عاشق و معشوق کو جو بیقرار دیکھا یہ تو
ہٹ آیا صندلان بھی کسی حیلے سے چلا گیا دونون مہجور رنجور شب فرقت کی مصیبت جھیلے ہوے جانبر جھیلے ہو
جو یکدیگر تنہا ہوے اسد کو جوش و خروش لعل سخندان شل تصویر تصور خاموش دل دھڑ سے راز آ دھر سے نیاز انکو
خواہش اُنکو کاہش سکے دل مین درد اُسکا خوف سے چہرہ زرد اسکو حیرت اُسکو عبرت جب عرصہ دراز اسی حال
مین گذرا اسد نے دیکھا ملکہ کچھ کلام نہین کرتین چاہا گلے مین ہاتھ ڈال دون ملکہ لعل چونکہ انتہا کی خائف و
ترسان ہو بے اختیار رونے لگی کہا اے شہر یار ان لذات سے ہمکو آگاہ نکیجیے صرف یک نظرے خوش گذرے
کافی ہے ہمارا دم بدم آنا بہت دشوار ہے یہ کنیز مجبور رونا جار ہے اپنا یہ حال ہے بقول قلق غزل موافق مضمون کہ مقام

یہ محو بیخودی دل ذی ہوش ہوگیا
ہر داغ دل کے جام کا سرپوش ہوگیا
زاہد جو داغ بڑھ گئے سودائے زلف کے
اسنے سنبھالا ہوش مین بیہوش ہوگیا
باندھی ہوا یہ چرب زبانی نے یار کی
پابند کیف بادۂ سرجوش ہوگیا
سرگوشی اسنے کی تا ہی سروقت قتل لطف
ہر شعر سامعین کا دُرِ گوش ہوگیا

دونون جہان کا لطف فراموش ہوگیا
الفت مین چشم مست کی خود رفتہ دل ہوا
کعبہ ہمارے دل کا سیہ پوش ہوگیا
تزئین کے وقت دیکھے نور عذار صاف
شب کو چراغ بزم بھی خاموش ہوگیا
چپ عشق خط لب مین ہے دل خندہ زن رہے
اپنا رقیب خال بناگوش ہوگیا

وحشت کے عیب سبھی عصیان دھلے مرے
کم ظرف ایک جام مین بیہوش ہوگیا
جوبن نکالا یار نے دل نقش ہو اُڑا
آئینہ جوہرون سے زرہ پوش ہوگیا
الفت مین چشم مست صنم کی بہ زندگی
طوطی یہ بولتا ہوا خاموش ہوگیا
جب نظم وصف گوسر دندان کیے قلق

یہ اشعار پڑھ کر ملکہ لعل سخندان اسقدر روئین کہ ہچکی لگ گئی قریب تھا
کہ روح قالب سے نکل جاے اسد نامدار نے اشک دامن سے پاک کیے سمجھا کر بمشکل ایک جام شراب پلا یا فضا کار
دگردش فلک کجرفتار واجب لازم ہے ہمیشہ یہ فلک کجباز شعبدہ باز عاشقون کو جلاتا ہے نئے رنگ دکھاتا ہے
گھڑی بھر جو یہ دونون شیدا یکدیگر ملکر نہ بیٹھے فلک کو رشک ہوا فوراً سنگ تفرقہ پھینکا کہ صرصر لشکر مین
پھرتے پھرتے خدمت ملکہ حیرت مین آئی حیرت کو دیکھا منھ لپیٹے پڑی ہین ہر وقت افراسیاب کی شکایت اُٹھ رہی
شکایت صرصر کو دیکھکر لیا کہان سے آئی ہے صرصر نے کہا حضور نگہبانی مین لشکر کے مصروف تھی سب سے
زیادہ حیرت کو آٹھ پہر چالاک کو گولہ دبنے کا ملال ہے یہی خیال ہے کہ وہ عیار بیباک جست وجا لاک جاتے ہی
دریا دلی دکھائیگا جوش مین گولہ پھینک مارے گا فوراً دریا خشک ہوجائیگا عجائب زعفران پوش

کہنے لگی یہ گولہ تو حیرت جادو کے پاس تھا عیار نے کیونکر پایا ایسا نہو افراسیاب کو لکھ بھیجے ای حیرت جان
وآبرو دونوں گئیں تمام طلسم ہوش ربا میں مشہور ہوگا زوجہ نے شوہر کا گھر برباد کیا یاقوت کو قتل کرایا کیا
جواب دونگی یہی بڑی سوچ رہی تھی کہ صرصر چو آگئی حیرت بستر خواب سے اٹھ بیٹھی کہا ای صرصر ایک ہمارا
کام کردو صرصر نے کہا ارشاد حیرت نے کہا میں نے سنا تھا چالاک فرزند عمرو تدبیر رہائی محبوب کاکل کشا
میں گیا ہی کچھ احوال نہ معلوم ہوا نہیں معلوم محبوب کو کس نے قید کیا ہے ابھی نہیں معلوم وہ عیار ہو شاید اسکو
خبر لگی ہو تم اتنا دریافت کرآؤ کہ چالاک لشکر میں ہے یا نہیں اسطرح بیقرار ہو کر حیرت نے کہا کہ صرصر نے قدموں
کو بوسہ دیا گرد پھری عرض کی اسوقت حضور کو میں بہت پریشان پاتی ہوں ابھی جا کر مفصل خبر لاتی ہوں
انکی تلموؤں سے دیکھکر آؤنگی حیرت نے صرصر کو انعام بھی دیا وعدہ بھی کیا صرصر بصورت مبدل لشکر اسلام میں
آئی کنیز بنکر پھرنے لگی ہر مقام پر ٹھہری یہی خبر دریافت کرتی ہے کہ چالاک کہاں ہے جب کسی سے دریافت
نہوا اسلئے میں کسی نخل کے ٹھہری دیکھا سامنے سے ضرغام آتا ہے صرصر دیکھکر چھپ گئی ضرغام صندلان
سے باتیں کرتا ہوا آتا تھا اسوقت یہی کلام تھا کہ ای سردار ہمارے آقائے نامدار کو خدا بچائے لعل سخندان
پر عاشق تھے آج وہ بیقرار ہو کر چلی آئی فرزندان صاحبقران بڑے خوش نصیب ہیں لعل ایسی معشوقہ ملی ایسی جگہ
سے میں تمکو ہٹا لایا دونوں ہجران دیدہ آفت کشیدہ تنہائی میں گھڑی بھر مل کر بیٹھیں یہ بھی صرصر نے سنا ضرغام
صندلان کے ساتھ چلا گیا صرصر طرف بارگاہ اسد کے چلی پشت پر آکر پہونچی سر بچہ چاک کیا دیکھا ملکہ لعل خرم و
خندان پہلوے اسد میں بیٹھی ہے اسد نے سمجھا کر جام پلایا گزلبان شیریں کی چل رہی ہے دونوں سرمست بادۂ
محبت مدہوش صہبائے مودت بیخوف باتیں کر رہے ہیں صرصر چل گئی لیکن غصہ کھائی دل سے کہتی ہے اس
نے غضب کیا دھگڑے کے واسطے نکل آئی بہن کا خیال نکیا اگر میں پڑے تو اسوقت کچھ کام کر دیں یہ سوچ کر گھات میں
تھی یکایک اسد غازی اپنے مقام سے اٹھے چوکی پر آئے صرصر نے سمجھا گیا جیسے ہی یہ چوکی پر سے اٹھے صرصر
نے جان پکر حلقہ ہائے کمند مارے اسد نامدار ارے کہکر پلٹے لپٹے تھے حباب مار کر بیہوش کیا پشتارہ باندھ کر لیکر چلی
طرف لشکر افراسیاب کے روانہ ہوئی یہاں ملکہ لعل سخندان انتظار میں سر جھکائے بیٹھی ہے قضائے کار جانثار
بن تمران پھرتا ہوا قریب بارگاہ اسد غازی آیا دروازے پر ضرغام شیر دل کو پایا پکارا کہ میں حاضر ہوں
ملکہ لعل سخندان نے حجاب سے جواب ندیا جانسوز اندر آیا ملکہ لعل سخندان کو دیکھکر سلام کیا ملکہ لعل
ڈر گئی کہ کوئی در انداز نہو جانسوز نے کہا ملکہ عالم نہ گھبراؤ میں بھی اسد نامدار کا غلام ہوں شہریار

کہان گئے ملکہ لعل نے سر جھکا کر جواب دیا عرصہ دراز سے چوکی پر تشریف لیگئے ہین جانسوز پھر کر اس مقام پر
آیا پشتارہ باندھنے کا نشان پایا روتا ہوا نکلا کہا تو ملکہ غضب ہو گیا بیٹیرہ صرصر کا پایا جاتا ہی آپکو خبر بھی ہوئی
وہ گرفتار کرکے اسد کو لیگئی ملکہ لعل کے ہوش اڑ گئے کہا ای جانسوز مین بد قدم ہون بدنصیب میرے
آتے ہی فلک نے یہ کیا سامان دکھایا جانسوز نے کہا اب کلام کرنے کا موقع نہین ہی استانی کو ابھی جا کر رہ مین
چھینتا ہون یہ کہکر جانسوز بارگاہ اسد سے غل مچاتا ہوا نکلا ضرغام بھی لپٹ کر آیا ضرغام نے پوچھا بھائی
کیا ہوا جانسوز نے کہا ایسے بیخبر ہو تمھارے آقا کو صرصر گرفتار کرکے لیگئی ضرغام بھی بھاگا ایک سمت جانسوز
چلا راہ مین مہتر قران سے ملاقات ہوئی شب باہ تھی درہ کوہ سے نکلتے پکار کر آواز دی یارو کہان جاتے ہو ضرغام
نے پلٹ کر کہا خلیفہ بڑا غضب ہوا طلسم کشا کو استانی گرفتار کرکے لیگئی مہتر قران بھی اغذہ ٹیک کے چلے سب آگے
ہی نکل گئے لیکن صرصر شمشیر زن پشتارہ اسد دوش پر بھاگی ہوئی جاتی ہی پلٹ پلٹ کے پیچھے دیکھتی ہی یہان
ملکہ لعل بعد جانے جانسوز کے عرصہ دراز تک روئی پھر دل سے کہتی ہی اگر قید سامنے ہمشیرہ یا افراسیاب کے پہونچ
گئی تمھارا بھی حال ظاہر ہو جائیگا اب پردہ پوشی غیر ممکن چلکر اڑو پھر تو سینہ سپر کرو سامری و جمشید پر لعنت کرو
یہ کہکر سحر کرکے بلند ہوئی سناٹا بھر کر چلی صرصر جب کنارے لشکر افراسیاب کے پہونچی ابریق کوہ شگاف
سیر طلایہ کھڑا ہوا ٹہل رہا تھا للکار کر آواز دی کون آتا ہی صرصر نے کہا ای وزیر اعظم مین ہون صرصر جانبازی
کرکے طلسم کشا کو لائی میری مدد کرو عیار تعاقب مین آتے ہونگے حقیقت مین یہان لشکر مین بلوا ہو گیا ملکہ مہرخ
چلین رعد و برق و برق لامع یہ تینون کڑک کر دوڑین ملکہ یاران زمین کون و اسرار جادو و ملکہ مہرخ ہوئے
خوشخو سب سردار روانہ ہوئے اور جس نے سنا دوڑا ملکہ مہ جبین الماس پوش بارگاہ سے نکل آئین
ایک ایک سے پوچھتی ہین صاحبو یہ کیا ہوا کل سے مین دیکھتی تھی کہ شاہزادہ ملول تھے رنگ رو متغیر ہی مین نے
جب پوچھا احوال دل نہ بتلایا مجھکو تو دشمن جانتے ہین ایسے یار دانا تو بتلاؤ صرصر نے کہان پایا دیکھو
تو مجھ بدنصیب کو فلک کیا دکھلاتا ہی روز نئی آفت ہی ارے ضرغام کہان تھا اسنے بھی حفاظت نہ کی
خواجہ عمرو بھی لشکر مین نہین ہین فلک نے ہمکو خوب پیسا بقول زیب النسا مخفی نظم

سینہ ز آتش عشقت چہ داغہا کہ نیست	بدل ز ناوک جورت چہ زخمہا کہ نیست	مرا بگو تو ہر آنچہ کہ باید ہکست
ہمین نہ تشنہ دلان حسرت وصال کہ نیست	ہر چہ پارہ نمایم بعید تو پیداست	ز دو رحسن تو پیدا ہمین فناست کہ نیست
بسے ز محرم و بیگانہ با تو شد ہمراز	و لیک محرم راز تو آشناست کہ نیست	بزیر خاک نہانی رہ تو خواہم دید

بچشم اہل نظر سرو را حیاست کہ نیست	فسانہ غم مجنون بدہر مشہور است	وگرنہ در خم زلف وے کجاست کہ نیست
زپائمال چو او شد گلے نشد خندان	بباغ عشق تو مخفی رہ حیاست کہ نیست	تمام مصاحب گرد آگئے کہا حضور گھبرا گئے

شاہزادہ شلیل بعدیل قریب آیا کہا ہمشیرہ نہ گھبراؤ ہمارے آقائے نامدار کو کوئی روک سکتا ہی آپکا غلام ابھی
جاتا ہی کیا مجال جو ہمارے آقائے نامدار پر نگاہ کج ڈالے خون کے دریا بہا دین طبقات زمین ہلا دین ہرچند
مہ جبین دریافت کرتی ہین سبب گرفتاری و مقام گرفتاری نہین ثابت ہوتا ملکہ لالان خو نقبا اپنی بارگاہ مین سے باہر
سنکر نکل آئین ملکہ مہ جبین کو جو روتے دیکھا ہمشیرہ کہکر گلے مین ہاتھ ڈال دیے پوچھا کیون خیر تو ہی مہ جبین نے
کہا آج طلسم کشا آپکی بارگاہ مین نہ تھے لالان خو نقبا نے کہا آج کئی دن سے مجھکو سرفراز نہین فرمایا مین آج
منتظر رہی سمجھی کہ آپکے خیمے مین ہونگے مہ جبین نے کہا یہ بڑا ستم ہو آخر کہان تشریف رکھتے تھے صرصر کہان پا گئی
نگہبان پاسبان مر گئے ملکہ لالان خو نقبا نے کہا حضور دریافت ہو جائیگا ہمارے آپکے علاوہ اب اور کیسے دل
لگایا ہی یہ فرزندان حمزہ ہین خدا انکی بدعت سے بچائے مین نے تو شیروان نامے مین لکھا دیکھا کہ ملکہ آسمان
پری صاحبقران زمان پر عاشق ہوئین کیا کیا جتن کئین اٹھارہ برس صاحبقران اکبر دہ تہ قاف کی خاک
چھنوائی اسی جوش محبت مین کہ یہ ہم کو چھوڑ کر پردۂ دنیا کو بجا مین صاحبقران نے اسکا بدلا یہ کیا کہ ملکہ ریحان پری
و قمر چہرہ پری پر عاشق ہوئے خاص چھپر کھٹ پر ملکہ آسمان پری کے ان دونون معشوقون سے دخل کیا آسمان
پری پیر چلتی رہین کچھ بھی نہو سکا یہ بھی انہین کے نواسے ہین دیکھیے کیا کیا جتن کرتے ہین یہ ذکر تھا کہ آسمان پر سنا
ہوا سب نے دیکھا ملکہ لعل سخندان طاؤس زرین بال پر سوار اڑی ہوئی جاتی ہین رنگ متغیر بحواس بٹی ہی
کیا پاس دوپٹہ ڈھلکا ہوا شیلے سحر ہاتھ مین مثل شعلہ جوالہ اڑی ہوئی جاتی ہی سب نے ملکہ لعل سخندان کو دیکھا ملکہ
مہ جبین لماس پوش و ملکہ لالان خو نقبا نے کہا دیکھو یہ نیا گل پھولا سیل کرکے گرفتار کرا دیا اب جاتی ہین
دربارگاہ ملکہ مہ جبین پر تو یہ ہنگامہ ہی جو سر دار یہان آیا ملکہ مہ جبین نے اس سے ذکر گرفتاری اسد غازی
کیا اسنے حربہ سحر ہاتھ مین لیا اور طرف لشکر افراسیاب کے چلا یہان ابرلیق کوہ شگاف نے جب صرصر کو
پکارا صرصر شمشیر زن نے صاف کہدیا کہ مین طلسم کشا کو لیے جاتی ہون اے وزیر اعظم میری مدد کر دا ابرلیق جست کر
قریب آیا صرصر کا ہاتھ پکڑ لیا کہا اشارہ رکھدے تو جا کر شہنشاہ کو خبر کر ہم انکو دلے آتے ہین ابرلیق نے اس
زور سے ہاتھ صرصر کا مروڑا صرصر کی بھی کلائی ٹوٹ گئی سر اٹھا کر آنکھ ملائی دیکھا کلائی میری خنجر شیر مین ہی
آنکھون سے بیجا نا صاحب نخوۂ گران نظر کردۂ بزرگان صاحبقران بشکل ابرلیق ہاتھ پکڑے ہے صرصر کا کمر سے مین

بار ہے ہین ستانی تمھاری قضا آئی ہے صرصر نے گھبرا کر پشتارہ زمین پر ڈال دیا مہتر قران نے چاہا پشتارہ اٹھاکر لنکا
یہ ہونپچ گئے تھے پہلے ابرلیق کو بیہوش کرکے اک نخل کے سایہ مین ڈال دیا تھا اسکی شکل پر کھڑے انتظار
صرصر کر رہے تھے لیکن صرصر پشتارہ چھوڑ کر بھاگی غل مچاتی ہوئی چلی ارے یار دوڑو طلسم کشا کو گرفتار کر لائی
تھی قران بشکل ابرلیق کھڑا ہی پشتارہ مجھسے چھین لیا جو کچھ ہوسکے وہ کرو ہزارہا جادوگر دوڑے اور ایک ساحر
قران کے برابر کھڑا تھا اسنے کہا ای قران نامدار شیر بیشہ جرأت کو ہوشیار تو کردو یہ کہکے جھکا اسد نامدار کی کمند
گردن مین نیم ضرغام شیردل لیکر حباب دار وے بیہوشی مار دیا اسد ہوشیار رہا مگر صرصر نے جو غل مچایا ہزارون
ساحر قریب آگئے ابرلیق یعنی مہتر قران کی جانب چلے قران نے نعرہ کرکے بغدہ کھینچا ایک ساحر کو قریب آکر
جانسوز نے مارا ایک کو ضرغام نے قتل کیا کئی جادوگر جو مارے گئے اندھیرا ہوا اتنے عرصے مین اسد کے
ہوش و حواس درست ہوئے حیران تھا کہ یہ کیا معرکہ ہے ضرغام نے بڑھکر سمجھایا کہ آقا آپ کو صرصر گرفتار کرلائی تھی عیارون
نے چھڑایا بہت جلد پشت مرکب پر سوار ہوجیے اسد نے بڑھکر اک ساحر کو مارا اُسکے مرکب پر سوار ہوئے نعرہ کیا نعرہ اسد

اسد شہسوارم کہ در روز جنگ	بدرم دل شیر و چرم پلنگ	شہنشاہ نام آور و کامران
اسد شیردل ابن صاحبقران	چو شمشیر کین بر کشم از غلاف	تزلزل فتد در میان مصاف
اگر تیغ بر کوہ خارا زنم	زگاو زمین شاخ او بر کنم	مہتر قران بھی نعرہ کرکے جا پڑے

عیار تو اپنی تدبیر سے لڑ رہے ہین کبھی مخفی ہوئے کبھی اپنے کو کسی غار مین گرا دیا کبھی عقب نخل چھپے صورت بدلکر
سامنے آئے للکارا اور قتل کیا مگر اسد شیردل نہنگانہ فوج ساحران پر جا پڑا چہار طرف سے سحر اثر ہونے لگے
لیکن سحر اثر تاثیر نہین کرتا جو گولہ آیا پھٹکر گر پڑا جسنے شعلہ ہائے آتش بھڑکائے وہ شعلہ ہائے آتش عکس سے
اُسکے قطرات آب بنکر زمین مین غرق ہوگئے ساحر اسوجہ سے حیران ہین شمشیرزنی مین کیا مقابلہ کرسکتے ہین
اگر کسی ساحر نے بڑا کمال کیا تیغہ سحر کمر سے کھینچا جھکا کر ہاتھ اسد غازی پر مارا اسد نامدار نے کلائی پر ہاتھ
ڈالکر تلوار چھین لی اُسی کی تلوار سے اسکو قتل کیا ترسول و مسول چہار جانب سے مارتے ہین بعضے دور سے
للکارتے ہین کسی طرح فتحیاب نہین ہوتے اسد غازی نے کئی ہزار ساحر مار ڈالے صرصر بھاگی ایک نخل
کے سایہ مین دیکھا وزیر اعظم ابرلیق کوہ شگاف بیہوش چت پڑے ہین قران نے بیہوش کرکے ڈال دیا
تھا آپ اسکی شکل بنکر اسد نامدار کو بچایا صرصر نے آکر ایک درہ مارا پانی سے منہ دھلوایا ابرلیق نے
آنکھ کھول دی صرصر نے کہا ای وزیر اعظم بڑے نالایق ہو جلد جاؤ اسد کو قتل کر ڈالو آج تو نئی بات ہی آ یہ

سحر نہین تاثیر کرتا ابرلیق نے کہا پھر مین جا کر کیا کرون ای صرصر تو نے مجھکو ناحق ہوشیار کیا اب اگر نہ لڑون
بدنام ہو جاؤن لڑون تو اسد پر سحر نہین تاثیر کرتا میرے آرام مین تو نے خلل ڈالا چین سے پڑا سو رہا تھا
خواب مین بھی یہی دیکھ رہا تھا کہ اسد نامدار نے ہزارون ساحر قتل کیے صرصر نے کہا واہ خواب آپکا عین بیداری
تھی تم بڑے ساحر ہو جا کر دریافت کرو ملکہ مہرخ وغیرہ نے کوئی مالا وغیرہ بنا کر گلے مین اسد کے ڈال دیا ہوگا
یا بی بی جیحون دریا دل آئی ہین انہون نے کوئی تحفہ دیا ہوگا یا بی بی لعل سخندان عاشق اسد نوجوان پہلو مین بیٹھی
رو رہی تھین ابرلیق نے کہا ای صرصر اُس صاحب عصمت وعفت کا نام نہ لے اُن شاہزادیون کے خواب
مین خداوند سامری وجمشید آتے ہین صرصر نے کہا بڑے سامری وجمشید وہ اسد پر عاشق ہو گئین دیکھنا یہ
دریافت ہو جائیگا اُسی نے کوئی تحفہ دیا ہوگا آپ جا کر مقابلہ کرین مین شہنشاہ کو خبر کرتی ہون کسی کا تحفہ ہوگا
وہ باطل کر دینگے ابرلیق تو اس طرف چلا دور ہی سے سحر کرتا ہے قریب نہین جاتا صرصر بارگاہ افراسیاب
مین پہنچی قدمون پر شہنشاہ کے ہاتھ رکھا افراسیاب بیدار ہوا پوچھا صرصر کیا ہے صرصر نے تمام کیفیت بیان
کی افراسیاب نے بھی نعرہ اسد کی صدا سُنی تاج پہنکر قبضے پر ہاتھ ڈالا برآمد بارگاہ آیا گھوڑے پر سوار ہوا دور سے
دیکھا ہزارون ساحرون مین اسد نامدار لڑ رہا ہے کئی ہزار لاشے پڑے تڑپ رہے ہین ابرلیق کوہ شگاف
دور سے لینا لینا کر رہا ہے قریب نہین جاتا اسد غازی نے دیکھا دور سے ابرلیق سحر کر رہا ہے مرکب چمکا کر جا پہنچے
ابرلیق نے ہاتھ تیغہ سحر کا مارا ہزار ہا شعلے بھڑکے اسد پر تاثیر نہوئی اسد غازی نے تیغہ برق مثال چمکا کر
ہاتھ مارا ابرلیق نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا برق شمشیر تڑپ کر گری ابر سپر کے ٹکڑے ٹکڑے اُڑا دیے سر پر گری
مندیل وزارت کٹی تا دراب دو تیغہ سو پہنچا ابرلیق نے ہائے کہکر اپنے کو گرا دیا لوٹ مار کر بھاگا پکارتا ہوا یارو
شہر کے سامنے بچاؤ کہیاو سے نعرہ ہوا ہم شہنشاہ طلسم ہوش ربا اور اسد نامدار پھینک دے ما بدولت آپہونچے یا تو تمہا
دور سے لینا لینا کرتے ہین بیٹھے افراسیاب کو دیکھا گرما گرم بعض شہزادے سحر کرتے ہوئے بڑھے افراسیاب نگاہ غور
دیکھ رہا ہو گئے تیغ نارنج گچھے پیکان کے آتش کے دانے رائی کے دانے سب اسد پر پڑ رہے ہین اسد شیرانہ جدھر
جھپٹا ساحر بھاگتے ہین جسنے جیداری کی مارا گیا کس خوبصورتی سے اسد غازی لڑ رہا ہے فرد ترک خنجر دار گردون
ہر دم از چرخ برین بر رزم او میدید و میگفت آفرین صد آفرین کیا عجب ہے زبان تیر و کمان نمود سے صدائے
احسنت و آفرین بلند ہو نیزے سر وقد تعظیم کو اُٹھے کمانون نے لینے کو اُسکے بازو سے نعتین پہ قربان کیا
ظفر ان تیر سہمے ہوئے خانہ ترکش مین مخفی ہین خنجرون مین خم تلوارین بیدم سپرین روسیاہ پشتی اپنی نہین کرتین نقد

سر پیٹ رہے ہیں چنانچہ کف افسوس ملتے ہیں تمنا کا دم بند قرنا در دمند اس شمشیر کی لڑائی نے سب کے حواس
گم کر دیے جہاز حیات کے دریائے خون میں ڈبو دیے ہزار ہا سر مثل کاسہ گدائی کے ٹھوکریں کھا رہے ہیں بقول شاعر
فرد کاسہ چینی چہ ای منعم نہ کر اتنا غرور ہم نے دیکھا ٹھوکریں کھاتے سر فغفور کو ٭ نقیب آوازیں لگاتے
پھرتے ہیں ای مردان بکوشید تا جامہ زنان نہ پوشید شعر روز جنگ است جنگ باید کرد ٭ کوشش نام و ننگ باید کرد ٭
مرنے والے جانباز و سر فروش جواب دیتے ہیں فرد آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من ٭ آن منم کاندر
میان خاک و خون بینی سرے ٭ نقیبوں نے مرحبا دیا کرکیتوں نے ترغیب دیکر لڑوا دیا یہ قطعہ پڑھ رہے ہیں قطعہ

کل پاؤں ایک کاسہ سر پر جو پڑ گیا | یکسر وہ استخوان شکستہ سے چور تھا
آئی صدا کہ دیکھ کے چل راہ بیخبر | میں بھی کبھی کسیکا سر پُر غرور تھا

ایک سردار مغرور و متکبر گھوڑے پر سوار غرور سر میں اسد سے لڑنے
حقارت حریف نظر میں سامنے اسد کے آیا اسعد مغرور تھا اپنے کو بناتا ہوا نیزے کو چمکاتا ہوا اکڑ کر دامن
پر پڑی دامن جھاڑ دیا وہ سر جو بیاد خود میں تھا پلک جھپکتے جھپکتے گود میں تھا یا دامن پر گرد پڑنا ناگوار تھا یا دم
میں لاشہ خاک و خون میں تڑپا لباس ناز وادا پر آفت آئی حسرت و یاس نے صورت دکھائی افراسیاب
نے جو یہ ہنگامہ دیکھا ابرلق زخمی ہو کر بھاگا آواز دی اے وزیر لعنت ہے ایک گولا پڑھکر مار دے کہ اسد کا سر پھٹ
جائے سر زخم کھا کر بھاگا غم نہیں ہی اسے سرخرو ہوا زخمی ہونا جوہر جرأت ہے آج اسد ما بدولت کا شکار ہے
یا تو مقابلے میں جاؤ یا ہٹو ساحر عاجز ہو رہے تھے پکار اٹھے اے شہنشاہ آپ ہے افراسیاب ہٹو ہٹو کرتا ہوا
بڑھا تیغہ سحر کھینچے ہوئے تاج کو درست کرتا ہوا کچھ ہونٹھ ہلاتا ہوا سحر پڑھتا جاتا ہے آواز دی او طلسم کشا بڑا جری ہے کرے
ریشے میں قوت بھری ہے ما بدولت بیدار کر مجھسے آنکھ چار کر اسد شیر بیشۂ صاحبقرانی شیر کو ٹوکا فوراً لپٹ
پڑا آواز دی او نامرد جب مردان عالم کی تلوار کھنچی ایک وار لا کچھ سب برابر ہیں آخر کو بھاگے گا ابھی خواب
غفلت میں ہے زخم کھا کر جاگے گا افراسیاب ستم کرتا ہوا گرد اسپر کا ہاتھ میں لیکر بڑھا دل میں یہی
کہ اودھر سپر کی مار دوں یہ گھوڑے سے گرے گھوڑا اسکے جسم پر دوڑا دوں پامال کر کے نکل جاؤں
جیسے ہی برابر اسد کے پہونچا لگا ور زن ہوا پانچ قدم گھوڑا افراسیاب کا پیچھے ہٹا تین قدم مرکب اسد بڑھا
افراسیاب اودھر جمیں سپر کی ٹھوکر پر مرکب کے جا پڑا اپنے کو بمشکل سنبھالا ہاتھ تلوار کا مارا اسد کے بازو پر اک ملک
لعل کا بندھا ہے اسی ہاتھ میں تیغہ خون آلود سپر گوشہ اٹھایا اسی ہاتھ کو بلند کیا اکہ مثل ستارہ سحری چمکا تلوار کے
کاٹتا چھٹانے کی آواز آئی نعرہ اسد شیر دل سے گاؤ زمین تھرائی نعرہ کیا او افراسیاب خانہ خراب نسر جان کا لم

رگ غیرت ہے تو سپر منہ پر نہ لینا یہ کہکر ہاتھ مارا افراسیاب نے سپر کو اٹھا دیا تیغہ برق تاب سپر کو کاٹکر
تلوار گری تاج شہنشاہ کا کاٹا سر پر زخم کاری آیا اس سے افراسیاب آگاہ نہ تھا اسپر خطا کی خود سر زخمی
ہوکر پیچھے ہٹا جادوگرون نے جو اپنے افسر کو زخمی دیکھا بیچ مین ٹوٹ پڑے چاہا بلوہ کرکے اسد کو مار لین یہ
شیر دل مجمع ردبایان سے کب ڈرتا ہے جسکو ہاتھ مارا جہنم داخل ہوا شجر بغض و حسد سے کافر کو یہ ثمر حاصل ہوا
کوئی بھاگا کوئی زخمی ہوا کسی نے جان دی افراسیاب جو زخمی ہوکر پیچھے ہٹا قصد کیا زخم سر باندھکر بڑھون
کہ حیرت گھبرائی ہوئی بارگاہ سے نکلی افراسیاب کو زخمی دیکھکر پیٹنے لگی دوڑکر رکاب سے لپٹ گئی کہا واسطہ مری
و جمشید کا اس خونخوار کے سامنے نہ جایئے اپنے کو دست زبردست جلاد سے بچایئے بی جیجون نے اسد کو سحر
کیا ہوگا یہ ذکر تھا افراسیاب نہ مانتا تھا بلکہ حیرت مرکب بڑھنے نہین دیتی کہتی ہے دور سے سحر کرو حیرت جادو
کے نکلنے سے لاکھون جادوگر دوڑے مصور جادو ساتھ اپنی جورو صورت نگار کے آنکھین ملتے ہوئے نکلے مانی و
بہزاد و نقاش و قلم کش مصاحبان مصور جادو قریب آگئے مرشد زادے کو گھیر لیا اسنے بھی خوب سحر کیے
تاثیر نہوئی گرفتاری اسد کی تدبیر نہوئی فوج لیکر مصور جادو بڑھا چاہتا ہے کہ اسد بن کرب غازی پر
جا پڑون کہ زمین شق ہوئی رعد جادو نکلا دونون کانون پر ہاتھ رکھکر چیخ ماری ہزارہا ساحر بیہوش ہوکر
گرے برق جادو اسکی مان آسمان سے کڑک کر گری کئی سو کے سر کاٹ کر چلی ایک طرف سے برق لامع
کا نعرہ ہوا لشکر مصور جادو پر گری بلٹ ہوا وہ برق گری لشکر مصور جادو مین آگ لگی ایک
طرف سے نعرہ ہوا نسیم بلکہ ماران زمین کن ایک طرف سے امر جادو ایک جانب سے شاہزادہ شکیل
بعد بیل پسر بلکہ مہرخ سحر چشم بارہ ہزار جوانون سے پہونچا ان ساحرون نے آگ لگادی اسد نامدار کو بیچ
مین لیا حیرت کو افراسیاب خفا ہورہا ہے اے مجھے چھوڑدے طلسم کشا کو سب لیے جاتے ہین مین بڑھکر عدو کو لگاؤن
حیرت نے کہا اے شہنشاہ ہر چند کہ آپ بادشاہ طلسم ہوشربا ہین سحر و ساحری مین یکتا ہین لیکن یہ تصور فرمایئے
آپنے سحر کیا اسد پر تاثیر نہوئی اسکا سبب تو دریافت فرمایئے کہ کیا باعث ہوا کونسا تحفہ اسد کے پاس ہے
آج تو شیرانہ لڑ رہا ہے ہزارون ساحر مارے وزیر اعظم کو زخمی کیا خود شہنشاہ نے زخم کھایا سمجھکے بات کیجیے عقل
کو ہاتھ سے نہ دیجیے یہ سب کام اہالیان طلسم نور افشان کے ہین ان سب صاحبون کو بڑی کد ہے کوئی تحفہ نور
نور افشان نے دیا ہوگا بروز قتل تاریک شکل کش تیغہ نور افشانی قران کو دیا آپ دام جمشیدی لیکر
گیا آج بھی کچھ ایسا ہی ہوا آپ دریافت کیجیے یا مجھے حاکم کیجیے افراسیاب گھوڑے سے اترا ہاتھ چمکایا

کچھ نعرہ کیا ساحری جمشید کا نام لیا تیور پر بل پڑے یکایک اک شعلہ چمکا اُسنے آواز دی ای شہنشاہ کیا ہے جو
ارشاد ہو عرض کردان افراسیاب نے کہا ای سحر ساحری وای بانی بنائے افسونگری آج اسد پر سحر کیون نہین تاثیر
کرتا ہر گھبراتے ہین اُسکے سامنے سے بھاگے جاتے ہین یا بدولت زخمی ہوے تیغہ سحر خالی گیا سپر سحر کٹی رسوائی
حاصل ہوئی شعلے نے بھڑک کر آواز دی ای شہنشاہ شاہزادی حجرہ انجم ملکہ لعل سخندان ہمشیرہ یاقوت
سخندان معشوقہ ساحری اسد غازی پر مائل ہوئی اپنے بازو کا اُسنے بازو پر اسد شیردل کے باندھ دیا کس طرح سحر
تاثیر کرے بر تحفہ ساختہ ساحری و جمشید سے حجاب کرتے ہین اسلیے سبب ستم کرتے ہین جب تک کہ اسد کے پاس ہے
سحر تاثیر نہ کریگا یہ سنکر افراسیاب نے اک چیخ ماری ملکہ حیرت جادو کی تو خوب بن پڑی کہا شہنشاہ آداب تسلیمات و
عرض ہے لونڈی کا عرض کرنا فرض ہے مدتون سے اپنے حجرے مین بند تھین شہر سے نہ نکل سکتی تھین گوشے مین
بیٹھی جوانون کو تکتی تھین اب جو یہان آئین اسد ایسے حسین کو دیکھا مر گئین صاحبزادی سنے گھر ڈبو لیا جنکے ساتھ
شادی کرتے تھے انکی بہن صاحبہ نے یہ لیا صرصر نے مجھسے کہا تھا مجھے یقین نہین آیا اُسکو جھڑک دیا وہ روز اول سے
کہتی تھی کہ لعل اسد نوجوان پر مائل ہے بہ نگاہ محبت دیکھتی ہے عصمت داری ہمارا کام تمام ملکون مین پھرتے ہین کیسے
کیسے جوان سامنے آتے ہین کبھی کسیکو نگاہ اُٹھا کے بھی نہین دیکھا تمھاری مہر وفا کے پابند ہین حقیقت مین اب بہت
حسین جمیل دل مین راز و نیاز مین دھگڑے کو اکہ دیدیا ساحری جمشید سے نہ ڈرین بہن کا بھی پاس نہ کیا یاقوت
سخندان کو حکم دو بی بی لعل سخندان کی ناک چوٹی کاٹین گدھے پر سوار کرکے تشہیر کرین ہر ایک کو عبرت ہو بی
بہ جبین جوان حسین کو دیکھکر پھسل پڑین اٹھارہ سو ملک کی سلطنت چھوڑی اسد کے ساتھ بھاگ گئین سات برس
قید رہین بی للاان خو نقبانے خداوند کے گھر مین آگ لگائی بی لعل سخندان نے یہ خون اُگلا ہزارون کو قتل
کرایا افراسیاب نے کہا اس سے بڑھکر اسکو سزا ہوگی اکہ مین ابھی چھینے لیتا ہون سزا ان اسد کو ابھی سزا دیتا
ہون یہ کہکر افراسیاب گھوڑے سے کود اللکارتا ہوا طرف اسد کے چلا اسد غازی پابند ہے قواعد کا افراسیاب کو
جو پیدل دیکھا یہ شیر بھی گھوڑے سے کود پڑا دل مین خیال تھا شاید افراسیاب غصے مین کشتی لڑے یا طعن کرے
کہ تم سوار ہو مین پیدل ہون یہ سوچکر للکارا او افراسیاب نخرات دوے سے کیا لینا اگر تیار ہے سامنے آ مرد ہے تو آ
ملا افراسیاب نے اک شنگ سی آواز دی ای ستیلاب زنگی غلام ہیکل جلد حاضر ہو دیکھا سب نے اک جن ان جسیم
قوی تن زمین سے نکلا حاضر کہتا ہوا سامنے افراسیاب کے آیا افراسیاب نے کہا ای خیر خواہ
قدیم خدمتگزار ساحری اسد غازی سے مقابلہ کر بازو پر اسکے اک ہی چھین لے لیکر نکل جا خزانہ ساحری مین

جا کر داخل لشکر ہوئے یہ سنکر وہ سیاہ بر وجھجھو تا ہوا طرف اسد نامدار کے چلا للکارا او طلسم کشا ہم غلام ساحری و جمشید
ہم لوگ جان نثار موجود ہین شہنشاہ تجھ الیون سے کیون مقابلہ کرین یہ کہکر جست کرکے سامنے اسد کے آیا خم
مارکر جھومنے لگا پینترے بدلتا تھا اسد غازی بڑھے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا اسد نامدار سمجھ چکے تھے کہ یہ شاید
کشتی گیر ہے جس فن کا جو قصد کرے ہمارے جد عالی تبار کا یہی طریقہ ہے اسی فن مین اُسکو جواب دیتے ہین تب
صاحبقران ملقب بہ پایۂ شوکت از پردۂ دنیا تا بہ قاف پہونچا دیوان قاف نے اطاعت کی خدا نے
صاحبقرانی کی لیاقت دی یہ سوچکر زنگی کی کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اُسنے گریبان مین ہاتھ ڈالا یا اسد نامدار
نے غصے مین گردن پر ہاتھ رکھکر ایک مارا سر اُس خود سر کا زمین سے مل گیا لیکن اُس بیحیا نے ہاتھ بڑھا کر دوڑی
پر اُسکی ہاتھ ڈالا جھٹکا مارا دو ٹوٹا ایک اُسکے ہاتھ مین آیا اسد غازی نے غصے مین ایک طمانچہ مارا غش
کھا کر زمین پر گرا اسد نے چاہا چھاتی پر چڑھ بیٹھون ایک اسکے ہاتھ سے چھین لون پہلو مین افراسیاب کے
ایک جادوگر کھڑا تھا کہ نام اُسکا کیوان اژدر در ہے مغرور و خودسر ہے افراسیاب نے کہا اے کیوان ایک لیلے
کیوان نے جھٹ کر سحر کیا زنگی بھی اُٹھا کیوان اژدر در ایک لیکر بھاگا اب زنگی جست کرتا ہوا پہلو مین کیوان
کی تحسین کرتا ہوا کہ اے غلام ساحری کیا خوب کام کیا اسد نے جو یہ معرکہ دیکھا جھپٹ کر چاہا کیوان اژدر در
جا پڑون اُس بیحیا نے پلٹ کر سحر کیا اسد غازی لڑکھڑا کر گرے کیوان نے چاہا سر اسد نامدار کا کاٹ لون
زنگی سے کہا تو نہ ٹھہر ایک خدمت شہنشاہ مین پہونچا ٹھہرنا تیرا مناسب نہین ہے یہ مقام ملحوظ خاطر ناظرین خوش انجام
ہو کہ سرداران اسد غازی مثل رعد و برق و برق لامع و ملکہ بلدان زمین کن و ملکہ اسرار جادو و شکیل خوشخو
لشکر افراسیاب سے لڑ رہے ہین ستارۂ سحری بلند ہو چکا ہے ہمراہیان اسد نے کئی ہزار ساحر اپنے قتل کیے
لاکھون ساحر ملازمان افراسیاب مارے گئے ہنگامۂ سحر و ساحری گرم ہے زمین سے شعلے نکل رہے ہین آسمان سے
آگ برستی ہے انتہا کا جو ہنگامہ ہوا ملکہ یاقوت سخندان آنکھین ملتی ہوئی اُٹھی کنیزون سے پوچھا ارے
یہ کیا ہنگامۂ عظیم برپا ہے کنیزون نے عرض کی باہر چلکر ملاحظہ فرمائیے سلیمان لشکر افراسیاب پر آ پڑے
بڑے زور و شور سے لڑے سنتے ہین آج شہنشاہ بھی زخمی ہوئے ملکہ یاقوت سخندان بد مزاج غصے
سے چہرہ سرخ ہو کر اُٹھی ہے ابرو سے خمار ملتے ہوئے آنکھون مین نشہ ڈوبا ڈھلکا ہوا چھری یاقوت احمر کی
ہاتھ مین یانخون کو سنبھالے ہوئے بیچ مین لیے تنہا بان گرد ہجوم سیارگان بیرون بارگاہ آئی اپنی آنکھون
سے دیکھا ایک ساحر نے طلسم کشا پر سحر کیا اسد غازی کے گھٹنے ٹیک دیے تلوار کو ٹیک کر چاہتا ہے کہ اُٹھون سنبھلے

دام سحر ساحری ہوا وہ بلاتیغہ کھینچے ہوے اسد غازی کے قتل کرنے کو آتا ہی ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون
آکر ہاتھ مین لیتے ہوے طرف افراسیاب کے جاتا ہی دس پانچ قدم کا افراسیاب سے فاصلہ ہی افراسیاب
زخمی کھڑا ہی گرد مشیران سلطنت و وزیران اُبہت سرداران اسد نے طپنچے زمین سے ہلا دیے دریاے خون
بہا دیے غضب مین برپا ہین افراسیاب ہاتھ بڑھا کر کہتا ہی اے غلام ساحری یہ لاکے لیکر چلاجا ملکہ کندن سے
ہمارا سلام کہنا وہ داروغہ خزانہ ساحری و جمشیدا ہمین بھی کچھ قدرت کا بھید ہی اُسکے سپرد کرو دینا یہ تحفہ جات
بزرگان دین یون تباہ ہوے زنگی کہتا ہی اپنا فرمان دیجیے ملکہ کندن کو ٹھا کھولنا قبول نکر لیگی اُنکی نخوت
اور شعلہ مزاجی سے آپ آگاہ ہین افراسیاب نے غصے مین جواب بالایہ اکہ مجھ سے مین کیا کسیکی کوشش کا
محتاج ہون خود صاحب تخت و تاج ہون اپنے وزیر اعظم کے ہاتھ بھیجدونگا ادھر تو زنگی نے ہاتھ بڑھایا ادھر
سے کیوان اژدر دو رنے تیغہ اُٹھایا اسد بیکسی بے بسی مین پکار اُٹھا قطعہ

شاہا زکرم برمن درویش نگر — بر حال من خستہ و دلریش نگر — ہر چند نیم لائق بخشایش تو
بر من منگر بکرم خویش نگر — فرد شاہا زکریمی و رحیمی و غفور — دست با گیر کہ رانده و بے بال و پریم

فوراً تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا ملکہ لعل سخندان طاؤس زرین بال پر سوار و سلاح آسمان پر آکر چلی یہ کیفیت
دیکھی کہ اسد غازی زمین پر پڑے ہین ایک ساحر قتل کیا چاہتا ہی اکے لینے کو افراسیاب نے ہاتھ بڑھایا
ہی کلیجہ تھرایا وہین سے نعرہ کیا منم ملکہ لعل سخندان گرتے گرتے ایک گولہ کیوان اژدر دو رپر مارا اُسکا سر
پھٹا برق جہندہ بنکر زنگی سیاہ رو پر گری اُسکے بھی دو ٹکڑے ہوے اکے اپنے ہاتھ مین لیا بجلی کان سے نکل کر
افراسیاب پر چھینٹ رہی لچھا برق کا افراسیاب پر گرا افراسیاب سحر دفع کرنے لگا اتنے عرصے مین ملکہ
لعل سخندان نے جھپٹ کر اسد غازی کی کمر مین پنجہ دیا اپنے طاؤس پر ٹھا لکرے اُڑین آواز دی اے
رفیقان طلسم کشا اُٹھ کر نکل آؤ سردار لڑتے بھڑتے چلے ملازمان افراسیاب بیدل ہو رہے تھے خود
راستہ دیدیا آسیمن فرکہ ہی رعد و برق کو کون روکے بر قِ لامع کو کون ٹوکے نکل جانے دو سردار سمجھ لینگے آخر
کہان جائینگے افراسیاب پر ہزار بر قین گرین عرصہ دراز مین افراسیاب نے سحر کو دفع کیا اتنے عرصے مین سب
سرداران نامی و افسران گرامی اُٹھ اُٹھ کر نکل گئے کوئی نہ روک سکا سب آمادۂ مرگ تھے اپنے قضا ہو کر آئے تھے
مرنے والے کو کون روکے لیکن یہ حالات جنگ جبل بی یاقوت سخندان نے اپنی آنکھ سے دیکھے غصے سے
کانپنے لگی اس زور و شور سے آکر ملکہ لعل سخندان کرہی کہ غلام زنگی کے دو ٹکڑے کیے کیوان جادو

کو جلا دیا ہزار بار زمین چمکا گئی جلتے جلتے دھمکا گئی اُس سحر سے کئی سو کے سر پھٹے کئی سو جلے عرصہ دراز
اُسکی تاثیر رہی لشکر یاقوت سخندان بھی خوب پامال ہوا حیرت جادو تو بھری ہوئی تھی بارے یاقوت کو آ کے
جھک کر سلام کیا کہا مین آداب تسلیمات عرض کرتی ہون جب منظور نظر ساحری و جمشید سے یہ حرکات سرزد
ہون تو اب اس مذہب مین کوئی پاک دامن نرہا جوش محبت اسد غازی کو آپنے ملاحظہ کیا شہنشاہ نے
سحر کرکے اُسکے بازو سے جدا کیا خوب آپنے سحر مین کامل کردیا غلام خداوند کو بھی مارا کیوان کو پھونک دیا
مجھپر بھی سحر کیا کیون بی یاقوت صاحب اب کیا تدبیر ہوگی آجتک اسد غازی نام سے ساحر دبکے
مختفی ہوتا تھا اب سینہ سپر کرکے لڑے گا خواجہ عمرو خداوند جمشید بنکر جب آئے تھے مقام لوح و مقام قید
بدیع الزمان و شہنشاہ لاجین بتصریح پوچھ گئے اب یہی قصد کرینگے کہ لڑتے بھڑتے تابہ دریائے نیل چلو ملکہ
یاقوت نے غصے مین پیچ کہا اے خاتون محل شہنشاہ مجھپر طعن و تشنیع نکیجیے مین بی لعل سخندان کو لشکر مسلمانان مین پہنچنے دونگی
ابھی لاتی اُس گیسو بریدہ کی مارے کوڑون کے کھال اُڑا دونگی آتش قہر و غضب مین جلا دونگی اب مجھکو صبر آئیگا کہ وہ
بیٹھی ہے اسد مین خوش ہوکر بیٹھین لشکر لیکر میرے مقابلے مین آئین یکلخت خداوند جمشید نے آپکو اور شہنشاہ کو عطا فرمایا
ہی کیا خوب ربط و ضبط ہے بی مہ جبین تخت پر سوار ہوکر میدان کارزار مین آتی ہین آپ لوگ آنکھون سے دیکھتے ہین
مین نہین دیکھ سکونگی آج ہی تدبیر کرونگی ملکہ حیرت نے کہا آپکو اختیار ہے بارہ برس جھگڑتے ہوے گذرے
آجتک ہمنے یہی دیکھا جو یہان سے نکل گیا پھر پلٹ کے نہ آیا نہ قتل ہوا بی بہار و مخمور جب نکل گئین شہنشاہ
نے بڑی کد و کاوش کی نہایت کوشش کی کچھ بھی نہوا اب اسوقت آپ جاکر آرام فرمائین غصہ تھوک
ڈالین لشکر اسلام مین جانیکا نام نلین اسد غازی شمشیر برہنہ جری بہادر صف شکن آج تو شہنشاہ کو زخمی
کر گیا خانہ دل غم و الم سے بھر گیا حیرت جادو نے سمجھا کر یاقوت سخندان کو پھرا یہ کہکے پلٹی کہ کسی کے سمجھانے
سے میرا دل نمانیگا دو کنیزون کو حکم دیا جسطرح بنے صورت تبدیل کرکے لشکر اسلام مین جا کر خبر مفصل
لاؤ کہ ہمشیرہ صاحبہ لشکر اسد مین کیا کر رہی ہین انھون نے تو ہماری محبت کو ترک کیا ہمارے عوض مین محبت
ہی یہ کہکر خوب روئی ملک اخضر نے گلے سے لگا لیا کہا بیٹیا خاموش رہو صبر کرو دلپر جبر کرو لعل سخندان
نے کلیجہ پتھر کا کر لیا ملکہ یاقوت نے کہا دیکھیے باباجان مین کیا رنگ دکھاتی ہون ذرا خبر آنے دیجیے بی بہار
نکل گئین مخمور نے اہل اسلام کا ساتھ دیا بی مہ جبین الماس پوش بادشاہ بنکر بیٹھین شہنشاہ اپنی آنکھون
سے دیکھتے مین اُنکے حال پر رنجیدہ ہوتے ہین بہار کے جسم مین آبلے پڑے وہ پھوٹ پھوٹ کے

روتے ہین مجھے یہ اُمورات بہت ناگوار ہین مجھسے صبر نہو سکے گا لیکن اُسوقت بلا سے خبر چلین یہان کل لشکر مین
انتشار تھا ملکہ مہ جبین دلالان خون لقمہ بار رو رہی تھین کہ سب نے دیکھا سامنے سے ملکہ ابر گلنار چرخ مارتا ہوا
نمایان ہوا دیکھا سبنے ملکہ لعل سخندان اسد نوجوان کو پنجے مین دبائے ہوے دریاے خون مین نہائی ہوئی
چہرے پر عتاب حسن مین لاجواب آنکھین خشمگین صاحب جاہ و تمکین بعد زور و شور آکر بیٹھین ملکہ ابر گلنار ایک
جانب قائم ہوا اسد نامدار کو بارگاہ مین لاکر ہوشیار کیا اکہ بازو پر باندھ دیا اُسوقت تو لشکر مین بڑی خوشی ہوئی
مہ جبین نے تصدقات اُتروائے ملکہ لعل سخندان کو پہلوے تخت مہ جبین مین صندلی زرین ملا اسد غازی شاد
ہوے لیکن مہ جبین بادشاہ لشکر اسلام مین فرمایا ہمارے سردار نامی و افسران گرامی رعد و برق و برق لامع
وغیرہ واپس نہین آئے انکی خبر لینا واجب و لازم ہے ملکہ لعل نے جواب دیا آپ تردد نفرمائین جب مین
طلسم کشا کو پنجے مین دابکر لیچلی تھی سب صاحبون کو آگاہ کردیا تھا کہ اب لڑنا بیکار ہے مین طلسم کشا کو
لیجاتی ہون سب صاحب پلٹ آئین میرے سامنے وہ سب صاحب لڑتے بھڑتے بخیر و عافیت نکلے تھے غرض کہ
تھا کہ رعد و برق و برق لامع و شاہزادہ شکیل وغیرہ دریاے خون مین نہاتے ہوے آکر پہونچے
سبنے ملکہ لعل کی بڑی تعریف کی کہا حضور آپنے بڑا کمال کیا سامنے سے افراسیاب کے اسد غازی
کو اُٹھا لایا ملکہ لعل نے سر جھکا لیا کہا آپ سب صاحب قدر افزائی فرماتے ہین ورنہ مین آنکم کہ من دانم
ہو سکتا تھا کہ اس شیر بیشۂ جرأت کو ہماری زندگی مین افراسیاب قید کرے سب سردار شکریہ ملکہ لعل ادا
کرتے ہین ملکہ لعل سخندان سر جھکائے ہوے کہہ رہی ہین مین نے محبت مین طلسم کشا کی گھربار چھوڑا
رشتہ محبت یاقوت سخندان توڑا آپ سب صاحب دعا کرین کہ انجام بخیر ہو یہ ذکر تھا کہ عیار چند حاضر ہوے
عرض کی خواجہ عمرو تشریف لاتے ہین چالاک و برق بھی ساتھ ہین سب سردار خوشی مین براے استقبال
نکل آئے خواجہ نے اندر بارگاہ کے آکر یہ ہنگامہ دیکھا کہ ملکہ لعل صندلی زرین پر جلوہ فرما ہین سب سردار زخمدار
ایک ایک کو اقتضا زخم دوزی کی ہو رہی ہے عمرو نے حال پوچھا جانسوز و ضرغام شیر دل نے سب کیفیت
ظاہر کی حال سفر پوچھا عمرو نے ملکہ جیحون کو مبارکباد دی کہ مبارک ہو ملکہ محبوب کاکل کشا کو رہا کیا
محبوب و مخمور مع لشکر ظفر اثر کل انشاءاللہ بخیر و خوبی داخلہ کرینگی یہ تینون عیار آگے بڑھ آئے تھے جیحون نے
سب حال خواجہ سے پوچھا عمرو کیفیت گرفتاری محبوب از سحر عجائب و چالاک کا جانا اور گرفتار ہونا پھر اپنی
عیاری سب حال لفظاً لفظاً بیان کیا جیحون بہت خوش ہوئی یہ ذکر تھا کہ کراہنے کی آواز آئی لعل نے گھبرا کر کہا

پر کلیجہ منھ کو آتا ہی یہ آہ آہ کون کرتا ہی مہ جبین رونے لگین کہا ہمارے لشکر کی افسر جان لشکر روح اہل اسلام روح روان طلسم نور افشان ملکہ بران شمشیر زن و مجلس جلی دود بہار و باغبان وغیرہ سحر ملکہ یاقوت مین مبتلا ہین وہی کراہ رہے ہین جسم سبکے آبلہ دار ایک ہفتے سے آب و دانہ بند دل دردمند جیحون نے اتنا کیا کہ سحر کرکے سبکو تسکین دی آبلہ ہاے جسم نہین دفع ہوتے سب سردار اپنے اپنے طور پر سحر کر چکے بران تو گھبرا کر یہ فرماتی ہین کہ اب ہڈیان جل جائینگی روحین سبکے جسم سے نکل جائینگی یہ سنکر لعل اپنے مقام سے اُٹھی سب سردار ساتھ ہین خواجہ عمرو و برق و چالاک جانسوز و ضرغام سب آتیاق مین ہمراہ ہوے اُس بارگاہ مین آئے جہان یہ مبتلاے سحر پڑے تڑپ رہے تھے جیحون نے ابر بحران سبکے سر پر آراستہ کیا ہی کسی نے گلدستے رکھے ہین کسی نے پھول برسائے کسی نے ہواے سرد اپنے سحر سے بنائی سب سے زیادہ ملکہ بہار بیقرار ہین بران تڑپ رہی ہین مجلس پھڑک رہی ہی جسم آبلہ دار چہرے اُداس صاف ظاہر ہی کہ روحین جسم سے نکل جائینگی ہڈیان جل جائینگی ہر چند کہ بہار کا یہ حال ہی اس بیقراری مین بادشاہ جہان کا خیال ہی اسوقت بیقراری و اشکباری مین یہ غزل عاشقانہ بحال بیتابانہ پڑھ رہی ہین

غزل

مانا نہ غش کو طالب دیدار ہی رہا
یارون کے واسطے پس دیوار ہی رہا
بندہ تھا مین خدا کا نکیرین سے کہو
مر بھی گیا تو منتظر یار ہی رہا
اُڑ بھاگے ہمصفیر قفس توڑ توڑ کر
اب وہ ہمین رہے نہ کوئی یار ہی رہا
ٹھوکر سے خیر گنبد مدفن گرا گرا
مجھکو سوال وصل سے انکار ہی رہا
اچھا مجھے نہ عیسی لب کر سکے جلا

موسیٰ تو چپ ہوے مجھے اصرار ہی رہا
دیکھی نہ تیری شکل قیامت بھی ہوگئی
اُس بت کی بندگی کا بھی اقرار ہی رہا
اللہ نے بھی بخش دیے جرم روز حشر
مین ناتوان بلا مین گرفتار ہی رہا
ہاتھ ایک وہ لیے ایک جگہ پر رہا تو
چلیے ہی سہی مین سبکبار ہی رہا
جھپکی پلک نہ وصل کی شب شغف دید مین
مین عشق چشم یار مین بیمار ہی رہا

تنہا بہشت مین بھی نہ رکھا گیا قدم
ای یار ہمسے وعدۂ دیدار ہی رہا
آنکھین مزار مین بھی اسیطرح وا رہین
عاشق مگر بتون کا گنہگار ہی رہا
فرہاد و قیس تک تھے ہمارے بھی بولے
کچھ بھی کیا نہ خلق مین بیکار ہی رہا
دل اُسکے آگے آپ تڑپکر نکل گیا
سویا کیا وہ شوخ مین بیدار ہی رہا
ملکہ لعل سخندان نے جو یہ حال

پُرملال اُن گرفتاران دام سحر کا دیکھا خود بھی تو گرفتار دام عشق ہی بہت روئی کہا آپ سب صاحب نہ گھبرائین مین اپنی جان شاؤن کی مگر اُن سب صاحبون کا علاج ابھی کرتی ہون ہر چند کہ یہ سحر یاقوت سخندان ہی اسکا دفع ہونا دشوار ہی لیکن مالک پروردگار ہی وہ قوت توانائی عطا کریگا یہ کہکر کہا سب صاحب اتنی مہربانی

کرین اپنے اپنے سحر ہٹالین تومین اپنا سحر قائم کردن ملکہ جیحون نے ابر سحر ہٹایا برف برسنا موقوف ہوئی رعد
وبرق وبرق لامع نے برق چمکانا موقوف کیا شکیل نے پھول سحر کے ہٹائے گلدستے جدا کیے اب کل
سردار اسوقت اسی بارگاہ مین جمع ہین سحر لعل سخندان پر نگاہ سب کامل واکمل جانباز وسرفروش علاوہ ازین خود
جیحون موجود ہو لیکن علاج سے جواب دے چکی کہتی ہو دفع ہونا اس سحر کا مشکل ہو پانچون عیار بھی دیکھ رہے ہین
لعل نے بڑھکر ان سب صاحبون کے جسم پر پہلے ہاتھ پھرا ہاتھ لگاتے ہی اور بیقراری بکی بڑھی باغبان نے
آہ کی کہا کسنے ہم مصیبت زدون کے جسم پر ہاتھ رکھدیا ہڈیون پر پہاڑ ٹوٹ پڑا جسم نازک سے یہ بار اٹھیگا
برائے خدا ہمارے پاس سے آپ سب صاحب ہٹ جائین آپ لوگ محبت کرتے ہین ہمپر یہ نگاہین برق بنکر
گر رہی ہین قلب پر تاثیر ہوتی ہو لیکن ملکہ لعل نے جیب سے اک نشتر نکالا پیشانی پر مارا چند قطرات خون اپنے ہاتھ
مین لیے کچھ اسم سحر پڑھکر ان سب پر چھینٹا مارا بہار پر زیادہ توجہ تھی دیکھا آبلہ ہائے جسم بہار پھوٹے آن
آبلون سے نیلا نیلا پانی نکلا بہار اٹھ بیٹھی ہنسنے دیکھا شگفتہ ہوگئی جسم پاک وصاف چہرے پر رعنائی زیبائی
اب طرف باغبان کے ملکہ لعل متوجہ ہوئین قضائے کار دو کنیزین جو یاقوت نے برائے خبر بھیجی تھین وہ
کنیزون مین ملی ہوئی یہ معاملہ حیرت افزا دیکھ رہی تھین صرف ملکہ لعل نے بہار کو صحت دی ہو باغبان
پر سحر کرنے کا ارادہ ہو یہ دونون کنیزین بھاگین یاقوت سخندان غصے مین ملک اخضر سے حکایت وشکایت
کر رہی ہو حیرت نے کچھ میوہ کشتیون مین لگا کر معرفت صرصر پاس یاقوت کے بھیجا صرصر نے وہ کشتیان
لاکر سامنے یاقوت کے رکھین اور حیرت کی طرف سے پیغام دیا صرصر کہہ رہی ہو ملکہ عالم نے عذر کیا ہو کہ
ہمارے طعن وتشنیع کا خیال نکرنا جو کچھ ہمنے کہا آمد سخن مین نکل گیا معاف فرما لیجیے گا ہمکو دشمن نہ جانیے گا آجتک
ہمنے مقابلہ مسلمانان مین بڑی بڑی مصیبتین اٹھائین آپ بھی صبر کیجیے ہم تدبیر کرکے لعل کو ملوا لینگے صرصر نے
جو یاقوت سے یہ بیان کیا یاقوت نے کہا اے صرصر مین کسی سے کم نہین ہون ابھی سب کچھ کر سکتی ہون ابھی
کہو تو لشکر مسلمانان مین آگ لگا دون سبکو خاک مین ملا دون صرصر نے کہا یہ تو مین وعدہ کرتی ہون کہ ملکہ
حیرت فرما چکی ہین مین لعل سخندان کو آپ تک پہونچا دونگی روکنا سمجھانا آپ کا کام ہو یاقوت نے صرصر کے
کہنے سے دو چار دانے میوے کے اٹھا کر کھائے تھے کہ آسمان پر برق چمکی دونون کنیزین گھبرائی ہوئی سامنے
یاقوت کے آئین کہا داری ہم بارگاہ اسد غازی مین گئے تھے بی لعل سخندان کی بڑی خاطرین ہو رہی ہین
حضور انھون نے بلا کر بہار جادو کا سحر اتارا اب باغبان قدرت وملکہ بران کی تدبیر کر رہی ہین بہار تو

تو صحت کامل پائی شگفتہ ہو گئین گلشن حیات مین بہار آئی وہان تو حضور سب عاشق مزاج ہین بی بہار اُس
حال مین بھی غزلین عاشقانہ پڑھتی تھین نہین معلوم بی بران کس پر عاشق ہین ہزارون اشعار پڑھے دیوان
کے دیوان یاد کر لیے مشہور یہ ہے کہ بی بران صاحب عصمت وعفت شوکت ولیاقت نے اُنکے نام سے [illegible]
پایا ہے کوئی یہ نہین پوچھتا کہ شعر کسکی یاد مین پڑھتی ہو یہ تو ہمنے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ بہار کو صحت کامل حاصل
ہوئی ملکہ یاقوت نے پوچھا سحر کیا کیا کہا حضور اپنا خون کاٹ کاٹ کر پھینک رہی ہین چہرہ [illegible]
معلوم ہوتا ہے کہ اب چہرے پر خون باقی نہین رہا شوکت نمائی منظور ہے سردار تعریفین کرکے اپنا مطلب نکال
رہے ہین بی حیجون نے بھی جواب دیا تھا انھون نے بیڑا اُٹھایا یقین ہے باغبان بھی صحت پا گیا ہو بران
کی بھی تدبیر ہو جائیگی یہ سنکر ملکہ یاقوت سخندان غصے مین اُٹھی میوہ جو کشتی مین کھانے کو اُٹھایا تھا اُٹھا کر پھینکدیا
کہا صاحبو کیسا کھانا ملکہ حیرت جادو نے کلمات طعن وتشنیع سے دل کو مشبک کر دیا تمام جسم کو ناسور بنایا ایسے
ایسے کلمات کہے جو ہمارے سُننے کے نہ تھے مگر مجبور وناچار سُنے اب اسوقت کیفیت کھل جائیگی یہ کہکر اپنے مقام
اُٹھی دونون پائون زمین پر مار کر غرق زمین ہوئی نقب سحر کاٹتی ہوئی چلی یہان وہ وقت ہے کہ ملکہ لعل سخندان نے بعد
صحت بہار باغبان پر چھینٹا خون کا مارا پلٹے تو باغبان قدرت بیہوش ہو گیا اُسکے پھوڑے تمام جسم مثل آئینہ
صاف وشفاف ہو گیا خوشی کے نقارے بجے ملکہ مہرخ سحر چشم نے ملکہ لعل سخندان کے ہاتھ چوم لیے کہا اے
ملکہ لعل ماشاء اللہ کیا کہنا سحر اسی کا نام ہے عنایت سے پروردگار کی تمھارا نیک انجام ہے ابھی ہزارون جھگڑے
پڑے ہین لڑائی دریائے نیل کی لوح کا حاصل ہونا ملکہ لعل سخندان نے کہا آپکی خدا سب مشکلین آسان کریگا مگر
یاقوت سخندان سے خدا بچائے دیکھیے عفریت طلسمی سے کیونکر جان بچے مجھے اسکا خیال ہے یہ کہکر پھر [illegible]
پیشانی پر مارا بران ومجلس پر خون چھینک دیا یہ بھی دونون کلمہ پڑھکر اُٹھ بیٹھین مگر ابتر کچھ کسل باقی ہے ملکہ
لعل اُسکو بھی دفع کر رہی ہین یکایک زمین کانپی طبقہ زمین کا ٹوٹا یاقوت سخندان مثل برق جہندہ زمین
سے نکلی بہار جادو وباغبان وبران ومجلس اُٹھ کر بیٹھے ہین اچھی طرح صحت حاصل نہین ہوئی کہ نعرہ ہو
واہ ہمشیرہ ہمنے تمنے ایک پیٹ مین پیر پھیلائے اسی دن کے لیے تمکو سحر سکھلایا تھا دشمنون پر یہ مہر عنایت
ہمارے سحر کو آثار اسامری وجمشید کا مذہب ترک کیا ملکہ لعل نے جو یاقوت کو دیکھا فوراً ایک دھتکار زمین پر گرا
یاقوت لڑکھڑائی اپنے کو سنبھالا آواز دی او گیسو بریدہ او ننگ خاندان تمام عالم مین تونے ہمکو بدنام کیا یہ کہکر منہ
سے آگ کی دہین سے اس شعلہ مزاج کے دھوان نکلنے لگا جسکی آنکھون تک دھوان پہونچا اندھا ہو گیا غصے مین

یاقوت نے کمر مین ملکہ لعل کی پنجہ دیا زور کرکے لے اڑی اس شدومد سے ہاتھ مارا کہ ملکہ لعل
بیہوش ہوگئی یاقوت لیکر چلی بہار نے جھپٹ کر گلدستہ مارا یاقوت نے ہنسکر جلا دیا برق لامع نے چاہا کہ
یاقوت نے ہنسکر اکہہ برق گرائی سر پر برق لامع کے گری اسکا سر پھٹ گیا باغبان دیکھکر خاموش ہوا الفاظ
سحر یاد نہ آئے چشم زدن مین یاقوت نکل گئی اسد نامدار تیغہ پکڑ کر اٹھے کہا تو صاحبو غضب ہوا اگر لعل سخندان
لیگئی جاتے ہی قتل کرڈالیگی مین جاکر جان دونگا یا اسکو چھڑا لاؤنگا ملکہ مہرخ نے کہا ہم بھی چلتے مین رعد و برق
و برق لامع آمادہ ہوئے سب سرداروں نے جھولیان سحر کی اٹھائین قصد کیا کہ فلان مقام پر چلکر روکین لعل سخندان
کو لے نہ جانے دین عمرو نے کہا صاحبو ایسا غضب نہ کرنا یاقوت بلائے روزگار ہے سب کا یہی حال کریگی باغبان
و بران کو چلتے چلتے پھر اندھا بنا گئی جبتک مین پلٹ کر نہ آؤن خبردار کوئی نکلنے کا ارادہ نکرے بیٹا برق بڑھکر
خنجر تو لے جیسے ہی برق کو اشارہ کیا استاد بہت اچھا کہکر تڑپتا ہوا اچھلا چالاک ایک جانب روانہ ہوئے
باہر آکر پکارا بھائی برق مین بھی آتا ہون برق نے پلٹ کر کہا مرشد زادے میرے ساتھ نہ آئیے بڑی مشکل
کی عیاری ہے سب کے بعد خواجہ عمرو اسد غازی کو تسکین دیکر چلے اسد نے اتنا کہا چھوٹے نانا جان اتنا خیال
ضرور رہے ملکہ لعل نے میری جان بخشی کی سامنے سے افراسیاب کے اٹھا لائی جان کا اسنے خوف نہ کیا
اگر یاقوت اسکو اپنے لشکر مین لیگئی مین اپنی جان دونگا عمرو نے کہا خبردار بارگاہ سے قدم نہ نکالنا افراسیاب
اپنے مقام پر کہتا تھا کہ مین نے بڑا اندھیر کیا اسد کو بالائے گنبد نور کیون قید رکھا پردہ ظلمات مین کیون
نہ بھیجا وہان کا قیدی کبھی رہائی نہین پاتا راستہ اسطرف کا مدت سے بند ہے پردہ ظلمات مین کوئی نہین جا سکتا
ایسا نہو خدانخواستہ پردہ ظلمات کا کوئی ساحر لیجائے یہ کہکر عمرو نے آواز دی ای مہرخ نامدار ای سرداران
عالیوقار اپنے آقا کو لشکر سے نہ نکلنے دینا یہ کہکر عمرو نے رنگ و روغن عیاری کا لگا کر صورت تبدیل کی کنیز
کی شکل بنکر چلے یاقوت سخندان لعل سخندان کو بغل مین دبائے ہوئے صحرا مین پہونچی دیکھا اک نخل کے سایہ
مین صرصر کھڑی ٹہل رہی ہے آواز دی ای ملکۂ عالم شہنشاہ خفا ہوتے ہین کہ آپ لشکر مہرخ مین کیون گئین
لعل کو مین مجرا لا دونگی یاقوت نے کہا مین کیا کسی کی محتاج ہون مین لعل سخندان کو پکڑ لائی کسی کا حوصلہ نہ پڑا
مجھکو روکے یہ بھی معلوم ہے کہ جب یاقوت غصے مین چلی تھی اسکے لشکر کا ایک سالار ثمود جادو بارہ سو
ساحر لیکر چل نکلا تھا اپنے مالک کو تلاش کرتا ہوا آتا ہی یہان صرصر و یاقوت سے جو باتین ہوئین صرصر نے
کہا ذرا میرے پاس آئیے بی لعل سخندان کو مین تو دیکھون اپنے ہاتھ سے سزا دون مجھے بڑا اشتیاق ہے کہ

اُنسے پوچھون اُنہے بہن کا پاس نہ کیا اسد سے آشنائی کرکے نکل گئین یاقوت لعل کو نیچے مین باغ کے
آتر پڑی جیسے ہی زمین پر پانون قائم ہوئے صرصر نے قریب آکر بلائین لین کہا حضور بڑا کام کیا انکی زبان
مین سوزن تو دید بجیے ایسا نہو ہوشیار ہوکر نکل جائین وہ دیکھیے شہنشاہ بھی آتے ہین انکو بڑا قلق تھا آپکی
محبت مین راتون کو روتے ہین یاقوت بلٹی صرصر نقلی نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالے نعرہ کیا نعرہ برق
منم برق رفتار و خنجر گذار ہان منم یکہ لیکن گران بر ہزار ہان اب تڑپ کے کہان جائیگی حلقے کمند کے مارے یاقوت
ارے کہکر پلٹی منہہ پر حباب بیہوشی مارا یاقوت لڑکھڑا کے گری ملکہ لعل ہاتھ سے یاقوت کے چھوٹی مگر
سحر مین یاقوت کے تھی بیہوش پڑی ہی برق فرنگی نے خنجر کھینچا چاہا یاقوت سخندان کا سر کاٹ لون زمین
شق ہوئی اک سنہری تیلی نکلی اُسنے برق کا ہاتھ پکڑ لیا کہا کیون نگوڑے ہماری بی بی کو قتل کرتا ہی
برق نے ہرچند چاہا ہاتھ چھڑا لون تیلی نے نہ چھوڑا برق کو یقین تھا کلائی ٹوٹ جائیگی اُس تیلی نے یاقوت
کو ہوشیار کردیا برق کے منہہ پر ہاتھ پھیرا رنگ و روغن اُڑ گیا یاقوت کی آنکھ کھلی دیکھا برق فرنگی کو تیلی پکڑے
کھڑی ہی کہ رہی ہی یہ حضور کو قتل کرتا تھا مین نے دشمن کو پکڑ لیا ابھی تو یہ عورت بنا ہوا تھا یہ تو مرد و نامعلوم
ہوتا ہی بڑا مکار و غدار ہی ہوا کی صورت نکل آیا یہ سنتے ہی یاقوت نے خنجر کھینچا کہ برق کو قتل کرون تیلی تو ہاتھ
مین ہاتھ دیکر غائب ہوگئی یاقوت چھاتی پر برق کی چڑھ بیٹھی برق منتین کرتا ہی ملکہ مین غلام ہون تابعدار ہون
خبردار ہون ہرکارے کو کوئی قتل نہین کرتا خبر لینے آیا تھا آپکی بہن کو بچاتا تھا اسوقت آپ غصے مین قتل کرینگی
کل کلیجہ پکڑ کر روئینگی مجھکو پاس افراسیاب کے لیچلیے وہ خود آپکو سمجھا دینگے ہماری کیفیت بتلا دینگے شہنشاہ ہماری قدر
کرتے ہین ہملوگ عیار آزاد ہین آپ بڑی جلاد ہین جب خوشامد کو یاقوت نے نمانا برق نے کہا بی یاقوت
تمھاری قضا قریب ہی میرا اُستاد عمرو نامدار تمکو گھس کر مارے گا گلیم اور ٹرم کر قتل کریگا اُسکا کیا کر سکوگی شہریار عالم
شہنشاہ جہان نظر کردہ پیغمبران اُنکے شاگرد کو قتل کرتی ہو مجھ غریب بیگناہ کے خون سے ہاتھ بھرتی ہو صرف تجھکو
بیہوش کیا شہنشاہ کا تو اکثر ہمنے تاج اُتار لیا کبھی کچھ نہ فرمایا بلکہ ہمیشہ خلعت دیتے ہین اُنکا حکم ہی نہی عیاری کرو نقصان
کیجیے کرشطو رسے آیا آپ آسمان پر اُڑی جاتی تھین مین نے نیچے بلایا اُس تیلی نے آکر یہ آفت برپا کی مجھکو تو خود منظور
تھا کہ آپکو ہوشیار کرکے انعام مانگونگا ہم کسیکو قتل نہین کرتے ہم جلاد نہین ہین یاقوت سخندان یہ باتین
سنکر اور زیادہ جھلائی کہا افراسیاب سفلہ مزاج ہی بیوقوفون کے سر کا تاج ہی اُسنے منہہ لگا کر سب کا حوصلہ
بڑھا دیا مین جبکو یاد نگی قتل کر ڈالونگی اور لعل سخندان کو آج لیجا کر سزا دونگی اُسنے مذہب سامری و جمشید کو

بدنام کیا برق نے کہا اور کسی بات کا خیال نہ کیجیے شیشۂ ننگ و ناموس سالم ہے دریافت کر لیجیے گا میں اس بات
کا ضامن ہوں ہم لوگ جھوٹ نہیں بولتے شہنشاہ سب ہمارے اوصاف بیان کر دینگے یاقوت سخندان
نے نمانا خنجر بران حلق پر برق کے رکھا پشت سے آواز آئی خبردار ملکہ کیا کرتی ہو شہنشاہ خفا ہونگے عیار خداوند
لقا کے پیارے بندے ہیں یاقوت نے دیکھا صبا رفتار کمند انداز پکارتی ہوئی آتی ہے قتل نکرنا قتل
نکرنا دیکھیے نامہ لائی ہوں دوڑی ہوئی آئی ہوں اسے پہلے ملاحظہ کر لیجیے یاقوت کو شک ہوا کہ یہ بھی کوئی
عیار نہو جیسے ہی صبا رفتار قریب پہونچی یاقوت نے مسکرا کر آواز دی خبردار او عیار ہوشیار یہ کہکر ہاتھ
جھکایا برق چمک کر صبا رفتار پر گری رنگ روغن اڑ گیا دیکھا مہتر چالاک بن عمرو ہے یاقوت نے اسکو بھی
سحر میں مبتلا کیا چالاک زمین پر گر کر تڑپنے لگا اب یاقوت کو منظور ہوا چالاک و برق کو قتل کرے
نعل کی زبان میں سوزن ہے ملکہ یاقوت نے خنجر کھینچا قصد ہوا چالاک کو بھی قریب برق لاؤں دونوں کا
خون بہاؤں یکایک درخت سے کھڑکھڑ کی آواز آئی یاقوت نے سر اٹھا کر دیکھا ملکہ حیرت جادو زوجہ
شہنشاہ درخت سے اترتی چلی آتی ہے صاف ظاہر ہے کہ آسمان سے ابھی اتری ہے جیسے ہی یاقوت سے چار
آنکھ ہوئی ہاں ہاں کر کے دانت کے نیچے انگلی دبائی یاقوت سخندان نے کہا ملکۂ عالم آپنے سنا برق و
چالاک نے مجھے دیوانہ بنایا میں ایسی ہوشیار نہوتی مار لیا ہوتا ملکہ حیرت جادو دم سے کود پڑی لپکر ہاتھ
پکڑ لیا کہا تین سپچیے کے بچے انکو تم اپنے ہاتھ سے قتل کرو بڑے افسوس کی بات ہے علاوہ ازین کتاب سامری
مین صاف صاف لکھا ہے جو عیار کو قتل کریگا شجر عمر سے پھل نہ پائیگا ذلیل حقیر ہو کر مارا جائیگا اکثر شہنشاہ نے انکو
گرفتار کیا انکے قتل پر قادر نہ تھے جس وقت چاہتے قتل کر ڈالتے لیکن قید کرنا مناسب ہے انکی تحریر لکھے ہوئے لاتے
ہیں جب اوند لقا نے انکو منہ لگا کے گستاخ کیا انکے پیارے بندے ہیں کتاب میں لکھا ہے کہ عمرو کہتا پھرتا ہے بر لیش لقا ناسزا شنیدم
تو از شیدم سنا ہے قدرت سنکر خوش ہوتے ہیں اگر قدرت کو منظور ہو تم کا نباد ین جہنم میں بھجوا دین سنتے تھے
انکے قبضے میں ہے لیکن ہمیشہ انپر رحم کرتے ہیں ملکہ یاقوت سخندان نے کہا میں تو نمانوں کی مجھے بڑا رنج دیا ہے میں انکو
قتل کرونگی ملکہ حیرت جادو نے ہاتھ چھوڑ کر کہا ہوا یاقوت تمھیں اختیار ہے مجھے کیا مطلب ہے لیکن انجام بخیر نہوگا
یہ کہکے حیرت نے ہاتھ چھوڑ دیا یاقوت طرف چالاک کے چلی حیرت نے قریب آ کر حلقہ ہائے کمند مارے بند کیا

ہم آنکہ کلہ از سر قیصر بہ برم
تیغ و سپر و سبو و ساغر بہ برم
زنگ از رخ شبرنگ بداختر بہ برم
در مجلس خسروان چو گردم ساقی

یاقوت سخندان نے منہ پھیرا خواجہ عمرو نے حباب بیہوشی مارا

یاقوت لڑکھڑا کر گری عمرو نے خنجر کھینچا ملکہ لعل سخندان کی آنکھ کھل گئی لعل نے دیکھا چالاک و برق
پڑے تڑپ رہے ہین خواجہ نے یاقوت کو بیہوش کیا خنجر کھینچکر قتل کرنے چلے ہین ملکہ لعل سخندان نے اشارہ
کیا خواجہ کیا کرتے ہو یاقوت قتل نہوگی ابھی ابھی گرفتار ہو جاؤ گے میری زبان سے سوزن نکالو اسکو مقید
کرکے لیچلین عمرو نے ملکہ لعل کی زبان سے سوزن نکالا لعل سخندان اٹھی چالاک و برق پر سے سحر اتارا یہ دونون
اٹھتے ہی بھاگے ملکہ لعل نے خواجہ سے کہا تم بھی نکل جاؤ خواجہ نے کہا مین نجاؤنگا لعل سخندان نے قصد کیا
کہ یاقوت کو اٹھا لین سامنے سے افراسیاب کا نعرہ ہوا خبردار لعل کیا کرتی ہے لعل نے پلٹ کر افراسیاب
پر گولہ ارا افراسیاب سحر دفع کرنے لگا ملکہ لعل نے دونون پاؤن مارے غرق زمین ہوکر غائب ہوگئی
افراسیاب نے دور سے باران سحر برسایا قطرہ پانی کا یاقوت پر گرا آنکھ کھلی سموم جادو فوج لیے ہوے
آتا تھا عقب مین خواجہ کے بہار چلی تھی راہ مین برق و چالاک سے ملاقات ہوئی بہار جادو سے سب
کیفیت چالاک نے کہی کہا وہ تو بڑی ہوشیار ہے برق عیاری کرکے سب معاملہ خراب کر دیتا ہے مجھکو آتے ہی اس
نے دیا دور ہی سے سحر کر دیا قبلہ و کعبہ بیہوش ہوگئے ہین بہار نے کہا غضب کیا یاقوت کا قتل ہونا دشوار ہے
حاکم حجرہ نیلم ساحرہ زبردست سر دربار گھس آئی ملکہ لعل کو گرفتار کرکے لیگئی جاتی تھی میرا کوئی کچھ نہین کرسکتا
ایسا نہو استاد گرفتار ہو جائین برق و چالاک کو رخصت کرکے بہار بڑھی ادھر سموم جادو مع بارہ ہزار
جوانون کے آتا تھا بہار کو دیکھکر جھپٹا چاہا گرفتار کرلون بہار نے غصے مین جاکر گلدستہ مار دیا انکا سحر تو نہوا کہ
معشوقہ سرو قد گلعذار غنچہ دہن رشک چمن عندلیب گلشن رعنائی نخل سرسبز چمن زیبائی ہنسکر جو گلدستہ مارا
پھول برسنے لگے سموم کو ہوائی چھوٹنے لگا بہار کے گل عارض دیکھکر بھول گیا دین و دنیا بھول گیا آگے بڑھکر
ہاتھ باندھے عرض کی ملکہ عالم مین تو غلام ہون آپکے نظارہ جمال بے مثال کا مشتاق تھا آج سعادت دارین حاصل
ہوئی گل سا چہرہ دیکھکر تسکین دل ہوئی ملکہ بہار گلعذار نے بدھی تار کرکے گلے مین سموم کے ڈالدی تو بالکل ہوا
بدل گئی ملکہ بہار نے کہا ای سموم یاقوت سخندان کو جانتے ہو عرض کی حضور نام تو سنا ہے بہار نے کہا حاکم حجرہ نیلم
افراسیاب کی مہمان اسوقت صحرا مین پڑے سیر آئی ہے جاکر اسکا سر اتار لو خیال رکھنا افراسیاب بھی ہمارا دشمن ہے ان
دونون کا سر لاؤ ہمارے ساتھ شادی کر دای سموم ہم مدت سے تمھارے ہوا خواہ ہین تمھاری ہوا سے جستجو
مین مدت سے تباہ ہین دیر نہ کرنا جلد تشریف لائیے گا سموم جادو سلام کرکے ملکہ بہار کو بصد جوش و خروش
مع فوج چلا جھومتا ہوا اشعار عاشقانہ زبان پر ہیان افراسیاب ملکہ یاقوت سخندان کو سمجھا رہا ہے کہتا ہے

ای ملکۂ عالم غصے کو کام نہ فرمایئے لشکر مین پلٹ جایئے عیارون نے ہر ایک کے ساتھ بے اعتدالی کی سوائے
صبر کے چارہ نہین یاقوت نہین مانتی کہتی ہی ای شہنشاہ اب ہر سے اوپر کوئی عیاری نہین کر سکے گا ایک
مرتبہ سب دہوکا کھاتے ہین اب مین اپنے سامنے کسی غیر کو آنے ہی نہ دونگی بلکہ لعل کو پھر گرفتار کرکے
لاؤنگی میری بہن ہو کر لشکر سلامان مین رہے بڑی غیرت کی بات ہی مین عین لشکر سے لے آؤنگی عمرو زندہ
منہ دیکھا رہ گئے بی جیحون تو بالکل ہونٹھ نہ ہلا سکین عیارون نے آکر آفت برپا کی اب مین انکو پہچان گئی
چالاک کو مین نے پاس نہ آنے دیا دور ہی سے سحر کر دیا معلوم ہوتا ہی عمرو نے میرے قتل کا ارادہ نہین کیا
لعل سخندان کو ہوشیار کرکے سحر اتروا کر لے گیا ابھی عیار بھی لشکر مین نہ پہونچے ہونگے مین سب کو پہونچتے پہونچتے
گرفتار کر لاؤنگی افراسیاب نے جو یاقوت سخندان کو صحراے دلکش مین تنہا پایا مدت سے عاشق ہی گلے مین
ہاتھ ڈالدیے کہا ملکہ مین تمکو نہ جانے دونگا اسوقت میرا کہنا مانو مین صرصر سے کہکر لعل سخندان کو بلوا دونگا
یہ ذکر تھا کہ طرف سے ابر کے گرد اڑی یاقوت سخندان نے دیکھا سموم جادو مع بارہ سو ساحرون کے چھپتا
ہوا آتا ہی آنکھین سرخ اسباب سحر ہاتھ مین غضبناک بات بات مین سب ساتھ والے غزلین گاتے ہوے تانین اڑاتے ہوے
یاقوت نے کہا دیکھیے ہمارا پرانا رفیق ندیم و شفیق ہماری جستجو مین نکل آیا اگر آپ نہ بھی پہونچتے یہ تا بہ لشکر اسلام
جاتا تمام عیارون کو پکڑ لاتا نہایت ساحر زبردست ہی ہمارے والد کا سردار ہی بڑا ساحر ہوشیار ہی یہ سنکر
افراسیاب نے کہا خداوند لقا خیر کرین مجھکو تو معلوم ہوتا ہی میان سموم کو بھی ہوا لگی یہ ہار کیسا گلے مین پہنے
مین ملکہ یاقوت نے کہا یہ ہمیشہ سے شوقین ہی جوان تماش بین ہی افراسیاب نے کہا شاید کہین بہار سے ملاقات
ہوئی اسکا گلدستہ جل گیا سب پھولے پھولے آتے مین کان لگا کر سنو اشعار رنگین گاتے ہین یاقوت نے کہا
آپ سموم کو کیا سمجھے ہین الدنامدار کا تعلیم کردہ قدیم بردہ اس سے کوئی برائی کی امید نہین ہی افراسیاب نے
کہا آپ جانیے میرے نزدیک قریب آنا اسکا بہتر نہین ہی دور ہی سے اسکو رد کو اس عرصے مین سموم قریب
آگیا افراسیاب تو جھیلے ہوے ہی ایسے ایسے کھیل کھیلے ہوے ہی دور ہی سے آواز دی کیون سموم مزاج کیسا ہی
سموم نے ہنسکر کہا آپکی ترقی جاہ و حشم کی دعا مین مصروف رہتا ہون ملکہ یاقوت کا غلام تابعدار جان نثار
ہون آج کچھ عرض کرنا منظور ہی افراسیاب نے کہا آیئے جو دل مین فرمایئے یاقوت کو بچانا سموم نے کہا
خوب پہچانتے ہین یہ کہکر جست کر کے قریب آیا ساتھ والون سے آواز دی بھائیو شادی کرو ہی اپنا اپنا
کام کرو معشوق کے ملنے کی یہی تدبیر ہی جرأت و جلالت مین تو فرد ہی اتنا جو سموم نے کہا ہوا بدل گئی بارہ سو

ساحرون نے گولے ترنج نکالے پہلے سموم نے گولہ مارا اور نعرہ کیا منم عاشق گل رخسار بہار گلچین گلستان معشوق گلعذار نظم

بس عشق بتان خاک جنون بر سر ریخت
بر آتش دل آب دو چشم تر یار ریخت
صد غوطہ بدریا چو زنم پاک نگردد
تا چند توان خار برین بستر مار ریخت
ساقی ز تو ہنگامہ کہ مخفی ز تو مینا

دل قطرۂ خون گشت ز چشم تر یار ریخت
بر تربت ما روشنی شمع محالست
بس گرد نحوست ابتر اختر ما ریخت
با بلبل عشقیم کہ در عالم پرواز
خوشنود دل را ہمہ رسا غم ما ریخت

البتہ بسے بادہ گشتیم و لیکن
پروانہ ز بس بر سر خاکستر ما ریخت
مجروح شدہ بخت مرا پہلوے آہ
بگرفتہ ہوا و ہمہ بال و پر ما ریخت

افراسیاب نے کہا مبارک ہو اسقدر گولے پڑے کہ یاقوت سخندان آتش سحر مین چھپ گئی افراسیاب جادو نے سنگریزے اٹھا کر مارنا شروع کیے جس پر سنگریزہ پڑا اسکا سر پھٹ گیا یاقوت برق بنکر چمکی عمل بجا رہی ہے شہنشاہ یہ سب میرے پرانے نوکر ہین افراسیاب کے سحر سے سب کو بچاتی جاتی ہے افراسیاب نے گھبرا کر کہا او بدبخت یہ زندگی بھر ہوش مین نہ آئینگے بہار کا سحر رنگین ہے سر ٹکرا کر مرینگے یاقوت ایک نخل کے سائے مین ٹھہری سموم نے جو پلٹ کر دیکھا کہا او بیحیا مین تیری فکر مین آیا تھا تیری چوٹی پکڑ کر سامنے ملکہ بہار کے لیجاؤنگا وہان وہ دلھن بنی بیٹھی ہے مین دولھا بنونگا ہماری سہرہ سر پر باندھا جائیگا تو اس مقدمے مین دراندازی کرتی ہے شعبدہ باز ہے تیری وجہ سے شادی نہین ہوتی تو نے ہماری سسرال مین کہلا بھیجا لڑکا کماؤ نہین ہے چانڈو پیتا ہے چار پیسے نہین پیدا کرتا کیون رنجی ہم ایسے ہین تیرے گھر مین مدت سے نوکری کی کیسے وضعدار ہین کون ایسا مرد آدمی ہوگا جو اپنے پاس دس پانچ روپیے نہ رکھے اب بھی ہمیانی کمر مین بندھی ہے ہمنے اپنی معشوقہ سے خود اقرار کیا تنخواہ ہمیشہ اُسی کے ہاتھ مین دینگے وہ ہمسے راضی ہے تو کیا قاضی ہے تو کیون دراندازی کرتی ہے افراسیاب نے قہقہہ مار کر کہا ہان بھائی سموم انہون نے تمہاری برائیان کین ہم تو تمہارے خیرخواہ ہین بہار کے عشق مین ہزارون تباہ و برباد ہین یاقوت نے یہ کلمات سنکر غصے مین سموم کو للکارا کہا بیہودہ بکتا ہے کیسی سسرال کیسی شادی دیکھو ایک گولہ مارونگی سر پھٹ جائیگا سموم تیغہ کھینچکر جا پڑا کہا دیکھون تو تیرا کیسا گولہ ہے یہ کہکے تیغہ مارا یاقوت نے جھپکی ماردی تیغہ ہاتھ سے سموم کے نکل گیا سموم نے گھبرا کر ہاتھ بڑھایا کہ چوٹی پکڑ کر کھینچتا ہوا لیجاوے یاقوت کو افسوس آتا ہے کہ سردار قدیم باباجان کا ندیم وہ آزردہ ہونگے اسکے سحر دفع کرتی ہے اپنا سحر نہین کرتی جب اسنے ہاتھ بڑھایا یاقوت نے صرف ہاتھ سے اشارہ کیا برق چمک کر گری سر زخمی ہوا خون چہرے پر آیا سموم چیخین مار کر رونے لگا کہا ملکہ یاقوت تمنے غضب کیا دولھا کا خون بہایا سر جھکا دونگی تمہارا

سر کاٹ کر لیجاؤن شادی کرون دلہن میری بیٹھی ہی انتظار کر رہی ہی میرے اقرار مین فرق آتا ہی رہ رہ کے
دل بھر آتا ہی چاہتا ہی یاقوت کو لپٹ جاؤن اب تو یاقوت کو غصہ آیا کلائی پر ہاتھ ڈالکر ایک طمانچہ
ماردیا سموم کا شل برگ خزان دیدہ دھڑ سے زمین پر گرا آواز آئی کشتی مرا نام سن سموم جادو بود اور
سب ساحرون کو افراسیاب نے مارا ہنگامہ بلند دریاے خون جاری ملک اخضر بھی گھبرا کر دوڑا اہالیان فوج
نے سنا ملکہ یاقوت سخندان نے بہن کا غصہ اپنے ملازمون پر آتارا سموم جادو کو مارا ملک اخضر آکر پہنچا
لاشہ سموم دیکھکر غصہ کرنے لگا کہا کیون بیٹیا اسنے کیا خطا کی یاقوت نے کہا والد نامدار اپنے حجرے سے
نکل کر وہ صدمے اٹھائے لائق بیان نہین سموم بخطا مارا گیا سحر مین بہار کے بتلا تھا مین نے بہت ٹالا آگے
قضا ہی دامنگیر ہوئی شہنشاہ نے پہلے ہی سمجھایا تھا میرے خیال مین نہ آیا لیکن اسلامیون نے بہت تنگ
کیا کل ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی حسرت جادو بھی یہ سنکر آئی سمجھا کر سب نے یاقوت کو پھیرا ورنہ کہتی تھی
لعل سخندان کو لشکر مسلمانان مین نہ رہنے دونگی اخضر نے بھی سمجھایا کہ ای فرزند گھڑی گھڑی لشکر دشمن
مین جانا بہتر نہین ہی وہان بھی بڑے بڑے کامل اکمل جمع ہین تمھارا اقبال تھا کہ عین بارگاہ سے لعل سخندان کو
لے آئین کوئی دم نہ مار سکا جیسے سبز پوش زبان دراز بڑی ساحرہ ہی یاقوت نے کہا مین نے سب خبر پائین
لعل نے جاکر سبکو صحبت دی بموجب شل گھر کا بھیدی لنکا ڈھاوے راز سے آگاہ تھی مین سحر دفع ہوا اب کل
برلن سے مقابلہ ہی دیکھیے کیا رنگ ہوتا ہی اخضر نے کہا رات خیر و عافیت سے گذرے تو بڑی بات ہی
مین راتون کو جاگ کر بسر کرتا ہون تڑپ تڑپ کے سحر کرتا ہون جب عمرو کی زنبیل کا خیال آتا ہی قلب
تھرا جاتا ہی سامری و جمشید نے اُس ظالم کو یہ نعمت عطا کر دی کیونکر ناز نہ کرے حقیقت مین عمرو کا کوئی
نہین ہی یاقوت نے کہا بابا جان ذکر زنبیل عمرو نہ کیجیے جو گذرا وہ گذرا افراسیاب نے سمجھا کر یاقوت کو تخت سوار
کیا لشکر مین لائے ملکہ حیرت بہت خوش ہی ساتھ والیون سے کہتی ہی اسد نے خوب دھبا لگایا کس معشوق کو
لے گیا ہمارے گھر سے بی مہ جبین و ملکہ خوبصورت نکل گئین بھلا مہ جبین تو بہلوے اسد مین بیٹھی دار السلطنت
ہوشربا بل سب کے تابعدار مین طلسم کشا بھی ہمراہ رکاب ہوتا ہی بی خوبصورت شکیل کے ساتھ نکلین
کیا آبرو باقی لالان خونقبا خدائی داد کی برباد کرا کے گھر مین اسد کے آئین بی لعل سخندان نے تو
بڑا ہی کام کیا سامری و جمشید کو بدنام کیا مذہب مین دھبا لگایا یہ لاکھتری بگڑ گئی ہین لعل کو خیال بھی نہو گا
لشکر مسلمانان وہ باغ بہشت ہی وہان سب باری شادی شاہزادیان حسین جمیل و سحر و ساحری مین بنظیر و بعدیل

موجود ہین کیونکر وہان دل نہ لگے بہار نے ہمکو داغ دیا صرصر برابر حیرت کے آتی ہی حیرت نے آنکھون مین
آنسو بھر کر کہا ای صرصر تمنے یہ ہنگامے دیکھے مجھکو یہ بڑا خیال ہی اب یاقوت اپنے ہوش مین نہین ہی آج رات
کو یہ جائیگی عفریت طلسم کو پیغام دے گی مین نے بھی بزرگون سے سنا ہی وہ عفریت آدم خوار کسیکے پھیرے
نہ پھریگا اگر ہوسکے اپنے کو تابہ بہار پہونچا کہنا ای بہن تمہاری ہمشیرہ بیقرار ہین کل عفریت طلسم آئیگا تم نے
یہ غضب کیا یاقوت کو اپنا دشمن بنایا سموم پر کیون سحر کیا واسطہ سامری و جمشید کا کہین بھاگ جا اگر مجھکو
دشمن جانتی ہی خدمت مین والد نامدار کے چلی جا وہ محبت مین کچھ نہ کہینگے ای صرصر یہ بھی گوش زد کر دینا
کہ نیرنگ گیر رنگ کے مرنے کی خبر والد نامدار کو پہونچ گئی ہر چہ اخبار آیا تھا انھون نے سامان سفر تیار کیا ہی
تم بھی انکے سحر سے آگاہ ہو گیا انکے قبضے مین ہی مصاحب سامری شہنشاہ اقلیم افسونگری سامری و جمشید
کے ساتھ ہے انکی خدائی کو روشن کیا اپنے تحفجات خداوندون نے انکو مرحمت فرمائے اپنی جان بچانے
کی تدبیر کر اری بلا سے واسطے دو چار دن کے طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے چلی جا ہر چند کہ عفریت
تمام عالم کی گشت کرے گا جس مقام پر مسلمانون کو پائیگا چن چن کے کھا جائیگا صرصر نے کہا حضور وہ میرے
باپ کا بھی کہنا نہ مانینگی جب مین کبھی گئی اول تو ان تک رسائی دشوار اگر عیاری کر کے پہونچی تخلیہ نصیب
ہوا اور ان کو سمجھایا وہ الٹا مجھکو سمجھاتی ہین فرماتی ہین عمرو کے ساتھ شادی کرے عمرو تجھپر عاشق ہی تم بھی
آ کر کیلا ملینگی بھلا مین انکو کیا سمجھاؤن نکلا یہی اعتقاد ہی کہ طلسم ہوش ربا ضرور فتح ہوگا جو مطیع الاسلام ہوگا
آبرو پائیگا ورنہ مارا جائیگا ایسے کو کیا سمجھاؤن حیرت خاموش ہو رہی یاقوت اپنی بارگاہ مین داخل ہوئی بگڑ و رہم
در برہم شراب وغیرہ بھی نہ پی افراسیاب سے کہا آپ جا کر طبل جنگی بجوائیے مین جاتی ہون عفریت طلسمی کو
آمادہ کراؤن بوقت سحر اسکو لیکر آؤنگی میرے آنیکا خیال نہ کیجیے گا میدان کارزار مین لشکر بجائیگا وقت پر
پہونچونگی یہ کہکر یاقوت سخندان نے لباس تبدیل کیا جوڑا بھاری پہنا دریائے جواہر مین غوطہ مارا اسباب
سحر اٹھا کر جھولی مین رکھا شعلۂ جوالہ بنکر اٹھی افراسیاب اس آن بان کو دیکھکر مر گیا حقیقت مین پرکالۂ آتش ہی
آنکھین رشک غزال قد سرو بلغ حسن خوبی بات بات مین رعنائی زیبائی ہونٹھون مین اعجاز مسیحائی بوٹا سا قد
دونون رخسار چاند کے ٹکڑے ابروے خمدار بل رہے ہین غصے مین چہرہ سرخ رنگت ٹپک رہی ہی ابن عیاری مین
بڑا صدمہ اٹھایا کہتی ہی اب کوئی زندہ نہ بچیگا دستک دی اک طاؤس زرین بال اڑتا ہوا آیا کاٹھی آہنی کرسی
ہوئی یہ دھا آراستہ کیا جست کر کے طاؤس پر سوار ہوئی باپ سے پلٹ کر کہا آپکے مزاج مین تیزی ہی ہر

میدان کارزار میں نکلنے کا ارادہ نہ کیجیے گا وہ شعلہ جو آفت جہان ملکہ لعل سخندان سر میدان بھی نکل کر مقابلہ کر لی
شکل ہو سامری و جمشید کا کہ عفریت کے بھید سے وہ نہیں آگاہ ہین صرف آنی حقیقت تھی رد و کر سحر سب کا
اُتار اسیدان کارزار مین مرا اُٹھا مجھکی پہلے انہین کی فکر ہوگی دیکھنا تو کیسی ناچار ہوتی ہین سر پر ہاتھ رکھکے
روتی ہین قدمون پر گر گئی مین بانگی خطا معاف نہ کر دنگی بڑا صدمہ عظیم دیا ملک اخضر نے کہا بی بی برے دل
سے پوچھو کس ناز و نعم سے مین نے اس کمبخت کو پرورش کیا یہ دن یاد نہ تھا کہ جوان ہو کر نکل جائیگی ہمکو دیوانہ دشمنی
بتائیگی دشمنون کی شرکت کر لی کچھ خوف نہ آیا خیر مین میدان مین نہ نکلونگا یاقوت سخندان بخوبی باپ کو
سمجھا کر اُسی طاؤس سحر پر سوار ہوئی مثل برق آسمان پر جا کر چمکی آنکھون سے سبکے نہان ہوئی اسکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان طبل جنگی بجوانا افراسیاب کا عین معرکہ جنگ مین پہونچنا یاقوت سخندان کا مع عفریت آدم خوار طلسمی و تباہی لشکر اسلام عین وقت پر پہونچنا محبوب کا کل لشا کا اور اپنی جان دیکر بچانا لشکر اسلام کو بدعت عفریت آدم خوار سے و قتل ملکہ یاقوت و ملک اخضر و شکست لشکر افراسیاب باقی حالات متعلق داستان ہذا عجب داستان قیامت اثر تحریر ہوتی ہے ساقی نامہ مصنف

کدھر ہو مرے ساقی گلعذار
سلامت رہین سب حسینان باغ
صبا صحن گلشن مین اترا گئی
پپیہے کا کہنا کہ پی ہر کہان
اٹھا ابر بارش کے سامان ہوے
چہکنے لگے طائران چمن
جو صیاد نے قصد بلبل کیا
خزانے زر گل کے لٹنے لگے
مسی کی ہو سوسن کے لب پر دھڑی
نگہ باز لڑین مین یہ بے خبر ہی
قمر تو نصیحت سے لے دو نشان

دکھا آج باغ سخن کی بہار
ہم بلبل و گل مین بھی وصل ہے
بہار آ گئی لو بہار آ گئی
اُٹھی سرو گلشن کے دل مین جو ہوک
کہ طاؤس گلزار رقصان ہوے
جوانان گلشن جو ہین باغ باغ
تو دام رگ گل مین آ کر پھنسا
طیوران گلزار کے قہقہے
جوانان گلشن سے دھوکا و مرنا تو تشہ
الا ای خردمند فرخ نہاد
کہ گل پنج روز است در بوستان

شگفتہ رہین عندلیبان باغ
بہار مضامین کی یہ فصل ہے
صبا کی ہین گلشن مین اٹکھیلیان
عجب لطف دیتی ہے کوئل کی کوک
ہر اک غنچہ گل نے کھولا دہن
جلانے ہین لالے نے گھی کے چراغ
جو نہرون مین فوارے چھٹنے لگے
اُڑاتے ہین کبک دری قہقہے
جو نرگس اشارون مین سرگرم ہے
نصیحت قمر کی رہے دل سے یاد
قمر قول سعدی بھی یاد آ گیا

دل غمزدہ غم سے تھم آگیا	نہ دل برین دنیا پائدار	ز سعدی ہمین یک سخن یاد دار

چہرہ تہور شعاران میدان جان بازی و سر فروشان بازار سرفرازی کا کلک اعجاز رقم سے اپنی اسنان سحر
بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر نہنگان دریاے جرأت نشان ٭ چنان غوطہ زد در یم داستان ٭ ملکہ
یاقوت سخندان کا تو احوال تحریر کیا عفریت طلسم کو لینے گئی ہی دیکھیے اس آتشخوئی کا کیا انجام ہو مگر
افراسیاب خانہ خراب بصد پیچ و تاب بارگاہ ملکہ حیرت مین آیا اگر تخت پر بیٹھا ملکہ حیرت سے کہا اے ملکۂ عالم
تو مبارک ہو ملکہ یاقوت سخندان بصد قہر و غضب عفریت طلسم کو لینے گئی ہی بروقت میدان داری عفریت
کو لیکر آئیگی آج اسکو انتہا کا غصہ تھا اب طبل جنگی کو حکم دو حیرت جادو نے غصے مین جواب نہ دیا طرف
اشارہ کیا ہان صاحب معشوقہ شہنشاہ زوجہ خاص عفریت کو لینے گئی ہین جن سردارون کو خون جگر پلا کر پرورش
کیا دہ دیو آکر سبکو کھا جائیگا ہمارا پتھر کا کلیجہ نہین ہی جسوقت بہار کو اٹھا کر دہ بچا نوالہ کریگا ہم بھی اسکے دہن
مین پھاند پڑینگے حکم شہنشاہ ہی طبل جنگی بجوادو افراسیاب نے کہا اے وزیر اعظم آج کل نقار خانون مین حکم دو
تیرہ سو نقارون پر چوب پڑے طبل تمہاری بجے سرمانے اسیوقت حکم دیا نقار خانون مین طبل جنگی پر چوب
پڑی پہاڑ ٹل گئے زمین تھرائی جو اسیسان لشکر اسلام چرند و پرند خوش انجام ہر وقت براے خبر حاضر رہتے ہین
یہ خبر دہشت اثر لیکر بھاگے یہان دہ وقت ہی ملکہ لعل سخندان کو جو یاقوت اٹھا کر لیگئی تھی لشکر مین قیامت
برپا تھی اسد نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خضر نے کہا مرکب تیار کرو ملکہ مہ جبین نے دامن تھام لیا کہا آپ کہان
جاتے ہین یاقوت ایسی ہی جس سے آپ مقابلہ کرین ملکہ جیجون بھی اٹھین دست بستہ عرض کی حضور قصد کرین
کنیز جاتی ہی یا جان دیگی یا انشاء اللہ ملکہ لعل کو رہا کرکے لائیگی ملکہ بران و مجلس کہ ابھی سحر سے یاقوت
کے جہالت مائی ہی سحر رفتہ قابو مین نہین آیا ملکہ اختر و ملکہ مروارید یہ کہکر اٹھین کہ حضور تساہل کرین ہم لوگ
جاتے ہین یہ کہکر ملکہ اختر نے قصد کیا کہ طاؤس پر سوار ہون ملکہ مہرخ نے یہ کہکر سبکو روکا کہا صاحبو جو ہمارے
سرپرست آٹھ پہر سر اپنا ہتھیلی پر لیے پھرتے ہین ہر آفت مین سینہ سپر کرتے ہین یعنی خواجہ عمرو وہ یہ فرما کر
تشریف لیگئے کہ جبتک مین واپس نہ آؤن بارگہ سے قدم باہر نہ نکالنا ناحق کا ہنگامہ ہی بدون حکم خواجہ عمرو
مین کسی صاحب کو تا بہ لشکر افراسیاب نہ جانے دونگی جب وہ آکر جواب صاف دینگے کہ ہم سے کچھ نہ ہو سکا اسوقت
مین دیکھا جائیگا انکی رائے کے خلاف کوئی کام نہ ہوگا کیا ہم مرنے کو ڈرتے ہین آٹھ پہر سینہ سپر کرتے ہین یہ فخر
تھا کہ ملکہ لعل آکر ہو گئین سب خوش ہو گئے ملکہ مہ جبین نے پوچھا کیون ہمشیرہ کیا گذری اس ظالم کے پنجے سے کیونکر

نجات پائی ملکہ لعل نے کہا صاحب ہم سب بیکار ہین جان لشکر عیار ہین اتنے عرصے مین برق نے اپنا کام
کیا چالاک نے بڑا نام کیا خواجہ بصورت حیرت پہونچے بہار نے سموم کی ہوا بگاڑی بی یاقوت نے
اپنے قدیم سردار کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا عین وقت پر افراسیاب آگیا ورنہ خواجہ نے یاقوت کو گرفتار کر لیا
تھا میری زبان سے سوزن نکالا مین تو نکل آئی نتیجہ بدعت ظالم سے نجات پائی عیارون کی خبر لینا واجب ولازم
ہے ایسا نہو افراسیاب نے انکو گرفتار کر لیا ہو یہ ذکر تھا پھولون کی لپٹین آئین سب نے دیکھا ملکہ بہار پسینے
پسینے بدھیان گلے کی مرجھائی ہوئین آکر بیٹھین برق و چالاک بھی آگئے ملکہ مہرخ نے کہا انکی مہتران
والاگہر لعل تمھاری جانبازی کی تعریفین کر رہی ہین تمھارے اُستاد کہان ہین برق نے کہا حضور تعریف کیسی
ہماری عیاری بگڑ گئی قصد تھا کہ آج یاقوت کو مار ڈالین زمین سے اسکے نگہبان پیدا ہوتے ہین ایسے مقام پر
کیا کرین چالاک نے کہا بھائی برق تم معاملہ بگاڑ دیتے ہو مجھکو تو اُسنے پاس بھی نہ آنے دیا دور ہی سے
سحر کر دیا برق نے کہا آپ مرشد زادے ہین آپکی کیا بات ہے عیاری نہین کرامات ہے ماشاء اللہ کیا جلدی پہونچے
خفا نہو تو عرض کرون صبا رفتار بنکر آنا کیا ضرور تھا بصورت افراسیاب آئے ہوتے صورت دیکھ کر ڈر
جاتی دور ہی سے پکارتے ہوے آئے وہ پہچان گئی چالاک نے کہا تمھاری ایسی عقل کہان سے لاؤن
آپس مین جاؤن جاؤن ہونے لگی برق نے کہا مین نے خوب عیاری کی چالاک نے کہا بھائی برق
تمھین کبھی عیاری نہ آئیگی ناحق بگڑتے ہو بات بات پر لڑتے ہو ملکہ مہرخ نے دونون کو خلعت دیا اب
دونون خوش ہوے مرغ زرین بنکر بیٹھے کہ آواز زنگ کی بلند ہوئی سب نے دیکھا عقاب اوج عیاری ہنر سرشت
طراری ماہ آسمان خنجر گذاری خواجہ عمرو نامدار جست و خیز کرتے ہوے آتے ہین لیکن بہت غصے مین آتے ہین چالاک
و برق سے کہا خلعت اُتار دو سرکار سے جو تحفہ ملے اُسکو احتیاط سے رکھتے ہین ملکہ مہ جبین نے کہا چھوٹے
ناناجان ان دونون نے بڑے کام کیے یاقوت سخندان کے سامنے جاکر عیاری کی خواجہ نے کہا پھر
عیاری کا کیا انجام ہوا مرنے پڑے ہوے تھے مین بشکل حیرت پہونچا ملکہ لعل کو رہا کیا انکی بھی جان بچائی
لیکن لٹ گیا حیرت کی شکل بنکر درخت سے کودا کمر مین صندوقچہ جواہرات کا تھا صاحبون مین اعتبار رہی
کئی لاکھ کا زیور اُسنے دیا تھا کہ اپنے لشکر مین بلوا دیجیے خیال مین آیا زمانہ انقلاب ہے نکالو یہ بچ جائیگا اسکا
یہ انجام ہوا انکو کس بات کا خلعت ملے یہ کہکر طرف اسد کے پلٹے کہا میان طلسم کشا صاحب ذرا آنکھین کھولیے سارا
مال جاتا رہا آپکی خوشنودی کو رہا کیا انعام تو کبھی آپ سے نصیب نہین ہوتا میرا نقصان دلوا دیجیے مہاجن بیع سود لیگا

آپکو سب بنا پڑیگا اسد نے کہا نانا جان یہ خزانہ حق و مال غازیون کا ہی عمرو نے کہا آپکے غازی بطور تازی بھانپ ہنستا رہے ہین بستر دن برا کر اکرتے ہین ناحق کو بھر رکھا ہی ایک مہینے کی تنخواہ نہ لینگے تو کیا ہوگا یہ مین خوب جانتا ہون کہ آپ بہت کم ہمت ہین ای لعل سخندان تیری تقدیر پھوٹ گئی مجاور زادہ خانہ کعبہ کے نواسے گھر مین آئی تو بڑی سخی و فیاض ہی مجھے یقین کامل ہی تیری وجہ سے ایک پیسے کا نقصان ہوا دو پیسے ملینگے لعل تو مزاج سے خواجہ کے آگاہ تھین ہی کنٹھا یاقوت احمر کا گلے سے اتارا بطور نذر ہاتھ پر رکھکر پیش کیا کہا آپ کا مجھپر احسان ہی اگر خدا نے فضل کیا اور یاقوت سخندان سے جان بچی ایک کوٹھا کہ جسمین جواہر کے کھلونے بھرے ہتے ہین حاضر کردنگی عمرو نے لعل کو گلے سے لگایا مہ جبین سے کہا یہ تمہاری افسر ہی ساحرون مین سب بہتر ہی تقدیر بیچاری کی پھوٹ گئی ایسے کے گھر مین آئی مجھکو بڑا افسوس ہی حمزہ اسکی قدر کریگا ملکہ مہ جبین نے کہا آپکی پرورش ہی انہین کو تاج و تخت مرحمت فرمائیے مجھے تو آپکی کنیزی کا دعویٰ ہی آپنے مجھکو بادشاہ بنایا ہی عمرو نے کہا تم دختر افراسیاب ہو بادشاہ لشکر صاحب لطافت اسد کی حرکات پر نجانا لعل نے ایک کنٹھا دیا تم دو سناو اگر مرحمت کرو اپنی بات کا خیال رکھو مہ جبین نے حرف اسد کے دیکھا اسد نے اشارہ کیا ہرگز کچھ نہ دینا انکو لاکھون روپیے دوگی تب بھی یہ اسی طرح فرمائینگے یہ خضداری سے کبھی مہلت نپائینگے خواجہ بہت جھلائے بارگاہ مین چہل پہل خوشیان ہو رہی ہین مرقعہ دربار تصویر سرداران سے معمور قلب گنج ہی سرور ملکہ جمیون و ملکہ بران و ملکہ مجلس ملکہ اختر بن سہیلان وغیرہ سب یکے ہی مقام پر جلوہ فرما ہین کہ ہرکارے آکر حاضر ہوئے آتے ہی زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اٹھا کر دعا و ثنا بجا لائے قطعہ

نجم افلاک بلا قدر ترا زیر چرخ — ابلق ایام باد حکم ترا زیر زین — در ہمہ حالت ظفر باد قرین و رفیق
در ہمہ کارت خدا باد نصیر و معین

شہریار عالم کی عمر دراز ہو یاقوت سخندان طاؤس پر سوار ہو کر کہین گئی افراسیاب کو حکم دے گئی تھی افراسیاب نے طبل جنگی بجوادیا مشہور ہی کل صبح کو عفریت طلسمی کو ساتھ لیکر آئیگی جسکا دفعیہ بالکل ناممکن افراسیاب لاف و گزاف کر رہا ہی یہ خبر وحشت اثر سنکر ملکہ مہ جبین نے تو حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے لیکن یہ خبر سنکر ملکہ لعل سخندان کا رنگ متغیر ہو گیا آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری یہ یاقوت سخندان کا سحر آخر ہی دریس ہونا اس سے ظاہر ہی کہ عفریت طلسمی جس دن فتح جنگ وا پس ہو گا نہین معلوم اسکے پیٹ مین کیا بلا سمائی ہی جسقدر آدمیون کو کھا جاتا ہی بھیا کی ہوس بڑھتی ہی کیون خواجہ اسکا بھی کچھ دفعیہ سوچا ہی عمرو نے کہا

ای ملکہ عالم ای صاحب شوکت وحشم مین کیا تدبیر سوچون پروردگار ہر ایک مشکل کو آسان کرتا ہی ملکہ لعل نے
کہا ذرا تخلیے مین چلیے کچھ عرض کرونگی جب خواجہ تنہائی مین ساتھ ملکہ لعل کے آئے ملکہ لعل خواجہ کے گلے
مین ہاتھ ڈالکر بے اختیار رونے لگی کہا ای مہتر مہتران مین خوب جانتی ہون کہ قضا مجھکو یہان لیکر آئی ہی اب
اور کوئی صورت بچنے کی نہین ہی سب سے پہلے وہ مجھ اور اسد دلاور پر حملہ کریگی بڑے افسوس کا مقام
ہی اسد نامدار نے اتنے بڑے طلسم کی فتح پر ہاتھ ڈالا چند لفظین بھی سحر کی نہین آتین میر اسحر ایک دفع وا
دفع کرے گا مین یاقوت کے ہم نبرد نہین ہون حجرۂ نجم کو شرف اسی کے نام سے ہی سامری اسی کے
خواب مین آتے ہین مین نے انجام نہ سوچا جوش محبت طلسم کشا مین بیقرار ہوئی صدمۂ شب فراق نہ اٹھ سکا
مین تو اڑ پھر کر اپنی جان بچاؤنگی جب کچھ نہ بن پڑیگا بھاگ کر نکل جاؤنگی شہریار کو کیونکر بچاؤن میری صلاح یہ ہی
کہ اسد کو سمجھا کر برائے شکار روانہ کر دیجیے عمرو نے کہا طبل جنگی بج چکا ہی وہ ہرگز قدم نہ ہٹائیگا نور نگاہ حمزہ
صاحبقران صاحب شوکت وشان لشکر افراسیاب سے لڑ بھی چکا مجھکو ڈر یہ ہی کہ وہ افراسیاب بچا رہیگا
اگر تمھاری حفاظت نہ کریگا ملکہ لعل سخندان نے کہا یاقوت کے سامنے اُسکی کیا حقیقت ہی ایک سحر کریگی صدہا
طائر پیدا ہونگے عقاب آئیگا باز دسے اڑ کر لیجائیگا افراسیاب کو دیر ہوئی وہ چشم زدن مین اگر جدا کرگی
اس راز سے آگاہ ہو چکی ہی اس روز مین جان دیکر جا پڑی سامنے افراسیاب کے غلام زنگی کو مار لیکن
کو للکارا یاقوت کھڑی دیکھا کی اگر وہ دخل دیتی مین نکل نہ سکتی زمین پانون تھام لیتی آپکو یاد ہی ایک دن
اُسنے سحر کیا تھا سارے لشکر کو ایک ہی سحر مین نابینا کر دیا تھا اُسکے سب سحر بے مثل و بے نظیر ہین مجھسے دفعیہ
ممکن نہو گا مجھ کیا موقوف ہی جسقدر یہ ساحر آپکے یہان جمع مین ایک ایک وحید عصر ہی خدانخواستہ جسوقت عقب
طلسم آئیگا اپنی جان کی سبکو پڑجائیگی میری رائے یہی ہی کہ طلسم کشا کو ہٹا دیجیے عمرو نے کہا یہ امر تو ناممکن
ہی وہ شیر عنایت رب اکبر پر مطمئن ہی اگر ایک روز پیشتر سے اسکی خبر ہوتی کچھ تدبیر ہو سکتی کبھی فقرہ دیکر شکار کو
مین بھیجدیتے اب طبل جنگی بج چکا جب ملکہ لعل نے دیکھا کہ خواجہ نے صاف کہا اسد نامدار ضرور میدان
کارزار مین جائیگا رو رو کر یہ اشعار پڑھے

نظم

اثر تڑپ کا جو ہم دلفگار دیکھینگے
بغل مین غیر انہین بیقرار دیکھینگے

جو بجلی سنتا ہی اُسکو پکار دیکھینگے
قدم پہ لوٹ گیا تیرے کس کا نہ قاتل

نہ آنکھ ہی نہین نکلی کہ حضرت شیخ
تبھون مین قدرت پروردگار دیکھینگے

جرس کی زنگ کی ناقوس کی ہو دن کی
نثار کون ہوا جان نثار دیکھینگے
یہ جانتے ہین کہ چھوٹینگے بعد موسم گل

خزان چمن مین قفس مین بہار دیکھین گے
کسی نے وعدہ کیا ہی نہ دیکھیے دشمن بھی
نہ دل ہٹے گا اگر لاکھ بار دیکھین گے
ضرور آکے ٹھہر جائیگا دم آنکھون مین
جب آنکھ سے وہ مرا اضطرار دیکھین گے
کہین جواب بھی پائین جلال طالب دید

یہ التفات کہ کہتے ہین سینہ چاک کرو
کہ ہم جو آج شب انتظار دیکھین گے
شروع عشق مین کیا گھاؤ لین ڈالے ہین
تمھاری راہ دم احتضار دیکھین گے
اگرچہ حشر مین بھی بچ چلی تھی دید ہم
کسی کو طور پہ بھی اب بکار دیکھین گے

یہ دلبری کہ دل داغدار دیکھین گے
جس آنکھ نے تمھین دیکھا ہی اسکو سودا ہی
اس آرزو کا ہم انجام کار دیکھین گے
پھر اختیار مین اپنے رہین تو جانونگا
امید کہتی ہی امیدوار دیکھین گے

عمرو نے اشک ملکہ لعل کے پاک کیے کہا ملکہ جس مقدمے مین عقل کو دخل نہو اپنے انتظام سے باہر ہوجاے اُسکو پروردگار کے سپرد کردو جو مناسب مشیت رب اکبر ہوگا ظاہر ہوجائیگا دل تردد منزل تسکین پائیگا یہ بلا بھی رد ہوگی طرف سے بے نیاز کے مدد ہوگی لشکر ملکہ مہرخ مین بھی طبل جنگی بج گیا تیاریان ہونے لگین لشکر افراسیاب مین تلاطم بیان سے باہر ہوش گم لشکر افراسیاب مین یہ خوشی ہی کہ کل لڑائی فتح کرینگے سرداران ملکہ مہرخ کا قول ہی کہ لڑینگے مرینگے ملکہ حیرت نے دربار برخاست کیا سب سے زیادہ ملکہ بران کو انتشار ہی یہ اس مقدمہ خاص کی رازدار ہی نور افشان نے کہدیا تھا ای نور نظر جہانتک ہوسکے اپنے کو عفریت طلسم سے بچانا اُس جیا آدم خوار کے سامنے نجانا بارگاہ ملکہ مہرخ سے اُٹھین اپنی بارگاہ مین آکر تیاری مین سحر کی مصروف ہوئین ملکہ اختر اپنے مقام پر ملکہ مجلس بھی بصد ارد فرنئے نئے طور کے سحر تیار کررہی ہین سب سے زیادہ بہار اپنی بارگاہ مین آکر بیقرار ہوئین گرد کنیزین بیچ مین چوکی بچھوائی صدہا گلدستہ منگوایا پھول سحر کے تیار ہورہے ہین غنچہ دہن وزیرزادی اسباب سحر حاضر کررہی ہی بہار جادو نے آنکھون مین آنسو بھرکر کہا ای بی غنچہ دہن ہم سے افراسیاب کو بڑی کد ہی یا قوت سخندان کے سروار پر آج سحر کیا اُسنے اُسکو مار ڈالا ہمارے نام سے جل رہی ہی ہرکارون سے کہتی تھی پہلے بہار کو قتل کرونگی افسوس صد افسوس ایسی جگہ عاشق ہوے جہان برسون جا نہین سکتے یہ کہکر اشعار مخفی یاد آگئے نظم

بازم شب آتش شوق تو داغم کردہ است
دوش گو بار بگذر بر طرف باغم کردہ است
آشنائے بیا غم جانان مرا مردم نیست
آتش غم بنفس صد بار داغم کردہ است

بادۂ عشق تو از نو در ایاغم کردہ است
بہم تاریکی ندارم در شب یلدائے غم
در عدم این بادہ از غم در ایاغم کردہ است

مے سودائے جنون می آید از باد صبا
کاتش عشق تبان شعلہ چراغم کردہ است
بر تنم بیداغ غم مخفی سر مویے نماند

غنچہ دہن نے سمجھایا کہا واری اس غم نے آپ کو گھلا دیا ایسا سانحہ

کسی کے لیے درپیش ہوگا ایسا کسی کو پیش ہوگا روز مرنا جینا ہر روز ایک بلائے تازہ کا سامنا ہے فی الحقیقت
مین نے سنا ہے کہ اسکا عفریت طلسمی جس معرکے مین گیا فتح کر کے آیا کسی مقام پر یاقوت نے آجتک
شکست نہین کھائی جہان گئی لاکھون کو کھا لیا جب تو افراسیاب کو ناز ہے شادی پر آمادہ ہو گیا ملکہ بہار
نے کہا اگر ہماری موت قریب ہے یہ ہجران دیدہ و آفت کشیدہ بے نصیب ہے اور یاقوت کے ہاتھ سے فتح
ہوئی بی حیرت و یاقوت سے عمر بھر جوتی پیزار رہیگی حیرت جادو کو چین دلیگا یاقوت بڑی مغرور ہے بڑے
بڑے ناز و نخرے کریگی سلطنت نکال لیگی سلطنت کے نام پر مرتی ہے خدا اسکی آرزو پوری نہ کرے بہار
غنچہ دہن سے باتین کر رہی ہے کہ کان مین رونے کی آواز آئی گھبرا کر بہار اٹھی کہا ارے یہ کون ہجران کشیدہ
روتا ہے بارگاہ سے نکل کر جو دیکھا ملکہ لالان خو لقبا کی بارگاہ سے صدائے گریہ آرہی ہے ملکہ بہار اندر گئین
جا کے دیکھا بیچ مین لالان خو لقبا گرد کنیزان پارسا منہ ڈھانک کے رو رہی ہے بہار جادو جا کر
لپٹ گئی کہا کیون ملکۂ عالم خیر تو ہے لالان خو لقبا نے رو کر جواب دیا اے بہار کیا پوچھتی ہو بقول عرفی نظم

عادت عشاق چیست مجلس غم داشتن	حلقۂ شیون زدن ماتم ہم داشتن	بر سر عمان درد موج حلاوت زدن
بر در میدان دل فوج ستم داشتن	نغمۂ داؤد را از لب شیون زدن	آتش نمرود را باغ ارم داشتن
با خط آزادگی بندگی آموختن	با دل بے آرزو چشم کرم داشتن	از لب ذوق غم بوسے زبان تاختن
در ازلی بیع درد سود و سلم داشتن	حسن عبادات را برقع آسان زدن	زشتی اعمال را لوح و قلم داشتن
در رگ دوزخ زشوق جرعۂ کوثر زدن	بر لب کوثر ز حسرت نم داشتن	آئینۂ دیدہ را صیقل حیرت زدن
زاویۂ سینہ را مخزن غم داشتن	ہم ز غبار کنشت عطر کفن ساختن	ہم بہ ترازوے دیر سنگ حرم داشتن
ور دہن بخت عاشقان ناوک لا ریختن	ور نگر درس عشق دست نعم داشتن	تا بہ سر آب چشم از پئے ہم ریختن
تا بہ فلک داغ دل بر سر ہم داشتن	ور جگر انتہا آب ہوس سوختن	در آخر استاد درد شکم داشتن

اے بہار گلعذار ہمارا حال پر ملال نہ پوچھو آنکھ پھیر یہ جو اشعار مصیبت آثار ہینے تمکو سنائے عرفی نے ہمارے
حال مین تصنیف فرمائے تھے عاشق کے واسطے یہ رنج و مصیبت ہے نہ وصل مین آرام مین دل ناکام گھر بار انکی
محبت مین چھوڑا بقول شخصے خدائی سے منہ موڑا بیابان آکر یہ آفت دیکھی روز بلا پر بلا نازل ہے تمکو معلوم کل کیا
ہوتا ہے شہنشاہ کے نام کے سبب دشمن مین ہم مجبور رونا چار سحر و ساحری سے بالکل نا واقف کیونکر جا کر سینہ سپر ہون
بی لعل سخندان حاکم حجرۂ نجم معشوقہ تو بڑے راز و نیاز سے تشریف لائین آج کل انکی خاطر داری ہمارے

دل کو بہت ناگوار ہوا اپنا کیا اختیار ہے ملکہ مہ جبین سے تو قلبی محبت ہوگئی اُس بی بی کا حال بھی لائق رد
ہے باپ اسکا صاحب اختیار ہے سحر و ساحری مین مجبور و ناچار کیا گیا اُسنے مصیبتین اُٹھائین طائر وہم و خیال
کے پر ٹوٹتے ہین دلیرون کے جی چھوٹتے ہین سات برس کامل گنبد نور پر قید رہی محبت سے اسد غازی
کی منھ نہ موڑا انہون نے یہ احسان کیا کہ اول مجھکو لاکر اُسکے سر پر بٹھا دیا اب یہ آفت برپا کی بی لعل سخندان
سے محبت ہوئی ہمکو تو انکی جان کا خیال ہے سوت کے نام کا کس کو ملال ہے اپنی جان سے اچھے رہین کبھی ہم بھی دیکھ
لینگے جس روز سے بی لعل تشریف لائی ہین مجھ بدنصیب کے خیمے مین بالکل آنا چھوڑ دیا کل مین نے بلوا بھیجا
تھا انہون نے یہی کہلا بھیجا کہ سر سے خیمے مین بھی نہین آتے دیکھئے تقدیر کیا دکھاتی ہے بقول مخفی اشعار

درد لم تا کی خیال خام و سودا بگذرد
شعلہ آہ دلم بر سقف مینا بگذرد
شب بشود هر روز بر امید فردا روز رنج
تا کی غم گرامی در تمنا بگذرد

بر سرم تا چند این شور سودا بگذرد
بر محبت می فزاید در سر بازار عشق
حیف زین عمری کہ بر امید فردا بگذرد

بلندو هر کہ خیال عاقبت در خاطرم
بر سر عاشق ز رسوائی چو غوغا بگذرد
بعد ازین مخفی من و یاس و انقطاع زغم

بہار کا کلیجہ ہل گیا کہا حضور آپکے کلمات نے کلیجے کو مشبک کر دیا

خانہ دل غم و الم سے بھر دیا مین اپنا بھی غم بھولی اسوقت مین بھی اسی یاد مین مبتلا تھی میرا حال پُر ملال لائق
حسرت ہے عجب اسطرح کی محبت ہے معشوق سرکش بادشاہ عالیجاہ ہمارا حال دمبدم تباہ وہ یہان آ نہین سکتے ہم
وہان جا نہین سکتے لیکن آپ کا درد سنکر اپنا غم فراموش ہوا اسوقت اور زیادہ جوش ہوا لالان خوش لقا
نے کہا ای بہار اب دام مصیبت سے چھوٹنا بہت دشوار ہے فلک در پی آزار ہے جب خیال کرتے ہین ہوش
اڑ جاتے ہین کہ لوح طلسمی کیونکر حاصل ہوگی طلسم ہوشربا کیونکر فتح ہوگا ایسا طلسم وسیع جسمین لاکھون ساحر
رہتا ہے آجتک ساحران دربند نے اپنے مقام سے جنبش نہین کی مدد افراسیاب کی کوشش نہین کی زوائد کے
جادوگر اڑ رہے ہین ایک شہنشاہ نیلم سات سو ملک کا مالک ہے ملکہ بران نے خبر دی تھی کہ اُسکا وزیر اعظم معلاج
بن گرداب آدم خوار کوہ نیلم سے چالیس لاکھ فوج لیکر آترا ہے افراسیاب کو لکھا تھا کہ آتے ہی سبکو ڈبو
دون افراسیاب عرصہ دراز سے حجرہ ہائے بلا کے نازمین ہے یہی جواب لکھا کہ حجرہ ہائے بلا کو اڑوا
دون تو نمود طلب کرون چالیس لاکھ فوج لیکر جسوقت آئیگا کون اسکی فوج کا بار اُٹھائیگا ایسے سے
کون لڑسکے گا ایسے ایسے اور کئی بادشاہ ہین بہار نے کہا حضور یہ خیال خام و تصور ناتمام ہے دیکھئے اسد غازی
اکیلے تھے اب اسوقت بائیس لاکھ لشکر ساتھ ہے یاقوت سخندان کی آمد سے کل خدا بچائے وہ سب

سلطنت فتح ہو جائیگی خواجہ عمرو انکو بھگا دینگے عرصۂ دراز مین بہار نے لالان خوش لقبا کو تسکین دی اسیطرح باتین کر کے اپنی بارگاہ مین آئی بیٹھکر سحر تیار کرنے لگی لعل سخندان ایک خیمہ الگ استادہ کرا کے اسمین گئی جبھی چار سو کنیزین اسباب سحر لیکر حاضر ہوئین لعل نے بھی جوکا دیا سحر تیار کرنے لگی کنیزون سے کہہ رہی ہو کیون صبا جبو کل یاقوت عفریت طلسمی کو لیکر آئیگی کیونکہ وہ سحر دفع ہوگا سب سے زیادہ مجھکو خیال طلسم کشا ہے وہ مرد مردانہ شیر فرزانہ سینہ سپر کرتے ہین ایسے شعبدون سے کب ڈرتے ہین جتنے خواجہ عمرو کو سمجھایا انہون نے ہمارا کہنا نہ مانا سمجھا کے بدلے شکار روانہ کر دیتے اگر خدا فتح عطا کرتا لا لیتے انہون نے سنا نجیب اناد دیکھیے کیا تدبیر ہوتی ہے ہم تو ہنستے ہو ہماری تقدیر روتی ہے کس بلا مین اپنے کو پھنسایا عشق کر کے کیا ہاتھ آیا یہ اشعار ہمارے حسب حال ہین نظم

اگر ہمدم ہمارے اس نصیحت گر کو سمجھاتے
ادا نکلے وہ کتے اشکو نکو چشم تر کو سمجھاتے
جو ہم ہوتے تو ہم مارنج دلمین اور دلبر مین
حقیقت تیرے جلوہ کی ترے ششدر کو سمجھاتے
اشارے ہوتے ہین کیا اپنے دلمین چشم ساقی سے
اگر ہم ہوش مین ہوتے تو اہرمن کو سمجھاتے
نہ مانا بدگمانی نے کہ ساتھ احباب کے گردون
اگر جبریل آکر میرے پیغمبر کو سمجھاتے
جو مجھ تک بھیجنے مین جلال انکو تامل تھا

تو فرصت پاتے ہم بھی کچھ دل مضطر کو سمجھاتے
جگاتا تو ہمین اسوقت جب خسر من لگین
کچھ اس طرح سے کہتے کچھ اس طرح کو سمجھاتے
اگر دم بھر کو لمحا تا یہ سیلے فرح ہونے سے
یہ رمزین پائے کیونکر شیشہ و ساغر کو سمجھاتے
نقاب اٹھنا ہی تھی حقیقت کھلگئی سکی
خدا جانے اگر لجا کے کیا دلبر کو سمجھاتے
بتون کے عشق نے دلکو ہمارے دل مین بٹھا
دہی کچھ میری جانب سے دل مضطر کو سمجھاتے

ستمانا مجھکو تیری بزم مین رسوا کیا آخر
کہین ملتا تو اتنا فتنۂ محشر کو سمجھاتے
وہ خود بھی عالم حیرت مین تھے کیا حضرت موسے
کلیمے یون لپٹے ہین تیرے خنجر کو سمجھاتے
ہر اک آنکھ حلقون کو سلاسل کے نہ بنایا تھا
وہ کیتک وجہ ہو کوئی زمانے بھر کو سمجھاتے
خدا اسکو جب بھی کیجے جا نہ باز آتا
نصیحت نفع کرتی خاک کیا پتھر کو سمجھاتے

کنیزون نے سمجھایا عرض کی حضور جہان نوروز بھی رنگ ہی اتنے بڑے بادشاہ جلیل سے مقابلہ اسکے صدہا معین و مددگار بڑے بڑے تاجدار دھر کونے مین جو آیا اسنے زمین ہلادی لیکن ایک بات ہم دیکھتے ہین آخر مین فتح ملازمان ملکہ مہرخ سحر چشم پاتے ہین ہر چہار مجرہ بلا کشن قیامت کے کھلے بدعت تاریک شکل کش دیکھی جب میدان مین آتی تھی زمین ہلجاتی تھی ہر شخص یہی یقین ہوتا تھا کہ ہمین کو کھا جائیگی اللہ کی عنایت سے سب بچ جاتے تھے آخر کو وہی ظالم کتے کی موت قتل ہوئی خواجہ عمرو نے شہنشاہ نواز کے زمانے مین خاتمہ کر دیا تھا خداوند جمشید بنا کر آئے ہمیشہ اسد غازی فرماتے تھے کہ میرا لڑنا بالکل بیکار رہا کہ مین نے اپنے ماموجان کا پتا نہ پایا خواجہ عمرو نے افراسیاب سے پوچھ لیا یہ بھی ہر خرد و بزرگ کو ثابت ہو گیا کہ شہنشاہ لاچین بادشاہ

سابق طلسم ہوش ربا زندانخانہ طلسمی مین قیدہی توسن جادو وہان کا حاکم و ناظم ہی یہانتک قصد ہوا تھا کہ
اپنے ہمراہ افراسیاب کو لیجائین زرہ پر جادو کو دریاے نیل سے نکالین لوح و مہرہ اُس سے لین عین وقت
پر حال عیاری کھلا خواجہ عمرو شہنا کو لیکر نکل آئے ایک دن اور کوئی خبر نہوتا تو خواجہ افراسیاب کو لیکر آ
دریاے نیل پہونچ جاتے پھر شہنا پر افتادین پڑین اسی طرح کل بھی خدا مشکل آسان کریگا خواجہ نے بخوبی سمجھا
یہ مصرع دلچسپ براے اطمینان یاد کرا دیا ہی مصرع دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است ؛ مقدم اسی بات کو جانتے
ہین بڑی مصیبتین دیکھیں آخر مین آسان ہوتی ہین طلال مہمات عالم بہت جلد کوئی سبب پیدا کریگا یہان لشکر
افراسیاب مین جب افراسیاب طبل جنگی بجوا کر اپنی بارگاہ مین گیا حیرت جادو بیٹھکر رونے لگی کنیزون نے
کہا کیون واری خیر تو ہی حیرت جادو نے کہا مجھے ملکہ بہار کا بڑا غم ہی کوئی کسی کا نہین ہمنے صرصر شمشیر زن
سے بھجوا کر کہا آنسے نہو سکا کہ جاکر بہار گلعذار سے ہمارا پیام پہونچائین ہم تو اپنی طرف سے سبکدوش ہون
آیندہ انکی سرکشی حیات جادو تو ہم کو طعن و تشنیع نہ کرینگے یہ نہ فرمائینگے تمنے نہ سمجھایا بہن کو نہ بچایا سمنبر نام
اک کنیز بہت طرار و فرار تھی اُسنے کہا حضور مین جاؤن ملکہ حیرت جادو نے کہا اے سمنبر تیرا احسان ہوگا بہار
سے یہ کہنا اری بدنصیب میرے پاس نہ آ کہیں ادہر چلی جا کل کے دن لشکر مین نہ رہ کل کی لڑائی قیامت کی ہے
ملکہ یاقوت آگ لگا دیگی کہکر گئی ہی عفریت طلسم کو لیکر آئیگی ہمنے شہنشاہ کی زبانی سنا کہ دوبے فتح کیے
نہ پلٹیگا سمنبر اُٹھی طرف لشکر چرخ کے چلی جب کنارے لشکر کے پہونچی حیران ہوئی کہ کس سے پوچھون ملکہ بہار
کس بارگاہ مین ہین جو کنیز کھڑی تھی ناگاہ دیکھا ایک خدمتگار آتا ہی سمنبر نے پوچھا میان جانے والے ملکہ
بہار جادو کس بارگاہ مین رہتی ہین خدمتگار نے کہا آپ کا کیا مطلب ہی یہ عورت ناقص العقل کہ بیٹھی کہ
مجھکو ملکہ حیرت جادو نے بھیجا ہی ملکہ بہار سے کچھ کہنے آئی ہون سمجھا کر لیجاؤنگی خدمتگار نے کہا چلو ہم بتادین
خدمتگار سمنبر کے ساتھ ہوا قریب بارگاہ ملکہ بہار کے آکر کہا تم کھڑی رہو ہم اُنسے اطلاع کردین سمنبر ٹھہر گئی خدمتگار
نے دم بھر کے بعد کہا دیکھو بی سمنبر وہ سامنے ملکہ بہار کھڑی ہین جیسے ہی سمنبر اٹھی حلقے کمند کے گلے مین
پڑے نعرہ ہوا منم چالاک بن عمرو سمنبر کو تو کنارے ڈال دیا اب چالاک رنگ روغن عیاری کا لگا کر بصورت
سمنبر تیار ہوا خیال مین گذرا کہ چلکر ملکہ حیرت جادو کو پکڑ لائین لاکر قید کرین بر وقت تباہی لشکر کچھ معاملہ
ہوجائیگا افراسیاب بھی دبا دیکھا ٹھیکا یہ سوچکر لشکر افراسیاب مین آیا بارگاہ مین ملکہ حیرت کی پہونچا
ملکہ حیرت جادو نے خود تخلیہ کر رکھا تھا کہ شاید سمنبر کوئی پیغام معقول لائے گی سمنبر نقلی پہونچی

ملکہ حیرت نے پوچھا کیون سمنبر کیا کیا عرض کی حضور ملکہ بہار انتظار کر رہی تھین کہ آج میری بہن مجھکو بچانا
سارا عشق و عاشقی بھول گئین کہا جادوگرون سے ہاتھ جوڑنا اور کہنا کہ مین تو تابعدار ہون ہمشیرہ صاحبہ میری
جان بچاؤ مجھکو کنیزون نے بھڑکا کر تمسے جدا کیا افراسیاب سے ڈرتی ہین کہتی ہین ملکہ مخمور کو سر دربار کوڑے
مارے تجھے ایسا نہو مجھکو بھی سزا ملے ملکہ حیرت نے کہا انکا خیال خام و تصور ناتمام ہے وہ گھر کی نوکر تھی اسکو
وہ سزا ملی انکو بہت زیر و زبر کرنا منظور ہوا چار گھڑیان دیدین میرے سامنے افراسیاب کی یہ مجال
نہین ہے کہ میری بہن کو کچھ کہہ سکین خطا کی تو میری خطا کی وہ سزا دینے والے کون ہین لیکن تو ساتھ کیون
نہ لے آئی سمنبر نے کہا وہ تو میرے ساتھ آئی ہین کنارہ لشکر پر خوف کے مارے ٹھہر گئین ناز کرتی ہین کہ بلا کر
مجھکو لیجائین مین یون نجاؤنگی ملکہ حیرت خوشی مین اٹھ کھڑی ہوئی چالاک لگا کر لیچلا کنارے پر لشکر کے ملکہ
بہار پر سناٹا دیکھا کہا دیکھیے سامنے نخل کے کھڑی روتی ہین ملکہ حیرت بڑھی چالاک نے حلقے کمند کے گلے مین
ڈالدیے حباب مار کر بیہوش کیا چاہا پشتارہ باندھون کہ زمین شق ہوئی ایک پتلہ فولادی نکلا چالاک کا
ہاتھ پکڑ لیا کہا کیون او ظالم ہماری مالک کا پشتارہ باندھنے کا قصد کرتا ہے چالاک نے ہر چند کھینچا ہاتھ چھڑاؤن
پتلے نے ملکہ حیرت کو ہوشیار کر دیا حیرت جادو جو اٹھی دیکھا پتلا فولادی چالاک کو پکڑے کھڑا ہے منہ پر
ہاتھ پھیر دیا رنگ و روغن اتر گیا جب تو حیرت بہت جھلائی کہا کیون پاجی تو مجھکو دغا کر یہان لایا اب صبح کو
افراسیاب تیرا کیا حال کریگا چالاک نے کہا مین نے اپنے کو خود گرفتار کرایا خاص اسی واسطے آیا جب
آپ نے مجھکو گولا سحر کا دیا تھا مین نے جا کر دیا تھا یا عجائب زعفران پوش نے نامہ لکھا تھا اور
مجھسے بھی پوچھتی تھی کہ سچ بتلا یہ گولہ کہان سے لایا ہے مجھپر بار بھی بڑی قید ہوا لیکن مین نے آپکا راز چھپایا
وہ نامہ قبلہ و کعبہ نے نا پڑھا افراسیاب نہ آنے دیا راہ مین نامہ دار کو مارا اسکی شکل بنکر عجائب زعفران پوش
کو قتل کیا برق بلاخوار قتل ہوئی ان حالات کی آپکو خبر نہین ہے آپ مجھے گرفتار کرکے لیچلیے مین افراسیاب
سے کہونگا حیرت جادو سے اور مجھسے آشنائی ہے مین روز شب کو آتا ہون مجھپر مرتی ہین جان دیتی ہین گولا فولادی
مجھکو دیا تھا اگر آشنائی نہوتی اتنا بڑا سحر کیون دیدیتین ملکہ حیرت یہ مضمون سنکر کانپ گئی کہا کیون او پاجی تو
بہار کی محبت مین مجھکو تدبیر بتلادی تو ہم کو بدنام کریگا چالاک نے کہا حضور مرتا کیا نہ کرتا جب جان نہ
بچیگی تب سچ یا آپکی آشنائی کا ثبوت دونگا حیرت جادو نے گھبرا کر پوچھا محبوب کا کل کشا رہا ہوئی
چالاک نے کہا مع لشکر و فوج سبکو رہا کر لیا اسی مین خیر ہو کہ مجھکو چھوڑ دو ورنہ بہت بدنام ہوگی حیرت جادو نے

پھر اکر چالاک پر سے سحر اتار لیا چالاک رومال سے ہاتھ باندھ کر قدمون پر گر پڑا کہا اے جان جہان و راحت
آرام دل مشتاقان مین غلام ہون تابعدار ہون ایک نگاہ محبت سے تجھکو دیکھ لیتا ہون یہی باعث زندگی ہے
اگر کوئی میری بوٹیان بھی کاٹ ڈالے تو بھی راز نہ کہون یہ بھی تو مجھکو یقین ہے فرد دل را بدل رہیست در این گنبد سپہر
از سوے کینہ کینہ و زسوی مہر مہر ۔ ملکہ حیرت نے شرما کر سر جھکا لیا چالاک نے قدمون پر بوسے دیے
گرد پھرا ملکہ حیرت نے جھلا کر کہا دور ہو سامنے سے اب جو کبھی میرے لشکر مین آیا تیری بوٹیان کا ٹکر چیل
کوون کو دونگی چالاک تسلیم کر کے بھاگا ملکہ حیرت جھلائی ہوئی بارگاہ مین آئی ناگاہ پادشاہ یاقوت
آفتاب تابان بدخشان شرق سے بازار فلک نیلی پر آ کے قائم ہوا جوہر ثابت و سیارگان چھپ گئے
خزانہ جوہری ماہتابان کا لٹا بازار سحری گرم ہوئی شعاع نیر اعظم نے عالم ظلماتی کو روشن کیا مرغ سحر نے آواز دی نظم

یکایک ہوا وان سحر کا ظہور
اڑا آشیانے سے طاؤس نور
وہ طاؤس شرق کا تھا بادشاہ
بہت گرم خوا در روشن نگاہ
سپہ کی علامت سپید ہوا
نشان آگے آگے خط صبح کا
کیا دبدبہ خلق پر آشکار
کہ بیٹھے کیا زاغ شب کو شکار
لشکرون مین کمر بندی ہونے لگی

صبح کی وردی بجی لشکر افراسیاب بھی آراستہ ہوا افراسیاب پشت مرکب پر سوار ہو کر مع اہلیان لشکر
فوج کے سمت میدان کارزار چلا یہان مہتر چالاک بن عمرو ولیٹ کر کنارے لشکر کے پہونچے تھے کہ برق
سے ملاقات ہوئی دیکھا آج تو مرشدزادے ہنستے ہوے چٹکیان بجاتے ہوے اشعار عاشقانہ گاتے ہوے
کلاہ زرین سر پر کج کیے ہوے عطر سوہاگ کی جسم سے بو آتی ہے مست مے محبت لڑکھڑاتے ہوے آتے
ہین یہ دیکھکر برق نے پوچھا مرشدزادے آج تو آپ بہت خوش معلوم ہوتے ہین چالاک نے کہا بھائی
برق تم تو ہماری خبر بھی نہین لیتے ہم گرفتار ہوے دو چار طمانچے بھی پڑے دیکھو چہرہ سرخ ہے وہ ہاتھ سلامت
رہین جنسے طمانچے کھائے ایسی گرفتاری روز ہو برق نے بہت بہت پوچھا چالاک نے راز نہ کہا بلکہ یہ جواب یا فرد
میان عاشق و معشوق رمزیست ۔ کراماً کاتبین را ہم خبر نیست ۔ برق سمجھ کے خاموش ہو رہا دیکھا لشکر دون کی
آمد ہے دربارگاہ ملکہ مہ جبین پر سرداران نامدار جمع ہوتے جاتے ہین ایک جانب سے مہر سپہر عیاری قطب فلک خنجر
گذاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو نامدار با تمامے عیاری سے آراستہ آ کر در دولت مہ جبین پر ٹھہرے جلد
سردار جلوخانے مین جمع ہین خواجہ نے آ کر محلدار سے پوچھا برآمد ہونے مین ملکہ عالم کے کیا دیر ہے عرض کی جلد خانے
مین تشریف رکھتی ہین برآمد ہوا چاہتی ہین یہ ذکر تمام نہوا تھا کہ پردہ اٹھا آمد ملکہ مہ جبین کی شروع ہوئی بانگ

نازنینان زرین پوش گلدستے ہاتھون مین لیے ہوے آکر ٹھہرین عطر فتنہ ملے ہوے جوڑے زرق برق
زیب جسم نسرین و نسترن غنچہ دہن و شمشاد و صنوبر و راحت روح و گلشن زعفران پوش و زعفران
گیسو دراز بارہ ہزار کنیزان شاہی سج دھج سے آکر قائم ہوئین باغ روان آکر تھم گیا مہ جبینان زرین پوش کا پرا
جمگیا اسکے بعد چوبدارنیان کہاریان اگالدان خاصدان چوگھڑے چنگیر عطردان پاندان ہاتھون مین لیے ہوے تسلیمین
چہلین کرتی ہوئین آکر ٹھہرین سب نے دیکھا تخت شہنشاہی بصد شوکت نمایان ہوا تخت طاؤسی پر ملکہ مہ جبین
تاج یاقوتی زیب سر دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے چہرہ رشک مہتابان جلالت و شوکت رعب و دبدبہ چہرے
سے عیان سب سے پہلے بڑھکر خواجہ نے سلام کیا ملکہ مہ جبین نے خوش ہوکر تعظیم کی عیارون کا سلام لیکر طرف
شاہزادیون کے متوجہ ہوئین چارسو شہزادیان براے تسلیم بعد ادب خم ہوئین باغبان قدرت بعہدہ
وزارت پایہ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے بہار نے بھی آکر سلام کیا گرد ملکہ بہار کے نازنینان گلعذار باغ
پر بہار ایک یک حسین نازک بدن رشک چمن زیور مین پھولون کے لدی ہوئی پچکاریان رنگ کی سب کے
ہاتھ مین اس رنگ ڈھنگ سے یہ پرے کا پرا ہمراہ تخت ملکہ مہ جبین ہو لیا یکایک ملکہ بران کی آمد ہوئی
ہنس پر سوار تاج سر پر ہر چند سحر اترا لیکن گل سا چہرہ کمھلایا ہو پہلو مین ملکہ مجلس یکجا تب ملکہ اختر دختر شاہزادہ
جمشید بن کوکب کو تخت پر سوار کیا ہی بطور چہار دست سپہ سالار فوج علمدار لشکر شہنشاہ بر جبیس زرین
علم بصد شوکت و حشم آگے سب کے بڑھا ہوا شقہ علم سر پر ملکہ بران کے کھولا ملکہ مہ جبین کو بران نے
صف باندھکر سلام کیا ملکہ مہ جبین نے بہ محبت ہاتھ پھیلا دیے بران نے چاہا قدمون کو بوسہ دے
ملکہ مہ جبین نے بصد شفقت سر سینے سے لگا لیا دعاے جان درازی کل سردارون نے پایہ تخت شہنشاہی
کو بوسہ دیا اپنے بادشاہ کو گھیر لیا اس جاہ و حشم سے سواری مثل ابر بہاری جلوخانے سے نکلی خواجہ نے
ہاتھ اٹھاکر ملکہ جبین کو دعا دی پروردگار جاہ و جلال کو تمھارے بڑھائے اس باغ مین کبھی خزان نہ آئے نظم

تا صبح نو عروس زمرد حجاب را — ہر روز جلوہ از شفق خاوران دہد
بادا عروس بخت ترا زینتے کہ بخت — ہر ساعتش بر دے نما صد جہان بہا

سب نے صداے آمین بلند کی دیکھا پہلوے لشکر اسلام سے گرد عظیم اٹھی
سب نے دیکھا ہنر بردشت جرات دریلے شوکت آفتاب سمان جلالت بدر کامل چرخ سخاوت جوان حجازی اسد
بن کرب غازی پشت مرکب باد رفتار پر سوار پہلو مین شاہزادہ صندل لان صندلی پوش و دیگر جوانان ذی ہوش
پشت پر سترہ ہزار جوان چہاتہ پوش دوش بدوش پرا جمائے ہوے نوبت نقارہ بجتا ہوا اس دھوم سے

سواری اسد نامدار کی پہونچی ملکہ لعل سخندان و ملکہ جیحون ایک تخت سحر پر دونون سوار صلاحین کرتی ہوئی آتی ہین دریاے لشکر جیحون جوش پر افراسیاب لشکر لیکر میدان کارزار مین پہونچ چکا ہی اخضر تخت پر سوار ہوکر کل فوج اسکی پشت پر میدان مین آکر ٹھہرا ہی افراسیاب نے بڑھکر خضر کو سلام کیا اخضر نے فرزند کہکر گلے سے لگالیا آمد فوج مہرخ و اسد نامدار دیکھکر افراسیاب جل گیا کہا والد نامدار جسقدر زمین ان باغیون کے مٹانے کا ارادہ کرتا ہون وسیدم انکا جاہ و جلال بڑھتا جاتا ہی دیکھیے آپکی صاحبزادی صاحب جیحون سے سرگوشی کررہی ہین اخضر نے کہا ای فرزند یہ سب صلاحین بیکار ہین آج شام تک لشکر و فوج کا نام بھی نرہیگا ساری سرکشی سب بھول جائینگے میری صاحبزادی آتی ہوگی پہر رات رہے مجھکو کنیزون نے خبر دی کہ شب بھر یاقوت نے در حجرہ بلاے عفریت طلسم پر پوجا پاٹ کرکے تسخیر کیا پختہ وعدہ ہوگیا صبح ہوتے ہوتے روانہ ہو چکی ہی جبتک دو چار ساحرون کو لڑنے کا حکم دیجیے انکے آنے پر تو پھر خاتمہ ہی بابدولت بھی سحر کرینگے ای افراسیاب تو تو بادشاہ طلسم ہوشربا ہی سب طرح کے سحر کتب ہاے پارینہ مین تحریر ہین مگر مین سحر جدید کرونگا سحر کے ایجاد کرنیکا مجھکو خداوند نے اختیار دیا اب افراسیاب نے اشارہ کیا ساحر بڑھے میدان آراستہ ہونے لگا میدان کارزار ساحرون سے بھرا ہوا ہی ہر شخص کا یہی ارادہ ہی لڑین بھڑین نام کرین دھوپ میدان مین پھیلتی جاتی ہی تاثیر سحر ساحران سے کبھی جھونکا ہواے گرم کا چلا کبھی ہوا ٹھنڈی آئی ساحرون نے چشم زدن مین میدان آراستہ و پیراستہ کیا نقیبان خوش آواز جانبین سے نکلے اشعار عبرت آثار پڑھنے لگے ایک طفل نقیب خوبرو خوشخو خوش آواز پرے مین سے بڑھا سرود نواز نے سرود چھیڑا اس طفل خوش آواز نے اہالیان لشکر سے آنکھین ملاکر یہ اشعار مصنف بصد سوز و گداز پڑھنا شروع کیے نظم مصنف

شبکو جا نکلا تھا اکدن مین مزار دوست پر
ہم گریبان چاک ماتم مین ترے ای یار ہین
کیا ہوا مرنیکے بعد ای راہی ملک عدم
راہ مین کچھ بستان ہین شہر ہین بازار ہین
چھت منقش ہی کہ سادی فرش رنگین یا سپید
مرغ زرین بال ہین یا عنبرین منقار ہین
[illegible] فقط یا آپ ہی آئے کبھی

اس جہت سے مثل ابر آنکھین بھی خونبار ہین
شاد ہی کچھ تو بھی زیر خاک ای نازک بدن
لوگ کیسے ہین وہانکے اور کیا اطوار ہین
مجلس جلسے مین جاکے تو اترا ہی ای رنگین ادا
تخت کیسے ہین منبت یا مرصع کار ہین
اہل صحبت کون ہین کیا گفتگو کا طرز ہی
اپنے اپنے شغل مین رہتے ہین یا بیکار ہین

قبر پر الحمد پڑھکر دوست سے مین نے کہا
شمع روشن ہی گلونکے قبر پر انبار ہین
منزلین نزدیک ہین یا دور ہین کیسا حال ہی
کسطرح کا قصر ہی کیسے در و دیوار ہین
پھول ہین کس رنگ کے پتے ہین کس انداز کے
خوش بیان خوش رو خوش وضع یا کج فہم و بدگفتار ہین
بات کرنیکی صدا اصلا نہین آتی کبھی

کس طرح کے لوگ ہین سوتے ہین پڑے بیدار ہین
پھول کیسے باغ کیسا گل ہی تیری کہان
آج خاک قبر سے انکے سرون کے ہار ہین

قبر سے آتی صدا ہی دوستین خاموش رہو
کنج تنہائی ہی اور افعی گلے کے ہار ہین
اب زیادہ بات کر سکتے نہین گھر کو چلا

ہم اکیلے ہین یہان احباب فی اغیار ہین
وہ ہمارا ہی کنار زک جو تمکو یاد ہی
دلمین کی زر وہ ہونا کیا کرین ناچار ہین

بچھڑین کی دھن ہین جو یہ اشعار عبرت آثار لقیمون نے پڑھے دل سب کے بھر آئے اپنے اپنے دوستون کو یاد کرکے رونے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا یارو مقام حسرت ہی کس سے پوچھین کہ رہروان ملک عدم پر کیا گذری کس شغل مین ہین ہائے کبھی خواب مین بھی نہین آتے وہ دوستان صادق وہ محبان واثق ہماری محبت کا دم بھرتے تھے اگر ایک دن ملاقات نہوتی تھی گھر پر آکر بیقراری مین آواز دیتے تھے کہ ای برادر اپنی آواز ہمکو سنا دو صورت دکھاؤ کل سے ہماری صحبت مین نہین آئے ہم گھر سے نکل کر انکے لپٹ جاتے تھے آپس کی حکایت و شکایت ختم نہوتی تھی یا سالہا سال گذرے ملاقات کیسی آواز بھی کان مین نہین آتی آٹھ پہر انکو یاد کرتے ہین نام لیکر فریاد کرتے ہین انہین سے کوئی ہمارے پاس نہین آتا اپنا حال صاف صاف نہین سناتا بموجب مضمون رباعی

راحت مین بسر ہوئی کہ ایذا گذری
کس سے پوچھین کہ تم پہ کیا کیا گذری
ای کنج لحد کے رہنے والو افسوس
کیونکر تاریک گھر مین تنہا گذری

مضمون پہ سنتا آگیا ہر شخص کی آنکھون کے آگے موت پھرنے لگی یہی آرزو تھی کہ اُڑین پھرین نام پیدا کرین دنیا کے جھگڑون سے چھوٹ جائین اسی جوش و خروش مین افراسیاب نے طرف اپنے لشکر کے دیکھا تھا جہان حیرت سے گلشن جہان افروز شاہزادی طاؤس زرین بال کو اٹھا کر سامنے افراسیاب کے آئی گلشن پر افراسیاب کی نگاہ پڑی بیتاب ہو گیا حسن مین ملاحت جمال مین صباحت قد موزون رشک سرو گلشن غنچہ دہن آرام جان روشنی بخش دیدہ مشتاقان افراسیاب نے کہا کیون ای گلشن کیا ارادہ ہی عرض کی حضور جسقدر آپ کے ملک خراب ہوتے ہین خیر خواہان دولت سر پر ہاتھ رکھکر روتے ہین آج لونڈی کا ارادہ ہی کہ بی بہار سے مقابلہ کرون مشہور ہی کہ وہ تمغے چھوا دیتی ہین اگر کنیز کا سحر چل گیا وہی حال اگر ملکہ بہار کا نکیا تو نام اپنا گلشن نہ یا افراسیاب نے کہا ای گلشن یہ ن میدان مین جاؤ مقابلہ کرو بہار کے مقابلے کی ہوس دل سے نکالو بہار نے سیکڑون گھر برباد کیے نام فقط بہار رہی مشہور یہ بات ہی برباد کن خانہ حیات ہی گلشن نے عرض کی لونڈی نے بارہ برس ملکہ حیرت کی خدمت کی آپ دیکھینگے کیا کیا سحر ہوتے ہین افراسیاب نے گلشن کو بمشکل اجازت دی گلشن پھول اچھالتی ہوئی میدان مین آئی بوٹا سا قد باغ میدان مین آکر للکاری بی بہار کہان ہین کہ مجھسے مقابلہ کرین یہ سنتے ہی بہار نے طاؤس بنا صف سے نکالا

ملکہ مہ جبین سے اجازت لی ملکہ مہ جبین نے کہا ای بہار ریاض بہار پیرایہ باغ عالم کے تمکو سپرد کیا کبھی گلشن جمال مین خزان
نہ آئے بہار سلام کرکے طرف گلشن کے چلی ملکہ حیرت نے دیکھا جسطرح کنیزان بہار جمع کرکے عقب بہار کھڑی
ہوتی ہین اُسی طرح پندرہ ہزار کنیزان گلشن ایک ایک رشک چمن عقب مین گلشن کے شاخہاے نخل ہاتھ مین لیکر
چھڑیان پھولون کی بصد رعنائی و زیبائی سب کے ہاتھون مین میدان مین آکر جمین بہار و گلشن سے سحر چلنے
لگا دونون نے خوب پھول برسائے کبھی تر بہار کے پھول کھلے گلشن تڑپ کے گری ہوائے گرم چلی باغ سحر
بہار پامال ہوا کبھی گلشن نے چمن تر و تازہ بنا کر نثار کیا بہار نے منہ کھولا دھوان منہ سے نکالا وہ چمن بھی
جل گیا کسی کا رنگ سحر جمنے نہین پاتا دونون کے سحر برابر چل رہے ہین پھر بہار کا اسی طرح دونون لڑتین دکھنے
دالون کے رنگ دستغیر بلبلون کی زمزمہ سرائی ہزارون طائر اُڑتے پھرتے مین پروانہ وار شمع جمال پر گرتے ہین
بہار نے صد ہا طائر مارے ایک مقام پر گلشن نے اک عندلیب خوشنوا کو حلقہ ہاے دام زلف عنبرین مین
پھنسا یا پکڑ کر اُسکو شمشیر ابرو سے ذبح کیا خون بلبل بہار پر پھینکا راچند آبلے جسم مین بہار کے پڑ گئے
چہرہ اُداس ہاتھ مین رعشہ سب دیکھ رہے ہین کہ لشکر حسرت دیاس نے بہار کو گھیر لیا گلشن اُسی طرح تڑپ
رہی ہے برق چمکاتی ہے کبھی آگے بڑھ جاتی ہے گرتے گرتے بہار نے اپنے کو سنبھالا اسکا کراوازدی ای بلبل بے نوا
ہمارے بہار حسن کی تو سیر نہ کر سکی اور یہ اشعار اُس غنچہ دہن نے پڑھے **نظم**

نوبہار آمد کہ افشانت چو حسن یار گل
گرد بے عزت بہار آخر بہ بازار گل
سایہ گرد موج زن بے جنبش گل از نسیم
از چہ مینا زد بہشت و برہم دو دنیا ر گل
مغز عالم را معطر کرد گویا میکند
چون وصال یار ریزد ہر خس و خار گل
بسکہ طبع کائنات از خرمی آبستن است
چون کند با این رطوبت سایہ دیوار گل
از نہال قامت خوبان زمین سوسن رو است
از شمیم خلق داور شد اظہار گل
گل فروشی بود مخصوص دل افگار را
برہ ماند باد آہ مجرمان بردار گل
گر ہمی ماند کہ تاراج خزانی در پی است
گر بجاے عشوہ ریزد در دم رفتار گل

یہ اشعار پڑھکر جو بہار نے آواز
دی سب نے دیکھا اک طائر ہفت رنگ منقش اُڑتا ہوا کاندھے پر بہار کے آکر بیٹھا منقار کھولکر زمزمہ سرائی کرنے
لگا بہار نے کہا ای طائر وحشی بی گلشن نے عندلیب خوشنوا کا خون کیا اپنے ہمسر کے خون کا معاوضہ لے جا
سنکر وہ طائر ہفت رنگ آمادہ جنگ سامنے گلشن جہان فروز کے آیا آنکھ ملا کر یہ غزل پڑھی **غزل**

غیرت دیوانگی بخشی مجھے تقدیر نے
جان پروانے نے دی مجھسے پیے گلگیر نے
طوق نے کی بندگی چومے قدم زنجیر نے
مدتین گذرین کہ اطمینان نکالا کر دیا
دونون عاشق شمع کے اور دونون قسمت جدا
نالہ بے سود نے فریاد بے تاثیر نے

سر زبان خاموش کر دیتا ہی راز دوستی
کہہ دیا کچھ شمع نے کچھ سن لیا گلگیر نے

پوچھ نہ حال دل کہا میرا زبان تیر نے
آبرو رکھ لی گنہگاری کی گو ہم مر گئے

قتل سکین کیا عاشق و معشوق کی [illegible]
منہ نہ کھلوایا سوال بخشش تقصیر نے

یہ اشعار جو اس طائر ہفت رنگ نے گلشن سے آنکھ ملا کر پڑھے طائر ہوش و حواس گلشن کے اڑ گئے لیکن وہ طائر ہفت رنگ زمزمہ سرائی کرتا ہوا سر پر گلشن کے آکر ٹھہرا شل انسان کے آواز دی کیون گلشن تجھے عندلیب بے نوا کا خون بہایا اب ثمر نخل بد عت سے ملیگا غنچۂ آرزو عمر بھر نہ کھلے گا یہ کہکر طائر نے ایک آہ کی منہ سے شعلہ نکلا جلکر خاک ہوا وہ خاک گلشن جہان افروز پر گری خاک سحر یاد نہ رہا برباد ہوئی جھونے لگی طرف ملکہ بہار گلعذار کے آہ آہ کرتی ہوئی دوڑی ہر مرتبہ یہی پکارتی تھی نظم

دیکھی دل وسکے قدر روانی
کہنی ہو بہت بڑی کہانی
سونا ہو گوشہ لحد مین
آنکھون سے کی ہو پاسبانی
مستانہ سری نسیم کب تک

بس بندہ نواز مہربانی
شعلے اٹھتے ہین استخوان سے
ہان ہان وہ رات بھی ہو آنی
آئی پیری پیام رخصت
آخر آخر ہو نوجوانی

ہوتی ہو باز پرس اعمال
اللہ ری سوزش نہانی
او وعدہ خلاف سالہا سال
بڑھتی جاتی ہو بدگمانی
بہار نے آواز دی ای گلشن حسن

و خوبی ہوش مین آ جانور کا خون کرکے کیا مزا ملا دیکھ آبلے بھی اچھے ہو گئے طائر ہفت رنگ نے تمھارے ہوش اڑا دیے تنہا کیون آتی ہو گلشن کے ساتھ تمین بھی ہو بھول ہون نخل سر سبز شاداب ساتھ والیون کو پکارے گلشن ملتی صاف ظاہر تھا کہ سوج ہوائے سحر بہار زنجیر بنکر پانون مین گلشن کے پڑ گئی طوق اطاعت بہ گلو قمری وار کو کو کر رہی ہو دم حلم بہار کا بھر رہی ہو تیرہ ہزار ساتھ والیون کو آواز دی ارے جلد حاضر ہو ملکہ عالم با وفا تی بین تیرہ ہزار کنیزین جمع کر حربہ ہائے سحر ہاتھ مین لیے ہوے پشت پر گلشن کے آئین گلشن نے پکار کر کہا بی بہار کیا حکم ہوتا ہی بہار نے کہا ای گلشن تمکو ہماری کچھ خبر ہو کیسی گلشن ہو بہار کے بچانے کی فکر کرو ہمارے دشمنون کا ذکر کرو گلشن نے دست بستہ عرض کی آپ کے دشمنون کو خاک مین ملا دون نخل حیات عدوے بہار قلم کردن تمھارے دشمن کے لیے صیاد ہون بصورت گلچین صاحب ظلم و بیداد ہون بہار نے کہا ای گلشن کیا تمھاری آنکھین پھوٹ گیئن افراسیاب حیرت و اخضر ہم پر لشکر کشی کرکے آئے ہین چاہتے ہین فصل بہار کو شامین رنج ہین یہ لوگ زندہ نہ چھوڑینگے اسی واسطے ہم نے تمکو میدان مین طلب کیا ہمارے دشمنون پر جا پڑ و اخضر و حیرت کا سر لاؤ گلشن کو بہار کا پاس ضرور ہو گلشن نے کہا

ابھی جاکر ان سب کا سر لاتی ہون میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائینگے تینون کے سر مجھسے لیجیے بہار نے کہا کیا
کہا حضور ابھی جاتی ہون اُن باغبون کے سر لاتی ہون یہ کہکر طرف کنیزون کے پلٹی کہا صاحبو تمنے کچھ سنا
شہنشاہ طلسم ہوشربا نے ملکہ بہار کے ساتھ دشمنی کی چلکر ہمراہ لاؤ بہار کا ساتھ دو بہار کے زندہ رہنے سے
ہم بھی پھولینگے پھلینگے اگر فصل بہار نہ رہی تمہارا ہمارا کہان ٹھکانا ہے کہان جاکر چھپین ہمیشہ تباہ و برباد
رہینگے سب نے کہا حضور ہم آپ کے تابعدار ہین ملکہ بہار کے خدمتگزار ہین دیر نہ کیجیے ہم چلتے ہین آپکے
ہمراہ ہین گلشن نے کہا حیرت یا سے سحر سنبھالو باتین نہ بناؤ جلد سر حیرت لاؤ اخضر سبز قدم نہ کچھ جلد سر کاٹ لاؤ
یہ کہکر جھومتی ہوئی گلشن آگے پندرہ ہزار کنیزین پھولون کی چھڑیان ہاتھ مین جوش و خروش بات بات مین
عشق ہین ملکہ بہار کے مبہوت لب پر مُہر سکوت لشکر حیرت و افراسیاب پر جا پڑین بہار تو پلٹ کر اپنی صف
پر آئی ملکہ مہرخ نے کہا ای بہار کیا کہنا بہار نے جھک کر سلام کیا مہ جبین نے خلعت تحسین و آفرین دیا مگر
گلشن نے جاتی ہی سحر کیا کنیزون نے جسکو چھڑی ماردی سر اُسکا پھٹ گیا جس پر پڑا کف افسوس ملتا تھا جسم
پھول گار رنگ و آتش خو کا تغیر ہوا ہوش و حواس پراگندہ گلشن طرف حیرت کے جاتی ہے پکارتی ہوئی
کیون او حیرت تو ہماری بی بی ملکہ بہار کی دشمن ہوئی یہ کہکر گولہ مارا پندرہ ہزار نے ایک مرتبہ سحر کیے
لشکر مین تلاطم ملازمان افراسیاب کے ہوش گم بھگدڑ پڑ گئی اخضر نے کہا ای افراسیاب بہار نے غضب کیا
افراسیاب غصے مین جھومکر بڑھا للکارا او گلشن خبردار کہان جاتی ہے طرف حیرت بھاگنا بھاگ آ ازدہی ہے جا تون
محل ہین گلشن کو مارو آج تمہاری بوا نے نیا رنگ کھایا صدمۂ عظیم پہنچایا اپنے کو بچا ان کمبختون کے
سامنے نہ جا لیکن گلشن حیرت پر سحر کرتی ہوئی بڑھی ہی کہ ایک کنیز نے بڑھ کر کہا کہ اس بیچاری عورت کو
کیا مارین چلیے اخضر کو للکارین گلشن نے کہا بوا تو نے بڑا احسان کیا مین اخضر گمراہ کا نام بھول گئی تھی چلو
اُسکو گھیرین یہ کہکر گلشن ساتھ والیون کو ہمراہ لیکر لشکر اخضر پر گری پہلے ہی حملے مین دس ہزار جادوگر اخضر کے
مارے اخضر گھبرا کر پکار اُٹھا یا خداوند سامری تمہاری معشوقہ کا باپ ہون خواب مین اُس بیچاری کے
آتے تھے نیرنگ دکھاتے تھے آج ہم کو فراموش کیا سب خدمتگزار تمہارے قتل ہو رہے ہین اسوقت گر
مدد کرو ہونے دو سو خدا ایک جگہ ہو جاؤ سب بھائی بھتیجون کو ساتھ لاؤ خداوند جمشید سامری کے بڑے بھائی
میرے لشکر کی تباہی ہو رہی ہے تمہاری معشوقہ عفریت طلسم کو لینے گئی ہے یہان باغبون نے قیامت برپا کی گلشن
کو جلد غارت کر دیجیے خداوند ہو بندون کی جان جاتی ہے تم کیا بہرے ہو گئے کہا تک چیخین گلشن نے جھومکر

دوسرا حملہ کیا ابکی حملے مین اور دس ہزار آدمی مارے اب تو اخضر چٹپٹانے لگا سر زمین پر رٹے مارا افراسیاب نے کئی مرتبہ دو چار سنگریزے اٹھا کر مارے گلشن نے بڑھکر ان سنگریزون کو بھی روک لیا حیرت نے کہا اے شہنشاہ آج نئے رنگ کا سحر ہے تو غضب ہے آپکا سحر خونی خالی گیا سنگریزون کو اسنے روک لیا کب کا موج جسم بھی میلا ہوا حقیقت مین گلشن کا یہ حال ہے چہرہ سرخ آنکھین ابلی ہوئین چھپا جیسے کوئی عاشق صادق پکارتی ہے یہان بہکتے ہو نظم

بہار کوچۂ جانان ہون وہ غبار ہوئین
گناہ ڈر کے کیے مین گناہگار ہوئین
ہوئی جو روز جزا عاشقون سے کچھ پرسش
صدا یہ کانون مین آئی کہ انتظار ہوئین
صنم بھی کہتے ہین شدہ ہی تسلی دے
پھر اک بار ہو محشر امیدوار ہوئین
بھر اتحاد ہے ہی مجبوری ہوئی جسدن
نہ بیٹھا مرے پہلو مین بیقرار ہوئین
شباب حسن بتان مین ہم یہ جھگڑا ہی
ٹھکانے کی تو کہون جب کہ ہوشیار ہوئین
یوسف نگاہ غیب سے پوچھو وہی بتادیگی
حلال توبہ رندان بادہ خوار ہوئین

ستا ہوا ہون مگر نقش پائے یار ہوئین
وہ ناتوان و گران جان ہجر ہون بدوست
ہون کا عشق پکار اگناہگار ہوئین
پکارتا ہے دل مردہ فاتحہ پڑھیے
وہ اضطراب ہے مجھکو وہ بیقرار ہوئین
گلی ہوا ہے فلک تنگی نہ یار کا کوچہ
جدا ہون یار سے جبتک کہ شرمسار ہوئین
ہوا کرین جو یہ ابرو کمان مین سر اندا
کہ بے ثبات ہے تو بالکل اعتبار ہوئین
اندھیری گور مین تنہا ہے داغ ہی اوجھا
کہ بے گناہ ہوئین یا گناہگار ہوئین

تمھاری شان کہ کبھی سے مسمار ہوئین
سبک ہین آنکھون مین سبکی لوتی بار ہوئین
گمان نیند کا آنکھون مین ہیچ شب وعدہ
کبھی بھر آرزو نکا تھا اب عزار ہوئین
نہ نکلی حسرت دل روز بازپرس کی
اٹھا جہان سے نہ بیٹھا دہان غبار ہوئین
معاف بے ادبی اے خدنگ غمزۂ ناز
بچار ہونگا قضا کا اگر شکار ہوئین
کسے بتاتا ہون کیا جانے وہ یار ہے کیسے
سر مزار چراغان نہ مزار ہوئین
جدھر اشارہ کیا شوق دل نے ٹوٹ پڑا

صاف اسکے تیور سے ظاہر ہے کہ کسی کی عاشق صادق ہو گئی یہان

منہ پہ خاک ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہے زبان پر نغمہ کنیز بہار سب کنیزین آواز دیتی ہین ہم بھی تا بنا بہار نے گلچین ہین گلشن نے چاہا اخضر کی گردن لون یہ تخت سے کود کے بھاگا افراسیاب نے پکار کر کہا بی بی جان سحر کرو اس باغیہ کو قتل کر ڈالو اخضر نے کہا اسپر سحر تاثیر نہین کرتا سحر بہار کے عجب رنگ کی تاثیر ہے اسکے قتل کی کیا تدبیر ہے افراسیاب غصے مین بڑھا ادھر سے حیرت نے بھی ہوا باد ڈالا اسطرح ابرلق بھی بڑھے ظلم نے برف برسائی خاک تاثیر نہوئی آتش کے لازم ٹھنڈے ہوئے ابرلق نے پتھر برسائے گلشن نے سحر کیا وہ پتھر پلٹ کر انہین سنگدلون پر گرے کئی ہزار کے سر پھٹے برق سر اخضر پر گری سر زخمی ہوا اب تو بیقرار ہو کر پکارا نام جمشید و سامری کے لعنت ہے مدد کو نہین آتے اخضر نے بیقرار ہو کر جو چیخ ماری آسمان پر ابر گلنار پیدا ہوا

سب نے دیکھا یاقوت سخندان دریاے سحر مین غوطہ مارے ہوے تاج یاقوت نگار سر پر لباس فاخرہ زیب جسم
چہرہ غصے سے سرخ طاوس کو اڑاتے ہوے آتی ہی دیکھا سارے لشکر مین دریاے خون جاری اخضر کا سر
زخمی چیخ رہا ہی اب تو خداوندون کو برا کہنے لگا وہین سے ملکہ یاقوت نے نعرہ کیا بابا جان بس زبان کو روکیے
خداوندون کے مقدمے مین بے ادبی نہ کیجیے اسی اعتقاد نے سامری پرستون کو خاک مین ملایا ذرا سی سختی
پڑی خداوندون کو برا کہنے لگے مسلمان دیکھو کیسے ثابت قدم ہین اپنے اعتقاد کے پابند حق پسند لاکھ مصیبت پڑے
اپنے مذہب سے منہ نہین پھیرتے آپ قدرت کو برا کہتے ہین سامری وجمشید نے کیا کیا سحر بہار مین مبتلا ہو کر
آتی ہی سحر اتارو یہ کہکر طاوس سے کود دی گلشن کو للکارا او گیسو بریدہ کہان جاتی ہی ہمارے بابا جان کے
ساتھ یہ بے ادبی گلشن مبہوت ہو رہی ہی ملٹ پڑی للکارا او شغل تو کون ہی تیری کیا حقیقت اور تیرے
باپ کی کیا لیاقت ہی غول صحرائی ہی یاقوت جست کر کے برابر گلشن کے پہونچی گلشن نے بھون کی چھڑی ماری
یاقوت نے اسم سحر پڑھکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا غصے مین ایک طمانچہ مارا گلشن کا سر اڑ گیا آواز آئی گشتی مرا
من گلشن جہان افروز تو کنیزون نے جو یہ معرکہ دیکھا یاقوت کو چہار طرف سے گھیر لیا ایک کہتی ہی اسکی
ناک کاٹ لو ایک کہتی ہی چوٹی پکڑ کر گھسیٹتی ہوئی لیچلو خدمت مین اپنی بی ملکہ بہار کے پہونچا دو ایک کہتی ہی بلبلہ
بڑی جاہل ہی ہماری بی بی گلشن کی قاتل ہی اسقدر گھونسے مارے کہ یاقوت آتش سحر مین چھپ گئی بتقاضاے غضب
تڑپی آسمان پر پہونچی وہان سے کڑک کر گری کئی کنیزون کے دو ٹکڑے کیے چمک چمک کے گرنے لگی کنیزین بیچاری
بھاگ گئین پکارتی ہین ملکہ بہار دوڑیے یہ کون ہی ہمارے مالک کو قتل کیا یاقوت لڑتی ہوئی چلی لشکر نے شور
کیا او نامردو کیا دیکھ رہے ہو گھیر کر مسلمانون کو مار لو یہ جو آئے کہا باغیان لاکھ کا لشکر اپنے مقام سے بڑھا ادھر
ملکہ مہ جبین نے تخت بڑھایا باغبان نے خیمہ سر کیا ملکہ تران واختر ومرداریہ ومجلس وغیرہ اسباب سحر لیکر
لشکر افراسیاب پر گرین مجلس تڑپ کر گری تخت پر برات گڑیا کی آراستہ تھی گڈا دولہا بنا بیٹھا تھا دولہا
کی ٹانگ پکڑ کر مجلس نے چرخ دیا پھر اٹھا مار کر چیر ڈالا دو سو نہرے نیچے پیدا ہوے جادوگرون کی ٹانگون مین
لپٹ گئے کئی ہزار کی ٹانگین چیر ڈالین تران نے بڑھکر اختر مرداریہ مارا کئی ہزار کے سینون کو توڑ کر
نکل گیا ملکہ اختر چمک کر گری موتیون کا مالا گلے سے تار زمین پر دبا جتنے موتی ٹوٹے اتنے ہی ساحرون کے
پھٹے مرداریہ نے بڑھکر آگ برسائی کئی ہزار ساحر جل گئے کنیزان گلشن بھی شریک ہین بڑھی ہوئی لڑ
رہی ہین یاقوت پر جلجا پڑتی ہین چاہتی ہین کہ اسکو پکڑ لین یاقوت شعلہ جوالہ بنی ہوئی لڑ رہی ہی جس کنیز نے ہاتھ بڑھایا

یاقوت نے کسی کو طمانچہ مارا کسی پر نگاہ سے بجلی گرائی کسی پر برق چمکائی کسی کو ہنسکر جلا دیا جب غنچہ دہن وا کیا دھوان نکلا سیکڑون نابینا ہوگئے لیکن ہمراہیان ملکہ مہرخ نے لشکر اخضر و افراسیاب کو تہ و بالا کر دیا پشتن لاشون سے بھر دیا رعد و برق و برق لامع و باغبان و ملکہ مہرخ مع شاہزادہ خورشید زرین سحر نے آفتاب سحر چمکایا وہ حدت دکھائی ساحرون کے بھیجے ناک سے بہکر نکل گئے سرخ مو نے کاکل کھولی اندھیرے مین سیکڑون کو مارا برق لامع چمک کر سامنے یاقوت کے آئی یاقوت نے چاہا برق لامع پر سحر کرے ناگاہ زمین سے بلند ہوئی یکایک زمین شق ہوئی رعد جادو نے سر نکالا تم رعد جادو کنکر چیخ ماری یاقوت اُلٹا گری اوپر سے برق لامع تڑپ کر گری چاہا سر کا ٹکڑا نکل جاوے یاقوت نے اپنے کو بچایا لیکن سر پر زخم کاری آیا خون اس ملعونہ کا زمین پر گرا جتنے قطرے زمین پر گرے اُتنے ہی ساحران مہرخ جل گئے ڈھیر ہو گئے پہاڑ گرا اسنے زخم سر کو باندھا سب نے دیکھا یاقوت کے سر سے خون ٹپکتا ہوا پایا نیچے سنبھالکر طرف پہاڑ کے بھاگی لعل سخندان نے بلند ہو کر آواز دی یار دو جواب یاقوت سخندان عفریت طلسم کو بلاتی ہے طرف کوہ فلک شکوہ کے جاتی ہے یاقوت نے پہاڑ پر جا کر ایک ٹکر ماری پہاڑ تھرا گیا یکایک پہاڑ پھٹا دل کوہ سے ایک کوہ پیکر دیو مہیب بڑے بڑے ہاتھ پاؤن سر گنبد مکان کنہ ہاتھ پاؤن ٹھنے نخل چنار کے سینہ صحرا سے ویران موئے جسم مثل نشتر کوہ پیکر خود سر چیخ مار کر سامنے آیا ہاتھ باندھکر کھڑا ہو گیا کہا اے معشوقۂ خداوند خیر تو ہے یاقوت نے کہا اے عفریت خونخوار باغیون نے اسقدر عاجز کیا خون ہمارا زمین پر گرایا اُن سبکو کھانے یہ سنتے ہی عفریت نے دست نحس کو بڑھایا چار ہزار کنیزین گلشن کی سب سے آگے بڑھی ہوئی لڑ رہی تھیں ہاتھ مار دو سو نازنینان حور وش آ سکے تخت بدعت مین آ گئین اُٹھا کر پھانک گیا مع استخوان کر کر چبانے لگا یمن جنگل مارے ان چار ہزار کا خاتمہ کر کے طرف لشکر اسلام کے بڑھا لعل سخندان چیخ رہی ہے ارے یار دو بھاگو اس ظالم خونخوار آدم خوار سے جان بچاؤ دیکھو چشم زدن مین چار ہزار کنیزان گلشن کو کھا گیا ایک قطرہ خون بھی زمین پر نہ گرا اسی وقت کا ہمکو خوف تھا وہ وقت تباہی آ گیا ملکہ لعل نے جو اس طرح آواز دی سب لوگ بھاگے لیکن بھاگ کر کہان جائیں دو دو کوس تک اسکا ہاتھ جاتا ہے پانچ کوس پر اسکا قدم پڑتا ہے جب لوگ بھاگے جنگل مارا جیسے کوئی انسان کھیلون کے پھنکے مارتا ہے اسی طرح دو سو کو اٹھایا پھنکا مار گیا چبا تا بھی نہین سب نے دیکھا کہ حقیقت مین یہ بلائے طلسمی ہے پیٹ ہے کہ تعر جہنم دس ہزار کو دم بھر مین کھا گیا اہل اسلام بھاگے جاتے مین باغبان نے آکر اسعد پر سحر کیا انکا گھوڑا انکو لیکر بھاگا ہر چند یہ کوڑے مارتے

ہین زانون مین دبائے ہین تاثیر سحر باغبان سے گھوڑا نہین رکتا منزلون لیکر اسد کو نکل گیا ملکہ کو صندلان
کو بھگائے لیے جاتی ہو صاحب خدا کے واسطے اپنے آقا کو لیکر جہانتک بنے بھاگ جاؤ دیکھتے ہو کیا قیامت ہو
بھیا کا شکم ہو کہ غار آفت ہو لاکھون کو کھا گیا ملعون بلا خوار کا شکم نہین بھرتا بران واختر وسردار ید ومجلس بہار
وباغبان وغیرہ نے مل ملکر عفریت پر گولے مارے پتھر برسائے آگ کے دریا بہائے لیکن کسی کا سحر اسکے
جسم پر اثر نہین کرتا جسنے گولا مارا پھٹکر گرپڑا تیر وتیغ پڑا جسم پر اسکے دھبا بھی نہ آیا آگ برسی شعلہ خو کو خبر
بھی نہوئی دریا نے آب موج مار کر آیا چلو لگا کر پی گیا جب سحر کرنے سے عاجز ہوتے ہین یہ سرداران تہمتن
چیخین مار کر روتے ہین پر پرواز پیدا کرکے بھاگتے ہین اپنے نزدیک بہت بھاگے دس کوس پر آسکے ٹھہرے
پلٹ کر دیکھا اسکو سر پر پایا ایک قدم اسکا پانچ کوس پر پڑتا ہو کہانتک بھاگنے والا بھاگے یہ پھر بھی
دس بیس کوس آتے وہ تین ڈگ بڑھا کر دم مین آگیا جنگل مار اسود وسو کو کھا گیا بڑے بڑے سحر کیے بران
نے کئی مرتبہ اختر وسردار ید مارا جب اسکے سینے پر پڑا سیاہ ہوگیا گھبرا کر بران اختر کو لیکر بھاگتی ہین اپنا خون
ڈالکر روشن کیا اختر خاک کام کرے ستارہ سب کا گردش مین فلک کج رفتار مٹانے کی کوشش مین استادان
سخنور نے اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرمایا ہو کہ ملکہ لعل برق ہی چمک چمک کر سر پر عفریت کے گرز
گرز لگا لگا کر شانے پر مارا خنجر سحر شکم پر لگایا لیکن وہ ملعون فولاد صاحب بیداد تلوار وتیر وتبر وخنجر کا خط بھی نہین
پڑتا جسم پر ملکہ لعل نے دو گھڑی کامل سحر کیا آگ کا دریا بہایا عفریت عمداً اُس آگ مین پھاند پڑا اُسکے
مین اک چشمہ ملا ملکہ لعل نے قریب چشمے کے جا کر چشمے پر نگاہ قہر ڈالی چشمہ اُبل کر دریا بنگیا عفریت نے آواز
دی ای معشوقہ خوبرو مین دیر سے پیاسا تھا پانی پیکر غذا کو ہضم کرون یہ کہکر کنارے دریا کے کھڑا ہوگیا دو
آنو چلو بھر بھر کر پینے لگا دریا کی کیچڑ تک چاٹ گیا ہر چند کہ وہ دریاے سحر تھا پانی مین شمشیر آبدار کی روانی تھی
اسکو کچھ نہ معلوم ہوا نہنگان خونخوار اُس دریاے تہار سے نکلے منہ کھولکر عفریت پر گرے یہ انکو بھی چبر
پھاڑ کر کھا گیا ایک جنگل مین مچھلیون کو لیا مل دل کر انکو بھی کھا گیا ملکہ لعل روتی ہوئی سامنے ملکہ مہرخ کے
آئی مہرخ نے بہت تعریف کی کہ ای لعل کیا خوب سحر کیا لعل نے کہا حضور سب بیکار ہوا یہ نہنگان دریاے
خونخوار ایسے قیامت کے مین نے بنائے تھے لاکھون کو کھا جاتے راہ ملک عدم دکھاتے مگر وہ بیحیا انکو بھی
کھا گیا اب مین کیا کرون براے خدا مہ جبین و اسد کو لیکر بھاگ جایئے ایک دن ایک رات بھاگتے ہوے
گذر چکا یہ مقدمہ بھی ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ افراسیاب و یاقوت واخضر منزلون پیچھے رہگئے ہین جب

مقام پر عفریت جم جاتا ہی کسی کے سحر سے تھم جاتا ہی بعد عرصہ دراز افراسیاب یاقوت اخضر پہونچنے مین
یاقوت پھر نمود کردیتی او عفریت کیون ٹھہرا اہل اسلام بھاگ کر نہ جانے پائین بہ ڈگ بڑھا کر پھر
اُن تک پہونچ جاتا ہی افراسیاب کے ساتھ سب طرح کا سامان موجود ہی اُس رو داروی مین بھی مغنّیانے
ساتھ مین ساقی بچے شراب پلاتے ہوے چلے آتے ہین باورچی خانے ہمراہ جب عفریت آگے بڑھجاتا ہی
یہ سب کسی صحرا مین ٹھہرے ملازمون نے فوراً فرش لاکر بچھا دیا خاصہ لاکر آراستہ کیا افراسیاب آکر بیٹھا
سب مصاحب شریک ہوے ہاتھ تیتھے پڑنے لگے جب کھا پیکر سیر ہوے دو چار جام شراب پیے پھر تعقب مین
چلے ایک مقام پر ملازمون نے آواز دی ای شہنشاہ خاصہ تیار ہی افراسیاب نے اشارہ کیا فرش قالین
بچھا خاصہ لاکر رکھا حیرت آکر بیٹھی جاتی ہی نوالہ اٹھائے کہ صرصر شمشیر زن روتی ہوئی سامنے آئی ملکہ
حیرت نے کہا خیر تو ہی صرصر نے کہا حضور آج تین دن تین راتین مسلمانون کو بھاگتے ہوے گذر رہی ہین آج
راہ مین ایک قلعہ ملا اُس قلعہ مین مہرخ کا خراج گذار تھا وہ سب کو بھوکا پیاسا دیکھکر کھانا تیار کرکے لایا
دسترخوان بچھا تھا آگی ہی شبو بہار انتہا کی پیاسی تھین بہشتی ساتھ آتے تھے اُس جوش مین بھوک کے ایک
نوالہ منھ مین ڈالا العطش کہکر چلو لگایا چاہا کہ بہشتی سے لیکر پانی پیون حضور عفریت کا نعرہ ہوا بہار
بھاگی پیاس سے اُسکی زبان منھ سے نکل آئی تھی بھوک سے شکم و پشت ایک ہی شدت تشنگی سے ہونٹھون پر
پپڑیان جم گئی تھین اُس گلعذار نے اپنے کو بیتاب دیکھکر چشمے مین گرادیا عفریت وہان بھی پہونچا کیتر بہار کو
لیکر بھاگ گیا مین نے جو یہ حال پُر ملال دیکھا میرا تو کلیجہ پھٹ گیا اب آج تیسرا دن ہی مسلمانون کا حال دیکھا نہین
جاتا لیکن ایسے سخت ہین شرکت کا نام نہین لیتے اطاعت کا ذکر نہین جان بچانے کی فکر نہین حیرت
بے اختیار رونے لگی پکار اُٹھی ہاے بہار بہنے تجھکو اس ناز و نعم سے پالا اب تیری بہار جنگل کے کانٹون
سے فگار ہو کیونکر میرا کلیجہ نہ پھٹے صرصر نے کہا اسوقت مین چلکر دستگیری کیجیے بہار کو دیو کے ہاتھ سے
بچا لیجیے حیرت نے کہا ای صرصر مین تجھکو حکم دیتی ہون اگر افراسیاب نہ مانیگا مین اسکے گھر سے نکل جاؤنگی تو
جاکر بہار کو بلا لا میری جانب سے کہنا تمہاری بہن نے خطا معاف کی شہنشاہ تم سے رضامند ہین ارے کمبخت
تیرے واسطے ہم بہت دردمند ہین شاید بدبخت چلی آئے اسوقت بات سن کے صرصر نے کہا مجھے یقین
نہین آتا لیکن بموجب آپکے حکم کے جاتی ہون اسوقت مین سمجھاتی ہون ادھر تو صرصر مثل باد صرصر چلی وہان
اہل اسلام کو ایک خطۂ ریگستان مین صبح ہوئی پراگندہ خاطر حیران و پریشان مضطر و بیقرار انتہا کا انتشار اس جنگل مین

ٹھہر گئے ملکہ مہرخ نے کہا یارو اب ہم سے نہین بھاگا جاتا اسی مقام پر جان دینگے اب نہ پیچھے قدم ہٹائینگے
لطف و بناے دو دن خوب اٹھایا پانؤن سوج گئے اب ایک قدم بھی ہٹانا دشوار ہی مہرخ نے دیکھا کہ
ملکہ لالان خونقبا سر برہنہ پاپیادہ بارہ ہزار کنیزین ہمراہ سر پیٹتی ہوئی نکل آئی ہین کانٹون سے پاے نازک
فگار تلوے آبلہ دار پھوٹ پھوٹ کر انکے حال پر روتے ہین یہ فرماتی ہوئی آتی ہین عشق نے رتبہ مجنون عطا فرمایا
کانٹون کے جنگل مین کیلا پھرایا بارو دشت نجد کہان ہی استاد جی کی قبر کی زیارت کرلین فاتحہ پڑہین نظم

خدارا لیچلو یارو مجھے اُس شوخ پرفن تک
یہ حالت اتبو پہونچی ہی کر ردیتے ہین دشمن تک

وہ مطلب ہون کہ جسکو تم زبان پر لا نہین سکتے
وہ خواہش ہون کہ پوشیدہ پہونچ جاتا ہون دشمن تک

خم پیری کے احسان سے جھکی ہی اسقدر گردن
کہ آجاتا ہی اب میرا گریبان میری گردن تک

وہ ہون دیوانہ مفلس سلاسل جب سے ٹوٹی ہی
میسر مجھکو ہو سکتا نہین پیوند آہن تک

پھر آئے میرے نالے بد دماغی دیکھ گلچین کی
کہا غیرت نے مر کر بھی نہین جائینگے گلشن تک

مرے آنسو بھی لطف بے نیازی سے نہین خالی
وہ گوہر زیب دامن ہین نہین رکھتے جو روزن تک

نہین ہی یاد کچھ طول گرفتاری سے سب بھولا
ہزارون بار پھر آتا ہون جاکر مین نشیمن تک

پیا ہون بادہ ہر ساعت مجھے آغوش حاصل ہی
کبھی ساغر کے قالب مین کبھی شیشے کی گردن تک

بشکل ابر ممسک مجھکو بخل آب ریزی ہی
بھرے ہین آنکھ مین آنسو نہین آتے ہین دامن تک

ندامت کیا ہوئی ایسی کہ رخصت سبکو کرتے ہین
ڈھلا آتا ہی شکل اشک رخسارون سے جوبن تک

تسلیم اک اور بھی لکھو غزل جولان طبیعت ہی
بڑھا آتا ہی جوش نور مضمون فکر روشن تک

جسنے صورت لالان خونقبا کی دیکھی کلیجہ پھٹ گیا مہرخ نے مہ جبین کا ساتھ چھوڑا دوڑ کر لالان خونقبا
کو گود مین اٹھا لیا کہا بی بی سنبھلو لالان نے گھبرا کر کہا ای ملکہ مہرخ برائے خدا بتلاؤ میرا وارث کہان ہی
تین روز سے ہم بھاگے چلے آتے ہین وہ شیر دل آنکھون سے نہان ہی مجھ بدنصیب کو چھوڑ دو عفریت طلسمی
کھا جاے جھگڑا پاک ہو جان لشکر کو بچاؤ وہ زندہ رہین گے ہم ایسی کنیزین بہت جمع ہو جائینگی اگر خدانخواستہ
انکا موے جسم میلا ہوا اس ہجوم سے لشکر قائم رہیگا مہرخ نے لالان خونقبا کو ہوادار پر سوار کرلیا کیونکے
کہا خبردار ہمارا خیال نہ کرنا بی بی کو لیکر نکل جاؤ جہانتک بھاگا جاے بھاگو ہم بھی تم تک پہونچ جائینگے اور
راستے مین پھیر ہی منزل سبکی ایک ہی سب ایک ہی سر زمین فردکش ہونگے شکم عفریت سبکا مقام ہی اسکی خوراک ہے

لیے پیدا ہوئی ہر زاق مطلق نے ہمکو اسکا رزق بنایا تھا پھر غدر کیا لالان خونقبا پیٹ رہی ہین فرماتی ہین ای ہم
مہرخ مین بجاؤنگی مجھکو میرے وارث کی صورت دکھاؤ مجھکو اپنی جان عزیز نہین ہر انکی محبت مین گھربار
چھوڑا القول مخفی اشعار موافق مضمون بمقام ہذا نظم

بسکہ دارم سوز دل خود را بر آذر میزنم
دوستان معذور گر مستانہ ساغر میزنم
آفتاب آسمان ہمتم ابر سحاب
تا بہ چشم آرزوے خویش نشتر میزنم
نیست گر بال و پر پروانہ در کنج قفس
بر امید شعلۂ شب تا سحر پر میزنم
دوستی با دشمن آل پیمبر چون کنم
در گدائی طعنۂ باشاہ قیصر میزنم

سینہ را بر شعلۂ دل چون سمندر میزنم
بحر آب زندگانی گر روم دنبال خضر
بر غلط از شوق الماس خود بسر میزنم
نقد صرافان معنی را رواج دیگر است
دست حسرت چون بتیغ سنگ بر سر میزنم
بر نیاید اندرون غنچہ آوازے برون
سکۂ لاف دوستی با آل حیدر میزنم

شد بہار عمر و دفع خمار من نشد
بسکہ استغنا بر آب حوض کوثر میزنم
در لباس فقر دارم تاج سلطانی بسر
تا ور اقلیم سخن من سکۂ زر میزنم
پیش فانوس خیال حسن تو پروانہ دار
عمرہا شد من برین در حلقہ بر در میزنم
بگذری یکسر اگر مخفی ازین دون ہمتی

ان کلمات حسرت آیات لالان پر قیامت بپا ہوئی لیکن کنیزان خیر خواہ

باحال تباہ لیکر بھاگین ملکہ مہ جبین تخت سے کود پڑی کہا ہمشیرہ اتنا بھاگنا بہت شاق ہی خوشی سے دل
موت کا مشتاق ہی دونون شاہزادیان ملکر رونے لگین ہر ایک کا یہی قول تھا کہ ہمارے وارث پر کیا
گذری ناگاہ سبنے دیکھا کہ باغبان قدرت اسد غازی کے رکاب پر سحر کرتا ہوا بھگائے ہوے لاتا ہی
ایک جانب صندلان صندلی پوش مع ساٹھ ہزار جوانان جنت شگن پشت پر گوہر جادو سحر کرتی ہوئی
آتی ہی مراد اس سحر سے یہ ہی کہ مرکب ان جوانون کے نہ ٹھہرین عفریت طلسمی نہ پا سکے اسد غازی کو جو
مہ جبین و لالان نے آتے ہوے دیکھا تو جسم بے روح تھے قلب مجروح تھے یا جان آگئی دونون شاہزادیان
نگاہ یاس سے تکنے لگین اسد غازی قریب تخت مہ جبین آکر ٹھہرا ملکہ مہ جبین تخت سے کود پڑین لالان
خونقبا کو اسد نے دیکھا ماتھے سے خون جاری ہی پاے نازک فگار اشکبار بیقرار آنکھون سے آنسو جاری اسد
کا کلیجہ منھ کو آگیا باغبان سے کہا کیون ای باغبان آج تمنے ہمکو ایسا مجبور کیا کہ ہمین ان شاہزادیون
کا یہ حال دیکھنا پڑا ہماری زندگی پر خاک ہی اب مین یہان سے ایک قدم نہ بڑھاؤنگا اگر سحر کروگے مجھکو زندہ
نہ پاؤگے مین اپنے ہاتھ سے اپنا گلا کاٹ ڈالونگا یہ کہکر اسد گھوڑے سے کودا قبضے پر ہاتھ ڈالا سینہ سپر
کرکے کھڑے ہوے صندلان نے جو یہ دیکھا یہ گوہر جادو پر خفا ہونے لگا کہا اب سحر نکر بایلر آقا ٹھہر گیا یہ کہکر صندلان

بھی کود پڑا اسد نے کہا انشاء اللہ اس عفریت طلسمی کو چیر کر پھینک نہ دیا تو مجھکو نبیرۂ صاحبقران نکہنا مین
کئی مرتبہ پردۂ قاف مین جاکر لڑ آیا سب فرزندان صاحبقران دیو بند و دیو کش ہین مین ہوا دار نورالدہر
ہون صف دست راست مین ذکر ہوگا کہ اسد شیر دل ایک دیو کے ہاتھ سے تین دن تین رات تک بچ
دست چپ والے آوا سے کسین گے سالاران دست راست ہمیشہ دست چپیون پر غالب رہے ماموں جان
شاہزادۂ بدیع الزمان سے قاسم ہمچشمی کرتے تھے لیکن کبھی ہم نبرد نہو سکے اب ایرج نوجوان فرزند
قاسم عالیشان کہ سر کردۂ دست چپیان ہر نورالدہر کے ایسے نام ہین ہمیشہ سرداران دست چپ مغلوب
ہوتے ہین ذلتین اُٹھاتے ہین بھائی نورالدہر نے زمرد شاہ باختری کی کمر مین ہاتھ دیکر اٹھا یا نہ
قلعہ شتری حصار ابھی قلعہ سام ورزد پانچ فرسخ کا بفاصلہ تھا دست حق پرست پر لقا ایسے دیو خصال کو
بلند کر کے چرخ دیتے ہوئے از مقام مذکور تا بہ قلعہ مسطور لیگئے فوج اسکی تعاقب کیے ہوے آتی تھی بھائی نورالدہر
نیلم پوش بنے تھے مین لقا بدار گلگون پوش بنا ہوا تھا کل فوج کو بڑھ بڑھ کر اکیلا روکتا تھا آخر ہا یان فوج
لقا ہمپر غالب نہ آئے لقا کو لیجا کر قلعہ مین قید کیا مین اُس شیر کا ہوا خواہ ہون آج یون مجبور و ناچار ہون
بس اب آپ لوگ دخل ندین باغبان حیران منہ دیکھنے لگا اسد نے قبضے پر ہاتھ ڈالا سپر
فولادی کو سنبھالا صندلان پہلو مین آیا اُسنے بھی گوہر جادو کو جھڑک دیا کہ ملکہ میرے پاس ہو
بر طلسم کشا اگر اسوقت تمنے سحر کیا اور میرا قدم پیچھے ہٹایا مرکب لیکر بھاگا پھر مجھکو زندہ نپاؤ گی
اپنے ہاتھ سے اپنا گلا کاٹ لونگا اپنے آقا کا ساتھ نچھوڑونگا ایسے بشر کے ساتھ ساٹھ ہزار
تو مرین ایک جگہ سب شیر دلن کے لاشے پڑے ہون باغبان و مہرخ وغیرہ انکے منہ دیکھکر رو رہی
ہین مہرخ کو دعوی بزرگی ہو اسد انکو ماننے بھی ہین مہرخ نے بڑھ کر بلائین لین کہا ای شیر بیشۂ
صاحبقرانی ای شمع دودمان اورنگ جہانبانی آپ لشکر لقا کا ذکر کرتے ہین وہ مقدمہ غیر ساحران
تھا یہ مقدمہ سحر سازی شعبدہ بازی سحر بھی وہ کہ اگر پلٹ پڑے تو افراسیاب کو بھی سوا بھاگنے
کے کچھ نبن آئے بزرگون کی زبان سے نام عفریت طلسمی سنتے تھے ہماری تقدیر مین یہ لکھا تھا کہ
طعمۂ عفریت طلسم ہون آپ دیو بند و دیو کش ہین یہ وہ دیو نہین ہے یہ دیو سحر ساختہ سامری و جمشید ہی
اسکے دفع ہونے مین بحیر ہی آپکا زور نہ چلیگا ہمکو برباد نہ کیجیے ایسے مین نکل چلیے یہ ذکر تھا کہ بہار جادو
ہانپتی ہوئی ایک طرف آکر ٹھہری صرصر ایک کنیز کی شکل بنی ہوئی آئی بہار کا ہاتھ تھام لیا کہا میں کچھ عرض

گر گئی بہار نے دیکھا یاسمن میری کنیز ہی کہا بوا یاسمن کیا کہو گی کیا کہنے سُننے کا وقت ہی موت قریب
جرأت سے بے نصیب آقاجان دینے پر آمادہ بدعت افراسیاب زیادہ عرض کی ذرا حضور کنارے
آئین ملکہ بہار کنارے گئی صرصر ہاتھ جوڑکر قدمون پر گر پڑی کہا حضور مین ہون صرصر ملکہ حیرت
آئی بہن نے بھیجا ہی فرمایا ہی مین نے تیری خطا معاف کی اپنی جوانی پر رحم کر میرے پاس چلی آ آخر
کہانتک بھاگو گی یہ عفریت اسیطرح تابہ کوہ عقیق جائیگا جہان ایک نہ ایک دشمن ہو گا اسی طرح اسکو
کھائیگا آج افراسیاب کسیکا پاس نکریگا ہمیشہ تمہارے واسطے روتا تھا آج کہتا ہی پہلے بہار ہی کو
کھلوالونگا علاوہ ازین ملکہ انصاف تو کیجیے آپنے تو بڑی بڑی بدعت کی آج بھی ہاتھ سے گلشن کے
باغ لشکر افراسیاب پامال کرایا یہی رنگ دیکھکر یاقوت کو زیادہ غصہ آیا صرصر نے بہت طراری طراری
کے ساتھ ملکہ بہار کو سمجھایا بہار نے غصے مین جواب دیا کیون بی صرصر مجھکو راہ راست سے
بھٹکاتی ہی جہنم کی راہ بتاتی ہی بوا سے کہنا تمھین سلطنت مبارک ہم جین سے گوشہ قبر مین آرام کرینگے
تم سلطنت کرو بقول شاعر نظم موافق مضمون مقام ہذا

صد شکر بجھ گئی تری تلوار کی ہوس
تا حشر ترے سایۂ دیوار کی ہوس
رضوان کہان یہ خلد و ارم اور یہ کہان
ہی ہے نہ بھی دے جو خانۂ خمار کی ہوس
مانع ہی ضبط چرخ پھٹنگے کیونکر اے اجلال

قاتل یہی تھی تیرے گنہگار کی ہوس
سو بار آئے غش ارنی ہی کہونگا مین
لائی تھی لیکے کوچۂ دلدار کی ہوس
صیاد جب قفس سے نکالا تھا بہر ذبح
اسطرح نکلے آہ شرربار کی ہوس

مرنے کو بھی مزار مین لینے نہ دیگی چین
سوتی نہین کہ پھر ہو نہ دیدار کی ہوس
مسجد مین اعتکاف کی نیت تو ہی مگر
پوچھی تو ہوتی مرغ گرفتار کی ہوس
ای صرصر کہدینا کہ ہمشیرہ ہمارے

قتل سے تمہارا دل ٹھنڈا ہوا ہمارے دلون میں ارمان رہے تمہاری تو ہوس پوری ہوئی ہماری
بہن ہو اتنا کرنا بہار کی قبر پر چار پھول چڑھانا کبھی کبھی مزار غریبان پر آنا جو ہمارے دفن کفن کرنیوالے
ہین وہ تو سب ایک ہی مقام پر سوئین گے بعد شکم دیو آدم خوار مین پیر پھیلا کر سوئینگے مگر ای صرصر کہدینا کہ
ای حیرت یہ خون ہم یزدان پرستون کا بالا بالا نجائیگا یہ خون ضرور ایک دن رنگ لائیگا جس وقت قتل کی
خبر ہمارے آقائے نامور صاحبقران زمان کو پہونچے گی پیر تاجدار عالی وقار سعد شہریار اس جاہ و
حشم سے آئیگا کہ تمھین بھاگنے کا رستہ نہ ملیگا ای صرصر تو یہ احسان کرنا ایک مقام پر ہماری قبر کا
نشان بنا دینا مین تجھکو سمجھاتی ہون اس حیلے سے اپنی جان بچا لینا بادشاہ کو ہماری قبر کا پتہ بتا دینا کہ

ہی حضور یہ نشان قبر کشتہ حسرت دیاس ہی یہان فاتحہ پڑھیے قبر سے فوراً آواز آئیگی فرد ای شہسوار گور
غریبان یہ آنکل ڈالی ابھی مشت خاک ہو تیری رکاب مین ۞ اگر انھون نے قبر پر ہاتھ رکھدیا روح تڑپ
جائیگی وہ آہ کرونکہ تختۂ قبر کے جلین روح پروانہ بنکر گرد شمع جمال شہریار پھرے انکو جب بھی پروانہ
ہوگی اس سوز وگداز سے بہار نے اس مضمون دل خراش کو ادا کیا صرصر بے اختیار رونے لگی کہا حضور
بس ان کلمات حسرت آیات کے سننے کی قلب مین طاقت نہین مین اس وقت دل سے دعا کرتی ہون کہ اس
بلا کو پروردگار آپ کے سر سے دفع کرے دعائین دیکر صرصر تو چلی گئی بہار اب مجمع عام مین آئی دیکھا قیامت
برپا ہی سب سردار اسد کو لپٹے ہوے رو رہے ہین یہی سمجھاتے ہین کہ ای شہریار بڑھ چلیے لعل سخندان بھی عقاب
بنی ہوئی آئی زمین پر گرکر بصورت اصلی بنی یہ ہنگامہ دیکھکر قدمون سے اسد کے لپٹ گئی کہا ای شہریار
واسطے خدا کے جلد بھاگیے عفریت طلسمی آتا ہی راہ مین کچھ فوج رہگئی تھی انکو کھا رہا ہی سرکشی دکھا رہا ہی
افراسیاب یہان سے دس کوس پر ہی نوبت نقارے بجاتا ہوا آتا ہی بی یاقوت واخضر فوج مشتما
آج تو لکھو ور لکھو دیہاتی قریاتی بھی شریک ہین جس قریہ کی طرف سے گذرتا ہی وہان کا ناظم حاکم نذر لیکر
آتا ہی رکاب مین دعوتین کھاتے ہوے آتے ہین راہ مین بھی مین نے بڑے بڑے سحر کیے اس خونخوار پر
تاثیر نہین ہوتی زخم نہین جسم پر پڑتا ایسے ایسے گولے مین نے مارے کہ اگر پہاڑ پر لگاتی پتھرون کے
پرزے اڑا دیتی اس ملعون پر کچھ اثر نہوا ناچار عقاب بنکر بھاگی اتنا تو ہو سکا کہ نکل آئی آپ کا اگر سامنا
ہوگیا قدم اٹھانا مشکل ہوگا اسد نے کہا کیون ای لعل یہ شاہزادیان ملکہ مہ جبین لباس پوش و ملکہ
لالان خونقبا شوکت وجلال وحسن وجمال مین یکتا پابرہنہ بھاگی بھاگی پھرین مین آنکھون سے دیکھون
کاشکے مین نابینا پیدا ہوتا اپنی آنکھون سے یہ حال پرملال نہ دیکھتا یہ شعر بالکل میرے حال کے موافق ہی فرد
چہ خوش بودے اگر مادر نزادے ۞ بجاے شیر مادر زہر دادے ۞ اب اسوقت تو یہ حال ہی قلب پر ہجوم
غم وملال ہی فرد موے شدہ ام زناتوانی ۞ موبر تن من کند گرانی ۞ رگ ہاے جسم چھریان بنگئین آہ بھی
تاثیر نہین دکھاتی آہ شرر ریز کھینچون جل کر خاک ہو جاؤن اس کشاکش سے مہلت پاؤن لیکن ایسا سخت
جان ہون بقول شاعر نظم موافق مضمون ہذا

یہ کیسے فرش بچھے خانۂ باغ یار مین ہم
تمام رات رہے اپنے انتظار مین ہم
کہ چار پھولون کو ترسا کیے مزار مین ہم
بیان کیجیے کیا لطف آخر شب وصل
غش آگئے ہوش مین تا صبح وصل یار مین ہم
عجب سرور اٹھایا کیے خمار مین ہم

بہت بناؤ نہ بیخود ہمین خدا کے لیے
وہ ڈرتے ہین کہ نہ اُٹھ کر ملے غبار مین ہم
برابر آنسوؤن کا ضبط سے تقاضا ہے
پڑے ہین چپکے خدا جانے کس خمار مین ہم
فریب جسکا تماشا نگاہ یار کو ہے
کمی نہ کیجیے حاضر ہین اختصار مین ہم
اسیر کر کے ہوے سارے مصیفر طلال

نہین ہین تم تمھارے بھی اختیار مین ہم
دعا وصال کی مانگی کہ وصل کی شب ہے
بہت کھٹکتے ہین اب چشم اشکبار مین ہم
خبون ہی خار کو گل سے سوا کرا اے
وہ داغ ڈھونڈھتے ہین جسم داغدار مین ہم
ہمارے سینے کے پتھر کو دل کی بیتابی
قفس کو خوب بہلے موسم بہار مین ہم

فلک نے قافلے سے راہ بھر جدا رکھا
پکارے کیا نہین معلوم کس قطار مین ہم
خیال نزع مین روز حساب کا کیسا
الجھتے دیکھتے ہین میچ کے بار مین ہم
جو امتحان ہو باقی کوئی تو جیکے مرین
ذرا ہٹا دے کہ کروٹ تو لین مزار مین ہم
اسد کی ضد پہ سب اغیار رو رہے

ہین کوئی قدمون سے لپٹتا ہی کوئی گرد پھرتا ہی کوئی کہتا ہی ہائے اس جوان کا شباب کوئی کہتا ہی ہائے جرأت مین لاجواب ہائے یہ تصویر اب آنکھون سے چھپ جائیگی اگر دور زمانہ ہزار سال چرخ مارے گی ایسا فرزند نرینہ ممکن نہوگا مان باپ کی کیا حالت ہوگی یہ ذکر تھا کہ عمرو چالاک و برق و جانسوز و ضرغام و قران جیون عیار بطرز اشکبار لباس تار تار گرد مین اٹے ہوئے لباس پھٹے ہوے بھاگتے ہوے آکر پہونچے ملکہ جیون نے بڑھکر خواجہ سے پوچھا کیون ای شہنشاہ اوج عیاری آپ نے محبوب کو رہا کیا ابتک کیون نہین پہونچی کیا راہ مین پھر کسی بلا مین پھنس گئی عمرو نے کہا ہمنے تو لشکر کو بڑے اوج پر چھوڑا نہین معلوم کیا سبب ہوا مخمور بھی انکے ساتھ ہی دونون عاقل کامل ہر کس و ناکس انکو دب نہین سکتا مہرخ نے خواجہ سے اشارہ کیا اسد کو بیہوش کرکے زنبیل مین رکھ لیجیے اگر مزاج مین آئے تو اپنی کنیز قدیم مہ جبین کو بھی بچا لیجیے ان دونون کو لیکر نکل جائیے عمرو نے کہا ای مہرخ یہ کچھ بڑی بات نہین ہی لیکن اسد جب ہوشیار ہوگا دیوانہ مزاج جاہلون کے سر کا تاج کسی کی نہ سنیگا اپنے ہاتھ سے اپنے کو ذبح کر ڈالیگا میرے آقا کے مزاج کے بھی خلاف ہوگا وہ خود فرمائینگے کہ زنبیل اسواسطے نہین کہ بروقت مصیبت ہر ایک کو اسمین بند کر کے لے بھاگا پابند مشیت پروردگار رہو یہ باتین تھین کہ دس کوس سے عفریت طلسمی کا سر معلوم ہوا صاف ظاہر ہوتا تھا کہ ایک برج کلان ظاہر ہوا اسی جانب چلا آتا ہی بلا ہوا ای خواجہ سردارون کو بھگا دو وہ عفریت طلسم دکھلائی دیا سب سے زیادہ یہ خرابی ہی یہ سبب اسد نامدار و مہرخ عالی وقار سب اسی مقام پر جمع ہو گئے ہین برّان و اختر بھی اسی مقام پر ہین سب کو یہی خیال ہی کہ اسد نہین تو ہم بھی بھاگین اسنے اور یہ غضب کیا عفریت ابھی دس کوس پر تھا سر اُسکا خود سر کا ظاہر ہوا اگر

نے کلاہ سر سے اُتاری کہا یا رو اپنے معبود سے دعا کرو وافع البلیات سامع الدعوات کے نزدیک یہ کیا بلا ہے گویا سب سونے سے جاگے تاج سبھون نے سر سے اُتارے بیقرار ہو کر سب پکار اُٹھے پروردگارا اس بلا کو دفع کر اب بھاگ کر کہان جائیں کیونکر جان بچائیں نظم

خداوندا من نایافتہ راہ
تماشائی سرور پیچ و تابی
مہیا درد و رنج و حسرت و آہ
چو شد برباد دیگر نیست باکم
مجمر دکو شود از خود برآید
وگر دیوانہ گردم سنگ و زنجیر
تو بیدار این ہمہ تشویش دارم
اے خالق کارساز میرے
عصیان کے حجاب سے ہوں مضطر

شنیدم از زبان خلق افواہ
نجھارے مشت خاکی استخوانے
تمنا آرزوہاے جگر گاہ
میان جان و جانان تن حجاب است
بہ خلوت گاہ روحانی در آید
ندانم راہ خلوت خانۂ یار
عجب ہنگامۂ در پیش دارم
اے مالک بے نیاز میرے
عصیان کے حجاب سے مغرور

بہشتی دوزخی اجری عذابی
کجا یابد ازین عالم نشانے
نشانے تا بود از مشت خاکم
ازان روز روح دایم در عذاب است
اگر فرزانہ ماتم فکر و تدبیر
ندانم در حریم جاجبش راہ
اشعار دیگر مصنف
مجھ عاجز و خستہ کی مدد کر
دامن گل آرزو سے بھر دے

بیقرار ہو کر سب نے دعا کی وقت خضوع و خشوع جان کا خوف آبرو کا خیال ایک کو دوسرے کا ملال سب تاجداران جلیل مذہب حق کے کفیل تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا جیسے ہی عفریت طلسمی سامنے آیا آسمان سے نعرہ ہوا منم کوکب روشن ضمیر نور افشان باتوقیر جیسے ہی نور افشان نے ان سبھون کو دیکھا پکار کر آواز دی خواجہ تمھاری عقل سے بعید ہے یہ ملعون عفریت پلید ہے ہم بھی غیرت مین جان دینے آئے ہین صرف اس خیال سے کہ اگر ہم زندہ رہے تمام عالم یہ کہیگا بڑے بے غیرت ہین طلسم کشا کو کھلوا دیا انسے کچھ نہو سکا وائے ذلت و رسوائی آپ بھاگ جایئے سب سردارون کو لیکر نکل جایئے مار تو ہم اسکو کیا سکینگے گھڑی دو گھڑی اسی مقام پر روک لینگے دور سے ہماری جانبازی کا تماشا بھی دیکھیے ہر چند کہ اسکے ہاتھ سے بھاگ کر کہان جاؤگے پانچ کوس پر جسکا ایک قدم پڑتا ہے خدا صاحبقران زمان کے لشکر کو اس عفریت کے ہاتھ سے بچائے آپ سب صاحب بھاگ کے ہوئے جایئے وہ ور ز پیشتر اپنے کو وہان پہونچایئے صاحبقران سے اطلاع کیجیے تمام تحفہ جات پیغمبران انبیا سے آراستہ کرین اسم اعظم بھی ورد بدم پڑھین بارگاہ سلیمانی کے اندر بیٹھین یہ سب سامان جب تمام ہوجائینگے شاید یہ برکت اسم اعظم آتی اسکی بلا کا باعث تباہی ہوجائے ہم اسکے ٹلتے

سے بالکل نا امید ہین عمرو نے اسد سے کہا میان یہ تمھارا خیر خواہ راز دار طلسم ہوش ربا و راز دار طلسم نور افشان
کہن سال صاحب اقبال اگر اسکا قدم نہوتا تمام تاریک شکل کش نہ قتل ہوتی دیکھیے تو کہ دونون کے چہرون کا
کیا حال ہے رنگ و متغیر متردد و متحیر ہوش و حواس پراگندہ کوکب نے کبھی جھولی گلے مین نہ ڈالی تھی آج جھولی بھی ساتھ
لایا ہے نور افشان لیے حفاظت ہمراہ آیا ہے اسد نے کہا مین قدم نہ ہٹاؤنگا میرے دل کا تو یہ ملال نکلجاتے
انشاء اللہ اسکو چیر کر پھینک دونگا یہ کہکر چاہا مرکب بڑھائین لعل سخندان رکاب سے لپٹ گئی سحر کیا گھوڑا اسد کا
بدلگامی کرنے لگا چند قدم پیچھے ہٹا تھا کہ اسد نے تلوار کھینچکر گلے پر رکھی کہا ملکہ اتنو سحر کرو ایک قدم اگر گھوڑا پیچھے
ہٹیگا سر جسم سے جدا کر دونگا یہی زمین ہمارا مقتل و مشہد ہے ہمکو اب جان دینے مین کد ہے یہ ہنگامہ ہے کہ افراسیاب
و یاقوت سخندان و اخضر بے ایمان آگے بڑھے ہوئے پشت پر لشکر بیحساب یاقوت پکارتی ہوئی ای
عفریت خونخوار یہ عمدہ دسترخوان سامنے چنا ہوا ہے ہمنے تمھاری دعوت کا سامان کیا ہے نوش کرو کلہ گرم ہے
تم تو ہمیشہ سے بیشرم ہو سامری جمشید نے اسیواسطے تمکو پیدا کیا و بوتے نہ خنگل اٹھایا چاہا سو دو سو کو اٹھا لون
کہ اتنے مین کوکب نے لپٹ کر تیغہ مارا کلائی پر تیغہ برق تاب پڑا جھنجھنانے کی آواز آئی جیسے گھڑیال پر موگری
پڑتی ہے کلائی پر اس ہتھیار کی خط بھی نہ پڑا نور افشان نے گرتے گرتے گولہ مارا اس گولے نے اتنا کام کیا کہ
ہمارا پانچ قدم پیچھے ہٹ گیا پھر جھپٹکر بڑھا اب نور افشان نے یہی اختیار کیا جب عفریت طلسمی بڑھا چاہتے
گولا مارا پانچ قدم پیچھے ہٹا دیا کوکب نے یاقوت کو للکارا کہ او نالائق خود ہمین آگے بڑھتی اسی کے بھروسے پر
گھر سے آئی ہے نور افشان نے افراسیاب کو ڈانٹا آواز دی او افراسیاب آج تو میرے تیرے دو چار سحر طلسمین
کچھ مزے اٹھین دیکھنے والے کہین یہ کون سے سحر ہین تیرے گھر مین تو کتب خانہ جمشیدی ہے مین علم سفینہ رکھتا
ہون بڑا میرے تیرے فرق ہے تیرے نگہبان محافظ موجود ہین نانی والا دادی والا ہمارا تکیہ پروردگار ہے کہ
دنیا مین مددگار ہمارا اسد نامور ہے یہ ہوگا کہ اپنے سامنے مین ایک سامئیں کو بھی ضائع ہونے دون پہلے مجھکو
کھالے تب عفریت آگے بڑھے افراسیاب نے غصے مین قصد کیا کہ نور افشان پر جا پڑون آج اس ٹنٹے سے
میدان لڑون حیرت نے دامن تھام لیا یاقوت نے بھی منع کیا کہ اے شہنشاہ جہالت سے کیا فائدہ یہ
عفریت نور افشان ایسے ہزار کو کھالیگا دو چار سحر کائنات کرکے عاجز ہو جائیگا یہ گولے عفریت کا کیا
کر سکتے ہین اُسکے جسم پر خط بھی نہ پڑیگا خود عاجز ہوکر بھاگیگا دیکھیے سب مین عفریت کو گراتی ہون یہ کہکر
یاقوت نے آگے بڑھکر ایک دانہ گوہر منھ سے نکالا عفریت کی پشت پر کھینچ مارا آواز دی او بھیا یہ دونون کیا تیرے

رشتے دار مین اٹھا کے رکھا جا اب گرا کر عفریت طلسمی طرف نور افشان و کوکب کے چلا اُسوقت نور افشان جادو نے
جیب سے ایک گولہ فولاد کا نکالا زبان کا ٹکڑا اپنا خون ڈالا پھینک کر زمین پر مارا زمین سے ایک اژدہا سیاہ منہ کو کھول
قہر بلا کے دیکھتے ہوئے طرف عفریت طلسمی کے چلا نور افشان نے پھر مہلت پائی پلٹ کر آواز دی خواجہ
خاتمے کا سحر ہی تھوڑی دور نکل جانے کی مہلت ہے اسکو غنیمت جانیے برائے خدا نکل جائیے اب ٹھہرنا مناسب
نہین دیکھا سب نے اُس اژدر سیاہ نے عفریت پر جا کر چیخ دیکر دم ماری جھڑکے کی آواز ہوئی عفریت
کی پشت پر نشان بن گیا شل ہو گیا اب اژدر نے منہ کھول کر قصد کیا دہن مین عفریت کو نگل جاوے
یاقوت نے آواز دی ارے موذی رسن سحر سے ڈرتا ہے یہ بھی تیرا ایک لقمہ ہے بس عفریت نے دونوں ہاتھ
اژدر کے تھام لیے یا سامری کہکر چیر پھاڑ ڈالا گوشت اسکا مزے سے کھانے لگا دونوں ٹکڑے دو
تھے انکو کھا کر ایک ڈکار لی اب پھر طرف نور افشان و کوکب کے چلا کوکب نور افشان نے عفریت پر آگ
برسائی لگے ہاتھ ابر سیاہ سحر سے بنا کر عفریت پر گرائے ہر مرتبہ ابر دھوان دھار مین عفریت چھپ جاتا تھا
ہر مرتبہ یا سامری کا نعرہ کرکے شل کو وہ اس ابر سیاہ سے نکلتا تھا آگ سے میرے جسم بھی نہ جلتا تھا جب
نور افشان نے آگ برسائی تمام جسم اپنا غربال کرکے خون چھینٹ مارا عفریت کے جسم پر کچھ چھینٹے پڑ گئے اسکا
کچھ نقصان نہوا اسیطرح جوشان و خروشان چلنے لگا تھا اگر چنگل پڑ گیا دشمن ہے آدمی ہاتھ مین آئے
انکا جھٹکا مار لیا نور افشان و کوکب اپنے کو بچاتے ہین سب دم عمل مچاتے ہین ہے اسد نامدار ای چرخ عالیقدار
بلبے پروردگار بھاگو جہانتک ہو سکے نکل جاؤ ورنہ ہم اپنی جان دینگے اب ہمارے سحر کا اختتام ہے اس سینے
کرینگا بد انجام ہے اب جو نور افشان نے یہ کہا جب دیکھا یہ لوگ نہین بھاگتے اسد کے ساتھ جمے کھڑے
ہین ہر کسی کی یہی آرزو ہے کہ پہلے ہم جان دین بہار و رعد و برق و لعل سخنزران وغیرہ سب اپنے اپنے
سحر کا امتحان کر رہے ہین دریائے سحر بہائے انکو دیے جاتا ہے ہر سحر مین سرکشی دکھاتا ہے باغبان نے
دوڑ کر تلوار اپنے گلے پر رکھی اسد کو گود مین اٹھا لیا کہا جو حضور میرا کہنا نمانینگے پہلے اپنا سر قدم پر نثار کرونگا
مجھے اپنی جان کا خیال نہین ہے جب اسد کو لیکر باغبان بھاگا سب ساحر الامان الامان کہتے ہوئے عقب مین
اسد کے بھاگے نور افشان و کوکب قدم قدم پیچھے ہٹتے ہین سحر اپنا کیے جاتے ہین جسم نور افشان بالکل
غربال کوکب کا عجب حال چہرہ اداس عالم یاس بدحواس ہوش پراگندہ رہتے ہٹتے چلے آتے ہین یاقوت
نے عفریت کو اور للکار دیا یہ اسی طرح کھاتا پیتا چلا آتا ہے کبھی چند ساعت سحر نور افشان سے

رک جاتا ہی چند قدم رکا پھر بڑھا تمام لشکر اسلام پامال ہوگیا تیسرا دن ہو بھاگتے ہوئے حضرت امیر اعظم پاؤن سکے
آبلہ دار بقرار اشکبار حیران پریشان نوبت بجان کار دیار رخوان اسد نے دیکھا باغبان مجھکو نہین چھوڑتا ہی
تڑپکے اسکی گود سے اپنے کو گرایا گرتے گرتے سر سجدے مین رکھا ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیے پکار اُٹھے
ای کارساز عالم ای رب کریم آج مصیبت نہین اُٹھائی جاتی ملک الموت کو حکم دے یا آبرو ہماری قبض ارواح
کرے یا اس بلا کو دفع کرے اُسی مقام پر ٹھہر گئے اب تو خاطر ہو کہ افراسیاب وغیرہ تو پیچھے رہ گئے یا ہوت
کر رہی ہی نور افشان و کوکب کو عفریت نے کھایا ہوگا ایک مرتبہ مین نے بہت زور دیا ہی بیان اسد نے
سر بسجود اپنے معبود سے بلک کر دعا کی یارب بچالے اس بلا سے نجات دے تیری صفت ہم کیا کر سکتے ہین مشت خاک
قطرہ منجس اعضاء بے حرکت و حس تونے آفتاب عالمتاب کو شہنشاہ روز کیا ماہتابان کو تونے نور دیا ستارون سے
آسمان کو زینت دی نظم موافق مضمون مقام

نظم

قصب باف عروسان بہاری	قیام آموز سرو جویباری	بلندی بخش ہر ہمت بلندی
بہ پستی افگن ہر خود پسندی	گنہ آمرز رندان قدح خوار	بطاعت گیرہ پیران ریاکار
انیس خلوت شب زندہ داران	رفیق روز در محنت گذاران	سوائے تیرے کون مشکل کا آسان

کرنیوالا ہی اس حقیر و ذلیل کو بچپن سے تونے بصد ناز و نعم مین پالا ہی تیرے در دولت کے خدمتگزار کا نواسا
ہون جس نے ہمیشہ راہ خدا مین جہاد کیا حرمت حرم انکے دم سے قرار دلیپی یہودیون نے اکثر قصد کیا خانہ کعبہ
کو گرا دین تیرے مکان کی حرمت مٹا دین میرے جد نے بہ جد و کد رئیسان خانہ کعبہ کی مدد کی سینہ اپنا سپر
کیا انکو بھگایا تونے آبرو عطا فرمائی اب یہ غلام ذلیل ہو کر مرتا ہی بزرگون کا نام مٹا فرار برقرار کیا تیری
رحیمی کو بھولا ساحرون نے مجھکو ذلیل کرایا دشمن کے آگے سے بھگایا اب تیری ذات پر تکیہ ہی اس مقام سے
قدم نہ ہٹاؤنگا جب تک بلا نہ دفع ہوگی سر سجدے سے نہ اُٹھاؤنگا ایکایک کوکب و نور افشان بھاگے
ہوئے پہونچے دیکھا ایک صحراے ہولخیز مین پھر آکر سب ٹھہرے اسد سجدے مین مشغول ہی ہر خرد و کلان ملول
ہی عمرو پچھاڑین کھا رہا ہی نور افشان نے پکار کر کہا خواجہ عفریت آتا ہی جسنے تمام جسم کا خون صرف کیا اگر
قلعہ آہن ہوتا ٹکڑے اڑا جاتا مگر اس پر چھیا پر تاثیر نہین ہوتی یہ کہکر دونون رکے کوکب و نور افشان نے
قصد کیا ایک برج بنائین اسمین سرداران باقی ماندہ کو چھپائین عمرو نے آواز دی ای نور افشان اسد
کے مقدمے مین دخل نہ دو اسوقت وہ خضوع و خشوع سا شغل پیش معبود کے گریہ و زاری کر رہا ہی یقین

ہی کرو دعا قبول ہو سعادت حصول ہو دفعۃً دیکھا کہ صحرا سے گرد غبار بلند ہوا گرد عظیم اٹھی عمرو نے پلٹ کے دیکھا تخت پر ملکہ محبوب کاکل کشا پہلو مین مخمور سرخ چشم نشستہ لشکر ظفر اثر جیسے ہی محبوب نے یہ معرکہ دیکھا تڑپ کر سامنے لشکر کے آئی پکار کر آواز دی یار دیکھا معرکہ ہی ملکہ جنجھون نے بڑھ کر گریبان چاک کیا کہا ای ملکہ تم آ گئین ایک نگاہ لشکر کو دیکھ لو یہ باغ بجز ان کے تباہی نہ گل ہین نہ بوٹے لاکھون بندگان خدا کو تخریب کیا گیا وہ دیکھو آتا ہی یہ سنتے ہی ملکہ محبوب کاکل کشا خاموش ہو گئی نور افشان جادو نے جو محبوب کو دیکھا کلیجہ تھام لیا پکار کر آواز دی ای محبوب میرے پاس آ بڑے وقت پر تو آئی دنیا عجب مقام ہی تصور کر کے دیکھ لے بقول سعدی فرد ہر کہ آمد عمارت نو ساخت * رفت و منزل بدیگرے پرداخت * یہ دنیا اپنے مقام پر قائم ہی طالب اسکا ہمیشہ خراب و خستہ رہتا ہی جفائین دنیا کی سہتا ہی تجھکو یاد ہوگا کہ احوال مربع نشین نے ظاہر میں سب کے جان دی باطن مین حیات جاودانی پائی باغ ہائے بہشت کی سیر کر رہا ہوگا بڑے بڑے شاہان جلیل اسکے جینے پر رشک کرتے ہونگے اس مرنے پر بڑے بڑے مرتے ہونگے یہ مرتبہ اسکے واسطے نصیب ہو جو رحمت خدا سے قریب ہو تجھکو اتفاق سامری یاد ہی سوائے تیرے اس لشکر مین یہ مرتبہ کسیکا نہین ہی کتبہائے پارینہ مین مرقوم ہی تجھکو بھی یہ حال بخوبی معلوم ہی ستارہ شناسان قدیم نے تحریر کیا ہی اس تحریر دلپذیر کو بہت طول دیا ہی کہ اگر عفریت طلسمی حجرہ بلائے نجم سے نکل آئے بندگان خدا کو کھا جانے کا قصد کرے جو حسین مہ جبین کمسن ہو خوبصورت نیک سیرت اتفاق سامری ورد زبان کر کے اپنا گلا کاٹ ڈالے ول و گردے اپنے عفریت طلسمی کو کھلا دے تب وہ لشکر حریف پر پلٹے گا اسی طرح لشکر کو کھائیگا یہی آفت لشکر دشمن پر بھی ہو گی اسکا بھی خاتمہ ہو جائیگا بادشاہ ہوشربا شکست فاش کھائیگا ای محبوب یہ وقت جرأت ہی صورت زیست تا روز قیامت ہی جو پیدا ہوا ضرور ایک دن مریگا کوئی تا قیامت زندہ نہ رہیگا آخر فنا اس امر سے نیکنامی تا روز قیامت رہیگی تھوڑی سی جفا سہیگی اشعار موافق مضمون مقام نظم

چار دن مہکے تو لطف گلستان جہان	پھر نوا سنجی مرغان خوش آہنگ کہان	یاد کر جیسے تو پیدا ہوا کیا کیا دیکھا
کیسے کیسے گل خندان ہوئے آنکھون سے نہان	جن سے یکدم کی جدائی نہ گوارا تھی ہمین	ایسے بچھڑے کہ نہین صفحہ ہستی پہ نشان
فلک تفرقہ پرداز کی کج بازی سے	وہ جدا ہو گئے فرقت کا نہ تھا جنکی گمان	سامنے چشم تصور کے ہین وہ تصویرین
رات دن پیش نظر ہین وہ لب چشم دہان	حیف وہ لب جو نہ خالی تھے تبسم سے کبھی	مسکراہٹ کا اب تک نہین انپہ عیان
ہم ہین بیمار رہین تن آغشتہ بخاک	نہ وہ ہین ناوک مژگان نہ وہ ابرو کی کمان	نہ کسی چیز کی پروا نہ وہ شوخی وہ ناز

نہ وہ ہنگامہ کسی کے لیے فریاد و فغان　کبھی ہو جاتی ہے گل شمع تو گھبراتے ہیں　ہائے کیا قبر کی تاریکی میں ہوگا خفقان

نہ جہان پرتو خورشید نہ تحریک صبا　نہ جہان اختر تابندہ نہ ماہ تابان　نہ غم شادی دنیا نہ تمیز بد و نیک

بستر نرم کی خواہش نہ تلاش لب نان　کوئی مونس نہیں ہمدم نہیں ہمراز نہیں　طاقت نطق کہان سانس بھی [illegible] سا نہیں

یہ سنکر ملکہ محبوب کاکل کشا نے ایک نعرہ مارا اور پکار کر آواز دی اے شاہ والا نژاد یہ کنیز خوب سمجھتی
ہے اسوقت آپنے دیدۂ دل روشن کر دیا کب تک دنیا مین آرام و چین اٹھاؤ نگے مین خوب سمجھتی ہون
دنیا بالکل ناپائدار ہے اسکی خواہش کرنیوالا ہمیشہ ذلیل و خوار ہے لونڈی حاضر ہے ابھی جان دیتی ہون
لیکن اسد نامدار کو پکارا کہا اے شہریار اٹھیے آپکی دعا قبول ہوئی وقت حل مشکل قریب آیا ایک ماہ پیکر
جان دیتی ہے بدل حول مربع نشین حیات جاوید کی خواہان ہے اسد غازی نے گھبرا کر سجدے سے سر
اٹھایا اسکی نگاہ جمال بمثال محبوب کاکل کشا پر پڑی دیکھا ایک حور طلعت کم سن محبوب مرغوب
مطلوب اعضا چالاک و چست پیشانی بدر آسمان کمال ابرو رشک کمان و بالصورت ہلال عارض
انور ماہتابان دہن غنچہ گل زلفین عنبرین رشک سنبل قد موزون سرو لب جو سامنے رو رہی ہے اسوقت سب
سردارون کے کلیجے پھٹ گئے ترکان و اختر پچھاڑین کھاتی تھین ہر ایک کا یہی قول تھا ہم اپنی جان
اسپر نثار کرین لیکن محبوب کاکل کشا مردانہ وار بیتاب نہ بیقرار خوشی مین جان دینے کی چہرہ گلنار سامنے
اسد نامدار کے آئی گرد پھری تصدق ہوئی کہا اے شہریار یہ لونڈی نثار ہوتی ہے جان دینے کے خیال مین
نہین روتی ہے اعمال گذشتہ کا بڑا خیال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے خدا حضور کا انجام بخیر کرے نا دو گردش
گردون دون آپ کا گز و سکہ جاری رہے کنیزون کو سرفراز کیجیے گا میرے جنازے کو کاندھا دیجیے گا
قبر پر فاتحہ پڑھیے گا یہ سب سردار جنازے کے ساتھ ہونگے یہی کنیز کی شادی ہے خانہ آبادی ہے کہ لکھو
ور لکھو بندگان خدا پر نثار ہوتی ہون اسد غازی نے یہ کلمات حسرت آیات سنکر تلوار کھینچا اپنے گلے
رکھ لی کہا اے نور افشان ان قواعد طلسمی مین آگ لگے سبکا مین افسر ہون اگر مین اپنی جان دون تو زیبا
سزاوار ہے قافلہ سالار کو چاہیے اپنے کاروان سے آگے رہے اپنے ساتھ والون کے واسطے جفا سہے یکم
یہ کلمہ عذر ارباہر حسار اپنی جان دیتی ہے نور افشان نے کہا اے شہریار بانیان طلسم جو قاعدہ مقرر کر گئے اسکی
تبدیلی غیر ممکن اگر حضور اپنی جان دینگے بالکل بیکار عفریت طلسمی اور زیادہ زور پکڑیگا علاوہ لشکر
حضور کے یہ بلا تا کوہ عقیق جائیگی گلزار ابراہیمی پر خزان آئیگی اسم اعظم صاحبقران نہ پڑھ سکینگے

یہ بچیا ہو پہنچتے پہونچتے اسم اعظم صاحبقرانی بند کریگا سارے لشکر کو شکست دیگا وہ غازیان دین و آ
و مجاہدان تہور شعار قدم ہٹانا کیا جانین تلوارین کھینچکر اس پر جا پڑین گے دیو مجھکر لڑین گے ایک جنگل مین
یا اپنا کام کریگا تمام عالم آپکو بدنام کریگا کہ خوب طلسم کشائی کو گئے اپنی بھی جان دی بزرگون کی بھی جان
لی وہان والون نے کچھ انتظام نکیا اس بلاے جانکاہ کو نہ روکا اب اس وقت صبر کیجیے یہ کہکر کوکب و
نور افشان روتے ہوے قریب محبوب آئے کہا اے محبوب جسوقت تک ہوشربا مین عملداری صاحبقران
رہیگی تیرا نام لیکر سب نمازی روئین گے تخم وفا تیرا کشت قلب مین بوئین گے شاہزادیان ملکہ گردیہ بانو
و ملکہ مہر گہر تاجدار و ملکہ رابعہ زر لفت اطلس پوش مادر اسد نامدار و ملکہ زبیدہ شیر گیر یہ سب شاہزادیان
تیرے لیے دعاے نجات کرینگی نذر تیری خانہ کعبہ مین ہوگی اب دیر نکر تیری باتون سے کلیجہ پھٹتا ہے خنجر
بدعت سے گلا کٹتا ہے کار از دست رفتہ تیر از کمان جستہ پھر واپس نہ آئیگا ایسا نہو کوئی اور انقلاب ہو جاے
یاقوت و افراسیاب بھی دور ہین ظالمون کے قلب کو سرور ہین دم بھر مین آجائینگے شاید بانیان
طلسم نے کچھ اور بھی اسکا دفعیہ مقرر کیا ہو کچھ نہ بن پڑیگا یہ سنکر محبوب کاکل کشا بڑھی جیحون پہلو مین
بران وغیرہ بیٹھتی ہوئین سب شاہزادیون نے سوے مشکین زلفین عنبرین غم مین محبوب کے کھولین ایک
سیاہ پوش بحر غم و الم کا جوش محبوب ماہر رخسار نے نیمچہ ہلالی کمر سے کھینچا اپنے ہاتھ سے اپنے گلے پر نیمچہ رکھا
کچھ الفاظ پڑھ کر نیمچہ کھینچا ستارہ سحری لڑکھڑا کر زمین پر گرا جیحون نے بڑھ کر خون اسکا اک جام مین لیا
شکم چاک کرکے دل و گردے نکالے ہتھیلی پر رکھکر طرف عفریت طلسمی کے دوڑی آواز دی دیکھیا آدم آ
دیکھ تو یہ کیا تحفہ ہے تیرے بنانے والون کی یہی ہدایت ہے دل و گردے پر محبوب کے جو عفریت کی نگاہ پڑی
وجد مین آیا دستک ناچا خوب کودا جام خون محبوب پی گیا دل گردے کھا کر ڈکار لی ہاتھ باندھ کر جیحون
کے سامنے کھڑا ہوا کہا اے ملکہ جیحون جس دن سے پیدا ہوا اس نعمت عظمی کے نام پر شیدا ہوا کیا نعمت
کھائی کلیجے مین خنکی پہونچی تا روز قیامت پیٹ نہ بھرتا نعمت عظمی سے دل بھر گیا کچھ حکم دیجیے اس غلام
جگر خوار سے کچھ کام لیجیے جیحون نے کہا جسکا تو نے کلیجہ کھایا انکے دشمنون کو جا کر کھا لے خوب پیٹ بھرنا
فرو تامل نکرنا یہ سنکر وہ دیو خونخوار بہت خوب کہکر پلٹا یہان ملک اخضر لوہر پوش سب سے آگے بڑھا ہوا اترا
بیٹھا ہوا گرد شہزادون غلام ایک طرف یاقوت سخندان خرم و خندان عقب مین افراسیاب پشت
پر لشکر بحیاب روا روی کرتے ہوے آتے ہین اخضر کہتا ہے کیون اے یاقوت ابھی بہت منزلین

طے کرتا ہون کوہ عقیق کیسا تا بہ خانۂ کعبہ چلنا پڑیگا سامان سفر تو ساتھ تیار ہی اور بارداری کو حکم دو بارگاہین
لدین سفر عظیم ہی یاقوت کہتی ہی جلد چلیے نہین معلوم اتنے عرصے مین عفریت نے کیا کیا نور افشان
وکوکب کو کھائے تب میرے دل کو چین آئے یقین ہی طلسم کشا کو کھا گیا ہوگا یہ ذکر تھا کہ دیکھا سامنے
سے عفریت طلسمی خاموش چلا آتا ہی سر جھکائے ہوے کچھ ہنستا ہوا چہرے سے خوشی آشکار نہ مجبور
نہ ناچار اخضر نے بڑھکر آواز دی او بجیا کہان پلٹ آیا سونٹا آبنوس کا ہاتھ مین تھا لیکر اخضر دوڑے
کہا بجیا نامرد اتنے سونٹے مارونگا کہ ہڈیان ٹوٹ جائینگی دیو کچھ منھ سے نہین بولتا ملک اخضر نے
دوڑکر ایک سونٹا لگا اک سے مارا کہا جا کر مسلمانون کو اپنی خوراک جانکر کھا جا سونٹا کھا کر دیو نے ایک
چنگل مارا ملک اخضر کی گردن پکڑ کر اٹھا لیا جیسے چھپکلی کو کوئی اٹھاتا ہی یاقوت نے آواز دی
او بجیا کیا کرتا ہی خبردار بے ادبی نہ کرنا یہ ملک اخضر میرا باپ ہی مصاحب سامری خزانہ دار خزانۂ
افسونگری دیو نے کچھ جواب نہ دیا اخضر کو منھ مین رکھ لیا دانتون سے چبا گیا آواز دی تم کہان
جاتی ہو میرے مالک نے مجھے نعمت عظمے کھلائی حکم دیا ہی کہ یاقوت کو بھی کھا جاؤ مین تجھکو نہ چھوڑونگا
اس بے ادب نے مجھکو سونٹا مارا ہم منونۂ سحر سامری ہین خداوندی حکم لکھ گئے تھے کہ محبوب کا دل د
جگر اگر نصیب ہو کھلانیوالے کی طاعت کرنا یہ کہکر چنگل بڑھایا یاقوت چیخ مار کر بھاگی عقاب نیاز ری
جسکا قدم پانچ کوس پر پڑتا ہو اس سے کوئی کہان بھاگ کر جائے ہاتھ بڑھا کر عقاب کی دم لی پھر تو
یاقوت بہت تڑپی پھڑکی پنجے سے ملک الموت کے کیونکر رہائی ہو اسکو بھی اٹھا کر منھ مین ڈال گیا
قضائے کار جسوقت اخضر و یاقوت کو عفریت طلسمی نے کھایا چارون حجرہ ہائے گذشتہ مین تحریر
کرچکا ہون کہ کنیزان سامری متعلق آفات چہار دست ان حجرہ ہائے بلا کے ساتھ زندگی انکی
قرار دی گئی تھی بارہ سو پتلیان تھین جو آفات کو خبر آئندہ و گذشتہ بتلایا کرتی تھین سات سو جل گئی
تھین پانچ سو باقی تھین بی آفات چہار دست بادۂ کبر و نخوت سے مست برسر کوہ زبرجدی
تخت یاقوتی پر بیٹھی ہوئی پتلیون سے باتین کر رہی تھی جسوقت عفریت نے یاقوت کو کھایا
صدائے گیر و دار بلند ہوئی آفات نے ابر تیرہ و تار کو دیکھا کہ آسمان پر اٹھا اس ابر مین رعد کی گرج
برق کی چمک ہزارہا طائران خوش الحان پرون سے سر پیٹتے ہوے آواز دیتے تھے ہائے یاقوت
نخندان تیرا شباب یاد کرین یا رعنائی زیبائی آج سامری و جمشید کا پہلو خالی ہوگیا

اُن پانچ سو تیلیون نے جو طائرون کو سر پیٹتے دیکھا پکار کر آواز دی لو جدہ تمھین شیطان کے سپرد کیا
اب ہم خدمت خداوند مین جاتے ہین مدتون تمھاری خدمت کی کچھ پھل نہ پایا لیکن اوراق روزنامچہ
اُٹھا حکم آخر کے چند فقرے لکھ دے اس سال مین افراسیاب مارا جائیگا شہنشاہ لاچین بادشاہ
سابق طلسم ہوش ربا رہائی پائیگا اب یہ ملک عدالت سے معمور ہوگا دوست پامال دشمنون کو ضرر
ہوگا مذہب یزدان پرستی رواج پائیگا افراسیاب غارت ہوجائیگا یہ کہکر وہ پانچ سو تیلیان
اُٹھین اُن طائرون پر جا پڑین چاہتی تھین انکو پکڑ لین لیکن جو تیلی جس طائر کے پاس پہونچی طائر
نے پر کا سایہ ڈالا تیلی جلکر خاک ہوئی تیلیون کو جلا کر طائر نکل گئے اُنھون نے بھی آسمان سے
یہی آواز دی ای آفات جہار دست آج ہمنے بھی قفس سحر یاقوت سے نجات پائی جنگلون کی
سیر کرین گے سامری و جمشید ہم کو قید کر گئے تھے مدتون قید رہے قفس بلا کے طلسم ہیہات اب
طلسم ہوش ربا فتح ہوجائیگا جاکر افراسیاب خانہ خراب کی تو خبر لے تدبیر کر اُس ظالم
کی جان پر بنی ہوگی عفریت طلسمی بگڑ گیا افراسیاب بھاگتا پھرتا ہوگا اسطرح کی خبرین کہکر سب تیلیان
جل گئین آفات سر پیٹتی ہوئی اُٹھی کہتی تھی یا سامری جمشید افراسیاب کو آرام نہ ملے جیسا حجرہ
ہائے بلا کو تباہ کر کے سیر اشرف کھویا اب اخبار آئندہ و گذشتہ کیونکر پاؤنگی کیسی پھر اُن کی آفات
جہار دست کا شوہر نیرنگ جادو وزیر کوہ زبرجدی لشکر لیے ہوئے اُترا تھا ہنگامہ سنکر دوڑا
بالائے کوہ آیا دیکھا تیلیان جلکر خاک ہوئین آفات پیٹ رہی ہے نیرنگ نے کہا کیون روتی ہے
افراسیاب دیوانہ ہے نالایق نے حجرہ ہائے بلا کھولدیے اپنے طلسم کا شرف خاک مین ملایا نام سے ان
حجرہ ہائے بلا کے رعب طلسم ہوش ربا تھا سب پر حال کھل گیا مشہور ہوا ملکہ مہرخ وغیرہ نے حجرہ ہائے بلا تماشے
تم جاکر افراسیاب کی خبر لو اگر حقیقت مین عفریت طلسمی بگڑ گیا ہے افراسیاب کو جان بچانا مشکل ہوگی
لیکن ہم تمکو خبر دیتے ہین کہ عفریت طلسمی کو مسلمانون نے بھوگ دیکر پھیرا ہوگا تو جلد جاکر کوہ مقناطیس
پر زور سے محیط جادو کہکر پکارنا اُسکو حکم سامری و جمشید ہے کہ جب بادشاہ طلسم ہوش ربا پر کوئی
بلا نازل ہو اپنا سینہ سپر کرنا طلسم ہوش ربا مقام عجائب و غرائب ہے سامری و جمشید
بڑی مشقت سے اس طلسم کو تیار کر گئے ہین حکمائے اشراقین جمع ہوے علم نیرنج و شعبدہ سے
ارکین قصور طلسم تیار کیے سالہا سال مشقتین ہوئین پہلے جلد جاکر افراسیاب کو بچاؤ قریب کوہ مقناطیس جاؤ اگر

خلاف کروگی افراسیاب کو زندہ نہ پاؤگی آفات چہار دست نے تیغا ہاتھ مین لیکر چلی کف منہ سے
جاری آنکھون مین آنسو بھرے ہوے افراسیاب کو کوستی ہوئی یہان جسوقت یاقوت و اخضر کو
عفریت خونخوار کھا گیا اور میدان مین اندھیرا ہو گیا عقب سے جیحون سبز پوش آکر پہونچی اور یہ
للکارا او عفریت احسان کا معاوضہ کیا کیا یہ لشکر افراسیاب سامنے تیری خوراک ہے دو حملون مین
قصہ پاک ہے بڑے بڑے شہرون مین تجھکو لے چلینگے اچھی طرح پیٹ بھر لیگے یہ سنتے ہی عفریت نے
لشکر افراسیاب پر چنگل مار جھٹکے مارنے لگا دو دو سو کو مٹھی مین لیکر ملڈالتا ہے جب افراسیاب
پر چلا افراسیاب نے آواز دی ای غلامان سامری لینا اس بچیا کو یہ کہتے ہی افراسیاب کے
چالیس پتلے فولادی زمین سے پیدا ہوے عفریت پر پنجے پکڑ کے جا پڑے اسقدر پنجے مارے کہ پنجون
مین دندانے پڑ گئے جسنے پنجہ مارا جھناٹے کی آواز ہوئی پنجہ ٹوٹ گیا پتلے کا جی چھوٹ گیا بھاگا اور
جا کر تیغا لایا پھر بھی کامل وہ چالیسون پتلے عفریت سے لڑے بڑے بڑے معرکے پڑے لیکن
عفریت کا کچھ نقصان ہوا کوئی اعضا نہ بگڑا نہ ہاتھ پانون کٹا جوش و خروش بڑھتا جاتا ہے بعد عرصہ
دراز کے پتلے شکست ہوے بہ نگاہ حسرت افراسیاب کو دیکھنے لگے افراسیاب نے پھر اپنی
ران پر خنجر مارا چلو مین خون لیکر ان پتلہ ہاے خود سر کو پلایا پھر وہ گرما کر جا پڑے پلٹ پلٹ کے
افراسیاب سے کہتے تھے ای شہنشاہ ہم مجبور و ناچار ہین ہمارا حربہ تاثیر نہین کرتا جان ہماری حاضر
ہے یہ کہکر سامنے عفریت کے گر پڑے عفریت نے انکو بھی اٹھا کر کھا لیا فولاد کو اسطرح
چبایا جسطرح کوئی گوشت کو کھاتا ہے جب یہ پتلے مارے گئے تب افراسیاب گھبرایا پیچھے ہٹا اسقدر
سحر کیے زمین تھرا گئی آسمان سے پھر کامل آگ برسی عفریت اسمین چھپ گیا دھوان سے نکلے
نکلا لشکر پر افراسیاب کے کرائی ہزار کو کھا گیا حسرت بھاگی جاتی ہے مصور صورت لگا
ایک جانب گریزان ہوئے ملازم افراسیاب حیران و پریشان ہوے یہ عفریت طلسمی
اسی طرح لشکر کو پامال کرتا ہے یہان تک ملازمان افراسیاب بھاگے جس راہ کو تین شبانہ روز مین
طے کیا تھا اُس راہ کو دو پہر مین طے اور ہی کرکے قدیم پڑاؤ پر پہونچے عفریت نے وہان بھی ٹہرنے ندیا
اسی زور و شور سے آ پڑا خیمے بارگاہین اکھڑ کر پھینکدین خزانے پر اہل اسلام نے قبضہ کیا وہ مقام بھی
افراسیاب سے چھوٹا بدحواس بھاگا جاتا ہے یکایک آسمان پر برق چمکی آفات چہار دست کا نعرہ ہوا

افراسیاب کو جو اس حال پر ملال مین دیکھا پکار کر آواز دی کیون افراسیاب تونے ہمارا کہنا نہ مانا حجرۂ
بلا کھولے آخر یہ بلا تجھپر نازل ہوئی نہ گھبرا تا مین محیط جادو کو لاتی ہون تیرے دادا نے ہدایت کردی
محافظ جان بادشاہ طلسم ہوش ربا اسکا لقب ہے اسوقت مین اگر حفاظت نہ کرے تو بڑا غضب ہے لاکھون
بندگان ساحری پامال ہوے تیری آنکھین نہین کھلی کوہ مقناطیس کا نام نہین جانتا کتاب مین صاف صاف
لکھا ہے سو جگہ تونے پڑھا ہوگا محیط جادو رہنے والا کوہ مقناطیس کا خیرخواہ دولت ہوش ربا
رازدار ہے خداوندی مین ہمثل دیکتا ہے ساحر جلیل سلطنت کا کفیل چند ساعت اپنے کو بچا مین ابھی
لیکر آتی ہون یہ کہکر آفات کڑکی کوہ مقناطیس پر جا کر چمکی اُس پریشانی مین آواز دی ای محیط
جادو بادشاہ طلسم ہوش ربا پر وقت بڑا عفریت طلسمی بگڑ گیا یہ کہتے ہی پہاڑ شق ہوا زمین کانپی
نیلے کچھ شعلے نکلے بعد چند ساعت اک ساحر غدار نحیف ضعیف رنگین بدن کی نکلی ہوئی معلوم ہوتا تھا
وہ رنگین نہین ہین مار ان سیاہ جسم مین لپٹے ہوے ہین بال سر کے بڑھے ہوے ہین وبال جان حیران و
پریشان آواز دی حاضر ہوا کیون ملکۂ عالم خیر تو ہے یہ کہتا ہوا آفات کے قریب آیا آفات نے کہا
ای محیط جلد چل عفریت طلسمی کو روک محیط نے پوچھا کیا آفت آئی کیا بلا نازل ہوئی کہ افراسیاب کو
تسکین قلب نہ حاصل ہوئی کیون جدہ تمنے نہ سمجھایا کہ حجرہ ہاے بلا نہ کھول بلا کے ساتھ بلا نازل ہوتی
ہے وہ ہنستا ہے تقدیر روتی ہے عمر طلسم تمام ہو چکی اسکا بھی خیال نہ کیا ہم قاعدے کے پابند ہین ای آفات
خوب یاد رکھ اب سال نہ گذریگا بہت اچھی بات ہے کہ ہم زوال دولت افراسیاب نہ دیکھین شب کو
مین نے اوراق ساحری ملاحظہ کیے صاف اُسمین تحریر تھا کہ بدیع الزمان کے ساتھ لاچین بھی
چھوٹیگا اپنے دشمنون کو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کے ماریگا توسن حصار کی بربادی و قتل فیروزہ فیروزہ پوش
و بربادی دخان سیاہ رو و قتل زمہریر و بربادی کوہ نیلم مجھسے نہ دیکھی جائیگی مین نے ان سبکو خون جگر پلا کر
پرورش کیا افراسیاب نے مکلحرام کا ساتھ دیا جدہ وہ زمانہ مجھے یاد ہے کہ جب افراسیاب نے اس طلسم پر قبضہ
کیا اور شہنشاہ لاچین بھاگ کر قلعہ قلم کوہ مین چھپا افراسیاب لشکر کشی کر کے چڑھ گیا آب و دانہ لاچین
پر بند کر دیا ہم لاچین کے ساتھ تھے جب فاقے مین دو دو دن گذرتی تھین غصے مین شیر نر وہ بہادر
نکل آتا تھا ہزارون کو قتل کر کے غلہ لیجاتا تھا جب افراسیاب کا نامہ ہم سبھون کے پاس پہونچا کہ یار دم سبکو
سرفراز کرونگا مین اس حال مین بھی لاچین سے نہین لڑ سکتا جدہ وہ اہل آتا ہے اور نمکحرام کہکر للکارتا ہے مجھے سوا اُسکے

بھاگنے کے کچھ نہین سوجھتا سب سحر بھول جاتا ہون یہ آپ کا حقیر و شہنشاہ نیلم و توسن و فیروزہ فیروزہ پوش و دخان سیاہ رو و زمہر سر چالیس وزیر نمک حرامی پر ایک دل ہوے رات کو سوتے مین لاچین کو قید کیا زبان مین سوزن دیا صبح کو سامنے افراسیاب کے لیکر آئے افراسیاب نے شہنشاہ لاچین کو قید کر کے زندان طلسمی مین روانہ کیا و ملک توسن جادو کو دیا شہنشاہ توسن خطاب ہوا نیلم کے شہنشاہ نیلم ہوے ہمکو سلطنت کو مقناطیس کی قواعد مین حفاظت جان شہنشاہ ہوش ربا ہمارے نام لکھی گئی ہمنے اس جفا کو قبول کیا اگر زندہ رہتے ہاتھ سے لاچین کے جفا مین سہتے رہا ہونے ہی لاچین ان سب پر دست انداز ہوگا مہرخ و بہار و آفت کاران قدیم طلسم کشا کے مشیر و ندیم ایک ایک کا نام تباہین گی قرقیان ضبطیان جاری ہونگی ایک ایک پر مصیبت ساحران جابل پر آفت یہ ہمسے نہ دیکھا جاتا آفات جہاردست نے کہا ای محیط یہ قصے کہانی تو بیان نہ کرو اتنے عرصے مین دہ لاکھ دو لاکھ کو لکھا گیا ہوگا ایسا ہو افراسیاب پر دست انداز ہو محیط نے کہا افراسیاب کو سوا اسد کے کوئی قتل نہین کر سکتا صاف قواعد مین لکھا ہی کہ طلسم کشا کے گلے مین لوح طلسمی ہو ہاتھ مین مہرہ طلسمی قبضے مین تیغ نور افشانی تب افراسیاب قتل ہو اس زمانے مین کوئی افراسیاب کو قتل نہین کر سکتا صاف لکھا ہی کہ اسد نامدار اسکا قاتل ہی ستارہ شناسان طلسم کے قول سے جو انکار کرے وہ جاہل ہی یہ کہکے تخت پر سوار ہوا جوڑا تیغہ ہاتھ مین لیا ایک کتاب بغل مین دبائی اسوقت پہونچا کہ افراسیاب قریب صحرای ریحان پہونچا ہی ملکہ ریحان جادو اپنے قلعہ مین بیٹھی تھی یکایک ہرکارون نے خبر دی شہنشاہ طلسم ہوشربا شکست خوردہ آتے ہین سنا ہی آج جنگ شبین گذری شہنشاہ بھاگتے ہوے یہان تک پہونچے ہین مہرخ نے شب خون ماری اب شکست ہی شہنشاہ کی بربادی کا بندوبست ہی ریحان جادو بارہ ہزار ساحر لیکر نکلی دیکھا رعد و برق و برق لامع نعرے کرتے ہوے چلے آتے ہین حیرت جادو افشان دختران آن فوجون پر تو افراسیاب جا پڑتا ہی جہان عفریت طلسمی آیا سر پانون رکھکر بھاگتا ہی ریحان جادو نے دیکھا افراسیاب نے گھبرا کر فوج مہرخ مین دو چار سحر اسطرح کے کیے زمین کو ہلا دیا کئی ہزار ساحر جلائے کہ نعرہ ہوا سم جیجون سبز پوش زبان دراز ریحان جادو سمجھی یہ کبھی کوئی افسر لشکر مہرخ ہی جیجون کی طرف متوجہ ہوئی ایک جانب سے دیکھا ایک پہاڑ جنبش کرتا ہوا چلا آتا ہی خیال کر کے دیکھا اس پہاڑ مین ہاتھ پانون سر آنکھین ہین وہ دہن بنی ہوئی معلوم ہوتی ہین آنکھین دو نقارہ خونی

سمجھی کسی نے سحر معیب بنایا ساتھ والون سے کہا اس دیو کو مارو مہرخ وغیرہ نے ہمارے ڈرانے کو یہ
سحر بنایا ہی ہم بھی اتنا بڑا آدمی بنا سکتے ہین مجبور و ناچار نہین ہین بارہ ہزار جادوگر ریحان کے ریحان
سب کے آگے بارہ ہزار نے اُس دیو پر گوے ترنج نارنج مارے دیو خاموش کھڑا رہا ایکایک ہاتھ
اُٹھا کر اک چنگل مار دو پھنکون مین بارہ ہزار کو کھا گیا میدان صاف ہوا طرف افراسیاب کے
جلار ریحان جادو کے جو چند ساحر بچے تھے وہ حیران ہین کہ یہ کیا ماجرا ہوا اس پہاڑ مین شب چھپکے
شخص ناک سے دیکھ کر کہتے تھے پہاڑ مین درے بھی ہین ہماری ملکہ ساحرون کو لیکر درہ ہائے کوہ
مین چھپ گئین افراسیاب بیقرار ہو کر ٹھہرا سامری جمشید کا نام لیکر پکارنے لگا آسمان پر سناٹا
ہوا آواز آئی کیون ای افراسیاب یہ دن یاد نہ تھا مثل مشہور ہے اگر منتر سانپ کا نہ جانے بل مین
کیون انگلی ڈالے دیکھا تو نے کیا ذلت اُٹھائی کبھی ہمارے پاس صلاح کو نہ آئے جان دینے
کو ہمکو بلایا ہم حاضر ہین مٹیا ابھی جان دیکر تجھکو بچائین گے وہ دن یاد ہی جس دن لاچین کو
پکڑا تھا اور اُسنے بیقرار ہو کر کہا او افراسیاب مین نے تجھکو گھربار کا مالک کیا تو نے مجھکو
قید کر لیا اسکا انجام بد ہوگا بلا مین پھنسے گا ای ساکنان طلسم ہوش ربا تم محیط جادو مین وہ
شخص ہون کہ مین نے کامل نمکحرامی کی شہنشاہ لاچین کو گرفتار کرایا افراسیاب کا جاہ و جلال بڑھایا
اسی سال مین افراسیاب قتل ہو جائیگا ہاتھ سے اسد نامدار کے مہلت نہ پائیگا لاشہ بھی اُسکا کوئی
نہ اُٹھائے گا کاسہ سر رہ روون کی ٹھوکرین کھائیگا انجام نمکحرامی بد ہی اسوقت مجھکو اسکی جان بچانے
کی کیا ہی جو طلسم کشا کا ساتھ دیگا آرام و چین پائیگا ورنہ ذلیل و رسوا ہو کر مارا جائیگا دنیا مقام
انقلاب کبھی روز روشن کبھی کالی رات کا سامنا بعد عیش مصیبت ہی بعد مصیبت راحت اب ضرور
شہنشاہ لاچین رہائی پائیگا یہ سال سامری پرستون پر خیر سے نہ گذریگا مین تو آمادہ
سفر عدم ہون بموجب مضمون اشعار

نظم

کار خونکی ہی ہوس ای دل ناشاد عبث
نالہ بیفائدہ ہی شورش فریاد عبث
سخت جانی نہین دینے کی کبھی فرصت
فکر من طوق و سلاسل کے ہین جلاد عبث

ہر ہوائے چمن عالم ایجاد عبث
ناتوان وہ ہون تصور سے گرانی ہر مجھے
سر کو رکھتے ہین تہ خنجر بیداد عبث
دوستی رکھتے ہین اُس سے جو محبت رکھے

سنگدل موم نہونگے یہ ہوس ہی بیجا
مجھپہ ایجاد ستم ای ستم ایجاد عبث
زور بازو سے جنون سے مجھے بچنا مشکل
اس ستم پیشہ کی ہے دل ہر مجھے یاد عبث

کیا ہوا امید وفا ایسے ستمگر سے مجھے جلاد
حال سنکر مرا کہتا ہے وہ جلاد عبث
رحم آیا نہ کبھی عاشق شیدا پہ تجھے

خدمتیں کین تری ہمنے ستم ایجاد عبث
کیا غرض ہو اسے دیوانہ سری سے میری
دیکھا ہے دل ہوس طرہ پریزاد عبث

تو نیا چشم فلک کا نہین جو ہو نگار زیر
ای صبا خاک مری کرتی ہے برباد عبث
قسمت بد سے میسر ہوا وصل حبیب

تھی بے کوہ کنی محنت فرہاد عبث
تا گلو تیغ نہ آئیگی کہ مر جاؤنگا
زور بازو نے مجھے دکھلایا جلاد عبث

خوبرویوں سے تمنائے وفا حیف نسیم
دل لگایا ہے تو اب شکوہ بیداد عبث
یارو یہ بھی سن لو افراسیاب

کسی کے ساتھ وفا نہ کریگا اپنے خیر خواہوں پر جفا کریگا باتین محیط کی سنکر افراسیاب بہت جھجھلایا آواز دی کیا بیہودہ بکتا ہے مین نے سبکو سرفراز کیا تم سب بھیک مانگتے تھے دربار مین لاچین کے بار نہ پاتے تھے ایک ایک خودمختار کو سلطنت دی کیا مین اکیلا خطاوار ہون سب نے نمکحرامی کی مین نہین حفاظت چاہتا ور نہ ہوا آفات نے اگر نہ پرا افراسیاب کے ہاتھ رکھدیا کہا ای بیوقوف اسوقت مین اسکو بدظن کرتا ہے اگر یہ چلا جائے تو آج ہی طلسم ہوشربا فتح ہوجائے باغبان الیسا رازدان تو اپنی زبان سے مقام قید لاچین بتاچکا کوئی ایسا دھوکا کھاتا ہے یہ کہکر آفات پھر قریب محیط آئی کہا ای محیط تم بزرگ ہو لڑکے کے کہنے کا برا نہ مانو تم اپنا کام کرو ہوشربا مین نام کرو آفات نے محیط کو بہت بہلایا ور نہ اسنے قصد کیا تھا کہ پلٹ جاؤن نور افشان نے کئی مرتبہ محیط سے آنکھ ملائی اشارہ کیا کیون اپنی جان دیتا ہے تو ہمارے طلسم نور افشان مین چلا آ ملک آبادی کی سلطنت دینگے لاچین سے تیری خطا معاف کرائینگے کوئی کچھ نہ کہیگا محیط کو گمان غالب ہے کہ لاچین ہی خطا معاف کریگا آفات نے اسکو دام مکر مین لیا جیسے ہی عفریت خونخوار بڑھا محیط نے تیغہ کھینچکر گلے پر رکھا گلا کاٹ کر اپنے کو سر عفریت پر گرا دیا جیسے ہی یہ لاشہ سر عفریت پر گرا عفریت نے ایک چیخ ماری منھ سے شعلہ آتش نکلا سروچراغان بنکر جلنے لگا ادھر مرنا محیط کا جلنا عفریت خونخوار کا یہ معلوم ہوا ایک پہاڑ جل رہا ہے تمام صحرا آتش بہار ہوگیا جنگل لالہ زار ہوگیا پھر تو ان شعلہ ہائے آتش سے ہزارون جادوگر جلے آندھی سیاہ اٹھی افراسیاب اسقدر گھبرایا اف اف کرکے اپنے کو بچاتا تھا اندھیرے مین دوڑ کر حیرت کو گود مین اٹھایا آفات نے دیکھا افراسیاب بدحواس ہے لڑکا کر گری نیچہ کمر مین افراسیاب کی دیا دام جمشیدی کو کاندھے سے اتارا افسرون پر مارا اس دام مین سرما و ابرلیق و مصور و صورت نگار وغیرہ بارہ ہزار

سردار و تاجدار نبرد ہوئے اس دام کو کاندھے پر ڈالا نیچے مین افراسیاب و حیرت جال
مین یہ سب سرداران باشوکت طرف باغ سیب کے روانہ ہوئی تمام لشکر پراگندہ ہو گیا
اس حال پر ملال مین افراسیاب کو لا کر آفات نے باغ سیب مین اُتارا کنیزین تمام
دوڑ پڑین مصاحبون نے آ کر شہنشاہ کو ہوشیار کیا تخت آراستہ ہوا حیرت آ کر تخت پر بیٹھی
آفات چہاردست نے کہا کیون اے افراسیاب اب کیا منظور ہے یہ خبر بردہ ظلمات
مین پہونچی حال قتل یاقوت سنکر بلکہ ماہیان زمرد پوش بھی روتی پیٹتی آئی افراسیاب
کو قتل یاقوت کا بڑا قلق ہے کہ یہ اسکے جمال پر عاشق بھی ہوا تھا یاد مین اُس سرو قد
کی آنکھون سے آنسو نہین تھمتے آفات چہاردست نے کہا اے افراسیاب کیون اسقدر
گریہ و زاری کرتا ہے یاقوت مین کیا فخر تھا جہان تیرے اور خراج گزار ہین وہ بھی ایک بادشاہ
تھی قتل ہو گئی یا پوش سے افراسیاب نے کہا اے دادی جان یاد مین اُس محبوب کی برسون
نیند نہ آئیگی میرا یہ پاس کیا کہ جاتے ہی بشوہری قبول کر لیا اس خلق و مروت سے ملی کو کب
اپنے عزیز دار خاص کو جواب صاف دیا قرابت قریبہ کا پاس نہ کیا عمرو نے جا کر اُسکے
قلب نازک پر صدمہ پہونچایا افسوس ہے وہ ماہتاب بان طعمۂ دہن عفریت خونخوار ہوئی ماہیان
زمرد پوش نے جواب دیا گذشتہ کا یاد رکھنا حماقت ہے اسی وقت تو چل بیچ مین تو کھڑا
ہو جا آفات چہاردست ایک جانب ایک طرف مین سحر کرون ہم تینون کے بار سحر کو کون
اٹھا سکے گا آفات چہاردست نے کہا اے ماہیان زمرد پوش میرے بھی دل
مین یہی آرزو ہے مین تو کسی کام کی نہ رہی وہ جو شرف کوہ زبرجدی مشہور تھا جسنے آئینہ ضمیر
خبر آئندہ و گذشتہ ملتی تھی اُسکا سد باب ہوا اُسی حجرہ بلا کے ہمراہ کنیزان سامری کی جان
تھی کیسی جل جل کر مرین اے ماہیان زمرد پوش دادا افراسیاب مرتے مرتے وہ
حکم لگا گئین کہ اس سال مین طلسم ہوشربا نہ بچے گا اسد نامدار لوح پائیگا در بند شکست ہو جائینگے
لاچین و بلیع رہائی پائینگے اگر حقیقت مین بادشاہ سابق نے رہائی پائی ہم سب کو جان بچانا
مشکل ہو گی پہلے وہ یہی قصد کریگا کہ کوہ زبرجدی پر لشکرکشی کرے مین محیط بھی یہی حکم لگا کر مرا افراسیاب
نے کہا دونون نے نمک مارا محیط حرامزادہ یاوہ گو تھا اپنی جان دیکر مرا مجھپر احسان کیا کیا مجال جو کوئی

لوح طلسمی پاسکے دریاے نیل ایسی چیز ہو کہ اسد جاکر زہر بر کو مارلیگا اُس دریاے زخار پر ہوا بھی ٹھہرا
کے جاتی ہو انسان کا گذر غیر ممکن کل احکام سامری و جمشید خلاف ہوے اس مہملات کا مجھکو
یقین نہین آتا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی طائران سحر نے آکر خبر پہونچائی حجرۂ نجم کی ٹوٹنے کی خبر تابہ کوہ
نیلم پہونچی شہنشاہ نیلم کو بہت ناگوار ہوا فرماتے تھے ہمکو شہنشاہ نے نالایق تصور کیا آج تک ہمکو نہ لکھا
ایک پرچہ تیلہ دیگر چلا گیا صرف اتنا مرقوم تھا کہ ہمنے حجرۂ نجم کھولا آسنے اپنے وزیر اعظم کو حکم دیا امواج
بن گرداب آدم خوار چالیس لاکھ فوج لیکر کوہ نیلم سے آتا ہو بارہ کوس کوہ نیلم سے بڑھکر
بارگاہ استاد کرائی ہو مع لشکر گران فروکش ہوا اب آپکے اشارے کا مشتاق ہو ہمنے لینے کا نون بھیجے
سنا وزیر اعظم نے ارشاد فرمایا ہم جاتے ہین سب کو ڈبو دینگے طبل جنگی نہ بجوائینگے سب بیٹے بھتیجے بھانجے
ہمراہ لیکر آتا ہی یہ سنکر افراسیاب نے تاج کو کج کیا کہا لو جلد اب مسلمانون کا خاتمہ ہوا امواج بن گرداب
آدم خوار زوجہ اُسکی جیحون جادو فرزند نوجوان لطمہ صدگوش دریانوش سرخاب
دجاب مصاحب بط غوطہ زن و مرغابی سحر سب سامان دریا اُسکے ساتھ ہو ساحران
غدار آبرو دار مزاج مین جوش موج مین اپنی آیا ہی جسوقت اُسکے دریا کا غرآٹا پڑیگا کشتی حیات
مسلمانان طوفانی ایک ایک کو حیرانی پریشانی حاصل ہوگی ایک ایک غرق دریاے سحر ہوگا اُسکا ڈبویا
کبھی آج تک پلٹا نہین زمانے مین شہنشاہ لاچین سے لڑا تھا کئی لاکھ سامری پرستون کو ایک
اشارے مین ڈبو دیا کوئی اُسکا مقابلہ نہ کرسکا مصاحبان لاچین نے اسی کے ہاتھ سے شکست
کھائی تھی ساحران بنگالہ سے لڑا تا بہ کانور دلیس گیا ساحر جہاندیدہ صدہا سفر کیے اُس پر عیاری بھی سیکھی
بڑا علقمند ہو غرض اگر کوئی اُسکے لشکر مین جائیگا فوراً اُسکو قتل کر ڈالیگا کیا مجال ہو جو عیار اُسکے لشکر مین
جاے ای ملکہ حیرت تم لشکر لیکر مقابلہ مسلمانان مین جاؤ مین نامہ اُسکو روانہ کرتا ہون بڑے انتظام
سے آئیگا اُسکی راے مین دخل نہ دینا جسطرح مناسب جانیگا لڑیگا مسلمانون سے کہلا بھیجنا کہ اب
سوراخ مور و مار تلاش کرو دریاے موج سے جان بچاؤ کسی چاہ مین جاکر چھپو حیرت اسوقت تخت
پر سوار ہوئی کہا ای شہنشاہ لشکر تباہ ہوا افراسیاب نے کہا سب سامان پہونچ جائیگا شایان درنیلم
آئینگے تمکو بہ اعزاز و اکرام لیجائینگے سب سامان مہیا ہوگا حیرت جادو مصور وغیرہ کو ہمراہ لیکر مع
سرما و ابر لیق چلی انکا ذکر وقت پر ہوگا اہل اسلام نے جو اس معرکۂ عظیم سے مہلت پائی ایک صحرا

سبزہ زار مین لا کر لشکر کو اُتارا بارگاہ مین استادہ ہوئین کوکب روشن ضمیر لعل سخندان سے بڑے خلق سے
ملے فرمایا بیٹیا تمنے بڑے احسان کیے خدا مبارک کرے ملکہ لعل کے واسطے بارہ ہزار کنیزین خریدی گئین
اہل اسلام مصروف عیش و نشاط ہوے نور افشان و کوکب و بران وغیرہ طرف طلسم نور افشان کے
روانہ ہوے ملکہ بران ملکہ مہرخ سے کہتی ہین کنیز کو واسطے خبر کے روانہ کرونگی جو خبر کہ گذرے
اُسیوقت آپ ہمکو مفصل تحریر فرمایئے گا ملکہ مہرخ نے کہا انشاءاللہ اگر ایک ہفتہ کوئی ہمارے
مقابلے مین نہ آئے تو طرف دریاے نیل کے کوچ کرین لوح کی فکر واجب و لازم ہی ملکہ بران نے
کہا انتظار کیسا آپ تیاری کرین ہم بھی لشکر لیکر آتے ہین راہ مین آپ کو ملجائینگے پہلے حاکم دریاے
ہفت رنگ ضرور راہ مین روکیگا اول صرصر ہفت رنگ سے مقابلہ پڑیگا اسیطرح لڑتے بھڑتے تا بدریاے
نیل پہونچینگے فکر لوح واجب و لازم ہی اس بات کو بران کی سب نے پسند کیا باغبان قدرت کو حکم ہوا
سفر کی تیاری کرو باغبان قدرت نے ایک ہفتہ کی مہلت لی اہالیان طلسم نور افشان طرف قصر جمشیدی
کے گئے باغبان تیاری سفر مین مصروف ہوا اہالیان لشکر اسلام اس سامان کین مصروف حیرت لشکر
لیے آتی ہی مواج بن گرداب آدم خوار با فوج قاہرہ کوہ نیلم سے اُتر چکا ملکہ بران باغ نگارین مین
پہونچین لیکن گوش بر آواز ہین کہ نامہ آئے فوراً کوچ کرین اب سب کا ذکر وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان نقد روح روان قاسم عالی شان شاہزادہ ایرج نوجوان کہ طلسم اسکندریہ فتح کرکے راہ مین بھی مقابلہ پڑا چند قلعے فتح کرکے بہ رہبری صیقل آئینہ دار طرف طلسم ہوشربا کے روانہ ہوے ہین خمسہ

ہزار رنگ سے ہر دل فگار راہ مین ہی — ترے ہی نام کی ساقی پکار راہ مین ہی
ہر ایک رند پئے انتظار راہ مین ہی — ہلے دور مئے خوشگوار راہ مین ہی
خزان چمن سے ہی جاتی بہار راہ مین ہی

ہر ایک ذرہ جواہر نگار راہ مین ہی — زمین نقش قدم تاجدار راہ مین ہی
جلوس باد بہاری نثار راہ مین ہی — گدا نواز کوئی شہسوار راہ مین ہی
بلند آج نہایت غبار راہ مین ہی

کہان وہ لوریے جوان ہین جو ہو غم طفلی — دم بہار جوانی گیا وہ غم طفلی

ابھی تو رنگ دکھاتا ہی موسم طفلی — شباب تک نہین پہونچا ہی عالم طفلی
ہنوز حسن جوانی یار راہ مین ہی

خیال کچھ نہین آیا فراز و پستی مین — نہ دل لگانا بہت اس اجاڑ بستی مین
تمام عمر نہ کٹ جائے جوش مستی مین — عدم کے کوچ کی لازم ہی فکر ہستی مین
نہ کوئی شہر نہ کوئی دیار راہ مین ہی

جو کچھ بشر کہے اس قول کا نباہ ہی شرط — یہ طے ہین سارے بکھیڑے دلون مین راہ ہی شرط
قدم قدم پہ سہارا خدا گواہ ہی شرط — طریق عشق مین اے دل عصائے آہ ہی شرط
کہین چڑھاو کسی جا اتار راہ مین ہی

اکھاڑ نخل عداوت کو رکھ نہ بیخ نہ بن — چمن کی سیر ہی منظور خار راہ نہ چن
اسی کا نام ہی جا حفظ لگا اسی کی دھن — سبیل عشق کا سالک ہی واعظون کی نہ سن
ٹھگون کے کہنے کا کیا اعتبار راہ مین ہی

خبر تو لے کسی کی ہوگی منتظر اسکو بھی — ملادے نقش قدم کے برابر اسکو بھی
کیا تھا تو نے محبت کا خوگر اسکو بھی — جگہ ہی رحم کی یار ایک ٹھوکر اسکو بھی
شہید ناز کا تیرے مزار راہ مین ہی

روا روی کے لیے ہی جہان مین پیدائش — کسی جگہ نہ توقف نہ زیب و آرائش
قدم قدم پہ ہی چالاکیون کی افزائش — سمند عمر کو اللہ رے شوق آسائش
عنان گسستہ و بے اختیار راہ مین ہی

نہ جاہ قبر مین ہوگا غریق ساتھ اپنے — کسی کہے کے چلین کس طریق ساتھ اپنے
نہ زاد راہ نہ کوئی شفیق ساتھ اپنے — نہ بدرقہ ہی نہ کوئی رفیق ساتھ اپنے
فقط عنایت پروردگار راہ مین ہی

برا ہو ساتھ ہمارے نہ کوئی اچھا ساتھ — دوئی کی چھوڑ دین راہ مین تو جانے کیسا ساتھ
حسد کو چھوڑ دو یا روح بس ہی تنہا ساتھ — تلاش یار مین کیا ڈھونڈھیے کسی کا ساتھ
ہمارا سایہ ہمین ناگوار راہ مین ہی

بتاؤن فقر کے آثار تا بہ کی قاصد
تمام حسرت عالم کا ڈھیر ہی قاصد
غرض یہ راہ سے الحذر ہو گی طے قاصد
بتا یہ کوچۂ قاتل کا سن رکھ ای قاصد
بجاے سنگ نشان اک مزار راہ مین ہی

بنا کے ابرو و مژگان کو گاہ گاہ وہ ترک
شکار کھیلیگا ماہی سے تا بہ ماہ وہ ترک
غضب کے ناز سے طے کر رہا ہی راہ وہ ترک
چلا ہی تیر و کمان لیکے صیدگاہ وہ ترک
خوشا نصیب کہ جو جو شکار راہ مین ہی

تمام روز کی ہی یہ صدمۂ دلکش
قریب شام ہی منزل وہان ہی رہ مہوش
ہزار آبلے ہون لاکھ بار آئے غش
تھکیں جو پاؤن تو چل سر کے بھل نہ تھم آتش
گل مراد ہی منزل یہ خار راہ مین ہی

چہرہ رہروان منازل پر آفت طلسم ہوش ربا طے کنندگان مراحل صعوبت و مصیبت و بلا راہ افسونگری کو پاے آبلہ دار سے بہ جد و جہد بسیار یون طے کرتے ہین اشعار مصنف

سخن سنج دانا ے این داستان
چنین مے نگارد بصد عظم و شان
کمیت قلم را بجولان دہم
سخن را سر و برگ و سامان کنم

استادان سخنور نے اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرمایا ہی کہ صاحب چتر و علم حاکم اقلیم جاہ و حشم یکہ تاز شبدیز جلالت رستم میدان جرأت نقد روح روان قاسم عالی شان شاہزادہ ایرج نوجوان [illegible] شاہزادہ صیقل آئینہ دار راہ پر خار صحرا کو طے کرتا ہوا طرف ہوشربا کے جاتا ہی اک صحراے پر بہار مین آکر لشکر فرودکش ہوا ملکہ انجم ماہر خسار و صیقل آئینہ دار نے لشکر ساحران کو بہ انتظام آثار اسپہ سالاران لشکر ایرج نیلم زنگی و فیلم زنگی وغیرہ نے لشکر غیر ساحران ترتیب دیا ہی بیچ مین بارگاہ ایرج ایک سمت ساحران عالی شان دوسری جانب سرداران نوجوان صاحبان شوکت و شان فرودکش ہوے کئی منزلون مین صحرا ہاے ویران طے آج بعد کئی دن کے اس منزل مین فرحت تازہ و سرور بے اندازہ حاصل ہوا تخت پر ملکہ شیشہ مینوش ایک جانب ملکہ انجم ماہر خسار و شاہزادہ صیقل آئینہ دار پایۂ چہارم تخت پر اسکا وکیل ہی ایرج نوجوان وکیل یاقوت نگار رجلوہ فرما شاپور اسا عیار خنجر گذار فرزند عمرو نامدار منتظم لشکر ہر وقت خبر گیری مین مصروف رہتا ہی ایرج نوجوان نے آج صیقل آئینہ دار سے پوچھا کیون ای برادر اب طلسم ہوش ربا کتنی

دور ہر صیقل نے عرض کی حضور یہ صحراے دور دراز منازل سوز و گداز پروردگار طے کرائے پیرے
نزدیک بعد چالیس دن کے نشان ہوشربا ملینگے ساحرون سے لڑائی شروع ہو جائیگی جلسۂ عیش و نشاط
جو آراستہ ہوا شیشہ مینوش کو تخت پر دیکھا انجم ماہر خسار پہلو مین پران شمشیر زن کی یاد آئی انتہا کی
طبیعت گھبرائی شاپور نے جو شاہزادے کو متردد و متوحش دیکھا سمجھ گیا فوراً چنگ مرصعی ہاتھ مین لیا
دل بہلانے کو شاہزادے کے یہ غزل عاشقانہ نسیم دہلوی کی ساتھ ناز و ادا کے شروع کی غزل

قربان ہو رہی ہے مری جان ادھر ادھر
ہوتے ہین ساتھ عاشق نالان ادھر ادھر
ہنگامۂ جنون ہے جو دونون جہان مین بپا
لڑتے ہین نبی پیچان ادھر ادھر
یا دشمنون سے قطع ہو یا مجھسے ربط ترک
ہوتے ہین کل سے عیش کے سامان ادھر ادھر
وہ اپنی ہٹ پہ ہین مجھے اپنے کیے کی ضد
پھیلے ہوے ہین اس مژگان ادھر ادھر
وہ چاہتے ہین آئین مین کتنا ہو آج وہ
کس طرح کے دلین ہین ارمان ادھر ادھر
ہین پہلوون مین داغ جو دونون طرف نسیم

وان رخ پہ ہے جو زلف پریشان ادھر ادھر
ہو لخت دل کہین تو کہین پارہ جگر
دامن ادھر ادھر ہے گریبان ادھر ادھر
دیکھا انھون نے مردہ مجھے مین نے اسکا
کیون دل کو کر رہے ہو مری جان ادھر ادھر
کیونکر کرون مین بات جب اسکا لگے
سمجھاتے ہین وہ دونون کو انسان ادھر ادھر
وہ بت ہے مین ہون جسکا دین نہ فیصلہ
کس لطف پر ہے رغبت انسان ادھر ادھر
منظور ہے جو رنجش سابق کا فیصلہ
جلوے دکھا رہے ہین گلستان ادھر ادھر

جاتے ہین جب وہ سوے چمن سیر کے لیے
رہتے ہین پیش چشم گلستان ادھر ادھر
زلفین جھکی ہوئی ہین جو چہرے پہ دو طرف
آئے نظر ہین خواب پریشان ادھر ادھر
مطرب ہان ہین جمع نوا ساز اسطرف
رہتے ہین ساتھ ساتھ نگہبان ادھر ادھر
آنکھون پہ سائبان ہین عرق دید کے ہون کیا
بعضے ہین جمع گبر و مسلمان ادھر ادھر
مالا و اقربا سے ہین ہون مجمع دو رنگ
ہر روز جمع ہوتے ہین مہمان ادھر ادھر
ایرج نوجوان نے فرمایا ای شاپور

ہمارے دل کو کیا بہلاتے ہو دل تردد منزل قابو مین نہین ہے دیکھین کوے محبوب مین کس دن پہونچین
جو تقدیر رسائی کرے زمانے مین جہانگیر کے گئے پلٹ آئے کوکب روشن ضمیر کی تاکید تھی کہ تم ان کو حکم
تھا نقاب ڈالکر بارگاہ مین آؤ مگر ہم سے نہ بن پڑا دادا جان کے ساتھ چلے آتے ابکی اگر رسائی ہو گئی
جاتے ہی کوکب سے سوال کرینگے صیقل آئینہ دار نے عرض کی اے شہریار اس مشکل کو غلام حل کریگا آپ
لطف سے کوکب سے تقریر کرین اور عرض کرین کہ ایسے پیوند کسکو نصیب ہوتے ہین اے کوکب
غنیمت جانو فرزند قاسم نوجوان نبیرۂ صاحبقران صف شکن تیغ زن صاحبقران اعظم کے نام سے بھی
مشہور ہوگے یہ خواہش قبول کریگا ایرج نے کہا یہ راتین ہجر کی کیونکر کٹین ہر شب تڑپ تڑپ کر بسر کرتا ہون

تمہین کہو کہ شب فراق یار دلدار مین بیقرار کو کسطرح چین آئے بقول قلق غزل

روٹھا رہا وہ ماہ منور تمام رات
روشن رہا مثال سحر گھر تمام رات
بے یار پھاڑے کھایا کیا گھر تمام رات
سونگھا کیا مین شوق مین بستر تمام رات
اُس شعلہ رو کے دل کو جو اک لو لگی رہی
تکیہ دھرا رہا وہی دل پر تمام رات

راحت ہوئی نصیب دم بھر تمام رات
الٹے تھے ساتھ سونے کے خوگر تمام رات
ہر دور رہا نگاہ مین اختر تمام رات
مدت کے بعد وصل جو اُسکا ہوا نصیب
مانند شمع کاٹی ہے رو کر تمام رات
اکلی نکالیں دل کے سب ارمان قلق

تھا جلوہ گر وہ مہر منور تمام رات
مجھکو جدا نہ کرتے تھے دم بھر تمام رات
بستر اُٹھا لگی مری تری خوشبو سے جسم
سویا لپٹ لپٹ کے مین دن بھر تمام رات
سر رکھ کے سو گئے تھے دل ارجمان جسم تم
صحبت جو یار سے ہو میسر تمام رات

یہ اشعار پڑھکر شاہزادہ اسقدر رنجیدہ ہوا یا تو سب سرداران صحراے سبزہ زار مین آکر نہایت خوش و خرم ہوے تھے یا بارگاہ مین سناٹا پڑ گیا ہر ایک کو یہی خیال ہے کہ ہمارے آقاے نامدار کے قلب پر ہجوم غم و الم ہے انجم ماہر خسار خاموش شیشۂ مینوش کو محبت کا جوش صیقل نے بہت بہت سمجھایا اتنا بڑا لشکر جو آگیا انتہا کی روشنی ہوئی فضلاے کا اُس حوالی مین ایک قلعہ ہے کہ اُس قلعے کو آفتاب نما کہتے ہین آفتاب شعلہ خوار جادو افراسیاب جادو کا خراج گزار دربند دخانیہ جہان کا حاکم دخان سیہ رو آفتاب شعلہ خوار کا خراج خدمت مین دخان سیہ رو کے جاتا ہے وہ خدمت مین افراسیاب کے پہونچاتا ہے آفتاب نہایت صاحب جاہ و جلال سحر و ساحری مین بیمثال قلعۂ آفتاب نما مین تخت پر بیٹھا ہے گرد بڑے بڑے جادوگر سیہ فام کرینظر وزیر امیر اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین مصروف عیش و نشاط کہ چند ساحر دوڑے ہوے آے عرض کی ہے بادشاہ عالیجاہ نبیرۂ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان ایرج نوجوان با لشکر قاہرہ طرف طلسم ہوشربا کے جاتا ہے آج لشکر آکر صحراے سبزہ زار مین اُترا ہے بارگاہ سے نکلکر ملاحظہ فرمایئے اسقدر روشنی ہوئی ہے کہ تمام صحرا آتش بہار معلوم ہوتا ہے آفتاب شعلہ خوار تخت سے اُٹھا بیرون بارگاہ آیا کوٹھے پر سے آکر ایرج نوجوان دیکھا چل گیا جہانتک نگاہ نے کام کیا شاہی لشکر نظر آیا بارگاہین خیمے سراپردے منزلون تک استادہ ہین لشکر با عیش و آرام فروکش ہے آفتاب غصے مین کانپتا ہوا کوٹھے سے اُترا بارگاہ مین ایک ساحرہ بیٹھی ہے کہ آتشبار رطب و نام ہے گرم خو شعلہ مزاج سحر مین شعلہ جوالہ ملکہ دیا ہے آتشبار تو نے کچھ حال بھی سنا مادولت کو کتنی مدت سے خبرین ملتی تھیں کہ سلیمان شہنشاہ سے لڑ رہے ہین مجھے تعجب ہوتا تھا اب یہ بدعت یہ قیامت کہ مادولت کی حد مین یون بیدھڑک اُترے ہین مادولت کی پرستش جانی

خطا کی کوشش برائے گھر مین آنا یون جاہ وجلال دکھانا بڑے گستاخ ہین جاکے آگ برسادے سب کو
جلادے جردار ایک زندہ نہ بچے یہ سنتے ہی آتشبار جادو بھی بھڑک کر اٹھی سحر کرکے بلند ہوئی کچھ رات
باقی تھی اک کوہ بلند پر آکر ٹھہری جھولی سے منقل آتشین نکالی روشن کرکے گرم خوئی دکھانے لگی لیکن
جب دستک دی شعلہ بھڑک کر آسمان پر بلند ہوا لشکر ایرج پر ابر آتش فشان محیط ہونے لگا ایک
دو گھڑی کے بعد اُس ابر آتش نے سارے لشکر کو گھیر اب اس نے دستک دی اُس ابر سے آگ برسنے لگی
لشکر ایرج مین قیامت برپا ہوئی خیمے جلنے لگے ہر برگ وبار سے شعلے نکلنے لگے کئی ہزار بندگان خدا ساحر
وغیر ساحر جلے خیمے سرنگون ہوے وہ وقت ہر کہ شعلۂ جوالا آفتاب عالمتاب آتش کدۂ مغرب سے نکلکر چرخ نیلی پر
چمکا لشکر ایرج مین صدائے فریاد والغیاث بلند ہوئی بارگاہ ایرج نوجوان مین شب بھر جلسہ آراستہ
رہا جب رات کم باقی رہی تب جاکر آرام فرمایا یہ ہنگامہ جو ہوا شاہزادہ ایرج نوجوان سر برہنہ پیادہ
خیمے سے نکل آیا دیکھا لشکر پر آسمان سے برق مثال آگ برس رہی ہر بلاے آسمانی فلک سے
بجاے آب شعلہ فشان لشکر بھاگنے لگا شاہزادہ صیقل آئینہ دار ہنگامہ سنکر باہر آیا دیکھا
ایرج نوجوان حیران وپریشان دربارگاہ پر کھڑے ہین آتے ہی صیقل نے عرض کی آقا یہ آتش سحر ہر
کسی ساحر نے مخفی ہوکر سحر کیا یہ کہکر اک ابر کا ٹکڑا اڑا بنایا سر پر ایرج کے قائم کیا کہا حضور برائے خدا
آپ اسکے سایہ مین رہیے گا ورنہ یہ آتش سحر جلا دیگی یہ کہکر انجم ماہر خسار کو آواز دی ملکہ انجم
بھی گھبرا کر خیمے سے نکل آئی اس سحر کو دیکھکر ہنسی کہا اے صیقل تم شاہزادے کے پاس رہو مین
ابھی اسکی فکر کرتی ہون مین سمجھ بھی گئی یہان سے قریب قلعہ آفتاب نما ہر بڑے بڑے جادوگر
وہان رہتے ہین خراج گذار ان افراسیاب تکاری مین لاجواب مین پہچان گئی ہون ان لوگون کی
حجتیں رہتی تھین تم لشکر کو بچاؤ مین ابھی آئی یہ کہکر انجم ماہر خسار طاؤس پر بیٹھکر بلند ہوئی
صیقل نے روئی کے گالے جھولی سے نکالے اسپر قطرات آب ڈالکر سحر کیا اک ابر سیاہ بنکر تیار ہوا
ابر سیاہ اُس ابر آتش فشان پر جا پڑا جسطرح دو فیل مست لڑتے ہین ٹکر تن جلین دھڑا کے کی
آوازن کی ابر آبی ابر آتشی پر غالب آیا ابر آتش فشان ٹکڑے ٹکڑے ہوکر ملیا انجم ماہر خسار ابر کو توڑ کر
نکل گئی فشان پر آتش کے چلی دیکھا ایک جانب سے شعلے بھڑک کر آتے ہین ابر آتش فشان کو زور
دیتے ہین صیقل نے وہ دریاوی دکھائی ابر آتش فشان پلٹ گیا آتشبار جادو برسر کوہ غصے مین بیٹھی

سحر کر رہی تھی یا تو شعلہ ہاے آتش جاتے تھے اب آتش فشان کا زور بڑھاتے تھے یا یکایک برپلٹ پڑا
اسی کے سر پر آ کر ٹھہرا قریب ہی کہ اسی کو جلا دے آتشبار جادو گھبرائی اپنے کو بچاتی ہی شعلے اسی پر گرتے ہین
انگارے آگ کے اسی کے گرد پھرتے ہین دفعۃً سحر صیقل آئینہ دار نے کیا پکار کر آواز دی سحر گرنیوالا
اپنی آگ مین آپ جلے گرم مزاجی کا مزا ملے اسی وجہ سے وہ شعلہ ہاے آتش اسی پر گر رہے ہین کبھی گھڑی
ہوجاتی ہی کبھی یا سامری یا سامری پکارتی ہی کبھی بیردن کو للکارتی ہی گھبرا کر منقل آتش کو زمین پر
دے مارا دریاے آتش موج زن ہوا بھڑک کر لشکر اسلام پر آیا شاپور شیر دل نے بڑھکر صیقل آئینہ دار
کو خبر دی ای شہریار آسمان سے تو آگ برسنا موقوف ہوئی دریاے آتش صحرا سے آیا کئی خیمے جلے بہت سے
ساحر اس دریاے آتش مین غرق ہوگئے دمبدم دریاے آتش موج زنی پر گرما گرم خبر سنکر صیقل
جھپٹا کنارے پر آ کر دو گولے اسطرح کے مارے کہ شعلہ ہاے آتش و دریاے سرکش پر چیخ مار کر اُٹھا ملیا
وہ دریا بھی پہاڑ پر آ کر چمکا آتشبار گھبرا کر پھر سحر کرنے لگی کہ آسمان سے نعرہ ہوا ای آتشبار یہ گرم مزاجی
ہمارے ساتھ منم ملکہ انجم ماہر خسار آتشبار جادو ملنے سے آتش سحر کے گھبرائی ہوئی تھی انجم کو جو دیکھا
پکارنے لگی تو تم سے کیا کام آؤ میری شریک ہوجاؤ ہم تو مسلمانون کو جلانے آئے ہین تم میرے
سحر سے کیون جلتی ہو آپ ہی آپ اُلٹی ہو انجم نے آواز دی او نابکار یہ ہمارا لشکر ہی کنیز بے تمیز بلیسہ
صاحبقران کے لشکر ظفر اثر کی افسر ہی جادو رہو بھاگ جا اپنے حاکم کو لیکر آ سر میدان مقابلہ ہو لطف سحر و
ساحری ملے تو نے غفلت مین چند بندگان خدا بے خطا جلا دیے اب کیا تو بچیگی یہ سنکر آتشبار بہت بھڑکی
جھولی سے گولہ نکالکر انجم ماہر خسار پر مارا انجم نے اسم سحر کا پڑھ کر گولے کو آہن کے رد کیا گولا فولاد
کا ہاتھ مین روک لیا اُسی گولے پر اسم سحر پڑھکر آواز دی اب اپنے کو بچا یہ کہکر بہ قہر و غضب تمام گولا
مارا آتشبار کی پیشانی پر پڑا سر کے ہزار ٹکڑے ہوگئے رہرو راہ عدم وہ شعلہ افروز نار جہنم ہوئی آتش
سحر درہم و برہم ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من آتشبار جادو بود انجم ماہر خسار نے ٹاٹک مین رسن
سحر باندھی کھینچتی ہوئی لیکر لشکر مین آئی ایرج کے سامنے لا کر لاشہ ڈالدیا کہا یہ گنہگار حاضر ہی جو جل گئے
تھے کشتۂ سحر تھے سب نے حیات تازہ پائی خوشی کے نقارے بجنے لگے ایرج نے خلعت ملکہ انجم
ماہر خسار کو دیا صیقل بھی ہنستا ہوا اُٹھا لیکن آفتاب شعلہ خوار بیٹھا ہوا کہہ رہا ہی کیون یارو
اُس لشکر سرکش کا خاتمہ ہوا آتشبار کے لیے خلعت لاؤ پھر بھر مین سب کو جلا دیوے گی

شہنشاہ افراسیاب جادو نے آج تک ہمکو خبر بھی نہ کی غیر ساحر کا مار لینا کتنی بڑی بات ہی ہمارا کون ہمسر ہی
یکایک چند ساحر دوڑے ہوئے آئے عرض کی حضور ہم دور سے دیکھ رہے تھے ملکہ آتشبار نے
جاتے ہی آگ لگادی ہزاروں جلے یکایک ہم نے دیکھا ایسا پانی برسا ابر آتش فشان پھٹنے لگا پھر
ایک ساحرہ تاجدار ماہر خسار طرار و فرار بر سر کوہ پہونچی ملکہ آتشبار جادو کو مار لاشہ کھینچتی ہوئی لیگئی
یا تو اُس لشکر مین رونے پیٹنے کی صدائین بلند تھین اب تو نوبت نقارے بج رہے ہین یہ بھی غلامون
نے دیکھا بڑے بڑے ساحر ساتھ ہین پہلوانان صف شکن ساحران شعبدہ باز کار گذاران سرفراز
دو یا ڈھائی لاکھ کا لشکر ہی یہ بھی خبر دریافت ہوئی کہ راہ مین قلعہ جات فتح کرتے ہوئے آئے ہین
اُس جوان نے جو سب کا افسر ہی ایرج نوجوان نام بہادر خوش انجام بڑے بڑے پہلوانون کو مارا
ہی چہار جانب سے بڑے بڑے رستم اُسکے مقابلہ مین نہین آتے قصد ہی اسی طرح لڑتا بھڑتا تا بہ طلسم ہوشربا
جائے یہ خبر وحشت اثر سنکر آفتاب شعلہ خوار زرد ہوگیا پہلو مین دریا بار جادو بیٹھی ہی کہا ای دریا بار جادو
ان سرکشون کو لینا مین بھی لشکر تیار کرکے آؤنگا دریا بار نے کہا مین ابھی جاتی ہون آپ تکلیف
نہ کرین اتنا تو دریافت کیجیے کہ یہ ساحرہ کون تھی جس نے آتشبار جادو کو مارا ہرکارون نے کہا اُسنے
یہ کہکر نعرہ کیا تھا نیم ملکہ انجم ماہر خسار ہم پہچانتے ہین قلعہ انجم حصار کی حاکم بادشاہ طلسم سکندریہ کی
ناظم مشہور ہی کہ ایرج نوجوان پر عاشق ہی انہین سب نے ملکر طلسم اسکندریہ فتح کرایا اب لیکر ایرج کو طرف
ہوشربا کے جاتی ہین بڑے بڑے سرکش ہمراہ ہین کنیز ابھی جاتی ہی یہ کہکر دریا بار بڑے جوش و خروش
سے اُٹھی روئی کے گالے جھولی سے نکالتی ہوئی بڑبڑاتی ہوئی قلعے کے باہر آئی اسکے ساتھ کے دس
ہزار جادوگر جنکی یہ افسر ہی وہ مجتمع ہین دوڑ پڑے آفتاب شعلہ خوار نے بھی کہا خبردار جاکر جلوہ کردم
سب کی شکلین باندھ لاؤ انجم کو کشان کشان اُسکے عاشق کے ساتھ گرفتار کرکے خدمت مین بدولت
کی حاضر کردین ان سبکو خدمت مین او خاقان کی روانہ کرونگا وہ ہمارا افسر ہی جو مناسب جانیگا وہ کریگا یہان
ایرج نوجوان دربار مین آکر بیٹھے انجم ماہر خسار کرسی پر جلوہ فرما ہی لیکن صیقل آئینہ دار نے عرض
کی ملکہ انجم تم تو مطمئن ہوکر بیٹھی ہو بادشاہ قلعۂ آفتاب نما نے یہ سرکشی کی جادوگرنی کو بھیجا یہ آفت
برپا کرائی عنایت خدا سے تم نے اُسکو قتل کیا جس نے بلا وجہ ہم سے خصومت کی وہ کیا باز رہیگا
ضرور یہان فساد عظیم ہوگا ہمارے نزدیک تو یہ مناسب ہی کہ جو اُس بے حیا نے کہا ہم خود لشکر تیار

کرکے اسکے قلعے پر جا پڑین اگر فساد سے ڈرینگے تا بہ طلسم ہوشربا کیونکر پہونچینگے جسوقت جسن و رنبد کے قریب
پہونچینگے وہ ضرور رد کیگا اور ہر مقام پر لڑائی پڑیگی انجم نے کہا اسکا کیا ڈر ہے بسم اللہ اُٹھیے لشکر کی کیا احتیاج
ہے ہم آپ چلیں آفتاب شعلہ خوار کی شکلیں باندھ لائیں صیقل آئینہ دار اُٹھا انجم ماہر خسار نے اسباب
سحر جسم پر آراستہ کیا چند ساحر رفیق جانباز و سرفروش اپنے اپنے مقام سے اُٹھے کہا ہم اپنے افسرون کو
اکیلا نہ جانے دینگے قلعے مین لاکھون جادوگر ہونگے خیرخواہان دولت کا ہمراہ لینا واجب و لازم ہے وہ بیچیا
بر سر پرخاش ہے بلا وجہ ہمارے لشکر کے ٹالنے کی تلاش ہے ضرور لشکر تیار ہونگے ہر چند صیقل نے منع
کیا مصاحبون نے نمانا ایرج کو جھککر سلام کیا ایرج نے شاپور سے کہا ہمارا مرکب تیار کرو صیقل
آئینہ دار نے کہا آپ کا وہان کیا کام ہے سحر و ساحری کا مقدمہ ہم سمجھ لینگے ایرج نے کہا اے صیقل
یہ مجھ سے کبھی نہو سکیگا کہ تم جا کر میرے واسطے جانبازی کرو مین مصروف عیش و نشاط رہون انجم
ماہر خسار نے بھی ہاتھ باندھ کر عرض کی حضور ہم ابھی واپس آتے ہین حضور کیون گھبراتے ہین آفتاب
شعلہ خوار جسکا نام ہے بڑا ساحر مکار و غدار ہے اس قلعے مین اکثر ناظم آئے نہین تھم سکے اس طرف کی علایا
بہت سخت ہے اسنے آکر دیہات و قریات آباد کیے باج و خراج لیا بڑے بڑے ساحر جمع کر لیے یہ ذکر تھا
کہ لشکر مین یکایک تلاطم ہوا ساحر دوڑے ہوے آئے کہا اے شہریار اک دریا سے قہار و مواج
صحرا سے ظاہر ہوا ہے کئی ہزار بندگان خدا ڈوبے آپ کے ملازمون نے سحر بھی کیے جوش دریا کا کم نہین
ہوتا نہنگان خون آشام دریا سے نکل نکلکر بندگان خدا کو کھا گئے مچھلیان تڑپ رہی ہین جسپر گرین آگ سے
جلا دیا بہت سے خیمے ڈوبے صیقل آئینہ دار نے کہا کیون شہریار آپ نے دیکھا اتنا تو پلٹ کر انجم
و صیقل نے کہا کہ بلے خدا حضور تکلیف نہ کرین پھر ہم سے کچھ نہو سکیگا ایرج نے نہ مانا پشت کرہ
بن اشقر پر سوار ہوے شاپور شیر دل بانہمہ عیاری سے آراستہ ہو کر ایک جانب بھاگا صیقل
آتے ہی سحر کرنے لگا انجم ماہر خسار نے پہونچتے ہی مچھلیون کا انتظام کیا موتیون کا مالا دریا مین پھینکا
فوراً مروارید بے بہا چنگاریان نبکے جس مچھلی پر شعلہ پڑا جل گئی صیقل آئینہ دار نے جا کر ایک نہنگ کو
چیر کر پھینک دیا جم کر دو چار گولے آہنی مارے دریا مین جنبش ہوئی مچھلیون کو نہ آب چھپنے کی کوشش
ہوئی نہنگان خون آشام بھاگے مگر دریا سے کنارہ نہ کرتے تھے دریا بار جادو گوشۂ صحرا مین ٹھہری ہوئی
دس ہزار جادوگر ساتھ مین بڑے جوش و خروش یمن سحر کر رہی ہے لیکا یک اسنے دیکھا دریا لٹا اسکے ساحر

دریا کو دیکھکر بھاگے دریا نے اسکے ساتھ والون سے آشنائی کی سو جیہ بلند ہوا کئی سو اسکے ساتھ کے ڈوبے
ایسے ڈوبے کہ پھر نہ ابھرے ہزارون غوطے کھائے دریا بار جادو گھبرا گئی جھولی سے بہت سے ماش
کے دانے نکالے اسم سحر پڑھکر دریا کو پھر جوش دیا پھر جوش مار کر چلا ساتھ والون کو بھی بچانے لگی لیکن
گرتی پڑتی پھرتی ہی کبھی سایہ نخل مین ٹھہری کبھی جست کر کے مثل طائر وحشی کسی شاخ پر جا بیٹھی کبھی
کسی ساتھ والے کو جو دیکھا کہ دریا مین ڈوب رہا ہی عقاب بنکر گری کمر مین پنجہ دیکر اُٹھا لائی کبھی بھاگ کے
ریتی کے میدان مین پہونچی مگر دریا کو اُسنے سحر کر کے پھر پلٹا دیا ساتھ والے اسکے کئی ہزار ڈوبے
سامری و جمشید کو پکار رہے ہین چاہتے ہین بھاگ کر چلے جائین دامن صحرا سے منھ کو چھپا دین
دریا بار جادو ایک کنیز کو اپنی دریا سے نکالکر لائی کہ وہ ڈوبی جاتی تھی اُسکو اک نخل کے سایہ
مین ٹھہرایا پشت پر ہاتھ پھیر کہا دیکھ ہوشیار ہو وہ ہچکیان لے رہی تھی کہ کان مین رونے کی
آواز آئی صدائے نحیف و ضعیف کوئی یہ کہکر روتا ہی یا سامری و جمشید یا لات و منات ان مسلمانون
پر اپنا غضب نازل کرو پونے دو سو خداوندون کا نام مٹا جاتا ہی آپ کو حجاب نہین آتا ہی بندگان
سامری و جمشید پر یہ مصیبت دریا بار بیقرار ہو گئی اُس صدا کی جانب متوجہ ہوئی دور سے
اک جھاڑی مین سے رونے کی آواز آتی ہی دریا بار جادو قریب پہونچی دیکھا اک نازنین ماہ پیکر
پلنگ پوش اوڑھے ہوئے سجدے مین پڑی ہوئی دعا کر رہی ہی جاتے دریا بار جادو نے
ہاتھ پکڑ کر اُٹھایا کہا ارے تو کون ہی نیک بخت ذرا سر تو اُٹھا تیری صدا سے دل مین درد
ہوتا ہی اُس عورت نے سر اُٹھایا دریا بار جادو نے دیکھا اک نازنین مہ جبین کم سن سبزہ رنگ
لیکن وا اس عالم یاس ناک سے قطرات خون گر رہے ہین چہرہ سارا خون آلودہ لختے خون کے
سینے پر جمے ہوئے ہچکیان لے رہی ہی دریا بار جادو یہ حال مصیبت مآل دیکھکر بیتاب ہو گئی کہا
کیون بی بی یہ کیا معرکہ ہی اُس نازنین نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا کیا حال پوچھتی ہو فرد

چہ پرسی از سر و سامان جمع دلم نیست چون گل
بختیم پریشان روزگارم خانہ بر دوشم غزل پروانہ صفت ز آتش ... بال و پرم سوخت

چون شمع شب ہجر سراپا تا بہ سرم سوخت
در بزم وصالت دلم از ساغر حیرت
خورشید شرابی کہ ز گرمی جگرم سوخت
بس آتش سودای تو سر زد بدماغم
در آب روان مردمک چشم ترم سوخت
بلبل رہ خود گیر کہ در گلشن امید
کز بوی گل تازہ نراہ سحرم سوخت
مخفی ز شرر بودہ مگر بادہ است امشب
کز شعلہ آن مشت خس خشک و ترم سوخت

کیا حال زار اپنا کہون ای مونس و ہمدم سامنے جو قریہ ہی راجہ کی دختر بلند اختر ہون لشکر یہ جو آ کر اترا بڑی
بیوقوف قوم ہی کہتی ہی ہمارا خدا لے نادیدہ اکیلا ہی آسمان پر رہتا ہی کوئی اُسے دیکھ نہین سکتا ایک
رسالہ دار اُدھر سے گذرا مین بدنصیب نہا کر کوٹھے پر کھڑی ہوئی تھی آنکھ اُس سے چار ہوگئی دور سے
منتین کرنے لگا ٹھنڈھی سانسین بھرنے لگا مین پریشان ہوکر کوٹھے سے اتر گئی اُس رسالہ دار نے
جا کر اپنے افسر سے اپنا حال کہا اُسکا ایرج نوجوان نام ہی قتل کرنا سامری پرستون کو اُسکا کام ہی
آخر اُس افسر ظالم نے ہمارے باپ کے پاس پیغام بھیجا اپنی بیٹی کی شادی ہمارے رسالہ دار کے ساتھ
کر دو مذہب بھی ہمارا اختیار کرو باپ نے ہمارے انجام نہ سوچا جواب صاف دے دیا کہ ہم اپنے
مذہب قدیم کو نہ چھوڑینگے اپنی بیٹی کی شادی مسلمان کے ساتھ نہ کرینگے سنتے ہی وہ جوان جل گیا سوار
ہو کر آ پڑا والد ہمارے خوب لڑے اُسکے ساتھ جادوگر بھی تھے اُنھون نے سحر سے گانوُن مین آگ
لگادی قصبہ لٹنے لگا مین یکہ و تنہا نکل بھاگی ایک سپاہی نے مجھکو پکڑا نقد آبرو کو تو مین نے بچایا زیور
اُس نے سب لے لیا یہ قوم مسلمانان جلاد و صاحب ظلم و بیداد ہی ہر چند مین نے چاہا زیور اتار کے دیدون
اُس ظالم نے کان نوچ لیے ناک سے نتھ کھینچی تمام اعضا زخمی ہوئے آج دو دن گذرے مین تیرہ بخت
بدنصیب اِس ویرانے مین پڑی ہون شیر بھیڑیے نے بھی نہ پوچھا اب دعا مانگ رہی ہون کہ یا سامری
جمشید مجھکو بلاؤ اس مصیبت سے بچاؤ ای لوا نام کو لینے دو سو مین ایک بھی مدد کو نہین آتا مسلمانون
کا اکیلا خدا لونے دو سو خداوندون پر غالب ہوا تم احسان کرو میرا سر کاٹ لو کشتا کش سے چھڑاؤ اگر
زندہ رہونگی مان باپ کا نام بدنام ہوگا سب مارے گئے مان باپ قتل ہوئے غربت مین پڑی ہون
دریا بار جادو نے گلے سے لگایا کہا نیک بخت تیری باتون سے کلیجہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا مین نے
انھین ظالمون پر سحر کیا ہی تیری آہ نے تاثیر کی مین نے معقول تدبیر کی ہی ہزارون کو ڈبو دیا لیکن
وہان بھی ساحران زبردست ہین سحر میرا دفع کرتے ہوئے آتے ہین میرے دریا سے سحر کو مٹاتے
ہین اُس نازنین نے گھبرا کر کہا جادوگرنی صاحب سامری و جمشید تمھین سلامت رکھین ظالمون کے
ہاتھ سے بچائے ہلے غضب ہوا وہی رسالہ دار آتا ہی دریا بار جادو نے پوچھا کہان نازنین نے
ہاتھ اُٹھایا کہ دیکھو وہ آتا ہی دریا بار جادو کہان کہکر پلٹی برابر تو نازنین کھڑی تھی حلقہ ہاے کمند
گلے مین ڈالکر کہا یہ آیا دریا بار نے چاہا پلٹون نعرہ ہوا منم شاپور شیردل لیث کے خنجر مارا شکم

چاک دریابار جادو کا قصہ پاک آبرو خاک مین ملی بناہ ملنی مشکل ہوئی اور جادوگر جو ساتھ وہ آئے
اسکے لڑتے ہے تھے جنگل سے اونکے کان مین آواز آئی کشتی مرا نام من دریابار جادو بود شاپور
شیر دل قوی سر لیکر دریابار کا بھاگا یہان ملکہ انجم و صیقل آئینہ دار نے دیکھا دریا غائب ہے اجبان موجہ دریائے
قہار بجا خاک اڑنے لگی کہ سامنے سے شاپور شیر دل سر لیے ہوے دریابار جادو کا آیا قدمون پر اپنے آقا
کے سر دریابار جادو کا ڈال دیا صیقل آئینہ دار و انجم ماہر خشار نے کہا اے مہتر والا گہر اے فرزند عمرو
نامور اسکو کہان پا گئے شاپور شیر دل نے حال کہا صیقل آئینہ دار و انجم ماہر خشار نے کہا اب رکنا بہتر نہین ہے آفتاب
شعلہ خوار بہت بڑا ساحر زبردست ہے فساد برپا کریگا یہ کہکر صیقل و انجم طرف قلعے کے چلے سرداران ایرج
نوجوان نیلم و فیلم وغیرہ اپنے آقا کے ہمراہ صیقل آئینہ دار و انجم ماہر خشار آگے بڑھتے ہوے
آگے آگے لشکر ساحران پشت پر پرے غیر ساحرون کے نوبت نقارے بجاتے ہوے طرف قلعہ کے
چلے یہان آفتاب شعلہ خوار غصے مین بیٹھا ہے خبرین پوچھ رہا ہے دریابار نے کیا کیا ہر کارے
خبر دے رہے ہین حضور دریابار جادو نے ہزارونکو ڈبو دیا آفتاب شعلہ خوار کہہ رہا ہے دریابار
بڑے غضب کی ساحرہ ہے تعلیم یافتہ دخان سیہ رو برسون طلسم ہوشربا مین بھی رہی [illegible]
سے اوسکا نام دریابار جادو رکھا گیا یکایک رونیکی صدا آئی گھبرا کر آفتاب بارگاہ سے باہر
نکل آیا دیکھا ہمراہیان دریابار جادو دہائی دے رہے ہین لاشہ بے سر لیکر آئے ہین پوچھا کیا
ہوا عرض کی حضور کچھ ہماری سمجھ مین نہین آتا پہلے جاتے ہی ساتھ جوش و خروش کے دریابار نے
سحر بنایا ہزارون مسلمان ڈوبے ہم لوگ بھی سحر کر رہے تھے ادھر سے صیقل آئینہ دار و انجم ماہر خشار
نے دریا کو پلٹا دیا مگر ملکہ دریابار جادو نے کسی مقام پر کمی نہین کی سحر کرتی ہوئی جنگل مین گئی
مرنیکی آواز آئی جاکر دیکھا کوئی سر کاٹ کر لیگیا یہ خبر وحشت اثر سنکر آفتاب شعلہ خوار ٹھہر کا جلال
آیا اپنے مقام سے تیغہ ٹیک کر اوٹھا حکم دیا لشکر تیار کرو مسلمانونکی شامت آئی دو لاکھ ساحران غدار
اژدران آتش فشان پر سوار ہوے یہان صیقل آئینہ دار و انجم ماہر خشار مع ساٹھ ہزار ساحران نامی
پشت پر پہلوانان گرامی دور سے دیکھا قلعہ آفتاب نما کا پھاٹک کھلا آفتاب شعلہ خوار کرگدن
مست پر سوار پشت پر لاکھون ساحر باز و بط و قرقرے وغیرہ پر سوار آفتاب شعلہ خوار نے جو آمد لشکر
مسلمانان دیکھی کرگدن کو جھکایا کڑک کڑک کے گرنے لگا دونون لشکر آپسمین ملگئے صیقل آئینہ دار نے

دیکھا لشکر تباہ ہوا جاتا ہے آفتاب چمک کر وسط سما پر آیا اسقدر گرمی ہوئی ہزارون ساحر و غیر ساحر
پسینے پسینے ہو کر گرے بیہوش ہوے آفتاب سے شعلے بھڑک کر گرتے ہین جلا رہے ہین صیقل آئینہ دار
نے انجم ماہر جبین کو اشارہ کیا ملکہ لشکر کو بچاؤ مین اسکی فکر کرتا ہون انجم نے باران سحر برسایا
کچھ سپرین فولادی بنا کر سرون پر قایم کردین کہ جو شعلہ سحر گرے سپر سحر روک لے باران سحر جو برسا
ہوا سرد چلی گرمی کم ہوئی صیقل آئینہ دار کو سبنے دیکھا اپنے مرکب پہ چرخ مارتا ہوا بلند ہوا
قریب اوس آفتاب کے پہونچا گولہ مارا روشنی آفتاب کی کم ہوئی آفتاب شعلہ خوار ظاہر ہوا
صیقل آئینہ دار سے تلوار چلنے لگی آفتاب شعلہ خوار نے تیغہ سحر مارا صیقل آئینہ دار نے سپر سحر
سر پر لیا کا نٹھا زمین سے ہزارون گز کی بلندی پر دونون مین تلوار چل رہی ہے شعلہاے آتش بھڑک کر
گرتے ہین ان شعلہاے آتش سے ہزارہا ساحر جلے جاتے ہین غیر ساحر غل مچاتے ہین صیقل نے ملکا
کر تیغہ سحر کو اپنے آراستہ کیا خون اپنا دم شمشیر پر لگایا کچھ سحر پڑھکر تیغہ مارا آفتاب نے سپر سحر کو چہرے
کی پناہ کیا تیغہ صیقل نے سپر کو کاٹا سر آفتاب کا زخمی ہوا چیخین مارتا ہوا بھاگا چاہا قلعے مین
بھاگ کر جائے ملکہ انجم ماہر جبین نے بڑھکر در قلعہ پر اپنا قبضہ کیا آفتاب حمدارا بایان فوج
بیقرار جنگل کا راستہ لیا صیقل آئینہ دار نے کہا او آفتاب شعلہ خوار کہان بھاگا جاتا ہے پلٹ کر
آفتاب نے آواز دی اب تم سبھونکی قضا قریب ہے نہ گھبراؤ میرے تعاقب مین چلے آؤ یہ کہتا ہوا بھاگا
جاتا ہے تین کوس راستہ طے ہوا تھا جنگل مین سب نے دیکھا صحراے ریگستان گرد نخل خرما بیچ مین گنبد
کہنہ آفتاب جا کر گنبد مین گھس گیا تمام ساحر اسکے ساتھ والے اوسی گنبد مین داخل ہوے صیقل
آئینہ دار نے بڑھکر گنبد پر گولہ مارا گنبد پھٹا دیکھا اندر گنبد کے ہزارون پتلیان فولاد کی صف جمائے
کھڑی ہین فوج آفتاب اون پتلیونکی پشت پر ایک پتلی جو سب مین کلان ہے اوسکے سامنے آفتاب
شعلہ خوار ہاتھ باندھکر کھڑا ہے پکار رہا ہے اے تصویر سامری اس وقت بیکسی مین میری مدد کیجیے آپ کی
خدمتگزار دریا بار کو بیکس بے بس کر کے قتل کیا قلعہ مجھسے چھوٹا ہے فریاد آیا ہون وہ پتلی کلان قہقہہ
مار کر ہنسی کہا او دیوانے تو نے ان لوگونسے کیون بگڑی او بجھائی ہوشربا کی خبر نہین دریافت کی اوسی
قوم نے ہمارے بھائیونکو مارا ملکہ تاریک نیسی ساحرہ انہین کے ہاتھ سے قتل ہوئی لیکن تو فریاد کرتا ہے
سامنے سے ہٹ جا یہ کہکر اوس پتلی ایک چیخ ماری آواز دی او کنیزان سامری ان سر کشونکو سزا دے

معقول ہو پہلے انجم و صیقل کو لینا افسر کو بھی اونکے پکڑ لاؤ مذہب خداوند کا نام مٹتا ہی یہ کہکر وہ
تیلی اپنے مقام سے اوٹھی بارہ سی تیلیان فولاد کی گنبد سے نعرہ کرکے نکلین صیقل و انجم نے دیکھا
وہ کیا اونھین فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوا درختون مین جنگل کے آگ لگ گئی موجۂ ریگ روان دریا
تھا بنکر جوش مارنے لگا ہزارون تیلیان لشکر پر گرین رقص کرتی تھین اونکا ناچ دیکھکر ہزارہا دیوانے ہو گئے
جو دیوانہ ہوا تیلی نے طرف گنبد کے اشارہ کیا جو گنبد مین گیا غائب ہو گیا صیقل نے پڑھ پڑھکر افسون
تیلیون پر بڑے بڑے سحر کیے لیکن تیلیان معدوم نہین ہوتین ایک تیلی بڑھکر سامنے صیقل کے آئی
مسکرا کر اشارہ کیا کیون اے صیقل سامری و جمشید کو تمنے چھوڑ دیا چل ملکہ عالم بلاتی ہین اس گنبد مین
خداوند سامری کا ظہور ہی تو نے بڑی بے ادبی کی اس مین پر خون ساحران کرایا صیقل تیلی کے ساتھ چلا انجم
نے دیکھا کہ صیقل بھی مسحور ہوا بڑھکر آواز دی اے صیقل کہان جاتا ہی یہ تیلی کا سحر ہے کیا تو تیلی
کا تماشا سمجھا ہی آواز سے انجم کی صیقل نے منہ پھیرا دوسری تیلی چمک کر سامنے انجم کے آئی کہا
کیون اے انجم تو بھی تو سامری پرست تھی خداوند مین کیا برائی دیکھی قدرت تجھکو یاد دلانے
ہین مین تیرے لینے کو آئی ہون آنکھین تیری کھلجائینگی پردۂ غفلت آنکھون سے اوٹھا یہ سنتے ہی
انجم ماہ رخسار نے اک آہ کی تیلی سے آنکھ ملا کر ساتھ بیتابی و بیقراری کے یہ اشعار مختفی پڑھنے لگی اشعار

بسینہ آتش شوق تو ما وطن دارد
چہ غمہا کہ دل ناتوان من دارد
بزیر خاک بنعشم چہ حاجت کفن است
میان لب تو سخن نافۂ ختن دارد

دلم ز داغ محبت چمن چمن دارد
ز دست جور حوادث دلم چو غنچۂ گل
شہید تیغ محبت ز خون کفن دارد

ز تیغ غمزۂ جانان درون سینہ نہان
ہزار چاک بہر طرف پیرہن دارد
دماغ جان بسخن تازہ میکند مخفی

یہ اشعار پڑھکر انجم ماہ رخسار نے ساتھ والیونکو آواز دی یارو
سامری کو جلو نے بڑا غضب کیا مذہب قدیم ترک ہوا بارہ ہزار کنیزون ماہ رخسارہ سات ہزار
ساحران صیقل آئینہ دار یہ دونون افسرونکے ساتھ رقص کرتے ہوے دیوانہ وار وحشی مثال
در گنبد پر پہونچے تیلی نے آواز دی اے انجم و صیقل وہ دیکھو سامنے باغ آراستہ ہی انجم و صیقل
نے پلٹ کر دیکھا حقیقت مین گنبد ویران نہین ہی دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہوا ہے
خوشبو آ رہی ہی نہرین موجزن سرسبز و شاداب چمن ہمثل بے نظیر گلشن وسط باغ ایک چبوترہ بلور کا اوسپر
شامیانہ بہت معقول استادہ فرش نہایت عمدہ بچھا ہی مسند پر ایک شاہزادی تاج سر پر رکھے ہوے ملکہ انجم

صیقل آئینہ دار کو بلا رہی ہی پتلیون نے رہبری کی انجم ماہرخسار و صیقل آئینہ دار مع
اپنی فوج کے اوس باغ مین داخل ہوے ایک پتلی اوسیطرح رقص کرتی ہوئی طرف ایرج نوجوان
کے چلی شاپور نے جو یہ معاملہ دیکھا ایک جانب بھاگا ایک غار مین اپنے کو گرا دیا اوس غار سے یہ
معاملہ دیکھ رہا ہی کہ ایرج نوجوان گھوڑے سے کودا اوس پتلی پر ہاتھ تلوار کا مارا پتلی کے دو ٹکڑے
ہوے فوارہ خون کا جسم سے پتلی کے نکلا جس سردار پر قطرہ پڑا سنہرا پنجہ پیدا ہوا کمر مین سردار کی لپٹے
اوٹھا کر اوسی باغ مین پھینکدیا در گنبد بند ہو گیا نہ ثابت ہوا کہ آفتاب شعلہ خوار کہان گیا پھر
مین شاپور نے دیکھا جنگل مین ہزارون لاشے پڑے ہین ہر ایک ساحر و غیر ساحر کو پنجے اوٹھا کر لیگئے بارگاہین
خیمے پڑے رہگئے ہو کا میدان معلوم ہوتا ہی نہ انسان نہ حیوان کف دست میدان جنگل ویران ہوا
تند خل ہی ہی گنبد کا دروازہ بند دروازہ باغ کا بھی بند ہی نہ در گنبد ویران پر انسان کا نشان در
باغ نہیں سنسان جو ساحر و غیر ساحر بھاگ کر جا بجا چھپے تھے اگر ظاہر ہو کر نکلے پنجہ پیدا ہوا اوٹھا کر
لیگیا لاشے ہزارون از قلعہ آفتاب نما تا در صحراے ہول خیز اپنے بیگانونکے پڑے ہین ساحران آگ فشان
کے بھی لاشے کسی نے نہ اوٹھائے لشکر ایرج کے لاشے اوٹھانیوالے مبتلاے بلا ہو نے معلوم ہوا کیا ہو شام
تک شاپور شیر دل اوسی غار مین پڑا رہا سر ٹکرا رہا ہی آخر جب اوسنے دیکھا کہ مہر عالم افروز گنبد مغرب مین
داخل ہوا لیلاے شب نے زلف عنبرین کھولی مجنون روز بصد سوز طرف دشت نجد کے گیا شاپور شیر دل
گریان و نالان اوس غار سے نکلا فرزند عمرو ہی یہ بھی آنکھون نے دیکھ چکا کہ جو ساحر غیر ساحر لڑائی سے بھاگ
کر گوشون مین چھپے تھے جب وہ نکلے پنجہ ہاے سحر نے دوبارہ اونکی دستگیری کی اوٹھا کر لے گئے شاپور نے
سوچا بصورت اصلی رہنا مناسب نہین ہے یہ سوچکر رنگ و روغن عیاری کا نکالا صورت اپنی تبدیل
کی ایک نازنین پری پیکر کی شکل بنکر تیار ہوا کپڑے تو میلے جسم مین لیکن رعنائی و زیبائی سے معمور
چہرہ رشک حور سراپا بے قصور عارض انور نور علی نور یہ صورت بنکر غار سے نکلا دیکھا بڑے بڑے
جادوگرونکے لاشے پڑے ہین ایک ساحر خود زرین اوسکے سر پر لباس بھی عمدہ زیب جسم سن رسیدہ
مرا ہوا پڑا ہی شاپور اوس لاشے پر بیٹھکر چیخین مار کر رونے لگا پکارتا ہے ہاے ناناجان جس بیجا کے ساتھ
تمنے جان دی وہ ناقدرے نے لاش بھی تمھاری نہ اوٹھائی مین بدنصیب بدست و پا شکستہ کیا تدبیر کرون
کیونکر ارتھی بناون سامان کفن و دفن کہانسے لاؤن ہاے سب بھاگ گئے کاشکے وہی ہوتے نہین بھیک

مانگتی تمھاری لاش دھوم سے اوٹھاتی نہ یہان دوست ہے نہ دشمن درختون سے فریاد کرون کیا کہکر تمکو
یاد کرون مجھکو تنہا چھوڑ گئے مین تو لڑائی مین بھی موجود رہی ایسی سخت جان تھی کہ دشمنون نے بھی مجھکو
قتل نہ کیا اب کدھر جاؤن جنگل کی ٹھوکرین کھاؤن خوب چیخین مار کر شاپور رویا یکایک پہلوے گنبد
سے اک روشنی ظاہر ہوئی دیکھا ایک جادوگر فتیلہ ہاتھ مین لیے ہوے آتا ہے جوان کمباس چھپا ہے
ہوے یہ تو فتیلہ ہاتھ مین لاشون کو دیکھتا پھرتا تھا صداے شاپور سنکر اس طرف متوجہ ہوا شاپور
نے جو ساحر کو آتے ہوے دیکھا اوس لاش سے لپٹ گیا خون اوسکے جسم کا لیکر منھ پر ملا خوب سر پیٹا
بال نوچے وہ ساحر قریب آیا صورت زیبا کو دیکھکر بیقرار ہو گیا کہا کیون محبوب جانی اے آرام جان
اے راحت دل مشتاقان اس صحراے ویران مین کیون رو رہی ہو ایسا نہو کوئی درندہ گزند آکے تجھکو
صدمہ پہونچا شاپور نے غصے مین پلٹ کر جواب دیا او اندھے ہمکو مرنے کا کیا ڈر ہے نانا ہمارا زرین جلیل
میان آفتاب کا کفیل ہاتھ مسلمانون کے مارا گیا اس بیچارا نا قدہنے لاش بھی اوٹھوائی مین بدنصیب
روتی بیٹھی یہان تھکی آخر کدھر جاؤن سامری جمشید ایسا کرین کوئی شیر بھیڑیا آکر مجھ سوختہ بخت
کو کھا جاے سب عزیز و اقارب مر گئے اوس جادوگر نے کہا اس سردار کا کیا نام تھا شاپور سوچا ایسا
نہو نام مین اختلاف ہو کہا تم نہین پہچانتے آفتاب کا وزیر اعظم تھا مجھ بدنصیب کو گلرو کہتی
ہین مان باپ نے نام گلرو تو رکھا ہمارے نوشتہ تقدیر کو نہ دیکھا کہ گلرو کا مقام ایکدن جنگل ہوگا یہان
عیش مین خزان آئی اسطرح تلا کر شاپور نے باتین کین قنطور نے کہا مین ملازم سہیل جن جسکے سحر نے
یہ قیامتین برپا کین سب ساحرونکو چشم زدن مین دیوانہ کر دیا اب سبکی قید لیکر طرف طلسم ہوشربا کے
جاونگی قنطور جادو میرا نام ہے میرے ساتھ چلو آنکھون پر رکھونگا خدمتگذاری کرونگا کل دن کو
ساحرونکو ساتھ لیکر تمھارے نانا کی لاش اوٹھا لاؤنگا تمکو خاتون محل بناؤنگا یہ سنکر شاپور شیر دل رونے
لگا کہا اے منکر قنطور مین جاتی تھی پہلے لاشہ نانا جان کا دفن ہو جاے مین مثل کنیزونکی خدمت مین حاضر
رہونگی کوئی بزرگ سر پر نہ رہا تمھین کو اپنا بزرگ جانونگی اس لڑائی مین سب مارے گئے کوئی سرپرست نہ رہا
اسوقت مین تمنے خبر لی دلدہی کی ہم احسان فراموش نہین ہین یہ کہکر ابا جان کہکے لپٹ گیا منھ پر
منھ ملنے لگا کہا ابا جان مجھے گود مین لیجیے تو نانا جان مجھکو قدم زمین مین نہ رکھنے دیتے تھے ناز و نعم مین
پرورش پائی قنطور نے یہ بھولی باتین سنکر ایک تخت سحر تیار کیا کہا جان جہان مین تمکو پیدل لیکر چلو

زیر قدم ناز کے آنکھیں فرش کرتا رہونگا اب شاپور کو تخت پر سوار کیا قنطور تخت اوڑاتا ہوا چلا
دور تک تو وہی صحرا دہولناک تھا اب نمودار ایک شہر معلوم ہوا شاپور نے دیکھا عجب شہر عظیم ہے قلعہ
آفتاب نما کی کیا حقیقت ہے بہ پایہ فلک پر شمسہ مشعل آفتاب کے چمک رہا ہے ہزاروں ساحر در قلعہ پر فروکش ہیں
قنطور تخت اوڑاتا ہوا داخل قلعہ ہوا بڑے بڑے قصر عالی عمارات عمدہ گلی کوچے آباد ہر مکان سے
دھوان نکل رہا ہے جابجا گوگل جل رہا ہے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس شہر میں سب ساحر رہتے ہیں ایک
مکان میں لاکر قنطور نے تخت اوتارا دیکھا ایک مکان مختصر ایک دالان کوٹھری چھوٹا سا صحن ایک
سمت چوکی تخت کا بچھا ہے ایک پلنگ معقول آراستہ قنطور نے کنجیان نکالکر سامنے ڈالدین کہا
ملکہ عالم اس مکان کو اپنا گھر جانو دوپہر شب گذر چکی میرے پہرا دینے کا وقت ہے مین صبح کو آونگا کوٹھری میں
آٹا دال چاول نمک گھی سب جو ہی جو چاہنا پکانا اوس شخص کی مان تھی وہ مرگئی اب تمکو سب طرح کا اختیار
ہے خود حسب سلیقہ ہو جو مزاج میں آئے کھانا میرے واسطے بھی رکھنا میں بوقت سحر آونگا پھر دن بھر صحبت
ہے آج کل مسلمان جو آکر قید ہوئے ہیں چوکی پہرہ سخت دینا پڑتا ہے وقت پر گنتی ہوتی ہے جائزہ بھی لیا
جاتا ہے یہ کہکر قنطور تو چلا گیا باہر نکلکر کہا زنجیر بند کرو شاپور نے مکان بند کیا کوٹھری کا قفل کھولا دیکھا
تمام اشیا موجود ہیں خیال میں آیا کہ رات کا وقت ہے آرام کرو بوقت سحر سمجھا جائیگا یہ سوچکر چھپر کھٹ
پر آکر آرام کیا صبحکو اوٹھکے مشغول گرستی ہوئے چولہا دھو دی چولہے پر فرش لگایا کھچڑی نکالی چولہے پر
چڑھائی نمک نے پارہ سا ملایا جب کھچڑی تیار ہوئی پلیٹ میں نکالکر دسترخوان میں لپیٹی دسترخوان
تخت پر رکھا چٹنی پیس کے رکھدی جس ہنڈیا میں گھی تھا تخت پر رکھکر لوٹا پانی کا اسپر کٹورہ سب
سامان سلیقے سے مہیا کر کے منتظر ہاتھ دھو پلنگ پر آکر بیٹھ رہی بوقت سحر قنطور نے آواز دی شاپور
نے اوٹھکر زنجیر کھولی قنطور نے دیکھا چولھے میں خاک اوڑ رہی ہے کہا کیون صاحب کچھ پکایا کھایا
نہیں شاپور نے مسکرا کر اشارہ کیا قنطور نے مکان کو خوب آراستہ کیا ہوا پایا جی میں کہتا ہے کیا قدرت
سامری ہے معشوق خوبرو خوشخو وضعدار سلیقہ شعار کس مزے سے کھانا رکھدیا ہے آتے ہی تخت پر
بیٹھا رات بھر کا بھوکا خوب پیٹ بھر کے کھچڑی کھائی جب کھا چکا ایک کٹورہ پانی کا پیا پیاس اور
زیادہ ہوئی جس قدر پانی پیتا ہے پیاس بڑھتی جاتی ہے سارا لوٹا پیکر گھڑے کے پاس آیا پیاس پیاس
کہہ رہا ہے یہ دوا گھبرا گیا پیاس نہیں بجھتی بدن میں آگ لگی ہوئی ہے اب جو ڈکار لیتا ہے پانی منھ

سے نکلتا ہی پیاس سے کلیجہ جلتا ہی گھبرا کر کہا صاحب پیاس سے دم نکلتا ہی اور کہو یہ مجھکو کھلاؤ کوئی دو
ٹھنڈا بھی پلاؤ یہ کلیجے کی آگ بجھے شاپور اپنے مقام سے اوٹھا روتا ہوا آ بیٹھا کہا صاحب مین تو کہتی
تھی مجھے گھر مین نہ لیجاؤ میری تقدیر پھوٹی ہی ایک وارث پیدا کیا وہ بھی مرتا ہی ہاے مین کہان سے
دوا لاؤن کیونکر اپنے وارث کو ٹھنڈا کرون رات کو تمنے شراب پی ہوگی اسی کی گرمی چڑھی ہوگی
کنوئین کے پاس چلکر بٹھاؤ مین پانی بھر کے نہلاؤن گرمی دماغ سے اوترے ہاے تم مر گئے تو مین کہان
جاؤنگی اتنا تو بتلا دو تمھارا پیرا کس مقام پر ہے کیا عہد ہی ارے بدنصیب سلمان کہان قید ہین تونے
اونکو ستایا ہوگا ہای ان سب نے بلا کر میری وارث کو بددعا دی یہ کہتا ہوا قریب آیا ہاتھ پکڑ کے کنوئین
کے پاس لایا قنطور کنوئین مین پانون لٹکا کر بیٹھا شاپور نے دو تین ڈول بھر کر کنوئین سے سر پر ڈالے
قنطور نے کہا صاحب پانی پڑنے سے جان آتی ہی شاپور نے قریب آکر کہا صاحب کنوئین مین اوتر جاؤ
جان تو بچے یہ کہکر ڈھکیل دیا قنطور کنوئین مین گرا چاہ کا مزا حاصل ہوا شاپور نے اوپر سے پتھر ڈھکیلا
وہ تڑپ تڑپ کر کنوئین مین ٹھنڈا ہوا قنطور جو مرا کنوئین سے آواز آنے لگی کشتی مرا نام مین قنطور
جادو بود مکان مین گیرودار کی صدا بلند ہوئی پہلو مین مکان تھا کچھ عورتین کوٹھے پر چڑھ آئین
اونھون نے دیکھا کنوئین سے دھوان نکل رہا ہی ایک نازنین کھڑی سیٹ رہی ہی پکار کر اون عورتون
نے پوچھا اری نیکبخت تیری یہ کیا کیفیت ہی تیرے گھر والے کو کیا ہوا شاپور نے کہا بی بیو مجھ سے لڑکے
جوش مین آکر کنوئین مین کود پڑے کل ہی مجھکو لیکر آئے تھے ایک رات کی گنہگار ہون ہائے ہائے ہوا کہ
قنطور کنوئین مین گر کر مر گیا محلے کے لوگ دوڑے کوتوال کو خبر ہوئی دروازے پر ہلڑ ہوا ارے
دروازہ کھولو کوتوال صاحب آئے ہین تحقیقات ہوگی اگر وہ آپسے گرا تو کوئی خطا نہین اگر
کسی نے گرا دیا اوسکو سزا ہوگی شاپور نے گھبرا کر دروازہ کھول دیا کوتوال اندر گھس گیا سپاہیون نے
شاپور کو گھیر لیا لیکن شاپور شیر دل اپنا گھونگھٹ نکالکر ایک کونے مین بیٹھ گیا روتا ہی غل مچاتا
ہے صاحبو اس شہر مین کیسا اندھیر ہے ہمارا وارث مر گیا ہمارا گھر لوٹے لیتے ہین کوتوال نے لاش
قنطور کی نکلوائی ایک چارپائی کے اوپر لادی شاپور شیر دل کے لیے ڈولی منگائی کہا دربار مین بادشاہ
کے لیچلو جو کچھ حکم ہوگا ویسا کیا جائیگا شاپور شیر دل روتا پیٹتا ڈولی مین سوار ہوا دہائی دیتا ہی صاحبو
میرا شوہر مجھ سے لڑکر کنوئین مین گر پڑا مجھکو زبردستی پکڑے لیے جاتے ہین محلے والو میری مدد کرو

محلے والی بھی ساتھ ہوی بعض کہتے ہین وہ ہمیشہ سے بدمزاج تھا غصے مین کنوئین مین کود پڑا کل شب کو اس عورت کو لایا آج یہ آفت برپا ہوئی شاپور شیر دل ڈولی کے پردے سے دیکھ رہا ہے کوتوال کی نگاہ پڑی شاپور شیر دل نے اشارہ کیا قریب بلایا کوتوال نے جو جمال جہان آرا ئے شاپور دیکھا متحیر ہو گیا نوجوان کم سن سیمبر سرو قد خوش مزاج حسینون کے سر کا تاج سرو قد مین ثمر بھی آچکا ہے سینے پر ابھار ماہ رخسار گلعذار شاپور نے چپکے سے کہا کوتوال صاحب مین فلان تاجر کی دختر بلند اختر ہون قنطور مجھکو بجبر اوٹھا لایا مین چونکہ بیزار تھی اب تک شیشۂ ناموس بالکل سالم ہے غنچۂ مراد ناشگفتہ راز اصلی نہفتہ میرا اب کوئی والی وارث نہین ہے مال بھی گھر مین قنطور کے بیحساب ہے دل کو شل لف پیچ و تاب ہے دربار شاہی مین مسطورہ کا جانا باعث خرابی ہے اسی وجہ سے دل کو بیتابی ہے کسی مکان مین مجھکو ٹھہرائیے سب کیفیت ظاہر کرونگی یہ معاملہ بہت نازک ہے یہ ظالم مرنے والا اس ظلم و ستم سے میرے ساتھ پیش آیا لات و منات نے پنجۂ بدعت ظالم سے بچایا اب دیکھیے انجام کیا ہو وے فراق والدین غم و الم سے دل بیچین میری کسی بات کا اعتبار نکرنا میرے ہوش و حواس درست نہین آپ جسوقت سے تشریف لائے جمال جہان آرا پہ نگاہ پڑی نظر لڑی برچھی غم و الم کی دل مین گڑ گئی آپکے مزاج سے اپنے مزاج کو موافق پاتی ہون اس باعث سے اپنا حال دل سناتی ہون بقول مخفی **نظم**

درس عشقت را بیان دیگرست
با فلک هر دم قران دیگرست
از شراب عشق میسوزد جگر
طالب حق را مکان دیگرست
همچو خورشید جهان هر ذره را
هر کسی از کاروان دیگرست
در نیاید هر کسے اسرار عشق
مخفیا از آسمان دیگرست

این مدرس را زبان دیگرست
تا کیے سرگرم کار اینجهان
نقل این مے از مکان دیگرست
رهرو راه طلب را هر قدم
با غمت راز نهان دیگرست
در نیاید غیر چشم حق شناس
این معلم را زبان دیگرست

اختر اختر شناسان ترا
اینجهان را هم جهان دیگرست
در میان خلق می جویند و نیست
همرهی با کاروان دیگرست
کس نمی داند که منزل رکجاست
مرد میدان را نشان دیگرست
پرتو اقبال صاحب همتان

شل گرستون کے آپکی اطاعت کرونگی مرونگی بھرونگی اے شہنشاہ اقلیم حسن و جمال اب آپ کیون طول کرتے ہین لاشہ اوس ظالم کا جلوا دیجیے کنیز کو اپنے ساتھ لیجیے مال پر قنطور کے قبضہ کیجیے جائداد منقولہ و غیر منقولہ دونون دستیاب ہوتی ہین ایسے مقام پر چوکتے ہو

چونکہ ہو کوتوال صاحب بیقرار ہوگئے محلے والون کو جھڑکیان دیتے ہین سپہ لاشہ قنطور کا پلٹایا کہا
صاحبو غریب کا مردہ خراب کرتے ہو لیجا کر اسکو جلا دو پھر کو اپنے سپاہی ساتھ کرکے مرگھٹ پر بھیجا ڈولی انکے
لیئے خوشی خوشی ایک مکان مین لاکر ڈولی اوتروائی خوشی آپ بھی اندر آئے شاپور کو دیکھا تنا ہوا
بیٹھا ہی سراپا کو دیکھکر مرگیا آج شاپور شیردل تن تن کے صورت دکھلا رہا ہی کوتوال صاحب کے جی مین
تجر حسن کے ثمر وصل حاصل کرون تسکین دل کرون فرش باہر سے منگا کر بچھوایا اسباب عیش و نشاط مہیا کیا
شاپور بھی بن ٹھنکے پہلو مین بیٹھتا ہی گنگناتا جاتا ہی ٹھمریان غزلین سناتا ہی کوتوال بیقرار کہ معشوق خوبرو
خوش گلو خوش انداز سراپا کرشمۂ و ناز شاپور نے گلابی اوٹھائی فوراً جام لبریز کیا باتون باتون مین پوچھا کوتوال
صاحب سلیمان کس مکان مین آکر قید ہوے ہین کوتوال نے کہا اسی مکان کے پہلو مین ایک قصر ہی گرد بارہ
ہزار ساحر مقرر ہوے ہین سب دشمنون کو ایک مقام پر قید کیا حکم ہی ملکہ سہیل جعد الہ زن طرف طلسم ہوشربا کے
سبکو لیجائینگی خدمت مین شہنشاہ طلسم ہوشربا کے پہونچائینگی شاپور نے کہا کیون کوتوال صاحب آفتاب
شعلہ خوار قلعہ آفتاب نما کا حاکم ہی ملکہ سہیل جعد الہ زن کون صاحب ہین کوتوال نے کہا کلاہ جہان خان
ملکہ سہیل جعد الہ زن ساحرہ پری فن معشوقۂ دخان سیہ رو ہی یہ ملک اُنھین کی جاگیر مین دیا گیا ہی حکومت
قلعۂ آفتاب نما آفتاب جادو کو ظاہر مین دیگئی ہی جنگل مین جو گنبد کہنہ ہی ملکہ سہیل جعد الہ زن نے عجائب
سحر سے اوس گنبد کو معمور کیا ہی اگر لاکھ دو لاکھ اونسے آکر لڑین اور بڑے بڑے ساحران عدار ہون وہ
تیلیان سحر کی انکو پکڑ لینگی یہ سحرانی وزیرزادی ماہ عالم افروز کے سپرد کیا ہی وہ گاہے گاہے صحبت
مین آتی ہی جب تک دہیر زوال آئیگا تیلیو نکا زور نہ ٹوٹے گا شاپور نے کہا ماہ عالم افروز کیونکر قتل ہو
کوتوال نے کہا وہ ہمہ دان ہمہ گیر صاحب تدبیر ایک مقام ہی اس قلعہ مین کہ اوسکو دیر پریزادان کہتے ہین
دو سو معشوقان طناز اوس دیر مین واسطے گانے بجانیکے مقرر ہین ایک ایک کمال علم موسیقی سے معمور تمام عالم
جنکو نازنینان مہ جبین کو کمال رقص و سرود سکھایا ہی مہینے مین ایکدن ملکہ ماہ عالم افروز دیر پریزادان
مین آتی ہین شب بھر وہان مصروف عیش و نشاط رہکر بے نشاط گنبد کہنہ چلی جاتی ہین وہی نگہبان
و پاسبان ہین آفتاب جادو شکست کھاکر بھاگا گنبد کہنہ سے ماہ عالم افروز نے سحر کیا تیلیو نکو
بھیجکر سبکو گرفتار کرالیا سوائے دیر پریزادان کے ملکہ ماہ عالم افروز سے ملاقات غیر ممکن ہی یہ پوچھکر شاپور
نے جام شراب بیہوشی کوتوال کو دیا یہ پیتے ہی بیہوش ہوا کوتوال کو چٹائی مین لپیٹ کر کونے مین کھڑا

کر دیا کوتوال کی شکل بنکر بیرون قصر آیا سپاہی در دولت پر حاضر تھے سپاہیون سے کہا اس مکان مین قفل
لگا دو خبردار اس مکان کو کوئی نہ کھولے تم لوگ برای انتظام بازارون مین جاؤ ہم برائے گشت جاتے ہین
سپاہیون نے عرض کی آج کی شب حضور کو انتظام دیر پریزادان واجب و لازم ہے ملکہ ماہ عالم افروز
تشریف لائینگی ملکہ سہیل جوالہ زن بھی آئینگی دیر پریزادان مین شب بھر جلسہ ہیگا صبح کو آفتاب
شعلہ خوار سب قیدیونکو لیکر طرف طلسم ہوشربا کے روانہ ہو جائیگا اسی سبب سے دیر پریزادان مین جلسہ
قرار پایا ہے سپاہیون سے یہ سنکر شاپور نے سبکو رخصت کیا آپ یکہ و تنہا نشان دیر پریزادان دریافت
کر کے اوسی جانب بشکل کوتوال چلا نکلکر شہر کو دیکھا نہایت آباد و زرریز ہے زمین حسن خیز گھرون پر نازنینان
مہ جبین لباس زرق برق زیب جسم کیے ہوے مجرے کر رہی ہین دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ اس شہر مین
ناچ گانیکی بڑی قدر ہے ایک کمرے پر دیکھا ایک نازنین مجرا کر رہی ہے عاشق تن جمع کوتوال کیصورت تو بنا ہوا
کمرے پر چڑھ گیا رنڈی مجرا کر رہی تھی نایکا نے جو کوتوال کو آتے دیکھا کہا تشریف لائیے کوتوال نے نایکا
سے کہا صاحب تمھاری صاحبزادی کا کیا نام ہے کہا حضور آگاہ ہین آپکی لونڈی کو یاقوت گلگون پوش
کہتے ہین ہم سب تیار بیٹھے ہین دیر پریزادان مین جانا ہوگا ملکہ ماہ عالم افروز علم موسیقی مین ایسی کامل
ہین لاکھ ہم لوگ اونکو کمال دکھاتے ہین وہ ضرور ایک نہ ایک عیب لگا دیتی ہین اور بمقام انصاف یہ ہے وہ
اس علم کی عالم ہین اونکے سامنے ہر ایک شخص منہ نہین کھول سکتا خود ایسا ناچتی ہین دیکھنے والونکی
بری گت ہوتی ہے گانیمین خوش آواز صورت مین بینظیر چہرہ رشک ماہ منیر گانا بتانا ناچنا ایسا حاصل کیا ہے
کوئی اونکے سامنے کمال کا نام نہین لے سکتا ابھی مہینے مین مینے ہزار ہا روپے صرف کیے ہر سمت سے گویے بلوائے
آپکی یہ کنیز بھی نہایت ذہین ہے یقین یہ ہے کہ آج اسکو سنکر سرفراز کرین خلعت و انعام ملے دیکھیے بیٹھے دو
ایک چیزین سنیے کوتوال نے کہا ذرا اپنی صاحبزادی کو حکم دیجیے تخلیہ مین ہمارے ساتھ چلین ہم قاعدہ نشست
برخاست اوس بارگاہ کا بخوبی سمجھا دین آجکی شب ہنگامہ عظیم ہے کبھی ایسا جلسہ دیر پریزادان مین نہین ہوا ملکہ
سہیل جوالہ زن و ملکہ ماہ عالم افروز کاملین شہرستان ملک آفتاب شعلہ خوار سب اس جلسے مین ہونگے
نایکا نے کہا آپ خیر خواہی نکرینگے تو کون کریگا اے یاقوت گلگون پوش ادہر کمرے مین آو دیکھو کوتوال
صاحب کیا فرماتے ہین وہ نازنین مسکراتی ہوئی اوٹھی شاپور بلا تکلف یاقوت کا ہاتھ تھام کر تنہائی مین آیا کہا
اے یاقوت آج کمال دکھاؤ گی تو لاکھون پاؤ گی ایسا جلسہ شہر مین کبھی ہوا ہے نہ ہوگا دیر پریزادان

کی آراستگی ہو رہی ہے یہ کہکر باتین کرتے کرتے ادھر ادھر چوکنا ہو کر دیکھا یاقوت نے پوچھا کیون قوال
صاحب خیر تو ہے کہا فصل سردی کی ہے گھر سے شراب پیکر چلے نشہ اوتر گیا ایک جام شراب کی خواہش ہے یہ کہکر جیب سے پانچ
اشرفیان نکالکر یاقوت کو دین یاقوت نے کہا حضور اسکی کیا احتیاج ہے مے گلابی اوٹھائی جام بلورین لبریز کر کے
کوتوال جب کو دیا شاپور نے مسکرا کے کہا ملکہ یاقوت شراب جھوٹی پلاؤ نشہ نہین ہوتا یاقوت نے نہین نہین کر کے
نصف جام پیکر واپس دیا حلق سے شراب کے اوترتے ہی گھبرا کے اوٹھی بیہوش ہوئی شاپور نے اسکو تو ایک صندوق مین
بند کیا اسکا لباس و زیور اسی کی صورت بنکر ہنستا ہوا کمرے سے نکلا نایکا نے پوچھا کوتوال کہان گئے یاقوت گلگون پوش
نے ہنسکر کہا بہت وہ چورونکا سردار ہمکو دم دیتا تھا نہین معلوم کیا کیا کہا مین انکے فقرون مین کب آتی ہون آخر آزردہ
ہو کر چلے گئے چور اوچکے جواری بدمعاش ہمارا کیا کر سکتے ہین شاپور مٹھکر سب سے باتین کرنے لگا رقاصۂ درخشان
عیش خانہ مغرب مین داخل ہو صحبت ماہ تابان مین سازندگان ثابت و سیارگان جمع ہوئے روشنی جا بجا ہونے لگی
شاپور حیران ہے کہ دیکھین تا بہ دیر پریزادان کیونکر پہونچین کہ کنیزون نے عرض کی داروغہ ارباب نشاط تشریف
لاتے ہین شاپور نے دیکھا ایک جوان سبزہ رنگ شملہ سر پر کوڑا ہاتھ مین کہا بی یاقوت چلو جلد سوار ہو دیر
پریزادان مین حضور ہی کا حکم ہے مین سب طائفون کو خبر کرنے جاتا ہون یہ کہکر داروغہ چلا گیا نایکا نے صندوقچہ
زیور کا نکالا دست بقچہ پیشواز کا ساتھ کیا کنیزونکو حکم ہوا بی کے ساتھ چلو شاپور باہر نکلے جو پہلے تیار تھے
نایکا کو ساتھ لیا سازندے بھی ساتھ ہوے طرف دیر پریزادان کے چلے راہ مین دیکھا انتہا کی روشنی ہے حیران
ہے کہ دیکھون دیر پریزادان کیا چیز ہے خدا جان و آبرو بچائے تو بڑی بات ہے صدہا سواریان گاڑیونکی
چلی جاتی ہین ہر طرف یہی ہنگامہ ہے آج دیر پریزادان مین بڑا جلسہ ہے کسبیان ڈولیون مین سوار خادم
و خدمتگار ہمراہ مکانون پر جابجا روشنی شاپور تماشا دیکھتا ہوا جا قریب ایک باغ کے آکر سواری پہونچی
دروازے پر باغ کے سب ڈولیان کسبیونکی رکھی ہین داروغہ ارباب نشاط انتظام کرتے ہین وہان یاقوت
بھی جا کر اوتری جسکی نگاہ پڑی شاپور کا ناز و کرشمہ کسیکو انگوٹھا دکھا دیا کسی کو منھ چڑھا دیا کسی سے اشارہ
مین وعدہ کیا کسیکو جلایا کسیکو ٹھنڈھا کیا ایک دروازہ باغ کا کھلا چند کنیزان ماہرو باہر آئین کہا چلو
سب طائفونکو طلب کیا ہے شاپور سبکے بیچ مین جھرمٹ پریزادونکا مجمع حوروشون کا ایک ایک شوخ و شنگ
ناز و کرشمے سے معمور صورتین عمدہ جوڑے بھاری زیور معقول باغ مین جو شاپور نے قدم رکھا دیکھا حقیقت مین
باغ نمونہ جنت ہے درخت سبز و شاداب نہرون کا پانی رشک گلاب فوارے چھوٹ رہے ہین صناعان

جا بجا دستِ ذی جواہر کے نخل بنائے ہین مثلاً شاخین الماس کی پتے زمرد ریحانی کے پھول یاقوت احمر کے
پھول ہفت رنگ جس نخل کا پھول بنایا اوسیکا عطر اوس مین داخل کیا جب جھونکا ہوا کا آیا دماغ جان معطر و معنبر ہو گیا نظم

لٹ کھڑاتی پھرتی ہے بلبلِ بہار ہر طرف
اک طرف کیلے بشکل حلہ پوشانِ جنان
طرفہ سر سبزی نخل کی ہے ہر طرف سر کشی
ہوا کے سبب باغ مہکا ہوا

نکہت گل نے ہر اک جا ہے کھولے عطردان
دار بستونمی عیان ہے چرخ اخضر کی بہار
ہے زمین فیروزہ گون فرش لاجوردی آسمان
درختون نے برگونکے کھولے ورق

وہ کچھے عالم مین صف باندھے کھڑے ہین جھومتی
تاک کے خوشوشے ہے عقد ثریا کا گمان
دگر
چمن آتش گل سے دہکا ہوا
کہ لین طوطیان بوستان کا سبق

روش ٹیریان آراستہ ہر ایک چمن وسیع باغ دلکشا عمارتین رفیع روشنی کا سامان ہزارہا نازنینان مہ جبین باغ
مین پھر رہی ہین باغ پر گلزار جنان کا کیونکر دھوکا ہو حوران بہشتی بھی موجود ہین سرو چمن اکڑے ہین صبا
و باغبان سایہ کی اس گلشن کے ہو نہین بھاتے گلچین اگر دست درازی کرے شرست ہاتھ قلم ہو میٹا داگر آئے عندلیبان
خوشنوا ہنس ہنس کے دیوانہ کردین دم رگ گل مین خود گرفتار ہو موج ہوا زنجیر بنکر باغبان کے گلے کا ہار ہو جوانان
چمن کی اٹکھیلیان شاپور سبکے ساتھ کسیکے گلے مین ہاتھ ڈالدے اری خیلا کہان چلی کہکر سینے پر ہاتھ رکھدیا
وہ سسکی لیکر تجھسے ہٹی کہا بی یاقوت آج بہت سرخرو ہوئین کمال مین حال کھلیگا شاپور نے کہا چلو آج ملکہ
ماہ عالم افروز کو نیچا ایک نے کہا پہلے وہی گائینگی سبکو اپنا کمال دکھائینگی اونکے بعد جسکی نوبت آتی ہے اوسکی
جان پر بنجاتی ہے شاپور کہتا ہے پیادہ دیکھا جائیگا یہ علم موسیقی ہے بقول شاعر مصرع ہر گلے را رنگ و بوی دیگر است
شاپور دیکھتا ہے ایک ایک نازنین شعلہ جوالہ جمع ہے اگر اس چبوترے پر ہمراہ اون مہ جبینون کے
شاپور بھی بیٹھا مشہور ہے کہ یاقوت خوب گاتی ہے بیچ مین ایک تخت زبرجدی بچھا ہے تخت کے داہنے
بائین دو کرسیان جواہر نگار ناگاہ چند ساحر دوڑے ہوئے آئے کہا شہنشاہ آفتاب شعلہ خوار آتے ہین
سب نازنینان مہ جبین واسطے استقبال کے اٹھین شاپور بھی سبکے ساتھ اوٹھا چند قدم بڑھی تھین کہ دیکھا
گرد آفتاب کے چند ساحران خوش طینت میمون خصلت اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہوئے آفتاب تاج پہنے
ہوئے آکر بیٹھا داہنے پر جو کرسی تھی اوسپر بیٹھا کہ آسمان سے ایک لکہ ابر چمکا اوس ابر مین صدہا بادل چمکتے
ہوئے بیچ مین پورا چاند گرد ہزارون ستارے ضو سے اوس چاند اور ستارونکے تمام باغ روشن ہو گیا وہ ابر
لہرایا چاند بیکایک تڑپا سبکی آنکھین بند ہو گئین بعد ایک لمحہ شاپور نے آنکھین کھولکر دیکھا ایک نازنین
چہاردہ سالہ دریای جواہر مین غوطہ مارے ہوئے نہایت مغرور گرد صدہا نازنینان حور پیکر آفتاب جاہ ذی مقام

سے اوٹھا کہا ملکہ ماہ عالم افروز آئیے دوسری کرسی جو تخت کے پہلو مین بچھی اوسپر آکر ماہ عالم افروز
بیٹھی چند ساعت کے بعد ایک ابر سیاہ آسمان پر چھکا سب کہکر اوٹھے کہ ہماری بادشاہ عالیجاہ ملکہ سہیل
جوالہ زن تشریف لاتی ہین ایک جوان سیاہ رنگ سے پیدا ہوا اوسکے ہاتھ مین نقارہ تھا یہ کہکر نقارے پر چوب
لگائی ای حاضرین فیر پذیرا دان ہوشیار ہو جاو شہنشاہ عالیجاہ مقبول بارگاہ سامری ساحر پرفن ملکہ
سہیل جوالہ زن تشریف لاتی ہین جو کوئی غیر اس باغ مین ہو نکل جائے ورنہ باغی قرار پائیگا سزای معقول
پائیگی چوب لگا کر وہ جوان غائب ہوا ابر شق ہوا اشاپور نے دیکھا ایک جادوگرنی نوجوان گرد جادوگرنیان
کمسن نوجوان چہار جانب سے گھیرے ہوئے اوس ابر سے برآمد ہوئین تخت پر آکر ملکہ سہیل بیٹھی بیٹھتے ہی طرف
ملکہ ماہ عالم افروز کے متوجہ ہوئی پوچھا ای عابدہ زاہدہ تیرے قدم سے حوالی قلعہ آفتاب نما کی رونق ہے جلسہ
تمہارے واسطے قرار دیا ہے ابھی آج تکلیف کی تمسے ملاقات منظور تھی صلاح بھی کرنا ضرور ہے قیدیون مین کچھ
ساحر بھی ہین نبیرہ حمزہ کو کہان قید کیا تو صاحب تاثیر ہے سنا کہ نبیرہ حمزہ کے کچھ ساحر شریک ہو گئے ہین کیونکہ
ای آفتاب شعلہ خوار ہمنے سنا کہ تمہاری حماقت سے یہ بلا نازل ہوئی ماہ عالم افروز نے یہ جواب دیا حضور انکا
سراسر قصور ہے وہ لوگ راہ راہ جاتے تھے اونھون نے آتش بار جادو و دریا بار جادو کو روانہ کرکے اونکو
ستایا اونکا تو ساحر کشی کام ہے دونون جادوگر بھی مارے گئے لاکھون بندگان سامری قتل ہوئے آخر یہ بھاگ گئے گنبد
ویران کے سامنے آنے جنے عمر بھر یہ جا پایا کیا ہمیشہ بھوگ دیتی ہون خدمت مین کنیزان سامری کے
مصروف رہتی ہون جہان سہتی ہون اکثر ایسا ایمان ترین ملک مال کی حکومت کرکے نا ممکن ہے کہ لڑائی
اور فساد ہو نے اکثر ابھی کبھی کنیزان سامری کو تکلیف نہین دی انھون نے بڑی بے ادبی کی زخم دار بیقرار ہوکر
گنبد ویران مین گھس آئے وہ بیبیان شاہزادیان خدمتگزاریان سامری بلا تکلف بیٹھی تھین مین پوجا
پاٹ مین مصروف تھی اوس حال مین اونھونے فریاد کی مینے کئی سحر کیے جب تاثیر نہوئی خاص کنیزان سامری
کے کھانے کا وقت تھا اونکو تکلیف دی پھر وہ تو قہر خداوند سامری جمشید مین جاتی ہے سبکو دیوانہ کر دیا آج
تین شبانہ روز گذرے مین ہر چند عمدہ عمدہ کھانے پکواتی ہون بہ منت و خوشامد اونکے سامنے لیکر جاتی
ہون کسی نے کھانا نہین کھایا کلان تیلی جو بکی افسر ہے جسکو ہمیشہ سامری کہتے ہین اور بزرگ دنیا نشان
دیا کہ یہ خاص تصویر سامری ہے بڑی بات یہ ہے کہ اوسکی آنکھون سے آنسو جاری ہین حضور مینے کئی آدمی
لاکر ذبح کیے بھوگ دیا خون انسان سے نہلایا نیا معاملہ یہ درپیش ہوا جب مینے اوٹھا کر نہلایا آنسون

کے نیچے سے اوسکے ایک کاغذ پایا مین لیتی آئی ہون اوسکو ملاحظہ کیجیے اوس کاغذ کی پیشانی پر تحریر کیا ہے
ترجمۂ احکام سامری مینے اوسوقت تک نہین پڑھا آپکی خدمت مین لائی ہون اوسکو ملاحظہ کیجیے قیدیان
بلا کو بھی بلایا ہے یہ کہکر سہیل جوالہ زن کے ہاتھ مین وہ پرچہ دیا سہیل نے آفتاب شعلہ خوار کو دیا کہا
اسکو پڑھیے آپ ہی نے یہ لیس بویا آفتاب بہت بگڑا کہا ملکۂ عالم بڑے غضب کی بات ہے مجھکو شہنشاہ
دخان سیہ دل نے قلعہ آفتاب نما کا حاکم کیا ہرکارون نے مجھکو خبر دی کہ سرکشی مسلمانان سے حد گذری حضر
قلعہ آفتاب نما مین آکر بلا تکلف اوتر پڑے مابدولت کو بہت ناگوار ہوا آخر فساد شروع ہوا آپ کیا مشکل ہے
سب پر غالب آئی ساحر و غیر ساحر سب گرفتار ہوئے مضمون اس کاغذ کا استماعت فرمائیے یہ کہکر آفتاب اپنے مقام سے
اوٹھا مودب کھڑے ہوکر پکار کر کہا ای حاضرین جلسہ دیر پزادان بگوش ہوش سنو یہ ترجمۂ احکام سامری
و جمشید ہے بندونکے واسطے ہدایت ہے سہیل نے کہا صاحب پڑھو سب سن رہے ہین گوش بر آواز ہین آفتاب
نے باواز بلند پڑھا طرفہ سامری کے لکھا ہے ای بندگان من قدرت نے تمھارے واسطے سامان
عیش و نشاط مہیا کیے زمانہ آخر مین ایک جوان پیدا ہوگا بیشہ عرب سے وہ شیر خروج کریگا ابو العلاے
ملکی صاحبقران زمان لقب ہوگا بڑے بڑے جلیل اوسکے ہاتھ سے شکست کھائینگے فرزند اونکا
بدیع الزمان طلسم ہوشربا مین آکر قید ہوگا حمزہ کا نواسہ اسد نامدار برای طلسم کشائی آئیگا بڑی
بڑی لڑائیان پڑینگی حجرہ ہفت بلا پر بلا نازل ہوگی جس تاریخ یاقوت سخندان معشوقہ ہماری لقمۂ دہن
عفریت آدم خوار ہو اوس دن سے سب بندے ہمارے ہوشیار ہوجائین کہ وقت بربادی طلسم قریب آگیا
طلسم ہوشربا ٹوٹیگا زندانخانہ طلسمی ٹوٹیگا بادشاہ سابق شہنشاہ لاچین قید سے چھوٹیگا قریب قلعۂ
آفتاب نما بڑی لڑائی پڑیگی نبیرہ حمزہ کا ادھر گذر ہوگا لیس چاہیے سب ہی ہمارے بندونکو کہ عبادت
مین ہماری مصروف ہون یہ سب علامتین ہین ہمارے مذہب کے مٹنے کی لیس اے بندگان من عبادت ہماری
ہاتھ سے اوٹھانا مذہب قدیم کو برباد ان بندونکی قضا ہے ساحرونکے ہاتھ سے مقرر نہین کی سہیل جوالہ زن
نے آفتاب کے ہاتھ سے وہ کاغذ لیلیا پھاڑ کر اگالدان مین ڈالدیا کہا یہ کسی ہمارے دشمن نے لکھا ہے اور طرف
ماہ عالم افروز کے جنم کہا ائین صاحب خوب شعبدہ بنا کے لائین ساحر کیون نگھرائین بس جلسہ
دیکھو قیدی کسکے قبضے مین ہین آفتاب شعلہ خوار نے کہا جو داروغہ زندانخانہ ہے اوقوال آتش زیر
اوسکے سب سپرد کردیے ہین لیکن ماہ عالم افروز کو سہیل نے کلمات سخت کہے کہ تم یہ کاغذ مزور بار

کیون لائین سب سامری پرست گھبرا اٹھینگے مسلمانونکے شریک ہو جاینگے سنو بی ماہ عالم افروز مین کسی
کی پروا نہین رکھتی مینے اپنے بھروسے پر اس ملک کو آباد کیا تمکو کنیزان سامری کا منتظم کیا یہ پرچہ جتنے
کہانسے پایا اکثر پنڈت برہمن ستارہ شناس نجومی کاہن اپنے علم کا زور دکھاتی ہین ایسی بیہودہ باتین بناتے
ہین سب ونکا لکھنا خلاف ہے مین آج ہی سبکو قتل کرونگی ماہ عالم افروز نے عرض کی آپ مجھکو بے وجہ
گنہگار بناتی ہین سر دربار کلمات سخت سناتی ہین یہ کاغذ مدت مدید سے پہلو مین کلان تپلی کے رکھا تھا
خود بخود ظاہر ہوا خداوند حکم لکھہ گئے ہین سہیل نے کہا کہ اگر تمھارے نزدیک حکم تصدیق ہے تو یہ بھی تحقیق
ہے کہ افراسیاب قتل ہوگا طلسم ہوشربا مٹ جائیگا ہمارا یہ قول ہے کہ اگر تمام عالم ایک طرف ہو جائے
تو بھی طلسم ہوشربا نہ فتح ہوا افراسیاب سے کون لڑ سکتا ہے صاف ظاہر ہے کہ تمنے ہمارے ڈرانے
کو یہ شعبدہ بنایا مین اس احکام کو ابھی مٹاتی ہون دیکھون یہ مسلمان کیونکر بچتے ہین اے آفتاب اقوال
آتش ریز سے کہو قیدیونکو ہمارے دربار مین لائے شب بھر جلسہ ہو شراب خواری کرین بوقت سحر جو
جوان سب کا افسر کلان ہے یعنے ایرج نوجوان اسکے پہلے اوسکو قتل کرینگے کباب اوسکے تیار ہون ایک
ایک کباب نخشے مین سب نے حسب نوش فرمائین تمھاری شعبدہ بازی کھلجائے ماہ عالم افروز آنکھونمین
آنسو بھر کر خاموش ہو رہی کہا حضور مجھکو یقین نہین یہ نوجوان قتل ہو طلسم ہوشربا کی خبرین کہ اسد
غازی سات برس گنبد نور مین قید رہا کوئی قتل نکر سکا افراسیاب نادان تھا سب طرح کے انتظام ممکن تھے
مشہور ہے کہ شب قتل اسد بی ماران زمین کن وا سرار جادو شریک ہوئین اسد کو چھوڑا لیا اسی طرح نئے فتنہ
فساد برپا ہونگے اس نوجوان کا قتل ہونا دشوار ہے سہیل نے کہا افراسیاب بادشاہ عالیجاہ عیش پسند
انتظام نکر سکا ہم ایسے نادان نہین ہین صبح ہوتے ہوتے پہلے نبیرہ حمزہ کو قتل کرینگے گرما گرم کباب تمکو بھی
کھلائینگے ماہ عالم افروز نے عرض کی آدم خواری آپکو مبارک ہو مین آدمی کے کباب کھاؤنگی سہیل
نے کہا تم کیا دین سامری سے برگشت ہو سامری و جمشید جو تمھارے خداوند تھے اکثر جنس انسان کا بھوگ دیتے
تھے اوسکے کباب لگا کر کھاتے تھے ماہ عالم افروز نے کہا خداوند نے کچھ مناسب جانکر کھائی ہونگی ہمین
کراہیت ہے سہیل نے حکم دیا جلد اقوال کو بلاؤ کہو سب قیدیونکو ہمارے سامنے لائے آفتاب نے ایک جادوگر
کو حکم دیا شاپور یہ سب باتین سن رہا ہے حیران ہے کہ دیکھیے کیا ہو تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ ایک جادوگر وہ
سیہ فام بصورت مہیب سر زنجیر تھامے ہوئے ایرج نوجوان مسلسل و مطوق صیقل آئینہ دار کی

زبان میں سوزن پہلو میں ملکہ انجم ماہ رخسار جادو افسران نامدار ایک زنجیر میں بندھی ہوئی اقوال آتش ریز لیکر آیا شاپور نے جو اپنے آقا کو اس حال پرملال میں دیکھا بیقرار ہو گیا یہی تردد تھا کہ ہای کیا کروں میرا آقا کس مصیبت میں ہے لیکن ایرج زنجیر ہلاتا ہوا جیسے ہی دربار کفر مدار میں پہونچا تکا آواز دی سلام من درین مجلس بکسی باد کہ بداند و شناسد کہ خدا یکیست و دین پیغمبر خدا برحق شاہزادہ صیقل آئینہ دار نے سلام ایرج نوجوان کا جواب دیا ملکہ ماہ عالم افروز نے سر اوٹھا کر جمال ہمیشہ صیقل آئینہ دار کو دیکھا ایک جوان خوشرو شیر صولت رستم ہیبت **نظم**

ز رخسار او ماہ و خور تابناک	ز لعلش گل اندر زمین سینہ چاک	نہال ارم از قد او خجل
از و ماندہ شرمندہ چین و چگل	خم و پیچ رفتار موج حیات	چو جنبد لبش ریزد آب حیات
ز مستوری نرگسش فتنہ مست	بلا بر سر و تیغ خنجر بدست	ز خرگان گبشتہ بر گشتہ بخت
دل از دین و دنیا بزن کردہ رفت	جبین نور و چین جبین موج نور	کہ نور لب علی نور گردد و نور
بہ پیشانیش دست صنع آفرین	نوشت از ازل آفرین آفرین	ادھر صیقل نے نگاہ اوٹھا کر

جمال جہیتانی ماہ عالم افروز کو دیکھا ایک آفت جان پر نگاہ پڑی نہایت حسین و جمیل پلکیں خونریز شمشیر ابرو تیز سینے پر اور بہار حسن پر بہار **نظم**

انار بہشتی دو پستان او	خوشا گوئے کند بر پستان او	بلا بر بلا قامت بید رنگ
بہر نقش ہا آفت بید رنگ	حنا دست پروردہ دست او	حیا بستہ نرگس مست او
بہر گردش چشم صد انقلاب	دل و جان عاشق کباب و خراب	لبش شہد و شکر بردن می فگند
تبسم چو میکرد خون می فگند	تکلم ز اعجاز دم مے زدی	دہن گرچہ دم از عدم میزدے
رخش سورۂ و الشمس و اللیل موے	ادائی قدش سرو بالا جوے	شاہزادہ صیقل آئینہ دار

گرفتار طوق و زنجیر تھا مقید سلسلہ گیسو ہوا ذبیح خنجر ابرو ماہ عالم افروز نے بھی آہ کی سینے پر ہاتھ رکھ لیا لیکن سہیل جوالہ زن سلام کرنے پر بہت بگڑی کہا او نبیرہ حمزہ تیری قضا آئی ہے بس بہتر یہ ہے کہ ساحری و جمشید کو سجدہ کر تدبیر تمہاری بوجہ احسن ہو چکی شب بھر شہر کب میں گے صبح کو تمہارے گوشت کے کباب کھائے جاوینگے میرے ہاتھ سے رہائی دشوار ہے ایرج نوجوان نے جواب دیا کیا بکتی ہے قول شعلہ پیر دار و نغمہ زن اخانی کو بھی دنگل ملا یہ بھی قریب آفتاب شعلہ خوار کے بیٹھا چہرے سے ظاہر ہے بدخو

کبر و نخوت صورت سے آشکار مغرور مکار بیٹھکر دنگل پر جھومنے لگا ملکہ سہیل نے اقوال کو خلعت دیا
کہا اے اقوال تمکو بڑی تکلیف ہوئی تمنے خوب حفاظت کی آفتاب جادو نے کہا کچھ خاک گرمی نہ دکھائی
ان ذلیلون کے ہاتھ سے شکست کھائی قلعہ چھوڑکر بھاگے تمنے بڑی جانبازی کی آندھی تمھارے سحر کی اٹھی
اوسی ہوا سے سب بے قرار ہوئے تھے اقوال نے کہا حضور ہم خیر خواہ دولت ہین اگر آگ برسے تو قدم جما
قلعہ آہن ہو تو اوسمین گھس جائین بھاگنا کیسا سپاہی مرنے سے نہین ڈرتے ہین اقوال نے سوچ پھیر تا دیکھکر
یہ کہا آفتاب کو بہت ناگوار ہوا خاموش ہو رہا سہیل نے بھاری خلعت منگوا کر اقوال کو دیا اقوال
مرغ زرین بنکر دنگل پر بیٹھا جھوم رہا ہے قبضۂ شمشیر دمبدم چوم رہا ہے سہیل نے کہا اے اقوال ان قیدیون
کو ایکطرف بٹھلا دو جسکو بھی تمکو تکلیف ہوگی اپنے ہاتھ سے ان سبھونکو قتل کرنا اقوال نے کہا ہم حضور
کے حکم کے پابند ہین جسکو حکم دیجئے اوسکو قتل کرین دریا خون بہا دین اقوال نے ایک گوشہ مین لیکر
ایرج وغیرہ کو بٹھا دیا سہیل نے جو صیقل آئینہ دار کو دیکھا کہا کیون میان صیقل تم بھی ہین جد و آبا
کو ترک کیا تمکو شرم نہ آئی ہمارے سامنے سرکشی دکھاتے ہو توبہ کرو ہم تمکو الگ کرلین تمھاری ملک کی
تمکو سلطنت دین صیقل نے کہا کیا بیہودہ بکتی ہے مردان عالم نے خوب سمجھ لیا مرنیکا کیا خوف ہے آقائے نامدار
پر جان و مال نثار زبان ہے سوزن نکلی ہے تو تجھکو ذرا دکھاؤن تجھکو کسنے بادشاہ بنایا خوب ہمکو یاد ہے
جب خشکسالی ہوئی تھی ہزارون کنگلے آئے تھے پانچ سیر غلے پر تجھکو ساحرونے خریدا اب بھی کو بڑا بادشاہ
عالیجاہ جانتی ہے مرتبے کو آقائے نامدار کے نہین پہچانتی تخت سے اوترکر قدمبوسی کر ورنہ کتے کی موت
ماری جائیگی ہمارا پروردگار مدد کریگا انشاء اللہ اسی باغ مین دریا خون بہا مینگے اسطرح لڑتے بھڑتے تا بہ
ہوشربا جائینگے اسد پہلوان لاجواب کو بطور افراسیاب کی خدمت مین ہمکو خدا پہونچائیگا سہیل یہ سنکر بہت
جھلائی طرف انجم ماہر خسار کے متوجہ ہوئی کہا بی انجم تمنے حکومت انجم حصار کو کیون چھوڑا تمھاری بزرگون
سے یہ رسم و مراسم رہا اگر دین قدیم پر قایم ہو تمکو قید سے رہا کرون اپنا مصاحب خاص قرار دون انجم نے بھی سخت
جواب دیا ماہ عالم افروز نے اپنی کنیزون سے کہا دیکھو شاہزادہ صیقل کیا دلیر ہے بیشۂ جرات کا شیر ببر ہے
کے خوب بے کھٹکے بیغیرتی سے کلام کرتی ہین اپنی آبرو منائی ماہ عالم افروز نگاہ محبت صیقل آئینہ دار کو دیکھ

ہے ہی آئینہ تو نہیں اشارے ہوئے ہین بیقرار ہی جاتی ہے ہائی دون **نظم**	حیا رفت بر طاق نسیان نشست
کہ تیر غمش تا بہ پیکان نشست · بچشمش یکایک نشستہ غبار	کہ چشمے بدید از قضا فتنہ بار

زتن ہوش شد یک بیک رہوار | کہ دید آفت دین و دل برملا | ادھر صیقل بھی انتہا کا بیقرار

ہے گلچینی گلشن جمال ماہ عالم افروز کر رہا ہے ٹھنڈی سانسیں بھر رہا ہے مضطر و بیقرار حیران و شکیبا

قید ہیں مجبور و ناچار نظم
رخ ارغوانیش شد لالہ گون
چو فانوس بی شمع تن بیروان
زحیرت شد آئینہ روے او
بخود دشمن و با صنم یار شد

زتن روح پرواز کردن گرفت
دلش خون و جانش تن شد برون
زبحر دو چشمش گہر لعل رنگ
مقابل بیکدم بزانوے او
خروشد و افتاد و بیہوش شد

دلش بیخودی ساز کردن گرفت
جگر پارہ پارہ زچشمش روان
بداماں او جمع شد بید رنگ
دو چشمش چو با چشم او چار شد
چو شمع دم صبح خاموش شد

یہ دونوں آپس میں نگہبازیاں کر رہے ہیں سہیل نے داروغہ ارباب نشاط سے کہا آج کل بی یاقوت گلگون پوش کی بڑی دھوم ہے اوسی سے کہو شروع کرے داروغہ نے حکم دیا تیاقوت اپنے مقام سے چمک کر اوٹھا سازملے گت شروع ہوئی توڑے لینے لگا آنکھ ملا کر آفتاب سے گت ناچی کبھی اقوال پر نگاہ ڈالی اقوال نے آن بان دیکھکر کلیجہ تھام لیا آفتاب نے بھی آہ کر کے سامری کا نام لیا شاپور دونوں پر نگاہ ڈالتا جاتا ہے آفتاب کو انگھوٹھا دکھایا اقوال کا منہ چڑھا دیا دونوں مرے جاتے ہیں دو گھنٹے کامل گت ناچا تمام اہل محفل تعریفیں کر رہے ہیں سہیل جوالہ زن بھی تعریفیں کر رہی ہے گت کو ختم کر کے تنکر سامنے کھڑا ہوا دونوں سے نگاہ ملائی گنگنا کر یہ غزل بصد ناز و کرشمہ گائی غزل

تیغ ادا کو دیکھو دل کی سپر کو دیکھو
حالت ہے کیا ہماری پہلو ادھر کو دیکھو
ہے تو جہاں میں عنقا لیکن نظر ہے ان پر
وہ آنکھ ہی نہیں ہے جس نامہ بر کو دیکھو
اک گردباد بنکر ساتھ اپنے ہو لیا ہے
کیسے ہیں معنی ہیں شمس و قمر کو دیکھو
کہتی ہے وسکی سج دھج بانکی ادا ستم گر
بدتر ہے شام غم سے رنگ سحر کو دیکھو
کیا کیا جلال پر فرقت میں صدمے گذرے

تیر نگہ کو دیکھو میرے جگر کو دیکھو
نالے پکارتے ہیں عاشق کے صور بنکر
اپنے دہن سے پوچھو اپنی کمر کو دیکھو
اپنا ہی گھر جلایا آہ شرر فشاں نے
صحرا میں بھی نہ چھوٹا کمبخت گھر کو دیکھو
کیا گریہ بے اثر ہے خنداں ہے جب یہ عالم
مرے کا ہے اشارہ ترچھی نظر کو دیکھو
آؤ بھی میرے گھر میں جب بھی نہ تو جو
اف تک نہ منھ سے نکلی تیر جگر کو دیکھو

دیکھو نہ آئنے میں اپنی نظر کو دیکھو
اسیر نہیں رہ سکتا اوس بے خبر کو دیکھو
حال اوسکا کس سے پوچھیں کس کو خبر ہے اوسکی
قلب حزیں کو دیکھو کاوش اثر کو دیکھو
فرقت کے روز شب کی کٹ لی ہوئی گرہ ہے
ہنس رہی ہے سب اس چشم تر کو دیکھو
روز سے میرے انسان پناہ مانگے
میری طرف نہ دیکھو دیوار و در کو دیکھو
اس لطف سے یہ غزل شاپور نے گائی

ابالیان محفل فریح ہوگئے آفتاب و اقوال کے کلیجون پر تو چھریان چل ہی ہین شاپور ناچتے ناچتے آفتاب نے جو اشارہ کیا بیٹھ گیا دہن آفتاب کا تھام لیا بتانے لگا مچل رہا تھا کلیجے پر عاشقون کے خنجر چل رہا تھا آفتاب کا دہن تھا ما اقوال سے آنکھہ ملائی یہ اشعار عبرت آمیز پڑھکر بتانے لگا **نظم**

بدزبانی ہی سہی لطف سخن پیدا ہو
تجھسے یار کا گم گشتہ دہن پیدا ہو
ابھی ابر آئی تو بجلی یہ چلین نالے سے
ڈھانکے عیبونکو الٰہی وہ کفن پیدا ہو
تابنے کو ہی سوز جدائی کی نہین
فلک زہرہ پہ جو سیخ کہن پیدا ہو
یار کی چشم سخن گو کیطرح بات کرے
جوش ہی تجھہ مین جو ای جاہ ذقن پیدا ہو
طور کیطرح جلے کوہ غم و ہجر جلال

گالیون مین تری بیساختہ پن پیدا ہو
سیر گلشن کا ارادہ ہی تو مجھسے کہیے
دلمین وہ ولولہ تو یہ شکن پیدا ہو
دوستی کا شوق نکو جو غربت مین نہ میسر کبھو اوس بھی
یہ گوارا ہے کہ دوزخ کی جلن پیدا ہو
ہون مرے تار نگر درخ یار اگر
دشت وحشت مین کہان سی وہ ہرن پیدا ہو
سے سر چرخ پہ بکھرا کے دکھا جلوہ چشم
آہ سے وہ شرر برق فگن پیدا ہو

وصل مین تو مرے منہہ مین وہ زبان یارب ہو
گل وہ کھاؤن کہ ابھی تازہ چمن پیدا ہو
خاکہ وہ ڈالے مرے اعمال پہ وہ گور تلے
بیوفائی احباب وطن پیدا ہو
گرد غم اتنی بھری ہی جو نکالون دلسے
نئی خورشید درخشان کی کرن پیدا ہو
لیا ڈوبا ہی مرا دل کہ نہ اوبھرے ہرگز
زلف کی چین سے آہوے ختن پیدا ہو
اس لطف سے ان غزلون کو شاپور

نے گایا سامنے بیٹھکر آفتاب کے بتایا دونون فریح ہوگئے آفتاب نے موتیون کا مالا گلے سے اوتار کر دیا اقوال نے کنٹھا یاقوت احمر کا کھولا ہاتھہ بڑھایا شاپور زرتار کا اقوال کے بے اختیار منہہ سے نکل گیا ای جان جہان ای روح روان عاشقان میری جانب گردن بڑھاؤ اپنے ہاتھہ سے کنٹھا گلے مین پہنا دون یہ دانے یاقوت احمر کے نہین ہین پارہ جگر ہین شاپور نے مسکرا کر طرف آفتاب کے دیکھا یہ کہکر ہاتھہ بڑھایا کہ کنٹھا گلے مین ڈالدون آفتاب کو جلال آیا کہا ای اقوال یہ دربار بادشاہ ہی سر دربار یہ شہدہ پن کیسا خبردار یاقوت گلگون پوش پر نگاہ محبت ڈالنا مین مدت سے اسکو چاہتا ہون اقوال نے کہا میری خود جان جاتی ہی ہاتھہ لگاؤگے تو سزا پاؤگے آفتاب نے کہا او یاقوت آ میری گود مین بیٹھہ جا شاپور نے گنگنا کے یہ شعر پڑھا شعر غم صیاد فکر باغبان ہی ٭ دو غلے مین ہمارا آشیان ہی ٭ آفتاب نے آنکھہ ملا کر اشارہ کیا مین تو تجھپر مرتی ہون اقوال سے مسکرا کر کہا میری تجھپر جان جاتی ہی اس ظالم کے ہاتھہ سے بچالو اقوال نے قبضے پر ہاتھہ ڈالا آفتاب نے گولا سنبھالا اقوال نے کہا دیکھو میان آفتاب شامت نہ آئے یہ جاہ و جلال اپنا کسی بودے کو دکھاؤ مین آپکی گیدڑ بھبکیون سے نہین ڈرونگا مین خود مرد میدان ہون

ہون آفتاب نے کہا تیری کیا حقیقت ہی دونون مین تکرار ہونے لگی شاپور کھڑے آنکھین جھپکا رہے ہین
مسکرا رہے ہین دونونکو لبھا رہے ہین کبھی تو آفتاب سے کہتے ہین بھلا حضرت جان ذرا دو مین جھپکر بیٹھا رہے گھبرا دینگی
کبھی اقوال سی کہا اس آتشخو آفتاب سی آنکھہ نہ ملاؤ مین تو تمسے راضی ہون دونون اور زیادہ گرما جاتے
ہین سہیل نے پلٹ کر آفتاب اقوال مین آنکھین ملنے لگین ایک کے ہاتھ مین فولادی گولا ایک نے تیغہ کھینچا
آفتاب یہ ہمارے سامنے بے ادبی آفتاب نے کہا حضور اقوال کو منع کیجیے مین بادشاہ عالیجاہ
ہون آفتاب شعلہ خوار لقب ہی یہ جہلخانے کا داروغہ بڑا بے ادب ہی ہماری معشوقہ پر نگاہ ڈالتا ہی ملکہ
سہیل ہان ہان کرتی رہین دونون اپنے مقام سے اٹھے شاپور دونون کو گرما جاتا ہی کہتا ہی جو جرأت مین
زیادہ ہو مین اوسی سے راضی ہون کبھی تو کہتا ہی میان آفتاب صاحب جلال مین کبھی کہتا ہی میان
اقوال صاحب صاحب کمال ہین آفتاب کو دعوی سلطنت ہی لپٹے ہاتھہ تلوار کا مارا اقوال نے سحر کو اوٹھایا
آفتاب نے سحر کرکے ہاتھہ مارا اقوال کے دو ٹکڑے ہوے اتنے بڑے جادوگر کا مرنا اندھیرا ہو گیا شاپور
شیر دل تیور کو ماہ عالم افروز کے دیکھہ رہا تھا کہ صیقل کو یہ بہ نگاہ محبت دیکھتی ہی اوس اندھیرے مین
جھپٹ کر زبان صیقل کے سوزن نکالا کہا شہریار دیکھیے سہیل جوالہ زن نے دیکھا کہ جیسے تڑپا قوت
گلگون پوش نے گرا کر آفتاب اقوال کو دو دیا اتنے مین صیقل پہونچی سوزن زبان سی نکال دیا آواز
بلند کہا اے شہریار مجھے تم مہتر شاپور شیر دل صیقل نے اوسکے اوٹھتے ملکہ انجم ماہ رخسار کو ہرا کیا سہیل
جوالہ زن غصے مین اونھی طرف آفتاب شعلہ خوار کے متوجہ ہو کر کہا کیون او بیحیا تونے یہ کیا فساد برپا کیا
اتنے بڑے سردار کو قتل کر ڈالا کچھہ ہمارا خیال نہ آیا ارے دیکھہ جسپر تو عاشق ہوا وہ عیار ہی صیقل نے اوسکے
اوٹھتے قیامت برپا کی آفتاب نے جو پلٹ کر دیکھا میری معشوقہ خنجر کھینچے ہوئے پہلو مین صیقل کے کھڑی
ہی کئی جادوگرنیون کو مارا گھبرا گیا صیقل پر جا پڑا وہی تیغہ خون آلود لیکر قریب پہونچا اور صیقل مین
اپنی معشوقہ کو لوٹگا یہ کہکر ہاتھہ مارا شاپور نے حباب مارا منھہ پر پڑا چرخ کھا کے لڑکھڑایا صیقل مین
اپنی معشوقہ کو لوٹگا یہ کہکر ہاتھہ مارا شاپور کو جا پکڑے شاپور نے حباب مارا منھہ پر پڑا چرخ کھا کر لڑکھڑایا
صیقل نے ایک طمانچہ مارا سر اوسکا اڑ گیا آواز آئی کشتی مرا نام مین آفتاب شعلہ خوار بود ملکہ ماہ عالم افروز
نے دیکھا صیقل آئینہ دار نے سحر سے زمین ہلا دی جسپر جا پڑا کسی کو طمانچہ مارا آفتاب کی تلوار اوٹھالی

ایرج کی بھی قید کو توڑا ایرج نعرہ کرکے اوٹھا نعرہ ایرج	ملک ایرج آن آفتاب تیر

اگر تیغ بر کوه خارا زنیم	تزلزل فتد در میان مصاف	چو تیغ یلی بر کشیم از غلاف	که صبا حسب قبرانیم و آفاق گیم
			زگاو زمین بیخ او بر کنیم

تیغۂ دودم سکندری نیام انتقام سے لیا ایک پہلو مین ملکہ انجم ماہ رخسار نے

بر ملکہ شیشہ مینوش بصد جوش و خروش حفاظت مین شاہزادیکے مصروف ایک سمت سے نیلم زنگی و فیلم زنگی
و غنطر صبا دوجان دریا باری و سام بن غوجان دریا باری میں مباد عاد رشک ور ازگردن
وغیرہ قید سے رہا ہوکر ساحرون پر جا پڑے لیکن سہیل جوالہ زن جو اپنے مقام سے اوسی قیامت برپا کردی
جسپر جا پڑی اوسکو زخمی کیا ایٹ کر ماہ عالم افروز کو دیکھا اور کہا ارے تو بیٹھی دیکھہ رہی ہے جاکر دروازے کو گنبد
ویران کے کھولدے کنیزان سامری کو بلا ان سبکو دیوانہ کرکے پکڑلے ماہ عالم افروز کچھہ جواب نہین دیتی
عجب کشمکش و پیچ مین ملکہ اسی رنج مین کہ یہ کیا غضب ہوا معشوق قتل ہوتا ہے حیران و پریشان سحر کرتی ہے
تھم تھم کے کبھی کنیزان سہیل پر کبھی انجم ماہ رخسار پر یہ تماشا تھا کہ اس باغ مین تلوار چلی صیقل نے لاشون کے
انبار لگادیے انجم سے اتنا تو پلٹ کر کہا کہ آقا سے نادار سے ہوشیار رہنا وہ ساحر و غیر ساحر کو نہیں سمجھتے
نشہ جرات مین مست ہین حقیقت مین زبردست ہین مجمع ساحران مین ایسا نہو دشمن پھر گرفتار ہو جائین
انجم جواب دیتی ہے ای شیر بیشہ جرات جب تک میرے جسم مین جان ہے کیا مجال کہ کوئی اونپر نگاہ دشمنی
ڈال سکے میرا سینہ سپر ہے خدا اوس افسر کو سر پر سلامت رکھے شاہ پور نے کیا کار نمایان کیا وہ باغ سرسبز
و شاداب نہرین پر آب وقت سحر گل صد برگ آفتاب گلشن چرخ نیلی مین کھل چکا ہے بہار ماہتابان پر خزان
آچکی گل و غنچۂ ثابت و سیارگان مرجھا ڈ شاخ کہکشان سے یہ پھول کھملاکے گر چکے وقت زمزمہ سرائی
عندلیبان چمن تھا شاخہای نخل حیات ساحران جو قلم ہوئی بلبلین پرون کو سر پٹکتی ہین نہرون مین
خون جوش مارنے لگا چشمونکی آنکھین کور تھین حباب کی عینک لگائی موجونکو پیچ و تاب ہے ہر ایک حوض
مین تلاطم طایرونکے رنگ اڑے اور ہوئی قمریان کو کو بھولین ہر سرو چمن بصورت آہ تھا حال باغ کا تباہ تھا
چمنستان پامال بہار باغ پر زوال چشم زدن مین انقلاب ہوا زلف سنبل کو پیچ و تاب ہوا نرگس کی
آنکھو نپر ورم طفلان غنچہ بیدم درخت کو شاخین بار تھین ڈہ چیان آہ آتشناک کی بلبلون کے گلے کا ہار
تھین لیکن سہیل جوالہ زن سحر کرتی ہوئی پہلے تو لنے انجم ماہ رخسار کو زخمی کیا انجم کا ستارہ گردش مین
آیا شیشہ مینوش کو بھی زخمی کیا ایک گولا اوٹھا کر زمین پر مارا زمین تھرائی جابجا سے شق ہوئی غار
مثل زمین اژدر پیدا ہوے ساحران ایرج تھر تھرا کر اون غارون مین گرے ایرج کے پانون زمین نے

تھام لیے سپر نے پشتیبانی نہ کی تلوار قبضے سے نکل گئی جوہر جرأت مین فرق آیا خم کمان زنجیر سلسل
بنگیا تیر ترکش سے نکلکر بھاگے خوف سحر سہیل سے گوشو نمین جا جا کر چھپے سناٹا تھا نیزہ آہ جانستان چھرین
مثل جسم مدقوق کانپتی تھین خنجر بیدم تلوارون مین خم ہنگامہ عظیم برپا ہی سہیل جوالہ زن نے قصد کیا
صیقل آئینہ دار پر جا پڑا وان صیقل سے خوب خوب سحر ہوے سحر آخر مین سہیل جوالہ زن غالب
آیا کارد سحر شانہ پر صیقل کے پڑی شانہ صیقل کا زخمی ہوا زخم کھا کر گولہ مارا سہیل جوالہ زن نے اس
گولے کو روک لیا اپنا خون اسپر ملا کر اس دہین گولہ مارا صیقل نے کاٹا اوس گولے سے برق نکلی وہ سر پر پڑی
سراسر ملا اس افسر کا زخمی ہوا چرخ ایا زمین پر گرا سہیل جوالہ زن نے خیمہ بلکہ یہ کہتی دوڑی کیون سرکشو سحر
مالت دیکھا کنیزونکو بھی آواز دی ان سبھونکا سر کاٹ لو ملازمان اسپر ہجوم کر یہان صیقل ہا وہان فوج انجم و کنیزان
شیشہ بیہوش سب زمین پر پڑی تڑپ رہی ہین کنیزون نے قتل کرنا شروع کیا جب کوئی کنیز طرف
اسپر جھکے جاتی ہی سب سرداران اسپر سینہ سپر کر کے اپنی جان دیتے ہین اپنے آقا کو بچا لیتے ہین اوسوقت ایک
عجب غلغلہ بلند ہوا ہر خرد و کلان دردمند سہیل خیمے مین طرف ماہ عالم افروز کے بلی کہا کیون اے گیسو بریدہ
تو کھڑی دیکھا کی اب بھی جا کر دروازہ گنبد دیوان کا نہین کھولتی میرے سحر کو تو نے دیکھا ہین کیا تیرے
بھروسے پر سلطنت کرتی تھی دو چار ہزار جادوگر جو سحر سے سہیل کے محفوظ رہے ہین وہ اب لڑائی مین مصروف
ہین ہر چند کہ سہیل پر انکا سحر کارگر نہین کرتا لیکن جان دینے پر آمادہ ہین جس طرح شمع پر پروانے گرتے ہین اسطرح
اپنے افسرون کے گرد پھرتے ہین کوئی جھکا اسپر کو بچاتا ہے کوئی جھپٹ کر قریب صیقل آتا ہے بعض آواز
دیتے ہین اے شیر بیشہ جرأت ہوشیار ہو جیے اپنے کو سنبھالیے صیقل کی آنکھون مین اندھیرا آیا سر پر زخم کاری
کھایا شانہ بھی فشانہ ہوا سحر مین سہیل کے مبتلا سا درونکے کھنے سے سر اوٹھایا ماہ عالم افروز سے نگاہ
مل گئی یاس سے نگاہ ملا کر ایک آہ کی بیتابی مین یہ اشعار زبان سے نکل گئے

نظم

محرمے کو تا بگویم قصۂ آن مکارہ چیست
در جنون رسوا شدم محرم من بیچارہ چیست
در دل گل گر ندارد نالۂ بلبل اثر
ہر دم از تیغ نگہ مایل بآن بیچارہ چیست

باعث چندین ستم بر خانمان آوارہ چیست
گر نہ باشد ذوق معشوقی دعا عاشق بیچارہ چیست
در چمن این سرخی رخسار جنت پارہ چیست

میر باید جذبۂ عشق تو دل از کعبہ
خوبرویان را بگو عاشق نظارہ چیست
گر نہ ترک ناز او لب تشنۂ خون محفل است

اے جان جہان اے آرام دل مشتاقان تم نے ہم سے ہین اپنی غربت پر رو دئیے
ہین گرفتار طرۂ گیسو ذبیح خنجر ابرو ہو کر جان دی دامن وصل تک تمھارے ہاتھ نہ پہونچا کیا تیرے

خال کی صفت کرین خال شاعر نظم

رخسار تو آئینہ روشن گہر است
موقوف بآئین صبح وطن ست
حرفیکه نباید بدہن ہا سخن ماست
این فتنه و آشوب که در انجمن ست

خوشبوی تر از نکہت گل پیرہن ست
روشن گر صبح آئینہ دار بدن ست
از صاف دلان فیض طلب کن که دو شب
حرفیکه بود در دہن ما سخن ست
خضر رہ گم گشته عشاق جہان ست

تا رنگ گل جعده را چمن ست
در شام غم خویش پریشان شده عالم
یک نافه آہوے خطا و ختن ست
تا غنچه نگردد نشود جمع حواسم
آن خال که سر چشمه چاه ذقن ست

اس حسرت سے یہ اشعار آبدار صیقل آئینہ دار نے ماہ عالم افروز سے آنکھ ملا کر پڑھے عاشق تو ہو ہی چکی تھی کلیجہ پھٹ گیا یا تو آغاز و انجام سوچ رہی تھی یا بیقرار ہو کر یہ کہکر بھاگی ای سہیل جوالہ زن گھبراؤ مین ابھی قیامت برپا کرتی ہون صیقل آئینہ دار نے دیکھا کہ ماہ عالم افروز برق بنکر آسمان پر چمکی بعد چشم زدن پھر زمین پر گرتے گرتے یہ آواز دی ای کنیزان سامری جلد حاضر ہو ایرج و شاپور وغیرہ نے دیکھا وہی تیلیان جنہون نے آکر سامنے گنبد ویران کے سبکو دیوانہ کر دیا تھا وہ تڑپکے زمین پر آئین ماہ عالم افروز کے نگاہ ملا کر پوچھا کیون حضور آپ کا دشمن کون ہی ماہ عالم افروز نے بالاعلان پکار کر آواز دی سہیل جوالہ زن کو لینا اور یہ جوان شیر دل جو زخمی پڑا ہی جلد اسکو سنبھالو ایک تیلی جھپٹ کر قریب صیقل آئی بازو تھام کر سر پر دست شفقت پھیرا زخم نے اندمال پایا خون جو سر سے بہ رہا تھا موقوف ہو گیا صیقل آئینہ دار جھوم کر اوٹھا چند تیلیون نے جا کر ایرج نوجوان کو سنبھالا ملکہ ماہ عالم افروز نے ظاہر مین سحر کرنا شروع کیا جسپر جا پڑی کسی پر تیور ڈالے کسیکو بنگاہ قہر و غضب دیکھا کوئی جل گیا کسیکے جسم سے چنگاریان نکلین کسیکو طمانچہ مارا سرداران ایرج پر باران سحر برسا دیا جس سردار پر قطرہ پڑا ہوشیار ہوا اوٹھتے ہی تلوار پکڑ کے جا پڑا ملکہ انجم کے ہوش و حواس درست ہوئے ساتھ والے بھی چالاک و چست ہو گئے ملکہ انجم ماہ رخسار نے جو دیکھا صیقل آئینہ دار بصد قہر و غضب تیغ برق مثال کھینچ کر جا پڑا اون تیلیون نے ہزارون کنیزان سہیل کو چیر کر پھینک دیا سہیل نے جو یہ انقلاب دیکھا پیٹنے لگی ماہ عالم افروز کو للکارا کہ او چھوکری یہ تو نے کیا کیا ماہ عالم افروز نے کہا سنبے مجھکو یہ چہ ترجمہ احکام سامری دیا تو نے ہمکو شعبدہ باز بنایا دیکھا تو نے خداے نادیدہ کیسا زبردست ہی اقوال کو آفتاب نے مارا آفتاب ہاتھ سے صیقل کے داخل جہنم ہوا دیکھ ملعونہ اقبال نبیرہ صاحبقران سے چند ساعت مین تیرا لشکر درہم و برہم ہوا اب اپنی جان بچانیکی تدبیر کر مینے کنیزی نبیرہ صاحبقران کی اختیار کی تو نے دوست خداون کو چھوڑا طلسم

ہوشربا کی خبرین سنتے ہین بہار جادو ہمشیرہ حیرت شریک طلسم کشا ہو گئی وہ کیسی عقیل و فہیم تعلیم یافتہ
حیات جادو نور افشان ایام ضعیف نحیف جنسے آنکھین سامری و جمشید کی دیکھین ان سے
ہونے دو سے خداؤن کو چھوڑا خدائے نادیدہ کی اطاعت کی مجھکو بھی آج دل سے نفرت ہوئی انسان
کو واجب و لازم ہے اپنے انجام کی فکر کرے دنیا حباب لب دریا ہے اسکا اعتبار کیا ہے ملک عدم جسکو
ملک بقا کہتے ہین جو گیا وہ پھر نہ آیا کوئی تو ایسی لذت ملی کہ اس منزل فرح افزا کا نام لیا شکر ہے کہ مذہب
حقیقت کا مجھکو اعتقاد ہوا سہیل جوالہ زن یہ سنکر کانپ گئی غصے مین پتلیون پر سحر کرنے لگی کہا بھلا ای
ماہ عالم افروز صاحب ہم سمجھ گئے تم صیقل پر عاشق ہوئین دھگڑے کی محبت مین دین و مذہب کا بھی خیال
نہ رہا یہ کنیزان سامری کیا ہین دیکھ سبکو مٹاتی ہون یہ کہکر پلٹی جھولی سے ایک نشتر نکالا پیشانی کا
خون چلو مین لیا ایک پتلی جھپٹ کر اسکے سامنے آئی سہیل نے وہی خون پھینک مارا دیکھا پتلی جلکر خاک
ہوئی اس طرح اپنے پتلیونکو مٹایا کسی کو جلایا کسیکو تلوار سے مارا کسی پر گولہ مار دیا چالیس پتلیان قتل ہوئین
صدائے گیر و دار بلند آسمان سے صدائے مہیب آتی تھی زمین باغ تھراتی تھی ہر ایک کہتا آج کا دن
نمونہ روز قیامت ہے دیکھیے کیونکر بچتے ہین سہیل جوالہ زن چیخ مارتی ہے برق جہندہ ہے جسپر جا پڑی
اوسکی پلک جھپکی اسنے چیر کر پھینک دیا جب چالیس پتلیان جل گئین اور پھر لشکر ایرج کا اپنے وہی
حال کیا صیقل کو پھر دوبارہ زخمی کیا انجم ماہ رخسار بھی لڑکھڑا کر گری سرداران ایرج غیر ساحر سر
ٹکراتے پھرتے ہین تاثیر سحر سہیل سے منہ کے بل گرتے ہین اب ماہ عالم افروز پر سحر کرتی ہوئی اصلی
دونون مین خوب سحر ہوے کہ زمین باغ تھرا گئی سہیل جوالہ زن ہر مرتبہ چاہتی ہے صیقل کے جنیدا کا
سر کاٹ لون یا ایرج کو قتل کرون ماہ عالم افروز نے بھی آگ برسا دی ہے جب چمکی ضو سے اسکی کنیزان
سہیل نابینا ہو گئین جب گولا مارا گئی سر کے سر پھٹ گئے کبھی جھولی سے ہاتھ ڈالکر سینگین نکالین
سینگ کی اوسی کا تیر مارا گئی سے کلیجے کو برما کر وہ تیر نکل گیا وہی تیر سہیل نے ہاتھ چمکایا برق گری تیر
کو جلایا کمان کو کاٹا ماہ عالم افروز کے ہاتھ سے کمان گری سہیل نے زمین پر ایک دوہتڑ
مارا دیکھا زمین شق ہوئی ایک جوان اژدر سوار پیدا ہوا سہیل نے آواز دی ای اژدر سوار ماہ
عالم افروز کو کھالے اژدہے کو زور دے وہ سوار بڑھا ماہ عالم افروز نے آواز دی اے سہیل
نے سحر سازی دغابازی ہمارے ساتھ یہ کہکر موے زلف پر ہاتھ ڈالا ایک تار توڑکر سحر کیا مارا سیاہ

بنکر تیار ہوا اوس کوڑے کو ہاتھ مین لیکر اژدر سوار پر پھینک مارا مار سیاہ نے سامنے اژدر کے زہر اگلا
آنکھ ملائی اژدر نے چیخ ماری جسم سے اژدر کے آگ نکلی جلنے لگا وہ جوان جو اژدر پر سوار تھا آتش سحر
کی تاب نہ لا سکا پشت اژدر سے کود پڑا ماہ عالم افروز نے دوسرا تار زلف عنبرین کا توڑ کر
مار سیاہ بنایا اژدر سوار پر پھینکا اوس مار سیاہ نے ایک پھنکار ماری اژدر سوار کا سر پھٹ گیا پانی
ہوکر بہ گیا خاک کا ڈھیر تھا آندھی سیاہ اوٹھی آواز آئی کشتی مرا نام مِن اژدر سوار جادو تھا سہیل
جوالہ زن نے جو یہ آفت دیکھی غصے مین آئی دونون پیر مار کر غرق زمین ہوئی ماہ عالم افروز
نے نعرہ کیا مکارہ کہان جاتی ہے کسیکو ثابت نہ ہوا کہ سہیل جوالہ زن کہان گئی بعد چند ساعت
زمین سے نکلی ایک نیمچہ ہلالی ہاتھ مین مثل شعلہ جوالہ چمک کر ماہ عالم افروز پر جا پڑی للکار کر کہا یہ
سحر توڑ دکو اب تو ہمکو ٹوکو ماہ عالم افروز بھی نیمچہ کھینچکر جا پڑی دونون مین خوب نیمچہ چلا ہر بار سحر کے
ٹکڑے اوڑکے پھول ہیر کے کھلائے دونون نے سپر مین پھینک دین سحر کرتے کرتے مست ہو گئین
سہیل جوالہ زن نے نیمچے کے سایے مین ماہ عالم افروز کو نیا آواز دی خبردار ہو جا اس وار سے
نہ بچیگی یہ نیمچہ سحر و سامری ہے اسکے جوہر و مین تاثیر بھری ہے یہ کہکر نیمچہ مارا ماہ عالم افروز نے سپر سحر کو
چہرہ کی پناہ کیا وہ نیمچہ سحر زور کا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے نیمچہ چمک کر سر پر گرا سر ماہ عالم افروز سراسر
زخمی ہوا بمشکل ماہ عالم افروز نے دستانہ مارا تیغہ سر سے نکل گیا جا در خون کی بلبلا کر چہرہ پر نور پر آئی
ادھر تو سر ماہ عالم افروز زخمی ہوا سہیل جوالہ زن نے چیخ ماری آواز دی ارے گلرو کیا مر گئی جلد
آکر اپنا رنگ جماوے ماہ عالم افروز زخم سر باندھ رہی ہے چاہتی ہے بجرات پھر لڑو دن یہ تو عرض کر چکا
کہ صیقل آئینہ دار بہبود و ناچار انجم ماہر خسار زنجمار آمیج وغیرہ سحر مین گرفتار کسی مین حس و
حرکت باقی نہین ہے ملکہ ماہ عالم افروز بکی جان بچا رہی تھی دو ہزار کنیزین بھی اسکی وجہ تسکین
ہوئین مصاحبون نے بھی اونکے جانبازی کی کنیزون نے جو اپنے مالک کو زخمی دیکھا سحر کرتی ہوئین
قریب آئین اپنے مالک کو سنبھالا ماہ عالم افروز نے گھبرا کر کہا مصاحبو ہمسے کچھ نہ ہو سکا حسرت دل ارمان
لیکر دنیا سے چلے سہیل بڑی قیامت کی ساحرہ ہے اب تم سب اپنے کو بچاؤ اونے گلرو کو آواز دی ہے
وہ بھی عجیل آیا چاہتی ہے مراد اوسکی مین سمجھ گئی دیوانہ کرکے قتل کریگی سبکے خون سے پھر بھرین ہاتھ
بھرنگی افسوس صد ہزار افسوس دیکھو بیچارہ صیقل آئینہ دار قتل ہوتا ہے تقدیر ہی میری بری ہے

اب کیا تدبیر کیجاوے قلب پر ہجوم غم و ملال ہین یہ اشعار ہمارے حسب حال ہین

نظم

مر گئے افسوس ای بلبل نکیون سر توڑ کر
حکم مولا دون فلک سے یا اختر توڑ کر
بعد مردن جا کے صیاد کچھ الطاف بھی
بیچ بلبل کو نہ دے گلچین گل تر توڑ کر
سخت جانی کا برا ہو یار کو صدمہ دیے
حیرتی فصاد ہین نشتر پہ نشتر توڑ کر

کر دیا قید قفس صیاد نے پر توڑ کر
خون کا قطرہ نہ نکلا خشک تھا سارا بدن
قبر پر بلبل کی رکھدینا گل تر توڑ کر
دیکھتا رو مصفا کی جو تیرے روشنی
باندھکر شمشیر آتے ہین وہ خنجر توڑ کر
اوسکے کوچے تک رسائی کسطرح ہو اے نسیم

کیون مکدر ہو کہو کیا تمھین ملتی نہین
منفعل کیا کیا ہوا فصاد نشتر توڑ کر
خستہ جا تو نہ ایسا ظلم کرنا چاہیے
پھینک دیتا یار آئینہ سکندر توڑ کر
ایکقطرہ خون کا نکلا نہ جسم خشک سے
کوئی بڑھ سکتا نہین حد مقدر توڑ کر

اسطرح بلک کر یہ اشعار عبرت آثار پڑھے مصاحبین رونے لگین کہا حضور آپکی حسرت پر کلیجہ پھٹتا ہی آپ نے انجام نہ سمجھا اتنی بڑی ساحرہ سے مقابلہ کیا غالب آئین جنکے واسطے یہ جستجو کی وہ بھی سب بیکار ہوئی مشہور تھا کہ یہ لوگ جہان جاتے ہین لڑائی فتح کرتے ہین ظاہر مین جرات کے دم بھرتی ہین کچھ بھی نہین سکا دیکھیے سب بیکار مجبور و ناچار زمرد حیران و پریشان مضطر و دلگیر کھڑے ہین کوئی گر پڑا کوئی جھوم رہا ہی لیکن صیقل آئینہ دار کیا بہادر ہی اتنا زخمی ہوا اب بھی قبضہ شمشیر چوم رہا ہی لیکن سحر نے سہیل کے مبہوت کر دیا نہین معلوم وہ نگوڑا عیار کہان گیا کسی کی شکل بنکر چلا آیا فساد برپا کرکے بھاگ گیا یہ ذکر تھا کہ سہیل ایک شاخ نخل کو پکڑا ہلایا گلرو گلرو کہکر پکارا نیچ نخل سے ایک نوجوان نکلا نازنین گلگون پوش کو دیکھا گلدستہ ہاتھ مین ہنستی ہوئی ظاہر ہوئی سہیل سے کہا ملکہ عالم لئیے سالہا سال ہماری خدمت کی کیا ارشاد ہوتا ہی یہ باغی کون لوگ ہین ابھی سبکو دیوانہ کردون لاشہ ہائے باغیان سے باغ و چمن بھر دون حال دل تو کہیے سہیل نے کہا ای گلرو وہ رفیق کامل ہماری فاقت مین مارے گئے آفتاب شعلہ خوار و انوال نامدار آپس مین لڑے کمبختون نے جان ہی کوئی مراد حاصل نہ ہوئی بی ملکہ ماہ عالم افروز بادی ملک کے درپی ہین انکو لینا یہ سب دشمن سامنے موجود ہین یہ کہتے ہی گلرو بصد جستجو گلدستہ ہاتھ مین لیکر بڑھی رقص کرتی ہوئی چلی جس طرف سے گذری بو پھولونکی دماغ مین پہونچی مست ہوکر اشعار عاشقانہ ہر شخص پڑھنے لگا کسی نے اپنا گلا آپ کاٹ لیا کسی نے تلوار کھینچی کوئی سر پھوڑتا تھا ملکہ انجم ماہ رخسار بہت اپنے کو بچا رہی تھی جیسے ہی بو پھولونکی دماغ مین پہونچی قہقہہ مار کر ہنسی بیقراری مین ضبط نہ ہو سکا مثل غنچہ گل مسکرائی شگفتہ ہوکر یہ اشعار عبرت آثار پڑھنے لگی نظم

جسطرح آہوئے آئی دشت ایجان چھوڑ کر
جا نہین سکتا پریشا انکو پریشان چھوڑ کر
حسن سے اب سلام ہین یا ہی عشق ہمسی ہی محال
کس طرح جائین مرا حال پریشان چھوڑ کر
ہے اب سنتی ہین عریانی کر ای دشت جنون
چاک کر سب پیرہن لیکن گریبان چھوڑ کر
اٹھاؤ تا قیامت ہی فراق اسکو محال
کیسی بلبل بھی کہ جاتی ہی گلستان چھوڑ کر
ربط باہم مثل روح و تن ہی کیونکر جائینگے
ای لحد ہم آئے ہین دنیا کا سامان چھوڑ کر
ہو دنون تیری جستجو مین پھرتے ہین در بدر
بیکسی جاتی نہین گور غریبان چھوڑ کر

جا نہین سکتا ہی دیوانہ بیابان چھوڑ کر
تنگ خاطر رحم کے قابل ہی جنید یا سبان
کیجیے یاد صنم آیات قرآن چھوڑ کر
مرتبہ بہتر ہو کچھ آغاز سے انجام کا
کیون مذمت توڑ دی تار گریبان چھوڑ کر
کچھ دنون نمین خاک ہو کر خاک مین ملجاؤنگا
جائینگی حشر کہان گور غریبان چھوڑ کر
نام بھی لیتا نہین کوئی کسیکا بعد مرگ
صبح ماتم دامن شام غریبان چھوڑ کر
وصل کامل کی جدائی فکر ناخن سے محال
دیر ہندو چھوڑ کر کعبہ مسلمان چھوڑ کر
بیچ اوس کے لیے رہتے ہو عاشق تشنہ چشم

غیر ممکن ہی کہ مجھسے ترک عشق زلف ہو
مین ابھی آیا ہون زندان مین بیابان چھوڑ کر
رہتے رہتے بیکسی کو بھی محبت ہو گئی
ہاتھ دامن کیطرف دوڑا گریبان چھوڑ کر
دیکھنے کو کچھ نشان رہنے دے اے جوش جنون
کب بھلا جاتا ہو مین اب کوچۂ جانان چھوڑ کر
داغ تیرے لطف یاد آئینگے ایجان حیف ہے
منفعل کیسی ہوئی ہی جسم کو جان چھوڑ کر
مہمان ہین کچھ تو خاطر کر کہ تیری مدعا
بخیہ کیا جائیگا پیوند گریبان چھوڑ کر
بعد مردن بھی وہ شمع وفا کا پاس ہے
وہ کہان جائیگا مسا ماہ کنعان چھوڑ کر

کل ہمراہیان ملکہ انجم و صیقل و ملکہ ماہ عالم افروز صورت دیکھکر گلرو کی دیوانی ہو گئے صاف ظاہر تھا کہ معمول پر بلبلو نے نگاہ ڈالی نالان و دار ہین سب نیچے اپنے حال مین بیقرار ہین اوسوقت سہیل جمال الزمان نے آواز دی سیان صیقل و ای ماہ عالم افروز اپنے کو بچاؤ دیوانی کیون ہو گئی ہو کیون گریبان پھاڑتی ہو گلرو ان سبکو حکم دے اپنے کو ہلاک کرین جلد قصہ پاک کرین تجھکو تکلیف ہوتی ہے باغ کو سنسان کر کے آئی ہے اپنا رنگ جما کر چلی جا تیرے ہوای وصل مین سب دیوانے ہوئے خود کہتے ہین ہم جان دینگے جلد دریا خون بہے ایک تن مین سے زندہ نہ بچے حاکم کے ساتھ یہ بے ادبی کی اپنے خدائے نادیدہ کو پکارین یہ جو سہیل نے کہا وہ گلرو نالے کے بیچ مین کھڑی ہو گئی خنجر کھینچکر اپنے گلے پر رکھا پکار کر آواز دی ای عاشقان صادق اگر میرے عاشق ہو تلوارین کھینچو مین تیر جان دیتی ہون معشوق کا ساتھ دو سب نے تلوارین کھینچکر اپنے گلے پر رکھ لین اب گلرو کے گلا کاٹنے کی دیر ہے سہیل جمال الزمان ایک نخل کے سایے مین کھڑی ہوئی سحر کو زور دے رہی ہے ماہ عالم افروز نے بہت اپنے کو سنبھالا بوئے گل نے مست کر دیا اسنے بھی خنجر کھینچا پکارا او بھی افسوس صد ہزار افسوس کس باغ پر خزان آئی تقدیر نے

کیا رنگ دکھایا باغ عالم مین آکر بھولے نہ پھلے مثل بوے گل حسرت لیکر یہ دنیا سے چلے اوس وقت ایک عجب ہنگامہ تھا دیوانون کا غل مچانا تلوارین چمکانا سہیل جوالہ زن کے گرد کنیزین کھڑی ہین ایک کنیز گھبرائی ہوئی قریب آئی کہا اے ملکہ عالم کیا کہنا باغ سحر کا رنگ دکھایا سب باغیونکو دیوانہ بنایا لیکن اپنی جان بچایئے دیکھیے صیقل ہوش مین ہے تلوار چمکاتا ہے ابھی سرکشی دکھاتا ہے سہیل نے کہا تمشاد تو بھی دیوانی ہوئی ہے مین مثل افراسیاب کے نادان نہین ہون سنا کہ لاکھون جادوگر اونکے مارے گئے باغیون کو پامال نہین کرتے ہین بی بہار کے حسن ظاہری پر مرتے ہین دیکھ ابھی سب جان دینگے کنیز نے کہا دیکھیے صیقل آتا ہے تلوار چمکاتا ہے آپکو کلمہ سخت کہا بڑا ساحر زبردست ہے وہ تو قریب آپہونچا غفلت کیجیے اسکو بھی دیوانہ بنایئے سہیل جوالہ زن پلٹی منھ پھیرنا تھا کہ بجلی چمکی تمشاد نے آکر حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے نعرہ کیا او قحبہ کہان جاتی ہے منم مہتر شاپور شیر دل پیدا کرنیوالے کو تشفع دیتی ہے فدا سحر کرکے ایسی بھولی پیدا کرنے والے کو بھولی دیکھ ملک الموت آگیا سہیل بے جا پا لپٹے زبان ہلانا دشوار ہے سارا سحر بیکار ہوا شاپور گھبرایا ہوا تھا ایک ہاتھ سے حلقہ کمند کا گلے مین ڈالا دوسرے ہاتھ سے لپٹ کر خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک سہیل جوالہ زن چیخ مار کر گری شاپور نے سر کاٹ ڈالا ایک شعلہ بھڑک کر کلرو پر گرا وہ بھی مثل سرو چراغان جلنے لگی آندھی سیاہ اوٹھی صدائین مہیب آئین دیوارین باغ کی تھرائین صیقل وغیرہ کو ہوش آیا ایرج نوجوان نے قبضے پر ہاتھ ڈالا ملکہ ماہ عالم افروز نے نعرہ کیا اے عیار طرار مرحبا صد مرحبا کیا کارنمایان کیا میدان اس ملعونہ کا مارا ایک جانب سے صیقل نے سحر کیا ملکہ انجم ماہ رخسار چمک کر اوٹھی سحر کرنے لگی ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا جادوگرون کو جان بچانا مشکل کردیا بعد عرصہ دراز روشنی ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام سن سہیل جوالہ زن بود افسوس مردیم وجان دادیم بمطلب خود نرسیدیم جادر ہنے لگی ساحر قلعہ آفتاب نما و ساکنان و بر برزادان نے امان مانگی ماہ عالم افروز نے سبکو اپنی پشت پر لیا سامنے ایرج نوجوان کے لیکر آئی عرض کی ای شہریار سب عذر کرتے ہین سر کسی انکی منعل فرز صیقل نے بھی سحر کرنا موقوف کیا سب ساحر مطیع الاسلام ہوے ماہ عالم افروز نے عرض کی قلعہ آفتاب نما کو چلکر اپنے قدوم میمنت لزوم سے منور و روشن فرمایے سب آپکی قدمبوسی کے مشتاق ہین ایرج نوجوان پشت مرکب پر سوار ہوے صیقل آئینہ دار و ملکہ انجم ماہ رخسار

وملکہ شیشہ می نوش کو تخت پر سوار کیا ماہ عالم افروز نے پایہ تخت پر ہاتھ رکھا نوبت نقارے بجاتے
ہوے داخل قلعۂ آفتاب نما ہوے دارالامارۂ شاہی میں پہونچے ملکہ شیشہ می نوش تخت پر جلوہ فرما
ہوئیں اہالیان شہر حاضر ہوے ایرج نوجوان نے عہدے تقسیم کیے گز و سکہ نام پر سعد بن قباد بادشاہ
لشکر اسلام کے جاری کیا قصد ہوا کہ صیقل کی شادی کریں صیقل نے عرض کی اسکی زیادہ امید ہے
لیکن شادی کرنے میں ابھی بھید ہے جب حضور اسی طرح لڑتے بھڑتے تا بہ طلسم ہوشربا پہونچیں جامع المتفرقین
پردۂ حجاب میان سے اوٹھائے ہمراہ بران شمشیر زن حضور کی شادی ہو تب غلام کی بھی خانہ آبادی
ہو یہ بھی ایک کنیز سر فروش ہے ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہیگی نام بران شمشیر زن سنکر ایرج
نوجوان کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے فرمایا ای برادر اپنے بخت واژگون وطالع نگون سے یہ
امید نہیں ہے کہ وصل سے اوس محبوب جانی دیار جادودانی کے شاد ہوں دیکھوں تقدیر کیا
دکھاتی ہے رسائی تا بہ طلسم ہوش ربا مشکل ہوگئی ماہ عالم افروز نے جو یہ ذکر سنا کہا حضور
راہ طلسم ہوش ربا میں بڑے بڑے کانٹے ہیں کنیز بھی رہبری کریگی لیکن پہونچنا بہت دشوار ہے
ایرج نے کہا رہبر کامل یہ در ہے ایک ہفتے بھر اوسی مقام پر مقام رہا بعد ہفتے کے بڑے جاہ و حشم
سے بطرف طلسم ہوش ربا کے کوچ ہوا وقت پر انکا پھر ذکر تحریر ہوگا انکو راہ میں چھوڑ

دو کلمہ داستان رنگین و فصاحت آئین حال حیران مآل افراسیاب و ملکہ مہرخ
و ذکر آمد مواج بن گرداب آدمخوار و کیفیت ملکہ شعلہ حسن کنیز بران و یاقوت جادو
وزیرزادی ملکہ حیرت انکا مقابلہ زبانی شعلہ حسن خبر ہونا لشکر اسلام میں آمد مواج کی و فردا
فردا روانہ ہونا عیاروں کا و عیاری خواجہ عمرو و دیگر حالات متعلق داستان ساقینامہ مصنف

مگر ساقی بے خبر بے رخی
کہ مواج آتا ہے بھر مد د
تم فکر طبع رسا کو ہے جوش
لیے چند ساعت ہو یہ شور و شر
مجھے ایک ساغر پہ یہ ناز ہے
لکھوں داستان جلالت شعار

دکھا دے مجھے آج دریا دلی
تلاطم ہے میخانے میں سر بسر
وہ مے دے کہ سالم رہیں عقل و ہوش
نہ مینا نہ ساغر کا مشتاق ہوں
کبھی سوز ہے اور کبھی ساز ہے
کہیں شعلہ حسن گرمی دکھائے

چلے کشتی مے بعد سد و مد
ہے دریاے سحر رواں جوش پر
گلابی اوٹھا ساقی سیم بر
فقط وصل دلبر کا مشتاق ہوں
پلا جلد جام مے خوشگوار
کہیں رنگ یاقوت اپنا جمائے

کہیں ذکر برق سبک خیز ہو
طرارے بھرے پھر کمیت قلم
مری طبع دریائے زخار ہے
خزانے لٹاتی ہے طبع رسا
ہر اک دائرہ رشک گرداب ہے
ہزاروں ہیں جسمیں دُرِ بے بہا
خزانہ سخن کا لٹاتا ہوں میں
ہمیشہ سے تو حیرت فزا لاکی ہے
دیا جام ساقی خودی کو مٹے

کہیں فکر ضرغام کی تیز ہو
تمو بحر طبع رواں کو ہو جوش
تو یہ کلک موج گہربار ہے
مسلسل ہر اک سطر ہے موجزن
یم فکر دریائے نایاب ہے
کہاں ہیں درِ نظم کے جوہری
عجب قصہ نو سناتا ہوں میں
دکھا آج اپنی سبک خیزیاں
مضامین نو آگئے سامنے

عمرو کی جو چالاکیاں ہوں رقم
مری فکر عالی دکھاوے خروش
ہر اک حرف ہے گوہر بے بہا
وہ یا زلف محبوب شیرین سخن
وہ بحر رواں ہے یہ طبع رسا
کدھر اس جواہر کے ہیں مشتری
مرے توسن کلک فرخندہ پے
چھلاوے کی چلنے میں ہوں تیزیاں
جہرہ شناوران قلزم مضامین

حیرت آگین ملاحان کشتی دریائے فصاحت آب گرداب محیط سخنوری میں یوں شناوری کرتے ہیں نظم مصنف

خداوند اخبار حیرت رقم
چنین می نگارند این داستان
جو اسمیں حالات اندوہ و غم
خبر دادہ از راوی داستان

سابق میں تحریر ہوا کہ افراسیاب شکست کھا کر داخل باغ سیب ہوا

آفات چہار دست یہ کہکر رخصت ہوئی کہ میں اپنے شوہر نیرنگ جادو کو فوج کوہ زبرجدی لیکر برائے تسخیر قلعہ جات روانہ کرونگی افراسیاب تردد میں تھا کہ طایران سحر نے خبر پہونچائی کہ مواج بن گرداب آدم خوار وزیر شہنشاہ نیلم کوہ نیلم سے چالیس لاکھ فوج ہمراہ لیکر اوترا آیا مشتاق ہے کہ آکر مسلمانوں کو ڈبو دے افراسیاب نے حیرت کو حکم دیا مواج کا نام سنکر جوش میں آیا کہا ملکہ تم لشکر لیکر مقابلہ مسلمانان میں جاؤ لیکن لڑائی کا رنگ دریا دلی پر مواج کی رہے جس طرح چاہے لڑے تم کسی مقدمے میں اسکے دخل نہ دینا حیرت جادو با لشکر گران مقابلہ مسلمانان میں آکر اوتری ملکہ مہرخ سمجھیں جسطرح ہمیشہ مقابلے میں آتی ہے اوسیطرح اب بھی لشکر لیکر ملکہ حیرت آئی ہے عمرو نے کہا ظاہر معلوم ہوتا ہے افراسیاب جو کہا کرتا تھا کہ آفات دماہیان لڑینگی اب اس طرح مقابلہ ہوگا ملکہ لعل سخنداں کل امورات کی واقف کار ہے اوس نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری اس بات سے مطلع ہے کہ کبھی افراسیاب و آفات دماہیان ایک مقام پر ہو کے نہ لڑینگے کتب خانہ سامری جیسا ہمارے خزانے میں تھا کسی ملک میں نہیں ہے اکثر افراسیاب نے ہمارے یہاں سے کتابیں منگائیں

مین نے وہ کتاب کہ جو خاص سامری و جمشید کے ہاتھ کا مسودہ کیا ہوا ہی اکثر جا بجا سے مشکوک
بھی ہی خاص اوس کتاب کو دیکھا سامری و جمشید تو بڑے کامل و اکمل تھے اِس ماذی کا حال تو صاف
صاف لکھ گئے ہین مینے یہ مضمون خود پڑھا کہ بعد انتقال دیو نے حجرۂ بابائے نجم کے کچھ آفت اہالیان کوہ
نیلم پر بھی آئیگی اور بے لڑے بھڑے شہنشاہ نیلم بھی مارا جائیگا بنام افراسیاب صاف صاف ہدایت
ہی کہ خود نہ کبھی لڑے اور نہ بہت جلد زوال دولت ہوگا ذرا خبر دریافت کرائیے کہ حیرت کس
بھروسے پر آئی ہی جو مدد پر مدد حاضر تھے اونھون نے عرض کی ہئے دریافت کیا مشہور ہی نیرنگ جادو
شوہر آفات چہاردست کوہ زبرجدی سے فوج بیحساب لیکر اوترا ہی حیرت جادو وہان جائیگی
وہ قلعہ جات پر جنگ کریگا اوسکے سحر کا بڑا نام ہے اور حقیقت مین وہ ایسا ہی ہی کہ موت اوسکی آپ
لوگون کے ہاتھ سے نہیں ہے ملحوظ خاطر رہے کہ اسوقت کل عیار دربار مین موجود ہین اپنی عقل کے
موافق سبنے جواب دیا خواجہ عمرو نے فرمایا جو کچھ ہوگا ظاہر ہو جائیگا تردد کیا ہی اگر حیرت جادو
دو چار روز طبل جنگی نہ بجوائے باغبان قدرت نے ایک ہفتے کی مہلت لی ہی اٹالہ بارگاہ کا
لدے جلد طلسم کشا کو ساتھ لیکر طرف دریائے نیل کے کوچ کیجیے لڑتے بھڑتے چلیے دیکھین پردۂ
غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی یہان دربار مین یہ ذکر ہے لیکن ملکہ حیرت جادو نے کسی سے آمد معراج
کا ذکر نہیں کیا ایک نامہ لکھا بنام معراج بن گرداب آب و عرضدار ملکہ یاقوت جادو وزیرزادی کو
دیا کہا ای یاقوت راہ مین کہین نہ ٹھہرنا یہ نامہ جا کر ہاتھ مین معراج کے دینا اور زبانی بھی کہنا کہ ہم
تمھاری آمد کے بہت مشتاق ہین جسطرح پر آنا منظور ہو صاف صاف تحریر کرو مقابلہ مسلمانان کی
تدبیر کرو ہم اوسی طرح کا انتظام کرین یاقوت جادو بحکم حیرت خوشخو نامہ لیکر چلی اسکو تو راہ مین
چھوڑیے دربار صبح مین سب جمع ہین حیرت اپنی بارگاہ مین ہی آپ ذکر کیجیے داستان اوس حورلقائے آتش
اشتیاق غریق لجۂ بحر فراق اسیر طرۂ گیسو ذبیح خنجر ابرو صفدر و صف شکن ملکہ بران شمشیر زن کی گذارش
ہوتی ہین کہ یہ جو اس لڑائی سے واپس ہوئین باغ نگارین مین آکر مقام کیا ملکہ شگوفہ سحر ساز
وزیرزادی ہمراز مصاحب دمساز خدمت مین حاضر ہی شب کو بیٹھے بیٹھے گھبرائین خاصہ نوش کرتے
کرتے ہاتھ کھینچ لیا کہ میرا خود بخود دل گھبراتا ہی کلیجہ منہ کو آتا ہی کیون ای شگوفہ عرصہ دراز گذرا کچھ
احوال اوس شیر بیشۂ صاحبقرانی کا نہ معلوم ہوا شگوفہ نے کہا حضور ہر چند کہ بعد فتح طلسم

سکندریہ بہ ہدایت صیقل اونھون نے قصد طلسم ہوشربا کیا لیکن تابہ ہوشربا آنا بہت دشوار ہے بران نے کہا یہی باعث انتشار ہے مزاج مین انکے جرأت و جہالت ہی جو کہتے ہین وہی کرتے ہین ای شگوفہ کیا کہون بتصویر اونکی آنکھونکے سامنے پھر رہی ہی طلسم اسکندریہ مین کیا کیا مصیبتین اوٹھائین لیکن اوسکی فتاحی سے منھ نہ پھیرا خیر مجھکو خبر پہونچ گئی اب راہ مین جابجا روکے جاینگے کس کس سے لڑینگے راہ طلسم ہوشربا خارستان و کوہستان ہے ساحران زبردست ایک صیقل بیچارہ کس کس کو روکیگا وہ کیا واقف کار ہے ایسا نہو کسی بلا مین پھنس جائین ہمکو تو آٹھ پہر انھین کا خیال ہے بموجب مضمون آبدار آتش ہجران دیدہ آفت کشیدہ کے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے

نظم

عضو تن میرے دہکتے رہے اخگر ہوکر
تیغ ملتی ہے گلے سے مرے خنجر ہوکر
کیسا پایا قفس تنگ اسیر تو نہ
رہ گئے زخم جگر چند مقید ہوکر
یہ تمنا ہے کہ وہ بھی مری آغوش مین ہون
بیچ دیتی ہے اجل طعنۂ دلبر ہوکر
خواہش وصل سے خط پڑھنے کی تاب نتھا
صفا پھر جاونگا بن وعدۂ دلبر ہوکر
منتین کرتے ہین آتی نہین اقضا
روح نکلی بدن زار سے شہپر ہوکر
کسقدر حسرت آغوش نے بالیدہ کیا
زہر گھلتا ہے دہن مین مرے شکر ہوکر
مضطرب تھا دم تجویز مقرر صانع
گھورتے رہ گئے قضا دیدۂ جوہر ہوکر
سر کٹا کر تجھے دکھلائینگے جلوہ قاتل
نکلے غم شکل سبو صورت ساغر ہوکر

پرورش روح نے پائی ہے سمندر ہوکر
مختصر ہوگئے دکھ لطف درازی الف
طایر روح رہا جسم مین بے پر ہوکر
روح بھی کوئی دہن تھی کہ مری تا لب آے
جی مین ہے خلق کو لوٹون دم محشر ہوکر
پڑ گئی چھینٹ تو اتنا نہ خفا ہو واعظ
لپٹے الفاظ سے الفاظ مکرر ہوکر
آب شمشیر سے محروم ترکھتا ہی قاتل
نیند بھی بار ہوئی آنکھ سے باہر ہوکر
دود پیچیدہ جو اوٹھو تجھے مرگی ہوگے
اشک ٹپکا مرے دامن سے سمندر ہوکر
مرگئے ہٹ کرتے ہین دیکھو تو عدم سفر کی
رنگیا مصرع ابرو جو مکرر ہوکر
لوبے گر ہنسے لیے ہین تو دیے بھی ہمکو
شمع بنجائینگے ہم قامت پرسر ہوکر

اتنے بدخواہ بھی پیش آتے ہین کمتر ہوکر
میری آغوش مین آجا شب محشر ہوکر
ہاتھ بڑھ بڑھ کے پڑے برش برچھی قاتل
منہ چھپائے ہوئے نکلی تہ خنجر ہوکر
غیرت آتی ہے شب ہجر مین بیمری مجھے
مے رہیگی تری آغوش مین خنجر ہوکر
موت شرمائیگی کیونکر مجھے بد عہدی سے
سوکھے پانی مین لب زخم مرے تر ہوکر
کسقدر حسرت پرواز بھری تھی دل مین
مدتون چیخ سی لپٹے رہے اژدر ہوکر
کیا اثر ہے لب شیرین جو پڑے گا مجھے
حشر تک قبر سے اوٹھا نہین بستر ہوکر
ذبح کے بعد بھی کم حسرت دیدار نہو
چھٹ گئے آنکھیں احسان برابر ہوکر
کبھی خالی کبھی لبریز بسر کی ہے نسیم

یہ اشعار اس سوز و گداز سے ملکہ تران شمشیر زن نے پڑھے

چشم حق بین سے اشک جاری ہوئے شگوفہ گھبرا گئی کہا واری ہاے کون ساعت تھی کہ یہ روز آیا اونکی
دشمنونکو لگا آرام چین آٹھ پہر کا مٹ گیا میرے نزدیک تو یہ ہوا گا آپ فرماتی ہین واسطے اونکی
خوشدامن صاحبہ ملکہ خنطل جادو طلسم سکندریہ مین شریک رہین وہ سمجھا کر پھیر لیگئی ہونگی
اتنا بڑا سفر کوئی قبول نکریگا سیکڑون ساحر صاحبقران کے مطیع ہین اونکو روانہ کرکے بلوا لیا ہوگا
خود جاکر اونکے والد پھیر لاتے نگے وہ نہ آسکینگے صاحبقران نہایت محبت کرتے ہین بران نے کہا اے شگوفہ
تم اونکے مزاج سے آگاہ نہین ہو ایسے ضدی ہین جو کہتے ہین وہی کرتے ہین ہا مین دلکو کیونکر سمجھاؤن آٹھ پہر
پھر بھی خیال ہے ایسا نہو کوئی ملازم افراسیاب راہ مین اونکے ساتھ فساد کرے دشمن مین تمام ہوجا
وہ قید کرکے اسطرف روانہ کرے افراسیاب ونکے نام کا دشمن ہے کیا کہکر اونکو سمجھاؤن اصیل تو یہ ہے نظم

آتشے گو کہ بدل سوز دگر تازہ کنم
بر سر داغ اگر داغ دگر تازہ کنم
باعث گریۂ شام و سحری نیست مرا
بر لب جو نظر سنبل تر تازہ کنم
محنفیا چند ز جور فلک شعبدہ باز

این کہن داغ جنون را بہ جگر تازہ کنم
ہر شب از نالہ بگلزار چو مرغان چمن
کہ ز خوناب جگر باغ نظر تازہ کنم
ترسم از گریۂ من قیمت گوہر شکند
ہمچو یعقوب دل داغ پسر تازہ کنم

تنکہ سوزد دہ عشق جنونم چہ عجب
فردہ آمدن باد سحر تازہ کنم
چند بر یاد سر زلف تو از شبنم اشک
ورنہ از خون جگر رنگ گہر تازہ کنم

یہی ذکر کرتے کرتے مثل شمع ساری
رات روز بین ملکہ بران کو بسر ہوئی بوقت سحر شگوفہ نے کہا حضور ملکہ نرگس جادو ہمشیرہ مہرخ مو
و شاہزادہ گلرنیز لشکر اسلام مین گئے تھے وہانسے لوٹ کر آتے اگر فرمایئے تو شعلہ حسن آپکی کنیز کو طرف
لشکر اسلام کے روانہ کرین شعلہ حسن نہایت سلیس فصیح و بلیغ پڑھی لکھی ہے کسی حیلے سے ملکہ نرگس سے
پوچھ لیگی کہ جب آپ لشکر اسلام مین گئین کچھ حال ایرج نوجوان بھی دریافت ہوا مفصل کیفیت معلوم
ہوجائیگی بران کو بھی یہ بات پسند آئی شعلہ حسن کو بلایا شگوفہ نے بخوبی سمجھایا کہ لشکر مہرخ مین جا کسی
حیلے سے ملکہ نرگس سے ملاقات کرکے دریافت کرنا کہ تم لشکر اسلام مین گئین تھین کچھ حال اونکے پوتے شاہزادہ
ایرج نوجوان کا بھی سنا کہ بعد فتح طلسم اسکندریہ لشکر مین آئے یا نہین آئے یہ بھی مشہور ہے کہ شاہزادہ
گلرنیز اپنی زوجہ کی تلاش مین اول طلسم آئینہ مین پہونچے تھے ملکہ خنطل جادو کو اپنے ساتھ لیکر
لشکر صاحبقران مین گئے پس بخوبی حال دریافت ہوجائیگا شعلہ حسن نے کہا حضور مین بوجہ احسن
دریافت کرلونگی ملکہ بران نے گھبرا کر کہا اے شعلہ حسن بیٹے سیدھی بارگاہ مین جانا خواجہ عمرو کو

آداب و تسلیمات عرض کرنا کہنا ملکہ بران نے اسواسطے بھیجا ہی اگر آپکا سفر کا ارادہ طرف دریاے نیل
کے ہو ملکہ بران نے کہا ہمکو بھی خبر دیجیے کہ ہم آپکے ہمراہ چلین راہ دریاے نیل مین اول کوہ ہفت رنگ
ضرور ملیگا صراط ہفت رنگ ضرور روکیگا لہذا ہمارا بھی ہونا ضرور ہے ملکہ نرگس کسی حیلے سے
ملاقات کرنا شعلہ حسن نے دست بستہ عرض کی لونڈی سمجھ گئی حضور پر ظاہر ہو جائیگا مفصل خبر
ملیگی یہ کہکر شعلہ حسن کنیز ملکہ بران اسباب سحر سے آراستہ ہوکر طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی طرف
لشکر خواجہ کے چلی تحریر کر چکا ہون کہ یاقوت جادو وزیرزادی حیرت کی نامہ لیکر چلی تھی ایک
مقام پر چلی گئی سایے مین نخل کے ٹھہری ٹہل رہی تھی کہ اسنے دیکھا آسمان پر برق چمکی ایک مہ جبین
نہایت حسین طاؤس زرین بال پر سوار اڑتی ہوئی آئی ہی شعلہ حسن نے یاقوت کو نہین دیکھا اوس
مقام پر چشمۂ آب بھی تھا شعلہ حسن نے طاؤس بر سر چشمہ آب اوتارا پانی پیا اپنے کو آراستہ کرنے لگی
یاقوت نے جو شعلہ حسن کو اس سج دھج سے دیکھا پکار کر پوچھا بوا تمھارا کیا نام ہی کیا اس صحرا
کی شاہزادی ہو یا ملازم شہنشاہ طلسم ہوشربا ہو بوقت سحر پوجا کرنے کو نکلی ہو دیر مین جاتی ہو
شعلہ حسن اس بات کو سنکر بھڑک گئی آتش خو شعلہ مزاج نے کہا کمبخت افراسیاب کیسا پوجا پاٹ
مین خواص خاص ملکہ بران شمشیر زن کی ہون طرف لشکر اسلام کے جاتی ہون سامری و جمشید پر
مدت سے لعنت کی یہ سنکر یاقوت کو بہت غصہ آیا چہرہ سرخ ہو گیا کہا کیون او زبان دراز ہمارے
خداوندونکو کلمہ سخت کہتی ہی زبان کاٹ لون سزا دون شعلہ حسن نے مسکرا کہا کچھ دیوانی ہی کیا بیہودہ بکتی
ہی تو کیا سزا دیگی اپنی جان بچا سامنے سے ہمارے ہٹ جا اب عنایت پروردگار کے سامان لشکر کشی
مہیا ہو چکا طلسم نور افشان سے کوچ کرکے بر سر دریاے نیل جائینگے لوح طلسمی حاصل ہو گی افراسیاب
مارا جائیگا تم لوگون کو بھیک مانگے نہ ملیگی حیرت کی ناک کاٹی جائیگی یہ سنتے ہی یاقوت نے جھولی
سے گولہ نکالکر شعلہ حسن پر مارا شعلہ جوالہ بنکر گولہ چلا شعلہ حسن نے سحر کرکے گولے کو موم کر دیا آپس مین
سحر چلنے لگا شعلہ حسن تعلیم کردہ بران مثل شعلہ جوالہ تڑپ رہی ہی جو سحر یاقوت نے کیا ہنسکر دفع
کر دیا دس پانچ سحر آپس مین چلے نخل صحرا جلے آوازین مہیب آئین یاقوت گھبرا رہی ہی دل سے
کہتی ہی کہ یہ تو جھاڑ کا کانٹا ہی دشمن سے اولجھ گئی جان بچانا مشکل ہوئی جاتی ہی کسی طرح جان بچا کے
نکلجاؤن شعلہ حسن کہتی ہی او یاقوت ابے جوتیان مارے تجھکو نہ چھوڑونگی تو ناحق مجھسے الجھی اب

میرے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی خدا ملکہ تران کو سلامت رکھے آٹھ پہر طریقہ سحر تعلیم فرماتی
ہین یہی خیال ہی کہ ہماری لونڈیان خراج گذاران افراسیاب سے مقابلہ کرین نہ دبین ارے تجھکو
یاد ہوگا جب شہ نمک حرام صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش نیمچہ قتل تران لیکر شریک
افراسیاب ہوا اور نامردو نے طبل جنگی بجوایا خواجہ عمرو نے تران کو زنبیل مین چھپا لیا تھا اونکی
شکل ایک کنیز کو بنا کر بٹھلا دیا جب جنگ مغلوبہ ہوئی پہلے مین صمصام نمکحرام پر جا پڑی اوسکو زخمی
کیا تمھاری بی بی حیرت سے بھی لڑ چکی ہون اونکے بھی سحر دیکھے تیری کیا حقیقت ہی یہ کہکر لڑنے کو
شعلہ حسن آگے بڑھی مسکرا کر ایک دستک دی ہاتھون مین مہندی لگی ہوئی تھی اوس سرخی سے ایک شعلہ
نکلا آنکھون کے سامنے یاقوت کے چمکا یاقوت گرمی سحر شعلہ حسن سے گھبرائی لڑکھڑا کر زمین پر گر پڑی آنکھین
تو کھلی ہوئی ہین زبان بند دل دردمند شعلہ حسن نے چوٹی پکڑ کے پانون سے جوتی اوتاری بی یاقوت
کو تڑاتڑ مارنے لگی یاقوت ہر چند چاہتی ہی اپنے کو بچاؤن شعلہ حسن گرمی کھا رہی ہی کبھی جوتی ماری
کبھی تھپڑ مار دیا اس مصیبت مین یاقوت گرفتار ہی سحر یاد نہین آتا مجبور و ناچار ہی قضا ہے کار اوسوقت
صبا رفتار کمند انداز برے آبادی نکلی تھی صحرا مین جاتی تھی کان مین آواز آئی پلٹ کے دیکھا
یاقوت جادو وزیرزادی کو ایک جادوگرنی مار رہی ہی سمجھی یہ ساحرہ ملازم ملکہ مہرخ ہی راہ مین مقابلہ
پڑگیا یاقوت سحر مین اوسکے پھنسی بچانا چاہیے کنارے آکر برق فرنگی کی صورت بنکر تیار ہوئی
ہان ہان کرتی ہوئی دوڑی شعلہ حسن نے جو مہتر برق کو دیکھا کہا میان برق آؤ اسکی مشکین باندھ لو
یہ بی ملکہ حیرت کی وزیرزادی ہی مین شعلہ حسن کنیز تران ناحق اسنے مجھکو دکھ دیا مین طرف تمھارے
لشکر کے جاتی تھی بعنایت پروردگار اسیر غالب آئی اب اسکی مشکین باندھکر لیچلو ملکہ مہرخ کو اختیار
ہے جو اسکے حق مین مناسب جانینگی وہ کرینگی صبا رفتار اچھا اچھا کرتی ہوئی دوڑی قریب
آکر شعلہ حسن کو حباب بیہوشی ماردیا کمند کے حلقے گلے مین ڈالدیے شعلہ حسن ارے کہکر بیہوش ہوئی
یاقوت نے صبا رفتار کو اشارہ کیا چشمے سے پانی لیکر پہلے میرا منہ دھلا دے کہ سحر مجھکو یاد آئے
یا اسکا سر کاٹ لے کہ سحر اوترے مین سحر کامل مین اسکے مبتلا ہون صبا رفتار نے نیمچہ کھینچا چاہتی تھی
کہ شعلہ حسن کو قتل کرون قضائے کار حباب کی بیہوشی تھی مثل حباب لب دریا ناپائدار تھی ہوا
جو چلی شعلہ حسن کو ہوش آگیا اسنے دیکھا یاقوت تو پڑی ہی صبا رفتار مجھکو قتل کیا چاہتی ہی

سوچی کہ نکل چلون یہ سوچکر سحر کیا بلند ہوئی جان بچا کر نکل گئی طرف لشکر اسلام کے چلی یہان
صبا رفتار نے دیکھا یا قوت اوسی طرح بیکار سحر مین شعلہ حسن کے گرفتار ابھی طرح سحر نہین
کر سکتی اٹھنے سے مجبور صبا رفتار نے پوچھا آپ کہان چلین بھین یا قوت نے اشارہ کیا مین لشکر
مواج مین جاتی ہون نامہ میرے پاس موجود ہی لیکن سحر نہین اتر سکتا میرا اشارہ لیکر لشکر مین مواج
سحر او تار دیگا صحت پاؤنگی صبا رفتار نے بھی کیا اشارہ یا قوت کا باندھ لیا طرف لشکر مواج جا
کے بیچلی لیکن شعلہ حسن اوسی طرح کمندین گلے مین پڑی ہوئین بارگاہ مہرخ مین آئی خواجہ عمرو بھی
موجود تھے ملکہ مہرخ نے جو شعلہ حسن کو اس حال پر ملال مین دیکھا سب اسکو پہچانتے ہین پوچھا کیون
شعلہ حسن خیر تو ہی یہ کمندین کسنے گلے مین ڈالین شعلہ حسن نے کہا آپ بالکل غافل ہین مواج بن گرد
آدم خوار کوہ نیلم سے چالیس لاکھ فوج لیکر آیا یا قوت جادو نامہ لیکر گئی ہی راہ مین مجھسے مقابلہ پڑا آپکی
عنایت سے غالب آئی خوب مینے اوسکی خدمت کی صبا رفتار نے بشکل برق مجھکو بیہوش کیا مین جان
ادھر نکل آئی اب مواج بڑے زور و شور سے آئیگا جلد اسکی فکر کیجیے ملکہ مہرخ نے شعلہ حسن کے گلے کی
کمندین نکالین منھہ دھلوایا خلعت منگا کر دیا لیکن نام مواج سنکر سب گھبرا گئے بہار نے کہا وہ تو وزیر اعظم
شہنشاہ نیلم ہی ساحران خاص شہنشاہ نیلم کے اردلی کے اوسکے ہمراہ رہتے ہین سحر مین بھی زبردست اوسکے
شر سے پروردگار بچائے دریاے اوسکے نجات دشوار ہوگی خدا آبرو بچائے اوسکے دریاے تمہارے سحر مین بڑے
بڑے ساحر ڈوبے کسی نے آج تک کنارہ نپایا عمرو نے کہا اسکے ساتھ کون کون ہے ملکہ بہار و مہرخ نے کہا
یہ ساحر نہایت صاحب لیاقت ہی کہ کوئی آج تک کنارے دریاے نیل کے جا کر فتحیاب نہین ہوا بلکہ وہان
افراسیاب بھی جا کر سحر بھول جاتا ہی عمرو نے پوچھا وہان کے رہنے والے کیونکر سحر کرتے ہین یہ سنکر
ملکہ مخمور اوٹھہ کھڑی ہوئی کہا ای شہنشاہ اوج عیاری بگوش ہوش سماعت فرمائیے مین بخوبی یہانکے
حال سے ماہر ہون متعلق دریاے نیلم سات دربند ہین دربند اول کا حاکم نیلم جادو ہی اور نام دربند
کا کوہ نیلم ہی وہان سکو سحر یاد رہتا ہی دربند دوم کوہ لاجوردی ہی وہانکا ناظم کبود اژدر چشم بڑے بڑے
ساحران نامی حاکمان گرامی وہان رہتے ہین مگر آب ہوا اوس طرف کی خلاف ہی جو نیا ساحر وہان
جا کر رہے ہزارہا بیماریان پیدا ہوتی ہین ہوا وہانکی گرم باشندے اوس دربند کے بے شرم
بدن مین آبلے پڑ جاتے ہین اور کبود اژدر چشم اگر کسی کو بہ نگاہ قہر دیکھے نہایت صاحب خشم

وقہرے اس بجیا کی نگاہ مین زہرے ساحر پانی ہوکر بہ جاتا ہی وہانپر ساحران جہان کا مسکن ہی
تیسرا دربند فیروزہ کوہ ہی حاکم وہانکی ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش مصاحب اوسکے بڑے زبردست
ایک ایک سامری عہد اپنے زمانیکا جمشید جو تھا دربند نیلم کوہ ہی مقام تختگاہ شہنشاہ لاچین
تھا جب شہنشاہ لاچین کو گرفتار کیا افراسیاب کا قصد ہوا اس ملک کو برباد کردون ساحر جہانتک
رہین ملک مراد شاہ غیر ساحر کو وہانکا حاکم کیا اس شہر مین کوئی ساحر نہین ہی پانچوان دربند کوہ
دخانیہ ہے کہ جسکا حاکم ساحر بدخو دخان سیاہ ہرو وہانسے آگے کوئی نہین بڑھ سکتا منزلین سخت
دہان دو عملہ ہے مغرب و جنوب مین عمل کوکب مشرق و شمال مین سرحد افراسیاب دربند ششم دریاے
ہفت رنگ ہی وہانکا شرارہ جادو عزیزدار شہنشاہ نیلم کا رہتا ہی ساتون دربند دریاے نیل کے متعلق
ہین وہانسے شہنشاہ نیلم کوس بھر الگ رہتا ہی کہ وہ جزیرہ ماران ہی دو کوس تک دریاے نیل مسخر کرکے
اور اون بلایا مذکورے بیچے تب جزیرہ ماران تک پہونچے تو سحر یاد آئے وہانتک ساحر سحر بھولا رہیگا پس
کسکی حقیقت ہی کہ ان مقامات کو طی کرے راہ مین بچنا دشوار ہی یہ سنکر خواجہ عمرو نے اپنے مقام سے لوٹ کر
کہا انشاء اللہ بعنایت رب اکبر ان سب مقامات کی سیر کرینگے راہ مین مواج کو بھی دیکھتے بھالتے جاینگے
ہرچند مخمور و بہار نے کہا خواجہ اوس حد مین جانیکا قصد نکرنا دربند ہفتم کا ذکر ہمنے نہین کیا جہانکا
حاکم شہنشاہ نوسن ہی زندانخانہ طلسمی اوسکے قبضے مین ہی افراسیاب جادو نے جہان آپ کو
نشان دیا تھا اوسی زندانخانہ طلسمی مین شہنشاہ لاچین بادشاہ سابق طلسم قید ہی توسن
خود انتظام کرتا ہے آجتک اوسنے کسیکو رستہ زندانخانہ طلسمی کا نہین بتایا عمرو نے کہا پہلے تو مین
ٹہلتا ہوا لشکر مواج مین جاونگا مقامات مذکور تک بھی خدا پہونچا دیگا اب مجھکو تردد ہی لوح ملنے
کی کوئی تدبیر نہین ہوئی ان حجرہ ہا نے پریشان کردیا آپ لوگ میرا انتظار نہ کیجیے گا علاوہ ازین اے
مہرخ جیسا موقع ہو وہ کرنا دیکھیے مین کب واپس آون سفر عظیم درپیش ہی مجھکو انتہا کا پیش ہیش ہے ہرچند
مہرخ و بہار نے سمجھایا خواجہ نے نمانا بہانے عیاری کی آراستہ ہوئی چالاک سے فرمایا ای نورنظر لشکر کا
خیال رہے تمکو اپنے مقام پر چھوڑے جاتا ہون چالاک قدمون سے لپٹ گیا کہا قبلہ و کعبہ غلام سے باز نہ آیا
نہ رہیگا مجھکو بھی اپنے ساتھ لیجیے یہ تو میری کیا مجال ہی کہ آپکے سامنے عیاری کرون لیکن خدمتگذاری کرتا
ہوا چلونگا اوسوقت عمرو کا رخصت ہونا ایسا ظاہر تھا جیسے کسی نوجوان کا جنازہ جاتا ہی مہ جبین روتی ہوئی

خواجہ عمرو کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا ناناجان آپکا لشکر مین نہونا نہین معلوم بعد آپکے افراسیاب
کیا آفتین نازل کریگا عمرو نے کہا ای نور نظر مین اپنا حال کیا کہون جدائی مین اپنے آقای نامدار کی راتونکو
تڑپتا ہون مین عاشق صادق حمزہ صاحبقران ہون یہ چند اشعار میرے حسب حال ہین قطعہ

نیست محراب قلم را خبر خم ابروی دوست
میکنم عمر گرامی صرف جستجوی دوست
در شکنج زلف مرغ دل چسان گیرد قرار
باشدت یک جو سید لطف اگر از سوی دوست

ہر کسی را قبلہ باشد قبلہ ما روی دوست
گوش کن ای بلبل ز من نغمے درِ گوش کن
کم نسیم غمزہ گرداند پریشان موی دوست

مطلب دیگر ندارم زاہد و شیخ در حرم
قوت روح آمد شنیدن حرف گفتگوی دوست
گر برنجد خلق عالم از تو نخفی باک نیست

اس بیقراری سے یہ اشعار پڑھے اسد نے بھی ملکہ مہرخ سے کہا اے ملکہ
مہرخ حقیقت مین خواجہ عمرو نے کسی حال مین کبھی صاحبقران سے جدائی نہین کی اکیف زمانہ ایسا آیا کہ خواجہ عمرو
وحد ناموس مین فساد ہوا داداجان ہمیشہ دیر آزار رہے غلامونکو انکے جابجا قتل کیا لیکن یہ فساد مین بھی
اطاعت صاحبقرانی کرتے رہے ایک خدمتگار کو بھی آزار نہین پہونچا صرف ظاہر مین رنج دینا منظور تھا کافرون
کو گرفتار کرکے اونکے سردارونکی شکل بناتے تھے میدان مین اونکو عیاری سے بلاتے تھے صدمہ ظاہری
دینے کو کافرونکو قتل کیا کئی سال فساد عظیم رہا جوقت ملاپ ہوا دادہ فرماتے تھے اے یار وفادار یہ عرض
کرتے تھے آقاے نامدار وہ کہتے تھے بچھڑا ہوا معشوق ملا یہ عرض کرتے تھے بعد مدت مدید غنچۂ آرزو
کھلا دیکھنے والے روتے تھے کہ عاشق و معشوق ایسے ہوتے ہین آقا و رفیق گلے مل مل کے روتے ہین یہ
حال پرباعث پرورش یہ ہے کہ میرے قبلہ و کعبہ کرب نامدار کو بفرزندی پرورش کیا دختر صاحبقران
کے ساتھ شادی کی دربار مین صاحبقران نے آبرو دی مجھکو بھی پرورش فرمایا رتبہ بڑھایا اتنے عرصے
کی جدائی انھین کا کام تھا شاہزادہ گلریز نامہ صاحبقران کوہ عقیق سے لیکر آئے تھے اس
نامۂ اشتیاقیہ مین کیسے کیسے اشعار عبرت خیز لکھے تھے صاف ظاہر تھا کہ عاشق صادق نے معشوق
بیوفا کو لکھا ہے خدا انجام بخیر کرے طلسم ہوشربا فتح ہو یہ جاکر صاحبقران زمان سے ملین انکے اوسان
ہوش درست ہونگے آج نہایت جوش مین ہین اسوقت نہ روکیے اشک رکین گے یاد مین اپنے آقای نامدار
کی بہت بیقرار ہین سب سردارونے خواجہ عمرو کو دعائین دین سبکو سمجھا کر خواجہ عمرو نامدار بسمت
لشکر مواج چلے ایک طرف سے مہتر برق فرنگی تڑپ کر نکلا ایک جانب سے ضرغام شیر دل
آپس مین اشارے ہوے ضرغام نے پوچھا کیون بھائی برق کیا ارادہ ہی برق نے کہا اے

ضرغام جی چاہتا ہے اوستاد سے بیشتر لشکر مواج مین پہونچین بیان سے معرخ کے بخوبی ثابت ہوا
کہ بڑا ساحر ہوشیار ہے ایسے پر عیاری کرنا واجب لازم ہے ضرغام نے کہا ہم بھی چلینگے برق نے کہا
استاد کسی دن مین پہونچینگے یہ ممکن نہین کہ راہ مین اونکو مسافر ملے وہ اونکی خبر نہ سنائین وہ لوٹے
مارے جائینگے ہم تم الگ الگ چلین ساتھ چلنا بہتر نہین ہے لیکن آپسمین عہد رہا جس مقام پر کسی پر مصیبت
ہو ایک دوسرے کی مدد کرے یعین وقت پر پہونچے ضرغام نے کہا جہان یاد کروگے ہمکو اوسی مقام پر پاؤگے
آپسمین وعدے کرکے ایک جانب برق فرنگی چلا ضرغام بھی روانہ ہوا ان تینون عیارون کا ذکر وقت
پر تحریر ہوگا اب وکلمہ داستان صبا رفتار کمند انداز کے تحریر ہوتے ہین یہ پشتارہ لیکر ملکہ یاقوت
جادو کا راہ کو طی کرکے لشکر مواج مین پہونچی دیکھا منزلون تک لشکر اوترا ہے چالیس لاکھ کا لشکر
بڑے بڑے سرداران نامور بیدل فوج کے دل سحر ہو رہے ہین چند ساحر بطور طلایہ کنارے
کنارے لشکر کے پھر رہے ہین جیسے ہی صبا رفتار کو آتے ہوے دیکھا ساحرون نے غل مچایا لو
صاحبو عیارونکی آمد شروع ہوگئی کوئی عیار بشکل صبا رفتار کنیز پشتارہ لیے آتا ہے یہ کہکر
صبا رفتار کو جادوگرون نے گھیر لیا یہ ہرچند کہتی ہے مین کنیز شہنشاہ طلسم ہوشربا ملکہ یاقوت
وزیرزادی کو لیکر آئی ہون جادوگر کہتے ہین تو بڑا مکار و غدار ہے لشکر اسلام کا عیار ہے آخر جیلام
ہوئی اسکو خدمت مین مواج کے لیچلو وہ جو مناسب جانینگے وہ کرینگے صبا رفتار اپنی جان سے بیزار
جی مین کہتی ہے مین کس بلا مین پھنسی ساحر بر سر آزار ہین اونسے کہتی ہے جب عیار آئینگے کوئی نہ
پہچانیگا ہمارے شہنشاہ کے ملازم اپنے ساتھ والون پر خوب عتاب کرنا جانتے ہین عیارون کو کب
پہچانتے ہین گرد صبا رفتار کے ہزارون جادوگر جمع ہوگئے بعض قریب آکر کہتے ہین دیکھو بھائی کیا
صورت بنائی ہے حیرت کی وزیرزادی کو لیکر آئی ہے خوب فقرہ بنایا ہے بعض کہتے ہین مرد ہوکر عورت کیونکر
بنا بعض کہتے ہین ان عیارون نے گھر کے گھر تباہ کر دیے انکا پہچاننا بہت مشکل ہے سنتے ہین برادر
خداوند جنگ کئی دن لشکر افراسیاب مین رہا کوئی نہ پہچان سکا ماہیان زمردپوش نے آکر وہ رنگ
شاہا شہنشاہ جمشیدی اونھین جھگڑون مین گئی مرد و عورت بننے کا کیا استعجاب ہے ایک ایک انمین
عیار لاجواب ہے اسی طرح سب گھیرے ہوے دربار مین مواج کے لیکر آئے مواج تخت پر بیٹھا ہے
وزرا امرا سردارون کا دورہ بڑھکر ساحرون نے مواج سے عرض کی وہ جو حضور کو خیال

تھا وہی پیش آیا عیار لوگ آنے لگے ایک بی صبار فتار صاحب آئی ہین یاقوت جادو کو
بھی لائی ہین ہم آپکے سامنے لائے ہین اب حضور پہچان لین ہم لوگ نہین پہچان سکتے ان مقدمات
مین علامونکے ہوش اڑتے ہین جس وزیر یہان آکر اوترے کسی غیر کو لشکر مین آنے نہین دیا اسپر
بھی عیاری ہوچکا تو مجبور وناچار ہین مواج نے پوچھا کیون بی صبار فتار صاحب کیا معرکہ ہے صبا رفتار
نے عرض کی حضور جس طرح چاہین تحقیق کرین مین کنیز شہنشاہ ہون ملکہ یاقوت سحر مین مبتلا ہین انکو
سحر سے اوتار لیے اپنے دریافت کیجیے مواج نے کہا اے صبار فتار سنو احتیاط شرط ہے جس
عیار مین ہزارون جادوگر مارے گئے تمھارے پاس کوئی نشان ایسا ہے کہ جس سے ہم تمکو پہچانین
کہ تم عیار لشکر عمرو نہین ہو اور ملازم افراسیاب ہو اسکی کیا شناخت ہے صبار فتار نے کہا حضور
ہم ملکون ملکون پھرتے ہین حکم پہونچاتے ہین ہمارے بلانے پر تاجدار آتے جاتے ہین مواج نے کہا
تمھاری شکل عیار بن سکتے ہین یا نہین صبار فتار نے کہا یہ کچھ بڑی بات نہین ہے ہم اونکی صورت
بنتے ہین وہ ہماری صورت بنتے ہین مواج نے کہا پھر کیسی خرابی کی بات ہے چاہیے یہ ہے کہ تم لوگون
کی کوئی وردی کوئی رقعہ کوئی مہر کوئی نشانی کوئی فرمان کہ جس سے عیاران اسلام عاجز ہین تمھارے
پاس وہ نشانی ہووے اور عیاران اسلام اوس نشانی کو نہ بنا سکین اگر یہ بات نہوگی تو کچھ بن نہ پڑیگا آخر تمکو کیونکر
پہچانین کہ تم عیار نہین ہو صبار فتار ہو صورت بدلنے کا تم خود اقرار کرتی ہو پس صورت کا کیا اعتبار رہا
صبار فتار نے ناچار ہو کر جواب دیا اب جو حضور کے خیال مین آئے وہ انتظام کرین مواج نے کہا ہم
مجبور وناچار نہین ہین اسیواسطے ہم صحرا مین آکر اوترے پڑے ہین منظور ہے کہ پہلے عیارونکا انتظام کر لین
تب آگے بڑھین ایکدن خاتمہ لشکر مسخر کر دینگے لونڈی غلامونکا قتل کرنا کتنی بڑی بات ہے یہ کہکر حکم
دیا بوتیمار جادو ہمارے ملازم کو بلاؤ جب بوتیمار حاضر ہوا صبار فتار سے کہا یاقوت کو تو یہان
چھوڑو ہم سحر اوتار دینگے لیکن اب بوتیمار بی صبار فتار کو اپنے ساتھ لیجاؤ راہ مین اپنے جدا
نہونا یہ لوگ چھلاوہ ہین ملکہ حیرت جادو سے ہماری جانب سے عرض کرنا کہ حضور کا انتظام بہت
خراب ہے ایک رقعہ اپنی مہرونشانی سے پانچون عیارنیون کو دیجیے ورنہ جو عیارنی آپکی ہمارے
لشکر مین آئیگی ہم قتل کر ڈالینگے شکایت نہ کیجیے گا اور وہ مہر اور رقعہ جو پاس ہوگا آپکے ملازم کو
اوس رقعہ کو پہچانینگے عیار جو کوئی انکی شکل بنکر آئیگا اوسکے پاس وہ رقعہ نشانی کا نہوگا اگر دیکھی

صورت بنکر آئیگا کیا نفع پائیگا فوراً دھر لیا جائیگا وہانسے نشانی لیکر صبا رفتار کو ہم تات نا
راہ مین چھوڑنا ہوشیار رہنا بوتیمار نے کہا حضور کیا مجال شل ہمزاد انکے ہمراہ رہونگا نشانی معقول
دلواکے لاؤنگا وہان بھی انکو پہونچاؤنگا آج ہی سب ظاہر ہوجائیگا صبا رفتار نے یاقوت کو یہان
چھوڑا مواج نے سحر اُتارا یاقوت نے بھی گواہی دی کہ ہان یہ صبا رفتار ہے مواج نے کہا صاحب
تم کہا کرو مین قاعدے کا پابند ہون انکے پاس کیا نشانی ہے کہ جس سے مین پہچانون کہ یہ صبا رفتار
ہین ابھی انتظام ہوا جاتا ہے آپ یہین ٹھہرین یاقوت نے کہا میرے پاس بھی نامہ موجود ہے مواج
نے نامہ یاقوت سے لیکر وہ خط بھی بوتیمار کو دیا کہا اسکو بھی تصدیق کرنا بوتیمار نے تخت سحر تیار کرکے
صبا رفتار کو اوسپر سوار کیا طرف لشکر حیرت کے لیکر چلا حیرت دربار مین تھی کہ بوتیمار لیکر
صبا رفتار کو آیا تمام حال بیان کیا حیرت جادو نے کہا دیکھو صاحب جو وزیر شہنشاہ تیلم ہے کیا
اچھی تدبیر نکالی اب عیارونکی عیاری نہو سکیگی یہ کہکر سامنے بوتیمار کے پانچ رقعہ اپنی مہرسے لکھے
ایک صبا رفتار کو دیا چار رقعے مضمون واحد کے چارون عیار بچیون کو دیئے کہا اے بوتیمار یہ رقعہ
نشان خاص ہے جسکے پاس یہ رقعہ نہو عیار بچی کا نام لے بلا تکلف اُسے قتل کر ڈالنا ہمین تمھارا
انتظام بہت پسند آیا بوتیمار نے صبا رفتار کو تخت پر سوار کیا اسی طرح پھر لیکر چلا پانچ کوس راستہ
طے کیا تھا کہ بوتیمار کو رفع حاجت کی ضرورت ہوئی صبا رفتار سے کہا تم ایک مقام پر ٹھہرو لیکن
خوف ہے کہ بھاگ نجاؤ ہم ایک حصار سحر بناتے ہین تم اوسمین بیٹھو ایسا نہو بھاگ جاؤ صبا رفتار
نے کہا او دیوانے مین کیا چور ہون کہ بھاگ جاؤنگی لیکن تیری خوشی تمھارے شہنشاہ کے مزاج مین بڑا
شک ہے جلد مارے جائینگے بوتیمار نے کہا کیا مجال جو ہمارے لشکر مین کوئی عیار جاسکے ہمارے شہنشاہ کا
بہت عمدہ انتظام ہے شہنشاہ تیلم سات سو ملک کا حاکم ہے مواج کی رائے پر انتظام ہوتا ہے انتہا کا کارگزار ہے
بہت ہوشیار ہے صبا رفتار خاموش ہوئی بوتیمار نے صبا رفتار کو صحرا مین بٹھلا دیا گرد ایک لکیر
کھینچ لی یعنے حصار سحر کیا کہا اب تم اسکے اندر سے نہ نکل سکو گی صبا رفتار نے کہا اگر جانور آکر مجھکو
مار ڈالے مین بھاگ نہ سکونگی بوتیمار نے کہا مینے اسکا سحر بھی کردیا ہے جو کوئی اس لکیر کے اندر آئیگا
گر پڑیگا نکل نسکیگا یہ کہکر طرف صحرا کے چلا گیا قضا کار میان برق نامدار پھرتے پھراتے بصورت اصلی
اسی جنگل مین آنکلے دور سے دیکھا صبا رفتار بیچ جنگل مین بیٹھی ہے حیران ہوے یہ کیا معرکہ ہے چلو اوسکو

گرفتار کرین یہ کہتے ہوے سامنے آے صبا رفتار تو جانتی تھی حصار مین آکر بیکار ہو جائیگا للکارا کہ
برق کہان جاتا ہے برق نے کہا دیوانی ہے مین تیری گرفتاری کی فکر مین ہون صبا رفتار نے کہا
میرے پاس تو آ اتنے تیغے مارون کہ ساری عیاری بھول جا برق فرنگی ہاتھ مین کمند لیکر پہونچا جیسے
ہی اسنے حلقے کمند کے مارے صبا رفتار نے آڑے ہوکر حلقے خالی دیے برق کا پانون لکیر پر
پڑگیا دھم سے گر پڑا اب ہر چند چاہتا ہے کہ اوٹھون ممکن نہین پانون زمین نے تھام لیے برق
نے کہا خلیفائن آج کیا تمنے سحر سیکھا صبا رفتار نے کہا بوتیمار مجھکو یہان بٹھا گیا ہے اوسی کا حصار
سحر ہے اب دم بھر مین وہ آیگا تمھارا سر کاٹ لیگا مواج کا حکم ہے جس عیار کو پاؤ مار ڈالو بڑا منتظم ہے
مین صبح سے اسی بلا مین مبتلا ہون وہ میرا ساتھ نہین چھوڑتا اب تو برق نے صبا رفتار کے
ہاتھ پکڑ لیے حصار مین سنبھلکر بیٹھا صبا رفتار نے کہا اے برق تو گھڑی بھر کا اور مہمان ہے اتنی دیر
کے لیے چاہے ہاتھ پکڑے رہ جسقدر چاہے ستالے موت تیری قریب ہے مواج نے حکم قطعی دیدیا ہے
نشانی کے رقعے سبکو ملے اوسکے لشکر مین عیاری نہو سکیگی اب برق گھبرایا کہ بڑی مصیبت ہوئی اے
برق بڑے بیوقوف ہو حصار سحر مین گھس پڑے آج تو بے طرح پھنسے اس سوچ مین بیٹھا تھا کہ دور سے
دیکھا ضرغام شیر دل جست و خیز کرتے ہوے آتے ہین برق نے پکارا اے بھائی ضرغام ذرا یہان
آؤ آج بڑی مصیبت مین ہون ضرغام نے پلٹ کر دیکھا میان برق صبا رفتار کے ہاتھ پکڑے
ہوے بیٹھے ہین حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے کیا برق صبا رفتار سے بھی کمزور ہے وہ بھی عیار ہے بلا کی
رند گا ہے لڑ بھڑ کے نکل گئی یہ سوچتا ہوا ضرغام قریب آیا پوچھا کیون بھائی برق یہ کیا معرکہ ہے
برق نے کہا اے ضرغام اب لشکر مواج مین بڑے لطف سے گذر ہو جائیگا مین تو خلیفائن کو
پکڑے بیٹھا ہون تم صبا رفتار کی شکل بنکر جاؤ بوتیمار کو قتل کرو تب یہ حصار ٹوٹے نشانی کا رقعہ
بھی انکے پاس موجود ہے جلکر میان مواج کی گردن لین ضرغام نے اوسی وقت رنگ و روغن عیاری
کا نکالا سامنے برق و صبا رفتار کے صبا رفتار کی شکل بنکر طیار ہے جو برق سے پوچھتے جاتے ہین
کیون بھائی کوئی صورت خلاف تو نہین ہے برق بتلاتے جاتے ہین عارض پر خال بناؤ ابرو دون
کو خم دو ذرا جھکے ہوے جانا لباس اور تبدیل کرو دوپٹہ گلنار اوڑھو دیکھو زیور بھی سمجھ کر پہنو برق
فرنگی کا سمجھانا میان ضرغام کی ذہانت صبا رفتار پر مصیبت برق فرنگی نے خوب مضبوط

ہاتھ تھام لیے ضرغام نے بھی کہدیا انکو چھوڑنا نہین مین ابھی سر بوتیمار کا لاتا ہون یہ کہکر ضرغام
جست خیز کرتا ہوا چلا صبار فتار بد حواس کہ بڑی مصیبت مین جان پڑی ہاے اب یہ جاکر بوتیمار کو
شکار کریگا ضرغام نے جنگل مین آکر پکارنا شروع کیا بھیا بوتیمار جلدی آؤ دیر تک دھونڈھتی ہی بوتیمار
تالاب کے کنارے امورات ضروری سے نہاکر کے ٹھہرا تھا دیکھا صبار فتار مجھکو پکار رہی ہی حیران ہوا
میرے حصار سحر سے کیونکر نکلی سوچا میان یہان بھی ساحر ہین فنون افسونگری سے بخوبی ماہر ہین آواز
دی ملکہ آتا ہون ضرغام نے دیکھا سامنے سے ایک ساحر سیہ فام دھوتی باندھتا ہوا آتا ہی جب قریب
آیا تب یہ بوتیمار نے کہا اے صبار فتار میرے حصار سحر سے کیونکر نکلی کیا سحر بھی تو جانتی ہی ضرغام نے
کہا اے بوتیمار تو بڑا مورکھ ہی ارے احمق اگر ہم سحر نجانتے ہوتے تو ملکہ بن ملکون کیا تیرے بھروسے پر بیٹھی
ہین تیری خاطر سے گھڑی دو گھڑی دھوپ مین بیٹھی ہی جب دل گھبرایا چلی آئی لیکن بوتیمار تو
بڑا بیمروت ہی کیون نگوڑے جلاد ہمین جنگل مین چھوڑ کے چلا آیا اگر شیر بھیڑیا آتا ہمکو کھا جاتا تم عین وقت
پر ضرورت کے لیے بھاگے بموجب مثل شکار کے وقت پر کتیا ہگاسی ہم تمھاری شکایت مزاج سے کرینگے
اب جلدی چلو کسی مقام پر بیٹھکر تم سے دو دو باتین کرین لیکن خبردار ہمکو ہاتھ نہ لگانا اکیلا پاکر نہ ستانا
بوتیمار ڈر گیا ٹھٹھنے لگا سمجھا صبار فتار مجھپر مرتی ہی ہاتھ جوڑنے لگا کہا ملکہ مجھسے بڑی خطا ہوئی سامری
و جمشید نے تمکو جانورون سے بچایا مین جھپٹ کے ایک گلابی شراب کی لاؤن درہ کوہ مین بیٹھکر
ہم تم پیئین ضرغام نے چٹیا پکڑکر ایک طمانچہ مارا کہا کیون بے دیوانے ہمنے اپنے دل کی جو بات
کہی بھول گئے مین تمھین قتل کردونگی یہ کہکر تیغچہ کھینچی کہا سر تو جھکا مین تیرا سر کاٹون بوتیمار نے
سر جھکا دیا کہا یہ سر تمھارے قدمون پر نثار ہے ضرغام نے کہا کاٹ لون بوتیمار نے کہا مین
تو غلام ہون ہین ہین کرکے جھکایا ضرغام نے بلا تکلف ایک ہاتھ مارا بوتیمار کا سر کٹکر زمین مین
گرا آواز دی کشتی مرا نام من بوتیمار جادو بود ضرغام سر بوتیمار کا لیکر بھاگا یہان میان برق
فرنگی عیار صبار فتار سے لپٹے بیٹھے ہین وہ لاکھ تڑپی پھڑکی برق نے نہ چھوڑا دیکھا سامنے
ضرغام سر بوتیمار کا لیے ہوے آتے ہین ضرغام و برق نے ملکہ صبار فتار کو پکڑا کہا لاؤ
وہ رقعہ ہمکو دو تم چند عرصے اسی جنگل کی سیر کرو صبار فتار نے کہا میرے پاس رقعہ نہین ہی برق
نے کہا بھائی ضرغام یہ پہلے اقرار کرچکی ہی اب چھپاتی ہی ضرغام نے کہا اے صبار فتار

ہمارے خلیفہ کی منظور نظر ہو ہم تمکو اپنا بزرگ جانتے ہین اب ہمسے بے ادبی نکراؤ ورنہ تلاشی لینگے
رقعہ نچھوڑینگے ایسا معقول عیاری کا طریقہ ہاتھہ لگا اب تامل کیا صبا رفتار سمجھی یہ دونون میری جان
لینگے مجبور دینا چاہا وہی رقعہ جسپر حیرت جادو کی مہر ہے جھولی سے نکالکر دیدیا کہا لو تم جاؤ مجھے دو برق
نے کہا نہین بھائی ضرغام یہ جانے نہ پائین جاکر آفت برپا کرینگی حیرت جادو سے کہدینگی وہ فوراً پہچان لیگی مجھکو
عیاری ہماری خراب ہوگی ہرچند صبا رفتار نے منتین کین یہ بھلا کب مانتے ہین صبا رفتار کو بیہوش
کیا درہ کوہ مین لیکر آئے صبا رفتار کو ایک درخت سے باندھدیا پٹی داروے بیہوشی کی دماغ
پر چڑھائی برق بصورت صبا رفتار و ضرغام بشکل بو تیمار رقعہ بطور سند پاس دونون چست و خیز
کرتے ہوئے طرف لشکر مواج کے چلے آپس مین صلاحین کرین دن قلیل باقی تھا کہ لشکر مواج
مین آکر پہونچے لشکر مین غل ہوا بو تیمار تو یہان کا سردار ہے جادوگرون نے جھک جھک کر سلام کیا کہا
میان بو تیمار آج بڑی تکلیف اوٹھائی ضرغام نے کہا تکلیف تو ہوئی مقدمہ عیاری کا صاف
ہوگیا اب کچھہ کھٹکا نہین رہا یہ باتین کرتے ہوئے بارگاہ مواج مین آئے برق و ضرغام
نے دیکھا سات سو سرداران زبردست دنگل ہاے آہنی پر تخت پر مواج بن گرداب آدم خوار
پہلوے بارگاہ مین ایک خیمہ استادہ ہی اسمین بیٹھا اسکا نوجوان لطمہ صد کوس دریا نوش گرا
جوان جوان مصاحب جلسے مین ساز بجا رہا ہی برق نے جھکر مواج کو سلام کیا مواج نے کہا
کیون بو تیمار خیر تو ہے ضرغام نے کہا اے شہنشاہ سب طرح خیر گذری خوب صفائی ہوئی
ملکہ صبا رفتار رقعہ پیش کرکے دیکھیے یہ نشانیان پانچون عیارچیون کو دلوا دین ملکہ نے زبانی
حکم دیا ہی جسکے پاس یہ رقعہ ہو بلا تکلف اوسے قتل کرو کوئی دامنگیر نہوگا آپ کے انتظام کی بڑی
تعریف ہے ملکہ یاقوت کو اب رخصت کر دیجیے صبا رفتار کو یہان حاضر رہنے کا حکم ہے یہ عیارون
کو بخوبی پہچان لیتی ہین مواج نے کہا کیا مضائقہ ہے لو ملکہ یاقوت اب تم تو جاؤ اب ہمین بخوبی
اطمینان ہوگیا ملکہ عالم سے کہنا صبا رفتار کو ٹھہرالیا ہم دریا تیار کرکے غفلت مین بر سر مسلمانان
آوینگے جب آپکو خبر ملے کہ دس پانچ لاکھہ ساحر ڈوب گئے جہاز لشکر مہرخ طوفانی ہوا سمجھہ جائیگا
کہ ہمارا خیر خواہ آگیا پھر مین سبکا خاتمہ کر دونگا وہ دریا تیار کرون کہ بی مہرخ کو جان بچانا مشکل
ہو بھاگ نہ سکین لیکن پھر مین خطا معاف کرونگا ایک ہی دن مین میدان صاف کر دونگا

یاقوت مواج سے رخصت ہوئی طرف لشکر حیرت کے گئی جاکر حیرت کو خبر پہونچائی کہا حضور
بوتیمار و صبا رفتار میرے سامنے پہونچے مواج بڑا ہوشیار ہے صبا رفتار کو ٹھہرا لیا حیرت بہت
خوش ہوئی کہا صاحبو وہ شہنشاہ بیگم کی وزارت کرتا ہے دیکھو یہ نشانی کی کیا معقول تدبیر نکالی
یہ بات کسیکے ذہن مین نہ آئی اب کوئی عیار عیاری نکر سکیگا جو عیار غفلت مین جائیگا مواج نشانی
نپائیگا فوراً قتل کر ڈالیگا اب عیار بھی مار ڈالے جاوینگے سرداران مہرخ دم لینے کی مہلت نپاوینگے ملکہ
حیرت تو یہ باتین کر رہی ہین انتظار آمد مواج بن گرداب آدمخوار ہے اوسنے اپنے وزراسے کہا سنو صاحبو
مینے بڑی بیوقوفی کی حیرت سے حکم لیا اگرچہ غفلت مین مسلمانونکو قتل کیا سنتا ہون بی بہار و مخمور
پر شہنشاہ عاشق ہین ہر ایک سردار سے یہی حکم ہوتا ہے سبکو قتل کرو بہار و مخمور کو بچالو بس دو روز
تامل کرنا مناسب ہے طوفان قہر نگاہ اسکا وزیر اعظم بڑا ساحر زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست
ساحر بدانجام طوفان قہر نگاہ نام کہا تم ہمارا نامہ لیکر خدمت مین شہنشاہ طلسم ہوشربا کی جاؤ
باغ سیب مین ملاقات ہوگی جاکر یہ ہمارا نامہ دینا اور زبانی بھی عرض کرنا کہ غلام نے سدباب عیاری
تو کرلیا عیاری مطلق نہو سکیگی سرداروں کا انتظام سحر سے ہوگا حکم ناطق دیجیے کہ جاکر سبکو ڈبو دون
کسیکا پاس نکرون بخوبی پوچھ لینا کوئی نکتہ رہ نجائے طوفان نے کہا حضور مین بخوبی دریافت کرکے
آونگا لیکن جب تک مین حاضر نہون جانیکا قصد نکیجیے گا مواج نے کہا اے طوفان اگر تم کہو گے
تو دریاے سحر کا لطف کیا تمھاری ذات سے سب ڈوبین گے زور دینا دریا کا تمھارے اختیار مین ہے یا اہالیان
دریا کی موت و زیست کا تعین کو اختیار ہے مین ضرور تمھارا انتظار کرونگا تمھارے سامنے دریاے سحر
تیار ہو ہمارا سحر طوفان برپا کریگا ملکہ مہرخ کی جانب سے پھر کوئی نبچ سکیگا طوفان قہر نگاہ
بخوبی مواج سے وعدہ کرکے طرف باغ سیب کے روانہ ہوا اسکو بھی راہ مین چھوڑو وقت پر ذکر
طوفان کا آئیگا لیکن برق و ضرغام دربار مواج مین حاضر ہین برق بصورت صبا رفتار و
ضرغام بشکل بوتیمار رہا انکا واقف کار جاتے ہی پہنچا زمین گھس گیا انتظام کرنا شروع کیا داروغہ سے
کہا بہت جلد آج ہمکو حکم ملا ہے محفل عیش و سرور آراستہ ہوگی شراب قاعدے سے پہونچائی جائیگی آپ خود
تو دیکھین صاف کو ہم بہت صفائی سے کام کرینگے بادشاہ کی دوستی کا بیان الگ ہے ہوں بڑے امرا وزرا
قرابے سب کا سامان بوجہ احسن کرینگے آج شراب باہر تقسیم ہوگی اہالیان لشکر چھوٹے بڑے سب

محروم رہتے ہین شکایتیں ہوتی ہین سفر مین آئے ہین انتظام انکا واجب و لازم ہے اہالیان لشکر کو بھتا ملتا ہو شراب بھی پہونچائی جاے جیت وجالاک رہین دریا سحر تیار ہوگا سب اہالیان لشکر جوش مین رہین شراب پیین آبرو بڑھے آج لشکر مین بڑے تماشے ہونگے ایسی باتین کرکے ضرغام نے میخانے پر قبضہ کیا داروغہ بیچارہ باہر جا بیٹھا وہان سے تنتے ہوے سامنے مواج کے آئے گھبرائے ہوے مواج نے پوچھا کیون بو تیمار خیر تو ہے عرض کی حضور میخانے کا انتظام خراب تھا لشکر ساحران مین قحط شراب تھا سفر مین سردار و سپاہی کیسا ہو جب بن پڑے وہ انتظام کرے غلام اپنے ہاتھ سے شراب پہونچائیگا یہ بھی ہمنے سنا ہو کہ عیاران اسلام شراب کو آکر خراب کردیتے ہین شراب بیہوشی کا دور محفل کے طور ہم سبکو بخوبی پہچانتے ہین انتظام شراب کو بخوبی جانتے ہین غیر کو میخانے مین نہ آنے دینگے آج شفقت کیجیے اگر آپکے دشمنون پر کوئی خرابی آئے ہمارا بھی آرام دچین مٹے گا اپنی جان کی حفاظت کرتے ہین جینے کے نام پر مرتے ہین مواج بہت خوش ہوا برق سے آنکھ ملا کر کہا بی صبا رفتار میخانے کا تمکو اختیار ہے آج اس محفل کو تم بھی روشن کرو ہم سن چکے ہین کہ زینت محفل افراسیاب ہو علم موسیقی مین لاجواب ہو ہمارے شہنشاہ اس علم کے بڑے قدردان ہین سامنے خیمے مین فرزند ارجمند مواج صاحب کے شاہزادہ لطمہ صدگوش دریائے نوش ستار بجاتے ہین خوب سمجھتے ہین دوچار غزلین گاؤ وہ بھی محفل مین تشریف لائینگے برق سمجھا کہ ضرغام نے میخانے پر قبضہ کرلیا بیہوشی پہونچ گئی ہوگی برق نے مسکرا کر مواج کے کاندھے پر ہاتھ رکھا کہ کیون اے وزیر اعظم آپ کو بڑی تکلیف ہوئی کوہ نیلم سے تکلیف کرکے آئے اب لشکر مسلمانان پر کب چڑھائی منظور ہے ابھی لشکر مسلمانان بہت دور ہے اگر سامری وجمشید فتح نصیب کرین ہمکو فراموش نہ فرمایئے گا شہنشاہ نے آپکے واسطے سلطنت طلسم ہوشربا تجویز فرمائی ہے سب آپ ہی کا اختیار ہوگا تمام اہالیان دربند آپکی خدمت مین حاضر رہینگے ہم تو خدمتگزار ہین محافظت جان ہمارے سپرد ہے ایسی جانبازی کرین عیار کا دخل نہونے دین مقدم انتظام عیاران تھا وہ آپنے ایسے لطف کیا کبھی آج تک یہان انتظام نہوا تھا نہوگا اب عیار تڑپ تڑپ کر مرینگے آپکے سامنے کیا عیاری کرینگے اس ناز سے باتین کین مواج نے سر اٹھا کر جو دیکھا صبا رفتار باہر خسار بانہا عیاری سے آراستہ تنظورہ زر بفتی پہنیا وہ سقرلاتی جست وجالاک بیباک طرار کمسن فرار مواج بیقرار ہوگیا ہنسکر

جواب دیا اگر ہم بادشاہ طلسم ہونگے تمکو بھی سلطنت دینگے برق نے چٹکی لیکر کہا ابھی بیٹھو جب تخت نشین
ہوگے آنکھ بھی نہ ملاؤگے ہمکو بھول جاؤگے بیوفا بیمروت ہو اب محفل عیش و نشاط کی آراستہ کرنے کا
حکم دو طائفے عمدہ طلب کرو شہنشاہ کی محفل مین آٹھ پہر یہی سامان رہتا ہے **افراسیاب** بڑا
عیش پسند ہے ہم تمھارے خیمہ تنہائی مین نہ جائینگے الگ خیمہ ہمکو مرحمت فرمائیے تمھاری آنکھونسے ڈر
معلوم ہوتا ہے نگاہو نہین کھائے جاتے ہو ہنس ہنس کے باتین بناتے ہو مواج نے اوسی وقت حکم دیا طائفے
بلاؤ دل مین سمجھ گیا صبا رفتار تجھپر عاشق ہوئی سوچو نیر تاؤ پھیرنے لگا حیران ہو کر آئینہ اوٹھا لیا تاج کو
سر پر درست کرتا تھا خوشی کے مارے پھول گیا اپنے پہلو مین صبا رفتار نقلی کو کرسی دی میان برق
تنکر بیٹھے ناچ ہونے لگا گا رہی ہین ناچنے والیان بتا رہی ہین محفل مین ہنگامہ عیش و نشاط برپا ہے
سب تعریفین کر رہے ہین لیکن مواج نے پلٹ کر دیکھا تو صبا رفتار منہ لٹکائے بیٹھی ہین نہ تعریف نہ
توصیف نہ آہ نہ واہ مواج نے کہا اے صبا رفتار یہ طائفے سب مجرائی شہنشاہ طلسم کے ہین بڑی
بڑی تنخواہین انکی مقرر ہین تم کچھ انکی تعریف نہین کرتین برق نے کہا آپ کو اس علم مین دخل نہین
ہے ان بازاریون کی کیا تعریف کرین خیال کر کے سماعت فرمائیے سب بے ہنری ہین ساز سے بالکل الگ
آپکے صاحبزادے سمجھتے ہونگے گائنون نے جو یہ سنا گاتے گاتے رک گئین غصے سے کہا بی صبا رفتار
صاحب یہ پیشہ عیاری نہین ہے یہ علم موسیقی ہے برسون مین ایک چیز یاد ہوتی ہے آپنے مالک
کے سامنے ایسی مہمل بات کہدی کوئی چیز ہمارے سامنے گائیے اپنا بھی کمال دکھائیے تو احوال
معلوم ہو مواج نے بھی کہا اے صبا رفتار یہ سب اس علم مین کامل ہین تمھارے نزدیک بالکل
مہمل ہین بو تیمار بھی سامنے تھنے ہوئے آئے کہا بی صبا رفتار سب سامان مہیا ہے ایک چیز تم
بھی گا دو پھر سب کام ہو جائیگا عرصہ نکرو صبا رفتار اپنے مقام سے اوٹھی کسبیون سے تکرار بھی کی کہا
آئیے سنیے ہر چند کہ ہمارا پیشہ نہین ہے لیکن سماعت فرمائیے پھر اعتراض بھی کیجیے گا بو تیمار نقلی نے
لا کر گلابیان آراستہ کین برق تڑپکر محفل مین بیٹھا مواج سے آنکھ ملائی کہا حضور عطائی کو دیجیے
مواج تو اپنا عاشق جان چکا مسکرا کر کہا ہان بی صبا رفتار ہم تمھارے بہت مشتاق ہین برق
شعلہ جوالہ بنکر تڑپنے لگا مواج کی طرف متوجہ ہو کر یہ اشعار آبدار پڑھنے لگا **نظم**

ہوتا ہو خلق غم بھی تو نہین خوشی کے ساتھ آنسو بھر آئے دیکھے ہین اکثر ہنسی کے ساتھ ایک نئی آرزو ہو تو تبلا مین دی فلک

جھگڑے لگے ہین ہزار آدمی کے ساتھ
آئے شب وصال مگر آرزو یہ ہے
سرگرم اختلاط رہے بیکسی کے ساتھ
کیا قتل ہوگا میری طرح ہر گناہگار
جاتے ہین اپنے گھر عجب اک بیدلی کے ساتھ
اوس شوخ کو نہ آنے دیا میرے پاس تک
یہ روگ جانیوالے نہین زندگی کے ساتھ
جب مژدۂ وصال کسی نے دیا جلال

باندھو کمر ہی یہ دیا تھا دل اس لیے
جائے غم فراق بھی نکلے خوشی کے ساتھ
دیکھین ہم آن بان تری اے نگاہ یار
قاتل کیا کریگا مروت سبھی کے ساتھ
کیا جانے غیر مجھسے تو ملتا ہے کس طرح
مہندی بھی رنگ لاتی تھی گل تازگی کے ساتھ
کچھ خفگیان سہین مگر امیدوار ہون
نکلا وہ جھوٹ وہ بھی ذرا ہم ہنسی کے ساتھ

نکلی کوئی کسی سے کرون کیا کسی کے ساتھ
اچھی بسر ہوئی شب تنہائی فراق
الفت نباہ دو نجیو یون ہی کسی کے ساتھ
آئے تھے لاکھ دل لیے تیری انجمن مین ہم
سو رنگ کی ہین دوستیان دشمنی کے ساتھ
سمجھے ہین لیکے جائینگے مرقد مین درد عشق
جو ہم مجھسے ہو وہ نہ دیکھون کسی کے ساتھ
اس رنگ پہ برق نے یہ غزل

گائی تمام اہالیان دربار وجد مین تھے گانا بجانا ہزار طرح سے رنگ جمانا اہالیان محفل کا یہ قول ہے کہ صاحبو مقام انصاف ہے صبا رفتار کسکی تعریف کریے گانے مین بے مثل و بینظیر خوش لباس و خوش تقریر ہر آن و بان دلپذیر حسن مین رشک ماہ منیر دیکھو ایک غزل گا کے سب کا رنگ مٹا دیا کیا جلد اپنا رنگ جما دیا ملحوظ خاطر رہے کہ ضرغام بشکل بو تیمار منتظم شراب و برق بشکل صبا رفتار گانے مین رنگ جما رہا ہے لطمہ صد گوش دریا نوش یا تو الگ خیمے مین بیٹھا ہوا ستار بجا رہا تھا صبا رفتار کی آواز سنکر یہ بھی محفل مین آبیٹھا التعریف کر رہا ہے کہتا ہے بابا جان صبا رفتار کیا گانا گا رہی ہے یہ بیچاری بازاری کسبیان پیشہ ور بے ہنر اسکا کیا سامنا کر سکتی ہین دیکھیے سب دل لگا کر سن رہے ہین اسکے کمال پر سر دھن رہے ہین صبا رفتار جھک جھک کر سلام کرتی ہے کبھی معراج سے آنکھ ملائی کبھی لطمہ صد گوش کا منہ چڑھا دیا دونون باپ بیٹے بیقرار ہین معراج کو یہ جوش ہے کہ لڑائی فتح کرکے افراسیاب سے صبا رفتار کو مانگ لونگا لطمہ صد گوش خاموش اس فکر مین کہ آج ہی آپ قبضہ کرون کئی موتیون کے مالے اوتار دیے برق کا ارادہ ہے کہ تقریب شراب کردن یکایک چوبدار نے جھککر معراج کو سلام کیا کہا حضور کے تشریف لانیکی خبر تمام شہر مین مشتہر ہوئی گا بہنین چلے آتے ہین ایک پرانا گویا بڈھا کہتا ہے مین ہمیشہ خدمت سامری و جمشید مین رہا نام معراج کا سنکر آیا ہون امیدوار باریابی ہے برق و ضرغام کے کان کھڑے ہوئے سمجھے کہ استاد نامدار آگئے ضرغام نے جھککر عرض کی حضور کی سخاوت تمام عالم مین مشہور ہے ضرور طلب فرمائیے صبا رفتار نے

بھی کہا ہمارے شہنشاہ کی محفل مین بھی بڑے بڑے گانیوالے آتے ہین سرکار سے انعام واکرام بیحد پاتے
ہین اندر بلوائیے شاید ہم بھی پہچانین اس ملک کا کون ایسا رہنے والا ہے کہ جو خدمت مین ہمارے آقا کی
حاضر نہین ہوا ہم ایک ایک کو بخوبی پہچانتے ہین سب گویون کو بخوبی نام جانتے ہین چوبدار نے جاکر
حکم پہونچایا سب نے دیکھا ایک مرد ضعیف و نحیف مشروع کا پاجامہ اگلی وضع کا اوس مین سوسی کے
پیوند مفلسی سے دردمند آیت وان کا کرتا اوسمین نین سکھ کے پیوند چکن کی بوٹیان بنی ہوئین اتنا پرانا
ہے کہ بوٹیان کیڑے کہا گئے کمر مین خم موٹی ہوئی رگین نکلی ہوئین گوری صورت سرخ دو دپٹہ سر پر بندھا
ہوا تمبورہ کاندھے پر جوتا بھاری کام زردوزی اڑگیا زردسوت نکلا ہوا جب بنا ہوگا دو اشرفی کا
تھا اب وسکی خاک اڑکر سر تک پہونچتی ہے آنے کے ساتھ ہی معواج کو آواز دی اعلے اعلے مراتب ہین
چراغ وزارت روشن رہے شہنشاہ نیلم کا بیار رہے دشمن سرکار کا ذلیل و خوار رہے معواج دیکھکر صورت
کو پریشان ہوا لطمہ صد گوش نے کہا باباجان یہ اگلے لوگ ہین آواز مین تو قوت نہ ہوگی لیکن کمال
مین معمور ہین ایک چیز ضرور سماعت فرمائیے بڑے میان نے جو صبا رفتار کو بیٹھے دیکھا گھبرائے
برق نے دیکھا کہ اوستاد گھبرائے ہین اوٹھکر سلام کیا بھوی آنکھین دکھائین پوچھا بڑے میان صاحب
مزاج اچھا ہے کئی سال کے بعد آپ کو دیکھا دربار مین شہنشاہ کے تشریف لائے تھے کنیز کو نہین پہچانا
اب تو بڑے میان سنال ہوگئے ہنس کر کہا بی صبا رفتار اچھی ہین ہمنے بخوبی تمکو پہچانا
دکھن چلے گئے تھے پھر اپنے ہوشربا مین آئے ہمنے دو چار چیزین تمکو بتائی تھین وہ بھی یاد ہین
صبا رفتار نے کہا آپکے تصدق سے سب کام ہوچکا خاصہ تیار ہے نوش کیجیے بوتیمار نے بھی سنا
کہ کوئی نئے گویے صاحب آئے ہین یہ قرابے شراب کے ہاتھ مین لیے ہوئے محفل مین آئے
دیکھا صبا رفتار ہنس ہنس کے بڑے میان سے باتین کررہی ہے ضرغام بھی سمجھ گیا اپنے
جی مین کہتا ہے اب انکی کیا ضرورت تھی ہم تو سب کام کر چلے ہین قریب آکے جھک کر سلام کیا
کہا آپنے مجھکو بھی پہچانا بڑی بڑی آنکھین دیکھکر بڑے میان ہنسے کہا میان بوتیمار صاحب کیا کہنا
تم بھی اس سرکار مین نوکر ہو ضرغام نے کہا شراب پر ہمارا اختیار ہے بسم اللہ بیٹھیے بوتیمار و صبا رفتار
نے معواج سے عرض کی حضور یہ بڑے عمدہ گویے ہین بڑھاپے مین خوش آواز گانے مین
سوز وگداز بتاتے ہین بے نظیر کمال علم موسیقی سے معمور معواج نے پوچھا اسے بوتیمار تمنے انکو کہان

دیکھا تھا عرض کی حضور یہ کئی مرتبہ خدمت مین شہنشاہ نیلم کے حاضر ہوے آپکو یاد نہین ہے لطمۂ صد گوش نے پوچھا بڑے میان صاحب آپکا اسم شریف بڑے میان بہت ہنسے کہا حضور غلام کو جہال باکمال کہتے ہین ہان باپ نے جینے کے واسطے تان توڑ خان نام رکھا جب تان لگاؤن ستون بارگاہ ہل جائین اب تو بڑھاپا ہے جوانی مین لطف تھا استاد لوگ نام لیکر کان کھاتے ہین ہمیشہ بادشاہون کی صحبت مین جاتے ہین یہ سنکر صبار رفتار نے کہا اب زیادہ باتین نہ بنایئے سب سامان عیش و نشاط تیار ہے آپ ہی کی دیر تھی بڑے میان پالتھی مار کر بیٹھے ہین صبار رفتار نے تنبورہ ملایا بوڑھے آدمی لیکن غزل ہوا نون کے گانے کی شروع کی جسکی ردیف صورت یہ اشعار شروع کیے

نظم

یہ ہوا افتادگان کو حیرت دل ازبسکہ صورت
تماشا ہو گئی ہے طالب دیدار کیصورت
اوٹھایا اوس مسیحا نے جو اپنے بزم سے مجھکو
شب فرقت ہمارے دیدۂ بیدار کیصورت
اگر ہم قتل سے محروم گر آمادہ تھا قاتل
بنائی ہے تری تیغ نے ماتمدار کیصورت
اگر زندہ بھی رکھتا ہے کھلا کر تیغ ہجر ایسا
مصیبت کی الم کی رنج کی آزار کیصورت
تصور نے نظر کے وہ جلال اک تشنہ مارا
کہ جنبش تک نہیں ہے سایۂ دیوار کیصورت
تصور نے کیا ششدر رخ آئینہ کو یکسان
اوٹھا مین دیکھ کر صورت گرا بیمار کیصورت
نہیں معلوم کیفیت ہے مینا نہیں کیا
قضا کو تیغ دیکھا کی قضا تلوار کیصورت
گلو نہیں رشتہ الفت کی محبت کا
نہ سمجھا مین اوٹھا عمر بھر محجوب زار کیصورت
بہت جانانہ بیدا کرینگے آئینہ و شانہ
لہو پیتا ہے دل بھی دیدۂ خونبار کیصورت
تمہارے دیکھنے والیکا ہے مشتاق اک عالم
نظر آتی ہے مجھکو دونون جہان یار کیصورت
فلک تا بند ہو دیدۂ انجم کا کیا بہوے
وہان جھکتا ہے وہ جھکر سر اپنا گو کیصورت
حقیقت مین سر ہو غم نہیں عاشق کے نکا
کہین تسبیح کیصورت کہین زنار کیصورت
دکھا دی کھینچکر نقاش تحریر یار نے مجھکو
تری حیرت زدہ تیرے جگر افگار کیصورت

اس لطف سے یہ غزل بڑے میان نے گائی سب رنڈیان استاد استاد کہکر بلائین لینے لگین لطمۂ صد گوش دریا نوش نے موتیون کا مالا اپنے گلے سے اوتار دیا سب تعریفین کر رہے ہین کہتے ہین صاحب اس بڑھاپے مین یہ آواز گانیمین یہ زور گداز گلے مین ہڈی نہین ہے چرخی پھرتی ہے صبار رفتار نقلی نے بڑھکر کہا بڑے میانصاحب مین تو آپکی کنیز ہون چند چیزین آپنے ایسی بتا دین کہ جس محفل مین گائی سرسبز ہوئی یہ دربار بھی بڑے قدردان کا ہے معوج بہت کچھ دینگے آپکو تعویذ بازو بنا لینگے ہمکو یاد ہے آپنے دربار مین افراسیاب کے ساقی گری کی تھی وہ کمال یہان بھی دکھایئے سبکو دیوانہ بنایئے معوج نے پوچھا ساقی گری مین کیا کمال ہے صرف شراب دیتے ہین بلکہ پلانا میان صاحب بہت ہنسے کہا بی صبار رفتار صاحب امتحان کرتی ہین جوانی مین سب کام کرتے تھے

ساقی گری کے یہ معنے ہین پانون مین گھنگرو باندھین پیشواز پہنین پہلے کھڑے ہوکر گت ناچین
جام بلورین لبریز کرکے سر پر رکھین اس طرح سے سب کو شراب پلائین یہ جوانی کے کام تھے اب پانون
مین طاقت نہین آنکھون مین بصارت نہین افراسیاب بادشاہ جلیل تھا اونکی صحبت مین یہ کام
کیا ایسا کچھہ بلا بیٹونکی شادی کی برادری کو جمع کیا اب بہت دشوار ہے صبار قتار نے کہا استاد
مین ہرگز نہ مانونگی یہ بھی بڑی صحبت ہو دیکھیے کیسے کیسے شاہزادے جمع ہین مواج کے صاحبزادے
بڑے قدردان ہین آپکے شاگرد ہونگے لاکھون روپے کی شیرینی تقسیم ہوگی تمام شہرون مین نام ہوگا
کہ فرزند وزیر اعظم بڑے میانصاحب کے شاگرد ہین بڑے بڑے گویئے آپکی خدمت مین حاضر ہین
میان بوتیمار و صبار قتار قدمونسے بڑے میان کے لپٹ گئے منتین کررہے ہین ساقی گری پر
بڑا اصرار ہے بڑے میان کو بسبب ضعف و نقاہت انکار ہے مواج نے کہا بڑے میان آپ کیون
اس قدر انکار کرتے ہین یہان سب قدردان جمع ہین اس علم مین سبکو دخل ہے بڑے میان
صاحبنے کہا حضور بڑی مشکل ہے ہماری ساقی گری مین بڑا صرف ہوتا ہی جب ہم ساقی ہون
کوئی باقی نرہے سارا میخانہ خرچ ہو جائیگا لشکر مین کوئی خرد و کلان ادنے و اعلے پیر و جوان
دوکاندار باقی نرہے سبکو شراب پہونچے لطمہ صد گوش بہت مشتاق ہوا کہا بڑے میانصاحب
صرف تو ہمارا ہوگا آپ کیون تردد کرتے ہین میخانے مین ساٹھہ ہزار تیلا تیار رکھا ہی بوتلین
قرابے گلابیان بے حساب ہین بیخوف تقسیم کیجیے جسکو مزاج مین آئے دیجیے کدن آپکا ہاتھہ پکڑتا
ہے بوتیمار ناحق کو لڑتا ہے یہ سنکر بڑے میان آمادہ ہوے کہا بوتیمار و بی صبار قتار نے بڑی
ہمکو تکلیف دی لیکن خوشی تمھاری اب ایک کام کیجیے تمام لشکر مین شراب پہونچائیے مین
بھی میخانے مین حاضر ہوتا ہون محفل مین شراب اپنے قاعدے سے لاؤنگا ضرغام نے کہا آپ
تکلیف نفرمایئے پہلے سے انتظام ہوگیا ہے لوگ حیران ہین کہ میان بوتیمار سے بڑے راز و نیاز
کی باتین ہوتی ہین صبا قتار پر بہت مہربان ہین دربار افراسیاب کے احسان ہین اسکو بتایا
بھی ہے صبار قتار بھی کائل ہوگئی بڑے میان بوتیمار کے ساتھہ میخانے مین آئے صبا قتار
بھی جھپٹ کر آئی اوستاد و شاگرد ایک مقام پر ہوے ضرغام نے عرض کی مین سب شراب
مین بیہوشی ملا چکا اب تقسیم کرتا ہون آپ صحبت مین تشریف لیجائین خواجہ عمرو نے جا بیسن

گلابیان اپنے قاعدے سے درست کین کنتر الماس نگار ادس ہین شراب گلنار بلکھرے اونکے
تمامی سے باندھے اس سلیقے سے شراب محفل ہین آئی جسکی نگاہ کشتیون پر شراب کی پڑی دیکھکر
لوگ مست ہوگئے کہا صاحبو دیکھو بڑے میان کس سلیقے سے شراب لائے ہین زاہد صد سالہ
کی بھی رال ٹپک پڑے تائب توبہ شکنی کرے دل چاہتا ہے کہ شراب پیجیے جان و مال بنا بڑے
میان پر تصدق کیجیے اب میان گویے نے جو اسی گھنگرو پانو مین باندھے بھاری پیشواز جسم پر
آراستہ کی گت شروع ہوئی ساز مل گئے اس لطف سے بڑے میان نے گت ناچی تمام اہالیان محفل
کی بری گت تھی سب تعریفین کر رہے تھے بڑے میان توڑے لئے جاتے تھے اوسی جوش و خروش
مین جھک کر جام می ارغوانی لبریز کیا سر پر رکھا اب ہلڑ ہوا بڑے میان کی آبرو مٹی انجام بخیر
نہ ہوگا جام مدور رو و قدح سر سے گر جائیگا بڑے میان نے سانس کو روکا جسم سادھا ٹھوکرین
لیتے ہوے چلے کیا مجال کہ ایک قطرہ بھی زمین مین گرے جب مواج کے سامنے پہونچے جھک کر
کہا ایسے قدر دانون کو سر سے شراب پلانا چاہیے اس سر سے کون آگاہ ہے سراسر اسرار ہے یہ
کون جانتا ہے کہ یہ عیار نامدار ہے مواج نے دونون ہاتھ بڑھائے جام سر سے لیا بے اندیشہ انجام
پی گیا دوسرا پلٹ کر لطیفہ صد گوش دریا نوش کو دیا تمام اہالیان دربار کو سکتا ہے ہر ایک کا
یہی قول ہے صاحبو یہ کمال کبھی نہ دیکھا تھا بو تیمار و صبا رفتار گلابیان قرابے ہاتھ مین لیے
ہوے حاضر ہین صبا رفتار کہتی جاتی ہے حضور یہ آپ ہی کا کام ہے غیر دربار مین بلا تکلف بخوف و بیم
خدا آپ کو سلامت رکھے آپکی وجہ سے ہم سب کا نام ہے دور جام بے اندیشہ انجام چل رہا ہے خواص طرار
و فرار خدمتگزاری کو دو عیار خوب رنگ جما چالیس لاکھ فوج مین شراب پہونچی پلٹن رسالہ خادم
خدمتگار حاجب دربان چوبدار دوکاندار کوئی باقی نہین رہا لشکر مین جو مفت کی شراب تقسیم ہوئی
جو نہ پیتے تھے اونھون نے بھی پی نمک سرکاری تاثیر کرنے لگا نشے مین کمیدان سالدار افسران
فوج کرسیون پر بیٹھے ہین دور شراب جو پیا بلبلائے طرف اپنی فوج والون کے متوجہ ہو پیادے
بیباک جست و چالاک نشے مین تر رہے ہین ایک پیادہ سونٹا لیکر اوٹھا کمیدان سے آنکھ
ملا کر کہا کمیدان صاحب اس سونٹے نے کئی افسرون کے سر پھاڑے ہماری تنخواہ مین کبھی تصرف
نہو ہم زمین مین بیٹھے ہین آپ کرسی پر احمق بنکر بیٹھے ہم پیادے شہزادے ہین ہم سے

ڈرے نیچے آئے کمیدان نے کہا وہ کمیدان اور ہونگے جو پیادون سے دبین مین وہ کمیدان ہون کبھی پیادون سے نہین ڈرا ہزارے لڑونگا پیادہ نشے مین تھا بلبلا کے اوٹھ کھڑا ہوا کمیدان تلوار ٹیک کر اوٹھے دونون لڑکھڑا کے گرے اور سب دوڑے جو اوٹھا جہان سے اوٹھا بر لب فرش فرش ہوئے رسالدار نے جو دیکھا کہ کمیدان گرے اونھون نے فرمایا کمیدان بڑے بودے ہین مین رسالے سے اپنے نہین ڈرتا سائیس سامنے بیٹھا تھا اوسنے بھی ایک جام پیا کہا رسالدار صاحب منھ زوری نہ کیجیے رسالدار نے کہا ابے ٹٹوے تو بھی بولتا ہے گھوڑا تو سخت ہو گیا تجھی پر سواری لونگا سائیس نے میخ اوکھالی رسی لیکر دوڑا کہا آپکی اگاڑی پچھاڑی باندھونگا سالمبی علم دریا وہی ہم کم خور منھ زور شکیو نہین ہین سب بھونریون سے پاک مثل مرکب جست و چالاک ہوتے ہین رسالدار و سائیس سے لڑائی ہونے لگی سوار بھی اوٹھے گھوڑے چھوٹ گئے سائیسون مین ہنگامہ ہوا سب گر کر بیہوش ہوئے سارے لشکر مین یہی قیامت ہے جو جہان گرا بیہوش ہوا دوکاندار سجے سجائے اپنی دوکانون پر بیٹھے ہین حلوائی جلیبی داس شراب پیکے جو بیٹھا پوری کچوری کھانیوالا جو لھا جل رہا ہے مشقت پوری کرتا ہے صورت کا میٹھا مزاج کا کڑوا شراب کے نشے مین اوٹھا نوکر پر خفا ہوا اچھلا کر خود ہی چولھے مین پھاند پڑا جورو نے دیکھا شوہر آگ مین گرا کہا مین بھی ستی ہو جاؤن یہ بھی پھاند پڑی سارے لشکر مین تاثیر شراب نے کی سبکو خراب کیا بعض بے ربط و ضابطہ نشہ جو ہوا سوچے اپنے گھر چلو نیرنگون کی نمایش ہے اپنے گھر چلکر سو رہو ضبط کرکے اوٹھے گھر جانیکا قصد کیا لیکن مزاج کے رنگین بڑے چلبلے کے رہنے والے خود بھی جوڑے چلبلے رنڈی کی گائی ہوئی ٹھمری یاد آئی نشے کی دھن مین گنگنانے کے تان لگائی گٹکری جو لی چیخ کھا کر دھم سے گر پڑے لیکن ٹھمری تمام کی بعض نے بیٹھے بیٹھے کہا رو بڑا غضب ہوا آب برد گئی انکی برسات بڑی ہوئی ندی نالے چڑھے دریا بڑھے دیکھو دریا جوش مارتا ہوا آپہونچا دوسرے نے کہا بھائی نہ گھبراؤ مین جست و چالاک ہون تیراک ہون میرے کاندھے پر ہاتھ رکھو ایک غوطے مین اوس پار ہین اونھون نے اونکے کاندھے پر ہاتھ رکھا اسنے ناک پکڑ کے غوطہ مارا دونون غرق دریای لعنت ہوئے لشکر مین تو یہ ہنگامہ ہے بارگاہ مین سبکو شراب پہونچائی شمعہای کافوری روشن ہین لو تیمار نقلی نے اشارہ کیا قبلہ و کعبہ جلدی کیجیے ستارہ سحری چمکا صبح قریب ہے ساقی روز میکدۂ مغرب سے جام آفتاب لیکر برآمد ہوا چاہتا ہے جلدی شراب سبکو پہونچایے

برق فرنگی بصورت صبار فتار ہنستا ہوا قریب مواج کے آیا کہا کیون جی ہمارے آپکے کیا وعدہ
تھا چلو آرام کرین ساری رات یونہین کاٹی مواج نے کہا چلتا ہون ادھر لطمہ صدگوش کیجانب بیٹا
کہا تم جوان ہو مجھ سے الگ کھینچگے لطمہ صدگوش کو بھی جوش آیا مواج نے جو صبار فتار کو جان جان
کہا لطمہ صدگوش نے جواب دیا بابا جان پچھتائیگا میری معشوقہ کے شجر حسن سے پھل نہ پائیگا مین سیر حاصل
ہون مواج نے کہا اے نالائق تیری ماں ہوئی لطمہ صدگوش نے کہا ہو بہ نگاہ ڈالتا ہے برق بیچ
مین سے بولا کہا جو صاحب غالب آئین مین اوسکے راضی ہون آپسمین فیصلہ کرلو دونون باپ بیٹے ملبلا اٹھے
ہوے اوٹھی بیہوشی تاثیر کرچکی تھی لڑکھڑا کے گرے بادشاہ کا گرنا تمام اہالیان دربار لینا لینا کہکر اوٹھے جو اوٹھا
اوٹھا عمرو نے نعرہ کیا نیمچہ کھینچکر جا پڑے پہلے مواج بن گرداب دم خوار پر ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے ہوے
لطمہ صدگوش کا سر کاٹا سردارون کو قتل کرنا شروع کیا ہنگامہ گیرودار برپا ہوا آوازین ہیبت ناک
آنے لگین کشتی مرا نام من فلان بود زوجہ مواج جیحون جادو اپنے خیمے مین پڑی ہوئی سو رہی
تھی اسکی آنکھ جو کھلی صحن مین نکل کر دیکھا آواز آرہی ہے کشتی مرا نام من مواج بن گرداب آدم خوار بود
سر پیٹتی ہوئی دوڑی دیکھا بارگاہ مین آکر ایک بڈھا سبکو قتل کررہا ہے لاشہ شوہر و فرزند خاک و
خون مین غلطان سر اپنا پیٹ لیا عمرو نے جو جیحون کو دیکھا چاہا جست کرکے بارگاہ سے نکلجاوے
جیحون نے سحر کیا آواز گیر دی خواجہ زمین مین گرے ضرغام جو بشکل بوتیمار تھا اسنے پہلو سے کمند
ماری جیحون گری حباب مار کر بیہوش کیا اور برق کہ بشکل صبار فتار تھا چونکہ خواجہ سحر مین مشغول
تھے اوٹھا لیا استاد کو اپنے کاندھے پر ڈالا جادوگرون نے جو آکر پکڑا برق نے کہا او نالائقو دشمن
مار پیٹ کر بھاگ گئے اونکو نہ پکڑا مین عیار نہ تھی حیرت کی ہون سند کا رقعہ میرے پاس موجود ہے مینے
قاتل کو مواج کے پکڑا ہے بوتیمار نے جیحون کو بچایا ہے یہ کہکر رقعہ دکھایا جادوگرون نے برق
کو چھوڑ دیا ضرغام پشت پر جیحون کو لادے ہوے برق اپنے استاد کو اوٹھائے ہوے
جست و خیز کرتا ہوا چلا برق کو جو دل لگی سوجھی وہین سے نعرہ کیا اے ساحران غدار اے ملازمان مواج
بن گرداب آدم خوار دیکھو تمھاری آنکھو مین خاک ڈالکر اپنے استاد کو لیے جاتے ہین جیحون کو میرے
بھائی ضرغام نے باندھا ہے اب سکو جا کر مار ڈالینگے جادوگر لینا لینا کہکر دوڑے عمرو نے کہا اے
برق یہ تو نے کیا کیا برق نے کہا اوستاد مجھے کوئی نہ پائیگا عمرو کے تو ہاتھ پانون بیکار ہین کاندھے

برق کے بیتاب وبیقرار ہوئے ہین ضرغام نے کہا او برق تو نے یہ غضب کیا ارے ظالم نام بھی بتا دیا
برق نے کہا بھاگو جیحون کو جلدی قتل کرو کہ استاد کے ہاتھ پاؤن مین قوت آئے اسی کے سحر مین
مبتلا ہین ضرغام جست کرتا ہوا بھاگا ایک جانب برق چلا لیکن کہتا جاتا ہی اے ضرغام جیحون
کو قتل کر ضرغام کہتا ہی ارے بیباک ٹھہر نیکی جو مہلت پاؤن تو قتل کرون ساحر چلے آتے ہین ذرا
رک جاؤن وہ سحر کر کے پکڑ لین تیرے دوش پر والدنا مدار کا پشتارہ ہی کسی جانب بھاگ کر نکل جاؤ
جادوگرون نے زیادہ تعاقب کیا ضرغام کا کہ اوسکے پاس جیحون ہی مالک تو مارا گیا بی بی کو
اوسکی بچالین ضرغام بدحواس عالم یاس برق کو برا بھلا کہتا ہوا جست وخیز کرتا ہوا جاتا ہی ساحر پیچھا
نہین چھوڑتے چلے ہی آتے ہین قریب ایک گاؤن کے پہونچا وقت سحر ایک حلوائی نے آگ سلگائی
کڑھاو مین من بھر گھی ڈالا گھی کڑکڑا رہا ہی حلوائی کا ارادہ ہی کہ پوریان پکاؤن ضرغام جست
کرتا ہوا قریب کڑھاو کے پہونچا گھبرایا ہوا کہ ایسا نہو ساحر سحر کرین مین گرفتار ہو جاؤن جیحون
کے سحر مین والدنا مدار مبتلا ہین برق بھی بھاگا ہوا آتا ہے جادوگرون نے غل مچایا گاؤن کے
گنوار بھی دوڑ پڑے ضرغام نے گھبرا کر جیحون کو اوسی کڑھاو مین ڈالدیا گھی کھول رہا تھا گرتے ہی
جیحون کباب بن گئی ایک زناٹا ہوا حلوائی تو بھاگا کہ یہ کیا آفت برپا ہوئی جیحون کے مرنے
سے اندھیرا ہوا خواجہ پر سے سحر اوترا کاندھے سے برق کے کود کے دو تھپڑ مارے کہا کیون بے
یہ کیا حرکت تھی برق نے کہا استاد عیاری کا یہی مزا ہے بلا سے جی بہلتا ہی بھلا ضرغام نے
خوب کام کیا خواجہ کو خود لیکر طرف برق کے دوڑے برق بھلا کب مستاب ہوتا ہی ایک درہ کوہ مین
گھسکر بھاگا ضرغام ایک طرف گیا تینون عیار قہقہے مارتے ہوے ہنسی خوشی طرف اپنے لشکر کے
چلے کہ انکا ذکر وقت پر کیا جائیگا اب کمیت داستان ذکر افراسیاب خانہ خراب جسے لازم ہی کہ یہ باغ سیب
مین مصروف عیش و نشاط ہی نازنینان مہ جبین خدمت مین حاضر ہین شرابخواری مین مصروف تمام
رنج وغم بھولا ہوا معشوقان گلعذار کو دیکھکر بھولا ہوا نشے مین کہتا ہی معواج کا دریا تیار ہوا ہوگا
مسلمانونکو ڈبو رہا ہوگا غضب کا اوسکا سحر ہے جب کبھی معواج لڑا بے فتح کیے نہین پلٹا وہ غفلت مین
بر سر لشکر اسلام آئیگا طبل جنگی نہین بجوائیگا یہ باتین کر رہا تھا کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا طوفان
قہر نگاہ وزیر اعظم معواج مثل شعلہ جوالا اوڑتا ہوا آتا ہے زمین پر اوترا افراسیاب کو سلام کیا پایہ تخت

کو بوسہ دیا عرضی مواج کی افراسیاب کو دی افراسیاب نے پڑھا یہی لکھا تھا کہ عیاروںکا تو مینے انتظام
کرلیا اب کوئی عیار میرے لشکر مین نہ آسکیگا جو آئیگا اوسکو پہچانکر مارڈالونگا لیکن مینے سنا ہی حضور باغیوں کا
قتل ہونا نہیں چاہتے ہمیشہ یہی قصد رہتا ہی کہ یہ لوگ اطاعت کرین ملکہ حیرت کا تو حکم قطعی ملا قتل و غیر قتل
کا تمکو اختیار ہے لیکن غلام آپ کے حکم قضا شیم کا امیدوار ہی میرے سحر کے جوش سے آپ آگاہ ہین جب
دریا چڑھا کشتی حیات دشمن طوفانی دشمن کو حیرانی و پریشانی آپ اپنے ہاتھ سے مجھکو لکھ بھیجیے کہ مین بخوبی
مطمئن ہو جاؤن مین بہار و حمزہ کا پاس نکرونگا دشمنونکے خون سے ہاتھ بھرونگا ایسا نہو حضور کو ملال
ہو اسوجہ سے وزیر اعظم کو اپنے روانہ کیا زبانی بھی عرض کریگا افراسیاب نے طوفان قہر نگاہ کو پہلو مین جگہ
دی حال لشکر مواج پوچھا طوفان نے عرض کی بڑے اوج پر لشکر مواج ہی وہ فوج ظفر موج لیکر
کوہ نیلم سے اوترا شہنشاہ نیلم نے اپنے کل سردار ساتھ کر دیے اونکا بار سحر کون اوٹھا سکیگا ایک ایک
جہاندیدہ کار آزمودہ جلد مجھکو حکم دیجیے مین رخصت ہو کر جاؤن جب ملکہ حیرت کا حکم قطعی پہونچا
مشیرون نے صلاح دی حکم شہنشاہ ضرور ہے غفلت کرنا سراسر عقل کا قصور ہے افراسیاب نے کہا
اب شام ہو چکی ہے خیر خواہ دولت آج شب کو باغ سیب مین آرام کرو کل فرمان دیکر روانہ کرینگے ہر چند
طوفان نے چاہا رات ہی کو چلا جاؤن افراسیاب نے تمام شب کو طوفان بھی مصروف عیش و
نشاط رہا بوقت سحر عرض کی اے شہنشاہ ایک شب مجھکو راہ مین ایک شب یہان بسر ہوئی دو
شبانہ روز گذرے ہین اپنے آقا سے جدا ہون اب حکم محکم مرحمت فرمائیے افراسیاب نے کہا اے
طوفان قہر نگاہ شہنشاہ نیلم ہمارا قوت بازو و مواج زینت پہلو حکم کیا مواج کو سب طرح اختیار دیا
جسکو چاہے قتل کرے جسکی خطا معاف کردیگا ہم اوسکی جانبخشی کرینگے صاف صاف جاکر کہدینا کہ تمھارے
حکم مین کوئی دخل نہ دیگا باغیونکو گرفتار کرو جس طرح مزاج مین آئے سامان جنگ ہو یہ کہکر طوفان کو
خلعت فاخرہ دیا طوفان رخصت ہو کر طرف لشکر مواج کے چلا لیکن خود بخود دل دھڑک رہا ہی کلیجہ بھر
رہا ہی دل سے کہتا ہی اے طوفان مالک نے انتظام عیارون کا کیا میرے سامنے ہی آمد عیارونکی شروع
ہو گئی تھی سامری و جمشید خیر کرین خود بخود مزاج برہم ہی دل پر ہجوم فوج غم و الم ہی ہر چند مواج
مالک میرا بہت ہوشیار ہی لشکر اسلام کا ایک ایک عیار بلائے روزگار ہی جن ظالمون نے حجرہ ہای بلا
پر عیاریان کین تاریک شکل کرش کے پاس گئے یا سامری و جمشید ہین سکو جاکر خیر و عافیت سے

دیکھون بروقت روانگی شہنشاہ نیلم نے خاص مجھسے فرمایا تھا اے طوفان میرے وزیر اعظم پر سینہ سپر
رکھنا مین ناحق نامہ لیکر گیا دو دن دولت سے جدا رہا یہ دل سے باتین کرتا ہوا ٹھنڈی سانسین بھرتا
ہوا آسمان پر چمکا سر اوٹھا کر دیکھا بارگاہین خیمے ہوا مین اڑتے پھرتے ہین سرنگون جا بجا دریاے
خون لاشے ہزارون پڑے ہین ہاے آقا کہکر زمین پر گرا ایک ہی مقام پر لاشہ مواج و لطمہ صد گوش
پایا جیحون زوجہ مواج کا نشان نہین ملتا ہزار ہا سر کٹے پڑے ہین کچھہ لوگ بھاگے ہوے چلے
جاتے ہین کچھہ رو رہے ہین کوئی مرد ضعیف اپنے نوجوان بیٹے کی نعش پر رو رہا ہے کوئی پکارتا ہے اے
بھائی ہم تو رات کو سو گئے شراب پی کے بیہوش ہو گئے تمکو کسنے قتل کیا ہم رونے پیٹنے کو باقی ہے تمھاری
جدائی کے ظلم سہنے طوفان نے پکار کر آواز دی ارے یارو یہ کیا معرکہ ہوا اتنے بڑے لشکر قیامت اثر کو
کسنے تباہ کیا کیا مسلمان شبخون آئے تھے اونہین سے کوئی کشتہ سحر نہین ہے معلوم ہوتا ہے مثل بکریون کے
کسینے ذبح کر ڈالا لاکھہ طوفان چیختا ہے جادوگر اسکی صورت دیکھکر بھاگنے لگے کوئی کہتا ہے یارو
بھاگو اب ملک الموت بصورت طوفان آیا جو بچا اپنی جان کو غنیمت جانے اس سے بات نکرو یہ بھی کوئی جلاد ہے
نئی طرح کی افتاد ہے بھاگ کر کوہ نیلم پر چلو بعض کہتے ہین شہنشاہ نیلم کو نکلوا دیگا اپنے وزیر کا حال پوچھیگا
کیا حال بتاؤنگے اہالیان وطن کو کیا روے سیاہ دکھائینگے شہر نیلم حصار مین لاکھون عورتین بیوہ ہو گئین
جب جائینگے وہ گھر و بچے پیٹتی ہوئی نکل آئینگی اپنے اپنے وارث کا حال پوچھینگی کیون بھائیو کیا بتاؤ گے
قاتل مقتول کا نام بھی نہین جانتے برباد کرنیوالے کی صورت بھی نہین پہچانتے طوفان یہ حال پرملال
دیکھکر دیوانہ ہو گیا اسکو دیکھکر ہزارون جادوگر بھاگ کر نکل گئے کوئی طایر بنکر اڑا عنقا ہو گیا کسینے
فورا سحر کرکے اپنے کو غرق زمین کیا آخر ایک جادوگر کو دوڑ کر طوفان نے پکڑا کہا ارے ذرا ٹھہر جا دو روز تمین
مین لشکر مین نہین تھا دو دن مین چالیس لاکھہ کا لشکر تباہ ہو گیا ارے جو ہونا تھا وہ ہو چکا مجھسے حال تباہی
مفصل کیفیت سناؤ کیا مسلمان شبخون آگرے یہان بھی تو لشکر بیشمار تھا میرا آقا مواج کامل الکمال دس
لاکھہ سے اکیلا لڑتا لطمہ صد گوش دریا نوش اگر سحر کرتا دشمن کو پناہ پانی مشکل ہوتی یہ تو سب کیسی
موت مارے گئے کوئی ایسا ظالم آیا کہ شکمین بانہ ھکر مارا وہ جادوگر ہاتھہ جوڑنے لگا حال تو نہین بتاتا منتین
کرتا ہے مجھے چھوڑ دیجیے میرا جوان بھائی مارا گیا بیٹے کا پتہ نہین ملتا طوفان نے غصے مین ایک طمانچہ مارا کہا او
نامرد اب کیون ڈرتا ہے خوف سے مرتا ہے مجھے نہین پہچانتا مین طوفان قہر نگاہ جملہ اسودگان کا مین منتظم تھا تیری

باتون سے یہ معلوم ہوتا ہی دو دن مین لشکر سے بیگانہ ہوا چالیس لاکھہ کے لشکر کا حال افسانہ ہوا جب
طوفان اونکے ہاتھہ باندھنے لگا تب اوسنے گڑگڑا کر کہا اے وزیر اعظم آپکے سامنے صبا رفتار و بوتیمار آئے
تھے رات کو جلسہ گرم ہوا تمام لشکر مین شراب تقسیم ہوئی جو نہ پیتے تھے لالچ مین اونھون نے بھی پی مینے احتیاط
کی ایک جام پیکر پڑ رہا لیکن اوس شراب مین یہ تاثیر تھی ہر خرد و کلان ایک جلوہ مین الو جام مین دیوانہ ہم تو سو گئے
یکایک آئے وزیر آئین منم مہتر برق فرنگی منم ضرغام شیر دل منم خواجہ عمرو ملکہ جیحون کا لاشہ گانون مین
حلوائی کی دوکان مین پڑا ہی ایک عیار اوسکا پشتارہ باندھکر لیگیا گھی کھول رہا تھا جیحون کو اوسمین
ڈالدیا اب یہ سننے مین آیا جو گویا بنکر آیا تھا وہ عمرو عیار تھا بوتیمار و صبا رفتار جو تھی عیار
تھے شراب پلا کر ایک رات مین سبکو بیہوش کیا پہلے مواج و لطمہ و صد گوش کو مارا ہم پڑے ہو دیکھہ رہے
تھے عیار شکار کھیلتے پھرتے تھے ہم چپکے پڑے رہے کچھہ منہہ سے نہین بولے جب تو بچے خیر گذری ہم تک
وہ عیار نہین آئے ہمین چھوڑ دیجیے ہم کوہ نیلم پر جا بسینگے طوفان قہر نگاہ کی آنکھون سے دریا اشک بہہ رہا
ہی اسیطرح دس پانچ جادوگرون کو پکڑ کے اونسے حال پوچھا ہر شخص نے عمرو کا نام ضرور لیا چالیس لاکھہ
فوج کا بیڑا دو پانچ کوس کے گردے مین تھا پھرتے پھرتے دیوانہ ہوگیا زبانی اہالیان قریات یہ بخوبی
ظاہر ہوا کہ عمرو نے سبکو مارا ایسے مجمع عام مین وہی عیاری کرتا ہی اوسنے بڑے بڑے ساحرونکو مارا
عشاق سبزہ رنگ کہ افراسیاب کا استاد تھا علم نجوم و کہانت مین لاجواب تھا اپنے واسطے اوسنے
گنبد بنایا کہ اوس مین سے نہ نکلونگا عمرو نے حیرت بنکر اوسکو بھی مارا تھا یہ کام اوسی ساربان زادے
کا ہی اب طوفان قہر نگاہ کو جوش آیا دلمین کہتا ہی کہ مین شہنشاہ نیلم کو جاکر کیا جواب دون لطف
خیر خواہی یہ ہی کہ قاتل کو اپنے آقا کے گرفتار کرکے لیجاؤن ورنہ نیلم بادشاہ قہار و جبار ہی نہیں معلوم
کیا قیامت برپا کریگا یہ سوچکر مجمع ساحران سے نکلا دس پانچ کو غصے مین قتل بھی کیا غصے مین عقاب سحر
پر سوار ہو کر چلا کوہ و دشت و بیابان کو طی کرتا ہوا جاتا ہی ہر ایک صحرا مین دیکھتا ہی لاکھون جادوگر پڑے
ہین ہمارے ہی لشکر والے بھاگ کر آئے ہین ہزارون جاکر دیہات مین چھپے کچھہ جاکر درہ ہاے کوہ مین مخفی ہوئے
جہانتک طوفان کی نگاہ کام کرتی ہی ساحر ہی ساحر بھاگے ہوے معلوم ہوتے ہین دیہات و قریات بھرے
ہوے ہین طوفان عقاب سے اوترا سوچا کہ سمت دریافت کرکے تا بہ لشکر اسلام جاؤن عمرو کو گرفتار کرکے
لے بھاگون تیغہ پکڑے ہوے جنگل مین دوڑا دوڑا پھر رہا ہی جو کوئی گنوار گانو سے نکلا عمرو جانکر اسکو گولا

مار دیا کسی کا سر کاٹ لیا گنوار دوڑے جب ٹُنے پوچھا معلوم ہوا اُس مقتول کا بھلیا نام تھا گنگاری
کام تھا سوچا صدہا بیگناہ کے خون میرے ہاتھ سے ہوے اسطرح عمرو نہ ملیگا کسی سے دریافت کرون مقام ساربان زادے
کا پوچھون تقدیر تو عمرو کی اسکے پاس ہے صورت خواجہ کی تمام عالم مین مشہور ہے یہ سوچتا ہوا دل سے جاتا ہے
قضا ہی کار مہتر برق نامدار ایک جادوگر کی صورت بنا ہوا جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہے طوفان نے پکارا میان
ساحر صاحب ذرا ٹھہر جاؤ برق جست کرکے قریب آیا تیور دیکھے صاف ظاہر ہوا کہ کیسکی جستجو مین نکلا ہے ساحر
بھی بہت زبردست خیال مین آیا اے برق یہ بھی ایک شکار ملا اسکو نہ چھوڑو اسکا حال پوچھو طوفان
نے کہا میان ساحر صاحب کہان سے آتے ہو برق نے کہا آپ اپنا احوال فرمایئے آپ کہان جاتے ہین ہم تو
اسی گانون کے رہنے والے ہین طوفان جوش مین تھا اُبل پڑا کہا بھائی ساحر ہمارا حال نہ پوچھو
ہمنے بڑی مصیبت اوٹھائی وہ کیفیت دیکھی سامری و جمشید کسیکو نہ دکھائین فلک تفرقہ پرداز
گردون کجباز نے آوارۂ دشت ادبار کیا مصیبت مین گرفتار کیا ہم وہ ہین جو کبھی قصر سے نہ نکلے
تھے دھوپ کے نام سے جلتے تھے شہنشاہ نیلم بادشاہ محترم و محتشم افراسیاب کا قوت بازو سامری
و جمشید کا زینت و پہلو سات سو ملک کا حاکم عجائب طلسمات کا ناظم ہم اوسکے مصاحب نامدار اوسکا
وزیر دریا دل صاحب جاہ و وقار معراج بن گرداب آدم خوار چالیس لاکھ فوج لیکر کوہ نیلم سے برائے
مقابلۂ مسلمانان اوترا افسوس ہے طبل جنگی بھی نہ بجوانے پایا دو راتون کے واسطے مین جدا ہوا
خدمت شہنشاہ ہوشربا مین گیا وہان سے جو پلٹ کے آیا دریاے لشکر مین طوفان بپا تھا
نہین معلوم کسنے سبکو مار ڈالا مین نے خبر پائی عمرو عیار نے آکر مارا اب مین نکلا ہون کہ عمرو کو
تلاش کرون گرفتار کرکے اوسکو خدمت شہنشاہ نیلم مین لیجاؤن خالی ہاتھ کیا منھ دکھاؤن اے برادر
مجھکو ہوس وہ لگی کہ مین لشکر سے جدا کیون ہوا دن بھر گذرا جنگل مین مارا مارا پھرتا ہون سیکڑون بیگناہ
قتل کیے بلا وجہ زمیندارون سے فساد ہوا اگر مین ساحر زبردست نہ ہوتا گنوار زندہ نہ چھوڑتے بھائی تم بتلاؤ عمرو
کو کہان تلاش کرین صورت تو ساربان زادے کی بخوبی پہچانتا ہون طوفان قہر نگاہ میرا نام ہے
وزیر اعظم کا وزیر سحر مین بینظیر ہون بڑے غیرت کی بات ہے اپنے آقا کے قاتل کو سزا نہ دون برق نے ہنسکر
کہا چلیے حضور ہم عمرو کو بتلا دین اگر دو گھڑی پیشتر آپ آتے عمرو کو اسی مقام پر پاتے وہ دزد مکار
ہر لایحی عیار ہے زمیندار کے لڑکے کا کرتا اوتارا ہم سبنے بہت افسوس کیا ابھی دو چار کوس سے زیادہ

نہ گیا ہوگا ہم لوگون نے مارا پانون مین اوسکے چوٹ آئی لنگڑاتا ہوا آگیا ہی طوفان قہرنگاہ
نے کہا بھائی اگر عمرو کو بتا دو یا گرفتار کرادو اسقدر انعام واکرام دونگا بے نیاز ہو جاؤ گے شہنشاہ علیم
کے سامنے تمھاری آبرو ہوگی برق نے کہا چلیے مین گرفتار کرادونگا برق طوفان سے میٹھی میٹھی باتین
کرتا ہوا ساتھ چلا ایک درہ کوہ کے قریب پہونچکر کہا حضور اسی مقام پر وہ ساربان زادہ ٹھہرا تھا ذرا
بیٹھ جائیے منھ ہاتھ دھو لیجیے پھر پلٹکے اسی مقام پر آئیگا اس درخت کے نیچے آکر بیٹھتا ہی مسافرون کو
پانی پلایا کرتا ہی طوفان ٹھہرا برق نے کہا آپکا چہرہ اوداس ہی حضور کو شدت سے پیاس ہے لٹیا
لاؤن شربت بنا کے پلاؤن طوفان دھوکے کا مارا ہوا ایسے رفیق شفیق کا ساتھ کہا بھائی خوشی
تمھاری برق نے لٹیا نکالی لال شکر کا شربت بنایا چھلکاتا ہوا سامنے لایا طوفان نے جیب مین
ہاتھ ڈالکر ایک روپیہ نکالکر دیا برق نے کہا اسکی کیا ضرورت ہی ہمکو آپسے محبت ہی پھر کبھی لیلینگے
جو آپکے پاس نقد وجنس ہے وہ ہمارا ہی مال ہے دوستون سے تکلف کرنا کیا ضرور اتو ہمارے
آپکے یارانہ ہوا آپکو خوب راضی کرینگے طوفان نے جوش تشنگی کے نشے بھی ندیا شربت پیگیا
باتون کو بھی شربت کا گھونٹ سمجھا پیتے ہی گھبرایا جان شیرین پر حرف آیا برق نے پوچھا کیون
کیسا مزاج ہی بدن سنسناتا ہوگا گرمی سے دل گھبراتا ہوگا اوٹھکر ٹہلیے بدن مین ہوا لگے
ہوش درست ہون ہم بھی اپنا کام کرین دیر ہوتی ہی طوفان گھبراکے اپنے مقام سے اوٹھا
بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے گرا برق نے نعرہ کیا نعرہ برق منم برق رفتار خنجر گذار منم
یکہ لیکن گران بہزار نہ تو ہمارے اوستاد کو مارنے چلا تھا کمر سے نیمچہ کھینچا لیکن برق بھی تو بلا کے
روزگار ہی روپیے کی فکر مین رہتا ہی پہلے جیب اوسکی ریزنکالے گلے سے موتیون کے مالے اوتارے
اب قصد ہوا کہ قتل کر ڈالون یہ عرض کر چکا ہون کہ لاکھون ساحر لشکر ملوج سے تباہ ہو کر بھاگے ہین
جنگل جنگل مارے مارے پھرتے ہین دس پانچ جادوگر اس طرف آنکلے دیکھا اونھون نے کہ ہمارے بادشاہ کا
وزیر باتدبیر طوفان قہرنگاہ بیہوش پڑا ہے ایک ساحر قتل کیا چاہتا ہے اون ساحرون نے دوڑکے آواز
دی او قزاق یہ کیا کرتا ہی وزیر کے خون سے ہاتھ بھرتا ہے یہ کہکر وہ جادوگر دوڑے برق قتل نکرسکا
کود کر بھاگا جان بچا کر نکل گیا لیکن خیال مین ہی چلکر اوستاد کو آگاہ کرون کہ آپکی فکر مین طوفان
قہرنگاہ آتا ہے یہ سوچتا ہوا طرف لشکر اسلام کے بھاگا یہان اون جادوگرون نے طوفان کو

ہوشیار کیا کہا ہاے وزیر اعظم ایک چور آپ کو قتل کرتا تھا جب ہمنے دور سے ڈانٹا بھاگ کر چلا گیا
آپ کہاں سے آتے ہین طوفان نے سر پیٹ لیا کہا یارو مین آقا کے قاتل کی تلاش مین نکلا ہون
اس عیار نے مجھکو مارا ہوتا تمھاری وجہ سے بچ گیا لیکن خالی نہ پلٹونگا یہ کہکر تقہر و غضب تمام وہ
بد انجام طرف لشکر اسلام کے چلا یہان ملکہ مہرخ وغیرہ بعد جانے خواجہ عمرو کے نہایت پریشان
ہو رہی ہین اب تو چرند و پرند نے بھی خبر دی کہ ملکہ حیرت جادو ذکر کر رہی ہین کہ مواج بن گرداب
آدمخوار وزیر نیلم غدار چالیس لاکھہ فوج لیکر کوہ نیلم سے اوترا آیا حکم شہنشاہ کا مشتاق ہی حکم افراسیاب
پہونچے وہ مع دریاے قہار آوے اوسکو اپنے دریاے سحر پر نہایت ناز ہے مواج سرداران کوہ نیلم مین سرفراز
ہی دریاے سحر کا اوسکے شہرہ ہے جب دو دن برابر گذرے ملکہ مہ جبین الماس پوش سریر جہانبانی
پر جلوہ فرما ہوئین اسد نامدار بر سر زنگل شوکت صندلان صندلی پوش وغیرہ حاضر خدمت بہار و
باغبان وغیرہ اپنے مقام پر بیٹھے ہین یہی ذکر درپیش ہے سب سے زیادہ مخمور کو پیش ہے یہ ہرایک
ساحر کی رازدار سے کہتی ہی افسوس ہی کہ خواجہ برق و ضرغام دعوی کر کے گئے ابھی تک واپس
نہین آئے وہ نہایت منتظم ہی شہنشاہ نیلم کی سلطنت کا منصرم ہی وہان جا کر عیاری کا ہونا دشوار ہے
شاہزادی صاحب کسکو بے خبر روانہ کیجیے یہ ذکر تھا کہ مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو آیا اسنے کہا ای
برادر تمنے قبلہ و کعبہ کی بھی اپنے خبر لی آج تین شبانہ روز گذرے طرف لشکر مواج کے گئے تھے واپس
نہین آئے ذرا خبر دریافت کراو یا خود ہی جاو ای برادر اصل یہ ہی کہ وہ کل فنون مین یکتا ہین بخدا وہی
طلسم کشا ہین مینے جو کچھ کیا اونکی تدبیر سے کیا اپنی زنبیل مین ڈالکر تا بہ باغ سیماب لے گئے وہان بھی چادر
جمشید ہی اوڑھا دی سحر ساحران سے بچایا خود بھی میرے ساتھ اُڑے شہرادہ دیہ مین خداوند داؤد بنکر
لوح لی اب ہم حیران و مضطر تھے حال سے ماموبخان کے بالکل بے خبر تھے اونھونے خداوند جمشید بنکر حال
گرفتاری ماموبخان دریافت کیا قلب کو تسکین ہوئی ابتک یہی خیال تھا کہ یہ فتح نہین شکست ہی بیکار
سارا بندوبست ہے اگر طلسم ہوشربا فتح کیا اور ماموبخان کو زندہ نپایا تو نانا جان کو کیا منہہ دکھاینگے
اب بھی جوش ہی کہ خدا اپنا جلد فضل کرے خواجہ عمرو بخیر و خوبی پلٹ کر آئین طرف دریاے نیل کے کوچ ہو
لوح کی فکر کیجاے لاکے کوتا بہ توسن حصار پہونچائین وہان بھی لڑائی ٹہرے صورت رہائی ماموبخان پیدا
ہو دل کو تقویت حاصل ہو شاید وہ دن خدا دکھاے کہ ماموبخان میری بارگاہ مین جلوہ فرما ہون

بعہدۂ سپہ سالاری وہ تشریف رکھتین بکہ میر والدنا مدار کا لشکر اسلام مین عہدہ داروغگی بارگاہ سلیمانی
ہے مین بھی بارگاہ ماسونجان کی لیکر آگے بڑھون اونکے دست حق پرست سے طلسم کشائی ہو بہ تقویت
لوح مرحلہ جات طلسمی تک سائی ہو اس بیقراری سے اسد نامدار نے ذکر اپنے ماسونجان کا کیا سب سردار
بیقرار ہوگئے آپس مین یہی شارے تھے ان لوگون مین قلبی محبتین ہین اپنی زبان سے فرماتے ہین کہ مین
پیشرو لشکر قرار پاؤن اپنے باپ کا یہ فخر ذکر کیا کہ داروغہ بارگاہ سلیمانی ہین حجاب سے یہ تھین
فرمایا خویش صاحبقران ہین بہانے کہا منے جا کر مرتبہ کرب نوجوان یہ دیکھا صاحبقران
کرب نوجوان کے ہاتھ آنکھون پر رکھکر فرماتے ہین کہ ہمارے لشکر کی زیارت ہے اسی شیر کے دم سے
کل لشکر مین برکت ہے علاوہ ازین بیٹے پوتے کئی ہین صاحبزادی ایک وہ بھی صاحب قوت و طاقت
مشہور ہے انکی والدہ ماجدہ جب خروج کرکے آئین صاحبقران کو کوئی عیار چرا لیگیا تھا ملک بربر کا
لشکر اوترا تھا چار بیٹے گنجاب کے دیو خصال پہلوانان زبردست ملک ستجان سے آئے طبل
جنگی بجوا کر سردارون کو قتل کیا بادشاہ لشکر پریشان تھے سردار حیران تھے نقاب زمرد پوش
بنکر انکی والدہ ماجدہ تشریف لائین پسران گنجاب سے لڑین ونکی مشکین باندھین مشکین باندھکر
بادشاہ کے سپرد کیا آپ لڑتی بھڑتی چلی گئین یہ قہریار نہایت صاحب حسب نسب دختر زادۂ
صاحبقران نبیرۂ پہلوان عادی بادشاہ قلعہ تنگ رو احلم الدنا مدار انکے کم سنی مین نظر کردۂ
بزرگان دین ہوئی سکندر بن ہیکلان عاد مغربی جو ستھ لاکھ مغربیون سے برائے مدد نوشیروان
آیا تھا سومنات مغرب سے کوچ کیا انکے والدنا مدار نے بارہ ہزار قزاقون سے جو ستھ لاکھ مغربیون پر
شبخون مارا ہر روز جا کر لڑتے تھے اتنے بڑے لشکر سے لڑ بھڑ کر نکل جاتے تھے مغربی بہت گھبرائے
تھے از سومنات مغرب تا چرن کوہ چالیس شبخون مار گھوڑا سکندر کا ابرش گل اندام سکندری
سکندر سے لڑکر لیا تاج سر سے اوتارا اس طرح شریک لشکر اسلام ہوئے جتنے شیران مین جری نام
ہوئے انکا ایسا مرتبہ ہے جرات کا بھی شہرہ ہے والدۂ ماجدہ مردم مردانہ باپ شیر فرزانہ خود جرأت مین
یگانہ مگر قصد یہ ہے کہ اگر ماسونجان رہائی پائین تو اونکی بارگاہ لیکر چلون اسی نیت سے انکو خدا نے
سرفراز کیا ہے سردارون مین تو یہ ذکر ہے چالاک بن عمرو بیقرار ہوگیا اسد سے کہا حضور مین بھی جاتا
ہون انشاء اللہ خبر لیکر آتا ہون برق و ضرغام اونکے ساتھ ہین تردد یہ ہے کہ وہ بھی قید دشمن ہوئے

یہ ظاہر ہے کہ وہ جائے گھس پڑینگے عیاری کی ہوگی خالی نہ پلٹینگے برق و ضرغام بھی ایسے ہین
یہ کہکر چالاک باہمہ عیاری سے آراستہ ہوا اسد نے کہا ای چالاک پہلے لشکر حیرت مین جاؤ وہان سے
خبر دریافت کرو اگر خواجہ کی عیاری چل گئی تو اونکے مارے جانیکی خبر آئیگی اگر خدانخواستہ پھنس گئے
تو بھی پاس حیرت کے ضرور نامہ آیا ہوگا مقام شرف مین مواج لکھیگا کہ مینے خواجہ کو گرفتار کیا
پھر ہم لوگون کو آکر خبر دو اگر قید لیکر آتا ہو راہ مین روکین قید اونکی چھین لین چالاک نے کہا
بہت بجا ارشاد ہوا حقیقت مین آج کل انقلاب ہے افراسیاب بڑی شکست فاش کھا گیا خبرین
وحشت ناک سنتا ہون یہ کہکر چالاک بصورت مبدل برآے دریافت خبر خواجہ عمرو سمت لشکر
حیرت چلا یہان آج شب کو طلایہ لشکر کی خدمت سرخ موی کاکل کشا و ملکہ ہلال سحر افگن
مقرر ہوئین تھین دونون طلایہ دیکر پلٹین کنارے پر لشکر کے ٹھہری ہین جو سردار اپنی بارگاہ سے نکلا
سرخ مو سے باتین کرنے لگا یہ بھی پوچھا کہ لشکر حیرت مین طبل جنگی نہین بجا سرخ مو جواب دیتی ہے
اب طبل جنگی کیسا مواج بن گرداب آدم خوار کی آمد ہے حیرت کو اوسکے بلانے مین بڑی کد ہے
سنا ہے وہ دریا بناکر لائیگا انشاء اللہ اونکے بھی دریا کو دیکھ لینگے مواج بھی لڑینگے ملکہ مخمور سرخ چشم
مع اپنی کنیزون کے برآے تسلیم ملکہ مہ جبین جاتی تھی سرخ مو کو دیکھکر ٹھہر گئی سرخ مو نے مخمور کو سلام
کیا بوجہ عشق شاہزادہ نور الدہر سب مخمور کو اپنا بڑا جانتے ہین مخمور نے سرخ مو کو دعا دی سرخ مو
سے سبکی خیر و عافیت پوچھی سرخ مو نے عرض کی آپکے اقبال سے سب طرح خیر و عافیت ہے سبکو
اوس سرمایہ برف انداز منتظم طلایہ تھا کئی مرتبہ سامنا ہوا نامرد نے آنکھ ملائی مرد ہوکر غیرت
نہ آئی ہم تو ہاتھ پھر سر کو ہتھیلی پر رکھتے ہین جو ٹوٹے اوسپر جا پڑین ای مخمور مہجور آپ مصاحبان
عالی مقام مین ہین اسد نامدار کو صلاح دیجیے طرف دریاے نیل کوچ کیجیے لوح طلسمی حاصل ہو بندگان
عالی کو تسکین دل ہو مخمور نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا ای ملکہ سرخ مو خدا تمھاری آرزو کے دل پوری
کرے لوح طلسم ہوشربا ملنا بہت دشوار ہے دریاے نیل پر جاکر خون کے دریا بہینگے افراسیاب
اپنے مقام پر کتنا ہی کروڑ آدمی کی فوج غیر ساحر پہلوانان زبردست جری بہادر دریاے نیل پر مقرر
کردیگا ہم لوگ تو وہان بالکل بیکار ہونگے فقط ساحرونکی لڑائی خدا طلسم کشا کو فتح دے حضرت [illegible]
صندلی پوش ہمراہ ہین خدا قریب دریاے نیل جاکر آبرو رکھے اوس جنگ مین جو زندہ بچا گویا مانگے

میٹ سے پیدا ہوا دنیا ناپایدار ہے یاد تو کرو کون کون صاحب ان لڑائیون مین مارے گئے آنکھون کے سامنے قبرین بنین یہ اشعار آبدار تصنیف کردہ نواب فدا حسین خانصاحب متخلص فدا رئیس جلیل صاحب توقیر شاگرد منشی مظفر علی سیر رئیس مقدمہ کے حسب حال ہین نظم

کون ہے وہ جو نہ باچشم پر آب آکے گیا
مجھ تلک بزم مین کب جام شراب آکے گیا
خاک دم بھر کو کرین گلشن ہستی مین نمود
آنکھین کہتی ہین جسے مثل حباب آکے گیا
آبلے پھوٹے تو گویا ہوئی خارونکی زبان
شیخ کی ریش پہ جب رنگ خضاب آکے گیا
اوسکی آمد ہو بیان کیا کہ تحمل کیا تھا
ہنس دیے وہ تو یہ سمجھے کہ عتاب آکے گیا
خط مین بیتابی دلکے جو رقم تھی مضمون
اشک ریزان فقط اکبار سحاب آکے گیا
یار کہتا ہے برستی ہے گلی مین وحشت

قلزم دہر مین مانند حباب آکے گیا
گھر بھی سنسان ہے اوجڑے نگر کیصورت
آنکھ کھلنے بھی نپائی کہ شباب آکے گیا
خواب مین دیکھکے وہ مصحف رخ جاگ اوٹھا
یاس مین کیسا ہی یہ سیاہ غراب آگیا
منھ پہ غنچونکے درم بانگی ہوا آیا
اور کس شان سے وہ روز حساب آگیا
حسب لوح یا تمین جلکیا ہوا کا جھونکا
نامہ بر برق کے مانند شتاب آکے گیا
شمع فانوس کے باہر نکل آئی سر بزم
استغرق کے جو فدا خانہ خراب آگیا

ہون وہ میکش کہ دم بادہ کشی اور طرح
دلکی بستی ہی جو وہ خانہ خراب آکے گیا
پھر کہان نیچی نگاہین ہین کہان شرم و حیا
یا تجھ ملتا ہون کہ کیا ہاتھ تو آب آکے گیا
شام فرقت سحر وصل کی امید میں تھی
فقط اک گل ہی یا جان اب آکے گیا
طلب بوسہ پہ چہرہ تو ہوا تھا گلگون
اوس طرح شل نقش عہد شباب آکے گیا
کون ہم پیاسونکی تربت پہ چھڑکتا پانی
پہلے پروانونسے آیا تھا حجاب آکے گیا
چونکہ مخمور عاشق زار ہے ہر کلمہ

تیر ناوک کلام مین سوز و گداز شعر پڑھنے کا نیا انداز سبکی آنکھون مین آنسو بھر آئے سرخ ہو نے کہا ملکہ مخمور خدا تمھاری محبت کا انجام بخیر کرے ربط و ضبط کو کام فرماؤ ہر وقت تمھاری باتون سے کلیجہ دکھتا ہے دنیا ایسا ہی مقام ہے ہر خرد و بزرگ ناکام ہے رنج شہ امیر کا ایک انجام ہے خدا تمکو سلامت رکھے لشکر اسلام آوے صاحبقران بھی لڑتے بھڑتے یہان پہونچین ہم تمکو پہلو مین شاہزادہ نور الدہر کے دیکھین مرادین دلکی پوری ہون دوست شاد دشمن پامال ہون سامری پرستونکو ملال ہون مخمور کیوجہ سے خورشید زرین سحر و باغبان قدرت و رعد و برق و برق لامع وغیرہ وہ جو سردار آکر اسی مقام پر جمع ہو گئے مخمور کی باتین سنکر افسوس کرتے ہین ہر ایک کا یہی قول ہے اشعار

عشق آفات آسمانی ہے	برسون لوگونکے خاک چھانی ہے	طوق و زنجیر اسکا گہنا ہے
سیان مجنون نے اسکو پہنا ہے	گو کہ گذری نہین یہ سنتے ہین	اسکے دیوانے تنکے چنتے ہین

خدا ہر شخص کو محفوظ رکھے ہمین	کیسے کیسے جوان مارے ہین	یہ کرشمے اسی کے سارے ہین

شباب مین مخمور رنجور اس بلا مین مبتلا ہوئی سودائے زلف عنبرین نورالدہر مین پریشان ہے خیال
آئینہ رخسار مین حیران ہے آٹھ پہر اسی خیال مین رہتی ہے جفای ہجر سہتی ہے سب سردار یہی باتین کر رہی ہین
کہ دیکھا سامنے سے برق فرنگی بھاگا ہوا آتا ہے پسینے پسینے بدحواس جست و خیز کرتا ہوا سرداران کے
قریب آیا مخمور نے پوچھا ای برق خیر تو ہے شہنشاہ اوج عیاری کہان ہین ہم سب انکے واسطے نہایت
پریشان ہین برق نے کہا بڑا غضب ہوا ہم تینون عیارون نے جاکر مواج بن گرداب آدم خوار کو مارا
اوستاد نے سارے لشکر کو تہ تیغ کیا خون کا دریا لشکر مواج مین بہادیا اسقدر ساحر قتل کیے بازو شل ہو گئے
کئی طرح کی آفتین بھی ہان آئین خدا نے بچا لیا لیکن ایک بات کی خبر لینا چاہیے استاد میرے تعقب
مین آتے ہونگے طوفان قہر نگاہ لشکر مین مواج کے نہ تھا اسنے آکر تباہی لشکر دیکھی بڑے جوش
و خروش مین اوستاد کو تلاش کرتا ہوا آتا ہے راہ مین ہمنے اوسپر عیاری کی بیہوش کیا چند جادوگر آگئے
ہین اونکو دیکھکر بھاگا طوفان آتا ہے خدا اوسسے استاد کو بچائے مخمور نے کہا چلکے تلاش کرین طوفان
قہر نگاہ بڑا ساحر زبردست ہے مواج کا وزیر صاحب تیغ ہے خدانخواستہ اگر استاد کو پا گیا فوراً قتل کر دیگا جلا
ہوا ہے برق نے کہا ہمنے تابجا راہ مین دیکھا اوستاد کی ایسی بُری عادت ہے کسی مسافر کو لوٹ رہے
ہونگے مخمور نے کہا مین ابھی جاتی ہون اوستاد کو لاکر چھپاؤنگی اوس ظالم کے ہاتھ سے بچاؤنگی اگر
طوفان نے اوس گوہر آبدار قلزم عیاری کو پایا تو پھر رہائی مشکل ہوگی ہلال کہتی ہے مین جاؤن
سرخ مو کا قول ہے اوستاد کو بچانا واجب لازم ہے ہر ایک سردار کا یہی قصد ہے کہ جاکر اوستاد کو تلاش
کرین لشکر مین سے آئین ابھی کوئی سردار اپنے مقام سے نہین گیا بڑی بھی کھڑا ہے اوستاد کے واسطے
تڑپ رہا ہے کہ سبنے دیکھا بونڈلا گرد کا بلند ہوا برق نے کہا شکر ہے استاد آتے ہین مگر بدحواس خون کی
چھینٹین جسم پر پڑی ہین مخمور نے آواز دی کہ ای استاد بہت جلد آیئے ہم سب آپکے انتظار مین کھڑے
ہین طوفان آپ کی فکر مین آتا ہے ابھی زبانی برق کے خبر ملی بارگاہ مین چلکر بیٹھیے براے خدا دو
چار دن لشکر سے نہ نکلیے عمرو نے وہین سے آواز دی لوگ مصاحبان ملکہ مہ جبین الماس پوش ہین
تنخواہین مقرر ہین بیچارے مزدور کیونکر لشکر سے نہ نکلونگا کس طرح پیٹ بھرونگا بقول شخصے روز کنوان
کھودنا اور پانی پینا مخمور نے کہا میرے خیمے مین مہمان رہیے مین خدمتگزاری کرونگی عمرو نے کہا تحقیق مین

کیا میسر ہی مین کیسکے یہان ٹکڑہ ہی توڑنے نہین جاتا مرد کو واجب لازم ہی جبتک ہاتھ پانون قابو
مین ہین مشقت کر کے کھاے یہ برق حرامخوار ہی لشکر معراج سی بہت کچھ لوٹکر لایا آج مین اسکی کھال
گرا دونگا میٹر مال لو او جیحون کو اپنے مارا او سکے سر تاج کیا ہوا برق نے ہاتھ باندھکر کہا استاد عمر نے تین
تاج نہین ہینتین وہ سر برہنہ تھی بھائی ضرغام نے اسکو راہ مین پھینکدیا عمرو نے کہا مینے دیکھا تھا کہ تمنے
تو نے اوسکے اوتار لیے یہ کہتے ہوئے خواجہ چلے آتے ہین سردار سب ہنسنے لگے مخمور نے کہا دیکھو استاد
شاگرد مین کیا باتین ہوتی ہین مخمور نے کہا آج برق کو مار ڈالیگی برق نے کہا مین تو لشکر سے
نکلجاؤن استاد کڑے لیے چھوڑینگے مین ایک حبہ نہ دونگا مین جو پاتا ہون تنگ گھر مین جمع کرتا جاتا ہون
یہ کہکر برق بھاگا خواجہ کوڑا لیے ہوئے دوڑے پکارتے ہوئے ارے ٹھہر جا مین معاملہ کر لونگا ایک
فرد تو سالے ایک مجھے دے مین بیچانہ چھوڑونگا جیحون کے کڑے کئی ہزار روپیہ کے ہونگے خواجہ کوڑا لیے
ہوئے دوڑے کو پکڑون برق نے تڑپ کر جست کی جنگل مین استاد شاگرد دوڑے دوڑے پھر رہے
ہین کہ آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا انم طوفان قہر نگاہ پاش او ساربان زادے غضب کیا دو
راتون کے میرے نہ ہونے مین چالیس لاکھ کا لشکر برباد کر دیا زندہ نچھوڑونگا عمرو نے سر اوٹھا کر دیکھا
طوفان ابصد جوش و خروش کڑک کر گرا کمر مین عمرو کے پنجہ دیا خواجہ کو لے اوڑا شعل برق گرا شعلہ جو
اڑا اتنی جلد بلند ہوا سردارونکی پلکین جھپک گئین اب جو آنکھین کھولکر دیکھا طوفان چشم زدون مین
نظران سے ناپدید ہو گیا سردارون مین تلاطم ہوا خواجہ کو طوفان لیگیا غلغلہ جو برپا ہوا اسد نامدار
و مہرخ عالی وقار و مہ جبین الماس پوش وغیرہ گھبرا کر بارگاہ سے نکل آئین دیکھا سب سردار پیٹ رہے ہین
عجب قیامت برپا ہی کوئی روتا ہی کوئی اشکونسے منہ دھوتا ہی اسد نے آکر پوچھا یارو خیر تو ہی ملکہ مخمور نے کہا سن
اے شہریار خواجہ و برق و ضرغام نے جاکر لشکر جیحون برباد کیا وزیر اوسکا طوفان بھی آیا طوفان
برپا کیا خواجہ کو اوٹھا کر لیگیا اب یہ سیدھا طرف کوہ نیلم کے جائیگا راہ مین رکیگا مہ جبین بھی
رونے لگی کہا صاحبو کوہ نیلم بہت دور ہے شہنشاہ نیلم بادشاہ قاہر جابر قوت بازوے افراسیاب کیلئے تمامے
ساحر نامی نامدار صاحب اختیار اسکو نہین احتیاج ہی کہ افراسیاب سے کس بات کو دریافت کرے دشمنون
کو استاد کے فوراً قتل کر ڈالیگا مخمور نے کہا مین جاؤن برق لامع تڑپی کہا مین جاکر کوہ نیلم پر گرکر
سلطنت نیلم کو مٹادون رعد و برق نے کہا ہم ہان بیٹھے جائینگے بہار گھبرائی ہوئی آئی حال گرفتاری

عمرو شکر رونے لگی متوجہ ہو کر سرار رونے لگی کہا بڑا غضب ہوا میں نے شہنشاہ نیلم کا جاہ و حشم دیکھا ہے اسکو غضب آیا
ہے بڑا غضب ہے ایسے میں رکوئی تاب کوہ نیلم جاؤ گی اگر خواجہ وہاں قید ہوئے رہائی دشوار ہوگی یہ کہکر طاؤس پر
سوار ہونے لگی مہرخ نے دامن بہار کا تھام لیا کہا اے بہار کیا نادانی کرتی ہو تمھارے جاتے ہی ایک
ہزار شر کریگا شہنشاہ نیلم کیا موم کا ہے ایک ایک کو گرفتار کریگا بڑا رونا یہ ہے کہ کوہ نیلم سے ڈانڈا
ہفت در بند کا قریب ہے ایسا نہو ساحران ہفت در بند مثل فرخان سیہ وغیرہ اپنے شہروں سے خروج
کرکے چلے آئیں تو غضب ہو جائیگا گو زمین بار نہ سنبھال سکیگی آب و آزوقہ نا ممکن ہوگا اودھر ساحر
سب دست ہیں ملک انکے ویران آب و ہوا خراب اگر شاید ادھر نہ آئے اوسطرف خواجہ کو روانہ کر دیا پھر عیاری
کرکے رہائی بھی پائی تو اس اقلیم میں آنا دشوار ہوگا میں راہ میں جاکر روکونگی ہفت در بند پر جا پڑونگی
بدون خواجہ سب بیرین بیکار ہیں کون تدبیر کریگا سر پر ہمارے سرپرست نہ رہا کلید عقل لشکر اسلام ہیں [illegible]
اونکے نام سے دنیا ہے ہر ایک سردار کا یہی قول ہے کہ خواجہ کے واسطے جان دینگے رعد و برق نے
کہا صاحبو بڑے غضب کی بات ہے جسپر کچھ مصیبت پڑی ذرا افراسیاب کے یہاں جاکر قید ہوا
خواجہ فورا عیاری کرکے پہونچے ہر ایک خرد و کلاں پر انکا احسان ہے وہ لوگ قید ہو جائیں ہم لوگ
کیونکر آرام پائیں صاحبو یہی وقت لشکر کشی ہے کوہ نیلم پر چڑھ چلو یہی خیال ہے کہ حیرت روکیگی تا بہ
کوہ نیلم نہ جانے دیگی لڑتے بھڑتے چلینگے اپنی جان دینگے حیرت کو بھگا دینگے لعل سخندان نے
کہا آپ سب صاحب تکلیف نفرمائیں مجھکو رخصت دیجیے انشاء اللہ جاکر کوہ نیلم پر سامری محل میں
آگ لگا دونگی سامری محل میں نیلم رہتا ہے مہرخ نے کہا اے ملکہ لعل سخندان سمجھکے کلام کرو شہنشاہ
نیلم بہت بڑا جادوگر ہے شہنشاہ لاچین کا وزیر اعظم تھا اسی بیحیا نے نمکحرامی کرکے افراسیاب کو
بادشاہ بنا لیا لاچین کا خزانہ دار تھا جو تحفہ چاہا اپنے پاس رکھا جو دل میں آیا افراسیاب کو دیدیا
وہ سوائے افراسیاب کے کسی سے نہیں ڈرتا بڑے بڑے سحر اوسکے قبضے میں ہیں جو کوئی بر سر کوہ نیلم جائیگا
شکست فاش کھائیگا ہم لوگ طلسم کشا کے ساتھ کوچ کرینگے ملکہ عالم انصاف تو کرو اگر سب سرداران
نامی طرف کوہ نیلم کے چلے گئے طلسم کشا کے نام کا افراسیاب دشمن ہے اگر وہ آکر لڑا یا حیرت ذوکند کا داؤں
کی گرفتاری طلسم کشا کی کوشش کی یہ اونکے قبضہ میں آگئے پھر مشکل پڑیگی آپ لوگونکے موجود ہونے
سے اطمینان ہے طلسم کشا پر سینہ سپر ہے اکیلا انکو چھوڑنیکا قصد نہ کیجیے گا ملکہ مہرخ نے یہ کہکر

لعل سخندان کو طرف اسد کے اشارہ کیا کہا آپ لوگ دیکھتے ہین شیر کے تیور بگڑ گئے ایسا ہو تم لوگون
کے کہنے سے یہ فقدر کر بیٹھین اگر انکے منھہ سے نکل گیا پھر تمام دنیا ایکطرف ہو گی یہ فوراً جائینگے خدا
نخواستہ اگر انکے دشمنونکو کوئی افتاد پڑے لشکر کا انتظام بگڑ جائیگا کچھہ نہ بن پڑیگا دولھا کے ساتھہ
برات ہی انکا قایم رہنا لشکر مین پروردگار کی عنایت ہی لعل سوچی کہ ملکہ مہرخ سچ کہتی ہین لیکن سب
صاحب واسطے عمرو کے بیقرار لشکر مین غزلو ہی سب بیرون بارگاہ کھڑے ہوئے ہی چرچے کر رہے ہین
کہ چالاک بن عمرو آکر پہونچا انقلاب لشکر دیکھکر گھبرا گیا پوچھا صاحبو خیر تو ہی ملکہ مہرخ نے تمام
کیفیت بیان کی کہ طوفان قہرنگاہ خواجہ کو سامنے سے ہم سبھونکے گرفتار کر کے لیگیا اب سردارون کا
قصد ہی کہ کوہ نیلم پر جا پڑین چالاک نے پکار کر کہا جو مین عرض کرون صاحبان گوش ہوش سے سماعت فرمائین
یہ لشکر کشی کا موقع نہین ہی حقیقت مین بقول مہرخ حفاظت طلسم کشا واجب و لازم ہی مین طرف کوہ نیلم
کے جاتا ہون جب تک واپس نہ آؤن کوئی صاحب لشکر سے قدم نہ نکالین سب انتظام بگڑ جائیگا اور
تو راہ مین جا کے طوفان کو روکونگا اگر بر سر کوہ نیلم پہونچ گیا تو تا بہ کوہ نیلم جا دونگا بدون والد
نامدار واپس ہونگا آپ زیادہ تدارک نفرمائیے آپ سب صاحب جا کر بارگاہ مین بیٹھین غلام کو
اپنے رخصت کرین مین ضرور عیاری کرونگا اگر آپ لوگ لشکر کشی کر کے گئے وہ بیحیا جھلا کر والد نامدار
کو قتل کر ڈالیگا ساری لشکر کشی بیکار ہو گی پھر اگر تمام عالم کو مارا تو کیا نفع ہوا میرے واسطے بڑی نامی
ہی صاحبقران زمان منھہ نہ دیکھین گے فرمائینگے بیٹے نے باپ کی خبر نہ لی آخر ہمنے عیاری کس کے واسطے
سکھی ایک ایک کو چالاک نے بچرب زبانی سمجھایا سب سردارون کو ساتھہ لیکر بارگاہ مین آیا اسد
غازی کو دنگل شوکت پر بٹھایا قدمون سے لپٹ کر خوب رویا کہا اے نظر کردہ بزرگان قبلہ و کعبہ گرفتار
ہوئے آپ اپنے مقام سے حرکت نہ فرمائیں تمام عالم آپکے نام کا دشمن ہی آپ میری پشت پر ہاتھہ رکھین بخوبی
حکم دین انشاء اللہ یا تو حضور کو یہ دریافت ہوگا کہ چالاک نے اپنے باپ کے واسطے جان دی یا گھس کر شہنشاہ
نیلم کو مارا آپکے تصدق سے یہ عیاری یادگار رہیگی خواجہ نے بڑے بڑے نام کیے غلام نے ہوشربا مین آکر
کیا کیا کچھہ بھی مجھہ بدنصیب سے نہو سکا اسد نے چالاک کو گلے سے لگا لیا کہا اے برادر تمنے تو وہ عیاریان
کین اگر نانا جان یہان ہوتے بڑی قدردانی فرماتے علاوہ ازین لشکر مین بھی تمکو عہدہ نیابت آنخواجہ
عمرو ملا ہوشربا مین بھی تمہارا بخوبی نام ہی میرا خود یہی قول ہی کہ آج تک جو کچھہ طلسم ہوشربا مین

کام ہوا خواجہ عمرو کی ذات سے لشکر تھا ورنہ کسکی مجال تھی جو افراسیاب سے آنکھہ ملاتا ہر مقام پر
گھس سے پڑے انکا ہونا باعث بربادی ہے مین کیا طلسم کشائی کرونگا ملک ساحران غیر ساحر کا یہان نام نہین شمشیر زنی
کا کام نہین پس میرا کیا اختیار ہے یہ عبد ذلیل نہایت ناچار ہے اگر عملداری غیر ساحر کی ہوئی اب تک مونجان
قید رہتے جاے زاند انکا نہ سہتے یا ہم جان دیدیتے یا انکو چھوڑ لاتے چالاک نے کہا آپ قدر دانی فرماتے
ہین ہم محجوب ہوئے جاتے ہین اتنا کہنا غلام کا ضرور مانیے یہ مقدمہ میری راے پر چھوڑیے مین صرف
تنہا جاتا ہون جو کچھہ گذریگا آپکو معلوم ہو جائیگا برائے خدا آپ لشکر سے قدم باہر نہ نکالیےگا یہ کہکر چالاک
سبکے سامنے بانہاے عیاری ذات پر اپنے آراستہ کیے سب طرحکا اسباب لیکر توبڑے مین رکھا کشتی
عیاری کو درست کیا اپنے کو بخوبی چالاک و چست کیا سب صاحبون سے رخصت ہوا اوسوقت کل سردار
چالاک کی تنہائی پر بیقرار و اشکبار تھے بہار و مخمور و باغبان وغیرہ نے ہر چند کہا کہ کوئی ساحر
نامی تو تمھارے ساتھ رہے وقت بیوقت کام آئیگا چالاک نے کہا حافظ حقیقی ساتھ ہے اوسی کا مین
اور میرا ہاتھ ہے یہ کہکر بارگاہ سے نکلا مہرخ وغیرہ روتی ہوئی پیچھے پیچھے صاف ظاہر تھا کہ نوجوان کا
جنازہ جاتا ہے چہرے پر حسرت و یاس باپکے غم مین اوداس کنارے تک لشکر کے سب صاحب آئے چالاک نے
کہا اب آپ سب صاحب رخصت ہون میری منزل کھوٹی ہوتی ہے سب صاحب روتے ہوے پلٹے چالاک چست
و خیز کرتا ہوا طرف صحرا کے روانہ ہوا اسکو راہ مین چھوڑو ملکہ حیرت جادو اپنی بارگاہ مین تھی کہ صرصر
شمشیر زن پریشان و حیران و مضطر سامنے آئی دست بستہ عرض کی حضور کو کچھہ لشکر مواج کی بھی
خبر ہے حیرت نے کہا مواج آتا ہوگا صرصر نے کہا مین ابھی لشکر اسلام مین موجود تھی بوتیمار جو صاحبزادی
کو لیکر آیا تھا اوسی کی وجہ سے کوئی عیاری ہوئی عمرو و ضرغام و برق لشکر مواج مین پہونچے جاکر
مواج کو مارا چالیس لاکھہ کا لشکر تباہ ہو گیا طوفان قہر نگاہ جوش و خروش مین آیا ابھی عمرو کو
پکڑ کے لیگیا چالاک فکر مین اپنے باپ کی گیا خبر تو منگوائیے حیرت نے سر پیٹ لیا کہا لو صاحب غضب
ہوا مواج ایسا ساحر بے لڑے بھڑے مارا گیا عیار قیامت کرتے ہین لیکن آخر صبا رفتار پر کیا گذری
بوتیمار تو اوسکو اپنے ساتھ لیگیا تھا یہ ذکر تھا کہ آمد افراسیاب جادو ہوئی ابر ہفت رنگ ظاہر ہوا
حیرت جادو واسطے استقبال کے اوٹھی افراسیاب آکر تخت پر بیٹھا دیکھا حیرت کے بال کھلے ہوے بیقرار
ہو کر رو رہی ہے کہتی ہے اے طلسم ہوش ربا گئی افراسیاب نے جھلا کر پوچھا ارے کیا غضب ہوا کیا بلا ہے

تازہ آئی ارے کون لٹ گیا کون قتل ہوا حیرت نے کہا ابھی صرصر خبر لائی ہے کہ مواج کو عیارون
نے جاکر مارا چالیس لاکھ کا لشکر بے لڑے بھڑے تباہ ہوگیا مینے صبا رفتار کو سند دیکر روانہ کیا تھا اوراق
جمشیدی مین دیکھیے اوس پر کیا گذری افراسیاب نے گھبرا کر اوراق سامری مین دیکھا کہا صبا رفتار
تو فلان درہ کوہ مین بندھی پڑی ہے چند ساحر روانہ کیئے جاکر دیکھا صبا رفتار کمند انداز درہ کوہ مین
بیہوش پڑی ہے ہوشیار کرکے اوسکو اوٹھایا صبا رفتار روتی پیٹتی خدمت مین شہنشاہ کے آئی افراسیاب
نے پوچھا تجھکو لشکر مواج کی خبر ہے صبا رفتار نے کہا مین تنہا بے لشکر مواج کہان پہونچی برق و ضرغام
نے مجھکو پکڑ لیا بوتیمار کو قتل کیا ایک بوتیمار کی ایک میری شکل بنکر گیا دونون اس صورت پر گئے تھے
عمرو کو بھی ساتھ لیلیا ہوگا بیشک سند دی ہوئی ملکہ حیرت کی اونکے پاس موجود تھی مواج نے ضرور دھوکا
کھایا ہوگا یہ ذکر تھا کہ اور چند ساحر آئے اونھون نے بھی سامنے افراسیاب کے یہی ظاہر کیا کہ مواج
مارا گیا لشکر بھی تباہ ہوا لاکھون اہالیان لشکر مواج جنگلون مین مارے مارے پھرتے ہین یہی جا بجا ذکر
ہے کہ عیارون نے لشکر مواج تباہ کر دیا لاشہ ہاے ساحران سے تمام جنگل بھر دیا جو زندہ رہے
وہ تباہ ہوی بسبب غیرت کے طرف وطن کے نہ گئے دیہات و قریات مین اوتر پڑے ہین لیکن طوفان
بڑے جوش و خروش سے عمرو کو لیگیا چالاک بھی جستجو کیواسطے گیا افراسیاب نے کہا ای حیرت تو کیون روتی
ہے مواج ایسا کیا تھا کہ اوسکے مرنیسے طلسم ہوشربا تباہ ہوگیا سجدہ شکر بہ سامری و جمشید کرو کہ عمرو
اب زندہ نہ بچیگا کوہ نیلم پر قید ہوگیا شہنشاہ نیلم اوسکو قتل کریگا یا خدمت مین اپنے بھائی توسن
کے بھیج دیگا وہان کا قیدی تا قید حیات رہا نہین ہوتا لاچین ایسا بادشاہ عالیجاہ قبضے مین توسن کے
ہے بدیع و تصویر بھی اوسی مقام پر قید ہین آج تک کسی نے نشان بھی نپایا بس مقام خوشی ہے کہ عمرو ایسا
عیار غارت ہوا اب اسد سے کچھ نہ ہوسکیگا جب بے عمرو کے سب مایوس ہونگے سب تمھاری اگر قدمبوسی
کرینگے اب اصلاح ہوجائیگی لڑائی کا خاتمہ ہوا تمام امورات فتح طلسم وغیرہ و فکر لوح ذات پر عمرو کی موقوف
تھی اب کسی سے کچھ نہ ہوسکیگا نامہ خداوند بھی آیا ہے ایک دن کیواسطے کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر جاونگا
مسلمانون کو قتل کرکے قدرت کو بالا قبطول پہونچا دونگا ای حیرت مواج کا غم نکرو بلکہ مقام
خوشی ہے دشمن سخت کو سامری و جمشید نے مٹایا اگر عمرو کا قدم درمیان مین نہوتا مہرخ و بہار
وغیرہ کبھی شریک نہوتیں بہار کو کس زور شور سے اونے شریک کیا باغبان پر بھی وہی عیاریان

کیں باغبان قدرت ایسا خیرخواہ دولت یوں ملجاتا یہ سب کارگزاریاں عمرو کی ہیں اب صرخ وغیرہ
عمرو کے ملنے کی امید نکریں شہنشاہ نیلم اوسکا سر ہی روانہ کریگا افراسیاب نے حیرت کو بخوبی سمجھایا اس وقت
افراسیاب نے ایک نامہ بنام شہنشاہ نیلم لکھا مضمون یہ تھا ای محترم و محتشم اے سرکردہ ساحران عالم اے
قوت بازو وای زینت پہلو ہمکو احوال معلوم ہوا امواج بن گرداب دم خوار تمھارا وزیر نامدار ہاتھ سے عیاروں
کے مارا گیا لشکر بھی ایک شب میں تباہ ہوا طوفان قہرنگاہ مابدولت کی خدمت میں آیا تھا وہ گرفتار کرکے
عمرو کو لیگیا خبردار عمرو سے دھوکا نکھانا قتل کریگا تو اوسکے حکم نہیں ہے سامری و جمشید صاف صاف
تحریر کرگئے کہ عمرو کی کسی ساحر کے ہاتھ قضا نہیں ہے لہذا پابندی احکام خداوند پر ضرور
ہے خلاف کرنا عقل کا قصور ہے قید کو عمرو کی خدمت میں شہنشاہ تو سن کے روانہ کردینا وہ فخر لاجین بدیع
و تصویر اس عیار مکار کو ہمراہ لاجین و بدیع و تصویر قید کرے آب و دانہ بند ہے تڑپ تڑپ کے مرجائے
بہت بڑا نامہ افراسیاب نے تحریر کیا مضمون زوائدات لکھنا مصنف کا طریقہ نہیں ہے زبانی بھی بہت کچھ
کہدیا ساحر نامہ افراسیاب لیکر طرف کوہ نیلم کے چلا چلتے چلتے حیرت نے کہا میری زبانی شہنشاہ نیلم سے
کہنا ملکہ حیرت نے فرمایا ہے خبردار عمرو کو بہت احتیاط سے رکھنا فتح اس لڑائی کی تمھارے نام ہوگی
ہم لوگوں نے بڑی بڑی کد و کاوش کی قتل عمرو میں نہایت کوشش کی یہ ظالم بچ گیا کل ہوش با کو
تمنے بچایا خبردار دھوکا نہ کھانا اس ظالم کو شل نقش قدم مٹانا نامہ دار کو ساحران حیرت نے گھیر لیا
ہر کسی اپنا اپنا درد بیان کرتا ہے کوئی کہتا ہے عمرو نے میرے بھائی کو مارا کوئی کہتا ہے مال لوٹ لیگیا
افراسیاب نے کہا صاحبو بس تقریر بیجا ہو چکی نامہ دار کو جانے دو جا کر یہ حکم پہونچا دے ایسا نہو شہنشاہ
نیلم اوس عیار مکار و غدار کو دو چار روز شہر نیلم حصار میں قید رکھے طوفان قہرنگاہ کے پہونچنے
سے نامہ پیشتر پہونچے کہ وہ اوسکے مضمون پر کاربند ہو خلعت رخصتی ملا وہ نامہ دار نامہ افراسیاب
لیکر طرف کوہ نیلم کے روانہ ہوا اسکو بھی راہ میں چھوڑ دیجیے دیکھیے کسوقت تابہ کوہ نیلم پہونچے مگر مہتر بن مہتر
چالاک بن عمرو جب کئی کوس رستہ طے کرچکا خیال میں آیا ای چالاک شہر نیلم میں پہونچکر کیا کروگے پہلے
اوس مقام کو چلکر دیکھو جہاں ساحرونکا کھیت پڑا ہے معراج وغیرہ مارے گئے شاید وہاں سے کچھ نشان
ملے یا کوئی تدبیر نکل آئے شہر نیلم حصار شہر کلاں ہے چالاک تو یہ سوچکر اس طرف پلٹا دیہات و قریات
میں دریافت کرتا ہوا اوسی طرف چلا لیکن طوفان قہرنگاہ خواجہ عمرو کو نیچے میں دبائے ہوئے

طرف نیلم حصار کے چلا شہنشاہ نیلم بعد روانہ کرنے مواج کے سامری محل مین بیٹھا ہی تمام سرداران ساحران
زبردست کا دورہ بندھا ہی یہی ذکر درپیش ہی کہ کچھ احوال وزیر اعظم کا دریافت نہ ہوا نیلم کہتا ہی بدون
فتح وہ واپس نہوگا طبسبح کے ساحر جمع ہین وہ عرض کر رہے ہین حضور ہمراہ ملکہ مہرخ بھی بڑے بڑے ساحران
زبردست جمع ہو گئی ہین ازداران حالات طلسم ہوشربا باغبان و بہار وغیرہ رعد و برق و برق لامع
ان لوگون پر فتح پانا مشکل ہی افراسیاب سے برابر لڑتے ہین کسی مقام پر دبے نہین پس ہم کیونکر کہین کہ
مواج غالب آئیگا ہم اسیان مہرخ طبقے زمین کے ہلا دینگے کچھ خبر تو سنگوائیے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر
برق چمکی سب نے دیکھا طوفان قہر نگاہ حیران و پریشان مضطر و بیقرار نیچے مین ایک شخص عجیب الخلقہ
کو دبائے ہوئے آکر پہونچا نیلم طوفان کو دیکھکر گھبرا گیا پوچھا کیون اے وزیر با تدبیر خیر تو ہی طوفان
چیخین مار کر رونے لگا کہا اے شہنشاہ شہر نیلم حصار کی قوت کم ہو گئی آپکا قوت بازو اس ذلت و رسوائی
سے مارا گیا کہ حال اوسکا عرض کرتے افسوس آتا ہی جب لشکر قیامت اثر کو لیکر وہ نیلم سے اور بڑے
طبقات زمین کے تھراتے تھے بڑے بڑے جنگ دیدہ کار آزمودہ یہی فرماتے تھے کہ یہ لشکر اگر قصد کرے
تمام عالم کو فتح کر لے ایسی آراستگی لشکر کبھی نگاہ سے نہین گذری سرداران نامدار و ساحران جان نثار
ایک ایک اپنے زمانہ کا سامری و جمشید تھا جب لشکر فرو کش ہوا مجھکو نامہ دیا کہ تم خدمت مین افراسیاب
کے جاؤ مین حضور دورا تونگے لیے لشکر سے جدا ہوا وہان سے آکر یہ دیکھا سب کے سر کٹے پڑے ہین جیسے
بارگاہ مین سرنگون صحرا مین جوش دریائے خون تھا حضور غلام کا کلیجہ پھٹ گیا آخر ضبط کیا سوائے ضبط
کے چارہ نہ تھا دریافت ہوا کہ عمرو نے گویا بنکر سارے لشکر کو تباہ کیا افسرون کو مارا اے شہنشاہ
آج تک غلام کو حجاب ہی مثل زلف دل کو پیچ و تاب ہی یہی رہ رہ کر خیال آتا ہی کہ مین لشکر سے کیون
جدا ہوا میرے جاتے ہی قیامت آگئی کس طرح یکایک عیار آگئے ہمارے آقا ایسے ہوشیار دریا دل
اونپر ختم تھی مزاج مین جوش و خروش صاحب مرتبہ ذیہوش کس طرح دام مکر مین پھنسے سحر تک کر سکے تین
عیارون نے چالیس لاکھ کا لشکر تباہ کر دیا اگر اونکے سردار فرداً فرداً لڑتے سالہا سال معرکے مچتے
لیکن کوئی لطف نپایا غلام کو شاق ہوا اپنے آقا کے قاتل کا مشتاق ہوا عین لشکر اسلام مین سے
گھس کر اس ساربان زادے کو گرفتار کیا بڑے بڑے ساحر جمع تھے میان باغبان و بی سرجمنو
کاکل کشا وغیرہ کوئی بھی کچھ نہ کر سکا اس شخص کو پکڑ لایا اے شہنشاہ یہ عیار جان لشکر اسلام ہے

دریافت کیا کہ یہ شخص بارہ برس سے شہنشاہ سے لڑ رہا ہی اسی نے گنبد نور سے طلسم کشا کو رہا کیا ہی
شہر داوود مین جاکر خداوند داؤد بنا وہ تدبیر کی کہ افراسیاب ایسے عقلمند نے لوح طلسمی اپنے ہاتھ سے
دیدی پانچون حجرہ ہاے بلا اسکی جستجو سے تمام ہوی غلام نے قصد کیا کہ اب سردارونکو مار ڈالون مجھے
تو صرف قاتل مواج سے کام تھا اسیکو لیکر چلا آیا انمین کسی نے مجھسے مقابلہ نکیا اونکی حقیقت کیا ہی
شہنشاہ جو اونسے لڑتے ہین رعایت کر کے سحر کرتے ہین اگر مجھکو حکم ہو تو ایکدن مین سبکو دیوانہ کر کے
ماردون طلسم کشا بھی موجود تھا وہ بھی ڈر کر رہگیا اپنے مقام سے نہ اوٹھا ورنہ مین گردن لیتا نیلم
بہ نگاہ قہر عمرو کو دیکھ رہا ہی کہتا ہی اے طوفان اس بیچارے غریب پر طوفان لیتا ہی یہ کیا کسیکو قتل کریگا جھڑ
دو دن تو اوسکا دم نکلجاے طوفان نے کہا اسکو بہ نگاہ حقارت نہ دیکھیے افراسیاب کا قول ہی کہ
عمرو عیار قاتل ساحران نامدار ہی صنعت سحر ساز کو دولھا بنکر مارا برات بنا کر لیگیا صنعت کو گٹے
کی موت مارا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی نامہ دار افراسیاب بصد قہر و عتاب آکر پہونچا شہنشاہ
نیلم کو سلام کیا نامہ ہاتھ مین دیا نیلم نے اوسکو پڑھوایا حالات مذکور مرقوم تھے ہر مقام پر تعریف عمرو
بحساب مرقوم تھی سب سے زیادہ یہ فقرہ لکھا ہی کہ اے شہنشاہ نیلم اس ظالم سے ہوشیار رہنا یہ کالا ناگ ہے
دم بھر مین زہر اوگلتا ہی چالیس لاکھ کا لشکر مواج کا ایک شب مین تباہ کیا نیلم کے ہوش اوڑ گئے کہا
طوفان اس دبلے پتلے تا نتیے مین یہ اوصاف ہین میری عقل کو حیرانی ہی یہ بیچارہ غریب محتاج کیا
کر سکتا ہی عمرو نے کہا اے شہنشاہ فریاد ہی مین آپ لوگون کا غلام تابعدار شہنشاہ نے بیوجہ ایسے
کلمات لکھے عمرو عیار اور کوئی ہوگا میرا نہ کوئی یار نہ کوئی دوست گا بجا کے دو چار پیسے مانگ کھاتا
ہون میان طوفان قہر نگاہ نے دھوکا کھایا عمرو بیچارے غریب کو پکڑ لائے مین تو سامری پرست
ہون خداوند لقا سے یارانہ قدرت کو بھی بیوجہ مجھپر غصہ آیا جلاد ساحران لقب دیکر ہوشربا مین
بھیجدیا نہ تدبیر کر دی کہ جاکر ساحرون کو قتل کرو آپ انصاف کیجیے اگر قدرت نہ بھیجتے قبض روح کا حکم
نہ دیتے مین کیونکر مار سکتا تھا میرا تو یہ اعتقاد ہی مصرع کسی شاعر کا یاد ہی ع بے رضاے تو یکی برگ نجنبد ز درخت
عدالت شرط ہی جب برگ درخت بدون حکم خداوندی ہل نہین سکتا تو انسان کا قتل کرنا تو بڑی بات ہی
عیاری ہی یا کرامات ہی کہان ملکہ صنعت کہان مین بیچارہ غریب وزیر جلیل مین ایک فقیر ذلیل
خود شہنشاہ نے صنعت کو قتل کیا ہوگا کہنے والے کہتے ہین دولھا بنکر آیا میرا ساٹھہ برس کا سن ہوا

میرا کنوارا پنڈا ہے دل مین حسرت شادی ہزار ان باپ نے دولہا نہ بنایا کوئی آپ سے دولہا بنجاتا ہے
امیدوار ہون مجھکو نوکر رکھ لیجیے کہین شادی کردیجیے کھانیوالا ہون وچار طرحکے کام بھی جانتا ہون شمع
ڈھالتا ہون جب روشن کیجیے مشعل روشن ہو گل اوسکے دیکھ لیجیے بڑی تلخ رہی ہو مینہ رکابداری خوب
جانتا ہون شیرینی بناؤن فصل بہار مین حلوا سوہن بناتا ہون کچھ آئین باتین شاعرین گاتا بھی ہون
غرضیکہ دو رہون مین عیاری کیا جانون تین روپیہ مہینہ دیجیے سب طرح کا کام لیجیے ساز منگوائیے تو ایک
ایک غزل ایک ٹھمری سناؤن یہ باتین سنکر نیلم کا دل نرم ہوا گانا سننے کی ہوس مین سرگرم ہوا طوفان
بول اوٹھا اے شہنشاہ آپ کیا غضب کرتے ہین ایسا ہی مزاج اپنے موالج کو مارا سارے نیلم حصار کو برباد
کرکے نکل جائیگا جبکہ شہنشاہ نے لکھا ہے اوسپر کاربند ہونا واجب لازم ہے اگر یہ سبکا افسر ہوتا مین
جان دیکر لشکر اسلام مین جاتا طلسم کشا کو گرفتار کرکے لاتا حضور اسکے نمونے سے مہرخ وبہار کے نیچے
جا ملینگے شہنشاہ سے اصلاح کرینگی سب شہنشاہ کی لونڈیان غلام اوسکے ساتھ ہوگئے یہ ظالم سحر بیان
ہے اسکی باتین سماعت نہ فرمائیے نامہ بنام شہنشاہ توسن تحریر کیجیے مین جاکر وہان سپرد کرآؤن
اوسکے خلاف کیجیے گا تو شہنشاہ شکایت کرینگے انکا حکم ہے جسنے عمرو کو مارا اوسنے سارے طلسم
ہوشربا کو بچالیا شہنشاہ نوبت بجان وکارندے بر استخوان ہورہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہے عمرو فتاح
طلسم ہوشربا ہے اتنے بڑے بڑے کام کیے ہر معرکے مین نام کیے اسکو حقیر جانتے ہین نیلم نے گھبراکر کہا
قفس آہنی منگاؤ اوسکو بند کرواکے ساتھ ہی لے جاؤ جب تو عمرو کی زیرہ سی آنکھین جوش د
خروش مین آئین کہا او نیلم بہتر یہ ہے کہ مجھکو چھوڑ دے ورنہ تیری قضا آگئی میرا فرزند چالاک بن عمرو
تمکو قتل کریگا مہتر قران حبشی بعدہ گران نظر کردہ بزرگان آکر ایک بندہ ماریگا کہ تمھارا سر گوہ کھاتا
پھریگا ارے صنعت کیا چیز تھی جسنے بڑے بڑے ساحران غدار کو مارا زبرجد نگار مین خدائی زبرجد شاہ
کی شادی مامہ جادو کی میرے ہاتھ سے قضا آئی شمشیر کو دریاے قلزم مین گھسکر مارا طلسم ہوشربا مین
عشاق سبزہ رنگ نے بیجیا کو للکارا قید ہونا ہمارے واسطے بڑا فخر ہے جس ملک مین قید ہوکر گئے اوسی ملک
کو تباہ کیا وقت بربادی شہر نیلم قریب آگیا اب تو نیلم باتون سے عمرو کی گھبرایا کہا اے طوفان زبان دراز
تو بڑا ابے طوفان نے کہا حضور گھر کے گھر برباد کردیے مکار عیار بے ادب فتاح طلسم ہوشربا لقب ہے
شہنشاہ نے لکھا ہے کہ اگر یہ مارا گیا تو طلسم ہوشربا کوئی نہ فتح کرسکیگا خاطر ہی کی ذات سے سارا فساد ہے

ہی مجھکو وہ بہار شہنشاہ سے رنجیدہ ہوکر کل تین کی مرتبہ شہنشاہ نے پکڑوا بلوایا یہ عیاری کرکے چھڑا لیگیا جب تو شہزادہ ذکو غرور ہو گیا ہے ہر ایک کا یہی قول ہے کہ افراسیاب بھکو قید نہین کر سکتا ہر طرح شہنشاہ زور ڈالتے ہین وہ لوگ کلام اصلاح درمیان مین نہین لاتے شہنشاہ ظلم نے کہا اے خیر خواہ اسکا جانا توسن حصاری پر مناسب ہے یہ کہکر قفس آہنی منگایا عمرو کو اسمین بند کیا اپنے ہاتھ سے قفل لگایا طوفان سے کہا تم ہی اسکی قید لیجاؤ ورنہ یہ ظالم راہ مین فساد برپا کریگا طوفان نے کہا فساد برپا کرنا کیسا جو کسکی قید لیجائیگا وہ اسکی ہاتھ سے مارا جائیگا قصاص تو کہنہ ہے کہ قید ہونا ہمارے واسطے فخر ہے جس ملک مین قید ہو گئے اسکو خاک مین ملاتے ہین ہو مرے کوئی اسکی قید کو نہ لیجا سکیگا طوفان قہر نگاہ نے یہ کہکر قفس عمرو اوٹھا لیا تخت خواجہ کی لیکر طرف توسن حصار کے روانہ ہوا انکو بھی راہ مین چھوڑدو ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان مصیبت بیان پہونچنا قید خواجہ عمر کا زندان طلسم ہوش ربا مین اور ملاقات ہونا بدیع الزمان و ملکہ تصویر و شہنشاہ لاچین سے وصال اسد نامدار فراق خواجہ مین بے قرار ہوکر واسطے شکار کے جانا اور آوارہ ہوکر قید ہونا اور پہونچنا اسد کا تا بہ توسن حصار عجب داستان مصیبت خیز ہے ساقینامہ مصنف

ساقی دل غمزدہ ہے بیکل
میخانے مین مجھکو جلد لیچل
ہنگامہ شور و شر عیان ہے
زندان طلسم کا بیان ہے
زندان طلسم ٹوٹتا ہے
قیدی برسون کا چھوٹتا ہے
وہ قیدی محبس مصیبت
سلطان لاچین پاک طینت
ساقی مے بیخودی کا ہو دور
بیناے قلم کے اور ہین طور
اے شاہد طبع ناز دکھلا
غمزے بڑھ بڑھ کے آج کرنا
لکھتا ہے یہ داستان رنگین
بلبل بھی ہے بیان رنگین
گو بال کی کھال کھینچتا ہون
تصویر خیال کھینچتا ہون
صورت گر نقش معانے
نقاش خیال خوش بیانی
بہزاد نگار خانۂ غم
تصویر کش فسانۂ غم
کرتے ہین رقم بحسن تدبیر
تقریر کی کھینچ رہی ہے تصویر
راوی خیال معتبر نے
کھینچے ہین بہ جستجو یہ نقشے
ساقی رندون مین نام ہو جائے
دشمن سے بھی انتقام ہو جائے
فوج مضمون پرے جمائے
ہان بارش ابر خون دکھائے
گھنگھور گھٹا گھری ہوئی ہے
بجلی ہر بار کوندھتی ہے
رندو یہ وقت میکشی ہے
میخانۂ دہر مین خوشی ہے
کیا شغل شراب ناب ہوگا

دشمن کا جگر کباب ہوگا
ہے وقت سرور بادہ خواری
زندان طلسم کی خبر لے
اب لطف ملیگا سرکشی کا
پہلو کوئی قید کا نہ چھوٹے
رنگ مضمون کو ساتھ باندھون
صد شکر ہے وقت دفع کلفت

ہے بزم طرب کا دور ساقی
ساقی دل کو ہے بیقراری
لکھنا ہے قلم کو حال زندان
معدوم ہے ظلم شکل عنقا
کیا طایر فکر صید ہوگا
مین دزد حنا کے ہاتھ باندھون
ذکر غم و عیش بھی بہم ہو

اک جام سرور اور ساقی
ساقی دے جام نام کر لے
دشمن ہو ملول دوست شادان
محبس کا بھی سلسلہ نہ ٹوٹے
مضمون کا چور قید ہوگا
اے طبع رسا دکھا دے جودت
اس رنگ کی داستان رقم ہو

چہرہ مقیدان محبس اندوہ و مصیبت و وابستگان سلسلہ محنت و بدعت حال مصیبت مآل زندان طلسم ہوشربا باسلسلہ نظم و نثر مین یون منسلک فرماتے ہین شعر نگار ندہ داستان فصیح ؛؛ رقم کرتے ہین بہ بیانِ فصیح ؛؛ گوہر آبدار سخن کو زیب گوش سامعان ذیہوش کرتے ہین کہ جب طوفان قہر نگاہ قفس مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار بیک طرار کوہ نیلم سے لیکر بلند ہوا خواجہ نے نگاہ اوٹھا کر دیکھا جابجا جنگل ویران میدان سنسان صدا بہار معلوم ہوتا ہے تمام آبادی معدوم اوس صحراے ہول خیز مین صداے جغد و بوم بھی نہین آتی بونڈلے گرد کے اوٹھ رہے ہین درخت جابجا جلے ہوے شاخین بادیتے کف افسوس مل رہے ہین ریتی کا میدان انتہا کا ویران جو جانور قفس آہنی مین تڑپے جاتے ہین جب جھونکا ہوا کا چلا جسم تھنک گیا تمام بدن پر آبلے پڑے جھونکے ہوا کے آپسمین لڑتے ہین کسی جانب اگر نگاہ اوٹھ گئی تو دیکھا دریاے قہار موج مار رہا ہے مچھلیان گرمی کی شدت سے ریت مین لوٹ رہی ہین ریگ ماہی شنگیین طوفان دن بھر اڑا شام کو دور سے ایک قلعہ معلوم ہوا وہ قلعہ برنگ لاجورد جسکے سامنے رنگ لماس گرد برجون پر ہزارہا جادوگر پھر رہے ہین طوفان قفس لیکر زمین پر اوترا ساحران شہر دوڑ پڑے کبود اژدر چشم کو خبر ہوئی کہ طوفان وزیر شہنشاہ نیلم ایک قفس لیکر آیا ہے واسطے استقبال کے بارگاہ سے نکلا دونون آپس مین گلے ملے کبود نے قفس کو دیکھکر کہا اے برادر یہ جل ٹانس کو کہان لے چلے طوفان نے کہا اے کبود اس ظالم نے ہزارہا گھر بے چراغ کر دیے کتاب سامری مین پڑھا ہوگا عمرو عیار قاتل ساحران نامدار اسنے مواج کو مارا کبود طوفان کو لیکر اپنی بارگاہ مین آیا مقام صدر پر جگہ دی کہا لاؤ اسکو قید خانے مین بھجوا دون

طوفان نے کہا مین اسکو اپنی نگاہ سے ادجھل نکرونگا یہ وہ شخص ہی کہ شہنشاہ طلسم ہوشربا کا قول ہی
اگر اسکا قدم ہوشربا مین نہ آتا کسکی مجال تھی ساحران ہوشربا سے آنکھہ ملاتا مقابلے مین شہنشاہ کے
انسے بارہ لاکھہ کا لشکر جمع کرلیا چارے سرداران شہنشاہ اپنے شریک کرلیے مین ایسا ساحر زبردست
تھا کہ جو اس مکار کو گرفتار کرکے لایا مینے اپنے اوپر آب خورش حرام کیا شب بھر جاگ کے بسر کرونگا قفس
لیے بیٹھا رہونگا کبود نے کہا اسقدر خوف ہی معین و مددگار تو اسکا کوئی آنہین سکتا طوفان نے
کہا اگر ارسطو ہو تو یہ اوسکو بھی دھوکا دے خواجہ قفس مین یہ معاملات سن رہے ہین
جھکائے بیٹھے ہین دل سے کہتے ہین لے خواجہ اس ظالم کے پنجۂ بدعت سے کیونکر رہائی ہوگی ذرا بھی
یہ چوکے تو مین عیاری کرون یہان طوفان شب بھر جاگا قفس خواجہ کا اپنے ہاتھ مین ہوشیاری
لیے ہوے بیٹھا رہا بوقت سحر کبود سے رخصت ہوا پھر اسی طرح بلند ہوا دن بھر اڑا شام کو قلعہ فیروزہ
نگار مین اوترا ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش کو خبر ہوئی طوفان کا آکر استقبال کیا اسنے بھی حیرت مین
آکر پوچھا تمھارے تکلیف فرما ہونیکا اے طوفان کیا باعث ہوا طوفان نے تمام کیفیت بیان کی
رات بھر جاگ کے بسر کی قفس عمرو کا ہاتھ سے نہین کھا پھر صبحکو چلا شام کو دور سے ایک قلعہ دکھا
پہلوے قلعہ مین آگ روشن ہی ابر دھوان دھار قلعہ پر چھایا ہوا حاکم یہان کا ساحر بد خو دخان تیرہ
برای استقبال آیا اسیطرح طوفان نے چھہ منزلین طی کین ساتوین دن دور سے ایک قلعہ معلوم ہوا
دو منزل کے گردے مین حصار قلعہ نہایت مضبوط و مستحکم لاکھون جادوگر کا پڑا و بیرون قلعہ جادوگرنیان
حسین خوبصورت شہر آباد دوکانین پختہ عمارتہاے وسیع قصرہاے رفیع طوفان قفس لیے ہوے قلعہ مین
داخل ہوا عمرو نے قفس سے دیکھا تخت پر ایک ساحر تاج شہریاری بر سر لباس بھاری پہنے ہوے بہ کبر و
نخوت تمام وہ بد انجام تخت پر بیٹھا ہے دربار مین سات سو ساحر زبردست دنگل ہاے آہنی پر
بیٹھے ہین کسی کے دنگل مین شیر کا چہرہ کہ اصل مین وہ شیر منہہ کھولے ہوے ڈکارین لے رہا ہی کسیکا
دنگل بصورت اژدر مہیب منہہ سے اژدر کے قلابہ آتشین نکل رہے ہین تازیانے ماران سیاہ کے ہاتھہ
مین صورتین اشقیا سیاہ لباس سیاہ دل بغض و حسد مین کامل اس دربار کو دیکھکر عمرو کے ہوش
اوڑگئے کانپنے لگا طوفان نے توسن کو سلام کیا طوفان خیر تو ہی آپ لوگون نے بالکل ملاقات
ترک کردی شہنشاہ بوجہ نامہ بھی نہین لکھتے طوفان نے نامہ شہنشاہ نیلم کا ہاتھ مین دیا توسن نے

پڑھا توسن منہہ کا کڑا بول اوٹھانی بات ہی جو بلائین میرے گھر مین ہین اونھین کی حفاظت شوار ہی
فرزند حمزہ کو کس لطف سے قید کیا آج تک خبر نہین پائی اب عمرو ایسے شخص کو میرے پاس بھیجا کیون آئے
طوفان شہنشاہ نیلم کے گھر مین ایک آدمی کے قید کرنیکی جگہ نہتی تمکو بھی ناحق پریشان کیا یہ آ
دور و دراز تمکو طے کرنا پڑی اتنو موقع وہان نہین ہی کہ مین اس ظالم کو قید کردن طوفان نے کہا آپکے
اعتبار کی شہرت ہی افراسیاب کا یہ قول ہی کہ اگر شہنشاہ توسن مجھسے میل نکرتا سلطنت طلسم
ہوشربا دستیاب ہوتی توسن نے کہا شہنشاہ کی مہربانی سلطنت سنبھل نہین سکتی چند لونڈی غلام بگڑ گئی
اونپر غالب نہین ہو سکتے مینے سنا کئی سو ملک قبضے سے نکل گئے طوفان کو دنگل بیٹھنے کو دیا طوفان
نے کہا اے شہنشاہ صاف تو یہ ہی کہ ہم لوگونپر جسدن سے شہنشاہ لاچین کو شاہ بنایا اور قید کرایا اوسکا
لطف بنایا اوسیدن سے چین نہ ملا ہر وقت خوف جان بربادی ایمان اوسی کا یہ باعث ہوا کہ چند کس
بگڑ گئے انکا سنبھالنا دشوار ہے کیونکہ اے طوفان تنے بھی سنا حجرہ ہاے بلا مٹے یا قوت سخندان
ایسی ساحرہ قتل ہو وے شمع حیات شعل گل ہوتا ریک شکل کشش ظلمات عدم کو جائے شہنا نواز
اپنے راگ سے بعینہ جا اختناق جادو بیمار ہو کر مرے یا قوت سخندان خون تھوک کے مرے
ایک یہ بدمانس طلسم ہوشربا پہ غالب آئے لے طوفان تم قید عمرو کی لیجاؤ مین زندان خانہ طلسمی
مین اسکو نہ لیجاؤ نگا مین نے کتاب سامری مین دیکھا کہ ایکدن زندانخانے پر بھی تباہی آئیگی اوس
دن زمین توسن حصار تھرائیگی ہر چند کہ انتظام بدولت کا ایسا ہی کہ آج تک کوئی نہین آگاہ ہوا
کہ راہ زندانخانہ طلسم کس طرف سے ہے بوزینہ ابلق سوار ساحر نامدار براے حفاظت زندان طلسم قرار دیا
ہی اے طوفان عرصہ کئی برس کا گذرا کہ بوزینہ اپنے گھر نہین آیا اوسی مقام پر رہتا ہے جفاے
غریب الوطنی سہتا ہے کیا مجال کہ ہوا بھی اوس مقام تک جا سکے لے طوفان قہرگاہ مین آج تک
کسیکو زندانخانہ طلسمی مین اپنے ساتھ نہین لیلیا خود ہی جاتا ہون قیدیون کو دیکھ آتا ہون طوفان
نے کہا اسی باعث سے تو افراسیاب نے یہ حکم دیا کہ اس ظالم کو خدمت مین شہنشاہ توسن کے لیجاؤ
ایسا معتبر کون ہی یہ شخص بھی اوسی قید خانے مین تڑپ تڑپ کر مرگیا یہ حالات سن سنکر خواجہ کے
ہوش اوڑے جاتے ہین طوفان نے قفس توسن کے ہاتھ مین دیا طوفان توسن سے رخصت ہوا
اوس وقت عمرو کی بیقراری کہ جو قید ہماری لیکر آیا تھا وہ صحیح وسالم جاتا ہے بہت ہی ناگوار ہوا

عمرو نے بیقرار ہو کر کہا او طوفان تو تو جاتا ہے ہم یہین رہے جاتے ہین بڑا افسوس ہے کہ تو زندہ چلا
لیکن اے طوفان یاد رکھنا مجکو علم نجوم مین بھی دخل ہے قید میری یہان بوجہ نہین آئی ہے سیان
توسن پر ضرور سواری گانٹھونگا دہانہ خاردار چڑھاؤنگا تازی بات ہے کہ منھ زوری بھول جائینگے
قدم نہ اوٹھا سکینگے بگٹٹ بھاگینگے پوئی پر انکو لگاؤنگا دانہ گھاس کھلاؤنگا تھان کے ترے مین
عمرو نے ضلع ذو معنی کا تار باندھ دیا ضلع جگت فصیحان عرب کی صحبت اوٹھائی ہے اکدن ملکون
ملکون پھرا کوئی بات اوٹھا نہ رکھی توسن جادو یہ بات سنکر غصے مین آیا کانپنے لگا کہا او زبان دراز
مجھکو افراسیاب جاننا میری قید سے تا قید حیات رہائی نپائیگا تڑپ تڑپ کر مرجائیگا ایسے مقام پے
قید کرون پردہ ظلمات کو بھی بھول جائے دن اور رات کا تمیز نہو طایر روح قفس جسم خاکی مین پھڑپھڑے
کھانا پینا کیسا عمرو نے کہا او توسن ٹٹوے تجھمین سب طرحکا عیب ہے حشری کمری کہنہ لنگ شبکور
ستارہ چشم ایسے جانورون کو لاتون مین میکر ماتا ہون یہ سنکر توسن اوسیوقت اوٹھا قفس عمرو
کا ہاتھ مین لیا کہا اچھا او ساربان زادے بس منھ زوری کا مزا اوٹھاؤگے موت مانگیگا اور موت
نہ آئیگی طوفان کو تو خلعت دیکر رخصت کر دیا توسن نے قفس اوٹھا کر پرواز پیدا کیے اوڑکر آسمان
کیا برابر کہکشان فلک کے پہونچا متوجہ ہوا عمرو بیہوش ہوگیا نہین معلوم کہ توسن جادو زمین
پر رہتا چلا یا آسمان پر اوڑ گیا بعد عرصہ دراز کے جو عمرو کی آنکھ کھلی دیکھا ایک مکان تنگ و تاریک
مثال مین پردہ ظلمات ہے بلکہ تاریکی پردہ ظلمات اوسکے سامنے مات ہے نہین ثابت ہوتا کہ زمین ہے
یا آسمان اندھیرا دیکھکر عمرو اپنی زندگی سے حیران دیوار و در ثابت نہین ہوتے ہو چھت سے مٹی گر رہی ہے
گرد بان کر رہی ہین عمرو گھبرا گیا اندھیرے مین قلب تھرا گیا قفس مین سر ٹکراتا ہے چاہتا ہے طایر
روح قفس جسم خاکی سے نکل جائے کبھی سر ٹکتا ہے کبھی چیختا ہے یہ شعر اس بیقراری مین پڑھتا ہے فرد ایکی
تقصیر نہین دشمن جان دل ٹھہرا ہے مارنے کا ہیکو ماریبی قاتل ٹھہرا کبھی پکارتا ہے اے رحیم اے کریم عمر بھر
تیری راہ مین جہاد کیا کس بلا مین آکر پھنسا ارے یارو یہان کوئی زندان بان بھی ہے مجھ ایسے قیدی کا
نگہبان بھی ہے ارے نگہبانو آواز سناؤ یہ طایر وحشی تو گرفتار رہتا ہے بیقرار انسان یا حیوان کی آواز کا
جویا ہے ایسا اندھیرا ہی کبھی نہ دیکھا تھا یہ تو آفتاب کبھی یہان کا ہیکو ابھرا ہوگا شمع و چراغ کیسا اے داغ دل
تو ہی روشن ہو جا اے آہ دل روشنی دکھا اے حرارت قلب شعلہ چمکا ہائے کیا کرون لحد سے زیادہ تنگ و

تاریک ہی گور یہود سے مثال مشیک ہی کسقدر عمرو تڑپا چھینیں مار مار کے رویا سر سے خون جاری ہوا آخر
کو غش آگیا عرصہ دراز تک بیہوش رہا نہین معلوم کتنے عرصے کے بعد ہوش آیا آخر نگاہ قایم ہوئی
آنکھین پھاڑ کر دیکھنے لگا موافق مضمون اس مطلع کے عمرو کا یہ حال تھا مطلع آنکھ جسپر پڑ گئی دیوانہ
بیباک تھا ٭ پھاڑ کر آنکھین جسے دیکھا گریبان چاک تھا ٭ اب جو عمرو کی نگاہ قایم ہوئی دیکھا اس قیدخانے
مین سناٹا ہی قفس اور لٹک رہے ہین ایک قفس کلان مین ایک تاجدار نحیف و ضعیف چہرے سے فر و
شوکت و دبدبہ ظاہر تاج سر پر ٹوٹا ہوا بال مرجھے ہوے رگین جسم کی نکلی ہوئی کمر مین خم پریشان و مضطر سر
جھکائے ہوے قفس مین بیٹھا ہی اوسکے پہلو مین دوسرا قفس اوسمین ایک جوان عناصر مثال چہرہ آفتاب تابان جیسے
وقت زوال آفتاب کا رنگ زرد ہوتا ہی بال سر کے وبال جان آنکھون مین حلقے چہرے پر زردی ساغر چشم
اشکون سے لبریز صورت سے ثابت ہوتا ہی کہ بادشاہ جلیل دوست مونس زکعبل لباس پارہ پارہ حیران و
مضطر آگین جسم کی جان نگین سر خم بھوک پیاس سے بیدم تیسرے قفس مین ایک مہ جبین غنچہ دہن سیمتن رشک چمن
کمسن بال پریشان ہاتھ مین ہتھکڑیان پانون مین بیڑیان جس طرح وقت خزان ہوا گرم سے پھول
کمہلاتا ہی اس طرح چہرہ زرد آہ سرد دل پر درد سے کھینچتی ہے اوس مہ جبین اوس جوان سے کہا صاحب ذرا
آنکھین کھولو بات کرو دل گھبراتا ہی آج اس زمان مصیبت مین اور کوئی گنہگار آکر قید ہوا اسکے صدمے
سے دل ٹکڑے ہوتا ہی ہر ایک کی مصیبت پر دل روتا ہی اپنا حال موافق ان اشعار کے ہی قطعہ

جنون پھر ہمکو ایام بہاری کی خبر دیگا ٭ بہار آکیا دگل بیٹھے گریبان تار کر دیگا
پھرا قاصد وہان سے ہوکے مایوس ہوا ای جلال اپنا ٭ جو خودی سے بیخبر ہے وہ کسے پھر کیا خبر دیگا

اس درد سے اوس مہ جبین نے یہ اشعار مصیبت خیز پڑھے اوس جوان نے
بمشکل سر اوٹھایا ایک آہ کی کہ زمین تھرا گئی جواب دیا اے صاحب کیا جواب دین کیا منہ سے بولین کس مصیبت
مین فلک نے گرفتار کیا حال دل کس سے کہین تمکو کیا کہکر سمجھائین تمکو کیونکر تسکین دین اس قفس کے طایر وحشی بنکر
کیونکر تمکو ہے اذیت اپنی مصیبت تمھاری حسرت آنکھ پھیر فلک کلیجہ مصیبت سے شق ہی جاتا ہی اس قفس مین
ٹکرا کر جان دین دم نہین نکلتا روح قفس جسم مین گھبراتی ہی نہین معلوم کہ وہ کونسی ساعت تھی کہ تم کو
تمھارا ہاتھ لے اور سمجھا ہم تمھارے دام گیسو مین گرفتار ہوے ایک دن فلک نے چین نہ لینے دیا راتین ہجر
کی ہزارون کاٹین روز وصال آج تک نصیب نہ ہوا قفس لیکر اس قفس مین آئی ہے زندہ نکلنا
دشوار ہے جب روح قفس جسم خاکی سے نکلیگی تب اس قفس اصلی سے بھی رہائی پائینگے جنازہ

ہمارا کون اوٹھائیگا ہر چند کہ صاحب تم بخوبی واقف ہو پروردگار نے اس غم زندان مین پیدا کیا کہ تمام دنیا
کے لوگ برائے حل مشکلات اس دولت پر حاضر ہوتے ہیں ہمارے بزرگون نے جسکو جس مصیبت مین جہان پایا اوسیکو قید مصیبت
سے چھوڑایا اس گرفتار مصیبت کی خبر لینے کوئی نہ آیا ہمارے نوشتہ تقدیر کو کسی نے نہ پڑھا منشی تقدیر نے خط شکست
مین ہمارا انجام لکھا کوئی اس نوشتہ تقدیر کو مٹا نسکا ع داد ز بیداد گرفتاری ما عمرو نے گوش ہوش سے کلمات دونون
عاشق و معشوق کے سنے باہم دونون سخن کرتے ہین کلام سے ثابت ہے کہ دونون آپس مین عاشق شیدا ہین
بائیں و مبتلا ہیں ایک کو ایک سے رغبت ہے ایک ایک نگاہ محبت سے دیکھکر مسکراتا ہے اوس نازنین نے اس جوان
حسین کا جواب مصیبت خیز سنکر ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی کہا صاحب ابھی تو یہ کیفیت ہے نظم

مجنون تراخانہ بہ ویرانہ عشق است
گر محرم رازست کہ بیگانہ عشق است
تسکین نہ دہد آب حرارت کش می را
در پردہ نہان بلبل و پروانہ عشق است
از سینہ برون آرو تہ خاک افگن

ہر جا کہ وطن ساخت جنون خانہ عشق است
گر زہر ہلاہل خورد آن آب حیات است
این شعلہ جانسوز ز خمخانہ عشق است
در انجمن شوق نیاید ز مقصود
مخفی دل افسردہ کہ بیگانہ عشق است

ہر کس بہ تکلم لب ابرار نہ بکشادہ
آنرا کہ بدل نشئہ پیمانہ عشق است
ہر ذرہ کہ موجود کہ در ملک وجود است
دیوانہ صفت ہر کہ بویرانہ عشق است
یہ اشعار پڑھکر وہ نازنین نازنین جبین

گرفتار دام مصیبت پابند سلسلہ مودت سر ٹکرا کر خوب روئی اور کہا اے شہریار ذرا سر اوٹھا کر ملاحظہ
فرمایئے آج ایک قفس اور کسی مصیبت زدہ کا اس قید خانے مین آیا ہے وہ نوجوان مضطر و پریشان
طرف قفس عمرو کے پلٹا پوچھا اے شخص تو نے کیا خطا کی جو اس زندان مصیبت مین آ کر پابند ہوا
یہانکے حاکم کا واسطے ملازم ہے کچھ بے اعتدالی ہوئی کہ زراعت عیش و راحت معرض پامالی ہوئی لیکن
جو قیدی قید ہوگا اسکے واسطے ایک میعاد ہے ہماری میعاد تا قید حیات تیرے دوست احباب سفارش
کرینگے اس زندان مصیبت مین تڑپنے دینگے لیکن اے گرفتار دام مصیبت اے پابند سلسلہ غم و محنت
ہم مصیبت زدون پر بھی کچھ احسان کرنا خدا انجام بخیر کریگا دامن تیرا گوہر مراد سے بھر دیگا اگر رہائی
پانا ایسا نشان بتا دین کہ فوراً وہان پہونچ جائیگا ہمارے عزیز اقارب بھائی فرزند اس قید سے رد کرینگے گرد امن
آرزو تیرا بھر جائیگا پھر کبھی ہوس دنیا نہوگی یقین تو ہے کہ جس وقت تو اوس باغ لشکر مین پہونچیگا ہزارون
آدمی تیرے جمال کے مشتاق ہو کر دوڑینگے پر ہمارے چشم مین جگہ دینگے جسوقت ہمارے بزرگون کو حال
معلوم ہوگا کہ ہمارے فرزند کی خبر لایا ہے خلق سے پیش آئینگے بارگاہ سلیمانی مین اپنے ساتھ لیجائینگے

ہمارے قبلہ وکعبہ لرزندۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان مسخر کن بحر و بر سر کوب
دیوان قاتل کافران یقین ہے ملک تجھکو جاگیر مین دین قوت بازو ہمارا برادر بجان برابر شیر بیشۂ فرنگستان
صاحب عظم وشان ہزبر دشت جرات نہنگ دریاے ہمت رستم پلیتن کشندۂ قویل ہندی قاتل
کپتیان فرنگی خبر دریافت کرکے اوسیوقت جستجو مین نکلین ہمچشم ہمارا آفتاب عالمتاب شوکت و رفعت لیا
ماہ برج آسمان جلالت شاہزادۂ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاور سپاہ صاحب عز و جاہ سنتے ہی اس
ہوس مین نکلے کہ اپنے عمرو نامدار کو جاکر رہا کرون دشمنون کو مٹا دون نور نظر پارۂ جگر ہمارا گل گلزار
خلیل الرحمان نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زن لشکر زمرۂ بے ایمان شاہزادۂ نور الدہر فوراً
قبضے پر ہاتھ ڈالے جوش و خروش مین آکر ملک توسن حصار مین قیامت برپا کردے اگر شاید یہ لوگ بعدا
جانکر رک جائین تو اے شخص تو ایک کام کرنا روح لشکر جان لشکر کو دریافت کرنا ایک ایک سے پوچھنا کہ
آفتاب عالمتاب برج عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار عمرو نامدار ہمارا عم عالی وقار
کو دریافت کرنا اونکا دامن تھام کر کہنا کہ عمرو نامدار آپکا غلام زندانخانہ توسن حصار مین مرتا ہے افسوس ہے
کہ آپنے بھی اوسکی خبر لی یہ کہکر وہ نوجوان قفس مین سر ٹپکنے لگا اور کہا کہ اے شخص دنیکا مقام ہے دنیا
مقام عبرت ہے نہ جاے عشرت جسکے ایسے خرد و بزرگ جہانگیر صاحبان تدبیر جرات مین بے نظیر صف شکن
تیغزن مسخر کن بحر و بر ہون وہ اپنے گم گشتہ وادی حرمان کی خبر نہ لین تقدیر مین ہمارے یہ مصیبت لکھی تھی
افسوس ہے کسی نے اتنا خیال نہ کیا کہ ایک نالائق غائب ہوگیا اوسکو تلاش کرین اے شخص براے
خدا اگر ان سب صاحبون مین سے کوئی صاحب قصد نکرین تو قلعہ فرد الامان حصار دریافت کرکے اُس در
دولت پر حاضر ہونا محلدار سے عرض کرنا کہ ملکہ گردیا بانو صاحبہ سے عرض کرو کہ آپکے غلام کی قیدکی
خبر لیکر ایک شخص آیا ہے دریاے مہر مادری جوش ماریگا یقین ہے کہ نقاب ڈالکر محل سے نکل آئین تجھسے حال
مصیبت پوچھکر صاحب جرات و لیاقت مین تلاش مین خود نکلین اسطرح جو اوس نوجوان نے بیان کیا
عمرو کا قلب الٹ گیا غم سے کلیجہ پھٹ گیا کہا اے نوجوان اے پابند مصیبت گرفتار دام محنت اب تیرے
کلمات حسرت آیات کے سننے کی قلب مین طاقت نہیں براے خدا جلد آگاہ کر نام نامی ظاہر کردے کہ دل کو
تسکین ہو یہ جور مثال کیون تیرے ساتھ قید ہوئی تو کیونکر اس زندان پر آفت مین آیا ان صاحبون
سے کیا رشتہ ہے نگاہ میری بھی کسیقدر تیری صورت سے آشنا ہے لیکن یہان اس قدر اندھیرا ہے لشکر تاریکی و ظلمت

نے گھیرا ہی کہ اچھی طرح نگاہ نہیں جمتی یہ آواز بھی کبھی سنی ہی مجھ بدنصیب کا نام تو اپنے بزرگوں کے ضمن
مین لیگیا مستر جاید نام ظاہر کر تیری مصیبت دیکھکر اپنی حسرت کو بھی بھول گیا دل داغدار ہوا قلب بیقرار
ہوا عمرو نے چلاکر جو کلام کیا اوس جوان نے بلک کر کہا ای عم عالی وقار آپ شاید خواجہ عمرو نامدار ہین
افسوس گودیون مین پالا شوکت و لیاقت عطا کی ہمارا یہ حال ہی کہ آپکو ہمارا پہچاننا محال ہی یہ تو
مفصل کہدیجیے کہ حقیقت مین مینے آواز کو پہچانا آپ قوت بازوے صاحبقران سر بریدہ جادوگران
باج ستانندہ ریش کافران قلعہ گیرے جنگ خواجہ عمرو نامدار ہین مجھ بدنصیب کا نام مقام افسوس ہی
کہ آپ دریافت کریں نشو و نما آپکی تمنا مین پائی عزت و آبرو و مرحمت فرمائی بدیع الزمان میرا نام ہی
یہ مہ جبین مصیبت نصیب عیش و راحت سے دور غم و الم سے قریب ملکہ تصویر دختر شہزادہ حاکم
صحراے طلسمی ہی آپکے سامنے تالاب نکل کر اژدرا اوٹھا لایا تھا لشکر اسلام مین آپنے ایک ایک عمگسار کی
مدد کی لیکن اپنے غلام کی خبر نہ لی یہ سنکر عمرو نے ایک آہ کی کہ دھوان منھ سے نکلنے لگا سوز غم و الم سے
ہر ایک استخوان جلنے لگا کہا ہای بیٹا بدیع الزمان تو اس قیدخانے مین قید ہی ای تصویر تیرا کیا نقشہ
ہوا تیری باتون نے کلیجے کے ٹکڑے کردیے ای نور نظر اے آرام جان ای فرزند بدیع الزمان بیٹا تم کیا
حکایت و شکایت کرتے ہو یہ نالائق جب تمھارے ساتھ سے ملیٹا اور لشکر اسلام مین پہونچا حال مصیبت ناک
تمھارا بیان کیا باپ تمھارے سر ٹکراتے تھے بھائی جان دینے پر آمادہ تھے بیٹا تمھارا صاحب شوکت
و لیاقت نور الدہر چاہتا تھا اپنا گلا کاٹ ڈالون آخر بعد ہنگامہ بسیار یعنی دوپہر تک کسیکے ہوش
درست نہ تھے آخر فرزندان بزرجمہر کو تمھارے باپ نے طلب کیا اون ستارہ شناسان کامل نے حکم لگایا کہ
بدیع الزمان قید ہو کر طرف طلسم ہوشربا کے گئے اب وہ بعد عرصہ دراز رہا ہونگے فتح طلسم نام پر
اسد غازی کے نکلتی ہے تم تو فراج سے اوس دیوانی کے آگاہ ہو تمھارا ہمشیرزادہ اوسیوقت عمل مین
گیا اپنی مان ملکہ زبیدہ شیرگیر سے رخصت ہو کہا ماموجان کی رہائی کو جاتا ہون تمھاری بہن نے جو دیا
نے فرزند مینے تمکو اپنے بھائی پر نثار کیا جب الیس آنا میرے بھائی کو ساتھ لیکر آنا ورنہ مجھے منھ نہ دکھانا
وہ شیر بیشۂ جرات اپنے قزاقون کو ساتھ لیکر چل نکلا خواجہ زادون نے کہا پانچ عیار برای مدد اسد نامدار
جائین لے نور نظر مینے اپنے ساتھ مہتر برق فرنگی و جانسوز بن قران و ضرغام شیردل و مہتر قران کو
ہمراہ لیا جستجوے طلسم ہوشربا مین نکلا اسد نامدار شہر نایرسان مین پہونچا راہ مین اوسکے فراق اور

اٹھارہ امیرزادے کسی مقام پر قید ہو گئے اوسنے جاکر شہر ناپرسان مین کھلبلی ڈالدی کوتوال شہر کو
مارا حیرت جادو زوجۂ شہنشاہ طلسم کا وس شہر کی بچی اوسنے فولادی تپلا بھیجکر اسد کو گرفتار کرا منگایا
صحرای حیرت مین اس شیر کو قید کیا کیا اے فرزند ایسا ہو سکتا تھا کہ تم اس مصیبت مین پھنسو اور کوئی
خبر نہ لے بوجہ طلسمیت مجبور و ناچار ہوی یہ بھی تم بخوبی آگاہ ہو کہ صاحبقران ہمیشہ سے فکر قتل
لقا مین مصروف ہین لقا کو سلیمان عنبرین موے کوہی خراج گذار افراسیاب نے دامن پناہ یاد افراسیاب
کو نامہ لکھہ بھیجا ہوشربا سے ساحر گئے صاحبقران انکے مقابلے مین پھنسے اسد پر مہ جبین الماس پوش
دختر افراسیاب عاشق ہوئی صندل جادو حاکم صحرای حیرت کو قتل کرایا دوسرا مٹایا اسد کو لے بھاگی
مین بھی لڑتا بھڑتا راہ مین عیاریان کرتا ہوا بعنایت پروردگار سرحد طلسم ہوشربا مین قریب شہر خمون یا
پہونچا ملکہ مہرخ سحر چشم نانی مہ جبین کی اول ہین آکر شریک ہوی قریب پشتہ رنگین حصار اس لشکر
قیل کو لیکر مین فروکش ہوا افراسیاب کو خبر پہونچی اوسنے ساحر بھیجا شروع کیے بعنایت پروردگار چار
سرداران افراسیاب عیاری کرکے شریک کر لیے اسد نامدار کو افراسیاب نے مع مہ جبین گنبد نور
پر قید کیا سات برس وہ شیر قید رہا مین لڑتا رہا بعد سات برس کے اسد کو گنبد نور سے چھوڑایا تلاش
لوح طلسمی مین مصروف ہوا جاکر باغ سیماب فتح کیا گلدستوں سے اسد نے چاہا کہ لوح کو لے افراسیاب
بادشاہ قاہر و جابر بڑا زبردست ساحر ہے لوح کو اوٹھا کر لیگیا مینے اسی غصے مین اسد کو کلمات سخت
و سست کہے وہ جان دینے پر آمادہ ہو قریب شہر داؤدیہ پہونچا خدا کی عنایت سے اسد نوجوان نظر کردہ
بزرگان صاحب اقبال حسین و جمیل دختر داؤد جادو ملکہ لالان خونقبا اوٹھا کر اسکو اپنے باغ مین لیگئی
مین ڈھونڈھتا ہوا سرحد داؤدیہ مین پہونچا داؤد جادو خداوند طلسم ہوشربا تھا اوسکی صورت بنکر
لوح لی راہ مین کئی شہر فتح کیے ای نور نظر پھر لوح قبضے سے نکل گئی مینے حیرت جادو کی شکل بنکر افراسیاب سے
حال لوح دریافت کیا معلوم ہوا دربند مہر و ماہ پر لوح ہے ای فرزند لڑتا ہوا اسد کو زنبیل مین ڈالکر طلسم صندل
پر پہونچا اسکو بھی فتح کیا اس جانکاہی سے اسد نے لوح پائی دربند مہر و ماہ فتح ہوا لیکن وہ لوح چند ساعت پاس اسد
کے رہی مکار جادو ملازم افراسیاب اسد کو دھوکا دیکر لوح لیگیا اسد کو افراسیاب نے پکڑوا بلایا باغ ملکہ
زیور محل نشین مین جاکر مصروف جنگ ہوا حجرہ ہا بالا کھلے مشعل نے اپنی روشنی دکھائی اس ملعون کو بھی جا
تاریکی مشعل کش دوا افراسیاب کی دم خوار ساحرہ غدار تھی اسکو بھی قتل کیا اہالیان طلسم نور افشان کو

مینے ملالیا کوکب وشنضمیر بادشاہ طلسم نورافشان اسکی دختر بران شمشیرزن خوب لڑی دریاے خون
روان کو مٹایا حجرہ بابلا بھی عنایت سے پروردگار کی تمام ہوئی فی الحال معراج بن گرد آدم خوار وزیر شہنشاہ
ظلم کوہ نیلم سے اوترا مینے برق وضرغام سے جاکر اوس بیچیا کو شب مین مع لشکر قتل کیا طوفان
قہر نگاہ وزیر معراج مجھکو لشکر سے پکڑ لایا کوہ نیلم پر میری قید ہوئی اوس بیچیا نے مجھکو قید کرکے یہان آنے وقت
کردیا ای نور نظر اسوقت روح کو راحت و قلب کو سرور ہوا کہ مین قید ہوکر تیرے پاس پہونچا آج بعد مدت دراز
تجھکو دیکھا ای فرزند تیری جستجو مین بارہ سال گذری مگر اے شیر بیشۂ جرات والد نامدار تمھارے قوت بازو
تمھارے بھائی وغیرہ فرزند دلبند تمھارا اسکے مجبور ولاچار ہین طلسم ہوشربا مین نہین آسکتے مینے ایک قید مین وہ
مقامات دیکھے بڑی بڑی دربند وسیع بیچ مین حائل ہین لاکھون ساحران شہر ونمین ہتا ہی کوہ عقیق سے
ہوا کا آنا بھی دشوار ہے ورنہ اتنک پانچہزار پانچ سی بچپن سردار ب طلسم ہوشربا مین ہوتی ای نور نظر یہ تیسرا
قفس کس مرد مصیبت زدہ کا ہے اوسکا بھی حال سننا چاہتا ہون یہ سنکر وہ بادشاہ بینظیر چیخ مارکر رو یا کہا
ای شہنشاہ فوج عیاری مجھہ بدبخت کا نام ونشان نہ پوچھو آپنے درمیان مین ذکر تو کیا مین اپنا نام کہتا تا دن
اپنی زندگی سے بیزار ہون نہایت مجبور ولاچار ہون حسب مضمون ان اشعار آبدار حال مصیبت مال ظاہر ہوجائیگا نظم

مین یون ہی اعقوبت قاتل سے دل اچاٹ
قاتل ہوا تہ یہ باطل سے دل اچاٹ
کیونکر کٹینگی بعد عدم کی مشقتیں
کیونکر ہو کوئی تیری مقابل سے دل اچاٹ
حسرت مری گلوے بریدہ کی کم نہین
عاشق ہے کیون ہنوز ابرو قاتل سے دل اچاٹ
مسکن کیا نگاہ نے رخسار صاف پر
ہو کیون ایسی گرگ کے عاشق کے دل اچاٹ
نفرت ہوا اس قدر مجھے گھر کے نشان سے
ہوئیگا ہجوم عنادل کے دل اچاٹ
کسکو دماغ ہے جو نے شکوہ بلبل

ہو جسطرح کوئی کسی مشکل سے دل اچاٹ
فرقت مین مجھکو آتش بیدود ہی چمن
ہونے لگا منت منزل سے دل اچاٹ
باہم ہو کے قصہ وتکرار ہونگی لطف ۔ مین
قاتل ذرا نہو ابھی بسمل سے دل اچاٹ
اب ہم نہ آئینگے کبھی مثل شرارت شمع
کیونکر ہو تجھسے حور شمائل سے دل اچاٹ
جاؤن کہان کہ ضعف سے اتنو چاہئے
ہو دنیا خانہ کے سلاسل سے دل اچاٹ
ہر بانمین ہین ہے ادبی ہزار ڈھنگ
کیونکر نہو حضور عنادل سے دل اچاٹ

دی سخت جانیون نے اجازت ذبح کی
تا ہو ہر نغمہ ہے عنادل سے دل اچاٹ
جب بامنی ہوا آئینہ رخ حسن اور بھی
افسردہ ہین مزاج ہو دل سے دل اچاٹ
تسبیح پارہ ہا جگر جانے او نہین
جاتے ہین ہو فاتری محفل سے دل اچاٹ
کیا دانہ ہا اشک سے جز غم ہو فائدہ
راہی ہو جیسے بعد منازل سے دل اچاٹ
نازک دماغ ہون نہین بھی پڑھا و گل
ہو کسطرح نہ صحبت جاہل سے دل اچاٹ
مشتاق مرگ ہون مجھے سر دیا ہے داغ وحشت

پھرتا ہو نہیں تغافل قاتل سے دل اچاٹ
خندہ سنگدلیوں مین کمی کونسی ہوئی
او شمع وہ ہوا تری محفل سے دل اچاٹ

پروانہ نثار اور کہیں دل جلا بنکے
کسواسطے ہو عاشق بیدل سے دل اچاٹ

او شمع وہ ہوا تری محفل سے دل اچاٹ
ہے حسب حال مصرع اشرف نسیم کے

اس درد سے یہ اشعار اوس شہنشاہ عالی جاہ نے پڑھے عمرو بیقرار ہو کر رونے لگا کہا اے بزرگ تیری باتین تیر ہو کر دل پر پڑتی ہین مینے خداوند جمشید نکردہ باتین افراسیاب سے پوچھین کبھی ہیبا مفصل نہ کہتا تھا یہی مشہور کیا تھا کہ بدیع الزمان و تصویر کو قتل کیا بادشاہ طلسم ہوشربا شہنشاہ لاچین کو بھی مار ڈالا مگر از دنیا زمین مجھسے حرامزادے نے کہدیا کہ لوح طلسم ہوشربا شکم زمہریرین ہے وہ دریائے نیل مین رہتا ہے بدیع الزمان اور تصویر کو بھی کہہ دو کہ بدیع و تصویر و لاچین زندان مین قید ہین ای مرد بزرگ مین اس شہنشاہ عالیجاہ کی زیارت کا مشتاق ہون بڈھا چیخ مار کر رو دیا کہا اے شہنشاہ اوج عیاری وہ بدنصیب آفت کا مارا صحرائے مصیبت کا آوارہ قیدی زندان مصیبت مبتلائے بلا و محنت یہی حقیر پر تقصیر ہے تمام وزیران سلطنت مشیران ابتداس نمکحرام افراسیاب بد انجام کے شریک ہوئے طلسم ہوشربا پر قبضہ کرلیا اس توسن پرفن نے سوتے مین مجھکو گرفتار کیا ای ماہ آسمان عیاری جب ہوشربا میرے قبضے سے نکل گیا مین بھاگ کر قلم کوہ پر آیا سترہ برس یہان رہا جب جھلا کر نکل آتا تھا ہر چند کہ بیدست دیا تھا کوئی تحفہ میرے پاس نہ باقی رہا تھا نیلم جادو جسکا نام ہے اوس بیحیا کو شہنشاہ نیلم خطاب ملا اسنے خزانہ کا تمام کل تحفہ جات طلسمی افراسیاب کو دیدیے تھے جب نعرہ کرتا تھا کہ ای نمکحرام سنم شہنشاہ لاچین سب بھاگتے تھے خیمے لوٹ لاتا تھا غلہ بہم پہونچاتا تھا آخر سوئے قلعہ قلم کوہ کے کہان جاؤن قلعہ بند ہوتا تھا اوسکے پاس فوج بیحیاب پھر لشکر کشی کرکے قلعہ کو گھیر لیتا تھا اس توسن بیحیا نے شب کو مجھکو اور میری زوجہ کو گرفتار کیا اوس صاحب عصمت عفت کو نہین معلوم کہان قید کیا مین اس مقام پر مقید ہوا اول تو مصیبت فراق محبوب مطلوب کا قفس کے دم نکلجاے نظم

دل سے تنگ آئے ہین ہم جوش جنون کا کیسا
دیکھ ہی لیتے تو پھر ہوش مین آنا کیسا
اپنے بیمار کو جب شکل دکھا کر وہ چلین
لیکے مجمع کو وہ نکلیگا اکیلا کیسا

یون گریبان نہین پھاڑتے سودا کیسا
کوہ پر حضرت فرہاد کا جانا کیسا
پوچھ لے کوئی کہ تمنے اوسے دیکھا کیسا
انکے کوچے مین یہ جاتے تھے یا گھر مین ہم

کیسی ہوگی نظر یار کا جلوہ کیسا
سر کی چوٹ اونکو ادھر لگیگی ادھر دیکھا
حشر مین سینے کے دینگے دل بیتاب کا تیغ
جب حجاب اٹھ گئے دروازے کا پردا کیسا

اپنا ہاتھ اپنی چھری اپنا گلا ہے اکدن
گھر بھی میدان ہوا جاتا ہے صحرا کیسا
دیکھو ڈر جاؤ گے دم توڑتے دیکھو مجھے
دور آ بیٹھے ہین اب ہم سے بچھڑا کیسا
کہنے یون جینا دوبھارا ہے خبر ہمکو نہین
جب مین گھبراتا ہون سمجھاتے ہین کیسا کیسا

خنجر دبا کے جو قاتل کا بھروسا کیسا
اوسنے دیدی ہے زبان آج دہن مین کسکے
جان پر کھیلنے والیکا تماشا کیسا
روکتی اپنی طبیعت کو ہم اس فکر مین تھے
اوٹھا جو دن ہے مراد ست تمنا کیسا

سر کو ٹکراتے ہین دیوار سے دیوانے وحشت دل
منھ کو رہ رہ کے یہ آتا ہے کلیجا کیسا
آہین جی کھولکے کھینچو گے سر بزم ہم آج
لو وہ آ ہی گئے آپکا ارادہ کیسا
یار محبوب کا احسان بھلا دیگا جلال

ملکہ بلقیس ثانی اپنی زوجہ کا نام لیکر لاچین بہت رویا کیا خواجہ کا شکر

ہم دونون ہجران دیدہ آفت کشیدہ معزول کردہ سلطنت گرفتار دام محنت و مصیبت ایک ہی مقام پر قید ہو گئے
وہ ہمکو سمجھاتی ہین ہم اونکو بہلاتے ہین بقول شاعر شعر قیس جنگل مین اکیلا ہے مجھے جانے دو خوب گذریگی جو مل بیٹھینگے
دیوانے دو یہ بھی ہماری تقدیر مین نہ تھا اتنا بڑا قزاق کہ جسکا انجام ممکن نہین مگر ای شہنشاہ
اوج عیاری اب نصف طلسم کی سیر کر چکے تا بہ دربند مہر و ماہ گئے طلسم صندل فتح کیا باغ سیماب
کی سیر کی سحاب جادو کو کشتہ کیا کہین یہ بھی سنا کہ زوجہ بادشاہ سابق طلسم یہان قید ہے
عمرو نے کہا ای لاچین بخدا مین ایسے ایسے مقامات پر گیا کہ اونکا ذکر اگر کرون تو سالہا سال گذر جائین
لاچین نے خلاصہ بیان کیا بارہ برس مین ایسے ایسے ساحرون سے مقابلہ پڑا کہ جنکا عدیل و نظیر اب ممکن
نہوگا افراسیاب کی کمر توڑ چکا ہون نہین معلوم اسمین کیا مصلحت ہے راز و نیاز پروردگار کا کون
جانتا ہے کہ مجھکو طوفان یہان پکڑ لایا اس قید خانہ مین قید ہوا کہ جہانسے امید رہائی نہیں
لاچین نے کہا خواجہ آپنے یہ بھی سنا کہ افراسیاب مجھسے کیون باغی ہوا بڑا باعث
یہ ہوا کہ مین مقدمہ مذہب مین ہمیشہ غور کرتا تھا خود ساحر ہون حالات سامری و جمشید سے
بخوبی ماہر ہون سمجھتا تھا کہ سامری جمشید بھی انسان تھے بزور سحر خدا بن بیٹھے ایکدن بیخبر منھ سے
سر دربار نکل گیا کہ ہمارا مذہب بہت ضعیف ہے خود بخود دلکو اعتقاد ہوا کہ بیکار کی تشکیک ہے دین
یزدان پرستی ٹھیک ہے یہ جو مینے سر دربار کہا یہ سب بیجا سب دشمن ہو گئے افراسیاب نے ہر ایک
کو یہ کہکر ملایا کہ یار و مذہب جدید دوا جاتا ہے سب نا مرد او سکے شریک ہو جب ملک و مال سب میرے قبضے
سے نکل گیا اور مین اس زندان طلسم مین آکر قید ہوا زوجہ بھی جدا ہوئی تب مینے پروردگار حقیقی کو
یاد کیا یہ کہکر التجا کی کہ اے صانع ازل دل بیکل ہے کچھ ایسا ظہور ہو کہ قالب کو اوس قید خانہ مین سر دو

اب اوس معبود حقیقی کا شکر کرتا ہون کہ بزرگان دین میرے خواب مین آئے تسکین دی یہ مژدہ خوشی کی خبر
سنایا کہ جب عمرو آکر یہان قید ہوگا تب اے لاجین تو بھی رہائی پائیگا لیکن نئی بات ہے بموجب مضمون
مقام مطلع جو طبیب بنا تھا دل وسکا کسی پہ زار ہے ؛ مژدہ باد اے مرگ عیسیٰ آپ ہی بیمار ہے ؛ آپ خود
قید ہوکر آئے مجھے کیونکر چھوڑائینگے اس زندان مصیبت سے کیونکر امان پائینگے عمرو نے کہا اے شہنشاہ
لاجین وہ مسبب الاسباب ہے کوئی سبب ایسا پیدا کریگا رہائی حاصل ہوگی انشاء اللہ تسکین دل ہوگی
یہ مجھکو بڑا افسوس ہے اگر قوس جادو ایک بات کے واسطے مجھکو اپنے قلعہ مین قید کرتا مین عیاری
کرکے نکل جاتا لیکن ارشاد بزرگان دین خالی از لطف مشیت الٰہی نہین ہے انشاء اللہ انجام اسکا بخیر
ہوگا کوئی تدبیر وہ پروردگار نکالیگا قدم مابدولت کا اس قیدخانے مین آیا اب زندان طلسم شکست
تمھاری رہائی کا بندوبست ہوگا کوئی صورت تو پروردگار کریگا بشارت بزرگان مین ضرور کوئی بھید ہے
اے لاجین رہائی کی امید ہے اوس زندان خانہ مین لاجین و بدیع و تصویر کا کلام حسرت انجام کرنا
کبھی روتے ہین کبھی حسرت پر اشکون سے منھ دھوتے ہین کبھی قفس آہنی مین سر ٹپکتے ہین مثل طائر
نوگرفتار اوس قفس آہنی مین پھڑکتے ہین سب سے زیادہ تصویر کی بیقراری لیکن حالات ہوش ربا سنکر
شہنشاہ لاجین دنگ ہوگیا بعد مہ بربادی حجرہ ہفت بلا کی مرتبہ مکرر پوچھا کیون خواجہ تاریک
تشکل کش کیونکر قتل ہوئی کسی جام حجرہ بلانے مجھکو بھی پوچھا عمرو نے کہا زبانی زال جادو کے اتنا
دریافت ہوا تھا جب حجرہ اول پر افراسیاب پہونچا اور اپنے معشوق کو ذبح کرکے خون پلایا تو مشعل
نے پوچھا تھا کہ شہنشاہ لاجین کیا ہوا زال نے کہدیا اونے انتقال کیا لاجین نے کہا یہ افراسیاب
ہی کا کام تھا ہم اگر لیتے جاتے کیا مجال تھی کہ یہ قواعد ہمارے ساتھ صرف کرتا انتہا یہ کہ بھوگ تھے ایک
آدمی غلام خریدا ہوا جانے کرتے نہ کہ معشوق افراسیاب جلاد ہے جب تو ہماری گرفتاری مین اسکو
افسوس ہوا اتنا بڑا ہم کر بیٹھا مینے اسکو دیون مین پالا سحر سکھایا گھربار کا اختیار دیا جب
بھیجا مجھکو گرفتار کرکے لیجائے مینے حقوق اپنے یاد دلائے اس بیحیا جلاد طبیعت میمون خصلت نے منھ
پھیر لیا جواب بھی نہ دیا خواجہ عمرو نے ذکر قتل مشعل جو کیا لاجین وجد کر رہا ہے بدیع الزمان
کہتے ہین کہ اے لاجین ملکہ تصویر ہم پر طعن و تشنیع کرتی تھین کہ تمھارے عزیز بڑے بڑے جلیل رئیس
تھے کسی نے خبر نہ لی آپنے سنا کہ جس دن سے ہم قید ہوئے افراسیاب آرام سے بیٹھتے نہین

دیا اگر ہفت در بند درمیان مین نہوتے تو فرزند میرا نور الدہر فتاح طلسمات عالم ہو گیارہ برس کے
سن مین اوسنے بہت بڑا طلسم گوہر بار سلیمانی مکلل خان جادو کو مطیع کر لیا ہزارون ساحر قتل کیے علاوہ
اوس فرزند کے شاہزادہ ملک قاسم بھتیجا میرا کہ ساتھ میرے دعوی ہمچشمی کا رکھتا ہی اگر دریاے آتش ہوتا
وہ نذر کرتا بھائی رستم پیلتن جلیم شاہ نوجوان والد نامدار صاحبقران زمان یہ سب مین طلسم ہوش ربا
ہلا دیتے آسمان کو زمین سے ملا دیتے یہ بھی اونکو خیال ہی کہ فتاح طلسم تو جا چکا قاتل افراسیاب اسد
نامدار ہی اے لاچین یہ بھی ایک سطر ہے جسکے نام پر فتاحی طلسم نکلتی ہی علاوہ اوسکے اگر کوئی جاتا ہے
مبتلاے بلا ہوتا ہی اسوجہ اور کوئی نہ آسکا دربند بھی حایل ہین راہ نے بھی مجھکو مجبور کیا لیکن انشاء اللہ
اے لاچین افراسیاب آرام نہ پائیگا ہاتھ سے اسد کے مارا جائیگا اسد نوجوان میرا بھانجہ ہی مین بھی
حیران تھا کہ سب صاحبو نے میری محبت سے ہاتھ اوٹھایا لاچین نے کہا آج خواجہ کے آنے سے عید
ہو گئی جسدن سے مطیع الاسلام ہوا اور اس بلا مین پھنسا آپکی زیارت کا مشتاق تھا عمرو نے کہا
خدا انکرے تمھاری طرح کوئی مشتاق ہو آپ ہی کا اشتیاق مجھے قید خانے مین لایا تصویر قفس مین پھڑک
رہی ہی کہ قفس سے نکلکر کیونکر خواجہ کے گرد پھرون حال عیاری خواجہ سے واقف بھی ہو چکی ہی ناظرین
کو خیال ہوگا کہ جلد اول مین پہلی ہی داستان ہی بدیع الزمان کا سر کاٹا جاتا ہے شکارگاہ سے
لاشہ آتا ہے خواجہ جا کر شرارہ جادو کو مارتے ہین بدیع الزمان کو رہا کر کے نکلتے ہین ملکہ تصویر کا
باغ راہ مین تھا اوسی باغ مین آکر یہ آفتین برپا ہوئین تھین اول عفریت طلسم تالاب سے نکلا تیر و کمان
سے اوسکو مارا جب تصویر کو ساتھ لیکر باغ سے نکلے تب اژدر طلسمی تالاب سے پیدا ہوا وہ تصویر بدیع الزمان
کو نگل گیا ظاہر ایک وہ کوئی ساحر تھا ہوشربا مین لیکر آیا پکار کر وہ اژدہا کہہ بھی گیا تھا کہ او عمرو تو تو
انکے سامنے سے غائب ہو گیا بدیع الزمان کو لیے جاتا ہون اب تا روز قیامت انسے ملاقات
نہوگی پھر بھلا مجھکو کب آرام آتا تصویر باغ باغ ہی آج دل کو غم سے فراغ ہی کہتی ہی کیون اے شہنشاہ
لاچین ہمارے وارثونکو دیکھا ہر چند کہ ہم قید ہین لیکن افراسیاب کی جان پر بنی ہی ہم سنتے کہتے
تھے کہ اور کوئی جائے نہ آئے خواجہ عمرو ضرور جانبازی کرینگے سنا تمنے کہ افراسیاب کا
زوال دولت قریب ہی ہمارے نانا جان نے کیا کیا عیاریان کین حال تباہی حجرہ بلا سنکر لاچین
عالم وجد مین ہے عمرو نے کہا اے شہنشاہ مین اپنی زبان سے اپنا حال مفصل نہین بیان

کرناعذ انفصل کریگا زندان طلسم سے چھوٹو گے منشی احمد حسین قمر نے بڑی شد و مد سے لکھا ہے
مقامات چجرہ بلا پڑھکر ہوش درست نہ ہینگے پڑھنے والے آفرین آفرین کہینگے ایسی ایسی عیاریان ہوئین
کہ افراسیاب جسکے نام سے کانپتا ہی مجبور ہوگیا کہ میرا آقا اس طلسم مین نہ آسکا اسد کے پاس کوئی
تحفہ نہین ساحران غدار سے مقابلہ ایک ایک نئے زمانے کا سامری و جمشید اتنا بڑا ساحر ہو کہ کوئی
اوسکو جواب نہین دیسکتا جس دن سے اوسکے مقابلے مین آئے دن کو مرے رات کو بھڑی آدھے
افراسیاب نے جادہ زمرد پر سیلا کیا تھا گھوڑے کوٹے لشکر اسلام کو شکست دی سب سردارون کو
دیوانہ کرکے بلالیا صرصر و بہار الامان الامان کرتی ہوئی لشکر سے نکل گئین افراسیاب کے سامنے
جاکر حاضر ہوئین ان سکو افراسیاب نے قید کرلیا مجھے تلاش کرنے نکلا اس وزیر نے خداوند لقا بنکر
عیاری کی سب سردارون کو لینے چھوڑا یا میلے کو لوٹ لیا افراسیاب جب آیا اور میلے کو پامال
دیکھا اپنے سردارون کا وہ حال دیکھا اے شہنشاہ لاچین اوس دن کا غصہ افراسیاب کا مجھکو
یاد آتا ہے سات شبانہ روز ہم بھاگتے پھرتے تھے افراسیاب اگر شکست دیتا تھا ساتوین دن
آخر ایک مقام پر جمکر عیاری کی افراسیاب کو دم دیکر بٹھایا جہان بارگاہ تھی وہین لاکر استادکیا
اوس جھمیلے مین بڑی شکل سے جان بچی صد ہا مرتبہ ایسے ہی معاملے درپیش ہوے ہر مقام پر جان
کے لیس و پیش ہوے اوس حافظ حقیقی نے ہر جگہ بچایا انشاء اللہ اب تمکو بھی لیجلین گے اکیلے نہ جائینگے
لیکن کیون اے لاچین اس قیدخانے مین کوئی آب و دانہ بھی پہونچانے آتا ہے کچھ تدبیر کرینگے
لاچین نے کہا ای خواجہ یہان کا بندوبست بہت سخت ہی خود ہی توسن اس قیدخانے مین آتے ہین تمام
کلام بھی نہین کرتا عیاری کیسے کرو گے آب و دانہ معرفت بوذینہ ابلق سوار کے پہونچتا ہے وہ بھیلا
سنگدل گھوڑے کھڑے آیا فی کس دو دو روٹیان ایک ایک آبخورہ پانی کا تعش مین رکھکر چلا جاتا ہے
کیسے عیاری کیجیے گا خواجہ یہان دال گلنا دشوار ہے عمرو نے کہا خیر انشاء اللہ اب تو قدم ہمارا آیا
بربادی توسن حصار ضرور ہوگی یہ غیر ممکن ہے کہ ہمارا قدم آئے اور یہ ملک آباد رہجائے ملکہ تصویر
آج بارہ برس کے بعد ہنسی خواجہ کے تسکین دینے سے مثل عندلیب خوشنوا پھولکر قفس مین بیٹھی یہ اشعار
نواب فدا حسین خان صاحب کے پڑھنے لگی اشعار موافق مضمون مقام

نظم

پھر نظارہ گل بلبل زار آئی ہی | ہو چکی دور خزان فصل بہار آئی ہی
پھر صبا باغ مین ہر سو یہ پکار آئی ہی

بلبلو تمکو مبارک ہو بہار آئی ہے	نخل سرسبز ہے پھولو کو مبارک ہو گلشن	شور بلبل ہے فدا فصل بہار آئی ہے

خواجہ کے سامنے ملکہ تصویر کے پیچھے مصیبت مین قید ہونیکے قصے زیادہ سبکے دل لگنے کا یہ
باعث ہو خواجہ نے ابتدائے طلسم ہوشربا شروع کر دیا اپنی عیاریان برق کی مکاریان چالاک
کی چالاکیان ضرغام کی بیباکیان جہتر قران کی سرہنگی سردارونکے سحر عشق اسد بصید شد و مد
داستان و داستان بیان کرتے ہین جس مقام پر چھوڑ دیتے ہین اور فرماتے ہین کہ آیندہ دیکھیے
کیا ہوتا ہے لاچین کہتا ہے خواجہ اشتیاق مین نیند نہ آئیگی یہ جملہ تو ضرور بیان کر دیجیے خواجہ
فرماتے ہین یہ بل پریزادون کی داستان ہے اسمین خلعت ملنا چاہیے لاچین عرض کرتا ہے بیان
تو تحسین و آفرین حاضر ہے خواجہ فرماتے ہین اس سے میرا پیٹ نہین بھرتا کچھ نقد دلوایے لاچین نے
عرض کی کہ ای شہنشاہ عیاریان اگر خدا نے اس قید سے رہا کرایا متعلق اسی قید خانے کے ایک خزانہ
کثیر ہے چالیس کوٹھے جواہر کے اسمین ہین سب آپکو دونگا خزانے پر پیچل سے کھڑا کر دونگا عمرو نے
جواب دیا مینے آپکو سلطنت طلسم ہوشربا دیدی ہفت اقلیم کا بادشاہ کیا اب تو آپ امنی ہو لاچین
جواب دیتا ہے خواجہ ہنستے ہنستے گر پڑتے ہین بڑی قید کی تکلیفین اوٹھا چکے ہر رنج کے بعد راحت ہے
اوسکی عنایت پر دلکو توقع ہے اسوقت تو قصہ کہانی ہے پروردگار آنکھون سے دکھا دیگا حقیقت مین
یہ خزانہ آپکی خدمت مین حاضر کر دونگا خواجہ و لاچین و تصویر و بدیع الزمان زندان طلسم مین
انھین باتون مین مصروف ہین ان سبکو اس حال مین چھوڑیے انشاء اللہ صورت رہائی تحریر کرونگا

دو کلمہ داستان جلالت عنوان شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی فراق خواجہ مین بیقرار ہوکر برائے شکار جانا اور قید ہوکر تا بہ توسن حصار پہونچنا و ذکر رہائی خواجہ و لاچین و بدیع و تصویر دیگر حالات عیاری چالاک پسر شہنشاہ نیلم خمنہ

پری پیکر سنوارے شام کو گیسو نکلتے ہین		تماشا دیکھنے کیواسطے ہر سو نکلتے ہین
کسون کیا ہین کہ جی دینے کو سو پہلو نکلتے ہین		سراپا ناز بن ٹھن کر جہان خوشرو نکلتے ہین
	تڑپ جاتا ہے دل بیساختہ آنسو نکلتے ہین	
حیا و شرم کے پردے مین چھل بل انکی ظاہر ہے		جو عاشق ہے وہی کچھ خوب اس پردے کا ماہر ہے

اگر ناز و ادا پر کام اپنے دل کا آخر ہے ‏ ‏ حجاب یار بھی اک شعبدہ عاشق کی خاطر ہے

کبھی تو ہاتھ پردے سے کبھی بازو نکلتے ہین

چمک مضمون مین ہے جیسی کہان ہے در غلطان مین ‏ ‏ سمندر سے نہین ہے فرق اصلا میرے دیوان مین

شرف جو طبع مین ہے کب بھلا ہے ابر نیسان مین ‏ ‏ مسلسل ہو غزل کیونکر نہ یاد سلک دندان مین

ہزارون اس زمین کے شعر مین پہلو نکلتے ہین

رہین اس باغ مین ہم پاس بلبل کے نہین یارا ‏ ‏ تلاش عارض گلگون مین اب ہوتے ہین آوارا

گریبان جیب گل کیطرح ہے صد چاک اے یارا ‏ ‏ تمھاری دید بازی کی تمنا نے ہمین مارا

مگر ہم اس چمن سے اب برنگ بو نکلتے ہین

جگر پر یاد مژگان سے ہر اک دم تیر لگتا ہے ‏ ‏ تڑپتا ہے جگر شوق شہادت دل مین پیدا ہے

نہین مین جھوٹھ یہ کہتا کہ خنجر آگے کعبہ ہے ‏ ‏ تمھاری راہ مین کشتہ ہونیکی تمنا ہے

ہتھیلی پر دھرے سر عاشق ابرو نکلتے ہین

سحر کیا آفتاب خم کو وقت شام دے ساقی ‏ ‏ طبیعت کو ہے بے کیفیتی آرام دے ساقی

مجھے پھر رنگ نشے کا مے گلفام دے ساقی ‏ ‏ برائے ساقی کوثر مجھے اک جام دے ساقی

جماہی آرہی ہے آنکھ سے آنسو نکلتے ہین

جو غافل ہے اوسے کب اعتبار بزم دنیا ہے ‏ ‏ یہان راحت کا عالم خواب ہے عشرت تماشا ہے

خیال آغاز مین انجام کا کچھ خوب ہوتا ہے ‏ ‏ نہ خوش ہو اسقدر انجام غم شادی کا ہوتا ہے

ہنسی آتی جہان افراط سے آنسو نکلتے ہین

نہین ممکن کہی حاصل ہو میرے جوش سودا کو ‏ ‏ تلاش یار مین چھانون مین چلکر ساری دنیا کو

بگولے یاد دلواتے ہین اوسکے قد بالا کو ‏ ‏ جو یاد زلف و چشم یار مین جاتا ہون صحرا کو

تو لیکر مشکنافے نذر کو آہو نکلتے ہین

ہر اک دم گیسوے خمدار پر افشان چمکتی ہے ‏ ‏ مجھے حیرت ہے روئے یار پر افشان چمکتی ہے

تصور سے در و دیوار پر افشان چمکتی ہے ‏ ‏ تماشا ہے کہ زلف یار پر افشان چمکتی ہے

گھٹا آئی ہے جب برسات مین جگنو نکلتے ہین

پریشان خاطر و آوارہ کیا کیا الصبا ہوں نہیں
ستم میں مبتلا افسوس ہے بعد از فنا ہوں نہیں

نہیں ممکن کہ دام رنج و ایذا سے رہا ہوں میں
کسیکے لیٹے لیٹے گیسوؤں پر مرگیا ہوں میں

جو بعد مرگ تربت پر گل خوشبو نکلتے ہیں

ہمیشہ یاد میں وس رخ کی ہوں آئینہ ساں ششدر
نہیں آرام کیصورت ہے کوئی خاک کے اندر

پس از مردن بھی کہتا ہے یہی اپنا دل مضطر
تمہاری زلف و ابرو نے غضب نازل کیا مجہپر

کبھی تو سانپ مرقد میں کبھی بچھو نکلتے ہیں

کوئی جھوٹا جو موتی ہو اوسکے کیا خاک زیبا ہے
جو سچا ہے سو سچا ہے جو جھوٹا ہے سو جھوٹا ہے

تمہارا قول کیا آیا دکو دلسی خوش آیا ہے
بناوٹ سے پسینہ بھی نہیں آنکھوں میں آتا ہے

جو دل میں درد ہوتا ہے تو فوراً آنسو نکلتے ہیں

چہرہ شکار کنندگان طایر مضامین داستان رنگین و شہسواران سمند تیز گام قصص فصاحت آئین شایان بیان

بلند پرواز کلک صحراے بر فضاے بیان میں آمادہ شکار ہے نظم

کہ ہو طایر فکر دم میں اسیر
عقاب قلم یوں ہوا اوج گیر

چلوں سوے صحرا برسم شکار
قمر آہوے فکر ہے تیز رو

بتائید خلاق لیل و نہار
سمند قلم ہے مراد و ررو

جب عمرو بن امیہ ضمری

کو طوفان قہر نگاہ لشکر سے اوٹھا کر لیگیا تمام اہالیان لشکر کو ایکداغ تازہ دیگیا مہرخ و بہار وغیرہ تو یہ کہکر روتین کہ فتاحی طلسم ہوشربا بذات پر خواجہ عمرو کے موقوف ہے اونکا نہونا باعث بربادی لشکر ہوگا اب قلعہ طلسم کیونکر سر ہوگا مہ جبین الماس پوش بھی انتہا کی بیقرار ہوئی شب کو اسکندر دار جو بارگاہ مہ جبین میں تشریف لائے دیکھا کر کنیزین بیچ مین ملکہ مہ جبین بیٹھی رو رہی ہین اسکندر نے آکر تسکین دی کہا ملکہ خیر تو ہے مہ جبین نے کہا اے شہریار خدا خدا کرکے یہ دن نصیب ہوا کہ حجرہ ہاے بلا پا قو خونخوار خون تھوک کر مری طمہ عفریت خونخوار ہوئی اب قصد ہوا تھا کہ سمت دریاے نیل کوچ ہوگا حضور کو نوح ملیگی یہان اوسکا بدلا یہ ہوا کہ خواجہ عمرو کو طوفان اوٹھا کر لیگیا صدہا ساحر واسطے خبر کے گئے ہر ایک نے آکر یہی جوابدیا کہ طوفان خواجہ کو لیکر شہر نیلم حصار مین گیا ہوگا اب ون تک پہونچنا دشوار ہے اسوجہ سے طبیعت انتہا کی بیقرار ہے ہر وقت مجھکو یہی خیال ہے کہ آپکو خدا دشمنون سے بچائے کوئی افتاد نہ پڑجائے افراسیاب ظالم اظلم آٹھ پہر آپکی گرفتاری کی تدبیرین حیرت سی

فقیریہ میں مصروف کہ جو کوئی اسد کو گرفتار کر لائیگا انعام و اکرام پائیگا کئی مرتبہ میں نے سنا صرصر و
صبا رفتار وغیرہ فقیرنیاں بنکر آٹھ پہر لشکر میں پھرتی ہیں خدا اونکے شر سے محفوظ رکھے عیار برآے
خدا آپ سواے بارگاہ کے کہیں تشریف نہ لیجائیں آٹھ پہر ہول کھاتی ہوں اسی خیال میں ہی جاتی ہوں
کئی مرتبہ صرصر نے عیاری کی مددگار اونکا افراسیاب اگر کسی بڑے ساحر کو اونکے ساتھ کردے وہ
دشمنوں کو بیچ بھیڑ میں کدھر جاؤنگی تڑپ تڑپ کر مرجاؤنگی خواجہ عمرو کے ہونیسے بڑا اطمینان تھا دین
یہی گمان تھا جو کوئی ہمکو قید کریگا خواجہ عمرو جا کر چھوڑا لائینگے ہمکو کون قید کر سکیگا اونکا نہونا بڑی مصیبت
ہے سر پہ تازہ آفت ہے اس طرح بیقرار ہو کر ملکہ مہ جبین نے کہا کہ اسد تڑپ گیا کہا ملکہ نہ گھبراؤ انشاء اللہ تم
میں اپنے نانا جان کو خود تلاش کرونگا مہ جبین نے دامن تھام لیا کہا ای شہریار ایسا نفرمایے
اپنے کو نگاہ دشمن سے بچایے ساحر و غیر ساحر سب آپکی فکر میں ہیں دشمن اسی ذکر میں ہیں کہ طلسم کشا
کو پائیں دشمنوں کو خاک میں ملائیں ہر چند مہ جبین نے سمجھایا اسد نے رنج میں خاصہ نوش نہ کیا شب بھر
آہ آہ کرکے سحر کی صبح کو سب سردار برای ملازمت حاضر ہوے بہار و باغبان نے جو دیکھا کہ گل سا
چہرہ اسد کا کملایا ہوا ہتھیار لگائے ہوے بیٹھے ہیں تیور پہ چہرے سے رنج و ملال ظاہر آنکھوں میں آنسو بھرے
ہوے بہار نے آتے ہی اسد کی بلائیں لیں پوچھا کیوں حضور مزاج کیسا ہے آج آئینہ رخسار پر گرد ملال
ہے کیا خیال ہے باغبان نے دلدہی کر کے پوچھا دل تو اسد کا بھرا ہوا تھا آنکھوں نے آنسو ٹپکا دیے
سب سردار گھبرا گئے کہا کیوں شہریار خیر تو ہے آج بہت آپکو مکدر پاتے ہیں ملکہ مہرخ سمجھیں شاید ملکہ مہ جبین
سے کچھ تکرار ہوئی دست بستہ عرض کی اس کنیز بے تمیز کی باتوں پر خیال نکیا کیجیے یہ کہکر مہ جبین کو
بہ نگاہ قہر دیکھا کیوں بی بی وارث کی زندگی کو غنیمت نہیں جانتی ہو ابھی تک تمھاری آنکھیں
نہیں سات برس گنبد نور میں قید رہیں مزاج کی آئی نہیں گئی مہ جبین رو دی کہا نانی اماں میں
تو آٹھ پہر انکی سلامتی کی نذر و نیاز کرتی ہوں ہر وقت یہی خیال ہے انکو کوئی ملال نہو رات سے خاصہ نہیں
نوش فرمایا فرماتے ہیں ہم خواجہ عمرو کی تلاش میں جائینگے یہ سنکر سب سردار گھبرا گئے کہا ای شہریار برائے
خدا یہ ارادہ نہ کیجیے وہ خواجہ کو تا بہ کوہ نیلم لیگیا ہوگا مخمور و رعد و برق و برق لامع و بہار چند
سردار اوٹھے کہا اے شہریار ہم چاروں سردار برائے تلاش عمرو نامدار جاتے ہیں اوسے بھی واقف ہیں
تا بہ کوہ نیلم جائینگے خواجہ کا پتہ لگائینگے لڑائی پڑیگی لڑینگے باغبان اوٹھا کہا ای ملکہ بہار ای رعد

وبرق و برق لامع ہم بھی چلینگے اسد سے کہا آپ تکلیف نکرین ہم پانچون لشکر کے خواص خستہ تن
اوس راستے کو اکثر طے بھی کیا ہے یہ رستہ بہت خراب ہی بڑے بڑے ساحران غدار رہتے ہین ملکہ فیروزہ
فیروزہ پوش و دخان سیہ وغیرہ حاکمان دربند کی عملداری ہی انشاء اللہ تا بہ توسن حصار
جائینگے جس مقام پر پتہ پائینگے آپکے نمکخوار خواجہ کو تلاش کرینگے یہ کہکر اوسیوقت یہ پانچون سرداران
سطوط اوس نریں بال پر سوار ہوکر اسد و مہ جبین وغیرہ سے رخصت ہوکے تلاش مین خواجہ عمرو کی
روانہ ہوگئے مہرخ نے اسد سے کہا اب تو آپ کو تسکین ہوئی یہ پانچون سرداران لشکر آپکے نامی افسر ہین
واقفکار بھی ہین سحر مین بھی زبردست رسم و راہ سے بھی واقف تا بہ توسن حصار تلاش کرینگے شاید
کسی دربند پر قید کیا ہو اور کوئی تلاش نہین کر سکتا اب آپ دربار مین تشریف لے چلین صبح سے بارگاہ
مین سناٹا ہے اسد نے کہا اے ملکہ مہرخ بڑے افسوس کی بات ہی کہ خواجہ نے ہمارے واسطے اپنے
معشوق نانا جان کا فراق گوارا کیا آٹھ پہر ہماری حفاظت مین مصروف ہین اونپر افتاد پڑے ہمسے کچھ
نہو سکے چاہیے یہ ہے کہ اونکے واسطے کوہ و دشت و بیابان کی خاک چھانین ڈھونڈھین جہان نشان ملین
اونکو تلاش کرکے لائین اونکو بھی ثابت ہو کہ ہماری مصیبت مین ہمارا فرزند کام آیا دیکھیے چالاک
گیا واپس نہ آیا وہ ضرور جا کر کوئی کام کریگا یہی فرمائینگے فرزند اپنا کام آیا اسد سے کچھ نہو سکا شرم کی
بات ہے اب سرداروں نے آپسمین صلاح کی یہ بات ٹھہری کہ یہ ضدی پہلوان ہی جو کہیگا فی الفور ہی کریگا
شکار کے نام سے انکو جانے دو ضرغام کو سمجھاؤ کہ دور نہ جانے دے پہر دو پہر شکار کھلا کر واپس لائے ضرغام
کو مہرخ نے اشارون مین سمجھایا ضرغام نے کہا بہت مناسب ہے بیرے مین آگے نہ بڑھنے دونگا ایسوقت
سامان شکار تیار ہوا اسد نامدار و ضرغام عیار چند سوار ہمراہ لیکر بہر شکار چلا صندلان صندلی پوش
خیمے سے نکل آیا رکاب پر ہاتھ رکھدیا کہا شہریار غلام ضرور ساتھ چلیگا اسد نے کہا تمھارے ساتھ تو جھگڑا
ہی گوہر جادو تمھاری عاشق صادق ہی تم چلیگے وہ بھی ساتھ ہوگی مجھکو ساحرون کا ساتھ رہنا
بہت ناگوار ہوتا ہے صندلان نے کہا اے شہریار کیا مین ملکہ گوہر کا تابعدار ہون حضور کے نام پر
نثار ہون مین اونکو منع کر دونگا شکار مین عورتون کا کیا کام ہے یہ کہکر صندلان سوار ہوا چند
صندلی پوش ہمراہ لیے گوہر جادو تڑپ کر نکل آئی صندلان نے کہا ملکہ شکار مین تمھارا کیا کام ہے
شام کو ہم شاہزادے کے ساتھ واپس آئینگے شب کا خاصہ یہین کھائینگے گوہر خاموش ہو رہی

اسد نامدار بصد شوکت و وقار سمت صحرا برائے شکار چلے ضرغام ہمراہ رکاب سعادت انتساب حاضر
ہے لعل سخندان نے قصد کیا تھا عرض کرنیکا حوصلہ نپڑا مہرخ نے کہا گوہر جادو کے مقدمہ میں
وہ پہلے ہی اعتراض کر چلے ہیں تمھارے کہنے سے اور آزردہ ہونگے کسیکا کچھ زور نہ چلا کنارے
لشکر کے سب سردار پلٹ آئے اسد غازی صحرا میں پہونچے فرمایا اے صندلان لشکر ساحران
میں آکر سب شغل ترک ہوئے صحرا میں آکر فرصت حاصل ہوئی شکار کا لطف ملیگا ساحر جانوروں پر
سحر کرتے ہیں تیراندازی کا لطف بھی جاتا رہتا ہے یہ کہکر اشارہ کیا باز چرخی وغیرہ چھوٹے شکار ہائے
پرند ہونے لگا جب دن زیادہ چڑھا اسد نے فرمایا اے ضرغام کوئی آہو دستیاب ہوا ضرغام نے
کہا بیٹے ہرکارے روانہ کیے ہیں خبر آیا چاہتی ہے یہ ذکر تھا کہ ایک گنوار نے آکر عرض کی حضور دو
کوس پر دھانوں کا کھیت ہے چند آہوان صحرا وہاں چرتے ہیں مصروف ہیں اسد نے مرکب بڑھایا
صندلان وغیرہ ہمراہ دور سے دیکھا حقیقت میں چند مادہ آہو بیچ میں ایک آہوے کلان ہے دھانوں
کے کھیت میں چرانے میں مصروف ہے اسد نے کہا اور سب آہوؤنکا سب صاحبوں کو اختیار ہے بیچ
میں جو آہوے کلان ہے اوسکو ہم شکار کرینگے یہ کہکر گھوڑے بڑھائے ان وحشیوں نے جو صیاد دیکھے
جست کر کے بھاگے اسد نے اوس آہوے کلان پر گھوڑا ڈالا ضرغام بھی تعاقب میں جاتا ہے لیکن مرکب
صبادم تیز رو دو دو کنوتیاں بدلے ہوئے طرارے بھرتا ہوا جاتا ہے اکثر بیٹھا آہو کا و تھوتھنے مرکب
لے بل جاتا ہے اسد چاہتے ہیں نیزے سے شکار کریں کہ چھلانگ بھر کے آہو نکلجاتا ہے آخر تھک کر ضرغام
بھی رہگیا لیکن نشان کو گرد کے دیکھتا ہوا جاتا ہے تنہائی پر اپنے آقا کی گھبراتا ہے پہلے قراول
بھی لفتان وخیزان چلے آئے ہیں اسد نے پانچ کوس ہرن کی آہو پر غصہ سے ایک مقام پر نہر
تھی وہاں آہو ٹھہرا چوکڑی بھولا اسد نے تیر مارا پٹھے کو توڑ کر پار گذرا آہو گرا اسد گھوڑے سے کود کے
قرولی نکالی آہو کو ذبح کیا ضرغام بھی قریب یا دور سے انے دیکھا آقا ٹہل رہے ہیں اسد مشتاق
ہیں کہ کوئی ساتھ والا آئے آہو کو شکار بند سے باندھکر لیچلیں عقب میں صندلان صندلی پوش بھی
جستجو میں اپنے آقا کی آتا ہے ضرغام قریب پہونچ چکا ہے کہ آسمان سے ایک پنجہ گرا اسد شیر دل کو اوٹھا
لیگیا ضرغام دوڑا صندلان صندلی پوش گھوڑے سے کود پڑا آنکھوں سے دیکھا اسد نامدار تو
غائب ہے گھوڑا کوتل پھیر رہا ہے آہو اوسی مقام پر پڑا ہے صندلان نے گریبان پھاڑ ڈالا ضرغام پچھاڑیں

کھانے لگا بیلچے ترا ول اسی مقام پر جمع ہوئے ضرغام تمام جنگل مین دوڑتا پھرا دو دو تین تین کوس گیا کہین نشان اپنے آقا کا نہ پایا آخر سبکی صلاح یہ ہوئی لشکر مین چلو ملکہ مہرخ سے اطلاع کرو یہان جنگل مین مارے مارے پھرنے سے کیا فائدہ ہوگا روتے پیٹتے خاک اوڑاتے پلٹے یہان ملکہ مہ جبین وغیرہ انتظار مین ہین کہ لشکر مین رونے پیٹنے کی صدا بلند ہوئی مہ جبین نے گھبرا کر پوچھا یارو خیر تو ہے کیا قیامت برپا ہوئی ضرغام و صندلان روتے پیٹتے بارگاہ مین آئے تمام کیفیت شکارگاہ کی عرض کی اپنے آقائے نامدار سے چھوٹ آنکھونکے سامنے سے کوئی اوٹھا کر لیگیا ہمسے کچھ نہ ہوسکا آخر ناچار واپس آئے ملکہ مہ جبین نے تاج سر سے مار کہا صاحبو اسوقت سے میرا کلیجہ دھڑک رہا تھا دل کہتا تھا کہ انکا لشکر سے نکلنا بہتر نہین ہے ہائے میرا کہنا نمانا تمام لشکر مین شور گریہ وزاری بلند ہوا ہر خرد و کلان دردمند ہوا ہر کارے چلے بہت سے ساحر برائے جستجو باز و عقاب بنکر گئے قضائے کار ملکہ بران نے اپنی کنیز کو واسطے خبر کے بھیجا تھا کہ لشکر اسلام کی خبر لاوے وہ کنیز اسوقت پہونچی کہ لشکر مین قیامت برپا تھی مہ جبین زمین پر اشعار زبان پر جاری نظم

گرہ ز کار چو بکشاد بیقراری ما
بہ نیجہ عجبے داد بیقراری ما
جو بار بار شود یار ما دیگر
کہ نیست مصلحت وقت زینگاری ما

وگرچہ سود دلا از فغان و زاری ما
گل مراد بباغ امیدما نشگفت
چہ احتیاج بود یار را بیاری ما

بہ بیقراری ما سوز دل قرار گرفت
قرار یاب بپاس این امیدوارے ما
مکن تلاش ہای ز فقیدہ غم مخفی

کنیز بران نے گھبرا کر عرض کی کیون حضور خیر تو ہے ملکہ مہ جبین نے کہا فلک نے ہمکو لوٹ لیا دو ہفتے گذرے خواجہ کو طوفان قہر نگاہ لشکر سے اوٹھا لیگیا کسی سے کچھ نہ ہوسکا آج طلسم کشا صاحب واسطے شکار کے گئے تھے کوئی دشمن لگا ہوا تھا اوٹھا کر لیگیا کسسے فریاد کرین ملکہ بران سے کہنا بی بی فتح کی شکست ہوئی اب ہمکو امید فتاحی طلسم ہوشربا نہین ہے خواجہ عمرو کو بھی دشمنون نے قبضے مین کیا طلسم کشا کو بھی لیگیا اب کون صورت فتح کی ہے اپنی تو یہ کیفیت ہے شعر جو عاشق ہو تو کچھ سمجھے یہ نکتہ استغنائی کا ؛ ملائے حکم کیون سجدے مین ہمکو جبہہ سائی کا ۔ نظم دیگر

حیا بڑھنے نہین دیتی ارادہ ہے جوانی کا
مزا محفل مین خیر کیا گیا میری لی کا
نگاہون سے سکتے ان اسکی پی جاتے کیون ظالم
قسیم اتبک کوئی عالم ہے انکو نکی روانی کا

اشارہ ہو کر رہجاتا ہے ہمپر مہربانی کا
خیال وعدہ ہے اے مرگ آنکھین بند کیا ہونگی
لہو ہلکا ہوا ایسا مزا دیتا ہے پانی کا

نہین سنتا الہی وہ بے دل لگا کر کوئی غیبت
سمجھا یگا لگا ہونے تعلق بدگمانی کا
خیال وعدہ و نگاہ تسلی بخش ہے لیکن

صاحبو ہم رات سے سب صاحبون سے یہی کہتے تھے انکو لشکر سے نہ نکلنے دو

کھینچے ہمارا کہنا نہ مانا شکار کے حیلے سے وہ نکل گئے کسی ساحر کو بھی ساتھ نہ لیا اب کون جستجو کرے باغبان
وبہار پہلے ہی جا چکے یہ کیفیت مصیبت سنکر کنیز براں روتی پیٹتی بھاگی یہاں ملکہ براں باغ نگارین
مین جلوہ فرما تھین یہی ذکر ہو رہا ہی کہ اب لشکر کشی طرف دریائے نیل کے ہوگی نہین معلوم مواج نے کیا کیا
جسنے کنیز کو بھیجا ہے خدا کرے خوشخبری لیکر آئے ہمارا لشکر بھی تیار ہی دریائے نیل پر چلکر لڑائی پڑے راہ مین طرطے
ہفت رنگ ضرور روکیگا اول کوہ ہفت رنگ فتح ہو دریائے ہفت تنگ و قصر ہفت تنگ پر اگر قبضہ کیا پھر دریائے
نیل کا لینا کیا مشکل ہی لیکن دریائے نیل کا افراسیاب بڑا انتظام کریگا وہان ساحر کا نام نہوگا تیر و تلوار کی
لڑائی پڑیگی طلسم کشائی جرات کا امتحان ہوگا شگوفہ نے عرض کی حضور اسد شیر دل جرات مین حیدر ہے
شوکت مین جوان سنید ہی بڑے لطف سے لڑیگا لاکھو پر اکیلا جا پڑیگا سینہ سپر کردیگا خون کے دریا بہینگے
براں نے کہا اے شگوفہ اگر بادشاہ جمجاہ بھی مع اپنے سرداروں کے طلسم مین آجاتے تو دریائے نیل کی لڑائی
کا لطف ملتا دوسری بات تو زبان سے کہہ نہین سکتی لاکھو مین لڑنا صفونکو درہم برہم کرنا ارجح
نوجوان کا کام ہے اگر وہ اگر اسد کے شریک ہوجاتے چشم زدن مین فتح پاتے اب تو مدت گذری ہمکو بالکل
احوال دریافت نہوا کہ اونپر کیا گذری طرف طلسم ہوشربا کے مقصد کیا تھا جنگلون مین حیران پھرتے
ہونگے راہ طلسم ہوشربا ملنا دشوار ہی راہ مین بڑی بڑی ساحر ہین ہم اسی فکر مین مرتے ہین خبر بھی اب نہین
ملتی کسکو بھیجین کون اون تک جا سکتا ہی اپنی تو یہ کیفیت ہی بقول مخفی نظم

غم از حد گذشت آہ سحر افراختن دارد
سیاہ نالہ آہم ہوائے تاختن دارد
اگر پروانہ را سوزد دل عجب نبود
ز مہر امتحان یکبار دیگر یافتن دارد

ز ہر آلودہ تیر نالہ انداختن دارد
دل افسردہ ام تا کی درون سینہ ام باشد
در آتش سراپا شمع جان بگداختن دارد
ترا صرف غم دنیا تمامی عمر شد مخفی

ستمگاران سند الم کرا غارت کند آب
چو گل تر مردہ شد از دست خود انداختن دارد
برہے داد او دل ای فلک از من نگاری کرد
بکار آخرت ہم ساز غم پرداختن دارد

اس طرح کی باتین کرکے براں بہت روئین شگوفہ سمجھانے لگی کہا حضور اونکا خدا حافظ ہی جس ملک مین قدم
رکھینگے بہادر بےنظیر ہین فتح پا جائینگے لڑتے بھڑتے یہان بھی آئینگے یہ ذکر تھا کہ کنیز براں روتی ہوئی سامنے آئی
براں ملول و غمگین ہوئی تھی کنیز کو جو بیقرار دیکھا گھبرا گئی کہا کیون جلد بیان کر کیا معرکہ ہی کنیز نے تمام کیفیت
لشکر مواج بیان کی کہ خواجہ عمرو نے ایک ساعت مین چالیس لاکھ کا لشکر برباد کردیا طوفان قہر نگاہ آکر
خواجہ کو گرفتار کرلیا آج اسد نامدار شکار مین غائب ہے لشکر اسلام مین تلاطم ہے ہوش و حواس ہر ایک کے

گم مہ جبین کے کلمات مصیبت آیات سنے نہین جاتے روز یہ اونکے کلیجہ ٹکڑے ہوتا ہے خواجہ کے نہ ہونے
سے اور زیادہ انتشار ہے ملکہ مہرخ نے دست بستہ عرض کی ہے کہ بی بی طلسم کشا اور عمر کی خبر لینا یا غیبان
بہار رعد و برق و برق لامع و مخمور بھی گئین ہین تا بہ توسن حصار یہ لوگ جائینگے جہانتک ہوسکیگا
پتہ لگائینگے مہجبین نے کہا لو صاحب غضب ہوا کیا فلک بختی کیا ہوا قصد یہ تھا کہ لوح کی فکر ہو لوح کے
واسطے تلاش کیجائے طلسم کشا کو کوئی لیگیا اگر خدانخواستہ افراسیاب کے پنجے مین گئے دشمنونکے کان بہرے فوراً
قتل کریگا اگر اور کوئی لیگیا ہے پتہ ملجائیگا ملکہ مہرخ و مہ جبین کے فرمانے پر کیا موقوف ہے میری جان و مال اس
مین حاضر ہے خواجہ عمرو کو مین اپنا والد نامدار جانتی ہون سحر جانبخش مین تمام عالم موجود تھا عشاق جادو
کو اونھون نے جا کر مارا کوئی وہان نہ پہونچا مردے کو زندہ کیا مین اونکے واسطے کوئی کوشش اوٹھا رکھونگی
فوراً جاؤنگی یہ کہکر اپنے مقام سے اوٹھی اسباب سحر جسم پر آراستہ کیا مجلس نے کہا مین بھی ساتھ چلیون ملکہ بران
کی آنکھون سے دریا اشکونکا جاری ہے ہچکی لگی ہوئی ہے بات منہہ سے نہین نکلتی کہا بیٹا تمھین اختیار ہے مجلس بھی
تیار ہوئی ملکہ بران و مجلس اسیوقت طرف توسن حصار کے چلین انکا بھی ذکر وقت پر تحریر ہوگا حال خیریت مآل
اسد نامدار تحریر ہوتا ہے جب وہ پنجہ کمر مین پڑا اور پیکر بلند ہوا متوجہ ہوا سے آنکھ بند ہوگئی بعد چند ساعت کے اوس
سپر بیشہ جرات و شوکت و لیاقت کی آنکھ کھلی دیکھا مین ایک صحرا مین بیٹھا ہون ایک دیو مہیب بشکل عجیب
منہہ پھاڑ کر بیٹھا ہوا ہنس رہا ہے کہتا ہے آج بعد مدت مدید و عہد بعید خداوند شیطان نے ایک لقمہ معقول پہونچایا
ایجوان مجھکو حال پر تیرے رحم آیا مین منہہ پھیلا کر بیٹھا ہون میرے دہن مین کود پڑ دانت نہ لگاؤنگا تجھکو یونہین
نگل جاؤنگا اگر اسکے خلاف کریگا ہڈیان چبا چبا کر کھاؤنگا اسد تو ہم سردار وہم عیار ہین بے اختیار ہنس پڑے
کہا تجھ سے زیادہ ہمارا کون دوست ہے منہہ پھیلا کر بیٹھیے ہم پھاند پڑین آپ نگل جائیے ہڈیان نہ چبائیے دیو خوش
ہو گیا کہ یہ آدمی بڑا معقول ہے چبانے آنکھین بند کرلین منہہ مثل قعر بلا کھولدیا اسد نے پہاڑ سے ایک سو من
کا پتھر اوٹھا کر دہن مین دیو خود بسر کے پھینک مارا دو دانت اوسکے ٹوٹے پتھر حلق مین سنگدل کے پھنسا
گھبرا کر آنکھ کھولدی کہا لقمۃ اللسان کا بہت سخت ہے اسد کو جو سامنے کھڑے دیکھا سمجھا کے دو دانت بھی
ٹوٹے خون منہ سے جاری چلو مین لیکر اپنا خون پینے لگا چیخ مار کر اپنے مقام سے اوٹھا آواز دی او
آدم زاد غضب کیا میرے دو دانت بھی توڑے اب تجھکو توڑ مروڑ کے کھاؤنگا یہ کہکر اسد پر چنگل ڈالا
اسد نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ایک گھونسا مارا دیو کھینچنے لگا غل مچاتا تھا او آدمی چھوڑ دے مین تیرے

کھانے سے باز آیا یہ کہکر لپٹ پڑا اسد سے کشتی ہونے لگی اسد نے کوے پر لاد کے مارا تھپے کا لٹھا زمین
پر گرا کود کر اسد چھاتی پر سوار ہوا کہا کیون پہچانا شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہے دیو نے گھبرا کے کہا اے
جوان تیرا کیا نام ہے اسد نے کہا نبیرہ کوچک سلیمان یہ سنکر دیو نے ایک چیخ ماری کہا اے او ظالم
تیرے نانا کے ہاتھ سے شکست کھا کر پردہ قاف سے بھاگا اس صحرا مین آکر مسکن کیا مین اپنے خداوند کو
تجھے بھونونگا اسد غصے مین اوٹھا شل شیر غضبناک ایک پانون دونون پاؤن پر دبایا ایک پانون دونون ہاتھون
سے تھام کر زور کیا دیو خود سر کو چیر کر پھینک دیا جب ایسے نخر دیو کو مارا اب جو دیکھا تو وہ صحرا سنسان کف دست
میدان انسان نہ حیوان اسد نہایت گھبرایا معلوم ہوا یہ دیو مجھکو دور اوٹھا لایا نہین معلوم یہ کونسی سرحد ہے
آخر مجبور سلاح ذات پر آراستہ ہین تیغ کے قبضے پر ہاتھ ڈالا توکلت علی اللہ ایک جانب چل نکلے پیدل چلنے کی عادت
نہین لشکر سے جدا ہو فراق محبوب ہر ایک کا خیال یہ اشعار حسرت آمیز زیب النساء ورد زبان کیے نظم

ره بوادی جنون با دل پرخون زدم
تشنه لب آخر کار از لب جیحون زدم
ناله زار دلم چون باثر کار نه ساخت
سالها بر اثر بخت همایون زدم
باش تا مخفی تو در پنجه که از آتش دل

نا امید از در امید چو مجنون رفتم
ناخن سعی چو نگشاد گره از کارم
همچو فرهاد دل آزرده ز مجنون رفتم
برنیایم من از اندیشه این از بر تو
من چو فانوس دم صبح به بیرون رفتم

دیده از اشک تهی گشت و دلم پاره شد
صد گره در دل ازین سلسله بیرون زدم
برنیامد ز بیچ ده رخ فال مراد
کز پی سیر بیابان چنین چون رفتم
بیقرار و اشکبار تنہائی بادیہ پیمائی

نہ دوست مونس غمگسار تلوون مین آبلے پڑے خار صحرا پانون مین گڑے کہتے حضرت عشق نے یہ صحرای وحشت
دہشت ناک دکھایا شکر ہے بھائی مجنون کا ورثہ پایا عشق مین پیروی حضرت مجنون کی جب واجب و لازم ہے دیکھیے
منزل مراد کیونکر دستیاب ہو کاش تا بوادی نجد پہونچ جاؤن قبر مجنون پر جاکر فاتحہ پڑھین روح کو اوستاد
نادشاد کی شاد کرین انکی دشت پیمائی کو یاد کرین جب راستہ طے نہ ہوا جہانتک نگاہ کام کرتی تھی وہی وادی وحشت خیز
حسرت انگیز آخر وہ سرو بوستان صباحت صحرائی نخل کے سایہ مین آکر ٹھہرا رو رو کر یہ اشعار پڑھنے لگا اشعار

فراق یار مین کیا زندگی جلاد سے کم ہے
جگر کی پھانس ہے ہمدرد دل کا گھاؤ ہمدم ہے
مری فریاد نے دونون جہان [illegible] سب جہانکو
ہرے تا حشر جسکے زخم رہین یہ وہ مرہم ہے

تپان ہون صورت بسمل دم خنجر جو برہم ہے
فراق یار اور انکی ملاقاتون کا ہی باعث ہے
جہان تاثیر رہتی ہے وہ کوئی اور عالم ہے
کشیدہ ہین وہ تیغ ناز مجھپر کسطرح کھینچین

ہم پہلو بچاتے ہین غمخوار کیا کیا عشق مین ہمنے
مرا بخت سیہ ہے اور پہلو شب غم ہے
ستم ہے عذر کرنا دلپہ خنجر مار کر ظالم
مقدر تو نہین ہے حاسد تسلیم گو خم ہے

وصال یار مین تنہا ہی پانی می کی کیفیت
گنہگار آرزو دل کی دل سوزان جہنم ہے
مے سبو مین بیٹھے ڈھلے کیا کرتے ہو سرگوشی
بتادو مجھکو تم آئینہ کسکی چشم پرنم ہے
ملال اس باغ مین ہو عندلیب نغمہ گر مین ہون

جو دل خوش ہو تو مٹی کا پیالہ ساغر جم ہے
دکھا کر اک جھلک شام جوانی ہو گئی غائب
ذرا مین بھی تو سن لون شوخ یہ کیسا یہ ماتم ہے
کہ جسپر آشیان ہے نام اوسکا نخل ماتم ہے
کہ جسپر آشیان ہے نام اوسکا نخل ماتم ہے

دکھادی ہم تماشا کے عذاب دہت تری لعنت
قیام اس بیوفا کا وصل کی شب بھی مجھے کم ہے
حقیقت کہہ دو شمع کی دل صد چاک ہے کسکا
وہ گیسو ہوگیا برہم مزاج دل جو برہم ہے
اسقدر شاہزادہ بیقرار و اشکبار ہے

تصمیم ہو کہ گلا کاٹ ڈالون ای اسد کدھر جاون اپنے ہاتھ سے گلا کاٹ لون اس فکر مین کھڑا تھا کہ صحرا سے گرد اوڑی دیکھا آگے آگے دس علم نشان دس ہزار سواران جرار کا ایک بادشاہ پیر تخت پر سوار تاج شہریاری سر پر لباس فاخرہ زیب جسم ناگاہ اوسکی نگاہ جمال اسد نامدار پر پڑی کہ سایۂ نخل مین ایک جوان مثل ماہ تابان سرو قد سہی بالا بحر حسن و خوبی کا در یکتا زیر سایۂ نخل مسلح استادہ ہے اس بادشاہ نے شاطر سے کہا دیکھو تو یہ جوان زیر نخل کون کھڑا ہے اس جوانی کا رہنے والا شاطر بڑھا قریب اسد غازی آیا فر و شوکت دیکھکر خاموش کھڑا ہو کلام نہین کر سکتا سراپا کو حیرت دیکھتا ہی اسد نے خود پوچھا اے شاطر کسکی تلاش مین ہے شاطر نے دست بستہ عرض کی کہ ہمارا بادشاہ عالیجاہ ملک مرادشاہ حاکم قلم کوہ برائے شکار نکلا ہے آپکا نام نامی دریافت کرنا چاہتا اسد نے جواب دیا ای شاطر جاکر کہدے کہ نام سے ہمارے شہر مین طلسم ہوشربا کے ذرے بھی آگاہ ہین سنکر پہچانیگا تو نے ذکر سنا ہوگا شہسوار عرصۂ یکتا تازی اسد بن کرب غازی بندۂ حقیر رب الارباب سر کوب افراسیاب مشہور ہے طلسم کشا اتفاق سے اس صحرای ہولخیز مین گذر ہوا ایکبار ادھر آیا عنایت پروردگار کی اوسکو مال اہالیان لشکر فرخ و بہار وغیرہ تلاش کرتے ہونگے جاکر اپنے بادشاہ سے کہدے یہ سنکر وہ شاطر بھاگا مرادشاہ سے تمام کیفیت بیان کی یہ سنکر مرادشاہ نے کہا یارو تمنے سنا یہ وہ جوان ہے جسکی تلاش مین سپاہ ہوشربا ہے افراسیاب کے ملک قبضے مین کرلیے افراسیاب تو بت بیجان کا رہے یہ خواہ قدرت لات و منات ہے کہ یہ جوان یکہ و تنہا ملجاے اقبال افراسیاب کہکر فوج کو اشارہ کیا چاہا جا کے گھیر کر اس جوان کو گرفتار کرلو یہ جو مرادشاہ نے کہا ایک سوار گھوڑے کو کڑکا کر صف سے نکلا کہا ای بادشاہ ایک حقیر پیدل مسافرانہ جنگل مین کھڑا ہے اسکے واسطے فوج کی کیا ضرورت ہے اگر حکم ہو تو جاکر سنان نیزہ پر اوٹھا لون مرادشاہ کے منھ سے نکلا ای خیرخواہ جوان نبیرۂ صاحبقران ہے بارہ برس سے افراسیاب سے لڑ رہا ہے یون یکا یک نہ مارا جائیگا اگر کل فوج بلود کرکے گرفتار کرلے تو میرے نزدیک بڑی بات ہے اس جوان کی جرات نہین کرامات ہے اوسنے تمام قوی تن دیو

تھا نیزہ ہلاتا ہوا چلا قریب اسد آیا پکار کر آواز دی او جوان چل تجھکو ہمارے بادشاہ عالیجاہ ملک مرادشاہ
خراج گزار افراسیاب طلب فرماتے ہین اسد تو غصے مین بھرا تھا جواب دیا کہ ہم کیا تمھارے بادشاہ کے نوکر ہین وہ
خود نہین ہمارے قدمبوسی آتا بڑا مغرور ہے جا کر اوس سے کہدے کہ اگر قدمبوسی مین حاضر ہو ورنہ سزا پائیگا یہ سنکر اوس سوار
نے نیزے کو نکالا دی تاک کر سینۂ بے کینہ اسد نامدار پر نیزہ مارا اسکندر سنان کو بچا کر گلوگاہ پر ہاتھ ڈالدیا جس طرح
لڑکے کے ہاتھ سے نیشکر چھین لیتے ہین نیزہ لیکر پھینکدیا اوسنے ہاتھ تلوار کا مارا اسکندر بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالکر
ایک جھٹکا دیا سوار منہ کے بھل زمین پر آیا اسد جست کر کے پشت مرکب سوار ہوا نعرہ کہکے خود لشکر مرادشاہ
پہ جا پڑا صفونکو درہم و برہم کر دیا جسکے ہاتھ مارا اوسکے دو ٹکڑے تمام افسرونکو چشم زدن مین قتل کیا پروین مین
تہلکہ پڑگیا سوار و پیدل درہم و برہم اسد نامدار شیر نر نہنگانہ لڑتا ہوا قریب بادشاہ کے پہونچا مرادشاہ نے
ہاتھ تلوار کا مارا اسد نے تلوار چھینکر مرادشاہ کی پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈالکر باسانی اوٹھا لیا چاہا پرچرخ
دیکر ماروں مرادشاہ نے آواز دی اے شہریار الامان اسکندر نے کہا اے مرادشاہ امان بشرط ایمان اسد نے
اوسی طرح تخت پر رکھدیا مرادشاہ اس خلق و مروت کو دیکھکر تخت سے کود قدمون سے اسکے لپٹ گیا عاشق
جمال محو دیدار تھا شوکت و جرات پر بیقرار تھا خوش ہوکر کہا کلمہ طیبہ ارشاد فرمائیے اپنا غلام حلقہ بگوش سمجھئے اسد
نے کلمہ پڑھایا مرادشاہ بصدق دل مسلمان ہوا عرض کی حضور نے اس خارستان کو قدوم میمنت لزوم سے کیونکر
منور و گلشن فرمایا بائیس لاکھ فوج سے آپکا حکم بڑے بڑے سرداران عالیجاہ شہنشاہ کے بادشاہ آپکے تابعدار [illegible]
ہین یون یکہ و تنہا ایسے مقامات پر آنا اے شہریار اگر کوئی ساحر ملجائے تو کیا ہو کوئی کنیز غلام ساتھ آیا
اسد نے ہنسکر جواب دیا اے ملک مرادشاہ مین ساحر و غیر ساحر کا خوف نہین کرتا اپنے پیدا کرنیوالے پر تکیہ رکھتا
ہون وہ نگہبان ہر وقت ساتھ ہے لیکن اتفاق سے مین صحرا مین برائے شکار آیا ایک دیو خونخوار اس جنگل مین
رہتا تھا مجھکو شکارگاہ سے اوٹھا لایا بحکم پروردگار اوسکی موت قریب تھی میرے ہاتھ سے واصل جہنم ہوا ساتھ والے
ڈھونڈھتے پھرتے ہونگے مرادشاہ نے بخواہش عرض کی یہانسے تین کوس پر میرا شہر ہے قلم کوہ اوسکا نام
ہے امیدوار ہون قلعہ مین تشریف لے چلئے مین حضور کے خود ہمراہ جلو لگا وہان چلکر مہرخ وغیرہ سے بھی
قدمبوس ہونگا بخیر و عافیت بندگان عالی کو لشکر ظفر اثر مین پہونچا دونگا اسد مرادشاہ کے ہمراہ ہوئے
ساتھ والونسے کہا اے شہریار حقیقت مین آپنے بڑی بلا دفع کی اس صحرا مین جو کوئی بھٹک کر آجاتا تھا وہ دیو
خونخوار کھا جاتا تھا آپنے اوسکو مارا صحرا پاک ہوا یہ باتین کرتے ہوے عجب بہار یہان ملک مرادشاہ و محبت [illegible]

نامدار بھرتے ہوے داخل قلعہ قائم کوہ ہوکے دیکھا شہر وسیع ملک آباد رعایا دل شاد بازار زین آراستہ و پیراستہ شہر مین
مشہور ہوا ملک مراد شاہ طلسم کشاے عالیجاہ کو لیکر آتے ہین تمام اہالیان شہر کے زیارت اسد نامدار بازار و بام
مین جمع ہوے اسد نامدار کے دونون ہاتھ دونون جانب چلے جاتے ہین ہر ایک کو جواب سلام دیتا مخلوق و مرد
تمام رئیسون سے ملتے ہوے داخل دارالامارہ شاہی ہوے مراد شاہ نے دست بستہ عرض کی تخت پر قدم رنجہ فرمایے
اسکو فرمایا ای ملک مراد شاہ پروردگار نے ہمکو تاج بخش بنایا ہے تاج گیر نہین ہین یہ کہکر مراد شاہ کو تخت پر بٹھایا
اہالیان دربار جمع ہوے سب سیون سے ملاقات ہوئی تمام اہالیان شہر خلق و جرات اسد نامدار دیکھکر وجد کر رہے ہین
ملک مراد شاہ نے سامان عیش و نشاط مہیا کیا ناچ سامنے ہو رہا ہے جام ارغوانی گردش مین ہے صحبت شاہانہ ہو رہی شرع
نوشانوش بلند ہے نازنینان مہ جبین شوخ و طناز غزلین گا رہی ہین ایک یک حسین پروانہ شمع جمال اسد نامدار
ہین گرمی صحبت ہے اسد نامدار نے جو پلٹ کر دیکھا ملک مراد شاہ بیقرار اشکبار اس طرح رو رہا ہے رومال پر رومال
تر ہو ہچکی لگی ہوئی اسد نے طائفونکو منع کیا ناچ گانا موقوف ہوا اسد نے پلٹ کر ملک مراد شاہ کو گلے سے
لگایا فرمایا کیون اے بادشاہ عالیجاہ کیا باعث ہے ہمارا صحبت مین ہمکو ناشاق ہوا اس قدر رونے کا کیا سبب ہے
حجاب نکرو ہمسے صاف صاف کہو ملک مراد شاہ اور زیادہ رویا عرض کی ای شہریار آپ مصروف عیش و نشاط رہیے
مجھہ بدنصیب کے حال مصیبت مآل کو نہ پوچھیے اسد نامدار نے قسم کھا کر کہا ای ملک مراد شاہ جبتک مفصل
حال نکہوگے مجھپر آب و دانہ حرام ہے ہم خود دردمند ہین سالہا سال گذرے والدین سے جدا ہوے طرح طرح کی نیرنگ
موجود ہین جنکے سایۂ دامن دولت مین پرورش پائی اونسے یون جدا ہوے فلک نے سنگ تفرقہ پھینکا دیکھیے زندگی
مین پھر دیدار فرحت آثار والدین نصیب ہے یا عدم مین ملاقات ہو پس حال بتا ہمسے ضرور کہو مراد شاہ نے اشک
حسرت پاک کیے ضبط کرکے کہا ای شہریار مین اس شہر کا بادشاہ تھا عدالت و انصاف سے بسر کرتا تھا جب
افراسیاب نے لاچین کے ملک و مال پر قبضہ کیا لاچین بیچارہ شکست کھا کر اس قلعہ مین آیا آپنے سنا
ہوگا وزیر ہمین نے گرفتار کرکے افراسیاب کو دیا زن و شوہر کو اوسنے الگ الگ قید کیا اب تو افراسیاب
کو یہ منظور ہوا کہ سترہ برس برابر لاچین اس قلعہ مین لڑتا رہا آخر ہو گیا فساد برپا ہو یہان کوئی ساحر رہے تمام
ساحرونکو یہانسے نکالدیا مجھکو بلا کر اس ملک مین بسایا حکم محکم دیدیا کہ سواے غیر ساحر کے ساحر یہان نرہے غلام
بھی بحکم اس کوہستان و خارستان مین بسر کرتا تھا پروردگار نے مجھکو ایک فرزند عطا کیا عصاے ضعیفی خوبصورت
صاحب شوکت و لیاقت جری بہادر صف شکن تیغزن ایسا بہادر تھا جس طرف نکل گیا لوگ اوسکے نام سے

ٹھہراتے تھے سلطنت قلم کوہ کو اوسکی جرات سے زور ہوا چند کس جہان بستے تھے اونسنے شہر بخوبی آباد کیا
لیکن گردش فلک کج رفتار یہانسے پانچ کوس پر ایک صحرائے سبزہ زار ہے اوس سبزہ زار مین ایک باغ تعمیر ہے
مشہور ہے کہ وہ باغ بھی جنت نظیر ہے بوقت سحر اٹھارہ امیرزادے جری بہادر شاہزادے معلوم ہوتے ہین کم سن
جلالت و صولت انکے چہرون سے آشکار دیوار باغ کے قریب کھڑے ہوتے ہین دیوار زیادہ بلند نہین ہے بارہ
ہزار جوان اون اٹھارہ وفیرونکی پشت پر سب ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوے صحرا کو دیکھکر روتے ہین اگر کوئی
راہگیر ادھر نکلا پکار پکار کر آوازین دیتے ہین ای آیند و روند اگر تم مین سے کسیکا گذر خدمت مین آقائے نامدار
ہو کا قدرشناس کے ہو عرض کرنا آپکے رفیق غلامان بیخوار مدت سے یہان گرفتار ہین افسوس حضور نے ہماری
خبر نہ لی بیان پر اون جوانون کے کلیجہ پھٹتا ہے اگر کوئی مسافر بڑھ گیا اندر سے باغ کے ایک منہ زور اژدہا نکل آتا
ہے اوس راہگیر کو بھی اوٹھا لیجاتا ہے کسینے میرے بیٹے شمشاد قلم کوہی سے خبر کردی وہ جوان جسقدر صاحب شوکت
ولیاقت بہادر اونکے قید کا حال سنکر نہایت پریشان ہوا اس صحرا مین گیا اون جوانون نے زیادہ کی بیحد جب
طاقت و قوت زور بازو کے ناز پر جا پڑا وہی مبتلا بلائے روزگار باغ سے نکلا کمر مین پنجہ ڈالکر اوٹھا لیگیا وہ ماہ
و سال کا گذرا اوسکے فراق مین مان روتے روتے نابینا ہوگئی اسوقت حضور جو دربار مین باشوکت و شان
جلوہ فرما ہوے آپکے غلام کا نقشہ آنکھون کے نیچے پھر گیا دل بیقرار ہوا یاد آیا کہ اگر آپکا غلام موجود ہوتا آپکو دیکھکر
باغ باغ ہوجاتا بلکہ نے جاروب کشی کرتا بہادر کے نام کا عاشق تھا یہ سنکر اسد نامدار نے چیخ مارکر رو یا کہا ای ملک
مرادشاہ اسوقت میرا کلیجہ نکل گیا یہ نشان میرے رفیقان جانباز کا ہے اٹھارہ امیرزادے بارہ ہزار قزاق یہ میرے
ساتھ چلے تھے ایک باغ مین آکر یہ بھول کھلائے جیسے پریزادونکے ان سبکو اوٹھا کرلے گیا بارہ سال گذرے
کہ مین طلسم ہوشربا مین آیا ہے بڑے بڑے مقامات پر پھرا تا بہ باغ سیماب و شہر داودیہ وطلسم صندلی و دربند مہر و ماہ
پہونچا لیکن مین اپنے رفیقونکا کسی مقام پر نشان نپایا تمھارے بیان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ میرے یاران ہمدم
رفیقان قدیم اوسی باغ مین قید ہین رفیق کیسے میرے ناناجان کے جانشین لندھور و مالک اونکے اٹھارہ
سرداروں کے یہ فرزند صاحبان حسب و نسب میرے ساتھ پیدا ہوے بچپن سے ساتھ پرورش پائی میرے ہی
ساتھ رہے مجھکو اپنا آقا جانا میرے بزرگون کا ساتھ نہ دیا اگر کبھی انکے بزرگون نے کہا بھی کہ ہمارا ساتھ
دو انھون نے جواب صاف دیا کہ ہمارا زندہ مردہ اسد نامدار کے ساتھ ہے اپنے بزرگونکا ساتھ چھوڑا میری رفاقت
مین سرگرم رہے میرے ہی محبت مین قید ہوجاتے ہین آج تک اونکی خبر نہ لی آج تمھاری زبان سے

اتنا نشان معلوم ہوا ہے ای خدا مقام چل کر مجھکو دکھاؤ یا تو مین اپنی جان دون یا ان شیرون کو چھوڑا اون ملک مراد شاہ
نے کہا ای شہریار مین تمہاری شرمندہ ہون اسد نے کہا علاوہ اپنے سردارون کے تمہارے فرزند کا بھی
خیال ہے ایسا شیر دلیر قید ہو اُسکی فکر بھی واجب و لازم ہے آج بارہ برس کے بعد مین نے اپنے فرزند حقیقی کا
نشان پایا یہ رات مجھپر پہاڑ ہوگئی چاہتا ہون اسیوقت پر پرواز پیدا کرون اور دوڑکے اُنکا حال پریشان تو دیکھون حال
دل اپنا ظاہر کرون اُنکی کیفیت پوچھون ہائے وہ جوان اپنے دلون مین کیا کہتے ہونگے کہ ہمارے نامدار
نے ہمارے خبر نہ لی اُن شیرون نے جان آبرو اپنی میرے نام پر نثار کی مجھ کمبخت سے کچھ نہ ہوسکا اب دربار
مین اسوقت شور گریہ و زاری بلند ہے بلکہ سب سرداران مراد شاہ کو بُرا کہتے ہین کہ ایسے شیر کے
سامنے بیٹے کا کیون ذکر کیا اب وہ شیر بچہ اب ضرور رہ جائیگا وہان ہم لوگ کے سامنے بڑے بڑے پہلوان طاقت
وار عقیل فہیم صاحبان علم وفضل گئے کچھ نہ ہوسکا وہی پتلا اُٹھا کر لیجاتا ہے بہرحال یہی ہین دریافت ہوتا ہیکہ
قتل کیا یا زندہ قید ہوا بڑے افسوس کی بات ہے خدا طلسم کشا کو اس پتلے کے ہاتھ سے بچائے شب بھر
دربار مین یہی چرچا رہا بوقت سحر اسد نامدار نے ہتھیار لگائے کہا مراد شاہ سے کہا وہ مقام چلکر ہم کو بتادو
انشاء اللہ تعالے اس پتلے کو چیر کر پھینک دونگا تمہارے فرزند کو چھڑا لاؤنگا مراد شاہ نے ہرچند کہا اے
شہریار برائے خدا یہ قصد نہ کیجیے وہان کسیکا زور نہین چلتا وہ پتلا قیامت کا پرکالا ہے ہم مدت سے دیکھتے
ہین مین نے اپنے فرزند کے واسطے بڑی بڑی پیروی کی جس نے جاکر وہان کی سبزی پر قدم رکھا وہ سبزہ
بیگانہ ہے پتلا نکل کر آتا ہے وہ جوان منع بھی کرتے ہین کہ لئے آنیوالے اس طرف نہ آ لیکن جاکر واپس آتا نہین
ہین اسد نے کہا انشاء اللہ اب دیکھ لینا جس ظالم نے یہ دام مکر پھیلایا ہے کوئی ساحر شعبدہ باز ہوگا
بندگان خدا کو بلا مین پھنساتا ہے ایسے ظالم کی خبر لینا عبث ہو بندگان خدا راہ گیر اس مصیبت سے
نجات پائینگے ہم ضرور جائینگے ناگاہ ایک ناظر خواجہ سرا دوڑتا ہوا آیا نہایت بیقرار اشکبار کہا اے شہریار آپکی حسن و
جمال کے تعریف جرات کی توصیف کی خبر محلات مین پہونچی والدہ اس سیدہ شاہزادہ شمشاد کی روتے روتے
نابینا ہوگئی ہین ارشاد فرمایا ہے اس شیر بیشہ جرات کو ذرا ہمتک لاؤ کہ مین اس شیر کو بھی دیکھون کہ ہم تو شاد و
نامراد ہوئے فرزند نوجوان کو کھوکر برباد ہوے تیرے ماں باپ کا کلیجہ ٹھنڈا رہے ہم بیکسون کی دستگیری
بھی بہتر ہین ہے مراد شاہ رو دیا اور کہا اے شہریار ذرا محل مین چلیے اُنکی مان ناشاد و مراد آپکے آفتاب
جمال کو دیکھکر آنکھین اپنی روشن کرے اسد نامدار محل مین تشریف لائے دیکھا اک شاہزادی کی آنکھین نذر روتے

سفید ہوگئی ہین کنیزین چارون جانب سے گھیرے ہوئے دروازے پر محل کے انتظار مین کھڑی ہے اسد نے تو سر
جھکا لیا وہ مصیبت زدہ بیقرار ہو کر اسد سے لپٹ کے بلائین لین کہا اے شیر بیشہ **صاحبقرانی** جو مصیبت
مین مبتلا ہو دام رنج والم مین پھنسا ہو اسکی دستگیری کرنا بڑائی ہے تمہاری والدین کا کچھ کلیجہ ٹھنڈا رہے اے
اپنی والدین کے نور نظر ہمارے حال پر رحم کر اس ملک کو اپنے نور قدم سے روشن رکھو تاج و تخت اپنے قبضے
مین کرو ہم بڑھیا بڈھے ایک گوشے مین بیٹھکر عبادت پروردگار کرین تمھین دعا دین اسد بہت رویا کہا اے والدہ
ماجدہ بس اب نہ کچھ فرمائیے میرا کلیجہ پھٹا ہے انشاء اللہ تعالی آپ کے فرزند کو لاکر ملاؤن آپ کی دعا سے مین
بھی دیدار اپنی والدہ ماجدہ کے مشرف ہون بارہ سال گذرے کہ والدین سے جدا ہوا اس **طلسم ہوشربا**
مین مارا پھرتا ہون اسوقت آپ کو دیکھکر دل مین ناسور پڑگیا کہ یہی حال ہماری والدہ ماجدہ کا بھی ہوگا آٹھ پہر روتی
ہونگی گوشہ نشین منھ سے نکال نہ سکتی ہونگی کہ میرا فرزند کہین گیا ہے ان جان ہمارے شاہزادہ **بدیع الزمان**
اس طلسم مین قید ہین انکی والدہ اپنے فرزند کے غم مین جلتی ہونگی زوجہ مراد شاہ بہت خوش ہوئین کہا بیٹا آج تم نے داغ
فرزند کو تازہ کر دیا خانہ دل کو غم والم سے پُر کر دیا ہم زن و شوہر کو قتل کر کے جاتے ہو جسطرح پشت دکھائی اسیطرح
پھر تمہارا روے زیبا دیکھین اب جب تک تم واپس نہ ہوگے ہمکو اسی دروازے پر بیٹھے ہوئے انتظار کرینگے مراد شاہ
نے کہا صاحب ہم پیٹھ کر ملک مین آئینگے اگر تیر کوئی افتاد پڑی اہل شہر کو کیا منھ دکھائینگے رئیسان شہر امیران سلطنت
وزیران ابہت سب ہمکو برا کہتے ہین کہ انکے سامنے اپنے فرزند کا کیون ذکر کیا علاوہ اسکے تمام اہل شہر کو
انکا جانا ناگوار ہے اسد روتے ہوئے محل سے نکلے زوجہ مراد شاہ کلیجہ تھام کر بیٹھ گئی محل محل ماتم تھا ہر
خرد و کلان کو اسد کے جانیکا غم تھا اسد نامدار بصد شوکت و وقار مراد شاہ کو ساتھ لے کر قلعہ سے نکلے ہزارون
اہالیان شہر ساتھ ہین اسد نے قلعہ سے باہر نکل کر رئیسان شہر سے کہا آپ سب صاحب رخصت ہون
گھرون مین جا کر ہمارے واسطے دعا کیجیے اہالیان شہر نے کہا اے بہادر تیری خلق و مروت نے ہم سب کو بندہ
بے زر بنایا پہلی سعادت تو یہ ہے کہ ہمکو راہ ضلالت سے نکالا چشمہ ہدایت پر پہنچایا تمہاری ہدایت سے اہل
پیدا کرنیوالے کو پہچانا آپ کے آفتاب جمال کی سارے شہر مین روشنی تھی ہمارا چھٹنے کو جی نہین چاہتا اس
صحراے نامبارک تک ہم بھی ساتھ چلینگے اسد ناچار ہوا ملک مراد شاہ نے اہالیان شہر کے ہمراہ جب
پانچ کوس راستہ طے کیا دیکھا سامنے ایک صحراے سبزہ زار نہایت سرسبز و شاداب طائر درختون پر زمزمہ طراز
کر رہے ہین نہرین آب شفاف سے مملو درخت پُر ثمر قمریون کی کوکو سے صحراے پُر فضا مین اک باغ

دروازہ باغ کا مثل آغوش کھلا ہوا اور باغ پر تو سناٹا لیکن دیوار کے اُس پار چونکہ دیوار چھوٹی ہے انسان جو کھڑا ہو تو ظاہر ہوتا ہے اٹھارہ جوان ماہ طلعت حسین جمیل نوجوان خوبصورت گرفتار دام مصیبت و محنت پشت پر بارہ ہزار جوان ہم سن ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوئے طوق آہنی گلوں مین ڈالے ہاتھ رکھے ہوئے رو رہے ہیں جیسے ہی اسد نامدار نے گھوڑا بڑھایا ان اٹھارہ جوانوں نے آواز دی لے آئیو لے ای شہسوار لے جوان نامدار لے خدا اس سبزے پر صحرا کے قدم نہ رکھنا صورت کا مزار نہ بچھانا یہ مقام پر خوف رہ زہرہ دشمن ہے اور بیابان قدم رکھتا تھر ہے موج ہوا بیابان کی سانپ کی لہر ہے یہ نخل شمشیر آبدار ہیں کہ جیسے خشتین بھی ختون پا بیابان کے انگارے نخچے چنگاریان لیکن لے جوان نامدار لے شہسوار پلٹ جا ایک پیام دیتے ہیں برائے خدا اُس پیام کو ہمارے اگر آقا نامدار کو سوئے پہنچائیگا ثواب عظیم پائیگا اگر تیرا گذر ہو خدمت میں ہمارے آقا نامدار سولہ قدرشناس فلک اساس ہژبر دشت جرأت یکہ تاز میدان بسالت سرکوب کافران جوان مجازی کے غازی انسے عرض کرنا آپ کے غلام جو باغ میں آپ سے جدا ہوئے تھے مبتلائے دام مصیبت میں گرفتار رنج و آفت ہیں آپ کی جرأت و لیاقت سے بہت بعید ہے کہ اپنے غلامون کی خبر نہ لی اس قید ستم میں بھی آپ کے جمال کے مشتاق ہیں گرفتار دام فراق ہیں

نظم

بیا کہ با دلم آن مے کند پریشانی
کہ بے تو مردم آنکہ چنین ہو آسانی
زنندہ نہ کند من بر دلم گو نی
نگاہ گرم تو تکلیف نامسلمانی
لب تو جرعہ دہ بادہ دل آشوبی
بہار عشوہ بریزد بہ موسم بہ فشانی

کرشمہ تو نکردہ است با مسلمانی
کسیکہ تشنہ لب نازتست میدانم
کہ در زمانہ بوسعت بنوز زندانی
متاع حسن تو سرمایہ شہید ستی
نسیم تو شانہ کش طرہ تن آسانی

زدیدہ رفتی و کردم ہمان نفس رفتی
کہ موج آب حیات ست چین پیشانی
زہے وفاے تو مہائے پشیمانی
خیال زلف تو مجموعہ پریشانی
گل کرشمہ نہ خندد و چو چشم باز کنی

یہ بھی عرض کرنا کہ آپکے بزرگون نے اور آپنے ہر مقام پر اسیر دلان کی قیدون کی دستگیری کی غلامان خاص کو گذشتہ خاطر سے فراموش کیا لیکن ہمین یقین کہ ہمارے آقا کو نامدار نے جستجو کی ہوگی ہمارے تقدیر میں جو زمانہ قید کا قرار دیا ہے وقت پر رہا ہون گے اب نہ ہمت ہی یارا ہے کار و بار استخوان صدمات زندان مصیبت ہیں اُٹھتے آپ وارث ہو نصرت حق آپ غور حرام اس ظالم کی قید میں ہین کہ ہمارے حال پر رحم ہیں آتا اٹھ پھر جفا مین آپ وو آنے کی قسم ہے بادشاہ سک پرچھی ایسے کلمات جوان جو انہون نے کہے اسد نامدار نے چیخ مار کر رو کر کہا اے بھائیو مین تم سے بہت شرمندہ ہون تمہاری رفاقت کا بندہ ہون مین زری تو نصیب

ہون جسکو یاد کرتے ہین جس روز سے تمسے چھوٹا ہون دام مصیبت مین پھنسا گئی مجھے صحراے حیرت مین قید رہا
سات برس گنبد نور مین مصیبت اٹھائی خدا خواجہ عمرو کو سلامت رکھے گنبد نور سے مجھکو رہا کیا بھائیو تمھاری
تلاش مین سرگردان ہون اسد نے بخوبی پہچانا کہ میرے سردار اٹھارہ امیرزادے لندھاور بن لندھور و ابراہیم
بن مالک علقمہ بن جمہور و حمادان بن حاوی پشت پر بارہ ہزار قزاق کمین کے رفیق یاران شفیق انہون نے
بھی اسد نامدار کو بخوبی پہچانا اسد نامدار گھوڑے کو میکا کر چلا ساتھ والے تو دور ٹھہرے ہین اب جو اسد
نعرہ کرکے بڑھا ابراہیم وغیرہ بلبلانے لگے کہتے تھے اے شہریار براے پروردگار آگے قدم نہ بڑھائیے
یہ صحراے پر آفت ہے جو آیا بلا مین پھنسا اسد نے کہا ای بھائیو میری جرأت و شوکت پر لعنت ہے کہ تم ایسے
یاران ہمدم کو اس مصیبت عظیم مین مبتلا دیکھون تمھارے پاس نہ آؤن جہان تم ایسے رفیق ہون نالائق
اگر تمسے ملاقی نہو تمھارے فراق مین ایسے صدمے اٹھائے چند اشعار مضمن حسب حال مین اشعار

بسکہ شد خون جگر و رنگ زندگانی فوت من
تا نہ بر خورشید وار د پرتو یاقوت من
بر نخیزد بعد مردن از زمین تابوت من
بعد مردن ہم مجوز محنتی کرد آئین عشق
احتیاس نیر از خود کی کند این آفتاب
بلبل و پروانہ گیرد پایہ تابوت من

انشاء اللہ اس بھائیو اگر سزا دون جس نے تمکو اس مصیبت مین گرفتار کیا اگر کسی بلا مین پھنسون تمھاری صحبت
مین پہونچون یہ قید خانہ مجھکو باغ سے بہتر ہوگا رفیقون کی صحبت مین انسر ہوگا ابراہیم وغیرہ چیخ رہے ہین اسد
بڑھتا ہوا بڑھا جب مرکب نے سبزے پر قدم رکھا حقیقت مین سبزہ بیگانہ تھا یا سبزہ خوابیدہ تھا بیدار ہوا
بل لے مرکب زہرمار ہوا بدلگامی کرنے لگا تڑارے بھرنے لگا کبھی الف ہوکر چاہتا ہے سوار کو پشت سے
گرا دے یا رانون سے نکل جاؤن اسد نے مرکب کو رانون مین مسلا پسلیان مرکب کی کڑکنے لگین مشکل کا
مقام پر تھا معلوم ہوا زمین مین گڑ گیا اب قدم نہین اٹھتا اسد نے کئی توڑے مارے ایکبار یاران ہمدم کا فراق
ناگوار ہوا جاتا ہے جلد جا کر ان سے ملون گھوڑا قدم نہین بڑھاتا مثل نقش قدم جم گیا ایک ہی مقام پر تھم گیا
اسد نامدار نے دیکھا گھوڑا نہین بڑھتا غصے مین گھوڑے سے کود پڑا قبضے پر ہاتھ ڈالا پیدل راہ کو طے کرتا ہوا چلا
بارہ ہزار قزاق اٹھارہ امیرزادے غل مچاتے ہین شہریار پلٹ جائیے اسد نے کہا بھائیو مجھکو
نہ سمجھاؤ بالیان شہر نے بہت سمجھایا اب تمھاری مصیبت دیکھکر ترک جاؤنگا واعظ و پند کی کیا احتیاج
ہر مین فوراً آتا ہون موافق مضمون

نظم

یک دم لذت عشرت سے زبان واعظ
جو بلا آئے گی سو بیجا ان واعظ
ہم نفس باغ جنان گھر ہے گنہگار نکا

ڈھونڈھتے ڈھونڈتے مین کہین محال بمقام حفظ
خود فراموش ہے کیا اور کو سمجھائیگا
قد خم گشتہ ہے گویا کہ کمانِ واعظ

خدمت رند قدح نوش مین بے ادبی
راست بازی سے کجی پر ہے گمانِ واعظ

تبھی مین ہر کاٹیے دانتون سے زبانِ واعظ
کیون نہ ہو تیرا اشارات سے عالم مجروح

لے بجا ہو مجھکو سمجھانا بیکار ہے سودا تمھاری ملاقات کا سر پہ سوار ہے

اسد نے کسیقدر راستہ طے کیا تھا اندر سے باغ کے بجلی چمکی ایک پتلا فولادی پکارتا ہوا باغ سے نکلا او آنیوالے کمان آکر کیون اپنی جان مٹاتا ہے اپنا آپ دشمن ہوا اس راہ مین آکر اپنا آپ رہزن ہوا اگر لاکھ جان لیکر آئیگا یہان سے زندہ بچ کر نجائیگا اسد اس پتلے کو دیکھکر ٹھہر گیا اُسنے جھپٹ کر اسد کی کمر مین پنجہ دیا چاہا کشان کشان لیجاؤن اسد کے بازو پر اکر دیا ہوا ملکہ لعل سخندان کا موجود ہے انکی کمر مین ہاتھ ڈالا اسد فی اسکی گردن پکڑی پتلے نے چیخ ماری چاہتا ہی چھڑا کر بھاگ جاؤن لیکر شیر کے نیچے سے کب چھوٹتا ہے اسد نے پتلے کو اٹھا کر دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھا شل کر یا اس کہنہ فولادی پتلے کو چیر کر پھینک دیا اندھیرا ہو گیا اسد غازی پتلے کو مار کر تیغہ کھینچ ہوے بڑھا مراد شاہ وزیر وغیرہ نے یہ معرکہ دیکھا تمام رنڈیان شہر کہتے ہین یار و بیشک یہ جوان جرأت مین یکتا ہے حقیقت مین طلسم کشا ہے کسی سے آجتک یہ پتلا مارا نگیا تھا بیشک جاکر باغیون کو مارے گا جرأت دکھائیگا ہمارے شاہزادی کو بھی رہا کر کے لائیگا قریب ان کے فرزاقون کے تمشا و بیٹا مراد شاہ کا کھڑا دیکھ رہا ہے بعد مدت اپنے باپ کو دیکھا باپ نے دو رسے بیٹے پر نگاہ کی بے اختیار آہ کی پکارا بیٹے پر نور نظر کیا تمہارے پاؤن قابو مین نہین ہے زنجیرین توڑ کر باغ سے نکل آؤ گل گلشن صاحبقرانی کا ساتھ دو تمشا و نے آواز دی آے والد نامدار ہاتھ پاؤن ہمارے قابو مین نہین ہین اس شیر نے بڑا کام کیا لیکن اس باغ مین ہزارون آفتین ہین خدا اس شیر کو بچائے ہم تک پہونچا اور غضب کے یہان جادوگر رہتے ہین خدا اس بلوے کو غارت کرے اُنکا ہر ہم خویرن پر وعت ہر قیدیان بلا تڑپ تڑپ کر مرجاتے ہین انکے کو بدنامی سے بچاتی ہے کہ سیدھا قتل کرنا ظاہر ہو کبھی آب و دانہ بند کیا کبھی شمشیر زبان سے زخمی کرتی ہے کلیجے پر ناسور ہین مگر اسے والد نامدار بہت مجبور ہین اسد نے پتلے کو مار کر نعرہ شیرانہ کیا ابھی دروازہ باغ کا دور ہے کہ اندر سے ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون تیغہ کھینچے ہوے للکارتا ہوا نکلا او جوان خبردار ہوشیار ہو جا باغ مین آنے کا قصد نہ کرنا یہ کہتا ہوا قریب اسد پہونچا ابراہیم وغیرہ دیکھ رہے ہین کہ اس زنگی نے بھی جاکر تیغہ مارا اسد نے ہاتھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا وہ زنگی لپٹ پڑا کچھ بڑبڑاتا جاتا ہے کبھی سامری و جمشید کو پکارتا ہے لیکن کچھ کام نہین آتا ہے مجھ اس بے حیا کے بند ہوے جاتے ہین بیرون کو پکارتا ہے وہ بھی مدد کو نہین آتے ہین جب وہ لپٹ پڑا اسد

نے گردن پر ہاتھ رکھکر ایک بکہ مارا کہ سر زنگی کا زمین سے مل گیا ساری سرکشی بھول گیا اس افسر نے دونون
مونڈھے اُسکے تھامے ریل کرنے دوڑا اس قدم پر لاکر بکہ مارا دونون گھٹنے زنگی کے آشنا زمین ہوے اسد نے
کمر مین ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا چرخ دیکر زمین پر مارا چاہا چھاتی پر چڑھکر اسکو بھی چیر ڈالون وہ زنگی تڑپ کر بھاگا
ایک چیخ ماری سب نے دیکھا شانون پر اس زنگی کے پر پیدا ہوے اُڑکر آسمان مین ڈوبا نظرون سے سب کی
غائب ہوگیا اندر سے باغ کے دس زنگی تلوارین کھینچے ہوے نکلے اسد پر آپڑے وار کرنے لگے اسد
اُن زنگیون مین شیر خشمناک جا پڑے جسکے سر پہ ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے جسکی کمرگاہ پہ ہاتھ مارا مثل خیار تر
قلم کیا کوئی لپٹ گیا اسکی گرمی کھینچ لی لیکن جو لاشہ زنگی کا زمین پر گرا ایک کے دو ہنکر تیار ہوے اسد
نے پانچ مارے پانچ کے دس ہوے اب یہ بے بس ہے جیون قتل کرتے مین وہ بڑھتے جاتے ہین ابراہیم
وغیرہ سر پیٹ رہے ہین اسد بیباک نہنگانہ شیرانہ لڑ رہا ہے کہ اسد کا بانہ در پہ مثل ستارہ سحری چمکتا ہے
جس زنگی پر عکس پڑا ایک چپکی اور سے ہاتھ پڑا اُسکے دو ٹکڑے ہوے پھر بھی کامل اسد نے شمشیر زنی کی
اب تو زنگیون سے وہ میدان بھر گیا اسد پر قابو نہین پاتے نکل جاتے ہین دو ٹکڑا داستان قلعہ توسن
حصار کے تحریر ہوتے ہین کہ توسن پُرفن عمرو کو قیدخانے مین مجبور کر دربار مین آیا سردارون سے کہا بہ ہر
یار و افراسیاب نے بڑا کیا کہ قید کو عمرو کی یہان بھیجا ہے مین نے قید تو اسکو کیا آج رات کو خواب پریشان
دیکھے اُس خواب کی مراد یہ ہے کہ مذہب سامری پر زوال ہے الہیان توسن حصار کا گردن افراسیاب
کی وبال ہے یہ باتین کر رہا تھا کہ آسمان سے آواز رونے کی آئی دیکھا کہ ایک زنگی سیاہ رو بازون پر پرواز نصیب
سوز و گداز آواز دیتا ہوا اے شہنشاہ توسن مدد کر قریب باغ زنہار اسد نامدار آگیا ہمارے افسر کو مارا ساتھ والون
نے میرے روکا ہے ہم آپ کو خبر کرنے آئے ہین وہ شیر کسیکو نہین مانتا زنگیان شیر دل کو روباہ جانتا ہے یہ سنکر
توسن نے سر پیٹ لیا کہا تو یارو غضب ہوا اسیری سرحد مین طلسم کشا آگیا نام اس جوان کا سنکر زنگی
زنگی تو مغرور سے کر مخفی ہوا توسن جادو تاج کو کج کرکے اٹھا اسم سحر پڑھکر بلند ہوا چشم زدن مین آکر
قریب باغ چمکا دور سے دیکھا سب زنگی اسد کو گھیرے ہین کوئی قریب نہین جا سکتا اسد مثل شیر غضبناک
اُن روباہ صفتون سے لڑ رہا ہے چاہتا ہے انکو ہٹا کر ہٹاؤن باغ مین گھس جاؤن توسن پُرفن اُترا زنگیون
پہ نعرہ مارا او نامردو ایک شخص کو گرفتار نہین کر سکتے اُن سب نے پلٹ کر جواب دیا اے حاکم ہم آپ کے
گنہگار ہین اس شیر دلیر کے سامنے ہم بالکل لاچار ہین ہمارا سحر تاثیر نہین کرتا زبان مین لکنت ہے یہ سنکر

توسن نے ایک دستک دی ایک زنگی نیزہ باز باغ سے نکلا توسن نے پوچھا کیا سبب ہے کہ تیرے
ملاہون کا سحر تاثیر نہین کرتا کیا طلسم کشا لوح پا گیا کل تک خبر پائی ہے کہ دریاے نیل کا بھی جوش و خروش
ہے کنارے دریاے نیل کے بھی طلسم کشا نہین پہونچا مفصل بیان کر اس زنگی نے سر جھکایا آنکھ بند کر کے ہوا
بعد تھوڑے عرصے کے آنکھ کھولی کہا اے شہنشاہ توسن مین نے دریافت کیا ملکہ لعل تخندان شاہزادی
جم رخ نیم نے اپنا اکرا اسکے بازو پہ باندھ دیا ہر وہی اسکی دستگیری کر رہا ہے وہ اسکے سحر سے مملو طلسم کشا کا قوت بازو ہے
توسن نے کہا جا اسکو چھین لے مین گرفتار کیے لیتا ہون ابھی جا کر قتل کرون گا مین مثل افراسیاب کے
دیوانہ نہین ہون طلسم کشا کو لیجا کر قید کرون پہونچتے ہی قتل کرون گا مین مثل افراسیاب کے روانہ کر دون گا
یہ سنکر وہ زنگی جھومتا ہوا بڑھا ان زنگیون کو للکارا کہا او نامردو ہٹ جاؤ اس لڑائی مین دخل نہ دو وہ سب
زنگی ہٹ گئے یہ ملعون نیرنگ باز شعبدہ ساز خم مار کر سامنے اسد کے آیا للکارا اسد جا پڑا اس بے حیا نے
جھپٹکر چاہا گردن مین ہاتھ ڈالے اسد نے ایک طمانچہ مارا اس زنگی نے بازو پر ہاتھ ڈال کر اسکو توڑ لیا طرف
توسن کے پھینکا توسن نے اس لڑکے کو ہاتھ مین لیا جھپٹکر مثل شیر اسد کی کمر مین پنجہ دیا اب کون دستگیری کرے
اسد کو لے اڑا چشم زدن مین آنکھون سے سب کی ناپدید ہوا اسکے مرادشاہ نے گریبان اپنا پھاڑ ڈالا چلتے
چلتے توسن یہ آواز دیگیا خبردار آج سے یہ قیدی ہوا کھانے کو نہ ملین اسی مکان تاریک مین بند رہین تڑپ
تڑپ کر مرجائین ابراہیم وغیرہ غم مین اپنے آقا کے رو رہے تھے کہتے ہین لو یارو ہمارے واسطے آقا نے انکو
کو گرفتار کیا بعد بارہ برس کے اپنے آقا کو دیکھا افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے سامنے مبتلا بلا ہوے

اب ہمکو کون رہا کرے گا بقول مومن خمسہ

اے ہوس اب کیا کہون منھ مین زبان بیکار ہے — عندلیب گلشن حیرت لب اظہار ہے
چارہ جو مایوس ہے حاجت روا ناچار ہے — جو طبیب اپنا تھا دل اسکا کسی پر زار ہے
مژدہ باد اے مرگ عیسیٰ آپ ہی بیمار ہے

روتے پیٹتے اسی باغ مین غائب ہوے مرادشاہ نے دور سے دیکھا مثل بوے گل اسی چمن مین چھپ گئے
دروازہ باغ کا بند ہو گیا ملک مرادشاہ نے رئیسان شہر سے کہا اب شہر مین نہ جاونگا بارہ سو رفیقون سے
صورت فقیرانہ بنا کر لباس تجرد زیب جسم و دامن ہین اس صحرا کے قریب آکر بیٹھا اسد کے لیے روتا تھا آنسون سے
منھ دھوتا تھا یہی قول تھا کہ یارو مین نے اس گوہر بے بہا کو ہاتھ سے کھویا جسکا مثل و نظیر عالم مین نہین ہرگز ہرگز [illegible]

ہوتے اس صاحب شوکت کے ناخن پا پر نثار کرتا فلک نے مجھکو لوٹ لیا رئیسان شہر روتے پیٹتے طرف شہر کے
گئے مراد شاہ فقیر بنکر یا اسد مین بیٹھا لیکن توسن جادو جو دربار سے اٹھا اہالیان دربار وزرا امرا ایران
آپس مین کہتے مین کہ ان معرکۂ عظیم درپیش ہوا کہ شہنشاہ کو اسقدر پس وپیش ہوا خود تکلیف فرمائی نہین معلوم
کہان گئے ہملوگ اسقدر ملازم موجود تھے کیسکو روانہ نہ کیا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی سب نے دیکھا توسن
جادو پسینے پسینے بدحواس ایک جوان شیر اندام کو بغل مین دبائے ہوے آکر پہونچا سب اٹھ کھڑے ہوے
پوچھا اے شہریار یہ جوان کون ہے چہرے سے فر وشوکت آشکار کوئی بادشاہ عالی وقار ہے توسن نے
کہا یارو یہ جوان ہے کہ جسکے ہاتھ سے افراسیاب نوبت بجان وکارد باستخوان حیران وپریشان ومضطر
پھیرتا ہے نیکنامی ہمارے نام پر لکھی تھی مین نے جاکر اسکو گرفتار کیا اسد شیر دل اسیکا نام ہے فتاح طلسم
لقب نبیرۂ صاحبقران سب کتابون مین صاف صاف تحریر ہے کہ اسد غازی قاتل افراسیاب جادو ہو
ہے آج مین نے اسکو بہین پکڑا سر افراسیاب سے ملک الموت کو ہٹا دیا جان افراسیاب
کی بچالی کل اہالیان ہوشربا کا مین جان بخش ہوا مصاحبون نے عرض کی بہت بجا ارشاد ہوتا ہے
آپ ہمیشہ سے نگہبان طلسم ہوشربا مین اگر شہنشاہ لاچین کو آپ نہ مقید کرتے کسکی مجال تھی کہ اسی طرح
نگہبانی کرتا آج تک ہوا کو بھی نہین خبر ہونے پائی توسن گھبرایا ہوا ہے کہتا ہے جلدی جنگجوون کو بلاؤ
اسکو سلسل کرین جلاد کو حکم دو یارو بہت جلد اسکو قتل کرین اگر یہ نوجوان زندہ بچ گیا کوئی ساحر ہوشربا
کا ایسا نہ ہوگا جسکو آزار نہ پہونچے اور یہ جو تاجداران جلیل ہین افراسیاب کے کفیل جان نثار سرفروش ہین
سے تو ایک بھی نہ بچیگا یارو ایک خیال رکھنا اگر مین تامل بھی کرون تو یہ مقدمۂ قتل طلسم کشا اسیر رکھنا نا تا حکم
اول مین قتل کیا جاے یہ ذکر تھا مصاحبون نے اسد کو سلسل ومطوق کرایا توسن نے سحر اتارا اسد کی آنکھ
کھلی اس دربار کفر مدار کو دیکھا اپنے کو پابند زنجیر آہنی پایا سمجھے کہ قید ہوے حیل کرکے شاہزادہ اکھاڑتا تھا
زنجیر مین تحمل ہوا اسد نے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی تمام اہالیان دربار گھبرا گئے توبہ توبہ کرنے لگے
کہ اے شہنشاہ ہمارے سامنے خداے نادیدہ کا نام لیتا ہے پھر کفارہ واجب ہوا توسن نے کہا کہ
وہ شخص آفتاب لب بام چراغ سحری ہو رہا ہے مردے کی بات کا برا ماننا بیکار ہے یہ کہکر حکم دیا جلاد کو بلاؤ
جلاد اگر حاضر ہوا توسن نے حکم دیا اسد نوجوان کو جلد قتل کر جلاد نے سر زنجیر کو پکڑ کر کھینچا چبوترہ ریت کا بنایا
بوریہ فلاکت اسپر ڈالدیا بقول شاعر فرد نطع بہ انگند و بر و ریگ ریخت ؎ دیو ز دیو انگیخت مے گریخت

اسعد کو اسیر بٹھایا تیغہ کھینچا گردن پر کوے کا خط دیا جلاد نے آواز دی لے شہنشاہ توسن حصار حکم دل ہے
مجھکو حکم دیجیے گا بموجب مضمون فرد سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد ہیبت ۔ا۔ مرغ را دانہ بلا شد لقمہ بر قصیاد و ملکیت
تیغہ بار ہے دار بازو و قوت قتل کرینگا مجھکو اختیار ہے انسان کے جلانے مین یہ حقیر مجبور و لاچار ہے توسن نے
کہا ہزار حکمون کا ایک حکم دیا جلد قتل کر دیر کریگا تو تیرے قتل کا حکم دونگا اسوقت دربار مین ایک ہنگامہ جلاد
بسر ہے اور رئیسان شہر نے جو خبر سنی طلسم کشا قید ہوکر آیا ہے زیارت کے مشتاق ہوکر دوڑ پڑے جب سنے
دیکھا حیران جمال و محو دیدار ہوا ہر ایک کا یہی قول تھا کہ یارو اس قیدی کا نخل عمر قلم ہوگا کیا صورت زیبا ہے
کیا طلعت جہان آرا ہے اس نوجوان کے والدین کے کلیجے پر منصف ہاتھ رکھین کہ انکے قلب پر کیا گذر رہی ہوگی
افسوس کیا ماہتاب ان غروب ہوتا ہے لیکن انکے مقدمے مین کون شفاعت کرے سنتے مین اگر یہ بچ جائیگا
تمام اہالیان طلسم ہوشربا کو قتل کرے گا جو کوئی بچائے اپنے خون سے ہاتھ دھوے دل یہی چاہتا ہے
کہ اسکو لیجا کر اپنے مکان مین چھپائین اس جوانمرد کو غروب ہونے سے بچائین بعض نے بڑھکر عرض بھی کی اے
شہنشاہ عالی مقدار جو کچھ آپ کہتے ہین اسکی صورت پر وہ زیب نہین دیتا یہ کیا افراسیاب کو قتل کریگا
مور ضعیف مشت استخوان افراسیاب پیل دمان اگر گھرک دے تو ان کا دم نکل جائے ہمارے
نزدیک تو یہ مناسب ہے کہ اس جوان کو سامری پرستی پر ترغیب دیجیے اگر سامری جمشید کو سجدہ کرے
اپنے مصاحبون مین مقرر کیجیے زینت محفل ہے آسمان حسن و خوبی کا ماہ کامل ہے یہ بیچارہ کیا کسی کو قتل کریگا
اسکی کیا حقیقت ہے توسن نے کہا یارو اسکو بہ نگاہ حقارت نہ دیکھو یہ وہ شیر ژیان ہے کہ جسکے نام سے اٹھارہ ہم
ملک تاجدار کانپتے ہین بڑے بڑے دلیر مارے گئے بڑے بڑے پہلوانون کو اسنے زیر کیا ہے میرے سامنے تو یہ
معرکہ نہین گذرا لیکن اخبار سے جو پرچے نکلے ابتداے آمد سے اس جوان کے حال مین ہین بڑے بڑے معرکے
پڑے سات برس گنبد نور پر قید رہا اسکی رہائی کے دن ہزارون جادوگر قتل ہوئے ابھی شہر نیلم
حصار سے مواج بن گرداب آدم خوار چالیس لاکھ فوج لیکر اترا تھا گویا اسی نے قتل کیا تین عیارون
نے چالیس لاکھ کا لشکر مٹا دیا اتنے بڑے وزیر اعظم کو خاک مین ملا دیا تم سب صاحب اسکو بہ نگاہ حقارت
دیکھتے ہو مناسب یہ ہے کہ مجھکو ترغیب دو کہ جلد اسکو قتل کرین تمام شہر مین تو شہرہ ہوا کہ طلسم کشا قید ہوکر آیا
خود شہنشاہ توسن نے تعجیل کی گئی ہے کوس گئے بڑے زور شور سے گرفتار کرکے لائے ہین زیر تیغ بٹھایا ناہید
یتیمن دختر توسن پر فن نہایت ساحرہ زبردست ہے ایک اکیلی دختر بلند اختر صاحب جوہر کنیزون نے

بھی خبر دی ایک لونڈی دوڑی ہوئی آئی اُسنے کہا حضور آج آپ کے والد نامدار جلادون کا کام کر رہے ہین ایک
جوان آفتاب جمال رستم جلال فرخندہ فال ماہ آسمان کمال اسکو کمین سے کرکے لائے ہین شمع حسن سے
اُسکے تمام بارگاہ منور و روشن ہے کل اہالیان شہر کف افسوس مل رہے ہین آپ کے والد نامدار کو ترس نہین
آتا جلاد کو بلا کر حکم دیا ہے وہ اس بیچارے کو قتل کیا چاہتا ہے یہ سُنکر ناہید سیمتن اپنے مقام سے مثل طاؤس
طناز بصد کرشمہ و ناز اُٹھی چند کنیزان ہمراز و مصاحبان دمساز ہمراہ ہوئین یہ کہتی ہوئی چلی کہ یہ بازاری عورتین ڈھونڈھ
پھرتی ہین خوبصورت مردون کو دیکھا کرتی ہین اسوقت اس لونڈی نے اسطرح مردوے کی تعریف کی کہ گویا
عاشق ہو گئی کبھی تو یہ کہتی ہے کہ بڑا خوبصورت ہے کبھی کہا نیک سیرت ہے اس نگوڑی کی باتون نے میرے
بھی دل پر تاثیر کی بے اختیار دل چاہتا ہے کہ ایسے شخص کی صورت دیکھون لیکن یہ بھی سُنا ہے کہ وہ طلسم کشا
ہے کئی شاہزادیان اُسپر مرتی ہین ہے مہ جبین نے گھر افراسیاب کا چھوڑا بی لالان خوش قبا نے خدائی
خدائی سے منھ موڑا انور جمیلہ قدرت کہلاتی تھین اب کوئی اس اعزاز سے نام نہین لیتا مجھے بیٹھے اپنے کو پھنسانا
عقل سے سراسر بعید ہے اپنے بزرگون پر ظلم شدید ہے یہ باتین کرتی ہوئی قریب بارگاہ توسن پہونچی دیکھا
اجماع عالم انبوہ خلائق ہے پوچھا کیا ہنگامہ ہے لوگون نے کہا طلسم کشا قتل کیا جاتا ہے ناہید نے کنیز سے کہا
بڑھکر جلاد کو منع کر جب ہم نہ آلین قتل نہ کرے اُسکے بارے مین ہم بھی حکم دینگے کنیز نے بڑھکر منع کیا جلاد
رکا مصاحبون نے پوچھا کیا ہے لوگون نے کہا شہنشاہ کی دختر بلند اختر ناہید سیمتن تشریف لاتی ہین انھون
نے منع کیا ہے جس روز سے انکو خبر پہونچی کہ چچا جان مواج مارے گئے آٹھ پہر دریا آنکھون سے بہاتی ہین
توسن نے کہا اچھا ٹھہر جاؤ حقیقت مین مواج کو اس سے بڑی محبت تھی تحفہ جات وغیرہ کوہ نیلم ہم
بھیجا کرتا تھا ناگاہ ملکہ ناہید سیمتن قریب آکر پہونچی کنیزون نے لوگون کو ہٹایا جمال جہان آرائے اسد
نامدار پر ناہید کی نگاہ پڑی دیکھا ایک جوان آفتاب طلعت رستم صولت سکندر شان دارا دربان انجم سپاہ
آسمان حسن کا ماہ مہ جبین حسن نگین یوسف دوران شہنشاہ حسینان غنچہ لب جوان خوش خو خوش نظر

به ابرو تیغ بازی کرده تعلیم
چه باشد عاشقان را غیر تسلیم
بمژگان بخش غمزه فروشی

لبش میداد تعلیم خموشی
سیاه غمزه در تاراج دین بود
ز چین جبهه چین زیر نگین بود

دهانش خنده بر گوهر ناب
خریداران چو سیماب دو بیتاب
نگاه و غمزه زود دل رانه

بآئینه که حسنش شد پدیدار

ہر ملکہ تشریف لائین اسد نے سر اٹھا کر دیکھا ایک ماہ پیکر پری منظر

زہرہ جبین رشک شیرین لیلاے عصر سلماے دہر سرو گلزار خوبی رنگ بوے بہارستان محبوبی سمن عذار ماہ رخسار نظم

سمن بر شکر لب دل آرام بود
ہمیشہ ازو گرم بازار حسن
زمو شیر یاران شدہ یاد ازو
زگوشش گل اندر چمن سینہ چاک
خم و پیچ رفتار موج حیات
بلا بر سر تیغ و خنجر بدست
جبین نور و چین جبین موج نور
نوشت از ازل آفرین آفرین
بلا بر بلا قامت بے درنگ
حیا بندۂ نرگس مست او
لبش شیر و شکر برون میفگند
دے گرچہ دم از عدم میزند
صنعت دست کردگار است این

دو چشمش بعینہ چو بادام بود
مسلسل دو زنجیر از بہر دل
ز رویش بہاران شدہ یاد ازو
نہال ارم از قد او خجل
چو جنبد لبش ریزد آب حیات
ز مژگان برگشتہ بخت
کہ نور اُٹھے نور گردد دو خور
انار بہشتی دو پستان او
بہر نقش پا آفت بے درنگ
بہر گردش چشم صد انقلاب
تبسم چو بیگر دو خون میفگند
رخش سورۃ الشمس و اللیل موے
بارک اللہ چہ کار زار است این

نہال قدش سرو جوبار حسن
ز زلفین خود داشت بر روی گل
ز رخسار او ماہ خورتاب ناک
ازو ماندہ شیر شدہ چین چنگل
ز مستوری نرگسش فتنہ مست
دل از دین و دنیا برون کرد رخت
بہ پیشانی اندوست صنع آفرین
خوشا کو کند بر لبستان او
حنا دست پرودۂ دست او
دل و جان عاشق کباب غم آب
تکلم ز اعجاز دم میزند
تعالی قدش سرو بالاے جوے
اسد نے آہ کی اس مہ جبین نے

واہ کی اسد بیقرار ناہید اشکبار آنکھیں چار ہوگئیں جانبین سے تیر مژگان چلے دونون کے تودۂ دل پر پڑے کلیجے زخمدار دونون کے ہوئے فگار ناہید قریب تخت توسن پہونچ چکی تھی اسطرح تھرائی جیسے بجلی لہراتی ہے تھرا کر گود مین اپنے باپ کے گری بیہوش ہوگئی دانت بیٹھ گئے ایڑیان رگڑنے لگی توسن گھبرا گیا اہالیان دربار کو پسینہ آگیا کنیزین دوڑین شیشہ ہاے گلاب لائین چہرے پر اس رشک چمن کے چھڑکا بعد عرصہ دراز ہوش آیا مگر مبہوس لب پر مہر سکوت مثل تصویر خاموش دل مین محبت کا جوش توسن نے گھبرا کر پوچھا کیون بیٹیا خیر تو ہے کنیزون نے کہا حضور آپ نے غضب کیا ہے یہ دردانۂ مہد ناز و نعم اس قیدی کو جو اس رنج و غم مین دیکھا کہ زنجیرون مین جکڑا ہوا زیر تیغ بیٹھا ہے ہمیشہ سے نام خدا رحم دل مین غش آگیا آپنے پہلے سے یہ نہ سمجھا کہ قیدی کو ہٹا دیجے ملکہ اس حال سے اسکو دیکھا ملاحظہ فرمائین ناہید کو پہلو سے کلام تلا حیلہ ہاتھ آیا کہا او والد نامدار اسوقت مجھکو اپنے غم حالی و تبار کا خیال آگیا کہ اس کی وجہ سے ایسا تیز ل

ساحر گتے کی موت مارا گیا عزیز و اقارب یاد آئے کہ اسی کی وجہ سے بڑے بڑے ساحران نامی نامداران
گرامی قتل ہوئے آپ اسکو کمان سے گرفتار کرکے لائے توسن نے کہا بیٹا تمنے سنا ہوگا بعد قتل ہونے
چچا کے طوفان قہر نگاہ عمرو عیار کو پکڑ کے لایا مین نے مقام محفوظ پر کیا نہین معلوم یہ کس طرح کا باغ بہار مین
پہونچا مع باغلام ملکہ سہیل سیاہ رو کے اسکے ہاتھ سے مارے گئے دربان جادو نے مجھکو آکر خبر کی
اسکے بازو پر اک لعل سخندان کا بندھا ہوا تھا اس وجہ سے اسپر سحر تاثیر نکرتا تھا مین جاکر پہونچا سحر کرکے
اک لیا اسکو گرفتار کرکے لایا سن چکا ہون کہ گنبد نور سے یہ چھوٹا بڑے بڑے ساحرون کو مارا مین نے حکم
قتل دیا ناہید نے پوچھا لعل سخندان نے اسکو اپنا اثر کیون دیا توسن نے کہا اے نور نظر ان
شاہزادیون نے طلسم ہوش ربا کو برباد کیا اول بی مہ جبین باعث بربادی طلسم ہوشربا ہوئین وہ اس پر عاشق
ہوئین اسکو لیکر بھاگ گئین انکی محبت مین بی مہرخ صاحب شریک ہوئین پھر بی بہار کو ہوا لگی سیکڑون ساحر
افراسیاب کے دیوانے کرکے مارے شہر داؤد یہ مین بی لالان خونقبا نے عاشق ہوکر اپنے باپ
کی خدائی کو مٹایا اسیطرح بی لعل سخندان نے عاشق ہوکر اپنی بہن کا ساتھ چھوڑا اسکے لشکر کی شریک
ہوئین مہرہ تحفہ ان کے پاس تھا اس جوان کو ہوش محبت مین دیدیا اسی وجہ سے باغ بہار مین پر سحر تاثیر نہ ہوتا تھا
مین بمشقت گرفتار کرکے لایا پس اسکے قتل مین تامل مناسب نہین ہے ناہید نے کہا او والد نامدار میرے
دل کو یہ قلق ہے کہ عمر نامدار اس حسرت سے قتل ہون اور ہزارون ساحرون کا یہ شخص قاتل اور یون آسانی
سے قتل ہو جائے جی چاہتا ہے چھری کٹاریون سے اسکو زخمی کرین اوپر سے نمک مرچ چھڑکین یہ خود موت کا
طالب ہو فریاد کرے واسطے دے کہ میرا سر کاٹو اور ہم اسکو قتل نکرین دس بیس آدمی اسکے گرد ہون کوئی
چھری سے زخمی کرے کوئی کٹاری مارے کوئی تیر کے وار کرے آٹھ پہر چوپہر اس طرح تڑپے تب اسکا
سر قلم کیا جاوے اس طرح کے قتل کرنے مین قید مصیبت سے رہائی پا آہ پر اس شخص نے سر اٹھایا گل بالیان
طلسم ہوش ربا کو سنایا یہ کہکر پکار کر آواز دی کیون اے وزیران سلطنت واے صلاح کاران ریاست یہ بات معقول
ہوا سنین اسوقت ایک تلوار کا ہاتھ مارتا یا سر جدا ہو گیا کشاکش سے چھوٹا یہ کیا سزا ہلکی محال ہے کہ مقدمے
مین ناہید شمن کے دخل دے توسن کی لاڈلی بیٹی صاحب اختیار ساحرہ زبردست سب نے
با تکلف کیا ملکہ عالم نے کیا معقول تجویز کی ایسے شخص پر یہی مناسب ہے کہ عذاب شدید اٹھاکر مرے اس
قتل کرنے سے کچھ نفع نہین ہے ناہید نے کہا بابا جان جلاد کو منع کیجیے اس ظالم جلاد صاحب بیداد کو کسی

حبس دوام فرمائیے مین اپنے باغ مین لیجاؤن میری حبشنین ترکنین دن بھر عذاب کرین طرح عرض کرچکی نیزہ
تیر سے غربال کرین نمک مرچ اوپر سے چھڑکین بوقت سحر مین اپنے ہاتھ سے قتل کرکے سر خدمت
مین روانہ کرون لاشہ جنگل مین پھنکوا دون کہ وہ طعمۂ گرگ و پلنگ ہو سر کو خدمت مین **افراسیاب** کے
روانہ کیجیے گا شہنشاہ **مہرخ** و بہار کو وہ سر دکھائیں کہ وہ لوگ تڑپین پھڑکین اپنے سردار کا سر دیکھکر
جان دین تب یہان سے مجھکو حکم دیجیے مین لشکرکشی کرکے جاؤن اُس حالت مین طبل جنگی بجواؤن
ایک ایک کو للکار کے قتل کرون ایک دن مین لڑائی فتح ہوجاوے اُنکی عاشقانہ جانبازی تمنے نہین دیکھی
ہین **لعل زنخدان** پر سر دیکر سرنگین خون گلو سے اُنکے چہرے رنگین کرین تمناے دل و جان سے عاشق ہین
بڑے بڑے جاننے والے وہان موجود ہین سر دیکھنا کیا خبر سنکر جان دینگے یہ بات بہتر ہے کہ یہین سے
سب نے کہا کیا خوب فرمایا لڑائی فتح ہونے کی حضور یہی صورت ہے کیا **ملکہ عالم** کے ذہن مین جو درست ہے
توسن تو یہی پر جان دیتا ہے ملکہ عاشق زار ہے شباب جو دو دن پر ہے دل مین کہا کرتا ہون مین نے
کس ناز و نعم سے پالا یہ غیر کے قبضے مین جائے ایک دن اپنے عالمون سے مسئلہ بھی پوچھا کہ کیون صاحبو اگر کوئی
شخص درخت بوئے اُسمین پھل آئے بونے والا کھائے یا نہ کھائے اُن عالمون نے کہدیا حضور کیون نہ کھائے
اس فکر مین بھی یہ ملعون رہتا ہو کہ عالم تو حکم دے چکے تنہائی مین اسپر دست انداز ہون باتون پر **ناہید**
سیمین کے ہنس پڑا کہا اے فرزند جو تمھاری خوشی ملک و مال کا تمکو اختیار ہے قیدی کو لے جاؤ مگر خیال
رہے کہ اسکے معین و مددگار بہت ہین ایسا نہو کوئی اقتاد پڑے **ناہید** نے کہا اتفاق جب پڑے کہ مین
غفلت کرون شب بھر جاگون گی یہی کھیل ہے گا بوقت سحر سر کاٹ کر خدمت مین روانہ کرونگی میرے
باغ مین ہاتھی کا گذر نہین ہے ہزار ہا کنیزین اسپر نوبت کرین گی تڑپ تڑپ کر مرے اسکو بھی تو ثابت ہو
کہ جتنے بڑے بڑے ظلم کیے لاکھون گھر ویران کیے اُسکا یہ پھل ملا یہ کہکر **ناہید** سیمتن اپنے مقام سے اُٹھی
کنیزون سے اشارہ کیا اس قیدی کو کشان کشان ہمارے باغ مین لے چلو خبردار راہ مین بھی اسکو آرام
نہ ملے **ناہید** دربار سے **توسن** کے اُٹھی کنیزون نے سر زنجیر کو تھام لیا دیکھا **توسن** نے کنیزون نے اسکو
گھیر لیا چاندنی کرتی ہوئی بیچ مین یہ ماہ تابان گرد ہجوم سیارگان حقیقت مین **ناہید** عجب عالم ہو
حسن مین بے مثال چہرۂ بدر آسمان کمال ماہ رخسار ناز و غمزہ و جلوہ دار خرامان خرامان روانہ ہوئی بعد اسکے جاکے **توسن** نے
کہا دیکھو صاحبو صاحبزادی کو **طلسم کشا** پر بڑا غصہ ہے مین برا ہتا ہہ **مہرخ** وغیرہ اسکو نہین جانتے دونگا

خود جاکر لڑائی فتح کرو نکا حقیقت مین جب سکے مرنے کی خبر مہرخ وغیرہ سنین گی جو اس ہنگامہ سے بھاگ گئی ہین
عالم مین جو لشکرکشی ہوگی بیشک وہ لوگ گھبرا جائینگے ایک ہی دن مین شکست کھائین گے سب نے کہا حضور
صاحبزادی آپکی بہت عقیل و فہیم ہین سحر و ساحری مین بھی آپ کی ہمسر ہم سبھون کی افسر ہیں تو یہ ذکر ہم
لیکن ناہید اسد کو رادہ مین تو کشان کشان لیکر چلی دل بیقرار آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے یہی خیال ہے
کہ افسوس یہ ماہتابان مبتلاے طوق و زنجیر جب باغ مین پہونچی اسد غازی نے دیکھا باغ نہایت سرسبز
و شاداب ہواے خوش چلی ہے طائر درختون پر زمزمہ سرا ایک ایک کنیز حسین و جمیل صاف ظاہر ہوتا ہے
کہ باغ بہشت مین حورون کا مجمع ہے بزم مین ماہتابان کے ستارون کا مرقع ہو جب بارہ دری مین پہونچی فوراً
ہتھکڑیان بیڑیان اسد کی کاٹ دین کنیزون کو اشارہ کیا دروازہ بند کر دو کوئی در انداز نہ آنے پائے کنیزون
کو بھی سمجھایا ایک ایک کو دولت دنیا سے نہال کیا اسی وقت اسد غازی کو غسل کرایا لباس فاخرہ پہنایا
مسند پر آکر شاہزادہ جلوہ فرما ہوا صحبت عیش آراستہ ہوئی روی زیبا کو دیکھا تھا کہ زرد ہو رہا ہے در باغ پرچہ
اسد زنے بتے جسم پرخون کے تختے جمے ہوئے زرہ تمام خون سے معمور اپنے ہاتھ سے خون
پاک کیا اسد خود دل و جان سے مائل ہوئے تھے گلبنی گلشن جمال کی کرین مین مصاحبون سے ناہید
نے کہا دیکھو صاحبو کوئی اس بات کا ذکر نہ کرے مین نے تم سبھون کی جان بخشی سب ساحر یہ قوت مین
سب کتابون مین سامری جمشید لکھ گئے کہ یہ جوان طلسم کشا ہو پھر کیونکر قتل ہو سکتا ہے یہ بھی کتاب
مین لکھا ہے جو طلسم کشا کا ساتھ دیگا عزت و آبرو پائیگا جو دشمنی کریگا ذلیل ہو کر مارا جاے اپنی جان کی
حفاظت واجب و لازم ہے بیچارہ مغرور افراسیاب نے کیا کیا دمبدم انکا اوج بڑھ رہا ہے کسیکو امید
تھی کہ جرے فتح ہونگے پانچون ساحر نامی و نامدار صاحبان اختیار کس ذلت و رسوائی سے قتل ہوے ایک
شب مین لشکر متواج پر طوفان آیا سب غرق دریاے ذلت ہوے متواج کو بڑا ارمان تھا لڑنا نصیب نہوا
دل کی حسرت دل ہی مین لیگئے علاوہ اسکے سب نے نکوامی کی ہے اسکا یہی انجام ہوگا سب نکوام
سزا پائین گے کتے کی موت مارے جائین گے کنیزون کو سمجھا کو دریاے جواہر مین غوطہ مارا اور شب
اول بنگر بارہ دری مین آئی اسد غازی رعب حسن و جمال سے بڑے تعظیم اٹھے یہ ماہتابان پہلو مین
اس مہر درخشان کے آکر جلوہ فرما ہوئی مسند پر قران السعدین اجتماع نیرین کنیزین دونون کو بلائین لیتی تھین
ترقی جاہ و جلال کی دعائین دیتی تھین کنیز نے جام مے ارغوانی لبریز کرکے ملکہ کو دیا کہا حضور مہمان کی خاطر کیجیے

ہم سب کے قلب کو سرور بے حد اسنے یہ دن دکھایا قریب شمع جمال پروانے کو پایا اس گل کے چہرے کے
واسطے بلبل سرور کی شرکت نکرنا سراسر عقل کا قصور ہے ملکہ نے وہ جام آفتاب خورشید نما پر رکھکر سامنے
اسد کے پیش کیا اسد نے جام پر ہاتھ رکھکر دیا ملکہ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے کہا اے شہریار میں خوب سمجھتی
ہوں آپکے عاشقانہ صادق نے قسم لی ہوگی کسی کے ہاتھ سے شراب نہ پینا مجھے صرف آپ کی جان کی حفاظت
منظور تھی میں عشق و عاشقی کی طالب نہیں ہوں جام کو نہ پیجیے دل شکنی ہوئی آیندہ آپ کو اختیار ہے اسد
نے فرمایا اے ملکہ ہمارا یہ طریقہ نہیں ہے کہ ہم کسیکی قسم کو مانیں تونے حقیقت میں ہماری جان بخشی کی قید سے
رہا کیا ہمارے تمہارے اعتقاد میں فرق ہے اگر ہمسے محبت ہے سامری جمشید پر لعنت کر وحدہٗ لاشریک کو خدا
جانو جس نے ایک کلمہ کن میں زمین و آسمان کو پیدا کیا یہ سامری جمشید وغیرہ ساحران زبردست بادہ
کبر و نخوت سے مست تھے دام مکر پھیلا گئے بندگان خدا کو پھنسا گئے مبتلائے رنج و غم ہوکے گئے کندہ جہنم ہونگے
اسطرح اسد نے اوصاف رب اکبر و مذمت ساحران خود سر بیان کی کہ ناہید کے قلب کو سرور ہوا آئینہ قلب سے
زنگ کفر دور ہوا مسکراکر جواب دیا ہمیں تو آپ کی خوشی منظور ہے بلکہ یہ قول ہے فردوسی کا فرد مختم مسلمانی مرا
درکار نیست کہ ہر رگ من تار گشتہ حاجت زنار نیست + اگر کلمہ پڑھوں گی تاثیر سحر زبان سے جاتی رہیگی
تصدیق قلب و اقرار زبان اطاعت دین اسلام کی شاید کسی وقت کام آئے تمام کنیزیں مع ملکہ بخوشی مطیع اسلام
ہوئیں اب جام و ساغر فی گردش میں آیا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز سامنے حاضر ہوا بعد
ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی بڑے لطف سے جلسہ باغ میں ملکہ ناہید کے آراستہ مسند پر عاشق و
معشوق جلوہ فرما فراش ماہتابان نے فرش چاندنی باغ میں بچھایا ہے جب اسد کا دماغ بادہ ناب سے
گرم ہوا جوش جرأت میں قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا اے ملکہ عالم تنے تو احسان کیا ایسے وقت میں ہمسے دل لگایا
کہ ہم آفتاب لب بام چراغ سحری ہو رہے ہیں ہمارے معین و مددگار خواجہ عمرو نامدار کو طوفان قہر نگاہ قید
کرکے لیگیا اب تک انکا نشان نہ ملا میں سیر اخوش ہوکر اس مقام پر بیٹھا معروف شرابخواری ہوں نامردی
و جرأت سے بہت بعید ہے میں بوقت سحر دربار نوسن میں جاکر جان دونگا انشاء اللہ یا تو تخت الٹ
دیا اگر قضا لیکر آئی ہے جان دونگا کیا چارہ ہے علاوہ ازیں تمام لشکر میں قیامت برپا ہے ملکہ مہرخ
و بہار کو روتا پیٹتا چھوڑ کر نکلا چند سردار بھی بر اطلاع نکلے ہیں

نظم

چشم مجھ بست کہ آتش شرر او دست
خورشید جہان ذرہ از خاک در او ست
پروانہ کہ از آتش فانوس بسوزد

از دو ختہ صد شمع نہان زیر پر اوست	محمل نکشد عمر بہ بیابان رہ مقصود	تا چند بہ سودائے جنون راہ بر اوست
آزردہ مشو از ستم یار کہ از ناز	بیداد و داد از آئین محبت ہنر اوست	یک سوز میانش کہ زخم تپش بیابد
عمریست کہ دستہ ہوس در کمر اوست	از خون نہ چکد اشک ز چشم تر عشقی	تا خنجر ز بس زخم ہمہ در جگر اوست

ملکہ چین اپنا حال زار کیا کہون عجب مصیبت مین مبتلا ہون ظاہر مین آباد ہون باطن مین گرفتار دام محبت
و مصیبت ملکہ خیال تو کرو ہم یہان اگر مصروف عیش و نشاط ہوے سردار ہمارے ہمارے واسطے کیسے بیقرار ہونگے
کچھ سردار تلاش مین نکلے ہین لہذا میرا ادھر کھینچنا مناسب نہین ہے یہ سنکر ناہید رونے لگی کنیزون
کیطرف متوجہ ہو کر کہا دعا جو ہو دل مین توسن جادو کے پاس گئے توسن سحر مین مسیر افراسیاب ایک
ایک ساحر اسکی صحبت مین لاجواب اُنکے واسطے اسکا انعام بھی کافی ہو مین بھی بدنام ہو جاؤنگی اہالیان
دربار توسن کیا کہینگے مشہور ہوگا ناہید نے طلسم کشا کو چھیڑ دیا باغ سے نکلنا دشوار ہوگا اور خواجہ عمرو
کا جواب سے ذکر کیا وہ ہمارے ملک مین آکر قید ہوے لوٹ تان تہ نگاہ یہان لیکر آیا اسی قید خانے مین
شہنشاہ ولاچین و فرزند حمزہ صاحبقران شاہزادہ بدیع الزمان و دختر شہزادہ ملکہ تصویر سب ایک ہی
مقام پر قید ہین یہ سنکر اسد نے آہ کی کہا اے ملکہ عالم اب دربار توسن مین جانا واجب و لازم ہوا خواجہ
عمرو بھی اسی مقام پر قید ہین ماموں جان کے واسطے مین آوارہ ہو کر نکلا تمام طلسم کی خاک چھانی خداوند
جمشید نکر خواجہ نے افراسیاب سے پوچھا تھا تب اُسنے قید لاچین کا نشان دیا مجھے تو اپنے
ماموں کا بڑا خیال ہے ملکہ تم نہ گھبراؤ جب تیغہ برق مثال کھینچا سب ساحر بھاگینگے مین نے اپنے
کانون سے سنا تمنے بیان کیا کہ خواجہ عمرو زندان توسن حصار مین قید ہین مین اُنکی رہائی کو نجاؤن
کیسی نامردی ہے اپنے دل مین کیا فرماتے ہونگے کہ اسد نے بھی مجھکو فراموش کیا بحول قوت الٰہی و بہ فیض
شہنشاہی تخت توسن الٹ دونگا جان بڑی چیز ہے خود قید خانے سے سبکو چھڑوا دیگا جس وقت مین ماموں
جان کو رہا کرون جانون کہ دولت کونین حاصل ہوئی ناہید نے کہا صاحب کوئی راستہ زندان طلسمی کا نہین
جانتا سوائے توسن کے کوئی وہان جا نہین سکتا اتنا دل کنیز کا کہتا ہے آپ کا فراق ناگوار مین جا کر اپنی
والدہ اجدہ سے راستہ طلسم کا پوچھون گی جہانتک ہو سکیگا تدبیر رہائی خواجہ و لاچین و بدیع و تصویر
کرون گی اس راہ مین اگر جان بھی جائے تو مجھکو گوارا ہے مگر سبب باغ سے نکلنے کا ارادہ نہ کیجیو بھی
ورنہ یاد رکھو گی کہ توسن نے اسد سے اگر چہ مین نے کر گیا کیا وہ بھی اگر دستیاب ہو تو بھی نکلنا مناسب نہین توسن نے

ہم نو سحر کرکے کہ آپ سے چھین لیا گیا زور چلا ملکہ نے جو اسطرح سمجھایا کنیزون نے بھی تبرکات کی ہر ایک نے یہی کہا جو ملکہ فرماتی ہین لے شہریار اسی تدبیر پر کار بند ہوجیے اسد نے کہا خیر ملکہ ایک شب یا دو شب تمہاری جستجو کا انتظار کرونگا مین جو کہتا ہون اسکے خلاف ہوگا مین ضرور دربار مین توسن کے تلوار کھینچکر جا دونگا نپے نا ماجاؤنگا ناہید بے اختیار رونے لگی کنیزون کی طرف متوجہ ہوکر کہا صاحبو اس عشق کی ہم یہ افتاد نہ سمجھے تھے برائے خدا تم سب صاحب ان کو سمجھاؤ ہماری تو اب یہ کیفیت ہے موافق مضمون

نظم

وہ شعلے ہین ہجوم آہ آتشناک سے پیدا
ہزارون آسمان ہین ایک مشت خاک سے پیدا
لگا نا تہمت نہ اسکو قصد گستاخی مقرر ہے
کہ چشم آرزو ہے حلقہ فتراک سے پیدا
ہوا ہے دولت منعم سے یہ بے خاکساری کچھ
جو شانہ ہو ہماری بحر ادراک سے پیدا
ذرا انگارے دیکھو ابھی ہر خیر ہو سوزان
یہ دانہ خال کا ہو یار کس تریاک سے پیدا
نسیم اب سینے سے نکلا فروغ داغ مینا کا
صدائے الحذر ہو گنبد افلاک سے پیدا
جھلکے شیشۂ گلگون آغوش ساغر دخت رز کی
تمنا ہو زبان ریشہ مسواک سے پیدا
پس مردن جو دیکھا اول و آخر اجزا
کہ ہر دم تازہ خلعت ہر لباس خاک سے پیدا
نہ ہو چھو نکہت گل برق کو سوزن بھی گر بخشے
نہ ہون کچھ اور تکلیفین دل بیباک سے پیدا
محیط موج خیز حسن مین خوبی و بیٹن ملتا
طلوع مہر ہو صبح گریبان چاک سے پیدا
ہے مضمون عالی میری طبع پاک کو
اٹھو متوجہ ہو آفتاب افلاک سے پیدا
بچاتا آپکو دیکھو خلاف داب عصمت
دبی پھر خاک مین آیا ہوا جو خاک سے پیدا
کیون نہ جلوہ پاتو وہی لطف مضمون مین
وہ تیزی ہے تمہارے توسن چالاک سے پیدا
انکی لو تیسے آنکھون مین کیفیت نشے کی ہے
کہ ساحل ہو سکتا کسی پیراک سے پیدا

یہ اشعار پڑھ کر ملکہ نے بے اختیار رونی
کنیزین سمجھانے لگین اسد نے دامن سے اشک پاک کرکے فرمایا ملکہ جو تمہاری خوشی ہوگی وہی کرونگا لیکن انتظار کرو ماموں جان اور نانا جان کے قید کا حال سنون اور مین مصروف عیش رہون یہ مناسب ہے یہ آوارۂ وحشت او بار جان دینے کا اسیوجہ سے طالب ہے ناہید نے کہا مین ابھی جاکر ان سے پوچھتی ہون کہ راستہ زندان طلسمی کا کیونکر طے اگر والدہ ماجدہ کو معلوم ہوگا بوجہ مہر مادری ضرور بتلا دینگی یہ کہکر اک طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی چلتے چلتے کنیزون سے کہگئی صاحبو اک کام کرو کسی گنوار کو گرفتار کرکے لاؤ پھر اسکو شہریار کی شکل بناؤ ایکا سر کاٹ کے دربار مین توسن جادو کے پہونچا دو اور زبانی بھی کہدینا کہ آنجہ پہر مین طلسم کشا کو بڑی بڑی تکلیفین پہونچائین تیغ و تبر سے خوب زخمی کیا زخمون پر نمک پاشی کی لاش جنگل مین پھکوا دی سر اس افسر کا حاضر ہے کنیزین اسیوقت اک گنوار کو گرفتار کرکے لائین سحر سے اسکو اسد غازی کی صورت بنایا اسکا سر کاٹ کر خوان مین رکھا چند کنیزین خوان لیکر دربار توسن مین پہونچین

توسن جادو تخت پر بیٹھا ہے یہی ذکر ہو رہا ہے کہ ابھی طلسم کشا کا سر نہین آیا کہ کنیزین اگر پہونچین توسن نے
کہا صاحبو میری بیٹی مجھسے زیادہ اہل اسلام کی دشمن ہے کنیزون نے بھی عرض کی حضور بڑی تکلیف دیکر
طلسم کشا کو قتل کیا فریاد کرتا تھا کہ جلد میرا سر کاٹ لو توسن نے اسیوقت طائر جادو سے کہا طلسم کشا کا خدمت
مین شہنشاہ طلسم ہوشربا کے لیجاؤ لیکن باغ مین جا کر عرض کرنا لیجیے لڑائی فتح کر دی غدار و سامری جمشید
جھوٹے ہوئے جابجا لگ گئے تھے کہ اسد جوان لاجواب قاتل افراسیاب ہے طائر جادو سر لیکر چلا طرف باغ
سیب کے روانہ ہوا اس سر کو پھر ظاہر کرونگا لیکن یہان ناہید اپنی مان ملکہ بادبان جادو کے پاس آئی
بادبان جادو محل مین مسند پر بیٹھی ہے گرد انسین جلیسین دائیان انائین حاضر ہین کنیزون نے خبر دی ملکہ عالم آتی ہین
بادبان نے کہا چھوکری کو کھیل سے فرصت نہین ملتی آٹھ پہر مشغول ہے گل و فرخ مین بیٹی ہے ساتھ دائیان
سب نوجوان کھیل کود مین مصروف رہتی ہین یہ ذکر تھا کہ ناہید سامنے سے مثل طاؤس جلوہ فزا بادۂ عشق کی
پتے مینائے گردن شراب حسن سے معمور سامنے آکر پہونچی واسطے تسلیم کے خم ہوئی بادبان نے سر چھاتی سے
لگا لیا ناہید نے گلے مین ہاتھ ڈال دیے کہا اماجان آپ نے سنا مین نے طلسم کشا کو عذاب الیم سے قتل
کیا ایسا خوب ستایا تڑپ تڑپ کے موت مانگتا تھا آپ کے گھر سے فتاحی طلسم کی فتح حاصل ہوئی ساحر دل
گرفتہ کو تسکین دل ہوئی بادبان نے بلائین لین کہا بی بی بڑا کام کیا سلطنت ہوشربا تمہارے گھر مین ہے
ناہید نے کہا اماجان ایک بات مین مجھکو بڑا تردد ہے اگر کوئی قصد کرے کہ زندان خانہ طلسمی مین جائے
اور لاچین و مربیع و تصویر و عمرو کو چھوڑائے اسکی کیا تدبیر ہے یہ سنتے ہی بادبان غصے مین کانپنے
لگی ایک طمانچہ ناہید کو مارا کہا او شوخ دیدہ گیسو بریدہ کیا اپنے باپ کی جان لینے کا قصد رکھتی ہے یہ وہ
راز و نیاز کی بات ہے کہ برسون افراسیاب نے تیرے باپ کو راستہ تعلیم نہین کیا ایسی بات پوچھتی ہے
کہ جس سے خوف جان و ایمان ہے یہ کس نے تجھکو بتایا ناہید کے طمانچہ جو پڑا وہ پروردۂ ناز و نعم تھا کوئی گھڑکا
تک ناگوار ہوتا ہو کہ طمانچہ منھ پر پڑا انسے کہ زمین مین گر کر بال نوچ ڈالے ایڑیان رگڑنے لگی کنیزین ہان ہان
کرکے دوڑین بادبان نے کہا رونے دو خبردار اسمین کوئی دخل نہ دے اس مقدمے مین مین کسی کا پاس
نہ کرونگی ناہید تو سر پیٹ رہی ہے کہتی ہے مین اپنی جان دونگی مادر مہربان نے مجھکو دشمن جانا راز
چھپایا مین نے تو آمد سخن مین پوچھا اب زندگی بیکار ہے محل مین یہ ہوا قضائے کار توسن جادو دربار سے فراغت
کرکے محل مین آیا دیکھا تو محل مین ہنگامہ ہے ناہید زمین مین لوٹ رہی ہے بادبان کو زار ایسکر

ابھی سے کنیزون نے باوبان کو روکا کہتی ہین کہ مین کیا چھوکری کو مار ڈالون گا توسن نے جو حال ناہید
کا ابتر دیکھا بیقرار ہو گیا دوڑ کر گود مین اٹھا لیا کہا صاحب یہ کیا ماجرا ہے لڑکی نے کیا خطا کی باوبان نے
کہا صاحب سنو عجب طرح کی بات اس نے آج پوچھی زندان طلسمی کا راستہ پوچھتی ہے بیشک طمانچہ مارا امورِ
رہائی لاچین و تصویر و بدیع و عمرو پوچھتی ہے ناہید نے توسن کے گلے مین ہاتھ ڈال دیے
کہا ابا جان مین دشمن ہون مجھسے راز چھپایا مین نے آمد سخن مین پوچھا تھا مجھے طمانچہ کیون مارا مین ابھی
جان دونگی توسن نے گلے سے لگا لیا کہا بی بی تمھاری ماں کو سودا ہو گیا ہے تم شب کو میرے پاس آنا
مین بتلا دونگا تمکو بھی سمجھا دونگا باوبان نے کہا دیکھو صاحب اس مقدمے مین مولاز نکرو بلکہ اس سے یہ پوچھو کہنے
کیون پوچھا توسن تو اور بھی فکر مین تھا اشارہ کرکے کہا اب تو تم اپنے باغ مین جاؤ شب کو تنہائی مین آنا
کنیزون نے بھی ملکہ کو ہٹا دیا ناہید اسی حال سے آنکھین سرخ گال پر طمانچے کا نشان حیران و پریشان
باغ مین آئی اسد غازی مشتاق تھے کہ شاید کچھ نشان دریافت ہو ناہید نے تمام کیفیت بیان کی کہا
آج شب کو توسن کے پاس جاؤنگی صاحب اس مقدمے مین بڑی احتیاط ہے نام زندانخانہ طلسمی سنکر
ماں و مہربان بیقرار ہو گئین کبھی اسطرح مجھپر ہاتھ نہ اٹھایا تھا اسد نے کہا ملکہ تم مجھکو جانے دو جب توسن پر
مصیبت پڑے گی خود ہار کے آئیگا ناہید نے کہا صاحب آپ کو سودا ہے توسن کب بتاتا ہی [illegible]
آج کی شب اور تامل فرمائیے کل پھر آپ کو اختیار ہے جب شام ہوئی ناہید نے اپنے کو مثل عروس شب اول
آراستہ کیا اسد سے رخصت ہو کر بعد خوشہ و ناز طرف دربار توسن کے چلی یہان توسن نے بوجہ آرزوے
وصل ناہید بارگاہ مین تخلیہ کر رکھا ہے شراب و کباب موجود ہے تنہا تخت پر بیٹھا ہے پہلو مین دل ناصبور
ناہید آنکھون کے سامنے پھر رہی ہے کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ناہید مثل ستارہ سحری چمکتی ہوئی لباس
فاخرہ زیب جسم دلہن بنی ہوئی زیور پھولون کا پہنے ہوے سامنے توسن کے آکر اتری توسن نے کلیجے
پر ہاتھ رکھ لیا کہا بی بی مشتاق بیٹھا تھا ناہید نے ابا جان کہکر گلے مین ہاتھ ڈال دیئے بے اختیار
رونے لگی کہا کیون ابا جان ہم آپ کی جان کے دشمن ہین اور مہربان نے ہمکو غیر سمجھا ہم نے طلسم کشا
کو قتل کیا مین اپنے ہاتھ سے گلا کاٹونگی رو رو کے جان دونگی اگر آپ کو میری زندگی منظور ہے مفصل
صورت رہائی لاچین و راہ زندانخانہ طلسمی بتلاؤ ورنہ میری زندگی بیکار ہے دشمن کا زندہ رکھنا کیا
ضرور ہے توسن نے کہا بی بی نہ گھبراؤ اطمینان سے بیٹھو شراب پیو کباب کھاؤ تم دشمنی کروگی تو دو دن مصیبت

کون ہوگا ان تمہاری ہمیشہ سے بدمزاج ہین اُن کے کہنے کا خیال کرو اے فرزند حقیقت مین یہ مقدمہ
ایسا ہی نازک ہے اگر کہین لاچین رہائی پا جاے پہلے تلاش کرکے مجھکو مار یگا شہنشاہ نیلم و فیروزہ
فیروزہ پوش سیاہ روز مہر یہی سب دشمن کامل ہین صرف ہفت رنگ نبیرہ سامری ہے لیکن
وہ بھی گرفتاری لاچین مین شریک ہوا جب تو وہ ہفت رنگ کی سلطنت ملی اٹھارہ سو قریات
کا حاکم ہے وہی اسکی فوج ہے اگر افراسیاب سے بگڑ جاے افراسیاب اسکا کچھ نہ کر سکے دیہات سرکار آتی ہے زمین اسکی
ہے اگر پچاس لاکھ کا لشکر کوئی لیکر لڑے ایک حملے مین وہ گنوار اُس فوج کو پامال کرین یہی خیر خواہ مین ہمیشہ
لاچین نے وہان ڈالا کر سات بڑے ملک پر قبضہ کر لیا میری سلطنت افراسیاب کو ناگوار ہے مگر میرا کچھ کر نہین سکتا
یہی اسکو خوف رہتا ہے کہ ایسا ہو شہنشاہ لاچین کو قید سے چھوڑ دے زمین طلسم ہوشربا تھرا جاے نام
لاچین سنکر افراسیاب کو غش آجاے ناہید نے کہا یہ قصے کہانی تو آپ بیان نہ کیجیے یا تو صاف صاف بتا
یا انکار کیجیے ابھی مین اپنے کو ہلاک کرون توسن نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا اے فرزند تیری باتون سے
ظاہر ہوتا ہے کہ میری جان کی درپے ہے ناہید نے کہا مین تو عرض کر چکی کہ دشمن کا زندہ رہنا کیا ضرور ہے
یہ کہکر خنجر ہلالی کھینچا ملکہ نے گلے پر رکھنے کا قصد کیا توسن نے ہان ہان کہکر ہاتھ تھام لیا پیشانی پر بوسہ دیا
مسوس مسوس کے گلے سے لگا لیا پہلو مین جگہ دی کہا اے نور نظر اپنی موت کا مقام بتلاتا ہون تمہاری
نسبت ذرہ بھی نہین کیا نہین گوارا ہے کہ تمکو صدمہ پہونچے اگر کوئی شخص قصد کرے کہ شہنشاہ لاچین کی رہائی کی
صورت ہو اول مجھکو بیہوش کرے زندان طلسمی کی میرے جوڑے مین کنجی ہے اسکو اپنے پاس رکھے جس تخت پر مین
بیٹھا ہون اس تخت کو اٹھا دے چالیس پہلوان زبردست اس تخت کو جنبش دیتے ہین ایسا زبردست کون ہے کہ اس
تخت کو ہٹا دے فرش ہٹا دے اک تختہ سنگ نصب ہے وہ سنگ مہرہ نقب ہے پتھر کو وہ نقب سے دور کرے کئی
سو زینے پختہ آراستہ و پیراستہ ہین اُسمین اتر جاے جب زینے تمام ہون آخر مین ایک دروازہ ملے گا اسکو کھولکر
باہر جاے ایک صحرا ملیگا ویران سنسان اسکے کٹہرے سامنے مکان سیاہ لوہے کا بنا ہوا ہے اے ناہید
وہی زندان طلسمی ہے پہلو مین اسکے بوزینہ ابلق سوار ساٹھ ہزار ساحرون سے فروکش ہے جو کلید میرے
جوڑے سے نکالے اُسی سے قفل در زندان کھلیگا اے نور نظر اندر اس مکان کے چار قفس لٹکے ہین قفس
شہنشاہ لاچین و ربیع و تصویر و عمر و دیگرون مین قید ہین بیرون زندان خانہ طلسمی متعلق اسی قصر عالی
کے کئی سو مکان مختصر آراستہ ہین اسمین بارہ سو شاہزادی و زنجاروے جن لوگون نے ساتھ چھوڑنا لا

کا ترک نہ کیا وہ اُن مکانون مین قید مین اُنکو بھی ہاکر ہو خود نکل کر لاچین اُن کو رہا کریگا یہ کہکر ٹھنڈی سانس
کھینچی کہا ہی نور نظر مین نے اپنے موت کا میلہ جتلا دیا دیکھو دل دھڑکنے لگا یہ کہکر چاہا کہ گرمین ہاتھ ڈالون ناہید نے
سر جھکا لیا سوچی کہ اس سے بہتر کوئی وقت نہ ملے گا یہ بیحیا بے شرم ہر مرتبہ دست اندازی کرنے کا قصد کرتا ہے
ناہید کہتی ہے ای والد نامدار ذرا ہوش مین آیئے اک جام شراب تو پی لیجیے توسن خوش ہوا دل مین
کہتا ہے کہ یہ مجھسے راضی ہے عالمان مذہب سامری حکم دے چکے اب خوف کیا ہی لیکن ناہید نے شراب
پلانا شروع کی جام پر جام دے رہی ہے اسقدر شراب پلائی کہ توسن بہوت ہوا بقول شخصے توسن بے
جن چڑھا بدلگامی کرنے کا قصد کیا لیٹ پڑون ناہید نے کہا والد نامدار آپ بدلگام ہوے ہم مفت مین
بدنام ہوے یہ تو بتلایئے کہ اک جو طلسم کشا سے چھینا وہ کیا کیا توسن کے منہ سے نکل گیا پشت پر تخت
کے جو صندوق ہے اسمین بند کر دیا ہے ناہید نے اور اک جام دیا ابکی تو گھبرا کے توسن اٹھکھڑا ہوا نشہ تو خوب
ہو چکا تھا ناہید نے چپکے چپکے سحر کیا توسن گر کر بیہوش ہوا ناہید نے اور بھی بیہوشی کی دماغ پہنچائی
صندوق کھول کر اُکو نکالا پر پرواز پیدا کر کے طرف باغ کے چلے یہان اسد نامدار باغ مین پڑے ہوے ان ماجرا
فرما رہے ہین ملکہ ناہید نے ہماری بات کا اعتبار نہین کیا ہم بوقت سحر غرق دریا ہو جائینگے کل تخت توسن اٹھائے
جاتے تھے ملکہ سے ملاقات آخری ہو جاتی یہ تو ہمین یقین ہے کہ دربار توسن سے وہ جنازہ ہمارا اٹھائین
گی لیکن ملاقات بھی ہو جاتی ضرور تھی ہماری جانب سے یہ پیغام ملکہ عالم کو پہنچا دینا اور یہ اشعار نواب محمد علی
خان عرف نبے صاحب متخلص بہ میر خلف نواب اعتقاد الدولہ رئیس با توقیر شاگرد رشید منشی مغفور علی

نظم

اسیر زبانی ہمارے پڑھکر سنانا

جو باعث آیا تو پیراہن کسیکا
ارادہ ہے سوے گلشن کسی کا
پس مردن نہ کرنی تھی عداوت
بلا سے جل گیا خرمن کسی کا
صبا لا دے چمن سے نکہت گل
بجھا دے گا ہی دامن کسی کا

کفن ہوتا پس مردن کسی کا
گلون کی جیب مین خوشبو ہو جاتی
بگاڑا کیون صبا مدفن کسی کا
نہ دو ڈر ڈر ناسمن ناز اے ترک
لیگا آج پیراہن کسی کا
خجالت کو ہے نیر جو دیکھا

نظارے سے بلبل دل کو ہمارے
تو یاد آتا ہے پیراہن کسی کا
چمکنے سے تجھے اے برق مطلب
سیان راہ ہے مدفن ہے کسیکا
چراغ زندگی کا کیا بھروسہ
پس پردہ رخ روشن کسی کا

یہ اشعار اسد نامدار نے اس حسرت سے پڑھے اور یہ فرمایا کہ ہم خوب جانتے ہین کہ یہی اشعار ہماری

زندگی مین باقی ہے ہم گل ندرگین ہنگے باتیغ برہنہ بوقت سحر وسار توسن مین ہون نگے یہ ذکر تھا کہ مالکی
مثل ستارہ سحری ناہید پیدا ہوئی جو اس گھبرائی ہوئی دوپٹہ ڈھلکا ہوا آتی ہے اسد کو سلام کیا شہریار سبز والے
مین نے توسن کو بیہوش کیا سب حال صورت رہائی لاچین دریافت کیا کسی طرح نہ بتلاتا تھا بڑی
مشکل سے بتایا یہ ابھی حاضر ہے اسد کا خوشی سے چہرہ سرخ ہوگیا اکہ بازو پر باندھا تخت پر سوار کرکے اسد
کو لے اُڑی راہ مین سب نے نشیب و فراز بھاتی جاتی ہے کہتی ہے اے شہریار مین نے تو اپنا کام کیا اب
آپ کی جرأت و قوت کا امتحان ہے تخت آہنی اسقدر بھاری ہے چالیس پہلوان مل کر جسکو جنبش دیتے مین لیکن
یہ بھی عرض کرتی ہون کہ جسقدر توسن نے بیان کیا اسکو دل مین قبول کرتی کچھ اپنے چھپایا اسد نے کہا
ملک خضر راہ پروردگار ہے کر و غدر تو بالکل بیکار ہے ہمین یہانتک پہونچنے کی کب امید تھی پروردگار نے ہمکو
کی یہانتک پہونچا اسی بے نیاز نے ہمکو مہربان کرایا اگر بارگاہ مین یہ باتین کرتے ہوے پہونچے دیکھا توسن
بیہوش پڑا ہے ناہید مثل بید کانپ رہی ہے اسد نے بسم اللہ کہکر تخت آہنی کو اٹھایا ناہید نے
فرش ہٹایا تختہ سنگ کو اُٹھا کر اسد نے پھینک دیا نقب تیرہ و تار ناہید نے فتیلہ سحر روشن کیا زینے
طے کرتے ہوے چلے ایک مقام پر دیکھا کوچہ سا معلوم ہوتا ہے اسد نے جھانک کر دیکھا ایک دیو بیٹھا
شراب خواری کر رہا ہے اسد کی پرچھائین دیکھ کر آواز دی اے کون اسد نامدار نے نام اسد غازی کہکر کود پڑے
ناہید سحر کرکے بلند ہوئی دیو نے دانت پیستا ہوا اسد نامدار کو لگائی اس سردار نے وار پہ ہاتھ ڈال دیا دیو
پست پڑا اسد نے اکھڑ کر مارا ادھم دھم سے نیچے کا لنگا گرا توسن نے یہ حال نہ کہا تھا اس خیال سے کہ اگر
کوئی جانیوالا جائیگا اگر دس ہزار ہون گے تو دیو چیر پھاڑ کر پھینک دیگا خائن توسن کا نوکر ہے جب دیو گرا اسد
جست کرکے چھاتی پر آیا کہا شناخت مین پروردگار کے کیا کہتا ہے دیو نے ایک چیخ ماری آواز دی اے ملکہ جلال سحر طراز
طلسم کشا آ پہونچا اسد نے اتنے عرصہ مین سر کے نیچے ہاتھ دیکر سر دیو کا کھینچ کر پھینک دیا ادھر تو دیو مرا
دیوار اس مکان کی شق ہوئی اک ساحرہ مہیب نکلی لاشہ دیو کا دیکھکر اک چیخ ماری میرے معشوق کو او ظالم تو نے
مارا اسد تیغہ کھینچ کر اس ساحرہ پر جا پڑا اکہ بازو پر بندھا تھا اس نے سحر کیا سحر باطل ہوا اسد نے تیغہ مارا جلال
سحر طراز کا سر زخمی ہوا اس نے اپنے کو زمین پر گرایا جھک کر الگ ہوے سر کا خون چلو مین لیا آواز دی کیا
باعث ہے کہ سحر اس جوان پر اثر نہین کرتا پیر نے آواز دی بازو پر اکہ ہے اسکو جدا کر تب سحر تاثیر
کرے گا یہ سنکر جادوگرنی نے یا سامری کہکر زمین پر دو تھپڑ مارا اک برق چمکی بازو سے اسد کے اکہ ٹوٹ کے

گر نگاہ سے اشارہ کیا اسد کے ہاتھ سے چھوٹ گیا وہی نیمچہ اٹھا کر ہلال سحرطراز دوڑی سر پٹ ہوتی ہوئی کہ ارے
طلسم کشا کو یہانتک کسنے پہونچایا اسد تو بیکار ہوے اک الگ پڑا ہوا خون زمین نے تمام لہو بہہ رہے
جسم سے پسینہ جاری رنگین جسم کی ماران سیاہ شبگون تیریان جانستان گلگون ہلال نیمچہ کھینچکر دوڑی ناہید
زوجہ آمان سے یہ معرکہ دیکھا کلیجہ پھٹ گیا سوچی بڑا غضب ہوا ان کے توکا توسن نے ذکر کیا تھا ابھی بھیا نے جلد مین
حال کہہ دیا جاتا تھا راہ مین انہین نہ جانے دینا یہ مصیبتین ہین اگر طلسم کشا قتل ہوتا ہے لے ناہید
تو زندہ بچ کر کہان جاینگی توسن ڈھونڈھکر ماریگا یہ سوچ کر نیمچہ سحر کمر سے نکالا عون اپنا ڈال کر نیمے کو خوب
تیز کیا شش برق کڑک کر آسمان سے نعرہ کیا او ملعونہ خبردار کیا کرتی ہو تمہ ملکہ ناہید تمین اس زد سے
گری ہلال کی پلک جھپکی پیٹ کے نیمچہ مارا ہلال سحرطراز کے دو ٹکڑے ہوے دوڑ کر ناہید نے کہا اے شہریار
توسن نے بڑا دھوکا دیا راہ مین خدا خیر کرے ابھی راستہ دور دراز ہے اس حفاظت پر اسکو تاڑ بے آگے
بڑھے تھے دروازہ اس مکان کا کھولا دیکھا اس مکان کے آگے اور مکان ہے ایک جادوگر بیٹھا شراب
پی رہا ہے ناہید آگے بڑھی اسد کو پشت پر لیا جیسے ہی اس جادوگر نے ناہید کو آتے دیکھا للکارا ہم
مہر جادو کیون او ناہید ہلال سحرطراز کے ساتھ کیا کیا دیو تجھکو نہ کھا گیا ناہید نے گولا مارا اُس نے جام شراب
پھینکا گولا پھٹا اسی گولے سے برق چمکی زنجیر طلائی گلے مین ناہید کے پڑگئی ناہید زمین پر گری مہر جادو
جھک کر اٹھا چاہا سر کاٹ لون کہ پہلو سے نعرہ شیر کی آواز آئی او بے حیا خبردار ہم شہسوار عرصہ تیغ بازی
اسد بن کرب غازی مہر جادو جیسا ملک الموت سر پر پہونچ چکا تھا مہر نے ترسول مارا اسد نے تیغ
برق تاب سے ترسول کو قلم کیا خبردار کہکر ہاتھ مارا مہر زانو تک سحر کر زمین سر کو بڑھا دیا کہ دیکھون او جوان تیری تلوار
مین کتنا کاٹ ہے مہر جادو سر زمین تن ہو جاتا تھا تلوار نے کچھ کام نہ کر گی یہان بازو پر اک بندھا تھا تیغ کے تیز
گرا مہر کے دو ٹکڑے ہوے آواز آئی کشتی مرا نام مین مہر جادو ہو ناہید سحر سے پھونک جھپٹ کر اسد
کی کمر مین ہاتھ دیا گھبرا کے سے اتری کئی مکان طے کر کے اک قصر ویران مین اتری اب نشان ٹھیک پایا
کہ بعد اس قصر ویران کے انجام کے دروازہ ملیگا ناہید نے بڑھکر دروازہ کھولا حقیقت مین صحراے
ویران سنسان دور سے اک مکان سیاہ معلوم ہوتا ہے ناہید نے کہا حضور وہ سامنے زندان خانہ طلسمی ہے
جلد اسکو پہونچایئے صبح ہو چکی آفتاب ظاہر ہوا چاہتا ہے اسد غازی مردانہ وار خون کی چھینٹین جسم پر
پڑی ہوئی عقب مین ناہید ہمراہ اس دوڑی آتی ہے جب قریب دروازہ زندان خانہ طلسمی پہونچی دیکھا

پھاٹک آہنی قفل برابر ان پتھر کے لگا ہے گرد اس مکان کلان کے چھوٹے چھوٹے قصر ہین انہین مین
قیدی بال بڑھے ہوے داڑھیان دراز کھڑکیون سے منہ نکالے دیکھ رہے ہین اسد کو دیکھکر پکارنے لگے
اے طلسم کشا خدا نے تجھکو یہانتک پہونچایا شب کو خواب بزرگان دین نے تسکین دی تھی کہ نہ گھبراؤ
میعاد قید تمھاری پوری ہوئی صبح کو آکر طلسم کشا رہا کریگا اب غلامون کے ہاتھ پانون مین طاقت باقی
نہین ہے اسد نے جواب دیا مت گھبراؤ پہلے تمھارے آقا کو رہا کرون تم تک بھی آتا ہون عنایات سے خدا
کے کوئی باقی نرہیگا وقت رہائی آگیا اسد نے قفل کھولا یہان وہ وقت ہے کہ لاچین جو آج بیدار ہوا خود
سے کہہ رہا ہے ای شہنشاہ اوج عیاری ابھی مین نے خواب مین دیکھا کہ اک جوان آفتاب تمثال آیا اس کے
شعلے جمال سے یہ قصر سیاہ روشن ہوگیا وہ مجکو رہا کر رہا ہے عمرو نے کہا یہ سراپا اسد نامدار کا بیان کیا تو
بیچارہ یہانتک کیونکر پہونچے گا مریع و تصویر نے کہا ہمنے بھی یہی خواب دیکھا یکایک دروازہ کھلا انہین
اور عمرو نے دیکھا آفتاب عالمتاب آسمان جرات ماہ برج جلالت صاحب جاہ و وقار اسد نامدار روئے
خون مین نہایا ہوا اندر قید خانے کے آیا ایک نازنین جادوگرنی قتیلہ کا سر روشن کئے ہوے ساتھ ساتھ ان کے ہمراہ
ہے جیسے ہی عمرو نے اسد کو دیکھا آواز دی ملے نور نظر تمھارے ماموں جان مریع الزمان گرفتار و شکر گزار
ممانی تمھاری ملکہ تصویر قفس ہائے آہنی مین قید ہین سامنے قفس مین لاچین جادو بادشاہ سابق طلسم ہے
یہ حقیر بھی ہتھکڑیان بیڑیان پہنے بیٹھا ہے اسد نے ناہید سے اشارہ کیا کھینچکر صندلی رکھی اسد نامدار
صندلی پر چڑھا پہلے قفس خواجہ کا اوتارا لاچین بہ نگاہ حسرت اسد کی صورت دیکھ رہا ہے عمرو کا قفس
ناہید کو دیا بعد قفس مریع الزمان بڑھے مریع نے کہا ای نور نظر مروت شرط ہے یہ بادشاہ عالیجاہ
بائیس سال سے قید مین ایسا نہو پھڑک کے دم نکل جائے اسے پہلے سب سے رہا کرو بیچارہ پیر زمین گیر
صاحب اعتقاد و مطیع اسلام ہو چکا ہے اسد نے قفس لاچین اتارا خواجہ کو ناہید نے قفس سے نکالا
ہتھکڑیان بیڑیان کاٹین خواجہ رہا ہوتے ہین زندانی نہ طلسمی مین دوڑنے لگے جس مکان مین مال
اسباب پایا جال مار کر کھینچ لیا جب اسد نے زبان سے لاچین کے سوزن نکالا آہ کر کے بیہوش
ہوگیا مریع و تصویر کی جو ہتھکڑیان بیڑیان کاٹنے لگے خار دار لوہے کے زخم پڑ گئے تھے ملکہ تصویر نے آہ
کی مریع الزمان بیقرار ہو کر دوڑ پڑے اسقدر نحیف و ضعیف ہین کہ قدم اٹھانا دشوار مریع نے سر تصویر
زانو پر رکھ لیا لاچین کو جو ہوش آیا کہا ای ناہید بیرون زندان خانہ طلسمی نوزنیہ جادو سوار نگہبان ہے ہمیرے

ہوش وحواس درست نہین ہین رفقا میرے مکان بابے منتظر ہین قید ہین یہ سنا نہو بورنیہ آپڑے
ناہید نے کہا طلسم کشا کا اقبال ہی کہ وہ رات سحر واسطے شکار کے چلا گیا اگر موجود ہوتا قفل نہ کھولنے دیتا
لاچین نے کہا انصاف شرط ہے بائیس برس گذرے سب سحر تھنبے سے نکل گئے کوئی تحفہ طلسمی پاس نہ رہا
کلام کرنا دشوار ہی سحر ساحری تو بڑی چیز ہے ہی دل مین خوف آیا کہ ایسا نہو بورنیہ آکر گھیر لے مین ایک
بندے کے واسطے خدمت سے جدا ہو جاؤنگا سحر تیار کرکے آؤنگا جا بجا میرے رفیق وشفیق بھی قید ہین انکو
بھی چھوڑ دون واسطے طلسم کشا کے بارگاہ وغیرہ کی تدبیر کرون خواجہ نے کہا ای لاچین ابھی تامل کرو
ساتھ والے تمہارے رہا ہو لیں تب کہیں جانیکا ارادہ کرنا لاچین یہ سنتے ہی باہر نکلا وہ سب قیدی
غل مچا رہے ہین ای شہنشاہ خدا نے یہ دن دکھایا طلسم کشا کا قدم آیا عمر اسی قید خانے مین گذری بائیس
برس کی جفا اٹھائی شکر ہو نہایت قدم کرے محبت رہ بزرگان دمین نے عالم مین خواب دولت عقبی بخشی
اسوقت لاچین بافکر مین غم تھا صاف ظاہر ہے کہ جوان ہو گیا ہے پر بجائی گالون لالی دوڑا دوڑا
پھرتا ہے اپنے رفیقون کو خوشی خوشی رہا کر رہا ہے یا تو سب مبتلائے مجلس حسرت ویاس تھے امید
رہائی نہ تھی خدا نے دفعتاً خوشنما یہ سامان دکھایا مکانون سے آہنگر بھی نکلے ہتھکڑیان بیڑیان کاٹ کر
ہین خواجہ ان سبکو اٹھا کر زنبیل مین رکھ لیتے ہین لاچین سے فرماتے ہین اس قید خانے کے متعلق خزانہ
نہین تھا ناہید نے کہا فلان قصر جواہرات سے مملو ہے خواجہ نے کہا ای نور نظر چل کر دیکھو وہان تو خاک
اڑ رہی ہے اسد نے پلٹ کر دیکھا کہا نانا جان ذرا غازیون کا بھی خیال رکھا کیجیے عمرو نے کہا اے
لاچین یہ دیوانہ بڑا بھیدی ہے سب صندوق خالی پڑے ہین ناہید سے لیکر خزانہ نکلوا لیا ہوگا انکو نہ بچے
غازیون کا بڑا خیال ہے وہ سب تھان پر بندھے ہین پہر بھر کے عرصے مین بارہ ہزار قیدی رہا ہوے یہ سب
ملازمان قدیم شہنشاہ لاچین تھے چھوٹتے ہی خدمت اسد مین حاضر ہوے ناہید کہتی ہے یہان سے
جلد نکل چلیے اب صبح ہوئی تو سن بیدار ہوگا یہ بھی خدا کی قدرت تھی کہ بورنیہ برائے شکار گیا ہے
ورنہ اسی مقام پر لڑائی پڑتی خدا اسکے شر سے بچائے جلد نکل چلو لاچین نے کہا اے ناہید مین باہر نکل
نکلا ہون تم طلسم کشا اور اس فوج کو ساتھ لیکر چلو مین بھی جاتا ہون کہ جدا ہوا میرا سحر نہین پھر تو
اپنا تیار کر لاؤن ایک مدت سے قید مین گذری افراسیاب نے وعدہ حق کی کوئی تحفہ پاس نہ چھوڑا
بتعمیل تمام ناہید کو تخت پر سوار کیا اسد معہ سپہ سالاری وغیرہ بارہ ہزار مہمانان قیدی جوان پہنچا

ہمراہ ہوے نقارہ پر چوب پڑی مقام زندان خانہ کو چھوڑا کوچ کرکے چلے ناہید گفتی ہو یارو پرواز پیدا
کرو اڑکر اس سرحد سے نکل چلو یہ لوگ تو اسطرح جاتے ہین لاکھو ناہید جلدی کرتی ہو لیکن ساتھ والے
بھی مجبور و ناچار ہین اپنا سحر یاد کرتے ہین مگر یاد نہین آتا لاچین پرواز پیدا کرکے چلا گیا یہ کہکر گیا کہ جاکر جا
جو میرے ساتھ والے قید ہین انکو رہا کرونگا جادو سحر کو تازہ کرون سامان سلطنت آراستہ کرکے آؤن گا
لیکن بوقت سحر ملکہ بادبان جادو محل مین بیٹھے گھبرائی ناظر سے کہا جاکر دیکھو سب کو شہنشاہ محل مین نہین
نہین معلوم آج کیا باعث ہوا سکو دربار مین نہ آیا کچھ سامان لشکر کشی مین کوف مین طرور دربارگاہ پر آیا دیکھا سب امرا دولت
پر جمع ہین بہانگ اندر سے بند سردار آوازین دے رہے ہین کہتے ہین آج شہنشاہ صبح کا دربار نہ کرینگے ناظر نے
جاکر بادبان سے کہا کہ آج نئی طرح کی بات ہو شہنشاہ دروازہ بند کرکے بیٹھے ہین سردار پکارتے ہین
جواب نہین دیتے بادبان یہ سنکر اٹھی کہ سامری جمشید خیر کرین بلند ہوئی بارگاہ پر آکر گھبرائی سحر کرکے
قصر مین اتری دیکھا شہنشاہ وندھے پڑے ہین بیہوشی کی دماغ پر تخت ایک جانب پڑا ہو فرش پھٹا ہوا
مہرہ نقب کا کھلا ہوا بادبان نے دیکھا یہ کیا ماجرا ہے گشتی انتظام مین طوفان آیا آسی جوش مین توسن
کی پشت پر ایک دو تھپڑ مارا کہا اے شہنشاہ آنکھیں کھولو بیہوشی کی آتاری جب دو چار چھینٹے پانی کے دیے توسن
آنکھین ملتا ہوا اٹھا پکارتا ہوا ای ناہید میرے گلے مین ہاتھ ڈال دے تمام سردار اندر آ گئے دیکھا شہنشاہ
ناہید ناہید کر رہے ہین بادبان نے بال کھول دیے کہا دیکھو صاحب بیٹی کو ڈھونڈھتا ہے اس کی
نیت نے اسکو خراب کیا قریب آکر کہا اے ناہید کہان ہے او بدبخت لعنت سرنگون پڑا ہے مہرہ نقب کا
کسنے کھولا اب توسن کو ہوش آیا کہا صاحب ناہید نے آکر مجھکو اسقدر شراب پلائی کہ مین بیہوش ہو گیا
سب قید خانے کا حال مجھسے پوچھا بادبان نے کہا او بے حیا تیری نیت پر لعنت ہے بیٹی پر نگاہ ڈالی زرد
پوری ہوئی ہم تو روز اول ہی سمجھے تھے جب اسنے تجھسے پوچھا تھا تونے نہ بتلایا بلکہ سزا دی تو بیٹی بیٹی کہکر اٹھا
لایا جیسا ارادہ کیا ویسا مزا پایا صاف ظاہر ہے کہ زندان خانہ ٹوٹا لاچین چھوٹا توسن نے ساحرون کو
بھیجا چند ساحر گئے چشم زدن مین واپس آئے دیکھا جا بجا جادوگر مرے پڑے ہین دروازے سب کھلے
ہوے زندان خانہ سنسان خاک اڑاتے ہوے آئے عرض کی حضور بی ناہید نے جاکر زندانیون کو ہا
دیو قتل ہوا قفل قید خانے کا ٹوٹا پڑا ہے تمام مکانات خالی پڑے ہین خبر پائی طلسم کشا کوچ کرکے نکل گیا توسن
نے کہا کہان جائینگے اسیوقت اسنے نامے ابالیان دربند کو لکھے ساحرون کو روانہ کیا ہر ایک نامہ مین

یہی تاکید تھی طلسم کشا لاچین کو لیکر جاتا ہے جلد اپنے مقام سے کوچ کر و راہ مین کوہ دولت بھی آتی ہین
بعد نامہ روانہ کرنے کے لشکر کی تیاری کا حکم دیا کہ ستر لاکھ فوج ساحران وغیرہ ساحران تیار کی بادبان
کو تخت پر سوار کیا توسن مرکب صبا رفتار پر سوار ہوا اس کروفر سے فوج دریا موج لے کر بجستجوے اسد
غازی چلا اسد نامدار بارہ ہزار قیدیون کو ساتھ لیے ہوے جاتے ہین پانچ کوس بھی قطع کیا تھا کہ صحرا کے
گرد اڑی دیکھا سب نے بوزینہ ابلق سوار ساٹھ ہزار ساحران غدار کو ساتھ لیے ہوے شکار گاہ سے پلٹا
شکار گاہ مین اسکو ساحرون نے خبر دی تھی کہ آپ تو یہان چلے آئے طلسم کشا نے لاچین کو قید
سے چھوڑا لیا ہر ایک کو یہ تردد ہے کہ طلسم کشا تو مارا گیا یہ طلسم کشا کہان سے آیا توسن نے بھی بادبان
سے یہی کہا ارے طلسم کشا آگیا اسکا توسن ہی نے خدمت مین افراسیاب کے روانہ کر دیا ناہید نے
جا کر لاچین کو رہا کیا مجھکو یہ بھی خبر سنی کہ باغ ناہید کا خالی پڑا ہے سب کنیزین بھی نکل گئین تب توسن نے
یہ کہا کہ مین طلسم کشا کو قتل کر چکا اب طلسم کشا کہان بادبان نے کہا او رمورکھ بیوقوف یہ اُس فتنہ انگیز
کا چرتر تھا عاشق ہو کر طلسم کشا کو لیگئی تو گیا او سمجھا کسی اور کو اسنے بصورت طلسم کشا بنا کر سر روانہ کر دیا
تو اس سرے ابتک آگاہ نہوا فسر بنکر بیٹھا سراسر حماقت ہے بقول شخصے تریا چرتر جانے نا کو مار خصم مار کے
ستی ہوے اس فتنہ انگیز نے تجھ ایسے گرگ باران دیدہ کو دھوکا دیا آم تیرا توسن ہے مگر ٹھہرے عیبون
کے مور توسن تو اسقدر شرمندہ ہوا کہ کسی سے آنکھ نہین چار کرتا لشکر لیے ہوے جاتا ہے یہان ملکہ ناہید نے
دیکھا کہ بوزینہ ابلق سوار شکار گاہ سے چلا دیکھا ناہید تخت پر سوار چلی آتی ہین سب قیدی بھی ہمراہ
ہین ایک جوان ماہ طلعت بعہدہ سپہ سالاری دیکھتے ہی بوزینہ نے آواز دی ان سب گنہگارون کو گرفتار
کرلو خود بھی اتر در سے کود پڑا بجیسٹ کر گولا مارا ناہید نے گولا کاٹا اسد نعرہ کرکے لشکر بوزینہ پر جا پڑا تیغ
کھینچنے لگا بڑے ساحرون کے درہم وبرہم سحر تو سب اُٹھ گئے تھے تاثیر نہین کرتا بس ساحر کو ہاتھ لگایا
اُسکے دو ٹکڑے ہوے جب کسی نے سحر کیا اسد کا آگ شعلہ تھا وہ سحری چمکا وہ مرہ پلٹ کر اُسی پر پڑا
کہ اُسکا سر پھٹ گیا اکیلا ہاتھ ٹوٹا ناہید بھی تیک کر گری کان سے بجلی نکال کر پھینک ماری زمین تڑپ تڑپ
کر گرنے لگین گٹھی ہو ساحران کے مر گئے اس برق جہندہ نے خرمن حیات ساحران کو جلایا ہزارون
کو خاک مین ملایا ہراسان اسد جو بچا رہے بھی رہا ہوے سحر فراموش حیرت عبرت کا جوش میران مضطر
جیدا دہی کی تلوارین کھینچکر ساحرون پر جا پڑے پہلے ہی حملے مین ہزار دو ہزار کو قتل کیا جب

جب ساحر سنبھلے اُن کے سحر نے پامال کیا ناہید یمین سحر کر رہی ہی پلٹ پلٹ کے بار ان سحر برساتی ہی
ان بیچارون کو بھی بچاتی ہے اسد نامدار نے دریای خون بہا دیا شیر کے سامنے روباہ نہین آتی بھاگتے
پھرتی ہین جب اسد نے للکارا یا خوف سے مُنھ کے بھل گرنے ہین سحر جو اسد پر تاثیر نہین کرتا سامری و
جمشید کو بُرا کہہ رہے ہین مفت قتل ہو رہے ہین اسد نامدار کا بوسے ہین کب مار اگیا اسد غازی جنگ لی
جنگ کر رہی بوزنیہ صفون مین اچکتا ہی دوڑے اُسنے دیکھا کہ طلسم کشا پر سحر تاثیر نہین ہوتا بلوہ کرنے
ساحرون نے مرکب کو مارا اب پیدل اسیطرح جنگ کر رہا ہی صد ہا گولے ترنج نارنج پڑ رہے ہین جب
اسد بڑھتا ہی سحر اُلٹے پڑتے ہین ساحرون کے گلے کٹتے ہین ناہید نے بھی سحر سے زمین ہلا دی یہ رہے
سحر کر رہی بجلی پھینک ماری کہ برق چمکی کبھی موتیون کا مالا مار دیا موتی ٹوٹے آبرودار ساحر مارے گئے
بوزنیہ اچکتا ہوا سامنے ناہید کے پہونچا دوچار سحر ناہید و بوزنیہ کے چلے سحر آخرین سر ناہید زخمی
ہوا ہر چند زخم دار ہو لی اسپر بھی جانبازی کر رہی ہی اب بوزنیہ طرف اسد کے متوجہ ہوا چیخ مار کر آواز دی
اے سامری اتنے ہمارے ہوش اُڑتے ہین لے طائر سامری ہمکو خبر دے کہ کیا باعث ہی اس جوان پر
سحر تاثیر نہین کرتا دیکھا سب نے اک طائر اُڑتا ہوا قریب بوزنیہ آیا آواز دی اے اسکے بازو پر اک بندھا
ہوا ہی اسوجہ سے سحر تاثیر نہین کرتا پہلے اُسکے کا انتظام کر غالب آئیگا ورنہ اس شیر دلیر کے ہاتھ سے مارا
جائیگا بوزنیہ قہقہہ مار کر ہنسا طائر سے متوجہ ہو کر کہا اے طائر سامری طائر کڑک کر طرف اسد کے
چلا نغمہ سرائی کرتا ہوا قریب سر اسد آیا ناہید نے جو دور سے دیکھا کہ طائر سحر قریب سر اسد غازی چرخ
مار رہا ہی بیقرار ہو سکے جھپٹی اس عرصہ مین طائر کڑک کے بازو پر اسد کے گر امنقار ماری نیچے مین لے
کو لیا بلند ہونے لگا ناہید نے ایک موتی کا دانہ مارا طائر کے سینہ پر پڑا تو ٹوٹ کر پشت کے پار گذرا طائر نے
آہ کا نعرہ کیا زمین پر گرکے جل گیا ناہید نے چاہا جھپٹ کر اُٹھا لون بوزنیہ نے سحر کیا ناہید لڑکھڑا کر
گری گھٹنے زمین پر ٹیک دیے اسد غازی نے چاہا مین اُٹھا لون بوزنیہ نے دوسرا سحر کیا اسد غازی بھی
زمین پر گرا اُسوقت ساحرون کا بلوہ ہوا کنیزان ناہید نے اُسوقت بڑی جانبازی کی ہزار من گرد و پیش
فوج بوزنیہ سے بچا کر دیگر لڑتین چند کنیزین گرد ناہید آگئین چند نے سر اسد سینہ سپر کیا غرض ساحر اُسی
مقام پر مار اگیا کئی سو کنیزان ناہید قتل ہوئین بوزنیہ نے دیکھا کنیزان ناہید پیچھا نہین چھوڑتین اُسکے
پر کسیکا قبضہ نہین ہوتا طلسم کشا پر بھی زوال نہین آنے دیتین ناہید بچا رہی ہین آواز دی ارے

تم سب کو بھی یہ ہدایت ہوئی کہ میرے گنہگار کو بچاتی ہو ہٹ جاؤ ورنہ ایک کو زندہ چھوڑوں گا یہ کہکر
گولا مارا وہ گولا پھٹا اُسمین سے دھوان نکلا اُس دھوئین کی تاثیر سے کنیزین بیتاب ہوگئین مُنہ کے بھل زمین
پہ گرین اب بوزنیہ باطمینان تمام برائے قتل اسد عالی وقار جھومتا ہوا چلا اُسوقت ناہید کا طلسم [illegible]
کا تڑپنا ناہید پکار اُٹھی اے مالک بے نیاز اے خالق کارساز مین نے تیرا مذہب جدید اختیار کیا اگر مسلمان ناحق
قتل ہوا ہی بلکہ جو ناہید نے دعا کی غیبی چھپا رے نے ساحر کے چھوتے ہی آفت مین پھنسے وہ بہت بیقراری
سے دعا کرتے ہیں بوزنیہ چاہتا ہی کہ قریب اسد پہونچون اُکے اُٹھالون اسد کو قتل کردن کہ پیچھے
آواز آئی اے خیرخواہ دولت کیا کہتا سلطنت توسن ہمارا تجھکو دونگا توسن بہت نالائق بے انتظام
قیدخانہ سحر سے کالا بیٹی نے اسکی بغاوت کی اسی وجہ سے ہمنے سلطنت تجھکو دی اب توسن پر سواری کا گھمنڈ
دیا ہمارا دوار رکھو مین دینا پر نگاہی کرنے پائے بڑا افسوس ہے بوزنیہ نے جو پلٹ کر دیکھا باغ باغ ہوگیا
شہنشاہ طلسم ہوش ربا افراسیاب جادو کج سر پر تیغ کھینچا ہوا ہاتھ مین معلوم ہوتا ہی ابھی آسمان سے اُتر کر
آیا ہی سینہ پیشانی کا پوچھ رہا ہی بوزنیہ نے جھک کر سلام کیا افراسیاب نے کہا اے اسی تلوار سے سر کاٹ
اے ہمد دولت کو تاب نہ آئی باغ سیب مین بیٹھے بیٹھے یہ کیفیت دیکھی فتح تیرے نام لکھی تھی بوزنیہ حضور
خداوند کہتا ہوا قریب آیا کہا حضور نے کیون تکلیف فرمائی غلام نے اُکے بازو سے جدا کردیا ناہید کو بیکار
کیا طلسم کشا پر اژدر سا پہر زمین مین تھا تیر دن کو اندھا کیا عین گرمی جنگ مین دیکھو بال کر یہ بھی کیا
افراسیاب نے کہا تو نے سب کچھ کیا لاچین کہا حضور وہ تو بھاگ کر نکل گیا اپنے رفیقون کو رہا کر کے گیا ہوگا
اسکو بھی تلاش کر کے لاؤنگا حضور کی عنایت سے کار سلطنت توسن ہمارا خوب انجام ہوگا حضور کا طلسم
مین نام ہوگا افراسیاب نے کہا وہ لاچین آپہونچا بڑھکر گولا دے بوزنیہ اپنا تیغہ برق تاب تو کھینچا
ہوا ہاتھ مین موجود تھا کرگاہ پر ہاتھ مارا بوزنیہ ابلق سوار کے دو ٹکڑے ہوئے آواز آئی کشتی مرا میں نام بوزنیہ
بوڑھا سی اندھیرے مین نعرہ عمرو کی آواز آئی نعرہ عمرو کرزان تا دعیان عالم سراپا دانش و عقل مجسم +
بیان [illegible] ز کرشن آیا ری [illegible] جان سر بلند در خنجر گذاری [illegible] جان کفار عمرو [illegible] عیار آگیا +
بوزنیہ کا مرنا ناہید اُٹھی اُکے اُٹھا کر بازو پر اسد کے باندھا کنیزون نے آنکھین کھولین لشکر بوزنیہ پر جا پہنچی
ناہید نے بلند ہوکر آواز دی کیون تیہے جو قدم ان کو طلسم کشا کے بوسہ دو وقت یہ تماح طلسم ہوش ربا آگیا
شہنشاہ عالم نے رہائی پائی اب کوئی زندہ بچیگا تمام ساحرون نے الامان کی آواز دی مطیع اہل اسلام

ہوئے مالک ناامیدی نے دیکھا بارہ ہزار ساحر تازہ تاسریک ہوئے ناامید عمرو نے پشت گئی کہا قبلہ و کعبہ نے
بڑا کام کیا یہ بڑا ساحر زبردست تھا خدا کی قدرت سے مارا گیا توسن نے اسکو نگہبان قرار دیا تھا گیا جو
سبب پیدا ہوا اگرچہ لشکر گوشمال ہار ہانی دشوار تھی لیکن اب جلدی کیجیے بیابان کی سرحد سے نکل چلیے اسد نے
حکم دیا سبکو اس مقام پہ اترپڑو ہزارہا بندگان خدا زخمی ہیں انکی زخم دوزی کرنا واجب و لازم ہے عمرو نے
بھی مجبور و ناچار ہو کر حکم دیا بوزنیہ جو اپنے ساتھ بارگاہ لایا تھا وہی بارگاہ استادہ ہوئی اسد نامدار مع ملکہ ما
و خواجہ بخیح نظفر داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوئے ملازمان بوزنیہ نے سامان عیش و نشاط مہیا کیا اسد
غازی تو مصروف عیش و نشاط ہوئے دو کلمہ داستان افراسیاب خانہ خراب بیان ہوتے ہیں کہ باغ
سیب میں بیٹھا ہوا ہی حاکمان دربند کو نامے روانہ کر رہا تھا منتظر ہے کہ بڑے زور و شور سے لشکر کشی کرو سب
حاکم جمع ہو جائیں شتر سوار و ساحران غدار فرمان افراسیاب لیکر روانہ ہوئے افراسیاب منتظر بیٹھا ہے
اسکو یہی حکم ملا کہ طلسم کشا لشکر گاہ میں آوارہ ہوا صرصر نے خبر سو پہنچائی ہو کہ صندلان صندلی حیران
پوش روتا پیٹتا داخل لشکر ہوا افراسیاب خوشیاں کرنے لگا کہا ای صرصر اسد اس سرحد میں غائب ہوا اسا
دربند گرفتار کر کے مار ڈالیں اب طلسم کشا زندہ نہ بچیگا صرصر نے کہا حضور لشکر میں لاعلم ہے قیامت برپا ہے
ہوا جستجو کرتے پھرتے ہیں قران بھی گم ہوگئیں ہے سردار بھی برائے جستجو جائیں افراسیاب نے کہا اس
حوالی میں اسد گم ہوا ہے کہ جہان انسان کا نام و نشان نہیں وہ حوالی ہفت دربند ہے ملکہ فیروزہ فیروزہ
پوش دو دخان سیاہ در کبود انداز چشم وغیرہ نہایت بیدار مغز ہیں آٹھ پہر ان کے ساحر پھرا کرتے ہیں
جب غیر شخص کو پائینگے گرفتار کر کے لیجائینگے ہر کس و ناکس پہچانتا ہے سابق میں اٹھارہ سے تصویریں آ
کی ایک دن میں لکھوائیں کل شاہان طلسم کے پاس موجود ہیں پہچان کر فوراً قتل کرینگے جب روز رہائی اسد
نامدار شاہان دربند آئے ہر ایک بادشاہ یہی شکایت کرتا تھا ایسے دشمن کو آپنے قید کیوں رکھا قتل کیوں
نہ کیا ابروت شرمندہ ہوئے وہ لوگ فوراً قتل کرینگے دشمن کے خون سے ہاتھ بھرینگے ان سبکو زندگی طلسم کشا
کی شاق ہے ہر ایک بادشاہ دربند طلسم کشا کے مٹا دینے کا مشتاق ہے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی
دیکھا ایک ساحر کشتی ہاتھ میں لیے ہوئے آکر اترا اور گرفتار رہنما ہوا کہا شہنشاہ تیغ نونہال کر دیجیے دامن
مراد گل آرزو سے بھر دیجیے وہ مژدہ لایا ہوں جس سے گل اپالیان طلسم ہوش ربا کی جان بچی صرصر
بھی موجود ہوا افراسیاب نے کہا جلد بیان کرو نامہ توسن جادو اس ساحر نے پیش کیا کشتی سے تو دہ پوش

بہلایا افراسیاب نے دیکھا سر اسد نامدار گہائی بریدہ سے خون تازہ جاری زلفین خلیلی عارض نور پر
پٹی ہوئی آنکھین حسرت آلودہ واچہرہ رشک آفتاب زرد ہونٹھون پر خشکی نگاہون سے حسرت افراسیاب
دیکھتے ہی خوش ہوا بند قبا ٹوٹ گیا کہا کہ ای صرصر با دولت کے فرمانے کو دیکھا ہزار شاد و فرمایا تھا قول ہمارا
کرسی نشین ہو نام کو با دولت سلطنت کرتے ہین لطف سلطنت اور سب صاحبون کے واسطے مقرر ہوا
توسن غیرہ کو بڑا قلق تھا گرفتار کرتے ہین توسن نے مارا ایک شب تامل تھا لیکن یہ نوجوان بڑا سرکش
تھا اور نا ہجر تا تا یہ باغ ملکہ سہیل سیاہ وہ ہو تھا کئی غلام دربان مارے گئے توسن نے میرا قوت بازو زینت ہیلو تھی
اُسنے آئی ہی آکر بھی چھین لیا گرفتار کرکے لیگیا قتل کر ڈالا افراسیاب نے جو نامہ لفظاً لفظاً پڑھا اور سر اسد
نامدار ملکہ صرصر نے دیکھا شامت آگیا قلب تڑپ گیا آنکھون مین آنسو بھر آئے منھ پھیر کر اشک حسرت پاک کئے
جی مین کہتی ہے کہ ای صرصر بڑا غضب ہوا جیسا ان کا عروج ہوا ویسا چشم زدن مین زوال مین آگیا
عمرو کو بھی کسی نے مار ڈالا ہوگا اگر قبضے مین شاہان ہفت ور بند کے گیا تو یقین کامل ہے وہ زندہ
نہ چھوڑین گے وہ لوگ بڑے سخت مزاج ہین اُنکو یہ بھی تو خوف ہو کر اگر شہنشاہ لاچین سا ہوگا پہلے
شاہان ہفت ور بند کو قتل کریگا لیکن اے صرصر نیک حرامون کا انجام نیک ہوا جنھون نے باغ
لاچین بنایا وہ اچھی طرح ہوے بچے عیال صاحب مال شان و شوکت زر و لیاقت اب اور زیادہ سلطنت
کو زور ہوگا لاچین کو بھی افراسیاب ضرور قتل کریگا صرصر کو انتہا کا قلق ہوا جی چاہتا ہو اسد و عمرو کا
نام لیکر چیخین مار مار کر روؤن یہ سوچتی ہوئی پیچھے ہٹی کہ صحرا مین جا کر دل کو غم سے خالی کرون افراسیاب
نے کہا ای صرصر ٹھہر جا سر اسد کو کنگرہ باغ سیب پر رکھوا اور تم نامہ لیکر حیرت جادو کو اس خبر سے مفصل آگاہ
کرنا لیکن یہ خبر مشتہر نہ ہونے پائے یہ کہکر سر کو کنگرہ باغ سیب پر رکھوا دیا نامہ اپنے ہاتھ سے برائے حیرت تحریر
کیا مہر اپنی کرکے صرصر کو حوالے کر دیا تاکید کر دی کہ یہ خبر مشہور نہ ہونے پائے صرصر نامہ لیکر چلی راہ مین آکر
خوب چیخین مار کر روئی یہ تو خوب ظاہر ہے کہ عمرو صرصر پر عاشق تھا روتے روتے خیال آیا کہ اے صرصر
جتنی کتابین ہین سامری جمشید کی تصنیف کردہ اُن سب مین یہی تحریر ہو کہ اسد نامدار مفتاح
طلسم ہوشربا عمرو کو ساحر کے ہاتھ سے موت نہین بہرہ کیا ہوا اور جسقدر علامتین تحریر کر گئے تھے ستارہ
شناسان فلکی نے اسقدر زور مارا مگر کسی مقام پر یہ معین لکھا کہ طلسم کشا توسن حصار پر قبض ہو جائیگا لیکن
آنکھون جیچ کا شکے مین آ بنا پیدا ہوتی سرانفر کا اپنی آنکھون سے نہ دیکھی اے عمرو کی خبر کس سے دریافت

کرون اگر خدانخواستہ عمرو پر بھی زوال آیا مہرخ و بہار کہان جائین اطاعت افراسیاب تو کوئی کرین گی
غرض کہ سب مرجائین گی افسوس اس گلزار پر یون خزان آئی روتی ہوئی صرصر لشکر حیرت مین پہونچی حیرت
جادو اپنی بارگاہ مین مع مصور و صورت نگار وغیرہ بنہایت تکلف سحر دربار آراستہ ہے برق فرنگی جس
روز سے خواجہ غائب ہوئے اسد پر اونکا رنگ گئے ہر وقت لشکر حیرت مین رہتا ہو اس خیال سے کہ
کچھ خبر دریافت ہو حیرت کی بارگاہ مین بشکل کنیز موجود ہے قریب سر اگالدان لیے کھڑا ہے کہ صرصر پردہ
اٹھا کر آئی محزون و مکدر غبار چہرے پر پڑا ہوا بال پریشان آنکھون مین اشک حیرت آئینہ رخسار
پر گرد کلفت حیرت نے گھبرا کر پوچھا صرصر خیر تو ہے صرصر نے کہا حضور مبارک ہو دشمنون کا اب خاتمہ
ہوجائیگا معاذ منہ خون امواج مین شاہان ہفت در ہند نے لشکر آراستہ کیے آیا چاہتے ہین گاؤن مین
بارہ اٹھا سکیل یہی خوشخبری سنانے حاضر ہوئی زبانی کہانتک عرض کرون یہ نامہ شہنشاہ حاضر ہے اسکو
ملاحظہ فرمائیے اسمین سب بالتصریح لکھا ہے آنکھون سے تو صرصر کے آنسو ٹپک پڑے نامہ حیرت
کے ہاتھ مین دیا حیرت نے نامہ ہاتھ مین لیکر کہا صرصر تو کیون گھبرائی ہوئی ہے مین تجھکو بہت اداس
پاتی ہون تیری پریشانی پر گھبراتی ہون صرصر نے کہا مین راستہ چل کر آئی ہون صبح سے پھرتی رہی خدمت
شہنشاہ مین حاضر تھی آپ نامہ ملاحظہ فرمائیے برق تو پریشانی صرصر دیکھکر تڑپ گیا اپنے کو نگاہ صرصر
سے بچایا حیرت نے نامہ کو لا پڑھنے لگی یہ کیا جانے کہ کنیز بھی پڑھی پشت پر موجود ہے برق
بھی پڑھتا جاتا ہو افراسیاب نے تو صاف صاف لکھ دیا ہو کہ اسد کو شہنشاہ توسن نے قتل کیا
سر بادولت کے پاس آگیا اس خبر کو چھپانا پسند ہے مین سب ظاہر ہو جائیگا توسن خود لشکر کشی کرکے
آئیگا ہرچند کہ حیرت نے نامہ پڑھکر چاک کیا اگالدان مین ڈال دیا برق فرنگی بارگاہ سے کترا کر نکل گیا
صرصر نے دیکھا بھی مگر تال گئی جی مین کہتی ہے کہ اے صرصر اب لڑائی بھڑائی کیا ضرور ہے سب آفتاب لب بام
چراغ سحری ہو رہے ہین برق فرنگی جاتا ہو جاتا خود دو آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے باہر نکلی اودھر سے صبا رفتار
کمند انداز آتی تھی اسنے جو صرصر کو بحال پریشان دیکھا دوڑ کر لپٹ گئی پوچھا استانی کیا مزاج ہے صرصر کا
دل بھر آیا تھا دلدہی کرکے پوچھا صرصر بے اختیار رونے لگی ٹھنڈی سانس بھر کر کہا نظم

یہ اشک حسرت جو گر پڑا ہو تمہارے آگے ابھی پلک سے
طلوع خورشید ہمکو دکھا دیا ہے پرے نے سرک کر

اسی ذرا آنکھون مین صبح کر دین بہت سی راتین [illegible]
تڑپ گو پڑے تھے غش مین یہ دھوپ نکلی [illegible]

بھوریا کنیز بنا کر اٹھا کیا عجب ہے نامہ اُسنے پڑھ لیا ہو ابھی تڑپ کر گیا ہے صبا رفتار نے کہا مین یہ اسے خبر
جاتی ہون یہان بارگاہ مہرخ مین سب سردار جمع ہین ملکہ مہ جبین سریر جہانبانی پر ذکر اسد و عمرو
ہو رہا ہے کہ لشکر مین رونے کی صدا بلند ہوئی ملکہ مہرخ نے گھبرا کر پوچھا خیر تو ہے لوگون نے کہا برق
کچھ خبر وحشت اثر لیکر آیا ہے جس طرف سے گذرتا ہے شور گریہ وزاری بلند ہوتا ہے خود بھی روتا ہوا آتا ہے ملکہ مہرخ
نے کہا خدا خیر کرے مہ جبین گھبرا گئین کہ برق بارگاہ مین پہونچا گریبان چاک چہرے پر خاک خراش
ناخن غم جابجا اپنے کو بارگاہ مین گرا دیا پکار کر آواز دی یارو آفتاب عالمتاب چرخ صاحبقرانی غروب
ہوا چراغ بزم جابجا کرب نوجوان کو خاموش ہوا کوئی مقام ہے قلعہ توسن حصار وہان کا حاکم توسن نامی
ہو اُسنے ہمارے آقاے نامدار کو قتل کیا افراسیاب نے حیرت کو راز و نیاز مین تحریر کیا مین نے بھی
اس نامہ کو پڑھا تھا مہ جبین نے اپنے تئین تخت سے گرا دیا لالان خونقبا بارگاہ سے سر برہنہ نکل پڑین
لعل سخندان نے پچھاڑین کھائین ہر سردار بیقرار مہ جبین کے بین سے کلیجے پھٹتے پکارتی تھی ہے آ میرا سہاگ لٹ گیا

منظم عمر و بادل و داغ و بیاد ر د دیا کیا مدیا | ایک ہان آپ نے لیکر و ل تیدیا | دین و ایمان و دل و جان جا نذر کیجیے
یون نکر چاہو مگر جیتے ہمین کیا مدیا | اسطرح گریہ وزاری کرتی ہو سننے والون کے کلیجے پھٹے جاتے ہین بارگاہ

مین شور گریہ وزاری بلند ناگاہ مہتر قران یہ خبر سنکر آئے دیکھا بارگاہ مین قیامت برپا ہے قران نے
آگے مہ جبین کو گود مین اٹھا لیا ملکہ لالان خونقبا کو منع کیا سردارون کو بھی سمجھایا کہ ذرا ٹھہر جاؤ ذرا بات
تو سننے دو قران کے سمجھانے سے شور گریہ وزاری کم ہو تب برق نے حال قتل اسد کا بیان کیا
قران نے سر جھکا لیا کہا بارے کیا کہون میرا دل نہین قبول کرتا انھین ملکون مین خواجہ بھی قید ہو کر گئے
اسد کو توسن نے کیونکر قتل کیا اے ملکہ مہرخ آپ عقیل و فہیم ہین ذرا قلب پر ہاتھ رکھیے دل پر جو ہجوم
غم و الم نہین ہے آپ لوگون نے تو آپ خبر سے رفاقت اسد کی اختیار کی جبکہ سامنے انکی والدہ کی
شادی ہوئی اسد کیسے بزرگون کو گودیون مین پالا جاہیے تھا کہ ہمارا کلیجہ پھٹ جاتا مجھ اول مین تم بیٹھے
تم لوگون کو لیکر آ دونگا خدا نخواستہ اگر یہ مقدمہ فرمائین مین خود اسی اقلیم کی طرف جاتا ہون خدا چاہے گا تو خبر
لیکر آ دونگا خدا نخواستہ اگر یہ مقدمہ حقیقت مین ہے تو قلعہ توسن حصار مین آگ لگا دونگا توسن حصار کو
اُلٹ دونگا آپ سن لیجئے کہ کیا ہوا صاف ظاہر ہے کہ استاد نے کچھ عیاری کی اب جو قران نے اسطرح
سے سمجھایا ہر کسی کے منہ سے یہی نکلا کہ اے مہتر قران عجب طرح کی بات کہی دل پر و نور غم و الم نہین ہے

لالان خونقبا نے مہتر قران کو گلے سے لگا لیا کہا اے مہتر قران ادہر نظر کرو وہ بزرگان حقیقت
مین دل پھیلا چاہیے دیا ساعد مرہین بے کہنو ہو برق کے قلب الٹ گیا سب صاحبون نے قران کے کلام
کو قبول کیا اسیوقت قران با تمامی عیاری سے آراستہ ہوکر سامنے مہ جبین کے آیا بزرگانہ کلمات فرمانے
برق سے بھی کہا اے برق جا فکر کر جس مقام پر کوئی خبر لے لشکر مین ہو پہونچا دو یہ کہکر قران وداع
ہوگیا سابق مین تحریر کر چکا ہون کہ بہار و باغبان و رعد و برق لامع و معمار قدرت
جو چند سردار تلاش عمرو مین گئے واضح رہے ناظرین والا مقام پر ایک صورت تو یہ ہے کہ تلاش عمرو
مین گئے دوسری صورت یہ ہے کہ خبر وحشت اثر سنکر اب یہ سب سردار گئے ہر ان اور مجلس بھی اب لکھین
گر انکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا دو کلمہ داستان چالاک بن عمرو کے تحریر ہوتے ہین کہ اپنے والد نامدار کے
واسطے بیتاب و بیقرار کوہ و دشت بیابان کو طے کرتا ہوا جاتا ہے راہ مین خیال آیا کہ جس مقام پر کشت و خون
ہوا اور قمراج مارا گیا اس مقام پر تو چل کر دیکھین شاید کوئی خبر دریافت ہوجائے یہ سوچ کر اہالیان قریہ کو
دریافت کیا مقام کا ذکر سنکر چالاک اس طرف متوجہ ہوئے جاتا ہے کیا تدبیر کرون کہ پہنچے
قبلہ و کعبہ تک پہونچون طوفان قہرگاہ غضب گرگیا بیچارہ مین بھی کہین نہ ٹھہرا یہ باتین دل سے کرتا ہوا
اس مقام پہ پہونچا دور سے دیکھا صدہا خیمے پڑے ہین ہزارہا لاشہ و رندگز غرض بھی گرد ون پر شمہ نہین
ٹوٹتے بڑے غضب کا رن پڑا چالاک ہر طرف دیکھتا پھرتا ہو دل سے یہ کہتا تھا کہ قبلہ و کعبہ کا کلیجہ ہے اگر
بڑے لشکر کو ایک شب مین تباہ کر دیا دامن صحرا لاشہ ہائے ساحران سے بھر دیا کمال کیا چالاک
جا بجا دیکھتا پھرتا ہے ایک طرف سے کان مین رونے کی آواز آئی پلٹ کے چالاک نے دیکھا
ایک لاشہ کسی ساحر کا پڑا ہے اس لاش کے پہلو مین ایک نازنین نہایت حسین خط خوار سن مین دوازدہ
سالہ بال کھولے ہوئے اس لاش پر رو رہی ہے چالاک حیران ہوا کہ یہ مہ جبین کون ہے دل سے
باتین کرتا ہوا کہ اے چالاک کیون کر دریافت کرون جلدی سے رنگ روغن عیاری کا نکالا
صرصر کی شکل بنکر تیار ہوا با تمامے عیاری جسم پر آراستہ کرکے جھپٹ کر اسی طرف چلا اس نازنین نے
جو صرصر کو آتے دیکھا خود ہی پکارا اے صرصر کہان پھرتی ہو جلد ہمارے پاس آؤ چالاک
قریب آیا اس مہ جبین نے کہا اے صرصر تم نے مجھکو نہین پہچانا چالاک نے کہا اسوقت مجھے نام نہین یاد رہا
مہ جبین نے رو رو کر کہا اے صرصر لطیفہ غوطہ زن سراج کی نواسی ہون لوگون کی شکل بناکر عیار تھے

ایک شب مین لشکر تباہ ہوا میری دائی امان مرغابی سحر اس ہنگامہ سے مجھکو لیکر بھاگین کئی دن درہ کوہ
مین چھپی رہی آج مین نے نانا جان کی لاش کو دیکھا سنتی رو رہی ہون دائی امان جنگل مین گئی ہین کچھ اسباب
سحر کی فکر مین اب مجھکو شہر نیلم مین لیجائینگی یہان تو سب عزیز و اقارب مارے گئے دائی امان سحر کر کے سوچیگی
تا کہ عیار مجھکو قتل نہ کر ڈالین کیا کہون بڑا صبر ہے وہ شب ہولناک عیاران عمرو و بیباک درہ کوہ مین گھستی
تھی وہ گھوڑے جلاد سب کو مارے پھرتے تھے کبھی اندھیرا کبھی روشنی تھی خوف سے مجھ کمبخت کی جان پر بنی تھی
دائی امان تو بڑی ہوشیار ہین درہ کوہ بند کیا اپنی چھاتی کے نیچے مجھکو چھپایا کئی دن نکلنے نہ دیا چالاک
نے یہ جو سنا کہ نازنین نواسی سواج بن گرداب آدم خوار کی ہے اور شہر نیلم حصار مین جائیگی پوچھا
کیون بی بی کبھی محل مین شہنشاہ نیلم کے بھی جانا ہوتا ہو بط غوطہ زن نے کہا سامری محل ہمارے مکان سے
قریب ہے ہم کھیلتے ہوئے محل مین جاتے ہین اکثر شہنشاہ بھی بلاتے ہین اب جب ہم جائینگے تو شہنشاہ ہمارا
کی خبر پوچھینگے ضرور ہمکو بلائینگے ہمارے سب عزیز و اقارب مارے گئے زرارت کی تنخواہ کھلی پیرے بی امام
تنخواہ آئیگی عزیزان قریب مین سوائے مجھ سوختہ بخت کے کوئی باقی نہین رہا وہان گھر ویران پڑا ہوگا اب
دائی امان اگر ہمکو لیجائینگی چالاک نے فوراً ہنسکر کہا بی بی تمہارا منہ سوکھا ہوا ہے کیا پیاسی ہو پانی تمہارے
واسطے لاؤن بط غوطہ زن رونے لگی کہا ہائے بی صرصر آج کئی دن گذرے آب و دانہ کیا زندگی دشوار ہے
چالاک نے دوڑ کر چشمے سے پانی بھر لا کر بط غوطہ زن کو پلایا پیتے ہی وہ بیہوش ہوئی چالاک نے
اسکو تو گود مین اٹھا کر درہ کوہ مین ڈال دیا آپ بط غوطہ زن کی شکل بنکر قریب لاش بیٹھ رہا یہ تو
یقین کامل ہوا کہ اب تا بہ شہر نیلم حصار پہنچ جائینگے اپنے قبلہ و کعبہ قید کا نشان پائینگے یہ دل سے باتین
کر رہا تھا کہ مرغابی سحر اسباب سحر لیکر آئی پکار کر آواز دی چھوکری کہا تنگ رو دیگی بس بی بی اب
صبر کرو مرغابی سحر نے آکر بط غوطہ زن کو گلے سے لگایا فوراً تخت سحر تیار کیا چالاک بصورت بط
غوطہ زن مرغابی سحر کے ساتھ سوار ہوا تخت اڑتا ہوا چلا مرغابی سحر شمر سے تخت کو اڑا رہی ہے
راہ مین بڑے بڑے جنگل پہاڑ بلند و مرتفع غارستان کوہستان جی مین کتنا پیچ کرے چالاک پروردگار نے
یہ سبب پیدا کیا ان راستون مین تڑپ تڑپ کر مرتے راہ پر بھول کوہستان کو کیونکر طے کرتے دل سے باتین
کرتا ہوا مرغابی سحر سے تتلا تتلا کے باتین کر رہا ہے دن قلیل باقی تھا کہ ایک طرف روشنی معلوم ہوئی چالاک نے
گھبرا کر پوچھا کیون دائی امان یہ روشنی کیسی ہے مرغابی سحر نے کہا بی بی بھول گئین شہر نیلم حصار کے چراغ کی شمع

مثل آفتاب کے چمک رہا ہی عنایت سے سامری کی آپہونچے اب تھوڑی دیر مین داخل شہر ہونگے یہ کہکے تخت کو اور بلند کیا شہر نیلم حصار مین تخت داخل ہوا چالاک نے دیکھا بڑا شہر وسیع ہی بارہ کوس کے گرد ے مین دیوار شہر پناہ محلے آباد گھرون مین اپنے اپنے جادوگر جادوگرنیان بیٹھی ہین سحر ہو رہے ہین ہر مکان سے دھوان نکل رہا ہی بازار کھلی ہوئی دوکاندار بیع وشرا پر تلے ہوے کٹورہ جا بجا کھنک رہا ہی گرم بازاریان مشتری کی خریداریان جوہری بیچے سرخ وسبز زند دکہیاسی گڑیان باندھے ہوے دوکانون پر بیٹھے ہین چالاک مقامات کو دیکھتا ہوا چلا ایک طرف ایک قصر بہت بلند دیکھا صدہا عمارتین اسکے متعلق مرغابی سحر سے پوچھا یہ قصر عالی کسکا ہی اُس نے جواب دیا بی بی تم تو بالکل بھول گئین یہ قصر عالی شہنشاہ نیلم کے رہنے کا ہی اسی کو سامری محل کہتے ہین شہنشاہ نیلم اسی مین رہتے ہین چالاک نے سب راز و نیاز مرغابی سحر سے دریافت کیے اپنے مکان مین آکر تخت مرغابی نے اُتارا جیسے ہی مکان مین داخل ہوئین دیکھا مکان نہایت عمدہ بنا ہی اُسمین جلیبین دوڑین عل مچاتی ہوئی بی بی سامری جمشید نے تمکو بچایا بط غوطہ زن کو سب نے گلے لگایا مرغابی سحر سبکو پرسا دیتی ہی معواج کا نام لیکر سب عورتین خوب روئین محلے مین ہلڑ ہوا معواج کی نوکری بط غوطہ زن کو لیکر مرغابی سحر والی آسکی آئی ہی مُردولیان آتر نے نگین محل والی چلی آتی ہین جو آئی اُسے منھ ڈھانکا مرغابی سحر ایک ایک کو تسکین دیتی ہی حال بیان کر رہی ہی تمام محلے بھر مین ہلڑ ہو گیا لیکن چالاک بشکل بط غوطہ زن ایک ایک سے لپٹ لپٹ کے روتا ہی تمام رات رونے پیٹنے مین گذری لیکن شہنشاہ نیلم اپنے قصر سامری مین داخل ہی کچھ لوگ بھاگ بھاگ کر لشکر معواج سے آئے یہ تو سب نے کہا کہ ایک شب مین لشکر تباہ ہو گیا عیارون نے معواج کو مار ڈالا اُڑائی نہین ہونے پائی نیلم کو آج تک یہ تردد ہی کہ حال مفصل ظاہر ہو اکہ میرے وزیر اعظم نے کس بات پر دھوکا کھایا کیونکر ایک دام عیاری مین پھنس گیا اپنے محل مین بیٹھا ہی کہ کچھ کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی شہنشاہ کل شبکو بط غوطہ زن نواسی معواج کی ہمراہ مرغابی سحر اپنی دائی کے گھر مین آکر پہونچی رات سے شور گریہ وزاری بلند ہی پرسا دینے کو عورتین چلی جاتی ہین جو کچھو ہر شب بھر مین گذرا بط غوطہ زن لفظاً لفظاً بیان کرتی ہی سب کچھ اُسنے اپنی آنکھون سے دیکھا مرغابی سحر اُسکو بچا کر نکال لائی یہ سنکر شہنشاہ نیلم بہت مشتاق ہوا چوبدار کو حکم دیا جا کر مرغابی سحر سے کہو لڑکی کو ساتھ لیکر آوے ہم احوال مفصل دریافت کرینگے مابدولت کو بڑا اشتیاق ہی اتنا بڑا وزیر اعظم ایک شب مین مارا گیا چالیس لاکھ کا لشکر تباہ ہوا حیرت کی بات ہی عیارون کی عیاری کیا گویا کرامات ہی

ہر ایک سمجھی سُنا کہ عیاروں نے آکر مار ڈالا سب جادوگروں کے ہاتھ مین مہندی لگی تھی سر جھکائے بیٹھے تھے کہ آ تو
ہمکو قتل کر کبھی نے سحر نکیا امواج کی بحر طبیعت نے جوش نہ مارا دریائے سحر تیار نہ کیا بڑا تعجب ہی کنیزوں نے کہا وہ
چھوکری خوب تلا تلا کے بیان کرتی ہی چوبدار نے جا کر مرغابی سحر کو حکم سنایا کہ شہنشاہ نے بط غوطہ زن کو مع مرغابی سحر
کے یاد فرمایا ہی مرغابی سحر نے کہا لو بی بی کل شہنشاہ کے سامنے چلنا ہوگا تو چالاک ساب خوش ہوا کہا دائی اماں ہمارا
زیور نکال دو مرغابی سحر نے بھاری جوڑا نکالا چالاک نے دریائے جواہر مین غوطہ مارا مثل عروس شب اول بنکر تیار
ہوا مرغابی سحر اس دولھن کو اپنے ساتھ لیکر محافے مین سوار ہوئی اور طرف شہنشاہ نیلم کے چلی چالاک کے ناز و کرشمے
کہتا ہوا دائی اماں دیکھو میرا کلیجہ دھڑکتا ہی مین غیر مرد سے کیونکر بات کرسکونگی تم میرے پاس بیٹھی رہنا
جو کچھ وہ مجھسے پوچھیگا مین تمسے کہدونگی تم اُس سے بیان کردینا مرغابی سحر کہتی ہی بی بی مین تو تمھارے
پاس رہونگی اب ماشاء اللہ تمھارا بارہ برس کا سن ہوا بچپن سے محل مین شہنشاہ کے جاتی ہو اکثر شہنشاہ نے
گود یون مین کھلایا ہی مثل امواج کے وہ بھی تمھارے نانا ہین اُنسے حجاب کیا زلفون کو پیچ و تاب کیا
گھبراؤ نہین بی بی آمین اور بھی ایک مطلب ہی شہنشاہ نیلم کے بہت سے محل ہین بادہ سلطنت سے مست ہی
ہمیشہ سے حسن پرست ہی آج کل تم پر جوبن ہی دیکھتے ہی مرجائیگا اگر اُس نے محل کرلیا سابق مین گھر ہی کی وزارت
تھی اب سلطنت گھر مین آجائیگی چالاک کہتا ہی ور گوڑ اس نگوڑے کے ساتھ میری شادی ہو بوڑھا جھڑ دس
دیوث وہ تو میرا نانا دادا معلوم ہوتا ہی دائی نے کہا بی بی بادشاہوں کا سن نہین دیکھا جاتا اسوقت مین بھی
بڑے بڑے شاہان جلیل کو ہوس ہی کہ شہنشاہ نیلم پیغام کرین تو اپنی دختر بلند اختر کو دولھن بناکر بطور ڈولا
حاضر کرین چالاک خاموش ہو رہا راہ مین بھی کئی چوبدار آئے کہ شہنشاہ نے تخلیہ کیا ہی کہارون پر تاکید کی
جلد سواری پہنچاؤ شہنشاہ انتظار کر رہے ہین کہارون نے سواری کو بڑھایا در دولت شہنشاہ نیلم پر آکر
سواری پہونچی مرغابی سحر نے کہا بی بی چلو وہ دیکھو سامنے شہنشاہ تخت پر بیٹھے ہین چالاک گھونگھٹ نکالے
ہوئے محافے سے اُترا حجاب سے پاؤن کانپتے ہوئے مثل عروس شب اول آراستہ و پیراستہ نیلم نے تخلیہ کرادیا
ہی خود یکہ و تنہا تخت پر بیٹھا ہی مرغابی سحر نے بڑھ کر سلام کیا بط غوطہ زن کو سنبھالے ہوئے کہا بی بی اپنے
نانا جان کو سلام کرو چالاک نے سلیقے سے گھونگھٹ ہٹایا کانپتا ہوا آگے بڑھا پایۂ تخت کو بوسہ دیا مثل
ہلال شب اول برائے تسلیم خم ہوا گھونگھٹ بھی طریقے سے ہٹا دیا نیلم کی سراپا پر بط غوطہ زن کے نگاہ
پڑی دیکھا آنکھیں شرمسار دیدۂ غزال الکہین مائل خونریزی خنجر ابرو وہین تیری یا ابروے خمدار کو ہلال

یا محراب سجدہ گاہ عاشقان جبین ماہتابان سینے پر اُبھار جوبن پر بہار نور کی خوبی ناز و کرشمے مین محبوبی سراپا سے ظاہر دلربائی رعنائی زیبائی عشوہ غمزہ خانہ زاد ابرو مائل بیداد یا خنجر فولاد دکھون آنکھون کو دیدہ غزال سے مثال ندون وہ جانور صحرائی ان آنکھون کے اشارون مین دلربائی

نظم

چشم انصاف سے دیکھین جو تمھاری آنکھین
ڈھونڈھتی پھرتی ہین اُس گل کو ہماری آنکھین

مار ڈالا چاہ حراک ترچھی نظر کی تمنے
خود نکل کر ہوئین اس پل مین جاری آنکھین

شرم کو اب نہین ملتی کسی گوشے مین بھی جا
دیکھو ہین پردہ نشینون کی سواری آنکھین

دیکھتے دیکھتے سامان شکست دل کے
گردش بخت دکھاتی ہین تمھاری آنکھین

آبلے پڑ گئے ہین کچھ دل سوزان مین جلال

سیکڑون آنکھ تو ہمین تھین یہ پیاری آنکھین
باغ باغ انکے اشارونسے ہوا جاتا ہون

دیکھنے مین تو چھری ہین نہ کٹاری آنکھین
تیرا جلوہ نظر آئے جو بتون کو دیکھون

قبضۂ شوخ نگاہی مین ہین ساری آنکھین
جس جگہ جا ہو رہو آکے گھر اپنا کر لو

ٹوٹ جائینگی کسی روز ہماری آنکھین
شادی وصل ہو یا دیکھیے رنج فرقت

ایسلیے پھوٹ کے روتی ہین ہماری آنکھین

چمن و انجمن و تخلیہ و خلوت مین
چل رہی ہین روش باد بہاری آنکھین

قلزم اشک حیا بونسے جو خالی دیکھا
دے ہے حق مین مجھے یہ ابر بہاری آنکھین

وہ مکانے مین کوئی حور لقا آتا ہی
دل ہی تمسے ہمین پیارا ہے نہ پیاری آنکھین

یہ جو پھر جاتی ہین پھر جاتی ہے اک خلق
آجکل دونون پھر گئی ہین ہماری آنکھین

سراپا دیکھ کر نیلم نے کلیجے پہ ہاتھ کو لیا بیقرار ہوگیا ہاتھ تھام لیا کہا بی بی بیٹھو چالاک شرمایا ہوا سر جھکائے ہوئے آنکھین جھپکاتا جاتا ہے ناز و کرشمے دکھلاتا ہی دام زلف عنبرین مین اُسکے دل کو پھنسایا دام رعنائی پھیلایا نیلم نے پوچھا کیون بی بی نانا تمھارے کسطرح مارے گئے آجتک سیکڑون آدمی وہان سے آئے کسی نے مفصل حال ظاہر نکیا ہمکو حقیقت سے ماہر نہ کیا معراج وہ شخص تھا سارے شہر نیلم حصار مین اسکا نام تھا میری سلطنت مین اُسی کا انتظام تھا کوئی فوج لشکر لیکر آیا لڑائی پڑی کیا معرکہ گذرا چالاک نے سر جھکا کر کہا بڑے نانا جان فوج لشکر کا کہین نام بھی نہ تھا لشکر چرخ سے کئی منزل کا فاصلہ تھا اول مین صبار رفتار یاقوت وزیرزادی کو لیکر آئی نانا جان نے بیو تیمار کو روانہ کیا کہا صبار رفتار کو قید کرکے لیجاؤ ملکہ حیرت سے کہو نہی عیار بچیون کو کچھ نشانی دیجیے کہ جس نشانی سے ہم آپ کی عیار بچیون کو پہچانین بعد تھوڑے عرصے کے بی صبار رفتار بیو تیمار آئے رات کو ایک گویا آیا دو پہر رات گئے تک جشن رہا یکایک کان مین آواز آئی کشتی ہر نام من معراج بن گرداب آدم خوار بود پھر تو قیامت برپا تھی دائی امان مجھکو لیکر بھاگین درۂ کوہ سے مین دیکھ رہی تھی عیار قتل کرتے پھرتے تھے صبح کو دریاے خون جاری تھا نہ فوج نہ لشکر نہ سپاہی نہ افسر نہ تاج نہ تخت تین دن لونڈی بھوکی پیاسی درۂ کوہ مین

چھپی رہی ساحری جمشید دائی اماں کو سلامت رکھین اُنھون نے میری بڑی حفاظت کی ایسے برے وقت
مین کفالت کی میرے پاس سے نہ ہٹین مین صبح کو نانا جان کی لاش پر جا بیٹھی بلک بلک کے روتی تھی یہی
خیال تھا اس ویران جنگل مین کہان جاؤن دائی امان مجھکو تخت پر بٹھا کر اٹھا لائین جو کچھ لونڈی نے دیکھا
تھا سامنے حضور کے بیان کیا مرغابی سحر کلام بط غوطہ زن کی تائید کر رہی ہی کہتی ہی ای شہنشاہ حقیقت مین
وہ شب قیامت تھی بات کرنا مشکل ہو گئی عیارون نے دریاے خون بہایا مین نے چھوکری کو کلیجے کے
نیچے چھپایا عیارون نے ضعیف جوان کم سن جو ملا اُسے قتل کیا یہ سواج کی نواسی بچ گئی ساری رات روتے
پیٹتے گذری ہی محلے والے چلے آتے ہین حضور بیان کرتے کرتے زبان رکو گئی کس کس سے بیان کرین
مرغابی سحر و بط غوطہ زن تو باتین کرتی ہین نیلم عشق مین بیقرار چالاک بھی نگاہ لڑا رہا ہی ناز و کرشمہ
دکھا رہا ہی شہنشاہ نیلم نے کہا ای مرغابی سحر اب تم صاحبزادی کو گھر لیجاؤ ہم کسیکو تمھارے پاس بھیجین گے
جواب باصواب دیا خلعت منگوا کر مرغابی سحر کو دیا بط غوطہ زن کے ساتھ میوہ مٹھائی بہت سی کر دی
دروازے تک پہونچانے آیا مرغابی سحر بط غوطہ زن کو گود مین لیکر سوار ہوئی مکان مین آکے
اُتری اُسی طرح عورتون کا مجمع ہی اک کنیز نے آکر مرغابی سحر کو خبر دی مصاحب شہنشاہ نیلم کا دروازے
پر آیا ہی کچھ تم سے کہیگا مرغابی نے پردہ کر کے مصاحب کو اندر بلا لیا مصاحب نے کہا دائی جی صاحب تو شکر
کرو سلطنت تمھارے گھر مین آئی شہنشاہ نے سواج کی نواسی کو پسند کیا کہتے ہین ہمارے ساتھ شادی کر دو
مرغابی سحر نے کہا بھلا ہم غریبون سے اور شہنشاہ نیلم سے کیونکر بنے چھوکٹی کم سن رو کے روٹی مانگتی ہی
نانا اسکا مارا گیا اگر شہنشاہ کو یہ منظور ہی سہرا باندھ کر میرے گھر پر آئین یہ کنیز حاضر ہی بیاہ کے
لیجائین مصاحب نے جا کر نیلم سے کہا نیلم یاد مین بط غوطہ زن کے یہ اشعار آبدار پڑھتا تھا

اشعار موافق مضمون مقام نظم

رونق افزا بزم تن مین ہو جیسے دل کی طرح
بیٹھئے بستی مین اگر صدر محفل کی طرح

یاد ابرو مین سسکتا ہون مین بسمل کی طرح
کھنچ رہا ہی دم رگون سے تیغ قاتل کی طرح

کوچۂ قاتل مین بھی حسرت نہ نکلی قتل کی
رہ گئی دل مین تڑپ کر جان بسمل کی طرح

ضعف ہی تو ہو پہونچ جائین گے کوے یار تک
بیٹھتے اٹھتے ہوے ہم گرد منزل کی طرح

وہ قمر بھی میرے گھر آئے کسی شب ای فلک
وصل کا وعدہ ہو پورا ماہ کامل کی طرح

جان بھاری ہی ترے دیوانۂ رنجور کو
توڑتا ہی آج دم طوق سلاسل کی طرح

ناتوان وہ ہون کہ کھینچی جوشش غم سے آہ جب
رنگئی آکر لبون پر موج ساحل کی طرح

خون کی پیاسی نظر آتی ہی تیغ اُس ترک کی
گھورتے ہین مجھکو جوہر تیغ قاتل کی طرح

خال عارض کے تصور کو جگہ دیتے ہین ہم
دل مین مانند سویدا آنکھ مین تل کی طرح

میرے نالون سے زمین شق ہوتی ہی مثل جگر
عرش ہلجاتا ہی میری آہ سے دل کی طرح

ہم سمجھتے ہین تمھارے امتحان مین یار رقیب
آزما لو ادعاے حق و باطل کی طرح

انجمن ہی اپنی بے رونق بغیر اُس ماہ کے
جل رہی ہی شمع محفل مین بجھے دل کی طرح

گھر گلون کے دل مین کرنا چاہیے تھا اے جلال
آشیان گلشن مین باندھا کیا عنادل کی طرح

مثل مرغ بسمل شہنشاہ نیلم تڑپ رہا ہی کسی پہلو چین نہین مصاحبون سے پوچھا کیا یہ تمام لاتلک انسے عرض کی حضو
آپکو سامری و جمشید نے خداوند روے زمین بنایا ہی شاہان ہفت اقلیم آپ سے رشتے کی آرزو رکھتے ہین لیکن
مرغالی سحر زن جہاندیدہ ہی اُسنے یہ کہا کہ شہنشاہ سہرا باندھکر میرے گھر پر آئین بطور دولہے کے [illegible] سہرا
باندھکر جانا آپکی شان کے خلاف ہی جواب دیدیجیے کہ ہم سہرا باندھکر نہ آئینگے آپ ہی ڈولا دینا قبول
کریگی نیلم نے کہا یہ قول نہین مانتا شب ہجر کا ابھی سامنا نہین ہوا دیکھیے رات کیونکر کٹے عجب نازنین حسین و جمیل ہی
اسکی باتون مین عجب لطف پایا جاتا ہی بموجب اشعار آبدار نواب سبّے صاحب موافق مضمون ستا نظم

گھر پڑے نہ تڑپ ہجر مین جلنے دیتے
کوئی ارمان نہین دل سے نکلنے دیتے
کاٹ دیتے ہین سخن غیر حضور جانان
شب فرقت بھی نہین دلکو بہلنے دیتے
نزع مین سنتے ہین جسدم وہ چلے آتے تھے
دلکو کیونکر ترے ہم ہجر مین جلنے دیتے

کوئی ارمان تو وہ دل کا نکلنے دیتے
درد دل درد جگر دونون ٹھہر کر شب ہجر
حرف مطلب نہین وہ منھ سے نکلنے دیتے
رنج و غم کاہش جان اور فراق جانان
روح بھی تن سے نہین آہ نکلنے دیتے

غم و اندوہ نے اب ایسی لگائی ہی بھیڑ
بھاگ کر دوش تو کسی پہلو پہ بدلنے دیتے
تارے گنتا ہون تو ابر آکے چھپا دیتے ہین
ان بلاؤن کو نہین پاس سے ٹلنے دیتے
وعدہ پورا کیا گھر آکے مرے فرمایا

مصاحب نے عرض کی پھر حضور قبول کرلین وہ بھی وزیر کی نواسی ہی
حسین و جمیل رتبہ بھی جلیل نیلم نے کہا جاکر کہہ آؤ با بدولت نکاح پہ بیٹھینگے زعفرانی جوڑا بھیجو مرغالی سحر نے عزیزداردن
کو نامے لکھے سبکو جمع کیا بڑی دھوم سے مانجھے کا جوڑا بھیجا نیلم نے خوشی کے مارے وہ جوڑا زیب جسم کیا زرد رو
بنکر تخت پر بیٹھا کنگنا ہاتھ مین باندھا شہر مین مشہور ہوا شہنشاہ نیلم کی معراج کی نواسی سے شادی ہی یارو

دیا گیا بر اسقام ہے سواج کا چالیسواں بھی نہیں ہونے پایا شہنشاہ نے خوب قدردانی کی نواسی نے خوب
سوگ رکھا بعض نے کہا چھوکری کی دائی کو اختیار ہے اُس بڑھیا نے بڑا دار اب شہنشاہ کی ساس کہلائیگی
اسکی خوب بن پڑی عزیزوں کو سرکار میں بھر دیگی اندر باہر انھیں کا دخل ہوگا بی مرغابی سحر خوب شناوری
کرینگی دریاے خزانے میں غوطہ ماریگی شہر میں یہی ذکر ہوتے ہیں چالاک حجلۂ عروسی میں بیٹھے روتے ہیں
دل میں تو خوش ہے شان و شوکت نیلم کی سنکر گھبراتا ہے اس مقام پر قبلہ و کعبہ کا کام تھا باپ کا حال جو دریافت
کیا یہ ثابت ہو چکا کہ انکی قید طوفان قہر نگاہ طرف توسن حصار کے لیگیا یہاں قید نہیں رہی یہی خیال ہے
کہ شہنشاہ نیلم کو بارہ کوئی صورت رہائی کی نکل آئیگی یہاں تک تو خدا نے پہونچایا مگر اس طرح کے کام قبلہ و کعبہ
کے کرنے کے تھے انھیں کا کلیجہ تھا ایک شب میں چالیس لاکھ کا لشکر تباہ کر دیا اتنے بڑے وزیر اعظم کو
کس جاہ و حشم سے مارا پروردگار دل میں قوت دے کہ یہ کام مجھسے بوجہ احسن ہو جائے قبلہ و کعبہ کو رہا کروں
صحبت حنابندی روز سانچق وغیرہ گذرا شہنشاہ نیلم نے بڑی دھوم سے تیاری کی شہنشاہ نے آتشبازی
جابجا گڑوادی روشنی ہوئی رئیس طلب ہوئے بڑی محفل اعلےٰ قرار پائی جملہ وزرا امرا گردست اٹھی پر شہنشاہ نیلم
بھاری سہرا باندھکر تیار ہوا گرد وزیران سلطنت شیران امبت ہاے آتشبازی جابجا چھٹ رہے ہیں
اس دھوم سے دلھن کے مکان کی جانب برات چلی دلھن کے مکان پر مہمان جمع ہیں رؤسا کمر باندھے ہوئے حاضر
حالات محفل عیش کے ناظر سبکو یہ بڑا خیال ہے کہ سواج کی نواسی کی شادی ہے شریک ہو کر اسکی روح کو شاد کریں
سمدھنیں جمع ہیں حجلۂ عروسی میں دلھن رشک چمن پھولوں کے دریا میں غوطہ مارے ہوئے گلعذار مہر رخسار
گرد مصاحبین جمع ہیں خبر جو ہوئی کہ برات آگئی کنیزیں واسطے اہتمام کے دوڑیں بی مرغابی سحر ٹوٹکے کرتی
پھرتی ہیں پھولی نہیں سماتی باہر نکل کر قینچیاں کو آوازدی ٹھہر جا ابھی ہاتھی نہ بڑھانا اندر دوڑی ہوئی
گئی پانی کا طشت بھرا ہوا لائی ہاتھی کے پیٹ کے نیچے پھینک دیا مراد یہ تھی کہ دولہا ہمیشہ پانی بھرتا رہے
نیلم چونکہ عاشق زار ہے جو جو جسنے کہا سب قبول کیا خضاب لگا کر آئے ہیں دولہا بنے ہوئے ساتھ والوں
نے بنا لیا یا سامری یا جمشید کی صدائیں بلند مغرور و خودپسند اگر اترے جو رسم سامری پرستوں
اور جمشید پرستوں کی تھی پنڈت برہمن جمع ہوئے رسمیں ادا کیں محل میں بلا ہوا لڑکا اندر آتا ہی نیلم
بھول گیا جی میں کہتا ہے سسرال میں آئے لڑکے تو کہلاتے قریب حجلۂ عروسی پہونچا دلھن کو گود میں اٹھایا
باغ باغ ہو گیا چالاک سر جھکائے ہوئے پھسر پھسر رو رہے ہیں جس سے لپٹا اسقدر رویا کہ جل تھل بھر گئے

نیلم سمجھا رہا ہی کہ صاحب کیا میکا چھوٹ جائیگا دو دن سسرال مین رہو سیکے مین مہینون رہنے کا اختیار ہی دولہن
کو لا کر محافے مین سوار کیا بڑی دھوم سے برات لیکر چلا چالاک محافے مین سوار مرغابی سحر دائی اپنے گود مین
لیے ہوئے محافے مین بیٹھی ہی بی شہنشاہ کو راضی کرنا عنایت سامری و جمشید ہوئی وزارت گھر سے
گئی سلطنت گھر مین آئی کل کو نام خدا اولاد ہوگی اسکو تاج و تخت ملیگا بہت سے محل شاہ نیلم کے ہین سب
نگوڑیان نجھوٹیان شیطان کی لنگوٹیان جمع ہین خراب خستہ نہایت بد ہین اسی وجہ سے لا اولد ہین شہنشاہ
نیلم کو اولاد کی بڑی حسرت ہی مین دائیون کو ڈھونڈھ کر علاج کرونگی تمھارے بطن سے اولاد ہو بھرے گھر
آباد ہو یہ دائی پالنے والی سمجھا رہی ہی کہ شاہ ہو اب زیادہ زر و بلور دو مصاحب ساتھ ہو اس سے کہتی ہی
دیکھو جس دن سے لونڈیا نے مانجھا چنا آدمی رہگئی نہ میٹھی کھائی نہ دودھ پیا اور وہ کہتی ہی یہ ان
دنی ہی نانا کا مرنا مبارک ہوا شہنشاہ کی جورو کہلاؤ مین شہنشاہ نیلم اشارے سے کہ رہا ہی برات بڑھائے
چلو بہت خوش ہی بط غوطہ زن کی چہل پہل آنکھون کے آگے پھر رہی ہی ایک ہفتہ تڑپ تڑپ کر گذرا سامری
محل مین آکر برات اتری تمام شاہزادیان وزیرزادیان درِ دولت پر حاضر ہین [illegible] اکرام سے
سیان چالاک کو نانا تھا کی شرم ہی سر جھکائے ہوئے گھونگھٹ گھٹنون تک لٹکا ہوا لاکر ایک قصر عالی
مین پہونچایا شاہزادیون نے گھیر لیا مرغابی سحر دائی قریب ہی ناگاہ عروس شب لیے ہوئے شکین کھولے
نوشاہ ماہتابان مع ثوابت و سیارگان برات لیکر قصر فلک نیلی پر جلوہ فرما ہوا ستارون کی افشان عروس
شب نے ماتھے پر چنی جب پہر رات گذر گئی شہنشاہ نیلم بیتاب بیقرار تھا ایکا ایک محل مین ہلڑ ہوا دولہا
آتا ہی چالاک نے دیکھا ہر کام کے چیلے سے ساتھ والیان ہٹنے لگین چالاک نے جب دیکھا دائی بھی
چلی دامن تھام لیا مرغابی سحر نے کہا بی بی اب دولہا حجلۂ عروسی مین آتا ہی دیکھو خبردار ہماری باتون
کو یاد رکھنا سات سو ملک کا بادشاہ رازدار طلسم ہوش ربا سحر و ساحری مین یکتا قوت بازو سے
افراسیاب افراسیاب اسکی رائے پر کاربند ہی بی حیرت بھی کہتے جھک کر ملینگی شادی کی خبر سنکر
ایک چالا افراسیاب کے یہان ہوگا بخوبی سمجھا کر مرغابی سحر نے بھی غوطہ مارا اب چالاک یکہ و تنہا رہگیا
شہنشاہ نیلم جوش اشتیاق مین پہلو سے پہلو ملا کر بیٹھا اپنا اشتیاق بیان کر رہا ہی جوش محبت مین ٹھنڈی
سانسین بھر رہا ہی گھونگھٹ ہٹایا چالاک نے طمانچہ مارا نیلم گال سہلا کر رہگیا ایک ہنستے نے عشق مین بیٹھ کر
ہنسنے لگا چالاک نے شراب کا اشارہ کیا نیلم نے بہ تعجیل گلابی کھینچی جام لبریز کیا چالاک سے

بیہوشی کی پڑیا گھاتی سے ملائی جھوٹا کرکے جام شہنشاہ نیلم کو دیا مگر قلب کانپ رہا ہی سترہ لاکھ فوج سلطان
غدار کی اس ملک مین موجود ہی چار سو سرداران نامی و نامدار ایک ایک ساحری و جمشید زمانے کا خوف
ہی کہ ای چالاک اگر خدانخواستہ عیاری خالی گئی یا کسی وجہ مین حال کھل گیا جلا کر خاک کر دینگے لیکن اب
جو کچھ ہو سو ہو کلیجہ تھپکا کر لیا ہاتھ بڑھا کر جام دیا نیلم نے بے اندیشہ جام لیکر پیا چالاک زہر مار زہر مار کہہ
رہا ہی نیلم نے کچھ ان لفظون کا بھی خیال نکیا پیتے ہی گھبرا گیا اُف اُف کرتا ہوا اپنے مقام سے اٹھا طرف
چھپر کھٹ کے چلا چالاک نے وہ بیہوشی پلائی ہی اگر حبہ ماشے دریا مین ڈالدین مچھلیان بلبلا کر نکل
آئین بیہوشی تاثیر کر چکی تھی پلنگ تک نہ پہونچ سکا لڑکھڑا کر گرا چالاک نے نعرہ کیا خنجر پکڑ کے چاہا کہ قتل
کرون کلیجہ دھڑکا سوچا کہ ای چالاک غضب ہو جائیگا لاکھون جادوگر گرد قصر جمع ہین نکلنا دشوار ہوگا
اتنا بڑا ساحر زبردست جو مرے گا علامت اسکے مرنے کی ظاہر ہوگی تمام ساحر گھس آئینگے جلا کر خاک
کر دینگے دوسری مصیبت یہ ہی کہ ابھی تک قیدخانے کا پتہ نہین ملا کہ قبلہ و کعبہ کہان قید ہین انھین کی
رہائی کے واسطے یہ سب تدبیرین ہین قتل کرنا مناسب نہین ہی اسکی شکل بنکر بیٹھو شہر نیلم حصار کا انتظام کرو
صبح کو جب سرداران زبردست و وزیران خود پرست آئین گے انسے حال قید قبلہ و کعبہ دریافت کرکے دل
انکو رہا کرین بعد اسکے جناب قبلہ و کعبہ کی رائے مین جیسا آئیگا وہی کیا جائیگا اس رائے کو بخوبی دل مین
ٹھان کرکے چالاک نے نیلم کی زبان مین سوزن دیا یعنی بیہوشی کی دماغ پر چڑھائی ایک صندوق کلان
مین نیلم کو بند کرکے قفل لگا کنجی ازار بند مین باندھی رنگ روغن عیاری کا نکالا آئینہ سامنے رکھ کر
شہنشاہ نیلم کی صورت بنکر تیار ہوا اب چھپر کھٹ پر آکر بیٹھ رہا ہے اطمینان سو یا اب یہی فکر ہی قبلہ
و کعبہ نیلم حصار مین ہونگے انکی رہائی کی تدبیر بوجہ احسن ہو جائیگی یہ کام کر تو گذرا مگر تڑپ رہا ہی کہ ای چالاک
بہت بڑے بڑے جادوگر یہان جمع ہین ایسا نہو کوئی پہچان لے تو جان بچنا دشوار ہوگی شہر وسیع نہ کوئی مونس
نہ غمگسار کہان بھاگ کر چھپ رہوگے تڑپ تڑپ کر چالاک نے شب بسر کی جبکہ جواہر زواہر آفتاب عالمتاب کیسۂ
مغرب سے بازار فلک نیلی مین رکھا گیا خریداران ضیا و شعاع موجود ہوئے نگاہ خریداری مجتمع چالاک
نے عمر و تیغہ ہاتھ مین ابرون پر بل حجلۂ عروسی سے نکلا دروازے مین قفل لگایا آج جلسے مین ہزارون
حاضر ہین کہ شہنشاہ وصل سے کامیاب ہو کر برآمد ہونگے سبکو خلعت سرفرازی حاصل ہوگا جیسے ہی شہنشاہ
برآمد ہوئے سب سے پہلے غالب سحر نے بڑھکر بار مین لین پوچھا شہنشاہ لونڈی ایکی کیا کرتی ہی قفل

کیون بند کیا یہ سنتے ہی نیلم نقلی نے کنیزون کو اشارہ کیا اس بیچارے کے جھونٹے پکڑ کے کھینچتے ہوئے ہمارے
سامنے سے لیجاؤ یہ بیچاری ہماری معشوقہ کا حال پوچھتی ہے ہم اپنی معشوقہ کی صورت کسیکو نہ دکھائینگے مرغابی
پر مار پڑنے لگی اشارے کی دیر تھی کشان کشان کرکے اسکو نکال دیا ایک شاہزادی نے بڑھ کر پوچھا شہنشاہ
یہ قفل بند رہیگا بند و بست کا کیا باعث ہے چالاک نے ہاتھ تلوار کا مارا اس شاہزادی کے دو ٹکڑے ہوئے
پانچ چھ جادوگرنیان جو چالاک نے محل مین قتل کین ہنگامہ ہو گیا ایک نے ایک سے کہا شہنشاہ آج بہت
بد مزاج ہو رہے ہین کوئی کلام نہ کرے جس نے سلام کیا اسکو اس جرم پر قتل کیا کہ ہمین کیون سلام کیا
جسنے نہ سلام کیا اسپر یہ جرم ہوا کہ ہمیں سلام نہین کیا بولی محل مین ہنگامہ عظیم برپا ہوا تو کنیزین معہ حبشیون کے کونون
مین چھپنے لگین ہر ایک کا یہی قول ہے کہ شہنشاہ دیوانہ ہو گیا بعض نے کہا دیوانہ کلام کر دیو چلاو باہر چلیئے
مشیر وزیر آئینگے شہری دیوانے کا علاج کرینگے چالاک وہی تیغ خون آلودہ لیے ہوئے محل سے نکلا
عرض بیگی نے عرض کی دربار معمور ہے سرداران شاہی جمع ہین چالاک نے ہاتھ تلوار کا مارا اسکے دو ٹکڑے ہوئے
دیکھا سب نے شہنشاہ کے منھ سے کف جاری فرماتے ہین جسسے کلام نکر دیو لوگ کیا جانین جو ہمپر غم
و الم ہے افراسیاب کی سلطنت مٹ رہی ہے ہمین تم سب پر اسکا خیال ہے اگر طلسم کشا دوڑتا بڑھتا ہمارے ملک پر
آجائے تو کیسی خرابی ہو یہ لوگ کلام کرکے ہمکو برہم کرتے ہین وزرا امرا نے جو خبر پائی کہ آج شہنشاہ نیلم
نے محل مین بھی دس بیس جادوگرنیون کو قتل کیا دروازے پر بھی کئی جادوگرون کو تہ تیغ کیا بربادی طلسم
ہوش ربا کا غم ہے وزرا امرا نے کہا بہت بجا ارشاد ہوا اتنے بڑے بادشاہ جلیل ہین نام سب مین مشہور ہے جمع
وغیرہ انھین کی فکر کرتی ہونگی نیلم کوہ پر ضرور لشکر کشی ہوگی چل کر شہنشاہ کو تسکین دین آپس مین صلاح
کرتے ستر سو سردار و وزیران نامدار ایک ساحر بے نظیر سب کے آگے طوفان قہر نگاہ بڑا نا خیر خواہ آگے حاضر
ہوئے دیکھا شہنشاہ نے دروازے پر کئی ساحرون کو قتل کیا ہے لاشے انکے پھڑک رہے ہین ایک ہاتھ
مین تیغ ایک ہاتھ مین فولاد کا گولا اگر کسی نے نگاہ ڈالی گولے کو چرخ دیا فرمایا سحر کرون زمین قلعہ نیلم الٹ
دون اس گولے کی تاثیر سارے شہر مین پہونچیگی سب اندھے ہو جائینگے ساحر کانپ جاتے ہین کہتے ہین کیا
مجال جو حضور کے سامنے سحر کرین ہم آپ کے ملازمان جانباز ہماری یہ مجال ہے کہ شہنشاہ سے آنکھ ملائین
یا سحر کرین یہ کہکر خاموش ہوئے چالاک نے اسطرح ڈرا دھمکا کر کئی ساحر قتل کیے کہ سامنے وزیران سلطنت
مشیران بابت قدیم خیر خواہ طوفان قہر نگاہ آکر حاضر ہوا چار جانب سے شہنشاہ کو گھیر لیا دست بستہ

عرض کی حضور باعث ملال خاطر ارشاد ہو غلام اُسکی تدبیر کرے چالاک نے کہا اس ساربان زادے کو
ہمارے سامنے حاضر لاؤ جسنے طلسم ہوش رُبا مین یہ آفت برپا کی طوفان نے بڑھ کر عرض کی حضور نے بجا ارشاد
فرمایا آپکے حکم سے اُس مفتری کو توسن حصار پر لیگیا آپ کے بھائی صاحب نے اُسکو زندان طلسم مین قید کیا
کئی مہینے کا زمانہ گذرا یقین ہے تڑپ تڑپ کر مر گیا ہو یہ حضور بخوبی واقف ہین کہ وہان کا قیدی تا قید
حیات رہائی نہین پاتا شہنشاہ لاچین فرزند صاحبقران دختر شہزادہ کئی سال سے اُسی مقام پر قید ہین
آج تک کوئی وہان کے حال سے آگاہ نہین ہوا یہ سنکر طائر ہوش چالاک قفس جسم خاکی مین تڑپنے لگا
بہت گھبرایا غصے مین حکم دیا اے سرداران نامی اس بحیا کو ابھی قتل کرو ماہدولت نے حکم نہین دیا عمرو ایسے
شخص کو توسن حصار پر کیون پہونچایا تمام عالم مین مشہور ہے کہ عمرو جہان قید ہوتا ہے اُس ملک والون کی
جان پر بنتی ہے ایسا ہو قلعہ توسن حصار مین کچھ قیامت برپا کرے طوفان قہر نگاہ کو ساحر لپٹ گئے یہ چند
فریاد کرتا ہے شہنشاہ میری کیا خطا ہے اشارہ کردیا خبردار ہمارے حکم مین تامل نہو اس زبان دراز کو قتل کرو
جلادنے فوراً طوفان قہر نگاہ کو قتل کیا اب تو تمام وزرا امرا گھبرائے کہ آج شہنشاہ کو بطور غصہ ہے سامری شہید
خیر کرین چالاک طوفان قہر نگاہ کو قتل کر کے تخت پر آکے بیٹھا دل مین سوچتا ہے کہ مین کیا کر گذرا اسکا انجام
کیا ہوگا افسوس ہے کہ قبلہ و کعبہ دستیاب نہوے اس ملک مین پہونچے کہ جہان کی خبر بھی ملنا دشوار ہے سوچ
سوچکر حکم دیا کل فوج آراستہ ہو سامان سفر تیار کیا جائے ماہدولت بذات خود باغیون پر لشکر کشی کرینگے
سزاے بغاوت دینگے صاف ظاہر ہوا کہ افراسیاب سے انتظام طلسم ہوشربا نہین ہو سکتا پس انتظام واجب
و لازم ہے ساتھ والون نے عرض کی کہ اے شہنشاہ گیتی ستان چرخ و بہار و باغبان آپ سے کیا لڑ سکتے
ہین چلتے ہی قیامتین برپا کردینگے کوہ و دشت و بیابان لاشہ ہاے دشمنان سے بھر دینگے اُستادان
سخنور نے تحریر فرمایا ہے سترہ لاکھ فوج دریا موج تیار ہوئی علم ہاے زنگاری کے پھریرے کھلے صندوق شہنشاہ
نیلم کو چالاک نے ایک چھکڑے پر بار کرالیا کہدیا کہ سحر نایاب ہمارا اسمین بند ہے جس مقام پر فروکش
ہون جس خیمے مین تشریف رکھین قریب ہمارے چھپر کھٹ کے یہ صندوق باحتیاط رہے کوئی اُسکو ہاتھ
نہ لگائے جو اُسکے قریب جائیگا شعلہ ہاے آتش پیدا ہوکر اُسکو جلادینگے ایسے ایسے بہت خوف چالاک نے
ساتھ والون کو دلائے چالاک بہ عیاری تو کر گذرا لیکن ہوش نہین درست ہین کلیجے پر پتھر رکھکر تخت پر
سوار ہوا چار سو سرداران زبردست ساحران سامری عہد گرد تخت چالاک بن عمرو جب اُنکو دیکھتا ہے ہوش

اڑجانے مین دل سے کہتا ہو اے چالاک بن عمرو اگر یہ واقف ہوجائین کہ ہمارا آقا نہین ہو فرزند عمرو بصورت نیلم تخت پر سوار ہو کیا حال کرین وہ حافظ حقیقی مالک ہو بہرنوع اس کروفر اس جاہ وحشم سے لشکر گران لیکر چالاک بن عمرو بصورت شہنشاہ نیلم منزل بمنزل چلا کہ ذکر اسکا وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان لشکر ظفر اسد نامدار و مقابلہ توسن جادو کہ آج لشکر سلطان جل چکا ہو و آمد اہالیان ورہند و جنگ عظیم واقع ہونا و دیگر حالات متعلق داستان ہذا بیان کیے جاتے ہین ساقی نامہ مصنف

ساقی اب جنگ کا ہو سامان
رندون کے لیے ہو صاف خنجر
جھنڈا جرأت کا گڑ گیا ہو
ظاہر ہو کہ جنگ کا بیان ہو
سطرین ہین ورق پہ یا کہ فوجین
کام آئیگی یہ زبان درازی
میخانے مین ہو رہی تقریر
میخانے مین دخت رز لڑی ہو
حاصل کیا جنگ کے بیان سے
مضمون کسی سے کیا اڑینگے

ہو موج شراب تیغ بران
ہو جنگ مین فکر بادہ نوشی
مضمون کسی سے لڑ گیا ہو
لشکر مضمون کے آ رہے ہین
یا بحر جہاد کی ہین موجین
تحریر ہون سحر تو بعید شوق
ہو موج شراب یا کہ شمشیر
تو جنگ کا ذکر آ گیا ہو
لڑ بھڑ کے نکل چلو بیان سے
مہر ساقی ہوئی قمر پر

گردش مین ہین مین آج ساغر
رندون کو ہو جوش سرفروشی
اے کلک یہ وقت امتحان ہو
فوجون کے پرے جما رہے ہین
کرتا ہو قلم بھی نیزہ بازی
ہوا بر فسون کو ابر پہ فوق
رندون کو بھی آج گد پڑی ہو
ساغر آنکھین لڑا رہا ہو
اس لطف سے مصرعے پڑھینگے
ہو سایۂ آفتاب سر پر

غزل

یون تو قارون کے خزانے کا بھی ہاتھ لگے
غیر ممکن ہو لاکن بت کی کمر ہاتھ لگے
بیاثر ہو گئے نالے روز دن ہمارے نالے
بعد مدت کے مجھے یہ گل تر ہاتھ لگے
زہر خریدہ جائے ہر اک عضو میرا گن کاٹے
ذبح کر ڈالون اگر مرغ سحر ہاتھ لگے
للہ الحمد کہ اب آ گیا سینے پہ ابھار

ہو دعا میری کہ وہ رشک قمر ہاتھ لگے
دست گستاخ بڑھایا تو خفا ہو کے کہا
سوال مین جا کے اگر ہمکو شرر ہاتھ لگے
اپنے جھوکون سے آرا لاکے یہ سیر و باغ
غیر کا گیسوے جانان مین اگر ہاتھ لگے
بھنڈا جاتا ہو بلبل کو پھنسانے صیاد
سحر قامت جانان کو شرر ہاتھ لگے

چاہیے انسان تو عنقا کا بھی پر ہاتھ لگے
اب خبردار نہ یون بار دگر ہاتھ لگے
بوسے اس گل کو دیے جو لیے رخسار لگے
بوسے گیسو جو مجھے بار دگر ہاتھ لگے
وصل کی رات یہ پہلے ہی سے بول اٹھتا ہو
شرط بدتا ہون اگر ایک بھی پر ہاتھ لگے
دل تو تم لے چلے پھر جان کو کیون چھوڑ چلے

لیتے جاؤ منہ اسے رشک قمر ہاتھ لگے	جام مے اسکا بنانا تو مقرر ساقی	کسی میخوار کا گر کاسۂ سر ہاتھ لگے
ہو دعا تو خدا سے یہی ہر دم شیر	ذرّت جین ملے خیا میں زر ہاتھ لگے	جہرہ گوہر آبدار سخن کو زیب گوش

ساحران ذی ہوش کرتے ہیں شعر قصص خوانان بزم خوش بیانی و خریداران کالائے معانی و اس داستان
حیرت بیان کو بعد حمد و نعت تحریر فرماتے ہیں کہ لشکر شہسوار عرصۂ یکتازی اسد دین کرب غازی بعد قتل
بوزنیۂ ابلق سوار شب کو اسی مقام پر فروکش ہوا خواجہ عمرو موجود ہیں لیکن یہ صلاح ہو رہی ہے کہ یہ
خبر لشکر میں پہونچ جائے اہالیان لشکر بیتاب ہونگے خواجہ عمرو کو طوفان قہر لگا کے اٹھا لایا اسد نامدار
آوارۂ دشت ادبار ہوئے اہالیان لشکر نہایت پریشان و حیران ہونگے اسد نامدار نے بھی اس صلاح
کو پسند کیا اپنے دست حق پرست سے نامہ لکھا تمام کیفیت درج کی یہ بھی لکھ دیا کہ فلاں صحرا میں بفتح و
ظفر فروکش ہیں تردد و انتشار نکرنا اگر پروردگار اپنا فضل کرتا ہے تو بفتح و فیروزی ہم آکر ملتے ہیں اگر
مناسب ہو تو تم اپنے کو ہم تک پہونچا دو چند فقرات تسکین آیات تحریر فرما کر کسی ساحر کو دیئے وہ ساحر
چاہتا ہے کہ نامہ لیکر چلے پہر دن باقی ہے کہ صحرا سے گرد اٹھی دیکھا سب نے آگے آگے سترہ سو علم سیاہ
نشان سترہ لاکھ فوج کا پشت پر پرے ساحروں کے بندھے ہوئے ناہید نے بیچا تخت پر ملکہ بادبان
جادو مرکب باد رفتار پر توسن سوار پشت پر سترہ لاکھ ساحران غدار دور سے جو لشکر اسد نامدار کو
دیکھا جل گیا دیکھا بارگاہیں استادہ ہیں ایک جانب کھیت پڑا ہے لاشہ بوزنیۂ ابلق سوار تڑپ رہا ہے
ساتھ والے اسکے جسقدر مارے گئے لاشے انکے بھی پڑے ہیں لشکر اسد نہایت لطف سے آراستہ
ہمراہیان بوزنیۂ ابلق سوار جو جا بجا بھاگ کر چھپے تھے وہ بھی درہ ہائے کوہ سے نکل کر سامنے توسن
کے آئے چیخیں مار کر رو دیتے تھے عرض کی اے شہنشاہ آپ کی صاحبزادی نے ہمارے عزیزوں کو قتل
کیا شہنشاہ طلسم ہوش ربا نے آکر ہمارے افسر کو مارا ہم نے آنکھوں سے دیکھا افسر ہمارا کسی بات
میں کم نہ تھا ساحر زبردست جری بہادر بی ناہید کو بھی زخمی کیا طلسم کشا کے بازو پر کوئی تحفہ تھا
وہ بھی لے لیا طلسم کشا بھی گر چکا تھا سر کاٹ لینا صرف باقی تھا یکایک سامنے دیکھا شہنشاہ طلسم ہوش ربا
تشریف لائے کچھ کلام کیا نہیں معلوم کیا خطا ہوئی ہاتھ تلوار کا مار دیا پھر فوج بے سردار کیا
ڈر سکتی تھی کچھ شریک ہو گئے ہمکو نام مسلمانان سے نفرت تھی یوں نے جو خداؤں سے محبت تھی
بھاگ کر درہ ہائے کوہ میں چھپے حضور کو دیکھکر چلے آئے حاضر ہوئے یہی ساری آگ آپ کی صاحبزادی

نے لگائی شہنشاہ لاچین اس لشکر مین نہین ہی یہ خبر سنکر توسن اور زیادہ جھلایا کہا ناہید کی میرے
ہاتھ سے قضا ہی وہ پیرزن گیر کہین بھاگ گیا تلاش کرکے مارونگا اس بڈھے کو اب سلطنت نصیب
نہو گی یہ کہکر حکم دیا لشکر فروکش ہوا بارگاہ استادہ ہوئی تمام جنگل مجمع ساحران سے بھر گیا توسن
بل کرتا ہوا داخل بارگاہ ہوا عمرو نے جو اس فوج دریا موج کو دیکھا ہوش اڑ گئے جی مین کہتا ہی اس
فوج کا کون بار سنبھالے گا ناہید بھی پریشان عمرو نے دیکھا رنگ روے ناہید متغیر کہہ رہی ہی
کہ خواجہ بوزنیہ ابلق سوار کو تو مارا اس لشکر کا بار کون اٹھائیگا عمرو ٹھنڈی سانس بھر کر کہا جس
بے حیا نے اس زندان تنگ و تاریک سے چھوڑایا وہی اس بلا سے بھی نجات دیگا ای ناہید یہ لشکر کیا
ہی جب ہم ابتدا مین لشتہ رنگین حصار پر گئے صرف ملکہ مہرخ ساٹھ ہزار فوج سے ہمارے شریک ہوئی
تھین یہ تو خراج گذار افراسیاب ہی ہمتو مقابلہ افراسیاب مین اترے تھے ہر مقام پر پروردگار نے
غالب کیا وہی یہان بھی نجات دیگا بارگاہ مین تو یہ ذکر ہی اہلیان لشکر کو بھاگنے کی فکر ہی ہر مقام پر
یہی چرچا ہی کہ ملکہ ناہید نے برا کیا توسن جادو ایسے بادشاہ سے بگڑی صبح کو قیامت برپا کردیگا طلسم کشا
کو قتل کریگا بی ناہید کیا عذر کرینگی سحر مین اسپر غالب نہو سکینگی آخر ہاتھ باندھ کر قدمون پر گرینگی ناگاہ شب
تیز گام ماہتابان میدان چرخ نیلی مین طرارے بھرنے لگا اپنے جلوہ رخسار سے تمام عالم کو روشن کیا توسن
جادو نے غصے مین حکم دیا ہمارے لشکر مین طبل جنگی بجے فوراً نقارۂ رزمی پر چوب پڑی ہرکارون نے اگر
سامنے اسد نامدار کے دعاے جان و درازی شہریار عالم کی عمر دراز رہے دوست شاد دشمن پامال ترقی
پر جاہ و جلال ہو توسن جادو نے بہ قہر و غضب تمام طبل جنگی بجوایا کل اسکا ارادہ ہی کہ سرکار سے مقابلہ کرے
بہت لاف و گزاف کر رہا ہی ناہید تو خاموش لیکن اسد غازی نے فرمایا حکم دو ہمارے لشکر مین بھی بہ
عنایت ربانی و بتائید ایزدی طبل جنگی بجے وہ بے نیاز مالک ہی دونون لشکرون مین تیاریان ہونے
لگین توسن جادو نہایت غصے مین سردارون سے کہہ رہا ہی جو کچھ خرابی ہوئی ذات سے بوزنیہ ابلق سوار کے ہوئی وہ
بیحیا قیدخانے کو تنہا چھوڑ کر چلا گیا اسی رات بھر مین دشمنون نے اپنا کام کرلیا اگر وہ در زندانخانے پر موجود ہوتا
کیا ناہید سبکو قتل کر ڈالتی آخر سنا کہ اسنے طلسم کشا کو بھی بیکار کیا ناہید زخمی ہوئی یہ سقدر حیرت خیز وحشت
انگیز ہی کہ شہنشاہ نے آکر بوزنیہ ابلق سوار کو مارا شریک جنگ ہوئے سب نے کہا بوزنیہ کے مرتے ہی غائب
ہوگئے پھر پتا نہ لگا مگر سب چہار جانب آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھتے تھے کوئی افسر سرپرست نہ تھا آخر کس کے

بھروسے پر لڑتے مجبور ہو کر فرار پر قرار کیا توسن جادو کو نام افراسیاب سے حیرت ہو کہتا ہی یار و سمجھو کے
کہو کوئی اپنے گھر کو آپ برباد کرتا ہی کوئی افسر ہو گا تم اسکو افراسیاب سمجھے سرداروں نے عرض کی خداوند
نعمت بڑی حیرت کی جگہ ہی جسکے نمکخوار اسکو ہم نہین پہچانتے زیر سایۂ دامن دولت افراسیاب پرورش
پائی لشکروں مین ساتھ رہے آج تک ہمنے صورت نہین پہچانی کیا بالکل اندھے ہین توسن کو بڑا تردد ہی بہرام
شیر گیر سحر طراز وزیر اعظم توسن بولا کہ اے شہنشاہ کچھ ہو گا لڑائی مین افراسیاب کی پاپوش کو کیا غرض پڑی
تھی کہ آتا اگر اصل مین آیا کوئی تو امر بوزنیہ لبق سوار سے خلاف ہوا فتح کی شکست کرا کے چلا گیا آپ نامہ
لکھیں گے احوال کھل جائیگا اب سکا تردد کیا ہی پہلے صبح کو لڑائی فتح کیجیے اسد کا سر روانہ ہوا و راسی
نامے مین شکایت بھی تحریر ہو گی وہ سب لکھ بھیجین گے یاد ہان جادو تخت پر خاموش بیٹھی ہی بیٹی کے
واسطے بیقرار توسن کہتا ہی بوٹیاں کاٹ کے پھینک دونگا اب یہ سوچتی ہی جا کو بیٹی کے شریک ہو جاؤں
اسکو لیکر بھاگوں جان کمبخت کی بچاؤں توسن کو کیا محبت ہی ہمنے تو نو مہینے پیٹ مین رکھا بارہ برس
جفائیں اٹھائیں اب یہ دن نصیب ہوا ہاے صبح کو وہ قتل ہو جائیگی اس تردد مین یادہان بیٹھی ہی یہان
ناہید سر خم خوف سے باپ کے لبوں پر دم اسد نامدار تسکین دے رہے ہین خواجہ خاموش بیٹھے ہین کہ دو
بارہ ہرکارے آئے عرض کی اے شہریار دربار مین توسن کے یہی ذکر ہی کہ بوزنیہ کو افراسیاب نے آکر مارا
سبکو نہایت حیرت ہی یہ سنتے ہی عمرو اپنے مقام سے اٹھا ناہید کو گلے سے لگایا کہا بی بی نہ گھبراؤ اگر
پروردگار فضل کرتا ہی تو مین سر توسن لا کر حاضر کرتا ہوں انشاءاللہ صبح ہونے پائیگی یہ سنکر ناہید
مثل گل کے شگفتہ ہو گئی کہا جد عالی تبار سحر کی لڑائی مین کوئی توسن پر غالب نہ آئیگا نہایت سحر مین زبردست
ہی یہی مجھکو تردد ہی اپنی جان تو مین نے شہریار پر نثار کی انکو خدا دشمنوں سے بچائے عمرو تسکین دیکر بارگاہ
سے نکلا یہان توسن کے پہلو مین بہرام شیر گیر سحر طراز بلبلا رہا ہی کہتا ہی اے شہنشاہ آپ دخل نہ دیجیے بی
ناہید کو جھونٹے پکڑ کے کھینچتا ہوا لاؤنگا اب آگئی وہ بیٹی نہین ہی سراسر دشمنی کی کل اہالیان ہوشربا
کی دشمن ہو گئین یہ نہ خیال آیا کہ ماں باپ قتل ہو جائینگے مین خود قید ناہید و سر اسد لیکر خدمت مین
افراسیاب کے جاؤنگا سبب قتل بوزنیہ پوچھونگا وہ بادشاہ عادل ہی سبب دریافت ہوئیگا تب تردد حضور کا
مٹے گا لیکن بدون سر اسد جانا مناسب نہین ہی کل غلام سرمیدان مقابلہ کریگا اب ناہید و طلسم کشا کو سمجھے بیٹھے
بی ناہید وہی صاحبزادی ہین کہ جنکو گودیوں مین کھلایا سحر سکھایا ہمارے سامنے کیا زبان کھولینگی

جاتے ہی گرفتار کر لونگا اب غلام نے سحر کرنے پر کمر باندھی اب نہیں کوئی بچ سکتا لڑائی کو طول نہو سنے دونگا کل ہی
خاتمہ لیجیے وزیر توسن بُلا رہا ہی کہ لشکر میں غل ہوا شہنشاہ نامدار تشریف لاتے ہیں وہ تخت ہویدا ہوا
توسن نے سر اُٹھا کے دیکھا افراسیاب بصد جاہ و جلال تخت پر سوار چلا آتا ہی توسن مع اُمرا و وزرا برائے
تعظیم کھڑا ہو گیا ہاتھ باندھ کر سب نے سلام کیا تخت افراسیاب گوشہ بارگاہ میں اُترا افراسیاب نے کچھ
اشارہ کیا تخت تو غائب ہو گیا افراسیاب اس تخت پر آکر بیٹھا توسن کرسی پر متمکن ہوا بیٹھتے ہی توسن نے
پوچھا اے شہنشاہ اسوقت کہاں تکلیف فرمائی افراسیاب نے کہا اے توسن مجھکو آرام کہاں آٹھ پہر اسیطرح
پھرتا ہوں آفتاب طلسم غروب ہوا چاہتا ہی بیرام قریب تھا بول اُٹھا کیوں اے شہنشاہ بوزنیہ الملق سوار
نے آپکی کیا خطا کی تھی جو قتل کیا اور آپ نے لڑائی فتح نہ کی بوزنیہ کو مار کر چلے گئے اہالیان لشکر اسکے فرط
کرتے ہیں یہ سنکر افراسیاب نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا کیوں او بیحیا اسور مملکت شہنشاہی میں دخل دیا ہی
تو کیا جانے کہ ہمنے کیوں قتل کیا ہمنے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ وہ نمک حرام ناہید پر نگاہ ڈالتا تھا ہاتھ
باندھے رہا تھا منت کرتا تھا میرا وصل قبول کر یا تو میں برائے قتل اسد آیا تھا اُسی کو ہاتھ باندھ یا بوزنیہ
کی وہ خطا میں اول خطا یہ کہ نگہبان تھا شکار کو کیوں گیا دوسری خطا یہ فاش یہ کہ مرشدزادی
پر نگاہ ڈالی یہ تو مجھکو یقین تھا کہ میرا قوت بازو ساحر بے فن شہنشاہ توسن اپنی سرحد سے طلسم کشا کو نہ
نکلنے دیگا دم بھر میں قتل کریگا اسی وجہ سے بوزنیہ کو قتل کرکے چلا گیا کہ اسکے ساتھ والے شکست کھا میں
ہاتھ سے باغیوں کے لیے جائیں توسن قدموں سے لپٹ گیا کہا شہنشاہ آپنے خوب کیا نامرد نے یہ قصد
کیا تھا افراسیاب نے کہا جو کچھ میں نے آنکھوں سے دیکھا اسکو کیا بیان کروں تمکو ملال ہوگا سب
اہالیان دربار خوش ہوگئے کہ شہنشاہ کو اپنے ملازموں کی آبرو کا بڑا پاس ہی افراسیاب نے کہا کہ اے
توسن اسوقت تشریف لانے کا مادولت کے یہ باعث ہوا کہ میں نے کتب طلسمی میں دیکھا کہ توسن و
ہمارا بیان توسن کا پیمانہ عمر لبریز ہوا گھبرا کر باغ سامری میں گیا کتاب سے نقش جمشیدی نکال کر لایا جلد
شراب منگاؤ حرف نقش جمشیدی اسمیں دھو دیے جائیں ایک ایک جام سب صاحب پئیں کتاب میں
صاف لکھا ہی جو اسطرح کی شراب پیے گا پانچ سو برس تک نہ مریگا یہ سنکر تمام اہالیان دربار قدموں سے
لپٹ گئے کہا شہنشاہ آپکی پرورش کے قربان توسن نے کہا صاحبو ایسے قدردان پر جان نثار کریں کہ
جسکو آٹھ پہر ہماری جان اور آبرو کا خیال ہو فوراً اسکا شراب کا منگایا سامنے تخت افراسیاب کے

رکھا افراسیاب نے کمر سے نقش جمشیدی نکالا پرچہ کاغذ شراب مین ڈال دیا نقش پر آب تھا پانی ہوگیا
افراسیاب نے اول اپنے ہاتھ سے جام لبریز کیا کہا پہلے مین اپنے بھائی کو پلاؤن اپنے قوت بازو کی عمر
بڑھاؤن بہرام گرگ گزار رہا ہو شہنشاہ مین نے بھی خواب ہاے پریشان دیکھے ہین مجھکو بھی پلا دیجے افراسیاب
نے کہا پہلے مین اپنے بھائی کو پلاؤنگا یہ کہکر جام سامنے توسن کے پیش کیا توسن نے بھی سلام کرکے جام لیا
انجام سے تو جام کے آگاہ نہین ہو بدون رد و قدح چاہا کہ پیوین ملحوظ خاطر رہے کہ بہرام شیر گیر سحر طراز قریب
تخت افراسیاب گرگ گزار رہا ہو تہنیتن کرتا ہو میری خطا معاف فرمایئے وہ جام مجھکو مرحمت ہون لیکن توسن
نے قصد کیا کہ جام ہونٹون جیسے ہی قریب منھ کے لایا سنہرا تیلیا زو پر بندھا تھا گویا قوت بازو تھا بے اختیار
پکار اٹھا اے شہنشاہ توسن شراب نہ پیجیے گا اگر ایک قطرہ حلق سے اُتر گیا تمام اعضا پانی ہوکر بہ جائینگے
یہ افراسیاب نہین ہو عمرو عیار بڑا مکار و غدار ہو شراب تو شعلہ نکلکر اُڑ گئی جام ٹوٹا توسن ارے کہکے بانپا
عمرو نے دیکھا کار از دست رفتہ و تیر از کمان جستہ عیاری نحوی فلک نے گردش دکھائی توسن تلوار سے
لیکر جھپٹا عمرو نے شیرانہ نعرہ کیا قصد ہوا جست کرکے نکل جاؤن بہرام قریب تھا عمرو نے خنجر کوکھ بہرام
کے مارا شکم چاک قصہ پاک یہ بچا تو گرا مرنے سے ساحر کے تاریکی ہوتی ہو اندھیرے مین عمرو نے سر توسن
سے تاج لیا اک لات ماری آواز دی نعرہ عمرو منم عمرو کہ کلہ از سر قیصر ببرم ؛ رنگ از رخ نجناب بخنجر ببرم
در مجلس خسروان چو گردم ساقی ؛ تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم ؛ توسن تو منھ کے بل گرا عمرو شیرانہ نعرہ
کرکے نکلا الغیا کا بلڑا ہوا عمرو نے فوراً گلیم اوڑھ لی یہان بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من بہرام
شیر گیر سحر طراز بود جادوگر دوڑے توسن کو اٹھایا دیکھا شہنشاہ سر برہنہ منھ کے بل گرے دانتون سے
خون جاری آہ آہ کر رہا ہو ساحرون پر جھلایا کہا تم لوگون نے گرفتار نہ کر لیا مصاحبون نے کہا حضور کے
سر سے تاج اُتار لے اپنے ہاتھ نہ پکڑ لیا برق جہندہ کو کون گرفتار کرے جست کرتے ہی غائب ہوگیا لشکر والے
ڈھونڈھتے پھرتے ہین ایسا بیباک جست و چالاک عیار غلاسون کی نگاہ سے نہین گذرا اب ثابت ہوا
بیوزنیہ اسیطرح مارا گیا عمرو نے بصورت افراسیاب اس ساحر لاجواب کو سر میدان مارا حضور حفاظت کیجیے
ایسا نہو پھر کسیکی صورت بنکر گھس آئے توسن نے اُسیوقت ہوشیار ہوکر گرد لشکر حصار سحر کیا آگ روشن
کردی یہان ملکہ ناہید طلایہ دے رہی ہو کہ لشکر توسن مین ہنگامہ ہوا الغنیا کی آواز آئی ناہید سمجھی
لشکر توسن شبخون آتا ہو آگے بڑھی دیکھا خواجہ بھاگے ہوئے آتے ہین دوڑ کر لپٹ گئی کہا کیون نانا جان

خیر تو ہی عمرو نے کہا بیٹا توسن کی رسی دراز ہے مین نے چاہا تھا قتل کرون لیکن بڑا بیدار مغز ہے شمشیر پڑنے نہ پائی اسکا
پیر نے اُسکے تدبیر بتادی ناہید نے کہا آپ نے غضب کیا وہ ساحر بڑا زبردست ہے بڑے بڑے ساحرانکو یاد
ہین خدا نے بڑی جان بچائی عمرو نے کہا ہمارا بڑا نقصان ہوا ایک صندوقچہ کمر مین تھا بھاگتے مین گر گیا اسد
بھی ہنگامہ لشکر باہر نکل آئے ہرکارے نے اسد کو خبر دی خواجہ نے جا کر عیاری کی تاج توسن لیا بہرام
شمشیر گیر کو قتل کیا خدا نے انکی جان بچائی اسد نے دیکھا خواجہ ناہید سے کہ رہے ہین میری کمر سے صندوقچہ
جواہرات کا گر گیا اسد نے کہا صندوقچہ تو گرا تاج توسن بھی تو لیا عمرو نے پلٹ کر کہا دو بولنے تو کیون
دخل دیا ہے اسد نے کہا لشکر مین خزانہ نہین ہے آپ کو تو ہر وقت خواہش ہے مال ملنے کی کاوش ہے عمرو نے
کہا تمکو میسر کیا ہے تم نے کبھی کوئی ٹکا دیا یہ باتین تھین کہ شہنشاہ توسن سوار فلک نیلی آفتاب جہان گرد
بعد عظم و شان میدان فلک چہارم مین مصروف گشت ہوا ستارہ سحری چمکا تو مین میدان کارزار
مین جانے لگین عمرو و ناہید کو تخت پر سوار کیا اسد پشت مرکب باد رفتار پر شاہزادہ بدیع الزمان گرد
لشکر شکن بیرون بارگاہ تشریف لائے بڑے ملکہ تصویر بارگاہ عالی استادہ ہے در دولت ملکہ تصویر پر کھا ادب
چوبدار یساول حاجب دربان بڑا سامان اسد درداتے پر ملکہ تصویر سے گیا ہے بدیع الزمان نے اسد
کو گلے سے لگایا دعا دی جان درازی کی یہ بھی پشت مرکب پر سوار ہوئے اسد نامدار نے چاہا ماموں جانکو بعہدہ
سپہ سالاری آگے بڑھاؤن بدیع الزمان نے فرمایا اے فرزند سعادتمند فخر ہے تم یہان کے سردار و افسر ہو و
طلسم کشائی تمہارے نام قرار پائی ہمارے واسطے بھی فخر ہے تمہارے لشکر کے ہم سپہ سالار ہین مقام
صاحبقرانی تمہارا عہدہ ہے یہ فرما کر اسد کو آگے بڑھایا ناہید نے قریب آکر بدیع الزمان کو سلام کیا
بدیع الزمان نے برخوردار کہکر سر ناہید سینے سے لگایا ناہید نے اپنے گلے سے موتیون کا مالا اُتار کر
زیب گلو سے بدیع الزمان کیا کہا ماموں جان ہر ایک ساحر کا سحر تو آپ پر تاثیر نکریگا مقابلہ لشکر ساحران
ہے حفاظت رہے بدیع الزمان نے سر جھکا لیا پایۂ تخت پر ناہید کے ہاتھ رکھا کنیزان ناہید گرد آگئین اس
جاہ و حشم سے لشکر طرف میدان کارزار کے چلا خواجہ لشکر سے نکل گئے ہین صورت بدلے ہوئے بشکل ساحر
ایک گوشے مین کھڑے ہوئے دیکھ رہے ہین کہ توسن لشکر قیامت اثر ہمراہ لیکر بڑے جاہ و جلال سے
وارد میدان کارزار ہوا بادبان زوجہ توسن تخت پر پشت پر ستر لاکھ ساحران غدار دونون لشکر
میدان کارزار مین جمے صفوف قتال و جدال آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کرنا کا کہہ رہے تھے توسن نے

پلٹ کر طرف ساحرون کے دیکھا عقلاے جادو واژدر پر سوار پہلو مین حاضر تھا اژدر و آتش فشان کو بڑھایا
توسن کو سلام کرکے کہا ابھی جا کر سب کے سر لاتا ہون ارشاد ہو تو طلسم کشا کو تو کون پہلے افسر کا سر قلم کرون
توسن نے کہا انکو سامری و جمشید کے سپرد کیا عقلاے جادو میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی کمان
ہے طلسم کشا میدان کارزار مین آوے تو احوال معلوم ہو ناہید کو منظور یہ تھا کہ اسد نامدار میدان کارزار
مین نہ نکلین لیکن یہ شیر بیشہ صاحبقرانی جرأت مین لاثانی فوراً مرکب کو صف سے نکالا ناہید سے رخصت
ہوے ناہید بیقرار ہو گئی عرض کی حضور کنیز جان دینے کو حاضر ہے یہ مقدمہ خود ساحر ہے اگر کوئی پہلوان
ہوتا حضور میدان کارزار مین جاتے یہ توسن جادو کا مصاحب ہے اسد نے کہا ملکہ ممکن نہین کہ ہمارا نام لیکر
پکارے اور ہم اسکے مقابلے مین نہ جائین ناچار ہو کر ناہید نے عرض کی خدا کے سپرد کیا اسد نے بدیع الزمان کو
بھی سلام کیا کہا یہ غلام رخصت ہوتا ہے بدیع الزمان نے کہا بابا یہ مقام تعجب ہے ہمارے سامنے تم میدان
کارزار مین جاؤ اسد نے عرض کی غلام کا نام لیکر پکارتا ہے بدیع الزمان نے بازو پر ہاتھ رکھ کر دعاے فتح
و ظفر پڑھی فرمایا بسم اللہ اب اسد نے پیری جانی نیزے کو گردش دی مرکب صبا رفتار نے کنوتیان بدلین
طرارہ بھرتا ہوا چلا توسن نے نگاہ اٹھا کے دیکھا کس شوکت و شان سے اسد نامدار مرکب کو اڑاے ہوے
آتا ہے مرکب صبا دم طرارے بھر رہا ہے جاتا ہے سبزۂ چرخ اخضری کو پامال کرون سر حد دنیا سے نکل جاؤن نظم

ز شوخی نیست اورا یک زمان تاب
کہ در پرواز باشد ہمچو بلبل
ز شوخی ہاے او در تاب فتراک
ز میخ نعل دارد خار در پا
بجلے آب گوئی خوردہ سیماب
کند از بسکہ شوخی در شتالش
گریبان کردہ نعل از دست و چاک
بغیر از وندیدہ ہیچ کس گل
نیاید بر زمین پاے رکابش
چو صرصر سپردہ دیا انکہ صد جا

مرکب باد رفتار سوار ساحر خسار مرکب دو در دو سوار مین خوبیان سو سو
مرکب بلند پرواز سوار ہزارون مین سرفراز الیسان فوج توسن شان و شوکت اسد نامدار دیکھ کر
دنگ ہو گئے عقلاے جادو نے جو شاہزادہ والاقدر کو آتے ہوے دیکھا اسم سحر پڑھ کر گولا ایک گولہ پھینکا
زمین پر گرا عقلاے جادو نے ترنج مار کر چمکا وہ ترنج الٹا پلٹا عقلاے جادو کے اژدر کے سر پر پڑا اژدر
ہی کا سر پھٹ گیا عقلاے جادو زمین پر گرا اسد نامدار قریب پہونچا کوئی حربہ ہاے سحر اسکے رد ہو چکے بڑھ کر
نیزہ مارا عقلاے جادو نے اپنے سحر کے زور مین سینہ سپر کر دیا نیزہ سینہ پر کینہ پر اس بھیا کے پڑا پشت
کو توڑ کر پار گذرا اسد نے نکال دیکر اس بھیا کو بلند کر کے چرخ دیا زمین پر مارا استخوان اسکے چور چور صدا

آئی گشتی مرا نام من عقلاے جادو بود شدید بلند آواز طرف سے توسن کے جا پڑا توسن سے کہتا ہوا مشکل
پہلوانون کے بس جوان سے مقابلہ کرونگا ہم ساحران قدیم سب طرح کے طریقے پر قادر ہین یہ کہکر قریب اسد
پہونچا لگا اور زبان ہوا سات قدم گنبدہ شدید کا تین قدم مرکب اس نابکار بہادر جرار کیطرف اُٹھے ہاتھ تلوار کا
وار چپکے چپکے سحر بھی کرتا جاتا ہے اسد نے تلوار کو تلوار پر لگا تھا سحر نے تو بچا لئے تاثیر سحر کی اسد نے تیغ برق را
کو چمکایا اُس روسیاہ نے سپر سحر کو اُٹھایا تیغ جو تڑپ کر گرا سپر سحر کے دو ٹکڑے ہوگئے چھانٹ کر تلوار گری بیچ گنبدہ
شدید کے چار ٹکڑے ہوئے ضرب شدید پڑی آواز آئی گشتی مرا نام من شدید بلند آواز بود لکھا ہے
اسیطرح بارہ سردار ساحران غدار توسن نے برائے مقابلہ اسد نامدار فرداً فرداً بھیجے دست حق پرست
طلسم کشا سے سب واصل جہنم ہوئے توسن جھلایا تالیان فوج نے بھی عرض کی حضور کوئی فرداً فرداً اس
شیر سے نہین لڑ سکتا ہے سحر تاثیر نہین کرتا ساحر بیچارہ کیا کرے جرأت و فنون سپاہگری مین طلسم کشا کا کون
ہم نبرد ہے یکہ و تنہا لاکھون مین لڑے ایسے سے ساحر کیونکر لڑ سکین کل فوج کو حکم دیجیے بلوہ کرکے جا پڑین
مغلوب کرکے گرفتار کرلین یہ سنتے ہی توسن نے سترہ لاکھ فوج کو اشارہ کیا دریاے فوج ساحران
مین تلاطم ہوا بدیع الزمان نے جو دیکھا گھٹا کفر کی ہالہ سے چاند پر آتی ہے بیتاب ہو کر گھوڑا بڑھایا شیرانہ
نعرہ کیا نعرہ بدیع الزمان سے بدیع الزمانم کہ در روز کین * توانم کشم آسمان بر زمین * ز تیغم سبے
ملک سلام شد * کہ سر فتنہ باخر نام شد * تیغ برق مثال کھینچکر جا پڑے ناہید تخت سے اُٹھی
جوش دریاے لشکر دیکھکر گھبرا گئی کہتی ہے صاحبو لشکر بیحساب ہے دیکھیے اس مغلوبہ مین کیا ہوتا ہے بارہ
ہزار کنیزون کو لیکر جا پڑی چمک چمک کر سحر کرنے لگی جسپر گولا مارا اُسکا سر پھٹ گیا کسی پر برق چمکائی
کبھی آگ برسائی لیکن توسن پُرفن جو مجمع ساحران پر آکر گرا اُسکے سحر کو کوئی نہین روک سکتا پرے کے
پرے درہم و برہم کردیے جب گولا مارا دس بیس سر پھٹ گئے کبھی تلوار برسائی صدہا کے سر کٹ گئے چاہتا ہے
ناہید پر جا پڑون اسکو چیر کر پھینک دون لیکن یاوران جادو و بوجہ مہر اوری ہر مرتبہ رک جاتی ہے
کنیزون کو بھی ناہید کے نہین قتل کیا بہ نگاہ حسرت جرأت طلسم کشا کو دیکھ رہی ہے کہ جس غول پر اسد
جا پڑے افسرون کو ٹوک ٹوک کے مار رسالے کو شکست دی پلٹن کو بھگایا ساتھ والیون سے کہتی ہے
صاحبو ناہید بُری جوہر شناس ہے کیا انگوٹھی پر رکھ کے نگینے مین کیا انصاف کرو صورت مین بے نظیر جلالت
شعار تہور آثار دریاے جرأت کا گوہر بے بہا شوکت و لیاقت مین جوان یکتا دیکھو کس زور شور سے

قریب ہی دریا سے لشکر کو جھیل رہا ہی شیر ہو درندہ ہوں پر شکار کھیل رہا ہو کوئی منہ پر نہیں پڑھتا مقابلہ کرنے کو آگے نہیں بڑھتا کنیزیں کہ رہی ہیں حضور نے بہت درست ارشاد فرمایا حقیقت میں اپنے زمانے کا یوسف ہو ملکہ ناہید نے بہت جھگڑ صحبت کی جرأت میں بھی کوئی مقابل نہیں ہو بادبان کنیزوں سے کہتی ہو اس بدنصیب پر کیونکر ہاتھ اُٹھاؤں اسے جی چاہتا ہو سینہ سپر کروں ساحروں سے بچاؤں دیکھو تو کمبخت کیسی نڈر ہو باپ سے چار آنکھیں کرتی ہو جان کو نہیں ڈرتی ایسا نہو توسن کوئی کر دے ہاتھ پاؤں بیکار ہوں ساحر اُس کو قتل کر ڈالیں کس مصیبت سے میں نے پالا عمر بھر کی کمائی برباد ہوتی ہو صاحبو میں آج لٹتی ہوں اپنے نورِ نظر سے چھٹتی ہوں بادبان یہ کہ رہی تھی کہ توسن کی نگاہ پڑی کہ ناہید نے صدہا جادوگروں کو مارا شل برق چمک رہی ہو خرمن فوج میں آگ لگا دی صدہا کو مارا غصے میں کانپنے لگا مرکب سحر سے بلند ہوا اُڑ کر جا پہ ناہید نے اک بڑے جادوگر کو مارا ہو اندھیرے میں کھڑی لاش کے دانے بھینک رہی ہو توسن تڑپ کے گرا منہ سے شعلہ چھوڑا ناہید کی پلک جھپکی اتنے عرصے میں توسن نے ناہید کی کمر میں پنجہ دیا نعرہ کر کے لے اُڑا بال پکڑ لیے اس بیچاری نے مثل بجلی کے ٹھکایا دوپٹہ سر سے گر گیا پائینچے ہوا سے اُڑتے ہوئے چہرہ خوف سے زرد عالم یاس ہر چند چاہتی ہو پنجہ بدعت سے اسکے نکلوں توسن ہوا پر لیکر آیا دو طمانچے بھی تڑاق تڑاق مارے پھول سے عارض سرخ ہو گئے بادبان نے جو تخت سے یہ معرکہ دیکھا کہ توسن کو بیٹی کی ذلت کا بھی خیال نہ ہوا اس ذلت سے لیے جاتا ہو کہتا ہو تجھے چیر کر پھینک دونگا اُسوقت ناہید کا گڑگڑانا اُس جلاد کے آگے ہاتھ جوڑنا پریشانی میں منہ سے یہ نکلنا ای باپ میں بے خطا ہوں صرف مطیع الاسلام ہوئی ہو جبہ بدنام ہوئی میری خطا معاف کر اب کبھی ایسی خطا نہوگی بادبان کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا قلب تھرا گیا وقت وہ ہو کہ سب کنیزیں ناہید کی قتل ہو چکیں کوئی اس لائق نہیں کہ ناہید کو پنجہ بدعت توسن سے بچائے اور اسکا ٹرنا چھٹرکنا فوراً دریا مہر مادری نے جوش مارا تاب نہ باقی رہی تخت سے ہائے میری بچی کہکر اُٹھی برق بنکر چمکی نعرہ کیا او بیحیا میری بیٹی چھینتا ہو چھوڑ دے ورنہ سر میدان اپنی جان دونگی تجھ ایسا نامرد اگر سر پہ ہو گا تو صدقہ یا ہوش اب مجھکو بھی یقین کامل ہوا کہ دین طلسم کشا برحق ہو افراسیاب نمک حرام کا ساتھ چھوڑا اطاعت مذہب طلسم کشا کی توسن نے جو زوجہ کو آتے دیکھا گھرک دیا دور ہو کیوں شامت آئی ہو اسکو قتل کرونگا تو تجھکو بھی سزا دونگا دیکھنے والے کہتے ہیں کہ ان بیٹیوں کی ایک جگہ لاش ہو بادبان تو

دل مین بخوبی سوچ چکی گولہ فولادی تاک کر توسن کے ہاتھ پہ مارا بقدرت پروردگار گولہ آہن کلائی پہ
توسن کے پڑا کلائی تو نہ ٹوٹی کہ ساحر زبردست ہی آبلہ کلائی پر پڑگیا ناہید اسکے ہاتھ سے چھوٹی توسن ایک
مقام پہ جاکر گرا اپنے کو بمشکل سنبھالا ناہید کو بادبان نے گود مین لیا متوجہ ہوئے بیہوش ہوگئی تھی لیست
زمین پر اترا پانی کا چھینٹا دیا ناہید ہوشیار ہوئی اپنی مادر مہربان کو قریب پایا پیٹ کے رونے لگی
کہا اے مادر مہربان اسوقت اگر آپ نے مجھکو بچایا تو اب میرا ساتھ دیجیے تصور فرمائیے مذہب یزدان پرستی
دین حق ہی ہونے دو سو خداؤن کی خدائی باطل ہو جبہ سے کہ سامری جمشید مثل ہمارے
آپ کے انسان تھے سحر و ساحری سے عجائب و غرائب صورات تیار کیے اسمین تاثیر ہوئی لاکھون بندگان
خدا برگشت ہوے آخر کہان گئے کیسے خدا تھے کہ مرے اہل اسلام کا یہ قول ہی کہ ہمارا پروردگار ہمیشہ
سے ہی اور ہمیشہ رہیگا اُسکی ذات قدس کو زوال نہین اسطرح کے جو کلمات ناہید نے سامنے بادبان
کے کیے تاثیر حقیقت تو قلب پر ہو چکی تھی مٹی کو گلے سے لگا لیا کہا اے نور نظر مین جان و مال سے تمھاری
شریک ہون یہ کہکر بادبان بھی سحر کرنے لگی توسن نے جو دور سے یہ معاملہ دیکھا جل گیا بادبان کی طرف
چلا کبھی سحر ایسے کیے کہ بادبان کی کشتی حیات غرق فانی ہونے کو ہوئی ناخداے عالم نے بچایا سر زخمی ہوا
کبھی ناہید بچا پڑی کبھی بادبان نے سحر کیا اس نامدار قتل ساحران مین مصروف ہی جو قبل سے ساتھ تھے
وہ تو سیار گلشن جنان ہوے لیکن بادبان کے شریک ہونے سے کئی ہزار ساحر کنیزان ہمدم بادبان
بھی شریک ہوئین پھر جم کر لڑائی ہونے لگی لیکن فوج توسن بحیاب خود سحر مین لاجواب ہنگامہ گیر و دار بلند ہی
مصاحبون نے توسن سے کہا حضور ملکہ ناہید کیا آپ سے رشتہ مین زوجہ بھی آئی آپ پر غالب
نہ آئینگی انتظام طلسم کشا کیجیے اُس شیر نے لشکر کو درہم و برہم کر دیا ساحران نامی و پہلوانان
زبردست اُسی کے ہاتھ سے قتل ہوے یہ کیا سبب ہی کہ اُسکے ہاتھ سے بڑے بڑے ساحر قتل ہوے
توسن سمجھا کہ سچ کہتے ہین کنارے آکر سحر کیا ایک شعلہ چمکا مثل طائر کے شعلے نے آواز دی اے شہنشاہ
توسن خلاف وقت کیون غلام کو طلب کیا توسن نے پوچھا اے نمونہ سحر سامری یہ کیا ہنگامہ ہی
طلسم کشا پر سحر کیون تاثیر نہین کرتا طائر نے آواز دی بازو پر اس جوان خوشخو کے اک لعل سخندان کا دیا
ہوا بندھا ہی اسوجہ سے بیر قریب نہین جا سکتے یہ سنکر توسن ہنسا کہا صاحبو تمنے سنا طائر نے کیا کہا کیسا
مذہب سامری پر زوال ہی ملک اخضر گوہر پوش پہلو نشین سامری و جمشید تھا جرم نجم کا حاکم جادو سخا

اسکی بیٹی شریک طلسم کشا ہو بڑی غیرت کی بات ہے مذہب سامری و جمشید ذلیل ہوا ہمارا سعین طلسم کشا کا کفیل ہوا ابھی اکیلا تیا ہوں یہ کہکر توسن چلا سحر کرتا ہوا طلسم کشا پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا حقیقت میں تیغہ سحر تھا ہزاروں شعلہ ہائے آتش مارا ن سرکش طلسم کشا پر گرے ایک شعلہ بازو سے لپٹ گیا ڈورا کے کا جال اکر تو زمین پر گرا ہاتھ اسد کا جا سر توسن زخمی ہوا اب توسن نے سحر کیا اسد نامدار کے ہاتھ سے تیغہ نکل گیا زمین نے پاؤں تھام لیے توسن نے چاہا قتل کروں اسوقت لشکر میں غریو ناہید نے بڑھ کر تیغ توسن سے تمانا اور آگے بڑھا باد بان بھی جان دیکر جا پڑی ان دونوں نے اتنا تو کیا کہ توسن کو اسد غازی کے قریب نہ آنے دیا کئی سو ساحر توسن نے اس مقام پر قتل کیے کل اہل اسلام بیتاب ہوے کہ آسمان سے پھولوں کی لپٹیں آئیں سب نے سر اٹھا کے دیکھا ملکہ بہار گلعذار طاؤس زرین بال پر سوار عقب میں ملکہ مخمور سرخ چشم لیکن بہار تڑپ کر گری گرتے ہی گلدستہ مارا ہوا سے سر و چلی نخل وجد میں آئے عندلیبان خوشنوا نے زمزمہ سرائی کی اور یہ غزل بہار یہ گائی غزل

ہوئی سرسبز پھر گلشن بہار آئی بہار آئی
ہوئے ہیں باغبان پر فن بہار آئی بہار آئی
چمنوں میں ہے آتش گل کا ساماں ہر جا روشن
پکار اٹھے یہ مرد و زن بہار آئی بہار آئی
چمن میں بلبلیں ہیں گرد پھرتی شکل پروانہ
چلو اب دوستو گلشن بہار آئی بہار آئی
کھلے ہیں گل ہزاروں رنگ کے کیا انکی قدرت ہے
فدا ہے سرخ خون سے رن بہار آئی بہار آئی

بھرے پھولوں سے پیراہن بہار آئی بہار آئی
گیا جب سیر کو وہ گل پکار اٹھی یہ بلبل
ہوا وا غنچۂ دل روشن بہار آئی بہار آئی
لی مسی جو بتوں نے لب پہ اپنے ہو گیا ظاہر
چراغ گل ہے پھر روشن بہار آئی بہار آئی
دکھایا باغ کا عالم سراپا حسن نے آنکے
بھرا ہے دشت کا دامن بہار آئی بہار آئی

عروس گل پہ ہے جوبن بہار آئی بہار آئی
وہ آیا غیرت گلشن بہار آئی بہار آئی
جو دیکھا یار وزیں کے باغ جوانی کو
کھلا ہے تختہ سوسن بہار آئی بہار آئی
بہار لالہ و گل آج گل ہر دو دید کے قابل
کیا زیور جو زیب تن بہار آئی بہار آئی
بہار لالہ و گل کا گماں ہے اسکے کشتوں پر

دو ہزار سالار نامی توسن دیوانے ہو گئے خاک منہ پر ملنے لگے گریبان چاک کیے بہار نے اشارہ کیا توسن کا سر کاٹ لو بہار نے جھپٹ کے اٹھایا بازو پر اسد کے باندھا ناہید و باد بان کو بھی بچایا توسن نے ناچار ہو کر ان دو ہزار کو قتل کیا مخمور و بہار لڑ رہی ہیں کہ زمین شق ہوئی رعد جادو نے سر نکالا ایک چیخ ماری کئی ہزار جوان چیخ کھا کر گرے ماں اسکی برق جادو بیٹے کی آواز کی مشتاق رہتی ہے کڑک کر گری ان سب کے سر کاٹ کر چمکی اب تو توسن گھبرایا مجمع فوج کو رعد و برق و بہار و مخمور نے متفرق کر دیا پھر نعرہ ہوا سنو ملکہ برق لامع آتی ہے آتشی ترجمی کرنے لگی استادان

سخنور نے تحریر فرمایا ہی کہ تمام دن اُسی ہنگامے مین بسر ہوا جادو آسمان نے خنجر ماہ ہاتھ مین لیا بہ جمعیت فوج
ثابت وسیارگان مصروفِ کارزار ہوا پردہ شب حائل ہوا لیکن لڑنے والون کا پردہ نہ ہٹا اسی طرح لشکر
لیے ہوئے ہین توسن جب زیادہ گھبرایا صحرا سے گرد اڑی سب نے دیکھا کبود اژدر چشم مالک دربند سوم
طلسم ہوش ربا سات لاکھ فوج سے برائے مدد توسن پہونچا آتے ہی شریک جنگ ہوا اب توسن کی کمر
پھر مضبوط ہوئی کبود نے آتے ہی زمین تلے اوپر کردی بہار لشکر کبود پر جا پڑی کبود نے بہار کو پہچانا
کہا اگر یہ بڑے غضب کی بات ہی تم ملکہ حیرت جادو کی بہن فخر حیات والاشان شریک لشکر باغیان ہوئین
مجھے تمکو قتل کرتے ہوئے افسوس آتا ہی شہنشاہ حیات کو کیا جواب دونگا افراسیاب تمھارا
عاشق زار تھے کیون ساتھ چھوڑا بہار نے جواب دیا او خار بیابان ذلت واے نمک پروردہ خوان
حماقت تجھے ان امورات سے کیا کام یہ میدان کارزار ہی مقام گیر ودار ہی سحر کر کبود نے گولا اٹھا کر
مارا بہار نے گولہ کاٹا اُس سے برق چمکی سر بہار زخمی ہو یہ نشان خونریزی ہی بہار نے وہی خون گلدستے پر
ڈالا سفید پھولون کو رنگین کیا اسم سحر پڑھکر گلدستہ مار دیا کبود اژدر چشم جھوما پکار اٹھا مین تو غلام ہون گلچین
گلشن جمال عاشق باکمال یہ کہتا ہوا بڑھا تھا کہ بہار نے اشارہ کیا توسن کا سر کاٹ لے جب اس گلشن
مین قدم دھرتا ہمکو بدنام کرتا تبا اب باغی کون ہی کبود سیاہرو مسکراتا ہی دور سے بلائین لے
رہا ہی ہونٹھ خشک چہرہ زرد لب پر آہ سرد دل مین درد پکار کر آواز دی اے ملکہ عالم نظم

مرگ اغیار لب پہ لا نہ سکا
سعی تمنا مگر اُٹھا نہ سکا
بجلی دیکھو تو میری تربت پر
مجھکو پہلو مین وہ بٹھا نہ سکا
حسن تیرا وہ ماہتاب ان تھا
کوئی اپنا قدم جما نہ سکا
جانتا تھا پڑے ہینگے دہن
ایسے بگڑے کہ پھر منا نہ سکا
کس طرح عرض مدعا کرتا

وہ قسم ہون کہ یار کھا نہ سکا
مر کے ٹھنڈا کہین نہو جائے
ایک آنسو بھی وہ گرا نہ سکا
تھا جو اشک عزیز خاطر مین
ابر گیسو جسے چھپا نہ سکا
نہ ملا کوئی وقت تنہائی
اسلیے یار گھر بٹھا نہ سکا
دیکھکر بددماغیان انکی
غیر کو پاس سے ہٹا نہ سکا

اسقدر ضعف تھا کہ تیر انداز
اسلیے وہ مجھے جتا نہ سکا
اُٹھو نہ جائے رقیب محفل سے
دیدۂ تر مجھے بہا نہ سکا
دار فانی مقام لغزش ہی
حال دل یار کو سنا نہ سکا
نہ سنا لڑکے وہ بہت چاہا
نامہ بر خط مرا پڑھا نہ سکا
آرزومند رہ گیا مجنون

سیر سے آگے فروغ پا نہ سکا	آئینہ شوق رقیب تھا ای دوست	کر طبیعت سے تیری جا نہ سکا
کیا ندامت ہوئی ہی قاتل سے	ناز خنجر گلو اُٹھا نہ سکا	خوف تھا غش اُنھین نہ آجائے
مین شگافِ جگر دکھا نہ سکا	ناتوان تھا نسیم اِس درجہ	کروہ زنجیر پا ہلا نہ سکا

شعر پڑھتا ہوا توسن پہ جا پڑا رات قلیل باقی ہی کہ صحرا سے پھر قرنا کی آواز آئی وقت وہ ہی کہ کبود اژدر
چشم فوج توسن کو پامال کر رہا ہی کئی ہزار نقارہ بجا قرنا پھکی آمد فوج ساحران ظاہر ہوئی دیکھا سب نے
دخان سیاہ رو نو لاکھ فوج سے حاکم دربند چہارم بڑے زور و شور سے آتا ہی توسن نے بڑھکر آجا روکی
ای قوت بازو دیکھ کبود اژدر چشم نے کیا قیامت برپا کی ہی دخان سیاہ رو نے جو دور سے کبود اژدر
چشم کو اشعار عاشقانہ پڑھتے دیکھا پکار کر آواز دی ای برادر یہ وقت جنگ و جدل ہی عشق و عاشقی
کیسی توسن تمھارا بادشاہ ہی اُسکی فوج کو قتل کرتے ہو تمھین غیرت نہین آتی ہم سبھون نے ملکر بڑے
بھائی کو افسر بنایا تو کلمات سخت کہتا ہی کبود اژدر چشم نے جواب دیا او مردود تجھے کیا دخل ہی ہم بہار
جادو پر مائل ہوے اُسکی تیغ ابرو کے گھائل ہوئے توسن بھیا اُسیکا دشمن ہی ہم اسکا سر کاٹ لینگے
اسکے ساتھ اپنی شادی کرینگے کبود نے بڑھ کر گولہ مارا دخان سیاہ رو نے دفع کیا آخر کبود تلوار
کھینچکر دخان سیاہ رو پر جھپٹ بہار مین جا پڑا آپس مین تلوار چلنے لگی بہار نے آواز دی مرحبا
صد مرحبا گوشت خور دندان سگ دخان سیاہ رو واتش خو شعلہ مزاج گرمایا ہوا غصے مین آکر خون اپنا
دم تیغ پر لگایا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا کہ بہار نے پھول برسائے کبود اژدر چشم اور زیادہ بہوت
ہوا جوش مین جا پڑا دخان سیاہ رو نے سحر کرکے سر کو تبا کر کمرگاہ پر ہاتھ مارا کبود اژدر چشم کے دو ٹکڑے
ہوے آگ برسنے لگی آواز آئی لنتی مرا نام من کبود اژدر چشم بود توسن جادو نے کلیجے پر ہاتھ دھر کر
لیا آواز دی ای دخان یہ کیا غضب کیا ایک دربند ویران ہوگیا دخان سیاہ رو نے کہا ما بدولت کو
بہت ناگوار گذرا آپ کو ہم اپنا بزرگ جانتے ہین مراتب آپ کے بخوبی پہچانتے ہین اسی غصے مین اسکو
قتل کیا ہم اسکے دربند پر قبضہ کرینگے کیا مجال انتظام مین فرق آئے یہ کہکر لڑنے لگا حقیقت مین دخان سیاہ رو
نے دھوئین اُڑا دیے بھتنے زمین کے ہلا دیے چار پہر رات یہ بھی بسر ہوئی پھر شب نے سیر طلسم گشتا سے
کی شاہ زرین آفتاب نے سپر زرین آفتاب کو پشت پر لگایا نیزہ خطوط شعاعی ہاتھ مین لیا تیغہ
مہر کو حمائل کرکے توسن فلک پر جلوہ فرما ہوا نظم

روز دیگر کین جہان پر غرور | یافت از سرچشمۂ خورشید نور
ترک روز آخر باین زرین سپر | ہندی شب را بہ تیغ افگند سر

احوال روشن ہوا اسیطرح فوجین ملی ہوئی ہین سحر چل رہے ہین نخل ہاے
صحرا مثل شمع کافوری جل رہے ہین توسن جادو بڑے زور و شور سے لڑا مخمور و بہار کے بھی بار کو سینہ دالا
ہر ایک کو جواب دیتا ہی برق لامع زخم دار رعد و برق بیقرار بہار نے خوب پھول برسائے رنگ باغ سحر
دکھائے لیکن کس کس کو جواب دے توسن و دخان یہ دونون ملے ہوے سحر کر رہے ہین کہ آسمان
سے لکا یک فیروزی ظاہر ہوا توسن نے دیکھا کہ فیروزہ فیروزہ پوش بصد جوش و خروش مع تین لاکھ جادوگرون
کے بڑے زور شور سے آکر سو پچی گرتے گرتے مصروف سحر ہوئی توسن سے کہا بھائی صاحب نہ گھبرایئے کا فیروزہ
نے تو آکر زمین کو گلنار کر دیا برق لامع سے برابر لڑی مخمور و بہار پر جا پڑی اب تین ساحران زبردست
جو ایک مقام پر ہوے ناہید و بہار وغیرہ زخمدار ہو چلی ہین فوج بیتاب فیروزہ و دخان سیاہ، دو توسن
ایک ایک ساحر لاجواب ہی استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہی کہ تین شبانہ روز یہ جنگ اسیطرح رہی تنابرالکھیت پڑا
منزلون تک صحرا گلنار ہو گیا درختون کے تھالے خون سے لبریز ہوا اس جنگل کی سو جہ شمشیر بران سے تیز ساحران
توسن نے بہت جان لڑائی اس حرف بہار نے سیکڑون کے قالب لٹ دیے مخمور کو کئی مرتبہ توسن نے
سحر سے بیہوش کر دیا بہار نے بڑھ کر آب دمیدۂ سحر چھڑک کے ہوشیار کر لیا چوتھے دن خنجر بران مہر آفتاب عالمتاب
عالم ہو چکا ہی نیزہ ہاے شعاع تنے ہوے آسمان سے آگ برس رہی ہی غازیون نے گھٹنے ٹیک دیے توسن
جادو گھبرایا فیروزہ و دخان مصروف جنگ ہین جرأت و بہار و مخمور سے بہ تنگ ہین کہ آسمان پر سب نے
دیکھا دون کو ابشاہان چرخ مارتا ہوا برآمد ہوا بصد شد و مد لشکرون پر آکر چمکا اک ٹ ناٹے کی آواز آئی چاند کے
دو ٹکڑے ہوے اندر سے چاند کے مہر درخشان آسمان جرأت انجم برج شوکت ماہ آسمان جلالت صفدر
وصف شکن ملکہ بران شمشیر زن ہنس پر سوار ساتھ مین مجلس جادو یہ ہنگامہ عظیم جو دیکھا بڑی خوشی کی بات
ہی کہ اسد نامدار کو مرکب پر پایا مشہور ہوا تھا کہ اسد قتل ہوے گل باغ صاحبقرانی کو دیکھ کر دل باغ باغ ہو گیا
نعرہ بران نیم دختر کوکب ذیوقار ٭ منم صف شکن نبحثم نامدار ٭ مثال جوانمرد لشکر شکن ٭ ملقب گشت
بران شمشیر زن ٭ مجلس بھی نعرہ کرکے گری سحر مجلس سے زمین کانپی گرتے گرتے گڑیا کو ناگنین پکڑ کے چھوڑ نا
مارا سکے دو ٹکڑے ہوے کئی سو سنہرے پنجے ظاہر ہو کر ساحرون کو سپٹ گئے کئی سو کی ناگنین پکڑ کے
چیر ڈالا کئی سو جادوگر مارا گیا بران شمشیر زن کا اخرمہرہ وار یہ جادو وچار چار کے سینے کو توڑ کر پار گذر گیا

مثل ستارہ سحری جوڑے سے نکلتا ہی جب پھینک مارا گویا توپ کے منھ سے گولہ چلتا ہی ملکہ بران لڑا پھرتی
سامنے دخان سیاہ رو کے پہونچیں دخان نے جو ملکہ بران کو لڑتے دیکھا کئی گولے مارے ملکہ بران نے
اختر مروارید کو سامنے کردیا جس پر ضرب پڑی وہ سحر باطل ہو کر زمین پر گرا جب کئی سحر دخان کے باطل ہوئے
گھبرا گیا چاہا بھاگوں مجلس جادو گر کٹ کر سر پر گری سر اسکا زخمی ہوا مجلس پر سحر کیا مجلس زمین پر گری
دخان نے چاہا بڑھ کر سر کاٹ لوں بران کا قالب تھرایا جھپٹ کر نعرہ کیا او مردود کیا کرتا ہی مجلس بھی سنبھلی
کارد سحر پھینک ماری شانے پر دخان سیاہ رو کے پڑی شانہ نشانہ ہوا بچا کے موت کا بہانہ ہوا بران نے
اختر مروارید مار دیا سینے پر دخان کے پڑا پشت کو توڑ کر پار نکل گیا دخان کے مرنے سے آگ برسنے لگی سیاہ دھوان
دھواں دھار بیرون کی پکار آواز آئی کشتی مرا نام من دخان سیاہ رہ بود اب توسن گھبرایا فیروزہ نے
جو دو بھائیوں کا لاشہ دیکھا آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا بہار جادو پر جا پڑی بہار نے گلدستہ مارا فیروزہ
جھومی قریب تھا کہ اشعار عاشقانہ پڑھے توسن گھوڑے کو بھگا کر چاہا باران سحر برسایا فیروزہ کو ہوش
آگیا پھر سحر کرنے لگی ادھر سے اڑتا پھرتا شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی آتا تھا توسن پر جا پڑا ادھر
پہونچ گئے سپروں کی اوجھڑ چلی توسن تے تھمتے تھمتے ہاتھ تیغۂ سحر کا مارا اسد کو ناہید کا خیال ہی کہ اگر یہ
قتل ہوگیا بیقرار ہو کر روئے گی جان دیکر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کر پھینک دی کمر میں ہاتھ ڈالکر
توسن کو گھوڑے سے اٹھا لیا ناہید محبت میں باپ کی دوڑ پڑی بادبان نے بھی آواز دی ای توسن
اطاعت کر شہریار مروت شرطیہ اسد نے توسن کو ہاتھ سے رکھ دیا یہ فرمایا کہ ای توسن مسلمان ہو اطاعت
دین اسلام ات بیضا قبول کر توسن نے ہٹ کر گولہ سحر کا بادبان پر کارد سحر ناہید پر تیغ اسد پر تین وار
کیے اسد نے ہر چند اپنے کو بچایا شانہ زخمی ہوا سر ناہید و بادبان کا بھی زخمی ہوا جست کرکے فوج میں
جا رہا زمین پر ایک دو تھپڑ مارا زمین شق ہوئی دو جوان ایک صندوق سر پر لیے ہوئے نکلے وہ صندوق
سامنے توسن کے رکھ دیا ازار بند میں توسن کے کنجی بندھی تھی قفل صندوق کا کھولا کئی سو پتلے فولادی
سپر شمشیر ہاتھ میں لیکر نکلے توسن نے اشارہ کیا اخوان اپنی ران کا کاٹ کر انپر چھڑکا معلوم ہوتا تھا جیسے
لڑکے دس دس برس کے کالی کالی صورتیں چہرے ہیبتناک سفاک بہت ویا لالک لشکر اسد پر جا پڑے
ہرچند انپر ساحر سحر کرتے ہیں موثر نہیں جسم انکا نہیں میاں ہوتا جسکے ہاتھ مارتے ہیں دو ٹکڑے ساحر و غیر ساحر
دونوں انکے سامنے یکساں ہیں جسکے قریب پہونچے ہاتھ مار دیا پرے کے پرے درہم و برہم ہوئے بران

وہیار و مخمور وغیرہ نے آگ بھی برسائی دریائے سحر بنائے یہ بچیا تیلے نہ جلے نہ ڈوبے اسیطرح لڑ رہے ہین
چاہتے ہین سرداران نامی کو قتل کرین توسن و فیروزہ نے دباو ڈالا آگ برسنے لگی لشکر کے پانون اُٹھے
اسد غازی نے قدم گاڑ دیا ایک طرف سے لڑتے ہوئے بدیع الزمان پہونچے علم فوج توسن قلم کیا علمدار کو
مارا لیکن انکی فوج اب نہین ٹھہرتی سرداران مذکور نے سینے سپر کر دیے تیلے پیچھے ہٹاتے چلے آتے ہین ناہید و
بادبان شفاعت کرکے بہت شرمندہ ہوئین بیقرار ہو کر دعائین مانگنے لگین ای معبود بے نیاز خالق کارساز
اس مصیبت سے بچا ان تباہون پر کیونکر فتح حاصل ہوگی بیقرار ہو کر جو سب نے دعا کی تیر دعا ہدف [illegible]
پر پہونچا سب نے دیکھا ابر رحمت آسمان پر نمایان ہوا توسن تیلون کو زور دے رہا تھا ابر سفید کو دیکھکر
گھبرایا فیروزہ سے کہنے لگا وہ پیر زمین گیر آ پہونچا لیکن تڑپا تڑپا کے مارونگا وہ برشق ہوا دیکھا شہنشاہ
لاچین خوش آئین صاحب جاہ و تمکین تخت یاقوت نگار پر سوار تاج مرصع کار سر پر لباس فاخرہ زیب
جسم انور پشت پر بارہ ہزار جوانان زرین پوش غلامان ذیہوش علم ہائے سرخ کے پھریرے کھلے ہوئے
بدبخت توسن کو دیکھکر وہین سے نعرہ کیا نعرۂ شہنشاہ لاچین

منم حاکم ملک افسون گری
بنامم شدہ سکۂ ساحری
منم صف شکن شیر دل نامور
شہنشاہ لاچین فرخ سیر

للکارا او نمک حرام بدانجام مین آپہونچا ہمارے غلامون کو تو نے بہکا کر لڑوا دیا اہالیان فوج توسن
آئینہ وار حیران شوکت و جمال لاچین صد ہا رئیس لو میر رعب و دبدبہ دیکھکر غل مچانے لگے ای شہنشاہ
فریاد ہے توسن نے زبردستی ہمکو اپنے ساتھ لیا سحر مین کم زور تھے اس نمک حرام کے شریک ہوئے ای
شہنشاہ با اقبال از خردان خطا و از بزرگان عطا لاچین نے کچھ جواب نہ دیا اترتے اترتے جوڑ سے ایک ڈبیا
نکالی اسمین سے ایک طائر ہفت رنگ چہچہہ زن خوشنوا چہکارے مارتا ہوا نکلا لاچین نے آواز دی ای طائر سحر
دشمنون کے ہوش اُڑا دے نمک حرامون کو خاک مین ملا دے دشمنی کا مزا چکھا دے ان غلامون کو بچانا کہ
نہین طائر نے سر ہلایا زمزمہ سرائی مین آواز دی حضور خوب پہچانتا ہون انکا مقام سکونت جانتا ہون یہ
کہکر طائر اڑا تیلے طائر کو دیکھکر بھاگے طائر نے آواز دی کہان جاتے ہو صحرا لے افسون گری کا سلاح ہون
او بچیا تمھارا طائر ارواح ہون اسوقت ملک الموت بنکر آیا ہون یہ کہکر جسکے سر پر بیٹھ گیا تیلے نے آہ کی منھ سے
شعلہ نکلا مثل ہیزم خشک جل کر خاک ہوا ہر چند تیلون نے چاہا بھاگ کر نکل جائین طائر نے پیچھا نہ چھوڑا
جو تیلہ جہان بھاگ کر گیا طائر مثل ملک الموت سر پہ پہونچا کسی کو پنجہ مار کر ہلاک کیا کسی پر ضرب سا ڈال دیا

کسی پر پارہ یا چالیس تیلے چشم زدن مین ہلاک ہوے توسن گھبرایا قصد ہوا کہ بھاگ کر نکل جاؤن فیروزہ جی داری کر کے جا پڑی لاچین پر سحر کیا طائر پتلیون کو جلا کر پلٹا لاچین کے کاندھے پر بیٹھ کر زمزمہ سرائی کرنے لگا آواز دیتا تھا ای ساکنان قلعہ توسن حصار حق بر حق وار سید شہنشاہ لاچین نے رہائی پائی اگر قدمبوسی سے مشرف ہو جو شریک ہوگا جان بچیگی ورنہ ذلیل و رسوا ہو کر مارا جائیگا سزا نمک حرامی کی پائیگا فیروزہ نے جو بڑھ کر سحر کیا لاچین نے سحر کا تو خیال بھی نہ کیا کلائی پر ہاتھ ڈال کے فیروزہ کے ایک طمانچہ مارا سر موم نمو دسر کا چنبر گردن سے اڑ گیا اندھیرا ہوا توسن نے دیکھا فیروزہ بھی داخل جہنم ہوئی توسن اب بدحواس ہوگیا اسد نامدار ایک مقام پر کھڑا ہوا مقابلہ کر رہا تھا طرف لاچین کے تو جانے کا حوصلہ نہ پڑا سوچا کہ لاچین زندہ نہ چھوڑے گا اسد نامدار مرد جلیل ہی مطیع اسلام ہونے دے گا کفیل ہی ہاتھ رومال سے باندھ کر فریاد کرتا ہوا طرف اسد غازی کے دوڑا یہی شعر ورد زبان تھا فرد سر بکف پیش تو از خجل آمدہ ایم ؛ سایہ رحمتی و ما بہ پناہ آمدہ ایم ؛ قدمون پر اسد کے گر پڑا پکارتا تھا ای شہریار الامان اسقدر رویا پاؤن اسد نامدار کے تر کر دیے کبھی ہاتھ باندھتا ہی کبھی ناہید سے اشارے کبھی زوجہ کی طرف گڑ گڑا یا پکارتا ہی صاحبو میری شفاعت کرو مین بڑا گنہگار ہون ای شہریار حقیقت مین شہنشاہ لاچین کے ساتھ بری بلا دبی کی گرفتار کر کے افراسیاب کو حوالہ کیا حقیقت مین منتقم حقیقی کو فراموش کیا اسد نامدار نے جو توسن کو انتہا کا بیقرار پایا برادر کہکر گلے سے لگا لیا کہا ای توسن کیون گھبراتا ہی رحمت پروردگار کا دامن بہت وسیع ہی ہر ایک حقیر و ذلیل و گنہگار اسکی رحمت سے سرفراز ہی اگر گناہ تیرے مثل ذرہ ہاے ریگ بیابان ہون رحمت اسکی قطرہ ہاے باران سے زیادہ ہی مین نے بخوشی خطا تیری معاف کی ناہید و بادبان اشارے کرتی ہین ای شہریار آپ یہ کیا فرماتے ہین شہنشاہ لاچین اسکی خطا نہ معاف کریگا اس ظالم نے غضب کیا سوتے مین لاچین کو بیہوش کیا بیہوشی مین زبان مین سوزن دیا افراسیاب کو حوالے کیا وہ کیونکر اسکی خطا معاف کریگا توسن نے یہ تو پکار کر آواز دی خبردار اب کوئی جنگ نکرے مین نے طلسم کشا کی بدل و جان اطاعت کی پردہ غفلت آنکھون سے اٹھے تمام ساحر رک گئے لڑائی موقوف ہوئی لاچین نے جو دور سے یہ معاملہ دیکھا کہ توسن دست بستہ سامنے اسد کے کھڑا ہی بادبان و ناہید کے رنگ و متغیر اشارے کر رہی ہین اسکو امان نہ دیجیے اسد نے توسن کو گلے سے لگا لیا فرماتے ہین ای توسن کیا منظور ہی توسن عرض کر رہا ہی مین نے دل و جان سے اطاعت دین اسلام قبول کی

سعادت دارین حصول کی لاچین کے ہوش پراگندہ ہوگئے کہ یہ کیا غضب ہوا مثل فیروزہ اس ملعون کو
بھی قتل کرتا اسنے بڑے نمک حرام کو گلے سے لگاتے ہین کلمات عنایت فرماتے ہین یہ کیا ہوا شاید توسن
کو بچانا نہین ہین جاکر جا ظاہر کردون کہ یہ بھیا میرا دشمن سخت ہی باعث بربادی تاج و تخت ہی یہ سوچتا
ہوا تھیٹ کے قریب آیا اسد نے دست حق پرست پشت پر توسن کے رکھا یہ کلمہ فرمایا ہی کہ لاچین بھی
تمھاری خطا معاف کرینگے توسن یہ سنکر باغ باغ ہوا لاچین کو انتہا کا ملال ہی کہ شاہزادے نے اسکو کیون
دامن پناہ دیا جب سامنے لاچین کے آئے اسد نوجوان نے فرمایا اے شہنشاہ لاچین توسن کو گلے لگا
خطا اسکی معاف کرو لاچین نے سر جھکا لیا پاس ادب سے جواب نہ دے سکا چہرے سے تغیر ظاہر تھا کہنے سے
اسد کے گلے بھی لگا لیا یہ خبر مشہور ہوئی کہ لاچین و اسد نے توسن کی خطا معاف کی جن سردارون کو
خیال تھا کہ ہمنے لاچین سے مقابلہ کیا ہماری خطا نہ معاف ہوگی اب سبکو حوصلہ ہوا یا تو بھاگے جاتے تھے
پلٹ پڑے کوئی آکر قدمون پر گرا کوئی گرد پھرا کوئی تصدق و نثار ہوا ہر ایک یہی عرض کرتا ہی شہریار ہمنے
صرف افراسیاب کا ساتھ دیا شہنشاہ لاچین کی گرفتاری مین شریک نہ تھے مثل توسن شہنشاہ
دست انداز مین ہوئے نوکری پیشہ تھے جسکا زمانہ اسکا روزگار کیا ہزار ہا سردار صدہا ریسان نامدار آکر
قدمبوس ہوئے جسنے کہا مین نے اطاعت کی اسد نے اسکی خطا معاف کی لاچین کو نہایت شاق ہوا ہی
سب کی خطا معاف کی صبر کیا لیکن توسن ملعون لائق معافی خطا نہ تھا بادبان و ناہید کو انتہا کا شاق ہی
ہر خرد و کلان اسکے قتل کا مشتاق ہی جب دار الامارۂ شاہی مین آکر سب پہنچے اسد نامدار نے شہنشاہ لاچین
سے اشارہ کیا بسم اللہ اسی طرح ایک دن تاج و تخت سلطنت طلسم ہوشربا بھی ملیگا عنایت سے باغبان
قضا و قدر کی غنچۂ آرزو کھلیگا لاچین تخت پر نہ بیٹھا تھا اسد نے اپنے سر کی قسم دلائی جب لاچین سریر جہانبانی
پر جلوہ فرما ہو چکے فرمایا اے شہنشاہ لاچین بگوش سماعت کرو ہمارے ناناجان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان نے
جب شہر عدن کو تسخیر کیا نوشیروان کو شکست دی ملک پر قبضہ ہوا قارن عدنی جو وہان کا بادشاہ
تھا اسنے ہمارے ناناجان کو بہ مکر زخمی کیا تھا آمادۂ قتل ہوا حافظ حقیقی نے ناناجان کو بچایا انہین کے
دست حق پرست سے اس مکار کو قتل کرایا جب شہر مین آئے ارشاد ہوا وارث سلطنت کو تلاش کرو قارن
عدنی کا بیٹا فرامرز بن قارن عدنی سات برس کا تھا مان نے اسکو بوجہ خوف محل مین چھپایا صاحبقران نے
خبر سنکر طلب فرمایا مان اسکی بیقرار ہوئی کہ شاید میرے فرزند کو بھی نہ قتل کرین بجوش محبت مادری

برقع اوڑھکر فرامرز کا ہاتھ تھاما سامنے صاحبقران کے لاکر قدمون پر گر پڑی کر باپ نے اسکے خدائے ناشی
کی سزا پائی یہ معصوم بے خطا خدمت مین حاضر ہو رونے لگی صاحبقران کو رحم آگیا بہ عزاز و اکرام سے محل
مین بھیجا فرامرز کو پسر خوانده کیا تاج و تخت مرحمت ہوا فنون سپاہگری تعلیم فرمائے اہلیان شہر سے
تاکید کی کہ اگر اسکو کوئی ستائیگا سزائے کامل پائیگا اپنا فرزند ہمنے اسکو قرار دیا ایسی تاکید فرما کر نواقب نوشیروان
مین چلے گئے بعد عرصہ دراز جب قباد شہریار کا سر عنتر گلیم گوش نے کاٹا ملکہ مہر نگار نے اسی غم مین جان
دی صاحبقران زمان فقیر ہو کر قبر قباد و مہر نگار پر جا بیٹھے کل لشکر کو رخصت کر دیا عمرو کو بھی اپنے
سے جدا کر دیا بلطور فقرا قبر قباد و مہر نگار پر بسر کرنے لگے آٹھ پہر فراق محبوب و غم فرزند مین روتے تھے
یہ بھیجا فرامرز بن فارن عدنی جسکو بیٹا کیا تاج و تخت دیا تھا جب قوت پائی مرتد ہوا باغی ہو کر دین لات پرستی
اختیار کیا عالم فقر مین صاحبقران کو گرفتار کر کے لیگیا پنجرے مین بند کیا نو مہینے پنجرے مین قید رکھا بڑی
بڑی بدعتین کین بعد نو مہینے کے سرداران صاحبقران جمع ہوئے قفس سے چھوٹے فرامرز کو رستم پیلتن علم شاہ
نوجوان نے گرفتار کیا سامنے صاحبقران کے لائے یہ بھیا مکر سے قدمون پر لپٹ گیا کہا میری خطا معاف
کیجیے چند نالائقون نے بہکا کر مجھسے یہ حرکت کرائی اب کبھی ایسی خطا نہوگی ہمارے نانا جان نے فرامرز بن فارن
عدنی کی خطا معاف کی کیون اے شہنشاہ لاچین سوائے نانا جان کے کسکی طاقت تھی کہ ایسے گنہگار کی
خطا معاف کرے مین انکا نواسہ ہون تمکو بیت لکھدریا ہون دل سے توسن کی خطا معاف کرو اگر اسنے
بغاوت کر کے سلطنت توسن حصار نہ لی ہوتی تو اسی مقام کی سلطنت اسکو دیتا اب اور ملک کی سلطنت دیجائیگی
تم لکھدر ہو باد بان و ناہید نے تنہائی مین خواجہ سے کہا حضور توسن بڑا مکار ہے اسکی اطاعت کا کیا اعتبار
ہے عمرو نے بھی مکر ر اسد سے کہا کہ اسکی پیشانی سیاہ ہے بیشک یہ تمھارا بدخواہ ہے اسد نے خواجہ کو بھی یہی
جواب دیا کہ حضور شرع ظاہر پر ہے باطن کا حال پروردگار جانتا ہے لاچین خاموش ہو رہا ناہید باد بان
و لاچین کی طرف سے توسن کے کھٹکا رہا توسن بھی با مکر سے مطیع ہوا ہے آٹھ پہر اسی فکر مین ہے کہ کسی
تدبیر سے طلسم کشا کو ستاؤن خدمت مین افراسیاب کی جاؤن

دو کلمے داستان افراسیاب کے بیان کیے جاتے ہین

افراسیاب جادو لشکر حیرت مین آیا ہے خبر سنی کہ بہار وغیرہ چھوٹے اسد مین گئی مین افراسیاب نے
کہا اے حیرت مردے کی خبر لینے سب گئے ہین اب یہ سب تباہ ہوجائینگے اطاعت کی درخواست کرینگے عمرو و اسد

دونون مارے گئے یہ ذکر تھا کہ رونے پیٹنے کی صدا لشکر مین بلند ہوئی افراسیاب نے کہا یارو دیکھو خیر تو ہی خبر ہوئی کہ
ہزارون ساحر زخمدار بیقرار رکھے ہین افراسیاب نے کہا سامنے بلا وجادوگر روتے پیٹتے آئے افراسیاب نے پوچھا
کہان سے آتے ہو عرض کی ای شہنشاہ توسن حصار فتح ہوا توسن مسلمان ہوگیا ناہید نے قیامتین برپا کین
اسد کو تابہ زندان طلسمی پہونچایا شہنشاہ لاچین نے رہائی پائی یوز نیلہ ابلق سوار نگہبان زندان خانہ مارا گیا
شہنشاہ توسن سے چار شبانہ روز تلوار چلی آخر ہالیان وربند مدد کو آئے یہان سے بہار وغیرہ پہونچین
بران کا داخلہ ہوا فیروزہ پوش دوخان سیاہ رو و کبود دار و درخشیم وغیرہ کل ہالیان وربند مارے گئے
توسن کو آکر لاچین نے گرفتار کیا بخوف جان وہ مطیع الاسلام ہوا اب لشکر گران لیکر اسد نامدار حد توسن
حصار مین فروکش ہین خبر رہائی لاچین سنکر بڑے بڑے ناظم شہرون کے حاکم بلا طلب چلے آتے ہین
توسن کی خطا معاف ہونے سے سبکو حوصلہ ہوا کہ شہنشاہ لاچین کسیکو سزا نہ دے سکیگا جو مطیع الاسلام ہوا
اسد نے اسکو لاچین سے ملوایا اب خطا و عدم خطا کی بازپرس نہین ہی یہ حال پر ملال سنکر افراسیاب کا
چہرہ زرد ہوگیا حیرت پیٹنے لگی افراسیاب نے کہا کیون بدحواس ہوتی ہو مین ابھی انتظام کرتا ہون مصور کو
بلایا کہا مرشدزادے اب تکلیف فرمایئے لاچین کے مقابلے مین جایئے آپ نبیرہ سامری شہنشاہ ملک
افسون گری ہین سحر جو آپ کے باپ دادا نے بنائے وہ صرف کیجیے انکا کون جواب دیسکیگا آپ کے بزرگون
کے وقت مین ایک نقاش صندوق تصویر لیکر آتا تھا اُس سے وہ سحر کرتے تھے کوئی اُسکو رد نکر سکتا تھا وہی
سحر جاکر سامنے لاچین کے صرف کیجیے دوسرا انتظام یہ ہی قریب دریائے ہفت رنگ جاکر بہیران جادو کی
فوج ہمراہ لیجیے بارہ ہزار بہیرے دریائے ہفت رنگ مین رہتے ہین سردار انکا بہیران جادو ہی وہ نکل کر
چشم زدن مین سبکو مٹا دینگے لشکرون مین آگ لگا دینگے سر بریدہ کے مقام سے ان بہیرون کے شعلہ آتش نکلتے ہین
حریف چشم زدن مین جلتے ہین رد کرنا اسکا لاچین کو نہین معلوم ہی مصور نے کہا مین بخوبی سمجھ گیا اسیوقت تخت
پر سوار ہوا بارہ لاکھ فوج مصور کے ساتھ مصور لیے مقابلۂ شہنشاہ لاچین بڑے کروفر سے روانہ ہوا بعد
مصور افراسیاب نے سرما و ابریق کو فوج بیحساب دیکر روانہ کیا یہ انتظام کرکے بیٹھا تھا کہ آسمان پہ برق چمکی
ایک ساحر نے آکر افراسیاب کو نامہ دیا اُسنے اُسکو افراسیاب نے پڑھا طرف سے آفات جبار دست کے مرقوم
تھا ای نور نظر مین نے تباہی توسن حصار کی خبر سنی لیکن نہ گھبرانا تیرے دادا اپنے پہلونشین نیرنگ جادو
مصاحب سامری کو مین نے روانہ کیا راہ مین قلعہ جات فتح کرتا ہوا آتا ہی حیرت جادو کو روانہ کردہ

بعدہٗ سپہ سالاری اسے حیرت کو تخت پر سوار کرکے اُرتا پھرتا تا بہ لشکر مہرخ پہونچیگا ان سبکا خاتمہ کرکے لاچین کی بھی گردن لیگا طلسم کشا کو گرفتار کریگا ایک ہفتے مین لڑائی فتح ہو جائیگی یہ سنکر افراسیاب خوش ہوگیا کہا تو حیرت جادو جا دیز رنگ سے کوئی مقابلہ نہ کرسکیگا لاچین اُسکے سامنے طفل مکتب ہے لشکر مہرخ مین کوئی اسکا ہم نبرد نہین اور ما بدولت بھی وقت پر آئینگے ایک انتظام اور افراسیاب نے مقرر کیا چونکہ خبر بربادی ہفت در بند سن چکا خوف ہوا کہ ایسا نہو کوہ عقیق سے صاحبقران بھی اُڑتے پھرتے چلے آئین ایک جادوگر نہایت زبردست کو بارہ لاکھ فوج سے حکم دیا کہ تم جا کر درمیان مین ممالک ہفت در بند کے فروکش رہو کوہ عقیق سے اگر خداوند تشریف لائین استقبال کرنا خدمتگزاری مین مصروف ہونا اگر لشکر حمزہ آنے کا قصد کرے ایکدن مین سبکو مٹا دینا اس طرف نہ آنے دینا وہ جادوگر سوم بہ کلنگ آشخوار فوج گران لیکر مقام مذکور پر جا کر مقیم ہوتا ہے اسکا حال بر وقت آمد صاحبقران تحریر ہوگا ملکہ حیرت جادو فوج قاہرہ ساتھ لیکر اسیوقت طرف دیز رنگ جادو کے روانہ ہوگئی افراسیاب جادو نے مطمئن کردیا کہ حیرت نہ گھبرانا وقت پر مین بھی آؤنگا افراسیاب طرف باغ سب کے گیا لیکن ملکہ مہرخ ملول و غمگین یا دمین خواجہ عمرو و اسد کے بیقرار بیٹھی ہین سر جبین رو رہی ہین فراق مین ایمادر مہربان شہریار کا کچھ حال نہ معلوم ہوا بہار وغیرہ گئین وہ بھی واپس نہ آئین اپنا تو اب یہ حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے کوئی خبر معقول لیکر نہ آیا نظم

صاف لکھ بھیجا جواب نے مری تحریر کا
آئیگا روز شرف کب کوکب تقدیر کا
زیب ہی کیسے دم رنگین کلام یار اگر
سو رچہ کھاتا نہ خرمن وا اثر زنجیر کا
میری رسوائی اگر میدان محشر مین ہوئی
نخل قد مین پھل لگا سفاک کی شمشیر کا
راہ کا تی دیکھکر افتادہ اس گلپوش نے
بحر وصف تیر مژگان جب قلم ہو تیر کا

لو لفافہ کھل گیا سارا خط تقدیر کا
کٹ گئی عمر اس قمر کے عشق ابرو مین تمام
آشیان کنج دہن ہی طائر تقریر کا
بے لیاقت مدعی ہو بجا سکیگا کیا ضرر
فائدہ کیا اسمین ہوگا کاتب تقدیر کا
کشور وحشت مین اک سیلو نشین دیوانہ تھا
شک ہوا مجھ ناتوان پر خار دامنگیر کا

اے نجم وصل ہوگا کسدن اس بارہ سے
برج عقرب مین ہے گیا کوکب ہی تقدیر کا
پانونسے مجھ وحشی لاغر کے گھستی نہین
کارگر کیا نیش ہوگا عقرب تصویر کا
بار ور اپنا نہال جان نثاری ہوگیا
قیس لنگر گیا اٹھا سکتا تری زنجیر کا
تب سر یا اس کمان ابرو کا سوز دن ہو قلق

ملکہ مہرخ نے گلے سے لگایا کہا حضور کیا کہئے دل کو صبر و دن وارث کی یہ خبر وحشت اثر مشہور ہے دشمنون کے قلب کو سرور ہے عیارون مین چالاک گیا نہ ملا سردار ہمارے گئے وہ بھی نہ واپس آئے بقول مخفی دل اپنا قابو مین نہین ہے نظم

چو بلبل در فغان ایم چو بینم بوستانش را
ز غیرت ماز سر تا پا رہ نگیرم تا باغبانش را
گرفتم من کہ مرغ دل گرفتار قفسش گردد
نشان چند انگری چو بینم بیابم نشانش را
بلبل باد ارزانی گل گلشن کہ من مخفی
چو گل خندان شوم ہر جا کہ بینم باغبانش را
چو بند دیا سانش در بر و بینم رو نگر دانم
چو خواہی کرد آخر شعلہ آہ سنانش را
بزیر آب اگر دشمن چو پائے آستان گیرد
بہار زندگانی دیدہ ام فصل خزانش را
صبا از بوے پیرہن نگردد چشم یار روشن
کشم جاروب از مژگان فضائے آستانش را
اگر شد عاقبت عنقا اگر از گردون دون ہمت
بسوز و شعلہ آہ من آخر آستانش را

رونے سے مہ جبین کے بارگاہ مین شور گریہ و زاری بلند ہے کہ آسمان پر برق چمکی ایک ساحر گلگون پوش بصد جوش آکر بارگاہ مین اترا نامہ ہاتھ پر رکھکر پیش کیا مہ جبین نے ملکہ مہرخ سے کہا اسے پڑھیے زبانی پوچھا اے قاصد خوش خرام سعادت انجام کہان سے آتا ہے قاصد نے عرض کی نظم

جلوہ گر شد مہ نو فال مبارک باشد
ہفتہ و روز و مہ و سال مبارک باشد
تخت فیروزی و اقبال مبارک باشد
یارب چو آفتاب بہر جا قدم زنی
ماہ نو بشیر و قافلہ امید است
گردد رہت چو صبح کند آشکار فتح

اے ملکہ عالم مین لشکر اسلام سے آتا ہون مبارک ہو شیر بیشہ صاحبقرانی نے قلعہ توسن حصار فتح کیا توسن مطیع اسلام ہوا ہفت در بند والے قتل ہوئے شہنشاہ لاچین و بدیع دلتصویر و خواجہ نے رہائی پائی اقلیم توسن حصار پر قبضہ ہوا ملکہ مہ جبین یہ خبر فرحت اثر سنکر مالا مال ہوگئین خوشی کے نقارے بجنے لگے خط مین بھی یہی مضمون لکھا تھا بہار وغیرہ نے آخر مین لکھدیا کہ ہم لڑائی فتح کرکے حاضر خدمت ہوتے ہین انشاء اللہ آپکو ہمراہ لیکر طلسم کشا سے ملین گے غنچہ ہاے آرزو کھلین گے قاصد کو تو خلعت فاخرہ سے مخلع کیا سرداروں نے اسقدر زر لٹا دیا کہ غنی ہوگیا ملکہ مہ جبین نے فرمایا نانی اماں جلد سامان سفر تیار ہو چلکر لشکر طلسم کشا سے ملین کیون اے قاصد یہ سرکشی کا کیا باعث ہوا تھا قاصد نے کہا جب قیدی سامنے توسن جادو کے پہونچا اسنے چاہا قتل کرے بیٹی اسکی ناہید سمین عاشق ہوکر اپنے باغ مین لیگئی انکی صورت کا آدمی بناکر سحر سے سر کاٹ کے دے دیا انکو تا بہ قید خانہ پہونچایا اسنے جانبازی کرکے لاچین وغیرہ کو چھوڑا یا آپ کی ممانی اماں ملکہ تصویر کیا عاشق صادق ہین آپ کے ماموں جان بدیع الزمان کے ساتھ قید رہین فریاد نہین کی فراقی یعنی یہ قید رہائی سے بہتر ہے مین اپنے وارث کے ساتھ قید ہون تمام ناہید سنکر کسی قدر ملکہ مہرخ رنجیدہ ہوئین مہ جبین نے کہا نانی اماں مین ایسی سوت پر سے اپنی جان نثار کرون میرے وارث کی جان بچائی اب لشکر تیار کیجیے تاب فراق باقی نہین ہے جملہ سردار خیر خواہان دولت شیران سلطنت وزیران امیت تلوارین ٹیک ٹیک کر

اُٹھے روز عید سے وہ وقت بہتر تھا اسقدر زر وجواہر تصدق ہوا ایک ایک فقیر غنی ہوگیا لشکر مین گدا کی
صدا نہ تھی قاصد کو تو رخصت کیا تیاری ہونے لگی کہ طرف دریاے ہفت رنگ کے کوچ کرین کہ ہرکارے
دوڑے ہوئے آئے دست بستہ عرض کی مبارک ہو ملکہ بہار گلعذار صاحب شوکت و لیاقت و باغبان قدرت
و رعد و برق و برق لامع و صفدر و صف شکن ملکہ بران شمشیر زن سب صاحب بخیر و عافیت تشریف لاتے
ہین ملکہ مہ جبین براے استقبال اُٹھین خوشی مین ملکہ دلارام خونفشا بھی بارگاہ سے نکل آئین گرد نازنینان
مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین چوبداریان قلماقنیان زرگنین جشنین مصاحبان ستمین نیسان غنچہ دہن ہمراہ
ملکہ بہار و رعد و برق وغیرہ آکر سہو چخین مژدۂ رہائی شہنشاہ لاچین وغیرہ سنایا تمام کیفیت مفصل سامنے
ملکہ مہ جبین کے ظاہر کی مہ جبین نے دیکھا سب سردار زخمدار آئے ہین ملکہ بہار کا گل سا چہرہ کھلایا ہوا
تمازت و حرارت آفتاب سے رنگ روے مخمور متغیر مگر نہال ہین سب بحال ہین ان سب نے ذکر جنگ توسن
ظاہر کیا باغبان نے کہا ایک باعث خرابی ہی کہ توسن جادو مکر سے مطیع اسلام ہوا ضرور فتور برپا کریگا ملکہ
بہار کے آتے ہی تیاری سفر کی ہونے لگی ہر ایک کو یہی جوش ہی کہ خدمت مین اپنے آقاے نامدار کی پہونچین
ملاقات لاچین سے مشرف ہون باغبان قدرت آمادہ ہی کہ اُٹھالا بارگاہ شہنشاہی کا لیکر آگے بڑھون
ممالک فتح کرتا ہوا جاؤن رعد و برق و برق لامع کہتے ہین انشاء اللہ دریاے ہفت رنگ مین آگ
لگا دینگے حضرات ہفت رنگ کی آبرو لینگے وہ نبیرہ سامری و جمشید ہی اٹھارہ سو قریات کا حاکم دریاے
ہفت رنگ کا ناظم قصر ہفت رنگ اسی کے قبضے مین ہی جا بجا لڑائیان پڑینگی یہ ذکر تھا کہ چند و پیند ہرکارے
حاضر ہوے زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثناے بادشاہی بجا لائے نظم

ای نازل بقامت شمشیر نصرت
چون موج سوی ساحل و فتح از قفای فتح
ہمچون غلاف آمدہ چسپان قبای فتح
آمد زبحر لطف الٰہی بدر گہت

ابھی غلاسون کو خبر دریافت ہوئی کہ ملکہ حیرت جادو لشکر لیکر طرف
کوہ زبرجدی کے گئی ادھر نیز رنگ شوہر آفات آتا ہی قلعہ کی تسخیر کا قصد ہی دعوی کرکے کوہ زبرجدی
سے اترا ہی ساحر یکتا ہی ایک لاکھ فوج افراسیاب نے مصور کے ساتھ کرکے روانہ کیا کہ جاکر شہنشاہ
لاچین سے مقابلہ کرد ایک طرف سے سرماد ابریق گئے ہین انکے ساتھ بھی فوج بےحساب و بیشمار ہی ملکہ
مہرخ نے چاہا اس مقدمے مین کچھ کلام کرین باغبان و بہار و مخمور نے دست بستہ عرض کی حضور کچھ
حکم نفرمائین اسوجہ سے کہ ہم ان تردداتمین نہ پھنسین گے خدمت مین اپنے آقاے نامدار کی جانا ضرور ہی

اس راہ مین جو کوئی روکے گا اُس سے مقابلہ کرینگے ہم چاہتے ہین اور کسی سے ہمسے مقابلہ بھی نہو اپنے آقا کی
خدمت مین پہونچ جائین اس راہ مین اگر بہرام فلک بھی روکے گا نہ رکین جان اپنی گنواوین کیلیے افسوس کی
بات ہو کہ آقا اُس مقام پر ہم دست و پا شکستہ یہان وہان چل کر لا جبین کو تخت پر بٹھاوین ملازمان جانباز
سرفروشی کرتے ہوئے تا بدریاے ہفت رنگ پہونچین سبطرح کے جھگڑے اُسی مقام سے پیدا
ہونگے اگر دریاے ہفت رنگ کو فتح کیا ادھر ہی سے ژاندہ دریاے نیل کا ہو لوح کی بھی فکر امتحان
اقبال طلسم کشا کا بھی ذکر قریب دریاے نیل ہوگا وہان سے فکر لوح بھی ہوگی سب سردارون نے
اس رائے کو پسند کیا کہ باغبان بہت جاے کہتا ہو اپنے آقا سے مل جانا بہت مناسب وقت ہو
لشکر تیار ہونے لگا کمر بندیان ہو رہی ہین باغبان نے فوراً بارگاہ کو لدوا دیا سامان روانگی سفر مین
مصروف ہو ملکہ سرخ موے کاکل کشا وغیرہ طاؤسان زرین بال پر سوار ہو کر چاہتی ہین کہ جبین
سامنے سے ایک شتر سوار پیدا ہوا آتے ہی ملکہ سرخ مو کو سلام کیا نامہ ہاتھ مین دیا ملکہ نے اسکو کھولکر
لکھا تھا حاکم قلعہ سرخ مویان ملکہ نرگس جادو زوجہ شاہزادہ گلریز نے تحریر فرمایا ہو کہ ہمشیرہ صاحبہ نیرنگ
جادو شوہر آفات جہاردست ساحر زبردست فوج بے انتہا ساتھ لیکر بڑے کر و فر سے قلعہ جات
فتح کرتا ہوا آتا ہو بار لشکر اسکا اٹھانا بہت دشوار ہو ہمشیرہ تم آگاہ ہو کہ میرے پاس فوج قلیل ہو
بہنوئی صاحب تمھارے شاہزادہ گلریز آمادہ مرگ ہو کر بہ جمعیت ساٹھ ہزار فوج کے بیرون قلعہ
نکل آئے ہین بمشکل ایک ہفتے کی مہلت لی ہو اگر اس درمیان مین آپ نے ہماری مدد کی تو بہتر ورنہ
دیدار ہمارا اور تمھارا قیامت پر گیا ملکہ سرخ مو نے وہ نامہ تو مہرخ کو دیا اور کہا حضور کنیز نہین رہ سکتی
شہر سرخ مویان لٹ جائیگا بہن بہنوئی قتل ہونگے نیرنگ شوہر آفات جہاردست صاحب سامری
مشہور ہو جہاندیدہ و کارآزمودہ ہر ایک اُس سے مقابلہ نہین کرسکتا لہذا کنیز تو جاتی ہو حضور اُسکا
انتظام ضرور کرین یہ کہکر ملکہ سرخ موے کاکل کشا مع ملکہ بلال سحر افگن دس بارہ ہزار ساحرون
کو لیکر سمت شہر سرخ مویان روانہ ہوئی ملکہ مہرخ اسی مقام پہ اترے پڑے ہین اب کیونکر طرف اسد کے کوچ
کرین یہی دل مین خیال ہو کہ اتنا بڑا ساحر زبردست آتا ہو دیکھیے کس طور سے مقابلہ پڑے خدایا ایمان
ملکہ کی عزت و آبرو بچائے جسوقت ہمکو خبر خرابی قلعہ سرخ مویان پہونچے یہان سے سردار واسطے
مدد کے جائین شاید فتح حاصل ہو تسکین دل ہو

دو کلمہ داستان شوکت بیان مصیبت عنوان آمد نیرنگ جادو و شوہر آفات چہار دست بدست قلعہ سرخ مویان پر مقابلہ ہاے جلیل و آمد شاہزادہ ارکان دشتی مالک حجرۂ بلاے طلسم نور افشان و آمد ملکہ مشتری ستارۂ طلعت ثانی کوکب کی عجب داستان مصیبت خیز و آفت انگیز ہی و دیگر حالات متعلق داستان ہذا۔ ساقی نامہ

ساقیا وقت سر کشتی آیا
رند میخانے سے نہ پستہ ہون
رند ہون اوستاد رستم و سام
خم کو یون اونڈ پیلتے دیکھون
نمکین دانہ گزگ ہون چنے
نشہ مو کرے ہر ایک سے زور
پہلوانی پہ ہی قلم کو گھمنڈ
حرف قرطاس پہ بچھڑتے ہین
بلبلین گل کی نال اٹھاتی ہین
نخل جھک جھک کے پیلتے ہین ڈنڈ
قوت تن صبا دکھاتی ہی
بلبلا بیٹھکین لگاتا ہی
پاے گل باد نے اکھاڑ دیا
داون کشتی کے ہو رہے ہین پیچ
تنکے چلتے ہین جب لنگوٹ کسے
زور اسکے پہ آزماتے ہین
ایک گر کر زمین پکڑتا ہی
اپنی کشتی کے فن دکھاتے ہین

جنگ نیرنگ کا سمان دکھلا
جنگ مین ہو کبھی تو فتح و ظفر
سب کرین بانک کاٹے کا ملاگم
شیشے گمدز کی جوڑیان ہو جائین
نال دستار شیخ جی کے بنے
جام صہبا کو خاک پر ٹپکے
وقت تحریر پیلتا ہی ڈنڈ
فصل گل نے نشان گاڑے ہین
نیر مین شاخ کی ہلاتی ہین
لا کو دیتی ہین قمریان ہکا
گمدر اشجار کے ہلاتی ہی
بلبلین بڑھ بڑھ کے اپنے تھاون سے
سبزۂ باغ کو پچھاڑ دیا
پہلوان اپنے اپنے دنگل کے
داون کشتی کے ہین فنون مین بسے
ڈنڈ کو جھک رہے ہین ٹھونک کے خم
دوسرے کا قدم اکھڑتا ہی
ایک عالم ہی بہر سیر ڈٹا

ایسا ساغر پلا کہ مست رہون
نشے مین کاٹ دون عدو کا سر
جھکو صہبا اونڈ پیلتے دیکھون
نقل اکھاڑے کی زیوریان ہو جائین
گئے تاب و توان رستم کا شور
خم کو مو اٹھائے دم مین جھکے
نئے مضمون کشتی لڑتے ہین
چمنون مین کھڑے اکھاڑے ہین
سرو کو اپنے زور پہ ہی گھمنڈ
نہین اٹھتا ہی سرو کا اڑنگا
ٹھکرین آب جو لڑاتا ہے
کشتیان لڑتی ہین نہالون سے
عشق پیچان دکھا رہا ہی پیچ
شیر ہین آدمی کے جنگل کے
جاکے دنگل مین نال اٹھاتے ہین
شور کرتی ہی جنبش لیزم
ہنسی اٹھتا دو وقت پاتے ہین
ہر جگہ ہو رہا ہی بانک پٹا

سب زریان کی چال چلتے ہین
لیے ہاتھون مین ہین بھری گدکا
ہین صدا مین یہ انترا یہ کمر
دیکھنے والے خط اٹھاتے ہین

دمبدم پینترے بدلتے ہین
مل کے آپس مین جھوٹ لڑتے ہین
یہ کڑک یہ ادا یہ چہرہ پر
مختصر کر افق یہ قصۂ طول

رنگ دکھلاتے ہین علی مدد کا
ہاتھ ہر اک کے مل کے پڑتے ہین
بانے استاد فن ہلاتے ہین
اب زیادہ ہی قیل و قال فضول

بہرہ نیرنگ بازان محکمۂ فسون سازی وسحر سازان ہوم خانۂ شعبدہ بازی اس داستان حیرت بیان کو بافسونگری کلک جواہر سلک یون زیب قرطاس فرماتے ہین شعر صفوف آرائے جنگ خوش بیانی ہین مصروف جہاد قصہ خوانی ہین اس داستان شوکت بیان کو استادان سخنور نے بصد کروفر یون تحریر فرمایا ہی کہ نیرنگ جادو شوہر آفات بد خو تین لاکھ ساحران زبردست ہمراہ لیکر کوہ زبرجدی سے اترا آفات نے بھی وعدہ کیا کہ وقت پر محل موقع ہوگا تو مین بھی آؤن گی تم اس طور سے جنگ کرنا کہ درراہ تا بہ لشکر مہرخ بجا نارہ مین جو قلعہ جات ہین انکو فتح کرنا خراج وباج نام کا افراسیاب کے مقرر ہو مہرخ نے یہ غضب کیا ہی کہ جن شہرون پر انکا قبضہ ہوا گزو سکہ سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام کا جاری کیا ای نیرنگ اس جنگ سے یہ مراد ہی کہ ممالک مقبوضہ مہرخ قبضے مین افراسیاب کے آجائین نیرنگ نے کہا ایسا ہی ہوگا مجھے تو تا بہ لاچین جانا ہی توسن حصار پر بھی قبضہ کراؤن مشہور ہی کہ توسن مطیع اسلام ہوا اتنا بش جادو گرزدار ساحری وجمشید مذہب سے منحرف ہو دل کو یقین نہین آتا ہی اس کے قبضے مین ملک کرا کے مہرخ وغیرہ سے مجھون کا ایک مہینے مین سب انتظام کرونگا ایسے لاف گذاف کر کے مع لشکر چلا لیکن آمد حیرت کا مشتاق تیسری منزل تھی کہ ہرکارون نے خبر دی خاتون محل شہنشاہ تشریف لاتی ہین نیرنگ واسطے استقبال کے اٹھا کنارے پر لشکر کے آکر ٹھہرا آمد لشکر حیرت شروع ہوئی عملدار وغیرہ نکل گئے نیرنگ کی نگاہ پڑی حیرت جادو وتخت یاقوت نگار پر سوار گرد ہزار ہا نازنینان مہ جبین دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوئے زلفین ہر رخسار پہ بل کر رہی ہین عالم شباب زلفون کو پیچ وتاب شیرین گفتار کبک رفتار جو ہر ایک سیمین بر سرو باغ رعنائی غنچہ نو دیدہ گلزار دلربائی نیرنگ صورت زیبا دیکھ کر بیقرار ہو گیا حیرت نے جو خیال کر کے دیکھا نیرنگ اپنے آپ سے باہر ہی ٹھنڈی سانسین بھر رہا ہی جاتا ہی لپٹ جاؤن حیرت جادو نے ہاتھ چھوڑا یا حکم دیا بارگاہ ہماری الگ استادہ ہو نیرنگ نے کہا ملکہ عالم الگ بارگاہ کی کیا ضرورت ہی بارگاہ زرنبفتی میرے ساتھ ہی

سب سامان آپکے واسطے آراستہ کیا ہی کئی ہزار کنیزین بھی برائے خدمتگزاری حضور ساتھ لایا ہون آپکو
کوئی تکلیف نہوگی مین تو غلام تابعدار آپ کا جان نثار تمھارے ہی شوق مین اپنا عیش و آرام چھوڑا
آفات چہار دست ایسی محبوبہ سے منہ موڑا آپ بخوبی آگاہ ہین ملکہ آفات دم بھر جدائی میری
گوارا نہین کرتین حیرت جادو حیران کہ مین کس بلا مین پھنسی اس بیحیا سے کیونکر آبرو بچیگی چونکہ عقلمند تھی
اچھا اچھا کہکر اپنی بارگاہ مین داخل ہوئی نیرنگ بھی ساتھ آیا پہلوے تخت حیرت مین اپنا دنگل بچھایا
کبھی ران پر ہاتھ رکھ دیتا ہی کبھی جام شراب لیکر بہ عجز و منت حیرت کو پلاتا ہی حیرت بدمزاج ہو رہی
ہی صرصر شمشیرزن بھی آئی ہوئی ہی حیرت نے صرصر سے اشارہ کیا ای صرصر تو اس بدبخت کی کیفیت
کو دیکھتی ہی یہ اپنے آپ سے باہر ہی کیا کرون کسی طرح اُسکو ٹال یہ بیحیا اپنی بارگاہ مین جائے صرصر نے
آتے ہی نیرنگ کا ہاتھ تھام لیا کہا شہنشاہ مین کچھ عرض کرونگی نیرنگ سمجھا حیرت راضی ہوئی صرصر کو
پیام وصل دونگا صرصر نے کنارے لاکر کہا ای شہنشاہ ملکہ کو بھی آپ سے محبت ہی افراسیاب جادو
آنے کو ہی ابھی تامل فرمایئے اسقدر نہ گھبرایئے بعد فتح جنگ صرخ مطلب دلی آپ کا حاصل ہوگا ملکہ
تو اکثر آپ کی تعریفین کیا کرتی ہین نیرنگ پھول گیا خوشی خوشی اپنی بارگاہ مین آیا صبح کو لشکر تیار
ہوے نیرنگ خوشی خوشی ساتھ حیرت جادو کے چلا صرصر نے خبر دی آج کی منزل پر قلعہ سرخ مو ان ملیگا
ملکہ نرگس و شاہزادہ گلگانہ نیز طرف سے ملکہ سرخ مو کے حاکم ہین وہ لوگ بے لڑے بھڑے قلعہ خالی کر دینگے
نیرنگ نے اُسی وقت ایک نامہ لکھکر ساحر کو دیا حکم ہوا جا کر نرگس کو دینا کہ حکم نیرنگ جادو ہی خدمت
مین بدولت کی آکر حاضر ہو ورنہ سر سواری قلعہ لونگا قتل عام کرونگا ساحر نے نامہ لاکر ملکہ نرگس کو
دیا نرگس نے جواب صاف لکھا جو تجھ سے ہو سکے اُسمین قصور و کوتاہی نکر نامہ دار پلٹا ملکہ نرگس نے
افسران فوج کو بلاکر حکم دیا جلد لشکر تیار ہو آمادہ حرب و پیکار ہو شاہزادہ گلگانہ نیز لشکر ساتھ ہزار
فوج سے بیرون قلعہ نکلا لشکر اتر رہا تھا کہ آمد فوج نیرنگ ہوئی نیرنگ نے دیکھا لشکر اتر رہا ہی بازارین
درست ہو رہی ہین بارگاہین استادہ ہو گئین یہ سامان دیکھکر جل گیا ملکہ حیرت سے کہا سامری جمشید
کی قدرت ہی ایسے ذلیل و حقیر بدولت کے مقابلے مین آئے ہین کھڑے کھڑے ان سبکو شکست
دونگا کل اسی قلعہ مین جاکر دعوت نوش فرمایئے یہ کہکر اتر پڑا ٹہلتا ہوا بارگاہ مین آیا بیٹھتے ہی طبل جنگی
بجوا دیا نرگس کو خبر ملی اس نے بھی طبل جنگی بجوایا ایک مقدمہ ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ جب توسن جادو

مطیع اسلام ہوا لاچین نے انتظام کامل کیا تب خواجہ عمرو نے لاچین سے کہا یہ جدا رہنا لشکر مہرخ
سے مناسب نہین ہو اب یہ خبرین افراسیاب کو پہونچین گی لشکر مہرخ پر دھاوا ڈالیگا پس خواجہ نے ضرغام
کو بخوبی سمجھا کر اسد سے رخصت ہوے طرف لشکر مہرخ کے روانہ ہو گئے بعد جانے خواجہ کے لاچین نے
بھی تیاری لشکر کا حکم دیا لیکن بادشاہ عقیل و فہیم جانتا ہی کہ ہمارا ابھی پہونچنا تا بہ لشکر مہرخ دشوار ہی
دو کوس سے زیادہ لشکر نہین چل سکتا اس وجہ سے ناچار ہی خواجہ تو راہ مین لوٹتے مارتے چلے آتے
ہین یہان صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آکر جمے نیرنگ خود میدان مین نکلا شاہزادہ نگار نیز
نے جا کر مقابلہ کیا خوب خوب آپس مین سحر ہوے نیرنگ یار روزگار ساحر جہاندیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ
تھا آخر کے سحر مین نگار نیز انتہا کا زخمی ہوا نیرنگ نے چاہا سر کاٹ لون نرگس کی آنکھون مین خون اتر آیا جوش
محبت مین شوہر کے جا پڑی کئی گولے نیرنگ کو مارے شوہر کو بچایا آخر یہ بھی زخمی ہوئی نیرنگ
کا سحر نہین رکتا اہالیان فوج نے جو نرگس کو زخمی دیکھا بلوہ کر کے جا پڑے دونون لشکر مل گئے
فوج نیرنگ بحساب حیرت بھی جا پڑی نرگس و نگار نیز زخمدار ہین ہٹتے چلے آتے ہین نیرنگ چاہتا ہی
قلعہ لیا ون دونون زن و شوہر جانبازی کر رہے ہین ہر مرتبہ فوج کے قدم ہٹتے ہین زن و شوہر
سینہ سپر کر کے بڑھتے ہین نیرنگ چاہتا ہی قلعہ مین جا پڑون خندق لاشہاے ملازمان نرگس سے
بھر دون مگر جانباز قدم نہین ہٹاتے قریب تھا کہ نگار نیز نرگس گرفتار ہو جائین کہ آسمان پر لکہ ابر سیاہ
ظاہر ہوا دفعۃً ملکہ سرخ مو سے کاکل کشا و ہلال سحر افگن آکر پہونچین یہ ہنگامہ دیکھ کر سحر کرتی ہوئی
شریک لشکر نرگس ہوئین سرخ مو و حیرت کا مقابلہ پڑا لگی سحر حیرت نے کیے سرخ مو نے جواب دیا حیرت
نے غصے مین زمین پر دو تھپڑ مارا برق چمکی سر سرخ مو زخمی ہوا ہلال چمک کر حیرت پر گری [illegible]
ہلال سحر افگن کا شانہ بھول پڑا چارون افسر زخمی نیرنگ نے فوج کو اشارہ کیا بڑھ بڑھ کر حیرت پر
سینہ سپر کرتا ہی عرض کرتا ہی ملکہ عالم آپ تکلیف نفرمایئے مین ابھی ان سبھون کا خاتمہ کرتا ہون حیرت
کہتی ہی داد جان اب آمد فوج مہرخ شروع ہو گئی ایک کے بعد ایک آئیگا اسی قلعہ پر جان لڑا دینگے قدم
جما دینگے سر بھی کٹے گا قدم نہ ہٹائینگے نیرنگ کہتا ہی مین جلد خاتمہ کرونگا یہ کہکر جیسا آفتاب فوج پر گرا دل
سردارون کے ہلا دیے پرے کے پرے خاک مین ملا دیے پھر ون بچھا باقی ہو سحر ہو رہے ہین میدان مین
دریاے خون جاری ہی آسمان سے آگ برس رہی ہی نقیب آواز مین پکار رہے ہین لڑنے والونکے دل بڑھا رہے

ہین نیرنگ جب سحر کرتا ہی آگ آسمان سے برستی ہی ہزار دو ہزار جلے سو دو سو کے سر سحر سے اڑ گئے کبھی [illegible]
بنا کر گراتا ہی تلوارین برساتا ہی ساحر اسم بامسمےٰ نیرنگ جادو نام ہی نیرنگ سازی سحر سے کام ہی قریب تھا
سرخ مو وغیرہ شکست کھا کر قلعہ چھوڑ دین کہ آسمان سے برق چمکی باغبان قدرت بصد شوکت و لیاقت
مع ساٹھ ہزار جوانان تیغ زن کے آکر پہونچا نرگس و گلریز و ہلال و سرخ مو کو زخمی پایا لشکر پامال
فوج کا عجیب حال نیرنگ و حیرت کی فوج بےحساب سب جانباز گھر گئے ہین لیکن قدم نہین ہٹاتے
باغبان قدرت نے نعرہ کیا او نیرنگ کہان جاتا ہی حیرت نے بڑھ کر کہا دادا جان آپ نے دیکھا
آمد ساحران شروع ہوئی لشکر مہرخ کل آئیگا ایک ایک سردار اپنے کو مثل نقش قدم مٹائیگا اول مین جب
باغی جمع ہوے پہلے یہی قلعہ قبضے مین آیا تھا یہی مقام شیشہ رنگین حصار ہو بارہ برس سب اہل اسلام یہی
مقام پر لڑے بڑے بڑے معرکے پڑے لیکن قلعہ نہین چھوڑا مہرخ نے کبھی پڑاو نہین چھوڑا نیرنگ نے کہا
سبکو بھگا دونگا یہ سب میرے سامنے طفل مکتب ہین باغبان جو ساٹھ ہزار فوج سے آکر اترا تہلکہ ڈال دیا
گنبد جلنے لگے پھول برسے ساحران نیرنگ شدت تشنگی سے ترسے باغبان نے صحرا کو گرم کیا آگ کی [illegible]
دفع کی انبار رنگ سحر جمایا اڑتا بھرتا قریب نیرنگ پہونچا نیرنگ سے تلوار چلی نیرنگ بلاے روزگار
شوہر آفات ناہنجار کئی وار ڈسکے باغبان نے روکے ایک مقام پر ہاتھ مارا مٹھی سے ایک جانور کو
بھی چھوڑا جانور نے چیخ ماری جل کر خاک ہوا وہی خاک سر پر نیرنگ کے گری نیرنگ کی ذرا پلک
جھپکی باغبان نے اس حالت مین تیغہ سحر مارا نیرنگ نے خون اپنا چلو مین لیکر پھینکنا شروع کیا
جسپر قطرہ پڑا جل گیا دن بہت کم باقی ہی کہ آسمان سے بوے خوش آئی حیرت نے گھبرا کر کہا او غضب
ہوا بوا آتی ہین دیکھا سب نے بہار و گلعذار طاؤس زرین بال پر سوار گہنے مین پھولون کے لدی
ہوئی مثل بوے گل پھولون مین بسی ہوئی باغبان کو جو زخمی دیکھا گلدستہ مارا حیرت سینہ سپر کر کے
جا پڑی جیسے ہی حیرت نے سحر کیا بہار مسکرائی سحر کیا ہنسی تھی فوراً برق چمکی حیرت کا سر زخمی ہوا نیرنگ
نے جو دیکھا کہ حیرت زخمی ہو کر غشی بہار نے باغبان کو سنبھالا باغبان بھی بہار کو دیکھکر پھر لڑنے کا
سحر بہار دیکھکر سبکا دل باغ باغ ہوگیا گلدستے بہار نے ایسے مارے خوشبو سے پھولون کی ہزارون
دیوانے ہوے سر دیدے مارتے تھے ہاے بہار ہاے بہار کہکے للکارتے تھے ہر طرف یہ شور تھا نظم

نشان گل ہی نہ صورت ہزار باقی ہی	خزان کا دور ہی نام بہار باقی ہی	فراق یار نہ سحا مین ہون غریب گ

بدن مین نام کو اب جان زار باقی ہی
گھٹائین جھوم کے اٹھتی ہین مے پلا ساقی
ابھی تو حسن جوانی یار باقی ہی
ہزارون کھلتے ہین گل زرد باغ عالم مین
ابھی تو باغ مین فصل بہار باقی ہی
ابھی نہ سلسلۂ جام ترک کر ساقی
ہماری سمت سے دل مین غبار باقی ہی
اٹھا کے آئینہ تو دیکھ کچھ خبر بھی ہی
بہار باغ دل داغدار باقی ہی
رہیگی یون ہی زمانے مین ہاے حلے خدا

جوانی ہو چکی آیا زمانہ پیری کا
ابھی تو موسم ابر بہار باقی ہی
ملایا خاک مین شاہون کو موت نے ایسا
بہار قدرت پروردگار باقی ہی
جو لوگ صاحب شوکت تھے مٹ گئے وہ بھی
بہار دور مے خوشگوار باقی ہی
اتر گیا ہی امیرون کا نشۂ دولت
کہان وہ حسن ترا ای نگار باقی ہی
بقا نہین ہی کسیکو بھی باغ عالم مین
ہی حسن عشق تو یہ گیر و دار باقی ہی

خزان کی بھی کوئی دن بہار باقی ہی
کرون مین ترک ملاقات اسسے ای واعظ
نہ اب مین وہ نہ نشان مزار باقی ہی
پلا دے جام مے لالہ رنگ ای ساقی
کسیکا بھی نہین عز و وقار باقی ہی
ہوئی ہی خاک صفائی اس آئینہ رو سے
مگر کسی قدر اب بھی غبار باقی ہی
خزان کا دور ہی گلشن مین ای ہزار تو کہہ
ہمیشہ ذات تری کردگار باقی ہی
ہزارون نے اپنے گلے کاٹے

نیرنگ یہ سحر نیرنگ دیکھ کر گھبرایا چاہا بہار پر چاپڑون حیرت نے گھبرا کر طبل امان بجوادیا اہل اسلام کو بہت غنیمت ہوا شکست فاش بھاگنے کی تلاش ہو چکی تھی بہار نے آکر لشکر کو سنبھال لیا نیرنگ کو بہت ناگوار ہوا حیرت سے کہا ای ملکہ عالم تمنے یہ کیا کیا مین بدون فتح ہرگز نہ واپس ہوتا دس دن تک اسی طور سے لڑتا حیرت نے کہا داداجان یہی غنیمت ہی کہ شکست فاش نہین ہوئی کل تک لشکر مہرخ بھی آجائیگا سب آئین نگوڑا تا نعیتا نہ آئے نیرنگ نے کہا وہ کون ہی حیرت نے کہا اسکا نام لینا مناسب نہین ہی نام لینے ہی پہونچتا ہی ہرچند نیرنگ نے پوچھا حیرت نے خواجہ کا نام نہ بتایا یہی کہا کہ ہوشیار رہیے نیرنگ جادو لشکر کو ساتھ لیکر ملیٹا ہی لیکن حیرت پر ٹوٹا پڑتا ہی یہان باغبان و بہار لشکر کو لیکر واپس ہوئے باغبان نے زخمیون کو اٹھوایا کشتون کو دفن کرایا یہان نیرنگ قہر و غضب مین حیرت سے باتین کرتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا بیٹھے بیٹھے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے کل ان سب کو قتل کرونگا صداے نقارۂ زری بلند ہوئی ہرکارون نے آکر باغبان و بہار کو خبر دی کہ نیرنگ نے طبل جنگی بجوایا نہایت بیحیا کو غصہ ہی حیرت پر خفا ہوتا ہی کہ کیون طبل بازگشت بجوایا ملکہ بہار اس بیحیا کو بڑا غرور ہی اسی وقت نوازش طبل کو حکم دیا دو نامے اپنے ہاتھ سے لکھے ایک طلسم نور افشان کے پاس کوکب کے روانہ کیا ایک خدمت مین ملکہ مہرخ کی جن کنیزون کو روانہ

کیا تاکید کردی کہ زبانی بھی ظاہر کرنا کہ نیرنگ جادو سے مقابلہ ہی جو آنکھون سے دیکھا ہو سب بیان کرنا
کنیزان بہار دونون نامے لیکر چلین دو کلمہ داستان کوکب روشن ضمیر و بَران با توقیر تحریر ہوتے ہین
ملکہ بران شمشیر زن مبتلاے دام محن ہر وقت یاد مین ایرج نوجوان کی آٹھ پہر بیقرار رہتی ہین جسوقت سے
توسن حصار سے پلٹ کر آئین یہی فکر ہو کہ لشکر اسلام کی کیونکر خبر منگائین اسی رنج و ملال مین قصد
ہوا کہ قصر جمشیدی مین چلون تخت زرین پر سوار ہو کر قصر جمشیدی مین آئین دیکھا شہنشاہ کوکب
روشنضمیر پریشان بیٹھے ہین خورشید روشن راے سے فرما رہے ہین دیکھین اب فلک کجرفتار
گردون غدّار کیا دکھاتا ہی بڑا ساحر جلیل مقابلہ اہل اسلام مین آتا ہو برہمن روئین تن پر ایسی افتاد
پڑی حالات آیندہ و گذشتہ کس سے دریافت کرین جب کبھی براے عبادت جاتا ہون اسی آفت
مین مبتلا پاتا ہون سحر تاریک مشکل کش سے کلیجہ جل گیا اُٹھنا بیٹھنا دشوار ہی کلام کس سے کرین
بطور خود جو خیال کیا صاف ثابت ہوا کہ نیرنگ جادو کی سرداران مہرخ کے ہاتھ سے قضا نہین
ہی آج بھی طائران سحر نے خبر دی کہ ہزار ہا بندگان خدا کو اُسنے قتل کیا بَران نے آکر سلام کیا کوکب
نے تمام معرکہ نیرنگ کی لڑائی کا بَران سے بیان کیا بَران نے کہا قبلہ و کعبہ براے مدد بہار وغیرہ
جانا ضرور ہی کوکب نے کہا بیٹیا مین اس فکر مین بیٹھا ہون کتب ستارہ شناسی کو دیکھا ثابت ہوا
اُسکی موت تمھارے ہاتھ سے نہین ہی اہالیان لشکر مہرخ پر بھی غالب آئیگا یہ تو میرے دل کو
گوارا نہین ہی کہ مدد کو نہ جاؤن لشکر مہرخ کی خبر نہ لون لیکن انجام بخیر ہو یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی
ملکہ مشتری ستارہ طلعت آکر پہونچین کوکب وغیرہ سب براے تعظیم اُٹھے مشتری نے کوکب کی بلائین
لین فرمایا کیون نور نظر خیر تو ہی کوکب نے تمام کیفیت آمد نیرنگ جادو اور مجبوری اپنی سامنے ملکہ
مشتری کی ظاہر کی ملکہ مشتری نے سُنکر فرمایا ای فرزند نہ گھبراؤ مین جاکر شاہزادہ ارکان وحشی کو روانہ
کیے دیتی ہون وہ جاتے ہی زمین ہلا دیگا نیرنگ کو دیوانہ بنا کر ماریگا اگر افراسیاب کا بھی سامنا ہو جائیگا
ہر چند کہ بادشاہ طلسم ہوش ربا ہی ساحر یکتا ہو مگر قلب اُلٹ جائیگا اگر ارکان وحشی نے قصد کیا
کسیکی کیا حقیقت ہی افراسیاب اپنا گلا کاٹ لے یہ فرما کر ملکہ مشتری اُسیوقت طرف قصر حجرہ کے
روانہ ہوئین جب قریب پہونچین ملکہ جیحون کو خبر ہوئی کہ ملکہ مشتری تشریف لاتی ہین براے
استقبال آئین ملکہ مشتری کو لاکر تخت پر بٹھایا پوچھا کیونکر آنے کا اتفاق ہوا ملکہ مشتری نے

تمام کیفیت آمد نیرنگ جادو بیان کی جیحون نے کہا آپ کا پرورش کردہ آپ کے گھر کا بردہ صاحب شوکت ولیاقت شاہزادہ ارکان وحشی اسکی قوم بھر کو کافی ہی جب مین لڑائی سے پلٹ کر آئی ہر چند کہ جوان دیوانہ مزاج ہی مردون کے سر کا تاج ہی مجھسے پوچھتا تھا کہ محبوب کاکل کشا نے اپنی جان دی اس لڑائی مین آپ نے ہمکو ہمراہ نہ لیا آرزو رکھتا ہی کہ افراسیاب سے سامنا کرون یہ کہکر جیحون اُٹھین در باغ پر آواز دی ای شاہزادہ ہژبر صولت ای رستم شوکت مادر مہربان تمھاری تشریف لائی ہین تمھین یاد فرماتی ہین سب نے دیکھا ایک جوان خود زرین سر پر زرہ یاقوتی زیب جسم انور ماہ رخسار ابر نقاب مین پنہان شوکت وشان دبدبہ وجاہ اندر سے نقاب کے عیان صاف ظاہر ہی کہ مہر عالمتاب حجاب ابر مین مخفی ہی تیغہ ہلالی ہاتھ مین بارہ ہزار جوان ہمسن باغ سے برآمد ہوے جیحون نے آمد مشتری کی خبر دی اشتیاق مین دوڑا آکر قدمون سے لپٹ گیا مادر مہربان کہکر گلے مین ہاتھ ڈال دیے ملکہ مشتری نے اس ارکان وحشی کو بچپن سے پرورش کیا ہی کوکب سے زیادہ محبت کرتی ہین فرزند کہکر چھاتی سے لگا لیا پیشانی پر بوسہ دیا فرمایا ای فرزند برای جنگ نیرنگ چلوگے ارکان نے قبضے پر ہاتھ ڈال کر کہا اگر مادر مہربان کا حکم ہو بہرام فلک پر جا پڑون اگر رستم ہو تو اسکو بھی چیر کر پھینک دون نیرنگ بیچارا کون ہی مجھے تو ہوس مقابلہ افراسیاب ہی مدت سے سنتا ہون میرے بھائی کوکب کو بہت ستایا بھائی صاحب نے اپنے غلام کو کیون نہ بلایا اب آپ نے ارشاد فرمایا مین بدل وجان حاضر ہون یہ کہکر سلاح خانے مین گھس گیا ہتھیار لگا کے اکڑتا ہوا سامنے آیا لیکن حرکتین دیوانہ دار مزاج وحشی مثال خود کوچ کرتا ہو تیور بدل رہا ہی آواز دی مرکب ہمارا جلد لاؤ ارکان وحشی جو آراستہ ہوا بارہ ہزار جوان اسکے ہمسن سلاح جنگ سے آراستہ ہو کر صفین جمانے لگے مرکب ہاے باد رفتار سائیس لیکر آئے ارکان وحشی نے خانہ زین کو مثل خانۂ آفتاب کے روشن کیا بارہ ہزار جوان فوراً سوار ہوے ملکہ مشتری کو جھک کر سلام کیا کہا مادر مہربان غلام رخصت ہوتا ہی ملکہ مشتری نے اُٹھ کر بلائین لین ترقی عمر کی دعائین دین اُسوقت ایک نامہ کوکب کو لکھا کہ ملبوس چہار دست کو برای رہبری ارکان وحشی فلان منزل پر مقرر کرو وہان اس سے ملاقات کرے ہمراہ اُسکو لیکر مہرخ کی مدد کو پہونچے مین بھی وقت پر آؤنگی میرے دل کو قرار نہ پڑیگا یہ جاتے ہی لڑیگا اگر افراسیاب بھی سامنے آجائیگا یہی کیفیت اُسکی بھی ہوگی اپنے قتل پر خود آمادہ ہوگا ادھر سے تو ارکان وحشی نے کوچ کیا نامہ کوکب کو پہونچا کوکب نے فوج تیار کر کے

بلور کو روانہ کیا ڈانٹ ڈپٹ کے بلور نے آکر ارکان وحشی کو لیا منزل بمنزل طے کرتا ہوا
تماشے کوہ و دشت و بیابان کے دیکھتا ہوا جاتا ہے کہ انکا ذکر وقت پر آئیگا یہان نیرنگ جادو نے
دوبارہ طبل جنگی بجوایا ملکہ بہار و باغبان نے بھی حکم دیا تیاریان ہوئین بوقت سحر دونون لشکر بڑے
زور و شور سے آکر میدان کارزار مین جمے نیرنگ آگے بڑھا ہوا دریائے سحر مین غوطہ مارے ہوئے آکر
پہونچا بطور قاعدۂ قدیم صفوف قتال و جدال آراستہ ہوئی نیرنگ حیرت سے کہہ رہا ہے ملکہ عالم خبردار آج
طبل بازگشت نہ بجوانا اگر دس دن بھی گذر جائینگے مین بدون فتح واپس نہونگا اگر روک ٹوک مین لشکر مہرخ
کے مہینون گذرین تا بہ لشکر لاچین جانے مین سالہا سال چاہیئین اس غفلت مین لشکر لاچین زور پکڑیگا
یہ بھی خبر مشہور ہے کہ لاچین کے رہا ہوتے ہی اکثر شاہان جلیل بدون طلب جا کر لشکر طلسم کشا سے ملے
عہدے تقسیم ہوئے پس وہان تک جانا بدولت کوبت پر ضرور ہے عرصہ کرنا عقل کا قصور ہے کہ نقیبون
نے نقابت کی کڑکیتون نے کڑکا کہا لشکرون پر سناٹا آیا صدائے طبل و بوق موقوف ہوئی نیرنگ جادو
کہ آج دریائے سحر مین غوطہ مارکے آیا ہے اژدر آتش فشان پر سوار اژدر سے کود کر سامنے حیرت جادو
کے آیا کہا ملکہ عالم اجازت میدان دو حیرت نے سر جھکا کر کہا دادا جان آپکو خداوند لقا کے سپرد
کیا نیرنگ پشت اژدر پر بیدرنگ سوار ہوا میدان کارزار مین آیا آتے ہی آواز دی ای بہار
و باغبان اپنے شباب پر رحم کرو رومال سے ہاتھ باندھ کر حاضر خدمت حیرت ہو ورنہ بہت پچھتاؤگی
میرے ہاتھ سے سب مارے جاؤگے کسی کا حوصلہ نہین پڑتا کہ مقابلہ نیرنگ مین جائے ملکہ نرگس و گلریز
و سرخ مو و ہلال و باغبان گل کی لڑائی مین انتہا کے زخمی ہوئے افسران اعلےٰ مارے گئے صرف ملکہ بہار
سینہ سپر کیے کھڑی ہے قصد ہوا کہ جا پڑون نرگس تخت سے کود پڑی کہا ای ملکہ بہار تمہاری وجہ سے باغ
اسلام مین رونق ہے نام سے تمہارے جھیا جلتا ہے آج کنیز کو رخصت دیجیے انشاء اللہ آپ کے اقبال سے
وہ بھی دیکھے کہ نرگس کیسی لڑتی کس کس پر نگاہ قہر پڑی بہار نے کہا ای نرگس تمنے بڑا کارنمایان
کیا اتنے بڑے ساحر کو مع حیرت پہر بھر کامل روکا انتہا کی زخمی ہو مین اگر خدا نے فضل کیا اور گلدستہ
سحر چل گیا تو دیوانہ کرکے اس جھیا کو بھی تنکے نہ چنوا دیے نہین تو بہار جادو نہ کہنا اور یہ تو ظاہر ہے کہ ساحر
زبردست شوہر آفات جبار دست بادۂ کبر و نخوت سے مست جھیا سامری پرست پروردگار حافظ
ہے ای نرگس ہم تم کو نہ جانے دینگے میدان کارزار کھیل نہین جو عرصہ ہوا نیرنگ نے پکار آواز دی

آج کوئی میرے مقابلے مین نہین آتا ما بدولت خود تکلیف کرین مغلوبہ کو حکم دین ملکہ بہار نے نرگس سے دامن چھوڑایا فرمایا ہمشیرہ اُسکا غرور بڑھتا ہی نرگس و سرخ مو وغیرہ بے اختیار رونے لگین گلرنے نے کہا مقام افسوس ہی نامہ لکھکر بھیجا تھا اُسکا کچھ ظہور نہوا شہنشاہ کوکب بھی نامہ پڑھکر خاموش ہوے اُستاد والا نژاد ہمارے شہنشاہ اوج عیاری لشکر مہرخ مین نہین ہین اگر وہ ہوتے اس سرکش کو عیاری کرکے قتل کرتے پروردگار سرپرست ہی یہ جو سرداروں نے بیقرار ہوکر کہا ہر ایک دعا کرنے لگا پروردگار ہماری مدد کر اس بیحیا کے مقابلے کے لائق ہم نہین ہین ای کارساز عالم ای حکیم و علیم ای کریم و رحیم ہر مقام پر تونے مدد کی یار و یاد کرو سوچو تو اول پشتہ رنگین حصار پر کیا کیا معرکے پڑے کس آن بان سے سرداران نامی لڑے چند کس ادھر اُدھر ساحران بحر و بر رو نادل خواجہ عمرو پاس ملکہ مہرخ کے پہونچے مگر ملکہ کتنی تھین یہ عیار بیچارے کیا لڑینگے چشم زدن مین گرفتار ہو جائینگے دمبدم یہی ذکر تھا کیسے کیسے ساحر طلسم سے افراسیاب کے آئے خدا سلامت رکھے خواجہ عمرو نے جا جا کر عیاریان کین صبح کو انکو بھاگتے راستہ نہ ملتا تھا کبھی عیاری ہوئی کبھی سرداروں نے جانبازی کی بڑے بڑے ساحر نامی گرامی مارے گئے عشاق سبزہ رنگ نے بڑا زور دکھایا ملمہ براں کو قتل کیا اپنے اُستاد کے قربان اسقدر بڑے ساحر کس پہونچے حیرت کی صورت بنے گھس کر ظالم کو مارا آج بھی پروردگار مدد کریگا ہر چند کہ یہ مردود دریاے سحر مین غوطہ مارکے آیا ہو مگر جو اژدر سحر سے بنایا ہو دو روسو کو یہ نگل جائیگا اسکا دفعیہ کون کرسکیگا مشہور ہی کہ اژدر سحر نیرنگ قیامت کا پتلہ ہو میدان کارزار مین ضرور زہر اُگلیگا سب نے جو بیتاب ہو کر دعا کی لکہ ہاے ابر گلنار و فیروزئی و سیمابی آسمان پر نمایان ہوے سب دیکھنے لگے وہ ابرہاے متعدد دق ہوے سب نے دیکھا ملکہ مہرخ سحر چشم بصد قہر و خشم سریر جہانبانی پر پہلو مین ملکہ مہ جبین بیمر چار سو سرداران نامی تخت کو گھیرے ہوے کئی سو علم ہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے نوبت و نقارے بجتے ہو ملکہ مہرخ کا لشکر پہونچا ہرکاروں نے عرض کی ای ملکہ عالم آج میدان داری ہی کل نیرنگ کے ہاتھ سے ہزار ہا بندگان خدا سیار گلشن جنان ہوے اسوقت میدان مین آیا ہی کوئی لائق مقابلہ اُسکے بسبب زخمداری کے نہین ہو بہار نے قصد کیا ہی سب سردار اپنی غربت پر رو رہے ہین یہ سنکر ملکہ مہرخ نے طرف دست راست کے دیکھا ملکہ لعل سخندان طاوس زرین بال پر سوار موجود تھین فوراً پایۂ تخت مہ جبین کو بوسہ دیا عرض کی شہنشاہ گیتی ستان اجازت میدان کی دیجیے

ملکہ مہ جبین نے سر جھکایا لعل سخندان سلام کرکے طاؤس کو اڑا کر میدان کارزار مین آئین للکارا او
بد انجام تجھکو بھی یہ لیاقت ہوئی نمک خواران طلسم کشا پر دباؤ ڈالتا ہی دیکھون تو کیسا ساحر ہی نیرنگ
نے سر اُٹھا کر جو جبال ہیثال لعل سخندان کو دیکھا ایک معشوق پری پیکر سیمبر عارض ماہتابان دہن غنچۂ
گلزار خوبی جبین انور آفتاب عالمتاب چرخ محبوبی خال عارض نجم درخشان درج دلربائی باتون مین مسیحائی
سرو قد خورشید خد بصد شد و مد میدان کارزار مین مثل ستارۂ سحری چمک رہی ہو نیرنگ نے بے اختیار
آہ کی کہا اے ملکہ عالم آپ پر سحر کرنا بڑی بے ادبی ہو آپ کے والد نامدار مصاحب سامری و جمشید
مشہور تھے آپکو خداوندون نے پسند کیا آپکو نہین مناسب ہو کہ باغیون کا ساتھ دیجیے آپکے یہان
کتابون مین ماہ دولت کا نام بھی مرقوم ہو تمام طلسم ہوش ربا مین میرے اژدر سحر کی دھوم ہو اگر اشارہ
کرون تمام عالم کو کھا جاے نعرہ کرون حریف کو غش آئے آپ اس طرف چلی آئیے اپنے لشکر کا بادشاہ
کرون عمر بھر خدمتگزاری مین مصروف رہون جی چاہتا ہو تصدق و نثار ہون مین تو پروانۂ شمع رخسار ہون
یہان فرد فرد کے اجزاے حیات منتشر ہونگے عبارت راحت کا نام نہو گا اب بجز انجام نہو گا اُن لوگون کی
زندگی پر حرف آیا یہ بھی ایک نکتہ ہو سب کے سر قطع ہونگے رباعی اربع عناصر کی تقطیع ہوگی ارکان
سحر و ساحری متزلزل و متحرک ہونگے آج تک ماہ دولت نے قصد نہ کیا ہمارے جاننے والے ہمکو پہچانتے
ہین ہمیشہ خدمت سامری و جمشید مین مشرف رہے کوئی تقریب برادری ایسی نہوتی تھی کہ بے ہمارے
حاضر ہوے خداوند کوئی تقریب کرین ہمیشہ صلاح کار رہے باغی بیکار رہے اب قصد کیا مقام
کوہ زبرجدی چھوٹا ابتک عیش و راحت کے پابند رہے اپنے کمال مین خود پسند رہے اب خالی ایسی
نہونگے ہمارے واسطے بدنامی ہو خانۂ دل مین آپکو جگہ دینگے پردۂ چشم مین چھپا ئینگے پلکون سے
جاروب کشی کرین آنکھین بچھائین آپ ایسی معشوقہ پر کیونکر سحر کرین ہمین پاس کرنا واجب و لازم ہو
آپ کے والد نامدار ملک اخضر گوہر پوش اگر اس مقام پر ہوتے غلام کے کہنے کا حضور کو اعتقاد
ہوتا وہ بھی مصاحبت مین رہے بڑے بڑے عجائب و غرائب دیکھے حضور ہمکو شرمندہ نکرین ایسا نہو
کچھ بے ادبی ہوجاے ہرچند کہ معشوقون کو ہمیشہ عاشق سے نفرت ہی اپنی تو یہ کیفیت ہی

غزل

کسیکا دل کبھی بھولے سے تم اگر لینا
ہمارے خون مین تم اپنے ہاتھ بھر لینا

ہماری مہر و وفا کو بھی یاد کر لینا
چھپانہ عالم فانی مین قتل بندون سے

خدا طے نہ اگر تمکو وقت آرائش
خدا کے سامنے سفاک تو نگر لینا

تمھارے کوچے سے جاتی ہے لاش عاشق کی
ہزارون کرو مین بستر پہ بات پھیر لینا
وہ خوب یاد ہے بوسے کو دیکے وصل کی شب
کرون نشے مین جو ساقی مری خبر لینا
ہو دفن کرکے چلے دوست مجھکو مین نے کہا
ہو بیچ گورون دام مین ابھی تو پر کتر لینا
سوار ہو کے چلو ساتھ میری میت کے
جہان وہ مل گئے وہ وہ کلام کر لینا
ہوئے جہان مین ہین بیحد گناہ تیرے سے
شریک ہو لو جنازے کے پھر سنور لینا
ستم اٹھائے نہ صاحب کے جب کوئی عاشق
حیا سے آنکھون پہ ہاتھون کو اپنے دھر لینا
عدم کے کوچ مین افسوس خالی ہاتھ چلے
کبھی کبھی تو خدا کے لیے خبر لینا
یقین مرگ تھا اُنسے مین نے شب کو کہا
لحد قریب رہے جب تو تم اُتر لینا
ہماری لاش پہ رونا نہ اپنی آنکھون سے
حسین حشر کے دن اُسکی تم خبر لینا
ترے فراق مین عاشق کو تیرے کام یہ ہے
تو اس گھڑی مین بھولے سے یاد کر لینا
یہ دور بزم ہے ساقی رہے خیال ذرا
نہ ہمکو یاد رہا توشۂ سفر لینا
خدا کے واسطے مجھکو نہ ذبح کر صیاد
سحر کو آکے مسیحا مری خبر لینا
نہ ہمکو طور کی حاجت نہ عرش اعلے کی
کسی رقیب سے دم بھر کو چشم تر لینا

غصے سے ملکہ لعل کا چہرہ سرخ ہو گیا کہا او نامردار ہے یہ میدان کارزار ہے تجھکو ہمارے مرنے سے کیا کام ہے اب ہمنے سامری جمشید پہ لعنت کی شکر ہے راہ ضلالت سے نکلے سیر گلستان دین حق مین مصروف ہین کیا تیری طرح بیوقوف ہین مجبور ہین کہ ہمارے وارث نے پیشدستی کا حکم نہین دیا ورنہ زبان درازی کا لطف ملتا سحر کرو ورنہ خلاف قاعدۂ صاحبقران اگر پیش قدمی کرین نخل لنز کو جڑ سے اکھیڑ کر پھینک دین وہ تمھاری جاگتی جوت کا خداوند طلسم کشا کے بزرگون کے ہاتھ سے در بدر خاک بسر مارا مارا پھرتا ہے کیا خوب تمھارا مذہب ہے شرم نہین آتی جب وقت کشاکش نفس آئیگا سارا حال کھل جائیگا داخل جہنم ہوگا طعمہ اژدر شعلہ ہائے آتش دوزخ ہوگا بہت پچھتائیگا سردار لشکر ابلیس پرستان مشہور رہا سامری پرستون کی عقل کا قصور رہا غصے مین جو غنچہ دہن کو وا کیا نیرنگ دنگ ہو گیا فصاحت و بلاغت کو دیکھ کر حیران تھا مار آتشین کا تازیانہ سر اژدر پر مار کر آواز دی لو ملکہ عالم سنبھلو اس آگ سے بچو سب نے دیکھا اژدہے نے اسقدر آگ منھ سے چھوڑی کہ ایک گنبد آتش بنکر تیار ہوا ملکہ لعل سخندان اسمین چھپ گئی شعلہ ہائے آتش نے تا بہ آسمان سر کھینچا لشکرون مین شور ہوا نیرنگ نے ملکہ لعل سخندان کو قلعۂ آتش مین گرفتار کیا نکلنا دشوار ہے نیرنگ بھی بلبلا کے پکار اٹھا ہاے اس محبوب جانی نے میرے کہنے کو نہ مانا اپنے کو بلا مین پھنسایا ہڈیان تک جل جائینگی یہ خاص آتش سحر سامری ہے ایک ایک شعلہ کرۂ نار افسونگری ہے سب نے دیکھا اُس گنبد آتشین کے اندر سے ایک برق جہان سوز چمکی برق

تڑپ کر بلند ہوئی لکۂ ابر آسمان پر آیا کڑکڑا کے برسا ملکہ لعل سخندان اُس گنبد آتش فشان سے
باران سحر برساتی ہوئی نکلین سارا گنبد پانی ہوکر بہ گیا لعل سخندان کا یہ سحر دیکھ کر سب گھبرائے نیرنگ نے
اژدر پر دو پتھر مارا اژدہے نے دم کھینچا ملکہ لعل طاؤس سے گرین سب نے دیکھا طرف دہن اژدر کے
کھنچتی جاتی ہین اپنے کو روکتی ہین نہین رک سکتین اسوقت ایک غریو تھا کہ نیرنگ ساحر قدیم ہی
رکن اعظم طلسم ہوش ربا ملکہ آفات کا ندیم ہو دیکھو کیا قیامت کا سحر کیا اب اژدر نگل جائیگا لیکن جب
ملکہ لعل سخندان قریب دہن اژدر ہو گئین گھٹنے ٹیک کر اپنے کو سنبھالا وہ پنجۂ نگارین خورشید گلگون
مین اژدر کے ڈال کر یکہ مارا نیرنگ کود کر بھاگا الامان کہتا ہوا دور جا کر ٹھہرا ملکہ لعل سخندان
نے اژدر کو چیر کر پھینک دیا تمام جسم پر خون کی چھینٹین پڑین وہ زور کیا کہ چہرہ سرخ ہو گیا اسوقت
لشکر مین ایک غریو تھا ہر طرف سے احسنت و آفرین کی صدائین آتی تھین نیرنگ تیغہ کھینچکر
جا پڑا اس ماہتابان نے بھی کمر سے نیمچۂ ہلالی کھینچا نیرنگ نے کئی وار کیے ملکہ نے اُسی نیمچہ برق
آب پر تیغہ کو اُس نامرد کے گانٹھا سب نے دیکھا لڑتے لڑتے ملکہ لعل سخندان مسکرائین دہن سے
ایک شعلہ نکلا آنکھون کے سامنے نیرنگ کے چمکا نیرنگ کی پلک جھپکی ملکہ نے خبردار کہکر نیمچہ مارا سر
نیرنگ زخمی ہوا حیرت کے ہوش اُڑے پکار کر آواز دی ارے یار دہ برباد کن خانمان ساحران
عالم کو گھیر کر مارلو خود بھی کڑک کر جا پڑی ملکہ لعل پر سحر کیے فوج بیشمار جو پشت پر حیرت کے تھی
وہ ملازمان نیرنگ بیدرنگ آمادہ جنگ ہوئے حربہ ہائے سحر ہاتھ مین لیکر جا پڑے ادھر سے
ملکہ مخمور سرخ چشم و رعد و برق و برق لامع و خورشید زرین سحر و ساحر بیدیل شاہزادہ
شکیل وغیرہ لینا لینا کہکر جا پڑے ادھر سے بہار بڑھین نرگس تخت سے کودی گلرنیر نے
بڑھ کر سحر کیا دونون لشکر آپس مین مل گئے وہ سحر ہوئے آسمان سے آگ برس رہی ہے دریائے
سحر جوش مار رہا ہے ہزارون بندگان خدا ڈوبے لیکن نیرنگ سر کے زخمی ہونے سے بہت
شرمندہ ہوا سب نے دیکھا ایک نخل کے سایہ مین کھڑے ہو کر کچھ اسم سحر پڑھا ایک ساحرہ سیاہ رو تیرہ
درون زمین سے پیدا ہوئی وہ تو یہ کہتی ہوئی نکلی منم ظلمات کنیز آفات لیکن نیرنگ نے اُسکو
ایک ہاتھ تلوار کا مارا سر کٹ کر اُسکا زمین پر گرا اس بیحیا نے خون اُسکا ایک جام مین لیا اس خون
سے سر کا علاج کیا پٹی بنا کر چڑھائی زخم فوراً بھر آیا اُسی خون سے منھ دھویا تمام جسم پر چھینٹے

دیے ساحر خونخوار سنگر جبیبا لاشہ کنیز کا تڑپکر جل گیا اُس خاک کو بھی لیکر نیرنگ نے اُڑادیا اُس غبار سے
یہ تاثیر پیدا ہوئی ہزارہا ملازمان مہرخ نابینا ہوکر گرے اُس عالم مین اُس بیچیا نے اُن اندھون کو
قتل کیا برق لامع چمک کر بلند ہوئی آڑی ترچھی گرنے لگی کئی ہزار کے سر اُڑادیے رعد چینی پار رہا
تھا ان اسکی برق جب کڑک کر گری سو دو سو کے سر کاٹ کر چمکی لیکن نیرنگ جادو نے جسوقت سے
وہ خون چہرے پر ملا ساحر غدار نابنجار بدکردار تھا اب خونخوار ہوا کسیکا سحر اُسپر تاثیر نہین کرتا جسنے
سحر کیا اُسنے دستکشی وہ سحر اُنکا اُلٹا خاک اُڑ رہی ہی خاک سے ہزارون کے دل پر غبار آیا نازنینان
نرگسی چشم نابینا ہوئین اس حال مین اکثر کو قتل کیا اُس بیچیا نے بہار کو تو کا بہار نے کئی گلدستے
مارے رنگ سحر بہار نہ جما باغ سحر بہار پر خزان آتی ہوا بگڑ گئی گلدستے سے ایک برق چمک کر سرپر
گری بہار زخمدار چہرۂ گلنار اُسی حال مین مخمور سامنے آگئی خنجر سے مخمور کو زخمی کیا برق پر دستک
دی برق لامع پر بھی بجلی گری برق لامع نے کئی زخم کھائے رعد کی آواز مین فرق آیا برق
کا چمکنا موقوف ہوا گو اُٹھا کر اُس نے مارا تخت مہ جبین ٹوٹا اب لشکر اسلام پر شکست فاش
واقع ہوئی یا تو سرداران مہرخ نے آتے ہی لشکر نیرنگ کے پانون اُٹھادیے کئی لاکھ ساحر مارے گئے
لیکن جب سے نیرنگ نے سحر مذکور نئے رنگ سے کیا کوئی تاب نہین لاسکتا فریاد کی صدا بلند ہوئی
و ورا مین اسی ہنگامے مین گذری مین ایکی مرتبہ حیرت نے قصد کیا طبل بازگشت بجواکے پلٹ جاؤن
نیرنگ نے کہا کہ ای ملکہ عالم یہ مناسب نہین ہی مین عہد کر چکا ہون بغیر فتح جنگ نہ پلٹونگا جان اُڑادونگا
اِن سبکی کیا حقیقت ہی یہ کہکر فوج کو بڑھایا نقیبون کو اشارہ کیا نقیبون نے آوازین لگائین ای
نمک خواران افراسیاب ای ساحران لاجواب فرو وز جنگ است جنگ باید کرد ٭ کوشش نامرد
ننگ باید کرد ٭ دیگر رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہگیا ٭ مردون کا آسمان کے تلے نام رہگیا ٭ تمھارا سرپرست
افراسیاب لاجواب بادشاہ جلیل و فہیم و عقیل سامری پرستون کا کفیل فرقہ خداپرستان خوار و ذلیل انکا
مالک اس ملک مین نہین ہی کیا جانبازی کر رہے ہین تم بھی قدم جماؤ دشمن کو سامنے سے ہٹاؤ بہ
میدان کارزار ہی قدم ثبات مردے کے واسطے ننگ و عار ہی اس طرح کے اشعار و الفاظ عبرت آمیز و حیرت
خیز جو نقیبون سے سنے حیرت کے ساتھ والے بھاگے ہوئے پلٹ پڑے تو بیچیاؤن نے بیٹنے سپر
کر دیے مہرخ نے ہرچند کد و کاوش کی لڑائی مین جان لڑائی کوشش کی کچھ سود مند نہوا اُسوقت

کوئی نہین سنتا بھاگو بھاگو کی صدا ہی لیکن سرداران مہرخ نے ملکہ مہرخ و مہ جبین کو ہوادار پر سوار
فوراً کر لیا اپنے مالک کا ساتھ نہین چھوڑتے عالم شکست مین جانبازی سے منھ نہین موڑتے ملکہ مہرخ
نے جو سر اٹھایا دیکھا سب سردار زخمی ہین لعل سخنداں نے کئی زخم کھاتے اپنے کو علم سحر سے بہت بہت
بچایا سامنے نیرنگ کے کوئی علم کام نہ آیا لشکر یہانتک ہٹا تین کوس ہٹکر پڑاؤ پڑ رہنے آگئے نیرنگ نے
تعاقب چھوڑا پڑاؤ پر بھی بلوہ کرکے آپہنچے بارگاہین لٹنے لگین نیرنگ نے ہزارہا خیمہ جلا دیا لاش
پر لاش گرادی سحر کرکے زمین ہلادی اسوقت مہرخ کی بدحواسی حیرانی پریشانی چہار جانب نظر اٹھاکر
دیکھتی ہی سب سردار تو مہرخ کی رائے کے پابند ہین مہرخ انتہا کی دردمند ہین فرمایا افسوس مین نے
تاج افسری ناحق قبول کیا لڑنے والے لڑتے ہین معرکہ ہائے عظیم پڑتے ہین مشہور یہی ہوتا ہی
مین بدنصیب کیا کرون حقیقت مین سب کی افسر ہون وقت پر کون میرا کہنا مانتا ہی ہر کس و ناکس
یہی کہتا ہی کہ برا غضب ہوا بدنامی کی بات ہی ملکہ مہرخ نے شکست کھائی لہذا مجھکو جان دینا مناسب
ہی یہ کہکر آگے بڑھین سردارون سے کہا یارو بعد ہمارے تمکو اختیار ہی خواہ لڑو خواہ بھاگو مجھے
اب تاب ضبط نہین ہی دل نہایت اندوہگین ہی یہ کہکر نیرنگ کا سامنا کیا کئی گوپے ایسے مارے ہر
گوپے کی ضرب مین دو دو ہزار جادوگر مرے لیکن نیرنگ کا کچھ نقصان نہوا یہ بچا نیرنگ کا بڑھکر
مہرخ پر گول مارا مہرخ نے گول کاٹا تلوار نکل کر گوپے سے سر مہرخ پر پڑی سراسر مہرخ کا زخمی ہوا
جرات مین فرق نہ آیا اس حال مین بھی زخم باندھ کر چاہا نیرنگ پر جا پڑون بہار و مخمور و باغبان
لپٹ گئے کہا اے ملکہ یہ کیا سحر کیا سحر آپ کا آپکو جواب دیتا ہی ایک پر ایک کو غالب خدا نے پیدا کیا ہی
زبردستی جان دینا اپنا خون اپنی گردن پر لینا کام عقلمندون کا نہین ہی جب مہرخ نے نہ مانا باغبان
وغیرہ نے زخمداری مین مہرخ کو ہوادار پر سوار کیا پیچھے ہٹے پھر آٹھ گئے اب قلعہ پر بلوہ ہوا اسوقت
مہرخ نے گھبرا کر باغبان سے کہا تمھاری صلاح ہی کہ طبل امان بجواؤ دن تین شبانہ روز ایک حالت اندیشناک
مین بسر ہوے لڑنے والے کہانتک لڑین جوانان تیغ زن تھک گئے دیکھو گھٹنے ٹیک دیتے پھر ان
پر تکیہ کیے جھوم رہے ہین جوش جرات مین قبضہ شمشیر چوم رہے ہین باغبان تمھین احسان کرو
خواجہ عمرو کو ڈھونڈھ نکالو اگر وہ آجاتے رائے نیک بتاتے پہلو سے ایک کنیز نے آواز دی
حضور مین خواجہ عمرو کو بلا لون ذرا مجھسے آنکھ ملائیے اسقدر نہ گھبرائیے ملکہ مہرخ نے پلٹ کر دیکھا

خواجہ عمرو ایک کنیز کی شکل بنے کھڑے ہین فرما رہے ہین ای مہرخ بقول سعدی فرد نہر جاے مرکب
توان تاختن ؛ کہ جاہا سپر باید انداختن ؛ تم سب صاحبون نے خوب جانبازی کی فوج دلدہی نہین
کرتی نیرنگ بھی ساحر زبردست ہی بس طبل بازگشت بجواؤ اپنی جان بچاؤ صبح ہوتے ہوتے مین اُسکی
مشکین باندھ لاؤنگا مارے کوڑون کے کھال گرا دونگا ملکہ مہرخ خواجہ عمرو کو دیکھکر باغ باغ ہوگئین
روح کو راحت آنکھون مین بصارت قلب کو قوت حاصل ہوئی فوراً طبل بازگشت پر چوب پڑی لشکر جمع
ہوئے حیرت نے اپنا ہاتھ روکا نیرنگ نہ مانتا تھا حیرت سے کہا ملکہ اب مسلمانون کو ان ہی تدبیر
تدبیر سے لڑائی فتح کرونگا حیرت نے کہا دادا جان آپ بجا ارشاد فرماتے ہین صد ہا سال سے یہ قاعدہ
مقرر ہی کہ جب طبل بازگشت بجتا ہی لشکر کے لوگ پلٹ جاتے ہین بہا شاب قانون مین درج ہی کہ اگر حریف
حریف کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا ہو خنجر گلے پر رکھ دیا ہو مناسب ہی اپنے دشمن کو قتل نکرے اکثر ہم بھی
طبل بازگشت بجواتے ہین سرداران مہرخ پلٹ جاتے ہین آج اُنھون نے طبل بازگشت بجوایا ہم نہ قبول کرین
قاعدے کے سراسر خلاف ہی کیا رات بھر مین دس گز کے ہو جائینگے کچھ بڑھ جائینگے گھیر کر مار لینگے جبت
باقی نہ رہے نیرنگ خاموش ہو رہا بفتح و فیروزی لشکر کو لیکر پلٹا اُدھر ملکہ مہرخ و سرداران مذکور بقرار
مدار ساتھ لیکر پلٹین بارگاہ مین آئین خواجہ عمرو بھی ہمراہ ہین زخم دوزیان کرائین لیکن نہایت
منتشار ہی بیان نیرنگ جو پلٹ کر آیا اشتیاق وصل حیرت مین پھر بیقرار ہی چاہتا ہی جلد لڑائی فتح
کرون وصل حاصل ہو آتے ہی تخت پر بیٹھا دو چار جام شراب کے پیے بلبلا کر حکم دیا طبل جنگی بجے جو
لشکر ظفر اثر کی خبر لیکر بھاگے تھے بارگاہ مہرخ مین آکر پہونچے ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثنا بادشاہی بجا لائے نظم

ہی در جہان باشی بہ اقبال	جوان بخت و جوان دولت جوان سال	الٰہی مطلب حاجب حاصل و جہان گرد
بجہان جام می یا ریکام دوشان گردد	شہر یار عالم کی عمر دراز ہو دشمن پامال دوست سرفراز ہو نیرنگ نے	

طبل جنگی بجوا دیا پلٹنا اسکو نہایت ناگوار ہوا حیرت پر غصہ کرتا تھا لڑنے پر مرتا تھا اب کہتا ہی
صبح واپس نہونگا ملکہ مہرخ نے فرمایا بہ تائید رب اکبر یہان بھی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارہ رزمی
بجایا جب طبل جنگی بج چکا تو مہ جبین نے گڑگڑا کر خواجہ سے کہا اب آپ کچھ تدبیر کرین سردار ہمارے
سب زخمی ہو چکے ہین کوئی لڑنے کے لائق نہین ہی سحر نیرنگ پر فائق نہین ہی عمرو نے کہا مجھسے
کیا ہو سکتا ہی بموجب مضمون مصرعہ ع پراگندہ روزی پراگندہ دل شعر کیا بنے کیا خاک کوئی روسکے

جی ٹھکانے ہو تو سب کچھ ہو سکے ؛؛ قرضدار و دربار زار بارگاہ سے نکل بھی نہین سکتے مصرع نے کہا خواجہ
آپنے کہکر طبل امان بجوایا اب آپ اس طرح فرماتے ہین عمرو نے کہا مین نے برا کیا اب کبھی ایسی خطا نہوگی
یہ سنکر باغبان قدرت نہایت صاحب لیاقت ہو پکار کر آواز دی صاحبو ہمارے اُستاد کے قرضہ
ادا کرنے کی تدبیر کرو نیرنگ کی بھی تدبیر ہو جائیگی کسی نے دو ہزار کسی نے چار ہزار کسی نے زیور منگا کر
سامنے خواجہ کے جمع کیا جب مبلغ خطیر جمع ہوے تو باغبان نے کہا اُستاد یہ قلیل تو حاضر ہو سود
تو ادا کیجیے اصل کی بھی تدبیر ہو جائیگی خواجہ ہنسے فرمایا باغبان اب آپ بڑی ظریف ہو گئے ہین
روپیہ دیکر میری جان لیتے ہین سبطرح مشکل اگر لون تو جان جاے نہ لون تو قرضدار کہین گے تو نے ملتا
ہوا چھوڑ دیا ہمارا قرضہ ادا نکیا مجھے جان و دنیا منظور ہی تم سبھون کا برا خیال رہتا ہی یہ کہکر اُٹھے کہ
روپیہ قبضے مین کرون باغبان نے کہا اُستاد یہ روپیہ ابھی نہین ملیگا ایک خیمے مین رہیگا جب آپ
نیرنگ کو پکڑ لائینگے تب یہ رقم پائینگے خواجہ نے طرف باغبان کے بہ نگاہ قہر و غضب دیکھا کہا
بہت اچھا ہم جاتے ہین اپنے کو مثل نقش پا مٹاتے ہین زبردستی کمبخت ہماری جان لیتے ہین بڑ
بڑاتے ہوے بارگاہ سے نکلے صورت بدل کر طرف لشکر حیرت کے روانہ ہوے لیکن نیرنگ
جادو عاشق جمال حیرت بیقرار و پریشان طبل جنگی بجوا کر کنیز کو خدمت مین حیرت کے بھیجا کہ ملکہ
عالم مین نے طبل جنگی بجوا دیا گھڑی دو گھڑی یہان آکر بیٹھے حیرت نے جواب صاف کہلا بھیجا کہ مین
تمھاری بارگاہ مین نہ آؤن گی نیرنگ نشے مین شراب کے بیٹھا تھا لڑکھڑاتا ہوا تخت سے اُٹھا
آنکھون کے سامنے تصویر حیرت دل پر داغ مصیبت چہرہ کھٹ پڑا کر گرا کبھی اُٹھتا ہی کبھی بیٹھتا ہی
کبھی ٹھنڈی سانسین بھرتا ہی کبھی فلک کج رفتار کا شکوہ کرتا ہی ہاے اُس محبوب مطلوب
کو کیونکر پاؤن جان اپنی قدمون پر نثار کرون رو رو کر یاد حیرت مین یہ اشعار پڑھنے لگا

اشعار موافق مضمون مقام نظم

یار تھا پردہ نشین آنکھون مین کبھی نکر پھرتا
ساتھ دو چار قدم ڈھونڈھ ہی ٹھوکر پھرتا
منہ رہتا تھا کہین خنجر ہی بھنے نوک کے پانون
تیغ کھینچی نہ چھری چلتی نہ خنجر پھرتا

دل کے اندر تھی جگہ جسکی وہ باہر پھرتا
خبر یار کو دل جا کے سفر پھرتا
یون نہین شاید مری گردش کا مقدر پھرتا
ڈھونڈھتا اسکو تصور مین جبین قمر تجھے

مین جو رکھے ہوے ہاتھ اپنے جگر پر پھرتا
کبھی پھرتا ابھی جو کمبخت تو مضطر پھرتا
سیر کرتی نگہ یاس وہ قاتل دم ذبح
دور کیا تھا کہ مرے ساتھ لگا کر پھرتا

لا کہہ منہ پھیر کے کوئی تجھے بک بک سے ہوس
نظر آ جائے جو کوئی کہین مضطر پھرتا
خاک کی نیرنگ کر نہ دکھاتے آنسو
جستجو مین تری پھر ورین کیونکر پھرتا
داد کو نہ بھی پہونچا کوئی فریادی عشق
کبھی مین گرد کبھی میرا سقدر پھرتا
ساتھ ساتھ اپنے تصور کبھو آتا وہ بھی
غیر کا ہاتھ نہ وہ ہاتھ مین لیکر پھرتا

کر سکیگا نہ یہان ناصح خود سر پھرتا
گو دکھاتا نہ فلک ساقی محفل کا سمان
ابرو پر تری پانی مژہ تر پھرتا
کوچہ یار کا قاصد ہی لگاتے جو پتا
پوچھتے اس سے جو ہنگامہ محشر پھرتا
خون عاشق کا نکلتی جو وہ تیغ نگاہ
دل کے اندر کوئی پھرتا کوئی باہر پھرتا

جا بجا جلوہ گہ یار اسی کو قاصد
چشم و دل مین تو کوئی شیشہ کوئی ساغر پھرتا
دونون آنکھین تو تجھے چار طرف ڈھونڈھ چکین
یون بھٹکتا ہوا کیون خضر ہمیر پھرتا
سر افتادہ کو میرے جو وہ ٹھکرا دیتے
سول آیا ہوا پھر کیون کوئی خنجر پھرتا
دل جلال اپنا جو پامال ہوا خوب ہوا

جب نیرنگ بہت بیقرار ہوا مصاحبون نے آکر سمجھانا شروع کیا کہا حضور حیرت تو خود آپ پر جان دیتی ہی فتح جنگ کا وعدہ ہی وہ کل پورا ہو جائیگا بدون فتح واپس نہونگے ہم وعدہ کرتے ہین کل حیرت کو آپ کے پہلو مین سلا دینگے یہ باتین سنتےہی نیرنگ جب بہت گھبرایا بارگاہ سے اپنی باہر آیا ٹہلتا ہوا طرف بارگاہ حیرت کے جاتا ہی ایک نخل کے سایے مین روشنی سی معلوم ہوئی نیرنگ نے پلٹ کر دیکھا زیر نخل پر حیرت جادو سر جھکائے ہوئے بیٹھی ہی نیرنگ جھپٹ قریب آیا دیکھا حقیقت مین حیرت جادو معلوم ہوتی ہی ابھی آکر ٹھہری ہی مگر یکہ و تنہا نیرنگ تو بیقرار ہو رہا تھا گرد پھرنے لگا کہا ای شہنشاہ خوبی ای سرو باغ محبوبی کیون اسوقت مزاج اقدس کیسا ہی حیرت نے نیرنگ کے پٹے پکڑ کے ایک طمانچہ مارا کہا او بیحیا شعبدہ باز تونے کیا کر دیا کہ میرا دل نہین لگتا اسوقت اپنے ساتھ والیون کو دم دیکر نکل آئی یہی خیال تھا کہ دلدار جان کو دیکھون تونے کیا کوئی موہنی پڑھ دی نیرنگ طمانچہ کھا کر قدمون پر گر پڑا کہا ملکہ مین غلام ہون جان میری حاضر ہی عمر بھر غلامی کرونگا حیرت نے کہا ارے او بدبخت اس مقام پر تجھسے باتین کرتا ہی صرصر کو افراسیاب نے میرے اوپر مقرر کیا ابھی جو آجائے تو غضب ہو تو اپنے خیمے مین جا مین پشت پر سے آؤنگی ارے خبردار کسی سے ذکر نہ کرنا مین بدنام ہو جاؤنگی افراسیاب تجھکو زندہ نہ چھوڑے گا لیکن تیرے واسطے زہر کھا لونگی آخر دل کو کیا کہکر سمجھاؤن دل سے اپنے ہر شخص ناچار ہی سلطنت طلسم ہوشربا چھوڑ کر تیرے سودے مین مبتلا ہون جلد جا کر بارگاہ مین تخلیہ کر سکو ٹہا دے مین دو باتین تجھسے کر کے چلی آؤنگی نیرنگ جادو بھاگا بارگاہ مین آتے ہی مصاحبون سے کہا یارو باہر جاؤ مصاحبون نے

جو سبب پوچھا کہا یار و کچھ نہ پوچھو وقت فرصت کہدونگا سب مصاحب وغیرہ باہر آئے لپشت پر سے
سر اکیچہ چاک ہوا دیکھا حیرت جادو منہہ لپیٹے ہوے کانپتی ہوئی زنگ رو متغیر اندر بارگاہ کے آئی
نیرنگ کا یہ حال ہو ملامال محبت عرض کی آئیے سرفراز کیجیے حیرت آکر مسند پر بیٹھی بیٹھتے ہی رونے
لگی نیرنگ نے سبب پوچھا حیرت نے کہا ای نیرنگ یہ معاملہ کیونکر چھپیگا جس دن افراسیاب کو
خبر ہوگی تمہارا تو کچھ نکر سکیگا مجھے آتش قہر و غضب مین جلا دیگا نیرنگ نے کہا ملکہ عالم اسکی کیا مجال
ہی مین ایسے اسم پڑھونگا اسکی زبان بند ہوجائیگی کبھی کچھ نہ کرسکیگا مین مخفی ہوکر آیا کرونگا برسون
یہ راز نہ کھلیگا حیرت نے کہا بس مین جاتی ہون مین نے تجھکو دیکھ لیا تسکین ہوگئی نیرنگ قدمون
پر گر پڑا لپٹنے لگا حیرت نے دو طمانچے مارے کہا بے ادب قاعدے سے بیٹھ بزرگون نے سچ کہا ہی
کہ ذلیل کا منہہ لگانا اچھا نہین ہو ذرا ہمنے توجہ کی اپنے آپ سے باہر ہوگیا کوئی گلابی شراب کی
بھی تجھکو ممکن ہو نیرنگ دوڑ کر میز پر سے گلابی اٹھالایا حیرت نے گلابی ہاتھ سے نیرنگ کے
لیلی گھائی سے پڑیہ بیہوشی کی شراب مین ملائی خیال ہوا ای عمرو ایسا نہو بازو پر اسکے پتلے سنہرے
بندھے ہین کوئی در اندازی بول اٹھین جام تو لبریز کیا مگر کہا کیون ای نیرنگ یہ پتلے کیسے بازو پر
بندھے ہین بازو پر بہت برے معلوم ہوتے ہین انکو کھول کے رکھدے نیرنگ نے کہا ملکہ عالم یہ
میرے نگہبان ہین بس حیرت نقلی نے غصے مین جام شراب زمین پر پھینک دیا دامن جھاڑ کر
اٹھی کہا او بیحیا سنگدل ہمکو دشمن جانتا ہی ہمنے محبت افراسیاب سے منہ موڑا تیرے پاس
بلا تکلف چلے آئے تجھکو ابتک دوستی مین دشمنی کا خیال ہی ایسی نالائق سے ملاقات کی اب تو مر بھی
جائیگا تو مین خبر نہ لونگی یہ کہتی ہوئی حیرت چلی نیرنگ دوڑ کر قدمون سے لپٹ گیا کہا ملکہ واسطے
سامری جمشید کے میری خطا معاف فرمائیے آپ دشمنی کرینگی تو دوستی کون کریگا لحمہ بھر ادھر
ٹھہر جائیے ایک جام نوش کیجیے اتنے عمرو نے خوب پاؤن پھیلائے نیرنگ نے سب پتلے اٹھاکر
پھینک دیے عمرو نے کہا مجھے خود تیری شراب پیتے خوف آتا ہی کہ اس مین زہر نہ ملا ہو نیرنگ
بمنت خوشامد سمجھا کے تا بہ مسند لایا خواجہ نے جام لبریز کرکے رکھدیا کہا لے او بدست شراب پی لے
تو مین رخصت ہون نیرنگ بہوت ہو رہا ہی ہوش درست نہین جام کو اٹھاکر بیخوف پی گیا ادھر
تو اسنے شراب پی خواجہ عمرو منہ بنا کر اٹھے کہا لے مین جاتی ہون خبردار مجھسے بات نکرنا یہ کہکر

عمرو چلا۔ نیرنگ گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھا بیہوشی تو تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے گرا عمرو نے جست کر کے
زبان میں سوزن دیا حلقہ اُسے کمند سے مشکین باندھ میں چادر عیاری میں پشتارہ باندھا لڑیچہ
چاک کر کے نکلا رات بہت قلیل باقی ہے ستارہ سحری چمک چکا ہے صدائے مرغ سحر آرہی ہے حیرت جادو
دربار سے اُٹھی صرصر حاضر ہے کہا جاؤ دیکھو نیرنگ اُٹھا یا سو رہا ہے صرصر چلی یہاں جب عرصہ ہوا مصاحب
و خادم و خدمتگزار جو دروازے پہ حاضر تھے انھوں نے آواز دی اے شہنشاہ صبح قریب ہے کمر بند کیجو
حکم دیا جائے کچھ آواز نہ آئی مصاحب اندر گھس آئے آکے دیکھا چوگھڑے چنگیر دان عطردان پاندان
وغیرہ اشیاء مدارات اسباب تحر مسند پر پڑا ہے لڑیچہ چاک نیرنگ کا نشان نہیں روتے پیٹتے طرف بارگاہ
کے چلے راہ میں صرصر ملی پوچھا اُسنے یارو خیر تو ہے سب نے کہا شہنشاہ کا نشان نہیں اتنا صرصر نے ان
سبھوں کو پھیرا خود اُسی بارگاہ میں آئی عمرو کے پیترے کا نشان پہچانا کہا صاحبو عمرو آکر لیگیا
مصاحبوں کو ساتھ لیکر دربار حیرت میں آئی کہا حضور نیرنگ کو عمرو گرفتار کر کے لیگیا انہیں معلوم کیا
دھوکا دیا یقین ہے کہ آپ کے نام پر گرفتار ہوا حیرت نے کہا اے صرصر جیسا اُس بچہ کو خیال تھا اُسکے
آگے آیا لیکن افراسیاب مجھکو اور تجھکو دونوں کو قتل کروائیگا بروقت رخصت یہ اُسنے کہا تھا کہ نیرنگ
کو عیاروں سے بچانا غفلت نکرنا صرصر بہت گھبرائی حیرت نے کہا میں ابھی لشکر کشی کر کے جاتی ہوں
یا جان دونگی یا اُسکو چھوڑا لاؤنگی سرداران مہرخ نے اُسکے ہاتھ سے شکست کھائی ہے سب اُس سے
جلے ہوئے ہیں فوراً قتل کروا دینگے لحہ بھر توقف نکرینگے یہ کہکے حیرت تخت پر سوار ہوئی لشکر تیار
ہوا صرصر گھبرائی کہا اے ملکہ عالم اتنا توقف فرمایئے کہ نیز خبر آوے تو آپکو اختیار ہے ایسا نہو سب
سرداران مہرخ مل کر آپکو گرفتار کریں تو میں شہنشاہ کو کیا منہ دکھاؤنگی یہ کہکر صرصر بانائے
عیاری سے آراستہ ہوکر بصورت بدل طرف لشکر مہرخ کے روانہ ہوئی یہاں مہرخ وغیرہ کو رات
بھر انتظار رہا کل سرداروں کو انتشار سحر ہوتے ہی سب نے آہ کی کہا لو صاحبو صبح ہوگئی معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ
کا نتیجہ قابض نہیں ہوا پڑا جادوگر جہاندیدہ کار آزمودہ تھا اونشین آفات پرستار لات و منات
دام انکا نہ پڑا یہ ذکر تھا کہ لشکر میں لہر ہوا خواجہ پشتارہ بدوش آتے ہیں چرند پرند تے بڑھ کر بخوشی
دعا دی اشعار موجب مضمون مقام ہذا

نظم

تا صبح نو عروس زمرد حجاب را	بر روز جلوہ از طبق خاوران نہد
بادا عروس بخت ترا زینتے کہ چرخ	

ہر سیا غنش بروے نما صد جہان دہد

حضور کا اقبال یاور ہی خواجہ عمرو نیرنگ کو پکڑ لائے بہار وتخمور نے کہا ای ملکۂ عالم جلد جلادون کو بلوائیے آتے ہی اسکو قتل کیجیے کیدان رسالہ دار بارگاہ مین جمع ہوگئے ہر ایک کا یہی قول ہی کر دیر نہ کیجیے گا خواجہ نے آکر دیکھا دربار مین مجمع عام تخت پر ملکہ مہ جبین گرد تمام سردار عمرو نے آواز دی ای ملکۂ عالم اس ملعون کو لایا مگر بڑی جانکاہی ہوئی میان باغبان صاحب وہ روپیہ میرا لائیے باغبان نے کہا خیمے مین سب رکھا ہی خواجہ تو اشتارہ پھینک کر واسطے اپنے روپیے کے سمت خیمے کے چلے یہان مہرخ نے اشارہ کیا زبان مین نیرنگ کے سوزن ہی کمند ہاے ریشمی سے مشکین بندھی ہوئی چرند وپرند نے ہوشیار کیا نیرنگ چہار جانب دیکھنے لگا ملکہ مہرخ نے آواز دی او نامرد قدرت پروردگار کو دیکھا ہمارے اُستاد تیری مشکین باندھ لائے مناسب ہی کہ اطاعت دین اسلام قبول کر یہ سنکر اس بیحیا نے آنکھین نکالین ہاتھ سے اشارہ کرتا ہی اگر سوزن زبان سے نکل جاے تو مزا چکھادون جلاد جلادون کا جو ہلڑ ہوا پرے مین سے ایک جلاد تیغہ کھینچے ہوئے حاضر حاضر کہتا ہوا نکلا ملکہ مہرخ سے آنکھ ملا کر کہا حضور اُسکو قتل کرون مہ جبین نے کہا بسم اللہ وہ جلاد جھپٹکر قریب نیرنگ آیا ظاہر مین تو کان پکڑا چلا کر کہا او بیحیا سر جھکا حکم قتل مل چکا ساغر عمر تیرا لبریز ہوا چھینکے سے کہا ای شہنشاہ ہوشیار رہو جیسے ہم ملکہ صرصر شمشیر زن مین سوزن نکالتی ہون ہوشیار ہوجائیے نیرنگ نے اشارہ کیا قتل کے حیلے سے صرصر نے زبان سے نیرنگ کے سوزن لیا نیرنگ بل کرکے اُٹھا سنگریزے اُٹھائے یا سامری کہکر پھینک مارے صرصر تو کود کر بھاگی بارگاہ مہرخ مین پتھر برسنے لگے کئی سو کے سر پھٹے یہان خواجہ نے جال مار کر وہ مال قبضے مین کیا خوشی خوشی خیمے سے نکلے تھے کہ دیکھا لشکر پر پتھر برس رہے ہین صدے گیرودار بلند ہا لیان لشکر مہرخ دردمند عمرو گھبراگیا پوچھا کیا ہوا دیکھا ہالیان لشکر بھاگے جاتے ہین قیامت کبرا برپا ہی عمرو نے بڑھکر دیکھا نیرنگ مثل فیل مست اڑ رہا ہی کئی ہزار لاشہ زمین پر تڑپ رہا ہی نیرنگ مثل شعلۂ جوالہ بھڑک رہا ہی قیامت برپا کردی بیچ بارگاہ مین ترا صد ہا سردار بے لطفی سے زخمی ہوئے بھاگنے کی اس بیحیا نے مہلت ندی زمین ہل رہی ہی عمرو گھبراگیا جی مین کہتا ہی اب شکست فاش ہوئی خدا اپنا فضل شریک حال کرے یہ ذکر تھا کہ حیرت جادو کا بھی نعرہ ہوا مع لشکر گران بصد شوکت وشان آکر گری اہل اسلام گھبرائے ہوئے تھے حیرت نے قیامت برپا کردی پہلے ہی حملے مین کئی سردار نامی کئی ہزار ہا لیان فوج بہار گلشن

جنبان ہوے اِن ساحروں کے مرنے کی صدا جو بلند ہوئی ہر چند مہرخ روکتی ہی بڑھ بڑھ کے گولے برق
لامع کڑکی مخمور نے خوب سحر کیے لیکن نیرنگ پر کسی کے سحر کی تاثیر نہین ہوتی شعلۂ جوالہ ہی جسپر جا پڑا جلا دیا
صدہا بندگان خدا کو اُس ناری نے پھونکا اب مہرخ کا قدم اُٹھ گیا پڑاؤ لٹا بارگاہین چھوٹین حیرت نے
آکر پڑاو پر قبضہ کیا ملکہ مہرخ مع سرداران نامی اپنے سرداروں کو بچاتی ہوئین دو کوس ہٹ آئین اب
آگے صحراے خارستان مقام کوہستان ہی سرداروں نے گھبرا کر کہا حضور اب بھاگ کر کہان جائین بہتر
یہ ہی کہ ڈٹ کر مرین مہرخ نے کہا اپنے بے نیاز سے دعا کرو وہ اس مشکل کو حل کریگا سب سردارون
نے دست دعا بدرگاہ بے نیاز بلند کیے بیقرار ہو کر دعائین کرنے لگے کہ اے عیب پوش عالم تیرے
بندگان خاص کو شکست فاش ہوتی ہی بھاگنے کی تلاش ہوتی ہی ہزارہا بندگان خدا اس ظالم کے
ہاتھ سے شیار گلشن جنان ہوے کیسے کیسے ماہتابان و مہر درخشان پردۂ خاک مین نہان ہوے اب
یہ جو باقی ہین انکو بچالے بیقرار ہو کر جوان سب نے دعا کی غازیان دیندار و مجاہدان ستور شعار
وقت بیکسی و بے بسی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا بدعت بھی نیرنگ
کی حد پر پہونچ چکی ہی آج اسی امر پر آمادہ ہی کہ سب کو مٹادون بڑے بڑے سردار بھی مارے گئے فوراً
دعا قبول ہوئی صحراے گرد اڑی نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی علمہاے ابر سرخ و سفید نمایان
ہوے مہرخ وغیرہ دیکھنے لگین دیکھا سب نے ساٹھ ہزار علمہاے زرنگاری کے پھریرے کھلے ہوے
بطور چہار دست اہتمام فوج مین مصروف تخت پر ملکہ جیحون سبز پوش زبان دراز پایۂ تخت کو تھامے
ایک جوان وحشی شمال چہرۂ زیبا پر نقاب آفتاب رخ ابر دامن حجاب مین مخفی نشست مرکب بادرفتار پر
سوار بارہ ہزار جوانان زرہ پوش چلتہ پوش دوش بدوش پشت پر اُس جوان کے پرے جماے ہوے
علاوہ اُن بارہ ہزار جوانون کے شتر اسی ہزار ساحر اژدہاے آتش فشان پر سوار بصد شوکت و لیاقت
حربہاے سحر ہاتھ مین روا روی کرتے ہوے آتے ہین جیسے ہی تباہی لشکر ملکہ مہرخ کی جیحون نے دیکھی
آواز دی اے شاہزادۂ ارکان وحشی منزلون مین ہمکو دیر ہوئی لشکر مہرخ پامال ہو رہا ہی جلد جا کر شرکت
کرو نیرنگ شوہر آفات چہار دست بادۂ کبر و نخوت سے مست خاص ملکہ مشتری ستارۂ طلعت نے
اسی نامرد و بیحیا کی سرکوبی کے واسطے تمکو تکلیف دی اس فصل مین کہ طائر بھی آشیانون سے نہین نکلتے
پیک نگاہ کے پر جلتے ہین وہی زمانہ ہی کہ صحرا کرۂ نار ہی مرغابی دریا مین بیقرار پناہ پانی دشوار نہنگان

آبرو دار تر آب پنہاں ہیں ہوا سے گرم سے شعلے عیاں ہیں مچھلیاں جسم سمندر میں نہاں ہیں خاص ملکہ
مہرخ کا بھی نیرنگ دشمن ہی بڑے رہروان جادۂ اسلام رہ زن ہی بسم اللہ شمشیر خارا شگاف
کھینچیے نعروں سے تمہارے میدان کارزار تھرا جائیں دشمنوں کو غش آ جائیں وہ نہنگ دریائے ہمت
شیر بیشۂ صولت و جلالت اپنے مقام سے بڑھا مرکب باد رفتار نے طرارہ بھرا نعرہ کیا یا شیدای ملازمان نیرنگ
اب آگے بڑھنے کا ارادہ نہ کرنا آگے نہ بڑھنا سنو شاہزادہ ارکان وحشی ملکہ بحیرہ بادہ طلسم نور افشان
پلٹ کر نیرنگ وحیرت نے دیکھا ایک جوان شیر صولت آفتاب جمال ہر چند کہ چہرۂ انور زیر نقاب
پنہاں ہی تو نور کی جھپرے سے نکل رہی ہی مرکب صبا رفتار کلائیاں بھرتا ہوا آدم سے چھوڑ رہا اس
شوکت سے آتا ہی اشعار موافق مضمون مقام نظم

زشوخی داده برتاراج تمکین
چراغ دودمان برق روشن
زبس نرمی کراو در او رشتاب است
کرشید از سختی سم زبر دستش

از و برباد رفته خانه زین
زمانے نیست آرایش بیکجا
بصد زرین او محمل بخوبہ بست

بود از تندی آن طرفه توسن
ہمیشہ گرچہ وارد در حنا پا
زنعل آہن نگشتہ پائے بستش

نیمچہ ہلالی زیب کمر سپر قرص آفتاب عالمتاب پشت پر جانان ازو خوب
سب نے تلواریں کھینچیں ارکان وحشی جا پڑا بارہ ہزار برق شمشیر ایک مرتبہ چمکی بارہ ہزار جوان پہلے ہی
وار میں واصل جہنم ہوئے پرے درہم و برہم ہوئے ارکان نے نیرنگ کو تاکا اسی جانب لڑتا بھڑتا چلا
نیرنگ کو اپنے عجائب و غرائب کا گھمنڈ ہی لشکر ارکان پر جا پڑا گولے مارنا شروع کیے ملکہ جیحون
سبز پوش زبان دراز بھی تخت سے کود ین لشکر حیرت پر جا پڑیں دریائے سحر نے جوش مارا ملازمان حیرت
جادو ورتے ایک جانب بطور چہار دست تلوار کھینچ کر جا پڑا شیرانہ رستمانہ لڑ رہا ہی آتے ہی شکست لشکر
کور و کا دشمن کی فوج کو تہ و بالا کیا ابھی تک کسی کو یہ دریافت نہیں ہوا کہ ارکان وحشی میں کیا کمال ہی
یہ سمجھے کہ ساحر ہی لیکن مرد سپاہی بذریعۂ سپر شمشیر جنگ کرتا ہی تیغۂ سحر آسکے ہاتھ میں ہوگا نیمچہ ہلالی سپر
فولنج دامن ہر مقام پر اسی سے کام لیتا ہی ارکان نے ابتک نقاب چہرے سے جدا نہیں کی نیرنگ
کی فکر میں ہی لڑتا بھڑتا سامنے نیرنگ کے پہونچا للکارا او نامرد کہاں جاتا ہی بندگان خدا کو بیجا قتل کیا
جیسے آنکھ چار کر سحر کا وار کر نیرنگ جادو بلبلا یا ہوا جس دن سے آکر لڑا ہر روز غالب ہوا فوجوں کو
بھی درہم و برہم کیا ہاتھ میں تیغۂ سحر کھینچے ہوئے لڑ رہا تھا سحر بھی کرتا جاتا ہی جیسے ہی شاہزادہ ارکان

نے للکار جوش جرأت مین جا پڑا حیرت بنگاہ غور دیکھ رہی ہی غرق دریائے حیرت تھا حیران و پریشان ارکان و نیرنگ سے مقابلہ پڑا اب ارکان گھوڑے سے کودا نیرنگ نے گولا مارا ارکان نے خیال بھی نہ کیا مثل برق شتاب چمکا کر گولے کو دفع کر دیا گولا دور جا کر پھٹا یہ بھی حیرت نے دیکھا دس پانچ ملازمان نیرنگ اسی گولے سے زخمی ہوے حیرت نے پکار کر آواز دی واہ واہ جان ذرا ہوشیار ہو جائیے اس وقت غور فرمائیے جن زبانی شہنشاہ کے سنا ہی کہ ارکان وحشی بہشتی و منظر ہی حسن و جمال مین بھی رشک ماہ منیر ہی کوکب کا قوت بازو ملکہ مشتری کا زینت پہلو خاص آپ کے مقابلے کے واسطے اسکو بھیجا کچھ تو سمجھ لیا ہی یقین ہی مشتری بھی اس بازار مین ضرور آئے بازار جنگ کی خریدار ہی صاحب جاہ و وقار ہی نیرنگ نے پلٹ کر جواب دیا کہ ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان ای شہنشاہ اقلیم خوبی ای سرو نوخاستہ باغ محبوبی جان و مال تیرے نام پر نثار ہی اب دل تردد منزل بہت بیقرار ہی اسکا سر تیرے سامنے لاتا ہون سب سرکشی چشم زدن مین مٹاتا ہون اب ارکان نیرنگ کے قریب پہونچ گیا نیرنگ نے قبضے پر ہاتھ ڈالا ارکان نے چہرہ سے بے نظیر سے نقاب الٹی بفصاحت و بلاغت آواز دی مصرع برسن مگر برسن مگر شاید کہ شناسی مرا نیرنگ نے جمال بے مثال ارکان کو دیکھا آفتاب جمال خورشید جلال آنکھین رشک غزال چہرہ ماہ آسمان کمال سب نے دیکھا تو نیرنگ نئے رنگ سے سحر کر رہا تھا تلوار تو ہاتھ سے پھینک دی دام سودائے زلف عنبرین ارکان مین پھنسا پروانہ شمع جمال ہوا بھیا سرکش کا عجب حال ہوا پہلے تو ایک قہقہہ مارا خوب ہنسا لوگ حیران ہین کہ لڑائی مین ہنسی کیسی وقت جانبازی ہی یا ہنسی دل لگی نیرنگ جب خوب ہنس چکا چیخین مار کر رونے لگا بیقراری مین یہ اشعار آبدار پڑھنے لگا نظم

سُرخ ہر رنگ یار جانی کا
عہدہ دلوایا پاسبانی کا
مجھکو اٹھنے نہ دے جہانسے بھی
یہ بھی پہلو ہی مہربانی کا
ہمکو افشان دکھاو ماتھے کی
کیا علاج ایسی ناگہانی کا

جوش ہی بادۂ جوانی کا
خضر و دن کی زیست کیا کم ہی
جب مقر ہون مین ناتوانی کا
صبح ہوتے ہی پھر کہان شب وصل
پھر مزا دیکھو جانفشانی کا
حال دل کیا سنائین دل ہی نہین

نالۂ شب تے کوے جانان مین
روگ ہی عمر جاودانی کا
خاص ہمپر وہ ظلم کرتے ہین
عود ہونا نہین جوانی کا
آ گیا دل حضور پر گئی آنکھ
گم وہ دفتر ہوا کہانی کا

عشق کہتا ہی آبرو سے گذر
داغ سہتا یار کی نشانی کا
جھپانا کیا ذرا سے پانی کا
دل گیا تو گیا پر اُسمین جلال

سب حیران ہین کہ نیرنگ کو کیا ہوا دیوانہ وار وحشی شلل گریبان اپنے ہاتھ سے چاک کیا خاک اُٹھا کر منھ پر ملی ارکان وحشی آگے بڑھا صرف ایک مرتبہ چہرہ دکھا کر وہ مصرع پڑھا سنتے ہی مین مطلب حاصل ہوگیا یہی چہرے پر اُسکے طلسم بندھا ہی کہ جو اُس صورت کو دیکھے گا یہی نقشہ ہوگا جسطرح نیرنگ اپنے آپ سے باہر ہوگیا سارے سحر و ساحری بھولا سر ٹکراتا ہی چار سو جوان نیرنگ کی پشت پر تھے وہ بھی سب سڑی ہوگئے بعض نے اپنے ہاتھ سے اپنے گلے کاٹے بعض نے شکم مین خنجر مار لیے بعض اُس وحشت مین کہ ہوش و حواس پراگندہ ہین نرگسی کے عاشق صادق ہین نرگسی کے یار موافق ہین سحر نے قلب اُلٹ دیا اُس جوش مین یہ اشعار آبدار پڑھ رہے ہین نظم

جلوہ فرما گھر پہ پھر وہ قمر ہونے کو ہی
دل سپر کی طرح سے سینہ سپر ہونے کو ہی
بیچھے والے ہین اُس رشک سلیمانکو خبر
اب رکو ہمکو جانے دو سحر ہونے کو ہی
نیر اقبال سیر اوج پر ہونے کو ہی
لکھنے والے ہین وہ سرخی مے سے خط کا جواب
ہدہد بلقیس اپنا نامہ بر ہونے کو ہی
وہی دن کے ہجر مین مہتاب نیر ہو گئے
اب کشیدہ یار کی تیغ نظر ہونے کو ہی
آج تیرا خون مرغ نامہ بر ہونے کو ہی
پردہ شکوہ غنیمت جان کرتے ہین وہ
زندگی فرقت کے صدمے سے بسر ہونے کو ہی

ارکان صاحب طاقت بھی ہی ہنستا ہوا نیرنگ کے قریب پہونچا تصدق و نثار ہونے لگا جوش سودا مین چیخین مارکے رونے لگا ارکان نے بڑھ کر نیرنگ کی گردن لی سحر تو بالکل نیرنگ کو فراموش ہوگیا ہی سر نہ ہلایا چاہا قدمون پر گردن پروانہ وار گرد شمع جمال پھرون ارکان نے کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا زمین پر دے مارا دونون پانون پکڑ کر نیرنگ کو چیر کر پھینک دیا بارہ ہزار جوان ہمراہی مین تھے اُنھون نے بھی بارہ ہزار دیوانون کو مارا نیرنگ کا کام تمام ہو صحرا آتش بہار ہوگیا صدائین مہیب آنے لگین آندھی سیاہ اُٹھی ہزارہا درخت گر گئے شور قیامت برپا تھا بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام مین نیرنگ جادو بعد حیرت جادو گھبرا گئی سرداران فرخ نے بھی دباؤ ڈالا لڑتے ہوتے بڑھے لیکن کمال یہ ہی کہ یہ شیر بیشہ جرأت ارکان بالیاقت جہان مجمع عام دیکھا اُس مجمع مین گھس گیا نقاب چہرے سے اُٹھائی مصرع مذکور پڑھا وہ ہزار دیوانے ہوئے ساتھ والون نے اُنکو قتل کیا لشکر نیرنگ و حیرت پامال ہوا حیرت نے تو منھ پھیر لیا ہی اُس جانب نگاہ نہین کرتی بموجب مثل پشت دکھائی گویا لڑائی سے منھ پھیرا حیرت کو لشکر حیرت نے گھبرا بھاگی جاتی ہی

بہشت دکھاتی ہی لشکر مین عجب تلاطم ہی ارکان نقاب اُلٹتا پھرتا ہی وہ مصرع باواز بلند پڑھ دیتا ہی کوئی تو
ہنس ہنس کے مرا کسی نے رو رو کے جان دی کسی نے ہائے کہکر زیخ مخل پر سر مارا کسی نے گلا اپنا کاٹ
لیا کسی نے خنجر سے اپنے کو ہلاک کیا عجب طرح کا لشکر حیرت مین تلاطم ہی جیحون نے ہزارون آدمیون
کو دریا مین ڈبو یا جب ارکان رک جاتا ہی جیحون ترغیب دیتی ہی کہ ای نور نگاہ ملکہ بحر مہ ششتری بھی
انتقام نہین ہوا لشکر ماہرخ کے لاکھون بجطا مارے گئے بٹیا اسی طرح لڑتے ہوئے تا بہ کوہ عقیق رنگ
و تا بہ دریاے نیل چلے چلو بدون فتح واپس نہو یہ آواز سنکر ارکان کسی غول پر جا پڑتا ہی نقاب الٹ
کر یہی مصرع پڑھا وہان کے لوگ دیوانے ہوئے ساتھ والون نے قتل کیے جو لوگ سپہ سالاران لشکر
اور زبردست تھے اُنھین کو ارکان نے چیر چیر کر پھینک دیا حیرت منھ پھیرے ہوئے سحر کر رہی
ہی کچھ بن نہین پڑتا ماہرخ دہبار و باغبان وغیرہ نے بھی زمین ہلا دی لشکر حیرت پر شکست فاش
سب کو بھاگنے کی تلاش سرداران حیرت پلٹ پلٹ کر ارکان پر سحر کرتے ہین کسی کا سحر اسپر تاثیر
نہین کرتا ہنس ہنس کے سحر کو دفع کرتا ہی صدہا کو چیر کر پھینک دیا باغبان نے اب اطمینان سے
سحر کرنا شروع کیا جیحون کی رائے عمرو کو بھی پسند آئی یعنی اسی طرح لڑتے ہوئے تا بہ دریاے
نیل چلو لوح طلسمی حاصل ہو تب تسکین دل ہو جیحون نے کہا خواجہ جہان آپ کا حکم ہو یہ شیر دین جانے
چشم زدون مین دشمنون کو مٹائے آج تک کوکب نے اسکو بہ حفاظت رکھا حجرے سے باہر نہین
نکالا اب وقت آگیا دیکھیے یہ کیا کرتا ہی فوج حیرت کو شکست دیگا تا بہ دریاے نیل چلیے لوح حاصل
کیجیے چلکر لشکر طلسم کشتا ہے لیکن سب لشکر ایک مقام پر ہو جائے پروردگار سامان لوح مہیا
کرے تب یقین کامل ہو کہ طلسم فتح ہوگا سرداران ماہرخ خوش وخرم ملازمان حیرت کالبون پر دم
علمدارون کے ہاتھ سے علم چھوٹ کر زمین پر گرے علم رنج والم گرا ہمرائیان حیرت قفس رنج ومحن
مین ہین علم جو زمین پر گرے ہین صاف ظاہر ہوتا ہی کہ مردے کفن مین ہین حیرت بہت گھبرائی
منھ پھیرے ہوئے بھاگی جاتی ہی صرصر بھی بدحواس حیرت کہتی ہی ای صرصر کیا کرون سردارون
کے مرنے کی آواز آرہی ہی سرداران ماہرخ کی خوب بن پڑی سب جم جم کے لڑ رہے ہین بڑے زور
شور سے سحر کر رہے ہین سرداران فوج بھاگ کر خدمت مین حیرت کی آئے کہا ای ملکہ عالم آپ افسر ہین
ہم سبھون سے عقل مین بہتر ہین ارکان پر ہمارا سحر تاثیر نہین کرتا دیکھیے نصف لشکر کا خاتمہ ہو چکا جو اسکی صورت دیکھتا ہی دیوانہ

ہوجاتا ہی ساتھ والے اُسکے سب جوانان زبردست قتل بھی کرتے ہین چیر کر پھینک بھی دیتے ہین بڑے
بڑے افسرون کو ارکان وحشی نے چیر کر پھینک دیا اُسکے سامنے کسی کا زور نہین چلتا تھا بہت صاحب
شوکت و لیاقت ہی نام تو وحشی لیکن بڑی طاقت ہی صاحب جاہ و وقار نام وحشی بکار خود ہوشیار
حیرت نے گھبرا گیا صاحبو مین کیا تباؤن شہنشاہ نے تو مجھکو تیل ماش بنایا ہر مقام پر بھیج دیتے ہین
خبر بھی نہین لیتے اتنا بڑا ساحر زبردست مارا گیا اُنکو خبر ہوئی چند افسر جاکر اطلاع کرو صاف صاف
کہو کہ مہر نگار ہاتھ سے ارکان وحشی کے مارا گیا اب ہمراہیان مہرخ نے دریاے نیل کا قصد کیا ہو وہ
شہنشاہ ہین اگر کچھ تدبیر کرینگے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی سب نے دیکھا کہ افراسیاب جادو بڑے
زور شور سے آکر پہونچا آواز دی ای حیرت نہ گھبرانا مین شہنشاہ طلسم ہوش ربا کون مابدولت سے مقابلہ
کرسکتا ہی شبرنگ بھیا اپنے غرور مین مارا گیا اب آج ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر بل کرتا ہوا
آگے بڑھا سنگریزے اُٹھا کر پھینکے لشکر مہرخ پر پتھر برسنے لگے ہزارہا ملازمان مہرخ پامال ہوے ہزارہا
کے سر پھٹے ملکہ جیجون نے ارکان وحشی کو اشارہ کیا بڑھکر کہا افراسیاب خانہ خراب کو لینا ارکان
طرف افراسیاب خانہ خراب کے چلا افراسیاب اپنے کمال کے زور مین اُڑتا ہوا چلا آتا ہی کسی کو اُٹھا کر
چیر ڈالا کسی کو تھپڑ مارا کسی کو تلوار چمکا کر دکھلا دی کہین آگ لگا دی کہین پانی برسایا اس جوش و خروش
مین آتا ہی اُدھر سے ارکان وحشی بڑھا اُدھر سے افراسیاب پہونچا قلب لشکر مین مقابلہ پڑا اب
افراسیاب نے چاہا ہاتھ تلوار کا اروے ارکان نے نقاب چہرے سے اُلٹی آواز دی بھیا مصرع
برمن نگر برمن نگر شاید کہ بشناسی مرا؛ جیسے ہی افراسیاب نے روے زیباے ارکان وحشی کو دیکھا
قہقہہ مار کر ہنسا گریبان اپنا پھاڑ ڈالا چھینین مار مار کر روتا تھا اشکون سے منہ کو دھوتا تھا حیرت جادو
پیٹنے لگی سردار حیران کہ اب کسکا صبر و ساکرین مصرع فردہ بادای مرگ یہ آپ ہی بیمار ہی؛ اتنا بڑا
بادشاہ جلیل کیا حرکتین کرتا ہی جیجون نے بڑھکر زور دیا للکاری ای شاہزادہ ارکان اس بھیا کو
لینا بہار و باغبان نے آواز دی ای ملکہ جیجون سمجھ کر اشارہ کرو افراسیاب طلسم بند ہی ساحر خود
پسند ہی اسکا مزا دست حق پرست طلسم کشا پر موقوف ہی ستارہ شناسون کو بخوبی وقوف ہی جیجون
نے کہا اگر یہ مریگا اسیاہی تھپڑ ہو ارکان وحشی ہاتھ پانون بیکار کردیگا افراسیاب گوشے مین جاکر بیٹھیگا
باغبان و بہار خاموش ہوے افراسیاب جو دیوانہ ہوا شمع جمال ارکان کا پروانہ ہوا حرکات نفو کرنے لگا

گریبان بھی اپنا پھاڑ تاج زمین پر دے مارا ارکان نے چاہا چلکر اس عالم مین افراسیاب کی گردن
یون بن پڑے توچیر کر پھینکدے دون یکایک آسمان پر برق چمکی پنجہ کمر مین افراسیاب کے
پڑا دستگیری کر کے افراسیاب کو لیگیا حیرت سمجھی ماہیان زمرد پوش نے مدد کی اچھے وقت پر
اٹھا کر لیگئی ورنہ تھا کہ ایسا ہو افراسیاب پتھرون سے سر ٹکرائے دیوانے پن مین جان گنوائے یا تو
حیرت ٹھہر گئی تھی سرداران لشکر بھی تمام جمع اشیاے سحر لیکر آگے بڑھے تھے یا پھر ظالم ہوا ارکان
نے بڑھکر شکست دی حیرت نے تو اپنے نزدیک یہ بڑی بات کی کہ منھ پھیرے ہوے سحر کر رہی ہو لشکر کا
قدم نہین تھمتا سرداران زبردست مارے گئے ارکان کے ہاتھ سے نہین بچتے لیکن پنجے نے افراسیاب کو
مکان دیگر اٹھایا کر بلند ہوتے ہوتے بیہوش ہو گیا آنکھ جو کھلی اپنے کو ایک پہاڑ پر پایا ماہیان زمرد پوش
بیقرار بدحواس دریاے اسباب سحر مین غوطہ مارے ہوے سامنے کھڑی ہو افراسیاب کچھ اشعار پڑھتا
ہوا اٹھا ماہیان نے جھول سے شیشہ آب دیدہ سحر نکالا چلو مین پانی لیکر افراسیاب کے منھ پر
چھینٹا دیا افراسیاب کو ہوش آیا کہا نانی امان تمنے سنا کیا آفت آئی نیرنگ جادو مارا گیا ارکان
وحشی نام سنتا تھا آج اُس ظالم کو دیکھا میرا دل چاہتا تھا اپنا گلا کاٹ ڈالون پہاڑون سے سر
ٹکرا کر مر دن مین جاتا ہون ایسا ہو حیرت کو گھیر کر مار ڈالین میری معشوقہ پر چہار جانب سے
یلوہ ہو گا سب سرداران مہرخ اُسکے دشمن ہین بلی بہار آٹھ پہر یہی چاہتی ہین حیرت کو گرفتار
کر کے لیجاؤن مطیع اسلام ہو لشکر کا بادشاہ کرین ایسا ہو اُسکے دشمنون پر کوئی آفت آئے یہ سُنکر
ماہیان نے کہا اے افراسیاب خبردار ارکان کے سامنے نہ جانا اُسکی صورت پر طلسم بندھا ہے جو
اُسکی صورت پر نگاہ ڈالے گا سودائی دیوانہ ہو کر مریگا اگر مین ظاہر ہین آتی یہی حال میرا بھی ہوتا تو تو
چل کر مقابلہ کر لیکن طرف سے ارکان کے منھ پھیرے رہنا ظالم کو روے سیاہ نہ دکھانا اپنی جان
وآبرو بچانا مین اندر سے زمین کے آتی ہون پاتون لشکر مہرخ کے نہ جینے دونگی صورت اپنی مین
نہ دکھاؤنگی طبقہ زمین پر مخفی رہونگی افراسیاب جادو تو ٹکڑا کر چلا اُسوقت اگرچہ سپاہ لشکر
حیرت پر شکست ہے بھاگنے کا بندوبست ہے علم فوج سرنگون سحر ارکان سے ہزارون مجنون
سرنگراے ہین کہ افراسیاب جادو نعرہ کرکے گرا لیکن منھ پر کر کھڑا ہوا اور صفون پر جا پڑا
کبھی بہار پر سحر کیا کبھی مخمور سے لڑا باغبان کے گیند تلر کیے برق لامع کو زخمی کر دیا رعد جب لڑا

سحر سے انکے ہزارون کے سر پھٹ گئے ان اسکی برق جادو نے ہزارہا سر قلم کیے افراسیاب نے رعد کو
بھی زخمی کیا برق تڑپ کر جدھر رخ کرتی ہی ملازمان مہرخ بھاگتے نظر آتے ہین اس ظالم کے سحر سے
نہی جان بچاتے ہین ملکہ صیحون نے دیکھا لاکھون جادوگرون کا کھیت ہوا ادہر سحر افراسیاب کو
کون سنبھالے دوسری مصیبت یہ ہی کہ زمین سے برق تڑپ کر نکلتی ہی ہزارہا کے پانون قلم ہوگئے
ملکہ مہرخ گھبراتی ہین کہ اے پروردگار یہ کیا معرکہ ہی فوج کے پانون اکھڑے جاتے ہین زمین سے ایک
برق ہر مرتبہ چمکتی ہی کبھی دس کے پانون قلم ہوئے کبھی ہزار دو ہزار معدوم ہوئے ایک طرف سے
بدعت سحر افراسیاب حیرت جادو بھی ماش کے دانے بیتاب رہی ہی اس ہنگامے مین مہرخ بھی قریب
افراسیاب جادو وائی افراسیاب نے کہا اے مہرخ دیکھ تو قیامت ہی مجھ سے کچھ نہین ہوسکتا ایک ارکان
وحشی کے سبب سے سارے لشکر پہ تباہی ہی مین کنارے کنارے اڑتا ہون غول مین خوف سے اکلان
وحشی کے نہین جاتا ایک دفعہ دیوانہ ہوچکا ہون وہ ہی خیال ہی خداوند لقا نے بڑی خیر کی کوئی ہتھیار
میرے ہاتھ مین نہین تھا ورنہ اپنا گلا کاٹ لیتا مہرخ بہت خوب گھبرائی الگ ہوئی ایک نخل کے سایہ مین
کھڑی ہوکر سوچنے لگی محفوظ خاطر ناظرین ہو جس روز سے خواجہ طلسم ہوشربا مین آئے خواجہ کا مہرخ سے
عشق ہوا مہرخ نے اکثر جن کتب خانون مین وہ کتابین کہ جسمین مورخین نے حال صاحبقران و
عیارہای عمرو لکھا ہی دیکھ پائین انکو مہرخ ضرور پڑھا اسوقت مہرخ کو یاد آیا کہ ملک فرعونیہ پہ عمرو
نے بمقابلہ فرعون شاہ نقابدار آئینہ پوش بنکر مقابلہ کیا تھا فرعون شاہ کے یہان چار شخص تھے
کہ جنکا عدیل و نظیر ممکن نہ تھا نقابدار خندان و نقابدار گریان ان دونون مین یہ صفت تھی کہ حریف
جب انکے مقابلے مین آتا تھا نقابین اپنے چہرہ کجن سے ہٹاتے تھے صورت منحوس دکھاتے تھے
جس نقابدار کا خندان لقب تھا اسکی صورت دیکھکر ہنستا تھا ہنستے ہنستے بیہوش ہوجاتا تھا
نقابدار شکمین باندھکر اس شخص کو لیجاتا تھا گریان کی صفت خندان کے برعکس یعنے روتے روتے
بیہوش ہوتا تھا تیسرا نقابدار زرد پوش نقرہ زن یعنی ہاتھ مین کوڑا رہتا تھا جسکو کوڑا مار دیتا
تھا حریف بیہوش ہوجاتا تھا چوتھا نریمان شیرافگن اسمین یہ صفت تھی زور و طاقت مین
بے نظیر جب حریف مقابلہ کرتا تھا بعد چار پہر کے ہاتھ بھر قد بڑھ جاتا تھا آٹھ پہر کے بعد ترقی
درازی قد ہوئی تھی آخر حریف کو زیر کرلیتا تھا جب لشکر صاحبقران تباہ ہو یعنے نقابدار

روکے پکڑ لیا تب خواجہ سے یہ عیاری کی کہ تمام جسم مین اپنے آئینے باندھے مرکب کو بھی آئینہ پوش کیا یعنی
نقابدار آئینہ پوش بنکر میدان مین سامنے نقابدار خندان کے آئے اُسکی صورت پر بھی طلسم بند تھا
اپنی صورت کو دیکھکر آپ اسقدر ہنسا کہ بیہوش ہو گیا گریان نے مقابلہ کیا روتے روتے بیہوش ہو گیا
ایک کو ہنسا کر ایک کو رولا کر پکڑ لائے نقرہ زن کے سامنے ایک سوار کی صورت بنکر گئے جب نیچا اُ
کوڑا مارا وہ پیچھا گئے جنگل مین ایک مقام پر کنوان کھدوایا تھا اُسے خس پوش کر دیا تھا وہان پر لاکے
نقرہ زن کو گرا یا زندہ در گور کیا زمیان شیر افگن کو عیاری کرکے مہتر قران نے مار ڈالا صرصر کو
یہ معاملہ یاد آیا خیال مین گذرا ارکان کی بھی وہی کیفیت ہے اُسکی صورت پر طلسم بند تھا یہ سوچکر شستہ
رنگ سے وعن عیاری کا نکال کر عمرو کی شکل بنکر ایک درخت کی آڑ پکڑ کر ٹھہری ارکان وحشی اُڑتا ہوا اسطرف
آیا صرصر نے بشکل عمرو آواز دی بھیا اسطرف آؤ ارکان قریب پہونچا صرصر نے بغل سے نکالکر آئینہ
ارکان کو دکھایا صرصر جو سوچی تھی وہی ہوا ارکان نے جونہی صورت دیکھی حقیقت مین یہی سحر
تھا قہقہہ مار کر ہنسا پھر چیخ مار کر رویا حرکات لغو کرنے لگا دیوانون کی طرح گلا کاٹنے پر آمادہ ہوا
صرصر نے افراسیاب کو خبر دی کہ حضور جو صاحب سب کو دیوانہ کرتے تھے مین نے انکو ٹھری بنایا
اسوقت مین لشکر حیرخ کو تباہ کر دیجیے میدان لاشہ ہاے باغیان سے بھر دیجیے اب ارکان اپنا
گلا کاٹ ڈالے گا حقیقت مین ارکان عجیب حرکتین کر رہا ہے ہنستے ہنستے لوٹ گئے جان دنیا گویا
ہنسی تھی قصد کیا اپنا گلا کاٹ ڈالون جیحون سبز پوش زبان ور اژدر فری قریب کر ہاتھ پکڑ لیا
کہا کیون اے شیر بیشہ جرات خیر تو ہے ارکان اسقدر بد حواس تھا وہی خنجر جیحون کو مارا جیحون نے اپنے
کو بچایا ورنہ دو ٹکڑے ہوتے جیحون کو زخمی کرکے وہی خنجر چمکا کر قصد کیا اپنے گلے پر پھیرون جان
دون اسوقت لشکر مین ایک تلاطم ہوا ہر طرف یہی غلغلہ ہے ارکان کیا کرتا ہے جیحون نے کہا اب اس سے کلام
کرنا بیکار ہے شری ہو گیا اپنی جان دینے پر آمادہ ہے سب نے دعا کی آسمان پر برق چمکی دیکھا ملکہ مشتری
ستارہ طلعت بصد صولت و شوکت آ پہونچی وہین سے للکارا او ارکان کیا کرتا ہے کیا تجھ پر مصیبت
پڑی جو اپنا گلا کاٹے ڈالتا ہے یہ کہتی ہوئی قریب آئی ہاتھ مروڑ کے خنجر چھین لیا جھولی سے آب بید
نکالا منھ پر چھینٹا دیا ارکان ہوشیار ہوا چیخین مار کر رونے لگا کہا اے ان جان مجھے افراسیاب
نے بہت ذلیل کیا دیکھیے لشکر کے قدم نہین جمتے زمین سے اک برق چمکتی ہوئی نکلتی ہے بانون ابان

فوج کے کٹ رہے ہین ہزارون بیکار پڑے تڑپتے ہین ملکہ مشتری نے کھڑے ہوکر اُس برق جہندہ کو دیکھا
فرمایا یہ افراسیاب کی نانی کا سحر ہی بڑی مکارہ ہی یہ کہکر گولا جھولی سے نکالا پیشانی پر نشتر مار خون
سے گولے کو رنگین کیا گولا ہاتھ مین لیکر آواز دی او ماہیان یہ کیا سحر تونے ایجاد کیا ہی مثل
چورون کے اُڑتی ہی زمین سے نکل آ ورنہ پھونک دونگی ماہیان نے زمین سے جواب نہ دیا سوچی
کہ مشتری میرا کیا کر سکے گی ملکہ مشتری نے وہ گولا زمین پر مارا دہانے کی آواز پیدا ہوئی زمین سے شعلے
نکلنے لگے اسقدر زمین گرم ہوئی کہ ماہیان کے جسم مین آبلے پڑ گئے تڑپ کے زمین سے نکلی بدحواس
عالم یاس بدن پر آبلے آہ آہ کرتی ہوئی افراسیاب نے پوچھا نانی امان خیر تو ہی کہا تجھسے کیا بتاؤن
آج مشتری نے غضب کیا مین اندر سے زمین کے اُڑ رہی تھی اُسنے گولا مارا دیا تمام جسم مین آبلے پڑ گئے
نانی نواسے باتین کر رہے تھے کہ مشتری ارکان کے ساتھ ہین اب ارکان وحشی بڑے زور شور سے
اُڑ رہا ہی کسی سو کو سامنے ملکہ مشتری کے چیر کر پھینکتے یا وہی جوش وہی خروش وہی جرأت وہی
شوکت وہی لیاقت مشتری نے جو دیکھا ماہیان و افراسیاب ایک مقام پر ہین کچھ سرگوشی
ہو رہی ہی ارکان کو اشارہ کیا ارکان جھومتا ہوا چلا ماہیان نے کہا ارے افراسیاب بھاگ
ارکان وحشی آتا ہی یہ کہکر تڑپی آسمان مین ڈوب گئی پردۂ ظلمات مین پہونچی خاک قبر جمشید لائی
اُسنے جرعے مین بیان قیامت ہو گئی افراسیاب حیرت کا ہاتھ تھام کر بھاگا ارکان اُسکے سامنے
کچھ نہ بن پڑا ہیبت لقا پرست مارے گئے ارکان جاتا ہی افراسیاب و حیرت کے سامنے پہونچون
نقاب اُلٹ کر دیوانہ بناؤن زن و شوہر کو قتل کرون یہ ہنستا جاتا ہی مشتری نے بھی سحر کیے بازار
رزم گاہ مین ہنگامۂ الدیار رخ جان ارزان و لالہ زار در کار ذکر ملک الموت بیکار ایک کی قبض روح
نہین کرتے یا تا دو سو اور مر گرتے ہین خواہش ہی ملک الموت کو کچھ کار ندے مقرر کرون ایسے
مقام کا تنہا انتظام نہو سکے گا اُستادان سخنور نے تحریر فرمایا ہی بارہ لاکھ جادوگر افراسیاب کا مارا گیا
پانچ کوس تک زن و شوہر بھاگتے ہوئے آئے ارکان اب بادہ کر کے جاتا ہی افراسیاب و حیرت
کو نون یہ زن و شوہر پشت دکھا چکے منہ پھیرے ہوے سحر کر رہے ہین قریب ہی کہ افراسیاب
شکست کھا کر بھاگ جائے سوزش ارکان سے ہوش و حواس پراگندہ ہین جب افراسیاب
کو کچھ نہ بن پڑا تب لقا کو گالیان دینے لگا کہتا ہی یا سامری جمشید میری تقلیم سے میں بھگوڑے کو

نکلا جب سے میری سرحد مین آیا کیا کیا آفتین برپا ہوتی ہین یہ نوبت آئی کہ ایک حقیر کے سامنے سے
بھاگنا پڑا نیرنگ ایسا ساحر مارا گیا نہین معلوم مجھے مجھے بھیجا کیا تقدیرین کیا کرتا ہی نام پر خدائی
کے مرتا ہی اپنی پشت کی بھی خبر نہین جانتا ہی الیاس باختر نے خداوند بنا دیا اگر جاگتی جوت کا خداوند ہی
تو اسوقت میری مدد کرے نہین نام پر اسکے جوتیان مارونگا سلیمان عنبر مین سوے کوہ کو لکھ
بھیجونگا کہ اسکو اپنے ملک سے نکالدو نہین تو اسوقت میری مدد کو آوے ہاتھ سے اس ظالم کے
بچا وے حیرت نے منھ پر ہاتھ رکھدیا کہا ای شہنشاہ و بس برا ہی خواہ بھلا اپنا خداوند ہی وہ کیا مدد
کرے خود بیچارہ دردمند ہی آج تک تم سے یہ نہو سکا کہ ملازمت مین جاتے ٹھہر کر تا یہ باختر ہو بچاتے
یہ سنتے ہی افراسیاب نے کہا مین ہرگز نہ جاؤنگا ایسے گدھے کو کیا صورت دکھاؤنگا وہان سے بیٹھے
بیٹھے الٹی پلٹی تقدیرین کرتا ہی ہزارہا ساحران زبردست بیڑا اسکی محبت مین مارا گیا اسی کی تقدیر کی یہ
تاثیرین ہین ہوشربا کے مٹانے کی تدبیرین ہین یہ کہکر افراسیاب بہت چیخا چلایا الغرض ہوا کہ ارکان آپہونچا
یکایک آسمان پر برق چمکی دیکھا سب نے ماہیان زمرد پوش بصد جوش و خروش زمین پر آکر گری
افراسیاب سے کہا مین نے تیرے واسطے اپنی جان مٹادی خاک ہوم خانہ جمشیدی لائی اسی سے
ارکان کو جلاتی ہون نگوڑے کو خاک مین ملاتی ہون ایک نخل کی پشت پر کھڑی ہوئی ارکان غافل
از شعبدہ بازی فلک تلوار کھینچے ہوے آتا ہی ماہیان نے ایک سردار کو اشارہ کیا وہ ساحر نعرہ کرکے
ارکان کے سامنے آیا ارکان نے اس ساحر کو دیکھکر نقاب چہرے سے الٹی وہ دیوانہ ہوا قہقہے لگانے
لگا ماہیان نے جو اتنی مہلت پائی خاک کی پڑیہ ارکان وحشی پر پھینک ماری وہ خاک جو سر
ارکان پر پڑی معلوم ہوتا تھا تو وہ بارود مین کسی نے چنگاری آگ کی ڈالدی ارکان نے ایک
چیخ ماری ہر سر مو ہر بن مو سے چنگاریان آگ کی نکلین مثل سرو چراغان جلنے لگا ہر اعضا سے
شعلۂ آتش نکلنے لگا دوڑے جو ملکہ مشتری نے یہ حال پرملال دیکھا گو دیون مین پالا آنکھون کے نیچے
اندھیرا آگیا جھپٹ کر باران سحر برسایا چاہتی ہی آگ کو بجھاؤن وہ آتش سحر نہین بجھتی بھڑکتی جاتی
ہی ارکان کے منھ سے جو آہ آہ نکلی مشتری کے قلب کو تاب نہ رہی فرزند کو لپٹ گئی اس آگ نے
انکو بھی جلایا ارکان کے ساتھ مشتری بھی جلنے لگین اس حال مین ماہیان نے قریب آکر مشتری
کے خنجر مارا آگ بجھانے مین مصروف تھین اپنے کو بھی بچاتی تھین خنجر ماہیان کو کمر پر پڑا ملکہ مشتری

اُڑکھڑا کر زمین پر گرین اُدھر ارکان جلکر خاک ہوا شام میدان مین اندھیرا چھا گیا آوازین دردناک آنے لگین بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من ارکان وحشی بود کشتی مرا نام من ملکہ مشتری ستارہ طلعت بود وہ گھڑی کال آگ برسی اُس اندھیرے مین ماہیان لو افراسیاب لشکر چہرخ پر آکر گرے بڑے فوج کے درہم برہم کر دیے علم ہاے فوج قلم کیے افراسیاب و ماہیان چاہتے ہین چہرخ و بہار وغیرہ کو گرفتار کرلین یہ لوگ جانبازی مین مصروف ہین ماہیان نے ہزارون کو جلا دیا آج تو بڑے زور و شور سے لڑ رہی ہو افراسیاب کو بھی ترغیب دیتی ہو کہ اے افراسیاب آج واپس نہ ہونا ان باغیون کے نخل حیات قلم کر بہار و خزان کا خیال بیکار ہو یہ سب تیری جان کے دشمن ہین ماہیان قلب فوج مین گھس پڑی بہار بیچاری بھاگی مخمور بھی الگ ہوئی باغبان نے کئی سحر کیے ماہیان نے جھپٹ کر باغبان کو زخمی کیا چہرخ پر بھی ایک گولا مارا اہل اسلام مین صداے یاربا یا مستغیثا اے عیب پوش عالم اے خالق زمین و زمان اے کارساز دو جہان اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لے بلاے آسمانی سے نجات دے تیرے گنہگار ہین مجبور و ناچار ہین سواے تیرے کس سے التجا کرین اپنا عجز ثابت ہو سواے تیرے کوئی پیدا کرنیوالا نہین ہو پھر کس سے فریاد کرین اس بیکسی مین کسی کو یاد کرین بیقرار ہو کر جو سب نے دعا کی آسمان پر برق چمکی آواز آئی او ملعونہ کیا کرتی ہو منم آفتاب عالمتاب سپہر نور افشان صاحب عز و شان ساحر لاجواب خاص سرکوب افراسیاب نعرہ کوکب روشن ضمیر

منم مالک ملک افسونگری	منم رائج سکہ ساحری	منم صاحب شوکت و عز و جاہ
دلیر و قوی پنجہ انجم سپاہ	منم گوہر برج جاہ و جلال	منم آفتاب سپہر کمال
شہنشاہ کوکب شہ بے نظیر	ملقب بہ القاب روشن ضمیر	جلالت شعار و فریدون حشم
قوی دست و بازو و رستم شیم	لیکن سب نے دیکھا آج کوکب نامدار بصد غرور و وقار چہرہ غصے سے	

گلنار ہاتھ مین تیغ آبدار جوہر دار مثل آفتاب عالمتاب دوسرے ہاتھ مین سپر فولادی فراخ دامن نعرے کرتا ہوا آنکھون سے اشک حسرت جاری لاشہ جو ملکہ مشتری کا دیکھا ایک سمت لاشہ شاہزادہ ارکان وحشی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا قلب بھر آگیا اس زور و شور سے ماہیان زمرد پوش پر آکر گرا ماہیان گھبرا گئی ملیٹ کر گولا کوکب پر مارا کوکب نے تیغ برق تاب سے گولے کو کاٹ قریب آکے بیتزا بدلکر تیغ مارا ماہیان نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا یہ تیغ بے پناہ ہی وہ سپر خود

روسیاہ ہوگیا روکش سکی غرارے اڑتے پھول مرجھائے دامن سبزکا پھولون سے خالی ہوا خزان چمن
حیات مین آئی ماہیان کو یہ ثابت ہوا شب سیر کٹی ہرچند شال شب فراق تھی یہ بدنصیبی واسطے قیس
فرہاد کے تھی تیغہ آفتاب مثال نے اُس شب تیرہ وتار کو مٹایا ہرچند ماہیان نے اپنے سرکو بچایا سر اُس خود
سرکا زخمی ہوا چہرہ خون سے لال ماہیان کا عجب حال قلب پر ہجوم غم وملال ترقی پر کوکب کا جاہ وجلال
ماہیان نے ایک آہ کی منھ سے شعلہ نکلکر طرف کوکب کے چلا کوکب نے ہاتھ ہلایا اُنگلیون سے نہر سحر نکلی شعلے
کو بجھایا سحر ماہیان کو خاک مین ملایا قریب تو پہونچ چکا تھا چوٹیا پکڑ کے ایک طمانچہ مارا پھر ماہیان نے
بھی سحر کیا عارض پر تو عارضہ ہوا کوکب کے بھی ہاتھ مین ایک آبلہ پڑگیا اتنی جو مہلت ماہیان نے
پائی تڑپکر غرق زمین ہوئی افراسیاب جادو کوکب پر جا پڑا دونون مین تلوار چلنے لگی اسقدر شعلے
دونون کے سحرون سے بھڑکے ہزارہا بندگان خدا جلے جب کوکب نے ہاتھ مارا شعلہ آتش بھڑک کر افراسیاب
پر گرے افراسیاب نے تو اپنے کو بچایا اہالیان فوج جلے جب افراسیاب نے تیغہ مارا برق کی طرح کوکب پر
گرین کوکب آتشخو نے اُف اُف کرکے اپنے کو بچایا لشکر مہرخ کے کئی ہزار ساحر کشتہ ہوئے لیکن آج کوکب
وافراسیاب سے وہ سحر ہوئے کہ دیکھنے والے الامان کررہے ہین کبھی آگ برسی کبھی دریا سے
آب پیدا ہوا کوکب وافراسیاب نہنگ اور گھڑیال بن بن کر دریائے سحر مین شناوری کرتے تھے
پھر اُبھرتے تھے شعلہ ہائے آتش مین مثل برق چمکے کبھی تلوار سے لڑے کبھی خنجر کھینچے افراسیاب بھی گھبرا گیا
کوکب نے زنگ کردیا جب افراسیاب نے دیکھا کسی طرح سحر کوکب سے امان نہین ملتی گھبرا کر آواز
دی ارے گیا طلسم ہوشربا فتح ہوگیا طلسم کشا نے لوح پائی رکن طلسم ہوشربا گرگئے اتنا جو
افراسیاب نے پکار کر کہا ایک نازنین نہر سے کپڑے پہنے ہوے آسمان سے ظاہر ہوئی آواز دی کشتہ
حاضر ہے افراسیاب نے کہا تاج طلسمی جلد لاؤ نازنین چمک کر آسمان مین ڈوبی چشم زدن مین ایک
بے بنیاد چمک کر آئی تاج سر پر افراسیاب کے رکھا چہرہ افراسیاب کا مثل آفتاب روشن ہوگیا کوکب
پر جو تاج کا عکس پڑا زبان مین لکنت آئی طبیعت گھبرائی اس حال مین افراسیاب نے ہاتھ تلوار کا
مارا کوکب چاہتا ہے لپٹ پڑے دانتون سے بوٹیاں کاٹ کے پھینکے دون اس عالم اضطرار
مین سر کوکب زخمی ہوا افراسیاب نے سائے مین تلوار کے کوکب کو لیا کوکب روشن ضمیر خوددار
سر سے خون جاری تیغہ ہلالی چمکاتا ہوا پیچھے ہٹا افراسیاب تعاقب نہین چھوڑتا قریب ہے کہ افراسیاب

ہاتھ مارے کوکب نے بہ نگاہ یاس طرف آسمان کے دیکھا اور بعد ملاحظہ پکار اٹھا رباعی

تو آن رفیع مکانی کہ ساکنان فلک — بہ آستان تو دارند میل دربانی — چہ احتیاج بہ پیش تو حال دل گفتن
کہ حال خستہ دلان را تو خوب میدانی — سوت آنکھوں کے سامنے پھر گئی حسرت عیش ونشاط نگاہوں سے

گر گئی کہ پہلو سے نعرہ ہوا ای افراسیاب کیا کرتا ہی میں آپہونچی افراسیاب نے پلٹ کر دیکھا ماہیان
زمرد پوش گرز فولادی ہاتھ میں پہلو سے نخلستان سے پیدا ہوئی پکارتی ہوئی آج یہ ظالم بچے
میں نے صدمہ عظیم اٹھایا ہی حقیقت میں گال بھی ماہیان کا سوجا ہوا ہی سر زخمی خون بہ رہا ہی
اب افراسیاب ماہیان کو دیکھکر خوش ہوگیا ماہیان جست کرکے قریب افراسیاب پہونچی کہا دیکھ
سرداران ظلمات بھی آگئے افراسیاب نے ادھر منھ پھیرا نعرہ ہوا او بچیا کہاں جاتا ہی برابر سے
حلقہ ہائے کمند مارکے آواز دی نعرہ عمرو

کز آن استاد عیاران عالم — سراپا دانش و عقل مجسم — بباغ دین ز مکرش آبیاری
جہان سرہنگ در خنجر گذاری — بہر کشور بلائے جان کفار — عمرو آن شاہ عیاران عیار

حلقہ ہائے کمند گلے میں افراسیاب کے پڑے ارے لنگر باندھا عمرو نے حباب بیہوشی مارا افراسیاب
چرخ کھا کے زمین پر گرا کوکب نے چاہا سر کاٹ لوں پنجۂ فولادی زمین سے پیدا ہوا ہان ہان کرتا ہوا اکر
افراسیاب کو لے بھاگا حیرت جادو بھی بھاگ کر نکل گئی بڑے بڑے سردار بھاگے جو اہالیان لشکر رہ گئے
انکو گھیر کر لوگ باندھنے لگے اسپ پہ کر کوکب روتا پیٹتا خاک اڑاتا ہوا لاش پر مشتری کی گر پڑا یاران جمشید
اگر بہ پہنچے ہر چند کوکب کو سنبھالتے تھے کبھی کوکب تمام ارکان لیکر روتا ہی کبھی برائے مشتری اشکوں
سے منھ دھوتا ہی خواجہ عمرو نے دونوں لاشے بہ تعجیل اٹھوائے باغبان وغیرہ نے کاندھا دیا کوکب
سر برہنہ پا پیادہ لاش کے ہمراہ عمرو سمجھاتا ہوا کہ ای کوکب صبر کرو دنیا کا یہی حال ہی بڑے بڑے
شاہان اولوالعزم سخن کن بر دبخیر حسرت و یاس لیکر دنیا سے گئے اس دنیا سے فانی نے کسکے ساتھ
وفا کی سراز شب کو اترے صبح کو روانہ ہوئے ملکہ مشتری کا بڑا مرتبہ ہوا تھا سے الیسی ملعونہ کے
قتل ہو میں قریب قصر جمشیدی لاکر ملکہ مشتری و ارکان کو دفن کیا کوکب کی بیقراری بڑھتی جاتی ہی
ہمراہیان نے خواجہ سے کہا ابھی آپ تشریف نہ لیجائیے تا بہ قصر جمشید کی چلیے رنج میں والد
تا مدار آب و طعام ترک کرینگے جو طریقہ آپ کے مذہب کا ہی اس سب کو ملاحظہ فرمائیے خواجہ عمرو

کوکب کے ساتھ قصر جمشیدی مین آئے حسب طریقۂ عرب سترخوان بچھوایا کوکب کو لاکر بٹھایا زبردستی سر مین کوکب کے ٹانکے دیئے کوکب نے کہا خواجہ میرے سر مین ٹانکے نہ دو اب میرے حال پر مجھکو چھوڑ دو نہیں معلوم میرے دل مین کیا ہی عمرو نے کہا ای برادر اگر جان بھی دوگے مسافران ملک عدم سے نہ ملوگے موافق مضمون رباعی رباعی

راحت مین بسر ہوئی کہ ایذا گذری | کیونکر تاریک گھر مین تنہا گذری | ای کنج لحد کے رہنے والو افسوس
کس سے پوچھین کہ شب کیا کیا گذری | ای کوکب نامدار رباعی | جب خاک مین ہستی کا چمن ملتا ہی
یاران وطن پھر وطن ملتا ہی | اسباب جہان دیکھ لے ای غافل | مٹی ملتی ہی یا کفن ملتا ہی

تردد کیا تمھین ای ساکنان ملک ہستی ہی | فرد | عدم کی راہ سیدھی ہی بلندی کیا ہی نہ پستی ہی

عجب مقام ہی ای کوکب بزرگان دین بھی حیران رہتے کوئی اس راز کو نہ سمجھا کہ بعد مرنے کے انسان کہان جاتا ہی جب رشتۂ حیات قطع ہوا اہالیان دنیا سے مطلب نہ رہا لباس زندگی اتارا خاک کا پیوند ہوا بس اب صبر کرو حاضری کھاؤ یہ طریقۂ عرب ہی اگر تم آب و دانہ ترک کروگے بیران وجمشید تڑپ تڑپ کر جان دینگے عمرو کے کہنے سے کوکب نے ہاتھ بڑھایا ایک نوالہ تو عمرو نے اپنے ہاتھ سے منھ مین کوکب کے دیا کہنے سے خواجہ کے کوکب کھانے لگا ہچکیان چلی آتی ہین جبراً قہراً کہنے سے خواجہ کے دو چار نوالے کھائے ہر لقمے پر پانی کا گھونٹ پیا تب نوالہ حلق سے اترا لیکن عمرو نے بنگاہ غور دیکھا کہ کوکب نے بائین ہاتھ سے کھانا کھایا عمرو خاموش ہو رہا دسترخوان اٹھوایا مہرخ وبہار سے خواجہ نے کہا آپ لوگ سفر کرین طرف قوس حصار کے چلین اسد نامدار سے ملاقات کرنا واجب ولازم ہی مین بھی آتا ہون وقت پر پہونچ جاؤنگا اوا جیسی ہوسی صلاح ہوگی یا طرف دریائے ہفت رنگ کے یا طرف دریائے نیل کے روانگی ہوگی مہرخ وغیرہ لشکر کو لیکر طرف ملک قوس حصار کے چلین یہان خواجہ عمرو ٹھہر گئے کوکب نے کئی مرتبہ کہا خواجہ صاحب مین آپکا حکم بجا لایا آپکے کہنے سے کھانا کھایا اب آپ بھی رخصت ہون عمرو نہ گیا شب کو عمرو نے کوکب سے کہا ای برادر تمنے اس ذرۂ ناچیز کا مرتبہ بڑھایا اپنا بھائی بنایا بس راز دل ہمسے نہ چھپاؤ جو دل مین ہی مفصل بیان کرو ہمنے آنکھون سے دیکھا تمنے داہنے ہاتھ سے کھانا نہین کھایا مین خدمتگار صاحبقران زمان ہون دل کی بات سمجھتا ہون یہ جو عمرو نے سمجھا کر کہا قسم دیکر حال دل پوچھا

کوکب زار زار مثل ابر بہار رویا کہا بھائی صاحب بڑے شرم کی بات ہی کہ ملکہ مشتری اس حسرت سے
قتل ہون مجھ ایسا غلام اُنکا زندہ رہے دعوی خون نہ کر سکے مین نے تو بہت تدبیر کی کہ ماہیان کو
زندہ نہ جانے دون اُس ملعونہ کی رسی دراز ہی قسم کھا چکا کہ بدون قتل ماہیان واپنے ہاتھ سے کھانا
نہ کھاؤنگا یونہین لڑتا ہوا تا بہ پردۂ ظلمات جاؤنگا عمرو نے کہا ای کوکب ایسی بات نہ کہو مین ایک
ہفتے کا وعدہ کرتا ہون اگر معاوضہ خون مشتری مین ماہیان کو نہ قتل کیا سر لاکر تمہاری خدمت مین
نہ حاضر کیا عمرو عیار نہ کہنا لیکن بھائی تدبیر شرط ہی ماہیان حاکم پردۂ ظلمات ہی اپنی مدد کا تم سے طالب
ہونگا مقام سکونت اُسکا بتلا دو جسطرح سے بنے گا وہان تک جاؤنگا یا جان دونگا یا سر لاؤنگا یہ سنکر
کوکب نے کہا خواجہ قول مردان جان دارد وسخن مردان اعتبار مین قسم کھا چکا بستر نرم پر آرام نہ کرونگا طعام
گرم نہ کھاؤنگا اب تمنے حال پوچھ لیا تمہارے سامنے ہی جاؤنگا مین جاہتا تھا آپ تشریف لیجائین تو
جاؤن ابھی اسی وقت جاؤنگا یہ کہکر کوکب نے سلاح جنگ جسم پر آراستہ کیے ملکہ بران وجمشید دامن کوکب
کا تھام کر رونے لگے نگاہ یاس سے طرف خواجہ کے دیکھتے ہین خواجہ بھی فرما رہے ہین کہ ای شہنشاہ کوکب
روشن ضمیر ای بہادر بے نظیر مین مطلب دلی کو تمہارے سمجھ گیا صرف ایک ہفتے کی مہلت طلب کرتا ہون
انشاء اللہ اگر سر ماہیان نہ لایا میرا روسے سیاہ نہ دیکھنا قاتل مشتری کا سر مجھے لینے دیجیے صرف مقام
اُسکا مجھے تعلیم فرمائیے کوکب نے کہا خواجہ میرے ارادے مین فرق پڑتا ہی میرا قصد یہ تھا کہ مین قصر
جمشیدی مین نہ آؤن صورت کسی کو نہ دکھاؤن مین نامرد کہلاؤنگا مردان عالم سے آنکھ چار نہ کر سکونگا
بران وجمشید سے کہا ای نور نظر ای پارۂ جگر مین خوب جانتا ہون کہ تمکو میری جدائی شاق ہی لیکن کسی کا
میرے ہمراہ جانا مناسب وقت نہین ہی مین یکہ وتنہا اس معرکہ مین جاؤنگا مین اُس ظالم کا سر لیکر
آؤنگا بران نے عرض کی کنیز کا ساتھ رہنا واجب ولازم ہی آپ کے سامنے اُس سے لڑونگی اگر پلک
جھپک جائے سزا دیجیے آپ کے اقبال سے کبھی افراسیاب سے منہ نہین موڑا کوکب نے بران کو
گلے سے لگایا فرمایا تم ایسی ہی جری بہادر ہو مگر اس سفر مین تنہا ہی جاؤنگا مین عہد کر چکا قسم
کھائی اگر تم سب صاحبون کو یہ منظور ہی بے آب ودانہ تڑپ کے مر جاؤن تو مجبور رو کو مین قسم
کھا چکا اپنے دل سے عہد کیا اب عمرو بھی ناچار ہوا بران سے کہا بیٹا اب ضد رو کو کوکب نے
کہا خواجہ آپ اپنے لشکر مین جائیے عمرو نے کہا مین تمہارے ساتھ چلونگا اس سفر مین ساتھ

نہ چھوڑونگا ہر چند کوکب نے کہا عمرو نے نہ مانا کوکب نے کہا آپ میرا ساتھ کیونکر دینگے عمرو نے کہا بسم اللہ سوار ہو جیے کوکب روشن ضمیر مرکب پر عمرو پر سوار ہوا کوکب نے دیکھا خواجہ بھی قصر جمشیدی سے کود پڑے شاطری مار کر ایک جانب روانہ ہوئے چشم زدن میں آنکھوں سے مخفی ہوئے کوکب نے انگلیوں پر کچھ شمار کیا بطور ستارہ شناسی راہ کو خیال کر کے تلاش میں ملکہ ماہیان زمرد پوش کے بعد جوش و خروش کوکب روشن ضمیر بھی روانہ ہوئے انکو راہ میں چھوڑ دیجیے عمرو و کوکب کا حال پھر بیان ہوگا

دو کلمہ داستان شوکت بیان لشکر زلزلہ قاف ثانی سلیمان و لشکر زمرد شاہ باختری طرف سے افراسیاب جادو کے جانا مکار سحر طراز کا بطور عیاری مقابلہ و عیاری جواہر بن عمرو وغیرہ و دیگر حالات متعلق داستان ہذا بیان کیے جاتے ہیں ساقی نامہ

کدھر اے ساقی غنچہ دہان ہے
جلائیں سب چراغ آلسیمین گھی کے
لگن بھر چراغ خانہ طور
ہر اک روزن ہے چشم ماہ کا داغ
چراغوں سے منور گھر ہیں سارے
دکھا ہولی کے سینچانے کا سامان
نظیر قمقمہ ہر جام بنجا ہے
بنیں پچکاریاں صہبا کی تلمیں
جو ساقی ہو شراب آتشین کی
گلال اپنی نظر میں بالیقین ہو
جما ہے رنگ ہولی کا جہان میں
زمین جو ہے وہ سیندور ابن بنا ہے
اچھلتا ہے ہر اک سو اوس کا رنگ
ہر اک فوارہ پچکاری لیے ہے
گلال انگور کے منہ پر لگا ہے

بہار بزم کا سامان عیاں ہے
بنے ہر قیف شیرینی کا دونا
مثال خانہ چشم پر نور
ہلال آسمان محراب گھر ہے
فلک پر جس طرح روشن ہوں تارے
شرابی خم سے جب صہبا انڈیلیں
سبو مست سر گلفام بنجا ہے
مے گلگون کسم کا رنگ ہو جائے
بنے بھیگی ہوئی ساری جبین کی
ملائیں رند لب ساغر کے لب سے
بہار ست آگئی بوستان میں
بہم ہیں بوستان کے سب حواشی
بنے ہر نخل گھتے دف و چنگ
نظیر قمقمہ گل بن رہے ہیں
رخ گل پر عبیر زرد لگا ہے

سنائیں رند خوشیاں جام پی کے
ہر اک ساغر ہو شکر کا کھلونا
نظیر باغ ابراہیم ہیں باغ
نظیر برج مہ ہر ایک گھر ہے
مزے پیر مغاں میں تجھ پہ قربان
سبو و جام رنگ آلسیمیں کھیلیں
عروس مے کو لیں ساغر بغل میں
حنائی باغ برگ تنگ ہو جائے
جو سرخی شراب آتشین ہو
سبو ہولی ملیں بنت العنب سے
نظیر برج ہر گلشن بنا ہے
گھٹائیں کر رہی ہیں رنگ پاشی
ہر اک گل بادۂ شبنم پیے ہے
شرابی کبک بلبل بن رہے ہیں
گل و بلبل میں گاڑھی چھن رہی ہے

کبیر آواز طوطی بن رہی ہے
ہر اک گل لالۂ احمر بنا ہے
کسم شبنم مین دوپہری افشان ہے
چمن مین جو نہال بارور ہے
ہے دامن تخم کا پھولون کا دامان
گلے ملتی ہے شبنم جزو کل سے
تلاش اُس کو مین فکر رنگ مین ہے
گُلگُل آرایش روے جہان ہے
زمرد شکل مرجان بن گئے ہین
غبارہ مین ہے سیندور کا رنگ
ستارہ حسن کا چمکا رہا ہے
ہوا روشن قمر بنکر فلک پہ
دمک کندن کی رخشان ہوکے چمکی
چمک ذرہ کی دکھلائی زمین پہ
چمک مین ہین یہ مہر آسمان سے
انھین آنکھون نے نسبت دونون سے ہے
ہوئی عقل ابر دریا بار کی دنگ
لباس جزو گل رنگین ہوے ہین
شرابین پی کے ہولی کھیلتے ہین
کنول ہر ایک دل کا کھل رہا ہے
کمانین تیر سے خنجر سپر سے

ہر اک شے مین نئی خوبی ہوئی ہے
جو شگوفہ تھا وہ کیسر بنا ہے
گل سوسن جو تھے شگوفے ہین
عقیق سرخ کا گویا تخمہ ہے
سوا نارنج سے ہر اک ثمر ہے
صبا سے گل نسیم صبح گل سے
عبلائی مہر نور افشان نے ہولی
عبیر افشان سپہ سے بتان ہے
شفق ہے عکس خورشید لب بام
ہوا گلگون سر پہ نور کا رنگ
ہوا پرچا کے شکل برق چمکا
گرائی برق کوندے نے چمک پہ
کیا چہرہ چمک کر دھوپ کا زرد
کواکب بنگیا عرش برین پہ
بعینہ ماہ سیخ نور ہین یہ
کہون گر اختر گردون تو سچ ہے
ڈبویا رنگ مین ہر نازنین کو
عمامے مثل گل رنگین ہوے ہین
کبیر آواز کستے ہین جہان پہ
جسے دیکھو وہ باہم مل رہا ہے
کہانتک ذکر ہولی کا قسم ہو

سراسر رنگ مین ڈوبی ہوئی ہے
چنبیلی زعفران پر طعنہ زن ہے
نظیر تار زر گیسو بنے ہین
ہر اک ڈالی بنی ہے شاخ مرجان
شگ انگور چمن کا سیب پر ہے
زمانہ مست اپنے رنگ مین ہے
سنائی بلبل بستان نے ہولی
گہر لعل بدخشان بن گئے ہین
سپیدہ صبح کا ہے سرخی شام
عبیر اپنی چمک دکھلا رہا ہے
سحر کو نکلے مہر شرق چمکا
چمک جگنو کی تابان ہوکے چمکی
قمر کی روشنی تابش بنے کی گرد
صفت ہو قمقمون کی کس زبان سے
نظیر ساغر بلور ہین یہ
وہ کی پچکاریون نے بارش رنگ
بنایا قلزم احمر زمین کو
سب اپنے اپنے یار پر بلتے ہین
ہزارون گالیان ہین ہر زبان پر
ہوا ہین ہولی ملتی ہین شجر سے
کہانتک نغمہ زن مرغ قلم ہو

چہرہ طی کنندگان منازل خارستان عیاری و رہروان جادۂ کوہستان خنجر گذاری راہ پر خطر طلسمات سحر و عیاری کو مسافر کلک یون طی کرتا ہے نظم

منور کن بزم شیرین مقال	چنین مے نگارد ز کلک خیال	کجائی تو ای ہمدم داستان
کہ باز آمدم بر سر داستان		

اشہب تیز گام زبان کو میدان مدعا مین یون جولان کرتے ہین کہ جب
افراسیاب خانہ خراب کو جنگ کوکب سے تبلہ اٹھا کر باغ سیب مین لایا اول یہ ذکر واجب و لازم ہے
کہ ماہیان زمرد پوش گھبرائی ہوئی پاس افراسیاب کے آئی کہا ای افراسیاب تیرے واسطے
مین نے سر ہتھیلی پر رکھا مشتری کو قتل کر کے موت کا مزا چکھا طالع کا ستارہ گردش مین ہے کوکب تیرے
قتل کی کوشش مین ہے طائران سحر نے مجھکو خبر دی کہ کوکب میری فکر مین قصر جمشیدی سے چل چکا
مین نے یہ تدبیر کی ہے کہ اپنے باغ ظلمات سے تا سر کوہستان و خارستان ہفت دربند سحر تیار کرکے
اپنے مصاحبان عالی مقام و ساحران خوش انجام کو ان دربندون پر مقرر کرون چند کنیزان سامری
اپنی خدمت مین مقرر کی ہین کہ شاید وہ ساربان زادہ کچھ عیاری کرے یا مجھ تک اپنے کو پہونچائے
جو صورت سنکر آئے کنیزین بتلا دین نقشہ ہاے ستارہ شناسی نہایت طولانی تیار کیے ہین آٹھو
آٹھ پہر ملاحظہ کرونگی ای افراسیاب اگر یہ چالیس دن بخیر و خوبی کٹ گئے ہزار سال تک پھر
میری قضا نہین ہے اگر طرف آسمان کے دیکھتی ہون چرخ کج رفتار ستارون سے آنکھین نکالتا ہے
ثابت و سیارگان چھپتے اور گولیان مین زمین سے غبار اٹھتا ہے ہر اک غار دہن اژدر ہر سنگریزہ
چھاتیکا پتھر دوست دشمن معلوم ہوتے ہین خیرخواہان دولت راہ مین تخم بدی بوتے ہین سواے
ہفت دربند تیار کرنے کے اور کوئی تدبیر نہین ہے تو بھی آٹھ پہر یہی خیال رکھنا ملاحظہ اوراق
جمشیدی مین مصروف رہنا کوکب ان دربندون پر ضرور آئے گا اگر مین اور تو ملکر مقابلہ کرونگی
فتح نہ پائیگا ساحر دربندون پر ایسے کامل مقرر کیے ہین کہ جنکا عدیل و نظیر نہین ہے مدت سے
تعلیم کردہ ایک ایک اپنے وقت کے سامری و جمشید اپنے مقام سے آگے نہ بڑھنے دینگے اور ای
فرزند ایک دربند تو ایسا تیار ہو گیا ہے کہ جسکی فتاحی بالکل ناممکن ہے اس ساحر ہمدان سے
دل تردد منزل بخوبی مطمئن ہے افراسیاب جادو نے کہا مین ہر وقت اسی فکر مین رہونگا اوراق
جمشیدی دیکھونگا کوکب کی یہ حقیقت نہین ہے کہ دربندہاے سحر آپ کے دست انداز ہو سکے
جن ساحرون کو آپ نے تجویز کیا ہے وہ سب کامل و اکمل ہین آپ جاکر باغ ظلمات مین آرام فرمائے
مین فوراً پہونچونگا ماہیان زمرد پوش تو افراسیاب سے بخوبی کہکر گئی افراسیاب جادو

اور اُن لیکر بیٹھا صاحبو ان سے کہ رہا ہے حقیقت مین کوکب چل نکلا کچھ احوال لاچین کا نہ معلوم ہوا
مرشدزادے نے جا کر روکا ہوگا اگر میرے کہنے پر مرشد زادے نے عمل کیا دریاے ہفت رنگ سے
فوج بے سرانت کو ہمراہ لے لیا لاچین اُسکا توڑ نہ کر سکیگا یہ ذکر تھا کہ ایک ساحر نے لاکر نامہ لفافہ کا دیا اُسکو
افراسیاب نے پڑھا وہی جملات مرقوم تھے کہ اے افراسیاب قدمبوسی کو نہ آیا اگر تو نہین اُسکا کسی
ساحر کو براے مدد ابدولت روانہ کرو ورنہ طلسم ہوش ربا کو برباد کر دونگا عمرو ہمارا بندہ خاص الخاص ہے
قاتل ساحران اُسکو لقب دیا اُسپر کوئی غالب نہوگا افراسیاب نے نامہ ہاتھ سے زمین پر ڈال دیا
کہا صاحبو فتح جنگ کی کون صورت خداوند لقا ناراض ہین یہان کے ساحرون کو اغماض ہین جچھپا
اُسنے غرور کیا عیارون کے ہاتھ سے مارا گیا یہ کہکر سوچنے لگا ساحرون سے حکم دیا جلد جاؤ مکار سحر طراز
کو بلا کر لاؤ وہ ہم سردار ہم عیار ہے مکر و غدر مین بے نظیر سحر و ساحری مین بے مثل وہ کسی تدبیر سے
خاتمہ کر دیگا قدرت کو تا بہ باختر پہونچائیگا ساحر گئے چند ساعت نہ گذرے تھے کہ ایک ساحر سیاہ رو
تیرہ سے مکاری و غداری آشکار مع بارہ ہزار فوج کے آیا افراسیاب نے کہا اے مکار سحر طراز
ہم چاہتے ہین تجھکو خدمتگزاری خدمت خداوند لقا سے سرفراز کرین جا کر قدرت کی مدد کرو خبردار غرور
نہ کرنا فرزندان عمرو سے بچنا ایک لاکھ چوراسی ہزار پیاسے بچے شاگردان عمرو و فرزندان نامور وہان
موجود ہین اگر عیارون سے اپنے کو بچایا کوئی تیر غالب نہو سکیگا لشکر حمزہ مین کوئی ساحر نہین ہر مکر و
غدر سحر سے بالکل نابلد ہے قدرت تمکو اپنے ساتھ باختر مین لیجائینگے مشیر قدرت لقب دینگے مکار نے
عرض کی اے شہنشاہ مین بخوبی سمجھ گیا ایسی تدبیر کرونکہ عیار تڑپ تڑپ کے مرین مجھ تک آ سکین
مخفی مخفی ایک ایک مقام پر اُترونگا راتکو جا کر سرداران زبردست کو پکڑ بلاؤنگا جب سردار سب قبضے
مین آجائینگے ایک دن طبل جنگی بجوا کر کل اہالیان لشکر کو پھونک دونگا قدرت کو تا بہ قبطول پہونچاؤنگا
افراسیاب بہت خوش ہوا کہا اے برادر مین نے اسی واسطے تمکو بلایا افراسیاب نے سفارشنامہ
دیا مکار سحر طراز اُسی وقت تخت سحر پہ سوار ہو کر مع بارہ ہزار ساحران غدار سمت کوہ عقیق
نگار سلیمانی روانہ ہوا مقامات ورستہ دیکھتا ہوا جاتا ہے جو مقام کہ آباد تھے وہ سب
ویران پڑے ہین افسوس کرتا ہوا عقب کوہ عقیق پہونچا لشکر کو اسی مقام پر اُتارا ایک نامہ
بطور عرضی واسطے لقا کے تحریر کیا مضمون یہ تھا کہ یا خداوند طرف سے افراسیاب کے

براے خدمتگزاری حاضر ہوا ہون سنا ہی کہ یہان عیار لشکر دشمن مین بہت ہین اُس خوف سے اُسی مقام پر ٹھہرا ہون کسی واقف کار کو روانہ فرمائیے نام سرداران نامی کے مجھکو بتلادے حالات لشکر اسلام سمجھادے مین رات کو جاکر سب کو گرفتار کرکے لے آؤن پھر قدرت کو تابہ باختر پہونچا دون یہ نامہ ایک ساحر کو دیا کہ قدرت کو یہ نامہ دیکر چلے آنا وہ ساحر لشکر لقا مین آیا تا بہ دربار گاہ جہان نما پہونچا دربان سالار سے کہکر اندر آیا لقا کو تخت نخوت پر پایا صورت منحوس دیکھکر حیران ہوگیا دل سے کہتا ہی خداوند ہین مجبوراً سجدہ کیا فرمان افراسیاب و نامۂ مکار لاجواب پیش کیا لقا نے وہ نامہ بختیارک کو دیا بختیارک نامہ پڑھکر اُچھل پڑا کہا یا خداوند مین جانتا ہون یہ بڑا معقول ساحر آیا ہی بہت معقول تدبیر کی تحریر بھی دلپذیر ہی اپنے خچرے پر سوار ہوکر چلا کہ جاکر بخوبی سمجھا دون ادھر قضاے کار شعبان خنجر گذار عیار طرار فرزند عمرو نامدار خبر لشکر لقا کو آیا تھا اُسنے ایک ساحر کو آتے ہوے دیکھا تھا بختیارک کو دیکھا خچرے پر سوار ہوکے چلا شعبان سوچا شاید کوئی ساحر آیا ہی بختیارک براے استقبال جاتا ہی یہ بھی عقب مین چلا پانچ کوس راستہ طی کرکے شعبان نے دیکھا لشکر ساحران فرو کش ہی شعبان اک جھاڑی مین چھپ رہا بختیارک لشکر ساحران مین جاکر داخل ہوا مکار پُر طراز کو خبر ہوئی شیطان درگاہ خداوندی تشریف لاتے ہین مکار بارگاہ سے نکل آیا بختیارک کی صورت دیکھکر بہت ہنسا استقبال کرکے بارگاہ مین لایا مقام صدر پر جگہ دی دعوت شراب کی بختیارک نے مزاج پوچھا دونون مکار و غدار آپسمین باتین کرنے لگے مکار نے کہا ملک جی مین اسواسطے یہان ٹھہر گیا کہ میرے حال سے کوئی آگاہ نہو آپ سرداران حمزہ کے نام مجھکو لکھ دیجیے دو چار کو روز بوقت شب گرفتار کرکے لے آیا کرونگا جب سردار قبضے مین آجاینگے لشکر بے سردار کو ایک دن مین تباہ کردونگا بختیارک نے راے کو مکار کی بہت پسند کیا کہا اے قوت بازو شہنشاہ طلسم ہوش ربا راے تو تمھاری بہت صحیح ہی کیا معقول بات تجویز کی لیکن فرزندان عمرو براے عیاری بلاے روزگار ہین خبر پاتے ہی تمھارے لشکر مین ہو نچینگے اپنی تدبیر سے غافل نہ رہنا یہ کہکر جیب سے فہرست نام سرداران نکال کر مکار کو حوالے کی کہا یہی پانچ ہزار پانچسو چھپن سردار مین خداوند لقا تمھاری تدبیر کو راست لائین مکار نے کہا ایک ہفتے مین ملاحظہ فرمائیے گا مین لڑائی کو ختم کرکے تا بہ ملک باختر پہونچا دونگا قدرت سے جاکر وعدہ کیجیے اگر قدرت کو بلا کے

قبطول ہوچکا دونِ طرۂ پیغمبری حاصل ہو بختیارک نے کہا چلیے چند مسلمانون کو گرفتار کرو ہم بھی
تو دیکھین کہ تمھاری راے کیسی ہے قدرت ضرور طرۂ پیغمبری دینگے بختیارک یہ کہکر بارگاہ سے
نکلا طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوا شعبان نے جب دیکھا بختیارک جاچکا جھاڑی سے نکلا سوچنے لگا
عقل سے معلوم ہوا کہ بختیارک کچھ سمجھانے آیا تھا یہ ساحر بڑی تدبیر سے لڑیگا اسیوقت رنگ روغن
عیاری کا نکال کر بختیارک کی شکل بنکر تیار ہوا چار شاگرد بطور خدمتگار اپنے ہمراہ لیے لشکر مکارہ
مین آیا مکارہ کو ہرکارون نے خبر دی ملک جی پھر آتے ہین دو خدمتگار دو مصاحب ساتھ ہین
مکارہ سحر طراز براے استقبال پھر اٹھا لیکن یہ کہتا ہوا چلا کہ شیطان صاحب دوبارہ کیون پلٹ
آئے مصاحبون نے کہا کوئی ضرورت باقی رہگئی ہوگی مکارہ نے کہا مقام خوف ہے یہان عملداری عیارانِ
سرحد مکاران ہر وقت اپنے بیگانے سے خوف مناسب ہے خیر تشریف لائے مین تو سرفراز کرین یہ کہتا ہوا
بیرون بارگاہ آیا شعبان خنجر گذار عیار طرار فرزند عمرو نامدار جیسے ہی سامنے ہوا تیور کو مکارہ کے
دیکھا سوچا کہ تیور اسکے بد ہین خدا خیر کرے اور بڑھکر کہا اے قوت بازو شہنشاہ ہوشربا مین
راہ مین سے پلٹ پڑا تمکو مناسب ہے کہ چل کر قدرت کی قدمبوسی کر لو دامن مدعا درِ مراد سے
بھر لو جو مراد ہو مانگو عمر بڑھواؤ صرف یہ تاکید ہے کہ غرور نہ کرو مکارہ نے کہا ملک جی صاحب مین
خوب سمجھ گیا بارگاہ مین تشریف لے چلیے دوبارہ آپ نے تکلیف فرمائی چاہتا ہون چند ساعت
اور خدمتگزاری کرون آپ کی زیارت سے سب مرادین حاصل ہوئین جب آپ ہماری خداوند
سے سفارش کیجیے گا قدرت ضرور سرفراز کرینگے اسطرح خوشامد سے اسنے باتین کین شعبان
کے دل مین جو خیال خام تھا کہ شاید دوبارہ آنے مین کچھ یہ سوچ گیا وہ بالکل دل سے نکل گیا
ساتھ والون سے اشارے کرنے لگا خود دعوت کرنے کو کہتا ہے چل کر دن دہاڑے اسکو مار لو شاگرد
بھی باتین بناتے ہوے چلے مکارہ نے شعبان کو لاکر داخل بارگاہ کیا مسند پر جگہ دی ملازمون
سے کہا ملک جی تشریف لائے ہین شراب وکباب مہیا کرو خدمتگزاری مین شیطان صاحب کی
مصروف رہو مین سن چکا ہون کہ یہ کلید عقل خداوند ہین شیطان درگاہ خداوندی لقب ہمیشہ
سے خود پسند ہین ملازم نے لاکر گلابی شراب کی آگے رکھی مکارہ نے کہا نوش فرمائیے اپنے دستِ بخشش
سے غلام کو پلائیے شعبان کو اور زیادہ اطمینان ہوا گلابی اٹھائی جام لبریز کیا کھائی سے

ن ملاقی مکار نے خود کہا چلے اپنے غلام کو سرفراز کیجیے شعبان نے جام طرف مکار کے بڑھادیا مکار
نے جام ہاتھ مین لیا کہا لگے جی مین پی جاؤن میرے لیے کچھ نقصان تو نہین ہے اب شعبان
گھبرایا دیکھا تو مکار کے ہونٹون پر جنبش ہے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سحر کرنے کی کوشش ہے اب زانو
بدلنے لگا شاگردون سے بھی اشارہ کیا اشارے سے مراد یہ تھی کہ یارو یہ پہچان گیا خدا خیر کرے
شعبان نے چاہا اپنے مقام سے اٹھون ثابت ہوا کہ زمین پاؤن تھامے ہوے ہے مکار نے
جام ہاتھ مین لیکر بہ قہر وغضب شعبان پر نگاہ ڈالی کہا او دغاباز جعلساز میرے ساتھ عیاری مین
پہلے ہی سمجھ گیا تھا یہ کہکر اسطرح نگاہ قہر ڈالی کہ رنگ روغن عیاری کا چہرے سے پانچون کے اڑ گیا
بصورت اصلی ہو گئے سحر تو یہ پہلے ہی کر چکا تھا کہ اپنے مقام سے اٹھ نہ سکے جب رنگ روغن عیاری
کا چہرے سے پانچون کے اڑ گیا جام شراب اُس بدانجام نے پھینک دیا خدمتگارون سے
کہا انکی مشکین باندھو او ظالم بتلا تیرا کیا نام ہے شعبان نے سر جھکا کر کہا مجھکو شعبان خنجر گذار
کہتے ہین کہا کیون آیا تھا کہا تیرے قتل کرنے کو اور کیا تو بچیگا بھائی سند میرے اگر مجبور ہا کر نکلے
یہ دن کاٹنا تجھکو دشوار ہوگا ساتھ والے مکار کے گھبرا گئے کہتے ہین اے قافلہ سالار مکاران آپ کو
کیونکر دریافت ہوا مکار نے کہا مین جو سنتا تھا کہ فرزندان عمرو بڑے غضب کے عیار ہین وہ
خبرین سب بیکار ہین یہ بھونڈی عیاری کہ ابھی بختیارک گیا راہ مین اسنے دیکھا ہوگا انکی شکل
بنکر چلا آیا کوئی نادان ایسی عیاری کا دھوکا کھائیگا یہ کہکر شعبان کو قید کیا کہا ایک ہی مرتبہ
سب کو قتل کرونگا مکار نے دن تو بسر کیا شب کو اسباب سحر ذات پر آراستہ کر کے بختیارک سے
نام و نشان دریافت کر چکا ہے طرف لشکر صاحبقران کے چلا ہے رات گئے لشکر مین آیا جواہر نے
عمرو کو توالی چبوترے مین بیٹھا ہے ابوالفتح اصفہانی و عمران خطائی وغیرہ حاضر ہین انسے
پوچھتا ہے کہ آج صبح سے ہمارا بھائی شعبان پلٹ کے نہین آیا ابوالفتح نے کہا چار عیار اور بھی
ساتھ ہین جواہر نے کہا گلباد نے مجھکو خبر دی تھی کہ کوئی جادوگر بارگاہ لقا مین آیا تھا
بختیارک انکے ساتھ گیا بعد عرصہ دراز وہان سے پلٹ کے آیا ظاہرا معلوم ہوتا ہے کوئی آیا
اُسنے دام مکر پھیلایا برادر ابوالفتح اسکی تلاش کرو اب ابوالفتح نے کہا انشاءاللہ کل اُسکی تلاش
کرینگے احوال معلوم ہوجائیگا یہ باتین کر کے عیار اپنے اپنے مقام سے اٹھے کاروبار مین مصروف ہوئے

بوقت سحر صاحبقران زمان دربار مین آئے سب سردار بھی حاضر ہوے ناگاہ داراب گلبرگی روتا ہوا
آیا عرض کی داراے ہند بارگاہ سے غائب ہو گئے اے شہریار نہ سراغچہ چالاک ہوا نہ نشان نقب کا اسطرح
غائب ہونا بڑا غضب ہے صاحبقران نے بہ نگاہ قہر و غضب طرف جواہر کے دیکھا کہا یہ کیا معرکہ ہے
لندھور کو کون لے گیا ہمارے یار وفادار کے نہونے سے بڑی بڑی خرابیان درپیش ہین
ہنوز پس و پیش ہین سردار لشکر سے غائب ہوا انکو خبر نہین تو صاحب یہ افسر ہین عیارون
کے جنکو خبر بھی ملتی نہین ناسیان و توسیان نے عرض کی کہ حضور کل سے شعبان خنجر گذار اور چار
شاگردان عمرو نامدار لشکر سے غائب ہین انکا بھی نشان نہین ملتا ہے صاحبقران نے فرمایا
یہ انتظام خوب ہوا ہے جب مصرع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی میان جواہر بن عمرو کا بھائی
قوت بازو غائب ہو گیا سردار کی کون خبر لے جواہر بن عمرو غصے مین کہتا اٹھا کہ غلام ابھی دریافت
کرتا ہے سب پیک بچے نوجوان مثل ابو الفتح و عمران وغیرہ جواہر کے ساتھ ہین بیرون بارگاہ آئے
کہا شہزادے آپ تکلیف نہ کرین ہم براے جستجو جاتے ہین جواہر نے کہا یارو عزت عیاری کی جاتی ہے
دیکھو آج صاحبقران نے کیا فرمایا عمرو کا ذکر آیا وہ تھے تو کیا کرتے تھے کیا انکے سامنے افتاد نہین
پڑی ہے مثل مشہور ہے نامی دوکاندار کما کھائے نامی چور مارا جائے بات انکی بنی ہوئی ہے انھین کا
ذکر آتا ہے جا کر لشکر لقا مین دریافت کرو دیکھو لندھور کو کون لے گیا شعبان پر کیا معرکہ گذرا
چالیس پیک بچے گئے چند ساعت مین واپس آئے کہا اے جواہر سارے لشکر لقا کو چھان ڈالا
وسواس و خناس نے بختیارک کو خبر دی کہ لشکر سے لندھور اور پانچ عیار غائب ہوے وہ لشکر
خود حیرت مین تھا لشکر لقا مین نشان نہین ہے دن بھر یہی جستجو رہی کچھ پتا نہ ملا جواہر بن عمرو
کے دل کو لگی ہے جسوقت سے صاحبقران نے جھڑکا ہے بارگاہ سلیمانی مین نہین آیا شب کو کنارے
پر لشکر کے آکر بیٹھا پہر رات گذری تھی کہ اسنے آسمان پر دیکھا اک شعلہ چمکا جواہر نے بہ نگاہ غور
دیکھا ایک ساحر اڑا ہوا آتا ہے جواہر دیکھتا ہوا چلا وہ ساحر قریب بارگاہ علمشاہ آیا اک
نخل تھا اسپر ٹھہرا اسجگہ سحر کرنے لگا اہالیان طلایاے بارگاہ رستم تاثیر ہواے سحر سے بیہوش
ہو گئے مکار نخل سے اترا جواہر گوشے سے دیکھ رہا ہے کہ وہ جادوگر پردہ اٹھا کر اندر بارگاہ علمشاہ
کے گیا بچہ کمر مین دیکر رستم کو لے اڑا ساحر اڑا ہوا جاتا ہے جواہر بھی تعاقب مین چلا آتا ہے جب وہ

لشکر کے قریب پہونچا ساتھ والے منتظر کھڑے تھے حضور حضور کہکر دوڑے پوچھا آج حضور کسکو لائے مکار جادو نے کہا کلیجے پر حمزہ کے چھری پھیر دی اُنکے فرزند علمشاہ کو لایا جواہر نے یہ سُنا فقیر بنا ہوا لشکر مین آیا جس خیمے مین شعبان و لندھور قید تھے وہین لاکر علمشاہ کو بھی قید کیا شہیم کو مع چالیس ساحرون کے نگہبان مقرر کیا کہا اے شہیم ہوشیار رہنا مین اپنا سحر اُتارتا ہون تم اپنا سحر قائم کرو شہیم نے علمشاہ و لندھور پر اپنا سحر قائم کیا قید خانے مین ڈالدیا مکار طرف اپنی بارگاہ کے گیا جواہر نے یہ سب معرکہ آنکھون سے دیکھا کہ شہیم کرسی پر بیٹھا ہی مع چالیس جادوگرون کے شراب خواری کر رہا ہی جواہر بن عمرو بیرون لشکر آیا بھٹی پر سے شراب کی ایک تیلہ خریدا ایک مزدور کے سر پر لدوایا آپ لقا کے چوبدار کی شکل بنکر لشکر مکار مین آیا قید خانے کے قریب پہونچا شہیم نے دیکھا چوبدار خداوند کا ساتھ ہی مزدور کے سر پر تیلہ رکھا ہی شہیم کھڑا ہو گیا جواہر نے کہا خداوند نے یہ شراب تم لوگون کے واسطے بھیجی ہی قدرت کو بعلوم غیب دانی ثابت ہوا کہ ہمارا بندۂ خاص ہمارے دشمنون کی نگہبانی کر رہا ہی حکم ہوا یہ شراب پہونچاؤ شہیم نے تیلہ اُتروایا ساحر ایک شراب پینے والے بتعجیل تیلے کو کھولا آپسمین شراب تقسیم ہوئی جواہر ان کے سامنے سے رخصت ہو گیا ایک نخل کی آڑ پکڑ کے ٹھہرا ان سبھون نے وہ شراب پی بیہوش ہوکے گرے جواہر گوشے سے نکلا خنجر پکڑ کے چلا کہ شہیم کو قتل کردن دونون سردار پانچون عیار ہوشیار ہون انکو لے نکلون خیال مین آیا مرنیکی علامت برپا ہوگی ابھی ہنگامہ ہو جائیگا پھر کیا تدبیر کرون ہر چند سردارون کو جگاتا ہی انکو ہوش نہین آتا عیار بھی بیکار مین گھبرا کے قید خانے سے نکلا دیکھا ابوالفتح اصفہانی و عمران خطائی وغیرہ بارہ پیک بچے ساحرون کی شکل بنے ہوئے لشکر مکار مین آ پہونچے تھے جواہر نے انکو پہچانا ابوالفتح سے کہا سردارون کے پشتارے دوش پر لگاؤ پانچون عیارون کو اُٹھاؤ شہیم کے سحر مین یہ سب مبتلا ہین اسکا بھی پشتارہ باندھلو صحرا مین چلکر اسکو قتل کرینگے ان سبکو ہوش آجائیگا عیارون نے سردارون و عیارون کو اٹھا لیا جواہر نے شہیم کا پشتارہ باندھا لشکر سے مکار کے نکلے جب صحرا مین دو کوس پر پہونچے جواہر نے شہیم کو قتل کیا علمشاہ و لندھور و پانچون عیار ہوشیار ہوئے جواہر نے کہا نکل چلو بارہ پیک بچے مع دونون سردار چلے مکار بستر خواب پر پڑے پڑے گھبرایا پہر رات رہے بیرون بارگاہ آیا قید خانے کے قریب پہونچا دیکھا سب جادوگر بیہوش پڑے مین قید خانہ خالی شہیم ندارد غصے مین پرپرواز پیدا کرکے چلا جوا ہر بن عمرو

لندھور و علمشاہ سے کہتا ہو باتون بڑھاتے ہوے چلے لندھور و علمشاہ کہتے ہین ہمسے پیدل نہین
چلاجاتا راہ خارستان و کوہستان کہین نشیب کہین فراز جواہر سب سے آگے بڑھا ہوا کہ آسمان سے
برق جہجلی مکار نے آواز دی خبردار اے عیارو کہان جاتے ہو شعبان تو جست کرکے ایک غار مین جا رہا
مکار نے گرتے گرتے سحر کیا دونون سردار بارھون عیار بیہوش ہوکے گرے مکار نے کھڑے ہوکر
چہار جانب دیکھا کسی کو نہ پایا سمجھا یہی لوگ تھے ایک تخت سحر تیار کیا عیاران مذکور و سرداران
مسطور کو تخت پر ڈالا طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوا جواہر بن عمرو دیکھا کیا پھر طرف لشکر مکار کے چلا
راہ مین دیکھا غار سے شعبان بھی نکلا دونون نے آپسمین صلاح کی جواہر نے کہا کہ اے برادر تمنے دیکھا
یہ بچیا ہماری آنکھون کے سامنے سے سردارون اور عیارون کو لیگیا شعبان نے کہا اے برادر چلکر
صاحبقران کو خبر کرو جواہر نے کہا ہم تو بدون قتل مکار آقاے نامدار کو مُنھ نہ دکھائینگے شعبان نے کہا
چلو آپسمین صلاحین کرتے ہوے پھر طرف لشکر مکار کے چلے یہان مکار سحر طراز سردارون کو لیکر لشکر
مین آیا لشکر مین بھی اُٹھکے اک ہنگامہ ہو عیار مسلمانون کے بڑے قیامت کے ہین شہیم کو لیجاکر جنگل مین مار
ہمارے آقاے نامدار تلاش مین گئے ہین دیکھا تو مکار مع تخت سحر آکر پہونچا ان سب کو لاکر پھر ایک
خیمے مین قید لیا نعیم جادو بھائی کو شہیم کے بلایا کہا خبردار کسی غیر کو اپنے لشکر مین نہ آنے دینا مین
راہ سے جاکر ان سب کو گرفتار کر لایا بقول کجنجیار ک ملک الموت گھر دیکھ گیا اب حمزہ کو دریافت
ہوگا کہ مکار جادو طلسم ہوش ربا سے آیا ہو یقین ہو صاحبقران بھی لشکر کشی کرین اب یہان ٹھہرینگے
کیا ضرورت ہو لشکر خداوندی مین چلو صبح بھی ہو چلی تھی سردارون اور عیارون کو ایک ارابے پر سوار
کیا لشکر کو ساتھ لیکر سمت فوج لقا روانہ ہوا پہرون رہے ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچا لشکر اُترنے کا
حکم دیا مکار کنارے پر لشکر کے ٹہل رہا ہو اِسنے دیکھا آہوے وحشی نخلستان سے بھاگا ہوا نکلا اُسکے پیچھے
دیکھا آہو کے ایک جوان چالاک وجست تیر و کمان ہاتھ مین صاف ظاہر ہو کہ آہو کی جستجو مین دور سے
آتا ہو آہو اپنی جان بچائے ہوے چاہتا ہو نکل جاؤن مگر وہ جوان جست و چالاک چاہتا ہو کمند ون
مین گرفتار کرون ایک مقام پر آہو رُکا اُس جوان نے جھپٹکر حلقہ ہاے کمند مارے حلقے کمند کے
شاخہاے آہو مین نہ پڑے گلے مین ہو پڑے آہو گرا جوان نے چاہا جست کرکے سینے پر سوار ہون آہو
ذبح کرون آہو نے سر ہلایا شاخ اُسکی ران پر جوان کے پڑی زخم کاری آیا جوان خوشرو زمین پر گرا

آہو مع حلقہ ہاے کمند جست وخیز کرتا ہوا طرف صحرا کے روانہ ہو گیا وہ شیر بیشۂ شکار جوان نامدار اڑیان
رگڑ کے بیہوش ہوا آنکھیں الٹ گئیں کمان کیانی دوش سے گری سر ایک جانب پنجہ ایک جانب پڑا ہی
وہ آفتاب جمال ایڑیان رگڑ رہا ہی ران سے خون کا فوارہ جاری مکار سحر طراز گھبرا کر دوڑا ساتھ والون کو
بھی حکم دیا یارو اس جوان کو اٹھاؤ زخم دوزی کرو کوئی رئیس زادہ سپاہی وضع شکار دوست جستجو سے
شکار مین یہانتک آیا شاخ آہو سے زخمی ہوا رئیس کو رئیس کا پاس ضرور ہی اسکا حال زار دیکھکر تاب ناصبور
ہی ملازمان مکار جھپٹ کے پہونچے دیکھا اُس جوان کا منکہ ڈھلا ہوا چہرہ زرد دریاے خون مین نہایا ہوا
سنبھالکر اٹھایا مکار کف افسوس ملتا ہوا لیکر اپنی بارگاہ مین آیا مسند پر لٹا دیا یہ کیفیت زخم دوزی کی
پٹی مرہم کی چڑھائی بعد عرصہ دراز اسکو ہوش آیا مکار نے پوچھا ای شیر بیشۂ جرأت ای صاحب سطوت و لیاقت
نام نامی و اسم گرامی کیا ہی فن شکار مین بڑا کمال حاصل کیا آہوے وحشی کو حلقہ ہاے کمند سے گرفتار کرتا
تھا تو نے جو سوچا وہی کیا لیکن دھوکا ہوا شاخ آہو سے زخمی ہو گیا ہم اٹھا لائے اُس جوان نے
ٹھنڈی سانس کھینچی کہا آپ نے احسان کیا حسین نوجوان میرا نام ہی شکار کھیلنا میرا کام ہی یہان سے
قریب ایک مقام ہی کہ اسکو قلعۂ کوہستان کہتے ہین باپ میرا حاکم و ناظم ہمیشہ اسی طرح شکار کھیلا ہون
صحرا کو حلقہ ہاے کمند زلف مین گرفتار کیا تیغہ برق تاب سے شیر کا شکار کیا آج گردش فلکی سے یہ انقلاب
ہوا آپ اب جلد کلبۂ احزان کو اس حقیر کے نور قدوم میمنت لزوم سے منور و روشن فرمائیے آپ تو جان بخش
ہین مکار نے کہا ای شاہزادہ نامدار آج کی شب تو مین آپکو جانے بھی نہ دونگا جب زخم اندمال پائے مین
اپنے ملازم ہمراہ کرون بہ اعزاز و اکرام تمام تمھارے قلعہ مین تمکو پہونچاؤن اس حیلے سے تم سے ملاقات
ہوئی بنہایت ساحری اب اس حوالی مین ہم رہین گے براے مقابلہ صاحبقران جاتے ہین مقابلے
پڑینگے چند سردار چند عیار میرے پاس قید مین انکو بھی جاکر قتل کرونگا جب لڑائی فتح کرکے پلٹونگا تمھارے
قلعہ مین ضرور آؤنگا دو چار روز صحبت عیش مہیا رہیگی تمھارے باپ سے بھی ملاقات ہوگی اب تو
دو چار دن ہمین سرفراز کرو بدون اصلاح زخم نہ جانے دینگے جوان خاموش ہوا بہت شکریہ ادا کیا
باتین کر رہا ہی مکار نے دیکھا نہایت فصیح و بلیغ عقیل و فہیم باتون مین لطف حکایات جابجا کے
بیان کرتا ہی مکار کا دل لگ گیا حکم دیا ناچ ہو جب طائفہ ناچنے لگا غزلین وغیرہ گائین مکار نے
کہا ہی ای حسین نوجوان یہ گائن طلسم ہوشربا کی رہنے والی ہین بہت کچھ صرف کر کے ساتھ لایا ہون

یکا گا تا گاتی ہے حسین نوجوان کچھ جواب نہین دیتے منھ پھلائے بیٹھے ہین مکار نے کہا کیون اے حسین
نوجوان کیا گانا اسکا تمکو پسند نہین آیا حسین نے ہنسکر کہا بالکل بے گھری ہے بڑا عیب خاش ہے یہ یکا
گانا کیا جانے کچھ غزل ٹھمری گا لیتی ہے اُس کسبی نے جو یہ سنا جھلا کر کہا میان صاحب خبر دے یہ علم موسیقی ہے شکار
کھیلنا نہین ہے تیر اٹھا کر مار دیا جانور پر کبھی پڑا کبھی نہ پڑا ہمارا نشانہ کبھی خالی نہین جاتا مبتیش ابرو
مین ہزارون شکار ہوے تیر مژگان صدہا کے دلون کے پار ہوے حسین نے ہنسکر کہا بی بائی صاحب
سچ کہتی ہو ناز و کرشمہ اور چیز ہے پکے گانے کا نام نہ لو غزل ٹھمری گاؤ اگلے کالمون کا نام نہ بدنام کرو رنڈی
اور زیادہ بگڑی کہا میان شہزادے صاحب کچھ گا کے سنائیے تو ہم جانین طبلیے نے بھی طعن کی سارنگی
بجانے والے نے بھی باتون کا تار لگا دیا مکار نے دیکھا حسین نوجوان بگڑا غصے مین اشارہ دکیا ساز
ملاؤ جب ساز ملکر تیار ہوے کہا بھائیو تم کسبی ہو غریب عطائی کا خیال رکھنا تمھاری آس ہے اب جو
حسین نوجوان نے تا مین مارنا شروع کین زمین تھرائی کسبی گھبرائی حسین نوجوان شہزادۂ والاقدر
آسمان جلالت کا بدر فصیح و بلیغ یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

وصل کی ہوگئی کچھ دلکو خبر آپ سے آپ
در میخانے پہ جھکتا ہے جو سر آپسے آپ
یہ دل عربدہ جو ہے مرے پہلو مین اگر
نہو الم دہن انکا نہ کر آپ سے آپ
گو کسی اور کو تاکا ہے مگر تیر اُسکا
جسمین پیدا ہو نہ کچھ رنگ اثر آپسے آپ
مہربانی تری اے گرمی آہ سوزان
سیدھی ہو جائیگی عاشق سے نظر آپسے آپ

ورنہ تھمتا ہی کہین درد جگر آپسے آپ
آسمان انکو یہ قصد نہین کرتا شب وصل
وصل کی شب بھی اٹھیگا کوئی شر آپسے آپ
بے طلب جیسے گیا انجمن یار مین مین
سر اشتیاق ہے آئیگا ادھر آپسے آپ
سعی کرتے مین بہت سی مرو انجم اسمین
سوکھ جائینگے مرے دیدۂ تر آپسے آپ
پوچھیے دلسے کہ اٹھا کوئی پہلو سے جلال

مسجد و دیر بھی زیادہ ہے کچھ اُنکی حرمت
گرد پھرتے ہین ترے شمس و قمر آپسے آپ
کھو دیا اسکو خموشی نے نزاکت نے اپنے
یونہین اے جذب وہ آئے مرے گھر آپسے آپ
آہ کیون کرتی ہے کوشش وہ محبت کیسی
کیا شب ہجر کی ہوتی ہے سحر آپسے آپ
کجروی تجھسے زمانے نے ذرا کی جسدن
وہ تو تھا ہوش مین باہر تھے اگر آپسے آپ

اتنے مین وہ نازنین حسین نوجوان کے گرد پھرنے لگی قدمون کو بوسہ دیتی ہے بلائین لیتی ہے سب گویے گرد بیٹھے ہین
تعریفین کر رہے ہین مکار سحر طراز مبہوت ہو رہا ہے اشعار عاشقانہ سحر سخن کے رو رہا ہے خود بھی نوجوان
عاشق مزاج مرد تماشبین مزیدار نوجوانون کی صحبت اٹھائے ہوے کلیجہ پکڑ لیا حسین نوجوان کی
بلائین لینے لگا کہا اے شہزادۂ والاقدر اے ذی کمال صاحب جاہ و جلال سپاہگری تمھاری وہ دیکھی ہوگا

شکار کمند سے کرتے ہوے نہ دیکھا تھا وہ دیکھا علم موسیقی مین تمھارا مثل نہین حسین نوجوان نے سر جھکا لیا
کہا آپ قدر دانی فرماتے ہین ابھی آپ نے کیا کمال دیکھا خزانہ سلطنت کا حصول کمال مین صرف کیا کاملین
کی جوتیان سیدھی کین چلے ہین بھرین سب کچھ آئین بائین شائین آگیا ایک کمال البتہ بڑی مشکل مین آیا
وہ علم ساقی گری ہی مکار سحر طراز نے کہا ساقی گری کیا مشکل ہی شراب کا انڈیلنا اشعار پڑھکر پلا دینا یہی
ساقی کا کام ہی اسمین کیا نیک انجام ہی حسین نوجوان ہنسے کہا حضور ساقی گری ایسی مشکل ہی تمام عالم مین
ایک شخص اس فن کو جانتا ہی وہ ساقی گری یہ ہی کہ پانؤن سے ناچے ہاتھ سے بتائے منھ سے گائے سر سے
لاکر شراب پلائے سوائے عمرو عیار کے اس فن کو کوئی نہین جانتا وہ اس کمال کو بارگاہ مین بادشاہون
کی صرف کرتا ہی اکیلا لاکھون کو بیہوش کرے چشم زدن مین لاکھون کو سُلا دے اُٹھکر نکل جائے مین نے
اسکو کسی حیلے سے طلب کیا اس فن کو اُس دشمن جان وایمان سے حاصل کیا ملاحظہ پر موقوف ہی ایک
بات کی مشکل ہی کہ جب ہم ساقی ہوتے ہین کسی کو باقی نہین چھوڑتے لہذا آپ کا صرف بہت ہوگا بارہ ہزار کا
لشکر آپکے ساتھ ہی ہمارے قلعہ مین تشریف لے چلیے وہان جلسہ آراستہ ہو پورا میخانہ صرف ہوگا مکار نے کہا
میخانے کی کیا حقیقت ہی اس کمال کے سامنے زر و جواہر کی کیا لیاقت ہی کیون صاحبزادے جام سر پر رکھا
جائیگا قطرہ شراب کا نہ گریگا حسین نوجوان نے کہا اگر قطرہ گرے سر کاٹ لیجیے تمام کاملین بول اُٹھے
جام کا انجام ہونا دشوار ہی حسین نوجوان نے کہا ابھی آپ لشکر لیکر میرے قلعہ مین چلیے مین ساقی گری کرکے
سب صاحبون کو دکھاؤن مکار سحر طراز نے کہا یہان سب کچھ حاضر ہی آپ کیون تکلیف کرین ہمارے مال کو
اپنا جانیے مشقت بھی تو آپ کو انتہا کی ہوگی حسین نوجوان نے کہا سالہا سال کثرت مین خزانے صرف ہوے
تب اس کمال مین سواد ہوا آپ شراب منگائیے کلید میخانہ ہمکو دیجیے مکار نے کلید میخانہ حسین نوجوان
کے سامنے حاضر کی داروغہ کو حکم دیا شاہزادے کو میخانے کا اختیار ہی جسطرح چاہین صرف کرین تم سپرد کرکے
چلے آؤ حسین کنجی لیکر اندر میخانے کے آیا شراب کو خوب خراب کیا پکار کر آواز دی دس دس آدمی ایک
ایک قرابہ لیجائین سو جوانون مین ایک تبلہ لشکر مین بلا ہوا مفت کی شراب تقسیم ہو رہی ہی شاہزادہ حسین
نوجوان ساقی گری کریگا حکم ہی کوئی باقی نہ رہیگا لینے والے دوڑے حسین نوجوان نے تبلے قرابے
کے تمام اہالیان لشکر کو تقسیم کیے دو کشتیان عمدہ انگنین کنٹر الماس نگار بادۂ گلنار سے معمور رکھکر
اُنکے تمامی سے باندھے اس سلیقے سے حسین نوجوان کشتیان شراب کی محفل مین لیکر آیا دیکھنے والون

کی حال ٹھنک بڑی مکار تڑپ گیا کہا دیکھو صاحبو کس سلیقے سے شراب لیکر آیا جی چاہتا ہے کہ آج شراب خوب پیجیے اب حسین نوجوان نے پشواز زیب جسم کی بھاری جوڑا اپنا چوراسی گھنگرو پاؤن مین باندھے اِس بیچ و دھج سے حسین گت ناچنے کھڑا ہوا ناز و ادا کو دیکھکر نازنینان مہ جبین بیقرار ہو گئین جلسی بچھن اِس جوان خوشرو کے گرد پھرین مال کیا مال ہے جان نثار کرین سازطے گت شروع ہوئی اِس لطف سے گت ناچا دیکھنے والون کی بیخودی گت ہوئی اشعار

اہل محفل نے کیا اُسپہ نچھاور توڑا
سر پہ رکھا اُلٹ کے جب آنچل

جسکے جانب بتا کے سسکی لی
ماہتاب ان پہ چھپ گیا بادل

ناچنے مین جو لیا یار نے ہنسکر توڑا
جان اُسنے سسک سسک کر دی

گت ناچتے ناچتے یہ اشعار شروع کیے غضب

حشر مین روؤن پہ جب بارش رحمت ہوگی
جان دونگا یہ مجھے یار سے خفت ہوگی
گورکن کاندہ اُٹھائینگے لیس گر احسان
دم نکل جائیگا جب پھر تو نہ وحشت ہوگی
اے نکیرین ذرا قبر مین دم لینے دو
مین اگر شب کو نہ ہونگا مری حسرت ہوگی
گریہ ثابت نہوا لیکئی دل کو دہ لگا د
ملک الموت کے ہاتھون تو اذیت ہوگی
وان بھین روز قیامت نظر آئیگا جلال

کیون سکینس ہے زاہد کو یہ حسرت ہوگی
کون سنتا ہی جو پرسش ہوئی روز محشر
آپ گر جائینگے ہم کچھ بھی جو غیرت ہوگی
ساتھ کیون اس دل نالان کو لحد مین لاگے
کچھ تباد ینگے ٹھکانے جو طبیعت ہوگی
ستم یار کو اللہ سلامت رکھے
آنکھ سے آنکی ندامت کو ندامت ہوگی
دل ہمارا ابھی ہے دالدہت نازک طبع
اور بدتر ہے جو صبح شب فرقت ہوگی

باعث نالہ اگر درد کی شدت ہوگی
دیکھنے ہی سے ترے ہمکو نہ فرصت ہوگی
نشتر اک ابکی رگ جان پہ لگا دفصا
ہم یہ کیا جانتے تھے روز قیامت ہوگی
اور جا کر ترے کوچے مین کوئی کیون رونا
ابھی کیا کیا نہ غریبون پہ عنایت ہوگی
آپ خود دیکھیے گا قبض مری روح اگر
حال کھلجائیگا جب آپسے صحبت ہوگی
اُس ڈھنگ سے یہ غزل گائی تمام

اہل محفل ونگ مکار سحر طراز اسقدر رویا دامن و گریبان تر ہو گیا اب سب نے دیکھا حسین نے جھک کر جام لبریز کیا سر پر رکھا ہر ایک کا یہی قول تھا اب بدانجام ہوگا جام شراب سر سے گریگا لیکن حسین نوجوان نے اِسطرح جسم کو سادھا کیا مجال کہ ایک قطرہ تو گرے سامنے آکر مکار جادو کے سر جھکایا دھن مین یہ شعر گایا فرد بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند ٭ چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند ٭ مکار سحر طراز اُٹھ کھڑا ہوا بڑی خوشی سے جام لیا لبون سے لگا کر بے اندیشہ انجام پی گیا اب تو حسین نے دور شروع کیا جسکے سامنے جام لیکر پہونچا اُسنے بلا تامین جام پی لیا لشکر مین جو شراب سب نے پی نمک سرکاری نے تاثیر کی کوئی بہ ہانکا تا ہے کوئی دوڑ کر کنوئین مین گرا کوئی پہاڑ سے سر ٹکراتا تھا کسی نے جامہ وزیر جامہ اُتار کر پھینکدیا

بعض نے خوب ضبط کیا جام بیکر اٹھے خیال مین آیا اپنے گھر چلو سر جھکائے ہوے جاتے تھے سوچتے
آسمان کی ٹکر نہ لگے اِس سوچ مین سر جھکا یا منھ کے بَل جا رہے بعضون مین جوتی پیزار ہو رہی ہی کسی نے
کسی کا گریبان لیا کسی کے پٹے کسی کے ہاتھ مین مسخراپن بات بات مین یہان مکار عش عش کر رہا ہی پکارا
اے حسین کیا کہنا کیا کمال کیا نشے مین بلبلا کے اپنے مقام سے اُٹھا ساتھ والے حضور حضور کہتے ہوے اٹھے
مکار نے آواز دی اے جان جہان اے حسین نوجوان مثل جان کے آغوش مین لون ایک بوسہ لون گا
حسین نے مسکرا کر کہا اے چچا جان کیا ہے انکار ہر صفت مژگان کو جنبش ہوئی اہالیان دربار کے سینے
فگار یک انار و صد بیمار سب سراپا کی تعریفین کر رہے ہین مکار نے کہا تم لوگ کیون اٹھے نعیم جادو
سپہ سالار کلان اسنے جواب دیا ہم اپنے معشوق کے پاس جاتے ہین آپ اپنے کو عاشق بناتے ہین مکار
نے کہا تیری شامت آئی ہی نعیم نے بھی قبضے پر ہاتھ ڈالا دونون جھومتے ہوے چلے دو دو قدم بڑھے تھے
کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا دونون گرے سب سردار لینا لینا کہکر دوڑے جو جہان سے اٹھا چشم زدن مین سب
گر کر بیہوش ہوے نعرہ ہوا باش او مکار و غدار منم جواہر بن عمرو نامدار خنجر کھینچکر مکار کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا
مکار کا سر کاٹا دونا ہوا الاشہ مکار سحر طراز کا تڑپا اب جواہر نے خنجر کھینچکر قتل کرنا شروع کیا بارگاہ کو مقتلا
قصابان بنا دیا نعیم کو جھپٹ کر قتل کیا چاہتا تھا اسی کے سحر مین سردار و عیار سب مبتلا ہین نعیم کے
قتل ہوتے ہی لندھور و علمشاہ و بارھون عیار قید خانے سے نکلے جواہر نے عیارون سے اشارہ کیا
سب اہالیان فوج کو قتل کرو لندھور و علمشاہ کھڑے ہوے تماشا دیکھ رہے ہین عیارون نے
ساحرون کو قتل کرنا شروع کیا بارگاہ کے سردار قتل ہوے بیرون بارگاہ غل ہی ہزار دو ہزار ساحرون
کو قتل کیا علامت مرنے کی جادوگرون کے بلند ہی جب جواہر نے مکار کو مارا آواز آئی کشتی مرا نام من
قلماق جادو بود اُدھر اُن کے مرنے سے آوازین آئی ہین کشتی مرا نام من فلان نام من فلان بود صدائے
گیر و دار بلند سارے لشکر مین اندھیرا علمشاہ و لندھور نے دو گھوڑے لیے عیارون نے ترغیب
دی آپ نکل جائیے ہم ان سب کا خاتمہ کرکے آتے ہین یکایک آسمان پر برق چمکی آواز آئی منم مکار
سحر طراز باشید اے عیاران مکار و اے مکاران غدار میرے ہاتھ سے کہان جاتے ہو مین جانتا تھا
کہ یہان عیاری ضرور ہوگی قلماق جادو اپنے غلام کو اپنی صورت پر مقرر کیا آپ درگاہ مین جاکر
چھپا تھا اب جو صدائے گیر و دار سنی آنکھ کھلی پیدا ہوا جواہر کے ہوش اڑ گئے چاہا تڑپ کر نکلی جا ودنہ

مکار نے آتے ہی ایک گولہ مارا علمشاہ و لندھور بھی گھوڑون سے گرے بارہ عیارون کے پیر زمین
نے تھام لیے جواہر بھی گرا مکار زمین پر آیا آتے ہی باران سحر برسایا دیکھا بارگاہ مین تمام لاشے
پھڑک رہے ہین سرداران نامی سے کوئی باقی نہین بیرون بارگاہ بھی ہزار دو ہزار لاشے پڑے ہین ایک
ایک کی لاش پر خوب رویا چیخین مارتا تھا دربار مین بختیارک بیٹھے بیٹھے گھبرایا لقا سے کہا جاکر مکار
کی خبر لون یقین ہے عیار ضرور پہونچے ہونگے مکار نے کہا دیکھون تو کن کن سردارون کو گرفتار کیا آنکو
جاکر قتل کراؤن تخت پر سوار چند غلام ہمراہ یہان مکاران سکو گرفتار کرکے بارگاہ مین آیا جواہر سے
بہ عتاب خطاب کیا کیون او فرزند عمرو دیکھ عیاری اسکا نام ہے کس لطف سے مین نے اپنے کو
بچایا جسدن سے آیا دم لینا مشکل کردیا مین نے اپنے غلام کو اپنی شکل پر بٹھلا دیا تھا درہ کوہ مین جاکر
سو رہا جو کچھ افراسیاب نے کہا تھا بخوبی ظاہر ہوا جواہر نے کہا او بیحیا کیا بکتا ہے مین ایک لاکھ چوراسی ہزار
بھائیون کا بھائی ہون ہمارے گرفتار ہونے سے کیا ہوتا ہے قید ہونا پکڑے جانا ہمارا شرف ہے اب ہمارے
بھائی بند بختیارک کی صورت پر یا بصورت لقا و مردہے و چوبدار و حاجب و دربان بنکر آئینگے تجھکو مثل نقش
قدم مٹا دینگے ہماری تقدیر مین نیکنامی نہ تھی تیرے دام مکر مین پھنس گئے ایک ایک بھائی ہمارا قیامتین
برپا کریگا ورنہ تجھکو رہا کردے ابھی بلا نازل ہوا چاہتی ہے ہماری تقدیر مین مایوس ہونا تھا اپنا حال ہے اشعار

نخل الفت کو فلک چھوٹنے پھلنے نہ دیا
اپنے بیمار کو عیسے نے سنبھلنے نہ دیا
مجھسے روٹھے بھی خفا بھی ہوے آزردہ بھی
دھوکہ وہ کون تھا جسکو کہ اجل نے نہ دیا
جیتے جی سمجھا انھین جان کے برابر بیشک

کوئی ارمان بھرے دل کا نکلنے نہ دیا
نالے نکلے کبھی منھ سے تو کبھی آہ و فغان
پر انھین ہیچ بری راہ پہ چلنے نہ دیا
ای فلک تو نے ملایا نہ کسی گل رو سے
دل سے ارمان کوئی ہیچ نکلنے نہ دیا

دل کسی شغل مین افسوس بہلنے نہ دیا
ہنسنے پر حرف شکایت کو نکلنے نہ دیا
جان لیکر انھین چھوڑا جو بہت سے تھے
نخل امید میرا پھولنے پھلنے نہ دیا

لندھور و علمشاد ایک جانب مسلسل بیٹھے ہین جواہر بن عمرو بخوف کلام کر رہا ہے کہتا ہے او بیحیا اسوقت بچ گیا اگلی مرتبہ نہ بچیگا ہمارے
بھائی بند آتے ہین یہ ذکر تھا کہ ایک ساحر نے بڑھکر خبر دی حضور ملک جی صاحب آتے ہین جواہر قہقہا مارکر
ہنسا۔ ساتھ والون سے کہا لو ہمارے بھائی بند آپہونچے بختیارک کی شکل پر شعبان خنجر گذار ہوگا
ابو الفتح اصفہانی و عمران خطائی و گلباد عراقی و کلباد عراقی وغیرہ بشکل ملازمان ہمراہ ہونگے مین
اپنے بھائی کے تصدق سنتے ہی خبر دو در پڑا بڑے قیامت کا عیار ہے لاکھون مین عیاری کرتا ہے نائب

خواجہ کا وہ میرا پیشدست ہی بڑا عیار زبردست ہی مکار سحر طراز کے کان کھڑے ہوے جواہر یہ بھی کہا ہم
شعبان کے ساتھ دس عیار آئے ہونگے بختیارک کی صورت خوب بنتا ہی ساتھ والے کہہ رہے ہین بجا
ورست مرشد نادرے آپ بھی تو انکی مدد کو جاتے ہین ابھی ہفتہ نہین گذرا لشکر مین لقا کے میان شعبان
قید ہوے تھے آپ خداوند لقا کی صورت بنکر پہونچے ایسے تم نہوتے تو عہد خواجہ عمرو کا کیون ملتا تم دونون
عیار بے نظیر خوش تقریر ساری حرکتین خواجہ کی تم مین ہین مکار نے کہا دیکھو تو بختیارک کے ساتھ کے
ملازم ہین جو دروازے باہر نکل کر دیکھا کہا حضور حقیقت مین دس ملازم ہمراہ ہین بڑی جلدی مین آتے ہین
بیشک ملک جی کی ویسی صورت نہین ہی لشکر مین کھڑے پوچھ رہے ہین کون کون عیار پکڑا گیا مکار کیونکر
بچا سرداروں مین کون کون قید ہوا مکار نے کہا آنے تو دو باجی کی گردن لیتا ہون مجھکو نادان سمجھا ہی
جواہر کہنے لگا یارو کوئی جاکر میرے بھائی سے کہدو کہ بھائی پلٹ جاؤ اور کسی عیاری پر اکڑنا اسوقت
نہ آؤ اپنی جان بچاؤ لیکن بختیارک بلا تکلف مع دس ملازمون کے اندر بارگاہ کے آیا جواہر نے
دیکھتے ہی کہا بھائی بھوجا گو بیان کرچکا ہوچکا مجھ بیوقوف کے منھ سے نکل گیا مکار نے کہا ملک جی صاحب
آئیے دیکھیے مین نے دو سردار تیرہ عیار گرفتار کیے ہین قتل انکا آپکی رائے پر موقوف ہی جواہر کی باتون پر
بختیارک گھبرایا دو قدم پیچھے ہٹا کہ یہ کیا معرکہ ہی جواہر یہی کہتا ہی بھائی بھاگ جا یہ بھی عیاری خالی گئی
مکار نے دیکھا کہ بختیارک پیچھے ہٹا چند دانے ماش کے جھولی سے نکالے آواز دی او شعبان کہان
جاتا ہی بختیارک نے گھبرا کر کہا شعبان و رمضان کیسا مین بختیارک شیطان درگاہ خداوندی ہون
مکار نے دیکھا یہ بھاگ کر نکلی جاتا ہی ماش کے دانے پھینک مارے فوراً بختیارک زمین پر گرا دسون ملازم بھی
گھبرائے بھاگنے کا قصد کیا مکار نے ایک دو پتھر زمین پر مارا یہ بھی دسون گرے ساحرون سے آواز دی سکی
مشکین باندھو لو بختیارک چیخا ارے مکار کیا کرتا ہی دیکھ بہت پچھتائیگا جادوگرون نے بختیارک کی مڑوڑ کے مشکین
باندھین جواہر یہی کہے جاتا ہی بھائی جلدی کیون کی عیارون مین سرفراز ہوتے جلد باز ہوا اور عیارون سے
بھی کہدیا اب تم بھی قید ہوے بہتر یہ کہ خطائی آئیگا وہ ہمکو تمکو چھڑائیگا یہ بھی اسوقت بصورت اصلی ہی
درہ کوہ مین چھپ رہتا ہی مکار سحر طراز کوڑا لیکر اٹھا بختیارک پر جوتیان پڑنے لگین یہ دہائی دے رہا ہی
ارے مکار کیا کرتا ہی اگر مجھکو قتل کریگا خداوند لقا تجھکو سنگ سیاہ بنا دینگے زندہ بچکر نکلنا دشوار ہوگا کیون
شامت آئی ہی ارے مین تیرے پاس پہلے بھی آیا تھا جواہر جواب دیتا ہی بھائی اگلی پچھلی باتین نہ کھولو یہی

عیاری کا کام ہے تم تو بڑے کچے ہو پہر دوپہر کی تکلیف نہین اٹھا سکتے جب عیاری کرے تو لات جوتی کا کیا خوف
یہ تو ہمارا زیور ہے ہمارے قبلہ و کعبہ کا قول ہے کہ جب ہم قید ہوے دشمنون کو مارا یہ تو آرزو رکھتے ہین کہ کوئی
ہمکو قید کرے بختیارک فریاد کر رہا ہے ای مکار دیکھ بہت پچھتائیگا ساحر جلے ہوے کہ انکے بھائی بند مارے گئے
کسی نے لات ماری کسی نے جوتی لگتے ہین ارے بھیا تجھکو خوف نہ آیا عیارون کے قید ہوتے ہی دوڑ پڑا
بارگاہ مین عجب ہنگامہ ہے جادوگرون نے بختیارک کے کپڑے پھاڑ ڈالے ہین جوتیان پڑ رہی ہین یہ تیغ
غستان بتاتا ہے مکار اور زیادہ جھلاتا ہے ملحوظ خاطر ناظرین ہو اب مکار حیران ہے کہ مین کیا کرون جواہر تو کہتا ہے
یہ میرا بھائی ہے وہ کہتا ہے مین شیطان درگاہ خداوندی ہون عجب مصیبت مین جان پڑی اگر قتل کرون اور اصل
مین شیطان ہے قدرت دستگیر ہون میرے واسطے کچھ تقدیر الٹی کر دین یہ بھی سن چکا ہون کہ قدرت نازک مزاج
مین جو دل مین آتا ہے تقدیر کر دیتے ہین بندون پر مہربانی کم مسلمانون کے دوست بندگان خاص کے دشمن ہین
کے رہزن ایسے خداوند سے ڈرنا چاہیے ساتھ والون سے کہتا ہے یار مین اب کیا کرون کوئی کہتا ہے گرفتار
کرکے سامنے خداوند لقا کے لیچلو کوئی کہتا ہے قتل ہی کرو مکار حیران ہے ملحوظ خاطر ناظرین ہو پہلو بارگاہ
کے اک نخل کلان واقع ہوا ہے یکایک نخل سے کھڑکھڑاہٹ کی آواز آئی نعرہ ہوا ای قوت بازو و ای زینت پہلوے
افراسیاب کیون گھبراتا ہے ہم فرستادہ شہنشاہ طلسم ہوش ربا ہے دیکھا نخل سے ایک ساحر مہیب الشکل عجیب
و غریب فرمان مہری افراسیاب ہاتھ مین سحر ات بات مین بیچ بارگاہ مین دھم سے کودا صاف ظاہر ہوتا ہے کہ
آسمان سے اتر کر آیا ہے اترتے ہی وہ فرمان بلا تکلف مکار کے ہاتھ مین دیا کہا ای مکار سحر طراز شہنشاہ باغ سیب
مین جلوہ فرما ہین اوراق سامری مین تمہارا حال دیکھا بمشیت فیض سے مجھکو بلایا کہا ای تہمتن جادو جلد جاؤ
ہمارے مصاحب کو عیارون نے گھیرا ہے راہ دور و دراز سحر کرتے کرتے منہ دکھ گیا شکر خداوند سامری و جمشید کہ
وقت پر پہونچا نامہ پڑھو بموجب اسکے کاربند ہونا واجب و لازم ہے بختیارک تو گھبرا گیا کہتا ہے اسمین افراسیاب نے
میرا حال لکھدیا ہوگا جواہر بھی جواب دیتا ہے ہان سچ ہے وہ بادشاہ عالیجاہ ہمہ دان ہمہ گیر صاحب تدبیر اسنے
سب کچھ لکھا ہوگا بھائی نہ گھبراؤ سب حال کھلجائیگا اب نامہ شہنشاہ آگیا اب کیا خوف ہے ہم بھی یہی
جانتے ہین انصاف کیا جاے افراسیاب ہمارے قبلہ و کعبہ کی بڑی قدر کرتا ہے جب کبھی عیاری کرکے
بیہوش کیا خلعتہاے فاخرہ مرحمت فرماتے ہین عزت عیاری کی بڑھاتے ہین مکار سحر طراز نے نامہ کھولا
اسمین لکھا ہے کہ تہمتن جادو کو ہمنے روانہ کیا ہے ای مکار تمنے خوب اپنے کو بچایا معرفت تہمتن ہمنے ایک

روانہ کیا ہے تنہائی مین وہ سحر اپنے قبضے مین کرنا کبھی تیر کوئی عیاری نہ کر سکیگا سب مسلمانون پر نما
آوُگے خداوند لقا کو تابہ باختر پہونچاؤگے مکار نے سر اٹھا کر کہا بھائی تہمتن شہنشاہ نے کوئی سحر دیا ہے
تہمتن نے کہا کنارے چلو بختیارک کے تو ہوش اڑ گئے اسقدر مار پڑی ہے کہ منھ سے بولنا دشوار
ساحر جوتیان لیے سر پر کھڑے ہین جواہر مثل عندلیب خوشنوا زمزمہ سرائی کر رہے ہین ساحرون کی بات کا
جواب مکار پر عتاب فقرے چست مزاج درست قبضے مار رہے ہین تہمتن نے مکار کا ہاتھ تھاما کہا جلد
کنارے چلو سحر اپنے قبضے مین کر لو مین جلد اپنے کو بہیئت قفص مین پہونچاؤن میرا مقام خالی پڑا ہوگا شہنشاہ
کو جا کر جواب دون جب مکار تہمتن کے ساتھ چلا بختیارک بول اٹھا اے مکار ان میان ساحر صاحب کو
کو بخوبی جانتے ہو مہر و خط شہنشاہ کا بخوبی پہچان لیا تہمتن نے پلٹ کر بختیارک کے منھ پر ایک گھونسا
مارا کہا ابے کیا ہم بھی عیار ہین تیری طرح مکار و غدار مین اور اشارہ کر کے کہا ہم شعبان خنجر گذار
ملک جی بولوگے تو ایک خنجر ماردونگا بڑے جوتی خور سے ہو جوتیان کھا چکے اپنی باتون سے باز نہین
آتے ہو آج میرا بھائی قید ہے چلے ایک خنجر تمھین کو مارونگا مین جست و خیز کر کے نکل جاؤنگا میرا کوئی کیا
کریگا بختیارک نے سر جھکا لیا کہا میان مکار صاحب مین نے تہمتن کو پہچانا یہ اور بھی ایک مرتبہ نامہ
افراسیاب کا لیکر آئے تھے یہ تو نامی ساحر ہین انکو سب اہالیان ہوش ربا پہچانتے ہین مکار نے کہا یہ
شیطان بڑا جعلساز ہے بات کا بکھیا کی قیام نہین کبھی کچھ کہتا ہے کبھی دشمن بنتا ہے کبھی دوست ہوتا ہے
تہمتن نے مکار کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا کہا بھائی کنارے چلو شیطان کو بکنے دو جلدی کام ہو جائے تمھارا
بھی نام ہو جائے ہم راہ چلتے چلتے تھک گئے مکار خلیے مین آیا تہمتن نے کہا تھوڑی آگ منگاؤ ہم اسیر سحر
کرینگے طائر سحر سامری پیدا ہوگا سب کچھ نیک و بد تعلیم کردیگا سب عیارون مکارون کا حال کھلجائیگا
وہ بات کرو کہ تمھارا کام ہو ہمارا نام ہو مکار دوڑ کر آگ لایا انگیٹھی مین سلگائی میان تہمتن نے جیب سے لوبان
نکالا ہاتھ مین مکار کے دیا کہا اسکو آگ پر ڈالو سامری جمشید کا نام پڑھتے جاؤ دھوئین سے سارا مطلب
حاصل ہوگا جیسے ہی مکار نے لوبان آگ پر ڈالا دھوان نکلا دماغ پر پہونچا ارے کہکر دھم سے گرا شعبان
نے لپٹ کر خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک میان عیارون نے رہائی پائی اٹھتے ہی حقہ ہائے آتشبازی مارنا شروع
کیے بختیارک چھوٹتے ہی بھاگا ملکشاہ ولندھور نعرے کر کے اٹھے شعبان مکار کا سر لیے ہوے بیرون
بارگاہ آیا عیارون نے حقہ ہائے آتشبازی مار کے دھوان دھار کر دیا صحرا تاریک ہو رہا ہے اس اندھیرے

مین عیارون نے ساحران روسیاہ کو خوب قتل کیا لندھور و علمشاہ نے دو گھوڑے لیے ایک ایک
تلوار ہاتھ مین اٹھائی لڑتے بھڑتے چلے فوج ساحران بدحواس حیران ہی کہ یہ کیا بلا نازل ہوئی تہمتن
فرستادہ افراسیاب نے آتے ہی رستمی دکھائی اتنے بڑے لشکر کی برہمی ہوئی بمشکل لاشہ مکار کا اٹھایا
روتے پیٹتے طرف طلسم ہوش ربا کے بھاگے لیکن بختیارک جوتیان کھا کر جو چھوٹا خچرے پر سوار ہوا طرف
لشکر لقا کے چلا پلٹ پلٹ کے دیکھتا جاتا ہی کہ لشکر ساحران درہم و برہم ہزار دو ہزار جو بچے وہ لاشہ فسہ
کا لیکر بھاگے دور سے بختیارک نے دیکھا لندھور و علمشاہ اُس صحراے ہولناک مین گھوڑے بڑھائے ہوئے
جاتے ہین ساتھ والون سے بختیارک نے کہا اگر اسوقت لشکر سلیمان عنبرین موے کو ہی مین خبر ہوجاتی
سلیمان فوج کو یہان لیکر آ پڑتا لندھور و علمشاہ کو بلوہ کر کے پکڑ لیجاتا حمزہ کا کلیجہ داغدار ہوتا ملازمون
نے عرض کی میان شیطان صاحب اتنی جوتیان کھائین مسلمانون کی دشمنی سے ہاتھ نہین اٹھاتے پھر
اُلٹے تدبیر بتاتے ہو بھاگ کے نکل چلو عیار آتے ہونگے بہت پریشان کرینگے چلتے ہوے ہین ایسا نہو شاہین باندھ
لیجائین بختیارک کہتا ہی مجھسے زیادہ کون مسلمانون کا دشمن ہی اگر قابو پاؤن فرزندان عمرو کی بوٹیان
کاٹ کے کھاؤن میان مکار بڑا دعوی کر کے آئے تھے جنکے خوف سے جیپ کے اُترے انھین کے ہاتھ
سے مارے گئے لشکر خداوند مین آتا طبل جنگی بجوا کے لڑتا دو چار دن چہل پہل رہتی بیچارہ کتے کی موت مارا گیا
ہاے کیا کرون لندھور و علمشاہ دو ساتھ جاتے ہین دو ہزار جوان بھی ممکن ہوتے گرفتار کرا کے لیجاتا تب
قلب کو تسکین ہوتی یہ سوچتا ہوا جاتا ہی کہ دیکھا صحراے گرد اڑی بختیارک دیکھنے لگا رافع کوہی مع
بیس ہزار فوج کے براے مدد لقا جاتا ہی بختیارک نے جو دریافت کیا خچرے کو بڑھا کر سامنے رافع کے
آیا شاطر نے رافع کو خبر دی شیطان درگاہ خداوندی تشریف لاتے ہین رافع گینڈے سے کودا ملک جی کو
سلام کیا پوچھا ای شیطان درگاہ خداوندی کہان سے آنے کا اتفاق ہوتا ہی بختیارک نے کہا ای پہلوان
دوران ای گرشاسپ جہان قدرت تمھارے نام پر بہت مہربان ہین سلیمان نے اکثر ذکر کیا کہ جسدن رافع
آئیگا مسلمانون کو جان بچانا مشکل ہوگی لیکن تم جو سامنے خداوند کے جاؤ گے نذر کیا دو گے مینے ایک
تدبیر کی ہی جانشین حمزہ و فرزند حمزہ یعنی لندھور و علمشاہ و چند عیار ساحرون کو مار کر جاتے ہین
لندھور و علمشاہ ابھی کوس بھر نہ پہونچے ہونگے جا کے گھیر لو دونون کے سر کاٹو براے نذر خداوند لیچلو
پہونچتے ہی غنچۂ آرزو کھلیگا طرہ یہ ہی کہ طرۂ پیغمبری ملیگا مشیر قدرت کہلاؤ گے مرتبۂ اعلی پاؤ گے

اسطرح بختیارک نے رافع کو سمجھایا ہر چند بجوش جرأت پہلے اُسنے یہ جواب دیا کہ ملک جی شرم کی بات ہے کہ دو کس پر بیس ہزار فوج سے جا پڑے دن از روئے بلوے کے لڑوں پہلوان زبردست ہنسینگے جرأت پر ماید دولت کی آوازے کسینگے مگر بختیارک نے یہ چرب زبانی جواب دیا اے رافع ان مسلمانوں پر کوئی غالب نہیں آیا نعوذ طاقت مین یگانہ آفاق فن جرأت مین طاق ہر امیر غالب آنا دشوار ہے رافع کوہی ناچار ہوا فوج لیکر تعاقب مین علمشاہ و لندھور کے چلا یہ دو شیر آپسمین باتین کرتے ہوے جاتے ہین کہ پشت سے گرد اُڑی بیس ہزار کوہی ایک پہلوان للکارتے ہوے او سپر حمزہ او ہندی بے ادب خبردار کہان جاتے ہو غضب خداوندی مین گرفتار ہوگئے شیرون کو جو ٹوکا بھڑ گئے تلوارین کھینچکر پلٹ پڑے لندھور نے کہا اے رستم توجہ کو میان کی کیا لڑنے کا ارادہ ہے علمشاہ نے کہا اے عم نامدار بختیارک نے جا کر فوج کو بھیجا شیر کو شکار طلب ہے دونون شکار واپس ہوا کیا یہ کہکر مرکب کو بڑھایا نعرہ کیا نعرۂ علمشاہ

ارشد اولاد امیر عرب

کیست علمشاہ جو رستم لقب
علمشاہ رومی شہ فیل زور
کہ بر تخت مرزوق افگند شور

لندھور نے بھی مرکب باد رفتار بڑھایا نعرہ کیا نعرۂ لندھور

منم صاحب خود و جان نثار حمزہ در گردن

شہ ہندوستان رستم زمان لندھور ابن سعدان
فلک شد بارگاہ انجم سپہ خورشید تاج من
بفرمانم بود سہ صد ہزار و ملک ہندوستان

نعرہ کرکے لندھور لڑنے لگے لندھور و علمشاہ یہ دونون شیر دریا سے فوج مین غوطہ زن ہوے خون کے دریا بہا دیئے علمشاہ نے بڑھکر رسالدار کو مارا لندھور نے کمیدان کو لیا رستم لڑتے بھڑتے قریب رافع کوہی کے ہوپہنچے نعرہ کیا او نامرد فرد سیاہ بخت داری زمردی نشان کمان کیانی و گرز گران فوج کا کیا بھروسا کرتا ہے خود سامنے آ او کر مردان عالم سے آنکھ چار کر رافع کو بھی اپنے زور بازو پر ناز ہے صف کو میان مین سرفراز ہے غیرت مین آکر جا پڑا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا علمشاہ نے تلوار کو تلوار پر کاٹا سلاح جنگی جسم پر نہین زرہ وغیرہ ندارد سوتے مین مکار قید کر لایا تھا بجز تلوار کے سپر بھی دست حق پرست مین نہ تھی سر رستم زخمی ہوا زخم کھا کر ہاتھ مارا رافع نے گینڈہ ہٹالیا تو تیغ پر گینڈے کی پیلا پڑا گینڈے کا منھ کٹا بیقرار ہو کر اُسنے طرارہ بھرا رافع کو دکر الگ ہوا فوج کو ہیان نے رستم کو گھیر لیا رافع دوسرے گینڈے پر سوار ہوا لندھور بن سعدان نے جو دور سے دیکھا رستم نے زخم کاری کھایا مگر کوہیون سے جنگ کر رہے ہین پشت مرکب پر اب سنبھلا نہین جاتا لندھور نہایت بیقرار ہوے لڑتے ہو

اُسی جانب چلے کہ جاکر رافع کوہی کو ماروں رافع تو الگ ہو گیا چہار جانب سے علمشاہ پر بلوہ ہی
لندھور نے اس بادیے میں اگر شمشیر زنی کی مجمع کو سپاہ متفرق ہوا لیکن رستم پیلتن و پیلکن نشیب
مرکب پر جھوم رہے ہیں لندھور کا کلیجہ منھ کو آگیا لڑ بھڑ کر قریب پہونچے بازو تھاما فرمایا اے شاہزادہ
والا قدر ماشاء اللہ حقیقت میں اپنے زمانے کے رستم ہو تم سے کون مقابلہ کر سکتا ہے اب تم نے زخمکاری کھایا
لڑتے بھڑتے نکل جاؤ کوہی نامرد کیا روک سکیں گے میں ان نامردوں کے جی چھڑا دونگا رافع کو جاکر قتل
کرتا ہوں علمشاہ نے کہا تم نامدار مجھ سے نہ ہو سکیگا کہ میں آپ کو چھوڑ کر چلا جاؤں بارگاہ سلیمانی میں قبلہ
و کعبہ کو جاکر کیا روے سیاہ دکھاؤں اگر قضا لیکر آئی ہے مجبور ہوں ناچار جو مرضی پروردگار فرد سر بہ جیم زشمشیر
حبیب + ہر چہ آید بر سر من یا نصیب + اگر قضا نہیں ہے تو کوئی کیا کر سکتا ہے بیت اگر تیغ عالم بجنبد
زجائے + نبرد رگے تا نخواہد خدائے + وہ حافظ حقیقی پشت و پناہ ہے کیا خوف ہے اگر زخم سے حالت تباہ ہے
وہ قوت توانائی عطا فرمائیگا اس لڑائی سے جان بچائیگا رافع کوہی اہالیان فوج کو ترغیب دے رہا ہے کہ
یارو فرزند حمزہ کو میں نے زخمی کیا چہار جانب سے بلوہ کرکے گرفتار کرلو ساتھ والے کہتے ہیں آپ خود نہیں
جاتے ہم کو تلاش کرتے ہیں وہ اپنے زمانے کا رستم ہے دیکھو زخم کھا کر کس جوش و خروش میں لڑ رہا ہے ابھی
دست اندازی مشکل ہے لندھور نے اپنے کو سامنے رافع کوہی کے پہونچایا خبردار کہکر جا پڑے
رافع کوہی نے جلدی ہاتھ تلوار کا مارا لندھور نے بھی تلوار کو روکا لیکن گھوڑے نے جو طرارہ بھرا ایک
کوہی نے نیزہ مارا لندھور کا شانہ نشانہ ہوا اوپر سے رافع نے بھی ہاتھ مارا سر بھی لندھور کا زخمی ہوا لندھور
کو غش آنے لگا کوہیوں نے چہار جانب سے بلوہ کیا علمشاہ و لندھور کے مرکب لڑ رہے گئے دونوں جوان
کوتل اڑ رہے ہیں رافع کوہی گھبرایا عیار اسکا محیل کوہی ہمراہ رکاب حاضر ہے اشارہ کیا اور محیل دیکھ رہا ہے
کمند انداز ان کو ساتھ لیکر دونوں کو گرفتار کرے محیل کوہی چالیس پیک بچوں کو لیکر چلا لیکن شعبان
و جواہر وغیرہ مجمع ساحران متفرق کرکے چلے تھے اسوقت آکر پہونچے دور سے دیکھا لندھور و علمشاہ
زخمدار کوہیوں کا بلوہ ہے بیقرار ہو گئے سوچے کہ چلکر صاحبقران زمان کو خبر کریں طرف لشکر اسلام کے
بھاگے یہاں صاحبقران زمان نے جب مجمع کو خبر سنی کہ علمشاہ کو بھی کوئی چرا لے گیا اے فرزند کہکر
کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا فرمایا جواہر بن عمرو کو لاؤ شاگردوں نے عرض کی دونوں سے جواہر و شعبان
نکر سرداران میں گئے ہیں ابھی تک واپس نہیں آئے صاحبقران زمان بیقرار ہو کر نشیب مرکب پر سوار

ہوے فرمایا مین اپنے فرزند کو تلاش کرنے خود جاؤنگا بادشاہ کو خبر ہوئی بارگاہ سے نکل آئے صاحبقران
نے عرض کی ای حضرت میرا جواہر بن عمرو خاص براے دریافت احوال لندھور و علمشاہ گیا ہی چند ساعت
مین واپس آئیگا امیر نے دامن پکڑ لیا یا دین فرزند کی بیقرار مین اشقر کو بڑھا کر چلے بہرام وغیرہ عقب
مین صاحبقران کے چلے آتے مین امیر کنارے پر اپنے لشکر کے پہونچے تھے کہ صحرا سے گرد اڑی صاحبقران
نے دیکھا جواہر بن عمرو و شعبان خنجر گذار اور دس عیار ساتھ مین بھاگا ہوا آتا ہی جیسے ہی صاحبقران
نے جواہر کو آتے ہوے دیکھا پکار کر آواز دی ای یادگار مہتر مہتران ای سردار خنجر گذاران خیر تو ہی جواہر
نے پکار کر آواز دی ای شہریار جلد تشریف لیچلیے آپ کے اقبال سے حضور کے غلامون نے ساحر کو تو مارا
تھی تو مکار آیا تھا مگر قتل ہوا راہ مین ایک کوہی نے آکر رستم و لندھور کو گھیر لیا ہی دو لون شیرون
کو خنجر ادا چھوڑ کر آئے مین یہ سنتے ہی صاحبقران نے اشقر دیوزاد پر کوڑا کیا مرکب طرارہ بھر کر چلا عیار
لشکر مین پہونچے جا بجا سردارون نے یہ خبر وحشت اثر سُنی سب سے پہلے لشکر ہندوستان ہمراہیان لندھور بن
سعدان تیار ہوے جوانان ہندی عیش پسند صف شکن تیغ زن یا تو گھرون پر رنڈیون کے میٹھے مجرے سن
رہے تھے اتنی جو آواز کان مین پہونچی کہ ہمارے آقا گھر گئے وہیں ٹیڑھی بغل مین دبائی اور چلے خود و زرہ کو
عیب جانتے مین رنگین ڈوپٹہ گلے مین ڈالا کلاہ مین سنبھالین تلوار بغل مین دبائی سپر کو ہاتھ مین لینا
معیوب جانتے مین بانکے ترچھے اڑے بھڑے خانہ جنگیان لڑے ہوے چہرون پر زخم پڑے ہوے روز ہی
تلوار چلتی ہی منہ پر تلوارین کھاتے مین جس معرکے مین گئے جم جاتے مین لینا لینا کہتے ہوے چلے پلٹنون مین
ترکی رسالون مین قرنا جنیا مرنا ایک صورت ہی ایک ایک صاحب شوکت ہی عادل شیردل و فاضل شیردل
پہلوان اورنگ و پہلوان گورنگ و گوہر ملک دکھنی و فرخ شاہ دولت آبادی دونون فرزند لندھور
شہزادہ ارشیون پریزاد و فرہاد خان یک عربی جسنے سُنا اپنے مقام سے چلا ایک طرف سے لشکر علمشاہ
جوان الاگرد فرنگی و مالاگرد فرنگی کیتی ارزال و کیتی زلزال و ساقط شاہ درنبدی و نہنگ بچہ دریائی
بنور گرد اڑایا پلٹنین گورون کی تیار ہوئین سب قواعد دان مرکبون پر سوار ہو کر چلے سب سے آگے
صاحبقران زمان جس سردار نے سُنا کہ صحرا مین لڑائی پڑ گئی روانہ ہوا یہان علمشاہ و لندھور لڑتے لڑتے
تھک کے زخمی ہوے عیار رافع کوہی کا محیل صبا رفتار آخر سُنے دونون شیرون کو کمندون مین گرفتار
کر لیا از روے بلوے کے شیران دشت نبرد گرفتار دام مکر و غدر ہوے بجھتیار ک دو دستے یہ سامان دیکھا کہ

جب رافع کوہی دریاے خون مین نہایا ہوا اِن دونون جوانون کو گرفتار کرکے پلٹا بختیارک نے کہا ای
شیر حبشیہ جرأت گیا کہنا اِسنے شمار جو کیا جالیس سردار نامی دو سو سوار پیدل اِن شیرون کے ہاتھ سے واصل
جہنم ہوے کہا ای شیطان درگاہ خداوندی یہ دونون جوان بہت عاجز و لاچار ہو چلے تھے سلاح جنگ
بھی اِنکے جسم پر نہ تھے اسیر لشکر کا یہ حال کیا جب یہ مسلح ہو کر میدان کارزار مین آتے ہونگے حقیقت مین صف
دشمن مین تہلکے پڑجاتے ہونگے واے برحال خداوند کہ ایسے لوگون سے لڑ رہے ہین بختیارک نے کہا ای
رافع کوہی ابھی تُنے کیا دیکھا یہ دونون جوان ایک ساحر کے لشکر مین قید ہوے تھے وہان سے چھوٹے
ہوے آتے تھے دو شبانہ روز آب و دانہ نہ دیا عیارون نے عیاری کرکے رہا کیا وہ جو مین نے کہا تھا قول
ہمارا کرسی نشین ہوا اِن لوگون پر کبھی کوئی بجرأت غالب نہین ہوا از باختر تا کوہ عقیق بڑے بڑے پہلوان
آے اِن لوگون کے ہاتھ سے مارے گئے تمھارے بھائی صاحب سلیمان عنبرین ہوے کوہی ہم ہمیشہ انکو بجاکے
لڑواتے ہین جسدن کسی شیر صاحبقرانی کا سامنا پڑجائیگا جان بچانا مشکل ہوگی وہ ہمیشہ مبتلا تھے مین
ہم انکی جان بچاتے ہین بختیارک سے باتین کرتا ہوا رافع کوہی جاتا ہی اِن دونون جوانون کو مسلسل و
مطوق کرکے ارابے پر ڈال لیا طرف لشکر لقا کے چلا کوس پھر راستہ طے کیا تھا کہ صحرا سے گرد اڑی شیر کے غرے
کی صدا آئی بختیارک نے کہا ای رافع کوہی غضب ہوا شیر حبشیہ عولستان صاحبقران زمان آپہونچے
ای رافع کوہی اِن دونون جوانون کو ابھی قتل کر ڈالو یہ بات زبان سے نکلنے نہ پائی تھی کہ نعرہ ہوا نعرہ امیر

امیر عرب ضیغم رزم گار
بکف تیغ عقرب بکف ذوالحجام

بحکم خدا بستہ شمشیر جار
بن کافران از جہان پاک کرد

بکف تیغ صمصام و قمقام نام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

صاحبقران تلوار کھینچکر لشکر رافع کوہی پر آپہونچے آتے ہی لشکر کو تہ و بالا کردیا لشکر ہندوستان بھی آپہونچا
ہندیون نے آتے ہی غضب اوکردیا لشکر عالمشاہ بھی آکے مصروف جنگ ہوا بختیارک تو سر پہ پاٹون رکھکر
بھاگا سرداران نامی کا دمبدم نعرہ ہو رہا ہی بہرام نعرہ کرکے پہونچے اور مالک پہونچے سند و پیل اصفہانی
و جمایل جنگ عراقی و شہنشاہ عراقی و نیاہان بن منظر و منظر شاہ یمنی و عامر شاہ رودباری و سیف
رد الیدین و طوق حران گرد و ابوالمعجن گرد علمداران لشکر اسلام طوق حران کے ہاتھ مین علم
اژدہا پیکر ابوالمعجن تلوار کھینچے ہوے بھائی کے ساتھ طوق نے آتے ہی علم اژدہا پیکر وسط لشکر مین
نصب کیا سرداران صف شکن نے جو نشان اپنے لشکر کا دیکھا تلوارین کھینچکر سامنے مین علم کے لگنے

نشان بڑھتا جاتا ہی سردار لڑتے ہوے جاتے ہین پھریرا علم کا گلنار ہو گیا چھینٹون سے خون کی تہو شمار اُن
شمشیرزن جرأت مین لاثانی سائے مین اپنے لشکر کے علم کے لڑ رہے ہین دونون علمدار صف شکن
نامدار علم کو ہر مرتبہ گردش دیتے ہین مراد اس سے یہ ہی کہ سرداران نامور کو معلوم ہو کہ ہمارے لشکر
کی فتح ہی علم فتح و ظفر کو جنبش ہی مردان عالم کو فتح کرنے کی کوشش ہی اُسی نشان پر لڑ رہے ہین
علم فوج کفار سرنگون ہوا کوہیون کا خوف سے کلیجہ خون ہوا کس جوش مین صاحبقران لڑ رہے ہین
کیا عجب ہی کہ زبان تیر و کارد عمود سے صداے احسنت و آفرین بلند ہو فرد ترک خنجر دار گرد دان ہر دم از
چرخ برین + رزم او می دید و میگفت آفرین صد آفرین + علم سر تا قدم برائے تعظیم اٹھے نقارے سر پیٹنے لگے
قرنا بیدم علمون پر الم دریاے خون جاری ہزارہا سر بہ پشت مردان عالم سے زمین پر گرین صاف
ظاہر ہوتا ہی کہ دریاے خون مین کچھوے شناوری کر رہے ہین تلوارین جو گرین یہ ماہیت ہی ماہیان دریا کی
کیفیت ہی دریاے خون کی طغیانی کشتی حیات کو ہیان طوفانی نامردون کی آبرو بہی اُس دریاے خون
مین غوطے کھا رہے ہین جا بجا تہ ہین جان بچا کے نکل جائین جوانان ہندوستانی کب نکلنے دیتے ہین تلوار کے
دھنی شیوہ ان کا صف شکنی صاحبقران لڑتے بھڑتے قریب رافع کوہی پہونچے رافع نے سطوت و صولت
دیکھکر قبضے پر ہاتھ ڈالا لیکن حیران جمال و محو دیدار چہرۂ زیبا دیکھکر دنگ ہو گیا سامنے رافع کے صاحبقران
نے کئی پہلوان بصد شوکت و جرأت قتل کیے جس کو ہی نے بڑھکر ہاتھ مارا امیر کی لڑائی کا یہی طور ہی کلائی پہ
ہاتھ ڈال کر پہلے دشمن کی تلوار چھین کر پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈال کر اٹھایا چور نگ ہوا قلم کیا کسی کو
تیغہ برق تاب سے قتل کیا کسی کو تیر سے مارا کسی کی کمرگاہ پر ہاتھ مار دیا مثل خیار تر دو ٹکڑے ہو سے
رافع کوہی مثل آئینہ دنگ اپنی زندگی سے تنگ لشکر کشی کر کے پچھتایا دل سے کہتا ہی ہاے مین کیون آیا
اس شیر کے ہاتھ سے کیونکر بچون گا ناچار و مجبور تلوار کھینچکر جا پڑا مجبوری ہاتھ مارا صاحبقران نے
پشت تیغ سے اُسکی تلوار کو شکست کیا قبضہ اُسکے ہاتھ مین رہ گیا تخل نغبض سے پھل نکلا ناچار ہوا قبضے پر
بھی قبضہ نہ رہا قبضہ بھی پھینک مارا صاحبقران نے خالی دیا ہاتھ تلوار کا مارا اُس روسیاہ نے سپر کو جہر
پناہ کیا سپر کے دو ٹکڑے ہوے رافع کوہی نے اپنے کو ہٹایا گینڈے کی گردن قلم ہوئی رافع گرا امیر نے
رافع کو سائے مین تلوار کے لیا رافع جو تڑون کے بھل زمین پر گرا سپر بھی ہاتھ مین نہ رہی خالف و ترسان
ہو کر دانت نکال دیے صاحبقران زمان نے ہاتھ روک لیا فرمایا رافع کوہی اُٹھ اور تلوار سپر لا نتیجے پر

ہم وار نہین کرتے یہ سنکر رافع کوہی قدمون سے لپٹ گیا عرض کی ای شہریار زہے شرف جو آپ کی
رفاقت کرے عجب نامرد ہی جو آپ سے لڑے میرے تو آپ جان بخش ہین اگر ہاتھ مار دیتے سر اڑجاتا کو
ایسے مقام پر حریف کو چھوڑتا ہی اپنے دشمن کے قتل سے کوئی منھ موڑتا ہی ہاتھ اٹھاکر کو سپون کو آواز دی خبر
تلوارین نیام مین کرو مین نے بدل و جان اطاعت کی لقا بھگوڑے پر لعنت کی تخت پر بیٹھے بیٹھے تقدیر
بگھارتا ہی صاحبقران نے بمحبت گلیسے لگایا سب سردارون سے بلوایا بادشاہ لشکر اسلام بھی آ پہنچے
تھے سب سردار بخلق و محبت رافع کوہی سے ملے صاحبقران بفتح و فیروزی بلٹے بختیارک روتا پیٹتا
بھاگا لقا سے اکر سب کیفیت بیان کی لقا نے برہم ہوکر حکم دیا واسطے افراسیاب کے نامہ تیار کر
بھیجا ایسے نامردون کو بھیجتا ہی اسکی برائی سے رافع کوہی کو بھی مسلمان کرادیا اس دربار کے
لائق نہ تھا نامہ لقا کا طرف ہوش ربا کے چلا صاحبقران بفتح و فیروزی داخل بارگاہ ہین ان
دونون لشکرون کا ذکر وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان شوکت بیان لشکر اسد نامدار و شہنشاہ لاچین باوقار مقابلہ لشکر مصور دبیر ک جادو برادر زمہریر و گرفتاری اسد در باغ سہیل سیاہ رو جہان رفیقان اسد قید ہین عشق گلنار گلنار پوش و دیگر حالات متعلق داستان ہذا بیان کیے جاتے ہین ساقی نامہ

ای ساقی مہربان کدھر ہی
بدلی کی طرح بہار چھائی
بھر جام شراب ارغوان کا
مرسون چشم سبو مین پھولے
قد سرو ہی کا کلین ہین سنبل
مژگان ہی جو برگ یاسمن ہی
انگور ہین لب کلی دہن ہی
سبزہ ہی خط عذار کا یہ
ہی گل کے لبون پہ سرخی پان
مالی مہندی لگا رہے ہین

کچھ تجھکو بسنت کی خبر ہی
ساغر مین شراب زرد بھردے
اک پھول ہو کشت زعفران کا
گلزار سنگار کر رہے ہین
کوپل ماتھا ہی کان ہین گل
نرگس آنکھین انار ہین گال
کہتے ہین جسے یہی ذقن ہی
نرگس کاجل لگا رہی ہی
ماتھے پہ چنی ہی زر کی افشان
سوسن مسی لگا رہی ہی

عالم مین بسنت کی رت آئی
مہتاب کو آفتاب کردے
گل دو دھۂ آرزو مین پھولے
جوبن کا نکھار کر رہے ہین
ابرو شاخ گل چمن ہی
ہی تخم ثمر عذار کا خال
سبزہ نہین سبزہ زار کا
زلفین سنبل بنا رہی ہی
فوارے کھڑے نہار رہے ہین
ہونٹھون پہ دھڑی جما رہی

قدرت نے دیے ہر اک کو گہنے
زیور مین گلوے بوستان کے
ہر زینت کبک جامۂ ناز
چڑیا ہے محرم چمن ہر
میخوار کی طرح جھومتے ہین
رشک گل زرد ہو گئی بنگ
چاندی سونا لگا ہ مین ہر
پہنے ہین لباس گل بسنتی
ٹیسو کے درخت بن مین پھولے
ہمشکل مریض مضمحل ہر
سکہ چاندی کا اشرفی ہر
محراب مکان کی ہر سر عید
آندھی اٹھی ہر بن مین پیلی
ہر حسن پرست زرد رو ہر
عاشق ہر عروس چرخ نیلی
پیتل دہ ہر سبھی پھول جو تھا
طاؤس بسنت گا رہے ہین
ہر لال بجا رہا ہر طنبور
کیا لکھے افق بسنت کا ذکر
سرسون پہ ہتھیلی پر جمائے

قمری ہر گلے مین طوق پہنے
پہنے ہوے پات ڈالیان مین
پہنے ہر ہر اک مور پیشواز
شبنم نے گل چمن کیے مست
لب ساغر گل کو چومتے ہین
پیلے سونے سے ہر جبین مین
خورشید کا رنگ ماہ مین ہر
تختہ نرگس کا بوستان ہر
صد برگ ہر اک چمن مین پھولے
یرقان سے بھی لطف اٹھاتی ہر آنکھ
ہلدی کی گرہ کلی بنی ہر
لیمون نارنج بوستان ہر
پوشاک ہر ہر بدن مین پیلی
کونپل ورق طلا بنی ہر
آنکھین کرتا ہر لال پیلی
نرگس گل نسترن بنا ہر
دف برگ شجر بجا رہے ہین
ہر کبک ہر مور بنکے رقصان
عجلت مین ہوئی ہر نارسا فکر

جگنو نہین باغ بیخزان کے
کانون مین شجر کے بالیان ہین
طائر جو قفس مین نغمہ زن ہر
اشجار ہوے ہین بے پیے مست
ہر چیز کا زرد زرد ہر رنگ
نوشاہ یہ طعنہ زن حسین ہین
ہر جامۂ جزو گل بسنتی
جو باغ ہر کشت زعفران ہر
جو برگ ہر چہرہ خجل ہر
نرگس پلکون مین باتی ہر آنکھ
ہر شعلۂ شمع بزم خورشید
زردے کا پلاؤ ہر گمان ہر
پانی سونے کا آب جو ہر
نوشہ کا لباس چاندنی ہر
ہر شعلہ شمع پھول جو تھا
صد برگ گل سمن بنا ہر
سارنگی چھیڑتا ہر زنبور
ہر مور چکور بنکے رقصان
فرصت جو ذرا سی ہاتھ آئے

چہرہ مصوران تصویر دلپذیر مرقع خیال و نقاشان نقوش
صفحات کتب قتل و قتال نقشہ میدان کارزار ہوے قلم کلک جواہر سلک سے قرطاس ضیئہ اقتباس
پر بصد رنگینی و بصد نمکینی یون کھینچتے ہین اشعار مصنفت راقمان نقوش سحر طراز
کاتبان بیان راز و نیاز تصویر خیال قصہ خوانی کھینچتے ہین بہ لطف خوش بیانی

سابق مین تحریر ہوا کہ شہنشاہ لاچین والاتمکین واسد نامدار عالیوقار لڑائی سے توسن کی فراغت
حاصل کرکے بفتح وفیروزی اترے بیرون قلعہ توسن حصار لشکر اترا ہوا ہی ارادہ ہی کہ ملکہ مہرخ سحرچشم
بھی آجائین تو طرف دریاے ہفت رنگ کے کوچ کرین بہار ومخمور وغیرہ آئین اڑ بھر کر چلی گئین
سب سے زیادہ خواجہ کا انتظار ہی سر رحیبا بنائی پر شہنشاہ لاچین ملکہ ناہید ایک جانب اسد
نامدار دنگل شوکت پہ ملکہ بادبان کرسی وزارت پہ لیکن توسن ملعون مکر سے مطیع ہوا ہی اسی فکر
مین ہی کہ کسی طرح اسد کو ستاؤن لاچین کو گرفتار کرکے خدمت مین افراسیاب کی لیجاؤن اس وقت
بیرون بارگاہ سائبان زربفتی کھینچا شاہزادہ انجم گروہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن انتظام لشکر مین
مصروف ہین ہرچند اسد نامدار بہ تعظیم وتکریم پیش آتے ہین عرض کرتے ہین آپکے قدم سے لشکر مین برکت ہی
آپ دم بھر تکلیف نہ فرمائین صرف بارگاہ مین تشریف رکھین خدمتگزاری مین بجا لاؤن ہر وقت انتظام
کرون بعہدۂ نیابت کام کرون بدیع الزمان فرماتے ہین ای فرزند یہ مقام فخر وافتخار ہی کہ ہمارا فرزند سردار
نامدار ہی سیان کی طلسم کشائی تمھاری ذات پر موقوف ہی یہ حقیر انتظام لشکر مین مصروف ہی شہنشاہ لاچین
خوش بیٹھے ہین بہت لشکر جمع ہو چکا ہی کئی بادشاہ خبر رہائی شہنشاہ لاچین سنکر بہ کیفیت آکر حاضر
ہوے اطاعت مین مصروف ہین کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی روے آفتاب چھپ گیا آگے تین سو
علم نشان تین لاکھ فوج ساحران غدار کا علمون پہ تعریف سامری وجمشید مرقوم ایک ساحر قوی دیم
لحیم وشحیم تخت پہ سوار پشت پہ ساحران غدار صدا نوبت نقارے کی بلند شہنشاہ لاچین نے توسن
سے پوچھا مین نے اسکو نہین پہچانا یہ کون ساحر ہی توسن نے دست بستہ عرض کی حضور نے اسکو
نہین پہچانا نام کامل ساحر بدخو بیران جادو ذلیل وحقیر برادر زمہر یہی بیجا ہی خبر سنکر چل نکلا
براے مقابلہ حضور آیا ہی کچھ حضور تامل نہ فرمائین مین اس سے مقابلہ کرونگا آٹھ پہر یہ بیجا خوشامد
مین مصروف رہتا ہی مین نے بھی سنا ہی افراسیاب نے آپکی رہائی کی خبر سنکر نامہ طلسم ہوشربا کو
نامہ لکھے یہ پیشتر پہونچا لاچین نے فرمایا تمکو اسکو کیا سمجھا جائیگا مجھکو بھی خبر پہونچی ہی میان مصور بھی
اپنے مقام سے چلے ہین قریب دریاے ہفت رنگ بڑے بڑے معرکے پڑینگے سب نامدار لڑینگے بیران جادو نے
جو فوج دریا موج طلسم کشا کو دیکھا بل کرتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا چار سو افسران نامی اسکے ساتھ تھے
دور شراب شروع ہوا نشے مین حکم ہوا طبل جنگی بجے کل سرداران لاچین کی شکلین باندھون گا

طلسم کشا کو گرفتار کرکے لیجاؤنگا قطع منازل مین مین نے بہت تکلیفین اٹھائین ہرکارے جو لشکر اسلام
کے حاضر تھے خبرین لیکر چلے دربار دُربار مین شہنشاہ لاچین کے حاضر ہوئے ہاتھ اٹھا کر دعائے دولت
بادشاہی بجا لائے اشعار

گل اقبال تو دائم شگفتہ — ہمہ روز او عید نوروز باد
الٰہی بخت تو بیدار بادا — بچشم دشمنانت خار بادا
وگر
ترا دولت ہمیشہ یار بادا — ہمیشہ چو خور گیتی افروز باد

شہنشاہ کی عمر دراز ہو ہیران بے ایمان نے طبل جنگی بجوایا ارادہ ہے
کہ بندگان شہنشاہی سے مقابلہ کرے یہ سنکر شہنشاہ لاچین خوش آئین نے فرمایا ای ملکہ بادبان ہمارے
لشکر مین بھی بفضل ایزدی وتائید ربانی طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین صدائے طبل جنگ بلند ہوئی
ہیران کو اپنے سحر پر بڑا ناز ہو شام سے جا کر ہوم خانے مین داخل ہوا سحر تیار کر رہا ہے مصاحبون سے
کہتا ہے بڑے شخص سے مقابلہ پڑے گا لاچین بادشاہ سابق طلسم خوب لڑیگا مین نے بھی قیامت کے
سحر تیار کیے مین لشکر طلسم کشا کو پھونک دونگا آگ برساؤنگا لشکر اسلام کو قطرۂ آب کو ترساؤن گا
چار پہر رات اسی ہنگامے مین بسر ہوئی ہر نیر آفتاب عالمتاب بیشۂ مغرب سے نکلکر میدان فلک چہارم مین
برائے شکار برآمد ہوا اور ان ثابت وسیارگان کو شکار کیا شہنشاہ لاچین سلاح جنگ جسم پر آراستہ
کرکے در دولت اسد غازی پر آئے آمد طلسم کشا کے سب مشتاق ہین اول ملکہ بادیان جادو برآمد
ہوئی خبردی طلسم کشا جامہ خانے مین تشریف رکھتے ہین کشتی سلاح کی حاضر ہوئی ہے توسن یحییٰ ایک
جانب خاموش کھڑا ہے ملکہ ناہید جو برآمد ہوئین کئی ہزار کنیزین ہمراہ ہین شہنشاہ لاچین نے قصد کیا
ملکہ ناہید کو تخت پر سوار کرین ملکہ ناہید نے عذر کیا آپکے سامنے میری کیا مجال ہے کہ تخت پر سوار ہون
یہ ذکر تھا کہ طلسم کشا بارگاہ آسمان جاہ سے برآمد ہوئے دریائے آہن مین غوطہ مارے ہوئے لاچین نے
اسد غازی سے عرض کی کہ حضور مین تو اب تارک دنیائے فانی ہون ملکہ ناہید کو تخت نشین کیجیے جب
لشکر مہ جبین سے یہ لشکر ملجائیگا جو انتظام خواجہ عمرو نے کیا ہے یعنی سلطنت برائے مہ جبین زیبندہ ہے ہم تو
ملکہ ناہید کے ممنون ومشکور ہین چاہتے ہین کہ تخت وسلطنت اسی کو ملے اسد نامدار نے فرمایا سلطنت تمھارا
حق ہے مہ جبین الماس پوش دختر افراسیاب بھی تمھارے سامنے تخت پر سوار نہوگی ملکہ ناہید کے
سب مشکور ہین ملکہ ناہید کا یہ مرتبہ جو توسن نے دیکھا جل گیا یحییٰ سوچ رہا ہے کیا تدبیر کرون دختر و
زوجہ کو مٹاؤن لیکن ظاہر مین ایک ایک سے تملق ملتا ہے اسد نامدار عالی تبار کے قدمون کو بوسہ دیا

لاچین تخت پر سوار ہوے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی ای شہریار چھکڑے سرکاری غلے کے آتے تھے فرہاد کوہ پیکر نام
ایک پہلوان چالیس ہزار جوانان کوہ پیکر لیکر اپنے مقام سے چلا ہی وہ چاہتا ہی رسد کو روک لون پل پر اپنا قبضہ
کرون یہ بھی اُس بیحیا نے اپنے مقام پر کہا کہ مین ساحر نہین ہون اگر اسد کو دعوی جرات ہی پل پر آکر روکین
غلہ اپنا لیجائین اگر ساحر آیا تو کیا کمال ہوا مین جو بابے فنون جرات ہو کر آیا ہون یہ سنتے ہی شہنشاہ
لاچین نے فرمایا ای شہریار بڑا غضب ہو جائیگا اگر پل پر اُسکا قبضہ ہوا لشکر مین غلہ آنا بالکل
موقوف ہوگا یہ سنکر مشیران سلطنت و وزیران اُبہت نے دست بستہ عرض کی براہ خیر خواہی نمکخواران
شاہی گذارش کرتے ہین کہ یہ مقدمہ آب و آذوقہ ہی خدانخواستہ اگر ایک شب اِسکے انتظام مین فرق پڑے
فتح کی شکست ہو بہتر یہی ہی کہ بوجہ احسن بند و بست ہو کہ قبل از لڑائی یہ انتظام واجب و لازم ہی اگر حکم ہو
تو توسن و بادبان کو روانہ کردین یہ کلمہ پورا زبان سے خیر خواہان دولت کے پورا نہوا تھا کہ شاہزادہ
انجم گروہ رستم شکوہ بدیع الزمان گرد لشکرشکن فرزند خمرہ تیغزن مرکب کو صف سے بڑھا کر سامنے شہنشاہ
لاچین کے آئے فرمایا یہ خدمت ہمارے سپرد ہو دیکھین تو فرہاد پل پر کیونکر قبضہ کرتا ہی وہ بیحیا غلطی مردم
بازاری جو فروش گندم نما ہمارے لشکر کا غلہ روکے گا یہ بھی ہرکارون نے بیان کیا کہ اُسنے طلسم کشا پر طعن
کی ہرچند اسد نامدار نے فرمایا کہ نامو بخان حیران جادو با لشکر گران بارگاہ سے نکل چکا ہی فرمایا ای نور نظر
وای لخت جگر ہم کیا بیٹھے ہوے اہالیان فوج کا شمار کیا کرین آج اہالیان لشکر تمہارے بزرگون کی بھی جرات
دیکھین جب اُسکی مدد کو حیران جاے تب ادھر سے بھی ساحر آئین اگر وہ کسی ساحر کو نہ بھیجے دور سے
تماشا دیکھو دیکھین تو فرہاد کوہکن کیسی سنگدلی دکھاتا ہی ہرکارون کی زبانی سُنا کہ بہت بلبلاتا ہی کہ کیا مین
لشکر ساحران نہوتا کچھ جرات و شوکت نمائی کرتے خدا اُنکو با اقبال رکھے جرات مین دھبا لگتا ہی اُدھر سے
پہلوان آے اِدھر سے ساحر جائین ضرور وہ طعن و تشنیع کرے گا خبر نگا نا فوراً لشکر لیکر نہ آنا جو قاعدے
برانداز لقا ثانی سلیمان قبلہ و کعبہ نے لشکر ظفر اثر مین جاری کرادیے ہین جنگ مین اُنکی پابندی مطیعان
مذہب اسلام پر واجب و لازم ہی یہ حقیر اِس جنگ کا عازم ہی اب جو شہنشاہ لاچین و الاتمکین نے
ملاحظہ فرمایا کہ دس ہزار جوانون سے زیادہ غیر ساحر لشکر مین نہین ہین وہ سب قبضون پر ہاتھ ڈالے ہوے
عقب بدیع الزمان جم گئے ہرچند شہنشاہ لاچین و الاتمکین و اسد نامدار نے منع کیا لیکن بدیع الزمان
گرد لشکرشکن مع دس ہزار جوانان تیغزن نیزہ ہلاتے ہوے مرکب چمکاتے ہوے طرف پل کے تشریف

لیکے اسد بن کرب غازی نے عقب مین ہرکارے روانہ کیے کہ ہکو دمبدم کی خبر پہونچانا کچھ ہرکارے تعاقب
بدیع الزمان مین چلے چند لشکر ہیران مین پہونچے یہان ہیران بھی بارگاہ سے نکلا ہی ہرکارون نے
خبر دی کہ حضور نے جو آب و دانہ بند کرنے کا قصد کیا تھا فرہاد کوہ پیکر مع ساٹھ ہزار جوانون کے
قریب پل پہونچ چکا ہی لشکر شہنشاہ لاچین سے بدیع الزمان فرزند صاحبقران برائے انتظام
دریا گئے یہ سنکر ہیران جادو نے پلٹ کر دیکھا افعی سیاہ رو ساحر زبردست پہلو مین حاضر ہی اشارہ کیا
راہ مین جاکر قریب پل پسر صاحبقران کو گرفتار کرے پل تک نجانے دینا افعی سیاہ رو پیچ و تاب کھاکر
بیس ہزار ساحرون کو لیکر چلا ہرکارے یہ کیفیت دیکھکر بھاگے شہنشاہ لاچین خوش آئین جلوخانے سے
برآمد ہوے مین اسد غازی متردد کہ ہرکارون نے آکر خبر دی حضور افعی سیاہ رو کو ہیران جادو نے
واسطے روکنے آپ کے ماموجان کے بیس ہزار ساحرون سے روانہ کیا ہی اسد نامدار بیقرار ہوگئے ملکہ تاج
نے طاؤس زرین بال کو بڑھایا عرض کی کنیز جاکر افعی سیاہ رو کو روکے گی اسد نامدار خوش ہوگئے
پانچ ہزار کنیزون کو اپنے ہمراہ لیکر برائے مقابلہ افعی سیاہ رو چلی ہرکارون نے یہ خبر جاکر ہیران جادو
کو پہونچائی کہ حضور افعی سیاہ رو راہ مین روک لیا جائیگا ملکہ ناہید معشوقہ طلسم کشا فوج ساحران لیکر
گئی ہیران جادو نے یہ سنتے ہی ہزبر اژدر سوار اپنے بھائی کو حکم دیا تو جاکر ملکہ ناہید کو راہ مین روک
لے ہزبر اژدر سوار پچیس ہزار ساحرون سے چلا کہ جاکر ملکہ ناہید کو روکون یہ خبر ہرکارون نے فوراً شہنشاہ
لاچین کو پہونچائی شہنشاہ لاچین طرف بادبان کے متوجہ ہوے کہا ملکہ بادبان تم جاکر ہزبر اژدر
سوار کو روکو ملکہ بادبان طاؤس سے کودی دس ہزار ساحرون کو ساتھ لیکر واسطے روکنے ہزبر اژدر سوار
کے بڑھی ساحرون نے جاکر ہیران کو پھر خبر دی ہیران جادو نے کہا مسلمانون کی شامت آئی ہی یہ کہکر خود
گینڈے پر سوار ہوا مع فوج قاہرہ طرف پل کے چلا ہرکارے یہ خبر وحشت اثر لیکر بھاگے آکر اسد نامدار سے
عرض کی حضور ہیران خود گیا راہ مین قیامت کی لڑائی ہوگی پل تک کوئی نہ پہونچ سکے گا یہ سنتے ہی
اسد نامدار نے مرکب بادرفتار کو بڑھایا کہا مین خود جاؤنگا شہنشاہ لاچین نے بھی تخت اپنا بڑھایا
دونون جانب سے گردین بلند ہوئین لکہ ہائے ابر آسمان پر ظاہر باجون کی آواز سے گوش گردون
کر ہوئین آگ برسی کہین دریاے آب نے جوش مارا کسی نے لکہ ابر خونی بنایا اوّلاً اول بدیع الزمان
فرزند لشکر شکن مع دس ہزار جوانان تیغزن قریب پل پہونچے دیکھا داروغہ ہماری طرف کا بابہ عزار

جھکڑ تیغے کے لیے ہوئے پل پر پہونچ چکا ہے کہ پشت سے نعرہ ہوا منم فرہاد کوہ پیکر او دارو نہ ٹھہر جا
جھکڑ دن کو آگے نہ بڑھا ورنہ خون کا دریا پل پر بہا دونگا یہ سنتے ہی بدیع الزمان نے گھوڑے پر کوڑا کیا
مرکب باد رفتار طرارہ بھر کے پل پر آیا پل پہ بدیع الزمان پہونچے ہین کہ طرف سے بیران کے افعی سیاہ رو
بیس ہزار ساحرون سے آکر پہونچا قصد کیا کہ بدیع الزمان پر سحر کرون کہ ابر مرواریدی چمکا دیکھا افعی
سیاہ رو نے ملکہ ناہید مع پانچ ہزار جادوگرنیون کے آسمان سے آکر اتریں طاؤس کو بڑھا کر نعرہ کیا خبردار
او افعی سیاہ رو آگے نہ بڑھنا اگر زہر اگلا مارا جائیگا طلسم کشا کے ماموںجان غیر ساحر ہین فرہاد سے
سمجھ لینگے افعی سیاہ رو رکا کہ دوسرا ابر سیاہ پیدا ہوا ہزبر اژدر سوار مع چالیس ہزار ساحران
غدار کے پہونچا ملکہ ناہید کی فوج کم دیکھکر قصد کیا کہ جا پڑون ملکہ بادبان بارہ ہزار ساحرون سے
نعرہ کرکے گری گولہ ہاتھ مین لیکر قریب پل کے آگئی ہزبر بھی رکا کہ ایک گرد عظیم بلند ہوئی سبنے دیکھا بیران
جادو مع چھ لاکھ فوج کے پہونچا اسنے دیکھا افعی سیاہ رو کے روکنے کو ملکہ ناہید بڑھی ہے بادبان نے
ہزبر کی فوج پر تیور ڈالے بیران نے چاہا ان دونون پر جا پڑون کہ نقارہ زرنگی پر چوب پڑی علمہائے
زرنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے اسد کے نعرے کی آواز آئی کہ زمین تھرائی قرنا بجی طبل و بوق بجے
شہنشاہ لاچین خوش آئین عقب مین طلسم کشا کے بافوج قاہرہ پہونچے بیران پر شہنشاہ لاچین نے
نگاہ ڈالی نعرہ کیا او بیران اگر کسی ساحر نے پل پر قدم رکھا آتش سحر سے جلا دونگا خبردار او نمک حرام
آگے نہ بڑھنا بیران بھی رکا ادھر سے فرہاد کوہ پیکر مجمع ساحران دیکھتا ہوا وسط پل پر پہونچا چالیس
ہزار جوان بڑے لمبے قد کے نیزے ہاتھ مین اسکے عقب مین ڈٹے ہوئے آتے ہین کہ جھکڑ تیغے کے
روکین بدیع الزمان نے وہین سے نعرہ کیا نعرۂ بدیع الزمان سہ برج خوبی شہ انجمن
بدیع الزمان گرد لشکر شکن وہ بیچ پل پر آکر گھوڑے کو کڑا کیا نیزہ ہلانے لگے فرہاد کو للکارا فرمایا
داروغہ بیچارے کی جانب کیا جاتا ہے جب ہمسے فیصلہ کرلینا تب ملے پر قبضہ کرنا فرہاد گینڈہ چمکا کر
بڑھا بدیع الزمان بیچ پل پر ڈٹے ہوئے کھڑے ہین ملحوظ خاطر ناظرین ہو اس پار پل کے فوج
ساحران مذکور جمع ہوئی ہے شہنشاہ لاچین و بیران سے آنکھ مل رہی ہے ناہید مع افعی سیاہ رو
کو تاکے ہوئے ہے بادبان نے ہزبر اژدر سوار کو بڑھکر روکا ہے کوئی ساحر قدم نہین بڑھا سکتا ہے طبل و
بوق بج رہا ہے زمین و زمان گرج رہا ہے زمین کو جنبش لگ رہی ہے ابر سیاہ آسمان پر چھائے ہوئے دہلے

سحر جوش مار رہا ہے مین آگ برسا چاہتی ہے اپنے اپنے حریف کو سب دیکھ رہے ہین فرہاد ہٹو ہٹو کہکر بڑھا بدیع الزمان سے نگاور زن ہوا اسد نامدار کی نگاہ لڑی ہوئی فرماتے ہین آج مامونجان سے دیو کا سامنا ہے لاچین کہتا ہے اے شہریار حقیقت مین فرہاد نہایت زبردست ہے آپ دیکھتے مین گویا فیل مست ہے اسد نامدار نے جواب دیا اے شہنشاہ لاچین خوش آئین مامونجان سرفتنہ ملک سنجان ہے باختر مین بڑے بڑے پہلوانون سے مقابلہ پڑا لشکر لقا کہ دریاے قہار تھا ایک کروڑ چوراسی لاکھ سوار کی چھاونی زیر قیطول لقا تھی اس لشکر قیامت اثر پر جا کر گرے تھے ہر روز پہلوان نامی کو قتل کیا اور نکل گئے دیو پیکر کیا ہے یہ شیر ہین وہ روباہ وہ بزدلا یہ ہزبر دشت جرأت و شوکت وہ فیل بلند قامت یہ شیر دلیر میدان ہمت و شجاعت وہ کیا اسے مقابلہ کریگا دیکھیے اظہار فنون سپاہگری مین حال کھل جائیگا وہ دیکھو تکاور چلی مامونجان کا گھوڑا تین قدم ہٹا اسکا گینڈہ پانچ قدم پست پا ہوا غالب و مغلوب کا نشان ہوا فرہاد کوہ پیکر نے نیزہ اٹھایا پیچ و تاب دے کر سینۂ بے کینۂ شاہزادہ بدیع الزمان پر لگایا انکا نیزہ سر تیز سنان نیزہ مثل سنان افعی ڈانڈ بشکل ناگن لچکتی ہوئی نیزہ آپسمین چلنے لگا دیکھنے والے دیکھ رہے ہین گھوڑا اور گینڈہ اشارے پر کام کر رہے ہین پودے ہاتھ سے چھوڑ دیے گشت سے مرکبون کی برج خاکی شنگر تیار ہوا اس برج خاکی سے سنانہاے نیزہ مثل ستار ون کے چمک جاتی ہین فرد و نیزہ دو باز و دو مرد دلیر ؁ تو گوئی کہ بودند دو نرہ شیر ؁ پیران جادو شہنشاہ لاچین کی بھی لگی مین لڑی ہوئی ہین پہر کامل نیزہ چلا صفوف ساحران سے صداے حسنت و آفرین بلند اسد نامدار لطف نیزے کی اچھل پڑتے ہین فرماتے ہین اے شہنشاہ لاچین مامونجان نے کیا ہند کھولا انشاءاللہ غالب آیا چاہتے ہین گھوڑا انگد بعر پاین کر رہا ہے طرارے بھر رہا ہے بھر ہے ہوا مین اڑ رہے ہین عرصہ دراز تک نیزہ چلا آپسمین بند و بست ہو رہے مین ایک مقام پر شاہزادہ بدیع الزمان نے نعرۂ تکبیر کیا اسد نامدار نے کہا مامونجان نیزہ اسکا ہوائی کیا چاہتے مین شہنشاہ لاچین نے کہا حضور وہ بھی بلاے بے درمان آفت روزگار ہے نیزہ اسکے ہاتھ سے نکلنا بہت دشوار ہے یہان بدیع الزمان نے نیزہ اسکا گانٹھا گھوڑے کو اڑا کر تھپیڑا مارا نیزہ ہاتھ سے فرہاد کوہ پیکر کے نکل گیا فرہاد کی جان شیرین پر بنی بغلین جھانکنے لگا منہ پہ ہوائیان تیرہ بھر آب خجالت مین غرق ہوا اچھلا کر آواز دی او جوان نیزہ بازی مردان عالم کا کھیل ہے نازنہ کر یہ کہکر قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا یہ تیغ بید ریغ

حلال ہمارت مردان عالم ہے اُسکے سامنے دیو بھی بیدم ہے اگر پہاڑ پر مارون تا بہ بیچ کاٹون تیغہ لنگردار جو ہر دار فرہاد نے کھینچا اسد بیتاب ہو گیا لاچین نے بھی کہا اے شہریار خدا شاہزادے کو بچائے اگر خلاف مزاج نہو تو مین بحکم کردن تلوار کو اسکی بیدم کردون بیا دہ سے کھینچ نہ سکے قبضے پر ہاتھ نہ ڈالے اسد غازی نے کہا اے شہنشاہ ایسا نہ کیجیے گا ماسو بنجان کو بہت ناگوار ہو دیکھو شیرانہ ہنگا نہ لڑ رہے ہین فرہاد کوہ پیکر نے خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا شہزادہ بدیع الزمان نے سپر کو پھینک دیا تلوار کو تلوار پر گانٹھا جیسے ہی وہ تلوار مار کر پلٹا شہزادہ بدیع الزمان نے اُلجھا وے سے ہاتھ نکال کر نعرہ کیا فرد

تو ضربے زدی ضرب من نوش کن	ہمہ شادی از دل فراموش کن دگر دور مجنون گذشت نوبت ماست
ہر آنچہ ز دوز نوبت او ست	نعرہ شیرانہ کرکے مرکب باد رفتار کو اشارہ کیا مرکب بھی کوہ پیکر

کوہ کفل چالاک و چست صبا رفتار برق کردار اشعار آبدار موافق مقام ہذا نظم

زبس در پویہ دارد بیقراری	اگر بر صفحہ نقشش می نگاری	چو مرغان می پرد از برق آہین
که دارد بال و پر از دامن زین	کمر را تنگ از آن از کینه بسته	بخود از نعل چار آئینه بسته
عجب دارم ز کار چرخ مکار	که چون آمد بچشم آن باد رفتار	تڑپ کر گھوڑے نے دونون ہاتھ

سنگ پر رکھدین ہاتھ تلوار کا مارا تیغہ برق مثال تڑپ کر گرا سپر کے دو ٹکڑے کیے خود کاٹ کر تیغہ سپر چلا تھا فرہاد جہاندیدہ ہے اُسنے اپنے کو بچایا کفل کر گردن پر جا رہا تیغہ جھک کر گرا گھوڑے کی گردن قلم ہوئی فرہاد کوہ پیکر کود کر الگ ہوا چاہتا جیسٹ کر گھوڑا بدیع الزمان کا بڑھا کر جوان بدیع الزمان نے نعرہ کیا او بیحیا بے زبان نے کیا لیا ہے یہ کہکر گھوڑے سے کود پڑے پیدل جو اسنے شیر بیشۂ صاحبقرانی کو پایا اپنے قد و قامت پر ناز ہے تلوار پھینک کر لپٹ پڑا شہنشاہ لاچین نے کہا اے شہریار اب غضب ہوا تلوار چلنے مین یہ امید تھی کہ کمزور و شہزور سب برابر ہوجاتے ہین قد و قامت اسکا بڑا ہے کشتی مین مشکل پڑیگی اسد نامدار نے کہا اے شہنشاہ لاچین خوش آئین کشتی گیر ماسوبنجان کا لقب ہے بارہ برس مین سات سو ملک سے ماسوبنجان نے خطاب شور حاصل کیا بڑے بڑے پہلوانون سے لڑے جس ملک مین پہونچے ہمیشہ شہر گرائی ارشاد یہ تھا اگر کوئی زبردست ہو مجھسے مقابلہ کرے ورنہ ہمارے کاغذ پر مہر کردے بعد بارہ برس کے فنون کشتی گیری مین شہرۂ آفاق ہوے دیکھو اب کیا رنگ ہوتا ہے پیچ بند ھنے لگے دستیان ساتھ زبردستی کے چل رہی ہین شیر سر ٹکرانے لگے فرہاد نے جو پیچ باندھا بدیع الزمان نے توڑ کیا

سنے جوڑ کرکے اپنے کو بچایا انھون نے بند کو صرف کیا یہ بند و بست کیا پیچ سے اُس بد مست کو پست کیا شہنشاہ لاچین خوش آئین نے کہا اے شہریار یہ امید مجھکو نہ تھی ماشاء اللہ بدیع الزمان گرد شکر شکن فن کشتی مین بے مثل و بے نظیر مین کبھی ایسا معرکہ ہماری نگاہ سے نہ گذرا تھا چار پہر دن اسی ہنگامے مین بسر ہوا آفتاب عالمتاب لرزان و ترسان بخوف مردان عالم برنگ زر د با دل پر درد طرف آشیانۂ مغرب گئے چلا لاچین نے دیکھا بدیع الزمان مثل برق تڑپنے لگے دونون مونڈھے تھام کرکے دو دو چار قدم ریل کر لائے ہرچند فرہاد کوہ پیکر چاہتا ہے مگر کون بکہ بازو کا ٹرتا ہے فرہاد تھم نہین سکتا دل مین اپنے حیران ہے ساری کوہ کنی بھول القول شاعر شعر فرہاد جنون پیشہ بر سنگ بند تیشہ + بیگفت ایں اندیشہ سنگ آمد و سخت آمد + چہرے پر ہوائیان اڑتی ہوئین پیچھے ہٹتا چلا آتا ہے وہ برا وقت ہے کہ زمین پاؤن کے نیچے سے نکلی جاتی ہے طبیعت گھبراتی ہے بدیع الزمان نے ہلکہ مارا دونون گھٹنے فرہاد کے زمین سے آشنا ہوئے جا بالنگر قائم کردن بدیع الزمان نے کمر بند مین ہاتھ ڈال کر زور کیا اُس خود سر کو سر سے بلند کیا چرخ دے کر زمین پر مارا فرہاد نے چاہا مونڈھے کی کھاکر سنبھلون شیر نے جھپٹ کر ٹھوکر ماری چارون شانے چت کو دکر چھاتی پر سوار ہوے فرمایا حالا در شناختن پروردگار چہ میگوئی اہالیان فوج فرہاد دوڑے کہ اپنے آقا کو بچائین فرہاد کوہ پیکر نے اقبال اسلام نہ کیا شاہزادہ بدیع الزمان نے مثل کرپاس کہنہ فرہاد سنگدل کو چیر کر پھینک دیا فوج فرہاد نے بلوہ کیا بدیع الزمان فرہاد کو مار کر جھوم کے اٹھے سپر و شمشیر پہ ہاتھ ڈالا بہ تعجیل الشیت مرکب پر سوار ہوے نعرہ شیرانہ کرکے فوج فرہاد پر جا پڑے نعرہ بدیع الزمان سہ بدیع الزمانم کہ در روز کین + تو انم کشم آسمان بر زمین + ز تیغم بسے ملک اسلام شد + کہ سرفتنہ با خر تمام شد + اسد نامدار نے جو دیکھا ماہ اوج صاحبقرانی پہ لٹا فوج کی چھائی بیتاب ہوکر مرکب بڑھایا نعرہ شیرانہ کیا نعرہ اسد

اسد شہسوارم کہ در روز جنگ

بدرم دل شیر و چرم پلنگ

شہنشاہ نام آور و کامران

اسد شیر دل ابن صاحبقران

چو تیغ یلی بر کشم از غلاف

تزلزل فتد درمیان مصاف

دو شیر تلوارین کھینچکر ان بزدلون کی فوج پر جا پڑے بدیع الزمان نے بڑھکر علم فوج کو قلم کیا اسد غازی نے افسرون کو مارا افعی سیاہ رو بل کرنے لگا قصد کیا بدیع الزمان پر جا پڑون ملکہ ناہید نے للکارا خبردار آگے نہ بڑھنا افعی سیاہ رو نے گرز مارا ملکہ ناہید اسکی فوج پر جا پڑی ہے ہزار اژدر سوار بڑھا ملکہ بادبان جادو

نے بڑھ کر یہ کا بیران نے بھی بڑھا فوج کو اشارہ کیا لشکر قاہرہ چلا دریائے فوج مین جنبش ہوئی شہنشاہ
لاچین نے نعرہ کیا او نمکحرام بد انجام خرس بادیۂ ضلالت آگے نہ بڑھنا شاہزادہ والاقدر کو تنہا
سمجھا ہی لاکھون ساحران ناری کھڑے مین اب سلطنت افراسیاب کو زوال ہی آفتاب عالمتاب اقبال
اسد نامدار کا جلال ہی بیران ڈرا لاچین کڑک کر گرا ملکہ ناہید و بادبان نے گرتے گرتے ہزارون کو
مارا لاچین نے طبقۂ زمین کا ہلا دیا جب گولہ مارا دو دو سو کے سینے کو پار کے نکل گیا بادبان
بھی کشتی حیات ساحران کو طوفانی کر رہی ہی ہوائے سحر بادبان بندھی ہوئی ہی بحر فوج مین تلاطم
ڈال دیا مگر توسن ملعون چھپ چھپ کر ملازمان لاچین کو قتل کرتا ہی کئی مرتبہ قصد ہوا کہ اسد غازی
کو مدد کو بھاگون حوصلہ بڑا کہ بازو پر سحر کش موجود ہی بدیع الزمان کے گلے مین موتیون کا مالا یہ دو دونو
شیر دریائے فوج مین شناوری کر رہے ہین جسکو جھپٹ کر ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے بدیع الزمان نے
ہمراہیان فرہاد کو لڑ بھڑ کر بھگایا علم فوج گرایا اسد ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کہ بیران پر جا پڑون لیکن
بیران بے ایمان برق بنا ہوا کبھی زمین مین کبھی آسمان مین اسلیے سحر پر نگاہ نہین ٹھہرتی لاچین
فرما رہے ہین او نامرد تھم کر لڑ جم کر سحر کر نام تو بیران ایسا بزدلا ہماری خطا ہی ایسے نالائقون کے
عہدے بڑھائے سحر کامل سکھائے اُسی کا یہ انجام ہی بقول سعدی شعر کس نیاموخت علم تیر از من کہ
مرا عاقبت نشانہ نہ کرد * جو شاہان جلیل شریک لاچین ہوئے وہ بھی گر رہے ہین بیران کو آواز
دیتے ہین ارے نمکحرام تجھکو خوف نہین آتا خدا سے نہین ڈرتا ولی نعمت سے یہ نمکحرامی با وصف جون بیے
سخت کلامی گذشتہ را صلوٰۃ آیندہ را احتیاط جو گذرا وہ گذرا توسن ایسے خطاوار کی خطا معاف
ہوئی طلسم کشا مرد جلیل بندگان خدا کا کفیل اتنے بڑے باغی کی خطا معاف ہوئی کہ اورون کو
حوصلہ پڑے خدمت مین ایسے رحیم و کریم کی مصروف ہوکر ناصیہ فرسائی کرین جسنے بادشاہ عالیجاہ کی
مشکین باندھکر دشمن کے حوالے کیا اُسکو عمدۂ جلیل بلا طلسم کشا کو بڑی فکر ہی کہ کوئی ملک
کلان توسن کو دون حاکم بالاستقلال کرون بیران جواب بھی نہین دیتا اپنا خون کاٹ کاٹ کے
سحر کر رہا ہی آگ برسائی ہوائے گرم چل رہی ہی کشتی حیات ساحران جل رہی ہی ہرچند کہ سحر اسکا فروغ
نہین پاتا لاچین مدت مدید قید رہے کوئی تحفہ پاس نہین جرأت سے لڑ رہے ہین سحر تیار نہ کیا
دو ہفتے کی مہلت نہ ملی لڑائی پڑ گئی عین گرمی جنگ مین ایک مقام پر بیران نے جھولی مین ہاتھ ڈال کر

خنجر فولادی نکالا ران پر مارا خون چلو مین لیکر طرف آسمان کے پھینکا کچھ ماش کے آٹے کے پتلے
بنائے انکو خون سے نہلایا تلوارین ان پتلون کے ہاتھ مین دین وہ پتلے تیغیں لیکر چلے جسپر ہاتھ مارا
اسکے دو ٹکڑے ہوے ایک پتلا جست کرتا ہوا قریب شاہزادہ بدیع الزمان پہونچا ہار توڑ کے پھینک دیا
نگاہ سے کچھ اشارہ کیا بدیع الزمان لڑتے لڑتے رک گئے ایک لاچین کے سامنے پہونچا لاچین نے
اسپر ہاتھ مارا اس پتلے کے دو ٹکڑے ہوے جسم سے اسکے خون کا فوارہ نکلا قطرہ ہاے خون جسم
لاچین پر پڑے مبہوت ہوکے لاچین کھڑا ہوگیا یہی حال ناہید و بادبان کا بھی ہوا صرف
اسد نامدار باقی ہین اسد سب کو بچا رہے ہین گرد ان سب کے پھر رہے ہین ہیران کو قریب نہین
آنے دیتے ہیران نے فوج کو اشارہ کیا بلوہ کرکے جلدی سے طلسم کشا کو اب گرفتار کر لو دو لاکھ
ساحرون نے چار جانب سے گھیرا ہر نیزے و تیر و شمشیر اسد غازی پر پڑ رہے ہین یہ شیر اس مجمع عام
مین بجرأت و شوکت لڑ رہا ہی ہیران جادو چلا کہ جا کر لاچین کا سر کاٹ لون اسوقت اک غریو بلند ہی
اس حال پر ملال مین بھی لاچین کسی کو اپنے پاس نہین آنے دیتا کبھی منھ سے شعلہ نکلا جو قریب آیا
اسکو جلا دیا کبھی ہاتھ ہلا دیا برق چمکائی کئی سو جادوگر اس حال مین بھی مارے زمین نے قدم
تھامے ہین سحر ہیران کا غلبہ توسن کا قصد ہی کہ مین بھی ہیران کے شریک ہوجاؤن ہیران سے
اشارے کر رہا ہی کہ برادر مین بہ مجبوری شریک ہوا ہون قوت بازو مارے گئے فیروزہ فیروزہ پوش
ایسی مین وخان سیاہ روا ایسا بھائی تقدیر نے یہ خرابی دکھائی کہ آنکھون کے سامنے قتل ہوئے
آخر کچھ نہ بن پڑا یون جان بچائی ہیران کہتا ہی ادھر چلے آؤ اب مین نے لڑائی کا خاتمہ کیا طلسم کشا
پر بھی سحر کرتا ہون یہان تو یہ ہنگامہ ہی دو کلمہ داستان صاحب عبدہ گران مہتر قران بیان کرتے ہین
یہ جو تلاش مین استاد کی چلے تھے قریب صحراے قلم کوہ پہونچے دیکھا ایک بادشاہ عالیجاہ مع بارہ ہزار
جوانون کے فقیر بنا بیٹھا ہوا ہی بیقرار ہوکر روتا ہی اسکی بیقراری سے دل سنگ آب ہوتا ہی مہتر قران
نے جاکر اس بادشاہ سے ملاقات کی کیفیت پوچھی اس بادشاہ نے بیقرار ہوکر آہ کی کہا اے جوان کیا
حال زار اپنا بتاؤن پروردگار نے اک فرزند دیا تھا شمشاد کو ہی جری بہادر وہ جا کر اس باغ
مین غائب ہوا اس حوالی مین گل گلشن صاحبقرانی زینت اورنگ جہانبانی رستم میدان کارزار
یعنے اسد نامدار کا یہان گذر ہوا مجکو دولت کونین عطا کی یعنی مذہب حق تعلیم فرمایا راہ ضلالت سے

نکالا قریب چشمہ ہدایت پہونچا پیارے بیٹے کا حال سنکر اس شیر کو تاب نہ آئی قریب باغ جاکر شیرانہ
لڑے کئی چیتے اور کئی زنگی مارے آخر ایک ساحر آیا اس شیر کو اٹھا کر لے گیا اُسی کے فراق مین، دنیا ہونی
ہر چند منع کیا میرا کہنا نہ مانا اس ضعیفی مین مجھکو یہ داغ دیا شوکت اس شیر کی آنکھون کے سامنے
پھرتی ہے کچھ تاجرون سے خبرین سنین کہ توسن حصار پر جاکر رہائی پائی پڑے پڑے ہوے
پڑے ہین ہمارے دیدۂ مشتاق نہ روشن ہوے نام مجھ بدبخت کا ملک مراد شاہ ہے فراق
فرزند نوجوان مین رویا ایسے گوہر بے بہا کو ہاتھ سے کھویا سلطنت خاک ہے لطف زندگی نہ رہا
مہتر قران نے اپنے کو ظاہر کیا ایک شب یہان رہے نشان توسن حصار پوچھکر روانہ ہوے
ضرغام نے بھی یہین سے نشان پایا طرف توسن حصار کے یہ بھی چلا یہان ہنگامۂ گیرودار بلند ہے
لاچین و بادبان اسی بلا مین مبتلا ہین ہیران جادو نمکحرام بہ اشارۂ توسن بدانجام
تیغہ کھینچکر طرف شہنشاہ لاچین کے چلا اسوقت ایک غلو برپا ہے ہیران سحر کرتا ہوا آتا ہے بجلیان
صد ہا بے گناہ قتل کیے ہزارون کو جلا دیا اپنے ولی نعمت کے قتل کرنے کو جاتا ہے بادبان و باقیہ
بقیہ امتلاے سر ہیران ناہنجار ہیران چاہتا ہے جاپڑون جب لاچین نے نمکحرام کہکر ڈانٹا منھ پھیر کر
ہٹ جاتا ہے دل کانپ رہا ہے حوصلہ نہین پڑتا کہ شہنشاہ لاچین پر جاپڑے دل کو ٹھہرکے بڑھا سحر
بھی بہت سے کیے گرد شہنشاہ لاچین شعلہ ہاے آتش بھڑکے اب لاچین مبہوت ہو رہا ہے ہیران
چاہتا ہے جاپڑون کہ صحراے گرد اڑی آواز آئی او ہیران بے ایمان کیا کرتا ہے دیکھ تو شہنشاہ کا کیا حکم ہے
پلٹ کر ہیران نے دیکھا ایک ساحر شیر سوار بصد جاہ و وقار ہاتھ مین نامۂ افراسیاب نعرے کرتا ہوا آتا ہے
چند کلمات سخت بھی کہے کہ او بیحیا خبردار آگے نہ بڑھنا ورنہ تمام لشکر کو پھونک دونگا ہیران نے دیکھا
شیر صحرائی جھٹکے بھرتا ہوا قریب ہیران پہونچا وہ ساحر آتے ہی کودا نامہ ہیران کے ہاتھ مین دیا
آپ پہلو پر آیا ہیران نے نامہ کھولا کاغذ سے دھوان نکلا ناری ارے ارے کہکر لڑکھڑایا نعرہ ہوا
نعرہ قران ۔ سریع السیر چون باد بہاری + جہان سر سنگ در خنجر گذاری + بمیدان اژدر آتش فشانم
منم مہتر قران شیر زیانم + نعرہ کرکے بغدہ مار البغدہ الثنا پڑا ہیران کا سر پھٹ گیا اندھیرا ہوا ناامید
و بادبان تڑپ تڑپ کے گرین آواز آئی کشتی عرا نام من ہیران جادو بود بہر دن چڑھا تھا جب
یہ ملعون مارا گیا توسن کے جی چھوٹ گئے اب یہ بھی فوج ہیران کو قتل کرنے لگا سمجھ گیا کہ عیار نے

اگر مار! اسد نامدار نے مہتر قران سے ملاقات کی تمام کیفیت لشکر پوچھی مہتر قران نے کہا کہ ہنگامۂ عظیم
برپا ہی حجرۂ کوکب تباہ ہوا چالاک کا ابتک پتا نہین ملتا اُستاد یقین ہی کہ لشکر مہرخ مین ہون لشکر
مہرخ بھی چل بچکا یقین ہی آپ ہو نخین لاچین چھوٹتے ہی فوج ہیران پر جا پڑے کچھ لڑ رہے ہین
کچھ فریاد کر رہے ہین ابھی لڑائی سے مہلت حاصل نہین ہوئی پڑاؤ ہیران کا لوٹ لیا بارگاہین جلادین
ناگاہ صحرا سے گرد اُڑی آواز نوبت نقارے کی آئی سب دیکھ رہے ہین کہ ابر تیرہ و تار ظاہر ہوا زیر ابر
مصور جادو جو دعوے کرکے برائے جنگ لاچین چلا تھا وہ اسوقت آکر پہونچا بارہ لاکھ ساحر
ساتھ ہین صورت نگاہ تخت پر مصور مرکب پر سوار آگے بڑھتا ہوا مانی و بہزاد و نقاش و قلم کش
مصاحبان مصور فوجون کو روکے ہوئے آکر پہونچے ادھر لاچین کی نگاہ جو مصور پر پڑی دوڑین لیے
للکارا ملازمان ہیران بھی بھاگ کر لشکر مین مصور کے پہونچے دہائی دیتے تھے مصور نے گھوڑے کو
بڑھایا گھوڑے سے اُتر افوج کو اشارہ کردیا فوج تو لڑنے لگی مصور صحرا مین سر برہنہ کرکے
پکارنے لگا نانا جان دادا جان میری مدد کو آئیے مسلمانون نے حقیر کیا لاچین کا سامنا ہی یہ
جو کہکر مصور چیخا آسمان پر برق چمکی دو جوان ایک صندوق سر پر رکھے ہوئے آکر پہونچے
سامنے مصور کے وہ صندوق رکھدیا کنجی مصور کے ہاتھ مین دی کہا مرشدزادے یہ تحفہ آپکے
بزرگون کا حاضر ہی لیکن واضح رہے کہ عمر طلسم ہوش ربا تمام ہو چلی ہی سحر کیجیے انجام سمجھ لیجیے
دریاے ہفت رنگ قریب ہی غراٹے کی آواز آتی ہی ہماری طبیعت گھبراتی ہی آپ کے حکم سے
چلے آئے مصور نے اُن دونون کو جھڑک دیا کہا تمکو مقدمات بادولت مین کیا دخل ہی تم تحفہ جات
سامری و جمشید کے وارث ہین وراثت مین یہ اشیا ملے یہ کہکر قفل کھولا ایک تختہ کاغذ کا
اُسپر تصویرین ہزارون کھینچی ہوئین ایک مقراض مصور نے صندوق مین سے نکالی تصویرون
کے سر کاٹنے کئی ہزار ملازمان لاچین کے سر کٹ کر گر پڑے پھر صندوق پر ایک دو تھپڑ
مارا چالیس پتلے فولاد کے باشمشیر برہنہ اُس صندوق سے نکلے صف باندھکر سامنے مصور
کے کھڑے ہوئے مصور نے اشارہ کیا ای غلامان سامری سب کے سر کاٹ لو چالیسون
پتلے بہت خوب کہکر بڑھے چالیسون پتلے بیباک چست و چالاک ہزارون گولے ترنج اُن پر
پڑ رہے ہین کچھ انکا نقصان نہین ہوتا گولے جسم پر پڑکر پھٹ گئے اُنہین سے شعلہ ہاے

آتش نکلے جب شعلہ پڑا جل گیا چشم زدن مین فوج لاچین مین صدائے فریاد بلند ہوئی لاچین نے
بڑھ بڑھ کے گولے مارے کچھ تاثیر نہوئی دیکھا وہ پتلے چالیسون باشارہ مصور طرف بدیع و
اسد کے چلے مصور کے ہاتھ مین وہ تختۂ کاغذ تصویر جب مقراض سے سر کاٹے رشتۂ حیات ساحران
قطع ہوا ایک جانب یہ کیفیت ایک سمت پتلون کی بدعت ناہید و بادبان نے اُن پتلون پر برقین
گرائین گولے مارے ماش کے دانے پھینکے اُنپر تاثیر نہوئی اب سب کو خوف ہوا کہ طلسم کشا اور
بدیع کو پکڑ لیجائینگے لاچین نے فوج کے پرے باندھے آواز دی طلسم کشا پر سینہ سپر ہوین
انجام اِس سحر کا سمجھ گیا دفع ہونے کی تدبیر کرتا ہون اگر غفلت کروگے طلسم کشا کو پکڑ لیجائینگے
اے ناہید و بادبان دو گھڑی اس بلا کو جھیلو جان پر کھیلو مین ابھی آتا ہون فوج بہیران
کو تسخیر کرکے لاتا ہون مصور سے نامرد کو بھگاتا ہون یا اسکی قضا لیکر آئی ہے آج تو لکھنے قیامت
کا سحر کیا ناہید و بادبان فوجین لیکر بڑھین طلسم کشا کو قلب فوج مین کر لیا سینے سپر کر دیے
شہنشاہ لاچین والا تمکین تیغۂ برق تاب کھینچے ہوے طرف دریائے ہفت رنگ کے چلا کوہ ہفت
رنگ و قصر ہفت رنگ یہان سے دور ہے مہتر قران و ضرغام ایک بلندی پر آگئے کہ دیکھین لاچین
کیا کرتا ہے مہتر قران نے دیکھا کہ لاچین دوڑا ہوا قریب دریائے ہفت رنگ پہونچا نہایت
جوش و خروش مین تھا دریائے ہفت رنگ کے سات رنگ ہین ساڑھے تین رنگ پر تو عملداری
کوکب کی ساڑھے تین رنگ پر قبضۂ افراسیاب جس رنگ مین شیر سپید بہ رہا ہے اس آبرو دار
نے دریا دلی دکھائی لڑائی کی موج مین قران نے دیکھا لاچین رنگ شیر مین پھاند پڑا شناوری
کرتا ہوا ابھرا ایک نہنگ نے دریا سے منھ نکالا لاچین نے آواز دی اے نہنگ خونخوار جاکر
بہیران کو خبر دے کہ شہنشاہ لاچین نے زندان خانہ طلسمی سے رہائی پائی وقت جنگ
قریب آیا جلد آکر حاضر ہو سعادت حاصل کرو یہ کہکے لاچین اس رنگ شیر مین نہایا ہوا
کنارے دریا کے آیا دل تسکین دے رہا ہے نام بہیران لے رہا ہے ہر مرتبہ آواز دیتا ہے اے بہیران
جادو مع فوج حاضر ہو بعد تھوڑے عرصے کے وہ نہنگ سامنے لاچین کے آیا قدم کو
چوما گرد پھرا عرض کی اے شہنشاہ لاچین بہیران جادو واسطے شکار کے گیا ہے فوج کو عذر ہے
کہ بے ورود سردار کیونکر حاضر ہون لاچین نے اُس نہنگ کو پکڑ کر چیر ڈالا ماہیت ظاہر ہوئی ایک

مچھلی شکم سے سنگ کے نکلی حال کماہی واضح ہوا لوز جمال ماہی سے از ماہ تا بماہی روشنی ظاہر ہوئی اس
مچھلی نے تڑپ کر آواز دی ای شہنشاہ کیا حکم ہے افسر ی فوج بیسران کنیز کو مرحمت فرمایئے
فوج بیسران کو لیکر حاضر ہون لاچین نے تاج اُتار اسر پاس مچھلی کے رکھدیا مچھلی تڑپ کر
زمین پر گری اب مہتر قران نے دیکھا ایک پریزاد دُر در گوش مرصع پوش تاج لاچین سر پر
دست بستہ کھڑی ہے لاچین نے اشارہ کیا ای ماہی دریا نوش تجھکو افسر فوج بیسران کیا جلد
فوج کو لیکر آ خبردار عرصہ نہ کرنا وہ مچھلی رقص کرتی ہوئی دریا کے کنارے پر پہونچی آواز دی ای فوج
بیسران جادو جلد حاضر ہو مہتر قران نے دیکھا دریا سے روشنی ظاہر ہوئی ہزار ہا شعلہ بھڑکا
ایک مرکب دریا سے طرارہ بھر کے نکلا اُسپر وہ پریزاد سوار ہوئی مرکب بگدھڑیان کرنے لگا یہسان
لاچین سر برہنہ کھڑا ہوا دستک دے رہا ہے یکایک ایک چمک ہوئی مہتر قران وضرغام کی آنکھہ بند
ہو گئی اب دیکھا کہ وہ ماہی دریا نوش بشکل افسر اُسی مرکب پر سوار ہے پشت پر چار سو جوانان بے سر
ظاہر ہوتا ہے ابھی کسی نے اُنکے سر کاٹے ہین رگہای بریدہ سے بجای خون شعلہ ہای آتش نکل رہے ہین
وہ چار سو جوان اسطرح نکلے ایک کا ہاتھ ایک تھامے ہوے چار سو جوانان بیسر دورہ باندھے ہوے
چیخین مارتے ہین گلوی بریدہ سے شعلے نکلتے ہین نہین معلوم اسمین کیا سر ہے اس تکلف سے
لاچین آگے بڑھا اتنے عرصے مین تیلون نے مصور کے فوج اسد غازی کو شکست دی ہزارون
کو قتل کیا اسد نامدار بسبب اُسکے کے جھپٹ جھپٹ کر تیلون پر ہاتھ مارتا ہے تیغہ برق مثال
اُچٹ جاتا ہے خط بھی نہین پڑتا تیلون کا ارادہ ہے کہ یہ اشارہ مصور طلسم کشا کے لپٹ جائین
کہ صدای نعرہ لاچین آئی نعرہ لاچین سے منم ساحر نامی و نامور * شہنشاہ لاچین فرخ سیر
سر سروران رستم ذی حشم * منم مالک تاج و تخت و علم * نعرہ کرکے آواز دی ای ماہی دریا نوش
فوج بیسران کو حکم دے کہ ان غلامان سامری کو چیر پھاڑ کر جلا دین ان سرکشون کو خاک مین
ملا دین تو جا کر مصور کا نقشہ نگار جن تصویرون کے سر کاٹ رہا ہے اس صفحہ بے سود کو چاک
کر کے پھینک دے بہت خوب کہکر وہ پریزاد مرکب سے کود ی طرف مصور کے دوڑی فوج بیسران پر
نعرہ مارا کہ ہان ای پہلوانان صف شکن ای ساکنان دریا و ای ساحران پرفن ان غلامان سامری
کو لینا یا تو وہ بے سرے بے سروسامان حیران و پریشان ہاتھ سے ہاتھ پکڑے ہوے چرخ

مار رہے تھے ایک نے ایک کا ہاتھ چھوڑا طرف پتلہ ہاے مصور کے جھپٹے یا تو وہ پتلہ مثل شعلۂ جوالہ
بھڑک رہے تھے ان بے سروں کو دیکھ کر مرجھاے گھبراے مگر یہ بے سرے جس پتلے کے قریب
پہونچے تا نگین پکڑ کے جھرآٹا مارا چیر کر پھینکدیا رگ بریدہ سے شعلہ نکلا اُس شعلے نے لاشون کو
جلا کر خاک کر دیا وہ پریزاد قریب مصور پہونچی آواز دی کیون مرشدزادے تمنے نام سامری و جمشید
خوب برباد کیا عمر بھر مین یہی اک سحر یاد کیا ہے اسے آگاہ نہ تھے یہ کہکے پہلے اُس صندوق پر ہاتھ
مارا جسمین سے پتلے نکلے تھے اور مصور نے تصویرین نکال کے مقراض سے سر تصویرون
کے قلم کیے تھے سر لشکر اسد کٹ کر گرتے تھے وہ صندوق جلا جل کر خاک ہوا مصور نے یہ ماجرا
دیکھکر بہ نگاہ قہر طرف پریزاد کے دیکھا کہا کیون اے ماہی دریا نوش مجھکو نہین پہچانتی پریزاد
نے جواب دیا ہم افسر فوج میسران ہین ہمارا ہی سر و سامان ہے تمکو نہین معلوم کیا گمان ہے
یہ کہکے کاغذ ہاتھ سے مصور کے چھین لیا اُسمین سے شعلہ نکلا وہ کاغذ بھی جل کر خاک ہوا مصور
نے جان جہان کہکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا پریزاد نے مسکرا کر مصور کو ایک طمانچہ مارا عارض پر
مصور کے عارضہ ہوا گال اِس بدمآل کا سرخ ہوگیا چیخین مارتا ہوا بھاگا پریزاد نے آواز دی
اے عاشق صادق کہان جاتے ہو مین خدمتگذاری کو حاضر ہون مصور کا پیرنہ تھا بھیرون
نے چشم زدن مین پتلون کو چیر پھاڑ کر پھینکدیا فوج مصور پر آگرے لاکھون کا کام تمام کیا جس
غول مین پہونچے درہم و برہم کر دیا پریزاد نے جا کر تخت صورت نگار کو شکست کیا صورت نگار
بھی تخت سے کود کر بھاگی لاچین کھڑا ہوا ہنس رہا ہے آواز دیتا ہے اے مرشدزادے کہان
جاتے ہو اب تصویرین نہ کھینچوگے یہ کیا فتنہ ہوا اسی سحر کے بھروسے پر لشکر کشی کی اپنے ولی نعمت
سے سرکشی کی مصور نہ ٹھہر سکا صورت نگار کا ہاتھ تھام کے طرف صحراے ویران کے بھاگا ہر چند
ساتھ والے کہتے ہین اے مرشدزادے ذرا ٹھہر جائیے فوج بے سردار کس بھروسے پر لڑے آپ نبیرہ
سامری و جمشید مین جسطرح لاچین نے آپ کے سحر کو دفع کیا آپ بھی کچھ فکر کیجیے مصور نے
کسی کو جواب نہ دیا زوجہ سے کہا اے صورت نگار رہنے عہدہ اپنے بزرگون کا چھوڑا یہی باعث
بربادی ہوا جہان جا کر بیٹھ رہین گے پوری کچوری کھائینگے مزے اڑائینگے سلطنت سے باز آئے
یہ زن و شوہر تو تباہ ہو کر ایک جانب نکل گئے مصاحبان مصور مانی و بہزاد و نقاش قلم کش

ہاتھ سے شہنشاہ لاچین کے واصل جہنم ہوے اب مصور وصورت نگار کے ساتھ صرف دو چار
کنیزین دو چار خدمتگار قدیم رہگئے فقیرون کی شکل بنا کر دروازے پر قریہ کے بیٹھتا ہر اسکا ذکر
کسی مقام پر بتحریر ہوگا لیکن شہنشاہ لاچین بفتح وظفر مع اسد نامور و بدیع الزمان گرد
لشکر شکن و ناہید و بادبان واپس ہوے توسن کو بھی اس لڑائی مین کچھ نہ بن پڑا کئی مرتبہ
قصد کیا مصور کے شریک ہو جاؤن چھپ چھپ کر بھیانے سحر بھی کیے مکاری سے دس بیس
ساحران اسد قتل کیے یہ فتح اسپر بہت شاق ہوئی لیکن ناچار و مجبور ہمراہ لاچین چلا آتا ہر
اس فتح کی بڑی خوشی ہوئی جب لاچین قریب بارگاہ پہونچے ماہی دریانوش نے عرض کی کنیز
کو کیا حکم ہوتا ہر یہ فوج ہمراہ رہے لاچین نے حکم دیا اے ماہی دریانوش تمکو انکا افسر کیا اپنے
مقام پر جا کر سکونت پذیر ہو بوقت ضرورت طلب کرینگے تم سب کو عہدہ ہاے جلیل ملینگے لیکن
جا کر کنارے دریاے ہفت رنگ کے افسر قدیم بیسران جادو کو تلاش کرو ورنہ تمہاری افسری
نہ رہیگی ماہی دریانوش نے عرض کی ابھی کنیز اس نمکحرام کو تلاش کر کے لاتی ہر یہ کہکے ماہی دریانوش
فوج بیسران کا پتا لگا کر چلی لکھا ہر کہ مصور جب صحرا مین پہونچا بیسران جادو شکار سے پلٹتا ہوا آتا تھا
مصور کا جو یہ نقشہ دیکھا گھبرا گیا پوچھا شہزادے خیر تو ہر یہ حضور کا کیا حال ہر مصور نے کہا اے بیسران
تنے غفلت کی فوج کو تمہاری لاچین نے تسخیر کیا سے سحر کو شایا بارہ لاکھ فوج لیکر آیا تھا بے سرون نے
سب کو پھونک دیا ماہی دریانوش کنیز کو لاچین نے تمہاری فوج کا افسر کیا اسنے نمک حرامی پر کمر باندھی
بدولت کو طمانچہ مارا اب دماغ مین سر سلطنت نہ رہا فقیر بنکر بسر کرینگے بیسران نے کہا مین ابھی جا کر سر
ماہی دریانوش لاتا ہون لاچین کو بھی بھگاتا ہون مصور نے کہا اگر تنے ماہی دریانوش کو مارا
اور لاچین کو بھی للکارا ما بدولت لیٹے پڑینگے مدتون سلطنت کرینگے بیسران مثل شعلہ جوالہ مرکب بادرفتار
کو بڑھا کر چلا یہان وہ وقت ہر کہ ماہی دریانوش فوج بیسران لیے ہوے کنارے دریاے
ہفت رنگ کے پہونچی ہر ساتھ والون سے کہ رہی ہر اے نمک خواران شہنشاہ گیتی ستان جسدن صراط
ہفت رنگ فتح کیا جائیگا اس دن عہدہ ہاے جلیل ملینگے لیکن افسر قدیم کو ڈھونڈھ کر مارو
وہ دشمن شہنشاہ لاچین خوش آئین ہر یہ ذکر تھا کہ سامنے سے گرد اڑی بیسران جادو پشت
مرکب پر سوار ماہی دریانوش کو گالیان دیتا ہوا گولہ ہاتھ مین سامنے سے ظاہر ہوا جیسے ہی

ماہی دریانوش نے دیکھا فوج میسران پر نرغہ کیا لو یار و نمک حرام آپہونچا ہمکو کلمات سخت و سست کہتا ہی
چیر پھاڑ کر پھینکدو چار سو جوان دوڑے میسران جادو کو مثل چیونٹیون کے لپٹ گئے چیر پھاڑ کر
پھینکدیا تمام صحرا تاریک ہوگیا لاچین ابھی بارگاہ مین داخل نہوے تھے کہ کان مین صدا آئی
کشتی مرا نام من میسران جادو بود لاچین نے سجدۂ شکر پروردگار کیا کہ بڑا دشمن سخت مارا گیا
اب آکر داخل بارگاہ ہوے محفل عیش و نشاط آراستہ ہوئی ضرغام و قران سے تمام کیفیت لشکر
پوچھی عرض کی حضور مریخ وغیرہ آیا چاہتی ہین افراسیاب نے بڑے سامان کیے ہین سنا ہی کہ کوئی
نقابدار سیہ پوش ہی جو مدت سے مشتاق وصل آفات چہار دست ہی اسکو نام لکھا ہی مشہور ہی
اسکے ساتھ چالیس چیلے رہتے ہین تن خود بھی ساحر ہی فن اسیری کسی کا سحر تاثیر نہین کرتا لاچین نے کہا
حقیقت مین وہ ایسا ہی ہی ابھی بڑے بڑے مقدمات درپیش ہین فکر لوح واجب و لازم ہی مگر مقام
افسوس ہی کہ تابہ دریاے ہفت رنگ پہونچے آجتک احوال نہ معلوم ہوا کہ افراسیاب نے ہماری زوجہ
ملکہ بلقیس ثانی کو کہان قید کیا نہین معلوم اُس پاکدامن پر کیا گذری یہ ذکر تھا کہ خبر پہونچی ملک
مراد شاہ قلم کوہی فراق اسد مین فقیر بنا بیٹھا تھا اُسنے خبر ورود لشکر ظفر اثر پائی مع بارہ ہزار
جوانون کے آتا ہی اسد غازی نے ناہید و بادبان و توسن کو براے استقبال بھیجا ملک مراد شاہ
آکر اسد نامدار سے قدمبوس ہوا مگر اسد کو مراد شاہ سے حجاب ہی کہ افسوس مین نے اسکے بیٹے کو [illegible] کیا
لاچین سے تمام کیفیت بیان کی لاچین نے کہا حضور اُس باغ کی سہیل سیاہ ہر و مالک ہی یقین ہی
آپکے رفقا اُسی مقام پر قید ہون آراستگی لشکر کو حکم دیا بدیع الزمان نے اٹھا لا بارگاہ اسد نامدار
کا لدوا دیا سمت قلعہ قلم کوہ لشکر ظفر پیکر شہنشاہ لاچین چلا دو کوس سے زیادہ لشکر نہین چل سکتا
توسن مثل چاکران کمترین حاضر ہی گرچہ بتسکین ظاہر مین خدمتگاری کرتا ہی ہر وقت اسی فکر مین ہی
کہ لاچین و اسد کو مثل اُن قابو نہین ملتا قلعہ توسن حصار سے کوچ کیا دو منزلین طے کین شب کو
اسد نامدار نے دربار برخاست کیا اپنی بارگاہ مین تشریف لائے چھپر کھٹ پہ بیٹھے ہین ملکہ مہ جبین
کی یاد مین کبھی نالان کبھی گریان کبھی فراق مہ جبین کا خیال ضرغام شیر دل حاضر ہوا شاہزادے
کو مکدر دیکھکر پوچھا عرض کی ای شہنشاہ گیتی ستان ای نبیرۂ صاحبقران آج پروردگار نے بڑا
فضل کیا اتنی بڑی فتح نصیب ہوئی مصور ایسا دشمن فقیر بنکر نکل گیا اُس بیچارے کو سلطنت نہ سنبھالی

کہین فقیر ہوکر بیٹھا جسدن قبلہ و کعبہ کو خبر ملیگی وہین جاکر مارینگے اُسی نے انکو بڑے لاڈ پیار سے پالا ہو بچپنے مین
اسد نے کہا اے ضرغام ایک سر ہزار سودے سب سے زیادہ ملکہ مہ جبین کا خیال ہے فراق لالان خوش لقبا
کا ملال ہے آج بہت دل بیتاب ہے دل چاہتا ہے کہ وہ تنہا نکل جائین اپنے گھر پاس ملکہ مہ جبین سے ہو دیکھائین
یقین کامل ہے کہ اسوقت انکو بھی ہماری یاد ہو آپ وہ دانہ ترک کردیا ہوگا ہر چند کہ ملکہ صبح ولد ہی کرتی ہونگی

نظم

ہمارا تو یہ حال ہے
در پر کیسے بلا کر دکھاؤن حال مضطر
اگر زمانہ پر لگا کر بیٹھے نکالتے ہین
اس قاعدہ سے شاید جلاد کھانہ وقت
کیا کیا نگے وہ رستے نکالتے ہین
رہتا ہے وصل مین بھی شب بھر لگا ہوا انجم
خنجر ابرو سے کانٹے نکالتے ہین
لیتے ہین سے بلا یہ ضبط کا ہمارے
کیا کیا جلال سلجوق کھتے نکالتے ہین

شکوہ تو کب بتون کا منہ سے نکالتے ہین
وہ چھانکتے مین لاکھون نخرے نکالتے ہین
فرقت کی شب فلک پر داغ سیاہ ہے کہ
حسرت بھی کشتنی کی بیطے نکالتے ہین
اے آرزو نکل جا پیکان کے ساتھ تو بھی
ناحق کے حضرت دل جھگڑے نکالتے ہین
کچھ بانٹ کر ہے لازم بزم بتان سے اٹھنا
کیا کیا بخار دل کا نے نکالتے ہین

واعظ آف بھی ڈرتے ڈرتے نکالتے ہین
زلفین ہمارے مین رشک پری نہین گے
مجھپر تمام اختر دیے نکالتے ہین
آنکھون سے دل مین جانا آنکھون سے دل مین آنا
ناوک وہ بیخبر دل سے بیٹھے نکالتے ہین
سودائے سبزہ رنگان صحرا مین رنگ لایا
جیب قبا دل کے ٹکڑے نکالتے ہین
ہر شعر مین ہمارے اظہار درد دل ہے

اسد نے اسطرح یہ اشعار پڑھے ضرغام تصدق ہوا تسکین دینے لگا

اسد نے فرمایا اے ضرغام کیا کہکر دل کو بہلائین مدت مدید گذری والدین سے چھوٹے غیر اقلیم کے اندر آ بیٹھے
کوئی صورت فتح کی ظاہر نہین ہوتی اسد کو سمجھا کر ضرغام شیر دل باہر گیا اسد نے چاہا کہ پلنگ پر لیٹون کہ
ضرغام پھر آیا لیکن گھبرایا ہوا عرض کی اے حضور ابھی ارام نہین فرمایا اسوقت مین نے اک خبر وحشت اثر
سنی ہے اس خبر کو سنکر مین پلٹ آیا ملکہ ناہید طلایا لشکر کا دے رہی ہین مجھکو بھی انکی خدمت مین رہنا
واجب و لازم ہے یہ کہکر ضرغام نے خبر سنی کہ افراسیاب نے عیار پچیون کو روانہ کیا ہے کہ جس سردار کو
جہان پاؤ گرفتار کر لاؤ پس خدمت مین ناہید کی رہنا واجب تھا مگر ملکہ نے مجھکو خبر دی کہ مقصور
شکستہ کھا کر بھاگا لیکن ساحر شعبدہ باز سحر و ساحری مین جانباز ہے اگہ آپ کے بازو کا بدلہ لے گیا ہے
ملکہ ناہید نے مجھسے کہا جاکر دیکھو تو اگہ موجود ہے یا کچھ افتاد پڑی اسد نے کہا اگہ میرے بازو
پہ بندھا ہے وہ اگہ قوت بازو ہے وہ عطیہ ملکہ لعل سخندان خوشخو ہے مین دم بھر اس سے غافل
نہین رہتا ہون اسی کی وجہ سے مقصور دست انداز نہو سکا ضرغام نے کہا کیا نقصان ہے ذرا

بازو سے کھولیے غلام دیکھ لے احتیاطاً ضرور ہی خبر وحشت اثر سے دل ناصبور ہی اسد نے اُسکے بازو
سے کھولا اپنا رفیق جانکر ضرغام کے ہاتھ مین بلا تکلف دیا ضرغام قہقہہ مار کر ہٹ گیا کہا او
طلسم کشا مجھکو تو ملکہ نے بھیجا نام سنکر ملکہ سہیل سیاہ رو جسدن سے تجھکو تو سن گرفتار کرکے لے گیا اسی
سے فکر مین تھی اِس لیے تمکو آجتک بچایا دیکھا کیونکر دھوکا دیکر لے لیا اسد قبضے پر ہاتھ ڈالکر
اُٹھنے لگے اُسنے اشارہ کیا تلوار قبضے سے نکل گئی لڑکھڑا کے گرے سہیل نے زنجیر کمر مین دیا اُسکو
اپنی جھولی مین رکھا سوچی اگر اُڑ جاؤنگی راہ مین ناہید و باد بان روکین گی لاچین کو بھی
خبر ہوگی نکلنا مشکل ہوگا یہ سوچکر دونوں پاؤن زمین مین مارے نقب سحر دے کر نکل گئی معہ عجز
و ارازل اُنکی کھلی اپنے کو ایک قیدخانے مین پایا گرد رفیقان جانباز ابراہیم بن مالک لندھادہ بن
لندھور علقمہ بن جمہور قبیل بن مقبل و عادان بن عادی اٹھارہ ہزار امیرزادے گرد بیٹھے ہین ایک
جانب بارہ ہزار قزاق تدبیرون سے رفقا لپٹے ہوئے رو رہے ہین ابراہیم کہہ رہا ہی نظم

دل جلا ہی اسقدر اپنا کسی کی یاد مین
زندگی جسکی بسر ہو خانۂ صیاد مین
کیا خبر کسدن خزان آئیگی کب فصل گل
تھا غم ہر دم کھٹکتے مین دام صیاد مین

آگ کے شعلے نکلتے مین مری فریاد مین
انکو پورا ہوتے ہوگئے ایک مدت ہو چکی
آنکھین کھول لین ہمنے آکر خانۂ صیاد مین
جبتلک آباد تھا شہر یہ شہر لکھنؤ

ہم صفیرو اُسکی حسرت کا نہ پوچھو حال کچھ
سیکڑون ارمان ہین اپنے دامن فریاد مین
مین وہ بلبل ہون کیا اُسنے جسدن سے رہا
لطف تھے جنت کے گویا اُس جہان آباد مین

سب سردار وجد مین کوئی اشعار پڑھتا ہی کوئی روتا ہی کوئی کہتا ہی یار و آقا سے خانۂ زنجیر مین ملاقات ہوئی
آپ کیونکر قید ہوئے سابق مین آپ ہمارے رہا کرنے کو آئے تھے اور بھی چند قیدی موجود مین گے
شاہزادہ شمشاد قلم کوہی فرزند مراد شاہ کہہ رہا ہی ای شہریار آپ کیونکر یہان قید ہوکر آئے اسد نے
شمشاد کا نام جو دریافت کیا کہا ای برادر تمھارے فراق مین تمھارے باپ کا عجیب حال ہی اُس
پیر زمین گیر کے قلب پر ہجوم غم و ملال ہی ہرچند کہ قید ہوئے مگر اپنے رفیقان قدیم سے ملے ای ابراہیم
و غیرہ بخدا تیرہ برس گذرے طلسم ہوش ربا مین آئے ہوئے سات برس گنبد نور مین قید رہے
اس چھ برس مین جو جو صدمے سہے گذرے جب کسی پہلوان سے مقابلہ پڑا تم سب صاحبون کو
رو رو کر یاد کیا سب کیا بیخ و غم ہی اگر تمھارے ساتھ قتل ہوے مرگ انبوہ جشنے دارد یا انتشار اسعد
وقت رہائی قریب آگیا یہ ذکر تھا کہ ہنگامہ ہوا چند زنگیان سیاہ رو آکر موجود ہوئے کہا سہیل ساحر و

نے سب قیدیون کو طلب کیا ہر اک قیدیان بلا چلتے ہی قدمون پر گرنا ورنہ جلاد بھی آچکے ہین سب کو
قتل کرینگی ایک زندہ نہ بچیگا یہ کہکے زنگیون نے سر زنجیر اسد کو تھاما سب سردارون کو لیا کشان
کشان لیکر چلے سہیل سیاہرو بارہ دری مین بیٹھی ہر گرد ساحران غدار جادوگرنیان جمع ہین یہی
ذکر ہو رہا ہر کہ ملکہ عالم آپ نے بڑا کام کیا طلسم کشا کو گرفتار کرکے لائین لیکن فوراً قتل کیجیے تامل
بہتر نہین ہر یہ وہ جوان ہر جسکے ہاتھ سے افراسیاب بر حواس اہالیان طلسم ہوش ربا کو اپنی
زندگی سے یاس اگر آپ نے اسکو قتل کیا کل اہالیان طلسم ہوش ربا کی جان بخشی کی کہ اسد
نامدار سامنے آگر پہونچا اک ساحرہ مکار غدارہ کو دیکھا تخت پر بیٹھی ہر کالی صورت بد ہیئت ناز کر رہی ہر
اسد نے بطریق اسلام سلام کیا سہیل نے آواز دی او طلسم کشا مجھکو افراسیاب تصور نہ کرنا وہ دیوانہ
تھا کہ سات برس کامل گنبد نور پر قید کیا تمھارا ہون مے رہا کر لیا مین تمھارے قتل کا سامان کر چکی
یہ کہکر جلاد کو اشارہ کیا اٹھارہ امیرزادے زنجیرین ہلا رہے ہین پکارتے ہین او بیحیا قدیم گنہگار
ہم ہین پہلے ہمکو قتل کر آقا کے قتل کا ارادہ نہ کر بارہ ہزار قزاق بھی غل مچا رہے ہین او سیاہ رو تیرہ
درون ہم غلامون کو پہلے قتل کر آقاے نامدار بے خطا ہین سہیل کہتی ہر آج تم مین سے ایک نہ بچیگا
کیون گھبراتے ہو یہ کہکے جلاد کو اشارہ کیا جلاد تلوار کھینچکر قریب سر اسد نامدار آیا کہا ای جوان
خوش رو اسد ان کی خبر نہ تھی جو کھانا ہو کھالے اگر تشنہ ہر آب دم شمشیر سے سیراب کرین اگر کسی کے
دیکھنے کی ہوس ہو نام بیان کر بلوا دین اسد نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہر کھانے سے دل سیر پانی سے
سیراب اپنے یاران قدیم کو پایا انھین کے دیکھنے کی ہوس تھی قافلہ سالار ہین پہلے ہمارا ہی بڑھنا
بہتر ہر آگے آگے افسر عقب مین رفیقان نامور ابراہیم پکارتا ہر آقا ہم مقدمۃ الجیش ہین لشکر ظفر اثر
کے پہلے بارگاہ شہنشاہی لیکر منزل اول پر ہم پہونچین سامان مہیا کرین کہ حضور آرام پائین اسد
نے آنکھون مین آنسو بھر کر فرمایا ای سرداران نامی ای رفیقان گرامی یہ سفر ملک عدم ہر کوئی کسی کا
ساتھ نہین دے سکتا ہر بارگاہ کیسی خیمہ کیسا سامان یہ کہ جسم نحیف و زار پر وردہ مہد ناز و نعم بار گناہ
سر پر توشہ راہ ندارد نشان منزل معدوم نہ زاد نہ خادم نہ خدمتگار نہ شعر حسب حال ہر شعر
زمین قبر پر اک کو یہ دے رہی ہر صدا + چراغ لائیو وان سے یہان اندھیرا ہر + کیا غفلت
ہوئی منزل اول پر سامان عیش و نشاط نہ بھیجا گوشۂ قبر تنگ و تاریک اہالیان دنیا سے

جدائی کیسی رعنائی کیسی زیبائی ہو بچتے ہی پرسش اعمال سامنا اُن لوگون کا جنکے مزاج سے بالکل ناواقف کیا جواب دینگے دنیا مین اگر کیا کار نیک کیا حصول دنیا مین مشغول رہے دست و پا جرم کی گواہی دینگے اعضائے جسمی دشمن بنجاوینگے اس جسم نازک کو کیڑے کھاوینگے پوچھنے والے کیا سوال کرینگے جواب باصواب بھی نہ دے سکینگے قہار و جبار کا سامنا مگر اسم مبارک اسکا رحیم و کریم ہی اگر رحمت اسکی شریک ہو تو کیا جواب دے سکتا ہی اُسکی رحمت ہمارے گناہون سے زیادہ ہی مشت خاک سے کیا معاوضہ لیگا اُس مقام سے پروردگار کل بندگان مومن کو بچائے بجا ہی ہو بموجب ع حسرت شاہ و گدا زیر زمین یکسانست نہ بوریائے فقر درویش نہ تاج شہنشاہ جفاکیش ساتھ ہوگا قبر کی تنہائی سے اُسی کی رحمت بچائیگی شعر

ترددکیا تمھین ای ساکنان ملک ہستی ہی + عدم کی راہ سیدھی ہی بلندی ہی نہ پستی ہی + دیگر ابر رحمت اگر نہین ای برق بیکسی گور پر برستی ہی + بعد مرنے کے یہ کھلا ہم پر + خاک کے نیچے خوب بستی ہی + افسوس یہ ہی اس بستی کا شہر خموشان نام ہی ہمسایہ والا جواب نہین دیتا ایک کی ایک خبر نہین لیتا

اپنے اپنے حال مین ہر کس مبتلا تنہائی کا سامنا خدا محفوظ رکھے اسطرح کے کلام حسرت انجام اسد نامدار نے فرمائے اٹھارہ امیر زادے بارہ ہزار قزاق زنجیرون سے سر ٹکرانے لگے کہا ای شہریار آپ کے کلام ہدایت نظام نے دل بیقرار کر دیا خانۂ دل غم و الم سے بھر دیا حقیقت مین دنیا ناپائدار ہی اسکا عیش و آرام بالکل بیکار ہی آپ ایسا جلیل یون یکہ و تنہا قتل ہو اگر کسی لڑائی مین یہ غلامان جانباز لڑتے انتہا کے ہو کے پڑتے ایک ایک ملازم آپکا سو سو کو مار کر مرتا جرأت مین نام کرتا ایسے مقام پر موت آتی لاشون کو دفن کفن بھی نہ ملیگا گوشت ہمارا طعمۂ زاغ و زغن ہوگا جا در خاک بجائے کفن گور شہ قبر کہان کون لاشہ اٹھائے گا کون نشان قبر بنائیگا سہیل سیاہرو بھی کلام ان شیران دشت نبرد کے سنکر مسن ہو گئی کہتی ہی ہمارا جو یہ گوڑ سے سچ کہتے ہین دنیا حباب لب دریا سے بھی کمتر ہی اسکا طالب ہمیشہ ذلیل و خوار رہتا ہی دشمنون کے ہاتھ سے بدعت سہتا ہی طاسم کشا نہایت فصیح و بلیغ ہی اگر یہ سامری و جمشید کو سجدہ کرے ابھی جا کر قدمون پر مین افراسیاب کے گرا دون خطا معاف کرا دون افراسیاب کو بڑی خوشی حاصل ہو ساکنان طلسم ہوشربا کو تسکین دل ہو کہ اسد نامدار سامری پرست ہوا افراسیاب عہدۂ سلطنت دیگا اپنا سپہ سالار بنائیگا اسد نے کہا سامری پرستون پر لعنت ہی کیا بیہودہ بکتی ہی جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر ہر چند کہ کلام فصاحت نظام اسد کے

دنگ ہو رہی تھی اسد نے مذہب کو جو برا کہا جلاد سے اشارہ کیا جلد سر کاٹ لے اب دیر نہ کر جلاد نے
آواز دی اے ملکہ عالم یہ طلسم کشا ہے جرأت و شجاعت مین یکتا ہے سمجھکر حکم دیجیے ہزارون ساحران نامی اسکے
خون کے دعوے دار مین یہان باغ مین تو یہ ہنگامہ ہے وہان بوقت سحر لاچین نامور کو خبر ہوئی کہ طلسم کشا
بستر خواب سے غائب ہین قیامت برپا ہوگئی ناہید نے گریبان پھاڑ ڈالا بادبان نے اٹھکر بیٹی کو
سنبھالا ناہید کہتی ہے اے مادر مہربان محبت مین اُس شیر کی مین نے تمام عالم کو اپنا دشمن کیا تقدیر نے
انکے قدمون سے جدا کرایا جی چاہتا ہے اپنے کو ہلاک کرون گریبان پھاڑ کر کہین نکل جاؤن **منظومہ**

اشک اُترے تہ دامن سے ٹپک کر باہر
گھٹتے گھٹتے نکل آیا دم خنجر باہر
خلعت مرگ مین بھی تنگ ملی اے قاتل
نکل آیا ہے کمر سے تری خنجر باہر
خاک پیوند لحد کے لیے لائی ہے ہوا
کہ نہو جائے قفس سے بھی کوئی پر باہر
گر نہین ضبط کا یارا ہے تو ہان بسم اللہ
وحشت دل سے برابر ہے مین گھر باہر

قد رعنا سے نکل آئے ہین شمشاد باہر
چشم ور دیدہ بھی وا ہے مرے نظارے کو
پاؤن ڈھانکے بھی کفن نے تو ہوا سر باہر
منھ فقط اتنے لیے وہ نہین دکھلاتے ہین
کارسازی کے سب اسباب ہین باہر باہر
نہ ملا حضرت دل کا تو پتا وقت تفحص
چھوڑ پہلو کو نکل جا دل مضطر باہر
خوف آوارہ مزاجی ہمین آتا ہے نسیم

اسقدر جوش محبت سے گلون نے کھینچا
سینۂ تیغ سے ہر دیدۂ جوہر باہر
جذب مشتاق شہادت کو نظر کر ظالم
رہیے آغوش تصور سے بھی باہر باہر
کاٹتا ہے مجھے اس خوف سے بازو صیاد
نکل آئے نہ مرے پہلو سے کچھ اخگر باہر
کم نہین ایک گھڑی مشغلۂ بیتابی
طفل اشک آنکھ سے رہنے لگے اکثر باہر

بیقراری پر ناہید کی لاچین گھبرایا کہا اے گل باغ خوبی اے منظور نظر اسد نامدار اے شاہزادی عالیوقار
مین ابھی پتا لگاتا ہون طبقات زمین طلسم ہوشربا ہلا دونگا کسکی مجال ہے کہ میرے آقائے نامدار کو
رکھ سکے لیکن برائے خدا لشکر سے ہوشیار رہنا یہ کہکے بادبان سے اشارہ کیا اس توسن ملعون کا
مجھکو بڑا خوف ہے ایسا نہو میرے بعد کوئی فساد برپا کرے بادبان نے کہا اُس نامرد کی کیا مجال ہے مین
بھی تلاش مین نکلتی لشکر کی تنہائی کا بڑا خیال ہے یہ کہکر لاچین خوش آئین طاؤس زرین بال پر
سوار ہوکر برائے تلاش اسد نامدار روانہ ہوے اکثر ساحرون نے قصد کیا لاچین نے کسی کو ساتھ
نہ لیا بلکہ وہ تنہا ہی گیا لیکن بادبان دیکھتی ہے آج توسن بہت خوش ہے ظاہر مین سوتا ہے اشکون سے
منھ دھوتا ہے دل مین بہت بحال ہے یہ ملعون کو خیال ہے کہ خبر قتل طلسم کشا پاؤن تو باغی ہوجاؤن ناہید
و بادبان کی کیا حقیقت ہے مجھسے کیا لڑ سکین گی ایک سحر مین بھاگتی پھرینگی بادبان انتظام لشکر مین

مصروف وہان وہ وقت ہی سہیل حکم قتل اسد نامدار دے چکی ہی جلاد دوسرے حکم کا مشتاق ہی کہ آسمان
پہ برق چمکی سہیل نے اپنی نواسی ملکہ گلنار گلنار پوش کو دیکھا کہ تخت پر سوار تخت کو اڑاتی ہوئی
مع چند کنیزون کے آکر اتری اسد نامدار کی نگاہ پڑی ایک معشوقۂ طناز سراپا کرشمہ وناز زلفین رشک
سنبل دونون عارض مثل گل سرو قامت سہی قد حسین وجمیل ماہ کامل آسمان خوبی سرو خرامان حدیقۂ
محبوبی آنکھین نرگس شہلا جبین ماہ آسمان صدق وصفا سینہ پر انجار باغ حسن پر بہار بوٹا سا قد
سراپا مین دلبری ہونٹھون مین مسیحائی موے کمر کی خبر عدم ہی آنکھون مین جادوگری ماہ آسمان
جاہ وحشم وہ رعنائی وزیبائی اسد نامدار نے دیکھی بیساختہ آہ زبان سے نکل گئی اس گلعذار نے
سہیل سیاہ مو کو جھک کر سلام کیا اور مسکرا کر کہا نانی اماں آج باغ مین کانٹون کا کیا جماؤ ہی
یہ سب گنہگار کیون بلائے گئے سہیل نے کہا بی بی سامری وجمشید نے کیا احسان کیا اب ہمیشہ
بی حیرت تمسے دبیگی افراسیاب جادو اپنا محسن کہیگا مین اپنی جان دے کر گئی لشکر لاچین
مین پہونچی عیاری کی ضرغام کی صورت بنکر پاس طلسم کشا کے گئی جاہ وجلال اس ظالم کا دیکھکر
قلب تھراتا تھا بی لعل بخندان نے آکے اسکے بازو پر عاشق ہوکر باندھ دیا ہی عیاری کرکے وہ آکے
لیا شیر پہ ہاتھ نہ ڈال سکتی تھی مین نے گرفتار کیا کچھ خوف نہ آیا لقب سحر دیکھ لائی دیکھو سامنے
بیٹھا ہی یہ سب اسی کے رفقا بیٹھے ہین گلنار گلنار پوش یہ سنکر پلٹی نگاہ جمال جہان آرائے ماہ
صاحبقران پر پڑی دیکھا ایک جوان شیر صولت رستم ہیبت حسن مین لاثانی یوسف ثانی جاہ و
جلال چہرۂ زیبا سے ظاہر جرات ٹپک رہی ہی غزال چشم شیر خشم سینہ چوڑا خوبصورتی کی تیاری زلفین
خلیلی تا بہ دوش عارض انور پر لہرا رہی ہین چشمۂ خورشید مین ماران سیاہ کا کیونکر گذر ہوتا تھا
حاجب تیغ شکن ختن کا اثر ہوا نگاہون سے شوکت آشکار جوان شیر دل عالیوقار خوبصورت
نیک سیرت صاحب لیاقت وجلالت آنکھین چار ہوئین جانبین سے تیر مژگان چلے دونون
سنکے تودۂ دل پر لب معشوق ہوسے اسد نامدار نے سر زنجیر پر سر رکھ دیا لیکن طائر ہوش
گلنار گلنار پوش کے اڑگئے دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل بہ عنت سنگ
عشق سے ٹوٹا سلطان عشق کی مزرعۂ دل پہ چڑھائی عقل وہوش گم ہیبائی نے خانۂ دل اپنا
عمل کیا خرابہ فراز ہوا مثل بید کانپنے نہ تھم سکی غش کھا کر سہیل سیاہ مو کی گود مین گری ایڑیان

رگرنے لگی محفل سہیل مین ہلڑ ہوا ہائے ملکہ عالم کو کیا ہوا جو کنیزین ساتھ آئی تھین تلوے
سہلانے لگین کوئی گرد پھرتی تھی کوئی کہتی تھی مین نے اکثر منع کیا واری آپ انتہا کی نازک
اندام ہین دوڑ کے نہ چلیے دل سنسنا گیا آخر کو غش آگیا گلاب کیوڑہ چھڑکا بعد عرصہ دراز ملکہ گلنار
گلنار پوش کو ہوش آیا گھبرا کر چہار جانب دیکھنے لگی دیکھا اسد نامدار سر جھکائے بیٹھا ہے ٹھنڈی
سانسین کھینچ رہا ہے عاشق و معشوق مین اشارے ہوے اسکو کون سمجھتا تھا اشارے سے
گلنار کے ظاہر ہوتا ہے کہ کاش یہ ہتھکڑیان میرے ہاتھ مین ہوتین سلسلۂ عشق کامل ہوجاتا ایسے
شیر کے گلے مین طوق گلوگیر پیدا کرنے والا بجائے دشمنون کو قضا آئے سہیل نے بلائین لیکر پوچھا
کیون بی بی مزاج کیسا ہے رنگ رو متغیر ہے یہ کیا حال ہوا غش کیون آیا کسی نے آنکھ دکھائی ہو اسکو
بیناکرون مجھسے مفصل کہو کیون پریشان ہو ناحق کو آئینہ وار کیون حیران ہو ملکہ کو کچھ بن نہین پڑتا
ایک کنیز بول اٹھی واری آپ نے انکو مہد ناز و نعم مین پرورش کیا کبھی صورت رنج و ملال نہین دیکھی
آج قیدی کو اسطرح مسلسل و مطوق زیر تیغ بیٹھے دیکھا قلب نازک پر صدمہ ہو گیا اسی سبب سے
غش آیا کنیز کو تو یہی ثابت ہوتا ہے ملکہ کو پہلو مل گیا کہا نانی امان آپ کے مزاج مین نہایت ظلم و
بدعت ہے اس بیچارے نے کیا کیا خطا کی جو اسطرح آپ قتل کرتی ہین سہیل نے کہا بی بی
ساری کہانی تم سے بیان کی تم تو نام خدا پڑھی لکھی ہو یہی طلسم کشا بانی ظلم و جفا مشہور ہے کہ قاتل
افراسیاب ہے اگر یہ شخص زندہ رہیگا گویا افراسیاب کی جان کی دشمن ہوئی اگر اسکو قتل
کیا اہالیان ہوش ربا کی جان بچائی سات برس یہ شخص گنبد نور پر قید رہا بڑی شد و مد سے
وہان سے رہائی پائی لاکھون ساحر اُسدن قتل ہوا اسکا قتل کرنا واجب و لازم ہے گلنار کو پہلو ملا
کہا نانی امان کیا افراسیاب کو اختیار نہ تھا کہ جس روز گرفتار کیا تھا اُسی روز قتل کر ڈالتا سات
برس کیون قید رکھا لیس آپ کو مناسب نہین ہے کہ بدون حکم افراسیاب اس شخص کو قتل کرین اگر
آپ نے قتل کیا اور افراسیاب دامن گیر ہوا کہ تمنے کیون قتل کیا تو آپ زندہ کرنے پر قادر نہین
ہین زندہ کو مردہ کر سکتی مین مردے کا زندہ کرنا کسی کا کام نہین ہے لہذا دو چار شبین اسکو قید رکھیے
افراسیاب کو نامہ لکھیے اگر وہ لکھین کہ زندہ بھیجو زندہ روانہ کر دیجیے قتل کا حکم دے قتل کیجیے
اسطرح سمجھا کر ملکہ گلنار گلنار پوش نے کہا سہیل سیاہ رو کے ذہن مین آیا کہ سچ کہتی ہے کہا

بی بی پڑھی لکھی ہو تمنے بہت معقول کہا حقیقت مین افراسیاب دامنگیر ہو تو عجب نہین یہ کہکر حکم دیا کہ
فلان کمرے مین لیجا کر طلسم کشا کو قید کرو قیدیان قدیم کو زندانخانے مین لیجاؤ اسد کو حبس تمام پر قید
کیا سیل اٹھی گرد اسد کے آگ روشن کردی کہ جسکی حرارت سے چہرہ شہزادے کا زرد دل مین درد
لب پہ آہ سرد زمین دہک رہی ہی یہ سحر کرکے اس باجونہ نے دروازہ بند کیا قفل اپنے ہاتھ سے لگایا نامہ
برائے افراسیاب لکھا یہی مضمون تھا کہ طلسم کشا کو مین نے قید کیا ہی زندہ روانہ کرون یا سر
بھیجون گلنار گلنار پوش حیران و پریشان اٹھی اپنے باغ مین آئی دل داغدار باغ کی بہار کیا خوش
آئے گل سا چہرہ کمھلایا ہوا آنکھون مین آنسو بھرے ہوے فستران وزیرزادی نے اٹھکر بلائین لین
پوچھا کیون واری مزاج کیسا ہی جب سے حضور اپنی نانی مان کے پاس سے آئین آئینۂ رخسار پر گرد
ملال ہی کیا خیال ہی ہمسے دل کا حال کہیے فستران نے اتنا جو پوچھا دل تو بھرا ہوا تھا بیقرار ہوکر
رو دی کہا کیا کہون

نظم

در محبت شربت راحت مرا زہر آلود بود
رشتۂ زنار را تسبیح ہندو کرده است
گاه فریادم بکوه و گاه مجنونم بدشت

باز مرغ دل بگل آشفتگی خو کرده است
عاشق آن باشد کہ باز ہر بلا خو کرده است
وا نشد از ناخن سعیم گره از کار بخت
بیخودم مخفی چنین آن چشم جادو کرده است

مردم چشمم ز گریہ کار دیگر کرده است
زاہد خلوت نشین تا طرۂ زلفش تو دید
تا گره از کار من آن چین ابرو کرده است

فستران بیقرار ہوگئی عرض کی
واری گل کلام حضور سے بوے گل عشق آتی ہی صاف صاف فرمایے لونڈی اسکی فکر کرے ہماری
عزت و آبرو راحت و آرام حضور کے دم سے وابستہ ہی ملکہ نے کہا اے فستران یہ جوان شیر صولت
رستم ہیبت جرأت و شوکت مین یکتا یعنے طلسم کشا جو آکر قید ہوا جسوقت سے اسکو دیکھا دل بیقرار ہی
مین نے فقرہ کرکے بچایا گویا عذاب الیم مین پھنسایا اس آتشخوینے گرد اس گل باغ خوبی کے افسوس
ہی کہ آگ روشن کردی مین نے دیکھا کہ وہ جوان رعنا ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بھرتا تھا گل سا
چہرہ زرد ہوگیا سر ٹپکتا تھا ہتھکڑیان بیڑیان شعلۂ جوالہ بن گئی ہین دیکھو لیلاے شب نے اسی کے
غم مین زلف مشکین کو کھولا ہی پھول کا رنگ متغیر نرگس متحیر سنبل نے غم و الم سے بال پریشان کیے
نہرون کو غم کا جوش یہ حباب نہین ہین چشمون کی آنکھین سوجی ہین جی چاہتا ہی مین جاکر اس
قیدخانے مین بیٹھون وہ ہتھکڑیان میرے ہاتھ مین ہون وحشت سے سلسلہ کامل ہوجاے
طوق گلوگیر میرا گلا دباے فستران نے کہا حضور ہمین تو آپ کی زندگی سے کام ہی آپ کی نانی صاحب

انتہا کی شراب خوار مین تو اب بے قرار پیتی ہین وہ تو خواب خرگوش مین مبتلا ہونگی چلکر رہا کر لائین
آپکے پہلو مین بٹھائین نسترن نے جو یہ بات کہی ملکہ مثل گل شگفتہ ہو گئی اسباب سحر ذات پر آراستہ
کرنے لگی چند کنیزین تیار ہوئین کہا نسترن ایسی صلاح بتلائی دل تردد منزل نے تسکین پائی نسترن
نے کہا حضور طلسم کشا کے پاس کوئی تحفہ بھی تھا سابق مین باغ پر آپ کی نانی کے آکر لڑا کئی چیلے
اسکے ہاتھ سے مارے گئے توسن آکر گرفتار کر کے لیگیا تھا وہان بھی جا کر قیامتین برپا کین نازان
ہفت در بند قتل ہوئے بی سہیل عیاری کر کے لائین گلنار نے کہا نانی امان نے بیان کیا تھا
کہ ملکہ لعل سخندان اسیر عاشق ہی اسنے اپنے بازو کا اکہ دیدیا اسی وجہ سے اسیر سحر تاثیر نہ کرتا تھا
وہ نانی امان نے اپنی جھولی مین رکھا ہی اسکا دستیاب ہونا دشوار ہی قید خانہ انکے مقام سے
الگ ہی لیکن اب چلتے ہین ای نسترن ایک اعتقاد اور گروہ یہ جوان سامری و جمشید کو برا کہتا ہی
خدائے نادیدہ کا پرستار ہی ہماری بھی عقل کو اقرار ہی کہ سامری و جمشید مثل ہمارے تمہارے
ساحر تھے مثل انسانون کے مرے دعوی خدائی بھی کیا اہل اسلام کا یہ قول ہی کہ ہمارا خدا
تنہا ہی اسوقت مین خدائے نادیدہ سے دعا کرتی ہون کہ ای خدائے نادیدہ اگر تیری خدائی
برحق ہی طلسم کشا کو رہا کرون میری جان اور آبرو پر حرف نہ آئے دل سے اطاعت کرتی ہون
سب نے عرض کی واری یہ اعتقاد ہمکو بھی پسند آیا سامری و جمشید کو ہمارے بزرگون نے
دیکھا تھا بوڑھے جادوگر مصاحبان سامری کہلاتے ہین گلنار نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی
چالیس کنیزین جو ہمدم و ہمراز ہین آمین کر رہی ہین دعا مانگ کے گلنار گلنار پوش
بصد جوش و خروش طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی مثل شارہ سحری چمکی چالیس کنیزون کو
ساتھ لیکر باغ سہیل مین آئی دیکھا سہیل سیاہرو بارہ دری مین پڑی سو رہی ہی سامنے وہ کمرہ ہی جسمین اسد
غازی قید ہی دروازے پر چند کنیزین جو نگہبان ہین گولے ہاتھ مین لیے ٹہل رہی ہین گلنار نے
دور سے سحر کیا ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی چلی وہ کنیزین سو گئین نسترن نے بڑھکر قفل کاٹا دروازہ کھولا دیکھا
اسد نامدار حدت آتش سے بیہوش پڑا ہی چہرہ زرد بیڑیان ہتھکڑیان دھک رہی ہین گلنار
نے بڑھکر سحر کیا جوش مین باران سحر برسایا آتش سحر گل ہوئی عالم غشی مین اسد کو اٹھا کر تخت
پر ڈالا ستارہ سحری چمک چکا ہی نسترن نے عرض کی حضور جلدی نکل چلیے گریبان سحر چاک ہوا چاہتا ہی

گلنار نے اسد کو تخت پر سوار کیا نسترن نے قصد کیا تخت اڑاؤن گلنار ٹہل رہی ہی قریب
بارہ دری کے سفاک جادو سہیل کے مقام پر پہرہ دے رہا ہی اسکی نگاہ پڑی چند عورتین
قریب قیدخانہ اسد کھڑی ہین سفاک نے آواز دی خبردار کون ہی اُس کمرے کے پاس کوئی
نہ جاے شہنشاہ کا گنہگار قید ہی گلنار نے دیکھا سفاک نے جھپٹ کر گولہ مارا نسترن نے
تو کہا حضور جلد نکل چلیے اس بچیا کے سحر کا جواب بھی نہ دیجیے لیکن گولہ سفاک کا گرا کئی کنیزون
کے سر پھٹے سر پر گلنار کے بھی زخم آیا غصے مین کارد سحر جھولی سے نکالی سفاک پر پھینک ماری
سفاک کے سینے کو دو ڑکر پار نکل گئی سفاک لڑکھڑا کے گرا ساحر کے مرنے کی علامت برپا ہوئی بیرون
نے غل مچایا آواز آئی کشتی مرا نام من سفاک جادو وبود غلغلہ جو ہوا سہیل کی آنکھ کھل گئی
فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا اٹھکر دوڑی بالکل صبح ہو چکی ہی دیکھا لاشہ سفاک پھڑک رہا ہی قیدخانے
کا دروازہ کھلا ہوا آتش سحر ندارد طلسم کشا تخت پر ہی نسترن پایۂ تخت کو تھامے ہوئے جاتی ہی
پرپرواز پیدا کرکے اڑون گلنار اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہوئے ٹہل رہی ہی کنیزین گھبرا کر کہتی ہین
حضور جلد چلیے صبح ہو گئی یہ دیکھتے ہی سہیل ساحرہ نے للکارا او ننگ خاندان یہ تو نے کیا غضب
کیا طلسم کشا کو رہا کر لیا میری جان کی دشمن ہوئی مین کل ہی سمجھ گئی تھی غش آنا مجھ بڑھیا کے
سامنے باتین بنانا جسطرح مہ جبین نے صحراے حیرت سے اُس نبد ھوے کو نکالا درو سرمٹایا
صندل جادو کو قتل کرایا تو نے بھی وہی حرکت کی مجھکو مثل افراسیاب کے نہ جانتا ایسی محبت
کو آگ لگے تو کل آ ہالیان طلسم ہوش ربا کی دشمن ہوئی بوٹیان کاٹ کے کھا جاؤنگی اسی دن کے
لیے ہمنے سحر سکھایا کچھ ہمارا خوف نہ آیا گلنار نے دیکھا سہیل ساحرہ بہ قہر وغضب آتی ہی سوچی
کار از دست رفتہ و تیر از کمان جستہ گولہ مارا کنیزون نے بھی سحر کی بوچھار کی سہیل ساحرہ
ان سحرون کو کب مانتی ہی ساحرہ جہاندیدہ کارآزمودہ ایک اشارے مین سب کے سحر دفع کر دیے
سحر تو اسد پر سے اتر چکا تھا بسبب صدمۂ قید کے غش طاری تھا ہنگامۂ گیرودار جو بلند ہوا آنکھ
کھل گئی دیکھا وہی معشوقہ خوشخو گلعذار ماہ رخسار گرد کنیزین سہیل سے سحر چل رہا ہی اسد بھی
نعرہ کرکے اٹھا چاہا سہیل پر جا پڑون گلنار نے کہا اے شہریار آپ کہان جاتے ہین ہم لوگ تو بیکار
ہین اپنی جان سے بیزار ہین آپ کے واسطے جان دینے آئے سہیل نے جو دیکھا طلسم کشا اٹھا ہی

سے اشارہ کیا آواز گیر دی زمین نے اسد کے پاؤن تھام لیے لڑکھڑا کے گرے گلنار گرد پھرنے لگی
ایک مین عاشق و معشوق کے اشارے گلنار گلنار پوش کا مایوس ہونا اپنی حسرت پر تڑپ تڑپ کر
رونا اب جو ہنگامہ ہوا گوشہ ہاے باغ سے بارہ ہزار ساحر لینا لینا کہکر دوڑ پڑے گلنار گرد شمع جمال
اسد نامدار پروانہ وار پھر رہی ہی جسنے جو سحر کیا اپنا سینہ سپر کر دیا زخم کھاتی ہی اسد نامدار کو نیزہ
و تیر و شمشیر سے بچاتی ہی کنیزین و نسترن وزیر زادی ساحرون کو بڑھ بڑھ کے روک رہی ہین ہنگامہ
گیر و دار بلند ہے نے کی ساحرون کے صدا آرہی ہی زمین باغ تھرا رہی ہی چہنہاے باغ پامال عندلیبین
خوشنوا کو اس گلعذار کا ملال قمریان کو کو بھولین سر پیٹے رہی ہین طائران نغمہ سرا زمزمہ سرائی
بھول گئے چمنستان مین خاک اڑ رہی ہی اور ساحرون کو تو گلنار نے روک لیا کئی سو کو قتل کیا لیکن
سہیل سیاہرو بدخو گلنار کے سحر کو نہین مانتی زمین باغ ہلا دی کنیزون کو بیہوش کیا نسترن
پر جا پڑی نسترن وزیر زادی خوب خوب لڑی لاشہ ہاے ساحران پھڑک رہے ہین اسد مبتلاے
سحر سہیل تنہائی پر گلنار کے بیقراری مین عرض کرتے ہین پروردگار گلنار کو اس ظالمہ کے ہاتھ
سے بچانا سہیل نے جو دیکھا گلنار جان دینے پر آمادہ ہی اسد کے پاس سے نہین ہٹتی زخم کھاے
لڑتے لڑتے گھٹنے ٹیک دیے زخم سر سے خون جاری عالم بیقراری کبھی اسد نامدار سے عرض کرتی ہی
ای شہریار کنیز رخصت ہوتی ہی اس ملعونہ کے ہاتھ سے نہ بچیگی یہ بلاے روزگار ہی دیکھا آپ نے
زمین سے شعلہ ہاے آتش نکل رہے ہین نخل باغ جل رہے ہین ہمنے آپ کے مذہب کی اطاعت
کی آپ کے نام پر جان دی اگر ہو سکیگا کاہے گلنار غریبان پر آئے کا نظم

زگریہ کاسۂ چشمم لبالب پر زخون گشتہ
نہ پنداری کہ در ہجرت بہ تنہا شدم خونبستہ
ز الفت در ہجرانت غم و درد و غم فزون گشتہ

چو مجنون می‌نمیرم وادی ارزان دیوانہ سرگردم
کہ قلاب سر زلف تو زنجیر جنون گشتہ
بہ رب کعبہ سوگندے کہ درد من فزون گشتہ

کہ کاہ غم مرا بر دل چو کوہ بے ستون گشتہ
چنان از درد و مجبوری ضعیف و ناتوان گشتہ

ایسے کلمات حسرت آمیز جنون خیز گلنار نے کہے اسد کا کلیجہ منہ کو آگیا

فرمایا ای گلنار ہماری زندگی کی کون صورت معلوم ہوا ہماری قضا ہی لیکر اس باغ مین آئی تھی یہ
گلشن ہمارا مدفن ہی افسوس یہ ہی کہ اس مقام پر کوئی خبر کو بھی نہ آئیگا دفن و کفن کا سامان کون
کریگا لشکر ممرخ ادھر تباہ ہوا ہین قضا لیکر یہان آئی ملک کو بربادی منظور ہوئی خیر جو مرضی
پروردگار کیا اختیار بندہ مجبور رونا جاری ہی یہ کہکر اسد نے تہ دل سے دعا کی سہیل سیاہ رو

تیغہ کھینچکر چلی ایک دو ہتھڑ مارا گلنار لہرا کر زمین پر گری سہیل سیاہ رو دوڑی کہ جاکر اسد و گلنار کا سر
کاٹ لون کنیزون کا بلکنا اسد کا تڑپنا گلنار سر دے دے مار رہی ہر قریب تھا کہ اسد و گلنار کو
سہیل قتل کرے خون سے بیگناہون کے ہاتھ بھرے کہ آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا اسم شہنشاہ لاچین
خوش آئین ادو سیل کیا کرتی ہر سہیل کی نگاہ پڑی دیکھا شہنشاہ لاچین طاؤس زرین بال پر
سوار تیغہ برق تاب ہاتھ مین تاج یاقوتی برسر لباس فاخرہ زیب جسم انور لاچین نے گرتے گرتے
سحر کیا کہ گلنار کے ہوش درست ہوئے اسد نامدار بھی چالاک و چست ہوئے پانی کے قطرے برسے
جسپر قطرہ پڑا سحر اُتر گیا کنیزین ساحرون پر جا پڑین گلنار نے پڑھکر سحر کیا آگ برسنے لگی کنیزون نے
بھی جانبازی کی گلنار نے زمین ہلا دی معین پشت پر آیا قلب مین طاقت ہوئی روح کو راحت
ہوئی لاچین سحر کرتے ہوے قریب سہیل پہونچے سہیل نے آگ برسا دی خنجر گرائے تلوارین سابرین
چھریان کٹاریان گرین لاچین نے صرف ہاتھ ہلا ہلا کر سب سحر دفع کر دیئے تلوارین توڑین سپرون
کو شکست کیا بوجہ احسن لڑائیکا بندوبست کیا صدہا جادوگرون کو خاک مین ملایا جسنے جو سحر کیا
وہ اُسی پر پلٹا گیا سو جادوگر گرے سہیل نے جب دیکھا میرے سحر کو لاچین نہین مانتا زمین پر
تڑپ کر گری پرپرواز پیدا کیے قصد کیا عقاب بنکر نکل جاؤن چند قدم بلند ہوئی تھی لاچین
بکہ دے کر بلند ہوئے سہیل کی گردن لی چاہا نکل جاؤن پنجۂ شیر سے رہائی غیر ممکن بصورت اصلی ہوکر
پنجہ مارا لاچین نے کلائی پر ہاتھ ڈالکر پنجہ چھین لیا اُسی تلوار سے اُسے قتل کیا سہیل سیاہ رو
کا سو ہی واصل جہنم ہوئی تمام باغ آتش بہار ہو گیا آواز آئی کشتی مرا نام من سہیل سیاہ رو بود
جادوگرون نے امان مانگی جادر ہلائی سب نے اطاعت قبول کی جو ساحرین رسیدہ تھے
لاچین کے قدمون سے لپٹ گئے شکر پروردگار بجا لائے عرض کی پروردگار نے جمال جہان آرا
حضور کا دکھایا نمک حرامون نے عذر کیا تھا شکر ہر کہ حق بحقدار رسید اسد نے قیدخانے مین اگر
اٹھارہ امیرزادون کو اپنے رہا کیا بارہ ہزار قزاق چھوٹے اپنے افسر سے قدمبوس ہوئے لاچین
تخت پر سوار ہوئے ملکہ گلنار گلنار پوش طاؤس زرین بال پر اسد نامدار کے واسطے مرکب
بادرفتار مہیا کیا اِس باغ مین مال و خزانہ بہت تھا آرابون پر لدوایا اِس کروفر سے جاہ و حشم
سے اپنے لشکر مین آئے بادبان و ناہید نے استقبال کیا ملکہ گلنار گلنار پوش کے سب احسانمند ہوئے

شہنشاہ لاچین نے فوراً حکم دیا لشکر ظفر اثر تیار ہو طرف کوہ ہفت رنگ کے اٹھالا بارگاہ آسمان جاہ
کا چلا لیکن ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام ہو یہ خبرین سب جو عرض کر گیا شمشاد کو ہی بھی قید تھا حسب
مراد شاہ سے ملا اس ہجران دیدہ کا غنچۂ آرزو کھلا اسد نامدار کو دعائین دین یہ بھی مع فرزند ہمراہ
ہوا فوج ساحران وغیر ساحران بحید و بحساب یہ سب خبرین افراسیاب کو پہونچین قہر و غضب مین
آکر صرصر وغیرہ کو حکم دیا اے خیر خواہان دولت تم اپنے کو لشکر مہرخ و لشکر لاچین مین پہونچاؤ
جسپر نتیجہ قابض ہو اُس قیدی کو لیکر صحراے ریگستان مین جانا مقام گوشۂ دریاے نیل ہے وہان
ایک قصر عالی تیار ہے اُسکو برآمدۂ سحر و ساحری کہتے ہین افلاک اوج سحر وہان کا حاکم و ناظم ہے وہ قصر
سحر بند ہے افلاک اوج سحر سے کہنا یہ قیدی گنہگار شہنشاہ حاضر ہے وہ بوجہ مناسب برآمدۂ سحر پر قید کریگا
وہان سے کوئی رہا نہ کر سکیگا عیار بہیان بموجب حکم افراسیاب چلین شمیمۂ نقب زن کو صرصر نے
ساتھ لیا طرف لشکر لاچین کے رخ کیا صبا رفتار سمت لشکر مہرخ چلی اول دو کلمہ داستان لشکر
مہرخ کے گذارش ہوتے ہین کوکب روشن ضمیر سے یہ سب رخصت ہو کر منزل بمنزل جاتے ہین ملکہ
مہ جبین کو جلدی ہے کہ تا بہ لشکر اسد پہونچین شاہزادے سے ملین غنچہ ہاے ناشگفتۂ آرزو کھلین
دو منزل سہ منزل کرتا ہوا لشکر آتا ہے باغبان قدرت مقدمۃ الجیش اٹھالا بارگاہ لیے ہوئے بہار
و مخمور منتظم لشکر سب کو یہی خوشی ہے کہ بخیر و خوبی اپنے کو پہونچائین اشتیاق ملاقات شہنشاہ لاچین
آرزوے دیدار اسد رستم آئین ایک منزل پر آکر لشکر فروکش ہوا صبا رفتار ایک پہاڑ پر پہونچی
اُسکے سامنے لشکر اترا فکر ہوئی کہ مہ جبین پر دست اندازی کرون بادشاہ لشکر کو لے نکلون ایک فقیرنی
کی شکل بنکر پھرتی ہوئی لشکر مین آئی دیکھا بارگاہ ملکہ مہ جبین استادہ ہو رہی ہے ہزار ہا نازنینان
مہ جبین کنیزان پری وش در دولت پر ٹہل رہی ہین اُسوقت کا ہنگامہ تھا تین گھڑی ہوئی ہین
سردار دور باش کی صدا دے رہے ہین ایک کنیز کسی کام کو کنارے آئی گل اندام اُسکا نام تھا
صبا رفتار نے بڑھکر سوال کیا گل اندام نے جواب دیا ابھی سواری بادشاہ کی اتری ہے سب فقیرون
کو سرکار سے مرحمت ہوگا کنارے جا کر بیٹھ یہ تجھی کی سرکار ہے معشوقۂ اسد نامدار ہے کوئی محروم نہ رہیگا
صبا رفتار نے کہا حضور دیکھیے فقیر ہٹائے جاتے ہین گل اندام ادھر اٹھی صبا رفتار نے حلقے
کمند کے گلے مین گل اندام کے ڈالدیے حباب مار کر بیہوش کیا اسکو کنارے ڈال دیا اسکی شکل بنکر

در دولت پر پہونچی ملکہ مہ جبین محافے سے اُترین کنیزون مین ملکر گل اندام بھی داخل ہوئی دن بھر تو
اسنے بسر کی عیارون سے آج کل لشکر خالی ہے رات کو پردہ اُٹھاکر اندر بارگاہ کے آئی کھانے مین پانی مین بیہوشی
ملاکر چوکی پہرے والیون کو بیہوش کر چکی تھی بااطمینان ملکہ مہ جبین کو بیہوش کیا سراپچہ چاک کرکے
نکلی کہتا افراسیاب کا یاد آیا کہ اسکو پاس افلاک اوج سحر کے پہونچاؤن وہان سے رہائی غیر ممکن ہے
یکہ و تنہا صحرا کا سناٹا گھبرائی ہوئی قریب براٰمدۂ سحر پہونچی دیکھا ایک مکان عالیشان کئی درجے کا بلند و
صحراے ریگستان مین بنا ہے انسان و حیوان کا اُس مقام پر نام نہین افراسیاب نے تعلیم کر دیا تھا داروغہ
صاحب کہکر آواز دی صحراے گرد اُڑتی افلاک اوج سحر آکر پہونچا کہا کون ہے صبا رفتار نے اپنا نام بتلایا
افراسیاب کا حکم پہونچایا افلاک اوج سحر نے سامنے صبا رفتار کے ملکہ مہ جبین کو ایک قفس آہنی مین
بند کیا خود لیکر اُڑا اُسی مکان مین جاکر قفس لٹکا دیا صبا رفتار کو رسید دیکر رخصت کیا کہا شہنشاہ
سے کہدینا یہان کا قیدی تاقید حیات رہائی نہ پائیگا کوئی یہانتک آسکیگا جو کوئی ساحر اگر سحر کریگا
سایہ قصر مین جائیگا مبتلاے بلا ہوگا یہ مکان براٰمدۂ سحر سامری مشہور ہے یہ کہکر افلاک اوج سحر چلا گیا
صبا رفتار خدمت مین حیرت کے آئی تمام کیفیت عرض کی حیرت نے صبا رفتار کو خلعت دیا کہا صرصر
کا کچھ احوال ابھی نہین معلوم ہوا صبا رفتار نے کہا وہ طرف لشکر لاچین کے گئی ہین بدون گرفتاری
لاچین واپس نہونگی طلسم حضور کا برباد ہوتا ہے یہ لوگ جسکو جہان پائین گے گرفتار کرکے براٰمدۂ سحر پر
پہونچا دینگے یہ کہکر صبا رفتار پھر بھاگی یہان صبح کو لشکر ملکہ مہرخ مین براے مہ جبین قیامت
برپا ہوئی بہار بیقرار باغبان نے کہا بڑا غضب ہوا بہت سے جادوگر براے تلاش نکلے ملکہ مہرخ
نے کہا اب کیا منھ لیکر براے ملاقات اسد جائینگے گوہر بے بہا کو ہاتھ سے کھوکر کیا روے سیاہ
دکھائینگے ہر سمت ہرکارے تلاش کے واسطے چلے مہرخ تو اِس انتظار مین اسی صحرا مین فروکش ہے
واسطے مہ جبین کے مشوش ہے لیکن صرصر شمشیر زن مع شمیمہ نقب زن قریب لشکر شہنشاہ لاچین
پہونچی اسنے دریافت کیا کہ عمرو آج کل لشکر مین نہین ہے دونون عیار بہیان صورتین تبدیل کرکے
صرصر کو ایک گھوڑے کی شکل بنی شمیمہ کو طفل کمسن بناکر گاتی ہوئی لشکر مین آئین دیکھا اسنے دو منزل
کے گرد مین لشکر اسد فروکش ہے قلب لشکر مین بارگاہ اسد نامدار سب کے آگے خیمے مین لاچین عالیوقار
قلب فوج مین دربار ہوتا ہے سب سردار اگر جمع ہوتے مین ایک سمت بارگاہ فلک اشتباہ ملکہ تصویر مہ شوخ

بدیع الزمان شہنشاہ لاچین دربار سے اسد کے ملتے ہوئے آتے ہین دیکھا بازار مین ایک طفل ماہ طلعت
بیٹھا ہوا تالیمن مار رہا ہی تمام لشکر کا اسی مقام پر جماؤ ہی صرصر نے لاچین کو آتے ہوئے دیکھا ساز اُسکے ہاتھ
مین شمیمہ گا رہی ہی اور زیادہ اِسنے ساز کو زور دیا شمیمہ نے دو چار تانین ایسی گائین لاچین بیقرار
ہوگئے چوبدار سے اشارہ کیا اِن دونون لوگون کو لیتے آؤ اپنے خیمے مین آکر بیٹھے ساتھ چوبدار کے
یہ دونون حاضر ہوئین صرصر نے ہاتھ اُٹھاکر دعا دی لاچین نے اشارہ کیا صرصر بیٹھکر خوب گائی
لاچین نے صرصر سے نام پوچھا کہا غلام کو نیرنگ کہتے ہین یہ لڑکا میرا پوتا ہی نانا قوتر خان کا فرزند
دلبند انقلاب فلک نے یہ کیفیت دکھلائی ہماری قدر تو حضور کی سلطنت کے زمانے مین بھی بزرگ
سب ملازم رہے لاچین نے حکم دیا میان نیرنگ کو جگہ رہنے کی دو صبح کو خدمت مین طلسم کشا کی
پہونچائینگے تسکین دے کر فرمایا طلسم کشا نہایت قدر شناس ہی تمکو ملازم کر لیگا صرصر نے دعائین دین
سرکار سے شب کو کھانا ملا جب لاچین نے آرام کیا صرصر دلکو سخت کر کے اُٹھی شمیمہ سے کہا بڑی دور
تک لشکر فروکش ہی لاچین کو لیکر نکلنا مشکل ہوگا ناہید و بادبان و توسن خلایہ دے رہے ہین
آٹھ پہر توسن اسی فکر مین ہی کہ جا کر افراسیاب سے لون تا بو پرستی کرکے یہ مطیع ہوا ہی لیکن اِس سے
کلام نہین کرسکتے شاید محبت دختر وزوصہ مین ہمکو گرفتار کرے اب تو لاچین کو لینا چاہیے سراچہ
چاک کیا صرصر جھپٹ کے قریب لاچین آئی دوشالہ چہرے سے ہٹایا حوصلہ نہ پڑتا تھا کہ بیہوش
کرون شمیمہ نے کہا استانی ہٹو مین بیہوش کرتی ہون شمیمہ نے ڈنوٹری سی نکالی حباب بیہوشی
رکھکر دماغ پر مارا لاچین بیہوش ہوا صرصر نے پشتارہ باندھا شمیمہ سے کہا نقب دے کر
نکلو ورنہ گرفتار ہو جائینگے جابجا خادم خدمتگار پیدل سوار موجود ہین شمیمہ نے جوڑی خنجر کی پکڑکر
نقب کھودی ایک تخت کے سایہ مین دونون نکلین جنگل کا راستہ لیا بھاگا بھاگ آتے آتے صحراے
ریگستان مین پہونچین رات قلیل باقی تھی شمیمہ نے زفیل بجائی صرصر نے داروغہ صاحب کہکر
آواز دی فوراً افلاک آوج سحر آیا صرصر نے پشتارہ لاچین کا افلاک کو دیا کہا یہ دشمن کامل
افراسیاب ہی خبردار سب لطف سے اُسکی حفاظت کرنا افلاک نے کہا ای صرصر یہ وہ مکان ہی خضر
خود نگہبان ہی میری جانب سے بھی قصور نہوگا ظاہر مین یہان نگہبان وغیرہ نہین ہین سامری نے
واسطے گنہگارون کے یہ قصر بنایا مین آٹھ پہر گوش بر آواز رہتا ہون رات کو کئی مرتبہ آکر دیکھ جاتا ہون

اس بجیا نے زبان مین لاچین کے سوزن دیا اپنا سحر کرکے دہن پر قفل مار آتشین چڑھایا اُس عقاب
اوج سلطنت کو قفس مین بند کیا صرصر نے دیکھا خود قفس لیکر بلند ہوا ابر بر ملکہ مہ جبین کے قفس لاچین
بھی لٹکایا آپ تو اُتر کر ایک جانب روانہ ہوا صرصر و شمیمہ رسید لیکر مژدہ خوشخبری ملکہ حیرت کو سنانے چلین
قضائے کار برآمدہ سحر سے پانچ کوس پر ایک قلعہ ہے کہ اُسکو قلعہ خدادیہ کہتے ہین وہان کا حاکم ناظم طرف سے
افراسیاب کے جلاد جادو ہے افلاک نے جلاد کو نامہ لکھا اے برادر طلسم ہوشربا مرض زوال مین ہے
مہرخ وغیرہ نے بڑے جہاد کیے مہرخ و بہار و مخمور وغیرہ سب دشمن ہوکر طلسم کشا سے ملگئین لاچین نے
زندانخانہ طلسمی سے رہائی پائی طلسم کشا طرف دریاے نیل کے جاتا ہے مہرخ وغیرہ فلان صحرا مین خیمہ
معشوق و طلسم کشا و لاچین اگر برآمدہ سحر پر قید ہوئے تم بھی آج کل تکلیف کرو خواہ مع فوج خواہ تنہا
تلاش مین دشمنون کے نکلو جسکو جہان پاؤ قید کرو شہنشاہ کو اطلاع دو قتل کا اُسکو اختیار ہے مقامات
لشکر سے بھی ہمنے تمکو آگاہ کیا جلاد یہ سنکر بہت جھلایا شیرون سے کہا یارو تمنے سنا مہرخ وغیرہ
کی لڑائی کو ہم بہت حقیر سمجھے تھے رفتہ رفتہ اُن سبھون نے زور پکڑا حجرہ ہفت بلا شاہ وہ ساحر مارے گئے
جنکا عدیل و نظیر ممکن نہ تھا شاہزادیون نے ممالک تباہ کیے دختر افراسیاب طلسم کشا کے ساتھ نکل گئی
دختر خداوند داؤد نے اسد پر عاشق ہوکر خدائی مٹائی داؤد نے جان دی بی نامہید دختر توسن بھی
اسد پر مائل ہوئین انھون نے بڑا غضب کیا لاچین کو زندانخانہ طلسمی سے رہا کرایا طلسم کشا کو تاب
زندانخانہ سے بچایا آج کل ہمارے شہنشاہ بڑے تردد مین ہین اب مین فکر مین نکلتا ہون جسکو پاؤنگا
گرفتار کر لاؤنگا میرا قلعہ قریب گوشہ دریاے نیل ہے کون یہان آسکیگا یہ کہکر جلاد یکہ و تنہا ایک اژدر سیاہ
پر سوار ہوکر طرف لشکر مہرخ کے چلا یہان لشکر مہرخ مین بہار و مخمور چوری جانے سے مہ جبین کے
بہت گھبرا گئین شب کو بہار اپنی بارگاہ مین بیٹھی ہوئی فراق بادشاہ اسلام مین رو رہی تھی اُدھر سے
مخمور کا گذر ہوا برائے ملاقات ملکہ بہار آئین دیکھا ملکہ بہار زار زار رو رہی ہے ملکہ مخمور لپٹ گئین
کہا کیون ملکہ بہار تمھارا مزاج کیسا ہے ملکہ بہار نے ٹھنڈی سانس دل پر درد سے کھینچی کہا اے مخمور
رنجور دیکھو فلک کجرفتار گردون غدار کیا کجروی دکھاتا ہے ادھر تو مبتلاے دام فراق اسد نامدار
عالیوقار کی قدمبوسی کا اشتیاق منزلین طے کرتے ہوئے جاتے تھے اُس شاہزادی کا گرفتار ہونا ہم لوگون
پر بہت شاق ہوا افلاک نے سنگ تفرقہ پھینکا خواجہ عمرو جب سے ساتھ کو کمپ کے گئے واپس نہ آئے

مہ جبین کو کوئی چرا لیگیا اب کیسی بدنصیبی ہے ملکہ مہرخ بسبب حجاب اسی مقام پر ٹھہر گئین کہتی ہین
بدون ہمراہی مہ جبین اسد کو کیا منھ دکھائین ہماری رائے سے موافق ہے جی چاہتا ہے
گلا کاٹ کے مرجائین کہان اُس شاہزادی کو تلاش کرین مین وقت ہے یہ مصیبت درپیش
ہوئی اسد نامدار وہان بیقرار ہونگے وہ مہ جبین کے عاشق صادق ہین راتون کو خواب پریشان
دیکھتے ہونگے دل کو دل سے راہ ہے ہمارا دل اس رنج و ملال سے بخوبی آگاہ ہے مخمور نے بہار
کو گلے سے لگایا کہا اے بہار ہم تم حسرت و یاس لیکر دنیا سے جائینگے اب تو یہ کیفیت ہے بقول شاعر اشعار

دل نہ ہو ہجر مین یون وصل کے ارمان سے تنگ
مرنے والا کوئی بیٹھا ہے کہین جان سے تنگ
اسکے صحرائے جنون کی کوئی وسعت دیکھے
ہم خود اس تن سے ہین بیزار ہین ایمان سے تنگ
سیر صحرا مین کبھی سیر گلستان آنکلے
گبر سے گبر مسلمان مسلمان سے تنگ
جسکا خواہان کوئی معشوق ہو جو ہو تو نہ جلال

اسقدر بھی کوئی ہوتا نہین مہمان سے تنگ
دیر اب کرتی ہے کیون موت درازی تیری
دیکھکر تجھکو ہون جو خضر بھی میدان سے تنگ
انکو دنیا کے بکھیڑون سے غرض کیا اے عشق
قیس آیا ہو اگر اپنے بیابان سے تنگ
دل جو گھٹتا ہے تو گیسو ہے جبین سے رکھکر
کیونکر دیکھے یہ وہ دل کیون نہ ہون اسکے تنگ

امتحان آج جو کرلیتے ہو نہین کچھ خیال
المدد وحشت دامان مین گریبان سے تنگ
صفت دیتے ہین اگر وہ بت کافر لے
جنکو شوریدہ سری رکھتی ہے سامان سے تنگ
کوئی عشق بت کافر مین کسی سے نہین خوش
کہین تجھ سے ہین پریشان پریشان سے تنگ
مخمور و بہار نے رو رو کر جل بھل

بھرے دونون عاشقان صادق ہجران دیدہ و آفت کشیدہ آخر یہ صلاح ہوئی کہ چل کر ملکہ مہ جبین کو
تلاش کرین یا تو ڈھونڈھ کے لائین یا اپنی جان دین مقام افسوس ہے اس صحرائے پرآشوب مین اترے
ہین کئی دن گذر چکے اب تک دو چار منزلین طے کرتے اپنے آقائے نامدار سے ملتے شہنشاہ لاچین سے
قدمبوس ہوتے بادشاہ سابق طلسم ہوشربا یعنی فیلاطن جری بہادر و دریائے سحر کا ہے بیا اور اسکی ملاقات سے
دیدہ و دل روشن ہوتے تقدیر سے نہین چاہا غم مین ان دونون کے دل بیقرار ہے آخر بوقت سحر ملکہ بہار
گلعذار و مخمور مجبور آپسمین صلاح کرکے طاؤسان زرین بال پر سوار ہوئین جستجو مین ملکہ مہ جبین کے
چلین مثل ستارۂ سحری چمکتی ہوئی جاتی مین مشرق و مغرب جنوب و شمال زیر قدم مزاج دونون
شاہزادیون کے برہم قصد ہے جس مقام پر دیکھ پائین اگر تاجدار ہو تو اسمین آگ لگا دین دریائے
فوج ہو تو غوطہ مارین اپنے آقائے نامدار کی معشوقہ کو چھوڑ لائین جنگ حرب سے قدم نہ ہٹائین وہ دیوانے
عاشق تن مبتلائے دام حسرت و محن جس مقام پر کوئی صحرائے سبزہ زار ملا ٹھہر گئین گل خودرو دیکھے

محبوب مین اشک حسرت آنکھون سے بہاتے تحمل ہونزون دیکھکر انتظار قد دلجوے معشوق مین سرو بار ہے
جلتے ہین تاثیر آہ آتش فشان سے کلیجے جلتے ہین لیکن شغل یاد رہائی مہ جبین مین ایسی مصروف ہین
کبھی صحرا مین ٹھہرین سختی اٹھائی کسی کوہ فلک شکوہ پر گذر ہوا گھڑی دو گھڑی ٹھہرین پھر وہان سے
چلین روز و شبانہ روز اسی طرح ان آفتاب جمالون کو گردش رہی رہائی کی ملکہ مہ جبین کی کوشش
رہی تیسرے دن وقت آخر روز ایک صحرا مین آکر دونون ٹھہرین مخمور نے کہا اے ملکہ بہار یارے جستجو
کوتاہ ہوے لشکر سے نکل کر اس سودے مین تباہ ہوے بے ٹھکانہ کہان جائین ملکہ عالم کو کہان تلاش
کرین مجنون وار تلاش مین اس لیلی سلطنت کے کوہ و دشت طے کیے تقدیر مین نیکنامی نہین ہے چلو اب
پلٹ چلین بہار نے کہا اے مخمور اب یہ زیادہ بدنامی ہے ملکہ مہرخ نے یہ سوچا ہوگا کہ دونون شہزادیان
فراق مین اپنے معشوقون کے طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے گئین یہان اپنا یہ حال ہے کہ آب و دانہ بھی
ترک ہوا بڑے بڑے دریا طے کیے جنگلون مین پھرے گوہر مراد دستیاب نہوا اب کیا منہ لیکر جائین
اہالیان لشکر کیا کہینگے کون یقین مانیگا کہ ملکہ مہ جبین کے واسطے کوشش کی کاشکے لشکر سے
نکلے تھے لشکر حیرت پر جا پڑتے اسی سے لڑتے ایسا نہ تھا کہ یکایک کوئی ہمکو گرفتار کر لیتا نہین معلوم
آج کل لشکر حیرت کہان ہے ایسی باتین کرکے اپنی حسرت پر دونون خوب روئین سرو خرامان باغ
خوبی گل حدیقہ محبوبی دھوپ جو صحرا کی اٹھائی چہرے زر و رخ انور پر گرد حیران و مضطر متردد و
سنجر اس صحرا سے ہولناک مین گھڑی چہار جانب دیکھ رہی ہین قضا سے کارچیرا آو جادو مالک
قلعہ حدآدیہ جو اپنے قلعہ سے بتلاش سرداران نکلا ہے طاؤس پر اڑا ہوا جاتا تھا ان دونون شہزادیون
پر اس بے حیا کی نگاہ پڑی دل مین خوش ہوگیا حالات سے تو بخوبی آگاہ ہے کہ بہار و مخمور
معشوقان افراسیاب ہین افراسیاب کو انکے نکل جانے کا بڑا قلق ہوا بڑی بڑی کد و کاوش
کی انپر نتیجہ بخش نہین ہوا اگر چیلاو داگر انکو گرفتار کیا افراسیاب بہت خوش ہوگا یہ سوچ کر لیکن
یہ بھی جانتا ہے کہ یہ دونون سحر مین کامل و اکمل ہین سحر مین غالب آنا مشکل ہے ادھر کے قریات سب
اسکی عملداری مین ہین ایک قریہ مین آیا وہان کے حاکم کو آواز دی بیابان جادو اس قریہ کا
حاکم اپنے مکان سے نکل آیا اپنے بادشاہ کو دیکھکر گھبرا گیا کہا کیون حضور آج تشریف لانے کا کیا
باعث ہوا چیلاو نے کہا تمہارے یہان جسقدر فوج جنگی ہو جلد تیار کرو بیابان نے آواز دی [illegible]

جادوگر مسلح ہوکر آگے اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہوے اب جلاد نے حال ظاہر کیا کہا ای بیابان بہار
و مخمور معشوقان افراسیاب نہین معلوم کہان جاتی ہین یا کسی مہم سے آتی ہین صحرا مین ٹھہری ہوئی ہین
بڑھکر تم چہار جانب سے گھیر لو یا بدولت بھی آتے ہین لیکن ایکایک سحر ہاے کامل کرنا دونون شعلہ جوالہ
مین قیامت کی پرکالہ ہین تعلیم کردۂ افراسیاب سحر و ساحری مین انتخاب اپنے کو بچانا بلوہ کرکے
پکڑ لو بیابان جادو فوج لیکر چلا یہ دونون شاہزادیان کھڑی ہین کہ لینا لینا کا غل ہوا دونون
نے پلٹ کے دیکھا گنوارون کی فوج دریاے سحر کی موج آگے ایک افسر آتے ہی سب نے سحر کیے کسی نے
گولہ مارا کسی نے ترنج پھینکا کسی نے ماش کے دانے پھینکے کچھ پیکان کے رائی کے دانے مٹر کے دانے
سرسون کالی رائی چہار جانب سے بوچھار ہوگئی بہار و مخمور نے جو یہ قیامت دیکھی مخمور نے کہا لو
ملکہ یہ آفت کہان سے آئی دونون ماہ رخسارون نے پنجہ ہاے ہلالی کھینچے چشم زدن مین اشارے کرکے
سحر باطل کیے اب جو چپک چمک کے گرین گنوارون کے جی چھوڑوا دیے ایک طرف سے ملکہ بہار کے تیور
بڑے مخمور نے صف مژگان کو جنبش دی چھریان کٹاریان چلنے لگین جسم سے ناریون کے چنگاریان
آگ کی نکلنے لگین کئی ہزار ایک ہی حملے مین داخل جہنم ہوے بیابان جادو نے بہار پر سحر کیا بہار
ہنسی آواز دی او بے حیا کیون شامت آئی ہے یہ کہکر بدھی پھولون کی پھینک ماری پھول برسے بیابان
جادو مبہوت ہوا ہاتھ جوڑ کے کہا ملکہ بہار کیا حکم ہوتا ہے بہار نے کہا تو نے کیون آکے ہمکو گھیرا بیابان
جادو نے دست بستہ عرض کی ای شہنشاہ خوبی ای ماہ آسمان محبوبی مین تو تابعدار ہون ایک بھیجا
جلاد جادو حاکم قلعہ صحرا یہ دوڑا ہوا آیا ہم سب سے کہا ملکہ بہار جادو کو چلکر گرفتار کرلو تو غلام
نام نامی سے آگاہ نہ تھا فوج لیکر آیا اب جو حکم دیجیے بجا لاؤن ملکہ بہار نے کہا جلاد جادو کی مشکین
باندھ کر لاؤ ہمارے سامنے اسکو قتل کرو بیابان نے کہا بسر و چشم یہ کہکر ہٹا سامنے سے جلاد جادو
آتا تھا سبھون نے پکار کر کہا حضور وہ نمک حرام آتا ہے اسی نے ترغیب دیکر ہمکو آپ سے لڑوایا ہم
بے خطا ہین جلاد نے دیکھا تین ہزار جادوگر تو چشم زدن مین سب نے اڑوا دیے سات ہزار ساحر گولے
لیکر میری جانب چلے گالیان دیتے ہوے جلاد بھاگا ساری جلادی بھولا بیابان جادو تیغ
کھینچکر دوڑا پکارتا ہے کہ او نامرد کہان جاتا ہے غضب کیا ہمکو باغی بنایا ملکہ بہار سے لڑوایا مخمور کا
دشمن بنایا بیگانے مین بدنام ہوئے پیر مغان ہماری صورت سے نفرت کریگا ساقی دہر جام زہر پلانے گا

نشہ اتر جائیگا جلاد ہر چند للکارتا ہی ارے کیون دیوانہ ہوا ہی تو تو ہمیشہ سے میرا خراج گزار ہی تابعدار ہی
آج تجھے کیا ہوا بہار کو دیکھکر ایسا بھولا ہمارے مرتبے کو بھولا یہ کہکر سحر کرنے لگا ہر چند سحر کرتا ہی وہ سحر
بہار مین ہما مبتلا ہین ہوش مین نہین آتے جوش عشق بہار بڑھتا جاتا ہی آخر اسنے گھبراکر ران پر خنجر مارا
چلو مین لیکر خون طرف آسمان کے پھینکا ابر خونی تیار ہوا ان سبھون پر برسا جسپر قطرہ پڑا ہوش
مین تو نہ آیا زمین پر گرکر بیہوش ہوا ہر چند جلاد سحر کرتا ہی کہ یہ ہوشیار ہوکر بہار و مخمور پر جا پڑین
وہ اپنے مقام سے نہین اٹھتے اتنا کمال کیا کہ اپنے کو انکی بدعت سے بچایا مخمور و بہار پیچھے کھینچکر
قریب جلاد پہونچین للکارین کیون او نامرد انھین کے بھروسے پر آیا تھا یہ جب ہوشیار ہونگے سرتیغ پر
کے جان دینگے انکا بیہوش رہنا بہتر ہی یہ عمر بھر ہوش مین نہ آئین گے اسلئے تجھکو امید مدد ہی ایک طرف
سے بہار چلی ایک طرف سے مخمور اب جلاد گھبرایا کہ ان دو ظالمون کے ہاتھ سے کیونکر بچون بھاگ
کے کہان جاؤن جنکے بھروسے پر آیا تھا وہ سب بیکار ہوے بیابان جادو سر ٹیک رہا ہی ابر
خونی کا جو قطرہ پڑا اور زیادہ بیہوش ہوا چاہتا ہی پتھرون سے سر ٹکراؤن جوش عشق بہار مین
جان دیدون جلاد بدحواس عالم یاس اس بے حیا کو اس تردد مین یاد آیا کہ میری جھولی مین ڈبیا
خاک قبر جمشید کی موجود ہی بجز اس سحر کے یہ دونون زیر نہونگی لشکر افراسیاب کو انھون نے تہ و
بالا کیا بڑے بڑے سحر کون مین لڑین افراسیاب سے نہ دبین یہی سحر نایاب ہی گھبراکر اس نامرد نے
ڈبیا خاک قبر جمشید کی جھولی سے نکالی جیسے ہی یہ دونون قریب پہونچین ڈبیا کھول کر اسنے خاک
اڑا دی یہ سحر تو منتخب و نایاب ہی اگر کوئی افراسیاب کے سامنے اس خاک کو اڑا دے خاک انتظام
نہ بن پڑے برائے چند ساعت ضرور بیہوش ہو جائیگا خاک اڑاتے ہی دونون معشوقون کے دل
پر غبار غم والم چھایا لہرا کے گرین دونون ہجران دیدہ آفت کشیدہ بیہوش ہوئین جلاد نے
ان دونون کی زبان مین سوزن دیا تخت سحر بنایا جب دونون کو اس تخت پر سوار کیا بیابان
جادو واہو کر رہا ہی چیختا ہوا دوڑا او جلاد صاحب بیداد کیا کرتا ہی میری معشوقہ پر کیا بدعت کی
یہ کہتا ہوا قریب جلاد پہونچا نئی بات ہی جلاد کے لیے جلاد ہوا ہر چند جلاد نے ڈانٹا اسنے نہ مانا ہاتھ
تلوار کا مارا جلاد نے تلوار کو تلوار پر روکا روک کر ہاتھ مارا بیابان کے دو ٹکڑے ہوے اب تخت
کو لیکر طرف قلعہ جلاد کے روانہ ہوا راہ مین افلاک اوج سحر سے ملاقات ہوئی کہا کہ ای وارث

برآمدۂ سحر تمنے لاچین و مہ جبین کو قید کیا مین لشکر مہرخ مین گھس گیا خوب لڑا کئی ہزار جادوگر
مارے باغبان وغیرہ کو زخمی کیا ان دونون کو پکڑ لایا افلاک اوج سحر نے کہا ای جلاد بڑا کام
کیا لشکر مہرخ مین بڑے بڑے ساحر مین وہان جاکر اگر تو نے ایسا کام کیا بڑا نام کیا لاؤ انکو بھی
برآمدۂ سحر پر قید کرون جلاد نے کہا ای برادر مین اپنے قلعہ مین لیجاؤنگا کیونکہ میرا قلعہ اس ویرانے
مین واقع ہی کبھی کسی کا اسطرف گذر نہوگا جاکر شہنشاہ کو اطلاع دونگا اگر انکا حکم آگیا فوراً قتل
کرونگا ورنہ زندہ روانہ کرونگا بدون حکم افراسیاب اُنپر دست اندازی کرون غیر ممکن ہی
افلاک اوج سحر سے رخصت ہوکر جلاد اپنے قلعہ مین آیا مخمور و بہار کو قید کیا اُسی وقت
ایک نامہ تحریر کیا بعد القاب شاہانہ تحریر تھا کہ ای شہنشاہ طلسم ہوش ربا اس کمترین نے مخمور
و بہار کو گرفتار کیا چار پانچ ہزار جادوگر میرے قتل ہوے بیابان جادو کو کہ وہ میرا افسر تھا مین نے
اپنے ہاتھ سے قتل کیا غلام نے صدمہ عظیم اُٹھایا یہ نامہ ایک ساحر کو دیا وہ لیکر طرف افراسیاب
جادو کے چلا یہ حقیر پرتقصیر جلد ششم اس مقام پر ختم کرتا ہی ملحوظ خواطر ناظرین والا مقام رہے
کہ ملکہ مہ جبین و شہنشاہ لاچین برآمدۂ سحر پر قید ہین ملکہ مخمور و بہار قبضے مین جلاد جادو
کے لشکر مہرخ ایک صحراے سبزہ زار مین فروکش ہی مہ جبین و بہار و مخمور کی تلاش مین ساحر
جابجا براے خبر روانہ کیے ہین لشکر اسد نامدار قلعہ قلم کوہ مین فروکش ہی لاچین کا غائب ہونا
اسد نامدار کو نہایت شاق ہوا ضرغام و قران سے کہا شہنشاہ لاچین کو تلاش کرو ضرغام
نے عرض کی مین قدمون سے حضور کے جدا ہونگا قبلۂ و کعبہ کے خلاف ہوگا بارگاہ مین جاکر یہ تو
ہمنے دیکھا بہتر و صرصر کا موجود ہی عیاری کرکے وہ لے گئی ساحرون کو روانہ کیجیے ظاہر مین توسن
رو یا بطور خوشامد اسد نامدار سے عرض کی غلام نے سرکار سے روانہ کیے ہین جس مقام پر شہنشاہ
کی خبر ملیگی حضور سے اطلاع کرونگا مین خود جاکر لڑونگا لیکن مہتر قران نے کہا ای ضرغام تمھاری
راے ہمکو بہت پسند آئی تم براے حفاظت اسد نامدار لشکر مین رہو ہم براے تلاش لاچین جاتے ہین
خدا چاہے گا تو خبر لے کر آئینگے ای ضرغام یہ خیال رکھنا توسن بچہ یا دل سے مطیع نہین ہوا اکثر بھیج
اسی فکر مین ہی کہ طلسم کشا کو برباد کرون خبردار دھوکا نہ کھانا اسوقت انجمن مشاورت منعقد ہی
توسن صحبت مین نہ تھا اپنے مکان پر رہتا ہی مُنہ زوریان کیا کرتا ہی بادبان و ناہید نے عرض کی

ای شہریار اپنے کو اسکے مکر سے بچایئے گا بطور خوشامد یہ بیجا خدمت کرتا ہی جسوقت قابو پایگا کینۂ دیرینہ
اپنا دکھائیگا اسد نے کچھ جواب نہ دیا بلکہ یہ فرمایا کہ آپ سب صاحبون کو توسن سے کدو کاوش ہی
ہماری شریعت کا معاملہ ظاہر پر دل کے حال سے خدا ماہر ہی بموجب مضمون مصرع ع حال نیت
کس نمیداند بجز پروردگار + جیسا کریگا ویسا پایگا مگر اُنہی کے سامنے آئے گا بعنایت پروردگار
آئینۂ دل مین غبار نہین ہی دوسرا نشان بھی ناظرین کو دن کہ کوکب نامدار فکر مین ماہیان
زمرد پوش کے روانہ ہوا ہی ماہیان نے ہفت دربند تیار کیے مین ستارہ بخت اُسکا گردش
مین ہی اسی کوشش مین ہی کہ چالیس دن تک مقابلہ و مجادلہ ہو بعد گذرنے چالیس دن کے
کوئی مجھپر غالب نہ آسکے گا افراسیاب اوراق جمشیدی مین مصروف لگا ہداشت حال ماہیان
زمرد پوش ہی باغ سیب مین حیرت جادو سے آنکھ پھر یہی ذکر ہی کہ ثانی امان کو سامری جمشید
ہاتھ سے کوکب کے بچائین وہ عہد واثق کرکے چلا ہی مصنف بھی عرض کر چکا ہی کہ کوکب نے قسم کھائی ہی
کہ بدون قتل ماہیان زمرد پوش داہنے ہاتھ سے کہانا نہ کھاؤنگا یہ بھی تحریر کر چکا ہون کہ جمشید
خواجہ عمرو کو منع کیا کہ اس سفر دور و دراز مین میرا ساتھ نہ دیجیے بدا بدی خواجہ نے جواب
دیا کہ ای شہنشاہ اس سفر مین ساتھ نہ چھوڑونگا کوکب روشن ضمیر مرکب پرند پر سوار ہو کر آگے
بڑھا طائران سحر سے خبر منگائی یہ بھی ظاہر ہوا کہ ماہیان زمرد پوش نے ہفت دربند تیار
کر لیے اپنی حفاظت کرتی ہی باغ ظلمات مین چھپی بیٹھی ہی پانچ سلیمان سنہری کنیزان سامری
قریب ماہیان زمرد پوش ہر وقت حاضر رہتی ہین خبر آئندہ و گذشتہ سے آگاہ کرتی ہین اُنھین کے
احکام پر ماہیان کاربند ہی یہ جو ثابت ہو چکا ہی کہ ستارہ گردش مین ہی چالیس دن سخت
ہین اس خیال مین بہت دردمند ہی لیکن مغرور بباد خود پسند یہ بھی کہتی ہی کہ بعد چالیس دن کے
سب کو قتل کرونگی یہان تک کوکب نہ آسکے گا ایسے ایسے ساحران زبردست و دربند پر مقرر
کیے ہین اُنکے مقامات سے گذرنا کوکب کو دشوار ہو گا وہ ساحر خود کوکب کو گرفتار کرکے ہمارے
پاس روانہ کرینگے ماہیان زمرد پوش اس غرور مین داخل باغ ظلمات سترہ لاکھ ساحر
برائے حفاظت مقرر ہین علاوہ ہفت دربند اسقدر ساحرون کو گرد باغ کے فروکش کیا ہی
اُنپر حکم ناطق ہی جب دور سے کوکب کو دیکھنا سحر کرتے ہوئے جابجا نالہ مانند ہائے سحر مین گرفتار

کر لینا ماہیان تو اِس غرور مین کوکب بغیظ و غضب تمام آتا ہے خواجہ بھی مخفی ہو کر چلے ہین یہ سب مقدمات و حالات ملحوظ خاطر ناظرین رہین جلد ہفتم مین انشاء اللہ یہ سب کیفیتین تحریر ہونگی وقت پر جابہ حالات بیان ہونگے یہ داستانہاے رنگین و فصاحت آئین ناظرین والاتمکین ملاحظہ فرمائینگے تو بہت خوش ہونگے والسلام

خلاصۂ مضمون جلد ہفتم و تاریخہاے مصنف و دیگر شاعران سخنور

واضح راے ناظرین والا مقام ہو کہ آغاز جلد ہفتم مین یہ مضمون واقع ہوگا اول کوکب روشن ضمیر کی لڑائیا ہفت دربند ساختۂ ماہیان پر اور عیاریان خواجہ کی کہ اب تک ایسی عیاریان کسی جلد مین واقع نہین ہوئین شوکت کوکب بھی ان ہفت دربند سے ظاہر ہوگی راہ مین ایک دربند بزعشق کوکب ملکہ رضوان جادو ہمشیرۂ افراسیاب سے! ور افراسیاب کا یہ خبر وحشت اثر سنکر جانا اور کوکب سے مقابلہ تا بہ باغ ظلمات پہونچنا کوکب کا و حالات شکست دربند عجب داستانہاے سحر آگین جبلات تمکین واقع ہونگی بعد اسکے حالات شکست بر آمدہ سحر و ذکر قتل افلاک اوج سحر بیاری متفرقہ ان دیو پہونچنا اسد نامدار کا تا بہ دریاے نیل و مقدمہ حصول لوح و کیفیت آمد حیات جادو بہ ملکہ حیرت و جمع ہونا کلانشان طلسمی کا و صلاح کرنا اور نجومیون کا حکم لگانا کہ اگر شہنشاہ بذات خود لڑتے بھڑتے تا بہ قصر جمشیدی جائین پہلوے قصر جمشیدی پر ایک قصر سیاہ آہنی ہے اُسکو شہنشاہ اپنے دست زبردست سے فتح کرین ایسا کوئی تحفہ نکلیگا کہ جس سے کوکب مارا جائیگا طلسم نورافشان برباد ہوگا کوکب کو اپنی جان بچانا دشوار ہوگی اِس ہدایت پر جانا افراسیاب کا مقابلہ کوکب و افراسیاب و براے مدد پہونچنا لاچین وغیرہ کا طلسم باندھنا لاچین کا آہن پہننا افراسیاب کا و خبر قتل افراسیاب خلاف مشہور ہونا اِس پردے مین افراسیاب کا طلسم قلعہ آہنی کو فتح کرنا رہائی خورشید روشن ضمیر برادر کوکب اور مقابلے اسکے کوکب اور لاچین سے و عیاریان خواجہ کی بطرز نو خورشید پر سحر پکڑ کر خورشید کا بدیع الزمان کو اپنے طلسم خورشید نگار مین لیجانا و کیفیت شکست طلسم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد بید خالق زمین وزمان کو سزاوار ہے جو سبکا مالک ومختار ہے بیک کلمہ کن تمام عالم کو پیدا کیا ہے بے نیاز

نظم مصنف

خالق کارساز درخت وگیاه وثمر ساختے بیک قطرۂ لو گہر ساختے

کنی ذره را آفتاب از نظر سپیدی بشب میدہی از سحر ای خالق کون ومکان ولے رب

دو جہان محمود برحق خالق مطلق خالق کل مخلوقات لاشریک برحق فرد جہان بہتر کہ ماشت ہوسناک

بکنیم آئینہ از زنگ ہوس پاک

نعت سرور کائنات اشرف موجودات حبیب رب دو جہان باعث بناے

زمین وزمان جناب مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نظم

محمد باعث ایجاد عالم محمد حامی دین معظم محمد شافع روز قیامت

محمد سرو گلزار رسالت جبیب رب اکرم محترم ومحتشم ماحی ادیان باطلہ رافع رایات کشورستانی

دافع ظلم وبدعت ایمانی احمد بے میم لائق تکریم یکہ تاز عرصہ گاه سبحان الذی اسریٰ شاہباز بلند پرواز دنا

فتدلے شہنشاه اورنگ نشین مکان نکان قاب قوسین او ادنیٰ راز دار رموز

بہترین فاوحی الی عبدہ ما اوحی طوطی شکر خار و ماینطق عن الہوی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پیچ مچ زبان حبیب رب دوجہان کی کیا صفت لکھ سکتا ہے دست و قلم کو سکتا ہے

منقبت جناب حیدر کرار صاحب ذوالفقار کرار غیر فرار شیر بیشہ پروردگار امام اول حاکم جزو کل ۔ قصیدہ مصنف

گلچین ہوں خانہ باغ جناب امیر کا
گھر بادشاہ کا ہے تو در ہے وزیر کا
بعد نبی ہر کلمے میں نام امام دین
روزی رسان ہے ہاتھ مرے دستگیر کا
روشن کرو قمر کی لحد یا ابو تراب

شاخ نہال خلد ہے شجرہ فقیر کا
زیب بساط شرع نبی ہر وصی کی ذات
کیا خوب ایکساتھ ہے شاہ و وزیر کا
تیرے گدا کے ظلمت میں بجھ دلا کے جوش
پہنچا ہے وقت آمد منکر نکیر کا

بس ہے انا مدینۃ علم انکے باب میں
مسند ہے بادشاہ کی تکیہ فقیر کا
کھائی غذا خدا کی طرف سے نبی کے ساتھ
کوثر میں تیرتا ہی پیالہ فقیر کا

التماس بخدمت ناظرین و شائقین جلد

ششم اس مقام پر ختم کی کہ شہنشاہ لاچین و مہ جبین بر آمدہ سحر پیرو مخمور دبہار قلعہ جلادیہ میں مقید ہیں ایک صحرائے پر فضا میں لشکر مہرخ و قلعہ نیلم کوہ پر لشکر اسد نامدار و ماہیان زمرد پوش نے ہفت در بند تیار کیے ہیں کوکب نے قصد قتل ماہیان زمرد پوش کیا ہے خواجہ عمرو ان کے تعاقب میں افراسیاب جادو باغ سیب میں بیٹھا ہوا نگہداشت حال ہفت در بند ساختہ ماہیان زمرد پوش میں مصروف ہے ہر داستان کا ذکر وقت و مقام پر موقوف ہے اول اول منظور ہے کہ داستان رنگین فصاحت آئین ہفت در بند ساختہ ماہیان تحریر ہو ناظرین اس داستان کے ملاحظہ سے بہت لطف اٹھائیں گے

دو کلمہ داستان حیرت بیان ہفت در بند ساختہ ماہیان زمرد پوش ہر مقام پر بشوکت سحر پہونچنا کوکب کا و عیاریان لبطرز نو خواجہ عمرو کی تا بہ باغ ظلمات عجب داستان سحر عنوان ہے ۔ ساقی نامہ مصنف

ساقی مے بیخودی کا ہو دور
مجھ رند سے جنگ کی ہے کیوں تاک
بیخود جو یہ رند مست ہوگا
چل اے اشہب کلک گردن برد
رہین سر خرو ساحروں سے لڑ کر

میخانہ دہر کا ہے کیا طور
جام مے جنگ کا ہوں طالب
میخانے میں بند و بست ہوگا
طراروں سے ہوگی صبا گرد برد
ہو پہلو میں اپنے عروس ظفر

ہے دختر رز کمال بیباک
ہو پیر مغان یہ رند غالب

دیگر بتضمین ساقی نامہ

فن جنگ کے آج جھنڈے گڑیں
پڑے کیفیت ہر ایک در بند پر

عمرو کی ہون تحریر عیاریان
فن مکر یا پوشش کی گرد ہے
دو ندہ جہان گرد مقبول رب
طلسمات کا کھ نشیب و فراز
نئے طور کی جنگ کا ذکر ہے
جلالت نگاران شمشیر زن
یہ ہے داستان جلالت نشان
مرا کلک ہے رستم صف شکن
اٹھے سحر کے ابر آتش فشان
لڑائی مین رند و نکی بھی بے خبر
لڑائی کے ہونے لگے بند و بست

نہ عیاریان صاف مکاریان
کتابون مین اس مکر کا ذکر ہے
تراشندہ ریش ساحر لقب
کھلے حال کچھ ہفت در بند کا
رہ ہفت در بند کرنا ہے طے
بہ تصدیق تاریخ حیرت بیان
نئے طرز سے ہونگی عیاریان
صف جنگ کا حال تحریر ہو
کھلے ہین علمہائے زرین نشان
چلے جام صہبای جنگ و جدل
ہوئی دختر رز کو آخر شکست

عمرو تیز رو عاقل و فرد ہے
مٹادون عدو کو یہی فکر ہے
چل اے توسن کلک جادو طراز
سمند قلم لے طرارہ بھرا
تہور شعاران شیرین سخن
رقم کرتے ہین سحر کی داستان
قمر قلزم فکر ہے جوش زن
ہر اک لفظ جادو کی تقریر ہو
مری ساقی جنگ جو بے خبر
نہ رند و نکی جرات مین آئے خلل

جیرہ طے کنندگان جادہ سحر و ساحری و وار بند ہاے سحر ساختہ ماہیان زمرد پوش کو بجرات و شوکت یون طے کرتے ہین شعر سخن سنج و غواص دریای فکر + چنین می نگارد بابای فکر + کوکب فکر ماہیان مین چلا کہ اسکے سحر سے مشتری قتل ہوئین کوکب نے قسم کھائی ہے کہ بدون قتل ماہیان ذالنے ہاتھ سے کھانا نہ کھاؤنگا کوکب مرکب پر سوار ہوکر صحرا طے کرتا ہوا جاتا ہے عمرو کوکب سے وعدہ کرکے جو چلے تھے بصورت فقیر ایک صحرا مین آکر ٹھہرے راستہ تاک لیا ہے کہ کوکب اسی راہ سے آئیگا خواجہ نے دیکھا کہ سامنے ایک دریا جاری ہر کنارے دریا کے شوالے بنے ہین ہزارہا ساحران شوالون پر پوجا کر رہے ہین صدائے سامری جمشید بلند ہے تو عقل سے عمرو نے دریافت کیا کہ اس مقام کو کسی ساحر نے روکا ہے ناگاہ آسمان پر ایک آفتاب چرخ مارتا ہوا پیدا ہوا اول وہ آفتاب سحر بر سر دریا چمکا ساحرون نے جانا آج نیر اعظم مہربان ہے سب پوجا کرنے لگے جب وہ آفتاب قریب دریا پہونچا اسقدر حدت ہوئی کہ ساحر جو فروکش تھے وہ جلنے لگے صحرا کرہ نار بن گیا آفتاب کی حدت سے صدائے سامری یا جمشید دیکے چاہتے ہین کہ بھاگین لیکن بھاگ نہین سکتے کسی کا سر کنگرا کوئی جلگیا جو مکان کنارے دریا کے تھے وہ گرنے لگے دریا کا پانی کھولا دھوان دریا سے نکلا مچھلیان گرمی سے بیتاب ہوکر بلند ہوئین چاہتی ہین کہ آفتاب سے لپٹ جائین جو اوچی ہوئین انپر شمشیر شعاع گری سر کٹ کٹ کے گرے دریا تمام خون آلودہ ہوا کنارہ دریا کی خونکی روانی کشتی حیات ماہیان طوفانی خواجہ عمرو

بشکل مبدل دیکھ رہے ہین وہ آفتاب عالمتاب اسقدر نیچا ہوا کہ دریا خشک ہونے لگا لاشہائے ماہیان دریا
ریتی مین پڑے ہوے تڑپ رہے ہین تلاطم امواج نے اسقدر سر کھینچا پانی بھی چاہتا ہے آفتاب کو گھیرلن
آفتاب کی وہ حدت ہے کہ قطرات آب چنگاریان بن گئے پانی مین انتہا کی کھولن مردمان آبی بدحواس جب
عرصۂ دراز اسی حال مین گذرا اور وہ آفتاب دریا پر آکر سایہ فگن ہوا دریا مین تڑاقا ہوا ایک نہنگ کلان بصد
جوش وخروش اُس دریای قہار سے نکلا تڑپکر بلند ہوا نیر اعظم کے قریب پہونچا تھا عین گرین نہنگ پر تاثیر
نہوئی حباب منھ سے چھوڑتا ہوا قریب آفتاب پہونچگیا صاف ظاہر ہو کہ یہ نہنگ خون آشام بھی آتش مزج
شعلۂ جوالہ نے آفتاب پر منھ سے حباب چھوڑا نیر اعظم تڑپا بیچ سے شق ہوا خواجہ عمرو دیکھ رہے ہین جب
آفتاب کے دو ٹکڑے ہوے نہنگ گرد چرخ مار رہا ہے جب آفتاب کو تلاطم ہوا اندر سے آفتاب عالمتاب طلسم
نور افشان ماہ آسمان شوکت وشان صاحب جرات وتوقیر شہنشاہ کوکب روشنضمیر ظاہر ہوا دونون ٹکڑے
آفتاب کے دریا مین گرے تیغہ کوکب کے ہاتھ مین تھا نہنگ کیجانب متوجہ ہوا تلوار چمکائی نہنگ کی
صورت تبدیل ہوئی عمرو نے دیکھا ایک ساحر زبردست بادۂ کبر ونخوت سے مست تیغہ کھینچے ہوے کرگدن آتشین
پر سوار کوکب کے مقابلے مین سحر کر رہا ہے کوکب نے اشارہ کیا وہ ساحر زمین پر گرا کوکب نے دستک
دی مرکب پرند مشکین پیدا ہوا زیر ران آیا کوکب سوار ہو کر زمین پر اوترا اس ساحر نے نعرہ کیا منم
نہنگ دریا نشین اے کوکب تمنے میرے ساتھ والونکو مارا مین اس دریا کا طرف سے ماہیان کے حاکم
ہون آگے نہ بڑھنے دونگا بہتر یہ ہو کہ واپس جاؤ اگر دس پانچہزار قتل ہوے غلامان ملکہ ماہیان زمرد پوش
بھی اپنے مالک پر نثار ہوگئے یہان سے قدم نہ بڑھا سکوگے راہ مین بڑے بڑے سامان ہین بنا خیرخواہی
کرتا ہون پلٹ جاؤ اپنی جان بچاؤ تا بباغ ظلمات سات ساحران زبردست تعلیم کردہ ملکہ ماہیان قائم
ہوچکے سب نے اپنے اپنے سحر قائم کرلیے قدم بڑھانا دشوار ہوگا کوکب نے نعرہ کیا او بیحیا کیون
شامت آئی ہے بدون قتل ماہیان واپس نہ ہونگا یہ تو دریاے آب تھا اگر دریاے آتش ہوتا مین
نہ رکتا کیون اپنی جان دیتا ہے ہاتھ باندھکر قدمبوسی کر کیون قضا آئی ہے ماہیان کا وقت مرگ
قریب آگیا وہ بیحیا بندگان خدا کو قتل کراتی ہو خود مقابلے مین نہین آتی نہنگ نے جواب دیا اے
کوکب یہ رکن طلسم ہوشربا ہے تا بباغ ظلمات پہونچنا ناممکن کیون اپنے کو آفت مین ڈالتے ہو عمرو دیکھ
رہا ہے کہ نہنگ دریا نشین کوکب پر برس پڑا اسقدر سحر کیے کوکب پر شعلہاے آتش گرے پانی برسا مچھلیان

ہزاروں دریا سے نکلکر گرین کوکب نے آگ پر باران سحر برسایا پانی کو آتش سحر سے جلایا مچھلیوں کو اشارۂ ابرو سے قتل کیا تیغۂ برق تاب بصد قہر و عتاب نیام انتقام سے کھینچا نعرہ کوہ شگاف کیا کہ زمین تھرائی نہنگ دریانشین نے فوراً تیغہ لیکر وار جوہر دار کمر سے کھینچا کئی ہاتھ کوکب پہ مارے کوکب بھی وار اُسکے روک رہا ہے جب سب وار رُک چکا آواز دی او نہنگ دریانشین ایک وار مردان عالم کا تو قبول کر سب طرح سے سحر کر چکا اب کوئی کمال باقی نہین ہے یہ کہکر تیغ کو جنبش دی کمر کو تا کے سر پر ہاتھ مارا تیغۂ برق تمثال گرا اُسنے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا سپر کو دو ٹکڑے ہوکر نہنگ نے چاہا سایہ سے تلوار کے نکلجاؤں کسیطرح جان بچاؤں لیکن برق شمشیر تڑپ کر گری پلک جھپکانا دشوار ہوا یا تو برق شمشیر قبۂ سپر پر چمکی تھی یا زیر نہنگ پہونچی مع گینڈے نہنگ کے دو ٹکڑے ہوئے عمرو نے دیکھا ادھر تو نہنگ دریانشین مارا گیا ادھر آسمان سے آگ برسنے لگی عرصۂ دراز تک صحرا مین تاریکی رہی دریا خشک ہوا آواز آئی کُشتی مرا نام من نہنگ دریانشین بود اب کوکب نے دیکھا ایک پھاٹک عظیم الشان ظاہر ہوا اُس لڑائی مین کوکب نے دو چار زخم بھی کھائے دریاے خون مین نہایا ہوا مگر کچھ خیال نہ کیا انتہا کا ملال چہرہ غصے سے لال عمرو تو گلیم اوڑھکر پیچھے کوکب کے چلا کوکب مرکب پر سوار ہوکر طرف اُس پھاٹک کے متوجہ ہوا گرز کو ہاتھ مین لیا پھاٹک پر آکر گرز کو مارا ضرب اول ہی مین پھاٹک ٹوٹا اُس طرف دروازے کے قمقام جادو غلام ماہیان زمرد پوش تین لاکھ فوج سے فروکش تھا جیسے ہی در کفر و نفاق ٹوٹا قمقام جادو اپنی بارگاہ سے نکل آیا دیکھا کوکب یکہ و تنہا مرکب بادرفتار پر سوار تیغہ خون آلود ہاتھ مین ابرون پر بل غم مین اپنے بزرگ کے جی بیکل فوج قمقام پر نعرہ کیا او نامرد و ہٹ جاؤ منم شہنشاہ کوکب روشن ضمیر یہ ہمارے روکنے کو فوجین مقرر کی ہین یہ حقیر شیر بیشۂ نور افشان تم بزدلون سے رکیگا خود اُس فاحشہ کو بلاؤ قمقام نے نعرہ کیا کیفیت تلاطم تو سن ہی رہا تھا پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ نہنگ دریانشین پر کوئی آفت آئی اب دیکھا دریا خشک ہوکر اِس مقام پر آپڑا ہے لاشۂ نہنگ دریانشین ایک جانب ساتھ والے اُس کے سب مارے گئے اِس قدر ٹھیر کر کوکب نے مارا کہ ایک بھی بھاگ کر نہ نکل سکا تین لاکھ فوج قمقام کی تیار ہوئی حربہ ہاے سحر کوکب پر چلنے یکہ و تنہا اُس دریاے فوج پر جا پڑا تنہائی پر کوکب کی عمرو بے قرار ہر مرتبہ قصد کرتا ہے کہ جاکر شراکت کرون لیکن تین لاکھ ساحرون کا سحر چل رہا ہے غیر ساحر کا وہان ٹھہرنا دشوار

ہے عمرو بھاگ کر ایک درہ کوہ مین آیا بصورت ساحر تماشائے جنگ کوکب کر رہا ہے آج عمرو پر حالِ سحر و جوان مردیٔ کوکب کھلا کہ تین لاکھ مین یون لڑ رہا ہے جیسے شیر رمۂ گوسفندان پر جا پڑے پہلے تو مشتِ خاک اٹھا کر کوکب نے اُڑا دی دس بارہ ہزار جادوگردن کے دل پر غبارِ الم چھایا بڑھکر اُن سبھون نے آواز دی منم غلام شہنشاہ کوکب اے شہنشاہ کیا حکم ہوتا ہے کوکب نے اشارہ کیا ان سبکو مار لو وہ بارہ ہزار تین لاکھ پر جا پڑے بھائی کو بھائی نے مارا باپ نے بیٹے کو قتل کیا بیٹا باپ پر جا پڑا آپ ہی قتل کرتے ہین پھر ٹھنڈی سانسین بھرتے ہین محجوب ہوتے ہین چیخین مار کر روتے ہین کوئی پکارتا ہے کہ مین نے اپنے بھائی کو مارا قوت بازو کو مٹایا کوئی نام فرزند لے کر روتا ہے لیکن تاثیر سحر کوکب یہ ہے کہ اسی طرح آمادۂ جنگ و جدال فوج قمقام پر جا پڑے لڑائی مین وہی کوشش کوکب دمبدم سحر کو زور دے رہا ہے بارہ ہزار نے چالیس پچاس ہزار ساحر مارے آخر خود بھی قتل ہوئے قمقام کا کلیجہ پھٹ گیا کہ ایک ہی شعبدے مین کوکب نے فوج کا فیصلہ کر دیا لاشہ ہائے ساحران سے میدان کارزار بھر دیا لڑتا بھڑتا طرف قمقام کے جاتا ہے قمقام غل مچا رہا ہے کہ یارو تم تین لاکھ ہو تنہا کوکب کو نہین مار سکتے چار جانب سے گھیر کر گرفتار کر دو پاس ملکہ ماہیان زمرد پوش کے لے چلو انعام و اکرام ملین گے مقام افسوس ہے ایک کو گرفتار نہین کر سکتے اُسکی ترغیب سے ساحر بلوہ کر کے کوکب پر جاتے ہین جب کوکب نے گولا مارا دو دو سے کے سر پھٹ گئے اس شوکت سے جنگ کر رہا ہے نقیب و کڑکیت آوازین لگا رہے ہین صدا دیتے ہین اے مردانِ عالم وقت جانبازی و سر فروشی ہے نام بزرگو نکا روشن کرو کوکب کو گھیر کر مار لو یہ ظالم جانے نہ پائے ملکہ ماہیان زمرد پوش کا حکم محکم ہے کہ کوکب کو گرفتار کر کے جو لائیگا دولت دنیا سے بے نیاز ہو جائیگا سالہا سال نمک سرکاری کھایا اب وقت جانبازی آیا کمی نکرو جلد گرفتار کر لو کوکب پر پنجہ کسی کا قابض نہین ہوتا رستم ہے کہ جھوم رہا ہے عمرو حیران ہے شوکت و جرأت و جلالت کوکب نامدار دیکھکر عش عش کر رہا ہے تین لاکھ جوانون مین یکہ و تنہا لڑا زخم بھی جسم پر ضرور کھائے خیال بھی نہین کہ کون زخمی ہوا ہمہ تن چشم بنا ہوا تمام جسم تر و بتر ہے چھنا ہوا خانہ ہائے زرہ خون سے معمور اس فوج مین خندان و مسرور جنگ کر رہا ہے صاف ظاہر ہو کہ میدان رزم ہے کوکب کے نزدیک صحبت بزم ہے کبھی گولا جھولی سے لیکر ان بیچارون کو جلا دیا کبھی ماش کے دانے پھینک دیے کبھی تیغہ برق مثال

کو جنبش دی کبھی ہنسکر برق چمکائی کیسے لطف سے لڑ رہا ہی عمرو ہر مرتبہ پکار اُٹھتا ہی اے شہنشاہ باشوکت
والے نامدار بالیاقت سبحان اللہ کوکب حیران ہوتا ہے کہ یہ آواز صفت و ثنا کہانسے آتی ہی عمرو کا خیال
بھی نہیں رہا دل مین سوچا اس مقام پر عمرو کہان آسکتا ہی غیر ساحر کا ٹھہرنا دشوار ہی عمرو بیچارہ کیا آسکتا
ہی وہ دریائے سحر تھا یہ مجمع فوج ساحران ہی لیکن اس صدا پر حیران ہی کوکب روشن ضمیر لڑتا بھڑتا قریب قمقام
پہونچا آواز دی او نامردان تین روپے کے پیادون کو کیون قتل کرتا ہی تو ہمارے قتل کا بیڑا اُٹھاکے آیا ہی
میدان مین آکر سرخرو ہوا و سیاہ رو بدخو ہماری لڑائی کھیل سمجھا تھا در بند بناکر بیٹھا ہی مجمع ساحران مین چھپتا
پھرتا ہی قمقام جادو نے غل مچایا یارو اس ظالم کو لینا کمند ہائے سحر مین گرفتار کرلو ایک شخص پر تمھارا قبضہ نہین
ہوتا جھلاکر ساحرون نے آواز دی آپ تین لاکھ کے افسر ہین سب طرح ہمسے بہتر ہین پانچہزار روپے تنخواہ کے پاتے
ہین مقابلے مین دشمن کے نہین جاتے ہین برق جندہ پر کون ہاتھ ڈالے شیر پر بلوہ کیا کرین سحر ہمارا
جواب دیتا ہی ہمارے وار چلنے مین وہ رستم صولت صاحب ہمت سر بھی منھ پر نہین لیتا افسر ایسے ہوتے
ہین آپ ہمارے بھروسے چلے تھے ملکہ ماہیان نے جو حکم دیا جاگیر و منصب ملیگا قتل کا بیڑا اُٹھایا اب کیون
نہین مقابلہ کرتے شرماکر قمقام جا پڑا کہا او نامردو مین تمھارے بھروسے پر نہین آیا ہون دیکھو کوکب
کو مارتا ہون بڑھکر سحر کرنے لگا گولا مارا کوکب نے ہاتھ مار دیا گولا پلٹ کر اُسکی فوج پر پڑا کئی سے سر پھٹ
گئے غل بلند ہوا غلغلہ ہوا اے قمقام کیا کہنا تمھارے سحر سے تمھاری فوج تباہ ہوئی ہی ہاتھی والی
مثل تمھر پوری ہوئی اب تو قمقام سرتاپا شعلہ مزاج گرمایا تلوار کھینچکر جا پڑا خوب سحر چلے کوکب نے
سحر سب دفع کیے اس بیحیا نے اپنے کو قوی جو پایا قصد ہوا لپٹ پڑون قد و قامت مختصر ہے کشتی مین مارلون
یہ سوچکر ڈوکتا ہوا بڑھا کوکب نے ہاتھ تلوار کا مارا اس بیحیا نے کمزور جان کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا
کوکب کو انتہا کا ناگوار ہوا اگر یہان تھام کر ایک مکہ مارا گینڈا قمقام کا گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گیا لپٹے
ہوے دونون زمین پر آئے قمقام کو اپنے قد و قامت پر ناز لپٹنے لگا کوکب نے ایک طمانچہ
مارا کہ گال سیاہ رو کا سرخ ہوگیا چرخ آیا آنکھون کے نیچے اندھیرا چھایا ضبط کرکے کوکب
کی گردن پر ہاتھ رکھا لپٹ کر کوکب نے کولے پر لاد ازمین پر مارا لٹھے کا لٹھا زمین پر دھم
سے گرا کوکب جست کرکے چھاتی پر سوار ہوا قاعدہ اسد نامدار کا یاد آیا کہ ہدایت کرنا
ضرور ہے فرمایا اے قمقام شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہے اگر دین اسلام

کی اطاعت کر یے جان بخشی کرون قمقام نے جواب دیا اے کوکب سرمیدان سامنے کل فوج کے مجھکو ذلیل کیا
اب چاہتا ہے پونے دو سے خدا ئن کو چھوڑون لاکھ جان نام سامری پر نثار ہو قمقام نے جو یہ جواب دیا
کوکب غصے مین اٹھا قمقام کو شل کر یا س کمنہ چیر کر پھینک دیا لاخرہ قمقام تڑپا ساحر گھبرائے دبدبہ دار
آواز آئی کشتی مرا نام من قمقام جادو بود اہالیان فوج نے چاہا بھاگ کر نکل جائین کوکب نے سبکو گھیرا
کبھی برق چمکائی سو سو کے سر اوڑ گئے کبھی سنگ ریزے اُٹھا کے پھینک مارے پتھر برسے سنگدلون کے
سر پھٹے دوپہر جنگ رستمانہ کر کے تین لاکھ ساحرون کو مارا زخم بہت کھائے جب ان سب کا کام تمام ہوا کوکب
بسبب زخم داری ایک درۂ کوہ مین آکر ٹھہرا خواجہ نے کوکب کا سامنا نہین کیا گلیم اوڑھے ہوے
ایک گوشے مین کھڑے رہے کوکب نے بیٹھکر اپنے ہاتھ سے اپنی زخم دوزی کی شب اُسی درہ کوہ
مین بسر ہوئی ستارہ سحری آسمان پر چمکا نیر اعظم بصد شوکت و حشم میدان چرخ نیلی پر آیا شوکت
اپنی ظاہر کی فوج ظلمات کو شکست دی تمام دنیا مین روشنی ہوئی نظم + روز دیگر کین جہان پرعزور
یافت از سرچشمۂ خورشید نور + ترک روز آخر باین زرین سپر + ہندی شب را بہ تیغ افگندہ سر
کوکب نامور اپنے مقام سے چلا خواجہ عمرو شب بھر اُسی درہ کوہ مین رہے حال کوکب دیکھا کیے
یہ تو دل کو تسکین ہے کہ کوکب نہ مانے گا تا بہ باغ ظلمات جاکر ماہیان زمرد پوش سے مقابلہ کریگا اور وہ
ایسے مقامات سخت ہین کہ خدا اس صف شکن کی جان بچائے حقیقت مین کس کر و فر جاہ و حشم سے
یہ جرأت و شوکت دو نون در بند فتح کیے نہنگ قمقام کو بڑے لطف سے مارا بچکر کسی ساحر کو جانے نہ دیا
لیکن کوکب روشن ضمیر بکہ و تنہا تیغہ برق مثال قبضے مین سپر پشت پر جوان حسین خوب صورت
نیک سیرت صاحب شوکت و جلالت درۂ کوہ سے بل کرتا ہوا نکلا صحرا ے سبزہ زار کو
طے کرتا ہوا جاتا ہے صبح کا وقت ہے باغبان ازل نے صنعت اپنی دکھائی ہے ہر ایک نخل خودرو
اپنی بہار دکھلا رہا ہے کوڑ یالا کھلا ہوا ہے بھینی بھینی بو آتی ہے باد صبا اٹکھیلیان دکھاتی ہے نخل حجر
بھرے نہرون پر بازبط قرقرے طائران زمزمہ سرا بزبان سبزبانی تعریف چمن پیرا ازل مین مصروف نظم

این سبزہ و این صحرا بوئی ز جنون دارد وحدہ لا شریک لہ گوید	دیوانگی و مستی امروز فزون دارد برگ درختان سبز در نظر ہوشیار	دیگر	ہر گیاہے کہ بر زمین روید ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

کوکب سبزے کو پامال کرتا ہوا صنعت باغبان قضا و قدر کو ملاحظہ کر رہا ہے ہوا ے سرد عیسیٰ النفس

مسیح دم چل رہی ہے اگر بیمار ہفت صد سالہ آئے یہان کی ہوا کھائے فوراً صحت پائے قمریان یا دالہی مین کوکو کر رہی ہین جابجا طاؤس رقصان تدرو خوش رفتار خرامان کبک دری کے قہقہے بلبلون کے چہچہے کوکب نے بند قبا کھول دیے جی مین کہتا ہے کیا صحرا ے سبزہ زار ہے ہر پھول پر نئے طور کی بہار ہے ایسا صحرا کبھی نگاہ سے نہ گذرا تھا صحرا کو طے کیا تھا ہوا سے بھی اس سبزہ زار کی فرحت تازہ سرور بے اندازہ حاصل ہوا گلون کی بو نے مست کیا کوکب جھومتا ہوا جاتا ہے سایۂ نخلستان سے نکلا دیکھا سامنے ایک باغ بہشت آیین چہار دیواری سنگ مرمر سفید کی اُسپر گلکاری جوش باد بہاری در باغ پر ایک کرسی مرصع کار اُسپر ایک نازنین چہاردہ سالہ آفت جان آنکھین رشک دیدہ غزال عارض ماہ آسمان کمال جبی بھوین ترچھی نگاہ زلفون کو پیچ و تاب سینے پر ابھار بحر حسن و خوبی کے دو حباب گلا صراحی دار دنیا کے حسن دیکھکر کوکب نے بے اختیار یہ اشعار پڑھے

نظم

وہ کھینچے تیغ جھکائی ہوئے ہین ہم گردن
اڑا لے مجھکو سر یار کی قسم گردن
فراق یار مین مانع ہے میکشی سے مجھے
کبھی بچھوڑے گی کٹکر ترے قدم گردن
حریم کوچہ جانان ہے سجدہ گاہ میان
کبھی اُٹھا نہین سکتی وہ کوہ غم گردن
لکھا تھا خط اُسے بھی سر نوشت کی جگہ
جھکی ہین اسلاف آنکھین ہوئی ہے خم گردن
حضور غیر وہ بیٹھے ہین سر جھکائے جلال

یہان ازل ہی سے تسلیم کی ہے خم گردن
گلے سے چھوٹ کے نکلا ہے پان کا رنگ
کچھ آج ہلتی ہے مینا کی دمبدم گردن
قریب جس رگ گردن آپ ہے قاتل
یہان جھکا کے اُٹھاتے نہین صنم گردن
اُٹھا ہے سر جو بت یار پر رکھکر
کہ تا مر بہی کی ہوجائیگی قلم گردن
اُبھار ہے ترے سینے کا استقدر سرکش
فلک کو دیکھ رہے ہین اُٹھائے ہم گردن

یہ تیغ یار سے کہتا ہون کرکے خم گردن
شراب سرخ کی ہے ساقیا قلم گردن
نکال لونگا پس قتل حسرت پابوس
ستم ہے ہو وہ تہ خنجر ستم گردن
اُٹھائی ہین جو محبت مین سختیان دل نے
کسیکے سامنے جھکتی ہے اپنی کم گردن
ہم اُنکو وصل مین شرمندہ کرکے خوب مین چلا
سبق اُٹھائے نہ یہ بانی ستم گردن

وہ نازنین حورخصال بصد کرشمہ ناز مثل طاؤس طناز کرسی جواہر نگار پر جلوہ فرما ہوئی کوکب کی آنکھ مین عرش و کرسی تہ و بالا بہ نگاہ محبت اس معشوق پریچہرہ کو دیکھا وہ مہ جبین ساتھ والیون سے یہی باتین کر رہی ہے کہ صاحبو تم لوگ میرے خیر خواہ دولت ہو ملکہ ماہیان زمرد پوش نے جو مجھکو اس مقام پر مقرر کیا اور حکم دیا کہ کوکب رہ جشنفیر کو نہ آنے دینا مین ایک کنیز ناچیز وہ بادشاہ جلیل رئیس میری مجال ہے کہ مین اُسپر دست اندازی کرون بڑا غضب تو یہ ہوا تاجر نے آکر تصویر شہنشاہ مجھکو دی اُس تصویر کو دیکھکر دیوانی ہوگئی افسوس

صد افسوس ہاے ہاے کہ راتین تڑپ تڑپ کے گذرتی ہین کئی مرتبہ تم لوگون سے کہا ایک نامہ ہمارا لیکر جاؤ جواب باصواب لاؤ تم مین سے کسی صاحب نے ہماری بات کا خیال نہ کیا دل بہت بیقرار ہے اب تو یہ نوبت پہونچی ہے دیکھو اشکون کی جھڑی لگی ہے بقول نسیم

نظم

دوستی رکھتے ہین کسدرجہ برابر آنسو
جاتے ہین بال سے بھی صورت نشتر آنسو
جسکو لوح جبین مشق رقم ہوتی ہے
دامن ابر سے چھنتے ہین برابر آنسو
اشک سے ہمکو زیادہ نہ وفادار ملا
بنگئے جسم کے مری آنکھ مین پتھر آنسو
آبشار اشک کے کام آتے ہین گریا نہیں
رکھتا ہے دامن ہر برگ گل تر آنسو
شوق نظارہ جانان مین فلک رکھتے ہین
ایک بھی ہوتا ہے دامن سے جو باہر آنسو
یا دو دانان پیر پرو مین جو روتے ہین نسیم
ساتھ آتا ہے ہر آنسو کے ابھر کر آنسو
قطرہ خون ترے خنجر پہ نہین آ قاتل
شب کو ڈھونڈھتے ہین حجرہ مقدر آنسو
گریۂ یاد آلہی نہ سمجھنا بیکار
نکل آئے دم مردن تہ خنجر آنسو
گریۂ گرم نے خنجر کو بنایا آتش
کہ اوڑھا دیتے ہین اکثر مجھے چادر آنسو
بادہ بے یار پیون شرط وفا سے ہے بعید
دامن چرخ پہ ہین دانۂ اختر آنسو
گریۂ بے چشم بھی ہوتا ہے عجب کیا وسکا
گوشۂ چشم مین بنجاتے ہین گوہر آنسو
نوک مژگان سے مشبک ہے دل لعد نفا
دیکھ بھر لائی ہین یہ دیدۂ جوہر آنسو
اے فلک گریۂ پنہان ہے یہ کسکے غم مین
ایکدن بخشینگے سیرابی کوثر آنسو
سرد مہری بتان نے جو رلایا ہمدم
تھے مگر ہم اثر پارۂ اخگر آنسو
غم معشوق کبھی خالی نہین شبنم ہے گواہ
جانتا ہون قطرات مے احمر آنسو
ڈھونڈھتی رہتی ہین کیا کیا مری آنکھین اشکو
کہ بہا کرتے ہین زخمون سے بھی اکثر آنسو

وہ نازنین یہ اشعار آبدار پڑھکر بے اختیار رونے لگی ساتھ والیون نے کہا حضور بیقراری بیکار ہے ہمنے آنکھون سے دیکھا ہے نہنگ دریا نشین مارا گیا قمقام بھی قتل ہوا شب کو نہیں معلوم کہ شہنشاہ نے کہان بسر کی یہی راستہ ہے آنے کا ضرور تشریف لائین گے جب آپ نہ لڑیے گا کیا زبردستی لڑین گے بڑھکر اپنا حال دل بیان کیجیے فرمایئے میرے دربند سے نکل جایئے لیکن آگے مقامات سخت و مشکل ہین اس لڑائی کو فتح کرایئے جس پر دل آیا ہوا ہے اس مشکل کے وقت مین ساتھ دیجیے رہبری کرکے تا بباغ ظلمات پہونچایئے خداے نادیدہ اپنا فضل کرے ماہیان جب قتل ہوگی اُن کو بھی دل وجان سے خیال ہوگا کہ ملکہ ناہید کاکل کشانے اسوقت مین ہمارا ساتھ دیا جان سے زیادہ عزیز رکھین گے بڑا خیال آپ کو یہ ہے کہ صفحۂ قلب پر اُن کے رنگ عشق حناے گلگون پوش جما ہے وہ کیا کر سکین گے حضور مثل مشہور ہے جاکو پی چاہے وہی سہاگن آپ کے سامنے کوئی زبان کھول سکے گا

وہ بادشاہ عالیجاہ جوہر شناس رعیت پرور عدالت گستر شیر بیشۂ جرأت نہنگ دریای ہمت آپکی بڑی قدر دانی فرمائینگے ناہید کاکل کشانے جواب دیا صاحبو مجھکو سب طرح مشکل ہی بموجب مضمون رباعی قمر رباعی جی چاہتا ہے اُس سے کہون حالت دل + شاید کرے رحم درد سنکر غافل + پرخوف ہے نکلے اور مغرور نہو ۔ گویم مشکل وگر نگویم مشکل + دیگر ہے داد کے دن بھی طبع تیری مائل + ظلم و ستم اُسکے پوچھتا ہے عادل + ایذا اُسے پہونچے یہ بھی منظور نہین + گویم مشکل وگر نگویم مشکل + یہ کلمات حسرت ویاس محبت آمیز زبان سے اُس معشوق طناز کے کوکب نے سنے بے قرار ہوگیا پہلی مبہوتی تو وہ تھی کہ صحراے سبزہ زار کی ہوا کھائی پھولون کی بو سونگھی یہان ایسی گلعذار معشوق ماہ رخسار عشق ومحبت کی باتین کر رہی ہے جی چاہا کہ جا کر تصدق و نثار ہون اے کوکب نجم بخت ہمارا اوج پر ہے کہ یہ ماہ رخسار ہمپر مائل ہوئی یہ سوچ کر کوکب سایہ سے نخلستان کے تنتے نکلے یہ جو دل کو یقین ہوا کہ ہمارا چاہنے والا سامنے بیٹھا ہے تملج کو کج کرتے ہوے بڑھے جیسے ہی ناہید کاکل کشانے کوکب کو آتے ہوے دیکھا اپنے مقام سے اُٹھی کنیزون نے کہا بی بی مبارک ہو شہنشاہ آتے ہین چلکر شریک ہو جائیے ناہید شرماتی ہوئی بے اختیار اُٹھی کہا اے شہنشاہ عالیجاہ آئیے فرد رواق منظر چشم من آشیانہ تست + کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست + کنیز عرصہ دراز سے مشتاق تھی آج روز سعید بلکہ بہتر از عید تھا کہ زیارت نصیب ہوئی ہر چند کہ مجھکو ماہیان زمرد پوش نے مقرر کیا ہے کہ کوکب کو جاکر روکو میری کیا مجال ہے کہ آپ کو روکون وہ آنکھین پھوٹین جو آپ کو نگاہ دشمنی سے دیکھین وہ ہاتھ قطع ہون جو بدشمنی آپ پر اُٹھین مجھے آپ سے دشمنی منظور نہین ہے جو کیفیت اصلی ہے وہ نہین کہہ سکتی آپ سمجھین گے کہ مجھکو دھوکا دیتی ہو فقط دیدار کی مشتاق تھی تقدیر نے رسائی کی کنیزون نے کہا اے شہنشاہ یہ معشوقۂ طناز حسینان جہان مین سرفراز عرصہ دراز سے حضور پر مائل ہے آپ کے آنے سے پیشتر بھی یہی ذکر تھا کہ مین نے جان دیکر شہنشاہ کی تصویر پالی راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کر کٹتی ہین بہ سبب حجاب کہہ نہین سکتین کوکب نے جواب دیا اے ملکہ عالم محترم و محتشم مین دل وجان سے تمھارا خواستگار رہون ناز وادا دیکھکر عاشق زار ہون خود چاہتا ہون کہ میرا تمھارا مقابلہ نہ ہوا اگر میرا کوئی سحر چل گیا دشمنون کا موے جسم میلا ہوا کلیجہ فگار ہوگا دل

بیقرار ہوگا تم بسم اللہ طلسم نور افشان مین چلو تمسے کوئی رشک نہ کریگا ہمارے یہان یہ طریقہ نہین ہے ملکہ حناے گلگون پوش کو کیا مجال ہے کہ تمسے کلام کرسکین یہ سنتے ہی ناہید نے اپنے رومال ہاتھ سے باندھے یہ کہتی ہوئی بڑھی پہلے خطا تو معاف کیجیے ہاتھ میرے کھولیے مجھکو یقین تھا نہایت خوف ہے دو دربند آپ نے ویران کیے وہ بیچیا ناحق آپ سے لڑے اپنے دل مین نہ سمجھے کہ ایسے شہنشاہ عالیجاہ سے ہم نبرد ہو سکینگے آخر ملازمان ماہیان زمرد پوش تھے ذلت سے واصل جہنم ہوے بموجب مضمون مصرعہ ع فکر ہر کس بقدر ہمت اوست + رومال سے ہاتھ باندھکر اس ناز سے ناہید کاکل کشا یہ کلمات خوشامد آیات کہتی ہوئی آتی ہے ہر قدم پر کوکب کا دل پامال ہو رہا ہے ہاتھوں مین مہندی لگی ہوئی رومال سے انکو باندھا ہے چہرے پر ہوائیان اڑتی ہوئین کوکب کی تعریف ماہیان کی مذمت ہر کلام سے عشق ظاہر ہے کوکب ہر مرتبہ جواب دیتا ہے اے ناہید کاکل کشا مردان عالم نے جو زبان سے کہا وہ کیا اگر تم کو ہمسے محبت ہے تو ہمین بھی دلی الفت ہے تمہارے آگے کس کا دربند ہے یہ سنکر ناہید مسکرائی کہا اے شہنشاہ دربند کیسا آپ میری خطا معاف کرین ہاتھون کو یہ شفقت کھولین باغ مین چلکر تشریف رکھین ماہیان کو یہین بلوا بھیجونگی آپ کے انکے مقابلہ ہو جائیگا یہ کنیز بھی سحر مین کسی سے کم نہین ہے آپ دیکھیے باتون ہی مین کام نکل آئیگا دشمن دام مکر مین پھنس جائیگا میری شراکت سے آپ کو زیادہ تکلیف نہو گی اسکے ساتھ پانچ کنیز ان سامری ہین ہر وقت خبر آیندہ و گذشتہ دریافت کرتی رہتی ہے کوکب نے کہا خدا مالک ہے اے ناہید مین نے تو عہد کیا ہے بدون قتل ماہیان نہ پلٹونگا اور اگر قضا لیکر آئی ہو تو مردان عالم یہی کام ہے لڑنا بھڑنا مرنے ہی کا نام ہے اب ناہید قریب آپہونچی ہاتھ بڑھا کے عرض کی کنیز کی مشکلکشائی کیجیے کوکب روشنضمیر نے ہاتھ بڑھایا چالیس پچاس کنیزین بھی عذر کر رہی ہین چہار جانب سے کوکب کو گھیرے ہوے یہی کہتی ہین حضور کنیز کی دستگیری کیجیے ہاتھ انکے کھولیے مہینون سے آپکا اشتیاق تھا کہ کوکب نے ہاتھ بڑھا کر رومال کھینچا جیسے ہی رومال الگ ہوا ناہید کی مٹھی مین ایک جانور تھا منھ پر کوکب کے یا سامری کہکر چھوڑا طائر نے گرد سر کوکب چیخ مارا آہ کی جلکر خاک ہوا وہ خاک جسم کوکب پر گری اس خاک نے تمام و کمال خاک مین ملایا غبار غم و الم دل پر چھایا طائر نے چرخ جو مارا طائر ہوش و حواس اڑگیا کوکب مثل تصویر یا بہ گل حیران و منفعل آئینہ وار حیران بصورت زلف

پریشان خاموش کھڑا ہے نہ روی رفتن نہ راہ ماندن اُس نازنین نے چار قدم پیچھے ہٹکر آواز دی منہ ملکہ ناہید
کاکل کشا او کوکب سلسلۂ زنجیر زلف مسلسل مین باندھکر تجھکو سامنے اپنے مالک کے لے جاؤنگی مجھکو بھی ننگ
دریانشین وتمقام جادو سمجھا سحر تو یاد کرو حقیقت مین کوکب کے ہونٹھ بند دل دردمند ایک
کہتی ہے ہتھکڑیان پہناؤ ایک کہتی ہے بیڑیان لاؤ ایک کہتی ہے زنجیر سحر سے مشکین باندھو ناہید کاکل کشا
نے سبکو جھڑکا کہا ارے اب تمھاری کیا احتیاج ہے مین نے سب کام کرلیا ایک طفل شیرخوار چاہے تو مشکین باندھے
مین زنجیر تار زلف سے مشکین باندھونگی کشان کشان لیجاؤنگی یہ کہکر کاکل پر ہاتھ ڈالا گیسوے مشکین سے
ایک تار توڑا اسپر سحر دم کیا زنجیر طلائی بنکر تیار ہوئی اُس زنجیر کو یہ ظالم جنبش دیتی ہوئی بڑھی کنیزین بھی
بیجاؤن چاؤن کرہی ہین گرد سب کا مجمع ہے ناہید وہ زنجیر طلائی لیکر بڑھی کہتی ہوئی کیون شہنشاہ
عشق ہوچکا گریبان تو چاک کرو منھ پر خاک ملو کوہ و دشت و بیابان کی سیر ہو عاشقان صادق ایسے
نہین ہوتے مجکو نہ پہچانا مدت تک مصاحبت ماہیان کی مین نے کی دعوی کرکے آئی تھی کہ تار زلف مسلسل
مین باندھکر لاؤنگی بڑے بڑے خیال تھے کہ اتنا بڑا شخص دام مکر مین کیونکر پھنسیگا لیکن دام حسن
مین گرفتار ہوے خوب مجبور و ناچار ہوے اس وقت کوکب کی پریشانی آئینہ رخسار پر دو فور حیرانی
سحر فراموش پانون زمین نے تھام لیے زبان مین لکنت آئینہ عارض پر حیرت آنکھون مین کم بصارت
روح کو عدم راحت ہر چند قصد کرتا ہے کوئی سحر یاد کرون کچھ نہین یاد آتا تصور مین فرق ہے دریاے
حیرت مین غرق ناہید لاف وگزاف کرتی ہوئی کوکب کے پاس پہونچی زنجیر طلائی کو جنبش دی ہاتھ بڑھایا
کہ کوکب کی مشکین باندھون کنیزین جو گرد جمع ہین اُن مین سے ایک کنیز نسترن شوخ
چشم نامے یہ کہتی ہوئی بڑھی واری ٹھہر جائیے طائر زیرک دام سے نکل جائیگا پھر ہاتھ نہ آئیگا
مین نے یہ طوق آہن بنایا ہے گلے مین پہنایا جاے زبان مین سوزن دیجیے ایسا نہو ہوشیار ہو جاے
ناہید کاکل کشا نے پلٹ کر دیکھا نسترن شوخ چشم لوہے کا طوق ہاتھ مین لیے ہوے اسم سحر کا
پڑھتی ہوئی آتی ہے مسکراتی ہوئی کہتی ہے کہ واری مکتب غلط مین جب آپ تشریف رکھتی تھین
جو سحر ماہیان نے آپ کو تبلایا ہے مین نے بھی یاد کرلیا ہے وقت ہے کہ اُس سحر ان کو زیور سحر سے آراستہ
کیجیے پہلے یہ طوق پہنائیے عرصہ ہوتا ہے اسکے مددگار بہت ہین ایسا نہو وہ بڈھا اس کام استاد نور افشان
جادو آجاے تو کیسی خرابی ہو بہار و باغبان بھی اسکی مدد کے واسطے آئینگے نگوڑا اسار بان زادہ بھی اسکے سا

چلا تھا طائر سحر نے آپکو خبر دی تھی سب طرح ہوشیار رہیے یہ کہکے نسترن شوخ چشم شرپٹر کرتی ہوئی قریب ناہید
کاکل کشا پہونچی اسنے جس ہاتھ سے چاہا تھا کہ زنجیر سحر گلے مین کوکب کے ڈال دون ہاتھ وہی تھام لیا کہا
دیکھو بی بی بڑی خرابی ہوجائیگی دیکھیے آسمان سے ابر سیاہ اٹھا ہے نور افشان آپہونچا ہے اسکا
روکنا دشوار ہوگا دم بھر مین سب سحر بیکار ہوگا نسترن نے جو یہ گھبرا کر کہا ناہید نے منھ پھیر کر طرف
طلسم نور افشان کے دیکھا اتنے عرصہ مین بجلی چمکی نسترن نے آواز دی او ناہید کاکل کشا بڑا دام سحر
پھیلایا مین آپہونچا نعرہ ہوا منم مہتر سہتر ان عیار زلزلہ قاف ثانی سلیمان ع عمرو آن شاہ عیاران عیار
نعرہ کرکے قریب تو پہونچ چکا تھا خنجر بران کوکھ پر مارا وہ خنجر تحفہ جان سے تھا کوکھ پر پڑا دوسرے پہلو کو توڑ کر
پار گذرا ناہید کاکل کشا لڑکھڑا کر گری شکم چاک قصہ پاک ہوا آگ برسنے لگی کنیزمین دوڑین عمرو تو گلیم
اوڑھکر غائب ہوا آواز دی ہان اے شہنشاہ بینا کوکب کو ہوش آیا تلوار کھینچکر کنیزون پر جا پڑا
جس کے ہاتھ مارا اس کے دو ٹکڑے ہوے چند کس تھیں دو چار سحر مین کوکب نے انکو مارا کنیزون نے
بڑے بڑے سحر کیے کوکب تو دام مکر مین پھنس گیا تھا اپنی حماقت پر بہت منفعل ہوا سحر کی ایک
تختی بنا کر کوکب نے گلے مین ڈالی ہے وہ بھی نقش حفاظت ہر جیپر چپکا دی اسکی پلک جھپکی اوپر سے
ہاتھ را کسی کو جلا دیا اپنی حرکت پر بہت منفعل عمرو نے لوٹنا شروع کیا جو کنیز قتل ہوکر گری لباس
ندارد کوکب پلٹ کر دیکھتا ہے جادوگرنیون کے لاشے برہنہ پڑے مین کبھی خواجہ اپنے کو ظاہر کرتے ہین
کبھی گلیم اوڑھکر چھپ جاتے ہین کبھی تیغہ کھینچے ہوے سامنے کوکب کے آتے ہین کوکب و عمرو
لڑتے ہوے تا بدر باغ پہونچے اندر باغ کے دو چار سے جادوگر تھے غصے مین کوکب نے ان کو
بھی مارا دو دو کی گردن پکڑ کے لڑا دی کسیکو تلوار سے قتل کیا کسی ساحر زبردست کو پکڑ کر چیر ڈالا
کسی باغی کو باغ سے نکلنے نہ دیا باغ کو لالہ زار بنا یا کچھ طائر بنے ہوے باغ مین تھے وہ زمزمہ سرائی کرکے
گرے اپنے اپنے سحر سبھون نے کیے کوکب نے جتنہاے طلائی پامال کیے طائران سحر چلائے جو سحر کرکے بلند
ہوا اس خیال سے کہ نکل جاؤن کوکب نے اٹھا کر سنگریزہ مارا وہ ساحر جلکر زمین پر گرا لبعد عرصہ لانہ
گوشہ باغ سے آواز آئی کشتی مرا نام من ناہید کاکل کشا بود اب باغ روشن ہوا یا تو باغ کی رعنائی
دیبائی تھی یا دیکھا خاک اڑ رہی ہے ایک باغ ویران مقام سنسان چشمہ ہاے آب روان مثل چشم
کور خشک پڑے مین نخل ٹوٹے ہوے تھر گرے ہوے اب خواجہ نے اپنے کو ظاہر کیا کوکب خواجہ

سے لپٹ گیا کہا ای برادر بجان برابر ہماری تو جان بخش ہو بہ خدا مین اپنے ہوش مین نہ تھا خواجہ یہ طائر
ساختہ ماہیان زمرد پوش تھا اُس نے تعلیم کیا ہوگا کہ سامنے کوکب کے اِس طائر کو چھوڑ دینا اِس کی کیا
مجال تھی کہ ایسا سحر کرتی مگر خواجہ تم بڑے وقت پر پہونچے عمرو نے کہا اے برادر میرے دل کو کب آرام
تھا کہ تم بڑے مقابلہ ماہیان جادو مین بیٹھ رہون اے شہنشاہ اِن مرحلہ جات پر برائے خدا ہوشیار
رہنا کوکب نے کہا خواجہ مین نے دریافت کیا ہے کہ در نہد چہارم کی ملکہ فیروزہ گوہر پوش حاکم ہر اور
بنجم پر ملکہ رضوان جادو ہمشیرۂ افراسیاب بہت عرصے کے بعد انشاء اللہ رضوان سے ملاقات
ہوگی جب افراسیاب سے میل تھا قصر نور افشانی پر میلا ہوا رضوان جادو بھی آئی وہ مجھ پر عاشق
ہوئی مین اُس پر مائل ہوا اکثر نامہ و پیام رہے جب سے آپ کی شراکت کی نامہ و پیام کا موقع نہ ملا وہ
میرے ساتھ دشمنی نہ کرے گی دل وجان سے عاشق صادق ہے اور در نہد ششم کی خبر مجھکو نور افشان نے
دی تھی کہ مہران جادو بڑی ساحرہ زبردست ہے اُس نے قلعۂ طلسمی بڑے تکلف سے تیار کیا
تمکو خواجہ آگاہ کرتا ہون کہ اُس پر معرکۂ عظیم پڑے گا نور افشان نے یہ کلمہ کہا تھا کہ اے
فرزند دلبند مہران یہ بڑی قیامت کا مقام ہے جب کوئی شعبدۂ سحر دکھاؤ گے اُس پر قبضہ پاؤ گے
ورنہ مقام تردد و انتشار ہے اُسکے آگے باغ ظلمات ہے طائر سحر نے خبر دی ہر کہ سترہ لاکھ فوج وہان
جمع ہے شاید درمیان مین بھی کچھ فساد ہوا اپنا تو اعتقاد یہ ہے کہ حافظ حقیقی بچائیگا حقیقت مین
اس ارادے کو میرے پروردگار پورا کرے ناہید کاکل کشا کے سحر نے دل بے چین کر دیا شب بھر
کوکب و خواجہ سے اُس باغ مین باتین رہین جبکہ ساحر زرین پوش آفتاب عالمتاب ہوم خانہ
مشرق سے بصد کر و فر برآمد ہوا اور تخت فلک چہارم پر جلوہ افروز ہو کر مصروف سیاحی ہوا منازل
فلکی کو طے کرنے لگا خواجہ نے اُٹھکر نماز سحر سے فراغت حاصل کی کوکب نے اسباب سحر سے اپنے کو درست کیا
تختی گلے مین ڈالی خوب بہر کو آراستہ و پیراستہ کیا کہا خواجہ خدا حافظ ہے اب انشاءاللہ پھر کسی مقام پر آپ سے ملاقات
ہوگی فلک نے وہ نیرنگ دکھایا خود زبان سے کہنا پڑا کہ خواجہ ہمارا خیال رکھیے گا دل کو یقین کامل ہے ہر مشکل مین
بعد پروردگار آپ ہی کام آئین گے یہ در نہد بھی آپکی جرأت سے فتح ہوا ورنہ ہمارا تو خاتمہ ہو چکا تھا آپ نے
اژدرام مکر ناہید سے بچایا آپسمین ایسی باتین ہو کر کوکب روشن ضمیر بصد جاہ و توقیر پشت
مرکب بادرفتار پر سوار ہوا بجرات طرف در نہد چہارم کے چلا خواجہ بھی عقب مین

کوکب کے چلے وقت پر حال تحریر ہوگا

وو کلمۂ داستان حیرت بیان در بند چہارم کہ جسکی حاکم ملکہ فیروزہ گوہر پوش ہے اپنے دام مکر مین کوکب کو پھنسانا اور آمد رضوان جادو ہمشیرۂ افراسیاب و عشق کوکب و رضوان اور خبر ہونا افراسیاب کو و عیاری خواجہ و مقابلہ کوکب و افراسیاب و قتل رضوان و فیروزہ عجب داستان سحر بیان ہے ساقی نامہ مصنف

کہان ہی ساقی جمشید شوکت
لگے کانٹا تو یاد آئے گلابی
سخن جام شراب زندگانی
جہان نقش نگین جاودانہ
دیگر اشعار عبرت از مصنف
مرا غنچۂ دل شگفتہ ہوا
نہ فرحت ہوئی بلکہ حیرت ہوئی
بہار گلستان کے ہین زور و شور
عدو باغ کے آج گل خار ہین
جوانی پہ ہے جوش فصل بہار
ہر اک شاخ پر میوہ جلنے لگی
خزان نے دکھائی جو شکل مہیب
رسودی ہمین یک سخن یاد دار

کہان ہے بادۂ خورشید طلعت
پلادے وہ شراب پرتگالی
سخن آب حیات جاودانی
سخندان ایسی فرمائین عنایات
تمثل آئینہ حیران ہون مین
لیے سیر گلشن مین اک دن چلا
جو دیکھا تو بلبل بصد آرزو
چہکتی ہے بلبل تو رقصان ہین مور
ہر اک سرو رشک قد مہ لقا
یکا یک فلک کو ہوا ناگوار
گلو نکے کلیجے ہوئے غم سے چاک
صدا دیتی تھی رو کے بلبل غریب

جہان کے دور مین جو ہین شرابی
کہ پیدا دل سے ہو مضمون عالی
سخن مرغان جنت کا ترانہ
کہ رہجائے زمانے مین مری بات
کبھی شکل گیسو پریشان ہون مین
قدم باغ مین رکھ کے فرحت ہوئی
ثنا خوان گل عاشق رنگ و بو
کسی جا پہ پھولون کے انبار ہین
عروسان گلشن کے ناز و ادا
ہوا گرم گلشن مین چلنے لگی
اڑاتی تھی باد صبا سر پہ خاک
منہ دل سو ہین دیر ناپایدار

اشہب تیز گام زبان کو میدان مدعا مین یون جولان کرتے ہین شہنشاہ کوکب روشنضمیر تین در بند فتح کرکے طرف در بند چہارم کے چلا در بند چہارم پر نواسی ماہیان کی فیروزہ گوہر پوش برائے انتقام آئی ہے ساحر مکارہ نے ایک قصر تیار کرکے بارگاہ عمدہ استاد کرائی مسند پر بیٹھی ہوئی اپنے حسن پر نازان یہی ذکر کر رہی ہے کہ صاحبو آمد کوکب کا خیال لکھو مجھکو دمبدم کی خبر پہونچاؤ ایسا نہو غفلت مین وہ ظالم آجائے لطف افسری یہ ہی کہ ایک قطرہ خون کا زمین پر نہ گرے ہوئے جسم کسی کا میلا نہونے پائے حریف گرفتار ہوجائے یقین ہے کہ ماہیان بھی بہت قدردانی

فرمائین گی سیر مین زر و جواہر سے بھر دین گی اگر کوئی افتاد ماہیان پر پڑی ہماری تمھاری کون قدر کرے گا
ملکہ ماہیان کے دم سے بڑی آسایش ہے کنیزین برائے خبر جاتی ہین عرض کر رہی ہین حضور کوکب نے
شب باغ ویران مین بسر کی کوکب تنہا نہین ہے ایک رفیق ساتھ ہے شب کو ہمنے باغ ویران
مین باتین کرتے سنا بوقت سحر وہ رفیق اور طرف گیا کوکب نے ادھر رخ کیا ہے تین پہرون انھین
خبرون مین گذرا پہر دن پچھلا باقی ہے فیروزہ تخت یاقوت احمر پر گرد تمام جادوگرنیان خبر مفصل جو
جتائی مشاطہ کو اشارہ ہوا مشاطہ نے آکر اس شعلۂ خوجوالہ کو زینت دی پوشاک عمدہ پہنکر چند کنیزون کو
ساتھ لیا ٹہلتی ہوئی قریب دربارگاہ آئی سیر صحرا مین مصروف ہے دیدۂ انتظار شاہزادہ مدعا پر کہ صحرا سے
گرد اڑی فیروزہ گوہر پوش نے دیکھا کوکب نامدار پشت مرکب باد رفتار پر سوار اسی جانب آتا ہے لیکن
ہوشیار چاق دیو بند قبضے پر ہاتھ پڑا ہوا فیروزہ نے دیکھتے ہی ساتھ والیون سے کہا لو صاحب کوکب
آپہونچا ناہید کے مقام پر دھوکا کھا چکا ہے بڑی ہوشیاری سے آتا ہے ایسے گرگ باران دیدہ پر دست پانا
دشوار ہے یہ کہکر اس مکارہ نے تاج سر سے اتارا سر برہنہ کیا چند کنیزون کو ساتھ لیکر دوڑی قریب کوکب
آکر برائے تسلیم خم ہوئی کوکب نے جواب دیا اور آواز دی لے فیروزہ ہوشیار ہو جاؤ مین سحر کرتا
ہون فیروزہ دوڑ کر رکاب سے لپٹ گئی کہا اے شہنشاہ عالیجاہ لونڈی کی بھی یہ مجال ہے کہ
آپ سے لڑے میرے بزرگ سب سرکار کے نمکخوار ہے بسبب ملازمت افراسیاب کے مین
پابند ہو کر رہگئی خدمت مین نہ پہونچی آج تک ہمارے خاندان مین آپ ہی کا ذکر ہوتا ہے بزرگون نے
سرکار سے ایسا پیدا کیا اسی مین بسر کرتے ہین سرکار افراسیاب کسکو آبرو دی آپ کی سرکار مین جو چند سے
رہا امیر ہو گیا لونڈی کو حضور نے نہین پہچانا باپ میرا امروارید گوہر پوش کی خدمت مین رہا
چچا میرا دردانہ جادو جوان خوشرو خدمت مین شہنشاہ برجیس زرین علم کے اب بھی ہے جب
یہ عہدہ مجھکو ملا عم نامدار نے مجھکو نامہ لکھا کہ فیروزہ خبردار ہم سرکار کے نمک خوار ہین جہان تک ہو سکے
خیر خواہی کرنا شہنشاہ کو تا بہ ماہیان زمرد پوش پہونچا دینا ہر چند کہ کوکب بڑا دھوکا کھا چکا ہے
دلکو یقین نہین آتا فیروزہ نے جیب سے نامہ اپنے چچا کا نکالکر دیا اور کہا حضور اسکو ملاحظہ فرمائین سب دربند
کنیز کے قبضے مین ہین سب مقامات خالی کرا دون گی حضور کو تا بہ باغ ظلمات پہونچاؤن گی اگر میرا زور چلگیا
تو ماہیان کو گرفتار کرا دونگی میرے اسکے وعدہ ہو چکا ہے کہ ای فیروزہ جسوقت تو بلائیگی مین فوراً آ ؤنگی اگر یہ دام

پڑ گیا تو سرکار کو زیادہ مشقت نہوگی کوکب نے نامہ دیکھا حقیقت مین چچا اُسکا ملازم شہنشاہ برجلیس زرین علم ہے اسمین یہی سب مضمون مرقوم ہے اب کوکب پشت مرکب سے اُترا لیکن ہوشیار خیال کر رہا ہے کہ اگر یہ زبان بھی ملائے تو مین سحر کرون ایسا نہو پھر دھوکا ہوے کوکب بڑی شرم کی بات ہے لیکن اُس خط مین تاکیداکید ہے ہر مقام پر یہی لکھا ہے ای فیروزہ اگر تمنے نمک حلالی نہ کی اور شہنشاہ کو تا بہ ماہیان نہ پہونچایا ہم سے ملاقات پھر نہ ہوگی شادی وغمی کی شراکت ناممکن ہو جائیگی جہان تک ہوسکے خیر خواہی کرنا اگر تیری مدد سے ماہیان قتل ہوئی شہنشاہ نے فتح پائی ہمکو خلعت وجاگیر ملے گی فیروزہ انھین مضامین کو پڑھ پڑھ کر سنا رہی ہے کوکب کو استقبال کر کے لے چلی ہے کوکب کے دل مین یہ خیال ہے کہ اے کوکب ہوشیار رہو اگر دوستی کرے سبحان اللہ اور اگر دشمنی پر کمر باندھے سمجھا جائے گا سنئے لیکن نکرو شراب وکباب سے اپنے کو بچاؤ اور یہ کیا کر سکے گی خط تو حقیقت مین اسکے چچا نے لکھا ہے یہ علمدار کا ملازم بھی ہے ضرور اسنے تاکید کی ہوگی اُسکو کب گوارا ہوگا کہ ہمین رنج و ملال پہونچے یہ سوچکر کوکب مطمئن ہوا فیروزہ گوہر پوش کے ساتھ قصر مین آیا اشارہ کیا کوکب تخت پر آکر بیٹھا فیروزہ گوہر پوش خدمتگزاری مین مصروف ہوئی بہ تعجیل گائیون کو طلب کیا گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی پیش کین ساقی نیچے آکر حاضر ہوے ناچ شروع ہوا فیروزہ نے بڑھکر جام شراب بھر اپنے ہاتھ پر رکھ سامنے کوکب کے آئی عرض کی حضور نوش فرمائین کوکب نے ہاتھ رکھدیا کہا اے فیروزہ یہ وقت شراب وکباب نہین ہے تمھاری خاطر کی شریک صحبت ہوے فیروزہ نے جو خیال کیا تو کوکب کو بہت ہوشیار پایا نہ گانے پر توجہ ہے شراب کباب کا بالکل انکار کیا اب حیران ہے کہ مین کیا تدبیر کرون شراب میرے ہاتھ سے پیتا سحر فراموش ہوتا تو مین گرفتار کرتی لیکن کوکب ہمہ تن چشم بنا ہوا بیٹھا ہے شیر ہے کہ جھوم رہا ہے قبضے پر ہاتھ پڑا ہوا ایک ایک کو بہ نگاہ قہر دیکھ رہا ہے اگر کوئی کنیز قریب آتی ہے کوکب منع کرتا ہے کہ پیچھے دور بیٹھو فیروزہ گوہر پوش سے یہ کہدیا کہ اے فیروزہ بُرا نہ ماننا چونکہ تم ہمارے رفیق کی بھتیجی ہو سفارش نامہ بھی تمنے دکھایا ہمین کسیقدر یقین آیا لیکن یہ مقام ایسا نہین ہے کہ ہم اپنے کو فراموش کرین شراب وکباب پر توجہ فرمائین تمنے جو کہا تھا کہ ہم ماہیان کو بلا دین گے دام مکر مین پھنسائین گے اگر تمھارا اختیار ہے تو نامہ لکھو ورنہ تم ہماری حریف ہو ہم اُٹھتے ہی سحر کرین گے مکانات کو سحر کر کے مٹا دین گے اب

فیروزہ گھبرائی سمجھی کہ میری کوشش سے کچھ نہو گا ملکۂ رضوان جادو جو حاکم دربند پنجم ہے ساحرۂ
لاجواب حسن وجمال مین بھی انتخاب اُسکو یہان بلاؤن مین اکیلی کیا کرونگی باتون مین رات گذر جائیگی
ناہید کاکل کشا نے مکر کر کے ہوشیار کر دیا اب دام کلام مین نہ پھنسے گا طائر زیرک نکل جائیگا یہ سوچکر
فیروزہ اُٹھی گوشے مین آکر ایک نامہ بنام رضوان جادو لکھا مضمون یہ تھا اے ملکۂ عالم اے مہر پرست
ساحران اے افسر کنیزان مین کوکب کو لگا کر اپنے قصر مین لائی ہون لیکن بہت ہوشیار
ہے بڑا ساحر نامدار ہے مین تنہا گرفتار نہین کر سکتی آپ بھی تشریف لائیے ہم اور آپ ملکر سحر کرین شاید
گرفتار ہو جائے یہ نامہ طولانی لکھکر کنیز کو دیا کہا زبانی بھی حال کہنا کہ کوکب ہمہ تن چشم بنا ہوا ہے کسکو دھوکا
دون کس پر سحر کرون ادھر سے تو کنیز نامہ لیکر دربند پنجم پر چلی فیروزہ اُسی طرح خدمت مین مصروف تھی
کوکب کسی بات مین دھوکا نہین کھاتا مثل شیر غضبناک چست وچالاک قبضے پر ہاتھ پڑا ہوا ذرا بھی کسی
کنیز نے اشارہ کیا کوکب تلوار ٹیک کر اُٹھنے لگا فیروزہ نے کہا شہنشاہ خیر تو ہے یہ سب کنیزان حضور
ہین اسمین کسی کو اپنا دشمن نجانیے کوکب نے جواب دیا اے فیروزہ کنیزون سے کہو دمبدم کی
آمد ورفت موقوف کرین مجھے شک ہوتا ہے ایک مقام پر بیٹھین تم ماہیان کو بلواؤ اگر اسکے
خلاف ہوگا تو اے فیروزہ خون کے دریا بہادونگا تمام دربند کو خاک مین ملادونگا اتنا خیال
ضرور ہے تمنے خط جو اپنے چچا کا دکھلایا اسوجہ سے مین یہان تک آیا ورنہ بقول ہمارے مہربان محسن جان
بخش خواجہ عمرو کے دشمن کے مکان پر جانا کب روا ہے مینے سراسر بزرگونکے قول کے خلاف کیا تمہارے کلام پر مطمئن
ہوا اب تین پہر رات اور باقی ہے وہ جو کہا ہے وہ آنکھون سے دکھلاؤ ماہیان کو بلاؤ تمکو کہین جانے ندونگا
فیروزہ اور زیادہ گھبرائی مگر عرض کی اے شہنشاہ مین نے ابھی کنیز کو روانہ کیا ہے نامہ لے کر گئی ہے
یقین ہے دیکھتے ہی ماہیان آوے شاید کنیزان سامری نے اُسکو بہکایا ہو شاید آنے مین تامل
کرے تو مین اپنے مقام کے عجائب وغرائب مٹادونگی یہ دربند بدون مشقت فتح ہوگا کوکب اسکی
باتون پر کھٹک رہا ہے دل مثل ماہی بے آب پھڑک رہا ہے لیکن دو کلمہ داستان اس حریق آتش اشتیاق
غریق لجۂ فراق اسیر طرۂ گیسو ذبیح خنجر ابرو ملکہ رضوان جادو کے گذارش ہوتے ہین کہ ملکہ
رضوان خوشی خوشی دربند پنجم پر آئی آتے ہی انتظام کیا کنیزان ہمراز مصاحبان دمساز جو اس حال سے
بخوبی آگاہ ہین اُنکو ساتھ لے کر آئی ہر آمد کوکب کی مشتاق دل مین وصل کا اشتیاق کنیزین بھی کچھ

کہ رہی ہین حضور آج مدت کے بچھڑے ہوے ملین گے دفتر حکایت وشکایت کھلین گے رضوان جادو نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا صاحبو اُنکا خدا اُنکو بچائے راہ مین دربند سخت ہین ناہید کاکل کشا ساحرہ یکتا فیروزہ گوہر پوش مکار و حیلہ ساز دمباز نہین معلوم کیا تدبیر کرے جب چار دربند فتح ہون تب اُس شہر کا مقام پر ہجران دیدہ آفت کشیدہ کے گذر ہوا ہی تو یہ کیفیت ہی

نظم

ہم اپنے گھر مین دل بیقرار راہ مین ہے
ٹھہر گیا ہی جنازہ جو چلکے عاشق کا
رفیق سایۂ پروردگار راہ مین ہے
نہ ساتھ روح کا منزل مین دے سکا کوئی
جلالؔ ضعف کا کیا اعتبار راہ مین ہے

ادھر جنون کو مرا انتظار راہ مین ہے
کسی کا شاید اُسے انتظار راہ مین ہے
زہے غریب نوازی ہی خیال وطن
صبا پہونچ گئی مشت غبار راہ مین ہے

خبر جو دی ہی یہ قاصد نے یار راہ مین ہے
اُدھر چمن سے چلی ہی بہار راہ مین ہے
زیادہ ابر سے ہی دھوپ کوے الفت کی
ہمیشہ ساتھ مرے سایہ دار راہ مین ہے
قدم اُٹھے نہ اُٹھے چلنے دے نہ چلنے دے

انیسین جلیسین عرض کر رہی ہین حضور ناہید وغیرہ کی اُنکے سامنے کیا حقیقت ہے بادشاہ با شوکت شاگرد رشید نور افشان سات سو ملک کا حاکم علاقہ ساحران کا ناظم ایسے ویسے ساحر کے روکنے سے وہ رکین گے آج کی شب ضرور حضور سے ملاقات ہو گی رضوان نے کہا فیروزہ گوہر پوش میری مطیع ہے اگر وہان لڑائی پڑی ضرور مجھکو خبر دے گی یہ ذکر تھا کہ کنیز فیروزہ نامہ لیے ہوے گھبرائی ہوئی آکر پہونچی ملکہ رضوان نے گھبرا کر پوچھا ارے خیر تو ہی کیا شہنشاہ لڑتے بھڑتے وہان پہونچ گئے کنیز نے نامہ دیا زبانی بھی تمام کیفیت عرض کی کہ حضور تیسرے دربند پہ شہنشاہ نے صدمۂ عظیم اُٹھایا ناہید نے کوئی مکر کیا لیکن اُسی کی کنیزون مین سے ایک کنیز نکل آئی اُسنے ناہید کو مارا اب کوکب اسقدر ہوشیار ہے بات کرنا اُسکے سامنے دشوار ہے صاف صاف وہ فرماتے ہین کہ دشمن سے اطمینان کیا مگر حضور نے فیروزہ گوہر پوش نے کیا کمال کیا ایسے آہوے وحشی بلکہ شیر غرندہ کو رام کر کے اپنے قصر مین لائین دام کلام مین پھنسایا ہی لیکن وہ بادشاہ عالیجاہ شراب کباب قبول نہین کرتا پھر کیا کرین سحر تو قاعدے سے ہوتا ہی اسی وجہ سے ملکہ فیروزہ نے حضور کو بلایا ہی کہ دونون ملکر سحر کرین کوکب کو گرفتار کرلین اکیلے سے کچھ نہ ہو سکیگا بہت مجبور ہے اسوقت کوکب نے غصہ مین فرمایا کہ اے فیروزہ گوہر پوش اگر صبح تک تمہارے کلام کا ظہور نہوا تو ہم بری طرح پیش آئینگے اب جلد کوکب کو گرفتار کیجیے اپنے مصاحب خاص کو بھیجیے اُس شیر کو بچائیے ورنہ فوراً قتل کر ڈالیگا بہت بگڑا ہوا بیٹھا ہی رضوان جادو یہ سُنکر نہال ہو گئی ہنسکر جواب دیا

اُس میری کنیز کی کیا مجال ہی کہ اُس شہنشاہ عالیجاہ پر دست انداز ہو وہ بادشاہ عالیشان وہ مکارہ
بے ایمان شہنشاہ نے دھوکا کھایا ایسی بیسوا کے ساتھ کیون چلے آئے ہین چلکر فیروزہ کو سمجھاؤنگی
مدت سے میری ملازم ہی ہماری خوشی کی خواہان ہوگی خلاف کرسکتی ہی یہ کہکر ملکہ رضوان جادو اُٹھی
چالیس کنیزین جو ہمدم و ہمراز ہین اشارہ کیا ہمارا لباس و زیور نکالو کنیزین پوشاک فاخرہ لائین رضوان نے
خوشی خوشی زیب جسم کی صندوقچہ زیور کا کھلا آئینہ سامنے رکھ لیا زیور پہن رہی ہی مشاطہ پشت پر
حاضر چوٹی گوندھی دو مار سیاہ آپسمین گتھ گئے بقول شیخ ناسخ مطلع چوٹی نہین ہی پشت پہ اُس
نونہال کے دو سانپ گتھ گئے ہین زبانین نکال کے طوق منت کے گلے مین زیور کو خود زینت ہوئی
سبز آویزے جو کھیتی کو حسن کی سرسبز کرتے ہین عارض انور پر لہرا رہے ہین چھپکا یاقوت احمر کا جسکو دیکھکر کلیجہ
عاشق کا خون ہو دریائے زیور مین غوطہ مارتا ہی مشاطہ بھی اترائی ہوئی ہی عطر سہاگ مل دیا شعلہ
جوالہ بن کر جھولی بادلے کی اسمین اسباب سحر لیئے مصاحبان ہمراز کنیزان و مساز کو ساتھ لیا طاؤس
زرین بال پر سوار ہو کر طرف دربند فیروزہ کے چلی ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ اب ملکہ رضوان جادو جوش
محبت مین جاتی ہین منسوبات سحر جو راہ مین بنائے تھے اُنکو مٹاتی ہین اس خیال سے کہ اگر کوئی معین و
مددگار کوکب کا ساحر یا غیر ساحر آنیکا قصد کریے تو اُسکو راستہ ملے کنیزون سے کہتی ہوئی آتی ہے
کیون صاحب ناہید کا کل کشاکو کسنے مارا ظاہر مین تو کوئی ساتھ نہین ہی طائران سحر نے مجھکو خبر دی
کہ وہ شیر بیشہ جرات اپنے قصر سے یکہ و تنہا چلا نہنگ دریا نشین کو بھی بڑے جوش و خروش
مین مارا نگوڑا چھپکے بیٹھا تھا مجکو طائر نے خبر دی اُس شہنشاہ آتش خو نے وہ سحر کیا پانی دریا کا
کھولنے لگا مچھلیان بیتاب ہو کے نکل آئین نہنگ کو بھی چین نہ پڑا آخر نکل آیا اکیلے نے ہزارون کو مارا
قمقام جادو کے ساتھ تین لاکھ فوج تھی سنتی ہون اُن مین ایک زندہ نہین بچا لیکن ناہید نے کیا کمال کیا
کوکب جری ہے بہادر ہی سیدھا سپاہی ہے بی فیروزہ نے ناز کرشمے دکھائے صورت کو اُسکی دیکھا سیرت
کو دریافت نہ کیا چلے آئے اب مین تابہ دربہجم تو قبضہ کرادونگی اگر میرا کہنا مانین گے تا بہ باغ ظلمات بھی
رسائی ہوجائیگی لیکن یہان یہ تدبیر بنقیض ادہر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر تخت پر جلوہ فرما ہین زلف لیلائی شب
کمر سے گذر چکی ہے فیروزہ اب بدحواس ہے کوکب فرما رہے ہین کیون ملکہ تمھاری کلام کا مطلب
نہوا ماہیان کو نہ بلا سکوگی یہ گھبرا کے عرض کرتی ہی میرا کیا اختیار ہی وہ اپنے شغل کی مختار ہین تشریف

نہ لائین تو مین کیا کرون نامہ مین نے ضرور روانہ کیا کوکب نے کہا اچھا اب ہم تمکو گرفتار کرکے طرف قصر
جمشیدی کے روانہ کرتے ہین تمھارے چچا کو نامہ لکھین گے کہ تمھاری بھتیجی نے ہمپر احسان عظیم کیا سزا
اور عدم سزا کا انھین کو اختیار ہی وہ تو تمھارا عم نامدار ہی بھتیجی پر بدعت نہین کرے گا لیکن ہمارے
دل کو یقین ہی کہ اُسنے ہمارا نمک کھایا ہی اگر تمکو خلاف پائیگا بیشک قتل کرڈالے گا ہمارا کوئی نمکخوار
ہمارا دشمن نہین ہی اب فیروزہ گھبرا رہی ہی کہ دیکھون اب کیا ہوتا ہی ہاتھ باندھکر عرض کی کنیز نے
ورنبد کا آپکو قبضہ کرا دیا بے لڑے بھڑے آپ نکل جایئے مین ماہیان کو اطلاع نکرونگی اگر حکم ہو ہمراہ
چلون چلکر ماہیان سے کہون کوکب نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا ہے یہ منتین کر رہی ہے کہ شہنشاہ
ماہیان کے آنے نہ آنے مین میری کیا خطا کہ آسمان پر برق چمکی کوکب دیکھنے لگا بعد مدت مدید
وعہد بعید اپنے یار جانی محبوب جاودانی محبوبۂ خوشخو رضوان جادو کو دیکھا طاؤس زرین
بال پر بیٹھی جمی ہوئی ہی خوشی خوشی آتی ہے نگاہ جو کوکب کی پڑی آفتاب جمال رضوان نام خوش
خصال زلفین عارض الوزیر جلب دختن ایک جگہ پر مل گئی بڑی بڑی انکھڑیان ابروے خمدار لیے ہوے
سرو باغ خوبی وہن غنچۂ نو دمیدہ حدیقۂ محبوبی سراپا مین جادوگری عشوہ و کرشمۂ ناز دست بستہ مثل
کنیزان ہمراز ہمراہ ہین صاف ثابت ہی کہ بیچ مین ماہتاب ان گرد ہجوم کنیزان زرین پوش مثل سیارگان طاؤس آکر
اُترا فیروزہ تو سنبھلی کہ اب رضوان سحر کریگی اپنے مقام سے گولا سنبھال کر اُٹھی کوکب نے دیکھتے ہی آواز دی
فرد بیا بیا کہ ترا تنگ در کنار کشم ✦ بہ تنگ آمدہ ام چند انتظار کشم ✦ کیون اے شہنشاہ خوبی اپنے عاشق
جانباز کو خوب فراموش کیا آج کون سی ساعت سعید ہے یا روز عید ہے کہ جمال بیمثال کی زیارت
نصیب ہوئی ملکہ رضوان جادو نے مسکراکر جواب دیا اے شہنشاہ طلسم نورافشان بموجب مضمون
مقام ہذا اشعار آبدار

نظم

غنچہ لعل لبت گر از تغافل بشگفد
غنچہ را در دل درون سینہ چون گل بشگفد
غنچہ طلسم نمی خندد بہ شورستان ہند
در بیابان لالہ را دل از تجمل بشگفد

بگفتم چون بلبلے کز دیدن گل بشگفد
بر دماغم میخورد از بہاریاغی بوی گل
ہمت یاران کہ از گلزار کامل بشگفد

اگر صبا دارد شمیم پیرہن سوے چمن
خاطر آشفتہ ام از نشۂ امل بشگفد
یا بہ اہالی محبت کش کہ مخفی عاقبت

اب تو فیروزہ حیران ہوگئی تخت سے کوکب کو دیکھنے اُدھر رضوان
بڑھی ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا کوکب نے جو شکایت عدم ملاقات کی رضوان نے آنکھون مین

آنسو بھر کے جواب دیا کہ اے شہنشاہ اُس زمانے مین آپ سے اور بھائی صاحب سے میل تھا ہر ایک طرح سے
چلے آتے تھے گھڑی دو گھڑی کو ملاقات ہوتی تھی آپکے اُنکے فساد عظیم ہوا جس زمانے مین وہ جہانگیر کو
لائے اور آپکا طلسم جو درہم و برہم ہونے لگا ہمارے کلیجے پر چھُریان پڑتی تھین لیکن مجبور ناچار
گوشہ نشین دعائین مانگتی تھی یہ بھی سُنا کہ آپنے مذہب تبدیل کیا یہ کہکر دعا مانگتی تھی کہ اے خداے
نادیدہ اگر تو برحق ہے شہنشاہ کو ہاتھ سے اس ظالم کے بچاے لیکن شکر ہے کہ ہماری دعا قبول ہوئی
جسدن ہمنے خبر پائی کہ شاہزادہ جہانگیر فرزند صاحبقران ٹھہرا کنیزون سے پوچھو ہمنے رتجگا کیا روشنی
کی بلکہ شہنشاہ نے پوچھا بھی کہ ہمشیرہ آج خوشی کا باعث کیا ہوا جواب دیا کہ بھائی صاحب صاحبقران
زمان والی قاف و دنیا محترم و محتشم صاحب اسم اعظم اس مغلوبہ مین شریک تھے سامری جمشید نے
تمکو بچایا سُنا تھا کہ اُنپر سحر تاثیر نہین کرتا اگر کہین اُنسے مقابلہ پڑجاتا سحر اُنپر تاثیر نہین کرتا ایسے شخص کا
کوئی کیا کر سکے فوجین قتل ہو بین ملک نکل گئے پھر ان پر قبضہ ہو جائیگا اگر دشمنون کی جان پر بنجاتی
تو ہم کدھر کے ہوتے ایسی باتین کہکر افراسیاب کو راضی کر دیا جب یہ خبر سنی کہ آپکا قصد تا بباغ
ظلمات آنے کا ہے ملکہ ماہیان زمرد پوش سے کہکر دربند کا انتظام کیا چارم دربند پر اپنی مصاحب
خاص بی فیروزہ کو مقرر کیا کہ وہ دربند توبے لڑے بھڑے آپ کے قبضے مین آجائین آیندہ خدا
مالک ہے یہ کہکر کنیزون کو اشارہ کیا ارے صحبت بے نمک کیون ہے فیروزہ شراب
وکباب کا سامان کیون نہین کیا فیروزہ نے کہا اے ملکہ عالم مین نے پہلے ہی تقریب شراب
کی کی شہنشاہ کو کچھ اور خیال ہوا شراب واپس دی میرے ہاتھ سے نہ پی اب تک شہنشاہ کو
یہی خیال ہے کہ کچھ مکر نہ کرے رضوان نے اپنے ہاتھ سے جام شراب بھرا سامنے کوکب کے پیش
کیا کوکب نے بے اندیشۂ انجام شراب نوش فرمائی اور یہ اشعار آبدار پڑھے **نظم**

تڑپ تڑپ کے جو عاشق تمام ہوتا ہے
کہ ایک شخص سے بس ایک کام ہوتا ہے
گذر ہو صبح کو غمی نہ تک مرگ کیونکر
غروب مہر بھی نزدیک شام ہوتا ہے
خود آپ مین نہین آسکتے ہم بلاکے انہین

تمھاری نیم نگاہی کا نام ہوتا ہے
مین جان دینے لگا یار پر تو دل بولا
بلاؤنگا شب ہجر اژدحام ہوتا ہے
جمال یار کا نظارہ کرے حشر مین آنکھ
یہ شوق تخلیہ کا انتظام ہوتا ہے

تڑپنے دو مجھے یا امتحان صبر ہی لو
ٹھہر کے پہلے تصدق غلام ہوتا ہے
مٹا دی قبر تنے کیون داغ دلکو گیسو کا
وہ منھ چھپانے کو مین ون تمام ہوتا ہے
نہ سرد ہو کہین بازار فتنۂ فردا

وہ آج ناز سے گرم خرام ہوتا ہے
گر اوسے راہ مین خط کو لکھا مقدر کا
درود خضر علیہ السلام ہوتا ہے
نگاہ ناز سے دلکی نہین کہی جاتی
اجل سے جب کوئی ایسا ہی کام ہوتا ہے
سمجھ کے پوچھین وہ عاشق ہے وجہ خاموشی
ابھی تو وصل مین بلوائی عام ہوتا ہے

فراق مین مجھے ساقی کے دیکھکر روتے
ہمیشہ نلہ رسان ہی کا نام ہوتا ہے
وہ چپ حسن مین مجھے شاعر نہین سمجھتا وہ بت
ادا انھین سے کچھ انکا پیام ہوتا ہے
زہے نصیب جو کھا جائے جان بھی غم دوست
زبان دینے کا پہلے پیام ہوتا ہے

کچھ آبدیدہ بھی ہنس ہنس کے جام ہوتا ہے
قدم قدم ترے گم کردہ رہ کی منزل مین
مری کلام مین بھی کچھ کلام ہوتا ہے
یہ مشکل آتی ہے لب تک بھی جان زار انکی
جگر تو اب کوئی دم مین تمام ہوتا ہے
نکالنے جو لگین دلکی حسرتین وہ جلال

اتنے فیروزہ اور زیادہ گھبرائی دل سے کہتی ہے مین نے تو اس واسطے بلوایا تھا کہ یہ میری شرکت کرین گی دونون ملکے کوکب کو پکڑلینگے یہان تو کچھ اور ہی صورت ہے دفتر حکایت و شکایت کھل رہے ہین اب فیروزہ اس فکر مین ہوئی کہ کوکب کے گلے مین جو تختی پڑی ہے اسمین بھی کچھ کمال ہے یہ کسی طرح لون اور اس خرابی کی خبر جاکر افراسیاب سے کہون کہ شہنشاہ چلکر اپنی ہمشیرہ کو سنبھالیے کیا دنیا مین آگ لگی ہے عشق و عاشقی مین بھائی کا گھر ویران کرتی ہین رضوان نے اسیوقت سامنے فیروزہ کے منسوبات مٹانا شروع کیے جو جو عجائبات سحر بنائے تھے انکو مٹایا راستہ کھولا اب کوکب ملکہ رضوان سے باتون مین مصروف ہین ہتھیار کھول کے رکھدیے تختی بھی گلے سے اتار کر رکھی فیروزہ سمجھی اگر مین کچھ بھی خلاف مزاج ملکہ عالم کرونگی اسکے ہاتھ سے جان نہ بچے گی جنکو اپنا سرپرست سمجھی تھی وہی آمادۂ قتل ہوگئین افسوس بموجب مضمون مصرع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی + مار آستین اگر گ بغل یہ سوچکر خدمت مین مصروف ہوئی گلابیان اٹھاکے لائی کشتیان شراب کی پیش کر رہی ہے بدل و جان خدمتگزاری مین مصروف ہوئی بہ چستی و چالاکی و عیاری اس ملعونہ نے نگاہ کوکب و رضوان بچاکر وہ تختی یاقوتی اپنے قبضے مین کی اب پیچھے ہٹی خیال مین ہے کہ چلکر افراسیاب کو لاؤن ان دونون کو سزائے معقول دلواؤن فیروزۂ گوہر پوش تو طرف افراسیاب کے چلی ایک کنیز کو اشارے سے بلایا بیرون قصر آئی کہا بوا گل اندام تمنے یہ اندھیر دیکھا ملکہ ماہیان زمرد پوش نے عزیز قریب جانکر برائے حفاظت مقرر کیا وہ مٹانے کے درپے ہین بوا ایک کام کرو کہ مین تو بیرون قصر ٹھہرتی ہون میرا جانا مناسب نہین ہے ان دشمنونکی حفاظت کرون تم جاکر یہ نامہ ہاتھ مین افراسیاب کے دینا اور کہنا کہ اے شہنشاہ چلکر بہن کو سنبھالیے شادی نہ کرنے کا

مزہ ملا ہمشیرہ صاحب آپکی کوٹھے بجاندتی ہین کوکب کو دہ لیے بیٹھی ہین جلد تشریف لائیے بہن کو
سمجھائیے نانی جان کو بچائیے گل اندام تو نامہ لیکر چلی فیروزہ صحرا مین زیر سایۂ نخل ٹہل رہی ہے آواز
گانے کی سنکر چلی جاتی ہے اب بعد ہٹ جانے فیروزہ کے دہان صحبت عیش مہیا ہوئی رضوان نے
آنکھون مین آنسو بھر کر گائون سے کہا صاحبو ہم ہجران دیدہ آفت کشیدہ بعد مدت ملے ہین چند ساعت
یہ صحبت غنیمت ہے چشم زدن مین فلک تفرقہ پرداز گردون کجبہ زسنگ تفرقہ پھینکتا ہے آرام نہین
لینے دیتا جہان صحبت عیش برپا ہوئی سامان غم کیا ہر رئیس و جلیل اس دنیائے ناپائدار سے حسرت لیکر
گیا باغ کی کیفیت دیکھ برگ درختان سبز ہوا سے نہین ملتے ہین بربادی رنگ و بو پر کف افسوس ملتے ہین
چند ساعت بہار آخر جھونکا ہوائے خزان کا چلا گلچین و باغبان کی بن پڑی باغ کی بربادی ہوئی ہزارہا
غنچہائے ناشگفتہ رہ گئے پھول نہ کھلنے پائے گلچین نے دست درازی کی زمانے نے ناسازی کی بعض گل کھلے
جھونکا خزان کا چلا شاخ سے گرے رنگ و بو پر زوال آیا پامال ہوئے چارون کو نخلہائے چمن اکھڑے بدعت
تبر نے کیسے کیسے نخلہائے تر و تازہ قلم کیے آرام غیر ممکن زندگی کم حسرت و ارمان دل مین بہت ہجوم غم و
الم سے دل کے ارمانون کا نکلنا مشکل ہے یہ دونون عاشق و معشوق مدت کے چھوٹے ہوئے
ملے ہین دیکھین فلک کجرفتار انکے ساتھ کیا کرتا ہے بقول شاعر نظم

کہ لوگ گھر یون ہماری نگاہ دیکھتے ہین
سما گئی ہے یہ شام فراق نظرون مین
کہانسے آتے ہین تیرے گواہ دیکھتے ہین
پڑے ہین کوچۂ جانان مین ہم لشکل قدم
یہ سیر آٹھ پہر مہر و ماہ دیکھتے ہین
عدو کا سامنے گھر ہے اسے نہین ملتا
جو ادعا ہے انہین ہم نگاہ دیکھتے ہین
ہماری آنکھ ہے محشر مین اور فرد گناہ
یہین سے کچھ اسے گم کردہ راہ دیکھتے ہین

ٹھہر گیا ہے دم آنکھون مین آکے کیون دم نزع
کہ صبحکو بھی دو عالم سیاہ دیکھتے ہین
کسی کے گھر کی کبوتر نے راہ گم کی ہے
مٹانیوالے کی ہر وقت راہ دیکھتے ہین
بنا دیا انھین تصویر تمنے حشر مین ہے
بھٹکتی پھرتی ہے بر روح آہ دیکھتے ہین
صبا پہ صبر پڑا ہے غبار کا اپنے
کہین سفید کہین پر سیاہ دیکھتے ہین

ہم آسمان کو یون بھر کے آہ دیکھتے ہین
کہین کسیکی مسافر بھی راہ دیکھتے ہین
ٹپکنے دینگے نہ اشکو نکو بیٹھ رہ عشق
ادھر ادھر کئی دن سے تباہ دیکھتے ہین
کہان کہان لیے پھرتی ہے مجھکو تیری تلاش
کہ جیب کھڑے ہین تمہین دادخواہ دیکھتے ہین
کب اسکی بزم سے اٹھون بتا مین حسرت دل
ہمیشہ خاک اڑاتے تباہ دیکھتے ہین
جلال سانس دم رحلت الٹی چلتی ہے

یہ دونون شیدا یکدیگر ملکر بیٹھے فیروزہ کا خیال بھی کیا رضوان
جادو نے کنیزون کی جانب اشارہ کیا صاحبو فلک در پے انقلاب ہے دلکو نہایت پیچ و تاب ہے

اگر تم سبھونکی خوشی ہو تو چھپر کھٹ وغیرہ آراستہ کرو شہنشاہ منزلونکے تھکے ماندے ایک شب تو تمھاری وجہ
سے آرام پائیں دیکھین تقدیر کیا دکھاتی ہے کوکب نے تو کئی مرتبہ کہا ملکہ فیروزہ کہان گئی کنیزون نے کہا
کسی کام مین ہو گی سامنے ایک کمرہ سجا ہوا ہے کنیزون نے چھپر کھٹ آراستہ کیا دونون عاشق و معشوق شراب
پی رہے ہین گزک درمیان سے اُٹھ گئی گزک لبان شیرین کی چل رہی ہے دونون کو جوشش محبت
جب کوکب دست انداز ہوتے ہین رضوان کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑتے ہین کہتی ہے
اے شہنشاہ آج کی شب تو ہم آپ ایک مقام پر ہین دیکھین کل فلک کیا دکھائے شب فراق
مین وہی تڑپین وہی پھڑکین اس محبت کو تمھاری یاد کرینگے تڑپ تڑپ کر فریاد کرین گے
کیون صاحب کل ہماری کون دلدہی کریگا ہمین دل کھول کے رو لینے دو خانۂ دل مین فوج غم و الم
کا ہجوم ہے فلک نیرنگ تفرقہ پردازی دکھلائے گا بخوبی معلوم ہے کوکب نے جوش محبت مین گلے
مین ہاتھ ڈالدیے کہا ای ملکہ بس زیادہ بیقرار نکرو کیا مین مجبور و ناچار ہون مین بڑی قتل ماہیان
ضرور جاؤنگا تم میرا سفارش نامہ لیکر قصر جمشیدی مین جاؤ برادران جمشید اور سردار میرے آنکھین
بچھائینگے رضوان نے کہا اے شہنشاہ افراسیاب بڑا ساحر زبردست ہے ضرور میرا تعاقب
کریگا جہان جاکر رہونگی وہین پہونچے گا وہ بے حیا مجھکو چین نہ لینے دیگا بس یہی خواہش ہے کہ
اس رات کو غنیمت جانو پھر اُسی شب. ہائے فراق کا سامنا ہے رات قلیل باقی تھی رات کس قدر
جلد کٹ رہی ہے جب گھڑیال کی صدا آتی ہے رضوان گھبرا جاتی ہے یہ مطلع کسی شاعر کامل کا زبان سے
نکلجاتا ہے مطلع شب وصل عزیبان ہے مری ہمدم کسی ڈھب سے گریبان سحر کو ٹانک رکھنا دامن شب سے
کبھی ہاتھ اُٹھاتی ہے یکار اُٹھتی ہے ای حاکم نور و ظلمات آج کی شب کو بڑھادے روز فراق نہ دیکھون
کوکب نے دامن سے آنسو پونچھے دیکھا سامنے کمرہ مثل عروس شب اول آراستہ ہے کنیزون نے سلیقے سے
گلدستے چن دیے اولون پر پھولون کے ہار پڑے ہین چوگھڑے چنگیر دان عطر دان پاندان
سب مہیا ہین کوکب نے رضوان کا ہاتھ تھاما کہا ملکہ چلکر چھپر کھٹ پر بیٹھو رضوان کہتی ہے
صاحب مین کیا اُٹھون دل بیٹھا جاتا ہے دیکھون فلک کیا دکھاتا ہے یہ دونون عاشق و
معشوق نشۂ بادہ محبت مین چور خمار شراب نشۂ شباب دلون مین اشتیاق بھرے ہوے
ہین طرف کمرے کے لیے جاتے ہین افراسیاب خانہ خراب باغ سیب مین بیٹھا ہے خیال مین

ماہیان زرد پوش کے راتون کا سونا موقوف کیا حیرت سے باتین کر رہا ہے حیرت جادو کہتی ہے
اے شہنشاہ کوکب سے ہفت در بند پر مقابلہ پڑ گیا ہوگا افراسیاب نے جواب دیا بڑے بڑے ساحر نامی
نامی امان نے مقرر کیے ہین اُن مین ہر ایک کامل و اکمل ہے کوکب کو بڑھنے نہ دین گے بلوہ کر کے
گرفتار کرلین گے نہنگ دریا نشین و قمقام جادو فوجین لے کر گئے ہین کوکب کس کس کو قتل کریگا
از روئے بلوہ کے دست انداز ہونگے دیکھیے خبر پہونچا چاہتی ہے ہر کارے مین نے مقرر کر دیے
ہین یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی ایک کنیز کو دیکھا کہ آ کر پہونچی افراسیاب کے ہاتھ مین نامہ دیا
کہا شہنشاہ جلد اُٹھیے فیروزہ گوہر پوش خیر خواہ دولت ہے کوکب کو پھنسایا تھا آپ کی ہمشیرہ
صاحبہ نے آ کر سب سامان سحر در بند چہارم و پنجم مٹا دیا آپ کے دشمن کو پہلو مین لیے بیٹھی ہین مدت
کا دفتر شکایت کھل رہا ہے وعدے وفا ہوئے ہم مین کسکی مجال تھی کہ منع کرین اُنکے ساتھ مصاحبین
جادوگرنیان زبردست راز دار حال قدیم سے آگاہ تھین لیکن کسی نے آپ کو اطلاع نہ کی ایسا آسان
کر دیا کہ کوکب کو کچھ مشکل نہ پڑیگی در بند چہارم و پنجم پر تو گویا قبضہ ہو گیا آتے ہی سب منسوبات مٹا دیے
فیروزہ گوہر پوش نے یہ خیر خواہی کی کہ تختی گلے سے کوکب کے لے لی اُس قصر سے نکل آئی وہ
حفاظت کر رہی ہے صحرا مین ٹہل رہی ہے مجھکو یہان بھیجا یہ سُنکر افراسیاب کانپنے لگا قبضے پر
ہاتھ ڈالا حیرت نے چاہا منع کرون افراسیاب نے غصے مین جھڑک دیا کہا یہ ممکن ہے کہ مین تامل
کرون وہ نالائق کوکب کو لیکر پہلو مین بیٹھی ہے ابھی جا کر دونون کو مارتا ہون ساری عاشقی و معشوقی
بھول جائین افراسیاب یکہ و تنہا طرف قصر فیروزہ گوہر پوش کے بہ قہر و غضب تمام چلا کلیجے مین آگ
بھڑک رہی ہے ہیبت سے تلوار کھینچی ہے سحر بھی قریب ہے اول حال فیروزہ گوہر پوش سُنیے یہ بیرون
قصر سایہ نخل مین کھڑی ہوئی سر دھن رہی ہے گانے کی آواز جو آتی ہے چلی جاتی ہے دل سے کہتی ہے
کیا غضب ہوا بی رضوان و کوکب ہمصحبت ہوئے خوب مُدت کے بچھڑے ہوئے ملے صبح ہو چکی
ہے یہ بھی خیال ہے کہ افراسیاب بڑا بے غیرت ہے کنیز میری پیام لیکر پہونچی ہوگی اگر افراسیاب آ گیا ہوتا قصر
مین ہنگامہ سحر برپا ہوتا کوکب بھی کم نہین ہے لڑائی خوب پڑے گی صدائے نوحہ افراسیاب کی
مشتاق ہے کہ صحرا سے گرد اُڑی فیروزہ گوہر پوش دیکھنے لگی دیکھا ملکہ صرصر شمشیر زن ایک جانب سے
آتی ہے معلوم ہوتا ہے کسی کار ضروری کو جاتی ہے فیروزہ نے خود آواز دی بوا صرصر کہان سے

آتی ہو صرصر نے پلٹ کر دیکھا کہا بوا مین سچ تمکو نہین پہچانا فیروزہ گوہر پوش نے کہا بوا صرصر ایسا فراموش
کرتی ہو مین ہون ملکہ فیروزہ گوہر پوش مصاحب ہمشیرہ شہنشاہ صرصر نے کہا مین نے پہچانا مجھے ٹھہرنے
کی فرصت نہین ہے فیروزہ نے ہاتھ پکڑ لیا کہا بی صرصر دو باتین تو سن لو یہ معاملہ سننے کے لائق ہے یقین ہے
کہ تمکو بھی ناگوار ہو شاہزادیون کا اب یہ حال ہے مردون پر گری پڑتی ہین عزت و آبرو کو ڈبو یا
صرصر نے کہا کسکا ذکر ہے بوا ہمین کیا کام ہے جو جیسا کریگا ویسا پائیگا فیروزہ نے کہا سن تو لو بی
رضوان جادو کوکب روشنضمیر پر فریفتہ ہوئین مجھے دو بند چہارم پر ملکہ ماہیان نے مقرر کیا مین نے
دام کلام مین کوکب کو پھنسایا خواہش مند مین بی رضوان کو بلا یا وہ جو آئین تو آپس مین راز و نیاز کی باتین
ہونے لگین اگلے عشق کے ذکر ہوئے مین تو چالاکی کوکب کی تختی لے آئی شہنشاہ کو نامہ لکھکر بھیجا ہے اب اُنکو
اختیار ہے خواہ انتظام کرین یا خاموش ہو کر بیٹھ رہین مین لائق مقابلہ کوکب نہین ہون ورنہ بی رضوان
کو مزہ چکھاتی صرصر نے کہا فیروزہ تمنے بڑا کمال کیا اُس تختی مین کیا ہے کیا کچھ جادو سحر لکھا ہے کوکب
کیا سحر نہین جانتا فیروزہ نے کہا بوا صرصر یہ مقدمہ سحر و ساحری ہے ایک تحفہ ہمیشہ کے لیے بنا لیا
ہر وقت کام آتا ہے وقت پر سحر کا تیار ہونا مشکل ہو جاتا ہے لوز افشان نے اس سحر مین
شرکت کی ہوگی مہینون کی فکر مین یہ تختی بنی ہوگی صرصر نے کہا مین تو دیکھون بیس تختیان میرے
پاس ہین کچھ بھی مطلب حاصل نہین ہوتا فیروزہ نے جھلا کر جھولی سے تختی نکالی کہا اری بیوقوف
دیکھ اس مین بڑے بڑے منتر لکھے ہین جسکے گلے مین ہو اُسپر سحر تاثیر نہ کرے کوکب نے خاص اپنے
نام کیلیے اسکو تیار کرایا ہوگا صرصر نے فیروزہ کے ہاتھ سے تختی لے لی کہا حضور اس مین کوئی کمال
نہین ہے قیمتی چیز ہے رئیس نے زیور جانکر گلے مین پہنا فیروزہ نے کہا لاؤ پھیر دو بوا صرصر تم کیا
جانو یہ جان کوکب روشنضمیر ہے اُسکی حفاظت کی تدبیر ہے صرصر نے کہا بوا غصہ نہ کرو تختی اپنی لو دیکھو
شہنشاہ بھی آتے ہین وہ ابر ہفت رنگ جسکا فوج بھی ساتھ ہے حیرت بھی آتی ہین فیروزہ اُس طرف
پلٹی صرصر نقلی نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے نعرہ کیا نعرہ عمرو عمرم کہ کلہ از سر قیصر بہ برم + رنگ از
رخ بختنگ بد اختر بہ برم + مجلس خسروان چو گردم ساقی + تیغ و سپرد سبو و ساغر ببرم + پیرو مرشد
تو برابر کھڑے ہی ہوئے تھے جاب مار کر بیہوش کیا فیروزہ کو عمرو نے اُٹھا کر زنبیل مین رکھا اب
چلا کہ جا کر کوکب کو اطلاع کردن کہ لے شہنشاہ سبحان اللہ چلے تو بڑے جنگ ماہیان زمرد پوش

کہ جو رکن طلسم ہوش ربا ہے اور یہ غفلتین جلسۂ عیش و راحت اور یہ صحبتین عمرو باغ مین پہونچا ہے گانے کی صدا کان
مین آرہی ہے وہان وہ وقت ہے کہ رضوان و کوکب ٹ ن قصر تخلیہ کے جاتی ہین کنیزین دست بستہ ساتھ
ہین عمرو نے باغ مین قدم رکھا ہے کہ نعرۂ افراسیاب کی صدا آئی خواجہ ایک گوشے مین چھپ گئے دل کانپنے
لگا افسوس یہ ہے کہ کوکب تک نہ پہونچا ایسا نہو کسی غفلت مین ہون یہان افراسیاب نے نعرہ کیا او
رضوان گیسو بریدہ ننگ خاندان دشمن کے ساتھ یہ راز و نیاز دونون دربند دشمن کے قبضے مین کرادیئے
رضوان نے جو آتے ہوے افراسیاب کو دیکھا کہا لو شہنشاہ غضب ہوا افراسیاب آپہونچا کوکب
تیغ کھینچکر بڑھا افراسیاب زمین پر آیا اس باغ پر بہار مین سحر چلنے لگے نخل تر و تازہ جلنے لگے
افراسیاب ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کوکب سے منھ پھیر دن رضوان پر جا پڑون کوکب روشنضمیر سینہ
سپر کرکے سامنے ہوتا ہے بلکہ اشارہ ہی کرے سوان نکلجا رضوان کا دل نہین قبول کرتا کہ اس بلا مین
کوکب کا ساتھ چھوڑون ایسے وقت مین محبت سے منھ موڑون چاہتی ہی مین قتل ہو جاؤن مگر کوکب
بچ جاے کئی مرتبہ کہا ای شہنشا آپ اس ظالم کا سامنا نہ کیجیے یہ صرف میرے سر کا طالب ہے کہ نثار ہو جا
آپکو پروردگار اس ظالم کے پنجۂ بدعت سے بچائے اشارون مین عاشق و معشوق کی باتین کوکب چاہتا
ہی اسکو بچاؤن رضوان چاہتی ہے مین اپنی جان نثار کردون افراسیاب نے پہلے ہی گولا ایسا مارا کنیزان
ہمراہی رضوان جلکر خاک ہوئین کسی کا ہاتھ ٹوٹا کسی کا سر پھٹا لاشے زمین پر پڑے تڑپ رہے ہین
رضوان نے کئی سحر افراسیاب پر کیے افراسیاب نے ہاتھ ہلا کر دفع کردیئے تیغ کھینچکر کوکب پر جا پڑا
سامان عیش دیکھکر کلیجہ خون ہوگیا آنکھونکے نیچے اندھیرا آیا طریقے سے ظاہر ہے کہ سامان وصل طالب و
مطلوب تھا قصر آراستہ جابجا اشیائے نادرہ رکھے ہوے ہین عطردان وغیرہ جو دیکھے بہت جھلایا
آواز دی او رضوان تجھے زندہ نچھوڑونگا کوکب نے کہا تیری کیا مجال اگر نگاہ کج کرکے دیکھے تیری آنکھین نکالون
عورت پر کیا غصہ کرتا ہی مردون سے آنکھ چار کر اپنے بہنوئی پر وار کر کیون افراسیاب غصہ کاہے کا مین نے
کیا خطا کی کیا نان نفقہ نہین پہونچا سکا اگر ہمکو قتل کریگا جوان بیوہ کو گھر مین بٹھائے گا ظاہر مین تو
کوئی خطا نہین ہے باطن کا حال مین نہین جانتا باطن کو بھی دریافت کر یقین ہے خطا ظاہر ہنوا افراسیاب
اور زیادہ جھلایا باغ کے تمام نخل جل رہے ہین دونون فن سحر و ساحری مین مشتاق شاہان
طلسم زمین تھرا گئی لکہ ہاے ابر لہرا لہرا کر گر رہے ہین کبھی کوکب ابر سحر مین چھپ گیا

سحر کرکے مثل آفتاب چمکا کبھی افراسیاب پر چادر خونی گری مخفی ہوا مثل شعلہ جوالہ چادر خونی کو توڑا کبھی آفتاب نے ٹکرین چلین شعلے بھڑک کر گرے باغ تمام پامال پھول جلے ہوے نخل کٹے ہوے طائر کباب ہو کر گرے نہرین خشک ہو گئین قصر گرے خاک اُڑ رہی ہے نرگس شہلا نے آنکھین بند کرلین کہ پامالی چمن نہ دیکھون سنبل نے بال کھولدیے سوسن خاموش عروسان چمن کو رقت کا جوش نخل اکڑنا بھول گئے باغ مین نئے گل پھولے سرو گلشن پر آرے غم کے چل رہے ہین دل سے عندلیبان خوشنوا کے شعلے نکل رہے ہین عجب طرح کا باغ مین ہنگامہ ہے ہر پھول کا رنگ دگرگون گل لالہ کا کلیجہ خون افراسیاب و کوکب سے کئی مرتبہ سامنا پڑا جب افراسیاب نے وار کیا کوکب نے دفع کر دیا تلوارون سے چنگاریان نکل رہی ہین دونون شعلہ جوالہ رضوان جادو ایک نخل کے سائے مین کھڑی ہوئی افراسیاب پر سحر کر رہی ہے افراسیاب طرف کوکب کے متوجہ ہوا یعنی ہاتھ تلوار کا مارا کلائی پر افراسیاب کی گولا پڑا ارے کہہ کے پیچھے ہٹا کلائی پر آبلہ پڑ گیا بہ قہر و غضب طرف رضوان کے دیکھا معلوم ہوا اسنے گولا مار کر کوکب کو میرے ہاتھ سے بچا لیا ورنہ یہ وار خالی نجاتا غصے مین تلوار ٹیک کر جست کی برابر رضوان کے پہونچگیا کوکب نے پلٹ کر دیکھا رضوان جادو افراسیاب سے نیمچہ چلنے لگا رضوان برس پڑی جرات کرکے کئی نیمچے مارے افراسیاب نے سب وار خالی دیئے روکتے روکتے ایک مقام پر کمر نبا کے سر پر ہاتھ مارا رضوان نے سپر سحر کو اُٹھا دیا تیغہ برق تاب افراسیاب ابر سے کب رُکتا ہے سپر کے دو ٹکڑے ہوے ہر چند رضوان نے اپنے کو بچایا افراسیاب کا وار خالی نہ گیا اُس ماہ پیکر کے دو ٹکڑے ہوے ستارہ سحری لہرا کو زمین پر گرا یا شمع انجمن گل ہوئی کوکب روشنضمیر قہر و غضب مین افراسیاب پر جا پڑا کہا او نامرد یہ کیا کیا تجھکو حجاب نہ آیا بڑا بے شرم ہے یہ کہکر اس زور شور سے ہاتھ مارا کہ سپر سحر افراسیاب کٹی شانہ زخمی نہ ہوا زخم کھا کر افراسیاب نے ایک دستک دی طائر پیدا ہوا کہا اے طائر دشمن نہ جانے پائے طائر ہوش اسکا اُڑا دے یہ بھی واضح رہے کہ مرنے سے رضوان کے باغ مین اندھیرا ہوا صدائین مہیب آرہی ہین بے غل مچاتے ہین کچھ تدبیر نہین بن پڑتی آواز آئی کُشتی مرا نام من رضوان جادو بود کوکب نے ہائے جان جہان کہکر چھاتی پر ہاتھ مارا اتنے مین کوکب کی پلک جھپکی وہ طائر آنکھون کے سامنے مثل برق چمکا ارے کہکر کوکب نے آنکھون پر ہاتھ رکھ لیا اس حال مین افراسیاب نے ہاتھ مارا سر کوکب نامور

بخوبی زخمی ہوا طائرنے جو چیخ ماری غش سا آنے لگا دل گھبرایا کلیجہ منھ کو آیا ظاہر اعلوم ہوتا ہی کہ سحر بھی
فراموش ہوا افراسیاب نے اس حال مین سایہ مین تلوار کے لیا کوکب پیچھے ہٹا سینہ پر ہاتھ ڈالا
تختی یاد آئی وہ نقش حفاظت سینے پر نہ پایا اب کوکب کو یقین مرگ ہوا سوچا کہ دشمنون نے اپنا کام
کیا مجھسے تختی نے لی جرات سے پیچھے ہٹتا چلا آتا ہے افراسیاب ہر مقام پر جا پہنچتا ہے ہاتھ تلوار کا مارو ن
کوکب آنکھوں سے اشارے کرتا ہے کچھ شعلہ ہائے آتش بھڑک رہے ہین افراسیاب کو روکتے ہین ضو سے
شعلہ ہائے آتش کے افراسیاب کی آنکھ جھپک جاتی ہے اسوجہ سے رکتا ہے جب کئی مرتبہ دیکھا کہ آگ کے
انگارے میری آنکھونکے سامنے ہین صاف صاف ظاہر ہے کہ کوکب کو بچاتے ہین افراسیاب نے
منھ سے حباب سحر چھوڑا اس حباب سحر نے شعلہ آتش کو ٹھنڈا کیا اب بہ اطمینان افراسیاب بڑھا کوکب بے
اختیار پکار اُٹھا اے خالق لیل ونہار لے مرے پروردگار ریختہ بدعت سے افراسیاب کے بچالے فرد
شاہا تو کریمی ورحیمی وغفور + دست ماگیر کہ درماندہ وبے بال وپریم + ترڑپ جو کوکب نے دعا کی
درگاہ بے نیاز مین قبول ہوئی پہلو سے ایک کنیز نے افراسیاب کو آواز دی اے شہنشاہ مین ابھی اسکو
قتل کرتی ہون آپ ہاتھ نہ اُٹھایئے ہمیشہ بزرگان دین منع کرتے ہین کہ شہنشاہ اپنے ہاتھ سے دشمن
کو نہ قتل کرین خون گھٹتا ہے یہ کہکر وہ کنیز تیغ کھینچکر قریب کوکب کے پہونچی آواز دی او کوکب ہوشیار
ہو کوکب نے سر اٹھا کر نازنین کو قریب پایا اُسنے کوکب کے گلے مین تختی ڈال دی نعرہ کیا منم خواجہ عمرو اور
افراسیاب کو پلٹ کر حلقہ ہائے کمند مار کر حباب مار دیا افراسیاب اڑے کھکر گرا کوکب ہوشیار ہوا
کہا خواجہ نے جان بخشی کی عمرو نے کہا دشمن کا سر کاٹ لے پھر توقف کر لینا کوکب تیغ کھینچکر طرف
افراسیاب کے چلا زمین شق ہوئی دو پتلے فولادی پیدا ہوے افراسیاب کو گود مین لیکر بھاگے کوکب نے
پلٹ کر باغ مین سناٹا پایا لاشۂ رضوان کا دیکھکر کلیجہ پھٹ گیا خواجہ بھی ظاہر ہوے کوکب نے
اپنے کو لاشۂ رضوان پر گرا دیا بہت رویا عمرو نے کہا اے برادر صبر کرو کوکب نے کہا خواجہ
یہ مطیع اسلام ہو چکی تھی لاشہ بھی اُس کا پڑا رہنا بے دفن و بے کفن مناسب نہین ہے بڑا
باعث بدنامی ہے جسوقت سے ملاقات ہوئی کلمات سے اُسکے نہایت حسرت ٹپکتی تھی صاف ظاہر تھا
کہ موت قریب ہے خواجہ مین نے بہت بچایا اُسکے بچانے مین زخم کھائے لیکن باغی افراسیاب ملعون
درپے قتل تھا جا پڑا بڑی جرات رضوان نے دکھائی سحر کیے نیمچہ کھینچا ملک الموت کا سامنا کیا کرے

لاشہ رضوان اس باغ سے اُٹھایا کوکب نے سحر سے تپلے بنائے لاشہ لیکر روتے پیٹتے قریب قصر نورافشان پہونچے آفتاب گوہر دندان و ہلال گوہر دندان اس حال پر ملال مین کوکب کو دیکھکر دوڑ پڑین بہ ہدایت خواجہ قبر کندہ ہوئی اُس ماہ آسمان حسن و جمال کو ابر لحد مین چھپا دیا کوکب نہ اُٹھتا تھا خواجہ عمرو نے سمجھا کر اٹھایا فرمایا اے کوکب برادر جمشید پر رحم کرو صبر کرنا واجب و لازم ہے ابھی تمکو منزل ہائے سخت و صعب در پیش مین بڑے بڑے پس و پیش ہین کوکب روتا ہوا اُٹھا نورافشان سے رخصت ہوا نورافشان کے سامنے بھی خواجہ نے کہا آپ انکو روکیے چندے توقف کرین مین انشاءاللہ معاً دخمۂ ذہن مشتری مین ماہیان کو مار دونگا کوکب نے نہ مانا مرکب مشکین پرندہ پر سوار ہوکر طرف دربند ششم کے چلا طائران سحر بھی واسطے خبر کے بھیجے بعد جانے کوکب کے خواجہ بھی انہا سے عیاری سے آراستہ ہوکر عقب مین کوکب کے چلے

دو کلمہ داستان حیرت و مصیبت عنوان دربند ششم تا باغ ظلمات ساختہ ماہیان زمرد پوش کہ حاکم جسکی ملکہ مہران شعبدہ باز مصاحب خاص ماہیان زمرد پوش تھی بعد جوش و خروش پہونچنا کوکب کا برقلعہ مہرانیہ علامت وہان کی دیکھکر لوٹنا غیرت مین اپنی ہم شبیہ کو قتل کرانا و عیاری خواجہ عمرو بشکل حنائی گلگون پوش معشوقہ کوکب آنا ماہیان کا اس قلعہ پر خبر قتل کوکب سنکر اور ظاہر ہونا کوکب کا بشوکت تمام و مقابلہ ماہیان و کوکب قتل ہونا دو کنیزان سامری کا ذ نکل جانا ماہیان کا و دیگر کیفیت متعلق داستان ہذا عجب داستان پر مضامین خمسہ

نکالی مُنھ سے نہ مین نے کبھی صدا صیاد — لگی چمن کی نہ گل کی مجھے ہوا صیاد
مین پوچھتا ہون ہوا مجھسے کیون خفا صیاد — کیا جو قید قفس سے مجھے رہا صیاد
تبا دے کون سی مجھسے ہوئی خطا صیاد

مرے حضور نہ طوطی ہند ہو گویا — نہین ہے بلبل شیراز کا بھی کچھ رتبا
سقر ہے طائر سدرہ بھی میری طاقت کا — وہ عندلیب ہون باغ جہا نہین ہے شہرا
چمن مین پوچھ لے جا کر مرا پتا صیاد

قفس مین کیون ہوف تیر غم بنا تا ہے — خدا کا خوف بھی تجھکو نہین کچھ آتا ہے

ستم ہی جان حزین پر جو تجھکو بھاتا ہے — دکھا کے سیر گلستان عبث ستاتا ہے

قفس ہی مین مری تجویز کر سزا صیاد

رہائی دیکے مجھے دیکھلے وفا تا زیست — رہون گا شکر عنایت مین مبتلا تا زیست
کیا کرونگا سر اک جا تری ثنا تا زیست — رہائی دے تو مین ممنون رہون ترا تا زیست

چمن کی کھاؤن کوئی روز پھر ہوا صیاد

چمن کے دید کی ہمت عبث لگاتا ہے — قفس پہ کاٹ کے پر دام پر بچھاتا ہے
و بے پرو یہ تجھے جور کیون خوش آتا ہے — قفس مین قید جو کر کے مجھے ستاتا ہے

تجھے بھی جور کی دے گا خدا سزا صیاد

مین ایک تازہ گرفتار ہون چمن سے جدا — قفس کو دیکھ کے کیونکر گھٹے نہ دم میرا
کسیکا ڈالے نہ بیرحم سے خدا پالا — پھنسا جو دام مین آکر کبھی ہوا نہ رہا

سنا کے مجھکو یہ کہتا ہے برملا صیاد

وہ بیقرار ہے رعنا کی طرح اب غم سے — رواں ہین شوق مین اشک اسکی چشم پر نم سے
نجات ایک گھڑی بھی نہین ہے ماتم سے — ملائیگا جو تو اس گل کو آج عالم سے

ملے گی حشر مین اس کی تجھے جزا صیاد

چہرۂ عرائس بیان شوکت عنوان کو لباس و زیور نظم و نثر سے برائے نظارۂ مشتاقان عالی و قاریون آراستہ کرتے ہین شعر سخن سنج و غواص دریائے ہوش ۔ چنین ریخت گوہر بدامان گوش ۔ شہنشاہ اوج عیاری و قطب فلک خنجر گذاری اشتیاق جنگ کوکب مین نشان تو زبانی نورافشان مل چکا ہے ساحر کی شکل بنے ہوئے آتے ہین کنوان گڑھا کھائین خندق سب اس دونده بے نظیر کے سامنے برابر ہے فرد چنان می دوید از نشیب و فراز ۔ کہ گردش نمی دید شاہین و باز ۔ مقامات دربیان کو طے کرتے ہوئے مقام فیروزہ وغیرہ سے گذرے عمرو نے دور سے دیکھا ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ برج بارہ کنگرہ ہائے بلند بڑے شان و شوکت کا قلعہ ہے برج فلک سے ہمسری کر رہا ہے قلعہ پر ایک ابر سیاہ چھایا ہوا اس ابر سے رعد کی گرج برق کی چمک بجائے قطرات آب شمشیر ہائے برہنہ برس رہی ہین ابر سیاہ لیئے جوہر دکھاتا ہے تڑپ تڑپ کے تلوارین برساتا ہے اگر کوئی طایر آفت کا مارا اس طرف

آنکلا چمک کے تلوار گری دس ٹکڑے طائر کے ہوئی متوجہ ہوا ابھی کٹتی ہزہ داکی بھی ہوا بگڑی راستہ قلعہ کا ترک کیا اگر بجلی تو دامن ہوا ٹکڑے ہوا عمرو حیران ہوکر یہ تماشا دیکھنے لگا بخوبی یاد آیا کہ رضوان جادو نے جو کوکب روشنضمیر کو نشان قلعہ مہرانیہ تبلایا تھا وہ یہی مقام ہے شاید اسی قلعہ کا قلعہ مہرانیہ نام ہو دروازہ قلعہ کا بند آئینہ ور دندہ کا نشان نہین گرد قلعہ کے سناٹا بارہ کوس کے گردے مین نخل کا نام نہین اگر کوئی نخل واقع ہی شاخین قلم تیتے جلے ہوے ٹکڑے ٹکڑے ہوکر گراہے مقام ہیبت ناک مصیبت خیز برش تلوار ونکی نہایت تیز سنلٹے مین ڈورا بندھا ہوا ہے ابر سے چمک کرآتی مین برش اپنی دکھاتی ہین عمرو کے ہوش اڑ گئے سکتہ کا عالم دم پر بنی ہے کسی شعبدہ باز نے یہ کمال کیا حقیقت مین آئینہ ور دند کا سد باب کر دیا اب خیال مین آیا کہ پلٹون اگر راہ مین کوکب کو پا جاؤن اطلاع کر دون کہ اے کوکب قلعہ مہرانیہ اس لائق نہین ہے کہ کوئی گذر سکے برائے خدا اپنی جان بچاؤ پلٹ جاؤ اس خیال مین عمرو کا قصد تھا کہ واپس ہون کہ آسمان پہ برق چمکی دیکھا شہنشاہ کوکب روشنضمیر بعد جاہ و توقیر دریائے سحر مین غوطہ مارے ہوے مرکب مشکین پرندپر سوار دست زبردست مین تیغ ابدار کھنچا ہوا سپر فولاد کی بائین ہاتھ مین مرکب کوکب ہوا پر آکے بگولا ہریان کرنے لگا عرصۂ دراز تک اس معرکۂ بارش شمشیر کو دیکھا یہ تو کوکب کو یقین ہے کہ عمرو ضرور کسی مقام پر موجود ہوگا دور سے دیکھا بھی ایک ساحر سایہ مین نخل کے کھڑا ہے ہاتھون سے کوکب کو اشارے کر رہا ہے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مجھکو بلاتا ہے کوکب کو غیرت آئی کہ اب پلٹون عمرو نے دیکھ لیا دل مین کہے گا تلوارین دیکھکر ڈر گیا جوش غیرت مین قبضے پہ ہاتھ ڈال مرکب پرندپر کاڑا یا گھوڑا بدلگامی کرتا تھا صاف ظاہر ہے کہ تلوارونکو دیکھکر ڈرتا تھا کوکب نے کوڑا مارا تڑپ کر گھوڑا جا پڑا بالائے ہوا یون جاتا ہے جیسے زمین صاف پر مرکب صبادم رہروی کرے جیسے ہی کوکب سایہ مین ابر کے پہونچا اپنے کو تو کوکب زیر گلہائے سپر مثل ابر کے گل چھپایا ہے تلوارین جو تڑپ کر گرین سر مرکب کا اڑ گیا چارون پاؤن بھی قلم ہوے صدہا ٹکڑے ہوکر مرکب زمین پر گرا معلوم نہ ہوا مرکب کدھر گیا اب کوکب ہوا پر بقرار رہا ہے جو تلوار تڑپ کر گری اوجھڑ سپر کی لگادی تلوارون سے بچنا دشوار ابر سے بارش شمشیر ابدار کبھی چمک کر بلند ہوا بیچ مین تلوارون کے کھڑا ہوا ہے ابر کو دمبدم جنبش شمشیر آبدار کو قتل کوکب کی کوشش زرہ کی کڑیان کٹنے لگین سپر کے پرزے اڑ گئے تلوار مین دندانے

پڑے تلوار بھی عاری ہوئی اس قدر تلوارین گرین خود کے پرزے پرزے ہوگئے اب جسم پر
تلوارین پڑنے لگین جب کئی زخم کوکب نے کھائے گھبرا کر الگ ہوا گھبرایا دستک دی کچھ سحر کیا طرف سے طلسم
نورافشان کے چند سنہرے تیلے ظاہر ہوئے آکر شہنشاہ کوکب پر چھپے ان تیلون کے ہاتھ مین بھی
تلوارین سپرین تھین کوکب نے انکو اشارہ کیا وہ تیلے گرد کوکب آگئے سینے اپنے سپر کردیے کوکب کے
ساتھ ان تلوارون مین گھس پڑے بارش شمشیر آبدار دمبدم ترقی پر وہ تیلے کوکب کو بچاتے ہین
بچا تیہا ہے تلوار ونکو توڑ کر ابر تک پہونچون ابر کو مٹا دون بجرأت و شوکت فلک تک جاؤن پھاٹک توڑون
گرز بھی ہاتھ مین لیتا ہے کبھی سپر کی اوجھڑ دیتا ہے عمرو یہ معرکہ عظیم دیکھ رہا ہے جب کوکب پر تلوار
برتی ہے بیقرار ہوکر عمرو کہتا ہے اے پروردگار اس مرد جرار کو بچالے افسوس کس بلا مین گھرا ہے
کس جوش و خروش مین جنگ کر رہا ہے وہ بارہ تیلے جو مدد کوکب کو آئے تھے انکی یہ کیفیت ہے کہ انھون نے
صدہا تلوارین توڑین جب تلوار کوکب پر آتی ہے تیلا اپنے سر کو سامنے تلوار کے کردیتا ہے کوکب چرخ
مار رہے ہین جس طرح شمع کے گرد پروانے پھرتے ہین کما حقہٗ اپنے کو بچائین آخر ان تیلون کے
بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوکر خندق مین گرے بارہون تیلے مارے گئے اور کوکب نے بھی زخمہاے کاری
کھائے عمرو کو تاب نہ باقی رہی کئی مرتبہ آواز دی اے بہادر بس اپنی جان بچاؤ تلوارون کے بیچ مین
نہ جاؤ تلوار کا کام قلم کرنا ہے دریائے آہن سے جنگ کرتے ہو خوب دریاے شمشیر مین شناوری
کی صداے عمرو سنکر کوکب کو اور زیادہ غیرت آئی جسم سے فوارے خون کے بہ رہے ہین سر زخمی
شانہ زخمی گلہاے زخم نخل جسم پر کھلے ہوئے بدھیان پڑی ہوئی مین صاف ظاہر ہے کہ جان دینے
پر آمادہ ہے کوکب دل سے اپنے باتین کرتا ہے کہ اے کوکب کاش کے عمرو مجھکو اس حال زار
مین نہ دیکھتا عمرو بیٹھنے والا دربار صاحبقران کا ہے جسوقت عمرو اس بارگاہ آسمان جاہ مین جاکر
بیٹھے گا اُس دربار مین جوانان صف شکن تیغ زن جلوہ فرما ہین فرزند صاحبقران صاحب
شوکت و شان جس امر کا ارادہ کرتے ہین بدون فتح قدم نہین ہٹاتے اسد نامدار نے کیا کیا
جفا اٹھائی سات برس گنبد نور مین قید رہا چاہیے حوصلہ پست ہو تاکہ ملک ساحران
مین ہمارا قدم نہ جمے گا افراسیاب ہمارے قتل کیے نہ قتل ہو سکے گا حوصلے مین کمی مزاج مین
برہمی ہوتی ہوشربا کو چھوڑ کر چلے جاتے جفا اٹھانے سے اور حوصلہ بڑھا آج تک ہیبت سے

پانون نہین ہٹایا اے کوکب ان سب کی نگاہون سے گرجاؤگے سمجھ جائینگے کہ صرف جادوگر ہے ہنر جرات سے نابلد ہے اپنے مقام پہ ہنینس گے مردان عالم طعن کرینگے یہ تو غیر ممکن ہے کہ اتنا بڑا معرکہ عظیم مشہور و معروف نہو لیس اے کوکب واپس ہونا روگردانی اس مقدمہ سے سراسر نامردی ہے عمرو نے دیکھا جب سپتلے مارے جاچکے اور کوکب زخمون مین چور ہوچکا شمشیر زنی کی بھی طاقت نہ رہی بیچ مین سے تلوارون کے نکلکر الگ کھڑا ہوا سائے سے ابر کے ہٹ آیا عرصہ دراز تک سوچا کیا یکایک سحر کرکے کوکب غائب ہوا برق بنکر آسمان مین ڈوب گیا کوکب روشنضمیر نام ہے مثل ستارہ سحری گویا اپنے برج مین جاکر غائب ہوا عمرو حیران ہے کہ یہ کیا معرکہ گذرا کوکب کے جی چھوٹ گئے دربند فتح نہوا حقیقت مین انتہا کی جرات پتلون مین تھی وہ بھی آخر مارے گئے معلوم ہوا کہ سحر نے بھی اُسکے جواب دیا ناچار ہو کے چلا گیا اے عمرو بزرگونکا جو قول ہے کہ سخن شنیدن بحیذ دولت کوکب نے اُسکے خلاف کیا ہمنے کہا تھا کہ تامل کرو ہم عیاری کرکے ماہیان کو مارین گے اُس وقت جوش جرات مین ہمارا کہنا نہ مانا آخر مجبور ہو کے پلٹ گیا صاحب غیرت ہے ایسا نہو اپنی جان دے اب کہان جاکے تلاش کرون اس سوچ مین عمرو کھڑا تھا کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کوکب روشنضمیر سلاح جنگ سے آراستہ تاج سر پر تیغہ برق مثال ہاتھ مین کھینچا ہوا کوئی زخم جسم پر نہین ہے جسم تمام صاف وشفاف معلوم ہوتا ہے کہ زخمونکا علاج کرنے گیا تھا بڑے زور شور سے آیا ہے تیور پر بل پڑے ہوئے تلوار قبضے مین کرکے کہ زیر ابر جا پڑا تلوارون سے لڑنے لگا سو دو سو تلوارین توڑین ابر سے تار بندھا ہوا ہے اگر دس ٹوٹین سو پیدا ہوئین یکایک عمرو نے دیکھا صدہا تلوارین چمک کر گرین اسوقت جس ہاتھ مین کوکب کے سپر تھی وہ ہاتھ کٹ کر گرا داہنے ہاتھ سے کوکب جنگ کرنے لگا اب سو دو سو تلوارین پڑین وہ بھی ہاتھ کٹکر گرا بیدست و پا ہوا اب کون دستگیری کرے پھر کئی تلوارین پڑین کہ جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہو کے سر بھی کٹکر گرا اس سرے کون آگاہ ہے افسر تھا غیرت مین سر کٹوا دیا لاشہ کوکب ٹکڑے ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا ابر سے قہقہے کی آواز آئی کسی نے صدا دی وہ مارا یہ قلعہ مہرانیہ ہے کون یہان سے گذر سکتا ہے بڑے صاحب شوکت و لیاقت کو مارا ابر سے تو صدائین آنے لگین مگر کوکب کا مارا جانا لاشہ جو زمین پہ گرا صدائے گیرو دار بلند ہوئی آندھی سیاہ اُٹھی تمام صحرا تاریک ہوگیا نخل تھرائے پہاڑ پتھر دن سے سر ٹکرانے لگے یکایک آواز آئی کشتی مرا نام من شہنشاہ کوکب روشن ضمیر بود عمرو

کا کلیجا پھٹ گیا قبضے پر ہاتھ ڈالا کہ اپنا گلا کاٹ لون ہائے مقام افسوس ہے اے عمرو تمھاری غیرت مین کوکب نے اس وقت جان دی یہ جانتا تو سامنا نہ کرتا دو مرتبہ آگے لڑا غیرت اُسکے چہرے سے ظاہر تھی تیسری مرتبہ آخر جان دی عمرو کھڑا ہوا رو رہا ہے ہاتھ پاؤن مین رعشہ دل بیقرار اشکبار آنکھون کے سامنے نقشہ یہ جرات کوکب پھر رہی ہے دل مین یہ خیال کہ اے عمرو طلسم نور افشان برباد ہوا آفتاب طلسم نور افشان غروب ہو گیا اس قلعہ پر آکر سب جان دینگے بران اپنے باپ کے نام پر جان دیتی ہے جمشید مطیع حکم کوکب ہے بلور چہار دست وغیرہ یہ سب نمک حلال ہین ایسے صاحب جاہ و جلال کے مرنے کی جو خبر ہو گی ایک ایک آکر اپنی جان دیگا اے عمرو تمام دنیا یہ کہے گی کہ عمرو نے بھائی چارہ کیا کچھ نہ ہو سکا اتنا بڑا عیار مشہور ہے بھائی کو اپنے قتل کرا دیا یہ تو ضرور ہے کہ معاوضۂ خون کوکب مین زمین طلسم ہوشربا لوٹ دونگا نہین معلوم اس قلعہ کا کون حاکم ہے آخر یہ بھی حال کھلیگا اس طرح مین عمرو کھڑا ہوا رو رہا ہے کہ قلعہ کا پھاٹک کھلا ابر شق ہوا ابر سے جادو گرون کا تار بندھا ہے کئی سے ساحر زبردست دریائی خون مین نہائے ہوے ہاتھون مین اسباب سحر لپیٹے لپیٹے صاف ظاہر ہے کہ لڑ بھڑ کے نکلے ہین سحر ایسے کیے ہین کہ انگلیون سے اُن سبھون کے قطرات خون ٹپک رہے ہین جھولیان اٹھائے سحر سے معمور ابر سے نکلکر خوشی خوشی قلعہ مین داخل ہوے جب پھاٹک کھلا ایک جادوگرنی حسین جمیل تاج سر پر کئی ہزار کنیزان زری پوش پشت پر نوبت نقارے بجتے ہوے صدا مبارکباد بلند وہ جو ساحرہ ناچار آگے ہے اُسکو نذرین دیکر یہ کہتی ہوئی سب چلی آتی ہین کہ ملکہ مہران ظلماتی نے کیا کمال کیا جو جادوگر ابر مین تھے وہ فخر کر رہے ہین ایک کہتا ہے حضور مین نے تلوارین کیسی برسائین ایک کہتا ہے ہاتھ کوکب کے مین نے کاٹے ایک کہتا ہے سر پہ میری تلوارین پڑین ایک کہتا ہے پاؤن مین نے قلم کیے ایک کہتا ہے خون جسم کا مین نے بہایا ایک کہتا ہے طاقت مین نے کم کی مہران جادو بیرون قلعہ آئی تخت یاقوت احمر بچھا اُسپر بہ کبر و نخوت بیٹھی گرد ہزارون جادوگرنیان گھیرے ہوے استقبال نذرین گذرین اشرفیون کے انبار ہو گئے قلعہ کے اندر سے ساحر چلے ہی آتے ہین بارہ چودہ ہزار ساحر جمع ہو گئے کنیزان مہران کہہ رہی ہین حضور نے پردۂ ظلمات کا نام رکھ لیا مہران نے حکم دیکر ایک چارپائی منگائی لاشہ کوکب اٹھوا کر اس چارپائی پر رکھا صلاح ہے کہ خدمت مین ماہیان کے لاشہ اس باغی کا لے چلین مہران ظلماتی

کہتی ہے یہ تکلیف ہمکو گوارا نہین ہے ملکہ عالم کے نام عرضی لکھو خود تشریف لائین دشمن کی لاش دیکھین
خلعت وانعام وجاگیر مرحمت فرمائین منصب کی ترقی کرین صاحبو مین نے اپنی جان صرف کی ایسا طلسم بنایا
کہ کوکب فتح کرسکا شہنشاہ بھی تو اکثر کوکب سے لڑے قتل نہ کرسکے سامری وجمشید نے یہ مرتبہ ہمکو
مرحمت فرمایا کہ چراغ نور افشان گل کیا لاشہ کوکب سامنے رکھا ہے مہران تخت پر بیٹھی ہے گرد
تمام جادوگرنیان کوئی بلائین لیتی ہے کوئی مبارک کہکر نذر دیتی ہے عید سے بہتر وہ دن ہے مہران
کہتی ہے ایک ایک کنیز کو شہنشاہ سے کہکر سلطنت دلواؤن گی اب کل ہوش ربا مین ہمارا انتظام
ہوگا مہرخ وغیرہ اسی کے بھروسے پر لڑتی تھین جب کوئی معرکۂ عظیم پڑا کوکب نے جا کر سینہ سپر
کیا اسکی وجہ سے لڑائی کو طول ہوا ورنہ لونڈیان غلام کیا لڑسکتے تھے اب پیغام اصلاح ہون گے
میری رائے تو یہ ہے کہ اب شہنشاہ اصلاح نہ قبول کرین مجھکو حکم دین یہی ابر سحر بناکر کل لشکر مہرخ پر برسا
پڑون چشم زدن مین خون کے دریا بہین گے جن تلوارون پر کوکب قبضہ کرسکا بہادر باغبان کیا
کھینچین گے دم شمشیر پر خود گلے رکھ دینگے آب شمشیر سے سیراب ہونگے مین نے کئی مہینے مشقت کی
اب ودانہ ترک کیا جب یہ طلسم تیار ہوا ہر کس وناکس اس سحر کو روک نہین سکتا میرے سب بزرگ
خدمت سامری مین رہے ہے یہ سحر خاص ساختہ سامری تھا اسکو کون دفع کرسکتا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے
رونے کی آواز آئی مہران نے پلٹ کر دیکھا ملکہ حنای گلگون پوش معشوقہ کوکب سر برہنہ پا پیادہ
موئے مشکین کھلے ہوے گریبان چاک چہرے پر خاک پکارتی ہوئی آئی اے میرے وارث کو کس نے
مارا عین شباب مین مجھکو بیوہ کیا ہائے اگر یہ خبر پہلے سے ہوتی مین اپنے وارث کے ساتھ اپنی جان
دیتی کیا چپکے چپکے اپنی جان دی لونڈی کو خبر نہ کی اب مین بیوہ ہوکر کیونکر بسر کرونگی جس صحبت
مین جاؤن گی وہ کہیگا بیوہ کے سائے سے بچو کوکب ایسے جوان کو یہ کھا گئی مین بدبخت
کیا جواب دونگی جس نے حنائے گلگون پوش کو اس حال پر ملال سے دیکھا دشمنون کا بھی کلیجا
پھٹ گیا رنگ حنا متغیر چہرے پر رنڈاپا چھایا ہوا بال کھلے ہوے گل سے عارض مرجھائے
ہوے باغ حسن پر خزان حیران وپریشان قریب لاش کوکب پہونچی خون لیکر چہرے
پر ملا پکارتی ہوئی کہ اے صاحبو جس نے میرے وارث کو قتل کیا مجھکو بھی قتل کیجئے مین
اپنے وارث کے پاس پہونچ جاؤن سر لیکر کوکب کا گود مین رکھا پکارتی ہے

اے صاحب آنکھین کھولو کنیز کو اپنی جواب دو کیون صاحب کس کوچے مین ڈھونڈھنے جاؤن
وہ صورت زیبا کیونکر دیکھون ہماری محبت کو فراموش کیا ملک عدم مین بھی ہمکو ساتھ نے چلوا رے
صاحبو تمکو میرے حال پر ترس نہین آتا دس من لکڑیان منگا دو مین اپنے وارث کے ساتھ ستی ہو جاؤن
ہمارے رونے پر تم سب صاحب ہنستے ہو مجھ بدبخت پر آوازے کستے ہو مجھ بدنصیب کی تو
یہ کیفیت ہے نظم

تڑپ رہا ہے اسی طرح وصل مین بھی جگر
غضب ہے آج وہ جھوٹی کوئی قسم بھی نہین
نشان عشق وہ ہنس ہنس کے پوچھتے ہین جلال

جو دل نہوگا نہو مجھکو اسکا غم بھی نہین
اگر زیادہ نہین درد دل تو کم بھی نہین
جو مہربان نہین ہوتے وہ اے فلک نہ سہی
یہ جانتے ہین کہ مرے دل مین داغ غم بھی نہین

ستا رہی ہے تری از رہ کہ ہم بھی نہین
تمہارے وعدہ کا کچھ اعتبار آتا تھا
ستم تو یہ ہے کہ ہم قابل ستم بھی نہین

اے مہران جادو واسطہ اپنے
دین و مذہب کا مجھکو دس من لکڑیان منگا دے اپنے وارث کے ساتھ جل جاؤن مشہور ہو کہ حنائے
گلگون پوش عاشق صادق کوکب بھی جلکر مر گئی یہ بھی سنتی ہون جو اپنے شوہر کے ساتھ جل
جائے عدم مین عاشق و معشوق کا ساتھ ہوتا ہے مین چاہتی ہون عدم مین بھی ساتھ نہ چھوٹے جتنے اہل
دل ہین سب رو رہے ہین مہران جادو ہر چند کہ دشمن ہے کہتی ہے صاحبو اسکے رونے سے کلیجہ پھٹا
جاتا ہے یہ وہ شاہزادی ہے کہ کوکب خود اسکو بیاہنے گئے و جیہ اصلی سے ملنا چھوڑ دیا اسیکو
زوجۂ خاص بنایا کل طلسم نور افشان پر اسیکی حکومت ہے بہران و جمشید مادر مہربان کہتے ہین حقیقت
مین کوکب کی عاشق صادق ہے حنائے گلگون پوش ایک ایک کے قدمون پر گرتی پھرتی ہے صاحبو
میرے عشق کا امتحان کرو لکڑیان منگا کے آگ روشن کرو اگر مین سوزش آتش دیکھکر رک جاؤن
نام دفتر عاشقان صادق سے نکال ڈالنا جو تجویز ہو سزا دینا اگر تم سب صاحبون کو ناگوار
ہے کہ یہ ہمارے سامنے ستی نہو میرے وارث کا لاشہ مجھے دیدو مین لیجاؤن سامنے قصر
جمشیدی کے تمام اہالیان طلسم نور افشان کو جمع کرون مجمع عام مین جل جاؤن کوئی اہل دل
ہڈیان لیکر قبر مین دفن کردے گا قبر پر میلے ہونگے یہ تو ضرور مشہور ہوگا کہ سوختۂ آتش دوری افروختۂ شعلۂ
مہجوری کی قبر ہے اپنے وارث کے ساتھ جل گئی عاشقان صادق قبر پر آئینگے مرادین پوری
ہونگی قبر سے دھوان نکلے گا قبر پر ہماری یہ مطلع لکھدیا جائے مطلع روشن شد از بہار تو شبہائے تار ما
صبح قیامت ست چراغ مزار ما + یقین ہے روح مجنون و فرہاد آکر قبر کا طواف کرے مہران

ظلماتی نے جواب دیا ای حنا تیرے آتش کلام نے کلیجہ جلا دیا بس اب زبان کو بند کر ہم دونون باتون مین مجبور ہین نہ ہم لاش دے سکتے ہین نہ ہمین یہ اختیار ہے کہ لکڑیان منگا کر روشن کرین تمہین جلنے کا حکم دین ایک امر ہمسے ممکن ہے ملکہ ماہیان زمرد پوش کو ہم نامہ لکھتے ہین تمھارا بھی حال تحریر کر دین گے ملکہ عالم تشریف لائین گی اگر انکے نزدیک مناسب ہوگا لاش تمہین حوالہ کرینگی یا اپنے سامنے ستی ہونے دینگی ہم اس مقدمہ مین بالکل بے اختیار ہین تیری مصیبت ہمسے دیکھی نہین جاتی وائے برحال تمھارے کوکب نے تمھاری قدر کی بادشاہ طلسم نورافشان کیا اپنی دختر دفرزند کو تمھارے واسطے حکم ہوا کہ جو انکے شناخت مرتبہ مین تساہل کریگا وہ ہمارا دشمن ہے سپہ سالاران لشکر مصاحبان نامور خراج گزاران خود سر سب نے حکومت تمھاری قبول کی جبکا ایسا چاہنے والا سر حقیقت مین اسکو کیونکر صبر آوے کوکب نے بڑی حماقت کی یہ لاشہ گنہگار ماہیان زمرد پوش ہوا ایسا نہو کہ اس مین بھی عتاب ہو کوکب نے بڑی بغاوت کی مذہب سامری کو مٹایا دشمنونکے شریک ہوے آج سرکشی کا یہ انجام ہوا بیکس بے بس ہو کر مارے گئے یہ نہ سمجھے کہ بادشاہ طلسم ہوشربا سے سرکشی کی یہ ہفت در بند ساختہ مصاحبان ماہیان ہے سمجھے تھے جیسا نہنگ دریانشین وقمقام کو مارا اسیطرح یہ قلعہ بھی فتح ہو جائیگا اگر سامری جمشید زندہ ہوتے اس سحر کو نہ مٹا سکتے انکی کیا حقیقت تھی حنا دوڑ کر قدمون سے مہران کے لپٹ گئی کہا حضور مین نے اکثر تنہائی مین انکو سمجھایا کہ بادشاہ ہوشربا سے بگاڑو نگوڑے ساربان زادے نے ایسا بہکایا کہ میرا سمجھانا بالکل بیکار تھا جب اس ہفت در بند پر چلے مجھسے رخصت ہوئے چہرے پر مُردنی چھائی تھی مین اُسوقت بھی قدمون سے لپٹی ہوئی روتی تھی اور یہی کہا کہ برائے خدا طرف باغ ظلمات کے نہ جائیے میرا کہنا نہ مانا مہران نے کہا ہم نامہ روانہ کرتے ہین ملکہ ابھی تشریف لائینگی جو مناسب وقت ہوگا وہ فرمائین گی کہکر مہران ظلماتی نے عرضی لکھی تمام کیفیت تحریر کی بجوش لکھا کنیز نے آپکی کوکب روشن ضمیر کو بیکس و بے بس کر کے مارا معشوقہ اُسکی حنا روتی بیٹھی آئی ہے لاش اپنے وارث کی مانگتی ہے کہتی ہے ستی ہو جاؤنگی حضور تشریف لائین دشمن کی لاش بھی ملاحظہ کرین اس خود سر کا سر کنگرہ قلعہ پر رکھین لاش تشہیر کرائین مقدمہ حنا جیسا حکم صادر ہو تشریف لانا ضرور ہے کنیز کو نامہ و یا زبانی بھی تاکید کی کہ عرض کرنا کہ لونڈی کی آبرو بڑھائیے برائے چند ساعت تشریف لائیے مین نے وعدہ کیا کہ جو کسی ساکن ہوشربا سے نہو سکا بی رضوان جادو وہ تیرہ

شہنشاہ عاشق ہوکر دو دربند ونکو مٹا گئین لونڈی نے بکار نمایان کیا آپ کے تشریف لانے سے عزت افزائی ہوگی کنیز نامہ لیکر گئی باغ ظلمات مین ماہیان زمرد پوش بیٹھی ہے پانچ پتلیان سنہری کنیزان سامری گرد بیٹھی ہین گئی ہے ساحران زبردست سترہ لاکھ کا لشکر گرد باغ ظلمات فرودکش ہے ماہیان بھی یہی ذکر کررہی کہ رضوان جادو نے بڑا غضب کیا اپنے بھائی کے قتل پر آمادہ ہو گئی کوکب سے ملی دو دربند مٹائے فیروزہ گوہر پوش نے بڑی خیر خواہی کی نہین معلوم فیروزہ پر کیا گذری ایک پتلی بول اٹھی حضور بی فیروزہ عمرو کی زنبیل کی سیر کررہی ہین بیچاری ٹوکری ڈھوتی ہوگی سامری وجمشید کسی ساحر کو عمرو کی زنبیل مین نہ لیجائین ساحر کے لیے وہان بڑی ذلت ہے ماہیان نے زانو پر ہاتھ مارا کہا کیون شاہزادیو اُسکو کیونکر رہا کریں اس آفت سے بچائین پتلیان ہنسین کہا ملکہ عالم زندانخانہ زنبیل عمرو سے رہائی غیرممکن ہے کوئی ایسا ہو عمرو کو گرفتار کرکے ذرا دھمکائے اگر اُسکے مزاج مین آجائیگا رہا کردیگا ورنہ کوئی تدبیر رہائی کی نہین ہے ماہیان نے کہا دیکھون اب مہران ظلماتی کیا کرتی ہے اُس قلعہ کو ایسے طور سے آراستہ کیا ہو کہ یہان کوکب کی سرکشی نہ چلے گی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی کنیز مہران نے آکر عرضی دی نذر پیش کی کہا حضور مبارک ہو دشمن مارا گیا مہران ظلماتی نے بڑا کام کیا ماہیان یہ خبر فرحت اثر سنکر خوش ہوگئی کہا مین تو جانتی تھی کہ مہران کے عجائب غرائب پر کوئی دست انداز نہو سکے گا ایسی خبر فرحت اثر کسکو ملتی ہے مین بھی چلتی ہون یہ کہکر تخت پر سوار ہوئی پانچون پتلیون کو برابر بٹھا لیا گرد تخت دو ہزار جادوگر نیان پشت پر بارہ ہزار ساحران زبردست نوبت نقارے بجتے ہوے اس دھوم سے طرف قلعہ مہرانیہ کے چلی جو راہ مین ملا کنیزان ماہیان نے پکار کر کہا صاحبو اپنے اپنے گھرون مین اطمینان سے بیٹھو چراغ طلسم نورافشان گل ہوا کوکب ہاتھ سے ملکہ مہران ظلماتی کے مارا گیا اب کل طلسم ہوشربا کا انتظام ملکہ مہران سے لیا جائے گا افراسیاب وزیر اعظم بنایگا راہ مین بھی صداے مبارکباد ملبند ہے ماہیان زمرد پوش اس کنیز سے پوچھتی ہین کوکب خوب لڑا اُس کنیز نے کہا حضور دو مرتبہ آیا لڑا نکل گیا تیسری مرتبہ جو آیا نہ نکل سکا آخر مارا گیا اب ملکہ مہران نے ابر وغیرہ مٹایا ابر سحر کو دفع کیا بیرون قلعہ تشریف رکھتی ہین جو ساحر ابر مین تھے وہ بھی آئے جس جس نے جانفشانی کی امیدوار قدردانی ہین لیکن ایک مقدمہ مین قلعہ پھنستا ہے معشوقہ کوکب حنای گلگون پوش اس جوش وخروش سے روتی پیٹتی آئی ہے کہ دیکھنے

دیکھنے والون کے کلیجے پھٹتے ہین اُسکے دو سوال ہین کہتی ہی یا تو لکڑیان جمع کرو آگ روشن کراؤ مین
ستی ہو جاؤن یا میرے وارث کی لاش مجھکو دو لاش کو اپنے وارث کی لیجاؤن جاکر قریب قصر جمشیدی
ستی ہون مہران نے بدون حکم حضور کوئی امر قبول نہین کیا یہی جواب دیا کہ ہم لاش نہین دے سکتے حضور
آپ بھی اُسپر رحم فرمایئے لاشہ پھنکدیا جائیگا اُسکو دیدیجیے گا خواہ لاش کے ساتھ ستی ہو خواہ لیجاکر
دفن کرے لاش سے کیا مطلب ہے مزاج مین آئے سزا دیجیے تمام ہوشربا مین تشہیر کیا جاے یہ سنکر ماہیان زرد
پوش نے طرف کنیزان سامری کے دیکھا ایک اُنمین سے ہنسی ایک نے سر جھکایا تیسری شوخ و تنگ
چست و چالاک باتون مین بیباک بول اُٹھی کہ حنا جو رنگ حنا جمگیا دو رنگی حنا کی مشہور ہے ظاہر
مین زمرد پوش باطن مین خونریزی کا جوش حقیقت مین انقلاب ہے مہران ظلماتی کی عقل پر
پتھر پڑے کچھ بھی نہ سمجھی قلعہ سے نکل آئی منسوبات بھی مٹا دیے دیکھیے انجام بخیر ہو ماہیان نے جو یہ
کلمات حسرت آیات زبان سے کنیزان سامری کے سنے گھبرا کر کہا اے رازداران سامری اے خاصۂ
خلاصہ فسونگری کیا مین نہ جاؤن کوکب نہین مارا گیا معشوقہ اُسکی نہین آئی کیا مہران بھی مثل
رضوان کے ملکی مجھکو دم دیکر بلایا ہے کسی کنیز نے کچھ جواب نہ دیا تیلیان منہ پھلائے بیٹھی ہین
ماہیان نے جب بہت کہا دو چار جام شراب کے پلائے تو ایک نے جھلا کر جواب دیا کہ ہم خاک
بولین پتھر جواب دین طلسم ہوشربا مین تو غدر ہے مشہور تھا کہ طلسم ہوشربا مقام صدر ہے عقل پر سبھون
کے پتھر پڑے ہم نہین جانتے کہ وہان کیا معرکہ ہے تحریر خداوند پر تم لوگون کا عمل نہین اپنے اپنے غرور
مین سب مست ہین جو کچھ ہونا ہے وہ ظاہر ہو جائیگا یہ خوب ہماری ذہن مین آیا کہ سب ہماری بیجا
تقریر ہے وہی ہوگا جو نوشتۂ تقدیر ہے ماہیان چاہتی ہے مین اصل مراد پوچھون یہ کنیزان سامری تکلفات
سے ہر امر کو بیان کر رہی ہین دو تیلیان تو بہت ہی مکدر ہین آپس مین اشارے کر رہی ہین کہ لو اب
خدمت سامری مین چلین قفس آہنی دنیا سے چھوٹین آزاد ہون کہان تک قید رہین ایسے ظالم سے کٹے
جنھون نے ہمکو اس بلا مین پھنسایا آخر وہ دعویٰ خدائی کے کرنے والے کیا ہوے نام مشہور ہے
نشان نہین ملتا چند دن کے لیے بار ندامت اپنے سر پر اُٹھایا خدائی کرکے کیا ہاتھ آیا ماہیان
زمرد پوش پر زوال آنے کو ہے ان مطلبون کو نہین سمجھتی ساتھ والیون سے کہتی ہے سامری و جمشید
کیا کرین طور بُرا ہے شاہزادیون کے مزاج برہم ہین دلپر ہجوم غم و الم ہین آج صبح سے شراب

وکباب کی بھی اُنکو خواہش نہین میری جان کی حفاظت انھین کے دم سے ہے وہ خفا ہین کس سے
پوچھون مین اپنے ستارونکی گردش کو دیکھتی ہون آسمان ستارون سے آنکھین نکالتا ہے زمین پر اگر نگاہ
ڈالتی ہون ہر ایک غار بصورت اژدر ہے ہر طرف سے فوج غم و الم کی چڑھائی ہے افراسیاب عیش پسند کو
باغ سیب سے مطلب ہے آج تک اُنکو یہ خیال ہوا کہ ہمارے بزرگ پر وقت پڑا ہے کچھ فوج بھیجین یا
ناظمان ہوشربا کو بلائین بڑا کمال کیا رضوان جادو کو مار کر پلٹ گئی ہمکو نامہ بھی نہ لکھا باغ ظلمات مین آنا
کیسا ہمنے خوف سے پردۂ ظلمات کو چھوڑا باغ ظلمات مین سکونت اختیار کی اُس غفلت شعار کے کان پر جون
بھی نہ رینگی بیان مہران ظلماتی حنا ے گلگون پوش کو سمجھا رہی ہے حنا کہتی ہے صاحب وقت دشمنی تو گذر گیا
تمنے کوکب کو قتل کیا اب لاش سے کیا مطلب ہے ہماری حال پر رحم کرو ہم لاش لیکر جائین موافق مذہب کے انجام ہو
یہ ذکر تھا کہ آسمان پر لکہ ابر سیاہ نمایان ہوا مہران ظلماتی نے کہا لو بی حنا اب تمھاری مشکل آسان ہو جائیگی
ہم سب ملکر ملکہ سے سفارش کرینگے کہ لاشہ کوکب انکو لیجانے دیجیے لاش کو کوئی نہ روکے گا لاش تمھین
ملجائیگی حنا اب باتین کرتے کرتے قریب مہران کے آکر بیٹھی باتین بنا رہی ہے خوش مزاج خوش رو سب باتون مین
حنا کے معروف ہین اتنے عرصے مین حنا نے اپنا رنگ جما لیا بڑے بڑے جو ساحر ملازمان مہران ہین وہ اشارے
کر رہے ہین کہ ای حنا اپنی جان نذر دو تمھارا حسن و جمال ایسا ہے ہر شخص اپنی جان نثار کریگا یکایک ماہیان آکر
اُتری مقہور جادو وزیر مہران یہ حنا سے بہت لگاوٹ کر رہا ہے رنگ حنا دیکھکر پسا جاتا ہے قریب آبیٹھا چپکے
چپکے کہہ رہا ہے اے ملکہ عالم تمام ملک مہرانیہ پر میرا قبضہ ہے میری معرفت خراج و باج آتا ہے میرے گھر بیٹھ جاؤ
کنیزین برائے خدمت حاضر کرونگا قصر ہاے عالی باغہاے پربہار عنایت سے سامری کے موجود ہین اُن مین رہو
چین کرو اپنی جان نذر دو کوکب سے زیادہ خدمتگذاری کرونگا جیسے ہی تخت ماہیان زمین پر آیا مہران کہتی
ہوئی دوڑی حضور مین نے کوکب کو مارا وہ دیکھیے لاشہ پڑا ہے معشوقہ اُسکی لاشہ مانگتی ہے یہ کہہ کے آواز دی
اری او حنا اب جو تجھکو منظور ہو سامنے ملکہ کے بیان کر لاش کو لیجا ناحق اپنی جان دیتی ہے ماہیان نے نگاہ
اُٹھا کر حنا کو دیکھا لاشۂ کوکب دیکھکر پکارا اُٹھی طرف کنیزان سامری کے متوجہ ہو کر کہا تم تو کہتی تھین یہ
جادوگری رکن طلسم ہوشربا سحر و ساحری مین یکتا سب کمال حاصل کیے ہے
موت جو قریب آئی آنکھون پر پردہ غفلت پڑ گئے حنا کیسی ساربان
زادہ بیٹھا ہے حنا بنکر رنگ جمایا یہ جو تیلی نے کہا یا تو عمرو مقہور سے کھل مل

کے باتین کر رہا تھا لرزہ کر کے اٹھا منم مہتر مہتران عیار زلزلۂ قاف تانی سلیمانی قاتل ساحران مقہور
ارے کمکر پلٹا عمرو نے لپٹ کر خنجر مارا دوسری تپلی بول اٹھی لو ہنانی مقہور کا خون بہایا اور یہ لاشہ
کوکب بھی نہیں ہے سراسر خیال خام تصور نا تمام ہے یہ کوئی غلام ہے ماہیان گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھی
عمرو اسیواسطے جنا بنکر آیا تھا کہ کوکب نے تو جان دی ماہیان کو مارون اپنے بھائی کے خون کا بدلا لون
مقہور کو مار کر لشکر ماہیان پر جا پڑا چاہتا ہے مہران ظلماتی کو مارون جو سامنے آیا کیسیکو خنجر مارا کسی پر حقہ
آتشبازی کا داغ دیا صدہا منھ جھلسے حقہ روغن نفت پھینک مارا جسپر قطرہ پڑا جلنے لگا کسی پر حباب
بیہوشی مار دیا کسیکو کمند مار کے گرا دیا جوش جرات مین سو ساحر عمرو نے مارے اسقدر کوکب کا غم ہو اگر
قصد کرتا اندھیرے مین نکلجا تا ساحرون کے مرنے کی علامت بلند ہے تپلیان پانچون ہنس رہی ہین
ماہیان جرات عمرو کو دیکھکر دنگ کہ عمرو کسی مقام پر رُکے تو گرفتار کرون بجلی ہو کہ چمک رہی ہے ایسی
جلدی سو ساحر مارے کسی کی زبان نہ کھلنے پائی جنے منھ کھولا کر سحر کرے عمرو نے کفچے مین رکھکر تر مار احلق کو
توڑ کر پار گذرا ساحر لڑکھڑا کر گرا عمرو ایک مقام پر نیمچہ کھینچکر طرف مہران ظلماتی کے چلا مہران تھے تو
ہوش اُڑے ہوے ہین جنگ عمرو دیکھکر حیران و پریشان کتی ہے صاحبو یہ تو ساحرون سے زیادہ ہے کیا
صورت بناکر آیا ہمارے بیکے ہوش اُڑا دیے ساحرون کو قتل کر رہا ہے عمرو پہلو مین آکر چمکا آواز دی او
مہران تو اب زندہ نہ بچے گی میرے بھائی کوکب کو بیکس کر کے مارا یہ کہکر عمرو نے نیمچہ مارا مثل برق کے
تڑپ کر عمرو قریب مہران کے آیا اس جلدی مین نیمچہ مارا مہران ساحرہ زبردست بادۂ کبر و غرور سے
مست بیپلا سر پر پڑا او چھا سا زخم آیا چاہا دوسرا ہاتھ مارون مہران کے منھ سے صدا لے گیر نکل
گئی زمین نے پاؤن تھام لیے عمرو لڑکھڑا کر گرا ہلڑ ہوا عمرو پکڑا گیا مہران تیغہ کھینچکر چلی کہ عمرو کا
سر کاٹ لون اس نے غضب کیا مقہور جادو میرے وزیر اعظم کو مارا سو ملازم قتل کیے
عمرو نے پکار کر آواز دی نانی آمان مجھے بچاؤ یہ حرامزادی مجھکو قتل کرتی ہے مین نے اسکا کیا لیا
ذرا قدردانی فرمایئے کس طرح آپ کے زیارت کو آیا کیا کمال کیا انعام ملنا چاہیے ماہیان نے
آواز دی مہران جلد اسکا سر کاٹ لے نگوڑا باتین بناتا ہے ہم اس جلاد کو انعام دین گے
سر کاٹ کر پاس افراسیاب کے بھیجدین گے مہران تیغہ کھینچکر چلی عمرو فریاد
کرنے لگا دیکھو نانی آمان تمھارے سامنے تمھارا نواسا قتل ہوتا ہے مجھے بچاؤ

ورنہ یہ سمجھ لو آجکی رات تیر نہ گذرے گی میرا شاگرد بھوریا قوت بازو کا لیا آکر تمھارا سر کاٹ لے جائیگا
زندہ نہ چھوڑے گا بہتر ہے مجھکو بچاؤ اس بیجیا کو منع کرو ماہیان نے جب کچھ جواب نہ دیا عمر نے گالیان
دینا شروع کین وہ گالیان دین کہ جادوگر کانون پر ہاتھ رکھتے تھے بعض کہتے تھے کیا زبان دراز ہے
اپنی جرأت سے باز نہین آتا بعض کہتے ہین اب وہ کیا اپنی زبان روکے موت اسکے سر پر ہے
مثل مشہور ہے بقول سعدی ہر کہ دست از جان بشوید ہر چہ در دل آید بگوید لیکن عیار و نکا تیا دیتا
ہے سراسر خلاف ہے ملکہ ماہیان سے کون آنکھ ملا سکتا ہے جلد اس ظالم کو قتل کرو کوئی کہتا ہے میرا
نوجوان بھائی مارا گیا کوئی کہتا ہے بڑا قہر کیا مقہور لیسے وزیر کو مارا پلک جھپکتے قیامت برپا کی بجلی
چمکتی ہے کون اس ظالم کا وار روکے یا تو وہ صورت زیبا بنکر آیا یا یہ ہیبت دیکھو ٹھیادیو ہی یا بدلتی
جل مالن خواجہ یہ آواز سنکر جواب دیتے ہین بھائیو پھبتیان نہ کہو مین تو شریف لیئق بھلا مانس ہون میری
سفارش کرو اس ظالم کے پنجے سے بچا لو مین اک غریب اگر قتل ہو جاؤنگا کیا ہاتھ آئیگا میرے خون
کے بہت سے دعویدار ہین اس قلعہ کو بہ باد فنا اوڑا دین گے مین تم سبھون پر رحم کرتا ہون ماہیان نے
پھر مہران کو للکارا اری او مہران ظلماتی اس مکار کی باتین سنتی ہے سر کاٹ لے مہلت نہ دے
حقیقت مین اسکے ہزارون دوست ہین ہم سب کو دیکھ لینگے مہران چاہتی ہے کہ ہاتھ مارون کو پہلوے
عمرو کے زمین شق ہوئی کلغی تاج کی چمکی دیکھا سب نے ساحرہ بے نظیر کوکب روشنضمیر تیغہ برق تاب ہاتھ
مین تڑپ کے زمین سے نکلا نیمچہ مہران رہا کر چکی تھی کوکب نے نکلتے ہی اوچھڑ سیری ماری نیمچہ مہران کا ٹوٹا
عمرو کی جانب اشارہ کیا باران سحر برسایا چند قطرات آب جسم پر عمرو کے پڑے سحر اتر گیا عمرو بھی اپنے
مقام سے سبزہ کرکے اٹھا مہران نے کوکب پر گولا مارا کوکب نے وہی گولا ہاتھ مین روک لیا چرخ دیکر
مہران پر مارا مہران کے پڑا جو تحریر پیشانی تھی پیش آئی مہران کے سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے عمرو تو گلیم
اوڑھکر غائب ہوا کوکب کو دیکھکر باغ باغ ہو گیا دلین تعریفین کرتا ہے کہ اے عمرو کوکب نے کیا
کارنمایان کیا یہ ہماری محبت کی تاثیر ہے کہ کوکب نے عیاری کرکے منسوبات کو انھین کے ہاتھ سے مٹوایا
اب کوکب ننگا نیلنگا نہ طرف ماہیان زمرد پوش کے چلا ماہیان بدحواس ہو گئی گولے کوکب پر
مارے کوکب ان گولون کو روکتا ہوا جست کرکے قریب تخت ماہیان پہونچا ہاتھ بڑھا کر چوٹیا پکڑ لون
ماہیان نے گھبرا کر سنہری تیلی کی جانب اشارہ کیا بی بی لینا اسکو یہ جانے نہ پائے

وہ سنہری تیلی نیمچہ لیکر اٹھی کوکب پر وار کیا کوکب کے مارے غصے کے کف منہ سے جاری تھا اتنا تو
جواب دیا کہ او لونڈی تجھکو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ بادشاہ ہوتے مقابلہ کرے یہ کہکے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا
تیلی لپٹ گئی کوکب نے اٹھا کر دے مارا ماہیان نے جو اتنی فرصت پائی ساتھ والون کو تو آواز دی لینا
کوکب کو مار لو آپ تخت اڑا کر بھاگی کوکب نے اس تیلی کو چیر کر پھینکدیا پر پرواز پیدا کرکے قصد
ہوا کہ ماہیان پر جا پڑون ماہیان نے دوسری تیلی کو للکارا اری لینا یہ نگوڑا نہین مانتا اپنی بہن
کے خون کا بدلا لے دوسری تیلی کڑک کر کوکب پر جا پڑی کئی نیمچے مارے کوکب روک رہا
ہے چاہتا ہے جھٹ پٹ اسکو قتل کرون ماہیان پر جا پڑون تیلی نہین جانے دیتی سد راہ
ہوئی برس پڑی کئی وار کیے کوکب نے روکے الجھاوے سے ہاتھ نکالا آواز دی او اجل رسیدہ
ہٹ کیون قضا آئی ہے تو تو کنیز سامری ہے اگر سامری جمشید بھی آئین تو یہ عبد ذلیل رب جلیل
نہ رکے گا تو تو راز دار طلسم ہے ستارہ شناسی مین دخل رکھتی ہے دیکھا ہوگا کہ کوکب میرا قاتل
ہے پھر مقابلہ کرتی ہے بڑی جاہل ہے اس تیلی نے چیخ مار کر آواز دی ای شہنشاہ طلسم نور افشان
خوب جانتی ہون قاتل و مقتول کو بھی پہچانتی ہون تو جرات مین کامل ہے اے شہنشاہ تو تو ماہیان
زمرد پوش کا قاتل ہے لیکن اے شہنشاہ مجبور ہوکر ہمراہ اس ملعونہ کے آئی اتنی بڑی رمز شناس نے
دھوکا کھایا اب بھی مغرور ہے کہ موت قریب نہین ہے ہم آگاہ کرتے ہین کہ سننے والے سن لین
ہمارا خون سر پر افراسیاب کے چڑھے گا یہ سال خیر و عافیت سے نہ گذریگا کوکب نے پینترہ
بدل کے ہاتھ مارا تیلی ایسی گھبرائی ہوئی تھی سپر کو بھی نہ اٹھایا سر اس خود سر نے سپر کر دیا تیغہ
برق مثال تڑپ کر گرا اس تیلی کے بھی دو ٹکڑے ہوے آندھی سیاہ اٹھی ماہیان زمرد پوش تو
اس ہنگامے مین نکل گئی کوکب کو فوج قلعہ مہرانیہ نے گھیر لیا دو چار سحر کوکب نے ایسے کیے کئی ہزار
ساحر سے آخر جادو ر ملنے لگی آواز الامان بلند ہوئی کوکب نے تلوار روکی روسا امرا دست بستہ حاضر ہوے
مطیع اسلام ہوے کوکب بصد کر و فر داخل قلعہ مہرانیہ ہوا اُسکے نام پر بادشاہ اسلام کے
جاری کرایا خواجہ عمرو ظاہر ہوے کوکب نے بڑا شکریہ ادا کیا کہا خواجہ آج مجھپر تمھاری محبت باطنی کا حال
ظاہر ہوا عمرو نے کہا بھائی جب مین نے تمھارا لاشہ دیکھا جگر کلیجہ پھٹ گیا کوکب نے کہا اے دوست
صادق اصل یہ ہے کہ یہ تمھاری صحبت کی تاثیر ہے جب مین جنگ سے عاجز ہوا تمکو لشکر کل ساحر

دیکھ چکا تھا کئی مرتبہ قصد ہوا نکل جاؤن غیرت نے دامن پکڑا کہ خواجہ جاکر مجمع مردان عالم مین ذکر
کرین گے بہادر میری عدم جرأت پر ہنسین گے کہ قصد کرکے بھاگ گیا کچھ نہ ہوسکا غیرت مین رہ پھرا کر
نکلا آخر اپنے ہم شبیہ کو لایا بڑا قوت بازو مارا گیا اگر مین کسی بلا مین مبتلا ہوتا وہ اپنی جان دیتا اور
مجھکو بچاتا لیکن یہان یہی مناسب تھا اگر ہران کو یہ یقین نہ ہوتا کہ کوکب قتل ہوگیا فلوے نہ نکلتی ارکو
شکست نہ کرتی یہ سحر اسکے بزرگون کے وقت سے آراستہ تھے مٹنا ان عجائبات کا اُسکی ذات پر
موقوف تھا کیونکر ممکن تھا کہ وہ خود مٹائے آپ کے نیازمند نے یہ کار نمایان کیا آخر لعنایت
پروردگار اُسکو مارا اب خواجہ آگے دربند ہفتم ہے اسکا احوال مجھکو نہین معلوم کہ وہان کون حاکم ہے
ملکہ رضوان جنت آرام نے بھی نشان نہین دیا اب ہم رخصت ہوتے ہین آپ قصد نہ کیجیے گا خواجہ
نے کہا اے شہنشاہ یہ تو ناممکن ہے کہ ایسے وقت مین ساتھ نہ دون اب کوکب ناچار ہوا پشت
مرکب باد رفتار پر سوار ہوا بطور ستارہ شناسی خیال کرکے ایک جانب جستجوے دربند ہفتم مین روانہ
ہوا خواجہ عقب مین گلیم اوڑھکر چلے ان دونون کا ذکر وقت پر تحریر ہوگا —

دوکلمہ داستان مصیبت عنوان دربند ہفتم کہ جہان انتظام ملکہ اختر نازک مزاج و ملکہ
صبائے آہو چشم عیاز کی طرف سے ماہیان زمرد پوش کے منتظم ہین پہونچنا کوکب کا
وعیاری صبائے آہو چشم گرفتار ہونا کوکب کا وعیاری خواجہ تابہ باغ ظلمات پہونچنا
کوکب کا وقتل ماہیان زمرد پوش عجب داستان حیرت عنوان ہے خمسہ

راز مخفی خود بخود کھلجائے جانان تو سہی
ہاتھ اس غمسے ملو پیر دن مرجان تو سہی
آپ کمند جیسے اب منکر ہو ہان ہان تو سہی
مہندی بنکر رنگ لائے عشق پنہان تو سہی
پانون پڑکر سر چڑھے خون شہیدان تو سہی

منھ کی کھاؤگے نہ اترایا کرو دیکھو بہت
اپنی سفاکی پہ صاحب ناز ہے تمکو بہت
ہوش مین آؤ نہ ہمسے بانکپن کی لو بہت
او چھی تلوارین لگاکر خوش تو ہوتے ہو بہت
منھ چڑھانا ہر دہان زخم خندان تو سہی

کوئی لحظہ کام سے اپنے نہ رہنا بے خبر
ابتو مین سیدھی طرح کتنا ہون اپنا جانکر
اک ذرا آغاز سے انجام پر رکھنا نظر
رخت عریانی نہ پھاڑا جوش وحشت نے اگر

کھال کھنچواؤن تری اے جسم عریان توسہی

مجھسے جو جیسی کرو لیا جواب اُسکو مین دون
منتظر ہون وقت کے آنیکا مین سچ کہون
سو برس کے بعد موقع ہو تو مین اپنی کرون
بوسے لیکر انتقام اپنے لہو رونے کا لون

لال کردون تمکو اے لبہاے جانان توسہی

شب ہنسین اتنا کہ کھولین اپنا سارا بانکپن
ہلکی ہلکی برچھیونکے سب نشان ہون جان من
چھپ جائے اس ندامت سے تو اے غنچہ دہن
شوق آرائش سزا دے ظلم کی اے گلبدن

پیٹھ پر تیری پڑین کرتی کی چھڑیان توسہی

ہر گھڑی غش مین پڑے رہنا یہ کیسی بیخودی
خوب سوجھی ہے چلو تدبیر اس کی مجھکو بھی
سب سمجھتا ہون یہ مکر و جعلسازی ہے تری
اُس مسیحا سے سزا دلوا دون ضعف عشق کی

زندہ گر کروا دون تجھے اے چشم گریان توسہی

کوئی عالم ہو مگر عالم وہی بیدار رہے
دم مین جب تک دم رہے ہر دم وہی سودا رہے
کوئی نقشا ہو مگر اپنا وہی نقشا رہے
جوش وحشت مین بھی سررشتہ تعلق کا رہے

اُدھورے ڈالنے لے پیرہن یار دامان توسہی

بھول جائے اپنی خود بینی یہ چھاجائے بیخودی
رو برو آنا تو کیا چوری چھپے سے بھی کبھی
ہو یہ اُلجھن دلکو گھبرانے لگے سینے مین جی
دیکھ لین صورت اگر اُس طفل بازیگوش کی

جان کیسی کھیلین اپنے سر پہ پریان توسہی

عزم دل سے چاہئے یہ بات سن لو اے منیر
عاشق شبیر ہو ثابت ہے ہمکو اے منیر
اپنی گمراہی خدا کردے راہبر ہو لے منیر
قسمت بد راہ روکے سو طرح گو اے منیر

چلکے ہم دیکھین در شاہ شہیدان توسہی

سیاحان عرصۂ حرف و حکایات نوردان بادیہ داستان ندرت بیان اشہب تیز گام زبان کو میدان مدعا مین یون جولان کرتے ہین کہ شہنشاہ کوکب شفیہ نے جب دیکھا کہ راستہ مجھکو نہین ملتا سحر کرکے ایک تیلہ بنایا وہ سیر کرتا ہوا چلا اک مقام پر کوکب ٹھہرے صحرا سنسان جنگل ویران انسان حیوان کا نشان نہین نیر اعظم غروب ہو چکا ہے اسقدر اندھیرا ہے کہ کچھ حال جنگل کا دریافت نہین ہوتا کوکب نے اُس تیلے سے پوچھا لیو آ برادر یہان اندھیرا ہونے کا کیا سبب ہے اُسنے دست بستہ

عرض کی شب کو یہان روشنی ہوتی ہے حضور تشریف رکھیں حال کھلجائیگا کوکب نے سحر سے ایک بنگلہ بنایا
اُس مین کرسی بچھا کر بیٹھا طرف صحرا کے دیکھ رہا ہے اول ماہ تابان بلند ہوا سارا جنگل روشن ہوگیا
سات ستارے آسمان پر ظاہر ہوے اپنی چمک دکھاتے ہوے زمین پر گرے چند عندلیبان خوش نوا زمزمہ سرائی
کرتی ہوئی درختون سے اُترین غلطکین اور بار کر انسان نبین حسین مہ جبین کا زرگرا ایک ایک ماہ رخسار
اُنھون نے بہ تعجیل ایک بارگاہ معقول آراستہ کی آپ دست لبتہ قاعدے سے کھڑی ہور ہین وہ ساتون
ستارے جو زمین پر گرے تھے اُنہین تڑاقا ہوا سب کنیزین دوڑین ستارونکو گھیر لیا اب جو کوکب نے دیکھا تو بہت
ہوا یہ ستارے نہین ہین آگے اک ماہ تابان حسین مہ جبین صنوبر قد رعنائی زیبائی مین کد پھول سے
عارض بوٹہ سا قد خرامان خرامان زلفون کو آراستہ کرتی ہوئی پہلو مین ایک عیار بچی طرار فرار بانہاے
عیاری سے آراستہ اپنے سلائے سی بھی بجتی ہوئی نیمچہ ہاتھ مین پانچ کنیزین مصاحبان خاص مثل ستارہ
سحری حسن مین بے مثال ابروے خمدار رشک ہلال اُنکے کلام کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ سبکی افسر ملکہ اختر نازک مزاج
سر حسینان عالم کی تاج عیار بچی کا نام صباے آہو چشم کوکب نے اپنے کانون سے سنا کہ صبا اپنی ہوا
باندھتی ہوئی اختر سے کہتی ہوئی چلی آتی ہے کہ اے ملکہ عالم دشمن کا ضرور خیال رہے آپنے دعوی کیا ہے
کنیز کو ساتھ لیا اب دشمن نہ بچے اختر نازک مزاج کہتی ہے اے صباے آہو چشم بڑے شخص سے سامنا ہے
صبا نے جواب یا لونڈی کی ہوا بندھی ہوئی ہے دام بچھا صید خود دوڑا ہوا آئیگا دانے کی خواہش سے دام مین
پھنسے گا کوکب نے یہ کلمات بھی سنے سمجھ گیا کہ یہ اختر نازک مزاج ان سبھونکی افسر ہے صباے آہو چشم اپنی عیار بچی
کو ساتھ لائی ہے یہ دام تزویر پھیلائے گی مین نے صحبت خواجہ عمرو دیکھی ہے مجھپر کیا کوئی عیاری کریگا
بڑا کام عیاری سے بچنے کا یہ ہے کہ غیر کے ہاتھ سے کچھ نہ کھائے بہ عقلمندی اپنے کو بچائے اختر نازک مزاج مع
کنیزان مرصع پوش اس بارگاہ زربفتی مین جاکر داخل ہوگئی کئی مرتبہ کوکب نے ارادہ کیا تلوار کھینچکر جا پڑون لیکن
دل دھڑکا خیال مین آیا یہ عیار بچی تلاش کرنے کو نکلے گی اُسوقت سمجھ لین گے کوکب اس خیال مین بیٹھا ہے
وہان اندر بارگاہ کے جلسہ عیش و نشاط آراستہ ہوا صباے آہو چشم نہایت خوش آواز ہے ساز درست ہوے
جام مے ارغوانی گردش مین آیا ساز ملے صبا نے اپنی ہوا باندھی لصد خوش آوازی یہ غزل گائی غزل

خود کھنچ دیتی ہے اُس رشک قمر کی تصویر
کھینچ دے کوئی حسینونکی کمر کی تصویر

کہ نہیں کھنچے یہ کسی طرح بشر کی تصویر
دل پہ داغ سلامت رہے ہے پیش نظر

کھو دی جلتے ہین مصور جو یہ ہم کہتے ہین
انجمن کا تری نقشہ ترے گھر کی تصویر

دیکھے گر کمر یار کی مشتاق ہو آنکھ | دکھے آئینہ مین ہے موی کمر کی تصویر
یا جلال اُس کا تصور ہے ہمارا ہمدم | یا جدائی مین انیس آٹھ پہر کی تصویر

یہ صدائے دلفریب جو کان مین کوکب روشنضمیر کے آئی نوجوان عاشق مزاج کو آواز کے سوز وگداز نے بیچین کردیا خیال مین آیا کہ ای کوکب یہ تو سمجھ چلے کہ اختر ہماری فکر مین ہے عیار بچی بھی ساتھ ہے صحبت مین چلکر گانا سنین شراب وکباب کا قصد نہ کرین ہمارا کوئی کیا کر سکیگا یہ سوچکر کوکب نے قبضے پر ہاتھ ڈالا اپنے بنگلے سے جھومتا ہوا چلا جب قریب بارگاہ پہونچا کئی سے کنیزین کچھ ساحر جو دروازے پر حاضر تھے اُنھون نے جھپٹ کر ملکہ اختر کو خبر دی شہنشاہ کوکب بصد قہر وغضب تشریف لاے ہین اختر برای تعظیم اُٹھی کان مین بھی کوکب کے آواز آئی کہ صیاد بچی نے کہا لو ملکہ شہنشاہ آگئے اپنے کام سے ہوشیار ہو کوکب نے چند اشیائے سحر اپنے ہاتھ مین لے لیے کہ اگر قصد سحر کا کریگی مین خود پہلے سحر کرونگا اس مہ جبین کی کیا حقیقت ہے عیار بچی کی کیا لیاقت ہے کہ مجھسے مقابلہ کرے یہ خیال تھا کہ پردہ اُٹھا اختر نے جھک کر سلام کیا عرض کی ای شہنشاہ اسوقت یہان کیونکر گذر ہوا کوکب نے کہا تمھاری مقابلے کو آئے ہین تمنے ہمارا راستہ روکا ہے بسم اللہ سحر کرو ہم جواب دین صبا سے آنکھ ملا کر کہا کچھ حلقہ ہاے کمند بچھایئے شراب مین بیہوشی ملایئے صبا نے دست بستہ عرض کی حضور آپ کو کیا خیال ہے یہ صحرا ہماری ملکہ عالم کے عیش کا مقام ہے ہمیشہ شب کو آکر اسی مقام پر ٹھہرتی ہین اختر نے بھی مسکرا کر کہا حضور ہماری مجال ہے کہ ہم آپ کو روکین اگر حضور باغ ظلمات کی طرف جاتے ہین تو آپ نے راستہ فراموش کیا یہ در بند نہین ہے ہم اس حال سے آگاہ بھی نہین ہر چند کہ ملازم افراسیاب ہین لیکن اس مقام پر نگہبان نہین ہین ماہیان زمرد پوش سے ہمین کیا کام ہے اپنی عادت قدیم کے موافق اس مقام پر آئے ہین آپ نے سرفراز کیا تشریف لایئے ہمارے کئی بزرگ آپ کی سرکار مین ملازم ہین کوکب نے کہا اس مکر سے کیا فائدہ ای اختر میرا نام کوکب روشنضمیر ہے ساحر تو تمھارے ساتھ بہت ہین سو دو سے کنیزین بھی جادوگرنیان معلوم ہوتی ہین اس راہ کو طے کرکے جاؤنگا تم ردکو سحر کرو اختر نے شرما کے سر جھکا لیا عرض کی کنیز ونکا بادشاہون پر دست انداز ہونا بالکل ناممکن ہے حضور کے سامنے کیا سحر کرونگی تشریف لایئے یا جانیکا قصد کیجیے اگر ہمسے کوئی بے ادبی ہو سزا دیجیے ہین تو مدت سے زیارت کی مشتاق تھی یہ کلمے جو اختر نے ناز و ادا سے اُنگلی دانت کے نیچے دبائی شرما کر مسکرائی گوہر دندان ظاہر ہوے برق چمکی خرمن ہوش وحواس کو جلادیا سراپا بھی خوبصورت مرغوب شوخ و شنگ شمشیر

ابرو آمادۂ جنگ پلکین ہلین تودہ دلیر مثل تیر بیڑ بین کوکب کو رحم آگیا دل نے وصل کی خواہش کی اختر سراسر
عذر کر رہی ہے صبا بھی عرض کرتی ہے کہ اندر تو تشریف لایئے آپکی صحبت مین ہمیشہ خواجہ عمرو رہتے ہین مین
بیچاری آپ پر کیا عیاری کرونگی جو صورت عیاری کی ہے وہ آپ کے دل مین ہے بیان صفائی آب وگل
مین ہے کمند آپ کے لیے نہین بچھا سکتی شراب مین بیہوشی نہین ملا سکتی پھر آپ کا مین کیا کر سکون گی سحر
مین آپ یگانۂ آفاق جرات مین طاق بھلا حضور کسکی مجال ہے رہ آپ سے آنکھ ملائے کوکب کے خیال مین آیا
سچ کہتی ہے اگر لگاوٹ ظاہر ہوگی سمجھا جائیگا اختر نے بڑھکر پردہ بارگاہ کا اُٹھایا کوکب نے دیکھا بارگاہ
مثل عروس شب اول آراستہ و پیراستہ ہے تمام اسباب عیش و نشاط مہیا ہے جو گھڑے چنگیر معقول عطردان
پاندان گلدستہ ہائے گل قاعدے سے چنے ہین بجائے شمع و چراغ گوہر ہائے بسیار کھے ہین وہ مثل شمع ضو دے
رہے ہین اختر نے عرض کی اس کنیز نے نازو نعم سے پرورش پائی دود شمع و چراغ کی مزاج کو برداشت
نہین ہے شمع کو دیکھکر سر مین درد ہوتا ہے اسواسطے گوہر شب چراغ مہیا کیے کوکب نفاست بارگاہ
دیکھکر بیتاب ہوگیا اندر بارگاہ کے قدم رکھا اپنے سحر سے ہوشیار قبضے مین تیغہ جوہردار جیسے ہی اندر
بارگاہ کے آئے صبائے آہو چشم بڑھی گوہر ہائے شب چراغ قریب مسند کے رکھدیے کوکب جیسے ہی مسند پر
بیٹھے صبا نے ایک موتی پر ہاتھ مارا وہ موتی ٹوٹا سب موتی تڑاق تڑاق شکست ہوئے اُن موتیون
سے دود بیہوشی اُڑا دماغ پر کوکب کے پہونچا کوکب لڑکھڑا کے گرا آواز دی منم صبائے آہو چشم
یہ عیاری عمرو کے فرشتون کو بھی معلوم نہ ہوگی شراب مین بیہوشی ملانا نادانون کا کام ہے ہماری
صحبت مین قدم رکھنے کا یہ انجام ہے اختر نازک مزاج نے بڑھکر بہ تعجیل کوکب کی زبان مین سوزن
لگایا کفیل جادو کو آواز دی کفیل برای کفالت قفس آہنی لیکر آیا اختر نے اشارہ کیا کوکب کو قفس
آہنی مین بند کیا کفیل نے اپنا سحر قائم کردیا برای نگہبانی قفس آکر بیٹھا اختر نے اسیوقت نامہ لکھا
کہ اے ملکہ ماہیان زمرد پوش صبائے آہو چشم نے کوکب کو بیہوش کیا قفس آہنی مین قید کیا
یہ ہمارا حوصلہ نہین کہ ہم قتل کر سکین اگر موقعہ ہوگا تڑپ کے نکل جائیگا نیاز نامہ دیکھتے ہی تشریف
لایئے اپنے ہاتھ سے کوکب کو قتل کیجیے ماہیان زمرد پوش باغ ظلمات مین بیٹھی ہے مصاحبون سے
کہہ رہی ہے کہ یہ ہفتہ اگر خیر و عافیت سے گذر گیا تو پھر سامری و جمشید بھی مجھکو نہین مار سکتے اختر طالع
گردش مین ہے فلک مٹانے کی کوشش مین ہے فوج کے افسر جمع ہین وہ عرض کرتے ہین

حضور اگر طلسم نور افشان کا لشکر لیکر کوکب آئے تو باغ ظلمات مین فتح نپائے وہ وہ ساحر ہین
کوکب کو دم نہ لینے دینگے چار جانب سے بلوہ کر کے ٹوٹ پڑینگے میان کوکب کس کس کو جواب
دینگے ہمارے سحر زمین کو ہلا دینگے ماہیان سر ہلا رہی ہے کہ اگر کنیز اختر نے نامہ دیا ماہیان نامہ
پڑھکر خوش ہوئی کہا وصا جو ستارہ اختر کوکب ایسے ماہ انور آسمان سحر پر غالب آیا صبائے
آہو چشم نے عیاری کی یہ کہکر سوچنے لگی پشت پر نامے کے جواب لکھا اے اختر تو نے بڑا کام کیا
کوکب کو گرفتار کر لیا عمرو اُسکے ساتھ ہے اُسی صحرا مین آیا ہے صبائے آہو چشم سے
کہو تلاش کر کے عمرو کو بھی گرفتار کرے مین بھی چند جادوگرنیان برای تلاش عمرو روانہ کرتی ہون
جواب نامہ کنیز کو دیا کنیز نے دربار اختر مین نامہ دیا اختر نے پکار کر پڑھا جواب از طرف ماہیان
مرقوم ہے اے اختر تم ہماری قوت بازو و زینت پہلو ہو تمکو اور صبائے آہو چشم کو دولت دنیا سے
نہال کر دینگے دامن مدعا گوہر ہائے آبدار سے بھر دینگے ہمنے تمکو پردۂ ظلمات کا حاکم کیا چند کنیزین
ہمنے برای جستجوے عمرو روانہ کین صبا عیار بھی ہے اُسکے ساتھ جادوگر کرکے اُسی صحرا مین روانہ
کرو پہچان کر گرفتار کرے مجھکو اطلاع دو مین آکر دونون کو قتل کرون یہ نامہ پکار کر پڑھا گیا صبائے
آہو چشم کمندین لے کر اُٹھی کہا مین جاکر عمرو کو تلاش کرتی ہون یکایک دروازے پر غلغلہ ہوا کنیزون نے
بڑھکر آواز دی ملکہ ہوائے جادو کنیز ملکہ ماہیان زمرد پوش سر عمرو کا کاٹ لائی
خوشی خوشی آتی ہے صبائے آہو چشم بحال ہو گئی اختر نہال ہو گئی دیکھا ہوائے جادو
رومال مین سر عمرو کا باندھے ہوئے دربار مین آئی سر سامنے ڈالدیا کہا یہ اُس
ساربان زادے کا سر ہے یہی مسلمانون کا افسر ہے لوگ کہتے تھے عیار سحر نہین جانتے نگوڑے
نے وہ سحر کیے جسم پر آبلے پڑگئے یہ کہہ کے ہاتھ پاؤن دکھائے اختر نازک مزاج نے دیکھا خفیف
ہین ہوائے جادو کے جسم پر آبلے پڑے ہوئے ہین چہرہ زرد ہاتھ پاؤن مین رعشہ اختر نے
موتیون کا مالا گلے سے اُتار کر ہوائے جادو کے گلے مین ڈالدیا کہا سچ کہو یہ کہان ملا اسکی تو بڑی بڑی
تعریف سنتے تھے ہوائے کہا داری ہوا بنکے نگوڑے کا پیچھا کیا اور نگاہون سے چھپکے آندھی
بنگئی صحرا کو تاریک کیا ہوائے گرفتاری عمرو تھی یہ بھی نگوڑا اپنی عیاری کی ہوا مین تھا
میرے ہاتھ سے برباد گیا لیکن خوب لڑا اگر مین نگاہون کے سامنے ظاہر ہوتی

گرفتاری اسکی دشوار ہوتی موج ہوانے دریا کا کام کیا صرصر کا عاشق تھا سرا سری گرفتار کر لیا سر کاٹ ڈالا صبائے آہو چشم سر عمرو دیکھکر گھبراگئی کہانے ہوائے جادو مین نے کتابون مین دیکھا اس ظالم نے چاہ ماران وام الجبال وکشمیر وشہر عظلی آباد وزبرجد نگار وفرعونیہ طلسم بہارالمسیب وطلسم حیران سلیمانی وغیرہ مقامات ساحران اس ظالم نے برباد کیے تمھارے دام مین کیونکر پھنس گیا دوندۂ بنیظیر پھرنے مین آفتاب منیر جہان گرد عیاری مین فرد کتابین اسکے حال سے بھری ہوئی ہین تمنے فوراً اسکو مار ڈالا بڑا غضب کیا لاشہ اسکا کیا ہوا ہوائے جادو نے کہا یہ صدہا مرتبہ گرفتار ہوا اور رہا ہو گیا مکر کرکے قید کرنے والون کو مارا ایسا شخص قبضہ مین آئے اور تساہل کرے عقلمندون کا کام نہین ہے جب مین نے گرفتار کر لیا ایک ہاتھ مار دیا لاشہ جنگل مین پڑا ہے چلو لاشہ بھی اُٹھا لائین ملچھ کی لاش کو کیون ہاتھ لگائین ایک رسی بیچلو ٹانگ مین باندھکر کھینچ لائین اختر تو خوشیان کرنے لگی صبائے آہو چشم عیار زچی ہے ہوش اُڑگئے دمبدم کہتی ہے عمرو کا یہ سر ہے ہوا نے کہا نہین بوا تمھارا سر ہے تمھین اس مین کلام کیا ہے اختر نازک مزاج نے کہا بوا صبائے آہو چشم وحشت کی باتین کرتی ہو تم تو باتون مین چوکڑیان بھرتی ہو تمھارے ہوش کھو گئے غیر ساحر کی ساحر کے سامنے کیا حقیقت ہے شاید اسنے دو چار سحر سیکھے بھی ہونگے یہ تعلیم یافتہ خدمت ملکہ عالم ہے بی بہار ہوتین تو یہ اُنکے ہوش اُڑاتی بی مہرخ کو تیزی دکھاتی ہوا سب پر غالب آجاتی ہے آگ بجھائے آگ لگائے بچپن سے خدمت مین ملکہ ماہیان زمرد پوش کے رہی ہے بوا جب وقت موت آگیا مضمون مصرع صادق آتا ہے ع چون قضا آید طبیب ابلہ شود جب چیونٹی کی قضا آتی ہے پر پیدا کرتی ہے اُڑکر مرتی ہے بڑے بڑے ساحر دمارۂ جادو وساحر مشتش کتنے کی موت مارے گئے کتابون مین دیکھو پیدا کرنے والا فرماتا ہے جب اجل آتی ہے ایک ساعت کی تاخیر نہین ہوتی بڑے بڑے حکیم ندیم فہیم عقیل دانا ہوشیار موت سے عاجز ہے شہباز اجل کے پھندے سے کوئی نہ بچا طائر روح شکار ہوا علم وفضل سب بیکار ہوا دولت بھی نہین کام آتی اگر کوئی جاکر قلعہ آہن مین چھپے ملک الموت وہان بھی پہونچتا ہے جادوگرنی تھی عمرو سامنے ملگیا اُنکا سحر چل گیا اسکا تعجب کیا ابھی تمنے کو کب ایسے شخص کو گرفتار کیا مثل کوکب اسکا بھی ستارہ گردش مین آیا ہے ساری عیاری طراری بھولا اپنے کمال کے زور مین ہوائے جادو سے لڑا آخر ہوا بگڑی موت نے دامن نہ چھوڑا ایسے وقت مین

عیاری مکاری نے منھ موڑا واہ تو بیچاری کشتی مین جاؤ لاش کو تلاش کرو کھینچکر لے آؤ صبا آہو چشم نے کہا مین حضور آپ کے ساتھ ضرور جاؤنگی لاش نگوڑے جل مانس کی کھینچتی ہوئی لاؤنگی ہوائے جادو صبا کو ساتھ لیکر چلی جنگل مین آکر ایک مقام پر ہوائے جادو نے صبا سے کہا دیکھو وہ لاشہ پڑا ہے صبا پلٹی ہوائے جادو کی ہوا بندھی حلقہ لے کمند گلے مین ڈالدیئے نعرہ کیا نعرۂ عمرو

گرزان استاد عیاران عالم	سراپا دانش و عقل مجسم	بباغ دین زگرزش آب یاری
جہان سرہنگ در خنجر گذاری	بہ ہر کشور بلائے جان کفار	عمرو آن شاہ عیاران عیار

گرزاق سے جباب مارا صبائے آہو چشم بیہوش ہوئی عمرو نے اٹھا کر زنبیل مین رکھا کہا دادا جان اسکو اچھی طرح رکھنا عیارہ معقول ہے گلشن طراری کی پھول ہے اپنے کسی فرزند کے ساتھ شادی کردونگا لڑکے بڑے مکار غدار پیدا ہونگے اس حسب ونسب کا کیا پوچھنا مان عیارہ باپ مکار فرزند طرار و فرار یہ باتین کرتے ہوئے آپ صبائے آہو چشم کی شکل بنکر چلے راہ مین ایک گنوار کو مارا سر کاٹ کے اسکا پھینکدیا لاشہ عمرو کیصورت بنائی رسّی باندھکر کھینچتے ہوئے لے چلے غل مچاتے ہوئے آتے ہین اے صاجو دوڑو بی ہوائے جادو بیہوش ہو گئین عمرو کے پیر تدبیر مین تھے بی ہوا کو لیگئے مین تو لاش لیکر بھاگی خوب بیر و نکے ہاتھ سے بچی کنیز مان اختر دوڑین دیکھا صبائے آہو چشم پسینے پسینے لاش عمرو کی کھینچتی ہوئی لاتی ہے کنیزون نے گھیر لیا اختر نازک مزاج ہلڑ سنکر دوڑی باہر نکل آئی پوچھا اے صبا کیا ہوا صبا نے کہا حضور ایک مرد وا کالا کالا ایک عورت بڑی قد دار عمرو کی لاش کے پاس بیٹھی رو رہی تھی پہونچتے ہی ہوا کے لپٹ گئی عورت نے کہا منم دمامہ جادو مرد نے کہا منم ساحر مشتمش عمرو نے ان دونون کو مارا تھا بھوگ دیکر اپنے قبضے مین کیا اپنے مالک کے قاتل کو پکڑنے گئے مین نے ہاتھ جوڑے منت کی تب ان دونون نے کہا بروز متگل ہمارے نام پر ایک بوتل شراب کی دیا کرنا ہم تیری جان بخشی کرتے ہین حضور مین نے اقرار کیا اب وہ دونون میرے قبضے مین رہین گے اختر نازک مزاج نے کہا بوا سامری جمشید نے بڑی خیر کی تمھاری جان بچ گئی مگر خبردار یہ بھوگ دینا نہ موقوف کرنا صبائے نقلی نے کہا حضور مین جو کچھ انعام مین پاؤنگی ایک ہی دن شراب خرید کے رکھ چھوڑونگی آٹھ دن مین دو مرتبہ دونگی ایسے پیر کیسے ملتے ہین اپنے مالک کے خیرخواہ شاہان عالیجاہ یہ لوگ ادھر کی اقلیم مین خداوند ساحران کہلاتے تھے صاحبقران عمرو

کے آقا صاحب اسم اعظم ہین اسوجہ سے یہ لوگ مارے گئے عمرو نے بھی بڑی عیاریان کین کتاب مین اپنی ہمنے دیکھا زبرجد نگار مین جب لشکر کشی ہوئی بارہ لاکھ ساحر حمزہ کے طرفدار تھے مکمل خان جادو دشمن طلسم گوہر بار شہنشاہ وشہریار شاہان طلسم ہزار اسیپ ملکہ محروق جادو بھانجی شمامہ کی طاؤس جادو بادشاہ ام الجبال یہ سب مطیع اسلام حمزہ عالیمقام کے ساتھ تھے دامہ نے ایک سحر مین ان سکو کر دنگ کیا برق جادو بھانجی دامہ کی عمرو کے گانے پر عاشق تھی عین وقت پر لاکر اُسنے شیشہ اسم اعظم توڑا حمزہ کو اسم یاد آگیا دامہ کا سحر اُلٹا ہوا اندھی ہو کر ماری گئی تب حمزہ کی عملداری زبرجد نگار وچاہ الماس مین ہوئی اُسی کو قبضے مین اپنے عمرو نے کر لیا اسیطرح شمش کو بھی اسنے دریای قلزم مین جاکر گرفتار کیا وہ بھی اسی ظالم کے مکر سے مارا گیا ساحر جمع تھے اُنکی مدد سے قبضے مین کر لیا ہوگا افسوس بڑی پیاری کنیز ملکہ کی ماری گئی اختر نازک مزاج نے کہا اب مل سکیگی کیون صبا ہم چلین چلکر سحر کرین صبا نے کہا حضور وہ بیر تھے جیر پھاڑ کر ہوا کو کھا گئے اب ہوا کے نام خاک نہین ہے اب ملکہ عالم کو بلوا ایئے کوکب کو قتل کیجیے لاش وہین ڈالدیجیے سر اندر بارگاہ کے رکھا ہے اب اُسوقت صبا کی چھل بل دیکھی پوچھا حضور کوکب کو کہان قید کیا اختر نے کہا پشت کے خیمے مین قفس آہنی مین کوکب قید ہے کفیل جادو نگہبانی کر رہا ہے صبا نے کہا آپ نے غضب کیا کفیل کی جاکر مین [illegible] ورنہ وہ شرابی ایسا نہو سو جائے یہ کہتا ہوا عمرو اُس خیمے مین آیا کفیل بیٹھا اونگھ رہا تھا صبای نقلی نے آکر ایک دو ہتڑ مارا کہا کیون اونگھ ہے اسی طرح حفاظت کرتے ہین تجھکو کچھ خبر بھی ہے عمرو مارا گیا ملکہ اختر نے کنیز ونکو بھیجا ملکہ ماہیان زرد پوش تشریف لایا چاہتی ہین مین جانتی ہون تو شراب کا بڑا عادی ہے لے اک جام پی کفیل خوش ہو گیا کہا صبا تونے بڑا احسان کیا نشہ اُتر چکا تھا ایک جام مین انجام بخیر ہو گیا فوراً شراب پی گیا پیتے ہی بیہوش ہو گیا تڑپ کے گرا کوکب روشنضمیر قفس آہنی مین بند دل دردمند آنکھین کھلی ہوئین بحیرت چار جانب دیکھتا تھا زبان مین سوزن ماران سیاہ ہاتھ پاؤن مین لپٹے ہوے جب کفیل بیہوش ہوا عمرو نے کہا کیون اے شہنشاہ پرائے گھر مین آکر یہ غفلت اب مین کیا تدبیر کرون کوکب نے جھولی کی جانب اشارہ کیا کہ ایک پتلی سونیکی میری جھولی مین ہے اُسکو نکالو وہ میرا علاج کریگی عمرو نے پتلی نکالی اپنی اُنگلی سے قطرۂ خون کا بہ اشارۂ کوکب اُسکے منھ مین ٹپکایا پتلی کو چھینک آئی کوکب کو جھک کر سلام کیا کوکب نے اشارہ کیا پتلی نے زبان سے کوکب کی سوزن نکالا ماران سیاہ کو نوچ نوچ کے جسم سے کوکب کے پھینکدیا اب کوکب کے ہوش درست ہوے

قفس آہنی سے نکلا خواجہ کو گلے سے لگایا عمرو نے کفیل کو بصورت کوکب بنایا کوکب نے اپنا سحر قائم کیا
کفیل کو قفس مین بند کیا اب کفیل کی بخوبی کفالت ہوئی نگہبانی مین یہ قیامت ہوئی کوکب نے کہا
خواجہ اب مین سحر سے اپنے کو مخفی کرتا ہون تم بشکل کفیل بنکر بیٹھو ماہیان کو آنے دو انشاء اللہ آج
بدون قتل واپس نہ ہونگا یا اپنی جان دونگا لیکن خواجہ تمھین خدا سلامت رکھے ان دربندون کے بھی
تمھین فتاح ہو عجائب و غرائب منازل سحر ماہیان کے تم ہی سیاح ہو ہم اپنے نزدیک قتل ہو چکے تمنے جان
بخشی کی عمرو نے کہا بھائی اسکا ذکر کیا جو تمسے ہو سکا تمنے کیا جو ہمسے ہو سکا ہم کر گذرے دشمن کو مٹاؤ بہر نوع
کوکب تو سحر کرکے مخفی ہوا خواجہ بشکل کفیل پاس قفس کے بیٹھے ہین تیغہ چمکا رہے ہین کبھی آواز دیتے
ہین صبای آہو چشم جاؤ جنگل کی سیر کرو پھر تھوڑی دیر مین چلی آنا کبھی آواز دیتے ہین اے ملکہ
اختر نازک مزاج جلد ملکۂ عالم کو بلاؤ اب کوکب کا زندہ رہنا مناسب نہین ہے اختر نازک مزاج نے
اپنی مصاحبون کو حکم دیا جلد جاؤ جو کچھ آنکھون سے دیکھا ہے جاکر بیان کرو عرض کرنا حضور با اقبال
ہین دونون دشمن پست ہوئے عمرو مارا گیا کوکب قید ہو گیا صرف حضور کے آنے کی اب دیر ہے
جلاد بھی موجود ہے میدان خونی کی تیاری ہو چکی یہ رات بڑے انتظام مین کٹی مصاحبین چلین یہان
ماہیان خوشی کر رہی ہے کوکب قید ہے اشاید بقدرت سامری و جمشید عمرو بھی گرفتار ہو
ون بھی سختی کے دفع ہو چکے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی مصاحبان اختر نازک مزاج
آکر پہونچین ملکہ ماہیان زمرد پوش نے پوچھا کیون صاحبو کیا گذری مصاحبون نے عرض کی
وہ خبر لائے ہین کہ دہن کنیزون کے موتیون سے بھر دیجیے ایک ایک کو نہال کیجیے قاتل ساحران
جہان ساربان زادہ مارا گیا سر دربار مین ملکہ اختر کے رکھا ہے لاشہ باہر پڑا ہے کوکب قید ہے اب
حضور کے چلنے کی دیر ہے میدان خونی تیار ہو چکا ملکہ اختر نے عرض کی ہے کہ ایسے بادشاہ جلیل کا
قتل حضور کے حکم پر موقوف ہے ہر کس و ناکس انتظام مین مصروف ہے نام قتل عمرو سنکر چہرہ
ماہیان کا سرخ ہو گیا کہا صاحبو تمنے سر عمرو آنکھون سے دیکھا ہے عرض کی حضور پانچ ہزار کنیزان اختر پانچ
ہزار ساحران نامور اسی مقام پر موجود ہین ہولے جادو آپ کی کنیز سر کاٹ کر لائی صبای آہو
چشم عیارچی کو بھی انتشار تھا لاش بھی تلاش کرکے منگائی حضور ملاحظہ کرین ماہیان خوشی
خوشی تخت پر سوار ہوئی بہت سی کنیزان سامری بھی جست کرکے تخت پر بیٹھین

لیکن چہرے زرد ہونٹھ خشک آہ کر رہی ہین ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہین ماہیان نے گھبراکر پوچھا کیون بی بیو مزاج کیسا ہے تردد کا کیا باعث ہی ایک نے آہ کرکے کہا ملکۂ عالم فارسی کے شعر پر میان قمر صاحب مصنف طلسم ہوش رُبا نے کیا خوب مصرع لگائے ہین اُسکو سماعت فرمایئے چاوَن چاوَن کرکے ہمارا سر نہ پھرایئے

مسدس

کیا کہین حال جہان بے ثبات و بے مدار
قصر وایوان تو کہان ہین ملتے ہین اُنکے مزار
آج تو تخت طلا ہی کل ہے گور تنگ کا کنار
ہر کجا افتادہ بینی خشت در ویرانہ
تھا کہان جمشید کس جا تھا فریدون باوقار
ہست فرد دفتر احوال صاحب خانہ

فانی امان دنیا عجب مقام ہی نہ آغاز ہی نہ انجام ہی کس قدر غفلت ہی اصلی مقام کو کوئی نہین یاد کرتا دار دنیا مین سب پھنسے ہین نادان ہوگئے دانے کی فکر مین آئے جال مین پھنسے نکل نہین سکتے تڑپ رہے ہین اپنی حقیقت بھولے گلشن دنیا کو دیکھکر ایسا پھولے ماہیان نے کہا بیبو صاف صاف کچھ بات کہو مین یہ پہیلیان نہین سمجھتی ایک کنیز نے کہا اب آپ سمجھ جائینگی نہ گھبرایئے وقت سمجھنے کا آگیا سمجھانے والا سمجھا دیگا ہر چند ماہیان استفسار حال کرتی ہی وہ تینون تیلیان ایسی اکھڑی اکھڑی باتین کر رہی ہین کسیکی سمجھ مین نہین آتین آخر ماہیان نے جھلاکے منھ پھیر لیا مصاحبون سے کہا یہ کنیزان سامری بڑی مغرور ہین اپنے نزدیک بہت دور بین ہین انکی پروا نہین رکھتی مین نے کہنے سے افراسیاب کے یہ انتظام کیا کہ ہفت در بند آراستہ کیا ورنہ مین بطور میدان داری کوکب سے مقابلہ کرتی وہ چھوکرا میرا کیا کرسکتا ہے میری کنیزون نے گرفتار کرلیا ہی یہ کوکب کی حقیقت ہے ان صاحبون کی یہ کیفیت ہی یہان ملکہ اختر نازک مزاج نے سامان قتل کوکب مہیا کیا یکایک جلاد مہر تابان خنجر شعاع ہاتھ مین لیکر توسن فلک پر سوار ہوکر وارد میدان کارزار ہوا کفیل نقلی پنجرہ کوکب کا لیے ہوے سامنے ملکہ اختر نازک مزاج کے حاضر ہے دمبدم یہی تاکید ہے کہ اے ملکۂ عالم ملازمان افراسیاب مین تساہل غضب کا ہی ایسے دشمن کے قتل مین اتنا عرصہ ملکۂ عالم شراب خواری مین مصروف ہونگی انکو کیا فکر ہے جانتی ہین کہ ہمارے ملازم جانباز و سرفروش انتظام کرلین گے آپ قتل کا حکم دیجیے کشان کشان کنیزان اختر نے کوکب نقلی کو پنجرے سے نکالا دہن پر قفل مار آتشین ہے زبان مین سوزن رسن ماران سیاہ سے مشکین بندھی ہوئین زبان بند دل دردمند ہوشیار رہا ایک ایک کی جانب دیکھکر غمگین کرتا ہی اشارون سے یہ مراد ہی کہ صاحبو مجھے کیون قید کیا کفیل کی کفالت

اکر و کفیل نقلی ایک قہقہہ مار دیتے ہین فرماتے ہین او نالائق ملکہ ماہیان کے قتل کرنیکو چلا کچھ لطف
اُٹھایا دیکھو وہ سامنے دار استادہ ہی جلاد موجود ہین اب تمھارا مطلب حاصل ہوگا ملکہ اختر
نازک مزاج منع کرتی ہین کہ اے کفیل خیر خواہ یہ بادشاہ عالیجاہ ہی بدعت ظاہری نکرو دم بھر مین اُس
بیچارے کا خاتمہ ہی بُران و جمشید لڑنیکو آئینگے مصاحب اسکے نمک حلال بیٹی بیٹا اسکی صاحب شوکت
و جلال جو اسپر بدعت کریگا وہ اُس سے بدلا لین گے عمرو بڑا شخص مارا گیا سر عمرو لگن مین رکھا ہی لاشہ
ایک جانب پڑا ہی یکایک نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی دیکھا سبز ماہیان زمرد پوشش
کنیزان سامری کو جھڑکتی ہوئی بارہ ہزار ساحر نشست پر کئی سے کنیزان ظلماتی نیلے لباس کالی
کالی صورتین تخت ماہیان کو گھیرے ہوے تخت آکر اترا قفس مین کوکب کو دیکھا اختر نے بڑھکر
ناز کیا ملکہ عالم کنیز نے بڑا کام کیا رات بڑی مشکل مین کٹی خوف تھا کہ کوکب قفس سے نہ نکل جاے
یا اُسکا کوئی معین و مددگار آئے بڑا معین تو عمرو مارا گیا وہ زندہ رہتا تو ضرور آکر عیاری کرتا ماہیان نے
کنٹھا یا قوت احمر کا قیمت مین کئی لاکھ روپیہ کا اختر کو بطور انعام دیا کہا اختر اب مین تمکو منتظم قلعہ جات
پردہ ظلمات کرونگی تمنے بڑا کام کیا ہفت دربند مین کسی سے کچھ نہو سکا اصل تو یہ ہی کہ تمنے اہالیان
طلسم ہوشربا کی جان بچائی کفیل نقلی نے کہا ملکہ عالم انعام و اکرام کا مین مستحق ہون رات بھر
کوکب سے رد و قدح ہوئی بڑے بڑے اسکے مددگار آئے سنہری تیلی آئی تھی قصد کرتی تھی کہ قفل
دہن کو شکست کردون کوکب کو نے اُڑون غلام نے کئی سے تیلی ماری رات بھر تڑپ تڑپ کے سحر کی
ماہیان نے کہا اے کفیل حقیقت مین بڑا کام کیا یہ جوان طلسم بند ہے جلاد نہ قتل کرسکین گے گولا
سحر کا تیار کرون اس سے یہ قتل ہوگا پھونک دونگی آتش سحر سے جلا دونگی جیسے ہی ماہیان نے یہ
کہا ایک کنیز ہنسی ایک رونے لگی ایک نے آہ کی ایک نے واہ کی پھر اُنھین مین سے ایک نے کہا کیون
ہوا کیا انقلاب ہی ساربان زادہ بڑا دلیر ہے بیشۂ جرات کا شیر ہے کفیل جادو بنا ہوا کیا باتین بنا رہا
ہے کفیل بیچارہ قفس مین بند ہے خوب کفالت ہوئی حفاظت کرکے بڑی ذلت ہوئی ملکہ عالم کی
آنکھون مین کیا پردے پڑے ہین سب کو تو مغرور رکھتی ہین اب بھی ہوش مین نہین آتی ہین
ایک آخر پکار کر بولی بی ماہیان صاحب ہم صاف صاف کہتے ہین آپ نہین سمجھتین اپنے ملازم کفیل سے
گولا سحر کا نہ ماریے ساربان زادہ شلنگین لگا رہا ہی اُسکو للکاریے آپکا وقت قریب آگیا ملک الموت

اپنے مقام سے چل چکا یہ سنتے ہی ماہیان نے ایک چیخ ماری کہا اے اختر سنتی ہو کنیزان سامری
کیا کہتی ہین لینا عمرو جانے نپائے میرے رفیق کو پنجرے مین قید کیا کنیزان سامری ٹھنڈی
سانسین بھرتی تھین ایک نے جادو کرکے جھپٹ کر چاہا کہ عمرو کو پکڑے عمرو نے کہا بھائی دیکھو ملکہ کیا
کہتی ہین مین تو کفیل جادو و ملکہ اختر کا زینت پہلو مجھکو ہاتھ نہ لگانا وہ جادوگر پلٹا عمرو نے
نعرہ کرکے خنجر مارا اس ساحر کا گرنا تھا جادوگرون نے عمرو پر بلوہ کیا عمرو نے حقہ ہاے
آتشبازی کھینچ مارے حقہ پھٹا شعلے بھڑکے کئی سے جادوگر جھلس کر گرے ماہیان لینا لینا
کررہی ہے گولا اٹھایا کہ عمرو پر سحر کرون زمین شق ہوئی نعرہ ہوا نعرۂ کوکب

منم مالک ملک افسونگری
دلیر و قوی پنجہ انجم سپاہ
جلالت شعار و فریدون حشم
ملقب بہ القاب روشن‌ضمیر

منم رائج سکۂ ساحری
منم گوہر بحر جاہ و جلال
قوی دست بازو و رستم‌شیم

منم صاحب کوکب و عز و جاہ
منم آفتاب سپہر کمال
شہنشاہ کوکب شہ بے نظیر

تیغہ برق تاب کھینچکر اختر نازک مزاج قریب تھی پہلے اسی پر
ہاتھ مارا اختر کا ستارہ گردش مین آیا ہاتھ سے کوکب کے واصل جہنم ہوئی اب تو کوکب شیرانہ
لڑنے لگا اتنے عرصے مین مخفی رہا کائنات کے سحر تیار کرکے لایا چار تپلے سنہرے سپاہی وضع دار
آڑی پٹیان باندھے ہوے سنہری لباس جرأت اساس تیغے کھینچے ہوے جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو
ٹکڑے کیے ماہیان نے تپلیون کو اشارہ کیا ایک نے جھپٹ کر سنہرے تپلے پر کوکب کے ہاتھ مارا
اُس نے ہنسکر کہا جان جہان یہ انقلاب فلکی ہمارے تمھارے مقابلہ شب کو ہونا چاہیے تم تو کنیزان
سامری ہو ہم غلام کوکب روشن‌ضمیر وعدہ کرلو شب کو آکر لڑنا اُس تپلی نے جھلاکر تیغہ مارا یہ مرد
سپاہی کھلکھلا کر ہنستا جاتا ہے اُسکے تیغے کو سپر پر کاٹا افسوس کرکے ہاتھ مارا تپلی کے دو ٹکڑے
ہوے اب سب نے دیکھا چار تپلون نے قیامت برپا کردی کوکب پر سینہ سپر کیے ہوے جسپر جا پڑے
کسیکو ادھر سپر کی لگادی کبھی تیغہ ہلالی چمکایا دونون تپلیان باقیماندہ تخت سے کودین کہا
نانی آمان جان بچاؤ بھاگ جاؤ ہم بھی جاتے ہین ایک انہین سے تڑپکر بلند ہوئی تپلے پر کوکب کے
سایہ ڈالا ہنسکر سحر کیا وہ تپلہ جلنے لگا دوسرے نے اُچک کر ٹانگ لی کہا اونے حیا
کہان جاتی ہے غضب کیا میرے بھائی کو مارا یہ کہکے دونون ٹانگین پکڑ کے اُس تپلی کو

چیر ڈالا تیسری بھی کچھ لڑی ایک تپلے کے ہاتھ سے زخمی ہوئی پر پرواز پیدا کر کے بھاگی ماہیان نے
کہا بی بی کہان جاتی ہو اُسنے آواز دی ہم تیری رفاقت سے باز آئے کسی ویرانے مین بسر کرینگے آبادی پسند
نہین گوشۂ عافیت مین مزا ہی چار بہنین ہماری قتل ہوئین اُنکا خون تیری گردن پر سوار ہی جا کر تیرے
دھگڑے افراسیاب کو خبر دوین ایسی باتین کرتی ہوئی وہ تپلی جست کر کے بلند ہوئی آسمان مین
ڈوبی کوکب نے کہا ارے یہ کہان جاتی ہی ایک تپلے سے نگاہ ملا کر کہا ای سہیل صف شکن یہ جانی نیا ہے
آخر کو یہ فساد برپا کرے گی سہیل صف شکن نے دست بستہ عرض کی ابھی غلام خودسر کا سر لاتا ہی
اُسکے تعاقب مین جاتا ہی یہ کہکے تڑپا تعاقب مین تپلی کے چلا آگے آگے وہ تپلی جاتی ہی عقب مین یہ نعرہ
کرتا ہوا جاتا ہی منم سہیل صف شکن نمک خوار کوکب تیغزن تپلا تو تپلی کے تعاقب مین جاتا ہی اسکا ذکر
تحریر کرونگا یہان دو تپلے کوکب کے ساتھ باقی رہگئے دونون نے تہلکہ ڈالدیا جدھر کوکب نے اشارہ کیا صف
پر جا پڑے تاک کر افسر کو مارا مارا زمان ماہیان بھاگنے پھرتے ہین ساحر ہیبت سے لرزہ کوکب کے منھ کے بھل زمین پر
گرتے ہین کوکب شیرانہ بیشۂ کارزار مین لڑ رہا ہے دریاے خون مین نہایا ہوا زمین متزلزل و متحرک
جب ماہیان نے دیکھا کہ فوج پامال ہوئی کوکب نہین رُکتا تخت سے گھبرا کر کودی یکہ و تنہا طرف باغ ظلمات
لے کے بھاگی خواجہ معروف جنگ ہین دریاے عیاری کے نہنگ ہین کوکب نے پلٹ کر کہا خواجہ میرا رُکنا
مناسب نہین ہی تعاقب مین ماہیان کے جاتا ہون باغ ظلمات پر بڑے جماؤ ہین طائر سحر نے
مجھکو خبر دی تھی اب تم خواجہ میرے تعاقب مین نہ آنا وہان لاکھون ساحر ہین عمرو نے کہا بھائی
ہمزاد بھی کہین ساتھ چھوڑتا ہی بسم اللہ بڑھو حقیقت مین فوج وہان بہت ہی زبانی اختر کی سُنا تھا
چار سُو افسران فوج سترہ لاکھ کا لشکر بڑے بڑے ساحران خودسر گرد باغ کے فردکش ہین بعد
اسکے کوکب نے کہا خواجہ تمنے اکثر فرمایا ہے دل کو اسی قول پر تقویت ہی مصرعہ دشمن اگر قویست نگہبان
قوی ترست ❊ اس شعر پر دلکی اطمینان ہی تمھارا سر اسر احسان ہی شعر مشکلے نیست کہ آسان نشود ❊
مرد باید کہ ہراسان نشود ❊ یہ کہکر کوکب نے دونون پاؤن زمین پر مارے تعاقب ماہیان زمرد پوش
مین چلا دونون تپلے بھی غرق زمین ہوے ماہیان باغ ظلمات مین آکر پہنچی چار سو افسر جمع
ہین کہا صاحبو جلد فوج تیار کرو فوج مین قرنا ہو کوکب میرے تعاقب مین آتا ہی کمبخت ساحری
نے وقت پر دغا دی غلامان کوکب نے بڑے بڑے کمال کیے بارہ ہزار ساحر انھین کی تلوار سے مارے گئے

یہ کلمہ منھ سے نکلا تھا ساحرون نے نفیر سحر بجائی سترہ لاکھ فوج تیار ہوئی حربہائے سحر ہاتھ مین لیکر باغ ظلمات کو پشت پر لیا پرے جم گئے نعرہ کر رہے ہین کیا مجال کہ کوکب اب یہان آسکے اگر آئیگا بڑی ذلت اُٹھائے گا ماہیان بیچ باغ مین ٹہل رہی ہو کہ دروازے پر ہنگامہ ہوا ماہیان جھپٹ کر دروازے پر آئی کوکب بصد جوش و خروش آپڑا ہمہ تن چشم بنا ہوا تیر و شمشیر سے تمام جسم چھنا ہوا کچھ پروا نہین اُسی شوکت سے جنگ کر رہا ہو صفون کو درہم و برہم کرتا ہوا چلا ساحران غلو اُڑ روک رہے ہین کوکب نے دونون تیلون کی جانب دیکھا ایک سے کہا اب مین پیدل نہین لڑ سکتا مرکب حاضر کر تیلہ بہت خوب کہکر پیچھے ہٹا نخلستان صحرا مین غائب ہوا چشم زدن مین دیکھا دہی تیلہ بطور رسائیس ایک مرکب نفیس کی باگ ڈور تھامے ہوے ساز و یراق سے مرکب آراستہ مثل ماہ نو کندھا کیے ہوے کوہ سربن کوہ کفل چارون سم مثل گردہ سپر تھوتھنی بشکل غنچۂ گل دونون کنوتیان پیکان تیر سرعت مین مہر منیر نظم مصنف در صفت مرکب

کہون وصف توسن رقم کیا کرون	کہ شبدیز خامہ کا پا لنگ ہے	ملا ہے عجب رنگ مشکین اُسے
اسی سے لقب اسکا شبرنگ ہے	تڑپتا ہے میدان مین سیماب وار	صبا نام رکھون تو یہ ننگ ہے
ہر اک نعل ہے نیمۂ بیمثال	قدم با قدم مائل جنگ ہے	قدم کی روانی کو دریا لکھون
وہ کوہ گران ہے یہ پاسنگ ہے	نہ کاوے کا محتاج ہو کس طرح	کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہے
نہ شبدیز فکر بھول گیا ڈھنگ چال کا	ہے باگ گلستان کی دہانہ ہلال کا	

سائیس خوش تقریر نے آواز دی اے شہنشاہ مرکب حاضر ہے کوکب جست کرکے پشت مرکب پر سوار ہوا گھوڑا اڑا دیا بھر نیلگا فوج کو مثل سبزہ پامال کرنے لگا تیلے نے زین پوش تھام لیا نیمچہ کھینچکر لڑنے لگا کوکب مرکب کو مہمیز کر رہا ہے جس صف پر جا پڑا درہم و برہم کر دیا دونون تیلے بصد شد و مد اپنے آقا کی مدد کر رہے ہین جو قریب آیا جھپٹ کے ہاتھ ماردیا کسیکو چیر کر پھینکدیا سر و سینہ زخمی کچھ پروا نہین شرائے خون کے اُڑ رہے ہین دونون دلیر منھ جنگ سے نہین پھیرتے کبھی دو قدم گھوڑے سے آگے بڑھ جاتے ہین کبھی مثل شیر پشت پر آکر پیشانی کہتے ہین کبھی خم ہو کر کمان بنگئے کبھی مثل تیر دل دوز اُڑ کر فوج پر جا پڑے ہزارون بھالے افسرون کا بستھراؤ کر دیا میدان باغ لاشون سے بھر دیا ماہیان نے ایسے ایسے سحر کیے ہر مرتبہ مرکب کوکب کا بدلگامیان کرتا ہے زمین تپ رہی ہے مگر آتشخو شعلہ مزاج کسی مقام پر نہین رکتا دو کلمہ حال افراسیاب خانہ خراب تحریر ہوتے ہین جس وقت سر رضوان جادو کو قتل کرکے آیا حیرت نے تمام کیفیت بیان کی

باغ سیب مین بیٹھا بلبلا رہا ہی کوکب میرے ہاتھ سے بچ گیا ای ملکہ حیرت ساربان زادہ اسکے ساتھ ہوا
ایسی قطع بناکر آتا ہی خوانخواہ طبیعت کو دھوکا ہوتا ہی کچھ پردہ ظلمات کی خبر نہین معلوم ہوئی ورنہ
ششم و ہفتم پر بڑے ساحران زبردست مقرر ہین کوکب کو قدم نہ بڑھانے دینگے ضرور گرفتار کرینگے
حیرت جادو کہہ رہی ہی ای شہنشاہ کل نجومی نے حکم لگایا ہی کہ کوئی رکن طلسم اعظم گرا چاہتا ہی مین نے کہا رکن کا نام
بتا اُس نے کہا عرض کرونگا افراسیاب نے کہا نجومی سراسر جھوٹے ہین رکن اعظم طلسم ما بدولت ہین کسکی
لیاقت ہی کہ ما بدولت پر دست انداز ہو جستجو کرتے کرتے ہمراہیان اسد مر جائینگے لوح کا نشان نپائینگے
سب لڑائیان بیکار ہین اگر میرا جی چاہے نہ لڑون ایسے ایسے مقام ہین کہ وہان جاکر بیٹھ رہون کوکب
دلنور افشان ولاجین قصد کرین تو وہان نہ پہنچ سکین بدون لوح کوئی کیا کرسکتا ہی شہنشاہ
توسن کبھی دلسے مطیع نہوا ہوگا اور اُسیکے ہاتھ سے طلسم کشا مارا جائیگا وہ کیونکر گوارا کریگا کہ لاجین کی
نیابت کرون محکوم ہوکر رہون جسدن پہلو پائیگا صاف نکل آئیگا یہ بھی خوب دلکو یقین ہی کہ وہ جسدن لشکر
لاجین سے نکلیگا ایسا کوئی کار بزرگ سرزد ہوگا کہ لاجین وغیرہ سر نہ اٹھا سکین گے دفع کرنے مین
اُسکے تکرکے زبان نہ ہلا سکین گے حیرت نے کہا شہنشاہ ہفتہ عشرہ گذرا آپنے کسیکو برے خبر ملکہ ماہیان
نہین بھیجا فرمائین گی ایسے وقت مین چشم پوشی کی ہماری خبر نہ لی افراسیاب نے پلٹ کر ایک ساحر کو حکم دیا کہ
جلد باغ ظلمات مین جاؤ ملکہ عالم کی مفصل خبر لاؤ عرض کرنا شہنشاہ نے فرمایا ہی اگر حکم ہو مین بھی آپکے پاس
آؤن اب کوکب بس درنہ پر معروف جنگ ہی سب خبر مفصل لانا ساحر اُٹھا چاہتا ہی کہ جانے کہ آسمان پر
برق چمکی آواز آئی شہنشاہ طلسم ہوش ربا کی دہائی ہی میری مدد کیجیے سامری جمشید نے انقلاب کیا ہم لوگون
پر یہ مصیبت ہوش ربا ایسے طلسم مین یہ آفت سب نے سر اُٹھا کر دیکھا ایک سنہری پتلی دریائے خون مین نہائی
ہوئی سر زخدار مضطر و بیقرار چیختی پیٹتی ہوئی اُکر صحن باغ مین گری افراسیاب نے کہا کیون بی بی خیر تو
ہی سب ملازمان افراسیاب کھڑے ہوگئے صرف اتنا لفظ زبان سے پتلی کے نکلا کہ کوکب آگیا اخبر قتل
ہوگی مین خبر دینے آئی ہون یہ کہکر طرف افراسیاب کے جھپٹی کہ دوسری برق آسمان سے چمکی سبنے دیکھا
ایک پتلہ سُنہرا لباس پہنے ہوے سپاہی وضع خون کی چھینٹین جسم پر پڑی ہوئین تیغہ ہلالی علم خود
تیز دم جھم سے کودا قریب پتلی کے پہونچا پتلی نے کہا شہنشاہ بچایئے پتلہ تو برق جہندہ بنکر گرا
تھا مثل ملک الموت پتلی کے سر پر آیا پتلی نے پلٹ کر تیغہ مارا پتلے نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا افراسیاب

ہان ہان کرتا ہی لوگ حیران ہین کہ کیا معرکہ ہے لیکن تیلہ مثل بلا کے تیلی سے لپٹ گیا سامنے افراسیاب کے
بوسہ لیا ہاتھ رکھدیا اُسنے چیخ ماری ع واے برباد گرفتاری ما؛ ای شہنشاہ میری آبرو جاتی ہی مجھکو بچایئے
افراسیاب جبتک اپنی مقام سی اُٹھے اُٹھے ہان ہان کی وہ کب مانتا ہی دونون پانون تیلی کے تھام کر
چھپر آٹا مارا چیر کر پھینکدیا نعرہ کیا منم سہیل صف شکن غلام شہنشاہ کوکب روشن ضمیر یہ حرامزادی
خبر دینے آئی تھی میدان کارزار سے جان بچا کر بھاگی حکم تھا شہنشاہ کا یہ بچنے نپائے افراسیاب تیغہ کھینچکر
دوڑا تیلے نے تڑپکر دونون پانون زمین پر مارے غرق زمین ہوا افراسیاب نے کہا ہاے نہین معلوم
نانی آمان پر کیا گزری مین راہ مین جاکر خبر لیتا ہون خبر بھی نہ سننے پایا تیغہ کھینچکر دونون پانون زمین مین مارے
افراسیاب بھی برابر غرق زمین ہوا آگے آگے تیلا بھاگا جاتا ہی پیچھے پیچھے افراسیاب بصد قہر و عتاب
یہان حیرت نے دیکھا لاش تیلی کی جلی اُس خاک سی طایر سفت رنگ پیدا ہوا زفیل بجاکر آواز دی افسوس
صد ہزار افسوس عمر طلسم ہوشربا تمام ہوئی نانی آمان پر قیامت برپا ہی یہ کہکر طایر بھی جلکر خاک ہوا
اہالیان باغ سیب تھرا گئے کہا ملکۂ عالم آپنے سُنا اس طایر نے ہوش اڑا دیے حیرت نے کہا ایسے
ویسے شعبدے ہوشربا مین بہت ہین بیجا جھوٹے جو چاہا بک دیا یہ کہکے حیرت بھی طاؤس پر سوار ہوئی
بارہ ہزار کنیزون کو ساتھ لیکر سمت باغ ظلمات چلی یہان کوکب لڑتا ہو قریب در باغ ظلمات پہونچا
جادوگرون نے خوف کوکب سے پھاٹک بند کر لیا اپنے نزدیک بندوبست کیا کوکب نے گرز گران سنگ آسمان
رنگ ہفت پیوست زبردست مین لیا جھپٹ کر پھاٹک پر مارا پھاٹک گرا کئی ہزار جادوگر دبے یکایک صحرا سے
غل شور کی آواز آئی پلٹ کے کوکب نے دیکھا میرا تیلہ سہیل صف شکن نیمچہ ہاتھ مین بھاگا ہوا
آتا ہی وہین سے پکارتا ہوا ای شہنشاہ ہوشیار ہو جایئے افراسیاب آتا ہی تیلی کو مین نے باغ
سیب مین جاکر مارا کوکب کو پلک جھپکانے کی مہلت نہین شعلہ ہاے آتش مین چھپا ہوا بارش باران سحر
ہو رہی ہی کوکب اُس دریاے سحر کو جھیل رہا ہی اتنا تو دیکھا کہ تیلا آواز دیکر چلا تا ہی صف ساحران پر گرسے
کہ پشت سے بوڑہ افراسیاب بلند ہوا تیلہ پلٹ پڑا افراسیاب پر وار کرنے لگا خوب چمک چمک کر پنیچے
ملے افراسیاب نے سب وار خالی دیے آخر باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تیلہ بلا تکلف افراسیاب سے
لپٹ پڑا زرہ نوچ ڈالی ایک چکت ماری بوٹی افراسیاب کی کاٹ کر پھینکدی افراسیاب کے
منھ سے آہ نکل گئی شانے سے خون جاری ہوا افراسیاب نے اُس گھبراہٹ مین خون اپنا چلو مین

لیکر سر پر تپلے کے ڈالدیا مثلِ ہیمہ خشک جلنے لگا مرتے مرتے آواز دی شکر ہی پروردگار کا کہ نمک
شہنشاہی سے ادا ہوا اپنے مالک پر فدا ہوا افراسیاب تپلے کو مار کر دریائی خون مین نہایا ہوا شانے سے
خون بہ رہا ہے خاک زمین سے اٹھا کر سحر پڑھا خاک کو شانے پر مل دیا زخم نے اندمال پایا تیغ کھینچکر طرف
کوکب کے چلا اب تو ماہیان بھی گرمائی افراسیاب نے جھپٹکر گولا مارا کوکب کا مرکب مارا گیا تپلے نے نشانہ تھا مگر سنبھالا
ایک تپلا بھی بلائے جانبازی حاضر ہے افراسیاب نے دوسرا گولا اٹھایا کہ آسمان پر کالا ابر سفید چمکا دیکھا سب نے ملکہ
حیرت مع بارہ ہزار جادوگر نیونکے آکر پہونچی جیسے ہی تخت لہرایا حیرت نے نعرہ کیا ای ملکہ عالم نہ گھبرانا کنیز بھی آ پہونچی شہنشاہ
بھی آگئے اب گھیر کر کوکب کو مارلو یہ کہکر سحر کرتی ہوئی چلی چاہتی ہے کہ تخت سے کوہ دون کا آسمان پر ماہ تابان چرخ مارتا
ہوا نمایان ہوا ظاہر ہونے سے اس ماہ تابان کے تمام دشت و در روشن ہوگئے وہ ماہ کامل قریب سر کوکب آ کر چرخ
مارنے لگا اسکی ضو جو پڑی کئی ہزار جادوگر جلگئے حیرت نے جو اس چاند کو دیکھا جھولی سے نکالکر گولا مارا جھنجھلانے کی آواز
ہوئی سب نے دیکھا ایک نابہ آہنی تھا تو ٹکرا گئی ہزار جادوگر جلے پہلو سے نعرہ ہوا منم صفدر صف شکن ملکہ بران شمشیر زن نعرہ بران

منم دختر کوکب ذی وقار | منم صف شکن ذی حشم نامدار | قتال جوانمردِ لشکر شکن
لقب گشت بران شمشیر زن

ہنس پر سوار حیرت کے لشکر پر جا پڑی اختر مروارید جوڑے سے نکالا
بلیے کو ساحرونکے روکا اختر چلنے لگا چہرہ کھینچ مارا سینے کو توڑ کر اسکے پار گذرا آخر سپہر پر اسکا ستارہ
گردش مین آیا ماہ کامل آسمان خوبی نیر تابان فلک محبوبی بران شمشیر زن مثلِ برق تڑپنے لگی گولا
مارا حیرت کا تخت ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا یہ تخت سے جدا ہوئی بران نے جھپٹ کر دام جمشید مارا حیرت جال مین
پھنسی مثلِ ماہی بے آب تڑپی افراسیاب نے دیکھا کہ حیرت کو بران اپنے جال مین گرفتار کیا چاہتی ہے لیکر
نکل جاؤن حیرت تڑپکر کڑیان توڑ رہی ہے جال سے نکل نہین سکتی افراسیاب جھپٹا زوجہ کی حسرت دیکھکر
بیقرار ہوگیا مثلِ شعلہ جوالہ کڑکا برق چمکائی دام سحر پہ جاکر برق گری دام کے ٹکڑے ہوگئے حیرت چھٹ کر
گری اوپر سے بران نے ہلال زرین مارا حیرت کا زخمی ہو اٹھا بیکر زمین پر گری افراسیاب نے چاہا جھپٹ کر بران کو
مارے کوکب نے نعرہ کیا او نامرد ادھر کہان جاتا ہے یہ سنکر افراسیاب پلٹ پڑا کوکب افراسیاب سے گولا چلنے لگا
ایک سمت سے ماہیان نے گولا مارا افراسیاب نے ترنج سحر پھینکا وہ تپلا سنہرا جو ایک باقی ہے اسنے دیکھا میرے آقا پر
بڑی بلا نازل ہے بیچ مین ان گولون کے جا کھڑا ہوا پشت پر گولا ماہیان کا لیا سر پہ ترنج افراسیاب کا
روکا اس جانباز کا سر پھٹ گیا مرتے مرتے آواز دی قربان شہنشاہ کوکب روشن ضمیر حق نمک سے ادا

ہوئے خاک اُس تیلے کی جلکر اُڑی کئی ہزار جادوگر نابینا ہوگئے افراسیاب حیران ہے کہ کیا غضب کے
جانباز لایا تھا جنہون نے مرتے مرتے یہ آفت برپا کی خود جب افراسیاب نے کئی سحر کیے تب اُس غبار کی
تاثیر سے نجات ملی اب ماہیان و افراسیاب دونون ملکر کوکب پر سحر کرنے لگے کوکب دونون کو جواب دیتا ہے دونون کامل
و اکمل وہ رکن طلسم ہوشربا یہ ساحر یکتا آخر کوکب نے زخم کھائے ماہیان نے آواز دی اے افراسیاب مین کوکب کا سحر
روکتی ہون تو بڑھکر سر کاٹ لے یہ کہکر ایک ترنج مارا کوکب نے وہ ترنج کاٹا ترنج سے دھوان نکلا دھوئین نے کوکب کو
گھیر لیا ماہیان نے تو سحر کی بوچھار کردی افراسیاب تیغ کھینچکر طرف کوکب کے چلا اُس وقت کوکب کی بیکسی اور
بےبسی دیکھکر براں کو تاب نہ باقی رہی جھپٹ کر سینہ سپر کیا گولے افراسیاب پر مارے اتنی جو مہلت کوکب
نے پائی عجائبات سحر ماہیان سے چمک کر نکلا آفتاب بنکر رہ گیا افراسیاب نے جو دیکھا کہ ضو نے آفتاب کی
قیامت برپا کی حدت سے ہزارون ساحر جل گئے شعاعین گر رہی ہین ایک زنجیر طلائی ہے جس پر پڑی اُسکو جلا دیا
کبھی ظاہر ہوتا ہے تلوارین چمکین افراسیاب سمجھا کہ یہ سحر کوکب ہے آفتاب بنکر رہا ہے افراسیاب جست کرکے
بلند ہوا براں و حیرت و ماہیان دیکھ رہے ہین کہ آفتاب کڑک رہا تھا کہ ایک طرف سے ایک عقرب سیاہ
ڈنک ہلاتا ہوا ظاہر ہوا مثل مشہور ہے شعر نیش عقرب نہ از پی کین است * مقتضائے طبیعتش این است بہ وہ بچھو
دہن مثل غار بلا کھولے ہوئے قریب آفتاب پہونچا گوشہ آفتاب کو دہن مین لیا ڈنک کو جنبش دیکر آفتاب پر مارا چھن سے
کی آواز ہوئی چہارم آفتاب سیاہ ہو گیا گویا آفتاب برج عقرب مین آیا گہن کی کیفیت ہے دوسرا ڈنک مارا نصف
آفتاب سیاہ ہوا تیسرے ڈنک مین چھناٹا ہوتے ہی بالکل سیاہ ہو گیا چھناٹا دیکر تو ٹکڑے ٹکڑے نیر اعظم کے زمین مین
گرے رہی تاب نہ اپنی بھاگا بارہ ہزار جادوگر جلے کوکب بھی گوشہ سے ظاہر ہوا نعرہ کرتا ہوا پسینے پسینے چہرے کا رنگ
متغیر سر پر زخم زخم سے خون بہتا ہوا چہرہ گلنار تیغہ برق آب قبضہ مین وہ عقرب بھی غائب ہوا
بگولے باغ سے سناٹا ہوا آواز آئی منم افراسیاب جادو کوکب افراسیاب کے سحرون سے عجائب و غرائب پیدا ہوئے
ہین کوکب نے قصر بنایا افراسیاب نے گولے مار کر ڈھایا افراسیاب نے دریا جاری کیا کوکب نہنگ بنکر اُس دریا مین
گرا دریا کو خشک کیا افراسیاب نے سحر سے شیر پیدا کیے کوکب نے گولے مار کر سب کے سر پھاڑے کوکب نے سحر سے
اژدہا بنایا اژدہا قالب آتشین چھوڑتا ہوا طرف افراسیاب کے چلا چاہا دم مین کھینچ لون افراسیاب بل
کرتا ہوا بڑھا آواز دی او کوکب یہ کیا زہر اگلا ایسے ایسے سحر میرے غلام کرتے ہین مین انسے کب ڈرتا ہون یہ
کہکے افراسیاب نے کلو نین ہاتھ ڈالکر اژدر کو چیر ڈالا اندھیرا چھا گیا باغ تمام آتش بہار ہو رہا ہے نرگس شہلا بعد

حسرت نگران سوسن صد زبان مبہوت لب پر مُہر سکوت سرو چمن پا بگل ہنگامہ گریہ وزاری عنادل قمریونکی حق سرہ موقوف فاختہ قلندر مشرب صدائے کوکو دینے مین مصروف پتے کف افسوس مل رہے ہین نخل چمن شاخون سے سر پیٹتے ہین عروسان نوحہ زن جوانان گلزار مضطر و بیقرار نرگس کی آنکھین تیھر اگئین آئینہ ہای نہر پر حیرانی چشم حباب ظاہر پریشانی موج کا خنجر چل رہا ہی تمام باغ ظلمات برباد ہوا ساحرون کے سحر سے پامال ہو گیا موج ہوائی جوانان چمن گلے کاٹے ساکنان گلستان پر ہجوم لشکر رنج والم ہر نخل نخل ماتم افراسیاب و کوکب کے سحر نے تو زمین ہلادی دونون شاہان طلسم عجائب وغرائب ظاہر ہو رہے ہین حیرت افراسیاب ماہیان تین طرف سے کوکب پر حربہ ہائے سحر کر رہے ہین کوکب سبکے حربے روکتا ہی بران شمشیر زن باپ کی واسطے بیقرار ہر قربہ سینہ سپر کر دیتی ہی حیرت کے وار اپنے سر پر لیتی ہی اختر چمکاتی پھرتی ہی جسپر اختر مار دیا سر پھٹ گیا کبھی شعلے بلند کیے ملازمان ماہیان کو جلایا اُستادان سخنور اب اس داستان شوکت بیان کو بعد جانبازی تحریر سحر سازی یون صفحات قرطاس پر تحریر فرماتے ہین تین پہر کامل باغ ظلمات مین یہ ہنگامہ سحر وساحری بلند رہا پہر دن پچھلا باقی ہی طائر سر پیٹ رہے ہین آفتاب برنگ زرد لرزان وترسان بخوف سحر افراسیاب و کوکب گلشانہ مغرب مین مخفی ہوا چاہتا ہی افراسیاب جب سب طرح سحر کر کے عاجز ہوا دیکھا آج کوکب درجہ کمال طلسمیت دکھلا رہا ہی تیلے تو مارے گئے بران نے انتہا کی جرأت کی خوب شوکت دکھائی افراسیاب نے کچھ ماہیان سے کہا ماہیان نے سر ہلایا دونون نے ہلکر سحر کیے حیرت نے بھی اپنے خون مین گولا تر کر کے مارا تین ساحران زبردست نے تین طرف سے للکارا حیرت کا گولا پیشانی پر پڑا وہ تو پھٹ کر گرا کوکب نے اُف کر دی گولا جلکر خاک ہو گیا بلکہ لُٹی لغیران حیرت جلین افراسیاب نے جو ترنج کھینچ مارا وہ ٹوٹا ایک برج خاکی پیدا ہوا کوکب برج خاکی مین چھپا خاموش ہو کر کھڑا ہوا افراسیاب تیغ پکڑ کے دوڑا ماہیان نے کہا اے افراسیاب مین نے کوکب کو مبہوت کر دیا بڑی رسوائی ہے جو اب بھی قتل نہ کر سکے گا ایسے مقام پر کوکب لڑ رہا ہے زخمون مین بھی چور ہو چکا ہی اب مہلت نہ دے افراسیاب چلا ملحوظ خاطر رہے افراسیاب تیغ بکف جاتا ہی ماہیان ماش کے دانے پھینک رہی ہی یہ جو فروش گندم نما نہ خود باز رہتی ہی نہ افراسیاب کو روکتی ہی ترکیب قتل کوکب کر رہی ہی دانہ زد لوا سے سے مار دیا چاہتی ہی اب کوکب حیران و پریشان بران برج

خاکی مین نہ جا سکی دور سے اختر چمکا رہی ہے تقضائے کار کوکب بدحواسی مین منہ طرف آسمان کے اٹھایا پکار اٹھا اے خالق لیل و نہار اے میرے پروردگار دشمنون کے ہاتھ سے بچائے قطعہ

شاہا ز کرم بر من درویش نگر | بر حال من خستہ دلریش نگر
ہر چند نیم لائق بخشایش تو | بر من منگر بر کرم خویش نگر

فوراً تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا آسمان پر سناٹا ہوا افراسیاب و ماہیان نے دیکھا ملکہ آفات چہار دست بدمست تخت اڑاتے ہوئے آتی ہے آواز دی او بدمست کوکب کو حلوہ سمجھ لیا اس تلوار سے نہ مارا جائیگا بڑا دھوکا کھائیگا چالیس برس فکر کرکے یہ گولا تیار کیا ہے اسکو یہ کیلئے آفات نے دور ہی سے گولا پھینکا سب نے دیکھا ایک گولا فولادی اسیر سیندور کے ٹیکے افراسیاب نے جست کرکے گولا روکا آفات نے آواز دی وہ مارا ہان کوکب لینا منہ ہزبر دشت عیاری تہنگ بحر طراری آفتاب عالمتاب آسمان خنجر گذاری رفیق قدیم نہ لزلہ قاف ثانی سلیمان تخت زبرجدی پر سوار تھے گلیم اوڑھکر غائب ہوئے گولا جیسے ہی افراسیاب نے ہاتھ مین لیا پھٹا دھوان اسمین سے نکلا افراسیاب لئے کہکر لڑکھڑایا گر کر بیہوش ہوا ماہیان ہائے میرا بچہ کہکر دوڑی کوکب نے برج خاکی کو توڑا جھک کے نکلا افراسیاب پر چلایا تیغہ ماہرون حیرت سر پیٹنے لگی ارے لوگو دوڑو مجھکو بیوہ کرتا ہے میرا شوہر بیوجہ مرتا ہے ماہیان کو تاب نہ آئی ہرچند کہ زمین شق ہوئی دو پتلے فولادی نکلے افراسیاب کو گود مین لیے غرق زمین ہوئے ماہیان قریب آگئی کوکب کو نیمہ مارا کوکب نے تلوار کو تلوار پر گانٹھا الجھا دے سے ہاتھ نکالا اُنگلی سے ایک طائر چھوڑا اس طائر نے ماہیان کے ہوش اڑائے یا بگل مضمحل رنگ رو متغیر دہ متحیر ادارے کرتی ہے اپنے مقام سے ہٹ نہیں سکتی تیغہ برق تاب کوکب نامدار ضرب کر سر پر ماہیان کے گرا اس حال مین تھی کئی سپر بن لوہے کی سر پر ماہیان کے لڑائین کئی طایر کڑک کے گرے طایرون کے گلے کٹے ابر پارے سپر کے ٹکڑے اڑ گئے تیغہ سر پر ماہیان کے پڑا سر کلیجے جڑے کو کاٹا زمین مین آکر تلوار نے بوسہ دیا کوکب نے آواز دی وہ مارا پہلو سے آواز آئی اے برادر کیا کہنا قطعہ

تیغ وہ تیغ جسے دیکھ کے حاسد کہتا ہے | وار چلنے کی تو نوبت بھی نہوا بردار | برش تیغ کی تعریف نہین ہو سکتی
ہائے کیا پیکر دشمن پہ اگر پڑے اک بار | واہ رے کاٹ کہ چھوڑ نگ تنام کو کیا | ایک ایک جز کے برابر ہے ہو حصے چار

کوکب نے پلٹ کر دیکھا خواجہ عمرو نامدار شادان و فرحان کھڑے ہوئے جرأت کوکب کی تعریف کر رہے ہین حیرت تو مرتے ہی ماہیان زمرد پوش کے کھا گئی یہ بھی اسنے دیکھا کہ افراسیاب

کو دیو پتلے فولادی لے گئے طرف باغ سیب کی رُوتے پیٹتے نکل گئے ملکہ برّان شمشیر زن
انتہا کی زخمدار تھی شدت زخم سے زمین پر گر کر بیہوش ہوگئی یہ ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے یہ مقام
سرحد پردہ ظلمات ہے پردہ ظلمات کی داستانین عرض کرونگا ماہیان اپنے سحر کے زور مین اس
باغ مین آکے بسی اجل قریب آچکی تھی ورنہ پردہ ظلمات کا راستہ بند ہے کوئی وہان جا نہین سکتا
انشاء اللہ وقت پر عرض کرونگا نہایت مقام سخت و صعب ہے ہر نوع اب اہالیان باغ بدحواس ہے آندھی
سیاہ اٹھی ہزار ہا طایر سر پیٹتا ہوا اڑا ہائے ملکہ عالم کی صدائین بلند ہوئین ہزار ہا طایر اوڑے جلکر گرے
صدہا طرف پردہ ظلمات کے گئے بہت سے لاش پر ماہیان کی پرون سے سر پیٹتے ہین طلسم میہات
بلند آندھی چل رہی ہے دیوارین باغ کی گر پڑین صدہا بیر چلا رہے ہین بعد عرصہ دراز آواز
آئی کشتی مرا نام من ملکہ ماہیان زمرد پوش رکن طلسم ہوشربا بود افسوس مردیم و جان دادیم مطلب
خود نرسیدیم ایک طاوس ہفت رنگ پیدا ہوا وہ صدائے میہات و افسوس دیتا ہوا سمت باغ سیب کے
چلا بیان جو قتل سے جادوگر بچے تھے وہ آکر کوکب کے قدمون پر گرے مطیع اسلام ہوئے کوکب نے ہاتھ
روکا برّان کو اٹھا کر ہوادار پر سوار کیا خواجہ عمرو کوکب کے ساتھ تخت پر سوار ہوئے
اہالیان باغ ستر ہزار ساحران غدار مطیعان تازہ نوبت نقارے بجتے ہوئے ساتھ ہیان خورشید
روشن رائے وغیرہ وزیران دشیران کوکب نے طیاری کی تھی کہ چلکر اپنے شہنشاہ کے ساتھ
شریک ہون کہ طایران سحر نے آکر خبر دی مبارک ہو شہنشاہ لفتح و فیروزی تشریف لاتے ہین
راہ مین آکر وزرا امرا ملے کوکب نے آکر قصر جمشیدی مین داخلہ کیا کوکب کی زخم دوزی ہوئی ملکہ
برّان شمشیر زن کا عجب حال تھا کوکب اور خواجہ نے بیٹھکر ٹانکے دیئے اس فتح کی بڑی خوشی
ہوئی کوکب نے روشنی کا حکم دیا طلسم نور افشان مین ہر خرد و کلان مصروف عیش و نشاط
خواجہ عمرو نے خورشید روشن رائے سے پوچھا کچھ ہمارے لشکر کی بھی خبر دریافت ہوئی کہ لشکر
مہرخ ولاچین ایک جا ہوا یا نہین خورشید روشن رائے نے عرض کی کہ غلام نے خبر پائی تھی دونون
لشکرون پر افتاد پڑی لشکر مہرخ سے ملکہ مہ جبین الماس پوش و مخمور بہار غائب
ہوئین نشان نہین ملتا اور لشکر اسد مین یہ آفت برپا ہوئی شہنشاہ لاچین کو کوئی گرفتار
کرکے لیگیا ہے پھر مفصل احوال نہین معلوم ہوا یہ سنکر خواجہ گھبرائے کہا مین جاکر پہلے لشکر

مہرخ کی خبر ہوں یہ سب ایک مقام پر ہو جائیں تو پھر دلکو تسکین ہو کوکب نے خواجہ کو بہت بھاری خلعت دیا تحفہ جات طلسمی نور افشان نے پیش کیے خواجہ خوشی خوشی طرف لشکر مہرخ کے چلے کوکب معروف عیش و نشاط ہیں انکے ذکر وقت پر تحریر ہوں گے

دو کلمۂ داستان حیرت بیان لشکر ظفر اثر ملکہ مہرخ و آمد ملک جهاندار شاہ بادشاہ بیابان گلریز کہ جسکا سردار معمار قدرت عرصۂ دراز سے شریک لشکر مہرخ ہو چکا ہے ہر چہار جلد میں داستان ہای معمار موجود ہیں مقابلہ لشکر مہرخ سے و تباہی لشکر مہرخ و عیاری خواجہ عمرو و دیگر حالات متعلق داستان ہذا ساقی نامۂ مصنف

ای ساقیِ سیمبر پری دش
ساغر سے نگاہ بھی لڑی ہے
کیوں دیر ہے ساقی قدح نوش
رندوں کا ہے جنگ کا ارادہ
اس جنگ میں بندوبست ہو جائے
سکہ مرے نام پر پڑے گا
نقارۂ جنگ بج رہے ہیں
دشمن کی ہے فوج پر تباہی
عبرت کی جگہ ہے دہر فانی
اس نخل میں پھول ہے نہ پھل ہے
بے برگ حیات کا شجر ہے
گردش سے ہیں مہر و ماہ بھی دنگ

دے جام کہ آتے ہیں مجھے غش
مستانِ الست کی دعا لے
کر دے مئے جنگ سے ہم آغوش
کیا رند کو خوف محتسب کا
ڈر ہے نہ کہیں شکست ہو جائے
ہر دم ہے ہوائے جنگ سر میں
بادل گویا گرج رہے ہیں
کڑکیت یہ کہہ رہے ہیں کڑکے
رستم کی ہے جنگ اب کہانی
جمشید کا جام اب کدھر ہے
مرنا اس نخل کا ثمر ہے

اک جام کی جستجو بڑی ہے
ساقی مئے جنگ سے چھکا دے
کھنچ جائے حسامِ موجِ بادہ
مستوں کی ہے جنگ بھی تماشا
جھنڈا تحریر کا گڑے گا
میدانِ نبرد ہے نظر میں
آمادۂ رزم ہیں سپاہی
ہاں نام کرو جہان میں لڑ کے
ہشیار کہ آمد اجل ہے
باقی نہ غرور ہے نہ سر ہے
روشن ہیں قمر جہان کے نیرنگ

چہرہ سر فروشانِ معرکہ تحریر و تقریر وصف کنان عساکر قلمبند دلپذیر منازلِ جنگ جدال کو بہ سرفروشی طے کرتے ہیں شعر رستم تیغ زبان معرکہ آرائی ہے - جنگ سر ہونیکی تدبیر نکل آئی ہے ؛ ملکہ مہرخ نامور مع لشکر صحرائے سبزہ زار میں فروکش ہیں بڑے مہ جبین و بہار و مخمور نہایت مضطر ہیں عیار بھی آجکل لشکر میں نہیں ہیں چالاک کا نشان نہیں ملتا خواجہ کی خبر سنیے کہ پاس کوکب روشن ضمیر کے ہیں حیران و پریشان ہیں کہ چرند و پرند دوڑے

ہوے آئے بعد دعا کے عرض کی اے ملکہ عالم بڑا غضب ہوا ملک جاندار شاہ بادشاہ بیابان
گلریز افسر معمار قدرت بصد صولت و شوکت بارہ لاکھ فوج لیکر آتا ہے یہ سُنکر معمار قدرت
گھبرا گیا کہا ملکہ بڑا غضب ہوا ملک جاندار شاہ بڑا زبردست ہے مین میدان جنگ مین برج بنا
سکتا ہون وہ تھوڑے عرصے مین خاص میدان کارزار ہی مین قلعہ تیار کرتا ہے جب قلعہ سے
توپین چلین کس کا دل گردہ ہے کہ توپون کے وار کو روکے لشکر حریف کو چشم زدن مین تباہ و برباد کردیتا
ہے ملکہ مہرخ نے فرمایا صورت زوال تو ظاہر ہے ملکہ مہ جبین کو صرصر جدا لے گئی خبر نہین کہ کہان
قید کیا مخمور بہار کا نشان نہین ملتا ہمالے افسر عالیوقار اسد نامدار ہمسے منزلون دور ہین مین
بدنصیب انتظام کرنے کو رہگئی خواجہ عمرو نے بھی ہماری خبر نہ لی معمار و باغبان نے عرض کی غلامان
جانباز حاضر ہین انشاء اللہ اُس سے مقابلہ کرینگے اب تو وہ بیابان گلریز سے نکل آیا
ہو اُسکے ملک مین جانا مشکل تھا یہ ذکر ہو رہا ہے کہ نوبت نقارے کی آواز آئی زمین تھرائی ملکہ
مہرخ وغیرہ باہر آئین دیکھا بڑے کر و فر سے جاندار شاہ تخت پر سوار پشت پر بارہ لاکھ ساحران
غدار ہر خرد و کلان از پیر تا جوان دریاے سحر مین غوطہ مالے ہوے جاندار شاہ نے جو دوسرے معمار
کو پہلوے مہرخ مین دیکھا جل گیا سرداروں سے کہتا ہے یارو اس معمار نے بناے قصر بغض و
عداوت ڈالی وزیر میرے قتل ہوے پہلے اسی کو قتل کرونگا میرا ملازم ہوکر شریک مہرخ ہوا
غصہ کرتا ہوا تخت پر آکر بیٹھا شراب خواری کر رہا ہے جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا حکم دیا
طبل جنگی بجے اُسی وقت طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارے خبرین لیکر حاضر خدمت مہرخ ہوے
دعاے جان درازی دی شعر دولت قرین حضرت صدر زمانہ باد ٭ اقبال را مقام بران آستانہ باد
حضور جاندار شاہ نے طبل جنگی بجوایا ایک میدان مین خشت ہاے گلی تیار کرکے
رکھی ہین اُنپر سحر کر رہا ہے معمار نے کہا غضب ہوا قلعہ بناتا ہے ملکہ مہرخ نے حکم دیا
جو کچھ حکم ہوگا سمجھا جائیگا پروردگار دشمن کے ہاتھ سے بچائیگا بہ تائید رب اکبر ہمارے لشکر
مین طبل جنگی بجے یہان بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا سب سے زیادہ معمار کو تردد ہے یہ بھی بارگاہ سے نکلا
برج سحر تیار کیا توپین اس مین لگائین گولا انداز درست کیے رات بھر اسی تدبیر مین رہا
باغبان سُرخ مو وغیرہ ہوم خانون مین داخل ہین دونون لشکرون مین رات بھر تیاری رہا ن

زمین بوقت سحر مہر انور لشکر شعاع وضیاء ہمراہ لیکر کاشانہ مشرق سے برآمد ہوا شہنشاہ ماہ تابان
ہزیمت خوردہ قلعہ مغرب مین گیا فوج ثوابت و سیارگان کو شکست ہوئی فوج ظلمات پست ہوئی
ضیاء مہر انور نے تمام عالم کو روشن کیا معمار و باغبان وغیرہ کل سردار مضطر و بیقرار در دولت
مہرخ نامدار پر حاضر ہوے ملکہ مہرخ لباس شہنشاہی سے آراستہ ہوکر باہر تشریف لائین دیکھا سب
سردار جلوخانے مین حاضر ہین معمار نے بڑھکر پایۂ تخت پر ہاتھ رکھا ایک جانب باغبان قدرت
اس جاہ وحشم سے مع لشکر ظفر اثر میدان کارزار مین تشریف لائین اب جو نگاہ اٹھاکر دیکھا میدان
کارزار مین ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ اسپر توپین لگی ہوئین گولہ انداز برق انداز سنگ انداز دربان
پہنے ہوے ٹہل رہے ہین ماتا متوالا تیل کے کڑھاو کڑاک کے پوے قلعہ پر سب سامان موجود ہین
نشان کھلے ہوئی ہوا مین اڑ رہے ہین صاف ظاہر ہے کہ اژدہا منہ پھیلائے ہوے ہے خندق
مین بجائے آب شعلہ ہاے آتش بھڑک رہے ہین جہاندار شاہ تخت پر سوار پشت پر فوج
ساحران غدار بڑے کر وفر سے آتا ہے ایک عجائب و غرائب یہ دیکھا کہ قلعہ کو بھی جنبش ہے قصر
کو بھی رہروی کی کوشش ہے یعنے پہلوے لشکر جہاندار شاہ پر جس قدر فوج بڑھتی ہے
اسیقدر قلعہ بھی بڑھا آتا ہے ایک ایک گولہ انداز سرکشی دکھاتا ہے معمار نے کہا اے ملکہ غضب
ہوا شب بھر کی مشقت مین اسنے یہ قلعہ بنایا ہے خدا لشکر کو اس آتشباری سے بچائے اسی
قلعہ سے جہاندار شاہ کام لیتا ہے لشکر بر دشمن کے آگ برسا دیتا ہے ملکہ مہرخ نے فرمایا مصرع
ہرچہ رود بر سرم آنچہ پسندی رواست ٭ جو مرضی معبود کی ہماری تقدیر مین یہ نہ تھا کہ لشکر سے
اپنے آقائے نامدار کے ملتے تا بہ دریائے نیل پہونچتے لوح طلسم کشا کو حاصل ہوتی تسکین دل ہوتی
یہ سحر بہت ہمکو نامبارک ہوا بہار مخمور بھی جاکر کسی بلا مین پھنسین دونون جانباز سرفروش عرض
کر رہے ہین انشاء اللہ تعالے حضور ملاحظہ فرمائین گی جہاندار شاہ کے جی چھڑا دینگے معمار قدرت
بھی جھومتا ہوا اپنے برج کو ساتھ لیے ہوئی بڑی شان و شوکت سے جہاندار شاہ سے نگاہ
ملا رہا ہے جب صفین آراستہ ہوچکین نقیبون نے نقابت کی بہادر جھومنے لگے قبضۂ شمشیر چومنے
لگے آنکھون مین نشۂ بادۂ جرات ایک ایک صاحب شوکت ملک جہاندار شاہ خود تخت سے کودا
سردارون سے کہا یارو مین معمار کے واسطے خود جاتا ہون اس مزدورے نے مجھکو بہت پریشان

کہا ہے خوب آگاہ ہون کہ سوا میرے کوئی معمار سے مقابلہ نہین کر سکتا مین نے قلعہ بنایا اُس نے بھی برج
آراستہ کیا ایک ضرب مین برج اُڑ جائیگا اور کوئی اگر اُسکے مقابلے مین جائیگا شکست فاش کھائیگا
پس مابدولت کا تکلیف کرنا ضرور ہی یہ کہکر میدان کارزار مین آیا لاف وگزاف کرنے لگا پکار کر آواز دی
او معمار قدرت مابدولت سے آکر مقابلہ کر یہ حوصلہ کیا ہمارے مقابلے مین برج بنا کر لایا ایک ضرب توپ
مین سبکا خاتمہ کرونگا معمار قدرت نے جو آواز جہاندار شاہ کی سنی مرکب کو پھیر کر سامنے ملکہ مہرخ کے آیا
اجازت طلب کی ملکہ مہرخ نے فرمایا ای معمار مناسب تو یہ تھا کہ کوئی اور جا کر مقابلہ کرتا تمہارا جانا مناسب نہین
تم اُسکے ملازم رہے شاید حجاب دامنگیر ہو معمار نے دست بستہ عرض کی حضور ہم مطیع اسلام ہو چکے سیر
باغ بہشت کے مشتاق ہین ہمارے نزدیک یہ سب قزاق ہین باطل پرستونسے حجاب کیسا حضور ملاحظہ
فرمائین گی آگ برساؤنگا بے ایمان لشکر کو اُسکے پانی کو ترسا دونگا یہ کہکر معمار قدرت بصد شوکت رخصت ہوا
مہرخ نے ہاتھ اُٹھا کر دعا دی کہ پروردگار معمار قدرت کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچانا معمار سبسے رخصت ہو کر
مرکب بادرفتار کو بڑھا کے میدان کارزار مین آیا جہاندار شاہ نے للکارا او معمار تجھکو شرم نہ آئی اپنے
ساتھ سبکی جان لی اس قلعہ کو دیکھ لے کون اسکو فتح کر سکتا ہی میرے قلعہ سحر کے سامنے قصر فلک کو سکتا ہے
دم بھر مین میدان کارزار دھوان دھار کر دونگا میرے بھائی افراسیاب پر یہ لشکرکشی لونڈی غلامونکی
سرکشی معمار نے کہا اے جہاندار شاہ بس لاف وگزاف موقوف کر کچھ فنون سپہ گری دکھلا
غرور نہ کر پیدا کرنیوالے کو اختیار ہے ایک مور ضعیف کو مرتبہ سلیمانی عطا کرے خدا کی قدرت دیکھو افراسیاب
سالہا سال سے لڑ رہے ہین وہ حافظ حقیقی سرپرست ہے بے سبب بادہ کبر و غرور سے مست ہو جس سر مین
غرور ہو وہی نہ رہے گا رہرو کی ٹھوکرین کھائیگا ذلیل و رسوا ہو کر مارا جائیگا جہاندار شاہ فن سپاہ گری
مین طاق ہی معمار بھی شہرۂ آفاق ہی نیزہ چلنے لگا سب دیکھ رہے ہین بیت دو نیزہ دو بازو دو مرد دلیر
تو گوئی کہ بوزند دو زہرہ شیر ۞ دو گھڑی کامل نیزہ چلا نیزے بیکار ہوے قبضون پر ہاتھ پڑے جہاندار شاہ نے
ہاتھ مارا معمار نے وار تورو کا تلوار سے ہزارہا شعلہاے آتش بھڑکے چند آبلے جسم پر معمار کے
پڑ گئے جیداری کرکے جواب دیا جہاندار شاہ نے کچھ اسم پڑھکے وار تلوار کا روکا معمار کے
بھی سحر نے جہاندار شاہ پر آگ برسائی جہاندار شاہ نے ہاتھ ہلایا وہ شعلے جا کر فوج معمار پر
گرے قہقہہ مار کر آواز دی کیون او مزدور ابھی تجھکو برسون سکھاؤنگا ہمارے سحر ہمارے اوپر صرف

کرتا ہی دو چار ہاتھ تلوار کے چلے کچھ ملازمان معمار چند ہمراہیان جہاندار جلے برق شمشیر چمک رہی ہے
دو گھڑی کامل تلوار چلی معمار قدرت بڑا صاحب شوکت و لیاقت نہایت زبردست ہی مرد سپاہی
تیز دست بادۂ سرفروشی سے مست ایک مقام پر معمار نے کر کو تباکر دست زبردست کو گردش دی کچھ سحر بھی
کیا یہان جہاندار شاہ نے سپر کو جھکایا معمار نے کن دیکر ہاتھ مارا جہاندار شاہ نے جلدی مین سپر کو
اٹھایا سپر کٹی تاج کے دو ٹکڑے ہوئے سر پر جہاندار شاہ کے زخم کاری آیا دوسرا ہاتھ مار کر معمار نے گھوڑے
جہاندار شاہ کی سر قلم کیا جہاندار شاہ مرکب سے گرا معمار نے جہاندار شاہ کو سایہ مین تلوار کے لیا
جہاندار نے بیٹھکر بالشت کا ہاتھ مارا معمار کا بھی گھوڑا قتل ہوا معمار جست کر کے چلا کر ایک ہاتھ اور لگاؤن اس
سرکش کو خاک مین ملاؤن جہاندار شاہ نے سحر کیا ایک غبار اڑا معمار قدرت اس غبار کو دیکھکر ٹھہر گیا سحر
کر کے دفع کرنے لگا لیکن جہاندار شاہ جو بھاگا فوج مین ہلڑ ہوا سب سمجھے جہاندار نے فرار پر قرار کیا
معمار قدرت نے دیکھا جہاندار شاہ قریب قلعہ پہونچا خندق کو پھاند گیا پھاٹک پر جاکر جست کی
جیسے ہی سر قلعہ پر پہونچا گولہ انداز توپین سیدھی کرنے لگے معمار بھاگ کر قریب ملکہ مہرخ آیا الامان
الامان کہتا ہوا مثل برگ بید کانپنے لگا ملکہ مہرخ نے کہا کہ اے معمار قدرت اے یکہ تاز میدان جلادت
ملک جہاندار شاہ کو زخمی کر کے خوب میدان کارزار سے بھگایا تمہارا سحر اسکے سحر پر غالب آیا جرأت
مین یکتا ہو دریاے سرفروشی کے گوہر بے بہا ہو معمار نے کہا حضور کسکو بھگایا کون بھاگا اگر مین نے
زخمی کیا تو کیا کمال کیا اب پروردگار کل لشکر کی جان بچائے انجام بخیر ہو وہ بے حیا بھاگ کر بالاے
قلعہ پہونچا بڑے خدا بھاگیے سردارو کو ہٹائیے توپ کے منھ پر نہ جایئے دیکھیے انتظام ہو رہا ہی گولہ
اندازون نے توپین اس طرف پھیرین یہ سب توپین ایک مرتبہ فیر ہونگی یہ آتشخوار آگ برسائے گا
باغبان قدرت و سرخ موی کاکل کشا و ملکہ ہلال سحر افگن وغیرہ ان سردارون جو دیکھا کہ قلعہ اپنے
مقام سے بڑھا گولا اندازون نے توپون کو سیدھا کیا باغبان نے آواز دی پیشقدمی کر دیجیے گولے مارو کہ
توپین الٹ جائین ہمراہیان جہاندار شاہ کے کلیجے پھٹ جائین معمار قدرت نے جست کی دوڑ کے
اپنے برج سحر مین آیا اسنے بھی گولہ اندازون سے اشارہ کیا وہ برج مختصر مین توپین لگی ہوئین
تھین گولہ انداز معمار کے ہاتھ مین موشک پران لیے ہوئی ادھر جہاندار شاہ نے ایک توپ
اپنے ہاتھ سے فیر کی سب گولہ اندازون نے نہین معلوم توپون کے کان مین کیا پڑھکر پھونکا

کربلکین گرجین آگ اُگلنے لگین دھوین کا آسمان رنجک کی بجلی سر فشل اولون کے برسنے لگے دشمن بالیم نزلزلہ
جوان لشکر مہرخ کے اُڑ گئے معمار نے بھی توپ داغی وہاں سے چالیس ہزار توپ چلین برج معمار سے بین گولون کا
دناٹا ہوا گولے جاکر لشکر جہاندار شاہ پر پڑے آگ برسی کئی ہزار نامرد جلے لشکر جہاندار شاہ مین بھی نعرۂ
والغیاث کی صدا بلند ہوئی لشکر مہرخ مین بھی زمین متزلزل و متحرک ہوئی فوج کے پیر اُسے
یا غبان وغیرہ سینہ سپر کیے کھڑے ہین جو گولہ قلعہ سے جہاندار کے آیا گولے کو گولے پر روکا سر دار تو بچا
گولہ پھیکرا ایلیان فوج پر گرا کئی سو جوان پامال ہوئے معمار نے بھی برج کو بڑھایا جہاندار نے بالائے قلعہ سے
یہ معاملہ دیکھا معمار کو للکارا او مزدور سے کیا کرتا ہے خبر دار توپ کو فیر نکرنا ورنہ توپ دون گا معمار نے
جواب بھی نہ دیا تین گولہ انداز بیتر ابدل بدل کے گولے مار رہے ہین فوج جہاندار شاہ مین تلاطم سرداروں کے
ہوش گم لیکن جہاندار شاہ نے جو دیکھا کہ فوج تباہ ہوئی جاتی ہے برج معمار بڑھا ہوا چلا آتا ہے گولہ
انداز چابک دست چٹکی پر توپ کو فیر کرتے ہین قلعہ سے جہاندار کے ایک توپ چلی بیان سے دو مرتبہ
فیر ہوے جہاندار شاہ غصے مین آکر قلعہ سے چیخا معمار کو کئی مرتبہ للکارا معمار نے جواب نہ دیا برج سحر
کو بصد صولت بڑھایا جہاندار شاہ نے ایک توپ مین اپنے ہاتھ سے گولہ بارود کی تھیلی دیکر رنجک
رکھی برج معمار کی سید باندھی دن سے گولہ مارا برج معمار پر پڑا برج ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا توپین بھی اڑ گئین
معمار کود کر بھاگا ایک برق سر پر گری سر معمار زخمی ہوا برج گرا توپین ٹوٹین گولہ انداز جتنے تھے انکے سر
پھٹ گئے کئی ہزار جوان اُس برج مین دبے معمار بھاگ کر لشکر مین آیا سردار بھاگنے لگے ملک جہاندار شاہ
نے گولہ اندازون کو اشارہ کیا گولون کی بوچھار فوج کا نیوہ چہار جانب سے ترنج نارنج بھی لشکر
اسلام پر پڑنے لگا تو جہاندار شاہ آپڑا غضب یہ ہے کہ قلعہ بھی بڑھتا ہوا چلا آتا ہے جسقدر اہل اسلام
بھاگتے ہین اسیقدر قلعہ بڑھ آتا ہے مکان چلا آتا ہے قصور نہین کرتا اہل اسلام بے گھرے درکدھر جائین
آفت ارضی و سماوی آئی ہے گولہ ادھر سے بلوۂ ساحران بارہ لاکھ فوج جہاندار شاہ کے ساتھ بیابان
گلریز سے آئی ہے یہ بھی ایک اقلیم ہے اکثر جا بجا تحریر کیا ہے چہار حد کے ہر چہار حاکمان کلان ہین سرحد
اول افراسیاب بادشاہ طلسم ہوشربا سرحد دیگر طلسم نور افشان حکومت کوکب روشن ضمیر سرحد
سوم بیابان گلریز منتظم جہاندار شاہ سرحد چہارم کوہ ہفت زلازل مالک وہان کا تزلزل
ہین ازلال جادو جسکو سامری جمشید نے یہ شرف دیا ہے کُل بادشاہون اور سب

سرداروں کی تصویریں تزلزل بن ازلال کے پاس موجود ہیں جو فعل تصویر کے ساتھ کریگا صاحب
تصویر کو تکلیف پہونچے گی اسکا ذکر بھی وقت پر ہوگا طرفدار افراسیاب ہے اکثر اُسنے افراسیاب کو نامہ
لکھا کہ میں سبکو قتل کروں افراسیاب نے تساہل کیا مراد یہ ہے کہ جہاندار شاہ حاکم اقلیم سوم ہے سحر میں
طاق شہرۂ آفاق ادنی شعبدہ اُسکا یہ ہے کہ قلعہ بناتا ہے کہ خود قلعہ لڑتا ہوا آتا ہے بقہر وغضب تمام
توپ پڑ رہی ہے لشکر مہرخ کے سردار ایسے ہی جانباز و سرفروش ہیں بڑھ بڑھکر ہزاروں گولے
قلعہ پر مارے قلعہ پر گولہ تاثیر نہیں کرتا ورنہ باغبان قلعہ پر آگ برسادے فوج جہاندار شاہ سے
بند نہیں ہے گولوں کی بوچھار نے پاؤں اُٹھا دیئے مردانِ عالم کے دل ہلا دیے ہر چند نقیب پکار کیت
آوازیں لگاتے ہیں سردار سمجھاتے ہیں بیچاروں کا پاؤں نہیں تھمتا فوج کا منتشر اور ہوگیا زمین پر
لاشوں کے انبار ہزار ہا لاشہ تڑپ رہا ہے دریائے خون جاری بجز فرار کے کوئی صورت مفر نہیں تین
کوس تک گولہ آتا ہے اس خرابی پر مہرخ نامدار دوپہر تک کامل لڑی جب دیکھا باغبان و معمار و
سرخ مو وہلال در عاد و برق لامع وغیرہ زخمی ہوے جمع ہوکر مہرخ کے پاس آئے کہا ای
ملکۂ عالم سحر نے جواب دیا قدم نہیں جمتا فوج کیا ٹھہرے ایک ایک گولے سے دو دو ہزار چار چار ہزار سپاہ
گلشن جنان ہوے کیسے کیسے سرداران شیردل آنکھوں سے نہاں ہوے دل داغدار دشمن باغ باغ ہے جہاندار
شاہ کی سحر نے قیامت کی معمار نے بھی کہا ملکہ آپ ہٹ جائیے اہالیان لشکر کی جان بچائیے کسی صحرا میں جا کر
اُتریں گے زخموں کا علاج کرکے پھر مقابلہ کریں گے جان دیں گے کھیت نہ چھوڑیں گے اسوقت ناممکن
ہے کہ میدان میں سرسبز ہوں کئی لاکھ آدمی کا کام تمام ہوا توپ گولے کی لڑائی میں یہ انجام ہوا لکھا ہے کہ
برق لامع و رعد و برق و باغبان قدرت و سرخ مو گیارہ سردار نامی و نامآور لشکر مہرخ
کے افسر زخمی ہوکر گرے جہاندار کا قلعہ بھی بڑھ آیا کارگزاران شہنشاہی نے بمشکل تمام خیمہ بارگاہیں
اُٹھائیں دامن صحرا کو مثل دامن مادر جائے قرار پر قرار کیا پانچ کوس تک جہاندار شاہ تعقب
میں آیا مہرخ نے بھی پلٹ پلٹ کر وہ گولے مارے اہالیان بیابان گلگیر کے جی چھوڑوا دیئے یہ کہکر
تھم گئے اے شہنشاہ بھاگے کا پیچھا نہیں کرتے سب اہل اسلام مرنے پر آمادہ ہیں ان سب نے
بڑی بڑی کڑی اُٹھائی ہے افراسیاب کے ہاتھ سے اکثر شکست کھائی مثل مشہور ہے دبے پر
چیونٹی بھی کاٹتی ہے اس وقت شکست کھائے ہوے جاتے ہیں گیارہ سرداران نامی آپ سے

گرفتار بھی کیے اب یہ کسی مقام پر جاکر ٹھہرینگے اصلاح کی صلاح کرینگے سنتے ہین افراسیاب کو بھی یہی منظور ہی کہ یہ سردار میرے قتل نہون پھر آکے اطاعت کرین سب راکین طلسم ہوشربا ساحران یکتا ہین کہنے سے اپنے سردارون کے جہاندار شاہ رُک گیا مال و خزانہ اہل اسلام کا خوب لٹا ملازمان جہاندار شاہ غنی ہوگئے چند بارگاہین ٹوٹی پھوٹی ملکہ مہرخ ساتھ لیکر ایک صحراے ہول خیز مین آکر فروکش ہوئین ملازمون نے بارگاہین اِستادہ کین غلہ نہ پہونچ سکا اُس شب کا فاقہ صحراے ہول خیز ساتھ والے چھوٹے اتنی بڑی شکست فاش کھائی جنگل سنسان مقام ویران ملکہ مہرخ کو اپنے سردارون کا غم قلب پر ہجوم غم والم سرداران باقیماندہ کو ساتھ لیکر اُترین جہاندار شاہ بہ فتح و ظفر بصد کر و فر واپس ہوا لیکن شمار جو کیا تین لاکھ آدمی اسکی فوج کے بھی مارے گئے اہالیان فوج جہاندار شاہ الامان الامان کرتے ہوے پلٹے کہتے ہین یارو ملازمان مہرخ سے سامری و جمشید سامنا نہ کرائین اگر قلعہ کی آفت نہ برپا ہوتی ہزار برس ہمارے سامنے سے نہ ٹلتے بھاگتے تھا گتے یہ جرأت دکھائی پرے کے پرے مٹا گئے مہرخ بڑھ بڑھ کے لڑی میدان کارزار سے نہ ٹلتی تھی جہاندار شاہ نے کہا ایسے نہوتے تو افراسیاب کیونکر مقابلہ کرتے سُنتا ہون افراسیاب نے بڑی بڑی شکستین دین ان سردارون نے وہ بار اُٹھائے پھر جمع ہوے شکست کھا کھا کے لڑے ہرکارون کو حکم دو کہ جاکر دیکھو یہ لوگ کہان جاکر اُترے ہین مین اُنکو دم نہ لینے دونگا ساحر گئے خبر لیکر آئے تمام کیفیت عرض کی حضور بارہ کوس پر جاکر ملکہ مہرخ اُتری ہین زخم و ویران ہورہی ہین اُن سب کا یہ ارادہ ہی کہ ایک ہفتے مین سب کا علاج کرین بعد اُسکے آکر مقابلے مین اُترین یہ سنکر جہاندار شاہ نے ایک عرضی بنام افراسیاب لکھی مضمون یہ تھا غلام نے آپکے باغیون کو سزا دی اہالیان لشکر کو قتل کیا گیارہ سردار گرفتار ہین لشکر میرا بھی بہت پامال ہوا ہین نے قلعہ بناکر انتقام لیا اب وہ فلان صحرا مین اُترے ہین مابدولت جاکر سبکو گرفتار کرکے اسی ہفتے مین روانہ کرینگے نامہ بر اُدھر روانہ ہوکر چلا ادھر جہاندار نے حکم دیا پیر رات رہے سے لشکر تیار ہو ہم کوچ کرینگے لشکر ملکہ مہرخ کو دم نہ لینے دینگے سردار تیاری کرنے لگے ملکہ مہرخ اُس حال زار مین پریشان و مضطر بیٹھی تھین کہ لشکر مین ظاہر ہوا خواجہ عمرو تشریف لائے ملکہ مہرخ دوڑین خواجہ عمرو نے جو لشکر کا یہ حال دیکھا قلب اُلٹ گیا مہرخ زخمدار معمار بیقرار بارگاہین ٹوٹی ہوئین آب و دانہ مدارد مہرخ سے لپٹ کر

عمرو رونے لگا پوچھا یہ کیا سحر کہ ہوا ملکہ مہرخ نے تمام کیفیت جہاندار شاہ بیان کی کہا آپکے
جانے کے بعد ایک لمحہ چین نہین پایا ملکہ مہ جبین کو صرصر اڑا لے گئی بہار و مخمور کا نشان نہین ملتا
وہ بھی کسی بلا مین پھنسین جانباز و سرفروش رکنے والی نہ تھین اے شہنشاہ اوج عیاری ہم
جہاندار شاہ سے مقابلہ نہین کر سکتے وہ بادشاہ اقلیم ساحری ہے اگر افراسیاب ہوتا اُسکے قلعہ کا بار
نہ اٹھا سکتا آپکے ملازم جان نثار و سرفروش دن بھر قلعہ سے یہی لڑے جب زخمی ہو کر ہمارے سردار
گرفتار ہو گئے معمار نے بھی یہی صلاح دی کہ نکل چلو تب کھسیت چھوٹا عمرو نے کہا مین ابھی جاتا ہون
جہاندار کی مشکین باندھے لاتا ہون معمار نے کہا خواجہ وہ بڑا ساحر زبردست ہے یکایک اسیر
دست انداز ہوتا سمجھ کے عیاری کرنا خدانخواستہ اگر تم اُسکے قبضے مین آگئے بڑی مشکل ہو گی
ہمارے جان دینے سے کیا ہوگا عمرو نے کہا انشاء اللہ بحول و قوت الٰہی تم سب اسی مقام پر
ٹھہرو مین صبح ہوتے آتا ہون اُس سرکش کی مشکین باندھکر لاتا ہون یہ کہکر عمرو نے بانہائے
عیاری ذات پر آراستہ کیے یہان جہاندار تخت پر بیٹھا ہے حکم دے چکا کہ پہر رات رہے سے لشکر تیار رہے
مہرخ شکست خوردہ کو جا کر گھیرو سرداران قیدی اُسی بارگاہ مین سرنگون بیٹھے ہین زبانون مین
سب کی سوزن نگاہ حسرت سے اُس محفل کو دیکھ رہے ہین جہاندار نقاب خطاب کرتا ہے کہ اے باغبان
وغیرہ افراسیاب کی اطاعت کرو ورنہ سبکے سر کاٹ کر روانہ کر دونگا اب مہرخ کا بھروسہ نہ کرو صبحکو
اُنکو بھی گرفتار کر لونگا بدون فتح دہلیٹونگا یکایک لشکر مین غل پڑا ہوا سب نے بڑھکر عرض کی
شہنشاہ طلسم ہوش ربا افراسیاب تشریف لاتے ہین جہاندار کھڑا ہو گیا تخت افراسیاب
آگے اترا جہاندار نے سلام کیا افراسیاب نے جہاندار کو گلے سے لگا لیا کہا بھائی تمنے بڑا کام کیا
کون کون سردار گرفتار ہوا جہاندار نے اشارہ کیا افراسیاب کوڑا پکڑکر باغبان کیطرف دوڑا
کہا کیون نمکحرام بدانجام ہماری اطاعت سے منہ پھیرا ہمارے قوت بازو کے سحر کو دیکھا یہ سب ہمارے
بھائی بند ہین ہماری تباہی پر درد مند ہین بہتر یہ ہے کہ محبت مسلمانان سے ہاتھ اٹھاؤ لاچین
بھی گرفتار ہو گئے اسد کی فکر ہو رہی ہے صبح کو مہرخ کا خاتمہ ہو جائیگا جہاندار نے دیکھا افراسیاب
نے جو گھڑ کا باغبان و رعد وغیرہ قدمون پر گر پڑے دست بستہ عرض کی اے شہنشاہ خطا معاف
کیجیے ہم سامری و جمشید کو سجدہ کرینگے افراسیاب نے سبکی زبانون سے سوزن نکالا سبکو گلے سے لگایا

جہاندار نے خوش ہوکر اپنے سرداروں سے کہا دیکھو صاحبو یہ وہی سردار ہین جو ہمکو جواب سخت دیتے
تھے اپنے مالک کو دیکھکر راضی ہو گئے سبکو کربیان ملین جہاندار دنگل پر بیٹھا افراسیاب کے لیے
تخت خالی کر دیا جہاندار نے سب لڑائی کا ذکر کیا کہا حضور میرا سردار معمار قدرت زخمی ہوکر مہرخ
کے ساتھ بھاگ گیا مین نے قلعہ بناکر قیامت برپا کر دی اسوقت حضور کیونکر تشریف لائے افراسیاب نے
کہا مینے اوراق مین سب معاملہ دیکھا جوش محبت مین تمھاری چلا آیا کتاب سامری مین دیکھا
کہ تمھارے لشکر پر کل صبح کو ایک بلائے عظیم نازل ہوگی تم گرفتار ہو جاؤگے جان بچنا مشکل ہوگی
مین خدمت مین ملکہ آفات کی گیا وہانسے انقاب سامری لایا کہ اسکی یہ صفت ہے کہ اسکو
پڑھکر شراب پر دم کرے پینے والے پر کوئی بلا نہ آئے سو برس کی عمر بڑھ جائے یہ سنکر جہاندار قدمون سے
لپٹ گیا کہا شہنشاہ مین نے بھی تو آپکے واسطے اپنا گھر بار چھوڑا کل جانبازی کرکے لڑا اپنا خون
خشک کر دیا جب مہرخ وغیرہ نے شکست کھائی معمار کے ہاتھ سے زخمی ہوا برابر کا میری وہ ساحر
ہے میرے کمالات سے بخوبی ماہر ہے یہ کہکے حکم دیا جلد شراب لاؤ مٹکے شراب کے لاکر رکھے گئے
باغبان وغیرہ دنگلون پر بیٹھے ہین بحسرت افراسیاب کو دیکھ رہے ہین آپس مین اشارے ہین کہ خدا
انجام بخیر کرے ہمارے پیرومرشد کا کیا کلیجہ ہے اتنے بڑے بادشاہ اقلیم پر کس تیور سے
آئے ہین برق لامع بھی آمادہ بیٹھی ہے باغبان نے اشیاء سحر ہاتھ مین لیے ہین عمر خمو
کا کل کھول چکی ہے جب مٹکا شراب کا لاکر رکھا گیا سب کمیدان رسالدار جمعدار دوڑے ہوے
اندر آئے کوئی اپنے بڈھے باپ کا ہاتھ تھامے ہوے عرض کرتا ہے شہنشاہ اپنے باپ کی زندگی
سے مجھکو بڑا آرام ہے پہلے اسکو جام پلایئے افراسیاب سب کو جھڑک رہا ہے کہتا ہے مین پہلے اپنے
بھائی کو پلاؤن گا جسکی وجہ سے مین نے فتح پائی جہاندار نہال غنچۂ خاطر شگفتہ افراسیاب کے سامنے
فرش ہوا جاتا ہے سرداروں سے تعریف کر رہا ہے میرے بھائی صاحب کو میرا بڑا خیال ہے سبکو کیا
مین شفقت کی وہ نعمت میرے واسطے لائے کہ کسیکو یہ نصیب نہوئی افراسیاب نے جام لبریز کیا جہاندار کو
دیا کہا لو بھائی پیو جام تو ہاتھ مین جہاندار کے دیا خود ٹہلنے لگا جہاندار نے جیسے ہی جام لبون سے
لگایا باغبان وغیرہ بھی ادھر دیکھ رہے ہین جیسے ہی جہاندار نے چاہا کہ لبون سے لگاؤن
شعلۂ آتش بھڑک کر گرا شراب شعلہ بنکر اڑ گئی جام ٹکڑے ٹکڑے ہوا شعلے سے آواز آئی اے

جہاندار بنا جیسے ہی شراب اڑی افراسیاب نقلی یعنی خواجہ عمرو ٹہل رہے تھے ایک ساحر برابر
بیٹھا تھا لپٹ کر اسکو خنجر مارا نعرہ کیا منم مہر سپہر عیاری ای سردارو بھاگو باغبان وغیرہ کو یاتین
لکھ کا تبل دکھا چکے تھے گیارہون سردار اپنی مقام سے اُٹھے اُس ساحر کے مرنے سے اندھیرا
ہوا ان سبنے آگ برسائی جہاندار گھبرا گیا عمرو تو گلیم اوڑھکر بھاگا یہ سردار بھی لڑتے بھڑتے چلے
لشکر مین یکایک ہڑ بڑ ہوا باغبان نے کئی ہزار کو مارا برق لامع کڑاک کر آئی کئی ہزار کے سر کاٹ کر چمکی
رعد نے چیخ ماری برق نے کئی سے کے سر کاٹے سرخ مو نے کاکل کھولدی اندھیرا ہو گیا اپنے سحر
سے بچے کیسے جہاندار دوڑا بیرون بارگاہ آکر دیکھا سردار لڑتے ہوے جاتے ہین عمرو کا تو نشان بھی نہین
ہے تو گلیم اوڑھ کے اپنا تخت زبرجدی لیکر نکل گیا جہاندار نے باغبان کو ٹوکا پانچ سردار توڑ پھوڑ کر
نکل گئے باغبان و رعد و برق لامع و سرخ مو و ہلال سحر افگن و خورشید زرین سحر
پنج فوج مین گھرے ہوے تھے جہاندار پہونچگیا للکارا باغبان پلٹ پڑا جہاندار نے جلدی مین
کیا خاک قبر جمشید کی کھولکر اُڑا دی چھوون سردار بیہوش ہو کر گرے جہاندار نے ان سب
کی زبانون مین سوزن دیا شمار جو کیا بارہ ہزار ساحر لشکر کے مرے غصے مین بوٹیاں کاٹتا ہی کہتا ہے
یارو ساربان زادہ بلا کا عیار ہے ساحرون کو بھی مات کیا تخت کو ہوا پر اُڑاتا ہوا آیا لوگون نے کہا اسکے
پاس تخت زبرجدی ساختہ حکمایان اشراقین موجود ہے اُسی کو اُڑاتا ہوا آتا ہے ہر شخص دھوکا کھاتا ہے
دو پہر سے شب تجاوز کر چکی تھی جہاندار اُسی وقت سوار ہوا کہا ابھی جاکر مہرخ کو مارون گا کل لشکر کو
لیکر چلا سرداران مقید کو اژدہا بے پر ڈال لیا وہ پانچ سردار لشکر مہرخ مین جاکر پہونچے مہرخ سے
سب حال کہا کہ خواجہ نے بشکل افراسیاب عیاری کی ہم تو لڑکر نکل آئے چھ سردار پھنس گئے ہرکارون نے
یہ بھی خبر دی کہ جہاندار مع لشکر چل چکا معمار نے کہا آتا ہے تو آنے دو دو پہر لشکر جہاندار چلا صبح ہو گئی
ایک صحرا مین ٹھہرا یکایک کان مین آواز گھنٹ و ناقوس کی آئی جہاندار نے پوچھا یہ باجا کہان
بجتا ہے ساحر گئے خبر لیکر آئے عرض کی حضور اس صحرا مین ایک تالاب کہنہ ہے پانی برسات کا
اس مین بھرا رہتا ہے صبح کو گنوار جو اپنے گانون سے آئے تالاب کو دیکھا گرد تالاب کے صدہا
گل سونے چاندی کے گلدستہ ہاے لطیف سیڑھیون پر چنے ہوے ہین درخت میوہ دار تالاب کا
پانی جوش مار رہا ہے ایک نہنگ تڑپ کر ظاہر ہوتا ہے آواز دیتا ہے منم خداوند نہنگ

جو گنوار قریب تالاب گیا خداوند نے آواز دی خداوند نہنگ نے خروج کیا تمام اہالیان دنیا کی
آبرو ہو گی خلقت آباد رعایا دلشاد مسلمانون نے اس ملک مین قدم رکھا سامری پرست و جمشید
پرست برباد ہو رہے ہین پس خداوند نہنگ کو منظور ہے کہ مسلمانون کو برباد کرین لات پرستون کو
آباد کرین جو گنوار جس مراد کیواسطے گیا مراد پوری ہو گی بیمارون نے صحت پائی بہت سے
گنوارون کو روپیے لٹے خداوند نہنگ نے فرمایا تم محتاج ہو خداوند کو تمھاری فاقہ کشی
ناگوار ہوئی زیر نخل فلان جا کر کھودو پچاس روپئے ملین گے جسنے جا کر کھودا موافق حکم کے روپیہ بھی
پایا تمام اہالیان قریہ جمع ہین باجے بجا رہے ہین پھول ہار اسقدر چڑھے گرد تالاب کے انبار ہے
وہ درخت سونے چاندی کے جو رکھے ہین اگر انکو کوئی ہاتھ لگاتا ہے تو سرکٹ کر گر پڑتا ہے آواز
آتی ہے نخل قدرت کو ہاتھ نہ لگاؤ رعنائی و زیبائی کو نہ مٹاؤ فیض خداوند جاری ہے خداوند نہنگ
لاڈے ہین آپکی آمد کی خبر دے چکے ہین فرمایا ہے ہمارا بندہ خاص نخاص آتا ہے تمام دنیا کا
اُسی کو بادشاہ کرین ۔ ، افراسیاب نالائق ہے بہت غوطے کھائیگا مثل ماہی بے آب تڑپ
تڑپ کے مریگا یہ سُنکر اہالیان لشکر جہاندار دوڑے جہاندار بھی بڑھا قریب تالاب آکر دیکھا ہزارہا گنوار جمع
ہین ڈھولک وغیرہ بج رہی ہے گرد تالاب ہزارہا نخل سونے چاندی کا رکھا ہر گلدستہ ہائے بینظیر
پھولون کی چمک رشک ماہ منیر ایسے گلدستے کبھی نگاہ سے نہین گذرے گنوار وجد مین بیٹھے جھوم رہے
ہین کوئی کہتا ہے مجھکو سو روپیے ملے کوئی کہتا ہے مین نے پچاس ہی پائے عورت مرد قریات سے چلے
آتے ہین کہ جہاندار نے دیکھا تالاب مین غرش ہوئی ایک نہنگ کلان تڑپ کر بلند ہوا اس طرح کی
آواز دی کہ زمین تھرا گئی آواز دی او جہاندار باغبان وغیرہ چھ سردار تیرے پاس قید ہین جلد لا کر
حاضر کر قدرت اُنکو جہنم مین پھکوا دین اُنکا زندہ رہنا اچھا نہین ہے چھوؤن قیدیون کو لا کر سیڑھی پر
کھڑا کر دو فرشتگان عذاب اُٹھا لیجائین گے خاص جہنم مین پھینک دین گے جہاندار نے تھرا کر ایک
جادوگر کو حکم دیا چھوؤن سردارون کو کشان کشان لیجاؤ حکم خداوند نہنگ بجا لاؤ باغبان
وغیرہ کو جو لیکر چلے برق لامع تڑپ گئی باغبان تحسین کرتا ہے ہمین یہان قتل کرو وہان لیجاؤ
بڑی قدرت نمائی تو یہ ظاہر ہوئی اہالیان قریات نے ہزارہا روپیے پائے بیمارون کی
چارپائیان رکھی ہوئی ہین مراد مند آتے ہین خداوند نہنگ دل کی بات بتاتے ہین کسی

اندھون نے صحت پائی سیڑھی پر جاکر بیٹھے دہن نہنگ سے ایک ہاتھ نکلا سلائی آنکھ مین پھیر دی
ٹینٹ ڈھیلی ہو گئی جو نابینا تھا اُسکی آنکھین روشن ہوئین اُنکے اعتقاد بڑھے ہوئے ہین خداوند
نہنگ کو پکار رہے ہین خداوند نہنگ تالاب بھر مین شناوری کرتے پھرتے ہین بلغیان و رعد و برق
و برق لامع وغیرہ کو ایک جادوگر نے لاکر آخر کی سیڑھی پر پہونچایا خداوند نہنگ شناوری کرتے
ہوے قریب پہونچے وہ ساحر تو انکو چھوڑکر بھاگا نہنگ کے دہن سے دو ہاتھ پیدا ہوے ایک جال چھین
چھین کر ان سردارون پر گرا چھوٹن سردار اُس مین لپٹ کر غائب ہوے یہ ظاہر ہوا کہ نہنگ نگل
گیا جہاندار کے ہوش پراگندہ ہوے آواز آئی جلد حاضر ہو او جہاندار قدمبوسی حاصل کر تجھکو تمام اقلیم کا
بادشاہ کیا مابدولت تجھپر بہت مہربان ہین جاکر مہرخ وغیرہ کو بھی گرفتار کریگا اور احباب کی سلطنت
پر بھی قبضہ کرنا بخوشی تجھکو خراج دیگا جہاندار ہاتھ جوڑے ہوے سیڑھیو نکو طے کرتا ہوا کبھی
گلدستون کو دیکھتا ہے درختہاے طلائی و نقرئی کبھی ایسے درخت نگاہ سے نہ گذرے تھے وجد کر رہا ہے
کہتا ہے خدائی خداوند نہنگ کی برحق ہے آواز آئی ابھی تو نے کیا دیکھا قدرت تجھکو بڑے بڑے تماشے
دکھائین گے بہشت کی سیر کرائین گے جہاندار درست بیعت کرتا ہوا آخر کی سیڑھی پر آیا سجدہ کرنے کو
جھکا نہنگ نے قریب آکر وہی جال مارا جہاندار کو بھی منھ کھولکر نہنگ نگل گیا اہالیان فوج گھبرائے
پکارتے تھے یا خداوند نہنگ ہمارے افسر کو ہمین دیجیے اب تو نہنگ لاڈلے ہین آواز آئی وہ بہشت
کی سیر کر رہا ہے ایک ایک جام اب تالاب کا پیو عمر بڑھ جائیگی تمکو بھی سیر بہشت نظر آئیگی اب تو اہالیان
لشکر دوڑے کوئی چلو سے پیتا ہے کوئی کٹورا لیکر دوڑا کوئی لوٹہ لیکر آیا آٹھ لاکھ آدمی ہمراہیان جہاندار
جوش مین آکر پانی پر گرے جسنے پانی پیا وجد مین آکر ناچنے لگا کوئی لڑکھڑایا کوئی گرا کوئی اچھلتا
ہوا بھاگا کوئی پکارتا ہے مجھے خداوند نہنگ بلاتے ہین کوئی کہتا ہے بھائی ہم تو جاتے ہین کوئی
کہتا ہے تالاب کا دریا بنگیا کوئی کہتا ہے پانی پینے سے کلیجہ چھن گیا کوئی کہتا ہے پانی پیکر آبرو پائی
کوئی کہتا ہے سیر بہشت نظر آئی آٹھ لاکھ ساحرون مین ہنگامہ برپا ہے پیکر تک تالاب کی چاٹ گئے
برہے گارہے ہین گنوار غل مچارہے ہین آٹھ لاکھ پانی پیکر بیہوش ہوے تالاب سے آواز آئی
باشید اے کفاران بیحیا و اے نابکاران پر دغا منم آفتاب عالمتاب آسمان عیاری و قطب
فلک خنجر گذاری مہتر مہتران و بہتران سرہنگ سرہنگان لباطِ بلا دہنی آدم مولانائے معظم و مکرم

جامع الفضل والکرم دونده بیدرنگ قلعہ گیر بے جنگ مہر سپہر عیاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
بیچ مین سے نہنگ کھلا اندر سے خواجہ پیدا ہوے چھوٹن سردار باغبان وغیرہ دست بستہ
ساتھ جہاندار کی زبان مین سوزن دیا ہوا مشکین بندھی ہوئین باغبان حیران ہو کر کہتا ہی کہ خواجہ
اتنا بڑا نہنگ کہانسے آیا عمرو نے کہا اے باغبان قدرت جب ساحر مشمش دریاے قلزم مین جاکر چھپا تھا
حمزہ نے کرورہا روپیہ صرف کر دیا تھا سے مین نے یہ نہنگ بنایا اسی مین بیٹھکر جاکر ساحر مشمش کو
پکڑا تھا یہ درخت طلائی و نقرئی باغ زمرد شاہ باختری کے ہین کہ نقالنے باختر مین باغ بہشت
بنوایا تھا اسمین سبطرح کے درخت جواہرات تک کے آراستہ کرائے تھے جب تو بیحیانے دعوی خدائی
کیا وہ باغ مین نے لوٹا تھا اے باغبان قدرت یہ درختہاے بہشت زمرد شاہ باختری ہین
عمر بھر اُس نے کدوکاوش کرکے وہ باغ بنایا جب صاحبقران نے مجھسے فرمایا کہ قلعہ باختر فتح
کرو تب ہمنے عہد لیا کہ باغ جنت الماوئی زمرد شاہ باختری مجھکو بخشدیجیے جب قلعہ فتح ہوا باغ
پر مین نے قبضہ کیا وہی سب درخت زنبیل کے اندر رکھ لیے تھے نہنگ مین خود بیٹھا درخت گرداگرد
نصب کیے روپیے جا بجا دفن کر آیا تھا گنواروں کو تبادیے آنکھون کا نسخہ یہ سرمہ سلیمانی تھا کل
عارضے آنکھون کے وہ سرمہ دفع کرتا ہی نابینا کو اچھا کیا ٹینٹ پھلیان بہادین جہاندار کو جال مین کھینچ
لیا لشکر والون کو عالم غشی مین گرفتار کروایا ابھی چلکران سبسے سمجھتا ہون اگر اطاعت کی فبہا ورنہ سر کاٹکے
پھینکدونگا لیکن یقین ہی ملک جہاندار شاہ اطاعت کرے پیشانی اسکی روشن ہے باغبان
و رعد و برق و برق لامع و مرجح مونے سب سرداروں کی زبان مین سوزن دیا لاکھون کی
مشکین باندھین عمرو نے آکر بارگاہ مین جہاندار کو ایک ستون مین باندھ دیا سب سردارون کی
مشکین بندھی ہوئی آٹھ لاکھ ساحر زنجیر مین گرفتار اب عمرو جہاندار کے تخت پر بیٹھا خزانہ
اُٹھاکر نذر زنبیل کرلیا باغبان وغیرہ آکر دنگلون پر بیٹھے جہاندار کو فیندر فع بیہوشی دیا
چھینک آتے ہی آواز دی یا خداوند نہنگ تیرے صدقے عمرو نے آواز دی او جہاندار چشم خود را وا کن
و حال خود را تماشا کن منم مہر سپہر عیاری نہنگ و مچھلی کیسی مین تجھکو دام عیاری مین گرفتار کرلایا
کل سردارون پر تیرے قبضہ کرلیا دیکھ سب بندھے کھڑے ہین ہدایت کرنا ہمارا کام ہے
دیکھ سرکشی کا یہ انجام ہے انشاءاللہ اسد نامدار ہوشربا فتح کریگا ان چارون اقلیمون

مین کوئی سامری پرست باقی نہ رہیگا اپنی عقبی درست کر کہ اعتقاد حیثیت کر پروردگار وحدہ لاشریک
ہے صاحبان فہم و فراست کا یہ اعتقاد ٹھیک ہے اگر تجھکو بیہوشی مین قتل کر ڈالتا کون میرا ہاتھ
پکڑنیوالا تھا مگر میرے آقاے نامدار کا حکم ہے کسی بادشاہ عالیجاہ کو بیہوشی مین قتل نہ کرنا اسوجہ سے
ہدایت کی مین تیرے قتل سے عاجز نہین ہون مقام افسوس ہے کہ تجھ ایسا بادشاہ عالیجاہ یون مارا
جاے افراسیاب سے چلکر مقابلہ کرو سامری پرستونکی کتا . بون مین صاف صاف لکھا ہے کہ
اسد نامدار افراسیاب کا قاتل ہے انشاء اللہ وقت قریب آیا یہان تو خواجہ جہاندار کو سمجھا رہے
ہین چرند و پرند نے یہ خبر فرحت اثر جاکر ملکہ مہرخ کو پہونچائی کہ خواجہ عمرو نے خداوند نہنگ بگر جہاندار
کو مع آٹھ لاکھ جادوگرون کے گرفتار کر لیا ملکہ مہرخ خوشی خوشی تخت پر سوار ہوئین اُس وقت آکر
پہونچین کہ خواجہ جہاندار کو سمجھا رہے ہین آٹھ لاکھ جادوگر بندھے کھڑے ہین مہرخ نے آتے ہی
پاے تخت خواجہ عمرو کو بوسہ دیا ہاتھ آنکھون سے لگا لیے کہا خواجہ عیاری ان کرنا تمھارا ہی کام ہے کیا
مجال کوئی جواب دے سکے تمھاری ذات سے طلسم ہوش ربا فتح ہوگا مگر ابھی بڑی بڑی مشکلین
باقی ہین یہ کہکر مہرخ وغیرہ نے بھی جہاندار کو سمجھایا چند کلمات وحدانیت پروردگار مین و چند کلمے
مذمت کفر مین اس فصاحت و بلاغت سے بیان کیے کہ زنگ کفر آئینہ دل سے جہاندار کے دور ہوا
قلب کو سرور ہوا اشارہ کیا کہ خواجہ مین مطیع ہوتا ہون باغبان وغیرہ نے تردد بھی کیا کہ خواجہ سمجھکر
اسکی زبان سے سوزن نکالنا اگر بگڑ جائے گا تو پھر ہاتھ نہ آئیگا عمرو نے کہا نہین یہ دل سے مطیع ہوا ہے تیور
اسکا زنجیح ہوا پیشانی روشن ہے یہ کہکر عمرو نے سوزن زبان سے جہاندار کے نکالا جہاندار شاہ قدمون سے
خواجہ کے لپٹ گیا کہا خواجہ مین تو اُسی دن سے تمھارا تابعدار ہوا جس دن سے تمنے بیابان گلریز
مین بلا تکلف داخلہ کیا اور معمار کو رہا کیا دل و جان سے مطیع اسلام ہوا شکر ہے کہ نیک انجام ہوا
مین بڑے جانبازی خدمت مین حاضر ہون انشاء اللہ مقابلہ افراسیاب مین چلکر قلعہ بناؤنگا سب
سامری پرستون کو توپ دم کردونگا مہرخ کے پایہ تخت کو بھی بوسہ دیا اپنے سردارون کو بھی
رہا کیا پکار کر آواز دی صاحبو مین نے دل و جان سے خواجہ کی اطاعت کی جسکو میرا ساتھ دینا ہو
بصدق دل اطاعت کرے ورنہ میرے لشکر سے نکلجاے سب نے عرض کی حضور ہم آپکے تابعدار
ہین آپسے زیادہ سمجھدار نہین ہین جو آپنے مناسب جانا وہ ہمنے بھی بدل و جان قبول کیا چند ساحران

سے قلب تو نکل گئے باقی سب نے بصدق دل اطاعت کی اب صلاح یہ ہوئی کہ چلکر اسد نامدار سے ملین
طلسم کشا کو لیکر طرف دریاے نیل کے چلین راہ مین صراط ہفت رنگ سے مقابلہ پڑیگا وہ بڑے
زور شور سے لڑے گا لیکن اُستادان سخنور نے تحریر کیا ہے کہ خبر شکست لشکر مہرخ و فتح لشکر جہاندار
کی جلاد جادو کو ہوئی جسکے قلعہ مین بہار و مخمور قید ہین اُس نے اپنے سردارون سے صلاح کر کے
ایک نامہ بنام ملک جہاندار شاہ لکھا تھا کہ اے شہنشاہ بیابان گلریز بہار و مخمور میرے پاس
قید ہین مین نے سُنا تمنے مہرخ کو شکست دی چند سردار بھی تمھارے پاس قید ہین لہذا براہ مہربانی
مخمور و بہار کو بھی ہمارے پاس سے لیتے جاؤ خدمت افراسیاب مین انکو پہونچاؤ وہ انپر عاشق
ہے خواہ سمجھائے خواہ قتل کرے ہم اگر قتل کرین گے تو دامنگیر ہوگا یہ نامہ شتر سوار لیکر اسوقت آیا
ہاتھ مین نامہ جہاندار کے دیا جہاندار نامہ پڑھکر شگفتہ ہوگیا کہا لو خواجہ مبارک ہو غنچہ آرزو
کھلا ملکہ بہار گلعذار کا اب نشان ملا مخمور بھی قلعہ جلاد مین قید ہے آپ لوگ مع لشکر اسی مقام پر
ٹھہرین مین دس ہزار فوج لیکر جاتا ہون مارے توپون کے قلعہ جلاد کو اُڑا دونگا نامرد کو سرکشی کی
سزا دونگا ہرچند مہرخ و باغبان نے کہا ہم بھی چلین جہاندار نے کہا تکلیف کی کیا ضرورت
ہے اُسی وقت جہاندار دس ہزار فوج لیکر سمت قلعہ جلاد چلا معمار بھی ہمراہ ہو لیا مہرخ سے کہا
اب میرا مالک آپکے شریک ہوا مجھے اسی کے ساتھ رہنا مناسب ہے ملکہ مہرخ نے کہا بسم اللہ یہان سے
جلاد لینے قلعہ مین ہے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی حضور جہاندار مسلمان ہوگیا دس ہزار فوج سے
برلے رہائی بہار و مخمور آتا ہے یہ خبر سُنکر جلاد نے کہا جہاندار کی شامت آئی ہے میرے ہاتھ
اُس کی قضا ہے یہ سرحد طلسم ہوشربا ہے یہ کہکر نفیر سحر بجائی تین لاکھ فوج جمع کر کے بیرون
قلعہ آکر فروکش ہوا کہ صحرا سے گرد اُڑی معمار قدرت اٹھالا بارگاہ جہاندار کا لیکر پہونچا جہاندار تخت پر
سوار ہمراہ دس ہزار سواران جرار آکر فروکش ہوے جلاد نے اپنے سحر کے زور مین شب کو طبل جنگی بجوایا
جہاندار کو خبر ہوئی اُسنے بھی حکم دیا بجول قوت الٰہی ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے رات بھر دونون
لشکرون مین تیاریان ہوئین بوقت سحر دونون لشکر میدان کارزار مین آئے صفوف قتال و جدال
آراستہ ہوے نقیبون نے نقابت کی جلاد جھومتا ہوا میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی جسکو
تمنا مرگ کی ہو نکلے جہاندار نے قصد کیا معمار قدمون سے لپٹ گیا کہا غلام کے سامنے

حضور نہ تکلیف فرمائیں معمار میدان مین آیا جلاد سے سحر چلنے لگا معمار بابائے روزگار لڑ دنیا
افراسیاب کی جھیلے ہوئے تیغہ برق تاب کھینچکر جا پڑا جلاد کو تیغہ سحر سے زخمی کیا تین لاکھ فوج
جلاد نے معمار پر بلوہ کیا جہاندار نے جو دیکھا کہ میرا رفیق فوج جلاد مین گھر گیا تخت سے کودکر صحرا مین
آیا زمین پر دو ہتڑ مارا ایک برج کلان منکر تیار ہوا تو مین اُسمین لگی ہوئی ہین گولہ انداز ٹہل رہے
ہین جہاندار جست کرکے برج پر آیا ہوائی ہاتھ مین لیکر توپ فیر کی گولہ جاکر فوج جلاد پر پڑا فوج
مین قیامت برپا ہوئی کئی ہزار کے سر پھٹے اب تو جہاندار نے دم لینا مشکل کر دیا چٹکی پر توپ چلنے لگی
آگ برسادی اندھیرے مین معمار لڑتا ہوا قریب جلاد پہونچا جلاد نے تلوار کا وار کیا معمار نے
روک کر ہاتھ مارا جلاد کے دو ٹکڑے ہوئے سنگباری برف باری کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام مین
جلاد جادو بود جہاندار نے دو لاکھ کو توپ کے منہ اُڑا دیا اب برج کو بڑھاکر قلعہ کے پاس چلا
معمار سے اشارہ کیا تم اندر قلعہ کے اپنے کو پہونچاؤ قید خانے سے بہار و مخمور کو چھوڑاؤ انپر کوئی زوال
نہ آنے پائے معمار سحر کرتا ہوا اندر قلعہ کے پہونچا قید خانے پر جاکر لڑا ساحران کو بھگایا مخمور و
بہار کو رہا کیا زبانون سے انکی سوزن نکالے یہ بھی دونون شاہزادیان لڑتی ہوئی نکلین فوج
جلاد مین چادر ہلنے لگی الامان الامان کی صدا بلند ہوئی جہاندار نے ہاتھ روک لیا جو توپ
گولے سے بچے وہ مطیع الاسلام ہوئے قلعہ جلاد مین آکر قبضہ کیا مخمور و بہار کی رہائی سے
جہاندار کو بڑی خوشی ہوئی قلعہ مین گزد سکہ نام پر بادشاہ اسلام کے جاری ہوا جہاندار کو ملکہ
مخمور نے تخت پر سوار کیا کوچ کرکے طرف لشکر مہرخ کے چلے قضائے کار ملکہ مخمور نے جہاندار سے
ذکر کیا کہ ہمنے قید خانے مین سُنا تھا کہ صرصر نے ملکہ مہ جبین و لاچین کو عیاری کرکے پکڑ لیا
برآمدہ سحر پر قید کیا راہ مین وہ قصر ملے گا چلکر اپنے بادشاہ کو چھڑائین جہاندار راضی ہوا طرف
برآمدہ سحر کے یہ لشکر چلا جب اُس صحرا مین پہونچے مخمور نے سر اُٹھاکر دیکھا ایک قفس آہنی مین
ملکہ مہ جبین ایک مین شہنشاہ لاچین سہ منزلے پر دونون پنجرے لٹکے ہین مخمور یہ دیکھکر
بیقرار ہوگئی ملکہ بہار سے پکارکر آواز دی اے ملکۂ عالم اور قیامت دیکھیے ہماری بادشاہ عالم
پناہ ملکہ مہ جبین عرش جاہ قفس مین مقید ہین یہ کیا ستم ہوا ملکہ بہار نے دیکھتے ہی سر پیٹ لیا
مگر بہار و مخمور حیران ہین کہ یہ بزرگ کون شخص ہے ان لوگون کے زمانے مین شہنشاہ لاچین کی سلطنت

نہ تھی ملک جہاندار شاہ بھی ہڑ بڑا کر اُٹھ آیا کہا اے بہار تم ان مقدس کو نہین پہچانتین شہنشاہ لاچین خوش آئین یہی بزرگ ہین مہ جبین نے جو ملکہ بہار گلعذار کو دیکھا آواز دی خالہ اماّن صرصر ہمکو قید کر کے لائی کئی ہفتے ہو چکے کہ مبتلائے بلا ہین کسی نے ہماری خبر نہ لی نہین معلوم ہماری خبر شہزادہ والا قدر کو بھی پہونچی یا نہین اگر ہمارے وارث کو خبر ہوتی ضرور رہائی کو آتے چھوٹے نانا جان نے بھی ہمکو فراموش کیا شہنشاہ سابق کو بھی لاکر صرصر قید کر گئی بہار کا کلیجہ منہ کو آ گیا شہنشاہ لاچین اشارون سے منع کرتے ہین کہ خبردار اس قصر پر آنے کا ارادہ نہ کرنا بہار کب مانتی ہے طاؤس زرین بال کو اڑایا گلدستہ اٹھا کر قصر پر مارا گلدستہ بیٹھا دیوار پر پڑا دیوار مین ایک روزن ہوا خشت نکلکر سر طاؤس بہار پر پڑی طاؤس کا سر پھٹ گیا اینٹونکا مینہ بہار پر برسنے لگا چونہ اڑ کر دھوان بنا اینٹین مثل شعلے کے بہار پر گر رہی ہین لاکھ بہار اپنے کو بچاتی ہے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہزار ہا آدمی مجھپر اینٹین مار رہے ہین بہار ایسی ساحرہ زبردست ان اینٹون کو توڑ کر اپنے کو بچاتی ہوئی اُس قصر پر جا کر جھکی سر جھکا کر گری جیسے ہی سامنے مین قصر کے پہونچی قصر نے قصور نہ کیا دھوان نکلا بہار بیہوش ہو کر گری بیکار ہو گئی یہ معلوم ہوا گوشہ ہائے قصر سے کوئی نکلا بہار گلعذار عندلیب چمن حسن و خوبی کو قفس آہنی مین بند کر کے لٹکا دیا لٹکانے والا غائب ہو گیا مخمور کو تاب نہ آئی شہنشاہ لاچین کی زبان مین سوزن ہے ہاتھ سے منع کرتا ہے یہان نہ آؤ اپنے کو گرفتار بلا نہ کرو مخمور اب کب مانتی ہے پکار کر آواز دی کہ اے شہنشاہ لاچین نام آپکا سنتے تھے صورت زیبا اسی مقام پر دیکھی قید مین زیارت ہوئی وہ ہمارے بادشاہ منظور نظر طلسم کشا آپ بادشاہ سابق طلسم بہار دوست وفادار اب تو واجب ہوا کہ آپ لوگون کو چھڑائین یا ہم بھی مثل طائر وحشی قفس آہنی مین بند ہون یہ کہکر کنٹھا یاقوت احمر کا گلوے نازک سے اُتارا اُس قصر پر کھینچ مارا اور خود بلند ہو کر چلی کنٹھا جو پڑا مکان مین کئی روزن ہو گئے مخمور پر بھی اُسی طرح اینٹین برسنے لگین آخر مخمور بھی اُسی طرح جا کر قصر پر گری گر کر بیہوش ہوئی قفس مین کسی نے بند کر کے قفس لٹکا دیا جہاندار غصے مین کانپا پکار کر آواز دی اوبر آمدہ سحر مجھے نہین پہچانتا لطف یہ ہے کہ مکان مکان لڑتے خشتہائے گلی سے فولاد کا گولہ لڑے کسی شعبدہ باز نے مکان بنایا ہے یہ کہکے تخت سے اُتر اسامنے اُس قصر کے قلعہ کھینچا زمین پر لکیر من بنائین کھڑے ہو کر سحر کرنا شروع کیا تھوڑے

ہی عرصے مین قلعہ سر بفلک کشیدہ بلندی مین مقابل برآمدہ سحر بنکر طیار ہوا گولہ اندازون نے توپین
لگائین بارہ ہزار فوج جہاندار شاہ کی اُسی قلعہ مین آگئی اب جہاندار کرسی پر بیٹھا توپونکی فیر کا حکم دیا
توپین چلنے لگین جو گولہ چلا مکان کو برباد کر نکل گیا اِدھر سے گولے اُدھر سے انٹین چل رہی ہین گولہ
جاکر بروج قصر کو ہلا دیتا ہے اُن خشتہاے گلی مین یہ قوت ہر کہ بروج قلعہ جہاندار شاہ گرنے لگے
ہزار ہا بندگان خدا اُس مین پامال ہوے گولونے قلعہ کے برآمدہ سحر کو جھانجھر کردیا کوئی مقام نہین ہے کہ جہان
گولے نہ پڑے ہون مکان گرتا نہین جو روزن ہوے خشتہاے گلی چلنے لگی اسقدر انٹین برسین کہ
قلعہ جہاندار شاہ کا گرادوانٹین جہاندار شاہ پر گرین زخم سر مین آیا جسم مین گومڑے پڑگئے آخر مجبور
ہوکر قلعہ سے کودا بارگاہین خیمے سب اِسی مقام پر پڑے ہیں جہاندار رہا اہالیان لشکر نے فریاد کی اے شہر یار
بندگان خدا کی مفت مین جان جاتی ہے سحر تاثیر نہین کرتا مجبور زخمی ہوکر جہاندار شاہ فوج کو لیکر پیچھے ہٹا
دو کوس تک لشکر پر انٹین پڑین دو کوس پرے اگر صحرا مین لشکر جہاندار شاہ شکستہ و خستہ زخمدار و بیقرار
فروکش ہوا بدحواسی مین بارگاہین وغیرہ اُسی مقام پر چھوٹ گئین جان نثاران لشکر بمشکل تمام ایک
یا دو بارگاہین کھینچکر لائے جہاندار کہتا ہے یارو مقام غیرت ہے مین نے آکر جلاّد کو مارا قلعہ فتح کیا
مخمور و بہار کو رہا کرلیا ہاے میری آنکھون کے سامنے قید ہین اور مجھ سے کچھ نہین ہو سکتا از اسباب اِس مکان
مین بیٹھا ہونا چاہیٔے تا اپنی حقیقت کے موافق رہتا غالب و مغلوب پروردگار کو اختیار ہے انسان ضعیف البنیان
ہر کام مین مجبور و ناچار ہے جوش جرات مین معمار اُٹھا کہا اے شہنشاہ ملکہ مہ جبین کو قید مین دیکھکر کلیجہ
پھٹتا ہے غلام بھی جاکر اپنا حوصلہ نکالے یا تو مین بھی اُنکے ساتھ قید ہو جاؤن یا مہ جبین کو
قفس سے نکال لاؤن اسد نامدار کو کیا روی سیاہ دکھاؤنگا جہاندار شاہ نے کہا اے معمار مین نے
کوئی بات اُٹھا نہین رکھی ہزار ہا بندگان خدا میرے لشکر کے مارے گئے کیسی ذلت کی بات ہی معمار نے
تمانا پر پرواز پیدا کرکے اُڑا آسمان پر جاکر اِس خیال مین جھپکا کہ اُسی مکان مین اُتر دن مہ جبین کا
قفس لے اُڑون جہاندار نے دور سے دیکھا معمار سر جھکا کر بڑے زور و شور سے چھت پر اُس مکان
کی گرا کڑیان توڑین جب زمین پر پہونچا ایک دھوان نکلا معمار بھی زخمی ہوکر گرا کسی نے قفس مین
بند کرکے لٹکا دیا چند لوگ جو بدحواس ہوکر یہان سے بھاگے لشکر ملکہ مہرخ سحر چشم مین پہونچے تمام
کیفیت بیان کی یہ سنتے ہی ملکہ مہرخ سحر چشم نے لشکر تیار کیا طرف برآمدہ سحر کے چلین جہاندار شاہ تو دو

کوس ہٹا ہوا فروکش ہے برائے معمار وغیرہ بیقرار اشکبار ہر مرتبہ قصد کرتا ہے کہ مین بھی جا پڑون اور اپنے کو گرفتار کرا دون جہاندار شاہ دل مین کہتا ہے بڑی بدنامی ہے رفیق بھی قید ہوا مخمور و بہار جاکر بیٹھی ہین اس معرکہ کو کیونکر آنکھون سے دیکھون ساتھ والون نے دامن نہ چھوڑا ہر نوع جہاندار شاہ ایک گوشہ صحرا مین حیران و پریشان فروکش ہے ملکہ مہرخ لشکر لیکر آتی ہین یہ بھی واضح ہو کہ ملکہ برّان شمشیرزن نے باغ نگارین مین بیٹھے بیٹھے گھبرا کر مجلس سے کہا کچھ احوال لشکر مہرخ نہ معلوم ہوا یہ خبر ملی تھی کہ ملکہ مہ جبین کو کوئی گرفتار کرلے گیا پھر کچھ کیفیت نہ ظاہر ہوئی کہ مہرخ وغیرہ نے کیا کیا مجلس نے آنکھین بند کین اُنگلیون پر کچھ شمار کیا بعد عرصۂ دراز گھبرا کر آنکھین کھولین کہا مادر مہربان غضب ہوا برآمدۂ سحر مین مہ جبین قید ہین اب تو کئی مرد اور کئی عورتین معلوم ہوتی ہین مین جاکر چھڑاتی ہون یہ کہکر مجلس چلی ملکہ برّان ہان ہان کہتی ہوئی ہنس پر سوار ہوئین پکار کر فرماتی ہین اری او چھوکری مجھے تو سمجھا دے مرد کیسے عورتین کون کسقدر نگہبان گرد ہین ویسا سامان کرکے چلین مجلس نے کچھ جواب نہ دیا عقب مین ملکہ برّان بھی یکہ و تنہا چلین مجلس تو ڈوب گئی ہے آسمان مین مٹی کے کھلونے ہاتھ مین ملکہ بران اختر مروارید ہاتھ مین لیے ہوئے ہنس پر سوار مجلس کو دیکھتی ہوئی چلی آتی ہین لشکر مہرخ راہ مین ہے ان سبکا ذکر وقت پر بیان کیا جائے گا

دو کلمہ داستان حیرت بیان لشکر ظفر اثر شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی مکر کرنا توسن کا جس فکر مین ہمیشہ سے تھا اسد و بدیع کو لگا کر لیجانا طرف برآمدۂ سحر کی اور گرفتار کرنا اسد و بدیع و مراد شاہ کو و جھگڑا کرنا ضرغام کا و عیاری مہتر قران و ذکر قتل توسن و افلاک اوج سحر و رہائی مہ جبین وغیرہ و دیگر حالات متعلق داستان ہذا خمسہ

عیسیٰ مریم بیان اعجاز دکھلائین گے کیا — زندگی کافور ہے مرہم سے پھل پائینگے کیا
رشتۂ جان ہی نہین پھر زخم سلوائین گے کیا — دوست غمخواری مین میری سعی فرمائین گے کیا
زخم کے بھرنے تلک ناخن نہ بڑھ جائین گے کیا

لی ضمانت گو عسس نے ہمسے مانا یون سہی — شہر کے حاکم نے بھی پہرے مین رکھا یون سہی
خیر قاضی نے جو لکھوایا مچلکا یون سہی — گو کیا ناصح نے ہمکو قید اچھا یون سہی
یہ جنون عشق کے انداز چھٹ جائین گے کیا

دین وایمان ترک ہو پر ترک الفت ہو نہ آہ
عشق کی تدریس رہتی ہے یہان شام و پگاہ

مین جہاندیدہ ہون کچھ نادان نہین دل ہے گواہ
حضرت ناصح جو آوین دیدہ و دل فرش راہ

کوئی مجھکو یہ تو سمجھاوے کہ سمجھائین گے کیا

خون دل حسرت مین جانبازی کی اب کھاتا ہون مین
دم الجھتا ہے مرے سینہ مین گھبراتا ہون مین

سر بکف تکبیر خوان عقل اپنی دوڑاتا ہون مین
آج وان تیغ و کفن باندھے ہوے جاتا ہون مین

عذر میرے قتل کرنے مین وہ اب لائین گے کیا

دہر کے غمسے نہین فارغ ہے گوہر نیک و بد
پر غم خوبان مین اب کچھ بھی نہین ہے جد و کد

ہے غم عشق اسقدر عنقا کہ اللہ الصمد
ہے اب اس معمورہ مین قحط غم الفت اسد

ہمنے یہ مانا کہ دلی مین رہین کھائین گے کیا

جوہریان مضامین گوہر آبدار سخن گزیب گوش سامعان ذیہوش کرتے ہین کہ جس روز سے شہنشاہ لاچین کو صرصر چرا لیگئی توسن اسی فکر مین ہے کہ طلسم کشا کو مٹاؤن ناہید و بادبان و ضرغام باتون مین ٹالدیتے ہین توسن کا رنگ نہین جمتا ایک دن اس نے بیقرار ہو کر کہا اے توسن جادو تمسے آج تک کوئی مطلب نہ نکلا اتنا ہمکو دریافت ہو جاے کہ شہنشاہ لاچین دریاے آتش مین قید ہین ہم اپنے کو آگ کے دریا مین گرا دین یا انکو چھوڑائین یا اپنی جان دین حسرت پر لاچین کی کلیجہ پھٹتا ہے بائیس ۲۲ برس کے بڑھاپے قید سے رہائی پائی الیانہو افراسیاب اسکو قتل کر ڈالے نجومی یہ بھی کہتے ہین کہ بدون اعانت شہنشاہ لاچین فتح طلسم ہوش ربا غیر ممکن ہے توسن نے دست بستہ عرض کی ایک مقام تو غلام کے خیال مین ہے اس مقام کو مقام مستجاب الدعوات کہتے ہین جو وہان جاکر دعا کرے شخص غائب کا حال دریافت ہوتا ہے حضور چلکر وہان عبادت کرین یا تو خواب مین بشارت ہوگی یا راہ مین وہ مقام ملے گا یہ غیر ممکن ہے کہ حضور لاچین کو نہ دیکھین غلام کوشش کرکے رہا کر دیگا اسد نامدار رضامند ہوے توسن نے تو کہا تھا کہ یکہ و تنہا چلیے بدیع الزمان نے کہا مین تنہا نجانے دونگا توسن نے کہا کسی ساحر کا وہان کام نہین ہے ضرغام نے کہا بدیع الزمان انکے ماموں جان ہین یہ غلام انکا بھی ضرور چلے گا توسن نے کہا کیا مضایقہ دن بھر یہی صلاح رہی پہردن رہے اسد نے بدیع و مراد شاہ نے کہا مین دولت نچھوڑونگا مین بھی تو غیر ساحر ہون ناہید و بادبان

بہت تڑپاین اسد نے کہا صاحبو اس مین کیا نقصان ہے خواہ از روے بشارت خواہ بدیگر صورت مقام
قید لاچین دریافت ہوگا تم سبکو ساتھ لیکر لشکرکشی کرینگے توسن ایسی خوشامد سے پیش آیا
ناہید و بادبان ناچار ہوگیئن توسن اسد و بدیع و مرادشاہ و ضرغام کو ساتھ لیکر چلا
پہر رات گئے ایک صحرا مین لاکر پہونچایا صحراے سبزہ زار تھا دامن کوہ مین زیر نخل کہا یہی مقام
عبادت ہے حضور بیٹھکر دعا کرین ضرور بشارت ہوگی اسد سجادہ بچھاکر بیٹھے بدیع و مرادشاہ
و ضرغام تلوارین کھینچکر گرد آگئے توسن حیران ہے یہ تین ظالم جاگتے ہین پلک نہین جھپکاتے
ہین طلسم کشا پر کیونکر ہاتھ ڈالون اگرچہ لعل سخندان کا اسد کے بازو پر ہے سحر تاثیر نہ کریگا اسد نے
رات بھر عبادت کی توسن کا پنجہ قابض نہوا ستارۂ سحری چمکا صبح ہوئی اسد نے کہا اے توسن
مین نے کچھ خواب وغیرہ نہین دیکھا عرض کی حضور یہ عبادت خالی نجائیگی ضرور مقام قید لاچین کا پتہ ملیگا
اب صبح کو اسد و بدیع و مرادشاہ و ضرغام شیردل کو توسن لگاکر سمت برآمدہ سحر لے چلا
اسکو معلوم ہے کہ لاچین وہین قید ہے ایک درۂ کوہ مین سے ہوکر نکلا رسم دراہ سے یہان کی یہ
گمراہ بخوبی آگاہ ہے پکارکر آواز دی اے شہنشاہ دیکھیے دعا قبول ہوئی وہ سامنے قصر ہے شہنشاہ
لاچین و ملکۂ مہ جبین و بہار و مخمور و معمار قدرت قید ہین غلام نے جو عرض کیا
تھا اسکا ظہور ہوا شکر ہے کہ بندگان عالی کو سرور ہوا اسد نے جو دیکھا حقیقت مین تین منزل
پر ایک مکان عالیشان ہے اسقدر اسمین گولے پڑے ہین کہ ہزارہا روزن ہین مثل
غربال کے مشبک ہے اسکے درجۂ آخر مین ملکہ مہ جبین الماس پوش و شہنشاہ لاچین و معمار
قدرت و مخمور و بہار قفس آہنی مین سرنگون مقید ہین اسد نے گھبراکر کہا اے توسن اب کیا
کیا جاے مکان انتہا کا بلند و مرتفع ہے وہانتک کیونکر پہونچین توسن نے کہا آج غلام کی کارگزاری
دیکھیے توسن میرا نام ہے آج بگدھر بیان کرون گا طرارے بھرونگا سبزۂ فلک کو پامال کرونگا
خاص تھان پر جاکر ٹھہرونگا حضور میری پشت پر سوار ہون مین سحر کرکے اڑون حضور یہ برآمدۂ
سحر ہو قید لگی ہوئی ہے کہ طلسم کشا اپنے ہاتھ سے قفسہاے مقیدان تمام تارے غلام اس سے زیادہ
بلند ہوسکتا ہی قفس تک میرا ہاتھ نہ پہونچیگا آپ طلسم کشا صاحب شوکت ہین آپکی ذات سے
ظہور برکت ہوگا اسد ملکہ مہ جبین کو دیکھکر بے قرار ہوگیا مہ جبین نے جو جنگاہ کو وہان دیکھا

آنکھون سے اشک حسرت دونون کے جاری ہوے مہ جبین نے پکار کر آواز دی۔
اے حضور نے ہمکو بالکل فراموش کیا خبر ہماری نہ لی نظم

رفت بر باد اگر خدمت دیرینۂ ما
داغ بر شعلہ کشد آتش غم سینۂ ما
در دبستان الم یکنفس آزادی نیست
زنگ ظلمت نرود از رخ آئینۂ ما
برکشاد دیدۂ ہمت کہ بصدر مخفے
چند در سینہ توان داشت گر کینۂ ما
بسکہ بے بہرہ ز آسائش بزم طربیم
روز شنبہ بود اندر شب آدینۂ ما
با چنین مفلسی از کوتہی ہمت ما
بہ بود ز اطلس فلک خرقۂ پشمینۂ ما
دود آہ دل ما تیرہ کند چشم فلک
نشہ امسال دہد بادۂ دیرینۂ ما
تیرہ بختیم بنوعے کہ بصیقل ہرگز
سر بمہر ست ہنوز این در گنجینۂ ما

بیقرار ہو کر یہ اشعار جو مہ جبین الماس پوش نے پڑھے اسد نے بیقرار ہو کر جواب دیا اے شہنشاہ خوبی وائے غنچۂ گلزار محبوبی ہم آٹھ پہر تمہارے واسطے تڑپتے ہین قلب پر ہجوم غم و ملال ہے تمہاری جدائی مین یہ حال ہے نظم

ہاو بجا فراق مین جو کبھی نالہ ہو گیا
جام شراب ہونٹھ کا تبخالہ ہو گیا
ظاہر ہوی بات بات سے عاشق کی سوز دل
ہر گرد باد شعلۂ جوالہ ہو گیا
پہچانتے نہین مجھے احباب ہجر مین
سوز الم سے آگ کا پرکالہ ہو گیا
گردون مثال شعلۂ جوالہ ہو گیا
اپنا اگر ابھی ہو تو وہ چھپا ہی فرق پر
نکلا جو منہ سے کوئی سخن نالہ ہو گیا
بستر کو سوز جسم سے پھونکا شب فراق
ایسا گھلا کہ مردۂ صد سالہ ہو گیا
چھالے زبان کے قطرۂ مے ہجر مین بنے
بہر دل ضعیف عصا نالہ ہو گیا
صحرا مین میری گرم روی کا اثر ہے یہ
تنکہ پڑا تو آگ کا پرکالہ ہو گیا
شعلہ بنا ہوا ہے سراپا جلال زار

عاشق و معشوق نے اشارون مین راز دل کہے دونون کی آنکھون سے آنسو جاری ترقی پر بیقراری اسد نے کہا اے توسن مجھے جلد لیچلو توسن نے کہا اے شہریار آپکے بازو پر ملکہ لعل سخندان کا اک ہے آپکے عکس سے سحر بھول جاؤنگا گر پڑونگا میرے اور آپ کے دونون کے اعضا شکست ہونگے یہ اگر اپنے ماموں جان بدیع الزمان کو دیدیجیے اسد بیقرار تھے ضرغام اشارے کرتا ہے قفس ہاے آہنی سے لاچین بھی منع کرتا ہے اسد انتہا کے مبہوت ہو گئے معشوق دغا باز کو قید مین دیکھا اک بازو سے کھولکر بدیع کو دیا ہر چند ضرغام اشارون مین منع کرتا ہے کہ حضور سراسر دام فریب ہے غلام کا دل ناشکیب ہے آپ نجائیے اسد نے جواب بھی نہ دیا توسن پر سواری گانٹھی اس نے خوشی خوشی اپنے اوپر اسد کو سوار کیا بدیع الزمان وغیرہ دیکھ رہے ہین کہ ان مکانات مین توسن جاکر غائب ہوا نہین معلوم اسد کو

سان چھپادیا خود گھبرایا ہوا بعد چند ساعت کے آیا کہا اے شہریار اسد نامدار اپنے ماموں جان کو
اتے ہیں قید ہے کہ طلسم کشا کے عزیز بھی ساتھ ہوں تب قفس اُترے بین بدیع الزمان نے
رف ضرغام کے دیکھا کہ ضرغام نے کہا جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا بسم اللہ آپ بھی تشریف
بجلیئے یہ تو کھلا ہوا مکر ہے توسن نے کہا اے ضرغام تمکو ناحق کا خیال ہے بین جانبازی کر رہا
ہوں میرا نام ہو میری بی بی اور دختر تو خیر خواہ کہلاتی ہین اُنکو چھوڑ کر کہاں جاؤنگا خود اسد نے فرمایا
ہے کہ ماموں جان کو لاؤ اکے مراد شاہ کے سپرد کیجیے مین کیا کرونگا مین اکے تو نہیں مانگتا بدیع الزمان
بھی جوش محبت اسد سے دیوانے ہو گئے سیدھے سیاہی ضرغام کو جھٹک دیا اکے بازو پر سے کھو لکر
مراد شاہ کے حوالے کیا توسن نے بدیع الزمان کو بھی پشت پر سوار کیا سحر کرتا ہوا خوشی خوشی
لیگیا انھین مکانون مین جا کر غائب ہوا نہیں معلوم بدیع الزمان کو کہاں جا کر چھپایا ایکی بہت ہی
گھبرایا ہوا آیا کہا اے مراد شاہ تم بھی چلو ضرورت ہے کہ ایک رفیق بھی ہونا واجب و لازم ہے تم ایسا رفیق
کون ہے اسد و بدیع نے فرمایا ہے مراد شاہ کو بلاؤ تمھارے ہاتھ سے ہتکڑیاں بیڑیاں
کٹینگی اکے برائے چند ساعت ضرغام کو دیدو مراد شاہ نے اکے خوشی خوشی اپنے بازو سے کھولا
ضرغام کو دیا مراد شاہ اس بات پر نہال ہین کہ رفیق طلسم کشا قرار پایا میرے ہاتھ سے معشوقۂ شہریار
کی رہائی ہو سب مین نیک نام ہو جاؤنگا مراد شاہ کو بھی توسن نے لیا ضرغام نے اکے اپنی کمر
مین رکھا کف افسوس ملتا ہے جی مین کہتا ہے لے ضرغام کھلی ہوئی عیاری ہے گویا سفر شہر خاموشان
در پیش ہے انتہا کا پس و پیش ہے جسکو بھیجا لیگیا واپس نہ لایا نیا فقرہ بنا کے لایا اب دیکھو کیا
ہوتا ہے سب قید ہوے دلسے یہ باتین کر رہا ہے کہ توسن گھبرایا ہوا آیا کہا ضرغام چلو تمھیں بھی آقا بلاتے
ہین تم تو خسر واعظم ہو فرزند خواجہ محترم ہو تمھارے ہاتھ سے سب رہائی پائینگے اسد بدیع
و مراد شاہ انتظار کر رہے ہین تمھارے پہونچتے ہی سب رہا ہونگے صرف تمھارے پہونچنے کی
دیر ہے ضرغام تو بخوبی سوچ چکا ہے کہ یہ سراسر مکر ہے دو قدم پیچھے ہٹا کہا اے توسن تجھ ایسے
ٹٹوے کے مکر مین وہی لوگ پھنسے مین ایسے فقرو نکو کب مانتا ہوں خیر شکر ہے اکے تو میرے پاس
موجود ہی ہے ہرگز تجھے نہ دونگا اب تو توسن نے قہقہہ مارا کہا اے ضرغام مین اسد و بدیع مراد شاہ
کو قید کرایا اب تو میرے ہاتھ سے کہاں جائیگا یہ کہکے ضرغام پر سحر کیا ضرغام نے اکے جھٹکا۔ با

سحر باطل ہو گیا بہت سے توسن نے ایسے سحر کیے جب ضرغام آئینہ چمکا دیتا ہے سحر اسکا باطل ہو جاتا ہے
توسن حیران ہے کہ کیا کرون ضرغام کے سامنے ساری طراری بھر نا بھولا منہ زور زبان نہ چلتی ہیں
توسن ایسا ساحر قسب کور کہنہ لنگ اپنی زندگی سے تنگ حیران ہے کہ کیونکر آئینہ کو ضرغام
سے لے لون ضرغام اس فکر مین ہے کہ مین انکی گردن ناپون اس بیحیا نے میرے آقا کو
پھنسایا قبلہ و کعبہ فرمائینگے کیون ضرغام اسد کو گرفتار کرا دیا تم سے کچھ نہ ہو سکا یہ کیونکر
سمجھاؤنگا کہ میری بات نہ مانی ہر چند سمجھایا آخر تقدیر کا لکھا پیش آیا لڑتے لڑتے توسن جب سحر سے عاجز
ہوا تلوار کھینچکر جھپٹا ضرغام پر وار کیا ضرغام نے پینترہ بدلکر تلوار خالی دی جھپٹ کر حباب بیہوشی
مارا توسن کے منہ پر پڑا توسن گرکر بیہوش ہوا ضرغام نے چاہا سر کاٹ لون افلاک
اوج سحر حاکم برآمدۂ سحر اپنے قصر مین رہتا ہے مگر بیابان کی خبر دمبدم ملتی ہے یکایک اسکو خبر
ملی بیرون نے آکر عرض کی تین کس برآمدہ پر قید ہوئے ہین دو شخص صحرا مین لڑ رہے ہین
افلاک گھبرایا اُٹھا چند خدمتگار ہمراہ لیے اُسوقت پہونچا کہ ضرغام توسن کو بیہوش
کر چکا تھا چاہتا تھا کہ سر کلٹے افلاک نے توسن کو پہچانا عیار کو آواز دی خبردار یہ کیا کرتا ہے
ضرغام رکا افلاک مع خدمتگارون کے دوڑ پڑا چہار سمت سے گھیر کر ضرغام کو پکڑ لیا
توسن کو ہوشیار کیا توسن تو آگاہ تھا اُس نے اُٹھتے ہی کمر سے ضرغام کی آئینہ لے لیا
ضرغام کو تو سحر کرکے بالائے قصر پہونچایا اب افلاک اوج سحر نے حال پوچھا توسن نے تمام کیفیت
بیان کی کہ مین نے طلسم کشا و بدیع الزمان و مراد شاہ کو پھنسایا اس عیار پر بسبب آئینہ کے
سحر تاثیر نہ کرتا تھا بے مثل تحفہ ہے افلاک مشتاق ہوا کہا ای توسن آئینہ مجھے دو توسن جلدی سے
گھوڑے پر سوار ہوا کہا اے افلاک یہ تحفہ نایاب مین نہ دونگا مین اُسکے واسطے لشکر مین طلسم کشا
کے مطیع ہو کر رہا اتنا بڑا کام کیا طلسم کشا کو لاکر پھنسایا اب تم اُس کی نگہبانی کرو مین جاکے
افراسیاب کو خبر کرتا ہون اسی کی وجہ سے طلسم کشا پر سحر تاثیر نہ کرتا تھا شاہزادی ہجرہ
پنجم سے عاشق ہو کر یہ آئینہ اسد کو دیا تھا یہ قصہ جو توسن نے بیان کیا اور گھوڑے کو بڑھایا
کہ نکل جاؤن افلاک اوج سحر بھی گھوڑے پر سوار ہوا کہا او توسن ہرگز جانے نہ دونگا
اب ملحوظ خواطر ناظرین والا تمکین یہ ہے کہ آگے آگے توسن بھاگا ہوا جاتا ہے تعاقب مین افلاک اوج سحر

للکارتا ہوا کہ او بیحیا اگر مجھے دیدے توسن نے پلٹ کر جواب دیا کیون قضا آئی ہے ایسا تحفہ نایاب
مجھے دستیاب ہوا مین ہرگز تجھکو نہ دونگا یہ دونون آپس مین لڑتے بھڑتے دہانسے نکل گئے جب
افلاک سحر کرتا ہے توسن اُسکو دکھاکے باطل کردیتا ہے افلاک کا پنجہ نہین قابض ہوتا لیکن چند
ساحر جو بھاگ کر خدمت مین ملکہ مہرخ کے پہونچے تھے اُنھون نے حال بربادی لشکر جہاندار شاہ
بیان کیا قید مہ جبین کا نشان دیا ملکہ مہرخ فوراً سوار ہوئین ہر ایک کا یہی قصد ہے کہ جاکر اپنے
مالک کو رہا کرین سرداران نامی مثل باغبان قدرت و شمسہ و ہلال و خورشید و شکیل وغیرہ
چالیس سرداران زبردست طاؤسان زرین بال پر سوار ہوے سحر کرکے بلند ہوے یہ تو خبر پاچکے کہ
مہ جبین سنہرے برآمدے پر قید ہین ہر ایک ساحر یہی چاہتا ہے کہ ہم جاکر برآمدے کو پامال کرین اپنے مالک کو
چھوڑائین اول ملکہ ہلال سحر افگن برآمدے پر آکر چمکی دیکھا اسد نامدار مہ جبین
عالی وقار بدیع الزمان گرد لشکر لاچین تیغ زن وغیرہ سب قفس ہاے آہنی مین بند
مثل ماہی بے آب پھڑک رہے ہین ہلال سحر کرکے گری برآمدے مین آکر پھنسی اسکو بھی کسی نے
قفس مین بند کرکے پھنسا دیا طریقے سے ظاہر ہوتا ہے کہ کچھ لوگ بھی مخفی اس برآمدے مین موجود ہین
ہوجاکر بیہوش ہوا اُسکو قفس مین بند کیا چھت مین لٹکا دیا ملک جہاندار شاہ بھی ساری
فوج لیکر سامنے برآمدے کے آکر ٹھہرا ہے ہلال آکر گری قید ہوئی جہاندار شاہ بھی قصد کررہا
ہے کہ مین بھی اپنے سحر کا امتحان کرون گولے مارون قصر کو گرا دون اس جرأت مین قصور
نہ کرون ناگاہ صحرا سے گرد اُڑی جہاندار نے دیکھا ملکہ مہرخ مع فوج بیشمار آکر پہونچی جہاندار شاہ
نے بڑھکر استقبال کیا مہرخ سے سب حال بیان کیا کہ میرے قلعے کو اس قصر نے توڑا پھاڑا
مخمور و معمار پھنسے ہین زخمی ہوکر ہٹ گیا تھا اب لشکر مہرخ و جہاندار جما ہوا کھڑا ہے کہ
سرخ موئی کا کل کشا آکر کڑکی جہاندار نے آواز دی اے سرخ مو کیا کرتی ہو ابھی ہلال سحر
افگن انگشت نما ہوچکی ہے سرخ مو نے لاکھون ساحر کھڑے دیکھے جوش محبت طلسم کشا
مین قصر پر آکر لہرائی جیسے ہی قصر پر گری بیہوش ہوگئی گوشے سے چند زنگی نکلے قفس آہنی
لیے ہوے سرخ مو کو گرفتار کرکے بند کیا مہرخ و جہاندار حیران دیکھ رہے ہین
کہ باغبان قدرت آسمان پر چمکا اسد کو قفس مین دیکھ کر بدحواس ہوگیا گنبد سحر کرکے

مارے مکان کے روزنون سے باغبان پرانٹیین برسین جھلاکے تیغہ کھینچا قصر پر گرا گرتے ہی
بے ہوش ہوگیا زنگیون نے انکی بھی گردن لی مہرخ دیکھ رہی ہین کہ آسمان پر تانتا بندھا ہے
باغبان کڑک کر گرا خورشید زرین سحر آکر چمکا قصر پر گرا اور نعرہ ہوا منم تشکیل بعید یل منم ملکہ
ماران زمین کن منم ملکہ اسرار جادو مہرخ پیٹ رہی ہے ارے یارو میرے پاس آؤ صلاح کر کے
کام کرو دیکھو کتنے سردار پھنس گئے مہرخ کو کوئی جواب بھی نہین دیتا اسد مہ جبین کو دیکھا
اور جا پڑے ان ساحران مذکور نے بڑے بڑے سحر کیے ساٹھ ستر ہزار سردار اسی بلائے مذکور مین
پھنسے تانتا موقوف نہین ہوتا قضائے کار مجلس و برّان جو چلی ققنین ہنس پر سوار آگئے
مجلس نامدار مجلس نے جو آکر یہ قیامت دیکھی کہ برآمدہ سحر مین سو سردار قید ہین جان لشکر روح روان
لشکر باغبان و بہار و معمار وغیرہ یہ لوگ سب قید ہین مجلس کا کلیجہ منھ کو آیا برّان تو منع
کرتی ہوئی آتی ہین کہ او مجلس ٹھہر جا بڑے بڑے ساحر پھنس چکے ہین ہم سمجھ کے سحر کرین گے
کیا تو بہار و باغبان و مخمور سے زیادہ ہے مجلس نے پلٹ کر جواب دیا مادر مہربان ٹھہریئے مین
ابھی سبکو چھڑائے لیتی ہون مکان نگوڑا کیا رو کے گا یہ کہکے قصر پر چمکی سر جھکا کر اس زور سے
گری دیوار و نکو ٹکرون سے توڑتی ہوئی جس کمرے مین سب قیدی تھے اُسکی چھت پر آکر ٹکر ماری
چھت شق ہوئی مجلس کا نصف جسم چھت کے باہر نصف چھت کے اندر پھنسکر رہگئی ٹانگین تھرّانے
لگین مصیبت مین آواز دی مادر مہربان میری ہڈیان ٹوٹی جاتی ہین برّان نے جو مجلس کا
یہ حال پر ملال دیکھا کلیجہ پھٹ گیا یقین ہوا مجلس کا پھڑک کے دم نکلیگا اختر مردار یدجوڑے
سے نکالا خوب سحر اختر پر پڑھے ہنس کو بڑھایا برّان تو برآمدے پر جاتی ہین اب حال اُس بدمآل
توسن جادو کا سنیے توسن آگے بھاگا ہوا جاتا ہے افلاک اوج سحر تعاقب مین جب افلاک سحر
کرتا ہے توسن اکہ چمکا کے سحر مٹا دیتا ہے افلاک انتہا کا زبردست ہے گھوڑے سے کود کر ہاتھ تلوار کا
مارا توسن کا گھوڑا مارا گیا توسن پیدل ہوا افلاک نے جیسے ہی ہاتھ مارا توسن نے اکہ چمکا دیا
افلاک کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا سحر بھولا ادھر سے توسن نے خبردار کہکے ہاتھ مارا
افلاک کے دو ٹکڑے ہوئے ادھر برّان نے جھپٹ کر لعد کر و فر اختر مرداریدمارا یہ برآمدہ سحر تو
افلاک کے متعلق تھا افلاک مرا قصر گرا ہلڑ ہوا برّان نے اختر مار کر قصر توڑا اب قفس ہائے آہنی

سرداران نامی کے چھت سے چھوٹے چرخ مارتے ہوئے طرف زمین کے چلے مجلس نے بھی رہائی پائی مجلس
نے گرتے گرتے مہ جبین کورد کا قفس بھی شکست ہوگئے تھے ادھر سے مہرخ جہاندار
سحر کرکے بلند ہوئے ہزاروں لاکھوں ساحر دوڑ پڑے کسی نے باغبان کورد کا کسی نے اسد کو گود مین
لیا ملکہ گلچین جادو نے اپنے شوہر باغبان کورد کا مگر جیسے ہی قفس ہٹا پہلو سے قصر سے ایک زنگی
مع ساٹھ ہزار جادوگرون کے جھپٹ کر نکلا چاہا سردارون کو چھین لے نعرہ کیا منم
قصور جادو یہ کہکے سحر کیا اب سردارون نے رہائی پائی باغبان و بہار کے سحر چلے ملکہ مہ جبین
کو مجلس نے تخت پر پہونچا دیا دل آرام وزیرزادی کے سپرد کیا آپ کڑک کر لشکر زنگیان
آدم خوار پر جا پڑی مہمان کی بڑی تعریف ہو رہی ہے جہاندار کہہ رہا ہے بران کا سحر سب سے زیادہ ہے
بڑی کامل و اکمل ہے کس لطف سے آکر اختر مارا ہے بڑی بڑی سحر کے قلعہ مسمار تباہ ہوا اس قصہ مین
یہ بلائین بھری تھین کس لطف سے فتح کیا اے بران کیا کہنا اے نوزگاہ کوکب روشن ضمیر
والے آسمان سحر کی ماہ منیر ہم تو تیرے قائل ہوئے بران سکو جھک جھک کے سلام کرتی ہے
بہار نے بڑھکر قصور جادو پر گلدستہ مارا قصور جادو کا بھائی خشت انداز بہار پر جا پڑا بہار نے سحر کیا
بدھی نکالکر پھینک ماری خشت انداز پتھرون سے سر ٹکرانے لگا جوش میں اپنا گلا کاٹ کے مر گیا
قصور جادو پر جہاندار شاہ جا پڑا جہاندار شاہ کو بڑی عزت ہے کہ ایک لڑکی نے بر آمدہ گرایا
جسے کچھ نہ ہوسکا قصور کو بڑھکر ایک طمانچہ مارا سر اُسکا اڑ گیا ساتھ والون کو جلادیا
آواز ین آئین کشتی مرا نام من خشت انداز جادو و قصور جادو بود بعد چند عرصہ کے میدان
صاف ہوا بران کو بیچ میں لئے ہوئے تعریفین ہو رہی ہین نوبت نقارے بجاتے ہوئے پلٹی ادھر توسن
جادو افلاک اوج سحر کو مار کر بہت خوش ہوا اقتضائے کار اتفاق روزگار مہتر قران عالیوقار جستجوئے
شہنشاہ لاچین مین اسد سے وعدہ کرکے نکلے تھے پھرتے پھرتے ایک درہ کوہ مین آکر ٹھہرے
پڑے سو رہے تھے افلاک اوج سحر جو مرا بیچ کڑ لو کی جو صدا بلند ہوئی سنگ باری برف باری
بھی ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من افلاک اوج سحر بود مہتر قران گھبرا کر اُٹھے کہ کس نے کس کو مارا
جادوگر کی شکل بنکر دوڑے دیکھا ایک جوان تاجدار مرا ہوا پڑا ہے توسن جادو تلوار کا
خون پاک کر رہا ہے مہتر قران نے وہین للکارا او ناہنجار بدکردار تو کون ہے جو ہماری سرحد مین آکر

خونریزی کی، یہ مقام گذرگاہ سامری و جمشید ہے خداوند یہان آتے ہین یہ کہتے ہوئے قریب
توسن آسنے ہاتھ پکڑ لیا اس زور سے ہاتھ پر ہاتھ ڈالا توسن سمجھا کلائی ٹوٹ جائیگی کہا بھائی حال تو
سنو مہتر قران نے کہا تو تو قزاق ہے اس کے پاس کیا مال تھا کس وجہ سے تو نے مارا یا کسی رنڈی کا
جھگڑا تھا سچ کہہ ورنہ مشکین باندھکر سامنے افراسیاب کے لیچلونگا توسن گھبرا گیا گڑگڑا کر کہا بھائی حال
تو سنو مین شہنشاہ توسن قوت بازو افراسیاب ہون تاجدار توسن حصار بائیس
برس مینے شہنشاہ لاچین کی حفاظت کی لاچین کا گھر بگاڑا افراسیاب کو بادشاہ کیا جب کہ
قید خانے سے شہنشاہ لاچین چھوٹا طلسم کشا نے رہا کیا مین لشکر کشی کر کے آیا مقابلہ پڑا دختر زرگر
نے بغاوت کی آخر مین بھی گرفتار ہوا ایسا مجبور و لاچار ہوا کہ اسد کی اطاعت کی لیکن فکر مین تھا کہ
کس تدبیر سے طلسم کشا کو مارون لگا کے برآمدہ سحر پر لیگیا اسد کو مع بدیع و مراد شاہ قید
کرایا ضرغام فرزند عمرو عیار مکار نے فساد کیا یہ افلاک اوج سحر دارو غہ برآمدہ سحر
تھا مینے ضرغام کی کمر سے اکر لیا کر جسپر سحر تاثیر نہین کرتا اسی سبب سے افلاک اوج سحر پر غالب آیا مین نے بھیجا
کو مارا اب مین خدمت افراسیاب مین جاتا ہون اسد کو پھنسا دیا جاکے افراسیاب کو لاؤن
وہ سب کو قتل کرے لڑائی فتح ہو جب مہتر قران سب حال سن چکے کہا اسے توسن بڑا کام کیا لیکن
دیکھ طلازمان طلسم کشا آتے ہین توسن جادو نے منھ پھیرا مہتر قران نے بغدہ مارا توسن
کا سر اڑ گیا نعرہ ہوا وہ مارا نعرہ مہتر قران

سریع السیر چون باد بہاری — جہان سر سنگ در خنجر گذاری
منم مہتر قران شہریارم — بمیدان اژدر در آتش فشانم

توسن جادو مر گرا صدائین بلند ہوئین مہتر قران نے کمر سے
اسکی کیا بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من توسن جادو بود یہان ملکہ مہرخ وغیرہ پٹ کمر
بارگاہ مین آئی ہین کہ صدائے مہیب آئین ملکہ مہرخ نے فرمایا دیکھو تو یہ کیسی آوازین آتی ہین
ایران کا تو آج بڑا نام ہو رہا ہے چرند و پرند چلے تھے کہ مہتر قران آ کر پہنچے سر توسن
و سر افلاک اوج سحر سامنے مہرخ کے ڈال دیا جہاندار شاہ کو بڑی جستجو تھی کہ ہمارا قلعہ سحر برآمدہ سحر
سے پامال ہوا ایران کے اختر نے قلعے کو توڑا اب جہاندار شاہ نے مہتر قران سے وقت قتل
افلاک اوج سحر پوچھا مہتر قران نے بیان کیا کہ توسن نے افلاک کو ملا السبب کہ کے غالب آیا

ہیں سے توسن کو جا کر مارا اکثر بازو پر اسد کے باندھا آج ناہید و بادبان کو تسکین ہوئی خواجہ عمرو
بھی تشریف لائے اب ملک جاندار شاہ بھی تشریف لائے دربار آراستہ کیا گیا ملکہ مہ جبین سریر
جہانبانی پر سب نے راے پر عمرو کی آفرین کی خواجہ ہمیشہ سے کہتے تھے کہ توسن مکار ہے
صدق دل سے مطیع نہیں ہوا اسد سے کہا مکر کر کے اس نے کیا پھل پایا کس حسرت سے واصل جہنم ہوا
اسی میدان بر آمدہ سحر میں لشکر فروکش ہے ارادہ ہے کہ سمت کوہ ہفت رنگ کوچ کریں
لڑتے بھڑتے تا بہ دریاے نیل پہونچیں کہ شہنشاہ لاچین نے ہمارے ملکہ مہرخ ہیں بائیس
برس قید رہا سب تحفہ جات قبضہ سے نکل گئے بہت سے سحر ایسے ہیں جو نازک تھے وہ بھی قبضے
میں نہیں ہے دو ہفتہ کی ہمکو مہلت ملے جب تک ہم نہ آئیں لشکر اسی مقام پر رہے کوہ ہفت رنگ
پر معرکہ عظیم پڑیگا خوب سمجھ کے چلنا چاہیے سب نے کہا مناسب ہے اسد نے بھی قبول
کیا مشیروں نے صلاح دی جب تک شہنشاہ لاچین واپس آئیں حضور مصروف شکار ہوں
اسد نامدار مع اٹھارہ امیر زادوں و بارہ ہزار قزاقوں کے وھندلان صندلی پوش بدیع الزمان
گرد لشکر شکن براے شکار جاتے ہیں شہنشاہ لاچین یکہ و تنہا واسطے تیار کرنے سحر کے سمت
باغ نیرنگ روانہ ہو گئے ایک یہ بھی مراد ہے کہ برآمدہ سحر فتح ہوا قلعۂ جلاد قبضے میں آیا یہاں بھی
پتہ ملکہ بلقیس ثانی کا نہ لگا یہ بھی شہنشاہ لاچین کی مراد ہے کہ جا بجا ملکہ کی تلاش کروں بہرنوع دو
ہفتے کی مہلت لے کر شہنشاہ لاچین سمت باغ نیرنگ گئے اسد غازی براے شکار
روانہ ہوئے حال انکے وقت پر تحریر ہونگے

دو کلمہ داستان شوکت بیان افراسیاب جادو آمد حیرت بمقابلہ مہرخ نامدار و آمد حیات جادو
پدر حیرت عجائب و غرائب حیرت کا سحر کرنا اور کل لشکر کے وعیاری عمرو بارگاہ
افراسیاب میں و حیران ہونا حیات کا عجب داستان وعیاری نئے طور پر واقع
ہوگی ناظرین بہت پسند فرمائینگے تا باختتام حیات عجب داستان حیرت
بیان ہے ساقی نامہ مصنف.

ساقی نے عیش سے چھلکا دی
افسون نیرنگ سے ہو تقریر

گمراہ ہوں راستہ بتا دے
مہرخ پہ بھی وقت تنگ ہوگا

کچھ ذکر حیات کا ہو تحریر
خواجہ سے بھی قصد جنگ ہوگا

لکھتا ہے عمرو کی کارسازی
دشمن پہ رہون نشے مین غالب
حیرت کے پردے جنگ ہوگی
جھنڈا مرے نام کا گڑے گا
ساقی احسان بھی رہے گا
خواجہ کا کمال بھی عیان ہو غزل
ترے جمال کو بے پردہ جس سے دیکھ سکین
وہ کچھ سوال کرے تو جواب دیتا جا
بتا جوانی عاشق کدھر گئی اے عشق
کچھ اور دل ہون اگر دستیاب دیتا جا
اٹھا کے تیوری سے کہتی ہے اسکی چین جبین
اسے بھی آنکھ کے ساتھ انقلاب دیتا جا
شب فراق یہ کہتا ہون ہو کے شاکی بخت
عدو سے ملکے ہمین پیچ و تاب دیتا جا
معاف داغ تمنا سے رکھ عوض دل کے
نشان اپنا کچھ اے آفتاب دیتا جا
نہ پوچھ تو سبب گریہ ذبح کر قاتل
پتا کچھ اپنا الٹ کر نقاب دیتا جا
سنبھلکے سامنے بدلو رکھا یہان تو کون
جلال شیخ کو انکا ثواب دیتا جا

کچھ مکر ہے کچھ زبان درازی
لکھتا ہے یہ داستان نیرنگ
فوج مہرخ تنگ ہوگی
ظاہر ہے قمر کی خوش بیانی
دریا کہین خون کا بہے گا
کب آئیگا کوئی مجھ تک جواب دیتا جا
رہ آنکھ تو بھی او بے حجاب دیتا جا
پکار کہکے مرے جان نثار چلتے ہین
مٹے ہوؤنکو نشان شباب دیتا جا
نفس ہی رہ کے جو ہے تجھ سے ہجر اے دل
ملا ہو لطف تو داد عتاب دیتا جا
لٹے ہین کتنے دل ایک ایک ناز پر تو نے
صدا تو ہو چکی سے او دست جود دیتا جا
اگر عزیز تو برباد بھی نکر اے چرخ
یہ روگ لیکے دکوئی عذاب دیتا جا
رقیب بوسہ لب لیچکے ادھر بھی کوئی
لگی بجھا مری خنجر کو آب دیتا جا
مزا ہو چھیڑ کے جب شکوہ سننے کا دم وصل
عنایتونکے عوض اے عتاب دیتا جا

ساقی مئے جنگ کا ہون طالب
عیاری و مکر لطف کی جنگ
پھر فوج مین تہلکہ پڑے گا
لکھتا ہون یہ لطف کی کہانی
اک سحر کی داستان بیان ہو
تسلیان بھی تو اے اضطراب دیتا جا
رہے جو یار کی تصویر سامنے اے دل
کوئی تو ہمکو خودی خطاب دیتا جا
پکارین اسکی ادائین ہین دل جو دیکھے چلا
ٹھہر کے اسکو دم اضطراب دیتا جا
پھری نگاہ تری مجھسے دل مرا مجھسے
بغل مین بیٹھ کے انکا حساب دیتا جا
لوہین یہ رشتۂ الفت خدا کرے کٹ جائے
مجھی کو تو مری مٹی خراب دیتا جا
کہان ملیگا شب تار ہجر گم ہوکر
بچی کھچی ہمین ساقی شراب دیتا جا
جو بت ہے کعبہ مین روپوش تو وہی تو نہین
بگڑ کے گو کہے جو تو بھی جواب دیتا جا
کہے ہین تو نے جو عشق بتان نیک جلال

محرران جادو تقریر کاتبان افسون دلپذیر اس داستان شوکت بیان حیات جادو کو بعد سند و وعد یون تحریر فرماتے ہین شعر ٭ نگارندہ داستان عجیب رقم کرتے ہین یہ بیان غریب ٭ افراسیاب جادو معرکہ ماہیان زمرد پوش سے جو واپس ہوکر باغ سیب مین آیا حیرت بھی زخمی ہوچکی آفتاب چہاردست بیقرار ہوکر قصر زبرجدی سے آئی افراسیاب

نے تمام کیفیت قتل ماہیان زمردپوش بیان کی کہا آج رکن طلسم ہوشربا گر گیا اس تردد مین بیٹھا تھا
آفات سمجھا ہی ہے کہ تیری اے افراسیاب مین حفاظت کرونگی طلسم کشا کو فوج دستیاب نہوگی
سب تڑپ تڑپ کے مرینگے نقابدار سیاہ پوشش کو بلواتی ہون بھی اس کے ساتھ لڑونگی مسلمانون کو
قتل کرونگی نقابدار سیاہ پوشش وہ شخص ہے کہ جسکے ساتھ چالیس تیتلے روئین تن ہین جن پر حربۂ
سحر وغیرہ تاثیر نہین کرتا مین بھی میدان مین لڑونگی کسیقدر افراسیاب کو تسکین ہوئی کہ طائران سحر
آکر پہونچے خبر فتح قلعہ جلاد جادو و فتح برآمدہ سحر و شراکت ملک جہاندار شاہ بیان کی عرض کی
ان سب کا قصد ہے کہ طرف کوہ ہفت رنگ کے جائین از توسن حصار تا برآمدہ سحر
لشکر طلسم کشا فروکش ہے بارہ میل تک لشکر ہی لشکر ہے اب گاوزمین بار نہین سنبھال سکتی
توسن نے بڑی خیرخواہی کی قضا نے دامن نہ چھوڑا یہ سنتے ہی افراسیاب گھبرایا اور شیران
سلطنت و وزیران ابہت و کاہنان طلسم کو خبر ہوئی افراسیاب نے کہا یارو کوئی حکم لگاؤ
چالیس نجومیون نے بطور ستارہ شناسی حکم لگایا کہ اے شہنشاہ قریب قصر جمشیدی
ایک قلعہ سیاہ ہے اُسکے دامن مین ساٹھ ہزار ساحرون سے ایک ساحر فروکش ہے خندق مین
آگ روشن ہے اگر شہنشاہ بذات خود اُس قلعہ کو فتح کرینگے ایسا کوئی تحفہ نایاب نکلیگا کہ طلسم
نورافشان کی تباہی و سامان قتل کوکب غرور ہوگا مسلمانون پر بھی بڑی بڑی بلائین نازل ہونگی یہ
سنکر افراسیاب نے کہا جب مین اس قلعہ کا قصد کرونگا کوکب ضرور جسکے روکیگا کل سردار براے مدد
کوکب پہونچینگے کیونکر فتح کرسکونگا عرصۂ دراز تک اس مقدمہ مین علاج سوچی افراسیاب
جادو نے کچھ کان مین آفات کے کہا آفات چہار دست نے افراسیاب جادو کو
گلے سے لگایا کہا اے نورنظر تو براے سلطنت طلسم ہوشربا ہے و موش ربا تیری حکومت
کے واسطے تو نے کیا بات تجویز کی ہے حقیقت مین اس طور سے قلعہ ضرور فتح ہوگا افراسیاب
جادو نے قصد مصمم کیا کہ مین طرف طلسم نورافشان کے ضرور جاؤنگا ملکہ حیرت کو حکم ہوا کہ
تم جاکر مقابلہ مسلمانان مین اترو آتش بار بیابان نشین جادو کو چودہ لاکھ فوج سے براے
مقابلہ شہنشاہ لاچین و اسد طرف دریاے ہفت رنگ کے روانہ کیا اور
حیرت جادو بافوج گران مقابلۂ لاچین وغیرہ مین فروکش ہوئی بڑے کروفر سے

لشکر حیرت کا اترا ملکہ مہرخ وغیرہ نے آپس مین صلاح کی کہ اب حیرت جادو طرف دریاے ہفت رنگ کے جانے نہ دیگی باغبان قدرت نے کہا اقبال طلسم کشا سے لڑتے بھڑتے جاتے ہین آپ غلام کو حکم دین مین اٹھالا بارگاہ کا لیکر بڑھون جو روکے گا اُس کو جواب دونگا ملکہ مہرخ نے قصد کیا کہ باغبان کو روانہ کرین یہان حیرت تخت پر بیٹھی تھی کہ ہرکارون نے خبردی آپ کے والد نامدار حیات جادو پہلونشین سامری مع چار لاکھ فوج کے حالات انقلاب ہوش ربا سنکر تشریف لاتے ہین کل یہان پہونچ جائینگے یہ سنکر حیرت نے تیاری استقبال کی کی فوراً نامہ افراسیاب کو لکھا افراسیاب نے جواب تحریر کیا کہ اے حیرت اپنے باپ کو مقابلہ کرنے دینا مابدولت کسی کا احسان نہین چاہتے حیرت کو بہت ناگوار ہوا وزیرزادیون کو ساتھ لے کر براے استقبال چلی رات ہی حکم دیا تھا کہ بازارین ہمارے لشکر سے تابہ لشکر والد نامدار آراستہ رہین فوجین آراستہ ہین حیرت جادو جاکر خدمت مین حیات کی پہونچی حیات بارگاہ مین بیٹھا تھا بیٹی کی خبر سنکر نکل آیا حیرت نے سلام کیا حیات نے گلے لگایا تمام حالات طلسم ہوش ربا حیرت نے بیان کئے یہ بھی ذکر کیا کہ بوابہار ہماری دشمن ہوگئین لیکن ابا جان آپ اس مقدمے مین دخل نہ دیجئے افراسیاب مغرور ہے اس کے غرور نے تمام ممالک باغی کرائے طلسم کشا کا زور بڑھتا جاتا ہے شہنشاہ کی آنکھ نہین کھلتی آپ کو کیا مطلب ہے حضور چلکر ایک شب یا دو شب دعوت نوش فرمائین طرف طلسم حیاتیہ کے پلٹ جائین حیات جادو کو بہت غصہ آیا کہا اے نور نظر مین تیری خاطر سے آیا ورنہ مجھے کیا غرض تھی کہ مین اپنے کو آفت مین ڈالون لونڈی غلامون کی کیا حقیقت ہے ایک سحر مین سب کو دیوانہ کرکے مارون انکی کیا لیاقت ہے کہ جو مجھ سے مقابلہ کرسکین خاص اسی واسطے آیا تھا کہ عملداری تیری قائم کردون حیرت نے کہا آپ کچھ دخل نہ دیجئے یہ کہکے حیات کو تخت پر سوار کیا باعزاز و اکرام لے کر چلی قضاے کار یہ خبر ہرکارون نے ملکہ مہرخ کو پہونچائی قریب لشکر مہرخ ایک دریا ہے خواجہ نے ارشاد فرمایا ہمارے واسطے سائبان زربفتی آراستہ ہو بروقت آمد لشکر حیات شکار ماہی مین مصروف رہین کل سردار آراستہ [illegible] کنارے قریب ہون

رات کو یہ سب سامان ہوگیا سائبان زربفتی کئی سو گز کا کھنچ گیا سایہ مین اس کے تخت بچھا
اس تخت پر خواجہ تاج پہنکر جلوہ فرما ہوئے گرد تمام افسران نامی وساحران گرامی
دست بستہ حاضر ہین خواجہ نے ڈور پھینکی ہے مچھلیون کا شکار ہورہا ہے کہ آمد آمد لشکر حیات
جادو شروع ہوئی اس دریا کا پل نہایت وسیع ہے اسپر سے ملازمان حیات گذرے حیات
جادو تخت زرین پر سوار پہلو مین حیرت گلعذار گرد صدہا تاجدار حیات نے سر اٹھا کر دیکھا
ایک شخص دبلا پتلا نابینا تاج یاقوت نگار سر پر بکبر و نخوت بیٹھا ہوا شکار ماہی مین مصروف ہے
حیات نے گھبرا کر پوچھا کیون حیرت یہ کون شخص ہے ما بدولت کے سامنے تاج پہنے بیٹھا
ہے برائے استقبال نہین اٹھتا کیا نام ہے ما بدولت کے آگاہ نہین ہے حیرت نے کہا
حضور ان مقدمات مین دخل نہ دین یہ وہ شخص ہے جس نے تمام طلسم ہوشربا کو برباد کیا زعم
جادوگران وریش تراشیدہ کافران اپنا نام رکھا ہے حقیقت مین ایسا ہی ہے حیات جادو
نے کہا بیٹا نام تو بتاؤ دنیا مین ہمارا کون ہمسر ہے سوائے افراسیاب کے ہمارے سامنے
کون تاج پہن سکتا ہے وہ بھی میرا پاس کرتا ہے ہمیشہ کلاہ زرین پہنکر سامنے آیا سامری
نے حکم دیا کہ حیات ہمارا مصاحب قدیم ہے اسکو تاجدار کل اقلیم کیا یہ بڑی ہی بے ادبی ہے
حیرت نے گھبرا کر کہا حضور یہ عمرو عیار ہے آپ کی آمد سنکر شوکت دکھا رہا ہے کل ساحر ملازم
ہمارے خدمت مین موجود ہین وہ دیکھئے سامنے بی بہار موجود ہین مگس رانی کر رہی ہین اسکی
ملازمت اپنا شرف جانتی ہین کام اس نے ایسے ہی ایسے کئے ہین جہاندار شاہ کو ابھی ابھی
پکڑ لیا وہ بادشاہ اقلیم بھی مثل چاکران کمترین حاضر ہے ایک اس شخص کا مقابل نہوا ملکہ مہرخ
وغیرہ کچھ نکر سکین ہم سب سے آکر ملجائین حیات نے کہا بیٹا یہ کتنی بڑی بات ہے مین
اس کو قتل کرتا ہون میرے مرتبے مین فرق آتا ہے کہ بیحیا تاج پہنکر سامنے بیٹھا ہے سزا دینا
ضرور ہے حیرت جادو ہان ہان کرتی ہے حیات نے کچھ جواب نہ دیا اسکے دو سپہ سالار
ہین نہنگ شعلہ تن و پلنگ صف شکن پلنگ تو انتظام مین لشکر کے ہے نہنگ نے پائے تخت
پر ہاتھ رکھا ہے دریائے سحر مین غوطہ مارے ہوئے اکڑتا ہوا چلا آتا ہے حیات
جادو نے کہا اے نہنگ شعلہ تن وہ سامنے کنارے دریا کے جو تاج پہنے بیٹھا ہے

اسکو اٹھالا لیکن اتنا خیال رکھنا کہ ہزار دن جادوگر موجود ہین تم پر سحر کرینگے اپنے کو بچانا
یہ کیفیت اٹھالانا یہ سنتے ہی نہنگ شعلہ تن آتشخو گرم مزاج مصاحب حیات بھڑک کے
بلند ہوا برق بنکر چمکا اس زور سے آکر گرا کہ سب کی پلکین جھپکین عمرو کی کمر مین پنجہ دیا بتعجیل
لے اڑا عرصہ دراز تک محفل مین اندھیرا رہا جب روشنی ہوئی تب دیکھا خواجہ کو کوئی اٹھا لیگیا
سردارون نے قصد کیا کہ جا پڑین کہ برق وقتران دوڑے کہا ہم ابھی خبر لاتے ہین آپ
لوگ قصد نہ کرین ورنہ بڑا کشت و خون ہوگا نہنگ شعلہ تن خواجہ کو اسی طرح لئے ہوئے
سامنے حیات کے آیا کہا حضور یہ مکار حاضر ہے عمرو بیہوش ہوگیا حیات جادو نے کہا
اے نہنگ اپنے بھائی پلنگ کو بلاؤ اسکو جنگل مین لیجاکر قتل کر ڈالے یہ ذکر تھا کہ ہٹو بچو کی صدا بلند
ہوئی سب نے دیکھا پلنگ صف شکن جادوگرون کو ہٹاتا ہوا قریب تخت حیات آیا کہا
حضور اس ساربان زادے کو مجھے دیجئے مین چیر پھاڑ کر کھا جاؤن پلنگ میرا نام ہے صف
شکنی میرا کام ہے یہ کہکر نہنگ کے ہاتھ سے عمرو کو لیا مشکین باندھکر کاندھے پر
ڈالا ایک پرچہ جیب سے نکالکر حیات کو دیا کہا حضور نئی فوج جو نوکر رکھی ہے ان سب کے نام
اسمین تحریر ہین پڑھکر رقم تنخواہ لکھدیجئے گا یہ کہکے پرچہ ہاتھ مین حیات کے دیا پلنگ اسی طرح
جست و خیز کرتا ہوا چلا گیا حیات نے کہا لو حیرت اب خوش ہوئین یہی بڑا مکار و عیار
تھا پلنگ صف شکن آدم خوار ہے چیر پھاڑ کر کھا جائیگا بقول تمھارے اب تمھارے
لونڈی غلام سب چلے آئینگے لڑائی موقوف ہو جائیگی حیرت کچھ جواب نہین دیتی خاموش
ہے دل سے کہتی ہے یہ کیا معرکہ ہوا عمرو قتل ہوگیا پلنگ کھا جائیگا موت اسکی آگئی تھی عقل
بھی فتور آیا بابا جان کے سامنے تاج پہنکر بیٹھا آخر مارا گیا حیات جادو باتین کرتا ہوا اس بار
کے بارگاہ مین اترا برق بھی جادوگر بنا ہوا آیا ہے کہ دیکھون استاد پر کیا گذری جب حیات
تخت پر بیٹھا تو حیرت نے کہا حضور وہ کاغذ تو پڑھیے کہ جو پلنگ دے گیا تھا حیات
نے جو اس پرچے کو پڑھا اس مین لکھا ہے منم صاحب بعدہ گران نظر کردہ بزرگان او حیات
تیری موت آئی ہے استاد کو گرفتار کیا تیری آنکھون مین خاک ڈال کے لے گئے تمھارے
سردار پلنگ کو بیہوش کرکے فلان چاہ مین ڈالدیا ہے اس کو بلوا لے ورنہ مرجائیگا خبردار

صبح ہوتے یہان سے چلے جانا دل مین آیا تھا کہ ایک بفعدہ بھی مارون کر سرتھارا گوہ کھاتا پھرے
لیکن حیرت کا پاس کیا کہ یتیم ہوجائیگی روئی کرڑا دنیا پڑیگا حیات جادو جل گیا کہا تو حیرت
تم نے سنا مہتر قران تھا پلنگ بنکے عمرو کو لیگیا اور مابدولت پر تاکید کرتا ہے کہ چلے جاؤ
اب مین سب کو قتل کرونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا حیرت خوشامدین کر رہی ہے کہ ابا جان یہ
عیار بڑے بلا کے ہین شہنشاہ پر عیاری کرتے ہین اور مرشدزادے کو دیوانہ کر دیا اب اونکا
پتہ بھی نہین ملتا ہے کہ کس قریہ مین تشریف رکھتے ہین وہان کے ساحرون نے بڑا اعزاز
واکرام کیا پھر انکو تخت پر سوار کر لیا اب فوج لیکر آنے کو ہین حیات جادو نے کہا اے
نور نظر کیا مین عمرو سے ڈر گیا کل صبح کو تماشا دیکھنا سب سردار اگر آکر فریاد کرین اور عمرو
قدمون پر گر کر خطا نہ معاف کرائے تو مابدولت کو مصاحب سامری نہ کہنا یہ کہکر ساحرون
کو حکم دیا کہ فلان چاہ پر جاؤ پلنگ وہان لٹکا ہوا ہے اٹھالاؤ برق نے جو یہ حال سنا تڑپ کر
بھاگا پہلے اس چاہ پر آیا دیکھا ٹانگ مین رسی بندھی ہوئی پلنگ لٹکا ہے اسکو تو خوب بیہوش
کرکے درہ کوہ مین ڈالدیا آپ اسکی شکل بنکر تیار ہوا پاؤن مین اپنے رسی باندھ کر چاہ مین لٹک
رہا ساحران حیات آکر پہونچے اپنا افسر جان کر نکالا میان چیختے ہوئے بیدار ہوئے کہا
صاحبو مین نے کیا کیا جو میری ٹانگ مین رسی باندھکر کنوئین مین لٹکا دیا ساحرون نے کہا
اے افسر نامدار عیاران اسلام مہتر قران عالیمقام تم کو لٹکا گیا ہے برق بصورت پلنگ روتا پیٹتا ہوا بارگاہ
حیات مین آیا حیرت تو اپنی بارگاہ مین چلی آئی حیات جادو بیٹھے ہین کہ پلنگ
آکر پہونچا دوڑ کر قدمون سے حیات کے لپٹ گیا کہا اے شاہنشاہ غضب کی بات ہے
عیار مجھکو لٹکا کے چلا گیا بڑی خیر ہوئی کوئی شیر بھیڑیا کھا جاتا اے شاہنشاہ مقام
خوف ہے انتظام کرنا واجب ولازم ہے غلام اپنی غفلت پر نادم ہے اب مین کسیکو بارگاہ
مین نہین آنے دونگا شراب وغیرہ میرے ہاتھ سے بھیجئے خاصے کا بھی انتظام مین ہی کرونگا
آپ سرکار مطمئن رہین کیا مجال عیار کی کہ عیاری کر سکے یا غیر کوئی حضور کی بارگاہ مین آسکے
یہ کہکے میان برق میخانے مین گئے شراب کو خراب کیا کہ روشن چوکی کی صدا کان
مین آئی برق نے پوچھا یہ روشن چوکی کیسی بجتی ہے ملازمون نے عرض کیا حیرت نے خوان

کھانے کے بھیجے ہین برق مینخانے سے ترپ کے نکل آیا چوبدار سے کہا خوان ٹھہراؤ ہم اپنے آقا کے دربار مین اسطرح نہ جانے دینگے ابھی ہم بلا مین پھنس چکے ہین ہماری مہر سے کھانا جائے ہمارے شہنشاہ پر کوئی زوال نہ آئے چوبدار نے خوان کھانے کے رکھوا دیئے برق نے سب کھانے کھول کھول کے دیکھے سب مین بیہوشی ملائی خوانون پر اپنی مہر کی ساتھ لیکر دربار حیات مین آیا عرض کی اے شاہنشاہ خاصہ نوش فرمائیے غلام نے انتظام کر لیا حیات نے دیکھا پلنگ صف شکن مثل خدمتگارون کے کام کر رہا ہے حیات جادو نے کہا اے پلنگ تم افسر اعلی ہو یہ کام خدمتگارون کا ہے خدمتگارون کو بلاؤ پلنگ نقلی نے دست بستہ عرض کی حضور ہم وزیر مصاحب جان کی حفاظت کے طالب ہین یہ وہ مقام ہے مثل خدمتگارون کے جوتے سلئے آپ کی پشت پر کھڑے رہین یہ وقت مصاحبت نہین ہے حضور دخل نہ دین خاصہ نوش فرمائین حیات جادو پلنگ کی تعریفین کر رہا ہے پلنگ کھڑے ہوئے مثل رہے ہین مصاحب جلدی مین کھانا کھانے لگے حیات جادو بلائے روزگار ہے جیسے ہی اس نے قاب مین ہاتھ ڈالا تڑاکا ہوا قاب ٹوٹ گئی بازو پر سے پتلے نے آواز دی اس مین بیہوشی تھی حیات جادو نے ہاتھ کھینچکر کہا اے پلنگ یہ کیا ہوا بیہوشی کسنے ملائی نہنگ برابر کھڑا ہوا تھا برق نے خنجر مارا نہنگ لڑکھڑا کے گر پڑا برق نے نعرہ کیا کہ او حیات ہم نے بیہوشی ملائی منم مہتر برق فرنگی شاگرد مہتر مہتدان تو نے اب بھڑ کے چھتے کو چھیڑ دیا عیارون سے بھڑ پڑا آتش زنی کی اب کیا تم کو زندہ جانے دینگے اے حیات جادو تجھکو تیری موت لیکر آئی ہے حیات جادو غصے مین اٹھا برق نہنگ کو مار کر نعرے کرتا ہوا اندھیرے مین نکل گیا حیرت دوڑی گئی اسنے دیکھا لاشہ نہنگ پڑا ہوا ہے چلتے چلتے برق کئی جادوگرون کو مار گیا حیات جھلا رہا ہے حیرت قدمون سے لپٹ گئی کہ بابا جان واسطہ سامری کا آپ چلے جائیے دیکھئے عیارون نے تار باندھ دیا حیات جادو نے کہا اب نمانونگا صبح ہو چلی ہے وہان پلنگ جو درہ کوہ مین پڑا تھا اس کو عیارون نے ہوشیار کیا روتا پیٹتا لشکر مین چلا حیات جادو تو بارگاہ مین بگڑ رہا ہے ساحرون نے دور سے دیکھا کہ پلنگ آیا ہے آپس مین اشارے ہوئے کہ دیکھو عیارون کا

کیا کلیجہ ہے ابھی نہنگ کو مار گیا اور پھر آتا ہے شہو جادو کوتوال لشکر ہے سب
مین بڑا افسر ہے سب سے کہا چپ رہو اب ہم دھوکا نہ کھائینگے خوب سمجھ چکے خوب جوتیان مارینگے
ایک نے کہا سر کاٹ لینگے ایک نے کہا ہمارا افسر نہنگ مار گیا ہم ناک کاٹ لین گے کان
بھون پاجی کو پھر کبھی ایسی حرکت نکر سکے ایک نے کہا دیکھو بچا کیسے اکڑے ہوئے چلے
آتے ہین ایک نے کہا ہمکو بالکل گدھا بنایا ہے دن دہاڑے عیاری کرنے آیا ہے کوتوال
صاحب نے کہا دیکھو اب کیا کہتا ہے باتین تو اسکی سنو پلنگ نے جو اپنے ساتھ والون کو
دیکھا پکار کر آواز دی واہ بھائیو خوب ہماری خبر لی بیچارے عیارون نے گرفتاری سے
رہا کیا کمندون مین بندھے پڑے تھے بڑی مشکل سے لشکر مین پہونچے سامری نے
ہماری جان بچائی کوتوال نے کہا آیئے تشریف لایئے آپکو تو ہم ڈھونڈھتے تھے پلنگ
دوڑا کہ کوتوال صاحب سے بغلگیر ہون جیسے ہی پلنگ قریب آیا کوتوال صاحب نے چٹے
پکڑ کے ایک طمانچہ مارا مثل چیونٹیون کے سب ساحر چمٹ گئے کوئی کہتا ہے کہ عمرو ہے
کیون بے ساربان زادے تو نے کھیل مقرر کیا ہے ہمکو اندھا بنایا ایک کہتا ہے وہی برق
فرنگی ہے ایک نے کہا مین پہچان گیا مہتر قران ہے لات جوتی پڑنے لگی پلنگ دہائی دیتا
ہے ارے یارو عیارون کے ہاتھ سے بچا تو تم مارے ڈالتے ہو ہلڑ جو ہوا حیات دربار
سے نکل آیا دیکھا پلنگ کو مار پڑ رہی ہے اس نے جو حیات کو دیکھا پکارا شہنشاہ مجھے
بچایئے حیات جادو نے کہا مارو جوتیان میرے افسر کو مار کر چلا گیا یار و بڑا کام کیا جو ایسے
عیار کو گرفتار کر لیا عرض کی حضور اب پھر آیا ہے اب نیا فقرہ بنا کے لایا ہے ہم سب سے شکایت
کرتا ہے کہ ہماری خبر نہ لی حیرت بھی منع کرتی ہے ٹھہر جاؤ ارے ذرا گرم پانی لاکر منھ
دھلاؤ حال کھل جائیگا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر ایک لکہ ابر ہفت رنگ نمایان ہوا افراسیاب جادو
خبر آمد حیات سنکر آیا ہے دیکھا تو لشکر مین ہنگامہ ہے ایک بڑا افسر پٹ رہا ہے
افراسیاب جادو نے پکار کر کہا یہ کیا معرکہ ہے کوتوال نے پکار کر آواز دی حضور
یہ برق فرنگی عیار ہے ہمارے افسر کو مار گیا بڑا مکار ہے اب ہم کو مارنے آیا تھا
ہم کیا نادان تھے گرفتار کر لیا اب اسکو مار ڈالینگے افراسیاب نے آکر سب کو ہٹایا

پلنگ حضور حضور کہکر قدمون سے لپٹ گیا چیخین مار کر رونے لگا جب تو افراسیاب جادو نے سب کو ہٹایا پلنگ کے منھ پر ہاتھ پھیرا کہا یارو تمھارا افسر ہے ناحق اس کو مارا یہ معرکہ کیا ہوا کوتوال نے سب کیفیت بیان کی کہا حضور شب بھر مین قیامت برپا ہو گئی عیارون نے تار باندھ دیا افراسیاب بہت ہنسا حیات جادو کو آکر سلام کیا کہا باباجان آپ کیون ان کانٹون مین اوبجھتے ہین آپ اپنے ملک کو تشریف لیجائیے سوا میرے کوئی نہین اٹھا سکتا حیات جادو نے کہا تو ہی نے ان عیارون کو منھ لگایا میان بی بی دو تون ڈرتے ہین عیارون کی بڑی تعریف کرتے ہین میری بیٹی کو برابر صدمے پہونچ رہے ہین اب ملک کو صاف کر کے جاؤن گا افراسیاب نے لاکر حیات جادو کو تخت پر بٹھایا بہ منت کہا آپ مہربانی فرمایئے مین تدبیر قتل مسلمانان کر چکا ہون آپ کی خبر سنکر برائے قدمبوسی حاضر ہوا ورنہ اب تک جاکر طلسم نور افشان فتح کر چکا ہوتا حیات جادو نے کہا مین انکا خاتمہ کرون طلسم نور افشان بھی فتح کرونگا کوکب بیچارہ کیا ہے میرے سامنے چھوکرا ہے افراسیاب نے ہر چند کہا مگر حیات جادو نے وہ عذر کی باتین کین کہ افراسیاب جادو کو ناگوار ہوا کہا آپ کو اختیار ہے حیرت خاموش رہو حیات نام ہے ممات لقب ہو جائیگا قضا ہی دامنگیر ہے ہم مجبور ہین حیرت رونے لگی شہنشاہ آپ ہی میرے باپ کو اتنی بڑی بات کہتے ہین افراسیاب نے کہا مین بہت سمجھا چکا اب تماشا دیکھونگا کیا کرتے ہین حیات نے کہا ابھی دیکھو بادولت کے سحر کو کوئی کیا جانے ابھی سب کو بلواتا ہون ساربان زادے کی مارے کوڑون کے کھال گرا دون گا قدمون پر گرے ناک رگڑے عذر نہ قبول کرون یہکر دستک دی اور آواز دی اے نیرنگ شعبدہ باز جلد حاضر ہو سب نے دیکھا گوشۂ بارگاہ سے ایک بارہ برس کا لڑکا نہایت شائستہ سپر و شمشیر لگائے ہوئے حیات جادو کو آکر سلام کیا حیات نے کہا اے نیرنگ بارگاہ مسلمانان مین جاؤ عمرو کو اپنے ساتھ لاؤ کہنا شہنشاہ براے مناظرہ طلب فرماتے ہین اصلاح کرا کے فیصلہ کرا دین اگر آنے مین عذر کرے سردار دخل دین تو ذہبی تدبیر کرنا طفل نے دست بستہ عرض کی بہت خوب

یہ کہکر لشکر مہرخ مین آیا در بارگاہ پر پہونچکر ایک جست کی قنات کو پھاندکر بیچ بارگاہ مہرخ
مین آکر اترا پکارکر آواز دی سنو نیرنگ شعبدہ باز فرستادہ شہنشاہ حیات جادو
خواجہ بھی کرسی پر بیٹھے ہین اس مغل نے کہا خواجہ اٹھو تمکو شہنشاہ حیات نے بلایا ہے
فیصلہ کرا دیگے عمرو نے طرف مہرخ کے دیکھا مہرخ و باغبان نے اشارہ کیا ہرگز جانیکا ارادہ نہ
کیجیگا وہ بڑا ساحر زبردست ہے عمرو نے آنکھ ملاکر کہا مین تو نہ جاؤنگا یہ کہکے اپنے مقام سے
جنبش کی چاہا نیچے ٹیک کر نکل جاؤن نیرنگ نے ہاتھ ہلایا ایک برق چمکی سب سردارونکی
آنکھین جھپک گئین عمرو نے دیکھا کرسی نے مجھکو پکڑ لیا اپنے مقام سے ہل نہین سکتا
نیرنگ نے کہا کیون دمار بان زادے مجھے چاہا آبرو مجھکو لیچلین اب کسکا ان کشان لیجانیگے
سردارون نے جو خیال کیا وہ برق چمکتے ہی سحر فراموشش ہو گیا چہرے پر سب کے
ہوائیان اڑنے لگین ایک نے ایک سے اشارہ کیا سحر بھول گئے تب ملکہ مہرخ نے
عمرو سے اشارہ کیا عمرو نے کہا اے شاہزادۂ نیرنگ ہم حیات کو ایسا نجانتے تھے آج تو
معاف کیجیے کل ہم آگر کلام کرینگے تمھارے ساتھ چلینگے نیرنگ نے کہا خواجہ کیسی بچہ کو
سمجھاؤ تم عیار ہو اگر بھاگ جاؤ تو مین کہان ڈھونڈھون اگر یہ سب سردار مل کر
تمھاری ضمانت کرین تو رات بھر کو چھوڑے جاتا ہون اگر چلے جاؤ گے تو مین اگر ان سب کو
مار ڈالونگا سب سردار عمرو کے نام پر جان دیتے ہین سب نے بخوشی کہا ہم خواجہ کی ضمانت کرتے
ہین صبح کو حاضر کر دینگے نیرنگ نے ایک اقرارنامہ لکھوایا سب سردارون کی مہر کرائی
عمرو کا ہاتھ ہاتھ مین مہرخ کے دیا کہا کل صبح کو آپ سب صاحبون سے عمرو کو لونگا سب نے عہد
واثق کیا نیرنگ نے اشارہ کیا پھر برق چمکی سب کو سحر یاد آئے جسطرح آیا تھا وہی طرح پلٹ
گیا بعد اس کے جانے کے ہنگامہ برپا ہوا مہرخ و بہار قدمون سے خواجہ کے لپٹ گئین
کہا خواجہ برائے خدا آپ طرف کوہ عقیق کے چلے جائیے دربار مین اپنے بلاکر نہین معلوم
کیا بدعت کریگا ایک سحر اونے سامنے بھیجا ہم سے کسی سے دفع نہو سکا یہان اس نوندے
نے وہ کاغذ لاکر حیات جادو کو دیا کہا حضور مہرخ و بہار سب کو دیکھ لیا غلام نے
آپ کے ہلکا سا شعبدہ کیا کوئی زبان بھی نہ ہلا سکا مین نے یہی مناسب جانا کہ اگر لیچلونگا عمرو کو بیگاد دینگے

بی مہرخ و بہار وغیرہ کی گردن لونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا حیات موچھوں پر
تاؤ دینے ڈاڑھی پھٹکارنے لگا کہا لو بیٹا خیرت سنا ان لونڈی غلاموں کی یہ حقیقت
ہے جنھیں تم سے لڑتے برسوں گذر گئے ایک ہی دن مین سب کا امتحان کر لیا یہ انکی لیاقت
ہے افراسیاب کو یہ باتین ناگوار گذرین حیات بلبلا رہا ہے کہتا ہے کل صبح عمرو کو بلا
کے سوال سامری پرستی کرونگا ذرا بھی نہین کی اور انکی موت آئی یہ اب مجال نہین کہ نہ
حاضر ہون نیرنگ میرا فرزند ہے یہ طفل خود پسند ہے کہ جاتے ہی سب کے سحر سلب کر لیے
بی بہار سنے گلدستہ نہ مارا برق لامع نہ چمکین اگر ذرا زبان ہلاتین وہ لونڈا سب کے سر کاٹ
لیتا نیرنگ تو غائب ہو گیا افراسیاب خاموش بیٹھا ہے چار پہر رات حیات جادو بلبلایا کیا
بوقت سحر ہر چند مہرخ و بہار نے خواجہ سے کہا کہ تم چلے جاؤ جو ہم پر گذرے گی جھیلین گے آپ
بچینگے تو ہمین امید ہے اگر آپ پر کوئی زوال آیا تو کسی سے کچھ نہ ہو سکیگا آپ کی جان
کی حفاظت ضرور ہے عمرو نے نہ مانا کہا جو کلام کرنے مین کیا ڈر ہے جہان ڈر ہو وہان
ہمارا گھر ہے جبکہ اس سے کلام کرینگے جیسا سوال کریگا ویسا جواب دینگے اگر اسکو قتل
کرنا منظور ہے بھاگ کر کہان جائین اپنے ضامن کو پھنسائین صاحبان لیاقت کا یہ طریقہ
نہین ہے یہان صبح کو دربار افراسیاب آراستہ ہوا افراسیاب کو شوکت نمائی حیات
کی ناگوار ہے حیات نے اٹھتے ہی نیرنگ کو آواز دی وہی دوازدہ سالہ لڑکا آکر حاضر
ہوا کہا اے نیرنگ جاؤ عہد کرنے والون کو لاؤ مہرخ و بہار و باغبان سے کہنا کہ تم بھی
چلو کلام کا جواب دو زبردستی نہ ہوگی مصالحہ کرا دین گے بہت خوب کہکر وہ طفل چلا یہان
رات بھر سب دربار مین جاگے ہین ہر اک خورد و کلان خواجہ سے یہی کہا کیا کہ چلے جایئے
عمرو نے کہا مین تو نہ جاؤنگا حیات سے باتین کرونگا یہ ذکر تھا کہ نیرنگ آکر پہونچا عمرو
کے ہوش اڑ گئے مہرخ وغیرہ سب گھبرا گئے نیرنگ نے عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا کہا حضور اٹھیے
تشریف لے چلیے شاہنشاہ یاد فرماتے ہین عمرو خاموش سر جھکائے ہوئے اٹھا پیچھے مہرخ
و بہار و باغبان و رعد و برق و برق لامع وغیرہ چالیس سرداران نامی روتے ہوئے
عمرو کے ساتھ ہوئے برق و جانسوز و ضرغام نے بھی اپنے کو ظاہر کر دیا لیکن افسر

تب مقدمے مین آ گیا کیا کرین وہ عمرو کو کشان کشان لیے جاتا ہے اگر سرداردن نے قصد کیا کہ سحر
کرین تو عمرو اشارے سے منع کرتا ہے کہ آپ لوگ میرے مقدمے مین دخل نہ دین
مین سمجھ لونگا قضاے کار شہنشاہ کوکب روشن ضمیر و بران شمشیر زن قصر جمشیدی
مین موجود ہین شب کو ہرکارے نے خبر بدعت حیات سنائی کوکب نے کہا اسکی کیا مجال
کہ خواجہ کو دربار سے لیجائے وہ صاف کہلوا بھیجین کہ میرے لئے تاج و تخت بھیجو استقبال
کرو تو مین آؤن زبردستی نہ جائین مین وقت پر پہونچونگا وہ ملعون نیرنگ کون ہے ہم سمجھ
لینگے رات کو تو کوکب نے یہ کہا صبح کو قصر مرات واقعہ مین آ کر بیٹھا اب جو آئینہ دیکھا تمام
حال آئینہ ہوا کہ عجب ذلت سے نیرنگ عمرو کو لئے جاتا ہے ہاتھ پکڑے ہوئے کلاہ
سر پر ندارد بس کوکب نے کہا اے بران ہم سے اور عمرو سے رشتہ محبت قطع ہوا بران
نے گھبرا کر کہا شہنشاہ کیون کوکب نے کہا جب ہمارے ملک مین آیا تھا تو عمرو نے کیا کیا
جھگڑا پھیلایا تھا کہتا تھا میرا استقبال کرین میرے لئے تاج و تخت بھیجین مین نے ناز اٹھائے
انہون نے خوب پاؤن پھیلائے اب آج چپکے جاتے ہین یہ نہین جواب نکلا کہ ہم نہ
جائینگے یہ ڈر ہے کہ وہ مشکین باندھ کر لیجائیگا ہم چھوڑ الاتے اگر خود جاتے لیکن ہمین کیا غرض
مفت مین ہم نے اپنی اوقات کو ضایع کیا ایک ذلیل کے شریک ہوئے قوم کا
ساربان زادہ تین روپیہ کا پیادہ خوب ثابت ہوا جو اس کے ناز اٹھاتا ہے اسپر خوب
ہی فرمائشین ہوتی ہین دشمن سے کیا ڈر اگر وہ بدعت کرتا ہم اپنے سر پہ لیتے سحر
حیات کا جواب دیتے جب وہ خود ہی چلے جاتے ہین تو ہم کیون دخل دین بران نے کہا
بابا جان انصاف فرمائیے عمرو غیر ساحر ہے نیرنگ تپلہ سحر حیات کا اسکے ساتھ وہ کیا کرے کوکب
نے کہا عمرو بھاگ کے ہمارے ملک مین کیون نہ چلا آیا بارگاہ مین کیون سینہ سپر کئے بیٹھا رہا
جب حیات اسے تلاش کر کے گرفتار کرتا ہم اپنی جان مٹاتے حیات سے مقابلہ کرتے
دنیا تمام کیا جانو بس آج سے عمرو کا ہم منھ نہ دیکھین گے بدون استقبال کرائے حیات سے
اگر یہ اندر بارگاہ کے چلا گیا ہمارا اسکا رشتہ قطع ہوا مفت مین ہمنے اپنے کو برباد کیا
ایک حقیر کیواسطے افراسیاب سے فساد مول لیا کوکب مرات واقعہ کو دیکھ رہا ہے اور

معدوم ہران سے یہی کہتا ہے لو عمرو اپنے لشکر سے نکل آیا اب بھی نہین مچلتا مین دیکھو رہا ہون کہ ہار و باغبان کو منع کر رہا ہے بڑی ذلت سے وہ لیے جاتا ہے بران خاموش باپ کی بات کا کیا جواب دے کوکب آئینہ مین حال دیکھ دیکھ کے ایسے ہی کلمات کہہ رہا ہے لو عمرو لشکر مین پہونچ گیا حیات کا جلوخانہ شہنشاہی قریب رہگیا سو قدم تک عمرو کا دوست جسوقت سامنے حیات کے اسی حال سے پہونچ جائیگا پھر مین عمرو کا دشمن ہون جواب صاف کہلا بھیجونگا کہ زبردستی افراسیاب مجھے دیگا تو جواب دونگا یہ کہہ دونگا کہ مین عمرو کا ساتھ نہین دیتا کوئی کلمہ ظالم نہین کہتا چپکا چلا جاتا ہے لیکن خواجہ عمرو جب اسی حال سے لشکر حیات مین پہونچے ساحر ہنس رہے ہین کہ دیکھئے والدنامدار نے حیرت کے کیا جال کیا جاگ بھی نہ سکا خواجہ عمرو نے جب دیکھا جلوخانہ قریب رہا تو کہا اے شہنشاہ نیرنگ مین کچھ عرض کرونگا اسطرح گڑگڑا کے کہا کہ نیرنگ کو رحم آگیا نیرنگ نے کہا خواجہ نگھراؤ ہم تمھاری صفائی کرادینگے اپنے مالک سے سفارش کرینگے جہانتک ہو سکیگا گذارش کرینگے دو کام کرنا ایک تو جاتے ہی قدمونپر گر پڑنا اسکو رحم آجائیگا دوسرے ساحری پرستی سے انکار نہ کرنا عمرو نے کہا اے شہزادے ایسا نہو وہ دیکھتے ہی قتل کر ڈالے اگر مجھکو غلامی مین قبول کرین سب سردار میرے قبضے مین ہین سبکو لاکر قدمون پر گرادونگا اسد شکارگاہ مین ہے اسکا سر لاکر حاضر کرونگا دیکھو بھائی اپنی جان ہے تو جہان ہے میان اسد مجھکو زندہ نکرینگے اپنی اپنی گور اپنے اپنے اعمال قبر مین کوئی ساتھ نہ جائیگا مین قدمونپر انکے کیا تمھارے گردن یہان سے تا کوہ عقیق فتح کرادونگا جو مین قتل ہو گیا میرے ننھے ننھے بچے تباہ ہو جائینگے بیبیان بہت ہین بھیک مانگتی پھرینگی میری پشت قبر سے نہ لگیگی نیرنگ نے کہا خواجہ نگھراؤ ہم تمھاری جان بچا لینگے عمرو نے جیب سے نکالکر ایک تختی الماس کی نیرنگ کو نذر دی کہا حضور میرے پاس مال بہت ہے جسوقت آپ مجھکو قدمون پر حیات کے گرادینگے اسقدر جواہر دونگا کہ دولت دنیا سے بے نیاز ہو جاؤ گے مجھے اسد سے محبت نہین ہے اپنی جان عزیز ہے اسطرح خواجہ روئے نیرنگ نے کہا مین دل سے سفارش کرونگا کئی گوہر بے بہا خواجہ نے نیرنگ کو دیئے نیرنگ نے خوشی خوشی لیلیے عمرو کو تسکین دی اسطرح کی باتین آپسمین ہوئین نیرنگ نے گلے سے لگالیا کہا خواجہ زندہ ہم تمھین نوکر بھی رکھوا دینگے

دینگے جان بھی بچالینگے عمرو نے کہا بھائی مین بڑے کام کا آدمی ہون ہفت اقلیم مین عملداری کرا دونگا
پیرا پیٹ بھر دین حیات جادو بادشاہی کرین تم عہدۂ سپہ سالاری پر بہا جین
بھی کوئی عہدہ سو پچاس روپیہ کے محاصل کا ملجائے اسد کا سر کاٹ کر دین چلکر حمزہ کو تسخیر کرین
تو فراغت ہوگئی تمام دنیا مین عملداری ہوئی حمزہ تو مجھکو اپنا دوست جانتا ہے مین جاتے ہی
سب کو سکھیا دونگا ایک ہی دن مین خاتمہ ہے اسطرحکی باتین کرتے ہوے جلوخانہ مین
پہونچے عمرو وہان ٹھہر گیا کہا بھائی نیرنگ مجھکو یکایک سامنے نہ لیجاؤ بادشاہون کے مزاج کا یہ طریقہ ہے
لگا ہے بسلامی برنجند دگا ہے بدشنامی خلعت دہند شاید غصے مین بیٹھے ہون مجھکو دیکھتے ہی کہین کہ
سر کاٹ لو تم سفارش کر دو تم بھی خفا ہون بادشاہون کے مزاج کا پتا نہین ملتا مین یہان ٹھہرا ہون
تم اندر جاکر عرض کرو عمرو حاضر ہے سامری و جمشید کو سجدہ کریگا آپ کی نوکری کا امیدوار
ہے مزاج انکا جب ٹھنڈا ہو تب مجھکو لیجاؤ مین جاتے ہی قدمون پر گردن آج ہی فتح
کرا دون نیرنگ نے کہا خواجہ بھاگ نہ جانا عمرو نے کہا مین بھگوڑا نہین ہون مردون نے جو کہا وہ
کیا اب میرے تمھارے معاملہ ہوگیا تم الیاس رست ملا ہفت اقلیم کی سلطنت کرینگے کہین بھاگ جائینگے
جب ہزار ملک دلوائینگے ایک شہر کی سلطنت تو لینگی نیرنگ نے کہا نہین خواجہ مین چہارم طے کر لونگا
عمرو نے کہا بس جائیے اب معاملہ ہوگیا نیرنگ نے خواجہ کا ہاتھ چھوڑا افراسیاب صرصر سے
کہہ رہا ہے آج کیا ہے کہ عمرو سیدھا آتا ہے سامری و جمشید کچھ تقدیر کرین عمرو عیل
لائے ان بڑے میان کی گردن دبائے ایک سحر کرکے بہت بلبلا رہا ہے صرصر کہتی ہے مجھے بھی
تعجب ہے حیات لاف و گزاف کر رہا ہے کہ نیرنگ سامنے آیا جھککر سلام کیا حیات نے
کہا اے نیرنگ عمرو کو کیا کیا نیرنگ نے دست بستہ عرض کی حضور عمرو مرد معقول ہے آج ہی
آپکی ہفت اقلیم مین عملداری کرا دیگا بڑا عقیل و فہیم و دانا ہے آپکو ہزارون دعائین دیتا ہے ایسا
رفیق کسکو ملتا ہے مین نے سب معاملہ طے کر لیا ہے ہفت اقلیم مین آپکی عملداری ہوگی حیات ہان ہان
کر رہا ہے وہان جلوخانے مین ہزارہا جادوگر جمع تھے جیسے ہی نیرنگ عمرو کو چھوڑکر اندر گیا مہرخ
و بہار و باغبان قدرت وغیرہ چالیس سردار ساتھ ہین قران و برق جانسوز و ضرغام بھی
حاضر ہین عمرو نے فوراً زنبیل سے اپنی بارگاہ دانیالی نکالی ساحرون نے دیکھا عمرو نے ایک چھتری سی

نکالی عمرو نے معجزہ طلب کیا کہا اسے بارگاہ بزرگون کی ایک چھوٹا سا خیمہ اشتاد ہو جاے بارگاہ درست
ہوگئی عمرو نے چالیسوں سرداراور اپنے عیار اندر کئے فوراً تخت نکالکر بچھایا تاج سر پر رکھا قباے قلمکار
زیب جسم کی زنبیل سے کنیزین نکالین عمرو نے پیر بڑھادئے وہ کنیزین بیٹھکر پانون دبانے لگین ساحران
حیات ہوکھڑے تھے انھون نے پکار کر کہا او عمرو یہ کیا کیا عمرو نے گالیان دینا شروع کین جادوگر
دوڑے کہ ٹانگ پکڑکے عمرو کو کھینچ لین جس جادوگر نے طناب پر ہاتھ رکھا وہ الٹا ٹنگ گیا عمرو نے
زنبیل سے دو چار گرگے نکالے وہ گرگے سونٹے ہاتھ مین لئے ہوے استاد استاد کہتے
ہوے نکلے عمرو نے کہا یہ سب غل مچاتے ہین مارو انکو ہماری نیند مین فرق آتا ہے گرگے سونٹے لیکر جھپٹے
جس کے سونٹا مارا سر پھٹ گیا کسی کا ہاتھ ٹوٹا کسی کا منھ ٹوٹا ہزارون جادوگر سحر کررہے ہین آگ برس
رہی ہے بارگاہ پر تاثیر نہین ہوتی شعلہ ہاے آتش انہین ساحرون کو جلارہے ہین ایک گرگے نے
دست بستہ عرض کی استاد اب کارخانے مین مومیائی نہین رہی تھوڑی بنالون خواجہ نے اشارہ
کیا اچھا بنالو بیٹا اس گرگے نے ایک موٹے جادوگر کو ٹانکا انگیٹھی آگ کی نکالی کمرے ایک بڑا سوا
نکالا جادوگر کے دماغ مین چھید کردیا ایک طرف انگیٹھی رکھی ایک طرف کاسہ چینی مین ٹپکا ٹپک
ٹپک سے گرنے لگا آگ کی حدت بھیجا ٹپکنے کی شدت وہ جادوگر چیخا عمرو نے کہا اسکی زبان
کاٹ لے ہمارا نسخہ خراب ہوتا ہے وہ گرگے تو حکم کے پابند ہین فوراً بڑھکے زبان کاٹ لی دو بھائی ٹکڑی
مین ایک کا نام سام جادو دوسرے کا ہام ہام جھپٹ کر بڑھا یہ کہتا ہوا کہ اس ساربان زادے کی ٹانگ
پکڑکے کھینچ لون گرگون کو مارون جیسے ہی جھپٹ کر قریب آیا بارگاہ سے مس ہوا دھم سے گرا گرگے
نے ٹانگ پکڑکے کھینچ لیا چھاتی پر چڑھ بیٹھا سام منتین کرنے لگا خواجہ خدا کیواسطے میرے بھائی کو
چھوڑدے عمرو نے کہا مین تو سوداگر ہون قیمت لگائیے اس نے کہا جو فرمایئے عمرو نے کہا
دو ہزار روپیہ منگائیے وہ دوڑکر دو توڑے کھینچتا ہوا لایا عمرو نے ایک گرگے سے کہا یہ دو توڑے لیلے
اسکے بھائی کو حوالے کر دو مگر گرگے سے اشارہ کیا زبان کاٹ لو کچھ تو نشانی رہے گرگے نے زبان کاٹ کے
ہام کو باہر پھینک دیا سام نے دیکھا لپٹ گیا کہا بھائی کچھ منھ سے بولو مین نے تمکو دو ہزار روپیہ دیکر بچایا
اس نے منھ کھولدیا سام نے دیکھا ہام کی زبان کٹی ہوئی ہے اس نے پکار کر کہا خواجہ یہ کیا کیا عمرو نے کہا
زبان رکھی ہے لیجاؤ چونہ دگڑے سے جوڑلو وہ لپٹے کو بڑھا گرگے نے اسکی بھی گردن لی سونٹا مارو سام کو بھی

سر سام ہوا قیامت برپا ہے گیر و دار مار مار گیر کی صدائین بلند ساحر ورد مند ہزارون کے لاتھے ہوکر تاک رہے ہین سیکڑون طناب پیچ لپیٹے ہوئے ہین حیات جادو نے جو یہ آوازین سنین کہا اسے نیرنگ یہ کیا ہوا ہام وسام تو میرے مصاحب تھے انکو کس نے مارا افراسیاب نے ہنسکر کہا شاید عمرو بگڑ گیا حیات نے کہا کیا بگڑ گیا جاکر جوتیان ماردون گا یہ کہکے تاج کج کرتا ہوا چلا یہان نیرنگ بھی ساتھ ہین حیات سے کہہ رہے ہین عمرو کی جان نہ لیجیے گا افراسیاب تو بڑی رازدان ہین ہنس ہنس کے فرماتے ہین پہلے اپنی جان تو بچاؤ نیرنگ کہتا ہی مین ابھی گردن لیتا ہون پردہ بارگاہ کا اوٹھا نیرنگ نے دیکھا خواجہ پاؤن پھیلائے ہوے تخت پر بیٹھے ہین فرخ و بہار وغیرہ کو کرسیان مکلل بجواہر دی ہین بااطمینان سب بیٹھے ہین مہتر قران بندہ نقاش ہوے پشت پر ٹہل رہے ہین میان برق تڑپ رہے ہین جانسوز مہتر و ضرغام بھی کاروبار مین مصروف ہین ایک کنیز خوش رو جو خواجہ کے پاؤن دبا رہی تھی عمرو نے ایک لات ماری کہ تخت کے نیچے گری اوسنے ہاتھ باندھکر کہا اوستاد مین نے کیا خطا کی عمرو نے کہا او بیحیا مہندی لگاکر ہمارے پاؤن دبانے آئی ہی رنگ حنا ہمارے پاؤن مین چبھتا ہے وہ کنیز روتی ہوئی ہنسی ہاتھون کو رگڑنے لگی کھال تک ہاتھ کی اوڑ گئی پھر آکے اپنے کام مین مصروف ہوئی نیرنگ نے جو یہ معرکہ دیکھا پکار کر آواز دی کیون بے ساربان زادے یہ کیا حرکت ناشائستہ ہے شہنشاہ ہمارے کھڑے ہین تو پاؤن پھیلائے بیٹھا ہے عمرو نے جھڑک کر کہا دور ہوا سقدر جوتیان ماروں گا کچھ دنون کو یاد رہے گے تمھاری مومیائی بنواؤن گا نسخہ میرا ناقص رہا جاتا ہی کمسن کی مومیائی خوب بنتی ہی کارخانے ہین اب باقی نہین رہی افراسیاب نے کہا ای نیرنگ ٹانگ پکڑ کے کھینچ لو نیرنگ دوڑا مثل شعلہ جوالہ جاپڑا جیسے ہی طناب سے مس ہوا اولٹا لٹک گیا بس ہوا گر گا سونٹا لیکر سر پر آیا عمرو نے کہا ہان اس کے گلے سے کنٹھا اوتار لے جتنے موتی دیے بیحیا نے کنٹھا بنا کے پہن لیا گرگے نے دو تین سونٹے چوتڑون پر مارے دہائی دینے لگا خواجہ مین تو غلام ہون عمرو نے کہا او بیحیا ہمارا جواہرات کیا کیا کہا سب حاضر ہے گرگے نے ہاتھ مڑوڑ کے سب جواہرات لے لیا خواجہ نے شمار کیا ایک نگینہ نہ تھا کہا اوس کے بدلے اسکی ناک کاٹ لو ایک گرگا استرا لیے کھڑا تھا حکم مین خواجہ کے تاخیر نہین ہوئی اوسنے بڑھکر فوراً ناک کاٹ لی دوسرے نے سونٹا مارا میان نیرنگ کا منہ بگڑ گیا عمرو نے اٹھکر گرگے کو دو کوڑے مارے گرگے نے کہا اُستاد مین نے کیا خطا کی کہا اسبے احمق

ننگ خاندان کو برہنہ کیا لباس خون آلودہ ہوگیا یہ کس حساب مین لکھا جائیگا تمھاری تنخواہ مین مجرا
ہوگا گرگے سے ٹکے روز کی ادائی مقرر ہوئی افراسیاب تو کھڑی ہنس رہا ہے بہت خوش ہین مشیران
سلطنت سے فرماتے ہین خواجہ عمرو نے کیا کار نمایان کیا وہ عیار طرار صاحبقران عالی وقار ہے صرف
مجھ سے ڈرتا ہے مین اُسکی قدر بھی کرتا ہون لاکھون کا اس نے نقصان کیا مین نے کچھ نہ کہا آج بڑی
میان کی خوب ٹانگ لی تیر رنگ کو قتل کر ڈالا اب وہ بارگاہ دانیالی مین بیٹھا ہے اوس کا کوئی کیا
کرسکتا ہے یہ بارگاہ بزرگون کی ہے اس پر سحر نہین تاثیر کرتا ہم سب حالات سے بخوبی آگاہ ہین غصّے مین
حیات جادو آستین چڑھا کے چلا حیرت جادو دوڑ کر کمر مین لپٹ گئی کہا بابا جان کہان جاتے ہو
حیات جادو نے کہا بیٹا مجھے چھوڑ دو میرا رفیق مارا گیا مین چھاتی پر چڑھ بیٹھون گا حیرت نے کہا
بابا جان اس بارگاہ پر سحر نہین تاثیر کرتا آپ کیا غضب کرتے ہین افراسیاب جادو کہتا ہے جاؤ بھی دو
اپنے بزرگون کا سحر تو دیکھو انھین بزرگون سے تعلیم پاتے ہین ملکہ حیرت سر پیٹنے لگی کہا آپ چاہتے ہین
میرے بابا جان کی مومیائی بنائی جائے یا وہ لگوڑا زنبیل کی سیر کرائے اس بارگاہ پر کسی مرتبہ اپنے سحر کیے تھے
کیا انجام ہوا حیات جادو نے جھلا کر کہا اے حیرت ہٹ جا مین قریب نجاؤنگا سحر کر کے پھونک دونگا
دیکھو تو شاربان زادہ کیسے پیر پھیلائے بیٹھا ہے خواجہ عمرو پکار رہے ہین او حیات آتا نہین یہ سنکر
حیات جھپٹتا ہے حیرت لپٹ جاتی ہے حیات نے کھڑے ہوکر خوب خوب سحر کیے آگ برسائی برف گرائی
برف کے پہاڑ بنگئے ہزارہا ملازمان افراسیاب ٹھنڈے ہوے لشکر مین صدائے فریاد والغیاث بلند
ہوئی افراسیاب نے کہا میرا لشکر تباہ ہوا جاتا ہے اب حیات سحر کر کے عاجز ہوا سامنے خواجہ عمرو کے کھڑے
ہوکر کہا اے شہنشاہ اوج عیاری آخر تم کیا چاہتے ہو عمرو نے کہا کہ تو کیسا بادشاہ جلیل ہے کسی
رئیس شریف کو اسی طرح بلاتے ہین اگر تو چاہتا ہے کہ ہمارے تیرے مشورہ ہو کلام اصلاح و غیر اصلاح
لیے جائین ہم اپنے عیارون کو بھیجتے ہین ایک بارگاہ زربفتی بہت قیمتی انکو دیجیے یہ موافق اپنے طریقے
کے استادہ کرینگے ہم اوس طرف سے بارگاہ مین آکر داخلہ کرین تم آکر استقبال کرو ہمارے لیے تخت برائے
سرداران دنگل کرسیان اطمینان سے بیٹھین گے جیسا تم سوال کروگے ویسا ہم جواب دین گے یہ
کیا طریقہ ہے کہ ایک شہدے کو بھیجدیا کہلا بھیجا کہ آؤ ہم بھی وہان سے چلے آئے مہمان اگر بگڑ گئے
تم سے جس طرح ہو سکے اُس طرح ہم کو لیجاؤ ہم تو با آبرو ہین شاہنشاہ ہماری آبرو کو خوب

جانتے ہین افراسیاب جواب دیتا ہے خواجہ سچ کہتے ہین باباجان نے قاعدے کے سراسر
خلاف کیا حیات جل رہا ہے اب دل مین سوچا کہ جب یہ بارگاہ مین آئیگا کلام کرتے کرتے
بات مین جھگڑا ڈالدونگا ساربان زادے کی گردن لونگا جو عمرو نے کہا حیات نے
قبول کیا ایک بارگاہ نہایت کلان عمدہ منگوا کر حاضر کی صفتر قران و جانسوز و ضرغام و
برق نکلے لاکر پہلوی بارگاہ افراسیاب مین سراچے سے سراچہ قنات سے ملا کر استاد کی اس طرف
پھاٹک رکھا اُس طرف نکلنے کا دروازہ حیات نے تخت بھی بچھوا دیا کرسیان بھی آراستہ
کرادین کہا خواجہ اس طرف سے آیئے مین بارگاہ مین استقبال کرونگا خواجہ اُٹھے بارگاہ دانیالی
کو نذر زنبیل کیا مہرخ و بہار وغیرہ چالیس سردار ساتھ تاج سر پر خلعت فاخرہ زیب جسم
اور حلقہ ہای کمند اصفہانے باصفا بازوون پر گلیم عیاری کاندھے پر پڑی ہوئی اس شان و شوکت
سے چلے حیات یہان اندر بارگاہ کے برای استقبال کھڑا ہے افراسیاب حیران دل مین کہتا ہے اب
پھر کیون آتا ہے یہان آنے کا بڑا دھوکا کھائیگا گرفتار کیا جائیگا سرما سے کہہ رہا ہے اس وقت عمرو نے مجھکو
بہت خوش کیا خوب اس مغرور کی گردن لی حیات کھڑا ہے کہ اس پھاٹک پر جب خواجہ نے داخل
کیا بسم اللہ بسم اللہ کی آواز آئی ہلڑ ہوا شہنشاہ اوج عیاری آتے ہین بارگاہ کے پھاٹک مین داخل
ہوا حیات بارگاہ مین منتظر کھڑا ہے دیکھا خواجہ عمرو بصد کر و فر لباس بادشاہی زیب جسم مہرخ و بہار
وغیرہ گروہ عیار بالباس عیاری سے آراستہ عقب مین خواجہ کے قدم بقدم بسم اللہ بسم اللہ کہتے ہوئے
آتے ہین حیات نے بڑھکر استقبال کیا ہاتھ ملایا کہا تشریف رکھئے خواجہ تخت پر بیٹھے گرد سرداران
مذکور عیار پلٹ کی بارگاہ مین چلے گئے ابھی کلام نہین ہونے پایا حیات حیران چہرے کو عمرو کے دیکھ
رہا ہے لیکن کوکب قصر مرأت مین بیٹھا ہوا جھلا رہا تھا بُران منتین کر رہی ہے کہ باباجان عمرو کی مدد کو
چلئے حیات نے گرفتار کرا لیا کوکب کہتا ہے وہ ساربان زادہ کیون جاتا ہے استقبال کا نام نہین لیتا کہتا ہے
اور لگنے کو دیکھتا ہے بُران نے دیکھا یکایک چہرہ کوکب کا سرخ ہوا دہاڑ مار کر اٹھ کھڑا ہوا بُران نے پوچھا باباجان
کیا ہوا کوکب نے کہا عمرو نے میرا دل خوش کیا دربار گاہ حیات پر جا کر بگڑ گیا حیات سے بارگاہ کی اپنے
قاعدے سے استاد کرا کے استقبال بھی کرایا ہزارون جادوگر باری کبھی گئے اپنے ملازمون کو آپ قتل
کیا اب غضب ہوا بارگاہ حیات مین جا کر بیٹھا ہے مناظرے کی نام سے ادھنے بلایا کچھ فتور کرے گا

اب مین براے مدد چلتا ہون بیابُران تم بھی چلو مین حیران تھا کہ عمرو یون سر جھکائے ہوے چلا آتا ہے
تو ب فساد برپا کیا یہ کہکر کوکب خوشی خوشی تخت پر سوار ہوا طرف بارگاہ افراسیاب کے چلا یہان
خواجہ عمرو بیٹھے ہین خوب نگاہ غور ناظرین اس مقام کو ملاحظہ فرمائین کل طلسم ہوشربا مین ایسی
شان و شوکت کی عیاری نہین ہوئی ایک عیاری تو حیرت نے بیمثل بے نظیر باغ زیورمحل نشین مین تحریر
کی ہے کہ شاہنشاہ جنات بنکر خواجہ عیاری کرتے ہین اس کا مثل پھر مصنف سے نہو سکا ویسا ہی مقام
خوش انجام شوکت و لیاقت کی عیاری کا یہ بھی ہے ابھی خواجہ سے کلام نہین ہونے پایا ہے
کہ ہرکارون نے افراسیاب کو خبر دی شہنشاہ کوکب و شنضمہ آتے ہین افراسیاب براے
استقبال چلا کہتا ہے کہ مین عمرو کا آیا ہوئے حیات نے کہا وہ چھوکرا ہے مین اسکو کیا سمجھتا ہون فرمایا
نے کہا اپنے گھر آتا ہے استقبال ضرور ہے یہ کہکر افراسیاب اٹھا کوکب کو استقبال کرکے بارگاہ
مین لایا دنگل معقول بیٹھنے کو ملا کوکب بھی آکر جلوہ فرما ہوے اب حیات جادو طرف خواجہ کے
متوجہ ہوا کہا کیون خواجہ تمنے طلسم ہوشربا مین بڑا فساد برپا کیا بہتر ہے کہ افراسیاب سے صلاح
کرو عمرو نے تیور بدلکر جواب دیا افراسیاب خراج دینا قبول کرے ہم چلے جائین حیات نے کہا تم
بڑی قیامت برپا کرو نگا کوئی سردار تمھارا مجھسے مقابلہ نکر سکیگا عمرو نے کہا اے حیات تمکو کس بات
پر ناز ہے اپنا کمال ظاہر کرو جواب معقول دونگا حیات نے کہا مین ساحر زبردست مصاحب شاہی
کاہن نجومی رمال صاحب شوکت و جلال عمرو نے کہا علم کہانت کو تم کیا جانو مین ستارہ شناس کامل
ہون کوئی حکم لگایئے کہین کی خبر مجھسے پوچھیے ابھی کمال ظاہر ہو جائے گا حیات نے کہا مین دس
ہزار کوس کا حال یہین بیٹھے بیٹھے بتا سکتا ہون یہ سنکر عمرو کو غصہ آیا چہرہ سرخ ہو گیا کہا اے حیات تو
ساحر ہے مین عامل ہون جنات دیوزاد میرے قبضے مین ہین ابھی حاضرات کرتا ہون تو خالی چشم لگنگر
مین آنکھون سے دکھا دونگا لیکن کوکب دیکھ رہا ہے خواجہ تو تخت پر جلوہ فرما ہین جو بی بارگاہ
استادہ کرائی ہے اوسکے دروازے پر بیٹھے ہین قران و برق وغیرہ اندر بارگاہ کے ہین کچھ کھڑکھڑی کی
آواز اندر بارگاہ سے آتی ہے جیسے گھوڑے دوڑتے ہین یا اندر بارگاہ کے پلٹنین رسالے جم رہے ہین
کوکب حیران ہے کہ یہ کیا معرکہ ہے صرف چار عیار اندر بارگاہ کے گئے کڑاکے کی ہم مرکب کی آواز
آتی ہے کبھی کچھ باجا بجتا ہے جب عمرو نے حیات سے یہ کہا کہ مین صورت دکھا سکتا ہون حیات

نے کہا باتون سے کیا فائدہ کچھ سوال کیجئے مین بزور کہانت جواب دون عمرو نے کہا جتلایئے خداوند
لقا اور صاحبقران کیا کر رہے ہین حیات نے اونگلیون پر شمار کرکے جواب دیا کہ از روی ستارہ شناسی
صاف ثابت ہوتا ہی کہ صاحبقران اپنی بارگاہ مین خداوند لقا اپنی بارگاہ مین ہین کچھ جھگڑا فساد
نہین ہے عمرو نے اونگلیون پر شمار کرکے کہا تم جھوٹے ہو سراسر یہ حکم غلط ہے صاحبقران سے اور
لشکر لقا سے مقابلہ ہو رہا ہے لقا نے شکست فاش کھائی بھاگا ہوا طرف طلسم ہوشربا کی
آتا ہے صاحبقران تعاقب مین ہین لاکھون پرستاران لقا مارے گئے حیات نے یہ خیال کیا
کہا خواجہ صاحب یہ بات تو نہین ہو لڑائی کا ذکر بھی نہین یہ سنکر خواجہ کو غصہ آیا زبردستی انکھین
جوش و خروش مین آیئن کہا کیون او حیلت ہمارے حکم کو غلط تو جانتا ہے انکھون سے دکھلا دون
عمل حاضرات پڑھون حیات نے کہا خواجہ باتون مین کیا ڈراتے ہو سراسر خلاف حکم لگاتی ہو یہ سنکر
عمرو اور زیادہ بگڑا قلم اوٹھاکر سرخ کاغذ پر ایک نقش کھینچا خانے ہندسون سے معمور کیے کہا او حیات
انکھون سے دکھا دون پردہ غفلت اٹھا دون کوکب نے دیکھا حقیقت مین آج تو خواجہ عمرو کا اور رنگ
ہے ہر نقش کھینچتے ہی اور نقشہ ہوا چہرے سے رعب و دبدبہ حیات کی منھ سے اتنا نکلا کہ کوئی کمال
دکھایئے پس عمرو نے وہ نقش سرخ ہاتھ کے نیچے دبایا اور پکار کر آواز دی یا جبار و یا قہار نعرے
سے عمرو کے زمین تھرائی تین نعرے عمرو نے ایسے کیے کہ حیات گھبرا گیا نعرے کرکے عمرو اپنے
مقام سے اوٹھا آواز دی ارے کیون اے شہنشاہ جنات اس مغرور کو سامان
آمد لقا نہ دکھلائیگا بارہ برس کا میرا ریاض ضائع جائیگا یہ کہکر پھر چیخ ماری یکایک اندر بارگاہ کے
جو خواجہ نے ایستادہ کرائی ہے کڑکے کی صدا بلند ہوئی پردہ اوٹھا سب نے دیکھا خداوند زمرد شاہ
باختری بڑے گینڈے پر سوار دریاے خون مین نہایا ہوا تاج یاقوتی سر پر تیغ دو سوسن کا ہاتھ
مین کھنچا ہوا گینڈے کو بھگا کر اس بارگاہ عیاران سے نکلا وسط بارگاہ افراسیاب مین زمرد شاہ
باختری گینڈے کو اڑا کر پہونچا ہے کہ یکایک زمین تھرائی نعرہ صاحبقران کی آواز آئی اب
تو سب کھڑے ہو گئے خداوند خداوند کرنے لگے لقا گھبرایا ہوا ہی اتنا منھ سے نکلا ہزدکار سے
یہ کسکی بارگاہ ہے پردہ بارگاہ زربفتی کا اوٹھا سب نے دیکھا آفتاب آسمان عربستان زلزلہ قاف
ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان پشت مرکب اشقر دیوزاد پر سوار مرکب

سر چشمی زیر ران تیغہ عقرب سلیمانی کھینچا ہوا گرد و غبار مین اٹے ہوے لتھے خون کے زرہ پر سجے
ہوی نعرہ کر کے بارگاہ سے نکلے نعرہ میر

سمند دل بہ پیشم فراری شدہ
سلیمان کو چک لقب شد لقا

ستم اختر برج عز و جلال
ہم عفریت از تیغم عاری شدہ
ہمہ شہر آباد و اسلام شد

منم ماہتاب سپہر کمال
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف
کہ صاحبقران در جہان نام شد

او لقا کہان جاتا ہی مین آپہونچا سات دن سے تعاقب مین ہون اب کیونکر بچیگا تمام اہالیان دربار کھڑے ہوگئے ہاتھ پانون مین ہر ایک کے رعشہ صاحبقران مرکب بڑھا کر قریب لقا پہونچے لقا کا وہی طور وہی قد و قامت تیغہ باڑھ دار لنگر دار پلٹ کے صاحبقران پر ہاتھ مارا صاحبقران نے گھوڑا بڑھایا تیغۂ عقرب سلیمانی پر تلوار کو لقا کی لگا نتھا جیسے ہی لقا ہاتھ مار کر پلٹا صاحبقران نے خبردار خبردار کہکر ہاتھ تیغہ عقرب کا مارا تیغہ برق تاب چمک کر گرا لقا نے سپر فولادی اٹھائی سپر کے دو ٹکڑے ہوے لقا نے داستانہ مارا تیغہ جھپنا کر گینڈے کی گردن پر پڑا گینڈے کی گردن قلم ہوئی لقا گینڈے سے گرا صاحبقران بھی برابر کود پڑے لقا تلوار پھینک کر لپٹ گیا صاحبقران نے گردن پر ہاتھ رکھکر ایک مارا کہ لقا کا سر زمین سے لگگیا دونون گھٹنے لقا کے آشنا زمین ہوے صد ہا دنگل ٹھوکرون مین گرے قالین کے ٹکڑے اڑ گئے صاحبقران نے دست حق پرست بڑھا کر کمر زنجیر مین لقا کی ڈالدیا دہ نعرہ کیا کہ زمین تھرا گئی فرد یکے نعرہ زد میر منزل مصاف ۔ کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف ۔ پہلے زور مین تا بہ گھٹنہ دوسرے زور مین تا بسینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا لقا کو چرخ دیا لقا مثل طاؤس آتشبازی کے چرخ کھانے لگا تاج سر کہین ہاتھ کے داستانے کہین پانون کی موزے کہین چرخ دیتے ہوے اب پلٹے اشقر کھڑا ہوا ہی صحیح پھر رہا ہے اب صاحبقران پلٹے عمرو نے سلام کیا صاحبقران نے کہا خواجہ یہان کہان آئے عمرو نے کہا آقا فریاد اس بڈھے نے مجھکو بلایا ہے مجھپر دباؤ ڈالتا ہے صاحبقران کے بائین ہاتھ پر لقا چڑھا ہوا ہی داہنے ہاتھ مین تیغہ عقرب سلیمانی قریب حیات کا اسم اعظم پڑھتے ہوے تشریف لائے کہا کیون او ساحر تو کون ہی جو میرے عیار پر دباؤ ڈالتا ہی اگر دعوی ساحری ہی تو سحر پڑھ تمھارے خداوند کو لیے جاتا ہون اس رعب و دبدبے سے صاحبقران نے یہ کلمہ فرمایا ہے کہ حیات جادو تھرا گیا گھبرا کر کہا حضور مین نے تو برائے مناظرہ عمرو کو بلایا ہے مین دباؤ ڈالتا کلام مصالحہ

چاہے مانین چاہے نہ مانین صاحبقران نے کوکب پر تیور ڈالے کہا یہ کون ہے ہاتھ
ایک ماردون کہ اسکے دو ٹکڑے ہو جائین کوکب نے تھرا کر کہا مجھے حضور نے نہین پہچانا مین کوکب
آپکا طرفدار ہون حیرت کو امیر با توقیر نے گھڑکا کہ یہ عورت کون ہے حیرت دہشت سے گر پڑی کانپنے لگی
کہا حضور مجھسے کیا مطلب امیر بقہر و غضب تمام طرف افراسیاب خانہ خراب کے پلٹے کہا خواجہ یہ کون
ہے عمرو نے کہا حضور یہی افراسیاب جادو ہے صاحبقران نے کہا کیون رے تو میرے عیار
سے سرکشی کرتا ہے سحر کر مین اسم اعظم پڑھون تیرا کمال دیکھون ایک ہاتھ مارون کہ دو ٹکڑے ہون
نہین تو مسلمان ہو کلمہ پڑھو افراسیاب نے تھرا کر کہا اے شہریار مین اپنے وزیرون سے پوچھ کے
جواب دونگا مین تو عمرو سے نہین لڑتا مین تو خواجہ کا قدردان ہون میان حیات صاحب تلتے
ہین امیر پھر طرف حیات کے پلٹے ابروے خمدار ہل رہے ہین تیغہ خون آلود ہاتھ مین جرأت
بات بات مین اسم اعظم بھی باآواز بلند پڑھ رہے ہین فرمایا اے گبر جلد مسلمان ہو دیکھ
لقا کو لیئے جاتا ہون تو روکتا نہین کیسا لقا پرست ہے حیات نے کہا اے شہریار مین یہانکا
رہنے والا نہین ہون مین تو چاہتا ہون کہ لڑائی نہو مصالحہ ہو جائے مین نے تو آپکے عیار کو نہین
ستایا صاحبقران نے فرمایا خواجہ یہ تو سب انکار کرتے ہین چلو اپنے لشکر مین چلو جسکو روکنا ہوگا
روک لیگا عمرو نے پکار کر کہا میان حیات مین جاتا ہون حیات نے پکار کر کہا خواجہ بسم اللہ
بسم اللہ ہمارے تمہارے فساد کا ہیکا اپنے آقا کے ساتھ جایئے آگے آگے صاحبقران
پشت اشقر پر لقا دست حق پرست پر چڑھا ہوا عقب مین عمرو رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے تمام
سوار صاحبقران کو گھیرے ہوے اُسی بارگاہ مین چلے گئے پردہ پڑ گیا بعد جانے صاحبقران
کے افراسیاب کے ہوش درست ہوے صرصر تو شوکت صاحبقران کو دیکھکر بیہوش
پڑی ہے اب افراسیاب نے کہا یارو یہ کیا غضب ہوا حمزہ سہا کی ناک کاٹ لیگیا جاگتی جوت کے
خداوند کو ہمارے سامنے گرفتار کیا قدرت کا تڑپنا پھڑکنا حمزہ کے سامنے کچھ نہو سکا اے
مہر ماہ و ابرق دو لاکھ فوج لیکر پھاٹک پر جاؤ قدرت کو ہاتھ سے حمزہ کے چھڑاؤ عمرو وغیرہ
کی مشکین باندھ لو یارو ایسا خوف غالب ہوا حمزہ اس رعب و دبدبے سے آیا کہ جی چھوٹ گیا
سوائے اچھا اچھا کے کچھ جواب نہ دے سکے سرماہ و ابرق دو لاکھ فوج لیکر سامنے پھاٹک کے

کھڑے ہوے عرصہ گذر گیا کوئی بارگاہ سے نہ نکلا تب افراسیاب نے ایک رسالدار سے کہا بارگاہ مین
گھس جاؤ رسالدار صاحب تیغہ تولتے ہوے چلے پہلے سے پردہ اوٹھایا دھم سے گر پڑے پیچھے بھاگے
افراسیاب نے کہا خیر تو ہے رسالدار نے کہا شیر منھ پھیلائے ہوے بیٹھا ہے شہنشاہ بڑی خیر ہوئی
مجھکو دیکھکر چلا تھا مین نے تلوار چمکائی جب وہ رکا اب جو قریب بارگاہ کے جاتا ہی تھرّاتا ہوا پلٹ آتا
ہے کوئی کہتا ہے اژدہا بیٹھا ہو کوئی کہتا ہے شیر ڈکارین لے رہا ہے آخر افراسیاب سحر کرتا ہوا بڑھا پردہ
اوٹھا کر دیکھا فی الحقیقت بیچ بارگاہ مین ایک شیر منھ پھیلائے ہوے بیٹھا ہے ایک طرف ایک اژدہا
منھ سے شعلہ آتشین چھوڑ رہا ہے افراسیاب نے کھڑے ہوکر خوب سحر کئے اژدہے کو کیلا شیر کا
منھ بند کیا صرصر جو وہان آکر پہونچی دور سے دیکھکر اوسنے کہا اے شاہنشاہ آپ کسکا منھ کیلتے
ہین کیون سحر کر رہے ہین یہ شیر اور اژدہا مقوی کا ہی یہ کہکر دوڑی شیر پر ڈھیلا مارا حقیقت مین
کاغذ تھا پھٹ گیا اب تو سب اندر آئے دیکھا بارگاہ مین سناٹا پڑا ہے کاغذ کی بنی ہوئی بہت سی
تصویرین پڑی ہین افراسیاب حیران ہو گیا صرصر سے کہا جاکر بارگاہ مین عمرو کی خبر کو لا صاحبقران
آئے ہین نذرین ہونگی اب حمزہ سے مقابلہ پڑیگا وہ اسم اعظم پڑھکر لڑے گا سات دن مین حمزہ
طلسم ہوشربا مین پہونچ گیا قدرت شکست کھا کر آئے کسی وقائع نگار نے پرچہ بھی نہ لکھا صرصر
واسطے خبر کے چلی کوکب و بران بھی جاتے ہین کوکب بران سے کہہ رہا ہے ماشاء اللہ صاحبقران
کیا صاحب طاقت ہین اتنے بڑے دیو کو کس لطف سے اوٹھایا گینڈے کو مارا اب صاحب قران
کا ساتھ دینگے بڑے بڑے معرکے پڑینگے یہ سوچتے ہوے کوکب بارگاہ مرصع مین آئے دیکھا خواجہ
بیٹھے ہین مہتر قران دریاے خون مین نہایا ہوا لباس بدل رہا ہے سبکو خلعت ملے صاحبقران
کا کہین نشان بھی نہین صرصر بشکل کنیز دیکھ رہی ہے کوکب نے گھبرا کر پوچھا خواجہ صاحب قران
کہان ہین عمرو نے ہنسکر کہا اے کوکب صاحبقران کیسے یہ بھی ایک عیاری تھی میرا جان بخش
قوت بازو مہتر قران خوشخو صاحبقران بنکر آیا ایک بڑے جوان کوہی کو دم دیکر لقا بنایا ہر کس و ناکس
کا یہ کام نہ تھا یہ نذر کردۂ بزرگان ہی اس عیاری کو اسی نے پورا کیا مین جانتا تھا بعد میرے آپکے
افراسیاب بارگاہ کو گھیریگا سبکو زنبیل مین رکھکر گلیم اوڑھ لی چلا آیا جب قران نے ڈانٹا تم بھی
تو کانپ رہے تھے کوکب نے کہا خواجہ مجھے خوف تھا کہ روح جسم سے نہ نکل جاے یہ دبدبہ و سطوت

یہ زور و جرات کیونکر ہوش پراگندہ ہوں دیکھیے آخرا فراسیاب و حیات نے کیا جواب دیا کیسکے ہوش درست نہ تھے مگر خواجہ کیا بات ہی عیاری نہیں کرامات ہے یہ خبر صرصر لیکر بھاگی دربار میں حیات کے آئی تمام کیفیت بیان کی کہا حضور دیکھیے کس لطف سے اپنے کو بچا لے گیا سبکو ذلت دیگیا حیات نے جو یہ معاملہ سُنا افراسیاب تو بہت ہنس رہا ہی کہتا ہی مین نے تو پہچانا تھا دل مین یہ خیال تھا کہ بابا جان مصاحب جامری ہین کچھ فرمائینگے کہتے تھو کہ عیارون کی کیا حقیقت ہی اب حقیقت ظاہر ہوئی یہ مابدولت کا کلیجہ ہے کہ ان بلاؤن کو ٹالتے ہین عمرو ایسے ظالم سے مقابلہ کیا کیا قیامتین برپا کی ہین حیات نے غصے مین جواب دیا تو میری ذلت چاہتا تھا نہین نہین کہکر افراسیاب نے سر جھکا لیا مگر حیرت سے اشارے کر رہا ہی عمرو نے خوب بڈھے کی گردن لی حیرت جھلا رہی ہی حیات نے کہا میدان کارزار مین کوئی کیا کر سکیگا ایک سحر مین سب کو پھونک دونگا لی بہار نے بڑے زور باندھے ہین دیکھو تو انکا کیا حال کرتا ہون یہ کہکر حیات نے طبل جنگی بجوایا ہرکارے لشکر اسلام کے خبرین لیکر بھاگے بارگاہ ملکہ مہرخ سحر چشم مین آئے ہاتھ اٹھا کر دعا دی نظم

ای گلبن باغ آرزوے بیدل	سرسبز ریاض عیش و عشرت باشی	یارب سیراب جاہ و حشمت باشی
شہریار عالم عمر دراز رہو حضرت نے آپکی عیاری کی خبر سیو بچالی		ہر جا باشی بہار قدرت باشی

حیات نے طبل جنگی بجوایا کل میدان مین مقابلہ کریگا بہت بھلا ہوا ہی کوکب تو یران کو انسی وقت لیکر چلے گئے یہ کہہ گئے کہ بر وقت لشکر کشی حاضر ہونگا ملکہ مہ جبین نے باشارۂ خواجہ عمرو حکم دیا یہان بھی طبل جنگی بجا چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا دونون لشکر بطور قدیم میدان کارزار مین آئے صفوف قتال و جدال آراستہ ہوے نقیب نقابت کر کے ہٹے حیات بقہر و غضب میدان کارزار مین آیا بہار کو جو دیکھا کہ پھولون مین لدی ہوئی کھڑی ہی گرد کنیزان سہی قد گلعذار ماہ رخسار سیمتن غنچہ دہن گھیرے کھڑی ہین بہار کا لشکر بھی بہار پر ہے پکار کر آواز دی اے مہرخ لی بہار کو ہمارے مقابلے مین بھیج اگر اپنی خیر چاہتی ہو تو سار بان زادے کی مشکین باندھکر بھیجدو مین سزا دونگا قتل نکرونگا یہ سنتے ہی غازیون نے آواز دی او بڈھا کیا بکتا ہے تیری بارگاہ مین بیٹھے رہے تو نے کیا کر لیا آخر کو ہاتھ باندھنے لگا پھر اُن بزرگون کا نام لیتا ہی حیات بہت جھلایا فوج بھی تو ساتھ لیکر آیا ہے سات لاکھ ساحر بڑے جادو گر برے جمائے ہوے کھڑے ہین

بجواب جو لشکر اسلام سے ملابست رکھتا بطور مغلوبہ لشکر ظفر اختر پر جا پڑا ادھر ملکہ مہرخ و بہار و معمار
و جہاندار وغیرہ نے قیامتین برپا کین ملحوظ خاطر سامعین رہے کہ افراسیاب کو تو حیات
کا لڑنا ناگوار تھا حیرت سے یہی کہکر چلا گیا کہ اپنے والد کو منع کرد ٹھنڈے ٹھنڈے اپنے گھر چلے جائین ما بدولت
اب لشکر کشی کر کے طرف طلسم نور افشان کے جائینگے چالیس کاہنون نے حکم لگایا ہے یہین جاکر قلعہ سیاہ
فتح کرونگا افراسیاب لشکر مین نہین ہے حیرت بھی جا پڑی دونون لشکر تل گئے سحر ہونے لگے
بہار نے ایسے ایسے گلدستے مارے مبہوت ہوکر ہزارہا نے لگے اینٹ کاٹ ڈالے معمار و جہاندار نے
بر جہائے سحر بنائے خوب توپ چلی حیات اس سحر کو دفع کرتا ہو معمار کو زخمی کیا لیکن رجی چھوٹ گئے
برق لامع نے تڑپ تڑپ کے تھوکر دیا جس پر سحر کیا اسکو زخمی کیا پشت و پہلو سے خوب ہوشیار
لڑ رہی ہے سرخ موے کاکل کشا و ہلال سحر افگن و خورشید زرین سحر و شکیل وغیرہ یہ سب زخمی
ہوے استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہے کہ تین پہر حیات لڑا جب اسنے دیکھا کہ اس لڑائی کا
فتح ہونا دشوار ہے ایک ایک سردار اسلام بروزگار ہے جانباز و سرفروش ایک ایک کو جرات کا جوش تق بھی
زخمی ہوا عین گرمی جنگ مین حیات لڑ رہا ہے ایک نخل کے سایے مین کھڑے ہوکر سحر کرنے لگا
بڑے بڑے لوگ اسکے ہاتھ سے مارے گئے قیامتین برپا کر رہا ہو باغبان سحر کرتا ہوا آیا اسنے باغبان
کو زخمی کیا تلوار پکڑ کے چلا کہ باغبان کا سر کاٹ لون پہلو سے آواز آئی شہنشاہ جانے نہ پائے
یہ سردار سر کردہ لشکر اسلام ہے حیات نے پلٹ کے دیکھا ملکہ یاقوت جادو حیرت کی وزیرزادی
پہلو مین کھڑی ہے تعریفین کرتی ہے حیات نے کہا ای یاقوت یہ سب سردار رکن طلسم ہوش ربا
ہین سحر و ساحری مین یکتا ہین انکا قتل ہونا دشوار ہے یاقوت نے کہا دیکھیے شہنشاہ کبھی آ گئے
وہ لکہ ابر ہفت رنگ نمایان ہوا حیات اسطرف پلٹا یاقوت نقلی نے حلقہ ہاے کمند مارے نعرہ
کیا منم مہر سپہر عیاری حیات ارے کہکر پلٹا عمرو نے حباب مارا حیات لڑکھڑا کے گرا عمرو نے
چاہا گرفتار کر لون زمین سے ایک پتلہ پیدا ہوا ہان ہان کرتا ہوا طرف عمرو کے جھپٹا عمرو کمند چھوڑ کر
بھاگا پتلے نے حیات کو ہوشیار کیا اب حیات گھبرا گیا سحر کر کے کوڑا کا تخت ملکہ مہ جبین قلب فوج
مین تھا گرد ساحر گھیرے ہوے اس غول مین جا کر دو چار گولے مارے ساحر ہٹے بس اسنے ملکہ
مہ جبین کو اٹھا لیا ساحرون کے حوالے کیا سردارون نے بلوہ کیا کہ مہ جبین کو رہا کرلین حیات

نے جھکر دو چار سحر کیے کہ زمین ہلادی مہرخ وبہار وغیرہ سب زخمی ہوئین کہ آسمان پر برق چمکی سب نے دیکھا شہنشاہ لاچین خوش آئین عقاب بلند پرواز پر سوار کچھ سردار اپنے جابجا بٹھائے رہا کیے ہوئے اُن سبکو ساتھ لیے اُسی وقت آکر پہونچے حیات کی بدعت دیکھکر عقاب بڑھایا نعرہ کرکے للکارا نعرۂ شہنشاہ لاچین شہنشاہ لاچین فرخ سیر منم ساحر نامی ہو حیات مقابل چلے لگا حربہ ہاے حیات کو لاچین دفع کرکے تیغہ کھینچکر جا پڑا حیات نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے لاچین نے خالی دیکر ہاتھ مارا کر سر حیات کا زخمی ہوا حیات سامنے سے لاچین کے بھاگا یہ لاچین کو خبر نہ تھی کہ ملکہ مہ جبین گرفتار ہو چکی ہین یہ اسکے لشکر پر جا پڑے حیرت کو زخمی کیا حیات نے جو تخت معلق پالی مہ جبین کو تخت پر ڈال لیا ساحرون کو آواز دی یارو طرف صحراے نگارین کے چلو وہان قلعہ ہفت رنگ تیار کرونگا جسکو ملکہ مہ جبین کا پاس ہوگا وہ خود رہا کرنے آئیگا اور ناگہانی مین پھنسیگا وہان مجھکو کوئی قتل بھی نکر سکیگا حیرت سے پلٹکر کہا جب مین تم کو نامہ لکھونگا بہت اہتمام سے آنا سب سرداروں کو آنے کے قتل کرنا مہ جبین کی محبت مین سب آئینگے دام سحر نیرنگ مین پھنسینگے وہان مجھکو کوئی قتل نکر سکیگا مین اپنی جان کی بھی حفاظت کرلونگا یہ کہتا ہوا حیات فوج باقیماندہ کو لیکر طرف صحرا کے نکل گیا لاچین نے اس خیال سے پیچھا نکیا کہ حال گرفتاری مہ جبین معلوم نہ تھا ملکہ حیرت نے طبل بازگشت بجوایا اپنی فوج کو لیکر پلٹی ملکہ مہرخ جب بارگاہ مین داخل ہوئین دلارام وزیر زادی نے بڑھکر خبر دی حضور بڑا غضب ہوا فوج کی شکست ہوئی مہ جبین کو حیات لیگیا اب تو بہار و لاچین وغیرہ کو بڑا قلق ہوا آخر ہر کارے وغیرہ روانہ کیے کہ حیات جہان ٹھہرے ہمکو خبر دینا لشکر گشتی کرینگے اسد بھی شکارگاہ سے واپس آئے حال گرفتاری مہ جبین سنکر بہت بیقرار ہوے برق وغیرہ کو حکم دیا مقام قید مہ جبین تلاش کرو سردار براے رہائی مہ جبین جائین حیات نے جاکر قریب صحراے نگارین ایک قلعہ تیار کیا جو کچھ سامان کیے اسکا حال تحریر ہوگا مہ جبین کو اس قلعہ مین قید کیا ایک نامہ لکھکر ایک ساحر کو دیا کہ نامہ بارگاہ مین مہرخ کی پھینک آؤ مضمون اسکا یہ تھا کہ اے مہرخ وغیرہ اگر دعوی سحر و ساحری ہے اس قلعہ پر آؤ تمھاری بادشاہ کو ہمنے قید کیا عمرو کو بھیجو کہ آکر عیاری کرے یہ نامہ جو بارگاہ مہرخ مین پہونچا شور گریہ و زاری بلند ہوا اسد نامدار تلوار ٹیک کر اٹھے کہ مین خود جاؤنگا بہار اٹھکر قدمون سے لپٹ گئی عرض کی کنیز جاکر بچا کو تکے

پہنچوا دیگی آپکے اقبال سے مہ جبین کو رہا کر کے لائیگی یہ کہکر بہار نے قصد کیا خواجہ نے کہا اس مہم پر ابھی تم دست انداز ہو مین خبر مفصل منگوالون تب فوجین روانہ ہونگی کوئی تو اسے تدبیر معقول کی ہے کہ جو یون طلب کرتا ہے یہ کہکر خواجہ عمرو نے چند ساحرونکو واسطے خبر کے روانہ کیا اُنکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا

ذکر داستان حیرت بیان افراسیاب جادو کا جانا طرف طلسم نور افشان کے بہ ہدایت نجومیان بہ فکر فتح قلعہ سیاہ و حالات جنگ کوکب و افراسیاب و عیاری ہائے عمرو و آمد آتشبار بیابان نشین و نیرنگت مصور و عشق منقار آتش ریز از مخمور و گرفتاری مخمور و ذکر آمد چالاک کہ بصورت شہنشاہ نیلم مع لشکر آتا ہے و ذکر نور الدہر و کیفیت جنگ میمون ابلیس پرست و روانگی نور الدہر مع مخمور سمت طلسم ہوش ربا و دیگر حالات متعلق داستان ہذا عجب داستان سحر عنوان ہے

ساقی نامہ مصنف

ادھٹا ساقیا ماہ رخ سے نقاب / کہ طالع ہوا جام مین آفتاب
قمر دورۂ غم سے فرصت نہین / اگر رخ مین رنگ محبت نہین
ہے ساقی حور وش مہ لقا / کوئی جام اپنی خوشی سے پلا
نہت دل زمانے سے اب تنگ ہے / کہ بھائی کو بھائی سے الفت نہین
ہوئی مہر الفت تو اب کیمیا / زمانے کی بدعت نے کشتہ کیا
کہ دنیا کا بڑھتا چلا انقلاب / نہ عاشق کو معشوق کا پاس ہے
گلستان دنیا کی کیا سیر ہے / کہ آغاز و انجام مین خیر ہے

تقاضائے مہر و محبت نہین
تمہین اپنے عاشق سے فرصت نہین
کہ باغ جہان خوب نیرنگ ہے
کسی دل مین رنگ محبت نہین
نہ کیون صورت زلف ہو پیچ و تاب
کسے زندگی سے نہین یاس ہے

غزل موافق مضمون مقام ہذا

رہین جو وہ نامہ بر کا جواب ملتا ہے
جگر جو سوختہ تو لطف کباب ملتا ہے
گدا ہو شاہ سرفراز کیا نہین کرتی
ہمین تو صاف ابھی تک جواب ملتا ہے
دونین کب سے بہم لطف آشنائی کا
عجیب کچھ مزۂ اضطراب ملتا ہے

جسے وہان سے ہمیشہ خطاب ملتا ہے
انیس لطف کا مدفن نہ کیون ہو حسرتنا
حضور ذرہ نسے بھی آفتاب ملتا ہے
وہ اس کی شکل سے بیزار ہے جدائی مین
حباب سے بہ تکلف حباب ملتا ہے
اُسیکا جلوہ ہے آنکھونکی سات پردہ نشین

لہو ہو دل تو سر در شراب ملتا ہے
کہ قید یونکو مکان خراب ملتا ہے
کدورت اُنکی ہے انکار وصل سے ظاہر
خیال یار سے کیون آکے خواب ملتا ہے
نمک چھڑک کے مرے زخم پر تو اے قاتل
کہان کہان صنم بیحجاب ملتا ہے

مجھ انتہا نہیں مرے زرات میں جو کھائینگی
کہ روگ جان کو دلکو عذاب ملتا ہی
زمین فتنی ہے راحت جو بعد مرگ جلال

ہمیشہ رزق یہان بحساب ملتا ہی
لے وہ غیرت یوسف کہین تجھے پوچھین ہم
یہ لطف دوستی بوتراب ملتا ہے

خدا کبھی مرض عشق آدمی کو نہ دے
لگا ہوا ابھی کسیکو شباب ملتا ہی

چہرہ سر فروشان بازار امتحان و خریداران جنس بے بہائے داستان حالات جلالت آیات جنگ سحر سامری کو یون تحریر فرماتے ہین شعر صنعت ترنم سرایان شیرین سخن ٭ منور چنین کردہ این انجمن ٭ معاملات حیات سے پلٹ کر افراسیاب باغ سیب مین آیا تین لاکھ فوج ساتھ لیکر طرف طلسم نور افشان کے روانہ ہوا اس ارادے سے کہ جاکر اس قصر سیاہ کو فتح کرون اور آتشبار بیابان نشین کو بافوج فلاد برای مقابلہ مہرخ وغیرہ روانہ کیا تھا جب یہان سے چبین لشکر سے غائب ہوئین خواجہ عمرو تلاش حیات مین نکلے ایک پہاڑ پر چڑھکر دیکھا لشکر بیحساب اترا ہوا ہے فقیر بنکر دریافت کیا معلوم ہوا کہ آتشبار برائے مقابلہ مہرخ جاتا ہو رنگ و روغن عیاری کا لگاکر بصورت صرصر شمشیرزن لشکر مین آئے آتشبار کو خبر پہونچی کہ ملکہ صرصر آئی ہین خود باہر نکل آیا دیکھا سامنے سے صرصر مثل باد صرصر اڑی ہوئی آتی ہے آتشبار نے دیکھا عیارہ چست و چالاک بیباک بقول شاعر شعر کہ لڑکے ٭ بجون کے بھل یہ جلنا نہ کیونکہ کشتہ ہون اس ادا کا ٭ سجا سجا یا کھچا کھچا یا یہ چھب تو دیکھو غضب خدا کا آتشبار ترکیب صرصر دیکھکر بیقرار ہوگیا صرصر نے نامۂ افراسیاب دیا مضمون یہ تھا کہ ای آتشبار جلد اپنے کو مقابلۂ مہرخ مین پونہچا والیسا نہو کہ وہ لوگ طرف دریائے نیل کے کوچ کرین روکنا واجب و لازم ہے جب آتشبار نامہ پڑھ چکا صرصر نے کہا ادیو فاجاتے ہین بیٹھے بیٹھے سودائے محبت خرید کے چلے آتشبار سمجھا مجھپر مائل ہوئی کہا ملکہ آج کی شب ہماری بارگاہ مین تشریف رکھو ہم تم ساتھ طرف لشکر مہرخ کے چلینگے صرصر نے جواب دیا تیرے تیور مجھکو بد معلوم ہوتے ہین بادشاہ ہون کو محبت کرنا سراسر حماقت ہے آتشبار منتین کرکے اپنی بارگاہ مین لیگیا مائل تو ہو ہی چکا تھا ساقی پہلے موجود ہوئی خواجہ نے فوراً اپنا فیض جاری کیا شراب مین بیہوشی ملائی آتشبار کو جام دیا سردارون کو بلوائی صبح ہوتے ہی سب بیہوش ہوئے عمرو نعرہ کرکے چلا کہ قتل کرون صرصر پھرتی ہوئی آتی ہے اپنے جو لشکر آتشبار مین ہنگامہ دیکھا کہ کوئی اوک رہا ہے کوئی منھ کے بھل گرا کوئی برہنہ دوڑتا پھرتا ہے سمجھی کہ عمرو یہان پہونچا پردہ اٹھا کے اندر آئی دیکھا عمرو میری صورت بر آتشبار

کو قتل کیا چاہتا ہے نعرہ کر کے جا پڑی عمرو نے کہا کیوں جان جہان تو میرا نقصان چاہتی ہے
تیرے ہی واسطے ساری کد و کاوش ہے ہٹ جا میں اسکو قتل کروں سارے لشکر کو لوٹ لوں
صرصر پنجہ کھینچکر جا پڑی عمرو منتین کر رہا ہو کہ بی غصہ نکرو آپ میں کسی رنڈی کی بیان کبھی نجاؤنگا
صرصر گالیاں دیتی ہے جب صرصر نے دیکھا کہ عمرو پر غالب آنا دشوار ہے پلٹ کر آتشبار کے حباب
دافع بیہوشی مار دیا عمرو تو جست کر کے نکلگیا آتشبار کی جو آنکھ کھلی صرصر کو اُٹھکر ایک
طمانچہ مارا صرصر لڑکھڑا کے گری آتشبار نے چاہا قتل کر دوں صرصر نے کہا او کمبخت میری صورت
پر عمرو نے عیاری کی تھی میں نے تجھکو آکے بچایا آتشبار نے ورق جمشیدی میں دیکھا ثابت ہوا
کہ یہ صرصر ہے عمرو نکل گیا صرصر پر سے سحر اُتارا منتین کرنے لگا صرصر نے کہا سامری تجھکو غارت کریں دیکھو
تو بچیا میرا گال سوج گیا میں اب نہ ٹھہرونگی آتشبار نے کہا میں ابھی ڈھونڈ کر عمرو کو لاتا ہوں صرصر نے
کہا تمھاری اجل قریب ہی عمرو کو کیا پاؤگے اُسکے ہاتھ سے مارے جاؤگے صرصر تو سمجھا کے چلی گئی
آتشبار کو انتہا کا غصہ تھا پر پرواز پیدا کر کے تلاش عمرو میں چلا لشکر اسکا عقب میں آتشبار کے اڑا
ہوا آتا ہے دیکھا ایک نخل کے سایہ میں صرصر بیٹھی رو رہی ہو آگ روشن کر کے گال سینکتی ہی آتشبار کو
بڑا قلق ہوا کہ میرے ہاتھ سے ایسی معشوق کو صدمہ پہونچا ہوا سے اُتر آیا ہاتھ باندھکر کہا ملکہ معاف
کرو مجھسے بڑی خطا ہوئی لاؤ میں سینک دوں صرصر نے کہا او ظالم دور ہو دیکھ مجھکو کیسا صدمہ
پہونچا عارض پر عارضہ ہوگیا باتیں کرتے کرتے کہا دیکھو تمھارا لشکر آتا ہے آتشبار پلٹا شہنشاہ اقلیم
عیاری و قطب فلک خنجر گزاری نے نعرہ کر کے حلقے کمند کے گلے میں ڈالدیئے حباب بیہوشی مارا آتشبار
گرا عمرو نے تاج آتشبار لیا کپڑے اُتارنے لگا قصد ہے لباس اُتار لوں تو قتل کروں سابق میں ذکر کیا
تھا کہ مصور شہنشاہ لاچین کے ہاتھ سے شکست کھا کر فقیر بنکر چلا تھا راہ میں زمیندار وغیرہ
وہانکے تاجدار آکر مصور کے شریک ہوئے مصور کو تخت پر بٹھایا کہا مرشد زادے آپکو کیا پرواہ ہے آپ
جہان رہینگے آپکے نانا دادا کے بندے خاکپا تو تیاے چشم بنائینگے مصور کو تخت پر سوار کر کے لیچلے
اُسوقت مصور آکر پہونچا مصور نے دیکھا عمرو ایک تاجدار کو قتل کیا چاہتا ہو وہیں سے نعرہ کیا او سایل بن
زادے خبردار عمرو تو مصور کو دیکھکر بھاگا یہ کہہ گیا کہ بھلا او مصور تیری قضا دامنگیر ہے گوشہ نشین
ہوکر پھر خروج کیا یہ کہکر گلیم اوڑھ غائب ہوا مصور نے آکر آتشبار کو ہوشیار کیا آتشبار نے مرشد زادے

جھکر قدم کو بوسہ دیا لشکر بھی آکر پہونچا اوسی صحرا مین بارگاہین استادہ ہوئین جب مصور و آتشبار
آکر بارگاہ مین بیٹھے زوجہ مصور ملکہ صورت نگار بھی آکر پہونچی گرد کنیزین بیچ مین صورت نگار
سینے پر اوبھار گوری گوری صورت سہی قد ماہ رخسار سراپا مین رعنائی زیبائی آتشبار دیکھکر
عاشق ہوا کلیجے پہ ہاتھ رکھ لیا اوسوقت تو خاموش ہو رہا شب کو صورت نگار نے جاکر بارگاہ
آرام کیا شعلہ عشق کا سینے مین آتشبار کے بھڑکا بیتاب ہوکے اوٹھا مکر کرکے غرق زمین ہوکر خیمہ
مین صورت نگار کے پہونچا دیکھا یہ مست بادہ حسن وجمال غافل سو رہی ہی آتشبار بیٹھکر پا نوٗن
دبانے لگا صورت نگار نے آنکھ کھولی گھبرا کے اُٹھ بیٹھی آتشبار قدمون پر گرپڑا کہا اے قدرت کی بہو میری
جان جاتی ہی تشنہ جام وصال ہون صورت نگار خفا ہوئی کہا او بیحیا ابھی مصور کو خبر کرون قدرت کی
بہو بھی کہتا ہی اور یہ خیال خام و تصور ناتمام آتشبار سمجھا منت سے مطلب نکلیگا خاک قبر جمشید اوٹھا کر بیہوش
کیا سحر مین اپنے مبتلا کرکے بیرون بارگاہ آیا اپنے لشکر کو چپکے چپکے تیار کیا رات ہی طرف صحرا کے
روانہ ہوگیا صبح کو مصور کو معلوم ہوا کہ جورو کو آتشبار لے گیا لشکر کو تیار کرکے تعاقب مین چلا یہان
آتشبار ایک صحرا مین آکر اوترا بارگاہ استادہ کرائی شراب وکباب مہیا کرکے صورت نگار
کو ہوشیار کیا زبان مین سوزن دے رکھا ہی صورت نگار کی جو آنکھ کھلی اپنے کو خیمہ آتشبار
مین تنہا پایا آتشبار گریبان کررہا ہی صورت نگار نے اشارے سے کہا زبان سے سوزن نکال
سحر اوتار جو تو کہیگا قبول کرونگی آتشبار نے سحر اوتارا صورت نگار چلا اوٹھی آواز دی او بیحیا
او نامرد مجھکو میرے شوہر سے جدا کیا یہان بھاگ آیا یہ کہکے سحر کیا بارگاہ مین آگ لگ گئی صورت نگار
لڑتی ہوئی بیرون بارگاہ آئی ہزارون کو سحر سے جلا دیا آتشبار غل مچا رہا ہی ارے یارو اسکو
گرفتار کرلو میری جان جاتی ہی عین گرمی جنگ مین صحرا سے گرد اوٹھی مصور مع فوج آکر پہونچا زوجہ کو
دیکھا کہ زخمدار بیقرار کل ساحرون سے لڑ رہی ہے آتشبار چاہتا ہے گرفتار کرلون پنجہ قابض نہین
ہوتا جیسے ہی مصور کو صورت نگار نے دیکھا آواز دی واہ مرشد زادے کیا تمھارے نانا دادا کے
بندے ہین کہ تمھاری جورو پر نگاہ بد ڈالتے ہین مین نے اپنے کو بمشکل بچایا مصور غصے مین جا پڑا
تصویرین نکالین مقراض سے سر کاٹے دو دو ہزار ساحر مرمر کر گرنے لگے صورت نگار کو بیچ مین
لیا تخت پر سوار کیا مصور تو بلاے روزگار ہی بہار وغیرہ سے دبتا ہی ان سب پر شیرانہ جا پڑا آتشبار

سحر ہونیلگا آتشبار نے آگ برسائی مصور نے باران سحر برسا کے آگ کو بجھادیا آپسمین دونون مین
سخت کلامی ہوئی جانبین کے سو دو سو ساحر مارے گئے جابجا لاشونکے انبار دریاے خون بہا
مصور تیغہ کھینچکر آتشبار پر جا پڑا دونون مین خوب تلوار چلی آپسمین سحر کرتے ہین یہ تو دونون ساحر زبردست
ہین ساتھ والون پر آفت مصور کے ساتھ والے قتل ہورہے ہین ملازمان آتشبار لاکھون
جلگئے مصور نے تیغہ سحر سے آتشبار کو زخمی کیا آتشبار نے کارد سحر سے شانہ مصور کا نشانہ کیا
دونون دریاے خون مین نہاے ہوے بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہین کہ آسمان پر برق چمکی آتشبار
و مصور نے دیکھا کہ افراسیاب بصد قہر و عتاب اوراق مین جلال دیکھکر چلا اُسوقت آکے پہونچا
دونون کو للکارا کہ ارے کمبختو یہ کیا کرتے ہو کیا مذہب کی بربادی ہے آپس مین لڑے مرتے
ہو خبردار الگ ہوجاؤ دونون لڑتے لڑتے مست ہوگئے ہین ہرچند افراسیاب سنے منع
کیا نہ مانا غصے مین زمین پر آیا بہ نگاہ گرم آتشبار بے شرم کو بیہوش کیا مصور کو غصے مین دھجڑ
سپر کی ماردی دونون بیہوش ہوے لشکر کو جدا کیا دیکھا کئی لاکھ کا کھیت ہوا غصے مین کانپتا
ہوا بارگاہ مین آیا پہلے آتشبار کو ہوشیار کیا چپکے سے کان مین کہا مین تیری شادی ساتھ
صورت نگار کے کردونگا شرط یہ ہے کہ لاچین کو قتل کر دے اسد لا دُ آتشبار خوش ہوگیا اب
مصور کو بھی ہوشیار کیا ظاہر مین آتشبار کو مصور کے قدمون پر گرایا دونون مین اصلاح
کرائی آتشبار خیال وصل صورت نگار کی گرمی مین دسیوقت لشکر لیکر طرف لاچین کے چلا افراسیاب
نے مصور سے کہا اب آپ سے وہ سرکشی نکریگا جاکر اوسکی مدد کیجیے وہ لاچین کو قید کر لاویگا
اسد کو بھی للکارے گا یہان لشکر لاچین فروکش ہے قصد ہے کہ حیات کے قلعہ پر لشکر کشی کرین اپنے
قیدی چلکر چھڑائین کہ آتشبار با فوج قاہرہ آکر مقابلے مین پہونچا طبل جنگی بجوایا خواجہ بھی لشکر مین
تشریف لائے ہرکارون نے آکر خبر دی کہ آتشبار نے طبل جنگی بجوادیا لاچین نے حکم دیا بتاییدِ
رب اکبر یہان بھی طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین رات بھر تیاری رہی وقت سحر دونون لشکر
آکر میدان کارزار مین جمے آتشبار کا قصد ہے کہ میدان مین جاؤن لاچین سے لڑون معشوقہ کو وصل
سے کامیاب ہون کہ صحرا سے گرد اڑی پیران بیشہ نشین پہلوان زبردست ساٹھ ہزار فوج سے اگر پہونچا
آتشبار کا خراج گزار ہے آکر عرض کی اے شہنشاہ سحر سے آپ مجھکو بھیجیگا مین میدان مین بجرأت مقابلہ

سر کے طلسم کشا اور ماموں کو اسد کے پکڑ لاؤنگا جب انکو قتل کیا اہالیان لشکر خود بھاگ جائینگے
لاچین کا قدم نہ جمیگا یہ کہکر رخصت لی بیران میدان مین آیا آواز دی اسے فرقۂ خدا پرستان
مین مدت مدید سے حالات جرأت صاحبقران سنتا ہون جسکو دعوی جرأت ہو آکر مقابلہ کرے
اسد نے چاہا جاؤن کہ شاہزادۂ بدیع الزمان گرد لشکر شکن نے مرکب بادرفتار بڑھایا بدیع الزمان
کو بڑا قلق ہی کہ مین اسد کے ساتھ رہا طلسم ہوشربا مین کچھ نام نہ کیا کسی حیلے سے ساحر سے
نکلجاؤن جنگ کر کے اپنی شوکت بڑھاؤن پس اسد کو روکا فرمایا ای فرزند ہوشربا تم صاحبقران
زمان ہو لشکر کی تمہارے دم سے رونق ہی ہر کس وناکس سے تمہارا مقابلہ مناسب نہین ہی ہرچند اسد نے کہا
بدیع الزمان نے نہ مانا اسد سے رخصت لیکر مرکب اڑا کر میدان مین آئے بیران نے جوش بیشۂ صاحبقرانی
کو دیکھا گرد اسپر کا لیکر جا پڑا آنگا در چلی پانچ قدم گینڈا بیران ہٹا تین قدم مرکب بدیع الزمان پیچھے
نیزہ چلنے لگا بدیع الزمان نے بند صاحبقرانی کر کے نیزہ بیران کا نکالا بیران نے قبضہ پر
ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا بدیع الزمان نے تیغ چہرے کی پناہ کیا باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالا
بیران لپٹ پڑا دونون جوان لڑتے ہوئے زمین پر آگئے کشتی ہونے لگی اسد نے فرمایا ماموں جان فن
کشتی مین طاق شہرۂ آفاق ضرور اس بیحیا کی مشکین باندھینگے بیران سے شام تک کشتی برابر ہوئی بدیع الزمان
بڑے زور وشور سے لڑ رہے ایک مقام پر بیران بدیع الزمان کو ریل کر پچھلا ساتھ قدم ہٹے تھے
وہان پر رک گئے بیران نے چاہا ریل کر بڑھون بدیع الزمان نے ہکہ مار کر دونون پانون بڑھائے
اس خیال سے کہ اس نامرد کو لے دوڑون وہان پر موش خانہ تھا دونون بدیع الزمان کے موش خانے مین گھٹنون
تک اتر گئے بیران نے ہکہ مارا بدیع الزمان کا کولا اتر گیا تھرا کر بیہوش ہو گئے اوسی عالم بیہوشی مین بیران
نے مشکین باندھین لشکر مین ہلڑ ہوا کہ عاجز کر کے حیدر زبون کو گرفتار کر لیگیا اسد ناچار پلٹے ہرکارے
روانہ کیے کہ دمبدم کی خبر ہمکو ملے یہان آتشبار نے آتے ہی بدیع الزمان کو قید کیا اور نامہ افراسیاب
کو لکھا کہ فرزند حمزہ کے بارے مین کیا حکم ہوتا ہے افراسیاب راہ طلسم نور افشان مین ہی کوکب کو
بھی خبر ملی کہ افراسیاب قصر جمشیدی پر آتا ہی کوکب نے بھی تیاری کی ہی قصر جمشیدی سے تین
کوس آگے بڑھکر فرودکش ہین بران نے چاہا کہ عمرو ولاچین کو نامہ لکھین کوکب نے منظور نہ کیا
کہا ای نور نظر انکے امورات جنگ وجدل مین فرق آئیگا خدا انکو تا بدریائے نیل پہونچائے ہم یہان

افراسیاب سے سمجھ لینگے افراسیاب کو جو نامہ آتشبار پہونچا اوسنے جواب مین لکھدیا پسر حمزہ کا سر کاٹکے ہمارے پاس روانہ کرو آتشبار نے صبح کو میدان خونی کی تیاری کی سب فوجین تیار ہوئین جلاد آ گئے قصد ہوا کہ بدیع الزمان کو قتل کرین اسد نامدار بارگاہ مین متفکر بیٹھے ہین کہ ہرکارون نے آکر خبر دی آپکے ماموں جان کو تہ تیغ بٹھایا ہے یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی اسد غازی تلوار ٹیک کر اوٹھے لاچین طاؤس زرین بال پر سوار ہوکر چلی مخمور سرخ چشم بصد قہر و خشم دالنے یاقوت احمر کے ہاتھ مین لیکر آسمان پر چلی اس خیال سے کہ اگر بدیع الزمان پر کوئی چشم زخم پہونچا مین نور الدہر کو کیا منھ دکھاؤنگی سب سے پیشتر مخمور ہی پہونچی جلاد تیغہ کھینچکر سر بدیع الزمان پر آیا تھا کہ مخمور کڑک کے گری جلاد کو قتل کیا گرد بدیع الزمان کے پروانہ وار پھرنے لگی سلام کر کے عرض کی قبلہ و کعبہ اوٹھیے بدیع نے خانہ زرین مین آکر قید توڑ ڈالی ایک سوار کو مار کر تلوار لی مرکب پر سوار ہوئے بیران بھی تیغہ کھینچکر چلا آتشبار بھی سحر کرنے لگا کہ آسمان سے نعرہ شہنشاہ لاچین ہوا لاچین نے آتے ہی فوجون کو درہم و برہم کیا مریخ کا گولا چلا سردارون نے قیامتین برپا کین کہ زمین تھرائی نعرہ اسد کی آواز آئی مع اپنے اٹھارہ امیر زادون کے آگرے لاچین نے وہ ہاتھ کیے کہ الامان آتشبار گھبرا گئے بدیع لڑتے بھڑتے قریب بیران بیشہ نشین پہونچے اوسنے ہاتھ تلوار کا مارا سحر جو کوئی کرتا ہے اوسپر تو مخمور جا پڑتی ہے کسی ساحر کو قریب بدیع الزمان نہین آنے دیتی بیران نے جب ہاتھ مارا بدیع الزمان نے بار دھا بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈالکر بقوت صاحب قرانی اوٹھا لیا گھوڑے سے کود کر مشکین باندھین سرداران اسد نے اپنے قبضے مین لیا ملازمان آتشبار گھبرا گئے قریب کہ شکست کھا کے بھاگین کہ مصور جادو مین لاکھ فوج سے آکر پہونچا سحر کرنے لگا قضائے کار ایک ساحر خراج گذار افراسیاب منقار آتش زیر پچاس ہزار فوج سے برائے مدد افراسیاب جاتا تھا ہنگامہ گیر و دار دیکھکر آکے مستعد جنگ ہوا اوسنے مخمور کو دیکھکر مائل ہوا ہنگامہ گیر و دار بلند ہے بھائی کو بھائی کی خبر نہین ایک گوشے مین مخمور لڑ رہی تھی اوس نامرد مکار نے خاک قبر جمشید اوٹھا کر مخمور کو پکڑ لیا اور اسطرح لڑتا بھڑتا مخمور کو لیکر نکل گیا کوئی نہ سمجھا کہ کون آیا لڑ بھڑ کے نکل گیا آتشبار نے جب دیکھا شکست فاش ہوا ہی لیاں لشکر کو بھاگنے کی تلاش ہو طبل بازگشت بجایا لاچین و اسد خوشی خوشی بدیع الزمان کو لیکر پلٹے اپنی بارگاہ مین آکر داخل ہوئے آتشبار مقابلے مین ٹھہرا افراسیاب کو نامہ لکھین گے

اور ساحر اگر شراکت کرینگے تب طبل جنگی بجیگا یہان بدیع الزمان نے دوسرے دن پیران کو
بارگاہ مین بلوایا ہدایت کی وہ عاشق زور بدیع الزمان ہوچکا تھا کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا لیکن
منقار آتش ریز مخمور مجبور کو لیے ہوئی ایک صحرا مین آکر اوترا بارگاہ مین سامان عیش و نشاط مہیا کیا
مخمور کو ہوشیار کیا زبان مین سوزن دیدیا ہے مخمور کی آنکھ کھلی اپنے کو ایک بارگاہ مین پایا ایک ساحر ہاتھ
جوڑے منتین کر رہا ہے مخمور کا قلب تھرا گیا خیال مین گذرا خوشامد سے مطلب نکالو ورنہ عصمت مین
فرق آجائیگا اشارہ کیا کیسا عاشق صادق ہے معشوق کی زبان مین سوزن دیا یہ سنتے ہی منقار جھکنے لگا
سوزن زبان سے مخمور کے نکالا جیسے سوزن زبان سے مخمور کی نکلا سنبھل کے بیٹھی کہا کیون او نامرد کیا
کہتا ہے منقار نے کہا مرتا ہون مخمور نے کہا او بھیا نہ مریگا تو ہم قتل کرینگے یہ کہکے اوٹھی مخمور کا اٹھنا
فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوا اوٹھا کے ماش کے دانے مارے بارگاہ جلنے لگی برق نکلکر آسمان پر چمکی منقار
نے آواز دی یارو لینا معشوقہ جاتی ہے سات ہزار ساحرون نے مخمور پر سحر کیے مخمور سب ساحرون کو رد کر رہی
ہے بڑے بڑے ساحرون کو ٹوک رہی ہے پانچ چار سو ساحر مارے گئے لیکن گھری ہوئی ہے چار طرف سے
ساحرونکا بلوہ منقار ہر طرف بڑھتا ہے جب مخمور نے سحر کیا برق چمکی آگ برسی سو دو سو جلکر گرے برق
نے چمک کر کئی سو سر اوڑا دیے منقار الامان الامان کرتا ہوا بھاگتا ہے ساحرون کو ترغیب دے رہا ہے
مخمور اس حال پر ملال مین مبتلا ہے قضائے کار مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو کہ شہنشاہ ظلم کو تو قید کر لیا ہے
اوسکی صورت بنے ہوے تخت پر سوار سات سو افسران نامدار بائیس لاکھ ساحران غدار پشت پر نوبت
نقارے بجتے ہوے صدائے ہائے ہوا جو کان مین آئی سر اوٹھا کر دیکھا مخمور گھری ہوئی ہے سات ہزار
ساحرون مین لڑ رہی ہے چالاک بیتاب ہوا ساحرون کو اشارہ کیا دونون کو گرفتار کر لو بائیس لاکھ ساحر
سات سو سرداران زبردست جا کر جو گرے ہاتھون ہاتھ منقار کی مشکین باندھ لین ایک ایک ساحر پر دو
دو سے ٹوٹ پڑے دس سرداران نے ملکر مخمور کو بھی گرفتار کر لیا کس کس پر سحر کرے گھبرا گئی چالاک
نے وہین بارگاہ استاد کرائی پہلے منقار کو مع سات ہزارون کے بلایا پوچھا کہ یہ کیا معرکہ ہے مخمور تو
شریک صبح ہو گئی یہانتک کیونکر پہونچی منقار نے کہا حضور مین لشکر صبح مین جا کر بڑی جرأت
اس سرکش کو پکڑ لایا مگر میری اسپر جان جاتی ہے صحرا مین لا کر قصد کیا کہ اپنے قبضہ مین کرون اس نے
مجھکو دم دیا سوزن مین نے نکالا نتیجہ اسپر قابض نہوا آپ پہونچ گئے ہین خراج گذار حیرت ہون یہ شہنشہ

چالاک نے کہا او نمک حرام اپنے ولی نعمت کی معشوقہ پر نگاہ بد ڈالی یہ کہکر حکم دیا ان سب کو داخل جہنم کرو تیر اندازونکو بلاؤ سات ہزار ساحر منقار دم بھر مین قتل کیے گئے مخمور کانپ رہی ہو کہ دیکھون میرے لیے کیا ہوتا ہی ظالم نے دم بھر مین سات ہزار ساحر قتل کرڈالے یہ تو قوت بازوسے افراسیاب ہے کاہیکو زندہ چھوڑے گا چالاک نے حکم دیا بی مخمور کو سامنے لاؤ مخمور پسینے پسینے کانپتی ہوئی سامنے آئی جاہ جلال دیکھکر ہوش اڑگئے چالاک نے للکار کر کہا کیون بی مخمور تم نے شہنشاہ کا ساتھ چھوڑا ہے خبردار کہ آتش قہر و غضب مین جلادون مخمور نے خوف سے کچھ جواب نہ دیا چالاک نے کہا انکو تخلیے مین لیچلو تنہائی مین سمجھائینگے اگر ہمارا کہنا نہ مانینگی سرکاٹ کے خدمت مین افراسیاب کی بھیجدینگے یہ کہکر چالاک تخت سے کودا مخمور کا ہاتھ تھام کر کشان کشان تنہائی کے خیمہ مین لایا پہلے تو خوب ڈرایا دھمکایا جب مخمور کو ثابت قدم کوہِ محبت پایا کہا اے مخمور تم نے مجھکو نہین پہچانا مین اپنی جان سے بیزار ہون قبلہ و کعبہ کی تلاش مین برسر کوہِ نیلم پہونچا نیلم کو تو مین نے پکڑ لیا وہ تو صندوق مین قید ہے اب مین پریشان ہون کہ کیا کرون ایسے ایسے ساحر ساتھ ہین کہ اگر آگاہ ہوجائین جلا کے خاک بھی برباد فنا اڑادین لشکر کو لیے ہوے جنگل جنگل پھرتا ہون مخمور کے ہوش اڑگئے کہا اے چالاک غضب کیا ان ساحرون مین مین کیا کرسکتی ہون چالاک نے کہا ظاہر مین مین تمکو یہ کہکر نامہ دونگا کہ خدمت افراسیاب مین جاؤ مگر قبلہ و کعبہ سے عرض کرنا کہ غلام بے مجھے عیاری کر بیٹھا خزانہ وغیرہ سب حاضر ہے برائے خدا جلد میری مدد کو آئیے ان ساحران غدار سے میری جان بچائیے اگر ایک ساحر بھی آگاہ ہوجائے میری جان نہ بچے تو یہ کرتا ہون کہ اب کبھی ایسی عیاری نکرونگا مخمور نے کہا مین جاکر خواجہ کو دم کردونگی اب چالاک نے زبان سے مخمور کے سوزن نکالا نجوبی سمجھا دیا مخمور نے کہا مین جاتے ہی خواجہ کو روانہ کرونگی اب چالاک مخمور کو ساتھ لیکر باہر نکلا سب نے دیکھا مخمور دست بستہ شہنشاہ نیلم کے ساتھ چلی آتی ہے دل سے مطیع و منقاد ہی سب نے کہا کلام بھی بادشاہ کا پر تاثیر ہے کیسی سرکشی کرتی تھی اب دل و جان سے راضی ہوگئی چالاک نے اپنے ہاتھ سے نامہ لکھکر مخمور کو دیا پکار کر کہا ہم نے تمھاری سفارش لکھدی شہنشاہ کچھ نہین کہینگے خطا معاف کردینگے وہی عہدہ ہای جلیل ملینگے غنچہ آرزو کھلینگے مخمور سلام کرکے شہنشاہ نیلم سے رخصت ہوئی ایک پہاڑ پر آکر ٹھہری سر اوٹھا کر چار جانب دیکھا خیال مین آیا طرف کوہ عقیق کے چلین نورالدہر سے ملاقات کرکے پلٹ آئین گے

یہ سوچکر طرف کوہ عقیق کے چلی بقول شاعر یہان نور الدہر گھبرا رہے تھے شعر دل را بدل رہیست دین گنبد سپہر + از سوی کینہ کینہ واز سوے مہر مہر + نور الدہر کو بیٹھے بیٹھے بارگاہ صاحبقران مین خیال ملکہ مخمور کا آیا بارگاہ مین سب طرح کے کلام ہو رہے تھے کسیکے ذکر مین صاحبقران کے منھ سے نکلا وہ بیٹا کیسا جو باپ کی خبر نہ لے نور الدہر کو بہت ناگوار ہوا سمجھے کہ دادا جان مجھی کو کہتے ہین دلمین کہا مقام انصاف ہے کہ ہمارے والد نامدار جاکر طلسم ہوش رُبا مین قید ہوے بجا نجابرای طلسم کشائی گیا ہم اجتک یہان پڑے تڑپ رہے ہین جان دینگے یا اونکو طلسم ہوش رُبا مین پہونچا دینگے یہ سوچکر بارگاہ سلیمانی سے نکلے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے یہی خیال ہے جسطرح ہو سکے اپنے کو طلسم ہوشربا مین پہونچا مین چند قدم چلے تھے کہ آسمان سے ایک پنجہ گرا نور الدہر کو اوٹھائے گیا لشکر مین صاحبقران کے غلغلہ ہوا صاحب قران گھبرا کر نکل آئے لوگون نے کہا کہ نور الدہر کو کوئی اوٹھا لے گیا صاحبقران کو انتہا کا قلق ہوا نور الدہر کی جو آنکھ کھلی اپنے کو بارگاہ سکل خان جادو مین پایا مگر پریشان حیران جبر دسن حن بیٹا سکل خان کا دریای خون مین نہایا ہوا بارگاہ لوٹی ہوئی رفیق مصاحب زخمدار گھبرا کر نور الدہر نے پوچھا اے سکل خان خیر تو ہے عرض کی اے شہریار وقت مصیبت حضور کو بلایا معرکہ یہ گذرا ایک جادوگر ہے کہ اوسکو میمون ابلیس پرست کہتے ہین سزاوار اوس کا شاہزادہ خسرو شیر دل فنون حرب مین طاق زور مین شہرہ آفاق وہ میرے طلسم کو ہربار چڑھ آیا مین نے قلعہ سے نکل کر مقابلہ کیا سحر مین اوس سے شکست کھائی اوس نے پیچھا کیا اس صحرا مین آکر مجھکو گھیرا میرے خیال مین یہ آیا کہ مین آقا کو جا کر لاؤن اوس کا قول ہے جو کوئی میرے صاحب قران خسرو شیر دل کو زیر کرے مین اوسکی اطاعت کر دن خسرو شیر دل نہایت صاحب سطوت و لیاقت ہے نور الدہر نے کہا انشاء اللہ اس کو زیر کرینگے وہ جیا نہ بچیگا بھی مارا جائیگا سکل خان نے کہا سحر مین میمون بہت زبردست ہے نور الدہر نے کہا جب تلوار مردان عالم کی کھینچی سب سحر و شعبدہ بیکار ہو جاتا ہے تمھارے طلسم کو ہم نے کیونکر فتح کیا تم کیسے ساحر زبردست تھے تائید پروردگار چاہیے یہ کہکر دربار مین جلوہ فرما ہوے وہان میمون کو خبر پہونچی کہ سکل خان نے نبیرہ صاحب قران کو طلب کیا ہے نام پر خسرو شیر دل کے طبل جنگی بجوایا سکل خان کو ہرکارون نے خبر دی یہان نور الدہر نے طبل جنگی کو حکم دیا دونون لشکر میدان کارزار

مین آکر جبے نورالدہر نے بھی دیکھا کہ ایک شخص زرد رو کوتہ گردن تنگ پیشانی اسباب سحر ذات
پر آراستہ تخت پر سوار پشت پر تین لاکھ ساحران فدا ایک جوان خوش رو دریاے سلاح مین غوطہ مارے
ہوے پشت مرکب پر بعہدہ سپہ سالاری لشکر کو آراستہ کر رہا ہی نورالدہر کو دیکھکر اوسنے صف سے گھوڑا
نکالا میدان مین آکر آواز دی نورالدہر نے مکلل خان سے اجازت لی مقابلہ خسرو مین آئے خسرو کی جو نگاہ
جمال جہان آرای نورالدہر پر پڑی بادب سلام کیا نورالدہر نے جواب سلام دیا نام پوچھا نورالدہر نے
فرمایا اظہر من الشمس ای خسرو ذرہ ہاے ریگ بیابان بھی ہمکو جانتے ہین فرزند صاحب قران
نورنگاہ بدیع الزمان بہتر یہ ہی کہ اس شیطان پر لعنت کرو خسرو نے کہا مین تو صاحبقران ابلیس پرستان
کہلاتا ہون اب میری طاعت کیجیے ورنہ میرا قصد یہ ہے کہ جاکر آپکے بزرگون سے مقابلہ کرونگا خوب سمجھتا ہون
جبتک آپکے بزرگون کو نہ زیر کرونگا تب تک صاحبقرانی میری روشن نہوگی آپکے بزرگ طبل یکتائی بجاتے
ہین نورالدہر نے کہا مجھسے کمتر لشکر مین صاحبقران کے کوئی نہین ہے فرزند صاحبقران کے
بڑے بڑے مرتبے ہین اسد غازی طلسم ہوش ربا مین گیا لشکر ساحران مین سنتے ہین کہ مثل
ہوشربا کے کہین ساحر نہین ہین اوس ملک مین اوسنے کھلبلی ڈالدی لاکھون جادوگر مارے نام سے
اسد کے ساحر بھاگتے ہین خیر بر وقت مقابلہ کیفیت کھل جائیگی خسرو نے کہا مجھے آپکو دیکھکر محبت
ہوئی اسواسطے سمجھاتا ہون کہ سر میدان ذلت نہو مین چلکر اپنے افسر سے ملوادون شہزادہ نورالدہر
نے کہا آپکا افسر کیا شیطان ہے شیطان کی کوئی اطاعت کرتا ہے خسرو نے نیزہ مارا نورالدہر
نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپسمین نیزہ چلنے لگا ایک مقام پر نورالدہر نے گانٹھ کر جھٹکا
مارا خسرو کے ہاتھ سے نیزہ نکل گیا خسرو کو غصہ آیا قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ
تلوار کا مارا نورالدہر نے بار سر بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا خسرو پلٹ پڑا گھوڑون سے کود کے
کشتی ہونے لگی دونون لشکرون سے صداے احسنت و آفرین بلند نورالدہر نے خسرو کے
جی چھڑا دیے مکلل خان خوشی خوشی کہہ رہا ہے میرے آقاے نامدار سے کون لڑ سکتا ہے شام
تک زیر کر لینگے حقیقت مین خسرو بہت گھبرا رہا ہے دن قلیل باقی تھا نورالدہر خسرو کو دے دے کے
خسرو پانچ چار قدم لشکر پلٹتا جاتا ہے نورالدہر کو ریل کرے دوڑے دن نورالدہر نے قدم مردی بڑھایا
وہان پر موش خانہ تھا دونون پانون نورالدہر کے موش خانے مین جا رہے خسرو

نے ہکہ مارا کولا شہزادی کا اُتر گیا عالم غشی مین خسرو نے نورالدہر کو باندھ لیا مکلل خان نے
چاہا چاپڑون میمون فوج لیے کھڑا ہے مکلل خان کا حوصلہ نہ پڑا نورالدہر کو گرفتار کرکے
خسرو نے گیا کوے کا علاج کیا مسلسل کراکے قید خانہ مین بھیجدیا بوقت سحر دربار مین آکر بیٹھا
نورالدہر کو بلوایا سوال ابلیس پرستی کیا نورالدہر نے لعنت کی میمون جھلایا حکم دیا ابھی قتل کرو جلاد جلاد
کا ہلڑ ہوا جلاد نے آکر نورالدہر کی گردن پر کوئلے کا خط کھینچا آواز دی بیت سلطنت سلطان کند
فریاد بر جلاد چیست ؛ مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست ؛ ای جوان جو کچھ کھانا ہو کھالے جو ہوس
ہو نکال لے نورالدہر نے غصے مین جواب نہ دیا مکلل خان تخت پر بیٹھا ہے کہ ملازم روتے ہوے
آئے عرض کی اے شہریار غضب ہوا آقاے نامدار کو میمون نے زیر تیغ بٹھایا ہے یہ سُنکر مکلل خان اُٹھا
حکم دیا فوج مین قرنا ہوئی کمر بندی ہونے لگی اجروس سے صیغۂ اخوت ہے اجروس کو بھائی کہتے ہین
اُس نے پکار کر آواز دی یارو جلد چلو آقاے نامدار قتل ہوا جاتے ہین مکلل خان بقہر و غضب تمام
براے رہائی نورالدہر روانہ ہوے یہان وہ وقت ہے کہ جلاد تسلنگین لگا رہا ہے خسرو شیردل
نے شفاعت کی بلکہ مقدمۂ قتل نورالدہر رو رہا ہے میمون نہین مانتا ہے کہتا ہے لے صاحبقران
مین مذہب خداوند راس الشیاطین کیونکر رواج پائے گا ہمارے حکم مین فرق آئیگا ہمین تسخیر عالم منظور
ہے تمام دنیا مین ایک دین کردین خسرو خاموش ہو رہا مگر آنکھون مین آنسو بھرے کھڑا ہے قتل نورالدہر
ناگوار ہے کہ آسمان پر برق جب چمکی مکلل خان جادو بڑے قہر و غضب سے آکر گرا جلاد کو مارا نورالدہر کو
چھڑا لیا اب میمون اپنے مقام سے اُٹھا سحر کرنے لگا مکلل خان تو زخمی ہوا اجروس پر ایک
دو ہتھڑ ملا اجروس تڑپھڑا کے گرا نورالدہر گھوڑے پر سوار ہو کر لڑنے لگے تھے میمون مثل بندر کے
اُچکتا پھرتا ہے جبپر سحر کر دیا وہ بیہوش ہو کے گرا نورالدہر کو پکڑ لیا مکلل خان انتہا کا زخمی ہے
میمون ابلیس پرست نے سحر کرکے مکلل خان کو بھی زخمداری مین گرفتار کیا دس ہزار جوان ساحر
وغیر ساحر ہمراہیان مکلل خان گرفتار ہوے میمون نے سب کو مسلسل و مطوق کیا بارگاہین
خیمے لوٹ لیے آکر اپنے مقام پر اُترا حکم دیا صبح کو میدان خونی کی تیاری ہو اگر یہ سب شیاطین کو
سجدہ نہ کرینگے کل کو قتل کرون گا رات ہی سے میدان خونی کی تیاری ہونے لگی جب کہ مہر عالم
افروز شمشیر بران شعاع ہاتھ مین لیے ہوے چرخ نیلی پر برآمد ہوا میمون اکڑتا ہوا اپنی بارگاہ

سے نکلا میدان خونی کی تیاری ہوئی جلاد خنجر ہائے برہنہ کھینچے ہوئے شلنگیں لگاتے تھے
مکلل خان کو دار پر کھینچ دیا اجروس کو زنجیر پاؤن مین باندھکر لٹکایا نورالدہر کے سر پر تلوار
کھینچکر جلاد آیا میمون نے حکم اول دیا ہے ہر چند وزیر امیر سمجھاتے ہین یہ سب مطیع اسلام ساحران
نوش انجام نام پر شیطان کے لعنت کر رہے ہین میمون نے قصد کیا کہ حکم دون نورالدہر نے
جو پلٹ کر مکلل خان واجروس کو بالائے دار دیکھا اس سرکار کا دل بیقرار ہوگیا دست دعا
طرف آسمان کے اُٹھائے دعا کی اے رب اکبر بندون کو اپنے بچانے ناگہانی سے نجات دے تیر دعا
ہدف مراد پر پہونچا ابر یاقوتی آسمان پر نمایان ہوا ملکۂ مخمور سرخ چشم مشتاق شاہزادہ نورالدہر
اول لشکر صاحبقران مین بصورت مبدل گئی اُسی دن شاہزادے کو مکلل خان نے بلوایا
تھا خبر سُنی کہ لشکر سے غائب ہوئے بیقرار و اشکبار ڈھونڈھتی ہوئی نکلی اُسوقت آکر پہونچی دیکھا
شاہزادہ زیر تیغ بیٹھا ہے آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا وہین سے توجہ کیا منم ملکۂ مخمور سرخ چشم
تعلیم کردۂ افراسیاب بصد قہر و عتاب جو آکر گری زمین ہلادی جلادون کو قتل کیا گرتے گرتے
سوزن مکلل خان کی زبان سے لیا گھوڑا واسطے نورالدہر کے حاضر کیا نورالدہر پشت
مرکب پر سوار ہوئے مخمور نے سحر کرنا شروع کیا دو چار دانے یاقوت احمر کے جو مارے دو چار ہزار
ساحر مر کر گرے اب میمون لاکھ سحر کرتا ہے مخمور دفع کرتی ہے ایک مقام پر جھپٹ کر میمون قریب
مخمور پہونچا تیغہ سحر مارا مخمور نے سپر سحر پر روکا غصے مین تیغہ ہلالی کھینچا چمک کے ہاتھ مار دیا
میمون ملعون کے دو ٹکڑے ہوئے نورالدہر لڑتے لڑتے سامنے خسرو شیر دل کے پہونچے خسرو
نے ہاتھ مارا نورالدہر نے باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کے پھینک دی کمر زنجیر
مین ہاتھ دیکر بقوت صاحبقرانی اُٹھالیا خسرو کو پہلے سے مذہب میمون سے نفرت تھی عاشق
جمال شاہزادۂ والا قدر ہوچکا تھا آواز دی الامان نورالدہر نے سوال اسلام کیا خسرو
بالصدق مسلمان ہوا اب لشکرون مین آواز الامان بلند ہوئی نورالدہر نے ہاتھ روکا بارگاہین
قبضے مین کین بہ فتح و ظفر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئے نورالدہر نے خسرو کا حسب و نسب پوچھا
کہا بہارستان مغرب کا رہنے والا ہون ہلال زرین تاج میرا باپ ہے فرامرز عاد مغربی میرا
بڑا بھائی ہے مین بچپن سے آوارہ ہوکر نکل آیا اس ابلیس پرست نے پرورش کیا مذہب حقیقی سے بیگانہ ہوا

سنکر ہے کہ میرے باپ اور بھائی بیٹے دادا جان کے خدمتگذار ہین مین رفاقت مین حضور کی پہونچا مخمور
نے حال پوچھا اپنے آنے کی کیفیت بیان کی نورالدہر نے کہا ای مخمور بڑی ذلت کی بات ہی کہ ہمارے
والد نامدار طلسم ہوشربا مین قید ہوئے ہم نہ پہونچے ہمین اپنے ہمراہ لیچلو ایرج بھی اسی طرف گیا ہی
لہذا میرا بھی پہونچنا واجب ولازم ہی ملکہ مخمور خوش ہو گئی جی مین کہتی ہے ای مخمور چلکر انکو
لوح دیدو اور سحر میرا جرات انکی مکلل خان ایسا ساحر بھی ساتھ ہے افراسیاب انکے ہاتھ سے قتل
ہو سب پر احسان ہوگا ہوشربا مین جرأت کا شاہزادے کی امتحان ہوگا اسی وقت لشکر آراستہ کرا دیا
مکلل خان کو بادشاہ کیا خسرو شیر دل برائے اہتمام فوج سپہ سالار قرار پایا ملکہ مخمور کل لشکر کی
منتظم ساحر و غیر ساحر کا لشکر ہمراہ نورالدہر بعہدۂ صاحبقرانی اس شوکت و شان سے طرف ہوشربا
کے چلے لشکر منزلین طے کرتا ہوا جاتا ہی ایک دن ایک مقام پر لشکر اترا نورالدہر کھڑے ٹہل رہے
ہین کہ ایک پنجہ آسمان سے گرا نورالدہر کو اٹھا لیگیا لشکر مین ہلڑ ہوا نورالدہر کو کوئی لے گیا
مخمور نے مکلل خان سے کہا تم لشکر لیکر آؤ فلان سمت راستہ ہی مین جاکر شاہزادے کو تلاش
کرون نہین معلوم کون دشمن تھا جو لے گیا مخمور یکہ و تنہا تلاش مین چلی مکلل خان مع خسرو
و جروس منزلین طے کرتے ہوی جاتے ہین انکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا اب دو کلمہ داستان افراسیاب
و کوکب کے ذکر ہوتے ہین جب کوکب نے خبر پائی کہ افراسیاب بارادہ فاسد آتا ہی تین کوس
آگے بڑھکر فرودگش ہوی افراسیاب نے اپنے ساحرون کو نامے بھی لکھے دوسرے دن سترہ لاکھ فوج لیکر
پہونچا اترتے ہی طبل جنگی بجوا دیا ہرکارون نے کوکب کو خبر دی کوکب نے بھی طبل جنگی بجوایا بحران نے
ہر چند کہا قبلہ و کعبہ ہم ہر مشکل مین شریک مہرخ رہی خواجہ عمرو کو اطلاع کرنا ضرور ہے کوکب نے کہا اے
نور نظر ولے برحال اسد و عمرو و بارہ برس انکو لڑتے ہوے ہو چکے ہنوز روز اول ہی لوح تک
دستیاب نہین ہوئی ہم افراسیاب کو جواب دینگے بلکہ اور زیادہ بہتر ہے کہ افراسیاب ہم سے
جنگ مین مصروف رہی وہ کوہ ہفت رنگ وغیرہ کو فتح کرلین خدا کرے تا بہ دریای نیل پہونچ
جائین دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین بوقت سحر دونون لشکر میدان کارزار مین آئے
بعد نقابت نقیبون کے طرف سے افراسیاب کے سیماے ابر سوار ساحر غدار افراسیاب سے
اجازت لیکر میدان مین آیا پکار کر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے طرف سے کوکب کے شہنشاہ برجیس

ساحر نامدار لشکر کوکب کا علمدار گھوڑے کو چمکاکر نکلا کوکب سے اجازت لی کوکب نے آنسو بھر کر کہا
تمکو خدا کے سپرد کیا افراسیاب بھی سامنے موجود ہے بسم اللہ سمجھ کے مقابلہ کرنا برجیس بصد
شوکت وصولت سامنے بیما ے ابر سوار کے آیا بیما نے دیکھتے ہی گولا دوا سے مارا برجیس نے گولا
تو کاٹا آواز دی او نامرد قریب آ تب دے بھر کے تلوار چلے جوہر جرات کھلے بیما نے نہ مانا کئی
ترنج و نارنج مارے برجیس کا مرکب مارا گیا تیسرا نہ بیما پر جا پڑا اُس نے ہاتھ تلوار کا مارا برجیس نے وار
تلوار کا سپر پر رو کا مٹھی سی ایک طائر چھوڑا بیما کے ہوش اُڑے پلک جھپکی اُدھر سے برجیس نے ہاتھ
مارا بیما کے دو ٹکڑے ہوے برجیس نے تاج کج کرکے نعرہ کیا وہ مارا افراسیاب کو نہایت ناگوار ہوا مرکب چمکاکر
برجیس پر جا پڑا سحر کرکے ہاتھ تلوار کا مارا برجیس نے افراسیاب کا وار روکا یہ جری دریادل جلالت
شعار ساحر نامدار افراسیاب پر برس پڑا افراسیاب زخم نہین کھاتا برجیس انتہا کا زخمی ہوا افراسیاب
دوڑا کہ سر کاٹ لون کوکب کو تاب نہ باقی رہی اپنے رفیق کے واسطے آکے سینہ سپر کردیا برجیس تو
کثرت زخم سے بیہوش ہوگیا تھا کوکب وافراسیاب سے سحر چلنے لگا پہلے افراسیاب نے سحر
کیا کہ دن کی رات معلوم ہونے لگی کوکب آفتاب بنکر چمکا اندھیرا دفع کیا دونون چاند بنکر لڑے
کبھی سورج بنکر ٹکرین جبین شام تک یہ دونون جوان لڑے دو زخم کوکب نے ہاتھ سے افراسیاب
کے کھائے تیغہ سحر سے افراسیاب کو بھی زخمی کیا برانچ طبل بازگشت بجوادیا کوکب زخمداری
مین پلٹے برجیس تو بیکار ہوگیا سحر افراسیاب سے جسم مین آبلے پڑگئے انتہا کا زخمی ہوا کوکب نے
اپنے زخمون کو ہمراہان سے چھپایا زرہ جامہ جسم سے نہ اُتارا افراسیاب نے جاتے ہی پھر طبل
جنگی بجوادیا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے طرف سے افراسیاب کے ہیران بلانوش
نکلا پہلوے کوکب مین ملکہ عنقاے کاکل دراز حاضر تھین فوراً ہیران پر جا پڑین جب سحر
ہوے عنقاے کاکل دراز نے کاکل کھولی میدان مین اندھیرا ہوا ہیران کا دم گھٹنے لگا
چاہا تاریکی سے سحر کرکے نکلون عنقا نے کاکل کو جنبش دی حلقہ آہن بنکر گلے مین ہیران کے
پڑا جھٹکا دیا جیسے صابون کی چکتی سے تار گذرتا ہے ہیران کا سر کٹکر گرا اندھیرا آگیا آواز آئی کشتی
مرا نام من ہیران بلانوش بود افراسیاب غصے مین جا پڑا عنقا نے آواز دی اُو نامرد مین
تیرے مقابلے کے لائق ہون یہ کہکر پیچھے ہٹی کاکل کو جنبش دی افراسیاب کی آنکھونکے سامنے

اندھیرا آیا اُس تاریکی میں عنقا نے تار کا کل توڑ کر جھٹکا دیا زنجیر طلائی بنکر تیار ہوئی وہ زنجیر
پشت پر افراسیاب کے لگائی کہ افراسیاب کانپ گیا چاہا عنقا کو گرفتار کرون عنقا اڑک کر اپنے
لشکر مین پہونچی افراسیاب غصے مین طرف کوکب کے چلا کوکب نے نوہ کرکے افراسیاب کو روکا تلوار
چلنے لگی ان دونون کی لڑائی مین ہزارون ساحر جانبین کے جلے آگ برسی برف گری پہاڑ سفید ہو گئے
کبھی ہوائے گرم چلی منھ ساحرون کے پھنکے کبھی سردی ہوئی دونون ساحرون کے سحر دونون شاہان جلیل کرم
و سرد عالم کی کیفیت ظاہر ہوئی دونون لشکر مل گئے دوپہر کامل جنگ مغلوبہ رہی افراسیاب کا کوئی مقابلہ
نہین کرسکتا جس پرے پر جا پڑا درہم و برہم کردیا کوکب ہر مرتبہ جیداری کرکے افراسیاب پر جا پڑتا ہے
بنا شعبدہ یہ ہے کہ افراسیاب جو زخم کھاتا ہے زخم اندمال پاتا ہے کوکب جو زخم کھائے وہ جسم پر موجود
رہین اس خیال سے زخم چھپاتے ہین بران بدحواس ہو جائیگی آج کی جنگ مین لاکھ لاکھ جادوگر جانبین
کے مارے گئے کوکب کے زیادہ مارے گئے سرداران نامی قوت بانو زینت پہلو سیار گلشن خان ہوے آج
کوکب نے بھی کئی زخم کاری کھائے بران نے طبل بازگشت بجوایا شام کو لشکر خستہ و شکستہ پلٹے کوکب
نشہ جرأت سے جھومتا ہوا زخمون کو اپنے چھپائے ہوے داخل بارگاہ ہوا افراسیاب نے
آتے ہی ایک آواز دی کندن مرہم جمشیدی لیکر آئی پٹیان زخمون پر چڑھائین اُسی وقت زخم
اچھے ہو گئے مگر کوکب نے بسبب غیرت کے زخم ظاہر نہ کیا افراسیاب نے جاتے ہی طبل جنگی بجوا دیا
ہرکارون نے آکر دعای جان درازی دی اشعار

چون دامن خیمہ دل بدخواہ تو چاک
دشمن چو طناب خیمہ بیجان بخود پیچ
ای خیمہ دولتت گذشتہ ز افلاک
سر کوفتہ و نیمہ فرو رفتہ بخاک

شہریار عالم کی عمر دراز ہوا افراسیاب نے پھر طبل جنگی بجوایا کہتا ہے کل بدون قتل دشمنان شہنشاہ
واپس نہ ہونگا کوکب نے جوش جرأت مین حکم دیا بالفضل یزدی یہان بھی طبل جنگی نہ بجے بران نے
رنگ روئے کوکب متغیر دیکھا مگر جوش جرأت مین سب کو تسکین دے رہا ہے دل مایوس تیغ زبان
تیز یہی قول ہے کہ انشاءاللہ کل افراسیاب کو مارونگا بران اُٹھکر خلیے مین آئی سردارون سے صلاح
کی کہ مین خواجہ کو نامہ لکھون ورنہ کل خرابی ہوگی سب نے کہا ضرور تحریر فرمایے شاہنشاہ اس مین
کیا غصہ کرینگے حقیقت مین ہمارے شہنشاہ کا عجب حال ہے اس خیال سے کہ ہم لوگ پریشان نہون
اظہار زخم نہین کرتے بران نے اسی وقت نامے مین تمام حالات لکھے خواجہ کو لکھا ای یاور غریبان

واے دادرس بیکسان آج پانچ دن گذرے کہ روز افراسیاب سے مقابلے ہوتے ہین کئی سو
سرداران نامی وگرامی سیار گلشن جنان ہوے قبلہ وکعبہ انتہا کے زخمی ہین کل معرکۂ عظیم ہے اسوقت
مین اپنے خیر خواہون کی خبر لیجیے کنیز کو نامہ دیا کنیز پرواز پیدا کر کے چلی دربار شہنشاہ لاچین مین آئی
دورہ سردارون کا بندھا ہوا ہے لاچین تخت پر اسد نامدار سے فرما رہے ہین آتشبار بیابان نشین
ومصور ہمارے مقابلے مین خود کش ہین انکے مقابلے مین مہلت پائین طرف دریاے نیل کے چلین
لاچین نے جواب دیا اے شہریار اگی وہ طبل جنگی بجوائے بدون فتح واپس نہون گا وہ طبل جنگی تو بجوائے
خواجہ عمرو بھی بیٹھے ہین یہی صلاح ہو رہی ہے کہ کنیز بُرّان نے آکر نامہ خواجہ کو دیا عمرو نے باواز بلند
پڑھا اسد نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا مین خود برائے مدد کوکب جاؤنگا کوکب نے ہمارے ساتھ بڑی
جانبازی وسرفروشی کی لاچین نے روکا کہا اے شہریار آپکا یہانسے قدم ہٹانا بہتر نہین ہے یہ
آتشبار بڑا ساحر زبردست ہے غلام جاکر اُس نمک حرام کو جواب دے گا قضا افراسیاب کو مرقد
جمشیدی کے لے گئی ہے انشاء اللہ اگر گھیر کر نہ مارا تو نام اپنا شہنشاہ لاچین نہ رکھا یا اُسی وقت
لاچین اُٹھا صرف بہار کو ہمراہ لیا خواجہ بھی تخت پر سوار ہوے ساتھ ستر ہزار ساحران زبردست
ہمراہ لیے سردارون مین صرف بہار خواجہ نے چلتے چلتے جاندار سے تاکید حفاظت اسد نامدار کی
جہاندار نے عرض کی غلام جان ودل سے نثار ہے جب ہم کو کوئی قتل کرے گا تب اُنکے غلامون پر دست
انداز ہوگا رات ہی کو لاچین وبہار وخواجہ طرف قصر جمشیدی کے روانہ ہو گئے یہان وہ وقت
ہے کہ افراسیاب میدان کارزار مین نکلا کوکب بمجبوری مقابلے مین آیا آپسمین سحر ہونے
لگے بُران وجمشید واختر نے دیکھا کہ کوکب بہت سست لڑ رہا ہے گلہاے زخم نخل جسم پر کھلے
ہوے سینہ سپر کر دیا افراسیاب سے آنکھ ملی ہوئی چھوٹ کے ہاتھ چل رہے ہین جو افراسیاب نے
وار کیا کوکب نے برابر جواب دیا افراسیاب زیادتی کر رہا ہے بُران کو تاب نہ آئی مع کل لشکر کے
جا پڑی اُدھر سے لشکر افراسیاب بھی آکر پہونچا دونون لشکر آپس مین ملگئے سحر چلنے لگے سارا
میدان دھوان دھار ہے بیرون کی پکار تیرون کی بوچھار ہزارہا ساحر جانبین کے قتل ہوے
افراسیاب جدھر جا پڑا پتھر برسائے ہزارہا سر ٹکرا کر مر گئے کبھی بران پر جا پڑا کبھی جمشید کو زخمی کیا
کبھی اختر سے لڑا کوکب سبکے واسطے سینہ سپر کر رہا ہے تیغۂ خون آلود دست زبردست مین کھنچا ہوا جدھر

فراسیاب نے منھ پھیرا کوکب وہین جا پڑا لیکن فوج کے پانون اُٹھے جاتے ہین سحر افراسیاب
قلب تھرّاتے ہین صدائے ہاہو بلند ملازمان کوکب در دمند افراسیاب خود پید زمین ہلائے دیتا ہے
قریب ہے لشکر کوکب شکست کھائے دن قلیل باقی ہے کہ آسمان پر برق چمکی لپٹین پھولون کی آئین
طائر زمزمہ سرائی کرنے لگے زرد پتے سبز ہوئے طفلان غنچہ نے منھ کھولے نرگس شہلا کی ٹکٹکی بندھی
سوسن باتین کرنے لگی سنبل نے موئے مشکین درست کیے نخل مجبور تھے ایک پانون اور ہوتا برائے استقبال
بڑھتے ہوائی سرد چلی افراسیاب نے بند قبا کھولدے جھوم گئے اب سب نے سر اُٹھا کر دیکھا آسمان سے
لکہ ابر گلنار بصد جوش وخروش کئی ہزار طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے ابر اگر شق ہوا سب نے
دیکھا شہنشاہ لاچین وملکہ بہار وخواجہ عمرو نامدار بصد صولت وشوکت آکر ہوئے لاچین نے
وہین سے نعرہ کیا اور تکرام بدانجام طرف کوکب کے کہان جاتا ہے بہار نے گرتے گرتے گلدستہ مارا
پھول برسے کئی ہزار دیوانے ہوگئے جادوگرون نے گریبان پھاڑ ڈالے پہاڑون سے ٹکرانے لگے کوکب
وافراسیاب سے مقابلہ تھا لاچین بقہر وغضب اُس بے ادب کے سامنے آیا کوکب کو ہٹا کے سینہ
سپر کردیا لاچین نے تکرام کمکر جو ڈانٹا افراسیاب نے منھ پھیر لیا سردارون سے کہتا ہے
بڈھا سب کو تکرام ہی بتاتا ہے مین نے اُنکا نمک کب کھایا مین ہمیشہ سے بادشاہ عالیجاہ ہون
اسی بد زبانی کے سبب سے مین نے اس بڈھے کو قید کردیا تھا پھر اسکی شامت آئی ہے ابکی مرتبہ
قتل کرونگا لاچین نے بڑھکر آنکھ چار کی افراسیاب نے شرما کے ہاتھ مارا لاچین نے اشارہ
کیا ایک عقاب بلند پرواز اُڑتا ہوا آیا اُس نے گلا اپنا سر لاچین پر رکھدیا جیسے ہی عقاب کا سر کٹا
قطرات خون اڑے منھ پر افراسیاب کے پڑے افراسیاب کو معلوم ہوا چنگاریان آگ کی گرتین
اُف اُف کرکے پیچھے ہٹا اب لاچین نے پیترہ بدل کے ہاتھ مارا چمک کے برق شمشیر گری افراسیاب
کا تاج گرا سر زخمی ہوا ہزارہا سردار بیچ مین آگئے لاچین نے جسکے ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوا چالیس دار
لاچین نے کھڑے کھڑے اُسی مقام پر مارے خون کے دریا بہادیے بہار نے باغ لشکر افراسیاب
مین آگ لگادی محبت کوکب مین خواجہ لڑ رہے ہین کبھی نعرہ کرکے غائب ہوے کبھی حقہ ہائے
آتشبازی کبھی جنگلی بان کنجے مین رکھکر چھوڑے بڑے بڑے نامی جادوگر عمرو نے مارے لاچین نے
آگ برسادی کوکب نے اتنی جو مہلت پائی لشکر افراسیاب کو پامال کرنا شروع کیا قریب تھا

لشکر افراسیاب شکست کھا کر ہٹے کہ لکۂ ابر سیاہ آسمان پر نمایان ہوا اتنا بڑا ابر سیاہ ہے
کہ تمام صحرا مین محیط ہو گیا قریب لشکر افراسیاب آکر وہ ابر شق ہوا اخراج گزار افراسیاب ناظم دریائے
طلسم ہوشربا ساحر نامور عنقا ے تیز پر چار لاکھ ساحرون سے برای مدد افراسیاب آکر پہونچا
افراسیاب کا بازو قوی ہوا عنقا نے آتے ہی اول سحر بہار کو مٹا دیا آگ برسا کے پھولون کو جلایا برق
چمکائی سر بہار و برّان زخمی ہوا ادھر لاچین و افراسیاب بھی دونون زخمی ہو چکے ہین بصلاح عنقا
طبل بازگشت لشکر افراسیاب مین بجا دونون لشکر الگ ہوئے کوکب انتہا کا زخمی ہے لاچین نے خلد
تھا ما کہا اے بہادر بڑے تعجب کی بات ہے تم نے ہمکو اپنا بنا نا جب یہ پریشانیان ہوئین زخم اٹھائے
سرداران نامی قتل کرائے تب ہم کو نامہ لکھا تمھاری وجہ سے لڑائی کو طول ہوا ورنہ مہرخ
وغیرہ بیچاری کیا کر سکتی یقین افراسیاب جسدن قصد کرتا سب کو مٹا دیتا خواجہ نے بھی اپنے
کو ظاہر کیا کوکب کو بہت کچھ کہا کہ بھائی ہمین تم سے یہ امید نہ تھی کہ تم ایسے اتنا بڑا راز چھپا دوگے
تمین بڑے مدت بلاؤ گے شکر ہے کہ تم نے اب بھی اطلاع کی ہمین تم سے بڑی شکایت ہے کوکب نے
کہا خواجہ مین چاہتا تھا کہ مین ادھر افراسیاب کو روکون آپ لڑتے بھڑتے تا بہ دریائے نیل پہونچ
جائین حصول لوح ہو اسوجہ سے آپکو اطلاع نہ کی خواجہ نے کہا وہان بھی مقابلے پڑے ہین
آتشبار و مصور مقابلے مین اترے ہین افراسیاب انتظام کرکے آیا ہے لڑائیان بڑی ہوئی ہین
صلاحین کرتے کرتے ہوے داخل بارگاہ ہوے افراسیاب بھی زخمی ہو کر پلٹا ہے عنقا نے
صلاح کی کہ دو روز تامل فرمایے ابکی جو طبل جنگی بجوائین گے بدون قتل کوکب واپس نہ ہونگے

دو کلمہ داستان حیرت بیان عیاری خواجہ عمرو افراسیاب پر بصلاح شہنشاہ
لاچین و پھنسنا افراسیاب کا شعبدۂ لاچین مین ظاہر مین قتل ہونا افراسیاب کا
و ذکر فتح قلعۂ سیاہ و دیگر حالات متعلق داستان ہذا عجب داستان ہے ساقی نامہ

ساقی می جنگ سے چھکا دے
اے طبع یہ وقت امتحان ہے
میدان سخن مین بھر طرارے
لاشون سے زمین رزم بھر دے

کچھ سحر کا شعبدہ دکھا دے
اے توسن طبع چست و چالاک
ٹھہرے ہون جہان مین ہمارے
شہباز قلم ہوا و ج میرا +

لاچین کی جنگ کا بیان ہے
اے آہوے کلک ہوکے بیباک
ٹھوکر سے عدو کو پست کردے
تصویر خیال کا ہو نقشا +

اے کوکب فلک ہان چمک جا
اگر اے یوسف عزیز کاروان ہو جائیگا
ہجر جانان مین عیان سوز نہان ہو جائیگا
رائیگان تیرا ریاض ای باغبان ہو جائیگا
جان دینا عشق مین مشکل نہین کچھ ہمدمو
صبر مضطر ہو کے بیرون مکان ہو جائیگا
غیر کو پہلو مین بٹھلا کے نہ تو مجھکو جلا
یار کے آگے دہن بھی بے زبان ہو جائیگا
دشت مین لیلی کا ناقہ آئیگا کھینچتا ہوا
مشتری کا قحط زیر آسمان ہو جائیگا
ساتھ تیرے جاؤ جاتی ہو جو میرے پاس سے
پیر واعظ کوی جانان مین جوان ہو جائیگا
گیسوان یار پر جسدم نظر پڑ جائیگی
نیند آجائیگی غافل پاسبان ہو جائیگا

اے مہر کلام ضو تو دکھلا ٭ دیگر ٭
ہمصفیران چمن گلشن خزان ہو جائیگا
شمع سوزان جسم کا ہر استخوان ہو جائیگا
صاف کہتی ہین اگر صاف آسمان ہو جائیگا
دل تو آنے دو کسی پر امتحان ہو جائیگا
رنج بھی دل مین نہین رہنے کا راحت کی طرح
آہ کھینچون گا تو محفل مین دھوان ہو جائیگا
عید کے دن بے سبب ملتے نہین آتا ہے یار
جذب عشق قیس مجنون ساربان ہو جائیگا
فاتحہ کے بدلے ٹھوکر بھی لگا دوگے جو تم
چھوڑ جاؤگے جو دل نوبت بجان ہو جائیگا
روتے روتے یاد مین چاہ زنخدان کی ترے
دل مین ان خانہ بدوشون کا مکان ہو جائیگا
ای قمر اپنی وہ قسمت ہے کہ قاتل کی حضور

رنج بھی دے گا تو ہر دل شادمان ہو جائیگا
خانہ صیاد اپنا آشیان ہو جائیگا
چار دن کا موسم گل ہے خزان ہو جائیگا
ماہرو ہم پر بھی کوئی مہربان ہو جائیگا
خانہ دل مین ہوا جب ہجر جانان کا گذر
چار دن اس گھر مین یہ بھی میہمان ہو جائیگا
اے رہ جائیگی حسرت دل مین عرض حال کی
دل مرا لیکر روان مثل روان ہو جائیگا
جان کا بیعانہ مانگے گا جو زہرہ رشک ماہ
مرقد عشاق کا نامی نشان ہو جائیگا
خلد کی آب و ہوا رکھتا ہے آنکھلا اگر
دیدہ تر کھود کے اندھا کنوان ہو جائیگا
کوی جانان مین مجھے پہونچائیگا بیدار بخت
سر بکف جب جائینگے حکم امان ہو جائیگا

مقرران سحر بیان و حاکیان جادو اشہب تیز گام زبان کو میدان مدعا مین یون جولان کرتے ہین کہ عنقاے تیز پر ناظم دربند طلسم ہوش ربا بڑے مرد افراسیاب آیا اُس نے صلاح کی کہ حضور دو روز تامل فرمائیے زخم حضور کے صحت پا جائیں اُنکی میدان سے بدون سر کوکب لیے واپس نہون گا افراسیاب نے قبول کیا جب شب ہوئی تو عنقاے تیز پر نے کہا ای شہنشاہ لاچین پر فتحیاب ہونا مشکل ہے آج مین نے اسکے سحر کو دیکھا اب تو طائران طلسمی اُسکی مدد کو آنے لگے ورنہ حضور زخمی نہوتے ایک صلاح غلام نے بہت معقول تجویز کی ہے آج شب کو چلکر شبخون مارین اندھیرے مین گھبرا کر سب مارے جائینگے مین وعدہ کرتا ہون کہ کوکب کو تو مین گرفتار کرون گا لاچین کی حضور گردن لین بران و بہار کو بھی قتل کرون گا جمشید کا سامنے کوکب کے سر کاٹون گا بہتر یہ ہے کہ شبخون مار لیجے یہ رائے افراسیاب کو بھی پسند آئی عنقا کا عیار موسوم بہ عقاب تیز پر نہایت طرار و مکار ساحر ہے علم مکر و حیلہ سے بخوبی ماہر ہے عنقا نے کہا

ای عقاب تم چھپکر لشکر کوکب مین جاؤ اپنی آنکھون سے دیکھ آؤ بارگاہِ لاچین کسطرف ہی کوکب و
بران وجمشید وبہار کسطرف ہین سب کے مقامات کا نقشہ لاؤ کہ رات کو قاعدے سے جاکر گرین آپس مین
حصے مقرر کرلین اُسی کی بارگاہ جاکر پھونکین اپنے اپنے حریف کو جاکر للکارین شب تیرہ
وتار کی غفلت مین مارلین عقاب تیز پر بہت خوب کہکر چلا یہان خواجہ عمرو دربار کوکب مین موجود
ہین کوکب کا دل بہت بیقرار ہوا طبل جنگی کا انتظار ہوا جب رات زیادہ آئی لاچین نے کہا
ای شہنشاہِ عیاران ولے افسر طراران افراسیاب نے طبل جنگی نہین بجوایا زبانی کوکب کی معلوم
ہوا کہ دو ہفتے سے برابر جنگ ہو رہی ہی کوئی دن طبل جنگی سے ناغہ نہین گیا کیا ہمارے آنے سے کچھ افراسیاب
دبا یا کسی معین ومددگار کی فکر مین ہی عمرو نے کہا مین ابھی جاتا ہون مفصل خبر لیکر آتا ہون یہ بھی
عمرو کو منظور ہے کہ چلکر کچھ عیاری کرون کوکب کے واسطے کچھ بہتری ہو اس مقابلے کا انجام بخیر ہو خواجہ
عمرو یہ سوچکر اپنے مقام سے اُٹھے بصورت صرصر شمشیر زن طرفِ لشکرِ افراسیاب کے چلے جنگل مین آکر
پہونچے ہین کہ زنگ کی آواز کان مین آئی عمرو نے دیکھا کہ ایک عیار باسازِ عیاری سے آراستہ اسی طرف آتا ہی
ادھر سے عقاب کی نگاہ پڑی کہ ملکہ صرصر تشریف لاتی ہین حسنِ صرصر کا عابد کش وزاہد فریب ہے
خواجہ نے ملاقات کی کہا بھیا ساحر کہان چلے ہمارے شہنشاہ کا لشکر کہان ہے عقاب نے کہا ملکہ تم نے
مجھکو نہین پہچانا مین عنقاے تیز پر کا عیار ہون عقاب میرا نام ہی عیاری مکاری کام ہے صرصر نے کہا
ہمین تو ملکہ حیرت جادو نے بھیجا ہی واسطے خبر کے آئے شام کو راستہ بھولکر لشکر کوکب مین پہونچے وہان
عمرو پھر رہا تھا اس سے مقابلہ پڑا لڑ بھڑ کر نکل آئے تب خبر دریافت ہوئی کہ شہنشاہ کا لشکر بھی قریب ہے
یہ کہکر مسکراکر ہاتھ پکڑ لیا عقاب مرگیا شکار ہوا سمجھ گیا کہ صرصر مجھے چاہتی ہی پھر خواجہ عمرو نے مسکرا کر
کہا کیون صاحب اس اندھیری رات مین کہان چلے کوئی شیر بھیڑیا نکل آئے تو کیسا باعث خرابی ہے
مجھ کمبخت کے بیوجہ بیتابی ہے مجھ سے تم سے کیا کام دل کمبخت کی باتین ہین بیوجہ کی گھاتین ہین اب
تو عقاب ذبح ہوگیا کہا ملکہ مین لشکر کوکب مین جاتا ہون صلاح ہوئی ہے کہ رات کو افراسیاب
وعنقا آکر شبخون مارین اندھیرے مین سب کو پکڑ لین یہی تدبیر معقول ہے صرصر نے کہا
مین تمکو اکیلا نجانے دونگی وہان نگوڑا عمرو موجود ہے چلو ہم تمھارے ساتھ پلٹ آئین گے
سب بارگاہون کا نشان تمکو بتا دین گے عقاب پھولگیا خوشی خوشی صرصر نقلی کے ساتھ ہوا ہوائے وصل مین بیقرار

ہے یہ سمجھا کہ ہوا بگڑے گی صرصر باتین کرتی ہوئی عقاب کے ساتھ جاتی ہی عقاب دم بدم ٹھنڈی
سانسین بھرتا ہی عاشق تو اپنا کچھ ہی چکا ہی ایک مقام پر جاکر صرصر ٹھہری کہا دیکھو وہ بارگاہ لاچین
چغمہ کوکب کا ہے بران و بہار اُس پہلو پر ہین عقاب دیکھنے لگا خواجہ نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے
حباب مار کر بیہوش کیا زبان مین سوزن دیکر عقاب کو تو نذر زنبیل کیا پلٹ کے بارگاہ کوکب مین آئے
لاچین وغیرہ سب بیدار ہین کہ خواجہ آکر پہونچے لاچین سے سب کیفیت بیان کی لاچین خوش
ہوگیا اُٹھ کھڑا ہوا کہا خواجہ تم بصورت عقاب تیز پر افراسیاب کو لگا کے لاؤ مین ایک طلسم کو بناتا
ہون بحکم بانی بنائے لوح و قلم اُس طلسم سے نکل نہ سکے گا مین گھیر کے مارون گا یہ کہکر لاچین اُٹھکر
صحرا مین آیا ایک مقام پر کھڑے ہو کر خوب سحر کیا لکیرین کھینچکر سرحد بنائی کہا خواجہ ہم تو مخفی ہوتے
ہین اس حصار کے اندر افراسیاب کو پہونچا کر نعرہ کرکے نکلنا تا عقاب عنقا کا خالی عیار نہین ہے
عنقا کا شیر خاص قوت بازو کہلاتا ہی اُس کو بھی قتل کر ڈالنا عمرو نے کہا انشاء اللہ کوکب و لاچین
و بران و بہار و اختر وغیرہ جابجا مخفی ہوے خواجہ بصورت عقاب تیز پر بارگاہ افراسیاب
مین آئے افراسیاب نے تیاری لشکر کا حکم دیا اسباب سحر ذات پر آراستہ کر چکا کہ خواجہ نے بصورت
عقاب آکر کہا اے شہنشاہ بڑے صاحب اقبال ہو آپ نے طبل جنگی جو نہ بجوایا لاچین وغیرہ
شراب خواری کرکے اپنی بارگاہ مین جاکر سو رہے لشکر مین انتہا کی غفلت ہی اب وقت جرات ہے
مین لاچین کو گرفتار کر دونگا کوکب کو بیدار نہونے دونگا بلوۂ ساحران کو آپ سنبھال لیجیے گا
افراسیاب نے کہا لاچین و کوکب نہو دس کرور کو ایک سحر مین بیکار کرون عقاب نے کہا اُٹھیے خواجہ
عمرو افراسیاب و عنقا تو ساتھ لیچلے افراسیاب و عنقا گھوڑے پر سوار پشت پر لشکر ساحران غدار
عمرو نے لاکر سامنے نخلستان کے پہونچایا کہا شہنشاہ میرے قدم با قدم چلے آیئے افراسیاب گھوڑا ڈالے
ہوے عقاب کی تعریفین کرتا ہوا جیسے ہی اُس سرحد مین آکر پہونچا عمرو نے نعرہ کیا منم مہر سپہر
عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن اُمیہ نامدار یہ کہتے عمرو بھاگا عقاب
کو زنبیل سے نکال کر ایک خنجر مار دیا افراسیاب لینا لینا لیکر دوڑا افراسیاب و عنقا مع لشکر
سرحد حصار مین پہونچ چکے تھے مرنے سے عقاب کے اندھیرا ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من عقاب
تیز پر بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم افراسیاب نے چاہا نکل جاؤن ایک غبار

بلند ہوا تمام لشکر افراسیاب نابینا ہونے لگا شاخین نخلستان کی خنجر بنگئین پتون سے برقین چمکین بیجنہائے نخل سے صدہا زنگیان سیاہ رو پیدا ہوے لشکر افراسیاب پر گرے شاخون سے جو خنجر چمکے مرکب افراسیاب کا مارا گیا پیدل اُن زنگیون سے لڑنے لگا ہر چند چاہتا ہے تاریکی سے نکلون راستہ نہین ملتا کہ پہلو سے لرزہ ہوا منہ شہنشاہ لاچین وکوکب روشنضمیر و بران شمشیر زن وبہار گلعذار وجمشید نامدار و بلور چہار دست ان سب سردارون نے چہار جانب سے فوج افراسیاب کو گھیر لیا افراسیاب کے سر پر زخم آنے لگے جب لاچین نے گولہ مارا زمین تھرائی دو ہزار ساحر مرے ملکہ بران کا اخنجر مروارید چلا بہار نے گلدستے مار کر ہزارون کو دیوانہ کردیا بلور چہار دست نے لاشہائے ساحران سے میدان کارزار بھردیا اب افراسیاب دیوانہ وار وحشی مثال بشکل صید خالف جدھر پلٹا دن سے گولا پڑا کسی نے ترنج مارا بہار نے گلدستہ پھینکا پھول برسے دماغ مین خوشبو آئی مست ہونے لگا جھوم کر ٹھہرا لیکن بادشاہ طلسم ہوش ربا ساحر بےمثل ویکتا اپنے کو سب کے سحر سے بچاتا ہے چاہتا ہی بران وبہار پر جا پڑون اب خیال کرکے دیکھا گرد میرے لشکر کے ایک سنہری لکیر یا طلائی زنجیر ہے اُسکے باہر نہین نکل سکتا یہ لوگ بیرون حصار سے گولے ترنج مار رہے ہین اسی حال مین لڑتے بھڑتے نہیب شمشیر لاچین سے رات کٹی ستارۂ سحری آسمان پر چمکا آفتاب عالمتاب فوج شعاع وضیا ساتھ مین لیے ہوے تیغہ مہر ہاتھ مین سوسن توسن چرخ نیلی پر سوار ہوکر وارد میدان کارزار ہوا اب افراسیاب نے دیکھا کہ بین حصار سحر لاچین مین پھنس گیا اب جانبری دشوار ہے جب کوکب نے گولا مارا پشت وپہلو پر بڑا زخم کاری کھایا لاچین تو شیرانہ لڑ رہا ہے عنقائے تیز پر نے جو اُس لکیر کو دیکھا جھپٹ کے چاہا نکل جاوین اُسی زنجیر طلائی سے ایک برق چمک کر گری کہا اب عنقا ہوا ہوالیان دنیا کو ملے گا دو ٹکڑے ہوکر گرا افراسیاب نے پلٹ کر دیکھا کہ عنقا کیمیا ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من عنقائے تیز پر بود افراسیاب نے سر پیٹ لیا ظرفیون نے کہا عنقا تھا کشتہ ہوکر کیمیا ہوگیا اب افراسیاب بھی قتل کی تدبیر بڑا لاچین ہی اکسیر ہے جب افراسیاب نے یہ معرکہ عظیم دیکھا دن ہوگیا تمام حال روشن ہوا عنقا ایسا ساحر یون مارا گیا لکیر پر جا کر فقیر ہوا اب گھبرایا لاچین کے سحر نے زمین ہلا دی دوپہر کے عرصے مین چھ لاکھ ساحر مارا گیا لاچین کے سحر کی بلائین حصار سے بھی بشکل زنگی نکل رہی ہین شیر وگرگ بیجہائے نخل سے نکل رہے ہین وہ بھی افراسیاب کے شمن افراسیاب

نے گھبرا کر ایک چیخ ماری ارے کندن مرگئی آسمان پر سناٹا ہوا ایک پریزاد کشتی مین تاج طلسمی لیے ہوے حصار کے باہر آکر ٹھہری کہا شہنشاہ مین وہان نہین آسکتی افراسیاب نے گالیان دین کہا اونالائق تجھے کون روکتا ہی یہ کہکے ایک دوہتڑ زمین پر مارا زمین شق ہوئی ایک پتلہ فولادی پیدا ہوا لیکن بدحواس سر برہنہ شہنشاہ شہنشاہ کہتا ہوا افراسیاب کے سامنے آیا کہا حضور اس حصار کے اندر کیون آگئے آپ کیسے بادشاہِ طلسم ہوشربا ہین افراسیاب نے غصے مین ایک طمانچہ مارا کہا بچیا اسوقت مین ما بدولت پر طعن کرتا ہی فولادی پتلہ جلکر خاک ہوا خاک سے آواز آئی اب طلسم ہوشربا نبچے گا افراسیاب نے اُس خاک کو اُٹھایا سحر بھی سب کے روکتا جاتا ہی ران پر خنجر مارا اُس خون سے اُس خاک کو تر کیا چھوٹا سا پتلہ بنایا کہا اے پتلہ طلسمی تیرا اور میرا ایک خمیر ہے تاج طلسمی پہننے کی یہی تدبیر ہے وہ پتلا مثل برق کے اُڑا پتلی سے تاج لیا جھپٹ کر قریب افراسیاب کے چلا جیسے ہی قریب زنجیر طلائی پہونچا برق چمک کر پتلے پر گری پتلہ تو جلا اُسکے ہاتھ سے تاج افراسیاب نے لیا سر پر رکھا پتلے کی تو خاک برباد فنا اُڑگئی ایک آندھی سیاہ اُٹھی ملازمان کوکب گھبرانے لگے کئی ہزار جل کر گرے برق تڑپکر لاچین پر گری لاچین نے برق کو کاٹا اب لاچین نے آواز دی یارو سنبھل کر لڑنا افراسیاب نے تاج طلسمی منگالیا وہ پریزاد سر پیٹتی ہوئی گئی شہنشاہ لاچین نے ایک دستک دی ایک پتلہ فولادی خود پہنے ہوے نیمچہ ہاتھ مین عقب لاچین آکر لڑنے لگا فوج افراسیاب کو بہت درہم و برہم کیا آگے لاچین عقب مین وہ پتلہ چار پہر رات لڑتے ہوے گذری سارا دن تمام ہوا قلیل دن باقی ہی آفتاب برنگ زرد کاشانۂ مغرب مین جایا چاہتا ہی اُسوقت لاچین والا تمکین نہنگانہ شیرانہ اندر حصار کے آیا افراسیاب کو للکارا افراسیاب تاج کے بھروسے جا پڑا حقیقت مین جس وقت سے تاج سر پر افراسیاب کے آیا کسی کا حربہ افراسیاب پر تاثیر نہین کرتا لاچین کے بھی گولے کھائے کوکب نے نارنج ترنج مارے سب حربے باطل ہوجاتے ہین جب تاج کا عکس پڑا گولا پھٹکر اُلٹا پلٹتا ہے صاحب سحر کو آزار پہونچاتا ہی فوج کو تو بالکل مٹایا کوکب نے دریاے خون بہادیا اندر حصار کے لاچین وافراسیاب سے تلوار چلنے لگی افراسیاب چاہتا ہی لڑ بھڑ کے حصار سے نکل جاؤن رنگ رو متغیر لباس پارہ پارہ زرہ کی کڑیان اُلجھی ہوئین بڑے وار روکتا ہوا لاچین سے افراسیاب قریب اُس زنجیر طلائی کے پہونچا قدم بڑھایا کہ اُس پار لکیر کے جاؤن پتلہ جو پشت پر

لاچین کے تھا اُس نے جھپٹکر افراسیاب پر اُدھر سپر کی لگائی نکان سے تاج افراسیاب زمین پر
گرا اُوپر سے لاچین نے پینترہ بدل کے ہاتھ مارا افراسیاب نے گھبراکر سر اپنا سپر کیا اِس سر سے کوئی
آگاہ نہ تھا تاج زمین پر گرا تیغ لاچین کا عکس سے اُسکے جلا تیغہ بر قتاب لاچین سر افراسیاب پر
پڑا اِس حال انتشار مین بھی کئی سپر مین فولادی سر افراسیاب پر حائل ہوئین تیغہ برق مثال نے ابر
سپر کے تو ٹکڑے اُڑا دیے سبنے دیکھا کہ افراسیاب کے دو ٹکڑے ہوے لاچین نے خوشی مین آواز
دی وہ مارا چہار جانب سے نوبت نقارے بجنے لگے آندھی سیاہ اُٹھی سنگباری برق باری بیرون کی
بیقراری ہزار ہا طائر لہراکر چلے صداہاے ہیہات وافسوس بلند ہیں اہیان افراسیاب درد مند اِس
اندھیرے مین صدہا ملازمان کوکب ٹکرا ٹکرا کے مرے جب کوکب وبران نے باران سحر برسایا
تب روشنی ہوکر آواز آئی کشتی مرا نام من افراسیاب جادو بادشاہ طلسم ہوشربا بود افسوس
مردیم وجان دادیم وبمطلب خود نرسیدیم صدہا نخل جلے سرحد ہوشربا مین جابجا مکان گرے کھولکر
دریا خشک ہوے چشمہ ہاے صحرا کور ہو گئے کنوؤن سے پانی اُبلا سب علامتین مرنے کی ظاہر ہوئین
لشکر کوکب مین نوبت نقارے بجنے لگے چند ملازم شکست خوردہ ملازمان عنقا و افراسیاب جیداری
کرکے لاشۂ افراسیاب لے نکلے روتے پیٹتے طرف لشکر حیرت جادو کے چلے حیرت بعد جانے افراسیاب
کے دس لاکھ ساحرون کی جمعیت سے صحراے حیرت خیز مین فروکش ہے ملازم لاشہ لیے ہوے جاتے
ہین یہان بعد جانے لاشۂ افراسیاب کے صداے مبارکبادی دلبند ہوئی لاچین نے خوشی خوشی کوکب سے
کہا اب پاس طلسم کشا کے چلنا واجب ولازم ہے ہم جاتے ہین تم آنا کوکب وبران شمشیر زن نے
کہا ہمارے دل کو صبر نہ ہوگا اب دریاے ہفت رنگ ودریای بیتل پر جانے کی کیا ضرورت ہے شہنشاہ
لاچین نے کہا ناظمان در بند ہوشربا خود آئینگے اب لشکر کشی کی کیا ضرورت ہے ہر کس یہی چاہتا
ہے کہ چلکر جشن لشکر طلسم کشا دیکھین ملکہ حیرت بھی آکر مسلمان ہوگی زمہریر بھی دریا سے نکل آئیگا
صراط ہفت رنگ بھی عذر کریگا معشوقان پریچہرہ کے ساتھ طلسم کشا کی شادیان ہونگی شادی
تو ہمراہ ملکہ مہ جبین الماس پوش ہوگی وہمراہ معشوقان دیگر عقد شرعی ہو جائیگا ہر چند
لاچین روکتا ہے کہ یارو میرے ہمراہ نہ چلو ہر ایک کا یہی قول ہے کہ یہ جلسہ دیکھنے کے لائق ہے
سالہا سال لڑے مصیبتین اُٹھائین محفل عیش بھی تو دیکھین لکھا ہے کوکب وبران و

جمشید و بلور وغیرہ سب شہنشاہ لاچین کے ہمراہ ہوئے بمشکل کوکب روشنضمیر نے عنقاے
کاکل دراز کو کہ زخمدار تھی سات ہزار ساحرون سے قصر جمشیدی مین چھوڑا ملکہ بران شمشیر زن نے
باغ نگارین مین قفل لگانے کا حکم دیا چند باغبان رہ گئی دار روغہ تک ہمراہ ہولیا نوبت نقارے
بجتے ہوئے طرف اسد نامدار کے چلے اخبار نویس نے پہلے ہی اسد کو پرچہ لکھا کہ مبارک ہو افراسیاب
مارا گیا جہان اسد غازی فردکش تھے وہان بھی علامت ظاہر ہوئی چند مکانات و باغات سحر
افراسیاب اسی وقت پر جلے باغبان قدرت نے یہ علامت دیکھکر اسد سے کہا تھا کہ حضور ان
باغات و مکانات کا جلنا علامت قتل افراسیاب ہے یہ ذکر تھا کہ خبر پہونچی شہنشاہ لاچین خوش
آیین و کوکب روشنضمیر بفتح و فیروزی آتے ہین اسد نے سرداران کو برائے استقبال بھیجا لاچین نے
آتے ہی اسد نامدار کو نذر دی کہا ای شہریار قتل افراسیاب مبارک اسد نے لاچین
کو خوشی خوشی تخت پر بٹھایا اب نذرین گذرنے لگین جب بدیع الزمان نے شہنشاہ لاچین کو نذر
دی لاچین نے عرض کی آپ غلامونکی عزت افزائی کرتے ہین خواجہ بارگاہ مین آئے مبارک مبارک
کہکر سردارون سے کہنا شروع کیا یارو آج دل خوشی کا ہے سب جمع کرکے مجھکو دیدو مین خانۂ کعبہ
مین واسطے مستحقون کے بھیجدون یہ روپیہ حاجیونکو ملیگا یہانکے شہد ونکے دینے سے کیا فائدہ سب
سردارون سے لینا شروع کیا بہار نے مخبر اگر ہرکارون سے کہا جاکر لشکر حیرت کی خبر لاؤ شوہر کی لاش
دیکھکر جان دیدیگی دیکھین اب اطاعت مین کیا کہتا ہے اسد نامدار نے فرمایا اے ملکہ بہار مجلال
باغبان قضا و قدر ہر چند کہ سلطنت طلسم ہوشربا حق شہنشاہ لاچین ہے اگر حیرت مسلمان
ہو تو مین نصف طلسم ہوشربا کی حکومت حیرت کو دونگا بہار نے دعائین دین ہرکارے واسطے
خبر کے اُسی وقت پہونچے کہ لاشۂ افراسیاب سامنے حیرت کے آیا حیرت نے اپنے کو تخت سے گرادیا شور
قیامت برپا ہوا وزیرزادیان شہزادیان سنبھالتی تھین حیرت جادو جان دینے پر آمادہ تھی سبنے سمجھاکر
حیرت کو سنبھالا لاشۂ افراسیاب اُٹھوا کر لیگئی بموجب قاعدہ سامری پرستان لاشۂ افراسیاب کا
جلوایا ملکہ حیرت مرگھٹ سے نہ اُٹھتی تھی کہتی تھی فقیرنی بنکر یہان بیٹھونگی مشیران سلطنت نے سمجھایا
بمشکل حیرت کو لیکر بارگاہ مین آئے ھرصر روتی ہوئی زبان سے بات نہ نکلتی تھی ضبط کرکے عرض کی حضور اسد نے
سر دربار فرمایا کہ اگر ملکہ حیرت آکر اطاعت کرین نصف طلسم ہوشربا کی سلطنت دون شہنشاہ لاچین بھی بدل و جان

منظور کرتے ہین آپکی ہمشیرہ ملکہ بہار نے بہت سفارش کی ملکہ حیرت نے آنسو پوچھکر کہا کیون صرصر
مین اپنے شوہر کے قاتلون کی اطاعت کرون بحکم سامری وجمشید ایک لڑائی ایسی لڑونگی لشکر
مسلمانان کو بے چراغ کرکے مرونگی اسد کو زندہ نہین جانے دونگی تیسرے دن حیرت لباس فاخرہ
پہنکر تخت پر بیٹھی کہا لشکر تیار ہو مقابلۂ اسد مین جلو مین جاکر قیامتین برپا کرونگی ان لوگون کو دم نہ
لینے دونگی بائیس لاکھ فوج لیکر ملکہ حیرت نے سمت لشکر اسد کوچ کیا ہرکارون نے یہ خبر آکر اسد غازی کو
دی اسد نے پریشان ہوکر طرف ملکہ بہار کے دیکھا کہا کیون اے بہار اب ہم کیا کرین حیرت سیاہ
قلب ہی معلوم ہوتا ہی اُسکی قضا لاتی ہی کوکب نے کہا حضور مین حیرت سے مقابلہ کرونگا اسد
فرماتے ہین مجھکو حال حیرت پر رحم آتا ہی سب سے زیادہ بہار بیقرار ہی کہ خبر پہونچی حیرت لشکر لیکر
آپہونچی اسد وغیرہ باہر نکل آئے بڑے زور و شور سے لشکر حیرت آکر پہونچا حیرت تخت پر سوار تھی
لباس فاخرہ پہنے ہوے مگر بنگاہ قہر وغضب طرف لشکر اسد والا جین کے دیکھا لشکر اُتار ابل کرتی
ہوئی داخل بارگاہ ہوئی مصور و آتشبار نے پرسا دیا حیرت نے کہا صاحبو رونے سے کیا فائدہ اپنے
شہنشاہ کے خون کا بدلا لونگی بڑے افسوس کی بات ہی کہ ایسا شہنشاہ عالیجاہ مارا جائے اور اُسکے خون کا
معاوضہ نہو بوا بہار مجھکو ترغیب دیتی ہین کہ مین اپنے شوہر کے قاتلون کی اطاعت کرون اس میدان
مین خون کے دریا بہین گے چرند و پرند حاضر تھے اسد غازی تو یہ فرما چکے ہین کہ اگر ملکہ حیرت
اطاعت کرے تو مین نصف طلسم ہوشربا کی سلطنت دون اور ملکہ بہار سے خاص کرکے فرمایا کہ اے
ملکہ بہار تم کیون رنجیدہ ہو خود ملکہ حیرت کے پاس جاؤ بخوبی سمجھاؤ کہ حقیقت مین تمھین انتہا کا
قلق ہی ہمین سرفراز کرو سلطنت طلسم ہوشربا تمھارے سپرد کرین اہالیان دربند اگر اطاعت کرینگے
اپنے سامنے ہم تمکو تخت سلطنت ہوشربا پر جگہ دین شوہر کا غم دلسے دفع کرو ہمین بھی ملال ہی کہ
شہنشاہ نے جان دی ملکہ بہار کا قصد ہوا کہ دربار حیرت مین جائین ہرکالے حاضر ہوے عرض کی اے
شہریار والا قدر ملکہ حیرت کا لڑنے کا قصد ہے وہ ہرگز اطاعت نہ کرینگی مصور وغیرہ نے سمجھایا تھا وہ
فرماتی ہین کہ اپنے شوہر کے قاتل کی اطاعت نہ کرونگی لڑکر جان دونگی اور اسد کو ضرور قتل کرونگی اصلاح
کیا چیز ہی یہ سنکر بہار بیٹھ گئی مجبور ہوے اب اسد تو امیدوار ہین کہ حیرت طبل جنگی بجوائے تو یون
ہی لڑتے بھڑتے تا بکوہ ہفت رنگ و دریای نیل جائین حیرت نے ابھی طبل جنگی نہین بجوایا نہین معلوم

کیا انتظار ہی اب دو کلمہ داستان افراسیاب سنیے کہ افراسیاب نے یہ شعبدہ کیا کہ اپنی ہم شبیہ کامل کو قتل
کرایا آپ الگ ہو رہا اُس ہم شبیہ کے مرنے سے ایسی علامتین برپا ہوئین کہ لاچین نے دھوکا کھایا
کسی کو یہ خیال نہ آیا افراسیاب کیونکر مارا گیا لوح دستیاب نہین ہوئی قتل ہونا اُسکا ہاتھ سے
طلسم کشا کے موقوف ہی لیکن افراسیاب نے نیا شعبدہ کیا کہ سبکی آنکھون پر پردہ غفلت پڑے
قصر جمشیدی کو خالی کرکے سب لشکر اسد مین چلے آئے صرف قصر جمشیدی مین بسبب زخمداری
عنقائے کاکل دراز کو چھوڑ دیا افراسیاب درۂ کوہ مین مخفی ہوا تھا یکہ و تنہا تاج طلسمی پہنکر غرق
زمین ہوا قریب قلعہ فولاد حصار آیا ستر ہزار زنگی جو برائے نگہبانی فروکش مین آتے ہی اُسنے
لڑنے لگا اُن زنگیون کی کیا لیاقت تھی آتش سحر سے ہزارون کو پھونک دیا عنقا جو قصر جمشیدی مین
موجود تھی اُس نے جو ہنگامہ دیکھا خبر ملی کہ افراسیاب زنگیون کو قتل کر رہا ہی ساتھ والون کو لے کر
جا پڑی افراسیاب نے عنقا کے آتے ہی سحر کیا کہ تلوارین برسنے لگین سب کے سر اڑ گئے ایک تیغہ برق
مثال تڑپ کر عنقا پر گرا اُسکے بھی دو ٹکڑے ہوئے عنقا کے مرنے کی علامت بلند ہوئی آندھی سیاہ اُٹھی
صداہائے مہیب آئین قضائے کار برہمن روئین تن جسدن سے تاریکی سے لڑکر قصر مین آیا نور افشان نے
بہت کچھ علاج کیا اب اس لائق ہوا کہ صبحکو قصر سے نکلکر صحن مین بیٹھتا ہی ضعف و نقاہت طاری
اُسی مقام پر تبرید وغیرہ نوش فرماتا ہی گرد حلما بیٹھے ہین کہ برہمن نے دیکھا کہ قصر سیاہ پر قیامت برپا
ہی برہمن تو اُس قلعہ کا رازدار ہی افراسیاب کے مرنے کی خبر پہونچی تھی برہمن اپنے رفقا سے کہہ رہا تھا کہ
لاچین نے بڑا دھوکا کھایا اس امر کا انجام بخیر نہوگا یکایک آواز آئی کشتی مرا نام من عنقای کاکل دراز
بود برہمن گھبرا گیا ایک ساحر سے اشارہ کیا دیکھ تو کیا آفت ہی ساحر نے خبر دی کہ افراسیاب قلعہ
سیاہ پر لڑ رہا ہے چاہتا ہی قلعہ مین گھس جائے عنقا نے جاکر روکا افراسیاب نے قتل کیا برہمن نے
زانو پر ہاتھ مارا چونکہ کوکب کا خیرخواہ ہی تاب نہ آئی اُٹھ کھڑا ہوا تیغہ پکڑ کے جا پڑا جا سے دیکھا
افراسیاب نے ستھراؤ کر دیا لاشہ عنقا دیکھکر کلیجہ پھٹ گیا لپک کر افراسیاب پر جا پڑا اسحر رفتہ بخوبی قبضے
مین نہین آیا جوش جرات مین جاکر ہاتھ مارا افراسیاب نے روک کر ہاتھ مارا برہمن کے بھی دو ٹکڑے
ہوئے اِن سب کا افراسیاب مار کر طرف قلعہ سیاہ کے جاتا ہی جب قریب خندق پہونچا شعلہ ہائے آتش
بھڑکے خندق سے شیر و پلنگ و فیل نکلنے لگے ہر چند افراسیاب قتل کرتا ہی وہ کم نہین ہوتے لکھا ہے

کہ افراسیاب پھر خندق پر لڑا ہزارون شیر و گرگ قتل ہوے مگر کم نہوے افراسیاب اُنسے زخمی
ہوا ناچار ہوکر شام کو پلٹا درۂ کوہ مین آکر بیٹھا اپنے زخمون مین ٹانکے دیے ایک پرچہ لکھکر آسمان پر
اُڑا دیا طائر نے آکر اُسکو منقار مین لیا طائر غائب ہوا لبعد تھوڑے عرصے کے آسمان پر برق چمکی ایک
حکیم وضع تخت پر سوار آکے پہونچا افراسیاب نے کہا اے مفتاح الحکمت تم خوب آگاہ ہو کہ کوکب
وغیرہ نے مذہب سامری برباد کیا ہمارے تمہارے بزرگون کا دین مٹتا ہی مجھکو دریافت ہوا کہ
اس طلسم سیاہ کی لوح کوکب نے تمہارے پاس رکھی ہی مذہب کی عزت جاتی ہی وہ لوح ہمکو دو تمھارا
مرتبہ اعلے کرینگے مفتاح الحکمت نے ایک تختی نکالکر افراسیاب کو دی کہا اسی کے حکم پر کاربند ہونا
اگر اسکے خلاف کروگے بلا مین پھنسوگے یہ طلسم بڑے بڑے ساحرون نے بنایا ہی وہ تختی لیکر گلے مین
افراسیاب نے پہنی مفتاح الحکمت تو صبحکو رخصت ہوگیا لیکن افراسیاب سے اتنا کہدیا کہ اگر کسی مقام
پر دھوکا ہوگا مین جانبازی کرنے آؤنگا یہ کہکے مفتاح گیا کنجی طلسم کی افراسیاب کو دے گیا بوقت
سحر افراسیاب اُس تختی کو دیکھکر قریب خندق آیا لکھا تھا کہ اے بادشاہ طلسم ہوش ربا یہ مقام
سخت ہی زبان کا خون لیکر خندق پر پھینکو نام سامری لکھا ہی اس کو پڑھو تب خندق فتح ہوگا
افراسیاب نے غصے مین زبان سے اپنی خون لیا خندق پر آکر پھینک مارا ہزارہا گرگ و پلنگ جل گئے
آگ بجھی راستہ صاف ہوا اب افراسیاب قریب پھاٹک کے آیا گرز اُٹھاکر پھاٹک پر مارا پھاٹک
گرا افراسیاب نے چاہا اندر قلعہ کے جائے کہ ایک دیو للکارتا ہوا قلعہ سے نکلا وار کو چرخ دیا چاہا
افراسیاب پر مارے افراسیاب نے وہی تختی دکھا دی وار دیو کے ہاتھ سے چھوٹ پڑی نابینا
ہوگیا افراسیاب نے تلوار سے دیو کو قتل کیا اب اندر قلعہ کے آیا دیکھا دکانین نہایت تکلف سے
آراستہ کٹورہ کھنک رہا ہی گرم بازاری ہورہی ہی کسی نے افراسیاب سے کلام نہ کیا افراسیاب
بموجب حکم تختی کے کوچہ ہاے شہر کو طے کرکے ایک باغ مین آیا دیکھا باغ نہایت پر بہار ہر نخل پر
ہزارہا طائران زمزمہ سرا جیسے ہی افراسیاب کو دیکھا طائر اڑے گرد سر افراسیاب چرخ مارنے لگے
اس طرح کی زمزمہ سرائی کی کہ افراسیاب کو محویت حاصل ہوئی ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا صداہاے دلفریب
طائران سنکر سُن ہوگیا قریب تھا غش کھا کے گرے کہ آواز آئی اے شہنشاہ منزل اول پر دھوکا
کھاتے ہو افراسیاب نے دیکھا مفتاح صدا دیکر غائب ہوا افراسیاب نے تختی دیکھی تحریر تھا پیچ مین ان

طائرون کے ایک طائر سفید ہے تمام سامری پڑھکر اُسکو تیر مارو افراسیاب نے کمان دوش سے اُتاری
تاک کر اس طائر کو تیر مارا سینے کو توڑ کر طائر کے گذرا بجاے خون شعلہ ہاے آتش نکلے تمام طایر جل گئے
آواز آئی کشتی مرا نام من طائر جادو بود افراسیاب قریب بارہ دری کے آیا بارہ ہزار ساحر با تیغ برہنہ
بارہ دری سے نکلے افراسیاب پر سحر کرنے لگے گولے ترنج نارنج پڑنے لگے افراسیاب تلوار کھینچکر
جا پڑا جب تختی کو سامنے کر دیتا ہے وہ لوگ نابینا ہو کر گرتے ہین مگر مجمع ساحران دمبدم بڑھتا
جاتا ہے دو پہر کامل افراسیاب ان سب سے لڑا اپنے نزدیک لاکھون جادوگر مارے لاشہ ایک بھی
زمین پر نہ تھا اب افراسیاب گھبرایا کئی زخم بھی کھائے بلوہ ساحران کم نہین ہوتا افراسیاب
چاہتا ہے لڑ بھڑ کر نکل جاؤن اپنی تنہائی پر گھبراتا ہے دل سے کہتا ہے کس مصیبت مین پھنسا ہون
فتاحی طلسم بہت دشوار ہے نہ روی رفتن نہ راہ ماندن چلا جاؤن تو فتاحی طلسم رہ جائے نہ جاؤن تو
جان کا خوف اسی تردد مین تھا کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ حیرت مع چالیس کنیزون کے آکر پہونچی
افراسیاب نے جو حیرت کو دیکھا جان آگئی حیرت نے آتے ہی دو چار گولے ایسے مارے ساحرون
کے سر پھٹے افراسیاب کی مدد کی اب افراسیاب بھی سنبھلا تھوڑے ہی عرصے مین ساحرون کا
خاتمہ ہوا حیرت نے افراسیاب کا شانہ تھاما افراسیاب زخمدار تھا ملکہ حیرت نے کہا اے
شہنشاہ بڑی تکلیف اُٹھائی میرے دل کو چین نہ آیا آخر ان چالیس کنیزون کو لیکر حاضر ہوئی
اے شہنشاہ ہر مقام پر ہوشیار رہیے فتاحی طلسم بہت دشوار ہے یہ کہتی ہوئی حیرت افراسیاب کو
بارہ دری مین لائی کنیزون سے کہا آفتابے مین پانی لاؤ طشت حاضر کرو مین زخم اپنے وارث
کے دھلا دون افراسیاب تو اپنے دل مین بہت خوش ہے کہ حیرت سے تو مہر مادری کا مزا ملتا
ہے دوپٹے سے زخمون کا خون پاک کیا پشت پر بہ شفقت ہاتھ پھیرا نازک ہاتھون سے زخمون مین
ٹانکے دیے جب افراسیاب آکر پہونچا حیرت نے کہا تاج ادھر رکھیے تختی گلے سے اُتاریے زرہ
جسم سے دور کیجیے مین زخمون کو دھلاؤن اپنے شہنشاہ کے زخمون مین ٹانکے لگاؤن افراسیاب نے
تاج و تختی حیرت کے ہاتھ مین دی حیرت پیچھے ہٹی افراسیاب نے کہا ملکہ کہان جاتی ہو حیرت نے
نعرہ کیا او پہچان مَین ملکہ عجائب جادو ہون غمخوار شہنشاہ کو کب افسوس کوکب کی آنکھون پر ایسے
پردے پڑے یہ خیال نہوا کہ افراسیاب ایسا شخص مارا گیا اب تو چندے یہان بیٹھو افراسیاب

نے سر اُٹھا کر دیکھا حیرت جادو نہین ہے اور ایک شاہزادی والا قدر تاج اور تختی لیکر بیرون بارہ دری
نکلی افراسیاب نے چاہا دوڑ کر چھین لون عجائب جادو نے ایک دو تہڑ مارا زمین تھرائی افراسیاب
غش کھا کے گر پڑا بعد تھوڑی دیر کے جو ہوش آیا دیکھا نہ وہ بارہ دری ہے نہ وہ رعنائی نہ فرش
زیبائی ایک کوٹھری مختصر سی اکو ہر کی دھینوں سے پٹی ہوئی لونی گر رہی ہے ایک چارپائی کانس
کے بانون سے بنی ہوئی شکست یہ شہنشاہ کے آرام کا بندوبست جدہر شہنشاہ جاتے ہین اُدھر لونی
جھڑ جھڑ اکر گرتی ہے افراسیاب کپڑونکو جھاڑتا ہے گھبرا کر دیوار مین ٹکر ماری دیوار نہ ٹوٹی جوڑون
کے بھی گرا سحر بھی یاد نہین آتا آخر جھاڑ پونچھکر اُس چارپائی پر گرا ادوائن ملاو قیتد مین
لسے لگی ہوئی گویا غار مین گرا اُٹھتا ہے دل بیٹھا جاتا ہے قلب تھراتا ہے افراسیاب چیختین مارتا ہے
یہان ملکہ عجائب جادو افراسیاب کو قید کر کے دروازے پر اُسی کوٹھری کے آئی بارہ سے
کنیزین برائے نگہبانی مقرر کین کہا اب مین خدمت مین شہنشاہ کوکب کے جاتی ہون یہ ظالم طلسم
مین کیونکر آیا کوکب نے روکا سارے طلسم بھر کو قتل کر ڈالا تم لوگ برائے نگہبانی بیٹھو مین نے تاج
و تختی تو لے لی قتل نہین کر سکتی شہنشاہ اگر قتل کرین گے بدون حصول تختی نکل نہ سکے گا لیکر
عجائب طاؤس پر سوار ہو کے چلی دیکھا سارا شہر ویران پڑا ہے جابجا ساحرون کی لاشے در قلعہ ٹوٹا
ہوا عفریت طلسمی بھی مارا گیا خندق تباہ میدان مین ہزارون لاشے پڑے پھڑک رہے ہین ایک
سمت لاشہ عنقائے کاکل دراز ایک جانب لاشۂ برہمن صف شکن یہ حالات مصیبت آیات
دیکھکر گھبرا گئی قصر جمشیدی مین آکر دیکھا سناٹا پڑا ہوا ہے گویا کوئی لوٹ کے لیگیا وہان سے باغ
نگارین مین آئی دیکھا در باغ مین قفل لگا ہے چند باغبان ہین فوج و لشکر نام و نشان نہین باغبانون سے پوچھا
ارے یارو ملکہ بران و کوکب وغیرہ کہان گئے سب نے کیفیت بیان کی کہ افراسیاب مارا گیا خوشی
مین سب طرف لشکر اسد کے گئے ہین جشن عالی ترتیب ہوا تذرین گذر رہی ہین عجائب نے
زانو پر ہاتھ مارا طاؤس پر سوار ہو کر سمت لشکر اسد چلی دو کلمہ داستان آفات چہار دست کہ یہ
ملونہ کوہ زبرجدی پہ بیٹھی ہے افراسیاب تو اس سے صلاح کہکے گیا ہے یہی فقرہ کان مین آفات کے
افراسیاب نے کہا تھا کہ جدہ اپنے کو قتل کرا دُن گا ایک ہم شبیہ کا مل مٹواؤنگا تب کوکب دھوکا کھا کے جائیگا
مین طلسم سیاہ فتح کرون گا اسی ذہانت پر آفات نے تعریف کی تھی آفات بیٹھے بیٹھے گھبرائی طرف باغ سیب کے چلی

باغ مین آکر دیکھا مصاحبان افراسیاب حاضر ہین کنیزون سے پوچھا ابھی شہنشاہ واپس نہین آئے کنیزون نے کہا مسلمانون مین آجکل بڑی خوشی ہی ہم سب کو شہنشاہ آگاہ کر گئے تھے کہ کوئی خبر وحشت اثر سنکر نہ گھبرانا ہم انتظار مین ہین آفات ٹہلتی ہوئی قریب کوٹھری کے آئی باغ سیب تو عجایب وغرایب سے مملو ہے ایک کوٹھری مین تین تپلیان بیٹھی ہوئی چوسر کھیل رہی ہین آفات درار سے دیکھنے لگی ایک نے کہا بازی ہری ایک نے کہا داؤن نہ تھا ایک نے کہا تین کانے آئے ایک نے کہا بوا صاف کہو دوسری نے کہا وقت انقلاب ہی دل کو پیچ وتاب ہے ایک قہقہہ مار کے ہنسی کہا بوا آج دو دن سے شہنشاہ بے آب ودانہ ہین تیر غم کا نشانہ ہین ایک نے کہا شہنشاہ قید ہوگئے یہ سنکر آفات گھبرا گئی مکان پر مفتاح کے پہونچی تمام کیفیت بیان کی مفتاح نے کہا ای آفات مرحلہ طیران تک تو مین پہونچا اُس غافل کو ہوشیار کیا یقین ہے مقام عجایب پر یہ کیفیت گذری ہو یہ کہکر کتاب دیکھی کہا جدہ بڑا غضب ہوا شاہنشاہ دام مکر عجایب مین پھنسے مگر تم نے جلدی خبر لی لوح اور تاج عجایب لیے ہوے خدمت مین کوکب کے جاتی ہو تم یہین ٹھہرو مین آتا ہون سامری وجمشید نے بڑی خیر کی ایک پہر بھر اگر تامل ہوتا تو مشکل پڑتی ابھی عجایب راہ مین ہے یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھا اُٹھتے اُٹھتے غائب ہوا آفات اُسی مقام پر ٹھہری رہی لیکن عجایب تاج وتختی لیے ہوے ہر مقام پر آئی مقامات نشست کوکب خالی دیکھے بران وجمشید کو بھی نپایا سب جگہ یہی خبر ملی کہ لشکر اسد مین سب گئے جادو ہی سیدھی اُسی جانب کو چلی کسی قدر راستہ طے کیا تھا کہ قریب کوہ آہن ربا پہونچی دیکھا پہاڑ پر شہنشاہ کوکب ہین حنائے گلگون وبران وجمشید گرد حاضر ہین مسند پر بیٹھا ہوا کچھ سحر تیار کر رہا ہی یہ دیکھتے ہی عجایب اُتر پڑی کوکب کو سلام کیا کہا واہ شہنشاہ ایسی غفلت قصر جمشیدی بالکل خالی چھوڑ دیا یہ کیونکر یقین آیا کہ افراسیاب ایسا شخص مارا گیا آپ ایسا بادشاہ عالی جاہ اور اتنا بڑا دھوکا یہ کسی کے منھ سے نہ نکلا کہ طلسم کشا کو لوح حاصل نہین ہوئی مرحلجات شکست نہین ہوے اور افراسیاب قتل ہوگیا افراسیاب نے شعبدہ کیا اپنے ہم شبیہ کو قتل کرایا خود الگ ہو رہا جب مقام خالی پایا طلسم پر پہونچا دشمنون نے اپنا کام کیا مفتاح نگہرام نے لوح دیدی طیران تک کا مرحلہ شکست ہوا کنیز نے کد وکاوش کی شہنشاہ کو اُس کوٹھری مین بند کر آئی ہون مین اُسکے قتل کرنے کے لائق نہ تھی اب حضور چلین تدبیر کرکے افراسیاب

کو قتل کرین کوکب نے خلعت تحسین و آفرین دیا کہا اے عجائب تمنے بڑا کام کیا حقیقت مین یہ
اعتراض کسی کے خیال مین نہ آیا افراسیاب نے بھی شعبدہ کامل کیا ہزارہا مکان اُسکے سحر کے جلے دریا
کھول کے خشک ہوئے ہین تو دوسری اقلیم کا حاکم ہون شہنشاہ لاچین کو خیال نہ آیا قصر و مکان کو
دیکھکر یہی فرماتے تھے کہ یہ علامت قتل افراسیاب ہی یہ کہکر تاج و تخت عجائب سے کوکب نے لے لی کہا
تم چلکر حفاظت کرو مین سحر تیار کرکے آتا ہون عجائب تاج و تخت دیکر اُسی مقام پر آئی جہان افراسیاب
قید ہی بطور نگہبانون کے بیٹھی ناظرین پر واضح ہو یہ مفتاح الحکمت تھا کوکب کی شکل بنکر
عجائب کو دھوکا دیا تاج و تخت لیکر پاس آفات کے آیا کہا اے آفات یہ تاج و تخت لایا اب چلکر افراسیاب
کو چھڑائین آفات اور مفتاح سمت طلسم سیاہ چلے جب دروازے پر پہونچا دیکھا دروازہ بند ہی یہ تو
دونون کامل و اکمل مین سحر کرکے غرق زمین ہوئے دو چار جگہ آفات نے ٹھوکرین کھائین مفتاح نے
تخت چمکائی راہ کو صاف کیا یہان افراسیاب کو تیسرا دن سر ٹکراتے ہوئے گذرا ہر چند چاہتا ہی نکلون ممکن
نہین بھوکا پیاسا اُسی کانس کے بانون کی چارپائی پر بیہوش پڑا ہے کہ مفتاح نے زمین سے سر
نکالا آفات بھی نکلی آفات نے افراسیاب کو دیکھا نوبت بجان و کارد بر استخوان بیہوش و مدہوش
پڑا ہی مفتاح نے تخت گلے مین ڈالی تاج سر پر پہنایا افراسیاب نے آنکھ کھولی آفات و مفتاح
کو اپنے قریب پایا سحر بھی یاد آیا مفتاح نے کہا اے شہنشاہ غفلت کا مزا اُٹھایا ہم نے کیسا کیسا سمجھایا
تھا کہ بدون دیکھے تختی کے کوئی کام نکرنا اگر ہم وقت پر نہ پہونچتے قتل تو تمھین کوئی نہ کر سکتا تھا
قتل ہونا تو تمھارا دست زبردست طلسم کشا پر موقوف ہی لیکن بے آب و دانہ مرجاتے افراسیاب نے منہ
پھیر لیا کہا بیہودہ نہ بکو مجھکو سامری جمشید بھی قتل نہین کرسکتے تاج پہنتے ہی مزاج بدل گیا اکڑنے
لگا مفتاح نے آفات سے کہا سامری و جمشید خیر کرین غرور افراسیاب کا حد کو پہونچا ہے آفات نے
کہا اے مفتاح اصل یہی ہی کہ طلسم ہوش رُبا ہوشربا ہی کیا مجال کیسکی کہ دست انداز ہوسکے افراسیاب
نے تختی گلے مین ڈالی ہٹو ہٹو کہکر پیچھے ہٹا عجائب بیچاری کنیزون سے کہہ رہی تھی ابھی تک شہنشاہ
کوکب نہین آئے رہ رہ کے دل دھڑکتا ہی مین نے بیکایک تاج و تختی شہنشاہ کو حوالے کردی یہ ذکر
تھا کہ اندر سے کوٹھری کے آواز ہیبت ناک آئی زمین تھرائی افراسیاب نے ایک ٹکر ماری دیوار
کوٹھری کی گری افراسیاب تیغ بکف نکلا تختی چمکانے لگا تاج کے عکس سے کنیزین جلنے لگین

عجائب بیچاری نے بڑے سحر کیے افراسیاب پر تاثیر نہوئی افراسیاب نے پتھر برسا دیے تلوار کھینچکر عجائب پر جا پڑا آخر عجائب بھی نیمچہ کھینچکر جا پڑی افراسیاب پر دو چار ہاتھ مارے روک کر افراسیاب نے ہاتھ مارا عجائب کے دو ٹکڑے ہوے مفتاح و آفات بھی اب لڑائی مین شریک ہین عجائب کے مرنے کے ادھر صدا آئی کہ آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا منم ثابت آتشبار بادشاہ طلسم سیاہ پچاس ہزار ساحران غدار آکر پہونچا مفتاح نے بھی سحر کرنا شروع کیا آفات نے زمین ہلا دی تختی افراسیاب نے چمکائی آخر افراسیاب نے تختی مین دیکھا ثابت ہوا کہ ثابت آتشبار کو تیر سے مارنا چاہیے کمان کیانی افراسیاب نے دوش سے اُتاری اِس خطا کار نے اُس ثابت قدم پر تیر مارا سہم کر چلایا گو شۂ امان نہ ملا وہ تیر دلدوز سینے پر پڑا کہ پشت کو توڑ کر ثابت قدم کوے محبت کے پار گذرا آفات و مفتاح نے سب ملازمون کو گھیر کر مارا کوئی ملازم نکل نہ سکا افراسیاب کو بڑی خوشی ہے کہ دیکھون کیا تحفہ نکلتا ہے لوح بھی خبر دیتی ہے کہ شاہنشاہ کو بڑی بہبودی حاصل ہوگی مرنے سے ثابت آتشبار کے جب قصر قلعہ گر گئے چالیس کوٹھریان رہ گئین بیچ مین ایک قصر کلان قفل اُس پر ہوا افراسیاب نے بڑھکر لوح کو قفل سے مس کیا قفل کٹکر گرا افراسیاب اندر آیا کہ بیٹھکی آمد آئی تو دیکھا ایک تخت کہنہ پر ایک بادشاہ عالیجاہ تاج ڈھلکا ہوا مسلسل و مطوق قفل آتشین دہن پر مشابہ بصورت کوکب افراسیاب نے لوح کو جسم سے مس کیا قید دور ہوئی ماران سیاہ چلے وہ بادشاہ اُٹھکر قدمون پر افراسیاب کے لپٹ گیا افراسیاب نے کہا اے شہنشاہ نگاہ تو آپ سے آشنا ہے احوال طلسم مین دیکھا نام نہین بتا سکتا نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمائیے اُس بادشاہ نے آہ کرکے کہا مجھکو آپنے بخوبی نہین پہچانا مین کوکب کا بڑا بھائی ہون بادشاہِ طلسم خورشید نگار موسوم بخورشید روشن ضمیر کوکب نے دم دیکر مجھکو قید کیا آپ نے بندہ نوازی فرمائی اُسنے تو طلسم باندھ دیا تھا نہین معلوم میرے طلسم مین کیا آفت ہوگی میرا وزیر اعظم دستور معظم سیار روشن راے طلسم پر حاکم ہے اُسنے بہت تلاش کیا ہوگا مگر اِس طلسم سیاہ مین کون پہونچ سکتا ہے افراسیاب نے تمام کیفیت بغاوت کوکب و شرکت مسلمانان اپنی لشکر کشی و اپنے ہم شبیہ کو قتل کرانا بہدایت مفتاح و فتح طلسم سیاہ کا احوال بیان کیا خورشید نے کہا اے شہنشاہ اب بیٹھکر عیش کیجیے سب کو مین قتل کرون گا کوکب کی تو بوٹیان کاٹون گا طلسم نور افشان مین خون کے دریا بہاؤن گا پہلے میرے قلعہ پر چلیے وہان سے فوج ساتھ لون چلتے ہی کوکب

کو قتل کرونگا طلسم کشا سے بھی سمجھ لونگا یہ لڑائی اب میرے سپرد رہی خورشید نے مفتاح و آفات کو
رخصت کیا یہ رخصت ہوکر اپنے اپنے مکان پر گئے خورشید نے وہ چالیسون مکان کھلوائے ساحر و غیر ساحر ملازمان
خور قید اُن مکانون مین قید تھے اُنکے بھی سحر اُتارے افراسیاب نے خورشید کو تخت پر سوار کیا قریب قصر
جمشیدی کے آیا جلد پنجم مین عرض کرچکا ہون کہ سہیل روشن ضمیر چھوٹا بھائی کوکب کا باغی ہوکر شریک ہونے
چلا تھا کوکب نے اسکو قصر جمشیدی مین قید کیا ہی بہت سمجھایا اُس نے نہ مانا اب خورشید نے آکر سہیل کو بھی
قصر سے رہا کیا سہیل نے بھی بیان کیا کہ جرم شرکت افراسیاب پر کوکب نے مجھکو بھی قید کرلیا مین نے
سامری پرستی سے منھ نہین موڑا خورشید نے اسکو بھی رہا کرکے ہمراہ لیا طرف طلسم خورشید نگار کے
چلے بعد قطع منازل و طی مراحل قریب ایک قلعہ وسیع کے پہونچے افراسیاب نے دیکھا کہ شمشہ پھاٹک کا مثل
آفتاب عالمتاب کے چمک رہا ہے ایک طاؤس زرین بال سر برج کلان پر بیٹھا ہی جیسے ہی خورشید سامنے
قلعہ کے پہونچا کچھ پڑھکر آواز دی وہ طاؤس اڑا پکار کر آواز دی اے ساکنان طلسم خورشید نگار
ہمارا بادشاہ عالی وقار تشریف لایا ہے افراسیاب نے دیکھا خودبخود پھاٹک کھلا سیار روشن رائے
وزیر اعظم پشت مرکب پر سوار تین لاکھ فوج پشت ماہی مراتب کو جلوہ دیتا ہوا پھریرا علم کا کھلا ہوا
وزیر آکر قدمون سے خورشید کے لپٹ گیا کہا اے شہنشاہ شکار کے حیلے سے حضور نکلے کہان تشریف
رکھی کیا افتاد پڑی خورشید نے وزیر سے تمام کیفیت بغاوت کوکب بیان کی کہا شہنشاہ کی
قدمبوسی کرو یہ میرے جان بخش ہین اپنی ذات پر جفا ئین اُٹھائین طلسم سیاہ کوکب کو فتح کرکے
ا بدولت کو رہا کیا اب چلکر کوکب کو قتل کرو شہنشاہ کا ساتھ دو طلسم کشا کو بھی مٹاؤ ہوشربا کے
کانٹے صاف کرو گلشن مذہب سامری مین بہار آئے سیار نے اُسی وقت بارگاہ کلان زرنفتی استاد
کرائی بڑے دھوم سے افراسیاب کی دعوت ہوئی ہر خرد و کلان افراسیاب کے قدمون کو بوسہ دیتا ہے
سرداران کا یہی قول ہی کہ ہم سب اہالیان طلسم خورشید نگار آپکے آزاد کردہ ہین آپنے ہمارے بادشاہ کو ہمسے
ملایا اگر طلسم سیاہ کے حال سے آگاہ ہوتے ہم جاکر طلسم نور افشان کو خاک مین ملاتے لیکن حیران سے تھے
کہ ہمارے شہنشاہ کیا ہوے دو دن یہان مقام کیا تیسرے دن خورشید نے پھر عرض کی اے شہنشاہ
چلیے ایک ایک لمحہ مجھپر شاق ہی دل قتل کوکب کا مشتاق ہی تین لاکھ فوج بصد جاہ و حشم تیار ہوئی
افراسیاب کو تخت پر سوار کیا خورشید مرکب پر سوار ہوکر بطور سپہ سالار افراسیاب کو لیکر سمت

لشکر اسد چلے افراسیاب نے طرف صحرا ایک پرچہ لکھکر ہوا پر اُڑا دیا یہان ایک ہفتہ حیرت کو آئے ہوے گذر الاچین وغیرہ مشتاق ہین کہ حیرت طبل جنگی بجوائے تو حیرت کو گرفتار کر کے سمت دریائے نیل چلین دربندون پر قبضہ کرین حیرت سوگ کے کپڑے پہنے ہوے تخت پر بیٹھی ہے مصور و آتشبار وغیرہ چار سو تاجدار شاہزادیان وزیرزادیان گرد حیرت کے بیٹھی ہین ناچ راگ رنگ کا ذکر نہین ایک طائر نے آ کے حیرت کو پرچہ کاغذ کا دیا حیرت نے پڑھکر اُس پرچے کو اوگالدان مین ڈالدیا وزیرزادیون سے حکم ہوا اب ہم اپنے شہنشاہ کا سوگ اُتارین گے صبح کو دشمنونکو مارین گے لباس فاخرہ پہنکر حکم دیا طبل جنگی بجے اُسیوقت طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارے لشکر اسلام کے حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے یہان وہ وقت ہی دربار مین اسد کے سات سو تاجداران جلیل تخت کلان پر شہنشاہ لاچین ایکطرف کوکب کرسی پر خواجہ عمرو بیٹھے ہین کہ ہرکارے آ کر پہونچے ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثنائے بادشاہی بجا لائے نظم

گل ریاض جلالت ہمیشہ خندان باد
نسیم لطف تو آرام دردمندان باد
ہزار سال بمانی بعز و دولت و ناز
بکام خاطر ما سرفراز بندہ نواز

ای شہنشاہ گیتی ستان حیرت نے آج لباس بھی تبدیل کیا طبل جنگی بجوایا کہتی ہے بدون قتل اسد و لاچین واپس نہونگی اسد نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے خواجہ عمرو نے کہا مجھکو برق نے خبر دی کہ حیرت کے پاس نامہ آیا اُس نے لباس بھی تبدیل کیا اور طبل جنگی بجوایا خدا خیر کرے دل دھڑکتا ہے کیون شہنشاہ لاچین افراسیاب قتل ہوگیا ہماری عقل بہت حیران ہے کہ لوح وغیرہ بیکار رہی شہنشاہ لاچین نے بھی بحیرت طرف خواجہ کے دیکھا کہا ای شہنشاہ عیاران قتل افراسیاب قاعدے کے سراسر خلاف ہوا خدا انجام بخیر کرے حیرت اسقدر مطمین ہے کوئی حاکم دربند بھی نہ آیا جسدن قلعہ توسن حصار پر آئے تمام تمھارا لشکر رئیسان توسن حصار ہزارہا ساحر و غیر ساحر بے لڑے بھڑے آ کر قدمبوس ہوے مرنا افراسیاب کا ایسا بیکار ہوا کوکب نے کہا سمجھا جائیگا دریائے نیل پر چلکر لوح لین گے سب اہالیان دربند ایک دن مین آجائین گے اُنکی شراکت وغیر شراکت سب بیکار ہے آپکے زمانے سے دلکو ہمارے بھی انتشار ہے ای خواجہ عمرو ہم آپکے ساتھ یہان چلے آئے صرف عنقائے کاکل دراز کو وہان چھوڑا اسی حرف و حکایات مین وہ رات بسر ہوئی بوقت سحر شہنشاہ لاچین تخت پر کوکب نشست عمرو کرسی غیرو قرا پر سوار آج لشکر اس لطف سے جکر میدان کارزار مین آئے ایک سمت لشکر مہرخ ایک طرف لشکر

لاچین ایک جانب لشکر کوکب شہنشاہ کوکب رو شمشیر و برّان و اختر و جمشید و بلور لشکر کو آراستہ
کیے ہوئے نوبت نقارے بجتے ہوئے اس شوکت و شان سے لشکر میدان کارزار میں پہونچے اُدھر سے
آمد آمد لشکر حیرت بصد شوکت ہوئی حیرت تخت پر سوار مصور و آتشبار وغیرہ تاجداران جلیل
تخت حیرت کو گھیرے ہوئے لشکر بیشمار اہالیان لشکر حیرت بھی حیران ہیں کہ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے
افراسیاب کو مارا حیرت کس کس کو جواب دے گی حیرت یہی کہتی ہے آج ان مسلمانوں پر وہ
آفت برپا ہوگی ہنستے ہوئے آتے ہیں روتے ہوئے جائیں گے سرکشی کی بخوبی سزا پائیں گے
صفیں جمیں دو دریاے لشکر جوش مار رہے ہیں بعد نقابت وغیرہ حیرت خود تخت سے کودی پکار کر آواز دی
یارو دیکھو تو آج کون کون سحر صرف کرتی ہوں آگ برساؤنگی جب طلسم پہ میرا شوہر مارا گیا ہے اُن
سب کو مٹاؤنگی سب سے رخصت ہو کر میدان میں آئی للکار کر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو سو نکلے
مہران نامے ملازم شہنشاہ لاچین ساحر زبردست صف سے نکلا مقابلے میں حیرت کے پہونچا حیرت نے
سحر کیا مہران چمک کے حیرت پر جا پڑا حیرت نے مثل برق چمک کر تیغہ مار کر مہران کے دو ٹکڑے
ہوئے حیرت نے آواز دی وہ مارا اور کوکب سے نگاہ ملا کر آواز دی جن لوگوں کو دعوے سحر و ساحری
ہو وہ میدان کارزار میں آئیں کہ مزا سحر کا ملے برّان نے قصد کیا تھا کہ کوکب نے مرکب باد رفتار کو
صف سے نکالا شہنشاہ لاچین کے پایۂ تخت کو بوسہ دیا بہار کے منھ پر ہوائیاں اُڑنے لگیں کہ اب سحر
کوکب سے حیرت نہ بچیگی کوکب نے لاچین سے اجازت مانگی لاچین نے کہا اے بادشاہ طلسم نور افشاں
تم عورت کے مقابلے میں کہاں جاؤگے اور سردار موجود ہیں کوکب نے کہا وہ خاص مجھکو طلب کرتی ہے
بہار نے قریب آکر کہا اے شہنشاہ میں مقابلے میں جاؤں کوکب نے کہا اسوقت میں نامون گا اس نے آنکھ
ملا کر مجھی کو طلب کیا بہار نے سر جھکا لیا کوکب بصد شوکت سامنے حیرت کے پہونچا حیرت نے کوکب کو
دیکھتے ہی گولا مارا کوکب نے ہاتھ مارا گولا جا کر پھٹا لشکر حیرت کے دو سو جوان جل گئے جو سحر حیرت
کرتی ہے کوکب اشارہ کر دیتا ہے وہ سحر اُلٹا پلٹ کر لشکر حیرت پر گرتا ہے سو دو سو جوان ضائع
ہو جاتے ہیں سردار حیرت کے بیقرار ہو کے روتے ہیں کوکب سحر حیرت کا دفع کرتا ہوا قریب پہونچا
تیغہ سحر مارا حیرت کا طاؤس مارا گیا صینہ سپر کر کے پھر بڑھی تیغہ سحر کوکب پر مارا کوکب نے تلوار کو تلوار پر
لگا تیغا سحر کٹ کے ہاتھ مارا حیرت نے سحر کیا کئی سپریں فولادی سر پہ حیرت کے حائل ہوئیں کوکب کا تیغہ جو پڑا سپریں

کیٹین سر حیرت پہ زخم آیا اب کوکب نے حیرت کو سائے مین تلوار کے لیا بہار کے خیال سے ہاتھ
نہین مارتا ہر مرتبہ یہی سوال ہر کرلے حیرت چلکر اسد کے قدمون کو بوسہ دے کیون اپنے کو مٹاتی ہے
ہمکو بہار کا پاس ہر ورنہ ہاتھ مارون دو ٹکڑے ہون اسی غرور مین افراسیاب مارا گیا سرکشی
تیری بھی جان لے گی حیرت پیچھے ہٹتی جاتی ہے اطاعت کے نام پر بہت جھلاتی ہے کوکب ہر مرتبہ
سلیلے مین تلوار کے لیتا ہے حیرت پیچھے ہٹ رہی ہے سحر کرتی جاتی ہر لشکرون مین غریو ہے حیرت
کوکب کے ہاتھ سے نہ بچیگی کوکب بڑا پاس کر رہا ہے بہار کتنی ہے ہائے افسوس نہین معلوم حیرت کیا
سمجھی ہے کوکب کو صرف ہمارا خیال ہر ورنہ اتنک خاتمہ تھا میدان کارزار مین یہ رنگ ہر کہ صحرا سے
گرد عظیم بلند ہوئی ایک ابر تیرہ و تار آمد فوج کے نشان ابجد شوکت و شان ظاہر ہوے سب اُسی
جانب دیکھنے لگے تین علم زرنگار نشان تین لاکھ ساحران غدار کا نمایان ہوا وہ علمدار سامنے سے
نکل گئے اُسکے بعد اسباب تزک ماہی مراتب کوس بہیہ قرق زنجیر نقیبان خوش آواز صدائین دیتے
ہوے بیت یلا نوجوانو بڑھے جائیو + دو جانب سے باگین لیے جائیو + سب حیران ہین یہ کس کا لشکر
ہے جب ماہی مراتب سامنے سے گذر گیا سبنے دیکھا افراسیاب تخت پر ایک بادشاہ عالیجاہ بعد
صولت و شوکت آفتاب عالمتاب سر پر سایہ فگن سحر سے آراستہ گھوڑے کو آگے بڑھائے صدہا بڑے
بڑے سردار ساحران نامدار انتظام فوج کرتے ہوے اس جاہ و حشم سے وہ بادشاہ آکر پہونچا عمرو
نے دور سے دیکھا جیسے ہی وہ بادشاہ جس کے سر پہ آفتاب سایہ فگن ہے کوکب نے اُسکو
دیکھا چہرہ زرد ہو گیا رنگ رو متغیر ہاتھ پاؤن مین رعشہ بہ نگاہ حسرت دیکھنے لگا افراسیاب نے
جو میدان کارزار مین یہ قیامت دیکھی کہ حیرت پر کوکب بدعتین کر رہا ہر بمشکل اپنے کو سحر کرکے
بچاتی ہی پکار کر آواز دی بھائی خورشید دیکھو یہ بدعتین تمام عالم ایک عورت پر لشکر کشی کرکے آیا ہی
خورشید نے کہا بھائی اجازت میدان دو افراسیاب نے کہا بھائی تم تھکے ماندے ہو مین میدان مین
جاتا ہون خورشید نے کہا جسکا مین متلاشی تھا وہ میدان کارزار مین موجود ہین ابھی سر لاتا ہون
عمرو نہایت حیران ہر کوکب کو آج کیا ہو گیا اس بادشاہ کو دیکھکر ہوش و حواس پراگندہ افراسیاب کو
دیکھکر لاچین وغیرہ شرمندہ غریو ہوا کہ افراسیاب نے بڑا مکر کیا عمرو ہر ایک سے پوچھتا ہے کہ یہ بادشاہ
کون ہر سہیل کو بھی صف پر دیکھا مگر خورشید افراسیاب سے اجازت لیکر للکارتا ہوا مقابلے مین کوکب کے

آیا پکار کر آواز دی او کوکب رومال سے ہاتھ باندھے مین تو عمر بھر تیری خطا نہ معاف کرون گا افراسیاب
کی قدمون پر گرا دون گا کوکب نے غصے مین آواز دی او بیحیا نامرد کیا بکتا ہے میدان کارزار مین آ
جرات دیکھا خورشید جھپٹ کر جا پڑا وہی جو آفتاب سر پر تھا سر پر کوکب کے گرا اس زور شور سے
وہ آفتاب کوکب پر گرا کوکب اُس مین بند ہو گیا بعد عرصہ تھوڑا ز برق بنکر چمکا اُس گنبد سرخ کو
توڑا عمرو نے دیکھا تاج کوکب کے سر سے گر گیا سر زخمی زرہ پارہ پارہ لیکن بجوش جرات خورشید پر
جا پڑا لپیٹ کے ہاتھ مارا خورشید نے ہر چند روکا تلوار کوکب کی نہ رکی سر پر اسکے زخم آیا دونون مین
خوب تلوار چلی چار زخم کوکب نے کھائے دو زخم جسم پر خورشید کے آئے افراسیاب نے جنگ مغلوبہ کا
حکم نہ دیا حیرت سے کہکر طبل بازگشت بجوایا خورشید کو میدان سے یہ کہکر پھرا کہ آپ آج تھکے ماندے
سفر کے تھے کل سمجھ لیجیے گا اس باغی کو شکست دیجیے گا خورشید نے کہا بھائی آج مین نے کوئی کائنات کا
سحر نہین کیا بعد مدت مدید میدان مین لڑا آج شب کو سحر تیار کرونگا خورشید ہنستا ہوا ساتھ
افراسیاب کے پلٹا سرداران عمرو نے کوکب کو بیچ مین لیا کوکب زخمدار آنکھون مین آنسو بھرے
ہوئے ایسا عمرو نے کبھی کوکب کو منتشر نہین پایا خاموش حیران و پریشان کسی سے کلام نہین کرتا
یہ تو سب پر ثابت ہو گیا کہ افراسیاب نے شعبدہ کیا اس حال سے سب پریشان ہین کہ یہ بادشاہ کون ہے
کہ کوکب ایسے بادشاہ کو جس نے تنگ کر دیا سہیل چھوٹے بھائی کو تو سب پہچانتے ہین فوجون مین
یہی چرچے ہین لیکن عمرو جھپٹ کر قریب کوکب آیا ہاتھ تھام کے گھوڑے سے اُتارا پوچھا کیون
بھائی مزاج کیسا ہے یہ بادشاہ کون ہے سہیل تو قصر جمشیدی مین تھا کوکب نے آنکھون مین آنسو
بھر کر کہا اس بادشاہ کا حال مجھسے نہ دریافت فرمایئے مجھے قلق ہوتا ہے رہا سہیل کا حال نہ پوچھیے
قصر جمشیدی کو تنہا چھوڑا اسکا یہ انجام ہوا کہ افراسیاب نے اہالیان قصر جمشیدی کو قتل کیا سہیل کو
چھڑا لیا اور مآل کار مین آپ سے کیا بتلاؤن لائق بیان کرنے کے نہین ہے یہ کہکر کوکب ایک تنہائی کے
خیمے مین جا بیٹھا حکم دیا کوئی ہمارے پاس نہ آئے برآن و جمشید حسرت پر کوکب کی رو رہے ہین کہ یہ کیا
ہو کہ ہے کچھ حال نہین کھلتا عمرو و بران وغیرہ سے پوچھتا ہے ہر ایک کان پر ہاتھ رکھتا ہے کہ ہم نہین پہچانتے
یہ بادشاہ کون ہے سہیل تو سب کے سامنے آکر لڑتا تھا سب پہچانتے ہین آخر خواجہ پردہ اُٹھا کر اس خیمے
مین آئے دیکھا تنہائی مین کوکب بیٹھا ہوا رو رہا ہے عمرو نے آکر گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا اے برادر برائے خدا

اپنے خیرخواہ سے کچھ احوال بیان کرو یہ تو مین سمجھا کہ تمھارا دشمن ہے آخر تمھارے متغیر ہونے کا کیا
سبب محجوب ہونے کا کیا باعث جب خواجہ نے دلدہی کرکے پوچھا اُسوقت کوکب نے آہ سرد دل پُردرد سے
کھینچی کہا خواجہ مجھکو بیان کرتے شرم آتی ہے یہ میرا بڑا بھائی خورشید روشنضمیر بادشاہ طلسم خورشید نگار ہے
اِس بیحیا نے جب میری شادی ہمراہ ملکۂ ناہید مرصع پوش کے کی مین بیاہ کرلایا یہ بیحیا نامرد ناہید
پر مائل ہوا در پردہ اُس صاحب عصمت وعفت سے پیغام کرنے لگا لیکن وہ پارسا پابند عفت صاحب لیاقت
ٹالتی رہی کبھی جواب صاف دیا کبھی کچھ بہلایا اس بیحیا نے یہ قصد کیا کہ سحر سے گرفتار کرکے بیجاؤ تو
ناہید نے شب کو مجھسے کل کیفیت بیان کی اور کہا صاحب میری آبرو اپنے بھائی کے ہاتھ سے بچاؤ
جلد تدبیر کرو ورنہ پچھتاؤگے مین نے حیلے سے دعوت کی اس بیحیا کو بلایا مکر سے گرفتار کرلیا وہ طلسم بنایا
بنایا اسکو وہان قید کیا تم نے بھی ایک مرتبہ اُس قلعہ کا حال پوچھا تھا مین نے منع کیا بس حال اسکو
مجھسے نہ دریافت کیجیے گا قتل افراسیاب سے تمکو آپکو غفلت ہوئی دشمن نے اپنا کام کیا اس بیحیا کو
رہا کرلیا اب یہ خاص میری جان کا گاہک ہوکر آیا ہے بادشاہ طلسم خورشید نگار ہے وہ طلسم بھی
نہایت وسیع ہے جسکا فتح ہونا دشوار بدون فتح طلسم یہ قتل نہین ہوسکتا عمرو نے کہا چلو ناحق حجاب
سے مرے جاتے ہو دربار مین بیٹھو تم سے کیا بیغیرتی سرزد ہوئی بیحیا کو دم لینا مشکل کردونگا بعنایت
رب اکبر خود بھاگ کر چلا جائے گا کبھی ادھر منھ کرکے نہ سوئے گا یہ کہکر کوکب کو عمرو باہر لایا بارگاہ مین لاکر
بٹھایا اب سبکو مفصل احوال معلوم ہوا خواجہ نے اُسی وقت برق کو بلاکر حکم دیا قران سے بھی کہا
مین برائے گرفتاری خورشید جاتا ہون مگر بھائیو یہ دم نہ لینے پائے آپ وہ ابحرام ہوجائے بھائی کوکب
کا دشمن ہے برق وقران نے کہا انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا عمرو کوکب کو مطمئن کرکے نکلا کہ مین اُسکی
مشکین باندھکر لاتا ہون عمرو تو ادھر سے چلا وہان جب دربار آراستہ ہوا افراسیاب نے پانچون
عیارنیون کو بلاکر کہا بھائی صاحب کی خدمت مین حاضر رہو مین برے انتظام باغ سیب مین جاتا ہون
خورشید روشنضمیر نے کہا آپ جاکر آرام کرین مین بہانسے تا بہ طلسم نورافشان خون کے دریا بہادونگا لیکن
یہ لونڈیان میری کیا حفاظت کرینگی افراسیاب نے کہا انکو حقیر نہ جانیے عیارون کو سوائے انکے کوئی
نہین پہچان سکتا خورشید نے کہا مہربانی آپکی عیار مجھپر کیا عیاری کرینگے افراسیاب تو حیرت کو ساتھ
لیکر چلا گیا پانچون عیارنیان سامنے حاضر ہین خورشید نے جھلا کر کہا انسے کہو جاکر باہر ٹھہرین یہ تو

ہماری مددگار بنی ہین ما بدولت قتل کوکب ولاچین پر کمر باندھکر آئے ہین عیار افراسیاب کے سامنے
آتے ہین میرے سامنے آئینگے تو بہت ذلت اُٹھائینگے صرصر وصبار فتار ہنستی ہوئی باہر گئین
آپس مین اشارے کیے کہ یہ جوتیان کھاکر ہماری قدر کرینگے ایک خیمہ مین جاکر ان دونون نے آرام
کیا خورشید تخت پر پہلو مین جادو روشن رائے اور وزرا امرا بیٹھے ہین خورشید کہہ رہا ہے سامان میخانے
کا آراستہ ہو مین سحر تیار کرکے کل کوکب کو تو قتل کرون دوسرے دن لاچین سے بھی سمجھونگا بھائی
افراسیاب نے جان بخشی کی کچھ تو مین بھی کام کرون یہ باتین ہو رہی تھین کہ ہرکارون نے عرض کی آپکے
بھائی صاحب میان کوکب لرزان و ترسان تخت پر سوار آتے ہین جادو نے کہا حضور خطا معاف کیجیے گا
خورشید نے کہا مجھے اُس سے دشمنی کا ہے کی زوجہ اپنی ہوالے کرے اپنے طلسم مین جاکر بیٹھے لاچین وغیرہ سے
سمجھ لونگا یہ ذکر تھا کہ تخت کوکب کا نمایان ہوا سب نے عجیب حال سے کوکب کو دیکھا رومال سے ہاتھ
بندھے ہوے سر خم پریشان و حیران تخت اُڑتا ہوا آکر پہونچا خورشید نے منھ پھیر لیا کوکب نے
تخت کو گوشے مین اُتارا تخت تو غائب ہوگیا سب سمجھے ساحر زبردست ہے تخت کو کہین
چھپا دیا کوکب نے آکر خورشید کو سلام کیا خورشید نے منھ پھیر لیا کوکب قدمون سے لپٹ کر
رونے لگا کہا بھائی از خردان خطا و از بزرگان عطا میری خطا کا خیال نہ فرمایئے جو آپکا مطلب ہے مین
اُس پر راضی ہون مگر سر دربار اُسکا نام نہ لیجیے میرے واسطے ذلت ہے تنہائی مین چلیے مین اپنے
دلکی کیفیت آپسے بیان کردون خورشید خوش ہوگیا سمجھا کہ جب جان پر بنی تب زوجہ کے دینے
پر راضی ہوا سر دربار کوکب نے ہاتھ خورشید کا پکڑ لیا خلوے مین لیکر آیا اگر کسی سردار نے ساتھ آنے کا
ارادہ کیا پلٹ کر کوکب نے منع کردیا کہ یہان کوئی صاحب تشریف نہ لائین مصرع رموز مملکت خویش
خسروان دانند بھائیونکی لڑائی کیا اب میل ہوگیا سب کام بن پڑا یہ کہتا ہوا کوکب نقلی
خورشید کو لیکر خلوے مین آیا کہا بھائی مین جورو تم سے عزیز نکرونگا مین تو تیرا تابعدار ہون برہمن
وغیرہ نے بہکا کر یہ حرکت مجھ سے کرائی مین تو ہمیشہ تیری جدائی مین روتا تھا مین نے وزیر کو روانہ کیا محافہ ملکہ کا
لینے گیا ہے آپ اتنا احسان کیجیے محافہ آیگا کسی پر حال ظاہر ہونے پائے آپ ملکہ کو لیکر چلے جایئے پس افراسیاب
خانہ خراب سے سمجھ لونگا خورشید رو سفید جوش عشق ملکہ ناہید مہر صبح پوش مین تھا بھول گیا
کہا مین بھائی اس لڑائی مین ہرگز دخل نہ دونگا احسان افراسیاب روپیہ دیکر اُتار دونگا خورشید

نے کہا بھائی کیا دیکھتے ہو کوکب نے کہا ایک جام شراب محبت میرے ہاتھ سے نوش فرمایئے مجھکو
یقین کامل ہو میری خطا معاف کی بران وجمشید کی جان بخشی خورشید نے خود گلابی اٹھا کر کوکب کو دی
کوکب نے جام لبریز کیا نمک سرکاری ملایا کہا بھائی یہ جام محبت ہے خورشید خوشی خوشی پی گیا
کلیجے سے دھوان اٹھنے لگا استخوان جلنے لگے گھبرا کے اٹھا ٹھوکر کھا کے گرا نعرہ ہوا منم مہر سپہر عیاری
زبان مین سوزن دیا پشتارہ باندھکر سراپردہ چاک کرکے صحیح وسلامت نکلا یہان بعد عرصے کے سیار
روشن رائے گھبرایا کہا یہان مین بڑی باتین ہوئین پردہ اٹھا کے اندر آیا دیکھا شہنشاہ ندارد
اسباب بھی اس خیمے کا نہین ہے فرش تک کوئی اٹھا لے گیا سیار نے دیکھ چیخ ماری سب سردار دوڑے
ہوے آئے سیار نے کہا یارو شہنشاہ کو کوئی لے گیا ہے یہ سنکر عیار بھیان بھی آئین سیار نے بلک کر
کہا اے صرصر یہان تو کوئی غیر نہین آیا فقط کوکب آیا تھا صرصر نے کہا وہی عمرو تھا سیار شکر تیار
کرنے لگا صرصر کے آگے ہاتھ جوڑے صرصر نے کہا ہم دربار مین ہوتے تو عمرو کی مجال تھی کہ بشکل کوکب
آتا خیر مین ابھی جاتی ہون یہ کہکر صرصر بصورت مبدل بھاگی کوکب وماچین وغیرہ رات بھر اشتیاق
مین عمرو کے جاگے اسد کہتے ہین ہمارے نانا جان خالی نہ آئین گے صبح ہوتے خورشید کو لائین گے
رات کو آفتاب گیہان پردہ مغرب مین نہان ہوگا ستارہ سحری چمکا سب سردار دربار مین آکر بیٹھے
دیکھا خواجہ پشتارہ بدوش آ پہونچے پشتارہ لاکر خورشید کا ڈالدیا کہا لو کوکب تمھارا گنہگار موجود ہے
تم ناحق شرماتے تھے یہ جو گھبراتے تھے کوکب نے دوڑکر خواجہ کو گود مین اٹھا لیا دربار مین غلغلہ ہوا خواجہ
عمرو خورشید روشن ضمیر کو پکڑ لائے ساحر وغیر ساحر آکر جمع ہوے کوکب نے جلاد کو آواز دی خورشید
کی آنکھ کھلی اس دربار جلالت شعار کو دیکھا کس لطف سے آراستہ ہے عمرو کھڑا پکار رہا ہے او خورشید
تو نے قدرت پروردگار کو دیکھا اب قدمون پر کوکب کے گر خورشید کے تیور پر بل پڑنے لگا غصہ کرنے لگا
کوکب نے آواز دی او نامرد بہتر یہ ہے قدمون کو طلسم کشا کے بوسہ دے اطاعت اسلام کر دیکھا تیرے بھائی
صاحب تو دعوی کرکے گئے تھے تمھارے معین و مددگار اب کہان ہین میری غفلت مین طلسم سیاہ لوٹا
ورنہ زندگی مین تم نجات نہ پاتے جلاد حاضر آیا خورشید نے آنکھ سے اشارہ کیا مین اطاعت نہ کرون گا
جلاد نے ہاتھ پکڑ کے خورشید کو کھینچکر بیرون بارگاہ لیجاکر ریت کے چبوترے پر بٹھایا اب اسوقت سب سردار
جمع ہین غرض یہ کہ خورشید قتل ہوتا ہے مگر جلاد جو کھینچکر خورشید کو باہر لایا چپکے سے کان مین خورشید کے کہا اے شہنشاہ

ہوشیار ہو جایئے منم ملکہ صرصر شمشیر زن زبان سے سوزن نکالتی ہون لڑتے بھڑتے نکلیے خورشید کا
خوشی سے چہرہ سرخ ہوگیا صرصر نے بہ تعجیل خورشید کی زبان سے سوزن نکالا زبان کا قابو مین
آنا تھا کہ خورشید بلی کرکے اٹھا سنگریزے اٹھا کر طرف آسمان کے پھینکے ابر تیرہ و تار پیدا ہوا لشکر اسلام
پر برسنے لگا پتھر گرے صدہا کے سر پھٹے کوکب و لاچین اپنے مقام سے اُٹھے کہ عیار روشن رائے
با فوج قاہرہ آکر پہونچا خورشید رو شنفر کو بیچ مین لیا لڑتے بھڑتے نے نکلے لاچین وغیرہ نے بھی
اچھی طرح پیچھا نہ کیا ہزارون جادوگرون کا کھیت پڑا عیار خورشید کو لیکر لشکر مین آیا اب خورشید نے
عیار بچون کی بڑی قدر کی کہا صرصر نے میری جان بچائی یہ ہمارے دروازے پر بیٹھکر پہرہ دین
پانچون کو خلعت ملے دن تو تڑپ تڑپ کے خورشید نے بسر کیا انکو ایک تنہائی کا خیمہ تجویز ہوا خورشید نے
کہا مین بیٹھکر سحر تیار کرون سہیل و عیار دربار مین رہین اسی بارگاہ سے ملا ہوا ایک خیمہ ہی اس مین اکر
خورشید اسباب سحر لیکر بیٹھا سحر تیار کر رہا ہے منقل آتش روشن کچھ رات گذری ہی زمین شق ہوئی ایک
جادوگر سیہ فام نامہ ہاتھ مین تڑپ کے زمین سے نکلا آواز دی منم فرستادہ شہنشاہ طلسم ہوشربا لے
خورشید مین عیارون کے ڈر سے زمین مین نقب دیکر آیا ہون شہنشاہ کو یہ حال معلوم ہوا یہ نامہ دیا ہی
سب کچھ تحریر ہے صاف صاف تقریر ہے اسکو کھولکر پڑھیے مجھکو جواب دیجیے خورشید خوش ہوگیا
نامہ ہاتھ سے ساحر کے لیا جیسے ہی اسکو کھولا لفافہ سے بیہوشی اڑی دھم سے گرا نعرہ ہوا منم صاحب
لغدہ گران نذر کردہ بزرگان مہتر قران نامدار لغدہ مہتر قران سریع السیر چین باد بہاری
جان سرہنگ در خنجر گذاری بمیدان اژدر آتش فشانم منم مہتر قران شیر زیانم لغدہ پکڑ کے چلا کے
مارون اسکا سر پھٹ جائے دھماکے کی آواز عیار نے سنی گھبرا کے دوڑا پردہ اٹھا کے دیکھا شہنشاہ
بیہوش پڑے ہین ایک ساحر سیہ فام قتل کیا چاہتا ہی عیار دوڑا مہتر قران نقب مین پھاند کر
بھاگے سہیل بھی دوڑا عیار نے خورشید کو بیدار کیا اب اس بارگاہ مین سب سردار جمع ہوگئے کوئی
پوچھتا ہی حضور عیار کیونکر آیا آپ بیہوش کیونکر ہوے شراب آج کیون پی ایک مرتبہ تو پیکر بیہوش
ہوچکے تھے اب پینا کیا ضرور تھا یہ جھلا کر کہتا ہی شراب کیسی مین آج شام سے انتہا کی احتیاط کر رہا
ہون جب زمین کو عیار پیدا ہو کوئی کیا حفاظت کرے گمان غالب ہوا کہ ساحر فرستادہ افراسیاب آیا عیار کی
کا ہیکو کرامات ہی خدا وندان ظالمون کے ہاتھ سے بچا مین بیان پر اسکے سب سکوت مین تھے کہ لفافہ

کھولا تھا نوشتہ تقدیر پیش آیا دیکھیے عیارون سے کیونکر جان بچتی ہے اب اسوقت ہزارون جادوگر لندا
بارگاہ کے آگئے اپنے بیگانے کی روک ٹوک نہین کی صبار فتار نے خورشید کو پلٹ کر دیکھ
صبار فتار نے کہا کسی سے ذکر نہ کیجیے چپکے بارگاہ سے نکل چلیے مہتر قران جو یہان سے بھاگ گیا
ایک مقام پر بیٹھا ہی چلیے مین گرفتار کرا دون عمرو بھی وہین ہے اُستاد و شاگرد صلاح کر رہے ہین
خورشید صبا رفتار کے پیچھے چلا آگے صبار فتار پیچھے خورشید اگر کسی نے پوچھا حضور کہان چلے
تو اشارے سے منع کیا میرے ساتھ نہ آؤ صبار فتار خورشید کو لگا کے لے نکلی کنارے پر لشکر کے
لائی کہا وہ دیکھیے درعۂ نخلستان مین عمرو و قران بیٹھے ہین ایک گولا پھینکیے وہ سحر کیجیے کہ
زمین انکے پاؤن تھام لے دونون جلکر رہجا ئین خورشید نے کہا یہ کتنی بڑی بات ہے مگر
مجھکو معلوم نہین ہوتا اے صبار فتار قران و عمرو کہان ہین اسلیے کہا آپکو نہ معلوم ہوگا آپ
گولا اسم سحر کا پڑھکر پھینکیے پھر مین تبلا دونگی کام ہو جائے گا خورشید آگے بڑھا صبار فتار
پیچھے ہی خورشید نے گولا پھینکا صبار فتار نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے نعرہ کیا منم
مہتر برق فرنگی ارے کہکر خورشید پلٹا برق نے جباب مارکر بیہوش کیا پشتارہ دوش پر
لگاکر لے بھاگا یہان سیار نے پلٹ کر صبار فتار کو بارگاہ مین دیکھا کہا تم شہنشاہ کو کہان لے گئین
صبار فتار نے کہا مین تو ابھی اندر آئی ہون شاید میری صورت پر بھورپہ لگا کر لے گیا سیار و سہیل
دوڑے عقب مین سب سردار سہیل روشنضمیر بہ تعجیل جھپٹ کر جنگل مین آئے دیکھا برق پشتارہ
بدوش جاتا ہے للکارا خبردار او نا عیار برق نے پلٹ کر سہیل کو دیکھا گھبرا گیا چاہتا ہے کہ بھاگے
سہیل نے ایک دو ہتڑ زمین پر مارا برق لڑکھڑا کر گرا پشتارہ پشت سے الگ ہوا سہیل تیغ پکڑ کر
دوڑا کہ جا کے سر کاٹ لون قضائے کار باغبان قدرت و بہار طلائے کا گشت دے رہے تھے لشکر کفار مین
جو ہلڑ سنا سمجھے ہمارے عیار پہونچے باغبان دوڑا اُسوقت آکر پہونچا کہ سہیل برق کو قتل کیا چاہتا
ہے باغبان نے گیند مارا سہیل پر پھول برسنے لگے باغبان نے ایک دستک دی سنہرا پنجہ پیدا
ہوا برق کو تو پنجہ اُٹھائے گیا اب باغبان کو ساحرون نے گھیر لیا خورشید کو آکر سیار نے ہوشیار
کیا خورشید نے باغبان کو زخمی کیا باغبان نجرات لڑ رہا ہے قضائے کار ملکہ بہار جادو وہان پر
نفین گلدستہ لیکر دوڑین اسیوقت پہونچین دیکھا باغبان مضطر و بیقرار خورشید قتل کرنے چلا ہے

ایک طرف سہیل کھڑا لڑرہا تھا بہار نے سہیل پر گلدستہ مارا ہوائے سرد آئی پھول برسے طایر زمزمہ سرائی
کرنے لگے عندلیبان خوشنوا نے یہ مطلع پڑھا مطلع نسیم صبح جا جا کر گلستان مین پکار آئی + مبارک
بلبلو تم کو بہار آئی بہار آئی + سہیل جھوما گل رخسار بہار پر مائل ہوا تمتین کرتا ہوا قریب بہار کے
آیا بہار نے بدھی گلی سے اُتار کر پہنا دی طرہ کان مین لگایا کہا کیا چاہتے ہو سہیل نے کہا غلام
ہون بہار نے کہا اگر چاہتے ہو کہ میرے ساتھ شادی کرو ہمارے دشمن کا سر لاؤ سہیل نے کہا آپ کا
دشمن کون بیچارا ہی بہار نے کہا خورشید روشنضمیر وہ دیکھو لڑرہا ہی ہمین کو قتل کرنے آیا ہی یہ سنتے ہی
سہیل کا ستارہ گردش مین آیا یہ وقت وہ ہی کہ باغبان انتہا کا زخمی ہو چکا ہی خورشید قتل کرنے
چلا ہی سہیل جھومتا ہوا قریب آیا خورشید سمجھا میری مدد کو آیا ہی سہیل نے قریب آکر ایک ہاتھ تلوار کا مارا
ہرچند کہ خورشید طلسم بند ہے برابر کے ساحر نے قریب سے ہاتھ مارا سر اُس خجستہ سیر کا زخمی ہوا آواز دی
او نالائق یہ کیا کیا سہیل شعر عاشقانہ پڑھکر پھر جا پڑا خورشید سمجھا تا ہی مبہوت عشق بہار کب مانتا ہی
جھوم جھوم کے ہاتھ مار رہا ہی گلے مین بدھی پڑی ہے پھولا ہوا جب بو دماغ مین پہونچتی ہی جوش
بڑھتا ہی جب خورشید نے دیکھا دس پانچ سردار بھی سہیل نے مار ڈالے فوج پر بھی گوئے مار رہا ہے
سیار کو جھپٹ کی زخمی کیا جب تو خورشید غصے مین جا پڑا سہیل نے ہاتھ مارا خورشید نے بار ٹھہ بچا کے
کلائی پر ہاتھ ڈالدیا سحر کرکے طمانچہ مارا سہیل گرکے بیہوش ہوا خورشید نے چھاتی پر چڑھکے چاہا سر
کھینچ لون صرصر طپان کرتی ہوئی دوڑی کہا اے شہنشاہ یہ ہوش مین نہین ہے یہ رنگ سحر بہار گلخدا ال
ہے طرہ کان سے نکالیے سحر کرکے بدھی توڑ لیے ہرچند خورشید نے سحر کیے ظاہر مین رشتہ خام تھا
وہ رشتہ حیات کے ساتھ نقانہ ٹوٹا جب تو خورشید نے مسلسل و مطوق کیا سہیل جو ہوشیار ہوا زبان
مین سوزن دریا ئے آہن مین غرق سر ٹکرانے لگا لاکھون گالیان خورشید کو دیتا ہی خانہ زنجیر مین
غل ہی صرصر نے کہا اب انکو قید کیجیے مین شہنشاہ کی خدمت مین جاتی ہون وہ دفعیہ کرینگے حضور
اس رنگ مین ہزارون مارے گئے اکثر افراسیاب جلدی مین سحر نہین اُترا خورشید نے رنجیدہ ہوکر ایک
خیمے مین سہیل کو قید کیا بہار و باغبان نے اتنی مہلت پائی لڑتے بھڑتے پلٹ گئے خورشید
رنجیدہ واپس ہوا اسیار سے کہتا ہی میری جان کیونکر بچے گی حقیقت مین افراسیاب کا کلیجہ ہے
کہ جوان عیارون کے بار اُٹھاتا ہی لیکن ایک شب کی مہلت پاؤن ایسا سحر تیار کرون کہ ایک ہی

دل مین سب کا خاتمہ ہوا اسی سوچ مین آکر اپنی بارگاہ مین بیٹھا تیار سے صلاح کر رہا ہے کہ اے
وزیر اعظم اگر تم میری حفاظت کرو تو مین شب بھر مین سحر تیار کرون تیار کہتا ہے مین اپنی جان
تک صرف کرون گا یہ تو باتین کر رہا ہی جس خیمے مین سہیل قید ہے ضریر جادو بارہ سے ساحرون کا
افسر لعبدہ نگہبانی بیٹھا ہی سہیل خیمے مین زنجیر ہلا رہا ہی اشعار اشتیاق بہار پڑھ رہا ہی کہتا ہی ظالمون
نے مجھکو قید کیا میری معشوق سے مجھکو چھوڑایا ہاے وہ دلھن بنی بیٹھی ہوگی مین برات لیکر نہ پہونچا
ضریر نے دیکھا سامنے سے صرصر ہنستی ہوئی آتی ہی حسن اُسکا عابد کش زاہد فریب ضریر نے
آواز دی کہو بی صرصر افراسیاب کے پاس ہو آئین صرصر نے مسکرا کر کہا مین بیمروت سے بات نہین
کرتی کون اچھی بھلی جان کو آفت مین ڈالے دو ہفتے ہمکو گذرے اسی لشکر مین رہتے ہین جفائے
شب فراق سہتے ہین کبھی بیمروت نے یہ نہ پوچھا کہ تمھارا مزاج کیسا ہی ضریر کھڑا ہو گیا منتین
کرنے لگا کہا کہ ملکہ دم بھر ٹھہرو صرصر آکے بیٹھی پیپے شراب کا ان سبکے واسطے خورشید نے بھیجا ہی
صرصر نے کہا اسمین کیا ہی ضریر نے کہا شہنشاہ نے شراب بھیجی ہی صرصر نے کہا ہم بھی پیئین اگر ہم کو
نشہ زیادہ ہو جاوے تو ہاتھ نہ لگانا ضریر منتین کرنے لگا صرصر نے اپنے ہاتھ سے پیپے کا منھ کھولا
بوتلون مین بھر کے بارہ سے کو تقسیم کرائی ایک جام لبریز کرکے ضریر کو دیا یہ بدمست کیا جانے کہ اس
جام کا انجام کیا ہے پی گیا بارہ سے نے وہ شراب پی آپس مین جوتی پیزار چلنے لگی آپسمین لڑ بھڑ کر بیہوش
ہونے لگے صرصر نے کہا تم کیسے سفلہ مزاج ہو تمھارے ساتھ والے بیہودہ بکتے ہین انکو سزا دو ضریر
جھلا کر اُٹھا بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا سب بیہوش ہوے صرصر نقلی یعنی خواجہ عمرو اُسی
صورت پر سامنے سہیل کے آئے جھک کر سلام کیا کہا اے شہنشاہ ملکہ بہار دولہن بنی بیٹھی ہین
آپکو یاد فرما رہی ہین سہیل نے کہا اے صرصر مجبور و ناچار ہون خورشید نے مجھکو قید کر لیا
زبان سے سوزن نکال خواجہ نے ضریر جادو کی سحر کی جھولی جس مین اسباب سحر بھرا ہوا تھا وہ لاکر
سہیل کو دی زبان سے سوزن نکالا کہا مین چلکر برات کی تیاری کرون آپ خورشید کا سر لیکر
آیئے سہیل جھومتا ہوا نکلا خواجہ تو کنارے ہو گئے سہیل لشکر خورشید مین گھس پڑا ساحر زبردست
بادۂ عشق سے مست دو دو سے کو ایک ایک وار مین واصل جہنم کیا خورشید بارگاہ مین تیار سے باتین
کر رہا ہے کہ لشکر مین ہنگامہ ہوا ساحرون کے مرنے کی آواز آئی گھبرا کے اُٹھا باہر آکے دیکھا سہیل نے

لشکر کو درہم و برہم کر دیا غصے مین چہرہ سُرخ جھولی سے گولے نکال نکال کے لشکر پر مارتا ہی خورشید
کو دیکھکر اور جلال آیا نعرہ کیا او دشمن معشوق اب تک تو زندہ ہی ملکۂ علم نے سر ماتگا ہی سر جھکا کر
بیٹھ مین تیرا سر کاٹ کر لیجاؤن دولھا بنکر بہار کو بیاہ لاؤن ہاے وہ دُلھن بنی بیٹھی ہی مین جا
نہین سکتا یہ کہکر خورشید پر جا پڑا ایسے دو چار سحر کیے خورشید ہرا گیا صدہا سردار زبردست مارے
گئے دیکھا خورشید نے یہ سخن ناشنو نمانے گا تیغہ سحر کمر سے کھینچا جھکائی دیکر ہاتھ مارا سہیل کے دو ٹکڑے
ہوے اندھیرا ہو گیا صدا آئی کشتی مرا نام من سہیل روشنضمیر بود خورشید نعش بھائی کی دیکھ کر چیخین مار کر
رونے لگا کہ صرصر آکر پہونچی کہا اے شہنشاہ یہ کیا غضب کیا یہ اپنے ہوش مین نہ تھا شہنشاہ نے
وعدہ کیا تھا کہ مین درخ سحر بھیجتا ہون خورشید بہت رویا کہا ملکہ صرصر تم سب ملکہ ہماری حفاظت
کرو مجھے تو دم لینے کی فرصت نہین ملتی کل کوکب کو ضرور ماروں گا یہ کہکر ایک نامہ لکھا جادوگر کو
دیا کہ جاکر کوکب روشنضمیر کے ہاتھ مین دیدے کل اس دشمن کا تو خاتمہ کرون طلسم کشا کو بھی
مٹاؤن ساحر نے آکر کوکب کو نامہ دیا خواجہ نے آکر خبر قتل سہیل دی کوکب خواجہ کی تعریفین
کر رہا ہے عمرو نے کہا اے کوکب نہ گھبراؤ مین اس بیحیا کو دم نہ لینے دون گا کوکب نے نامہ پڑھا
لکھا تھا کہ اے کوکب کل میرے تیرے سر میدان مقابلہ ہی نہ لشکر افراسیاب دخل دے نہ لاچین
شریک ہو کوکب نے اقرار کیا جادوگر پلٹ گیا خورشید نے اسی عہد پر طبل جنگی بجوایا کوکب نے
خبر سُنکے نعرہ بر طبل جنگی بجوا دیا خورشید نے ساری رات جاگ کے بسر کی گرد بارگاہ کے حصار سحر بھی کر لیا
ہر چند خواجہ نے چاہا جاکر عیاری کرون ممکن نہوا چار پہر رات گذری ستارۂ سحری آسمان پر چمکا
آفتاب عالمتاب چرخ نیلی پر برآمد ہوا یہان خورشید کل فوج کو ہمراہ لیکر میدان مین آیا سرما
و ابریق برائے مدد خورشید بارہ لاکھ فوج سے موجود ہین مصور و آتشبار بیابان نشین سب کو
افراسیاب کا حکم ہے کہ میرے بھائی کا ساتھ دینا خورشید سب کو منع کرکے میدان کارزار مین آیا کوکب کو
للکارا کوکب نے آکر شہنشاہ لاچین سے اجازت مانگی یہ بھی عرض کی اس بیحیا کو بڑا غرور ہی آپ لوگ
قصد شراکت نہ کیجیے گا اقبال طلسم کشا ہمراہ ہے کوکب پشت مرکب پر سوار ہو کر سامنے خورشید
کے آیا خورشید نے دور سے گولا مارا کوکب نے گولا کاٹا آواز دی او نامرد تلوار چلے لطف جرات
حاصل ہو خورشید بھی نوجوان ہے تیغہ کھینچکر جا پڑا کوکب و خورشید سے تلوار چلنے لگی سحر بھی

ہو رہے ہین لکہ ہاے ابر لہرا لہرا کر آتے ہین کبھی آگ برسی کبھی برقین چمکین کبھی ابر دھوان دھار
کبھی طایر ونکی پکار کبھی گرمی کبھی سردی دونون شاہان عالی جاہ ہزارہا ساحر جانبین کے گوتے
چل رہے ہین ایک مقام پر خورشید نے مٹھی سے ایک جانور چھوڑا وہ مثل برق چمکا کوکب کی
پلک جھپکی اُس حال مین خورشید نے ہاتھ مارا سر کوکب کا زخمی ہوا کوکب نے برابر جواب دیا منھ سے
شعلہ آتش چھوڑا خورشید بھی رکا اُوپر سے کوکب نے ہاتھ مارا خورشید کا بھی شانہ نشانہ ہوا دو دو
زخم دونون نے کھائے سیارہ روشن راے کو تاب نہ باقی رہی خلاف شرط فوج لیکر کوکب پر آپڑا ادھر ملکہ
نہران شمشیر زن و بلور چہار دست و مہرخ و بہار و بدیع و اسد نامدار لزہ کر کے جا پڑے لشکر دونون
آپسمین مل گئے قیامت کے سحر ہونے لگے لاچین نے زمین ہلا دی خورشید گھبرایا ایک گولہ ہاتھ مین لیکر اپنے خون مین
رنگین کیا طرف طلسم خورشید نگار کے پھینکا آواز دی خیر خواہان دولت مدد ہو وہ گولہ پھٹا کئی سے
تیلے سفید جنگل سے پیدا ہوے نیچے ہاتھ مین سپرہاے فولادی لیے ہوے سامنے خورشید کے آئے
خورشید نے اشارہ کیا ان سب دشمنون کو میرے مار لو وہ تیلے چمک کر جا پڑے کوکب نے جس تیلے پر ہاتھ مارا
دو ٹکڑے ہوے دو بنکر تیار رہوے سو تیلے آئے تھے قتل ہوتے ہوتے اب کئی ہزار ہوے اسد کے بازو پر
اک لعل سخندان کا بدیع الزمان کے گلے مین ہار دیا ہوا لاچین کا بدیع الزمان نے جو دیکھا کہ ان سفید
پوشون نے زمین خون سے لال کردی لاشون سے میدان بھر دیے تلوار کھینچکر اُنپر جا پڑے کوکب نے یہ دیکھا کہ اسد نے
جس تیلے پر ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوے وہ پھر دو ہو کر لڑے بدیع الزمان نے جو ان تیلون مین جاکر شمشیر زنی کی
بسبب ہار کے دس پانچ قتل کیے وہ دونے ہو گئے دس پانچ نے جست کر کے ہار توڑ ڈالا کئی تیلے جل بھی گئے
جب ہار ٹوٹ کر گرا بارہ تیلے بدیع الزمان کو لپٹ گئے از روے بلوے کے گرفتار کر لیا ملازمان خورشید نے
بدیع الزمان کو اپنے قبضے مین کر لیا ہتھکڑیان بیڑیان پہنا دین اسد نے آکر اُن تیلون پر شمشیر زنی
کی ان تیلون نے چاہا کہ بلوہ کر کے اسد کو بھی گرفتار کر لین دور سے لاچین نے یہ معرکہ دیکھا بد حواس
ہو کر گھوڑے سے کودا ایک دستک دی پکار کر آواز دی سب نمکحرام ہو گئے یہ کیا حال ہے کوئی بھی نمک حلال
ہے حاضر حاضر کی آواز آئی دیکھا دو جوان حسین جمیل ایک صندوق لیکر سامنے لاچین کے آئے
عرض کی غلام حاضر ہین لاچین نے فوراً وہ صندوق کھولا دو تیلے سنہرے نیچے پکڑے ہوے جست کر کے نکلے
لاچین کے تصدق ہوے عرض کی کیا حکم ہوتا ہے لاچین نے اُن سفید پوشون پر اشارہ کیا دونون

صف شکن اُن سفید پوشون پر جا پڑے جس کے ہاتھ مارا اُس کے دو ٹکڑے کیے تمام صفونکو درہم و برہم کیا جس تپلے پر جا پڑے اُسکو چیر کر پھینک دیا خورشید نے چاہا کوکب کو قید کر کے لیجاوُن اِس مقام پر انتہا کی تلوار چلی لاکھون ساحر لڑ بھڑ کے مرے کوکب کی رہائی نہین ہوئی بدیع الزمان کو تو خورشید لشکر مین بھیج چکا چاہتا ہو کہ کوکب کو بھی لے نکلون نمک خواران کوکب و لاچین اِس زور و شور سے لڑ رہے ہین کہ تخت کو بڑھنے نہین دیتے جب بران کا اختر مراد اُمید سیاہ ہونے لگا تو گھبرا کر آسمان کیطرف ہاتھ بلند کیے بیقرار ہو کر دعا کی کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا سب نے دو جوانان صف شکن رستم خصال سہراب جلال مرکب ہائے باد رفتار پر سوار آتے ہین دونون نے نعرہ کیا ایک نے آواز دی منم شاہزادہ مصر الغرائب جیسے ہی تیران نے اُن دونون شاہزادونکو دیکھا خوشی سے چہرۂ زرد سُرخ ہو گیا کوکب کو جو پابند قید دیکھا ایک بھائی سحر العجائب خورشید روشن ضمیر پر جا پڑا مصر الغرائب اُس غول مین آیا جہان کوکب قید ہے سحر العجائب نے خورشید سے لڑ کر اپنے کو زخمی کرا لیا مگر وہان سے بڑھنے نہ دیا مصر الغرائب نے شمشیر زنی کر کے سینہ سپر کر دیا ہزارون کو اُس مقام پر قتل کیا نگہبانون کو مارا کوکب کی زبان سے سوزن لیا خون مین چور چور ہو گیا لیکن اپنے آقا کو قید مین نہ رہنے دیا کوکب چھوٹتے ہی کڑکا خورشید نے جو یہ معرکہ دیکھا زرد ہو گیا طبل بازگشت بجوا دیا دونون شاہزادے سحر العجائب مصر الغرائب کوکب کے سر پر سپرون کا سایہ کیے ہوے انتہا کی شکایت کی کہ اے شہنشاہ یہ موکل بڑے غلامون کو آج تک طلب نہ کیا اُستاد نور افشان نے ہمکو خبر دی شکر ہے کہ وقت پر پہونچے کوکب نے دونون کو آفرین کی لشکر جانبین کے پلٹے جب اسد قریب بارگاہ پہونچے لاچین نے عرض کی اے شہریار غضب ہوا آپکے ماموں جان کو خورشید روشن ضمیر گرفتار کر کے لیگیا غلام نے بہت کد و کاوش کی کچھ نہو سکا اسد نے زانو پر ہاتھ مارا فرمایا بڑا غضب ہوا کا شکے مین گرفتار ہو جاتا عمرو نے کہا انشاء اللہ مین رہا کرونگا سب سردار دربار مین آئے بیان خورشید نے بدیع کو ایک خیمے مین قید کیا سیار روشن رائے وزیر کو برائے حفاظت مقرر کیا صرصر و صبا رفتار کو بلا کر کہا آج تم ہمارے خیمے کے دروازے پر نگہبانی کرو شب بھر مین وہ شے تیار کرونگا کہ لاچین و کوکب ایک زندہ نہ بچے سب کا خاتمہ کر دون بدون فتح جنگ واپس نہ ہونگا افراسیاب میرا جان بخش ہے یہ کہکر ہوم خانے مین داخل ہوا عیارزنیان برائے حفاظت بیٹھین بیان دربار شہنشاہ لاچین مین سردارون

کی زخم دوزی ہو رہی ہے خواجہ عمرو بھی بیٹھے ہین کہ آسمان پہ برق چمکی ایک طائر آکے کاندھے
پہ کوکب کی بیٹھا زمزمہ سرائی کرکے اُڑ گیا کوئی اس مطلب کو نہ سمجھا عمرو نے دیکھا رنگ روے
کوکب متغیر ہوگیا طائر ہوش اُڑ گیا عمرو نے کہا کیون اے شہنشاہ خیر تو ہے کوکب نے کہا
خواجہ غضب ہوا خورشید کج کی شب ایک سحر تیار کر رہا ہے اگر وہ سحر تیار ہوگیا طلسم کشا کو پکڑ
لیجائیگا مجھے بھی جان بچانا دشوار ہوگی تمام لشکر پر زوال آجائیگا اس نے انتہا کے سحر تیار کرنیکا
قصد کیا ہی بادشاہ طلسم خورشید نگار ہے اس سحر پر اسکو مدار ہے طائر طلسمی نے مجھکو ابھی خبر دی خیر خواہ
دولت تھا سمجھا گیا کہ اپنی حفاظت کیجیے صبح ہو جائیگی تو کوئی تدبیر بن نہ پڑے گی اس پاس سے
کوکب نے یہ کلمات حسرت آیات کہے عمرو گھبرا گیا اسی وقت اٹھا کچھ کان مین برق کے کہا برق بھی
تڑپا پہلے برق گیا بعد خواجہ عمرو بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر طرف لشکر خورشید کے چلے
یہان خورشید رو شنفیر اکیلا خیمے مین بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہی پانچون عیار چھپان دروازے پر ایک
خدمتگار اشیاء سحر خورشید کو پہونچاتا ہی اور کسی کے آنے کا حکم نہین خورشید نے اپنی ران سے خون لیا
تمام جسم سے چند قطرات ایک جام مین لیے ماش کا آٹا جھولی سے نکالا خون سے گوندھکر ایک پتلا بنایا
پانچ کڑھاؤ موہن بھوگ کے تیار رکھے ہین پتلے پر سحر کرنا شروع کیا خون کے چھینٹے دیے پتلے کا قد
بڑھنے لگا مثل دیو کے ہوگیا جسم مین حرکت پیدا ہوئی بشکل انسان کے گویا ہوا ظاہر مین بسہولیت بولا
آواز سے اُسکی بارگاہ تھرا گئی اب خورشید نے سحر کرنا شروع کیا کچھ سحر پڑھتا ہی موہن بھوگ کا لقمہ
کھلاتا جاتا ہے ذکر کرچکا ہون کہ خواجہ اور برق صلاح کرکے چلے تھے کوکب نے بروقت حملہ
کے کچھ کان مین بھی کہدیا تھا تیار حفاظت بدیع کر رہا ہی کہ دیکھا سامنے سے ایک فقیر آتا ہی اُسنے ساحر
کہا اسکو ہٹا دے ساحر نے بڑھکر کہا شاہ صاحب اسوقت نہ آیے فقیر نے ساحر کو خنجر مارا اور نعرہ کیا منم برق
فرنگی سب طرف سے لوگ دوڑے کہ برق فرنگی بدیع الزمان کو رہا کرنے آیا صرصر و صبا رفتار بھی
دوڑین دیکھا کہ برق تڑپ تڑپ کر لڑ رہا ہی پانچون عیار پہنچ جاتے ہی حلقے کمند کے ڈالے برق کو
گرفتار کر لیا خواجہ نے سمجھا کہ برق کو دفع کیا تھا وہ خدمتگار جو خورشید کو اشیاء سحر پہونچاتا تھا کچھ دیکر باہر نکلا
عمرو نے بصورت صرصر سے اشارہ کیا وہ قریب عمرو آیا باتین کرتے کرتے عمرو نے بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر
اندر آیا دست بستہ عرض کی حضور یہ پتلا کیسا ہی خورشید نے کہا یہ اب سب مسلمانون کو کھا جائیگا ایک زندہ

نبچے گا مین اب سحر کرکے تیار کرچکا جو کوئی موہن بھوگ اِسکو کھلائیگا اُسکی اطاعت کرے گا لبس
عمرو نے خورشید کو بیہوش کیا تڑاق سے جاب مار دیا خورشید بیہوش ہوکر گرا تیلے نے ہاؤ کرکے منھ کھولا
عمرو نے لقمہ موہن بھوگ کا دیا کھلانا شروع کیا وہان صرصر نے جاکر برق کو گرفتار کرایا آپ ادھر پلٹین
جانسوز کو خواجہ سمجھا آئے تھے وہ صرصر بنکر سامنے سیار کے آیا کہا حضور برق کو ہمین دیجیے ہم اس کو
بہ لطف قتل کرین گے سیار نے کہا دیدہ وجانسوز نے کن لے لاکر برق کو چھوڑ دیا صرصر وصبا رفتار یہان
ساحرون کو ساتھ لے کر اندر آئین دیکھا خورشید تو اوندھا پڑا ہے عمرو تیلے کو موہن بھوگ کھلا رہا ہے ساحرون نے
للکارا او عمرو خبردار کوکب عمرو کو نام اس تیلے کا تبلا چکا تھا عمرو نے کہا اے مہیب جادو یہ سب
میرے دشمن ہین مہیب جادو نے ہاتھ بڑھاکر دو چار کی گردن توڑ ڈالی دو چار کو چیر کر پھینکدیا عمرو
تو گلیم اوڑھ کے بھاگا ساحرون نے بمشکل جان دیکر خورشید کو اُٹھایا الگ لاکر ہوشیار کیا اس نے کہا
یارو غضب ہوا اب یہ مہیب سبکو مار ڈالے گا یہ کہکر مہیب پر سحر کرنے لگا سحر اُسپر تاثیر نہین کرتا جب
وہ تیلا رکھا ہے عمرو گلیم اوتار کر صورت دکھاتے ہین فرماتے ہین اے یار وفادار احسان کو نہ فراموش کر دینا
مین نے تمھارا پیٹ بھرا یہ سب میرے دشمن ہین مہیب غصے مین فوج خورشید پر جا پڑتا ہے ہزارون
گولے ترنج نارنج پڑ رہے ہین معلوم ہوتا ہے پہاڑ پر یہ سب انٹا پڑے گولے پھٹ کے گر پڑتے ہین ترنج وغیرہ
بیکار مہیب ہاؤ کرکے جس صف پر جا پڑتا ہے گردنین پکڑ کے اڑا دیتا ہے کسی کو چیر ڈالا کسی پر ہاتھ کی
تھپکی ماردی اُسکا سر پھٹ گیا کبھی اس زور سے چیخ ماردی صدہا کے کلیجے پھٹ گئے کبھی مثل سبزہ ہر ایک کو
پامال کیا ملازمان خورشید کا یہ حال کیا سب دہائی دیتے ہین خورشید نے مہیب پر آگ برسائی برف گرائی مہیب
کسی شی کو نہین مانتا جب عمرو صورت دکھا دیتا ہے شعلہ جوالہ بنکر مہیب دوڑتا ہے پکارتا ہے مین تو عمرو کا
تابعدار ہون بعد کئی سے برس کے اپنے میرا پیٹ بھرا قتل ساحران سے سیر نہین ہوا یہ کہتا ہے اور پامال
کرتا ہے خورشید بھاگتا ہے سیار روشن رائے سر پیٹتا ہوا قریب آیا کہا اے شہنشاہ یہ کیا کیا خورشید نے کہا کیا
بتاؤن تم سب بیکار رہے عمرو خدمتگار بنکر گھس آیا مجھ سے سب حال پوچھکے مجھکو بیہوش کیا اُلٹی
آنتین گلے مین ساری مشقت ضائع ہوئی برق نے جاکر یہ خبر کوکب ولاچین کو سنائی کوکب کہتا ہوا
خواجہ عمرو کے سب سردار لشکر خورشید پر جا پڑے ہزارون کو قتل کیا جب مہیب سمت فوج
اسد پلٹتا ہے عمرو آواز دیتے ہین او مہیب یہ اب ہمارے دوست ہین اپنے بیگانے کو پہچانتے

رہو شرفا احسان کو فراموش نہین کرتے مہیب ہاتھ باندھکر کہتا ہی کیا مجال اپنے دشمنون کو
بتلایئے عمرو اشارہ کر دیتا ہی مہیب تڑپ کے جا پڑتا ہی ڈبو چھو متا پھرتا ہی ایک ایک ساحر خوف سے
منھ کے بھل گرتا ہی فوج افراسیاب بدحواس سرما و ابرق کو عالم یاس خورشید کو گالیان دیرہے ہین کہتے
ہین واہ بے مسخرے خوب سحر بنایا اپنی فوج کو پامال کیا کوکب و لاچین نے سحر کرکے زمین ہلادی قصد ہی
کہ جاکر پہلے بدیع الزمان کو رہا کرین خورشید بھاگتا پھرتا ہی اپنا منھ پیٹ رہا ہی کہ آسمان پر برق چمکی
نعرہ ہوا منم مفتاح الحکمت خورشید کے ارکان پکڑلیے کہا سلطنت طلسم خورشید نگار کی حکمت پر سحر بنایا
دفع کو نانہ آیا یہ کہکر جھومتا ہوا بڑھا مہیب کو آواز دی اے برادر یہ تحفہ حاضر ہے ایک پیالے مین خون بھرا
ہوا ہی جھکاکر مہیب کے منھ سے لگا دیا مہیب پیکر جھوما مفتاح الحکمت نے لشکر لاچین پر اشارہ کیا کہا
ارے دشمن یہ ہین مہیب قہقہہ مارکے پلٹ پڑا مفتاح پشت پر مہیب کے نعرہ کرتا ہوا ترغیب دے رہا ہی
مہیب جو پلٹ کے گرا فوج لاچین اور کوکب کے ہزارون آدمی مارڈالے پرے کے پرے درہم و برہم کردیے
لاچین اور کوکب کیسے کیسے سحر کررہے ہین مہیب پر تاثیر نہین ہوتی فتح کی شکست ہوئی مسلمان
بھاگے چلے آتے ہین خورشید نے اب بڑھ بڑھکر وہ گولے مارے صدہا سردار پامال ہوے خورشید
سے تو کوکب بڑھکر مقابلہ بھی کرتا ہے کبھی لاچین نے بڑھکر سینہ سپر کردیا جب مہیب نعرہ کرکے
جا پڑا مجبور ہوکر سب بھاگے جو بہ جرأت ٹھہر گیا اُسکی قضا آئی مہیب نے پکڑ کے چیر ڈالا اہل
اسلام ہٹتے ہٹتے قریب ایک کوہ کے پہونچے پڑاؤ تمام لٹنے لگا مفتاح نے جابجا آگ لگادی زمین
ہلادی ایک نخل کے سایہ مین کھڑے ہوکر سحر کرنے لگا کوئی مفتاح کا بھی سامنا نہین کرسکتا
اگر کسی ساحر نے مفتاح کے قریب جلنے کا ارادہ کیا اُسنے مہیب کو آواز دی مہیب تو غول
مین گھسا ہوا ساحر و غیر ساحر کو قتل کررہا ہی مفتاح نے دیکھا افراسیاب جادو درۂ کوہ مین کھڑا
تعریفین کررہا ہی مفتاح نے جھک کر سلام کیا افراسیاب نے کہا استاد میرے پاس آؤ تمھارے قدمون کو
بوسہ دون اب تمکو خداوند طلسم بناؤن گا سب کے پہلے مین سجدہ کرون گا بعد سامری و جمشید تمنے کرامت
دکھائی مفتاح ہنستا ہوا قریب آیا چاہا قدمون سے لپٹ جاؤن افراسیاب نے ہاتھ باندھکر کہا استاد
تمھارے سحر کی کیا بات ہی حکمت نہین کرامات ہی کیا کمال کیا اس مہیب جادو کو کوئی نہین مار سکتا ان
سب کا خاتمہ کرا کے کوہ عقیق پر چلو حمزہ کا بھی خاتمہ کرادو کیون استاد ایسا نہو حمزہ اسم اعظم پڑھکر اسکو مارے

خوشی مین مفتاح کے منھ سے نکل گیا یہ کسی کو نمانے گا جب مجھکو کوئی قتل کرلے تب یہ بلا مٹے ورنہ
سامری وجمشید بھی آئین تو یہ نہ مانے یہ قیامت کی خبر ہے یہ سنکر افراسیاب نے کہا استاد تمکو کون قتل
کرسکتا ہو وہ دیکھو مہیب رُک گیا مفتاح پلٹا افراسیاب نقلی نے ہتھوڑا حضرت داؤد کا نکالا کہ
شاید خنجر کام نکرے رو یئن تن بنگیا ہو منھ پھیرتے ہی نعرہ کیا منم سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری
و حکیم چوکا یہ کہکر وہ ہتھوڑا سر پر مفتاح کے اس زور سے مارا کہ اگر کوہ آہن ہو تو اُسکے بھی ٹکڑے
اُڑ جائین مفتاح کے سر کے ہزار ٹکڑے ہوے بھیجا نکل آیا چرخ مار کر گرا ادھر تو مفتاح گرا اُدھر ایک شعلہ
بھڑک کر مہیب پر گرا مثل طاؤس آتشبازی جلنے لگا خورشید کے کان مین آواز آئی کُشتی مرا نام من مفتاح الحکمت
بود مہیب جلکر خاک ہوا جلتے جلتے اس سحر کامل کے کئی ہزار ملازمان لاچین وکوکب جل گئے خورشید نے
جو یہ معرکہ دیکھا معلوم ہوا کہ عمرو نے مفتاح کا بھی علاج کیا دق ہو کر مر اسر پیٹنے لگا اب لاچین وکوکب نے
بڑھکر بلوہ کیا کہ بدیع الزمان کو چھوڑا یئن خورشید کو گرفتار کرین خورشید لڑتا ہوا قریب سیار آیا
کہا اے وزیر اعظم مین نے بڑا دھوکا کھایا مدت مدید قید رہا سحر قبضے سے نکلگیا اپنے خداوند کی اچھی
طرح پرستش نہ کرنے پایا ایکدن کو وہ تصویر پر بھی نہ گیا افراسیاب کی محبت مین جلدی چلا آیا اپنے طلسم کی
تحفہ جات بھی ہمراہ نہ لایا اب مجھسے کچھ نہ بن پڑے گا عیارون کی یہان عملداری ہے افراسیاب مجھے
قتل کرانے لایا ہے اب طرف طلسم کے چلو لیکن بدیع الزمان رہا نہ ہونے پائے اگر گھڑی دو گھڑی اور
لڑون گا کوکب ولاچین کے ہاتھ سے مارا جاؤن گا مین اب نکلتا ہون سیار نے کہا چلیے اب یہان
ٹھہرنا مناسب نہین ہے یہ کہکر بڑھکر دو چار گولے مارے میدان مین اندھیرا چھایا سیار نے بھی سحر کیا کچھ
آگ لاچین وکوکب وجاندار وغیرہ پر گری یہ تو رد کرنے مین سحر کے مصروف ہوے خورشید نے جھپٹ کر
بدیع الزمان کو پنجے مین لیا پر پرواز پیدا کر کے بلند ہوا عقب مین سیار نے بھی نعرہ کیا اے ملازمان شہنشاہ چلے آؤ
شہنشاہ طلسم خورشید نگار کے جاتے ہین ہزارون جادوگر مار عقاب بنکر عقب مین خورشید کے چلے چشم زدن
مین نظرون سے مخفی ہو گئے کوکب نے سحر کر کے اندھیرا دفع کیا دیکھا دن کو خورشید غائب ہو گیا بدیع الزمان
کو بھی نپایا لشکر کو آنکر لوٹا اسد نے گریبان پھاڑ ڈالا کہا او یارو غضب ہوا خورشید ماموں جان کو
لیگیا مین عقب مین خورشید کے جاؤن گا عمرو نے آکر سمجھایا کہ اے نور نظر یہ فرزند صاحبقران مین
اکثر ایسی افتادین پڑتی ہین انشاء اللہ تم لشکر لیکر اترو مین بدیع الزمان کی تلاش مین

جاؤنگا اور جاکر میان خورشید کی گردن لونگا تم نہ گھبراؤ فتاحی ہوشربا مین مصروف ہو شربا وابریق و مصور نے بھی شکست کھائی چلے گئے تھے میدان بالکل صاف ہوا اب یہ قصد ہوا کہ طرف دریاے ہفت رنگ وغیرہ کے چلین باغبان نے اٹالا لدوایا صبحکو کوچ کا ارادہ ہی پہر دن باقی تھا کہ صحرا سے گرد عظیم اُٹھی سرما وابریق و دیگر ساحران زبردست تین لاکھ فوج سے مقابلہ لشکر اسد مین آکر فرود کش ہوے اسوجہ سے سفر اسد کا معطل رہا منتظر ہین کہ سرما وابریق طبل جنگی بجائین تو انسے مقابلہ ہو لڑتے بھڑتے طرف دریاے نیل وغیرہ کے چلین فراق بدیع مین ملکہ تصویر و اسد بیمار ہوگئے ان سبکو اس حال مین چھوڑو وقت پر ذکر تحریر ہوگا۔

دو کلمہ داستان حیرت بیان نورالدہر بن بدیع الزمان پہونچنا آنکا دربار خورشید روشنضمیر مین و ذکر رہائی بدیع و دیگر حالات متعلق داستان ہذا خمسہ

اٹھا پھر و لولۂ غم مین تنور دلسے طوفان کا
قیامت ہو گیا آنا خیال روی جانان کا
نظیر بحر قلزم ہی ہر آنسو چشم گریان کا
مرا سینہ ہی مشرق آفتاب داغ ہجران کا
طلوع صبح محشر چاک ہے میرے گریبان کا

الٰہی خاص انکو جو ہین رسم آراے بیدردی
پڑین پتھر سمجھ پر خاک مین ملجاے بیدردی
جہان عشق کی نیرنگیان دکھلاے بیدردی
شفق سمجھیگا اسکو ایک عالم واے بیدردی
فلک کو گر بگولا جائیگا خاک شہیدان کا

ہوا پھر دوبدو دلسے خیال وصل ہجران مین
بھرا ہی جوش سیل ابر مژگان سے دامان مین
تبسم تیرتا پھرتا ہی میری چشم گریان مین
چمکنا برق کا لازم پڑا ہے ابر باران مین
تصور جا بجا ہے رونے مین اُسکے روی خندان کا

کیا گشتہ یکایک نرگس فتان کے جادو نے
بڑھایا دھوم سے شوق شہادت مرتبہ تونے
لگا دکھانہ تسمہ تک خیال تیغ ابرو نے
دیا میرے جنازے کو جو کاندھا اُس پریرو نے
گمان ہے تختہ تابوت پر تخت سلیمان کا

جنون کس تندخو کو جذب دل نے آج کھینچا ہے
شراب مشکبو کو جذب دل نے آج کھینچا ہے
کلیجے سے لہو کو جذب دل نے آج کھینچا ہے
کسی خورشید رو کو جذب دل نے آج کھینچا ہے

کہ نور صبح صادق سے غبار اپنے بیابان کا

دوبالا فوق پایا دیدۂ گریان نے جیحون پر
یہ وحشت نے کھینچا حاشیہ سودائے مجنون پر

فروغ آہ سوزان خندہ زن ہی مار افسون پر
پس مردن چڑھونگا خاک بنکر بام گردون پر

بجائے نردبان مجھکو بگولا ہے بیابان کا

برنگ غنچۂ دل تازہ ہو باغ دہر مین کیونکر
کسیکو دیکھکر کیا خاک خوش ہون شاد ہون کیونکر

غمون سے سوکھکر کانٹا بنا ہون ہجر مین یکسر
جو سرخی آئی ہی عکس شفق سے بھی مرے منھ پر

حسد سے رنگ ہوتا ہی مبدل چرخ گردان کا

ہوا کس حسن سے بحر محبت مین فنا ناسخ
کہ تا سب دیکھنے والے کہین یون جا بجا ناسخ

مجھے بھی چاہیے ایسا ہی گر ہی کچھ وفا ناسخ
تہ شمشیر قاتل کس قدر بشاش تھا ناسخ

کہ عالم ہر دہان زخم پہ ہے روے خندان کا

چہرہ راقمان اخبار جلالت آثار صاحبان شوکت و لیاقت و کاتبان مضامین سطوت آئین شیر بیشۂ جرأت کلک جواہر سلک سے میدان تحریر مین اپنی سیف زبانی دکھاتے ہین شعر مصنف سخن گوئی روشن دل و خوش بیان ؛ چنین می نگارند این داستان ؛ شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کو جو پنجہ اُٹھائے گیا تھا ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ مخمور رالگ تلاش مین چلی ہین مکلل خان و خسرو شیر دل مع لشکر جستجو مین قطع منازل کر رہی ہین مگر شاہزادے کی جو آنکھ کھلی اپنے کو دربار مین ایک جادوگرنی کے پایا کہ صفیر جادو اُسکا نام ہی عاشق ہو کر شاہزادے کو اُٹھا لائی طالب وصل ہوئی نورالدہر نے قبول نہ کیا صفیر جھلا رہی ہے کہ میرا مذہب قبول کر شربت وصل سے سیراب ہون تیرے عشق مین بیتاب ہون صفیر کا ایک پہلوان ہی موسوم بہ سہمان فیل زور وہ دربار مین آیا جمال نورالدہر دیکھکر عاشق ہوا کہا اے ملکہ عالم یہ جوان جری و بہادر ہے یہ لوگ جب زیر ہوتے ہین تب دل سے اطاعت کرتے ہین حکم ہو تو مین اس سے مقابلہ کرون زیر کرکے پایہ تخت کو بوسہ دلوا دون جان و دل سے مطیع رہے گا پھر سرکشی نہ کرے گا نورالدہر نے بھی اس شرط کو قبول کیا صفیر نے کہا اے جوان اگر تو میرے پہلوان کو زیر کریگا تجھکو رہا کر دون گی اگر مغلوب ہو تو اطاعت کرنا نورالدہر نے قبول کیا اکھاڑا تیار ہوا سہمان تو جان و دل سے عاشق ہو چکا ہے سامنے

صفیر کے نور الدہر اور سہمان سے کشتی ہوئی نور الدہر نے دو پہر مین سہمان کو زیر کیا صفیر نے
سحر کر کے پھر نور الدہر کو پکڑ لیا سہمان نے بہت کہا کہ حضور شرط کے خلاف نہ کیجیے مین نے
بہت کد و کاش کی لیکن زیر ہوا بموجب عہد رہا کر دیجیے صفیر نے کہا کمبخت تیرے کہنے سے اپنے
کلیجے پر چھری پھیرون معشوق آفتاب جمال کو رہا کر دون یہ کہکر پھر ہتھکڑیان بیڑیان پہنائین
سحر اُتار لیا ایک مکان مین نور الدہر کو قید کر لیا سہمان روتا ہوا اپنے مکان مین آیا دس
جوان اسکے شاگرد رشید تھے اُنسے کہا یارو یہ جوان کیسا بہادر ہے صفیر نے خلاف کیا اگر تم
سب میرا ساتھ دو تو یہان سے نقب لگاؤن قید خانے سے اس جوان رعنا کو نکال لاؤن اُسی کا
رفیق بنکر نکل چلون دسون جوانون نے ساتھ دیا سہمان نقب لگا کے قید خانے مین آیا نور الدہر کو
لیکر اپنے مکان مین پہونچکر ہوشیار کیا مرکب منگایا کہا حضور سوار ہو کر نکل چلیے ساحرہ سے
یون جان نہ بچے گی مین بھی حضور کے ساتھ ہون نور الدہر نے کہا مین صفیر کو قتل کر کے جاؤن گا
سہمان کو افسوس ہوا کہ یہ جوان پھر گرفتار ہو جائے گا آخر شراب پلا کر بیہوش کیا اپنے
دس جوانون کو ساتھ لیا رات ہی کو طرف صحرا کے نکل گیا بارہ کوس پر آ کر ایک درۂ کوہ مین
پہونچا شاہزادے کو ہوشیار کیا نور الدہر نے کہا تمنے ہماری رائے کے سراسر خلاف کیا سہمان نے
کہا اب تو غلام سے خطا ہوئی صفیر وہان صبح کو رو پیٹ کر خاموش ہو رہی نور الدہر سہمان کو
ساتھ لیکر بڑے شکار چلے عقب مین ایک آہو کے مرکب ڈال دیا ایک مقام پر پہونچے دیکھا
ایک بارگاہ استادہ ہے ایک بادشاہ نوجوان مع چند رفقا بیرون بارگاہ بیٹھا ہوا شکار
طائران صحرا کر رہا ہے یکایک جنگل سے ایک شیر دھڑوکا مار کر نکلا رفیق اُس تاجدار کے شیر کو
دیکھکر بھاگ گئے وہ تاجدار چیخ مار کے کرسی پر سے اُٹھا نور الدہر نے جو یہ انتشار دیکھا بیقرار ہو گیا
اس بادشاہ کے آگے سینہ سپر کر دیا آواز دی اے شہنشاہ نہ گھبرانا مین آپہونچا وہ شیر دھڑوکا
مار کر قریب آیا دونون پنجے اُٹھا کر نور الدہر پر مارے نور الدہر نے پینترا بدل کر کلائیان
پکڑ لین شیر بیشہ صاحبقرانی نے ایک گھونسا مارا شیر کا سر پھٹ گیا شیر چرخ کھا کر گرا وہ
بادشاہ عالیجاہ آپ نے جان بخشی کہکر نور الدہر سے لپٹ گیا بھائی صاحب کہکر گلے مین
ہاتھ ڈال دیا کہا نام نامی بتائیے نور الدہر نے کہا مرد تاجر ہون حسین تیغزن نام ہے

آوارہ ہوکر اس طرف نکل آیا جان بخشی کیسی یہ ہو سکتا ہی کہ آپ پر شیر حملہ کرے ہم کھڑے ہو کر
دیکھین اکثر خدمت مین شاہان جلیل کے رہے ہین ہمیشہ جانبازی و سرفروشی کی اُس بادشاہ کا
شہنشاہ زرین پوش نام ہے بنایت قدردان بادشاہ خوش انجام نورالدہر کو بھائی کیا اب سب
رفیق بھی دوڑ کر آئے کوئی کہتا ہی حضور ہم تلوار لینے گئے تھے کوئی کہتا ہی خنجر کو صاف کرتے تھے
بادشاہ نے سبکی جانب سے منھ پھیر لیا کہا صاحبو حسین تیغزن نے میری جان بچائی مین اپنا
تاج و تخت انھین کے سپرد کرون گا جان بخشی کرنا اِس سے بڑھکر کوئی احسان ہی یہ ذکر تھا کہ
سہمان فیل زور بھی مع دسون جوانون کے ڈھونڈھتا ہوا پہونچا دیکھا آقائے نامدار دنگل زرین
پر جلوہ فرما ہین ایک بادشاہ عالیجاہ خاطرین کر رہا ہی سب وزرا امرا محسن کہتے ہین جی مین
کہتا ہی یہ لوگ کیا صاحب اقبال ہین نورالدہر نے شہنشاہ زرین پوش سے کہا یہ جوان
ہمارے ساتھ آوارہ ہوا سہمان فیل زور نام پہلوان خوش انجام ہمارا قوت بازو زینت پہلو
جان نثار سرفروش ہی شہنشاہ زرین پوش نے سہمان کو پہلوئے نورالدہر مین دنگل دیا
خود تخت پر سوار ہوا مرکبھائے بادرفتاران شیر و نکو دیئے نوبت نقارے بجاتا ہوا نورالدہر کو
لیکر شہر مین آیا شہر مین مشہور ہوا کہ حسین تیغزن ایک جوان شیر کش ہمارے بادشاہ کا جان بخش آتا
ہی تمام روسا امرا بازار مین جمع ہوے جس نے جمال جہان آرا کو دیکھا وجد کرنے لگا شہنشاہ زرین پوش
نورالدہر کو لیے ہوے اپنی بارگاہ مین آیا سامان عیش و نشاط مہیا کیا اپنے بیان کی دس ہزار فوج
کا نورالدہر کو سپہ سالار کیا صحبت گرم ہے ساقیان پریرخسار جام بادۂ گلنار لیکر حاضر ہوے
رقاصان پری صورت رقص مین مصروف شہنشاہ زرین پوش آنکھین اپنی فرش کر رہا ہی کہ ایک
شتر سوار نے آکر شہنشاہ کو ایک فرمان دیا بادشاہ نے اُس فرمان کو پڑھکر نامہ دار کو خلعت دیا
کہا عرض کرنا فوراً حاضر ہوتا ہون بعد جانے شتر سوار کے شہنشاہ زرین پوش نے کہا اے محسن
لشکر تیار کرو ہمارے بادشاہ کو جنگ درپیش ہی برائے مدد طلب فرمایا ہی نورالدہر نے پوچھا تمھارے
بادشاہ کا کیا نام ہی کس سے جنگ درپیش ہے شہنشاہ زرین پوش نے کہا اے شہریار ہمارا بادشاہ
خورشید رو شنضمیر بادشاہ طلسم خورشید نگار عرصے سے کہین قید تھا اب کسی وجہ سے رہا ہوا جس
بادشاہ نے قید کیا تھا اس سے لڑائی ہوگی فرمان مین تو صرف اتنا مرقوم تھا کہ ہمین جنگ درپیش ہی اسباب جنگ سے

آراستہ ہو کر آؤ لشکر کشی کرینگے نورالدہر خوش ہوگئے شہنشاہ زرین پوش نے اتنا بھی کہا کہ پرچہ ہائے اخبار سے ثابت ہوا کہ بادشاہ طلسم ہوشربا سے کوئی نواسہ صاحبقران کا ہے اسد غازی نام اُس شیر نے طلسم ہوشربا میں کھلبلی ڈالدی تمام سرداران طلسم ہوش رُبا اس جوان کی جرأت دیکھکر شریک ہوگئے ہیں ہمارے بادشاہ بھی طرفدار افراسیاب ہیں حضور کو پیش کرونگا کہ میرے شیر کو اسد سے لڑایئے نام اسد سنکر قریب تھا کہ نورالدہر کو غش آجائے ضبط کرکے فرمایا جب تم کہوگے اُس سے مقابلہ کرینگے تمہارے اقبال سے بہرام فلک سے بھی نہ رکینگے شہنشاہ زرین پوش مالا مال ہوگیا ہے دل میں خوشی ہے کہ میرے حسین تیغزن سے کوئی مقابلہ نہ کرسکے گا عجب جوان خوش انجام ہے اسنے شیر اصلی کو مارا اُسکا تو صرف اسد نام ہے اُسی وقت لشکر تیار ہوا نورالدہر لعبدہٗ سپہ سالاری کئی دن جو یہاں رہے اہالیان فوج بھی نام پر نورالدہر کے جان دینے لگے ہمیشہ سے سپاہی دوست ہیں ایک ایک سپاہی سے بہ محبت ملے قطع منازل وطے مراحل کرتے ہوئے چلے یہاں خورشید روشنضمیر شکست خوردہ بیرون ضمیر قلعہ فروکش ہے اپنے خراج گذاروں کو نامہ لکھا ارادہ ہے کہ فوج کو جمع کرکے لشکر کشی کرکے جاؤں طلسم کشا کو مٹاؤں بدیع الزمان کو قید رکھا ہے ابھی اور کوئی خراج گذار نہیں آنے پایا کہ خبر گذری شہنشاہ زرین پوش ساٹھ ہزار فوج سے آپہونچا سردار برائے استقبال گئے شہنشاہ مع نورالدہر و سیہمان و چند وزرا اُمرا کو ساتھ لیکر دربار میں شہنشاہ خورشید کے آیا نورالدہر نے جھک کر سلام کیا خورشید کی جونگاہ آفتاب جمال نورالدہر پر پڑی زرین پوش سے پوچھا اے برادر یہ کون جوان ہے شہنشاہ زرین پوش نے تمام کیفیت شیر مارنے کی بیان کی خورشید نے کہا ایک جوان ہمارے یہاں قید ہے طلسم کشا کا ماموں اُسکی صورت سے یہ جوان بہت مشابہ ہے لشکر طلسم کشا کے زور کی بڑی دھوم ہے ساحر شریک کریئے پہلوان بھی بڑے بڑے اُسنے زیر کیے اے زرین پوش تمہارے حسین تیغزن کو اسد غازی سے لڑوائینگے زرین پوش نے کہا حضور یہ طلسم کشا کی ٹانگیں چیر کر پھینک دیگا شیر کو مثل سگ صحرائی ٹوک کر مارا حضور نے چلیں طلسم کشا سے مقابلہ کرینگے خورشید روشنضمیر نے زمرۂ پہلوانان میں نورالدہر کو جگہ دی کرسی جواہر نگار پر زمرۂ شاہان میں شہنشاہ زرین پوش بیٹھا خورشید نے جسوقت

سے نورالدہر کو دیکھا ہے یہی چاہتا ہی اس سے باتین کیے جاؤن شاہزادے کی فصاحت و بلاغت
پر محو ہو گیا ہے پلٹ کر کہا ای حسین تیغ‌زن ہم طلسم کشا کے ماموں کو گرفتار کر کے لائے ہین
بدیع الزمان نام فرزند صاحبقران عالی مقام نہایت بہادر ہے لیکن اطاعت نہین کرتا
جان سے نہین ڈرتا نورالدہر نے جو بعد بارہ برس کے باپ کا نام سُنا کلیجہ منھ کو آگیا قریب
تھا کہ چیخین مار کر روئے ضبط کر کے فرمایا حضور اس جوان کو بارگاہ مین بلوائیے ہم سمجھا کے
آپ کا مطیع کرائین گے لڑے گا تو لڑ کے زیر کرین گے جتنے پہلوان ہوتے ہین جب انکو کوئی زیر کرے
تب دل سے اطاعت کرتے ہین نام پر جرأت کے مرتے ہین خورشید نے حکم دیا بدیع الزمان کو
بارگاہ مین لاؤ اُسی وقت ملازمان خورشید بدیع الزمان کو مسلسل و مطوق کیے ہوے لائے
دیکھا بال بڑھ گئے ہین ناخن بڑھے ہوے آنکھون مین حلقے چہرے پر زردی اس حال پر ملال مین
مبتلا ہین لیکن بل کرتے ہوے خانہ زنجیر مین غل ہے آتے ہی بدیع الزمان نے بطور اہل اسلام
سلام کیا تمام ساحر بل کرنے لگے نورالدہر نے سبکو منع کیا کہا یاروا اپنے اپنے مذہب کی سب تعریف
کرتے ہین اُس مین برا ماننا کیا ذرا مین اس جوان کو سمجھاؤن جرأت کی باتین سُناؤن یہ
کہکر نورالدہر اپنے مقام سے اُٹھے سامنے آکر بدیع الزمان کو جھک کر سلام کیا بدیع الزمان
سر زنجیر کو تھامے ہوے بار طوق سے سر جھکا جاتا ہے سر اُٹھا کر بعد مدت مدید و عہد بعید اپنے نور نظر
کو دیکھا قلب تھرا گیا کلیجہ منھ کو آگیا سمجھے ہمارا شیر ہماری ہی تلاش مین نکلا ہے نہین معلوم
یہان کس طریقے سے پہونچا نورالدہر نے اشارے سے منع کیا اصلی نام میرا نہ لیجیے گا جس طرح سمجھاؤن
وہ قبول کیجیے انشاءاللہ بادشاہ کو مارتے ہین طلسم پر قبضہ کرین گے بھائی اسد سے
چلکر ملین گے اُس شیر کو ڈھونڈھتے ہین دیدار کو اُسکے ترس گئے باپ بیٹون مین حسرت و
یاس کے اشارون سے باتین محبت والفت کی گھاتین ہوئین یہ بھی نورالدہر نے اشارے سے
آگاہ کر دیا کہ مین اسکے خراج گذار کے ساتھ آیا ہون ابھی میرا کوئی اختیار نہین ہے بہتر یہ ہے
کہ ظاہر مین اطاعت کیجیے ہم آپ ملکر اسکو مارین چلکر اپنے بھائی سے ملاقات کرین سب
انتظام بن پڑے گا بقول شاعر شعر دو دل یک شود بشکنند کوہ را + پراگندگی آرد انبوہ را ++ اس طرح
اشارون مین نورالدہر نے بدیع الزمان کو سمجھایا خود بھی عقیل و فہیم ہین خوشی بڑی

یہ ہی شب کو جب تخلیہ ہوگا اپنے پارہ جگر کو گلے سے لگائین گے بعد مدت کلیجہ ٹھنڈا ہوگا بیقرار ہوکر فرمایا اے نور نظر جو مناسب وقت ہو وہ کرو پس نور الدہر نے بڑھکر خورشید سے دست بستہ عرض کی ای شہنشاہ پسر حمزہ اطاعت کو راضی ہے آپکی کل فوج کی سپہ سالاری مانگتا ہے ہم اور یہ ملکر کل سامان لڑائی کا انتظام کرلین گے اسد کو چلتے ہی زیر کرین گے ہم دونون جوان شیر دل صلاح کرکے ہفت اقلیم مین آپکی عملداری کرا دین گے خورشید نے کہا مین کل لشکر کی سپہ سالاری دیتا ہون نور الدہر نے پلٹ کر کہا ای فرزند رشید صاحبقران یہ بادشاہ عالیجاہ کل فوج کی سپہ سالاری بلکہ کل انتظام طلسم کا آپ کے سپرد کرتا ہے ایسے بادشاہان عالی کسے ملتے ہین عادل فیاض قدردان اگر کچھ جرات کا جوش ہو مجھسے مقابلہ کیجیے مین طلسم کشا سے لڑنے جاتا ہون آپکی کیا حقیقت ہے اشارون مین خوشامدین منتین کین کہ قبلہ وکعبہ اس وقت کی گستاخی معاف فرمایئے گا بدیع الزمان کا بھی قلب تھرّا رہا ہے چاہتے ہین زنجیرون کو توڑ کر پھینکدون اپنے نور نظر کو مثل جان کے آغوش مین لون بدیع الزمان نے سر جھکا کر جواب دیا ہمارے تمہارے امتحان کشتی مین ہوجاے اگر غالب آو اطاعت کرین ہم تم دونون ملکر طلسم کشا سے لڑین شہنشاہ زرین پوش کو تاب نہ آئی اُٹھ کھڑا ہوا کہا او پسر حمزہ کیا باتین بناتا ہے میرے شیر دلیر نے شیر صحرائی کو مارا مجھپر احسان کیا جو میرے ساتھ ہین شاہان ہفت اقلیم انکی قدر کرین گے ایک ہفتہ لشکر مین رہے سب سپاہی جمعدار رکمیدان رسالدار انکی محبت کا دم بھرتے ہین ہر ایک کا یہی قول ہے کہ ہمارا افسر کہے تو دریاے آتشین مین پھاند پڑین نور الدہر نے شہنشاہ زرین پوش کا ہاتھ تھام لیا منھ پر اپنا ہاتھ رکھدیا کہا کوئی کلمہ سخت نہ فرمایئے گا یہ شیر بیشہ جرات بگڑ جائے گا اس فصاحت سے نور الدہر نے کلام کیا خورشید رو شنفیر و جدکر رہا ہے کہتا ہے ای شہنشاہ زرین پوش تم بڑے صاحب اقبال ہو کیا سپہ سالار ملا اب نور الدہر و بدیع الزمان کشتی پر راضی ہوئے اکھاڑے کی تیاری ہوئی خورشید نہایت خوش ہے سلطان زرین پوش تو کہتا ہے اے شہنشاہ میرے شیر کش سے کوئی نہین لڑ سکتا صاحب طاقت و قوت ہے جب بدیع و نور الدہر اکھاڑے مین اُترے نور الدہر نے اشارے مین ہاتھ باندھے عرض کی مین تو ادنی غلام ہون ینیجمینی تو خوب ہوئی بے ادبی غلام سے ہوگی میری بات بنی ہوئی ہے کسیطرح پر ان کا فرزند کو

مارنا چاہیے ہم اور آپ لڑتے بھڑتے تابہ اسد پہونچین بدیع نے کہا جو تمھاری رائے ہو اب دونون
جوانون مین کشتی شروع ہوئی تمام اہلیان دربار تعریفین کر رہے ہین بلبلین گتھی ہوئی ہین دو
شیر سر ٹکرا رہے ہین پیچ توڑ جوڑ سند رہے ہین ایک سلسلہ بندھا ہوا ہی سلطان زرین پوش
نورالدہر کی تعریفین کر رہا ہی ہر مرتبہ خورشید سے کہتا ہے طلسم کشا کا ماموں بھی قیامت کا پرکالا
ہے حسین تیغزن غالب آئے گا دیکھو منہ پر اسکے ہوائیان اڑنے لگین خورشید کہتا ہے اے
سلطان انصاف کرو تمھارا جوان باطمینان تمھارے ساتھ رہا ہی یہ مہینون سے قید آب و دانے کی بے لطفی
دو پہر برابر کشتی ہوئی ایک مقام پر دیکھا دونون پہلوان الگ ہوئے بدیع نے کہا حقیقت مین یہ جوان
بجبر غالب ہی مین نے دل وجان سے اطاعت کی خورشید بھی کھڑا ہو گیا کہا ای حسین تیغزن مجھکو بھی
رہنا طلسم کشا کے ماموں کا ناگوار تھا مہینون سے یہ قید رہا آب و دانہ بند عزیزون کی جدائی مین دردمند
بعد ایک ہفتے کے پھر امتحان ہو جائیگا نورالدہر نے کہا وہ یون ہی اطاعت کو موجود ہین ہم دونون کا
امتحان طلسم کشا کے سامنے افراسیاب کے ہوگا بدیع الزمان کو خورشید نے خلعت فاخرہ
دیا اور سلطان نے نورالدہر کو مخلع کیا اب دونون جوان مسلح ہو کر دنگلہائے زرین پر جلوہ فرما
ہوئے خورشید کو بڑی خوشی حاصل ہوئی ساقی نیچے آکر حاضر ہوئے سلطان سے کہہ رہا ہی تمھاری
وجہ سے بڑے لطف سے مقابلہ ہوگا طلسم کشا کے ماموں سے تو ابھی انتشار ہے کہ شاید اپنے بھانجے
کو دیکھکر شریک ہون حسین تیغزن پہ اعتبار ہی یہ جوان جلالت شعار ہی خراج گزار آجائین تو سامان
لشکر کشی ہو نورالدہر اور بدیع مین آپس مین اشارے ہو رہے ہین بدیع ہر مرتبہ فرماتے ہین
خورشید پہ جا پڑون مع تخت اٹھا کر مارون نورالدہر اشارے سے منع کرتے ہین ابھی تامل فرمائیے
مجمع ساحران بے ایمان ہی نکلنا مشکل ہوگا فلک ہر وقت درپئے آزار ہی تدبیر و تقریر سب بیکار
ہی یہ دونون شیر مطمئن ہو کر بیٹھے ہین کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی ملکہ صفیر جادو تشریف
لائین نورالدہر کو نام بھی اس ملعونہ کا یاد نہین رہا سردار بڑے استقبال کو گئے جس صفیر جادو کی
قید سے نورالدہر نکل کر آئے ہین وہ بھی خورشید کی خراج گزار ہے دربار مین جیسے ہی یہ آئی
داق مین نورالدہر کے بیزار تھی نورالدہر کو دنگل زرین پر بیٹھے ہوئے دیکھا خورشید سے باتین
کر رہے ہین پس اس نے پکار کر آواز دی ای شہنشاہ یہ باغی یہان کیونکر آیا یہ نبیرہ صاحبقران ہے

سہمان قید سے چھڑا لایا صفیر نے جو یہ کہا خورشید طرف نورالدہر کے پلٹا سہمان نے صفیر کو گھونسا مارا نورالدہر نے بھی نعرہ کیا نعرہ نورالدہر نظیر حمزہ صاحبقران بجنتم و بقہر بشہ ستارہ حشم شاہزادہ نورالدہر ؛ بدیع الزمان نے بھی نعرہ کیا نعرہ بدیع بدیع الزمانم کہ در روز کین + توانم کشم آسمان برزمین + زتیغم بسی ملک اسلام شد + کہ سرفتنہ باخترنام شد + نعرون سے ان شیرون کے زمین تھرائی صفیر کے مرنے سے اندھیرا ہوگیا اس اندھیرے مین بدیع الزمان نے ستون بارگاہ پر ہاتھ ڈالا ایک مارا بارگاہ لہراکر گرگئی کئی سے ساحرونکے سر پھٹے نورالدہر پشت مرکب پر سوار ہوئے بدیع الزمان نے بھی ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا جس ساحر پر ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے بدیع الزمان تو یہ کہکر بڑھے کہ اے نورنظر لڑتے بھڑتے نکل چلو برق شمشیر چمکاتے ہوئے بدیع الزمان تو مجمع ساحران سے نکلے دو چار زخم کھائے گھوڑے کو چمکا کر یہ تو طرف صحرا کے نکل گئے نورالدہر نے قصد کیا مین خورشید کو مارون جب تک ساحرون کے مرنے سے اندھیرا رہا تاریکی مین سہمان و نورالدہر نے کئی سو جادوگر مارے خورشید نے غصے مین دستک دی آفتاب سحر خورشید چمکا اب اس نے دیکھا کہ نورالدہر ہنگانہ یلیگانہ لڑتے ہوئے آتے ہین قریب سہمان ہے مثل فیل مست جھومتا ہوا جسکی گردن پکڑ لی اُسکو واصل جہنم کیا سنبھل کر خورشید نے سحر کردیا نورالدہر و سہمان پشت مرکب سے گرے ساحرون نے آواز دی بلوہ کرکے گرفتار کرلیا ہتھکڑیان بیڑیان پہنا کر قید خانے مین بھیجدیا خورشید طرف سلطان کے متوجہ ہوا کہا تو نے بڑا دام تزویر پھیلایا دشمن کو لیکر ہمارے دربار مین آیا سلطان نے عرض کی مین اس حال سے آگاہ نہ تھا حسین تیغ زن نام ہے یہ کیا دریافت تھا کہ نبیرہ حمزہ عالیمقام ہے خورشید نے سلطان کی خطا معاف کی بارگاہ پھر سے استادہ ہوئی لاشے اُٹھوائے گئے ہزارہا ساحر مارا گیا خورشید کا چہرہ زرد کہتا ہے یارو اب مین سامان معقول کرکے جاؤنگا ان مسلمانون پر غالب ہونا نہایت دشوار ہے بہت سے ساحر روانہ کیے کہ بدیع کو تلاش کرو یہ شب تیرہ و تار مین صدہا کوس نکل گئے تھے سلطان زرین پوش جو اپنی بارگاہ مین آیا افسران فوج کو جمع کرکے کہا یارو بڑی غیرت کی بات ہے نبیرہ صاحبقران میرا جان بخش یہان آکر قید ہوا اگر تم میرا ساتھ دو تو نقب دیکر قید خانے سے نکال لائین رات ہی کو اس جوان کو لیکر نکل چلین جو کچھ ہنگامہ ہوگا دیکھا جائیگا کیسا شیر دلیر ہے

مین نے تو اسکا مذہب بھی اختیار کیا سامری و جمشید پر لعنت کی سب سرداروں نے کہا ای شہریار ہم خود بیقرار ہین ایسے افسر کسکو ملتے ہین انکو ساتھ لیکر انکے دادا جان کے لشکر مین چلین گے خورشید ہمارا کیا کرسکے گا وہ ساحرکش ہین بڑی بڑی لڑائیان جادوگرون کی فتح کین انکے سایہ دامن دولت مین بسر کرینگے اس صلاح کو سب نے قبول کیا ساٹھ ہزار سوار مع سردار ایک دل ہوے اسی بارگاہ سے نقب لگانا شروع کی بہر رات رہے بہرہ نقب کا توڑا نور الدہر مانتے تھے آخر سلطان نے انکو بیہوش کیا اسی شب تیرہ و تار مین نور الدہر اور سہمان کو لیکر طرف صحرا کے روانہ ہو گئے بدیع صحرا مین پہونچے صبح کو ایک مقام پر ٹھہر کر زخمون مین ٹانکے دیے ایک طرف یکہ و تنہا چلے نور الدہر کو شہنشاہ نے ایک مقام پر ہوشیار کیا یہ بھی مع سلطان زرّین پوش و سہمان فیل زور ایک جانب چلے کہ ان دونون باپ بیٹون کا ذکر وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان شوکت بیان حیات جادو روانہ ہونا ملکہ بہار وغیرہ کا و لڑائی قلعہ حیات پر و سوزش سحر حیات و ذکر عیاری مہتر قران و عمرو و دیگر حالات متعلق داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

ساقی کوئی جام بادہ دینا
ملجائے تمہاری کاوش مجھکو
ہے سر مین ہوائے کوے محبوب
کچھ قصۂ غم کی داستان ہو
ہنگامۂ شور و شر عیان ہے
آرایش محفل سخن ہو
اے کلک یہ سحر کا بیان ہے
کیا دختر رز بتنگ ہو گی
ای ساقی آفتاب طلعت
پڑھتا ہون غزل بھی عاشقانہ
رکھا نہ تار گریبان نی رفو باقی
جفا و جور کی چرچے ہین چار سو باقی

لیکن ابھی زیادہ دینا
رندون کو نشے مین جوش آیا
ساقی کرنا نہ آج محجوب
اب تاب فراق کی نہین ہی
سیماب کی طرح دل طپان ہی
معشوقۂ ماہرو ہوئی قید
کس لطف پہ رنگ داستان ہی
مینائے قلم ہے بر سر جوش
ہو شرب شراب مثل شربت

غزل مصنف

کوئی ہوس ہی نہ دلمین آرزو باقی
نہ تو نہ تیغ نہ ہم ہین نہ وہ گلو باقی

اک ماہ کی ہے تلاش مجھکو
بیہوش ہوے تو ہوش آیا
بیماری عشق کا بیان ہو
معشوق قمر کی مہ جبین ہے
اے بحر کلام موج زن ہو
ہے بلبل گلشن وفا صید
میخانے مین آج جنگ ہو گی
کر دے مے سرخوشی سے مدہوش
لکھنا ہے قمر کو یہ فسانہ
جنون کو چاک جگر کی ہی آرزو باقی
ہوائے کوچۂ گیسو ہی مو بمو باقی
لنڈھائے دیتا ہی ساقی جو شام سے سب خم

سحر کیواسطے رکھ ایک تو سبو باقی
کمر جو باندھی ہی عالم کے قتل پر تونے
ہوے وصل کی اتبک ہی جستجو باقی
چلا نہ زور رقیبون نے لاکھ سر ٹپکا
کہ رہ نجات تڑپنے کی آرزو باقی
قمر ہی بحر جہان کی تو نحستو نکو زوال
یہ عطر گل کو کہا سونگھکر مرے دل نے
یہ قصد ہی کہ اکیلا رہے گا تو باقی
دعا یہ کرتا ہی مینا صداے قلقل مین
دہی مین ہم ہی صحبت ہی ہے تو باقی
تڑپ کے مرگئی بلبل ہوئی نہ گل کو خبر
یہی ہی چاہ کہ رہجای آبرو باقی
شہید ناز کی حیرت ہی کہ آئین ہو باقی
غبار نے بھی مرے خاک چھانی عالم کی
کہ تابحشر رہین ساقی و سبو باقی
چھری تو پھر چکی گردن پہ اب تو کھودے پر
رہی نہ باغ جہان مین وفا کی بو باقی

جیرہ ساقیان خمخانہ سحر طرازی و بادہ خواران میکدۂ شعبدہ بازی می گلرنگ داستان کو مینای بیان مین بھر کر انجمن قرطاس مین یون صحبت آرا ہین **شعر** جو ہین راقمان جلالت نشان + وہ لکھتے ہین اسطرح یہ داستان سابق مین تحریر ہوا حیات جادو نے ایک قلعہ سحر بنایا اُس مین لاکر مہ جبین کو قید کیا مہرخ کو لکھا جسکو دعوے ہو آکے مہ جبین کو رہا کرے ملکہ بہار جادو اُٹھین بارہ ہزار کنیزون کو لیکر روانہ ہوئین مہرخ کو تاب آئی آواز دی اور سردار بھی براے مدد بہار جائین باغبان قدرت و سرخ موی کاکل کشا و ہلال سحر افگن وغیرہ براے مدد بہار چلے یہ سب سرداران نامی سامنے جاکر قلعۂ حیات کے فروکش ہوئے حیات کو خبر ہوئی اس نے قلعہ تو خوب درست کیا ہی حیات بھی فوج لیکر آیا غصے مین طبل جنگی بجوایا صبحکو میدان کارزار مین لشکر جمے طرف سے حیات کے بصد جوش و خروش محیط جادو میدان مین آیا اس طرف سے **ہلال** سحر افگن نکلی آپس مین خوب خوب سحر ہوے محیط نے ایک چیخ ماری مُنھ سے اس ناری کے شعلۂ آتش نکلا **ہلال** بیہوش ہوئی محیط نے گرفتار کرکے لشکر مین بھیجدیا سرخ مو نکلی اسی طرح گرفتار ہوئی آج کئی سردار ساحر لشکر اسلام کے گرفتار ہوے پہر دن پچھلا باقی ہی کہ محیط نے پھر للکارا باغبان نے دیکھا بہار جادو تخت سے کودی اجازت لیکر سبکو مطمئن کیا بدھیون کو آراستہ کرتی ہوئی طرف محیط جادو کے چلی محیط کی جو جمال مہر تمثال بہار پر نگاہ پڑی آنکھین سحر آگین سراپا مین جادو کا شعبدہ بھرا ہوا باغ حسن پر بہار بہار گلعذار ماہرخسار سروسہی قد خنجر ابرو چشم جادو خال ہندو بیت ہی خندہ کز لب بر انگیختی + نمک بر دل خستگان ریختی + بھینی بھینی بو جسم لطیف سے آرہی ہی نسیم سحری بیحال دیکھکر لڑکھڑا رہی ہی چلنا بھولی ایسے جوش مین آئی مست ہوکر لڑکھڑائی مینا کے سحر سے سر ٹکرانے لگی صبا ٹھوکرین کھانے لگی محیط صورت زیبا دیکھکر بیقرار ہوگیا پکار کر آواز دی اے گل باغ خوبی اے سرو حدیقہ محبوبی

اپنے باپ سے مقابلہ کرنے آئی ہو بہار نے کہا مین اس خار بیابان بدعت کو خوب پہچانتی ہون مین
اپنا بزرگ صاحبقران زمان کو جانتی ہون تو سحر کران باتون سے کیا کام ہے ہمسے مقابلہ کرنے کا
بد انجام ہے محیط نے دریا دلی دکھائی ابر سحر گرایا بہار نے ہاتھون سے برق چمکائی ابر سحر ٹکڑے ٹکڑے
ہو گیا محیط جوش مین بڑھاکر اور شعبدہ دکھاؤن بہار نے اسم سحر پڑھکر گلدستہ مارا پھول برسے ہوا
سرد چلی طائرون نے زمزمہ سرائی کی غنچے چٹک کر گل ہوئے لالے کے چراغ گل ہوئے عندلیبان خوشنوا
مین مبارکباد کے غل ہوئے محیط خاموش دریاے حیرت کا جوش مبہوت لب پر مہر سکوت ہر چند چاہتا ہے
دفع سحر کرون کوئی منتر جنتر پڑھون بوی گل و غنچہ نے مست کر دیا گلہاے سحر سے اسنے دامن بھر لیا
جون جون دماغ مین بو آتی ہے سحر فراموش محبت بہار کا جوش آخر منتین کرتا ہوا بڑھا بہار نے ایک
کنیز کو اشارہ کیا اُسنے ہار لاکر گلے مین ڈالدیا طرہ کان مین اب محیط کو کان ہوے ہاتھ باندھکر پوچھا
کیا حکم ہوتا ہے بہار نے کہا حیات جادو کا سر لاؤ ہم تمھارے ساتھ شادی کرین گے محیط جھومکر پلٹا
دریاے عشق موجزن ہوا اس زور مین آکر حیات پر گرا اسکو یقین ہوا حیات کے دو ٹکڑے
ہوے حیات نے اتنے عرصے مین بڑی بڑی تدبیرین کرلین سحر محیط سے بچا تلوار کھینچکر جا پڑا سحر کر کے
ہاتھ مارا محیط کے دو ٹکڑے ہوئے غصے مین لشکر بہار و باغبان پر جا پڑا مٹھی سے ایک طائر چھوڑ
دیا اُس طائر نے ایک چیخ ماری منھ سے شعلہ نکلا چمن ہاے سحر بہار جلے پھول برسنا موقوف ہوے اُسی
طائر نے سر پر بہار کے چرخ مارا بہار بیہوش ہو کر گری باغبان جا پڑا کہ بہار کو بچاؤن حیات نے
سحر کیا شعلہ آتش بھڑکا یہ بھی بیہوش ہو کر گرا حیات نے کل سرداروں کو گرفتار کر لیا اہلیان لشکر نے
شکست فاش کھائی طرف لشکر مہرخ کے بھاگے مقابلے مین نہ ٹھہر سکے حیات سب سردارون کو لیکر
قلعہ مین داخل ہو گیا اُسی وقت حیات نے ایک نامہ حیرت جادو کو اس مضمون کا لکھا کہ سب سردار
ہمنے گرفتار کر لیے اب آنکر انکو قتل کرو لیکن بہت انتظام سے آنا عیارزچیونکو بھی ساتھ لانا حیرت
نامہ پڑھتے ہی خوش ہو گئی فقط چالیس کنیزین یا پانچون عیارزچیان اپنے ساتھ لیکر طرف قلعہ حیات
کے چلی منزل بمنزل جاتی ہے ہر منزل مین اُن سب کنیزون کا جائزہ لیا جاتا ہے عیارزچیان منزل
پر روز ایک ایک کا منھ دُھلاتی ہین بخوف عیاران اسطرح سے منزلون کو طے کر رہی ہین یہان جیسا حران
شکست خوردہ خدمت لاچین واسد مین پہونچے لاچین نے کہا حیات نہایت زبردست ہے

اسنے قلعہ بنایا دنیا کے عجائبُ غرائب اس مین بھر دیئے نجوم سے ثابت ہوتا ہی کہ قتل حیات ناممکن ہے
لیکن مین خود جاتا ہون اُسوقت خواجہ عمرو اپنے مقام سے اُٹھے اسد بہت بیقرار تھا عمرو نے
مطمئن کیا کہا جبتک مین واپس نہ آؤن کوئی سردار جانے کا قصد نکرے خواجہ عمرو با نہاے عیاری
آراستہ ہوکر اُٹھے مہتر قران بھی ساتھ ہوے عمرو نے کہا میرے ساتھ نہ چلو الگ جاکر کچھ تدبیر کرو
زبانی لاچین کے ثابت ہوچکا کہ حیات پر عیاری ہونا مشکل ہی کچھ تو اُس نے سامان ایسا کیا
جو اتنا بڑا بادشاہ عالیجاہ کلمات عجز کہتا ہی مہتر قران الگ چلے خواجہ ایک جانب روانہ ہوئے
مہتر قران سامنے قلعے کے جاکر پہونچے چار جانب دیکھا فوج حیات بیرون قلعہ فروکش ہے
حیات گھڑی دو گھڑی کو بیرون قلعہ آتا ہی جسکو اپنے ساتھ لیجاتا ہی وہ تو قلعہ مین جاسکتا ہی بدون
حکم حیات جسنے پھاٹک مین قدم رکھا برق چمک کر گری اُسکے دو ٹکڑے ہوے قران نامدار یہ حال
دیکھکر گھبرائے پشت و پہلو پر قلعہ کے جاکر دیکھا کسی جانب سے راستہ نپایا آخر مجبور ہوکر ایک درۂ کوہ
مین فقیر بنکر بیٹھا حسرت و یاس مین اپنے لشکر کی دائرہ نکال کر گانا شروع کیا فقیر بنا ہوا گا رہا ہے
طائران صحرا کو لبھا رہا ہی اس لطف سے مہتر قران نے صحرا مین جنگلا گایا آہوان صحرا آکر کھڑے ہوگئے طائر
آشیانون سے گر رہے ہین بعض طائرون نے پرے پر ملا کر سر قران پر سایہ کیا یہ سلیمان وقت بنا ہوا
دائرہ بجا رہا ہے کہ پہاڑ پر سے ایک برق چمکی قران نے دیکھا پہاڑ سے ایک ساحر مہیب بہ شکل عجیب اُترتا
چلا آتا ہی صدا پر گانے کی بیقرار اشعار عاشقانہ سنکر اشکبار لیکن نہایت ہوشیار مہتر قران کو بہ نگاہ
حیرت دیکھتا ہوا آتا ہی حیرت یہ ہی کہ یہ فقیر ایسا کامل و اکمل بیان کہانسے آیا طائر تک اس کے
گانے پر مبہوت ہو رہے ہین کیا گانے مین تاثیر ہے نہایت خوش تقریر ہی آکر سامنے کھڑا ہوا وہ گانا
سنتے سنتے بیٹھ گیا وجد مین جھوم رہا ہی قران جہان بیٹھے ہین دھونی آگے لگی ہوئی آہستہ آہستہ آتا
دھوان اُٹھ رہا ہے دائرہ ہاتھ مین چھپے ہوے گا رہے ہین یہ ساحر جھومتے جھومتے قریب دھونی کے
آیا ہر مرتبہ قصد ہوتا ہی کہ پوچھون کہ شاہ صاحب یہانتک کیونکر آئے یا سحر کرکے گرفتار کرون اس
خیال سے سحر نہین کرتا اور کلام بھی نہین کرتا کہ گانے کے مزے مین فرق آئیگا مہتر قران اُس کے
تیور کو دیکھ رہے ہین جان بخش عمرو لقب ہی اسکو کسیطرح گرفتار کرلین یہی مطلب ہی نگاہ اُسکی
بچاکے ڈلی عود بیہوشی دھونی مین پہونچائی کڑک کے تان لگائی وہ ساحر اور زیادہ خوش ہوا

عو دچلا دھوان نکلا دماغ پر اس ساحر کے پہونچا چھینک مار کر بیہوش ہوا قران اُسکو گود مین لائے
زبان مین سوزن دیا مشکین باندھکر صورت اصلی بنائی ساحر کو ہوشیار کیا کوڑا لیکر کھڑے ہوئے
جب اسنے آنکھ کھولی مہتر قران نے نعرہ کیا کہ او ساحر منم مہتر قران نظر کردہ بزرگان شاگرد خاص
مہتر ان ہی شرط کہ لنجہ مار دون سر اڑجاے سچ تبلا کہ تو کون ہی اس گوشۂ تنہائی مین رہنے کا
کیا سبب دیکھو ہماری شرافت غصے مین تجھکو مار ڈالتے کون ہمارا ہاتھ تھامنے والا تھا بہتر یہ ہی کہ اطاعت
کر ورنہ قتل کرون گا اسطرح مہتر قران نے دھمکایا ڈرایا کہ وہ ساحر کانپنے لگا فصاحت و بلاغت مہتر
قران پسند آئی بمقدمہ مذہب قائل ہوا اشارہ کیا کہ بجوان سوزن نکال مین اطاعت دین اسلام کی
قبول کرتا ہون مہتر قران نے بیخوف زبان سے سوزن نکال لیا وہ قدمونسے مہتر قران کے لپٹ گیا کہا
اے مہتر قران مین نے دل وجان سے تمھارے مذہب کی اطاعت کی لیکن یہ تبلاؤ کس فکر مین آئے ہو
مین سمجھ گیا اسرار جادو میرا نام ہے حیات جادو کے کل امورات کا منتظم ہون آیندہ وگذشتہ کی خبر دیتا
ہون خواجہ عمرو بھی فکر حیات مین نکلے ہین لیکن کچھ نہو سکے گا مین نے تمھاری دل وجان سے
اطاعت کی خبر اسکو عمرو کی نہ پہونچاؤن گا یہ خنجر جو میری کمر مین ہی اسی سے حیات قتل ہوگا لیکن
اے مہتر قران تا بہ قلعہ حیات پہونچنا بہت دشوار ہی جسکو وہ اپنے ساتھ لیجاتا ہی وہ تو قلعہ مین پہونچتا
ہی کوئی اور جا نہین سکتا ہے میری مدد کچھ کام آیگی یہ خنجر حاضر ہے چاہے اسکو توڑ ڈالیے خواہ اپنے پاس
رکھیے جسطرح جسے ممکن ہو اپنے کو تا بہ حیات پہونچایئے اس خنجر سے وہ قتل ہو جائیگا ہم یہ تدبیر نہین
جانتے کہ کسطرح پہونچو نہ ہمارے قبضے مین ہی کہ وہان تک تمکو پہونچا دین اسیواسطے حیات جادو نے
یہ خنجر دیکر مجھکو اس پہاڑ پر ساکن کیا خبر آیندہ وگذشتہ کی پہونچاتا ہون اب نہ پہونچاؤن گا تمکو جان
لکھو وہان پہونچا دون اپنا نام اسلام پر نثار کرون مین مکار جعلساز نہین ہون جو مقدمہ صاف صاف
تھا وہ مین نے بیان کر دیا یہ کہکر اسرار جادو نے وہ خنجر مہتر قران کو دیا مہتر قران نے دیکھا اسکے کلام
بوی صداقت آتی ہی صدق دل سے مطیع اسلام ہوا حقیقت مین یہ بے اختیار ہے تا بہ حیات نہین
پہونچا سکتا خنجر دیکر اسرار جادو مہتر قران سے رخصت ہوا مہتر قران تدبیر مین مصروف ہوئے
کہ اپنے کو تا بہ حیات پہونچاؤن اسرار یہ بھی کہہ گیا کہ خواجہ کی عیاری بالکل بیکار ہو گی اگر
بن پڑے جاکے روکو مہتر قران تلاش خواجہ مین تو نہ گئے تدبیر مین مصروف ہوئے ذکر انکا وقت پر تحریر

ہوگا حیرت سمت قلعہ حیات بڑی احتیاط سے جاتی ہی عیار نجیان ساتھ ہین ایک روز ایک صحرا ے
سبزہ زار مین حیرت کا گذر ہوا خیمہ استاد کیا سامنے ایک کوہ فلک شکوہ گلہاے خودرو سے آراستہ
شام ہوچکی اچھی طرح تاریکی نہین ہونے پائی کہ دیکھا اندر سے درہ کوہ کے ایک خدمتگار قبول صورت
نیک خصلت لباس فاخرہ پہنے ہوے زمردی لالٹین ہاتھ مین لیے ہوے نکلا وہ لالٹین زمردین
درہ کوہ مین لٹکا دی کہ جسکی ضو سے تمام صحرا روشن ہوگیا خدمتگار اندر چلا گیا حیرت نے صرصر
وصبار فتار سے کہا اس درہ کوہ مین کوئی مقبول بارگاہ سامری رہتے ہین یہ صحراے ہولناک
پر از خس وخاشاک وہ لالٹین خدمت گار نے لاکر لگائی کہ جسکے جوڑ کی ہماری سلطنت مین نہین صرصر
وصبار فتار نے کہا بجا ارشاد ہوا بعد چند ساعت کے اُسی درہ کوہ سے ایک چوبدار عصاے مرصع کار
ہاتھ مین لیے کئی لاکھ روپیہ کا جواہرات زیب جسم کیے چند ساعت کھڑا رہا پلٹ کے چلا گیا اب صرصر وصبار فتار
نے کہا حضور بیشک یہان کچھ اسرار ہی اب سب اُسی جانب دیکھ رہے ہین بعد چند ساعت کے ایک
رسالدار وضع اندر سے نکلا کئی لاکھ روپیہ کا سیلا سر پہ نیمچہ ہلالی زیب کمر سپر فولادی فراخ دامن پشت پر
مثل قرص قمر جال موتیون کا اُسپر آراستہ چند ساعت کھڑا رہا صحرا کو دیکھکر وہ بھی غائب ہوا قلیل رات
باقی تھی کہ ایک تاجدار جلیل تاج یاقوت احمر زیب سر کنٹھے یاقوت احمر کے موتیونکے مالے اُسکی نورتن ذات
پہ آراستہ چند گوہر شبچراغ تاج مین نصب چند ساعت وہ تاجدار بھی کھڑا رہا پلٹ کے درہ کوہ مین
گیا ستارہ سحری چمکا تھا کہ ایک درویش کم سن خوش رو اندر سے نکلا چہرہ آفتاب عالمتاب آنکھین
رشک غزال صاحب حسن وجمال شنجرفی پیرہن زیب جسم صاف ظاہر ہی کہ آفتاب عالمتاب پردہ شفق
مین پنہان ہی بھبھوت موتیون کا چہرہ پہ ملے ہوے رعب وداب صولت وجلالت ہمراہ رکاب چند
ساعت ٹھہر کر اندر چلا گیا جب صبح ہوگئی تو وہی خدمتگار آکے لالٹین اُتار لے گیا جب حیرت جادو نے
یہ معاملہ دیکھا صرصر سے کہا چلو دیکھین یہ فقیر جو آیا تھا فخر شاہان عالم معلوم ہوتا ہی ایسی صورت زیبا کبھی
نہین دیکھی فردا فردا جو لوگ آئے وہ اُسکے خدمتگار تھے چلکر دیکھین مراد مانین اپنے مقدمہ مین دعا کرائین
صرصر وصبار فتار بھی مشتاق ہوئی تھین یہ تو حیرت کو اطمینان ہی سحر مین کوئی میرا سامنا نہین
کرسکتا جعل وفریب کی دیکھنے والی صرصر وصبار فتار موجود ہین بلا تکلف آگے حیرت داہنے بائین
صرصر وصبار فتار اندر درہ کوہ کے قدم رکھا خوشبو آئی کہ دماغ معطر ہوگیا معلوم ہوتا تھا ہزارہا

مشک کے نافے کسی نے کھولدیے یا سامری کہکر حیرت اندر آئی دیکھا ایک مقام صاف و شفاف
پر فرش قالین بچھا ہے وہی فقیر بجاہ و توقیر ایک گہوارہ لٹکا ہوا ہی اس مین لیٹا ہوا ہے
گہوارہ خود بخود جنبان حیرت جمال دیکھتے ہی بیقرار ہوگئی صرصر و صبا رفتار نے ٹھنڈی سانسین
کھینچین گورے گورے پانون بلور کے ٹکڑے معلوم ہوتے ہین جیسے ہی اُس فقیر نے حیرت و صرصر
و صبا رفتار کو دیکھا سونٹا لیکر اُٹھا کہا ارے تم کون ہو جو بلا تکلف ہمارے مقام پر چلی آئین یہ مقام
گذرگاہ سامری و جمشید ہی برائے مرادمندان جائے امید ہی ہمارے یہان خداوند تشریف رکھتے
ہین بڑا بھید ہے ہر چند حیرت نے عجز کیا فقیر نے نہ ٹھہرنے دیا مایوس ہوکر تینون نکل آئین فقیر اوچکر
گہوارے مین جا لیٹا اب حیرت چاہتی ہی کہ تنہائی مین جاکر مطلب دلی حاصل کرون صرصر و صبا رفتار
کا قصد ہی کہ اس مقبول سامری کی ہم خدمت کرین وجد کرتی ہوئی اپنے خیمے مین آئین حیرت نے کہا اے
صرصر آجکی شب اور یہان کا تماشا دیکھ لین بیشک گذرگاہ بزرگان دین ہی کیون صرصر ایسی صورت
کبھی تیری نگاہ سے گذری ہی صرصر نے جواب دیا داری آپ جانتی ہین مین جہان گرد ہون آپکے
اٹھارہ سو تاجدارون کو دیکھا کیسی کیسی شاہزادیان شہنشاہ نے لبائی ہین فرزندان حمزہ کا بھی
حسن مشہور ہی اسد غازی کا چہرہ چراغ سر طور ہی لیکن انکے سامنے اگر آجاے تو ذرے کی آفتاب سے
مثال ہی حقیقت مین کیا حسن ہی کیا جمال ہی کنیز کے ہوش درست نہین ہین آپکے سبب لونڈی پلٹ آئی
ایسون کے ہاتھ کی مار کھانا بھی مقام عز و شرف ہی یہ نذر کردۂ بزرگان دین خوش آئین ہین کئی سو جوان
شب کو آکے جاکر دیکھا انکو تنہا پایا یہ بھی کمال ہی وہ سب برائے خدمتگزاری آتے ہونگے تاجدار
چوبدار خدمتگار کمیدان رسالہ دار سب ہی طرحکے لوگ شب کو آئے آج رات کو تماشا دیکھ لین تو پھر کل
صبحکو چلین گے صرصر و صبا رفتار نے کہا حضور ہمارے دلمین یہ ہی کہ دو چار دن یہان تشریف
رکھیے اچھی طرح زیارت کرین بنیر مانوس جانکر آج ٹھہرنے نہین دیا کل بوجہ احسن قدمبوسی بھی
ہوگی انھین باتون مین شام ہوئی پہلے مکاندار نے آکر وہ لالٹین روشن کی اب مثل شب اول چوبدار پیادل
کمیدان رسالدار تاجداران جلیل کا تار بندھ گیا جو آیا دریاے جواہر مین غوطہ ملے ہوے شب بھر حیرت
صرصر و صبا رفتار تماشا دیکھا کین بوقت سحر فقیر صاحب آئے چند ساعت کھڑے ہوکر چلے گئے حیرت
صرصر و صبا رفتار کو لیکر پھر چلی اندر آکے اُسی طرح شاہ صاحب کو گہوارے مین پایا مگر شعاع نور جمال

سے تمام درۂ کوہ منور ہو رہا ہے حیرت کے ہوش اُڑ گئے صرصر و صبا رفتار کو محویت حیرت کو جوش حیرت
شاہ صاحب پھر سونٹا ٹیکر اٹھے تین رات دن اسی طرح حیرت نے بسر کی اب ناچار ہو کے
چوتھے دن جو گئیں ایک ایک سونٹا بھی کھایا قدمون سے لپٹ گئیں نام پوچھا فرمایا ہم خدمتگزار سامری
و جمشید ہین اس درے مین سب خداوند تشریف لاتے ہین دو ہفتے یہان آکر آرام کرتے ہین
اگر کل آؤگی ہمکو خواب مین پاؤگی حسرت دلی تمھاری پوری ہوئی اب طلسم صاف ہو جائے گا
کوئی دشمن تمھارا باقی نرہے گا حیرت نے چاہا کچھ تحفہ جات پیش کرے کسی طرح قبول نہ فرمایا حیرت
و صرصر و صبا رفتار وہان سے پلٹین حیرت شب کو یاد صورت زیبا مین تڑپی آخر سوچی کہ نیز احسن
زاہد کش عابد فریب ہے یقین ہے کہ اُنکو توجہ ہو یہ دو دراندازساتھ ہوئی ہین اسوجہ سے
وہ شرماتے ہین صبحکو دونون کو سوتے چھوڑا حیرت یکہ و تنہا خوب بناؤ کرکے درۂ کوہ مین آئی دیکھا
شاہ صاحب گہوارے مین بیٹھے ہین معلوم ہوتا ہے وقت آرام قریب ہے حیرت جاکر قدمون سے لپٹ گئی
بلائین لینے لگی جیسے ہی فرش پر قدم رکھا پاؤن مین کچھ اُلجھا حیرت لہراکر گری شاہ صاحب نے
گہوارے سے کود کر ایک حباب بیہوشی مارا حیرت دھم سے گری بیہوش ہوئی خواجہ نے نوحہ کیا
حیرت کو اُسی فقیر کی شکل بنا کر گہوارے مین لٹا دیا آپ بشکل حیرت گہوارہ جنبانی کرنے لگا وہان
صرصر و صبا رفتار بیدار ہوئین کنیزون سے پوچھا ملکہ کہان گئین سب نے کہا برائے زیارت شاہ صاحب
تشریف لے گئین یہ دونون بیقرار ہوکر دوڑین آکے دیکھا شاہ صاحب آرام مین ہین حیرت
گہوارہ جنبانی کر رہی ہے یہ بھی دونون آکر تصدق ہوئین کہا اے ملکہ عالم یہ گوہر بے بہا آپکو دستیاب
ہوا عالم خواب مین گہوارہ سمیت لیچلین بعد دو ہفتے بیدار ہونگے شاید ہماری خدمت پر رحم
آجائے یہ تو زبان معجز بیان سے فرما چکے کہ اب طلسم صاف ہو جائیگا کوئی دشمن باقی نہ رہے گا طلسم کشا جائے
قتل ہوگا حیرت نقلی نے کہا جو خوشی تمھاری اس گوہر بے بہا کو اس درۂ کوہ مین چھوڑنا مناسب
نہین ہے یہ کہکر کنیزون کو بلایا گہوارہ اُٹھاکر ایک تخت پر رکھا کنیزون نے تخت کو کاندھا
دیا صرصر و صبا رفتار بیٹھکر مگس رانی کرنے لگین اسی طرح باحتیاط قریب قلعہ حیات جا پہونچین
حیات جادو کو ہرکارون نے خبر دی آپکی صاحبزادی تشریف لاتی ہین حیات قلعہ حیات سے
نکل آیا ایک تخت پر حیرت بصد شوکت ایک تخت پر ایک گہوارہ اُسپر ایک جوان رشک آفتاب تمام

جسم نور کے سانچے مین ڈھلا ہوا گھبرا کے پوچھا بی بی یہ کون بزرگ ہین حیرت و صرصر و صبا رفتار
نے کہا صاحب کشف و کرامات مقبول بارگاہ سامری و جمشید باعث ترقی ہونے دو سو خداوندون
کے یہی ہین وہ کرامتین دیکھین کہ کبھی کتاب مین نہ پڑھی تھین اب بعد دو ہفتے کے بیدار ہونگے
لڑائی تو انکے اشارے سے فتح ہوجائیگی دشمنون کا نام نہ رہے گا ایک قصر معقول ہین انکے واسطے
چھپر کھٹ وغیرہ آراستہ کرین گے ہوش ربا مین برکت ہوگی اس لطف سے صرصر و صبا رفتار نے کرامتین انکی
بیان کین حیات کو بھی اشتیاق ملاقات ہوا اپنے ساتھ لیکر قلعہ مین آیا خواجہ نے آکر دیکھا اندر قلعہ کے
حیات جادو نے چند باورچی چند خدمتگزار جنسے ضرورت متعلق ہے انکو تو اندر قلعہ کے رکھا ہے کل لشکر بیرون
قلعہ فروکش ہے ایسا یہ قلعہ سحر بند ہے ملکہ بہار وغیرہ مبہوت ایک کمرے مین بیٹھی ہین ایکطرف فقیر کا
گہوارہ باحتیاط لٹکا دیا صرصر و صبا رفتار خدمتگزاری مین مصروف ہین دوسرے کو قریب نہین
آنے دیتین تلوے سہلا رہی ہین خواجہ عمرو بشکل حیرت آئے ہین بہار وغیرہ کو جو کمرے مین بیٹھے ہوے
دیکھا نیمچہ کھینچکر دوڑے آواز دی بابا جان مین ان سبھون کو قتل کرونگی حیات ہان ہان کرتا ہوا
آیا عمرو نے جاکر نیمچہ گلے پر بہار کے رکھدیا چپکے سے کہا تم مہر سپہر عیاری کیون ای بہار و باغبان
مین اپنی جان دیکر بچونگا اب کیا تدبیر ہے باغبان نے کہا خواجہ خدا تمھاری آبرو رکھے اس شب
بھر مین اگر کچھ ہوا تھا ورنہ پھر کوئی اسکو نہ قتل کرسکے گا انتہا کا ستارہ شناس ہے بڑے کمال سے
قلعہ بنایا ہے افراسیاب بھی اس راز مین شریک ہے ہمتو بیکار ہورہے ہین اپنی تقدیر کو رورہے ہین آپ جو
کچھ کیجیے گا اپنے بیش خود سمجھ لیجیے گا حیات نے آکے عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا کہا بیٹا تم زوجہ بادشاہ
طلسم ہو کل صبحکو ایک جلاد پیدا ہوگا وہ سب کو قتل کرے گا تم کیون تکلیف کرتی ہو ہاتھ پکڑ کے
خواجہ کو باہر لے آیا خواجہ نے کہا بابا جان اس تساہل و تامل مین کام خراب ہوا دشمن کو مہلت دینا
کیسا اسی وقت قتل کیجیے حیات نے کہا بی بی قاعدے کے خلاف ہے انکے قتل کرنے کیلیے جلاد
سحر سے بناؤنگا وہ بذلت ایک ایک کو قتل کریگا خوشامد کرکے حیرت کو تخت پر بٹھایا خواجہ نے
کہا بابا جان ہر منزل ہمارے واسطے منزل اول تھی ہر مقام پر عیارون نے گھیرا صرصر و صبا رفتار نے خوب
انتظام کیا مین نے آپکی سلامتی کی نذر مانی تھی اسوقت پر پوجا کرونگی موہن بھوگ اپنے ہاتھ سے پکاؤنگی
حیات نے کہا بی بی باورچی موجود ہین کل سامان ضرورت مین نے اندر قلعہ کے مہیا کرلیے ہین حیرت

نے کہا اس پوجے مین کسی کی شرکت نہین ہوتی آپ کی سلامتی کی نذر مانی تھی باورچیون نے لاکر منقل
آتشین حاضر کی حیرت نے اپنے ہاتھ سے دیگچی چڑھائی روا بھی اپنے ہاتھ سے بھونا موہن بھوگ تیار کیا
ایک ساری آب روان کی نصف باندھی نصف اوڑھی چوکے پر کھڑی ہو کے اس تکلف سے پوجا
کی حیات حیرت کی آن بان دیکھکر تڑپ گیا دل مین کہتا ہے اتنو حیرت تنہائی مین آگئی کیا صورت
دلفریب ہے قلب ناشکیب ہے افراسیاب کو حال بھی نہ دریافت ہوگا حیرت پوجا کر کے چوکے سے
اُتری موہن بھوگ لیکر سامنے حیات کے آئی کہا اے مقبول بارگاہ سامری و جمشید تبرک نوش فرمایئے
حیات نے جوش محبت مین ہاتھ بڑھا دیے موہن بھوگ کھا گیا اُسکا انجام برا ہوا بموجب مثل حلوا
خوردن را روے باید وہ قاتل بیہوشی خواجہ نے ڈالی ہے جیسے ہی حیات نے کھایا موت کا مزا حیات
کو ملا تخت پر بیٹھا تھا گھبرا کر اُٹھ کھڑا ہوا ایک ایک لقمہ سبکو پہونچایا اس صفائی سے عمرو نے کام کیا
صرصر و صبا رفتار نے بھی کھایا یہ گہوارے پر سر رکھکر بیہوش ہوئین حیات جو بدحواس ہوکر
اُٹھا اتنا تو منھ سے نکلا کہ اے حیرت اسمین کیا تھا کلیجے مین آگ لگی ہوئی ہے عمرو نے کہا او بیحیا سم
قاتل ہے یہ حلوا تیرے ہی قابل ہے حیات اے کہکر گرا ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ تمام جسم حیات کا تخت پر سر زمین
پر عمرو خنجر کھینچکر دوڑا بہار و باغبان نے آواز دی خواجہ کیا کرتے ہو یہ قتل نہوگا ایسی کوئی بلا نازل
ہوگی کہ ہماری تمھارے جان پر بن جائیگی افراسیاب بھی آگاہ ہوگا عمرو نے اُسکو جواب نہ دیا ایک خنجر مارا خنجر
مارنا قیامت تھی شانے پر حیات کے خنجر پڑا اوچھا سا زخم آیا بجاے خون کو زخم سے دھوان نکلا اُس
دھوئین سے عمرو نابینا ہوگیا کل سردار اُس دھوئین کی تاثیر سے نابینا ہوے فریاد کرنے لگے خواجہ
تمنے یہ کیا غضب کیا ہمارا کہنا نمانا اب ہمارے جسمون سے چنگاریان آگ کی نکل رہی ہین ہڈیان مثل
شمع و چراغ جل رہی ہین عمرو کی بھی یہ نوبت ہوئی کہ لوٹنے لگا سارے مکان مین دوڑا دوڑا پھرتا ہے
بسبب نابینا ہونے کے منھ کے بھل گرتا ہے حیات نہین معلوم ہوتا کہان ہے شعبدہ سحر حیات عیان ہے
افراسیاب و حیات سے یہ راز مقرر تھا کہ جب حیات پر کوئی وار کرے ایک موتی حیات نے بنا کر
افراسیاب کو دیا تھا آبرو بڑھانے کو یہ ظاہر کر دیا کہ جب کوئی مجھپر ضرب کریگا یہ موتی ٹوٹ جائے گا وہی
ہوا یہان تو عمرو نے خنجر مارا وہان وہ موتی ٹوٹا افراسیاب اے کہکر اُٹھا پر پرواز پیدا کر کے چلا سمجھ گیا
کہ حیات پر کسی نے حربہ کیا یہ چالیسون سردار بہار و باغبان وغیرہ نابینا ٹٹولتے پھرتے ہین عمرو

بدحواس زندگی سے یاس دیوار و در سے سر ٹکرا رہا ہی کہ افراسیاب آکر آسمان پر کڑکا دور سے دیکھا
کہ چالیسون سردار مضطر و بیقرار چیخ رہی ہین عمرو دیوار سے سر ٹکراتا ہے کبھی غل مچاتا ہے کہ افراسیاب نے
وہین سے نعرہ کیا یہ بھی افراسیاب نے دیکھا کہ جورو میری حیرت بصورت فقیر گہوارے مین بیہوش
پڑی ہی صرصر و صبا رفتار گہوارے پر سر رکھے ہوے بیہوش افراسیاب نے آسمان سے آواز دی اے
باغبان و بہار تمنے بھی عمرو کو نہ سمجھا با حیات پر ضرب کرنے کا مزہ پایا بوٹیان کھاجاؤنگا صرصر و
صبا رفتار نالائقون نے عمرو کو نہ پہچانا خواجہ بعد مدت تمنے دھوکا کھایا یہ کہتا ہوا کڑکتا ہوا آتا ہے
اسوقت سردارون اور عمرو کی بیقراری تڑپنا پھڑکنا اپنے پیدا کرنے والے کو پکار رہے ہین سب سردار
عمرو کو برا کہتے ہین کہ خواجہ تمنے ہمارا کہنا نہ مانا خنجر مار کے مزا اُٹھایا خنجر اُسکو مارا دم پر ہمارے تمھارے بنی
اب افراسیاب آج سبکو مار ڈالے گا حیات بھی جاکر لشکر کو مٹائے گا عمرو جواب دیتا ہی یارو مین یہ نہ سمجھا تھا
بڑی محنت کرکے یہانتک آیا حلوا کھلاکے بیہوش کیا بیہوشی اُسے کھلائی ہوش میرے اُڑے یہ کہکر
پکار اُٹھا اے خالق کارساز اے رب بے نیاز اس جلاد کے ہاتھ سے بچالے تو نے کوہ سراندیپ پر وعدہ
کیا مین نے تو بڑی چیز کا نام بھی نہین لیا تو صادق الوعدہ ہی تیرا قول سچا ہی میری حماقت پر خیال ترکر
کل اہل اسلام قتل ہوجائینگے تو رحم کر عمرو دعائین مانگ رہا ہی لیکن مہتر قران صاحب نعرہ گران نے جب
اسرار سے خنجر پایا اور تو کوئی تدبیر بن نہ پڑی قلعہ کو تاک کر نقب کھودتے ہوے چلے بقدرت پروردگار زیر
تخت آکر دہنہ نقب کا توڑا دیکھا خواجہ نابینا بھاگے بھاگے پھر رہے ہین سب سردار سر پیٹ رہے ہین
پروردگار کو پکارتے ہین حیات اوندھا تخت پر پڑا ہے پس مہتر قران نے نکلتے ہی گردن پکڑ کے حیات
کو اندر نقب کے کھینچا چھاتی پر چڑھکر نعرہ کیا نعرہ مہتر قران سریع السیر ہون بادبہاری ٭ جان سرہنگ درخنجر
گذاری ٭ بمیدان اژدر آتش فشانم ٭ منم قران من شیر ژیانم ٭ نعرہ مہتر قران کی صدا قصر مین گونجی
افراسیاب سر حد مین آگیا ہی کہ مہتر قران نے خنجر مارا حیات کا سر کٹا اُسی خنجر سے قضا تھی ادھر تو حیات مرا
افراسیاب سر حد قلعہ مین آچکا تھا مکانات گرنے لگے بہار و باغبان وغیرہ بینا ہوے عمرو کی
آنکھین کھلین افراسیاب تو مکانون سے اپنے کو بچاتا ہوا غل مچاتا ہوا گہوارے پر حیرت کے گرا
باغبان نے جھپٹ کر عمرو کی کمر مین پنجہ دیا چالیس سردارون نے افراسیاب پر سحر کیے ایک تو
جفاے قصر مین مبتلا تھا گرد و غبار مین اٹا ہوا لباس پھٹا ہوا تاج ٹکڑے ہوکر سر سے گرا

سیکڑون انٹیین لشت وپہلو پر پڑین لیکن جورو کی محبت مین گرا حیرت وصرصر وصبا رفتار کو
نیچے مین دبایا نکلتے نکلتے افراسیاب کے قلعہ تو سب گر گیا سردار دور جا کر جھکے افراسیاب نے
دیکھا انکا پیچھا نکر سکون گا عمرو کو لیکر بھاگے ہین حیرت کا بھی خوف کہ اس نازک مزاج کا دم خاک کے
دم نہ نکل جائے کئی دن سے بے آب ودانہ تیر غم کا نشانہ باغ سیب کیجانب بھاگا بدحواس عالم یاس
افتان خیزان آکر باغ سیب مین پہونچا حیرت کو ہوشیار کیا حیرت سر پیٹنے لگی بال کھول دیے کنیزون
نے صرصر وصبا رفتار کو ہوشیار کیا افراسیاب بہت خفا ہوا کہا الہی خود عمرو کو تم قلعہ مین لے گئی تھین
ضرب کرتے ہی مین پہونچا قران نے نقب کھود کر حیات کی گردن اندر نقب کے لی اور باپ کا لاشہ
تمھارے دہن پڑا ہوگا اسرار جادو نے بھی نمک حرامی کی خنجر قران کو دیا ورنہ حیات کو کوئی نہ مار سکتا
تھا کس ذلت سے موت آئی حیرت نے چند ساحرون کو حکم دیا اندر سے زمین کے لاشہ حیات کا
خاک مین اٹا ہوا اٹھا کر لائے حیرت نے جلوایا افراسیاب نے کہا اب چلکر اسد کو مارتا ہون حیرت
کو ساتھ لیکر بارگاہ سرما وابریق مین آیا یہان یہ سب سردار مہ جبین وعمرو کو لیکر بارگاہ اسد مین
آئے نہایت خوشی حاصل ہوئی مہتر قران کو بہت بھاری خلعت ملا قران نے دست بستہ عرض کی بڑا
کام تو استاد نے کیا ماشاء اللہ کیا نئے طور کی عیاری کی کہ حیرت خود آپکو قلعہ حیات مین لیگئی اب اسکر
کا قصد ہے کہ لاچین سے صلاح کرون کہ سرما وابریق کو شکست دین اپنے کو تا بہ دریاے نیل پہونچائین
کہ آمد افراسیاب ہوئی بڑے زور وشور سے آتا ہے سرما وغیرہ استقبال کو نکلے برق کو واسطے
خبر کے بھیجا برق بصورت مبدل بارگاہ افراسیاب مین آیا دیکھا افراسیاب بیٹھا ہوا کہہ رہا ہے
سرما وابریق نابدولت کے پاس نامہ آگیا اب سب مسلمان قتل ہونگے جنگی طبل بجواؤنگا ادھر اسد
ادھر افراسیاب آمادہ ہین کہ طبل جنگی بجوائین ذکر انکا بروقت انشاء اللہ بوجہ احسن تحریر ہوگا

دو کلمہ، داستان حیرت بیان ہفت کوہ زلازل جہان کا تزلزل بن ازلال حاکم
ہے لاچین وغیرہ کا مجبوری وہان جانا عیارون کا بھی وہان پہونچنا و
سامان میلا ہفت کوہ زلازل پر وذکر ان تصویرون کا کہ جو کوب ولاچین سے
متعلق ہین لاچین وغیرہ کا مجبور ہونا وعیاری برق وخواجہ وقتل تزلزل بن
ازلال ودیگر حالات متعلق داستان ہذا عجب داستان پر مضامین ہے خمسہ

جبکہ اللہ نے دی آپ کو یکتائی ہو
ویسے ہر شخص نہ کسطور سے شیدائی ہو
تمکو دیکھے جو زلیخا بھی تو سودائی ہو
تم وہ یوسف ہو کہ اندھا بھی تماشائی ہو
دیدۂ حضرت یعقوب کی بینائی ہو

تجھکو ذرہ بھی اگر قصد خود آرائی ہو
جلوۂ طور ترے حسن کی زیبائی ہو
خیرہ نرگس کی طرح آنکھ سے بینائی ہو
بند جلوے سے ترے چشم تمنائی ہو
غش کرے موسیٰ عمران جو تماشائی ہو

مرگ کا خوف نہین عشق مین جب ہو کامل
روز اک تازہ بلا ہوتی ہے سر پہ نازل
ہے بہت عاشق بیتاب کا جینا مشکل
فتنۂ زلف و رخ یار سے بچ جای جو دل
قد بالا کی بلا آفت بالائی ہو +

جسکو منظور ہو یہ قدرت باری دیکھے
باتین اعجاز کی وہ آپ مین ساری دیکھے
آنکھین کھل جائین جو رستے مین سواری دیکھے
مردہ جی اُٹھے اگر شکل تمہاری دیکھے
کور کو گرد قدم سرمۂ بینائی ہو

مین نے جسوقت سے ہے آپکو دیکھا صاحب
دل کا اُسوقت سے ہے اور ہی نقشا صاحب
ایکدم بھی نہین اب ہمکو گوارا صاحب
بے تمہارے کسے منظور ہے جینا صاحب
جان دون مجھکو اگر صدمۂ تنہائی ہو

حوصلہ باقی نہین ہے مرا غم کھانے کا
قصد ہستی سے ہے اب ملک عدم جانیکا
اسکے بے دیکھے یہ دل چین نہین پانے کا
وعدہ ہے میرے مسیحا سے یہان آنے کا
ایکدم اور نہ آئے جو اجل آئی ہو

ہم کہے دیتے ہین تم کانون سے اپنے سن لو
اب نکل جائین گے اس شہر سے ہونی ہو سو ہو
سنگ اطفال سے فرصت نہین دم بھر مجھکو
وحشت دل کے تقاضے ہین کہ صحرا دیکھو
پاؤن کہتے ہین کہان بادیہ پیمائی ہو

موج ہر اشک سے ہے مار سیہ پیش نظر
زہر افعی نہین ممکن کہ کرے مجھپہ اثر
بحر اشک آنکھ سے رہتا ہے روان آٹھ پہر
دم افعی نہین زلفونکے تصور سے تر

کچھ خطر اوس سے نہین سانپ جو دریائی ہو

حشر کے دن جو ترے ظلم کے مارے اٹھین
مُردے زندونکی طرح قبرونسے سارے اٹھین
شعلے آتش کے عجب غم سے بیچارے اٹھین
تارے نکلین جو مرے دلسے شرارے اٹھین

آہ کھینچون تو دھوان گنبدِ مینائی ہو

اپنے بیمار کی آکر تو خبر لی ہوتی
اِک گلوری تو بنا کر کبھی بھیجی ہوتی
اپنے عاشق کی بھی خاطر تو کبھی کی ہوتی
جھوٹے وعدونسے نہین دلکو تسلی ہوتی

صاف کہدیجئے جو آپ نے ٹھہرائی ہو

دلسے جبکہ یہ تشبیہ تری بھائین آنکھین
دیکھکر ساغرِ مے اشک بہائین آنکھین
اوسکی نظرون مین کسیکی نہ سمائین آنکھین
ہجر ساقی پہ اگر رونے پہ آئین آنکھین

بطِ مے اشکونسے مرغابی دریائی ہو

گل خورشید بھی بہتر نہین اون گالون سے
مرگ آجلے تو چھٹ جاؤنمین جنجالون سے
ہر سیاہی شب تاریک مین کم بالون سے
تو اگر پاس نہو حشر کرون نالون سے

شب یلدا سے قیامت شبِ تنہائی ہو

حور و غلمان کو بھی نسبت نہ تری حسن سے دین
نور اے غیرتِ خورشید کہان یہ مہ مین
دیکھنے آئین جو پریان تری شہرت سن لین
تو جو نکلے تو ملک جھک کے فلک سے دیکھین

حورین غرفون سے گرین خلق تماشائی ہو

کسطرح جان بچے اے بت کافر تجھ سے
آنکھ کہتی ہے کوئی سحر تو دیکھے ایسے
ایک سے ایک زیادہ ہین لہو کے پیاسے
ابرون کا یہ اشارہ ہے کہ تلوار چلے

صفِ مژگان یہی کہتی ہے صف آرائی ہو

قیس و فرہاد بھی عشق مین ہین ہون افزون
ہجر مین مقطع اُستاد پڑھا کرتا ہون
ایکدم اوس سے جدائی ہو تو حیدر نہ جیون
فرقتِ یار مین اے برق اگر نالے کرون

سبب صبح قیامت شبِ تنہائی ہو

چہرہ نقاشان نقوش سحر و ساحری و مصوران تصویر دلپذیر افسونگری نقشہ داستان شوکت بیان

صفحہ قرطاس پر یون تحریر کرتے ہین قطعہ رمزمہ جیب قمر کا سنتے ہین نغمہ سنجان گلشن حیرت پھول باغِ سخن کے چنتے ہین گلعذاران باغ باشوکت شہنشاہ لاچین وغیرہ صلاح
کرکے چلے کہ جس طرح بنے افراسیاب سے لڑین اپنے کو تا بہ دریاے نیل پہونچائین برق براے
خبر دربار افراسیاب مین آیا ایک طایر نے افراسیاب کی گود مین نامہ گرایا افراسیاب
نے نامہ پڑھکر سر مادابریق سے کہا وہ مارا اب لاچین و کوکب کیونکر جان بچائینگے میرے
دوست صادق محب واثق تزلزل بن ازلال جادو مالک ہفت کوہ زلازل نے تاریخ
جشن میلہ قرار دی مایہ دولت جاتے ہین تم بھی براے تماشا آنا مصور سے کہا مرشدزادے تشریف
لائینگا یہ کیفیت دیکھنے کی ہے لاچین و کوکب و بران و بہار و باغبان وغیرہ مع جہاندار شہ
سترہ سو تصویرین سب سردارون کی اوسکے پاس موجود ہین جو بدعت تصویر ذبح کریگا وہ صدمہ صاحب
تصویر کو پہونچیگا سب سرکش قدمون پر گرینگے اسکو بھی انتہا کا ملال ہے سبکو پھونکدیگا یہ کہکر اوسیوقت
تخت پر سوار ہوا مع حیرت و مصور و بارہ ہزار فوج طرف کوہ زلازل کے روانہ ہو گیا
برق نے یہ خبر اکر لاچین وغیرہ سے کہی سب سردارون کے منھ پر ہوائیان اوڑنے لگین ہر ایک کا یہی
قول تھا کہ وہان کچھ زور نہ چلیگا سبکی تصویرین اوسکے پاس ہین یہ ذکر تھا کہ ایک شتر سوار نے آکر لاچین
کو بھی نامہ دیا اوس مین مرقوم تھا سب صاحب میلے مین تشریف لائین لاچین و کوکب و بران و
بہار شہرخ و ملک جہاندار و معمار وغیرہ لرزان و ترسان چار سو سردار پانچہزار ساحران نامدار ساتھ
لیکر اوٹھے اسد سے کہا غلام رخصت ہوتے ہین اب دیدار ہمارا آپکا قیامت پر گیا وہ بھیا براے ہری
پرستی کہیگا ہم انکار کرینگے وہی باعث خرابی ہے خواجہ عمر و برق و قران کو لیکر اوٹھے کہا اے شہنشاہ
چلیے ہم بھی وقت پر آجائینگے سردار روانہ ہوے لشکر اسد مین سناٹا ہو گیا بعد انکے خواجہ بھی مع
برق وغیرہ روانہ ہوے یہان تزلزل بن ازلال نے گنبد سامری مین تصویرین سب سردارون
کی لگائی ہین سامنے وہ شجر ہے عین میدان مین کہ جیحون شجرپرست وزیر تزلزل اس شجر کی پرستش
کرتا ہے خاقان ہفت اقلیم جمع ہو رہے ہین کہ تزلزل کو خبر پہونچی شہنشاہ طلسم ہوشربا
آتے ہین بڑے اعزاز و اکرام سے تزلزل نے لاکر اپنی بارگاہ مین پہونچایا افراسیاب
نے کیفیت بغاوت لاچین و کوکب و بربادی طلسم ہوشربا بیان کی تزلزل نے کہا مین سب

صاحبون سے بدلا لونگا اس ذلت سے قتل کرون کہ تا قیامت یاد کرین یہ ذکر تھا کہ ہرکارون
نے خبر دی شہنشاہ لاچین و کوکب وغیرہ بھی مع سردارون کے آگئے تزلزل نے بارگاہ سے نکلکر
دیکھا کہ لاچین و کوکب و جہاندار تخت پر گرد چار سو سردار پشت پر پانچزار ساحران نامدار
بارگاہ مین اتر در رون پر لدی ہوئین اس دھوم سے آکر پہونچے بکراہت تزلزل نے استقبال کیا اوس
وقت کچھ سوال و جواب نہین ہوا تزلزل نے اپنی بارگاہ مین دیکھا مشتاقان زیارت خداوندی جوق
لاکھون آدمی چلے آتے ہین حیحون وزیر تزلزل انتظام کرتا پھرتا ہے شام کو لاچین وغیرہ دربار مین
بیٹھے ہین کہ برق وغیرہ آکر پہونچے لاچین نے کہا اے عیاران نامی یہان عیاری کرنیکا ارادہ
کرنا غضب ہوجائیگا خواجہ نے برق سے کہا ابے سنتا ہے معاملہ خراب نہ کرنا جو عیاری خراب ہوئی تو
ماری کوڑون کے کھال گرا دونگا برق نے کہا استاد مجھے کیا مطلب ہے مین کیون عیاری کرنے لگا کہین
یہان سے چلا جاؤن عمرو نے کہا آپ برائے حفاظت اسد جایئے بیٹے کا حال سنا دوڑے آتے ہین مین نے
دیکھا تو مرطیرا بنا ہوا پیسا مانگتا پھرتا تھا برق نے کہا استاد مین تو ابھی بارگاہ سے نہین نکلا عمرو
نے کہا تو چوٹٹا ہے سیلے مین جیب کتریگا گٹھریان چورائیگا پکڑا جائیگا تو مین دخل ندونگا برق منھ چڑاتے
ہوئے باہر نکلا خیال مین گذرا ابھی چلکر تزلزل کو مار ڈال یہ سوچکر کنارے آیا رنگ روغن عیاری
کا لگا کر شہنشاہ لاچین کی شکل بنکر تیار ہوا دربارگاہ تزلزل پر آیا تزلزل اپنی بارگاہ مین بیٹھا
چوبدار نے خبر کی شہنشاہ لاچین برائے ملازمت حاضر ہین تزلزل بھول گیا کہا بلالو لاچین
نے اندر آکے تزلزل کو سلام کیا ہاتھ باندھ کر کہا ہماری خطا معاف کیجیے تزلزل نے کہا آپ
نے بڑا غضب کیا مذہب جدو آبا چھوڑا لاچین نے کہا یہ سراسر غلط ہے افراسیاب نے ہمکو قید
کیا اسد نے چھوڑا یا انکی خاطر سے حقیر نے یزدان پرستی اختیار کی ایسے ہم کیا نادان ہین یہ سے
دوسے کو چھوڑ کے ایک کی پرستش کرتے تزلزل نے خوش ہوکر اپنے پہلو مین بٹھا لیا کہا مین
افراسیاب سے صفائی کرا دونگا لاچین نے کہا ایک جام محبت میرے ہاتھ سے نوش فرمائیے
کہ میرے دل کو یقین ہو تزلزل نے جام پیا بیہوش ہوا نعرہ ہوا انم مہتر برق فرنگی تزلزل
کو ایک صندوق مین بند کیا آپ اسکی صورت بنکر باہر نکلا منظور ہوا گنبد مین جاکر تصویرین نکال
لاؤن سبکو جلا دون خاتمہ ہوجائے قریب گنبد آیا دیکھا رات کو گنبد معلوم نہین ہوتا وہ تاریکی ہے

کر نمونہ پردہ ظلمات سیاہی خال زنگی اومی اندھیرے کے سامنے مات بدحواس ہو کر پلٹا حیران ہی کہ ای برق اب کیا کرون اتنی بڑی عیاری کی مگر کوئی مطلب نہ نکلا پلٹا ہوا جاتا تھا راہ مین بارگاہ افراسیاب ملی گھس پڑا افراسیاب نے تعظیم کی پہلو مین جگہ دی اب برق نے جام بھر کر ایک حیرت کو دیا ایک افراسیاب کو پلایا یہ دونون بھی گر کر بیہوش ہوئی برق نے چاہا انکو قتل کرون جب طرف افراسیاب کے چلا یہ بھی برق سوچا کہ افراسیاب بادشاہ ہوشربا سحر ساحری مین یکتا ہی اسکا قتل ہونا دشوار ہی استاد سے بھی اکثر سنا کہ جب افراسیاب بیہوش ہوتا ہی چونکہ طلسم بند بادشاہ خود پسند ہے نگہبان اسکے چہار جانب سے دوڑ پڑتے ہین ہر طرح اپنے مالک کو بچاتے ہین شعبدہ سحر وساحری دکھاتے ہین مگر دلکو مضبوط کر کے اِن اعتراضات کو فراموش کیا جھپٹ کے بڑھا جسم مین رعشہ آیا زمین کانپی لڑکھڑا کے گرا دہان جیحون شجر پرست نے جا کر تزلزل کو ہوشیار کیا وہ غصے مین وہان سے چلا دربار افراسیاب مین آ کے نعرہ کیا برق نکلکر بھاگا تزلزل نے پیچھا کیا راہ مین ایک مقام پر برق زنار کا تزلزل نے سحر کیا برق کے پانون زمین نے تھام لیے تزلزل جھپٹا بہار طلائے برقی ہار سنکر اسوقت آ ئی کہ تزلزل برق کو قتل کیا چاہتا ہی جیحون شجر پرست آگے بڑھا ہوا آتا تھا بہار نے گلدستہ مارا جیحون کا قلب اولٹ گیا بہار نے برق کو تو بچا لیا جیحون سے اشارہ کیا تزلزل کا سر کاٹ لے جیحون جا پڑا تزلزل پر برس پڑا ہر چند تزلزل منع کرتا ہے ای وزیر اعظم خیر تو ہے جیحون جوش محبت بہار مین اچھل پڑا یہی جستجو ہے کہ تزلزل کا سر کاٹ لون آبرو عشق کی رہے وہان افراسیاب ہوشیار ہوا اسوقت پہونچا کہ جیحون جوش مین تزلزل سے لڑ رہا ہی تزلزل حربے روکتا ہوا پیچھے ہٹتا چلا آتا ہی صرصر نے بڑھ کر خبر دی اے شہنشاہ بڑا غضب ہوا جیحون پر سحر چل گیا تزلزل سے لڑ رہا ہی افراسیاب نے آ کر جیحون کا سحر اوتارا تزلزل کہتا ہوا پلٹا اب ایک کو زندہ نچھوڑونگا صبح کو بہار نے یہ خبرین شہنشاہ لاچین و کوکب سے کہین لاچین نے منہ پیٹ لیا کہا خواجہ کو بلاؤ بڑا غضب ہوا شاید وہ کسی طرح عجز کو ہمارے مانتا اب تو اسکو ذلت فاش ہوئی خواجہ کو ہر چند ڈھونڈھا نپایا ایک ساحر نے آ کر نامہ دیا لاچین نے پڑھا طرف سے خواجہ کے لکھا تھا مین طرف خانہ کعبہ کے جاتا ہون برق و بہار نے مقدمہ بگاڑ دیا کوکب کا قلب تھرا گیا رنگ بہار

وباغبان اُڑا شعیر رعد و برق تڑپنے لگے کہ چوبدار نے آکر عرض کی شہنشاہ تزلزل گنبد مین
تشریف لے گئے ہین آپ سب صاحبون کو بلایا ہی لاچین و کوکب و بہار و باغبان و جہاندار و
عمار لرزان و ترسان اوس دربار کفر مدار مین آئے دیکھا تزلزل غصے مین بیٹھا ہی افراسیاب
ایک جانب جیسے ہی لاچین وغیرہ آکر بیٹھے سترہ سو تصویرین گبند مین نصب ہین کہ تزلزل نے
کہا کیون اے لاچین و کوکب مین سب صاحبون سے پوچھتا ہون کہ آپ لوگون نے مسلمانونکا کیون ساتھ
دیا دین قدیم کو مٹایا خداوندونکا خوف نہ آیا بس بہتر یہ ہے کہ آپ لوگ افراسیاب سے خطا معاف
کرائین ورنہ ابھی سبکو پھونک دونگا بہت ذلیل کرونگا کوئی اور تو جواب نہ دے سکا لاچین نے
قبضے پر ہاتھ ڈالا جواب دیا ای تزلزل ہمارے ساتھ افراسیاب نے جو کچھ کیا تمپر خوب ظاہر
ولیکن افسوس ہے کہ تمنے عدالت نہ کی ہماری سلطنت نہ دلوائی تزلزل نے کہا آپ کی جانب
سے کوئی مدعی نہ تھا اس مقدمے مین افراسیاب دعویدار ہے سامری و جمشید ہمکو قاضی محکمہ
سامری لقب دیگئے ہین جو خلاف شریعت کریگا سزا سے معقول پائیگا کوکب وغیرہ کے رنگ رد
اڑے ہوئے ہاتھ پانون مین رعشہ پڑا ہوا ملازمان تزلزل ہر تصویر کے پاس کوڑے لیے کھڑے
ہین ہر ایک کو یہی خیال ہی کہ اب یہ حکم دیگا ہمپر کوڑے پڑینگے یا سر کٹینگے مگر لاچین برابر جواب دے
رہا ہے وقت امید و بیم ہے سب کو یہی یقین ہی کہ بذلت مارے جائینگے تحریر کر چکا ہون گنبد سامری
سے دو سو قدم آگے بڑھکر ایک شجر واقع ہوا ہے کہ کل شجر پرست اس مقام پر جمع ہین
جیحون شجر پرست وزیر تزلزل وہان کا منتظم ہے وقت پوجا پاٹ کا وہی ہے نوبت
نقارے بج رہے ہین کل میلہ جمع ہے ہزارہا زن و مرد سامنے دست بستہ شجر کے استادہ
ہین زیر شجر گھنٹ نواز ہار پھول پھینک رہے ہین یکایک ہلڑ ہوا لوگ دوڑے ہوئے سامنے
تزلزل کے آئے خود جیحون گھبرایا ہوا حاضر ہوا کہا اے شہنشاہ دشمنون کو پھر سزا دیجیے گا
ستو برس تک مینے شجر کا پوجا کیا آج پھل ملا شاخ شجر سے صورت سامری پیدا ہوئی ایسا
ظہور کبھی نہ ہوا تھا صاف ظاہر ہے کہ خداوند شجر و سامری ایک ہین ہمارے اعتقاد نیک ہین
یہ سنتے ہی تزلزل و افراسیاب وغیرہ سب دوڑے جب سب باہر نکل آئے خاص و زر روشن
ہی تزلزل نے گنبد مین قفل لگایا آکے تزلزل و افراسیاب نے دیکھا تمام عالم زیر شجر جمع ہی شاخ

نخل سے ایک چہرۂ رشک آفتاب ظاہر ہوا آواز دے رہا ہے منم خداوند سامری سب تو واسطے
سجدے کے جھکے لیکن صرصر نے کہا سب دیوانے ہوئے ہین یہ ساربان زادے کا شعبدہ ہے اس
تصویر سے نعرہ ہوا او بد اعتقاد تیری شامت آئی ہے ہمکو عمرو بتاتی ہے صرصر تو پیچھے ہٹی سب سجدے
مین جھکے ہوئے خداوند خداوند کر رہے ہین منظور تو یہی تھا کہ تھوڑی دیر کے لیے گنبد سے
سبکو نکالے کام کرنیوالا اپنا کام کرلے گا جب صرصر نے دور سے جا کر پھر بھی کہا ارے
یارو اس تصویر کو ہٹاؤ سحر کرو کبھی خداوند سامری کو آج تک نہ دیکھا سراسر عیاری
لگا رہی ہے یہ جو صرصر نے کہا چند ساحرون نے سر اوٹھایا یا تو صرف چہرہ تھا اب جسم بھی ظاہر
ہوا شاخ نخل سے نعرہ کیا منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار
خواجہ عمرو نامدار نعرہ کرکے جال مارا زیر شجر کا مال سجدہ کرنے والون کے تاج لیکر گلیم اوڑھکر
غائب ہوا اب جو سب اوٹھے سب نے اپنے سر برہنہ پائے تزلزل نے کہا اب گنبد مین چلکر سبکے سر کاٹ
ڈالونگا اسی جوش مین جا کر دروازہ کھولا دیکھا تصویرین ندارد مہر نقب کا لگا ہوا ہے جیجون
نے کہا ارے غضب ہوا کوئی تصویرین نقب دیکر لیگیا سبکے پہلے جیجون جوش مین نقب
مین پھاند اعقب مین تزلزل بن ازلال افراسیاب وغیرہ سب آتے ہین جیجون
نے دیکھا مہتر قران صاحب لغدۂ گران تصویرونکا پشتارہ لیے ہوئے جاتا ہے جیجون
نے ورباولی دکھائی سحر کیا مہتر قران کی پشت سے پشتارہ تصویرونکا گر پڑا اور قران
کے پانون زمین نے تھام لیے جیجون تیغہ کھینچکر دوڑا کہ قران کو قتل کرون تصویرون کو اوٹھاؤن
کہ ایک ساحر دوڑا ہوا قریب جیجون کے آیا کہا اے وزیر اعظم آپنے بڑا دھوکا کھایا خداوند شجر
کی خدائی مین شاخ پیدا ہوئی کیا پھل لا غنچۂ آرزو نہ کھلا صورت دیکھکر بھول گئے عمرو نے سب
لوٹ لیا دیکھیے وہ عمرو آتا ہے جیجون پلٹا ساحر نے لپٹ کر خنجر مارا نعرہ کیا منم عیار مہتر
برق فرنگی جیجون کی آبرو مٹی واصل جہنم ہوا قران خوف ساحران سے الگ ہوا پشتارہ تصویرونکا
زمین پر پڑا ہی تھا متحیر ہونے لگے لاچین و کوکب نے آکر زمین ہلادی بہار گلعذار کا گلدستہ چلا برق
لامع تڑپی رعد گرجا زمین تھرائی نعرۂ مردان عالم کی صدا آئی مراد یہ ہے کہ وہ تصویرین
ایک چادر مین بندھی ہوئی وسط میدان مین پڑی ہین افراسیاب چاہتا ہے مین قبضے مین

کرون لاچین و کوکب جان دینے پر آمادہ ہین تزلزل بن ازلال نے بڑے بڑے سحر کیے
اُستادان سخنور نے تحریر فرمایا ہے کہ تین شبانہ روز سامنے گنبد کے تلوار چلی لڑائی سحر کی ہوئی
تصویرون کا گٹھا ویسی طرح پڑا ہوا ہی تیسرے دن تزلزل نے پکار کر آواز دی ای ساحران
سامری پرست واے پہلوانان زبردست لاکھون ساحر اس مقام پر جمع ہین نصف سلطنت ہفت کوہ
زلازل دونگا جو کوئی گرفتار وان تصویرونکا اوٹھائیگا ایک ساحر پرے سے نکلا کہا حضور ابھی لاتا ہون
دور سے جاکر اس ساحر نے تصویرون پر جال مارا افراسیاب نے شاید صرصر کے کہنے سے پہچانا سحر کیا
عمرو لڑکھڑا کے گرا لاچین نے جھپٹ کے سحر اوتارا عمرو نے حقہ آتشبازی کا تصویرون پر مار دیا
اور نعرہ کرکے بھاگا تزلزل نے سرپیٹ لیا کہا ارے یار و میرا شرف مٹا طرف عمرو کے دوڑا تیغہ
کھینچکر کوکب سدراہ ہوا تصویرین جلکر خاک ہوئین کوکب و تزلزل سے تلوار چلی افراسیاب نے تزلزل
کی شراکت کی لاچین براے مدد کوکب پہونچا للکارا او نمکحرام شرم نہین آتی خدا کی قدرت کو دیکھ
جن تصویرون پر ناز تھا اون تصویرونکا کیا نقشہ ہوا افراسیاب نے شرما کے منھ پھیرا لاچین نے بڑھکر
تزلزل کو روکا لاچین و تزلزل سے گفتگو بھی ہوئی تھی تزلزل نے غصے مین ہاتھ تلوار کا مارا
لاچین نے نعرہ کوہ شگاف کیا زمین تھرائی ایک پری ناچتی ہوئی تزلزل کے سامنے آئی خوشنوا
شیرین ادا تزلزل ادھر پلٹا لاچین نے پیترہ بدل کے ہاتھ مارا تزلزل ایسا پریزاد کو دیکھکر
مبہوت ہوا تھا سپر بھی نہ اوٹھائی بلکہ محبت مین اوس پریزاد کی یہ اشعار پڑھے نظم

نہ کسیکی زلف سے کام تھا نہ کسی کا گیسو دوام تھا	مجھے تو فراغ مدام تھا مگر اسکی پیچ مین آ گئے
کھڑے پوچھتے ہوئین کسکے گھر یہی عاشقونکی تو ہین مگر	اونھین بستی والونکے تھے جگر جو تمھاری داغ اوٹھا گئے

پلک جھپکتے ہی تیغہ لاچین پڑا تزلزل کے دو ٹکڑے ہوئے اندھیرا ہوگیا گنبد سامری گرادہ
نخل جلا شجر پرستون کو بھی پھل نہ ملا شاخ بدعت قلم ہوئی آوازین مختلف آنے لگین بعد عرصہ
دراز آواز آئی کشتی مرا نام من تزلزل بن ازلال بود حیرت نے افراسیاب سے کہا اب کدو کاوش
بیکار ہی نکل چلیے افراسیاب نے حیرت کو بغچے مین دبایا مع چندے زراسحر کرکے بلند ہوا راہ مین جاکر
تخت تیار کیا اوسپر سوار ہوکے طرف باغ سیب کے روانہ ہوا شہنشاہ لاچین بفتح فیروزی آکر
داخل لشکر ظفر اثر ہوے افراسیاب نے فوج گران مقابلہ اسد مین بھیجی کہ یہ لوگ آگے بڑھنے نہ پائین اسد

فراق مین اپنے ماموں جان کے بیمار ہوگئے ہین اس وجہ سے سفر معطل رہا ان سب کو
اس حال مین چھوڑیے وقت پر انکا ذکر تحریر کیا جائیگا

دو کلمہ داستان شوکت بیان شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن کے زخمی ہوکر بارگاہ خورشید سے نکل گئے ہین پہونچنا اونکا دامنہ طلسم خورشید آرا پر و داخلہ اس طلسم عجائب وغرائب مین و دیگر حالات متعلق داستان ہذا عجب داستان پر فضا مین ہے ساقینامہ مصنف

ابر ہے آسمان پر چھایا
دل قمر کا یہان بہلتا ہے
رنگ فکر رسا بدلتی ہے
عندلیب چمن کو رشک آیا
کدھر ہے مرے ساقی گلعذار
کہ تحریر کرتا ہے حال بدیع
بدیع الزمان گرد لشکر شکن
مہ پرضیاے سپہر کمال
قمر توسن کلک کی باگ پھیر

دیگر

ساقیا موسم بہار آیا
گلشن نظم و نثر کھلتا ہے
عندلیب قلم ہے نغمہ سرا
چہچہہ زن ہے مرغ طبع رسا
لو ہواے بہار چلتی ہے
باغ فکر قمر شگفتہ ہوا
نہالان گلزار ہین سبز پوش
ہر اک نہر کو بحر الفت کا جوش
دکھا مجھکو باغ سخن کی بہار
برامرتبہ ہے نہایت رفیع
قمر کو نہ مہلت ملی بات کی
کرون سیر چلکر طلسمات کی
گل گلشن حمزۂ تیغ زن
نہال گلستان جاہ و جلال
وہ تصیر زیان مائل رزم ہے
طلسمات کا عزم بالجزم ہے
کہ سیر طلسمات مین ہو نہ دیر

چہرہ رہروان منازل پر ہول جادو لگر بر قطع کنندگان مراحل سطر اشہب کلک جواہر سلک کو براہ عجائب وغرائب مین جولان کرتے ہین شعر سخن سازیکہ معنی ساز کردہ ؛ سخن را اینچنین آغاز کردہ ؛ واضح راے ناظرین والا مقام ہو کہ طلسم ہوش ربا مصنف صاحب اصلی نے بشد و مد تحریر فرمایا حقیر نے جو دیکھا بدیع الزمان گرد لشکر شکن ہوشربا مین قید ہو کر آئے اسد ہی کے ہمراہ رہے کوئی کارنمایان انکے ہاتھ سے سرزد نہ ہوا ملا فیضی صاحب وغیرہ نے جو ہفت دفاتر نوشیروان نامہ وغیرہ تحریر فرمائے بدیع الزمان گرد لشکر شکن کے بہت مرتبے بڑھائے کوچک باختر بالا باختر مین بدیع الزمان وقاسم نے بڑی بڑی لڑائیان فتح کین سرفتنہ ملک سنجان لقب پایا حقیر کو حفظ مراتب کا خیال آیا کہ اسد بھلے ہین بدیع الزمان فرزند صاحبقران کے ماموں اپنے بڑے طلسم ہوشربا مین کوئی لیاقت نہ پایا ہین پس حقیر نے داستان خورشید روشن ضمیر کی

تصنیف کین براے بدیع طلسم خورشید نگار قرار دیا حال بغاوت بھی ناظرین پر کھل گیا کہ خورشید
اہل اسلام کا دشمن ہے بڑے کوکب رہزن ہے اب اس طلسم کو ناظرین بانصاف ملاحظہ فرمائین
کہ حقیر نے کس شرح و بسط سے اس طلسم جادو تقریر کو تحریر کیا بدیع الزمان گرد لشکر شکن زخمی
ہوکر بارگاہ خورشید سے نکلے شب تیرہ و تار مین کسینے تعاقب نہ کیا ایک امر اور گذارش کرنا ضرور ہے
ملا فیضی کی پیروی کرنا داستانسرا کو واجب و لازم ہے ہمچشمی بدیع و قاسم کی خوب
خوب تحریر کی انشاءاللہ اس طلسم مین بوجہ احسن داخلہ قاسم بھی ہوگا لطف ہمچشمی ملیگا ناظرین
کا غنچہ آرزو کھلیگا بدیع نے اپنی زخم دوزی کی ایک جانب یکہ و تنہا چلے رونیکی آواز کان مین آئی ظاہر
ہوتا ہے کہ تمام مرد رو رہے ہین بدیع الزمان نے آگے دیکھا ایک چہار دیواری باغ کی ہے دروازہ
باغ کا کسی جانب نہین ہے صرف زیر دیوار سات سیڑھیان ہین چالیس لاشے زیر دیوار پڑے ہین
ہر ایک کے سینہ پر زخم تیر کا معلوم ہوتا ہے ایک جوان تاجدار باشوکت مع بارہ ہزار جوانون کے
کھڑا ہوا ان لاشون سے لپٹ لپٹ کر رو رہا ہے بدیع الزمان حیران قریب اس جوان باشوکت کے
آئے بمحبت فرمایا اے برادر کیا معرکہ ہے ان شیرونکو تمہارے کسنے قتل کیا تم بھی سپاہی وضع ہو کس وجہ
سے مجبور ہوئے وہ جوان نہایت متردد تھا مگر جمال باکمال بدیع الزمان دیکھکر مثل آئینہ حیران پوچھا
حضور کا نام نامی کیا ہے بدیع نے اپنا نام مع حسب و نسب ظاہر کیا یہ سنتے ہی اس جوان خوشرو نے دامن دولت
بدیع تھام لیا کہا حضور سے عرض کرنے مین لطف ملیگا آپ نے اور آپکے بزرگون نے بندگان خدا کی
مشکلین اکثر حل کین اگر اس باغ کا حال مفصل بتلائیے مین مع اپنی فوج و اہالیان شہر دائرہ اسلام مین آؤن
اے شہریار نام اس حقیر کا مہران قومی بازو ہے یہان سے پانچ کوس پر ایک قلعہ ہے کہ
اسکو قلعہ خورشیدیہ کہتے ہین خورشید شاہ حقیر کا باپ ہے میرا مزاج شکار دوست واقع ہوا اکثر
جابجا اکثر بڑے بڑے پہلوانون سے معرکہ پڑا کل اس صحرا مین شکار کو آیا لشکر مین پانی نرہا جستجوے
آب مین قریب اس باغ کے پہونچا پیاس کے مارے میرا عجب حال تھا اس باغ منحوس کا پتا پایا
اسجانب آکر یہ سات سیڑھیان دیکھین رفیق میرے ایک ایک رستم خصال صاحب جاہ و جلال انھون نے کہا
ہم جاکر اندر سے باغ کے پانی لائین ایک جوان سیڑھیونکو طے کرکے سر دیوار پر پہونچا باغ سے کسی باغی
نے تیر مارا سینے پر اس جوان کے پڑا بیجان ہوکر زمین پر گرا دوسرا جوان گیا اُسپر بھی تیر پڑا اسی طرح چالیس

شیر دلیر جیطا تیر سے مارے گئے اب کیسکا حوصلہ نہین پڑتا کہ سر دیوار پر جاسے حضور بتلائین کہ کون تیر
مارتا ہے بدیع الزمان نے کہا ہم ابھی جاتے ہین تیر مارنیوالیکا سر لاتے ہین یا اپنی جان دینگے مہران قوی بازو
نے کہا مین تو سپاہی دوست ہون بے سبب آپکی جان لینا نہین چاہتا جب کوئی مقدمہ عجائب و غرائب واقع
ہوتا ہے آپکے بزرگ کیا کرتے ہین بے سمجھے آپ جائینگے اُس خطاکار کے ہاتھ سے مہلت نہ پائینگے سمجھاکر
بدیع الزمان کو اپنی بارگاہ مین لایا بدیع الزمان نے کہا مین صبحکو ضرور جاؤنگا مہران قوی بازو
جوش محبت مین کہتا ہے مین آپ کو ہرگز نہ جانے دونگا کوئی شرف حاصل کیجئے تو جائیے اس شب کو
مہران نے بڑے تکلف سے دعوت کی اس خیال مین بدیع الزمان سوئے کہ اسمقام پر اگر خواجہ عمرو
ہوتے کوئی تدبیر ایسی بتاتے کہ مین زندہ داخل باغ ہو جاتا شرف اسلام مین فرق نہ آتا یکایک خواب
مین خواجہ کو دیکھا کہ سامنے کھڑے پوچھتے ہین ای فرزند کیا تردد ہے بدیع نے تمام حال بیان کیا عمرو
نے کہا میرے خیال مین آتا ہے کہ بانی عجائب و غرائب نے ساتون سیڑھیان بطور ترتیب بنائی ہین
ایک سیڑھی پر قدم رکھنا اور چھ کو پھاند کر سر دیوار پر پہونچنا ترتیب ناممکن ہوگی خطاکار تیر نمار سکیگا بوقت
سحر بدیع الزمان نامور خوشی خوشی اُٹھے سلاح ذات پر آراستہ کئے مہران سے کہا او برادر خداحافظ
اب ہم تمھاری شرط پر جاتے ہین اگر حیات مستعار باقی ہے خبر لیکر آتے ہین یا قضا دامنگیر
ہوئی ہمارے قتل کی تدبیر ہوئی مہران بہت بیقرار ہوا کہا حضور نے غلام کو تسکین ندی کہ آپ
تیر سے کیونکر بچینگے بدیع الزمان نے کہا خواجہ عمرو ہمارے عم نامور ارسطو فطرت لقمان حکمت
تدبیر بتلا گئے انشاءاللہ باغ مین زندہ پہونچ جائینگے مہران رو تا رہگیا دامن تھام کر کہا مین نہ
جانے دونگا اپنے بزرگان دین سے طلب مدد کیجئے بدیع نے خیمے مین ایک سجادہ بچھا یا رو کر دعا کی
اے بے نیاز مجھکو معلوم ہو کہ باغ سے کون تیر مارتا ہے ایک بزرگ نے خواب مین آکر فرمایا پہلوی باغ مین
جو کوہ ہے اُسپر جاکر ٹھہرو دیوارین باغ کی بلند ہو جائینگی یہ اسم تمکو بتلاتے ہین اس اسم کو پڑھنا
اسکی برکت سے دیوارین پست ہونگی مہران ایک گنہگار کو بھیجے تم تیر مارنیوالے کو دیکھ لینا بدیع
نے جاہا کچھ اور پوچھے آنکھ بدیع الزمان کی کھلگئی بدیع نے تمام و کمال کیفیت خواب مہران
سے بیان کی کہا ہم اس پہاڑ پر جاتے ہین تم ایک گنہگار کو بھیجنا ہم تیر کے مارنے والیکو دیکھ لینگے
پھر جاکر علاج کرینگے بدیع بر سر کوہ آئے اول دیوارین بلند ہوگئین کچھ ثابت نہوا جب اسم

پڑھا برکت سے اسم اعظم کے دیوارین باغ کی پست ہوئین بدیع نے دیکھا ایک باغ پر بہار ہے بیچین ایک
چبوترہ بلور کا اُسپر ایک تصویر شکستہ پڑی ہے ایک کمان چند تیر ایک سمت پڑے ہین بدیع الزمان نے
اشارہ کیا گنہگار نے پہلی سیڑھی پر قدم رکھا بدیع الزمان نے دیکھا تو اعضا تصویر کے علحدہ پڑے
تھے یا پاؤن کھسک کر تصویر سے ملگئے دوسری سیڑھی پر سر ملگیا تیسری سیڑھی پر ہاتھ ملگئے چوتھی سیڑھی
پر وہ تصویر مجسم ہو کر اُٹھ کھڑی ہوئی پانچوین پر جب گنہگار نے قدم رکھا اُس شخص
نے تیر و کمان اُٹھایا چھٹی پر جب گنہگار گیا اُس شخص نے تیر بجبر کمان مین پیوست کیا سر
دیوار آیا اُسنے تیر مارا گنہگار کے سینے پر پڑا گنہگار زمین پر گر پڑا تمام ہوا تصویر بھی گری ہاتھ الگ پاؤن
الگ سر الگ تیر و کمان چھوٹ کر الگ گرا اب فرمانا خواجہ کا بدیع الزمان کے ذہن مین آیا کہ
حقیقت مین اگر مین کل سیڑھیون پر قدم رکھونگا یہ تصویر ساختہ حکما ہے مرتب نہونے پائیگی زیرہ
آئے ہر چند مہران نے کہا نہ مانا مہران کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا بدیع الزمان نے بجرأت پہلی سیڑھی پر
قدم رکھا جست کر کے سر دیوار پر ہو پہنچے دیکھا ایک تصویر کے پاؤن ملے ہین سر اور ہاتھ الگ اُچھل
رہے ہین جسم تصویر سے ملتی نہین ہوتے بدیع الزمان بسم اللہ کہکر کو دپڑے تصویر مین آگ لگ گئی
جلکر خاک ہوئی بدیع الزمان باغ مین آئے اب مہران تو فقیر ہو کر یاد بدیع الزمان مین مع
ساتھ والون کے بیٹھا ہے انکا ذکر وقت پر کیا جائیگا بدیع الزمان کیفیت باغ دیکھتے ہوئے
چند قدم بڑھے تھے ایک آہو جست کرتا ہوا سامنے آیا بدیع نے چاہا کمند مار کر گرفتار کرون پلٹ کر
مہران سے ملاقات ہو گی حال یہان کا بیان کرونگا صرف ایک باغ ہے کسی مکار نے تصویر
کاغذی بنا دی تھی آہو سامنے بھاگا بدیع نے تیر مارا پٹھے کو توڑ کر پار نکلا آہو چیخ کر بھاگا بدیع
تعاقب مین دوڑے کہ گر کر کہین مر جائیگا کیا ہاتھ آئیگا یکایک رونیکی کان مین آواز آئی گوشہ
باغ مین جاکر دیکھا ایک زنگن سیاہ رو ساحرہ ایک لڑکے کو زانو پر لئے ہوئے رو رہی ہے پہلو پر
اُسکے زخم ہے روتے مین کہتی ہے کس ظالم نے بے خطا تجھکو تیر مارا اُس ظالم کے مان باپ کے بھی سینے
پر ایسا زخم پڑے جیتے جی بدیع سامنے جو پہنچے اُس طفل نے کہا اے ماں اسی ظالم نے بیخطا تیر مارا
وہ زنگن جھلا کر اُٹھی کہا کیون ظالم میرے بچے نے کیا خطا کی تھی بدیع نے کہا خطا تمہاری ہے
کہ انسان کو بشکل حیوان بنایا اُسکے ہاتھ مین ایک چوب تھی اُسنے بدیع پر لگائی بدیع

نے خالی دیکر تلوار کھینچی زنگن نے قہقہہ مارا دانہ ماش کا پھینکا تلوار ہاتھ سے بدیع کے گر پڑی پنجہ
کمر مین دیکر لے اوڑی بعد چند ساعت کے بدیع کی جو آنکھ کھلی دیکھا ایک مکان مین ایک جوان
زنگی مع چند زنگیون کے بعہدہ سالاری بیٹھا ہے وہ زنگن یہ کہکر فریاد کر رہی ہے کہ اے اظلم زنگی
اسے کوتوال حوالی طلسم اس جوان نے بخیطا میرے بچے کو تیر مارا ہے تصویر بھی آج جلگئی یہ کوئی
بڑا مکار ہے یہ سنکر اظلم اپنے مقام سے اُٹھا بدیع الزمان کی کمر مین پنجہ دیکر لے اوڑا اتنا زبانسے
کہا کہ اس ظالم کو زندانخانہ مین لیجا کر حوالی طلسم مین قید کرونگا بدیع الزمان بیہوش ہو گئے بعد
چند ساعت آنکھ کھلی اپنے کو ایک مکان مین پایا کہ چہار سمت دیوارین بیچ مین ایک قصر عالی
اُسمین صحنچیان بہت سی ہین ایک ایک صحنچی مین ایک ایک جوان ایک مین اپنے کو پایا وہ سب
اُٹھکر قریب بدیع کے آئے پوچھا آپ کیونکر مقید ہوے بدیع نے دیکھا کہ سبکے جسم مین ہتھکڑیان
بیڑیان نہین ہین سب نے کہا یہان کا قیدکیا قید حیات رہائی نہین پاتا صرف شام کو دو نان خشک
ایک آبخورہ پانی کا ملتا ہے شام کو ایک زنگن آئی دو دو روٹیان ایک ایک آبخورہ پانی کا
دیگئی سب نے بخوشی کھایا بدیع نے توجہ نہ کی تین دن فاقے سے گذرے تیسرے دن بروز پنجشنبہ
ایک کنیز خوان شیرینی لیکر آئی سبکو تسلیم کی بدیع الزمان کو یہ کہکر دی کہ اے قیدیو لو ملکہ
گلعذار عنبرین مو کو دعا دو ملکہ کے تصدق سے آٹھوین دن یہ شیرینی ملتی ہے سب نے خوشی خوشی
لی ملکہ کو دعائین دین بدیع الزمان نے ہاتھ کھینچ لیا کہا ہم صدقہ نہین لیتے جن ملکہ نے یہ شیرینی
بھیجی ہے کیا اُنکے پانون مین مہندی لگی ہے کنیز بڑبڑاتی ہوئی پلٹ گئی ملکہ گلعذار عنبرین مو
نے یہ قاعدہ رکھا ہے کہ ان قیدیان زندان مصیبت کو شیرینی بھیجتی ہے جب کنیز پلٹ کر آلیتی ہے تب
ناشتہ نوش کرتی ہے کنیز بڑبڑاتی ہوئی آئی کہا حضور ایک قیدی نہایت حسین و جمیل دیدہ ہن
آکر قید ہوا ہے کئی دن سے اُسنے کھانا بھی نہین کھایا تصدق کے نام سے اُسنے شیرینی پھینکدی
ملکہ نے جواب دیا او نالایق تصدق کے نام سے کوئی شریف کاہیکو قبول کریگا تیری ضد سے ہم آپ
قیدخانے مین جائینگے اپنے ہاتھ سے مٹھائی کھلائینگے یہ کہکر ملکہ اُٹھی چند کنیزونکو ہمراہ لیکر
طرف قیدخانے کے چلی یہان بدیع کا بھوک سے عجب حال ہے وہ سب قیدی کہتے ہین آپنے
شیرینی ناحق پھیری آٹھوین دن یہ شیرینی نصیب ہوتی ہے بدیع نے فرمایا ہمارا رزاق ہمکو رزق پہونچائیگا

کہ روشنی ظاہر ہوئی قیدی سب بھاگ کر اپنے مقام پر گئے کہتے ہین کوئی قتل کرنے آتا ہے
بدیع الزمان بیچ قصر مین آپہونچے دیکھا چند کنیزین گرد بیچ مین ایک ماہ تابان حسین مہ جبین
گلعذار ماہرخسار وہ کنیز قریب ہے ملکہ سے عرض کی دیکھئے وہ قیدی سامنے بیٹھا ہے ملکہ کی نگاہ جمال
جہان آرا بدیع پر پڑی دیکھا ایک جوان رشک یوسف مصری صاحب سطوت و شوکت جلالت و
لیاقت چہرۂ پرنور سے ہویدا آثار سرداری ناصیہ سے آشکارا آنکھین رشک دیدۂ غزال عارض ماہ آسمان
کمال دیکھتے ہی مائل ہوئی بدیع الزمان بھی عاشق ہوئے وہ محبوب دلفریب قریب بدیع الزمان
کے آئی کنیزون سے کہکر فرش بچھوایا نسرین وزیرزادی کی معرفت پوچھا کیون صاحب آپنے
ہمارا تحفہ قبول کیون نکیا بدیع الزمان نے کہا فقیرونکو ایسا تحفہ دیجئے ہم اسکے لائق نہین ہین
ملکہ نے کھانا منگاکر دسترخوان چنوایا کہا کھانا نوش فرمائیے بدیع الزمان نے کہا ملکۂ شہنشاہ
خوبی یہ سب جوان صاحبان سلطنت و لیاقت یہان قید ہین انکو بھی کھانا پہونچے تو مین کھاؤن
ملکہ نے سبکو کھانا بھجوایا کہا اب نوش فرمائیے بدیع الزمان نے کہا ہمارے تمھارے مذہب کا فرق ہے
ملکہ نے کہا اس حوالی طلسم مین تصویر خداوند کی ہے سب اسکے معتقد ہین بدیع الزمان نے
کہا کوئی ساحر یا شعبدہ باز ہوگا ملکہ کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئین بدیع الزمان کے ساتھ خاصہ
نوش کیا ذرا عرصہ گذرا تھا کہ نسرین وزیرزادی نے عرض کی بس حضور تشریف لے چلئے حضور
آگاہ ہین اس حوالی مین جو سانحہ گذرتا ہے تصویر خداوند کو خبر ہوجاتی ہے ملکہ نہ اُٹھتی تھی دل
بیٹھا جاتا تھا نسرین کے کہنے سے روتی ہوئی بدیع الزمان سے رخصت ہوئی باغ مین جاکر چھپرکھٹ
پر گری یہان بدیع الزمان بیقرار وہان وہ گرفتار اشکبار جب شب اسی بیقراری مین گذری
امتحان جادو دایہ ملکہ کی جسنے پرورش کیا ہے اُسنے آکر جو ملکہ کا یہ حال دیکھا کہ آنکھین سوج آئی
ہین چہرہ اوداس عالم یاس امتحان نے حال پوچھا نسرین وزیرزادی نے سب کیفیت بیان کی
امتحان نے کہا بیٹا قید خانے سے اُس جوان کا لانا کچھ مشکل نہین ہے لیکن اطلم زنگی
کوتوال جب تصویر سے کہیگا وہ پتھر کی تصویر سب حال بتادیگی غضب ہوجائیگا ہم کہان جاکر
چھپین گے بی بی مین یہان کے حال سے بخوبی آگاہ ہون ملکہ جان دینے پر آمادہ ہوئی امتحان
جوش محبت مین زندانخانے پہونچی دیکھا بدیع الزمان بھی یاد ملکہ مین رو رہے ہین کہا اسے

شہریار چلیے آپ کو ملکہ نے بلایا ہے بدیع الزمان نے کہا اے امتحان ان بندگان خدا کو بھی قید
سے رہا کر دو تو ہم چلین یہ مروت دیکھکر امتحان سمجھی کہ بیشک یہ طلسم کشا ہے اسنے اوسیوقت دروازہ
کھولدیا قیدی نکل گئے بدیع الزمان کو امتحان جادو لیکر باغ ملکہ مین آئی اور بدیع صحبت
مین بیٹھے ہین امتحان راز دار طلسم ہے اسکا حال تحریر کرونگا نسرین وزیرزادی سے کہا اے نسرین
مین محبت مین ملکہ کی یہ حرکت گر گذری تو قریب کوہ تصویر جاکر شہر اظلم کوتوال حوالی حال زندانخانہ
تصویر سے کہیگا دیکہ وہان کیا غم ہوتا ہے اگر مجھسے خبر کرنا نسرین طرف کوہ تصویر کے چلی جاکر ایک
نخل پر بیٹھی کہ اظلم کوتوال روتا پیٹتا آیا بر سر کوہ ایک حجرہ ہے اسمین ایک تصویر تہجر کی ہے اظلم نے
آواز دی یا خداوند آج دروازہ قیدخانیکا کھلا پڑا ہے قیدی سب نکل گئے تصویر سے آواز آئی
آہوان جادو منظم باغ تصویر کو ساتھ لیکر باغ گلعذار پر جا امتحان فرزند حمزہ کو لیکئی پہلو سے
گلعذار مین بیٹھا ہے جاکر سبکے سر لاؤ سنتے ہی نسرین بھاگی اظلم کوتوال آہوان کے بلانے مین دیر
لگی نسرین نے آکر امتحان سے کہا امتحان نے گلعذار کو بلایا کہا کو بی بی تصویر مصور نے سب حال
بتادیا اظلم و آہوان ہمارے تمہارے قتل کو آتے ہین اس بارہ کوس مین جس مقام پر جاینگے تصویر
مقام بتادیگی میرے شوہر کا باغ یہانسے بیس کوس پر ہے وہانکا حال اوسکو نہ معلوم ہوگا بدیع الزمان
کو شراب پلاکر بیہوش کر و رات ہی کو نکل چلین بدیع کو شراب پلا کے بیہوش کیا امتحان و نسرین نے مع
چارسو کنیزونکے بدیع کو بیہوشی مین تخت پر ڈال لیا سحر کر کے روانہ ہوئین یہان اظلم نے آہوان جادو
کو بلایا باغ مین آکے کسیکو نہ پایا آکر تصویر سے کہا تصویر سے آواز آئی ہم جانتے ہین وہ لوگ جہان ہین مگر نہ
بتاینگے جاکر تلاش کرو آہوان و اظلم قریہ قریہ تلاش کرنے لگے پتہ نہین ملتا وہان امتحان نے
بدیع کو لاکر اپنے باغ مین پہونچایا وہ باغ مدت سے خالی تھا عمارتین ویران درخت خشک ہوگئے ہین صبحکو
بدیع الزمان ہوشیار ہوئے دیکھا وہ باغ نہین ہے ملکہ بھی حیران امتحان بھی پریشان کنیزین جابجا
فروکش ہین بدیع الزمان نے پوچھا یہ کیا مقام ہے امتحان نے کہا اے شیر بیشہ جرأت بارہ کوس کا حال
اس تصویر کو معلوم ہوجاتا ہے یہ باغ میرے شوہر کا ہے بخوف اوسکے تمکو لیکر یہان چلی آئی یہ سنکر بدیع
بیقرار ہوئے فرمایا اے امتحان تمنے مجھکو بدنام کیا اگر یہ خبر لشکر صاحبقران مین ہوجیگی میرا ہم
چشم قاسم بہ سپر طعن کریگا کہ ایک کوتوال کے خوف سے بیس کوس پر جاکر چھپے مین ضرور جاونگا امتحان

منتین کرنے لگی جب بدیع نے نمانا تب امتحان نے کہا اے شہریار میرا حال سماعت فرمایئے میرا
شوہر کہ موسوم بہ حداد راز دار اس طلسم کا تھا مقدمہ مذہب مین اسکو ہمیشہ تردد رہا بادشاہ
طلسم نے یہ سب شعبدے اُسی کے سامنے بنائے بروقت انتقال شوہر نے مجھسے وصیت کی کہ صاحب مجکو کوئی
ہادی نہ ملا حق و ناحق مذہب نہ کھلا لیکن یہ طلسم ہاتھ سے فرزند صاحبقران کے فتح ہوگا وہ نشانیان
آپ مین پائی جاتی ہین اُسنے مجھکو ایک کاغذ دیا تھا اور کہا تھا کہ اوس شیر کا میرے اُس باغ مین بھی
گذر ہوگا میرا اسلام کہنا اور عرض کرنا برائے مغفرت حقیر دعا کیجیے اس کاغذ سے نشان طلسم کشائی
ملیگا پس کوہ تصویر پر جانا بیکار ہے تلاش مین لوح کی جایئے طلسم بہت وسیع ہے اگر کل حال
عرض کرون دفتر تمام نہووے یہ پرچہ امتحان نے نکالا ہاتھ مین بدیع کے دیا بدیع نے پڑھا طرف
سے حداد راز دار کے مرقوم تھا کہ اے فرزند صاحبقران اجل نے مجھکو مہلت نہ دی ورنہ حضور کا
ساتھ دیتا مذہب حق سے نابلد رہا اگر قصد ہو کہ طلسم خورشید نگار فتح کرین تو کوہ مراد کی سیر کیجیے کہ مراد
دلی حاصل ہو بدیع نے کہا امتحان جادو صرف اسمین یہ لکھا ہے کوہ مراد کہان ہے امتحان جادو
نے عرض کی مین نے کبھی کوہ مراد کا نام بھی نہین سنا بدیع الزمان نے کہا بہر کیف ہمکو منزل مقصود
پر پہونچائیگا ایک عرضی جملہ حالات کی لکھی طلسم ہوشربا سے اپنا نکلنا جنگ بازخورشید سے زخمی ہوکر
اس حوالی مین پہونچا روانہ ہونا بہ تلاش کوہ مراد تحریر کرکے نسرین وزیرزادی کو وہ عرضی دی
اور کہا اے نسرین جادو وزیر تصویر باغ ہمارا سردار مہران قوی بازو فردکش ہے یہ
عرضی اُسکو دے کر ہدایت کرنا کہ یہ کاغذ ہمارے والد کی خدمت مین روانہ کردے یہ فرماکر ملکہ سے
رخصت ہوئے ملکہ کی بیقراری کنیزون کی آہ وزاری سبکو روتا پیٹتا چھوڑ کر پشت مرکب پر سوار ہوئے
بتلاش کوہ مراد روانہ ہوئے جس باغ مین ملکہ ہین اُس باغ کا نام باغ سروستان ہے
بدیع الزمان صحرا و بیابان کو طے کرتے ہوئے آٹھوین دن جلدے منزل اُٹھاکر ایک صحرائے
سبزہ زار مین پہونچے یہ بھی ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ امیہ عیار بدیع الزمان کا کوہ عقیق سے
اپنے آقا کی تلاش مین نکلا ہے بدیع الزمان صحرائے سبزہ زار مین بیٹھکر اپنے حال پر رودے کہ صدا نوبت
نقاریکی کان مین آئی دیکھا تخت پر ایک بادشاہ پیر بر سر تخت کے محافہ زرین گردسوار چوبدار مع جلوس
شاہی سمت صحرا جاتے ہین سامنے سے گذر گئے بعد دو گھڑی کے دیکھا وہی بادشاہ مع اپنے ملازمان

روتا پیٹتا پلٹا محافے سے صدا اٹھی ہاے فرزند نوجوان بادشاہ بھی کہتا ہے ہاے نور نظر و ہاے
اے پارہ جگر بدیع الزمان حیران و پریشان دل سے کہتا ہے ای بار الہٰا یہ کیا معرکہ گذا دو چار سے
پوچھتا ہے مگر شدت گریہ و بیقراری سے کسی مین طاقت جواب دینے کی نہ تھی بدیع الزمان انکے
پیچھے چلے بعد پانچ کوس کے ایک شہر آباد دیکھا بادشاہ اپنے دار الامارت مین آیا بدیع الزمان
نے بادشاہ کو سلام کیا حال شادی و غم پوچھا شاہ نے پہلے نام و نسب بدیع الزمان کا پوچھکر ایک
آہ سرد دل پر درد سے کھینچی کہا اے شہریار اس شہر کا نام شہر لالانیہ نام میرا الملک لالان شاہ ہے
یہان سے پچیس کوس پر شہر جبار یہ ہے کہ وہ در بند اول طلسم ہے بھائی صاحب میرے بڑے جبار شاہ
وہان کے حاکم میرا ایک بیٹا سیلان سرخ پوش نہایت زبردست ہے مینے شادی اسکی اپنے وزیر
کی دختر سے قرار دی اور جس باغ مین ہم گئے تھے اس باغ کا ہمیشہ بہار نام ہے اسمین محفل برات
قرار پائی جبار شاہ تو بسبب نخوت کے نہ آیا اُسکی دختر ملکہ نوبہار سمنبر شریک محفل عشرت ہوئی
بیٹا میرا اُسپر دل اسیر باہم مائل ہوئے سیلان نے سہرا وغیرہ نوچ ڈالا کہ مین شادی نہ کرون گا
محفل عیش برہم ہوئی نوبہار بھی شرماکر چلی گئی یہ خبر جبار کو ہوئی جستجو مین رہا آخرکار ایک دن
جوش محبت مین نوبہار اسی باغ مین پاس سیلان کے آئی یہ خبر جبار کو لگئی اُسنے شرارہ جادو
کو بھیجکر اپنی دختر کو الگ قید کیا اور سیلان کو سپرد شرارہ کر دیا اُسنے اسے باغ مین قید کیا ہے
خود شرارہ سیلان پر عاشق طالب وصل ہے وہ انکار کرتا ہے مین نے بہت عرضیان جبار کو لکھین
کہ میرے فرزند کو چھوڑ دے مین سلطنت سے باز آیا اُس ظالم نے نہ مانا اب اتنا حکم دیا ہے بعد
ایک مہینے کے اُسکو دیکھنے جاتے ہین غم تازہ لیکر آتے ہین بدیع الزمان نے کہا ہم اُسے جاکر
رہا کرینگے لالان نے کہا آپ مین نشانیان طلسم کشائی کی ہین مین تین نجومیون سے پوچھ چکا ہون
کہ وہ شخص سیلان کو رہا کریگا کہ جو پہلے کوہ مراد تک جائے اور حکیم خدا پرست اوسکے معین
ہون تب صورت رہائی سیلان نکلے بدیع الزمان نے کہا کوہ مراد کہان ہے لالان نے کہا یہانسے
پانچ کوس پر ہے بدیع الزمان نے کہا ہمین بتادو لالان نے بہت منع کیا کہ بیٹا تو میرا ہاتھ سے
گیا تجھ ایسے شیر کو مین ضایع کردن جو کوہ مراد مین جاتا ہے پلٹ کے نہین آتا بدیع الزمان نے
نہ مانا لالان کو ہمراہ لیکر سمت کوہ مراد روانہ ہوا دوسرے دن سامنے سے ایک کوہ فلک شکوہ دکھائی

دربار بدیع لالان سے رخصت ہوکر اندرون کوہ مراد روانہ ہوا ذکر داستان نسرین جادو کہ بدیع
نے بروقت روانگی سمت مہران قوی بازو کے روانہ کیا تھا بیان ہوتے ہین نسرین غرضکہ جاتی تھی
اظلم و آہوان تلاش بدیع الزمان کی کرتے کرتے ایک صحرا مین اترے اپنے عیار سماسان کو
روانہ کیا کہ جب پتہ ملے ہمکو خبر کرنا سماسان چلا آتا ہے کہ نسرین کو دور سے دیکھا کمند خم بوش
کرکے نسرین کو گرفتار کیا سامنے اظلم کے لایا اوسنے حال ملکہ مفصل نہ بتایا تلاشی لی نامہ بمہر بدیع الزمان
نکلا نسرین جادو کو تو مقید کیا خود بجمعیت لشکر سمت باغ تصویر بہ ارادہ قتل مہران قوی بازو
روانہ ہوا کہ پہلے چلکر اوسکو قتل کرین تصویر باغ درست ہو بدیع الزمان کہان جائیگا یہان مہران
قوی بازو بیچارہ مصیبت کا مارا افلاک کا ستایا فقیر بنا ہوا بیٹھا ہے کہ اسکا باپ خورشید شاہ بھی آیا
مہران قوی بازو نے صفت بیان کی خورشید بھی نادیدہ مطیع ہوا کہ لشکر اظلم قریب پہنچا بعد رسم
نامہ و پیام طبل جنگی بجا آہوان جادو میدان مین نکلا چند رفیقان مہران قوی بازو
نکلے گرفتار سحر ہوئے دوسرے دن مہران قوی تنی بھی گرفتار ہوا آہوان نے رسن سحر مین بند
کیا سامنے اظلم کے لایا اظلم نے حکم دیا آج کی شب یہان جشن کرو کل تصویر باغ تیار کرکے گراہ
مسدود ہو جائے سمت باغ سروستان کے چلینگے اظلم و آہوان تخت پر بیٹھے کہ چوبدار نے خبر دی
حال جشن سنکر ایک گویا آیا ہے اظلم و آہوان نے بلوا لیا گویا خوب گایا شراب پلا کے سبکو بیہوش
کیا اور آہوان و اظلم کو قتل کیا خورشید و مہران و نسرین نے رہائی پائی امیہ بن عمرو نے
صلاح کی کہ عرضی مندرج حال احوال مجھکو دو اور خود سمت باغ سروستان بتلاش بدیع الزمان
چلو نسرین نے خورشید کو تخت پر بٹھایا مہران قوی بازو کو ہراول کیا خود منتظم ہوکر سمت باغ
سروستان کے روانہ ہوئی امیہ سمت امیر چلا وہی عرضی جو بدیع الزمان نے سمت نسرین
روانہ کی تھی جو حال اب گذرے وہ بھی درج کرالیے جو آنکھوں سے دیکھا وہ بھی عرض کریگا اس
فکر مین جاتا ہے اسکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا اور بدیع الزمان گرد لشکر شکن لالان شاہ سے
رخصت ہوکر درہ کوہ مین داخل ہوئے درہ نہایت تنگ و تاریک تھا بڑی تکلیف اوٹھائی بمشکل تمام
باہر نکلے دیکھا صحرائے سبزہ زار نواح دلکشا طائران زمزمہ سرا حیران ہوئے کہ یہان تو کوئی بلا نہین ہے
سوائے راحت کے خراماں خراماں چلے تھوڑی دور چلے تھے ایک قلعہ دکھائی دیا زیر قلعہ دریا بہا اندر سے

قلعہ کے صدہا بیمار ڈولیون مین سوار ہوکر کنارے دریا کے ٹھہر جاتے ہین وہ بیماران دلفگار بنگاہ یاس دریا کو
دیکھ رہے ہین ایک طرف آکر بدیع الزمان بیٹھے مگر حیران کہ کنارے دریا کے بیمار کسی فکر مین ہین تھوڑا عرصہ
نہ گذرا تھا کہ ایک کشتی پر ایک حکیم وضع بہت معقول آکر پہونچا جسکی نبض دیکھی جیب سے نکالکر پڑیا دی اوسنے
فوراً صحت پائی ڈولی مین چڑھکر آیا تھا اپنے پائون سے حکیم کو دعائین دیتا ہوا چلا گیا اسی طرح
وہ حکیم سبکا علاج کرتا ہوا تا بہ بدیع الزمان آیا بدیع الزمان نوجوان نے براہ ظرافت ہاتھ اٹھادیا
اوس طبیب نے نبض دیکھی عرصہ دراز تک ہاتھ رکھے رہا ہاتھ چھوڑکر کہا اے جوان تو مریض تو ضرور ہے اسکی
پنجشنبہ کو آکر تشخیص کرونگا یہ شہر مراد ہے اسمین جاکر رہو آج ہی کے دن آتا ہم ضرور تمہارا علاج
کرینگے بدیع الزمان کو حیرت کہ دیکھیے یہ حکیم ہمارا کیا علاج کرے یہ سوچ کر شہر مین آئے سرا مین
فروکش ہوے اک یاقوت احمر کا بیچ کر ایک مرکب خریدا دو دن گذرے تھے کہ سرا مین بلڑ ہوا سب مسافر
وغیر مسافر لباس بدل بدلکر جاتے ہین مہترانی بھی پٹاری کھولے بیٹھی ہے آئینہ دیکھکر اپنے
کاجل لگا رہی ہے بدیع الزمان نے قریب آکر پوچھا کہ مہترانی آج شہر مین کیا ہے یہ سب لوگ کہان
جاتے ہین اسنے کہا اے شہریار ملک مرادشاہ کی ایک دختر بلند اختر ہے ملکہ حسن آرائے شیرین کلام
بعد ہر مہینے کے اپنے قصر پر جلوہ فرما ہوتی ہے عاشقان جمال برائے نظارہ گل رخسار اوس ماہ تمثال
کے آتے ہین جو کوئی عاشق ہوتا ہے ایک نقارہ شرطی بادشاہ نے رکھوا دیا ہے خواستگار عاشق زار
اوسپر چوب لگاتا ہے کل خلقت جمع ہوتی ہے ایک نقابدار سیاہ پوش حرم مین بادشاہ کے رہتا ہے اوس سے
مقابلہ کرنا پڑتا ہے حکم ہے جو اسکو زیر کرے ہمراہ ملکہ کے شادی ہو ورنہ نقابدار زیر کرکے ہر عاشق زار
کو قتل کر ڈالتا ہے حضور ہمارے سامنے کسی کو وصل نہین نصیب ہوا صدہا شاہان ذی وقار
پہلوانان رستم خصال تاجران باکمال عاشق ہوکر آئے نقابدار کے ہاتھ سے قتل ہوے ایک مزار عاشقان
تیار ہوگیا ہے قبرین کشتگان حسرت و یاس کی بنی ہوئی ہین انکو دیکھکر کلیجہ پھٹتا ہے یہ حال سنکر
بدیع الزمان گردشکر شکن پشت مرکب صبا رفتار پر سوار ہوے شہر مین گھوڑا اوڑاتے
ہوے داخل ہوئے دیکھا کہ مشتاقان جمال باکمال سمت قصر ملکہ جاتے ہین یہ بھی آکر زیر قصر
عقیق نگار پہونچے ہزارہا طالبان دیدار کھڑے ہین ناگاہ دریچہ کھلا کرسی پر ایک آفتاب
حشر جلوہ گر ہوا بدیع الزمان گردشکر شکن کی نگاہ پڑی دیکھا ایک قتالہ عالم چہرۂ گل باغ

باغ حسن وصفائی رخ ماہ پر ضیا جبین انور ستارۂ درخشان آنکھین نرگس شہلا زلفین عنبرین کو پیچ وتاب خنجر ابرو برائے قتل عاشقان تیز سہی قد خورشید خد ہلال ابرو عنبرین مو چشم جادو کس زبان سے صفت انکے جمال باکمال کی طرز بیان مین آئے یہ کیفیت تھی موافق ان اشعار کے

بال بکھرے ہوے وہ چہرے پر
سانپ جسطرح غصے مین ہوے
قاتل خلق کافر پرفن
جنکی مشتاق ہووے خلق خدا
یہ بھی کہتے ہین بعض نکتہ بین
یا خط کہکشان یہ ابرو ہین
مہ کامل جو انسے لڑ جائے
ہے یقین وہ بھی اپنی منہ کی کھائے
دہن تنگ حقۂ گوہر
نیلی نیلی رگون کا جس سے ابھار
ادبھری ادبھری تھی چھاتیان اوسپر
تو لگائے وہ اپنے سینے سے
وہم روشن نے کچھ لگا کے پتا
آئینہ مین شکم کے بال آیا
پائجامہ مین یون ہین جلوہ فگن
ہاتھ لمبا تھا اپنے وزن حنا
سر پہ آنچل پڑا دوپٹے کا

ابرو ہو جسطرح سے گرد قمر
چشم مستانہ دار حد سے سوا
تھا یہ ظاہر کہ ہین یہ دو رہزن
ایسے خنجر تھے ابروے کافر
ہین یہ دونون ہلال چرخ برین
گو سے گوئے وہ عارض پرنور
صاف منہ پر طمانچہ پڑ جائے
پتلے پتلے وہ ہونٹھ پان سے لعل
یا اوسے کہیے غنچہ گل تر
لوح سیمین وہ سینۂ پرنور
قبۂ نور جنکو سمجھے بشر
وصف ہوے کمر ہو حد سے فزون
تار خط شعاع مہر کہا
ساق پا ہین تو نور کا ہے ظہور
شمع فانوس جیسے ہو روشن
قد کی تعریف مین ہو حیرانی
پیاری پیاری وہ بانکی بانکی ادا

موی خوشرنگ پیچ کھائے ہوئے
لال ڈورے کھنچا کھنچا نقشا
طاق ابرو کا مرتبہ ہے سوا
زخم جنکے کبھی نہون ظاہر
کعبۂ عاشقان یہ ابرو ہین
رنگ گل جنکے آگے ہو کافور
رنگ گل گر مقابلے کو آئے
زرد ہو جائے جسکو دیکھکے لعل
وہ گلا یار کا صراحی دار
صاف وشفاف مثل سینۂ حور
ہاتھ آئین کہین جو عاشق کے
درد سر ہو جو موشگافی کرون
طبع نازک نے بھید یہ پایا
یا تراشی ہوئی ہے شاخ بلور
لال مہندی سے دونون تھے کف پا
کلک قدرت کہون کہ سرو سہی

بدیع الزمان گرد لشکر شکن کی نگاہ جو جمال جہان آرا پر اس پری پیکر کے پڑی سنان مژگان سینہ بے کینہ مین گڑی آہ کرکے گرے بیہوش ہوے وہ مغرور تو اوٹھ گئی ایک جلوہ حسن مین صدہا کو دیوانہ کیا آہ واہ کرتے ہوے مشتاق چلے بعد عرصہ دراز بدیع الزمان کی آنکھ کھلی مست مے محبت لڑکھڑاتے ہوے طرف ہین نگارے

پہنچے وہاں جو سپاہی نگہبان ہین انھون نے جمال باکمال بدیع الزمان دیکھکر آواز دی اے جوان
خبردار اسکے قریب نہ جانا دیکھ صدہا قبرین بنی ہین بدیع الزمان نے جواب بھی ندیا چوب اٹھاکر نقارہ پر
لگائی نقارہ کے دو ٹکڑے ہوے تمام خلقت پلٹ پڑی جمال بدیع الزمان دیکھکر بازار یوسفی ہو گیا ہر شخص
منتین کرتا ہے کہ اے شخص بھاگ جا ہم سپاہیون کو سمجھا لینگے بدیع الزمان نے کسیکو جواب ندیا مرکب پر
سوار ہو کے پلٹا حسن آرائے شیرین کلام قصہ سے اتر کر محل مین آئی ہین کہ نقارہ کی آواز کان
مین آئی کنیزون سے کہا دیکھو تو آج کونی اجل گرفتہ اور آیا نقارہ بجایا کنیز نے آکر جمال باکمال بدیع الزمان
کو دیکھا حیران جمال ہو آکر ملکہ سے تعریفین کین ملکہ بیقرار ہو کر کوٹھے پر آئی جمال بدیع الزمان
کو دیکھکر خود بھی عاشق ہوئی کنیزون سے کہا مین اپنی جان دونگی افسوس بیچارہ مسافر مفت
مین مارا جائیگا یہ ذکر تھا کہ نقارہ پر چوب پڑی ملک مرادشاہ اس شہر کا حاکم تخت پر سوار ہو کر
آیا جمال بدیع الزمان دیکھکر اسنے بھی بہت سمجھایا کہا نقابدار سلاح آراستہ کر رہا ہو آیا چاہتا ہے
تم نکل جاؤ ہم سمجھا لینگے بدیع الزمان نے کچھ جواب ندیا یہ ذکر تھا کہ نقابدار سیاہ پوش بصد جوش
و خروش میدان مین آکر للکارا کون ہے جو میری معشوقہ سے دعوے عشق کرتا ہے بس بدیع الزمان
سامنے آئے قصر پر ملکہ رونے لگی بدیع الزمان گردشکر شکن و نقابدار سیاہ پوش سے نیزہ چلنے لگا
جب نیزہ نقابدار قریب سینہ بدیع الزمان آتا ہے ملکہ بیقرار ہو کر چاہتی ہے اپنے کو کوٹھے سے
گرادون خواصین روک لیتی ہین جب بدیع الزمان بند کھولتے ہین ملکہ سجدہ کرتی ہے یہان تک
کہ بدیع الزمان نے نیزہ اسکا نکالا اسنے تلوار ماری بدیع الزمان نے قبضے پر ہاتھ ڈالا اُدھر اسنے
گریبان پر ہاتھ ڈالا کشتی ہونے لگی بدیع الزمان کو یہ معلوم ہوا کہ جسم سے اس نقابدار کے شعلہائے
آتش نکل رہے ہین پہر بمشکل لڑے نقابدار نے زیر کیا خنجر گلے پر رکھا مرادشاہ کو رحم آگیا تخت
سے کود کر زیر خنجر ہاتھ رکھدیا کہا اے نقابدار تو نے صدہا کو قتل کیا مینے کبھی دخل ندیا یہ مرد مسافر
ہے بالکل ناواقف ہے اسے شہر سے نکالدو ملازمان نقابدار بدیع الزمان کو ساتھ لیکر بیرون شہر
آئے ملکہ بیقرار جاکر چھپر کھٹ پر گری بدیع الزمان جب بیرون شہر آئے حجاب مین ارادہ ہوا
اپنی جان دیدون خیال ہوا پہاڑ پر چلکر اپنے کو دریا مین گرادون آبرو گئی ڈوب کے مرین پہاڑ
پر آیا اپنے کو دریا مین گرادیا کئی ہزار گز کی بلندی سے گرے معلوم ہوا کسی نے ہاتھ پر ہاتھ ڈالدیا

متوجہ ہوا سے آنکھ بند ہو گئی تھی اب جو آنکھ کھلی او سی مرد حکیم کو دیکھا کشتی پر سوار کئے ہوئے لئے جاتا ہے
کہا اے شہریار پہنچے آپکو ہمین پہچانا ایک ہفتہ آپنے شہر مین سیر کی جب پہنچے جاکر اوستاد سے کہا اونھون نے
فرمایا ہم اسی خبر کے مشتاق تھے ورنہ کفار کے علاج سے ہمکو کیا منافع آپنے نقش باطل صفحہ قلب پر جما لیا
اب طلسم کشائی مین مشکل پڑیگی بدیع الزمان نے حجاب سے کچھ جواب نہ دیا اس حکیم وضع نے پار آکر
بدیع الزمان کو اوتارا اپنے ساتھ لے کر ایک باغ مین آیا دیکھا ایک بزرگ عبادت گزار بیٹھے ہوئے
عمل خوانی کر رہے ہین بدیع الزمان کو دیکھکر اوٹھ کھڑے ہوئے کہا اے فرزند ارجمند صاحبقران
ہم مدت سے آپکے مشتاق تھے یہ کہکر گلے سے لگایا ونگل پر بیٹھایا آب وطعام پیش کیا مکرر یہی کلمہ کہا
نقش باطل دل سے محو کیجئے ورنہ خرابی ہو گی استاد حکیم خدا پرست نے آپ کا پتا بتایا تھا مین آپ کا مشتاق
ہوا جب شاگردون نے آکر مجھسے کہا مین سمجھ گیا کہ طلسم کشا آیا آپنے اپنے کو جاتے ہی بلا مین پھنسایا اوس
نعابدار سے زیر ہونے مین کچھ شرم نہ کیجئے وہ ساحر ہے نام میرا ابرار سجادہ نشین ہون یہ طلسم بنایا
ہوا حکیم خدا پرست کا ہے وہ میرے اوستاد تھے ان لکھر امون نے قبضہ کیا نجات مین میرے حکیم صاحب
مقید ہوئے ایک قفس مین بند کرکے ایک باغ مین رکھا ہے جب لکھر امون نے چاہا کہ اصل طلسم پر قابض
ہون حکیم صاحب نے بزور اسمائے الٰہی در بند بنائے ساحرون کا قبضہ نہوا آخر نجومیون نے انکو صلاح
دی یہ تو بہت خوب ہے جہانپر کہ در بند عمل ہے آگے در بند سحر تیار کرو فتح نہ ہو سکیگا اگر ساحر ارادہ
کریگا تو در بند عمل پر عاجز رہیگا اگر مسلمان جائیگا بسبب عمل کے مجبور ہوگا یہی سامان کرکے لکھر امون
نے قبضہ کیا خدا فضل کرے بعد عمل خوانی آپ در بند سحر پر غالب ہون اوسوقت آپ کو حکیم صاحب
کے پاس لیچلونگا کہ در بند عمل بدون آپکی نمایش کے نہ فتح ہوگا جب آپ قصد کرین کہ میرے
پاس تشریف لائین اس تعویذ کو لیے پاس رکھئے گا آگ دکھائیے گا موکل اسکے آپ کو میرے پاس
پہونچا دینگے یہ کہکر فرمایا کہ ابھی تو آپ بیٹھکر عمل زہرہ پڑھین یہ باتین میری آخر مین کام آئینگی
بدیع الزمان کو سامان عمل خوانی مہیا کر دیا بدیع الزمان مصروف عمل خوانی ہوئے امیہ
بن عمرو جو عرضی لے کر چلا تھا صحرا مین قاسم شکار کھیل رہے تھے امیہ کو دیکھکر حال پوچھا امیہ
گھبرایا ہوا تھا اس خیال سے کہ مین خدمت مین اپنے آقا کی پہونچون وہ کاغذ اسنے قاسم
کو دیا قاسم نے نجود وہ نامہ پڑھا بیتاب ہو گیا کہا اوس کشتی گیر نے سامان شوکت پیدا کیا ہوشربا سے

تو نکل بھاگا اب یہان آکر قصد ہوا کہ طلسم کو فتح کرون مین چلکر طلسم کو بہ تعجیل فتح کرلون انکی مشکین
باندھکر خدمت مین دا داجان کی پہونچادون ذنگل رستم پر قبضہ کرون کہ پھر کبھی نام شجاعت نہ لے
یہ کہکر مع قیماش خان وغیرہ بجمیعت بارہ ہزار جوانان صف شکن طرف باغ کے چلے شاہزادے کا
ارادہ تھا سمت باغ سرستان جاؤن قریب شہر لالانیہ پہونچے لالان شاہ کو بطور فقیر دیکھا قاسم
نے کہا دہ کشتی گیر اپنی جان بچاکر بھاگ گیا مین تیرے بیٹے کو رہا کر دونگا لالان نے بہت سمجھایا قاسم
نے نہ مانا سیارہ کو اپنے ہمراہ لیکر اندرون باغ ہمیشہ بہار آئے سیارہ نے عرض کی پہلے حقیقت
یہان کی دیکھ لیجئے پھر دست اندازی ہو قاسم چھپ کے بیٹھے دیکھا برابر چبوترہ بلور کے بہت بڑا
درخت سرو ہے اوسمین ایک صندوق آہنی لٹکا ہے دو پہر رات گئے ایک ساحرہ آئی صندوق اوتار کر اوسنے
سیلان کو نکالا فہمایش اپنے وصل کی کرنے لگی جب اوسنے نہ مانا شرارہ نے غصے مین سیلان کو
تازیانہ مارا قاسم کو تاب نہ آئی شرارہ پر تلوار ماری شرارہ نے سحر کر کے قاسم کو پکڑ لیا یہ ماجرا
سیارہ نے دیکھا کہ شرارہ قاسم کو تخت پر بٹھاکر روانہ ہوئی قاسم کو دیکھکر عاشق ہوئی لیکر اسکے
شہر شراریہ مین آئی اسکی دایہ نرگس جادو نے جب یہ حال سنا کہا او شرارہ تو نبیرہ حمزہ کو لائی
اسکے تعاقب مین عیار آئینگے ایسا ڈرایا اسنے قلعہ بند کیا سیارہ باغ سے نکلا قیماش خان وغیرہ
نے حال گرفتاری قاسم بیان کیا بہ تلاش قاسم چلا سیارہ پھرتے پھرتے برابر قلعہ شرارہ کے
کے پہونچا ہمہ کشون سے معلوم ہوا یہی قلعہ شراریہ ہے مگر راہ بند ہے سیارہ زیر درخت بیٹھا
رو رہا تھا کہ اندر سے قلعے کے ایک عقاب آکر چشمے پر بیٹھا اوسے پتھر سے مارا جھولی اوسکی کھولی ایک
نامہ طرف سے ریحان جادو کے پایا کہ تیمار نے اپنے خسر کو لکھا ہے کہ مان میری مرگئی زوجہ کو میری
محافے مین سوار کر کے فلان صحرا مین رکھدو مین آکے لیجاؤنگا آج کل قلعہ بند ہے سیارہ بشکل
عقاب مو ضع تیمار مین آیا اوسنے خاطر کی اور گھر مین جاکر زوجہ سے کہا کہ داماد نے تمہاری بیٹی
کو طلب کیا سیارہ ذ عروس کو بیہوش کر کے چاہ مین ڈالدیا خود بہ شکل عروس بنا صبح کو تیمار نے محافہ
مین بٹھاکر وعدہ گاہ مین رکھدیا ریحان جادو وقت پر آیا محافہ لیکر شہر مین آیا سیارہ نے شب
بلاکر ریحان کو قتل کیا اور زن جمیلہ کی شکل بنکر شل فریادیون کے باغ مین شرارہ کے آیا اوسنے
قاسم کو صحبت مین بلایا سیارہ نے کہا اگر حکم ہو تو مین اسے راضی کردون شرارہ قدمون پر گر پڑی

سیارہ نے قاسم پر اپنا حال ظاہر کرکے راضی کیا صحبت مین لاکر قاسم کو بٹھایا خوب گایا شراب پلا کر
خوب بیہوش کیا چاہا قتل کرے نرگس جادو دایہ شرارہ عین وقت پر آ گئی سیارہ کو پکڑ لیا شرارہ
کو ہوشیار کرکے کہا اسی طرح سیکڑون بلائین آئینگی یہ جوان تجھکو قبول نکریگا ان دونون کو بخدمت
جبار شاہ بھیجیں شرارہ مجبور ہوکر قاسم کو لیکر سمت جبار یہ چلی ہرکارون نے خبر دی کہ لالان شاہ
بانی فساد اور کل لشکر اس نبیرۂ حمزہ کا قریب باغ ہمیشہ بہار اترا ہے شرارہ نے کہا ان سب
کو بھی لیتی چلون نرگس نے کہا ان فسادون میں نہ پڑ شرارہ کو بوجہ محبت قاسم حیلہ لاجب کہ
سردار اسکے قید ہونگے دباؤ سے مجھے قبول کرلیگا عرضی تو اسی مضمون کی بخدمت جبار شاہ روانہ کی
اور آپ قریب باغ آئی قیماش خان لشکر کو لیکر مقابلے مین آیا شرارہ لشکر کو لیکر اتری
طبل جنگی بجوایا صبح کو دونون لشکر مقابل ہوے شرارہ نے ایک سوار سحر کا میدان مین
بھیجدیا سوار سحر نے سرداران قاسم پکڑ لیے دوسرے دن میدان مین سوار للکارا لالان
نے دعا کی آسمان سے بجلی چمکی اور سوار پر گری سوار کے دو ٹکڑے ہوے سب نے دیکھا ملکہ
نسرین جادو آسمان سے ظاہر ہوئی بعد لمحہ کے مہران قوی بازو مع خورشید آکر پہونچے
شرارہ مقابلہ نسرین مین آئی نسرین نے شرارہ سے آکر مقابلہ کیا شرارہ زخمی ہوئی
نرگس نے نکل کر مقابلہ کیا نسرین نے نرگس کو سحر سے قتل کیا شرارہ شکست کھاکے بھاگی
تین منزل پر مقام کرکے عرضی مندرجہ جملہ حالات بخدمت جبار شاہ روانہ کی جبار شاہ
نے اغلال جادو کو براے مدد شرارہ اور اجلال جادو کو سمت باغ سروستان براے
گرفتاری ملکہ گلعذار روانہ کیا نسرین نے لشکر لاکر قریب باغ ہمیشہ بہار اتارا ایک
عرضی بخدمت ملکہ استخان و ملکہ گلعذار روانہ کی اب مع مہران قوی بازو و خورشید و
لالان و نسرین مشغول عیش ہوئی دو کلمہ بدیع کے سنیے بعد اکیس دن کے بڑی کوشش سے
عمل تمام کیا حکیم نے کہا آپ نے عمل تو تمام کیا نقوش باطل دل سے محو نہ کیے آج شب کو
ستارہ زہرہ بشکل نازنین آپکے سامنے آئیگا آرزوے فتاحی طلسم بیان کیجیے گا آرزوے وصل
حسن آرا سے شیرین کلام نہ فرمائیے گا ورنہ بڑے بڑے دھوکے ہونگے جب شبکو نازنین
سبز پوش سامنے بدیع الزمان کے عمل پڑھنے مین آئی پوچھا اے شیر بیشۂ صاحبقرانی

کیا ارزدے بدیع تو محبت حسن آرا مین مبہوت ہین یہی منھ سے نکل گیا آرزدے وصل حسن آرا سے
شیرین کلام رکھتا ہون نازنین نے مکتوب دیا تا حصول لوح دربند جباریہ یہ مکتوب بجاے لوح ہے
بدیع الزمان بوقت سحر مکتوب لیکر خدمت مین حکیم صاحب کی آئے حکیم صاحب نے کہا آپنے نقوش باطل
دلیے محو نہ کیے ستارہ زہرہ سے آرزو وصل حسن آرا بیان کی بڑے بڑے دھوکے پڑینگے آپ کو
تکلیف ہوگی یہ وہ طلسم ہے کہ جباریہ جب فتح ہوگا یہ لوح بیکار ہو جائیگی جب لوح کل کی طلسم لیگی مرحلہ جات
فتح ہو نگے بادشاہ طلسم سے مقابلہ ہوگا ایک ایک حاکم شہر آپسے فرداً فرداً لڑیگا بدیع الزمان حکیم صاحب
سے رخصت ہوے بموجب حکم مکتوب ایک صحرا مین آئے سرخ پوش جنی اسمعتام کا منظم
تھا بہ حکم مکتوب اسم پڑھکر اوسکو مطیع کیا سرخ پوش نے بھی یہی عرض کی کہ نقوش باطل دلیے
محو کیجئے مین بھی جا بجا مدد کرونگا بدیع الزمان کو ہمراہ لایا ایک تاجدار سے ملاقات کرائی اسنے
لوح دربند جباریہ بدیع الزمان کو دی بدیع الزمان لوح لیکر بڑھے تھے کہ ایک ساحر فیل پر
سوار آیا بہ حکم لوح تیر سے اسکو مارا سامنے سے ایک باغ دکھائی دیا اندر سے ایک خواص روتی ہوئی
آئی کہا اے شہریار ملکہ حسن آرا آپکی محبت مین شہزادیہ سے بھاگ کر بخوف نقابدار یہان آئی
ہین بدیع الزمان اندر آئے شوق محبت مین لوح ندیکھی اس بیحیا نے شراب پلا کر لوح لے لی
آواز دی ہنم گلگونہ جادو او ظالم تو نے میرے فرزند فیلان کو مارا یہ کہکر بدیع الزمان کو لیکر
بیرون باغ آئی خواصون سے کہا اب کدھر چلون اگر سمت جباریہ جاؤن تو دفن فرزند ملتوی ہے
اسی فکر مین تھی کہ ایک نقابدار پیدا ہوا کہا اے گلگونہ مرحبا جبار شاہ نے کہلا ہے کہ لوح اور قیدی
میرے پاس بھیجدے تجھکو چالیس دن کی مہلت براے ماتم فیلان دی گئی گلگونہ نے نام
پوچھا کہا ہوشیار جادو عزیز جبار شاہ گلگونہ نے بصلاح خواصان لوح تو ندی بدیع الزمان
کو حوالے کیا لوح لیکر واسطے دفن فیلان کے چلی وہ جوان بدیع الزمان کو لیکر درہ کوہ مین
آیا کہا آپ نے نقوش باطل دلیے محو نہ کیے آخر لوح کھوئی ہنم سرخ پوش جنی مین نے آپکو نکال لیا یہان
بیٹھکر اسم پڑھیے کہ آپ مین طاقت آئے مین فکر لوح مین جاتا ہون سرخ پوش چلا
بدیع الزمان اسم تعلیم کردہ سرخ پوش پڑھنے مین مصروف ہوے شرارہ جادو بعد قتل ہونے
نرگس کے ایک کوہ پر ٹھہری تھی اغلال جادو فرستادہ جبار شاہ پاس شرارہ کے آپہونچا

شرارہ کو ساتھ لے کر سمت باغ ہمیشہ بہار روانہ ہوا جب اغلال آیا شرارہ سے
حال قید قاسم بیان کیا اغلال نے کہا مین انتظام عیاران کر لون گا شرارہ کو ساتھ لیکر
مقابلہ قیماش خان وغیرہ مین آیا طبل جنگی بجوایا نسرین کو زخمی کیا عین وقت پر امتحان جادو
آکر پہونچی برق چمکائی اغلال کے دو ٹکڑے ہوئے قاسم وغیرہ کو چھوڑ دیا شرارہ بھاگ گئی
امتحان قاسم کو لے کر سمت باغ ہمیشہ بہار چلی اجلال و اغلال دونون بھائیونکو جبار
نے روانہ کیا تھا اغلال تو ہاتھ سے امتحان کے مارا گیا اجلال قریب باغ سروستان
پہونچا امتحان تو یہان سے جا چکی تھی ملکہ گلعذار کو مع کنیزون کے سحر سے پکڑ لایا لیکر سمت جباریہ
چلا یہان جب امتحان نے ہمراہ قاسم تین منزلین طے کین ایک شبکو خواب پریشان بمقدمہ
ملکہ دیکھا قاسم سے بہت عرض کی آپکی چچی صاحب وہان تنہا ہین مین اونکو بھی لے آؤن
توبوجہ احسن لشکرکشی ہو امتحان تو سمت باغ سروستان روانہ ہوئی ادھر قاسم سنکر مہران
و خورشید بھی آکر داخل لشکر قاسم ہوئے شرارہ جادو عاشق قاسم بعد قتل اغلال شکست
خوردہ جاتی تھی کہ راہ مین اجلال جادو سے ملاقات ہوئی اب اجلال نے جو حال قتل
اغلال سنا بغصہ شرارہ کو ہمراہ لے کر مع قید ملکہ مقابلہ لشکر قاسم مین آیا یہان کوئی سوائے
نسرین کے جادوگر نہ تھا رونا اول رات کو جاکر بزور سحر نسرین کو پکڑ لایا صبحکو لشکر قاسم پر
سحر کرنا شروع کیا اس قدر پتھر برسائے کہ قاسم و سیارہ و قیماش خان و لالان شاہ
وغیرہ سب پتھر کے ہو گئے شرارہ جادو کو یہان نگہبان کیا آپ ملکہ گلعذار کو لیکر سمت
جباریہ چلا لیکن سرخ پوش جنی بدیع الزمان کو جسنے اسم پڑھوایا کہ جسم مین طاقت آئی یہان
حاضر ہے شب کو بدیع الزمان نے ابرار سجادہ نشین کو خواب مین دیکھا فرماتے ہین کہ صبح کو جو سانحہ
دیکھنا اوسکے تعاقب مین جانا بہ صلاح سرخ پوش کام کرنا لوح دستیاب ہوگی بدیع الزمان
نے صبح کو سرخ پوش سے حال خواب کہا دروہ کوہ مین بیٹھے ہین کہ رونے کی آواز آئی دیکھا
گلگونہ جادو سر برہنہ چار سو کنیزین ساتھ صندوق مین لاش فیلان لیے جاتی ہے اوسی کے
تعاقب مین بدیع الزمان و سرخ پوش چلے بعد پانچ کوس کے دیکھا ایک گنبد بلورین ہے
اوس مین ایک شگاف ہے پشت گنبد پر قبرستان گلگونہ نے زیر گنبد بیٹھکر بخورات روشن کیے

یا خداوند بطور یمن میرے فرزند کو زندہ کر دیجیے شیرین نے ادسی شگاف مین پھینکدی بعد دو گھڑی
کے گنبد سے آواز آئی کہ اے گلگونہ قبر مین فیلان کو مع صندوق رکھدے ابکی دشمنہ کو زندہ کر دینگے
گلگونہ لاش قبر مین رکھکر پلٹ گئی سرخ پوش نے بدیع الزمان سے کہا کہ آپ اس اسم کو زیر گنبد بیٹھکر
پڑھیے مین شگاف سے داخل گنبد ہوتا ہون اسمین کوئی شیطان ہے برکت اسم خدا سے جا کر مارتا ہون
بدیع تو اسم پڑھنے بیٹھے سرخ پوش بسم اللہ کہکر شگاف سے داخل گنبد ہوا بدیع الزمان نے دیکھا اندر
سے شعلے نکل رہے ہین گنبد مین ایک شیطان بیٹھا تھا سرخ پوش بوجہ برکت اسم کے سکا سر لیکر نکلا
بدیع الزمان نے گلے سے لگایا اب بدیع و سرخ پوش داخل گنبد ہوے بر وز وعدہ گلگونہ آئی
سرخ پوش نے بہ غیظ آواز دی کیون اے گلگونہ طلسم کشا کو پکڑا لوح چھینی ہمکو نہ دکھائی
گلگونہ کو ایسا ڈرایا کہ اوسنے لوح لاکر شگاف مین پھینکدی سرخ پوش نے کہا اب جا کل تیرے
فرزند کو زندہ کر دینگے گلگونہ ادہر گئی بدیع بہ مدد سرخ پوش لوح لے کر نکلا سرخ پوش کو رخصت
کیا بہ حکم لوح اسم اعظم پڑھا ایک مرغ زرین آسمان سے پیدا ہوا اسپر سوار ہوے مرغ نے بدیع الزمان
کو باغ مین گلگونہ کے پہونچایا گلگونہ نے بڑے بڑے سحر کیے بدیع الزمان پر بسبب لوح کے
تاثیر نہوئی اسم پڑھ کر تلوار سے گلگونہ کو قتل کیا اب بدیع الزمان بحکم لوح سمت جبار یہ چلے دیکھا
سامنے سے مراد شاہ کو دیکھا کہ پانچہزار جوان سے گریان و نالان پیدا ہوا عرض کی اے شہریار
یہ سانحہ ہوا کہ حسن آرائے شیرین کلام جو میری دختر ہے جس نقابدار کو آپ دیکھ آئے تھے
یہ ملازمان جبار شاہ سے تھا اگر میری دختر پر عاشق ہوا سوال شادی کا کیا مینے پانچ برس کی
مہلت لی نجومیون نے مجھسے کہا تھا کہ یہ دختر فرزند صاحبقران کی تقدیر مین ہی اسیواسطے
قصر عقیق بنوایا اور یہ رسم مقرر کی آپ بھی اوس سے زیر ہوے اب یہ خبر جبار شاہ کو ہوئی
اوسنے کاؤس جادو کو بھیجا اوسنے نقابدار کو آکر پکڑ لیا شہر لٹنے لگا کاؤس تو ملکہ کو محافہ
مین سوار کر کے لے گیا مین یہان بھاگ کر آیا بدیع الزمان بغیظ و غضب تمام سمت جبار یہ چلے
تھے کہ راہ مین امیہ بن عمرو نے آکر خبر سنائی کہ اجلال جادو ملکہ گلعذار کو لیے جاتا ہے بدیع الزمان
رنجیدہ ہوئے اجلال گلعذار کو لئے اوترا تھا کہ بدیع الزمان لشکر اجلال پر آ کر گرے برکت لوح سے
سحر تو تاثیر نہ کرتا تھا گھسکر اجلال کو مارا ملکہ گلعذار کو ہمراہ لیا راہ مین خبر سنی کہ لالان و

قاسم وغیرہ تھر کے بنے ہوے قریب باغ ہمیشہ بہار کے مبتلاے مصیبت ہین شرارہ جادو
وہان کی نگہبان ہے نام قاسم سنکر دل بیقرار ہو گیا امیہ نے سب حال بیان کیا بدیع مع مراد شاہ
آکر لشکر شرارہ پر گرے لوح چمکائی شرارہ جلوخمہ سے نکل پڑی بڑے بڑے سحر کیے تاثیر بدیع
پر نہوئی شرارہ نے چاہا تڑپکر نکلجاؤن بدیع الزمان نے تیر مارا سینے کو توڑ کر پار گذرا آواز
آئی کشتی مرا نام من شرارہ جادو بود لوح کا پانی سب قیدیون پر چھڑ کا سب نے رہائی پائی تمام
دسیارہ دستیاب ہوے بدیع الزمان کو بڑا قلق ہوا قیماش خان وغیرہ نے دیکھا کہ ہمارا
آقا تو یہان نہین ہے رات کو اپنی فوج ساتھ لیکر تلاش مین قاسم کی روانہ ہوگئے شرارہ کے
مرنیسے وہ صندوق آہنی ٹوٹا سیلان سرخ پوش نے رہائی پائی بعد مدت اپنے باپ لالان شاہ سے
ملا بدیع الزمان بہ فرفر بدونی دبحشمت جمشیدی قریب باغ ہمیشہ بہار فروکش ہین قاسم کے
غائب ہونیکا بڑا قلق ہے کہ نہین معلوم میرے فرزند پر کیا گذری ہر چند وہ میرا ہم چشم ہے
مگر میرے بھائی رستم کا نور نظر پارہ جگر جوش جرأت مین آیا بڑا اسج دلال اوٹھایا ساحران غدار شکست
خوردہ خدمت مین جبار شاہ کی پہونچے تمام کیفیت آمد طلسم کشا بیان کی غصے مین چڑھ دوڑا کاوس جادو
جو ملکہ حسن آرای شیرین کلام کو لے کر آیا تھا اسکو بھی ہمراہ لیا ہر چند کے نام سنکر مائل ہوا تھا کہا
بعد قتل طلسم کشا معشوق سے شادی کرونگا اسوقت آکر پہونچا کہ بدیع الزمان نے سیلان کو لالان سرخ
پوش سے ملایا ہے یاد قاسم مین پریشان ہین کہ جبار شاہ تین لاکھ ساحرون سے آکر گرا سحر کرکے زمین
ہلادی ہزارہا بندگان خدا اسکے ہاتھ سے سیار گلشن جنان ہوے بدیع الزمان لوح گلے مین
ڈالکر اسوقت نکلے کہ جبار نے کل فوج کا محاصرہ کر لیا سحر کرتا ہوا آتا ہے اس قصد سے کہ اپنے
بھائی لالان شاہ کو قتل کرون سیلان اس کی بیٹی ہمبر پا مائل بھی ہے یہی خیال آیا کہ بھائی نے
میرے طلسم کشا کو بلایا بدیع الزمان نعرہ کرکے جا پڑے تلوار چلنے لگی بدیع نے لوح چمکائی ہزارہا
ساحر نابینا ہوگئے حصار سحر بھی لوٹا جبار شاہ بدیع الزمان کو دیکھکر جلگیا امتحان جادو وقت پر
آکر پہونچی ملکہ گلعذار کی حفاظت کرنے لگی مشہور ہے کہ اسکی ذات سے سارا فساد ہوا جبار نے جب
دیکھا میرا سحر بدیع الزمان پر تاثیر نہین کرتا پر پرواز پیدا کرکے بلند ہوا چاہا نکلجاؤن امتحان
نے کہا اے شہریار جبار اگر نکلجائیگا فساد برپا کریگا بدیع نے لوح کو دیکھا بحکم لوح تیر بہرہ کمان مین پیوست

کیا تاک کر مارا جبار شاہ سہما بہ حکم قضا و قدر تیر دلدوز سینہ باکینہ پر سوز پر ناری کے پڑا سینہ کو توڑ کر پار گذرا تمام زمانہ سیاہ ہوگیا آواز آئی کشتی مرا نام من جبار شاہ حاکم دربند اول طلسم خورشید نگار بود مرنے سے جبار کے ساحر بھاگے باقیماندہ نے چادر ہلالی مطیع ہوئے امتحان نے بڑھکر کاؤس جادو کو مارا ملکہ حسن آرا کو بھی رہا کر دیا بفتح و فیروزی داخل دربند جبار یہ ہوئے اب جو لوح کو دیکھا تو لکھا تھا والسلام والاکرام بدیع الزمان سے امتحان نے عرض کی اے شہریار بعد فتح ہونے دربند کو ہان کے لوح طلسم خورشید نگار دستیاب ہوگی مجھکو قصد ہوا کہ جاکر حسن آرا سے ملاقات کرون محبت مین اوسکی بیقرار ہین امیہ روتا ہوا آیا عرض کی ملکہ فرش خواب سے غائب ہوگئین بدیع الزمان نے گریبان پھاڑ ڈالا الان وغیرہ نے عرض کی کہ جن حکیم کی مدد سے آپنے یہ کام کیا انسے ملاقات کیجیے بدیع الزمان نے تعویذ نکالا بخورات روشن کیے چار موکل بدیع الزمان کو اٹھاکر پاس ابرار سجادہ نشین کے لائے حکیم صاحب نے بہت سا دلاسا دیا کہا آج شب کو حکیم خداپرست کے پاس چلیے دو پہر رات گذری تھی ابرار حجرے سے نکلے ایک چوکی سنگ مرمر کی نکالی چارون پایون مین چار نقش باندھے چار موکل حاضر ہوئے چوکی کو اٹھاکر لیچلے ایک باغ ویران مین آکر اترے ابرار تو ایک کنج مین ٹھہرے بدیع الزمان سے کہا سامنے نخل مین قفس آہنی لٹکا ہے اسمین حکیم صاحب مقید ہین یہ پرچہ جاکر دیجیے جواب لکھدینگے بدیع الزمان ہمراہ ابرار باغ ابرار مین آئے چند اسم بدیع کو تعلیم کیے کہا کوہ مراد پر جاکر اس اسم کو پڑھیے موکل ڈرائینگے خوف نہ کیجیے گا بدیع نے آکر اسم پڑھا موکلان اسم نے بہت دھوکے دیے کئی مرتبہ ابرار خود آئے اسم ساتوین دن ختم ہوا تب ایک مرد مقدس نے آکر بدیع کو اپنے ہمراہ لیا اور ایک مکان ہفت رنگ مین لیجاکر ایک حجرہ کھولا اوسمین سے ایک صندوقچہ لاکر سامنے بدیع الزمان کے رکھا اسمین چالیس لوحین تھین مگر لوح دربند اول کہ نام اوسکا دربند دوبامیہ ہے بدیع الزمان نے اٹھا لی اس مرد نے حجرے مین صندوقچہ بند کر دیا بدیع تنہا بموجب حکم لوح سمت مشرق روانہ ہوئے کچھ دور چلے تھے کہ ایک باغ پر بہار نظر آیا اس باغ مین داخل کیا دیکھا ایک بارہ دری باغ مین بنی ہوئی ہے کہ اس بارہ دری مین درجہ بدرجہ چہار سمت میز و دنگل بچھے ہوئے ہر ایک میز و دنگل پر سات تصویرین سنگ مرمر کی بیٹھی ہین تسبیح ہر ایک کے ہاتھ مین گردش مین ہے جسطرح ذیحیات پڑھتا ہے اوسیطرح وہ بھی عمل خوانی کر رہی ہین اور بخورات طرح طرح کے ہر ایک مقام پر روشن ہین اور وسط مین ایک چوکی سنگ مرمر

کی خالی ہے اوسپر بدیع الزمان نے بیٹھکر بہ حلم لوح اسم یاوہاب پڑھنا شروع کیا جب تعداد عمل تمام ہوئی وہ تصویرین دست بستہ سامنے آئین اور گویا ہوئین کہ مبارک ہوا ے طلسم کشا ہم موکلان اسم یاوہاب ہین آپکے مطیع ہوے اور دربند وہابیہ تمام ہوا اور خزانہ بعد فتح کل طلسم ملیگا یہ کہکر جملہ موکل سمت آسمان روانہ ہوے بدیع جو باغ سے نکلے تو سامنے اپنا لشکر دیکھا سبنے آکر سلام کیا اور سمت جباریہ کے روانہ ہوے یہان آکر مصروف ہوے اب یہان سے دوکلمہ دربند دوم چاپلوسیہ بیان ہوتے ہین بدیع الزمان دوبارہ بخدمت ابرار سجادہ نشین گئے اور تمام کیفیت بیان کی ابرار نے فرمایا کہ اب تم کو شہر چاپلوسیہ مین جانا چاہیئے مگر جو کچھ کرنا سمجھکر کرنا کیونکہ ابھی کوئی وہان ہماری اعانت کارگر نہوگی اور تنہا جانا عیار بھی آپکے ساتھ نہوگا بدیع الزمان نے آکر جباریہ پر مشورہ کیا اور بیان کیا کہ مین تنہا جاؤنگا شاطر تک میرے ہمراہ نہوگا اور ایسا ہی قصد کیا

دوکلمہ داستان حیرت بیان دربند چاپلوسیہ کہ دربند دوم طلسم ہے ناظرین کو ایک تکلیف دی ہر چند کہ مضامین داستان ہوش ربا مین بہت ایجاد کیے اس طلسم مین بھی داستان ہاے رنگین و فصاحت آئین تحریر ہونگی یہ دو دربند لیئے مکر و شعبدہ اس رنگ مین ہفت دفاتر مین داستان خیال مین بھی دو باتین تحریر نہین ہوئین ناظرین ملاحظہ فرمائین ساقی نامہ مصنف

ساقیا وقت بادہ خواری ہے
نہ ہے دلمین یہ ہوس باقی
میکدے مین ابھی اندھیرا ہی
عاشقون سے عبث ہے یہ پروا
پھر شب ہجر نے ستایا ہے
عشق سے ہم تو باز آئینگے
ہر گھڑی شغل آہ و زاری ہے
گیسوے رخ کی یاد سے ہے کام
موت بھی ہو گئی خفا مجھ سے

منزل مکر و غدر ہو گی سطے
جوشش ہے دلمین بادہ خواری کا
فوج رنج و الم نے گھیرا ہے
ہم تو مدت سے جان دیتے ہین
عشق نے رنگ پھر جمایا ہے
رحم لازم ہے جان جان ہمیں
چشم تر صرف اشکباری ہی
آہ سے درد دل مین ہوتا ہے
کیا ہوا جرم اے خدا مجھے

ایک ساغر تو لا پلا ساقی
آفتاب جمال کو چمکا
اپنے مشتاق کو جمال دکھا
کبھی صورت بھی دیکھ لیتے ہین
تا کجا رنج و غم اوٹھائینگے
اب تو بیتاب ہے دل مضطر
شام سے صبح صبح سے تا شام
مجھپہ میرا عدو بھی روتا ہے
اے صبا یہ پیام پہونچانا

اب تو مرتا ہے تیرا دیوانا
غزل کیا کہوں حال چاک دامانکا
دو نگڑا تھا یہ ابر مژگان کا
کاغذ و خامہ دونوں جلنے لگے
ہو عصا اب تو دست دربانکا
نار پستان کی کیا لکھوں تعریف
پانوں چھلا جو دست جانان کا

اے صبا کہیو حال یہ سارا
تار باقی نہین گریبان کا
نہ تڑپیو ذرا دل مضطر
حال لکھا جو آہ سوزان کا
دیکھ پائے جو دست رنگین کو
یہ تو میوہ ہے باغ رضوان کا

اس غزل کو ہماری پڑھ دینا
بھر گئے دو گھڑی مین جل تھل
زخم اوٹھا لیجو تیر مژگان کا
خشک ہو کر مرا تن لاغر
زرد ہو رنگ شاخ مرجان کا
اے قمر نقد جان عوض مین دون

چہرہ رہروان منازل مکارم طے کنندگان جادۂ طراری راہ پیچدار فکر کو یون طے کرتے ہین شعر سخن سنج و غواص دریاے ہوش ؛ چنین ریخت گوہر بدامان گوش ؛ شاہزادہ بدیع الزمان یکہ وتنہا بے یار و آشنا سمت دربند چاپلو پیہ روانہ ہوے کانٹا فراق حسن آرائے شیرین کلام کا کلیجے مین کھٹک رہا ہو بعد رہروی دو دن کے سامنے سے شہر عظیم الشان نمایان ہوا در شہر بلند و مرتفع شہر پناہ پختہ در شہر پر ساٹھ ہزار جوان جنگی فروکش ہین بدیع الزمان مع مرکب بسم اللہ کہکر داخل شہر ہوے کاروانسراے دریافت کرکے درسرا پر جو آئے تو دروازہ سرا کا شہر سے بہتر پایا اندر آگے دیکھا قصر ہاے عمدہ بنے ہوے ہین ہر مسافر مثل شاہ و شہریار معلوم ہوتا ہے مہتر وہان کا فرش قالین پر بیٹھا ہے ایک مہترانی نے اوٹھکر بدیع کو سلام کیا کہ تشریف لائیے مرکب لیکر ایک مکان معقول مین باندھ دیا ایک قصر عمدہ مین لیجا کر بدیع الزمان کو بٹھا دیا مکان فرش عالی و جھاڑ کنول وغیرہ سے آراستہ تھا مہترانی بند پر بٹھا کر چلی گئی شام کو وہی پرسش مزاج بدیع کی مرکب کو دانہ و کاہ وغیرہ دیا ایک سائیس بھی مقرر کر دیا سامنے بدیع الزمان کے خاصہ شاہانہ مع شراب و کباب لاکر دستر خوان بچھایا بدیع الزمان بہت خوش ہوے کہ یہان کے لوگ بہت سلیقہ دار ہین بعد خاصہ کھلانے کے عرض کی طائفہ بھی حاضر ہے کوئی لمحہ ناچ دیکھیے بدیع الزمان نے کہا بہتر طائفہ آکر ناچکر چلا گیا جب دو پہر رات گذری پانچ اشرفیان بدیع الزمان نے خوراک وغیرہ کی کہکر اور پانچ طائفہ کے لیے دینے لگے اوس مہترانی نے کہا جلدی کیا ہے بعد ہفتے کے حساب ہو جائیگا سب اسباب راحت آپ ہی لوگون کے واسطے ہے بدیع خاموش ہو رہے اسی سامان مین جملہ مسافران کو دیکھا بہت تعریف اہل سرا کی اسی مہمانی کے سامان مین آٹھ دن

گذرے صبحکو مہترانی نے فرد حساب پیش کی بدیع الزمان نے دیکھا جملہ حساب ہوا اور میزان کل دو لاکھ
چالیس ہزار روپیے ہوے بدیع الزمان نے کہا اس قدر ایک آدمی کے صرف مین تو ہم نہ دینگے مہترانی
چپکی چلی گئی بعد لمحہ کے ایک چوبدار سلطانی آکر کھڑا ہوا کہا چلیے آپ پر مہترانی نے نالش کی ہی
بدیع اس خیال مین اسکے ساتھ چلے کہ بادشاہ انصاف کریگا کہ ایک شخص کے صرف مین
اسقدر کیونکر اوٹھا جو کچھ ہزار پانچسو دلوائیگا دیدینگے چوبدار کے ساتھ چلے دربار شاہی مین
پہونچے نہایت بڑا دربار ہے ہزارہا وزیر امیر متمکن ہین تخت پر ایک بادشاہ پیر بارِیش سفید بیٹھا ہی
بدیع نے سلام کیا اہل دربار اسی بات پر رنجیدہ ہوے بادشاہ خفا ہوا کہ بمقدمہ مدعی و مدعا علیہ
مذہب سے کیا کام یہ جوان مسافر ہے بدیع الزمان کو کرسی مرحمت ہوئی بادشاہ نے بمقدمہ
روپیہ کے پوچھا بدیع نے کہا اسقدر مین نہین جانتا حساب آٹھ دن کا ہے شاہ نے مدعی کی فرد
حساب مانگی اوسنے پیش کی شاہ نے فرد دیکھکر کہا اسمین تو کوئی شئے خلاف نہین ہی جس شئے کو
بدیع ایک روپیہ سمجھے تھے اوسکے ہزار روپیے لکھے تھے فی گلابی شراب ہزار روپیہ فی طائفہ دو ہزار
اسیطرح ہر شئے لکھی تھی بادشاہ نے حکم دیا اسکا روپیہ ادا کیجیے ورنہ سلاح وغیرہ نیلام کرکے ادا کروائے
جائینگے ایک سردار اوسمین سے اوٹھا نہایت قوی ہیکل تھا ارادہ کیا کہ بدیع کی زرہ اوتارلے بدیع
نے ایک طمانچہ مارا وہ جوان مورا کہ گرا شاہ نے جملہ فوج کو اشارہ کیا دس ہزار فوج بدیع الزمان پر
ٹوٹ پڑی تلوار چلنے لگی بدیع نے بہت لوگ قتل کیے بعد زوال آفتاب لڑتے لڑتے پاؤن ایک سر بریدہ
پر جا پڑا بدیع کو گرتے گرتے از روے بلوے کے پکڑ لیا مسلسل کراکے چاپلوس شاہ نے حکم دیا کہ
اس بے ادب کو زندانخانہ دیرگاہ مین قید کرو بادشاہ نے قید بدیع کی خود ہمراہ لی ایک مکان مقفل تھا
کلید اپنے پاس سے نکالی بدیع کو داخل کیا بدیع نے دیکھا ایک مکان عالیشان ہی مگر بالکل بیرونی سناٹا
ہے خشت و چوب کا نام نہین دوسرا قیدی بھی وہان نہین ہے بدیع تو چاپلوس مین قید ہوے یہان
اسد نوجوان فراق بدیع مین بیمار ہو گئے ایک خواب پریشان دیکھا صبحکو خواجہ سے کل کیفیت بیان
کی کہا حضور ناموسجان کی فکر کرین ملکہ تقدیر نے کئی لاکھ روپیہ خواجہ کو دیے خواجہ نعلبے عیاری
سے آراستہ ہوکر سمت طلسم خورشید نگار روانہ ہوے بعد قطع منازل و طے مراحل پتا لگاتے ہوے
شہر جباریہ مین آے لالان شاہ وغیرہ سے ملاقات ہوئی سب نے دامن خواجہ کا تھاما کہ تمہارا بدیع

کے جانیکا حال بیان کیا کہ شہر چاپلوسیہ مین گئے ہین وہ نہایت مکار ہے معلوم ہوتا ہے آقا دام بکرین بھنسے خواجہ پتا پوچھکر داخل شہر چاپلوسیہ ہوے بصورت تاجر جلیل سرا مین ٹہرے متر انی نے خوب خاطر داری کین حضور نے اشرفیان چورن کی دینے کا ارادہ کیا متر نے کہا بعد ہفتے کے حساب ہو جاے گا پانچ دن مین خواجہ نے خوب ناچ دیکھا شراب پی عمدہ خاصہ کھایا فرمایا ہمارے پاس جواہرات ہے فروخت کر کے دینگے ایک توڑا اشرفیون کا بھی لاکر رکھدو اکثر سائل آتے ہین ما بدولت خیرات کرتے ہین متر نے اشرفیان حاضر کین شبکو خواجہ نے تمام اسباب نذر زنبیل کیا مکان سے نکلکر غائب ہو گئے صبح کو متر سر پیٹنے لگا کہتا تھا اک سوداگر آیا ہمکو لوٹ کر لے گیا شام کو خواجہ ایک رسالدار کی شکل بنکر تشریف لائے دیکھا کہ متر رو رہا ہے خواجہ سمجھے اسمین کچھ فتور ہے کئی صورتین تبدیل کر کے سب متر دنکو لوٹا جب سرا کی صفائی کر چلے ایک طفل دوازدہ سالہ کی صورت بنکر بازار مین روتے ہوے پھرنے لگے لوگ کوتوال تک لے گئے کہ کسیکا لڑکا ساتھ سے اپنے بزرگ کے چھوٹ گیا رفتہ رفتہ بادشاہ تک پہونچایا بادشاہ نے دیکھا لڑکا نہایت حسین ہے بہت پسند کیا پوچھا کیا ماجرا ہے تتلا کر باتین کین باپ کے ہمراہ چوک مین آیا تھا بھیڑ مین چھوٹ گیا بادشاہ نے تشفی کی گود مین بٹھالیا کہا ہم بجاے فرزند پرورش کرینگے خوشی خوشی محل مین لے گیا پانچ سات دن مین خوب مانوس ہوا گاڑی پر سوار کر کے بازار کی سیر کرانے لگا اگر محل مین نہ بہلا بارگاہ مین لیکر بیٹھتا ہے لڑکا رو رو کر جان دیتا ہے جب سوار کر کے بازار مین پھراتا ہے تو شگفتہ رہتا ہے بلکہ یہ چاہتے ہین کہ اور نئے مقام پر لیچلو آٹھ دن کے عرصے مین تین سمت خواجہ کو پھرا لیا ایکدن چوتھی سمت کے لیے مچلے آخر ناچار ہو کر جدہر زندان بدیع الزمان تھا لے گیا جیسے ہی آنی اس مکان کو نئی قطع کا دیکھا مچلگئے اشارہ یہ تھا کہ اندر چلو ہر چند بہلایا نہ بہلے آخر ناچار جوڑے سے کنجی نکالی قفل کھولکر اندر لے گیا خواجہ نے دیکھا کہ بدیع زار و نزار ہو گیا ہے سارے مکان کی سیر کر کے باہر آئے بادشاہ اسیطرح قفل لگا کر اپنے مکان مین آیا خبکہ خواجہ نے بروقت سونیکے کنجی چاپلوس شاہ کے جوڑے سے نکالی تو جوڑے مین کوئی سخت چیز پائی ٹٹولکر جو نکالا ہمراہ کنجی کے بیضہ دندان فیل بھی نکلا کنجی مع بیضہ لیکر عمرو باہر آیا قریب سہر رات رہے کے قفل کھولا بدیع الزمان سے آکر ملاقات کی صبح ہوتے ہوتے بیہوش کر کے بدیع کو عمرو لے نکلا شہر سے تین کوس پر لاکر صحرا مین ہوشیار کر کے سب حال بدیع نے کہا غرض کہ جب بیضہ کو کھولا ایک پرچہ کاغذ کا اسمین سے نکلا شاہزادے نے پڑھا اسمین

لکھا تھا کہ اگر کوئی طالب لوح دربند چاپلوسیہ ہو تو مناسب ہی کہ شہر سے پانچ کوس پر ایک کوہ ہی زیر کوہ
کنارہ دریا پر بیٹھکر اس اسم کو پڑھے تو وہین محافظ لوح پیدا ہوگا اور بمقابلہ کشتی مین جب زیر ہوگا جب
مقام لوح پر لیجاکر لوح دیگا بدیع نے خوجہ کو رخصت کیا مگر حال قاسم بھی خواجہ سے بیان کیا کہ اوسکی
تلاش پر ضرور رہے آپ دربند جباریہ پر تشریف رکھیے گا یہ کہکر بدیع الزمان نے قریب دریا آکر
اسم پڑھا وہی تاجدار جسنے لوح دربند جباریہ دی تھی پیدا ہوا کشتی مین زیر ہوکر ہمراہ بدیع کو لیجا کر
وہی قصر وہی حجرہ کھولکر بہ تعجیل صندوقچہ روبروے بدیع رکھا شاہزادہ نے لوح دربند چاپلوسیہ نکالی
تاجدار رخصت ہوا بدیع نے لوح کو صحرا مین آکر ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ جس دریا پر سے تاجدار لایا اوسکے
کنارے بیٹھکر اس اسم کو پڑھو شاہزادہ نے کنارے آکر اسم پڑھا کشتی پیدا ہوئی بدیع بموجب حکم
لوح کشتی پر سوار ہوا کشتی خود بخود روانہ ہوئی سامنے سے ایک جہاز پیدا ہوا ایک بادشاہ نے
مع فوج جنگی جہاز پر سوار ہوکر شاہزادہ بدیع کو للکارا کہ اے طلسم کشا ذرا تامل کر کشتی رکی اوس جہاز پر سے
ایک پہلوان پھاندا دریا مین آواز دی کہ اے طلسم کشا آکر مقابلہ کر بدیع نے بموجب حکم لوح دریا
مین کود کر اوس پہلوان کو مارا وہ بادشاہ مع فوج کے لینا لینا کہتا ہوا اوس دریا مین پھاندا سب
فوج بدیع پر حملہ آور ہوئی دریا مین تلوار نیزہ چل رہا ہے لوح نے حکم دیا جسطرح بنے اس بادشاہ کو
گرفتار کرکے کنارے پر لیجاؤ جہان تمکو لیجاسکے ساتھ اسکے جانا جہان بٹھادے بیٹھکر تماشا دیکھنا
خبردار کسی مقدمہ مین دخل نہ دینا بدیع نے بعد تباہی بسیار شاہ کو پکڑا وہ شاہ بدیع کو لیکر ایک
باغ مین آیا کہ نہایت عمدہ باغ تھا وسط باغ مین ایک قصر برنگ زبرجدی سبز لہ پر لاکر بدیع
کو بٹھا دیا دریچہ ہاے قصر کھولدیے گلوریان شراب وکباب رکھکر چلا گیا بدیع مسند پر بیٹھی مین
اسقدر وہ قصر بلند ہے کہ منزلون تک معلوم ہوتا ہے سامنے دو کوہ ہین بیچ مین مثل سڑک کے صحرا ئے
سبزہ زار ہے یکایک زیر کوہ سامان میلہ جمع ہونے لگا دوکاندارون نے آکر دوکانین لگائین چند عرصے
مین کل سامان مہیا ہوگیا وسط میلے مین انبار ہیزم ہونے لگا جب خوب انتظام ہوچکا نوبت نقارے
کی آواز آئی ایک شاہزادی نہایت حسین لباس عروسی پہنے ہوے مثل ستیون کے ایک لاش کو
گود مین لیے ہوے اور جو کہ طریقہ ستیون کا ہوتا ہے حکم لگاکر ہار پھول لٹاکر لاش اپنے شوہر کی
لیکر جلگئی اسیطرح چھ تخت آئے چھ شاہزادیان ستی ہوئین ساتوان تخت پھر پیدا ہوا بدیع نے

بہ نگاہ غور دیکھا ملکہ حسن آرائے شیرین کلام ایک لاش گود مین لیے ہوئے آتی ہے ایک طرف
ایک بادشاہ مع چالیس ہزار فوج کے باشمشیر ہائے برہنہ دوسری طرف مرادشاہ پر ملکہ حسن آرائے
شیرین کلام کو سر برہنہ روتا ہوا منع کرتا ہوا کہ مین تجھکو ہرگز ستی ہونے دونگا کہ تجھے میرا آقا بدیع مافوق نے
جب مرادشاہ یہ کہتا ہے تو وہ شاہ جسکے ساتھ فوج ہے اپنے ہمراہیون سے کہتا ہے تم قتل کرو حسن آرا
میرے فرزند کے ساتھ ستی ہوتی ہے جب لوگ قتل کرنے آتے ہین تو ہمراہیان مرادشاہ بیچ مین
آپڑتے ہین اپنی جان دیتے ہین مرادشاہ کو بچا لیتے ہین سامنے بدیع کے چالیس کس ہمراہیان مرادشاہ
رہگئے بدیع کو تاب باقی نرہی وہین سے نعرہ کیا با شیدائے کفاران بیحیا قفر سے نیچے اوتر کر باغ سے
باہر آیا میلا تو دکھائی نہ دیا بدیع سمجھے کہ مین دوسری جانب آیا ہون اُسطرف لوگ ہونگے
کہ سامنے سے مرادشاہ زخمدار بیقرار مع چندکس پیدا ہوا فریاد کی کہ جلد آیئے کہ حسن آرا کا خاتمہ
ہوا جاہتا ہے بدیع جھپٹا مرادشاہ نے کہا حضور مقابلہ عظیم ہے اور یہ سب غیر ساحر ہین لوح ذرا مجھے
دیجئے میرے کلیجے مین درد ہے برکت لوح سے درد تھمے غصے مین بدیع نے لوح نہ دیکھی مرادشاہ کے
حوالے کی بس اُسنے ہٹکر آواز دی باخبر او طلسم کشا منم محیط اسرار دان یہ کہکر نعرہ کیا طلسم کشا
کو لیناد ہی اہل میلا آکر چہار طرف سے بدیع پر ٹوٹ پڑے بدیع نے تلوار کھینچی لاکھوں آدمی بدیع کو
گھیرے ہین دو پہر کامل تلوار چلی آخر ازروے بلوے کے بدیع کو پکڑ لیا کثرت زخم سے بدیع بیہوش
ہوگئے محیط اسرار دان بدیع کو گرفتار کر چکا اپنے عیار سہیل مکار کو قید بدیع سپرد کی چار سو
سوار ہمراہ کرکے کہا کہ تو سمت چاپلوسیہ قید طلسم کشا کے کر چل مین سامان میلا اُٹھوا کر آتا ہون
عیار مع سواران بدیع کو لے کر چلا جب پانچ کوس راستہ طے کیا درہ کوہ سے پانچ کوس بر
نقابدار گلگون پوش پانچسو سوار سے آکر گرا مار کے سبکے ٹکڑے اوڑا دیئے بر چھا سینہ سہیل پر
رکھدیا کہ پشتارہ رکھدے سہیل نے خوف سے جان کے پشتارہ رکھدیا نقابدار بدیع کو لیکر اپنے باغ
مین آیا مرہم وری کی جب بدیع کو ہوش آیا اپنے کو ایک بارہ دری مین پایا اور ایک نازنین حور پیکر
چہاردہ سالا کو اپنے سرہانے دیکھا نہایت حسین مہ جبین شیرین گفتار سرو قد حور مثال عارض
بدر آسمان کمال ابرو رشک ہلال غنچ طاؤس طناز با کرشمہ و ناز تمکین ہے شاہزادہ دیکھکر مبتلا ہوا
بعد گفتگوے معشوقانہ اُس حور وش نے ظاہر کیا کہ مین دختر ہون ملک چاپلوس شاہ کی مدام

بگل ندامت کھیچہ اور بیان کیا کہ جس روز آپ واسطے روبکاری مہتر کے گئے تھے اسدن دیکھکر
عاشق ہوئی تھی آج جو آپکی گرفتاری کا حال سنا تاب نہ آئی لڑی پشتارہ چھین لائی بعد ہفتے کے
بدیع نے غسل صحت کیا مشغول عیش ہوے ملکہ نے پوچھا کہ زندان دیرگاہ سے کیونکر رہائی پائی
لوح کیونکر حاصل ہوئی بدیع نے ذکر عیاری خواجہ عمرو کیا ملکہ نہایت مشتاق ہوئی جوان آدمی
لڑکا کیونکر بنا یہ باتین تھین کہ مردنگ سامنے سے غائب ہوئی شمشاد وزیرزادی ملکہ کی نہایت
حسین وجمیل پہلومین ملکہ کے بیٹھی تھی جھک کر کان مین ملکہ کے کہا حضور بڑا غضب ہوا مرنگا کسی نے
میرے سینہ پر ہاتھ رکھدیا شاہزادے سے کہیے کوئی دعائین پڑھین باغ مین ہلڑ ہوا بدیع نے ملکہ
سے کہکر رونمائی رکھوائی تب خواجہ نے اپنی صورت اصلی دکھائی شمشاد پر عاشق ہوئے بدیع
نے کہکر خواجہ کو گویا اہل محفل کو دنگ کردیا شمشاد بھی انکی سیرت پر مائل ہوئی بدیع تو حمام مین
گئے ہین خواجہ صحبت مین بیٹھے مین ملکہ سے بھی ذکر ہورہا ہے کہ لوح کی تدبیر واجب و لازم ہے بدیع الزمان
یون بیٹھا نہ رہیگا کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی خواجہ نے ملکہ سے پوچھا یہ باجا کیسا بجتا ہے
ملکہ نے کہا شہر چاپلوسیہ مین ایک دیر ہے کہ اس مین تصویر خداوندی رکھی ہے چوتھے دن مع کل رئیسان
شہر کے چاپلوس شاہ دیر مین جاتا ہے اور محیط اسرار دان کہ مفتی دیر ہے وعظ کہتا ہے یہ باجا
کسی امیر کے ساتھ بجتا ہوا جاتا ہے عمرو نے ملکہ سے کہا ایک ہفتہ بدیع کو عیش مین الجھائے
رکھنا اگر خدا چاہتا ہے تو مین لوح لاتا ہون یہ کہکر عمرو بیرون باغ آیا کہ سامنے امیہ عیار
بدیع و ابوالفتح و عمران کہ یہ بھانجے عمرو کے ہین تلاش کرتے ہوے جبار یہ پر پہونچے امیہ
کے ساتھ تلاش مین خواجہ کے نکلے تھے عمرو کو سلام کیا عمرو نے تینونکو گلے سے لگایا کنارے لاکر
کچھ کان مین سمجھایا کہا تم دیر مین جاکر اندھے بنکر جب محیط وعظ کہکر ممبر سے اترے تو کہنا
ہم نابینا مقامہاے دور دراز سے فیض مذہب سنکر آئے ہین ہماری آنکھون کے لیے دعا کیجیے
جب تین چار جلسون مین مع بادشاہ تمکو جان جائینگے کہ یہ اندھے ہین تب تم ایک شب کو روتے
ہوے اوٹھنا کہنا ہمنے خواب دیکھا ہے کہ کل کے جلسے مین نائب خداوند بہ صفت رنگ آئینگے اور ہماری
آنکھین روشن کرینگے اسدن مین مہمیز بنکر آؤنگا ان تینون کو اشارے کی دیر تھی برابر سے عیار
اسی طرح دیر مین ٹٹولتے ہوے پہونچے دیکھا ایک مکان عالیشان ہے ایک تخت پر تصویر رکھی ہے

برابر اسکے ایک ممبر سونیکا ہے اہالیان شہر جمع ہین بادشاہ بھی آیا ایک شخص بصورت متبرک ہودار
پر سوار تاج مرصع پہنے ہوئے شاہ نے ہاتھ اسکے آنکھونسے لگائے سبنے مصافحہ کیا وہ ممبر پر گیا وعظ
کہا یہ تینون اندھے فرداً فرداً آئے اپنا حال بیان کیا کسینے کہا ایران سے آئے ہین کسی نے
کہا ترکستان سے کسی نے کہا شہر بلخ مین ہمارا مسکن ہے فیض مذہب سنکر آئے ہین ہمارے لیے دعا
کیجے کہ آنکھین مرحمت ہون محیط اسراروان نے محافظان دیر کو حکم دیا کہ ان اندھون کو رہنے
کی جگہ دو انکی خدمت کرو جب ہم طلسم کشا کو بھی گرفتار کرینگے بخدمت خداوند انکو بھی لیجائینگے
یہ نابینا رہنے لگے دو تین جلسون مین تمام اہالیان شہر آگاہ ہوئے کہ تین نابینا دور سے آئے ہین
مفتی دیر ہر مرتبہ دعا کرتا ہی اندھون سے کون چشم پوشی کرے بچشمداشت بینا ہونیکو آئے ہین
ایک شب کو تینون روتے ہوئے اسٹھے کہ ہمنے خواب دیکھا کہ صبح کو نائب خداوند ہمیں ہفت رنگ
دیر مین تشریف لائینگے ہمین بینا کرینگے تمام دیر مین ہلڑ ہوا اندھے صبح کو در دیر پر بیٹھے جو آتا ہی
اُسکے قدم لیتے ہین لعد کہتے ہین لعاب دہن ہماری آنکھون مین لگاکر اندر جائیے لوگ جمع ہین حیرت
ہی کہ یہ کیا معرکہ ہے یکایک خواجہ بشکل عجائب کہ دیو جامہ گلے مین رنگ بدلتا ہی تاج عطیہ حضرت آدم
سر پر اسمین گوہر شبچراغ نصب ہین چاہا کہ اندر قدم رکھین اندھے قدمون سے لپٹے آپنے فرمایا مین
وعظ سننے آیا ہون وہ کہتے ہین لعاب دہن لگادیجے یہانتک تکرار ہوئی کہ غل سنکر بادشاہ اور
محیط بھی آئے صورت دیکھکر سب حیران ہوئے محیط نے بڑھکر عرض کی کہ انکا کہنا کیجے لعاب دہن اقدس
لگادیجے اشب کو انکو بشارت ہو چکی ہے پھر تو ایک غل ہوا مجبوری لعاب دہن لگایا تینون اندھے
بینا ہوئے سبکی صورتین پہچاننے لگے ابتو شاہ و محیط اسراروان وغیرہ قدمونسے لپٹ گئے کہا آج حضور
وعظ فرمائین بعد تکرار بسیار ممبر پر آئے زبان جنی مین وعظ کہا اور سب حیران ہوئے آپنے فرمایا کہ یہ زبان خاص
خداوند کی ہے اور یہ اندھے بھی مقبول بارگاہ خداوندی ہین اے چاپلوس شاہ ہمارا رہنا تو ناممکن ہی کبھی
کبھی آئینگے انمین سے ایک کو وزیر ایک کو کوتوال ایک کو مفتی دیر قرار دے کہ جتنی یہ پریشانی بقدم طلسم کشا
ہے موقوف ہوجائے چاپلوس شاہ نے خوشی خوشی امیہ کو وزیر اعظم ابو الفتح و عمران کو کوتوال و مفتی
قرار دیا نائب نے فرمایا ہم جلسہ آیندہ مین آئینگے طلسم کشا کو بھی گرفتار کر لائین گے لوح لاکر ہمکو حوالے کر
خداوند نے فرمایا ہی کہ بے وہ دنیا مین لوح کا رہنا مناسب نہین ہی چاپلوس شاہ نے خوشی خوشی لوح

دیکر کہا کہ آپ مالک ہین جیسا مناسب جانین ویسا کرین لوح لیکر خواجہ باہر نکلے کلیم اوڑھکر غائب ہوئے
اور زیادہ اعتقاد ہوا خواجہ نے لوح لاکر بدیع کو باغ مین دی بدیع نے خواجہ سے کہا آپ جبا پر
چلیے اور خود ملکہ کو گریان چھوڑکر باارادہ فتاحی مرحلہ جات اوسی باغ مین آئے دریچہ کھولکر بالائی قصر
بیٹھے لوح کو دمبدم ملاحظہ کر رہے ہین ایک طرف سے گرد اٹھی ایک شاہ بوضع کفار پیدا ہوا دوسرا
بادشاہ بوضع اہل اسلام آپس مین تلوار چلی جو بادشاہ بوضع اسلام ہے دہائی دیتا ہے کہ اے
طلسم کشا مجھے آکر بچالے بدیع بحکم لوح اپنے مقام سے نہ اٹھے دونون بادشاہ لڑکر مرے جب کل
فوج کا خاتمہ ہوا تو دیکھا بدیع نے ایک شتر سوار پیدا ہوا اسنے آواز دی اے طلسم کشا مبارک ہو
محیط ہزار دوان مارا گیا بدیع نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ مرحلہ محیط تمام ہوا قلعہ چاپلوسیہ پر
جانا چاہئے بدیع باغ سے باہر آئے دیکھا ہمارا لشکر فروکش ہے سب نے آکر ملاقات کی طرف چاپلوسیہ
کے کوچ کیا چاپلوس شاہ دیر تصویر سے لوح دیکر آیا عیارون کو عہدے دیے سہیل مکار عیار چاپلوس
آیا اسنے عیارونکو پہچانا اہل دربار نے بیان کیا کہ نائب خداوند آئے تھے اندھون کو اچھا کرگئے لوح لیگئے
سہیل نے للکارا کہ اے شاہ اول بھی عمرو فریب کرکے بدیع کو زندان سے لیگیا اب اسنے لوح لی
یہ عیار جانے نپائین یہ تینون عیار بجرات تمام لڑبھڑکر نکلے جب یہ جا چکے تو لاشہ محیط ہزار دوان
آیا اب چاپلوس شاہ گھبرایا سہیل نے کہا اب سامان لشکر کشی کیجیے مین تو طلسم کشا کو پکڑ لاؤنگا
چاپلوس شاہ با فوج گران مقابلہ لشکر بدیع مین آیا سہیل دو پہر رات گئے چارون عیار لیکر چلا جنگل مین
سبکو چھوڑکر مسلسل تیسندم اسکا مہتر ہے سبکو اسکے سپرد کیا اب تنہا لشکر مین آیا دیکھا خیمہ بدیع پر
چندان انتظام نہین ہے سہیل پشت بارگاہ پر آیا سراچہ چاک کیا بدیع کو بیہوش کرکے لے بھاگا
صبح ہوتے ہوتے اپنی بارگاہ ہوپچا بدیع کو ہشیار کیا اپنی تعریفین کرنے لگا کہ اے شاہ مین
لڑبھڑکر طلسم کشا کو لایا پشت پر بادشاہ کے ایک خدمت گار کھڑا تھا اسنے آواز دی کہ اے
سہیل کیون دیوانہ ہوا ہے یہ تیرے لشکر کا سائیس ہے گونگا بہرہ طلسم کشا کو ہاتھ لگا سکتا ہے
منم خواجہ عمرو یہ کہکر نیمچہ کھینچکر جا پڑا سہیل سے تلوار چلنے لگی ہرکارون نے خبر بدیع کو پہنچائی
یہ فوج غیر ساحران لیکر آپڑے خوب تلوار چلی عمرو نے جھپٹ کر سہیل کو نیمچہ مارا سہیل کے دو ٹکڑے
ہوئے چاپلوس شاہ نے جب جرات بدیع کو دیکھا گھبرا گیا شکست کھاکے طرف طلسم کے بھاگا بدیع بعد

شان داخل شہر چاپلوسیہ ہوئے سراکو کھدوا ڈالا شہر چاپلوسیہ مین عملداری ہوئی مصروف عیش ہوئے

دو کلمہ داستان حیرت بیان دربند سیم طلسم خورشید نگار کہ نام اس دربند کا ہوشیار یہ ہے مالک اسکا اظہار شعبدہ باز ہے جانا بدیع کا دربند شعبدہ پر اور حالات شعبدہ اظہار شعبدہ باز و دیگر حالات متعلق داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

ساقی مے شعبدہ پلا دے
رندون مین بھی انتخاب ہون مین
حیران جمال یار ہون مین
دن ہجر کے رنج مین گذارے
بارش کی ہے فصل مے پلا دے
کیون صورت آئینہ ہے حیران
مضمون یہ شعبدہ کا لکھون
سامع نہ کہین ملول ہوئے

نیرنگ جہان مجھے دکھا دے
ایک جام شراب بھر نکر ناز
اس غم سے تو بیقرار ہو نہین
اب وقت ہے میکشی کا آیا
ساقی ذرا یا دلی دکھا دے
دل ہجر مین اب تڑپ رہا ہے
سامع کو نشان بے نشان دون

مشتاق شراب ناب ہون مین
کردے در میکدہ بھی اب باز
اے ساقی ماہوش ہمارے
لو ابر بہار رنگ لایا
ہے جوش مین رندے پرستان
نیرنگ جہان کا سامنا ہے
یہ رنگ قمر نہ طول ہوئے

چھوڑ ہم وان منازل شعبدہ بازی و قطع کنندگان راہ پر خار نیرنگ سازی حال کیفیت مآل دربند شعبدہ یون تحریر فرماتے ہین شعر واقفانے کہ در سخن فرد اندہ شرح این داستان چنین کردند شاہزادہ بدیع نے دربند چاپلوسیہ پر جشن کیا عین صحبت مین خوجہ سے ذکر گنبد بلورین کیا کہ ہم بہت سامان وہان چھوڑ آئے ہین سرخ پوش جنی نے اس شیطان کو لڑا وہ ملعون وہان خدائی کرتا تھا اس ذریعہ سے ہمکو لوح ملی یہ سنکر خوجہ نے باتون مین بدیع سے نشان گنبد پوچھا شب کو بدون اطلاع بدیع روانہ ہوئے ارادہ ہے بدیع کا خدمت برادرین جاؤن حال دربند شعبدہ پوچھون کہ چوبدار نے آکر عرض کی کہ ایلچی فرستادہ اظہار شعبدہ باز دروازے پر حاضر ہے دو ہزار سوار جو اپنے ساتھ لایا ہے انھین بیرون لشکر چھوڑ آتنہا حاضر ہے شاہزادہ نے فرمایا بلا لو دیکھا ایک پہلوان تلوار کمر مین سپر پشت پر ایک گلدستہ ہاتھ مین اس مین پھول لگ رنگ کے بدیع نے کرسی مرحمت کی وہ احمق کرسی پر تو نہ بیٹھا کھڑے کھڑے کاغذ ہاتھ مین دیا کہا مین رخصت ہوتا ہون آپ اسکے مضمون کو پڑھکر اگر دست برداری طلسم سے منظور ہو آج ہی یہان سے چلے جائیے اگر مقابلہ منظور ہو آج ہی طرف ہمارے شہر کے کوچ کیجیے ہر چند چاہا کہ ٹھہرائین مگر وہ نہ ٹھہرا اور یہ بھی

ایلچی نے کہا کہ اگر آپ ہمارے سامنے تیاری کریں ہمارا شاہ بھی لشکر لیکر شہر سے نکلے اگر آپ غفلت میں آئے
یہ سپہ گری سے بعید ہے ایسا بدیع کو گرمایا کہ اسی وقت شاہزادہ کل فوج لیکر روانہ ہوا آگے آگے تو
ایلچی جاتا ہے پیچھے لشکر بدیع شب کو جہان لشکر بدیع اترا کوس بھر آگے بڑھکر ایلچی بھی اتر پڑا بدیع نے
شبکو آرام کیا خدمت طلایہ سیلان سرخ پوش کو ملی سیلان کنارے پر لینے لشکر گئے ہے یکا یک ملخ شیر
صحرائی پیدا ہوئے سمجھے جنگلی شیر نکل آئے ہیں تیر مارنا شروع کیے اسقدر تیر مارے کہ قریب آتے آتے غربال
ہوگئے لیکن لشکر پر آگرے بھاگنا نہیں جانتے جسکو پنجہ مارا بیہوش ہوکے گر پڑا جب پہلوانوں نے
دیکھا کہ ایک ایک پر صد ہا تلوارین پڑین مگر پنجہ جس کے جسم سے مس ہوگیا وہ بیہوش ہو بہادروں نے
بیہوش ہوتے ہوتے تاگین پکڑ پکڑ لیں اب جو دیکھا تو مقوے کے بنے ہوئے ہیں پنجوں میں کوئی شے لگیا
ہے جسکے جسم سے پنجہ ہائے شیر مس ہوئے انکو صبح کو سامنے بدیع کے لائے بدیع نے جو دیکھا پچاس
جوان بیہوش پڑے ہیں جب ہوشیار ہوئے دیکھا تمام جسم مثل آبلہ ہوگیا تڑپ رہے ہیں کہا حضور
تمام جسم تپک رہا ہے اگر حکیمان لشکر نے کچھ علاج کیا اور ترقی ہوئی بموجب مضمون مصرع ع
مرض بڑھتا گیا جو جو دوا کی ؛ ان بیچاروں کو چارپائی پر ڈال دیا کراہ رہے ہیں پھر کوچ کیا
ایلچی بھی آگے آگے جاتا ہے قریب شام قلعہ ہوشیار یہ نمایان ہوا عجب طرح کا قلعہ ہے اول یہ کہ
گرد حلقہ کے بجائے دیوار قناتیں کھڑی ہیں بسبب قنات کے اور کچھ معلوم نہیں ہوتا ہر رنگ
سرخ چار دیواری جا بجا سے شکستہ ہے قناتوں کے آگے بانس کھڑے ہیں اسپر سفید پردے
پڑے ہیں ہوا سے اوڑ رہے ہیں ایلچی انھیں پردوں کے اندر چلا گیا لشکر بدیع سامنے اترا
اندر سے کچھ لوگ نکلے پردوں پر پانی چھڑک کے چلے گئے دستور ہے ہرکارے برائے خبر جاتے
ہیں شاگردان امیہ گئے جب قریب پردے کے پہونچے خوشبو دماغ میں آئی بیہوش ہوکے
گرے اندر سے لوگ آکے انکو گرفتار کرکے لیگئے ہرکارے اندر جاکے ہوشیار ہوئے دیکھا
شہر وسیع دوکانیں سب طرح کی آراستہ دارالامارۃ شاہی میں لائے دیکھا ایک بادشاہ پیر گرد
چند پہلوان شاہ نے حکم دیا انکو جلد قید کرو امیہ نے آکر بدیع سے عرض کی ہرکاروں
پر یہ کیفیت گذری جب شاہزادے نے یہ کیفیت سنی بہ سبب تعویذ کے بخدمت ابرار
سجادہ نشین گئے یہ سب حال کہا انہوں نے کہا خدا تمپر اپنا فضل کرے یہ ملعون اظہار شعبدہ باز

بڑا شعبدون پر ناز کرتا ہے ہمین اسمین کچھ دخل نہین ہے خواجہ عمرو سے رجوع کرو بدیع
لشکر مین آئے شب کو پھر وہی بلا شیرونکی نازل ہوئی ہر روز شیر برستے ہین جسکے جسم سے انکا پنجہ مس ہوا ہوش
ہو گیا تمام جسم آبلہ دار بیقرار تڑپ رہے ہین تین راتین گذرین پانچہزار جوان بیکار ہوے
چوتھے دن وہی ایلچی دربار مین آیا کہا ہمارے شاہ نے فرمایا ہے آج ضرور شبکو طبل
جنگی بجیگا یہ فرمائیے اپکے لشکر سے کون پہلوان نکلےگا اوسی کے لایق پہلوان میدان
مین آئے مہران قوی بازو نے کہا ہم مقابلہ کرینگے ایلچی چلا گیا آواز طبل جنگی سنکر یہان
بھی نقارہ رزمی گڑگڑایا بوقت سحر بدیع لشکر لیکر میدان مین آئے اودھر سے صف ایک پہلوان
پردہ اٹھاکر آیا صدا دی جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے بدیع نے کہا یہ کارخانہ کبھی نہین دیکھا مین
خود مقابلہ مین جاؤنگا مہران نے نمانا آگے نکا وزن ہوا مرکب برابر ہے مہران نے نام پوچھا
اُسنے قرطاس حریر پوش گشتی گیر بتایا آخر نیزہ چلا مہران نے ہوا کیا اسنے تلوار ماری
مہران نے قبضے پر ہاتھ ڈالدیا نوبت کشتی کی آئی تین پہر برابر کشتی ہوئی مہران پکڑ لایا نیچے
آنا تھا کہ بدن سے کافر کے آٹھ ہاتھ پیدا ہوئے چار گردن مین چار کمر مین زیر کرنا کیا ہاتھونپر
اوٹھاکر مہران کو اندر پردے کے لیگیا بدیع رنجیدہ پلٹ آئے شام کو ایلچی پھر آیا کہا کہ شاہ نے
فرمایا ہے کہ تین دن کی پھر مہلت دی اب بھی سمجھ کر طلسم سے دست بردار ہو جوہر کارہ خبر کو سطے
قریب پردے کے گیا بوے خوش دماغ مین آئی بیہوش ہو کر گرا اندر سے لوگ آئے اٹھا لیگئے
شب کو شیر و گرگ پلنگ آتے ہین سو دو سو آدمیون کا وہی حال ہوتا ہے تین دن مین کئی
ہزار اُسی حالت مین مبتلا ہوئے اس مہلکے مین تین دن گذر گئے چوتھے دن پھر ایلچی آیا
کہا آج پھر طبل جنگی بجے گا کل کون میدان مین آئے گا سیلان سرخ پوش نے دعویٰ کیا
ایلچی چلا گیا رات کو طبل جنگی بجا صبح کو بطور سابق وہی ایک پہلوان اندر سے نکلا صرف نیزہ ہاتھ مین
تلوار وغیرہ ندارد اودھر سے سیلان نکلا بعد تکا وزنی نام اپنا نیزہ باز حریر پیکر بتایا سیلان سے
نیزہ بازی شروع ہوئی بعد چار گھڑی کے سیلان نے ایک مقام پر نیزہ اسکا لگانا تھا کہ ہوائی
کرے کہ یکایک وسط نیزہ سے آٹھ زنجیرین پیدا ہوئین دو گردن مین دو دونون ہاتھون مین دو
دونون پیرون مین دو کمر مین لپٹ گئین سیلان کا کچھ زور نہ چلا مرکب سے جدا

ہو کر گرا اسی طرح بند تھا ہو اسیلان کو اوٹھا لیا بدیع پریشان لشکر لیکر پلٹے شام کو پھر ایلچی
آیا کہا شاہ نے آپ کو سات دن کی مہلت دی کہ سمجھکر طلسم سے دست بردار ہو ورنہ انکی مقابلے مین
سبکا فیصلہ ہو گا یہ کہکر چلا گیا ادوکلمہ حال خواجہ عمرو سنیے جب بدیع پاس ابرار سجادہ نشین
کے گئے تھے اونھون نے کہا تھا کہ خواجہ عمرو سے رجوع کرو خواجہ لشکر مین نہ تھے بدیع کو سات
دن کی مہلت ملی فرمایا خواجہ کو تلاش کرو امیرۃ الفتح نے عرض کی کہ ہم خواجہ عمرو کو ڈھونڈھ
کر لائینگے یہ دونون تلاش خواجہ چلے خواجہ نے زبانی بدیع حال گنبد بلوری سنا تھا کہ
اوسمین شیطان بچہ خدائی کرتا تھا ہمنے بہ مدد مرغ پوش اوسکو مارکر مال وہین چھوڑا خواجہ
پتہ کو چھکر قریب گنبد پہونچے سوراخ مین کمند ماری اندر آکے دیکھا مال اسباب بیحساب بنا لگا ہے
ایکطرف مسند بچھی ہے شراب وغیرہ رکھی ہے ایکطرف چوکا بنا ہے آپنے اول روپیہ اشرفی جواہرات اوٹھا کر
نذر زنبیل کیا اب ادھر متوجہ ہوے جدھر مسند ہے پہلے تو زر نقدی اوٹھانے کی تدبیر کر رہے تھے سوراخ مین
سے ایک ساحر نکلا جبتک آپ گلیم اوڑھین اوسنے سحر کیا پانون عمرو کے زمین نے پکڑے اوس ساحر
نے آکر سر پیٹا کہ ارے او ظالم تو کون ہے صد ہا من مال اوٹھا کر کیے دیدیا معلوم ہوتا ہے
کہ تو بدمعاش ہو تیرے ساتھ کے جنگل مین بہت ہونگے ہر چند اوس نے پوچھا عمرو نے کچھ نہ بتایا نام اوس
ساحر کا ضرغام جادو ہے اس گنبد کو جواسنے مع مال خالی پایا اسی مین رہنا شروع کیا غصے مین کہا او
بدمعاش مین تجھکو اپنے استاد مہیب جادو کے پاس لیچلتا ہون کہ وہ تیری قوم کی پہچان لیگا میرا مال
بھی دلوا دیگا یہ کہکر پرواز پیدا کر کے لیچلا قضائے کار مہیب جادو ایک قصر مین کہ اسی شہر ہوشیار یہ
مین ہی بنا یا ہوا اظہار شعبدہ بازی کا تھا چندے مہیب کو پسند آیا سکونت اختیار کی جو ملازم اظہار
یا عزیز گیا مارا گیا جبسے اظہار نے یہ سمجھ لیا تھا کہ اسمین کوئی اسرار ہو گیا جانا موقوف کر دیا یہان ضرغام
عمرو کو لیکر پہونچا عمرو نے دیکھا باغ معقول ہے وسط مین ایک قصر ہے ضرغام عمرو کو لایا عمرو نے دیکھا ایک ساحر
مہیب ضعیف بیٹھا ہے ضرغام نے سامنے مہیب جادو کے ڈالدیا اور حال بیان کیا مہیب کو ایک
حیرت ہوئی اتنا تو اپنی استادی سے کہا کہ یہ جن صحرائی ہے جب دیکھا
یہ قتل کرنے پر آمادہ ہے کہا آپ مرد بزرگ ہین آپکو مین بتلا دونگا اسکے سحر سے
چھوڑا کر الگ لیچلئے تمھین دکھا دون مہیب عمرو کو الگ لے گیا زنبیل کا منھ کھولکر کہا اسمین دیکھیے اوسنے

جھک کر دیکھا تو ہزار ہا طرح کا اسباب موجود ہے دریا صحرا قلعہ جات ہزارہا تلج رکھی ہین جب تماشے
مین مصروف ہوا عمرو نے کمر مین ہاتھ دیکر اندر ڈالدیا کہا دادا جان اسکو اچھی طرح رکھیئے گا اب آپ بصورت
مہیب باہر آئے ضربیر کو بھی بیہوش کرکے زنبیل مین رکھ لیا سارا اسباب یہان کا بھی نذر زنبیل
کرلیا صورت ایک دہقان کی بنکر باغ سے باہر نکلے دیکھا ڈھنڈورا پٹ رہا ہی کہ جسکو مزدوری کرنا ہو وہ
آئے رات دن برابر مزدوری کرنا ہوگی پانچ روپیہ روز ملینگے آپ بھی مزدور بنکر اوسکے ساتھ ہوے
قریب دو ہزار مزدور لیکر وہ آیا عمرو نے دیکھا ایک مکان عالیشان بنا ہے اسمین بانس اور کاغذ جمع ہے
ایک سب کا افسر ہے اسنے آکر سب سے کہا کہ یار دیہ مزدوری بھی ہے اور حفاظت جان و آبرو بھی ہی
کہ طلسم کشا کے مقابلے کو یہ فوج تیار ہوگی دو مقابلہ ہو چکے ابکی مقابلہ عظیم ہے جب تو عمرو کے کان کھڑے
ہوے کام بنانے مین لوگون سے سارا حال دریافت کرلیا شام کو شاہ خود آیا بہت سے خدمتگار ساتھ
پتلے کاغذ کے جتنے تیار ہوے تھے بادشاہ نے کلین سب مین اپنے ہاتھ سے لگائین عمرو نے خیال کیا
کہ اسکے خدمتگار کی شکل بنکر چلنا چاہیے برابر اسکے جو کاریگر بیٹھا ہی اُسی سے پوچھا اسنے کہا یہ سب
شعبدے کے ہین پہچان یہ ہے کہ جو خود بخود باتین کرتے ہین یہ تو اصلی ہین اور جو چپکے کھڑے ہین یہ نقلی
ہین نقلی بھی بولتے ہین لیکن جب بادشاہ پوچھتا ہی تب یہ جواب دیتے ہین عمرو یہ سنکر حیلے سے پیشاب
کے باہر آیا دیکھا دو سو خدمتگار باہر کھڑے ہین مگر چپکے دس بارہ آپس مین باتین کر رہے ہین
ایک کو عمرو نے الگ بلایا کہا حضور ہم تو مکان کو جا نہین سکتے رات دن مزدوری کرتے ہین آپ
ہمارے روپیے ہمارے گھر پہونچا دین تو بڑی عنایت ہوگی اس فقرے مین اُسے الگ لاکر بیہوش
کرکے کنارے ڈالدیا اوسی کی شکل بنکر ہمراہ خدمتگارون کے ہو لئے جب شاہ نکلا اسکے
ساتھ مکان پر آئے شاہ اپنے عیش خانہ مین آکر بیٹھا دیکھا عمرو نے کہ میزون پر جملہ سامان
عیش شراب وغیرہ رکھی ہی شاہ نے عمرو سے کہا مین پیاسا ہون عمرو نے صراحی اٹھائی شاہ نے
کہا اسکو پکڑ لو یہ کوئی عیار ہے عمرو وہان سے بھاگا دیکھا عمرو نے کہ سب پیچھے چلے آتے ہین شہر سے
عمرو نکل آیا کیونکہ بجاے پھاٹک کے دیوار ٹوٹی ہوئی تھی عمرو وہان نکلکر چتا تون سے گذرا جب دریا
کے قریب آیا بیہوش ہو کے گر پڑا لوگ اٹھا کے سامنے شاہ کے لائے اسنے گرم پانی سے
منہ دھلوایا رنگ و روغن اڑ گیا معلوم ہوا کہ عمرو ہے حکم ہوا کہ ہمارے مکان

کے پاس جو زندان ہے وہان قید کر دخواجہ کو مسلسل و مطوق کر کے وہان قید کیا لیکن امیہ
والوالفتح جو بتلاش خواجہ عمرو نکلے تھے ایک صحرا مین پہونچے دیکھا ایکطرف ایک احاطہ قائم بنا ہے
اور سامنے اسکے ایک مکان ہے آپس مین ان دونون نے صلاح کی کہ اس احاطہ کو دیکھنا چاہیئے
امیہ زیر دیوار کھڑا رہا الوالفتح نے دیوار پر چڑھکر دیکھا تمام احاطے مین کاغذکے شیر و گرگ پلنگ بنے
ہوئے بھرے ہین الوالفتح بہ عجلت پھاند پڑا امیہ نے کہا کہ اے برادر کیا دیکھا اوسنے آواز دی
کہ بڑے مطلب کا مقام ملا ہے اترکے دیکھا کہ کھپاچون کے بنے ہوئے سب شیر وغیرہ تھے
کوئی کاغذ سے منڈھا نہین ہے قضائے کار ایک کونے مین ایک منڈھا ہوا بیٹھا تھا جیسے ہی بوئے انسان
دماغ مین گئی الوالفتح پر دوڑا جبتک الوالفتح بھاگے بسبب بانس وغیرہ کے جست تو نہین
کرسکتا جھپٹ کر شیر نے پنجہ مار دیا وہان الوالفتح نے ایک چیخ ماری آبلہ دار ہوکر گرا الوالفتح کی
آواز سنکر امیہ دیوار پر آیا دیکھا الوالفتح پڑا ہے اور کھپاچون کے شیر وغیرہ بھرے ہین ایک جو
منڈھا ہوا ہے اُسنے پنجہ مارا اور اب دوڑتا ہے امیہ کو دیوار پر دیکھکر چاہتا ہے کہ دیوار پر چڑھ آئے
دروازے مین احاطے کے قفل لگا ہے یہ دیکھکر امیہ نیچے اُترا حیران ہے کہ اب کیا کرون
الوالفتح یہان پھنسا خیال کیا یہ مکان جو سامنے احاطے کے ہے اسکو چلکر دیکھو امیہ مکان
سے کوٹھے پر آیا دیکھا ایک مرد اور ایک عورت مکان مین ہے مرد تو کپڑے پہن رہا ہے عورت نے
دو شیشی اور کاغذ بہت سا لاکر ایک تخت پر رکھا جب مرد کپڑے پہن چکا عورت سے
کہا یہ دونون شیشی تیار ہین مگر دوائے صحت آج بہت کم ہے مرد نے کہا آج تو زیادہ چاہیئے
حکم آیا ہے کہ آجسے پچیس عدد شیر جا بجا کرین کہ سات دن کے عرصے مین فقط طلسم کشا اپنی فوج
مین اکیلا رہے اور کوئی باقی نہ رہے عورت اندر سے جاکر ایک شیشی اُٹھا لائی کہا اسمین روغن
آبلہ ہے دوسرے مین روغن صحت ہے مرد وہ لیکر باہر چلا امیہ نے شیشیونکو بخوبی پہچان لیا
نیچے آیا یہ شخص سمت احاطہ چلا کہ اسکے کان مین رونیکی آواز آئی دیکھا زیر درخت ایک نازنین سفید چادر
اوڑھے رو رہی ہے نہایت خوبصورت یہ شخص عاشق ہوگیا امیہ بنکر بیٹھا تھا اُسی سے شراب منگائی
تمام حال پوچھا اسنے محبت مین بیان کیا کہ مین طرف سے اظہار شعبدہ باز کے یہانکا مہتمم ہون
یہ ڈھانچے تو بندھے ہوئے وہین سے آتے ہین کاغذ مین چڑھاتا ہون یہ روغن سانچون مین

لگادیتا ہون جہان دروازہ کھولکر انکو طرف لشکر اسلام روانہ کردیتا ہون پھر یہ نہین پھرتے
یہ دوسرا روغن اپنے ہاتھ مین مل لیتا ہون کہ اسکی بو سے مجھپر حملہ نہین کرتے اور یہ روغن آبلہ تیز
نہین کرتا امیہ نے خوب دریافت کرکے اسکو بیہوش کیا زندہ درگور کرکے دونون شیشی لین روغن
صحت ہاتھ مین ملکر احاطے مین آیا وہ روغن جسم ابو الفتح پر ملا آبلہ پھوٹ گیا درد موقوف ہوا یہ
دونون شیشی لیکر سمت لشکر روانہ ہوے جب خواجہ عمرو کو زندانخانے مین لیگئے دیکھا وہان اور
بھی قیدی ہین کوئی باقی دار کوئی ناظم چکلے دار ایک شخص قید ہے خوبصورت نوجوان اس سے
عمرو نے پوچھا اسنے بیان کیا کہ اظہار شعبدہ باز کے وزیر کا بیٹا ہون باپ میرا مرگیا مجھسے کہتا ہے
کہ خزانہ مخفی بتا مین نہین جانتا ہر روز بلاکر پوچھتا ہے عمرو نے رات کو بیہوش کیا آپ اسکی صورت بنی
اسکو اپنی صورت بنایا صبح کو معرفت داروغہ کہلا بھیجا کہ شاہ مجھے بلائے تو مین خزانہ بتادون اسنے بلوایا
عمرو نے تنہائی مین لیجاکر اظہار شعبدہ باز کو بیہوش کیا اور زنبیل مین رکھا اوسی کی صورت بنکر
تخت پر بیٹھے جتنے لوگ بارگاہ کے تھے اُن سبکو ایک مکان مین بند کروادیا فوج اور رعایا کو بلایا
چالیس ہزار آدمی جمع ہوے مہران وسیلان ہرکارے لشکر اسلام کے جو قید تھے اونکو خالی
چشم دکھایا انھون نے اطاعت کی سبکو لیکر مقابلہ بدیع مین آئے چاندنی وغیرہ جو لگی ہوئی تھی
سبکو جلوا دیا ہاتھ سے بدیع کے سبکو قتل کرایا بدیع سے مقابلہ کرکے زیر ہوے اب بدیع کو ساتھ لیکر
داخل شہر ہوے شہر اسلام آباد ہوا اس اثنا مین امیہ و ابو الفتح وہ شیشی لیکر آئے جو لوگ کہ
بیماری آبلہ مین گرفتار تھے وہ روغن اونکے لگایا سبکو صحت کامل حاصل ہوئی اب شہر اظہار یہ مین
مشغول عیش ہوے بدیع بعد تسخیر شہر با طمینان متمکن ہوے کہا لاؤ اظہار شعبدہ باز کے بیٹے خواد یعنے
مہیب اور صرصر کو نکالا یہ دونون بہ فہمایش عمرو مطیع الاسلام ہوے اور وعدہ کیا کہ جب یہ جنگ
سے فراغت کرینگے تو ہم کلمہ بھی پڑھینگے یہ کہکر دونون شاہزادے رخصت ہوکر روانہ ہوے اسکے
خواجہ نے اظہار شعبدہ باز کو زنبیل سے نکالا سامنے ستون سے باندھ دیا سوال اسلام کیا
اظہار نے طرف بدیع کے دیکھا کہا او طلسم کشا کیا طلسم شکست ہوا جو مجھ سے سوال اسلام کرتا ہے یہ
کہکر آواز دی کہ اے طیوران حریہ پیکر تو بھی مرگیا یہ کہنا تھا کہ آندھی سیاہ چلی آسمان پر سے
قریب دو ہزار جانوران سرخ رنگ برابر لعل کے پیدا ہوے سب کاغذ کے معلوم ہوتے تھے آگے آگے ایک طاؤس

زرین بال ہو طاؤس نے تو منقار مین انلمار کو اوٹھا لیا باقی اور جا نوجنکے سر پر بیٹھا وہ پتلہ کاغذ
کا بنکر رہگیا عمرو گلیم اوڑھکر غائب ہو گوشے سے دیکھ رہا ہی کہ جب تمام اہل اسلام مثل کاغذی تصویر کے
ہو گئے تو بعد گھڑی بھر کے وہی طاؤس جو انلمار کو لے گیا تھا پھر پیدا ہوا اور بدیع کو پنجے مین
دبا کے لیچلا جب تو عمرو بیقرار ہو کر گلیم اوڑھے ہوے چلا وہ طاؤس تو بلند اوڑ رہا ہی عمرو نیچے نیچے جا رہا ہی
بعد عرصے کے دیکھا ایک قلعہ ہے چار طرف اوسکے آگ معلوم ہوتی ہی جب وہ طاؤس لیے ہوے بدیع کو
قریب قلعہ پہونچا آواز دی کہ اے طیوران طاؤس تن طلسم کشا کو لیکر آیا ہون آگ شق ہوئی دروازہ
پیدا ہوا طاؤس لیکے بدیع کو اندر داخل ہو گیا عمرو بیقرار بیرون قلعہ رہا بہ سبب آگ کے اندر
نہ جاسکے جب شام ہوئی تو عمرو مجبور ہو کر قلعہ مین تو نجا سکا خیال مین آیا اور کہین چلکر ٹھہرین پانچکوس
گئے تھے کہ گانیکی آواز آئی ایک باغ دیکھا عمرو گوشہ باغ مین جاکر ٹھہرا دیکھا ایک نازنین مسند پر بیٹھی ہے
نہایت حسین وجمیل کہ نام اوسکا اوسکی کنیزونکے کہنے سے معلوم ہوا یعنے ملکہ مہر طلعت
آہو چشم ہر چند کہ گانا ہو رہا ہے وہ رنجیدہ بیٹھی ہی ایک ساحرہ آسمان سے آئی اور یہ کہا اے ملکہ
مہر طلعت آپ یہان نہ بیٹھیے آپکا آج ذکر محفل بہزاد کش مین کہ بادشاہ طلسم نگارین ہی ہوتا تھا
اب چلیے یہ سنکر وہ نازنین اوٹھی ہوئی تخت پر سوار ہو کر روانہ ہو گئی عمرو کو زیادہ حیرت ہوئی جب تخت اوسکا جا چکا
عمرو اوسی باغ مین لیٹ رہا آنکھ بند ہوئی ابرار سجادہ نشین خواب مین آئے فرمایا کہ خواجہ اوسی قلعہ
آتش کے سامنے جاؤ بدیع کو جہان جاتے دیکھا ہی جو کچھ دیکھنا ویسا انتظام کرنا عمرو کی آنکھ کھلی
اوٹھکر روانہ ہوا عمرو باغ سے نکلکر روبروے قلعہ ایک درخت پر آکر بیٹھا واضح رہے ناظرین ہو کہ
جب خواجہ اوس باغ سے نکلے تو سیارہ بن عمرو عیار قاسم اپنے آقا کے فراق مین کہ یہ باغ
ہمیشہ بہار سے غائب ہوے ہین فقیر بنا بیٹھا تھا عمرو نے سیارہ کو اس نازنین کا پتہ بتلایا کہا اے
فرزند کیا تعجب ہی اس نازنین کیوجہ سے تیرے آقا کا پتہ ملے سیارہ طرف اوس باغ کے چلا عمرو سامنے
قلعہ آیا دیکھا خواجہ نے وہ آتش شق ہوئی دروازہ کھلا انلمار شعبدہ باز مع چالیس آدمیون کے نکلے
سر برہنہ ہاتھون مین برنجی تھالیان اوسمین بخورات روشن پیدا ہوا جنگل کی سمت چلا عمرو بھی
گلیم اوڑھے پیچھے چلا بعد دو کوس کے دیکھا ایک پہاڑ ہے اوسپر چڑھا پہاڑ پر حجرہ بنا ہی انلمار نے قفل
کھولا اوس حجرے کے چار دروازے ہین اندر ایک تصویر سنگ مرمر کی ہے انلمار نے

بخورات وغیرہ سامنے تصویر کے رکھکر رونا شروع کیا کہا یا خداوندیہ کیسا طلسم ہی آخوب ہی ملک و
مال چھوٹ گیا مرحلے پر آکر چھپا ہون جب عمرو نے دیکھا اس تصویر سے کچھ آواز نہ آئی تب عمرو گلیم اوڑھکر
اندر گیا پہلو سے تصویر کے آواز دی ای اظہار جیسا ترا اعتقاد ہو گیا ہی ویسی آفت آئی ابھی جا
طلسم کشا کو لاکر اوس حجرے مین بند کرکے چلا جا ہم اوسکو دوزخ مین پھینکدینگے اظہار یہ سنکر بہت
خوش ہوا جاکر بدیع کو لایا حجرے مین بند کرکے چلا گیا عمرو نے بعد انکے جانیکے دروازہ توڑا بدیع کو لیکر
زیر کوہ آئے بیڑیان کاٹکر ہوشیار کیا ارادہ ہوا کہ چلین آواز آئی السلام علیک دیکھا بدیع نے سرخ پوش
جنی حاضر ہوا حالات بدیع پوچھے کچھ تحفہ جات قاف سے لایا تھا پیش کئے عرض کی اس در بند پر بڑے
دھوکے آپنے اوٹھائے بدیع نے خواجہ سے ملاقات کرائی اور فرمایا کہ تمام بندگان خدا شہر ہوشیاریہ مین
مثل کاغذی تصویر کے ہو گئے سرخ پوش نے عرض کی کہ مین اسیواسطے حاضر ہوا آپنے کبھی غلام کو
یاد بھی نکیا اب خواجہ کو رخصت کیجیے بدیع نے خواجہ سے کہا آپ شہر جالوسیہ مین چلئے خواجہ تو
ادھر گئے سرخ پوش بدیع کو لیکر صحراے سبزہ زار مین آیا ایک اسم تعلیم کیا بدیع نے بیٹھکر اسم کو پڑھا
بدیع نے اسم تمام نہ کیا تھا کہ وہی تاجدار ہمیشہ تو تنہا آتا تھا آج جو آیا تو چالیس آدمی ساتھ مین تاجدار
نے عرض کی کہ اے شہریار مین دو طرف کے جبر نہ اوٹھا سکونگا ادہر آپکا جبر اودھر اہالیان طلسم کا آخر
جان دونگا یہ کہکر بدیع کو اپنے ہمراہ لایا اوسی قصر قدیم سے صندوقچہ نکالکر لایا لوح دربند ہوشیاریہ
دیکر یہ کہا اب مجھے معاف فرمایئے گا بدیع لوح لیکر اسی سبزہ زار مین آئے لوح کو ملاحظہ کیا کہ سمت
شمال جانا چاہیے بدیع نے راستہ طے کرکے دیکھا ایک سر بفلک کشیدہ قلعہ مثل کمہار کے چاک کے چکر مین ہی
ایک طاؤس کاغذ کا منڈھا ہوا بالاے قلعہ بیٹھا ہی گرد قلعہ آتش شعلہ زن ہی بدیع نے بحکم لوح کہ طاؤس
ایک مار سیاہ کو نگل رہا ہے کیفچے پر تیر مارا کفچہ مار کا اڑ گیا طاؤس نے پرواز کی آواز دی ای طیوران
حریم پیکر طلسم کشا آگیا ایک مقام سے آتش شق ہوئی آگے آگے وہی طاؤس پشت پر دس ہزار
طایران سرخ رنگ گرد سر بدیع چکر مارنے لگے بدیع نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا ای طلسم کشا اگر
تیرہ چکر جانور کے تمام ہو جاوینگے تو پتھر بنکر رہجاوینگے خیال کرو کہ وسط مین ان سبکے جانور
ہفت زفیل مار رہا ہے وقت زفیل دہن پر اسکے تیر مارنا چاہیے بدیع نے خدا کو یاد کیا تیر تاککر مارا
دہن پر اوس طایر کے پڑا چند شعلہ آتش جسم سے نکلے تمام جانور جلگئے وہ طاؤس زمین پر گرا لوح نے

خبر دی شکم چاک کرکے جگر اسکا لینا چاہیے جملہ ملازمین تمہارے شہر ہوشیاریہ مین کاغذ کے
بنگئے ہین یہ جگر جلا کر دھونی دینا وہ شکل اصلی ہو جائینگے بدیع نے جگر طاؤس نکالکر پارہ پارہ کیا ایک
قلعہ سے اظہار شعبدہ باز باشوکت شاہی مع دو ہزار سوار و ننکے پیدا ہوا کہتا تھا کہ یا خداوند یہ کیا
آفت ہے یہ کہکر نعرہ کیا کہ طلسم کشا کو لینا سب بدیع پر آپڑے جب نصف جوان ہاتھ سے بدیع کے قتل ہوئے
تو دیکھا بدیع نے کہ ایک آواز مثل صاعقہ کے ہوئی اور وہ قلعہ مع اظہار شعبدہ باز کے برروے ہوا اڑ
ہوا ایک آواز آئی کہ او طلسم کشا اب تیری قضا قریب ہے وہ قلعہ وغیرہ غائب ہوا بدیع پلٹے
شہر ہوشیاریہ مین آئے سب ہمراہی کاغذ کے بنے ہوئے اڑتے پھرتے تھے جگر طاؤس روشن ہوا
کیا پھر بصورت اصلی ہوئے سجدہ شکر پروردگار بجا لائے شاہزادہ بدیع الزمان ہمراہ فوج بادشاہی
کو ہمراہ لیکر واسطے شکار کے چلے صحرا سبزہ زار مین آکر شکار کھیلنے لگے دن بھر شکار
کھیلا شام کو بارگاہ مین استادہ ہوئین فرو کش ہو رہے تھے کہ صحرا سے گرد اوڑی دیکھا ایک پہلوان
زبردست مع ساٹھ ہزار فوج آکر کے اوترا بدیع نے امیر کو براے خبر بھیجا امیر نے عرض کی بادشاہ
حوالی طلسم ضحاک قوی ترکیب اوسکا بیٹا کیکاؤس قوی ترکیب کہ سابق مین اوسکی نسبت ہمراہ
ملکہ گلعذار عنبرین مو ہوئی تھی آئے ہین خبر سنی کہ ادہر آپکا قبضہ ہوا طرف ہوشیاریہ کے جلتے تھے
آپ کی خبر سنکر اتر پڑے بدیع نے فرمایا کیا مضائقہ ہے کیکاؤس نے طبل جنگی بجوایا امیر نے
خبر دی بدیع نے بھی طبل جنگی بجوایا رات کو یکایک لشکر مین ہلڑ ہوا امیر نے آکر بدیع کو خبر دی کہ
مرکب خاص کیکاؤس کا موسوم بہ ابرش گل اندام دریاے تھان پر سے چھوٹ کر ہمارے لشکر مین
چلا آیا ہے اور لشکر پامال کرتا پھرتا ہے اے شہریار بڑا زبردست ہے یا تو شہرد یوزاد صاحبقران
کو دیکھا یا بعد اشقر کے اگر دیکھا تو اسے دیکھا بدیع الزمان خیمے سے نکلے مرکب کوہ سرین کوہ کفل پامال
کرتا پھرتا ہے بدیع نے چمکارکر آواز دی روی زیبا ے بدیع کو دیکھکر مرکب نے سر جھکالیا بدیع
آگے بڑھے مرکب نے تھوتھنی اپنی سینے پر بدیع الزمان کے رکھدی بدیع الزمان نے پشت پر ہاتھ پھیرا
اور لاکر گھوڑے کو تھان پر باندھا یہ خبر کیکاؤس کو ہوئی جلگیا صبح کو بقہر و غضب تمام میدان
کارزار مین آیا بدیع اوسی مرکب پر سوار ہو کر بعد جاہ و حشم میدان مین آئے کیکاؤس غصے مین گھوڑا
بڑھاکر نکلا آواز دی پسر حمزہ کہان ہے آکر مقابلہ کرے بدیع نے ابرش گل اندام کو بڑھایا سرداروں سے

اپنے رخصت ہوکر مقابلہ کیکاؤس مین پہونچے تگاور زن ہوئے کیکاؤس نے غصے مین نیزہ مارا نیزہ
چلنے لگا ایک مقام پر بدیع نے گانٹھ کر جھپٹر مارا نیزہ کیکاؤس کا ہوائی ہوا کیکاؤس نے غصے
مین قبضے پر ہاتھ ڈالا بدیع الزمان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا صاف تلوار کو روکا قبضہ تیغہ طلسم
طہمورس پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا کیکاؤس نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ نے
سپر کو کاٹا سر اُوس خود سر کا زخمی ہوا تڑپ تڑپ کے گرا گینڈے کی گردن قلم ہوئی اہالیان فوج دوڑ پڑے
بدیع الزمان نعرہ کرکے دریاے فوج مین غوطہ زن ہوئے صفونکو درہم و برہم کیا ملازمان کیکاؤس
نے آکر کیکاؤس کو ہوادار پر ڈالا فرط زخمداری سے یہ بیہوش ہوگیا لیکر طرف قلعہ کاؤسیہ کے بھاگے
ضحاک قوی ترکیب خبر سنکر بیرون قلعہ آیا بیٹے کی زخمداری کی کیکاؤس نے تمام کیفیت
بیان کی کہ مرکب میرا طلسم کشا نے لے لیا مین زخمی ہوا کہ خبر گذری بانی فساد مہران قوی بازو
و خورشید شاہ بین الخفون نے طلسم کشا کو بلایا باغ مین تصویر کا نشان دیا ضحاک
نے غصے مین افغان بلند قامت نامے پہلوان کو حکم دیا جاکر قلعہ مہران کو تباہ کرو ایک
ذیحیات کو زندہ نہ چھوڑنا افغان بلند قامت چلا یہان شاہزادہ بدیع نے مال اسباب کیکاؤس
کا قبضے مین کیا بلفتح و فیروزی داخل شہر ہوشیار یہ ہوئے معلوم ہوا کہ چوتھا دربند طلسم جبل رنگین
و گنبد آئینہ ہے حاکم وہان کا کوبان ہے بدیع نے فرمایا لشکر تیار کرو تین لاکھ غیر ساحر امتحان جادو دنی
لاکھ ساحر جمع کیے اس کروفر سے قصد ہے کہ سمت جبل رنگین کوچ کرین لیکن افغان بلند قامت
چلا مہران کا بھائی انجم قوی زور قلعہ مین بیٹھا ہرکارون نے خبر دی کہ ضحاک نے بہرِ تباہی قلعہ
فوج بھیجی ہے یہ مرد دیندار مطیع بدیع نامدار ساٹھ ہزار فوج لیکر قلعہ سے نکلا افغان نے طبل جنگی
بجوایا انجم نے صبح کو مقابلہ کیا سستی طالع سے زخمی ہوا افغان نے قیامت برپا کردی انجم بھاگ کر
قلعہ بند ہوا افغان نے چار جانب سے محاصرہ کیا طبل یورش بجوایا صبح کو با فوج گران گرز ہاتھ مین
لیکر قلعہ پر حملہ کیا انجم نے گولہ اندازونکو اشارہ کیا توپ چل رہی ہے فوج افغان تو رک گئی پر بد خصال نے زنگا
گولون کو رد کرکے قریب خندق پہونچا توپ بند ہوگئی افغان للکار رہا ہے انجم نے مایوس
ہوکر دعائی قضا رکار شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کہ انکو سلطان زرین پوش قید خورشید
روشن ضمیر سے نکال لایا تھا ایک صحرا مین فردکش ہین کہ توپ کی آواز آئی نور الدہر نے کہا

کوئی قلعہ مین لڑ رہا ہے یہ فرما کر پشت مرکب پر سوار ہوئے سلطان زرین پوش ہمراہ ہے مع دس ہزار
جوانون کے نورالدہر گھوڑے کو بڑھا کر اوسوقت سامنے قلعہ کے آئے دیکھا ایک پہلوان دیو خصال
خندق فرایا چاہتا ہے قلعہ والے دعا کر رہے ہین نورالدہر سمجھے اہالیان قلعہ مسلمان ہین مرکب چمکا کر
بڑھے نعرہ کوہ شگاف کیا کہا او بیحیا آگے نہ بڑھنا افغان نے پلٹ کر نورالدہر کو دیکھا یہ
کیکاؤس کی لڑائی مین ساتھ تھا سمجھا کہ طلسم کشا آتا ہے خال وخط مین سرمو فرق نہین گینڈے
کو پھیر للکارا او طلسم کشا اسدن کی لڑائی مین دخل نہ دیا آج تیری قضا لیکر آئی ہو جب نورالدہر
قریب پہونچے دیکھا طلسم کشا نہین ہے صورت سے بہت مشابہ ہی خبردار کر کے جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا
نورالدہر نے تیغہ خاراشگاف سلیمانی کمر سے کھینچا گویا ابر تیرہ سے برق چمک گئی تلوار کو تلوار پر گانٹھا الجھادی
ہاتھ نکالکر وار کیا تیغہ خاراشگاف سلیمانی کاٹ مین لاثانی ہے سر کے دو ٹکڑے کئے مع مرکب وراکب
افغان کے چار ٹکڑے ہوئے انجم بھی نکلکر قلعہ سے شریک ہوا نورالدہر فوج افغان پر جا پڑے لشکر کرار
شکست کھا کے بھاگا انجم نے مال واسباب قبضہ مین کیا آ کے نورالدہر کے قدمونکو بوسہ دیا عرض کی کہ
قبلہ کعبہ کا غلام ہون نورالدہر نے حال پوچھا انجم نے تمام کیفیت ظاہر کی کہ میرا باپ دربار آپکے والد
کے ہمراہ ہین غلام پر ضحاک نے فوج بھیجی تھی اسی مہینے مین کوہ تصویر پر میلہ ہوگا نورالدہر سنکر مشتاق
ہوئے تیاریان ہونے لگین کہ میلے مین ضرور چلینگے ان کو اسی حال مین چھوڑیے ذکر اونکا وقت
پر تحریر ہوگا بدیع الزمان شہر ہوشیار یہ مین فروکش ہین قصد ہے کہ لشکر کشی کرین اور نورالدہر
میلے مین جانے کو ہین دونون کو اسی حال مین چھوڑیے۔

دو کلمہ داستان لشکر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران و لشکر زمرد شاہ باختری تحریر ہوتے ہین خمسہ المصنف

زلفونکا سامنا جو کرے اے نگار سانپ
گودی مین پیچ و تاب کرے بار بار سانپ

کھائی تمہاری چوٹی کے کوڑونکی مار سانپ
بل کھا سکے نہ صورت گیسوی یار سانپ

توڑے مروڑے اپنے بدنکو ہزار سانپ

کیا انقلاب عالم ایجاد مین کہون ؛؛
پھری فلک کا بھلا کیا نشان دن

دکھلا رہا ہے رنگ عجب چرخ نیلگون
موذی کو چاہتا ہی قوی آسمان ددن

یوحا بنایا کرتا ہے یہ بدشعار سانپ

لرزان فراق مین خطر حسن سے ہوے
کیا کیا فساد و شر خبر حسن سے ہوے
بیمار و ناتوان ضرر حسن سے ہوئے
موذی بھی تنفق اثر حسن سے ہوے

کرتے ہین گنج یار کے اوپر نثار سانپ

ہے خواب مین بھی گیسوی شبرنگ کا خیال
کیونکر نہ عشق زلف مین ہو زندگی وبال
کاہیدہ ہو گیا ہے بدن صورت ہلال
ہر عقدہ گانٹھ زہر کی موذی ہے بال بال

کاکل ہے ایک یار کی کالی ہزار سانپ

کیونکر کمند زلف کو کالی بلا کہون ؛
اینٹھے مری زبان اگر کچھ ذرا کہون
طبع رسا کے زور سے زلف رسا کہون
سودائے زلف مین ہے جو کچھ حال کیا کہون

رہتا ہے رات دن مرے سر پر سوار سانپ

جب رند نکتہ دان یہ بہلتے ہین بیکر سے
اہل سخن نکالتے ہین بات سی مین سے
ایجاد کرتے ہین یہ قر روز ایک تیے
آتش یہ ساحرون کا فقط اختراع ہے

رخسار گنج ہے تو گیسوے یار سانپ

جمرہ زرافشان اخبار سحر و ساحری و کاتبان حالات افسون گری اس داستان سحر بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر سخن ساز یکہ معنی ساز کردہ ؛ سخن را اینچنین آغاز کردہ ؛ لقا نے سابق مین افراسیاب کو نامہ لکھا تھا ہر چند افراسیاب تردد مین ہے لیکن اشقل جادو کو مع بارہ ہزار ساحرونکے روانہ کیا بخوبی سمجھا دیا کہ اپنے کو عیارون سے اور اسم اعظم حمزہ سے بچانا اشقل نے کہا مین جاتے ہی اسم اعظم حمزہ بند کر دونگا پھر طبل جنگی بجوادونگا ایک ہی آن مین خاتمہ ہوگا یہان دربار مین لقا بیٹھا ہے کہ اشقل آکر پہونچا لقا کو سجدہ کیا بختیارک سے کہا شہنشاہ طلسم ہوشربا نے مجھکو سمجھا دیا ہے کہ اپنے عیارون سے اور اسم اعظم حمزہ سے بچانا بختیارک نے کہا بہت بجا ارشاد فرمایا اشقل نے کہا مین پہلے اسم اعظم کی تدبیر کر لون تب طبل جنگی بجواؤن اس بیچیانے گرد اپنی بارگاہ کے آگ روشن کی تنہا بیٹھکر سحر تیار کیا ایک طائر کو اڑایا آپ بھی غرق زمین ہو کر چلا صاحبقران نے دربار برخاست کیا بیرون بارگاہ سلیمانی

آئے ہین شب کا وقت ہے کہ ایک طائر نے زفیل دی مقبل نے کہا ای شہریار یہ طائر غیب کو آیا
گرد سر اقدس چیخ مار کر چلا گیا اسم اعظم تو یاد کیجئے صاحبقران نے جو خیال کیا زبان مین لکنت
پائی اسم اعظم فراموش اشارے سے فرمایا اسم اعظم بند ہو گیا تمام سردار پریشان ڈیوڑھی تک
ہو بجانے صاحبقران کو آئے صاحبقران نے سب کو رخصت کیا پردہ اٹھا کر اندر آئے
صرف ایک محلدار لالٹین لئے ہوئے عقب صاحبقران نہایت متردد کہ پہلو سے دیکھا
خواجہ عمرو آتے ہین امیر یار وفادار لپٹکر لپٹ گئے کہا خواجہ کچھ حال ہوشربا بیان کرو تم کیون کر
آئے عمرو نے کہا اے شہریار مین بہار کے ساتھ آیا ہون اشقل جادو بڑا مکار ہے اسی وجہ سے مین
بہار کو لیکر آیا اسوقت خبر مشہور ہوئی کہ اشقل نے اسم اعظم بند کیا حرز ہیکل بدل لی امیر نے فرمایا
اسم اعظم تو بیشک فراموش ہوا حرز ہیکل موجود ہے عمرو نے کہا مین دیکھون امیر نے حرز ہیکل اتار کے
عمرو کے ہاتھ مین دی عمرو نقلی نے پیچھے ہٹکر نعرہ کیا منم اشقل جادو او حمزہ دیکھ حرز ہیکل بھی
لے لی یہ تو پرواز پیدا کر کے روانہ ہوا صاحبقران بیہوش ہو کے گرے تمام شاہزادیان نکل آئین دیکھا
صاحبقران لڑیان رگڑ رہے ہین یہ خبر وحشت اثر سنکر بادشاہ تشریف لائے صاحبقران
کو اٹھا کر بارگاہ سلیمانی مین چھپر کھٹ پر لٹایا سب سردار گرد بیٹھے ہوے رو رہے ہین اشقل سامنے بختیارک
کے آیا کہا ای شیطان شیشہ اسم اعظم یہ حرز ہیکل موجود ہے بختیارک نے کہا اسکو جلد چھپاؤ ورنہ عیار آکر
قیامت برپا کرینگے اشقل کا بھائی حنظل جادو موجود تھا اشقل نے شیشے کی گردن مین حرز ہیکل لپیٹ
دی کہا ای برادر حنظل تم اسکو لیکر خدمت مین شہنشاہ طلسم ہوشربا کے چلے جاؤ مین صبحکو سب کا
خاتمہ کرونگا قدرت کیلیکر بالاے قیطول جاؤنگا حنظل نے شیشہ جھولے مین رکھا اشقل نے طبل
جنگی بجوایا یہ خبر سنکر بادشاہ نے بھی حکم نوازش طبل جنگی دیا چار پہر رات گذر کر بوقت سحر اشقل میدان
مین آیا سحر کرنے لگا سردار بیہوش ہو ہو کے گرنے لگے اس بیحیا نے لقا سے کہا اے خداوند الامان فوج کو
حکم دیجئے سب سردار سحر سے بیکار ہین وہ جا کر سبکی مشکین باندھ لین یا قتل کرین لقا نعرہ کر کے
جا پڑا سرداران امیر کو قتل کرنے لگا قریب ہے کہ لشکر اسلام شکست کھائے صاحبقران بیہوش پڑے
ہین اشقل سحر کر رہا ہے لقا مصروف ظلم و بدعت ہے لیکن حنظل جادو سو دو سو کوس کا راستہ طے
کر کے ایک پہاڑ پر ٹھہرا آسودہ ہو کر قصد ہوا کہ طرف طلسم ہوشربا کی جاؤن قضا کار ملکہ مخمور سرخ چشم چو تلا

مین نور الدہر کے نکلی تھین پھرتے پھرتے اوس کوہ پر ٹھہرین حنظل کو دیکھکر سامنے آئین حنظل نے
مخمور کو سلام کیا جانتا ہے کہ یہ مصاحب افراسیاب ہے مخمور نے پوچھا تیرا کیا نام ہے کہان سے آتا ہے کہان
جائیگا اوسنے کہا شیشہ اسم اعظم صاحبقران و حرز ہیکل لیکر خدمت شہنشاہ طلسم ہوشربا مین
جاتا ہون بغاوت مخمور سے حنظل آگاہ تھا سب حال صاف صاف کہدیا مخمور نے بگڑکر
جواب دیا اوسکی کنیز و نکے سامنے آقا کا اسم اعظم لیجائیگا حنظل نے سحر کیا مخمور نے صرف ابرو کو اشارہ کیا
برق چمک کر گری حنظل کے دو ٹکڑے ہوے ملکہ مخمور نے شیشہ تو اُسیوقت توڑ ڈالا وہان لشکر صاحبقران
کو اشقل تباہ کر رہا تھا شیشہ ٹوٹا اسم اعظم چھوٹا صاحبقران ہوش مین آئے تیغ عقرب کھینچکر
جا پڑے اشقل لڑ رہا تھا صاحبقران کو دیکھکر حیران ہوا قریب جاکر تر سول مارا امیر نے اسم
اعظم پڑھکے ہاتھ مارا اشقل کے دو ٹکڑے ہوے ساحر لاشہ اشقل لیکر بھاگے امیر بفتح و
فیروزی داخل بارگاہ سلیمانی ہوے لقا باغ مینا مین آیا نامہ افراسیاب کو لکھا دیکھئے کیا جواب پہنچے
وقت پر ذکر کیا جائیگا لیکن مخمور بھو رنے شیشہ توڑ ڈالا حرز ہیکل رومال مین لپیٹ کر جھولی مین
رکھی کہ جب لشکر مین جاؤنگی خدمت صاحبقران مین حاضر کردونگی ابتو تلاش نور الدہر مین بیقرار
ہے جستجوے معشوق مین چلی نور الدہر بن بدیع الزمان قلعہ انجم قوی بازو مین فروکش ہین میلے
کا دن دریافت کرکے انجم و سلطان زرین پوش کو بھی ہمراہ لیکر فوج کو فرزانہ فرد اروانہ کیا
آپ لباس تاجران مین روانہ ہوے قریب کوہ تصویر پہونچے دیکھا ہزارہا خیمہ استادہ ہین دوکانین چہار
جانب آراستہ ہین تاجران جلیل جابجا فروکش نازنینان مہ جبین خیمون مین جلوہ فرما ہین بھری ہوسی ہیتابین
پڑ رہی ہین مشتاقان جمال محبوب جوانان خوش اسلوب لباسہا فاخرہ پہنکر ٹہلتے پھرتے ہین ایکجانب چرس و گانجے کی
دوکانین جوانون کے دم پڑ رہے ہین ایکجانب میخانونمین لاؤ لاؤ کی صدا آرہی ہے ایکطرف آکر نور الدہر بھی
ٹھہرے رات بھر میلے والے آیا کئے نوبت نقارے بجتے ہین زیر کوہ تصویر ہزارہا گھنٹہ نواز
ناقوس نواز مجاور جمع ہین صبحکو نور الدہر دربارگاہ پر اپنی جلوہ فرما ہین کہ گرد عظیم بلند ہوئی ایک بادشاہ
بڑے قدوقامت کا جوان تخت پر ایک پہلوان زبردست پایہ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے
پشت پر تین لاکھ فوج بڑے زور سے آگو پہونچا انجم نے کہا اے شہریار تخت پر ضحاک
قوی ترکیب اور یہ جو پایہ تخت پر ہاتھ رکھے ہے لیکاؤس اسکا بیٹا افغان کو انہین لوگون نے

بھیجا تھا نورالدہر نے کہا سمجھا جائیگا ضحاک وکیکاوس تو یہان کے بادشاہ ہین چوب بچماق ہاتھ مین لیکر مصروف اہتمام ہوے انکے آنیسے بڑے انتظام ہوے دوکانین قاعدیسے درست ہوئین تاجرون کے مال خریدے سبکو تسکین دی سواپہر دن چڑھے وہ دونون باپ بیٹے بیچ خداوندگر نیکی ہوس مین چلے نورالدہر نے کہا ای انجم ہمین بھی بالائے کوہ لیچلو تصویر کا باتین کرنا سنین انجم نے کہا حضور وہ تصویر تھر کی ہر خورد وکلان کو پہچان لیتی ہے غیر مذہب اگر یہانپر نہین جاتا اگر جاتا ہے تو تصویر بتلادیتی ہے اسے گرفتار کرکے قتل کرتے ہین نورالدہر نے کہا اگر یہ تماشا نہ دیکھا تو آنا بیکار رہے پہچانے گئے تو کیا ہوگا انجم نے کہا حضور آجتک یہان کا حال نہین کھلا گرد حجرے کے جتنے بیٹھے ہین یہ سب ساحران زبردست بادۂ کبر ونخوت سے مست ہین تصویر کے اندر خود کوئی ساحر معقول ہے حال آیندہ وگذشتہ تبلاتا ہے اس بارہ کوس کی کیفیت سب آئینہ رہتی ہے جب تو سب آکر سجدہ کرتے ہین نورالدہر نے نمانا مع انجم وسلطان زرین پوش وکمیدان ورسالہ دار کو ہمراہ لیکر بالائے کوہ تصویر آئے تمام شاہان جلیل جمع ہین گھنٹ وناقوس نج رہے ہین نذر ونیاز لئے سب کھڑے ہین سبکے آگے ضحاک وکیکاوس ہے کہ ایک دروازہ کھلا نورالدہر نے دیکھا ایک تصویر سنگ مرمر سفید کی گرد اسکے ہار پھولون کا انبار ضحاک وکیکاوس برائے سجدہ جھکے تمام اہالیان میلہ واسطے سجدہ کے جھکے نورالدہر کھڑے رہے جیسے ہی ضحاک نے سر اٹھایا تصویر نے آواز دی او بیخبر اس حوالی کی سلطنت کرتا ہے یہ چند مسلمان سامنے کھڑے ہین بیٹا طلسم کشا کا آگیا طلسم مین طلسم کشا داخل ہوگیا ہزارون سبب ہمارے قتل ہوے ان سبکو گرفتار کرلے ضحاک وکیکاوس لپٹے نورالدہر نے تلوار کھینچی نعرۂ شیرانہ کیا نعرہ نورالدہر نفر حمزہ صاحبقران نجم ولقبہ شستارہ چشم شاہزادہ نورالدہر شاہ انجم نے بھی تلوار کھینچی شہنشاہ زرین پوش نے فوج کو اشارہ کیا زیر کوہ بھی تلوار چلنے لگی بالائے کوہ ہنگامہ گیر ودار بلند ہوا نورالدہر نے کئی پہلوانون کو مار ڈالا بڑھتے ہوئے طرف تصویر کے جاتے ہین تصویر سے آواز آئی ای خدمت گذاران ان باغیون کو لینا جیسے ہی تصویر نے یہ آواز دی ساٹھ ستر ہزار ساحران غدار تیت حجرے سے اسباب سحر ہاتھ مین لئے ہوئے ظاہر ہوئے افسر انکا مہلال جادو لغرہ کرکے بڑھا شاہزادہ نامدار نورالدہر پر سحر کیا نورالدہر مع انجم وسلطان زرین پوش وسرداران ہمراہی مسحور ہوے لڑنے

سے ہاتھ رکے زمین نے ہر ایک کے پانون تھامے ضحاک و کیکاؤس برائے قتل نورالدہر بڑھے
جسکی نگاہ جمال بیمثال پر پڑتی ہے حیران جمال و محو دیدار ہو کر افسوس کرتا ہے سلطان نے فلک کی دعا کی
انجم بھی بیکار اٹھا اے خالق بے نیاز وقت مدد و قضائے کار مکلل خان جادو و خسرو شیر دل و
اژدر کوس حبشی وغیرہ تعاقب شاہزادی مین آگے سمجھے مکلل خان نے آسمان سے یہ معرکہ دیکھا آقا ایک
پہاڑ پر خاموش کھڑے ہین گرد ساحرون کا ہجوم ایک تصویر سحر کی غل مچا رہی ہے اپنے شعبدے
دکھا رہی ہے مکلل خان بیتاب ہو کر زمین پر آیا گرتے گرتے سحر کیا بادشاہ طلسم گوہر بار سلیمانی سحر و
جرات مین لاثانی گولا اسکا لگ کر مارا گئی سو ساحرون کے سر کٹے اپنے آقا پر سے سحر اوتارا تمام ساحران
مکلل خان پر آ پڑے خسرو شیر دل بھی فوج لیکر پہونچا زیر کوہ مصروف جنگ ہوئے اب مکلل خان
نے نورالدہر کو گھوڑے پر سوار کیا رکاب پر ہاتھ رکھکر لڑنے لگا سحر سے مکلل خان کے زمین
کا منبی مہلال کو بڑھکر ایک طمانچہ مارا اسکا اثر گیا دو تین سحر ایسے کئے تمام ساحر متفکر ہوئے نورالدہر
کیکاؤس و ضحاک کو تاک کر چلے فوج اسکی شمشیر زنی کر رہی ہے جب پہلوان کوتا کا گھسکر مارا
مکلل خان نے زمین ہادی مہلال کے مرتے ہی وہ ساحر بھاگے زیر کوہ خسرو شیر دل نے خوب
شمشیر زنی کی تمام میلہ درہم و برہم دوکانین تباہ و تاجر بھاگتے پھرتے ہین لیکن اس تصویر نے پھر
بغیظ و غضب تمام آواز دی اے غلامان جانباز و اے بندگان دمساز خبردار یہ جانے نہ پائین
اندر سے حجرے کے ایک جادوگر قوی تن قوی من کہتا ہوا نکلا حاضر ہوا حاضر ہوا نام اشکال جادو
نکلتے ہی اشکال نے ایسے سحر کئے فوج مکلل خان پر برق چمکی ہزارہا ملازمان مکلل خان
مارے گئے نورالدہر ڈٹے ہوئے سامنے حجرے کے شمشیر زنی کر رہے ہین جب تصویر سنگ نعرہ
کرتی ہے زمین ہل جاتی ہے اشکال لڑتا بھڑتا سامنے مکلل خان کے پہونچا مکلل خان نے گولہ
مارا اسنے کاٹ دیا سحر سے کاٹا گئی سو ملازمان مکلل خان جلگئے منہ سے تصویر کے شعلہ نکلا سر
نورالدہر پر چمکا نورالدہر کے پانون پھر زمین نے تھام لئے قریب حجرہ پہونچ چکے تھے کہ سحر سے
بیکار ہوئے چہار جانب سے کفار نے بلوہ کیا تلوار نورالدہر پر پڑنے لگی اشکال چاہتا ہی کہ مین بڑھکر
قتل کرون مکلل خان نے بڑھکر سینہ سپر کیا سحر سے اشکال کے زخمی ہوا قریب ہی کہ اشکال بڑھکر
نورالدہر کو قتل کرے کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ مخمور سرخ چشم بصد قہر و خشم

عین وقت پر آکر پہونچی سماں ہے یہ ہنگامہ دیکھا مکلل خان زخموں میں چور جھوم رہا ہے نورالدہر
بھی زخمی اشکال قصد کرتا ہے نورالدہر کو قتل کرے مکلل خان بڑھ بڑھ کر اپنے آقا کو بچاتا
ہے مخمور کے ہاتھ پاؤں میں رعشہ آگیا آنکھوں کے نیچے اندھیرا چھا گیا حیران کہ یہ کون مقام ہے شہزادے نے اپنے کو
کس بلا میں پھنسایا مگر تاب نہ آئی اور تڑپنے لگی نعرہ کیا یا شیدائے کفار بچیا منم مخمور سرخ چشم
اور تڑپنے اور تڑپتے اشکال پر جا پڑی یاد آیا حرز ہیکل میرے پاس ہے ساحروں پر تو سحر کیا پلٹ کے ہیکل
گلے میں نورالدہر کے ڈالدی اب نورالدہر کے ہاتھ پاؤں میں طاقت آئی روح کو راحت ہوئی اطاقت
تمام تیغہ خدا شگاف سلیمانی کھینچکر جا پڑے مخمور نے بڑھکر اشکال کو لوٹ کا تعلیم کردہ افراسیاب فن
سحر میں لاجواب ہے جیسے ہی اشکال نے سحر کیا نگاہ سحر آگین ڈالدی سحر باطل ہوا اشکال
نیمچہ کھینچکر جا پڑا مخمور نے بھی نیمچہ ہلالی کھینچا جیسے ہی اسنے ہاتھ مارا مخمور نے روک کر وار کیا اشکال
کی شکل جل ہوئی دو ٹکڑے ہوئے نورالدہر لڑتے ہوئے بڑھے سامنے حجرے کے آکر گھوڑے سے
کودے کیکاؤس نے قریب آکر ہاتھ مارا آواز دی اوبے ادب حجرہ قدرت میں جاتا ہے نورالدہر
نے روک کر ہاتھ مارا سر کیکاؤس زخمی ہوا ضحاک دور سے دیکھ رہا ہے کہ تصویر کے منہ سے ہزارہا
شعلہ نکلکر اس جوان حسین پر گرے کچھ تاثیر نہ ہوئی نورالدہر حجرے میں گھس گئے دیکھا تصویر نے ہاتھ
ہلائے ہزارہا برقیں تلواریں خنجر نورالدہر پر گریں پہلوے مخمور سحر کرتی ہوئی آتی ہے نورالدہر نے
قریب تصویر پہونچکر ایک قبضہ مارا تصویر کا سر پھٹ گیا خون جاری ہوا مگر کاہر ہاتھ مارا تصویر کے
دو ٹکڑے ہوئے حجرہ گر پڑا دریائے خون جاری ہوا آندھی سیاہ اٹھی مخمور سحر کرتی ہے ہزارہا
جادوگر بھاگ کر قریب ضحاک پہونچے بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی ہوا نام میں مصور شکل کش
ہوا اب روشنی ہوئی سبکو معلوم ہوا اضداد مارے گئے ضحاک و کیکاؤس زخمی ہوکر بھاگے
نورالدہر و مخمور و مکلل خان و خسرو شیر دل و انجم قوی بازو و سلطان زرین اوش ان
سبکے تعاقب میں چلے ضحاک و کیکاؤس زخمدار بقرار کوہ تصویر کے ہزارہا ساحر بھی انکے ساتھ
ہیں نورالدہر پر سحر تاثیر نہیں کرتا مخمور و مکلل خان آگ برساتے ہوئے چلے آتے ہیں دیکھئے
یہ کہاں جاکر پہونچیں ذکر ان کا وقت پر تحریر ہوگا ہر چند ضحاک نے چاہا میں اپنے قلعہ میں جاؤں
نورالدہر تعاقب نہیں چھوڑتے اب اسنے کہا یار و جبل رنگین و گنبد آئینہ پر چلو جان کی غنیمت ال

جبل زنگین و گنبد آئینہ سماعت فرمایئے کہ تین در بند طلسم کے فتح ہوئے کوہان بن کو ہین سنگ انداز جادو حاکم در بند چہارم اظہار شعبدہ باز و ملکہ چاپلوس شاہ ملازمان جبار شاہ بھاگ کر یہان آئے تمام کیفیت شاہزادہ بدیع الزمان بیان کی کوہان نے ایک عرضی خورشید روشنضمیر کو لکھی خورشید روشنضمیر سامان لشکر کشی مین مصروف تھا کہ جا کر افراسیاب کی شرکت کرون کہ شتر سوار نے لاکر نامہ کوہان کا دیا سیارہ روشن رائے وزیر اعظم نے باواز بلند نامہ پڑھا فتح باغ طلسم بہار رہائی سیلان سرخ پوش و قتل جہاد شاہ و بربادی چاپلوسیہ دور بند شعبدہ بازان کل کیفیت مرقوم تھی دربار مین خورشید کا چہرہ زرد ہو گیا یہ بھی ظاہر ہوا کہ طلسم کشا کا مامون طلسم کشائی کرتا ہوا آتا ہے اب شہر ہوشیار یہ مین انتہا کا جماؤ ہے ساحر و غیر ساحر سب موجود مین یہ ذکر تھا کہ خبر بربادی کوہ لعقوبیہ پہونچی خورشید غصہ مین آکر اٹھ کھڑا ہوا کہا صاحبو غضب ہوا دشمنون نے اپنا کام کر لیا امتحان جادو نے شریک ہو کر سب راز بتلائے اب بھی وہ ساتھ ہے لشکر تیار کرو مین بھی جا کر سب کا کام تمام کرتا ہون میرے طلسم کی لوح کوئی پا نہین سکتا یہ لوحین در بند کی تھین اسوجہ سے خرابی درپیش ہوئی مین خود جا کر انتظام کرون گا یہ کہکر تخت پر سوار ہو ا جبل زنگین مین آیا کوہان کو بھی حکم دیا جلد لشکر تیار کرو سات لاکھ ساحر جمع ہوئے خورشید لشکر کشی کر کے طرف شہر ہوشیاریہ چلا

دو کلمہ داستان حیرت بیان شاہزادہ بدیع الزمان مقابلہ ہونا خورشید سے لشکر کشی خورشید روشنضمیر و تباہی لشکر بدیع عین وقت پر ابرار سجادہ نشین کا جا کر حکیم خدا پرست اپنے استاد کو رہا کرنا اور لوح لاکر دینا بدیع کو عین گرمی جنگ مین پہونچنا محمود و انور الدہر سے خورشید کا شکست کھا کے بھاگنا طرف ہوشربا کے و تعاقب بدیع و انور الدہر تا بہ دریائے نیل و دیگر حالات متعلق داستان ہذا عجب داستان خوش بیان ہے۔ ساقی نامہ مصنف

ساقی اب وقت میکشی ہے
جھنکارتے ہین کسی طرف مور
متوالے نکے خوب جھکتے ہین
اے نیر فکر دے جھک جیسا

گھنگھور گھٹا گھری ہوئی ہے
وہ جلوہ نما ہے لال بادل
جام مے جنگ پی رہی ہین
اس جنگ مین اہتمام ہونگے

ہے ابر گہر فشان کا بھی شور
سبزہ ہے برنگ سبز مخمل
اے مہر کلام اوج دکھلا
جرأت سے جہان مین نام ہونگے

شمشیر سخنوری علم ہے
اب برق قلم چمک رہا ہے
تحریر ہو جنگ یہ خوشی سے
ہے لطف کہ ہون درست فقرے
لڑ بھڑ کے قلم سے جو نکلون
ہر فقرے کو منہ سے ملا دے
اب ماہ سخن ضیا فگن ہے
رنگین مضمون اب لکھونگا ؛

ہان رستم وقت یہ قلم ہے
خورشید کی جنگ کا بیان کرنے
مضمون نہ اڑے نہ کسی سے
ہر بیت مین جنگ کا بیان ہو
پھر ہوشربا مین جا کے پہونچون
روشن کن مہر خوش بیانی
مضمون یہ غیرت چمن ہے

ہر جنگ مین سرخرو ہوا ہے
موزونی طبع بھی عیان ہے
ہون نثر کے صاف جیت فقرے
جرأت بھی کلام سے عیان ہو
اے کلک قمر ضیا دکھا دے
ثابت کن حال قصہ خوانی
ہے بلبل طبع نغمہ پیرا

چہرہ شہسواران توسن سخنوری و مہمیز کنندگان اشہب افسون گری شبدیز کلک کو میدان مدعا مین یون جولان کرتے ہین شعر مرصع خیال سخن آفرین سخن را بکرسی نشاند اینچنین :: شہزادہ انجم گروہ رستم لشکر شکوہ سرفتنہ ملک باختر پہلوان تہمتن شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن شہر ہوشیار سپر فروکش ہین امتحان جادو و ملکہ شیرین نے عرض کی لشکر ساحران وغیر ساحران تیار ہے بدیع الزمان نے حکم دیا بارگاہ آسمان جاہ بیرون قلعہ استاد ہوئی قصد ہے کہ کوچ کرین کہ لکہ ہائے ابر سرخ و سفید آسمان پر نمایان ہوئے قریب آکر لکہ ہائے ابر شق ہوئے سب نے دیکھا خورشید روشن ضمیر مع سرداران زبردست و سات لاکھ فوج ساحران بڑے کر و فر سے آکر اترا لشکر بدیع الزمان مین کھلبلی پڑ گئی امتحان جادو نے کہا اے شہریار بڑا غضب ہوا لوح طلسم خورشید نگار دستیاب نہ ہوئی خورشید لشکر کشی کرکے آگیا کوئی سحر اسکو جواب نہ دے سکیگا بدیع نے فرمایا خدا معین و مددگار ہے اُس شب کو بدیع الزمان نے بخورات روشن کئے چار موکل پیدا ہوئے بدیع باغ ابرا مین آئے ابراسپ ادہ نشین اٹھکھڑے ہوئے بدیع کو گلے سے لگایا بدیع الزمان نے کیفیت آمد خورشید بیان کی ابراسپ نے کہا مقام لوح استاد جانتے ہین انکی رہائی نہین ہوئی سیر جبل جادو ایک ساحر ہے اسکی قید مین ہین وہ بھی اس باغ مین جہان حکیم صاحب قید ہین گا ہے ماہے آتا ہے خورشید نے کہہ دیا ہے کہ تو اس باغ ویران مین رہنا جہانتک ہو سکے جا کر جنگ کو ٹالئے مین فکر مین جاتا ہون اگر لوح دستیاب ہوئی تو لوح لیکر آتا ہون اتنا اطمینان ہے کہ استاد بانی طلسم ہین چنانچہ بدیع کو لشکر مین روانہ کیا آپ اٹھکر فکر تلاش

سرخیل ملعون چلے گئے تعویذ لکھکر اپنے پاس رکھے برائے رہائی اوستاد بدیع کو مطمئن کرکے روانہ
ہوئے بدیع الزمان لشکر مین آئے خبر سنی کہ خورشید روشن ضمیر نے طبل جنگی بجوایا امتحان جادو گھبرا
رہا ہے بدیع نے سبکو مطمئن کیا حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی نبجے بیان
بھی نقارہ رزمی گڑگڑا ایا امیہ ہے بدیع نے حکم دیا عمر نامدار خواجہ عمرو کو تلاش کرو ہرچند ڈھونڈھا
خواجہ کو نہ پایا خواجہ نے جس باغ مین ملکہ مہر طلعت آہو چشم کو پہلے دیکھا تھا اسی باغ مین پھر
آئے گوشہ مین چھپکر ان صورتون کے خواہان ہین کہ وہ نازنین کون تھی کہ آسمان سے ایک دیو
سیاہ پنجرہ لئے ہوئے ظاہر ہوا عمرو نے دیکھا عندلیب گلشن حسن آفتاب آسمان عز و جلال گل اندام
ملکہ حسن آرا شیرین کلام معشوق بدیع بے زبان سے بدیع کے ذکر سناتا تھا قفس مین بند نہایت
دردمند ہے دیو مغرور نے اوس مہجور کو قفس سے نکالا منتین کرنے لگا کہ مین تیرا عاشق صادق
ہون ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا ارے بیحیا مجھکو کھاجا کہ مین کشاکش سے مہلت پاؤن
دیو باغ مین دوڑ رہا ہے سامنے اپنی معشوقہ کے کبھی ناچتا ہے خواجہ عمرو نے ایک چمن کے کنارے
کمند آصفا کو پھیلا دیا دیو جب حلقہ ہائے کمند مین آیا عمرو نے معجزہ طلب کرکے جھٹکا مارا دیو منھ کے
بھل گرا عمرو نے دیو کو مار آئے حسن آرا سے ملاقات کی اپنا نام بتایا حسن آرا رونے لگی کہا اے
عمر نامدار یہ بیحیا مجھکو فرش خواب سے اوٹھا لیگیا تھا بڑے آزار پہونچائے عمرو نے قصد کیا حسن آرا کو
زنبیل مین رکھ لون آفتاب جمال ملکہ سے باغ روشن ہو رہا ہے قضائے کار سرخیل جادو آسمان پر
اڑا ہوا جاتا ہے اسنے دیکھا ایک بدمانس ایک حور تمثال سے باتین کر رہا ہے یہ بدمانس ماہ تمثال
کو کہین سے اوٹھا کے لے آیا ہے کھا جائیگا فوراً دہن سے نعرہ کرکے گرا عمرو لوٹ کو دکے
الگ ہوا گلیم اوڑھ لی سرخیل نے ملکہ کی کمر مین پنجہ دیا حیران تھا کہ یہ بدمانس کہان گیا چار جانب
دیکھنے لگا عمرو نے سوا پانچ سیر پتھر گوپھن مین دیکر نعرہ کیا سرخیل پلٹا پیشانی پر سرخیل کے پتھر پڑا سر
پھٹ گیا اندھیرا ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من سرخیل جادو بود عمرو نے ملکہ کو اوٹھا کر نذر زنبیل کیا باغ
سے نکلکر طرف لشکر بدیع کے چلے جسوقت عمرو نے سرخیل کو مارا ابرار سجادہ نشین باغ ویران مین
پہونچے ہر چند عمل پڑھتے تھے کہ حکیم حذاقت کو قفس سے نکال لون قفل نہ کھلا گویا ازلبستہ تھا
یکایک قفل ٹوٹ کے گرا قفس شکست ہوا حکیم حذاقت کے جسم مین طاقت آئی ابرار سے کہا اے لو نظر سرخیل کو کسی نے

قتل کیا تب یہ قفس ٹوٹا مین قید مصیبت سے چھوٹا اب خدمت طلسم کشا مین چلنا چاہیے تم چلو انشاءاللہ
مین لوح لیکر آتا ہون ابرار سجادہ نشین ایکجانب حکیم خداپرست ایکجانب روانہ ہوئے یہان لشکر
بدیع مین ہنگامہ ہے ہزارون آدمی بھاگ گئے وہ شب مصیبت سے بسر ہوئی خورشید روشن ضمیر تخت
پر سوار ہوکر میدان کارزار مین آیا بدیع الزمان مع ساحران نامی و سرداران گرامی پشت ابرش گلگلفام
پر سوار ہوکر صف آرا ہوئے یکایک صحرا سے گرد اڑی لکہ ہائے ابر سیاہ نمایان ہوئے مہیب جادو و دضر بر
بجمعیت بارہ ہزار ساحرون کے آگر پہونچا مہیب نے بڑھکر قدم اقدس بدیع کو بوسہ دیا عرض کی شکر ہے
خدا نے وقت پر پہونچایا یہان صفین جم چکین خورشید نے اشارہ کیا کوہان بن کو ہین سنگ انداز جادو
مالک جبل رنگین میدان مین آیا سحر کرکے پتھر برسانے لگا سنگدل کو رحم نہ آیا کئی ہزار کے سر پھٹے
مہیب جادو یہ حال دیکھکر بقہر و غضب تمام صف سے باہر نکلا آتے ہی اسنے سحر کیا کہ پتھر برسنا موقوف
ہوئے یہ دونون سحر خوانی مین مصروف ہوئے مہیب نے جبا اپنی کھولی ایک دھوان نکلا کوہن نابینا ہوکے
ٹٹولنے لگا مہیب نے جاکر ایک گھونسا مارا سر اسکا پھٹ گیا آواز آئی کشتی مرا نام من کوہان بن کو ہین
سنگ انداز جادو تو خورشید نے جھلا کر اشارہ کیا ابرار جادو سامنے مہیب کے آیا ایک دو پتھر زمین پر مارا پانی
برسنے لگا ایک چشمہ پیدا ہوا اسمین سے ایک نہنگ نکلا مہیب کو نگل گیا امتحان جادو نے جو یہ معرکہ دیکھا برق
بنکر ابرار پر گری اسکے دو ٹکڑے ہوئے بس خورشید غصے مین تخت سے کود آواز دی تم حرامون نے
بہت سر اٹھایا ہے ایک دو پتھر زمین پر مارا دو برقین گرین امتحان کا سر زخمی ہوا مہیب جادو چشمے سے
نکلا تھا قصد تھا کہ طرف لشکر کے پلٹون سحر خورشید سے برق گری مہیب کا بھی شانہ تشلنہ ہوا ان دونون
ساحرون کو زخمی کرکے خورشید نے کل لشکر کو اشارہ کیا تمام ساحر لشکر بدیع پر جا پڑے بارہ
لاکھ ساحر ساتھ تھے بدیع نے مرکب کو بڑھایا نسرین رکاب سے لپٹی ہوئی عرض کرنی ہے کاہے شہر یلد
اپنے کو بچائیے بدیع نے بڑھکر کسی ساحر کے نیزہ مارا کسی پر تیر لگا کسی پر بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا امتحان و مہیب
و دضر بر و نسرین وغیرہ گرد بدیع کے پھر رہے ہین سحر کو روکتے ہین ساحر کو قریب بدیع نہین آنے دیتے
خورشید نے زمین میدان کارزار ہلا دی سحر کیا کہ ایک آفتاب وسط آسمان پر چمکا اسکی حدت سے ساحرون
کے نیچے نکلنے لگے استخوان جلنے لگے جدہر جا پڑا صفونکو درہم و برہم کر دیا کئی مرتبہ امتحان نے بڑھکر مقابلہ
کیا خورشید نے للکارا او ضعیف تو ہی نے سارا فساد برپا کیا یہ کہکے سحر کر دیتا ہے امتحان

کے سر پر برق گری کبھی کوئی پنجہ گرا کبھی سر زخمی ہوا کبھی شانہ بیکار تیر اعظم کی حدت سے قیامت برپا
کی وہ دھوپ پڑی جانور جھلس گئے بھاگے پھرتے ہین گھوڑے سوارونکو ٹپک کر بھاگے آگ برسنے لگی
زمین تپ رہی ہر ذرے جھنگاریان بنگئے مثل زرہ مردان عالم کے کلیجے چھن گئے عرصہ دراز تک بدیع و نہیب
کو امتحان نے بچایا اپنے تو زخمی کرایا خورشید نے سحر کیا جھونکا ہوائے گرم کا چلا امتحان و نہیب کے
سر پر و بستر بن مثل برگ کاہ اڑنے لگے دور جا کر گرے سرونسے خون جاری سحر کرنا بھولے زمین پر
تڑپنے لگے خورشید نے سحر کیا بدیع زمین پر گرے اب خورشید تلوار کھینچکر چلا کہ بدیع کا سر کاٹ لون کہ
صحرا سے ہاہو کی صدا بلند ہوئی خورشید دیکھنے لگا دیکھا ضحاک قوی ترکیب کیکاؤس دونون
باپ بیٹے زخمدار بیقرار اشکبار بھاگے ہوئے چلے آتے ہین خورشید نے پکار کر آواز دی اے ضحاک
خیر تو ہے ضحاک جا کہتا ہے جواب نہ دے کر ترشے نعرے کی صدا آئی بدیع نے دیکھا گل گلزار خلیل الرحمان
نورالدہر والا شان تیغ برق مثال ہاتھ مین کھینچے ہوئے حرز ہیکل گلے مین نعرے کرتے ہوئے آتے ہین
ایک سمت مکلل خان جادو اسکجانب ملکہ مخمور سرخ چشم ایک سمت چار سو سرداران زبردست
مثل انجم قوی بازو سلطان زرین نقش وغیرہ باتیغہائے برہنہ لڑتے ہوئے آکر پہنچے دور
سے مخمور نے دیکھا کہ یہان تو خون کے دریا بہ رہے ہین بدیع الزمان زخمی خورشید قتل کرنے
چلا ہے مخمور نعرہ کرکے جا پڑی دانہ یاقوت احمر کا خورشید پر مارا خورشید نے دانہ روک کر تیر اعظم
پر اشارہ کیا اس مین سے ایک برق چمک کر گری سر مخمور زخمی ہوا مکلل خان نعرہ کرکے مقابلہ
خورشید مین پہونچا دو چار سحر رد و قدح ہوئے آخر مین خورشید نے مکلل خان کو بھی زخمی کیا
ہیاو سے نعرہ شیر کی آواز آئی زمین تھرائی خورشید نے پلٹ کر دیکھا ایک جوان آفتاب مثال خورشید جمال
تلوار کھینچے ہوئے صفونکو درہم برہم کرتا ہوا آتا ہے سیار شتر رای نے کہا اے شہنشاہ آپکے دربار مین
یہ جوان حسین تیغ زن بنکر آیا تھا اب ثابت ہوا کہ فرزند بدیع ہے کہ وہ تصویر سے لڑتا ہوا آتا ہے
ضحاک و کیکاؤس کو اسی نے زخمی کیا خورشید نے کہا اسکی کیا حقیقت ہے یہ کہکر تلوار کھینچے ہوئے
مرکب کو چمکا کے نورالدہر پر جا پڑا ہاتھ تیغ سحر کا مارا حرز ہیکل چمکی نورالدہر نے تلوار کو کاٹا جواب
مین وار کیا خورشید نے سپر اٹھایا تلوار نے نورالدہر کی سپر کو کاٹا تاج بھی اسکا کٹا اوچھا سا زخم
سر آیا بیقرار ہوکے پیچھے ہٹا نورالدہر نے پیچھا کیا صدہا ساحر سد راہ ہوئے نورالدہر کو روکتے تھے

نورالدہر نے اس مقام پر خون کے دریا بہا دیے کئی سو سردار خورشید کے مارے خورشید پیچھے ہٹا آفتاب پر اشارہ کیا ایک زاغ سیاہ رو چرخ مارتا ہوا سامنے خورشید کے آیا خورشید نے کہا اے زاغ سیاہ رو کیا سبب ہے کہ نورالدہر پر سحر تاثیر نہیں کرتا اُسنے کہا اے شہنشاہ یہ جوان فرزند طلسم کشا حمزہ کی حمزہ کی گلے میں پہنے ہے اُسکے ہاتھ سے لقویر خداوند شکست ہوئی گو وہ لقویر خون کے دریا بہے کوئی اسکے مقابلہ میں بچائیگا یہ کہکر وہ ساحر سیاہ فام غائب ہوا خورشید پیچھے ہٹا آئینے تک دی زمین کانپی نورالدہر جمع ساحران میں لڑ رہے ہیں کہ یکایک آواز آئی اے نور نظر اے نور نگاہ حمزہ نامور ماشاءاللہ کیا خوب لڑے ہو میری تو خبر تو نورالدہر نے پلٹ کے خواجہ عمرو کو دیکھا تمام جسم سے چنگاریاں نکل رہی ہیں فرماتے ہیں بیٹا خورشید نے مجھپر سحر کیا جلکر خاک ہوجاؤنگا حرز ہیکل ذرا مجھے دو جسم سے مس کردوں نورالدہر نے بیقرار ہوکر حرز ہیکل گلے سے اُتار دی ہاتھ میں خواجہ کے دی خواجہ پیچھے ہٹے نعرہ کیا منم زاغ سیاہ رو دام نبیرۂ حمزہ ہمارے شاہ کو زخمی کیا دیکھیں یوں حرز ہیکل چھین لی نورالدہر اس ساحر پر جھپٹے دور سے مجوز نے دیکھا کہ زاغ سیاہ رو حرز ہیکل لئے جاتا ہے وہیں سے سحر کر کے آگ کے گولے گرنے زاغ پرواز یاقوت احمر کا مارا زاغ کا سر پھٹ گیا حرز ہیکل زمین پر گری خورشید نعرہ کرکے جا پڑا مجوز و مکلل خان ومہیب و امتحان چاہتے ہیں حرز ہیکل اُٹھالیں خورشید قریب نہیں آنے دیتا بیچ میدان میں ہیکل پڑی ہے نہ خورشید اُٹھا سکتا ہے نہ مکلل خان وغیرہ قریب پہونچتے ہیں اس مقام پر انتہا کا کشت و خون ہوا نورالدہر بھی گھوڑے سے گرے ایکطرف بدیع الزمان سحر میں خورشید کے مبتلا ہیں مجوز و مکلل خان وغیرہ کو خورشید نے زخمی کیا فوج پر حدت آفتاب صدائے فریادالغیاث بلند ہے خورشید نے زمین ہلادی ہر مرتبہ چاہتا ہے حرز ہیکل اُٹھالوں بدیع و نورالدہر کو قتل کروں حضر نے مقابلہ کیا کبھی چھپ کر گیا کبھی امتحان نے سحر کیا کسی کا زور خورشید سے نہیں چلتا سب کو جواب دے رہا ہے ہزار دانت کو چبھ نکلے یا آسمان سے آگ برس رہی ہے بدیع نے جو یہ حال پر ملال دیکھا یہ بھی یقین ہوا کہ بیٹا قتل ہوتا ہے بیقرار ہوکے دعا کی اے خالق بے نیاز اے رب کارساز وقت مدد ہے نظم تو کوئی ہر اک کر در رنج شتاب ؛ دعائے کند من کنم مستجاب ؛ جو عاجز زہاندہ دائم ترا ؛ در یا عاجزی چون نخوانم ترا ؛ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچی وہ وقت تھا کہ خورشید غالب آچکا تمام لشکر

کو بیکار کردیا میدان کارزار لاشون سے بھر دیا دریلے خون کی طغیانی کشتی حیات مسلمانان طرح فانی
آندھیان سیاہ اُٹھ رہی ہین آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا سب نے ابرار سجادہ نشین حکیم غدار ست
بادۂ عبادت رب اکبر سے مست آکر پہونچے خورشید کو للکارا اُدھر ملکہ ام بد انجام قدرت پروردگار کو تکتے
دیکھا معین ہمارا کیونکر آیا خورشید نے چاہا سحر کرون تخت حکیم کو روکون صدہا گولے مارے نہ رُکے سحر
نے بھی تاثیر نہ کی تخت سے کود کر قریب بدیع الزمان لوح طلسم خورشید نگار لیکر آئے تھے گلے مین
بدیع الزمان کے لوح ڈالدی کہا اے شیر بیشہ جرات بسم اللہ جیسے ہی لوح گلے مین بدیع الزمان کے آئی
روح کو راحت حاصل ہوئی تسکین ہوئی تیغ برق تاب کھینچکر اُٹھے اب لوح چمکائی صدہا ساحر نابینا
ہوے فریاد کرتے ہوئے بھاگے حر مسیکل اُٹھا کر گلے مین نور الدہر کے پہنائی نور الدہر بھی نعرہ کرکے
بڑھے فوج ساحران پر جا پڑے ضحاک و کیکاؤس کو تاکے ہوئے جاتے ہین ضحاک و کیکاؤس بھی یہ ہنگامہ
دیکھا کر شہنشاہ خود بھاگے بھاگے پھرتے ہین ساحر خوف طلسم کشا سے منھ کے بل گرتے ہین ضحاک و
کیکاؤس طرف صحرا کے بھاگے نور الدہر و مخمور و مکلل خان و خسرو و شیر دل سمٹ کر ایکمقام پر ہوئے آپس مین
صلاح ہوئی قبلہ و کعبہ کی طرف تو جہانگرد وہ اس لڑائی کو فتح کرینگے ہمین انکی ان دونون بیجیاؤن
کا تعاقب واجب و لازم ہے یہ کہکر اپنے لشکر کو الگ کیا تعاقب مین ضحاک و کیکاؤس کے
چل نکلے بدیع الزمان لڑتے ہوئے قریب خورشید روشنفمر کے پہونچے لوح کو دیکھکر گھبرایا بہت سحر
کیے جب تاثیر نہ ہوئی گھبرایا تلوار کا وار کیا بدیع الزمان نے لوح چمکائی خورشید کی پلک جھپکی ہاتھ
بدیع الزمان نے مارا سر خورشید کا زخمی ہوا پر پرواز پیدا کرکے بھاگا آواز دی یارو قتل آدمی بدیع الزمان
نے امتحان وغیرہ سے کہا اسکا تعاقب واجب و لازم ہے تین لاکھ ساحر خورشید کے پیچھے بھاگی بدیع الزمان
نے اُسیوقت لشکر کو درست کیا ملکہ امتحان جادو سے کہا تم یہان کے ممالک کا انتظام کرو ہم اسکے
تعاقب مین جاتے ہین امتحان نے کہا مین ضرور ساتھ چلونگی مع لشکر ساحران و غیر ساحران تعاقب مین
خورشید روشنفمر کے بدیع الزمان بھی چلے ان سب کا حال کسی ایسے مقام پہ تحریر کرونگا کہ
ناظرین لطف داستان اُٹھائین گے۔ مصنف کو خلعت تحسین و آفرین عنایت کرینگے

دو کلمہ داستان حیرت بیان طلسم نگارین بنام شاہزادہ خاور سیاہ
و دیگر حالات متعلق داستان ہذا۔ خمسہ موافق مضمون مقام

عارض مہتاب رنگ نور سے بیگانہ تھا
برق خاطف سایۂ بال پری پروانہ تھا
دیدۂ کوکب کو رشک روزن کاشانہ تھا
رات بھر مجھکو خیال عارض جانانہ تھا
آفتاب روز محشر یان چراغ خانہ تھا

گلشن غم بسکہ میرا یہ دل دیوانہ تھا
زندگی ہی مین فقط یہ داغ سینے کا نہ تھا
خاک جسم زار پر ہر ذرہ آتشخانہ تھا
برسون بعد مرگ بھی سوز غم جانانہ تھا
شمع تھا ہر استخوان میرا ہما پروانہ تھا

دست فرسود خزان رخسار ہر گل کا ہے یان
آہ جی بہلاؤن کس سے مصنوع کیا ہے یان
لطمۂ صرصر نسیم صبحدم کی جا ہے یان
اس چمن سے مجھکو صیاد دغا لایا ہے جہان
جس جگہ یہ چرخ اخضر سبزۂ بیگانہ تھا

مر گئے ہم دیکھتے ہی گردش چشم صنم
ساقیا نیرنگ یہ کیا تھا بجز مے کی قسم
ہوگیا یہ ساتگین بادہ ہمکو جام سم
کھو گئے آخر شراب عشق کے پیتے ہی ہم
ساغر اسکا شاید اپنی عمر کا پیمانہ تھا

بیقراری نے کیا کیا نہ ہنگامے بپا
ناتوانی پھر نہ ملنے پائے میرے دست و پا
اسکے باعث کیا نہ دل مورد ہوا اندوہ کا
سنکے غل شب تا در زندان وہ آکر پھر گیا
شیون زنجیر خواب بخت کو افسانہ تھا

گر صبا کا کوچۂ زلف سیہ مین ہو گذار
کب مرا ایک کا ہاتھ پڑ سکتا ہے تا خانۂ یار
کانپتی ہے چھو کے بوے عنبرین پیچ تیرے تار
کل دکھتا تھا تری زلفون سے جو وہ بار بار
استخوان عاشق شیدا کا شاید شانہ تھا

معنی ہر لفظ تھا یہ ہر سخن کا مدعا
الغرض سو سو طرح سے مین الم کا مبتلا
شرح کا تھا گاہ مطلب گاہ مضمون نظم کا
عمر بھر کہتا رہا لیکن نہ وہ آخر ہوا
آہ اپنے درد غم کا کیا دراز افسانہ تھا

جوش زن تھا شعلۂ شمع آب گل سے ای انیس
لب بھی آتشبارہ آہ مشتعل سے ای انیس
برق تھی مژگان پہ اشک متصل سے ای انیس
رات نیند آئی نہ مجھکو سوز دل سے ای انیس

کوئی شاید بالش پر مین پر پروانہ تھا

ہے طلسم آشفتگی کا اپنے نقش آب گل
تیرہ بختی کے رہینگے ساتھ یہان باہم متصل
اپنی قسمت کا پریشانی ہے عنوان سجل
اسمین نکلا تھا کسیکی زلف مین الجھیگا دل

شانہ مین سے ایکدن ہمنے دکھلا شانہ تھا

شیون ماتم تھا شور نغمہ چنگ و رباب
موج سے تھی حلق پر اک خنجر بران کی آب
گرمی گردش سے ساغر کی مرا دل تھا کباب
تھی ہمارے خون کی پیاسی یار بن بزم شراب

چشم شان اپنی نظر مین رات بھر پیمانہ تھا

شوق کا ہل واقعہ ظلمت شب ہجران کا ہے
ردکش خط شعاعی ہر سر مژگان کا ہے
اسکا آنکھون مین تصور عارض جانان کا ہے
اسکے ورد آنکھون پہ نام اُس تابان کا ہے

نکلا اختر مری تسبیح کا جو دانہ تھا

اوج پر آیا نہ اسکا بخت سرگردان عیش
ہان مگر اب عیش کی آیا ہے یون دامان عیش
نام غم شادی وہ رکھتا تھا یہی سامان عیش
تھا اثر مرگ شب قسمت مین یہی سامان عیش

سینہ کوبی خلق کی شادی کا نوبت خانہ تھا

چہرہ سیاحان طلسمات حیرت آیات نگارین و فتاحان مرحلہ جات جلالت قرین بعنایت باری نہا لوح و قلم اس داستان شوکت بیان کو بصد جاہ و حشم یون تحریر فرماتے ہین نظم نگارندہ نقاش بہزاد دست و عروس سخن را چنین نقش بست کہ خواجہ عمرو نے جو باغ مین ملکہ مہر طلعت آہو چشم کو دیکھا تھا سیارہ بن عمرو عیار قاسم سے سب حال کہا یہ تلاش مین اپنے آقا کی سرگردان و پریشان شبکو اسی باغ مین آیا شبکو چھپکر گوشہ مین بیٹھا پہلے چند کنیزین آئین انھون نے فرش بچھایا بعد اسکے تخت ملکہ مہر طلعت آکر قائم ہوا سر جھکا کر رنجیدہ بیٹھی کنیزون نے کہا حضور آپکو کئی ہفتہ اسی پریشانی مین گذرے آج تو گانا سنیے گل اندام ڈومنی آگے گانے لگی براے دفع حاجت گوشہ باغ مین گئی سیارہ نے اسکو بیہوش کیا بشکل گل اندام جلسے مین آیا دو پہر رات گئے ایک ساحر نے آکر کہا آپ مکان پر چلیے ایسا نہو شہنشاہ آزردہ ہون ملکہ آہو چشم سیارہ کو بشکل گل اندام ساتھ لیکر اپنے قصر مین آئی سیارہ نے دلدہی کرکے حال پریشانی پوچھا ملکہ نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا اے گل اندام

کیا اپنا حال زار کہوں مین ایک بادشاہ عالیجاہ کی دختر بلند اختر ہون بہزاد شکل کش طلسم نگارین کا
بادشاہ عاشق ہوکر مجکو اٹھا لایا اور قاسم نبیرۂ صاحبقران کو ایمن سے قید کرکے لایا نجومیون
نے کہا یہ جوان اس طلسم کو فتح کریگا اس وجہ سے اس جوان کو قید کیا میری اُسپر جان جاتی ہی میرے
مکان کے قریب قید خانہ ہے اسمین وہ شیر قید ہے روز جادوگرنی مجکو لینے آتی ہے اپنی جان بچاتی ہون
ہوشیار جادو آئی ہوئی بیٹھی ہے بہزاد شکل کش نے باغ مین جلسہ آراستہ کیا ہے یہ سنکر سیارہ نے ایک
پڑیہ بیہوشی کی ملکہ کو دی کہا یہ شراب مین ملا کر ہوشیار کو پلائے چند ساعت بیہوش رہیگی مین جاکر
قاسم کو لاتی ہون یہ بھی ظاہر کر دیا کہ سیارہ میرا نام ہے اسی شہریار کا عیار ہون لبگل گل اندام آپکے
ساتھ آیا شکر ہے نشان اپنے آقا کا پایا یہ کہکر سیارہ نے خوان کھانے کے آغشتہ بدارو ئے بیہوشی
تیار کئے قید خانے مین لبگل گل اندام آیا اسکو کھانا کھلا کے بیہوش کیا قاسم کو رہا کرکے سامنے ملکہ
کے لایا کہا کہ اب شاہزادے کو ساتھ لیکر ایک کمرے مین جلسہ آراستہ کیجئے مین آپکی شکل بنکر پاس
بہزاد کے جاتا ہون یا لوح لاؤنگا یا اسکو قتل کرونگا یہ کہکر سیارہ بصورت ملکہ تیار ہو ملکہ اور قاسم
ایک کمرے مین بیٹھے ہوشیار جادو کو ہوشیار کیا سیارہ نے کہا لو اتم سو گئین چلو ہمکو خدمت شہنشاہ
مین لیچلو ہوشیار خوشی خوشی ملکہ نقلی کو تخت پر سوار کرکے باغ مین لائی بہزاد بہت خوش ہوا اب
تخلیہ مین سیارہ نے کہا اے شہریار مین اسوجہ سے حاضر خدمت نہ ہوئی تھی مینے سنا ہے کہ آپنے
طلسم کشا کو قید کیا ایسا نہو وہ طلسم فتح کرلے مین بیوہ ہوکر کدھر جاؤن بہزاد نے کہا اے جان جہان
لوح مین نے اسی باغ مین زیر نخل دفن کردی ہے سوائے میرے کوئی نہین جانتا اب سیارہ نے
شراب پلا کر بہزاد کو بیہوش کیا بسرعت تمام خنجر کمر سے کھینچکر اسی نخل کے نیچے آیا جہان بہزاد نے سیارہ
کو لوح کا پتہ بتایا تھا سیارہ نے خنجر سے زمین کو کھود کر لوح نکالی لوح لا اسنے پاس رکھی اب خنجر
پکڑ کے چلا کہ بہزاد کو قتل کردن صبح ہوگئی دیلم جادو وزیر اُسکا آسمان پر سے آیا دیکھا ایک عیار
شاہ کو قتل کیا چاہتا ہے اُسنے نعرہ کیا سب طرف سے ساحر دوڑے مگر بسبب لوح کے کسیکی سحر نے تاثیر
نکی دس بیس ساحر سیارہ نے مارے آخر از روے بلوے کے پکڑ لیا لوح دیلم نے سیارہ سے لی اب
بہزاد مع چار ہزار ساحرون کے طرف باغ چلا آکے باغ کو گھیر آقا قاسم چند جادوگرنیون کو ساتھ لیکر باغ
سے نکلے لڑائی ہونے لگی قاسم نے کئی ساحر تیر سے مارے قریب تھا کہ قاسم گرفتار ہوجائے کہ سیارہ

کی ایک ساحر شکین باندھے کھڑا تھا سیارہ نے اس سے کہا میری کمر مین مال ہے تم لیلو اسنے لالچ مین
ہاتھ کھولا سیارہ نے اسکو خنجر مارا وہ ساحر مرا سیارہ رہا ہوا اسکی صورت بنکے قریب دیلم آیا کہا اے
دیلم دیکھو مددگار قاسم کے آگئے دیلم ادھر پلٹا سیارہ نے خنجر مارا دیلم کا بھی شکم چاک قصہ پاک
ہوا سیارہ نے لوح لائے قاسم کے گلے مین پہنائی قاسم نے کئی سو ساحر مارے بہزاد کو بھی زخمی کیا وہ شکست
کھاکے بھاگا اوسیوقت قیماس خان وغیرہ سرداران قاسم بھی آکر پہونچے جب بہزاد شکست
کھاکے قریب قلعہ طلسمی پہونچا ایک سحر کیا اندھیرا ہوگیا کوئی آگے نہین بڑھ سکتا ادھر قاسم پلٹ آئے
سب نے کہا حضور ابھی مرحلہ باقی ہین بموجب لوح جاکر فتح کیجیے قاسم کا لشکر آکے قریب باغ ملکہ اترا
یہان بہزاد نے قلعہ مین آکے صلاح کی کہ طلسم کشا صاحب لوح ہو اسپکا سحر اسپر تاثیر نکریگا آخر
ایک پہلوان زبردست فولاد آہن خوار کو بلایا وہ فوج لیکر مقابلہ قاسم مین آیا جانبین سے طبل جنگی
بجے فولاد میدان مین آیا قیماس سے مقابلہ پڑا پہر دن رہے قیماس کا گولا اتر گیا وہ باندھ کر لیگیا
قاسم رنجیدہ واپس ہوئے فولاد نے قیماس کو گولا درست کراکے رات ہی کو زیر تیغ بٹھایا سیارہ
نے قاسم کو خبر دی قاسم مع لشکر آپڑے رات بھر تلوار چلی صبح کو فولاد کو قاسم نے مارا
قیماس کو رہا کیا اوسکی بارگاہ پر قبضہ کیا اب قیماس نے قاسم سے کہا آپ ذرا لوح مجھے دیجیے رات کو
مین قید مین سنتا تھا یہ لوح طلسم نہین ہے قاسم نے لوح دیدی بس قیماس نے نعرہ کیا میں شہاب
جادو مالک مرحلہ یہ کہکے قاسم کو گرفتار کرلیا اور ایک گولہ مارا کل لشکر اسلام پر تاریکی چھاگئی
سیارہ بھاگا باغ مین آیا ملکہ کو بیہوش کرکے صندوق مین بند کردیا آپ ملکہ کی صورت بنکے بیٹھ رہا
اب شہاب جادو دو سو ساحر ہمراہ لیکر آیا ملکہ کو بھی گرفتار کیا اپنے باغ مین لایا ملکہ پر مائل ہوا
تھا لاکے مسند پر بٹھایا طالب وصل ہوا سیارہ نے کہا پہلے مین قاسم کو قتل کرون تب تجکو
قبول کرون اسنے لاکے قاسم کو سامنے بٹھلایا تب سیارہ نے کہا ذرا لوح تو مین دیکھون
اسمین کیا لکھا ہوتا ہے شہاب نے دیدی سیارہ نے شہاب کو قتل کیا لوح قاسم کے گلے مین ڈالی
اب قاسم نعرہ کرکے اُٹھے اس باغ کے ساحرون کو مارا شاہ نگارین یہان قید تھے رہا کیا سیارہ
کو برائے تسکین ملکہ روانہ کیا آپ بموجب حکم لوح خندق مین پھاندے قلعہ مین آکر نکلے بہزاد فوج
لیکر آیا ادھر سے لشکر قاسم پہونچا تین پہر تلوار چلی بہزاد غصے مین قاسم پر جا پڑا اکی ہاتھ

تلوار کے مارے قاسم نے روک کر ہاتھ مارا بہزاد کا نقشہ بگڑ گیا دو ٹکڑے ہوئے سب نے امان
مانگی اب مال طلسمی نکلوایا قید خانے سے مقیدان طلسم رہا ہوئے انمین ایک نوجوان تاجدار کو
دیکھا اوسنے کہا مین بادشاہ اس طلسم کا ہون نگارین جادو میرا نام ہے اب نگارین کو قاسم
نے تخت پر بٹھایا ملک کو داخل قلمرو کیا اب دربار مین صحبت آراستہ ہوئی کہ شتر سوار نے آکر نامہ دیا امین
طرف سے خورشید رو شنشیر کے لکھا تھا کہ اے بہزاد ہمارے طلسم مین آؤ کہ بیان بدیع نے طلسم درہم برہم
کر دیا ہم طلسم ہوشربا کو جاتے ہین جو کچھ خیر خواہی ہو سکے آکے شراکت کرو قاسم نے طرف سے بہزاد کے
جواب لکھ دیا کہ ہم آتے ہین شتر سوار گیا اب قاسم نے کہا مین چلکے ہوشربا کو بھی فتح کرون دو لاکھ
فوج ساحر و غیر ساحر جمع کر کے مع مال طلسمی نگارین شاہ کو تخت پر جگہ دی برہبری نگارین شاہ
طرف طلسم ہوشربا کے روانہ ہوتے ہین کہ حال انکا بھی وقت پر تحریر ہو گا مخمور نے کھڑے کھڑے خواجہ
سے ملاقات کی صرف اتنا بیان کیا کہ چالاک نے جا کر عیاری کی شہنشاہ نیلم کو گرفتار کر لیا اب جنگ
مغلوبہ مین اور بات کرنیکا موقع نہ تھا خواجہ یہ سنکر خاموش ہو رہے ان لوگونکا داخلہ تو ہو گا جنکا
ذکر کر چکا ہون خواجہ کو اسی کا اشتیاق تھا اور یہ خبر سنکر اور زیادہ طبیعت کو انتشار ہوا سردی کرکے
لشکر مین آئے اسد نامدار فراق مین بدیع الزمان اور خواجہ کے بیمار ہو گئے ہین خواجہ آکر ٹھہرے
کہ معلوم ہوا ایک ساحر فرستادہ شہنشاہ نیلم آیا ہے عمرو کو لا کر نامہ دیا دیکھا عمرو نے چالاک نے لکھا ہے
ظاہر مین تو بہت کچھ غصہ لکھا ہے ہندسون مین یہ مضمون ہے کہ قبلہ و کعبہ مین عیاری کر گذرا اب
اسکا انجام مجھے نا ممکن میری مدد کیجئے خواجہ نے اسیطرح ہندسون مین جواب لکھا مضمون یہ تھا کہ
ہم آتشباز لشکر آئینگے تمہاری تکلیف دفع ہو جائیگی خبردار تنخواہ نہ بانٹنا خزانیکا حساب سمجھانا پڑیگا
نامہ دار کو رخصت کیا خود چار دن عیارون کو بلایا صورتین تبدیل کین سمت لشکر شہنشاہ نیلم روانہ
ہوئے خواجہ ایک نٹ کی صورت بنے ہوئے ڈھول بجاتا ہوا رسین سیکے کاندھون پر پڑی ہوئین
چالاک بیچارہ تخت پر بیٹھا ہے آب و دانہ ترک ہو گیا ہے چار سو ساحران زبردست ہر وقت گرد رہتے
ہین خوف کے مارے دم نکلا جاتا ہے کلیجہ تھراتا ہے کیون چالاک اگر یہ لوگ پہچان لین تو کیا خرابی
ہو جلا کر خاک کر دین اسی فکر مین بیٹھا ہے افراسیاب نے صبار فتار کو نامہ دیکر روانہ کیا مضمون نامہ یہ تھا
کہ ای نیلم ای صاحب شوکت و حشم ای قوت بازو ای خوشخو مقام افسوس ہے چند مہینے کا زمانہ گذرا املوح مارا گیا تم جوش مین

کوہ نیلم سے اُترے صحرا مین مارے مارے پھرتے ہو جلد آکر شراکت کرو چالاک سے درگہ سالار نے عوض کی صبا رفتار در دولت پر حاضر ہے چالاک ٹھہر گیا لیکن قہقہہ مار کے ہنسا سرداروں سے کہا لو مزا دیکھیئے کوئی عیار صاحب بشکل صبا رفتار تشریف لائے وہی عمرو کا شاگرد ہو رہا ہوگا صحن مین اسکو اتاد کر دیکھ روزن بارگاہ سے دیکھکر پہچان لینگے لیکن خبردار سر کوئی حال ظاہر نہونے پائے ورنہ فوراً بھاگ جائیگا ساحر بیرون بارگاہ آئے صبا رفتار کو باتو یقین لگا یا شہنشاہ نے روزن سے دیکھکر کہا وہی برق فرنگی ہے گرفتار کرو مسلسل کر کے قید خانے مین لیجاؤ خبردار میرے سامنے نہ لانا صبا رفتار پر ساحر ٹوٹ پڑے اسنے ہر چند غل مچایا ارے یارون مین کنیز شہنشاہون ساحرون نے نہ سنا چھین لیا چالاک نے نام چالاک کر ڈالا صبا رفتار قید خانہ مین قید ہوئی کہنک جادو اپنے ندیم کو حکم دیا تم درزندان پر رہو خبردار لاکھ چیخے بیٹے اس مکار کے پاس نہ جانا صبا قید ہوئی بیڑیون سے سر ٹکراتی ہے قید مین کیسی گھبراتی ہے لیکن کیا چارہ دو روٹیان خشک شام کو ملتی ہین اب چالاک بہت گھبرایا ہوا ہے ایکدن تخت پر بیٹھا ہے کہ ڈھول کی آواز آئی چالاک نے کہا ان نٹون کو بلاؤ مابدولت تماشا دیکھینگے کرسی بچھا کر بیرون بارگاہ آئے نٹون نے خوب تماشا کیا بانس گاڑے سینگ پاؤن مین باندھے رسن پر دوڑے دوڑے پھرے جو انکین سبکا افسر ہے اُسنے بڑھکر کہا اے شہنشاہ ہم اصل مین آتشباز ہین آگ لگا دیتے ہین سرکار سے سامان ملے آتشبازی بنا کر چھوڑین چالاک اس افسر کو خلیہ مین لیکر گیا اور قدمون پر گر پڑا کہا قبلہ و کعبہ مجھے یہانسے نکال لیجیے عمرو نے کہا بیٹا نہ گھبراؤ مین بہار و ماہ عنبان وغیرہ کو لایا ہون آج شبکو آتشبازی چھوٹے لشکر والے اسمین بیہوش ہونگے سرداران نکو نکلکر سحر کرینگے تم اس ہنگامے مین نیلم کو قتل کر کے نکلجانا چالاک و عمرو مین بخوبی صلاح ہوگئی خواجہ باہر نکلے چالاک نے ان صاحبون کیواسطے خیمہ استاد کرا دیا ہزار مزدور آتشبازی تیار کرنے کیواسطے دیے قلعہ تیار ہوئے جب شام ہوئی اور قلعہ جابجا گڑے صبا رفتار نے فقرہ دیکر کہنک جادو کو اندر خیمہ کے بلایا باتو نمین حباب مار کر بیہوش کیا اپنی شکل بنا کر اسکو قید خانے مین چھوڑا اب آپ بشکل کہنک باہر نکلی دیکھا آتشبازون کی آتشبازی کا ہنگامہ ہے ساحر جمع ہو رہے ہین صبا رفتار پشت بارگاہ نیلم پر آکر ٹھہری پہر رات گئے چالاک بشکل نیلم اس بارگاہ مین آیا ایک صندوق کھولا صبا رفتار نے دیکھا شہنشاہ نیلم کو اس صندوق سے چالاک نے نکالا زبان مین سوزن و باغ پر بیہوشی کی ان جا لیمن بیٹے ذلت

وغیرہ حلق مین ٹپکادیا مطلب یہ تھا کہ تڑپ کے مر نہ جائے پھر صندوق بند کرکے آپ تو باہر آیا کل فوج
کی کمر بستہ ہوئی رات کو قلعہ دغنے لگے اہالیان لشکر نیلم کیا جانین کہ آتشبازون کا معاملہ کیا ہے
آتشبازی مین بھی کچھ دغل ہے عمرو نے برق وغیرہ کو آتشبازی داغنے کا حکم دیا ہے آپ گوشے مین آکر
بہار و باغبان سرخ مو وغیرہ کو زنبیل مین رکھکر لائے تھے کہا نکلتے ہی سحر کرو آتشبازی چھوٹ رہی
ہے اپنی اپنی ناک مین روئی رکھ لو کہ دھوان بیہوشی کا دماغ مین نہ پہنچے یہان تو چالاک روئی دماغ
مین دیے ہوئے بشکل نیلم بیٹھا ہے جب آتشبازی کو آگ دیکھی یہ خیال کیا کہ اس گھڑی جاکر نیلم کو قتل کرکے
نکل جاؤن وہان عیار قید سراپچہ چاک کرکے اندر پہونچی قفل کاٹا شہنشاہ نیلم کو نکالا ہوشیار کیا کہا
اے نیلم چالاک تمہاری شکل بنا ہوا بیرون بارگاہ بیٹھا ہے جاتے ہی اسکو مارلو مین بھی کئی مہینے سے
قید تھی عمرو وغیرہ آتشبازی لیکر آئے ہین آتشبازی چھوٹ رہی ہے نیلم غصہ مین اٹھا تیغ کھینچکر بارگاہ
سے نکلا یہان وہ وقت ہے کہ ساحران نیلم دھما دھم گر رہے ہین باغبان و بہار کے نعرہ کی صدا بلند ہے ساحران
نیلم گھبرائے ہوئے چالاک باطمینان بیٹھا ہے کہ پشت پر سے للکار ہوا نیلم آتا ہے چالاک نے پلٹ کر دیکھا
نیلم تیغ کھینچے ہوئے آتا ہے سردارون سے کہا لو یارو بڑا غضب ہوا یہ کلیجہ تو دیکھو میری شکل
بنکر مہتر قران آتا ہے تمکو قسم ہے سامری و جمشید کی اسکو مکاری کی سزا دو چارسو ساحر مصاحبان
شہنشاہ نیلم ایک ایک وحید عصر اسباب سحر لیکر نیلم پر جا پڑے چالاک تو کود کر بھاگا چارسو ساحرون
کے جو سحر پڑے شہنشاہ نیلم تو سعد عصر افراسیاب ہے سحر و ساحری مین انتخاب ہے تمام جسم جھلس
گیا زخمی ہوا کئی سو ساحرون کو مار اگھر لگے باہر نکلا دیکھا لاکھون لاشے پڑے لوٹ رہے ہین عیارون کے
حقے ہائے آتشبازی پڑے ہین آسمان سے آگ برس رہی ہے تمام میدان مین دھوان دھار
ہے ہر خورد و کلان بغیر از بہار و باغبان کے سحر نے زمین ہلادی کئی مقام پر دھوین سے گرا
اسکے بیرون نے اسکو سنبھالا لاچار ہوکے بلند ہوا بہار و باغبان پر کچھ سحر کیے گھبرایا ہوا تحیر جات
تیغے مین پہنچ اپنے ساتھ والون کو آواز دی یارو مین چاہ نیلوفر مین جاتا ہون طلسم لب نوح کا شہنشاہ
ہون جسکی جان بچے اس ہنگامے سے نکل سکے اپنے کو خدمت ما بدولت مین اندر چاہ نیلوفر کے پہونچائے
دین سے بیٹھے بیٹھے مسلمانون کا خاتمہ کردونگا بیس ہزار ساحر نیلم کے ساتھ ہوے یہ تو پرواز سید اکرکے
نکل گیا یہان عمرو نے تمام لشکر کو لوٹ لیا بارگاہین جلادین خزانے پر قبضہ کیا عیار سبھی الگ الگ

سردار بھی فرداً فرداً روانہ ہوئے بہار جادو آکر ایک پہاڑ پر ٹھہری سر اٹھا کر دیکھ رہی ہے کہ طرف عقیق کے جاؤن شہنشاہ کے قدمون پر گرون ایک بادشاہ ہمائے رخ پوش جادو طرف افراسیاب کے جاتا تھا یہ ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ افراسیاب نے اٹھارہ سو ملک مین نامے روانہ کئے کہ جو بڑے بڑے پہلوانان نامی ہین مع فوج دریا موج اپنے کو قریب دریائے نیل پہونچا ئین الیا ہو لاچین وغیرہ اسد کو لڑ بھڑ کر تا بدریائے نیل پہونچا ئین ہما ئے رخ پوش برائے امداد افراسیاب چلا تھا بہار کو جا بڑ پر گھیرا بہار گلدستہ لیکر جا بڑی ہزار ہا کو دیوانہ کر دیا سیما جمال دیکھکر مائل ہوا عجب دیکھا بہار پر یچہ قابو نہین ہوتا سامنے بہار کے آکر قبر جمشید کی خاک اڑا دی بہار بیہوش ہو کے گری یہ بخوبی واقف ہے کہ یہ معشوقہ بادشاہ ہے زبان مین سوزن دیکر درہ کوہ مین چھپا دیا اس خیال سے کہ انکو اسکو لیجاؤنگا سوال وصل کرونگا یہ سوچکر کوہ سے الگ آکر اترا ایک ساحر کیوان جادو پھرتا ہوا درہ کوہ مین آیا بہار کو دیکھکر مائل ہوا رہا کیا سوال وصل کیا بہار لڑنے لگی سیما رخ پوش لشکر مین اترا تھا اسنے دیکھا قریب درہ کوہ شعلے بھڑکے سوار ہوکے آیا دیکھا کہ بہار ایک ساحر سے لڑ رہی ہے وہ ساحر شعر عاشقانہ پڑھ رہا ہے سیما کو بہت ناگوار ہوا کیوان پر جا پڑا ایک گولہ مارا کیوان کا سر پھٹ گیا بہار کے سامنے پھر خاک قبر جمشید اڑا دی بہار بیہوش ہو گئی سیما لیکر اپنی بارگاہ مین آیا زبان مین سوزن دیکر ملکہ کو ہوشیار کرکے منتین کرنے لگا بہار نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہے کہ ایک کلاونت آیا سیما سے کہا حضور ہم اس عورت کو راضی کردین سیما نے کہا اے کلاونت دولت دنیا سے نہال کردونگا کہا حضور یہ ہم لوگون کا کام ہے کیسا ہی معشوق سرکش ہو ایک اشارہ مین راضی کردین سیما خوش ہوا وہ پیرمرد قریب بہار کے آیا کہا ملکہ چاہنے والے کسیکو ملتے ہین ایسا بادشاہ عالیجاہ تیر جان دیتا ہے تم کیون انکار کرتی ہو بہار کا غصے سے چہرہ سرخ ہو گیا بڈھے نے اشارہ کیا ارے ادھر دیکھو ہمسے آنکھ چار کرو کیون بھولی جاتی ہو بہار نے آنکھ ملائی خواجہ نے خال چشم دکھلایا بہار شگفتہ ہوئی کہا استاد میری جان کیلئے خواجہ نے کہا تمہاری زجہ سے ہم بھی دو چار کوڑی کا روزگار کرلین بہار نے شرما کے سر جھکا لیا خواجہ نے زبان سے بہار کے سوزن نکالا سیما سے کہا حضور یہ خود راضی ہے جلسہ شراب کیجئے تو لتنے مین مطلب حاصل ہو کنجی میخانہ کی مجھ مرحمت ہو جب مین ساقی ہوتا ہون کسی کو باقی نہین چھوڑتا

چھوڑتا سیما نے خوشی مین سیحانہ بڈھے کے سپرد کیا ملکہ بہار کرسی پر بیٹھی خواجہ عمرو نے شراب بیہوشی ملائی تمام لشکر والون کو تقسیم کرنے لگے ایک جام آکر سیما کو دیا اسکے مصاحبون کو شراب بلائی سیما بلبلا کر نشے مین اٹھا دھم سے گرا گر کر بیہوش ہوا تمام اہالیان دربار مع اہالیان لشکر بیہوش ہوئے خواجہ عمرو نعرہ کرکے لوٹنے لگے بہار نے ہزارون کو سحر سے جلا دیا افراسیاب باغ سیب مین بیٹھا تھا ورق سامری مین جو یہ معرکہ دیکھا غصے مین سحر کرکے اوٹھا آتے ہی خواجہ عمرو و بہار کو پکڑ لیا سیما کو ہوشیار کیا کہا طرف دریا کے جاؤ سیما بہ خوف افراسیاب کچھ نہ کہہ سکا افراسیاب خواجہ عمرو و بہار کو ساتھ لیکر چلا دیکھا ایک نخل کے سایہ مین حیرت کھڑی ہوئی رو رہی ہے کہتی ہے کیون شہنشاہ آپکے دل سے محبت بہار نہین جاتی یہ کہکر قریب آکر ایک حباب مارا افراسیاب ارے کہکر بیہوش ہوا کہا منم مہتر برق فرنگی خواجہ عمرو و بہار دونون اٹھے سیما نے سرخ پوش نزدیک تھا اسنے آکر افراسیاب کو ہوشیار کیا خواجہ عمرو و بہار و برق بھاگے افراسیاب بہار پر سحر کرتا ہوا چلا ہر مرتبہ چاہتا ہے پکڑ لون بہار گلدستہ مار کر بھاگتی ہے لشکر تسلیم سے ملیٹے باغبان فرخ مو وغیرہ آتے تھے یہ بھی آکر افراسیاب پر گرے افراسیاب نے ان سبکو بھی زخمی کیا ایک سحر کیا باغبان وغیرہ گرے افراسیاب بڑھا کہ قتل کرون نعرہ ہوا منم صرصر شمشیر زن اے شہنشاہ یہ جانے نہ پائین یہ کہتی ہوئی قریب آئی افراسیاب ملیٹا صرصر انقلی کے حباب مار افراسیاب دھم سے گرا باغبان وغیرہ بڑھے عمرو نے آواز دی ارے بھاگو کہ آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا منم ملکہ آفات جبار دست یہ سب تو بھاگے آفات جبار دست شہنشاہ افراسیاب کو لیکر کوہ زبرجدی پر آئی خواجہ عمرو مع سرداران مذکو جب قریب لشکر آئے لاچین وغیرہ نے آکر استقبال کیا اب یہ صلاح ہوئی کہ طرف دریا سے نیل کے کوچ کرین وہان شہنشاہ افراسیاب کو آفات لیکر کوہ زبرجدی پر آئی ہشیار کیا کہا اے افراسیاب کیسے کیسے دھوکے کھاتا ہے اپنی آبرو مٹاتا ہے افراسیاب آفات سے باتین کر رہا ہے آسمان سے ہزارہا شعلہ ہائے آتش بھڑکے آفات نے دیکھا آتشبار جادو مالک منہ پردہ ظلمات آکر پہونچا افراسیاب سے کہا اے شہنشاہ اپنے طلسم کشا کو گنبد نور پر سات برس قید کیا عمرو نے چھوڑ لیا اسد کو قید کرکے پردہ ظلمات روانہ کر دیجئے ظلمات کا راستہ بند ہے کیا مجال کہ عیار یا سردار کوئی وہان

آسکے یہ کہکر آتشبار روانہ ہوا شہنشاہ افراسیاب کوہ زبرجدی سے اٹھا لشکر سرما وابریق صدہا شاہان جلیل وملازمان شہنشاہ افراسیاب مقابلہ اسد مین فردکش ہین افراسیاب آسکے پہونچا سب نے استقبال کیا افراسیاب نے صرصر کو تنہائی مین بلایا کہا اے صرصر حقیقت مین مجھسے بڑی غلطی ہوئی پردۂ ظلمات وہ مقام ہے کہ کوئی ساحر وغیر ساحر وہان بدون حکم ماہ دولت نہین جاسکتا کسی تدبیر سے اسد کو پکڑ لاؤ تو مین قید اسکی پردۂ ظلمات مین روانہ کرون وہ خاکیان ظلمات بآسانی وہان قتل کرینگے کوئی معین اسد وہان نجا سکیگا صرصر دعوی کرکے چلی یہان بارگاہ مین نظاران اسد نے صلاح کی اب لڑنے بھڑنے حلیں لاچین نے کہا اے شہریار آلتہ مجھے دیجئے مین اور اسکو سخت کرونگا اسد نے آلہ لاچین کو دیا کہ ایک کنیز نے آگے عرض کی آپکی ممانی جان صاحبہ فراق بدیع مین بیمار ہوگئی ہین جسوقت سے خواجہ عمرو نے آکر بیان کیا کہ بدیع الزمان نے جاکر خورشید نگار فتح کیا تعاقب خورشید مین ہین یہ قلق انکو ہے کہ کیا باعث ابھی تک لشکر مین نہین پہونچے خدا نخواستہ راہ مین کوئی افتاد پڑی آج بہت بیتاب ہین اسد نے کہا مین جاکر سمجھادونگا یہان صرصر گرتی پڑتی دربارگاہ ملکہ تصویر پر آئی ایک کنیز کو بیہوش کرکے اسکی شکل پر بنتی ہوئی اندر آئی ملکہ تصویر ایک خیمے مین بیٹھی رو رہی ہین کہ صرصر سامنے آئی کہا واری نہ رویے ابھی مین نے خبر پائی ہے کہ کل بدیع الزمان با فوج گران لشکر اسد مین داخلہ کرینگے ملکہ تصویر خوش ہوگئین صرصر نے باتون مین لگا کر شراب پلا کر بیہوش کیا تصویر کو الگ گوشہ مین ڈالدیا آپ شکل تصویر بیٹھکر رونے لگی خبر ہوئی کہ اسد غازی آئے ہین صرصر اپنے کو سنبھالکر برائے استقبال آئی اسد نے سلام کیا کہ ممانی صاحبہ انشاء اللہ ماموجان بفتح وفیروزی آیا چاہتے ہین خواجہ فتح کرکے آئے ہین اب انشاء اللہ تعالے پہونچا چاہتے ہین بحول قوت الہی ماموجان نے بڑا طلسم فتح کیا صرصر باتین کرتی ہوئی اسد کو لیکر تخلیہ مین آئی کہا اے نور نظر کیونکر میرے دل کو صبر ہو فراق دیدہ ہجران کشیدہ راتین مجھپر تڑپ تڑپ کے گذرتی ہین یہ کہکر اسقدر روئی کہ ہچکی لگ گئی اسد نے اشک دامن سے پاک کئے بہلانے کو ایک جام شراب بھر کر دیا صرصر نے لیکر بیہوشی ملادی جام اسد کو دیا اسد نے سلام کرکے پیا پیتے ہی بیہوش ہوئے صرصر نے اسد کا پشتارہ باندھا سوچی کہ گرد بارگاہ لاکھون ساحر فردکش ہین نکل نہ سکونگی نقب کھودتی ہوئی چلی ایک نخل کے نیچے آکر دیکھا نور نظر اسد کو لے کر بھاگی سامنے افراسیاب

کھلائی افراسیاب نے فوراً ایک قفس مین بند کرکے اسیوقت ایک ساحر کو نامہ دیا کہا یہ قید پردۂ
ظلمات مین پہونچادے ساحر روانہ ہوگیا کسیکو نہ معلوم ہوا کہ قیدی کو کہان بھیجا صرصر رازدار
ہے صبحکو غل ہوا لاچین نے کہا غضب ہوا سب عیار دوڑے عمرو نے کہا حال تو دریافت کرو
برق چلا ملکہ صرصر بازار مین پھر رہی ہین آج بڑا بھاری خلعت ملا کر سامنے سے صبا رفتار ہنستی
ہوئی آئی کہا استانی آج تو بڑا کام کیا طلسم کشا کو لائین صرصر نے سنکر کہا اے وزیرزادی حقیقت
مین اب لڑائی فتح ہوگئی خواجہ عمرو سر پٹک کے مر جائیگا نشان قید اسد نہ پائیگا صبا رفتار
نے کہا استانی ہمسے تو بتاؤ افراسیاب نے کہان بھیجا ہے صرصر نے ہنسکر کہا ارے بڑا افسوس ہوا قید اسد
پردۂ ظلمات مین گئی برق نعرہ کرکے بھاگا کہا استانی آداب عرض ہے دیکھو لون دریافت کرلیتے
ہین تم الیسو نکو دھوکا دیتے ہین صرصر تو خاموش ہورہی کہ اگر افراسیاب سنیگا کہ صرصر نے حال
قید اسد بیان کیا بہت خفا ہوگا اسوجہ سے خاموش ہورہی برق نے آکر خواجہ عمرو سے کہا
لاچین نے کہا خواجہ عمرو بڑا غضب ہوا وہاں کا راستہ بند ہے لیکن از روے نجوم کے ثابت ہوتا
ہے اگر آپ کمر ہمت باندھین تو نشان قید اسد ملے خواجہ عمرو نے چھبارہ جیب سے نکالا قران سے
کہا نوش کیجئے قران نے کہا استاد مجھ سے کیا خطا ہوئی جبان کیجئے مین ساتھ چلون خواجہ عمرو
نے کہا بیٹا یہ مجرب ہے لاچار ہو کے مہتر قران نے کھایا بیہوش ہوا خواجہ عمرو نے قران کو زنبیل
مین رکھا برق نے چاہا بھاگون خواجہ عمرو کے حلقہ ہائے کمند مارے کہا ابے بھورے کہان جاتا ہے
برق گرا خواجہ عمرو نے حباب مار کر اسکو داخل زنبیل کیا لاچین سے کہا خدا حافظ ناصر ہے ہم رخصت
ہوتے ہین اسوقت لشکر مین ایک قیامت برپا تھی باغبان بہار و سرخ مو و شکیل و ماران زمین کن
اسرار جادو ان پانچ سرداروں نے کہا خواجہ عمرو ہم بھی فرداً فرداً آتے ہین یہ سردار الگ چلے
شہنشاہ کوکب روشنضمیر خبر بلغزی سنکر آئے تھے یہ حال پر ملال دیکھا خواجہ عمرو سے کہا یہ مقام
سخت وصعب ہے انشاء اللہ تعالیٰ مین بھی وقت پر آؤنگا کوکب روشنضمیر نے بران کو اپنے ہمراہ لیا الگ
روانہ ہوئے خواجہ عمرو نامدار لاچین وغیرہ سے رخصت ہوئے لاچین نے کہا خواجہ عمرو انشاء اللہ
تعالیٰ پردۂ ظلمات مین بھی اپنے کو پہونچا دونگا داخل ہونا ظلمات مین دشوار ہے آپکو خدا کے
سپرد کیا خواجہ با نہائے عیاری سے آراستہ ہوکر یکہ و تنہا بتلاش راہ پردۂ ظلمات روانہ ہوئے

دو کلمہ داستان حیرت بیان پردۂ ظلمات بہ جستجوی تمام پہونچنا خواجہ کا عیاریان خواجہ تا بہ پردۂ ظلمات اور پہونچنا فرداً فرداً سرداران کا و داخل پردۂ ظلمات مین بعیاری عمرو و حالات سحر آیات پردۂ ظلمات عجیب داستان سحر عنوان احسنی

ہوا کہ تیغ جفا سے فگار میرا دل
قسم خدا کی وہ ہے بردبار میرا دل
زبان سے اف نکرنے پہ نثار میرا دل
ستم اٹھائیگا اسکے ہزار میرا دل
نہ شاکی ہوگا کبھی ایک بار میرا دل

بڑے غضب کے فریبی ہین یہ بڑے مکار
تو ہی ہے ایک مرا دوست اے مرے غفار
جو بس ہو انکا تو گردن پہ پھیر دین تلوار
یہ سب ہین دشمن ایمان و جان و صبر و قرار
بچانا انسے تو پروردگار میرا دل

جو چین لے نہ کبھی مسترد کرے اسکو
کہین ملال نہ ہوجائے جان جان دیکھو
عجیب حال ہے دل لیکے پھیرتے ہو لو
رکھائی کرکے جو بوجہ پھیر دیتے ہو
لیا تھا آپ نے کیا مستعار میرا دل

نہ راہبر سے علاقہ رکھا نہ رہزن سے
نہ شیخ سے ہے کدورت نہ کچھ برہمن سے
برنگ خار نہ ادلجھا کسی کے دامن سے
مثال آئینہ ہے صاف دوست دشمن سے
کہ خاک بھی نہین رکھتا غبار میرا دل

خبر نہین ہے تڑپتا ہون ہیجان مین کسکے
ہوا ہے شیفتہ کس شوخ پر خدا جانے
مثال برق ہے کیون آج اضطراب مجھے
تڑپ رہا ہے جو سینے مین خود بخود کل سے
کسیکی یاد مین ہے بے قرار میرا دل

ہے جان و دل سے مجھے الفت رخ دلبر
خدا گواہ ہے جیسے کہ پڑ گئی ہے نظر
یہ حال ہے کبھی راحت نہین ذرا دم بھر
صنم کے خال و لب و گیسوئے خمیدہ پر
فدا ہے جان مری اور نثار میرا دل

زمین پہ ہے تری رفتار کہ ہے بھونچال
خدا کے واسطے موقوف کر ستم کی چال
یہ حال ہے ہوا جاتا ہے غیر اپنا حال
نکرائے گل بازی کی طرح پامال

بلا ہے ناز کا اے گلعذار میرا دل

کبھی چمن کو کبھی سوئے دشت جاتا ہے — بغل میں دل ہمیں گویا کہ اک تماشا ہے
عجب طرح کا یہ الفت میں رنگ لاتا ہے — کسیکے گیسوئے عارض کا اسکو سودا ہے
جو سوگوار ہے لیل و نہار میرا دل

وہ بت ہے حسن میں بہتر میں عشق میں بہتر — خدا گواہ ہے کیونکر نہ جان و دل دیں پھر
کہ با وقار سے ملتے ہیں با وقار اکثر — ہنو فریفتہ اس شاہ حسن پر کیونکر
ز بسکہ رکھتا ہو عز و وقار میرا دل

ملا جو راہ میں وہ ترک نوجوان کہیں — دکھا کے جلوہ کیا برق سان طپان مجکو
بنا کے عشق میں خود رفتہ و لستان مجکو — سمند ناز کی دکھلا کے شوخیان مجکو
لگا کے لیگیا وہ شہسوار میرا دل

عجیب رنگ ہے فوق وہ بت مہوش — یہ حال ہے کہ سید کا نہیں [illegible] کچھ ہوش
قسم جو کھاتا ہوں کہتا ہے وہ تو ابھی خاموش — نہ قسمیں کھاؤ محبت کی جھوٹی جھوٹی خموش
تمہارا کرتا نہیں اعتبار میرا دل

چہرہ رہروان منازل پردہ ظلمات و روشن کنندگان چراغ شاہراہ آفات راہ افسون گری کو لبعد شدید و کوشش بسیار با پائے آبلہ دار یون طے کرتے ہیں شعر مصنف جو ہیں زبدۂ زمرۂ راستان وہ لکھتے ہیں اس طرح یہ داستان ؛ شہنشاہ اوج عیاری و قطب فلک خنجر گزاری برق و قِران کو زنبیل میں رکھ کے تبلاش پردۂ ظلمات رہ نوردی کرتے ہوئے قریب ایک قلعہ کے پہونچے کاہ فروشون سے پوچھا اس قلعہ کا کون بادشاہ ہے انھون نے کہا مینوش جادو یہانکا حاکم ہے خواجہ عمرو بصورت صرصر قلعہ مینوش میں آئے مینوش کو خبر ہوئی ملکہ صرصر کو بلایا صرصر نے آتے ہی نامہ ہاتھ میں دیا مینوش نے پڑھا اسمین مرقوم ہے کہ اے مینوش بصد جوش و خروش فوج جنگی ساتھ لیکر قریب دریائے نیل جاکر ٹھہرو بڑے بڑے پہلوان صف شکن وہان جمع ہین مینوش نے کہا اے صرصر اسی مضمون کا نامہ پیشتر بھی آچکا ہے صرصر نقلی نے کہا کہ تخلئے میں چلیئے ایک بات رانکی عرض کرنا ہے مینوش صرصر کے ساتھ ہو لیا جانتا تھا کہ ہوا زمانے کی بگڑ گئی یہ لو

بخوبی آگاہ ہے کہ صرصر ہوا خواہ افراسیاب ہے تخلیہ مین لگاکر لائی خواجہ عمرو نے مینوش کو
بیہوش کیا اٹھاکر زنبیل مین رکھا بہ شکل مینوش باہر آئے وزرا کو جمع کیا ایک وزیر کی شکل بناکر
قران کو دہلو مین بٹھایا وزرا سے کہا ہمین منظور ہے کہ پردۂ ظلمات مین جائین وزرا نے کہا یہانسے
آگے بڑھکر پانچ کوس پر آپکے بھائی کا قلعہ ہے سرشار جادو وہلنکے حاکم ہین انکا وزیر اعظم رازدار جادو
پردۂ ظلمات کا رازدار ہے پہلے چلکر اونسے ملاقات کیجیئے رازدار تا بظلمات پہونچائیگا ہمیشہ اسیطرح آپکا
جانا ہوا ہے خواجہ نے کوچ کیا بارہ ہزار فوج ساتھ سرشار کو خبر ہوئی مینوش آتے ہین آکے استقبال
کیا اپنے قلعہ مین لایا خواجہ نے کنارے لاکر سرشار کو بھی بیہوش کرکے نذر زنبیل کیا برق فرنگی کو
نکالکر بشکل سرشار بنایا کہا اے وزیر اعظم دستور معظم پردۂ ظلمات تک ہمکو جانا واجب و لازم ہے
ہمارے شہنشاہ نے اسد کو بھیجا ہے چلکر قتل کرین وزیر رازدار نے عرض کی بہت خوب رازدار ہمرہی
کرکے لیچلا خواجہ بشکل مینوش برق بہ شکل سرشار ایک وزیر کی صورت پر قران رازدار کو
لیئے ہوئے آتے ہین چوبیس ہزار فوج پشت پر قریب ایک درہ کوہ کے تیسرے دن آکر پہونچے
کوہ پیرا ابر سوسنی سایہ فگن تمام صحرا رشک گلشن رازدار نے کہا اب حضور فوج جماکر کھڑے ہون ملکہ
گوہرپوش کو بلاتا ہون وہ آکر حضور کو لیجائیگی خواجہ عمرو و برق و قران آگے بڑھکر کھڑے
ہوئے فوجون سے پرے جمائے رازدار نے بڑھکر درۂ کوہ پر کچھ اسم پڑھکر ہاتھ رکھا دہلکے کی صدا
ہوئی دروازہ ظاہر ہوا اندر سے درۂ کوہ کے ایک شاہزادی حسین و جمیل دریائے گوہر مین غوطہ زن
پشت پر بارہ سو کنیزان زردی پوش پچکاریان رنگ کی سب کے ہاتھون مین اس نازنین نے
نکلتے ہی آواز دی منم ملکہ گوہرپوش کنیزون کی طرف پلٹ کر آواز دی ہان صاحبو وقت
رنگ و رنگ ہے اتنا جو کہا سب کنیزون نے بڑھکر رنگ کی پچکاریان ایک مرتبہ لشکر پر لگائین
قطرۂ رنگ خواجہ و برق و قران پر جو پڑا رنگ نے اپنا رنگ جمایا روغن عیاری کا اڑ گیا
آواز دی ارے یہ عیار کہان سے آئے ایک ساحر کو قران نے مارا ایک کو خواجہ نے
ایک کو برق نے قتل کیا نعرہ کرکے نکل گئے اب اہالیان فوج سے گوہرپوش نے پوچھا
تمہارے شاہ کیا ہوئے سب نے عرض کی حضور ہمین یہ احوال نہین معلوم گوہرپوش
رنجیدہ ہوکر بارگاہ استاد کرا کے بیٹھی کہ صرصر شمشیرزن آکر پہونچی کہا اے

ملکہ عالم شہنشاہ نے آپکی بڑی تعریف کی ہے کہ خوب عیارون کو پہچانا گوہر پوش نے کہا ای صرصر
یہان کسی عیار کی مجال نہین میری زندگی مین داخل پردۂ ظلمات ہو یہ ذکر تھا کہ صبا رفتار بھی
آئی گوہر پوش سے کہا شہنشاہ نے مجھے نشان دیکر بھیجا کہ عمرو و برق و قران فلان
مقام پر چھپے ہین ہمارے ساتھ چلیئے ہم گرفتار کرادین گوہر پوش دونون کو ساتھ لیکر چلی جب
لشکر سے نکل آئی صرصر نے کہا ملکہ عالم وہ پتون کی آڑ مین عمرو بیٹھا ہے گوہر نے دانہ چھڑکا اور
سوسنی سے ایک برق چمک کر گری صرصر صبا رفتار نقلی یعنی عمرو و برق کا رنگ روغن اڑ گیا چاہا کہ
بھاگین گوہر نے سحر کرکے دونون کو پکڑ لیا سوسن اپنی کنیز کے سپرد کیا کہا انکو قید کرو صبح کو
قتل کرونگی سوسن نے لاکر ایک خیمہ مین قید کیا دوپہر رات گئی دیکھا عمرو و برق مین لات مکی
چلنے لگی برق کہتا ہے استاد میرا حصہ دیجیے خواجہ عمرو کہتے ہین اب حصہ کیسا اس کنیز کو تو مین نے
اپنے قبضہ مین کیا کسی اور کو پکڑیگے تم لے لینا اس سال مین صرف پانچسو عورتین پکڑ کے بیچین
کیا کمال کیا ایک کنیز کے واسطے ہمسے لڑتا ہے برق کہتا ہے مین نہ مانونگا آپنے حساب لے کیا آپنے کتنی
عورتین پکڑین مینے کتنی گرفتار کین آپ صرف استادی کا حصہ لیتے ہین یہ سنکر سوسن اندر آئی
دیکھا دونون لڑ رہے ہین عمرو نے کئی گھونسے برق کو مارے برق کے سر سے خون جاری ہے
کہتا ہے دیکھیے استادی کا پاس نہ کرونگا چھاتی پر چڑھ بیٹھونگا سوسن نے کہا کیون عمرو
یہ کیا معرکہ ہے عمرو نے کہا ملکہ یہ آپس کی بات ہے تم دخل نہ دو صاحب ہم عیار ہر طرح اپنا پیٹ
پالتے ہین جابجا سے شہزادیان وزیرزادیان زمیندارون کی لڑکیان عیاری کرکے پکڑ لاتے ہین
انکو فروخت کرکے آپس مین بانٹ لیتے ہین ملکہ انصاف کرو مین اس پاجی کا استاد ہون ایک
کنیز جو مین نے لیلی خوبصورت تھی مجھکو پسند آئی اس نامنصف کی وہ استانی ہوتی ہے اس کا
حصہ مانگتا ہے اس بچہ کو معقول تو کیجیے کہتا ہے مجھے دو اوستانی کو فروخت کرون گا سوسن
نے کہا کیون ای برق تجھکو شرم نہین آتی استانی کو بیچیگا تم لوگ بڑے غضب کے ہو شرفا
کی بہو بیٹیان چراتے ہو بردہ فروش ہو عمرو نے کہا صاحب ہمارا کام یہی ہے سوسن
نے کہا کیون ای عمرو کنیز کو ہم دیکھین عمرو نے اشارہ کیا برق کو ذرا ہٹا دیجیے تو مین دکھا دون سوسن
نے کہا او بھڑ ریئے اُدھر منہ پھیر کے بیٹھ برق نے کہا آپنے خوب کہی کیا اُدستاد سے کچھ معاملہ ہو گیا

گوہرپوش سے فریاد کرونگا کہ بی سوسن بڑی زباندراز ہین آپکے قیدی سے مل گئین مین تو منہہ بھی
کے نہ چھوڑونگا سوسن نے کہا خواجہ تم سچ لو یہ کیا کرسکتا ہے موے کو جلاد نگی خواجہ نے کہا میرے ہاتھ کی
ہتھکڑیان نکالدو سوسن نے ہتھکڑیان نکالین خواجہ نے زنبیل سے ایک کنیز کو نکالا گوری گوری صورت
بڑی سی نتھ ناک مین پہنے ہوئے چاند کا زیور صورت پر پھولاین عارض رشک گل گلشن سوسن
بیقرار ہوگئی پوچھا یہ تمہارا مکان کہان ہے وہ کنیز رونے لگی کہا ہم ترکستان کے رہنے والے ہین
اب تو خواجہ عمرو کے قبضے مین ہین روٹی کپڑا بہت لطف سے دیتا ہے عمرو نے باتین کرتے کرتے
سوسن پر حباب مارا سوسن بیہوش ہوئی برق کو بھی رہا کیا دو کنیزین غیر ساحرہ اپنی اور برق
کی صورت قیدخانے مین بٹھادین آپ بشکل سوسن برق بصورت گل اندام باہر نکلے صبح کو
گوہرپوش نے میدان خونی کی تیاری کرائی دونون کو قتل کیا سر بخدمت آتشبار روانہ کردیے
رات کو جلسے مین خواجہ عمرو و برق نے گا بجا کے راضی کیا جبوقت شراب مین بیہوشی ملائی ابر
سوسنی سے ایک برق چمککر گری رنگ روغن عیاری کا اڑ گیا گوہرپوش نے
گرفتار کرلیا صبحکو دربار مین تمام کنیزین جمع ہین عمرو و برق کو زیر تیغ بٹھایا جلاد نے چاہا تیغہ مارے
جلاد کے سر پر پتھر پڑا اسکا سر پھٹ گیا دوسرا جلاد چلا اسکی کلائی پر پتھر پڑا اب کوئی جلاد قتل کرنے
نہین جاتا ملکہ گوہرپوش نے جھلا کر آواز دی ارے ان دونون کا سر کاٹ لو ایک جلاد وضع پہلو
سے آیا کہا مین قتل کرونگا تیغہ ٹکڑے کے سر خواجہ عمرو پر آیا اشارہ کیا اوستاد سنبھل کر بیٹھیے میں قران
یہ کہکر دونون کی قید کاٹی تینون عیار نعرہ کرکے بھاگے گوہرپوش نے ابر سوسنی پر اشارہ کیا
ایک برق گری تینون کے پاؤن زمین نے تھام لیے گوہرپوش چلی کہ قتل کرون قران و عمرو
و برق نے بیقرار ہوکر دعا کی کہ یکایک پھولون کی آندھی آئی ملکہ بہار جادو طاؤس زرین بال پر سوار آکر پہونچی
پھول برسائے عیارونکا سحر اوتارا یہ تو بھاگ کر مخفی ہوے خواجہ دیکھ رہے ہین بہار نے کئی سو کنیزون
کو مارا گوہرپوش نے ابر سوسنی کو جگا دی قہر و غضب دیکھا اوسمین سے ایک برق گری ہر چند بہار نے
چاہا اپنے کو بچاؤن نہ بچی سر زخمی ہوا قریب تھا بہار گرفتار ہوجائے کہ باغبان و سرخ مو وغیرہ آکر
پہونچے لشکر گوہرپوش سے خوب لڑے گوہرپوش کے حربے کو روک لیتے ہین لیکن ابر سوسنی
سے جو برق گری وہ نہ رکی سب سرداراسی سے زخمی ہوئے قریب ہے کہ قتل ہوجائین ابر سوسنی سے

آگ برسنے لگی آسمان سے برق چلی شہنشاہ کوکب روشن ضمیر مرکب شبدیز پر سوار بڑے زور و شور سے آکر
پہونچا اول ابر سوسنی پر جا پڑا دو چار گولے مارے کہ ابر کے ٹکڑے اڑ گئے دیکھا ایک ساحر سیاہ فام
پردہ ابر سے سحر کر رہا ہے کوکب نے جا کر اسے چیر کر پھینکدیا آواز آئی کہ تھی مرا نام من سوسن سیاہ برد
تو داب کوکب فوج گوہر پوش پر گرا ہر چند کہ گوہر پوش بڑی ساحر زبردست ہے مگر یہ بادشاہ
طلسم صاحب جاہ و حشم تھا پھینکدیا گوہر پوش کو زخمی کیا فوج کو اسکی تار تار کیا اب کوکب کے
ہاتھ سے گوہر پوش بھاگی ایک طرف نخلستان میں آئی خواجہ نے ایک کنیز کی شکل بنکر گوہر پوش
کو پکڑ لیا نذر زنبیل کیا اسکی شکل بنکر کنیزوں کو آواز دی ارے بھاگ آؤ درہ کوہ میں نکل چلو
وہاں سے چلکر فوج روانہ کریں گے دو سو کنیزیں ہمراہ جب خواجہ عمرو اندر درہ کے آئے درہ کوہ بند ہو گیا
عمرو نے کنیزوں سے پوچھا کہ درہ کیوں بند ہوا سب نے کہا خدا نخواستہ جب کوئی آپ کو قتل
کریگا تب یہ کوہ ٹوٹ جائیگا اب عمرو کو تسکین ہوئی کہا پاس آتشبار کے چلو تخت پر سوار ہو کے
مع کنیزوں کے سمت آتشبار چلے یہاں کوکب روشن ضمیر نے جب دیکھا گوہر پوش سامنے
سے بھاگ گئی باغبان بہار وغیرہ انتہا کے زخمدار تھے خود بھی زخمدار کوہ ظلمات سے ہٹ کر دو
کوس پر اترے علاج میں ان سبکے مصروف ہوئے سبکے زخم کاری ہیں دوسرے دن برق و قران
آئے کہا اے شہنشاہ استاد نہیں ملتے کوکب نے کہا جا کے تلاش کرو برق و قران گئے کوکب
اسی مقام پر فروکش ہے کوکب نے نتیجے کے ہاتھ نامہ روانہ کیا تھا حیران جنگ آزما پہلوان بہران
شمشیر زن جیسے دنگل وغیرہ لشکر یہاں آئے کوکب علاج میں مصروف ہوئے خورشید روشن ضمیر
ہاتھ سے بدیع کے بھاگ کر شہر بہرانیہ میں بہران فیل پیکر پہلوان زبردست خورشید کے
ساتھ ہوا پانچ لاکھ ساحر وغیرہ ساحر ہمراہ لشکر چلا جہاں کوکب اترے تھے وہاں آیا کوکب کو
دیکھکر طبل جنگی بجوایا صبح کو بہران میدان میں نکلا طرف کوکب کے حیران جنگ آزما نکلا ہاتھ
سے بہران کے زخمی ہے اسکی سردار کوکب کے مارے گئے کوکب چاہتا ہے خود نکلوں کہ از پردہ
بیابان گرد سے برخاست نورالدہر بن بدیع الزمان نامدار مع تیمور آکے پہونچے اول
سالار بلند کوکب طرف سے نورالدہر کے نکلا ہاتھ سے بہران کے زخمی ہوا تب نورالدہر
نکلے خوب نیزہ چلا آخر نوبت بہ کشتی پہونچی دونوں لشکر دیکھ رہے ہیں شام کو نورالدہر نے بہران

کوزیر کیا جانبین کے لشکر اوترے صبح کو نور الدہر نے بہران کو طلب کرکے سوال اسلام کیا بہران
نے غصہ میں قید توڑ ڈالی خسرو و شیر دل کو زخمی کرکے بھاگا نور الدہر پشت مرکب پر سوار ہو کر چلے عین
بارگاہ خورشید روشن ضمیر میں پہونچکر بہران کے دو پر کالے کئے خورشید نے قصد کیا کہ ان کو از روئے
بلوہ گرفتار کرلوں کہ بہ قہر و غضب تمام مخمور آکر پہونچی سب خاموش ہو رہے نور الدہر کو پھیر لائیں
خورشید نے غصے میں طبل جنگی بجوایا تینون لشکر میدان میں آئے نور الدہر نے نکلکر کئی ساحر خورشید
کے مارے آخر جنگ مغلوبہ ہوئی رات تک تلوار چلی قریب صبح مخمور نے دیکھا کہ
نور الدہر مع مرکب غائب ہوئے لاشوں میں تلاش کرنے لگی خورشید ہاتھ سے کوکب کے زخمی ہوا
آخر بھاگا مگر کوکب عقب میں کئی کوس نکل آیا بہار و بلغمان نے زد کا کہ آیندہ دار میں اسی مقام پر
اوترے مخمور نے یہاں نجومیوں سے پوچھا انھوں نے کہا طرف مشرق کے چلئے نور الدہر بھی یہ
خبر سنینگے مخمور نے یہ دیکھ تنہا چلی مکلل خان نے کہا تم لشکر لیکر آؤ یہ لوگ تو اسطرح جاتے ہیں خواجہ عمرو دورہ نید
کرکے بصورت گوہر پوش پاس آتشبار کے آئے اوسنے کہا تم نے سر عمرو و برق روانہ کیا تھا
بڑا کام ہوا اب تمکو ساتھ لیکر بخدمت خونخوار ظلمانی چلیں گے تاریخ قتل اسد قرار پاچکی یہاں قران
و برق قریب کوہ حیران پھر رہے تھے کہ دیکھا تخت پر ایک ساحر آیا قران الگ ہوا برق
نے بشکل صرصر اس سے ملاقات کی اسنے کہا ہزبر کرگدن سوار نام ہے نامہ افراسیاب کا پاس
آتشبار کے لیکر جاتا ہوں برق بصورت صرصر نے کہا مجھے بھی لیچلو اوسنے تخت پر بٹھا لیا کہ قران
ایک ساحر مہیب کی شکل بنکر آئے مست سرشار نام اپنا بتایا کہا ہم یہاں کے نگہبان ہیں ہم چلکر اسد
کی بوٹیاں کاٹکر کھائینگے ہزبر نے اونکو بھی تخت پر سوار کرلیا ساحر نے قریب ایک نخل چنار
کے تخت اوتارا سحر کیا نخل اپنے مقام سے جدا ہوا راستہ ظاہر ہوا شہر میں آتشبار
کے آئے ہزبر نے نامہ دیا صرصر و سرشار بھی یہاں آکے پہونچے گوہر پوش نقلی نے پہچانا کہ
میرا بھوریا اور کالیا بھی آگیا کہ آسمان سے ایک پنجہ نے آتشبار کو نامہ دیا مضمون یہ تھا طرف سے
خونخوار ظلمانی کے کہ اے آتشبار ہمنے ہنگام نیلی پوش کو دو لاکھ ساحروں سے بحکم افراسیاب
بلوایا ہے اسے اپنے پاس بلوا لینا اور آکے سامان قتل اسد میں مصروف ہونا دست
برشہنشاہ بھی آئینگے آتشبار نے کہا اے ہزبر جس راہ سے تم آئے ہو اوسی طرح

سے مع فوج اسے بھی لے آؤ ہزبر اٹھا گوہر پوش یعنے عمرو نے کہا اے مست سرشار
یعنی قران تم بھی ساتھ جاؤ یہ دونون چلے مگر کوکب سب زخمیون کو ساتھ لئے ہوئے با فوج قلیل
ایک صحرا مین فرو کش تھا کہ ہنگام نیلی پوش آکے پہونچا کوکب کو دیکھکر جا پڑا فوج کوکب کم تھی
قتل ہوئی اب کوکب حیران تھا کہ اختر بن سہیلان پانچہزار کنیز دن سے آگئی مگر گھر گئی کہ مصر العجائب
و سحر العذاب آئے تب ہنگام نے شکست کھائی تین کوس تک کوکب ڈھلوا آیا
ہنگام نیلی پوش جب زخمی ہوا تب اسنے طبل بازگشت بجوایا اور ترڑا ایک طرف کوکب اور ترے
ہنگام ساحر زبردست ہے رات کو اسنے سحر تیار کیا طبل جنگی بجے صبح کو دونون لشکر ملگئے قیامت کے
سحر ہو رہے ہین وقت پر قران و ہزبر آگے پہونچے ہنگام نیلی پوش نے سرشار یعنی قران
سے کہا تم ٹھہو مین کوکب کو گرفتار کئے لیتا ہون بس قریب کوکب آئے ایک گولہ مارا کوکب
نے تھپکی ماری گولے سے دھوان نکلا کوکب گر کے بیہوش ہوا اسی طرح سب سردارون کو پکڑ
لیا ہنگام ہزبر بہت خوش ہوئے نوبت نقارے بجتے ہوئے پلٹے کوکب وغیرہ کو قید کیا
اب مست سرشار کی بڑی خاطر ہے مست سرشار نے رات کو شراب کی تقریب کی سب کو بیہوش کیا
کوکب سے آکر قید خانہ مین حال کہا کوکب کو بصورت ہنگام نیلی پوش و بصورت ہزبر باغبان
کو اسی طرح بارہ ساحر جو نامی تھے انکو زندہ در گور کیا اور ان سبکو آراستہ کرکے مع لشکر قریب نخل آئے
نخل پر کوکب نے سحر کیا اسی راستے سے دربار آتشبار مین پہونچے عمرو نے ان سبکو پہچانا انکو
میان آتشبار کو بھی بیہوش کیا قران کو بصورت آتشبار بنا کے روانہ ہوئے بارہ چودہ ساحران
نامی تینون عیار سامنے قلعہ خونخوار ظلمانی کے اترے دیکھا سامنے قلعہ سیاہ ہے گرد اسکے
شعلہائے آتش بیرون قلعہ ایک طرف باغ سامری کہ جسمین صدہا دیر بنے ہوئے ہین گھنٹہ
ناقوس کی صدا آتی ہے اور جابجا چھوٹے چھوٹے قلعہ آراستہ ہین بڑے بڑے ساحر تاجدار اترے
ہوئے ہین یہ ہنگامہ ہے کہ کل صبحکو اسد غازی قتل کیا جائیگا رات بھر کوکب سے صلاح رہی کوکب
نے کہا یارو جب بیرون قلعہ اسد کو لائین اور زیر تیغ بٹھائین اسد پر قبضہ کرکے جنگ آغاز کرد
آئندہ جو منظور یزدان دگار رات بھر اسی صلاح مین گذری وقت سحر افراسیاب بڑے کرو فر سے
مع حیرت کے پہونچا آتے ہی اسنے صفین جمائین یکایک دروازہ قلعہ ظلمات کا کھلا دیکھا سب نے

اسد غازی راہے پر مسلسل و مطوق دس ہزار جوانان سپہ پوش چار جانب سے گھیرے ہوئے زیر دار لاکر
پہونچا اب کوکب وغیرہ کا قصد ہے کہ جا پڑیں اسد کو قبضے میں کریں کہ اندر سے قلعۂ ظلمات کے نوبت
نقارے کی آواز آئی ملکہ خونخوار ظلماتی ایک تخت پر سوار چار اژدہے تخت پر کسے ہوئے سنہرے تیلے
بازوبند باندھے ہوئے ساحرہ کبیرن اپنے سحر و شعبدے پر مطمئن افراسیاب نے خونخوار کو سلام کیا
خونخوار نے بلائیں لیں کہا کیوں شہنشاہ مسلمان ہمارے قلعہ میں نہ آئے افراسیاب نے کہا کسکی
مجال ہے کہ سرحد ظلمات میں قدم رکھے خونخوار نے کہا اے افراسیاب تجکو مجکو اڑتی ہوئی خبر ملی
کہ غیر لوگوں نے سرحد ظلمات میں داخلہ کیا کچھ عیار بھی آگئے اے افراسیاب میں امتحان کرتی ہوں
یہ کہکر خونخوار نے سب تاجداروں پر نگاہ ڈالی ایک جانب دیکھا آتشبار جادو ہزبر جادو و
ہنگام نیلی پوش وغیرہ بارہ ساحران زبردست کو ساتھ لئے ہوئے پشت پر ایک لاکھ ساحروں کی
فوج آمادۂ حرب و پیکار کھڑے ہیں خونخوار نے کہا اے افراسیاب ان پر مجھے گمان ہوتا ہے
افراسیاب نے کہا سب آپ کے ملازم ہیں اب ملحوظ خاطر ناظرین والامقام ہو کہ جہاں اسد زیردار
بیٹھے ہیں وہاں بہت جادوگروں کا مجمع ہے اس مقام پر ایک قصر عالیشان میں تخت یاقوت نگار
پر ملکہ طاؤس پریچہرہ دختر خونخوار جلوہ فرما ہے پشت پر ساٹھ ہزار کنیزان زری پوش تماشائی قتل
اسد میں مصروف ہیں لیکن خونخوار کو جب شک ہوا تو اسنے جھولی میں ہاتھ ڈالکر روئی کا گالا نکالا
چند قطرات آب روئی پر ڈالکر اڑا دیا بعد چشم زدن لکہ ابر بنکر سر پر کوکب وغیرہ کے لہرایا کڑکڑا کے
برسا جہاں قطرہ پڑا اگر سحر سے صورت بدلی تھی تو سحر نابود ہوا جو رنگ روغن عیاری سے بنایا تھا
وہ روغن اڑ گیا اب تو سب نے دیکھا کہ کوکب و فغفور و بران شمشیرزن و ملکہ اختر و سحر العجائب
و مصر الغرائب و باغبان قدرت و بہار عیاروں میں عمرو و برق و قران قید اسد
کو تاک رہے ہیں جیسے ہی ان سبھوں نے دیکھا کہ صورتیں ہماری اصلی ہو گئیں عمرو نے کہا لاؤ کوکب
ہوشیار ہو جاؤ کوکب نے دن سے گولا مارا بہار کا گلدستہ چلا باغبان نے گیند پھینکا اختر نے
موتیوں کا مالا مارا بران کا خنجر وارید چلا سحر العجائب و مصر الغرائب تلواریں کھینچکر جا پڑے
عیاروں نے حقہ ہائے آتشبازی مارے تمام میدان دھواں دھار سامری جمشید کی پکار کوکب
نے زمین ہلا دی بہار کے گلدستے نے ہزاروں کو دیوانہ بنایا مصر الغرائب و سحر العجائب

نے صدہا کے سر اوڑا دیئے عیار حقہ مار کر جا بجا چھپے عمرو نے گلیم اوڑھلی کوکب اس غول پر جا گرا جہاں اسد زیر تیغ بیٹھا ہے دو چار چلے تو ان ساحروں نے ایسے کئے کہ چار لاکھ ساحران ظلمات مارے گئے دھڑا دھڑ سر گر رہے ہیں بارش آتش سحر کہیں پھول برسے کہیں پیاسے ہو کر پانی کو ترسے آتش سحر کی حدت سحر العجائب و مصر الغرائب کے سحر کی شدت اب خونخوار ظلماتی و افراسیاب حیرت وغیرہ سنبھلے فوجوں کو اشارہ کیا بائیس لاکھ فوج میں یہ چودہ آدمی شمشیرزنی کر رہے ہیں کوکب ہر مرتبہ مثل نیر اعظم چمک کر بلند ہوتا ہے جب کڑک کے گرا چار ہزار کو جلا دیا خونخوار بھی کڑکتی پھرتی ہے دوپہر کا وقت آیا انتہا کی گرمی لون چل رہی ہے مقام پردۂ ظلمات پر انگارے برسنے لگے ہنگامہ گیر ودار بلند ہوا خونخوار نے بھی زمین ہلا ہلا دی تلواریں برسائیں ان تلواروں نے باغبان و بران و بہار و اختر کو زخمی کیا اب کوکب کو یہ مشکل پڑی کہ کبھی افراسیاب کو جواب دیا کبھی خونخوار سے لڑا سحر کو اسکے دفع کیا ان زخمیوں کو بھی بچا رکھا ہے خوب جرأت دکھا رہا ہے افراسیاب نے دو چار گولے ایسے مارے کہ اندھیرا ہو گیا کوکب نے شعلہائے سحر روشن کئیں تاریکی کو دفع کیا مگر زیادہ مصیبت کوکب پر پڑی کہ جس مقام پر اسد غازی زیر تیغ بیٹھے تھے اپنے کو زخمی کرا کے لڑتا ہوا اس مقام پر پہونچا جلادوں کے سر کٹے ہوئے دیکھے دار میں سرنگون اسد نامدار کو وہاں نہ پایا عمرو بھی ساحر بنا ہوا وہاں تک پہونچا تھا کوکب نے منہ پیٹ لیا کہا لو یارو سب مشقت ضائع ہوئی اسد غازی کو کوئی لیگیا ہمکو رنج دیگیا یہ کیا ستم ہوا لاشوں میں دیکھنے لگے اسد کا نشان نہ پایا سرداران نامی کا کلیجہ پھٹ گیا سب سردار سر پیٹنے لگے عمرو نے کہا یارو اس شیر کو خدا کے سپرد کر و اپنی جان بچانیکی تدبیر کرو اُستادان سخنور نے اس داستان شوکت بیان کو بصد جلالت یوں تحریر فرمایا ہے کہ جب کوکب وغیرہ نے اسد نامدار کو زیر دار نہ پایا ہوش و حواس باختہ ہوئے تدبیر ہوئی کہ اب کہاں نکل جائیں فوجیں ظلمات کی بیحساب تمام قلعہ جات کی رعایا جمع ہے جانبازی میں مصروف نکل جانا غیر ممکن ہر طرف سے دھاوے ہیں خونخوار ظلماتی کمی نہیں کرتی جب سحر کیا زمین ہلادی کبھی کوکب پر جا پڑی زخمی کیا کوکب انتہا کا مختار ہے بڑی جرأت سے آج کوکب لڑ رہا ہے پشت دہلے ہے ہوشیار اپنے ساتھ والوں سے خبردار کبھی بران کو بچایا کبھی برائے باغبان و بہار سینہ سپر کیا خونخوار ظلماتی ہرچند چاہتی ہے کوکب کو گرفتار کریں کوکب

اوسکے دام سحر مین نہین آتا کبھی کڑکا کبھی گرجا کبھی سحر کیا کہ صدہا اہالیان ظلمات نے منہم ملازم کوکب کہنکر سر ٹکرائے سو دو سو کو مار اپنی جان بھی دی آفتاب عالمتاب بارنگ زرد لرزان و ترسان بخوف سحر ساحران کاشانہ مغرب مین جاکر مخفی ہوا شہنشاہ ماہتابان مالک اقلیم ظلمت بصد صولت و شوکت شہنشاہ زرین لویش کو شکست دیکر مع فوج ثابت و سیارگان میدان سپہر نیلگون فلک پر صف آرا ہوا اب کوکب کو زیادہ پریشانی ہوئی نکلنا پردۂ ظلمات سے ممکن نہین فوجون کے پرے جمے ہوئے لوہے کی دیوارون کا ٹوٹنا ناممکن یہ سرداران نامی زخمدار عقب مین کوکب کے لڑ رہے ہین نگاہ اوٹھا کر دیکھا سامنے ایک قلعہ مختصر کہ اسکے رہنے والے برائے مدد خونخوار ظلمات نکل آئے ہین قلعہ کا پھاٹک کھلا ہے ہر چند کہ قلعہ مختصر ہے مگر برج بارہ درست دیوارین مضبوط کوکب نے باعنبان سے کہا اے برادر اتو اس ہنگامے مین آ پھنسے عیار لوگ ہر مقام پر چھپ کر اپنی بسر کرتے ہین جس کو جو مقام ملیگا کسی کی شکل بنکر پڑ رہیگا ہم تم سب کدھر جائین کیونکر جان بچائین اب یہ صلاح ہے ہمارے نزدیک اسی مین فلاح ہے کہ لڑتے بھڑتے یہ جو سامنے قلعہ ہے اسمین گھس چلین شب یہان بسر کرین بوقت سحر جو پروردگار کے نزدیک بہتر ہوگا وہ تدبیر کرین گے لڑینگے مرینگے نکل جانا تو ممکن نہین باعنبان وغیرہ نے بھی اس رائے کو پسند کیا کہ حقیقت مین یہی بہتر ہے باعنبان وغیرہ کھڑے ہوکر سحر کرنے لگے کوکب نے اتنے عرصہ مین جھولی سے کچھ اشیائے سحر نکالے چالیس سنہرے پتلے بنائے اونسے اشارہ کیا اے غلامان نمکخوار اے خیر خواہان اس قلعہ مین ہمکو چلنا منظور ہے آگے بڑھکر شمشیر زنی کر و راستہ صاف ہو تو اس قلعہ مین چلین یہ سنکر وہ چالیسون پتلے مثل سپاہیون کے تیغے کھینچکر جا پڑے پرے درہم و برہم کر دیئے کوکب باعنبان وغیرہ نے بھی بڑھکر خوب خوب سحر کئے قلعہ کے سامنے جو لوگ جمے ہوئے تھے بھاگے رات تو ابھر آچکی ہے افراسیاب و خونخوار بھی لڑتے لڑتے عاجز ہوچکے ہین ان شیران گرسنہ کو فوج ظلمات نے خود راستہ دیا فریاد کرتے ہوئے بھاگے اول کوکب قلعہ مین آیا سب ساحران زخمی کو اپنے ساتھ لایا سنہرے پتلے انکو بیرون قلعہ چھوڑ دادہ نمکخواران جانباز خدمتگزاران سرفروش گرد قلعہ کے تیغے لیکر پھرنے لگے اگر کوئی بڑھا پتلے نے بڑھکر تیغہ مارا سر اسکا اڑگیا خندق کو لاشون سے اہالیان ظلمات کے پاٹ دیا بطور نگہبان کے حاضر باش کی صدا بلند کرتے ہین خیر خواہی یہ مرتے ہین پھاٹک پر اوسکے کوکب آکر بیٹھا کرسیان بچھیدن فیلسند

دروازے پر سے کوکب سحر کر رہا ہے بہار و باغبان و بران و اختر وغیرہ بھی گولے ماش کے دانے
شیشے پھینک رہے ہیں تینوں عیاروں کو جان جگر بلی بیاری جاگزیں ہر ایک کا ذکر الگ الگ تحریر
ہوگا صورتیں بدلے ہوئے پھرتے ہونگے افراسیاب دخونخوار نے جو یہ معاملہ دیکھا دونوں اپنے خون بھرے
کہا اپنے پاؤں سے یہ لوگ اپنی قبر میں گئے قلعہ میں جا کر چھپے ہیں اب چار جانب سے گھیر لو سات لاکھ فوج
خونخوار کی بحکم خونخوار بڑھی چار جانب سے قلعہ کو گھیر از درے تھے کے اپنے کو بچائے ہوئے ہیں کوکب
گولے مار رہا ہے جلتے کسی کو قریب نہیں آنے دیتے خونخوار افراسیاب کو ساتھ لیکر باغ سامری
میں آئی ہیں بڑے بڑے شوالے بنے ہوئے ہیں اب مفصل کیفیت دریافت ہوئی کہ کوکب وغیرہ
اسد کو نہیں لیگئے ہرکاروں نے خبر دی جب یہ سردار لڑتے ہوئے زیر قلعہ پہونچے تو اسد
کا نام لیکر روتے تھے کوئی کہتا تھا وہ شیر قتل ہو گیا کوئی کہتا تھا خونخوار نے اٹھوا لیا نبر لوع مقدمہ
طلسم کشا میں حیرت ہے کہ اسد کیا ہوا خونخوار نے کہا اے شہنشاہ سرحد قلعہ ظلمات سے
طلسم کشا کا نکلنا ناممکن مگر کسی نمک حرام نے نمک حرامی کی حال کھل جائیگا یہ کہکر اپنی وزیرزادی
نسترن ظلماتی کو بلا کر حکم دیا کہ لاکھ ساحر ہمراہ لیکر ہر طرف اسد کو تلاش کرو ہر ایک امیر کے
مکان کی تلاشی بھی لو خبردار کسی کا پاس نکرنا کوکب وغیرہ سے تو اطمینان ہے صبح کو انکو قتل کرینگے مصنف
عرض کرتا ہے کہ نسترن ظلماتی فوج ساحران ساتھ لیکر باغ سے نکلی گھر گھر تلاشیاں ہونے لگیں
بڑے بڑے بادشاہوں کے مکانوں میں ساحر گھس گئے ہر مقام پر اسد کو تلاش کرتے پھرتے ہیں لیکن
خونخوار ظلماتی کی دختر بلند اختر ملکہ طاؤس پری چہرہ نہایت حسین سحر میں بھی زبردست لشکر اسکا شکست
اپنے قصر میں جلوہ فرما تھی کہ اسکو خبر گذری کہ قید طلسم کشا کی پردۂ ظلمات میں آئی ہے یہ اپنی قصر پر
آکر بیٹھی تھی اسد کو ابلہ پر سوار کرکے ملازمان آتشبار قلعہ ظلمات میں لائے چوک میں گر اسد نے نعرہ
مارا اس پر ملکہ طاؤس پری کی نگاہ آفتاب جمال اسد نامدار پر پڑی عاشق ہوئی راتیں تڑپ تڑپ کے کاٹیں
یکایک یہ خبر سنی کہ لب فردا طلسم کشا کو بیرون قلعہ ظلمات قتل کرینگے عرض کیا تھا کہ ایک قصر پر
آکر یہ بھی بیٹھی وہ وقت آیا کہ اسد کو لاکر زیر دار بٹھایا طاؤس پری چہرہ حیران تھی کہ میں اس شیر
کو کیونکر بچاؤں یکایک کوکب وغیرہ بچانے گئے جنگ مغلوبہ ہوئی اسی جگہ مہلت طاؤس پری چہرہ
نے پانچ کنیزوں کو شریک کر رکھی تھی سحر کرکے گری اسد کو اٹھا لائی اپنے باغ میں لیکر آئی اسد

کو ہوشیار کیا اسد بھی اس پری پیکر کو دیکھکر عاشق ہوئے طاؤس نے کہا آپکو اسواسطے اٹھا لائی کہ
آپکے مددگار کوکب وغیرہ گھر گئے ہیں ان کے ساتھ سب ساحران زبردست ہیں لڑ بھڑ کر نکل جائینگے
اسد نے کہا میں بھی جاکر انکا شریک ہونگا سرخ چشم نامے ایک کنیز ساقی بنی بیٹھی ہے اوس نے
ملکہ سے کہا کہ انکو جانے نہ دیجیے یہ بڑے جری ہیں باغ سے نکلکر لڑینگے گرفتار ہو جائیں گے سحر سے بیہوش
کرکے لیچلیے رات ہی کو پردۂ ظلمات سے انکو لیکر نکل جائیں یہ ذکر تھا کہ ایک کنیز نے آکر خبر دی حضور
جو کرنا ہو جلدی کیجیے مسلمانوں کی تلاشی ہو رہی ہے لشترن ظلماتی کو حکم ملا ہے دوستی کا پاس نہ کرنگی
یہ سنتے ہی طاؤس نے اسد کو بیہوش کیا تخت پر ڈالکر سرخ چشم کنیز قریب اسد آکر بیٹھی مع کنیز
کے ملکہ باغ سے نکلی لشترن ظلماتی راہ میں تھی اسنے طاؤس پریچہرہ کو روکا کہا تمام ظلمات میں غدر ہے
آپ شب کو کہاں جاتی ہیں طاؤس نے کہا کیا میں کسی کی تابعدار ہوں جاکر کوہ ظلمات پر ٹھہرونگی
جو کوئی مسلمان بھاگ کر نکلیگا اسکو قتل کرونگی لشترن کی ایک کنیز سحر کرکے بلند ہوئی اس کی نگاہ
اسد پر پڑی پکار کر آواز دی اے ملکہ لشترن طلسم کشا انکے ساتھ ہے یہ کہکر وہ کنیز گرا چاہا کہ
اسد کو اٹھالے سرخ چشم کنیز نے خنجر مارا وہ ساحرہ مر کر گری اب تلوار چلنے لگی اسد بھی ہوشیار ہوئے
لڑتے لڑتے صبح ہوگئی طاؤس پریچہرہ نے ہزاروں جادوگر مارے ہر چند قصد کیا طلسم کشا کو لیکر
نکلجاؤں لشترن نے نہ جانے دیا یہ خبر جب خونخوار کو ہوئی طاؤس اسد کو لیے جاتی ہے ہزاروں
ساحر اسنے مارے خونخوار چلی یہ کہکر ابھی جاکر قتل کرونگی خونخوار تو سیر دن باغ گئی افراسیاب
بھی آنکھیں ملتا ہوا اٹھا ایک برہمن نے کہا القویر خداوند سے چلکر دعا مانگیے افراسیاب دیر
میں آیا برہمن نے ایک لڈو اٹھا کر دیا کہ پرشاد کھائیے افراسیاب لڈو کھاکر بیہوش ہوا برہمن نے
نعرہ کیا منم خواجہ عمرو افراسیاب کو تو اسی مقام پر پڑا رہنے دیا آپ بشکل افراسیاب تاج سر پر رکھکر تخت
مرکب پر سوار ہوئے میدان کوکب وغیرہ نے جو قلعے سے دیکھا کہ اسد غازی کا نعرہ ہوا ساحروں
نے گھیر لیا ہے یہ بھی قلعے سے لڑنے بھڑتے نکلے بہار و باغبان نے برائے اسد نامدار سینہ سپر کیا
خونخوار نے آتے ہی زمین ہلادی کہ افراسیاب گھوڑا اوڑاتا ہوا قریب آیا آواز دی اے خونخوار خبردار
سحر نکرنا میں ایک سحر میں سبکو مار لونگا برابر خونخوار کے آکے گھوڑے سے کود کے حلقہ ہائے کمند مارے
خونخوار بیہوش ہوتے ہی غرق زمین ہوگئی وہاں برہمنوں نے افراسیاب کو بھی ہوشیار کیا وہ بھی باہر

نکل کر سحر کرنے لگا خونخوار بھی زمین سے نکلی اب کوکب وغیرہ پر وقت تنگ ہے بڑی قیامت کی
جنگ ہے افراسیاب و خونخوار سحر کرتے ہوئے آتے ہین کوکب کو یہ خوف ہے کہ اسد نہ گرفتار
ہو جائین جھپٹ جھپٹ کے انکو بچاتا ہے یکایک آسمان پر برق چمکی سب نے دیکھا کہ شہنشاہ
لاچین خوش آئین شیر پر سوار بڑے کر و فر سے آکر پہونچا افراسیاب کو للکارا او نمک حرام
بد انجام ہٹ جا سامنے سے یہ کہکے گولا جھولی سے نکالکر مارا افراسیاب نے گولا کاٹا اب برق
چمک کر گری کہ سر افراسیاب کا زخمی ہوا لاچین افراسیاب کو زخمی کرکے خونخوار ظلمانی پر جا پڑا
نسترن ظلمانی کی لاچین نے کلائی پکڑ کے ایک طمانچہ مارا نسترن کا سر اڑ گیا خونخوار پر سحر کیا آگ
برسنے لگی بڑی مشکل سے شعلہائے آتش سے نکلی کہا او افراسیاب لاچین نے
قیامت برپا کی اس سے مقابلہ کرنے مین عذاب ہے جب نمک حرام کہکر نعرہ کرتا ہے قلب کانپ
جاتا ہے آنکھ چار کرنیکو دل نہین چاہتا وہی بادشاہ ہے جس نے سالہا سال ہم پر حکومت
کی ہے تو نے فوج سامری جو پردہ ظلمات مین ہے اس کو کس دن کے واسطے رکھا ہے
جلد طلب کر طلسم کشا کو یہ لوگ پا گئے ہین اب لڑ بھڑ کر نکل جائین گے جلد خبر کر افراسیاب
پیچھے ہٹا اکڑتا ہوا پہلوئے قاف ظلمات مین آکر کھڑا ہوا یا سامری کہکر زمین پہ دو ہتڑ مارا آواز دی اے
سپہ سالار قدرت اے جانثاران با شوکت جلد آکر میری مدد کر دشمنون نے مجھکو گھیرا ہے جیسے ہی
افراسیاب نے یہ کہکر دو ہتڑ مارا زمین شق ہوئی آگے آگے ایک جوان فیل پہ سوار علم زرنگاری
ہاتھ مین جسکے ہاتھی باہر نکلا سر فیل کے ایک نقارہ چوب آبنوس علمدار کے ہاتھ مین اب طبقے سے
زمین کے سوار نکلنے لگے بارہ ہزار سوار آکر جم گئے فیل سوار چوب لیکر آگے بڑھا جیسے ہی لاچین
نے یہ معرکہ دیکھا مجمع ساحران سے کڑک کے نکلا اسنے دیکھا لاچین ستارہ بنکر آسمان مین ڈوب گیا
نظر و لینے سب کے مخفی ہوا افراسیاب نے آواز دی او فیل سوار او علمدار لشکر سامری کسکا انتظار ہے
نقارے پر چوب لگا دے یہ آواز سنکر بہار و باغبان گھبرا کے کوکب سے کہا اب غضب ہوا پہلی
چوب جسدم لگائیگا ہم سبکو سحر فراموش ہوگا دوسری مین بیہوش ہونگے تیسری چوب مین سب کے سر
پھٹ جائینگے یہ فوج سامری خاص مین بارہ ہزار ہین کرورون پر غالب ہین شہنشاہ کوکب نے
کہا مجبور ہین جو منظور پروردگار ہوگا وہی ظہور مین آویگا اب بھاگ کر کہان جائین بہتر یہ ہے

کرو بجز مکر و ریا ناگاہ اس فیل سوار نے نقارے پر چوب لگائی کوکب وغیرہ لہرائے حربے ہائے سحر
ہاتھ سے گرے افراسیاب نے آواز دی خبردار تامل نہ کرو اسی تساہل میں نقارہ نواز مارا گیا فیل سوار
نے چوب اٹھائی چاہا نقارے پہ چوب لگائے کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ او حیا کیا کرتا ہے سب نے
دیکھا لاچین تاج زرین پہنے ہوئے ایک جوان سیہ فام خنجر برہنہ ہاتھ میں لاچین سے کہتا
ہوا آتا ہے میں غلام قدیم ہوں حق نمک ادا کروں گا گلا کاٹ کے مروں گا تباہی فوج سامری
کی میرے ہاتھ ہے اس وقت لاچین ہو نچا کہ اس بیحیا کا قصد تھا کہ چوب لگائے کہ اس جوان گمنام
نے لاچین کی طرف دیکھا لاچین نے کہا حق نمک ادا کر چالیس برس تیری خدمت کی بہت خوب
کہکر اس جوان نے خنجر گلے پر رکھا دوسری چوب لگا چکی سوار کو مہلت نہ دی خنجر گلے پر پھیر کر لاش
اپنا اس فیل سوار پر گرایا خون اسکا لاچین نے تمام فوج پر پھینک مارا تمام فوج جلنے لگی نقارہ مع
سوار کے دو ٹکڑے ہوئے ایسا اندھیرا چھایا سب گھبرانے لگے اس تاریکی میں لاچین زمین پر آیا
خونخوار ظلماتی کو ڈانٹا او سیاہ رو تیرہ درون کہاں جاتی ہے خونخوار نے پلٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا
لاچین نے تلوار پر روکا تیرہ بد کے ہاتھ مارا خونخوار کے دو ٹکڑے ہوئے ادھر نقارہ ٹوٹا ادھر
خونخوار مری قیامت برپا ہوئی صدا آئی کشتی مرا نام من خونخوار ظلماتی بود آج روح سامری
کو صدمہ پہنچا یا فوج خداوندی کا خاتمہ ہوا ایک طائر خاک سے فیل سوار کے پیدا ہوا اس نے
آسمان پر آکر آواز دی اسی مہینے میں طلسم ہوشربا نہ بچیگا افراسیاب نے ایک سنگریزہ
اٹھا کر مارا کہا کیا بیہودہ بکتا ہے طائر جلگیا لاچین طرف افراسیاب کے چلا فی الفور افراسیاب نے
جھپٹ کر گھر حیرت میں پنجہ دیا طرف باغ سیب کے بھاگا یہاں جادوگر جلنے لگے صدائے الامان بلند
ہوئی سلطان ظلمات قدموں پر ملکہ طاؤس پریچہرہ کے گرے طاؤس نے سبکو امان دی اہالیان بلدہ
ظلمات مطیع اسد نامدار ہوئے لاچین کو اسد نے تخت پر بٹھایا برق وغیرہ و دیگران نامور
نوبت نقارے بجاتے ہوئے قلعہ ظلمات میں آئے کوکب وغیرہ کی زخم دوزیاں کیں پٹیاں مرہم کی چڑھائیں
بعد صحت قصد ہوا کہ سفر کرکے طرف دریائے نیل کے چلیں واضح رہے کہ اسد نے تیلی کو اُڑا کے
بنام باغبان قدرت حکم قضائے شیم شہنشاہ لاچین صادر ہوا کہ فوج اپنی آراستہ کر کے مع لشکر
کے موجب ملازم افراسیاب روکیں گے یقین کامل ہے کہ جنگ عظیم واقع ہوگی انشاء اللہ لڑتے

بڑھ کے چلین گے اسی جوش مین تا ہمیا ہونگے باغبان قدرت نے اسی وقت ساٹھ ہزار غلامان
صف شکن و ساحران پرفن لشکر مین سے چنے مخبرو آکر بارگاہ آسمان جاہ مین عرض کی صبح کو غلام
بے دون اطلاع شہنشاہ عازم سفر ہوگا کل سردار صلاح کر چکے ہین کہ اول کوہ ہفت رنگ پر صراط
ہفت رنگ سے مقابلہ پڑیگا وہ نبیرۂ سامری ہے بڑے کروفر سے لڑیگا اسد غازی نے
فرمایا یہ سب خیالات بیکار ہین کل غازیان دیندار مجاہدان شورشعار آمادۂ حرب و پیکار ہین
باغبان کو حکم ملگیا کہ صبح کو طرف دریائے نیل کے روانہ ہونا تمام لشکر مین تیاری ہونے لگی
یہ خبر لشکر افراسیاب مین بھی پہونچی سرما وابرلق و مصور ناظمان دربند ہوشربا آمادہ
ہوئے کہ روکین گے سمت دریائے ہفت رنگ نجانے دینگے سرما و ابرلق نے اسیوقت اس
مضمون کی ایک عرضی بخدمت افراسیاب روانہ کی کہ حال اس کا وقت پر تحریر ہوگا۔ ۔ ۔

دو کلمۂ داستان شوکت بیان چاہ نیلوفر ساختہ نیلم کہ اہل اسلام کے ہاتھ
سے بعیاری چالاک بھاگا اور ایک مقام پر کہ جسکا نام چاہ نیلوفر
رکھا ہے وہان پہونچکر تیاری بربادی مسلمانان مین مصروف ہوا دیگر حالات
متعلق داستان ہذا ساقی نامۂ مصنف

ساقی مجھے جستجو بڑی ہے
کس لطف پہ رنگ داستان ہے
پھر جام شراب دے دوبارا
درپیش ہے جنگ شاہ نیلم
ہے بادۂ مکر و غدر سے مست
لکھون نیلم کا جنگ نامہ
اے بلبل کلک کچھ خبر ہے
اس چاہ مین شعبدے بڑے ہین
لکھتے ہین غزلق چاہ الفت
مضمون خیال تب رقم ہون

اندرون سے یہ دھت رنگ بڑی ہے
اک جام مے دلا پلا دے
اس راہ مین ساتھ دے ہمارا
اس فکر مین دل تڑپ رہا ہے
ایسے خودسر کو بھی کرون پست
ہے جوش پہ بحر طبع موزون
موسوم بہ چاہ نیلوفر ہے
مین لطف شناوری کھاؤن
افسانۂ وصل و درد فرقت
اس راہ مین کون ہوگا رہبر

ہنگامۂ شور و شر عیان ہے
صورت مطلوب کی دکھا دے
ساقی نکرینگے جستجو ۔ ۔ ۔ ہم
مکار سے سامنا ہوا ہے
کھنچ جائے بلطف تیغ خامہ
اک چاہ کا حال صاف لکھون
جھنڈے مری فکر کے گڑے ہین
اس چاہ مین ڈوبنے نہ پاؤن
سامان سب طرح کے بہم ہون
اے شاطر کلک جستجو کر

اڑتا ہے مرا سمند مضمون | ہے بہر عدو کمند مضمون | لکھتا ہے قمر ضیا فسانہ
اے ماہ سخن ضیا دکھانا

حیرہ غرنقان چاہ پر آفت رنج و مصیبت و سیاحان منازل خارستان صعوبت حالات چاہ نیلو فر لصبہ کر دفر کلک سحر طراز سے یون تحریر فرماتے ہین

واقفان کلام درد آمیز | کاتبان کلام حیرت خیز | از کلام فصاحت و تمکین
می نگارند قصہ رنگین

شب کو باغبان قدرت لشکر ظفر پیکر سے چند قدم آگے بڑھ کر فرد کش ہوا کہ وقت سحر شہنشاہ لاچین و اسد دلاور بارگاہ آسمان جاہ مین تشریف لائے جیون
عیار بھی اپنے مقام پر جلوہ فرما ہین یہی ذکر ہے ہر سردار کو یہی فکر ہے کہ باغبان آگے بڑھ گیا
کل لشکر تیار ہو آج کی منزل سخت گذریگی سرما وغیرہ ضرور روکین گے یہ ذکر تھا کہ چند ملازمان باغبان
حیران و پریشان خدمت اسد نامدار مین حاضر ہوئے عرض کی ہمکو دو پہر رات گئے تک ہم سب
خدمت باغبان مین حاضر رہے اب اسوقت جو جا کر دیکھا تو باغبان فرش خواب سے غائب ہے نقب وغیرہ
کا نشان نہین اسد نامدار نہایت پریشان ہوئے لاچین وغیرہ اس بارگاہ مین آئے جہان سے
باغبان غائب ہوا لاچین نے آکر دیکھا کہا یہ تو کسی ساحر کا کام ہے ہرکارے لشکر کفار سے آئے
کہا لشکر سرما و ابرقی مین تو باغبان کا نشان نہین ہے بڑی جستجو ہوئی کسی چمن مین نشان باغبان
نہ ملا غرض آزردہ اسد نامدار منقبض ہوا صبح کو اور خبر وحشت اثر آئی کہ گلشن بارگاہ سے ملکہ
بہار بھی غائب ہوئی استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہے کہ ایک ہفتے مین چالیس سرداران نامی
و ساحران گرامی بارگاہون سے غائب ہوئے اسد نے رنجیدہ ہوکر خواجہ عمرو کو بلایا جیسے ہی
خواجہ آئے دیکھا اسد نامدار غصے مین بیٹھا ہے قبضے پر ہاتھ تیور پر بل زلفین خلیلی کو بیتاب آنکھین
انکی زخمی عمرو گھبرا گیا اسد نے کہا نانا جان آپکو سوائے لوٹ مار کے کچھ اور بھی فکر ہے آپنے سنا
کہ لشکر مین کیا کیا قیامت برپا ہوئی باغبان و بہار وغیرہ چالیس سردار غائب ہوئے لشکر
افراسیاب مین انکا نشان نہین ہے آخر کہان گئے کون لیگیا آپ افسر شاطران ہین آپ انکا
حال بتائیے مین اپنے سردارون کو آپسے لونگا یا مجھکو بتلا دیجیے کہ میرے سردار قلعہ آہنی مین ہین یا مین
جا کر اپنی جان دون یا انکو رہا کرون عمرو نے گھبرا کر نجومیونکو بلایا ایک کیفیت اور ہوئی کیا تو دامن
دریائے نیل کا کھلا ہوا تھا ہرکارون نے خبر دی ایک پہاڑ خود بخود حائل ہوگیا ہے یہ کسی مکار

شعبدہ باز کا کام ہے نجومیون نے بعد صدر از بہ علم ستارہ شناسی عرض کی کہ اسد و خواجہ
عمر سلمہ اس پہاڑ کے بائین جانب جائین گوہر مراد دستیاب ہوگا اسوقت اسد نامدار و خواجہ عمر
عیار و سرداران نامی مع صندلان دالہ ہیم برائے جستجو چلے چونکہ اسد کے سردار بھی ساتھ ہین
شگفتہ مزاج مردان عالم ہے سب کے تابع اسد شکار کھیلتے ہوئے چلے اس شیر بیشہ جرات نے ایک
آہو کے تعاقب مین گھوڑا اڑا الا دو کوس پر جا کے اس آہو کو شکار کر گھوڑے سے کود پڑے مقصد تھا
آہو کو شکار بند سے باندھکر پلٹین ایک آہو تیر خوردہ سامنے آیا اسد نے اسکو بھی شکار کیا سامنے سے
ایک تاجدار عالیشان وضع مین پہلوان گھوڑے کو اڑائے ہوئے قریب اسد آیا کہا اے جوان تونے
میرے شکار کو کیون شکار کیا یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا اسد نے بار بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا
اس بادشاہ سے کشتی ہونے لگی بارہ ہزار جوان اس بادشاہ کے ساتھ آئے وہ بھی آگئے ادھر سے
شکار کھیلتے ہوئے سرداران اسد پہونچے دوپہر ڈھلتے ڈھلتے اسد نامدار نے اس بادشاہ کو
زیر کیا وہ بصدق مسلمان ہوا کہا نام غلام کا احتشام شاہ ہے اپنے قلعہ احتشامیہ مین اسد
و خواجہ کو لیکر آیا سامان دعوت مہیا کیا اسد کے تشریف لانیکا باعث پوچھا اسد نے بیان کیا کہ ہمارے
چالیس سردار لشکر سے غائب ہوئے یہ سنکر احتشام شاہ نے کہا اے شہریار شہنشاہ نیلم
نے چاہ نیلوفر بنایا ہے اور بارہ کوس اس چاہ کا راستہ قرار دیا بیابان جادو اس دشت کا نگہبان ہے
یا وہ قتل ہو یا اطاعت کرے تب راستہ چاہ نیلوفر کا ملے نیلم نے بیابان کو حکم دیا کہ خبردار
اسطرف کوئی نہ آنے پائے دربار مین یہ ذکر ہے کہ ایک ساحر آیا کہا مجکو بیابان جادو نے بھیجا ہے
اسد نے بلوایا نامہ پڑھنے لگے نامہ دار بیٹھا ہے جب اسد پڑھنے مین مشغول ہوئے اس
ساحر نے جھپٹ کر عمرو کی کمر مین خنجر دیا نعرہ کیا منم صبا ئے جادو فرستادہ بیابان جادو
یہان بارگاہ مین سب غیر ساحر تھے منھ دیکھکر رہگئے راہ مین صبا جادو اترا خواجہ نے کہا
برادر مین بیابان کی نوکری کرنے آیا تھا تم ناحق مجکو اٹھا لائے آج مین اسد کو گرفتار کرتا نذر
لیکر حاضر ہوتا صبا بہت خوش ہوا کہا خواجہ بیابان جادو ملک دار شہنشاہ نیلم ہے اگر
آپ اسد کو پکڑا دینگے بہت کچھ ملیگا خواجہ یہ باتین کرتے ہوئے صبا کے ساتھ در
بارگاہ بیابان پر آئے جلوخانہ مین ٹھہر گئے کہا اے صبا سامنے بیابان کے جا کر

ہوا باندھکر ہمارا حال اطاعت کا عرض کردو پھر ہمکو بھی لیجانا جو کچھ ہمکو انعام ملے گا نصف تجھکو دینگے صبا نے سحر اوتار لیا آئینہ عہد دالتق ہوگئے خواجہ جلوخانہ مین ٹھہرے صبا اندر گیا جاکر بیابان سے کہا عمرو نوکری کرنے پر راضی ہے بیابان نے کہا بلاؤ عمرو نے بیان جو اتنی مہلت پائی بارگاہ دانیال کی زنبیل سے نکالکر استاد کی قریب تخت پر بیٹھے اندر سے جادوگر مع بیابان باہر آئے دیکھا عمرو تخت پر بیٹھا ہوا گالیان دے رہا ہے بیابان جھپٹا کہ عمرو کی ٹانگ پکڑ کے کھینچ لون اس بارگاہ مین معجزہ ہے جیسے ہی طناب پر ہاتھ رکھا سر تلے ٹانگین اوپر عمرو نے بیابان کو پکڑ کے زبان مین سوزن دیا صبا جادو دوڑا کہا ارے او ظالم کیا کرتا ہے جیسے ہی قریب طناب کے آیا صبا کا بھی یہی حال ہوا یہ بھی الٹے لٹک گئے عمرو نے انکی بھی گردن لی فوج والے سحر کرنے لگے وہ سحر الٹا پلٹتا ہے سیکڑون مارے گئے جسنے سحر کیا عمرو دنگ گولا نہ پہونچا گرد بارگاہ کے آگ برس رہی ہے خواجہ بیٹھے ہنس رہے ہین صبا و بیابان قبضے مین آئے دو گرگے زنبیل سے نکالے گرگون نے بیابان و صبا کی مشکین باندھین اچھے اچھے نے وہی طریقہ کیا کہ تخت زرجدی پر سوار ہوئی تخت اوڑائے ہوئے چلے گرد ملازمان بیابان دہائی دیتے ہوئے چلے آتے ہین اب کوئی قریب نہین جاتا گرگے سونٹے پکڑے کھڑے ہین جو قریب آگیا سونٹا مارا اسکا سر پھٹا گیرو دار کی صدا بلند ہوئی اسی طرح تخت اڑاتا ہوا عمرو بارگاہ اسد مین آیا احتشام شاہ نہال ہوگیا عمرو نے بیابان و صبا کو باندھا کو ڈالکر کھڑے ہوئے اسد نے بفصاحت و بلاغت ان دونون کو سمجھایا یہ حالات دیکھکر دونون بصدق مطیع ہوئے ساتھ والون کو پناہ ملی اسد نے کہا اے بیابان جادو ہم چاہ نیلوفر مین جانا چاہتے ہین بیابان نے کہا لشکر نہ جاسکے گا آپ اور خواجہ اور صندلان صندلی پوش و ابراہیم یہ چند سردار جاسکتے ہین عمرو نے کہا بسم اللہ اب بیابان جادو مع خواجہ و اسد کو لیکر اپنے باغ مین آیا بارہ دری مین ایک تخت بچھا تھا کہا اے شہریار یہ کام آپکی ذات پر موقوف ہے کتب سامری مین مرقوم ہے کہ اس تخت کو سوائے اسد کے اور کوئی نہ اٹھا سکیگا حضور بقوت صاحبقرانی اسکو اوٹھائین دہنہ نقب کا ظاہر ہو یہی راستہ چاہ نیلوفر کا ہے اسد نامدار نے بقوت صاحبقرانی تخت کو اٹھایا دہنہ نقب کا ظاہر ہوا سنگ دہنہ نقب اٹھا کر کئی فرسنگ پر پھینک دیا بسم اللہ کرکے اسد نامدار و خواجہ و بیابان و صندلان و ابراہیم یہ پنج کس

داخل دہنہ ہوئے دیکھا ایک صحرائے سبزہ دار نواح دلکشا ہر نخل سرسبز و شاداب پر از گلہائے
رنگارنگ و شگوفہ ہائے بوقلمون نہریں سلسبیل آسا جاری وقت سحر مرغان خوشنوا مصروف
زمزمہ سرائی قمریان خوش ادا بر سرو لب جو محو رعنائی و زیبائی فاختہ قلندر مشرب دلق خاکستری
زیب جسم مصروف حق سرہ قمری کی موقوف کو کو اسد نامدار نے جو اُس صحرائے پر بہار کو دیکھا دیکھکر
اپنی گلعذار مہ جبین الماس پوش کی یاد آئی ہر وقت حضرت ملکہ مہ جبین نے بہت کہا تھا کہ
شہریار کنیز کو بھی ساتھ لیچلیئے دل بھر آیا شام ہو چکی ہے اسد نامدار نے جو پیادہ رہرو تھی کی تھک
کر زیر نخل ٹھہر گئے خواجہ کی جانب متوجہ ہوئے کہا نانا جان آپنے میری وجہ سے انتہا کی تکلیف اٹھائی
صاحبقران نامدار کی جدائی گوارا کی اس وقت تو کوئی تدبیر ایسی کیجیئے کہ اسی صحرائے پر بہار میں
فروکش ہوں شب یہاں بسر کریں بوقت سحر سفر کریں دیکھے وہ چاہ نیلوفر کہاں ہے نیلم
مکار سے کیا مقابلہ پڑے خواجہ نے فرمایا اے نور نظر بقول شاعر شعر منہم بکوہ و دشت و
بیابان غریب نیست ٭ ہر جا کہ رفت خیمہ زد و بارگاہ ساخت ٭ کچھ نقدی نکالیئے خیمہ ممکن ہیں
اسباب عیش و نشاط بھی مہیا کر دیں شب باعیش بسر کیجیئے صبح کو صاحب مال اپنی اُٹھا لیجائیگا اسد
نے کہا حضور خوب واقف ہیں کہ میں یہاں بیک بنی و دوگوش آیا لشکر تک ساتھ نہیں عمرو نے کہا
بیٹا معتبر ہو تمسک لکھدو لشکر میں چلکر دینا اسد سے خواجہ نے لاکھ روپیہ کا رقعہ لکھوا لیا اسد
کو مع سرداروں کے درہ کوہ میں ٹھہرایا اسی سبزہ زار میں آکر ایک خیمہ عمدہ زنبیل سے نکالا مزدوروں
کو حکم دیا وہ زنبیل سے نکلے خیمہ استادہ کیا خواجہ نے فرش شاہانہ بچھایا مسند لگا دی گلابیاں شراب
کی کشتیاں کباب کی آراستہ کر دیں پکار کر آواز دی اے نور نظر آؤ اسد نے آکر دیکھا بارگاہ معقول
کل اسباب عیش و نشاط مہیا مسند پر آکر بیٹھے ایک جانب صندلاں صندلی پوش ایک جانب
اہل سپہ مالک الیکانب بیابان جادو سامنے خواجہ آکر جلوہ فرما ہوئے اسد غازی نے پردے خیمے
کے اٹھا دیئے دیکھا فراش باد نے فرش چاندنی تمام صحرا میں بچھایا ہے گلہائے خود رو کی مہک طائروں کی
چہک ہوائے سرد عیسیٰ دم چل رہی ہے یہ کیفیت دیکھکر اسد نے کہا نانا جان گستاخی معاف آج
لوٹنے بجائیے عمرو نے کہا نے نوازی میں بھی صرف ہوتا ہے لاکھ روپیے کا رقعہ بالا لکھئے یا ان والا کی
اسد سے ایک اور رقعہ لکھوا لیا راضی کرنا اسد کو منظور ہے سامنے مسند کے آکر بیٹھے جوڑی

لڑکی زنبیل سے نکال سامنے اسد کے گانا شروع کیا چونکہ جانتے ہین کہ اسد فراق دیدہ ہجران کشیدہ ہین غزل

عاشقانہ قمر کی شروع کی غزل

کیونکر نہ غرق ہون عرق انفعال مین
دیکھو تو مین وزیر ہون کس بادشاہ کا
بازار آفتاب کا کس دن ہوا ہی گرم
نالے پہ اعتماد بھروسہ نہ آہ کا
توبہ کا نام پاک لیا تھا برائے نام
سالک ہی یہ فقیر محبت کی راہ کا

صادق یہ قول ہی دل عادل گواہ کا
قابل نچوڑنے کی ہی دامن گناہ کا
جس شب کا نام ہی شب یجور ہجر یار
کس شب جلا چراغ نہ آگے ماہ کا
نادم تم اپنے دلمین ہوئی ایسے جور کے
منہ پھر گیا لگا دھبا نہ گناہ کا

سیدھا ہے تیر یار کی ترچھی نگاہ کا
ہی مشہور یہ میرے عمل مہر ماہ کا
وہ اک نمونہ ہی مرے روز سیاہ کا
ایجان تمھاری دلمین نہین ہی کیونکر خلل
نالش کا حوصلہ نہ ہا داد خواہ کا
دیوانہ سمجھے یا کوئی مجذوب ای قمر

یہ غزل جو خواجہ نے گائی خواجہ کا گانا سنکر طائر آشیانون سے پھڑک پھڑک گرنے لگے آہوان صحرا گرد خیمے کے پھرنے لگے دماغ گرم چار مصاحب خوشخو قریب بیٹھے ہین نے نوازی کا سمان بندھا ہوا یکایک آسمان پر برق چمکی بجلی پلک جھپک گئی دیکھا در بارگاہ سے ایک نازنین چہاردہ سالہ گل اندام سرو قد شیرین ادا گل سا چہرہ دریائے جواہر مین غرق طرزن ابرو پر شکن ماہ جبین مہر تمکین گلعذار شعر بہر خندہ کز لب بر انگیختے ٭ نمک بر دل خستگان ریختے ٭٭ مسکراتی ہوئی اُس محفل خلد منزل مین آئی بائین ہاتھ پر بادلے کی جھولی اسمین اسباب سحر لیکر اتہا کی حسین اسد بیقرار ہوگئے زانو بدلنے لگے برائے تعظیم اوٹھے کہا اے شہنشاہ اقلیم حسن وجمال ولے ماہ آسمان کمال تشریف لائیے اُس مہ جبین نے مسکرا کر جواب دیا ہم تو گانا سنکر چلے آئے لیکن آپکی صحبت مین در انداز ہوئے ہمارے آتے ہی گانا موقوف ہوا اگر ہمارا بیٹھنا شاق نہو تو ہم بھی بیٹھکر گانا سنین ہمکو بھی اس علم مین کسیقدر سودا ہے صدائے نغمے نے دل مین سوراخ ڈالدیا تھا رشتہ محبت یاری خیال مین تب اکھینچ کر لے آیا ہے یہ کہکر قریب مسند بیٹھ گئی اسد نے خواجہ سے دست بستہ عرض کی چند اشعار اور گائیے مہمان عزیز کو لبھائیے خواجہ نے گھبرا کر کہا بیٹا یہ تو خوب ظاہر ہے یہ ساحرہ ہے اسنے خوف کرنا چاہیئے ایسا نہو ہمکو تمکو سبکو گرفتار کرکے لیجائے جو فرزند گندم نما ایک نازنین کے واسطے زبون ہمارا کام ہوتا ہے خوف کیونکر دل سے مٹے وہ نازنین ہنسی کہا خواجہ یہ شیر بڑا صاحب اقبال ہے یہ مقام چاہ نیلوفر ہے نہیلم بیان افسرہے یہ خبر اُنکو ملی کہ چند کس نے چاہ نیلوفر مین داخلہ کیا مین شہنشاہ کی دختر ہون اج قطرہ زن میرا نام ہی گنگت اس ماہ کی مہ ہی سپر ہی دالا مدار

نے حکم دیا جاکر دریافت کرو ہمارے مقام پر کئی شخص آئے ہین انکو گرفتار کرکے لاؤ اسی فکر مین آئی
یہان اگر امیر حمزہ گیسو کشتۂ خنجر ابرو ہوئی اب مجھ سے خوف نہ کیجیے جہانتک ہو سکیگا اس راز کو چھپاؤنگی
آپ لوگون کو بچاؤنگی جہان آپکے سردار قید ہین انکی بھی رہائی کی تدبیر کرونگی آپ مجکو دشمن نہ جانیے
یہ سنکر خواجہ نے چند اشعار اور گائے اسد نے اپنے ہاتھ سے مواج کو جام شراب پلایا شب وصل
تو تھوڑی ہوئی ہے باتین بھی اچھی طرح ہونے پائی تھین کہ نسیم سحری چلی رخ شمع پر
زردی آئی مواج یہ کہکر اٹھی کہ خواجہ آپ ایسا عیار ساتھ ہے اسی طرح بالاعلان طلسم کشا
کو آپ لیئے ہوئے پھرتے ہین صدہا ساحر آپ کی تلاش مین نکلے ہین مین تو اب رخصت ہوتی
ہون کسی مقام پر جاکر مخفی ہو جیئے نگاہ در اندازان سے اپنے کو بچائیے مواج اسد سے رخصت
ہوئی روتی ہوئی گئی اسد وغیرہ اٹھے عمرو نے وہ خیمہ وغیرہ نذر زنبیل کیا چند قدم چلے تھے کہ
آسمان سے چند پنجے گرے ایک پنجے نے عمرو کو ایک نے بیابان کو ایک نے صندلان
کو ایک نے ابراہیم کو اوٹھا لیا ایک ساحر کڑک کر اسد پر آیا بسبب آگے کے اسپر سحر نے تاثیر نکی
اسد نے کلائی پر ہاتھ ڈال کر ایک طمانچہ مارا ساحر کا سر اڑگیا اور ساحر سردارون کو اور عمرو کو
لیکر نکل گئے اسد نامدار اس صحرائے ہولخیز مین یکہ و تنہا سرگردان حیران و پریشان رہ گئے وہ
سب ساحر خواجہ وغیرہ کو لئے ہوئے ایک مکان مین جاکر پہونچے نہنگ تاجدار اس مقام کا حاکم ہے
نیلم کا در بہت خوش ہوا ساحر جوان سبکو لیکر آئے تھے انعام دیا پوچھا اسد کو کیا کیا کہا حضور
اسد پر پنجہ قابض نہ ہوا جس ساحر نے اسپر ہاتھ ڈالا اسد نے اس کو مارا اسی صحرا مین حیران ہے
نہنگ نے کہا مین تدبیر کرکے گرفتار کرالونگا اور ساحرون کو روانہ کرتا ہون مقدم تو سار بان
زادہ ہے آج سبکو قید کرو صبحکو سبکو قتل کرونگا سر کاٹکر خدمت مین نیلم کے بھیجاؤنگا خواجہ و بیابان
و صندلان و ابراہیم مسلسل بیٹھے ہین شام ہوتی ہے نہنگ نے محفل عیش و نشاط آراستہ کی گلشن
بھی حاضر ہین مسند پر بیٹھا ہوا کبھی اونگھتا ہے کبھی بیٹھتا ہے جیسے کوئی کسی کے انتظار مین ہو خواجہ عمرو
حیران کہ یہ کسکا مشتاق ہے دو پہرے شب تجاوز کر چکی تھی کہ آسمان سے ابر نارنجی پیدا ہوا عمرو نے
دیکھا کہ ملکہ مواج قطرہ زن طاؤس پر سوار نمایان ہوئی نہنگ نہال ہوگیا برائے تعظیم اٹھا تا لب
فرش استقبال کیا مدت سے ملکہ پر جان دیتا ہی اکثر چاہا کہ جلسۂ عیش قائم کرون ملکہ کو تنہائی مین بلاؤن

آہوئے وحشی کا رام ہونا مشکل تھا اسوقت اس نے نامہ لکھا کہ اے ملکۂ عالم مین نے رفیقان اسد کو پکڑ لیا اسکا بھی تدبیر ہو جائیگی شہنشاہ نیلم نے خود لکھکر مواج کو بھیجا مواج بیقرار ہو کر آئی خبر گرفتاری خواجہ عمرو سنی ہنگ تو سمجھا کہ یہ میری ملاقات کی خواہش مین آئی ہے مواج آگر کرسی پر جلوہ فرما ہوئی ہنگ تو فرش ہوا جاتا ہے لیکن مدت مدید بعد ملنا نصیب ہوا تاج کو حکم دیا ساقی گری حاضر ہین مواج خواجہ کو دیکھ رہی ہے حیران کہ کیا تدبیر کرون جب گانا شروع ہوا خواجہ نے گنگنا کر ایک تان ماری بجلی چمک گئی مواج نے طائفے کو منع کیا اسکی آواز مین یہ سوز و گداز ہے ہنگ بھی گھبرا گیا پھر گانا شروع ہوا عمرو نے پھر تان لگائی اب ہنگ نے دیکھ لیا کہ ہمارا قیدی تجھے گانا بھی آتا ہے عمرو نے کہا بلبلیان لون مین قوم کا گویا ہون مجھکو زبردستی پکڑ لائے حضور گانا سنین ملکہ نے ہنگ سے کہا ہتھکڑیان بیڑیان کٹوا دین لیکن ملکہ حیران کہ خواجہ اگر کیا کرینگے بڑے بڑے ساحر جمع ہین ہنگ نے جو کہا ملکہ اسکو نہ رہا کرو مواج نے کہا مجمع ساحران سے یہ کہان جا سکیگا میرا سحر دس کوس تک تاثیر کرتا ہے اب عمرو آکر محفل مین بیٹھا سازندون سے اشارہ کیا آپ گویا آر پی ساز ملا

عمرو نے گنگنا کر یہ غزل گانا شروع کی غزل

تا رخ او دیدہ ایم مجنون سودائے جنون افزائیم — دوست با اہل جنون دشمن فرزانہ ایم

نیست ما خواہ بر باشد نمی خواہی رقیب — ما خمار آلودہ خواہان می جانانہ ایم — بیکدو دل زردہ ام از صحبت اہل جہان

روز و شب در فکر ترک کنج ویرانہ ایم — صرف لہو و لعب شد عمر گرانمایہ ہنوز — روز و شب گوئی چو طفلان گوش بر افسانہ ایم

عمرو نے یہ اشعار گائے مواج کی آنکھون سے اشکون کا دریا جاری ہوا محفل مین صدائے احسنت آفرین بلند ہوئی ہنگ بھی خوش ہو ملکہ کو جو اپنی جانب متوجہ پایا پھول گیا عمرو نے عرض کی حضور یہ کمال دیکھا مین ساقی گری خوب کرتا ہون پاؤن سے ناچون ہاتھ سے تھاؤن منھ سے گاؤن سر سے شراب پلاؤن مواج نے کہا اے ہنگ یہ کمال کبھی نہین دیکھا کلید میخانہ عمرو کے سپرد کر دیہ ذرا تماشا دیکھین کہان جا سکتا ہے ہنگ بھی سحر کے زور مین سمجھا کہ حقیقت مین ایک عیار غیر ساحر ہمارے سامنے سے کہان جائیگا فوراً کلید میخانہ حوالے کی خواجہ نے فوراً شراب کو تقسیم کرنا شروع کیا اہل محفل کے دل پر جگر جو لوگ شراب نہ پیتے تھے وہ بھی دوڑ پڑے عمرو جلسہ مین شراب لایا پشواز پہنکر خوب ناچا سر پر جام جھلکی سامنے ہنگ کے آیا یہ کہتے جاتے ہین ایسے قدردان کہان ملینگے ہنگ نے بھی وعدہ کیا کہ خواجہ مین تمکو نیلم کا ملازم کرا دونگا ہمارا افسر بڑا قدردان ہے نہال ہو جاؤگے خواجہ نے ساقی گری مین سبکو شراب

پلائی نہنگ بھی بیہوش ہوا سامنے مواج کے عمرو نے سبکو قتل کیا مواج کے ہوش اڑ گئے کہ اکیلے نے
تمام لشکر کو صاف کردیا اب سرداران اسد رہا ہوئے مواج ان سبکو لیکر پاس اسد کے آئی اسد کو
بہت پریشان پایا بیابان ہفت رنگ نے بھی آکر قدمبوسی کی مواج نے کہا اے شہریار آپکے سرداران نامی باغبان و
بہار وغیرہ پاس خوش آہنگ جادو کے قید ہین مین اس تدبیر مین جاتی ہون لیکن اسد کو چھپائیے
اب مرنگی نہنگ کے خبر نیلم کو پہونچیگی کیا عجب ہے کہ خود بھی تلاش مین نکلے یہ کہکر مواج روانہ ہوئی
اسد ایک جانب پیشاب کرنے کو آکر بیٹھے کہ سامنے سے دیکھا چالاک روتا ہوا آیا کہا اے شہریار
لاچین وغیرہ آپکی مدد کو آتے ہین مگر مشہور ہے کہ نیلم نے آکے اسد کا چھین لیا بازو پہ ہے یا نہین اسد
نے کہا اے چالاک ابھی تک موجود ہے یہ کہکر بازو پر سے کھولا چالاک نے لیکے کہا مین دیکھون دور سے عمرو
و بیابان نے دیکھا کہ اسد کسی سے باتین کر رہے ہین یہ بیقرار ہو کر دوڑے اتنے عرصہ مین چالاک
نقلی نے دم دیکر اسد کے ہاتھ سے لیا جیسے ہی کہ اس کے ہاتھ مین آیا پرواز پیدا کر کے بلند ہوا
نعرہ کیا منم شرارہ جادو ملازم خوش آہنگ بیابان جادو نے جو یہ معرکہ دیکھا بلند ہو لے ہوئے
شرارہ کو [illegible] مارا شرارہ کا سر پھٹا اگر اس کے ہاتھ سے چھوٹا قریب تھا کہ زمین پر گرے آسمان پر
نعرہ ہوا منم خوش آہنگ جادو اگر کو راہ مین روکا نعرہ کرکے نکل گیا اب سب نہایت پریشان ہوئے
عمرو نے بمشکل اسد کو لاکر ایک درہ کوہ مین مع سردارون کے چھپایا کہا یارو جبتک مین نہ آؤن
اسد کو اس درہ سے نکلنے نہ دینا مین تلاش خوش آہنگ مین جاتا ہون سردار بہشت اسد
کو درہ کوہ مین لائے عمرو بانہائے عیاری آراستہ کرکے تلاش خوش آہنگ مین چلا ایک صحرا سے
سبزہ زار مین آکر دیکھا کہ آہو چرا کر رہے ہین جیسے ہی عمرو نے وہان کے سبزہ پر قدم رکھا نخل سے
ایک طائر نے آواز دی یارو عمرو آگیا آہو بھی چیخنے لگے سارہبان زادہ آیا ہوشیار ہو جاؤ عمرو
بھی گلیم اوڑھکر بھاگا ایک غار مین آکر چھپا دیکھا آہو چہار جانب دوڑے پھرتے ہین عمرو سوچا اس
صحرا سے کیونکر گذرون یاد آیا کہ کھال آہو کی بنائی ہوئی بر قبا فرنگی کا میرے پاس موجود ہے
وہ پوست آہو عمرو نے نکالکر پہن بشکل آہو نکلتے ہوئے جمع آہوان مین آئے ہر چند کہ عمرو بشکل آہو
ہے مگر وہ آہوان سحر شناخون سے عمرو کو مارنے لگے لاچار ہو کر عمرو ایک جانب بھاگا اس صحرا کو
طے کرکے قریب ایک باغ کے پہونچے سایہ مین ٹھہرے اندر باغ کے دیکھا ایک کنیز نکلی عمرو نے اسکو

بیہوش کیا اسکی شکل بنکر اندر باغ کے آئے ریحانہ جادو اس مقام کی حاکم ہے خواجہ دل مین کہتے ہین تیز
جلدی کی جسکی صورت بنے ہو نہین معلوم اس کا کیا نام تھا جب قریب بارہ دری پہونچے کنیزون
نے آواز دی لو نرگس کہان گئی تھین دیدہ بازی کا شوق نہین جاتا تمہارا دیدہ ہوائی ہے ملکہ
ریحانہ سوکر اُٹھی ہین چلکر ایک غزل گاؤ اب عمرو کی سمجھ مین آیا کہ مین گائین کی شکل یہ ہون صحن
باغ مین جلسہ آراستہ ہوا ریحانہ مع کنیزون کے آکر بیٹھی خواجہ سامنے ریحانہ کے خوب گا رہے ہین جب
ریحانہ خوش ہوئی انعام و اکرام دیا خواجہ نے جام شراب کا بھرا بیہوشی ملائی ریحانہ کو دی جیسے ہی
ریحانہ نے جام شراب ہاتھ مین لیا شراب شعلہ بنکر اڑ گئی ریحانہ نے آواز دی اسکو کون ہے
ایک دو ہتڑ مارا عمرو کے پاؤن زمین نے تھام لیے ریحانہ پنجہ کھینچکر اُٹھی عمرو نے ہاتھ باندھکر کہا
اے ملکۂ عالم اس چاہ نیلوفر مین تمہارا نام سنکر آیا اسد غازی کا ساتھ چھوڑا اگر آپ مجھکو ملازم
کرین مین سبکو چلکر گرفتار کرا دون آپ کا نام ہو میرا بھی کام ہو جتنے ہمراہیان اسد ہین
ایک دن مین سب کا خاتمہ کرا دون ریحانہ نام اسد سنکر ٹھہر گئی اب ملحوظ ہو سحر ریحانہ سے عمرو
کے پاؤن زمین تھامے ہے ریحانہ نے کہا اے عمرو مین نے سنا ہے کہ تو نے بڑے بڑے ساحرون
کو مارا بڑا مکار ہے ایسا نہو دغا کرے عمرو نے کہا مین مکار لیساتھ مکار ہون آپکو مُیں جلیل پایا
اپنے دل کا حال کہا عمر بھر آپکے ساتھ رہونگا اگر میری دستگیری کیجیے نیلم و افراسیاب کو مار کر آپ کو
بادشاہ ہوشربا بناؤن لیکن قدردانی کیجیے اب عمرو ریحانہ سے باتین کرنے لگا ریحانہ بھی ہنس ہنس
کے کہہ رہی ہے خواجہ سچ کہو ایسا نہو میرے ساتھ برائی کرو عمرو نے کہا خداوند لقا کے جاہ و جلال کی
قسم کھاتا ہون آپکے ساتھ بُرائی نہ کرونگا میرے پیٹ کا خیال رکھئے مہرخ وغیرہ نے میری
کچھ قدر نہ کی فاقے کرتا ہون اہل و عیال تباہ وہان عورتین مرتی ہین حمزہ نے سبکو نکالدیا جسدن
سے یہ خبر پائی نہایت پریشان ہون ریحانہ کہتی ہے خواجہ تمہارا آقا بڑا ناقدر ہے گویا لشکر حمزہ
مین غدر ہے عمرو کہتا ہے ملکہ اطمینان سے بیٹھونگا تو سب حال سناؤنگا مین نے حمزہ کو بادشاہ عالیجاہ
بنایا انھون نے یہ قدردانی کی کہ ہماری عورتین لڑکے بالے تباہ مارے مارے پھرتے ہین قضائے کار
سفاک جادو ملازم نیلم اڑا ہوا آسمان پر جاتا تھا اُسنے دیکھا ریحانہ جادو عمرو سے ہنس ہنس
کر باتین کر رہی ہے وہین سے للکارا او ریحانہ نمک حرام دشمن شہنشاہ کو اپنے گھر مین جگہ دی عمرو

نے پکار کر کہا او بیحیا کون ہے ہمنے ملکہ سے وعدہ کیا ہے نیلم کو مار کر اسکو بادشاہ بنائینگے سفاک
غصے مین زمین پر آیا ریحانہ ہان ہان کرتی ہے سفاک نے ایک گولا مارا ریحانہ کا سر پھٹا اندھیرا ہوا
عمرو کے پاؤن زمین سے چھوٹے عمرو الگ ہوا اب جو روشنی ہوئی سفاک نے کہا عمرو کہان گیا
کنیزون پر سختی کرنے لگا گوشۂ باغ سے ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی کہا حضور آپ کیون خفا ہوتے
ہین عمرو تو ایک گوشہ مین چھپا ہے چلئے مین بتلا دون سفاک خوشی خوشی کنیز کے ساتھ چلا ایک مقام
پر آکر کنیز نے کہا وہ دیکھئے عمرو بیٹھا ہے جیسے ہی سفاک ملتفت ہوا پلٹ کے عمرو نے خنجر مارا شکم چاک قصہ
پاک اندھیرے مین تمام باغ کا مال لوٹ کر عمرو ایک جانب بھاگا اس باغ سے کوس بھر راستہ طے کیا
تھا ایک مقام پر ایک گنبد بلور مین نہایت تکلف سے آراستہ اسمین ایک شہزادی بڑے تکلف
سے بیٹھی ہے اور سامنے گنبد کے چند نازنینان حوروش آفتاب جمال ماہ تمثال صاحب غمزہ و
ناز آنکھین ہر ایک کی شعبدہ باز رقص کر رہی ہین خواجہ نے جو یہ رنگ دیکھا بیچین ہو گئے کنارے
اگر ٹھہرے ایک ناچنے والی کو حیلہ سے بیہوش کیا اسکی شکل بنکر کھڑے ہو کر رقص شروع کیا
وہ وہ تانین ملین کہ زمین ہلا دی سب نازنینان مرحبا مرحبا لبیک لبیک تعریفین کر رہی ہین سب مجمع انجمن
کے قریب ہو گیا جب عمرو نے خوب تانین لگائین ایک مطلع و دو شعر مصنف کے گائے

نظم

آہ کیسے ہین جو اشک آنکھون مین بھر آتے ہین ؛ لب دریا ترے دیوانے ہوا کھاتے ہین ؛ خار تلوون کے
نکالینگے ہمین ہوش آیا ؛ مرد لے وحشت دل یار کھنچے جاتے ہین ؛ صبر و طاقت بھی نہین دشت مین اب
دیتے ساتھ ؛ گم ہوئے وحشت دل یار چھٹے جاتے ہین ؛ ان اشعار نے دل سب کے بیقرار کر دیئے

وہ نازنین جو تخت پر بیٹھی ہے ان ارباب نشاط کی افسر ہے تعریف کرتی ہوئی اوٹھی خواجہ کو تو یہ
خیال ہے کہ گنبد مین جاکر ان سکو بیہوش کر کے زیور وغیرہ لوٹ لون قتل کر کے نکلجاؤن اُس افسر
نے قریب آکر آواز دی کیا خوب گت ناچی ہے گل اندام تو اب بےمثل و بےنظیر ہے تیرے گانے مین تاثیر ہے
لے یہ موتیون کا مالا ہمنے بطور انعام دیا خواجہ خوشی خوشی بڑھے سر جھکا دیا اس افسر نے موتیون کا مالا گلے
مین خواجہ کے پہنا دیا یہ نہ جانتے تھے کہ یہ موتی آبرو لینگے یکایک دانہ موتی کا چٹخا آواز آئی اے ملکہ رقاص
جادو ساربان زادہ گل اندام کی شکل بنکر جلسے مین گھس آیا ہے سارا مالا لوٹتا گویا آگ کا شعلہ ہو گیا
اسمین سے ایک شعلہ نکلا رنگ روغن خواجہ کا اوڑ گیا بصورت اصلی ہو گئے بالون بھی زمین تھام لئے اُس

افرینے نعرہ کیا منم رقاصہ جادو ساربان زادے تونے ریحانہ وسفاک کو قتل کیا مجھکو ویسا ہی سمجھا تھا
وہ جلسہ تمام درہم برہم ہوا ناچنے والیان صورت عمرو دیکھکر غل مچانے لگین کوئی کہتی ہے اسے یہ
بردانس کہان سے آیا کوئی کہتی ہے چل مانس ہے کوئی کہتی ہے یہ چھلاوا ہے کسی نے کہا ٹھیا نہ لو ہے کیا
غضب کیا گل اندام کی تشکل بنکر گھس آیا کیون ملکہ رقاصہ جاری ہو اگل اندام کہان ہے رقاصہ نے کہا
جب اس مگوڑے نے گل اندام کو بیہوش کیا میرے دن نے میرے خبر دی مین تدبیر کرچلی تھی گل اندام
فلان نخل کی پشت پر پڑی ہے تم لوگ یہان کا انتظام کرو مین اس مکار ظالم قتال عالم کو خدمت شہنشاہ
نیلم مین پہونچا دون وہ فوراً قتل کرے یہ وہ ظالم ہے کہ اس کے بیٹے نے شہنشاہ کی شکل بنکر بائیس
لاکھ کا لشکر برباد کرایا اگر یہ قتل ہوا مہرخ وبہار وغیرہ خبر سنکر قدمون پر افراسیاب کے گرینگے اس
راستہ باغ نیلوفر کو شہنشاہ نے کسقدر مخفی کیا تھا یہ متفنی کیونکر پہونچا رقاصہ جادو نے عمرو کی
مشکین باندھین تخت پر ڈال کر طرف نیلم کے روانہ ہوئی اب دو کلمہ داستان اس گرفتار الم ومصیبت
وقیدی زندان محبت کے بیان ہوتے ہین یعنی ملکہ مواج قطرہ زن سے کہ شہنشاہ نیلم اپنے دربار
مین مع سردارون کے کرسی جواہر نگار پر بیٹھا ہے خبرین گذری ہین کہتا ہے ارے یار وبڑے بڑے
ساحر میرے ساتھ ہین کوئی اسد کو گرفتار کرکے نہین لاتا خوش آہنگ جادو مصاحب خاص تدبیرین
کر رہی ہے بہار وغیرہ اسکی قید مین ہین مواج ہر بات مین دخل دیتی ہے کہ اے شہنشاہ یہ سب
خبرین غلط ہین مینے کل مقامات چاہ نیلوفر چھانا کہین پتہ نہین ملتا آج کنیز جائیگی ڈھونڈھ کر گرفتار
کریگی یہ ذکر تھا کہ لاشہ سفاک وریحانہ لیکر جادوگر آئے نیلم حیران ہوگیا کہ ارے یہ لوگ کیونکر مارے
گئے ساحرون نے کہا عمرو صحرائے آہوان سے گذر گیا باغ مین ریحانہ وسفاک کو مارا مواج
قطرہ زن دل مین خوش ہوئی نیلم نے کہا کیون اے نور نظر اسقدر چشم پوشی تمکو ساربان زادہ
نہین ملتا خود برائے تلاش نکلون مواج نے کہا کنیز ابھی جاکر تلاش کرتی ہے یہ ذکر تھا کہ خوش آہنگ
خوشی خوشی آکر پہونچی آکے ہاتھ پر رکھکر نذر دیا کہا اے شہنشاہ میرے ساحر نے بڑی دھوم سے عیاری
کرکے اکر اسد کا لیا بیابان نے اسکو مارا این وقت پر پہونچگئی آکر لیا خوشی مین اسد پر دست انداز
ہوئی اب اسد بیکار ہے ایک کنیز جاکر پکڑ لائے ایک ساحر حقیر گرفتار کرسکتا ہے نیلم نے بڑا بھاری خلعت خوش آہنگ
کو دیا کہا جاکر بہار وغیرہ کی حفاظت کر خوش آہنگ تو گئی نیلم تلوار ٹیک کر اٹھنے لگا مواج نے کہا

اے والد نامدار آپ تکلیف نکرین کنیز ابھی جاکر عمرو و اسد کو تلاش کرکے لاتی ہی قتل بیجانہ وسفاکہ
کی خبر سنکر تو خوش ہوگئی تھی خوش آہنگ جب اگر لائی زنگ رو متغیر جی مین کہتی ہی ای مواج غضب ہوا
اس تیر پر پر سرکش و ناکس سست انداز ہوگا اسباب سحر جسم پر آراستہ کیا سامنے نیلم کے طاؤس زرین بال پر
بیٹھکر اس خیال سے چلی کہ اسد کو کہین چھپاؤن عمرو کو خبردون کہ خواجہ اگر پاس نیلم کے پہنچگیا بقدرت پروردگار مواج
بجوش وخروش ادہر سے جاتی ہی ادہر رقاصہ جادو قید عمرو لئے ہوئے آتی ہی دور سے مواج نے دیکھا کہ خواجہ
کی مشکین بندھی ہوئین تخت پر رقاصہ کے پڑے ہین منتین کررہے ہین کہتے ہین ملکہ میرے گرفتار کرنیسے کیا
فائدہ مجھے چھوڑ دیجیے مین چلکر اسد کو بتادون سر کاٹ لیجیے لشکر مین چلئے لاچین وکوکب کو
گرفتار کرادون رقاصہ کہتی ہی او مکار تو نے اس جاہ نیلوفر کو کیا سمجھا ہی یہ وہ مقام ہی کہ شہنشاہ طلسم ہوشربا
کبھی کبھی نہین آئے تو نے عذر ڈالدیا کیسے کیسے ساحر مارے گئے اس گنبد تک رسائی دشوار تھی صحرائے
آہوان سے کیونکر گذرا خواجہ کہتے ہین اس خطا کو معاف کیجیے مجھکو پاس نیلم کے نلیجائیے وہ میرا
دشمن ہے قتل کریگا تم زندہ نہ بچوگی میرا بڈیا چالاک بن عمرو وشاگردان رشید تمکو ڈھونڈکر قتل کرینگے
رقاصہ کہتی ہے او ساربان زادے ابھی مین چلکر تجھکو قتل کراتی ہون نیلم تیرے نام کا دشمن ہی مواج
نے جو نہنگ بحر عیاری کو قید مین دیکھا طاؤس اڑا کر قریب آئی رقاصہ نے اوٹھکر سلام کیا ملکہ نے کہا
اے رقاصہ عمرو کو کہان پایا کہا حضور مین نے لاکھون روپے خرچ کئے جانتی تھی کہ اتنے دام مین پھنسیگا
صحرائے آہوان کیسا سخت مقام ہی نہین معلوم اس ظالم نے اسکو کیونکر طے کیا قریب گنبد ہوکر بیجانہ
سفاکہ قتل ہوئین باغ سب ویران پڑا ہی مین نے اسکو بڑی تدبیر سے گرفتار کیا ملکہ نے کہا اے رقاصہ
عمرو کو تمنے ناحق گرفتار کیا اسد کو تلاش کرو اگر یہ زندہ رہیگا تو کیا اسد سے البتہ مراد اہالیان طلسم ہوشربا
حاصل ہوگی تم احمق ہی اسکو چھوڑدو رقاصہ نے کہا حضور اسد یہی ہی اسنے ملک برباد کیے
حجرہ ہائے بلا کے ساحر اسیکی مدد سے مارے گئے اگر یہ قتل ہوا خبر سنکر مہرخ وغیرہ اطاعت کرینگی مواج نے
کہا اے رقاصہ یہ خیال خام تصور ناتمام دل سے نکال ڈال عیار کے قتل کرنیسے کیا نفع ہوگا یہ سنکر رقاصہ
بگڑ گئی کہا ملکہ تم تو ایسی باتین کرتی ہو صاف ظاہر ہوتا ہی کہ مثل مہجبین ولالان کے اسد پر مائل
ہوئی ہو نگوڑے اسد کو بیٹھکے قتل کردونگی عمرو کی بوٹیان کاٹکر کھا جاؤنگی یہ سنکر ملکہ بگڑ گئی کہا او [illegible]
تیری یہ لیاقت ہوئی کہ ہمپر طعن کرتی ہی حقیقت مین مہجبین و لالان کے بڑے مرتبے ہین مین بھی اس شہریار کی کنیز

ہون سامری و جمشید پر لعنت کر چکی قاصیہ پیچھے ہٹی کارد سحر ملکہ پر کھینچ ماری ملکہ کا شانہ نشانہ ہوا زخم کھا کر جیسے شیر پھرتا ہی ملکہ نے تیغچہ ہلالی کھینچا للکار کر جا پڑی اسنے چاہا جون مواج نے قریب آکر اسکے سحر دفع کیے نعرہ کر کے تیغچہ مارا قاصیہ نے سپر سحر پر روکا تیغچہ تڑپ کر گرا سپر کو کاٹ کر قاصیہ کے دو ٹکڑے ہو گئے آواز آئی گشتی مرا نام مین قاصیہ جادو تو جس دھن مین قاصیہ چلی تھی وہ خیال پورا نہوا سب بگڑ گیا اب مواج خواجہ کو لیکر درہ کوہ مین آئی کہا اے شہنشاہ ایخ عیاری ہم نے کہا تھا کہ اسد نامدار کو مخفی ہونا چاہیے انکے بارو سے اگر خوش آہنگ نے چھین لیا وہ آگر پاس نیلم کے پہونچگیا اب جبتک بہار وغیرہ نہ رہا ہونگی بڑی مشکل ہے اسد کسیکی نہ مانینگے دام فریب مین ساحرونکی پھنسینگے نیلم آپکے اور اسد کے خون کا پیاسا ہے دیکھتے ہی قتل کریگا قیامتین برپا ہو جاینگی اب مین راہ دین اسلام مین اپنی جان نثار کرتی ہون آپکو مکان پر خوش آہنگ کے لیے چلتی ہون میرا کنیز ہی نرگس اسکی شکل بنکر چلیے وہان چلکر جو کچھ ہو سکے جسطرح سے بنے خوش آہنگ کو قتل کیجیے بہار و باغبان وغیرہ رہا ہون وہ لوگ رازدار طلسم ہین شاید کوئی تدبیر نکالین مواج نے تصویر نرگس کی دی خواجہ نرگس کی شکل بنکر تیار ہوئے مواج اپنے تخت پر بٹھا لیا قصر خوش آہنگ مین آئی خوش آہنگ نے آکر استقبال کیا لاکر تخت پر بٹھا دیا کہا حضور اگر تو مین نے اسد سے لیا آپکے والد کی خدمت مین پہونچا یا اب ان سردارونکے قتل مین کیا دیر ہے مواج نے کہا مین اسی واسطے آئی ہون رات بھر صحبت رہے صبحکو ان سبکے سر کاٹکر خدمت مین شہنشاہ کے لیجاونگی خوش آہنگ نے جلسہ آراستہ کیا مواج نے کہا ای خوش آہنگ تمھارا تو علم موسیقی مین نام ہی ذرا ہماری نرگس کا تو گانا سنو بڑے کمال اسنے حاصل کیے ہین خواجہ بشکل نرگس محفل مین بیٹھے ساز ملے اس زور و شور سے گائے خوش آہنگ نثار ہونے لگی ای نرگس تیرا دیدہ بڑا دلبر ہے کیا کمال حاصل کیا نرگس نے کہا بوا تم آنکھین پھیر الو گی ایک کمال اور دیکھو مین ساقی گری خوب کرتی ہون مواج بھی ہان مین ہان ملاتی ہے لیکن حیران کہ بارہ ہزار ساحر کیونکر مارے جاینگے خواجہ عمرو نے کہا ملکہ خوش آہنگ کلید میخانہ ہمکو دیجیے ہمارے ساقی ہونے مین کوئی باقی نرہیگا خوش آہنگ نے کلید میخانہ دی خواجہ عمرو نے جاکر شراب کو خراب کیا بیہوشی ملائی صدہا پیالا تقسیم کر دیا چند گلابیان آراستہ کر کے محفل مین لائے مواج تعریفین کرتی ہے مواج نے اپنے ہاتھ سے جام خوش آہنگ کو دیا خوش آہنگ نے سلام کر کے لیا خوش آہنگ خوشی خوشی

پی گئی تمام اہالیان دربار کو چشم زدن مین عمرو نے شراب بیہوشی پلائی مواج پریشان بیٹھی تھی رات
قلیل باقی تھی خوش آہنگ اور خیال مین تھی نشے مین اٹھی گر کر بیہوش ہوئی تمام اہالیان دربار بلب
فرش اب جو نیچہ پکڑے کے عمرو گرا مواج تھرتھر کانپ رہی ہے کہتی ہے خواجہ ٹھہر جاؤ عمرو نے لباس
خوش آہنگ کا اتار لیا برہنہ ہوکے ننگ سحر قتل ہوئی اتو مواج نے بھی سحر کرنا شروع کیا قصہ
گیرودار بلند عمرو نے دربار کو مزبلہ وقصابان بنا دیا صبح ہوتے ہوتے سکو قتل کیا بوقت سحر
میدان صاف تھا بہار و باغبان کو رہا کیا اب شہنشاہ اوج عیاری سے مواج نے کہا ان سرداران
کو آپ ہمراہ لیکر طلسم کشا کو تلاش کیجئے مین جاکر تدبیر آگے کی کرتی ہون یہ کہکر مواج یکہ وتنہا طرف
نیلم کے چلی خواجہ عمرو مع بہار وغیرہ تخت پر سوار ہوکے چلے قضائے کار شہنشاہ نیلم
دربار مین بیٹھے بیٹھے گھبرایا صبح کا وقت تھا اوس پہ سوار ہوکر گشت کرتا ہوا چلا ادھر سے
یہ حریق آتش اشتیاق غریق لجہ فراق اسیر طرۂ گیسو ذبیح خنجر ابرو گرفتار مواج عطرہ زن خوش آہنگ
کو قتل کراکر رات بھر کی جاگی ہوئی سامنے یہ کشت و خون ہوا پروردۂ مہد ناز و نعم گرفتار دام الم
اڑی ہوئی آتی ہی نیلم کی نگاہ پڑی پکار کر آواز دی ای نور نظر کہان سے آتی ہو مواج نے جھک کے
سلام کیا گھبراہٹ مین منہ سے نکلا کہین نہین گئی تھی ہاتھ پاؤن تھرانے لگے رنگ رو متغیر متردد
متحیر نیلم نے جو یہ حال دیکھا بیساختہ منہ سے نکل گیا کہ لو تو طرف سے قصر خوش آہنگ کے
آتی ہے ارے ظالم کیا خوش آہنگ کو قتل کرآیا موجب مثل چور کی ڈاڑھی مین تنکا مواج نے
کہا مین تو خوش آہنگ کے مکان پر نہین گئی خوش آہنگ کو پہچانتی ہی نہین نیلم نے تھرتھرا کے
کہا او ظالم مجھکو یقین کامل ہے یہ سب دربند تو ہی نے فتح کرائے یہ کلمہ سنتے ہی مواج سوچی کر
اب ابرو مین فرق آیا کانپنے لگی پھر یہی کلمہ کہا کہ بابا جان مین نے خوش آہنگ کو دیکھا بھی نہین
اب تو نیلم نے نشانہ مواج کا تھاما کشان کشان لیکر مقام خوش آہنگ کے آیا دیکھا قصر خوش آہنگ
مزبلہ وقصابان بنا ہے ہزار ہا لاشہ تڑپ رہا ہے مکان مین فرش بندار دلیس نیلم نے سر پیٹ لیا
اب مواج کی مشکین باندھین ایک یا دو ساحر زندہ تھے انھون نے بھی گواہی دی کہ رات کو
ملکہ عالم نرگس کو ساتھ لیکر آئی تھین یکایک قیامت برپا ہوئی دیکھا ساربان زادہ سکو قتل کر رہا ہے
اپنے کو پکار پایا سب بھائی بند مارے گئے نیلم نے کہا او سفاک تجھسے تو چلکر سمجھونگا پہلے ان سکو بناکر

لون اگر اسد کا میرے پاس موجود ہے یہ کہکر تیز کیا ایک پتلا پیدا ہوا پتلے نے کہا اے ہم شبیہ اس
گنہگار کو ہمارے دار الامارۃ میں لیچل ہر چند مواج حبشی بیٹی نیلم نے کچھ نہ سنا پتلا مواج کو لیکر فورا سمت
قلعہ نیلوفر چلا آپ تلاش میں بہار وغیرہ کے نکلا یہاں اسد و بیابان وغیرہ ایک صحرائے
وحشت خیز میں پریشان بیٹھے ہیں کہ خواجہ مع بہار و باغبان آکر پہونچے عمرو نے آکر اسد کو گلے سے
لگایا سب سردار ایک ہی مقام پر جمع ہیں اسد سے عمرو کہہ رہے ہیں کہ مواج نے بڑا کام کیا تا بہ خوش آہنگ
ہو چکا ہے دربند بھی فتح ہوا یہ باتیں کر رہے تھے کہ آسمان پر برق چمکی نیلم بقہر و غضب تمام آکر پہونچا
بہار و باغبان وغیرہ بڑھے کہ شہنشاہ نیلم پر سحر کریں نیلم بلائے روزگار ہے عیاری میں
چالاک ہے جھنکر برباد ہوا یہ اپنے کو ہمسر افراسیاب جانتا ہے خزانہ دار الحیین بھاڑے
بڑے سحر اسکے قبضے میں ہیں ایک دو پتھر زمین پر یا سامری کہکر مارا غبار بلند ہوا بہار و
باغبان وغیرہ سحر نہ کرنے پائے خواجہ عمرو تو الیاس کلیم اوڑھ کر نکل گئے سب سردار بیہوش
ہو کر گرے مع اسد نیلم نے سبکو گرفتار کیا ساحروں کی زبان میں سوزن دیے اسد کو مسلسل کیا
اب سوچا کہ انکو کسی مقام پر جا کر قید کروں خیال آیا کہ دریائے شبرنگ میں میں نے ایک گنبد
بنایا ہے گرد دریائے شبرنگ بیچ میں گنبد آئینہ تعمیر ہے اسی مقام پر ان سبکو لیجاکر قید کروں یہ
سوچکر قریب گنبد آیا دروازہ کھول کر سبکو گنبد میں بند کیا گرد گنبد سحر کر دیا کہ شعلہ ہائے آتش
بلند ہو گئے گنبد آگ میں مخفی ہوا اس طرح پر قید کر کے قلعہ میں آیا مواج کو سامنے بلایا کہا او
نالائق لڑکے تو سب کچھ تدبیر کی میں نے راہ میں جا کر اسد و باغبان وغیرہ کو پکڑ لیا سبکے
سر کاٹ کر خدمت شہنشاہ میں روانہ کر دے ایک عمرو باقی ہے وہ سامنے سے غائب ہو گیا مواج
قدموں پر گر پڑی کہا بابا جان میں بالکل واقف نہیں ہوں میری سلطنت میری حکومت کیوں
مٹانیکا ارادہ کری مجھکو حکم دیجیے میں ساربان ادے کو تلاش کر کے لاؤں جس ساحر نے ایسا کہا کہ
ملکہ آئی تھیں وہ بھیا مجھپر نگاہ بد ڈالتا تھا اسوجہ سے ایسا کلمہ کہا وزرا ابھی دو ڈیڑھ ساعت ہی کہا اے
شہنشاہ جسدن سے طلسم کشا چاہ نیلوفر میں آیا ملکہ عالم اٹھ پہر اسی جستجو میں رہتی ہیں کہ میں عمرو
کو گرفتار کروں طلسم کشا قتل ہو میرے باپ کی سلطنت بچے آپکا خیال خام ہے اسطرح سے سمجھوں
لے جو کہا تو شہنشاہ نیلم کو گرگا اسنے بمواج سے رحم آگیا نہایت ناز و نعم سے اسے پالا ہے

کہنے لگا کیا کہا ای نور نظر میرے دل کو یقین نہین ہی جسطرح سرداران افراسیاب ملکے اسی طرح جادو نیلوفر مین
بھی بیابان جادو نگہبان دہنہ جادو نیلوفر عمرو کے ساتھ ہے اسی نے نشان بتائے ہون گے اب
مین نے اسکو بھی قید کیا بیٹا خبردار کسی سے ذکر نہ کرنا دریائے شبرنگ کے گنبد مین اسد وغیرہ کو قید کیا ابھی قتل کرنا
مناسب نہین ہی تم تلاش کر کے عمرو کو لاؤ یہ سنکر مواج اسیوقت آراستہ ہوئی کہا حضور مین ابھی عمرو کو لاتی
ہون سرکار مکے لاؤن گی مین عمرو کو لے آؤن تو سبکو بلا کر قتل کیجیے آج ہی خاتمہ ہو جائے یہ کہکر مواج بجوش و
خروش چلی حال قید اسد سنکر کلیجے پہ چھریان پھر گئین مین جی مین کہتی ہین شعر یا تن رسد بہ جانان یا جان
ز تن برآید * دست از طلب ندارم تا کار من برآید * اس جوش و خروش مین مبہوت لب بمہر سکوت دل
بیقرار آنکھین اشکبار رہوار خسہ مین اختلال اپنی زندگی و بال تصویر اسد آنکھونکے سامنے پھرتی ہی دل
سے کہتی ہی اے مواج اس شیر بیشۂ جرأت کا کیسا دل گھبراتا ہوگا یہی دل سے کہتے ہون گے کہ ہماری
مدد کو یہان کون آئیگا اس مقام تنگ و تاریک مین اپنے کو کون پھنسائیگا روتے روتے یہ اشعار پڑھے

ای دل رو رہا ہی بت دل جو کیطرح
زخم بھی جتنے مین ترچھے ہین وہ ابرو کیطرح
جتنا بھی چاہے جوانی مین اکڑتے پھر
حسرت دیدہ ٹپک پڑتی ہی آنسو کیطرح
سونے مین فتنۂ خوابیدہ کی صورت معشوق
دل وہ جاتا ہی چمکتا ہوا جگنو کیطرح
کھینچ لے اتھ جو کچھ دسترس انسان کا ہو
خشک ہو جاتا ہی خون آنکھ کے آنسو کیطرح
اب جوانی ہین ہو رو دو گے پیری مین بجا

سینہ بھی ہوتا ہی خالی مرے پہلو کیطرح
باغبان بھی یہ نہین گلشن سے نکالا جائے
چشم بد دور پڑھو تو ابھی گیسو کیطرح
ہجر کی شب مری راحت کو ہی وحشت مجھے
جاگتے ہین یہ جگائے ہوئے جادو کیطرح
ساکن کعبہ بھی ہین کشتۂ ابروی صنم
توڑ کر بیٹھ رہے بانو نکو نالو کیطرح
دست جلاد کا گردن کو بھروسا ہی برا
دانت آخر کو گریںگے یہ سب آنسو کیطرح

مجھے اس ترک کی تلوار تو رکھتی تھی کبھی
خانہ برباد مین جسنے کیا ہو کیطرح
مین ہون وہ طالب دیدار کہ آنکھونسے مری
نیند بھی آنکھ سے رم کر گئی آہو کی طرح
دور از وصل حسین دور اگر طالب ہی
ڈنک کا فرنے کمان پایا ہے بچھو کیطرح
دیکھ لیتا ہی جو روتے وہ ستمگر ہم کو
تیغ یاور ہی مری قوت بازو کیطرح

اس جوش و خروش مین مواج قطرہ زن قریب دریائے شبرنگ جب پہنچی دیکھا گرد گنبد کے شعلہ ہائے آتش بھڑک رہے ہین لکہ ہائے ابر سحر نیلیم کالک برسے
ہین طاپو مین آکر اتری دریا مین نہائی ایک ساری سفید نصف باندھی نصف اوڑھی کھڑی ہو کر سحر کرنے لگی
مواج قطرہ زن کی زلف عنبرین سے قطرات آب مثل گوہر نایاب ٹپک رہے تھے اس
نے قطرات کو طرف آگ کے پھینکا ایک ابر تیرہ و تار ظاہر ہوا خوب برسا آگ کو بجھایا چوکا اس مقام

یا تھا جگر کے بے کل کر جوش محبت اسد میں گنبد کا قفل کوٹا اسی خانۂ تنگ و تاریک میں وہ اوج صاحبقرانی
تڑپ رہا تھا بہار کی آنکھوں سے اشک حسرت جاری باغبان ہمی دعائیں کر رہا تھا کہ دروازہ قید خانہ کا کھلا
دیکھا ملکہ مواج قطرہ زن بیقرار اندر گنبد کے پہونچی بہار وغیرہ کی زبان سے سوزن نکالا اسد کے
ہاتھوں سے ہتھکڑیاں پاؤں سے بیڑیاں کاٹیں نشان پر ہتھکڑیوں کے آنکھیں ملنے لگی بیقراری میں گریہ
وزاری کرنے لگی قدموں پر اسد کے گر کے بوسہ دینے لگی یہ اشعار تحفی کے پڑھنے لگی اشعار

نم سکندر فردلی ای دوستان خدا را
تا چند با شدت دل در سینہ سنگ خارا
مستی و شدستی بدنام خلق ساز د
مشکل کہ باز بینم دیدار آشنا را
بگذشت موسم گل شد نالہ ہای بلبل
شد گردش چرخ فرصت بد شمارا
یاران بہ بزم عشرت تحفی نگوی محنت

شاید نہفتہ ماند این راز آشکارا
مردیم و گردش چرخ رحمی نکرد برما
یا طرز شہ چہ نسبت درویش بینوا را
حاصل نشد چو گاہ کامی ز تیر تدبیر
تاکے خراب مستی یا ایہا السکارا
زخسر و زمانہ بکشاد چشم تحگر
یا عافیت چہ کارست درویش بینوا را

ما را چو موم بگداخت این آتش محبت
تاکے توان بہ دشمن صاحبدلان خدا را
کشتی عمر بشکست در بحر نا امیدی
تدبیر را گذارم گردن نہم قضا را
بر باد رفت در غم یاران ذخیرۂ عمر
در نامۂ سکندر احوال ملک دارا

رو رو کر اسد غازی کے جسم سے
چمٹ دوسکی بہار وغیرہ سے کہا آپ سب صاحبو تمو لیکر نکل جائیے میں جا کر اسکی تدبیر کروں یہ کہکر ان سبھوں کو
ادھر روانہ کیا آپ طاؤس پر سوار ہو کر پسینے پسینے طرف قلعے کے چلی شہنشاہ نیلم بیٹھا ہوا تخت پر سوچ
رہا کنیزان مواج سامنے آئیں پوچھا مواج ملی یا نہیں کنیزوں نے عرض کی وہ عمرو
کو گرفتار کرنے گئی ہیں پس گھبرا کر جوش محبت میں مواج کی اٹھا اس خیال میں کہ ایسا
نہو عمرو کو گرفتار کرنے جائے عمرو اسکو پکڑ لے تو بڑی خرابی ہو اس خیال میں تخت پر سوار
ہو کے چلا بیچ راہ میں پہونچا تھا کہ دیکھا مواج قطرہ زن طرف سے دریائے شبرنگ کے آتی
ہے نیلم نے غصے میں پوچھا کہاں گئی تھی مواج گھبرا گئی کہا حضور کہیں بھی نہیں گئی تھی عمرو کو میں
ڈھونڈھتی پھرتی ہوں نیلم کو گمان ہوا تھا کہ میں نے حال دریائے شبرنگ کہا تھا یہ وہیں سے
آتی ہے ایسا نہو رہا کر دیا ہو مواج کا ہاتھ پکڑ لیا کہا او ظالم تو میرے قتل کے درپے ہے کشاں کشاں
قریب دریائے شبرنگ کے آیا دیکھا گنبد شکست آتش سحر بجھی ہوئی تالا بھی الگ پڑا دیا
ہوا صاف ظاہر ہے کہ ابھی کوئی سحر کر کے گیا ہے غصے میں پوچھا کہ ای بدنصیب تو نے ان کو رہا کر دیا

سواج نے کہا نہین حضور مین یہان آئی بھی نہین نیلم نے کہا چھوکری تو مجھکو دیوانہ بناتی ہے دیکھو ابھی
حال کھلجائیگا یہ کہکر نیلم نے چوکے سے خاک اٹھائی اسکا پتلا بنایا وہ دانے ماش کے مارکے کہا بتلا
تو کسکا سحر ہے پتلے نے صاف کہدیا مواج قطرہ زن نے یہان کھڑے ہوکر سحر کیا سب کو
رہا کردیا اب تو نیلم نے مواج کی مشکین باندھین یہ کہتا ہوا اچھلا کہ مارے کوڑون کے کھال
گرادونگا دریاے شبرنگ سے دو کوس راستہ طے کیا تھا دیکھا ایک نخل کے سایہ مین
افراسیاب جادو کھڑا ہے نیلم تخت سے اتر آیا سلام کیا افراسیاب نے پوچھا ارے گدھے
اس ماہ جبین نے کیا کیا نیلم نے کہا حضور اس ظالم نے سب در بند فتح کرادیے بہار وغیرہ کو
مین نے پکڑا تھا گنبد آئینہ مین لے جاکر قید کیا تھا اور سواے اسکے مین نے کسی سے مفصل حال نہین
کہا اسنے جاکر ابھی سبکو رہا کردیا اب اسکو قتل کرڈالونگا افراسیاب نے کہا مین نے اوراق
مین یہان کا سب حال دیکھا اسی واسطے آیا کہ دشمنون کو قتل کرون مواج تخت پر ہے نیلم
افراسیاب سے کھڑا باتین کررہا ہے باتین کرتے کرتے افراسیاب نے کہا اے شہنشاہ نیلم دیکھو
وہ ابر تیرہ و تار اٹھا شاید شہنشاہ ماہ جبین وغیرہ آتے ہین مواج تخت پر پڑی ہوئی زندگی سے
یاس سوچ رہی ہے کہ اب ظالم مجھکو لے جاکر قتل کریگا ہاے بیدار ہے اسد کے محروم رہی دیکھیے انجام کار
کیا ہو حضرت عشق نے کیا مزا دکھایا اس بلا مین پھنسایا مگر نیلم کہنے سے افراسیاب کے پلٹا
افراسیاب نے حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالکر نعرہ کیا منم سپہر عیاری نیلم ارے کرکے پلٹا
عمرو نے عراق سے حباب بیہوشی الغرہ کیا منم مہر سپہر عیاری و نہنگ بحر طراری و قطب فلک خنجر
گذاری گرنے گرتے اور بیہوشی ماری نیلم کی زبان مین سوزن دیا مواج کی زبان سے
سوزن نکالا مواج قدمون سے خواجہ کے لپٹ گئی کہا اے شہنشاہ اقلیم عیاری اب یہ مجھکو زندہ
نہ چھوڑتا مین نے اسد و بہار کو رہا کیا اب اسکو کیا کیجیے گا عمرو نے کہا مین ابھی اسکو قتل کرونگا
مواج گھبرانے لگی کہا خواجہ یہ بلاے روزگار ہے اسکا قتل ہونا دشوار ہے یہ ذکر تھا کہ ملکہ بہار و
باقبان وغیرہ مع اسد نامدار جو دریاے شبرنگ سے رہا ہوکر چلے تھے اس گنبد مین مال و
اسباب بہت تھا ایک بارگاہ رزبفتی نکلی بہار و باقبان نے اندر سایے آتش فشان تیار کیے بارگاہ
استادہ کی اسوقت آکر پہونچے دیکھا کہ مواج قطرہ زن و خواجہ عمرو و شہنشاہ نیلم کی مشکین باندھے

ہین یہ سب سرداران نامدار عمرو سے آکر ملے بارگاہ استاد کرائی اسد کو لاکر دنگل شوکت پر بٹھایا سب سردار
اپنے اپنے مقام پر آکر بیٹھے نیلم کو ستون سے باندھ کر ہوشیار کیا نیلم نے دیکھا سواج قطرہ زن بہادر
صف شکن مین جلوہ نما ہے تمام سرداران نامدار بیٹھے ہین عمرو نے آواز دی ای نیلم تونے قدرت خدا کو
دیکھا کیونکر تجھکو ہمارے قبضہ مین کر دیا بہتر یہ ہے کہ سامری جمشید پر لعنت کر طلسم کشا سامنے
موجود ہے قدمونکو بوسہ دے نیلم نے بہ قہر و غضب طرف اسد کے دیکھا سواج پر نگاہ قہر ڈالی اشارہ
کیا اگر زبان سے سوزن نکل جائے تو حال کہون سبکو قتل کردون یہ سنکر اسد نے کہا نانا جان
اس سیاہ قلب کو قتل کیجیے یہ کبھی اطاعت نکریگا قوت بازوی افراسیاب ہے یقین ہے اسکے
قتل ہونے سے افراسیاب کا کلیجہ پھٹ جائے یہ کہکر اشارہ کیا بیابان جادو تیغہ پکڑ کے اٹھا
شانہ پکڑ کے کھینچا بیرون بارگاہ لایا آواز دی اے شہریار یہ حکم اول ہے کیا ارشاد ہوتا ہے یہ بڑا ساحر
جلیل افراسیاب کا کفیل ہے اسکے قتل ہوتے ہی ہوشربا مین تہلکہ پڑ جائیگا بیابان نے گردن پر
اس سرکش کی کوئلے کا خط کھینچا اسد نے حکم ثانی دیا بیابان تیغہ پکڑ کر بڑھا قریب ہے کہ حکم ثالث
مے قضائے کار کہ گلزار جادو شیر نیلم اڑی آسمان پر جاتی تھی چار سو جادوگر ساتھ ہین اسی فکر
مین یہ بھی نکلی تھی دیکھا شہنشاہ زیر تیغ ہین وہین سے کڑک کر گری بیابان کا سر زخمی ہوا
گلزار نے بہار دکھائی زبان سے نیلم کی سوزن لیا بہار و باغبان بھی اسباب سحر لیکر اٹھے نیلم پر
چہار جانب سے سحر کیے اسد نامدار نعرہ کرکے چلے باغبان نے سینہ سپر کیا کہا حضور اپنے کو بچائین
ایسا نہو دشمنون پر کوئی زوال آئے پاس کوئی شے ایسی نہین ہے کہ جس سے سحر تاثیر نکرے اب نیلم
نے زمین ہلا دی جسپر سحر کر دیا وہ زخمی ہوا بہار نے کئی گلدستے مارے ہمراہیان گلزار کو جلا دیا باغبان
نعرہ کرکے گلزار پر جا پڑا گلزار نے تیغہ سحر کھینچی باغبان سے تلوار چلنے لگی باغبان نے کمر کو بتا کے
سر پر ہاتھ مارا گلزار کے دو ٹکڑے ہوئے اب نیلم گھبرایا ہر چند کہ ساحر زبردست ہے بادہ
کبر و نخوت سے مست دیکھا سب کا قتل ہونا دشوار ہے ایک مقام پر اسنے سحر کیا آندھی سیاہ
اٹھی بہار و باغبان اندھیرے مین سر ٹکرانے لگے اس تاریکی مین یہ سیاہ رو کڑک کے گرا
اسد غازی کی کمر مین پنجہ دیا دل مین سوچا چلکر اسد کو قتل کردون ان سب پر لشکر کشی کرونگا آخر
یہ سب کہان جائینگے بعد عرصہ دراز باغبان و بہار نے سحر کی تاریکی کو دفع کیا دیکھا نیلم اسد کو لیگیا

سب سردار بقہر وغضب تمام طرف قلعہ کے چلے عمرو بدحواس ہوکے بھاگا لیکن نیلم اسد کو لیے ہوئے
جاتا ہے اثنائے راہ مین تونبی کی آواز اسکے کان مین آئی کہ کس غضب کا لہرا کوئی بجا رہا ہے نیلم
بیقرار ہوگیا زمین پر آکے دیکھا ایک لڑکا نہایت حسین شنجرفی پیراہن پہنے ہوئے گاتی بندھی ہوئی
ہاتھ مین لوہے کے کڑے ایک مار سیاہ کا مقابلہ کر رہا ہے جب یہ تونبی بجاتا ہے مار سیاہ بلبلا کے بل مین
نکلتا ہے دم کے بل کھڑا ہو جاتا ہے کفچہ مثل تابہ آہنی ہر مرتبہ اس لڑکے سے چوٹ چلتی ہے لڑکا رومال آگے
کر دیتا ہے جب اسکا پھن پڑا رومال جلنے لگا لڑکا پھٹ جاتا ہے نیلم یہ ہنگامہ دیکھکر گھبرا گیا کہا اے
لڑکے اس افعی سیاہ سے اپنے کو بچا یہ وہ افعی ہے جسکے سایہ سے آدمی پانی ہوکے بہ جاتا ہے لڑکے نے
کہا اے شہنشاہ مہربانی فرمائیے میرے باپ دادا سب اسکے ہاتھ سے مارے گئے ہمارے خاندان
مین طلاق مرقوم ہے کہ جو اسکو مارے یا گرفتار کرے تب سرگروہ قرار پائے معاوضہ خون بزرگان
بھی لیگا ہے اگر آپ کو میرے حال پر رحم آیا ہے میرا جھولا اور پٹارہ رکھا ہے مین اسپر حملہ کرتا ہون اگر
پنجہ قابض ہو تو مین نے اس موذی کو لیا اگرچہ کاٹ کھا کر گرا یہ احسان ہوگا ہماری پٹاری مین سرخ
ڈبیا ہے اسمین ایک بوٹی ہے اسی مین زہر مہرہ بھی ہے فوراً وہ ڈبیا کھول کر بوٹی منھ مین
دیجیے زہر مہرہ مقام زخم پر لگا دینا وہ زہر چوس لیگا مین فوراً ہوشیار ہو جاؤنگا صرف
اتنا احسان کافی ہے اتنا کہکر وہ لڑکا مثل شعلہ جوالہ اچھلتا ہوا مار سیاہ کو لبھاتا ہوا بڑھا قریب
پہونچکر رومال دکھایا مار سیاہ نے وار کیا ہاتھ پر کاٹا لونڈا لڑکھڑا کر گرا مار سیاہ بھاگ کر غائب ہوا
نیلم بیقرار ہوکر دوڑا دیکھا چاند کا ٹکڑا بیہوش پڑا ہے پٹارہ کھولکر ڈبیا نکالی جیسے ہی اسکو کھولا
اسمین سے بیہوشی اڑی ارے کہکر بیہوش ہوا لغرہ ہوا شمہ مہر سپہر عیاری بہار وغیرہ بھی آگر ہیو تھے
اسد کو قبضے مین کیا چاہا نیلم کو گرفتار کرین زمین شق ہوئی سنہرا پتلا پیدا ہوا نیلم کو اٹھائے گیا ملکہ
مواج قطرہ زن ہمراہ ہے اس عیاری سے یہ نفع ہوا کہ اسد غازی کو رہا کیا اب قصد ہوا کہ قلعۂ
نیلوفر پر لشکر کشی کرین ملکہ مواج قطرہ زن کے شریک ہوئے سے بارہ ہزار ساحران نامی
مطیع اسلام ہوئے وہ بھی ہمراہ ہین اب منظور ہوا کہ بر سر قلعہ نیلوفر لشکر کشی کرین یکایک آندھی
سیاہ اٹھی پردہ ظلمات کا نمونہ معلوم ہوتا تھا زمین تھرائی ہزار با نخل اکھڑ کر گرے غبار زرد بلند ہوا ملکہ بہار
وغیرہ اس غبار سے گھبرائین نفس در قفس بجیدہ سے صاف ظاہر تھا کہ قفس عیاری مین مبتلا ہین ہر چند چاہتے تھے کہ

سحر کرین اس غبار سے نکلین ممکن ہوا اس غبار کی تاثیر سے سحر فراموش دریاے حیرت کا جوش سب سردار
خاموش اسی غبار مین حیران و پریشان بیدست و پا بلاے آسمانی مین مبتلا ٹھہرے ہین کہ نوبت ہوا ہم ملکہ مہران
گلگون پوش یہ وزیر اعظم شہنشاہ نیلم ہے اس حیرانی پریشانی مین مع اسد سب کو گرفتار کر لیا عمرو
تو البتہ گلیم اوڑھکر نکل گیا اور کوئی ساحر وغیرہ ساحرہ نکل سکا مہران گلگون پوش نے ان سب کو
تخت پر ڈالا لیکر اپنے باغ مین آئی ملحوظ خاطر ناظرین والامقام رہے کہ مواج قطرہ زن دختر شہنشاہ
نیلم ساحرہ زبردست ہے جب اسنے آمد غبار دیکھی اتنا پکار کے بھی کہا تھا کہ اے بہار وغیرہ بچو مہران
گلگون پوش ساحرہ زبردست آتی ہے یہ ملعونہ زمین ہلادیگی بہار وغیرہ نہ سنبھل سکین مبتلاے بلا ہوئین مواج
قطرہ زن اسی جوش و خروش مین غرق زمین ہوگئی دور جاکر نکلی اک درہ کوہ مین جاکر ٹھہری بخوبی سمجھ
گئی ہے کہ مہران گلگون پوش آئی اسکا حملہ خالی نہین جاتا سرداران نامی کو مع اسد کے گرفتار کرکے لے گئی
یہ حوصلہ نہ ہوا کہ اسکے اوپر جا پڑے دل پر جبر کیا فراق اسد مین سختی اٹھائی درہ کوہ مین آکر چھپی دیکھا
مہران گلگون پوش ان سب کو لیے ہوے اپنے باغ مین آئی ملکہ بہار و باغبان قدرت و
نخ مہرے کاکل کشا و بیابان جادو وغیرہ چالیس سرداران نامی سامنے مہران کے استادہ
ہین مہران نے سب کو سمجھایا اور یہ بھی خوف ہے کہ معشوق افراسیاب ساحران ہوش ربا مین انتخاب
ایسا ہوا سکے قتل مین افراسیاب دلگیر ہو میرے پھنسانیکی تدبیر ہو ساری مشقت ضائع ہو بس
وہ بہار کو سمجھا رہی ہے کہتی ہے ای ملکہ عالم آپ منظور نظر شہنشاہ عالیجاہ ہین آپ اطاعت قبول کیجیے مین
آپ کو خدمت مین شہنشاہ کی روانہ کردون بہار جواب دیتی ہے جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر ہمارا اطاعت
کرنا غیر ممکن ہے یہان تو یہ ذکر ہے کہ مہران نے بہار وغیرہ کو زیر تیغ بٹھایا ہے باغ مین تیاگل پھولا
چاہتا ہے نیلم کو ایک نامہ مہران نے لکھا کہ اے شہنشاہ مینے سب سردارونکو پکڑ لیا اب سرکاٹکے روانہ
کرتی ہون نیلم نے گھبراکر مظفر جادو کو مع انیس ہزار فوج کے روانہ کیا اور کہدیا اے مظفر جہانتک ہوسکے
بہار کو بچانا مظفر بھی چلا ۔ دو کلمہ داستان افراسیاب گذارش ہوتے ہین کہ یہ باغ سیب مین بیٹھا ہی
جو بادشاہ آیا اسکو سمت دریاے نیل روانہ کیا یقین کامل ہے کہ راچین وغیرہ طرف دریاے نیل کے قصد
کرین کہ ساحران سحر نے خبر پہونچائی کہ بہار وغیرہ مع اسد داخل چاہ نیلوفر ہوے در بند چاہ نیلوفر توڑے ہنگامہ برپا ہے
یہ بھی خبر ایک طائر نے دی کہ آج مہران گلگون پوش نیلم کی وزیر زادی نے بہار وغیرہ کو پکڑ لیا اسی باغ مین

قتل کیا چاہتی ہے افراسیاب اس سوچ مین بیٹھا ہے کہ آسمان سے ایک ابر گلنار پیدا ہوا نہایت زور شور سے
وہ ابر آکر در سر باغ سیب برسایا حیرت بھی برائے ملاقات افراسیاب آئی ہے حیرت ابر کو دیکھکر کھڑی
ہو گئی کہا اے شہنشاہ میرا فرزند شہنشاہ شوکت بیٹا نیرنگ عنقا صورت کا آپہونچا بڑا ساحر زبردست
ہے یہ ذکر تھا کہ شوکت جادو مع ساٹھ ہزار ساحران زبردست کے ابر سے ظاہر ہو افراسیاب کو آکر
سلام کیا حیرت نے گلے لگایا بہت رویا کہا میرے باپ اور چچا نیرنگ و گیرنگ ہاتھ سے جن لوگونکے
قتل ہوے مجھے بتلایئے مین ان سبکو قتل کرون سنا مین نے کہ دادا جان بھی قتل ہوے ان کے
خون کا بدلا لینا ہے حیرت نے کہا اے فرزند اب آئے ہو دو چار دن ٹھہرو جلدی نہ کرو برسر مسلمانان
لشکر کشی ہو گی تم بھی چلنا شوکت چہار جانب دیکھنے لگا گلشن صحبت کو بہار سے خالی پایا گھبرا کر پوچھا
چھوٹی خالا اماں کہان ہین نام بہار سنکر حیرت کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے کہا اے نور نظر بہن
ہماری دشمن ہوئین اب آج کل اسد کو لیکر چاہ نیلوفر مین برائے مقابلہ شہنشاہ نیلم گئی ہین مہران
نے گرفتار کر لیا اپنے باغ مین قتل کیا چاہتی ہے یہ سنکر شوکت گھبرایا کہا خالو جان بڑے غضب کی بات
ہے آپکی عملداری مین ملکہ بہار قتل ہو جائین اور ہم زندہ رہین مجھکو تو انھون نے گودیون پالا ہے علم و
کمال سے آگاہ کیا آپ مجھکو نشان دین مین انکو ابھی سمجھا کے لاتا ہون حیرت نے کہا اے نور نظر وہ ہمکو
دشمن جانتی ہین کبھی تمھارا کہنا نہ مانین گی شوکت نے کہا حضور وہ آپ کے دربار مین آکر رہین انتہا
کی نازک مزاج ہین آپ نے غرور سلطنت کیا ہوگا انکو ناگوار ہوا نکل گئین ہمیشہ سے بات پر جان دیتی ہین
مین انکا پرورش کردہ ہون مین مثل بچہ ٹونکے جاکے سمجھاؤنگا مہر پدری سے آگاہ نہین خاص انھون نے
مجھکو عزت و آبرو عطا کی سحر بھی انھین سے رنگ کے کرتا ہون آخر افراسیاب نے فرمان لکھ کے
شوکت کو دیا مضمون یہ تھا کہ اے مہران گلگون پوش شوکت جادو ہمارا عزیز قریب حیرت و
بہار کا بھتیجا فرمان لیکر آتا ہے جسطرح چاہے بہار کو سمجھائے تم دخل نہ دینا شوکت جادو فرمان
لیکر چلا اسوقت پہنچا کہ بہار زیر تیغ بیٹھی ہین گل سا چہرہ اداس آنکھون مین آنسو بھرے ہوے شوکت
بڑے زور شور سے آکر پہونچا مہران کو فرمان دیا اپنی بارگاہ استادہ کرائی بہار کو جھک کر سلام کیا اور
کہا اے مادر مہربان یہ حال کیا ہے مین سمجھ گیا آپ حیرت صاحبہ نے غرور سلطنت کیا ہوگا یہ ساتھ طلسم جیا یتہ
مین چلیے اپنے قدیم ملک مین تشریف رکھیے افراسیاب سے آپکو کیا کام اگر سلطنت کی خوشی ہے اپنے ملک مین

حکمرانی کیجیے کوئی آپکا ہمسر نہین ہے بہار نے کچھ جواب نہ دیا شوکت نے کہا میری بارگاہ مین چلیے
مہران سے جورو کا شوکت نے کہا فرمان تحریر ہے صاف صاف تقویۃ ہے اپنی مادر مہربان کو باطمینان
سمجھائینگے مہران فرمان پڑھکر خاموش ہوئی شوکت نے سوزن زبان سے بہار کی نکال لیا اور
باعزاز واکرام اپنی بارگاہ مین لایا مقام صدر پر بٹھایا ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا بمنت سمجھانے لگا
بہار حجاب سے کچھ جواب نہین دیتی مگر مظفر جادو فرستادۂ نیلم جو بائیس ہزار فوج سے چلا اسوقت
آکے پہونچا بہار کو جو بارگاہ شوکت مین دیکھا ڈانٹا کہ او چھوکرے تو نے یہ کیا غضب کیا جلد بہار کی
مشکین باندھکر ہمکو دے شوکت خود نوجوان شعلہ جوالہ مظفر پر جا پڑا گولا مارا مظفر نے کاٹا
مظفر کے بہت سے سردارون کو شوکت نے مارا بہار کھڑی دیکھ رہی ہے مظفر نے بڑھکر
شوکت کو زخمی کیا شوکت جادو لڑکھڑا کے زمین پر گرا بے اختیار منھ سے نکل گیا اے مادر
مہربان مجھکو بچایئے بہار کو تاب نہ آئی جھپٹ کے گلدستہ مارا گلدستہ پھٹا پھول برسنے لگے ہوائے سرد
چلنے لگی طفلان غنچہ نے منھ کھولے درخت وجد مین آئے مظفر مبہوت ہوا بہار نے بڑھکر بدھی گلے
مین ڈالی مظفر نے ہاتھ باندھکر عرض کی اے ملکہ عالم کیا حکم ہوتا ہے جو ارشاد ہو بجا لاؤن مین مطیع فرمان
ہون بہار نے کہا اے مظفر شہنشاہ نیلم کا سر لاؤ یہ سنتے ہی پر پرواز پیدا کر کے بھاگا مہران نے
اور قیدیون کا انتظام کر لیا اسد وغیرہ اسی کے قبضے مین رہے بہار نے شوکت کو اٹھایا ہوادار
پر سوار کیا قریب باغ مہران صحرائے سبزہ زار مین آکر ٹھہری شوکت کا علاج کیا کہا اے
فرزند تمنے دیکھا افراسیاب وہمراہیان افراسیاب یہ سب بڑے نامنصف ہین افراسیاب
نے تمکو فرمان دیا نیلم نے مظفر ایسے نالائق کو روانہ کیا اسنے یہ فساد برپا کیا رتبہ شناسی کا ذکر نہین
کسیکی آبرو کی فکر نہین اسد و عمرو فلک اساس رتبہ شناس دین حقیقی کی اسوجہ سے مین نے
اطاعت کی شوکت سمجھانے سے ملکہ بہار کا مطیع ہوا مگر بسبب زخم کے لڑنے کے لائق نہین ہے
کہا مادر مہربان آج شب کو تامل کیجیے زخم میرا صحت پائے کل چلکر مہران کو مارین گے یہان نیلم اپنے قلعہ
نیلوفر مین بیٹھا ہے کہ لشکر مین ہلڑ ہوا نیلم گھبرا کے بارگاہ سے نکلا مظفر جادو نے تمام لشکر مین تہلکہ ڈالدیا
ہانپتے ہوئے بھاگا جاتا ہے نام نیلم لیکر گالیان دے رہا ہے جیسے ہی نیلم کو دیکھا تیغہ کھینچکر جا پڑا کہا بچیا
مین تیرا ہی سر لینے آیا ہون نیلم نے غصے مین گولا مار دیا مظفر کا سر پھٹ گیا ساتھ والونکو

بھی اُسکے قتل کیا نہنگ جادو کو بلا کر حکم دیا مع مہران جادو قیدیونکو لیکر ہمارے قلعہ مین آؤ یہ سنکر
نہنگ روانہ ہوا دیکھا مہران جادو سب قیدیونکو لیکر بیٹھی ہے بہار کے واسطے افسوس کر رہی ہے
نہنگ حکم نیلم سے سب قیدیونکو تخت پر ڈال کر مع مہران کے سمت قلعہ نیلوفر کے روانہ ہوے
لیکن مواج قطرہ زن جو درہ کوہ مین چھپی تھی اسکی نگاہ پڑی کہ اسد و باغبان کو نہنگ و
مہران لیے ہوے جاتے ہین تاب نہ آئی سحر کرکے جا پہنچی ایک ٹکڑے اُڑا دیے کئی سو ساحرونکو مار ڈالا
قصد ہوا باغبان و رعد و برق وغیرہ کو چھڑالون نہنگ جادو پر تو گولا مارا کہ اسکا سر
پھٹ گیا مہران نے جب دیکھا کہ مواج میرے روکے سے نہ رکے گی تو اُسنے خاک قبر
جمشیدی اڑادی مواج بیہوش ہوئی مہران نے مواج کی زبان مین سوزن دیا اسوجہ سے اسکے
ہزارون ساحر مارے گئے خود بھی زخمی ہوئی ہے شام ہوچکی اسی مقام پر بارگاہ استادہ کرائی قیدیونکو
ٹھہری اپنے سردارون کا علاج کرنے مین مصروف ہوئی ایک عرضی جملہ حالات کی خدمت شہنشاہ نیلم
مین روانہ کی کہ لونڈی اس مقام پر فروکش ہے آپکی صاحبزادی کو بھی پکڑ لیا صبح کو لیکر حاضر ہوگی
ساحر نامہ دار ادھر چلا قضائے کار عمر عیار اک درہ کوہ مین بیٹھے تھے دیکھا کہ ایک ساحر جاتا
ہے تردد تو انتہا کا تھا بشکل صرصر آواز دی میان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ وہ ساحر نامہ دار صرصر کو دیکھکر
اُتر آیا عمرو نے حال پوچھا نامہ دار نے تمام کیفیت بیان کی کہ ملکہ مہران گلگون پوش نے سب
سردارون کو پکڑ لیا مواج قطرہ زن بھی قید ہے مین نامہ لے کر بخدمت شہنشاہ نیلم جاتا
ہون عمرو نے حباب مار کے اسکو بیہوش کیا لباس اُتار لیا درہ کوہ مین اسکو ڈالدیا آپ
رنگ روغن عیاری کا نکال کے جو صورت منظور ہوئی بنا کر سمت لشکر مہران روانہ ہوا یہان
مہران کو بہار وشوکت کے نکل جانیکا بڑا افسوس ہوا مواج قطرہ زن کو گرفتار کر کے
بڑی آبرو پائی مواج سے کلام سخت کر رہی ہے کہتی ہے ای ملکہ ظالم آپ دختر قوت بازوے شہنشاہ
ہین آسمان جلالت کی ماہ ہین آپنے مسلمانون کا کیون ساتھ دیا افسوس ہے کہ آپکو قید کر کے
خدمت نیلم مین لے جاؤن کیا شہنشاہ کو قلق ہوگا آپ سرکشی موقوف کرین مین حضور کو رہا کر کے
بھجواؤن مواج نے جواب دیا لاکھ جان نام اہل اسلام پر نثار ہے تو خیر خواہی کر ہمارا سر کاٹ کے
روانہ کر دے یہ ذکر تھا کہ کنیز مہران کی دوڑی ہوئی آئین عرض کی حضور مبارک ہو خاتون محل

شہنشاہ ملکہ حیرت جادو تشریف لاتی ہین۔ مہران برائے استقبال اٹھی دیکھا حیرت جادو تخت پر سوار تخت اُڑتا ہوا آتا ہے مہران نے جھک کر سلام کیا تخت مین بارگاہ مین آکر اترا پوچھا کیون مہران ہماری ہمشیرہ کے ساتھ کیا کیا مہران نے تمام کیفیت آمد شوکت بیان کی اور سرکشی مظفر ظاہر کی ملکہ حیرت نے کہا افسوس ہے اسوقت شہنشاہ نے اوراق دیکھے مجھ کو نقش جمشیدی دیکر روانہ کیا کہ یہ نقش جسکو دکھا دوگی اسکے دل پر نقش محبت جمے گا اطاعت کریگا مہران نے عرض کی حضور کو اختیار ہے ان سرکشون کا اطاعت کرنا دشوار ہے حیرت تخت سے اٹھی سامنے ملکہ سوا ن ج قطرہ زن و رعد و برق لامع موجود تھے انکو نقش جمشیدی دکھایا انکمین ... با ئمین آنکھ کا تل بھی دکھایا اشارہ تھا کہ منم شہنشاہ اوج عیاری فوراً اطاعت کرو مین تکو رہا کرنے آیا ہون فوراً امواج و رعد و برق لامع قدمون سے ملکہ حیرت کے لپٹ گئے کہا ہم نمک خواران قدیم ہین خدا ے نادیدہ کے سجدہ کرنے سے قلب ہمارے سیاہ تھے اسوقت قلب روشن ہوگئے عمرو نے ان چارون کی زبان سے سوزن نکالا قصد ہوا اسد وغیرہ کو بھی رہا کرون وہان شہنشاہ نیلم بیٹھے بیٹھے گھبرایا اوراق جمشیدی دیکھکر سر پیٹ لیا مصاحبون نے پوچھا خیر تو ہے نیلم نے کہا غضب ہوا عمرو بصورت حیرت دربار مہران گلگون پوش مین پہونچ گیا سبکو قتل کیا چاہتا ہے یہ کہکر اٹھا اسوقت آکر پہونچا کہ ساحران مذکور کی زبان سے سوزن نکل چکا قصد ہے کہ شراب پلا کر سب کو بیہوش کرون گلابیان شراب کی آچکی ہین کہ آسمان سے نعرہ ہوا اے مہران ہوشیار ہو یہ حیرت جادو نہین ہے ساربان زادہ ہے گرفتار کرے مہران پلٹی تھی کہ عمرو گلیم اوڑھ کر نکل گیا مواج و رعد و برق لامع صداے نیلم سنکر غرق زمین ہوگئے نیلم غصے مین کانپتا ہوا زمین پر آیا مہران سے کہا خیر تو بھی یہ ہے کہ طلسم کشا کہین رہا ہوا جو باقی ہین انھین کو غنیمت جانو مین قلعہ نیلوفر مین چلکر انکو قتل کرون عمرو کو خود تلاش کرونگا بغیر اپنی جستجو کے حصول مطلب نہوگا اسوقت اسد و سرداران باقیماندہ کو تخت پر ڈال کر قلعہ نیلوفر مین لایا سرداران کو مع اسد ایک قید خانے مین مسلسل کر کے مقید کیا مہران گلگون پوش کو گھبرا گیا مطمئن ہو کر بیٹھا ہے وزیرون نے صلاح دی ان کل مقدمات کی شہنشاہ طلسم ہوشربا کو اطلاع کرنا لازم ہے نیلم نے اسیوقت عرضی لکھی نیرنگ اپنے مصاحب خاص کو دی کہ یہ عرضی لیکر خدمت شہنشاہ

کنا حضور چاہ نیلوفر برباد ہوتا ہے بہار و شوکت و مواج و رعد و برق لامع قید سے
نکل گئے عمرو عیار بیان کرتا پھرتا ہے اب مین خود فکر مین نکلونگا آپ بھی تشریف لائیے اپنے سامنے
طلسم کشا کو قتل کیجیے نیرنگ جادو نامہ لیکر چلا شہنشاہ ادن عیاری مواج و رعد و برق و برق لامع کو لیکر
درہ کوہ مین آگئے عمرو نے دیکھا مواج بہت بیقرار ہے کہتی ہے خواجہ آپنے ہم کو رہا کیا ہوتا طلسم کشا
کی رہائی واجب و لازم تھی عمرو نے کہا آپ لوگ اسی درہ کوہ مین ٹھہرین مین سمت قلعہ نیلوفر
جاتا ہون خدا فضل کرے تو اسد کو چھڑاتا ہون یہ کہکر خواجہ درہ کوہ سے نکلے بصورت ساحر
ایک صحرا مین پہونچے دیکھا اک ساحر اڑا ہوا چلا آتا ہے عمرو نے آواز دی بھائی ذرا ٹھہر جاؤ نیرنگ
ٹھہرا عمرو نے پوچھا بھائی کہان جاتے ہو تمام سرحد چاہ نیلوفر مین غدر پڑا ہے تم اسطرح پر
بڑے پھرتے ہو ایسا نہو عمرو ملجائے جنگل مین جابجا ساحرون کے لاشے پڑے ہین سار بان
زادے نے جسکو جہان پایا مارڈالا نیرنگ نے کہا مین شہنشاہ نیلم کا نامہ لیکر بخدمت افراسیاب
جاتا ہون شہنشاہ کو منظور ہے کہ اسد کو قتل کرے یہ سنکر عمرو گھبرایا اور نیرنگ پر اپنا رنگ جمایا
باتین کرتے ہوے چلے ایک مقام پر غافل پا کے حلقہ ہاے کمند مارے حباب رنگ بیہوش کیا نیرنگ
کو کنارے ڈالدیا نامہ لیا اسکی پشت پر طرف سے افراسیاب کے جواب بھی لکھا صرصر کی شکل
بنکر قلعہ نیلوفر مین آئے نیلم کو سلام کیا بجھوٹ وہ نامہ ہاتھ مین دیدیا نیلم نے وہ نامہ پڑھا طرف
افراسیاب کے مرقوم تھا کہ ابھی اسد کو قتل نہ کرنا بدولت اگر سبکو گرفتار کرلینگے نیلم نامہ پڑھکر
ہنسنے لگا کہا او ساربان زادے دھوکے کے وقت ہو چکے جب تو نے نیرنگ کو راہ مین بیہوش
کیا مین نے تدبیر کر رکھی تھی بیرون نے مجھکو خبر دی تھی کہ نیرنگ پکڑا گیا عمرو بصورت صرصر
آتا ہے یہ سنتے ہی عمرو نے جست کی نیلم نے سحر کیے خواجہ گرے نیلم نے پکڑ لیا بلا ہوا کہ عمرو
پکڑا گیا نیلم نے عمرو کو ہتھکڑیان بیڑیان پہنا مین مہران گلگون پوش کو بلا کر حکم دیا لو ملکا اس
گنہگار کو بھی قید خانے مین لے جاؤ ہوشیار رہنا وہ عمرو کو لیکر قید خانے مین آئی عمرو قدمون پر
مہران کے گرپڑا کہا اے ملکہ عالم اب مین بہت مجبور ہوچکا نیلم ایسا بیدار مغز نہین
دیکھا میری صفائی کرادیجیے چل کے نیلم کے قدمون پر گرادون مین اسد کو اپنے ہاتھ سے قتل کرونگا
برق و غیرہ کو بھی گرفتار کرادونگا میری قدر کرین تو ایکدن مین لڑائی فتح کرادون لشکر قہر کوشل

نقش قدم مٹادون تمکو سلطنت طلسم ہوشربا دلوادون تا طلسم نور افشان عملداری ہو جائے
مہران خوش ہوئی پاس عمرو کے بیٹھ گئی باتین کرنے لگی عمرو نے باتون مین لگا کر حباب مارا
مہران بیہوش ہوئی عمرو نے مہران کو سوزن دیکر زنبیل مین رکھا سوہین سے ہتکڑیان
بیڑیان کا مین مہران کی شکل بنائے ہوئے پاس شہنشاہ نیلم کے آیا کہا شہنشاہ ذرا تخلیہ
مین چلیے اسوقت مین نے ایک خبر وحشت اثر پائی ہے نیلم گھبرا کے اٹھا خواجہ اسکو تخلیہ مین
لائے کہا حضور مین نے سنا ہے کہ صاحبقران لڑتے ہوئے اپنے نواسے کی جستجو مین آتے ہین اگر
ذرا مجھے دیجیے مین جاکر دریا مین پھینک آؤن ایسا نہو یہ اکہ اسمر کو لے نیلم آمد صاحبقران
سنکر گھبرا گیا جھولی سے اکہ نکالکر مہران نقلی کو دیا عمرو نے جام لبریز کیا کہا حضور نوش فرمائین
کنیز اکہ کو پھینک کر حاضر ہوتی ہے نیلم شراب پیکر بیہوش ہوا عمرو نے چاہا نیلم کا سر کاٹ لون
کہ زمین شق ہوئی ایک شیر زمین سے نکلا دھڑ دکا مار کر عمرو پہ چلا عمرو تو گلیم اوڑھ کر بھاگا
شیر نے نیلم کو ہوشیار کیا جب یہ اٹھا شیر نے کہا اے شہنشاہ آپ کو ساربان زادہ قتل
کرتا تھا وہ تو غائب ہوگیا آپ کو ہوشیار کیا نیلم غصے مین اٹھا کہا مین ابھی جاکر ساربان زادے
کو تلاش کرتا ہون یہ کہکر بہ قہر و غضب تمام تلاش عمرو و مہران چلا کوئی تین کوس قلعے
سے چلا تھا راہ مین نیلم نے دیکھا کہ ملکہ مہران گلگون پوش ایک نخل سے بندھی کھڑی ہے
نیلم گھبرا کر اتر آیا مہران کو کھولا دیکھا مہران گھبرائی ہوئی ہے نیلم نے پوچھا کیون قوت بازوا
ساحرہ جستجو تمکو یہان کسنے لاکر باندھا مہران رونے لگی کہا اے شہنشاہ ساربان زادے نے
دم دیکر پکڑ لیا زنبیل مین بند کیا وہان کا حال آپ سے کیا ظاہر کرون سامری جمشید کسی اپنے بندے
کو عمرو کی زنبیل مین نہ پہونچائین یہ شعبدہ کسی کو نہ دکھائین ہزارون لونڈیان عمرو کی کالی کالی
صورت سخت زبان بدعت کرنیکی عادی ہر طرف سے جوتی پیزار مار دیدر کا ہار جسقدر زنبیل مین
لوگ رہتے ہین الحذیر گھر وہی عمرو کہتے ہین سحر بھول گئی عمرو نے زنبیل سے نکالکر یہان درخت
سے باندھ دیا کہتا تھا اطاعت کرو لونڈی کب مانتی ہے سحر بھول گئی ایک حرف بھی یاد نہین ہے
لونڈی کسی کام کی نہ رہی نیلم نے کہا نہ گھبراؤ پھر تمکو سحر سکھا دونگا خدمت مین افراسیاب کی
لے چلونگا آپ دیدہ سحر سے ملا دونگا مہران نے کہا مین تو کنیز ہون اب سرکار پرورش فرمائینگے

تو میری آبرو جاتی رہیگی نیلم نے بہت تسکین دی تخت پر اپنے بٹھا لیا کہا مین تلاش مین سارہا تھی اوسے کی لگا
تھا مہران نے کہا ابھی تو مجھکو سمجھا رہا تھا آپ کی آمد دیکھکر بھاگ گیا نیلم نے کہا اے مہران ابھی تک
تو مین اپنی حفاظت مین مصروف تھا حفاظت تو بخوبی کرلی اب کوئی مجھپر دست انداز نہین ہو سکتا
اب وہ سحر کرونگا کہ جہان عمرو ہوگا دوڑا چلا آئے گا تڑپا تڑپا کے سب کو قتل کرونگا مہران
بھی نیلم سے میٹھی میٹھی باتین کرتی ہوئی قلعہ نیلو فرمین آئی نیلم نے دیکھا کہ مہران
خائف بہت ہے ساحرون کو دیکھکر بہت ڈرتی ہے کبھی کہتی ہے اے شہنشاہ کالی کالی لونڈیان
مجھکو مارنے آتی ہین کبھی کہتی ہے بجرے پر سوار ہونگی تواڑہ کھیلونگی نیلم سمجھا رہا ہے دو پہر مین مہران
نے قیامت برپا کردی کبھی اٹھی کبھی بیٹھی کبھی روئی کبھی ہنسی کبھی کسی کا منھ چڑھا دیا کبھی کسیکو
طمانچہ مار دیا نیلم سب سے کہتا ہے یارو معاف کرو یہ زنبیل مین خواجہ کی قید رہی سحر بھول گئی
یہ باتین بدحواسی مین کرتی ہے اب مین آب سیدہ سحر تیار کرونگا جب اُس سے نہلاؤنگا یہ سب باتین
موقوف ہو جائینگی انھین باتون مین عیار طرار نیر اعظم بعد گشت چہار دانگ عالم کے کاشانہ
مغرب مین پہونچا کمند شعاع بازو پر سے کھولی شہنشاہ ماہ تابان تخت فلک نیلو فری پر جلوہ
فرما ہوا نیلم نے برائے احتیاط اپنی بارگاہ مین پلنگ مہران کے لیے بچھوایا نیلم شراب پیکر چھپرکھٹ
پر سویا فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا مہران نقلی یعنے خواجہ عمرو اس صورت سے تشریف لائے ہین
اگر تو دے ہی چکے اب منظور ہوا نیلم کو بھی گرفتار کرون اس سیاہ قلب کو دو دن زنبیل کی سیر
کراؤن یہ سوچکر اپنے پلنگ سے اٹھے کپڑے مین بیہوشی رکھکر قریب نیلم پہونچے قصد ہوا کہ
بیہوشی دیکر اسکو بیہوش کرون جیسے ہی خواجہ کا سایہ چھپرکھٹ پر پڑا چھپرکھٹ گر پڑا ایک پایہ فتق ہوا
تڑاقے کی آواز آئی ایک سنہری پتلی چھپرکھٹ کے پائے سے نکلی ہان ہان کر کے عمرو کے
لپٹ گئی ہرچند خواجہ نے چاہا اپنے کو رہا کرین پتلی نے ہاتھ نہ چھوڑا شہنشاہ نیلم کو بیدار کر دیا
اب جو شہنشاہ کی آنکھ کھلی دیکھا میرے سحر کی پتلی عمرو کو پکڑے کھڑی ہے اسی پتلی نے منھ پر خواجہ کے
ہاتھ پھیر دیا رنگ روغن بھی اڑ گیا نیلم غصے مین اٹھا پتلی کو آفرین کی عمرو کی مشکین باندھین ایکام
قلعہ مین بلڑ ہوا کہ عمرو دیلما کا عیار ہے رات کو بشکل مہران آیا شہنشاہ بچے عمرو گرفتار ہوا نیلم
عمرو کو کشان کشان لیکر بارگاہ مین آیا وزرا امرا جمع ہوے سب نے کہا حضور جو سر گروہ

لشکر ہیں اسد و عمرو دو وہ آپ کے قبضے میں آئے اب افراسیاب سے اطلاع نہ کیجیے ان سب کو دار پر کھنچیے
لڑائی کا خاتمہ ہو جائیگا انھیں دونوں کی ذات سے یہ آفتیں برپا ہیں اگر قید کرکے روانہ کیجیے آپ کی
صاحبزادی رعد و برق و برق لامع کو قید سے نکال لے گئیں بی بہار و شوکت بھی اک باغ میں
موجود ہیں ادھر بھی ادھر پہنچ جائینگے اب شہنشاہ کو اطلاع بھی نہ کیجیے فوراً میدان خونی کی تیاری ہو یہ
رائے شہنشاہ نیلم کو پسند آئی حکم دیا میدان خونی کی تیاری کیجائے عمرو کو بھی سلسل کیا
اسد نامدار کو مع ساحران قیدی کے بلوایا اسیوقت بیرون قلعہ نیلو فر میدان خونی آراستہ ہوا
جلادان خرس طینت میمون خصلت خوس ہائے بادیہ ضلالت افسر لشکر جہالت وا کش و تسمہ کش
و چشم کن کل اسباب سیاست مہیا ہوا دارین واسطے ان سرداران کے استادہ ہوئیں لشکر
کو کمر بندی کا حکم ہوا بارہ لاکھ ساحران غدار ملازمان شہنشاہ نیلم کمریں باندھ کر حاضر ہوے
اجماع عالم انبوہ خلائق ہر سمت یہی چرچا ہے طلسم کشا کو موت کھینچکر لائی عمرو و الیاس عیار قتل ہوتا ہم
بعض نے کہا سارباں زادے نے بڑا غضب کیا عیاریونکا تار باندھ دیا صرصر بنکر عیاری
کی مہران کو بھگا مہران کی صورت بنکر درخت میں ملگا اگر شہنشاہ اپنا انتظام نہ کرتے تو کون
پہچان سکتا شہنشاہ نیلم ثانی افراسیاب سحر و ساحری میں لاجواب ہے ایسے شخص کو گرفتار کیا
جسنے صد ہا ملک تباہ کیے شہنشاہ نیلم صاحب شوکت و حشم ہے سلطنت ہوش ربا کو بچا لیا
یکایک ہنگامہ ہوا اسد غازی کو ارابے پر سوار کرکے لائے یہ شیر دلیر زیر آہن جسیم میں
رعب و دبدبہ میں رستم ہیں بیخوف و بیم درمیان میں ساحروں کے ارابے پر بیٹھا ہوا جبار جاب
گرد ان موے مشکین زلف منہ پر الجھی ہوئی گرد و غبار عارض انور پر ابرو کھنچے ہوئی تلوار
آنکھیں نرگس شہلا سانچے میں ڈھلا ہوا سراپا جمال بمثال اسد نامدار کو دیکھکر ساحران غدار
نے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیے ہر اک کا یہی قول ہے ماہ اوج صاحبقرانی غروب ہوتا ہے اس
ہوش ربا میں کیا کیا لڑا بڑے بڑے پہلوانان زبردست کو زیر کیا چاہ نیلو فر میں یہ یوسف ثانی بعینہ
پر گرگ بیشہ دیکھیے اس شیر کے ساتھ کیا کرتے ہیں آفتاب عالم تاب شہریاری گہن میں آیا عمرو نے
جو اسد کو دیکھا کہ ارابے پر ہے قلب بھر آیا کلیجہ منہ کو آگیا جی میں کہتا ہے کہ ای عمرو افسوس صد ہزار
افسوس میں نے کیا کیا گردش کی ہو شہزادہ بالیں موت کھینچ کر لائی تھی چاہ نیلوفر میں آکر ڈوبے

یہ سرگردانی کشتی حیات طوفانی ناخدا اے عالم بچا بیگا طوفان سے بیڑا پار لگائیگا ملک کررو ہاہر سرداران
ہمراہی صندلان وابراہیم وجلیان وسرخ مو وباغبان وغیرہ زنجیرون سے سر ٹکرا رہے
ہین ہر ایک کا یہی قول ہے اے نیلم ہمکو قتل کر شیر بیشہ صاحبقرانی کو رہا کردے یہ غیر ساحر
ہین تیرا کیا کر سکین گے اگر تونے انکو قتل کیا سمجھ لے کہ قیامت برپا ہوگی انکے خون کے بہت عوض
ہین نانا انکے صاحبقران عالی وقار ہین انکے ماموں جان بدیع الزمان گرد لشکر شکن طلسم
خورشید نگار کو فتح کرکے چل چکے ہین وقائع مین تحریر ہے چند شیران دشت نبرد نے طلسم ہوشربا
کا قصد کیا ہے ایرج نوجوان نورالدہر بن بدیع الزمان قاسم عالیشان یہ سب سردار نامی ممالک
ہوشربا پر لوٹتے بھڑتے آتے ہین تیری سلطنت کو مٹا دینگے خاک چاٹ دینگے نیلوفری اڑا دینگے نیلم تخت پر بیٹھا ہے
کہتا ہے کیا مین کسی سے پایہ کم رکھتا ہون صاحبقران آئینگے انکو بھی یونہین قتل کرڈالونگا اسم اعظم
بند کردونگا مین آپ سمت کوہ عقیق جاؤنگا یہ کہکر جلادون کو اشارہ کیا جلادون نے عمرو واسد کو لیا
اٹھانے سے اتار از زیر تیغ لاکر بٹھایا باغبان وغیرہ پر چندان توجہ نہیں ہے نیلم کا قول ہے خاص فتاح طلسم عمرو
عیار ہے اسد بھی بیکار ہے ان دونکو قتل کیا خار ہوشربا مٹ گیا جلادون نے عمرو واسد کی گردن پر کوئلے
کا خط دیا شمشیرین لگانے لگے آواز دی کیون اسد نامدار طلسم کشائی کرچکے اب ساعت مرگ قریب آیا رشتۂ
حیات منقطع ہوا ساغر عمر لبریز ہوگیا جھلکا چاہتا ہے جو کچھ ہوس ہو بیان کرو اسد نے جلاد کو جھڑک دیا
کہا کیا بیہودہ بکتا ہے مردان عالم کہین مرنے سے ڈرتے ہین نام جرأت پر مرتے ہین اگر ایک نامرد نے دغا سے
گرفتار کرکے قتل کیا کیا افسوس ہے ایک تردد رہا لڑ بھڑ کر مرین بزرگونکا نام روشن کرین تقدیر نے نہ چاہا
یہ آرزو یہ چلی کہ اس بارہ لاکھ مین برق شمشیر چمکتی لاکھون کو قتل کرتے لڑ بھڑ کے مرتے ہماری نعش
کے گرد ہزار دو ہزار سردار دنکا کھیت ہوتا دیکھنے والے کہتے کسی سور کا لاشہ پڑا ہے دشمنون کے
دل مین ناصور پڑتا لیکن جو مرضی پروردگار کی بندہ مجبور و ناچار ہے یہ فرماکر آنکھون مین آنسو بھر گئے
طرف آسمان کے دیکھکے پکار اٹھے ای خالق لیل و نہار ای بانی نور و ظلمت یکہ و تنہا ہے وحدہ لاشریک ہے
بدیع السموات ہے رفیع الدرجات ہے مرتبہ ہلاکت سے بچائے ہاتھ سے ساحرون کے نجات دے
تیرے نزدیک سب آسان ہے بندون پر ہر وقت تیرا احسان ہے یہ کہکر اسد رو دیا گرد ہزارون جادوگر
کھڑے ہین غلغلہ ہے جلد قتل کرو بیجا جھویون مین تھر بھے کھڑے ہین کہتے ہین حکم سامری

جمشید ہے جوان لوگون پر ایک وار کریگا ساحری اسکو ثواب عظیم دینگے اس خیال سے ہر کس چلا جاتا ہے ایک ایک حربہ کرین ہزارون تلواریں علم نیزے اٹھائے ہوئے مشتاق ہین کہ جلاد ہاتھ مارے سر کٹے کے گرے ہم بھی بڑھکر حربے لگائین ثواب حاصل ہو قتل سے طلسم کشا کے تسکین دل ہو اسد وعمرو وغیرہ نے جو بیقرار ہو کر دعا کی باب اجابت وا ہوا دعا قبول ہوئی سعادت حصول ہوئی زمین تھرائی رعد و برق و برق لامع و مواج قطرہ زن زمین سے نکلے رعد نے چیخ ماری برق کڑک کر گری اور برق لامع نے زلف شعلہ خیز کھولی مواج قطرہ زن نے ہزارون کو مار کر پہلے عمرو و اسد کو رہا کیا عمرو نے اٹھتے اٹھتے لعل سخندان کا بازو پر اسد کے باندھ دیا اسد نے نعرہ کیا نعرہ اسد

اسد صف شکن شاہ عالیجناب	ستم پیشہ کہ سرکوب افراسیاب	یل پیلتن نامور نامدار
نظر کردہ شیر پروردگار	اسد شہسوارم کہ در روز جنگ	بدرم دل شیر و چرم پلنگ
شہنشاہ نام آور و کامران	اسد شیر دل ابن صاحبقران	اک سوار کو مار کر مرکب لیا

تلوار کھینچکر مجمع ساحران پر جا پڑے عمرو نے بھی اٹھتے اٹھتے نعرہ کوہ شگاف کیا نعرہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران	مرے مکر سے کانپتا ہے جہان	تراشندۂ ریش کفار ہون
زمانیکا سکار عذار ہون	مرا تیز رفتار ہو گر قدم	صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
اڑادون صبا کے بھی مین ہوش کو	تباہ مری گرد پاپوش کو	دوندہ جہان گرد طرار ہون
جہانگیر عالم کا عیار ہون	حقہ آتشبازی مارا اگی سو تارون کو جلایا برق لامع نے جھٹکر	

باغبان وغیرہ کو رہا کیا باغبان نے اٹھتے اٹھتے چند سنگریزے مارے پتھر برسنے لگے بہت سے سنگدل مرے قیامت برپا ہوئی نیلم نے دیکھا چند عرصے مین ان ساحران نامی نے لاکھ ساحر مار کر ڈال دیے کوئی انسے مقابلہ نہین کرسکتا مواج قطرہ زن اسد نامدار کی رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے لڑ رہی ہے نیلم یہ گستاخی دیکھکر جلگیا للکارا کہ او گیسو بریدہ ننگ خاندان کہا ہین اس بلوے سے ڈرونگا چشم زدن مین سب کو قتل کرونگا اب نیلم سنبھلا سحر کرتا ہوا بڑھا کبھی باغبان کے سحر کو مٹایا کبھی بہار پر جا پڑا اصندلان و ابراہیم غیر ساحر ہر مقام پر سحر مین ساحرونکے بعض جلتے ہین اسد اکر اپنے سردارونکو بچاتے ہین انکے اوپر تو اب سحر تاثیر نہین کرتا کہ بازو پر بندھا ہے لڑائی گھمسان ہو رہی ہے مین گرمی جنگ ہے پھولون کی خوشبو آئی ہوا ٹھنڈی چلی پھولون نے آنکھین

کھولین غنچہ ہائے گل مسکرائے درخت وجد مین آئے سب نے سر اُٹھا کر دیکھا ملکہ بہار جادو زیور مین پھولون کے لدی ہوئی شوکت جادو تخت پر سوار البطور سپہ سالار لشکر ملکہ بہار دور سے جو یہ ہنگامہ دیکھا اسد نامدار پر یورش ہے وہ شیر بہادر دلیرانہ رستمانہ جنگ کر رہا ہے نیلم نے سنبھلکر ایسے دو چار سحر کیے کہ رعد و برق و برق لامع زخمی ہو ئے بہار گلدستہ لیکر جا پڑی شوکت نوجوان تلوار کھینچکر مجمع ساحران مین گھس پڑا اتنا مرقت بہار نے کہا اے نور نظر ہمارے افسر لڑ رہے ہین جرأت کو دیکھو بارہ لاکھ پر چند کس شمشیر زنی کر رہے ہین لیکن طلسم کشا کا کوئی کچھ نہین کر سکتا ہمہ تن چشم بنے ہوے ہین اس لڑائی مین سب طرحکی فکر ہے اپنے سردارونکی بھی فکر لیتے ہین ساحرونکو جواب بھی دیتے ہین ایسے رفیق پرور صاحب لیاقت افسر کسکو ممکن ہوتے ہین بیٹا انکو بڑھکر بچاؤ شوکت مجمع عام مین گھس پڑا اگر لے گئی سے ساحر مارے شوکت کی فوج بھی آپڑی لڑائی کا اسد کے خاتمہ تھا آنے سے بہار کے پھر رنگ جا فصل کی کیفیت شوکت جادو کی شوکت اسد کی جرأت بہار نے گلدستہ مارے جھنہائے طولانی تیار ہوئی نارو نکے قلب اولٹ گئی دیوانہ وار سر ٹکراتے تھے

جوش محبت بہار یہ غزل گاتے تھے غزل

ہم غریبون کو نہین در کا گھر برسات مین
زاہد مغرور کا ڈھیجائے گھر برسات مین

جام مے کا دور زلیر آجکل کتا ہے کب
اسمین تھا اور کیا تیر اضرر برسات مین

آہ رو ہین تیر افسانے کو فرقت کی شب
دھوپ ہوجاتی ہی آخر تیز تر برسات مین

لا کھ کہو اب کچھ چھینٹو نلین آ جلتے ہین ہم
نکلیا آتی کالی گھٹا و دو جگر برسات مین

پیر کر اس تک پہنچے ہو سمند ر بھی اگر
پی رہے ہین ہم بیابان جمن جگر برسات مین

سامنا ہی ابر کا آٹھون پہر برسات مین
جن سے ہین کمل تا نکر برسات مین

کون تجلی کی سواد سوز ہی جو یار تک
روز و شب اسکو رہتا ہی شور برسات مین

بند ہو نگی ہی انکو خدا سے آرزو
جیسے اوڑاتے ہین جگنو بستر برسات مین

زاہدان خشک کمبخت اپنی حالت پر رہے
تو بہ ٹوٹ ہی جاتی ہی سر برسات مین

بو ند جگر کی تحقیق ہوتی ہی قبل زبان مین
جھیلے جو آئے آفت جان پر برسات مین

آبرو رکھ لیجیو ای چشم تر برسات مین
سکیر زندہ تھا یارب حشر تک قائم رہے

میری بیتابی کی پہونچا دی خبر برسات مین
چار بوندین خاک میری بھی پڑ جائین اگر

کھول دی ہی یہ دعا آٹھون پہر برسات مین
تا بش داغ جگر کیونکر نہ دو نی بڑھے

سبز بہتر ہے ہوی سو کھی شجر برسات مین
رعد کی فریاد اپنا نالۂ دل ہو گیا

گریۂ عاشق کا ہی اب کی اثر برسات مین
بلوہ نوشی ساتھ غیر ونکے وہ کرتا جلال

عاشقان بہار وجد مین جھومتے پھرتے ہین بیتل شتر اپنے گلی گرتے ہین ہائی بہار ہائی بہار کے نالے بلند ایک یک عاشق تن بر روشند ہوا ئے سر دجلی ہی ہی ہمالیہ آکر رعد برق برق لامع کو بھی جھالا مواج

بھی انتہا کی زخمی ہوئی تھی بہار نے اپنا دوبٹہ رنگین پھاڑ کر سر مین مواج کے باندھا گویا کمر لڑائی پر باندھی
مواج کو بھی جوش آیا کڑک کڑک کر گرنے لگی سیکڑونکو ڈبو دیا اسکے سحر سے کبھی پانی برسا کبھی چشمہ
پیدا ہوا کہین نہر بنائی ہزارون بے آبرو ڈوبے چاہ نیلوفر مین قیامت برپا ہے نئی بات ہے چاہ مین
دریا بہہ رہا ہے شہنشاہ نیلم نے قیامت برپا کر دی لشکر سے سحر کرتا ہوا نکلا جھولی مین ہاتھ ڈالا خوبردئی
دکھائی روئی کا گالا بلند ہوا اک ابر سرخ لہرا کر آسمان پر آیا وہ ابر کڑکا گرجا خون برسنے لگا جسپر قطرہ پڑا نابینا
ہو گیا مواج نے آواز دی اے ملکہ بہار اپنے کو بچاؤ میری بینائی مین فرق آیا قلب تھرایا مجھکو کچھ
معلوم نہین ہوتا بہار نے کئی گلدستہ ابر پر مارے گلدستے تا بہ ابر نہ پہنچے جلکر زمین پر گرے ان قطرات
خون نے صدہا نخل پھولون کے ساختہ بہار جلا دیے شوکت بھی انتہا کا زخمی ہوا اس ابر نے سبکو
نابینا کیا بیقرار ہو کر چلاتے تھے اہالیان لشکر شوکت قتل ہونے لگے سبکو زندگی سے یاس ہوئی
بیقرار ہو کر اپنے پیدا کرنے والے کو پکارنے لگے اسد نامدار پر بلوہ ہونے لگا نیلم نے اشارہ
کیا ارے نامردو ساحرون کو مین نے نابینا کر دیا اب تو ہوش مین آؤ آنکھین کھولو بلوہ کر کے
اسد کو پکڑ لو اندھون کو مار ڈالو لاکھون ساحر و غیر ساحر اسد نامدار پر لوٹ پڑے یہ شیر دلیر ہر چند کہ انتہا
کا زخمی ہوا اسی صولت و شوکت سے لڑ رہا ہے کبھی مواج کو بچایا کبھی بہار کے قریب آیا کبھی
باغبان کو سنبھالا اس آمد و رفت مین صدہا زخم کھائے تمام جسم فوارہ بنگیا گورا گورا جسم تر قن
سے چھن گیا الیقین تھا کہ لڑتے لڑتے گھوڑے سے گر پڑیگا ساحر بے لڑے گرفتار کر لینگے عالم یاس مین
طرف آسمان کے دیکھکر پکار کر اے خالق لیل و نہار و اے پروردگار تو ہی اس بلائے آسمانی سے بچائیگا

تو گوئی بہر آنکس کرد رنج و تاب درین عاجزی چون نخ الم ترا	دعائے کند من کنم مستجاب دیگر اگر کس بہ کسی نالد و مارا تو بسے	چو عاجز رہانندہ دانم ترا من بخش کز نالم کر مرا نیست کسے

بیقرار ہو کر جو اسد نے دعا کی فوراً دعا قبول ہوئی برق چمکی دیکھا سب نے ملکہ لعل سخندان عاشق
جمال اسد نوجوان و ملکہ ماران زمین کن و اسرار صف شکن بڑے زور و شور سے آکر پہنچین
ایک طرف سے نعرہ ہوا منم شہنشاہ کوکب روشن ضمیر صاحب جاہ و توقیر نعرہ

منم مالک ملک افسون گری دلیر و قوی پنجہ انجم سپاہ	منم رائج سکہ ساحری منم گوہر بحر جاہ و جلال	منم صاحب شوکت و عز و جاہ منم آفتاب سپہر کمال

جلالت شعار فریدون حشم ملقب بہ القاب روشن ضمیر قوی دست و بازو ورستم شیم شہنشاہ کوکب شبہ بے نظیر
لعل سخندان و ملکہ اسرار و ماران زمین کن جو اگر گرین ابر کے
حال سے آگاہ نہ تھین لڑائی ہوئی قریب اسد آئین اس ابر سے جو چند قطرات خونی گرے انکی بھی
بینائی مین فرق آیا لیکن کوکب روشن ضمیر بادشاہ طلسم نور افشان یہ پہلے ابر پر آکر گرا دو تین گولے
ایسے مارے ابر ٹکڑے ٹکڑے ہوا ایک ساحر سیہ فام بد انجام موسوم بہ کوہان فیل پیکر
ابر مین چھپا ہوا سحر کر رہا ہے اسی کے سحر نے یہ آفت برپا کی کوکب نے جو اس ساحر سیہ فام کو دیکھا
وہ بھی مثل رعد گرجتا ہوا کوکب پر آ پڑا کوکب روشن ضمیر نے تلوار کو تلوار پر روکا ہزار ہا شعلہ ہائے
آتش بھڑک کر کوکب پر گرے کوکب نے دریا دلی دکھائی پانی برسا کر وہ شعلہ بجھائے تیغ برق مثال
کا وار کیا تیغ تڑپ کر اس کوہ پیکر پر گری خرمن حیات کو جلا دیا نامرد کے دو ٹکڑے ہوئے اس کے
مرتے ہی منصوبات چاہ نیلوفر سب مٹنے لگے آندھی سیاہ اٹھی بہت سے مکان گرے کچھ باغ جلے
دیوارین قلعہ نیلوفر کی بھر آئین بہا تک قلعہ کا گرا خندق مین یا تو پانی جوش مار رہا تھا کھولکر
خشک ہوگیا بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من کوہان فیل پیکر بود اب نیلم گھبرایا
کوکب نے باران سحر برسا کر ہمراہیان اسد کو مٹا کیا اب جم کر تلوار چلی مرنے سے کوہان
کے طریقے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسی کو ہان کے منصوبات چاہ نیلوفر بنائے ہوئے تھے مرتے ہی اسکی
راستہ کھلے ایک طرف سے گرد عظیم بلند ہوئی نیلم نے دیکھا شہنشاہ لاچین مع ملک جہاندار شاہ
و جملہ سرداران نامی مثل معمار وغیرہ عین گرمی جنگ مین آکر ہو پہنچے لاچین نے آتے ہی قیامت
برپا کر دی زمین ہلا دی جہاندار شاہ نے فوراً سحر کر کے برج بنایا وہ توپین مارین تمام اہالیان
چاہ نیلوفر کو توپ دم کر دیا لاشون سے میدان بھر دیا لاچین نے نیلم کو للکارا او تمحرام بد انجام مین نے تیرے
ساتھ کیا برائی کی تھی تو نے خزانہ کا ٹا افراسیاب تمحرام کو زور دیا اب سامنے آکر مقابلہ کر دیکھون تو نے
کیسا سحر حاصل کیا ہے لاچین نے جو کئی مرتبہ للکارا ہر چند دل نیلم کا ہل گیا جس مالک کی سو برس
ملازمت کی عزت و آبرو پائی اسکے سامنے کیا جرات چلے کلیجہ پر پتھر رکھکر سحر کرتا ہوا بڑھا لاچین نے
تیغ کھینچا نیلم برس پڑا بہت سحر کئے ہر مرتبہ لاچین خوش آئین گنبد آتش مین مخفی ہو گیا پھر برق
شعلہ نکلا گنبد آتش کو ہٹایا سب سحر دفع کئے کوکب نے فوج پر گھیرا ڈال دیا لعل سخندان نے آگ

برباد ہی ماران واسرار نے بڑھکر بڑے بڑے نامی ساحرون کو مار الاچین نے بہ شوکت تمام نیلم
بدانجام پر ہاتھ تیغ برق تاب کا مارا اس روسیاہ نے سپر سحر کو اٹھایا تلوار تڑپکر گری سپر کے دو ٹکڑے
ہوئے نیلم کا سر زخمی ہوا لوٹ مار کر بھاگا شکست فاش ہوئی اس ظالم کی رستی دراز ہے نہایت
شعبدہ باز ہے پھر کسی مقام پر اسکا ذکر کیا جائیگا زخمی ہوکر نکل گیا دو چارسو ساحرون نے نیلم کا ساتھ
دیا بے لطفی سے بھاگا جب نیلم بھاگ کر نکل گیا اہالیان قلعہ نیلوفر نے شہنشاہ لاچین کو دیکھا رئیسان
شہر و وزیران مملکت آکر قدمبوس ہوئے چادر لٹنے لگی ساحران خود سر نے امان مانگی لاچین نے بڑے
بڑے نامی ساحر اسد کے قدمون پر لا کر گرائے اسد نے تلوار کو نیام انتقام مین کیا بفتح و فیروزی
فرحت ہوئے ملکہ مہ جبین الماس پوش بھی آکر پہنچین قلعہ نیلوفر مین تخت طاؤسی بچھا دربار
دربار آراستہ ہوا لاچین نے خواجہ کی بڑی تعریف کی کہا اے شہنشاہ اوج عیاری حقیقت
مین آپ فتاح طلسم ہوشربا ہین آپ جرأت و عیاری مین یکتا ہین کوکب بھی زخمی ہوا تھا یہ لوگ
رخصت ہوکر طرف طلسم نور افشان کے چلا لاچین سے صلاح ہوگئی کہ انشاء اللہ اب سامان لشکر
کشی طرف کوہ ہفت رنگ کے ہونا چاہیئے لاچین نے کہا کہ اے کوکب میرا بھی یہی قصد ہے
لیکن ہر امر وقت پر موقوف ہے ہمکو بڑے بڑے تردد و انتشار ہین کل خیر خواہان دولت
بیقرار ہین زبانی طائران سحر کی خبرین معلوم ہوئین کہ افراسیاب نے سترہ سو پہلوانان صف شکن
و تاجداران پرفن اٹھارہ سو ملک سے چھانٹ کر واسطے روکنے دریائے نیل کے بھیجے ہین
مجمع عام ہے ہم تم وہان بیکار ہونگے لشکر مین جو غیر ساحرون کو خیال کرے ہین اٹھارہ
امیرزادہ ہمراہیان طلسم کشا و بارہ ہزار قزاق و صندلان صندلی پوش اگر سب غیر
ساحر چنے جائین ادنے اعلے از میر تا جوان خرد و کلان لاکھ آدمی سے زیادہ نہون گے اسد
نامدار کیونکر تا بہ دریائے نیل پہونچینگے اسد نے کہا اے لاچین و کوکب اسکا خیال نکرو
اس مصرع کے پابند رہو مصرع دشمن اگر قویست نگہبان قوی ترست ؛ سب خاموش ہوئے
اس مصرع کے پڑھنے سے سب کے دلونمین قوت آگئی عرض کی اے شہریار انشاء اللہ اس
لڑائی کو بھی فتح کرینگے لاچین نے عرض کی اب حضور یہان ٹھہرنے کا قصد نہ کرین مین جملہ
سرداروں کو تخت پر سوار کر کے مقام لشکر پر چلتا ہون حضور کہین راہ مین نہ ٹھہرین

یا حضور بھی تخت سحر پر سوار ہولین اسد نے کہا آپ لوگ چلئے مین شکار کھیلتا ہوا آتا ہون ساحرون کا
میرے ساتھ کوئی کام نہین ہے پروردگار عالم معین و مددگار ہے انشاء اللہ مین بہت جلد شکار سے
بخیر و بخوبی واپس آتا ہون صرف برق اور بیس ہزار غیر ساحرون کو ساتھ لیا شکار کھیلتے ہوے چلے
سابق مین خدمت ناظرین والا تمکین مین گذارش کیا تھا کہ نور الدہر بن بدیع الزمان گرد لشکر شکن
قریب کوہ ظلمات خورشید روشن ضمیر کے لشکر سے لڑے تھے زخمدار ہی مین انکو مرکب نکال لیگیا
اک سبزہ زار پر آکر گرا یا اس حوالی کا حاکم قیلاب قوی ترکیب برائے سیر قلعہ سے نکلا ہوتھی
مین نور الدہر کو اٹھا لایا پہلے تو صورت دیکھکر بہت خوش ہوا تھا کہ شاید اس جوان کو مال کے
واسطے قزاقون نے زخمی کیا اسکا علاج کرونگا اپنا ملازم بناؤنگا لشکر کا اپنے افسر کرونگا جب
قلعے مین لایا اور ٹانکے لگاے دیکھا اُس نے ہاتھ مین اس جوان عالیشان کے ایک مہر کی
انگوٹھی ہے اس کو چھاپا دریافت ہوا کہ یہ جوان فرزند بدیع الزمان گرد لشکر شکن نبیرۂ امیر حمزہ
صاحبقران عزیز دار طلسم کشا یعنی اسد نوجوان ہے اسکو قتل کرنا واجب ولازم ہے اس بیحیا
نے بیرون قلعہ میدان خونی کی تیاری کی نور الدہر کو لاکر زیر تیغ بٹھایا قصد ہے کہ حکم اول
دون میدان خونی کی تیاری ہو چلی ہے ایک دو کلمہ داستان اسد نوجوان کے جبتک سن لیجئے
کہ برق اور بیس ہزار فوج کو ساتھ لئے ہوئے شکار کھیلتے ہوئے آتے تھے ایک منزل پر آکر فروکش ہوے
بارگاہ وغیرہ استادہ ہو رہی ہے اسد غازی کنارے اپنے لشکر کے ٹہل رہے ہین برق
شہزادے سے دست بستہ عرض کر رہا ہے کہ لے آقا ان مقامات پر زیادہ ٹھہرنے کا قصد نفرمایئے گا
کیونکہ افراسیاب نے نہین معلوم لشکر مین کیا قیامت برپا کر دی ہوگی اسد فرماتے ہین اے
خیر خواہ بدولت و اقبال والے بہی خواہ حشمت و جاہ و جلال مجھے زیادہ مقام کرنا منظور نہین ہے یہی
چاہتا ہون جہانتک ہو جلدی ہی ہو کہ تصویر ملکہ مہرخ و مہ جبین وغیرہ آنکھون مین
پھر رہی ہے دل میرا بیقرار ہے افراسیاب ہمیشہ اسی کا خواستگار ہے کہ مہ جبین کو آزار
پہونچاے اہالیان لشکر کھانے وغیرہ سے فرصت پالین تو کمر بندی کا حکم دیدو رات ہی کو
کوچ کرین دو تین منزل کرکے پہونچین برق نے بھی اس راے کو پسند کیا افسران لشکر کو اسیوقت
حکم پہونچا یا کہ رات ہی کو آقا کوچ کرینگے اہالیان لشکر جلدی کر رہے ہین چار گھڑی دن باقی ہے کہ صحرا

گرداڑی جہان نورالدہر بن بدیع الزمان گرد لشکر شکن قید ہین اس مقام کے افسر کا بھائی سہراب قوی ترکیب واسطے شکار کے نکلا تھا یہ خبر سن چکا ہے کہ بڑے بھائی صاحب نے کسی مسلمان کو گرفتار کیا ساٹھ ہزار فوج ولشکر لئے ہوے جاتا ہے اثنائے راہ مین فوج ظفر موج اسد شیر دل کو دیکھکر اپنے ساتھ والون سے کہنے لگا یارو دریافت تو کرو کہ یہ کس کی فوج ہے ہرکارون نے خبر دی کہ یہ فوج طلسم کشا ہے جنگ نیلوفر کو فتح کرکے طرف اپنے لشکر کے جاتے ہین سہراب قوی ترکیب خوش ہوگیا باچھین کھل گیئن کہا آج کل اقبال ہمارا یاور ہے ہمارے بھائیصاحب نے بھی اک مسلمان کو گرفتار کیا ہے ہم خاص طلسم کشا کو گرفتار کرکے خدمت مین افراسیاب کی لے جائین گے۔ افراسیاب بہت خوش ہوگا یہ کہہ کے حکم دیا کہ بارگاہین اُستادہون ما بدولت طلسم کشا سے جنگ کرین گے زندگی سے اس شیر بیشہ صاحبقرانی کو تنگ کرین گے صبح ہوتے ہی حکم دیا کہ طبل جنگی بجواؤ برق نے آکر اسد کو خبر دی کہ سہراب قوی ترکیب نامی ایک پہلوان آپ کے مقابلہ کو اُترا ہے طبل جنگی اسی نے بجوایا ہے اسد نے کہا ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے افسوس یہ ہے کہ سفر معطل رہا لیکن انشاء اللہ سر میدان اس کو شکست دیکر چند ساعت اس میدان مین نہ ٹھہرینگے لڑتے ہوئے چلینگے لشکر ظفر اثر اسد نامدار مین بھی تیاری ہونے لگی سرداران اسد نے بارگاہین وغیرہ لدوائین میدان کارزار مین آئے ادھر سے سہراب قوی ترکیب مع فوج جنگی کے میدان کارزار مین آکر صف آرا ہوا اسد کو حقیر جان کر خود میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی کہ طلسم کشا کون ہے اور کہان ہے آئے میرے مقابلہ کو مین خاص طلسم کشا سے جنگ کرون گا اسد نامدار نے مرکب صبا رفتار کو بڑھایا مقابلہ مین سہراب قوی ترکیب کے آئے سہراب قوی ترکیب دیو خصال اس آفتاب جمال کو دیکھ کر خوش ہوگیا دل سے کہنے لگا یہ تو میری تلوار کے بار کا بھی نہ متحمل ہوسکیگا گردن پکڑ کے کھینچتا ہوا اس کو سامنے افراسیاب جادو کے لیجاؤنگا دل مین شہنشاہ کے گھر کرونگا توت بازو کہلاؤنگا خوب ظاہر ہوا کہ یہ جوان اب تک مرد ساحران سے لڑا ہوگا ورنہ یہ تو ایک معشوق دلفریب ہے اس سے سوال سامری پرستی کرون گا اگر سامری وجمشید کو سجدہ کرے گا تو مین اس کے واسطے افراسیاب سے سفارش کرون گا اس کو بچاؤن گا اپنے لشکر کا بادشاہ بناؤن گا دل ہی دل مین خوش

ہو رہا ہے یکایک اپنے زور کے بل مین مثل مار سیاہ بل کرتا ہوا اسد صف شکن پر جا پڑا نیزہ چلنے لگا
اسد نے تنگ کر دیا چند ساعت مین نیزہ اس کا ہوائی گیا اب تو سہراب قوی ترکیب گھبرایا چہرے
پر اس کے ہوائیان اڑنے لگین غصے مین تیغہ کمر سے کھینچ لیا خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ مارا اسد نامدار
نے گھوڑا بڑھا کر تلوار کو تلوار پر گانٹھا خبردار کہہ کے ہاتھ مارا روسیاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا
تیغہ اسد تڑپ کر گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے خود کو کاٹا خود کاٹ کر سر پر پہونچا سہراب قوی ترکیب
نے داستانہ مارا تیغہ اسد نکل گیا اسد نے دوسرا ہاتھ مارا سہراب کے گینڈے پر پڑا گینڈا
مارا گیا یہ بے حیا گینڈے سے گرا اہالیان فوج دوڑ پڑے اسد نامدار دریائے فوج مین
غوطہ زن ہوئے سہراب قوی ترکیب کو اہالیان فوج لے کر بھاگے وہ چاہتے ہین اپنے
افسر کو لے کر نکل جائین ہاتھ سے اس شیر بیشۂ صاحبقرانی کے امان پائین ہمراہیان
اسد نے جم کر شمشیر زنی کی پانوٗن ان کے نہ تھم سکے اسد نامدار نے بڑا لرعلم فوج کو
بھی قلم کیا افسران فوج مارے گئے فوج سہراب قوی ترکیب کو شکست فاش ہوئی -
طرف قلعہ قیلاب کے بھاگے شاہزادہ اسد نے پیچھا کیا شب کو تو حکم دے ہی چکے تھے -
بارگاہین خیمے ہمراہ کارگذاران لشکر نے سب سامان تیار کر لیا ہی شیران دشت نبرد گویا شکار
کھیلتے ہوئے جاتے ہین سہراب قوی ترکیب کبھی ٹھہرا کبھی بھاگا فوج شکست خوردہ تھم
نہین سکتی زخم سر کو سہراب قوی ترکیب نے باندھا ہے چاہتا ہے کہ فوج کو روکون وہ شکست
فاش ہوئی ہزار کد و کاوش کرتا ہے فوج نہین رکتی اسد نامدار نہنگانہ ملینگا نہ لڑتے
ہوئے فوج سہراب کو بھگاتے چلے آتے ہین ہزارون کو قتل کیا مال و اسباب لوٹ لیا
نقد جان کو غنیمت جان کر ہمراہیان سہراب بصد پیچ و تاب بھاگے ہوئے چلے آتے ہین
اب سہراب قوی ترکیب نے ساتھ والون سے کہا مسلمانون کے ہاتھ سے امان ملنا دشوار
ہے یہ طلسم کشا بلائے بے درمان آفت روزگار ہے یہان سے بھاگے ہوئے سیدھے بھائی صاحب
کے قلعہ مین چلو وہ اس سرکش کو قتل کرینگے بدولت تو زخمی ہو گئے اب اہالیان فوج امن خدا رکھو لئے
ہوئے طرف قلعہ قیلاب قوی ترکیب کے چلے یہان وہ وقت ہے کہ قیلاب قوی ترکیب
نور الدہر بن بدیع الزمان گرد لشکر شکن کو قتل کیا چاہتا تھا کہ اسد نامدار آ پہونچے اسی مقام پر

سہراب قوی ترکیب کو مارا جب نور الدہر پر نگاہ پڑی اسد تو عاشق جمال نور الدہر ہین جن
صاحبان نے دفاتر دیکھے ہون گے حال اسد و نور الدہر ان پر واضح ہوگا ایرج نامے مین بھی یہ سب
داستانین موجود ہین اسد صف شکن نعرہ کرکے جا پڑے نور الدہر نے جو اسد نامدار کو بعد عرصے
کے دیکھا خانہ زور مین آکر قید توڑ ڈالی ایک سوار کو مار کر مرکب لیا اسپر سوار ہوکر لڑنے لگے اسد
بیقرار ہین چاہتے ہین لڑ بھڑ کر کسی طرح اپنے بھائی کے پاس پہونچ جاؤن یہ حقیر بھی تحریر کر چکا
ہے کہ جنگ مغلوبہ مین زخمی ہوکر نور الدہر غائب ہوئے ملکہ مخمور سرخ چشم فوراً طاؤس
زرین بال پر سوار ہوکر برائے تلاش چلی تھین مکلل خان و مہران قوی بازو وغیرہ
کو حکم دیا کہ آپ لوگ لشکر لے کر عقب مین آیئے اب یہان کانٹون مین نہ اُلجھئے مین تلاش
مین شاہزادے کی جاتی ہون ایسا نہو دشمنون پر ان کے کوئی اُفتاد پڑے اس وقت مخمور آکے
آسمان پر چلی دیکھا نور الدہر لڑ رہے ہین فوج قیلاب قوی ترکیب کا بلوہ ہی مخمور سرخ چشم
کو تو اور ہی کچھ منظور ہے یہ خیال ہے کہ حرز ہیکل گلے مین شاہزادے کے موجود ہے اگر یہ
لڑتے بھڑتے تا بہ دریائے نیل پہونچین اور زمہریر کو مارین تو قلب کو قوت اور روح کو راحت ہو
سب مین مشہور ہو جائے کہ شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان گرد لشکر شکن نے طلسم فتح
کیا سب میرے ممنون و مشکور ہون پس اسی وقت ملکہ نے ابر گلنار سحر سے تیار کیا اس طرح
کڑک کر گری کہ سب کی آنکھین جھپک گئین نور الدہر کو مع مرکب اُٹھا لیا کوئی سمجھ نہ سکا کہ کیا سحر
ہوا مخمور نور الدہر کو لے کر نکل گئی ان کا ذکر وقت جنگ دریائے نیل تحریر کرون گا اسد نامدار
نے بڑھ کر فوج کو درہم و برہم کر دیا ہرچند کہ فراق نور الدہر مین بہت تڑپے لیکن نہ سمجھے
کہ میرے بھائی کو کون لے گیا اسی غضب مین فوج قیلاب قوی ترکیب کو درہم و برہم کر دیا
قیلاب زخمی ہوکر بھاگا قلعہ بند ہوا توپین مارین چند ملازمان شاہزادہ اسد صف شکن
اُڑ گئے برق نے اسد نامدار کو روکا کہ شہریار شام ہو چکی ہے صبح کو قلعہ کا انتظام ہوگا
رات کے یورش کرنے مین سب بندگان خدا ناحق مارے جائین گے شاہزادہ اسد شیر دل
سامنے قلعہ کے آکر فروکش ہوئے قیلاب قوی ترکیب گھبرایا کہ اب بوقت سحر اس
شیر دل کو کون جواب دے گا اس بے حیائی میمونہ جادو آشنا ہے رات ہی کو اُسے نامہ لکھ کر

بلوایا میمونہ سے سب حال کہا کہ طلسم کشا نے مجھکو گھیرا ہے مین جرات مین اسکا ہمسر دنیا مین نہین
میمونہ نے کہا مین برف برسا کر سبکو ٹھنڈا کرونگی صبحکو چل کر خاتمہ کرنا یہ کہا اس نامرد کو لیکر آئی
اسباب سحر درست کر کے میمونہ ایک گوشہ مین آکر بیٹھی سحر کرنے لگی لکہ ابر سیاہ آسمان پر آیا لشکر اسلام پر برف
برسنے لگی ہمراہیان اسد جا بجا بیہوش ہوگئے اسد کے بازو پر لعل سنجان کا بندھا ہی اسپر اس
سحر نے تاثیر نہ کی میمونہ قیلاب کو اس بھروسہ پر کہ اب سب بیہوش پڑے ہونگے حلقے مارتی میمونہ
اُس خیمے مین گھس آئی جہان اسد نامدار بیٹھے تھے شور و شر سنکر بیدار ہوئے ہین قبضے پر ہاتھ ڈالکر
اٹھے میمونہ نے کہا یہ جوان خاموش بیٹھا ہے مین گرفتار کرلون جیسے ہی اسنے ہاتھ بڑھایا اسد نے
کلائی تھام کر ایک طمانچہ مارا سر میمونہ کا اڑ گیا ساتھ والونکو ہوش آیا قیلاب نے چاہا بھاگ کر نکلجاؤن
اسد نے بڑھکر اسکی بھی گردن کی کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا قیلاب ملعون مکر سے مسلمان ہوا کہا حضور غلام
کی دعوت قبول کرین مکر سے اسد کو قلعہ مین لایا بیہوشی پلا کر بیہوش کیا آہن گرون کو بلایا مسلسل
و مطوق کر کے ارابے پر سوار کر لیا ہالیان لشکر سے کہا اس جوان کو خدمت افراسیاب مین لیچلین ارابے پر
سوار کر کے لیچلا ایک منزل پر اترا ہامان جادو برائے مدد افراسیاب جاتا تھا اسنے خبر سنی کہ قیلاب
قوی ترکیب نے طلسم کشا کو مکر سے گرفتار کیا ہے قید کر کے لئے جاتا ہی ساتھ والون سے کہا بڑی تعجب کی
بات ہی غیر ساحر پہلوان اتنا بڑا نام پیدا کرے ہزارون ساحر اسی فکر مین سرگردان ہین کہ طلسم کشا کو پائین
سامنے افراسیاب کے آبرو بڑھائین مین اس جوان کا سر لیکر جاؤنگا یہ کہتا ہوا دربار مین قیلاب کے
آیا برائے تعظیم قیلاب اٹھا ہامان نے کہا اے قیلاب قید طلسم کشا ہمارے حوالے کردو تم بھی چلو کچھ بطور انعام
دلوا دینگے قیلاب نے کہا میری معشوقہ قتل ہوئی ہزارون بندگان لات و منات مارے گئے تب
مین نے ایک جوان کو گرفتار کیا مین ہرگز اس جوان کو نہ دونگا کیا مین شہنشاہ کا خراج گذار نہین ہون ہامان
تو جانتا ہے کہ قیلاب ساحر نہین میرا کیا کر سکے گا سخت کلامی کرنیلگا ہامان نے غصے مین ایک دولی
ماردیا قیلاب کا سر پھٹ گیا سحر کر کے اسکی فوج کو بھی بھگا دیا اب سوچا کہ طلسم کشا کے مددگار بہت ہین
ایسا نہو راہ مین قید چھین لین قتل کر کے سر لیجاؤن یہ سوچکر اسی مقام پر اترا میدان خونی کی تیاری کی اراین
آراستہ ہوئین اسد نامدار کو ارابے سے اتارا یہ غیر مبتیہ جرات مسلسل و مطوق ہی دہری قید جسم پر آراستہ ہو رہی ہین
ہامان نے ارابے سے اتار اکشان کشان اس سردار کو لیکر زیر دار آئے اسد کیساتھ بیچارہ برق بھی قید ہوا

واسطے اسکے تڑپ رہا ہے اسد غازی سے عرض کی اے شہریار چاہ نیلوفر سے نکلنے کی امید نہ تھی حافظ حقیقی نے بچایا تقدیر نے یہان دام مکر مین پھنسایا قریب تھا کہ ہامان جادو اسد کو دار پر کھینچے قضا ے کار غضنفر بن اسد نامدار اسی ہزار ملازمان خود و ملکہ قمر پیکر و ملکہ نسیم جالندری مع بارہ ہزار ساحران نامی تخت پر سوار دونون معشوقین ہمراہ رہتی ہین ظاہر کرچکا ہون کہ قمر پیکر پرورش کردہ مہرخ غضنفر پر عاشق ہوئی تھین افراسیاب نے غضنفر کو قید کرکے در بند جالندریہ پر روانہ کیا نسیم نے عاشق ہوکر رہا کیا جابجا غضنفر لڑتے ہین تحفے دافع سحر اسکے پاس موجود ہین اول انگشتری مہر و ماہ و تیغ ردین نگاف و اسپ بادپا غضنفر نے ہزارہا قریات ہوشربا لوٹ لئے زمینداروں مین دھاک ہے جس قریہ کے قریب پہونچے کہلا بھیجا تھا کہ صاحب آج ہماری آپکے یہان دعوت ہے اگر اسنے بکیفیت سامان حاضر کیا فبہا ورنہ قزاقون کو حکم ہوا انھون نے گانون لوٹ لیا زمیندار کو پکڑ لائے حکم ہوا درخت مین باندھو دو ہزار ہر جے کے لگینگے ورنہ اسکی پشت پر پنجہ ہائے آہن سے سولہ گہی نباد و اسنے کانپ کر اسیقدر روپیہ حاضر کیا اسوجہ سے ہزارہا دیہات و قریات تباہ ہوئے جابجا ساحر بھی ان کے ہاتھ سے مارے گئے ہمیشہ نسیم سے فرمائش رہتی ہے کہ افراسیاب کا میرا سامنا کرا دو مین اسکا سر لیکر باپ سے ملاقات کرون نسیم انکو بھیا پھرتی ہے جانتی ہے کہ افراسیاب انکے ہاتھ سے قتل ہوگا ہر روز وعدہ کرتی ہے کہ لشکر افراسیاب مین لیچلونگی جابجا جنگلون مین لئے لئے پھرتی ہے اسوقت برائے شکار نکلے تھے ملکہ نسیم نے دور سے دیکھا ایک جوان آفتاب مثال زیر شمشیر بیٹھا ہے ساحر اسکو قتل کیا چاہتے ہین غضنفر سے عرض کی غضنفر نے باپ کو پہچانا کلیجہ منہ کو آگیا قبضہ تیغ ردین نگاف پر ہاتھ ڈالا لوقین بچاکر لشکر ہامان پر گرا قزاقون نے زمین تلے اوپر کردی جس ساحر نے منہ کو کھولا کہ سحر کرے جھپٹ کر نیزہ مارا زبان ساحر کی چھید ڈالی ایک نے قریب آکر ہاتھ مار دیا اسطرح قزاقون نے گھوڑے دوڑائے کہ تیغ گردیلمی مہیان ہامان ذرمند قزاق اس تدبیر سے لڑتے ہین کہ حریف نکلکر جانے نہ پائے نسیم نے سحر کرنا شروع کیا اسد غازی نے نور نظر کو دیکھکر قید توڑی نعرہ کرکے اٹھے ساتھ والون کو بھی رہا کیا برق فرنگی بھی چھوٹا اسد نے بیتابی مین آواز دی اے نور نظر مدت سے تمھاری خبرین سنتے ہین اب لشکر مین چلو لڑتے ہوے قریب ہامان پہونچا اسد پر ہامان نے ہاتھ تلوار کا مارا اسد نے کمر مین ہاتھ ڈالکر ہامان کو اٹھا لیا جو زنگ ہوا ئی قلم کیا چاہا فرزند سے ملین غضنفر نے دیکھا لڑائی فتح ہوئی بجھ زنگی مین اواز دی

اسے قزاقان بدر رو یہ سب قزاق ہمت کر سنبھلے غضنفر بوق بجاتے ہوئے نکل گئے ہر چند اسد غازی
نے چاہا دکون فرزند کو گلے سے لگاؤن غضنفر لڑتا بھڑتا نکلگیا اسد لاچار پلٹ گئے ہمراہیان ہامان
کچھ بھاگے کچھ مارے گئے اسد غازی بفتح و فیروزی مع ساتھ والون کے جب قریب لشکر پہونچے لاچین وغیرہ
قفل مین آ چکے تھے طلسم کشا کے نہ پہونچنے سے متفکر تھے آکر قدمبوسی کی لشکوکت دیشان آ کر داخل لشکر ظفر اثر
ہوئے شہنشاہ لاچین و ملکہ مہر افروز و جہاندار شاہ شہنشاہ کوکب روشن ضمیر وغیرہ سب تو
سو سردار ایک بارگاہ استاد ثرا کے بیٹھے صلاحین ہونے لگین لاچین نے کہا اے باغبان اٹھالا بارگاہ کا
لیکر اپنے کو قریب دریائے ہفت رنگ پہونچا دو صراط ہفت رنگ سے خائف رہنا اسکی فوج بڑے
غضب کی ہے اٹھارہ سے قریہ عملداری مین کوہ ہفت رنگ کی ہے صراط ہفت رنگ کو اپنا خداوند
جانتے ہین اٹھارہ سے قریہ کی گنوار ایسی زمین بھر آئیگی ہم بھی فوج کو آراستہ کرکے فرداً فرداً آتے ہین
شاید خدا فتح نصیب کرے قتل صراط ہفت رنگ بہت دشوار ہے اور جبتک صراط قتل نہ ہوگا ا ور
روزنامچہ میسر نہ دستیاب ہوگا دریائے نیل پر اسی روزنامچہ کی معرفت کیفیت امتحان اقبال طلسم کشا
ہو گی روزنامچہ خبر دیگا کیونکر صراط پر فتح پا سکینگے اسد نے کہا خدا مالک ہے ای لاچین انجام کا حال ہر دو
جانتا ہے بہانتک پہونچنے کی کسکو امید تھی صلاحین معقول کرکے باغبان بارہ لاکھ ساحر و لشکر اٹھالا
بارگاہ اسد نامدار کا لیکر طرف دریائے ہفت رنگ کے بصد کر و فر روانہ ہوا اسد کے منہ سے نکلگیا
باغبان کے ساتھ فوج کم ہے ملکہ مہرخ و بہار و ملکہ لعل سخندان و ملکہ ماران زمین کن اسرار صف شکن و
صنا جادو جلال سمنکال اپنے اپنے مقام سے یہ کہکر اٹھین کہ ہم برائے مدد باغبان جائینگے ملکہ لعل نے
کہا حقیقت مین صراط ہفت رنگ حاکم با اختیار ہے فوج اسکی بڑے قیامت کی ہے ماران و
اسرار نے کہا ہم بھی اپنی جان لڑا دینگے یہ سب سرداران مذکور برائے حفاظت باغبان قدرت بلند کا
اسد نامدار سے مل کر شریک ہو کر نقارے بجاتے ہوئے چلے بعد لشکر باغبان و معمار قدرت جہاندار شاہ
پانچ لاکھ فوج لیکر چلے انکے بعد شہنشاہ کوکب روشن ضمیر مع فوج روانہ ہوا ان سبکے بعد شہنشاہ لاچین
نے ملکہ مہ جبین کو تخت پر سوار کیا اسد نامدار بصد جاہ و وقار نشت مرکب پر سوار ہوئے
ایک پہلو مین صندلان صندلی پوش ایک جانب اٹھارہ امیرزادے پشت پر بارہ ہزار قزاق
رفیقان قدیم شہنشاہ لاچین ایک عقاب سحر پر سوار ہو کر بصد کر و فر لشکر کو آراستہ کرکے چلے یہ سب لشکر

فزد آفزوا ممالک فتح کرتے ہوئے طرف کوہ ہفت رنگ کے جاتے ہین گر ذکر ان کا وقت پر تحریر ہوگا -

دو کلمہ داستان حیرت بیان کوہ ہفت رنگ خبر ہونا صراط ہفت رنگ کو آنا فوج قریات کا و آمد فوج مصور برائے مدد صراط و ہنگامہ عظیم برپا ہونا زیر کوہ ہفت رنگ و عیاری شہنشاہ اوج عیاری و گرفتار ہونا آٹھ نے صراط کے اور قید کا جانا قصر ہفت رنگ مین و ملاحظہ سبزاداان و دیگر حالات متعلق داستان

ہذا عجب داستان حیرت انگیز ہے ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا ساغر ہفت رنگ
صراحی اٹھا جام مے کو سنبھال
کہ ہر سمصیر ان گلزار ہین
نہال چمن صورت دار ہے
گل استرقی کا ہے کیون رنگ زرد
صبا نے کہا آکے کیا باغ مین
ہر اک گل سے شعلہ نکلنے لگا
ہر اک برگ ہے بار اشجار مین
صبا نے اڑا دی چمن مین خبر
مخالف ہوئی اس حسین کی ہوا
قمر بلبل و گل کا کیون ذکر ہے

کہ در پیش ہے کج رندونکو جنگ
ترے دور مین چین ملتا نہین
یہ ہین پھول گلشن مین یا خار ہین
اڑا رنگ گلشن ہوا انقلاب
صبا نے رخ گل پہ ڈالی ہے گرد
چمن مین جو رنگ جنون ہو گیا
چمن آتش گل سے جلنے لگا
مخالف یکایک زمانہ ہوا
کہ ہر باغ مین ہے سبب شور و شر
سراسر نکیون ہے خلل باغ مین
نئی داستان کی مجھے فکر ہے

عبث رند میکش ہے پیر قیل و قال
مرا غنچۂ فکر کھلتا نہین
عبث طبع بلبل گرانبار ہے
کہ ہے زلف سنبل کو بھی پیچ و تاب
نیا رنگ ظاہر ہوا باغ مین
تو لالے کا دل غم سے خون ہو گیا
ہوا گرم جلتی ہے گلزار مین
یہ آنسو بہاتا بہانا ہوا
کہا سنکے صیاد نے برملا
ہوا باغبان کا عمل باغ مین

طی کنندگان ممالک کوہ ہفت رنگ ورہروان راہ پر خطر میدان ہنگ داستان ہفت رنگ کو یون تحریر فرماتے ہین شعر نگار زندہ داستان عجیب بندہ لکھتے ہین یون ماجرائے غریب بندہ صراط ہفت رنگ بندہ سامری جمشید مالک دریائے ہفت رنگ درانداز دریائے نیل افراسیاب کا کفیل برسر کوہ ہفت رنگ ایک حجرہ بنا کر رہتا ہے سات خدمتگار برائے خدمتگزاری و ہفت کنیزان سامری ہر وقت خدمت مین حاضر رہتے ہین تخت یاقوت نگار پر بیٹھا ہوا سیر صحرائے ہفت رنگ کر رہا ہے کہ گرد عظیم بلند ہوئی صراط نے دیکھا باغبان قدرت نشت گرد پا در رفتار پر سوار پشت پر بارہ لاکھ ساحران نامی و نامدار ایک پہلو مین ملکہ لعل خندان ایک سمت ملکہ مارا ن

دامن اصف شکن پشت پر چار سو سرداران نامی رازداران طلسم ہوشربا ایک ایک فن ساحری مین
یکتا دیکھا اٹھالا بارگاہ زرلفتی کا اژدرہائے آتش فشان پر لدا ہوا شعلہ ہائے آتش دہن سے اژدر کے
نکلتے ہوئے نخل ہائے صحرا جلتے ہوئے اس کروفر سے باغبان دو کوس ہٹ کر کوہ ہفت رنگ
سے ٹھہرا ابھی باغبان ٹہل رہا ہے کہ خدمتگار صراط کا سامنے آیا سلام کر کے عرض کی مرشدزادے
ارشاد فرماتے ہین کہ اے باغبان گلزار طلسم ہوشربا اے بانیان بنائے ظلم وجفا یہان لشکر ہٹا لانے
کا حکم نہین ہے یہ وہ مقام ہے کہ جہان سامری وجمشید تشریف لاتے ہین اپنے بندگان خاص کو
جمال ہمایون دکھاتے ہین یہ کوہ ہفت رنگ مقام ولادت سامری ہے بزرگی یہانکے سنگریزون
مین بھری ہے باغبان نے خدمتگار کو جھڑک دیا کہا جا کر کہنا کہ اے صراط ہفت رنگ وقت جنگ
قریب آیا بہتر یہ ہے کہ ہمارا آقائے نامدار تشریف لاتا ہے منتظر رہو کر لڑتے بھڑتے تا دریائے نیل جائین
لوح طلسم ہوشربا حاصل کرین اگر تو اپنی جانبری چاہتا ہے آکر شرکت کر سرکشی مین خراب ہوگا اپنے
عجائب وغرائب پر مغرور نہو عنایت پروردگار سے پردہ ظلمات وجاہ نیلوفر فتح کر کے آئے ہین
خدمتگار یہ جواب سنکر پلٹا اسرار ومادان نے کہا اے باغبان جواب تو تمنے خوب دیا لیکن ہوشیار
ہوجاؤ صراط ہفت رنگ کو یہ جواب بہت ناگوار ہوگا کہاد قریات ہفت رنگ سے آیا چاہتی
ہے یہان بھی کمربندی ہونے لگی صراط حجرے سے نکل آیا برسر کوہ ہفت رنگ ٹھہرا دیکھا فوج
باغبان سے تمام صحرا بھر گیا ہے نشان سنہلے مرکب سے زمین زرہ پوش دریائے لشکر کا جوش وخروش
خدمتگار نے پلٹ کر جواب دیا کہ حضور بارگاہ طلسم کشا لیکر باغبان آیا ہے صراط نے کہا مین اس
زمین پہ نہ جمنے دونگا باغیون کا قدم نہ جمنے دونگا یہ کہکر ایک آواز دی نقارہ نوازو اے صاحب
سامری شعبدہ باز حاضر ہو دیکھا ایک نحیف وضعیف نقارہ دوش پر چوب ہاتھ مین آکر پہونچا صراط
نے کہا نقارہ بجا دے اٹھارہ سو قریہ مین خبر ہوجاوے یہ باغی ٹھہرنے نپائین انمین سے کوئی زندہ
نہ بچے ہر ایک سردار اپنی سرکشی کی سزا پائے نقارہ نواز وہی ساحر نحیف نقارہ کاندھے پر رکھے ہوئے
چوب ہاتھ مین لیکر بلند ہوا آواز دی اے رعایائے کوہ ہفت رنگ بیت وقت جنگ ست جنگ باید
کرد نہ کوشش نام وننگ باید کرد باغیون نے سرکشی کی ہے یہ زندہ نبچنے پائین یہ کہکر تین چوبین نقارہ
پر لگائین ظاہر مین نقارہ چھوٹا تھا آواز نے اسکی زمین کو ہلا دیا باغبان وغیرہ مسلح کھڑے ہین کہ دیکھا

چار جانب سے گرد بلند ہوئی بے حساب گنوار ٹٹوئن پر سوار فوج پاسیون کی قطار در قطار تیر کنتھے
ہاتھ مین کالی کالی صورتین ننگ خاندان جسم برہنہ مرزائی اوتار کر کمرین باندھی لٹھ ہاتھ مین بڑے بڑے
نیزے برچھیان تلوارین ہر طرح کے حربے ہاتھ مین لئے ہوئے لینا لینا کرتے آتے ہین اسرار و ماران
نے کہا اے باغیان غضب ہوا گھار آپہونچی خدایا گنوارون ہی کی بدعت سے بچائے یہ کلمہ زبان سے
پورا نہوا تھا کہ اٹھارہ لاکھ دیہاتی حربہ ہائے سحر و غیر سحر لیکر آ گرے ساحران نامی جانباز و سرفروش سکو
جرات کے جوش تلوارین کھینچکر جا پڑے گنوارون نے آتے ہی ایسے حربے کئے کہ فوج باغیان
کے پاؤن اٹھنے لگے ماران زمین کن و اسرار جادو و ملکہ لعل سخندان جملہ سرداران جرات نشان
اس لڑائی مین جان لڑا رہے ہین ان گنوارون نے مقابلہ یہ سب جنگ دیدہ و صید جانبازی لڑ رہی ہین نالی کی
نیزہ سے سینے ملا دئیے خون کے دریا بہا دئیے نقیب پکارتے پھرتے ہین اے مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید
یہ میدان کارزار ہے اپنے اپنے بزرگون کا نام روشن کر دینا تا بند ارہی اسکا کیا اعتبار ہی حباب لب دریا
سے مثال دیتے ہین یارو اسکو بھی وقفہ ہے آمد و شد نفس کا کیا بھروسہ چشم زدن مین رشتۂ حیات منقطع
ہوتا ہے بھائی کو بھائی روتا ہے باپ نے نوجوان فرزند کا سوگ رکھا مرنیوالے نے عین شباب مین موت کا
مزا چکھا رہروان ملک عدم کا حال نہ کھلا کہان جاتے ہین کیا مقام دلچسپ ہے کہ کوئی جاکر واپس نہ آیا
وہی راہ سکو درپیش ہے تھوڑا سا پس و پیش ہے نقیبون نے جو یہ الفاظ عبرت آمیز کہے مردان عالم کی
آنکھین سرخ ہو گئین جھوم جھوم کر دشمنون پر جا پڑے نشۂ بادۂ جرات مین خوب لڑے گنوار بھی دم نہین
لینے دیتے مدد چار جانب سے چلی آتی ہے ایک غول ہٹا دوسرا غول آ پڑا دو دو لاکھ کی مجمع گنوارون
کے آ گرے لاکھون مارے گئے لیکن چلے ہی آتے ہین صراط کوہ ہفت رنگ سے پکار رہا ہے اے
رعایائے کوہ ہفت رنگ آجکی جنگ یادگار ہے سامری و جمشید تمھاری قدر کرینگے افراسیاب دامن مدعا
گل آرزو سے بھر دیگا ایک ایک کو نہال کر دیگا یہ جانبازی ضائع نہ ہو گی کبھی یہ آواز دیکر خود بھی کچھ اشیائے
سحر پھینکتا ہے اسکے سحر سے زمین تھراتی ہے کبھی آگ کا دریا بنا کبھی بجلی برسا قیامت کبری برپا ہے شام تک
اسی طور سے تلوار چلی ہمراہیان باغیان انتہا کے زخمی ہوئے ہر چند کہ ان سردارون نے بہتیرے پرے
مٹائے پانی کے ابر روکے سحر صراط کے دفع کئے دمبدم سحر کرتا ہے کبھی دامن اپنا پھاڑ کر آسمان پر
پھینکا لکھہائے ابر سیاہ ظاہر ہوئے وہ ابر زمین پر گر کر سرنگون ہو گئے قطرات آب چنگاریان بنگی جسم

مردان عالم کے تیرہائے سحر سے چھن گئے لڑائی سے منہ نہین پھیرتے شام کو باغبان قدرت نے
پلٹکر دیکھا سب ساتھ کے ساحران زبردست زخمی ہوئے لیکن کھڑے جھوم رہے ہین قبضہ ہائے تیغ
چوم رہے ہین کھیت مین قدم جمے ہوئے کشت جرات کو سرسبز کر رہے نام پر مر رہے ہین باغبان نے
دیکھا یہ سب ثابت قدم کوہ محبت لڑتے لڑتے مر جائینگے قدم نہ ہٹائینگے باغبان نے اس حال
پر ملال مین سوارونکو گود مین اٹھایا ہوادار پر ڈال لیا مجبور ہوکر یہ صلاح ہوئی کہ یہانسے نکل چلو اب
قدم نہین تھمتے نہایت مجبور و لاچار ہین لڑنیوالے بالکل بیکار ہین سحر بھولے قبضہ ہائے شمشیر ہاتھون مین
جم گئے تلوارین عاری سپرین روگردان سنانہائے نیزہ گر گئین خنجر بیدم علمہائے فوج پرالم ماتم گسار گرے
پھریرے دامن پھیلائے ہین زمین گلنار خون کا دریا بہ گیا اس دریائے خون مین کشتی حیات مردان عالم طوفانی
موجہ دریائے خون بلند تشنگان دریائے حیات بصد شوکت شناوری کر رہے ہین جو جہان گرداب کا
جب بالکل رات ہوگئی تب باغبان نے اثاثہ بارگاہ کا اسی میدان مین چھوڑا سردارونکو لے نکلا جانکو غنیمت
جانا نقد و جنس سب چھوٹ گیا ایک دامن صحرا کو مثل دامن مادر جانکر فرار پر قرار کیا باغبان اور یہ
بے خستہ و شکستہ حیران و پریشان بڑا انتشار ہے کہ بارگاہ بھی چھوٹی اے باغبان کو ہفت رنگ
کا فتح ہونا دشوار ہے کہ ملک جہاندار شاہ معاونت قدرت جو بعد باغبان چلے تھے آکر پہونچے جہاندار
نے جو باغبان کا یہ حال دیکھا سرداران صف شکن کو زخمی پایا سبکو لیکر اپنی بارگاہ مین آیا
زخم دوزی کی باغبان نے کہا اے شہنشاہ بیابان گلریز صراط ہفت رنگ کا مارا جانا بہت مشکل ہے
مین چار پہر کامل لڑا سردار میرے ساتھ کے اس جانبازی سے سحر کر رہے تھے کہ زمین کانپتی تھی اٹھارہ
سو قریہ کی گہار آئی دمبدم فوج تازہ کا سامنا تھا ان لوگون نے مقابلہ لوہے کی دیوارین توڑین تمکدہ
ہفت رنگ نے بھیجے اب خیال ہوا کہ یہ سب سرداران نامی جنکو خواجہ نے اپنی جان دیکر مطیع کیا
یہ سب لڑ بھڑ کے مر جائینگے بیہوش ہو ہو کے گر پڑے تھے جہاندار نے کہا اے باغبان مین رات بھر مین قلعہ
ڈھاتا ہون کوہ ہفت رنگ کیا صراط کیا چیز ہے زمین کوہ ہفت رنگ کی اڑا دونگا یہ کہکے جہاندار
نے حکم دیا اے عماران سب صاحبون کا علاج کرو اور خود دو لاکھ فوج لیکر بڑھا تین کوس کوہ ہفت رنگ
سے پیچھے ہٹ کر ایک بیشہ مین یہ شیر اترا یہان صراط نے جب دیکھا اہل اسلام بھاگ گئے گنوار بھی
لاکھون قتل ہوئے باقیماندہ سامنے اسکے آگئے سبھون نے عرض کی اے بیبرہ خداوند سبکو ہٹا دیا مگر ہم مین

ہمین اب یہ طاقت نہین کہ مال و اسباب جو الکار رہگیا اسکو قبضہ مین کرین ہم سبکو اپنے اپنے مقام پر جانا
دشوار ہے ہر چند دو کلان زخم اور چند زخمی سامنے تھے صراط نے ساتون پتلیون سے اشارہ کیا نمونہ
قدرت سامری دکھاؤ ان سب کے زخم رات بھر مین صحت پاجائین ساتون پتلیان بلند ہوئین آسمان پر
اگر باران سحر برسایا جسکے سر پر قطرہ پڑا اسکا زخم صحت پاگیا اسطرح صراط نے نمونہ شعبدہ بازی دکھاکے
ان سبکو رخصت کیا پتلیان جو آسمان پر سے اتریں انھون نے خبر دی ای نبیرہ خداوند دور بین سے دیکھی
ہمین اگر اتری ہین ملک جہاندار شاہ قلعہ تیار ہا ہی صراط نے حکم دیا خبردار رات بھر گرد کوہ ہفت رنگ
کے پھرو کوئی آنے نپائے قلعہ نہ تیار ہو پتلیان ساتون اڑگئین رات ہو چکی تھی ساتون خدمتگار صراط
لے مجرے مین چھوڑے خود پہاڑ سے کود اچھا گا ہوا کئی سے کوس راستہ طے کرکے بزور سحر قریب دریائے
نیل پہونچا دیکھا دریا جوش مار رہا ہے ابر سوسنی بر سر دریای نیل سایہ فگن ہزار ہا طائران نغمہ سرا نغمہ زن دمبدم
ابر سوسنی چرخ مار رہا ہے صدائین مختلف آتی ہین تڑپنا ابر کا دیکھکر صراط پریشان ہوا پردہ ہای غفلت
آنکھون مین پڑے ہین اپنی شعبدہ بازی کا غرور کنارے کھڑی ہوکر دیکھنے لگا ساتون شہزادون کی
چرخ مارتے ہوئے ظاہر ہوئے صراط ہفت رنگ نے سرون کو دامن مین لیا وہان سے بھاگ کر
قصر ہفت رنگ مین آیا سات مونڈھے جواہرات کے آراستہ کئے ساتون سر مونڈھون پر رکھدئے
روزنامچہ امیر الجبر ہاتھ مین لیکر بیٹھا مشتاق ہے کہ بطور قدیم یہ ساتون سر کلام کرین مین حال آئندہ تحریر
کرون دیکھا ساتون سر خاموش عرصہ دراز تک صراط سر جھکائے بیٹھا رہا جب کسی سر نے کلام کیا
اس خود سر کو سراسر پریشانی ہوئی گھبرا کر پکارا اے رازداران طلسم ہوشربا ای شعبدہ بازان ہیکل فیکیا
کچھ کلام کرو ہم تمھاری تقریر دلپذیر کے مشتاق ہین سر شہزاد شہنشاہ لاچین قہقہہ مارکے ہنسا آواز دی او بے خبر
مغرور کیا کلام کرین اب ہماری عملداری ہوگی ہمارا بادشاہ عالیجاہ مدتون بیگناہ قید رہا کیا کیا ظلم
سہے اب وقت فرحت و انبساط ہے ای صراط وقت احتیاط ہے چند باتین کرکے سر لاچین خاموش
ہوا ان کلمات کو صراط نے درج روزنامچہ نکیا پھر آواز دی صاحبو کچھ بات کرو مین تم سبکا خدمتگار
ہون اہل اسلام نے لشکر کشی کی ہے اسکا انجام کیا ہوگا مقابلہ کرون یا ہٹ جاؤن کچھ ارشاد فرمائیے
مین تو احکام کا پابند ہون آج ہزارون ملکہ لاکھون اہالیان قریات ہاتھ سے سرداران اسد کے قتل ہوئے
آشنا بڑا کھیت پڑا کر لاشے دامن کوہ ہفت رنگ سے نہ اٹھ سکے سب بیچارے روتے پیٹتے چلے گئے اسقدر مطیع منہ

سامری یہین کسی سے دم نہین مارا اپنے عزیزونکے لاشے بھی نہ اٹھا سکے کیا لشکر اونکو تسکین دون ملک
جاندار شاہ بادشاہ بیابان گلگون قلعہ بنا رہا ہے کنیزان سامری کو حکم دیا وہ رات بھر شقت کرینگی
یہی قصد ہے کہ قلعہ تعمیر ہونے دون جب صراط ہفت رنگ بہت پیچ وتاب کھایا سر افراسیاب ز بقہر
وغضب تمام جواب دیا او مغرور وقت کلام کسی بات کرنیکی مہلت ہے قریب وقت ذلت یہی چند اشعار
آبدار تصنیف کردہ منشی احمد حسین صاحب قمر پڑھتا ہون اگر اسکے معنے سمجھیگا زوال سے بچیگا ورنہ زمانہ
کا انقلاب ہے دل تردد منزل کو پیچ وتاب ہے صراط ہفت رنگ گوش بر آواز ہوا سر ہمزاد
افراسیاب یہ اشعار عبرت آثار پڑھنے لگا نظم مصنف

بحال عزیزان نظر کردمے
لحد تنگ وتاریک با رنج وغم
کہ جمشید رفت از جہان دردمند
چو آمد مرا یاد آن شہریار
عدالت کند نام نیکت بلند
قمر طول چون کرد طور سخن
ز سعدی ہمین یک سخن یادگار

چو دیدم قبر شہ چین درے
وزیران لشکر نہ جاہ وحشم
روایت کند راوی خوش بیان
شدم بر مزارش بغم اشکبار
بگو اے شہنشاہ فیروزہ بخت
ندا آمد اے یار غمخوار من

بشہر خموشان گذر کردمے
یکے گفت این قبر کاؤس کے
کجا ہست ضحاک بدعت پسند
چو رفتیم بر قبر نوشیروان
بگفتم کہ افسوس اے ارجمند
بملک عدم یافتی تاج وتخت
منہ دل برین دیر ناپایدار

یہ اشعار پڑھکر سر ہمزاد افراسیاب خاموش ہوا سر ہمزاد مصور کو
جوش خروش ہوا صدا دی اے بھائی ہمکو تیری بات نہ بھائی بخت واژگون نے انقلاب کیا غرور نے
خراب کیا ہمکو تو فقیری پسند ہے جو بزرگون نے کہا اوسکی پیروی واجب ولازم ہے بادشاہ لاکھ بھی شاہ
کہتے رہین فقیر کا بھی لقب شاہ ہے بلکہ آسمان جلالت کا ماہ ہے ابتو حال تباہ ہے کسی دیر یہ مین جا بیٹھین
چلکر دھونی رما مین چہرے پر بھبھوت ملین ہاتھ خواہش دنیا سے اٹھالین پانون پھیلائین ہزارہا حاجتمند
بخواہش تمام حاضر ہونگے جب ہماری بزرگی سے ماہر ہون گے خاک پا طوطیائے چشم بنائینگے گوشہ قناعت
مین بیٹھکر کبتک دشمنون سے جان بچائینگے ای برادر بجان برابر فنا آخر فنا سلطنت کر کے ذلت اٹھائی
خالی ہاتھ آئے خالی ہاتھ چلے افسوس انجام کی فکر نکی باطل پرستی مین عمر بسر ہوئی جب بال سفید ہوئے
زندگی سے ناامید ہوئے شب پیری کی سحر ہوئی آفتاب سر پر آیا کچھ نہ خبر ہوئی او غافل ہوشیار ہو خواب
غفلت سے بیدار ہو تمنے سب کچھ سمجھا دیا آگے تجھکو اختیار رہی یہ حقیر مجبور ولاچار ہے یہ باتین کرکے سر ہمزاد

مصور خاموش ہوا اسی طرح کی باتین عبرت آمیز حسرت انگیز شب بھر رہین ایک فقرہ بھی صراط نے
نہ لکھا صراط چاہتا تھا ان سرون کا دستور تھا ایک ایک سر ایک ایک دن کا حال بیان کرتا تھا ہفت
حال پورے سننے کا کر جاتے تھے ہم روزنامچہ امیر بحر بناتے تھے کسی سر نے یہ صاف صاف نہ کہا
کہ کل کیا ہوگا یکایک ستارہ سحری چمکا بیاض سحری کے اوراق کھلے ماہ تابان نے صفحات نجم لپیٹے دیوانخانۂ
مغرب مین داخل ہوا صراط کا ورق روزنامچہ امیر بحر تحریر سے معرا رہا گھبرا کر اٹھا کہ ایسا نہو نیر اعظم بلند ہو
قاعدے مین فرق آجائے دامن مین سرونکو لیکر بھاگا ہانپتا کانپتا منتشر بدحواس کنارے دریائے نیل کے
ہو بجا سرون کو دریا مین پھینکنے کا طرف کوہ ہفت رنگ کے پلٹا دل سے کہتا ہے ای صراط کیا رنگ ہوا
سو برس سے مین روزنامچہ لکھتا ہون کبھی ورق مضمون سے خالی نرہا کسی سر نے سر کی بات نہ کہی
سر اسر معاملہ غلط رہا معلوم ہوتا ہے زندگی پر حرف آیا انشا غلط املا غلط شاید دفتر طلسم ہوشربا کی برہمی کا
وقت آیا میر بخشی قضا و قدر جانے الیکا چہرے نظری ہوئے دیوانخانۂ عیش مین فرق آیا تقدیر کا لکھا آگے آیا
کوئی نکتہ ہم نہ سمجھی سرون سے رات بھر سر مغزی رہی سر پھر گیا دیکھین انجام خود سریکا کیا ہو اسی حال
مین بالائے کوہ ہفت رنگ آیا دیکھا ساتون پتلیان پلٹکر آئین گردین اٹھی ہوئی انگلیون سے
قطرات خون ٹپکتے ہوئے صراط نے کہا کیون خیر تو ہے آج ان ساتون پتلیون نے کہا ای نبیرۂ جمشید آسمان
افسونگری کے خورشید ہم سے خوب مزدوری کرائی رات بھر ہمکو مشقت کرتے گذری جہاندار شاہ
بادشاہ عالیجاہ قلعہ بنانے مین مصروف تھا رات بھر اسکا سحر مٹایا یہ نوبت ہوئی کہ زندگی سے بیزار ہین
ہم دیکھ رہے ہین کہ سامری و جمشید ہمکو بلاتے ہین شعلہ ہائے آتش نظر آتے ہین صراط نے کہا یہ مین رات
بھر پریشان رہا سرون نے ہمزاد ون کے ایکدن کا بھی حال نہ بیان کیا عبرت کے کلام سنتے سنتے سر پھر
گیا تمنے بھی اسوقت عجب جملہ سنایا صاف صاف کہو کیا ہوگا اس لڑائی مین فتح ہے یا شکست ہے آخر
کیا بند و بست ہے پتلیون نے کہا آپ نبیرہ سامری و جمشید ہین فتح و شکست کا حال آپ جانیے
رازدار سامری حضور ہین ہم سراسر بے قصور ہین صراط تو پتلیون سے باتین کر رہا ہے لیکن جہاندار نے
شب کو یہ دیکھا کہ مین نے دیوار دور قلعہ کے بنائے جھونکا ہوا کا چلا دیوار گر پڑی شب بھر اسی مصیبت
مین رہا قلعہ نہ تیار ہوا صبح کو معمارون نے پوچھا جہاندار پسینے پسینے دیوارین گری پڑی ہین ایک برج بھی
آراستہ نہوا معمارون نے پوچھا اے شہنشاہ خیر تو ہے جہاندار نے شب کی کیفیت بیان کی کہا اے قوت

بازو اے سردار خوشنو کبھی ایسا معرکہ نہین گذرا رات بھر مین نے کدو کاوش کی دیوار نہ بنا سکا سامنے
باغبان وغیرہ کے مین نے دعوی کیا تھا کہ بوقت سحر قلعہ تیار کر کے کوہ ہفت رنگ کو اڑا دون گا
صبح ہوگئی اب کیا کرون معمار قدرت نے سر جھکا لیا کہا حضور کیا جواب دون نئی بات گذری
آپکے سحر نے کسی مقام پر کمی نہین کی یہ کہکر معمار نے چار اینٹین زمین پر رکھین سحر اپنا کیا تھوڑی دیر
مین برج بنکر تیار ہوا ایک توپ برج پر لگی ہوئی وہ گولہ انداز بارود وغیرہ حاضر معمار نے کہا حضور
برج پر جائین مین فوج لے کر بلوہ کرتا ہون یہی ایک توپ کافی ہے جب اسکے گولے پہاڑ پر پڑینگے تو
سو آواز مین پہاڑ اڑ جائیگا جہاندار شاہ کو بڑی حیرت ہوئی کہ معمار کا برج تیار ہوا میرا قلعہ بنانا بالکل
بیکار ہوا باغبان وغیرہ بھی ساتھ ہین نہایت محجوب و شرمسار ہین عرصے مین برج پر کرسی بچھا کے بیٹھا
فوج دریا موج اسکی معمار تیار کرا کے لایا گولے ہاتھ مین لئے نعرے کرکے بڑھی جہاندار نے حکم دیا گولہ
اندازون نے رنجک رکھکر توپ فیر کی صراط بر سر کوہ ہفت رنگ ٹہل رہا ہے ساتون پتلیان
اپنی مصیبت بیان کر رہی ہین کہ دناتے کی آواز ہوئی صراط نے دیکھا جہاندار برج پر بیٹھا ہوا توپین
فیر کر رہا ہے پتلیون سے کہا اے کنیزان سامری تم جلدی چلی آئین وہان برج بنگیا یہ بڑا بزرگ مقام ہے
گولہ تو پہاڑ تک نہ آئیگا رعایائے کوہ ہفت رنگ کس طرح آکر لڑے گی لاشون کے میدان مین
اسقدر انبار ہین قدم رکھنا دشوار ہے پتلیون نے کہا اے مرشد زادے اس برج کی کیا حقیقت ہے اور
فوج جہاندار کی کیا لیاقت ہے ہم ابھی جاتے ہین یہ کہکر ساتون بڑھین صراط نے پکار کر آواز دی
اے رعایائے کوہ ہفت رنگ وقت جنگ ہے ہاتھ سے ان سرکشون کے دل تنگ ہے زیادہ حفاظت
نام و ننگ ہے پتلیان بلند ہوکر برج پر لہرائین جہاندار نے یہ بھی دیکھا کہ مین نے اتنے گولے مارے کوئی
گولہ کوہ ہفت رنگ پر نہ پڑا جب گولا سامنے مین پہاڑ کے پہونچا پھٹکر گر پڑا کنیزان سامری نے
جو آکر عکس اپنا برج پر ڈالا ایک دناتا ہوا توپ پھٹ گئی گولہ انداز جلنے لگے جہاندار کود کر الگ ہوا
معمار فوج لے کر بڑھا چاہا کوہ ہفت رنگ پر جا پڑون کہ چہار جانب سے گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا معمار
نے لاکھون گنوار آ پڑے سحر چلنے لگے اہالیان فوج تو اونسے لڑے مگر معمار و جہاندار تلوارین کھینچکر گولے
مارتے ہوے طرف کوہ ہفت رنگ کے چلے جہاندار سحر کرتا قریب درجہ اول پہونچا چاہا جھوم کر
جرأت دکھاؤن درجہ پر کوہ ہفت رنگ کے چڑھ جاؤن صراط نے ایک چیخ ماری پہلا درجہ کوہ

کا قفل طلسم ہے وہ شق ہوا ایک برق کڑک کے سر جہاندار پر گری سر زخمی ہوا جھولی جو بائین ہاتھ پر پڑی
تھی اُسمین آگ لگئی قریب تھا کہ جہاندار لڑکھڑا کر گرے معمار نے بغلون مین ہاتھ دیا جہاندار کو سنبھالا
پتلیان بر سر کوہ ہفت رنگ مستعد جنگ چاؤن چاؤن کر رہی ہین جب چمک کر مثل ستارۂ سحری
بلند ہوتی ہین جس پر سایہ ڈالا اسکا سر پھٹ گیا جہاندار دیکھتا تھا معمار نے دیکھا یہ ستم خصال صاحب جاہ
و جلال غیرت مین اپنی جان دیگا سحر یہان تاثیر نہین کرتا درجہ اول سے برقین چمک رہی ہین معمار کا بھی
شانہ نشانہ ہوا جھولا گیا کئی سو افسران نامی اُس مقام پر مارے گئے مرنے والون نے قدم نہ ہٹا غیرت
مین جانین دین معمار نے جہاندار کو کاندھے پر لادا بھاگ کر قلب لشکر مین آیا گنوارون نے فوج کا
ستھراؤ کر دیا تھا پتلیون نے ہزارون کو مارا تھا ملازمان جہاندار پیچھے ہٹے چلے آتے ہین کہ صحرا سے
گرد اڑی دیکھا سب نے شہنشاہ کوکب روشن ضمیر مع بلور چہار دست وغیرہ آ کر ہونچا دیکھا جہاندار
و معمار زخمی گنوارون کا بلوہ غول کے غول چلے آتے ہین صراط بر سر کوہ ہفت رنگ کھڑا ہی سحر کر کے
گولے پھینک رہا ہے کوکب نعرہ کر کے آ پڑا جہاندار کی فوج کے آگے سینہ سپر کر دیا دو تین گولے ایسے
مارے دس بارہ ہزار گنوار مارے گئے بران نے بھی اختر مروارید کو پکارا اور بلور چہار دست تلوار کھینچکر جا پڑا
جمشید بن کوکب بڑھکر بڑا ملکہ اختر بن پہلوان فیلزور شمشیر زن موتیون کے مالے مارنے لگی فوج
کو تہ و بالا کیا صراط نے جو دو چار گولے پھینکے سر کوکب زخمی ہوا اختر مروارید بران سیاہی قبول کرنے
لگا اختر کا ستارہ گردش مین بلور جان دینے کی کوشش عین گرمی جنگ مین صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی
سب نے دیکھا صورت نگار تخت پر سوار مصور جادو بقہر و غضب تمام پشت مرکب باد رفتار پر سوار
پشت پر بارہ لاکھ فوج بڑے زور و شور سے آ کر ہونچا آتے ہی مصور نے جھولی سے گتھا تصویرونکا نکالا
مقراض سے سر جو تصویرون کے کاٹے عجب نقشہ ہوا ملازمان کوکب و جہاندار کے سر کٹ کر گرنے
لگے گھوڑون نے سوارون کو زمین پر ٹپکا جو مرکب بھاگا جا کر دریائے ہفت رنگ مین گرا مصور
نے ایک تصویر کاغذی بشکل پریزاد جھولی سے نکال کر چھوڑی کہا اے شبیہ سامری سبکو دیوانہ
کر دے لاشون سے میدان کارزار بھر دے وہ پریزاد رقص کرتی ہوئی چلی ایک غول کے سامنے آ کر
پہونچی سب اس پتلی کے پیچھے چلے وہ پتلی جا کر دریائے ہفت رنگ مین پھاند پڑی ساٹھ ہزار جوان
پریزاد کی جستجو مین بجوش محبت دریا مین پھاند پڑے جو گرا وہ پھر نہ اُبھرا چاہ محبت کے ڈوبے ہوئے

کب ابھرتے ہین عاشقان صادق ڈوب کر مرتے ہین جب وہ پریزاد دریا سے سر نکالکر آواز دیتی ہی اے
عاشقان جانباز مین ڈوبتی ہون مجھکو نکالو ہزار ہا ساحر جا پڑتے ہین دریاے ہفت رنگ کا غرانا جو گرا
غرق دریاے محبت ہوا ابھرنہ ابھا ہزار ہا سر مثل حباب پیرنے لگے ہر چند کوکب روکتا ہی وہ مبہوت نہین
رکتے اب کوکب کو انتشار ہران بیقرار بلور اشکبار جہاندار و معمار زخمدار مصور بڑھتا چلا آتا ہے
کبھی مقراض سحر سے رشتہ حیات منقطع کرتا ہے کبھی وہ پریزاد پکارتی ہی دریا سے اپنی جان دینے والونکو
للکارتی ہی لاکھون پر نوبت پہونچی قریب تھا عجب سے کوکب اپنے کو دریاے ہفت رنگ
مین گرا دے کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی شعر از دامن دشت کو داورنگ ٭ گرد سے برخاست
توتیارنگ ٭ از دامن دشت آن عبائے ٭ رخسارہ نمود شہر یار سے ٭ سب نے دیکھا زیر سایہ علم شیر پیکر اسد
ولا در تخت پر ملکہ حسین الماس پوش عقاب سحر پر اوج افسونگری شاہباز سنگار رنگا دسحرو
ساحری شہنشاہ لاچین خوش آئین پشت پر فوج بیشمار سرداران نامدار ملکہ بادیان و ملکہ ناہید و
مولج و ملکہ گلنار گلنار پوش و ہلال سحر افگن وغیرہ شہنشاہ لاچین نے آتے ہی یہ معرکہ دیکھا کہ
باغبان و ملکہ بہار انتہائی زخمدار جہاندار و معمار بالکل بیکار کوکب کا سر زخمی ران پر بھی نئی زخم
آچکے ہین بلور زخمون مین جھوم رہا ہے مصور نے آج قیامت برپا کردی اسکے شعبدے نے زمین ہلادی ہزارونکو
دریاے ہفت رنگ مین ڈوبے ہزارونکے اپنے سر کاٹے گھوڑا بڑھائے ہوئے چلا آتا ہے آج
بڑا جاہ و جلال دکھاتا ہے صراط کو آواز دی بھائی صاحب نہ گھبرایئے ماہ دولت اپہونچی مگر بڑا افسوس
یہ وہ مقام ہے کہ نانا دادا ہمارے برائے سیر تشریف لاتے تھے اس مقام پر خونریزی مسلمانونکی
تلوار کی تیزی نانا دادا رحم کرین ایسا نہ طبقہ زمین کا الٹ جاے باغیون کا کلیجہ پھٹ جاے صراط
نے پکارکر آواز دی اے برادر ہمارے خداوندون کا یہ دستور نہین بلکہ یہ دستور ہے کہ جو انکا اعتقاد رکھتے
ہین وہی موت کا مزا چکھتے ہین دشمنون پر تقدیر نہین کرتے بلکہ باغیون سے ڈرتے ہین اس خونریزی کا بدلا
ضرور ہوگا یہ دونون تو آپس مین یہ باتین کر رہے ہین پتلیان کڑک کڑک کر گر رہی ہین جس پر سایہ
ڈالدیا وہ جلگیا گنوار نے گنوارونکی قیامت برپا کی ہے مدد چلی ہی آتی ہے شہنشاہ لاچین نے
جو یہ ہنگامہ دیکھا اسد کو تو روکا کہ آپ آگے نہ بڑھین یہ مقام شعبدہ بازی افسون سازی ہی آپ
کسکو جواب دینگے یہ کہکر لاچین نیچے ہٹا دستک دیکر آواز دی ارے کوئی نمک حلال حاضر ہی آسمان سے

آواز آئی حاضر حاضر خیر خواہان دولت برائے جانبازی مستعد ہین اسد نامدار نے دیکھا ایک صندوق
مقفل دو جوان سر پر رکھے ہوے سامنے لاچین کے لائے لاچین نے جوڑے سی کنجی نکالی قفل
صندوق مثل راز سربستہ کھلا پٹرہ اٹھا کر آواز دی ارے نکلو وقت سیر و شکار ہے چالیس تیلیان صندوقچے
ہنستی ہوئی نکلین پر باندھکر لاچین کو سلام کیا لاچین نے پانچ کو اشارہ کیا وہ پریزاد جو دریاے
ہفت رنگ مین شناوری کر رہی ہے بندگان خدا کو بلاتی ہے اسکے جھونٹے پکڑ کے لاؤ سنتے ہی پانچون
مثل حواس خمسہ بلا شش و پنج دوڑین جا کر دریاے ہفت رنگ مین پھاند پڑین اُس پریزاد کو جھونٹے
پکڑے ایک نے اُسکے مُنھ پر ہاتھ رکھدیا کہ بول نہ سکے اپنی زلفون سے چند تار توڑ کر وہ تا گیسو نہ تھے
زنجیرین طلائی تھین انسے جھنانے کی آواز آئی اسی زنجیرون سے پریزاد کی مشکین باندھین کشان کشان سامنے
لاچین کے لائین لاچین نے حکم دیا اسکو لیجاؤ قعر دریا مین قید کرو پانچون تیلیان اُس پریزاد کو گود
مین لے کر دریاے ہفت رنگ مین پھاند پڑین ایسی ڈوبین کہ پھر نہ ابھرین پانچ کو لاچین نے
حکم دیا جا کر فوج بیران کو خبر کرو کہنا شہنشاہ لاچین یاد فرماتے ہین پانچون جھم سے دریا مین پھاندین
تیس کو حکم دیا مصور و صورت نگار کو پکڑ لاؤ تیسون تیلیان مثل شعلہ جوالان چلین فوجونکو درہم و برہم
کرتی ہوئی جاتی ہین جسنے راہ مین روکا اسکو جھڑک دیا کہا ہٹو دور ہو شہنشاہ لاچین کا حکم ہے مصور
و صورت نگار کو ہم پکڑنے جاتے ہین ہر چند ہمراہیان مصور نے سحر کیا پہ نہ رکین ایک سامنے مصور
کے پہونچی کہا کیون او نالائق تجھکو غیرت نہین شہنشاہ کے سامنے سحر کرتا ہے لا تصویرین ہمین دے
مصور نے کہا مین تو نہ دونگا پتلی جست کر کے ہاتھ مین مصور کے لپٹ گئی تصویرین چھین لین ایک
نے جا کو نیچہ مار امر کب مصور کا قتل ہوا ایک نے جا کر سر سے مصور کے تاج اتار لیا ایک نے محتاج
کر دیا ایک نے جھولی توڑ ڈالی ان دس بارہ پتلیون نے مصور کو اس طرح گھیرا کہ ہر چند چنخیا چلایا کہ ارے یارو
مجھے بچاؤ اف اف کر کے سحر بھی کرتا ہے اون پتلیون نے میان مصور کی کملی تھری کر لی اسباب سحر چھینکر
پھینک دیا تصویرین لیکر چلا دین تاج اتار کر اپنے سر پر پہن لیا گھوڑا قتل ہوا مصور بمشکل انسے جان
بچا کے بھاگا پانچ سات جا کر صورت نگار کے لپٹ گئین تخت سے اوتار لیا چاہتی ہین مشکل
اسے باندھین لین صورت نگار نے ایک کو نیچہ سحر مارا ایک کو قبضے سے ہٹایا لیکن جان بچانا مشکل اتھا
کی بیدل کنیزون نے اس مقام پر بلوہ کیا بمشکل تمام پتلیون سے صورت نگار کو چھڑایا صورت نگار

بھاگ کر قریب مصور پہونچی ہاتھ اٹھا کے کوسنے لگی کہا او بےغیرت تجھکو شرم نہ آئی وہ پریزاد ڈبو دی گئی
کنیزان لاچین نے مجھکو بے آبرو کیا تخت سے اتار لیا بمشکل جان بچا کے آئی ہون بس خبردار اب
کبھی ہرگز سلطنت کا نام نہ لینا مصور نے جھڑک دیا کہا آج مین لاچین کو قتل کرونگا اس پیر زمین گیر
کے خون سے ہاتھ بھرونگا نبیرہ سامری و جمشید ہون سب طرح کے حال جانتا ہون صاحبان شعبدہ
کو پہچانتا ہون یہ کہکر مصور دوڑا ہوا کوہ ہفت رنگ مین ایک نخل چنار تھا ان پر اپنا خنجر بارسا
بیچ نخل پر پھینکا آواز دی اے خنجر باران طلسم ہوشربا جلد آو مابدولت کی مدد کرو یکایک نخل گرا دہانہ نقب کا
ظاہر ہوا بارہ ہزار جوان خنجر ہائے برہنہ ہاتھ مین لیے ہوے نکلے کہا مرشدزادے کیا حکم ہے بس مصور
نے اپنے خون سے ان سب پر چھینٹے دیے کہا کنیزان لاچین فوج لاچین کو مار لو وہ بارہ جوان ان
پتلیون پر جا پڑے جس پر خنجر مارا مر کر دو گری شعلے آگ کے نکلنے لگے صدہا ملازمان مصور جلنے لگے صدائے نالہ
و فریاد بلند ہوئی آواز دی سبھون نے مرشدزادے الامان دیکھیے دس پتلیان قتل ہوئین دس ہزار جوان
مارے گئے صراط نے بھی پہاڑ سے آواز دی اے مصور کیا کرتا ہے انکو پھیر دے انکے ہاتھ سے کام نہ لے
مصور نے جواب بھی نہ دیا اور زیادہ انکو گرمایا آواز دی نہ پلٹنا ورنہ نانا دادا سے شکایت کرونگا بارہ ہزار
جوان خنجر بدست فوج لاچین پر جا پڑے حقیقت مین انپر کسی کا سحر تاثیر نہین کرتا بادبان ناہید
کیسی کیسی کڑک کڑک کر گرین خنجر باز نہ قتل ہوے جو انپر گرا خود زخمی ہوا لاچین نے جو یہ دیکھا دریا کے کنارے
جاکر آواز دی اے ہیبران کیون دیر لگائی ہے آواز آئی تیار ہو رہے ہین یکایک پانچون پتلیان دریا سے
نکلین آواز دی اے شہنشاہ فوج حاضر ہوتی ہے یہ ذکر تھا کہ دریائے ہفت رنگ سے شعلے نکلے بارہ ہزار جوان
ہاتھ سے ہاتھ پکڑے ہوے سر بسم پندار و سامنے لاچین کے آ کر جمے کہا شہنشاہ کیا حکم ہے لاچین نے
کہا یہ خنجر بار بڑھنے نہ پائین یہ سنتے ہی بارہ ہزار ہیبرے چھیٹے خنجر بازونکو بڑھکر روکا جسنے خنجر مارا ہیبرے
نے ٹانگ پکڑ کے چیر کر پھینک دیا مقام گلوے بریدہ سے شعلہ ہائے آتش نکل رہے ہین جسپر شعلہ پڑا جل گیا
فوج مصور کو درہم برہم کر دیا ہیبرونکی پناہ نہین جب لاچین نے دستک دی ہیبرے تالیان بجاتے ہین
ملازمان مصور کو جلاتے ہین ہزارونکو چیر کر پھینکدیا تہلکہ ڈال دیا پہر دن رہے تک ہیبرے لڑے
فوج لاچین بھی آج انتہائی تباہ و برباد ہوئی ان خنجر بازون نے مرتے مرتے ہزارونکو مارا ہیبرونپر زور
نہ چلا قریب شام ہیبرے سے خنجر بازونکو مار کر طرف دریائے ہفت رنگ کے بھاگے جھم جھم دریا مین کود پڑے

غوطہ مار کر غائب ہوئے شہنشاہ لاچین نے بڑھکر ایسے سحر کیے کہ گنوار بھی الامان کرتے ہوئے بھاگے
تیلیان ساتوں لہرا رہی ہیں لاچین نے دیکھا سب سردار ہمارے زخمی ہوئے اٹھارہ سو قریہ کی گمار بھی قتل
کرتے کرتے عاجز ہوگئے صراط نے شام کو خود لاچار ہو کر نقارہ نواز کو آسمان سے بلایا کہا طبل بازگشت
بجادے کسیکی فتح شکست نہ ثابت ہوئی جانبین کے لاکھوں مارے گئے لاچین کو بھی طبل بازگشت بجنا بہت
غنیمت ہوا اپنے سرداران جانباز کو میدان کارزار سے ہٹایا کوکب کا بھی ہاتھ آکے تھام لیا کہا ہے
بادشاہ طلسم نورافشاں کوہ ہفت رنگ کا فتح ہونا دشوار ہے اسنے طبل بازگشت بجوایا بڑا اللہ کا فضل ہوا
اب پلٹ چلو صلاح کر کے تدبیر کیجائیگی جبتک صراط ہفت رنگ نہ قتل ہوگا تبتک جستجو بیکار ہے پانچ کوس
ہٹا کر بارگاہیں استادہ کرائیں شہنشاہ لاچین خوش آئین سب سرداروں کو لیکر بارگاہ میں آئے سترہ سو سردار
زخمی ہوئے ہیں زخم دوزی دشوار اسد غازی بھی آج کے میدان میں خوب لڑے انتہا کے معرکے لڑے
یہ بھی زخمی ہوکر آئے ہیں ملکہ مہ جبین الماس پوش کو دلارام بجالائی اکثر گنوار دیہات ہلوہ کر کے قصد کیا
کہ ملکہ مہ جبین کو پکڑ لیں اسی وجہ سے دلارام وزیرزادی کو لیکر بارگاہ میں چلی آئی لاچین نے آکر انتظام
کیا زخم دوز بلائے گئے لیکن شہنشاہ لاچین خوش آئین کو انتہا کا انتشار کوکب و جہاندار بھی
زخمی ہوکر آئے ہیں ہر ایک کا یہی قول ہے کہ صراط ہفت رنگ بڑا ساحر زبردست ہے کیونکر قبضے
میں آئیگا کوہ کے قریب جانا بہاڑ ہے صحرا اسقدر اجاڑ ہے جب اپنے نزدیک نہیں آنے دیتا مقابلہ کیونکر
کیا جائے ایسی بے لڑائی پڑی کہ جانبین کے آٹھ نو لاکھ آدمی مارے گئے اسی وجہ سے بارگاہیں ہٹا لائے
کہ لاشے صحرا سے اٹھانا دشوار ہے گنوار دیہاتی بھی اپنے عزیزوں کے لاشے چھوڑ کر چلے گئے بسبب
کثرت کے نہ اٹھا سکے ہمکو بھی نا ممکن ہوا اس کشت و خون پر وہ سنگدل نہیں گھبراتا گمار کا تانتا نہیں
ٹوٹتا اٹھارہ سو قریہ کے رہنے والے اسکو خداوند جانتے ہیں جو اسنے کہا وہی سب نے کیا اسقدر
مارے گئے لیکن بغیر اسکے حکم کے میدان سے نہ ٹلے اسکا لشکر اسی طرح پر موجود ہے ہمارا لشکر برسوں میں
آسودہ ہوگا یہ ذکر تھا کہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری مع مہتر قران و برق فرنگی و چالاک بن عمرو و
جانسوز و ضرغام بارگاہ میں آئے دیکھا اسد غازی چپ بیٹھے ہیں سب سرداروں کی زخم دوزی ہو
رہی ہے خواجہ عمرو سب کو زخمی دیکھکر گھبرا گئے اسد نامدار نے کہا چھوٹے نانا جان زیر کوہ ہفت رنگ
لشکر کا ستھراؤ ہوگیا بڑے بڑے جانباز مارے گئے اسقدر لوگ قتل ہوئے کہ لاشے انکے نہ اٹھا سکے

تین کوس تک لاشوں سے میدان معمور ہے اب جو حملہ کرنا فتاحی کوہ ہفت رنگ کا سر لشکر مقدور ہی نہ تھا لوہے
کی دیواریں بنی ہوئی ہیں فوجیں گنواروں کی کس زور و شور سے آتی ہیں ہر چند میں یکا و تنہا صفِ لشکر غول میں
لڑا چالیس افسران نامی میرے ہاتھ سے قتل ہوئے جب طبل اماں ادھر سے بجا تب میں بتائید اللہ کی عنایت
سے کیفیت میں سرسبز رہا رسائی کوہ ہفت رنگ تک نہو سکی ایک جہاندار شاہ جو تین حجرات میں رہتا ہے اول
کہ جو تسلیم کا ہے اتنا بڑا ساحر جابجا بڑا سپاہ ساتھ سے برقیں نکلیں انتہا کا زخمی ہوا معمار اپنے آقا کو اٹھا کے
لایا تمام کوہ ہفت رنگ عجائب و غرائب سے مملو ہے یہ کہکر اسد بے اختیار رویا کہا نانا جان میرے
واسطے ہنوز روز اول ہی ماموں جان سے جدا ہو انہیں معلوم انپر طلسم خورشید نگار میں کیا گذری اتنی
زبان سے معلوم ہوا کہ طلسم فتح ہو گیا لیکن بادشاہ نہیں قتل ہوا اسکے تعاقب میں کہیں معلوم کس طرف
گئے اپنی برادر بجان برابر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کو قلعہ قبلہ اب پر طلا میں جلاد سیکھا تھے
انکو قید سے رہا کیا ایک لکہ ابر پیدا ہوا انکو اٹھا کر لیگیا نہیں معلوم دوست یا دشمن تھا یہ مضمون
سنکر ملکہ بہار نے یہیں کہا حضور مقدمہ نور الدہر میں انتشار نہ کیجئے چھ مہینے سے بی مخمور غائب ہیں وہ
شہزادے نور الدہر کو لیکر طلسم ہوشربا میں آئی ہونگی شہنشاہ کوکب کی زبانی سنا نہیں معلوم مخمور
لے کیا شئے بنا کر نور الدہر کو پہنائی ہے انپر سحر نہیں تاثیر کرتا ایک پہلوان زبر دست کو در باغ خورشید میں مار کر
مار اخورشید کا قصد ہوا انکو ڈر کے گرفتار کرنے بی مخمور بڑے غصے میں ہوئیں ہلا کر پھر لائیں ابھی جنگ
مغلوبہ میں وہ غائب ہوئی تھے پھر ہی اٹھا کر لیگئی ہونگی نور الدہر کو طلسم بند کرکے لائیں گی ساری مشقت سحر
کی انھیں پر صرف کرینگی البتہ مقدمہ بدیع الزمان انتشار جا ہے ہی اسد نے کہا خدا ایسا ہی کرے کہ بھائی
صاحب اگر افراسیاب کو قتل کریں کسیطرح یہ آفت دفع ہو بارہ برس گزرے کس قیامت کا طلسم
ہے حقیقت میں اسم بامسمی ہوشربا ہی لوح اتنک نہ ملی یہ کہکر اسد جو اشکبار ہوا عمرو کا کلیجہ الٹ
گیا اسد کو گودیوں میں پالا ہی عیاری سکھائی انھیں کے واسطے اپنے آقا کی جدائی گوارا کی پیشانی
پر بوسہ دیکر کہا ای نور نظر مطمئن رہو انشاء اللہ یا لوح ظالم کو مار دونگا یا اپنی جان دے دونگا تمھارا اشکبار ہونا
مجھکو گوارہ نہیں اگر خدانخواستہ کوئی افتاد ہوئی میں اپنی نور نظر کے ب و زبیدہ شیر گیر کو کیا جواب دونگا وقت
روانگی فرمایا عمر تاکید آپ خوب آگاہ ہیں کہ اسد کے مزاج میں جہالت ہے آپ ضرور خیال رکھئیگا مجھکو فرقت
تصور ہو کر بخیر و خوبی شکو لیجا کر صاحبقران سے ملادون ذی الدین کو تمھارا روی زیبا دکھاؤں لاچین احمد کوزاہوا

کہا خواجہ اس صراط پر عیاری بھی ہونا مشکل ہے تیلیاں اسکی جان کی محافظ ہین جس دم تنگ مین جائیگا
وہ کہدینگی کہ عمرو آیا یہ نشان دینگی بہت سمجھکر عیاری کیجیگا عمرو نے کہا ای لاچین اسوقت دو نے
اسد کے دلکو بیقرار کر دیا مین اولاد حمزہ کا عاشق ہون یہ زمانہ مجھپر تڑپ تڑپکے کٹتا مین کسیطرح جدائی
حمزہ کی نہین چاہتا میرا معشوق مجھسے چھوٹا یکہکر خواجہ نے بانہائے عیاری ذات پر آراستہ کی شب ماہ
سے بارگاہ لاچین و اسد سے نکلے دس قدم بڑھکر دیکھا بہت بڑا رن پڑا ہی جابجا ہزارون لاشین پڑی
پھڑکتی ہین کسی طرف سے صدا آتی ہی اری جانیوالے پانی پلا دے کسی طرف سے آواز آتی ہے مین
بھوکا مار گیا کوئی پکارتا ہے میرا مال جوٹھے کی پیچھے گرا ہی اری جانیوالی میری جورو سے کہکر اسے راہ
خدا مین صرف کرا دے مجھی بیابان مین ملے عمرو ہر طرف سے یہ صدائین سنکی بھاگتا ہی ہر چند کہ طمع
غالب ہی دل مال لینے کا طالب ہے مگر مجبور ہین خوف سے مردونکی قریب نہین جاتی حسبت و خیز کرتے
ہوئے راستہ طی کر رہی ہین کبھی درخت پر چڑھ گئے بسبب لاشونکے قدم رکھنے کا نشان نہین ملتا
بمشکل عمرو نے اس میدان رزمگاہ کو طی کیا سامنے کوہ سفت رنگ کے پہونچا دیکھا پہاڑ رستا تا ہی
نہین معلوم صراط کہان ہی پہاڑ پر اندھیرا پڑا ہی زیر کوہ سفت رنگ گھاٹیونپر پہاڑ کے صدہا زخمی پڑے
تڑپ رہی ہین اگر کسی کا وارث آگیا تو اسنے اسکو پانی پلا دیا نہین تو پیاس پیاس کی صدائین آتی ہین ایک
گھاٹی پر دیکھا چار پانچ جوان زخمی پڑے ہین ایک بڑھیا سرہانے ان زخمیون کی بیٹھی رو رہی ہی کہتی ہی
یا سامری و جمشید آپکے قدم گاہ پر یہ خونریزی ہوئی ان لوگونکو غارت کر چھوڑے آپکا ادب نکیا
زخمیونکو کیونکر اٹھا کے لیجاؤن ان زخمیون مین سے ایک نے کراہ کر کہا ای امان پیاسا ہون دوسرے
نے کہا متاری پیاسا ہون پیاس سے دم نکلتا ہی وہ بڑھیا روتی ہوئی گھاٹی سے اتری لٹیا ڈور
لیکر کنوین پر آئی اسنے لٹیا کنوین مین ڈالی عمرو نے پشت پر سے آکر بڑھیا کو کنوین مین ڈھکیل دیا اسکی
صورت بنکر پانی بھر لیکر اس گھاٹی پر آئے ان زخمیون کو پانی پلایا وہ ترستے تھے پانی پیکر بیہوش
ہوئے خواجہ نے کپڑے ان کے بھی اتار لیے بڑھیا کی شکل بنے ہوئے پہاڑ پر چڑھے سر اٹھا کر دیکھا صراط پڑا
ہوا سو رہا ہے ساتون تیلیان بیٹھی ہوئی نگہبانی کر رہی ہین عمرو کا سایہ پڑا ایک تیلی نے کہا کون ایک
نے کہا ہوا ہی ہوگا تیسری نے کہا وہی کون چوتھی نے کہا وہی ساربان زادہ یہان بھی آ پہونچا ہماری شاہ کو
بیہوش کرنے آتا ہی پانچوین نے کہا شاہ کو جگاؤ چھٹی نے کہا بیچین ہونگی ساتوین بڑی شوخ و شنگ تھی دشمن صراط

کو جگا دیا کہا حضور اُٹھیے عمرو بالائے کوہ ہفت رنگ آگیا عمرو تو صدائین شکرانہ زخمیون مین آ کر
لیٹ رہا صراط ہفت رنگ کو تیلی نے جو اٹھایا صراط نے پوچھا کیا ہے تیلی نے کہا عمرو بڑھیا
بنکر آیا ہے زخمیون مین لیٹ رہا ہے بڑھیا کی شکل ہے خواجہ سمجھتے تھے کہ یہان کون آئیگا زخمیون مین شکل
ضعیفہ پڑے ہین مگر پڑے ہوئے پر بھی مرد ونکی کمر ٹٹول رہی ہین کھڑا اونکی آواز آئی عمرو نے بڑی بڑی دیکھا
آگے آگے صراط نیت پر ساتون تیلیان مثل لڑکون کی باتین کرتی ہوئی صراط نے جھک کر دیکھا تیلیون نے
پوچھا عمرو کہان ہے ایک تیلی نے کہا وہ دیکھیے ضعیفہ بنا ہوا بیچ مین زخمیون کے پڑا ہے اس حال مین بھی مردون
کی کمر ٹٹولتا ہے صراط نے کہا کہ جا کے پکڑ لاؤ ایک تیلی بہت خوب کہکر چلی خواجہ نے خیابالوٹ مار کر اپنے
کو گھاٹی سے گرا دون دیکھا جسم مین طاقت نہین ہاتھ پاؤن کی جنبش بیکار ہوئی اس تیلی نے آ کے عمرو
کا ہاتھ پکڑ لیا کہا او ساربان زادے چل یہ مقام کوہ ہفت رنگ ہے یہان مکاری عیاری نہین چلتی
عمرو او مٹھ کھڑا ہوا تیلی کھینچتی ہوئی سامنے صراط کے لائی عمرو نے دہائی دی مین تو آپکی رعایا گانو کی رہنے
والی ہون میرے کئی بیٹے زخمی ہوئے انکو پانی پلانے آئی تھی صراط نے تیلی سے کہا ارے چھوٹی دیکھ یہ کیا
کہتی ہے تیلی نے عمرو کے منھ پر ہاتھ پھیر دیا رنگ روغن چہرہ کا اڑ گیا صراط نے عمرو کو بصورت اصلی پایا ہاتھ مردِ دزد
مشکین باندھین کہا او ساربان زادے تو نے ہو خرابا مین غدر ڈال دیا بڑے بڑے نامی گرامی ساحر زی
تیری قضا میرے ہاتھ سے تھی یہ کہکر تیلیون کو حکم دیا اس ساربان زادے کو قصر ہفت رنگ مین لیجا کر
قید کرو شب کو ہمزاد دن سے پوچھ کر صبح کو قتل کرینگے خدمتگار کشان کشان عمرو کو لیکر پہاڑ سے اترے
صراط جا کر اسی تخت پر پھر بیٹھا وہ صحرا کا سناٹا خدمتگار عمرو کو لئے ہوئے جاتے ہین دو خدمتگار ساتھ
ہین پانچ آگے بڑھ گئے ایک ہاتھ پکڑے ہوئے ایک تلوار کھینچے ہوئے عمرو نے غل مچایا یارو دوڑو
دوڑو بن آئی ہے زبردستی مجھکو پکڑے لئے جاتے ہین مال سر کھینچتے ہین قضای کار مہتر قران ایک
درخت مین نخل کے چھپے ہوئے بیٹھے تھے استاد کی جو آواز کان مین آئی ہوشیار ہو گئے نکل کے دیکھا دو شخص استاد
کو لئے جاتے ہین استاد غل مچا رہے ہین قران جھٹ پٹ روغن عیاری کا لگا کے زمیندار کی شکل بنے
موٹا سا لٹھ کاندھے پر دھر آواز دی ارے کون مسافر کو ستاتا ہے دونون خدمتگار دیکھ نے قران کو جو
دیکھا کہا بھائی زمیندار یہ مسافر نہین ہے تمنے ذکر سنا ہوگا مکار غدار عمرو عیار یہ وہ شخص ہے کہ جو صراط
کو پکڑنے آیا تھا انھون نے گرفتار کر کے بھیجا ہے قصر ہفت رنگ مین لئے جاتے ہین اسکے قتل ہونے

سے سرحد طلسم ہوشربا پاک ہو جائیگی قران نے ایک کو لٹھ مار دیا ایک کو گھونسہ مار دیا دونکے سر پھٹ گئے وہ
استاد بھاگے قران تو جست کر کے نکل گئے ان خدمتگاروں کے مرنے سے اندھیرا ہوا صرصراط
سو گیا تھا ایک تپلی نے یہ کہکر جگا دیا شہنشاہ آپکے دو خدمتگار مارے گئے قران نے دونوں کو مارا عمرو
جنگل میں بھاگا ہوا جاتا ہے صرصراط غصے میں جلا پر پرواز پیدا کر کے اڑا خواجہ عمرو بھاگے ہوئے ایک صحرا
میں پہونچے آسمان سے آواز آئی خبردار کہاں جاتا ہے اے سرحد کوہ ہفت رنگ یہ ہمارا اگھسکار ہی عمرو
نے چاہا جست کرون زمین نے پاؤں تھام لیے صرصراط نے آکر باطمینان گرفتار کیا وہ پانچوں خدمتگار
لپٹ کر آئے بھائیوں کے لاشے دیکھکر بہت روئے صرصراط نے ان سبکو تسکین دی کہا اس قیدی کو
لیجاؤ انھوں نے کہا حضور ہم لیکر نہ جائینگے دو بھائی ہمارے بیچ میں مارے گئے ایسا نہو کہ اسکو بھی
راہ میں قتل کرے صرصراط ہفت رنگ خود ہمراہ ہوا خواجہ کو لیکر چلا قریب قصر ہفت رنگ آیا قفل
کھولا اندر مکان کے آیا مسلسل کر کے وہیں ڈالدیا آپ نکل آیا رات کم باقی تھی بھاگا ہوا کوہ پر پہونچا
تپلیوں سے کہا عمرو کو میں قید کر آیا قاعدے کے سراسر خلاف ہوا دو راتیں گذریں روزنامچہ میں ایک
حرف نہیں لکھا گیا آج شب کو مجھے بڑی مشقت پڑیگی بوقت سحر اسکو قتل کرونگا رات بھر سرزادان سے
کلام کرنا منظور ہی تپلیون نے کہا سراسر خلاف ہوا کنیزون کو معلوم ہوتا ہی اور سامری جتنی کہہ گئے
تھے کہ جب تحریر ہونا روزنامچہ کا ناغہ ہوگا سرزادہ کی قضا کا دن ہوگا انکو گالیان دینے لگا کہا
کیا بیہودہ بکتی ہو ابکی شبکو تمہیں رات کا مضمون لکھونگا کل روزنامچہ سیاہ کردونگا صبح ہوتے عمرو کے خون
ہاتھ بھرونگا تپلیون نے کہا آپ خفا ہوتے ہیں جو کچھ آپکے بزرگوں کی زبانی سنا وہ عرض کر دیا آئندہ حضور
کا اختیار ہے عمرو کی کسیطرح موت نہیں ہے صرصراط نے کہا بیہودہ نہ بکو قصر ہفت رنگ میں وہ قید
ہے وہاں کوئی ساحر و غیر ساحر پہونچ نہیں سکتا پھر کون وجہ اسکی جانبری کی ہے اگر لاچین بھی قصد کرے
اس مکان میں نہ جاسکے یہ کل تصرف میری ذات پر موقوف ہیں یہ کہکر صرصراط باطمینان تخت پر بیٹھا یہاں بوقت
سحر شہنشاہ لاچین نامور و اسد دلاور وغیرہ بارگاہ میں آکے جلوہ فرما ہوئے مہتر قران آکر پہونچے لاچین نے
کہا استاد تشریف لائے ملکہ مہرخ وغیرہ نے کہا دو دن سے غائب ہیں مہتر قران نے کہا شبکو میں نے
خدمتگاران صرصراط کو مارا استاد یہ کہکر چلے تھے کہ لشکر میں جاتا ہوں معلوم ہوا کوئی افتاد پڑی یہ سنکر
سردار بیقرار ہو گئے بہار و باغبان نے کہا ہم جائیں ملکہ لعل سخندان اٹھی کہا خواجہ کے لیے

مین جائینگی اگر انسے کوئی زوال آیا سب قتل ہوجائینگے صرصر اطلس کے ہاتھ سے امان نہ پائینگی ماران زمین کن نے
کہا مین زمین کے اندر کا حال دریافت کرونگی اسرار نے کہا مین آسمان کا بھید بتاؤنگی لعل سخندان اسیوقت
اٹھی ساتھ ہی اُسکے ماران زمین کن دونون پانون زمین مین ہاکر غرق زمین ہوئی اسرار ستارہ بنکر آسمان
مین ڈوبی لعل سخندان عقاب بنکر چلی اور ملکہ لعل سخندان و اسرار بالائے کوہ ہفت رنگ آکر چھپے
تھے انہون نے دیکھا کہ صرصر اطلس ہفت رنگ ساتون پتلیون سے باتین کررہا ہے کہتا ہے کل طبل جنگ بجوا کر
ان باغیون کو بعد کوہ ہفت رنگ سے نکالدونگا پتلیون نے عرض کی کنیزین برائے خدمت حاضر ہین
حضور ابھی چلین صرصر اطلس نے کہا کل دیکھا جائیگا فوج عجائب و غرائب طلب کرونگا قصر ہفت رنگ کے رہنے
والونکو بلاؤنگا ابتک وہ ساحر کبھی نہین ظاہر ہوئے دریائے ہفت رنگ کا بھی انتظام
کرونگا فوج بے سران نہ نکلنے پائے مرشدزادے سجانی مصدریہ بلا بھی لگا گئے اسکی بھی تدبیر
واجب و لازم ہے بڑے بڑے انتظام کرنا ہین عقاب و ستارہ بنی ہوئی اسرار و لعل سخندان
نے ان کلمات کو سنا کہ کچھ عمرو کا ذکر نہین آیا یہ بھی ثابت ہوا کہ خواجہ بھی یہان نہین ہین دونون بلند ہوئین
ماران ہین کن زمین ڈھونڈھتی ہوئی بہ شکل مار سیاہ جاتی ہے سب سے اول ملکہ لعل سخندان
جاکر آسمان پر چمکی دیکھا قصر ہفت رنگ مین خواجہ عمرو ستون سے بندھے ہین مکان مین بالکل سناٹا
حسرت خواجہ دیکھکر لعل کا کلیجہ الٹ گیا تاب آئی اتر پڑی اسرار نے بھی آسمان سے دیکھا کہ خواجہ ستون
سے بندھے ہین یہ مثل ستارہ کے چمکتی ہوئی آئی ہے مگر لعل سخندان قریب خواجہ کے آئی کہا اے
شہنشاہ عیاری یہ کیا معرکہ ہے خواجہ نے تمام کیفیت بیان کی لعل نے زنجیر کاٹی چاہا خواجہ کو
رہا کرکے نکلون کہ وہ ستون شق ہوا ایک ساحر مہیب اسمین سے نکلا نکلتے ہی ایک چیخ ماری منہ سے
اسکے دھوان نکلا ملکہ لعل سخندان بیہوش ہوکے گری اس ساحر نے نعرہ کیا منم دخان جادو
ہفت رنگ لعل سخندان گری عمرو کے پانون زمین نے پھر تھام لئے اسرار جادو آسمان سے
دیکھ رہی تھی اس زور و شور سے دخان ہفت رنگ پر گری دھوئین اڑا دیئے دخان کے
دو ٹکڑے ہوئے لعل نے اور خواجہ نے رہائی پائی قصد ہے کہ قصر سے نکلین کہ دوسرا ستون شق ہوا
ایک ساحر مہیب ترسول ہاتھ مین اسمین سے ہار لیٹی ہوئی نکلتے ہی اسنے ترسول کو چمکایا شعلہ بھڑک کر اسرار و
لعل سخندان و عمرو پر گرا تینون کے تینون بیہوش ہوکر گرے اسنے نعرہ کیا قصر شعلہ خوار تیغہ بکرکے

للکارا کہ کیون ظالمو تم سب نے ملکہ دخان ہفت رنگ کو مارا یہ مقام بزرگ ہے کبھی یہان خونریزی
نہوئی تھی تم نے بڑی بے ادبی کی ایسے بزرگ کو مارا جاستا ہی کر لعل و اسرار کا سر کاٹ کر زمین تھرائی
آواز آئی منم ماران زمین کن نکلتے ہی اقصر کو گولا مارا اقصر قصور وار تھا سر پھٹ گیا اقصر مر کر گرا صراط
ہفت رنگ اسوقت بیٹھا ہوا تیلیوں سے باتین کر رہا ہے کر دو تیلیان رونے لگین صراط
نے پوچھا خیر تو ہی دونون نے کہا حضور بڑا غضب ہوا اسوقت خود بخود ہمارے جسم جل رہے ہین
ہڈیون سے شعلے نکل رہے ہین قصر ہفت رنگ مین کوئی بلا نازل ہوئی آپ تو ایسے غافل
ہین روزنامچہ میر سحر دیکھیے کنیز دن کو ثابت ہوتا ہی دخان ہفت رنگ و اقصر جادو
مارے گئے صراط نے گھبرا کر کہا ارے یہ لوگ قصر ہفت رنگ مین کیونکر پہونچے تیلون نے کہا
بڑے بڑے راز دار طلسم کشا کے ساتھ ہین اب آپ کے نام بھی بتائین بی لعل سخندان شاہزادی
حجرہ نیلم و ملکہ اسرار و ماران زمین کن قصر ہفت رنگ مین پہونچ گئین اقصر و دخان کو مارا اب
سار بان زادے کو لیکر نکلا چاہتی ہین یہ مضمون سنکر صراط سن ہو گیا ساتون سے کہا شہزادیو خبردار
شرف قصر ہفت رنگ باقی رہے یہ باغی نکلنے نہ پائین مین سبکو قتل کرون گا ساتون تیلیان
مثل برق چمکین کہتی تھین افسوس مرشد زادے تمنے دین سامری مین رخنہ ڈالا عیش پسندی
مین انتظام بھولے جنکو ہم گرفتار کرنے جاتے ہین انکی کسکی قضا ہے صراط نے کچھ جواب نہ دیا یہان
قصر مین ماران زمین کن اسرار صف شکن و ملکہ لعل سخندان و خواجہ عمرو کی قید کاٹ
چلین قصد ہے کہ عمرو کی کمر مین نیچہ دیکر لے نکلین کہ آسمان پر برق چمکی ساتون تیلیان کڑک کر
گرین ساتون کے منہ سے دھوین نکلے یہ تینون نابینا ہو گئین ستون سے ایک رسن نکلی اسنے عمرو
کو باندھ لیا تیلیون نے انکو اُن تینون کو گرفتار کیا اسیطرح زمین پر ڈالدیا عمرو تو خفیف ہو گئے ساتون
تیلیان اپنا انتظام کر کے لاشہ اقصر و دخان اٹھا کے پاس صراط کے آئین صراط نے دیکھا دخان
کے دو ٹکڑے ہوے ہین اقصر کا سر پھٹا ہوا بیقرار ہو گیا کہا یارو یہ وہ نگہبان تھے جنھون نے سو برس قصر ہفت
رنگ کی حفاظت کی آج تک کبھی دامنہ کو ہفت رنگ مین خونریزی نہوئی نہ کہ نگہبان
قصر ہفت رنگ مارے گئے بیشک وقت خرابی آگیا یہ سب کچھ غفلت سے افراسیاب
کی بہا ساری بربادی ہو رہی ہے مسلمان دریائے نیل پر جایا چاہتی ہین افراسیاب کے کان پر جون نہین رینگتی

معشوقان پریچہرہ کو پہلو مین لیے بیٹھا ہے اٹھ پہر شراب پینے مین مصروف ہے انتظام ہوشربا اسی کی
ذات پر موقوف ہے کیونکر اسکو بیدار کرین مگر مین نے اب خاتمہ کو پایا یہ دن بھر اور شب درمیان مین ہے
شب بھر خدمتگزاری مین نانا دادا کی مصروف رہونگا صبح ہوتے ہی ان چارون کو قتل کرونگا یہ چارون
اربع عناصر جسم لشکر طلسم کشا ہین انکو قتل کیا گویا طلسم کشا کو مارا پتلیان یہ سنکر خوب
ہنسین کہا مرشدزادے ان چارون مین کسی کی قضا نہین صراط نے کہا چپ رہو بیہودہ
نہ بکو اب اس قصر مین کوئی نہین جا سکتا یہ تینون رازدار طلسم ہوشربا ہین اسوجہ سے وہان
پہونچ گئین ورنہ قصر مین داخلہ دشوار ہے پتلیان خاموش ہو رہین ایک نے کہا تو اکیون چاون
چاون کرتی ہو دو شبین گذرین سرون نے کوئی راز نہ کہا صفحات روزنامچہ معرا پڑے ہین
مرشدزادے نہین جانتے بس ہمین کیا دخل ہے مالک و مختار ہین ہم بھی انھین کے ساتھ ہین تا بہ جنبہ
ساتھ نہ چھوڑینگے بعد مرنے کے بھی رفاقت سے منہ نہ موڑینگے صراط یہ سب باتین سنا کیا اپنے غرفہ
مین بیٹھا ہوا اسم سحر پڑھ رہا ہے یہان لشکر مین شہنشاہ لاچین وغیرہ کسیقدر مطمئن ہوئے
کہ ماران زمین کن و ملکہ اسرار صف شکن و ملکہ لعل سخندان نامدار ایسی رازدار ان طلسم گئی
ہین یقین ہے کچھ کام کرینگی خالی نہ پھرینگی اگر وہ پلٹ کر آئین تو ہم لوگ خود جائین اسد نامدار فرماتی ہین
دیکھئے عمر نامدار پر کیا گذری مواج قطرہ زن کہتی ہے مین جاؤن شہنشاہ لاچین نے کہا اے
مواج تم لوگون کی وجہ سے لشکر مین رونق ہے افراسیاب تم سب کے نام سے جلتا ہے خدانخواستہ
اگر پا جائے تو پھر زندہ نہ چھوڑے مواج نے نہ مانا پہر دن رہے تک اسرار و ماران وغیرہ کا راستہ
دیکھا مواج بیتاب ہو کر اٹھی کہا اے شہنشاہ مجھکو جانے دیجئے ایسا نہو خدانخواستہ استاد پر کوئی افتاد
پڑے اصل مین طلسم کشائی کر رہے ہین یہان سے جا کر خورشید نگار مین کارہائے نمایان کیئے پھر ہوشربا
مین آگئے ماشاءاللہ چھلاوہ ہین مثل ان کے کون جانبازی کریگا چالاک دبرق نے کہا ہم نے
اگر قصد کیا قریب قصر سفت رنگ وکوہ سفت رنگ نہین پہونچ سکتے مواج
طاؤس پر سوار ہو کر چلی بلند ہو کر اسنے دیکھا تمام دامنہ کوہ سفت رنگ لاشون سے معمور ہے
ایسا رن پڑا کسی مقام پر ایسی جنگ نہوئی تھی کراہنے کی آوازین آتی ہین صدائین مختلف ہین کوئی کتنا ہی
لینا لینا پکڑنا جانے نہ پائے کہین سے شعلے نکلتے ہی شعلے آلیسمین لڑ لڑ کر زمین پر گرتے ہین جب جا

آگیا بیتاں پھیرتے ہین پنج ہائے نخل سے چنگاریان نکل رہی ہین مواج جوش سحر مین بسر کوہ ہفت رنگ
چمکی جیسے ہی عکس مواج کا درجہ زبرجدی پر پڑا اک طاؤس زمین سے نکلا اسنے چیخ ماری مواج زرکھڑا کر
گری طاؤس نے قریب آکر پیر مارا بیہوش ہوگئی طاؤس منقار مین دبا کر ملکہ مواج کو سامنے صراط کے
لایا صراط نے کہا اے طاؤس رازدار خیر تو ہے کہا حضور مین درجہ زبرجدی کا نگہبان ہون کہا مین نے
یہ ساحرہ اڑتی ہوئی جاتی تھی جسم سے اسکی بوئے دشمنی افراسیاب آتی ہی مین نے پکڑ لیا صراط
نے پہچانا کہا ارے یہ تو دختر سلیم ہے معلوم ہوتا ہی چاہ نیلوفر بھی برباد ہوا فوراً طاؤس کو حکم دیا کہا
اے طاؤس منقش نگہبان درجۂ زبرجدی اسکو لیجا کر قصر ہفت رنگ مین پھینک دے طاؤس مواج
کو منقار مین دبا کر اڑتا ہوا جاتا ہے قضائے کار برق تڑپ کر نکلا تھا اک نخل کے سایہ مین کھڑا
تھا اوسنے دیکھا اک طاؤس مواج کو منقار مین دبائے ہوئے لئے جاتا ہے اسنے بتعجیل رنگ روغن
عیاری کا نکالا افراسیاب کی صورت بنکر تیار ہوا تاج سر پر رکھکر راہ مین ٹھہرا جیسے ہی طاؤس منقش
اسمقام پر پہونچا پکار کر آواز دی اے دوست صادق اے محب والق منم شہنشاہ طلسم ہوشربا
ذرا ٹھہر جا یہ سنتے ہی طاؤس زمین پر آیا برق نے دیکھا ایک ساحر تاج سر پر پہنے ہوئے
ظاہر ہوئی جھک کر افراسیاب کو سلام کیا ہنسکر کہا میان برق صاحب مزاج تو اچھا ہے
کیا اچھی صورت بنے ہو مگر قد نہ بڑھا سکے اور نگوڑے بحیادہ بڈھا تیرا اُوستاد گرفتار ہوچکا ہے
یہ کہکر برق کی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا برق نے ہاتھ باندھکر کہا اے ملکۂ عالم کیا کہنا ہم سو مرتبہ
افراسیاب کے سامنے صورتین بدلکر گئے کبھی نہ پہچانا اب آج ہمکو قدردان ملگیا آپ کی غلامی
کرینگے اب ہمکو چھوڑ دیجئے ہم جا کر اسد کو پکڑ لائین ہین قدمون پر افراسیاب کے گرا دیجئے ہماری
خطا معاف کرین ہم ایک دن مین لڑائی فتح کرا دینگے وہ نازنین ہنسی کہا میان برق دل مین لو
اپنے کہتے ہو کہ اسکو قتل کردن ظاہر مین یہ باتین بناتے ہو جہان بی مواج کو مین لئے جاتی
ہون وہین لیجا کر تمکو بھی قید کرونگی ہر چند برق تڑپا پھڑکا اسنے نہ مانا برق دمواج کو پنجے
مین دبا کر جاتی ہے بلند ہو ہو کے آواز آئی ملکہ کیا کہنا ہم بھی آپہونچے دیکھا اک ساحر تشکل مہیب
کالی صورت منہ سے شعلے نکلتے ہوئے جھپٹ کے قریب پہونچا آتے ہی کہا دیکھو ملکہ مرشدزادہ صراط
ہفت رنگ آپہونچے برق کو پہچانا بتلا مین کون ہون اس نازنین نے گھبرا کے منہ پھیرا ساحر آمادہ

ہوکر آیا ہے پلک جھپکتے ہی بغدہ مارا کہا اب تو بچا نا طاؤس کے ہزار ٹکڑے ہوے قران و برق بھاگ
مواج چاہتی ہی بلند ہو کہ آسمان سے نعرہ ہوا تمتم کنیزان سامری ہو کہ یہ گذرا کہ صراط بیٹھا تھا کہ دم
کو وہ زبرجد پھٹ گیا صراط نے کہا ای کنیزان سامری لینا نگہبان رجہ زبرجدی پر کوئی افتاد پڑی یہ ساتون
پتلیان کہ دک کر گرین مواج کو ہاتھون ہاتھ پکڑ لیا ایک نے لاشہ ساحرہ کا اوٹھایا لاشہ لاکر صراط کو
دکھایا صراط اس ساحرہ کے لیے بہت رویا پتلیون نے لاکر مواج کو بھی گرداب دریاے قصر ہفت رنگ
مین ڈالدیا عمرو نے جو مواج کو دیکھا بیقرار ہوگیا لعل وغیرہ پڑی ہین یقین کامل ہوا
موت قریب ہی مواج نے اشارون مین عیاری برق و قران کا حال بیان کیا عمرو نے کہا ملکہ
سب تدبیر کی تقدیر سے سب لاچار ہین مواج نے اشارہ کیا یا الہیان لشکر ظفر اثر آپکے واسطے
تڑپ رہے ہین اس قصر کا یہ شرف ہے کہ ہم ایسے کامل و اکمل جادوگرنیون کی زبانین سوزن نہین دیا
اسکو یقین کامل ہے کہ یہان سے کوئی نکل نہین سکتا صراط ہفت رنگ آمادہ جنگ ہوا ادھر دریا
کہ شاید لاچین وغیرہ بلغر کرین گشت و خون اسقدر ہو چکا ہے یہ حوصلہ نہ پڑا کہ خود فوج کو ہفت رنگ
کو بلاے چار پہر دن گذرا شام ہوئی جوش و خروش مین اپنے مقام سے اوٹھا یہان خوجہ کو تڑپتے ہوے
وہ دن گذرا شام کو اسقدر وہان اندھیرا ہے معلوم ہوتا ہے کہ پردہ ظلمات ہے بخت سیاہ کا سا سماں
تاریکی پردہ ظلمات بھی مات ہے یہ چارون شہزادیان پروردہ مہد ناز و نعم اپنے ہجوم غم و الم سے فراموش
مکان مین تنہائی نہ مونس نہ مددگار رہی تاریکی غمخوار صراط ہفت رنگ غریب دریاے نیل ہوچکا
دیکھا دریا کا جوش و خروش بڑھا ہوا ابر سوسنی مین تڑپ زیادہ تر طائران زمزمہ سرا حیران و پریشان
آج نغمہ سنجی بھولے صراط نے پکار کر آواز دی اے طائران طلسمی تمکو خاموش دیکھکر سینہ جوش اٹھتے
ہین کچھ حال انجام سناؤ اک طائر ہفت رنگ ابر سوسنی سے تڑپ کر نکلا آواز دی کیا جواب دین جو کہ
تقدیر سے وہ پیش آئی ہے ناحق کی پریشانی ہے آپ نبیرہ سامری و جمشید ہین دریافت کیجیے خاموش
رہنے مین کیا بھید ہین کسکو حال دل سنائین قفس ابر سوسنی سے کیونکر نکلین طائر روح قفس جسم
خاکی مین تڑپتا ہے شکستہ پر محجوب و مضطر آپ پر سب حال ظاہر ہے دو شبین گذرین اوراق روزنامچہ
میز پر بالکل سادہ ہین آپکی آنکھین نہ کھلین اس نکتہ پر خیال نکیا کسیکی زندگی پر حرف آیا اسکی عبارت
کو تحریر فرمایا صراط اور زیادہ گھبرایا چھین کہتا ہی چہار جانب سے کلمات عبرت آمیز کی بوچھار ہی ہاے ارکان طلسم

مجبور و لاچار ہو یہ دل سے باتین کرتا تھا کہ موجۂ دریا بلند ہوا حبابون نے آنکھین کھولین موجین تلوارین بنین گرداب خنجر آبدار ماہیان دریا بیقرار صراط اس ہیبت سے آگاہ ہوا کہ ماہی حال معلوم ہو سکا سرہائے ہمزادان بصد جوش و خروش ظاہر ہوئے صراط ہفت رنگ نے دامن پھیلایا سرون کو دامن مین لیا گریبان کی خبر نہین جانتا ہے ہمارا انکا چولی دامن کا ساتھ ہے یہ نہین سمجھا کہ میرا گریبان اور اجل کا ہاتھ ہے دوڑا قصر ہفت رنگ مین آیا دیکھا چارون شاہزادیان بیکار پڑی ہین خواجہ ستون سے بندھے ہوئے پابند مصیبت گرفتار دام آفت جیسے ہی صراط آیا خواجہ نے کہا اے شہنشاہ آداب عرض کرتا ہون صراط نے کہا او ساربان زادے تیری وجہ سے ارکین قصر ہفت رنگ قتل ہوئے تہلکہ پڑ گیا اب صبح کو تجھکو قتل کرون گا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا عمرو نے کہا چارون کو قتل کیجیے حقیقت مین بڑے گنہگار ہین مین نے کیا خطا کی مین بلا سے کوہ ہفت رنگ حضور کی زیارت کو آیا تھا تیلیون نے دراندازی کی مجھکو ناحق پھنسایا اب رہا کر دیجیے آپ طلسم کشا کے خواہان ہین بانی فساد لاچین ان سب کو مجھسے لیجیے ایک ایک کی مشکین باندھکر لاؤنگا صراط نے کچھ جواب نہ دیا ساتون مونڈھے جواہرات کے نکالے سرہائے ہمزاد اُن مونڈھون پر رکھے روزنامچہ میر نحر ہاتھ مین لیا اور پکارکر آواز دی ای رازداران طلسم ہوش ربا کچھ باتین کیجیے آج دو دن سے صفحات روزنامچہ میر نحر بالکل معرا ہین ہم تحریر سے مبرا ہین صراط نے یہ جو پکار کر کہا سر افراسیاب بصد جوش و خروش یہ اشعار عبرت آثار زیب النسا مخفی پڑھنے لگا کہا اے صراط ہفت رنگ بہ گوش ہوش سماعت کر اور غرور دماغ سے نکال او غافل نظم

نیست آسان پنجہ بر زلف پریرویان زدن
باغبان را میرسد گل در گریبان ریختن
دیدہ خود بر کشا غنچی دگر تا کے تو ان

کار خشوقان نمک بر زخم بسمل ریختن
خون دل میباید از دیدہ بدامان ریختن
صحبت بیگانہ زان وارم بتولے آشنا
نقد عمر خویش را ہر سو پریشان ریختن

کار عاشق خون خود در پائے جانان ریختن
گر نیادم داغ عشقت بر جگر معذور دار
کار بردو شعار باشد پیش غیبسان ریختن

یہ اشعار سنکر صراط ہفت رنگ گھبرایا کہا اے شہنشاہ سمجھا کر باتین کیجیے یہ اشعار میری سمجھ مین نہین آئے سر مصور بصد جوش و خروش آواز دینے لگا اے بر لو ریحان بدبر نظم

خدارا پردہ از رخسار بردار
ہزاران چاک در جیب بدن کن

بیا اے دل دمے یاد وطن کن
ز شمع حسن روشن انجمن کن
گرفتہ چون زخسرو کام شیرین

چو قمری نالہ بر سرو چمن کن
چو گل اے عندلیب دیدن گل
دیار برروان کوہ کن کن

چو گم شد یوسف عمر تو مخفی | وطن در گوشہ بیت الحزن کن | صراط اور زیادہ گھبرایا کہا تم تو
ہمارے برادر بجان برابر ہو صاف صاف بات کرو نظم کو ترک کرو نثر میں باتیں کرو میری سمجھ میں
نہیں آتا سر شہنشاہ لاچین بصد جوش و خروش بولا رباعی

صحبت ما چو شیشہ و سنگ ست
بلبل از گل بگذرد گر در چمن بیند مرا
ہر کہ دیدن میل دارد در سخن بیند مرا

لحظہ کے رسی بمنزل دوست
بت پرستی کے کند گر برہمن بیند مرا

من ز دلتنگان دل ازین تمات ست
راہ تاریک مرکبم لنگ ست
در سخن پنہان شدم مانند بو در برگ گل

صراط ہفت رنگ کے ہاتھ میں قلم ہے چاہتا ہے جسطرح یہ سرآئندہ
کی خبر دیتے تھے اوسی طرح پر خبر سنائیں یہ غیر ممکن جسطرح وہ کلام کرتے ہیں صراط گھبرا رہا ہے پوچھتا ہے
کہ کل صبح کو کیا ہوگا طلسم ہوشربا ہاتھ سے اسد کے بچے گا یا نہ بچے گا اس بات کا کوئی سر
جواب نہیں دیتا سر افراسیاب نے بہ غیظ و غضب یہ فقرہ کہا اے صراط ہفت رنگ
سحر کو صبح ہو جائیگی ہوشیار رہنا اب ہمسے کلام نکرو آج سے روزنامچہ میں تحریر میں حرف نہ لکھا جائیگا
جسقدر معمور ہو وہ دشمنوں کے کام آئیگا باقی معرا ہامین خطا سے مبرا ہاہر چند صراط ہفت رنگ
چیخا پیٹا پوجا پاٹ بھی کیا یہ صاف صاف کسی سر نے نہ کہا کہ صبح کو کیا ہوگا یکایک گریبان سحر
چاک ہوا ماہ تابان نے انجمن ثابت و سیارگان سے کنارہ کر کے قصر مغرب میں داخلہ کیا
مہر عالم افروز چرخ نیلی پر برآمد ہوا غصے سے چہرہ سرخ تیغہ مہر حمائل نیزہ خطوط شعاع ہاتھ میں
توسن فلک پہ سوار ہوکر سرگرم سیاحی ہوا صراط ہفت رنگ اوس قصر میں یکہ و تنہا
چار شہزادیاں سحر میں مبتلا پڑی ہیں اٹھکر عمرو کو ستون سے کھولا خنجر کھینچکر چھاتی پر عمرو کی
چڑھ بیٹھا عمرو نے پکار کر آواز دی یا سامری و جمشید تمہارے صدقے تو بیکنٹھ نظر آیا باغ بہشت کو دیکھا حوریں
بلاتی ہیں صراط حیران ہوا عمرو کیا کہتا ہے عمرو نے کہا مر شہزادے ہیں تو اس امر کا متمنی تھا کہ
اس ساعت پر قتل ہو جاؤں اک ذرا ٹھہر جا اے صراط ٹھہرا عمرو نے جیب میں ہاتھ ڈالا ایک شیشی
اوسمیں گلنار چند قطرے دو ورق کاغذ کے بہ علم سنسکرت لکھے ہوئے عمرو نے شیشی ہاتھ میں
لی ورق چھپانے لگا صراط ہفت رنگ نے ہاتھ مروڑ کے ورق چھین لیے کہا ارے دیکھوں
اسمیں کیا لکھا ہے عمرو ہنسنے لگا کہا تو مجھکو قتل کر جسوقت خنجر گلے پر رکھیگا عنایت سے سامری و
جمشید کی موت کا مزا چکھے گا مقتول کو زندگی جاوید حاصل ہوگی قاتل فوراً جہنم واصل ہوگا یہ کلمہ

عبرت سنکر صراط ان اوراق کو پڑھنے لگا طرف سے سامری و جمشید کے مرقوم ہے کہ اگر بوقت سحر بروز منگل
بہ ساعت مشتری کوئی کسیکو قتل کرنے کا قصد کرے ہمارا بندہ مقبول دو قطرے شراب حیات پی خنجر
اُچیٹ کر قاتل پر پڑے مقتول ہزار برس زندہ رہے سلطنت ہفت اقلیم ملے لیکن توڑ اُسکا یہ ہے کہ
اول قاتل شراب حیات پی لے مقتول کو نہ پینے دے تو قاتل ہزار برس زندہ رہیگا مقتول کا خاتمہ
ہو جائیگا اب صراط سوچنے لگا کہ ایسی شئے نایاب عمرو کو نہ پینے دوں میں پیکر قتل کروں ایسی نعمت کسے
ملتی ہے ایسا نہو خنجر اچیٹ کر مجھپر پڑے نانا دادا کے حکم میں فرق نہ آئیگا سدا بان زادہ ہزار سال زندہ رہونگا
میں شراب پیکر اسکو قتل کروں عمرو کے ہاتھ سے شراب چھیننے لگا عمرو نے دہائی دی کہا اے ظالم
میں قتل ہوتا ہوں بزرگان دین نے یہ تحفہ عطا فرمایا تو کون ہے جو چھینتا ہے تجھکو اپنے نانا دادا کی قسم
مجھکو جلد قتل کر سامری و جمشید اگر برحق ہیں انکا حکم بھی ٹھیک ہے مجھکو تو یہ اعتقاد ہے مجھکو یہ فقرہ
بخوبی یاد ہے رات کو ایک بار خواب میں آئے یہ تحفہ عطا کر گئے اب تو کیوں نہیں قتل کرتا اسمیں شراب حیات
نہیں ہے سودہ الماس سم قاتل زہر مار ہے تجھکو اسکے پینے میں کیوں اصرار ہے کلیجہ تک کٹ کے گر جائیگا
صراط نے کہا ہم اپنے بزرگوں کے مستحق ہیں شراب حیات نہ پینے دینگے ان دونوں میں تو تکرار
ہو رہی ہے چاروں شہزادیاں بہ نگاہ حسرت نگراں ہیں لیکن شہنشاہ لاچین و اسد نامدار فراق خواجہ
عمرو میں شب بھر تڑپے بوقت سحر لاچین نے کہا اے شہریار میں نے شب کو بمقدمہ عمرو خواب ہائے
پریشان دیکھے خدا خیر کرے کوہ ہفت رنگ پر صراط ہفت رنگ نہیں ہے نیر اعظم نکل آیا شاید
چاروں شہزادیاں بھی کسی بلا میں پھنسیں عمرو بھی کہیں مبتلائے بلا ہے صرف ساتوں پتلیاں بر سر کوہ ٹہل رہی ہیں
یہ کہکر لاچین چرخ مارکر بلند ہوا آسمان پر سے یہ معرکہ دیکھا کہ خواجہ عمرو و صراط سے دھینگا مشتی
ہو رہی ہے ایک شیشی شراب کی عمرو کے ہاتھ میں صراط نے کہا میں پیونگا عمرو کہتا ہے میں دونگا
صراط جوان زبردست ہے ہاتھ مروڑ کے شیشی چھینی عمرو پیٹنے لگا ارے او ظالم کیا کرتا ہے اس
سم قاتل کو نہ پینا پانی ہو کر بہہ جائیگا صراط نہ مانا جیسے ہی شیشی کو چاہا منہ سے لگائے ساتوں
پتلیاں تڑپ کر زمین سے نکلیں ایک نے صراط کے ہاتھ پر تھپکی ماری ایک نے عمرو کی گردن لی
ایک نے کہا واہ مرشد زادے رات بھر سر ہزار دے باتیں کیں خاک نہ سمجھے یہ شراب حیات نہیں
جام بادہ ممات ہے پیتے ہی تمھارا کلیجہ کٹ جاتا یہ سنکر صراط نے خنجر برہنہ عمرو کے گلے پر رکھا اب عجب

ہوکر دعا کرنے لگا وہ شیشی جو ہاتھ سے چھوٹ کر صراط کے گری زمین سے دھوان نکلنے لگا ہر ایک سنگریزہ جلنے لگا کہا ارے ظالم یہ کیا بلا تھی جسنے زمین کو سیاہ کر دیا اب عمرو خاموش کیا کہہ سکتے پتلیون کو دیکھکر حیران ہوگیا وہ چاؤن چاؤن کر رہی ہین یہ بھی کہے جاتی ہین اے نبیرہ سامری جلدی کیجیے اسکی قضا نہین ہے سامری نامے مین صاف صاف لکھاہے ساری عبارت ہمکو یاد ہے وقت داد فریاد ہے اب لاچین نے آسمان سے دیکھا کہ عمرو بیقرار ہے جان دیکر گولا جھولی سے نکالا اسم سحر دم کیا پیشانی پر نشتر مارے خون سے اپنے رنگا خیال کیا یون جا پڑون کہ پلک نہ جھپکانے پائے لاچین کڑک کر گرا نعرا کیا او ہمیا کیا کرتا ہے یہ کہکر بڑے زور و شور سے گولا مارا سر پر صراط کے پڑا نگاہ بھی نہ اوٹھا سکا خود کے سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے پتلیو نے چاہا لاچین پر جا پڑین لاچین نے خون اپنا پتلیون پر چھنک مارا ساتون جلنے لگین ادھر تو صراط کا سر پھٹا لاشہ زمین پر گرا ادھر پتلیان جلین لاچین نے فرمایا کہ اے لعل سخندان وغیرہ جلد قصر سے نکلو یہ قصر ہفت رنگ ہے ساٹھ ہزار ساحر نگہبان اسمین رہتا ہے لاچین کے منہ سے نکلا تھا کہ دیوارین تھرائین ہر ایک دیوار قصر سے ساحر نکلنے لگے لاچین پر جا پڑے ایک طرف سے لعل سخندان کڑک کر گری مولج عمرو کو پنجے مین دبائے اڑی ہمرازیے و مالہ زمین کن سحر کرنے لگین جو ساحر نکلا سنبھلنے نہ دیا کسی پر گولا مارا کسی پر پنجہ مارا کسی آتش سحر جلایا مالہ زمین کن لوٹ مار کر گری اژدر بنکر سیکڑون کو نگل لیا ہزارون کو دیوانہ کر دیا کوکب و جہاندار وغیرہ اپنے لشکر مین موجود ہین کہ یکایک آسمان برابر سیاہ اوٹھا ایک طاق ہفت رنگ پیدا ہوا ہر درجہ مین سے لاکھ جادوگر نکلے ہاے شہنشاہ ہاے شہنشاہ کہتے ہوئے لشکر اسلام پر گرے کوکب نے دور سے دیکھا قصر ہفت رنگ سے نعرۂ لاچین کی صدا آتی ہے ملکہ لعل سخندان و اسرار صف شکن و ملکہ مالہ زمین کن ساحران قصر سے لڑ رہی ہین ایک ایک پر آگ برس رہی ہے جہاندار نے دیکھا یہ بلوہ نہ رکے گا گوشہ صحرا پر آکر بہ تعجیل تمام چار اینٹین چار طرف رکھین نقشہ قلعہ کا کھینچکر سحر کیا قلعہ بنکر طیار ہوا ہر درجہ مین دو دو گولا انداز برنجی توپ دور سے معمار نے دیکھا کہ آقائے نامدار نے قلعہ تیار کر لیا معمار جھپٹا ایک درجہ پر آیا ادھر سے مہرخ و بہار و باغبان وغیرہ بدحواس ہوکر چلے ہر ایک کو یہی خیال ہے یہ بلوہ کیونکر رکے گا یکایک آسمان سے ابر سفید پیدا ہوا سب نے دیکھا ملکہ مواج قطرہ زن

بصد جوش و خروش خواجہ کو نیچے مین دبلتے ہوئے گرد و غبار مین اُٹی ہوئی لگارتی ہوئی اسے شہنشاہ کوکب روشنضمیر شہنشاہ لاچین کی خبر لو قصر ہفت رنگ مین مصروف جنگ ہین ملک جہاندار شاہ نے نور اللہ بنایا معمار بھی شریک ہوا گولا قلعے سے چلنے لگا جو گولا جا کر پڑا کوہ ہفت رنگ کے ٹکڑے اڑا دیئے اس زور و شور سے گولے چلے کوہ ہفت رنگ متزلزل و متحرک ہوا درجہ ہائے نیلم و پکھراج و یاقوت و الماس یون اڑتے تھے صاف ظاہر تھا کہ برسات مین جگنو اڑ رہے ہین تمام صحرا دھوان دھار ساحرون مین بھاگنے کی پکار ہر سمت ہنگامے برپا ہین درجہ ہائے کوہ ہفت رنگ سے ساٹھ لاکھ ساحر جمع ہو کر نکلے جہاندار شاہ نے مارے گولون کے ستھراؤ کر دیا امواج کے کمنے سے شہنشاہ کوکب روشنضمیر فوج قاہر ہمراہ لے لیکر قریب قصر ہفت رنگ پہونچا دیکھا شہنشاہ لاچین و ملکہ لعل سخندان و ملکہ اسرار صف شکن و ملکہ باران زمین کن مجمع ساحران مین کھڑی ہوئی ہین مکان تو گر گیا ہر قصر و عمارت سے ساحران سیہ رو و تیرہ درون حربہ ہائے سحر لیے ہوئے ہاتھ مین نکلتے ہین ہر ایک کی زبان سے صدائے ہیہات و افسوس بلند لاشہ ہائے ساحران خود پسند پڑے ہوئے لوٹ رہے ہین لاچین رستمانہ جنگ مین مصروف ہے جسکو لا مارا دو دو سو کے سر پیٹتے آخر یہ سب ساحر شکست کھا کر اہالیان قصر ہفت رنگ اس خیال سے بھاگے کہ جا کر درجہ کوہ ہفت رنگ مین پناہ لین جب قریب کوہ آئے دیکھا گولون نے تمام پہاڑ اڑا دیا درجہ ہائے کوہ ہفت رنگ کو خاک مین ملا دیا آسمان سے آگ برس رہی ہے فوج جہاندار و فوج کوکب و خود اسد نامدار بہ نفس نفیس مع سرداران جلیس مصروف جنگ ہین ساحران کوہ ہفت رنگ و قصر ہفت رنگ بدحواس ہو کر طرف صحرا کے بھاگے اور لاچین وغیرہ نے دور تک پیچھا کیا وہ جان بچا کر طائر بن کے اڑے طرف باغ سیب کے روتے پیٹتے چلے قریب شام فتح عظیم حاصل ہوئی جہاندار شاہ قلعہ سے اُترا کوکب لاچین آج خوب لڑے بھاگنے والے لاشہ صراط اٹھا کر لے گئے اسد نامدار نے بھی تلوار روکی کہنی سے خون ٹپکتا ہوا خانہ ہائے زرہ خون سے معمور سرداران صف شکن نوبت نقارے بجاتے ہوئے لاچین سب کے آگے خواجہ نے بھی اپنے کو ظاہر کیا اب لاچین نے خواجہ عمرو سے حال قصر ہفت رنگ پوچھا خواجہ نے تمام کیفیت بیان کی کہ صراط ایسا جادوگر نہین دیکھا روزنامچہ

غیر تحریر تو خواجہ نے زنبیل میں رکھ لیا فتح و فیروزی آکر فروکش ہوے سب سردار خوشیان کر رہے ہین
ملکہ مہ جبین آکر تخت پر بیٹھین ملکہ مہرخ نے لعل سخندان و ناران زمین کون و اسرار و مواج
کو بڑا بھاری خلعت دیا فرمایا آپنے بڑا کام کیا سب خوش بیٹھے ہین اسد نے پلٹ کر دیکھا
لاچین بیقرار انتہا کا اشکبار شدت گریہ سے کلام کرنا بھی دشوار ہے اسد نے ناچنے والونکو
منع کیا کہ ذرا تامل کرو جب ذرا ہنگامہ موقوف ہوا اسد و عمرو نے لاچین سے پوچھا کیون شہنشاہ
باعث بیقراری کیا ہے آج تو بڑی فتح نصیب ہوئی اب تک یہ امید نہ تھی کہ دریاے نیل تک جا سکینگے
دریاے کوہ ہفت رنگ سد راہ ہوگی خدا نے اپنی عنایت سے اس لڑائی کو بآسانی
فتح کرا دیا لاکھون جانباز ساحران ممتاز سیار گلشن جنان ہوے لڑائی مین بڑے
بکھیت پڑے شکر ہے کہ انجام بخیر ہوا اب دریاے نیل پر جانے کی فکر واجب و لازم ہے
تمھاری شدت گریہ کا کیا سبب ہے لاچین نے کہا اے شہنشاہ عیاران آج تک مجھکو خیال تھا کہ
ملکہ بلقیس ثانی حوالی کوہ ہفت رنگ مین قید ہون گی اسکے فتح ہونے پر انسے ملاقات
نصیب ہوگی مین خود قصر ہفت رنگ مین اسی غرض سے گیا کہ اسکے فتح ہونے پر انسے ملاقات ہو
گی جہاندار نے بڑا کام کیا ورنہ ساری فوج کا خاتمہ ہو جاتا مین نے سب مقامات چھان
ڈالے کہین اوس گوہر بے بہا کا پتہ نہ ملا دریاے نیل مین آج تک کوئی قید نہین کیا گیا اب ملاقات
ہونیکی کیا امید رکھون اس وجہ سے قلب بیقرار ہے جنون سر پر سوار ہے خواجہ نے براے تسکین
شہنشاہ لاچین کا ہنان لشکر کو جمع کیا انسے بمقدمہ ملکہ بلقیس ثانی کہا کہ علم لگا و سبنے متفق ہو کر کہا
کہ خانہ حیات باقی ہے انشاءاللہ بخیر و عافیت بعد سطوت و صولت آپ ملکہ عالم کو دیکھین گے
نجومیون کے کہنے سے لاچین کو تسکین ہوئی یہان افراسیاب جادو باغ سیب مین مصروف
عیش ہے کہ نگہبان کوہ ہفت رنگ و قصر ہفت رنگ لاشہ صراط لئے حاضر ہوے
بربادی کوہ ہفت رنگ کی کیفیت بیان کی کہا حضور آج تو جہاندار ایسا لڑا کہ ہم لوگون کے
قدم نہ تھم سکے تمام میدان دھوان دھار تھا افراسیاب نے حیرت کو تسکین دی کہا اے حیرت
کیون گھبرائی ہے دریاے نیل تک پہنچتے پہنچتے خون کے دریا بہا دونگا سرما و ابرلق حاضر ہوے
انھون نے عرض کی حضور کوہ ہفت رنگ نے شکست کھا کر چھوٹے مرشد زادے مصور جادو مع

صورت نگار زوجہ اپنی کے غائب ہین کہین نشان نہین ملتا افراسیاب نے حکم دیا اے وزیران باتدبیر
فوج لیکر جلد روانہ ہو اٹھارہ سو ملک مین نامے لکھو جسقدر پہلوانان باشوکت غیر ساحر ہین سب
جاکر دامنہ دریاے نیل مین فروکش ہون صف بندیان کرین اسد کے ساتھ غیر ساحر بہت
لم ہین ہماری فوج والے گھیر کر مار لینگے ساحرونکا وہان زور نہ چلے گا اسیوقت اٹھارہ سو نامے
روانہ ہوے مصور کی تلاش مین چند ساحر بھیجے سرماد ابرلق مع ملکہ حیرت و چالیس تاجداران
جلیل ہمراہ لیکر براے مقابلہ لشکر اسد چلے افراسیاب نے کہا وقت پر مین بھی آؤنگا اے سرما
ب مین اور بھی اک تدبیر کر چکا ہون اسکا بھی اظہار ہوگا۔ تو سب فوج لیکر چلے صرصر کو بیان
افراسیاب نے بہ نگاہ قہر دیکھا کہا صرصر تجھسے کچھ نہین ہو سکتا خبردار تجھکو جس مقام پر پائ
مار ڈالو صرصر بھی جھلا کر چلی شب کو آکر لشکر اسد مین پہونچی لشکر کی جمعیت دیکھکر صرصر کے
ہوش اُڑے از قلعہ توسن حصار تا برآمدہ سحر دو آمنہ کوہ ہفت رنگ فوج اسد سے معمور
قلب لشکر مین بارگاہ آسمان جاہ ملکہ مہ جبین گرد اور شاہزادیون کی بارگاہین سب سے زیادہ
اسد نامدار ملکہ تصویر کی خاطر کرتے ہین کہ فراق مین بدیع الزمان کے بیمار ہو گئین ہین صرصر
پھرا کی سردار ہر طرف پھر رہے ہین رات کو اسنے دیکھا دربار برخاست ہوا اسد نامدار کو سب
سرداروں نے بارگاہ مہ جبین مین پہونچایا بارگاہین معشوقان اسد کی ملی ہوئین پھوڑ جیسو بیر
بہ ملکہ مہرخ طرف اپنی بارگاہ کے جاتی تھین ماہ جادو کنیز مہرخ کسی کام کو ٹھہری صرصر نے
دھکر اوسے بیہوش کیا بہ شکل ماہ ہمراہ مہرخ انکی بارگاہ مین آئی خاصہ کھاکر مہرخ نے آرام کیا
صرصر اٹھی پروانہ ہاے بیہوشی پھینک کر کنیزان خدمت گذار کو بیہوش کیا قریب مہرخ آئی
بیہوش کر کے لے بھاگی رات قلیل تھی بوقت سحر برق فرنگی پھرتا ہوا آیا کنیزونسے پوچھا ملکہ عالم بیدا
نہین ہوئین کنیزین اندر گئین دیکھا مہرخ نہین ہین بلوا ہوا مہرخ کو کوئی چرا لیگیا برق نے تیر د
صرصر کا پہچانا بیقرار ہو کے دوڑا لشکر مین بھی پکار کر کہا کہ یارو مہرخ کو صرصر لیگئی تلاش مین
جاتا ہون طرف جنگل کے دوڑا دور سے دیکھا صرصر جاتی ہے برق نے آواز دی اوستانی صاحب
ٹھہرو آپکا شاگرد رشید آپہونچا صرصر نے کہا کیون میرا پیچھا کرتا ہے ان ستارے مین کنیز فرسیاب
بے خطائی تھی حیرت کے پاس لیے جاتی ہون برق نے کہا استانی یہ باتین تمہاری ہلاے سکتے

نہ چلین گی پشتارہ رکھدو اور چلی جاؤ صرصر نے پشتارہ تختہ سنگ پر رکھدیا کہا نگوڑے تجھے قضا لائی ہے برق
نیمچہ کھینچکر جا پڑا صرصر برق پر برس پڑی برق چوٹین روکتا جاتا ہے کہتا ہے استانی اپنے لڑکون کے منھ
نہ چڑھو اب ہاتھ مارو تو لگا ناک اڑ جائیگی تب تمھارے کان ہونگے صرصر و برق لڑ رہے ہین کہ
خواجہ خبر سنکر آئے دیکھا برق صرصر سے لڑ رہا ہے پکار کر آواز دی کیون او جھوریے تو نے ہماری
معشوقہ کو کیون روکا مان کے وار روکتا ہے ایسی بے ادبی کرتا ہے ملکہ تم اسکی ناک کاٹ لو ہین
بھی آیا مہرخ کو لیجاؤ اسد کو بھی گرفتار کر دون تمھارے دل نازک پر صدمہ نہ ہو تجھے یہ کہتے ہوے
قریب پہونچے صرصر عمرو کو دیکھ کر گھبرا گئی کہ سامنے سے صبا رفتار کمند انداز و شمیمہ نقب زن و
شرارہ سنگ انداز وغیرہ چارون عیار بچیان برلے بالا دوی نکلی تھین پہونچین دیکھا استانی برق و
عمرو سے لڑ رہی ہین عمرو تو ہاتھ جوڑے کھڑا ہے برق پر خفا ہو رہا ہے خواجہ عمرو صرصر سے کہتے ہین
جان جہان غصے کو تھوک دو گھر چلو جس بات پر تمکو غصہ ہے لیتے ہین سکو نہین آیا نوکری سے فرصت
نہین ملی مجبور رہا نوکری پیشہ کیا کرون اس غصے پر گھر سے نکلی جاتی ہو اے بے غیرت انصاف کر
تیرے ہی واسطے نوکری کرتا ہون ورنہ مجھکو کیا ضرورت ہے صرصر گالیان دے رہی ہے نگوڑے تیری
شامت آئی ہے چارون عیار بچیون نے جو یہ معرکہ دیکھا کمندین لیکر آپڑین عمرو و برق پر پیچھے پڑنے لگے
خواجہ اُن چارون سے کہتے ہین ارے نالائقو اپنے خسر سے لڑتی ہو شمیمہ سے کہتے ہین ارے
شوہر کا بڑا مرتبہ ہے برق تجھکو طلاق دید یگا دیکھ کیا کرتی ہو صبا رفتار سے کہا بیٹا تم الگ ہو جاؤ
تم منظور نظر ممتر قران ہو تمھاری شرارت مشہور ہے نہین تو وہ تمھاری ہڈیان توڑ ڈالیگا یہ گوارا
اسکو نہوگا کہ تو مجھسے بد زبانی کرے بدنام ہو جائیگی یہ دونون عیار پانچون کے وار روک رہے ہین
عمرو کا برق سے اشارہ ہے پشتارہ اوٹھالے ہر مرتبہ برق تڑپتا ہے صرصر قریب پشتارہ مہرخ
نہین آنے دیتی یہ ہنگامہ تھا کہ صحرا سے گرد اڑی حداد جادو تین لاکھ فوج سے براے مدد شہنشاہ
افراسیاب جاتا تھا صرصر نے آواز دی اے شہریاران عیارون سے آکر مجھکو بچاؤ حداد جادو
فوج ساحران لیکر چلا عمرو نے حقہ آتشبازی داغ کر لشکر حداد پر پھینکا سیکڑون آگ سے ساحر
جلگئے بھاگنے لگے عمرو صرصر پر جا پڑا صرصر ذرا پیچھے ہٹی عمرو نے جھپٹکر مہرخ کی زبان سے
سوزن نکال لیا مہرخ کی آنکھ کھلی دیکھا عمرو و برق یہ کہکر بھاگے ملکہ ہوشیار ہو جاؤ فوج ساحران

آپہونچی مہرخ تڑپکر اٹھی فوج صداد نے گھیر لیا برق نے جاکر لشکر اسلام مین خبر کی ملکہ مواج ٹہل
رہی تھین برق نے آواز دی اے مواج مہرخ کو ساحران افراسیاب نے صحرامین گھیرا ہے جلد اپنے
افسر کی خبر لو دسہزار جادوگرنیان مواج کے ساتھ تھین انکو لیکر دوڑ پڑی اسوقت پہونچی کہ
مہرخ یکہ و تنہا لشکر صداد سے جنگ کر رہی ہے مواج نے بھی آکر دریا ے لشکر ساحران مین
غوطہ مارا صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی سرماوابریق و حیرت جو فوج لیکر چلے تھے اسوقت آکر
پہنچے آتے ہی شریک جنگ ہوئے مواج کے آنے کے بعد بہار د باغبان نے خبر سنی یہ بھی اڑ پڑے
جلدی مین جو ساحر ملا فوج کو تو تیار نہ کیا خود آپڑا لشکر صداد و سرماوابریق نے
گھیر لیا سرداران نامی پر وقت تنگ ہے لاچین وغیرہ کو معلوم ہوتا ہے خبر نہین ہوئی عیار
یہان بھی ایک گوشے سے یہ ماجرا دیکھ رہی ہین حیرت کہتی ہی ان سردارونکو بلوہ کرکے پکڑ لو
کہ صحرا سے گرد اڑی اس گرد سے صور اسرافیل کی آواز آئی کہ گوش گردون کو ہلانے لگا وہ قیامت
کی آواز آئی گھوڑون نے سوارون کو ٹپکا طرف جنگل کے بھاگے ساحر سحر بھول گئے حیرت
گھبرائی کہ یہ کیا بلا نازل ہوئی گھبرا کے دیکھنے لگی دیکھا ایک جوان ماہ رخسار مشابہ بصورت اسد
نامدار دو رکابے مرکب پر سوار پشت پر اسی ہزار قزاق ڈگے ڈگے گھوڑون پر سوار ہڈے
موچھرے نکلے ہوئے اُس جوان کے ہاتھ مین سونیکا بوق ہے دہن پر رکھکر بجایا اُس سے صدا
نکلی اے قزاقان ببریدہ و بہ بندید اب جو قزاقون نے گھوڑے دوڑائے ساحرون کے چھکے چھوٹ گئے
صدا سے زمین کانپتی تھی قزاقان غضنفر کی لڑائی ایک قزاق نے لٹو کا دوسرے نے کو کھ پر
نیزہ مارا تیرون کی بوچھار کی لڑتے بھڑتے نکل گئے دس دس کی ٹولی باندھکر پھر آگرے طبقے زمین
کے ہلا دیے اول تو گھوڑون کے دوڑنے سے تتق گرد بلند ہوئی خاک ساحرونکو نہین سوجھتا اُس
اندھیرے مین قزاقون کی بدعت غضنفر کی شوکت ساحر بھاگنے لگے قزاق لڑ رہے تھے کہ لکا ابر
گلنار پیدا ہوا تخت پر ملکہ قمر پیکر طاؤس زرین بال پر سوار ملکہ نسیم جالندری مع ساٹھ ہزار
ساحران غدار کے آگے گری قزاقون نے بھی حملہ کیا پہلے ہی حملہ مین اسی ہزار لڑے نسیم کے
سحر کی ہوا بندھی اب حیرت نے پیچانا کہ طلسم کشا کا بیٹا ہے غضنفر بن اسد یہی نسیم عاشق ہوکر
ساتھ ہو گئی ہین نعرہ کیا ارے اسکو مار لو یہ نسل طلسم کشا ہے اگر اسکو قتل کیا طلسم کشا تک تک کھجان دیگا

گذارش کر چکا ہون ہاتھ مین غضنفر کے انگشتر مہر و ماہ تیغہ رویین شگاف قبضے مین اسپ بادپا پر سوار
بہ اشیاء طلسم بند مین سحر اثر تاثیر نہین کرتا جو قریب آیا وہ مارا گیا قزاقون کی شوخی چست و چالاک
لڑائی مین بیباک ساحر نے منھ کھولا کہ مین سحر کرون یہان سے تیر پڑا حلق توڑ کر پار گذرا اور بعض
نے نیزے بڑھا کر شالون سے جھولیان اتار لین دور پھینک دین ساحر گھبراتے ہین قزاق
گھوڑے دوڑاتے پھرتے ہین گرد اسقدر اڑی ہے کہ روے آفتاب مخفی ہو گیا دو پہر کا عمل
تلوار چلی سرما و ابرق بڑا لشکر لیکر آئے تھے سب اس مقام پر تباہ ہوا اب یہ خبر مفصل اسد
نامدار کو ملی کہ صحرا مین چند سردار ہمارے گھرے قریب تھا کہ قتل ہون غضنفر نے آکر لڑائی کو
سنبھالا چار طرف سے اس شیر پر بلوہ ہے بیقرار ہو کر سوار ہوے انکے سوار ہوتے ہی
شہنشاہ لاجین و ملک جہاندار شاہ و کوکب روشنضمیر و جملہ سردار آراستہ ہو کر
اوس وقت آکر پہنچے کہ غضنفر نے صفون کو درہم و برہم کر دیا گھوڑے کو اڑاتا ہوا قریب جلاد
پہنچا جوش جرأت مین گھوڑے پر سے کود پڑے پیدل لڑتے ہوے سامنے جلاد کے چلے اسد
بھی نعرہ کر کے آگے بڑھے نسیم و قمر پیکر نے اسد کو سلام کیا اسد نے نسیم سے شکایت کی کہ اے نسیم
تمنے غضب کیا ہمارے فرزند کو صحرا الصحرا لیے پھرتی ہو ایسا نہو دشمنون پر کوئی افتاد پڑے
یہان لشکر مین سب طرح کا سامان موجود ہے عنایت سے پروردگار کی کوہ ہفت آگ کی
لڑائی اس شد و مد سے سر ہوئی اگر اسقدر جادو نتو البتہ قتل ہوتے صراط کے ایک زندہ نہ بچتا
مگر ایسے ایسے دلیر موجود تھے کہ جنھون نے اس بلوے کو روکا اٹھارہ سو قریہ کی گنہار سے
لڑے نسیم نے دست بستہ عرض کی اپنے فرزند کے مزاج سے تو آپ بخوبی آگاہ ہونگے فرماتے ہین
باپ سے کیونکر ملاقات کردن حجاب آتا ہے سر افراسیاب براے نذر یابون تو قدمبوسی کردن
اسد کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے کہا اے نسیم آٹھ پہر اسکی یاد مین آب و دانہ حرام ہو گیا اب
تو براے خدا چلکر میرے لشکر مین شریک ہو نسیم نے کہا حضور سب انھین کے مطیع ہین اگر بعد
لڑائی کے وہ ٹھہرے ہم سب حاضر رہینگے اگر انھون نے تشریف نہ رکھی الیاقوت کو راضی
رکھا ہے اگر آپ ان سب کی سپرین زر و جواہر سے بھر دین تو یہ لوگ نہ رہین سپاہگری مین بھی
سبقت کرتے ہین سب سے دس قدم آگے رہتے ہین اپنے رفیق کے واسطے جفائین سہتے ہین وہان

غضنفر گھوڑے سے کود پڑا حداد نے جو دیکھا ایک طفل کمسن بھورے بھورے بال خود سے اڑے ہوئے بڑی بڑی آنکھیں چہرہ آفتاب آسمان حسن جاہ و جلال ابروے خمدار رشک ہلال صفونکو درہم برہم کرتا ہوا آتا ہے کئی گولے سحر کے مارے اوس سے کچھ نہوا تلوار لیکر جھپٹا خیال میں یہ کہ لڑکا ہی کیا لڑیگا ہاتھ پکڑ لیکے تلوار چھین لونگا لڑکے کو قتل کرونگا ہٹو ہٹو کہتا ہوا سامنے غضنفر کے آیا ہاتھ تلوار کا مارا غضنفر اور جادوگرون سے لڑائی مین مصروف تھا اس نامرد نے پشت پر سے ہاتھ مارا سر غضنفر کا زخمی ہوا پلٹ کے دیکھا اس ساحر نے زخمی کیا پھر گیا سر سے خون جاری کچھ زخم کا خیال نہ کیا کئی ساحرون کو قتل کرکے سامنے پہونچا للکارا کہ او نامرد کہان جاتا ہے حداد نے دیکھا اب تو یہ نیم بسمل ہو چکا اب اسکا قتل کرنا کتنی بڑی بات ہے جھپٹ کے ہاتھ تلوار کا مارا غضنفر نے پیترہ بدلکر خالی دیا حداد منھ کے بل جھکا اوپر سے غضنفر نے ہاتھ مارا حداد نے سپر فولاد کو اٹھا دیا سپر کے دو ٹکڑے ہوے سر پر گری زمین پر آکر بوسہ دیا حداد کے دو ٹکڑے ہوئے غضنفر نے اُسکو مارا چونکہ سر زخمی ہو چکا تھا تکان جو پہنچی جھپٹ جھپٹ کے لڑا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا حداد کو مار کے لڑکھڑا کے گرا غش آگیا اُس مقام پر صرصر موجود تھی اسنے چند ساحرون کو اشارہ کیا غضنفر کو گرفتار کر لیا سرما و ابریق کے پاس پہونچایا اُن دونون نے بہ تعجیل قفس مین بند کیا ایک ساحر کو دیکر یہ کہا کہ افراسیاب کے پاس لیجا تو وہ ساحر غائب ہو گیا کسیکو حال نہ معلوم ہوا بعد گرفتاری غضنفر سپہ لاچین نے طبقے زمین کے ہلا دیے لاکھون جادوگر قتل ہو گئے حیرت جادو گھبرائی سرما و ابریق نے جاکر یہی کہا حضور اگر حکم دین طبل امان بجے غضنفر کو ہمنے وہین بھیجدیا ایسے بیٹے کے غم مین طلسم کشا تڑپ تڑپ کے جان دیگا اس داغ کو نہ اٹھا سکیگا حیرت نے حکم دیا بہتر طبل امان بجا جب بڑی اسد وغیرہ پلٹے نسیم جالندری و ملکہ قمر پیکر و فولاد دلوانہ سردار قزاقان یہ سب روتے ہوے خدمت مین اسد کی آئے کہا اے شہریار ہمنے اپنے آقا کا مرکب کوتل پایا لاشون مین بھی تلاش کر چکے پتہ نہین ملا ہمارے سامنے گرفتار ہوے اسد بیقرار ہو گئے ان سبھون کو تو اسد نے بہ لطف آثار اقراق نہ ملتے تھے کہتے تھے ابھی جاکر جلدینگے حیرت و سرما و ابریق کو پکڑ لائینگے اپنے آقا کا پتہ لگائینگے اسد نے بمشکل انکو تارا کہا بھائیون تامل کرو مین تدبیر کرتا ہون خدا خواجہ عمرو کو سلامت رکھے

وہ فوراً فکر کرینگے قراقون نے عرض کی آقاے نامدار افسر بڑی چیز ہے یعنی جب حیرت کو پکڑ لائینگے اور مشہور کرینگے کہ زوجہ شہنشاہ قتل ہوتی ہین فوراً آقاے نامدار کو خود افراسیاب ڈھونڈھیگا اسد نے کہا اے بھائیون تم ایسے ہی ہو لیکن حیرت کا گرفتار کرنا کیا اسان ہے قراقون نے کہا حضور حکم تو دیدیجیے دیکھیے ابھی چٹیا پکڑ کے لاتے ہین آپکے کہنے سے اُسوقت ہم رک گئے بدون آقاے نامدار آب و دانہ ہمپر حرام ہے جبتک اپنے آقا کی صورت نہ دیکھینگے کھانا نہ کھائینگے لاچین وغیرہ یہ سنکر وجد کرتے ہین کہتے ہین دیکھو صاحبو شاہزادے نے کیا خلق و مروت اپنے ساتھ والون کے ساتھ روا رکھا ہے کہ نام پر اپنے مالک کے جان دیتے ہین اسد نے بمنت سب کو اتارا بہ مشکل کھانا کھلوایا اور وعدہ کیا کہ اگر آج شب تک غضنفر کا پتا نہ ملے گا تو تم صاحبون کو اپنے آقا کے مقدمے مین اختیار ہو فولاد نے کہا حضور ہمارے آقا کو کوئی نہین رکھ سکتا باغ سیب مین گھس جائین یہان افراسیاب کو چکلا مین سیخچے گرم کر کے پشت پر سولہ لگی بنادین بڑے بڑے زمیندار کہ اپنے بادشاہ کو روپیہ نہین دیتے ہمنے کھڑے لے لیا گڑا ہوا اکھیڑ لائے سب قزاق بلک رہے ہین اسد نے ایک ایک کو گلے سے لگایا اپنی قزاقی کا زمانہ یاد آیا اپنے اٹھارہ امیر زادونکو بلا کر حکم دیا ابراہیم بن مالک ولندھادہ بن لندھور وعلقمہ بن جمہور وقبیل بن مقبل دعادان بن عادی ملازمان غضنفر کی خدمت گذاری اور دلدہی مین مصروف ہوے مگر سب بیقرار ہین شراب کباب موقوف نسیم قمر پیکر بارگاہ مین ہین دونون شاہزادیان رو رہی ہین بہار نے آکر ان دونون کو سمجھایا مہرخ تشریف لائین اپنے ساتھ دسترخوان پر کھانا کھلایا تسکین دی خواجہ بارگاہ مین تشریف لائے دیکھا اسد بہت بیقرار ہین خواجہ نے حال پوچھا اسد نے رو رو کر سب کیفیت غضنفر کی بیان کی ہرکارون نے بھی عرض کی کہ حضور ہمنے خود دیکھا سرما وابرلق نے اسیوقت قفس مین بند کر کے کہین روانہ کردیا لشکر مین قید نہین ہے برق وغیرہ بھی فکر مین گئے تھے پلٹ کے آئے عرض کی ہم نے سارے لشکر مین ڈھونڈھا کہین پتہ نہین ملتا یہ سنکے خواجہ گھبرائے کہ جانسوز نے عرض کی ابھی افراسیاب بارگاہ حیرت مین آیا تھا انتظام کر رہا تھا ہی دو خبرین اسوقت دریافت کین ایک تو یہ کہ کوئی نقابدار سیاہ پوش ہے اسکو نامہ لکھکر بھیجا ہے وہ ہمراہ آفات جہارست آئیگا اور ابرلق سے یہ کلمہ کہا کہ صبح کو ایک ساحرہ

سر غضنفر لیکر آئے گی خوان مین رکھکر پاس اسد کے بھیجدینا یہ خبر وحشت اثر سنکر عمرو گھبرا گیا
فوراً رنگ روغن عیاری نکال کے شکل تاجر لشکر حیرت مین آیا دیکھا لشکر بیحد و بےحساب ہی
فوجین چہار جانب سے چلی آتی ہین سرداو ابرلق منتظم ہین جو بادشاہ لشکر لیکر آیا ساحرون کو بیان
اتار لیا غیر ساحر و پہلوانون کو چھانٹ کر حکم دیا جاکر قریب دریاے نیل فروکش ہو بڑے
بڑے شاہان جلیل و پہلوانان زبردست مسلح و مکمل سلاح جنگ سے آراستہ طرف دریاے نیل کے
چلے جاتے ہین عمرو یہ تماشہ دیکھکر بہت گھبرایا دل مین کہتا ہے کہ اے عمرو اسقدر فوجین کنارے
دریاے نیل کے جمع ہو رہی ہین اسد کہان تک لڑیگا وہ جو مثل مشہور ہے اس مقام پر سچ
صادق آئیگی کہ مارتے مارتے بھاگ گئے قتل کرتے کرتے اسد گھوڑے سے گر پڑیگا کس کس سے لڑیگا
اس جنگ مین ہمراہ اسد فرزندان صاحبقران ہوتے کہ جو لاکھون مین اکیلے لڑ چکے ہین ملک
سنجان مین گنجاب نے ہفت صف آراستہ کی تھی بدیع و قاسم لڑے صفین توڑین اول تو
صاحبقران خود سامنے موجود تھے علاوہ ازین وہ ہفت صف تھی یہ چہل صف ہی لشکر گنجاب کی
کیا حقیقت مثل مور و ملخ فوجین چلی جاتی ہین اور نہین معلوم کتنے زمانے سے انتظام ہو رہا ہی
اسی جادو پر افراسیاب مغرور ہے کہ دریاے نیل پر جاکر سب مارے جائینگے یہ باتین دل سے
کرتے ہوے بشکل تاجر پھر رہے ہین ایک ایک سے حال قید غضنفر دریافت کرتا ہے ہر کس کا
یہی قول ہے ہمین نہین معلوم دیکھا بھی نہین کہ غضنفر کب قید ہوے یہ بھی بخوبی دریافت نہین
کہ باغ سیب مین قید روانہ کر دی یہ باتین دل سے سوچتے ہوے اس بازار مین آے
سب جوہری دوکانین آراستہ کیے بیع و شرا پر تلے ہوے بازار کھلے ہوے دلال موجود خرید
فروخت ہو رہی ہے خوجہ کے منہ مین پانی بھر آیا جیب سے دو مروارید بے بہا نکالے ایک
جوہری کو دکھاے اسنے کہا خواجہ بازرگان آلے خواجہ نے کہا ہمارا کاروان پیچھے رہ گیا ہم
آگے بڑھ آے سرا مین پہنچے فقیرون نے گھیرا یہ دو دانہ مروارید جیب مین پڑے تھے پہر دو پہر
کے صرف کو ان کی قیمت کافی ہوگی جوہری نے استقبال کیا سوداگر جان کر دوکان مین بٹھایا
موتی لیکے دیکھے رنگ ڈھنگ سنگ مین بے نظیر سڈول انمول جوہری بیقرار ہو گیا سوچا کہ
کسی بادشاہ کے ہاتھ فروخت کرونگا کہا خواجہ بازرگان کچھ قیمت بتاے خواجہ نے کہا سیٹھ جی صاحب

قیمت تو گماشتہ جانتا ہے بجک کی کتاب بھی موجود نہین ہے جو تمھارے مزاج مین آئے قیمت کو جوہری
نے ڈرتے ڈرتے دس ہزار کے خواجہ نے کہا جوہری صاحب اگر آپکے پاس اسکے ساتھ کی جوڑی
ہو تو دونی قیمت پر میرے ہاتھ فروخت کیجئے ہر چند کہ کام سب گماشتے کرتے ہین ہمین قیمت
نہین معلوم اتنا یاد ہے دریاے بحرین پر چھ مہینے رہے چار صندوق موتی نکلے یہ گماشتے نے
خبر دی تھی کہ حضور نے چار لاکھ روپیے غوطے خورون کو دیے چالیس جوڑیان عمدہ نکلی ہین
انھین مین سے ایک جوڑی یہ بھی ہے مناسب جانکر فرمایئے جوہری نے بیس ہزار فرمائے
خواجہ نے ہنسکر کہا خوشی تمھاری کچھ اشرفیان دیدو کچھ اسکے بدلے کا جواہرات جوہری نے
بتعجیل دو تین سو اشرفیان ایک پوٹلی جواہرات کی دی اور موتی لیکر ڈبیہ مین رکھدیے خواجہ نے
وہ مال جیب مین رکھا دکان سے چلے گئے بعد جانے سوداگر کے جوہری نے ڈبیہ کھولی
موتیون کو جو دیکھا اتنے ہی عرصہ مین قد و قامت مین فرق آگیا موتیون سے مکھیان تمام
لپٹی جاتی ہین جوہری نے گھبرا کر موتی ہاتھ مین لیے جو جو ہوا لگتی ہے چھوٹے ہوتے جاتے ہین
ہاتھ پر جو رکھے ہاتھ مین کچھ بھر گیا اسمین جو زبان لگائی شیرینی کا مزا تھا کٹورے
مین پانی رکھا تھا جوہری نے موتی اوسمین ڈالدے پانی مین ڈالتے ہی موتی گھل گئے دیکھا
ایک گھونٹ شربت کا ہے پیٹنے لگا سب جوہری دوڑے سیٹھ جی کیا ہوا کہا ایک سوداگر
مجھے لوٹ لیگیا اور بھی غضب تمنے سنا موتی مصری کے بنے ہوے تھے پانی مین ڈالتے ہی
گھل گئے لوگ ہنستے ہیں کہ دیوانہ ہو گیا ہے کہین مصری کے بھی موتی بنتے ہین یہ بلڑ تھا کہ صرصر
آکے پہونچی دیکھا اک مہاجن رو رہا ہے صرصر نے پوچھا میان کیا ہوا کہا اک سوداگر مصری کے
موتی میرے ہاتھ بیچ گیا دیکھو کٹورے مین یہ شربت رکھا ہے صرصر ہنسی جوہریون نے پوچھا
آپ تو ہماری کوتوال ہین یہ سوداگر کون تھا صرصر نے کہا تم کیا کروگے یہ عمرو عیار کا کام ہے
وہی نگوڑا ایسے ایسے فریب کرتا ہے مہاجن تو رو پیٹ کے بیٹھ رہا صرصر نے صبا رفتار
سے کہا عمرو بازار مین آیا ہوا ہے دونون تلاش مین چلین خواجہ صورت تبدیل کرکے اک
صراف کے یہان اشرفیان بھنا رہے ہین پیتل کی دیتے ہین سونے کی لیتے ہین ان دونون نے
دور سے پہچانا کہ عمرو دست برد کر رہا ہے دونون نے آپسمین اشارے کئے خواجہ غافل بیٹھے ہوئے

روپے گن رہے ہین کہ دونون نے قریب آکر حلقہ ہاے کمند مارے خواجہ اور کنگر انکے گلے گردن و
کمر مین پڑ چکے تھے دونون نے جھٹکا مارا خواجہ بند ھکر گرے مہاجن صرصر سے لڑنے لگا کہ ہمارے
گنگ کو کیون پکڑا یہ بڑا بھولا آدمی ہے صرصر نے کہا سب اشرفیان پیتل کی ٹکوڑی مین اب جو
مہاجن نے بہ نگاہ غور دیکھا پیٹنے لگا صرصر و صبا رفتار عمرو کو گرفتار کرکے سامنے
سرما و ابریق کے لائین حیرت نے کہا اے صرصر وہین لیجا آبشار سے ہمارا سلام کہنا
اور زبانی بھی کہدینا کہ صبح کو دونون سر روانہ کرنا صرصر پشتارہ عمرو کا لیکر چلی جب لشکر سے نکلی
خوجہ نے کہا بی بی مجھکو کہان لیجا ئیگی مین اسی جنگل مین تجھ سے موجود ہون کسی درہ کوہ مین چلو
فرش بچھا کر ہم تم بیٹھین تمھارا دل خوش کرین صرصر نے کہا اب بخوبی دل خوش ہو جائیگا ایسے
مقام پر لیچلون کہ فوراً تمکو قتل کرے عمرو نے کہا اے صرصر یہ تیرا خیال خام ہے مرنا ساخر کا
کام ہے جس کسی کی موت آئی ہے اسی کے پاس تو مجھکو لیکر چل صرصر نے جھٹک دیا عمرو نے دیکھا
صحرا مین اک تالاب ہے اسمین صرصر پشتارہ لیکر کود پڑی عمرو کی آنکھ بند ہو گئی اب جو آنکھ
کھلی دیکھا اک باغ ویران اسکی پٹریان شکست ہزارون جادوگرنیان پھر رہی ہین انھون نے
پکار کر آواز دی صرصر کسے لائین یہ کیا کوئی بد مانس ہے صرصر نے کہا یہ عمرو عیار ہے
جسنے تمام ہوش ربا کو درہم و برہم کیا عمرو نے کہا یارو یہ جھوٹ کہتی ہے عمرو کہین اور ہوگا
مین آشنا ہون آج اور ایک عورت کے پاس چلا گیا اسپر اسنے میرا یہ حال کیا صرصر ان
باتون پر گالیان دیتی ہے جادوگرنیون نے چہار جانب سے گھیر لیا بارہ دری مین آکر پہنچی
دیکھا ایک ساحرہ سیہ فام کہ ایسی بدہیئت ساحرہ عمرو نے طلسم ہوش ربا مین نہین دیکھی
مسند پر بیٹھی شراب پی رہی ہے گرد ہزارہا جادوگرنیان ایک گوشہ مین غضنفر بن اسد متھکڑیان
بیڑیان پہنے ہوے بیٹھا ہے خواجہ کی آنکھون مین آنسو بھر آئے غربت پر غضنفر کی کلیجہ پھٹ گیا
صرصر نے کہا اے ملکہ آبشار جادو عمرو عیار کو ملکہ حیرت نے تمھاری خدمت مین بھیجا ہے اور
زبانی ارشاد فرمایا ہے صبح کو غضنفر و عمرو کا سر کاٹ کے روانہ کرنا آبشار نے قید عمرو لے لی
صرصر کو خلعت دیا یہ تو چلی گئی آبشار نے جادوگرنیون سے کہا گوشہ باغ مین جو نخل چنار ہے
اسمین جاکر اسکو باندھ دو خبردار کوئی رات کو اسکے پاس نہ جائے ورنہ یہ نکلجائیگا مین نے باغ

کو بھی سحر بند کر دیا صبح کو ان دونو نکا سر کاٹ کر روانہ کرونگی کنیزین عمرو کو کشان کشان گوشۂ
باغ مین لیکر آئین ایک درخت سے باندھ دیا خواصین چلی گئین اب عمرو اس تنہائی مین گھبرایا
درخت سے سر ٹکرانے لگا حیران تھا کہ اے عمرو کیا کرون صبح کو یہ ملعونہ قتل کریگی جو جو رات گذرتی ہے
خون عمرو کا گھٹتا جاتا ہے کوئی سامنے نہین کسکو پکارے دو پہر سے شب تجاوز کر چکی تھی دیکھا کہ جلشن لوٹا
ہاتھ مین لیے ہوے آتی ہے عمرو نے پکارنا شروع کیا بی بنفشہ ذرا میرے پاس آؤ جب عمرو بہت چیخا تب
کنیز نے پلٹ کر آواز دی ارے بیحیا قیدی کیا مطلب ہے یہانکے قیدی کو کھانا پینا نہین ملتا عمرو
نے کہا بوا ذرا میرے پاس آؤ مین اک بات پوچھونگا مین تو بندھا ہوا ہون اگر میری بات مانوگی
کل ہی نوکری چھوڑ دوگی یہ کیے خسی موقوف کرو گھر مین چین سے بسر کرو جلشن نے کہا آخر مطلب کیا ہے
عمرو نے کہا جب آبشار ہمکو قتل کریگی ہمارے جسم مین جو کچھ لباس ہے یا نقد و جنس یہ کون لیگا جلشن نے
کہا وہی جلاد مہتر جو کچھ تمھارے پاس نکلیگا لے لیگا سنتی تھی عمرو بڑا عیار ہے نگوڑے یہان تیرا
کچھ زور نہ چلا عمرو نے کہا بوا مجبور ہون اب مجھکو یقین مرگ ہوا جو کچھ دو چار کوڑیان میرے پاس ہین
وہ تمھین لے لو نذر و نیاز میری کرا دینا جلشن نے کہا کیا ہے عمرو نے کہا میرا ایک ہاتھ کھولدو مین
سب تمکو دیدون جیسے ہی اسنے ہاتھ کھولا عمرو نے ایک پوٹلی روپیہ کی نکالی کہا بوا اسمین میرا تیجا
کر دینا نصف تم لینا جلشن نے کہا مین کیا کرونگی تیری نذر و نیاز مین لگا دونگی کہا اور بھی کچھ ہے عمرو نے
چند اشرفیان نکالین کہا بوا میرا دوسرا ہاتھ کھولدو کنیز سوچی مین ساحرہ ہون مجھسے بھاگ کر کہان جائیگا
ہاتھ وہ بھی کھولدیا اب تو خواجہ نے روپیہ اشرفیان نکالکر ڈھیر کرنا شروع کر دیا کنیز اٹھاتی ہے ہنستی بھی
جاتی ہے میان قیدی نہ گھبراؤ ہم تمھین قید سے بھی رہا کرا دینگے خواجہ کہتے ہین بی بی تمھاری مہربانی
نقدی دیتے دیتے اک ڈبیہ نکالی کہا او بوا اسکو کھولنا نہین جہان ہم دفن ہون ہماری قبر مین
رکھدینا کنیز نے کہا اسمین کیا ہے خواجہ نے کہا تمھین اس سے کیا کام ہماری امانت ہے کنیز نے کہا
مین تو تمھاری رازدار ہون دیکھون تو اسمین کیا ہے عمرو نے کہا دیکھو لینا نہین کنیز نے ڈبیا
کھولی اس ڈبیا مین سے بیہوشی اڑی خواص بیہوش ہو کے گری خواجہ اپنے کو کھول چکے تھے [illegible]
زنبیل مین کیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کے اسی خواص کی شکل بنجاتے تھے کہ اس کنیز کو زنبیل کرون
یکایک زمین شق ہوئی نعرہ ہوا منم آبشار جادو وہ ساربان زادے مین جانتی تھی کہ تجھکو تو اندھیرے مین [illegible]

ہوا بڑے نادان تھے وہ لوگ جنھون نے تیری فکر نہ کی مین نے خود شہنشاہ سے خواہش کی تھی کہ اب جو
عمرو قید ہو میرے پاس بھیجدیجیے گا دیکھون کیونکر بچتا ہے بے سبب مشہور کر دیا کہ مسلمانون کی قضا نہین ہے
غفلت آپ کرین سامری و جمشید و خداوند لقا بدنام ہین بیدار کرنیوالون کے یہ کام ہین عمرو
کے ہوش اڑ گئے آبشار نے اپنی کنیز کو ہوشیار کیا عمرو کی پھر مشکین باندھین اسیطرح درخت سے
باندھ دیا اب عمرو کو یقین کامل ہوا کہ موت میری قریب ہے رات بہت قلیل تھی جب یہ عیاری کی
جب صبح قریب رہی تھی خواصین براے کاروبار ضروری اٹھین جو ادھر سے نکلی عمرو نے کہا بوا میری
بات سنتی جا او کوئی جواب بھی نہین دیتی باغ مین ہلڑ ہے وہ کنیز ایک ایک سے کہتی پھرتی ہے
بوا رات کو ہمکو ہمارے مالک نے بچایا اس نگوڑے بدمعاش نے مجھکو بڑا دھوکا دیا یہ ذکر تھا کہ
گریبان سحر غم مین خواجہ عمرو و غضنفر چاک ہوا ستارہ بخت رسا نہ چمکا نجم تقدیر نے گردش کھائی
مرغ سحری کی آواز آئی جلاد مہر درخشان خنجر ضیا ابران ہاتھ مین لیکر فلک نیلی پر نمایان ہوا
آبشار جادو بیدار ہوئی سات ہزار جادوگر و جادوگرنیان جمع ہوئین یہ مغرور آکر تخت پر بیٹھی
کہا دونون قیدیون کو لاؤ رات کو خواجہ نے غضب کیا تھا لیکن اگر رہا بھی ہوتا مین باغ سحر بند
کر چکی تھی یہ وہ باغ ویران ہے بو بھی اسکی باہر نہین جاتی اسیوجہ سے باغ کو آراستہ نہین کیا مین
شہنشاہ کو تحریر کر چکی کہ جسکو قید کیجیے یہان روانہ فرمائیے کنیزین جا کر عمرو و غضنفر کو کشان کشان
سامنے آبشار کے لائین عمرو نے جو غضنفر کو مسلسل و مطوق دیکھا دل بیقرار ہو گیا کہا اے
نور نظر تمھارے فراق مین اسد نہ زندہ رہیگا تمکو ہوش رہے ساہا سال گذرے اگر باپ سے
ملاقات نہ کی غضنفر نے شرما کے سر جھکا لیا کہا نانا جان مین تو یہ عہد کرکے چلا تھا کہ جاتے ہی
افراسیاب کو قتل کرونگا بزرگون کے واسطے کچھ نذر بھی لیجاؤن اور جابجا مقابلے پڑے
صدہا فریب لوٹ لیے موت دامنگیر تھی پر لڑائی ہمارے قتل کی تدبیر تھی جو منظور پروردگار ہے
قتل ہونے سے کیا نقصان خدا آپ کو قید سے رہا کرا دے مین سب خبرین سنتا تھا حضور نے آج تک
بڑے بڑے ساحر مارے آپ ہی کی ذات سے تمام مقامات طے ہوئے عمرو نے کہا آج تو کوئی صورت
رہائی کی نہین معلوم ہوتی ایک امر کا بڑا خیال ہے وہ صادق الوعد مجھسے وعدہ کر چکا ہے کہ جبتک
اُس بڑی چیز کو تین مرتبہ نہ پکارونگا جبتک اسکی بو نہ سونگھونگا مجھے زندگی کی پڑی ہوئی ہے

دس ہزار برس تک نام نہین لونگا آیندہ جیسا زمانہ ہو اس ملعون نے اس باغ کا تالاب بے راستہ رکھا ہے
کون یہان تک آئیگا وہ مسبب الاسباب بچائیگا آبشار نے جلادون کو بلایا دارین استادہ ہوئین عمرو
و غضنفر کو زیر تیغ بٹھایا جلاد تلوار کھینچکر سر پر آیا صدائین دینے لگا اے ملکہ آبشار جادو فرزند طلسم کشا
و خواجہ کا قتل ہے تجھکو حکم دیجئے گا انکے خون کے بہت دعویدار ہین انکے طرفدار سترہ ہزار نامدار
ہین ایک ایک خواجہ کے نام پر جان دیتا ہے آبشار نے جواب دیا کیا ہو وہ بجتا ہے یہان پرندہ پر
نہین مار سکتا دوندے کی کیا لیاقت ہے یہان تو آبشار حکم دے رہی ہے دو کلمہ داستان شاہزادہ
قباد شہریار فرزند صاحبقران نامدار حوالی طلسم صندل مین اسد اور قباد سے ملاقات
ہوئی تھی ذکر کر چکا ہون کہ ملکہ عجائب جادو عاشق جمال قباد شہریار ہوئی جسرو زا انگوٹھی اسد کو
برائے قتل صندل جادو دی گئی ہے تو اسی دن ذکر کر چکا ہون شہر عجائبستان خالی کر دیا قباد
کو لیکر نکل گئین یہ بھی تحریر کر چکا ہون کہ جب اسد پلٹ کر آئے تھے تو خواجہ بہت خفا ہوئے کہ او دیوانے
تونے مامون کا دامن کیون چھوڑا کچھ پتہ مجھکو بتلا اسد نے کہا نشان بتلا گئے بارہ کوس پر شہر
عجائب نگار وہان کی ملکہ عجائب جادو تاجدار ہین صبح کو خواجہ عمرو و اسد وہان آئے تھے قلعہ کو
خالی پایا ایک کاغذ دروازے پر لگا تھا اسمین یہ مضمون تھا کہ عمرو نامدار مجھکو ساتھ عجائب کے مدت
گذری یہ دل و جان سے خدمت کرنی ہے اب ہمارا لشکر مین چلنا مناسب نہین ہے شکر ہے کہ ہمارا فرزند
سعد بن قباد بادشاہ اسلام ہے انشاء اللہ جب خدا چاہیگا ہم بھی آکر ملین گے ہمارے علیحدہ ہی
رہنے سے شاید کوئی مطلب حاصل ہو خواجہ روتے پیٹتے پلٹ آئے تھے اسدن سے ملکہ عجائب جادو
مع سات ہزار جادوگرون کے قباد کو لیکر ایک دشت سبزہ زار مین فروکش ہین آج قباد شہریار
سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہین ارکان سلطنت حاضر ہین ملکہ عجائب جادو کرسی جواہر نگار
پر ذکر اسد در پیش ہے بادشاہ نے فرمایا اے ملکہ عجائب [illegible] اسد کا طلسم [illegible]
نہین ہوا یہ خبر تو تمنے دی تھی کہ کوہ ہفت رنگ [illegible] نیل کی تاب کیون نہین کچھ خبر
شاید کوئی افتاد پڑی ذرا خبر تو لاؤ ہم بھی لشکر نامدار کے جاین شیر بیشہ صاحبقرانی کی زیارت سے
مشرف ہون وہ نظر کردہ بزرگان دین مثل باپ بیٹے تھے بارگاہ درو گار نظر کردہ بزرگان
نامدار ہین شب سے طبیعت گھبرا رہی ہے عجائب نے کہا حضور صندل جادو میری وجہ سے قتل ہوئی

افراسیاب نے ضرور تلاش کرایا ہوگا حضور کا اس صحرا سے نکلنا بہتر نہین ہو مین ابھی جا کر خبر لاتی ہون
حضور تکلیف نہ فرائین یہ کہکر ملکہ عجائب طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی مثل ستارہ صبحی آسمان مین
ڈوبی تمام طلسم زیر نگاہ اول لشکر اسد پر نگاہ پڑی دیکھا دریاے لشکر موج مار رہا ہو یہان رات کو
جو عمرو نہ پلٹ کے آیا برق نے اسد سے خبر کی کہ معلوم ہوتا ہے استاد تلاش غضنفر مین گئے تھے
کچھ افتاد پڑی رات بھر سب سردار انتظار عمرو مین تڑپے صبح کو شہنشاہ ماچین و کوکب معمار قدرت
و جہاندار و مہرخ و بہار وغیرہ بارگاہون مین سے نکلکر لشکر اسد مین ٹہل رہے ہین برق پر
تاکید ہے کہ مفصل خبر لائین بلکہ برق کئی مرتبہ لشکر سرا مین گیا چرند پرند نے بھی خبر دی اس لشکر مین
استاد نہین ہین ماچین نے کہا شاید قید کرکے باغ سیب مین بھیجدیا ہو مین وہین جاتا ہون مہرخ
و بہار وغیرہ نے عرض کی برلب خواجہ ہم سب ساتھ چلینگے اے شہنشاہ باغ سیب ایسا مقام نہین
ہے کہ جہان اسطرح جانا ہو قیامت کی لڑائی پڑے گی مقام عیش گاہ افراسیاب ہے وہ مقام
اس طلسم ہوش ربا مین انتخاب ہے کل سردار اسی فکر مین آراستہ ہو کر ٹہل رہے ہین ہی جستجو ہی کہ لشکر
خواجہ مین جائین جسطرح بن پڑے رہا کرین یہ سب سردار وسط لشکر مین آراستہ و پیراستہ کھڑے ہین
عجائب جادو کی نگاہ پڑی دیکھا سردار ونکی بیچ مین اسد نامدار گرد ثابت و سیار کمان بیچ مین دو
جوان مثل ماہ تابان بہار باغ لشکر اسلام دیکھکر ملکہ عجائب جادو مثل گل شگفتہ ہو گئی شکر
پروردگار کیا کہ آفتاب اقبال لشکر اسلام کا اوج پر ہے کیا سردار ہین کیا فوج ہے بشکل عقاب
اک نخل پر بیٹھین حیران تھین کہ باعث انتشار لشکر کیا ہے صدائین سنین کہ خواجہ عمرو و فرزند نامور
اسد والا ورکہین قید ہو گئے ہین انھین کی جستجو ہے دریاے لشکر مین تلاطم ہے اب ملکہ عجائب جادو
نے پھر پرواز پیدا کیے دل سے باتین کرتی ہوئی کہ مین اگر شہریار سے عدہ کرکے آئی ہون
خبر خوشی کی لیکر آؤن نہ کہ خدانخواستہ خبر وحشت اثر سناؤن آسمان مین ڈوبی ہوئی ہین یہان
عمرو و غضنفر زیر تیغ بیٹھے ہین آبشار جادو حکم دے رہی ہے کہ جلد قتل کرو عجائب نے
جو یہ معرکہ دیکھا کلیجہ منھ کو آگیا قلب تھرا گیا گولا سحر کا آراستہ کیا اسم سحر پڑھتی ہوئی قریب سر
آبشار ہو بیٹھین عمرو سمجھ گیا کہ ہماری مددگار ہین دعا کی کہ پروردگار اسکو غالب کرنا عجائب نے
سحر کرکے گولا مارا جب گولا مار چکا تب جھوم کر آواز دی منم ملکہ عجائب جادو کنیز و صد فتنگذار

قباد شہریار گولا سر پر اس خود سر کے پڑا آبشار کو پناہ پانی دشوار ہوئی آبرو مٹی سر کے ہزار ٹکڑے
ہوئے غضنفر و عمرو وغیرہ رہائی پائی اسی کے سحر مین مبتلا تھے باغ تمام ساحرون سے بھرا تھا کہتے ہی آبشار
کے لینا لینا کہکر دوڑ پڑے یہ مغلوبات سحر آبشار کے تھے یہ معرکہ قریب لشکر اسلام ہو جیسے ہی
آبشار مری وہ تالاب خشک ہوا دیوارین باغ کی گرین لاچین وغیرہ نے دیکھا صحرا مین صدائے
گیر و دار بلند ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من آبشار جادو بود ایک نازنین ماہ پیکر حور منظر لاکھون ساحرون مین
گھری ہوئی لڑ رہی ہے غضنفر نے اپنا تیغہ رو مین شگاف اٹھا لیا قزاقان غضنفر
نے جو اپنے آقا کو گھرے ہوئے دیکھا بوق بجایا بوق مین یہ صدا اٹھی اے قزاقان تیار شوید پہلی
صدا مین اٹھے گھوڑے صحرا مین چر رہے تھے صدائے بوق کے عادی ہین اپنے سوارون کے
نزدیک آکھڑے ہوئے دوسری آواز مین قزاق تیار ہوئے تیسری آواز مین صفین باندھکر لشکر
آبشار پر جا پڑے مرکب باد پا اڑ بھڑکر پاس غضنفر کے پہونچا غضنفر سوار ہوئے نشتر مہر او جھیکا
تیغہ کھینچکر لڑنے لگا عمرو نے گلیم اوڑھ لی لیکن شہنشاہ لاچین نے لشکر عجائب جادو کو پہچانا حیرت جادو
لشکر گران لیے ہوئے اتری ہے صرصر نے بڑھکر خبر دی حضور آبشار قتل ہوئی فوج لاچین کا
لشکر آبشار پر بلوہ ہے لاشہ آبشار تڑپ رہا ہے عمرو و غضنفر چھوٹے حیرت نے بھی لشکر کو حکم دیا
سرما و ابریق بھی جا پڑے خوب جھکڑ تلوار چلی اسد نے بھی نعرہ کیا لڑتے بھڑتے قریب فرزند
پہونچے غضنفر نے سلام کیا اسد نے سر سینے سے لگایا آنکھون مین آنسو بھر کر فرمایا اے فرزند
جانیکا ارادہ نکرنا مجھکو فرزند نیل و پیش سے انتہا کا پس و پیش ہے غضنفر نے سر جھکا لیا
عرض کی غلام حاضر رہیگا اسد و غضنفر لڑنے لگے دو پہر کامل تلوار چلی سرما و ابریق نے حیرت سے
عرض کی حضور جس واسطے یہ کوشش ہے وہ بیکار رہی آبشار قتل ہوئی اب جنگ بیکار ہے کیا
فائدہ حیرت طبل بازگشت بجواکے پلٹی کوکب و لاچین نے لاکھون کو مارا عجائب جادو نے جب
دیکھا کہ برائے مدد غضنفر اسد وغیرہ آگئے یہ برق بنکر چمکی سر آبشار کاٹ کر رومال مین باندھا
زمانی بھرتی نکل گئی یہ دم رہے سرما و ابریق و صرصر و حیرت نے عجائب جادو کو اڑتے
ہوئے دیکھ لیا پہچانا صرصر نے یہ بھی کہا کہ عجائب جادو نے آبشار کو مارا یہ کس وجہ سے
مددگار لشکر اسلام ہے حیرت نے کہا حال کھل جائیگا یہ کہکر طبل بازگشت بجوایا یہان غضنفر کو ساتھ لیکے

عمرو و اسد ملے آکر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئے حیرت نے ان کل حالات کی عرضی افراسیاب کو روانہ کی افراسیاب آج کل دن بھر پھرتا ہے در بند ہائے طلسم باطن پر حکم پہونچا تا ہو کہ عجائب و غرائب تیار رکھو پہلوانون کو چھانٹ چھانٹ کر طرف دریاے نیل کے روانہ کرتا ہے افسر تاجدار پہلوانان زبردست لکھو در لکھو مثل مور و ملخ طرف دریائے نیل کے چلے جاتے ہین صف بندی کے سامان ہین افراسیاب جادو باغ سیب مین نہ تھا یہ نامہ حیرت کا بہ مقدمہ قتل آبشار از دست عجائب جادو افراسیاب جادو نے نہین پایا وقت پر ذکر ہو گا۔

دو کلمہ داستان جلالت بیان اسد کا تا بہ دریاے نیل پہونچنا حال مصور و صورت نگار کا شکست کھا کر فرار پر قرار کیا عیاری خواجہ عمرو بن امیہ نامدار ایک کسبی کی شکل بنکر پھر کا یا پلٹ ہونا مصور کی کرامات کا مشہور ہونا و دیگر حالات متعلق داستان ہذا عجب داستان پر مضامین ہے

ساقی نامہ مصنف

ساقی مدبرہ بڑی ہے
کامل ہر ایک اپنے فن مین
بلبل لگاتی ہے ترانہ
الفت کی شکایتین ہین
بلبل رخ گل پہ مبتلا ہے
ہے نکہت گل ہوا مین برباد
نرگس کو ہے انتظار کس کا
چہرون پہ کبھی ہے گرد کلفت
چشمے کو بھی چاہ ہے یہ کس کی
ہے چال کہ ابروے کشیدہ
بانی بنا ہے باغ عالم
قدرت ہر رنگ مین عیان ہے

کیا فکر رسا کہین لڑی ہے
ہر سرو چمن اکڑ رہا ہے
سنتے کا سنا نہین فسانہ
آوارۂ دشت قیس مجنون
آخر الفت کا رنگ کیا ہے
سنبل زلفین سنوارتی ہے
دل رہتا ہے بیقرار کسکا
رڑتی ہین حباب کی نگاہین
حسرت کی نگاہ ہے یہ کسکی
ثابت ہے قمریہ حال الفت
صناع قدیم رب اکرم
ہم عاشق صنعت خدا ہین

آمد ہے بہار کی چمن مین
طاؤس ہے کہ کھلتے رہا ہے
شیرین کی حکایتین ہین
فرہاد کا ہو گیا جگر خون
قمری ہے نثار سرو شمشاد
سوسن کسکو پکارتی ہے
نہرون کو ہے جوش بحر الفت
ہے موج کہ کھنچ رہی ہین آہین
ہے باد صبا فراق دیدہ
روشن نہ ہوا مآل الفت
خلاق زمین و آسمان ہے
صد شکر کہ عاشق خدا ہین

کیا باغ و بہار کی حقیقت ۔ ہر رنگ مین ہے اسی کی صنعت ۔ چہرہ مصوران تصور خیال و
نقاشان نقوش حیرت مآل تصویر دلپذیر داستان جلالت کو یون صفحہ قرطاس پر کھینچتے ہین شعار
نقاش نقوش خوش بیانی ۔ تصویر کشان قصہ خوانی ۔ لکھتے ہین یہ داستان رنگین
تحریر ہوا بیان رنگین

سابق مین تحریر ہوا ہے کہ مصور و **صورت نگار**
ہاتھ سے شہنشاہ لاچین کے شکست فاش کھاکر مجبور و ناچار ہوے یکہ و تنہا صحرا کی جانب
بھاگے مصور نے کہا اے خاتون محل ہمنے بڑی بڑی کوشش کی ہر مقام پر لڑے لیکن مراد دل حاصل
نہوئی وقت زوال طلسم ہوش ربا آگیا ہے ہمنے اپنے بزرگون کے خلاف کیا ہمارے بزرگ سامری
و جمشید آسمان افسونگری کے خورشید تھے کبھی دعوی تاجداری نہین کیا ہمیشہ فقیر و نکے برن
مین رہے اسی سے کرامتین ظاہر ہوئین تمام عالم مطیع ہوا یہانتک شوکت بڑھی کہ دعوے
خدائی کیا ہمنے اُنکے خلاف کیا کہ تاجدار بنکر بیٹھے افراسیاب بداقبال بے نمک حرامی کا یہ آل ہے ہمنے
سامری نامہ مین صاف لکھا دیکھا کہ اسی سال مین طلسم فتح ہو جائیگا اے ملکہ عالم جو کرنا ہے کرتے
ہنو ہم اپنے بزرگون کے قاعدے پر قائم ہون تمام عالم ہمکو پہچانتا ہے جس قریہ مین جاکر بیٹھ جائینگے
زمیندار پھلواری لگا دینگے شوالہ بنوا دینگے مٹھ کے بلوا پوری بیچین سے کھائینگے مزے اڑائینگے
افراسیاب کی جانب کبھی منھ کرکے نہ سوئینگے طلسم ہوش ربا فتح بھی ہو جائیگا تو مسلمان بھی فقیرونکو
مانتے ہین جاگیرین مقرر کر دینگے صورت نگار بھی عاجز ہو چکی ہے مصور نے جٹائین خاکستر سے
آراستہ کین تنجرفی پیراہن پہنا بھبوت منھ پر ملا اکتارہ ہاتھوں مین لیا بھجن گاتے ہوئے چلے قریب
ایک گانون کے پہونچے زمیندار بیرون قصبہ آیا تھا اسنے مصور کو پہچانا دوڑکر قدمبوسی کی کہا کہ
گرو جی ہماری عملداری مین استھان کیجیے قریب درکوہ ڈیرا ناشوالہ ہے اسی مین مورتین رکھتے
ہو جپن ہم پوجا کرینگے گانون والے برائے خدمت آئینگے مصور قریب درکوہ صورت
کو لیکر بیٹھ گیا اکتارہ بجاکے بھجن گانے لگا گانون والے جمع ہوئے پوجا پاٹ ہونے لگی گانون کی
مٹھائی پوریان کچوریان آنے لگین اب نوبت چڑھاوہ چڑھنے لگا مصور جو نقدی آتی ہے وہ درہ
کوہ مین جمع کرتا ہے کھانے کے جو اشیا آتی ہین اُنکو کھاتا ہے نقدی جمع کرتا ہے دس بیس دن مین تمام
دیہات و قریات مین خبر ہوگئی کہ ایک بابا جی بڑے صاحب کمال عزیز دار سلطنت جمشید فلان مقام پر

آکر بیٹھتے ہین روز صبح و شام جادو رہتا ہے گانجہ اڑا کرتا ہے شراب خوب چلتی ہے ریوڑین صورت نگار
اپنے ہاتھ سے پکاتی ہے جنس غلہ بے حساب چلا آتا ہے مصور راتون کو بی بی سے لپٹ لپٹ کے
سوتا ہے چند دن مین بہت کچھ مال و اسباب جمع ہو گیا پھولون کے درخت بنائے اک بغیچہ بنگلے گنوار
ہر وقت موجود رہتے ہین ایک کمہاری کو بھی رکھ لیا وہ چوکا باسن کرتی ہے اب تو مصور در کوہ
سے نکل کر مسند بچھا کر بیٹھتے ہین صورت نگار چونکہ خوبصورت ہے بھبھوت ملے بیٹھی رہتی ہے
ہزار ہا جوان اسکے دیکھنے کے حیلے مین آتے ہین ہر وقت میلا لگا رہتا ہے مرشد زادے بھجن گایا کرتے
ہین مزے اڑاتے ہین ہر روز کہتے ہین کیون صورت نگار ہر روز کی آفت سے چھوٹے
ساربان زادہ ہر روز فکر مین رہتا تھا روز کا لڑائی جھگڑا جان کی آفت اگر کبھی ساربان زادہ
نکل آئیگا گرفتار کر لین گے کسی دن اگر بن پڑا رات کو جا کر سحر کرینگے طلسم کشا کو پکڑ لائینگے کنارے
ہی کنارے قتل کرینگے یہان سے بیٹھے بیٹھے ہی سحر کیا کرینگے مسلمانون نے بڑے صدمے پہونچائے ہین
نام ہوئے انھیں سب زمیندارون کو ساتھ لیکر یلغار کرینگے اب تو سب ہمارے معتقد ہوتے
جاتے ہین یہی ہماری فوج ہے اسی فقیری مین اوج موج ہے اس سلطنت سے یہ فقیری بہتر
ہے مصور یہی صلاح مین کرتا ہے کہ رات کو جا کر سحر کرون سردارون کو پکڑ لاؤن جب سب کچھ پاس
جمع ہو لین تب افراسیاب کو اطلاع کرون صورت نگار منع کرتی ہے کہ اے مصور بڑے
لطف سے اوقات بسر ہوتی ہے اپنے کو کانٹون مین نہ پھنسا یا تو جفائین اٹھائی تھین اب
پیٹ بھر کے کھانا کھاتے ہین ہزار ہا زمیندار برائے خدمتگاری آتے ہین لیکن مصور نے جو
بعد برسان کچوریان پیٹ بھر کے کھائین شرابین پین دن بھر گانجا اڑاتا ہے جو زمیندار آیا کلی گانجے
کی لا کے نذر کی مصور نے کہا بنا دو اسنے چلم تیار کیا پہلے مصور نے دم لگایا جھوم کر آواز دی جسنے
پی گانجے کی کلی اس بیٹے سے بیٹی بھلی یکایک اسکو خبر ہوئی راہ گیرون نے ذکر کیا کہ صراط
ہفت رنگ مارا گیا بھائی کے واسطے بہت رویا اندھیری رات مین اسباب سحر ذات پر آراستہ
کر کے اٹھا ہر چند صورت نگار نے منع کیا ارے کیون قضا آئی ہے مصور نے کہا بھائی کے خون کا
بدلا لون گا جب تو مین فوج لیے ہوئے اترا ہوا تھا عیار بلائے روزگار صورتین بدل کر آئے تھے
یہان کوئی نشان بھی نہ پائیگا یہ کہکر پر پرواز پیدا کیے لشکر سپہ مین آیا بارگاہ کو دیکھا گرد بارگاہ

چمن ہاے طولانی جب یاد رات آئی کنارے پر آیا اور کنارے سے سحر کیا ہوا چلی نگہبان سو گئے پرد
اٹھا کے اندر آیا سحر سے بہار کو بیہوش کیا کمر مین بقچہ دیکر پرے اڑا لا کر اسی درہ کوہ مین قید کیا بہار
جو دن کو ہوشیار ہوئی حیران کہ اس کوہ تیرہ و تاریک مین مجھکو کون لایا صورت نگار کو دیکھا
چوکا دے رہی ہے مصور مہنت بنے بیٹھے ہین در کوہ پر زمین دارون کا جادوگر دجی گردجی لیکر
تحفے لیکر چلے آتے ہین مصور پھولا ہوا بیٹھا ہے بہار حیران کہ یہ کیا معرکہ ہے یہان صبح کو لشکر
مین ہلڑ ہوا قریب تھا کہ لشکر حیرت پر یلغر کرین یہ خبر آئی کہ بہار غائب ہو گئی عیار لشکر سرا
وابرلق مین آئے پتہ نہ ملا طلایہ پر تاکید ہوئی لاچین و اسد حیران دوسرے دن رات کو
مصور آکر پہونچا اس شب کو اسد نامدار محل مین لعل سخندان کے تھے مہ جبین مسند پر
رجھکاے ہوے بیٹھی ہے گرد کنیزین ہین شمع ہاے موی و کافوری روشن مصور جلبیا جی مین کہا
اسی کی ذات سے سارا فتور ہوا یہ سوچکر باغبان کو بقچے مین دبائے تھا سحر کرنے لگا جھونکا ہوا
کا چلا مہ جبین نے مسند پر سر رکھدیا کنیزین بھی سو گئین مصور نے مہ جبین کو بھی اٹھا لیا
درہ کوہ مین لاکر دونون کو پہونچا یا صورت نگار پیٹنے لگی کہا اے مصور تو نے غضب کیا
اب سار بان زادہ ملاش مین نکلیگا پتہ لگا لیگا ارے واسطہ سامری جمشید کا مہ جبین کو وہین
پہونچا دے مصور نے نہ مانا کہا ارے اسیطرح مین سب کو چرا لاؤنگا یہان کوئی نہ آئیگا لشکر
اسلام مین صبح کو قیامت برپا ہوئی کنیزان مہ جبین روتی پیٹتی سامنے شہنشاہ لاچین و
اسد کے آئین لاچین محل مین آئے یہ بھی سن چکے ہین کہ باغبان و بہار غائب ہوے مہ جبین
کا غائب ہونا بڑا ستم ہے لاچین نے بارگاہ مہ جبین مین آکر دیکھا چند دانے ماش کے پڑے ہین
لاچین نے ان دانون کو اٹھایا سحر کرکے پوچھا ان دانون سے آواز آئی ہم مصور جادو کے
سحر ہین لاچین نے زانو پر ہاتھ مارا کہا خواجہ تم نے سنا ماش کے دانون سے کیا آواز آئی وہ
جو فروش گندم نما چھپ کر آیا سرداروں کو لے گیا عمرو نے حیران ہو کر کہا مصور کا کئی مہینے
سے پتہ نہین ہے تمھارے ہاتھ سے شکست کھا کر بھاگا جب سے اسکو ہمنے نہین دیکھا عیارون نے
لشکر حیرت کو چھان ڈالا دوسرے دن خبر لی ہلال سحر افگن کو بھی کوئی لے گیا آج اسد
نے بقہر و غضب تمام طرف خواجہ کے دیکھا کہا نانا جان آپ چشم پوشی کرتے ہین میں کھول کر بازو کے

چھینا سے دونگا یکہ و تنہا لشکر حیرت پر جا پڑونگا یہ داغ اٹھانے کی میرے دل مین طاقت
نہین ہی کنیز آپ کی مہجبین بادشاہ لشکر غالب ہوئی اب تو تا تنہا بند ہوگیا روز ایک سردار
غائب ہوتا ہے آپ فکر کرین ورنہ مجھکو زندہ نپائین گے اب مین اپنی زندگی سے بیزار ہون
روز کے صدمے اٹھانے کی دل مین طاقت باقی نہین رہی ہے سالہا سال مجھکو گذرے فراق
والدین جدائی لشکر اسلام آج تک فتح بھی دستیاب نہوئی شاید یہ طلسم میرے ہاتھ سے فتح
نہو موت لیکر آئی ہے ابن بیچہ اقبال کا مر جانا ہی بہتر ہے اب مین آپ سے برائے کوشش
عرض نکرونگا یہ کہکر اسد یادمین مہجبین کی جو بلک بلک کے روئی خواجہ تو عاشق نام
ہدنامدار ہی بیقرار ہوگیا اسد کو گلے سے لگایا آنسو دامن سے پونچھے کہا اے نور نظر مین
ابھی جاتا ہون لیکن حیران ہون کہ مصور کو کہان تلاش کرون برق سے بھی فرمایا کہ تو نے
کہین لشکر مصور دیکھا برق نے کہا اوستاد مین نے پانچ پانچ کوس تلاش کیا مصور کا
کہین نقش قدم بھی معلوم نہین ہوتا سب عیارون نے یہی جواب دیا عمرو بانداے عیاری سے
آراستہ ہوا تلاش مصور مین چلا پھرتے پھرتے حیران ہوگیا کسی لشکر فوج کا پتہ نپایا پہر دن
پچھلا باقی ہے اب خواجہ پریشان ہوئے چلے قریب اک گانون کے ہو کے دیکھا گنوار گروجی
کی تعریفین کر رہے ہین مصور سب کو شعبدے سحر کے دکھلاتا ہے اسکا اعتقاد سب پر خوب
جما ہوا ہے عمرو نے اک گنوار سے پوچھا گروجی کہان ہین گنوار نے تبلایا سامنے دیکھو میلا
جما ہوا ہے قریب درہ کوہ منت صاحب تشریف رکھتے ہین عمرو اسی جانب چلا دور سے
آگے دیکھا اب تو مصور پہچانا نہین جاتا خوب توند نکلی ہے اتھاز لگا ہوا مسند پر بیٹھے ہین دھونی
لگی ہے معتقدین چلے آتے ہین قریب دھونی کے لمبی لمبی چلمین گانجے کی رکھی ہین عمرو نے
اول نہ پہچانا صورت لگا رہ درہ کوہ سے نکلی تہمری دھوتی باندھے ہوئے بھبھوت
منھ پر ملا ہوا سب گنوار مہاراج کہکر اٹھ کھڑے ہوے اب خواجہ نے پہچانا جی مین کہا ہے
مصور نے خوب نقشہ جمایا گنوارون پر خوب رنگ دکھایا ڈھونڈھتے پھرتے اس ظالم کو
کہان پاتے خوب اگر گوشہ عافیت مین بیٹھا فوراً کنارے سے آئے رنگ روغن عیاری کا لگا
ایک ضعیفہ کی شکل بنکر تیار ہوئے گوری صورت اطلس کا پائجامہ محمودی کا چادرہ قلیل نیور اگر

حضور کے قدمونکو بوسہ دیا کڑے چھڑے اتار کر رکھدیے کہا گرو جی فریاد ہے سامری جمشید
کی گنہگار ہون آپنے بھی میرا نام سنا ہوگا لذت بخش کسبی ایک دن مجرا کر کے پلٹی پیشاب لگا
شوالے کے قریب آپکے بزرگون کی مورتین رکھی تھین بولا کر بیٹھ گئی اوسیوقت بیہوش ہوئی
اب جو دیکھا جوانی غائب دانت بھی گر گئے بال سفید چہرے پر جھریان نائکہ نے بھی یہ حال
دیکھکر گھر سے نکال دیا وہ عاشق صادق جو دروازے پر آکر جبہ سائی کرتے تھے جبکے گھر پر
بکار ادہ لاٹھی لیکر نکلا کسی کے گھر سے آواز آئی او بڑھیا جا خان صاحب نہین ہین کوئی
صاحب اگرملے اور مین نے اپنا نام بتایا انکے عشق و عاشقی کا نشان بتایا بڑے رحمدل تھے
دو آنے پیسے دیدیے کہا بڑی بی جاؤ اب نہ کبھی آنا آپ کا نام سنکر آئی ہون میرا شباب
مرحمت فرمایے ضعیفی کو دفع کیجیے آپ کے حالات کرامات سن چکی ہون سب مراد مند آتے ہین
آپ کی قدمبوسی کر کے مراد دلی پاتے ہین مین قدم نہ چھوڑون گی رات دن یہین پڑی رہونگی
معشوقون نے منھ کو موڑا گھر والون نے نکال دیا سوائے حضور کے کہان جاؤن اب مصور
گھبرا یا حیلے حوالے کرنے لگا اور کسی وقت آ نا بڑھیا نے کہا مین قدم نہ چھوڑون گی یہ کہکر
بڑھیا صورت نگار کے قدمون سے لپٹ گئی کہا تمہارا نی منت جی ہے میری سفارش کرو
فقط زبان ہلادین خداوندون سے عرض کرین مصور نے ناچار ہوکر کہا یہین شوالے مین تو
پڑ رہ شب کو بروقت راز و نیاز کے نانا دادا سے کہین گے بڑھیا شوالے کے قریب ہاتھ
جوڑ کے نیچے رکھکر پڑ رہی شام کو سب گنوار چلے گئے مصور و صورت نگار نے درہ کوہ
سے آواز دی ارے بڑھیا پڑی ہے ضعیفہ نے آواز دی مرشد زادے اپنا ہاتھ میری
پشت پر رکھیے اتنا زبان سے فرمایے کہ ہمنے تیری خطا معاف کی ابھی مین نے آواز سنی
اگر ہمارا فرزند خطا معاف کرے تیرا شباب تجھکو عطا کرین ابھی تو مین تصویر سے باتین کر رہی
تھی آپ کے آتے ہی خداوند چپ ہو گئے مصور نے چھون ترنا وپھیرنے لگا پشت پر بڑھیا کی ہاتھ
رکھکر آواز دی اے نانا دادا اسکی خطا معاف کر دہم لذت بخش سے راضی ہوے آپ خداوند
روے زمین ہین اپنے غلام کی دعا کا پاس کیجیے مین بھی فتحیاب ہون جاکر اسد کو لاؤن اسی
طرح کوہ مین قتل کردن جان اسد تو میرے قبضے مین ہے بیٹے مہ جبین الماس پوش چند

سرداران نامی کو بھی آپ کے تصدق سے لایا فقیری کرکے سلطنت کا مزہ پایا مصور نے جو یہ
چلاکے کہا بڑھیا نے چادر سے منھ ڈھانکا تڑپنے لگی مصور نے دیکھا اسقدر بیقرار ہے کہ اسکا
دم نہ نکل جائے ہاتھ پکڑکر آواز دی اری کیون تڑپتی ہے ہمنے خطا معاف کی جوان ہوجائیگی
رفتہ رفتہ یہ شرف حاصل ہوگا بڑھیا نے چادر سے منھ کھولا ظاہر ہوا کہ پردہ ابر سے ماہ تابان
نکل آیا اک مہ جبین نوجوان دوازدہ سالہ ماہ پیکر حور منظر بھولی بھولی صورت آنکھین نرگس شہلا
موزون سراپا زلف عنبرین سے بوے مشک آتی ہے اتنی زمین روشن ہوگئی عطر
سہاگ جسم مین ملا ہوا عروس شب اول معلوم ہوتی ہے مصور دیکھکر بیتاب ہوگیا کہا
کیون لذت بخش شرف ملاقات کا دیکھا بدولت کو سب طرح کا اختیار ہی مگر ہم زبان
نہین ہلاتے اگر ابھی کہدین کل مسلمان غارت ہوجائین صورت نگار دوڑی ہوئی
آئی لذت بخش کے حسن وجمال کو دیکھکر حیران ہوگئی اس وقت تو صورت نگار بھی
مصور کے ہاتھ چومنے لگی کہا مرشدزادے اپنی کرامات چھپاتے ہو آج مجھے معلوم ہوا کہ
تم خداوندزادے ہو لیکن بڑے حرام زادے ہو مسلمانون کے ہاتھ سے ہمکو جوتیان کھلوائین
شکستین اٹھائین آج تک زبان نہ ہلائی ثابت ہوا کہ اب تمکو بھی غیرت آئی ارے میرا بھی بارہ
برس کا سن کردے دامن مدعا گل شباب سے بھردے ہلڑ جو ہوا ستارہ سحری چمک چکا تھا تمام
زمیندار مراد مند دوڑے جسنے لذت بخش کو دیکھا عاشق ہوگیا قدمونکے مصور کے
بوسے لیتا تھا ہرکس کا یہی قول ہے یہ خداوندزادے ہین آج دریاے رحمت جوش مین آیا
لذت بخش کو آبرو دی کوئی لذت بخش کے پانون چومتا ہے کوئی گرد پھرتا ہی کوئی کہتا ہے
بی لذت بخش ہم چار گانون کے مالک ہین ہمارے گھر مین بیٹھ جاؤ کوئی کہتا ہی مین آنکھون
سے خدمت کرونگا مہاجن کہتے ہین کوٹھی اپنی الکھدین بی لذت بخش ہمارے ساتھ چلو
لذت بخش جواب نہین دیتی جب لوگون نے بہت حیران کیا کہا صاحبو اب مینے کب
ترک کیا مین چیری بنکر خدمت مین مرشدزادے کی رہونگی قدرت کی ہو کو تکلیف ہوتی ہی
چوکے باسن کا کام کرونگی پوریان پکاکے کھلایا کرونگی اب تو پوری پڑے گی تمام قریات
مین ہلڑ ہوا مرشدزادے نے اپنے باپ دادا سے کہکے بڑھیا کو جوان کردیا آج تو لاکھون روپیے

چڑھانے لگے جو کوئی نذر دیتا ہے لذت بخش دامن پھیلا کے لے لیتی درہ کوہ مین جا کر رکھتی ہے
جو کا دینے لگی برتن دھوئے جاروب کشی کر رہی ہے اندر درہ کوہ کے یہ بھی جا کر دیکھا کہ مہ جبین و بہار
و باغبان وغیرہ قید ہین لذت بخش نے کہا مرشدزادے یہ کون گنہگار ہین مصور نے کہا یہ سرداران
اسلام ہین انکو جہنم مین جھلکوا دونگا خدمت کرنے سے لذت بخش سے بہت خوش ہین یہ محبت
کلام کرتے ہین فرماتے ہین صورت نگار جاروب کشی کرے گی تو میرے مقام پر آکر بیٹھے وہ
صورت نگار گھبرا رہی ہے کہ اب ایسی نازنین کو چھوڑ کر مجھ پر کاہیکو توجہ کریگا کھسیانی ہو رہی ہے
جھاڑو اسکے ہاتھ سے چھین لی کہا اے لذت بخش تم جا کر مسند پر بیٹھو مرشدزادے کو تمھاری تکلیف
ناگوار ہے لذت بخش نے کہا اے قدرت کیا ہو تم مجھ سے آزردہ نہو مین مرشدزادے کو اپنا باپ
جانتی ہون تیور انکے بخوبی پہچانتی ہون صورت نگار کو کسیقدر تسکین ہوئی مگر مصور پکار تا ہے
شب کا مشتاق رلیون کے پیغام چلے آتے ہین مصور سب کو جھڑک دیتا ہے کہتا ہے صاحبو
یہ میری بیٹی ہے جب مسلمانون کا خاتمہ کرونگا تب بطور نذر افراسیاب کو دونگا وہ اسکو
بادشاہ طلسم ہوش ربا بنائیگا لذت بخش کہتی ہے مین قدمون کو آپ کے نہ چھوڑون گی میری
آنکھون سے پردے اٹھ گئے جب دن تمام ہوا مصور اندر درہ کوہ کے آکر بیٹھا کہا لذت بخش
تم کھانا کھا کے آرام کرو مین فکر طلسم کشا مین جاتا ہون لذت بخش نے اشارہ کیا مرشدزادے
آج تو کہین نہ جاؤ ہم تم بیٹھکر شراب پئین اک غزل گاؤن میری آنکھون سے پردے اٹھ گئے ہین
خداوندونکو دیکھ رہی ہون سب مجھکو بلاتے ہین باغ بہشت کا تماشہ دکھاتے ہین مین نے
جواب صاف دیا مین خدمت مین مرشدزادے کی رہون گی ابھی بہشت مین نہ آؤنگی مصور
خوش ہو گیا سمجھا اسکو میرے وصل کی خواہش ہے درہ کوہ مین گلابیان شراب کی چنی ہین مصور
خود اٹھا کے لایا کہا اے مقبول بارگاہ خداوند خوشی تیری آج شب کو کہین نہ جاؤنگا اب تو
لذت بخش نے پہلو سے چنگ مرصع نکالا کہا مرشدزادے دیکھیے یہ چنگ مجھکو ابھی سامری
دے گئے ہین فرماتے ہین ہمارے فرزند کو راضی کرو علم موسیقی کا ہمنے تجھکو بادشاہ کیا مثل تیرے کوئی
نہ گا سکیگا یہ کہکر چنگ بجانے لگی چنگ بجاتے بجاتے مصنف صاحب کی یہ غزل شروع کی غزل
سرشک دیدۂ تر بے اثر ہے کیا کیجے یتیم طفل تو یہ بگھر ہے کیا کیجے دہان تنگ کی صورت میان جانان کی

عدم میں بھی نہیں ملتی خبر ہے کیا کہیے
خیال میں نہیں آتی شکل کس سے کہیں
تمہارے قبضے میں فتح و ظفر ہے کیا کہیے
زبان کو بھی اجازت نہیں ہے ملنے کی
سمجھ چکی ہے کہ یہ جانور ہے کیا کہیے
کسی کی یاد رخ و زلف میں تنہا ہلاک

کوئی جو ہم سے کبھی پوچھتا ہے عشق کا راز
تمہارا حال بہت مختصر ہے کیا کہیے
گلہ بھی کر نہیں سکتے ہیں ظلم کا اُسکے
ہمارا ضعف بڑے زور پر ہے کیا کہیے
بنو جسے بدن زار کا ہمارے حال
قمر یہ نوبت شام و سحر ہے کیا کہیے

تو کہتے ہیں یہ شجر بے ثمر ہے کیا کہیے
محال جان کا بچنا ہے تیغ ابرو سے
سمجھ چکے ہیں وہ بیدادگر ہے کیا کہیے
پیام گل کا صبا عندلیب کو کیا دے
کمر کی یاد میں موئی کمر ہے کیا کہیے

اس سوز و گداز سے یہ غزل گائی کہ مصور وجد میں آ کر بول اٹھا منم نبیرہ خداوند صورت نگار خانہ بخش بیٹھی ہے دل پر چھریاں چل رہی ہیں دل سے یہی کہتی ہے یہ نازنین صورت میں انتخاب گانے میں لاجواب ہے میں کیونکر مصور کی صحبت میں رہونگی اب لذت بخش نے دور جام شراب شروع کیا مصور و صورت نگار نے ایک ایک جام پیا اسوقت کے مزے کیا تحریر ہوں مصور کا بلبلانا صورت نگار کا شرمانا لذت بخش کا گانا لذت بخش ہر مرتبہ دوڑ کر بہار و باغبان پر جاتی ہیں کہ ان کو ٹکڑے ٹکڑے قتل کروں مصور اٹھ تو سکتے نہیں اشارے سے منع کرتے ہیں پیاری انکو نہ قتل کر دینا افراسیاب کے گنہگار رہیں لذت بخش نے جا کر قریب باغبان و بہار کو بائیں آنکھ کا تل دکھایا یعنی آگاہ کیا منم مہر سپہر عیاری نہ گھبرانا میں آ پہونچا آج دونوں کو جہنم واصل کرتا ہوں قریہ کوہ میں یہ جلسہ ہے مرشد زادے جھوم رہے ہیں لذت بخش نے ان سب کی زبان سے سوزن نکال دیئے ہیں اپنے اپنے سحر تیار کیے بیٹھے ہیں اس شب کو افراسیاب جادو حیرت جادو کی بارگاہ میں آیا ہے کہہ رہا ہے اے حیرت نہ گھبرا میں نے نقابدار سیاہ پوش کو نامہ لکھا جس پر تیر تلوار سحر کچھ تاثیر نہیں کرتا چالیس پتلے رویین تن چالیس غلامان زنگی تیغ زن اسکے ہمراہ ہیں اسی کے ساتھ جدہ بھی آئینگی دادی جان سے بہت محبت کرتا ہے نام پر اونکے مرتا ہے اگر طلسم کشا کے پاس لوح بھی ہوگی اسکا کچھ نہ کر سکے گا میں نے دریائے نیل پر وہ سامان کیے ہیں کہ پائے وہم و خیال کا گذر ہونا دشوار ہے مقہور بن قہار فیل زور کو سردار لشکر افسر کیا ہے ایک ایک صف در دس دس پہلوانان زبردست ہونگے فوجیں بیشمار کیا مجال اگر لشکر دارا و کیقباد بھی اسد کے ساتھ ہو صاحبقران بھی آ جائیں سب اونکے پہلوان بھی ہمراہ ہوں

ایک صف پر نہ لڑ سکین نام پہلوانون کے تم کو معلوم ہون گے اٹھارہ سو ملک کے پہلوان جمع ہو گئے
افغان بلند رکاب عادان منارہ گردن دقیفال شتر پیکر وزیان کرگدن سوار و
عیقول کوہ تن وغیرہ چار سو پہلوانان زبردست جمع ہو چکے ہین اور مقہور رن قہار
فیل زور دیو ہے اسد کی بوٹیان کاٹ کر کھا جائیگا مین نے برائے مقابلہ حمزہ اسکو رکھا تھا
لیکن اب اس معرکہ پر روانہ کر دیا وہ دعوے کر کے گیا ہے کہ مین طلسم کشا کو قدم نہ بڑھانے دونگا
وہ ایسا ہی ہے اٹھارہ سو ملک مین اسکا کوئی مثل و نظیر نہین ہے اس بیان پر افراسیاب کے
تاجدارون کو قوت ہوئی سب کہہ رہے ہین کہ بیشک حضور اسد کچھ نکر سکے گا جن لوگون نے
مقہور کو دیکھا ہے وہ کہتے ہین کہ ہمارے سامنے اسنے اکثر ہاتھی کو چیر پھاڑ کر پھینکدیا ذکر تھا کہ
صرصر شمشیر زن ہنستی ہوئی آئی افراسیاب نے پوچھا کیا خوشخبری لائی صرصر نے کہا مبارک ہو
احوال نہین کھلتا کسنے یہ کام کیا شاید حضور آگاہ ہون دو ہفتے سے لشکر طلسم کشا مین یہ
قیامت ہے کہ ہر روز شب کو اک سردار غائب ہوتا ہے بارہ سردار معہ ملکہ مہ جبین تاجدار
لشکر سے غائب ہوئے نہین معلوم کسنے یہ کام کیا لاچین و اسد بہت بیقرار تھے اسد
نے کہا ہے مین خود تلاش کرونگا کل سے عمرو غائب ہے حضور دریافت تو فرمائین کہ یہ کیسے خیر خواہی
کی لشکر دشمن کی تباہی کی افراسیاب ہنسا اور کہا ہمارے مرشد زادے مصور
بدعت عیاران سے فقیر بنکر فلان درہ کوہ مین بیٹھے وہ نبیرہ سامری ہین تمام اہالیان
قریات کرامات کے معتقد ہوے میرے پاس نامہ آیا تھا خوب تدبیر کی ہے اس حال مین انکو
کوئی نہ پہچانے گا سب سردارون کو وہی لے گئے ہین جواب لکھا کہ سبکو قتل کیجیے فقط بہار
و مہ جبین کو میرے پاس روانہ کیجیے کل سب قتل ہو جائینگے سرکشی کی سزا پائینگے حیرت
نے کہا اوراق سامری تو ملاحظہ فرمایئے کہ مرشد زادے کیا کر رہے ہین عمرو تھوڑا فکر مین
نکلا ہے ایسا نہو پہونچگیا ہو افراسیاب نے ورق اٹھا کر دیکھا صرصر نے دیکھا رنگ
روے شہنشاہ متغیر ریش نوچنے لگے تاج دے مارا حیرت نے کہا خیر تو ہے افراسیاب نے
کہا عمرو بیٹھا شراب پلا رہا ہے غزلین گا رہا ہے یہ کہکر پلٹا بڑے بڑے ساحر بیٹھے ہین
طوفان سے کہا اے طوفان لینا جاتے ہی عمرو کو ڈبو دے مرشد زادے کو بچانا یہ سنتے ہی طوفان چلا

بعد جوش و خروش اڑا بیان خواجہ نے سوزن تو اپنے ساحر دنکی زبان سے نکال لی پاری گلو طلی
مصور سے کہا مرشد زادے چلو ہم تم جنگل کی سیر کریں مصور خوش ہو گیا صورت نگار نے گریبان
میں ہاتھ ڈالدیا کہا کیوں سفلہ مزاج میرے سامنے یہ باتیں کرتا ہے نام پر لذت بخش کے مرتا ہے یہ
کہکر ڈاڑھی پر ہاتھ ڈالدیا مصور نے صورت نگار کو اک طمانچہ مارا چوٹی پکڑ کے کہا دور ہو
میں نے تجھکو طلاق دی صورت نگار نے کہا او بیحیا نامرد میں نے جوانی اپنی تیرے ساتھ
برباد کی تجھسے کیا ہو سکتا ہے آج بلبلا رہا ہے زن و شوہر لڑتے بھڑتے اٹھے بیہوشی نے تاثیر کی
دونوں گر کر بیہوش ہوئے عمرو نعرہ کر کے اٹھا خنجر برہنہ کھینچکر جا پڑا ایک خنجر مارا مصور کا
سر کٹ کر الگ ہوا صورت نگار کا شکم چاک کیا لباس دونوں کے اتار لیے مال پر درہ کوہ کے
جال الیاسی مارا آواز دی اے جال ضجال ہو کر پہونچنا ایک حبہ بھی نہ چھوڑنا مصور کا مرنا
درہ کوہ کا پھٹنا ہزاروں طائر پیدا ہوئے صدا آنے لگی کشتی مرا نام من مصور و صورت نگار بود
طوفان اسوقت پہونچا کہ یہ صدائیں بلند ہو چکیں ہیں غل مچا رہے ہیں تمام صحرا دھواں دھار
ہو رہا ہے طوفان کڑک کر گرجا آواز دی او ساربان زادے غضب کیا نبیرہ سامری
و جمشید کو مارا طوفان سمجھا تھا خالی عمرو ہے باغبان نے طوفان کو آتے دیکھا تو سحر خورمہ
جبین کو گود میں اٹھا لیا باغبان نے خنجر بہار نے کارد سحر طوفان پر کھینچ
مارے ٹکڑے ہو کر طوفان کے گرے سردار لشکر بھاگے عمرو نے گلیم اوڑھ لی آواز آئی
کشتی مرا نام من طوفان جادو بود افراسیاب کے سامنے گلدستہ سحر طوفان رکھا تھا وہ
جلا بس افراسیاب اٹھ کھڑا ہوا کہا یار و غضب ہوا آج برکت ہوشربا اٹھ گئی کوئی نسل
سامری سے باقی نہ رہا کوہ ہفت رنگ ویران ہوا افراسیاب جو غیظ و غضب میں
اٹھا چار سو تاجدار بارہ سو ساحران غدار حیرت جادو بیکر اٹھی سرماوا برق نے کمر بندی کا
حکم دیا سترہ سو نقارے پر چوب پڑی بائیس لاکھ کا لشکر تیار ہوا یہاں شہنشاہ لاچین و
کوکب و جہاندار وغیرہ بارگاہ میں بیٹھے تھے کہ زمین تھرائی نقارہ رزمی کی آواز آئی
لاچین نے سر اٹھا کر فرمایا ارے خبر تو لو یہ کیا قیامت ہے چرندو پرند نے خبر دی ابھی خبر آئی ہے
کہ مصور و صورت نگار کو خواجہ نے مارا بہار و باغبان وغیرہ چھوٹے افراسیاب

انکے تعاقب مین گیا ہی حیرت بائیس لاکھ لشکر لیکر جاتی ہی یہ سنکر لاجین اُٹھے سب سے بیشتر
کوکب روشنضمیر و ملک جہاندار شاہ پر پرواز پیدا کرکے اُڑے اسد و لاجین نے
بدگاہ سے نکلکر دیکھا فوج افراسیاب مثل مور و ملخ کے جاتی ہی صداے نقارون کی زمین
تھراتی ہی ایک ایک ساحر سامری و جمشید عہد سحر مین طاق شہرۂ آفاق لکہاے ابر
تیار کرکے چلے ہین سرما و ابرلق نے اپنے اپنے سحر آراستہ کیے فوج کو ترغیب دیتے
ہوئے جاتے ہین بیان خواجہ تو بعد قتل مصور و صورت نگار گلیم اوڑھ کر غائب ہوے
باغبان و بہار وغیرہ سے کہا بھاگو قیامت ہوا چاہتی ہی مہ جبین کو ساتھ لے کر یہ پندرہ
سردار درہ کوہ سے سحر کرتے ہوے نکلے مصور کے مرنے سے اہلیان قریہ آپڑے
باغبان و بہار نے نکل کر سحر کیا گنوار تو دُہائی دہائی کرتے ہوے بھاگے کچھ دیوانے ہوے
برقین جلین رعد و برق نے اپنا کمال دکھایا برق لامع کڑک کر گری کئی سو کے
سر اُڑا دیے افراسیاب آکر پہونچا دیکھا بہار توجل گیا لاشہ مصور و صورت نگار
پڑا ہی طوفان دریاے خاک و خون مین غلطان آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا لاشہ مصور
دیکھکر موت کا نقشہ آنکھون کے نیچے پھر گیا سرداران مذکور کو للکارا او باغبان خبردار
کہان جاتا ہی افراسیاب کڑک کر زمین پر گرا گرتے گرتے سحر کیا سردارون کو شعلہاے
آتش نے گھیر ا بہار نے گلدستہ مارا پھول برسے باغ سحر کے گل کھلے باران سحر بھی برسا
شعلہاے آتش سحر افراسیاب سے سردار نکلے افراسیاب نے پھیجا کیا ان سردارون
نے سحر کی بوچھار کی کہ لشکر حیرت سے ابر سیاہ و بھما قارن اژدر سوار ساحر زبردست
تین لاکھ فوج سے آکر پہونچا بہار و باغبان گھبراے دوسری جانب سے مضمار
آتش ریز جادو سات لاکھ ساحرون سے پہونچا اور گرداگرد قمقام خنجر بار چھ لاکھ
ساحرون سے آکر پہونچا یہ پندرہ سردار بوجہ ہمراہ ہونے مہ جبین کے بیقرار تھے
سر جھوے کاکل کشا ملکہ کو بچاتی ہی قریب ہی کہ ساحر گرفتار ہو جائین مہ جبین کو دیکھکر
افراسیاب جادو نے اور زیادہ حکم دیا کہ ان سب کو جلد پکڑ لو بہار و باغبان
سحر کرتے ہوے ہٹے بیقرار تھے کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم شہنشاہ کوکب روشنضمیر کوکب

فوج قارن پر گرا پہلو مین بلور حیار دست فوج دریا موج کو لیکر آیا دوسری طرف سے گرد عظیم اٹھی
ملک جہاندار شاہ عالیجاہ مع معمار قدرت و ساحران باشوکت آکر فوج مضمار آتش ریز
پر گرا کوکب لڑتا بھڑتا قریب قارن پہونچا قارن کو اپنے سحر پر بڑا ناز تھا تلوار کھینچکر چلا کوکب
سے خوب تلوار چلی بران شمشیر زن کا اختر مردارید چلنے لگا بلور حیار دست نے
مٹھیان کھولین فوج افراسیاب بیحساب ہر کوکب بھی سحر مین اپنے انتخاب ہے بلور کے
نیلون نے معرکے کو سنبھالا ایک ایک نے دس دس کو مارا سپاہی صف شکن اپنے مالک کے خیر خواہ
گرد کوکب کے پھر رہے ہین بران و کوکب کی حفاظت بھی کرتے ہین بلوے کو بھی روک رہے
ہین اپنے سحر کے گھمنڈ مین قارن نے کوکب پر ہاتھ مارا کوکب نے سختی سے ایک طائر
چھوڑا قارن کے ہوش اڑ گئے ڈرا پلک جھپکی تھی کہ کوکب نے تیر ابدل کے ہاتھ مارا
قارن کے دو ٹکڑے ہوے جہاندار شاہ نے کئی مرتبہ برج بنایا مضمار آتش ریز نے
آگ برسا کے برج کو مٹایا جب جہاندار شاہ کے کئی سو جوان مارے گئے مضمار عیار جھوم کر
جا پڑا اُسے شعلہ بھڑکایا معمار کی آنکھون مین اندھیرا آیا اسی گرمی مین مضمار نے ہاتھ مارا
معمار کا سر زخمی ہوا جہاندار شاہ نے جو اپنے قوت بازو کو زخمدار دیکھا تاب باقی نہ رہی تیغہ
برق مثال کھینچکر بیچ مین آیا معمار کو ہٹایا اپنا سینہ سپر کیا مضمار نے جہاندار شاہ پر بھی ہاتھ
مارا جہاندار شاہ بادشاہ بیابان گلریز مرکب کو تہمیز کرکے جا پڑا تلوار کو خالی دیا مضمار
جھکا اوپر سے جہاندار نے ہاتھ مارا مضمار کے دو ٹکڑے ہوے قمقام خنجر بار خنجر برساتا
ہوا آتا ہے اب بہار و باغبان نے اپنے کو سنبھالا نقارے پر چوب پڑی دلارام
وزیرزادی تخت طاؤسی لے کر پہونچی مہ جبین کو تخت پر سوار کر لیا ساحر گرد آ گئے قمقام خنجر بار
نے بڑھ کر گولا مارا اسقدر خنجر برسائے کہ کئی سو ساحر زخمی ہوے گولے سے کئی سو کے سر کٹے
کر آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا منم ملکہ مہرخ سحر چشم صاحب قہر و خشم آکے دیکھا مہ جبین
پر بلوہ ہو رہا ہے ہزار ہا لاشے جان نثارون کے سامنے تخت مہ جبین کے پھر رہے ہین مہرخ
نے بڑھ کر سینہ سپر کر دیا قمقام خنجر بار سے مقابلہ کیا خوب گولے چلے علین گرمی جنگ ہے
افراسیاب بھی گوک رہا ہے جس غول پر جا پڑا درہم و برہم کر دیا یکایک زمین تھرائی

شیر کے نعرے کی آواز آئی دیکھا سب نے علم زرنگار کا پھریرا کھلا ہوا شاہزادہ صندلان
صندلی پوش چتر طلسم کی بغل مین دبائے ہوئے ساٹھ ہزار جوان صندلی پوش آگے
سب کے اسد نامدار بصد صولت و وقار آتے ہی نعرہ کیا نعرہ کوہ شگاف تھا نعرہ اسد

اسد شیر دل شاہ عالیجناب
نظر کردہ شیر پروردگار
شہنشاہ نام آور و کامران

من آنیم سرکوب افراسیاب
اسد شہسوارم کہ در روز جنگ
اسد شیر دل ابن صاحبقران

یلی سلیتن نامور نامدار
بدرم دل شیر و چرم پلنگ

پہلو سے سب نے دیکھا کہ دوسرا
شیر صولت سہراب ہیبت حسین و خوبصورت تکسن پشت مرکب پہ سوار اسی ہزار قزاقان
عالی وقار بوق ترکی بجا کا زمین کانپی ساحرون کی جان پہ بنی زمین ہلنے لگی اسد نوجوان
نے جو تمقام خنجر بار کو دیکھا کہ اسنے خنجر برسا کر ہزارون کو ٹھنڈھا کیا لکہ ابر سیاہ اسکے سر پر
اسی سے خنجر برس رہے ہین جیسے خنجر پڑا سر اڑ گیا اسد نعرہ کرکے جا ہی پڑا تمقام خوش ہوا
مشہور ہی کہ طلسم کشا سحر نہین جانتا تلوار پکڑ کر جا پڑا ابر سے خنجر برسائے وہ خنجر قریب
اسد نامور نہ آئے بلکہ اسی کی فوج پر گرے ہزارون ذبح ہو گئے اسد نے تلوار کو تلوار پر
لگا تھا جھنائے کی صدا ہوئی اجھاوے سے ہاتھ نکال اس ماہ فلک جرأت نے تیغہ بلالی مارا
تمقام کے دو ٹکڑے ہوئے ادھر غضنفر نے زمین ہلا دی قزاقون نے لاکھون جادوگر مارے
ساحرون کے سحر بھلا دیے افراسیاب جادو سب کے سحر دفع کر رہا ہی اس فکر مین ہی
کہ اسد و غضنفر کو گرفتار کرون لعل سخندان نے آنچ آگ برسائی اسرار جادو کے
سحر مین بڑا بھید ہی باران زمین کن نے اژدر بنائے ہلال سحر افگن کے سحر سے خنجر گرے
مہرخ کے گولے چلے باغبان نے پھولون کے گیند پھینکے شکیل شمشیر زنی کر رہا ہی مزہ یہ ہی کہ
شکیل کا سحر بھی خوبصورت ہی فرزند مہرخ صاحب شوکت ہی افراسیاب طرف غضنفر
کے چلا سرما و ابرق سے کہا فرزند طلسم کشا کے پاس تحفہ جات ہین جا کر انگوٹھی چھینتا ہون
تیغہ روئین شگاف قبضے سے نکال دونگا گھوڑے پر سحر کرون زیر ران سے نکل جائے یہ کہتا ہوا
قریب غضنفر آیا غضنفر چست و چالاک دلیر و بیباک یک یک کتا ہی تیغ روئین شگاف کھینچکر
قریب افراسیاب جا پڑا جبتک افراسیاب سحر کرے غضنفر نے بوق ترکی بجا کر ایک ہاتھ

تیغۂ رویین شگاف کا مارا افراسیاب نے سپر سحر کو پناہ کیا یہ تیغۂ رویین شگاف ساختۂ مشتری ہے کہ وہ
بھی خداوند ساحران عالم تھا خداے فرعون کا ناظم اقلیم سحر و ساحری کا حاکم سپر کے دو ٹکڑے ہوے
تاج افراسیاب کا کٹا سر زخمی ہوا افراسیاب نے اپنے کو زمین پر گرا دیا پیچھے ہٹ کر ایک آہ کی
آواز دی ارے کوئی حاضر ہے ایک زنگی سیاہ رو نیزہ دردن سامنے افراسیاب کے آیا کہا حضور
کیا ارشاد ہوتا ہے افراسیاب نے کہا اس جوان کو گھوڑے سے اتار لے تیغ پر قبضہ کر انگلی سے
انگوٹھی اتار لا وہ جوان خم مارتا ہوا چلا نام لیکر غضنفر کا للکارا غضنفر شیر بیشۂ جرأت پلٹ پڑا
زنگی چاہتا ہے غضنفر پر جا پڑے اون دور سے شہنشاہ لاچین نے دیکھا زانو پہ ہاتھ مار کر کہا کہ ارے
غضب ہوا غضنفر کے قبضے سے تیغ جایا چاہتا ہے افراسیاب نے سحر کیا اسد غازی گھبرا گیا
کہا اے لاچین فکر کر لاچین نے اسد سے کہا اسد بھی بڑھے دور سے نسیم جالندری
نے دیکھا جا پڑی سینہ سپر کیا زنگی نے ہاتھ تلوار کا مارا سر نسیم زخمی ہوا کئی قزاق جا پڑے
زنگی سیاہ رو نے کئی قزاقون کو چیر کر پھینکا یا دھڑ دکا مارتا ہوا طرف غضنفر کے جاتا ہے چاہتا ہے
تڑپ کر گردن افراسیاب دستک دے رہا ہے جب افراسیاب دستک دیتا ہے زنگی کی طاقت
بڑھ جاتی ہے ظاہرا معلوم ہوتا ہے یہ قصد ہے کہ مع مرکب غضنفر کو اٹھا لون قزاقون کو جو
مارا ہے انگلیون سے قطرے خون کے ٹپکتے ہوے بدکردار خونخوار پر شہنشاہ لاچین جھپٹ کر آئے
زنگی نے ہاتھ تلوار کا مارا لاچین نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا کمر مین ہاتھ ڈال کے اوٹھا لیا اور
ٹانگین پکڑ کے چیر پھاڑ کر پھینکا اس زنگی کے مرنے سے اندھیرا ہو گیا افراسیاب بھی غصے
مین لاچین پر جا پڑا اس زور و شور سے ہاتھ مارا کہ لاچین کی آنکھون مین اندھیرا
چھا گیا شعلے بھڑکے سب سردار نگران مثل آئینہ حیران کہ یارو خدا لاچین کو بچائے باغبان
انیس رازدار نے کہا کہ اب لاچین نہ بچے گا افراسیاب نے مار لیا ہزار ہا نو شعلہ بھڑکا
برقین چمکین کئی خنجر بھراتے ہوے ساتھ تیغ افراسیاب کے آتے ہین لاچین کے منھ سے
اتنا نکل گیا کہ سرحد طلسم ہوش ربا مین کوئی نمک حلال نہ نکلا سب نمک حرام ہو گئے یہ جو لاچین نے
چیخ مار کر کہا زمین تھرائی آواز آئی اے شہنشاہ عادل غلام حاضر ہے دیکھا ایک پتیلا فولادی زمین سے
نکلا سر پہ لاچین کے ٹھیرا تیغ افراسیاب اپنے سر پر لیا خنجر جسم پر پڑے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین

پر گرا جسم سے اُس پتلے کے فوارہ خون کا نکلا وہ خون جسم پر افراسیاب کے پڑا دریائے خون مین نہا گیا سکوت مین کھڑا ہوا اور سے لاچین نے ہاتھ مارا سر افراسیاب کا زخمی ہوا کئی پتلے زمین سے پیدا ہوے لاچین کے لپٹنے لگے لاچین نے ایک کو قبضہ مارا ایک پر تمیز مارا لیکن اُن پتلون نے افراسیاب کو بچا لیا کئی ملازم لاچین کے مارے افراسیاب جھومتا ہوا پیچھے ہٹا سر سے خون بہتا ہوا غصے مین چہرہ سرخ کوکب روشنضمیر نے جو افراسیاب خانہ خراب کو اس حال مین دیکھا تیغہ کھینچکر جا پڑا اور یہ لفظ کہا کہ یار ولٹکر افراسیاب کو مار لو لیکن سرما و ابریق سے افراسیاب نے پکار کر کہا اسد و غضنفر پر سحر نہ کرو بلوہ کر کے قتل کر لو اب تو ترسول نیزے و تیر تفنگ اسد و غضنفر پر پڑنے لگے اٹھارہ امیرزادے اسد نامدار کے ابراہیم و صندل صندلی پوش وغیرہ لڑائی مین اپنی اپنی جانین لڑا رہے ہین قزاقان غضنفر نے سینے سپر کر دئے لاشہ ہائے ساحران سے جنگل بھر دئے کوکب روشنضمیر و افراسیاب جادو سے تلوار چل رہی ہے کوکب روشنضمیر نے ہاتھ مارا سب نے دیکھا افراسیاب کے دو ٹکڑے ہوے کوکب نے جھوم کر کہا وہ مارا پہلو سے آواز آئی ارے کسے مارا منم شہنشاہ طلسم ہوش ربا پہلو سے کوکب روشنضمیر کے افراسیاب پیدا ہوا کرگاہ پر کوکب کے ہاتھ مارا کوکب کے دو ٹکڑے ہوے افراسیاب بھی خوش ہو گیا آواز دی چراغ طلسم نور افشان گل کر دیا آواز آئی تیری عقل کے چراغ گل ہوئے منم کوکب روشنضمیر لڑتے ہوئے دونون بلند ہوئے عقاب و طاؤس بنکر منقار و پنجے چلنے لگے کبھی دونون شیر بنگئے ایک بہ شکل فیل مست ایک بصورت شیر ببر دھڑکون سے اُنکے زمین ہلتی تھی۔ کبھی غلطک مار کر سیدھے ہوئے بصورت اصلی تھے تلوار چل رہی ہے زمین کا تھرانا لکہ ہائے ابر کا لہرانا جانبین سے پتلہ ہائے سحر کی شورش اپنے اپنے آقا کے بچانے کی کوشش آخر ایک مقام پر افراسیاب جادو نے کوکب روشنضمیر کو تلوار کے نیچے لیا کوکب روشنضمیر اپنا سحر کر کے ہر مرتبہ اپنے کو بچاتا ہے افراسیاب تعاقب نہین چھوڑتا پہلو نہین پاتا کہ ہاتھ مارے کوکب بسبب خستگی کے تلوار ہلاتا ہوا پیچھے ہٹا اک نخل کے سایہ مین پہونچا افراسیاب نے چاہا ہاتھ تلوار کا مارون کہ پہلو سے آواز آئی اے شہنشاہ منم سبز سحر الشنین اگر تو حکم دے تو اسکو چیر پھاڑ کر ڈالدون افراسیاب نے دیکھا اک ساحر مہیب بہ شکل عجیب منہ سے آگ چھوڑتا ہوا پہلو میں نخل سے نکلا تو

افراسیاب جادو سمجھا کوئی میرا خیر خواہ ہے وہ جوان قریب پہونچا کوکب روشن ضمیر پر نعرہ کیا کہ ہٹ جا
تیری بھی یہ لیاقت ہے کہ شہنشاہ ہوش ربا سے مقابلہ کرے مین چیر پھاڑ کر کھا جاؤنگا کوکب کچھ
سمجھ کر پیچھے ہٹا اس جوان نے افراسیاب جادو سے کہا اے شہنشاہ کیا غفلت ہے اپنی پشت کی خبر
و جہاندار شاہ ہاتھ مارا چاہتا ہے وہ ہی ٹکڑے ہو نگے افراسیاب نے منھ پھیرا ایک چمکنا
اور بجلی کا چمکنا آواز آئی او افراسیاب منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ
عیاران عیار خواجہ عمرو نامدار برابر تو پہونچ ہی چکے تھے جو وہ حلقے کمند کے مارے گردن
و کمر افراسیاب مین پڑے استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہے تیسرا دن ہے لڑتے ہوئے جب
عمرو نے حلقہ ہائے کمند مارے ارے کہکر افراسیاب جادو گرا عمرو نے حباب مارا چند پتے
زمین سے پیدا ہوئے گود مین لیکر افراسیاب جادو کو بھاگے اک پتے نے آواز دی اے خاتون
محل شہنشاہ اپنے کو بچائے دشمنون کا بلوہ ہے افراسیاب جادو مجمع سے نکلا کہ لاچین و کوکب
روشن ضمیر و ملک جہاندار شاہ وغیرہ تلوارین کھینچکر جا پڑے نعمان خوک پیکر ساحر زبردست
سات لاکھ ساحرون سے آیا ہے افراسیاب جادو کے نکل جانے پر یہ لڑائی روک رہا ہے اور دیکے
تخت حیرت سینہ سپر کیے کھڑا ہے کہ لاچین نے جھپٹ کر گولا مارا نعمان کا سر پھٹا کوکب کا
گولا پڑا حیرت کا تخت ٹکڑے ٹکڑے ہوا وزیر زادیون نے اس کو سنبھالا برق بنکر چمکی اس کا نکلنا
تھا کہ تمام ساحر باز و عقاب بنکر اُڑنے لگے فوج نعمان خوک پیکر لڑ رہی ہے لاچین
نے آگ برسا دی کوکب نے دریائے سحر تیار کیے لاکھ ساحر آگ سے جلگئے لاکھ پانی مین گر کر ٹھنڈے
ہوئے وہ قیامت کی جنگ مغلوبہ ہوئی کہ ساحران افراسیاب جادو سوراخ مور و مار مین چھپے
تھے جس قریہ مین بھاگ کر پہونچے قزاقان غضنفر تعاقب مین پہونچے قریات مین آگ
لگادی تمام حوالی کوہ ہفت رنگ آتش بہار لینا لینا کی پکار چار منزل کے گرد مین یہ رن
پڑا لاشون سے میدان بھر گئے اسی طرح شہنشاہ لاچین و کوکب روشن ضمیر و جہاندار
و جملہ سردار دریائے خون مین نہائے ہوئے آگئے سب کے اسد نامدار زخمون مین چور چور تیغہ
خونفشان ہاتھ مین غازی گھیرے ہوئے روا داری کرتے ہوئے دامنہ صحرائے دریائے نیل
مین پہونچے مقہور بن قہار فیل زور سب پہلوانون کا افسر بارگاہ مین بیٹھا تھا چار سو پہلوانان

نامی و زبردست گرد اُسکے بیٹھے تھے نوبت نقارے کی آواز جو آئی بارگاہ سے مع پہلوانون کے نکل آیا
چالیس لاکھ فوج کا افسر ہے دیکھا اُس نے آگے آگے اسد نامدار پشت پہ تمام سردار باغبان و
معمار اٹھائے بارگاہ کے لئے ہوئے اسی مقام پر آکر پہونچے اسد نے نیزہ گاڑ دیا گھوڑے سے
اُترا صندلان نے ساٹھ ہزار صندلی پوشون کو اترنے کا حکم دیا ابراہیم وغیرہ سرخ رو گرد اسد خونخو
ایک پہلو مین غضنفر بن اسد بعد شد و مد بارگاہ مین داخل ہوئے مقہور نے صف بندی کرا دی آگے بڑھکر
فوج کے ٹہلنے لگا لاچین وغیرہ کو پکار کر آواز دی اے ساحران نامور واے شعبدہ بازان افسونگر دامنہ
دریائے نیل ہے یہان مشکل پڑے گی۔ تم سب کے سحر بیکار ہونگے طلسم کشا کو بچاؤ مین چالیس لاکھ فوج کا
افسر ہون تلوار سے میری خون کے دریا بہین گے یہ چارسو پہلوان سرفروش نیزہ و تیر و تفنگ سے
جنگ کرینگے کوہ عقیق سے مدد منگواؤ مین مشتاق مقابلہ صاحبقران زمان ہون اسد کو پشہ
جانتا ہون بڑے بڑے پہلوانون نے نام بادولت سنکر حلقۂ اطاعت کان مین ڈالا ہے خوف سے
میرے دیو بھاگتے ہین شیر میرے بیشے مین نہین آتے ہین فیل میرے سامنے پشے سے کمتر ہین سیکڑون
دیوزادون کو مارا طبقات زمین ہلا دیتا ہون صندلان و ابراہیم نے بڑھ کر آواز دی او
خودسر کیا بیہودہ بکتا ہے انشاء اللہ میدان مین حال کھلیگا تنخواران اسد ایک ایک شیر
لاکھون رو با ہون سے ردیگا مقہور یہ سن کر اپنی بارگاہ مین چلا گیا صندلان وغیرہ پلٹ کر
خدمت اسد مین آئے مگر رنگ رو سب کے متغیر بحد جاؤ دیکھا ہے قلب ہر ایک کا کانپ رہا ہے
اشارون مین کہا اے شہنشاہ لاچین خوش آئین یہ نہ سمجھنا کہ ہمکو ہراس ہے آقائے نامدار کی
جان کا پاس ہے انشاء اللہ اس میلے کو درہم برہم کر دینگے لاشون سے نامردون کے تمام
میدان بھر دینگے شہنشاہ لاچین نے خواجہ عمرو کو کنارے بلایا کہا اے شہنشاہ اقلیم عیاری
جس بات کا ہمکو خوف تھا وہی دن آگے آیا آپ نے جاؤ دریائے نیل کے دیکھیے افراسیاب
کو کیا گھمنڈ بیجا ہے بیک وہم و خیال تک نہین پہونچ سکتا ہے تمام دامن صحرائے دریائے نیل
فوجون سے معمور آپ کی فوج مین غیر ساحر بہت کم ہین وہ پہلوان چھانٹ چھانٹ کر افراسیاب
جادو نے یہان بھیجے ہین کہ ایک ایک جوان ہزارون سے جنگ کر سکتا ہے دیکھیے صبح کو کیا ہوتا
عمرو نے کہا بڑے افسوس کی بات ہے کہ شاہزادہ بدیع الزمان بھی اگر اس جنگ مین ہوتے تو پشت

اسد غازی قوی رہتی ہے وہ خبر لاکھون مین اکیلا لڑا ملک سنجان مین گنجاب نے ہفت صف آراستہ
کرائی تھین وہ شیر اس ہفت صف کو توڑ قریب گنجاب پہونچا مگر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اوٹھالیا چاہئے تھا کہ اس
لڑائی مین دو چار شیر دل اس غضب کے ہوئے تب یہ لڑائی سر ہوتی مین جان دینے کو اسد کے
ساتھ ہون لیکن حقیقت مین افراسیاب نے بڑا انتظام کیا خود اس لڑائی مین نہین آیا بڑے
اطمینان سے باغ سیب مین بیٹھا ہے آخر مجبور ہوکر بارگاہ مین بیٹھے اسد غازی اس جنگ
ساحران مین بھی زخمی ہوئے ہین زخم دوزبان ہوئین پٹیان مرہم کی چڑھین غضنفر بیٹھا ہوا کہہ رہا
ہے نانا جان آپ نہ گھبرائین یہ اسی ہزار قزاق صف ہائے کافران کو درہم و برہم کردین گے
نخل ہائے بدعت نامردان قلم کر دینگے اس شب کو عمرو کے ہوش درست نہین ہین ادس طرف
ہنگامہ فوج بدعت موج مقہور اپنی فوج مین بیٹھا ہوا بکبلا رہا ہے جب دماغ اسکا بادہ ناب سے
گرم ہوا جوش جرأت مین حکم دیا طبل جنگی بجے دیکھون تو کل طلسم کشا اس میدان رزم مین کیونکر
قدم دھرتا ہے یہ جو اُسے حکم دیا سترہ سے نقارے پر چوب پڑی جملہ فوجون کے افسر اپنے اپنے
مقام سے اُٹھے صف بندیان کرنے لگے چرند و پرند ہرکارے جو لشکر اسلام کے بارگاہ مقہور
مین موجود تھے خبرین لیکر بھاگے مضطر و بدحواس وہ جہاد کفار کے دیکھے ہین کہ رنگ رو متغیر
افتان وخیزان دربار مین آکر پہونچے یہان وہ وقت ہے کہ شہنشاہ لاچین پہلو مین تخت ملکہ
مہ جبین کے کرسی جواہر نگار پر قریب اسد اٹھارہ امیرزادے ایک جانب غضنفر باغبان
و حمارہ و بہار وغیرہ خاموش اس حسرت مین کہ افسوس کل ہم کھڑے ہوکر دور سے تماشا دیکھینگے
ہمارے ماہ تابان پر گھٹائین فوج کی چھائین گی ہم مجبور ہوکر دیکھا کرینگے اس حیرت مین
سب خاموش بیٹھے ہین کہ چرند و پرند آکر پہونچے ہاتھ اوٹھا کر دعا و ثنای بادشاہی بجا لائے
شعر دولت زنفخہ باغ مراد گلشن باد ؛ زنور لطف ازل چشم بخت روشن باد ؛ دگیر رتبہ
اقبال تو مشہور باد ؛ چشم بد از روزگارت دور باد ؛ پروردگار عالم آفتاب اقبال کو روشن
رکھے مقہورین قہار نے بہ کبر و نخوت طبل جنگی بجوایا چار سو پہلوانون کو حکم دیا ہے چالیس صفین
لاکھ لاکھ سوار - اور پیدل کی آراستہ ہو رہی ہین ایک ایک صف پر لاکھ لاکھ سوار پیدل پانچ پانچ
پہلوان زبردست قایم ہونگے قیامت کی لڑائی ہے رات کو بھی فوجین چلی آتی ہین نوبت نقارے

بج رہے ہین تمام ناظمان دربند وشاہان خود پسند وپہلوانان تنومند داخل ہورہے ہین افراسیاب کی بھی آمد ہے اس لڑائی کو الگ سے ملاحظہ کریگا لڑنے والون کو ترغیب دیگا شہنشاہ لاچین نے کہا افراسیاب بھی بیکار ہم بھی مجبور وناچار جانبین کے ساحر ایک حال مین ہو نگے لیکن تمام لشکر سے غیر ساحر چھانٹے جائینگے لکھاہے تمام لشکر چھانتا گیا مع فوج صندلان و ملازمان اسد وہمراہیان غضنفر ملا کے دو لاکھ جوان قرار پائے گویا دال مین نمک ہے اس لڑائی کے فتح ہونے مین بڑا شک ہے اسد نامدار نے فرمایا سب صاحب خاموش رہین اودھر کی فوج خواہ کم ہے خواہ زیادہ ہے ہمارے دربار مین ذکر نہ آئے کہدو ہمارے لشکر مین بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارہ رزمی پر چوب پڑی شہنشاہ لاچین وغیرہ اطمینان اسد کا دیکھکر وجد کر رہے ہین کہ شاہزادہ اپنے ساتھ والون کو ترغیب جنگ دے رہا ہے ہراس کا نام نہین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے دیکھا کہ یہان تیاریان ہونے لگین صندلان صندلی پوش و ابراہیم وغضنفر بن اسد سلاح کو درست کر رہے ہین تیغہ ہائے برق ناب چڑھ رہے ہین کہ عقل پیر چرخ چرخ مین ہے سنان ہائے نیزہ کو درست کیا نیزون کو زہر سے آبداری دے رہے ہین چار آئینہ پر صیقل شیران دشت نبرد یہی کلام کر رہے ہین کہ کل میدان کارزار مین شکار کھیلین گے اس دریائے لشکر کو جان دیکر جھیلین گے عمرو نے ارادے ان جوانمردون کے دیکھے اپنے لشکر سے نکلا لشکر مقہور مین آیا دیکھا جا بجا صف بندیون کا حکم ہے رات ہی سے پہلوان سوار وپیدل کو جمارہے ہین ہر صف کی ترتیب مین مصروف ہین عمرو دیکھتا بھالتا بارگاہ مقہور مین آیا دیکھا مقہور بیچ مین دنگل فولادی پر گرد پہلوان سلاح جنگ سے آراستہ مقہور حکم دے رہا ہے ایک ایک صف پر دو پہلوان نامی گرامی مقرر کر رہا ہے عمرو نے دیکھا پانچون عیار بچیان حاضر ہین صرصر نے فرمان افراسیاب مقہور کو دیا مقہور نے پڑھوایا طرف سے افراسیاب کے مرقوم تھا اے پہلوان دوران انتظام جنگ دریائے نیل ہمنے تمہارے سپرد کیا لطف یہ ہے کہ فوجین تمہارے ساتھ بحد وبحساب ہین طلسم کشا کی فوج بہت کم قریب دریائے نیل نہ جانے پائین طلسم کشا کو اگر تم نے ٹوک کر مارا تمام طلسم ہوش ربا مین تمہارا نام ہوگا وہ رتبہ دونگا کہ پہلوانان عالم رشک کرینگے مابدولت بھی وقت پر آئین گے جانبازی سب کی ملاحظہ فرمائینگے سر بر یب کی

زر و جواہر سے بھر دینگے ایک ایک کو غنی کر دینگے شہنشاہ اشتقال زرین علم بہادر بنفس نفیس بادشاہ
جلیل مع پہلوانوں کے کفیل کرکے روانہ کئے ہیں دل مضبوط کرنے کو فوج کے قلب میں تخت
اشتقال رہیگا وہ صرف مرغ زرین نہیں ہے پہلوان زبردست نیل زور دیو خصال فن جرات میں
صاحب کمال اسکو اپنا افسر جاننا مقام پر ماہدولت کے قایم ہوگا اگر امورات ضروری سے فرصت
پائی ماہدولت بھی تشریف لائینگے ماہدولت اب طلسم باطن کا بندوبست کر رہے ہیں تم سبھون کی جرات
ولیاقت سے امید قوی ہے کہ طلسم کشا میدان دریاے نیل مین قتل ہو امتحان اقبال ہندیکے
اگر شاید لڑ بھڑ کر پہونچا زیر ابر سوسنی طائران طلسمی زمزمہ سرائی کرکے دیوانہ کر دینگے مقہور نے
یہ فرمان پڑھکر آنکھون پر رکھا کہا ملکہ صرصر اشتقال زرین علم صاحب شوکت و حشم کس وقت
تشریف لائینگے صرصر نے کہا بارگاہ مین آنکی آچکین لشکر بھی ساتھ لاکھ کا کنارے دریاے نیل کے
فرودکش ہوا خود بھی آیا چاہتے ہین یہ ذکر تھا کہ چند کس نے خبر دی ایک بادشاہ جلیل رستم خصال
تخت یاقوتی پر سوار صدہا پہلوان گرد علم ہاے زنگاری کا سر پر سایہ تشریف لاتے ہین صرصر نے
کہا اے مقہور واسطے استقبال کے چلو شہنشاہ اشتقال آگئے مقہور اوٹھا سب پہلوان و
تاجدار برلے استقبال بارگاہ سے نکلے خواجہ بھی بہ شکل چوبدار سب کے ساتھ بیرون بارگاہ آئے
دیکھا اشتقال زرین علم آکر اوترا عمرو نے دیکھا یہ بادشاہ قد و قامت مین مقہور سے زیادہ قوی تن ہے
ظاہرا پہلوان پرفن ہے بل کرتا ہوا آکر اون پہلوانون سے ملا آتے ہی انتظام کرنے لگا کہا ماہدولت کا
تخت قلب لشکر مین ہوگا اے مقہور تمکو عہدہ صاحبقرانی دیا اگر فرداً فرداً مقابلہ ہوا پہلوانان
کوہ پیکر موجود ہین حکم شہنشاہ تو یہی ہے کہ مقابلہ کرکے اس شیر کو گھیر لینا جو اسد کو قتل کریگا مرتبہ
جلیل پائیگا سرگروہ پہلوانان طلسم ہوش ربا کہلائیگا شہنشاہ سر بسر سب کی زر و جواہر سے بھر دینگے
یہ کہتا ہوا وسط لشکر مین پہونچا بارگاہ زربفتی استادہ کرائی عمرو نے دیکھا یا تو سب پہلوان بارگاہ
مقہور مین جمع تھے اب بارگاہ اشتقال مین آکر ٹھہرے اشتقال ترتیب فوج کا حکم دیرہا ہے
براے قلب فوج بڑے بڑے پہلوان اپنے قریب رہنے کے لئے مقرر کئے تخت پر بیٹھا ہوا تدبیرین
بتارہا ہے عمرو نے جو یہ سامان قیامت خیز دیکھا روتا ہوا لشکر کفار سے نکلا اپنی بارگاہ مین آیا دیکھا
اسد غازی بارگاہ مین اپنے سرداردن کو سلاح جنگ تقسیم کر رہا ہے لاچین دکوکب خاموش

سر جھکائے ہوئے بیٹھے ہین مختار قدرت و **باغبان** باشوکت بھی سلاح جنگ سے آراستہ ہو رہے ہین اور
کہ رہے ہین سحر کیا چیز ہے ہمراہ طلسم کشا جان لڑا ئینگے منہ پر تلوارین کھائینگے **جہاندار شاہ** بھی آمادۂ
حرب و پیکار مراد شاہ **قلم کوہی** اپنے بیٹے **شمشاد کوہی** کو سمجھا رہا ہے اے نور نظر تم ایسے
مقام پر قید تھے کہ تا قید حیات رہا نہوتے خدا آقائے نامدار کو سلامت رکھے انکے قدم کی برکت سے رہائی
ہوئی ساتھ انکے جان لڑانا قدم پیچھے نہ ہٹانا مین بہر زمین گیر بھی لڑ بھڑ کر نثار ہو جاؤنگا خدا تلوار کی
موت دے بار احسان طلسم کشا ہماری گردن سے نہین اتر سکتا دولت کونین عطا فرمائی راہ دین
حق کے رہبر ہوئے اس لشکر مین آکر پہلوانون کے افسر ہوئے **ابراہیم بن مالک** و **لندھاوہ**
بن لندھور آپس مین چشمکین کر رہے ہین ایک ایک کا یہی قصد ہے کہ اپنے آقا سے آگے بڑھ کے لڑین
غضنفر کا بھی یہی قول ہے کہ اپنے باپ پر سینہ سپر کردین لڑ بھڑ کر مرین **لشکریان اسد** آج
بہت اداس ہین سلاح جنگ درست کر رہے ہین یہی قول ہے کہ لڑ بھڑ کر مرینگے لیکن افسوس ہے کہ
فنون سپہ گری مین کبھی دخل نہین دیا سحر مین کمال حاصل ہوا آج وہ کمال بیکار ہو تا ہے طلسم کشا کے
کیسے کیسے احسان ہین عہدہ ہائے جلیل دیئے ہر نیک و بد مین کفیل رہے **عمرو** نے جو ذکر جرأت جان مع لشکر
سے سنا اپنے کو ظاہر کیا شہنشاہ **لاچین** نے پوچھا **خواجہ** کہان تشریف لے گئے تھے **خواجہ** نے حال آمد استقبال
و کیفیت ترتیب صفوف سامنے **لاچین** کے بیان کی **لاچین** نے کہا خواجہ میرے ہوش درست نہین ہین
مین کئی مرتبہ کنارے پر اپنے لشکر کے گیا تھا اون نامردون کا دیکھا فوج کا حساب غیر ممکن **عمرو** نے کہا
اب بھی چلے آتے ہین سیلاب اون کا تار موقوف نہین ہوتا وقت پر صبح کو **افراسیاب** بھی آئیگا
لاچین و **کوکب** و **جہاندار** نے کہا خواجہ ہمین سب احوال معلوم ہے **باغبان** نے کہا سب سے
زیادہ یہ مشکل ہے یہ مقدمہ باعث بیتابی دل ہے آج تو آپنے طلسم کشائی کی ہر مقام پر سینہ سپر ہے
ساحرون کو گھس گھس کے مارا طلسم کشا کے واسطے یہ قاعدہ تحریر ہے لڑتا بھڑتا سامنے **دریائے نیل**
کے پہونچے صبح ہوتے ہوتے کشتی دریائے نیل مین چھوڑی جائے امتحان اقبال ہو سرمہزادان پر
ہاتھ پڑے یہ تو آپ **افراسیاب** سے دریافت کر چکے ہین کہ زمہریر کے پاس لوح ہے انشاء اللہ ایکے ہم
پر ہاتھ پڑیگا فوراً **دریائے نیل** مین جا پڑے تا بہ قلعہ زمہریر پہونچین گے روزنامچہ پیر تعلیم کرنگا
وہ کہان ہے **عمرو** نے کہا تمھارے پاس ہوگا **باغبان** نے کہا آپکے سامنے صراط مارا گیا آپنے اس کی

مکر سے روزنامچہ نہ لیا خواجہ نے کہا مجھکو اپنی جان بچانا دشوار تھی آپ لوگ واقف کار تھے یہ تدبیر کی
لاچین نے گھبرا کر کہا بڑا غضب ہوا اگر روزنامچہ طلسم کشا کے پاس نہوگا تا حصول لوح وہی رہبری
کریگا خواجہ نے کہا آپ بادشاہ قدیم ہوش ربا ہین آپ کی رہبری کافی ہے اسد نے کہا کون ساتھ جائیگا
لاچین نے کہا طلسم باطن پر مین جاونگا دریاے نیل پر میرا کام نہین ہے آپ کو ساتھ جانا چاہئے خواجہ
نے کہا مین تو نہ جاونگا اپنے آقا سے جاکر لونگا آپ اسد کا ساتھ دیجئے یہان تک مین نے پہونچا دیا
صراط کی لاش جلادی گئی اسی مین وہ روزنامچہ ہوگا لاچین کے ہوش اُڑ گئے خواجہ بدون روزنامچہ
کام نہ چلے گا پھر اسد سے کہا بدون روزنامچہ جانبازی بیکار ہوگی اگر خدا نے فضل کیا لڑتے بھڑتے تا بہ
دریاے نیل پہونچے زیرار سوسنی برائے داخلہ دریائے نیل روزنامچہ کی ضرورت ہے اسد نے کہا خواجہ سے
پوچھو نہین ہاتھ پاؤن پھیلائینگے جب میری جان پر بنے گی تب روزنامچہ نکالینگے یہ سن کر خواجہ جست کر کے
سامنے اسد کے آئے کہا لو بیٹا ہم رخصت ہوتے ہین یہاں کا حال تو ہم نے دیکھ لیا تمھارے بزرگون سے
جاکر خبر کر دین کہ بدیع الزمان خورشید نگار بیل سد طلسم ہوش ربا مین مارے گئے تیجہ وغیرہ
کرا دینگے یہ سنکر ملکہ مہ جبین رونے لگی شاہزادہ اسد ہر چند اشارے کرتا ہے تم نہ بولو ملکہ مہ جبین
الماس پوش کو قرار نہ آیا اُٹھ کر خواجہ کا دامن تھام لیا اور کہا کہ نانا جان مجھ سے لاکھ روپے
لے لیجئے مگر جانیکا ارادہ نہ کیجئے خواجہ نے کہا اچھا بیٹیا خوشی تمھاری کیا مین تمھارے کہنے سے انکار
کرونگا روپیہ منگا دو مین قرضدارون کو دونگا اور دس بیس دن رہ جاؤنگا تمھارے کہنے سے بچاؤنگا
بلکہ اس مہینے کا تو سود بھی ابھی تک ادا نہین ہوا ملکہ مہ جبین الماس پوش نے اوسیوقت خزانہ دار
سے لاکھ روپیہ منگوا دیا خواجہ نے جھٹ پٹ وہ روپیہ نذر زنبیل کر لیا اور بہت کچھ دعائے
فتح جنگ دریائے نیل ملکہ مہ جبین الماس پوش کو دی اور پھر پکر کر کہا کہ اچھا اے ملکہ
اب تم نہ گھبراؤ ہم نہ جائین گے اسد کے تیور دیکھکر خواجہ نے فرمایا کہ بیٹا تم وہی قزاق کے فرزند
کہلاوگے یہ لوگ صاحبان حوصلہ ہین دختر شہنشاہ طلسم ہوش ربا ہین ان کی سلطنت مین کوئی فقیر
شریف غریب بھوکا پیاسا نہ رہنے پائیگا مہ جبین الماس پوش نے نگے مین خواجہ عمرو کے
اپنے دونون ہاتھ ڈالدیے اور کہا نانا جان برائے خدا روزنامچہ کا حال بھی مفصل ارشاد ہو
خواجہ نے کہا جہان صراط جلایا گیا وہان جاکر خاک ڈھونڈھتا ہون مگر خرچ راہ ضرور چاہئے

دہان نگہبان ہیں رشوت مانگیں گے پچاس توڑے مہ جبین سے اور لئے تب قہبے کہ وقت پر روز نامچہ کی
تدبیر ہو جائیگی چار پہر رات گذر کر غواص دریائے سپہر اخضری شناوری کر کے چرخ نیلی پر برآمد ہوا دریائے علم
کی سیر کرنے لگا دونوں لشکروں میں کمر بندیاں ہوئیں اشتقال زرین علم بصد شوکت وحشم قلب فوج میں آکر قایم ہوا
چالیس صفیں آراستہ ہوئیں صف اول پر سب کے آگے بعدہ سپہ سالاری مقہور بن قہار فیل زور زیر سایہ عسل
خرس پیکر قایم ہوا اشتقال قلب فوج میں مقہور دیکھ رہا ہے کہ لشکر سے لاچین کے نوبت نقارے کی صدا
آگے آگے اسد نامدار مرکب باد رفتار پر سوار ایک سمت غضنفر ایک جانب صندلان نامور ابیلا سیم
وغیرہ پشت پر ملک مراد شاہ بیٹا اوسکا شمشاد شاہ یہ چند پہلوان جملہ دو لاکھ سے زیادہ جمعیت نوگی علم
تک تمام میں آگیا سر اسد پر سایہ علم شیر پیکر خواجہ عمرو نامور بانہائے عیاری سے آراستہ رکاب پر اسد کی
ہاتھ رکھے ہوئے ایک جانب مہتر قران ایک سمت برق فرنگی و جانسوز بن قران و ضرغام شیر دل
و مہتر چالاک مجنون عیار بچہ پکڑے ہوئے آمادہ مرگ و مہیائے قضا زندگی سے بیزار موت کے طلبگار چند
غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار عقب طلسم کشا بصد صولت و شوکت نمایاں ہوئے لاچین وغیرہ نے
پڑاو پر صفیں باندھی ہیں یہی قصد ہے کہ اگر سحر نہ تاثیر کریگا لڑ بھڑ کر تلوار سے مرینگے ایسے وقت میں چشم پوشی
نکرینگے ایک سمت سے باغبان و معمار اسد نوجوان کو ساتھ لیکر برآمد ہوئے ایک جانب تمام شہزادیاں بھی
سمت میدان کارزار نگران سب سے زیادہ ملکہ بہار کو افسوس کہ ہر معرکے پر جان لڑائی آج یون بیکار ہوئی
بالکل مجبور و لاچار ہوئی کھڑی تماشا دیکھ رہی ہے اعانت طلسم کشا کی نہیں کر سکتی ملکہ مہ جبین تخت پر سوار
ملکہ بہار عرض کر رہی ہیں حضور مجھے رنج و ملال نہ کیا جائیگا ہم ضرور جا پڑینگے دم شمشیر پر گلا رکھدینگے مشل
کی مجبور کے نہیں ہوں جب وقت جانبازی کا آیا جا کے کوہ عقیق پر بیٹھ رہیں جب خدا فضل کریگا اسد فتح
کر کے جائینگے عذر کرینگی کمینگی میں آئی تھی باندی ہوگئی نور الدہر کو طلسم کشا سے بڑی محبت ہے وہ اسد
کو سمجھا لینگے جانبازی کا تو اب وقت ہے طلسم باطن میں بے اختیاری طلسم کشا کی تنہائی ایسے وقت میں
دیکھیں کون ساتھ دیتا ہے سرخ مو وغیرہ بھی ہمیشہ ہائے ہلالی ہاتھ میں پیچ جھوم رہی ہیں اب لشکروں میں آراستگی
ہونے لگی صفیں جمیں میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ طرفین سے آراستہ و پیراستہ جنگ عظیم کا سامنا ہے
جانبین سے نقبائے بلند آواز میدان کارزار میں آئے سرود نوازوں نے سرود بجائے نقیبوں نے بھیرویں
کے سروں میں اشعار عبرت آثار پڑھے صدائیں دیتے تھے بیت اجل لگائے ہوئے گھات ہر کسی پہ ہے

ہوش باش کہ عالم رواروی پر ہے ٭ دنیائے دون مقام قیام نہین کسی خرد و بزرگ کو آرام نہین بڑے بڑے عابد
زاہد غازی و مجاہد حسرت و یاس لیکر پردہ دنیا سے گئے نام آورون کے نشان باقی نہ رہے رباعی اے دل
تو درین جہان چرا بیخبری ٭ روزان و شبان در طلب سیم و زری ٭ سرمایہ تو ازین جہان یک کفن است نہ
آن ہم بہ گمانم کہ بری یا نبری ٭ مآل دنیا یہ ہے کہ دو گز کفن گوشہ قبر کیا چارہ صبر و جبر سبب بے اختیار ہین شاہ و گدا
مجبور و لاچار ہین یارو آنکھین کھولو میدان کارزار مین آج قدم جماؤ بزرگو نکا نام روشن ہو اس طرح
کلمات حسرت آیات جو نقیبون نے کہے مردان عالم جھومنے لگے قبضہ ہائے شمشیر چومنے لگے گھوڑون نے
بھی شیہے کھینچے سر بلند کئے ہنہنائے ٹاپین زمین پر مارنے لگے یہی خواہش تھی کہ راکب ہمارا قصد میدان کارزار
کرے دشمن کو نیچہ ہائے نعل سے پامال کرین سمون کی سپر نعل کے نیچے میدان مین کام آئین راکب کے ساتھ ہم
بھی جرأت دکھائین سوارون مین جنبش ہوئی پیدلون نے بڑھ بڑھ کر آوازین دین آج میدان مین کسکا
نام روشن ہو کون بڑھکر لڑیگا قیامت کا معرکہ پڑیگا نقیب ہٹے اشتغال زرین علم نے طرف دست راست
کے دیکھا افغان بلند رکاب تو آج ہراول لشکر افراسیاب قرار پایا ہے طلسم کشا کو ڈنک اگر اسد کا
سر لایا کل اہالیان طلسم ہوش ربا پر احسان کیا یہ چالیس لاکھ فوج تیری مدد کو کھڑی ہے سب تیرے ساتھ
ہین طلسم کشا چند صعلوک لیکر میدان مین آیا ہے ادھر والون سے کیا لڑینگے ایک ایک کوہ پیکر دیو خصال
چار چار کی گردنین پکڑ کے لڑا دیگا جا تجکو پونے دو سو خداوند کے سپرد کیا افغان بلند رکاب بصد قہر
و عتاب گینڈے کو چمکاتا ہوا نیزے کو ہلاتا ہوا میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی اے فرقۂ خدا پرستان
جسکو تمنائے مرگ ہو نکلے مجھسے مقابلہ کرے پورا کلمہ نہ نکلا غضنفر نے چاہا مرکب کو نکالے اسد نامدار نے
مرکب صبا رفتار کو چھیڑا پکار کر آواز دی اے سرداران ہمتن و اے غازیان صف شکن مجھے سب صاحبون سے
بڑی امید ہے یہ سب میرے ہی خواہان ہو کر آتے ہین آج اس نحیف و ضعیف کی شمشیر زنی کو دیکھو داد مردانگی دو
جنگ مغلوبہ مین سب کے جوہر جرأت کھلین گے ان کفار مکار کو اس میلے پر بڑا گھمنڈ ہے تیر مجمع روباہ سے
کب ڈرتے ہین یہ کہکر مرکب برق کردار صف سے نکالا سامنے تخت ملکہ مہ جبین کے آئے ملکہ مہ جبین نے تخت
رکھوا دیا آنکھون سے اشک حسرت ٹپک پڑے فرمایا آپ کو خدا کے سپرد کرتی ہون تمام عالم آپکی جان کا
دشمن ہو کر آیا ہے وہ حافظ حقیقی مددگار ہے افسوس یہ ہے کہ آپکے ماموں صاحب بھی اس جنگ میں شریک
نہوے اور کوئی عزیز بھی آپکا بجائے شراکت نہ آیا اسد دلاور نے کہا ملکہ خدا کو یاد کرو وہ حافظ حقیقی ہر وقت موجود ہے

وہی ان سب سے بچائیگا ہر چند یہ سب مثل مور و ملخ ہین جب تلوار شیران دشت نبرد کی کھنچی برق شمشیر چمکی ابر فوج منتشر ہوگا انشاء اللہ سر کفار مثل اولون کے گرینگے آج خون کے دریا میدان کارزار مین بہینگے جام شربت نجات مرحمت ہوا اسد نے بسم اللہ کرکے نوش کیا جام جرأت نوش فرماتے ہی آنکھون مین نشہ آگیا قبضے پر ہاتھ ڈالکر دامن گردانا خانہ زین کو مثل خانہ آفتاب روشن کیا مرکب برق کردار دہانہ چباتا ہوا دُم سے جنور کرتا ہوا راکب کے دل کے اشارے کو پہچانتا ہے وسعت زمین کو تنگ جانتا ہے طرارہ بھرنے لگا نظم

سمند سبک رو کی چالاکیان
کرے ایک کاوے مین عالم کی سیر
عجب دھوم سے وہ سواری چلی
تو گلشن مین طاؤس کا ہو گمان
نسیم سحر ہے کہ کبک دری

طرارے مین چھل بل مین بیباکیان
چمن مین گذر ہو جو وقت خرام
کہین گل کہ باد بہاری چلی
جھمک کر چلے گردہ ہر ہر قدم
وہ یا قاف سے آگئی ہے پری

روانی مین دریا تو اڑنے مین طیر
صبا کو کرے اپنی تیزی سے رام
دکھائے کبھی گر سبک خیزیان
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
مین ٹھیکون مین مرکب ملند

کارزار مین پہونچا افغان نے جو اس سطوت و صولت سے طلسم کشا کو دیکھا حیران جمال و محو دیدار ہوکر بڑھا جانبین سے گروہ سپہ کے اُٹھے نگاور زن ہوئے تین قدم مرکب اسد نامدار کا بڑھ سات قدم گینڈہ افغان کا ہٹا صورت زیبا دیکھ کر افغان نے کہا اے اسد تمنے اس قد و قامت پر طلسم ہوشربا مین دھوم ڈالدی پہلوانان طلسم ہوشربا کو ایسا حقیر جانا ہمارا بادشاہ اشتعال زرین علم صاحب شوکت و حشم نہایت رحم دل ہے چلو تمھین اُسکے قدمون پر گرادین اس کی سفارش سے افراسیاب گذر کریگا آج تمھارا بچنا دشوار ہے ہر ایک پہلوان تم سے آمادہ حرب و پیکار ہے اسد نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہے زبان کو بند کر فنون سپاہ گری دکھلا افغان نے ایک چیخ ماری زمین تھرا گئی نیزہ اٹھایا پیچ و تاب دیتا ہوا اسد پر وار کیا اسد نے نیزہ کو نیزہ کی سنان پر روکا دریائے لشکر مین جوش و خروش ہر طرف یہی ہنگامہ ہے طلسم کشا فنون سپاہ گری مین طاق ہے حقیقت مین شہرہ آفاق ہے اسد نامدار نے نیزہ افغان کا نکالا منہ پر اوسکے ہوائیان اُڑنے لگین سب بند و بست بھولا قبضے پر تلوار کے ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا اسد غازی نے سپر کو چہرہ کی پناہ کیا صاف بے آسیب سپر تلوار کو روکا اب تیغہ برق مثال کے قبضے پر ہاتھ ڈالا مرکب باد رفتار کو اشارہ کیا گھوڑا تڑپ کر جا پڑا دونون ٹاپین مستک پر گینڈے کے رکھدین چاہا افغان نے پیچھے ہٹے یہ جوان دلاور کب دیتا ہے تکبیر کہکر ہاتھ مارا تیغہ تڑپ کر گرا افغان نے سپر

فولادی کو اٹھایا سپر نہ تھی بخت سیاہ کا سامنا تھا تیغہ تڑپ کر گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے وہانسے تڑپکر تلوار گری خود کو کاٹتا تا جگرگاہ پہونچی صدائے احسنت و آفرین بلند ہوئی پہلو میں اسد کے خواجہ عمرو کھڑے تھے آواز دی اے شیر مرحبا ماشاء اللہ کیا ہاتھ مارا بچیا کا ہبندارا کھل گیا اسد نامدار نے گھوڑے کو چمکا کر آواز دی اے فرقہ سرکشان اب شیر آمادہ جستجوے شکار ہے جس روباہ صفت کی قضا ہو میدان مین آئے سر کشی دکھائے شاہور کوہ پیکر جنگ بھاڑتا ہوا پرے سے نکل آیا آواز دی اے طلسم کشا یہ حقیر پہلوان تھا اُس کو مار کر ایسے بلبلائے مابدولت آتے ہین یہ کہکر غریو کرتا ہوا چلا اشتقال سے اجازت بھی نہ لی سامنے اسد کے پہونچا اسد غازی پر برس پڑا تلوارین مارنے لگا اسد روک رہے ہین جب پانچ سات وار برابر کئے اسد نے نعرہ کیا او مکار اسی منہ پر دعوی جرات ایک ضرب مردان عالم کی قبول کر ذرا تو ٹھہر جا شاہور اسیطرح مارے گیا اسد نے اُسی ہنگامے مین بازہ بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا جھٹکا مار کے تلوار چھین کے پھینک دی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر قاش زین سے اٹھایا دست زبردست پر تولکر طرف آسمان کے پھینکا اترتے اترتے جو رنگ ہوائی قلم کیا اکوان تیر لب پرے سے نکلکر اسد پر جا پڑا آتے ہی اُس نے نیزہ مارا اسد نے خالی دیکر اپنے نیزہ کو چمکایا سینہ پر کینہ پر اُسکے مارا سینے کو توڑ کر پار گذر از مین پر مارا کہ استخوان اوسکے چور چور ہو گئے اسد نے پکار کر آواز دی او مقہور مین قہار نام تو بڑا رعب رکھتا ہے سب کا افسر بنکر آیا ہے ان کو تیل مالش کراتا ہے آپ نہین نکلتا ہم تو تیری جنگ کے مشتاق ہین ہمیشہ سے کافر کشی مین مشاق ہین اسد نے جو مقہور کو ٹوکا یہ بچیا مغرور مثل ابر کے گڑگڑایا گینڈے کو صف سے نکالا اشتقال کے سامنے کہا اے بادشاہ ذیجاہ آپ نے دیکھا طلسم کشا کو یہ سب حقیر سمجھتے تھے اس لشکر مین کوئی پہلوان اُسکا ہم نبرد نہین ہے لیکن مابدولت مشکین باندھ کر لاتے ہین حکم دیجئے سر لاؤن یا زندہ پکڑ کے کھینچتا ہوا لاؤن جس طرح ارشاد ہو بجا لاؤن مابدولت نے قصد کیا تھا کہ اس طفل سے کیا لڑون ان سبھون کے افسر صاحبقران نامور جب وہ آئینگے تب تیغہ برق تاب مابدولت کا کھنچے گا زمین و آسمان تھرائینگے نعرہ کوہ شگاف سے پہلوانان زبردست کو غش آئینگے اب مجکو تاب باقی نہین ہے میدان کارزار مین جاتا ہون مشکین طلسم کشا کی باندھکر لاتا ہون اشتقال زرین علم نے کہا اے پہلوان زور قدرت سامری و جمشید تیری جرات کی تمام ہوش ربا مین دھاک ہے لیکن طلسم کشا بھی بہت چست و چالاک ہے ہوس ہے کہ مابدولت جاکر امتحان فنون سپاہگری کرین مقہور قدمون سے لپٹ گیا کہا آپکے مقدمے مین شہنشاہ نے تحریر فرمایا ہے کہ نسل ہمارے اشتقال کو

جاننا ہم اپنے ہوتے آپ کو سامنے طلسم کشا کے جانے دین طلسم کشا کی کیا حقیقت ہے اب مین قصد بھی کر چکا نہ نکلنا باعث حجاب ہے گیند ابھی سرارانون کین بیتاب ہے لاف و گذاف کرتا ہوا گینڈے کو مہمیز کر کے چلا حقیقت مین دیو ہے کہ قالب انسان مین سمایا ہوا ہے گینڈا مثل فیل مست خود انتہا کا زبردست کوہ پیکر فیلتن اپنے نزدیک صفدر وصف شکن زنجیر آہنی سے کمر کو کسکر باندھا ہے کو اوٹھایا تاڑ کا درخت ہے کہ جس مین سنانین و بانین نصب کرین کمان کیانی دوش پر ہزار تیرون کا ترکش گرز ارابے پر لدا ہوا اس شوکت و شان سے سامنے طلسم کشا کے پہونچا آمد اس خوک پیکر کی دیکھ کر لاچین وغیرہ گھبرا گئے صفون مین غریو ہوا ملکہ مہ جبین کی بیتابی لاچین کو انتشار سب سے زیادہ غضنفر بیقرار ہر مرتبہ چاہتا ہے قبلہ و کعبہ کو بلالون مین اس عفریت پر جا پڑون تدبیر سے لڑون ادب مانع ہے جوش جرات مین چہرہ گلنار مرکب باد پا رانون مین بیقرار سب دعائین مانگ رہے ہین کہ اے پروردگار عالم اسد نامدار کو اس دیو خوک پیکر کے ہاتھ سے بچانا سب سے زیادہ ملکہ مہ جبین الماس پوش بیتاب ہین باغبان بھی کہہ رہا ہے جب کسی ملک کو تباہ کرنا منظور ہوتا تھا تو افراسیاب مقہور کو روانہ کرتا تھا یہ بڑا ظالم اظلم ہے اپنے زمانہ کا رستم ہے صدہا پہلوانون کو مار کر سرکردہ پہلوانان طلسم ہوشربا بنا افراسیاب نے سردار پہلوانان لقب دیا صدہا قلعے اسنے ویران کئے خدا اسکی بدعت سے طلسم کشا کو بچائے غضنفر لان چاہتا ہے مین جا پڑون غضنفر نے منع کیا کہ ایسا نکرنا قبلہ و کعبہ کو بہت ناگوار ہوگا انشاء اللہ یہ فیل مست بھی اونکا شکار ہوگا بیقراری کے بدلے مین خالق کارساز سے دعا کرو قبلہ و کعبہ کے حالات سے تم لوگ نہین آگاہ ہو فنون سپاہگری مین بیمثل و بے نظیر ہین نذر کردہ بزرگان دین ہین پردہ قاف بھی کئی مرتبہ گئے دیوزادون سے لڑے ملک باختر مین نظر کردہ ہوے تھے آفتاب پرستون کو ایسا عاجز کیا ایرج نوجوان ایسا جوان فریاد کرتا تھا ایسے ایسے شبخون مارے ایرج کا قول یہ تھا کہ دس صاحبقران اگر میرے مقابلہ مین ہوتے مجکو اسقدر تردد نہوتا اسد نے لشکر کا ستھراؤ کر دیا جب نظر کردہ ہوکر آئے پھر تو آکر قیامتین برپا کین میدان قلعہ فردالامان حصار مین ایرج نوجوان سے اکر خوب لڑے وہ بھی فرزندان صاحبقران سے تھا یتک آسکی پروردگار کو منظور نہ تھی ملکہ آسمان پری نے پردہ قاف مین طلب کر لیا دیکھو اتنا بڑا پہلوان آتا ہے انکو کچھ بھی ہراس نہین ہے سینہ سپر کیے کھڑے ہین یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین ہوا خواہون کو اضطراب مقہور گینڈہ مہمیز کرکے قریب اسد نامدار آیا انگادر زن ہوا اسپ نے دیکھا پانچ قدم گینڈہ

مقہور بن قہار کا ہٹا تین قدم مرکب اسد نامدار بڑھ گیا مقہور نے کہا اے جوان مجھے تیری غربت پر
رحم آگیا تھا اسوجہ سے ابتک تکلیف نہ کی تو نے بے ادبی پر کمر باندھی بادولت کے سامنے میرے رفقا کو
قتل کیا اب اپنی جان بچا سامنے سے ہٹ جا مین جانبخشی کرتا ہون اسد نے کہا کیا یاوہ گوئی کرتا ہے
قدوقامت پر بھولا ہے بڑے بڑے دیو اس حقیر کے ہاتھ سے مارگئے شیر کے بچے فیل مست پہ غالب آتے
ہین بڑے بڑے ہاتھ پاؤن کیا کام آتے ہین کچھ فنون سپاہگری دکھلا مقہور نے بڑے قہر و غضب مین
نیزہ مارا اسد نے نیزے کو نیزے پر رد کا نیزہ چلنے لگا پہر بھر کامل نیزہ چلا سب نگران ہین اسد نے
مقہور کو دنگ کردیا ہر مقام پر بتاتے جاتے ہین دیکھو او مقہور یہ مقام خالی ہے اکثر سنان نیزہ خانہ زرہ
مین رکھدی قطرہ خون کا جسم سیاہ پر ابھر آیا چند مقام اسی طرح سے بتا بتا کر نیزہ رکھا صاف ثابت ہوتا
تھا ایک تختہ آہن پر شنجرف کے نکتے دیئے ہین ایک مقام پر گانٹھ کر مرکب کو اڑایا نیزہ ہاتھ سے
اوس مغرور کے نکلا مثل تیر شہاب بلند ہوا زمین پر گرا دونون لشکروان سے صدائے احسنت و آفرین
آنے لگی دوست دشمن تعریف کر رہے تھے مقہور مثل ابر کے گڑگڑایا تیغہ کے قبضے پر ہاتھ ڈالا اژدھائی
سومن کا تیغہ لنگردار جوان طاقتدار صاف ثابت ہوا کہ غار سے اژدہا بل کرکے نکلا ملازمان
اسد الامان الامان کہتے تھے مقہور نے ہاتھ مارا اسد نے گرد اسپر کا اٹھا دیا لیکن سپر کٹی تیغہ مقہور کا
خود پر آیا اسد نے زخم سر کھایا داستانہ مارا تیغہ سر سے نکلا قطرات خون چہرہ بے نظیر پر یہ ثابت ہوتا تھا
کہ تیر زخم کھاکر پھرا اسد نے تیغہ ہلالی کو چمکایا نعرہ کرکے جاپڑا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا تیغہ چمک کے
گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے خود کو کاٹ کر مقہور کے سر پر زخم کاری آیا اس نے داستانہ مارا تیغہ اسد کا
تڑپ کر گینڈے کی گردن پر ٹھہرا گینڈے کی گردن قلم ہوئی مقہور و گینڈہ زمین پر گرے مقہور کو دکر
الگ ہوا اسد نے چاہا کہ جھپٹ کر ہاتھ مارون کہ مقہور کے دو ٹکڑے ہون مقہور بھاگا آواز دی یارو
اس جوان کو مارلو استقبال زرین علم نے تخت اپنا بڑھایا علم کو گردش دی یہی نشان جنگ مغلوبہ تھا تمام
فوجین لینا لینا کہکر دوڑ پڑین اوس وقت عمرو نے ہاتھ رکاب سعادت انتساب پر رکھا تیغہ کھینچا دیکھا کہ فوج بیحساب
اسد پر آپڑی بڑے بڑے پہلوان سرکش جوان لینا لینا کہکر چہار طرف سے آپڑے اسد نے کچھ خوف نکیا

تیغہ چمکا کے نعرہ کیا نعرہ اسد
شہنشاہ نام آور و کامران

اسد شہسوارم کہ در روز جنگ
اسد شیر دل ابن صاحبقران

بدرم دل شیر و چرم پلنگ
دریائے فوج مین نہنگ بحر جرأت ہے

نوطہ مارا ابراہیم و مالک دلند صاوا بن لندھور و علقمہ بن جمہور و عادان بن عادی و قبیل
بن مقبل و حارث بن سعد اٹھارہ ہزار امیرزادے بارہ ہزار قزاقون کو ساتھ لیکر جا پڑے صندلان
صندلی پوش بارہ ہزار صندلی پوشون کو لیکر پہونچا ادھر سے غضنفر نے اسپ بادپا کو بڑھایا نیمچہ
رومیں شگاف کے قبضے پر ہاتھ ڈالا بوق ترکی مین آواز دی اے قزاقان بزنید و بہ بندید و بہ کشید اسی ہزار
جوان گھوڑونکو بڑھا کر اوس فوج دریا موج سے مل گئے جاتے تو ان جوانون کو سب نے دیکھا لیکن معلوم نہوا کہ
کہان گئے دس ہزار مین پانچ گھر گئے لاکھ مین دو سوا اسد غازی کی شمشیر زنی چہار جانب کدو کاوش لڑائی
کے فتح کرنیکی کوشش لاچین وغیرہ دیکھ رہے ہین دعا مین مصروف ہین کہ پروردگار ہمارے شیر کو بچانا
اتنی بڑی فوج مین چند کس جا پڑے معلوم نہین ہوتا کس مقام پر ہین اسد نے جہان دیکھا کہ ہمارے
پچاس جوان دس ہزار مین گھرے ہین نعرہ کرکے جا پڑا اوس صف کو توڑا اپنے ساتھ والون کو بچایا مقہور
کے ہاتھ سے زخم بھی کھا چکے ہین اشتقال جو تخت پر سوار ہے فوجون کو ترغیب دے رہا ہے کہ یارو تم بہت
ہو طلسم کشا کے لوگ بہت کم ہین گھیر کے مار لو اب اونکو نکلنے نہ دو بعض کہتے ہین پہلوان دوران نے
اپنا سر زخمی کرایا بھاگ کر اپنی فوج مین آئے خود نہین سامنے طلسم کشا کے جاتے ہزار روپیہ کی تنخواہ
کھاتے ہین شیر کے مقابلہ مین نہین جاتے لینا لینا کر رہے ہین بادشاہ صاحب بھی تخت پر سوار مرغ
زرین بنے ہوے غلغلہ کرتے ہین خود نہین تخت سے اُترتے ہین اس طرح جو سپاہیون نے کہا مقہور کو
غیرت آئی ترغیب دیتا ہوا بڑھا عمرو اسد کی پشتی بانی کر رہا ہے جو پشت پر آیا خنجر مار کے گرا دیا غضنفر کی
بھی برق شمشیر چمکی صندلان بھی اسی مصیبت مین مبتلا ہے ساتھ والے اسکے متفرق ہوکر لشکر مین بکھر گئے
اُنکے نعرے کی آواز آتی ہے اسی آواز پر جاتا ہے اس آمد و رفت مین صندلان بھی زخمی ہوا شہزادہ غضنفر
نے بھی زخم کھائے دو پہر مین پانچ پہلوان اسد نے مارے تھے پہر کامل مقہور مغرور سے لڑے
پہر دن رہے جنگ مغلوبہ شروع ہوئی نہیب شمشیر سے دن کٹا آفتاب عالمتاب بارنگ زرد لرزان
و ترسان آشیانہ مغرب مین جا کر چھپا آمد آمد شاہ زنگبار کی کمین زنگبار سے شروع ہوئی عالم ظہور کا
زور ہوا علم نورانی کا شقہ کھلا فوج ثابت و سیارگان میدان چرخ نیلی مین آگرچہ پردہ شب حائل ہوا مردان عالم
کا پردہ نہ ہا اسی طرح تلوار چلا کی اشتقال جانتا ہے کہ یہان فوج بیشمار ہے طلسم کشا کہان تک لڑیگا آخر
لڑتے لڑتے گھوڑے سے گر پڑیگا ہلہ کرکے پکڑ لینگے تخت کو بڑھاتے ہوے آتا ہے صفین مضبوط ہوتی ہین

ہمراہیان اسد اکثر گھر کر مارے گئے اسد نے جو اپنے ساتھ والون کے لاشے دیکھے بہت روے آنکھون سے اشک حسرت بہے لاش پر جا کر اُن جوانون کی آواز دی اے یاران ہمدم ہوا سے مصاحبان باشوکت وحشم تمنے بڑی جلدی کی قافلہ سالار کو آگے ہونا چاہئے تھا انشاء اللہ دو چار قدم کا ہیر پھیر ہے ہم بھی آتے ہین کوئی چند قدم آگے کوئی چند قدم بعد مقام سب کا ایک ہے بھائیو تمھارا انجام نیک ہے استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہے کہ دن تو قلیل باقی تھا جب جنگ مغلوبہ ہوئی پردۂ شب حائل ہوا شہنشاہ روز نے شکست اٹھائی شہنشاہ انجم کی فتح ہوئی مردان عالم کا پردہ نہ رہا اسی طرح لشکر لڑے رہے چونکہ لشکر اشقیاء زیادہ ہے ان سب کو یقین ہے کہ ہم گھیر کر مار لین گے حقیقت مین لشکر اسلام کو فوج حسرت و یاس نے گھیرا ہے او شب

تیرہ و تار ہین اشجار بہار
ہنگامۂ شور و شر عیان تھا

کڑکے کڑکیت کہ رہے سنّے
برسات کی فصل کا سمان تھا

دریا کہین خون کے بہے تھے
ابر تیغ کی طغیانی مثل ادونکے سر

برس رہے ہین دریائے خون بڑی ہزار ہا تیر ترکشون سے گرے صاف ظاہر ہے کہ مچھلیان شناوری کر رہی ہین سپرین جو پشت سے گرین گویا کچھوون نے دریا سے سر نکالا گزر گمان سنگ نہنگ بہتے پھرتے ہین اس دریائے خون مین سر بھی ترتے ہین شب بھر اسی ہنگامے مین بسر ہوئی رات مثل سپر کٹی شہنشاہ زر علم بصد شوکت و حشم چرخ نیلی پر برآمد ہوا خواجہ عمرو نے زیر علم مرکب بعید پریشانی دیکھا اسد انتہا کا زخمی ہوا تمام سرداران اسد چور چور نشۂ جرأت سے جھوم رہے ہین کھیت سے قدم نہین ہٹاتے سر سبز ہین گلہائے زخم نخل جسم پر کھلے ہوے دہن زخم بھی ہنس رہے ہین دشمنون پر آوازے کس رہے ہین ناگاہ آسمان پر لکہ ابر ہفت رنگ نمایان ہوا افراسیاب بہ قہر و عتاب آکر پہونچا ایک پہاڑ پر ٹھہرا افراسیاب نے دیکھا بارہ کوس کے گردے مین لاشے ہی لاشے معلوم ہوتے ہین اسد شیر دل بیچ فوجون مین گھرا ہوا سر خرو تیغہ سے خون ٹپک رہا ہے اس حال مین بھی جب پر ہاتھ مارا ح مرکب ورا کب چار ٹکڑے کئے قصد کیا کہ جا کر جنگ مین شریک ہون اپنے ساتھ والون کو ترغیب دون ادھر لاچین وغیرہ رنج مین مبتلا اپنی بوٹیان کاٹ رہے تھے غصے مین ہونٹھ چاٹ رہے تھے اسباب سحر لیکر بڑھے کہ افراسیاب آنے تو ہم بھی جا پڑین اگر اس کو شمشیر زنی کا خیال ہے یہان بھی ہر ایک صاحب جاہ و جلال ہے باغبان و معمار تو رات سے لڑ رہے ہین کوکب کہتا ہے افراسیاب سے مین لڑون جہاندار کہتا ہے مین جا پڑون لاچین کہتا ہے اس بیر زمین گیر کی جرأت دیکھو اس نکرام کو ٹوک کر ماتا ہون

اس آمادگی سرداران نامی کی خبر صرصر نے افراسیاب کو بر سر کوہ پہونچائی کہا اے شہنشاہ سب سرداران
اسد آپ کے خون کے پیاسے ہین آپ شریک جنگ ہنوز **اشتقال زرین علم** بڑے لطف سے فوج کو
لڑا رہا ہے اسد پہر دو پہر کا مہمان ہے لڑتے لڑتے گھوڑے سے گر پڑے گا ایک ایک سردار نے دس دس
قتل کیے لیکن فوج مین ابھی تک کمی نہین ہے **اشتقال** کے مزاج مین کمی نہین ہے دیکھیے قلب فوج مین الجھا
ہے **افراسیاب** یہ خبر سن کر ٹھہر گیا سب نے یہ صلاح دی کہ خلاف سحر حضور کی لڑائی مین خرابی ہوگی **کوکب**
وجہاندار نے فنون شمشیر زنی یاد کیا ہے سب ملکر حضور سے لڑین گے **افراسیاب** تماشا دیکھنے لگا پہاڑ سے
آواز دی اے جوانان دیو بند اے نکوواران خود پسند گھیر کر اسد کو مارو ایک ایک کی سپر زر و جواہر سے
بھر دونگا سلطنت **طلسم ہوشربا** مین غیر ساحرون ہی کو دخل ہوگا مین جانبازی دیکھ رہا ہون ایک
ایک کو سرفراز کرونگا یہ جو **افراسیاب** نے پکار کر کہا اسد پر چہار طرف سے بلوہ ہوا اس وقت **مہتر قران**
و ضرغام و جانسوز بن **قران و برق و چالاک** تیغے ہاتھون مین لیے ہوئے لڑتے بھڑتے قریب اسد
کے ہوگئے **مہتر قران** کی دریائے جرأت کا نہنگ **ضرغام** کی سرفرازی **جانسوز** کی جانبازی **برق**
کا تو پنا **چالاک** کی جستین **افراسیاب** نے پہاڑ سے دیکھا اتنے بڑے بلوے مین عیار کسی کو
قریب اسد نہین آنے دیتے **افراسیاب** نے **اشتقال زرین علم** کی جانب دیکھا آواز دی پچاس ہزار
زرہ داروں کو حکم دے گھوڑے دوڑا کر انکو پامال کرین صفین جمنے لگین اب عیار و اسد گھبرائے عمرو
نے بیقرار ہوکر دعا کی عیارون نے آمین کہی **افراسیاب** دیکھ رہا ہے کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا
خورشید رو شنغمیر پہلو مین اوس کا وزیر پشت پر چار پانچ لاکھ ساحر شکست خوردہ بدحواس گھبرائے
ہوئے چلے آتے ہین **افراسیاب** نے آواز دی بھائی صاحب خیر تو ہے **خورشید** نے آواز دی اے
برادر بجان برابر میرے تعاقب مین ایک اژدر ہفت سر آتا ہے کہ جسکے نام سے قلب تھراتا ہے **افراسیاب**
نے پوچھا کون **خورشید** چاہتا تھا نام لے کہ صحرا سے پھر گرد عظیم بلند ہوا افراسیاب نے دیکھا آگے آگے
مرکب باد رفتار پر **بدیع الزمان** گرد لشکر شکن گرد سردار **مہران قوی بازو و سہیلان رخ پوش**
و سالار بلند **کوکب** وغیرہ ایک جانب ضعیفہ جادوگرنی **ملکہ امتحان جادو و مہنت جادو و ضرب**
جادو وغیرہ اسباب سحر ہاتھ مین آتے ہی لشکر **خورشید رو شنغمیر** پر نعرہ کرکے بدیع الزمان گرے نعرہ

بدیع الزمانم کہ در روز کین | توانم کشیدم آسمان بر زمین | ز تیغم لبیبے ملک اسلام شد

کہ سر فتنہ باختر نام شد ؛ چارسو سرداروں نے برابر تلواریں کھینچیں خورشید نے جھولی سے گولا نکالا
سحر یاد کرتا ہے سحر بالکل فراموش گولا پھینکا بعد سے زمین پر گرا تب تو خورشید گھبرایا بدیع الزمان
لڑتے بھڑتے برابر خورشید کے پہونچے خورشید نے سحر کو بہت خیال کیا جب یاد نہ آیا لاچار ہو کے ہاتھ
تلوار کا بدیع الزمان پر مارا بدیع الزمان کے گلے میں لوح طلسم خورشید نگار ہاتھ میں کھینچا ہوا
تیغہ آبدار خورشید کا چہرہ زرد ہوا بدیع الزمان نے تلوار کو تلوار پر روکا نعرہ کر کے ہاتھ مارا سپر
کو خورشید نے چہرہ کی پناہ کیا تیغہ برق مثال فرزند صاحبقران مجمع کمال صاحب جاہ و جلال
لپٹ کر ہاتھ مارا یا تو تیغہ قبہ سپر پر چمکا تھا خورشید کے دو ٹکڑے ہوئے سیارے چاہا چمک کر نکلجاؤں
سحر ہو سکا امتیہ عیار نے لپٹ کر خنجر مارا سیار کا بھی ستارہ گردش میں آیا شکم چاک قصہ پاک ہوا ان
دونوں کا کام تمام ساتھ والے تو خورشید کے متفرق ہوئے جو گھر گئے تھے وہ مجبور و لاچار شہنشاہ لاچین کے
ملازموں نے بڑھ کر فوج ساحران سے بدیع الزمان کو الگ کیا سردار بھی ان کے ساتھ صف شکن
و تیغزن سر اٹھا کر جو اسد کو اس مصیبت میں دیکھا کہ چہار جانب سے فوج کفار کا بلوا ہے فرزند لشکر جاچکے
لڑائی میں مصروف ہوئے اشتعال و زریں علم نے جو نیزہ دار جاتے تھے اسی غول پر بدیع الزمان
آکر گرے کھلک کا جنگل تھا نیزے قلم کئے سواروں کو مارا لیکن اس قدر مجمع عظیم ہے کہ بدیع الزمان کے
ساتھ والے بھی جا کر گھرے دوسرے گوشے سے دشت کے پھر گرد بلند ہوئی افراسیاب دیکھنے لگا
ایک جوان خوش رو خوش صورت بدیع الزمان مرکب باد رفتار پر سوار چالیس ہزار فوج ظفر موج ہمراہ عیار
رکاب سے لپٹا ہوا نعرہ بدیع الزمان کی آواز جو اس شیر نے سنی بڑھ کر نعرہ کیا باشید اے کفاران بیحیا
و اے نابکاران پر دغا نعرہ قاسم

ملک قاسم ان شاہ خاور سپاہ	آفتاب مشرق دین پروری	شہسوار لال پوش خاوری
ہمہ باختر شد بزیر نگین	زنم تیغ برابر نیزہ بماہ	زآب دم تیغ شستم زمین

بدیع الزمان نے جو آواز قاسم کی سنی امتیہ سے پوچھا یہ قاسم یہاں
کیونکر پہونچا اس کا گذر کیونکر ہوا امتیہ نے کہا باغ ہمیشہ بہار سے غائب ہوتے میں نے سنا کہ طلسم نگار میں
پہونچے اسکو فتح کر کے ادھر رخ کر دیا واقف کاران راہ نے پہونچا دیا قاسم کے ہمراہ قیماس خان خاوری
و حسن خان خاوری و مالک ترک سفید جامہ و مظلم خان بن بہرام تخت پر شاہزادہ عمر گور نژاد
ختنی فرزند صاحبقران ہمیشہ سے ان کے لشکر کے بادشاہ ہیں مال کے آرائے لدے ہوئے اسمین اسباب

طلسمی لدا ہوا عمرو گورزاد بھی صف شکن و تیغزن ہے اسد و بدیع الزمان کو دیکھکر تخت ترک کیا پشت مرکب باد رفتار پر سوار ہوئے گرتے ہی فوج کو تہ و بالا کر دیا افراسیاب تو گھبرا گیا قاسم و بدیع الزمان کی جنگ نے قیامت برپا کی اگر قاسم نے بڑھکر کسی کمیدان کو مارا بدیع الزمان نے بڑھکر رسالدار کو لیا نگاہیں مل رہی ہیں دریا سے فوج میں شناوری کر رہے ہیں پہر دن پچھلا باقی تھا کہ گرد عظیم بلند ہوئی افراسیاب گھبرا کے دیکھنے لگا کہ مسلمانوں کا تانتا بندھ گیا دیکھا آگے آگے جنید زعفرانی ضحاک و کیکاؤس باپ بیٹے شاہان حوالی طلسم خورشید نگار تعاقب میں انکے نورالدہر نامدار نورالدہر نے جواب کے نعرہ کی صدا سنی قاسم کی بھی آواز گوش زد ہوئی یہ بھاگنے والے غول میں آکر پہونچے تھے کہ شیر کے نعرہ کی آواز آئی **نعرہ شہزادہ نورالدہر**

ز شاہان چو با گیر و فلک گیتی ستان خواند
ز طفلی بہ جرأت سر افراشتم
ز خیل نو جوانان نقیب یافتم

پناہ لشکر اسلام نورالدہر کز ہیبتش
بتارا ببک دست برداشتم

ہمائے اوج رفعت شاہسوار عرصہ مردی
عدو در رزمگاہش صد ہزار الامان خواند
ظفر بر یلان عرب یافتم

مع انجم قوی بازو سرداران ہمتن آ کے شریک جنگ ہوئے ضحاک نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ جہاں تک نگاہ کام کرتی ہے تلوار ہی تلوار چل رہی ہے سمجھا کہ ہمارے بادشاہ سب مددگار ہیں پلٹ کے نورالدہر پر ہاتھ مارا نورالدہر نے تیغ خارا شگاف سلیمانی پر وار اُس نابکار کا روکا جواب میں ہاتھ مارا ضحاک کے دو ٹکڑے ہوئے کیکاؤس نے جو باپ کا لاشہ دیکھا آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا نورالدہر پر برس پڑا نورالدہر نے روک کر ہاتھ مارا کہ کیکاؤس کے بھی دو ٹکڑے ہوئے افراسیاب برش شمشیر دیکھکر کانپ رہا ہے صرصر سے پوچھا بدیع الزمان نے تو جاکے طلسم خورشید نگار فتح کیا نورالدہر و قاسم کیونکر آئے صرصر جانتی تھی کہ کہدیکے کہ لکنہ ابر گلشن آسمان کر کا افراسیاب نے دیکھا ملکہ مخمور سرخ چشم مع ساٹھ ہزار ساحران نامدار مکلل خان جادو بادشاہ طلسم گوہر بار تخت پر سوار مخمور طاؤس زرین بال پر سوار یہ قیامت دیکھی کہ نورالدہر لڑتے بھڑتے پہلو پر اسد غازی کے پہونچے ہیں اب ان شیروں نے آکر اسد کا ساتھ دیا مخمور کا خوشی سے چہرہ سرخ ہو گیا یہ بھی دیکھا کہ لاچین وغیرہ ایک جانب جمے کھڑے ہیں سمجھی کہ وابستہ دریائے نیل ہے یہاں کون کس کا کفیل ہے خوشی خوشی آکر سامنے لاچین کے اتری مکلل خان کی فوج کو ایک جانب جمایا خسرو شیر دل بھی آگر ہونچا یہ بھی اپنے ساتھ والوں کو لیکر شریک جنگ ہوا استادان نجومی نے تحریر

فرمایا ہے کہ اسد کو لڑتے ہوے پانچ پہر گذرے تھے کہ بدیع الزمان آکر پہونچے اسکے ایک دن بعد
قاسم و نورالدہر آئے تین شبانہ روز جنگ مین گذرے ان شبیرون کے آنے سے اسد کی پشت مضبوط
ہوئی سردار بھی وہ ساتھ ہین تڑے بھڑے جنگ کی آفتین جھیلے ہوے جب بدیع و نورالدہر و قاسم
لڑتے بھڑتے قریب اسد نامدار پہونچے اب اسد نے اشتقال زرین علم کو تاکا کہ وہ قلب فوج مین ہے دین
سے ترغیب دے رہا ہے اُسنے جو قدم جمادیا ہے فوج قدم نہین ہٹاتی اسد نہنگانہ و پلنگانہ و رستمانہ صفون کو
درہم و برہم کرتا ہوا آتا ہے نعرہ اسد
جدھر رخ کیا شیر نے جھوم کر
اسد نامور شیر دشت وغا
صفین ہوگئین دم مین زیر و زبر
لیے ہاتھ مین تیغۂ برق زا
اب اشتقال نے پہلوانونکو اشارہ
کیا ابدال کو دیکھ جھوم کر بڑھا اشتقال سے کہکر چلا کہ مین طلسم کشا کا سر لاتا ہون تین لاکھ فوج لیکر
چلا علم کو گردش ہوئی نشان فوج ہلاہی نشان تھا کہ سردار بانے مقابلہ طلسم کشا آتا ہے ملکہ مہ جبین تخت سے
دیکھ رہی ہین باغبان نے بھی خبر دی کہ ایک پہلوان دیو پیکر قوی تن قوی من دعوی کرکے چلا ہے
تین لاکھ فوج سے اسد پر آکر گرا اسد کو دور سے ٹوکا کہ اے طلسم کشا مین تیرے مقابلہ کا مشتاق ہون
بدیع الزمان کو تاب نہ آئی مرکب باد رفتار کو صف سے نکالا ہر چند اسد نے چاہا کہ ماموں جان بچائین
بدیع الزمان تیغہ طلسم طہمورس دیو بند کھینچکر ابدال پر جا پڑے اسنے کئی ہاتھ تلوار کے شاہزادہ بدیع الزمان
پر لگائے بدیع الزمان کا قصد تھا کہ وار کرون قاسم نوجوان نے گھوڑا بیچ مین ڈالدیا نورالدہر برنے
مدد پہونچے جیسے بدیع الزمان نے قصد کیا کہ مین ابدال پر وار کرون قاسم نے آواز دی دیکھئے وہ میرا
حریف ہے اُس پر دست انداز نہو جیئے گا بدیع الزمان نے ہاتھ مارا سپر ابدال کی کٹی سر اسر سر کو
قلم کیا جگرگاہ تک تلوار پہونچی تھی قاسم نے قریب پہونچکر کمرگاہ تک ہاتھ مارا ابدال کے دو ٹکڑے ہوئے
بدیع الزمان نے ہنس کر آواز دی او خاوری مُردہ کشی نہ چھوڑی جگرگاہ تک میری تلوار پہونچ چکی تھی
تونے آکر کمرگاہ پر ہاتھ ماردیا قاسم نے کہا زبان بندکرد ورنہ پلارک افراسیابی کھینچی ہوئی ہاتھ مین ہے
ایک ہاتھ مارونگا کہ سر اڑجائیگا بدیع الزمان نے کہا اے قاسم مجھے بھائی صاحب کا خیال ہے ورنہ ساری
سرکشی نکل جاتی قاسم نے کہا میرے ہی خوف سے تم آکر طلسم ہوش ربا مین چھپے شیران دشت نبرد
لڑتے بھڑتے یہان بھی آگئے اب تمکو باندھ کر سامنے دادا جان کے لیجاؤنگا ونگل رستم کا کبھی نام نہ لینا
بدیع الزمان نے کہا اگر خوشی سے مانگوگے نورالدہر سے زیادہ تمکو جانتا ہون اگر باجبین کی لی تو مین

بہرام فلک سے نہین ڈرتا جو بدیع الزمان نے نگاہ ملا کر کہا **قاسم** آتشخو شعلہ مزاج نے او کشتی گیرزادے
کہکر ہاتھ مار ہی دیا **بدیع الزمان** کو یقین نہ تھا **قاسم** کے ہاتھ کی تلوار خود کو کاٹ کر کاسہ سر مین در آئی۔
بدیع الزمان نے جواب مین ہاتھ مارا سر **قاسم** بھی زخمی ہوا دونون زخم کھا کر جھومنے لگے **قاسم** نے کہا
بس سامنے سے ہٹ جاؤ ورنہ آج میرے ہاتھ سے مارے جاؤ گے مین **طلسم نگارین** فتح کر کے یہان آیا تمنے
طلسم ہوش ربا مین کیا کیا قید مین بیٹھے رہے اسد نے اگر رہا کیا **بدیع الزمان** نے کہا او خاوری مین نے
طلسم خورشید نگار فتح کیا کہ جو مثل ہوش ربا تھا قاسم نے کہا خواجہ عمرو کے صدقے مین فتح ہوا ہوگا وہان
کا بادشاہ بھاگا اس کو روک نہ سکے یہ کہکر دونون شیر بھر جھومتے ہوئے بڑھے **نورالدہر** خاموش کھڑے
دیکھ رہے ہین جب قاسم نے پلٹ کر کہا بیٹے کو بھی بلاؤ **نورالدہر** نے ہاتھ باندھکر کہا حضور مجھے
معاف فرمایے مین تو آپ کا بھی تابعدار انکا بھی غلام آپ ہی نے پرورش کیا عزت و آبرو مرحمت فرمائی **قاسم**
پھر طرف **بدیع الزمان** کے پلٹا کہا کیون چچا جان دنگل **رستم** کا تو اب نام ہو گے **بدیع** نے کہا
کیون قضا آئی ہے اسد نے جو دور سے دیکھا ہر چند کہ اسد طرفدار **بدیع الزمان** کے ہین مگر یہان
طرفداری مناسب نہین ہے دوڑ کر سر اپنا زیر شمشیر رکھدیا کہا آپ دونون صاحب مجھے قتل کرین **قاسم**
سے کہا حضور میری لڑائی بگڑ جائیگی مجھپر احسان کیجئے دیکھیے وہ **اشقلل** زرین علم بڑھا قاسم نے کہا
اوسکی کیا مجال ہے کہ تمپر نگاہ کج ڈال سکے اے نظر کردہ بزرگان بڑھوتا بہ کنارہ دریاے **نیل** پہونچائین گے
مایوس نہو اسد نے ضبط کیا جواب ندیکا خیال مین آیا اے اسد عمر بھر طعن و تشنیع رہین گے نانا جان
فرمائینگے تمنے **قاسم** کا پاس نہ کیا اسوقت اسد نے ضبط کر کے یہ کلمہ کہا کہ آپ کے سبب سے لڑائی فتح ہو جائگی
قاسم خوش ہو گئے کہا اے نظر کردہ بزرگان تم بمثل و بے نظیر ہو ہم تمھارے ساتھ حاضر ہین یہ کہکر قاسم
نے زخم سر باندھا **بدیع الزمان** نے بھی زخم باندھا دست راست پر اسد کے **بدیع الزمان** گرد لشکر شکن
سمت دست چپ **قاسم تیغزن** پشت پر **نورالدہر** بن **بدیع الزمان** یہ تینوں زخم کھائے ہوئے بپھرے
ہوئے فوج روباہ پر جا پڑے تکار کھیلنے لگے

نظم مصنف

دکھانے لگے اوج اپنا علم
جوان اولوالعزم شمشیر زن
ہر ایک دیو خصلت سے بڑھکر رہے

نہنگان دریاے جراُت نشان
بدیع الزمان گرد لشکر شکن
قمر توسن کلک بے گشت مین

چمکنے لگی برق تیغ دودم
لئے ہاتھ مین تیغہ خونفشان
ہر ایک غول پر مثل جابر سے
کہ تلوار چلتی ہے اب دشت مین

اڑی خاک میدان ہوا گرد برد
تھمے خوف سے تیر چلتے نہ تھے
جو ترکش مین پیکان نظربند تھے
نشین گرز آہن کی سرکوبیان
جو کافر نہایت زبردست تھے
بشوکت بہ جرأت تہیۂ جنگ
اسد قلب لشکر مین تھا حملہ ور
تڑپتے تھے سر سیکڑون ریت مین
یہ دریا مین شیر ڈوبے ہوئے

رخ مہر گردون ہوا ڈر سے زرد
ہر اک تیغ بھی ڈر سے بیدم ہوئی
کہ پنجرے مین وہ مرغ پر بند تھے
نگہ خشمگین جب اسد کی پڑی
غضنفر کے نعرون سے دہلے تھے
وہ حملے جوان مرد کے دمبدم
ہنربردمان نامی و نامور
گرے سر ہزارون کٹے نامدار
بہادر تھے جانون پہ کھیلے ہوئے

نیامون سے خنجر نکلتے نہ تھے
نہ نیزون کی باقی رہی سرکشی
ہوا خون سے سر بسر یہ عیان
زرہ نے بھی میدان مین چھلی کری
ادھر قاسم غادری بیدرنگ
نشانہائے لشکر گئے سب قلم
قدم جم گئے شیر کے کھیت مین
بنا خون سے دشت کیں لالہ زار
اسد نامدار بصد شوکت و وقار

لڑتا بھڑتا قلب فوج چلپوچا اشتعال زرین علم نے علم زرین کو گردش دی تمام فوج کو ثابت ہوا کہ طلسم کشا ہو تا قلب فوج مین پہونچا افراسیاب نے پہاڑ سے دیکھا کہ حقیقت مین اسد انتہا کا زخمدار ہے شوکت و جرأت مین فرق نہین سب صفون کو توڑ کر یہ دل تھا کہ قلب فوج پر پہونچا اشتعال کے پہلوان جھپٹے کوئی اسد پر جا پڑا کوئی قاسم سے بڑھکر لڑا بدیع الزمان پروانہ وار گرد اسد پھر رہے ہین نورالدہر ہمدیسے عاشق جمال اسد نامدار ہین جو فوج نورالدہر پر ہوہ کرتی ہے مخمور سرخ چشم صف پر کھڑی ہوئی دعائین مانگ رہی ہے کہتی جاتی ہے اس شیر کے دم سے فتح ہوئی ہمیشہ یہی جستجو تھی کہ جنگ دریای نیل مین اس شیر کو شریک کرون شکر خالق بے نیاز کہ عین وقت پر پہونچے بڑے بڑے پہلوان نامی اس شیر کے ہاتھ سے قتل ہوئے پری درہم و برہم ہو رہے ہین قریب مخمور کے ملکہ بران شمشیر زن ایرج نوجوان کی یاد مین خاموش کھڑی ہین شگوفہ سحرساز سے فرما رہی ہین دیکھو شگوفہ صاحبان اقبال ایسے ہوتے ہین مخمور گئین اپنے معشوق کو ہمراہ لیکر آئین ہمنے بھی اڑتی اڑتی خبر سنی تھی کہ اس شیر دلیر صاحب شوکت و شان شاہزادہ ایرج نوجوان نے طلسم سکندریہ کو فتح کر کے سمت ہوش ربا قصد کیا ہم بدنصیب تھے وہ ایسے وقت پر کیونکر پہونچتے ہم مجبور و لاچار خبر بھی آئی نہ لی بقول شخصے نظم

میتوسیم نامہ و از غم شکایت میکنم
خانہ منور را بدست خویش غارت میکنم

راز خود با غمگسار خود حکایت میکنم
بسکہ چون مجنون جنون عشق بر من غالب ست

میدہم برباد ہر دم دفترے از عمر خود
در حریم کعبہ لیلی را زیارت میکنم

رو بہ آبادی نمی آرد دل ویران من
کز سلامت خویشتن را من خود ملامت میکنم
از ندامت اشک حسرت میکنم ریزد بہ مہ

عمر باشد صرف این عمارت می کنم
رو بخاک آ تو دگی بایم زگرد رہ نیست
مخفیا سامان صحرائے قیامت میکنم

اے سلامت رو فزن سنگ ملامت برسرم
تا جدا ام از تو بر سر خاک حسرت میکنم

ملکہ بران یہ اشعار سامنے شگوفہ کے پڑھکر رو رہی ہین یکایک قلب پر نوبت نقارے بجے ملکہ بران نے سر اوٹھا کر دیکھا اقطاع دو لاکھ فوج لیکر برائے مقابلہ اسد نامدار بڑھا نور الدہر کا سردار مہران قوی ہاتھ تلوار کھینچکر اس غول پر جا پڑا کئی پہلوان قتل کئے اقطاع کی جو نگاہ پڑی مہران پر جا پڑا خبردار کہکر ہاتھ مارا مہران کا شانہ نشانہ ہوا زخم تو اور بھی کھائے ہوے تھا غش آنے لگا اقطاع نے چاہا کہ اس سردار کا سر قطع کردن نور الدہر نے دہن سے نعرہ کیا اور نامرد کیا کرتا ہے نعرہ نور الدہر + نظیر حمزہ صاحبقران بخشم دیگر شہ ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر + جسطرح عقاب شکار پر جاتا ہے تیغ خاراشگاف سلیمانی چمکاتے صفون کو درہم برہم کرکے بہ تعجیل تمام سامنے اقطاع کے پہونچے مہران قوی بازو کو ہٹا یا اپنا سینہ سپر کردیا مخمور نے شانہ تمام کر ملکہ بران کا کہا حضور ملاحظہ فرمائے اپنے سردار کے واسطے سامنے اقطاع کے پہونچ گئے دیکھئے مہران کو ہٹا دیا خدا اس شیر کی جان بچائے ملکہ بران دیکھنے لگین اقطاع نے وار کیا نور الدہر نے تیغ خاراشگاف سلیمانی پر روکا الجھاوے سے ہاتھ نکالا تیغ خاراشگاف سلیمانی کو چمکا کر آواز دی ایک وار مردان عالم کا تو قبول کر کیا نام بسمل کو زخمی کرکے غرور کرتا ہے یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا تیغہ خاراشگاف چمک کے مثل برق جہندہ گرا اقطاع نے چاہا ہٹون برق سے کیون کر ہٹے سپر کے دو ٹکڑے کیئے اقطاع کا سر زخمی ہوا اس بیحیا نے پیچھے ہٹکر پھر وار کیا اب کی نور الدہر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار اسکی چھین کر پھینک دی دست حق پرست بڑھا کر کمر بند کو تھاما زور کیا اقطاع کو لے اٹھے صفون مین غریو ہوا کہ نور الدہر نے اس دیو خصال کو اوٹھا کر پھینکا جو زنگ ہوا فی تسلم کیا مخمور بے اختیار اچھل پڑی ملکہ بران سے متوجہ ہوکر کہا یہ صف شکنی یہ تیغ زنی کبھی کسیکو نصیب ہوئی ہے یعین لشکر اسلام ظفر انجام صاحب شوکت و شان فتح کے نشان شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان ہین وہ بیحیا کون تھا بران کو بران غصہ آیا اور کہا بوا مجھ سے کیا متوجہ ہوکر کہتی ہو لڑائی تو اسد غازی لڑرہا ہے یہ کیا ایسا پہلوان تھا جسکے قتل پر تمکو یہ ناز ہوا اتنا کا زخم اسد لیتا اس کو اٹھا لیا ایرج نامہ مین لکھا ہے کہ شاہزادہ ایرج نوجوان نے ہفت منظر پر سب سرداران کو زخمی کرکے ایک پہاڑ پر گھیر لیا تھا تہنیون سب گھر سے

رہے کسی سے کیے کچھ نہو سکا جنکی آپ تعریف کرتی ہین یہ عشق مین قمر چہر کے بیقرار تھے دیو اقا قلیاس کہ
اسی کے قبضہ مین قمر چہر تھین ان کو تو اُٹھا کر اسنے دریا مین پھینکدیا کچھ زور نہ چلا اس شیر نے اس دیو کی
شاخ توڑ ڈالی اتنے گھونسے مارے کہ ہفت منظر پر جاکر بیہوش ہوگیا پھر کبھی ان کے مقابلہ مین نہ آیا
انشاء اللہ تاجرون سے خبر سنی ہے کہ وہ شیر بھی لڑتا بھڑتا آتا ہے اگر اس لڑائی مین وہ ہوتے کبھی اتنا
طول نہ کھینچتا مخمور نے کہا طلسم ہوش ربا مین آنا دشوار ہے یہ شیر لڑتا بھڑتا آیا ہے بڑے بڑے شاہوں نے
راہ مین روکا شیر کہین رو باہون سے رکتے ہین ان کو ایک بادشاہ روک لے گا برسون اس سے لڑا کرینگے
بران نے جھلاکر منہ پھیر لیا کہا بوا مخمور تم مجھسے بات نہ کیا کرو قریب ملکہ بہار گلعذار کھڑی تھین یہ باتین سنکر
ہنسین کہا بی مخمور ہمسے کلام کرو مقام افسوس ہے کہ بادشاہ جم جاہ اس جنگ مین نہوے اتنا طول نہ
کھنچتا وہ ایسے دلیر ہین کہ سب صاحب انکے مطیع ہین بڑے بڑے معرکون مین لڑے مقام افسوس ہے کہ
راہ نہ ملی اس شہریار عالم پناہ کی رسائی نہوئی کوئی طلسم ہوش ربا کا نام نہ لیتا اونھون نے سلطنت بزور شمشیر لی
ہم بدنصیب ہجران دیدہ و آفت کشیدہ بقول زیب النسا مخفی نظم

گر غبار الم دگر الم دل باشم
من کہ صد حاتم طے در نظرم مثل گدا ہست
باز پروانہ صفت در پئے قاتل باشم

التجا بر در مخمور چو گو نہ نظر نیست
حیف باشد کہ گدا طبع و گدا دل باشم
سر کشتی عمرم چو بہ موج است مخفی

تا بہ کے بر در امید چو سائل باشم
چند چون اہل صنم بردہ باطل باشم
ہر نفس صدر گر از آتش عشقم سوزد
شرط انصاف نباشد کہ بساحل باشم

یہ تینون عاشق تن سوختہ آتش رنج و محن ایسی باتون مین مصروف ہین جب نور الدہر نے اقطاع
کو مارا سرداران نامی انکے اسکی فوج پر گرے اشتعال زرین علم نے دیکھا ایک جوان مثل شیر گرسنہ
فوج پر ہمارے گرا ہے ہنگامہ گیر و دار بلند ابالسیان فوج افراسیاب در دسنداب اشتعال نے طرف
مقھور بن قہار کے دیکھا کہا اے رستم وقت زخمی ہونا جوہر جرات ہے تو طلسم کشا کے ہاتھ سے زخمی ہوا
قد و قامت و سطوت و صولت مین سب طرح تو غالب ہے طلسم کشا لڑتا بھڑتا آتا ہے بڑھکر ٹوک لے قلب
فوج پر کس دھوم سے طلسم کشا لڑا دل فوج ہلا دئے خون کے دریا جاری ہوئے جو کہ شہنشاہ طلسم
ہوش ربا نے فرمایا تھا اس کا ظہور ہوا قریب دریائے نیل ایک دریا کیا کئی دریا خون کے تیار ہوگئے
آج تین شبانہ روز اس شیر کو لڑتے ہوئے ہوے دیکھ تو زخمون مین چور چور ہے اوسی طرح لڑ رہا ہے
بلک نہین جھپکتی ہر چند کہ تیرون سے تمام جسم چھننا ہے مگر تہ تن چشم بنا ہے بڑھکر سر کاٹ لے یہ سنکر مقھور

بن قہار مثل فیل جھومتا ہوا طرف اسد غازی کے چلا اسد نامدار چاہتے ہین مین اپنے کو برابر
اشقال زرین علم کے پہونچاؤن بدیع الزمان سینہ سپر کئے ہوئے لڑ رہے ہین غضنفر بھی شیر کیطرح
دہنگانہ لڑ رہا ہے ہر چند کہ زخمدار ہے یہی چاہتا ہے کہ سب سے آگے بڑھکر اشقال کو مارون اسکے ساتھ
کے جوانون نے گھٹنے ٹیک دیے ہین منھ نہین پھیرتے ادہر بدیع الزمان وقاسم مین چشمک ہوئی
ان دونون شیرون نے دست راست و دست چپ کے مجمع متفرق کئے اسد نامدار نے جو اتنی
مہلت پائی تیغہ برق مثال چمکاتا ہوا چلا تھا کہ اشقال پر جا پڑون کہ مقہور بن قہار کو اشقال نے
غیرت دلائی مثل دیو خشمگین چنگھاڑتا ہوا اسد پر جا پڑا آتے ہی ہاتھ تلوار کا مارا خواجہ عمرو پہلو سے
اسد مین شمشیر زنی کر رہے ہین خواجہ نے بھی آج انتہا کے زخم کھائے اسد کا منہ ادہر طرف تھا تیغہ
برق مثال سر پر چمکا عمرو نے آواز دی لے نور نظر بچنا اسد نے سر کو بچایا تیغہ مقہور گردن پر گھوڑے کی پڑا
گردن مرکب اسد قلم ہوئی اسد زمین پر آیا مقہور نے اسد کو سایہ مین تلوار کے لیا اس وقت
اسد نے بیٹھ کر بالٹ کا ہاتھ مارا دونون پاؤن کر گدن مقہور کے کٹے یہ بھی زمین پر گرا اسد کو زخمدار
پایا اور پیدل بھی تلوار پھینک کر لپٹ پڑا قاسم و بدیع الزمان و نور الدہر گھبرا گئے کہ اسد کا
حال ابتر ہے وہ بچا کلان افسر ہر تینون شیر کوڑے گرد سے اسد کے ہمراہیان مقہور کو ہٹایا انتہا کی
استقام پر خونریزی ہوئی اسد نامدار لپٹے ہی مقہور کو لے دوڑا دیو خصال کو گھٹنے ندیا بدیع الزمان
وقاسم داد مردی و مردانگی دے رہے ہین دس قدم پر لا کر اسد نے بکہ مارا مقہور کے دونون گھٹنے
آشنا بزمین ہوئے سب جوانون نے دیکھا کہ اسد نے مقہور کی کمر مین ہاتھ ڈالدیا زور کرکے لی اٹھا سب نے
سنا کہ اسد کے زخمونکے چرانے کی آواز آئی اسد پر چشم زخم سے اشک خونی بہ رہے تھے وہان
زخم آفرین صد آفرین کہ رہے تھے اسد نے اس پہاڑ کو اٹھایا چرخ دیکر زمین پر دے مارا کود کر چھاتی پر سوار
ہوا ثابت ہوتا تھا کہ بر سر کوہ ستارہ سحری چمک رہا ہے اس حال مین بھی بزرگونکا چلن چھوڑا ہدایت
مذہب حق سے منہ نہ موڑا فرمایا کہ اے مقہور شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہے مقہور نے کچھ
جواب نہ دیا اسد نے گردن کھینچکر پھینک دی جھوم کر لہراتا ہوا اٹھا عبد وحش دشت پیما دمنہاج گرہ
پیشانی بھی بڑھ کر جو اشقال کے علمدار ہین عبد وحش اسد کو پیدل دیکھکر گیندے سر کو دامنہاج بھی
بڑھا منہاج کو بڑھ کر بدیع الزمان نے دو ٹکڑے کیا سالار عربدہ جو کو قاسم نے مارا اشرار

تند خو ہاتھ سے نور الدہر کے واصل جہنم ہوا اسد نے عبدوش کو مع علم قلم کیا نشان فوج کے لئے شکست
فاش ہوئی ملازمان افراسیاب کو بھاگنے کی تلاش ہوئی بدیع الزمان نے اسد کو مشکل
گھوڑے پر سوار کیا زخمونکو سر کے اسد نے باندھا بلوہ جو سرداروں کا ہوا کہار اشقال کا تخت
چھوڑکر بھاگے اشقال پکار رہا ہے ارے یار و طلسم کشا آپہونچا کہاں بھاگے جاتے ہو کہ اسد
سر پر اشقال کے پہونچگیا اُسنے ہاتھ مارا اسد نے اس عالم زخمداری مین نعرہ کرکے ہاتھ مارکر اشقال
کے بھی دو ٹکڑے ہوئے اب فوج بالکل بے سردار ہوئی بھاگو کی پکار ہوئی افراسیاب نے جو یہ
ہنگامہ دیکھا غصے مین پہاڑ سے پھاند پڑا ادہر سے شہنشاہ لاچین و کوکب و جہاندار وغیرہ آمادہ
لڑے تھی نازنینان حور پیکر مخمور وغیرہ خیران دشت نبرد کوکب و جہاندار و معمار و باغبان و
افراسیاب پر چلے آسمان سے آواز آئی ارے کیون ناحق جان دیتا ہے یہ مقام دریائے نیل ہے
کون کسکا کفیل ہے سب نے دیکھا آفات چہار دست تڑپ کر گری افراسیاب کہتا تھا جدہ
اس لڑائی سے منھ نہ موڑونگا آفات نے کہا او نادان میرے جانے والا کا نامہ آگیا یعنے نقابدار
سیہ پوش نے لشکر کوہ زبرجدی سے آثار انقابدار بھی چل چکا چالیس جوانان روئین تن و نقابدار
صف شکن ملکر ایکدن مین سبکو قتل کرینگے طلسم کشا بھی انتہا کا زخمدار ہے مہینون مین صحت پائیگا
تب برائے امتحان قریب دریائے نیل جائیگا ہم مہلت کیون لینے دینگے یہ کہکر افراسیاب و حیرت
کو نیچے مین دباکر لے اُڑی کا فرجب سامنے سے بھاگ گئے اسد و بدیع و قاسم و نور الدہر و غضنفر
شاہجہان نے تخل پر ہاتھ رکھکر بیہوش ہوگئے لاچین سرپیٹتا ہوا قریب اسد آیا دیکھا خواجہ عمرو بھی نہ
رخدار شانہ تھامے اسد کا کھڑے ہین سردارون نے آکر ان سبکو گود مین لیا ہوادار پر سوار کیا خواجہ
کا ہاتھ لاچین نے تھاما چوتھے دن اس لڑائی سے پھیر واپس ہوے کسی مین طاقت کلام نہین
ساحرون نے سبکو اُٹھایا بارگاہ زرنفتی اشقال کی جو استاد تھی اسمین آکر داخل ہوے بتعجیل تخت
وغیرہ آراستہ کئے آج بھی خواجہ اسقدر منتشر و زخمدار تھے کہ خزانے سے اُٹھے خواجہ دست انداز ہوئے اسکے
ساتھ بارگاہ مین آئے سب نے بیٹھکر اسد کی رحمد وزی کی خواجہ نے دیکھا سب سے زیادہ لاچین
بیقرار ہے خواجہ نے کہا اے لاچین خدا نے بڑا فضل شریک کیا اتنی بڑی لڑائی فتح ہوئی لاچین دینے
لگا کہا خواجہ برائے خدا روزنامچہ میرا نکال لے سب کے کہنے سے عمرو نے روزنامچہ نکالا اسمین جسقدر

تحریر تھا کہ جسوقت فوج غیر ساحر قریب دریائے نیل شکست کھائے طلسم کشا پر واجب ہے لازم ہے کہ چار پہر توقف کرے بوقت سحر فوراً دریائے نیل کے امتحان اقبال مین مصروف ہو آیندہ جیسی تحریر ہو موافق احکام روزنامچہ کے پابند رہے قلعہ زمہریر تک رسائی ہوگی اگر تامل کرے گا کوئی ایسی افتاد پڑے گی کہ بارہ برس تک طلسم کشا تباہ و برباد رہیگا لاچین نے یہ مضمون پڑھکر کہا خواجہ آپکو اسد کے ساتھ جانا پڑے گا آپ اسقدر بیقرار اسد انتہا کا زخمدار مجکو کیونکر امتحان اقبال ہوگا قلعہ زمہریر پر بہت سخت لڑائی پڑے گی وہان سوائے آپکے کوئی اسد کے ساتھ نہوگا شاید آپ بھی ہمراہ نہون اسد کیونکر تنہا تا بہ قلعہ زمہریر پہونچے اسوقت تک شہزادہ بیہوش ہے کیونکر ہو سکتا ہے کہ بوقت سحر کشتی پر سوار ہون اور ساحرزادون پر دست انداز ہون یہ سرداران تہمتن جانباز سر فروش بدیع الزمان وغیرہ جو آگئے وہان یہ بھی ساتھ نہ جا سکین گے کیونکر نہ بیقرار ہون یہ ذکر تھا کہ اسد نے آنکھ کھول دی اس زخمداری مین اٹھ بیٹھا کہا اے لاچین نہ گھبراؤ مین اسیوقت دریائے نیل پر جاؤنگا کیا سالہا سال کی ریاض ضایع کردونگا اب مجھ مین فراق والدین کی تاب نہین ہے ان کلمات حسرت آیات پر اسد کے خوشی کیسی بارگاہ مین شور گریہ و زاری بلند ہے زخم وزی سب کر رہے ہین پٹیان مرہم کی چڑھاتین غرض کہ جملہ سرداران نامی و گرامی کا علاج ہوا کہ ان سبکا حال وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان دریائے نیل داخلہ ہونا اسد کا دریائے نیل مین بہ جستجوی زمہریر جادو و حال خواجہ عمرو ساتھ دینا اسد کا و دیگر حالات متعلق داستان۔ ساقی نامہ

ساقی دریا دل کا ہو دور — باطن پہ طلسم کے کردن غور — ہان بحر کلام موج زن ہے
اب جوش پہ موجہ سخن ہے — ہر جوش پہ موج طبع موزون — قطرہ ہو تو بحر ہے بنا دون
کشتی عقل کا سہارا — اس بحر کا دور ہے کنارا — دریا مین ہے امتحان باقی
لڑلین گے اگر ہے جان باقی — اب جان پہ ہمکو کھیلنا ہے — دریائے محیط جھیلنا ہے
ساقی ہے جنگ سے چھکا دے — کیفیت بحر کا پتا دے ! — ای ساقی بزم چشم دل آرام
دے بادہ لالہ گون کا ایک جام — رنگین مزاج ہون شرابی — بھر دے کوئی پھول سی گلابی
اے بلبل کلک ہان چہک جا — ہو باغ سخن مین نغمہ پیرا — آغاز ہو داستان رنگین
روشن ہے قمر بیان رنگین — پہلو کوئی نظم کا نہ چھوٹے — اب مرحلہ طلسم ٹوٹے

مشتاق ہین ناظرین خوش ذات | ہردم ہی خیال جنگ آفات | آفات وبلا کا سامنا ہے!
ہم سینہ سپر ہین خوف کیا ہے | ہے دیو مہیب فیل و بد خو | آمادہ ہے زمہریر جادو
اس جنگ مین شوکتین عیان ہین | ہی لطف کہ صاف سب بیان ہین | ہو بحر کلام کی روانی
ہی جوش پہ رنگ قصہ خوانی

چہرہ گرفتاران محیط داستان دجود شناوران دریاے شوکت و آبرو بحر ذخار بیکنار سحر کو بصد جستجو یون طے کرتے ہین شعر استاد سخنوران ذیجاہ ∴ لکھتے ہین یہ داستان دلخواہ افراسیاب جادو کو آفات چہاردست لیکر باغ سیب مین آئی اسی وقت طائران سحر نے خبر دی کہ لشکر اسد مین ماتم برپا ہے اسد انتہا کا زخمی ہے لاچین کو تردد ہے روزنامچے مین یہ مضمون نکلا ہے کہ بعد چار پہر کے طلسم کشا کو دریا مین داخل ہونا چاہیے اسد اس لائق نہین ہے کہ دریا مین یکہ وتنہا داخلہ کرے یقین ہی شب کو تڑپ تڑپ کر مرجاے سب شہزادیان بیقرار لاچین بھی روتا ہوا باہر آیا تھا ہر ایک کا یہی قول ہی کہ اسد نہ جا سکے گا اسوجہ سے ماتم برپا ہے آفات نے کہا اے افراسیاب اگر کل بوقت سحر اسد نہ گیا چار پہر بھی تامل کیا ابرسوسنی حائل ہوگا بارہ برس تک پھر ممکن نہین ہی کہ کشتی پر سوار ہو سکے دریا بھی نابود ہوگا ہزار دن آفتین طلسم کشا پر آئینگی حقیقت مین طلسم کشا اس لائق نہین ہی یہ ذکر تھا کہ نامہ لقا بدار سیہ پوش کا پہونچا کہ اے شہنشاہ طلسم ہوشربا مین چالیس جوان رویین تن ہمراہ لیے بموجب آپکے حکم کے آفات کو ساتھ لیکر براے مقابلہ مسلمانان جاتا ہون خوب آپ آگاہ ہین کہ سحر مجھپر تاثیر نہین کرتا تیر و تفنگ سے مجھکو خوف نہین اگر طلسم کشا لوح بھی پا جاے مجھپر دست انداز ہو سکے اب آپ کسی مقدمہ مین تردد نہ کیجئے خوشی سے چہرہ افراسیاب کا سرخ ہوگیا کہا جدہ آپ جائیے نقابدار بہادر کوہ زبرجدی تک پہونچ چکا ما بدولت بھی آتے ہین آفات تو اسی وقت روانہ ہولی افراسیاب لشکر کی تیاری مین مصروف ہوا عیاریچیون کو واسطے خبر کے روانہ کیا خود تدبیر لشکر کشی مین تھا کہ خبر آئی فولاد آتش رایز مجاور قبر سامری بصد شد و مد آپہونچا افراسیاب واسطے تعظیم کے اٹھا فولاد نے آکر افراسیاب کو گلے سے لگایا کہا کیون شہنشاہ خیر تو ہے افراسیاب نے تمام کیفیت بیان کی فولاد نے کہا مین جاکر کل کا خاتمہ کردون یہ ذکر تھا کہ نامہ لقا کا آکر پہونچا یہی تحریر تھا کہ کیون اونالائق براے قدمبوسی نہ آیا کسیکو ہمارے مدد بھی نہین بھیجا قدرت تیرے طلسم کو مٹا دینگے افراسیاب نے کہا اے مجاور قبر سامری تم جاکر قدرت

کو راضی کرو خیال کرو کہ جب قدرت مٹائیں آٹھ پہر تقدیر خلاف کرنے میں مصروف ہیں فتح ہوئی کون
صورت ہے اپنے کو بچانا غرور نکرنا مابدولت بھی وقت پر آئینگے اب یہی ارادہ ہے کہ یکہ و تنہا آکر لشکر حمزہ
کو مٹاؤں زور سحر اپنا قدرت کو دکھاؤں فولاد آتش ریز یعنے مجاور قبر سامری مع ساٹھ ہزار فوج کے سمت
کوہ عقیق روانہ ہوا افراسیاب اسیوقت حیرت کے ساتھ لیکر بر سر کوہ زبرجدی آیا دیکھا نقابدار مع
چالیس جوانان روئین تن بارگاہ میں بیٹھا ناچ دیکھ رہا ہے آفات جہاردست خاطر میں مصروف
نقابدار برائے تعظیم اٹھا افراسیاب نے سب کیفیت بیان کی نقابدار سیہ پوش ہنسا کہا آپ
میرے حال سے بخوبی آگاہ ہیں سامری و جمشید نے مجھکو زندہ جاوید کیا میں مر نہیں سکتا یہ جوانان
روئین تن مابدولت صف شکن تیغ و تیر تاثیر نہیں کرتا سحر ایک شعبدہ ہے اسکی تاثیر مابدولت پر کہاں
اگر طلسم کشا میرے سامنے آئیگا اوس سے تو سب مغلوب ہیں وہ وار کرے گا غائب ہو جاؤں گا
سامری و جمشید نے اپنی قدرت کا نمونہ مجھکو قرار دیا ہے آپنے مجھکو اطلاع کی ہے ایک ہفتہ میں سبکا
خاتمہ کردونگا تمھاری دادی جان سحر کرینگی میں تلوار سے قتل کرونگا یہ چالیسوں جوانان ہنگامے
ڈالدینگے آپ تخت پر سوار ہوجیے افراسیاب و حیرت تخت پر سوار ہوئے آفات مقدمۃ الجیش
نقابدار سپہ سالار اس شوکت و شان سے لشکر بیحساب لیکر چلے پہونچنا ان کا تحریر ہو گا یہاں
لشکر میں اسد نامدار کے سب شب بھر جاگے اسد کے جسم پر پٹیاں مرہم کی چڑہائیں مطلع و فاہم
بھی انتہا کے بیقرار ہیں غضنفر کا قول ہے کہ میں قبلہ و کعبہ کے ساتھ ضرور جاؤں گا لاچین
نے جواب دیا اے شیر بیشہ جرات اگر جانا ممکن ہوتا ہم لوگ دامن دولت کبھی نچھوڑتے سایہ سان
ساتھ رہتے طلسم باطل کی جفائیں سہتے اب تو احکام روزنامچہ میر بحر کی پابندی ہے وہ رات
آنکھوں میں کٹ گئی مہر عالم افروز دریائے نیلگون سپہر میں شناوری کرکے فلک چہارم پر
بعہدہ ناخدائی سوار ہوا از ورق ہائے ضیا و شعاع گرداگرد دریائے نور نے تمام عالم سیراب
کیا لشکر اسلام میں صدائے تکبیر بلند ہوئی اسد نے اٹھ کر بمشکل نماز پڑھی خواجہ کا ایسا ہی حال
ہے کہ ضبط کر کے بستر خواب سے اٹھے اسد نے نماز پڑھکر سلاح طلب کیے سب شہزادیاں رو رہی
ہیں اسد نے خود سر پر رکھا عاشقان جمال انور کے سر میں درد سر پیدا ہوا اسد نے زرہ پہنی
مہ جبین نے کڑی جھیلی اسد نے تلوار کمر سے لگائی چاہنے والوں کے کلیجوں پر شمشیر مصیبت

بھری پیر کو پشت پر دیکھا آنکھوں مین اندھیرا آگیا کمان کیانی دوش پر ترکش کو حمائل کیا تیر غم دائم کا
کلیجون پر سب کے پڑا اسد نے مسلح ہوکر فرمایا ہم سب صاحبون سے رخصت ہوتے ہین. اسوقت
بدیع الزمان و قاسم وغیرہ کی بیقراری افسوس قان پری چہرہ کی اشکباری آگے آگے اسد نامدار
عقب مین یہ سب سرداران نامی روتے ہوئے عمرو نے روزنامچہ میر بحر اسد کے ہاتھ مین دیا اسد
چند قدم بڑھے قطرات خون زرہ سے ٹپکنے لگے زخمون پر صدمہ عظیم پہونچا اس شوکت و شان سے
قریب دریائے نیل پہونچے ابر سوسنی کو جنبش ہوئی طائران زمزمہ سرا کو ہوش اڑانے کی کوشش ہوئی
لاجین نے بصد مشقت ایک کشتی لاکر دریا مین چھوڑ دی کہا لے شہریار بسم اللہ ناخدائے عالم آپکا کشتیبان
ہے حاکم بحر و بر آپکا نگہبان ہے یہ ظاہر تھا کہ نوجوان کا جنازہ جاتا ہے ملکہ مہ جبین و لالان خو تقباد و ملکہ
لعل سخندان و مواج قطرہ زن و گلنار گلنار پوش و ناہید یہ سب شہزادیان عاشقان جمال
اسد نامدار چیخین مار کر روتی ہین اسد نے رو کر فرمایا آپ لوگ ہمارے ہوش اڑاتے ہین ہم تلاش
لوح مین جاتے ہین اس رونے کے عوض ہین دعا کرو کہ مشکل آسان ہو حقیقت مین حال میرا ابتر ہے دیکھیے
لڑائی مین کیا ٹھہرے وہ بے نیاز دستگیری کریگا جنگ مین سیرون خون جسم سے جاری ہوچکا یہ فرماکے
اسد نے کشتی چھوڑ دی کشتی دریائے قہار مین مثل ہلال شب اول جاتی تھی ایک ہاتھ مین روزنامچہ جب کشتی
بڑھی تمام اہالیان فوج دیکھ رہے ہین ہاتھ سب کے واسطے دعا کے بلند ہین غربت پر اپنے سردار کی دردمند
ہین ابر سوسنی نے چرخ مارا طائرون نے زمزمہ سرائی کی صاف یہ آواز دیتے تھے کہ اے طلسم کشا اے
جوان یکتا دنیا مقام عبرت ہے اب اختتام شوکت ہے چند ساعت مین رنگ عالم دگرگون ہے تاہی بنکنے والا
سر پر ہاتھ رکھکر روتا ہے کتب مین یہ بند مسدس تحریر ہے صاف صاف تقریر ہے بند مسدس

سنے دیکھا ہے تواریخ مین اے اہل نظر وجہ ہو اسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر	ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر یعنی وہ کہتا تھا یہ دست تہی دکھلا کر

زدرہ ہیچ نداریم چہ تدبیر کنیم
سفر دور و دراز پیست و ما بیخبریم

چند ساعت کا آئندہ و روند مین پس و پیش ہے سلطنت و لیاقت کی عبث ہوس ہے بڑے بڑے بادشاہ
کجا ہوئے گردش فلکی سے مٹے جنکے آگے نوبت و نقارے بجتے تھے انجام مین یہ نوبت ہوئی دفن و کفن

بھی ممکن نہوا حسرت دیاس لیکر پردہ دنیا سے اٹھے وزیر و امیر ساتھ نہ گئے قبر مین تنہائی کسی نے خبر بھی لی نظم

ناسازی زمانہ کیسے کہان کہان تک	بیزار ہو گئی ہی جسم حزین سے جان تک	رکھکر لحد مین مردہ کو بی نہ پاس ٹھہرا
خویش و عزیز سارے بن بیٹھے فقط یہان تک	دیگر بعد مرنے کے یہ کھلا ہمیر	خاک کے نیچے خوب بستی ہے
ابر رحمت اگر نہین اے برق	بیکسی گور پر برستی ہے	فلک نیلگون شامیانہ شمع مزار کے

روئے کا افسانہ کسی نے دو پھول بھی قبر پر نہ رکھے کسی نے فاتحہ بھی نہ پڑھا ختم محبت بر باز تھا وہ تقسیم
وراثت کی فکر مین رہے اس مرنے والے نے تنہائی کے ظلم سہے اہل و عیال نے بھی ساتھ نہ دیا اقارب
کا کیا ذکر اس غریب مسافر کے کیسکو زاد راہ کی فکر نہوئی انجام بخیر ہونے کی تقریر نہوئی زندگی مین اگر کسی نے
موت کا نام لیا اسکو دربار سے نکلوا دیا انسان کو مناسب ہے ہر وقت کفن کی فکر کرے مرنے کا ذکر کرے
اپنی قبر خود نہ بھولے اپنے انجام کا خیال رہے جو نہ کرے گا وہ بہت پچھتائے گا اے طلسم کشا پلٹ جا
کیون اپنی جان دیتا ہے پلٹ جا زمہریر سے مقابلہ دشوار ہے وہ ساحر نامدار کنارے چھپکر بیٹھا ہی اسکے
منہ پر چڑھنا اپنی حد سے بڑھنا سراسر عقل کے خلاف ہی تو جری بہادر صاحب انصاف ہی کبھی کسی طائر نے
آواز دی کیون خواجہ تم اپنے فرزند کو نہین سمجھاتے کہ اپنے کو مبتلائے بلا نکرو اسد کو پھیر لیجاؤ تم ایسا
عقیل و فہیم ایسا نادان ہوا تم نے تو مال عالم زنبیل مین جمع کر لیا خوف خدا دل سے بھلا دیا اوس مال کو
نکالکر راہ خدا مین صرف کرو ورنہ یہ سانپ بچھو بنکر لپٹین گے بہت پچھتاؤ گے عمرو کو محویت خوف خدا
دلبر طاری اسد کو بیقراری اسد نے گھبرا کر کہا چھوٹے ناناجان بڑے افسوس کی بات ہے کہ حیوان
انسان کو سمجھائین چند ساعت کی حیات ہے یہ سرکشی کیا بات ہے پلٹ چلیے حقیقت مین شرم کرنا چاہیے
جانور ہمکو تمکو سمجھاتے ہین لاکھون بندگان خدا کی خونریزی ہوگی مین تو ضرور پلٹ جاؤنگا اس سرکشی
سے کیا فائدہ عمرو نے کہا بیٹا سچ کہتے ہو یہ کہکر چاہا کہ کشتی کو پھیرین شہنشاہ لاچین نے جو یہ معرکہ دیکھا
بیقرار ہوکر آواز دی ای شہنشاہ اقلیم عیاری و ای تاجدار مکاری ان جانورون کی آواز نہ
سماعت فرمایئے حقیقت مین دنیا ناپائدار ہی ہمیشہ تاجداران الوالعزم مصروف جنگ و جدل رہے اگر شمشیرزنی
نہ کی عملداری مین خلل ہی طلسم کشا کو ہوشیار کیجیے یہ کشتی کشتی حیات ہے طوفانی نہ کیجیے آبرو بچایے
روزنامچہ میز بحر ملاحظہ فرمایئے یہ سنکر عمرو نے کہا ای فرزند روزنامچہ ملاحظہ کرو کشتی کو دریا سے نہ پھیرو
اسد نے ہوشیار ہوکر روزنامچہ میز بحر کمر سے نکالا ملاحظہ کیا صاف تحریر تھا کہ ای فتاح طلسم و سیاران

عجائبات طائرون کی زمزمہ سرائی پر خیال نکرنا یہ نمود بے بود طلسم بڑے بڑے شاہان جلیل نے یہان
دھوکے کھائے کشتی کو وسط دریا مین پہونچا دخیال کرکے دیکھو سہزادان نظر آئینگے انپر وحدہ لاشریک
کو یاد کرکے ہاتھ ڈالو جس پر ہاتھ پڑے وہی صاحب لوح طلسم ہے اسد نے خواجہ سے کہا روزنامچے مین
یہ تحریر ہے صاف صاف مضمون دلپذیر ہے عمرو نے کشتی کو بڑھایا بیچ دریا مین پہنچے طائرون نے زیادہ
غل مچایا ایک طائر ہفت رنگ نے آواز دی اے طلسم کشا تو بہادر یکتا ہے ہمارے سمجھانے کا خیال
نہ آیا نا پائداری دنیا پر تصور نفرمایا دیکھو ابھی خیر ہے آئندہ پچھتاوگے جستجو سے دریا مین کچھ دستیاب نہوگا
گوہر مدعا اصلی ہاتھ سے جاتا ہے اسد نے جو روزنامچے کو ملاحظہ کیا ثابت ہوگیا کہ طائر دھوکا دیتے ہین
دنیا مین آبرو لیتے ہین ماہیت اصلی سے آگاہ ہونا چاہیے بعد امتحان حال کھلیگا یہ ذکر تھا کہ
موجہ دریا بلند ہوا دیکھا سات سہزادان چرخ مارتے ہوئے دریا مین پیدا ہوئے سر مصور چھایا ہوا لاچین
بر رونق سطوت وصولت سر افراسیاب مردنی چھائی ہوئی سب کے بیچ مین سر زمہریر جوشان و
خروشان کبھی ظاہر ہوتا ہے کبھی مخفی ہو جاتا ہے اسد نامدار نے کشتی کو بڑھایا روزنامچے کو کمر مین رکھا عمرو کو
بھی جوش آیا کہا اے نہنگ بحر جرأت بسم اللہ وقت امتحان ہے سرکشان ہو شربا پر تمہارا احسان ہے اسد
نے بسم اللہ کہکے سر زمہریر پر ہاتھ مارا نہین معلوم اسمین کیا سر تھا اور سب سر خود سر تھے سامنے سے
نکل گئے سر زمہریر ہاتھ آیا اسد نے اٹھا لیا لاچین سر کوہ سے یہ معاملہ دیکھ رہا تھا جیسے ہی آپنے
دیکھا کہ سر زمہریر اسد کو دستیاب ہوا آواز دی اے شہریار بسم اللہ خدا آپ کو مظفر و منصور کرے اسد نے
فوراً اپنے کو دریا مین گرا دیا اسد کے ساتھ ہی عمرو بھی آنکھین بند کرکے پھاند پڑا دونون نے گرتے گرتے
آواز دی **فرد** درین دریاے بے پایان درین طوفان شور افزا ✤ دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسٰیہا ✤
اسد و عمرو کے پھاندتے موجہ آب بلند ہو لاچین وغیرہ رنجیدہ و کبیدہ پلٹے لیکن ملکہ لعل سخندان عاشق
جمال اسد نوجوان نے زانو پر ہاتھ مارا مواج قطرہ زن سے کہا اے مواج مقام افسوس ہے زمہریر
سے مقابلہ پڑے اور کوئی خیر خواہ دولت ہمراہ رکاب نہو اور بھی مقامات سخت و صعب ملینگے اگر شاید
زمہریر کی لوح بھی لی ہزارہا دشمن موجود ہین قصد کرینگے بہ کر و حیلہ لوح چھین لین ہم تمجاتے ہین اپنے کو
خدمتین شہزادے کی پہونچاتے ہین یہ سنکر مواج کو بھی جوش آیا ملکہ لعل نے پریزاد پیدا کیے طاوس پر
بسوار ہوکر ایک جانب نکل گئین مواج بھی ایک جانب قطرہ زن ہوئی ایک جانب ملکہ بہار کو

باغ لشکر میں رہنا ناگوار **باغبان** نے کہا اے بہار خدا حافظ ہم تعاقب **طلسم کشا** میں جاتے ہیں
باغبان و بہار بھی ایک جانب چلے شہنشاہ **لاچین** نے **ملکہ مہرخ** سے کہا آپ لشکر سے ہوشیار رہیے
میں بھی تعاقب میں **طلسم کشا** کے جاؤنگا انشاء اللہ دونوں طرف کی خبر لونگا **لاچین** کے کہنے پر سب
سردار آمادہ ہوئے ہر ایک سردار کا یہی قول تھا کہ لشکر میں نہ رہیں عقب میں اپنے آقائے نامدار کے
جائیں کہ سامنے سے جرند و پرند دوڑے ہوئے آئے عرض کی حضور اب سب لشکر سے جانیکا قصد
کرتے ہیں **افراسیاب** بر سر کوہ زبرجدی پہونچا **آفات و نقابدار** کو لیکر بڑے قہر و غضب میں آکر
ہمنے اپنے کانوں سنا وہ مغرور کہتا تھا کہ میں جا کر **صاحبقران** کا بھی خاتمہ کرونگا خداوند کو راضی کرنا
منظور ہے آپ تو خود تخت پر سوار ہے **آفات** لشکر کی علمدار ہے **نقابدار** سپہ سالار ہے یہ سنکر شہنشاہ
لاچین کو سناٹا آگیا کہا ملکہ **مہرخ** بڑا غضب ہوا اگر یہ **نقابدار** آکر ڈاکوئی اسکے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگا
لب میں لشکر سے نہ جاؤنگا شہزادہ **بدیع الزمان و نور الدہر و قاسم و غضنفر** عزیزداران **اسد** جگر
روح روان **صاحبقران** یہاں موجود ہیں انکی حفاظت طلسم کشا سے زیادہ چاہیے وہ طلسم کشا ہیں انپر
کوئی دست انداز نہیں ہو سکتا اگر انمیں سے کسیکا موئی جسم میلا ہوا **طلسم کشا** کو بہت قلق ہوگا یہ
شیران دشت نبرد کسیکے مقابلہ سے روگردانی نہ کرینگے یہ کہکر **لاچین** والا تمکین و سرداران ظفر قرین
روتے پیٹتے طرف اپنی بارگاہ کے چلے لشکر ظفر اثر فردکش ہوا **اسد** نامدار اس تموج آب سے نجات پاکر
زمین پر پہونچے **خواجہ** تو الگ گرے کہ انکا تو ذکر وقت پر کیا جاویگا **اسد** نے دیکھا صحرا سبزہ زار نواح
دلکشا ایک مرکب با ساز و یراق مرصع کار صحرا میں جگہ عریان کر رہا ہے **اسد** کو دیکھ کر وہ مرکب
کلائیاں مارتا ہوا دم سے چنور کرتا ہو بہ تیز روی قریب **اسد** آیا **اسد** نے دیکھا بمدد غیبی و تائید لاریبی سواری ملی
بسم اللہ کہکر پشت مرکب پر سوار ہوئے گھوڑا انکا طرارے بھرتا ہوا ایک جانب چلا چشم زدن میں گئی
سو کوس نکلگیا ہوا سے بھی چند قدم آگے آیا ہر چند **اسد** روکتے ہیں وہ برق کردار نہیں رکتا تھوڑے
عرصے میں سامنے ایک قلعہ کے آکر پہونچا دیکھا قلعہ سر بفلک کشیدہ گولہ انداز بر سر قلعہ بیٹھا ہے توپیں لگی ہوئی
ہیں ایک جوان دوربین ہاتھ میں اسی طرف دیکھ رہا ہے جیسے ہی اوسکی نگاہ **اسد** پر پڑی پکار کر آواز دی یارو
ہوشیار ہو جاؤ **طلسم کشا** آپہونچا **اسد** نے روزنامچے کو دیکھا اوسمیں لکھا تھا کہ اگر صحرا لب نہر میں پہونچو
مرکب مشکین ملے ہوا تکپر سوار ہونا اپنے کو سامنے قلعہ زمہریر کے پہونچانا اب کام ہے جرأت صاحبقرانی کا

بشوکت تمام قلعہ کو فتح کرد اسی قلعہ مین زمہریر رہتا ہے ہرچند اپنے کو بچائے مگر اسکو قتل کرد لوح و مہرہ
حاصل ہو فتاحی طلسم کی تدبیر ہو اسد نے یہ دیکھکر روزنامچہ کمر مین رکھا قبضے پر ہاتھ رکھ کر نعرہ کیا آے اہالیان
قلعہ دروازہ کھولدو شیوہ جرات یہ ہے کہ بیرون قلعہ آکر مقابلہ کرو مثل عورتون کے پردہ قلعہ مین نہ چھپو یہ جو
اسد نے نعرہ کیا برج قلعہ تھرائے گولہ اندازون نے توپ کو سیدھا کیا جواب مین توپین مارین اسد
نعرہ کرکے چلا قلعہ کا پھاٹک بھی کھلاتین لاکھ جادوگر نکلے اسد پر سحر کرنے لگے جب سحر اونکے باطل ہوے
اسد پر تاثیر نہوئی اور اسد لڑتا بھڑتا لوگون کو روک کر قریب خندق پہونچا آواز دی مال خراب نکرد
یکایک پھاٹک کھلا دیکھا سامنے وسط قلعہ مین ایک گنبد عظیم ہے ایک ساحر دیو خصال آلات حرب و
ضرب سے آراستہ بیٹھا جھوم رہا ہے ساحر ونکو ترغیب دیتا ہے کہ یار طلسم کشا دریائے نیل کو طی کرکے
آپہونچا خبردار مجھ تک آنے نہ پائے اس ہنگامے مین آسمان پر برق چمکی ملکہ لعل و مواج بدحواس آکر پہونچین
چہرون سے انکے ظاہر تھا کہ لڑتی بھڑتی آئی ہین لعل نے آواز دی اے شہریار گنبد مین جو بیٹھا ہے یہی زمہریر ہے
روزنامچہ سیر کبیر کو ملاحظہ فرمایئے اپنے کو تا بہ گنبد لڑ بھڑ کر پہونچایئے ہم مقام عجائب و غرائب طے کرکے بمشکل
پھاٹک تک پہونچے آپ کا ساتھ نہین دے سکتے در قلعہ پر ساحرون کو روکین گے یہ کہکے دونون گرین سحر
کرنے لگین لعل نے ایسے گولے مارے کہ پھاٹک سے مجمع ساحران کم ہوا اسد نے جو مہلت پائی اندر
پھاٹک کے لڑتا بھڑتا داخل ہوا گرد زمہریر کے کئی ہزار پہلوان بیٹھے ہین ایک ایک عفریت خونخوار مکار
وغدار ایک ایک اٹھنے لگا جو بیرون گنبد آیا کوئی دس ہزار کا افسر کوئی پچاس ہزار کا حاکم طالوت رعد آواز
چیخین مارتا ہوا پچاس ہزار غیر ساحرونکو لیکر اسد پر آپڑا اسد نے طالوت کو ڈانٹا دوسری طرف سے
طالوت کا بھائی جالوت رعد آواز بھی چلا دو طرف سے دونون نے آکر حربہ کیا ایک کی تلوار اسد
نے کاٹی جالوت کی تلوار سے زخمی ہوے ایک کو قبضہ مارا ایک کو پلٹ کے ہاتھ تلوار کا مارا
طالوت کا تو سر پھٹ گیا جالوت کا گینڈہ مارا گیا سر سے خون اسد کے جاری ہوا ایک جانب سے
اہرمن فیلتن و نہروان فیلتن یہ دونون بھائی ساٹھ ہزار پیادون سے بڑھے گھوڑے پر اسد کے
تلوارین پڑنے لگین مرکب طرارے بھر کے چاہتا ہے اپنے سوار کو بچاؤن پیادون سے مہلت نہین ملتی ہے
لعل و مواج پھاٹک پر گھر گئین مجمع ساحران سے نکلنا دشوار ہے اوستادان سخنور نے تحریر فرمایا ہے
کہ آٹھ پہر اسد کو جنگ کرتے ہوے گذرے پیادے سوار لپٹے جاتے ہین تا بہ گنبد جانیکا راستہ نہین ملتا زخم

بھی لکھا چکا اب اسد کو یاس ہوئی بمشکل روزنامچے پر نگاہ ڈالی صاف تحریر تھا کہ اے طلسم کشا یہ مقام امتحان صاحبقرانی ہے بہ جرات اپنے کو تا بہ گنبد پہونچاؤ جبتک زمہریر نہ مارا جائیگا مطلب دلی نہ حاصل ہوگا مقام جرات و شوکت ہے یہ مضمون دیکھ کر اسد کو یاس ہوئی یہ دیوارین لوہے کی کیونکر ٹوٹین پیدل سوار صفین باندھے کھڑے ہین وہ اندر سے گنبد کے لینا لینا کر رہے ہین صفین درہم و برہم ہوئین اہرمن و نہروان و جالوت تینون پہلوان ترغیب دے رہے ہین جب زمہریر نے دیکھا کہ اسد کا مرکب انتہا کا زخمی ہوا اسی جیداری سے طرارے بھر رہا ہے اپنے سوار کو بچاتا ہے زمہریر گنبد سے باہر نکلا چند دانے ماش کے زمین پر پھینکے ایک زنگی سیاہ رو زمین سے نکلا اسنے گھوڑے پر اسد کے وار کیا سر کٹ کر گھوڑے کا زمین پر گرا اسد نے زنگی کو مارا مگر شہزادہ زخمی ہوا زمہریر نے پکار کر آواز دی ارے یارو ایسے نامرد ہو ایک شخص کو قتل نہین کر سکتے گھوڑا ابھی اوسکا کام آچکا پیدل کو چہار جانب سے گھیر لو ملکر ٹوٹ پڑو اہرمن و نہروان فوج کو لیکر بڑھے اسد نے بہ نگاہ یاس طرف آسمان کے دیکھا از دل پیدا کرنے والے سے عرض کرنے لگا قریب تھا کہ سب بلوہ کر کے اسد کو پکڑ لین کہ پہلوے قلعہ سے گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا سب نے نقابدار تاجدار بادلہ پوش مع بارہ ہزار جوانان صف شکن نمایان ہوا ادھر سے نعرہ کیا اے شیر بیشہ صاحبقرانی نہ گھبرانا تمہارا جانثار خدمتگزار آپہونچا یہ کہکر نقابدار جوشان و خروشان شمشیر زنی کرتا ہوا اول پھاٹک مین پہونچا ساحرون کو منتشر کیا لعل و مواج کو بچایا کہا اے شہزادیو جو تم محبت مین تم چلی آئین یہان سے تم چلی جاؤ تمہارا ٹھہرنا مناسب نہین ہے تم نکل جاؤ تمھاری وجہ سے طلسم کشا کے واسطے بہبودی نہو گی ایک رازدار خیر خواہ نے یہ بات کہی ہے تم لڑتی بھڑتی نکل جاو اس لطف سے نقابدار نے کہا لعل و مواج پرجالہ پیدا کرکے مجمع ساحران سے نکل گئین نقابدار لڑتا ہوا قریب اسد پہونچا گھوڑے سے کود پڑا فرمایا اے نہنگ بحر جرات و آہنر بردشت شوکت ماشاء اللہ زبان تیر و کلہ عمود سے صدا احسنت و آفرین بلندکی اے شمع دودمان صاحبقرانی محفل رزم مین خوب نام روشن کیا بسم اللہ مرکب پر سوار ہو اسد نہ قبول کرتے تھے نقابدار نے دستگیری کی شانہ تھام لیا اسد کو گھوڑے پر سوار کیا اہرمن نقابدار پر جا پڑا آتے ہی ہاتھ مارا نقابدار نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا وہ لپٹ پڑا نقابدار نے کمر مین ہاتھ ڈال کے اٹھا لیا چرخ دیکر مارا سر بھیجا کا پاش پاش ہوا نہروان نے جو بھائی کا لاشہ دیکھا بیقرار ہو کر چاہا اسد پر

جا پڑے دن نقابدار بڑھ گیا نہروان کے بھی دو پر کاٹ لیے گئے چار پانچ پہلوان جو نقابدار نے بڑھ کر قتل کئے
بارہ ہزار جوان ہمراہیان نقابدار جانباز و سر فروش بڑھ بڑھ کر لڑنے گلی کوچے لاشون سے بھر دیئے
افسون سے پرے خالی کر دیے اتنی مہلت جو اسد نے پائی لڑتا بھڑتا بڑھا نقابدار سینہ سپر ہے جو
اسد پر وار کرتا ہے بلا زمان نقابدار نے سنان نیزہ سے سینے ملا دیے نہیب شمشیر زنی نے طبقے زمین کے
ہلا دیے زمہریر نے جو یہ شمشیر زنی دیکھی کرگدن مست پر سوار ہوا سرداروں کو اشارہ کیا نقابدار و اسد
نامدار کو روکو بادولت لڑتے بھڑتے نکل جائیں یہ کہتا ہوا بیرون قلعہ چلا فوجوں نے بھی اسد و نقابدار
پر دھاوہ کیا ہر چند اسد نے قصد کیا بڑھ کر زمہریر کو روکوں زمہریر بیرون قلعہ ہو چکیا اسد
نے گھوڑے کو پھیرا اس دریاے فوج سے شناوری کر کے نکلا انتہا کے زخم کھائے نقابدار بھی
چاہتا ہے جان دوں اسد کو بچاؤں لڑتا ہوا ساتھ ساتھ چلا آتا ہے جب بیرون قلعہ اسد نکلے سب
فوجیں باہر آئیں بلا زمان نقابدار نے لاشوں سے خندق پاٹ دی چاہتے ہیں جو اندر ہیں ان کو باہر
نہ آنے دیں مگر انتہا کا بلوہ ہے زمہریر کو گھیرے ہوئے لئے جاتے ہیں کہ آسمان پر پھر برق چمکی اُس
برق سے آواز آئی لے طلسم کشا روزنامچے کو ملاحظہ فرمائیے پروردگار نے سامان فتح مہیا کیا
زمہریر قلعہ سے باہر نکل آیا ابھی قاعدے میں تحریر تھا کہ زمہریر بیرون قلعہ مارا جائیگا آپ صاحب
اقبال ہیں اسد نے سر اُٹھا کر دیکھا ملکہ عجائب آواز دیکر آسمان میں ڈوب گئیں چلتے چلتے کچھ ماش کے
دانے پھینکے کئی ہزار سوار غیر ساحر چلے معلوم ہوتا ہے ٹھہر نہ سکیں کسی ساحر کی شراکت قلعہ زمہریر پا
نا جائز ہے اسی وجہ سے لعل و مواج بھی چلی گئیں ملکہ عجائب بھی آگاہ کر کے غائب ہوئیں اسد
نے روزنامچے کو پھر ملاحظہ کیا لکھا تھا اے طلسم کشا زمہریر کو بیرون قلعہ قتل کرنا اگر اندر قلعہ کے قتل
ہوگا لوح دستیاب نہوگی بڑے بڑے فتور پڑینگے اسد روزنامچہ پھر کمر میں رکھا ہزار پانچ سو قدم زمہریر
قلعہ سے نکلا تھا کہ پشت سے نعرہ اسد کی آواز آئی زمہریر ٹھہر گیا اسد پر فوج کو اشارہ کیا اسد
لڑتا بھڑتا قریب زمہریر پہونچا نقابدار کو نہایت ہراس ہے کہ زمہریر دیو نظر خوک پیکر فیل سر زبردست
بادہ کبر و نخوت سے مست زنجیر ہاے آہنی سے کمر باندھے جوڑا تیغہ ہاتھ میں گینڈے کو دکر پلٹ کے مارا
نقابدار بیتاب ہو کے دوڑا پروانہ وار اسد کے گرد پھرنے لگا یہی تردد ہے کہ اس دیو سے دیکھئے کیا
گذرے اسد نے چاہا گھوڑے کو بچاؤں گھوڑا نہ بچا سر قلم ہوا اسد گھوڑے سے کود اُس مہریر نے

اسد کو سایے مین تلوار کے لیا اسد جھپٹا اُسوقت نقابدار کی بیقراری لیکن اسد نہنگانہ و پلنگانہ زیر شکم گردان
ہو کیا گینڈے کے پانوٴن تھامے روز کیا زمہریر کو مع گینڈے کے اٹھا ہر چشم زخم سے قطرات خون
ٹپکنے لگے جا بجا سے زخم شق ہوئے وہان زخم سے الامان کی صدا آئی شوکت پر اسد کے زمین تھرائی
نقابدار نے آواز دی اے شیر صاحبقرانی مرحبا سابق مین رستم پیلتن عظمشاہ نے لندھور کو مع
ہاتھی اٹھایا تھا بہ شوکت اُس سے زیادہ تھی رستم پر یہ ہراس نہ تھا اسقدر زخمدار نہ تھے ماشاء اللہ
نام صاحبقرانی روشن ہوا اسد نے چرخ دیکر زمین پر مارا گینڈے کا سر پُرزے پُرزے ہوگیا زمہریر کود
کر الگ ہوا اسد کی انگلیون سے قطرے خون کے ٹپک رہے تھے زمہریر نے جو اسد کو بیدل
پایا لپٹ پڑا اس خیال سے کہ دبوچ کر مار ڈالون اسد نے اُس حالتِ اضطرار مین ضبط کیا اُس پہاڑ
کو کوٹلے پر لادا زمین پر مارا دم سے لٹھے کا تھا گرا اسد نے ٹھوکر ماری گرد برد اسد کا
بھی رنگ زرد ہاتھ پاؤن مین رعشہ جسکا نظر کردہ ہے انگو یاد کیا چھاتی پر زمہریر کی ہو کیا اُسوقت
نقابدار بھی گھوڑے سے کو دبڑا تعریف کر رہا ہے اسد نے ایک پانوٴن اُسکا دونون پانوٴن سے
دبایا ایک پاؤن دونون ہاتھون سے تھاما نعرۂ تکبیر کر کے ہکبارا زمہریر کو چیر ڈالا سینے سے لوح سر سے
مہرہ مثل جرم قمر چمکا کئی طائر سر سے زمہریر کے پیدا ہوے نقابدار نے آواز دی اے اسد تحفہ لینا
تامل نہو اسد نے طرف لوح کے ہاتھ بڑھایا جو طائر سر سے نکلا تھا اُسنے چاہا مہرہ منقار مین اٹھا لو
نقابدار نے تیر مارا طائر کے دوسار ہوا اسد نے لوح و مہرہ اٹھایا طائر جو مر گرا اُسکے خون سے پھر ایک
طائر پیدا ہوا ہیہات کرتا ہوا طرف افراسیاب کے بھاگا بونڈلا گرد کا جسم زمہریر مین لپٹا اڑا کر ہوا پر
لیگیا اسد نے لوح کو گلے مین ڈالا مہرہ زیب کمر کیا ہر چند خوشی سے چہرہ سرخ ہو گیا مگر غش چلا آتا
ہے نقابدار نے پکار کر کہا اے اسد تھوڑی تکلیف اور باقی ہے تساہل نکرو مہر کا عکس لوح پر ڈالو
دیکھو کیا احکام نکلتے ہین اسد نے عکس مہرے کا ڈالا بخط جلی نوشتہ پایا کہ اے فتاح طلسم و ماحی ستارا ین
عجائبات اگر خدا فضل کرے لوح و مہرہ حاصل ہو جس مقام پر زمہریر کو قتل کیا ہے سامنے چشمۂ آب
نایاب ہے اپنے کو اُسمین گرا دو یہی آب چشمہ مرہم زخم ہے اگر تامل کرو گے لوح قبضے سے نکلجائیگی برکت سے
لوح کی قوت جسم مین رہیگی زخم صحت پا جائینگے قدم بقدم لوح کو دیکھنا نقابدار نے آواز دی اے فرزند کیا حکم نکلا
اسد نے مضمون تحریر بیان کیا نقابدار نے آواز دی بسم اللہ دیر نکیجئے اسد اُسی جوش مین محمد اسیفرا زخود

مین پھاند پڑا یہ معلوم ہوا کہ مین بلندی سے پھاند اچشمے کے پانی نے خاصیت مرہم پیدا کی زخمون کا درد موقوف ہوا اب اسد نے اپنے کو ایک صحرائے ریگستان مین پایا بارہ ہزار ساحر جمع ہوئے کھڑے ہین جیسے کوئی کسیکا مشتاق ہوتا ہے اسد کو دیکھتے ہی غلغلہ کرنے لگے طلسم کشا آپہونچا اُن کی وضع سے ظاہر ہے کہ انمین کوئی ساحر نہین ہے تلوارین کھینچکر اسد کو گھیر لیا ہر چند کہ اسد انتہا کا خستہ تھا لوح کو تو جلدی مین نہین دیکھا لڑائی مین مصروف ہوا کہ پہلو سے گرد اڑی دیکھا بدیع الزمان پشت مرکب پر سوار مع پانچہزار جوانان جرار پکارتے ہوئے آکر پہونچے ای فرزند مرحبا صد مرحبا لشکر ہمین وقت پر پہونچا ڑتے ہوئے قریب آئے پرے درہم و برہم کئے گھوڑے سے کود کے اپنے مرکب پر اسد کو سوار کیا جو امیر سب کو لڑا رہا تھا اُسکی کمر مین ہاتھ ڈالکر بدیع الزمان نے اٹھا لیا سامنے اسد کے چرخ دیتے ہوئے لائے کہا یہ اطاعت کرتا ہے اسکی خطا معاف کرو سامنے جو قلعہ ہے وہانکا یہ حاکم ہے اُس افسر نے عرض کی مین دل وجان سے اطاعت کرتا ہون اسد نے پشت پر ہاتھ رکھا نام پوچھا اُسنے کہا مجھکو بہرام تاجدار کہتے ہین اب یہ تاجدار بدیع و اسد کو لیکر قلعہ مین داخل ہوا تمام اہالیان قلعہ خوشیان کر رہے ہین کہ طلسم کشا نے سرفراز فرمایا دار الامارہ شاہی مین آکر پہونچے بدیع نے اُس جوان کو تخت پر بٹھایا اسد نے دیکھا ماموجان اس تاجدار پر بہت مہربان ہین سمجھے کہ انکے سبب سے مسلمان ہوا اسوجہ سے پرورش فرماتے ہین بدیع الزمان نے فرمایا اے بہرام ہم اپنے فرزند کے جسم پر پٹیان مرہم کی چڑھائین گے تا بصحت اسی مقام پر رہینگے وہ تاجدار ڈبا مرہم کا لایا گلابی شراب کی لاکر رکھی بدیع نے اپنے ہاتھ سے جام لبریز کیا اسد نے دست بستہ عرض کی آپ تکلیف نفرمائیے بدیع نے کہا آج مجھے بڑی خوشی ہے تمنے لوح طلسم ہوشربا پائی اب دو چار روز اسی مقام پر رہو سب سردار بھی آجائینگے تب لشکر کشی کرنا یہ کہکر جام لبریز کیا اسد کے خیال مین آیا کہ ہمارے خاندان کا یہ طریقہ نہین ہے کہ بزرگ اپنے شراب پلائین عرض کی حضور بیٹھ جائیے مین خدمتگزاری کرونگا بدیع نے اصرار کیا اسد نے جام لیا بدیع الزمان نے فرمایا اے نور نظر جلد پیو اسد نے قصد کیا کہ جام نوش کرون آواز آئی اے طلسم کشا کیا کرتا ہے یہ تمھارے ماموجان نہین ہین بد دل ملاحظہ لوح قلعہ مین چلے آئے اسد نے سر اٹھا کر دیکھا لکۂ ابر سے ملکہ عجائب جادو معشوقۂ قباد خونخوار کف افسوس مل رہی ہین جیسے ہی اسد سے آنکھ چار ہوئی کہا اے نور نظر لوح دیکھو وہ تاجدار جسنے اپنا نام بہرام

تلملایا تھا وہ تخت سے جھلا کر اُٹھا آواز دی او برباد کن خانمان ساحران طلسم ہوشربا تو نے غضب کیا مشقت
ہماری ضایع کی یہ کہکر جھپٹا عجائب تو برق بنکر آسمان مین ڈوب گئی بدیع نے چاہا تیغ ہاتھون اسد کی
نگاہ لوح پر پڑی لکھا تھا یہ شہیم جادو مالک مرحلہ جب جام شراب دے اسی پر پھینک مارنا ظہیر مکار
بھی نہ جانے پائے اسد نے جام شہیم پر پھینکا قطرات شراب پڑے جسم جلنے لگا ظہیر نے
چاہا تعاقب عجائب کرون اسد نے اُسکے اُٹھتے لوح سامنے کر دی اُٹھکر پڑا کے گرا اوپر سے اسد
نے ہاتھ مارا ظہیر کے بھی دو ٹکڑے ہوے اِن دونون ساحرون کے مرنے سے مکانات گرنے لگے آواز آئی
کشتی مرا نام من شہیم جادو و ظہیر مکار بود اسد نے سجدہ شکر یہ پروردگار کیا چند مکانات
کہنہ باقی رہے اُن مین چند ساحر و غیر ساحر قید تھے ایک جوان خوشرو مسلسل و مطوق تھا
جب اُسکو رہا کیا ہوشیار ہوتے ہی گرد اسد نامدار پھرا کہا اے شہریار ہمارے آقاے نامدار مولاے
قدرشناس لاچین والا تمکین کہان ہین بزرگون نے ہمکو بشارت دی تھی کہ نبیرۂ صاحبقران آکر ہمکو اُنکو
قتل کریگا حقدار کا حق ملیگا تم سب کا غنچۂ آرزو کھلیگا شکر ہے جو خواب مین دیکھا اُسیکا ظہور ہوا قلب کو
سرور ہوا مین شہنشاہ لاچین کے سپہ سالار کا بیٹا ہون اشہب تیغ زن میرا لقب ہے چار سو جوان
اس مقام پر قید ہین یہ سب خیرخواہان دولت لاچین ہین اسی جرم مین قید ہوے جنہنے دوستی
افراسیاب کا اعتقاد نہ کیا اسکو قید کیا تھا اُنکو عہدے ملے چاہئے اکثر وزیر سپہ سالار کنیزان ملکہ
بلقیس ثانی قید ہین مین رہبری کر کے لیچلونگا براے خدا لوح دیکھئے یون کسی سے ملاقات نہ کیجئے
تمام طلسم ہوشربا آپ کا دشمن ہے جب حضور نہین آئے تھے شہیم و ظہیر ہی صلاحین کر رہے تھے
کہ عزیز و اقارب کی شکل بنکر طلسم کشا کو دھوکا دینگے خدا نے آپکو بچایا لوح مین یہ دیکھئے مین دوست ہون
یا دشمن راہبر یا رہزن شاید کوئی ساحر مجھکو گرفتار کرلے میری صورت بنکر آئے اُسوقت حضور کو مشکل
پڑیگی ہر وقت لوح ملاحظہ فرمایئے اسد نے لوح کو دیکھا یہی نکلا کہ یہ خیرخواہ دولت ہے اشہب نے
اُس شب کو اُس قلعہ ویران مین اسد کو آثار اُرات بھر یہی سمجھایا کیا کہ آپ پر ابھی بڑی بڑی سختیان
ہین لوح سے غفلت نہ کیجئے گا غلام ساتھ رہیگا جب چار پہر رات گذری بوقت سحر اسد سے اشہب نے
کہا اب سلاح جنگ جسم پر آراستہ کیجئے لوح رہبری کرے گی غلام بھی ساتھ ہے طلسم ظاہر مین حضور نے
ذکر سنا ہوگا حجرۂ ہفت بلا مشہور تھا پانچ حجرے طلسم ظاہر مین تھے دو حجرہ ہاے زبردست طلسم باطن مین

ملینگے اب آگے بڑھکر مرحلہ ہے حاکم حجرہ ششم مبہوت فیلزور وہان کا حاکم و منتظم ہے بڑی بڑی کد کرنگا لوح
سے ہوشیار رہیے گا مرکب عربی حاضر ہوا اسد سوار ہوے اشہب مع چار سو جوانون کے ساتھ ہوا بہ
ہدایت لوح ایک جانب چلے اثنا ر راہ مین ایک کوہ ملا سُنب ور سے بند مین ایک درہ جو کھلا ہے اسکو روکے
ہوے دو فیلان مست آپسمین جنگ کر رہے ہین اشہب نے عرض کی حضور یہی راستہ ہے بعد طے ہونے اس
پہاڑ کے گنبد مبہوت ملیگا اسد نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا ان فیلان جنگی کو بقوت صاحبقرانی قتل
کرو تب راستہ ملے اسد گھوڑے سے کود اچھپٹ کر بیچ مین اُن دو فیلان جنگی کے آیا دونون نے سونڈین
اُٹھائین اسد نے داہنے ہاتھ سے ایک کا بھسونڈا دوسرے ہاتھ سے دوسرا تھا مکر بقوت
صاحبقرانی ایک گھونسا مارا ایک کا سر پھٹا دوسرے پر قبضہ مارا دونون مرکر گرے تاریکی ہوئی آواز
آئی کُشتی مرا نام من فیلان جاد و بود درہ کوہ شق ہوا راستہ ظاہر ہو گیا اسد پشت مرکب پر سوار
ہوکر بڑھے اشہب نے بڑھکر ہاتھ چوم لئے کہا غلام ان جانباز قوت بازو پر نثار ہون آپکے اوصاف
کُتب مین دیکھے تھے اُس سے بہتر پایا برائے فتاحی طلسم ہوشربا ایسا صاحب قوت و طاقت ہو اب خدا
حضور کو مبہوت پر مظفر و منصور کرے اشہب یہ کہتا ہوا آتا ہے تھوڑا ہی راستہ طے کیا تھا کہ دیکھا سامنے
ایک گنبد آہنی اُسکے اندر ایک جوان عفریت مثال بیٹھا ہوا شراب خواری کر رہا ہے بہت سے
پتلے ماش کے آٹے کے بصورت شیر و پلنگ و گرگ و فیل بنے ہوے رکھے ہین جیسے ہی اسد نے نعرہ
کیا مبہوت نے وہ پتلے پھینکے فیلان جنگی و شیران صحرائی بصورت اصلی ہوکر اسد پر حملہ آور ہوئے
وہ سحر کامل ہے کہ گھوڑے کو اسد کے ہلاک کیا چار جانب سے لپٹے جاتے ہین پنجے پڑ رہے ہین قصد ہے
کہ لوح لین زرہ پُرزے پُرزے ہو رہی ہے وہ شیران صحرائی یہی قصد کرتے ہین لوح و مہرہ قبضے سے اسد کے
نکال لین خون کے پیاسے ہین اشہب نے دور سے دیکھا اسد کا گھوڑا مارا گیا پیدل اُن جانوران گزندہ سے
شیرانہ لڑ رہا ہے شیر کو گھونسا مارا ہاتھی کا سر کھینچکر پھینکا کر گدان پر ہاتھ تلوار کا مارا اشہب نے پکار کر آواز
دی اے شہریار لوح سے کام لیجئے ان جانورون کے سامنے لوح کو پھینک دیجئے اشہب نے جو یہ
پکار کر کہا مبہوت فیلزور مثل ابر کے گرجا آواز دی او اشہب مابدولت کے سامنے منہ زوری کرتا ہے
یہ کہکر شیر کی تصویر زور سے پھینکی وہ ماش کا پتلا شیر بنکر اشہب پر جا پڑا اس نوجوان کو منہ مین دبا کر
لے بھاگا ہرچند اسد نے تعاقب کیا وہ شیر نظرون سے نابود ہوا کچھ شیر جہان وہ چار سو جوان کھڑی

ہین اُنپر پھینکے ان شیرون سے اُن سب کو چیر پھاڑ کر پھینکنا شروع کیا اَسَد انتہا کا بیقرار ہے کہ کس طرح
سے اپنے کو بچاؤن یا اشہب کی فکر کرون یا ان بندگان خدا کی حفاظت مین مصروف ہون جست
کر کے اپنے کو مجمع جانوران گزند سے نکالا مہرہ کا عکس لوح پر ڈالا حرف پیدا ہوئے تحریر تھا اے طلسم
کشا مہرہ قبضے مین رکھ لوح کو یہ کہکر پھینکدے کہ اے جانوران گزندیہ تحفہ موجود ہے جو سب پر غالب ہے
وہ لیلے یہ آپسمین لڑینگے تم تماشا دیکھو لیعدہ جیسا لوح مین حکم ہو ویسا کرنا یہ حجرہ ششم بلا ہے بسبب لوح
کے مجبور ہے ورنہ یہ مبہوت پر سے کے جسے درہم و برہم کر دیتا ایک نہ بچتا جب گنبد سے نکلیگا زمین کانپے گی
لوح پھینک کر ہوشیار رہنا وہ شیر اور فیل اَسَد پر چلے تھے کہ اَسَد نے فقرہ مذکور کہکر پھینکا شیر و فیل آپس مین
لڑنے لگے ایک نے ایک کو ہلاک کیا ہر کس یہی چاہتا ہے کہ لوح کو اٹھالون تین سو شیر و پلنگ وغیرہ آپس مین
لڑکر ہلاک ہوئے گوشت خرد دندان سگ کا مضمون ظاہر ہو گیا ایک شیر ببر سب مین قوی تھا وہ باقی رہا
اُسنے چاہا لوح پر قبضہ کرون ہزبر دشت جرأت اَسَد با شوکت نعرہ کر کے اُس شیر پر جا پڑا اُسنے دونون پنجے
اٹھائے قصد کیا گوشت پوست نوچ کر لیجاؤن طلسم کشا کو کھاؤن اَسَد نے دونون کلائیان تھام
کر ایک گھونسا مارا شیر کا سر پھٹا اَسَد نے لوح اٹھالی طرف گنبد کے چلا مبہوت نے زنجیر آہن سے
کمر باندھی سپر فولادی بائین ہاتھ مین گرز گران سنگ کو گردش دیتا ہوا گنبد سے نکلا آتے ہی اَسَد پر حملہ کیا
اَسَد نے گرز کو چہرے کی پناہ کیا اس زور سے گرز مبہوت نے مارا اَسَد تا بزانو زمین مین غرق
ہوا قریب تھا استخوان ٹکڑے ٹکڑے ہون مبہوت پھر جھپٹا اَسَد نے اپنے کو بمشکل زمین سے
نکالا خیال ہوا اگر ابکی گرز پڑیگا کلائیان ٹوٹ جائینگی جیسے ہی مبہوت نے گرز مارا ہر چند کہ اَسَد
انتہا کا زخمی ہو چکا تھا فیلان جنگی و شیران صحرائی نے زخمی کیا ہی دل کو مضبوط کر کے تیغ برق مثال کا
ہاتھ مارا گرز مثل خیار تر دو ٹکڑے ہوا دستہ ہاتھ مین مبہوت کے باقی رہا وہ کھینچ مارا اَسَد نے خالی
دیا ہاتھ تلوار کا مبہوت پر مارا مبہوت کو اسقدر اپنے زور پر ناز ہے کہ اَسَد صاحب لوح جری
صف شکن ہے مگر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا لپٹ پڑا اس زور و شور سے کشتی ہوئی ہیرا ہیان اَسَد الامان
الامان کہہ رہے ہین جب مبہوت لے دوڑتا ہے پانچ پانچ سات سات قدم اَسَد کو ریل لاتا ہے زخمون
سے اَسَد کے خون جاری زرہ پارہ پارہ بحسرت طرف فلک کے نظارہ کرتا ہے مبہوت یہی چاہتا ہے کہ لوح
و مہرہ چھین لون اَسَد کو چھوڑ کے نکل جاؤن اَسَد بھی بلطف گریبان گیری میں پھیا کی ہلاکت کی تدبیر گریبان نہین

چھوڑتے اگر وہ پانچ قدم ریل لاتا تو اسد دس قدم لے دوڑتے کئی مرتبہ مبہوت اسد کو پکڑ لایا چاہتا ہے پسلیان
توڑ ڈالون اسد مثل برق جہندہ نکلتا ہی ایکی دونون مونڈھے تھام کر اسد دوڑا بارہ قدم پر لاکر بقوت
صاحبقرانی پکر مارا دونون گھٹنے مبہوت کے آشنا بنیں ہوئے زخمون سے اسد کے فوارے
خون کے نکل رہے ہین اپنی ہلاکت کا خیال نکیا مگر زنجیر مین ہاتھ ڈالدیا گویا پہاڑ کو اٹھالیا زمین پر مارا کود کر چھاتی
پر سوار ہوئے چاہتا تھا تڑپ کر نکلون لوح و مہرے کا عکس جو پڑا نابینا ہو گیا اسد نے سر کھینچکر
مبہوت کا پھینکا قریب تھا کہ غش کھاکر گرے اندر سے گنبد کے اشہب ظاہر ہوا مگر نہایت
زخمی سے تپلے جیسلے گنبد گرا پہاڑ ٹکرائے آواز آئی کشتی مرا نام مَن مبہوت فیلزور بود افسوس
کوئی مدد کو نہ پہونچا جسم سے مبہوت کے صدہا طائر نکلے پرون سے سر پیٹتے ہوئے طرف افراسیاب کے
چلے اشہب نے آکر اسد کو سنبھالا کہا اے شہریار ہوشیار ہو جیسے ایک قصر باقی رہگیا اشہب اسد کو سنبھالکر
اس قصر مین لایا پلنگ پر بٹھایا سب جوانان ہمراہی نے ملکر زخم دوزی کی اشہب علاج مین اسد کے مصروف
ہے تمام سامان عیش و نشاط اوسی قصر مین موجود تھے کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ملکہ مواج و ملکہ لعل مع
چارسو کنیزون کے آکر پہونچین اسد کو قتل مبہوت کی مبارکباد دی آکر کرسیون پر بیٹھین جلسہ آراستہ ہوا لعل
و مواج اپنے ناز و کرشمے دکھارہی ہین اسد کو لبھارہی ہین اشہب نے کئی مرتبہ پوچھا اے شہریار آپنے
انکو پہچانا اسد نے کہا ہماری عاشقان صادق جانباز و سرفروش ہین کئی مرتبہ اشہب نے اشارے سے کہا
لوح تو دیکھیے لعل و مواج نے باتون مین الجھالیا مہ جبین دلالان خونقبا کا ذکر شروع کردیا اسد لو
اس قصر مین مصروف عیش و نشاط ہی لیکن خواجہ عمرو جو اسد کے ساتھ سے دریا مین گرے اپنے کو ایک
صحرائے پر فضا مین پایا سامنے ایک قصر عالی مین ایک شہزادی کرسی پر بیٹھی ہی بارہ سو کنیزین حوروش پیکر
مصروف خدمت گذاری عمرو گلیم اوڑھ کر کنارے آیا ایک کنیز شگوفہ نامے کو بیہوش کیا اوسکی شکل بنکر
اوس شہزادی کی خدمت مین حاضر ہوا کنیزون کے کہنے سے معلوم ہوا اس شہزادی کا پریوش نام ہے خواجہ کا ارادہ
ہوا کہ مین گا بجاکر پریوش کو گرفتار کرلون اس قصر کا مال لوٹ لون کہ ایک زاغ سیاہ نے آکر پرچہ کاغذ کا
گود مین پریوش کے ڈالدیا پریوش نے اوس کاغذ کو اٹھاکر پڑھا مرقوم تھا اے پریوش افسوس ہے
شہنشاہ ہمارا مبہوت فیلزور مارا گیا مگر ہمنے لعل و مواج کو گرفتار کرلیا تھا ان دونونکی صورت
پر ہمنے اسد کو دام مکر مین پھنسایا ہے مگر اشہب ملازم قدیم لاچین ساتھ ہی وہ ہر مرتبہ ہوشیار کرتا ہی انکے بھی

لوح نہین دیکھنے دی اے ملکہ تم بصورت مہ جبین جلد اگر پہونچو تمہاری صورت پر دہوکا کہائیگا اگر کہین لوح دیکھ لی غضب ہو جائیگا
پریوش نے سر پیٹ کر آواز دی لو صاحبو ہمارا سر پیٹ مبہوت مارا گیا گلشن و گلستان کنیزان مبہوت
نے مواج و لعل کو پکڑ لیا تھا اب اُنکی شکل پر اسد کو دھوکا دیا لوح و مہرہ نہین دستیاب ہوتا مجھکو برا سے
مدد بلایا ہے دختر افراسیاب کی تصویر نکالو مین جلد چلون لوح و مہرہ اسد سے چھین لون کنیزین تصویر
مہ جبین کی لائین پریوش نے سحر کرکے اپنی صورت بشکل مہ جبین بنائی شگوفہ کا ہاتھ تھام لیا کہا شگوفہ
اگر سامری نے مدد کی فتح جنگ ہمارے ہاتھ سے ہوتی ہے دیکھ میری صورت مین کوئی فرق تو نہین ہے شگوفہ نے سر سے
پانک بلائین لین کہا واری اگر افراسیاب بھی دیکھے تو نہ پہچانے یہ تھے صرصر سے رنگ روغن عیاری کا لیا
تھا حکم ہو تو دلارام کی شکل بنکر آپ کے ساتھ چلون اس شکل پر جلد دہوکا کھائیگا دلارام نے اسکے ساتھ بڑے بڑے
کام کئے پریوش خوش ہوگئی کہا تو صورت بدل سکیگی کہا واری دلارام سے ہم مکتب رہی ہون یہ کہکر خواجہ
کنارے آئے بصورت دلارام سامنے پریوش کے پہونچے پریوش خوش ہوگئی کہا دلارام یہ وقت
دستگیری ہے عمرو نے کہا حضور مین چلتے ہی گانا شروع کردونگی آپ تنہائی مین لوح و مہرہ لیجیے گا مین چلتے ہی
صاف صاف کہونگی اے شہریار وقت شب ہے اسمین ہمارا مطلب ہے لوح و مہرہ ہمین دیجیے ہم شب
بھر حفاظت کرین میری خیرخواہی اپنر خوب ظاہر ہے فوراً دیدینگے تامل نکرین گے پریوش نے تخت اُڑایا چار
سو کنیزین ہمراہ ہوئین یہان ہنگامۂ عیش و نشاط قصر مین گرم ہے گلشن و گلستان تدبیرین کر رہی ہین
دمبدم اشہب اشارے کرکے انکے رنگ کو مٹاتا ہے لوح نہین دیکھنے دی زلف لیلائے شب کمر سے
گذری تھی کہ کنیزون نے بڑھکر عرض کی حضور مبارک ہو ملکہ مہ جبین آپہونچین مواج و لعل نقلی نے
کہا حضور اُنکے دل کو آرام کہان جبسے وہ آپ چلے آئے انھون نے آب و دانہ بھی ترک کر دیا اب اُنکے
ساتھ سامان لشکر کشی کرینگے یہ ذکر تھا کہ مہ جبین کا تخت آکے اُترا اسد نے پہلو مین جگہ دی رو رو کر کہا
اے شہریار آپکی محبت مین ہم تباہ ہوئے کوئی ساعت ہمکو آرام نہین ملتا آپ کے آتے ہی ہمنے پان
چلین آب و دانہ ترک ہوا دلارام کو خدا سلامت رکھے کہ اُسنے ہمکو یہانتک پہونچایا گلشن و گلستان
تو اب خاموش ہین کہ دختر افراسیاب آگئی انکے سامنے کسی معشوق کی کیا لیاقت ہے مگر دلارام کی چہل
زبان درازی سخن سازی ہر مرتبہ اسد کی بلائین لیکر کہتی ہے لوح و مہرہ مجھکو دیجیے صبح کو دیدونگی یہ
سنکر گلشن و گلستان تھرا جاتی ہین پریوش سے اشارہ ہے کہ دلارام کو منع کر دلوح و مہرے کا نام نہ لے

ایسا نہو کہ طلسم کشا کی نگاہ پڑے سب انتظام بیکار ہو پریوش سنے اشارہ کیا دلارام قدیم لاد ٹھہر انسے حیرت سے اسد کو یکہ بہی بھاگ گئی تھی انکے ساتھ خوب خوب لڑ چکی ہے اسکا بڑا اعتبار ہے ہمارا سب انتظام بیکار ہے یہ جو کچھ کہے گی اسد بدل و جان قبول کرینگے دلارام نقلی سنے ہنستے ہنستے قریب آکر اسد کے چٹکی لی کہا مجھسے آنکھ تو ملاؤ اب جو اسد نے آنکھ ملائی دیکھا نانا جان بصورت دلارام ہین جیسے کوئی سوتے سوتے بیدار ہوتا ہے عمرو نے اشارہ کیا اونا بینا او عاشق پیشہ طریقہ عاشقی معشوقی مین اپنے کو ہلاک کرے گا جلد لوح کو دیکھ پریوش رانون سے رانین ملا کر بیٹھی ہی مکر سے روتی بہی جاتی ہی حال زار سناتی ہی یہ اسد کو اب یقین ہوا کہ مین کسی جال مین پھنسا مہ جبین کو تسکین دی منھ پھیر کر لوح پر نگاہ ڈالی تحریر تھا کہ اے فتاح طلسم وا سے سیاراین عجائبات گلشن و گلستان کنیزان مبہوت ہین ملکہ لعل سخندان و مواج قطرہ زن نہین خبردار بچکر نہ جانے پائین یہ دیکھتے ہی اسد سنے بقہر و غضب تمام طرف مہ جبین کے دیکھا ملکہ مہ جبین سنے کہا اے شہریار خیر تو ہے پریوش نے چاہا تھا کہ جھک کر اٹھے اسد نے لوح سامنے کر دی آہ کر کے لہرائی اسد نے ایک طمانچہ مارا پریوش کا سر اڑ گیا گلشن مارے کہکر اٹھی اسد نے جھپٹ کر ہاتھ مارا اسکے بھی دو ٹکڑے ہوئے گلستان نے پر پرواز پیدا کئے پشت پر سے نعرہ ہوا انم مہر سپہر عیاری حلقہ ہائے کمند مارے گلستان سنے اف کیا منھ سے شعلہ نکلا حلقہائے کمند جلے کہا ارسے ظالم تو کہان ہو بچا یہ کہکر عمرو کی کمر مین پنجہ دیا چاہا کہ لے اڑے دن عمرو سنے آواز دی اسے نور نظر مجھے بچانا یہ ملعونہ لئے جاتی ہے اسد نے بحکم لوح تیر مارا سینہ پر کینہ پر پڑا تو ڑکر پشت کو پار گذرا تمام مکان مین تاریکی ہوگئی کنیزین ساتھ والی چیخین مار کر بھاگین ان جادوگرنیون کے مرنیکی آواز آئی لعل و مواج ایک گوشے مین بے ہوش پڑی تھین گلشن و گلستان قتل جو ہوئین سحر اترا انکو ہوش آیا دیکھا اسد نامدار جادوگرنیون سے لڑ رہے ہین مواج و لعل نے بھی بڑھ کر سحر کئے تمام کنیزونکو قتل کر ڈالا اوس قصر مین بہت مال و اسباب تھا صبح ہوتے ہوتے سب عمرو نے لوٹ لیا اسد نے گھبرا کر پوچھا اے لعل و مواج تمکو کنیزان مبہوت نے کیونکر پایا عرض کی ہم قلعہ زمہریر سے لڑکر نکلے ان دونون نے ہمکو راہ مین گرفتار کیا اسوقت تک مر چلے نہ ٹوٹے تھے لوح آپ کو دستیاب نہ ہوئی تھی اسد نے کہا اے شہریاران جادوگرنیون کے مرنے سے ناز نہ کیجیے یہ ادنی مقامات تھے آپکو تمام طلسم باطن کی سیر کرنا ہے سب سے زیادہ مقام سخت و صعب مقام حجرۂ ہفتم بلا ہے کہ جہاں کا ہفت سر جادو مالک

اس مرحلے پر سراسر دام مکر بچھا ہے قدم ہٹانا دشوار ہے بسم اللہ بسم اللہ سب ملازمان حضور اسی مقام پر فرد کش ہیں حضور
اپنے کو مرحلہ ہفت سر پر پہونچائیں لوح کو قدم بقدم ملاحظہ کیجیے گا پروردگار فضل کرے اور ہفت سر
قتل ہو ملکہ عالم زوجہ شہنشاہ لاچین ملقیس ثانی اسی مقام پر قید ہیں جو کچھ کیجیے گا بہت ہوشیاری سے کیجیے گا
اگر خدانخواستہ لوح پر کوئی افتاد پڑی پھر دستیاب ہونا دشوار ہے ہم میں سے کوئی اُس مقام تک نہیں جا سکتا
پروردگار آپکے ساتھ ہے بوقت سحر اشد نے کمر ہمت چست باندھی لعل و مواج و اشہب و خواجہ اسی
مقام پر رہے یا کسی طرف چلے ذکر انکا وقت پر آئیگا اشد دو شبانہ روز رہ بری کر کے تیسرے دن صبح کو دیکھا
ایک قصر آہن مثل دل کافر سیاہ پھاٹک اُسکا بند گرد اُس قصر سیاہ کے نخلہائے بلند ہزارہا طائر زمزمہ
سرائی کر رہے ہیں سبزہ دہان کا مثل مخمل سبز سڑکیں مختصر بنی ہوئیں جنکو پگڈنڈی کہتے ہیں اب اشد نے
لوح کو ہاتھ میں لیا تیغہ برق مثال کھینچا یکایک پھاٹک کھلا ایک دیو کو دیکھا کہ جسم پر سات سر ایک
سر بشکل انسان ایک مثل فیل ایک بصورت کرگدن ایک بصورت سگ سات سر سات ہاتھ
ایک ہاتھ میں تلوار ایک میں گرز ایک میں نیزہ طویل ایک میں تیر و کمان ایک میں خنجر آب دار اسی
زور و شور سے نعرہ کر کے نکلا آواز دی منم ہفت سر جادو وا اجل گرفتہ یہاں کیوں کر پہونچا
قضا تجھکو یہاں گھیر لائی یہ کہکر ساتوں ہاتھوں سے حربے کیئے اشد نے لوح کو دیکھا مرقوم تھا اے اشد
یہ مقام احتیاط ہے خبردار سبزہ پر قدم نہ رکھنا شاخہائے نخل کے سائے سے اپنے کو بچانا سبزہ بیگانہ
بلکہ زہر مار ہر شاخ شمشیر آبدار اگر ان کے سائے میں پہونچا لوح قبضے سے نکل جائیگی اشد نے بہت جلدی
یہ احکام ملاحظہ کیے ہفت سر حربے کر چکا اشد نے گرد اسپر کا سر پر کھینچا تلوار سپر پر کاٹی پھیلے سے سنان
نیزے کو اڑا یا گھاٹ سے گرز کو کاٹا تیر کو خالی دیا مشکل یہ ہے کہ پگڈنڈی پر بیترہ بدلنے کی جگہ نہیں ہے اگر قدم
ہوتے ہیں سائے میں شاخ نخل کے جو کچھ ہیں وہ سایہ جن کا سایہ ہے کیونکر اپنے کو بچائے ان حربوں سے
اپنے کو بفنون سپاہ گری محفوظ رکھا ہر چند کہ حربے قلم کیئے دیکھا ہفت سر کے ہاتھ میں رہی حربے پھر موجود
ہیں طائر زمزمہ سرائی کرنے لگے شاخوں نے ہاتھ بڑھائے سبزہ لہلہا رہا ہے اپنا جوبن دکھا رہا ہے نرگس نے
آنکھیں کھولدیں سنبل نے بال پریشان کر دیئے سوسن کی زباندرازی ہر برگ بار کی سحر سازی ہفت سر
نے پھر حملہ کیا جس جس جانور کا جو سر ہے اسی کی صدا میں آواز دیتا ہے قلب اشد کا تھراتا ہے لوح خبر دیتی
ہے اے طلسم کشا سبزے پر قدم نہ رکھنا سائے سے شاخہائے نخل کے اپنے کو بچاؤ سمجھ کر آگے بڑھو ۔

جسقدر قدم کا نشان ہے وہ نشان قدم خضر راہبر ہے اُسکے خلاف قدم رکھنے مین جان کا ضرر ہے ہفت سر
نے ایک چیخ ماری پھر دروازہ کھلا گیارہ زنگیان آدم خوار تلوارین کھینچکر اسد پر آپڑے اسد پیچھے ہٹا دارا
سبھون کے روک رہا ہے اب جس پر ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے ایک زنگی نے پہلو سے آکے
وار کیا پھیلا اُسکی تلوار کا شانے پر پڑا کڑیان زرہ کی کٹین وہ زنگی وار کرکے پیچھے ہٹا اسد جھپٹا وہ بھاگا
اسد غصے مین جا پڑا سبزے پر بھی پانون پڑ گیا شاخہاے نخل کا بھی سایہ ہوا ہفت سر نے آواز دی
وہ مارا تتق گرد عظیم بلند ہوا اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے اُسی اندھیرے مین ہزارہا ہاتھ جسم پر اسد کے
پڑنے لگے وہ لوح و مہرہ ڈھونڈھتے تھے اسد کو اسم حاشیہ لوح ورد ہے لوح کو مضبوط تھامے ہوئے
اندھیرے سے گھبرا رہا ہے ان ہاتھون کو ناتلاہے تلوار کو چرخ دیا بعد عرصہ دراز ایک صداے مہیب
آئی اُس صدا سے زمین تھرائی آندھی سیاہ اٹھی اس آندھی مین اسد کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ جھونکا ہوا کا
مجھکو اڑائے لئے جاتا ہے قدم نہین تھمتا موج ہوا سے پانون نہین جمتا تھوڑے عرصے کے بعد وہ آندھی
دفع ہوئی زمانہ روشن ہوا دیکھا ایک صحرائے ریگستان مین پڑا ہون وہ صحرا وہ سبزہ وہ نخل ہفت سر
سب معدوم ہوئے زمین و آسمان بدل گیا لوح کو دیکھا عنایت سے پروردگار کی بچ گئی مگر لوح پر تاریکی
حرفون پر نگاہ نہین ٹھہرتی مہرہ ضو نہین دیتا اسد سوچا قاعدے کے خلاف ہوا مہرخ و بہار و باغبان
ذکر کیا کرتے تھے کہ مرحلہ ہفت سر نہایت مشکل ہے سبزہ بیگانہ پر جا پڑے شاخون کا بھی سایہ پڑا آخر یہ انجام
ہوا توکلت علی اللہ مجبور و ناچار رنجیدہ بیقرار اُسی صحراے ریگستان مین ایک جانب چل نکلے بونڈلے گرد کے برائے
تعظیم اٹھنے لگے وہ ہوائے گرم چلی کہ جسم مین آبلے پڑے قدم اٹھانا دشوار صحراے ہول خیز مشعل کرہ
نار اسد کو یقین ہے کہ اس صحرا سے زندہ نہ نکلون گا ریتی کا میدان جنگل سنسان ریتی مین پانون
غرق ہوئے جاتے ہین غولان بیابانی راستہ بھٹکاتے ہین طائر کا جنگل مین نام نہین اگر کوئی آفت کا مارا
بھٹک کر آنکلا منہ کھولکر زمین پر گرا پر پرے جل گئے پڑا تڑپ رہا ہے ایک جانب درخت ببول کے
کانٹون کے انبار گرمی سے روح بیقرار ایک قدم بمشکل اٹھتا ہے دل بیٹھا جاتا ہے طائر روح قفس
جسم مین گھبرا رہا ہے اگر خس خانہ مژگان سے نگاہ نکلی مردمان چشم چھکنے لگے دن بھر اُسی صحراے
ہول خیز مین بے آب و دانہ گذرا جب ہو ٹھون پر جان آئی شعلہ جوالہ ماہ تابان آتش خانہ فلک پر نمایان
ہوا ستارے چنگاریان آسمان دھوان معلوم ہوتا ہے ایک مقام پر یہ شیر بیشہ صاحبقرانی لڑکھڑا

گرا رات بھر تب بادی ہوائے گرم پانی معدوم ریت کا دریا جوش مار رہا ہے دور سے پانی کا دہوکا ہوتا ہے
اس دہوپ مین بہت دوڑ دہوپ کی پانی کہین دستیاب نہ ہوا استادان سخنور نے تحریر فرمایا کہ تین شبانہ
روز اسد کو اسی صحرائے ریگستان مین بے آب و دانہ گذرے اس شب کو اسد نے تڑپ تڑپ کے
دعا کی اے رزاق مطلق تو رزق کا بندون کے ضامن ہے رزق رسانی پر قلب مطمئن ہی اس تیرے
بندے پر آج تین شبانہ روز گذرے بے آب و دانہ ہون اے رزاق رزق پہونچا یا حکم ہو ملک الموت کو کہ
قبض روح کرے اب کشاکش نہین اٹھتی نوبت بجان و کارد بر استخوان ہون مثل زلف پریشان ہون
رات بھر اسد نے دعا کی انھین کے غم مین گریبان سحر چاک ہوا تابش و حرارت بڑھی اسد گرتا پڑتا قریب
کوہ فلک شکوہ پہونچا آواز تسبیح خوانی کی کان مین آئی کوئی مرد خداپرست عبادت کر رہے ہین اسد
سختی اٹھا کر پہاڑ پر چڑھا گھاٹیون کو بمشکل طے کیا بالائے کوہ پہونچا ایک حجرہ سنگ مرمر کا پہاڑ پر بنا ہی جیسے
ہی اسد پہاڑ پر آیا ایک مرد بزرگ بصورت نورانی حجرے سے باہر آیا اسد نے سلام کیا اُن بزرگ نے
بمحبت و شفقت فرمایا اے آفتاب آسمان جود و سخا و اے فتاح طلسم ہوش ربا بڑی جفا و دکھائی ہم تین
دن سے تمھارے مشتاق ہین یہ تین راتین کہان بسر کین چہرۂ زیبا اتر گیا صدمات عظیم اوٹھائے ہم پہاڑ
سے تمھاری جستجو مین نہ اتر سکے ایک ایک لمحہ تمھاری جدائی مین پہاڑ تھا جو کچھ گذرا یہ تقدیر کا بگاڑ تھا بہت
جلد ہم تک پہونچے شکر ہے کہ راہ مین تم پر کوئی دست انداز نہ ہوا جس ہفت سر نے لوح کو سیاہ
کیا اس تیرہ بخت کے ملازم تمھاری تلاش مین نکلے ہین حافظ حقیقی نے حفاظت کی ایسے بہت سے
کلمات تسکین فرما کے اسد کو اپنے ساتھ حجرے مین لیکر آئے فوراً کاسہ شیر برنج آب سرد سامنے اسد کے
پیش کیا اسد حیران جمال و محو دیدار تھا کہ یہ کون بزرگ ہین مہر پدری کا مزا ملتا ہے جب اسد آب طعام
سے فارغ ہوئے تب اُن مرد مقدس نے فرمایا کہ اے طلسم کشا نام میرا ابرار عبادت گذار ہے ہر وقت
یاد پروردگار ہے بزرگان دین نے اس حقیر کو قطب طلسم ہوشربا قرار دیا ہے تمھاری نگہبانی کا حکم ملا اب تم پر
یہ سختی ہے کہ قاعدے کے خلاف ہوا جب عمل خوانی طے کرنا ہوگا ایک گوشے مین بیٹھکر عمل خوانی شروع
کیجیے ترک لذات و ترک حیوانات ضرور ہے کل امورات اسلئے خورد و نوش کا انتظام اپنے ہاتھ سے کرنا
ہوگا یہ جو لوگ دیے جاتے ہین دانائی یہ ہے کہ اپنے ہاتھ سے پیسے شاخ ہائے تر سلگا کر موافق اپنی خوراک
کے پکا لیجئے نوش فرما کر عمل خوانی مین مصروف ہو جیئے مین قریب آپ کے نہین ٹھہر سکتا اگر خدانخواستہ کوئی

افتادہ بندگی مین برائے خدمت گذاری حاضر ہونگا جسقدر میرا اختیار ہے بسر و چشم بجالاؤنگا جو احکام بزرگان
دین ہین اُنمین فرق ممکن نہین علاوہ ازین تم نبیرہ صاحبقران مجاہد راہ اسلام نظر کردہ بزرگان صاحبان
والا کے واسطے نزدل بلا بھی ضرور ہے بہت سختیان جھیل چکے اب دمبدم خوشی حاصل ہوگی تسکین دل ہوگی
ابرار عبادت گزار نے اسد کو بخوبی سمجھا کے تسبیح دی طریقۂ عمل خوانی تعلیم فرمائے اسد اُسی پہاڑ پر ایک
گوشے مین آکر بیٹھے بطریقہ مذکور عمل شروع کیا ہر روز بوقت سحر قطب صاحب تشریف لاتے ہین اسد
کو عمل خوانی مین پاتے ہین مرحبا کہکر پلٹ جاتے ہین تین ہفتہ کا حکم ہے ایک ہفتہ اسد نے اس
سختی مین کاٹا مشقت مین چہرہ اتر گیا اعضا مثل تار عنکبوت لب پر مُہر سکوت آٹھوین دن شب کو
بیٹھے ہوئے عمل پڑھ رہے تھے دیکھا صحرا سے گرد اڑی بنگاہ غور دیکھا ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ نے
آکر بارگاہ زیر کوہ استادکی باغبان و معمار نے لشکر کو طریقے سے آراستہ کیا ملکہ مہ جبین بھی تخت پر جلوہ
فرما ہین دوسری جانب سے بھی گرد اُڑی دیکھا افراسیاب بقہر و غضب تمام آکر پہونچا لشکر حیرت
بھی ہمراہ ہے سحر کرتا ہوا لشکر مہرخ پر جا پڑا اسد نے دیکھا سب سردار زخمی ہوئے عجب فرار پر قرار کیا
مہ جبین کو تنہا چھوڑ کر بھاگے افراسیاب نے جاکر مہ جبین کو گرفتار کیا کشان کشان لے چلا
مہ جبین نے فریاد کی اے شہریار مجھے بچائیے یہ ظالم مجھکو گرفتار کرکے لئے جاتا ہے سب سردارون نے
میرا ساتھ چھوڑا کیا آپ نے بھی محبت سے منہ موڑا اسد فریاد مہ جبین کی سنکر بیقرار ہوگیا قبضے پر ہاتھ ڈالکر
اٹھا آواز دی خبردار ادبیا کہان جاتا ہے جیسے ہی اسد نعرہ کرکے اٹھا ایک قہقہے کی آواز آئی کسی نے کہا
وہ مارا اسد نے مہ جبین و افراسیاب کو نہ پایا تسبیح ہاتھ سے چھوٹی بیہوش ہوکے گرا صبحکو قطب صاحب
تشریف لائے دیکھا اسد بیہوش پڑے ہین کف منہ سے جاری قریب ہے کہ روح جسم سے نکل جائے
ابرار گھبرا گئے پانی کے چھینٹے دئیے کچھ اسمائے الٰہی پڑھے اسد کو بمشکل ہوش آیا آپ نے فرمایا ای نور نظر
یہ کیا غضب کیا موکلون نے تمکو دھوکا دیا ہم زیادہ نہین کر سکتے بانیان طلسم کی مخالفت ہی اتنا عمل
خوانی مین جو معرکہ پیش آئے اسکو نمود بے بود طلسمی سمجھو کسی بات مین دخل نہ دو یہ نہ سمجھے کجا لشکر
ظفر اثر کجا افراسیاب بدسیر یہ سب شعبدہ تھا اپنے دل کو قابو مین رکھو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے
مشقت ایک ہفتے کی ضایع ہوئی پھر اب روز اول ہے اس خیال مین یہ عبد ذلیل بھی بہت بیکل ہے لیکن
تمہارے قریب نہین بیٹھ سکتا اسد یہ سنکر بہت محجوب ہوا کہا حضور ذلت ناموس نہ دیکھی گئی مجبور ہوکے

بول اُٹھا آپ ایسا استاد سر پر موجود تھا ورنہ زندگی دشوار تھی ابرار نے بخوبی تعلیم کرکے اسد کو عمل شروع کرایا حقیقت میں روز اول ہے اپنے ہاتھ سے پیسا روٹی کا تاشا خہاے نخل کا جلانا تھا کا شاق ہوتا ہے لیکن کیا کریں خود کردہ را درمان نیست سوچے کہ اے اسد یہ شیوہ جرأت ہے جو سختی پڑے اُسکو آسان سمجھو کئی مرتبہ اسی طرح اسد نامدار نے دہوکے کہائے عمل ترک ہوا پھر سرے سے شروع کرنا پڑا کئی مہینے اسد کو اسی مقام پر گذر رے جب یہ دھوکا کہاتے تھے ابرار صاحب تشریف لاتے تھے اسد کو اگر اُٹھاتے تھے کہتے تھے اے نور نظر تمہاری جرأت سے سراسر خلاف ہے کہ عمل کو تمام نہیں کر سکے مجھکو ہر روز خوف رہتا ہے کوئی خرابی نہ واقع ہو یہ بھی تمکو خبر دیتے ہیں کہ افراسیاب با فوج قاہرہ مقابلے میں تمہارے سردار دین کے پہونچ گیا قیامتین برپا کر رہا ہے عرصہ ہوتے ہیں سراسر خرابی ہے اسکی مرتبہ بخضوع و خشوع عمل خوانی شروع کی عجائب و غرائب نظر آنے لگے اسد نے عمل موقوف کیا آخر شبکو جو آفت برپا ہے کبھی دیکھا کوئی بدیع الزمان کو قتل کرتا ہے کبھی غضنفر کو زیر تیغ دیکھا کبھی ملکہ مہ جبین والاان خولقبا پر آفت دیکھی کبھی دیکھا کہ امواج قطرہ زن دریا میں ڈوبا جاتی ہے صدائے فریاد آتی ہے اے شہریار بچائیے لشکر تباہ ہوتا ہے اسد نے بموجب ارشاد استاد خوب سمجھ لیا کہ یہ سوگل دہوکا دیتے ہیں پڑھنا موقوف نکیا بوقت سحر ابرار عبادت گزار تشریف لائے فرمایا اسے شیر بیشہ صاحبقرانی ماشاءاللہ آپنے بڑی تکلیف سے عمل کو ختم کیا بحکم صانع شمس و قمر لوح روشن ہوئی اسد نے لوح کو ملاحظہ کیا صاف تحریر تھا کہ اے شاح طلسم داے سیاہ این عجائبات جسوقت دوبارہ لوح روشن ہو اپنے کو مرحلہ ہفت سر پر پہونچاؤ اوس مقام سخت پر جب گذر ہو ایک ایک قدم پر لوح کو ملاحظہ کرنا اگر ابکی کوئی امر خلاف واقع ہوا لوح قبضے سے نکل جاوے گی جانبر نہ ہو گی اسد نے شکر یہ پروردگار ادا کیا سلاح جسم پر آراستہ کیے زاہد صاحب سے رخصت ہوئے قطب صاحب نے فرمایا بسم اللہ پروردگار تمکو مظفر و منصور کرے رنج و ملال سے دور کرے ہم بھی وقت پر آ پہنچینگے اسد زیر کوہ آئے دیکھا ایک مرکب زیر کوہ موجود ہے سمجھے یہ عنایت معبود ہے سوار ہو کر لوح کو دیکھتے ہوئے چلے اب وہ صحرائے ریگستان بھی نہ ملا سامنے اُسی قصر آہن کے پہونچے درختوں پر ہزارہا زاغ سیاہ بیٹھے تھے صدائے ہیہات و افسوس بلند کرنے لگے درختوں سے اڑنے یکایک دروازہ قصر آہن کا کھلا دو ظلم زدہ بت داڑھوں والے دیو مہیب بشکل عجیب پیدا ہوا چہرے جنگ ہاتھ میں اسد پر مثل شعلہ جوالہ جا پڑا

ایک ہاتھ سے گرز دوسرے سے تلوار ایک ہاتھ سے نیزہ و تیر وغیرہ کا وار کیا اسد نے تیغ برق مثال نیام
انتقام سے کھینچا گرز قلم کیا سنان نیزہ کو اڑایا بجھ حربے سپر پر روکے ہفت سر نے ایک چیخ ماری قصر سے
زنگیان آدم خوار نکلنے لگے اسد پر سب حملہ آور ہوئے اسد نامدار شیرانہ زنگیوں سے لڑ رہا ہے کئی سو
زنگی قتل ہوئے لاشہ کسی کا معلوم نہین ہوتا اب اسد نے حکم کے بموجب لوح کو گردش دی زنگی نابینا ہو کر
سامنے سے بھاگے اب اسد ان آفتون کو جھیل کر قریب ہفت سر پہونچے لوح کو دیکھکر ہفت سر
گھبرایا مگر برس پڑا اسد وار روک رہا ہے ایک مقام پر لوح کو روبرو کر کے ہاتھ مارا دو سر اوس کے قلم ہوئے
پرنالہ خون کا جاری ہوا قطرات خون جو زمین پر گرے گرگ و خرس وغیرہ پیدا ہوئے اسد نے لوح کو
گردش دی خرس وغیرہ معدوم ہوئے عجب طرح کا ہنگامہ ہے اسد ایسے شیر دل کا قلب تھرا رہا ہے
لوح نے یہ خبر دی کہ ایک ہاتھ مین ساتون سر قلم ہون تب یہ بلائین معدوم ہون اسد حیران ہے کہ کیونکر
اس عفریت کے سر تک ہاتھ پہونچے آسمان سے نعرہ ہوا آواز آئی اے شیر بیشہ جرأت وائے آفتاب
آسمان ہمت اسم حاشیہ لوح ورد زبان کرو برکت اسمائے الٰہی سے ہاتھ سر تک پہونچے گا اسد نے سر اٹھا
کر ابرار عبادت گزار کو دیکھا ہوشیار کر کے اسد کو نکل گئے ہفت سر نے چاہا اُن بزرگ پر جا پڑون غصہ
مین آواز دی او بیرزن کیمر تو نے طلسم کشا سے ساز کیا چاہا جست کر کے بلند ہون اسد قریب پہونچ
چکے تھے اسم حاشیہ پڑھکر ہاتھ مارا برکت اسم سے تیغ بالائے سر ہفت سر پہونچا ساتون سر اڑ گئے
جیسے ہی ہر کر زمین پر گرا آندھی سیاہ اٹھی صدائے مہیب آئی چہار جانب سے اسد پر تیغہائے فولادی
گر رہے تھے اسو قت اسد ہمہ تن چشم بنا تھا لوح کو گردش اپنے کو بچانے کی کوشش تحمل حلم
رہے تھے زمین سے شعلہ ہائے آتش نکل رہے ہین بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من ہفت سر
جادو بود دہ قلعہ آہن ساختہ ساحران پرفن غائب ہوا چند قصر شکستہ باقی رہے اسد
نے آکر ایک قصر کلان کا قفل توڑا دیکھا ایک تخت شکستہ اُس پر ایک شہزادی سر کے بال سفید
گرد صد ہا نازنینان مہ جبین حیران و پریشان مسلسل و مطوق ناخن وغیرہ بڑھے ہوئے بیٹھی ہے
جیسے ہی اسد آئے وہ شہزادی زنجیر سنبھال کر برائے تعظیم اُٹھی آنکھون سے آنسو بہتے ہوئے سلام کیا
بیقرار ہو کر کہا اے شہریار آپکا غلام لاچین خیر و عافیت سے ہے تمکرامون کی قید سے حضور نے رہا کیا
اسد نے لوح کا عکس ڈالا زنجیرین جسم سے کٹ کر گرین اسد نے کہا ای ملکۂ عالم آپ کا نام نامی کیا ہے

لوح کو مین نے ملاحظہ کیا ثابت تو ہو چکا لیکن اپنی زبان سے نام نامی و اسم گرامی فرمایئے کچھ کلام کیجیے
شہزادی نے حجاب سے سر جھکا لیا ساتھ والیون نے دست بستہ عرض کیا اے شہریار خاتون خلق شہنشاہ
لاچین والا تمکین ملکہ بلقیس ثانی ہین افراسیاب نے نمک حرامی کر کے اس مقام پر قید کیا تھا
اب اسد غازی نے سب کنیزون کو بھی رہا کیا ساٹھ ہزار کنیزین مصاحبان عالی مقام اون پنجہ قید سے چھٹین
ملکہ بلقیس ثانی نے سب کو رہا کیا کوٹھے کھلوائے تخت طاؤسی ایک قصر سے نکلا دنگل ہائے زربفتی
اوسی قصر مین تھے تخت بچھایا ملکہ بلقیس ثانی کو اسد بن کرب غازی نے تخت پر بٹھایا خود دنگل
یاقوت نگار پر جلوہ فرما ہوے گرداگرد انیسان ہمراز و مصاحبان دمساز آگر بیٹھین ہنگامہ عیش و نشاط
گرم ہوا ملکہ بلقیس ثانی کی رہائی کی خبر مشہور ہوئی جو جو تاجدار زمیندار و راجہ و ناظم یہان سے قریب
تھے آکر حاضر ہوے ملکہ بلقیس نے ایک ایک کو بہ خلعت سرفراز کیا اسد نامدار سے عرض کی
حضور نے طلسم باطن مین داخلہ کیا آپ کے لشکر پر افراسیاب نے قیامت برپا کی ہو گی اب جلد
سامان سفر تیار ہو کارگذاران شاہی نے ایک ہفتے مین سب طرح کا سامان آراستہ کیا تین لاکھ
ساحر و غیر ساحر جمع ہو گئے اس شوکت و شان سے اسد نامدار ملکہ بلقیس ثانی کو تخت پر سوار
کر کے طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوے قصر ہفت سر سے دو منزلین طے کی تھین کہ آسمان سے گرد ابر
سیاہ ظاہر ہوا دولاب جادو ہمشیرہ ہفت سر اپنے بھائی کے قتل کی خبر سنکر آ پڑی آتے ہی
چار لاکھ ساحر سحر کرنے لگے اسد غازی نے قبضے پر ہاتھ رکھا ملکہ بلقیس ثانی نے کہا اے شہریار
اب آپ تکلیف نکرین مین اس نمک حرام سے سمجھ لونگی دولاب نے دو تین حربے سحر کے ایسے کیے
کہ آندھی سیاہ اُٹھی کئی ہزار ہمراہیان اسد سر ٹکرا کر مرے ملکہ بلقیس ثانی نے ایک دستک دی
کہ آندھی سیاہ موقوف ہوئی سحر ملکہ بلقیس ثانی کی ہوا بندھی برابر تخت کے طاؤس زرین بال آراست
کیا اوسپر سوار ہو کے لشکر دولاب پر جا پڑین سحر کر کے آگ برسادی ساٹھ ہزار ہمراہیان
دولاب فی النار ہوے دولاب کو بڑھ کر للکارا او نمک حرام اب آگے نہ بڑھنا قدمونکو طلسم کشا
کے بوسہ دے اب وقت قتل افراسیاب قریب ہے دولاب نے بڑھکر ملکہ بلقیس پر سحر کیا
تلوارین برسنے لگین ملکہ بلقیس نے سپر کاغذی سر پر آراستہ کی اوسی سپر پر تلوارین گر کے ٹوٹین بجلی
شکست بھی تھی سحر دفع کرتی ہوئی قریب دولاب پہونچین اسنے تیغہ سحر کا وار کیا ملکہ بلقیس

نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کے پھینکدی غصے مین ایک طمانچہ مار دیا سر دولاب کا اڑ گیا لاشہ
زمین پر تڑپا آواز آئی کشتی مرا نام من دولاب جادو ہمشیرۂ ہفت سر بود افسوس مردیم و جان
دادیم وبہ مطلب خود نرسیدم ساتھ والون نے فریاد کی ملکہ بلقیس ثانی سے قدمبوس ہوے
ایک دن اُسی مقام پر مقام کیا اسی طرح اکثر ساحران دربند آ کے سد راہ ہوے ہاتھ سے ملکہ بلقیس
کے مارے گئے جو ضلع راہ مین ملا اسکو ملکہ بلقیس نے فتح کیا بعض بادشاہ خبر آمد ملکہ سنکر حاضر
ہوے ملکہ بلقیس نے سرفراز کیا جسنے سرکشی کی واصل جہنم ہوا جنگ کرتی ہوئی ملکہ بلقیس مع
طلسم کشا سمت لشکر ملکہ مہرخ سحر چشم جاتی ہین یہان شہنشاہ لاچین والا تمکین و جملہ سرداران جانباز
و سر فروش یاد مین اپنے آقاے نامدار کی بیقرار ہین کہ افراسیاب مع آفات چہار دست
و نقابدار سیہ پوش و چالیس جوانان رویین تن و با لشکر بیحساب مقابلہ لشکر اسلام مین آکر پہونچا
آمد افراسیاب دیکھکر سب گھبرا گئے افراسیاب نے آتے ہی شب کو طبل جنگی بجوادیا شہنشاہ
لاچین نے بھی حکم دیا تیاریان ہونے لگین بوقت سحر دونون لشکر میدان کارزار مین آکر جمے لکھا ہے
کہ جب افراسیاب میدان کارزار مین آیا جس سردار نے مقابلہ کیا ہاتھ سے افراسیاب کے
مارا گیا دوپہر کامل افراسیاب نے میدانداری کی بعدہ وال آفات چہار دست نکلی پانچ سردار
اسکے بھی ہاتھ سے سیار گلشن جنان ہوے بس غصے مین شہنشاہ لاچین خوش آئین
جا پڑے آفات چہار دست کے سحر روک کے ایک طمانچہ مارا کہ آفات چہار دست منہ کے
بھل زمین پر گری آواز دی اے نقابدار سیہ پوش مجھے اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے نقابدار
نے حکم جنگ مغلوب دیا چالیس جوان رویین تن جو آگر گرے ہزار ون کو قتل کیا اُنپر کوئی حربہ سحر و غیر
سحر تاثیر نہین کرتا یہی حال نقابدار سیہ پوش کا ہے کہ جب کوئی مثل شہنشاہ لاچین و کوکب
و جہاندار کے جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار غائب ہو جاتا ہے کسی کا حربہ اسکے جسم پر نہین
پڑتا سحر کسی کا تاثیر نہین کرتا اسی وجہ سے بہت سے سرداران نامی ساحر و غیر ساحر اسکے ہاتھ
سے سیار گلشن جنان ہوے شہنشاہ لاچین نے اِس لڑائی مین آفات چہار دست و
افراسیاب کو زخمی کیا نقابدار سیہ پوش کا کوئی کچھ نکر سکا دن بھر مین ستھراؤ کر دیا لاشہ ہاے
سرداران ملکہ مہرخ سے میدان کارزار بھر دیا آخر شام کو ملکہ مہ جبین الماس پوش نے لاچین

سے صلاح کرکے طبل بازگشت بجوایا خستہ و پریشان لشکر کو لیکر واپس ہوئے نقابدار سیہ پوش کو گیا ہی کہ
ایک کو زندہ نچھوڑیگا اب ملکہ مہرخ سحر چشم کو انتہا کا تردد ہے کہ دیکھیں اسکے ہاتھ سے کیونکر بچیں جس
روز یہ معرکہ درپیش ہوا کر طبل بجوا کر شہنشاہ لاچین وغیرہ واپس ہوئے ملکہ لعل سخندان و مواج
قطرہ زن و ملکہ بہار گلعذار و باغبان قدرت آکر پہونچے مژدہ حصول لوح طلسم سنایا ملکہ بہار
نے کہا یہ بھی خبر دریافت ہوئی کہ مقام ہفت سر پر کچھ افتاد پڑی نہین معلوم طلسم کشا پر کیا گذری ہم
تھا کہ لشکر افراسیاب سے صدائے طبل جنگ بلند ہوئی چرند و پرند دوڑے ہوئے آئے ہاتھ اٹھا کر دعا
و ثنائے بادشاہی بجالائے قطعہ الٰہی بخت تو بیدار باد؛ تراد دولت ہمیشہ یار باد؛ گل اقبال تو دائم
شگفتہ؛ بچشم دشمنانت خار باد؛ نقابدار سیہ پوش نے پھر طبل جنگی بجوایا باقی سب خیریت
ہے یہ سنکر شہنشاہ لاچین والا تمکین نے بھی حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید
ربانی طبل جنگی بجے آج لشکر ملکہ مہرخ مین سب کو ہراس ہے طور جنگ نقابدار دیکھکر
ہر ایک کو یقین مرگ ہے قاسم و بدیع الزمان و نورالدہر و غضنفر کو شہنشاہ لاچین چاہتے
ہین پردۂ چشم مین مخفی کوین یہ شیران دشت نبرد ضرور حریف پر جا پڑینگے اگر انپر کوئی چشم زخم
پہونچا طلسم کشا کو کیا منہ دکھائینگے رات بھر دریائے لشکر مین تلاطم رہا بوقت سحر دونون لشکر میدان
کارزار مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیب نقابت کرکے ہٹے سب سے پہلے افراسیاب جادو میدان
کارزار مین نکلا آواز دی اے فرقۂ خداپرستان یہ تو ظاہر ہے کہ طلسم ہوشربا فتح ہوتا ہے قتل
مہرخ کی خبر مجھکو دریافت ہوئی مہبوت فیلزور مارا گیا حجرۂ ہفتم پر لوح بیکار ہوئی شاید کسی طرح سے
طلسم کشا بچا تو اس ملک مین اکیلا رہجائیگا تم سب کا تو آج خاتمہ کردونگا جسکو تمنائے مرگ کی ہو وہ
نکلے ملک جہاندار شاہ بادشاہ گلریز نے بڑھکر ملکہ مہجبین الماس پوش سے اجازت
لی افراسیاب کا مقابلہ کیا خوب سحر آزمائی ہوئے لکۂ ابر ہفت رنگ جو سر پر افراسیاب
کے سایہ فگن رہتا ہے زمانہ مقابلۂ ملک اطلس مین تحریر کرچکا ہون کہ نقابدار سرخ پوش
کے ہاتھ سے تلوار تنگ شکل عمرش کے مارا گیا تھا اسدن سے یہ غائب ہوا افراسیاب نے دیکھا کہ
جہاندار کسی سحر مین کمی نہین کرتا تو غصے مین لکۂ ابر سیاہ کو اشارہ کردیا وہ ابر سیاہ جہاندار پر
گرا یہ اسمین مخفی ہوا تمام صحرا تاریک ہوگیا لاچین بیتاب ہوکر لصد شد و مد اُس ابر پر آفتاب بنکر گرا

ابر کے ٹکڑے اڑا دیے ایک زنگی سیاہ رو اُس ابر مین تھا اُسکو شہنشاہ لاچین نے مارا جب اُسکا
سر لیکر نکلا تو ملک جہاندار نے اُس بلا سے نجات پائی لاچین وافراسیاب سے مقابلہ ہوا لاچین نے
افراسیاب کو بھی زخمی کیا ملکہ حیرت نے آواز دی اے نقابدار سیہ پوش شہنشاہ کو بچانا بس
نقابدار سیہ پوش بصد جوش خروش شہنشاہ لاچین پر جا پڑا لاچین نے رستمانہ اُس سے مقابلہ کیا
کئی ہاتھ تلوار کے مارے نقابدار پر تاثیر نہوئی نقابدار نے جو ہاتھ مارا سر شہنشاہ لاچین کا زخمی ہوا
جسنے نقابدار سے مقابلہ کیا یا تو زخمی ہوا یا مارا گیا کوکب روشنضمیر نے ایسے ایسے وار کیے کہ
طبقات زمین ہلا دیے آخر زخمدار ہو کر ہٹے جوانان روئین تن نے بہار و باغبان و اسرار وغیرہ
کو زخمی کیا یہ وہ سرداران نامی زخمی ہوے کہ جنکا مثل ممکن نہین ہے جوانان روئین تن کے جو مقابلے
مین گیا قتل ہوا ملکہ بہار وغیرہ نے بڑی جستجو سے اپنے کو بچایا ورنہ اُنکا جسنے مقابلہ کیا وہ مارا گیا ہاتھ
سے نقابدار و جوانان روئین تن کے سب ساحران نامی و شاہان گرامی زخمی ہوے ہر چند اپنے کو
بچاتے تھے اُن ظالمونکے ہاتھ سے مہلت نپاتے تھے اب ملکہ مہرخ کو یاس ہوئی کہ فتح ہونا دشوار
ہے یہ کد و کاوش بیکار ہے شہنشاہ لاچین زخمدار و بیقرار سامنے تخت ملکہ مہ جبین کے آگے
دلآرام وزیرزادی سے کہا ای خیرخواہ دولت شہنشاہ لشکر اسلام ملکہ مہ جبین کو نکال لیجاؤ اب
افراسیاب در پے آزار ہے یہی قصد کر رہا ہے کہ بادشاہ لشکر اسلام کو گرفتار کرون خدانخواستہ اگر
مہ جبین پر دشمنونکا قبضہ ہوا اسد کو کیا منہ دکھائینگے افسوس آج شکست فاش ہوئی ہر ایک کو جان بچانیکی
تلاش ہوئی اہالیان لشکر سپاہی افسر سب جانباز و سر فروش ہین ایک ایک کے نشہ بادۂ جرأت کے
جوش ہین میدان کارزار سے قدم نہین ہٹا ہتھیلی پر سر لئے موجود ہین یہانتک کلمات حسرت آیات
لاچین نے کہے سبکو یقین کامل ہوا کہ اب شکست فاش ہوئی لاچین ایسا جلیل ایسی باتین کر رہا ہے
ابتو سب نے ملکر دست دعا بلند کیے پکار رہے ہین اے معبود بے نیاز اے رب کارساز اس بیکسی مین سوائے تیرے
کس سے عرض کرین دشمنون کے ہاتھ سے بچالے بلائے آسمانی سے نجات دے اس طرح ملکر جو سجدۂ دعا
کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بقدرت سبحان لم یزل گرد عظیم صحرا سے اُٹھی کہ روے آفتاب مخفی ہو گیا سب
اُسی جانب دیکھنے لگے دامن گرد شگافتہ ہوا آگے آگے سات سو علم زرنگار کے پھریرے کھلے ہوے
علمہاے جواہر نگار حسین و جمیل علمدار نشان آمد لشکر جو چمکا بعد گذرنے علمدارونکے اسباب جاہ و

حشم ان سب کے بعد دیکھا کہ تازمیدان جانبازی اسد بن کرب غازی پشت مرکب بادرفتار پر تخت
طاؤسی پر بصد شوکت وحشمت ملکہ بلقیس ثانی گرد چار سو شہزادیان پشت پر سات لاکھ ساحر وغیرہ
اس شوکت وشان سے نمایان ہوئے دشمن مثل آئینہ حیران ہوئے شوکت اسد دیکھکر افراسیاب
گھبرا گیا بیغیرت کو پسینہ آگیا لاچین نے جو ملکہ بلقیس کو بعد عرصہ دراز دیکھا قریب تھا کہ روح قالب سے
نکل جائے جھپٹ کر قریب آیا پایۂ تخت پر ہاتھ رکھدیا پوچھا اے شہنشاہ خوبی واے رنگ و
بوے گل حدیقۂ محبوبی آج روز عید ہے کیا وقت سعید ہے کہ نظارۂ جمال جہان آرا سے مشرف ہوا
ملکہ کی آنکھون سے بے اختیار آنسو جاری ہوے دونون ملکر اسقدر روئے کہ شدت گریہ سے ابر نیسان دیدہ
کے ابر منفعل ہوا قریب آکر اسد نے فرمایا اے شہنشاہ بس اب تمہارا حال مصیبت مآل دیکھکر
کلیجہ شق ہوتا ہے دیکھو ہر ایک خورد وکلان روتا ہے پروردگار نے اپنا فضل شریک کیا دن ہجر کے بسر کر
صبح وصال ظاہر ہوئی لاچین نے کہا اے شہریار آج لشکر کا خاتمہ ہے افراسیاب آفات
ونقابدار وچالیس جوانان رویین تن لیکر آیا ہے سات میدان داریان ہوئین کسی کا پنجہ
نقابدار پر قابض نہین ہوتا سحر بھی اسپر تاثیر نہین کرتا نورالدہر کے گلے مین حرز ہیکل ہے ماشاء اللہ
خوب خوب لڑے انتہا کے معرکے پڑے عین وقت پر حضور کو خدا نے بھیجا اب آپ نقابدار کی فکر
کرین اگر حضور نقابدار پر غالب آئے آج ہی قتل افراسیاب کا سامان ہو جائیگا ہم زن وشوہر ساحرون
سے سمجھ لینگے کل لشکر کو شکست دینگے اسد بڑھتے ہوئے طرف نقابدار کے چلے جوانان رویین تن
پر ملکہ بلقیس جا پڑین اور ہزارون ساحرون کو ملکہ نے مارا ان جوانون پر سحر نے تاثیر نہ کی نقابدار
کے قریب اسد پہونچے اسپر ہاتھ مارا نظر سے اسد کی نقابدار غائب ہو گیا جب مقابلہ
اسد مین آتا ہے تلوار چمکاتا ہے اسد روک کر ہاتھ مارتے ہین وہ زیر شمشیر سے غائب ہو کر دس قدم آگے
ظاہر ہوتا ہے یہ معرکہ جو ملکہ بلقیس نے دیکھا خود نقابدار پر جا پڑین کئی گرز مارے سینے پر اچٹ کے گئے
ایکطرف نورالدہر بسبب حرز ہیکل کے مجمع ساحران مین لڑ رہے ہین پرے درہم وبرہم کر دیے
نقابدار کسی کے ہاتھ سے زخم نہین کھاتا مثل نگاہ نظرون سے غائب ہوجاتا ہے بدیع الزمان و
قاسم بھی خوب لڑے مگر جب سحر مین مبتلا ہوتے ہین بہار وغیرہ سحر دفع کر دیتی ہین آج میدان کا زلزلہ
مین غضنفر نے زمین ہلا دی نقابدار کے ہاتھ سے اسکے بھی قزاق قتل ہوے بدیع وقاسم ونورالدہر وغیرہ

بھی انتہا کے زخمی ہوے قدم اٹھانا میدان کارزار سے مشکل تھا افراسیاب غصے مین اسد نامدار
پر جا پڑا بہت سحر کیے اسد نے لوح چمکائی اوپر سے ہاتھ مارا سر افراسیاب نے زخمی ہوا لوٹ مار کر بھاگا آفاق
بھی زخمی ہوئی نقابدار زخم نہین کھاتا کسی کی نگاہ مین ہیچ تا شام تک اسی طرح تلوار چلی بلقیس نے
حیرت کو ایک طمانچہ مارا تخت سے کود کر حیرت بھاگی ملکہ بلقیس نے اسد سے کہا اے
شہریار نقابدار پر سحر تاثیر نہین کرتا ہم تو مجبور ہوے آپ اہالیان لشکر کو بچایے ورنہ سب سردار
قتل ہو جاینگے یہ سر فروش قدم میدان کارزار سے نہ ہٹاینگے بمجبوری افراسیاب نے طبل بازگشت
بجوایا نقابدار کو لیکر پلٹا الگ ایک بارگاہ مین آکر نقابدار و آفات فروکش ہوے جاتے وقت افراسیاب
کہہ گیا کہ ابکی مرتبہ جو میدان کارزار مین آونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا چونکہ افراسیاب و آفات
بھی زخمی تھے اس وجہ سے ایک ہفتے کی مہلت دی یہان شہنشاہ لاچین وغیرہ انتہا کے زخمدار بیقرار
واپس آکے ہر چند کہ طلسم کشا و ملکہ بلقیس کے آنے کی بڑی خوشی ہوئی لیکن نقابدار کے ہاتھون سے
ایسے صدمات پہونچے اور اسنے اسد کے ہاتھ سے بھی شکست نپائی اسکا بڑا انتشار ہے کہ آخر نقابدار کا
کس طرح خاتمہ ہو خواجہ عمرو و برق و جانسوز و ضرغام وغیرہ بھی حاضر ہین لاچین نے یہ بھی پکار کر
کہدیا کہ خواجہ یہ خیال ضرور رہے کہ ان جوانان رو ئین تن و نقابدار پر عیاری کرنیکا ارادہ نکرنا بیہوشی
سے کچھ نہو گا قران نے کہا اے شہنشاہ لاچین انشاء اللہ اسی پر عیاری ہوگی یہ کہکے قران و برق
وغیرہ الگ الگ فکر عیاری مین روانہ ہوے خواجہ عمرو بصورت مبدل قریب بارگاہ نقابدار
آکے دیکھا کہ پردہ بارگاہ کا اٹھا ہوا ہے نقابدار آفات کو پہلو مین لیے بیٹھا ہے شرابخواری
کر رہا ہے چالیسون جوانان روئین تن کنیزون کے ساتھ مصروف اختلاط ہین نقابدار نہایت
بیباک آفات سے باتین محبت آمیز کر رہا ہے کبھی گود مین بٹھا لیتا ہے آفات کے دس بیس نازنین غلام
بیرون بارگاہ کھڑے ہین شراب کا اہتمام کر رہے ہین خواجہ بشکل خدمتگار قریب بارگاہ آئے غلامان
افراسیاب انتظام شراب کر رہے ہین بتلے لاکر بارگاہ مین پہونچاتے ہین عمرو نے بڑھکر
شراکت کی پیپے کا منہ کھولکر بیہوشی ملائی آپ بشکل کنیز اندر آیا وہی شراب صرف ہونے لگی
جیسے ہی جوانان رو ئین تن نے دو دو جام پیے آفات قرابے کے قرابے چڑھا رہی ہے نقابدار کو آفات
نے ناندا بھر کر پلائی آفات تو جھوم کر گری نقابدار و جوانان روئین تن بھی بیہوش ہوے عمرو

نعرہ کرکے چلاکہ آفات و نقابدار کو قتل کرون ایک زنگی سیاہ وہان ہان کرتا ہوا زمین سے نکلا عمرو کا
ہاتھ تھام لیا نقابدار و آفات کو بیدار کر دیا ہنگامہ ہوا عمرو گرفتار ہوا افراسیاب و حیرت وغیرہ
ہکو سنکر بارگاہ سے نکل آئے غلام زنگی عمرو کو کشان کشان لیکر چلا یہان یہ خبر ہرکارون نے بارگاہ لاجین
مین پہونچائی کہ خواجہ عمرو گرفتار ہوگئے نقابدار نے حکم قتل دیا ہے افراسیاب بھی بیرون بارگاہ آگیا
جلاد طلب ہوا ہے یہ سنکر جملہ سرداران لشکر اسلام آمادۂ مرگ ہوکر بارگاہ سے نکل آئے سب نے دیکھا خواجہ
کو ایک زنگی لئے جاتا ہے نقابدار و آفات شراب بارگاہ مین پی رہے ہین چالیسون جوان بھی اسی بارگاہ
مین ہین لاجین وغیرہ نے قصد کیا کہ جا پڑین عمرو کو رہا کرین یا جان دین اسد نامدار و نور الدہر
و بدیع الزمان و قاسم و غضنفر وغیرہ گھبرائے ہوے نکلے اسد نے حکم دیا مرکب ہمارا جلد آراستہ
کرو خدانخواستہ اگر خواجہ قتل ہوگئے ہین منہ دکھانیکے لائق نہ ہونگا سب سرداروں نے قصد کیا کہ سوار
ہون بہار وغیرہ نے اسباب سحر ہاتھ مین لئے کوکب و جہاندار و مکار و باغبان بھی کہہ رہے ہین کہ
خواجہ عمرو کو زنگی لئے جاتا ہے افراسیاب نے جلاد طلب کیا ہے لشکر کفار مین ہر ایک کا یہی قول ہے
یارو جلد عمرو کو قتل کرو غضب کیا کہ نقابدار پر عیاری کی یکایک سب نے دیکھا بارگاہ نقابدار سے سو قدم
پیچھے ہٹکر مہتر برق فرنگی زمین سے نکلا آواز دی اے سرداران جانباز قریب لشکر افراسیاب
آنیکا ارادہ نکرنا خلیفہ مہتر قران نامدار اپنا کام کرچکے یہ کہکے برق ایک جانب بھاگا ایک خلیفہ ہاتھ مین
تھا اسکو زمین پر پھینکا بلبلاتا ہوا جاتا ہے جانب غلام زنگی عمرو کو لئے ہوے جاتا ہے وہانکی زمین شق ہوئی
قران زمین گیر وہین اٹھا ہوا نکلا ایک بغدہ زنگی کو مارا زنگی کا سر پھٹا خواجہ رہا ہوے برق نے نقب
مین آگ لگادی مہتر قران نے ایک ہفتے مین گرد بارگاہ نقب لگائی تھی طبقہ زمین کا اڑکر آسمان پر
پہونچا مع نقابدار و آفات و جوانان روئین تن اڑکر آسمان پر پہونچے قران و عمرو و برق بھاگکر
دور نکل گئے اسی ہنگامے مین شہنشاہ لاجین خوش آئین و شہنشاہ کوکب روشن ضمیر
ملک جہاندار شاد و اسد غازی و شہزادہ بدیع الزمان و شہزادہ نور الدہر
و شہزادہ غضنفر بن اسد وغیرہ لشکر کفار پر جا پڑے کئی لاکھ ساحر وغیر ساحر صدمۂ نقب سے
ہلاک ہوے ملکہ بلقیس ثانی نے اسد غازی کو ترغیب دی کہ اے شہریار ایسے ہنگامے مین
افراسیاب جادو کو مار لیجئے حقیقت مین جب نقب اڑی بعد عرصہ دراز آواز آئی گشتی مرا نام من

آفات چہار دست و نقا بدار سیہ پوش بود افسوس مردیم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم
افراسیاب جادو کے ہوش اڑ گئے گھبرا گیا قلب تھرا گیا ملکہ حیرت جادو پیٹنے لگی صرصر شمشیر زن
و صبا رفتار نے بڑھکر اُسی ہنگامے مین افراسیاب کو خبر دی کہ ای شہنشاہ اسوقت
حضور کا لڑنا مناسب نہین اسد غازی کو سب سردار ہمراہ لیکر آپڑے لاکھون ساحر مارے گئے تمام
شاہان دربند لاچین و ملکہ بلقیس ثانی کو دیکھکر بھاگے جاتے ہین کئی بادشاہون نے شہنشاہ لاچین
کی قدمبوسی کی اسد نے انکی خطا معاف کرائی ہر ایک کا اسوقت بھی یہی قول ہے کہ اب شہنشاہ کا بچنا
دشوار ہے یہ سنکر افراسیاب نے چند گولے لشکر لاچین پر مارے کئی لاکھ ساحر ہلاک ہوے آندھی
سیاہ اٹھی اول تو مرنے کی آفات چہار دست کے علامت رہا ہے ادہر افراسیاب جادو نے
اسطرح کے سحر کیے بادشاہ طلسم ہوش ربا ساحر بے مثل و یکتا اندھیرا چھا گیا ساحر نکرانے لگے اہالیان لشکر
ملکہ مہرخ کو غش آنے لگے اسد غازی کے سامنے ہزارہا شیران صحرا و فیلان جنگی ظاہر ہوے اسد
اُنسے جنگ مین مصروف ہین تا بہ افراسیاب جا سکے جب افراسیاب نے دیکھا کہ لاچین و ملکہ
بلقیس ثانی نے میرے سحر کو مٹایا ملکہ بلقیس نے ایک گولا جوڑے سے نکالکر مارا کہ صدہا پتلے
مشعلین لئے ہوے پیدا ہوے وہ اندھیرا بھی دفع ہوا ایک مرد انجم رانے ناظرین و الامقام ہو کہ
جب اسد غازی لوح و مہرہ لئے ہوئے آگئے اور یہ بھی خبر افراسیاب کو ملی کہ مرحلہ ہفت سر فتح ہوا
تب افراسیاب کسی مقام پر گیا وہانسے آکر ایک گنبد سحر سے بہت بلند بہر نفع بنایا سات دروازے
اُس گنبد کے تھے اُسمین یہ سامان کیا کہ ایک دروازے مین تیر و کمان ایک مین گرز آہنی ایک مین
تلوار و خنجر و نیزہ لٹکا دیا اور گرد گنبد کے ایک حاطہ دوسرے مین ایک قصر سحر کے تعمیر کیا اُس احاطہ
مین سات لاکھ فوج اتار دی آب و اذوقہ بھی وہان جمع کر دیا ہے جس طرح کوئی قلعہ مین سامان
کرتا ہے اسکا ذکر وقت پر بتفصیل تحریر ہوگا اب اس جنگ مین بھی جو ملازمان لاچین سایۂ
گنبد مین پہونچے اُنپر تلوارین گرز و تیر اس طرح برسے کہ سب ہلاک ہوے کوئی سائے سے گنبد کے
زندہ نہ نکل سکے لاچین وغیرہ نے جو اس گنبد پر سحر کیے وہ بھی سحر بیکار ہوے تب باغبان و
بہار و اسرار نے بڑھکر آواز دی اے اہالیان لشکر طلسم کشا خبردار قریب اِس حاطے کے سایۂ گنبد
مین نہ آنا یہ گنبد حضرت سامری و جمشید ہین مگر افراسیاب نے جو دیکھا کہ اسوقت سب سردار ملکر مجھکو

گھیر لینگے طلسم کشا صاحب لوح لڑتا ہوا آتا ہے نورالدہر و غضنفر پر بھی کسیکا سحر تاثیر نہین کرتا
آخر ملکہ حیرت جادو کو پنجہ مین دبا کر نکل گیا مگر یہ بھی آواز دی اے لاچین وغیرہ تم سب کی تدبیر
کر چکا ہون تمھارا پیچھا نچھوڑونگا طلسم کشا کو وہ داغ دون کہ خود گلا کاٹ کر
مر جاے اسد غازی و لاچین وغیرہ نے آکر خیمہ و بارگاہ پر قبضہ کیا
خزانہ لوٹ لیا خواجہ انتظام کر رہے ہین فرماتے ہین خزانہ میرے قبضے
مین رہے اسد نامدار نے معمار قدرت و باغبان قدرت کا پہرہ مقرر کیا اور کان مین کہدیا کہ خواجہ عمرو کو
یہان نہ آنے دینا معمار قدرت وغیرہ خزانہ نکلوا رہے تھے کہ خواجہ عمرو دوڑتے ہوے آئے
باغبان قدرت نے کہا خواجہ سلامت آپ اس مقام پر نہ آئیے اسد نامدار نے ممانعت کردی ہے
عمرو نے کہا مین ایک حبہ نہ لونگا لیکن روپیہ کو دیکھکر روح کو راحت قلب کو قوت ہوتی ہے ہم
اس پار سے چڑھکر اُس پار چلے جائینگے تمہارا کچھ نقصان نہوگا معمار نے کہا کیا مضائقہ ہے خواجہ نے
اپنی پاپوش کے پنجے مین موم لگایا اُسپر چڑھ گئے بہت سے روپیہ تلے مین لپٹ آئے عمرو نے دور جا کے
روپیہ چھڑا لئے اسیطرح کئی پھیرے کر چکے تھے کہ اسد غازی بارگاہ سے برآمد ہوے دیکھا خواجہ انبار
زر پر پھیرے کر رہے ہین اسد نے کہا چھوٹے نانا جان یہان تشریف لائیے عمرو نے چاہا نکلجاؤن اسد
نے ہاتھ پکڑ لیا پاپوش کو جو اُلٹ کر دیکھا اُسمین روپیہ لپٹے ہوے تھے معمار قدرت و باغبان قدرت
حیران ہوگئے اب شب بعیش و عشرت آکر داخل بارگاہ ہوے لاچین نے کہا ای شہریار ابھی مرحلہ جات
طلسمی باقی ہین آپ اپنے کو جلد اُن مقامات پر پہونچائین طائران سحر سے خبر ملی ہے کہ افراسیاب
لشکر جمع کر کے آیا چاہتا ہے ہر چند کہ آفات چہار دست و ماہیان زمرد پوش قتل ہوئین مگر
افراسیاب اب بھی جس لشکر پر جا پڑیگا ایک ایک کو جان بچانا دشوار ہوگا ایک یہ گنبد اُسنے قلعہ
مستحکم بنایا ہے اس گنبد تک رسائی نہایت دشوار ہے اُسکے سائے مین جب کوئی جاتا ہے حربہائے جنگی
کی بارش ہوتی ہے لاکھون آدمی مارے گئے اب شب کو اسد نے حکم دیا کہ کل صبح کو برائے فتاحی طلسم جائینگے ہر چند سرداران
نے قصد کیا کہ ہم بھی ساتھ چلین اسد غازی نے فرمایا کہ لوح مین لکھا ہے کہ طلسم کشا کو یکہ و تنہا برائے فتاحی طلسم جانا
مناسب ہے کسی کا میرے ساتھ کام نہین حافظ حقیقی ہمراہ ہے اب صبح کو ضرور جاؤنگا بدون فتح مرحلہ جات افراسیاب
قتل نہوگا یہان لشکر مین تو اسد کے جانیکا سامان ہو رہا ہے افراسیاب جب دوبارہ کوہ پر جا کر ٹھہرا اسرار و

ابرق کو حکم دیا کہ ملکہ حیرت کو ساتھ لیکر تم مقابلہ مہرخ مین چلو مین اُنکا پیچھا نہ چھوڑونگا اب سامان
لشکر کشی کرتا ہون استادان سخنور نے اِس داستان حیرت بیان کو دوسرے طور سے تحریر فرمایا ہے
کہ جب آفات چہار دست و نقابدار سیاہ پوش و جوانان روئین تن کو مہتر قران نے نقب
مین اڑا دیا اور لاچین و کوکب و جہاندار وغیرہ لشکر افراسیاب پر جا پڑے بدحواسی مین
افراسیاب نہ تھم سکا بطور مذکور شکست فاش ہوئی تو بھاگ کر اُسی گنبد مین گیا
اور وہ حربہ ہاے مذکور لٹکا دیے اور سب لشکر کو اندر احاطے کے کر لیا جب ہنگامہ جنگ موقوف
ہوا تو افراسیاب احاطے سے باہر نکل آیا خراج گذار اُسکے سب آنے لگے ظہیر تاجدار و توسن
اشہب سوار و عیوق برق بار و سالار آسمان سیر و منقار کرگدن سوار و اختر
گلگون پوش و اشہب جنگ آزما و شمشیدا ے بلند آواز و ارہام دراز بینی
و مبہوت شیر پیکر و بہران صحرا نورد و اژدران آتش نشین وغیرہ آکر پہونچے افراسیاب
کو تسکین دینے لگے کہ شہنشاہ نہ گھبرائین صرف طلسم کشا سے تردد ہے کہ اُسکے پاس لوح و مہرۂ
طلسمی موجود ہے اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا لاچین و کوکب وغیرہ سے بدل و جان لڑینگے یہ ذکر تھا کہ
صرصر شمشیر زن آکے پہونچی کہا اے شہنشاہ مین اِسوقت دربار مسلمانان مین موجود تھی ہمیشہ
حضور کہا کرتے تھے کہ ملکہ صندل جادو بادشاہ طلسم صندل کیونکر قتل ہوئی اب سب احوال
مفصل معلوم ہوا یعنی آپ کی خراج گزار ملکہ منظور نظر ماہ رخسار وحید عصر ملکہ عجائب جادو
بادشاہ بخیۂ عجائبستان نے انگشتری قتل ملکہ صندل جادو اپنے ہاتھ سے اُتار کر اسد نامدار کو
دی اور عین وقت پر دستگیری کی اسد نے اُسی انگوٹھی سے صندل جادو کو مارا یون دردسر
طلسم کشا مٹا اب حضور نے غضنفر بن اسد کو گرفتار کرکے پاس آبشار جادو کے بھیجا تھا مین
عمرو کو پہونچا آئی شب بھر اُسنے حفاظت کی عمرو نے عیاری بھی کی آبشار بہت ہشیار رہی
بوقت سحر دونون کو زیر تیغ بٹھایا مین موجود تھی کہ ملکہ عجائب جادو نے آکر آبشار کو قتل کیا پھر
لاچین وغیرہ پہونچے جب وہ قتل ہو گئی تو علامت مٹی اُسنے سحر سے تالاب بھی بنایا تھا
وہ سب مٹا گیا اُسکے مرنے کے بعد کوکب وغیرہ پہونچے غضنفر و عمرو کو رہا کر لائے اسکی کچھ تدبیر
واجب و لازم ہے یہ سُنتے ہی افراسیاب کو غصہ آیا توسن ابلق سوار سے کہا جلد جاؤ

جاکر اُسکے معشوق و پسر حمزہ کو جو نقابدار بادلہ پوش بنکر آتا ہے گرفتار کرکے لاؤ توسن ابلق سوار چلا
ساٹھ ہزار فوج ساتھ لی جب یہ جاچکا تو صرصر شمشیر زن نے کہا ای شہنشاہ فرزند حمزہ کو جو بی عجائب
لائین مین سُنتی ہون قباد شہریار نام ہے جری بہادر صف شکن تیغزن صاحب سطوت و صولت
بادشاہ لشکر اسلام تھا اُسکو ایک تختی بھی بنادی ہے راستے طلسم کے بتائے مقام زمہریر
پر بھی جاکر اُسی نے مدد کی اسد کے آنے پر یہ سب خبرین دریافت ہوئین خود اپنی زبان سے
عمرو اپنی بارگاہ مین کہہ رہا تھا کہ قباد شہریار نے عین وقت پر مدد کی سامنے کھڑے ہو کے زمہریر
کو قتل کرایا آپ نے اِس ساحر کو کم فوج سے بھیجا ہے مدد معقول روانہ کیجیے یہ سُنکر افراسیاب نے
سالار بلند پرواز سے کہا ای برادر لاکھ فوج لیکر تم بھی جاؤ عجائب و فرزند حمزہ کو گرفتار کرکے لاؤ تختی
سحر کی پہلے مٹانا سالار بلند پرواز بھی چلا یہ تو گذارش کرچکا ہون کہ جب ملکہ عجائب نے
اسد غازی کو انگشتری قتل صندل جادو دی اسی رات کو اپنا ملک چھوڑ دیا جنگلون مین
بسر کرتی ہین ایک صحرا مین قباد شہریار مع بارہ ہزار سواران نامدار فرو کش ہین آج صبح کو بیٹھے
بیٹھے ملکہ عجائب جادو گھبرائین قباد شہریار نے فرمایا اے ملکہ عجائب تم جانتی ہو کہ مین
واسطے اسد کے بہت بیقرار رہتا ہون یہ خبر تم نے دی تھی کہ ہفت سر جادو مارا گیا ملقیس
نے رہائی پائی پھر جاکر کیا ہوا اب افراسیاب کے قتل مین کیا دیر ہے عجائب جادو نے کہا
ای شہریار ابھی کل طلسم باطن باقی ہے جبتک وہ مقامات فتح نہو نگے افراسیاب کا قتل ہونا دشوار ہے
ایک بلائے تازہ افراسیاب جادو لایا ہے یعنے نقابدار سیاہ پوش و چالیس جوانان
رو دلیتن کہ جنپر حربۂ سحر و حربۂ تیر و شمشیر تاثیر نہین کرتا وہ لشکر ملکہ مہرخ سے لڑ رہے ہین
کل تک تو مین نے خبر پائی تھی کہ طلسم کشا بھی انکا کچھ نکرسکے عیار فکر مین تھے مین ابھی جاکر
خبر لاتی ہون یہ کہکر ملکہ عجائب طاؤس زرین بال پر سوار ہوکر چلی گئین قباد شہریار تخت پر جلوہ
فرما ہین گرد سرداران نامدار و شیران خوش کردار و جانباز و جان نثار حاضر ہین ناچ
ہو رہا ہے فوج فرو کش ہے یکایک فوج مین ہلڑ ہواز نانے کی آواز آئی ہرکارون نے بڑھکر خبر دی
اے شہریار ایک ساحر موسوم بہ توسن ابلق سوار ساٹھ ہزار ساحران غدار سے حضور کے لشکر
پر آپڑا سحر کر رہا ہے بہت سے ملازم سرکار کے سیار گلشن جنان ہوئے یہ سُنتے ہی قباد شہریار تختی

داغ سحر ساختہ ملکۂ عجائب جادو گلے مین ڈالکر مرکب بادرفتار پر سوار ہوے آتے ہی صفون کو
درہم وبرہم کیا توسن ابلق سوار نے بڑے بڑے سحر کیے تاثیر نہو ئی جس غول پر قباد
جا پڑے بڑے بڑے ساحران زبردست مارے توسن بگدھربان کرنا بھولا قباد کے سامنے
مُنہ زوری نہ کرسکا یا تو مطلق العنان لڑ رہا تھا یا گوشے مین آیا ایک چراغ روشن کیا آواز
دی مصرع۔ اے روشنی طبع تو بر من بلاشدی نما اے چراغ سامری حال روشن ہو کہ
چراغ سحر کیون نہین روشنی دکھاتا اِس جوان تاجدار پر سحر کیون نہین تاثیر کرتا اسکی لَو چراغ سے
لگی ہوئی تھی ایک شعلہ بھڑکا اُسنے آواز دی اے شہنشاہ ابلق سوار بیر آپکے مجبور وناچار ہین گلے مین اِس
جوان کے ایک تختی ساختہ ملکۂ عجائب جادو موجود ہے ہم قریب نہین جاسکتے یہ سنکر توسن ابلق
سوار نے چراغ گُل کیا چراغ عقل روشن ہوا صدہا ساحران غدار کی شمع حیات گُل ہو چکی تھی اُسنے
دستک دیکر آواز دی اے فیلان فیلروز جلد حاضر ہو دیکھا ایک زنگی سیاہ رو گینڈے پر سوار
ہاتھ مین تیغۂ آبدار حاضر حاضر کہتا ہوا آیا توسن نے اشارہ کیا اس جوان تاجدار سے مقابلہ کر تختی
جو گلے مین یاقوت احمر کی لٹی ہے اپنا خون بہاکر چھین لے تو ساحر بکتا ہے یہی تیرا خونبہا ہے
یہ سُنکر وہ زنگی قریب قباد شہریار آیا تلوار کا وار کیا قباد نے سپر پر روکا جیسے ہی ہاتھ مارا دار تیغہ کا زنگی
نے سپر پر لیا سر کٹا خون کا فوارہ بلند ہوا قباد شہریار اُس خون مین نہاگئے جیسے کوئی کسی پر رنگ کی
پچکاری مارتا ہے جیسے ہی خون جسم پر پڑا جسم گلنار چہرہ زعفران زار ہاتھ پاؤن مین رعشہ تلوار کا ہاتھ رُکا
زنگی نے جست کرکے ڈورا تختی کا توڑ لیا وہ تختی لاکر توسن ابلق سوار کو دی توسن نے تختی جھولی مین
رکھی بڑھکر قباد پر سحر کیا یہ شہریار بیہوش ہوکر گھوڑے سے گرے توسن کے ساتھ والے
ٹوٹ پڑے از دوے بلوے کے گرفتار کر لیا اُسیوقت مسلسل ومطوق کیا دو گولے سحر کے مارے
سب بیہوش ہوکے گرے ایک سحر مین سب کو گرفتار کر لیا ارابے پر ڈالکر لیچلا تھوڑی
دور چلا تھا کہ ملکۂ عجائب جادو آکر پہونچی قباد کو گرفتار پایا بیتاب ہوگئی سحر کرکے لشکر پر گری
ہزارہا ساحر قتل کئے توسن ابلق سوار نے دیکھا ملکۂ عجائب نے قیامت برپا کر دی ہر مرتبہ
یہی چاہتی ہے قباد کو رہا کرون توسن ابلق سوار نے بڑھکر ڈبیا خاک قبر جمشید کی اڑا دی
غبار کی تاثیر سے ملکۂ عجائب بھی بیہوش ہوکر گری اِس بچیا نے گرفتار کر لیا زبان مین سوزن دیا

ملکہ کو بھی ایک تخت پر سوار کر لیا چونکہ لڑتے بھڑتے شام ہو گئی تھی پانچ کوس بڑھکر اتر پڑا بارگاہ مین بیٹھا ہے
عجائب جادو کو ایک گوشے مین قید کیا ہے قباد کو الگ خیمے مین مقید کیا قضائے کار اشہب
جنگ آزما فوج لیکر آپہونچا سناکہ توسن نے لڑائی فتح کر لی عجائب و قباد کو گرفتار کر کے اِس
مقام پر فروکش ہے اشہب نے لا کر لشکر اُتارا خود ہنستا ہوا اندر بارگاہ کے آیا توسن نے اُٹھکر اشہب
کو سلام کیا تخت پر جگہ دی بیٹھے بیٹھے اشہب کی نگاہ جمال جہان آرائے ملکہ عجائب پر پڑی دیکھا ایک
نازنین سمنبر زہرہ جبین ماہ تمکین آنکھین دیدۂ رشک غزال ابرو ہلال آسمان کمال صف مژگان آمادۂ
خونریزی تیغ ابرو مین سر تیزی دیکھتے ہی مائل ہوا بیقرار ہو گیا کہا اے برادر توسن ابلق سوار
فی الحقیقت تم نے بڑا کام کیا اس جنگ مین بڑا نام کیا تم آگے بڑھو فوج لیکر چلو مین عجائب
و قباد کو لیکر آتا ہون توسن ابلق سوار نے کہا واہ بھائی کیا خوب تدبیر بتائی میرے دس بارہ
ہزار جوان مارے گئے تب مین نے بہ مشکل تمام ان سرکشون کو گرفتار کیا بادشاہ پر بھارے
وقت پڑا ہے شکست کھا کے گنبد مین چھپا ہے خیرخواہان دولت مصروف جانبازی ہین اپنے اپنے
نام کے سب طالب ہین آپ کیا سحر مین مجھپر غالب ہین مین نے جاتے ہی سب کو گرفتار کر لیا
تختی دافع سحر کی چھین لی پھر ملکہ عجائب نے آکر قیامت برپا کی بہ ترتیب سحر کامل اسکو بھی گرفتار کیا
مین تمھین قید کیون دون مصیبت تو مین نے اُٹھائی بڑی مشکل مین یہ فتح نصیب ہوئی اشہب
نے کہا اے توسن مین نہ مانون گا اسوقت جو مین نے اس گلعذار کو دیکھا کلیجے پر چھری پھر گئی
دل سے شعلہ ہائے آتش نکل رہے ہین مین اسکو سمجھا کر اپنے وصل پر آمادہ کرونگا افراسیاب
سے مانگ لونگا نقدی جو ملیگا وہ تمکو دیدونگا مین اپنی جان بچانے کی فکر کرتا ہون تم باتین بناتے
ہو یہ سُنکر توسن جھلا یا کہا مین تو ہرگز قید نہ دونگا اور کام یہ منظور نظر شہنشاہ ہے اس امر کو
افراسیاب کبھی قبول نکرے گا اشہب تیغ کھینچکر اُٹھا کہا کیا مجال افراسیاب کی جو میرا کہنا نہ
مانے اگر خلاف میرے کریگا بہت پچھتائیگا مین لاچین وغیرہ کو بھی قتل کر سکتا ہون رات کو جا کر
طلسم کشا کو چھڑالاونگا لڑائی فتح کرا دونگا افراسیاب سرنگون ہوگا ایک عورت کیواسطے
مجھکو ناراض نہ کریگا دامن مدعا گل مراد سے بھرے گا تو ناحق بیچ مین حائل ہوتا ہے میرا دل ہی
قابو مین نہین ہے توسن بھی اُٹھا اشہب تو آمادہ ہی کھڑا تھا اُٹھتے اُٹھتے ہاتھ تلوار کا مارا توسن کے

دو ٹکڑے ہوے حکم دیا لاشہ اِسکا بیرون بارگاہ پھینکدو بہ نگاہِ تند طرف سردارون کے دیکھا کہا جو میرے
خلافِ حکم کریگا یہی حال کرونگا سب نے سر جھکالیا خائف ہوے کہ اتنے بڑے ساحر کو اِسنے مار ڈالا
ہم فساد کرکے کیا کرینگے سب نے یہی جوابدیا حضور مالک ہین تو ہم آپ کے ہمراہ ہین اشہب نے
جب اِنکو موافق پایا تب اُسنے حکم دیا ملکہ عجائب کو سامنے لاؤ عجائب جادو کو سامنے بُلواکر
اِس بیحیا نے بے تکلف کہا ای ملکہ عجائب جادو مین تپر عاشق ہوا میرا وصل قبول کرو
تمھاری خطا معاف کرادونگا ورنہ افراسیاب زندہ نچھوڑے گا تمنے غضب کیا صندل کو
قتل کرایا آبشار کو جاکر عمرو و غضنفر کو چھڑایا یہ سب خبرین افراسیاب کو پہونچ گئین
یہ بھی شہنشاہ کو بخوبی ثابت ہوا کہ فرزند حمزہ کو اُٹھا کر لائین اُسکو تختی سحر کی بنا کر دی اُسنے مقام
زمہریر پر اسد کی مدد کی اگر نقابدار نہ ہوتا طلسم کشا زمہریر کو قتل نکر سکتا مشہور ہے کہ دو شیر
بیشۂ ساحری نہنگ بحر فسونگری قوی حق قوی تن تو زمین بھی صف شکن نقابدار نے سامنے
کھڑے ہوکر قتل کرایا مین قباد کو قتل کرادونگا تمکو بچاؤنگا اس طرح جو اُس بیحیا نے کہا اُس
صاحب عصمت کو پسینہ آگیا بہ نگاہ یاس طرف فلک کے دیکھا چشم حق بین سے اشک گہر رنگ جاری
ہوے ہچکی لگ گئی جواب نہ دے سکی اشہب نے کہا مین تمھاری جان بخشی کرادونگا تدبیر بتلاتا
ہون آخر رونے کا کیا باعث مجھ ایسا چاہنے والا تمکو کہان ملیگا افراسیاب میرا پاس کرتا ہے اب
کُل امورات جنگ میری راے پر موقوف ہین مین نے بڑے بڑے ساحر براے طلسم
کشا بلائے ہین اسطرح افراسیاب مقابلہ اسد مین فرد کش ہے ہماری زندگی مین مجال ہے
کہ طلسم کشا افراسیاب پر دست انداز ہو سکے مین زمین ہلادونگا ایسے ایسے پہلوان بُلاؤنگا کہ
طلسم کشا کو جان بچانا دشوار ہوگی زور و جرأت مین لوح کا کیا کام عجائب نے اِسکا بھی کچھ جواب
ندیا تب اُس بیحیا نے جھلا کر کہا ملکہ تم مغرور ہو میری بات کا جواب بھی نہین دیتین مین مجبور و لاچار
نہین ہون مجھکو سب طرح کا اختیار ہے ابھی ایک گلدستۂ سحر بنا کر سنگھادونگا قلب اُلٹ
جائیگا مثل میرے تمکو بھی محبت ہوگی یہ کہکر ملازمون کو حکم دیا چند پھول و برگ سبز صحرا سے
توڑ کر لاؤ مین سحر تیار کرون گلدستہ بنا کر اس گل گلزار حسن کو سنگھاؤن ملازمون نے لا کر یہ سب
سامان مہیا کردیا اشہب سحر تیار کرنے لگا ملکہ عجائب جادو بیقراری مین دعا کر رہی ہین

اگر خداوند امیری عصمت کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچانا کہ اشہب کو خبر پہونچی ملکہ صرصر شمشیر زن
تشریف لاتی ہین گھبرا گیا صرصر پردہ اُٹھا کر اندر آئی نامہ افراسیاب کا ہاتھ مین دیا اشہب نے
کھولکر پڑھا طرف افراسیاب کے لکھا تھا ای اشہب جادو ہمکو طائران سحر کی زبانی معلوم ہوا
کہ تم نے توسن کو قتل کیا ملکہ عجائب پر عاشق ہوے ہین تمھاری خاطر سب طرح منظور ہی نامہ ہذا
پڑھتے ہی ملکہ عجائب کو ہمارے پاس روانہ کرو تم قید قباد دے کر آؤ ہم بڑے دھوم سے
تمھاری شادی کرینگے کل شاہان طلسم ہوش ربا جمع ہونگے جبر نہ کرو عاشق کو صبر لازم ہی
ہمین تمھاری خاطر سب طرح منظور ہی یہ مضمون بلاغت مشحون دیکھکر اشہب خوش ہو گیا کہا
ملکہ صرصر تم ملکہ عجائب کو لیجاؤ گی صرصر نے کہا ہمارا یہی کام ہی پشتارہ باندھکر لیجائینگے تا آپکے
آنے کے شہنشاہ اسکو راضی کرینگے سامان شادی مہیا ہوگا آپ کے آتے ہی جوڑا زعفرانی
بنایا جائیگا اشہب نے کہا لیجاؤ صرصر نے چادر بچھا کر ملکہ عجائب کا پشتارہ باندھا دوش
پر لگایا لیکر چلی جب بارگاہ سے نکل گئی ایک ساحر نے کہا ای شہریار آپ نے صرصر کو بخوبی پہچان لیا
لشکر مہرخ مین عیار بڑے غضب کے ہین صرصر کیسی افراسیاب کی شکل بنکر آتے ہین ایسا نہو
کوئی عیار ہو یہ سنتے ہی اشہب نے ورق جمشیدی جھولی سے نکالا ورق مین جو دیکھا نوشتہ پایا
کہ یہ صرصر نہین ہی عمرو عیار ہی بصورت صرصر آیا ملکہ عجائب کو لے گیا یہ دیکھتے ہی اشہب
ڈورا یہان خواجہ عمرو خبر سنکر آئے تھے بشکل باد صرصر پشتارہ عجائب کا لیکر لشکر سے نکلے عجائب
کو آگاہ کیا ای ملکہ عجائب مین خواجہ عمرو اب تمکو لشکر لاجین مین لیے چلتا ہون اسد کو بلا کے
اسے قتل کراؤنگا ملکہ عجائب نے اشارہ کیا خدا آپ کو سلامت رکھے آپ میری زبان سے سوزن
نکال دیجیے مین اشہب ٹٹو سے سمجھ لونگی بقول شخصے صرف تھان کا ٹرا ہی ساری اُسکی زردی
بھول جائیگا شبکور وکھنہ لنگ ہی اپنی زندگی سے تنگ ہی مین اپنے شہریار کو رہا کرونگی عمرو نے
زبان سے سوزن نکالا ہی کہ پشت سے نعرہ ہوا ملکہ صرصر ذرا ٹھہر جاؤ مجھے کچھ جواب لکھنا ہے
عمرو نے آواز دی اب کچھ سوال وجواب کی ضرورت نہین اشہب جا پڑا عجائب پشتارے
سے تڑپ کر نکلی نعرہ کیا او بیحیا اب تو وہ کلمات زبان سے نکال یہ کہکر مثل برق چمکی لشکر
اشہب پر جا پڑی سحر کیا کئی ہزار ساحر مارے اشہب نے دو چار سحر کیے عجائب

نے سحر مٹاکر کارد سحر اپنی جھولی سے نکالی وہ کارد اپنے خون سے رنگین کی سینۂ پُر کینۂ اشہب
پر تاک کر پھینک ماری ہر چند اسنے چاہا کہ یچون کارد قضا تھی کلیجے پر پڑی پشت کو توڑ کر پار گذری
اشہب جادو داصل جہنم ہوا عمرو دور سے دیکھ رہا ہی ملکہ عجائب اشہب کو مار کر قید خانے پر
جا پڑی ساحران نگہبان کو قتل کیا قباد کو چھڑایا اپنے گلے سے موتیون کا مالا اُتار کر پہنا دیا قباد
شہریار پشت مرکب باد رفتار پر سوار ہوے تیغ برق مثال کھینچکر فوج اشہب پر جا پڑے
اپنے رفقا کو چھڑا لیا اہالیان لشکر اشہب توسن الامان الامان کرتے ہوے بھاگے ہزار ہا
جادوگر مارے گئے ملکہ عجائب نے قباد سے آکر کہا ای شہریار اسوقت خواجہ نے آکر عیاری
کی لشکل صرصر مجھکو رہا کیا بہت جلد نکل چلیے ورنہ وہ آپ سے ضرور کہینگے کہ لشکر اسد مین چلیے قباد
نے نقاب چہرے پر ڈالی ساحرون کو قتل کرتے ہوے نکل گئے ہر چند عمرو نے پکارا ای نور نظر ٹھہر جاؤ
ہم ایک نگاہ تمکو دیکھ لین تمھارے فراق مین صاحبقران زمان فقیر ہوکر خانہ کعبہ مین بیٹھے
ملکۂ مہر نگار تمھاری والدۂ نامدار نے جام زہر پیا تمام لشکر مصیبت مین مبتلا رہا مین تمکو اپنے ساتھ
لشکر مین لے چلونگا حمزہ خوش ہو جائیگا تمام لشکر مین عید ہوگی قباد نے پلٹ کر جواب بھی ندیا
سمجھے کہ خواجہ عمرو پیچھا نہ چھوڑینگے اور مجھکو ابھی لشکر مین جانا منظور نہین ہی جب حکم رہبر کامل ہوگا
جاکر عزیزو اقارب سے ملین گے قباد و ملکہ عجائب لڑ بھڑ کر نکل گئے سکونت اُس صحرا کی
بھی ترک کی کسی اور صحراے سبزہ زار مین جاکر فرد کش ہوے واضح رہے کہ ہر کارے روانہ کر دیے
ہین ہر وقت بمقدمۂ اسد نامدار گوش بر آواز رہتے ہین عجائب جادو کو بھی آٹھ پہر یہی فکر ہی
کہ لشکر اسلام کی خبر لیتی رہون یہان افراسیاب جادو اُس گنبد سے لشکر کثیر لیکر نکلا ہی مقابل
اسد نامدار مین فرد کش ہی اہل اسلام پیش قدمی نہین کر سکتے اِسی بات کے منتظر ہین کہ طبل جنگی
افراسیاب بجوائے تو اُس سے مقابلہ کرین افراسیاب جادو انتظار پہلوانان طلسمی
کر رہا ہی ان سب کے حالات وقت پر انشاء اللہ تحریر ہونگے

دو کلمۂ داستان حیرت بیان لشکر صاحبقران زمان و لشکر زمرد شاہ باختری

عین وقت پر پہونچنا فولاد آتش ریز مجادر قبر سامری جسکو افراسیاب نے براے
مدد لقا روانہ کیا ہی اور جھلا کر بقہر و غضب تمام یکہ و تنہا جانا افراسیاب جادو کا

بر سر لشکر صاحبقران اور ایک سحر مین تمام لشکر کو مبتلائے بلا کرنا و دیگر حالات متعلق داستان ہذا عجب داستان جلالت عنوان ہی ساقی نامۂ مصنف

ساقی مجھے بیخودی پلادے | مشتاق کو شکل پھر دکھادے | میخانے مین ہو گیا تلاطم
گردش مین ہین ماہ و مہر و انجم | ہی دن کو جلال مہر انور | پھرتا ہی بہ جستجو فلک پر
راتون کو یہ ماہ عالم افروز | ہی گشت مین تا سحر بصد سوز | ہر چیز مین انقلاب پایا
گردش مین فلک کو روز دیکھا | باقی بناے ہر دو عالم | بیشک ہی قدیم اور قایم
ہی ہو خرابہ دہر دنیا | ہی بحر جہان حباب آسا | مغرور کے واسطے سزا ہی
بس چشم زدن مین فیصلا ہی | اے منشی فکر قصہ پرداز | کر حال لقا کا ذکر آغاز
فولاد کی سختیان عیان ہین | اب جنگ امیر کے بیان ہین | دیگر اشعار از نتیجۂ فکر مصنف
ارے ساقی سنگدل باخرد | نہ کی رند میکش کی تونے مدد | ہوا میکدے مین تلاطم عیان
کہ ہی برسر جنگ پیر مغان | بندھی ہی ترے رند میکش کی دھاک | شراب مضامین کی بہتی ہی پاک
قمر مہر ساقی سے روشن ہی نام | ہوا نثر کا نظم سے اہتمام | امیر عرب حمزۂ نامدار
یل صف شکن شاہ اشقر سوار | زنامش بہ فوج عدو ابتری | شہنشاہ اقلیم دیو و پری
بجرأت بہ شوکت ہی مصروف جنگ | گروہان مین ہیبت سے گرگ و پلنگ | اُدھر لشکر کافر پُر دغا
بافسون گری ہی نبرد آزما | لڑائی کے مچتے ہین اسباب بند و بست | یقین ہی کہ کفار کی ہو شکست

چہرہ را قمان جلالت آثار جنگ صاحبقران و کاتبان کتبۂ کتب فصاحت عنوان اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین بشعر مصنف چل اے توسن کلک عبرت طراز + دکھادے جہان کا نشیب و فراز ÷ یہان لشکر زمردشاہ باختری برسر کوہ عقیق گلزار سلیمانی مقابلہ حمزہ صاحبقران مین فروکش ہی بختیارک تو یہی چاہتا ہی کہ کوئی ساحر طرف سے افراسیاب کے آئے تو طبل جنگی بجے لیکن اظہار کو ہی بجا تنجا سلیمان کا بڑے زور و شور سے آکر پہونچا ہر چند اسکو سمجھایا وہ نمانا اپنے نام پر طبل جنگی بجوایا صبح کو میدان کارزار مین آکر چند پہلوانان صاحبقران زخمی کیے دو جوان جان سے مارے دو پہر ڈھلے مغرور نے آواز دی اے فرقۂ خدا پرستان کسی ایسے بہادر کو بھیجو کہ مجکو شجاعت کا مزا ملے یہ جو اس نے نعرہ کیا صف دست جیب مین طنبورہ

گرز گراں یا علمہاے زنگاری کے پھر پھرے کھلے رستم پیلتن نور نگاہ حمزہ صف شکن علمشاہ نوجوان
استر بالا کبود فرنگی کو چھیڑ کر سامنے تخت شہنشاہی کے آئے بادشاہ حمجاہ سے اجازت لی عرض
کی اے شہنشاہ گیتی ستان کلمات لاف و گزاف سُننے کی طاقت نہین ہے بادشاہ نے جام
کلۂ عفریت مرحمت کیا رستم پیلتن دوبارہ پشت مرکب پر سوار ہوے سامنے اظہار کوہی کے پہونچے
تگا ور زن ہوے تین قدم مرکب انکا پانچ قدم کینڈہ اسکا ہٹا اُس بیحیا کے ہاتھ مین ہی تیغۂ خون
آلود کھنچا ہوا تھا آواز دی اے فرزند صاحبقران یہ تیغہ آپ لوگون کے خون کا قرہ چکھ چکا حلال تمام
مردان عالم اسکا لقب ہے دم بھر مین فیصلہ ہوگا یہ کہکر وار کیا رستم نے تیغہ کپتان فرنگی نیام انتقام
سے کھینچا تلوار کو تلوار پر گا نٹھا خبردار کہکر وار کیا اُس روسیاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا
تیغۂ کپتان فرنگی دست زبردست رستم نوجوان سے گرا اظہار کوہی کے مع گینڈے سے چار
ٹکڑے ہوے تمام کوہی اسکے ساتھ والے محبت مین اپنے افسر کے جا پڑے بختیارک نے
فوج کو اشارہ کر دیا ادھر سے سرداران رستم و صاحبقران باحشم مع سرداران نامی جا پڑے
دونون لشکر مثل آب شور و شیرین ملگئے صاحبقران بھی چاہتے ہین کسی طرح لقا کو شکست دین
یہ بیحیا طرف طلسم ہوش رُبا کے بھاگے مین جا کر اپنے فرزند سے ملون بعد فتح دریاے نیل جو
ساحر طرف سے افراسیاب کے آئے عیارون نے اُنکی زبانی صاحبقران کو خبر بھی پہونچائی کہ
طلسم ہوش رُبا مین قریب دریاے نیل جنگ عظیم واقع ہوئی اس جنگ مین قاسم و بدیع و نورالدہر
طلسم خورشید نگار فتح کرکے آئے اور قاسم نے طلسم نگارین فتح کیا نورالدہر نے حوالی
طلسم خورشید نگار مین جنگ کی یہ تینون شیر جنگ دریاے نیل مین شریک اسد نامدار ہوے ورنہ
وہ لڑائی فتح نہوتی یہ اخبار مصیبت آثار سُنکر اور صاحبقران کا اشتیاق بڑھا لیکن آج جملہ سردار
بڑی شان و شوکت سے لڑ رہے ہین علم فوج لقا قلم کر چکے ہین بادشاہ حمجاہ کا قصد ہے جا کر لقا کو
گرفتار کر لین یونہین لڑتے بھڑتے چلین عین گرمی جنگ ہے کہ فولاد آتش ریز مجاور قبر سامری
فرستادہ افراسیاب ساٹھ ہزار ساحرون سے آکر پہونچا سحر ہونے لگے ساحرون کے بھروسے پر
کوہی بھی بڑھے فولاد آتش ریز کہ ساحر زبردست و مقرب افراسیاب ہے بڑے بڑے سحر کر رہا
ہے بندگان خدا اسکے سحر سے بیکار رہے کوہی بیکسی مین انکو قتل کر رہے ہین صاحبقران

اسم اعظم الٰہی پڑھکر سحر کو دفع کرتے ہین اپنے سردارونکو بچاتے ہین لڑتے ہوے قریب زیر فولاد
آتش ریز موسوم بہ طاؤس جادو پہونچے اُسنے بڑے بڑے سحر کیے صاحبقران پر تاثیر نہوئی
صاحبقران نے ہاتھ مارا طاؤس کے ہوش اُڑے بیک ضرب شمشیر دو پرکالے ہوے یہ دیکھکر
فولاد آتش ریز گھبرایا گوشے مین آکر سحر کرنے لگا ایک طائر سحر بنایا اُسکو سحر کرکے اُڑایا آپ بھی
سحر کررہا ہو اُس طائر نے جاکر گرد سر صاحبقران چرخ مارا صاحبقران کی زبان مین لکنت آئی
اُس طائر کو فولاد نے شیشے مین بند کیا کو ہیون کو آوازدی ساحرون کو بھی اشارہ کیا کہ مین اسم اعظم
حمزہ بند کرچکا از روے بلوے کے حمزہ کو پکڑلو ساحر و غیر ساحر ٹوٹ پڑے حلقہ ہاے کمند بھی
مارے از روے بلوے کے صاحبقران کو گرفتار کرلیا عیاران اسلام نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ
صاحبقران گرفتار ہوگئے جواہر بن عمرو نے زفیل عیاری بجائی ایک لاکھ چوراسی ہزار
پیک بچے آواز سُنکر اپنے افسر کی لشکر سے نکلے پرے جاکر لشکر ساحران پر جا پڑے حقہ ہاے آتشبازی
مارنا شروع کیے ہزارون ساحرون کو جلادیا فولاد سمجھا طرفدار حمزہ کے آپہونچے اس قدر
شعلہ ہاے آتش بھڑکے کہ فولاد بھی گھبراکر ہٹ آیا عیار آج ایسے لڑے کو ہیون کے پیر اُٹھادیے
حقہ ہاے آتشبازی بھی داغے جنگی بان چھوڑے حلقہ ہاے کمند سے بھی قتل کیے حباب ہاے بیہوشی
بھی چلے آخر فولاد گھبراکے بھاگا سمجھا کہ لشکر حمزہ مین بڑے بڑے ساحر ہین آگ برسارہے ہین
بختیارک سے کہا ملک جی مین نے حمزہ کو گرفتار کرلیا طبل امان بجوادیجیے کل ان سب کی تدبیر
کرونگا اُس وقت گھبراہٹ مین بختیارک نے بھی طبل بازگشت بجوادیا اُدھر اہل اسلام رنجیدہ و
کبیدہ بوجہ گرفتار ہونے صاحبقران کے پلٹے فولاد جو بارگاہ لقا مین آیا بختیارک سے کہا
حمزہ کے لشکر مین بہت جادوگر ہین سب آتشخو شعلہ مزاج آگ برسادیتے ہین بختیارک نے کہا
یہ سب عیاران لشکر اسلام تھے فرزندان و شاگردان خواجہ عمرو ہین آج خوب جمکر لڑے فولاد
یہ سُنکر ڈرا اور اپنا لشکر واسطے انتظام کے الگ کرلیا سموم جادو کو کوتوال قرار دیا کہ خبردار کوئی غیر
نہ آنے پائے کوتوال انتظام کررہا ہو سموم جادو نے سرا مین بھی اپنا انتظام کیا بھٹیاریون سے
اقرارنامہ لیا کہ ہر ایک مسافر کی ہمکو خبر دینا بھٹیارنیان بیٹھی ہین ایک بڑھیا مع ایک نازنین
کے آکے اُتری جوان عورت کو گوشے مین بٹھادیا بڑھیا واسطے سودے کے بازار گئی بھٹیارنی

نے آکے دریافت کیا اُس نازنین نے کہا یہ کٹنی مجھکو بھگا کے لائی ہو اُسنے جا کے کوتوال سے
اطلاع کی سموم نے آکر اُس جوان عورت کو قبضے مین کیا بڑھیا خبر سُنکر بھاگ گئی یہ خبر فولاد کو
ہوئی ایک عورت شکیل سرا سے گرفتار ہوئی ہو کوتوال اپنے ہمراہ لیے جاتا ہو فولاد نے کہلا بھیجا
سموم سے کہو ڈولی ہماری بارگاہ مین لائے کوتوال خود ہی عاشق ہوا تھا اب مجبور ہوا ڈولی
لے کے بارگاہ فولاد مین آیا فولاد اُس مہ جبین کو دیکھکر بیچین ہوگیا اپنے خیمے مین اُتروا لیا لاکر مسند پر
بٹھایا محبت کی باتین کرنے لگا وہ نازنین شرم سے کچھ جواب نہین دیتی یہ چپکے سے کہا حضور مین ایک
سوداگر کی بیٹی ہون یہ بڑھیا مجھکو بھگا لائی فولاد نے صندوقچہ جواہرات کا پیش کیا کہا ہم تمکو
خاتون محل بنائینگے ہزارہا کنیزین واسطے خدمت کے مقرر کر دینگے وہ نازنین رونے لگی کہا حضور
اب آپ ہی میرے وارث ہین مین خدمت گزاری کو حاضر ہون میرے مان باپ کو بلوا دیجیے فولاد
نے تسکین دی کہا ہم صبح کو تمھارے مان باپ کو بلوا دینگے اُس نازنین نے جام شراب لبریز کرکے
فولاد کو دیا ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ سامنے میز پر شیشۂ اسم اعظم صاحبقران رکھا ہو ایک
گوشے مین صاحبقران بیہوش پڑے ہین فولاد نے جیسے ہی جام ہاتھ مین لیا قصد کیا کہ پیون
ایک پُتلا فولادی بول اُٹھا ای شہنشاہ خراب نہ کیجیے گا اسمین بیہوشی ہو جیسے ہی پتلے نے یہ آواز
دی وہ نازنین نعرہ کرکے اُٹھی مسمی شعبان خنجر گذار فولاد نے اشارہ کیا پاؤن زمین نے
تھام لیے شعبان نے دیکھا ہاتھ میرے قابو مین ہین تو بڑے سے پتھر نکالکر شیشۂ اسم اعظم پر
پھینک مارا شیشہ ٹوٹا اسم اعظم چھوٹا صاحبقران ہوشیار ہوے نعرہ کرکے اپنے مقام سے
اُٹھے فولاد بھاگا بیرون بارگاہ آیا بختیارک نے قرنا کرائی سب ساحر و غیر ساحر تیار ہوے
تلوار چلنے لگی شعبان جو سحر سے چھوٹا جاکر بادشاہ اسلام کو خبر دی بادشاہ اسلام مع جملہ سرداران
خوش انجام تلوارین کھینچکر آپڑے امیر اسم اعظم پڑھکر لڑنے لگے سلیمان بھی اُٹھا لشکر کو ہیان
کو ترغیب دینے لگا رات بھر تلوار چلی بوقت سحر فولاد نے دیکھا ہزارہا ساحر مارا گیا سرداران اسلام نے
چہار جانب سے گھیر لیا ہو ہنگامہ گیرودار بلند ہو کوہی نام سے اہل اسلام کے بھاگتے پھرتے ہین
ہر مرتبہ شکست کھائی ہو مُنہ پر غازیون کے نہین چڑھتے سلیمان اپنے ساتھ والون کو ڈرا رہا ہو کہ
امیر لڑتے بھڑتے سامنے سلیمان کے پہونچے مدت سے یہان نبرد کش ہو سلیمان کو ہمیشہ سے مقابلہ

امیر کا حوصلہ تھا ہر چند کہ بختیارک نے روکا ای سلیمان یہ کیا کرتے ہو حمزہ سپہ سالار
قدرت خداوند لقا ہی بڑے بڑے پہلوان قدرت نے اسکے ہاتھ سے قتل کرائے اسکے مقابلہ مین نہ جاؤ
سلیمان نے کچھ جواب نہ دیا صاحبقران پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا امیر رات سے لڑ رہے ہین کسی کا
مرکب کسی کی تلوار اٹھالی تھی اب دن کو سرداران نامی نے اشقر دیوزاد لاکے پہونچایا تیغہ
عقرب سلیمانی تحفہ جات بزرگان ذات پر آراستہ مرکب اشقر دیوزاد طرارے بھرتا پھرتا ہی صدہا کو
سمون سے پامال کیا جیسے ہی سلیمان نے ہاتھ مارا صاحبقران نے تلوار کو تلوار پر گانٹھا غصے مین
آواز دی ای سلیمان ہم ہمیشہ میدان کارزار مین تمھارے مقابلے کے مشتاق رہے تم افسر کوہستان ہو ابھی
پہلوان نوجوان ہو کبھی تم نے لطف سے مقابلہ نہ کیا آج بھی ہم خستہ ہو چکے ہین مگر تم ایسون پر لاشہ بھی
بھاری ہی ایک وار تو قبول کرو خبردار خبردار کہکر ہاتھ تیغہ عقرب کا مارا سلیمان نے سپر کو چہرے کی
پناہ کیا تیغہ عقرب سلیمانی کاٹ مین لاثانی تڑپ کے گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سر سلیمان کا زخمی ہوا بیچ
مین کوہی ٹوٹ پڑے سلیمان کو ہٹالے گئے لندھور لڑتے بھڑتے قریب ناصر کوہی پہونچے اُسنے ہاتھ
تلوار کا مارا لندھور نے اُسکو زخمی کیا عنصر ہاتھ سے مالک کے زخمی ہوا اب تو فوج لقا کے قدم اٹھے
فولاد دیوانہ دار سحر کرتا پھرتا ہی تاثیر اسم اعظم صاحبقرانی سے رنگ اسکے سحر کا نہین جمتا صاحبقران
لڑتے ہوئے قریب اسکے پہونچے اسنے بہت سے سحر کیے جب سحر کی تاثیر نہوئی جھلا کے ہاتھ تیغہ سحر کا مارا
صاحبقران نے تلوار پر گانٹھا وار کو اس ناہنجار کے دفع کیا اسی ہنگامے مین ہاتھ مار دیا فولاد
کا سر زخمی ہوا الامان کہکر بھاگا بھاگ کر سب قریب باغ مینا پہونچے سرداران صف شکن نے تھوڑی دور کم
چہار جانب سے گھیر اجا کہ آج اسکو باغ مینا مین نجانے دین لقا نے ہاتھ سے بادشاہ کے شکست کھائی
تخت ٹکڑے ہو کر اڑ گیا ننگے پاؤن بھاگا ہوا جاتا ہی دیکھا طرف باغ مینا کے سردارون نے اپنے
پرے جا دیے لندھور و مالک وعلمشاہ خندق پر ڈٹ گئے کہ اُدھر بھاگ کر گیا اب لقا گھبرایا کہ
کدھر جاؤن راستہ سب نے روک لیا لقا بدحواس سلیمان عنبرین ہوے کوہی پریشان کہ کیا
تدبیر کرون مگر قضائے کار وہان افراسیاب نے شکست کھائی تھی احاطے سے فوج لیکر نکلا بارگاہ
مین آکر بیٹھا برق وغیرہ واسطے خبر کے آتے ہین کہ بیٹھے بیٹھے حیرت جادو نے کچھ افراسیاب سے
کہا سرماد و ابر برق نے بھی بڑھکر عرض کی ای شہنشاہ کوئی صورت فتح کی ظاہر نہین ہوتی ہر روز

صورت شکست ہوا افراسیاب کان مین ملکہ حیرت کے کچھ کہکر اُٹھا آسمان پر جا کر چمکا اس زور و شور سے
جاتا ہی کوہ و دشت مین تھر تھری پڑی ہوئی ہی یہان وہی وقت ہی قریب ہی کہ لقا گرفتار ہو جاوے
فولاد پریشان سلیمان حیران لقا فریاد فریاد کر رہا ہی اہل اسلام بڑھتے چلے آتے ہین بختیارک
بھی آج گھبرایا ہوا کہتا ہی کیا کرون خداوند کو کہان لے نکلون ہر طرف سے سردارون کو بلاتا ہی
کہ یارو سینہ سپر کرو قدرت کو بچاؤ جو سردار صف سے نکلا ہاتھ سے اہل اسلام کے مارا گیا ہزارہا لاشہ
پڑا ہی فولاد کے سب ساحر مارے گئے سوسیا س ساحر باقی ہین وہ بھی تھر تھر کانپ رہے ہیں حیران و مضطر و بیقرار
و ششدر نہ روے زدن نہ راہ ماندن اُسوقت بختیارک نے دیکھا آسمان پر لکۂ ابر سیاہ گرجتا ہوا پیدا
ہوا نہایت زور و شور سے کڑکڑ کا آواز آئی کہ زمین میدان کا زلزال تھرائی بختیارک نے دیکھا
افراسیاب بڑے قہر و غضب سے ہزبر سحر پر سوار تیغہ ہاتھ مین چند گولے جیب مین نعرہ کرتا ہوا آکے
پہونچا دور سے لقا کو سلام کیا بختیارک تو ایک مرتبہ طلسم مین ہو آیا ہی بخوبی پہچانتا ہی کہا یا خداوند
خود افراسیاب جادو آپہونچا لقا بھی افراسیاب کو دیکھکر بڑھا بختیارک نے جلدی تاج
سر پر قدرت کے رکھا خون چہرے کا پاک کیا لقا من چہ تقدیر کردم کہتا ہوا بڑھا افراسیاب نے لقا
کو بہ نگاہ حقارت دیکھا جی مین کہتا ہی یہ کیسا خداوند ہی بندون کے ہاتھ سے دردمند ہی فولاد نے بڑھکر
افراسیاب کے قدمون کو بوسہ دیا کہا اے شہنشاہ گیتی ستان اس زمین پر عجب انقلاب ہی قدرت
کا فراج لاجواب ہی دم بھر مین عجب طرح کی تقدیرین کرتے ہین کبھی فتح کبھی شکست ہی یہان کا نیا
بند و بست ہی مین نے حمزہ کا اسم اعظم بند کر لیا تھا حمزہ کو بھی پکڑ لیا رات کو قدرت نے تقدیر کر کے
رہا کرا دیا سب ساحر میرے ساتھ کے مارے گئے اب حمزہ کے اسم اعظم کے سامنے میرا سحر تاثیر نہین کرتا
بھاگنے کا بھی رستہ نہین ملتا کہان بھاگ کر جاؤن آج قدرت کا سر بھی زخمی ہوا اپنے ساتھ اورون
کو بھی برباد کرتے ہین افراسیاب غصے مین تھا کچھ جواب تو نہ دیا لیکن جیب سے ایک گولا
نکالا ہٹو ہٹو کہکر مار دیا اُس گولے کا پھٹنا تھا کہ زمین متزلزل و متحرک ہوئی ایک طائر پیدا ہوا
اُس طائر سحر نے شیشہ ہاتھ مین پریزاد کے دیا اُس طائر نے گرد سر صاحبقران چرخ مارا صاحبقران
کی زبان مین لکنت آئی خود بخود طبیعت گھبرائی یا تو پشت اشقر پر سوار تھے یا مثل تصویر
تصور خاموش ہوے تمام لشکر مین اندھیرا چھا گیا پانچ کوس کے گرد مین سواے دھوئیں

سے اور کچھ نہ معلوم ہوتا تھا دھوئین کی ایک دیوار گرد لشکر صاحبقران کھنچ گئی تمام لشکر اُسمین
بند ہوا ہر خرد و کلان دردمند ہوا کسی مین لڑنے کی طاقت نہین آنکھون مین بصارت نہین ہاتھ پاؤن
بیکار مجبور و ناچار حیران و پریشان خاموش ہوکر رہ گئے اس طرح کا افراسیاب نے سحر کیا کہ تمام لشکر
لقا الگ ہوگیا جھونکے ہوا کے چلے فولادی پنجے پیدا ہوے اُن پنجون نے دستگیری کرکے اہالیان
لشکر لقا کو الگ کردیا فولاد آتش ریز کھڑا ہوا الگ دیکھ رہا ہی ایک سحر مین افراسیاب نے
اسم اعظم صاحبقران بند کرلیا شیشہ ہاتھ مین اُس مین طائر پھڑک رہا ہی غصے مین کانپ رہا ہی
کہتا ہی اے فولاد اسی پر حمزہ کو بڑا ناز تھا اس شیشے کو تم اپنے پاس رکھو یہ سحر ایک
ہفتے کا ہی اہالیان لشکر حمزہ اس قلعہ دودی مین گرفتار ہین فریاد و الغیاث کر رہے ہین
آٹھوین دن یہ سب بیہوش ہوکر گر پڑین گے یہی حال حمزہ کا بھی ہوگا بے آب و دانہ تڑپین گے
در قلعہ دود بند کردیا ہی بختیارک دوڑا ہوا آیا دامن افراسیاب کا تھام لیا کہا ای شہنشاہ
تیرے سحر کے صدقے اپنی خیر و عافیت بیان کیجیے ہوش رُبا کا کیا حال ہی افراسیاب نے مُنھ
پیٹ لیا کہا ای شیطان درگاہ خداوند اسد غازی کو لوح طلسمی مل گئی چند مرحلے بھی شکست
ہوے جان جانے کے بند و بست ہوے اب مین نے ایک گنبد مثل قلعہ کے بنایا ہی کہ اُس مین کوئی
نہین آسکتا اب طلسم باطن کا بھروسہ ہی صاحبان مرحلہ کد و کاوش کرکے لوح طلسم کشا سے لین گے
دوسرے میرے ذہن مین یہ آیا کہ مین جاکر بزرگان طلسم کشا کو ماروں الون صرف ملکہ حیرت سے اطلاع
کرکے آیا ہون جو سوچا تھا وہی کیا یہ شیشۂ اسم اعظم موجود ہی بحفاظت رکھیے آٹھوین دن یہ سب
بیہوش ہوجائینگے اپنے ہاتھ کا گولا فولاد کو دیے جاتا ہون یہ اُس گولے کو پھینک دیگا اُسمین در
پیدا ہوگا آپ لوگ اندر جاکے سب کے سر کاٹ لیجیے گا سران سب کے نوک نیزہ پر رکھ کر ہوش رُبا
مین چلے آئیے گا اسد و بدیع وغیرہ موجود ہین اپنے بزرگون کے سر دیکھکر سر ٹکرائینگے یقین ہی تڑپ
تڑپ کے مرجائینگے احاطے سے مین بلوہ کردونگا اب بھی مین لاچین وغیرہ سے کمزور نہین ہون
سب پر سحر مین غالب آؤنگا ابر خونی برساؤنگا جس پر قطرہ پڑیگا پھُنک جائیگا یہ صورت فتح تجویز
کی بختیارک نے کہا حضور نے آتے ہی ایسا انتظام کرلیا کہ جملہ سردار و عیار اس سحر دود مین مبتلا ہوگئے
پھر بھی مجھکو خوف ہی شاید کوئی فرزند عمرو بھاگ کر نکل گیا ہو مدد مسلمانون کی غیب سے بھی پیدا

ہوتی ہی کوئی آکر شیشۂ اسم اعظم توڑے حمزہ چھوٹ کر قیامت برپا کریگا اسم اعظم پڑھکے قلعۂ دود کو
بھی مٹا دیگا قدرت کو جان لیجانا مشکل ہوگی یہان فولاد کے جی چھوٹ گئے ہین یہ شیشہ آپ اپنے
ساتھ لیجائیے ہوش رُبا مین جاکر رکھیے مگر غضب یہ ہی کہ وہان چھ عیار موجود ہین ایسا نہو فکر کرکے شیشہ
لیلین افراسیاب نے کہا ای ملکہ جی مین اپنے پاس شیشہ نہین رکھ سکتا ایک ہزار سو دے
حقیقت مین یہان رہنا بھی برا ہی بخوف عمرو وہان لیجانا بھی بہتر نہین ہی ملکہ جی مین کسی انتظام مین
عاجز نہین ہون سب کچھ میرے اختیار مین اب بھی ہی ایسے مقام پر شیشہ رکھون کہ جہان طائر وہم و خیال
بھی نہ پہونچ سکے میرے طلسم کو قدرت کی بے اعتدالی نے خراب کیا مین وہ صاحب اختیار ہون کہ
بہرام فلک بھی مجھ سے نگاہ نہین ملا سکتا ہر چند حجرہ ہاے ہفت بلا منے دریاے نیل فتح ہوا زہر کو
ٹھنڈا کیا طلسم باطن مین ابھی ایسے ایسے مقام باقی ہین کہ کسی طرح طلسم کشا اُن مقامات کو فتح نہ کرسکے گا
مین نے قدرت کا عذر بھی رفع کردیا کہ برے قدمبوسی آیا ہے قدرت ان سب کے سر لیکر طلسم ہوشربا
مین آئین پھر مین خود ساتھ ہوکر تابہ باختر پہونچا دُنگا عہدہ ہاے خداوند قائم کردونگا ایک سحر مین
بہشت و دوزخ بنا دونگا آپ تو تقدیر مضبوط کرین دشمنون کو مٹائین بختیارک نے کہا مین قدرت کو
بخوبی سمجھا دونگا قدرت تقدیر خلاف نہ کرینگے سب کے سر لیکر ہوش رُبا مین آئینگے تم شیشہ اسم اعظم کا
انتظام کرو یہ ذکر ہورہا تھا کہ خداوند لقا بھی ٹہلتے ہوے آئے افراسیاب نے لقا کو سجدہ کیا دامن
تھام کر رونے لگا کہا کیون یا خداوند آپ کو طلسم ہوشربا مٹانے سے کیا فائدہ ہو لقا نے کہا
قدرت مٹے ہوے کو پھر بنا سکتے ہین مردون کو زندہ کرین زندون کو مردہ کرین نئی دُنیا آباد کردین
آج تک تو نے غرور کیا براے قدمبوسی نہ آیا آج تو نے قدرت کو راضی کیا ہم بھی تجھے رضامند کرینگے
یہان سے تابہ طلسم ہوشربا کوئی تیرا دشمن باقی نرہے گا اب انتظام بن جائیگا افراسیاب خوش
ہوا کہ قدرت پختہ وعدہ کرتے ہین افراسیاب نے ایک دستک دی پکار کر آواز لگائی کہ ای عقاب
آسمان سیر جلد حاضر ہو سب نے دیکھا ایک ساحر مہیب الشکل عجیب ایک تخت پر بیٹھا ہوا چار
عقاب اُسین کسے ہوے تخت اُڑاتا ہوا آکر پہونچا افراسیاب نے کہا ای عقاب طلسم ہوشربا
مین غدر ہوگیا ہے سب عزیزداران طلسم کشا ہین اُنکو مین نے سحر مین پھنسا لیا فولاد یہان کا انتظام
کرے گا تم شیشہ اپنے پاس رکھو خبردار زمین پر نہ اُترنا دو ہفتے کا سامان اپنے پاس مہیا کرلو پردے ہوا

اُڑنا عقاب تمھارا نام ہی بلند پروازی کام ہی جب خبر پانا کہ خداوند مسلمانان لیکر ہوش پا مین
گئے تب تم ہماری ملاقات کو آنا جسقدر ملازم ہمارے مرگئے ہین قدرت سب کو زندہ کرینگے لاکھون رفیق
و تاجدار مارے گئے اُن سب سے آکر ملاقات کرنا جس روز سے قدرت اس اقلیم مین آئے جو جو ساحر
مارے گئے اُنکا نام بقید ولدیت لکھ رکھا ہی کتابین مجلد بھری ہوئی ہین ایک ہفتے مین قدرت تقدیر کیکے
سب کو زندہ کرینگے اور ہوشربا تا باختر کرورون کرور بندے بنانا پڑینگے اُن ساحرون وغیر ساحرون کے
عزیزدار آکر شکریہ خداوند بجا لائینگے ہماری عملداری کے واسطے نئی دُنیا تیار ہوگی پُرانے سردار دن
مین صرف مخمور و بہار کی خواہش ہی اور سب جانور بنا دیے جائینگے جنگلون مین اُڑتے پھرینگے عوض
مین اس خدمت کے عہدۂ وزارت ملے گا عقاب نے کہا اے شہنشاہ مین مہینون بلندی ہوا سے
نہ اُترونگا یہ کہکے افراسیاب سے شیشہ اسم اعظم صاحبقران لیا اپنے تخت پر شیشہ رکھ لیا جسطرح
اُڑتا ہوا آیا تھا اُسی طرح اُڑتا ہوا چلا گیا زمین سے ہزار گز کی بلندی پر کوہ عقیق سے ہزارون کوس
پر ایک ابر بنایا اُس ابر مین چھپکر میٹھا اندر ابر سحر کے بیٹھا ہوا چین کر رہا ہی اسکا ذکر وقت پر تحریر
ہوگا جب عقاب کو روانہ کر چکا تب فولاد کو بخوبی بمقدمۂ قتل مسلمانان سمجھا یا کہا یہان کا انتظام
تمھارے سپرد ہی بعد ہفتے کے جس طرح کہا ہی اُسی طرح سب کے سر لیکر آنا لقا کی بارگاہ میں با عزاز و اکرام
استادکرائی اسی دھوئین کے قلعہ کے سامنے لشکر کو ہیان و ساحران بڑی دھوم سے فروکش ہوا لقا
سے افراسیاب رخصت ہوا کہا یا خداوند اب تو سب طرح اطمینان ہوا مین برائے مقابلہ طلسم کشا
جاتا ہون طلسم کشا کیساتھ جملہ واقف کاران طلسم موجود ہین کیا عجب ہی کہ طلسم کشا واسطے
فتاحی مرحلہ جات کے گیا ہو مین جاکر روکنے کی تدبیر کرون اُسی طرح گرُکتا ہوا پاس حیرت کے
آیا ملکہ حیرت نے کہا اے شہنشاہ کہان گئے تھے افراسیاب نے چپکے سے کہا عزیزداران طلسم کشا
کو مین نے مٹا یا اب قدرت سب کے سر لیکر آئین گے لیکن اس خبر کو مشہور نکرنا یہان قبل آنے
افراسیاب کے لاچین وغیرہ نے اسد غازی کو صلاح دی کہ حضور عرصہ کرین لوح
ملاحظہ فرمائیے اسد غازی نے لوح کو ملاحظہ کیا اُس مین حکم نکلا کہ بدون فتح مرحلہ جات قتل
افراسیاب ناممکن ہی شب کو اسد نامدار یکہ و تنہا پشت مرکب پر سوار ہوکے بہدایت لوح
ایک جانب روانہ ہوے بعد جانے اسد کے امواج قطرہ زن دختر نیلم و طاؤس پریچہرہ

دختر خونخوار ظلماتی دبہار و باغبان تعقب اسد مین چلے لاکھ ساحرون کا لشکر ہمراہ لیا عیار بھی
فرداً فرداً روانہ ہوے جب افراسیاب کوہ عقیق سے واپس آیا تو صرصر نے یہ سب خبرین کہین کہ
طلسم کشا برائے فتاحی مرحلہ جات گیا اور رنگ ببر سوار ایک ساحر نامدار کو نامہ دیا کہا پاس فیروزہ
گنبد نشین کے جاؤ زدجہ اور رنگ گنبد نشین کی خمار فیروزہ پوش بھی ساتھ ہوئی پیغمبر برق
نے آکر لاچین سے کہی کہ افراسیاب نے فوجین تعاقب اسد مین روانہ کین یہ خبر لشکر کو کب
روشن ضمیر مرکب پرند پر سوار ہو کر برائے مدد اسد روانہ ہوا شب کو قہر و رعد و برق
و برق لامع بدون اطلاع لاچین روانہ ہوے مگر راہ مین زدجہ اور رنگ مع ساٹھ ہزار
کنیزون کے منزل بمنزل جاتی ہی ایک صحراے سبزہ زار مین جاکر پہونچی سیر صحرا دیکھ رہی تھی کہ
دیکھا اک نازنین نہایت حسین غنچہ دہن رشک چمن عاشق مزاج صحرا مین پھر رہی ہی شعر عاشقانہ
پڑھتی ہی خمار نے کنیزون کو حکم دیا یہ شہزادی کسی کے عشق مین نکل آئی ہی آوارہ پھرتی ہی بہلا کے ہمارے
پاس لاؤ کنیزین اسکو جاکر بہلا کر لائین زبان سے اُسکی معلوم ہوا کہ نام مہ جبین ہی کسی کی تصویر دیکھ
مائل ہوئی اُسی جوش مین نکل آئی مگر نہایت خوش مزاج جوش عشق مین اشعار عاشقانہ خوب گاتی
ہی خمار نے اُسکو اپنے پاس رکھا اور رنگ آکر بخدمت فیروزہ گنبد نشین پہونچا نامہ افراسیاب
کا دیا فیروزہ نے کہا مین طلسم کشا کی فکر کر رہا ہون تم تین لاکھ فوج ساتھ لیکر بہار و باغبان کو
گرفتار کر لو اسد میری طرف آئیگا مین انتظام کر لونگا خمار فیروزہ پوش اور رنگ ببر سوار
فوج کثیر لیکر برائے گرفتاری بہار وغیرہ چلے اسد بموجب ہدایت لوح قریب ایک گنبد کے پہونچے
لوح طلسمی کو گنبد سے مس کیا گنبد تو غائب ہوا ایک شہر نمایان ہوا اُس شہر سے ایک تاجدار تین لاکھ فوج
اور چار سو پہلوان لیکر مقابلہ اسد مین آیا اُس تاجدار کا ماہ تاجدار نام تھا شب کو اُسنے طبل جنگی بجوایا
شب کو اسد ایک صحرا مین پہونچے بموجب ہدایت لوح ایک قصر مین نیک رائے وزیر اعظم لاچین
مع بارہ ہزار ملازمون کے قید تھا کوہان جادو کو مار کر ان سب کو رہا کیا وہ وزیر اعظم
اسد غازی کے ساتھ ہی بارگاہ وغیرہ استاد کرائی جب میدان مین ماہ تاجدار نکلا فوج لیکر
صفین جمائین اسد غازی میدان کارزار مین نکلے طرف سے ماہ تاجدار کے جو پہلوان نکلا
اسد غازی کے ہاتھ سے مارا گیا شام تک بجرائت و شوکت اسد نامدار نے دس پہلوان

قتل کیے وہ تاجدار طبل امان بجواکر پلٹ گیا ہر شب کو طبل جنگی بجواتا ہی میدان مین فوج اور پہلوانون
کو لیکر آتا ہی میدان مین پہلوان نکلتے ہین اسد نامدار کے ہاتھ سے جب دو چار پہلوان قتل ہوئے
طبل امان بجواکر پلٹ جاتا ہی کبھی میدان داریان ہو چکین نیک رائے وزیر لاچین
روز عرض کرتا ہی اے شہریار اس تاجدار نے دام مکر پھیلایا ہی آپ اس لڑائی کو جلد فتح کرین
لوح سے خلاف ہوتا ہی اسد فرماتے ہین اے وزیر اعظم مین ہر روز چاہتا ہون فوج پر اسکی
جا پڑون وہ طبل امان بجواکر پلٹ جاتا ہی ہمارے قاعدے کے خلاف ہی کہ وہ طبل امان
بجوائے اور ہم اُسکے لشکر پر جا پڑین نیک رائے خاموش ہو رہتا ہی مگر اورنگ
ببر سوار و خمار فیروزہ پوش زوجۂ فیروز گنبد نشین فوج بیحساب ساتھ لیکر مقابلۂ بہار و باغبان
مین پہونچی یہ جملہ سردار جنکے نام عرض کر گیا ہون لاکھو فوج ساتھ لیے ہوئے تلاش طلسم کشا مین نکلے
ہین ایک مقام پر فروکش تھے کہ اورنگ ببر سوار و ملکہ خمار آکر مقابلے مین پہونچے
بہار و صواج وغیرہ بھی آمادہ ہوئے اورنگ نے رات کو طبل جنگی بجوایا یہان
باغبان نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا بوقت سحر اورنگ ببر سوار نے صفین بھی
اہل اسلام کی نہ جمنے دین بلوہ کرکے بطور جنگ مغلوبہ جا پڑا یہ سردار بھی لڑنے لگے
اورنگ کو فیروزہ گنبد نشین نے بھیجا ہی بڑے بڑے سحر نے کر آیا ہی لکہ ابر اجف بناکر آسمان
پر اُڑایا ہی گرمی جنگ مین وہ ابر کڑ کا گرجا برسنے لگا جس پر قطرہ پڑا بیہوش ہوا بہار کے
سحر کا بھی رنگ نہ جما یہ بھی بیہوش ہو کے گری شام تک وہ ابر برسا سب سرداران نامی بیہوش
ہو کر گرے اورنگ نے آکر سب کو گرفتار کر لیا ارادہ ہوا خدمت مین فیروزہ گنبد نشین
کے سب کو لیجاؤن ملکہ خمار فیروزہ پوش نے کہا اے سردار نامی آج شب کو اسی مقام پر
اُترو صبح کو کوچ کرین گے وہان اسد کی بھی تدبیر ہو رہی ہی میرے شوہر کے مرشلے سے گذرنا
دشوار ہی اورنگ آکر بیٹھا صحبت خمار فیروزہ پوش مین وہ نازنین مہ سیما رشک حسینان
عاشق مزاج حسینان جہان کے سر کا تاج آراستہ ہو کر آئی اورنگ دیکھ کر مائل ہوا
خمار فیروزہ پوش سے کہا کیون حضور یہ شاہزادی کون ہی خمار نے سب حال بیان کیا
کہ یہ کسی پر عاشق ہی ایسا خوب لگا ہی کہ دل بیقرار ہو جاتا ہی کسی کے دام زلف مین

بیقنسی ہی راتون کو تصویر دیکھا کرتی ہو تڑپ تڑپ کر اسکی شب گذرتی ہو اورنگ نے کہا
دیکھیے تصویر کسکی ہو ملکہ خمار فیروزہ پوش نے دم دے کر مہ جبین سے تصویر لی اورنگ نے
دیکھا میری تصویر ہو ملکہ خمار فیروزہ پوش نے مژدہ سنایا کہا ہو مہ جبین جیسے عشق مین تم
آوارہ ہو کر نکلین وہ بھی تم پر عاشق ہوا وہ مہ جبین خوشی خوشی پہلوے اورنگ مین اگر بیٹھی
اورنگ اپنے خیمہ مین لایا جلسہ آراستہ کیا ناچ ہونے لگا اورنگ نے فرمایش کی ملکہ تم بھی کچھ
گاؤ اس مہ جبین نے چنگ مرصع ہاتھ مین لیکر ایسی تانین مارین کہ اورنگ بیقرار ہو گیا تقریب
شراب مین وہ مہ جبین اپنے مقام سے اُٹھی گلابیان اپنے ہاتھ سے صحبت مین لاکر رکھین کہتی جاتی ہو
صاحبو یہ روز سعید مجھ ہجران کشیدہ کے لیے عید ہو جیسکے واسطے خاک چھانی آج اسکی خدمت
مین پہونچی یہ کہکر سب کو شراب تقسیم کرائی اورنگ کو بھی جام دیا یہ خوشی خوشی پی گیا دو پہر
رات گئے تمام سرداران اورنگ بیہوش ہوے اس مہ جبین نے نعرہ کیا منم مہترین مہتر چالاک
بن عمرو تلوار کھینچ کر جا پڑا کہ اورنگ کا سر قلم کرون زمین سے ایک شعلہ نکل کر بطور زنجیر گلے
مین چالاک کے لپٹ گیا چالاک زمین پر گرا زنجیر طلائی گلے مین پڑی ہوئی شعلے کی
گرمی سے رنگ و روغن بھی عیاری کا اُڑ گیا وہی شعلہ منھ پر اورنگ کے گرا اورنگ ہوشیار
ہوا دیکھا وہ مہ جبین نہ دارد ایک عیار بندھا پڑا ہو خمار فیروزہ پوش کو خبر پہونچی کہ بیٹا عمرو
کا مہ جبین بنکر آیا تھا گرفتار کیا گیا خمار نے آکر اورنگ سے کہا اے پہلوان دوران جو جو
مرحلہ جات فتح ہوئے عیار بھی آ گئے مرحلہ ہفت سر قلم ہونے سے راستے سب طرف کے
کھل گئے تا بہ فیروزہ گنبد نشین پہونچنا مشکل ہو گا اہلیان لشکر لاچین فرداً فرداً
آئین گے ان سردارون کو چھوڑا لین گے ہماری صلاح یہ ہو کہ ان سب کو قتل کرو سر لیکر
بخدمت فیروزہ گنبد نشین چلو اورنگ نے بموجب حکم خمار میدان خونی کی تیاری کی جلاد
صاحبان ظلم و بیداد حاضر ہوئے چالاک و بہار و باغبان وغیرہ کو زیر تیغ بٹھایا
لشکر تیار کیے ہوئے اورنگ بھی کھڑا ہو تیسرا حکم دیا چاہتا ہو ان سردارون نے بیقرار
ہو کر دعا کی کہ آسمان پر برق چمکی سب نے دیکھا شہنشاہ کوکب روشن ضمیر مرکب پرند
پر سوار آتے ہی لشکر اورنگ پر گرا جب گولا مارا زمین کانپ گئی بہار کی زبان سے

سوزن نکالا باغبان وغیرہ نے بھی رہائی پائی اتبو گلدستہ سحر چلنے لگا باغبان بھی رستمانہ
لڑرہا ہو برق لامع کڑکی رعد و برق نے صفین برہم و درہم کین کوکب روشن ضمیر لڑتا ہوا
قریب اورنگ بیر پہونچا خوب خوب اُسنے باران سحر برسایا کوکب نے ابر سحر کو توڑا کبھی آفتاب
بن کے چمکا کبھی بصورت شیر صحرائی بنکر سیکڑون کو چیر پھاڑ کر پھینک دیا عین گرمی جنگ مین اورنگ
سے مقابلہ ہوا کوکب نے اٹھا کر گولا مارا کہ اورنگ کا سر پھٹ گیا اندھیرا ہوا آواز آئی کشتی مرا
نام من اورنگ بیر سوار بود خمار فیروزہ پوش نے چاہا لڑ بھڑ کر نکل جاؤن بہار نے بڑھ کر
گلدستہ مارا خمار کو نشہ ہوا شعر عاشقانہ پڑھنے لگے اُسکے ساتھ کی کنیزین تعریف حسن بہار کر رہی
مین بہار نے آواز دی اے خمار اگر ہم سے محبت ہو نیمچہ کھینچو خفت نہ کھینچنا تقاضائے محبت کے
خلاف ہو ہر کوئی یہی کہتا ہو کہ ہم مرتے ہین دیکھین کیونکر مرتے ہین تم ایسے عاشقون کو بدنام
کرتے ہین خمار نے مع سات سو کنیزون کے نیمچہ کھینچکر گلے پر رکھا بہار نے اشارہ کیا بروے
خدا اہلی نیمچہ ان سبھون کی گردن پر چل گیا خمار شراب مرگ سے مست ہوئی آواز آئی
کشتی مرا نام من فیروزہ بود کوکب نے باغبان سے کہا زوجہ فیروزہ گنبد نشین نے دام سحر
پھیلایا ہو وہ شیر جوش جرأت مین لڑ رہا ہو تم لوگ لشکر لیکر آؤ مین آگے چلتا ہون ایسا نہو اسد
کو دام مکر مین پھنسائے فیروزہ گنبد نشین بڑا ساحر زبردست ہو کوکب تو اُسی وقت روانہ
ہوگیا بہار وغیرہ لشکر جلیل لے کر تلاش مین اسد کے چلین یہان شیر بیشۂ صاحبقرانی حاکم
اورنگ جہانبانی روز مقابلے مین نکلتا ہو آج شب کو نیک رائے نے کہا اے شہریار براے خدا بعد
نماز سحر لوح ملاحظہ فرمائیے بموجب حکم لوح کاربند ہوجیے ایسا نہو لوح پر کوئی افتاد پڑے ایک ہفتہ
آپ جنگ کرتے ہوئے گذرا آخر کیا مطلب حاصل ہوا روز وہ تاجدار مکار فوج لیکر آتا ہو دو چار پہلوان
قتل کر کے پلٹ جاتا ہو یہ مقدمہ طلسم ہو ذرا سے تامل مین خرابی ہوتی ہو غلام یہ آرزو رکھتا ہو کہ
حضور مرحلہ جات فتح کرین سالہا سال گذرے اب اپنے آقاے نامدار کی خدمت سے
مشرف ہون ملکہ بلقیس ثانی بھی رہا ہوئین وہ بھی واقف ہون کہ ہمارے وزیر اعظم
نے طلسم کشا کی خدمت گزاری کی اگر میرے سامنے حضور پر کوئی افتاد پڑی میرے واسطے
بڑی بدنامی ہو اسد نے بوقت سحر لوح کو ملاحظہ کیا اس مین تحریر تھا کہ صبح کو جو پہلوان

تمھارے سامنے آئے اُسکو قتل کرکے سامنے نخل چنار ہی لڑ بھڑ کر وہان تک جانا زیر نخل لوح کو
ملاحظہ کرنا جیسا نوشتہ ملے بموجب اسکے کاربند ہونا اسد بوقت سحر **نیک رائے** وزیر
دوبارہ ہزار جوان صف شکن ساتھ مین لیے میدان کارزار مین آئے اُدھر سے وہی تاجدار بطریق
قدیم مقابلے مین آیا ایک پہلوان موسوم بہ سالار کرگدن پر سوار میدان مین آیا اسد کا نام لیکر پکارا
اسد نے جاکر مقابلہ کیا وار اُسکے روک کے ہاتھ مارا سالار کرگدن سوار کے دو ٹکڑے ہوئے اب قصد ہوا
لشکر حریف پر جا پڑون کہ پشت سے صدائے گیرودار بلند ہوئی دیکھا ایک پہلوان **کاوس** نامی
پچاس ہزار فوج سے انکی فوج پر گرا اور سب فوج کو پراگندہ کرکے **نیک رائے** وزیر کو گرفتار کیا
اور طرف صحرا کے چلا اسد نے اُسکے تعقب مین مرکب ڈال دیا ایک صحرا مین آکر اُس سے لڑنے
لگے کاوس نے قیدیون کو تو بدست چند کس روانہ کردیا خود مع فوج اسد کو گھیرا چار طرف
سے نیزہ و تیر و تفنگ پڑنے لگا اس قدر تیر اسد نے کھائے کہ جسم فوارہ بنگیا کاوس پکار رہا ہی
یارو طلسم کشا کو لگا کے مین یہان تک لایا زخمی بھی ہوچکا ہی از روے بلوے کے اس شیر کو
گرفتار کرو ہر طرف سے فوجین چلی آتی ہین قصد ہی کہ بلوہ کرکے اسد کو پکڑلین اس تمام زخمداری
مین اسد شیر دل ہمہ تن چشم بنا ہوا اس فوج سے لڑ رہا ہی بسبب زخمداری کے نہایت بیقرار ہی ہر مرتبہ
یقین ہوتا ہی کہ اب لڑتے لڑتے گھوڑے پر سے گرونگا خانہ ہاے زرہ خون سے معمور لڑتے لڑتے
تلوار مین دندانے پڑ گئے سنان نیزہ شکست گرفتار ہونے کا بندوبست اُس زخمداری مین
پکار اُٹھا اے خالق بے نیاز وقت مدد ہی دعا پوری نہوئی تھی کہ تیر دعا ہدف مراد پر
پہونچا صحرا سے گرد اڑی نقابدار باولہ پوش بصد جوش و خروش مع بارہ ہزار جوانان
صف شکن آکر پہونچا دہین سے آواز دی اے شیر بیشۂ صاحبقرانی نہ گھبرانا یہ خدمت گزار
حاضر ہوا اسد نے جو اتنی مُہلت پائی لڑتا بھڑتا قریب **کاوس** کے پہونچا کاوس نے
زخمی جانکر اسد پر ہاتھ مارا اسد نے روک کر ہاتھ مارا کہ کاوس کے دو ٹکڑے ہوے
فوج کو نقابدار نے تار تار کردیا سب بھاگے اب نقابدار نے اسد کو انتہا کا زخمی دیکھا
اپنی بارگاہ استاد کرائی اسد کو لے کر بارگاہ مین آئے زخم روزی کی شب کو ملکہ عجائب
جادو بھی آئین نقاب چہرے سے نقابدار کے اُٹھائی اسد نے **ماموں جان** کہکر

گلے مین ہاتھ ڈال دیے کہا اب مین حضور کو نہ جانے دونگا آپ تخت پر سوار ہون مین بعہدہ
سپہ سالاری مرحلہ جات کو فتح کرون حضور کو ساتھ لیکر لشکر مین پہونچونگا تمام لشکر برائے خدمتگزاری
حاضر ہی نانا جان آپ کو دیکھکر شاد ہو جائینگے لشکر مین آپ کے فرزند سعید شہریار کی سلطنت
ہی وہ شیر نہایت صاحب شوکت ہی لقا سے لڑتے ہوئے نانا جان کو مدت گذری آپ کے
تشریف لیے چلنے سے وہ لڑائی فتح ہوگی تمام اہالیان آپ کی عدالت کا ذکر کیا کرتے ہین کہ قباد
شہریار نے شیر و بکری کو ایک گھاٹ پانی پلایا شمع کے چور کا سر محفل سر کاٹا گیا آپ کے زمانے
مین کوئی دزدیدہ نگاہ نہ کرتا تھا معشوقون نے چوری دل کی موقوف کردی) دزد حنا کے
سر دست ہاتھ باندھے گئے اب مین حضور کو نہین جانے دونگا قباد نے دیکھا یہ نظر کردہ بزرگان
دیوانہ مزاج بہن زبیدہ شیر گیر کا فرزند ٹھیر کر لیجائیگا فرمایا اے نور نظر ہم تمھارے ساتھ چلینگے
مگر زخمون مین تمھارے درد ہی چل کر آرام کرو صبح کو تمھارے ساتھ چلینگے ملکہ عجائب جادو
نے بھی یہی کہا اسد نے آرام کیا قباد شہریار نے پانچ سوار برائے حفاظت اسد نامدار چھوڑے
تمام لشکر کو آراستہ کرکے نکل گئے صبح کو اسد بیدار ہوئے اُن پانچون سوارون نے دست بستہ
عرض کی حضور آپ کے ماموں جان فرما گئے ہین کہ ہمارا ابھی تمھارے ساتھ رہنا مناسب نہین
ہی اس مقدمہ مین چند فکر و فتاحی طلسم مین مصروف ہوا اسد بموجب ہدایت لوح طرف فیروزہ گنبد نشین
کے چلے مگر راستہ فراموش کیا یہ تو صحرا مین آوارہ پھر رہے ہین مگر ذکر کیا تھا کہ سب عیار فرداً فرداً
برائے مدد اسد نامدار چل چکے ہین ہژبر دشت طراری و نہنگ بحر زخار عیاری خواجہ عمرو نامدار
لاچین سے رخصت ہوکر چلے تھے کئی سو کوس رستہ طے کرکے ایک نخل کے سایہ مین ٹھہرے
یکایک صحرا سے گرد اڑی ستر اسّی ہزار ساحر و غیر ساحر کا لشکر ایک شاہزادی تخت پر سوار
اُسی صحرا مین آکر اتری عمرو نے فقیر بنکر دریافت کیا معلوم ہوا کہ ملکہ سہیل گوہر پوش
بھانجی فیروزہ گنبد نشین اپنے ماموں کی مدد کو جاتی ہی عمرو نے کنارے آکر رنگ روغن
عیاری لگایا ضعیف گوئیے کی شکل بنکر لشکر سہیل گوہر پوش مین آئے بازار مین بیٹھکر
خوب گایا چوبدار نے سہیل گوہر پوش کو خبر دی آج ایک گویا ضعیف علم موسیقی مین
کامل و اکمل بازار مین بیٹھا گا رہا ہی ملکہ سہیل گوہر پوش نے بلوایا گانا سنکر بہت

خوش ہوئی نام پوچھا عمرو نے کہا اُستاد نیرنگ نام ہی سہیل نے کہا ای نیرنگ تمکو اپنے
ماموں جان کی خدمت مین لے چلین گے انھین اس علم مین بڑا مذاق ہی بہت قدر دانی کرینگے
یہ کہکر اپنے ساتھ لیا دوسرے دن سہیل نے دیکھا ایک نوجوان عمدہ کپڑے پہنے ہوے گاتا ہوا
جاتا ہی نیرنگ نے چوبدار کو حکم دیا کہ اس نوجوان کو بلا لو ای ملکہ سہیل یہ میرا فرزند ہی
اب آپ کی بارگاہ مین گانے کا لطف ہوگا اب تک کوئی میرا ساتھ دینے والا نہ تھا چوبدار اُس
نوجوان کو بلا کر لائے عمرو نے پہچانا چالاک بن عمرو ہی دونون باپ بیٹے سہیل کے ہمراہ ہوے
ہر منزل مین شب کو جلسہ آراستہ ہوتا ہی باپ بیٹے خوب گاتے ہین سہیل بہت رضامند
ہی کہ ایسے کامل مجھکو دستیاب ہوئے انکو ماموں جان کی خدمت مین لیجاؤنگی ماموں جان بہت
خوش ہونگے ایک دن ایک مقام پر لشکر فروکش ہوا نیرنگ وگیرنگ گویے سامنے ملکہ
سہیل کے بیٹھے ہین لشکر تیار ہو چکا قصد ہی کہ روانہ ہوون ایک ساحر نے بڑھکر ملکہ سہیل
گوہر پوش کو خبر دی کہ طلسم کشا یکہ و تنہا بھٹک کر اس طرف نکل آیا ہی اگر حکم ہو گرفتار کر لین
یہ سنتے ہی سہیل سوار ہوئی اشارہ کیا تمام ساحر بلوہ کرکے اسد پر جا پڑے اسد نے تلوار کھینچی مثل
شیر غضبناک لشکر ساحران پر جا پڑا تھوڑے ہی عرصے مین کئی سو افسر مارے گئے سامنے سے اس شیر
کے روباہ بھاگتے پھرتے ہین ملکہ سہیل ہرچند ترغیب دیتی ہی کہ یارو بلوہ کرکے پکڑ لو ساحر قریب
اسد نہین جا سکتے ملکہ سہیل گھبرا رہی ہی کہتی ہی دیکھو ہما جو طلسم کشا کیا جری بہادر ہی ہزاروں
کو جواب دیتا ہی دم بھر مین فوج کو برباد کر دیا آخر اسکو کیونکر گرفتار کرین نیرنگ وگیرنگ گویے
سہیل کے ہمراہ ہین ان دونون نے دست بستہ عرض کی اگر حکم ہو تو ہم طلسم کشا کو گرفتار کرلین
ملکہ سہیل گوہر پوش نے کہا ای نیرنگ وگیرنگ طلسم کشا ہمارے ماموں کی تلاش مین نکلا
ہی ماموں جان نے ایسے عجائب و غرائب بنائے ہین کہ وہان تک رسائی طلسم کشا کی دشوار ہی
اگر تم سے یہ کار عظیم ہو سکے کل اہالیان ہوشربا پر از حد احسان ہی افراسیاب اسقدر انعام
دے گا کہ غنی ہو جاؤ گے ماموں جان سے الگ دلوا دونگی مین تو اپنا محسن سمجھون گی یہ
سنتے ہی خواجہ عمرو و چالاک جھپٹے جاتے ہی اسد سے زبان عربی مین کہا ای نور نظر
بجز اس فریب کے رسائی تمھاری تا بہ فیروزہ گنبد نشین دشوار ہی ہم گرفتار کرکے

لے چلین گے اسد نے جو عمرو و چالاک کو دیکھا گھوڑے سے کود پڑے عمرو نے حباب مار کے بیہوش کیا
ہلڑ ہوا نیرنگ گیرنگ نے طلسم کشا کو پکڑ لیا سُہیل نے کہا لوح و مہرہ گلے سے اُتار لو عمرو نے
اصلی لوح و مُہرہ اپنے پاس رکھا اُسی صورت کی ایک تختی و مُہرہ اپنے پاس سے نکال کر
سُہیل کو دیا سُہیل خوش ہوئی اسد کو ارابے پر سوار کر لیا نیرنگ گیرنگ کی بڑی آبھد
ہوئی سہیل نے اُسی وقت اس مضمون کی ایک عرضی طرف افراسیاب کے روانہ کی ملازم
سہیل کا فور جادو نامہ لیکر طرف افراسیاب کے چلا قضائے کار رعد و برق لامع و چُہرخ
راہ مین آتے تھے ایک پہاڑ پر آکے ٹھہرے فکر مین تھے کہ اپنے آقا کی خبر کیونکر دریافت کرین اس
سوچ مین کھڑے تھے دیکھا ایک ساحر اُڑا ہوا آتا ہی برق لامع اُسے پکڑ لائی تلاشی لی نامے مین
یہ مضمون پایا کہ اسد کو قید کرکے طرف گنبد فیروزہ کے جاتے ہین اے شہنشاہ آپ بھی فوج لے کر
آئیے ماموں جان کے سامنے لیجا کر اسد کو قید کرینگے آپ کی شراکت بھی واجب و لازم ہی یہ
مضمون دیکھکر برق لامع تڑپ گئی بغیظ و غضب یہ سب سوار چلے کہ جاکر اپنے آقا اسد کو رہا
کرین یہان سہیل نے ایک عرضی اپنے ماموں فیروزہ گنبد نشین کو بھی تحریر کی مضمون یہ تھا کہ
اب آپ نہ چھپین ظاہر ہین بیرون گنبد فرد کش ہون ہم قید طلسم کشا لے کر حاضر ہوتے ہین فیروزہ
گنبد نشین یہ مضمون دیکھکر خوش ہوگیا گنبد کو اپنے ظاہر کیا وہ گنبد مثل قلعہ کے آراستہ و پیراستہ
ہی ہر ایک درجہ پر فولادی تصویرین تیر کمان لیے استادہ ہین فیروزہ مع لشکر کے بیرون قلعہ
فرد کش ہی خبر سُنی اُسنے کہ بھانجی میری آپہونچی بارگاہ سے باہر نکل آیا دیکھا سامنے سے گرد
اُڑی سُہیل گوہر پوش تخت پر سوار اسد کو ارابے پر سوار کیا ہی نیرنگ و گیرنگ قریب
ارابۂ اسد چلے آتے ہین فیروزہ گنبد نشین برائے استقبال بڑھا کہ بھانجی کو گلے سے
لگالوں اُسی وقت برق لامع آسمان پر کڑک کی چمک کر ملکہ سہیل گوہر پوش پر گری مع تخت
سہیل کے دو ٹکڑے کیے رعد و برق و چہرخ بھی آپڑے عمرو لاچار ہوا قصد یہ تھا کہ فیروزہ
گنبد نشین کے سامنے جاکر طلسم کشا کو رہا کرونگا ایسا نہو یہ مکار بھاگ کر نکلجائے اب مجبور
لوح و مُہرہ گردن مین طلسم کشا کی ڈالدیا یہ بھی تلوار کھینچ کر لڑنے لگا کہ آسمان سے لکہا ئے
ابر سیاہ لبعد کرو فر پیدا ہوئے ملکہ طاؤس پری چہرہ زمواج قطرہ زن و بہار و باغبان

مع فوج ظفر موج آکے پہونچے سحر ہونے لگے ان سرداران نامی نے زمین ہلادی مگر فیروزہ
گنبد نشین تک نہین پہونچے یہ اپنے کو بچا رہا ہوا اسد غازی نے جب انتہائی شمشیر زنی کی
عمرو نے بڑھکر کہا اے نور نظر لوح کو ملاحظہ کرو زبانی سہیل گوہر پوش کے مین سُن چکا ہون کہ
فیروزہ بڑا ساحر مکار ہے اسکا قتل نہایت دشوار ہے اسد نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ لوح کو دیوار
گنبد سے مَس کرو اسد لڑتا بھڑتا بمشکل تمام قریب دیوار گنبد پہونچا گنبد گرا پتلہ ہاے فولادی جلے
فیروزہ نے جو دیکھا کہ طلسم کشا نے گنبد کو گرایا اب مجھ تک پہونچ جائیگا فوراً غرق زمین ہوکر نکل گیا
یہ سب سردار لڑتے بھڑتے شہر فیروز نگار مین آئے رئیسان شہر نے جا در ہلائی امان مانگی مہرخ
وغیرہ نے شہر کو تسخیر کیا لیکن جب فیروزہ غرق زمین ہوا اسد نے لوح کو دیکھا لوح نے خبر دی
کہ اے طلسم کشا تعاقب فیروزہ گنبد نشین واجب ولازم ہے ورنہ یہ فساد برپا کرے گا اسد تو
لوح دیکھکر جستجو مین فیروزہ کے روانہ ہوئے اب سب سردارون نے مہرخ کو تخت پر بٹھایا اور
لشکر لے کر تلاش مین اسد کے چلے راہ مین عمرو نے خبر دی کہ افراسیاب مع فوج آتا ہے دوسری
منزل مین آکر افراسیاب نے مہرخ کو روکا لشکر مقابلے مین اُتارا یہان شہنشاہ لاچین نے
برق فرنگی سے کہا کہ مرحلہ جات فتح ہوئے ہونگے راستہ کھلا ہے جاکر طلسم کشا کی خبر لاؤ برق
بصورت مبدل رہروی کرتا ہوا آتا ہے راہ مین دیکھا بحرین نامے ایک ساحر لاکھ سوار کی
جمعیت سے فروکش ہے برق نے دریافت کیا معلوم ہوا یہ اٹالا بارگاہ افراسیاب کا لیکر
چلا ہے برق نے رنگ روغن عیاری کا لگا کر صرصر شمشیر زن کی صورت بنائی ایک نامہ لاکر
بحرین جادو کو دیا بحرین نے کہا اے صرصر میرا کوئی کیا کرسکتا ہے جسمین ہزار ہا پتلے فولادی
بھرے ہین صندوقچہ میرے پاس ہے اتبو برق نے اُس سے حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ
جوانِ پتلون کو قسم سامری کی دے کر کھول دے یہ اُسکے حریف کو قتل کرینگے پس برق
نے باتون مین لگا کر بحرین کو حباب مارا صندوقچہ لے کر بھاگا بحرین کو ملازمون نے
ہوشیار کیا بحرین گھبرا گیا کہا یارو بڑا غضب ہوا برق عیار میرا صندوقچہ لے کر
نکل گیا کل لشکر بحرین نے آکر برق کو گھیرا برق نے یا سامری کہکر صندوقچہ
کھول دیا کہا اے پتلہ ہاے سحر سامری قسم ہے تمکو سامری وجمشید کی لشکر بحرین کو

قتل کرو وہ پتلے نیچے پکڑ کے لشکر بحرین پر جا پڑے جسکو ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے تھوڑے ہی
عرصہ مین اُن پتلہ ہاے فولادی نے بیس ہزار ساحر لشکر بحرین کے مارے بحرین بھاگتا پھرتا
ہی ہرکارون نے یہ خبر افراسیاب کو پہونچائی افراسیاب کو یہ خبر سنکر سناٹا آگیا کہا یارو
بحرین نے غضب کیا بڑا تحفہ مٹایا اب سواے قتل کے کوئی چارہ نہین ہی یہ کہکر بقہر و غضب تمام
چلا اُسوقت آکر پہونچا کہ میان برق فرنگی نیمچہ کھینچے کھڑے تن رہے ہین پتلون کی طرف دیکھکر
آواز دیتا ہی اے غلامان سامری و جمشید تمکو قسم ہی اس لشکر مین کوئی زندہ باقی نہ رہے بحرین بڑا
آبرو دار ہی اسکا سر کاٹ کر لاؤ افراسیاب یہ معاملہ حیرت افزا دیکھکر غصے مین اُن پتلون پر
جا پڑا جس پتلے کو طمانچہ مار دیا سر اسکا اُڑ گیا بعض کو سنگریزون سے مارا چندکو دوہتھڑ
مار کر غرق زمین کر دیا چشم زدن مین افراسیاب نے اُن پتلون کو مٹایا بلوہ کر کے
جادوگرون نے برق کو پکڑ لیا ایک جادوگر کے سپرد کیا وہ کشان کشان برق کو لے چلا راہ مین
برق نے جیب سے اشرفیان نکالکر اُس ساحر کو دین کہا اور بھی مال میرے پاس موجود ہی ساحر
خوش ہو گیا کہا اے برق مین تجھکو چھوڑ دونگا برق نے اُسکو ایک ڈبیا نکال کر دی کہا
اس مین مروارید بے بہا ہین ساحر نے اُسے کھولا اُس مین سے بیہوشی اڑی وہ ساحر بیہوش
ہوا برق نے گلے مین جادوگر کے کمند ٹھوس دیا رنگ روغن عیاری کا لگا کر اس ساحر کو
اپنی صورت بنایا آپ ایک ساحر کی شکل بنکر کھڑا ہو کر پکارنے لگا یارو برق عیار کو لو ایسا نہو
میرے قبضے سے نکلجاے اُس جادوگر نے برق جان کر سر زنجیر کو تھام لیا کشان کشان لیکر
سامنے افراسیاب کے آیا افراسیاب نے غصے مین حکم دیا اسکا سر کاٹ لو وہ ساحر
دھوکے مین برق کے مارا گیا آواز مرنے کی جادوگر کے آئی افراسیاب بہت منفعل ہوا
برق یہان سے بھاگا آکر لاچین کو خبر دی کہ اسد نامدار تلاش فیروزہ گنبد نشین مین
گئے ہین افراسیاب نے جاکر مہرخ وغیرہ کو گھیرا ہی ایسا نہ ہو کہ لشکر پر کوئی افتاد پڑے حال
صندوقچہ کا بحرین کے بھی بیان کیا لاچین اُسی وقت سوار ہوا ملکہ بلقیس کو تخت پر
سوار کر لیا تلاش لشکر مہرخ مین چل نکلے یہان افراسیاب بعد قتل برق نقلی آکے مقابلہ
مہرخ وغیرہ مین اُترا طبل جنگی بجوایا بڑے زور و شور سے صبح کو میدان مین آیا عقاب جادو

میدان مین نکلا مخمور نے نکلکر دانہ یاقوت کا مارا ساحر کے سینے کو توڑ کر نکل گیا طیران جادو نکلا
اب کی اسکو نکلکر برق لامع نے مارا مواج قطرہ زن نے کئی ساحرون کو دریاے سحر مین ڈبویا
بعدہ فرداً فرداً ان سرداران نامی نے نکلکر چالیس ساحران افراسیاب نامی وگرامی مارے
افراسیاب کو غصہ آیا بڑے قہر وغضب مین لشکر پر جا پڑا اگرچہ یہ واضح رہے کہ اب افراسیاب
اپنی حفاظت کر رہا ہی کیا عجب ہی کہ اپنی ہم شبیہ کو بھیجا ہو آپ اور انتظام مین مصروف ہی بہر نوع
اِس زور مین لشکر جہرخ پر گراکہ آگ برسا دی مخمور وبہار ومواج وغیرہ کو زخمی کیا اب انہین
کوئی ساحر افراسیاب سے مقابلہ نہین کرسکتا قیامت کبرا برپا ہی عین گرمی جنگ ہی
افراسیاب ان سب کو شکست دے چکا ہی چاہتا ہی آج ایک کو زندہ نہ چھوڑون اس لشکر کا
خاتمہ کرکے پھر طلسم کشا کا خاتمہ کرون چہار جانب لڑتا پھرتا ہی قریب تھا کہ جہرخ وغیرہ کے قدم
اُٹھین کہ صحراسے گرد عظیم بلند ہوئی روے آفتاب مخفی ہوا تمام صحرا تیرہ وتار ہا سیاہ ظاہر
ہوئے سب نے دیکھا کہ شہنشاہ لاچین ایک جانب شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان
حرز ہیکل گلے مین مخمور کو جو زخمی دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا مرکب چمکا کر افراسیاب
پر جا پہونچے افراسیاب نے کئی سحر کیے بہ سبب حرز ہیکل کے تاثیر نہوئی نورالدہر نے ہاتھ تیغہ خارا شگاف
سلیمانی کا مارا لاچین وبلقیس نے بھی سحر کیے سر افراسیاب زخمی ہوا ایک آندھی اُٹھی
اہالیان لشکر لاچین پھر تھرانے لگے ہزارہا بیہوش ہوکر گرے اُس تاریکی سے ایک ساحرہ نیلے
کپڑے پہنے ہوئے اژدر آتش فشان پر سوار تازیانہ مار آتشین کا ہاتھ مین آواز دی منم ملکہ
ظلمات چہار دست ہمشیرہ آفات اے افراسیاب نہ گھبرانا مین ان سب کا جی
چھڑا دونگی بہن کے خون کا بدلا لونگی یہ کہکر سحر کرنے لگی اژدر آتش فشان پر کوڑا مارا اژدہا
نے جب دم کھینچا دس دس ساحر کھنچکر دہن مین اژدر کے جا رہے لشکر مین غل ہوا کہ ظلمات
نے اندھیر مچا دیا ملکہ بلقیس نے کئی سحر کیے برقین اژدر پہ گرائین اژدر مارا گیا ظلمات
پیدل ہوئی اب اُسنے زبان سے سحر کرنا شروع کیا یعنی جب زمین پر دوہتڑ مارا دس دس
بیس بیس ساحر غرق زمین ہونے لگے اور افراسیاب کو ترغیب دی کہ او سفلہ مزاج تو نے
ہوش ربا ایسے طلسم کو برباد کیا اب شاہان طلسم باطن آپس مین صلاحین کررہے ہین کہ ہم

دھوکے دیکر طلسم کشا کو مارین گے تو خود آکر شریک جنگ ہوا اپنے کو بچا حفاظت تیری واجب ولازم ہی جس وقت تک تیرا قدم باقی ہی امید ہی کہ لڑائی فتح ہو جائیگی اور جس دن تجھپر زوال آیا پھر ہوش ربا کسی کے سنبھالے نہ سنبھلے گا افراسیاب جادو کہتا ہی کیا کہون ملکہ آفات چہار دست کا مارا جانا مجھے بڑا شاق ہوا اپنے غرور مین جان دی ظلمات کہتی ہی تو لڑ بھڑ کر نکل جا سامان لشکر کشی مہیا کرین اس لڑائی کو جھیل لونگی لاچین وغیرہ سب کو جواب دونگی افراسیاب نے کہا اب مین تدبیرین طلسم کشا کی ہون یون والپس نہ ہونگا قطاما جھلا کر لشکر لاچین پر جا پڑی کئی ہزار ساحر اپنے مارے لشکرون مین صدائے فریاد والغیاث بلند ہوئی شہنشاہ لاچین سحر کرتے ہوئے برابر ظلمات چہار دست کے پہونچے اپنے کوڑا مار آتشین کا اٹھایا کہ لاچین پر وار دن لاچین نے کلائی پر ہاتھ ڈالکر ایک طمانچہ مارا کہ ظلمات چرخ کھا کر گری لاچین نے چاہا چھاتی پر چڑھ بیٹھون چیر کر اسکو پھینک دون افراسیاب نے بڑھ کر آگ برسائی بمشکل ظلمات کو بچایا اب ظلمات گھبرائی ہوئی قریب افراسیاب کے آئی کہا اے افراسیاب اصل تو یہ ہی کہ لاچین نے اس عدالت سے سلطنت کی جب وہ سامنے آجاتا ہی تو قلب تھراتا ہی اب طبل امان بجواؤ ہرکارون کو روانہ کرو دریافت ہو کہ طلسم کشا پر کیا گذری نہایت صاحب زور و طاقت ہی طلسم کشا پر ہر کس و ناکس دست انداز نہو سکیگا ناچار ہو کر افراسیاب نے طبل بازگشت بجوایا آج کی لڑائی مین لاچین و بلقیس بھی زخمی ہوئے افراسیاب نے بڑے بڑے قیامت کے سحر کیے ظلمات کو لیکر طلسم زرنگار ہوا ظلمات سے تمام کیفیت کوہ عقیق کی بیان کی ظلمات نے کہا اے افراسیاب اسبات کا ذکر نہ کرنا ایسا نہو لاچین کو خبر ہو جا دے لاچین وغیرہ مدد کو صاحبقران کی چلے جائین فولاد آتش ریز کی یہ لیاقت نہین ہی کہ ان سردارون سے مقابلہ کر سکے مگر البتہ اسم اعظم کا تو نے خوب انتظام کیا وہان تک کوئی نہ پہونچ سکے گا اگر حمزہ کا اسم اعظم نہ کھلا تھا سب کے سر لیکر آئیگا ایسا تفن پیدا ہی جس اقلیم مین وہ پہونچا وہ اسلام آباد ہو گئی اپنے باختر کو تباہ کر کے مٹاتا چلا آتا ہی اگرچہ تو نے تدبیر بڑی کی مدد کسی طرف سے اگر نہ پہونچی اور فولاد آتش ریز سر لیکر آگیا طلسم کشا تڑپ کے اپنی جان دے گا اس خیال مین افراسیاب و ظلمات پلٹ کر داخل بارگاہ ہوئے لاچین و بلقیس

نے اپنے سرداران زخمی کو اُٹھایا بڑی جنگ پڑی تھی بہار وغیرہ انتہا کے زخمدار تھے افراسیاب و
ظلمات سے لڑے لاچین نے لاکر زخم دوزیان کین علاج سب کے ہونے لگے افراسیاب
تو اس فکر مین ہو کہ طبل جنگی بجواکر لاچین وغیرہ کو مارون لاچین کی ہیبت سے حوصلہ
نہین پڑتا ظلمات روک رہی ہو اسد لوح کو دیکھکر چلے تھے راہ مین رواروی کرتے ہوے جاتے
تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی جس دن سے اسد کو لوح ملی اٹھارہ سو ممالک ہوشربا مین کھلبلی پڑی
ہو پہلوان تاجدار اپنے ملک سے نکلے ہین کمیل تیغ زن بارہ ہزار فوج سے بدعوے
مقابلہ طلسم کشا چل نکلا ہو اسد کو جو آتے ہوے دیکھا ہرکارون نے اسکو خبر دی
طلسم کشا یکہ و تنہا آتا ہو کمیل تیغ زن نے فوج کو اشارہ کیا اسد بھی نعرہ کرکے جا پڑا پھر پھر
کال تلوار چلی کئی سو سردار کمیل کے قتل کیے پہر دن رہے لڑتے بھڑتے برابر کمیل کے ہو پہنچے
کمیل نے تلوار کا وار کیا اسد نے اُس جنگ مغلوبہ مین کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر
پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈالکر کمیل کو اُٹھا لیا کمیل نے آواز دی الامان اسد نے فرمایا امان
بشرط ایمان کمیل کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا عرض کی اے شہریار اٹھارہ سو ملک سے
تاجدار و پہلوانان نامدار آپ کی فکر مین نکلے ہین آپ یکہ و تنہا پھر رہے ہین غلام کو سرفراز فرمایئے
یہ کہکر باعزاز و اکرام تمام اسد کو لیکر اپنے قلعہ مین آیا دارالامارۃ مین لاکر عرض کی تخت پر قدم رنجہ
فرمایئے اسد نے کمیل کو تخت پر بٹھایا کہا یہ ہمارا شیوہ نہین آپ دنگل پر بیٹھے کمیل نے سامان
عیش و نشاط مہیا کیا عین گرمی صحبت مین اسد نے دیکھا کمیل زار زار رو رہا ہو اسد نے فرمایا کیون
اے پہلوان صف شکن خیر تو ہو عرض کی اے شہریار پروردگار نے ایک فرزند بہادر موسوم بہ
سہیل تیغ زن مرحمت فرمایا تھا کہ جسکی نہیب شمشیر سے تمام پہلوان کانپتے تھے میرے شہر کے
قریب ایک گنبد ہو اُسپر ایک طاؤس ہشیار رہتا ہو جو کوئی شخص سایہ مین گنبد کے جاتا ہو طاؤس آواز
ہیہات و افسوس دیتا ہو گنبد سے اول چند کنیزین پیدا ہوتی ہین اور دو کرسیان بچھا کر چلی جاتی
ہین ایک نازنین آکر کرسی پر بیٹھتی ہو یہ جانے والا اس نازنین پر مائل ہو کر کرسی پر بیٹھتا ہو وہ
مست بادۂ حسن و جمال ایک جام شراب بھر کر اس مبہوت عشق کو پلاتی ہو نشے مین شراب کے اسی نازنین
کے ساتھ گنبد مین جاکر غائب ہو جاتا ہو صدہا جوانان صف شکن تاجداران برفن اُس گنبد مین جاکر

غائب ہوئے لوگون نے میرے فرزند سے بھی ذکر کیا سال بھر کا زمانہ گذرا وہ بھی جاکر وہان غائب ہوا آج تک تو نشان نہین ملا افراسیاب کو عرضیان لکھین اُسنے کچھ جواب جہلات لکھے تھا بے التجا کی اُس بیحیا نے یہ جواب دیا کہ وہ گنبد قدرت و طاؤس راز قدرت ہی جو وہان جائیگا پھر کر نہ آئیگا اپنے بیٹے کو کیون جانے دیا اسوقت اُس غلام کی حقیر کو یاد آئی حضور کے سامنے وہ ہوتا آنکھین فرش کرتا بہادرون کے نام کا عاشق تھا بہ لطف پیش آتا یقین کامل ہی حضور کے ساتھ سر فروشی مین مصروف رہتا اسد نے فرمایا اے بہادر ہم صبح کو جاکر کوشش کرینگے تمھارے فرزند کو لاکر تم سے ملائینگے کیون افسوس کرتے ہو اسی طلسم ہوشربا کے متعلق یہ معاملہ بھی ہوگا صدہا مقامات اس طلسم مین ایسے ملے کہ جنکا اظہار ناممکن تھا مگر لوح طلسمی سے وہ سب مشکلین حل ہوئین تکمیل نے کہا ایسا نہو حضور کسی بلا مین پھنسین لاچین وغیرہ کہین کہ تکمیل تیغ زن مکار تھا ہمارے آقا کو بلا مین پھنسایا حضور پر لشکر کشی کرکے چلا تھا مگر اب غلام کو بدل و جان حضور سے محبت ہی مین یہ نہین چاہتا کہ میرے بیٹے کی جستجو مین حضور پر کوئی آفت پڑے اسد نے نہ مانا بوقت سحر اہالیان شہر کو ساتھ لیکر سامنے گنبد کے آئے لوح دھرہ موجود ہی دیکھا اسد نامدار نے حقیقت مین ایک طاؤس زرین بال بر سر گنبد بیٹھا ہی جیسے ہی اسد سامنے پہونچے یا تو یہ دستور تھا کہ وہ طاؤس آواز افسوس دیتا تھا اور گنبد سے ایک نازنین پیدا ہوتی تھی طاؤس نے جیسے ہی آواز دی اسد نے لوح کو سامنے کردیا جسم سے طاؤس کے آگ پیدا ہوئی خود جلکر خاک سیاہ ہوا وہ نازنین بھی گنبد سے باہر نہ آئی اسد بسم اللہ کہکر اندر آئے دیکھا ایک ساحر ماش کے آٹے کے پُتلے بناتا ہی اُسپر سحر کر رہا ہی مگر پُتلے تیار نہین ہوتے کہ اسد کا نعرہ ہوا اُس جادوگر نے بہت کچھ سحر کیا بہ سبب لوح کے اسد پر تاثیر نہوئی اسد نے بڑھکر ہاتھ مارا اُس ساحر کے دو ٹکڑے ہوئے آواز آئی کُشتی مرا نام من فولاد جادو بود لوح کو دیکھا لکھا تھا یہ تخت آہن جو بچھا ہی اسکو بقوت صاحبقرانی اُٹھاؤ دہنہ نقب ظاہر ہوگا فوراً اس مین داخل ہو بدون ملاحظۂ لوح کوئی کام نہ کرنا اسد نے تخت اُٹھایا دہنہ نقب ظاہر ہوا چند سیڑھیان طے کرکے ایک باغ مین پہونچا دیکھا ایک ساحرہ زیر شجر بیٹھی ہوئی سحر کر رہی ہی چالیس ساحران زبردست گرد بیٹھے ہین اُنسے کہہ رہی ہی صاحبو ساحری و حبشیہ خیر کرین

آج سحر جواب دیتا ہو شاید اس حوالی مین طلسم کشا پہونچ گیا فولاد کے مرنے کی آواز آئی شرارہ
مُردار خوار نے یہ کہا تھا کہ نعرۂ طلسم کشا کی آواز آئی چالیسون ساحرون کو اُسنے اشارہ کیا سب
اسد پر سحر کرنے لگے اسد لوح کو گردش دیتا ہوا قریب شرارہ مردار خوار پہونچا شرارہ نے دیکھا
سحر نے کسی سے اُس جوان پر تاثیر نہ کی سمجھ گئی اسنے فولاد کو مارا یہ طلسم کشا ہی یہ کہکر تڑپ لی
سحر کرکے بلند ہوئی قصد کیا جان بچا کے نکل جاؤن اسد نے کمان کیانی دوش سے اُتاری
تیر بجر کمان مین پیوست کیا تاک کے مارا سینۂ پُرکینہ پر شرارہ مردار خوار کے پڑا چھرہ پُشت کو
توڑکر پار گذرا یہ ساحرہ جلکر گری آواز دی کُشتی مرا نام من شرارہ مردار خوار بود وہ گنبد گر گیا
باغ جلکر خاک سیاہ ہوا کمیل تیغ زن نے دیکھا اسد نامدار سامنے ایک قصر کے کھڑے ہین
جادوگرون کے لاشے گرد یہ بھی آکر شاہزادے سے ملا وہ قصر جو باقی دیکھا اُسکا قفل کاٹا کئی
ہزار بندگان خدا قید تھے مرنے سے شرارہ مُردار خوار کے سب نے رہائی پائی بیٹا کمیل کا بھی
اُنھین قیدیون مین تھا اسد بفتح و فیروزی ملکے کمیل وسہیل بشوکت وشان بتمام
دبجاہ و جلال مالا کلام اسد غازی کو ساتھ لیے ہوئے دعائین دیتے ہوے قلعہ مین لیکر
آئے تمام اہالیان شہر دعائین دیتے تھے کہ آپ کے تصدق سے اس شہر کا چراغ پھر روشن
ہوا ارکان سلطنت نے بارگاہ مین اسد کو پہونچایا اور اسد نامدار قلعۂ کمیل تیغ زن مین
مصروف عیش ہوئے کہ انکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا مگر قریب گنبد فیروزہ گنبد نشین تحریر کیا
تھا کہ فیروزہ غرق زمین ہوکر بھاگا اور پاس اپنے استاد سفاک مغرور کے پہونچا سب حال
اس سے بیان کیا اُسنے سب احوال دریافت کرکے نخوت جادو کہ نہایت پہلوان زبردست
تھا برائے مقابلۂ اسد و شرارہ خرس پیکر کو برائے فکر لوح روانہ کیا نخوت جادو جمعیت فوج
کثیر مقابلۂ اسد مین آیا اسد کو خبر ہوئی کمیل وسہیل کو ساتھ لے کر مقابلے مین آئے اسنے
طبل جنگی بجوایا اسد نے جواب مین نوازش طبل کو حکم دیا دونون لشکرون مین تیاریان
ہوئین بوقت سحر اسد نامور کمیل کو تخت پر سوار کرکے خود بعہدۂ سپہ سالاری میدان کارزار
مین پہونچے اُدھر سے نخوت بھی بفوج کثیر میدان مین آیا صفوف آرائی ہو رہی ہی
کہ گوشۂ صحرا سے ایک نرگاؤ پیدا ہوا اسد کے قریب آکے حملہ کرکے بھاگا اسد نے

تعاقب مین زرگاؤ کے مرکب ڈالدیا نخوت فوج کو لیکر پلٹا یہ کہتا ہوا کہ اب طلسم کشا زندہ واپس نہو گا کمیل و سُہیل رنجیدہ و کبیدہ واپس ہوئے اسد نامدار اُس زرگاؤ کے تعاقب مین مرکب کو اُڑاے ہوے قریب ایک باغ کے پہونچے وہ زرگاؤ تو غائب ہو گیا اندر سے باغ کے چند کنیزان زرین پوش نکلین اسد کو جُھک کر سلام کیا اسد نے بغور اُن کنیزون کو دیکھا نگاہ سے آشنا پایا فرمایا تم کون ہو عرض کی سرکار نے اپنی کنیزون کو نہین پہچانا ای شہریار بڑا غضب ہوا حضور تو براے فتاحی مرحلہ جات آئے افراسیاب جادو آپ کی فوج پر جا پڑا تمام شاہان دربند جمع ہو گئے تھے ملکۂ مہ جبین الماس پوش کو و لاآرام اُن کی وزیرزادی لیکر بھاگی چند کنیزان خیر خواہ نے ملکۂ لالان خونقبا کو محافے مین سوار کیا آوارہ ہو کر نکل آئے افراسیاب نے ہزارہا ساحر تلاش مین ملکۂ عالم کے روانہ کیے اس باغ مین آکر ہم لوگ چھپے دو شبین اسی پریشانی مین گذرین ملکہ نے فرمایا طلسم کشا کو تلاش کرو ہم لوگ چلے تھے شکر ہی حضور سے قدمبوسی ہوئی ملکۂ عالم نے بالکل آب و دانہ ترک کیا ہی اور جتنی معشوقان سرکاری تھین وہ تو سحر کر کے نکل گئین مثل مہاج قطرہ زن و طاؤس پریچہرہ و ملکۂ ناہید و گلنار گلنار پوش مہ جبین کو و لاآرام و بہار وغیرہ نکال لیگئین ان یتیم کی کون خبر لیتا ہم لوگ لے بھاگے یہ سُنکر اسد گھبرا گئے اُن کنیزون کے ساتھ اندر باغ کے آئے دیکھا باغ آراستہ و پیراستہ ملکۂ لالان خونقبا سر جھکائے ہوے بارہ دری مین بیٹھی ہین اسد غازی کو دیکھکر براے استقبال اُٹھین دامن تھام کر رونے لگین کہا ای شہریار افراسیاب نے قیامتین برپا کین آپ کا لشکر سے نکل آنا باعث خرابی ہوا شکر ہی کہ اِن کنیزون نے نمک کا خیال کیا ہمکو نکال لائین اسد کو انتہا کا قلق ہوا بارہ دری مین آکر بیٹھے کنیزون نے آکر گھیر لیا اس ہجران دیدہ کو اسد سمجھانے لگے ملکۂ لالان خونقبا بشدت گریہ دمبدم یہی عرض کرتی تھی اے شہریار اب ہمکو اپنے ساتھ سے جدا نہ کیجیے ملکۂ خرخ و بہار کو صرف مہ جبین کا بڑا خیال ہی ہمارے لیے کسی نے کوشش نہ کی یہ بیچاری کنیزین کوچے سے سحر کے نابلد جنگل جنگل لیے لیے پھرین اس باغ مین آکر آرام ملا نہین معلوم کس کا باغ ہی اسد نے فرمایا اس طلسم مین جو شی ہی اُسیر ہمارا قبضہ ہی ملکۂ لالان خونقبا نے کنیزون سے اشارہ کیا تین شبانہ روز ہمکو تڑپتے تڑپتے گذرے

خدا نے انکو پہونچایا اتبو سامان خورد و نوش مُہیا کرو کنیزون نے گلابیان شراب کی لاکر رکھین
ملکۂ لالان خونقبا نے اپنے ہاتھ سے جام لبریز کیا اسد غازی نے خوشی خوشی جام لیا
کنیزون کی تاکید کہ حضور جلد نوش کرین ملکہ کے اب لبون پر دم ہے اسد نے چاہا کہ جام پیئین کہ
نخل پر نگاہ پڑی دیکھا ایک طوطی زرین بال پھکارے مارکر رولی ہے یہ صدا دی کہ اے طلسم کشا
لوح پاس موجود ہے اور ایسی بلا مین پھنستے ہو خبردار جام نہ پینا اسکا انجام بد ہے یہ شرارہ خرس پیکر
فرستادہ فیروزہ گنبد نشین دعویٰ کرکے آئی تھی کہ مین طلسم کشا سے لوح چھین لونگی جام پیتے ہی
غضب ہوگا منم ملکۂ عجائب جادو یہ کہکر طوطی زرین بال نے پرواز کی اسد نے جام ہاتھ
سے پھینکا لوح کو اُٹھایا تھا کہ شرارہ خرس پیکر چیخ مارکر بھاگی کنیزون کو آواز دی ارے
اس عجائب جادو نے غضب کیا میرے دام مکر کو مٹایا اب اسکو تیر و تفنگ سے مار لو
اسد بارہ دری سے نکلکر پشت مرکب پر سوار ہوے اُن ساحرون سے لڑتے ہوے بیرون باغ
آئے فیروزہ گنبد نشین نے شرارہ خرس پیکر کو برلے فکر لوح روانہ کیا تھا و نخوت کو
برائے مقابلہ بھیجا تھا شرارہ تو بشکل زن گاؤ اسد کو لگا کر یہان لائی مگر مراد وہی نہ برآئی اب
سفاک مغرور و نخوت جادو و فیروزہ گنبد نشین لشکر بیحساب لیکر تلاش اسد مین
چلے فیروزہ کو گمان غالب ہے کہ شرارہ خرس پیکر نے دام بچھا کر اُس طائر زیرک کو گرفتار کیا ہوگا
یا اگر کچھ افتاد پڑے تو ہم چلکر تدبیر کرین یہان اسد نامدار نے چند ساحرون کو قتل کرکے شرارہ
خرس پیکر کو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے مرنے کی اُسکے علامت بلند ہوئی فیروزہ و نخوت
کے کان مین آواز پہونچی کشتی مرا نام من شرارہ خرس پیکر بود سفاک مغرور نے کہا اے فیروزہ
شرارہ کا دام مکر خالی گیا دیکھو بیرغل مچا رہے ہین طلسم کشا کا گرفتار کرنا کچھ بڑی بات نہین ہے
مگر طلسم کشا کے مددگار بہت ہین شرارہ نے مکر کامل کیا لالان خونقبا کی صورت بنکر ملی کسی شخص
نے طلسم کشا کو ہوشیار کردیا ورنہ شرارہ ایسی نہ تھی باتون مین پھنسا چکی تھی نخوت نے کہا
حضور ہمارے ساتھ لشکر بیشمار ہے اگر سحر تاثیر نہین کرتا کیا پرواہ ہے نیزہ و تیر سے مارلین گے
یہ تین افسر آگے آگے پشت پر سات لاکھ ساحران غدار حربہ ہائے جنگ ہاتھ مین اُسوقت
آکر پہونچے کہ اسد نے شرارہ خرس پیکر کو مارا ہے کہ فیروزہ گنبد نشین کا نعرہ ہوا نخوت نے

فوج کو اشارہ کیا یہ کہدیا کہ خبردار سحر نکرو بلوہ کرکے طلسم کشا کو گرفتار کرلو چار جانب سے کفاران
خرس طلعت میمون خصلت خرس ہاے بادیہ ضلالت لینا لینا کہکر اس صاحب شوکت پر آپڑے
اسد نے کچھ خوف نہ کیا دلیرانہ اُس فوج شقاوت موج پر تیغ آبدار کھینچکر جا پڑا تلوار چلنے لگی پھر
فیروزہ گنبد نشین فوج کو ترغیب دیکر لشکر سے نکلا ایک گوشے پر کھڑے ہوکر چند گولے طرف
صحرا کے پھینکے اسکے ساتھ والون نے دیکھا ایک شوالہ ظاہر ہوا دروازہ اُسکا کھلا ہوا تخت پر
ایک سونے کا بُت نہایت کلان گرد گھنٹہ نواز ناقوس نواز عمارت شوالے کی نہایت وسیع
ہر گوشے پر پتھر کے جانور بنے ہوئے جست وخیز کرتے پھرتے ہین وہ سونے کی تصویر جو تخت پر ہی
اُسکے منھ سے شعلے نکلکر بر سر اسد آتے ہین کچھ مطلب نہین حاصل ہوتا جب لوح کا عکس پڑا وہ شعلے
باطل ہوکر زمین پر گرے اکثر اُس آگ سے ملازمان نخوت وسفاک جلے سفاک مغرور نے کہ
فیروزہ گنبد نشین کا اُستاد ہی پکار کر آواز دی اے فیروزہ یہ کیا کرتا ہی یہ جوان صاحب لوح
و مُہرہ ہی ایسے شعبدون سے اسکا کیا نقصان ہوگا جہان تک ہوسکے فوج کو ترغیب دے تیری
آگ نے تیرے ہی ساتھ والون کو جلایا ہی کئی ہزار جوان بیکار ہوچکے ہین اگر تیغ وتبر سے اس
جوان کو بھی قتل نہین کرسکتے چہار جانب سے بلوہ کرکے ٹوٹ پڑو ہاتھون ہاتھ اسکو گرفتار کرو
ہمقون کو چکاکر ایک مرتبہ جا پڑو کس کس سے یہ جوان لڑے گا لڑتے لڑتے گھوڑے سے گر پڑیگا
تم سبھون کی سپرین زر وجواہر سے بھرونگا افراسیاب ایسا قدردان ہی کہ ایک ایک سپاہی کو
افسر کرے گا اس ترغیب پر ساحرون نے چار جانب سے بلوہ کیا ہی اسد تنہا کا زخمی ہوا سارا دن
لڑتے ہوئے گذرا پردۂ شب حائل ہوا اس بہادر کا پردہ نرہا اُسی طرح مصروف جنگ رہے
بوقت سحر اسد نامور نے دیکھا فوجون کا بلوہ کم نہین ہوتا ہر طرف سے فوجون کے ریلے ہین یہ شیر دلیر
یکہ وتنہا مصروف جنگ زخمون سے خون بہ رہا ہی کڑیان زرہ کی اُلجھی ہوئین تلوار مین دندانے
پڑگئے بقول شخصے کہ تلوار بھی جنگ سے عاری اب اسد کو یقین ہوا کہ اس ہنگامہ مین جان نہ بچے گی
کہان تک لڑون اگر ایک کو قتل کیا سو ساحر آکر جمع ہوگئے بلوہ ساحرون کا دمبدم بڑھتا
جاتا ہی اُس زخمداری مین اپنے مالک کو یاد کیا کہ اے خالق کارساز داد رس مالک بے نیاز وقت
مدد ہی آرزوے دل پوری نہوئی طلسم باطن مین آکر ظاہر ہوا کہ ہم طلسم کشا نہ تھے فیروزہ

گنبد نشین نے قیامتین برپا کین تیرے نزدیک سب آسان ہی اس خاندان کو تو نے آبرو عطا کی مجاہد راہ دین اسلام کہلاے باطل پرستون کے نام مٹائے ایسے مقام پر آکر پھنسے کہ کوئی عزیز ہم تک نہ پہونچا نہین معلوم ہماری خبر ماموںجان بدیع الزمان و برادر نورالدہر کو پہونچی یا نہین اے اسد یہ ممکن نہ تھا کہ بھائی نورالدہر خبر پاتے اور ہماری مدد کو نہ آتے یہ شیر دلیر ہماری محبت مین کوہ عقیق سے لڑتے بھڑتے آکر پہونچے شریک جنگ دریاے نیل ہوے قاسم و نورالدہر و بدیع وقت پر کفیل ہوے بیقرار ہوکر جو اسد نے دعا کی آسمان پر برق چمکی شہنشاہ کوکب روشنضمیر بڑے شد و مد سے آکر پہونچا دور سے جو دیکھا کہ اسد نامدار گھرا ہوا ساحرون مین جنگ کر رہا ہی اس قدر زخمی ہوا ہی کہ کیا عجب ہی گھوڑے سے لڑتے لڑتے گر پڑے کوکب کا قلب تھرا گیا حال اسد دیکھکر آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا بڑے زور و شور سے فوج ساحران پر آکر گرا جا با جا کر نخوت کو مارون نخوت شوالے کی جانب بھاگا کوکب نے اسد کو آواز دی لوح ملاحظہ فرماکر پڑھیے سفاک مغرور نخوت جادو جب تک نہ قتل ہونگے یہ لڑائی فتح نہ ہوگی یہ کہکر کوکب نے دو چار گولے ایسے مارے کہ ہزارون کے سر پھٹے ہزارون جھوم کر سحر کوکب مین مبتلا ہوے آوازین دینے لگے منم ملازمان کوکب روشنضمیر ہوا خواہ اسد با توقیر کچھ گرد اسد کے آگئے یعنی اسد کو بچانے لگے اپنے سینے سپر کرتے تھے اسد کے بچانے پر مرتے تھے نخوت جو سامنے کوکب کے بھاگا اندر شوالے کے پہونچا تصویر کلان جو رکھی ہی اسکے سامنے کھڑے ہوکر آواز دی اے تصویر سامری وقت مدد ہی اس تصویر نے مثل انسان کے آواز دی اے غلامان سامری کوکب نہ جانے پائے جلد کوکب کو قتل کرو چالیس پتلے پتھر کے سر سے شوالے کے اترے کوکب پر جا پڑے اُن پتلون نے جو ہتھیار جانب تلوارین مارین کوکب زخمی ہونے لگا اور نخوت سر پر شوالے کے ٹھہرا رہا ہی جب آواز دیتا ہی نام سامری و جمشید کہتا ہی چند پتلے جدا ہوکر کوکب پر جا پڑتے ہین کوکب نے کئی پتلے مارے باقی ماندہ کوکب کا پیچھا نہین چھوڑتے چاہتے ہین لپٹ جائین اسباب سحر چھین لین سحر نہ کرنے دین کوکب نہنگا نہ لڑ رہا ہی نخوت کو دیکھا سر پر شوالے کے سحر سے ٹھہرا رہا ہی یا سامری یا سامری کہے جاتا ہی کوکب نے گھبرا کر طرف اسد کے دیکھا کہا اے شہریار لوح مین

دیکھیے مین کیا کرون ان سحر کے پتلون کو کیونکر اپنے سے جدا کرون اسد نے ذرا کوکب کے آنے سے مہلت پائی ہی یوح دیکھی کوکب کو آواز دی ای شہنشاہ باشوکت مین فیروزہ کی فکر کرتا ہون اور سفاک مغرور پر جاتا ہون اس بیحیا کا غرور مٹاتا ہون تم نخوت پر جاؤ جب نخوت تمھارے ہاتھ سے قتل ہوگا تب شورش ان پتلون کی موقوف ہوگی یہ سنتے ہی کوکب نے پتلون پر سحر کیا پتلے کسی قدر ہٹے دور سے لینا لینا کر رہے ہین کوکب پر پرواز پیدا کرکے قریب نخوت کے پہونچے کہ نخوت کو مارون نخوت نے سحر کیا کوکب اُلٹ گیا ہر چند چاہتا ہی کہ اپنے کو سنبھالے نہین سنبھل سکتا نخوت یا سامری یا جمشید پکار رہا ہی قریب تھا کہ کوکب روشن ضمیر دریا مین جاکر گرے ادھر اسد بیتاب ہوا کہ مین کیا تدبیر کرون اگر زمین پر یہ معرکہ ہوتا مین نخوت پر جا پڑتا کئی ہزار گز کی بلندی پر نخوت ٹھہرا رہا ہی کوکب پر سحر کر رہا ہی کوکب اُلٹا پلٹتا دریا مین گرا چاہتا ہی اسد نے بیقرار ہوکر آواز دی اے بے نیاز اس بادشاہ عالی جاہ کو بچانا میری محبت مین آج کوکب نے جان دی ای حافظ حقیقی وقت مدد ہی نخوت قہقہہ مار رہا ہی کہتا ہی کیون ای کوکب طلسم نورافشان کے بادشاہ تھے ہوش رُبائے عجائب و غرائب مین بھی دخل دینے لگے آج اس مرحلہ پر تمھارا خاتمہ ہی کوکب کو بھی یقین ہوا کہ مین اتنی بلندی سے جو دریا مین گرونگا سر پھٹ جائیگا یکایک آسمان پر برق چمکی اسد نے دیکھا نورافشان جادو بقہر و غضب آکر پہونچا کوکب کو جو اس حال پُرملال مین دیکھا چند پنجے سحر کے پھینکے اُن پنجون نے کوکب کی دستگیری کی یعنے روک لیا دریا مین گرنے نہ دیا ایک طائر نے بھی آکر زفیل ماری اے شہنشاہ عالیجاہ ہوشیار ہو جیسے ہی طائر نے آواز دی پنجون نے بھی سنبھالا کوکب سیدھا ہوکر ہوا پر قائم ہوا لیکن چہرے سے ظاہر ہی کہ سحر نہین کر سکتا نورافشان جادو بہ تعجیل تمام نخوت بدانجام پر جا پڑا آواز دی او بیحیا کوکب بادشاہ طلسم نورافشان ہی اُسکے خیرخواہ ہون کو تو نے نہین دیکھا یہ کہتا ہوا قریب نخوت پہونچا نخوت نے نورافشان پر بھی سحر کیا گولا فولادی مارا نورافشان نے ایک تھپکی دی گولا پھٹکر دریا پر گرا کئی پتلون کے سر پھٹے تصویر جو دریا مین تخت پہ بیٹھی ہی اُس نے آواز دی ای نخوت اپنے کو بچا یہ بڈھا مصاحب سامری ہی اسکے رگ ریشے مین

افسونگری بھری ہے سامری وجمشید کو یہ گمان نہ تھا کہ شریک مسلمانان ہو جائیگا ورنہ اسقدر
کمال نہ عطا فرماتے نخوت جادو نے چاہا سامنے سے نورافشان کے نکل جاؤں فیروزہ
گنبد نشین ونخوت جادو وسفاک مغرور سب ملکر نورافشان پر سحر کر رہے ہیں
نورافشان کسی کے سحر کو نہیں مانتا مثل ملک الموت سب کے سحر دفع کرکے قریب نخوت پہونچا
جب نخوت نے دیکھا نورافشان میرے قریب آگیا نخوت نے تیغۂ سحر کھینچا کئی ہاتھ مارے
نورافشان نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تیغۂ سحر چھین کر پھینکا نخوت کی گردن پکڑلی مثل کرپاس
کہنہ چیر کر پھینک دیا نخوت کے مرتے ہی پتلے پتھر کے جل گئے دیر گرا تصویرین جلین فیروزہ
وسفاک زمین پر آئے اسد نامدار لوح کو ملاحظہ کرتا ہوا بڑھا اب کوکب کے ہوش وحواس
درست ہوئے تیغۂ برق مثال کھینچکر جا پڑا ایک طرف سے نورافشان نے آواز دی ای شہریار
حقیقت مین حال آپکا ابتر ہے مگر ماشاء اللہ کس لڑائی کو جھیلا اتنی بڑی فوج سے اکیلے لڑے
اگر فیروزہ گنبد نشین نکل جائیگا پھر کوئی فساد برپا کرے گا اسد جوش جرارت مین گھوڑے
سے کود پڑے لوح چمکاتے ہوئے قریب فیروزہ پہونچے فیروزہ نے کئی گولے طلسم کشا پر مارے
وہ گولے اُسی کی فوج پر پڑے کئی ہزار کے سر پھٹے اسد لڑتے بھڑتے برابر فیروزہ کے پہونچ گئے
جب فیروزہ کو کچھ نہ بن پڑا تب اُسنے اسد پر ترسول مارا اسد نے اُسکو قلم کیا سر کو تاکر کر
ہاتھ مارا فیروزہ گنبد نشین کے دو ٹکڑے ہوئے سفاک مغرور کو بڑھکر کوکب نے مارا ان
تینون ساحرون کے مرنے سے تمام منصوبات مٹے آوازین مہیب آنے لگین چادر ہلنے لگی تمام ساحر
آکر طلسم کشا سے قدمبوس ہوئے نورافشان جادو اسد نامدار کے ساتھ ساتھ قریب ایک
قصر کے آکر پہونچا اُس مین قفل لگا تھا لوح کو اُس قفل سے مس کیا قفل ٹوٹا اُس قصر مین ایک
مرکب باد رفتار موسوم بہ ابرش تیز گام طلسمی باساز ویراق بندھا تھا برائے طلسم کشا سلاح
طلسمی خود زرہ وغیرہ نکلے نورافشان نے وہ اسباب اپنے سامنے جسم پر طلسم کشا کے آراستہ
کرایا کمیل تیغ زن وسہیل تیغ زن رفیقان اسد جو قلعہ سہیلیہ پر فروکش تھے اب سحر
مٹا ان دونون جوانون نے اسد نامدار ونورافشان عالی وقار وکوکب ذیوقار کو
دیکھا کہ لڑتے بھڑتے ہوئے قصر سے آتے ہین لاکھون ساحر ہمراہ ہین جب سے اسد

نامدار تعاقب مین نرگاؤ کے نکل گئے تھے یہ دونون جوان نہایت پریشان تھے آکر قدمبوس ہوے باعزاز و اکرام و بشوکت مالا کلام طلسم کشا کو لے کر اپنی بارگاہ مین آئے نور افشان جادو نے اسد کو نذر دی ہاتھ پر رکھکر تیغۂ نور افشانی پیش کیا کہا اے شیر بیشۂ صاحبقرانی تو جرأت و شوکت مین لاجواب ہے یہ تیغ قتل افراسیاب ہے ایک بات مین بڑا تردد ہے وہ جو گنبد افراسیاب نے بنایا ہے گرز و شمشیر و نیزہ و تیر وغیرہ لٹکا دیے ہین اُس سے اپنے اہل لشکر کو بچائیے ابھی تک ہمپر حال نہین کھلا کہ یہ اشیا کیونکر دفع ہونگی افراسیاب بُری بُری قضا متین برپا کرے گا بڑے بڑے سحر تیار کر رہا ہے اب حضور دو چار روز بیان عیش کرین جملہ سردار آپ کے منتشر ہین نیک رائے وزیر کو سامنے جو مکان ہے اُس مین نخوت نے بند کیا ہے اُس کو رہا کیجیے چند کنیزان بلقیس ثانی بھی اسی مرحلے پر قید ہین یہ لوگ آپ کو رہبری کرینگے تا بلشکر پہونچائین گے نہین بدون حکم لوح بیان سے قدم نہ بڑھائیے گا ابھی مرحلہ جات اور باقی ہین مدت گذری کہ مین نے اِس طلسم کی سیر کی تھی ایک امر مین تردد ہے کہ حکیم طلسم ہوش رُبا آپ کو بھی نہین ملے اُن مقامات پر بھی برائے ذات اقدس سختیان ہین امتحان کامل طلسم کشائی ذات پر حکیم صاحب کے موقوف ہے یہ ضرور حضور کو خیال رہے کسی مقام پر لوح سے غفلت نہ کیجیے گا افراسیاب اپنی تدبیر سے غافل نہین ہے عنایت سے پروردگار کی سلاح طلسمی آپ کو حاصل ہوے اسد نے جاکر اُس قصر کہنہ کو کھولا نیک رائے وزیر و بارہ سو کنیزان ملکہ بلقیس ثانی اس مکان مین قید تھین اِن سب کو رہا کر کے بارگاہ مین لائے نور افشان و کوکب رخصت ہو کر گئے

اسد غازی قلعہ سُہیلیہ مین مصروف عیش ہین

دو کلمہ داستان شوکت بیان داخلہ طلسم کشا کا شہر عجائب نگار مین جسکے حکیم طلسم حاکم ہین پہونچنا اسد غازی کا اور عاشق ہونا دختر حکیم پر و عجائب غرائب حکیم طلسم یعنی رتبہ بڑھانا اپنی دختر کا مہ جبین وغیرہ کے عجب داستان عجائب نگار ہے غزل مصنف

کبھی نہ تم عوضِ سیم گہر لینا مسافر دختر توشۂ سفر لینا	صدف کے مول دُرِ اشکِ چشمِ تر لینا لگا کے دل نہ بلا اپنی جان پر لینا	عمل جو نیک کیے ہون شمار کر لینا جمالِ دوست جو تو ہو نگاہ کر لینا

یہان کسیکی محبت کو دل مین جا دینا
یہان جو اشک گراتا وہان گہر لینا
عوض شراب کے ایدل فراق ساقی مین
جواب نامہ نہ جبتک کہ نامہ بر لینا
پھڑک رہا ہون قفس مین پھڑک نہین سکتی
زبان سے نام سحر کا نہ تا سحر لینا
کبھی رقیب پر آتا نہین تمھین غصہ
وہ خنجر ہو کہ کہتا ہون مین خبر لینا
اُتارنا نہ سوم تک لباس ماتم کو
رہے جو قبر مری دو قدم اُتر لینا

وہان پسند تجھے گھر جو ہو وہ گور لینا
سمجھائے دیتے ہین ای مردمان چشم تمھین
سر شام شفق سے آنکھونکے جام بھر لینا
مجھے عذاب تپ ہجر سے بچانا یار
وبال دوش ہین صیاد پر کتر لینا
خزان کبھی نہین ہوتی بہار روشن دل
یہ آگ کس نے لگائی ذرا خبر لینا
پری بنو نہ جواہر کے پر لگا کر تم
ہمارے پھول جو ہو جائین پھر نکھر لینا
قمر ضیائے سخن دم بدم زیادہ ہے

کسیکی یاد مین ای دل گداز آنکھون سے
ہلال عید وہ ابرو ہین دید کر لینا
پیام دین تو نہ سننا پیام تو اُنکا
ثواب جان کے بیمار کی خبر لینا
شب وصال مین ای جان اُٹھ نہ [illegible]
فروغ شمع کو دینا ہے گل کتر لینا
کہان تلک تمھین غفلت کی یاد دلواؤن
جو دسترس ہو فرشتونکے پر کتر لینا
سوار ہو کے جنازے کیساتھ تو جانا
سبک ہے اس پہ میت کو ہاتھ پہ لینا

شعر سخن سنج و غواص دریائے ہوش + کہتے ہین یعنی گوہر بدامان گوش + محرران نکات رنگین و راقمان داستان فصاحت آئین حالات عجائب آیات حکیم طلسم ہوش ربا کا کلک اعجاز رقم سے یون تحریر فرماتے ہین کہ شہسوار یکہ تازی اسد بن کرب غازی قلعہ سہیلیہ پر مصروف عیش و نشاط تھے کہ ایک ساحر نے آکر ہاتھ مین نامہ دیا اسد نے دیکھا طرف سے نورافشان جادو کے مرقوم ہے کہ ای شہریار نامدار بارہ چودہ برس آپ کو اس طلسم مین گذرے بڑی بڑی جفائین اُٹھائین آپ ثابت قدم کوہ جرأت رہے اہالیان ہوش ربا کے بڑے بڑے ظلم سہے تھوڑی تکلیف ذات اقدس پر اور باقی ہے مصروف عیش نہو جیے لوح کو ملاحظہ فرماکے ملاحظہ عجائب وغرائب طلسم مین اوقات کو صرف فرمایئے طرف سے نورافشان وکوکب کے بہت کچھ تاکید تحریر تھی یہ فقرہ مکرر لکھا تھا کہ لوح سے ہوشیار رہیے گا جس قدر طلسم ہوشربا مین اہل اسلام ہین آپ کی قدمبوسی کے مشتاق ہین مشتاقون کے بھی دیدہ دل روشن فرمایئے برائے ملاحظہ مقامات عجائب وغرائب تشریف لیجایئے یہان اہالیان لشکر کے اوپر جو کچھ گذریگی جھیلین گے غلامان جانباز ہر وقت نگاہداشت لشکر حضور مین مصروف ہین یہ امورات آپ کی ذات بابرکات پر موقوف ہین اسد نے نامہ پڑھکر نامہ دار کو خلعت دیکر رخصت کیا بوقت

نماز تہجد ادا ہے نماز لوح طلسمی کو ملاحظہ فرمایا جو کچھ تحریر تھا اسکو ذہن میں کیا کمیل شیعوں
سے رخصت ہوئے نیک رائے وزیر نے بھی عرض کی ان مقامات پر کوئی حضور کا ساتھ
نہیں دے سکتا ہم لوگ یہاں سے کوچ کر کے خدمت میں ملکہ مہ جبین کے جاتے ہیں پشت مرکب
طلسمی پر اسد نامدار سوار ہوئے سب سے رخصت ہو کر چلے سامنے ایک نخل چنار کے پہونچے
لوح نے حکم دیا اس نخل چنار کو بیک ضرب شمشیر قلم کرو جیسے ہی قصد کیا کہ قریب نخل چنار پہونچوں
صحرا سے آواز مہیب آئی اے طلسم کشا خبردار قریب نخل نہ آنا اپنی جان ہمارے ہاتھ سے بچانا
دیکھا ایک دیو خونخوار جست خیز کرتا ہوا اسد نامدار پر آ پڑا قصد کیا چنگل مار کر اٹھالوں اسد
نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کشتی ہونے لگی اسد نے شاخ دیو کے توڑ ڈالے چھاتی پر چڑھکر سر تن سے جدا کیا
ایک طائر ہفت رنگ نے آکر سر نخل چنار پر آواز ہیہات بلند کی اسد نے بحکم لوح اس طائر طلسمی
کو تیر سے مارا یہ تو بخوبی ملاحظہ کر چکے تھے کہ کئی منزل تک وہی صحرائے سبزہ زار ہے کہیں آبادی
کا نام نہ تھا جب اس طائر کو مارا عجائب وغرائب دیکھکر ہوش اڑے عرصہ دراز تک اندھیرا رہا
جب روشنی ہوئی دیکھا سامنے ایک قلعہ نہایت عمدہ پھاٹک عظیم الشان دیواروں پر گلکاری
اسد پشت مرکب پر سوار ہو کر طرف قلعہ کے چلے قریب پھاٹک کے نہ پہونچے تھے کئی سو نقارے
بجے ایک مرد حکیم وضع باریش سفید عمامہ سر پر قبائے اطلس زیب جسم گھٹا عبادت کا پیشانی پر مثل
ستارۂ سحری چمکتا ہوا پشت پر صدہا شرفا لباسہائے فاخرہ پہنے ہوئے چہرے سے ہر ایک کے ثابت
ہوتا ہے کہ سب اہل اسلام ہیں بڑے تکلف سے برائے استقبال اسد نامدار آئے حکیم صاحب
موسوم بہ حکیم روشن رائے ہوادار سے اترے اسد سے بغلگیر ہوئے بے اختیار پکار اٹھے
شعر بیا کہ ترا تنگ در کنار کشم ؛ بہ تنگ آمدہ ام چند انتظار کشم ؛ عرصہ دراز سے
انتظار میں حضور کے تھے آج پروردگار نے آرزوئے دلی ہم سب کی پوری کی اس شہر کے
رہنے والے سب اہل اسلام جوانان خوش انجام آپ کی فتح و نصرت کی دعائیں کرتے تھے
آج آرزوئے دلی پوری ہوئی اسد خلق و مروت حلیم صاحب کا اور اشتیاق اہل شہر
دیکھکر بہت خوش ہوئے یہ ثابت ہوتا تھا کہ یہ سب بچپن کے یار ہیں بڑی عزت و آبرو
سے لیکر اسد نامدار کو داخل شہر ہوئے دیکھا اسد نے شہر آباد رعایا دلشاد بازاریں عمدہ

دوکاندار معقول حوض پانی کے ہر بازار مین بھرے ہین فوارے چھوٹ رہے ہین جس راہ سے اسد نامدار گذرے دوکاندار بھی دوکانون سے باشتیاق تمام اُٹھے ہاتھون کو لیکر اسد کے آنکھون سے لگالے ہر ایک کی زبان پر یہی کلمہ جاری تھا کہ آج پروردگار کی عنایت سے زیارت طلسم کشا سے مشرف ہوئے خداے کارساز نے اپنا فضل شریک کیا آج تک بخوف ساحران اپنا مذہب چھپاتے تھے اب بالاعلان عبادت پروردگار کرینگے کسی کا خوف نہ رہا پروردگار وہ دن دکھائے کہ دشمن ہمارے شہریار کے ذلیل ہون دوستون کے مرتبے جلیل ہون نام کفر طلسم ہوش رُبا مین نہ باقی رہے دوکاندار اسی طرح کی باتین کرکے خوشی مین زر و جواہر نثار کرتے ہین ہر خرد و کلان ادنے اعلے از پیر تا جوان دم محبت کا اسد کے بھرتے ہین حکیم صاحب پیدل ساتھ اسد کے چلے آتے ہین رفقا امرا وزرا اہالیان شہر اہتمام کرتے ہوئے اسد غازی کو ساتھ لیے ہوتے طرف دارالامارۃ شاہی کے جاتے ہین جب قریب قصر شاہی پہونچے اسد نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا پہلوے قصر مین ایک بنگلہ مرصع کار بنہایت تکلف سے آراستہ چلمنین زمرد ریحانی کی اُسمین پڑی ہوئین ایک طرف کی چلمن بندھی ہے اندر بنگلے کے ایک نازنین مہر تمکین سرو قد گلعذار غنچہ دہن ماہ رخسار چہرہ آفتاب عالمتاب قطرات پسینہ رشک گلاب بنگلے مین کھڑی ٹہل رہی ہے حسن عالم افروز کی وہ روشنی ہے کہ نگاہ اسد کی نہین ٹھہری سراپا پر جو نگاہ پڑی زلفین عنبرین عارض انور پر بل کر رہی ہین نظم

دو ابرو دو سر فتنۂ روزگار ٭ دو چشمش دو آہوے مردم شکار

بہر خندہ کز لب برانگیختے ٭ نمک بر دل خستگان ریختے

دیگر زلف معنبر بر مہ رویت تیرہ شب است در وادی موسے ٭ جامۂ صبرم در کف عشق ست دامن یوسف دست زلیخا ٭ جمال جہان آرا اُس محبوب مطلوب کا دیکھکر ہاتھ پانون مین اسد کے رعشہ آگیا قلب تھرا گیا فوراً آثار عشق کے چہرے سے ہویدا ہوے ہونٹھ خشک چشم تر حیرانی و پریشانی مین قلب و جگر آنکھون کو انتظاری دل کو بیقراری مگر ایسے ایسے بزرگ ساتھ ہین اسد کلیجہ پکڑ کے رہگئے کچھ کلام نہ کرسکے رنگ رو متغیر ہوا دوبارہ جو سر اُٹھا کر دیکھا اُس قبلۂ عالم کو اُس مقام پر نہ پایا چند کنیزان مہ جبین شوخ و شنگ حسن مین بیمثال ٹہل رہی ہین اشارہ کرکے کہتی ہین میان طلسم کشا صاحب تشریف لائے ہین

کے

ایک کہتی ہی میری جانب گھور گھور کے دیکھ رہے ہین دوسری کہتی ہی بوا مجھے اشارہ کیا تیسری کہتی ہی جوان شوقین ہی ایک کہتی ہی افراسیاب کی بیٹی معشوقہ جبین ہی ایک کہتی ہی بہت سی معشوقین ہین ایسے ہرجائی سے خدا سامنا نہ کرائے کسی کا اخلاص پیار قائم نہین رہتا صبح کچھ شام کچھ اسد کو یہ باتین اُن کنیزون کی بہت ناگوار ہوئین مگر کچھ نہ کہہ سکے ایسے ایسے بزرگ ساتھ ہین دار الامارۂ شاہی مین داخل ہوے جذب دلُ اسی طرف کھینچتا ہی بانُون کے اشارون سے پایا جاتا ہی کہ سیر کوے محبوب کیجیے ہاتھ دست درازی کرتے ہین کہ گریبان چاک کرین یا کلیجے پر اپنے سل دھرین آنکھون کا اشارہ ہی کہ نظارۂ جمال محبوب کیجیے نگاہ عاشقان ثابت قدم مین سبک نہ ہوجیے معشوق سے چشم امید ہی بیماران نرگس چشم کا یہی علاج ہی دل ایک نگاہ محبت کا محتاج ہی دل کو تڑپن قلب کو پھڑکن آنکھون مین جلن لب پر یہ سخن غزل مخفی موافق مضمون

بسکه دارم سوز دل خود را بر آذر میزنم
دوستان معذور گر مستانه ساغر میزنم
آفتاب آسمان همتم زیر سحاب
تا بچشم آرزوے خویش نشتر میزنم
نیست گر بال و پر پرواز در کنج قفس
بر امید شعلهٔ شمع تا سحر پر میزنم
دوستی بر دشمن آل پیمبر چون کنم
درگدائی طعنهٔ بادشاه قیصر میزنم

سینه را بر شعلهٔ دل چون سمندر میزنم
بہر آب زندگانی کے روم دنبال خضر
بر غلط از مشرق اخلاص خود سر میزنم
نقد صرافان معنی را رواج دیگر است
دست حسرت چون نگس پیوسته بر سر میزنم
برنیاید از درون خانه آوازے بزن
منکه لاف دوستی با آل حیدر میزنم

شد بهار عمر و دفع خمار من نشد
بسکه استغنا بر آب حوض کوثر میزنم
در لباس فقر دارم تاج سلطانی بسر
تا در اقلیم سخن من سکهٔ زر میزنم
پیش فانوس خیال حسن تو پروانه وار
عمرها شد من برین حلقه بر در میزنم
بگذری یکسر اگر مخفی ازین دون همتی

اسد نامدار حیران پریشان حکیم صاحب کے ہمراہ دار الامارۂ شاہی مین تشریف لائے دیکھا دربار نہایت تکلف سے آراستہ و پیراستہ ہی وسط قصر مین تخت یاقوت نگار پہلو مین اُسکے دنگل یاقوتی سطوت و صولت جبروتی کرسیان جواہرنگار مصاحبان عالی وقار قطار در قطار صاحبان لیاقت و تہذیب سے دربار معمور لباسہاے فاخرہ زیب جسم چہرون پر نور اُس دنگل یاقوتی پر اسد غازی کو حکیم صاحب نے اشارہ کیا حکیم صاحب تخت پر جلوہ فرما ہوئے اسد غازی نے خیال کرکے دیکھا بائین پر تخت کے میز دنگل ہی داہنے پر تخت کے ایک کرسی جواہرنگار کہ جس پر نگاہ نہین ٹھہرتی ہی اسد غازی کے بیٹھتے ہی حکیم صاحب نے

بہ تکلف پوچھا اے شیر بیشۂ صولت تو فتاح طلسم ہوش ربا اے جوان یکتا آپ کا سایۂ دامن دولت
کل طلسم ہوشربا پر پڑا اہل اسلام شرف و سرفراز ہوئے ہم ایسے نیازمندون کو اپنے بخت رسا پر ناز
ہو گیا وقت سعید ہے بلکہ بہتر از روز عید ہے آپ ایسے جلیل نے قدم رنجہ فرمایا لیکن اسوقت آئینۂ خیال
پر گرد ملال ہے کیا کسی اور طرح کا خیال ہے بیان سب خیر خواہان دولت حاضر ہین حضور کی خیر خواہی
کے ناظر ہین قلب اقدس پر جو باعث انتشار ہو مفصل ارشاد فرمایئے دوستون مین اگر بار رنج و الم
نہ اٹھایئے اسد غازی تازہ وارد ہین ہر چند کہ حال ابتر ہے لیکن یہ شیر بیشہ نور نگاہ حمزہ
نامور ہے نہ مناسب سمجھا کہ حال فشق ان بزرگ کے سامنے بیان کیجیے بہ خندہ پیشانی یہی جواب
دیا کہ آپ کی عنایت و محبت سے سب طرح خیر و عافیت ہے لشکر پر ہمارے بدعت افراسیاب
و حیرت ہے اسوجہ سے آئینۂ رخسار پر گرد حیرت ہے خیر خواہان دولت کا خیال ہے اس
باعث سے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے یہ ذکر تھا کہ چوبدار نے بڑھکر آواز دی اے حاضرین محفل
مودب ہو جاؤ نقابدار بہادر تشریف لاتا ہے ایک سردار نے بڑھکر پردہ بارگاہ کا اٹھایا اسد غازی
نے ملاحظہ کیا سامنے سے ایک مرکب بادرفتار پر نقابدار یاقوت پوش پری مرکب پر جمی
ہوئی خنجر ہلالی زیب کمر پہلوے دست چپ مین سپر رشک قرص قمر پشت پر چارسو نقاب دار
گلگون پوش ہر چند کہ نقابدار کے چہرے پر نقاب پڑی ہے لو نور کی چہرۂ زیبا سے نکل رہی
ہے صاف ظاہر ہے کہ آفتاب عالمتاب پردۂ ابر مین پنہان ہے شوکت و جلالت نقابدار کے
چہرۂ زیبا سے عیان ہے خود حکیم صاحب براے تعظیم کھڑے ہو گئے اسد غازی کو بھی اٹھنا پڑا
ہر چند کہ یہ دریافت نہین ہوا کہ نقابدار کون ہے مگر صولت شوکت نقابدار دیکھکر اسد غازی
بے اختیار دنگل سے اٹھ کھڑے ہوے نقابدار یاقوت پوش اکڑتا ہوا قریب تخت حکیم صاحب
آیا وہ جو کرسی خالی تھی اُسپر جلوہ فگن ہوا حکیم صاحب تخت پر بیٹھے اسد غازی اپنے دنگل پر
مگر جمال بیمثال نقابدار کو بہ نگاہ حسرت دیکھ رہے ہین طپش قلب ترقی پر دل گھبرا رہا ہے
نقابدار چند ساعت بیٹھا اتنے عرصے تک بارگاہ مین سناٹا رہا کوئی کسی سے کلام نہ کرتا تھا
ہر شخص ادب سے خاموش بعد چند ساعت نقابدار اپنے مقام سے اٹھا اسد غازی نے
اٹھتے اٹھتے یہ فرمایا کہ اے نقابدار عالی مقدار طریقے سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ لشکر حکیم صاحب کے

سپہ سالار ہین ہم بطور مہمان آپ کے یہان آئے لشکر ہر کہ ہم سب ہم مذہب ہین چاہتے ہین کہ آپکے نام نامی واسم گرامی سے آگاہ ہون نقابدار نے مسکرا کر فرمایا نام ونشان سب آپ کو ثابت ہو جائیگا سپہ سالاری لشکر دشوار ہے یہ فقیر بھی ایک مرد سپاہی حکیم صاحب کا نمکخوار ہے روسا و شاہان جلیل اپنے نمکخوار کو آبرو دیتے ہین اس وجہ سے پہلو مین جگہ ملی یہکہکر نقابدار اٹھا پشت مرکب پر سوار ہو کر جدھر سے آیا تھا اُدھر چلا گیا اسد غازی نے حکیم صاحب سے بھی پوچھا کہ یہ نقابدار عالیمقدار کون ہے حکیم صاحب نے بھی یہی جواب دیا کہ اب آپ تشریف لائے ہین مفصل حال کھل جائیگا سب آپکے مشتاق جمال ہین اسد غازی خاموش ہو رہے جب سے اُس مہ جبین کو بنگلے مین دیکھا آنکھون کے آگے تصویر خیالی اُسی محبوب مطلوب کی پھر رہی ہے کئی مرتبہ اُسی اشتیاق مین بیرون بارگاہ بھی آئے مگر اُس بنگلے مین اُس ماہ تابان کو نہ پایا چند کنیزون کو ٹہلتے ہوئے دیکھا ایک قصر خالی حکیم صاحب نے برائے استراحت اسد نامدار خالی کر دیا چھپر کھٹ وغیرہ وہان آراستہ کرایا اسد نامدار دربار سے اُٹھے یاد مین اُس محبوب جانی یار جاودانی کے تڑپنے لگے اشعار عاشقانہ اُس ماہ رخسار کے فراق مین زبان پر جاری تھے اشعار موافق مضمون ہذا

وحشت دل سے ہر عاشق ترا اے جانان خراب
پھاڑ کر لاکھون کیے ہین جیب و دامان خراب

جستجو اسکو بھی ہے شاید کہ قصر یار کی
رات دن پھرتا ہے جو یہ گنبد گردان خراب

پھک گیا گھل گھل کے مثل شمع جوش اشک سے
قصر تن تو نے کیا اے دیدۂ گریان خراب

کام آجائیگا اک دن تیرے اے جان جہان
دل ہمارا یکے کیون کرتا ہے اے نادان خراب

رحم کیجے اب تو دیدار اپنا دکھلا دیجیے
آپکی اُلفت مین ہم ہین کسقدر جانان خراب

پھاڑے کھاتا ہے ترے دربردہ مثل سگ مجھے
اے صنم کیا ہوگئی ہے عادت دربان خراب

ہمکو سرکار جنون سے ہین عطا اتنے خطاب
مضطر و حیران پریشان بے سروسامان خراب

جستجو مین یار کی کب تک پھرون گا کو بکو
مجھکو رکھے گی کہانتک گردش دوران خراب

کیون نہ آوارہ پھرون احمد مین کوہ و دشت مین
رکھتی ہے مجھکو ہوائے کوچۂ جانان خراب

القصہ اسد غازی کبھی اُٹھے کبھی بیٹھے کبھی قصد ہوتا ہے کہ اپنے کو قریب اُس بنگلے کے پہونچائین شاید شب کو اس ماہ عالم افروز کا نظارہ ہو صحن مین نکلکر آگئے اُس قصر کے جانب

دیکھ رہے ہین آنکھون مین آنسو بھرے ہوے اشتیاق سے خانۂ دل معمور ہی بے قراری مین یہ اشعار زبان پر جاری ہوے اشعار

خانہ ویران دل وارفتہ و سودائی کا
دیکھنا ڈھونڈھ رہا اپنے تماشائی کا
بیڑیان ٹیکے دعا دین مجھے دیتا ہی جنون
داغ ہم لیکے چلے اپنی جبین سائی کا
آپ اپنے کو تو پہچان نہین سکتا ہون
سات پردون سے عیان نور ہی بینائی کا
ہون وہ کاہیدہ جو دیتا ہی سہارا تنکا
دھیان کچھ اسکو نہ آیا شب تنہائی کا

کون اُنسے کہے قصہ شب تنہائی کا
کیا سمجھتے تھے کہ گھر ہی یہی رسوائی کا
مار ڈالیگی دو رنگی تری اے ہر دو رنگ
دل نہ بھاری ہو کہ زیور ہی یہ سودائی کا
نخل طوبیٰ ہی ترے قد ہی کی تصویر
کیا مین اقرار کرون تیری شناسائی کا
جب سے دیکھا اُسے ہر دم ہی آفت دیکھی
جانتا ہون مین مزا اسکو توانائی کا
مر نہ کیسے لب جان بخش سے تا مس بت کے جلال

شمع خاموش کو یارا نہین گویائی کا
آنکھ خورشید قیامت سے نہین جھپکاتا
ڈھنگ ہی کیسی معشوق کی رعنائی کا
لاکھ تقدیر کے لکھے کو مٹایا نہ مٹا
باب فردوس ہی نقشہ تری انگڑائی کا
لاکھ پنہان ہو مگر حسن کہان ہی چھلاک
روز خلق مین ہی ہر چشم تماشائی کا
ساتھ چھوڑا بھی جو والے تو شب فرقت مین
نام زندہ ہی مسیحائی کا

یہ اشعار آبدار پڑھتے پڑھتے دل بھر بھر آیا پھر آکر اُسی گوشۂ تنہائی مین بیٹھے اُسی تصور مین سو گیے بوقت سحر اُٹھے دیکھا خود نہین ہی حکیم صاحب برائے تعظیم آئے ہین اسد نامدار نے گھبرا کر کہا ہمنے میز پر اپنا خود رکھدیا تھا کون یہان سے لے گیا قصر مین ہلڑ ہوا حکیم صاحب نے کوتوال شہر کو بُلایا کوتوال کانپتا ہوا آیا اسد نامدار نے کہا کیون اے کوتوال کیسا تیرا انتظام ہی قصر شاہی سے ہمارا خود غائب ہوا کوتوال نے عرض کی مین شب بھر طلایہ دیتا ہون کیا مجال جو کوئی قریب قصر شہنشاہی آسکے اسد غازی نے کہا اسکا جلد پتا لگاؤ خود طلسمی ہی بڑی جانکاہی سے ہمنے اُسکو پایا یہ تو کوئی دشمن ہمارا سر کاٹ لے گیا حکیم صاحب نے غصے مین حکم دیا کوتوال شہر و نگہبانان قصر قید ہوے سب کو زنجیرین پنہائی گئین اسد نامدار کوتوال پر بگڑ رہے ہین کوتوال کہتا ہی مجھکو مہلت ملے مین تلاش کرون اسد نامدار فرماتے ہین ابھی تم سے خود طلسمی لون گا بارگاہ مین ہنگامہ وزرا امرا سب کانپ رہے ہین کہ دیکھا وہی نقابدار یاقوت پوش مرکب بادرفتار پر سوار در بارگاہ پر آکر اُترا نیمچہ ہلالی کے قبضے کے اوپر ہاتھ اکڑتا ہوا اندر بارگاہ کے آیا حکیم صاحب سے پوچھا یہ کیا معرکہ ہی یہ سب بیگناہ کیون قید کیے گئے انکی کیا خطا ہی حکیم صاحب نے تمام کیفیت بیان کی کہا ہی نقابدار بہادر شب کو طلسم کشا کا خود جاتا رہا نگہبانان و کوتوال کو قید کیا ہی بڑے

ستم کی بات ہی کہ ہمارے قصر سے چوری ہو نقابدار ہنسا طرف طلسم کشا کے متوجہ ہوکر کہا بڑے
افسوس کی بات ہی کہ آپ کو دعوے طلسم کشائی سپاہی کا خود جاتا رہے آپ ایسے غافل ہین ہوشربا
کی طلسم کشائی کیونکر ہوگی اپنے دل مین سوچے یہ بیچارے سب بیخطا ہین یہ کہکر حکم دیا اُن سب کو
رہا کرایا کہا آپ اپنی حفاظت کیجیے سپاہی کا خود تاج سر ہی یہ تو کوئی شخص آپ کو بڑا دُھوکا
دے گیا گویا سر لے گیا طلسم کشا نے حجاب سے سر جُھکایا نقابدار ان قیدیون کو اپنے ساتھ لے کر
چلا گیا کوئی اُسکو روک نہ سکا صاف ظاہر ہی کہ نقابدار کے حکم کی سب اطاعت کرتے ہین کسی شخص نے
مقدمہ مین نقابدار کے دخل نہ دیا اسد نامدار بسبب حجاب کے خاموش رہے جی مین کہتے ہین بڑے
غضب کی بات ہی نقابدار نے سچ کہا سپاہی کے خود کا جانا سر کا جانا ہی آج شب کو بھی چھپر کھٹ پر
پڑے تڑپتے تڑپتے سو گئے صبح کو دیکھا زرہ طلسمی غائب ہوئی آج تو طلسم کشا جو بارگاہ مین آئے
حکیم صاحب سے بڑی شکایت کی حکیم صاحب وزرا اُمرا سے بگڑے کہ پھر اُسی وقت پردہ نقابدار
آیا پوچھا کیون صاحب آج کیا ہوا اسد نامدار نے کہا آج کوئی زرہ طلسمی لے گیا نقابدار
مسکراتا ہوا اُٹھا کہا اے طلسم کشا صاحب ہمین خوف آتا ہی کوئی آپ کو نہ لے جائے صاحب
اپنی حفاظت کیجیے اس آن بان سے نقابدار نے یہ کلمات کہے کہ اسد کو انتہا کا صدمہ ہوا
خیال مین آیا کہ آج شب کو چور پکڑون گا تیغہ نور افشانی کو پہلو مین لے کر لیٹے مگر جاگ رہے
ہین یکایک دیکھا کہ ایک عیارہ مثل ستارہ سحری چمکتی ہوئی بانہاے عیاری سے آراستہ سامنے
قصر کے آئی اسد نے للکارا اُٹھکر دوڑے وہ عیارہ مثل برق و شرارہ کے کوٹھون کو ٹھون
جست و خیز کرکے غائب ہوگئی اسد بھی دو چار کوٹھون کو طرار کر گئے مگر اسکو نپایا الیقین کامل
ہوا خود و زرہ ہمارا یہی مکارہ لے گئی آج شب کو خاموش رہو جب یہ قریب آئے تب اُسکو گرفتار
کرو اس شب کو اسد نامدار حلقہ ہاے کمند ہاتھ مین لیے ہوئے انتظار کر رہے ہین قلیل رات باقی
تھی کہ وہ عیارہ کوٹھے سے پھاندی آسد دیکھا کیے عیارہ دبتی ہوئی آئی اپنے سایہ سے بھی بچتی
ہوئی قصد کیا کہ تیغہ نور افشانی اُٹھا لون اسد نے نعرہ کرکے حلقہ ہاے کمند مارے گردن مین
اس عیارہ کے پڑے سبک ہوکر اُس نے جست کی حلقہ ہاے کمند سے نکلی اسد نے
چاہا گرفتار کر لون وہ جست کرکے ایک کوٹھے پر گئی اسد خود جست و چالاک ہین پیشتر

قزاقی مین بیباک برابر اسکے جست کرکے ہوپنچے وہ دوسرے کوٹھے پر گئی اب وہ عیارہ مکّارہ
جست وخیز کرتی ہوئی کوٹھون کوٹھون جاتی ہی اسد تعاقب نہین چھوڑتے مکانات طی ہوے
عیّارہ نے صحرا کا راستہ لیا صبح ہو چکی تھی اسد نے جو نعرہ کیا اہالیان شہر بھی دوڑ پڑے
کوتوال وزرا اُمرا خود حکیم صاحب قصر سے نکل آئے دیکھا سب نے اسد نامدار جست وخیز کرتے ہوئے
تعاقب مین عیارہ کے جاتے ہین عیّارہ قلعہ سے نکلی اسد بھی برابر ہوپنچے سو دو قدم قلعہ سے
نکلے چلے تھے اسد نے جو نعرہ کیا تھرّا کر ٹھہر گئی اسد نے جا کر کلائی پکڑ لی دیکھا انتہا کی
حسین وجمیل طرّارہ و فرارا اپنے سایہ سے رم کرتی ہوئی قنطورہ ہاے زرنفتی سے آراستہ اسد نے
کوڑا ہاتھ مین لیا کہا او مکّارہ میرا خود وزرہ دے اسنے کچھ جواب نہ دیا اب حکیم صاحب بھی
مع فوج آگئے ہین اسد اُس عیّارہ نازنین کا ہاتھ پکڑے کھڑے ہین بہ قہر وغضب فرماتے ہین
جلد بتلا میرا خود وزرہ کہان رکھا ہی وہ کہتی ہی اے شہریار مین نہین جانتی اور مین تو آپ کے قصر پر
گئی نہین مین تو صحرا مین براے بازدہی نکلی تھی آپ نے زبردستی مجھے پکڑ لیا طلسم کشا جھلا کر فرماتے
ہین تو میرے کوٹھے پر گئی تیغہ نورافشانی اُٹھانے کا ارادہ کیا کوٹھون کوطی کرتی ہوئی یہانتک
آئی اس مقام پر مین نے تجھکو گرفتار کیا وہ کہتی ہی اے شہریار سراسر غلط ہی مجھے تو آپ نے
اس صحرا مین گرفتار کیا مین نے آپ کے قصر کو بھی نہین دیکھا آپ سراسر دروغ فرماتے ہین
اسد یہ سُنکر اور زیادہ جھلایا کہا تو مجھکو جھوٹا بتاتی ہی مین مارے کوڑون کے کھال اُدھیڑ دونگا عیارہ
کہتی ہی آپ کو اختیار ہی مین سراسر بیگناہ ہون اسد نے کوڑا اُٹھایا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی
وہی نقابدار یاقوت پوش مع چار سو جوانان گلگون پوش کے آکر ہوپنچا قریب اسد کے آکر
کہا اے طلسم کشا خبردار اسپر دست انداز نہ ہونا پہلے مجھ سے مقابلہ کر اسد غصے مین مرکب پر سوار
ہوئے اس عیارہ کو ملازمان نقابدار نے اپنے قبضے مین کر لیا نقابدار سے نیزہ چلنے لگا پہر بھر
تک نیزہ چلا اسد نے ہرچند چاہا نیزہ نقابدار کا نکالون ممکن نہ ہوا آخر سنانین بنانِ نیزہ ہوئیں قبضہ ہاے
شمشیر آبدار پر ہاتھ پڑے اسد نامدار چاہتا ہی تلوار اس نقابدار کی چھین کر قاش زین سے
اُٹھا لون مگر نقابدار اس پھرتی سے لڑ رہا ہی کہ پلک جھپکنا دشوار ایک مقام پر اسد نے
بازو بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا نقابدار لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی ہرچند اسد چاہتے ہین

کہ مین نقابدار کو زیر کرون پنجہ قابض نہین ہوتا چار پہر دن گذر کر جب شام ہوئی نقابدار نے ہاتھ اُٹھا لیا کہا اے طلسم کشا ہم شب کو مقابلہ نہین کرتے اسد بگڑا کہ مین نہ جانے دونگا نقابدار نے کہا بیوجہ غصہ نہ کیجیے روشنی منگائیے شب تیرہ و تار مین ہماری آپکی جانبازی کون دیکھے گا اسد پلٹے حکیم صاحب سے کہا روشنی منگاؤ نقابدار نے اتنی جو مہلت پائی جھپٹ کے پشت مرکب پر سوار ہوا عیارہ کو مع اپنے ساتھ والون کے اشارہ کیا مثل برق و باد گھوڑا اڑا کر نکل گیا اسد نے جب پلٹ کر دیکھا کہ نقابدار عیارہ بچی کو لے کر چلا گیا مجبور و ناچار واپس ہوئے مگر انتہا کا رنج ہی بروقت واپسی بنگلے پر اُس مہ جبین کو دیکھا انتہائے بیقرار ہوے شب کو آکر چھپر کھٹ پر گرے نیند نہین آتی حور کا بھی خیال ہی تصویر اُس محبوب جانی کی آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی تڑپتے تڑپتے دیدۂ ظاہری بند ہوے دیدہ باطنی کھلے رہے عین خواب مین دیکھا ایک باغ بہشت آئین گلہائے رنگا رنگ شگوفہ ہاے بوقلمون نہرون مین آب صاف و شفاف جوانان چمن کی زیبائی سرو گلزار کی رعنائی عندلیبان خوشنوا مصروف زمزمہ سرائی اسد اس باغ پُربہار کی کیفیت دیکھتے ہوے خرامان خرامان بارہ دری مین تشریف لائے دیکھا وہی محبوب دلفریب جسکے واسطے قلب ناشکیب تھا بصد رعنائی و زیبائی تخت یاقوت نگار پر جلوہ فرما ہی گرد کنیزان ماہرخسار اُنکے کہنے سے معلوم ہوتا ہی کہ اس حور مثال کا لقب خورشید روشن جمال ہی صنوبر سہی وزیرزادی مقرب پہلو مین ہزارہا کنیزان زرین پوش بصد ادب حاضر ہین اور ایک کرسی پر وہی عیار بچی یعنے پروین صبا رفتار کو دیکھا ملکہ خورشید نے مسکرا کر فرمایا طلسم کشا صاحب تشریف لائیے اسد نے بیٹھتے ہی پوچھا کیون اوپروین تو میرا خود و زرہ لے گئی اسنے مسکرا کر جواب دیا میرے مالک کا حکم ہوا مین لے گئی اسکی شکایت کیا اسد غصے مین اُٹھے فرمایا مین تجھکو قتل کرون گا وہ بھی تیغچہ کھینچکر اُٹھی جیسے ہی اسد جھپٹ کر چلے میز فرش کی ٹھوکر لگی اسد گرے آنکھ کھل گئی وہی قصر تاریک و تنگ وہی پلنگ ستارۂ سحری چمک چلا گریبان سحر چاک ہوا اب بیقراری نے بہت ترقی کی اُٹھکر بیٹھے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے ہر مرتبہ قصد ہوتا ہی گریبان چاک کرون یا یُون کہتے ہین کوے محبوب مین جلو آنکھین مشتاق نظارۂ جمال قلب پر ہجوم غم و ملال اسی بیتابی مین یہ چند اشعار آبدار مخفی زبان پر جاری ہوے اشعار

اے دیدہ بیا تا بہ طرب نام برآریم
دردے بدل و سینۂ خود کام برآریم
از جذب محبت اگر ایم بتماشا
خونناب دل از دیدہ ابرام برآریم
رونقی در کار دیار نام مجنون کردہ ایم
قامت سرو چمن دیگر نیاید در نظر
تا لباس چرخ را از راہ گلگون کردہ ایم

سامان نشاط از قدح و جام برآریم
مردانہ در آئیم بمیدان محبت
جویان جہان را بدر و بام برآریم

غزل دیگر

بسکہ خونناب جگر بر خاک ہا افشاندہ ایم
تا نظر بر قامت آن سرو موزون کردہ ایم
مرد کارے مخفیا دیگر نمے آید برون

برزخم دل از غم نمک تازہ بپاشیم
نام بجنون در صف ایام برآریم
گر نشیند ماگشت تہی از می گلگون
ما بعاشق پیشگی تا نام بیرون کردہ ایم
دشت صحرائے جنون را جملہ خون کردہ ایم
انجمن آرائے عالم گشتہ حسن آفتاب
بر سیاہ آزرو از بسکہ شبخون کردہ ایم

اس خواب نے اسد کو نہایت پریشان کیا عشق ایک حصہ تھا دس حصہ ہو گیا معشوق نے بجبت پہلو بیٹھا یا کنیز دون کا خاطر ین کرنا مگر عیارہ بچی کی سرکشی پر نہایت غصہ ہو اسی حال اضطرار مین اسد نامدار کی بارگاہ مین حکیم صاحب تشریف لائے حکیم صاحب نے جو بہت پریشان پایا بہ شفقت و محبت کہا بڑے افسوس کی بات ہی کہ مین آپ کو دم بدم زیادہ پریشان پاتا ہون یہ مقام عیش و فرحت ہی حضور پہ ترقی کلفت ہو دل بہلانے کو پہر دو پہر شکار کھیل آیئے دل بہلے ایسا نہو دشمنون کو کوئی بیماری ہو جائے تمام اہالیان ہوش رُبا کہین حکیم روشن رائے نے دل و جان سے طلسم کشا کی خاطرداری نہ کی مین چاہتا ہون کسی طرح کا حضور کو ملال نہ پہونچے یہ کہکر اسی وقت حکیم صاحب نے سامان شکار مہیا کر دیا ملازمون پر تاکید کی کہ صحرائے سبزہ زار مین آپ کو لیجاؤ شکار کھلوا کر دل بہلاؤ خبردار کوئی ملال نہ پہونچنے پائے اسد نامدار بھی گھبرا رہے تھے وہ باغ جنت جو خواب مین دیکھا ہو آنکھین اُسکو ڈھونڈھتی ہین اسد غازی کو بھی غنیمت ہوا پشت مرکب پر سوار ہو کے برائے شکار صحرا مین آئے اس صحرا مین شکار بحساب تھا بہت سے جانور شکار کیے ساتھ والون سے کہا اس صحرا مین آہو دستیاب نہ ہوا ہر کارون نے بڑھکر عرض کی یہان سے تین کوس پر دھانون کا کھیت ہی اسمین کئی سو آہو چرا کرتے ہین حضور تشریف لے چلین اسد اسی نشان پر آئے دیکھا حقیقت مین ایک کھیت مین آہو چر رہے ہین ایک آہو پر گھوڑا ڈالا وہ سامنے سے اسد کے بھاگا اسد نے پیچھا کیا کوس بھر راستہ طے کر کے دیکھا دروازہ ایک باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہی آہو اُسی باغ مین گھُس گیا اسد

مع مرکب اندر باغ کے آئے اب جو اُس باغ دلکشا پر نگاہ پڑی خواب کا خیال ہوا یاد آیا کہ ہمنے
خواب مین بھی یہی باغ دیکھا تھا گھوڑے پر سے کود پڑے اُس پٹری کو طے کرتے ہوئے چلے اُس
باغ کی رعنائی زیبائی دیکھکر فرحت تازہ و سرور بے اندازہ حاصل ہوا کہ دیکھا سامنے سے
صنوبر وزیرزادی جسکو خواب مین دیکھا تھا مع چارسو کنیزون کے آکر پہونچی اسد کا استقبال
کیا بارہ دری مین لے کر آئی سب تو وہی خواب کے نشان ہین تخت یاقوت احمر بچھا ہی مگر
ملکہ خورشید روشن جمال کو تخت پر نہ پایا صنوبر نے بڑے تکلف سے اسد غازی
کو بٹھایا خاطرداری مین مصروف ہوئی پلکون سے جاروب کشی کر رہی ہی جب اسد نامدار
نے صنوبر کو مہربان پایا بیقرار ہوکر فرمایا اے صنوبر ہم چاہتے ہین ہم کو صحبت مین اپنی ملکہ
خورشید روشن جمال کے لے چلو صنوبر تھرا گئی کہا اے شہریار میری کیا مجال ہی کہ بلا تکلف
آپ کو مین ملکہ عالم کے پاس لیچلون بعد ایک مہینے کے میری نوکری ہوتی ہی خلاف دن
مین نہین جاسکتی جب اسد غازی نے بہت کہا صنوبر مجبور ہوئی کہا اے شہریار مین آپ
کو لیے چلتی ہون متصل باغ ملکہ خورشید روشن جمال کے ایک قصر ہی مین اُس مین
چلکر آپ کو بٹھال دون صرف جمال مبارک دیکھکر ملکہ کا چلے آیئے گا بیتابی نہ فرمایئے گا ورنہ
میرے واسطے قباحت ہی یون لے چلنا ممکن نہین ہی محافہ مین سوار ہوکر چلیے طلسم کشا نے جوش محبت
مین یہ بھی قبول کیا صنوبر نے طلسم کشا کو محافہ مین سوار کیا قریب اُس باغ کے آکر پہونچی قصر
مین لاکر طلسم کشا کو اُتارا اب طلسم کشا نے بخوبی پہچانا کہ حقیقت مین وہ باغ بہشت آئین
یہ ہی اسد غازی اُس قصر سے نظارۂ باغ کر رہے ہین کہ بیرون باغ سے گرد عظیم اُڑی ایک
نقابدار یاقوت پوش مع بارہ ہزار جوانان صف شکن کے آکر اُترا اگرے مین جاکر لباس
زنانہ پہنا آکر تخت پر متمکن ہوئی اب جو اسد غازی نے جمال جہان آرا دیکھا کہ معشوق
ماہر خسار بلا تکلف تخت پر جلوہ فرما ہی صنوبر سے سرگوشی کر رہی ہی ہر چند ضبط کیا مگر نہو سکا
بیقرار ہوکر قصر سے کود پڑے ہلڑ ہوا کنیزون نے بڑھکر ملکہ خورشید روشن جمال سے عرض
کی کہ طلسم کشا آتے ہین ملکہ اُٹھکر کمرے مین چلی گئی صنوبر نے پیشوائی کرکے اسد غازی
کو بارہ دری مین پہونچایا کہا تشریف رکھیے اسد نامدار نے کہا جب تک صاحب خانہ

تشریف نہ لائین گی مین نہ بیٹھون گا صنوبر نے جاکر ملکہ خورشید روشن جمال سے عرض کی کہا صنوبر تیری ذات سے یہ فساد برپا ہوا مہمان کی خاطر داری ضرور ہی سپید چادر مین اپنے کو مخفی کر کے تخت پر بیٹھی پروین صبا رفتار بھی ایک طرف موجود ہی اب ناچ ہونے لگا جام مے ارغوانی گردش مین آیا اسد غازی نے بہ منت جام ملکہ خورشید کو دیا ملکہ نے کہا آپ مہمان عزیز ہین خاطر شکنی ہمارے مذہب مین جائز نہین یہ کہکے جام پیا اب سپید چادر سر سے دور کی اسد غازی گلچینی گلشن جمال کر رہا ہی ملکہ نے کہا دلربا ہماری گائن کو لاؤ کہ طلسم کشا اُسکا گانا سُنین دلربا بناز و کرشمہ حاضر ہوئی اور یہ غزل ظفر کی گائی۔ غزل

یار تھا گلزار تھا مے تھی فضا تھی مین نہ تھا
لائق پابوس جانان کیا حنا تھی مین نہ تھا

محفل دلدار مین غیرون کی جا تھی مین نہ تھا
لوٹ جب گلشن مین تھی باد صبا تھی مین نہ تھا

ہاتھ باندھے کیون مرے چھلا اگر چوری گیا
یہ سراپا شوخی دزد حنا تھی مین نہ تھا

لیلی و مجنون کے افسانہ سے حیرت تھی مجھے
کیا کہون اس عہد مین باد صبا تھی مین نہ تھا

بیخودی مین لے لیا بوسہ خطا کیجیے معاف
یہ دل بیتاب کی صاحب خطا تھی مین نہ تھا

ہائے ساقی یہ ہو سامان اور عاشق وان نہ ہو
یار تھا سبزہ تھا بدلی تھی ہوا تھی مین نہ تھا

کوئی جا سکتا نہین عصمت سرائے یار تک
پردہ در جس نے اُٹھا وہ ہوا تھی مین نہ تھا

مین سسکتا رہ گیا اور مر گئے فرہاد و قیس
کیا اُنھین لوگون کے حصے مین قضا تھی مین نہ تھا

مین نے پوچھا کیا ہوا وہ آپ کا حُسن و شباب
ہنس کے بولا وہ صنم شان خدا تھی مین نہ تھا

ناتوانی نے بچائی جان میری ہجر سے
کونے کونے ڈھونڈھتی پھرتی قضا تھی مین نہ تھا

اے ظفر دل پر مرے یہ داغ کیسا رہ گیا
خانہ باغ مین خلق خدا تھی مین نہ تھا

دلربا کا ایسا رنگ جما کہ پروین بھی تحسین ہوگئی ملکہ نے بھی اشارہ کیا پروین نے گانے مین شرکت کی خوشی مین پروین نے جام بھرا لیکن چونکہ عیارہ ہی گانے پر دلربا کے جو شرمندہ ہوئی تھی اسی سے بڑہ بیہوشی کی ملا کر جام دیا مراد یہ تھی کہ یہ نشے مین بہکے میرا رنگ جم جائے دلربا نے بے اندیشہ انجام جام لیا بلا تکلف پی گئی پروین آنکھ لڑائی ہوئے دیکھ رہی ہی پیتے ہی آنکھون پر دلربا کے سُرخی آنے لگی دلربا نے مسکرا کر اپنے پاندان سے

گلوری لگاکر کھائی پروین نے دیکھا پان کھاتے ہی سُرخی آنکھون کی دفع ہوگئی اب تو دلرُبا
نے بھی جام اپنے ہاتھ سے بھرا گلے مین ہاتھ ڈالکر کہا پروین ہمارے ہاتھ کی شراب پیو کیفیت
حاصل ہو پروین نے جام پیا آنکھون پر تاثیر بیہوشی آنے لگی گجرے پھولون کے جو ہاتھون مین
بندھے تھے اُسکے چند پھول سونگھے بیہوشی دفع ہوئی ایکی مرتبہ پروین نے گلوری اپنے ہاتھ
سے لگا اور بہت سی بیہوشی ملاکر دلرُبا کو دی دلرُبا نے گلوری کھاتے ہی اپنی محرم
سے ایک الایچی نکالی کہا واہ پروین بے نمک کا پان کھاتی ہو یہ کہکر الایچی کھائی اُسی
الایچی کے دو دانہ مُنھ مین پروین کے دیے پروین دو دانے کھاتے ہی لڑکھڑا کے گری
ملکہ خورشید روشن جمال نے جلدی سے ہوشیار کیا اتبو پروین نے دلرُبا کے گریبان مین
ہاتھ ڈالا سر پیٹنے لگی کہا حضور یہ اصلی دلرُبا نہین ہی یہ بڑا کوئی عیار مکار ہی میری بیہوشی
کو دفع کیا الایچی کھلاکر مجھکو بیہوش کیا دلرُبا کہتی ہی ارے پروین دیوانی ہوئی ہی
ملکہ خورشید نے اسد نامدار سے کہا ای شہریار آخر یہ معرکہ کیا ہی اسد غازی نے پُکارکر
کہا ناناجان اپنے کو ظاہر کیجیے سب آپ کے مشتاق ہین خواجہ عمرو نے کہا او نالائق رونمائی
بھی تجھکو میسر نہین دولہا کے واسطے رونمائی کی ضرورت ہی اسد نامدار نے اشارہ کیا
ملکہ خورشید روشن جمال نے چند کشتیان منگواکر سامنے دلرُبا کے پیش کین اسد غازی
نے کہا یہ آپکی رونمائی ہی پروین وغیرہ نے دیکھا دلرُبا نے حسبت کی آواز دی داد اَدم
درویش از کل عالم بیش میری صورت مجھکو عطا فرمایئے یہ کہکر مُنھ پر ہاتھ پھیرا دنیا کی ہوا بدلگئی
سب نے دیکھا ایک شخص عجیب الخلقت ناریل سا سر کلچہ سے گال مردار یدسے دانت تاگا سی
گردن رسی سے ہاتھ پاؤن چھ گز کا دھڑ تلے کا تین گز کا اوپر کا نو گز کا پیادہ وہ شطرنج کا پیادہ ہی
بڑھکر بادشاہ کو مارتا ہی کنیزین اوہ آہ کرکے بھاگین کوئی کہتی ہی بن مانس کوئی کہتی ہی مرحیا جن
کوئی کہتی ہی منٹھیا دیو ہی خواجہ عمرو نے فرمایا صاحبو مین تو خاصہ بھلا مانس ہون مگر خواجہ کو
دیکھکر ملکہ خورشید روشن جمال کھڑی ہوگئین پروین کو جھڑکا کہا خبردار شہنشاہ اوج
عیاری سے بے ادبی کرتی ہی آپ کے اوصاف حمیدہ اخلاق پسندیدہ کتب ہاے پارینہ
مین مرقوم ہین خواجہ عمرو نے بیٹھتے ہی نے نوازی کی تمام اہل محفل دنگ ہوگئے گانے پر

پروین بھی مائل ہوئی خواجہ عمرو نے کہا ای پروین خود و زرہ طلسم کشا کا حاضر کرو ایسا نہ ہو
خدا نخواستہ اُن پر کوئی افتاد پڑ جاوے تمام اہالیان طلسم ہوشربا اسی فکر مین ہین کہ جس طرح بنے
دُھوکا دین لوح و مُہرہ چھین لین یہ کہہ کے طرف ملکہ خورشید جمال کے خواجہ عمرو متوجہ ہوئے کہا
کیون ملکہ عالم آپ دختر بلند اختر حکیم روشن رائے ہین صاف صاف فرمائیے کہ چار پہر آپنے
اسد سے جنگ کی اور زیر نہ ہوئین اسکا کیا باعث تھا ملکہ نے مسکرا کر کہا ای شہنشاہ عیاران
اپنی عزت افزائی کے سب طالب ہین اسی واسطے مین نے زرہ طلسمی چروا منگائی تھی خود طلسمی زیب سر
زرہ طلسمی زیب جسم تھی اُسی کی برکت سے مین بچی شام کو دھوکا دیکے مین چلی گئی خود و زرہ منگوا کر
سامنے اسد کے پیش کیا خواجہ عمرو سے ملکہ نے کہا آپ چندے یہین تشریف رکھیے اسد غازی
کو بڑے بڑے مقدمات درپیش ہین ہماری شراکت کی خبرین اہالیان طلسم دریافت کر چکے
کوئی بلا نازل ہوا چاہتی ہی یہ ذکر تھا کہ ایک دیو آسمان سے اُترا ملکہ پر نگاہ ڈال کے نعرہ کیا
ای دختر حکیم تو نے غضب کیا اپنے مکان مین طلسم کشا کو جگہ دی شاہان طلسم ہوش رُبا نے تم لوگون
کا بڑا دھوکا کھایا کہ تم کو سامری پرست سمجھے آج چیر پھاڑ کر تجھکو کھا جاؤنگا ملکہ بھاگ کر کمرے
مین چھپی اسد غازی کود کر سامنے دیو کے آئے دیو نے ارہ پشت نہنگ کا وار کیا اسد نے
آرے کو تلوار سے کاٹا دیو لپٹ پڑا لوح اسد نامدار کے گلے مین ہی کشتی ہونے لگی ملکہ کمرے
سے دیکھ رہی ہین دیو ہر مرتبہ چاہتا ہی مین طلسم کشا کو پست کرون مگر اسد غازی نے
شاخ اُسکے توڑ کر پھینک دیے ایسے دو چار گھونسے مارے کہ دیو چیخنے لگا لادکر کولے پر مارا
زمین پر گرا کود کر چھاتی پر سوار ہوئے سوال اسلام کیا دیو نے کہا لاکھ جان میری نام پر
خداوند شیاطین کے نثار ہین اسد غازی نے بقوت صاحبقرانی دیو کو چیر کر پھینکدیا قصد کیا
پلٹ کر بارہ دری مین جاؤن ایک جوان کرگدن سوار پکارتا ہوا آتا ہی کہ او طلسم کشا تو نے بڑا
غضب کیا اور ملکہ خورشید جمال کو بھی للکارا کہ اس باغی کو اپنے باغ مین کیون جگہ دی
اسد پلٹے کرگدن سوار نے تیغ تمام اسد نامدار پر وار کیا اسد غازی نے ہتھکٹی کا ہاتھ
مار کر گدن سوار کا ہاتھ کٹ کر گرا وہ جوان بھاگا اسد غازی نے پیچھا کیا اُسی کے ساتھ اسد
چلے بھاگتا ہوا قریب کوہ آیا وہان آکر اس نے آواز دی یار و طلسم کشا کو لینا یہ تُرکش

میرا پیچھا نہین چھوڑتا بیس ہزار جوان باتیغہاے برہنہ درہ کوہ سے نکلے اسد غازی کو گھیر لیا دو
کرگدن سوار توالگ ہوا نعرے کر رہا ہے ہر طرف سے لڑنے والے گھیرے ہوئے ہین قصد ہے کہ از دو
پہلو سے اسد کو قتل کرین دو پہر کامل اسد لڑا مجمع کم نہین ہوتا اگر دس ما رے گئے پچاس در آ کر
شریک ہوے وہ جوان دست بریدہ غل مچا رہا ہے مارو طلسم کشا کو قتل کرو جب طلسم کشا نے دیکھا
کہ یہ مجمع کم نہین ہوتا اُسی گرمی جنگ مین لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا جبتک کرگدن سوار جادو قتل
نہوگا یہ مجمع بڑھتا جائیگا اسد غازی نے پلٹ کر دیکھا سب جوان اُسکو بچا رہے ہین اُسکے نام پر
سینہ سپر کرتے ہین اپنے افسر کے نام پر مرتے ہین اسد لاچار ہوا دست دعا بلند کیا قباد شہریار
مع بارہ ہزار جوانون کے بصد سطوت و شوکت آکر پہونچے آتے ہی اُس مجمع کو پراگندہ کیا
اسد غازی نے جو اتنی مہلت پائی شیرانہ نہنگانہ لڑتا ہوا قریب جوان کرگدن سوار پہونچا وہ
ہرچند چیخا پیٹا حمایتون کو آواز دی اجل سے کون بچا سا تھ والے شمشیر زنی کر رہے ہین
قباد شہریار سے گھبرا کے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا اسد غازی نے روک کر ہاتھ مارا مثل
خیار تر کے دو ٹکڑے ہوے آواز آئی کشتی مرا نام من کرگدن سوار جادو بود وہ مجمع متفرق
ہوا کچھ بھاگے کچھ قتل ہوے قباد شہریار نے فرمایا اسد غازی عیش پسندی کو موقوف کرو
تھوڑی سی مشقت اور باقی ہے پھر عمر بھر عیش و آرام کرو جلد لوح کو ملاحظہ کرو دیکھو کیا حکم
نکلتا ہے دو ہفتے کامل تمنے حکیم صاحب کے مکان مین کاٹے اسقدر تساہل مناسب نہ تھا دیکھیے
پروردگار انجام بخیر کرے مگر اب فوراً لوح ملاحظہ کرکے بموجب حکم کاربند ہو جیسے طلسم کشا کے
واسطے بڑی مشکل ہے اسد غازی نے لوح کو ملاحظہ فرمایا جو حکم نکلا بموجب اُسکے ایک
جانب چلے مگر مکان پر حکیم صاحب کے جانے سے لوح مانع ہوئی دور سے ایک باغ نظر آیا
گلنار جادو ساحرہ اِس مقام کی حاکم تھی بڑے بڑے عجائب و غرائب دکھلائے اسد
غازی لوح دیکھتے رہے دھوکا نہین کھایا ایک مرتبہ بشکل چالاک سامنے آئی لوح مانگی
اسد غازی نے لوح کو ملاحظہ کیا گلنار غائب ہوگئی ایک مرتبہ بصورت طاؤس پیچھے گھبرائی
ہوئی آئی کہا ذرا لوح دیجیے اسد غازی نے لوح پر نگاہ ڈالی پھر گلنار ناچار ہو کر بھاگی
تیسری مرتبہ بصورت ضرغام شیردل قریب آئی کہا حضور مین خبر لشکر کی لیکر آیا ہون افراسیاب

نے لشکر کو درہم و برہم کیا ہو ذرا لوح مجھے دیجیے ابکی مرتبہ اسد غازی نے لوح گلے سے اُتاری کہا لو برادر ضرغام تم سے کیا لوح عزیز ہی جیسے ہی اُسنے ہاتھ بڑھایا اسد غازی نے کلائی پر ہاتھ ڈال کر ایک طمانچہ مارا گلنار کا سر اُڑ گیا لاشہ اس مکارہ کا زمین پر تڑپا آواز آئی کشتی مرا نام مین گلنار جادو بود اُسکے قتل ہوتے ہی وہ باغ غائب ہوا بحکم لوح ایک جانب چلے مگر خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری باغ مین ملکہ خورشید روشن جمال کے حاضر ہین بعد نکلنے اسد غازی کے ملکہ کو بڑا افسوس ہوا کہا ای خواجہ عمرو حقیقت مین طلسم کشا کو بڑے بڑے انتظام کرنا پڑتے ہین ایک سر ہزار سودے ذرا بھی چوکین لوح قبضے سے نکل جاوے خواجہ عمرو نے کہا اُسکا خدا حافظ ہی یہ تو ملکہ کو ثابت ہوا کہ خواجہ عمرو بہ دین پر مائل ہوے کنیزون نے جو اصلی صورت پر خواجہ کے پھبتیان کہین خواجہ رنگ روغن عیاری کا لگا کر ایک خوش رو گویے کی شکل بنے چالیس پچاس کنیزین گرد تخت پر ملکہ خورشید روشن جمال ایک جانب پروین صبا رفتار خواجہ تانین مار رہے ہین احسنت و آفرین کی صدا بلند پروین بھی گانے مین شریک ہوجاتی ہی کمال پر خواجہ عمرو کے پروین کو بھی توجہ ہوئی یہ مختصر سا جلسہ بڑے لطف سے آراستہ ہی کئی مرتبہ ملکہ خورشید روشن جمال نے یہ کہا کہ اس دیو کے قتل کی خبر ہمارے والد نامدار کو بھی ہوجانا ضرور ہی صنوبر وزیرزادی نے عرض کی حضور وہ ہمہ دان ہمہ گیر حکیم طلسم ہوشربا صاحب تدبیر خود اس حال سے آگاہ ہوے ہونگے جسدن سے طلسم کشا کا یہان داخلہ ہوا آٹھ پہر حفظ طلسم مین مصروف رہتے ہین یہ ممکن نہین ہی کہ کوئی سانحہ گذرے اور حکیم صاحب کو خبر نہو جملہ علم مین طاق ہین عالم کامل عاقل یادگار حکیمان اشراقین صاحب علم و یقین صنوبر تعریفین حکیم صاحب کی کر رہی ہی ملکہ خاموش بیٹھی ہین خواجہ عمرو تدبیرین سینے کی کر رہے ہین ملکہ خورشید روشن جمال نے نوتیون کے مارے دیئے کشتیان جواہرات کی مرحمت کین یکایک پہلوے باغ سے نعرہ ہوا منم مواج جادو ملکہ خورشید روشن جمال تمنے غضب کیا اپنے گھر مین دشمن ساحران کو جگہ دی تمام طلسم مین مشہور تھا کہ حکیم روشن رائے اہالیان طلسم ہوشربا کے بڑے دوست ہین اپنا گنبد دیرینہ ظاہر کیا کچھ خوف نہ آیا یہ کہکر طبقے کا طبقہ زمین کا مواج نے اُٹھا لیا اور نے کر برد سے ہوا چلا سحر بھی کر دیا کہ کنیزین و خواجہ و ملکہ بیہوش ہوگئین طبقہ زمین کا

مواج لیے ہوے جاتا ہی بقدرت پروردگار اسد نامدار نے گلنار جادو کو مارا اُس باغ سے نکلے ہین
ساحر آکے پھرتے ہین اسد اُنکو قتل کر رہے ہین صدہا ساحرون کا لاشہ پھڑک رہا ہی اسد نامدار
تیغ بکف کھڑا ہی کہ دیکھا آسمان پر ایک ساحر طبقہ زمین ہاتھ پر رکھے ہوے سناٹا بھرتا ہوا جاتا ہی اُس طبقے پر
ستارہ ہاے سحری چمک رہے ہین بیچ مین ایک ماہ رخسارہ گرد کنیزان گلعذار بس اسد نی بموجب حکم
لوح کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر بھال کا تیر بجر کمان مین پیوست کرکے سینۂ پُر کینۂ مواج
تاکا بیٹھے ای وہ ہراگر قریب سر کے پہونچا سیر کمان کا کڑکا مواج سہا مگر اب گوشۂ عافیت کب
ملتا ہی تیر قضا سینے پر اُس نامرد کے پڑا تیر کھاکر چلایا مگر تیر سینے کو توڑ کر پار گذرا طبقہ اُسکے ہاتھ
سے چھوٹا بحرین جادو مواج کا افسر ایک تخل پر سے یہ معرکہ دیکھ رہا تھا جوش مار کر جھپٹا طبقے
کو ہاتھ پر لیا اُس جلدی مین بلند ہوا اسد تیر ترکش سے نہ نکال سکے بحرین نعرہ کر کے
نکل گیا اپنے باغ مین لاکر اُتارا اسد تو بموجب حکم لوح ایک جانب چلے مگر متردد رہے کہ یہ ساحر
کسکو لیگیا بخوبی نگاہ ملکہ چہرہ پر نہ پڑنے پائی اتنا تو ضرور ظاہر ہوا کہ کسی ہمارے دوست کو
بحرین گرفتار کرکے لیگیا بحرین اُسی جوش و خروش مین اپنے باغ مین اس طبقے کو لیکر آیا طبقہ زمین
پر رکھا سحر کیا رنگ و روغن چہرے سے عمرو کے اُڑ گیا ملکہ پر غصہ کرنے لگا کہا ای دختر حکیم تونے
حقوق افراسیاب بھلائے دشمنونکو اپنے گھر مین جگہ دی بڑی مراد اس سار بان زادے
سے تھی تمام طلسم مین اسنے غدر ڈال دیا ملکہ خورشید روشن جمال نے حجاب سے کچھ جواب نہ دیا
خواجہ عمرو بول اُٹھے فرمایا او بحرین کیون تیری شامتین آئی ہین تیری قضا قریب پہونچی
جب تو تونے ہمکو گرفتار کیا تونے ہوش ربا مین یہ ذکر نہین سُنا کہ خواجہ عمرو جہان گرفتار ہوا پھر
چھٹا ہی آئی لہذا تمھاری بھی قضا قریب ہی تو بد نصیب ای سر پہ ہاتھ دھر کے رو ئیگا بہتر
یہ ہی کہ ہماری اطاعت کر ملکہ عالم کے والد نامدار کے چل کر قدمون پر گر وہ طلسم کشا سے خطا
تیری معاف کرا دینگے یہ سُنکر بحرین کو اور جوش آیا ابل پڑا موج مین اُٹھا تلوار کھینچکر
طرف خواجہ عمرو کے چلا کہ او سار بان زادے مین تیرا فیصلہ کرتا ہون تو جا کر حکیم صاحب کی مشکین
باندھون اب مین حکیم صاحب کو زندہ نچھوڑونگا اب تک تو مشہور تھا کہ حکیم صاحب طلسم سامری
پرست ہین اب حال کھلا کہ طلسم کشا کے مشتاق ستھے دعائین مانگتے تھے اور ملکہ پر تو میری جان

جاتی ہی جب سران سبکا لیجاؤنگا افراسیاب سے کہونگا دختر حکیم سے میری شادی کرو افراسیاب
خوشی خوشی میری شادی کریگا یہ جو بحرین نے کہا ملکہ خورشید روشن جمال نے بیقرار ہوکر طرف آسمان
کے دیکھا آواز دی ای بے نیاز مین نے اپنے کو ناموس جلیل مین داخل کیا یہ ذلیل مجھکو کلمات
سخت کہتا ہی افسوس ہی کہ اسکو سزا نہوئی حکم ہو ملک الموت کو کہ میری قبض روح کرے
ان کلمات جلالت کے سننے کی قلب مین طاقت نہین ہی اس کنیز کو تونے حکیم روشن رائے
کے صلب مین سے پیدا کیا اپنے نام پر شیدا کیا اس بیحیا کو سزا دے کنیز کو بدعت سے بچائے گل
ہالیان ہوشربا نے میرے مقدمے مین لکھا ہی کہ یہ پہلو نشین طلسم کشا ہوگی تمام معشوقان
طلسم کشا اپنا سرتاج جانینگے تو ہی نے یہ مرتبہ عطا کیا بیقرار ہوکر ملکہ خورشید روشن جمال نے
یہ کلمات حسرت آمیز کہے خواجہ عمرو نے دیکھا کہ حکیم روشن رائے ایک سنگ مرمر کی چوکی پر
سوار چار نقش پایہ مین چوکی کے بندھے ہوئے چوکی اُڑتی ہوئی آتی ہی کچھ نقوش ہاتھ مین کچھ اسما الٰہی
پڑھتے ہوئے آتے ہین او بیحیا خبردار خواجہ عمرو کو قتل کرنے کا ارادہ نکرنا یہ کہکر آواز دی قتلوا
اپنا مرتبہ یہ کہکر ایک نقش نیر اعظم کی جانب دکھایا تلوارین برسنے لگین ہزارون ساحرون کے سر
قلم ہوئے بحرین نے چاہا تڑپ کے نکل جاؤن ایک تیغ برق مثال سر پہ گرا بحرین کے
دو ٹکڑے ہوئے عذاب الٰہی نے تمام ساحرون کو گھیرا جو جہان بھاگ کر پہونچا وہین تلوار گری
سب ساحرون کے سر قلم ہوئے ہزارون خوف سے بیدم ہوئے نقش کا عکس جو پڑا مرنے سے
بحرین کے خواجہ عمرو چھوٹے اُس مجمع سے الگ ہوئے بعد عرصۂ دراز آواز آئی کشتی ہرا نام من
بحرین جادو بود حکیم صاحب نے آکر اپنی دختر ماہ اختر کو تخت پر سوار کر لیا اور پکار کر یہ کلمہ کہا
کہ خواجہ عمرو سلامت اب آپ اپنے لشکر مین جائیے افراسیاب قیامتین برپا کرتا ہی طلسم کشا
بھی فوراً پہونچیگا افراسیاب نے بہت سے سردار قتل کیے اب اُسنے جلادی پر کمر باندھی ہی یہ فرماکر
بیٹی کو تو اپنی لیگئے خواجہ عمرو بدحواس ہوکر طرف لشکر کے بھاگے لشکر مین آکر یہ معرکہ دیکھا کہ
افراسیاب با فوج قاہرہ مقابلے مین اُترا ہوا ہی روز طبل جنگی بجواکر میدان مین آتا ہی دس پانچ
ساحرون کو قتل کرکے چلا جاتا ہی وہ گنبد جو بنا ہی وہ ذات طلسم کشا کی حفاظت کے لیے قرار دیا ہی
کہ جب طلسم کشا آجائیگا گنبد مین چلا جاؤنگا یا شاید اپنی شبیہ کو لڑوانا ہوگا حال اُسکا مفصل تحریر

کیا جائیگا لاچین وغیرہ کو کچھ نہیں مانتا خواجہ عمرو تو یہ معرکہ اعظم دیکھکر گھبرائے سدباب عیاری فرزند نے یہ کیا ہی شب کو بارگاہ مین رہتا ہی گرد آگ روشن رہتی ہی دروازے پر اژدہے بیٹھا دیے ہین عیار کا جانا دشوار ہی رات بھر خواجہ عمرو کوشش کرتا ہی تا بہ افراسیاب رسائی ناممکن آج صبح بڑے قہر و غضب مین طبل جنگی بجوا کر آیا سردارون کو للکار رہا ہی جو نکلا اسکے ہاتھ سے مارا گیا اسد نامدار قباد شہریار سے رخصت ہوکر ایک باغ مین پہونچے دو ساحر ہلال و مہال وہان نگہبان تھے اُنھون نے بڑے بڑے سحر کیے اسد غازی نے بموجب حکم لوح ایک کو تیر سے مارا ایک کو چیر کر پھینک دیا ایک قصر مین قفل لگا ہوا تھا اُسکو بتایید لوح کھولا ایک تاجدار مع بارہ سو جوانون کے اسمین قید تھا اسد غازی نے اسکی قید دور کرکے نام پوچھا اُس تاجدار نے عرض کی لوح طلسمی حضور کے پاس موجود ہی اسمین غلام کا نام بھی درج ہوگا دوست و دشمن کا خیال بھی واجب و لازم ہی اسد غازی نے لوح کو دیکھا لکھا ہی مہران تاجدار خیر خواہ شہنشاہ لاچین نامدار اسکے کہنے پر عمل کرو اسد غازی نے مہران تاجدار کو رہا کیا مہران اسد غازی کو لیکر ایک قصر معقول مین آیا ایک صندوق کھولکر ایک کتاب اور ایک آئینہ اسد نامدار کو دیا کہا ای شہریار آئینہ کا عکس ڈالیے کتاب کو ملاحظہ فرمایئے آپ کے لشکر کا حال آئینہ ہوگا یقین ہی افراسیاب بلاعت کرچکا ہو پچاس برس اُسنے سلطنت طلسم ہوشربا کی خدا اُسکو حضور کے ہاتھ سے قتل کرے ہزارون شعبدے دکھائیگا بمشکل سامنے تیغ نورافشانی کے آئیگا بلکہ کوشش افراسیاب ذات پر خواجہ عمرو کے موقوف ہی کسی غفلت مین البتہ اُسپر دستیاب نداری ہوگی ہوشیاری مین قتل افراسیاب غیر ممکن اسد غازی تو حال لشکر کے مشتاق تھے اُس کتاب کو ملاحظہ فرمایا آئینہ سامنے رکھ لیا دیکھا افراسیاب میدان کارزار مین ہی کئی ساحرونکو قتل کرچکا ہی اسوقت بھی للکار رہا ہی پابند ملازمین لاچین دردمند اسد غازی گھبرائے مہران تاجدار سنے عرض کی حضور پہونچ سکتے ہین لوح کو ملاحظہ فرمایئے بموجب ہدایت لوح کام کیجیے اسد غازی نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا یہ اسم حاشیہ لوح کا وردزبان کرو ایک طاؤس بلند پرواز پیدا ہوگا اُسپر سوار ہوکے جاؤ چشم زدن پہونچو گے یہ طلسم ہوشربا ہی ہر ایک شعبدہ یہانکا ہوشربا ہی اسد غازی نے بہ تعجیل اسم حاشیہ لوح وردزبان کیا طاؤس اڑتا ہوا آیا اسد غازی یہ کہکر اُسپر سوار ہوے

کہا اے طاؤس طلسمی جلد مجھکو میرے لشکر مین پہونچا طاؤس مثل عقاب بلند پرواز ہوا یہان اہالیان
لشکر بیتاب ہو رہے ہین جب کوئی سردار نہ نکلا اور افراسیاب نے للکارا کئی مرتبہ ملکہ مواج قطرہ زن
دختر شہنشاہ نیلم بصد شوکت و حشم میدان مین نکلی مہ جبین سے رخصت ہوئی مہ جبین رونے
لگین کہا اے ملکہ مواج اگر خدانخواستہ تمپر کوئی افتاد پڑی تو مین طلسم کشا کو کیا جواب دونگی
مواج نے کہا حضور لاف و گزاف افراسیاب نہین سنا جاتا ہر چند سب نے روکا مواج سحر
کرتی ہوئی بصد جوش و خروش افراسیاب پر جا پڑی پہونچتے پہونچتے ایک دو ہتھڑ مارا بلا برے
پانون سے افراسیاب کے زمین شق ہوئی ایک چشمہ آب ظاہر ہوا ایک نہنگ نے نکلکر افراسیاب
پر حملہ کیا افراسیاب زمین پر گرا نہنگ نے زرہ نوچ کر افراسیاب کی پھینکدی افراسیاب نے
گرتے گرتے یا سامری کہکر اپنے کو سنبھالا نہنگ کو چیر کر پھینک دیا مواج پر جا پڑا مواج نے
دو چار سحر ایسے کیے تلوار خنجر برسے افراسیاب زخمی ہوا افراسیاب نے زخمی ہو کر خون چلو مین
لیا مواج پر پھینک مارا یہ معلوم ہوا کہ تودہ بارود مین کسی نے آگ ڈال دی مواج قطرہ زن
جلنے لگی ہان ہین کہکر طاؤس پریچہرہ پر جا پڑی افراسیاب نے اسی گرمی مین ہاتھ مارا طاؤس
پریچہرہ بھی قتل ہوئی دونون معشوقان طلسم کشا تھین لاشے دونون کے میدان کارزار مین تڑپے
صاف ظاہر ہوتا تھا کہ دو ستارے یا چاند کے ٹکڑے زمین پر تڑپ رہے ہین آندھی سیاہ
اٹھی تمام سرداران لشکر چاہتے ہین افراسیاب پر جا پڑین افراسیاب ان دونون کو مارکر مبارز
طلبی کر رہا ہے ملکہ بلقیس و لاچین دونون بیشتر زخمی ہو چکے ہین اب زن و شوہر کو تاب
نہ رہی ملکہ بلقیس تخت سے کودین چاہا میدان مین جاؤن مہرخ و بہار نے ہاتھ تھام لیا کہا کہ
ملکہ عالم افراسیاب جوش و خروش مین آج لڑ رہا ہے ہم آج میدان مین آپکو نجانے دینگے
ہم سب ملکر بلوہ کرینگے مرگ انبوہ جشنے دارد اسوقت لشکر مین ایک غریو ہوا لاچین و بلقیس کو
سب روک رہے ہین یہ زن و شوہر بگڑے ہوئے ہین افراسیاب نعرے کر رہا ہے اور مہ جبین
بیچ نیکو بادشاہ بنکر بیٹھی ہے خود میدان مین نہین آتی ادھر تو مواج و طاؤس پریچہرہ کام آئین ادھر کلمات
بدبخت افراسیاب اہل اسلام نے بیقرار ہوکر دعا کی آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا سبز سنگی اسد نامدار
طاؤس پر سوار لوح طلسمی گلے مین نیزہ ہاتھ مین تیغہ نور افشانی قبضہ مین طاؤس مثل طائر خیال آسمان سے

ہوا پر بازی کرتا ادھر ادھر پر مارتا اپنی تیزیان دکھاتا شمشیر آبدار چمکاتا نیزے کو جنبانی دیتا
بازوؤن پر خم ٹھوکتا ہوا آکر پہونچا میدان مین جولانے ہائے مواج دیے چہرہ دیکھے آنکھون کے نیچے
اندھیرا آگیا نعرہ کرکے افراسیاب پر جا پڑے اور نامرد کیا ان عدو تو بزدست انداری کی اس تعجیل
مین اسد نامدار افراسیاب پر آئے افراسیاب کو بھاگنے کی مہلت نہ ملی تیغہ نورافشانی چمکایا کہ
افراسیاب کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا صاحب عجائب وغرائب ہی سنبھلکر ہاتھ مارا اسد
غازی نے تیغہ نورافشانی بردکا سر کو تیا کمر پر ہاتھ مارا افراسیاب کے دو ٹکڑے ہوئے حیرت
جادو نے لشکر کو اشارہ کیا تمام لشکر اسد نامدار پر آپڑا ایک عیار اور زمین سے پیدا ہوا وہ عیار
لاشۂ افراسیاب اٹھاکر لیگیا حیرت جادو لڑ رہی ہی جملہ سردار جا پڑے حیرت کو شکست دی
حیرت دامنی تھی صرصر وصبارفتار دوڑی دوڑی پھرتی ہین طرف سے پہاڑ کی گرد عظیم بلند
ہوئی ایک لشکر کلان بپلوے کوہ مین اترا صرصر نے دیکھا افراسیاب جادو مرکب پر ہمدم سوار
سات لاکھ فوج سے آکر پہونچا صرصر سے کہا جاکر حیرت کو منع کر طبل بازگشت بجواکر پلٹ آئے مجھکو
کون مار سکتا ہی بھٹکا بھٹکا ہے اسد کو مار ڈالونگا ضرغام وغیرہ نے بھی اسد غازی کو خبر دی
کہ ای شہریار آپ نے کسکو مارا وہ افراسیاب نقلی تھا افراسیاب دامنہ کوہ مین فروکش ہی لاف
وگزاف کر رہا ہی حیرت جادو یہ خبر فرحت اثر سنکر طبل بازگشت بجواکر پلٹ گئی اہل اسلام اسد
نامدار کو ساتھ لیکر پلٹے داخل لشکر ہوئے لاچین نے قدمبوسی کرکے عرض کی ای شہریار مہران
تاجدار ملازم قدیم غلام کا زہا ہوا ہرکارون نے مجھکو خبر دی وہ تو کل آکر پہونچیگا حضور آپ طرف
گلگون کے تشریف لیجائیں بعد اسکے گنبد کی فکر کیجائیگی مگر برائے خداوندان ملاحظہ نوح
قدم نہ رکھیے گا جو سانحہ پیش آئے اسکو عجائب وغرائب طلسمی تصور فرمائیے گا حکیم روشن رائے
یادگار حکمائے اشراقیین سے ہین انکے شعبدہ سے بھی بچیے گا صرف اپنی دختر کی عزت افزائی
چاہتے ہین اسی طرح لاچین نے سمجھایا اسد غازی اس جنگ مغلوبہ مین زخمی بھی ہوئے زخم درزی
نکرائی اسیوقت مسلح ہوئے سب نے کہا خدا حافظ وہ ہمکو خبر دیتی ہی کہ باغ گلگون مین داخلہ کرنا واجب
ولازم ہی انشاءاللہ جو کچھ ظہور رہو گا آپ لوگون کو اطلاع دینگے ابکی تو افراسیاب غضب کر گیا
شعبدہ کرکے اپنے کو بچا لیگیا شہنشاہ لاچین نے کہا ای شہریار اس طلسم ہوش ربا مین ایسے ایسے

تحفہ جات تھے کہ جنکے سبب سے سامری و جمشید نے دعوے خدائی کیا جملہ اہالیان مذہب آکر حیران
ہوتے تھے آپ عنایت پروردگار سے ایسے صاحب اقبال ہین کہ اسی طلسم کے رازدار آپ کے
شریک ہوے اس وجہ سے سب انتظام ٹھیک ہوے افراسیاب اپنے کو خوب خوب بچائے گا اور
ہم شبیہ بنا رکھی ہین اُنکو قتل کرائیگا لیکن اس سے بھی مراد حاصل ہوتی ہی قوت سحر گھٹتی جاتی ہی آپ
اس مرحلے سے واپس آئین تو خواجہ عمرو سے رجوع کرین تحقیقات کیجائے یہ گنبد مین جو
افراسیاب نے حربہ ہاے سحر لٹکائے ہین جو کوئی اُنکے سایہ مین جاتا ہی وہین حربے تڑپ تڑپ کر
ہین لاکھون بندگان خدا کام آئے ہم لوگون کا سحر بھی وہان کام نہین کرتا شب کو اسد نامدار بخوبی سب
صاحبون کو سمجھا کر سمت باغ گلگون چلے لشکر مین سب غم مواج و طاؤس مین سیاہ پوش ہین
لاچین نے اسمین بھی سبکو سمجھایا کہ صاحبو یہ تو لڑائی ہی ہر وقت ہتھیلی پر سر رکھتے ہین افراسیاب
سے مقابلہ کرنے مین موت کا مزا چکھتے ہین ان شاہزادیون کا انجام بخیر ہوا ایسے نمکحرام کے ہاتھ
قتل ہوئین لڑائی سے منہ نہین پھیرا مردانہ وار جان دی بروقت رخصت اسد غازی کا بھی دل
تر ہوا گھوڑے کو اُڑا کر چلے شب تیرہ و تار مین لوح مثل ستارۂ سحری چمک رہی ہی ہر مقام پر رہبری
کرتی ہی جب اسد غازی نے اُٹھا کر دیکھا لوح نے نشان دیا اُسی نشان پر رات بھر چلے آئے
صبح کو قریب ایک گنبد کے پہونچے سر گنبد پر ہزارہا طائران خوش الحان زمزمہ سرائی کر رہے تھے
اسد کو دیکھکر آوازین دینے لگے اے ساکنان باغ گلگون جلد آکر خبر لو طلسم کشا آپہونچا
ایک طائر اُنمین سے زیادہ بلند ہوا بیقرار ہوکر آواز دی اے زاغ سیاہ چشم اپنی خبر لے طلسم کشا
کی فکر واجب و لازم ہی یہ جو اُس طائر نے آواز دی ہزارہا زاغان سیاہ گوشۂ صحرا سے کائون
کائون کرتے ہوے آکر اسد غازی پر گرے غلطکین مار کر انسان بنے حربہ ہاے تیر و تفنگ
ہاتھ مین سحر بھی کرتے ہین نیزہ و تیر و تبر بھی چل رہے ہین دوپہر کامل اسد نامدار اُن جادوگرون
سے لڑا زمین پر کسی کا لاشہ نہ پایا کلائیون پر ورم آگیا اپنے نزدیک ہزارہا ساحر قتل کیے لاشہ ایک
کا بھی نہین معلوم ہوتا یقین ہوا کہ لڑتے لڑتے آپ گرپڑون گا ساحر بلوہ کرکے گرفتار کرینگے
کہ آسمان پر برق چمکی اسد نامدار نے ملکہ عجائب جادو کو دیکھا کہ بال چہرے پر کھلے ہوے
رنجیدہ کبیدہ آواز دیتی ہی اے شیر بیشۂ جرائت دہنگ دریای سخاوت اگر سو برس لڑیے گا

تو کیا ہوگا لوح کو ملاحظہ کرو اُسکے احکام کے کاربند ہو یہ مقام زاغ سیاہ چشم ہی یہ کہکر ملکہ عجائب آسمان
مین غائب ہوئین کچھ طائر بلند ہوکر طرف عجائب کے چلے تھے اُنکو نہ پایا اسد غازی نے جو مہلت پائی
مہرے کا عکس ڈالا لوح مین حرف ظاہر ہوئے تحریر تھا کہ ای طلسم کشا جب قریب گنبد گلگون
پہونچنا طائران بلند پرواز کو غل مچانے کی مہلت نہ دینا اگر ساحر آگئے گھیر لین اُنسے لڑنا بیکار ہی سر گنبد پر
ایک زاغ کلان مثل بخت کافران نہایت کا سیاہ ہی مگر سینہ پر اُسکے ایک خال سپید ہی اُسکے قتل ہونے کا
بھید ہی ای طلسم کشا اگر تو تیر انداز بے مثل ہی اور خال سینہ پر تیر پہونچا تو وہ مارا گیا اگر تیر نے خطا کی خال
سے تل بھر بھی فرق ہوا تیر پلٹ کر تمھارے سینہ پر پڑیگا یقین ہی صدمہ کامل پہونچے اسد غازی
نے الامان کہکر کمان کیانی دوش سے اُتاری لوٹا زاغ سیاہ کا تاکا دعا کی کہ ای مالک قضا و قدر اگر
تیرا حکم ہو تو البتہ تیر اس خال پر پہونچے ادھر سے سر گنبد کا زاغ نے پرواز کی مگر تیر بعنایت ایزد دادگر
خال سفید پر جا کر پڑا اور پشت کو توڑکر پار گذرا بجاے خون شعلے آتش جسم سے نکلے تمام ساحر
جلنے لگے نخل بھی جلے گنبد گرا تمام صحرا تیرہ و تار ہو گیا بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام مین زاغ سیاہ
چشم ہو داب روشنی ہوئی دیکھا ایک باغ بہشت آئین مین قصر متعدد ایک قصر سے کراہنے کی آواز آئی
اسد غازی نے اُس قصر کو کھولا دیکھا ایک جوان خوش رو خوشخو بسلسل و مطوق چت پڑا ہی سینے
پر ایک سنگ کلان رکھا ہی اُسکے صدمہ سے آہ آہ کر رہا ہی اسد غازی کا دل بیقرار ہو گیا سنگ
سینے سے اُس جوان کے اُٹھایا لوح کا عکس پڑتے ہی قید جسم سے اُسکے دور ہوئی اُٹھتے ہی قدمون
سے لپٹ گیا کہا اے شہریار خدا آپکو مظفر و منصور کرے غلام مصاحب لاچین ہی گلگون تاجدار
میرا نام ہی یہ ملعونہ زاغ سیاہ چشم جادو میرے اوپر عاشق تھی اور شہریار روز گرفتاری شہنشاہ
لاچین کل طلسم ہوشربا مین غدر تھا ملازمان افراسیاب نے جسکو جہان پایا قید کیا قتل کیا
اس ملعونہ نے کینہ دیرینہ ظاہر کرکے مجھکو قید کر لیا روز طالب وصل ہوتی تھی شب گذشتہ
آپکا نام لیکر روتی تھی کہتی تھی ای گلگون تاجدار افسوس مین نے اپنی زندگی تیرے ساتھ
ضائع کی ثمر مراد حاصل نہوا طلسم کشا امروز فردا مین آیا چاہتا ہی تم لوگون کو تو بڑی خوشی ہوگی
لیکن تجھکو وہ صدمہ دون کہ تڑپ کر مرجاے وہ سنگدل یہ پتھر سینے پر رکھکر چلی گئی حضور اپنی
زبان معجز بیان سے ارشاد فرمائین کہ ہمارے شہنشاہ لاچین اور زوجہ اُنکی بخیر و عافیت ہین

آپ کے بزرگان دین نے ہمکو خواب مین بشارت دی کہ گلگون نہ گھبرانا طلسم کشا آیا چاہتا ہی وقت قتل افراسیاب قریب آیا تم سب کی عملداری ہوگی سامری پرستون کو بیقراری ہوگی یہ باغ و قصر خاص غلام کا ہی اِس ملعونہ نے یہ بدعت کی مجھکو بھی قید کیا باغ و مکان پر قبضہ کر لیا ہم سب نمکخواران شہنشاہ سابق ہین یہ کہکر گلگون تاجدار نکلا جابجا ملازم اُسکے قید تھے بارہ سو جوان رہا کیے سامان دعوت اسد غازی مہیا کیا ایک چھپر کھٹ عمدہ واسطے اسد نامدار کے آراستہ کیا بروقت برخاست عرض کی کہ اگر شب کو کوئی سانحہ درپیش ہو بدون اطلاع غلام کسی طرف جانے کا ارادہ نہ کیجیے گا ازروے قاعدے کے ایک جلسہ بزرگ آپ کی نگاہ سے گذریگا اور بزرگ ہمارے ہمکو خبر دیگئے تھے غلام بیان کا رازدار ہی اگر بدون اطلاع غلام کے کسی طرف قصد ہوگا آپ صاحب لوح ہین کوئی آپکا کیا کر سکتا ہی آوارگی پریشانی ضرور ہوگی یہ کہکر گلگون رخصت ہوا اپنے محل مین گیا اسد نامدار یاد مین ملکہ خورشید روشن جمال کے تڑپ رہے ہین اور اشعار عاشقانہ زبان پر جاری ہین غزل موافق مضمون مقام ہذا مصنفۂ تراب

عجب طرح کا یہ تجسس ہی حصول کیونکر ہو کار اپنا
نجانے پاتے ہین اُس تلک ہم نہ زندگی کا قرار اپنا

اُٹھانا در سے تو یار ہمکو اسی توقع سے ہم پڑے ہین
کہ بعد مردن گلی مین تیرے اُڑا کریگا غبار اپنا

تجھے ہی لازم کہ رحم کر اب غریب بیکس ہون بیٹھے ہون
کہ تیرے خاطر مین چھوڑ آیا ہزار منزل دیار اپنا

نجانے دیتا کسیطرف کو نکل کے جاؤن مین کس طرف کو
نہ باغبان ہی شفیق اپنا نہ گل ہی اپنا نہ خار اپنا

نصیب کھوٹے یہان تلک ہین تراب جنکو لگایا دل سے
ہزار سر کو زمین پہ پٹکا ہوا نہ ہرگز وہ یار اپنا

القصہ دل مضطر کو اضطراب چشم گریان بخواب جب نیند نہ آئی اسد غازی گھبرا کر اُٹھ بیٹھے بام قصر پر ٹہلنے لگے صحرا سے ایک آواز دردناک آئی کہ اے فلک کجرفتار واے گردون غدار کہان تک کجروی دکھائیگا ابتو کشاکش نہین اُٹھتی صاف ظاہر ہی کہ کوئی ہجران دیدہ آفت کشیدہ یاد مین اپنے معشوق کے رو رہا ہی یہ خود مبتلاے آفت شب ہجر کی مصیبت اُٹھائے ہوے تاب نہ لائے کمند مار کر قصر سے اُترے صحرا مین آکر زیر نخل ایک جوان خوش رو کو دیکھا گردن ٹوٹا ہوا گریبان پھٹا ہوا عاشق مزاج ایک تصویر ہاتھ مین سوز و گداز بات بات مین تصویر دیکھ دیکھکر بیقراری کر رہا ہی کبھی اُٹھتا ہی کبھی بیٹھتا ہی بعد بیقراری و آہ و زاری یہ اشعار عشق آمیز پڑھ رہا ہی اشعار

جان تک مانگے تو اس سے نہین انکار مجھے
اپنے سایہ مین سُلا کر تری دیوار مجھے
کر چکی فیصلہ بازو کی نزاکت میرا
ہون وہ بیہوش کہ سب کہتے ہین ہشیار مجھے
تو وہ یوسف ہی کہ یوسف کی تمنا یہ ہی
اور دکھلائیگی کچھ حسرت دیدار مجھے
آج واعظ سر منبر سے گرا خوب ہوا
گلشن دہر سے جانا تھا سبکبار مجھے

ایک تو دوست ملا ہی غم دلدار مجھے
پردے مین ہی داد نکی تقاضائی ای شوخ
لائیے ہاتھ سے دیدیجیے تلوار مجھے
نوک مژگان پہ یہ آرام ملا ہی دل کو
بیچ لین راہ مین اپنی سر بازار مجھے
دست یا چشم و زبان کیون یہ عطا فرمائے
اور ناحق کا بنائے وہ گنہگار مجھے

قصر فردوس مین راحت سے نہ رہنے دیگی
شکل دکھلا کے کیا جان سے بیزار مجھے
ہون دیوانہ کہ مشہور ہون دانا بجہان
نیند کہتی ہی کہ آتی ہی سر دار مجھے
آفت حسن دکھا کر بھی نہ نکلی دل سے
عشق دیکر تجھے کرنا تھا جو بیکار مجھے
گل تو کیا بو کا بھی ممنون ہون مین جلالی

اسد غازی نے کہ خود ہجران دیدہ و آفت کشیدہ ہی یہ الفاظ حسرت انگیز سنکر دل تھام لیا قریب آکر فرمایا ای یار وفادار یہ معرکہ کیا ہی اپنا حال زار ہم سے بیان کرو اُس جوان نے بہ نگاہ حسرت طرف اسد غازی کے دیکھا کہا ای مونس تنہائی اے باعث صبر و شکیبائی تیرے کلام فصاحت انجام سے بوی محبت آتی ہی پہلے اپنا نام نامی اسم گرامی فرمایئے پھر مین اپنا حال مصیبت مآل بیان کرون اسد غازی نے فرمایا بھائی سارا طلسم ہوشربا مجھکو پہچانتا ہی نام میرا اسد غازی فتاح طلسم ہوش ربا ہی باغ گلگون کے قصر مین بیٹھا تھا کہ تمھاری صداے دردناک کان مین پہونچی بیتاب ہوکے چلا آیا یہ سنتے ہی اُس جوان نے دامن اسد غازی کا تھام لیا کہا ای دریا ور غریبان ای دادرس بیکسان مین تو آپ کی تلاش مین تھا شکر ہی کہ آج خدمت سے مشرف ہوا اس حقیر پُر تقصیر کو بہرام یکہ تاز کہتے ہین میری معشوقہ ملکہ سرو سیمبر کو فولادارہ کش قزاق بہ جبر لیگیا اُس معشوق باوفا نے وصل اُسکا قبول نہین کیا اُس صیاد صاحب بیداد نے اُس عندلیب چمن زیبائی کو قفس آہن مین قید کیا ہی مین نے جب جاکر مقابلہ کیا ہاتھ سے فولادارہ کش کے زخمی ہوا بخت نے یاری نہ کی مجبور ہوکر اس صحرا مین آبیٹھا دوست مونس و غمگسار اس غربت مین جدا ہوے کسی نے ساتھ نہ دیا دل بھی دشمن ہوگیا جاکر دام گیسو مین پھنسا صاف ثابت ہی کہ نکل نہین سکتا تڑپ تڑپ کر اسی مقام پر مر جاؤنگا اسد غازی نے بہرام یکہ تاز کا سر سینے سے لگا لیا فرمایا ای برادر ہم چل کر اُس ملعون سے مقابلہ کرینگے دامن سے اشک پاک کر تسکین دی وہان گلگون تاجدار بوقت سحر بیدار ہوا جب اسد غازی کو خوابگاہ مین نہ پایا تلاش کرتا ہوا

صحرا مین آیا دیکھا ایک جوان کی دلدہی کر رہے ہین کہا ای شہریار سب ساتھ والے میرے گھبرائے
ہین مین آگاہ تھا کہ شب خیر و عافیت سے نہ گذرے گی بسم اللہ قلعہ فولاد حصار کو کوچ کیجے
سب خدمتگذار حاضر ہین اسد غازی نے بہرام یکہ تاز کو نہلایا لباس فاخرہ پہنایا پشت مرکب پر سوار
کیا گلگون تاجدار کو تخت پر بٹھایا آپ بعہدہ سپہ سالاری طرف قلعہ فولاد حصار کے کوچ کیا
فولادارہ کش کو خبر پہونچی کہ بہرام یکہ تاز طلسم کشا کو ساتھ لے کر آتا ہی خوش ہوگیا
کہا دیکھو صاجو افراسیاب بڑا صاحب اقبال ہی میرا قصد تھا کہ مین جاکر طلسم کشا سے مقابلہ
کرون سفر کی تکلیف سے بچا خود شکار میرے پاس آتا ہی ساٹھ ہزار فوج لے کر قلعہ سے باہر
آیا یہان گلگون تاجدار اسد نامدار کے ہمراہ لشکر مقابلے مین اترا شب کو فولادارہ
کش نے طبل جنگی بجوایا اسد غازی نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا گلگون نے کہا ای شہریار
خدا فضل کرے آپ اس جلاد پر غالب ہون جسوقت آپنے مجھکو آگے رہا کیا تھا مین حیران
تھا کہ قلعۂ فولاد حصار مین آپکو کیونکر پہونچاؤن یہ قلعہ بھی حکیم روشن رای کے بزرگون کا
بنایا ہوا ہی ایک قصر عالی آراستہ کیا ہی اُسکا قصر مرات نام رکھا ہے اس قصر مرات مین
حضور کا داخلہ ہوگا بہت ہوشیاری سے وہ شب بسر کرنا ہوگی حکیم روشن رای آپکے واسطے
در پئے آزار نہین ہین آپ عاشق جمال بمثال خورشید روشن جمال ہین اس قصر مرات
مین یہ مقدمہ ضرور آئینہ ہوگا کہ سب معشوقون سے آپ کی خورشید روشن جمال کا مرتبہ
زیادہ ہی حضور کو احتیاط واجب لازم ہوگی ساری رات اسی چرچے مین بسر ہوئی بوقت سحر
سکندر مہر درخشان آئینۂ آفتاب ہاتھ مین لیکر قصر فلکی پر برآمد ہوا روشنی ظاہر ہوئی تمام حال
دنیا کا آئینہ ہوا اسد نامدار بیدار ہوے نماز سحر سے فراغت حاصل کرکے میدان کارزار مین
آئے اُدھر سے فولادارہ کش کرگدن مست پر سوار نیزہ ہلاتا ہوا گینڈے کو اُڑاتا ہوا
بڑے زور شور سے میدان کارزار مین آیا آواز دی طلسم کشا کہان ہے میرے رقیب کو
ساتھ لے کر آیا ہی ثابت ہوا کہ قضا اسکی دامنگیر ہے اسکے قتل کی یہی تدبیر ہی کہ مجھ ایسے پہلوان
کے مقابلہ مین آیا میدان کارزار مین آ گئے تو احوال معلوم ہو رفیقان گلگون نے قصد کیا کہ
ہم میدان کارزار مین جائین اسد غازی نے سبکو روکا مرکب بادرفتار کو اڑایا سامنے

فولادارہ کش کے ہو بیجا فولاد نے جو جال بیمثال طلسم کشا کا دیکھا مثل آئینہ غرق دریاے
حیرت ہوا کہا اے طلسم کشا سارے طلسم ہوشربا کو درہم و برہم کیا بہرام یکہ تاز کے معین بنکر
آئے ہو میری اُس معشوقہ پر جان جاتی ہے اسد غازی نے فرمایا او بیحیا تجھکو خوف خدا نہ آیا پرائی
معشوقہ پر بہ جبر قبضہ کیا بس اب مصروف کارزار ہو یا وہ گوئی موقوف کر فولادارہ کش نے
نیزہ مارا اسد نامدار نے چند ہاتھوں مین ہوائی کیا فولادارہ کش دیو کا حربہ باندھتا ہوا رہ نشیب
نہنگ کا وار کیا اسد غازی نے ارے پر ہاتھ تلوار کا مارا ارہ بھی عاری ہوا دانت نکال دیے
دو ٹکڑے ہو کر گرا فولاد نے قبضہ جو ہاتھ مین باقی رہا غصے مین پھینک مارا اسد غازی نے
پہلو تہی کر کے خالی دیا تیغۂ نورافشانی کو چمکا کر ہاتھ مارا تیغہ برق تاب قوت طاقت مین اسد غازی
انتخاب چمک کر گرا فولادارہ کش کے خرمن حیات کو جلادیا مع گینڈے سے چار ٹکڑے ہوے
فوج مین فولاد کے غریو بلند ہوا تمام اسکے رفقا آڑے بہرام یکہ تاز پہونچا گلگون تاجدار نے
اپنی فوج کو اشارہ کیا فوج بے سردار گھڑی دو گھڑی لڑی افسرون نے جو شمشیرزنی اسد نامدار
کی دیکھی کہ افسرون کو تاک تاک کے مارا صفون کو درہم و برہم کر دیا علمون نے بال کھول دیے
بلکہ دامن پھیلا کے پناہ مانگتی تھی ہر سمت سے صداے الامان بلند ہوئی سردارون نے
بڑھ کر اطاعت کی عرض کی اے شہریار ہم دل و جان سے براے اطاعت حاضر ہین اسد غازی
نے تلوار روک لی اسد نامدار کو بڑی خوشی تھی بہرام یکہ تاز کو ہمراہ لے کر داخل قلعہ فولاد
حصار ہوے ملکہ سرو سیمبر ایک قفس مین قید تھی اُسکو رہا کیا حکم ہوا اے گلگون تاجدار بہرام
یکہ تاز ہمارا سردار ہے تم طرف ملکہ کے ہو کر سامان شادی مہیا کرو گلگون نے اُسیوقت ترنج
خوشبوئی سینے پر بہرام یکہ تاز کے لگایا بڑی دھوم سے مانجھا بھجا اسد غازی نے نوشاہ کو
تخت پر بٹھایا بڑی دھوم سے شادی کی شب عروسی خود عقد پڑھا بہرام یکہ تاز خوشی خوشی حجلۂ
عروسی مین داخل ہوا گلگون تاجدار نے عرض کی اس شب کو حضور قصر مرآت مین داخل
کرین بعد ملاحظہ قصر مرآت کیا عجب ہے کل حکیم صاحب بھی سرفراز فرماتین مگر آپ دمبدم
پابند احکام لوح رہیے گا ہر چند کہ اس قلعہ مین کوئی آپ کا دشمن نہین ہے مگر احکام طلسمی مین ذرا
بھی فرق آئیگا تو حضور کو سرگردانی ہوگی اسد نامدار نے گلگون تاجدار کی ہدایت سے قصر

سرت مین داخلہ کیا دیکھا دوہرے درجے کا مکان بنا ہوا ہے گلگون نے اسد غازی کو دیوار کے
اس پار بٹھایا چند آئینہ روزن تھے قصر دوسرا نہایت آراستہ و پیراستہ ہے گلگون نے کہا غلام تو رخصت
ہوتا ہے حضور بنگاہ لطف جلسہ قصر مرات ملاحظہ فرمائین جہانتک ضبط ہو سکے کسی مقدمے مین
دخل نہ دیجئے گا جو قصد کیجیے لوح کو ملاحظہ فرمائیے کوئی امر خلاف لوح نہ ہونے پائے یہ کہکر
گلگون رخصت ہوا اسد نامدار نے اشتیاق جلسۂ قصر مرات مین روزن دیوار مین آنکھین لگادین
ناظرین والا مقام سے مصنف عرض پرداز ہے کہ اس جلسۂ قصر مرات کو براہ مہربانی لفظاً
لفظاً ملاحظہ فرمائین چونکہ حکیم روشن رائے یادگار حکمائے اشراقیین اعتقاد وحدانیت مین صاحب
یقین ہے یہی قصد ہے کہ قصر مرات مین رتبہ میری دختر کا آئینہ طلسم کشا پر روشن ہو جائے
کہ کل طلسم ہوشربا کی شاہزادیان ملکہ خورشید روشن جمال کو اپنا افسر جانتی ہین تاجدار
حسینان لقب صاحب حسب و نسب صاحب علم و کمال حاکم اقلیم جاہ و جلال اسد نامدار نے روزن
سے دیکھا بیچ مین اس قصر کے ایک تخت یاقوت نگار نہایت شوکت و شان سے بچھا ہے گرد
تخت کرسیان جواہر نگار صدہا بیرنگ نہایت قاعدے سے بچھے ہین اسد غازی نے دیکھا
چند کنیزان زرین پوش آئین انتظام اس قصر کا کیا جھاڑ کنول نہایت تکلف سے روشن کردیئے
اسباب عیش و نشاط مہیا کیا صاف طریقے سے ظاہر ہوتا تھا کسی بادشاہ جلیل کی آمد ہے سات
آٹھ سو کنیزان زرین پوش عہدے لیے کھڑی ہین دروازے کی جانب نگاہ کی یکایک وہ سب
کنیزین برائے استقبال بڑھین ہٹو ہوا دختر شہنشاہ ہوشربا تشریف لاتی ہین اسد غازی
نے دیکھا ملکہ مہ جبین الماس پوش بادشاہ لشکر جھرمٹ مین پریزادون دُرّ در گوش
کے تشریف لائین تمام کنیزین برائے تسلیم خم ہوئین پہلو مین تخت کے بائین جانب جو کرسی
ہے اس پر ملکۂ مہ جبین الماس پوش آکر جلوہ فرما ہوئین اسد حیران کہ اس تخت پر کون بیٹھے گا
ملکہ مہ جبین نے تخت پر بیٹھنے کا ارادہ نہ کیا یکایک پھر کنیزین بڑھین اسد غازی نے
دیکھا ملکہ لالان خونقبا دختر بلند اختر شہنشاہ داؤد مرحوم تشریف لائین ملکہ مہ جبین نے انکا
استقبال کیا داہنے جانب جو کرسی تھی اس پر آکر ملکہ لالان خونقبا بیٹھی ان دونون کے
بیٹھنے کے بعد ملکہ ناہید سیمتن دختر شہنشاہ توسن بصد جاہ و جلال تشریف لائین ایک

کرسی پر آکر یہ بھی بیٹھین بعد ناہید کے ملکہ گلنار بھی آکر بیٹھین یہ چارون معشوقین بیٹھ چکی تھین کہ ملکہ
لعل سخندان مع چارسو کنیزان آفتاب جمال کے آکر بیٹھین چارون معشوقون نے ملکہ لعل سخندان
کی تعظیم کی بایہ چہارم تخت پر ایک کرسی بچھی تھی اُسپر ملکہ لعل سخندان جلوہ فرما ہوئین آپس مین یہی
باتین کر رہی ہین کہ شہنشاہ حسینان کے آنے مین کیا دیر ہے کنیزین بڑھکر جاتی ہین یہی خبر لیکر آتی ہین
کہ حضور سوار ہو چکی ہین سامان سواری مہیا ہوا تشریف لاتی ہین اسد غازی حیران ہین کہ
یہ سب شاہزادیان صاحبان جاہ و جلال ہین تخت کسکے واسطے خالی ہے قصر مرات کو دیکھکر حیرت
بڑھتی جاتی ہے ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہے کہ دو چار سو کنیزین دوڑی ہوئی آئین ایک خوش
آواز نے پکار کر صدا دی سب صاحب ہوشیار ہو جائین ادب و قاعدے سے رہین تاجدار
حسینان دختر بلند اختر حکیم روشن رائے ملکہ خورشید روشن جمال تشریف لاتی ہین اسد
نامدار بغور دیکھنے لگے دیکھا کہ ہوادار پر ملکہ خورشید روشن جمال بصد جاہ و جلال تاج یاقوت نگار
سر انور پر لباس فاخرہ زیب جسم دریائے جواہر مین غوطہ زن چہرہ مثل آفتاب روشن بجلالت
و شوکت تمکار یہ سب شاہزادیان واسطے استقبال کے اُٹھین ملکہ مہ جبین ولالان خوش لقب
نے بصد تکلف ہوادار سے اُتروایا مثل مصاحبون کے ساتھ ہولین سوائے ملکہ خورشید
کے اور کسی کے سر پر تاج نہین ہے جیسے ہی قصر مرات مین داخل ہوئین شعشعہ نور جمال سے
تمام قصر مرات روشن و منور ہوگیا کوئی نہ تھا کہ جو برائے تعظیم نہ اُٹھا ہو ملکہ خورشید روشن
جمال نے بصد فصاحت و بلاغت اُن شاہزادیون کی مزاج پرسی کی ملکہ مہ جبین ولالان نے
دست بستہ عرض کی ہم سب دعائے ترقی حسن و جمال مین حضور کے مصروف رہتے ہین حقیقت
مین آج روز سعید ہے مشتاقون کے واسطے بہتر از عید ہے گلچینی گلشن جمال کی میسر ہوئی ملکہ نے
مسکرا کر فرمایا آپ سب صاحبان کی عنایت ہے یہ کہکر تخت یاقوتی پر جلوہ فرما ہوئین سب شاہزادیان
گرد آکر بیٹھین ملکہ ناہید نے گانے والیون کو اشارہ کیا طائفے بتدیل ہونے لگے ملکہ
خورشید روشن جمال ناچ دیکھ رہی ہین عین گرمی صحبت مین ملکہ مہ جبین نے دست بستہ
عرض کی اے شہنشاہ حسینان اے تاجدار مہ جبینان حضور کو آج بڑی تکلیف ہوئی ہم سب مشتاق
جمع ہین حال طلسم کشا مفصل بیان فرمایئے ملکہ خورشید روشن جمال نے فرمایا ہماری کتاب

اٹھا لاؤ ایک کنیز نے کتاب لاکر دی ملکہ خورشید جمال نے اُس کتاب کو کھولا پکار کر آواز دی اے
خیر خواہان دولت طلسم کشا ای مشتاقان حال خیریت مآل جمال یکتا بغور سماعت فرمایئے جو کچھ طلسم کشا
پر گذری ہمارے بزرگون نے تحریر فرمایا ہو اب اسد غازی کا یہ حال ہو کہ بلا تکلف جو ملکہ خورشید روشن جمال
کو دیکھا قلب تھرا رہا ہو دیدار کی آنکھون کو تاب نہین ہر مرتبہ آنکھون کے نیچے اندھیرا آتا ہو جی چاہتا ہو جاکر
قدمون سے لپٹ جاؤن سمجھانا گلگون تاجدار کا یاد آتا ہو لوح کو ملاحظہ فرماتے ہین صاف صاف تحریر ہو ای
طلسم کشا تمام اس جلسے کو ملاحظہ کرو اپنے مقام سے اُٹھنے کا ارادہ نہ کرنا ورنہ مشقت بڑھ جائیگی کیا عجب ہو
کہ لوح مین بھی کچھ فتور ہو ہر چند اسد غازی ضبط کرتے ہین مگر دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا جاتا ہو شیشۂ
دل بدعت سنگ عشق سے ٹوٹا جاتا ہو مشکل ضبط کیا دل کہتا ہو معشوق حور منظر سامنے موجود ہو وا اے
حسرتا کہ اُس سے کلام نکر سکین لوح مانع ہوتی ہو گلگون تاجدار نے بھی منع کر دیا تھا کہ خلاف لوح
قدم نہ اُٹھایئے گا اسد غازی پر اسقدر شاق ہو کہ روزن دیوار سے نظارۂ جمال بیمثال کر رہے
ہین سامنے محبوب مطلوب کے نہین جا سکتے جلسۂ پریزادان حور شمائل مجمع حوران باکمال اُس
قصر مین ہو اگر اُس قصر بے قصور کو بہشت سے مثال دون تو زیبندہ ہو چالیس ہزار
سب شاہزادیون کی کنیزین ایک ایک ماہ پیکر ایک ایک سیمبر کم سن شوخ و شنگ جوانی کی
ترنگ ستارہ ہائے سحری چمک رہے ہین شمع محفل فروز کی روشنی پھیکی معلوم ہوتی ہو کرسیون پر معشوقان
پری طلعت تخت یاقوت احمر پر خورشید روشن جمال باشوکت اُس گرمی صحبت مین ملکہ مہ جبین نے
حالات طلسم کشا کے ملکہ سے پرسش کیے دختر حکیم نے کتاب طلب کرکے اُس مقام سے حال طلسم کشا
شروع کیا پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم بگوش ہوش سماعت فرماؤ شیر بیشۂ جرأت صاحب ہمت و
سخاوت طلسم کشائے باشوکت ہم شبیہ افراسیاب کو قتل کرکے برائے فتاحی مرحلہ گرد گلگون
تاجدار کو رہا کیا جو جو اسد غازی پر گذری ہو وہ ملکہ خورشید روشن جمال کتاب کو دیکھکر لفظاً لفظاً
پڑھ رہی ہین جس سے ثابت ہوتا ہو کہ گویا ملکۂ عالم **اسد** نامدار کے ساتھ تھین جلہ
تو بڑی چیز ہے لفظ نہین چھوٹتا ملکہ مہ جبین وغیرہ حال فتح مرحلہ سنکر مثل گل شگفتہ
ہین ملکہ خورشید روشن جمال نے فرمایا شوکت و لیاقت و رحم دلی ذات
پر طلسم کشا کے ختم ہوئی بہرام یکہ تاز بیچارہ دشت فرقت کا آوارہ زندان فراق

ورحم دلی ذات پر طلسم کُشا کے ختم ہوئی بہرام یکہ تاز بیچارہ دشت فرقت کا آوارہ زندان فراق
محبوب مین قید تھا اُسکے واسطے لشکر کشی کر کے اس قلعۂ فولاد حصار پر تشریف لائے
بصد جرأت و شوکت فولادارہ کش کو قتل کیا ای ملکہ عالم بہرام یکہ تاز کی شادی کی کل
شب عروسی تھی آج وہ بھی اِس جلسے کو ملاحظہ فرما رہے ہین ای ملکہ لالان خونقبا تم سے
زیادہ محبت ہی آپ طلسم کشا کو آواز دیجیے کہ بچشم حیرت و غضب روزن دیوار قصر سے ہلوگو نکو
دیکھ رہے ہین کیون نہین تشریف لاتے ان حرکات و سکنات سے ملکہ خورشید روشن جمال
کے اسد غازی کا قلب تھرا گیا کلیجہ منھ کو آگیا ضبط نہو سکا بیقرار ہوکر آہ کی اُٹھے ملکہ لالان
خونقبا نے بھی پُکار کر کہا ای شہریار شب بھر آپ نے خوب جلسہ دیکھا ہلوگ بھی زیارت ملکہ عالم
سے مشرف ہوے اب ستارۂ سحری چمک چکا پردۂ شب اُٹھا اب کیا پردہ ہی شریک صحبت
ہوجئے ملکہ خورشید روشن جمال نے بھی مسکرا کر فرمایا طلسم کشا صاحب تشریف لائے ہین چھپ چھپکر
جلسہ دیکھنا اچھی بات نہین ہی ہمارے قبلہ و کعبہ کے خلاف ہوگا مرتبہ تو ہمارا آپ پر ظاہر ہوا کہ ملکہ
مہ جبین و لالان خونقبا سے کسیکا اِس طلسم مین مرتبہ زیادہ نہین ہی مگر ہماری ملاقات مسرت
آیات کی مشتاق ہوکر تشریف لائیں سب صاحبون نے سرفراز فرمایا مین بھی ان صاحبون کی
ملاقات کی مشتاق تھی شکر ہی کہ آپ نے ربط و ضبط کو کام فرمایا آپ کی جرأت و لیاقت کامل
ہوئی فتاحی طلسم ہوشربا مبارک ہو ہر کوہ و برزن مین بالاعلان رواج دین اسلام ہوا آپ کی
جستجو کا بخیر انجام ہوا اسد غازی نے دیکھا جیسے ملکہ خورشید روشن جمال نے یہ کلام اپنی زبان
معجز بیان سے فرمائے یا تو دیوار مین روزن تھا یا ایک عمدہ دروازہ پیدا ہوا اسد نامدار جھپٹکر
چلے کہ صحبت مین جاکر شریک ہون اشعار اشتیاقیہ پڑھتے ہوے قصد کیا کہ دروازے سے
قدم باہر رکھون مگر فرش کی ٹھوکر لگی رعب حسن ملکہ خورشید روشن جمال بھی غالب ہوا
لڑکھڑا کر گرے اسد غازی بیہوش ہوے وہ مجمع درہم و برہم ہوا نہین معلوم یہ سب شاہزادیان
کہانسے آئی تھین کہان تشریف لے گئین ملکہ خورشید روشن جمال داغ حسرت دے گئین بہرام
یکہ تاز اِس شب کو حجلۂ عروسی مین تھا گلگون تاجدار کہ رازدار طلسم ہوشربا ہی شب بھر جاگا
بوقت سحر بہرام کو ساتھ لیکر قصر مرات مین آیا دیکھا طلسم کشا بیہوش پڑے ہین نشان ترتیب

جلسہ پایا جاتا ہی کوئی کنیز بھی اُس مقام پر اسوقت نہین ہی گلگون تاجدار نے اسد نامدار کو ہوشیار
کیا اسد غازی آنکھین ملتے ہوے اُٹھے مگر ہوش پراگندہ چہرہ اداس شب بھر جلسہ پریزادان
دیکھا ملاقات سے بات سے محروم رہے انتہا کے صدمے سے لذت جلسہ دل مین بھری ہوئی
گلگون تاجدار نے گھبراکر پوچھا اے شہریار خیر توہی آپ نے بڑے ربط و ضبط کو کام فرمایا یہ بڑی سختی
ہی کہ آپ احکام لوح کے پابند رہے عرض کرنا غلام کا بھی ذہن نشین رہا اب حضور کچھ تردد
نفرمایئن بڑا مرحلہ ربط و ضبط آپ نے طی کیا اس جلسے سے مراد یہ حاصل ہوئی قصر مرات طلسمی
مین آپ پر بخوبی آئینہ ہوا کہ ملکۂ خورشید روشن جمال سب شاہزادیون سے زیادہ حسین و جمیل
ہین حکیم صاحب بھی صاحب لیاقت آنکی دختر باشوکت حسن مین بیمثال ہی کبھی کوئی شاہزادی
آنکے سامنے بڑھ کر نہ چلیگی جب اس جلسہ کو یاد کرینگی سمجھ جائینگی کہ توانین طلسم نے مرتبہ دختر حکیم کا
بڑھایا اسد غازی کو سمجھاتی ہوئی قصر مرات سے نکلی کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے
عرض کی حکیم صاحب تشریف لاتے ہین اسد نامدار برائے استقبال حکیم روشن رائے بارگاہ
سے نکل آئی گلگون تاجدار و بہرام یکہ تاز ساتھ ہین دیکھا حکیم صاحب ہوادار پر سوار چارسو غلامان
زرین پوش دست بستہ ہمراہ بخورات روشن ایک کتاب آگے رکھی ہوئی ہی اسد نامدار نے جانا
یہ وہی کتاب ہی جس کتاب سے ملکۂ خورشید روشن جمال نے ہمارا حال پڑھا تھا حکیم
روشن رائے صاحب ہوادار سے اُترے اسد غازی نے لاکر حکیم صاحب کو باعزاز و اکرام
بارگاہ مین پہونچایا کہا بسم اللہ تخت پر قدم رنجہ فرمایئے حکیم صاحب نے اسد غازی کو گلے سے
لگایا کہا آپ ہمارے رتبہ شناس فلک اساس صاحب حسب نسب ہم یادگار حکایان اثر آئین صاحب صدق
و یقین ہین ہماری تخت نشینی حصول علم و کمال ہی اب حضور طرف لشکر کے تشریف لیجایئن
افراسیاب جادو دریا آزار ہی وہ جو تحفہ جات اُسنے گنبد مین لٹکائے ہین اُسکے مقدمہ مین
خواجہ عمرو کوشش کرین جبتک دفعیہ انکا نہوگا گنبد پر آپ قابض نہونگے انشاء اللہ بعد
قتل افراسیاب جادو آپکی شادی بڑی دھوم سے ہوگی جو کچھ اس ذرۂ بیمقدار کو میسر ہے
خدمت مین پیش کریگا یہ کہکر اپنے ساتھ کے حکیم کو حکم دیا کہ خوشبوئی سینے پر طلسم کشا کے ملے اور
سب اہالیان شریعت آگاہ ہون کہ ہمنے بخوشی تمام ملکۂ خورشید روشن جمال کو ساتھ طلسم کشا کے

منسوب کیا وقت پر شادی ہوگی اسد غازی کا خوشی سے چہرہ سرخ ہوگیا صدائے مبارکباد بلند ہوئی حکیم روشن رائے نے اسد غازی کو نذر دی خلعت طلسمی زیب جسم طلسم کشا ہوا حکیم صاحب نے اپنے سامنے اسد غازی کو پشت مرکب پر سوار کرایا گلگون تاجدار کو بخوبی سمجھا دیا اب روبراہ ہدایت کر کے شاہزادے کو لشکر ظفر اثر میں لیجاؤ ہم بھی موافق قاعدے کے حاضر ہونگے افراسیاب جادو بد عین کر رہا ہے بہرام یکہ تاز نے ساٹھ ہزار سوار پیدل آراستہ کیے اسی ہزار جوان ہمراہیان گلگون تاجدار آراستہ ہوکر آئے اسد غازی پشت مرکب پر سوار ہوئے طرف اپنے لشکر کے چلے اب انکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان عجائب بیان سحر عنوان پہونچنا اسد غازی کا لشکر میں و عیاری صرصر گرفتار کرنا اسد کو و عیاری مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو یعنی شہنشاہ نیلم جاہ نیلوفر سے شکست کھا کے بھاگا ہے مع چند مصاحب و چند ملازم خستہ و شکستہ ایک صحرا میں فروکش ہے گذر ہونا چالاک کا عیاری شہنشاہ نیلم بر شکل نیلم عین وقت پر آنا دربار میں افراسیاب کے اور لوح لیکر اسد غازی کو دینا اسی اثنا میں ذکر لشکر اسلام و لشکر نقا عین وقت پر کھلنا اسم اعظم کا شکست کھانا نقا کا اشغلک راہ کے مقابلے میں لڑتے بھڑتے صاحبقران کا پہونچنا طلسم ہوش ربا میں ہوش ربا کی جنگ مغلوبہ کا ذکر و داخلہ ایرج نوجوان و عیاری خواجہ عمرو و ذکر قتل افراسیاب عجب داستان بے نظیر ہے۔ ساقی نامہ مصنف

کدھر ہے مرے ساقی باخرد
لکھوں حال ادبار افراسیاب
نہال تمنا ہوا باردر
بہار مضامین کی آمد ہوئی
یہ دفتر میں ہے داستان انتخاب
منور کن رونق انجمن
قمر رونق بزم ہے یہ بیان

کہ ہے جنگ دشمن میں ابلی کو کد
ترے جام الفت کی خواہش ہوئی
کہ ہے باغبان بر سر شور و شر
شگفتہ ہوا غنچہ آرزو
کہ ہوتا ہے اب قتل افراسیاب
بصد فر و شوکت یہ تحریر ہو
سناؤں نئی طرح کی داستان

یہ مضمون دلچسپ ہے لاجواب
نہ خواہش ہوئی بلکہ کاہش ہوئی
صبا نے خبر آکے گلشن میں دی
گل باغ عشرت کی ہے جستجو
جلالت شعاران شیرین سخن
کہ تحریر میں لطف تقریر ہو
مضامین دلچسپ کی کد ہوئی

دلیران جنگی کی آمد ہوئی
یہ ثابت ہی قرطاس کے نور سے
ہین سب ورق اسکے غیرت آفتاب
فروغ سخن نے دکھایا جلال
مصنف کی تحریر کی داد دین

چمکتی ہی تیغ بیان ای قمر
ہر اک نقطہ نجم درخشان بنے
ستارون کی لفظون مین ضو ہو گئی
کہ طالع ہوا ماہِ اوج کمال
کہین پڑھ کر منصف بلطف و عطا

کہ مہر سخن ہو گیا جلوہ گر
ہر اک سطر ہی کہکشان کا جلوہ
سیاہی ہر اک نقطہ کی دھو گئی
مقامات لطف سخن دیکھ لین
قمر آفرین مرحبا مرحبا

چہرہ عیاران سحر طراز و مکاران حیلہ ساز و شعبدہ باز اس داستان حیرت بیان کو بصد زیب و زینت یون تحریر فرماتے ہین شعر متانت شعاران فرخندہ فال ٭ رقم زد عبارت زکلکِ خیال ٭ بیان افراسیاب جادو نے طبل جنگی بجوایا ہی میدان مین مبارزطلبی کر رہا تھا کوکب روشنضمیر کا قصد ہوا کہ جاکر مقابلہ کرے ناگہ صحرا سے گرد اُڑی سب نے دیکھا شاہباز اوج شوکت عقاب شکارگاہ جرأت ولیاقت یکہ تاز میدان جلالت شہسوار معرکہ ہمت صاحب جاہ و وقار اسد نامدار پشت مرکب باد رفتار پر سوار گلگون تاجدار و بہرام یکہ تاز عرصۂ کارزار سواران جنگی ہمراہ بصد صولت و شوکت نمایان ہوے افراسیاب جادو نے جو اسد نامدار کو اس شوکت ولیاقت سے آتے ہوے دیکھا طبل بازگشت بجوا کے پلٹ گیا بارگاہ مین آکر بیٹھا سب مشیر و وزیر جمع ہین افراسیاب جادو کہہ رہا ہی ای سرداران ہوش رُبا ای ساحران یکتا صاحبخواب گاہ جلوہ مین لشکر طلسم کشا کا تو مین نے سحر رد کر دیا اور یہ جسقدر آمادہ سرکشی ہین ان سبکو ٹوک ٹوک کے مارونگا اگر ہوش رُبا مجھسے چھوٹتا ہی عیش و راحت سے سلطنت نکرنے دونگا اسد پر تو میرا نجہ قابض نہوگا کہ وہ صاحب لوح و مہرہ ہی یہ سب صاحب دیکھینگے کہ اکیلا اسد غازی عملداری کر لیگا آج سر دربار کہتا ہون کہ اسد غازی کو خبر پہونچ جاے کہ صاحبقران وغیرہ کا خاتمہ کر دیا کل خداوند سبکو قتل کرینگے سر اہل اسلام لیکر داخل ہوش رُبا ہونگے عیار سردار کوئی باقی نہین رہا اسم اعظم کو حمزہ کے ایسے مقام پر قید کیا کہ جہان طائر وہم و خیال بھی نہین پہونچ سکتا مین خوب جانتا ہون کہ خبرداران لشکر اسد غازی میری بارگاہ مین موجود ہین ذرا خبر تو پہونچے کلیجہ پھٹے حقیقت مین افراسیاب نے جو یہ پکار کر کہا چند دیرند واسطے خبر کے موجود تھے خبرین لیکر بھاگے یہان لاجین وغیرہ اسد غازی کو استقبال کر کے بارگاہ مین لائے گلگون تاجدار

شہنشاہ لاجین سے قدمبوس ہوا دنگل یاقوت نگار طلسمی ہمراہ لایا ہی پایہ چہارم تخت لاجین پر دہ
دنگل بچھا تمام شاہزادیاں سرداران نامی گرامی بدیع الزمان و نورالدہر و قاسم و غضنفر و صندل
وغیرہ اپنے اپنے مقام پر جلوہ فرما ہین مرقع دربار تصویر سرداران سے معمور حقیقت مین وہ بارگاہ
آسمان جاہ نور علی نور اسد غازی شہنشاہ لاجین سے قصر مرأت کی باتین کر رہے ہین
شہنشاہ لاجین ہنسکر فرماتے ہین حکیم روشن رائے کی بڑے مرتبے ہین یقین ہو اکثر شرکت بھی کرینگے
حضور نے بڑا مرتبہ پایا کہ ایسے گوہر بے بہا سے منسوب ہوئے حسن و جمال مین ملکہ خورشید روشن جمال
کا اس طلسم مین کوئی نظیر نہین ہی جملہ عیار بھی موجود ہین خواجہ عمرو سے شہنشاہ لاجین نے کہا اے
شہنشاہ عیاران یقین ہی اب افراسیاب جادو بھاگ کر اس حاطہ سحر و گنبد عجائب و غرائب
مین داخل ہوگا بڑی بدعتین کریگا اب آپ یہ دریافت کرین کہ یہ تحفہ جات گنبد کیونکر ملتین خواجہ
عمرو نے فرمایا انشاءاللہ تعالے اسکی تدبیر ہوگی یہ ذکر تھا کہ چرند و پرند گھبرائے ہوئے آکر حاضر
ہوئے دعا و ثنا بجا لا کے عرض کی اے شہریار آج حضور کی آمد دیکھکر افراسیاب نے میدان داری
نہ کی بے لڑے بھڑے پلٹ گیا نامے تو جابجا اُسنے روانہ کیے ہین یہ خوب سمجھ چکا ہی کہ سحر حضور پر تاثیر
نکریگا پہلوان بلوائے ہین آپ سے مقابلہ میدان کارزار مین کرائیگا مگر اُسوقت افراسیاب
جادو نے نیا جملہ بیٹھکر دربار مین بیان کیا کہ جس سے خیر خواہان دولت کو انتہا کا انتشار ہی وہ
مین اُسکے خاک کہتا ہی مین نے لشکر صاحبقران کا خاتمہ کردیا خداوند لقا سب کے سر لیکر
آتے ہونگے اسم اعظم بھی ایسے مقام پر دیا ہی کہ کسیکو نہین مل سکتا یہ کہکر تدبیر جنگ مین مصروف
ہوا ہی یہ بھی غلام عرض کرتے ہین کہ صرصر عیار بھی لشکر مین نکلی ہی ہر کارون نے جو یہ خبر بیان کی خواجہ
عمرو بیقرار ہوگیا اسد غازی و بدیع و نورالدہر و قاسم تلوارین ٹیک کر اُٹھنے لگے کہا ہم ابھی
جاکر اپنے بزرگون کی خبر لینگے اگر خدانخواستہ افراسیاب جادو جا پڑا ہو ایک نوکر اسکا گیا ہی
اور اُسنے اکثر اسم اعظم بند کر لیا خود افراسیاب جادو کے سامنے کیا شکل ہی زبان ہلانے مین
انتظام کر سکتا ہی شہنشاہ لاجین نے کہا اے شہریار اگر خدانخواستہ ایسا ہوا بھی تو آپ لوگ یکلخت
نہین پہونچ سکتے بیحساب فوج لیے ہوئے افراسیاب جادو اُترا ہی کسی پہلوان کو واسطے روکنے
کے بھیجدیگا آپ وہان تک نجا سکینگے مین خبر منگواتا ہون بلکہ اگر خبر مفصل معلوم ہو جائیگی تو یہ غلام

آپکا اس فکر مین خود جائیگا کوکب روشنضمیر آمادہ ہوے کہا ای شہریار غلام بران کو ساتھ لیکر
ابھی جاتا ہی جہاندارشاہ نے کہا ای بادشاہ طلسم لوزافشان آپ تکلیف نہ فرمایئے مین معمار کو
ساتھ لے کر اپنے لوچشم زدن مین پہونچاؤنگا جاتے ہی لشکر لقا کو شکست دونگا بدیع الزمان نے
کہا بھائیو تم سب جانباز و سرفروش ہو صاحبقران زمان بمدد ساحرو نکی گوارا نکرینگے اگر گوارا
کرتے اہالیان طلسم ہزاراسپ حاکمان زبرجدنگار و فردعونیہ و عنطلی آباد و چاہ ماران و ام العیال
وغیرہ جان و دل سے خواہش رکھتے ہین کہ حضور کے ساتھ ہوکر ساحرون سے لڑین اگر کسی معرکے
مین کوئی ساحر آبھی گیا تو صاحبقران رنجیدہ ہوے اور فرمادیا کہ آپ لوگ ہماری مدد کو نہ آیا
کیجیے ہمارے اعتقاد مین فتور پڑتا ہی سب سے زیادہ مخمور و بہار بیقرار ہوئی ہین خواجہ عمرو کی
منتین کر رہی ہین کہ حضور ہمکو جانیکا حکم دین کہ جاکر خبر بھی لائین کسی ساحر کو افراسیاب نے مدد
چھوڑ آیا ہوگا اُسکی بھی تدبیر کرین خواجہ عمرو نے کہا میرا دل نہین قبول کرتا افراسیاب
جھک مارتا ہی اگر خدانخواستہ ایسا امر ہوتا ایک لاکھ چوراسی ہزار عیار بچہ فرزند و شاگرد میرے
موجود ہین جواہر بن خواجہ نے عہدۂ نیابت کو خوب نباہا ضرور کسیکو وہ اس طرف روانہ کرتا یہ ذکر
تھا کہ صداے طبل شادیانی لشکر افراسیاب سے بلند ہوئی خواجہ عمرو نے کہا دریافت
تو کرو افراسیاب کو کاہیکی خوشی ہوئی برق وغیرہ دوڑے بتعجیل پلٹ کر آئے عرض کی چار لاکھ
فوج کی جمعیت سے شداد فیل بند نامے ایک پہلوان زبردست آیا ہی وہ لاف وگزاف کر رہا ہی
کہ حضور طبل جنگی بجوائین سر میدان طلسم کشا سے لڑونگا کہتا ہی بے قتل کیے نہ پلٹون گا طبل
جنگی بھی اُسکے نام بجوا دیا اسد غازی نے فرمایا یارو اسکا تردد کیا غالب و مغلوب پروردگار
کے اختیار ہی ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے حال لشکر صاحبقران
سنکر خواجہ عمرو نہایت بیقرار ہوے کلیجہ دھڑک رہا ہی مگر سوچا کہ اگر مین اپنی پریشانی ظاہر کرونگا
ابھی جملہ سردار کوہ عقیق کا قصد کرینگے طلسم کشا اکیلا رہجائیگا افراسیاب پڑاؤ لوٹ لیگا پھر
اسطرح لشکر کا جمنا دشوار ہوگا آنکھون مین آنسو بھرے ہوے نقار خانے مین آکر نواز شر
طبل کا حکم دیا تیاریان ہونے لگین تمام لشکرون مین یہی ہلڑ ہی کہ شداد فیل بند بڑا مغرور
و متکبر ہی بڑے بڑے پہلوان اسکے ہاتھ سے مارے گئے خاص لشکر طلسم کشا مین آیا ہی خواجہ

عمرو بھی آتش بیقراری میں لشکر افراسیاب میں پہونچا دیکھا ساحران غدار الگ ہوگئے ہیں پھر
ساحروں میں جنگ کی تیاریاں ہو رہی ہیں بڑے بڑے تاجداران جلیل انتظام لشکر میں مصروف
ہیں خواجہ عمرو نے جا بجا دریافت کیا کچھ حال لشکر صاحبقران کا نہ معلوم ہوا جس سے پوچھا
اُسنے یہی بیان کیا کہ شہنشاہ یکہ و تنہا گئے تھے اپنی زبان سے فرماتے ہیں کہ میں صاحبقران
کو قتل کر آیا کسی نے یہ معرکہ آنکھوں سے نہیں دیکھا صبح تک خواجہ عمرو لشکر افراسیاب میں رہا
کوئی خبر مفصل نہ ملی اور زیادہ خواجہ عمرو کے دل کو انتشار ہوا قلب پر غبار غم و الم صاحبقران کا
عاشق صادق حقیقت میں وہاں صاحبقران اسی حال میں مبتلا ہیں عقاب فلک سیر کی گود میں
عقیق گلنار سلیمانی سے ہشکر وسط آسمان میں ٹھہرا ہوا افراسیاب تاکید کر گیا ہے کہ اے عقاب
فلک سیر خبردار کیسی ہی ضرورت ہو زمین پر نہ جانا جب خداوند سر حمزہ وغیرہ سے کہ ہوشربا
میں پہونچ چکینگے تب ہم تمکو بلوا لینگے اس لیے میدان میں عقاب فلک سیر اُسی مقام پر قائم ہے
نامہ افراسیاب کا مشتاق سامان شراب و کباب موجود صبح کو خواجہ عمرو رنجیدہ و کبیدہ کوئی خبر
مفصل اپنے آقا کی نہ پائی سمت لشکر اسد غازی واپس ہوا لشکر اسلام کی آمد شروع ہوگئی سب سے
پیشتر شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن ڈیڑھ لاکھ جوانان صف زدہ کی جماعت سے میدان کارزار
میں آکر ٹھہرے ایک جانب سے غضنفر بن اسد نامدار اسی ہزار قزاقوں سے پہونچا آواز آئی
بوق ترکی کی زمین کانپ رہی ہے ایک جانب سے شاہزادہ ملک قاسم لال خفتان
خونریز خادر سیاہ بصد شوکت و جاہ صف دست راست پر آکر قائم ہوے ایک جانب سے شاہزادہ
نور الدہر بن بدیع الزمان مع چند سرداران نامی و فوج ظفر موج آکر قائم ہوئے یہی خیال ہے
کہ شداد فیل بند جب اسد نامدار کو للکارے ہم لوگ جا پڑیں اسد غازی کو اس دیو خصال
سے نہ لڑنے دیں لشکر افراسیاب جادو میں گھس پڑیں خواجہ عمرو کو جو آتے ہوئے بدیع الزمان
نے دیکھا یہ تو نہایت سعادتمند ہیں گھوڑے سے کود پڑے خواجہ عمرو کو سلام کیا عرض کی کیوں
عم نامدار شب کو کیا خبر وحشت اثر ہرکاروں نے سنائی آپکے غلام کو شب بھر نیند نہ آئی اب تک
مقدمہ میں کیا فرماتے ہیں خواجہ عمرو نے کہا اے نور نظر دل کو تو میرے تردد و انتشار ہے اس مقدمہ
میں کچھ کہہ نہیں سکتا ایک لفظ انتشار اگر زبان سے نکالوں تمام سرداران نامدار اسی وقت

اپنے کو بر سر کوہ عقیق گلزار سلیمانی پہونچا مین سب سے زیادہ کوکب روشنضمیر کو خیال ہے بروقت جنگ
شاہزادہ جہانگیر والا تدبیر صاحبقران خود تشریف لائے جہانگیر کو زیر کر کے لے گئے پس وہ
چاہتا ہی مین جاکر جانبازی کر دن بار احسان سے سبکدوش ہون بہار و مخمور تو
عاشقان لشکر اسلام ہین ہرچند کہ نورالدہر کو ملکہ مخمور لیکر طلسم ہوش ربا مین آئی مگر وہ سب سے
زیادہ بیقرار ہے شب کو کئی مرتبہ میرے پاس آئی اور کہا خواجہ عمرو مین بدون اطلاع لاجین جاتی
ہون مین نے منع کیا کہ ای ملکہ مخمور ہماری رائے کے خلاف جانے کا ارادہ نکرنا تب وہ ترکی
ملکہ بہار نے روتے روتے صبح کی بادشاہ کے واسطے اشکبار ہی اگر کوئی کلمہ زبان سے نکالون
ان مشتاقون کو کیونکر روکون دل کہتا ہی کہ کوئی سانحہ عظیم گذرا پروردگار انکی مدد کرے گا یہان
بھی بندرھوان برس لڑتے لڑتے شروع ہوا اب وقت انجام طلسم ہوش ربا ہے ابھی تو
غضب ہو جائیگا فتح کی شکست ہو افراسیاب جادو کا بندوبست ہو بدیع الزمان نے سر جھکالیا
آنکھون مین آنسو بھر آئے یکایک ستره نقارہ طلائی نقرئی بجا سب نے دیکھا اسد نامدار
بہ فر فریدونی و بہ حشمت جمشیدی نہایت جاہ و جلال سے وارد میدان کارزار ہوے ایک
سمت لشکر ساحران بیشمار ملکہ مہرخ و بہار و سرخ مو وغیرہ تخت مہ جبین کو گھیرے ہوے
قریب تخت ملکہ بلقیس و شہنشاہ لاچین و ملکہ بادبان و ناہید و گلگون تاجدار و نیک رائے
وزیر اعظم کئی ہزار علمہائے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے لشکر غیر ساحران عقب مین اسد
نامدار کے جمع ہوا ابراہیم ابن مالک لندھادہ بن لندھور و علقمہ بن جمہور و قبیل
بن مقبل انتظام لشکر ظفر اثر کرتے ہوے بڑے کروفر سے وارد میدان کارزار ہوے ایک
جانب سے لشکر شہنشاہ کوکب روشنضمیر شاہزادہ سحر العجائب و مصر الغرائب آگے بڑھے
ہوے بعہدہ سپہ سالاری بلور چہار دست و ملکہ بران شمشیر زن و ملکہ اختر مروارید بڑے
جماؤ سے آکر پہونچین ایک سمت ملک جہاندار شاہ معمار قدرت انکی فوج کا انتظام کرتا
ہوا یہ بھی ایک جانب قائم ہوے اب لشکر افراسیاب جادو شروع ہوئی افراسیاب
تخت پر سوار پہلو مین حیرت ماہرخسار گرد و چار سو تاجدار شدادو فیل بند زنجیر آہنی سے کمر
باندھے ہوے مغل فیل مست جھومتا ہوا پشت پر چار لاکھ سوار پیدل فوج کے دل کو دل گویا

کالی گھٹا اُٹھی ہی جھوم رہا ہی اپنے سامنے کسیکو موجود نہین جانتا جب فوجین جم چکین افراسیاب جادو
کے بھی تیور سے آج معلوم ہوتا ہی کہ شداد فیل بند کی جرأت پر نہایت نازہی حیرت سے فرماتے
ہین کہ ایسا پہلوان تمھارے طلسم مین کوئی نہین ہی شاید اگر حمزہ ہوتا تو اس سے مقابلہ کرتا طلسم کشا
بیچارہ کیا لڑسکیگا حیرت کہتی ہی ابھی شہنشاہ خبر آئی تھی کہ اسی اسد غازی نے زمہریر جادو
کو چیر کر پھینک دیا حجرۂ ششم فتح ہوا حجرۂ ہفتم پر بھی بڑے زور شور سے لڑا آجتک کہین جرأت
مین اسد نے کمی نہین کی مرحلہ جات پر بھی بڑی ہوشیاری سے لڑا زور مین بے نظیر عیاری مین
صاحب تدبیر اہا لیان مرحلہ نے کیا کیا تدبیر کی مگر اس نوجوان پر نجہ اُنکا قابض نہوا قصر مرات
تک کی سیر کر آیا مشہور تھا کہ قصر مرأت مین طلسم کشا بدحواس ہوجائیگا افراسیاب جادو نے
کہا اے حیرت دراندازون نے ہر مقدمہ مین اسد غازی کو ہوشیار کردیا قصر مرأت کی سیر
گلگون تاجدار نے کرلی دیکھو بہادرے تخت بلقیس مین کیسا خوشی خوشی کھڑا ہے حیرت
نے کہا بعد برسون کے ان لوگون نے رہائی پائی جنکے نمکخوار تھے اُنکا ساتھ دیا اب آج اُنکے
ساتھ مین کیسی خوشی کی بات ہی امید پوری ہوئی اپنے مالک سے سرخرو رہے تمنے عمر بھر سلطنت
کی کوئی دردست نہوا جبسر دبا دُھڑا نکل گیا دشمنون کا شریک ہوا آپ کی غیر عدالت نے آپکو مطعون
کیا یہ ذکر تھا کہ صفین آراستہ ہوچکین نقیب و کڑکیت میدان کارزار سے ہٹے شداد فیل بند
نے گینڈا صف سے نکالا سامنے تخت افراسیاب کے آیا افراسیاب نے تخت سے اُترکر
شداد فیل بند کو گلے سے لگالیا کہا اے پہلوان دوران اے رستم زمان مین برائے مدد خداوند لقا
گیا تھا بختیارک شیطان درگاہ خداوندی بچپن سے ان مسلمانون کا رازدار ہی اُسکا یہ قول ہیکہ کوئی
بجرأت مسلمانونپر غالب نہین آیا جسنے مکر کیا وہ البتہ اُن پر غالب آیا جان بچائی اور اگر کسی نے
قصد کیا کہ بجرأت انکا سامنا کرے مارا گیا ذلیل ہوا مین نے نصر شمشیر زن کو بھی اسی فکر مین
روانہ کیا ہی تمکو بھی آگاہ کرتا ہون جس طرح بن پڑے کسی حیلے سے تدبیر سے طلسم کشا کو
مار لینا اب آفتاب لب بام چراغ سحری ہورہا ہون اگر تمھارے ہاتھ سے طلسم کشا مارا جائے نصف
ہوش رُبا کا تمکو حاکم کرونگا طعن تمپر کون کرسکیگا یہ خیال نکرنا کہ یہ فعل بہادرون مین ناجائز ہی
دھوکا دیکر مار لینا شداد فیل بند کے تیور پر بل پڑگیا کہا اے شہنشاہ طلسم کشا تو ایک معشوق وضع ہے

اگر میری تلوار کا وار روکیگا کلائیان ٹوٹ جائینگی لات ومنات ہی کو بربادی منظور ہی تو لاچاری
ورنہ ایک غلام میرا طلسم کشا و عزیزداران طلسم کشا پر غالب ہی افراسیاب جادو نے کہا اسکا
خیال نکرو پسران حمزہ بڑے قدوقامت کے جوان نہین ہین جراءت مین بیمثل و بینظیر ہین بدیع الزمان
نے بھی بڑے بڑے کام کیے طلسم خورشید نگار کو فتح کیا بڑے مقامات سخت پڑے مگر اُن سب
مقامات کو جھیلے ہوے جنگ دریاے نیل مین شریک ہوکر خورشید روشن ضمیر کو مارا اُسکی بھی
سلطنت بہت بڑی تھی دونون باپ بیٹون نے ملکر اُسکے طلسم کو مٹایا تھا ہون مین انکو حقیر نجانو
جو ہمنے کہا اُسکا خیال رکھنا افراسیاب جادو نے عرصہ دراز تک شداد نیل بند کو سمجھایا یہ بیحیا
نامرد اچھا اچھا کہتا ہوا چلا میدان کارزار مین خوب سپہ شوری دکھائی دو گھڑی کامل نیزہ ہلایا
گینڈا دوڑایا لشکر دن سے صداے احسنت و آفرین بلند ہوئی جب خوب عرق عرق ہوچکا گینڈے
کو روک کر کھڑا ہوا لشکر طلسم کشا کو بہ نگاہ تیز دیر تک دیکھا کیا کہ جوانان شیر دل رستم صولت
اسفندیار ہیئت کھڑے ہوے جھوم رہے ہین پکار کر آواز دی ای فرقہ خداپرستان جسکو تمنا
مرگ کی ہو نکلے شداد فیل بند کے منھ سے جو یہ کلمہ نکلا بدیع الزمان و نورالدہر و قاسم و غضنفر
اپنے مقام پر سلاح سنبھالنے لگے یہی قصد تھا کہ ہم جاکر لڑین اسد غازی ہمارے سامنے اس
دیوخصال سے مقابلہ نکرے مگر شداد نے پھر اسکے آواز دی مین سواے طلسم کشا کے
اور کسیکا مشتاق نہین ہون چاہتا ہون امتحان سپاہگری کرون یہ کلمہ سنتے ہی سب جوان رک گئے
اور اسد غازی نے مرکب بادرفتار کو صف سے نکالا مرکب صبادم بصد جاہ و حشم طرارہ بھر کے
لشکر ظفر اثر سے نکلا تمام لشکر کے علم جلوہ گری پر آئے جملہ تاجدار پیدل ہوے اسد نامدار کو
گھیر لیا اسد غازی سامنے تخت ملکہ بلقیس کے آئے ملکہ بلقیس نے تخت رکھوا دیا بیقرار ہوگئین
ہاتھ اُٹھا کر دعا دی کہا ای یاور غریبان ای دادرس بیکسان ماشاءاللہ شان ظاہر ہے کہ سطوت
وصولت رکاب کو بوسہ دے۔ ای ہی ماشاءاللہ کس شوکت و شان سے اسوقت آپ برآمد ہوئے
ہین خدا آپکو مظفر و منصور کرے یہ روباہ خصال آپ سے کیا مقابلہ کریگا تنا براہ خیرخواہی عرض
کیے دیتے ہین کہ ہم افراسیاب جادو کی رگ و ریشے سے ماہر ہین بردقت رخصت شداد
فیل بند سے سرگوشی کرتا تھا یہ تو افراسیاب جادو کی کیا مجال ہی کہ سحر کرسکے ہم لوگون کی نگاہ

لڑی ہی اُسکا ہونٹھ ہلتے ہی جا پڑینگے مگر مکر دغدر سے اسکے ہوشیار رہیے گا افراسیاب جادو نے
بہت کچھ سمجھا کے بھیجا ہی اسد غازی نے فرمایا اے ملکۂ عالم ہماری نگاہ اُس مالک دو جہان پر
رہتی ہی جسکے سب کچھ اختیار مین ہی آپ اجازت دیجیے سحر کا خیال رکھیے اُسکے دفعیہ کے لیے
بھی لوح طلسمی موجود ہی انشاء اللہ دیکھیے تو کس دھوم سے مقابلہ ہوتا ہے میرے بزرگ پشت
پر موجود ہین مین نے نو برس کے سن سے خروج کیا شہر عجم سے ان اٹھارہ امیر زادون کو
لیکر نکل آیا اُسی کم سنی مین تمام باختر کی سیر کی شہر فتح ہوے زیر نیطول لقا لڑے ہر مقام پر
اُس حافظ حقیقی نے بچایا اسی نے فتاح طلسم ہوشربا لقب دیا ورنہ طلسم ہوش رُبا ایسی شے
تھی کہ ہمارے ہاتھ سے فتح ہوتی اُسکی قوت و توانائی ہی اُسکی عنایت سے یہ رعنائی ہے ملکہ
بلقیس و لاچین و کوکب و جہاندار سب قریب آگئے سبنے ہاتھ اُٹھاکر دعائین دین بمشکل
اسد غازی کو رخصت میدان کارزار ملی بدیع و نورالدہر و قاسم جمے ہوے تھے کہ اس
پہلوان سے ہم جاکر مقابلہ کرینگے بدیع و قاسم سے اسد غازی نے کہا آپ ہمارے بزرگ
ہین آبروریزی کا خیال واجب و لازم ہی وہ ہمارا نام لیکر پکار چکا ہی اگر نہین جاتے ہین بڑا حجاب
ہی آپ سب صاحب دُعا کرین پروردگار مظفر و منصور کریگا دامن مدعا گلہاے مراد سے
بھریگا یہ کہکر دوبارہ اسد غازی پشت مرکب پر سوار ہوے مرکب طراری بھرتا ہوا طرف میدان
کارزار کے چلا گھوڑے نے طرارہ بھرا کلائیان مارتا ہوا دُم سے چنور کرتا ہی فرو غل طائر دن مین ہی
کہ عجب رہوار ہی تخت ہوا یہ آج سلیمان سوار ہی دیگر مصنف شد زیر زکر بھول گیا ڈھنگ
چال کا ہی باگ کہکشان کی دہانہ ہلال کا نیزہ شیر بیشہ صاحبقرانی کا ہاتھ مین اُسکو تکان
دیتا ہوا پھرہرہ سر پر اُڑ رہا ہی صاف ظاہر ہی کہ ہمارے اقبال نے پر کھول دیے سر پر اُس
شہنشاہ عالم کے سایہ کیا شدا دفیل بند نے جو اس شوکت و شان سے ہزبر دشت
جرأت کو آتے ہوے دیکھا قلب کانپ گیا گرد اسپر کا دوش سے لیا بڑے تگاور جا پڑا اسد
غازی سے نگاور زن ہوا بدیع و قاسم وغیرہ بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین اہالیان لشکر
افراسیاب جادو سے نگاہین لڑ رہی ہین لاچین و کوکب و جہاندار چہرے کو افراسیاب
کے دیکھ رہے ہین کہ اگر سحر کرنے کا قصد کرے ہم لوگ بھی جا پڑین دونون بھائی سپاہ سالاران

لشکر کوکب بحر العجائب و مصر الغرائب نیمچہ ہلالی ہاتھ مین اشیار سحر لیے ہوے اشارے
کوکب کے مشتاق کہ ہمارے شہنشاہ کا اشارہ ہو براے مدد طلسم کشا جا پڑین اگر دیو ہو تو اُس
سے بھی لڑین خواجہ عمرو بھی قریب شہنشاہ کوکب روشنضمیر کھڑے دیکھ رہے ہین عیاران
لشکر اسلام جانسوز و ضرغام و برق و قران خوش انجام اُسی جانب نگران ہین سب نے دیکھا
پانچ چھہ قدم گینڈا شداد کا ہٹا تین قدم مرکب اسد غازی کا لگا ہین لڑین شداد فیل بند
نے کہا ای جوان تو نے اہالیان ہوش ربا کو نامرد جان لیا حربہ کر حوصلہ دل کا نکال یہ حربہ غضب
لات و منات ہی یہ نیزہ اگر پہاڑ پہ مارون دل کوہ کو توڑ کر نکلجاے تیغہ برق تاب سی نخل چنار
قلم کرون قوت اگر دکھاؤن پہاڑ کو اس دست زبردست پر اُٹھا لون اسد اس لاف و گزاف پر
شداد فیل بند کے ہنسے فرمایا یاوہ گوئی موقوف کر یہ تن و توش دیکھنے کا ہی جب شیران دشت
نبرد کی تلوار پہچے گی بھاگتا نظر آئیگا پردے مین جھلم کے منھ چھپائے گا تو حربہ کر جب تیرے حربے
سے پروردگار بچائیگا تب ہم بھی حربہ کرینگے پیشقدمی کرنا ہمارا دستور نہین ہے یہ سُنکر شداد
فیل بند مثل ابر گرجا نیزہ لگان دیکر مارا اسد غازی نے نیزے کو نیزے کی سنان پر
روکا نیزہ چلنے لگا دونون لشکر نگران ہین اسد غازی بڑی دھوم سے لڑ رہا ہی سنان ہاے
نیزہ مثل ستارہ سحری چمک جاتے ہین ہر مرتبہ شداد فیل بند کو ٹوکتا جاتا ہی او پہلوان ہوشیار رہ
جم کر لڑ نگاہ لڑی رہے دیکھ نیزہ تیر آنکلا جاتا ہی یہ کہکر نیزہ شداد فیل بند کا گانٹھا مرکب اُڑایا
نیزہ ہاتھ سے شداد فیل بند کے نکلا قراقان اسد غازی نے سبحان اللہ کہکر غریو
کیا گھوڑے جھکائے بدیع الزمان اپنے مقام پر اچھل پڑے قاسم بھی تعریفین کرنے لگے
شداد فیل بند عرق خجالت مین غرق ہوا جوڑے تیغہ کے قبضے پر ہاتھ ڈالا ظاہر ہوتا تھا کہ اژدر مہیب
غار سے بل کرکے نکلا خبردار کہکر ہاتھ مارا اسد غازی نے سپر کو اُٹھا دیا شداد فیل بند انتہا
کا جوان طاقت دار ہی سپر کٹی سپر کو کاٹ کر تیغہ شداد فیل بند سر پر اُس افسر کے گرا خود
بھی کٹا اوچھا سا زخم سر پر اسد غازی کے آیا بہ تعجیل واستانہ مارا تیغہ تو اُسکا نکل گیا قطرات
خون چہرۂ بینظیر پر پڑے عیان ثابت ہوتا تھا کہ ماہتابان پردۂ شفق مین نہان ہوا زخم کھاتے
ہی اسد غازی کے تیور پر بل پڑے جسطرح شیر زخم کھا کر بپھرتا ہی مرکب کو مہمیز کیا اور دی خدا

الٰہی نیمچہ اصفہانی جنبش میں آئے تیغۂ نور افشانی کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا نعرہ شیرانہ کر کے بصد صولت
و شوکت ہاتھ مارا ہرچند کہ شداد فیل بند مثل دیو کے اس شیر کے نعرے سے قلب کانپ گیا آئینۂ شمشیر
میں جلوۂ عروس مرگ دکھلائی دیا یقین کامل ہوا کہ یہ تیغۂ برق تاب جو تڑپ کر گرے گا خرمن حیات
کو جلا کر خاک سیاہ کر دیگا نہیب شمشیر سے گینڈے سے کود پڑا تیغۂ نور افشانی چمک کر گرا گینڈے
کے دو ٹکڑے کیے لشکروں میں غریو بلند ہوا شداد فیل بند کو جو اسد غازی نے پیدل دیکھا
تقاضائے جرأت سے نہ گوارا ہوا کہ دوسرا ہاتھ ماروں گھوڑے سے کود پڑے شداد فیل بند
کی جان پر بنی کہنا افراسیاب جادو کا یاد آیا خوب یقین کامل ہوا کہ اس شیر کے ہاتھ
سے زندہ نہ بچونگا گھبرا کر پکار اٹھا ای طلسم کشا اپنے ساتھ والوں کو منع کر مجھ اکیلے پر
سب جوان آتے ہیں اسد غازی نے غصے میں ہاتھ تلوار کا روکا سمجھے کہ میری محبت میں
ناموس جان آ گئے ہونگے منھ پھیر کر فرمایا خبردار کوئی میرے قریب نہ آئے آپ لوگ میری حفاظت
چاہتے ہیں اسد غازی نے تو اپنی پشت پر کسی کو نہ پایا شداد فیل بند نے جو دیکھا اسد غازی
نے منھ پھیرا نامرد کا یہی مدعائے دلی تھا پشت پر سے ہاتھ مارا اوچھا۔ زخم تو سر پر اسد غازی کے
آ چکا تھا زخم سر چوپارہ ہوا اسد غازی لڑکھڑا کے گرا بدیع و نور الدہر و قاسم و غضنفر
بیتاب ہو گئے ان سب جوانوں نے ادھر سے ہاتھ ڈالا چاہا کہ جا پڑیں میدان کارزار سے
بعد ہی شداد فیل بند نے جب دیکھا کہ اسد غازی لڑکھڑا کے گرا یہ سمجھا چلا کہ دوسرا ہاتھ ماروں
سر کاٹ لوں اسوقت لشکروں میں غریو ہے ہر شخص اسی میں پریشان ہے کہ جبتک ہم پہونچینگے وار
اس نامرد کا چل جائیگا نعرے سب بہادروں نے یہاں سے کیے آوازوں میں اودھم کیا تھا ہی
بدیع الزمان نے بھی نعرہ کیا نور الدہر نے بھی للکارا قاسم نے بھی شیرانہ آواز دی غضنفر نے
بوق ترکی بجایا جسمیں یہ آواز تھی ای قزاقان تیر بندیہ نامرد بچنے نہ پائے خواجہ عمرو سر پیٹ رہا ہے کہ
ایک درہ کوہ قریب تھا سردار تو نعرہ کر کے چلے تھے کہ جا کر اپنا سینہ سپر کر دیں اسد نامدار زمین پر
گر چکا ہو وار روکنے کے بھی لایق نہیں ہے یکایک درۂ کوہ سے کڑاکے کی سُم مرکب کی صدا بلند
ہوئی دیکھا سب نے نقابدار بادہ پوش بصد جوش و خروش مثل برق جہندہ گھوڑے کو اُڑاتا
ہوا نعرے پر نعرہ کر رہا ہے اور شداد فیل بند نامرد اگر اسد غازی کا موئے جسم میلا ہوا قوم تک کو

تیری شادونگا سب نے دیکھا کہ نقاب چہرۂ بے نظیر پر تاج سر اقدس پر چمکتا ہوا لعل و یاقوت نصب گھوڑے کو کوڑا کرتا ہوا اس جلدی مین آیا کہ بدیع الزمان وغیرہ دیکھتے کے دیکھتے ہی رہ گئے نقابدار بادلہ پوش قریب پہونچ گیا پاس اسد غازی کے آ کر گھوڑے سے کود پڑا اسد غازی کو پشت پر لیا سینہ اپنا سپر کر دیا شداد فیل بند تیغہ رہا کر چکا تھا نقابدار بادلہ پوش نے سر آگے کر دیا تاج نقابدار کا کٹا بصد سطوت و شوکت کلائی پر شداد فیل بند کی ہاتھ ڈال دیا جھٹکا مار تلوار چھین کر پھینک دی شداد صاحب بیداد نقابدار بادلہ پوش سے لپٹ گیا افراسیاب جادو بھی دیکھ رہا ہے ادھر سے شہنشاہ لاچین وغیرہ کی بھی نگاہ لڑ رہی ہے سب نے دیکھا جیسے ہی نقابدار بادلہ پوش سے شداد فیل بند لپٹ پڑا نقابدار بادلہ پوش نے کلائی تھام کر ایک طمانچہ مارا تڑاقے کی آواز ہوئی شداد فیل بند کا منھ پھر گیا نقابدار بادلہ پوش طمانچہ مار کر لپٹ پڑا دستی بہ زبردستی کھینچی شداد فیل بند کو کولے پر لاد کر کے دے مارا یہ تو بچھا زمین پر گرا لیکن جو پہونچی تاج سر سے نقابدار بادلہ پوش کے زمین پر گرا ابر نقاب ڈارا ماہ رخسار سے ہٹا یہ ثابت ہوا کہ مہر درخشان لکہ ابر سے نکل آیا تمام میدان نورانی و منور ہو گیا دیکھنے والے حیران جمال و محو دیدار ہوئے سبکی نگاہ اُسی جانب لگی ہوئی ہے بدیع الزمان و نور الدہر و قاسم و غضنفر نے تو نہ پہچانا خواجہ عمرو و مہتر قران خوب پہچانتے ہین بیقرار ہو کر پکار اُٹھے یہ تو شاہزادہ قباد شہریار نوزگاہ حمزہ نامدار نبیرہ نوشیروان عالی وقار ہین اتنے عرصے مین قباد نے شداد فیل بند کی چھاتی پر چڑھ کر سر کھینچ کر طرف افراسیاب جادو کے پھینکا چونکہ نقاب چہرے انور سے اُٹھ چکی تھی جوش جرأت مین نعرہ کیا نعرۂ قباد شہریار
چراغ شبستان صاحبقران
شہنشاہ اسلام و عالم پناہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم
زونیدہ تاج و تخت کیان

بہار گلستان کاؤس جم
یل صف شکن صاحب عز و جاہ

نعرۂ شہنشاہی کی صدا میدان مین گونجی نخل تھرائے طائر در خون سے اُڑے اکثر پہلوانون کو غش آ گئے شداد فیل بند کو مار کر جھپٹے کہ پشت مرکب پر سوار ہو کر نکلجاؤن افراسیاب جادو نے ذکر تو ہر کاردن کی زبانی سنا ہی تھا کہ بادشاہ لشکر اسلام کو عجائب جادو لائی ہے انکا قباد شہریار نام چہرۂ ماہ تمام شہنشاہ حسینان مشہور ہین عارض نور پر تو چراغ طور ہین خواجہ عمرو کے پکارنے سے یقین کامل ہوا کہ یہی جوان ہے غصے مین آ کر چند دانے ماش کے

پھینکے قباد شہر یار نے ایک پانوٗن رکاب مین رکھا تھا سحر جو افراسیاب جادو کا ہوا گھوڑے نے
بدلگامی کی سامنے سے بھاگا قباد شہر یار سحر افراسیاب جادو سے زمین پر گرے تخت جو گلے مین تھی
ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی زمین نے پانوٗن تھام لیے سرداروں نے دوڑ کر اسد غازی کو اُٹھایا
اسد نامدار نے بھی یہ معرکہ دیکھا کہ میری مدد کو قباد شہر یار آئے آج نقاب چہرے سے اُٹھ گئی
سحر سے افراسیاب جادو کے زمین پر گرے بیقرار ہو کر شہنشاہ کو کب سے آنکھ ملائی فرمایا
ہمارے شہنشاہ کو بچانا افراسیاب جادو سحر کر کے خود بڑھا کہ مین جا کر اُس تاجدار کا سر
کاٹ لون ہاتھ پانوٗن تو انکے بیکار ہین انکا قتل کرنا کتنی بڑی بات ہے اپنے مقام سے سحر کرتا ہوا
بڑھا شہنشاہ کوکب نے بے اختیار ہو کر آواز دی یار دلینا شاہزادہ سحر العجائب بہت خوب کہکر
بڑھا یہ خیال ہوا کہ ایسا نہو افراسیاب جادو قریب پہونچ جائے شہر یار پر وار کرے دور سے
ایک گولا افراسیاب جادو پر مارا وہ گولا سینے پر افراسیاب جادو کی پڑا سینے کو توڑ کر پار تو نگذرا
اندھیرا چھا گیا افراسیاب جادو اُس تاریکی کو دفع کرنے لگا ادھر سے سحر العجائب گولا مارکر
بڑھا کا یک آسمان سے لپکا برق کا گرا قباد شہر یار کے جسم مین وہ برق لپٹ گئی طرف آسمان
کے بلند ہوئی خواجہ عمرو کے مُنھ سے نکل گیا اے سحر العجائب کوئی ہمارے شہنشاہ کو لیے
جاتا ہے افراسیاب جادو نے کسی ساحر کو لگا رکھا تھا اے فرزند یہ جانے نہ پائے سحر العجائب یہ کہکر
اُڑا کہ مین ابھی لاتا ہون اور نعرہ کیا کہ او جانے والے اگر مرد ہے تو ٹھہرجا وہ برق اتنی جلدی تڑپ کر
آسمان مین ڈوب گئی سحر العجائب تلاش کرتا ہوا چلا ستارہ بنکر ڈوب گیا برابر کہکشان فلک کے
بلند ہوا چہار جانب سے سر اُٹھا کر دیکھنے لگا کبھی سو کوس راستہ مشرق کا طی کیا کبھی مغرب مین گیا
کبھی جنوب کبھی شمال ایک طرف جو نگاہ اُٹھا کے دیکھا وسط آسمان مین ایک ابر تیرہ و تار چھپا ہوا ہے
اس ابر سے برق چمک رہی ہے سحر العجائب سوچا کوئی برق بنکر گرا تھا اس مقام پر آکر چھپا ہے
سحر العجائب اس خیال سے گولا سحر کا تیار کر کے طرف ابر کے چلا دو کلمہ داستان حیرت بیان
لشکر صاحبقران کے ذکر ہوتے ہین یہ تو ملحوظ رہے کہ شاہزادہ سحر العجائب گولا سحر کا تیار کیے ہوئے
طرف ابر سیاہ کے جاتا ہے یہان فولاد آتش ریز مجادر قہر سامری کو افراسیاب جادو چھوڑ گیا
تھا آٹھ دن سب سرداروں کو تڑپتے تڑپتے گذرے اسی قصور دو مین صاحبقران بھی بند ہین اسم اعظم

بند ہونے سے نہایت دردمند ہین آٹھوین دن یہان تو سب سردار بیہوش ہوے زمردہ باختر شاہی
بصد کبر ونخوت اپنے مقام سے اُٹھا تخت نخوت پر سوار ہوا تاج نخوت سر پر رکھا فولاد آتش ریز
سے کہا ای بندۂ خاص نخالص یہی افراسیاب جادو کہہ گیا تھا اب چلکر سب کو قتل کرو دھوین
کے قصر مین دروازہ بناؤ فولاد آتش ریز بارہ ہزار ساحرون کو لیکر بڑھا گولا دیا ہوا افراسیاب
کا قصر ودیر مردود نے مارا دھوین کے مکان مین ایک دروازہ کلان ظاہر ہوا اُسنے ملازمان لقا
سے آواز دی اہل سلام کو قتل کرو بلا تکلف سب کے سر کاٹ لو تمام کوہیان پُر دغا لقا
پرستان بانی ظلم وجفا تلوارین کھینچکر اُن بیچارون پر جا پڑے سب کے ہاتھ پاؤن بیکار ہین حسرت
و یاس سے قتل کرنا شروع کیا آج خداوند لقا بھی تلوار چمکاتے پھرتے ہین ہر مرتبہ آواز دیتے
ہین بندگان من دیدی قدرت مرا قدرت دیگیر صاحب تدبیر ہین آج دریاے قہر خداوندی
جوش مین ہی سب دشمنون کو قتل کرو ملک باختر پر چلینگے فولاد آتش ریز کو شیر قدرت
لقب دینگے قیطولات پر بیٹھکر تقدیرات زنگا رنگ کرینگے جو قدرت کی محبت مین مرے ہین
سب کے پتلے بناکر روح پھونکین گے بختیارک کہتا ہی یا خداوند بہت خوشی نہ کیجے ایسا نہو تقدیر
پلٹ جاے اب مسلمانون پر انتہا کا وقت سخت ہی غیب سے مدد ہوا چاہتی ہی ہمیشہ یہی دیکھا جب
وقت انجام آیا کوئی صورت ایسی پیدا ہوئی کہ مسلمانون کی بلا ہم لوگون پر آ گئی جو آج سر کیا
گذرا ہی ایسا کبھی نہین گذرا جلد قتل کر لو فولاد سحر کر رہا ہی ملازمان لقا آمادۂ بدعت جو ملازمان جہانگیر
ہوشیار ہین یعنی انکو ابھی غش نہین آیا جب دیکھتے ہین کہ فرزندان صاحبقران کو کوہی قتل
کرتے آتے ہین یہ جوانان صف شکن اپنے آقازادون کو بچاتے سینہ سپر کرتے ہین نمک حلالی
پر مرتے ہین اُسوقت لشکر اسلام مین ایک غوغائے ناموس کی بیقرار ہو کر دعا یئن حسرت مین بلکنے
کی صدایئن کنیزین فریاد کرتی ہین غلامان شہنشاہی آفت دیتا ہی صاحبقران کو آکر سب نے
گھیر لیا صاحبقران پشت اشقر پر خاموش بیٹھے ہین سحر مین افراسیاب جادو کے تبلا حرز بیکل
گلے مین نہین ہی اسم اعظم فراموش بیہوشی کا ہوش نگاہ حسرت سے چہار جانب دیکھتے ہین کوہیون
نے خون کے دریا بہا دیئے ہزارون بیخطا قتل ہوے اُس حال پُر ملال مین صاحبقران نے بنگاہ
یاس طرف آسمان کے دیکھا زبان مین تو لکنت ہی دل پر سحر کی ہیبت اشارے کر رہے ہین

ای بے نیاز ای کارساز بدعت سے ان بجیاؤن کی بچا لے اسوقت بیکسی مین سوائے تیرے کون معین
و مددگار ہی تو ستار و غفار ہی بیتاب ہوکر جو صاحبقران نے اشارون سے دعا کی سب نے آمین
کہی سحر العجائب گولا سحر کا لیکر جھپٹا اُسی ابر سیاہ پر مارا ابر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اندر ابر کے دیکھا
ایک جادوگر کریہ منظر سیاہ رو تیرہ درون شراب کباب تخت پر رکھا ہے اُسی تخت پر ایک شیشہ
اسمین ایک طائر پھڑک رہا ہی سحر العجائب سمجھا اس جادوگر نے اُس شہریار کو کہین چھپا دیا
آپ حرامزادہ یہان آکر بیٹھا ڈانٹا کہ او نامرد یہان آکر چھپا ہی منم ملازم شہنشاہ کوکب روشن ضمیر
ناظرین والا مقام کو یاد ہوگا کہ افراسیاب جادو نے عقاب فلک سیر جادو کو شیشہ اسم
اعظم دیکر کہا تھا کہ وسط آسمان سے زمین پر نہ اُترنا عقاب فلک سیر نے آٹھ روز
تڑپ تڑپ کے کاٹے سحر العجائب مرد سپاہی خواجہ عمرو سے کہکر چلا تھا کہ خالی نہ پلٹونگا تیغہ
برق مثال کھینچکر جاپڑا ہی کہے جاتا ہی تو نے شہریار کو کیا کیا آ تجھکو تو قتل کرون جہان ان کو
چھپایا ہوگا ہوش آجائیگا خوب میدان کارزار سے بھاگا عقاب فلک سیر ان باتون کو
نہین سمجھا بل کر کے جاپڑا سحر العجائب پر گولا مارا اسنے گولا کاٹا اپنے سحر کا گولا جھولی سے نکالا
ابر کو ٹکڑے ٹکڑے کر چکا ہی دو چار گولے آپس مین چلے عقاب فلک سیر نے اپنے
سحر کے زور مین تلوار کھینچی سحر العجائب نے سحر کر کے تیغہ اُس ملعون کا کند کر دیا کئی مرتبہ
اُس نے ہاتھ مارے پشت و پہلو پر سحر العجائب کے تلوارین پڑین تلوار نے کچھ تاثیر نہ کی سحر
دفع کر کے تیغہ کھینچکر جاپڑا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا عقاب فلک سیر نہیب سحر العجائب
سے کانپا چاہا نکل جاؤن سحر العجائب نے بھی حصار سحر کر دیا ہے عقاب فلک سیر
نکل نہ سکا قریب پہونچکر ہاتھ تلوار کا مارا عقاب فلک سیر نے چاہا پلٹ پڑون تلوار چھین لون
سحر العجائب جری صف شکن صاحب قوت و طاقت سحر سے بھی غالب آیا اُٹھا کے
دے مارا غصے مین چیر کر پھینک دیا عقاب فلک سیر کا مرنا شیشہ ٹوٹا اسم اعظم
صاحبقران چھوٹا سحر العجائب نے عقاب فلک سیر کا سر کاٹ کر رومال مین باندھا طرف
لشکر کوکب کے چلا دل سے یہی کہتا تھا نہین معلوم اس بجیا نے اُس شہریار کو کہان پھینک دیا
طلسم کشا سے حجاب ہوگا مگر مین مجبور ہوا چاہتا ہون دشمن کا تو سر لیکر چلا ہون رداروی کرتا ہوا

جاتا ہی بیان گرد صاحبقران ساحرون کا ہجوم تھا خود بخود ہوش آیا زبان کی لکنت موقوف ہوئی
اسم اعظم باواز بلند پڑھا سحر ساحرون کا باطل ہونے لگا اشقر دیوزاد طرارہ بھر کے بڑھا مقبل
وفادار قریب تھا صاحبقران نے فرمایا ای مقبل تھوڑا پانی کسی ظرف مین لاؤ مین اسم اعظم
دم کردون جہان جہان پانی پہونچے گا تاثیر سحر نہو گی مقبل نے پانی صاحبقران کے قریب پہونچایا
امیر نے اسم اعظم پڑھکر دستک دی مقبل نے شیشے کا پانی جا بجا چھڑکا سحر ساحرون
کا باطل ہونے لگا امیر باواز اسم اعظم پڑھتے ہوئے فولاد آتش ریز پر جا پڑے اُسنے
جو صاحبقران زمان کو آتے ہوئے دیکھا گھبرا گیا جی مین کہتا ہی یہ کیا باعث ہوا اسم اعظم حمزہ
کا شہنشاہ نے بند کیا تھا شاید کچھ ساحر برای مدد حمزہ آگئے اسم سحر پڑھتا ہوا بڑھا کئی سحر
کیے صاحبقران پر تاثر نہوئے جس راہ سے صاحبقران زمان نکلے ہین برکت اسم اعظم
سے علم شاہ دکند ہور بھی اپنے مقام سے اُٹھے ہوش درست ہوئے چالاک و چست ہوئے
جو اُٹھا لشکر لقا پر نعرہ کر کے جا پڑا صاحبقران نے لڑکر اپنے کو قریب فولاد آتش ریز
پہونچایا اُسنے گھبرا گھبرا کے سحر کیے جب تاثیر نہ ہوئی تیغہ برق مثال کمر سے نکالا خبردار خبردار کہکر
ہاتھ مارا صاحبقران زمان نے اسم اعظم پڑھکر تیغہ عقرب سلیمانی کو سامنے کر دیا سحر
اُس بیحیا کا باطل ہوا للکار کر آواز دی ضرب مردان عالم روک اُسنے سپر سحر چہرے کی بنا
کی جانتا تھا یہ سپر نہ کٹے گی تیغہ عقرب تڑپ کر گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے وہان سے سر پہ
گرا سراسر اُس خود سر کا سر کاٹا مع مرکب چار پر کالے ہوئے آواز آئی کشتی مرا نام من فولاد
آتش ریز بود ساحران ہوش ربا لاشہ فولاد آتش ریز کا لیکر بھاگے لشکر لقا امید فتح مین
آج لڑتے ہوئے اپنی حد سے بڑھ آئے ہین سرداران نامی نے جو سحر ساحران سے مہلت پائی
تلوارین کھینچ کھینچکر لشکر لقا پر جا پڑے صاحبقران زمان کو بھی انتہا کا ملال ہی مگر ارشاد
فرماتے ہین کہ افراسیاب جادو شیشہ اسم اعظم کا ہوش ربا مین لیگیا تھا ہمارے یار
وفادار عمرو نامدار نے کچھ کام کیا اُسی نے وہان شیشہ عین وقت پر توڑا آج اہالیان لشکر
لقا نکلنے نہ پائین جمہور دفرامرز کو حکم ہوا کہ تم لوگ لڑتے ہوئے اپنے کو تا بہ در باغ مینا
پہونچاؤ کہ یہ کمینہ بھاگ کر باغ مینا مین نہ جانے پائے جمہور دفرامرز فوجین جنگی ساتھ

لڑے کر لڑتے ہوے خندق پر باغ بینا کے جاکے ٹھہرے جس ملازم لقا نے اس طرف کا رخ کیا
گھبرا کے اسکو مارا باغ بینا مین کوئی جانے نہین پایا سلیمان عنبرین موے کو ہی ہمیشہ سے
اسکو دعوے تھا کہ صاحبقران سے مقابلہ کرون آج کو ہیون کو ترغیب دے رہا ہی ناصر
کو ہی و عنبر کو ہی سپہ سالاران سلیمان عنبرین موے کو ہی بھی فوجون کو ترغیب دے رہے
ہین شجاعان باختری تو نام سے اہل اسلام کے بھاگتے ہین دور ہی سے لینا لینا کہہ رہے ہین
کو ہی جمکر لڑے چونکہ سلیمان سرپران سب کے موجود ہی شمشیر زنی کرتا ہوا جاتا ہی شان پہلوانی
دکھاتا ہی کو ہی بھی لڑ رہے ہین استادان سخنور نے تحریر کیا ہی کہ یہ لڑائی صبح سے شروع
ہوئی دن بھر لڑتے لڑتے گذرا پردہ شب بھی حائل ہوا کافرون کا پیر نہ رہا اہل اسلام
اسی طرح آمادہ حرب وپیکار ہین ہر ایک کا یہی قصد ہی کہ انکو شکست دین یا گرفتار کرین اگر
بھاگے لڑتے بھڑتے تا بہ طلسم ہوش رُبا پہونچین اس لڑائی مین چند ساحران فولاد گرفتار
بھی ہوے انھون نے یہ بھی کہا کہ انتظام ہفت دربند شکست ہو چکا ہی اگر آپ لڑتی بھڑتی
پہونچ جائینگے سب اہلیان دربند قتل ہو چکے ہین ایک ساحر بیات الطور فوج سے درمیان مین
فردکش ہی موسوم بہ گلنگ آتشخوار وہ البتہ روکےگا لقا کو بھی دامن پناہ دیگا سب
سردارون کے دل مین ولولے بھرے ہین یہ خبر سنی کہ بدیع الزمان نے طلسم خورشید نگار
فتح کیا نور الدہر والی طلسم خورشید نگار مین لڑے قاسم نے طلسم نگارین فتح کیا یہ
سب شیر عین وقت پر دریاے نیل مین جاکر اسد غازی کے شریک ہوے اب بخیر وعافیت
طلسم ہوش رُبا مین موجود ہین سب سے زیادہ بادشاہ جمجاہ کد وکاوش کر رہے ہین فرماتے ہین
یہ مدد پیغمبر جادو کی ہوگی اسی نے شیشہ اسم اعظم کا توڑا ہر اسیان اسد غازی مین ایسی لیاقت
کسکو ہی خدا وہانتک پہونچائے لکھا ہی کہ تین شبانہ روز میدان جنگ ہی لقا مثل صید خائف
بھاگتا پھرتا ہی گوشہ عافیت نہین ملتا باغ بینا کا رستہ بند کیا بختیارک تو بڑا منتظم ہی اسنے دیکھا
یہ لڑائی بیڈھب پڑ گئی ہی آج اسکا انجام بد ہی ضیغم خون آشام سے بارگاہ گیتی نما لدوا کر خزانے
اٹھوا کر لڑتے بھڑتے نکل جاؤ ورنہ راہ مین آب ودانہ بھی ممکن نہوگا آج شکست فاش ہے
اہل اسلام کو ہوش رُبا مین پہونچنے کی تلاش ہی اپنے انتظام سے غافل نہو ضیغم خون آشام و

انکال خون آشام وریحون جیحون آہٹون نے فوراً اٹھا لا بارگاہ گیتی نما کا لدوا لیا خزانون
پر قبضہ کیا سلیمان عنبرین موے کوہی لڑتا ہوا سامنے صاحبقران کے پہونچا
صاحبقران زمان لڑتے بھڑتے سُست ہوگئے ہین قلب فوج کوہیان مین پہونچے مالک
لندھور علمشاہ پہلو بہ پہلو لڑتے ہوے چلے آتے ہین جو پہلوان صف سے بڑھا ہاتھ سے نہ نکلا
دریاے جرأت کے غرق دریاے قضا ہوا صدہا لاشے تڑپ رہے ہین صاحبقران زمان
لڑتے ہوے جاتے ہین تیغہ عقرب کا قبضہ ہاتھ مین جما ہوا خود حضرت ہود سر پہ زرہ داودی
زیب جسم مصروف جنگ جدل زرہ کے خانے خون سے معمور چہرہ مثل آفتاب روشن
سرداران قوی بازو فرزندان نامور زینت پہلو چہار جانب جنگ کر رہے ہین سلیمان
عنبرین موے کوہی دور سے دیکھ رہا ہے کہ حمزہ نے پہلوانان کوہستان کا ستھراؤ کر دیا
بڑے بڑے پہلوانان زبردست مارے گئے نافر زاغ چشم خرس دندان لندھور بن سعدان
پر جا پڑا پشت سے ہاتھ مارا سر لندھور زخمی ہوا لندھور نے پلٹ کر غصے مین گرز دو دستی
مار دیا ناصر سپر اُٹھا کے رہگیا گیند سا اوچھلا ناصر ثابت نہوتے تھے عنصر کو بڑھ کر مالک اژدر شجاع نے دو زبانہ
نیزہ مارا سینے کو اسکے توڑ کر پار گذرا مالک نے ہکہ دیکر اُٹھایا چھڑا لگے نیزے کی مثل ناگنی کے
لچک رہی ہے اُکھیڑ کر مارا استخوان اسکے چور چور سلیمان نے جو یہ بدعت دیکھی بڑھکر پہلے مالک
کو زخمی کیا طرف علمشاہ کے چلا تھا کہ صاحبقران نے نعرہ کیا او مغرور او شر کہاں جاتا ہے
ہمسے آنکھ چار کر مردان عالم برادار کر سلیمان عنبرین موے کوہی غصے مین تھا جا پڑا دونون
سردار قوت بازو زینت پہلو مارے گئے آنکھون کے تلے اندھیرا سب سے زیادہ لقا پر
غصہ ہے کہ خداوند آج بھی کوئی تقدیر مقبول نہین کرتے بھاگے بھاگے پھرتے ہین کبھی منہ کے
بھل گرتے ہین یہی فرماتے ہین من چہ تقدیر کردم بختیارک کہتا ہے تمھاری تقدیر مین آگ لگے
اب تقدیر سے گریز کیجیے سلیمان عنبرین موے کوہی سے اور صاحبقران سے تلوار چلنے لگی
چمک چمک کے ہاتھ مار رہا ہے برس پڑا صاحبقران کو مہلت نہین لینے دیتا ایک مقام پر صاحبقران
نے گردا سپر اُٹھایا جیسے ہی سلیمان عنبرین موے کوہی نے ہاتھ مارا سپر کو گردش دی علی بند
سپر پشت پر پہونچا پنجہ علی خورشید نما فوراً ذکر کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا شیرانہ ہکہ مارا تلوار چھین کر

اُس خودسر کی پھینک دی کمر مین ہاتھ دیکر نعرہ کیا قاش زین سے سلیمان عنبرین موے کوہی
کوہ پیکر کو اُٹھایا چرخ دیکر طرف آسمان کے پھینکا اُترتے وقت تیغہ عقرب سلیمانی سے چورنگ
ہوائی کیا کوہیون کے رنگ کٹ گئے علم شاہ نے بڑھ کر علم فوج کو قلم کیا یہ نشان شکست
تھا کوہیونکے بھاگنے کا بندوبست تھا بادشاہ جم جاہ لڑتے بھڑتے قریب تخت لقا پہونچے
تھے بختیارک نے لقا کو دو تھپڑ مار کہا یا خداوند بھاگے سلیمان عنبرین موے کوہی
مارا گیا آپ نے تقدیر مضبوط کی ایک کے دو دو ہو گئے اب کوہستان مین نہین
ٹھہر سکتے اندھے کی یہی لاٹھی تھی اُسپر زوال آیا اب بھاگے نہین معلوم افراسیاب جادو
پر کیا گذری اُسنے تو بڑا انتظام کیا تھا کہ اسم اعظم صاحبقرانی زمین پھر ہوا آسمان پر فرشتون نے
جاکر شیشہ توڑا ایسے صاحبان اقبال سے کون لڑ سکتا ہے ایسا نہو تمکو گرفتار کرلین بڑی
ذلت سے تمکو قتل کرینگے سب سردار جلے ہوے ہین آج تو ساحرون کے ہاتھ سے بہت مسلمان
مارے گئے خون کا بھی یہ لوگ بدلا لین گے پیچھا نچھوڑینگے لقا نے بھی دیکھا کہ بادشاہ جم جاہ
شیرانہ نہنگانہ صفون کو درہم و برہم کرتے ہوے آتے ہین سات سو تاجدار بڑے زور و شور سے
لڑرہے ہین پرے کے پرے اُلٹ پلٹ کردیے کوہ و دشت لاشہ ہاے کوہیان سے بھردیے اس
جرات و شوکت شہنشاہ کو دیکھکر لقا گھبرایا سمجھا کہ آج گرفتار ہوجاؤنگا تخت سے کودکر ایک
گینڈے پر سوار ہوا اب لقا نے فرار بر قرار کیا سنجالی باختری مشتری حصاری دور سے
دیکھ رہے تھے بلکہ اسی کے مشتاق تھے کہ خداوند چلین تو ہم بھی نکل جائین یہ بہت احتیاط سے
لڑے ہین زخم بھی نہین کھائے نہ کسیکو مارا نہ زخمی ہوے میدان کارزار مین اسی طرح پاک
صاف ہین اب جو دور سے دیکھا کہ خداوند گینڈے پر سوار ہوے خداوند سے دس قدم
آگے بھاگے بارگاہ لقا کی لدوا چکے ہین ضیغم خون آشام دس بارہ کوس آگے نکل گیا یہ
کہتا ہوا صاحبو ہم بیشتر و لشکر ہین ہمکو آگے بڑھنا چاہیے ایسا نہو بارگاہ دشمنون کے قبضے
مین آجاے باخبر رہے ہم لوگ لڑتے بھڑتے یہان تک آئے اگر بھاگنے مین ایسے چالاک نہوتے
تو یہان تک کیونکر پہونچتے جان و مال دونون کی حفاظت واجب لازم ہے بادشاہ جمجاہ لشکر
اسلام نے بہت کد و کاوش کی کہ لقا کو گرفتار کرلون لقا بھاگا کچھ کوہی اُلجھ گئے چاہتے تھے اپنے

ملک موروثی کو چھوڑ بین صاحبقران اور بھڑکے چلے جائین ہم اپنے شہر مین جائین بادشاہ جمجاہ نے
جب دیکھا کہ لقا طرف صحرا تیسے بھاگا ایک تاجدار سے حکم دیا تم شہر پر جاکر قبضہ کرو ہم تعاقب مین
لقا کے جاتے ہین سکو ملاقات اسد غازی کا اشتیاق ہے یہ بھی کامل یقین ہو کہ لقا نے جس طرف کا
رخ کیا یہ سرحد طلسم ہوش ربا ہی تھوڑی ہی دیر مین دس پانچ کوس نکل گیا صاحبقران نے
عادی کو بلا کر حکم دیا بارگاہ سلیمانی و بارگاہ حشامی لدواؤ کوئی شے چھوٹنے نہ پائے عادی نے
اسیوقت بارگاہ سلیمانی و تمام اسباب صاحبقرانی مثل طبل سکندری و علم اژدہا پیکر و جہانجہ کیومرثی و نقارہ
افراسیابی و نقارخانہ سلیمانی وغیرہ بتعجیل سب چیزین بار کرالین عقب مین صاحبقران زمان کے
سب سردار چلے صاحبقران اسی طرح جنگ کرتے ہوئے جاتے ہین باعث یہ ہے کہ
لقا تو اپنے باختریون کو لے کر نکلگیا کوہی جابجا جو ٹھہرے ہوئے تھے جہان پر لشکر صاحبقران
پہونچتا ہو وہ الجھ پڑتے ہین یہان سردارون کا تانتا بندھا ہوا ہے یعنی لندھور ابھی پہونچکر
مصروف جنگ ہوئے مالک بھی آکر پہونچ گئے تھوڑے ہی عرصہ مین چوگان بن حمزہ
پہونچے اسفندیار شاہ گیلانی کا نعرہ ہوا کوہیون کو ٹھہرنے کی مہلت نہ ملی کچھ مارے گئے
کچھ بھاگے اس کروفر سے لڑتے ہوئے سرداران صاحبقران و صاحبقران جاتے ہین کسی
مقام پر ٹھہرنے کا ارادہ نہین کیا جس مقام پر شام ہو گئی چندساعت اسی مقام پر ٹھہرے کچھ
آب ودانہ کی فکر ہوئی یہ حکم ہو کہ کل اہالیان فوج کمر باندھے موجود رہین سب سپاہی جی کڑا کرکے
ٹھہرے چند ساعت آسودہ ہوئے جو سامان اتنے عرصے مین کھانے پینے کا مہیا ہوا اس سے فراغت
کرکے پھر بڑھے لیکن زمرد شاہ باختری سر پہ پاؤن رکھ کر بھاگا اگر کہین پتا بھی کھڑکا
یہی گمان ہوا کہ اہل اسلام آگئے ہرکارے خبر بھی پہونچا رہے ہین کہ صاحبقران نے مقام
نہین کیا آپکے تعاقب مین چلے آتے ہین استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہو کہ کلنگ آتشخوار
مقرر کردہ افراسیاب ناہنجار صحراے قلعہ دامنہ و قلعہ دخانیہ مین بارہ لاکھ فوج سے
فروکش ہی ہفت دربند کی حکومت اسکو ملی یہ وہ دربند ہین کہ جنپر فیروزہ فیروزہ پوش وغیرہ
حاکم تھی یہ سب ناظم میدان آوین حملہ مین تیغ بیدریغ طلسم کشا سے داخل جہنم ہوئے ہین
افراسیاب جادو نے کلنگ آتشخوار کو کہ ہم پہلوان و ہم ساحر ہی بارہ لاکھ فوج کو بھی ہی

حکم ہوا کہ قریب قلعہ وخزانہ اُترے رہو طرف سے کوہ عقیق کے کوئی اس طرف نہ آئے کلنک آتشخوار کو کئی مہینے گذرے انتظام ہفت دربند کا کر رہا ہی کہ رعایا تباہ نہو شہرون کا بھی خیال ہی رعایا کو بھی تسکین دینا پڑی بارگاہ استادہ ہی بارہ لاکھ فوج پہلوان و ساحر ہر وقت تیار رہتے ہین ایک دن بیٹھا ہی کہ ہرکارون نے بڑھ کر خبر دی خداوند لقا چندہ ہزار ملک باختر از دست خدا پرستان ہزیمت خوردہ تشریف لاتے ہین مشہور ہی کہ کوہ عقیق گلزار سلیمانی فتح ہوا عقب مین انکے صاحبقران زمان ملک بملک قلعہ بقلعہ جنگ کرتے ہوے آتے ہین کلنک آتشخوار گھبرا گیا وزرا امرا کو اپنے ساتھ لیکر اُٹھا برائے استقبال خداوند چلا کوس بھر بڑھا تھا دیکھا ایک تخت ٹوٹا ہوا اُسپر خداوند سوار دریائے خون مین نہائے ہوے پہلو مین شیطان درگاہ خداوندگار و تمام سجانی باختری چوکنا خائف و ترسان اثنائے بارگاہون کے لدے ہوے کچھ پہلوان زخمدار سوار پیدل پیدل سوار لشکر مین انتشار کلنک آتشخوار نے بڑھ کر پایۂ تخت لقا کو بوسہ دیا لقا نے گھبرا کر پوچھا اے بندۂ من ہمارا بندۂ خاص لخاص ساحر لا جواب شہنشاہ افراسیاب کہان ہی کلنک آتشخوار نے دست بستہ عرض کی بمقام ہفت دربند طلسم ہوش رُبا ہی شہنشاہ افراسیاب خاص قریب توسن حصار دریائے نیل وغیرہ مقابلہ مسلمانان مین فروکش ہے مشہور ہے کہ آج کل شہنشاہ خود بدولت و اقبال بصد جاہ و جلال مصروف جنگ رہتے ہین بڑے بڑے سردار مارے گئے لقا نے گھبرا کے کہا قدرت نے کوہ عقیق کو اسی واسطے برباد کرایا کہ اپنے بندۂ خاص لخاص افراسیاب سے ملاقات کرین سات شبانہ روز گذرے اسی فکر مین قدرت چلے آئے راہ مین اکثر شاہون نے روکا اشتیاق ملاقات افراسیاب مین قدرت نہ ٹھہرے کلنک آتشخوار نے کہا قدرت نہ گھبرا مین چلکر بارگاہ مین تشریف رکھین مسلمان بے ادب یہان تلک نہ آئینگے مین آن سب کو شکست دونگا بارہ لاکھ فوج اس مقام پر موجود ہی سب مطیعان قدرت ساحران با شوکت پہلوانان جنگ جو زور آوران فتحجو برائے جانبازی آئے حاضر ہین یو ہین لڑتے بھڑتے قدرت کو تا بہ باختر لیچلینگے اس طرح کلنک آتشخوار نے لقا کو مطمئن کیا جفائے سفر سے گھبرایا ہوا تھا کہا قدرت نے یہ تقدیر نوسے ہزار برس پیشتر کی تھی کہ کلنک آتشخوار کے ہاتھ سے سب مسلمانون کو قتل

کرینگے اِس بندۂ خاص لخاص کو شیر قدرت بنا ئینگے کلنگ آتشخوار پھول گیا استقبال کرکے
لقا کو اپنی بارگاہ مین لایا تخت وغیرہ آراستہ کیا سامانِ عیش و نشاط مہیا ہوا ذرا جو لقا کو آرام
ملا تقدیرین بگھارنے لگا بختیارک گھبراتا ہو کلنگ آتشخوار سے کہتا ہو اے ساحر نامور وہ
اژدہائے ہفت سر یعنی حمزہ شیر نر تعاقب خداوند مین آتا ہو اے کلنگ اِس مہلت کو غنیمت جانو ہمارے
نزدیک تو یہ مناسب ہو کہ پاس شہنشاہ افراسیاب کے ہمکو بھیجدو کلنگ آتشخوار کہتا ہے قدرت
نہ گھبرایئے لشکر باغبان پر آگ برسادونگا شہنشاہ کو آج کل بڑی بڑی فکرین درپیش ہین وہان
چلنا مناسب نہین ہو مین بخوبی انتظام جنگ مسلمانان کرونگا آتے ہی سبکو شکست دونگا
آٹھ پہر تیاری سحر مین مصروف رہتا ہو انکو تو اِس مقام پر چھوڑ دو دو کلمہ داستان شاہزادہ ایرج
نوجوان کہ یہ جنگ دیر پریزادان کو فتح کرکے طرف طلسم ہوش ربا کے چلے تھے ملکہ ماہ عالم افروز
منتظم دیر پریزادان سہیل جوالہ زن کو قتل کراکے ایرج نوجوان کے ہمراہ ہوئی ایرج
نے فرمایا اے ملکہ ماہ عالم افروز انشاء اللہ بڑی دھوم سے شادی کرینگے ملکہ ماہ عالم افروز
نے سر جھکا لیا عرض کیا حضور تا بہ طلسم ہوش ربا رسائی بہت دشوار ہے کنیز تو ضرور بالضرور ہمراہ
رکاب حضور پُر نور رہیگی اب ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام ہو کہ چھ لاکھ فوج جرار مع ساحر وغیرہ
ساتھ ایرج نامدار کے ساتھ موجود ہو ساحرون مین صیقل آئینہ دار و ملکۂ انجم ماہ رخسار
و ملکۂ ماہ عالم افروز و شیشہ منقوش تین لاکھ ساحرون سے یہ سب ہمراہ ہین تین لاکھ غیر ساحر سرداران
قائم انکے نیلم زنگی و فیلم زنگی و عوجان ربا باری و سام بن عوجان بیسا و عاد بہک درازگردن
و دیگر پہلوانان نامدار شاپور الیاس عیار کرہ بن اشقر پر سوار ہوکر اِس شوکت و شان سے
کوچ کیا جب دیر پریزادان فتح ہوا سہیل جوالہ زن قتل ہوئی باشندگان دیر پریزادان نے
شکست کھائی لاشہ سہیل جوالہ زن لیکر بھاگے ایرج نے فقط دو دن مقام کیا پھر کوچ کردیا مگر
لاشۂ سہیل جوالہ زن لیے ہوئے ساٹھ ستر ہزار ساحران غدار بھاگے ہوئے جاتے ہین راہ
مین ایک قلعہ ہو نجم آتشبار باپ سہیل جوالہ زن کا اُس قلعہ مین رہتا ہو اُسکو خبر پہونچی کہ
دیر پریزادان فتح ہوا لاشۂ سہیل جوالہ زن آتا ہو یہ خبر سُنکر قلعہ سے گھبرا کر باہر نکل آیا بیٹی کا لاشہ
دیکھکر بہت رویا لاشہ کو جلوا دیا ہرکارون نے آکر خبر دی کہ نبیرۂ صاحبقران شاہزادہ

ایرج نوجوان بجمعیت چھ لاکھ ساحران غدار و پہلوانان عالی وقار منزل بمنزل قلعہ جات فتح کرتا
ہوا آتا ہی حقیقت یہ ہی جو قلعہ راہ مین ایرج کو ملا بمردی و مردانگی اُسکو فتح کیا اگر وہان ساحر
ہوے تو صیقل جا پڑا ساحرون نے یورش کرکے حاکم قلعہ کو مار لیا اگر غیر ساحر ملے ایرج نے سلوون کو
منع کیا پہلوانون کو ساتھ لیکر جا پڑا سر سواری قلعہ لیا ایک شب قلعہ مین رہے گرز و سکہ نام پر
سعد بن قباد کے جاری کیا پھر چل نکلے مگر انجم آتشبار یہ خبر سُنکر بھڑکا تین لاکھ ساحر لیکر قلعہ
سے نکلا بارگاہ استاد کرکے ٹھہرا مقصود یہ ہی کہ آگے ہی ایرج کو روکونگا آگے نہ بڑھنے دونگا اپنی
دختر بلند اختر کے خون کا بدلا لونگا اس فکر مین اُترا ہوا ہی ایک ابر آتشبار تیار کیا آسمان پر ابر
آتشبار لہرا رہا ہی نہایت گرم مزاج آتش خو اسی فکر مین کہ جب لشکر وہان پہونچے یہ آگ برسا کر
سب کو پھونک دون اپنی سرحد مین جھنڈے مدون اس فکر مین انجم آتشبار بارگاہ مین بیٹھا ہی ہرکارے واسطے
خبر کے بھیج چکا ہی یہان شاہزادہ صیقل آئینہ دار سے شب کو ماہ عالم افروز نے کہا اے شہریار
مجھکو خبر مل چکی ہی کہ سہیل جوالہ زن کا باپ انجم آتشبار فوج ساحران غدار لیکر قلعہ سے نکلا ہی
اسی فکر مین ہی کہ لشکر کو آقاے نامدار کے تباہ کرے آپ ٹالا بارگاہ کا مجھکو مرحمت فرمایئے مین
بطور پیشرو لشکر آگے بڑھون کانٹون کو پاک کرون اس مغرور سے سمجھ لون اگر آپ در آقا قبل
مین پہونچے لشکر ساحران پر آگ برسے گی چشم زدن مین شکست ہو جائیگی پھر قدم نہ جم سکیگا لشکر
غیر ساحران حرارت آتش سے نہ تھم سکیگا رات کو صیقل آئینہ دار نے ایرج نوجوان سے عرض کی
غلام امیدوار ہی کہ عہدۂ پیشروی لشکر اس خیرہ کو مرحمت ہو کوئی ساحر ہی انجم آتشبار کہ اُسنے آکر
سرکار کا راستہ روکا ہی ملکہ عالم افروز اس اقلیم کی واقفکار ہین اُنکی زبانی خبر معلوم ہوئی اُس
آتشخو نے انتظام کر لیا دو کوس قلعہ سے بڑھ کر راستہ روکا انتظام واجب و لازم ہی غلام
اُسکے مقابلے کا عازم ہی ایرج نے حکم دیا صیقل آئینہ دار نے ملکۂ عالم افروز کو ساتھ لیا
ملکہ انجم ماہ رخسار نے کہا مین بھی چلونگی رات ہی کو صیقل آئینہ دار نے ساٹھ ہزار ساحر لشکر
سے منتخب کیے آپ مرکب پر سوار ہوکے آگے بڑھا ایک جانب ملکہ عالم افروز ایک جانب ملکہ
انجم ماہ رخسار تخت تالا بارگاہ زربفت کا لدوا لیا اس شوکت شان سے صیقل بڑھا راتون رات قطع منازل
و طے مراحل کرتے ہوے آتے ہین ماہ عالم افروز نے کہا اے شہریار آپ فوج کو لیکر آیے ہین

مین آگے بڑھکر دیکھون اُس بیچارے کیا انتظام کیا یہ کہکر طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی آسمان مین
ڈوب گئی ایک پہاڑ پر اُترکر دیکھا کہ ابر آتشبار آسمان پر لہرا رہا ہی انجم آتشبار اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا
سحر کررہا ہی صیقل آتش کے آگے جب دوہتڑ مارا یا سامری کہکر شعلۂ آتش بھڑکا اُس ابر مین جاکر
شعلہ غائب ہوا ماہ عالم افروز نے سرکوہ سے یہ معاملہ دیکھا اُسی پہاڑ پر بیٹھکر جو کا دیا روئی
جھولی سے نکالی چند قطرات آب روئی کے گالے پر ڈالے سحر کرکے بلند کیا تھوڑے عرصے مین
ابر دھوین دھوکار بنکر تیار ہوا کہ اُس مین برف کی سلین بھری ہوئی ہین یہ ابر بلند ہوکر سر ابر آتشبار
پر پہونچا اب ماہ عالم افروز کھڑی ہوئی ٹہل رہی ہی انجم آتشبار اس انتظام سے غافل
صبح ہوتے بارگاہ سے نکلا اپنے نزدیک ابر کو خوب زور دیکھا صبح کو دیکھا کہ صحرا سے گرد
اُڑی پشت مرکب پر شاہزادہ صیقل آئینہ دار اژدہان آتش فشان پر اٹالا بارگاہ زربفتی
کالا ہو بصد صولت و شوکت لشکر ساحران چلا آتا ہی یہ بیچا سمجھا کل لشکر نبیرۂ حمزہ کا آگیا تعجیل
تمام بارگاہ مین آیا ابر آتش فشان کو اشارہ کیا وہ ابر کڑکتا ہوا اوپر لشکر صیقل کے آیا
ماہ عالم افروز نے پہاڑ سے سحر کیا ابر برف بار ابر آتشبار پر گرا اسقدر برف برسی کہ ابر آتش فشان
ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا انجم آتشبار نے دیکھا میرے لشکر پر برف برسنے لگی برف سے
ہزارون ساحر ٹھنڈے ہوے اپنے ابر کو دیکھا لخت لخت ہوگیا جاکر لشکر دشمن پر آگ نہ برسائی
گھبرا گیا صیقل آئینہ دار نے دیکھا کہ ابر آتش فشان ہمارے لشکر پر آگیا تھا لخت لخت ہوکر پلٹ گیا
سمجھے کہ ماہ عالم افروز نے یہ کام کیا طاؤس زرین بال کو بڑھایا دیکھا برسرکوہ ماہ عالم افروز سحر
کررہی ہین صیقل آتش تدبیر کو دیکھکر مثل گل شگفتہ ہوا طاؤس کو لاکر پہاڑ پر آتارا تنہا پاکر جوش
محبت مین گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا اے ملکۂ عالم ماشاء اللہ کیا معقول تدبیر کی ابر
آتش فشانی مٹایا برف تمھاری لشکر پر آتش خو کے برس رہی ہے بہت بدحواس ہو
تمنے بڑا کار نمایان کیا آقاے نامدار بہت خوش ہونگے وہ بھی چل نکلے ہین آیا ہی چاہتے ہین
ماہ عالم افروز نے سر جھکالیا شرماکر کہا اے شہریار میرے نزدیک یہ مناسب ہے کہ آتشبار
مکار گھبرا رہا ہو فوج کو ساتھ لیکر حملہ کردیجیے بے لڑے بھڑے بھاگے گا ابھی فتح ہوجائیگی
مین تو ٹہرتی ہون آپ لشکر لے کر آئیے یہ کہکر ماہ عالم افروز سحر کرکے بلند ہوئی صیقل طاؤس

آکر لشکر مین آیا ملکہ انجم ماہر خسار ترتیب لشکر مین مصروف تھین صیقل آئینہ دار نے کہا ملکہ
لشکر بڑھاؤ ملکہ ماہ عالم افروز یکہ و تنہا جا پڑین اگر وہ ابر آتش فشان کو نہ مٹاتین ہزار ہا
بندگان خدا جل جاتے ملکہ انجم نے کہا مین چلی یہ کہکر ملکہ انجم نے لشکر کو اشارہ کیا صیقل
آئینہ دار کب کو بڑھا کر چلا ساحران ہمراہی حربہ ہاے سحر ہاتھ مین لیکر بجوش و خروش لشکر
انجم آتشبار پر جا پڑے پہلے سب سے آسمان سے نعرہ ہوا تھم ملکہ عالم افروز ابر برف بار
لشکر پر گرا یا گھبرا کے انجم آتشبار بارگاہ سے نکل آیا دیکھا اسنے برف برس رہی ہی بہادر برف بجگیا ملکہ
کھڑی ہین ناگاہ صیقل آئینہ دار کا نعرہ ہوا ایک طرف سے ساحران غدار آپڑے انجم ماہر خسار
و صیقل آئینہ دار و ماہ عالم افروز نامدار بڑھ بڑھ کر سحر کرنے لگے انجم آتشبار گھبرایا ہوا تھر
رہا ہی سحر کو ابر برف کے ہٹایا صیقل آئینہ دار نے آگ برسائی اسنے بڑھ کر آگ کو روکا
انجم ماہ رخسار نے سحر کیا تیر دل دوز چلنے لگے عین گرمی جنگ ہی کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا
سب نے شیر بیشۂ جرات یکہ تاز میدان جلالت نقد روح روان قاسم عالی شان شاہزادہ
ایرج نوجوان بصد شوکت و شان پشت کرہ بن اخضر پر سوار تیغہ دو دمہ سکندری کے قبضہ
پر ہاتھ سرداران صف شکن جوانان تیغ زن تلوارین کھینچے ہوے آکر اس لشکر نکبت اثر پر گرے
ملکہ مہوش تخت پر گرد ساحر گھیرے ہوے کئی نقارے بجتے ہوے آتے ہی صفون کو
درہم و برہم کر دیا انجم آتشبار گھبرایا یقین کامل ہوا کہ افراسیاب سردار ایسے جانباز ایسے
کیونکر جان بچے گی قلعہ کی جانب بھاگا اتنے عرصے مین شاہزادہ صیقل آئینہ دار نے چہار جانب
آگ لگا دی خیمے بارگاہین لوٹ لین جادر جلنے لگی ملکہ ماہ عالم افروز اس اقلیم کی واقفکار
ہی پکار کر آواز دی تھا جو کیون جان دیتے ہو اطاعت دین حق قبول کرو ہزار ہا ساحر دوڑ
دوڑ کر قدمون پر ملکہ ماہ عالم افروز کے گرے ماہ عالم افروز نے ایرج نوجوان سے خطا
معاف کرائی یہ جوا ہا لیان لشکر پر ثابت ہوا کہ اس شیر دلیر کو مٹا دینا منظور نہین امان
ملتی ہی ہزار ہا ساحر شریک ہوگیا جنگ سے عاجز ہو چکے تھے صداے الامان بلند ہوئی
انجم آتشبار جو قلعہ مین بھاگا مال اسباب اٹھوا کر بار کرا یا قلعہ سے نکلکر بھاگا جب یہ قلعہ سے نکل چکا
تب ماہ عالم افروز کو بڑھ کر ہرکارون نے خبر دی انجم آتشبار نکل گیا ملکہ نے بڑھ کر ایرج

نوجوان سے عرض کی حضور باغی جاتا ہی ایرج نوجوان نے باگ پھیری ملکہ ماہ عالم افروز سے
فرمایا اس قلعہ سے تابہ دیر یزدان حکومت سلطنت تمکو دیگئی تم اپنا انتظام کرو گرد سگہ نام
پر سعد بن قباد کے جاری رہے خراج کا یہ طریقہ ہی کہ بعد مصارف فوج کچھ بیضہ ہاے زرین
بطور خراج روانہ کیا جاے ملکہ ماہ عالم افروز نے دست بستہ عرض کی کہ ہمنے قدمبوسی اسواسطے
نہین کی ہی کہ حکومت ممالک حاصل ہو حضور کے ساتھ آمادۂ جانبازی و سرفروشی ہین جو حضور
کا قصد ہو وہی کنیزان شاہی بھی چاہتی ہین کہ تا بطلسم ہوش ربا حضور کے ساتھ چلین لاتنغ بڑے
بادشاہ عالیجاہ سے مقابلہ یہ بھی ہمکو خبرین گذر چکین کہ طلسم کشا نے کل مرحلہ جات طلسمی فتح کیے
افراسیاب جادو خود جنگ کر رہا ہی اُسنے اپنے کمال کے بھروسے پر یہ نمک حرامی
کی تھی کہ شہنشاہ لاچین کو گرفتار کر لیا طلسم ہوش ربا پر قبضہ کر لیا اب وہ اپنا کمال سحر
دکھلا رہا ہو کوئی اُس سے مقابلہ نہین کر سکتا اسد نامدار تو فاتح طلسم ہوشربا ہین صاحب لوح
صف شکن تیغ زن سترہ سو سرداران افراسیاب جادو انکے شریک ہین اسیر افراسیاب
نے زمین ہلادی کسیکو نہین مانتا اور حضور اُس طلسم سے غیر ہین اگر ہم لوگ ہمراہ نہونگے بندگان
عالی کا پہنچنا دشوار ہی پس ایسے وقت مین سایۂ دولت سے جدا ہونا خیر خواہی سے بعید ہی سامنے
سرکار دولت مدار کے جان دینا نمکخوارون کی عید ہی ایرج نے فرمایا بہت جلد لشکر آراستہ
ہو اس ملعون کا تعاقب کیا جاے یہانسے نکلکر جانے نہ پائے ملکۂ ماہ عالم افروز نے کھڑے
کھڑے اُس ملک کا انتظام کیا اپنے مصاحبون مین سے ملکہ نرگس خوش چشم کو وہان کی حکومت
سپرد کی اور حکم دیدیا کہ تا بہ دیر یزدان فکر رکھنا ملکہ نرگس خوش چشم کو چھوڑ کر اہالیان شہر سے
آواز دی جس کسی نے اُسکے حکم سے گردن تابی کی اُسنے خلاف حکم صاحبقران کیا یہ بھی
خبر مل چکی ہی کہ صاحبقران زمان لڑتے بھڑتے لقا سے تا بہ قلعہ وخانیہ پہونچ چکے ہین اگر
اس طرف نزول اجلال و ورود اقبال فرمائین کل اہالیان شہر استقبال کرین دشمن کو
اُنکے ٹھہرنے نہ دین اگر ہو سکے لقا کو گرفتار کرنا وہ خود مردود عواے خدائی کرتا ہے دم
یکتائی کا بھرتا ہی لاکھون بندگان خدا کو برگشتہ کیا اور باختر سے تا بہ کوہ عقیق لڑتا بھڑتا آیا مگر
صاحبقران زمان کو بڑا بڑا صدمہ پہونچایا سنتا ہی کہ اس شہریار نے قسم کھائی ہی کہ بدون قتل

دمر دشاہ باختری واپس ہونگا یہی اُس شہریار کا عہد ہی بخوبی اہالیان شہر کو سمجھا کر اُسی وقت اٹھا لا
بارگاہ زربفتی کا للا شاہزادہ صیقل آئینہ دار و ملکہ انجم ماہر خسار و ملکہ ماہ عالم افروز
و ظلم و قیلم وغیرہ سرداران قدیم سمٹ کر ایک مقام پر آئے ایرج نوجوان اُسی طرح دریاے
خون مین نہاے ہوے نام طلسم ہوش رُبا سُنکر فرحت تازہ و سرور بے اندازہ حاصل ہوتا ہی
اِس اقلیم مین اگر یہ بھی خبر سُنی کہ سرحد طلسم ہوش رُبا مین آگئے انجم آتشبار جو بھاگا ہی یہ خاص
افراسیاب جادو کا خراج گذار تھا تصویر دلپذیر ملکہ بران شمشیر زن آنکھون کے سامنے پھر گئی
دل مین خیال ہی کہ ایسے وقت یہ سمجھین کہ ملکہ بھی مصروف جنگ ہون ہم بھی اُسوقت جا کر
پہونچ جائین مگر شاپور سے تاکید ہی کہ انجم ماہر خسار و ملکہ شیشہ منوش عاشقان جمال
ہین ملکہ بران شمشیر زن اس راز سے نہ آگاہ ہونے پائین لشکر مین ہمارے یہ ذکر نہو شاپور
نے کہا ای شہریار یہ شاہزادیان مطیع حکم حضور رہین نظارۂ جمال سے اُنکے قلب کو مسرت ہین بخوبی
لشکر کا انتظام کر کے سب سے آگے ایرج نوجوان عقب مین سرداران مذکور چار سو نقارہ
طلائی و نقرئی بجتا ہوا علم ہاے زرنگار کے پھر ہرے کھلے ہوے خریداران جنس جرأت بھی
لڑائی پر تلے ہوے اس شوکت و شان سے تعاقب مین انجم آتشبار کے چلے وقت پر اُنکا
بھی ذکر تحریر ہوگا یہان لشکر اسد نامدار مین افراسیاب جادو مقابلے مین فرد کش ہے کئی مرتبہ
افراسیاب جادو نے طبل جنگی بجوایا بڑے قیامت کے سحر کرتا ہی کوئی اسکے سحر کی برداشت
نہین کر سکتا دوسرا امر یہ بھی ملحوظ رہے کہ جب جنگ مغلوبہ ہوتی ہی تو افراسیاب جادو
ہشتار ہوا فوج اسد غازی کو لگا کر سایہ گنبد مین لاتا ہی گنبد سے تیر تلوارین گرز خنجر نیزے
برسنے لگتے ہین سواے اُسکے کہ سایہ سے جب ہٹ آتے ہین تب بلاے آسمانی
سے نجات پاتے ہین جب اِدھر سے زیادہ دباؤ پڑتا ہی یعنی اسد نامدار بڑھتے بھڑتے قریب
افراسیاب جادو کے پہونچتے ہین خوب آگاہ ہو چکا ہی کہ اہل اسلام طبل بازگشت کے پابند
ہین طبل بازگشت بجوا دیتا ہی اسد غازی پلٹ آتے ہین ایک شب کو لڑ بھڑ کر پلٹے دربار
مین آکر جمع ہوے لاچین نے کہا ای شہریار اس پانچ میدان داریون مین کئی سو سرداران
نامی سیار گلشن جنان ہوے حسرت فتح طلسم لیکر پردۂ دنیا سے گئے افراسیاب جادو نے

تیس برس ہوش رُبا مین سلطنت کی مین نہین آگاہ ہون کہ یہ تیر تلوار برسنے کا کیا باعث ہی اسکا دفع
ہونا کس بات پر موقوف ہی اسی وجہ سے ہماری فوج کے لوگ بہت قتل ہوے آج بھی لاکھ
آدمی کا کھیت پڑا ہے ہمارے ساٹھ ہزار چالیس ہزار افراسیاب جادو کے قتل ہوے
سب سرداروں نے صلاح کرکے خواجہ عمرو چالاک کو طلب کیا اب اُسوقت سب عیار بھی جمع
ہین انجمن مشاورت منعقد ہوئی صلاحین ہونے لگین شہنشاہ لاچین نے دامن خواجہ عمرو کا تھام
لیا کہا ای یاور غریبان ای دادرس بیکسان ای عیار طرار ای مصاحب صاحبقران عالی وقار
آپ کی جستجو سے طلسم ہوش رُبا فتح ہوا اب قتل افراسیاب جادو باقی ہی آپ نے ملاحظہ فرمایا
یہ گنبد افراسیاب جادو نے کیسا بنایا میری جستجو سے یہ مقدمہ خارج ہی مین نہین جانتا کہ یہ بلا کیونکر دفع
ہوگی جب افراسیاب لڑتا ہوا زیر گنبد پہونچتا ہی وہ بلا لشکر پر نازل ہوتی ہی ہم کچھ نہین کرسکتا
مجبور ہوجاتے ہین اُسکی فکر آپ کی ذات پر موقوف ہی اگر آپ فکر کرین تب یہ مقدمہ حل ہو ایسا
نہو قتل افراسیاب جادو مین خلل ہو ایسا افراسیاب کو اس امر پر بھروسا ہی کہ طبل جنگی بجوا کر
سر میدان آتا ہی سواے حضور کے کسی سے منہ نہین پھیرتا خواجہ عمرو نے فرمایا میان اسد
نامدار فتاح طلسم ہوش رُبا مین آپ سحر و ساحری مین یکتا ہین میری بیچارہ کس شمار و کس قطار مین
وقت پر بھی کوئی ہماری پوچھتا ہی مین مدتون توسن حصار پر قید رہا جو کچھ مال میرے پاس تھا وہ
مہاجنون نے رکھوا لیا تھا اُسکے نوکرون نے چھین لیا قرضدار صبح کو آکر مجھکو گھیرتے ہین مین سود
دیتے دیتے حیران ہوگیا کوہ عقیق سے خط پر خط چلے آتے ہین حمزہ نے تنخواہ بھی موقوف
کردی اہل وعیال تباہ مثل مشہور ہی مصرعہ پراگندہ روزی پراگندہ دل جب انسان جمع
معاش سے مہلت پاتا ہی تب سب کچھ ہوسکتا ہی مین کہان جاؤن کیا تلاش کرون آپ تو مرغ زرین
بنے ہوے تخت پر بیٹھے رہتے ہین ہم جفاے افلاس سہتے ہین بس مین کیا کرون مجھے بھی یقین ہی کہ
ایک دن افراسیاب جادو تمکو اور تمھاری زوجہ کو قتل کرڈالے گا میرا کیا ہرج ہوگا مین خدمت
مین اپنے آقا کی چلا جاؤنگا اس کشاکش سے مہلت پاؤنگا جاکر دامن اپنے آقا کا تھامون کہ
کیون اذنا منصف ہمنے تو تیری اولاد کے ساتھ جانبازی کی یہان دفتر مین ہماری غیر حاضری لکھی
گئی تین روپیہ مہینے پر یہ نانا ہی اُسمین غیر حاضری کاٹی جاتی ہی لاچین نے یہ جھگڑا سُنکر سر جھکا لیا

اسد نامدار نے دو لاکھ روپیہ کا رقعہ لکھکر بارگاہ مین ڈال دیا اور پکار کر آواز دی سب عیاران جانباز
موجود ہین جو صاحب شکست گنبد کی فکر کرین وہ اسقدر مال لین یہ سنتے ہی خواجہ عمرو نے تو اس
طرف سے منھ پھیر لیا برق و چالاک اپنے مقام سے اُٹھنے لگے خواجہ عمرو نے اُٹھکر دونون کو
دو دو کوڑے مارے کہا او نالایقو تمھاری وجہ سے مقدمہ قلیل ذلیل ہوتا ہی کچھ خاک نہو سکے گا
روپیہ کا نام سُنکر گھبرا گئے برق تو خاموش ہو رہا چالاک نے عرض کی کس مقام پر آپکے غلام
رہگئے بیشک پتہ لگائینگے خواجہ عمرو نے فرمایا ابھی روپیہ ہمین منگوا دو تو ہم تلاش مین نکلین اسد
غازی نے دست بستہ عرض کی کہ خوب حضور آگاہ ہین یہ حق و مال غازیان دیندار و مجاہدان
تہور شعار کا ہی یون نہین ملیگا ایک خیمے مین جمع کر دیا جاتا ہی جسوقت یہ بلا دفع ہوے لیجیے
خواجہ عمرو بہت جھلائے اسد غازی نے نمانا بڑبڑاتے ہوے خواجہ عمرو اُٹھے چالاک و
برق کو برا کہتے ہوے کہ ان نالایقون نے فتور ڈال دیا یہ وہ مقدمہ تھا کہ سب صاحب فوراً
یہان جمع کرتے تب اُسکی تدبیر کیجاتی مہرخ و بہار کی جانب متوجہ ہوے فرمایا صاحبو ہمنے
پندرہ برس جانبازی کی اسکا یہ پھل پایا کہ ہم غیر معتبر ہین روپیہ ہمکو دیدین تو ہم لیکر
بھاگ جائین جیسے خود اُٹھائی گیرے ہین ویسا ہی اور کو بھی جانتے ہین سب طرح خواجہ عمرو
نیچے پیٹتے اسد غازی نے منھ پھیر لیا مہرخ و بہار وغیرہ نے نام سے زاد راہ کے دس پانچ
ہزار پیش کیے مہ جبین کی طرف متوجہ ہوے فرمایا تم تو بی بی شاہزادی ہو افسوس ہی تمھاری
تقدیر پھوٹ گئی دربان بچے کے ساتھ تمھاری شادی ہوئی انکے باپ کے دادا نامدار پہلوان
عادی حمزہ کے لشکر مین دربان ہین اُنکی اوقات ہمیشہ قزاقی مین گذری انکے والد کی مین نے
آبرو بڑھائی حمزہ کی بیٹی کے ساتھ شادی کرائی خانہ داماد دیے گئے اب انکے دماغ عرش اعلے
پر پہونچے اپنی حقیقت کو بھولتے ہین سب لات انکے کہونگا اسد غازی نے کہا جو بیتے چاہیے
کھیئے روپیہ کام کرنے پر ملیگا مہ جبین نے لاکھ روپیہ منگوا کر پیش کیے اسد غازی اسپر بھی
اشارہ کرتے تھے صاحب دو نہین وعدہ کرلو خوب ٹلہی کر کے کام کرینگے مہ جبین نے نہ مانا
خواجہ عمرو وہ روپیہ لیکر لاچین وغیرہ سے رخصت ہوے چالاک بن عمرو بھی ایک جانب چلا
خواجہ عمرو کو منظور ہی کہ یہ راز کیونکر دریافت کرون یہ تحفہ جات طلسم کیونکر ملین اول چال

فرحت مآل مہترین مہتر چالاک بن خواجہ تحریر ہوتا ہے کہ چالاک بھی اسی فکر مین نکلا کہ کیونکر یہ میدان
فتح ہونے پر طلسم کے یہ افتاد بڑا چاہتی ہے سوچتا ہوا جاتا ہے یہ بھی ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام
رہے کہ افراسیاب جادو طبل جنگی بجوا کر بذات خود میدان مین آتا ہے صرصر پر بھی
تاکید ہے کہ اے صرصر ابھی تک بڑی خیر ہے کہ مین میدان کارزار مین نکل کر لڑتا ہون یہ گنبد
مین نے بطور قلعہ بنایا ہے اگر اس مین جا بیٹھون تو طائر وہم وخیال مجھ تک نہ پہونچے تمکو بھی منا(سب)
ہے کہ اسد غازی کی فکر کرو اے صرصر اگر لوح قبضے مین آجائے جیسے جیسے دھوکے مین نے
کھائے اسکا بدلا کرون فوراً اسد غازی کو قتل کر ڈالون صرصر نے عرض کی کہ لونڈی فکر
مین ہے دن بھر مین چار چار پھیرے لشکر اسلام کے کرتی ہے آپ یہ تو ملاحظہ فرمایئے علاوہ
اُن چھ عیارون کے نورالدہر کا عیار شبرنگ بدیع کا شاطر امیر بن عمرو و قاسم کا
عیار سیارہ بن عمرو یہ بھی جا بجا حفاظت کرتے ہین پرندہ پر نہین مار سکتا دوسرے کی کیا
لیاقت ہے کہ اسد غازی پر دست انداز ہو مین نے فکر کی ہے امروز فردا مین گرفتار کرکے
لاتی ہون تامل نفرمایئے گا فوراً قتل کیجیے گا افراسیاب نے کہا اے صرصر اب تسلی ہو تامل کا
وقت نہین ہے اپنے ہاتھ سے قتل کرونگا صرصر بھی فکر مین چلی صبا رفتار نے خبر دی عمرو چالاک(ی)
کل سے لشکر مین نہین ہین یہ سنکر صرصر دلیر ہوئی جادوگرنی کی شکل بنکر لشکر مین خوش وخرم
پھرنے لگی چالاک بن عمرو تین دن برابر صحرا مین پھرا کوئی نشان نہ ملا ایک دن ایک پہاڑ
پر سے چڑھ کر دیکھا آٹھ نو سے جوان ایک مقام پر فروکش ہین خستہ وشکستہ پریشان ایک
ٹوٹی سی بارگاہ بھی استادہ ہے چالاک فقیر بنکر لشکر مین آیا کسی بنئے بقال سے پوچھا یہ کسکا لشکر
ہے لوگون نے کہا شاہ صاحب مقام عبرت ہے شہنشاہ نیلم شکست کھا کر بھاگا ایسا بے سامان
ہو کر نکلا کہ اس حال سے اس مقام پر اُترا ہوا ہے ایک دن وہ تھا کہ شہنشاہ افراسیاب
سامری محل مین اپنا شرف جانکر برائے ملاقات شہنشاہ نیلم آتے تھے اب جو انھون نے
نامہ اپنی تباہی کا لکھا کسیکو برائے استقبال بھی نہ بھیجا یہ جواب آگیا کہ جس حال مین ہو اسیطرح
چلے آؤ یہ بھی ظاہر ہے کہ اگر یہ جا کر شرکت افراسیاب کرین اور طبل جنگی بجوا کر میدان کارزار
مین نکلین تو اب بھی کوئی انکا ہم نبرد نہین ہے سحر سے طبقے زمین کے ہلا دینگے

زمین کو آسمان پر پہونچا دینگے سامان ظاہری جو مٹ گیا اس وجہ سے افراسیاب جادو نے بھی
خبر نہ لی یہ مضمون سنکر چالاک لشکر سے نکلا کنارے آنکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا صرصر
شمشیر زن کی شکل بنکر تیار ہوا جست و خیز کرتا ہوا لشکر نیلم میں آیا الٹا ہوا بی صرصر تشریف لاتی
ہیں نیلم کو خبر پہونچی بارگاہ سے نکل آیا ایک ٹوٹا سا تاج پہنے ہوئے چہرہ اُداس عالم یاس
صرصر کو دیکھتے ہی آواز دی ملکہ صرصر آج کدھر کی ہوا ہی کہ تم نے ہمکو سرفراز کیا شہنشاہ کو
ہمنے نامہ لکھا تھا حکم ہوا کہ چلے آؤ وہ دن شہنشاہ بھولے کہ ہمنے گھر لاچین کا سٹایا اُنکو
بادشاہ بنایا پریشانی میں ہماری خبر نہ لی چالاک نے کہا اے شہنشاہ آپ کو ناحق انتشار ہی
افراسیاب جادو اُسی طرح آپ کا خواستگار ہے مجھ سے تنہائی میں فرمایا جا کر میرے قوت
بازو کو لاؤ تمھاری بربادی ایسی بے سبب ہوئی ایک شب میں سواج کا لشکر تباہ ہوا چالاک
تمھاری صورت بن بیٹھا صرخ وغیرہ کو بلا کر تباہ کرایا چاہ نیلوفر میں بھی انتظام آپ سے
نہ بن پڑا اب وہ وقت ہی کہ شہنشاہ خود میدان کارزار میں نکلتے ہیں ہر روز دو چار سردار
قتل کر کے پلٹ جاتے ہیں اگر آپ ایسا قوت بازو ساتھ ہوا ایک ہفتے میں لڑائی فتح
ہو جائے نیلم نے کہا صرصر اب بھی اگر میدان کارزار میں ڈوب جاؤں اور جو سحر میرے
قبضے میں ہیں انکو صرف کروں لاچین کو کب بھاگتے نظر آئیں صرخ و بہار وغیرہ لونڈی
غلام ہیں اُنکی کیا حقیقت ہی چالاک نے کہا حضور تخلیہ کریں اب وہ وقت ہی کہ دیوار در ہم
گوش دارد عیاران اسلام نے تمام ہوش ربا میں غدر ڈال دیا اسد غازی نے جا کر بڑے
زور شور سے مرحلہ جات فتح کیے ایسا ہو میرے آنے کی کسیکو خبر ہو جائے کوئی عیار دوڑ
پڑے کام بنا بنایا بگڑ جائے نیلم جلدی میں اُٹھ کھڑا ہوا صرصر کا بھی آنا اُسکو غنیمت ہوا
خیال میں ہی کہ اسوقت بڑی بات ہی کہ صرصر کے ساتھ جاؤں سردار میرے آوازے کستے
ہیں اپنی تقدیر کو روتے ہیں مجھپر ہنستے ہیں کہ شہنشاہ نے میری خبر نہ لی صرصر سے باتیں کرتا
ہوا الگ خیمے میں آیا چالاک نے کہا منقل آتش منگوایئے شہنشاہ نے ایک سحر تعلیم فرمایا ہی
کہ شہنشاہ نیلم اُس سحر کو لیکر آئیں میں ادھر سے لڑتا بھڑتا نکلوں گھیر کر سبکو مار لیں اکیلا اسد
غازی کیا کر سکیگا عجائب و غرائب سحر سے اُسکو بھٹکا دینگے جنگل میں مارا مارا پھریگا نیلم نے

بہ تعجیل آگ روشن کی چالاک نے لوبان اپنے پاس سے نکال کر دیا کہا اسکو آگ پر جلایئے دھوین
سے ایک پریزاد پیدا ہو گی راز دنیا و جنگ تعلیم کردیگی نیلم نے لوبان ہاتھ مین لیکر آگ پر پھینکا
آگ سے دھوان نکلا ارے کہکر شہنشاہ نیلم بیہوش ہوا چالاک نے زبان مین سوز لیج یا ایک صندوق
مین نیلم کو بند کر لیا آپ اسکی شکل بنکر باہر نکلا اہالیان لشکر سے کہا جلد لشکر تیار کرو سبنے پوچھا
حضور صرصر کہان گئی کہا یارو نادان ہو ہوا کو کون دیکھ سکتا ہے شہنشاہ نے ہم کو باعزاز و
اکرام طلب فرمایا ہے اب جنگ طلسم کشا ہماری تجویز پر موقوف ہے چلتے ہی قباحتین بہم پاکر نیگے
ایک سحر بھی عمدہ افراسیاب نے بھیجا ہے وہ سحر مین نے قبضے مین کر لیا یہ طاقت بہم پہونچی
کہ لاکھون کو پلک جھپکاتے مین قتل کر ڈالونگا جاتے ہی میان لاچین کا امتحان لونگا آنکھ چار
کرکے کہونگا مین وہی شہنشاہ نیلم ہون جسنے تمھاری مشکین باندھ کر زندان توسن حصار مین
قید کیا تھا پھر اپنے کوہ نیلم پر جاؤنگا وہی ملک و مال وہی جاہ و جلال حاصل ہوگا ساتھ والے
تو ترس رہے تھے وہی لباس کہنہ پہنکر تیار ہوئے ایک ہوادار شکستہ پر نیلم نقلی سوار ہو کے
صندوق نیلم کو چھکڑے پر لدوا لیا سب سے کہدیا سحر تعلیم کردۂ افراسیاب اسی صندوق مین
بند ہے جو کوئی اسکو ہاتھ لگائیگا دیوانہ ہو جائیگا اس شوکت و شان سے چالاک بن عمرو بصورت
نیلم اُن بارہ سو جوانون کو اپنے ساتھ لیکر طرف افراسیاب جادو کے چلا بروقت روانگی
ایک عرضی اس مضمون کی لکھی اے شہنشاہ ملک ڈال میرے قبضے سے نکل گیا جاہ نیلوفر
برباد ہوا مین خدمت مین آتا ہون چند سحر جو میرے پاس کانات کے ہین آتے ہی اُنکو
صرف کرونگا چالاک تو بشکل نیلم طرف لشکر افراسیاب کے چلا اسکا بھی ذکر وقت پر تحریر
ہوگا مگر مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری تلاش مین اُن تحفہ جات کے نکلے ہین دیکھیے
کہان پہونچین برصرصر شمشیر زن افراسیاب جادو سے وعدہ کرکے کئی دن لشکر اسد مین
پھری دیکھتی ہے کہ لشکر قہار مین ایک دریا موج مار رہا ہے لشکر لاچین الگ ہے لشکر کوکب
ایک جانب فوج جہاندار شاہ ایک سمت فردکش ہے پھرتے پھرتے قریب بارگاہ ملکہ تصویر پہونچی
یہ بارگاہ معشوقہ بدیع الزمان ہے جو معشوقین طلسم خورشید نگار سے آئی ہین اُنکی بارگاہ ہین گرد
بیچ مین بارگاہ ملکہ تصویر در دولت پر چوبدار لیسادل حاجب بان چوبدارنیان قلماقنیان ہزار

درہزار حاضر ہین صرصر نے ایک کنیز سے پوچھا اس بارگاہ مین کون صاحب ہین اُسنے کہا ملکہ تصویر طلسم کشا کے ماموں جان کے معشوقہ کی آج کچھ طبیعت علیل ہے طلسم کشا بھی تشریف لائینگے صرصر نے کلیجہ تھر کا کر کے نرگس نامے ایک خواص کو بیہوش کیا اسکی شکل بنکر محل مین آئی دیکھا ملکہ تصویر چھپر کھٹ پر لیٹی ہین گرد کنیزان زرین پوش مصاحبان پری پیکر خدمت گذاران سیمبر بصد کروفر حاضر ہین صرصر ہنستی ہوئی قریب ملکہ تصویر کے آئی تصویر نے ہنسکر پوچھا کیوں نرگس آج کیا تماشا دیکھا صرصر نے عرض کی خدا حضور کے جاہ و جلال کو دو چند کرے حضور علیحدہ چلین تو مین کچھ عرض کرون مین نے خبر پائی کہ صاحبقران زمان بھی آتے ہین لقا کو شکست فاش ہوئی زوجہ خاص شاہزادہ بدیع الزمان و ملکہ گوہر سلک مادر نور الدہر اشتیاق مین اپنے شوہر کے اور فرزند کے لشکر صاحبقران کے ہمراہ ہین شاہزادہ والا قدر اسد نامدار سے صلاح کرتے تھے کہ سب معشوقون کو چھپانا چاہیے ملکہ گوہر سلک کے خلاف ہوگا زوجات مین اُنکے وہی صاحب اولاد ہین اُنکا بہت پاس کرتے ہین لیکن اتنا کنیز نے سُنا کہ اسد نامدار نے فرمایا ملکہ تصویر کو نہ چھپائینگے کہ وہ ماموں جان کی ساتھ زندان طلسمی مین قید رہین بڑی بڑی جفائین سہین اور بھی چند باتین سنی ہین وہ باتین راز دنیا کی ہین تخلیہ مین عرض کرونگی ملکہ تصویر اُٹھکر کنارے آئین صرصر عیارہ بجی طرار و فرار تھی باتوںمین اُس نے ملکہ تصویر کو لگایا جب بخوبی متوجہ کر لیا تب گلوری اُٹھا کر دی ملکہ تصویر نے کھائی کھاتے ہی بیہوش ہوئین صرصر نے ملکہ تصویر کو ایک صندوق مین بند کر دیا آپ رنگ و روغن عیاری کا لگا کر بشکل تصویر مسند پر آ کر بیٹھی مگر خوف عیاران سے کانپ رہی ہی کہ ایسا نہو کوئی عیار آکے پہچان لے تو جان بچا کے نکلنا مشکل ہوگا چونکہ مشہور ہوا تھا کہ ملکہ تصویر علیل ہین اسد نامدار جو بارگاہ سے اُٹھے منظور ہوا کہ جا کر ممانی امان کو دیکھ آؤن مصاحبون کو دروازے پر چھوڑا آپ بلا تکلف اندر آئے صرصر کو کنیزون نے خبر دی طلسم کشا تشریف لاتے ہین برائے عیادت حضور تشریف لائے ہین صرصر منھ لپیٹ کر تخلیہ مین چھپر کھٹ پر لیٹ رہی کنیزونکو ہٹا دیا اسد نامدار نے آکر پوچھا ممانی جان کہان ہین کنیزون سے سُنا شب سے حرارت ہی تخلیہ مین تشریف رکھتی ہین اسد غازی پردہ اُٹھا کر اندر آئے صرصر نے اُٹھکر بلائین لین ترقی عمر کی

دعائیں دین پوچھا کیوں فرزند اب لڑائی کی کیا کیفیت ہی اسد غازی نے کہا ابتک کی دن سے
افراسیاب جادو نے طبل جنگی نہیں بجوایا چھوٹے نانا جان تشریف لائین تو تدبیر معقول ہو
صرصر نے باتیں کرتے کرتے گلابی کھینچکر اسد غازی کو جام دیا اسد غازی نے سلام کرکے پیا پیتے ہی
اسد بیہوش ہوا صرصر نے مُہرے کا تو خیال نہ کیا لوح گلے سے اُتاری اسد کا پشتارہ باندھا
نقب کھودتی ہوئی نکلی ایک نخل کے سایہ مین جاکر نقب توڑی گرد و غبار مین اُٹی ہوئی خیمون
کی آڑ پکڑکے بھاگی یہان افراسیاب جادو انتظار مین صرصر کے بیٹھا ہے ناگاہ نیلم بھی
آیا افراسیاب جادو نے وزرا اُمرا کو حکم دیا ہمارے قوت بازو کا حال ابتر ہے وہ ہمارا
قدیم افسر ہی باعزاز و اکرام اُس خوش انجام کو استقبال کرکے لاؤ چند وزیر و مشیر چند تاجدار
برائے استقبال نیلم چلے کنارے پر لشکر کے آکر ملاقات کی دیکھا عجب حال تباہ سے نیلم
آتا ہی سب کو نہایت عبرت ہوئی انگشت حیرت دندان تفکر سے کاٹتے تھے آکر سب نے
سلام کیے چالاک ہنستا ہوا رہوار سے اُترا سب کے ساتھ باتیں کرتا ہوا چلا لشکر حریف کو
دیکھکر ہنستا ہی ساتھ والون سے کہتا ہی یہ لشکر باغیان کیا چیز ہے یہ جو گولا ہاتھ مین ہی سحر
پڑھ کر پھینک دون لشکر مین آگ لگجائے لاکھ کوئی باران سحر برسائے نہ بجھے مال و دولت
میرے قبضے سے نکل گیا کمال علم تو قبضے مین ہی پھر ہوش رُبا کو اُسی طرح آباد کرون گا سلطنت
افراسیاب جادو کو زور دون گا اس پیر زمین گیر لاچین کی یہ مجال ہوئی کہ مقابلے مین ہمارے
شہنشاہ کے آیا ساحر غدار بڑے بڑے تاجدار بڑھ کر افراسیاب جادو کو خبرین سنا رہی ہین
کہ حضور نیلم آپ کا بڑا خیر خواہ ہی سامان و شوکت لاچین کی اسکو بہت ناگوار ہی کہتا ہے
سب کو جاکر قتل کرونگا افراسیاب نے جواب دیا یار وہ میرا قوت بازو زینت پہلو اُفتاد
سے شکست کھائی مین اور وہ ساتھ ہو کر جو لڑونگا کون برداشت کر سکیگا یہ کہکر خود اُٹھا دربارگاہ
پر آکر ٹھہرا دیکھا سامنے سے شہنشاہ نیلم گرد چند مصاحب بحال ابتر آکر پہونچا افراسیاب
بھائی صاحب کہکر لپٹ گیا چالاک بھی خوب چیخین مار کر رویا افراسیاب نے کہا بھائی کیون
روتے ہو جو ملک و مال باقی ہین وہ سب تمھارے واسطے ہین چالاک نے کہا اے شہنشاہ آج
رات کو جاکر بستر خواب پر لاچین و بلقیس کو سوتے مین قتل کرونگا کو کب کا بھی سر کاٹ لون گا

عنایت سے سامری کے وہی ملک و مال وہی جاہ و جلال پھر ہوگا افراسیاب جادو خوش
ہوگیا ہوا اندر بارگاہ کے نیلم نقلی کو لیکر آیا پہلو مین اپنے جگہ دی حیرت نے بھی سلام کیا نیلم نے
کہا ای ملکۂ عالم ایک ہمارے ہونے سے یہ تباہی ہوئی کل ابھی اور رنگ ہوجائے گا کوئی باغی سامنے
نظر نہ آئیگا حیرت بھی خوش ہو کہ لشکر مین ہلڑ ہوا عمر شمشیر زن اسد غازی کو لائی حیرت
نے کہا لوجی نیلم کے آتے ہی لڑائی فتح ہوئی صرصر نے آتے ہی پشتارہ سامنے افراسیاب
کے رکھدیا لوح ہاتھ پر رکھکر نذر دی افراسیاب کا چہرہ خوشی سے سُرخ ہوگیا برق برلے خبر
لشکر کفار مین آیا تھا اسد پر تو افراسیاب نے سحر کیا کہ تمام جسم مین اس شیر بیشۂ جرأت کے
ماران سیاہ لپٹ گئے مگر برق فرنگی یہ خبر وحشت اثر لیکر بھاگا آتے ہی بارگاہ مین ایک چیخ
ماری کہا صاحبو تم سب غافل بیٹھے ہو اسد کو صرصر گرفتار کر لیگئی شہنشاہ نیلم بھی ابھی آکر پہونچا
ہو سامان قتل اسد غازی ہو رہا ہو میرے سامنے افراسیاب نے سحر کر کے اسد نامدار کے جسم
مین ماران سیاہ لپٹا دیئے اُس شیر مین کلام کرنے کی طاقت نہین یہ سنتے ہی لشکر مین غل ہوا
سب سے پیشتر بدیع الزمان نامدار اپنے مقام سے اُٹھے نور الدہر نے قبضے پر ہاتھ ڈالا
غضنفر نے بوق ترکی بجادی بوق مین آواز یہ تھی اے قزاقان تیار شوید تیسری آواز مین
اسی ہزار قزاق پرے باندھکر حاضر ہوئے اٹھارہ امیرزادے ابراہیم بن مالک وغیرہ اُ
لاچین و رگوکب جہاندار و مہرخ و بہار و باغبان و معمار و سرخ مو اے کاکل کشا
و ہلال سحر افگن و ملکہ لعل سخندان و ماران زمین کن نے دونون پاؤن زمین مین مارے
غرق زمین ہوکر چلے کوکب روشن ضمیر چمک کر آسمان مین ڈوبا بران نے اختر مار دید سنبھالا
بھی اُٹھ رہے کہ شاہزادہ سحر العجائب آسمان سیر کا سر کاٹ کر لایا تھا اسنے تو یہی ظاہر کیا
کہ قباد و شہریار کو اسنے کہین چھپا دیا آپ ایک ابر مین جاکر چھپا تھا مین نے باقبال طلسم کشا
اسکو جا کر مارا وہ شہریار جہاں ہونگے اسکے سحر سے محفوظ ہوئے ہونگے اصل مقدمہ کی کسیکو
خبر نہین کہ بتائید غیب شریک حال ہوئی بہر نوع کل لشکر شہنشاہ لاچین و جملہ سردار
آمادۂ مرگ و مہیائے قضا ہوکر چلے قصد ہو کہ لشکر افراسیاب پر جا پڑین لڑ بھڑ کر اپنی جان
دین برق نے جاکر محل مین تلاشی لی جابجا ڈھونڈھا تب ملکہ تصویر کا نشان ملا بدیع الزمان

نے جاکر ملکہ تصویر سے کیفیت پوچھی فرمایا ای شہریار مجھے خبر نہین کسنے مجھکو بیہوش کیا ملکہ لالان
خونقبا محل سے نکل آیئن کلمات حسرت و یاس مہ جبین سنے کیے کہ صاحبو یقین کامل ہوا ہم سبکی
افراسیاب کے ہاتھ سے قضا ہی افراسیاب بڑے بڑے دھوکے اٹھا چکا ہی اب وہ قتل مین شہریار
کے تامل نکریگا کہان تو یہ ہنگامہ ہی تحریر ہوا کہ لاچین و بلقیس بڑے زور شور سے روانہ ہو چکے
بدیع الزمان گرد لشکر شکن و لنز الدہر و قاسم فوجون کو تیار کرکے پشت ہاے مرکب پر
سوار آمادۂ حرب و پیکار سب سے زیادہ شاہزادہ غضنفر بن اسد بیتاب ہی ملکہ نسیم
جانلدھری فوج ساحران کو تیار کرچکی ہر سمت یہی ہنگامہ ہی کہ آج لشکر افراسیاب مین چلکر جان
دینگے یا اپنے آقا کو چھوڑا لینگے یہان افراسیاب جادو قید اسد کو دیکھکر پھول گیا شہنشاہ نیلم
نقلی کا بھی دنگل ہی حیرت جادو کہہ رہی ہی چچا جان آپ کے آنے کی برکت ہوئی چالاک
کے ہوش و حواس پراگندہ جی مین کہتا ہی ای چالاک مین نے عیاری اسواسطے کی تھی کہ
افراسیاب کو گرفتار کرکے خدمت اسد نامدار مین لیجاؤن گا اسکے برعکس ہوا اپنے
آقاے نامدار کو قید آہن مین مبتلا دیکھا اب کیا تدبیر کرون حال اپنا گذشتہ افراسیاب سے
بیان کر رہا ہی مطلب یہ ہی کہ افراسیاب کو باتون مین لگاؤن قتل اسد مین دیر ہو شاید
پروردگار کوئی سامان رہائی کا کرے اگر خدانخواستہ اسد نامدار قتل ہو گیا لاچین وغیرہ
سب بیکار ہو جائینگے ایکدن مین افراسیاب سبکا خاتمہ کر دیگا ای چالاک اب کیا تدبیر کرون ذرا باتون
مین افراسیاب متوجہ ہوا تھا کہ صرصر نے بڑھ کر کہا اے شہنشاہ جس حماقت مین آپ گرفتار مین
پھر وہی خطا ہوتی ہی آپ قتل اسد مین عرصہ کرتے ہین چالاک اپنے کو صرصر سے بھی چھپاتا
ہی کہ ایسا نہو یہ ظالم پہچان لے تو غضب ہو جاے کبھی منھ ڈھک لیتا ہی کبھی نگاہ چوراتا ہے
کبھی طرح طرح ہوتا ہی کبھی بیٹھ جاتا ہی کہ افراسیاب نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا اسد کو مین اپنے ہاتھ
سے قتل کرونگا لوح افراسیاب نے تخت پر رکھ دی نیلم نقلی اٹھ کر افراسیاب سے لپٹ گیا
کہا ای شہنشاہ آپ نے ہمیشہ کے قانون کے خلاف کیا یہی باعث بربادی ہوا آپ کو سامری و
جمشید نے اٹھارہ ملک کا بادشاہ کیا جاہ و جلال مرحمت فرمایا آپ کو کیا ضرورت ہی کہ اپنے ہاتھ
سے قتل کرین بلکہ یہ خدمت مجھکو مرحمت ہو پہلو نشین سامری مصاحب جمشید ملکہ ماہیان و آفات

بالاعلان فرمایا کرتی تھیں کہ بادشاہ ہوش ربا اپنے ہاتھ سے کسی کو قتل نہ کرے ورنہ شاہ کا
خون گھٹتا ہی نہ کہ طلسم کشا کو اپنے ہاتھ سے قتل کیجئے سراسر خلاف حکم سامری و جمشید ہے یہ کہکر
شہنشاہ نیلم نے تیغہ برق تاب ہاتھ مین لیا اسد کے قریب آکر کہا کیون اوجوان تجھکو کچھ
خوف نہ آیا طلسم ہوش ربا مین آکر غدر ڈال دیا اس دن کی خبر نہ تھی اقبال شاہنشاہی
کو دیکھا وہ کاہن ستارہ شناس کہان ہین جنھون نے حکم دیا تھا کہ اسد نامدار قاتل افراسیاب ہی
اب کون کسکا قاتل ہوا حکم لگانے والا جاہل ہوا یہ کہکر گردن پر کوئلے کا خط کھینچا آواز دی
اے شہنشاہ حکم اول ہی سمجھکر فرمایئے مین طلسم کشا کو قتل کرتا ہون افراسیاب نے حیرت سے
کہا دیکھو خیر خواہان دولت ایسے ہوتے ہین بھائی نیلم کو کسقدر خیال ہے کہ خود اپنے ہاتھ سے
قتل کرنے کو اٹھتے ہین قدم بھی انکا مبارک ہوا صرصر نے کہا مبارک قدم نام رکھو اور چالاک
اس لفظ سے گھبرایا سمجھا کہ شاید مجھکو پہچان گئی اور زیادہ چالاکی کرنے لگا تیغہ کھینچا ہوا ہاتھ مین
مثل جلادون کے آواز لگا رہا ہی اے حاضرین محفل مقام عبرت ہے یہ وہ نوجوان ہی کہ جسکے
اٹھارہ سو ملک کے ناظم اور حاکم مطیع ہوئے در دولت پر اسکے آکر ناصیہ فرسائی کی اسکے
بزرگون کا لوائے شوکت از پردہ دنیا تا بہ پردۂ قاف پہونچا آج بے مونس و غمگسار اس
دربار شہنشاہ مین قتل ہوتا ہی اس عیش گاہ کو جو مقام قدیم جانکر پھنسا گویا اپنے اوپر روتا ہی اب
اسوقت اسکے دوستان صادق و محبان واثق کہان ہین آکر اسوقت ہمارے ہاتھ سے بچائین
اس گرفتار رنج و محن کو مصیبت سے چھڑائین چالاک کا یہ منشا ہی کہ کچھ سردار لڑتے بھڑتے
آجائین سحر ہونے لگے مین بھی اسد کو رہا کرون لوح کیونکر اٹھاؤن سحر سے بھی تو شہریار مہلت
پاے یہ تو ظاہر ہی کہ جرأت و شوکت مین یکتا ہی لیکن سحر و ساحری مین مبتلا ہی چالاک کلمات
عبرت آمیز کہ رہا ہی ہر مرتبہ قریب اسد آکر ٹھہر جاتا ہی یہی قول ہی کہ اے شہنشاہ قتل کرون دوسر
افراسیاب حکم دیتا ہی یہ بہت خوب کہکر تلوار روک لیتا ہی اس تردد مین تھا قریب تخت افراسیاب
کھڑا ہوا حالات اپنی تباہی کے و سوانحات چاہ نیلوفر بیان کر رہا ہی لوح پر جو نگاہ پڑی کہا
اے شہنشاہ یہ کیا ہی افراسیاب نے کہا اے برادر یہ جان برابر یہ وہ شی ہی کہ بانیان طلسم نے وہ کر
بنائی کہ تمام ساحر بیکار ہوے ہم ایسے سحر کرنے والے اسکے سامنے مجبور و لاچار ہوے جسکے پاس

یہ ہوا کہ پھر سحر تاثیر نہین کرتا جب تک یہ دریاے نیل مین رہی ساحرون کا سحر وہان بیکار رہا اسیکے واسطے مین نے قہقہہ فیلسر کو مارا علم نیرنجات و شعبدے کو زور دیا ورنہ قہقہہ کا قتل کرنا کیا ہنسی تھی اسکے پاس ہونے سے اسکو غرور رہا کہتا تھا شہنشاہ میرا کیا کر سکین گے مین ایسا صاحب علم وکمال تھا کہ دریاے نیل مین پہونچا قہقہہ کو نکالکر لایا چیر کر پھینک دیا زمانہ خروج ملکہ تاریک شکل کش مین شہرہ نیلسر قہقہہ کا بھائی آیا ہاتھ سے دائی امان کے مارا گیا آج صرصر نے کارنمایان کیا کہ طلسم کشا کو مع لوح لائی اسکے دیکھنے سے سحر باطل ہوتا ہے چالاک نے کہا حضور ذرا مین دیکھون اسمین کیا تحریر ہے آپ کا بیان تو اچھی ہوئی تقریر سہی ہم وہ ساحر ہین کہ علوم نیرنج و شعبدہ سے ماہر ہین یہ تختی ہمارا کیا کر سکتی ہے افراسیاب ہان ہان کرتا رہا اور چالاک نے لوح کو اٹھایا جھپٹ کر قریب اسد پہونچا گیے مین ہاتھ ڈال دیے کہا اے شہنشاہ اٹھیے منم مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو افراسیاب جبتک اٹھے اسد غازی نے اٹھتے ہی ایک ساحر کو مارا تلوار اسکی اٹھائی چالاک بن مہتر نے حقہ آتشبازی داغ دیا مراد یہ تھی کہ کوئی دغا نکرے ساحرون نے چالاک پر بلوہ کیا زمین شق ہوئی شہنشاہ لاچین و ملکہ بلقیس ثانی زن و شوہر بصد کر و فر حربہ ہاے سحر ہاتھ مین لیے پیدا ہوے کنارے سے لشکر کے شیرون کے نعرے کی آواز آئی زمین تھرائی سب سے آگے بڑھکر غضنفر بن اسد غازی نے بوق ترکی بجایا اسی ہزار بوق ترکی بجا گھوڑے بدلگامیان کرنے لگے سوار بھاگے جاتے ہین انقلاب لشکر مین افراسیاب جادو کے ہوا نعرہ نور الدہر کی آواز آئی نعرہ نور الدہر

ہماے اوج رفعت شاہباز عرصہ مردی — کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خواند
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز بیمش — عدو در رزمگاہش بس صداے الامان خواند

دیگر

ز طفلی بہ جرأت ہنر داشتم — لقا را بیک دست برداشتم
شہ نوجوانان لقب یافتم — ظفر بر یلان عرب یافتم

ایک جانب سے آواز آئی۔ نعرہ قاسم

ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ — زنم تیغ بر ابر و نیزہ بماہ
ہمہ باختر شد بزیر نگین — ز آب دوم تیغ شستم زمین

برابر ہی دوسری آواز آئی ۔ نعرہ بدیع الزمان

بدیع الزمانم کہ در رزم کین — توانم کشم آسمان بر زمین
ز تیغم بسے ملک اسلام شد

کہ سر فتنہ باختر نام شد یکا | شہنشاہ لاچین و بلقیس ثانی اندر بارگاہ کے لڑ رہے ہیں اب

ملازمان اسد نامدار پہونچے خود و زرہ وغیرہ پہونچایا مرکب پر سوار ہوئے تیغہ نور افشانی ہاتھ میں افراسیاب بدحواس شوکت و شان سے اسد غازی کو دیکھا سحر کرتا ہوا بیرون بارگاہ آیا لشکر میں کمر بندی ہونے لگی اہل سلام نے زمین ہلا دی تھراو کر دیا چشم زدن میں تمام میدان لاشوں سے بھر دیا ساحران طلسم خورشید نگار گرد شاہزادہ بدیع الزمان کے سحر کرتے ہوئے آتے ہیں ملکہ مخمور سرخ چشم قریب شاہزادہ نور الدہر چہرہ آفتاب عالمتاب حسن و جمال میں لاجواب کھنٹے یاقوت احمر کے ہاتھ میں لئے بھی سنگے میں حرز ہیکل موجود ہے سحر کسیکا تاثیر نہیں کرتا ہمراہیان اسد نامدار اٹھارہ امیرزادے ابراہیم بن مالک وغیرہ بارہ ہزار قزاقوں کو ساتھ لیے ہوئے مصروف جنگ ہیں یہ سب دریائے جرأت کے نہنگ ہیں لاش پر لاش گر رہی ہے تصویر موت کی آنکھوں کے نیچے ساحر دنگے پھر رہی ہے افراسیاب جادو بدحواس یکایک جنگ واقع ہوئی سرمایہ برف انداز و ابرق کوہ شگاف کل فوج کے منتظم ہیں سرمانے اٹھتے اٹھتے برف برسائی ہزاروں کو ٹھنڈا کیا برف کے پہاڑ بنا دیئے ملک جہاندار شاہ کی نگاہ پڑی کہ سرما بڑے زور شور سے آج لڑ رہا ہے معمار قدرت جا پڑا دو چار گولے مارے پہاڑ برف کے مٹے ابر سحر اسکا شکست ہوا سرمانے کچھ قطرات خون طرف ابر کے پھینکے ابر سحر سے ایک برق تڑپ کر سر معمار پر گری یہ بیچارہ اس سحر سے آگاہ نہ تھا سحر سے اس خود سر کے زخمی ہوا چاہا بڑھ کر سر کاٹ لوں ملک جہاندار شاہ کی نگاہ پڑی تیغہ کھینچکر جا پڑا معمار کو بچایا اپنا سینہ سپر کر دیا ایک گولا اٹھا کر مارا اول پھر لخت لخت ہوا سرما گھبرایا تیغہ کھینچکر جہاندار شاہ پر جا پڑا کئی ہاتھ مارے جہاندار شاہ نے خالی دیکھ ہاتھ مارا کہ سرمای برف انداز کے دو ٹکڑے ہوئے ابر تیرہ و تار اٹھا آندھی سیاہ آئی صدا آئی لگی کشتی مرا نام سن سرمای برف انداز لو و ابرق نے جو دور سے یہ دیکھا کہ بھائی کا لاشہ تڑپ رہا ہے تیغہ کھینچکر چلا ادھر سے شہنشاہ کوکب روشن ضمیر سحر کرتے ہوئے پہونچے یاں دیکھا کہ فوج سرما و ابرق نے جہاندار پر بلوہ کیا یہ شیر دلیر اتنی بڑی فوج میں لڑ رہا ہے اپنے رفیق قوت بازو معمار کو بھی بچایا کوکب ابرق پر جا پڑے ابرق نے بڑے بڑے سحر کیے سنگدل نے خوب تھپ

برسائے خاک تاثیر ہوئی جب کوکب نے سحر کیا وہ پتھر اُسی کی فوج پر گرے صدہا کے سر پھٹے
ابریق نے جھپٹ کر ہاتھ مارا کوکب نے اپنے کو تو بچایا کلائی پر ہاتھ ڈال دیا انتہا کا
غصہ تھا ایک طمانچہ مار دیا سر ابریق کا چنبر گردن سے اُڑ گیا افراسیاب نے دور سے
دیکھا کہ دونوں وزیر مارے گئے قہر و غضب مین سحر کرتا ہوا پہلے تو کوکب پر جا پڑا اس طرح
کی برق چمکائی کہ شانہ کوکب کا نشانہ ہوا کئی ہزار جوان کھڑے ہو کر ملازمان کوکب اُسی
مقام پر قتل کیے دور سے اسد نامدار بنے جو یہ معاملہ دیکھا کہ افراسیاب نے فوج کوکب کو
درہم و برہم کر دیا اس بلا کے سحر کر رہا ہی کہ ملازمان کوکب برداشت نہین کر سکتے آج اپنے
جسم سے زیور اتار اُتار کر پھینک رہا ہی کبھی کنٹھا کبھی موتیون کا مالا کبھی دامن پھاڑ کر پھینکتا ہی
اس سے آگ برستی ہی ابر خونی پیدا ہوتا ہی جس پر قطرہ پڑا جل گیا اسد نامدار نعرہ کر کے طرف
افراسیاب کے چلے ایک طرف سے غضنفر لڑتا ہوا آتا ہی افراسیاب نے فوج غضنفر پر تو
سحر کیا کئی سو قزاق بیہوش ہو کر گرے چند کے سر پھٹ گئے چند پر برق گری سر قلم ہوے
اسد غازی لوح چمکاتے ہوے پہونچے افراسیاب اسد غازی کو دیکھکر بھاگا جست
کر کے دوسرے غول مین جا رہا اُستادان سخنور نے تحریر فرمایا ہی کہ یہ جنگ مغلوبہ تین شبانہ
روز قائم رہی افراسیاب فوجون کو قتل کرتا ہی جب اسد کو آتے ہوے دیکھتا ہی جست و خیز
کر کے اور ون کے لشکر پر جا پڑتا ہی اسد کو اپنے قریب نہین آنے دیتا الاحین و بلقیس وغیرہ
کو یقین کامل ہی کہ آج افراسیاب کے ہاتھ سے کوئی زندہ نہ بچے گا ظلمات چہار دست
ہمشیرہ افات بھی ساتھ ہی اُسنے سحر کر کے میدان مین اندھیر کر دیا اُس تاریکی مین کڑک
کڑک کے گر رہی تھی ملکہ بلقیس شالی سحر کرتی ہوئی قریب ظلمات کے پہونچین للکارا او
سیاہ رو بدخو نمکحرام بدانجام ہمارے سامنے یہ بدعت ہزارہا بندگان خدا کا خون تیری گردن
پر ظلمات نے بلقیس پر بھی سحر کیا سامنے سے نہ ہٹی فوج کو لیکر جم گئی بلقیس لڑتی ہوئی
قریب پہونچی ظلمات نے نیمچہ سحر مارا پکار کر آواز دی بلقیس افراسیاب نے اپنا طلسم غفلت
مین برباد کیا اس سے زیادہ کون بیوقوف ہوگا کہ تمھارا ملک و مال لیا زن و شوہر کو زندہ رکھا
آخر گل پھولا مین آج تمکو قتل ہی کرونگی ملکہ بلقیس غصے مین قریب ظلمات پہونچین چوٹیا پکڑ کے

ایک طمانچہ مار ظلمات لڑکھڑا کر گری چھاتی پر چڑھ کر ملکہ بلقیس نے سر ظلمات کا کھینچ لیا سامنے
افراسیاب کے سر ظلمات کا پھینکدیا افراسیاب کی آنکھون مین اندھیرا آگیا سحر کر کے ایسی برق
چمکائی سر ملکہ بلقیس زخمی ہوا جست و خیز کرتا پھرتا ہی کبھی آسمان پر کبھی زمین پر جب یہ بلند ہوتا ہی
اکثر ساحران لشکر اسلام قصد کرتے ہین کہ ہم اسکے لپٹ جائین بلند نہ ہونے دین افراسیاب
بلند ہوتے ہوتے خنجر کمر سے پھینک مارتا ہی سو دو سو کے سر اُڑ جاتے ہین بلند ہونے سے
اسکے اسد غازی لاچار ہین جب یہ سحر کر کے بلند ہوتا ہی اسد مجبور ہو کے فوج افراسیاب
پر جا پڑتے ہین تیسرے دن زوال آفتاب ہو چکا ہے کہ طرف سے صحراے نورستان کے
ایک روشنی معلوم ہوئی واضح ہو کہ صحراے نورستان وہ مقام ہی جہان ابرار عبادت گذار
بر سر کوہ مصروف عبادت رہتے ہین یا تو روشنی ظاہر ہوئی تھی یا سب نے دیکھا ایک جانب
سے ابرار عبادت گذار ایک طرف سے حکیم روشن راے تخت ہاے زرین پر سوار
پایہ ہاے تخت مین نقش بندھے ہوے تخت اُڑتے ہوے آتے ہین اُنھون نے جو آ کر
نقوش تیر اعظم کو دکھائے ہزار ہا ملازمان افراسیاب کے سر کٹ گرے جب افراسیاب
بلند ہونے کا قصد کرتا ہی یہ دونون بزرگ کچھ اسما پڑھتے ہین افراسیاب بلند پروازی سے
محروم رہتا ہی آخر تو اُسنے آواز دی کہ یارو تم لوگون کے حال سے مین آگاہ نہوا ورنہ اپنے
اقلیم مین نہ رہنے دیتا مشہور تھا کہ یہ سب ساحری پرست ہین ہر چندان لوگون پر سحر
پھینکتا ہی مگر سحر کی تاثیر نہین ہوتی افراسیاب بدحواس ہو گیا جب دیکھا کہ بلند پروازی میری
موقوف ہوئی حکیم نے اور زاہد نے اس طرح نقوش چمکائے کہ افراسیاب اُڑنے سے
معذور ہوا اب اسد نامدار طرف افراسیاب کے چلے افراسیاب لڑتا ہوا سایہ مین گنبد کے
پہونچا جیسے ہی فوج مہرخ و بہار کی سایہ گنبد مین پہونچی تیر و تفنگ و تبر وغیرہ دریا
گنبد سے برسنے لگے لاچین نے بھی سحر کیا آتش برسنا موقوف نہین ہوتی جسپر تیر پڑا
سینے کو توڑ کر پار گذرا تلوار سے دو ٹکڑے کیے اگر گرز پڑا تو سر پھٹ گیا خنجر نے
صدہا کو ذبح کیا اس فعل پر سب حیران ہین کیسا سحر تاثیر نہین کرتا سلاح جنگی کا برسنا
موقوف نہین ہوتا عجب طرح کی آفت درپیش ہی سواے اسد نامدار کے سایہ مین گنبد کے کسی کی

حفاظت نہین جو پہونچا مارگیا اسد نامدار مرکب کو مہمیز کرکے چلے قطع گنبد کی تحریر کرچکا ہون پھر
مکرر نقشہ دکھاتا ہون بیچ مین سات درجے کا گنبد درجۂ آخر مین سات دروازے قرار دیے
ہاین ہر دروازے مین ایک ایک خزینہ نصب ہے اُس سے بارش تیر و تفنگ پیدا ہوتی ہی
گرد ایک احاطہ کہ جسکی دیوار قد آدم بلند ہی دو کوس کے گردے مین واقع ہوا ہے اندر احاطے
کے فوج سات درجے گنبد کے فوجون سے معمور اُن درجون مین اشیاے حفاظت آب و
دانہ جمع کیا افراسیاب قریب احاطے کے پہونچا ہی چاہتا ہو کہ بھاگ کر اندر احاطے کے
چلا جاؤن اسد غازی برابر پہونچ گئے للکار کر آواز دی او نامرد کہانتک بھاگے گا کچھ
تجکو غیرت بھی ہو افراسیاب پلٹ پڑا اسد پر سحر کرنے لگا اسد پر سحر تاثیر نہین کرتا تین شبانہ
روز لڑتے ہوے گذرے کہنی سے خون ٹپک رہا ہی خانہ ہاے زرہ خون سے معمور لباس
پارہ پارہ تیغہ نور افشانی قبضے مین آخر افراسیاب نے لاچار ہوکر ہاتھ تلوار کا مارا اسد غازی
نے تیغہ نور افشانی کو اُٹھا دیا ہزار ہا شعلے اسد نامدار پر گرے عکس لوح سے بیکار ہوی
نعرہ کرکے تیغہ نور افشانی کو بلند کیا افراسیاب پر ہاتھ مارا افراسیاب نے ارے لینا
کہکر آواز دی کئی سے سپر بن فولادی سر پر آسکے لہراین برق تیغ نے ابر سپر کے ٹکڑے
اڑا دیے تاج کٹ کر افراسیاب کا زمین پر گرا سر اُس مغرور خود سر کا زخمی ہوا ہاے کرکے
اپنے کو زمین پر گرا دیا اسد نے چاہا گھوڑے سے کود پڑون افراسیاب سے لپٹ جاؤن
افراسیاب بھاگا سرحد مین احاطے کی پہونچگیا ملک جہاندار شاہ بادشاہ بیابان گلریز
جانباز سرفروش جری بہادر ہرچند کہ سر اسکا زخمی تھا اسد کے منھ سے اتنا نکلا کہ کوئی افراسیاب
کو گھیر کر میرے سامنے کردے اسکے بھاگنے سے مین مجبور ہوتا ہون اُڑتا ہوا گنبد پر جاتا ہی
سایہ مین گنبد کے حکیم روشن راے بھی نہ آئے بلکہ آواز دیتے ہین اے غازیان دیندار
واے مجاہدان تہور شعار سایہ سے گنبد کے اپنے کو بچاؤ لڑتے ہوے اُس طرف بچاؤ ہمارا
بھی عمل وہان تاثیر نہین کرتا مگر جہاندار نے نمانا جھبٹ کے غصے مین ساتھ افراسیاب کے
بلند ہوا اُسنے دور سے یہ بھی دیکھا تھا کہ اسد نامدار کے ہاتھ سے افراسیاب زخمی ہوا
بھاگ کر بلند ہوا ہو طرف گنبد کے جاتا ہی حیرت جادو درجہ گنبد مین پہونچ جسکی ہے سات

درجے جو گنبد کے قرار دیے ہین اسمین لاکھون ساحر جمع ہین وہان سے سحر کرنے لگی حیرت جادو
بھی حکم دے رہی ہی ہان یارو آگ برساؤ قریب احاطے کے اہالیان فوج مہرخ و بہار نہ آنے
پائین لیکن جوش جرأت مین جہاندار جھپٹ کر چلا افراسیاب جادو دو سو گز زمین سے
بلند ہوا تھا کہ جہاندار شاہ نے اپنے کو قریب افراسیاب پہونچایا چاہا اُسکی ٹانگ
پکڑ لون افراسیاب کے ہاتھ مین لوہے کا گرز اٹھا ہوا تھا آتار کر جہاندار شاہ کے سر پر مارا اُس
جری کا سر پھٹ گیا جھونکا ہوا کا بھی چلا مرنے سے جہاندار شاہ کے اندھیرا ہو گیا لاشہ بیرون
احاطہ آکر گرا افراسیاب جادو جہاندار شاہ کو مار کر سر گنبد پر پہونچ گیا وہان سے سحر کرنے لگا
جیسے گولا پھینک مارا اُسکا سر پھٹ گیا اسد نامدار نے چاہا مین اندر احاطہ کے گھس جاؤن
لاچین و بلقیس آکر سد راہ ہوے آواز آئی کشتی مرا امام من جہاندار شاہ بادشاہ بیابان
گلریز بود معمار قدرت سر ٹکرانے لگا اہالیان فوج نے گریبان چاک کیے شور گریہ و زاری
بلند ہوا لاچین و بلقیس نے اسد غازی کو پلٹایا کہا حضور اس جنگ مغلوبہ کو تین شبانہ روز گذرے
لاکھون بندگان خدا سیار گلشن جنان ہو چکے افراسیاب نے بھی طبل بازگشت کو حکم دیا
جو ساحر احاطے مین جمع تھے اُنھون نے طبل بازگشت بجوا دیا افراسیاب اُس گنبد مین جا بیٹھا
وہانسے فوج اسد غازی کا نظارہ کرنے لگا اسد غازی نے لاشہ ملک جہاندار شاہ کا دیکھا
غریبی پر اُسکی کلیجہ پھٹ گیا روتے ہوے لاش پر آئے بڑے دھوم سے لاشہ جہاندار شاہ کا
اُٹھایا اسد غازی نے کاندھا دیا عجب شور قیامت برپا تھا عزیزداران جہاندار شاہ نے
عرض کی حضور غم نکرین نمکخوار تھا نثار ہوا بڑا مرتبہ پایا اسد غازی فوج کو لیکر پلٹے لاشے
اپنے ملازمون سے دفن کرائے افراسیاب سر گنبد سے یہ سب معرکہ دیکھ رہا ہی آمادہ بیٹھا ہی
کہ ذرا بھی ان لوگون کو غفلت ہو جائے دل لاچین و بلقیس و مہرخ و بہار وغیرہ اپنی اپنی بارگاہون
مین ہوشیار بیٹھے ہین اسد نامدار کی زخم دوزی ہوئی سب کے زخمون مین خوب پٹیان
چڑھائی گئین دن تو قلیل باقی تھا جب فوجین واپس ہوئین یکایک سب نے دیکھا
افراسیاب ماہتابان مع فوج ثابت و سیارگان گنبد چرخ نیلی پر نمایان ہوا ملکہ ہلال سحر افگن
کہ شوہر اسکا آفات مارا گیا اپنے خیمے مین آکر بیٹھی ہی یہ بھی زخمی ہوئی تھی کنیزین زخم دوزی

کر رہی ہین افراسیاب جادو نے جو سرگنبد سے ہلال سحر افگن کو دیکھا گنبد سے کڑک کے گرا
ہلال سحر افگن کو آتے ہی ایک طمانچہ مارا کہ سر ہلال کا اُڑگیا ہلال نگشت نما ہوئی کنیزین
سحر کرنے لگین افراسیاب جادو سبکو قتل کر رہا ہو اسد غازی ابھی بارگاہ مین موجود ہین بار بر خاست
نہین ہوا کہ کان مین آواز آئی کشتی مرا نام من ہلال سحر افگن بو داد ربھی ساحرون کے مرنے کی
آواز آئی گھبرا کر فرمایا یہ کیا غضب ہوا برق نے بڑھ کر عرض کی ای شہر یار جلد تیار ہوجیے افراسیاب
گنبد سے اتر آیا ملکہ ہلال سحر افگن کو قتل کیا آفتین کے خیمے مین لڑ رہا ہو کئی ہزار ساحر
وغیر ساحر تیار گلشن جنان ہوے اسد غازی یہ خبر وحشت اثر سنکر نہایت پریشان ہوے تیغہ
نور افشانی لیکر بارگاہ سے نکل آئے نعرہ کیا افراسیاب جادو نے جو نعرہ اسد غازی کی آواز
سُنی ہزار دو ہزار کو مار کے بلند ہوا اُسی گنبد مین جا بیٹھا اسد غازی نے آکر لاشہ ہلال د
ملازمان ہلال دیکھا بہت بیقرار ہوے لاچین وغیرہ کو طلب کیا فرمایا ای لاچین والا تمکین
یہ بدعت افراسیاب کیونکر دفع ہو گنبد تک کوئی اسکے جا نہین سکتا وہ آسمان پر بیٹھا ہو حال تمام
لشکر کا دیکھ رہا ہو جسکو غافل پاتا ہو گنبد سے اُتر آتا ہو ساحر زبردست کون اُسکے سحر کی برداشت
کرے لاچین وغیرہ نے عرض کی ای شہریار علاج اسکا ذات پر خواجہ عمرو کی موقوف ہے
خواجہ عمرو ایک ہفتے سے غائب ہین ہملوگون کے قبضے مین اگر اسکا انتظام ہوتا یہ بدعت
نہ برپا ہوتی اب شب بھر جاگنا چاہیے اُسنے اپنے اوپر خواب وخور حرام کیا آٹھو پہر بیٹھا دیکھا
کرتا ہو حقیقت مین یہی رنگ ہو ابھی اسد غازی آکر بیٹھے ہین ہلال سحر افگن کے غم سے
مہلت نہین پائی کہ خبر پہونچی افراسیاب پھر گنبد سے اُتر آیا گلنار چشم و رنگ چشم دونون بہنون
کو قتل کر گیا اسد غازی جھپٹے سردار بھی سب مسلح ہوے اُسوقت جا کر پہونچے دیکھا
افراسیاب جادو بر سر گنبد جا چکا وہان سے پکار رہا ہو ای طلسم کشا الیکے عملداری کروگے
ایک کو زندہ نچھوڑونگا یہ جو عابد و زاہد تمھاری مدد کو آئے ہین اُنکی بہی فکر کر رہا ہون ان
لوگون نے مجھکو بڑا دھوکا دیا اُنکے مذہب سے آگاہ نہوا ورنہ اپنی عملداری مین نہ رہنے دیتا تم سے
طلسم کشا کا ساتھ دیا سب سے سمجھونگا خواب وخور حرام کردونگا اسد غازی نے یہان سے للکارا
و نامرد میرے مقابلے مین آ افراسیاب ہنسا کہا ای اسد اپنے خیمے مین بیٹھو مین پھر گھڑی

دو گھڑی مین آؤن گا ایک ایک نمکحرام کو خاک مین ملا دونگا اسد غازی لاچار پلٹ آئے
برق و چالاک سے کہا یارو جاکر خواجہ عمرو تلاش کرو برق و چالاک دور دور گئے کہین
خواجہ عمرو کا پتہ نہ ملا ساحر بھی خواجہ عمرو کو ڈھونڈھتے پھرتے ہین خواجہ کا پتہ نہین ملتا یہان
افراسیاب کا یہ طریقہ ہے کہ جب اہالیان لشکر کو غافل پایا گنبد سے اترآیا دو چار کو قتل کیا پھر گنبد پر چلا
گیا کوئی ساحر لشکر سے نکلا اور افراسیاب نے بالائے گنبد سے دیکھا وہین سے گولا پھینک مارا
اسکا سر پھٹ گیا گنبد سے بھی اتر آتا ہے کنارے پر جسکو پاتا ہے اسکی بھی فکر کر لیتا ہے ہزار ہا
ساحر ایک شب کے عرصے مین مارا گیا اسد غازی کی تکلیف حد کو پہونچ گئی جب نعرہ افراسیاب
کی صدا سنی تیغ نور افشانی لیکر دوڑے افراسیاب اتنے عرصے مین قتل کر کے چلا جاتا
ہے لاجین و بلقیس و کوکب طلایہ پر موجود ہین افراسیاب ان کی بھی نگاہ بچا کے جا پڑتا
ہے رات کا کاٹنا اہل اسلام کو دشوار ہے اسد نامدار بھی رات بھر پھرتے ہین کوئی وقت
آرام باقی نہ رہا شب بھر یہی ہنگامہ ہے کہ افراسیاب نے فلان کو قتل کیا فلان خیمے پر جا پڑا جب
یہ خبر پہونچی افراسیاب کو بالائے گنبد دیکھا حکیم روشن رائے نے اکثر نقوش لکھکر گرد
بارگاہ سرداران لشکا ئے ان خیمون کے قریب جو افراسیاب پہونچا آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا
قریب آکر اس خیمے کو نہ دیکھا الٹا پلٹ گیا افراسیاب جادو نے آکر یہ معرکہ حیرت سے بیان
کیا حیرت نے کہا طریقے سے معلوم ہوتا ہے یہ تاثیر عمل حکیم روشن رائے ہے نقوش جابجا
درختون مین لٹکا دیے ہین افراسیاب جادو نے کہا انکی بھی فکر کرتا ہون حکیم روشن رائے نے
جب یہ دیکھا کہ شب بھر افراسیاب نے یہ قیامتین برپا کین بوقت سحر اپنے عبادت خانے سے
نکل کر درختون مین نقش عمل لٹکائے اس کا یہ ظہور ہوا کہ ان خیمون کے قریب افراسیاب
نہ جا سکا حیرت سے صلاح کر کے تدبیر مین مصروف ہوا قضائے کار شب کو حکیم روشن رائے
اپنے خیمے مین بیٹھے ہین بخورات روشن عمل خوانی مین مصروف کہ پیشاب کی خواہش ہوئی خدمتگار
کو آواز دی اسنے آفتابہ چوکی پر رکھا حکیم روشن رائے نے آکر پیشاب کیا بیت الخلا سے نکلے
قصد ہے کہ عبادت خانے مین جاؤن کہ پہلو سے رونے کی آواز آئی پلٹ کے دیکھا ایک نازنین
مہ جبین نہایت دہائی دیتی ہوئی سامنے آئی دوڑ کر قدمون سے حکیم روشن رائے کے

لپٹ گئی کہا ای مقبول بارگاہ پروردگار مین فریاد کرنے آئی ہون میری بہن انتہا کی علیل ہوا یک
تعویذ مرحمت فرمایئے قدمون سے لپٹ کر آنکھین تلوؤن سے اس طرح ملین کہ حکیم روشن رائے
کے سوئے جسم کھڑے ہوگئے غسل کرنے کی ضرورت ہوئی حکیم روشن رائے چلے کہ مین بہ تعجیل
غسل کرون اُستاد عورت نے پانون کو چھوڑ کر آواز دی وہ مارا یہ کہکر بلند ہوئی افراسیاب
پر سر گنبد جو بیٹھا تھا آتش نازنین نے بلند ہوکر آواز دی ای شہنشاہ طلسم ہوش رُبا مین نے اپنا کام
کیا حکیم روشن رائے غسل کرنے پائے جو کچھ ہوسکے وہ انتظام کیجیے افراسیاب نے سر گنبد سے
ایک گولا سحر کا خیمے پر حکیم روشن رائے کے پھینکا جسقدر پانی گھڑون مین بھرا تھا وہ کھول کر
نابود ہوا خیمے کو شعلہ ہائے آتش نے گھیر لیا کئی خیمے جو اُسکے گرد تھے وہ جل گئی ہنگامہ جو ہوا
ابرار عبادت گذار دوڑے ادھر سے اسد نامدار پہونچے دیکھا خیمہ حکیم روشن رائے کا جل
رہا ہی صدہا ملازم جل گئے اسد غازی نے آتے ہی لوح کا عکس ڈالا ابرار عبادت گذار نے
پانی کے پڑھ پڑھ کے چھینٹے مارے آگ فرو ہوئی اب جو خیمے مین آکر دیکھا ملازم تو سب
ہلاک ہوئے حکیم روشن رائے مسند پر خاموش بیٹھے ہین کر و گنگ ہوگئے گونگے بہرے
نہ کسی سے کلام کرسکتے ہین نہ کسیکا کہنا سماعت فرماتے ہین خاموش سر جھکائے ہوئے بیٹھے
ہین ابرار عبادت گذار نے دو چار نقش پلائے حکیم صاحب اپنے ہوش مین نہ آئے ابرار
عبادت گذار نے فرمایا صحت انکی قتل افراسیاب پر موقوف ہی وہ بچیا سحر خوانی مین مصروف ہی چند
خادم خدمتگار علم سحر و ساحری کے ہوشیار انکے قریب مقرر کیے جائین بلکہ انکی بارگاہ قریب
بارگاہ اسد نامدار استادہ ہو یا میرے خیمے مین تشریف رکھین ایسا نہو اس حال مین کر وہ انکو ہلاک
کرے یہ فرماکر انکو اٹھوایا اپنی بارگاہ مین لاکر اکثر نقوش پلائے اپنے عبادت خانے مین
جگہ دی آٹھ پہر انکا خیال ہے افراسیاب جادو کی بدعت موقوف نہین ہوتی چالاک بن
عمرو کو عیاری پر شہنشاہ نیلم کی بہت عیاری خلعت ملا جب افراسیاب جادو نے بعد اختتام
جنگ صندوق کھلواکر نیلم اس مین بیہوش پایا اسی گنبد پر اسکو بھی لے گیا ہوشیار کرکے
تمام کیفیت بیان کی نیلم نے سر پیٹ لیا کہا ای شہنشاہ اب مجھے جانے دیجیے مین طبل جنگی
بجواکر لڑونگا افراسیاب نے کہا ای نیلم اب کوئی چارہ نہین ہی طلسم کشا کے سامنے کوئی شعبدہ

نہین چلتا ہی مین نے اُس جنگ مغلوبہ مین جہاندار شاہ کو مارا کوئی سردار ایسا باقی نہین رہا جسکو زخمی
نہین کیا جب اسد غازی بڑہتا بڑہتا سامنے آیا مجھے بھاگنا پڑا یہ تحفہ جات ساختۂ سامری جی
مین نے قائم کیے ہین اسی سے ان باغیون کا علاج ہوگا اپنے اوپر تو خواب و خور مین نے حرام کیا
لاچین وغیرہ کہان تک حفاظت کرینگے رات بھر مین دس مرتبہ زیر گنبد جاتا ہون اِس
تین راتون مین دس بارہ ہزار ساحران عام چالیس سرداران خاص مین نے قتل کیے مہینے دو
مہینے کی جنگ مین اکیلا اسد رہجائیگا جاگتے جاگتے توبت بجا نج کار و براستخوان ہوگا تم بھی اسی
مقام پر بیٹھو بالاے گنبد سے سحر کرو شب کو نیلم نے نمانا کہا مین جا کر لاچین کو لاتا ہون بے مین
بھی مثل عیارون کے عیاری کرونگا میرا ملک و مال جاہ و جلال خاک مین ملا جنگ کی ہوس
رہ گئی پسر عمرو نے مجھکو دھوکے دیے ہر چند افراسیاب نے منع کیا نیلم گنبد سے اُترا بیرون
احاطہ آکر بارگاہ لاچین و بلقیس کو تاکا سحر کرکے غرق زمین ہوا نقب سحر کاٹتا ہوا بارگاہ لاچین
مین پہونچا گوشۂ بارگاہ سے سر نکالا دیکھا زن و شوہر مسلح بیٹھے ہین یہی ذکر کر رہے ہین
کہ آج شام سے افراسیاب گنبد سے نہین اُترا ملکہ بلقیس نے کہا دبانی چالاک کے دریافت
ہوا کہ نیلم صندوق مین بند تھا وہ صندوق بھی افراسیاب لیگیا یقین ہی نیلم نے کوئی تدبیر کی ہو
نیلم تو انتظار مین ہی کہ یہ زن و شوہر سو جائین تو مین انکو لیجاؤن یہ ممکن نہین زن و شوہر رات بھر
جاگتے ہین جب ذکر نیلم نکلا ملکہ بلقیس نے کہا صاحب ورق جمشید مین دیکھو نیلم کا کیا انجام ہوا
لاچین نے ورق اُٹھا کر دیکھا اور ہنسے بلقیس نے کہا کیون صاحب خیر تو ہے لاچین نے
چپکے سے کہا نیلم ہماری تمھاری فکر مین آیا ہی انتظار کر رہا ہے کہ ہم سو جائین تو فتنۂ خوابیدہ
بیدار ہو مین سحر کرکے زمین کو جنبش دیتا ہون تم خیال رکھنا جب زمین مین سوزش پیدا ہوگی
نکلکر بھاگے گا تم سحر کرکے لینا جانے نہ دینا ملکہ بلقیس نے بہت خوب کہکر خنجر سحر ہاتھ مین لیا لاچین
نے زمین پر سحر کیا زمین مین سوزش پیدا ہوئی نیلم گھبرایا پاؤن جلنے لگے گھبرا کے زمین سے
نکلا پر پرواز پیدا کرکے بلند ہوا قبہ بارگاہ توڑ کر چلا ملکہ بلقیس بالائے ہوا ٹھہرا رہی تھین جیسے
ہی نیلم بلند ہوا ملکہ بلقیس نے نعرہ کیا او نامرد کہان جاتا ہی عیاری پر کمر باندھی وہ دن ہمکو یاد ہی
کہ تو نے خزانہ ہمارا کاٹا نمک حرامی کا مزا دیکھا حق ہمارا کرسی نشین ہوا افراسیاب بالاے

گنبد بیٹھا تھا اُسنے دیکھا نیلم تڑپکر بارگاہ سے ملکہ بلقیس کے کلا ملکہ بلقیس سحر کرکے برابر پہونچین نیلم نے چاہا حد احاطہ مین نکل جاؤن بالاے گنبد پہونچون بلقیس تڑپ کر برابر پہونچین اُس طرف کا راستہ روک لیا اب نیلم نے سحر کرکے آگ برسائی ملکہ بلقیس سنسین پانی برسنے لگا شعلہ ہاے آتش بجھے یہ سحر کرکے برابر پہونچ گئین نیلم نے برق چمکائی سر بلقیس کا زخمی ہوا زخم کھا کر یہ جا پڑی لاچین بھی بارگاہ سے نکلے دیکھا بالاے ہوا نیلم و بلقیس سے سحر ہو رہے ہین نیلم چیخ رہا ہو پیرون کے نام لیتا ہی مین نے عمر بھر تمہاری خدمت کی اسوقت اگر مجھکو بچاؤ کئی طائر اڑتے ہوے آئے بلقیس نے سحر کرکے وہ طائر جلا ے نیلم نے ایک چیخ ماری ہوا پر اڑتا ہوا ایک زنگی ظاہر ہوا تیغ کھینچا ہوا ہاتھ مین تھا اُس سیاہ رو کا قصد ہوا ملکہ بلقیس پر جا پڑے لاچین نے ایک گولا مارا زنگی کا سر پھٹ گیا افراسیاب جادو گنبد مین بیٹھا ہوا کیفیت دیکھ رہا ہو حیرت سے مخاطب ہو کہتا ہو طلسم کشا کو قتل کر دان مجھے اطمینان ہوے تو سامری جمشید کی قبر مین اپنے طلسم سے کھڈ وا کر پھکوا دونگا جب سے میرے ملک مین خداوند لقا آئے مجھ پر بربادی آگئی میرے طلسم مین مسلمانون نے عبور کیا اور ترقی پائی ابھی کل کی بات ہو کہ یہ چند کس میرے طلسم مین آئے تھے اب خداوند لقا نے ایسی تقدیر کی کہ مجھکو اپنی جان طلسم کشا سے بچانا دشوار ہوگئی کبھی یہ کہتا ہو حیرت بڑے غضب کی بات ہو کہ جتنے بڑے بڑے نامی ساحر میرے دربند ون پر تھے سب شریک مسلمانان ہوگئے اور بہت سے ساحر ہاتھ سے جوانان تیغ زن کے مارے گئے مگر اب بھی بادولت کو ہراس نہین ابھی چاہون تو ان لونڈی غلامون کو برباد کر دون اب بھی بادولت کسی سے پایہ کمی کا نہین رکھتے جس روز جا پڑونگا ایک ایک کو آتش قہر غضب سے جلا دونگا اس پیر زمین گیر کی تو شامتین آئی ہین مگر اے حیرت جسوقت لاچین سامنے آتا ہو اور مجھکو نمک حرام کہتا ہو تو مجھے یاد آجاتا ہو کہ مین اسکا ملازم تھا جب بنی نانی ماہیان زمرد پوش یا آفات چہار دست یاد آتی ہین اُسوقت یہ قطعہ زبان پر جاری ہوتا ہے قطعہ

اے سلیمان تہ سقف سپہر غدار
ہو خرابے ہین اگر قصر فریدون کی گذار
رہ آمدن جہا مین ہا کر آی ہفتین بر آذرین

تا بکے حسرت فرزند و غم شہر و دیار
اُس کا نمین کبھی دربار رہا کرتا تھا
عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار

آیہ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو
جلوہ فرما تھا کوئی خسرو با عز و وقار
شاخ گل پر نہ مرغ سخنون کا نشیمن تھا مدام

ارغنون واصد اگو بختی تھی صوت ہزار
جسنپہ رہتا تھا پری زادونکی جھومر کا عکس
مسکن فاختہ ہی قصر کا ہر نقش و نگار
قصر کو جانا دو بافسوس نگو انکے دیکھو
نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتم دار

بار وان تھا نہ خزان کو تو کسی موسم مین
آج گل دربت چغد کا ہی آئینہ دار
چیلین منڈلاتی ہین اڑتے ہین گولے ہر سمت
تکیہ گور دگوزن آج ہی ہر اک کا مزار
نہ وہ چیلین وہ زمین فی خود آرائی ہی

کبھی گل مہندی کا عالم کبھی لالے کی بہار
گھونسلے سقف مین الو کے کھون مین ابابیلون کے
ہین خیابان مین پر زاغ و زغن کے انبار
سینہ لبریز تمنا و بلب مہر سکوت
کنج تاریک ہی اور عالم تنہائی ہی

یہ قطعہ افراسیاب گنبد مین بیٹھا پڑھ رہا تھا کہ نعرہ لاچین کی آواز آئی افراسیاب نے پلٹ کر
دیکھا نیلم ملقیس سے لڑ رہا ہی کہ لاچین بھی آپڑا آواز دی او نکرام کیا کرتا ہے مین آپہونچا
حیرت نے افراسیاب سے کہا کہ شہنشاہ نیلم کی مدد کو جلد پہونچئے افراسیاب یہ دیکھکر گنبد سے
کودا للکارا کہ او پیر زمین گیر مین آپہونچا یہ کہکر افراسیاب بھی جا پڑا نعرہ کیا اسکے نعرے کی آواز
کان مین اسد غازی کے پہونچی یہ بھی اٹھکر پشت مرکب پر سوار ہوے انکا سوار ہونا تھا کہ سب جتنے
سردار گرد طلسم کشا بیٹھے تھے سب برابر اٹھ کھڑے ہوے ہمراہ طلسم کشا کے میدان مین آئے
طلسم کشا کا نعرہ ہوا او افراسیاب مین آپہونچا ایک سمت سے مہرخ وغیرہ کے سبکے نعرے ہوے
یکبارگی سب آپڑے افراسیاب نے قیامت برپا کی ہی سامنے اسکے جو گیا مارا گیا جسکو پایا آتش سحر
سے جلا دیا آج بڑے غصے مین لڑ رہا ہی طلسم کشا بھی آج قیامت برپا کر رہا ہی لاچین بھی لڑتا ہوا
قریب نیلم کے پہونچا نیلم نے نعرہ کرکے قریب سے گولا مارا لاچین نے گولا روکا بڑھکر ایک طمانچہ
مارا کہ سر نیلم کا چنبر گردن سے اڑ گیا آواز آئی کشتی مرا نام من نیلم جادو بود بعد مرنے نیلم جادو کے
افراسیاب پر سب سردار آپڑے یہ سبکو زخمی کر رہا ہی کہ پہلو سے نعرہ ہوا اسد غازی کا او
افراسیاب مین آپہونچا یہ معرکہ گنبد سے حیرت نے دیکھا کہ طلسم کشا قریب افراسیاب کے
آگیا ہے وہین سے کڑک کے گری پنجہ کمر مین دیکر افراسیاب کو اٹھا لے گئی افراسیاب نے
کہا ای حیرت اب مین کبھی اس بڈھے کے مقابلے مین نجاؤنگا جب وہ نکرام کہکر للکارتا ہی مجھکو یاد
آجاتی ہی کہ مین اسکا ملازم تھا یہ انجام نہ سمجھا تھا ساری سلطنت میرے قبضے مین تھی اچھا ہوا نیلم
مارا گیا اسنے مجھکو بہکا کر باغی کرایا یہان لاچین نے طبل بازگشت بجوایا بارگاہ مین لاچین نے
سر اسکا لاکر بطور نذر پیش کیا عرض کی ای شہریار یہ مکار عیاری کرنے آیا تھا خدا کی عنایت سے

واصلِ جہنم ہوا آج رات کو افراسیاب بھروسے پر ظلم کے گنبد سے نہیں اُترا بوقتِ سحر ملکہ سُرخ
موے کاکل کشا اپنے خیمہ مین سوکر اُٹھی یاقوت پوش و خورشید زرین سحر دختر و فرزند
ہلال سلام کرنے آئے ملکہ سُرخ مو ہلال کو یاد کرکے بہت روئین کہا میرا دل گھبراتا ہی ہرچند خورشید
و یاقوت نے سمجھایا ملکہ کا رونا موقوف نہوا کہا میرا دل بہت گھبراتا ہے مین ذرا جنگل کی سیر کرون
یہ کہکر بارگاہ سے باہر آئین سب نے دیکھا سُرخ مو بہت روتی ہین طرف صحرا کے قصد ہے
ہرچند کنیزون نے چاہا ساتھ دین سُرخ مو نے کسیکو ساتھ نہ لیا صحرا مین جاکر غائب ہوگئین جب
دربار اسد کا آراستہ ہوا اسد غازی نے پوچھا آج سُرخ مو دربار مین کیون نہین آئین خورشید
زرین سحر و یاقوت پوش نے عرض کی حضور آج اُنکی رقت کم نہوتی تھی بہن بہنوئی
کو یاد کرکے بہت روئین خورشید نے کہا مین تلاش کرنے جاتا ہون اسنے بھی کسی ملازم کو
ساتھ نہ لیا صحرا مین جاکر غائب ہوا جب عرصہ ہوا تو یاقوت پوش اپنے بھائی کی تلاش
مین گئی یہ بھی پلٹ کر نہ آئی شام کے دربار مین اسد غازی نے دریافت کیا تینون سردار
غائب ہوے کنیزین و ملازم دور دور تلاش کرکے واپس آئے عرض کی ای شہریار ہمنے تمام صحرا
چھانا سُرخ مو و یاقوت و خورشید کا نشان نملا دوسری صبح کو خبر ہوئی کہ ملکہ بہار جادو صبح کو جو
اُٹھین کبھی روتی تھین کبھی ہنستی تھین یہ کہکر طرف صحرا کے گئین کہ مین ایک سحر تیار کرنے جاتی ہون
کسیکو ساتھ بھی نہین لیا اتبو اسد نامدار گھبرائے لاچین سے کہا ای شہنشاہ کچھ ذہن مین آیا بہار کا
عجب طرح کا حال تھا رونا فراق شاہ مین ہنسنا ۔ ونا کیسا افراسیاب نے کوئی سحر نہین کیا لاچین نے کہا
حضور مین کئی دن سے رات بھر بیدار رہتا ہون طرف گنبد کے دیکھا کرتا ہون کئی مرتبہ افراسیاب نے
قصد کیا مین نے نعرہ کرکے للکارا زمین پر نہ آیا پلٹ گیا یہ بات میرے ذہن مین نہین آتی اتنا ذہن
مین آتا ہی کہ کسی نے کسی مقام سے سحر کیا یہ لوگ مبہوت ہوکر گئے یقین کامل ہے کہ جاکر قید ہوے اسد
نے چالاک برق کو بلایا کہا صاحبو تم لوگون کے ہم ممنون و مشکور ہین تم نی حقیقت مین بڑے
بڑے کار نمایان کیے تمنے سنا کہ بہار وغیرہ چار پانچ ساحرہ صحرا مین جاکر غائب ہوے انکا پتہ نہین ملتا
خواجہ عمرو بڑی جستجو مین گئے ہین خداوند کریم خیر و عافیت سے اُنکو واپس لائے تحفہ جات
کا پتہ ملے تو سب کی جان بچے ورنہ قتل افراسیاب جادو بہت دشوار ہی برق چالاک

فکر مین نکلے طلایہ بر خود شہنشاہ لاچین و بلقیس ثانی و کوکب روشن ضمیر بڑے ساحر پھر رہے
ہین جب افراسیاب قصد کرتا ہو لاچین للکار دیتے ہین اسد نامدار بھی ہر وقت مسلح بارگاہ مین
موجود ہین آج چار شبین گزرین کہ کبھی آرام نہین کیا برق فرنگی ایک ساحر بنا ہوا کبھی سامنے
احاطے کے روتا ہوا اُسنے دیکھا کہ احاطے سے کوئی ساحر نہین نکلتا جب دو پہر سے شب تجاوز
کر چکی برق سمجھا کوئی باہر سے آتا ہو گرد لشکر کے پھرا یکایک اُسنے دیکھا کہ صحرا سے گرد
اُڑی ایک برق تڑپتی ہوئی پیدا ہوئی برق حیران ہوا کہ بدون ابر برق کا کیا کام ہے اسمین
کوئی بھید ہو کنارے کنارے برق چلا دیکھا وہ برق آکر بارگاہ باغبان قدرت پر چمکی
خیمے کے گرد پھری سایہ اپنا ڈال کر چلی گئی برق فرنگی دربارگاہ باغبان پر بیٹھا رہا صبح کو
باغبان قدرت مسلح ہو کر اپنی بارگاہ سے نکلا برق نے سلام کیا باغبان خوب ہنسا بعد
ہنسنے کے رویا برق تڑپ گیا کہ یہ معرکہ کیا ہو کیون وزیر اعظم مزاج کیسا ہو باغبان
نے کہا ای برق نامدار تم سے حال بیان کرین آٹھ پہر موت کا خیال ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہو
یاران ہمدم مثل ہلال سحر افگن و آفات جادو شوہر ہلال آرزوے فتح طلسم ہوش رُبا
دل مین لیکر اُٹھ گئے ملکہ زیور چشم و گلزار چشم کو کیسی خوشی تھی ہمیشہ ذکر کیا کرتی تھین بعد قتل
افراسیاب شہنشاہ لاچین کی سلطنت ہوگی از ہوش رُبا تا نور افشان ایک عملداری یک
طرح کا حکم ایک طرح کا مذہب ہوگا ہم لوگون کو سب طرح کا اختیار ہوگا سامری پرست ذلیل
و خوار بڑے تلطف سے بسر کرین گے وہ اُن بیچاریون کو دیکھنا نصیب نہوا پس ناپایداری
عالم پر ہنستے ہین موت کی یاد مین خون روتے ہین اسوجہ سے چیخین مار کر رو دیتے ہین مین ذرا
صحرا کی سیر کو جاتا ہون برق نے باتین باغبان کی خلاف پائین ہر چند کہا پہلے بارگاہ اسد
مین چلو وقت دربار ہو باغبان نے برق کو جھڑک دیا تم اب بہت گستاخ ہو گئی ہو ہم خود اجہ
عمرو کو تلاش کرنے جاتے ہین اسد سے ہمارا آداب و تسلیمات عرض کرنا ہمارا حضوری کا وقت
نہین ہو صحرا سے جلد واپس آئینگے صلاحین مقابلۂ افراسیاب کی بتائینگے یہ کہکر طرف
صحرا کے چلا گیا برق نے بھی باغبان کا پیچھا کیا آگے آگے باغبان عقب مین برق فرنگی
یہ برق نے دیکھا کہ باغبان کے حرکات و سکنات سراسر خلاف ہین صحرا مین آکر سایہ نخل مین

بیٹھا برق گوشہ سے دیکھ رہا ہی یکایک باغبان نے سحر کرکے پر پرواز پیدا کیے اُڑکر آسمان
مین ڈوب گیا برق نے عرصۂ دراز تک انتظار کیا باغبان واپس نہ آیا تب برق فرنگی
رنجیدہ کبیدہ دربار شہنشاہ لاچین مین پہونچا یہان جملہ سردار جمع ہین کہ برق نے آکر لاچین سے
تمام کیفیت بیان کی کہا اے شہریار آج باغبان پر یہ سانحہ گذرا غلام نے صحرا تک تعاقب کیا
اتنا تو مین ضرور عرض کرونگا کہ باغبان اپنے ہوش مین نہ تھا عجب طرح کے کلام کیے مین نے
چاہا اُنکو بارگاہ مین لاؤن رنجیدہ ہوے میرا کہنا نہ مانا شہنشاہ لاچین نے کہا بیشک
کسی ساحر کے سحر کی تاثیر ہے کہ وہ شب کو سحر کرجاتا ہے سردار بدحواس ہوکر اُسی کے پاس پہونچتا ہی
یہ ذکر تھا کہ مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو آکر پہونچا برق نے تمام کیفیت بیان کی چالاک نے
کہا مین نے بھی خبر پائی ہی مفصل نہین کہہ سکتا اب تم بھی فکر کرو مین بھی جستجو مین جاتا ہون کوئی
ساحر زبردست ہی کہ جسنے باغبان و بہار کو اپنے سحر مین پھنسایا خواجہ عمرو کو بھی دور دور
تلاش کیا یقین ہی دور نکل گئے اسد نے ہنسکر جواب دیا اُنکا روپیہ جمع ہی ضرور انشاء اللہ ان
تحفہ جات کا پتہ لگاکر آئینگے اگر اُنکو دے دیتے اسقدر جستجو مین نہ مصروف ہوتے چالاک و
برق دربار سے شہنشاہ لاچین کے نکلے چالاک نے کہا الگ الگ چلو ساتھ رہنا مناسب نہین
ہی برق فرنگی ایک ساحر کی شکل بنکر صحرا مین آکر ٹھہرا چہار جانب دیکھ رہا ہی اپنے دیکھا لشکر کی
طرف سے شاہزادہ شکیل فرزند ملکہ مہرخ آنکھون مین آنسو بھرے ہوے آتا ہی برق
نے کہا خدا خیر کرے یہ بھی مبہوت ہوکر نکلے لیکن اس معاملے کو الگ سے دیکھین انکے قریب
جانا مناسب نہین ہی برق عقب مین شکیل کے چلا شاہزادہ شکیل کبھی خندان کبھی گریان نہایت
کا حیران و پریشان بھاگا ہوا چلا جاتا ہی برق نے دیکھا دس بارہ کوس کا راستہ طے ہوا تھا کہ دور سے
ایک دروازہ باغ کا نمایان ہوا چند کنیزین خوبصورت دروازے پر اُس باغ کے کھڑی تھین
اُنھون نے شکیل کو دیکھکر آواز دی اے شیر بیشۂ ملکہ مہرخ ادھر تشریف لایئے آپ کو ملکہ برق
خاطف و برق خندان و برق گریان یاد فرماتی ہین شکیل حاضر حاضر کہکر دوڑا باغ مین
جاکر غائب ہوا برق نے نام بھی سن لیا کنارے آکر رنگ روغن عیاری کا تکالا بصورت
صرصر شمشیر زن چلا جیسے ہی در باغ پر پہونچا چند کنیزین باہر آئین کہا ملکہ صرصر خیر تو ہی بی بی

نے کہا شہنشاہ آپ لوگون کی تعریفین فرماتے ہین ہمکو بھی حکم ہی کہ جاکر انتظام کرو جن جن سردارون
کو قید کیا انکا سر کاٹ کر ہمارے پاس روانہ کرو اب وقت تامل و تساہل نہین ہی کنیزون نے
کہا ٹھہر جایئے ہم جاکر ملکہ برق خاطف سے عرض کرین برق بصورت صرصر دروازے پہ باغ
کے ٹھہرا سپاہیون سے چوبدارون سے باتین کر رہا ہی زبانی انکی ثابت ہوا کہ تینون برقین
دہنہ ظلمات سے ارادہ بربادی لشکر اسلام کرکے آئی ہین برق سب باتین دریافت کر رہا ہی ابھی
سوچ مین بیٹھا ہی کہ جاتے ہی انکو قتل کرونگا یہان اندر باغ کے بارہ دری مین برق خاطف
و برق خندان و برق گریان بیٹھی ہین شکیل خود آکر پہونچا برق خاطف نے کہا ای شاہزادہ
شکیل بے عدیل تمکو اطاعت مین شہنشاہ کے کیا عذر ہی اپنا عہدہ قدیم لو اپنی والدہ ماجدہ کو بھی
سمجھا کر لے آؤ شکیل نے کہا مین خاص اسی واسطے آیا ہون کہ شہنشاہ سے صفائی ہو جائے
برق خاطف نے کہا اگر صفائی منظور ہی اپنے ہاتھ سے اپنی زبان مین سوزن دو شکیل نے
اپنے ہاتھ سے اپنی زبان مین سوزن دیا خندان و گریان نے اٹھکر مسلسل و مطوق کیا کنیزونکو
آواز دی جہان سب صاحب ہین وہان انکو بھی لیجاؤ کنیزین شکیل کو ساتھ لیکر اُس مکان مین
آئین اب شکیل کے ہوش درست ہوئے دیکھا مہار و باغبان و ملکہ رخ مو و ملکہ یاقوت
یاقوت پوش و خورشید زرین سحر وغیرہ سب سردار قیدخانے مین بیٹھے ہین اب قیدخانے مین
آکر سب کے ہوش درست ہوئے یقین کامل ہوا کہ ہم پھر مین برق والے طلسمی کے مسحور ہو کر چلے
آئے برق خاطف تخت پر بیٹھی ہی برق خندان و گریان سے کہا ہی صبا جو سحر کو زرد و ایک
ہفتے کا سحر کرے ایک سر لادے شب کو جاکر بہت کرنا یہ کام ہی اب لاچین و بلقیس کی فکر کرو
جس دن یہ لوگ آجائین اُس دن شہنشاہ کو اطلاع کرین کہ شہنشاہ اپنے باغیون کو آکر قتل
کیجے شہنشاہ کو بھی معلوم ہو کہ خیرخواہان دولت نے یہ کام کیا غفلت مین سب سحر تاثیر کریگا یہ ذکر
تھا کہ چند کنیزون نے آکر عرض کی حضور ملکہ صرصر تشریف لائی ہین آپکے آنے کی شہنشاہ کو
خبر ہوگئی اوراق سامری مین دیکھا ہوگا برق خاطف نام صرصر کا سنکر ہنسی کہا تم جاؤ بی صرصر کو
باتون مین لگاؤ مین بدون امتحان کسی سے ملاقات نکرونگی کل ساحران طلسم ہوش ربا ہی غفلت
مین مارے گئے اپنی جان کی حفاظت واجب لازم ہی برق خندان نے ہنسکر کہا لو اُجھو تو معلوم

ہوتا ہی کوئی عیار صاحب آئے برق گریان نے کہا آئے تو ہمارا کیا کر لینگے یہ کہکر اُسنے دہن سے
ایک طائر نکالا اُسکو ہاتھ پر رکھ کر اُڑایا یہ کہا اے طائر سامری جس حال سے مناسب ہو صرصر ہمارے
سامنے آوے یہ سُنکر وہ طائر اُڑا برق خندان و گریان ہنس ہنسکے کلام کر رہی ہین یہان برق
فرنگی کھڑا ہوا منتظر ہی کہ مجھکو اندر بلا لین جاتے ہی عیاری کرون کہ ایک طائر نے سر پر آکر زفیل
ماری آواز دی اے صرصر ہوشیار ہو جاؤ ملکہ برق خندان و گریان بلاتی ہین جو تمھارے دل مین ہو
وہ حال بھی ظاہر کر دو پردہ پوشی مین یہان جان پر بنی ہی یہ آواز دیکر وہ طائر جل گیا خاک سر پر
برق کے گری رنگ زرد روغن چہرے کا اُڑ گیا کنیزون نے دیکھا میان برق فرنگی بانغائے
عیاری سے آراستہ کھڑے ہوے سب سے باتین کر رہے ہین ہلکڑ ہوا برق عیار آیا چوبدار اُٹھے
لینا لینا کہکر دوڑے برق ایک کنیز کو خنجر مار کر بھاگا محلدار نے آواز دی مرد ہے صاحب لینا
یہ بھوریا جانے نہ پائے برق تو خنجر ٹیک کر بھاگا اور تو سب ٹھہر گئے مگر ایک چوبدار ڈنٹر پیل
جوان تھا لٹھ لیکر پیچھے برق کے دوڑا کنیزون نے جاکر برق خاطف وغیرہ کو خبر دی حضور آپ نے
خوب خیال کیا برق فرنگی عیار تھا ایک کنیز کو قتل کر کے نکل گیا میان پیر بخش چوبدار اُسکے
تعاقب مین گئے ہین وہ جوان کشتی گیر ہین گردن اُسکی توڑ ڈالینگے برق جب بھاگ کر جنگل مین آیا
دیکھا سب تو رک گئے چوبدار چلا آتا ہی برق ٹھہر گیا اُسنے لٹھ مارا برق نے خالی دیکر حباب بیہوشی
مار دیا وہ بیہوش ہو کر گرا برق نے بہ تعجیل تمام چوبدار کو اپنی شکل بنایا آپ اُسکی شکل بنکر
پشتارہ اُٹھایا تنتا ہوا چلا دروازے پر جب دربان موجود تھے اُنھون نے دیکھا میان پیر بخش
پشتارہ برق کا لیے ہوے آتے ہین کنیزون نے جاکر برق خاطف سے کہا برق خاطف نے
کہا ہمارے سامنے لاؤ برق بلا تکلف سامنے برق خاطف کے آکر پہونچا برق خاطف نے پوچھا
میان پیر بخش اسکو کیونکر پایا عرض کی حضور بڑا بھاگنے والا ہی مین روز صبح کو دوڑ لگاتا ہون
پانچ کوس تک جاتا ہون مجھ سے بھاگ کر کہان جاتے مین نے جاکر انکی گردن لی [illegible]
لایا اسی واسطے مین نے بیہوش کر دیا اب اسکو فوراً قتل کیجیے جس طرح سردارونکو قید کیا عیار کا قید
کرنا مناسب نہین ہی یہ بھی مشہور ہی کہ جہان کوئی سردار قید ہوا عیار مثل چیونٹیونکے آتے ہین انکا قید
رکھنا باعث خرابی ہی برق خاطف نے موتیون کا مالا گلے سے اُتار لیا کہا میان پیر بخش انعام لو

برق نے دیکھا برق خاطف کے تیور بد ہین کہا حضور ہم تنخواہ دار قدیم ہین انعام اکرام مزدور
کے واسطے چاہیے آپ اسکو قتل کیجیے ہم ابھی آتے ہین یہ کہکر پیچھے ہٹا اتنا سمجھ گیا کہ موتیون کا مالا
پہنا اور آبرو گئی برق خاطف نے کہا ارے ہم پاس بلاتے ہین تو پیچھے ہٹا جاتا ہے برق نے
کہا حضور مین ابھی حاضر ہونگا مین عیارون کو خوب پہچانتا ہون شاید کوئی ادھر نہ آیا ہو اور دو چار کو
گرفتار کر لاؤن یہ کہتا ہوا پیچھے ہٹا برق خاطف نے کہا لینا یہ جانے نہ پائے سنبل جادو
صاحب بڑھی چاہا ہاتھ پکڑ لے برق نے پلٹ کر خنجر مارا اندھیرا ہو گیا یہ بھاگا برق خاطف کڑکتی
برق تو جنگل مین آ کر ایک ٹھا زمین کو دے پڑا برق خاطف کڑکتی ہوئی زمین پر آئی چارجانب دیکھنے لگی
حیران ہے کہ یہ دغاباز کہان گیا قضائے کار مہتر بن مہتر چالاک بن خواجہ عمرو نے یہ حرکات سکنات
برق کے دیکھے کہ یہ دو مرتبہ گیا اور خالی بھاگ کر آیا برق خاطف جنگل مین ڈھونڈھتی پھرتی ہے
یہ ایک تدبیر کر کے چلا برق خاطف کے کان مین رونے کی آواز آئی پکارتا ہے ہے نگوڑا چوٹا
دغاباز جلساز میرا پاندان لیگیا برق خاطف نے پلٹ کر دیکھا ایک بڑھیا سپید اطلس کا پاجامہ پہنے
محمودی کی چادر اوڑھے ہوئے کمر مین خم چہرے پر جھریان پڑی ہوئی گوری صورت روتی پیٹتی
چلی آتی ہے گو وہ خم کمر خم کمان ہے ہمیشہ تیر تدبیر پورا بیٹھتا ہے جسم پر جھریان نہین ایک ایک سطر مکاری کی
چشم بین مین عیاری درج ہین برق خاطف نے گھبرا کر پوچھا بڑی بی خیر تو ہے بڑھیا نے کہا
بی بی ایک چور ابھی گوری صورت پتلون جاکٹ پہنے ہوئے ادھر سے نکلا مجکو لات ماری مین منھ
کے بھل گری میرا پاندان لیکر بھاگا برق خاطف نے کہا بڑی بی وہ کدھر گیا برق فرنگی عیار ہے
میرے ہی باغ سے بھاگ کر آیا میری کنیز کو قتل کر آیا مجھکو دھوکا دیتا تھا مین ایسے فقرون مین
کب آتی ہون بڑھیا نے کہا حضور ان عیارون نے میرا گھر تاک لیا کل ایک آیا بدھنی اٹھا
لیگیا اسنے تو آج بالکل ذبح کیا پاندان میرا لیا مین غریب محتاج گاؤن کے کنارے جھیر مین رہتی
ہون اپنی زراعت کی حفاظت مین مصروف تھی ایک دبلا پتلا ایک دن تماشا بنتا آیا تھا وہ
سر سے چادر اتار کر لیگیا آج یہ آفت برپا ہوئی میرے ساتھ چلیے جنگل مین چھپا بیٹھا ہے مجھ
آپکو جادو سحر آتا ہے برق خاطف نے کہا مین ایک اشارے مین گرفتار کر لونگی برق خاطف
بڑھیا کے ساتھ چلی ایک مقام پر پہونچکر بڑھیا گھبرا کے ٹھہری کہا دیکھیے حضور وہ سامنے گڑھا

کھود کے پاندان گاڑ رہا ہی جیسے ہی برق خاطف کہان کہکر آگے بڑھی بڑھیا نے جھپٹ کر حلقہ ہاے کمند مارے نعرہ کیا منم مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو برق خاطف کی منھہ سے اُف نکلی حلقہ ہاے کمند چلے چالاک زمین پر گرا برق خاطف نے منھہ پر ہاتھ پھیرا چالاک نے ایک چیخ ماری رنگ در وغن تمام جل گیا برق خاطف نے ایک دو تھپڑ مارا کہا کیون موے مکار برق کہان گیا چالاک رونے لگا کہا حضور برق ایک مقام پر چھپا بیٹھا ہی آپ مجھکو چھوڑ دیجیے مین اسکو تبلا دون اُسنے مجھکو سکھایا تھا کہ بڑھیا بنکر برق خاطف کو مارنا آپ ایسی ساحرہ میری نگاہ سے نہین گذری برق خاطف نے کہا تیرا کیا نام ہی چالاک نے کہا ملکہ عالم مین صاف صاف اپنا حال عرض کرون اگر آپ میری پرورش کرین سب عیارون کو گرفتار کرا دون چالاک بن عمرو میرا نام ہی یہ تو خوب آگاہ ہین حضور کہ عیاری مکاری ہمارا کام ہی میان طلسم کشا ابھی گرفتار ہو گئے تھے مین نے شہنشاہ نیلم بنکر رہا کیا لوح گلے مین ڈال دی باباجان نے اُسکے قدردانی کی مہرخ وغیرہ سے جو انعام ملا وہ تو آپ نے لیا ہمپر یہ اعتراض ہوا کہ شہنشاہ نیلم کو کیون نہ زندہ چھوڑا لشکر سے اسکو نکال دو آج تین دن سے بھوکے پیاسے مارے مارے پھرتے ہین راہ مین یہ برق ملا اسنے کہا اگر برق خاطف کو بڑھیا بنکر قتل کرو تو ہم کھانا کھلائینگے اس لالچ سے بھوکا تھا بڑھیا بنکر چلا آیا آپ پیٹ بھر دیجیے جو کام کہیے کرین برق کو ابھی گرفتار کرا دینگے لشکر مہرخ مین سواے عمرو کے کسی کی قدر نہین ہی اسی جلن پر ہم بھی نکل آئے برق خاطف نے کہا ای چالاک ملکہ مہرخ وغیرہ بڑی ناقدر ہین مشہور ہی کہ تو نے بڑے دھوم کی عیاری کی زوال دولت شہنشاہ نیلم تیری عیاری سے ہوا اُسکا معاوضہ یہ ملا کہ لشکر سے نکالے گئے چالاک چیخین مار کر رونے لگا کہا ملکہ اگر اپنا حال بیان کرون آپکو بڑی عبرت ہو ہمین نوکر رکھ لیجیے پہلے عمرو کی مشکین باندھین گے جو باپ اپنے فرزند کی قدر نکرے اُسکو زہر دینا چاہیے آپ چلیے مین برق کو بتا دون اتنا کام کیجیے گا وہ بڑے بڑے فیل لائیگا مجھکو بھی چال ساز بتائیگا اُسکی بات کا اعتبار نہ کیجیے گا اس طرح چالاک رویا اور مہرخ و عمرو کی برائیان بیان کین ہر مرتبہ پیٹ پیٹتا کہ حضور بھوکون مرتا ہون جب دم نکلنے لگا تو فقیر بنکر گانون سے سوکھی روٹیون کے ٹکڑے مانگ لایا ابھی کھا کے پانی پیا ہی برق خاطف خوش ہو گئی کہا میان چالاک تم نہ رؤو ہم تمھاری خطا

شہنشاہ سے معاف کرا دینگے چالاک نے کہا ان مسلمانون نے شہنشاہ کی نظرون سے ہمکو بھی گروا دیا
ہم آپ کے پاس رہینگے ہم سبکو گرفتار کرا دینگے آپ خود سلطنت ہوش رُبا کیجیے افراسیاب
کو بھی دم دیکر مارین اسد کو گرفتار کرلائین لوح و مہرہ اپنے قبضے مین رکھئے افراسیاب کو مارکر
سلطنت ہوش رُبا پر قبضہ کیجیے برق خاطف نے کہا ای چالاک اگر تو میری نوکری کرے
تو ایسا تیرا مرتبہ کرون کہ صرصر و صبا رفتار کو رشک ہو چالاک نے کہا حضور آج ہی امتحان
ہو جائیگا آپ سحر تو اُتار دیئے پھر ہماری کارسازی دیکھیے برق خاطف نے چالاک پر سے سحر اُتار
چالاک نے دیکھا تھا کہ برق فلان غار مین چھپا ہی برق خاطف سے کہا یہان سحر کیجیے پہلے
اس بھورئیے کو تو پکڑ لیجیے اسکے قتل ہونے سے عمرو کا بازو ٹوٹ جائیگا یہ بڑے غضب کا
عیار ہی بڑا اسکا رغدار ہی برق خاطف نے سحر کیا برق چمکائی برق کا جسم جلنے لگا غار سے
چیختا ہوا خود نکل آیا چالاک نے بڑھکر مشکین باندھین کہا میان برق صاحب اب کسکی
جان نہ بچے گی ہم نوکر ہو گئے عمرو کی بھی چلکر مشکین باندھین گے برق بہت چیخا بیٹا برق خاطف
برق کی مشکین باندھکر لیچلی میان چالاک تنتے ہوئے ساتھ مین تدبیرین بتلاتے
جاتے ہین ہنسکر فرماتے ہین ای ملکہ رعالم پہلے مسلمانون کو مٹا دیئے اسکے بعد افراسیاب
و حیرت کی گردن لیجیے آپکو بادشاہ کرین برق خاطف اس مضمون سے بہت خوش ہوتی اور
کہتی ہی ارے چالاک اگر تو نے یہ کام کیا تیرا بڑا مرتبہ کرونگی برق خوشی خوشی برق خاطف سے کہتا
ہی ای ملکہ برق خاطف یہ عمرو کا بیٹا بڑا مکار ہی اسکی باتون پر نہ جایئے شراب پلا کر ماریگا چالاک
نے کہا تمھارے باپ کا کیا اجارہ ہی ہم تو اب ملکہ کے پاس رہینگے انکی سلطنت ہماری وزارت
ممالک ہوش رُبا مین لطف عدالت انکا سحر ہماری عیاری کی شوکت تم سب قتل کیے جاؤگے برق
کہتا ہی ملکہ ہوشیار رہنا یہ کالا ناگ ہی چالاک کہتا ہی تیرا کیا اجارہ ہم ملکہ کو زہر دین گے
تمھارا سر کاٹ کر باغ مین لٹکائینگے راہ مین چالاک و برق چاؤن چاؤن کرتے ہوئے چلے
آتے ہین برق خاطف پھولی ہوئی ہی کہ چالاک میرا مطیع ہوا باغ مین لیکر آئی کنیزین دوڑین کہ
حضور کیا معرکہ ہوا برق خاطف نے کہا عمرو کے بیٹے نے میری اطاعت قبول کی برق کو گرفتار کرا
دیا درختون مین ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے حیران ہو جاتی کبھی اسکو نہ پاتی برق خندان و برق گریان

باغ مین بیٹھی تھین کہ برق خاطف آکر پہونچی ان دونون سے بھی یہی کہا ہوا سامری نے بڑا اپنا فضل شریک حال کیا چالاک نے صدق دل سے اطاعت کی پہلی خیر خواہی تو یہ ہی کہ برق کو گرفتار کرایا ورنہ مین اسکو کہان ڈھونڈھتی ابھی یہ باتین ملکہ برق خاطف اپنے باغ مین کنیزون سے کہہ رہی ہی کہ پہلوے باغ سے کان مین آواز گانے کی آئی برق خاطف چہار جانب حیران ہوکر دیکھنے لگی کہ کس طرف سے آواز گانے کی آتی ہی کبھی کنیزون کی طرف متوجہ ہوتی ہی کبھی جانب دروازہ دیکھتی ہی آواز سنکر دل اسکا اندر سے گھبراتا ہی کنیزون کو پکار کر آواز دی کہ دیکھو یہ کسکے گانے کی آواز آتی ہی کنیزین سنکر دوڑین کان لگا کر سنا ایک گوشہ باغ سے آواز آتی ہی ایک کنیز نے ایک دروازے مین جاکر دیکھا ایک بڈھا تنبورا ہاتھ مین لیے ہوے بیٹھا ہی تانین مار رہا ہے قطع اُس بڈھے کی یہ ہی کہ سر پر زردوزی ٹوپی دیے ہوے مگر کام اڑ گیا ہی خالی دھوکے کی ٹٹی ہی گلے مین کرتا جامدانی کا پہنے ہی بوٹیان اڑ گئین ہین پائجامہ مشروع کا تانا اکھڑ گیا بانا باقی ہی پاؤن مین جوتا ٹاٹ بافی کا زردوزی اسکی اڑ گئی ہی خالی کپڑا باقی رہگیا مگر جوڑا مزے دار معلوم ہوتا ہی پان جو کھایا ہی تو پیک سے ڈاڑھی رنگی ہی بیٹھا ہوا تانین مار رہا ہی گانے کی آواز سنکر صحرا کے جانور جمع ہو گئے ہین مدہوش بیٹھے ہین ایک کی ایک کو خبر نہین یہ کنیز جو آئی تھی یہ سکتے کے عالم مین کھڑی رہ گئی ملکہ برق خاطف نے دوسری کنیز کو بھیجا وہ بھی آکر کھڑی ہو رہی پانچ سات کنیزون کو برابر اسی طرح برق خاطف نے بھیجا جب کوئی کنیز پھر کر نہ آئی یہ خود اٹھی کہتی ہوئی کہ نہین معلوم یہ سب کمبختین کہان جاکر مر گئین آکر دیکھا کہ سب کنیزین مدہوش گانے کی تاثیر سے کھڑی ہین ملکہ برق خاطف نے دیکھا کہ گرد اُسکے جانور مدہوش بیٹھے ہین ملکہ برق خاطف کا دل نہایت بیقرار ہو گیا ایک کنیز کو اشارہ کیا کہ اس بڈھے کو بلا لاؤ کہو کہ ملکہ ہماری بلاتی ہین کنیز گئی جاکر بڑے میان سے کہا کہ چلیے آپ کو ملکہ برق خاطف نے یاد فرمایا ہی بڈھے نے جواب دیا کہ مین تمھارا یا تمھاری ملکہ کا نوکر ہون ملکہ نے کسی جوان کو بلایا ہوگا مین ملکہ کے پاس جاکر کیا کرونگا یہ کنیز بڑبڑاتی ہوئی وہان سے پھر آئی آکر ملکہ سے کہا کہ بڈھا کہتا ہی کہ مین تمھارا یا تمھاری ملکہ کا نوکر ہون ملکہ برق خاطف نے اور کنیز کو بھیجا کہ جاکر اُس بڈھے کو بجبر لے آؤ کنیزین گئین اور جاکر کہا کہ ملکہ عالم ہماری آپ کے

گانے کی مشتاق ہیں بڈھے نے کہا کہ مجھکو نہ بلایا ہوگا کسی اپنے عاشق کو بلایا ہوگا جب تو سب کنیزین چاؤن چاؤن کر کے لپٹ گئین کسی نے ہاتھ پکڑا کسی نے پانون پکڑا کسی نے تنبورا اُٹھا لیا بڈھے نے جو یہ کیفیت دیکھی کسی کے سینہ پر ہاتھ رکھدیا کسی کے چٹکی لی کسیکو پانون سے سہارا بتایا کنیزون نے دُہائی دُہائی کر کے چھوڑ دیا بڑے میان زمین پر گر پڑے چیخنے لگے کہ مجھکو مار ڈالا ملکہ برق خاطف نے جو یہ حال دیکھا کوڑا پکڑ کے اُٹھین کہنے لگین کہ حرامزادیون تمنے بڈھے کو مار ڈالا بڑے میان سے بمنت کہا کہ بڑے میان صاحب آپ چلیے مجھے آپکا بڑا اشتیاق ہی یہ کہکر بڑے میان کو بجا کے بارہ دری مین بٹھایا بڑے میان نے تنبورہ چھیڑ کر گانا شروع کیا ملکہ کا یہ حال ہی کہ بڑے میان کی تانون پر جھوم رہی ہین کبھی گلے سے موتیون کا مالا اُتار کر دیدیا کبھی کنگن کی جوڑی اُتار کر دیدی بڑے میان تنبورے مین جمع کرتے جاتے ہین گاتے گاتے ایک مرتبہ بڑے میان خاموش ہو رہے تنبورا ہاتھ سے رکھدیا جماہیان لینے لگے ملکہ نے پوچھا کہ آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی بڑے میان نے کہا کہ مجھکو اُستاد خرد برد کہتے ہین ملکہ انکے گانے کی تعریفین کرنے لگین اُستاد خرد برد نے کہا کہ آپ نے یہ کیا دیکھا مین ساقی گری خوب کرتا ہون سر سے شراب پلاؤن ہاتھ سے بتاؤن پانون سے توڑے لون ملکہ نے کہا اُستاد خرد برد سر پر جام تو نہ گریگا اُستاد خرد برد نے کہا ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہی شراب منگوا کر ملاحظہ کر لیجیے ملکہ برق خاطف نے حکم دیا کہ سامنے اُستاد کے جام شراب لاؤ کنیزین گئین گلابیان شراب کی لے آئین اُستاد خرد برد کے آگے رکھ دین اُستاد خرد برد نے شراب کو اُلٹ پلٹ کیا پانچ چار شیشے کنیزون کو دیئے جام بھر کر سر پر رکھ کے گاتے ہوے گت ناچتے ہوے ملکہ برق خاطف کے سامنے پہونچے سر جھکا دیا ملکہ نے جام شراب کا لیکر بیدغدغہ انجام پی گئین آنکھ ملا کر اُستاد نے ایک مستزاد عاشقانہ مصنفہ عاشق گانا شروع کیا مستزاد

مرض ہجر مین دل جبسے گرفتار ہوا - کیسا لاچار ہوا
اب تو عیسیٰ نے بھی مری شکل سے بیزار ہو جینا دشوار ہوا

جان آخر ہی بس اب ہو نہ ڈھونڈا یا مرا دم شکل دکھلا جا صنم
کس خطا پر مری صورت سے تو بیزار ہوا کیسا انکار ہوا

ڈھونڈھتا ہون اُسی پہلو مین گیا ہے نہین ملنے کی آس نہین
حیف جسدن سے جدا مجھ سے وہ دلدار ہوا - ملنا دشوار ہوا

خواب مین بھی نہین اب شکل دکھاتا وہ صنم - ہائے کیسا ہی ستم
اب تو صورت بھی دکھانا اسے دشوار ہوا ایسا بیزار ہوا

دھول کوچہ مین ترے بیٹھے رمائی گریہ ہوا اسکا اثر
عشق مین تیرے مین رسوا سر بازار ہوا - سر بازار ہوا

ہوگیا تھا تردد سوائی کو وحشت مین سکون پھر ہوا اسکو جنون
غیر کو چاہا نہین جب سے تجھے دیکھا صنم ۔ تیرے ہی در کی قسم
در بدر پھرتے ہین ہم گلیون مین مارے مارے ۔ مرے بے پیارے
جب سے صورت کو تری دیکھا ہوا دیوانہ تھا ۔ نہ رہا ہوش بجا
وہ بھی فرمان ہوگا کبھی کہ مین حق سے مل لون ۔ ہم کے خوش بخت کون
کو نسے ملنے کا تیرے کرے عاشق سامان ذرا مری جانجہان

بعد مدت کے وہی پھر اُسے آزار ہوا ۔ بخت بیدار ہوا
جز ترے اور کسی سے نہ سروکار ہوا ۔ سب سے انکار ہوا
حیف تو حال سے میرے نہ خبردار ہوا ۔ کیسا بیزار ہوا
نشۂ عشق مین اسدرجہ مین سرشار ہوا ۔ پھر نہ ہوشیار ہوا
طالع خفتہ مرا شکر ہے بیدار ہوا ۔ وصل دلدار ہوا
پاؤن مین سلسلۂ ہجر گرانبار ہوا ۔ ملنا دشوار ہوا

یہ ستمزاد سنتے ہی ملکہ برق خاطف پر بیہوشی کی تاثیر ہوئی کنیزین بھی اپنے اپنے مقام پر بیہوش ہوگئین گرتے ہی اُسکے نعرہ ہوا انم مہر سپہر عیاری خواجہ عمرو چاہتے ہین کہ سر اسکا کاٹ لین کہ نعرہ ہوا باش اے عیار مکار کیا کرتا ہے مین آپہونچی خواجہ عمرو نے دیکھا کہ برق گریبان آپہونچی عمرو یہ دیکھکر گلیم اوڑھ کر غائب ہوگئے چالاک مودب آکر بیٹھے برق کو درخت سے باندھ دیا برق خاطف کو ہوشیار کیا قضائے کار افراسیاب جادو بالائے گنبد بیٹھا ہو کہ صرصر و صبا رفتار نے آکر خبر دی حضور دس بارہ سردار نامی وگرامی مثل باغبان و بہار وغیرہ تین دن مین لشکر اسلام سے غائب ہوئے آج چالاک و برق لشکر مین گئے ہین کوئی دوست صادق آپکا آیا اُسنے یہ کار نمایان کیا بہار و باغبان دیوانے ہوکر سگئے یہی سانحہ تکمیل پر بھی گذرا ملکہ مہرخ آج بہت بیقرار ہین افراسیاب نے کہا اے حیرت یہ حال تمنے سُنا تین برتین طلسمی برق خاطف و خندان و گریبان خروج کرکے آئی ہین باغ مین آکر اُتری ہین یہ اُنکے سحر کی تاثیر ہوئی صرصر نے کہا انکی عیاریان تو دیکھیے آج صبح سے برق و چالاک گئے ہین جاتے ہی قیامتین برپا کرینگے دونون بلائے روزگار طرار و فرار مکار و غدار بقول شاعر مصرعہ دو دل یک شود بشکند کوہ را ۔ افراسیاب نے ورق سامری اُٹھا کر دیکھا منہ پیٹ لیا کہا لو صاحبو عیارون نے اپنا رنگ جما لیا چالاک بیٹھا ہوا غزلین گا رہا ہے میان برق بندھے ہوے ہین صرصر جلد اپنے کو پہونچا برق خاطف کو آگاہ کردے کہ اس مکار کی بات کا اعتبار نکرے بتعجیل گرفتار کرے صرصر نے کہا اے شہنشاہ چالاک کا رنگ جما ہوا ہے ایسا نہو مجھپر کوئی آفت آجائے یا تو خود تشریف لیجایئے یا کسی ساحر زبردست کو روانہ کیجیے افراسیاب جادو نے کہا سچ کہتی ہے سنکول جادو پہلو مین

بیٹھا تھا افراسیاب نے کہا ای سنکول مہری فرمان ہمارا لو جاتے ہی چالاک کو گرفتار کر لینا
فرمان ہمارا برق خاطف کو دینا کہنا ان دونوں کا سر کاٹ کر روانہ کرنا بخوبی سمجھا دینا عیار دشمن
کی بات کا اعتبار نہیں ہو سنکول فرمان افراسیاب لیکر چلا صرصر واسطے خبر کے احاطے سے نکلی
دور سے دیکھا ایک نخل کے سایہ مین صبا رفتار کھڑی رو رہی ہی صرصر نے بڑھ کر آواز دی کیون
ای صبا رفتار خیر تو ہی صبا رفتار نے دوپٹہ منھ پر رکھ لیا زیادہ روئی کہا استانی کچھ خیر و عافیت
تو بیان کر دا تبو ہوش ربا برباد ہوتا ہی ہماری تمہاری نگر مین عیار بھر رہے ہین ہمکو تمکو پا جائین گے
تو قید کرینگے صرصر نے کہا ای صبا رفتار نہ گھبرا عیارون کا خاتمہ ہوتا ہی برق خاطف و
گریبان فلان باغ مین آکر ٹھہری ہین لیا ہر انکا کام ہی کہ بہوت ہو کر سردار مثل باغبان ہو کر
چلے گئے شہنشاہ نے ابھی کتاب دیکھکر سنکول جادو کو روانہ کیا چالاک و برق وہان پہونچ گئے
گئے ہین یہ عیار تو کمبخت ہوا مین گرہ دیتے ہین جب صرصر کہہ چکی صبا رفتار پیچھے ہٹی صرصر کی
نگاہ جو مل گئی دیکھا عیار طرار طلسم کشا ضرغام شیر دل ہو استانی استانی کہتا ہوا بھاگا صرصر نے
پیچھا کیا کہ کسی ساحر سے اسکو گرفتار کرا دون لشکر سے ضرغام نکلا اس خیال سے کہ جاکر سنکول کو
راہ مین لون میرے بھائی چالاک کی عیاری نہ مٹے صرصر جیسے ہی قریب نخلستان پہونچی قصد لینا
غل مچاؤن ساحرون کو بلاؤن کہ پہلو سے آواز آئی استانی کیا کرتی ہو صرصر نے پلٹ کر دیکھا
صاحب بعد فکر ان نظر کردہ بزرگان بندہ تانے ہوے جست کر کے آ گئے صرصر کی کلائی تھام
لی ضرغام کو آواز دی ادھر آؤ استانی کو مین باندھے دیتا ہون مزاج مین آئی تو انھین کی
شکل بنکر جاؤ ضرغام پلٹ آیا صرصر نے کہا ای قران مجھے چھوڑ دے مین کسی سے نہ کہونگی
قران نے کہا استانی تم پیٹ کی بڑی ہلکی ہو تم سے ضبط نہو سکیگا یہین سے بٹی جاؤ گی خوشامد
کے مارے افراسیاب سے کہدو گی اب چند ساعت اسی جنگل مین ٹھہرو یہ کہکر قران نے صرصر کو
درخت سے باندھ دیا ضرغام و قران چلے قران تو گوشے مین ہو گئے ضرغام سے کہا بڑھ کر
سنکول جادو کو لو ابھی اڑا ہوا گیا ہی بن پڑیگا تو مین بھی وقت پر آؤنگا ضرغام صورت صرصر کی
بنکر بھاگا سنکول اڑا جاتا تھا ضرغام نے آواز دی ای مصاحب شہنشاہ ذرا ٹھہر جاو سنکول
صرصر کو دیکھکر اتر آیا پوچھا کیون ملکہ صرصر خیر تو ہی ضرغام نے کہا شہنشاہ نے فرمایا ہے

بڑی حفاظت سے جانا جاتے ہی پہلے چالاک کو پکڑ لینا ورنہ کود پھاند کر نکل جائیگا سنکول نے
کہا مین جاتے ہی سحر کرونگا ضرغام نے کہا دیکھو صبا رفتار بھی آتی ہی سنکول نے منھ پھیرا
ضرغام نے حلقہ ہائے کمند گلے مین سنکول کے ڈال دیئے جباب مار کر بیہوش کیا اُسکو درۂ
کوہ مین ڈال دیا آپ بشکل سنکول فرمان افراسیاب لیکر طرف باغ کے چلا یہان وہ وقت ہی
کہ چالاک نے اپنا رنگ جمالیا شراب طلب کی ہی بیہوشی ملا چکا ہی قصد ہی کہ اب تقریب شراب
مین اُنکو مارون کہ کنیزون نے خبر دی سنکول جادو فرستادہ شہنشاہ در دولت پر حاضر ہی فرمان
بھی لایا ہی یہ سنتے ہی چالاک گھبرایا کہا حضور اسوقت نہ بلایئے بعد سرکشی سمجھا جائے گا ہمین
تو منظور ہی کہ بعد قتل سلمانان افراسیاب کو بھی گرفتار کر لین آپ کو سلطنت دین تمام طلسم پر
حکومت کیجیے برق خاطف نے کہا شہنشاہ کے خلاف ہوگا برق خندان نے کہا بلا لو اگر
اُنھون نے کچھ تمھارے مقدمہ مین لکھا بھی ہوگا تو ہم جواب صاف تحریر کرینگے کہ چالاک کو
ہم نے نوکر رکھ لیا پہلی خیر خواہی اسنے یہ کی کہ برق کو گرفتار کرایا کنیز جا کر سنکول کو بلا
لائی چالاک نے سنکول سے آنکھ ملائی دیکھا ہمارے برادر بجان برابر مہتر ضرغام خوش
انجام ہین آیئے آیئے کر کے برائے تعظیم اُٹھے ضرغام نے وہ فرمان ہاتھ مین ملکہ برق خاطف
کے دیدیا برق خاطف نے پڑھا یہی لکھا تھا کہ چالاک و برق کو قتل کرو برق خاطف
ہنسی کہا ای سنکول شہنشاہ اس مقدمے سے آگاہ نہین ہین ہم سمجھا دینگے سنکول نے
کہا حضور ہم بھی شریک جلسہ ہون چالاک نے کہا ای مصاحب شہنشاہ تشریف رکھیے
ضرغام بھی شریک صحبت ہوے قرابے اُٹھا اُٹھا کے رکھنے لگے سنکول نے کہا مین بایان
خوب بجاتا ہون سنکول نقلی بایان بجا رہے ہین چالاک اشعار دلچسپ گا رہے ہین قضا کار
سنکول جو بیہوش پڑا ہوا تھا صرصر کو قران باندھ کر چلے گئے تھے ادھر سے صبا رفتار کا
گذر ہوا اُسنے آکر صرصر کو کھولا صرصر نے تمام کیفیت بیان کی سنکول کو درۂ کوہ
سے ہوشیار کیا صرصر و صبا رفتار نے سنکول کو خوب پختہ کر دیا سب حال سمجھایا کہ
ضرغام تمھاری شکل بنکر گیا ہی جاتے ہی اپنے ہم شبیہ کو مارنا چالاک کو پکڑ لینا برق خاطف
کا کہنا نہ ماننا جب چالاک کو گرفتار کر چکنا تب تمام کیفیت بیان کرنا سنکول نے کہا

مین جاتے ہی قیامت برپا کرونگا میان چالاک کا سر کاٹ لونگا یہ کہکر سنکول بڑے زور شور سے چلا یہان میان ضرغام بشکل سنکول تن رہے ہین چالاک نے شراب مین بیہوشی ملائی منظور ہے کہ برق خاطف کو پلاؤن سنکول اصلی جو دروازے پر آیا کنیزون نے روکا کہ صاحب ٹھہر جاؤ ہم اطلاع کرین اسنے کہا ارے ہٹو معاملہ بگڑ جاویگا خبردار اندر نہ جانا میرے آنیکی خبر نہ کہنا میری شکل بن کر ضرغام شیر دل آیا ہے شہنشاہ نے سب کیفیت مجھ سے کہدی کنیزون نے چاہا اندر جائین سنکول نے سحر کیا کنیزون کے پاؤن زمین نے تھام لیے اب یہ تیغہ برہنہ کھینچے ہوئے باغ مین گھسا وہین سے للکارا او برق خاطف تو نے غضب کیا میرا ہم شبیہ ضرغام شیر دل ہے تو اسکو نہین پہچانتی کیسی جاہل ہے ضرغام نے پلٹ کر دیکھا کہا ملکہ دیکھیے میری شکل بنا کر جاسوس مین قران آتا ہے آتے ہی کڑک کر گرے اسکے دو ٹکڑے کیجیے سنکول جھپٹا ہوا آتا تھا ضرغام سے آنکھ ملا کر آواز دی بھلا او مکار دیکھ تو تیرا کیا حال کرتا ہون ضرغام نے سر ہلا کر کہا بھلا او جاسوس یہان تک آ تو سہی دیکھ تو کیا قیامت برپا ہوتی ہے ہم تمھارے باپ یہان موجود ہین یہ تیغہ کھینچکر دوڑا ضرغام بھاگ کر پشت برق خاطف پر آیا کہا ملکہ بچاؤ چالاک کود کر پہلو مین برق خندان کے آیا برق خاطف نے دونون ہاتھ سنکول پر ہلا دیے دھپ برقین گرین سنکول کے دو ٹکڑے ہوے باغ مین اندھیرا چھا گیا چالاک نے جو قریب برق خندان پہونچ چکا تھا پیٹ مین خنجر مارا برق خندان گری پہلی آواز سنکول کے مرنے کی آئی پھر صدا بلند ہوئی کشتی مرا نام من برق خندان بود برق خاطف چلی ضرغام نے حلقہ کمند مارا گرتے گرتے خنجر مار دیا اندھیرا ہو گیا باغ جلنے لگا پریون نے آواز دی کشتی مرا نام من برق خاطف بود چالاک طرف برق گریان کے چلا تھا کہ اسنے اسی اندھیرے مین سحر کیا چالاک و ضرغام گرے برق گریان نے سحر کیا اندھیرا موقوف ہوا دیکھا ضرغام و چالاک زمین پر پڑے ہین لاشہ برق خندان و برق خاطف زمین پر تڑپ رہا ہے دونون بہنون کے غم مین گریبان پھاڑ ڈالا سر پیٹتی تھی کہ یارو آج پردہ ظلمات بے چراغ ہوا عیارون نے دونون بہنون کو مارا اُنکے خون کے بدلے مین ان سرداردنکو اور دونون عیارونکو قتل کرونگی تمام کنیزین چہار جانب سے دوڑین باغ ماتمکدہ ہو گیا نرگس کی آنکھ سے آنسو بہ رہے ہین سنبل نے بال پریشان کیے سوسن خاموش خیمون کو حیرت کا جوش

قنات نہ تھی چشم حیرت سے لاشون کو دیکھ رہی تھی سرو پابہ گل قمری مضمحل باغ مین خاک اڑنے لگی
بلبلون نے صداے گریہ وزاری بلند کی برق گریان کا تڑپ تڑپ کر رونا چالاک و برق و ضرغام
کی شکین مڑوڑکر باندھین ہاتھ جھکا دیا ان تینون کے جسم مین آبلے پڑگئے کنیزون کو اشارہ کیا قیدیون
کو لاؤ جلادون کو بلاؤ باغبان دہبار و شکیل وغیرہ کو کنیزین کشان کشان لائین باغبان نے
دیکھا چالاک و ضرغام و برق بندھے ہوے بیٹھے ہین اب بھی عیاری کی گھاتین کر رہے ہین
برق فرنگی کہتا ہے اے ملکہ برق گریان خواجہ عمرو کے بیٹے کی چال سازی آپ نے دیکھی آپ
مجھکو نوکر رکھیے مین انکو اپنے ہاتھ سے قتل کرون آپ کی دونون بہنین بڑی قدردان تھین
برق گریان کہتی ہے ارے تم سب قاتل جلاد ہوا ایسے مقام پر تمکو قتل کرے کہ جہان پانی بھی
نہو ہاے میری بہنون کو کس حسرت سے قتل کیا ہم پردۂ ظلمات سے آئے تھین ظالمون کے
ڈرسے لشکر لیکر مقابلے مین نہ اترے تھے خیال رہا کہ الگ رہین بیٹھے بیٹھے خاتمہ
کردین بڑی بڑی ہوشیاریان کین ان عیارون نے پیچھا نہ چھوڑا بڑی ہمشیرہ برق خاطف کا
قتل ہونا پردۂ ظلمات مین اب کوئی بزرگ نرہا اول ملکہ ماہیان زمرد پوش قتل ہوئین خونخوار
ظلمانی کے قتل ہونے سے شہر ویران ہوا ملکہ برق خاطف نے رعایا کو تسکین دیکر پھر آباد کیا
تھا اب مین تنہا کیا پردۂ ظلمات پلٹ کر جاؤنگی سر لیکر بھون کا خدمت شہنشاہ مین جلتی ہوئی
صاف کہون گی میرے نام پر طبل جنگی بجوایے دل مین حوصلہ باقی نہ رہا جاسے رعد و برق و
و برق لامع نے جان کے خوف سے خواجہ عمرو کی اطاعت کرلی ہم اطاعت کرنے والے
نہین ہین ہم سے نہ ہو سکے گا کہ پونے دو سے خداؤن کو چھوڑین ایک خدا بنا دین افراسیاب
کی محبت مین لڑ بھڑکر جان دینگے میدان کارزار مین ہمارے سحر کا حال کھلے گا کنیزین کہتی ہین
ہماری بارہ ہزار فوج دس لاکھ کو پامال کریگی کڑک کڑک کر گرینگے ہین کا خیال کیجیے برق لامع
ضرور مقابلہ کرے گی تب مزہ اٹھے گا برق کے سامنے انکے فرزند رعد کو قتل کیجیے برق گریان نے
بارہ ہزار ساحر جاے دارین استادہ ہوئین چالاک و برق و ضرغام کو دارین لٹکایا بہار باغبان
وغیرہ کو زیر تیغ بٹھایا ساحران جلاد آکر حاضر ہوے حکم پوچھنے لگے برق گریان شاخ نخل پر
نظر رکھے ہوے تاج سر کا ڈھلکا ہوا زار زار رو رہی ہے کہتی ہی صاحبو اگر مین نے لڑائی فتح کی

کی وطن مین جاکر کیا منھ دکھاؤنگی کہنے والے کہین گے بہنون کو قتل کرایا اپنی جان بچاکر چلی آئی
اب مین خدمت مین افراسیاب جادو ہی کے رہونگی وطن مین نجاؤنگی انکے مرنے کی خبر سنکر
اہالیان شہر بھاگ جائین گے اب پردہ ظلمات کا آباد ہونا نہایت دشوار ہے سات بہنین ایک
مقام پر رہتی تھین جدھر ہم لوگ نکل جاتے تھے انگلیان اُٹھتی تھین کہ گھر برق ہاے طلسمی کا
خوب آباد ہے ہاے کہنے والون کی نظر کھاگئی ارے جلد انکو قتل کرو کہ ذرا تو میرا کلیجہ ٹھنڈا ہو
کلیجے مین شعلے بھڑک رہے ہین تین جلاد تلوارین کھینچ کھینچ کر بڑھے برق و ضرغام و
چالاک دعا کر رہے ہین بہار و باغبان کی حالت متغیر آنکھون کے سامنے موت پھر رہی ہے
ملکہ بہار جادو نے اُڑتی اُڑتی خبر سنی تھی کہ بادشاہ جاہ پڑتے بھڑتے آتے ہین مخمور کی
خوش نصیبی پر نور رشک ہے کہ جو کہا تھا اسنے وہی کیا بڑی دھوم سے نورالدہر کو لیکر ہوشربا
مین آئی ہماری رسائی تا بہ بادشاہ نہوئی اس خیال مین بے اختیار آنکھون سے آنسو
جاری ہوے تڑپ کے یہ اشعار آبدار موافق مضمون مقام مصنفہ جلال لکھنوی کے پڑھنے لگی

ہمپر جو کچھ ہوا اسے ہونا ضرور تھا
جب دیکھتا تھا جونک کے بستر سے دور تھا
مین اک جھلک سے ہونگا نہ غش و کلیم تھم
خود کاٹتا تھا اپنا گلا جو غیور تھا
طول اے فلک مری شب غم کو دیا دیا
کیا کیا اگھٹا ہر رات جو آنکھو نمین نور تھا
ٹالا جہان کو وعدۂ فردا یہ یار نے
آمادہ پھونکنے پہ سرافیل صور تھا
سرشار عشق جام تھی ساقی کے بزم مین
موسی کو غش مین دیکھکے جلنے کو طور تھا
رکھا خفاے یار کو پوشیدہ عشق نے
سخت اتنی تھی زمین فلک ایسا دور تھا

تقصیر آنکھ کی تھی نہ دل کا قصور تھا
آہ رسا کی سعی تو کرنا ضرور تھا
مین اک شرر سی خاک نہونگا وہ طور تھا
تا صبح مین نہ آپ مین آیا شب وصال
رشتہ حیات کا بھی بڑھانا ضرور تھا
کیا نا گوار ہجر مین سامان عیش تھی
مانا نہ ایک جسنے وہ مین نا صبور تھا
اسدرجہ بدگمان مین وہ ہمسے وقت مرگ
شیشہ بھی نشہ میں الفت سے چور تھا
آئی نہین یہ حسن پہ نخوت ملو گے ہاتھ
تشبیہ ہونے کے لیے میرا قصور تھا
کچھ دکھ کے رہگئے تھے نکلنے کو حوصلے

شب کو یہ بیقرار دل ناصبور تھا
ہمت بھی شرط باب اثر کتنی دور تھا
مقتل مین کسکی حلق پہ رکھدی تھی تم نے تیغ
جتنا قریب یار تھا اتنا ہی دور تھا
ہمدم نہ تیرگی شب انتظار پوچھ
آنکھو نکا تھا خار جو دل کا سرور تھا
برپا ہی کر چکا تھا مرا اضطراب حشر
ہچکی جو آئی سمجھے یہ پیغام حور تھا
ایسا غضب ہے عاشق و معشوق کا تپاک
ہمکو بھی یہ ہین دولت دل پر غرور تھا
نالون کی کو تہی تھی کمی اضطراب کی
اکبار پھر شباب کو آنا ضرور تھا

نظارہ جلگئے بزم بتان کا کیا جلال	رونق غرض تھی جس سے وہ اسکا ظہور تھا

ان اشعار آبدار کو پڑھ کر بہار
بہت روئی کہا اے باغبان پندرہ برس اس طلسم مین لڑتے ہوے مجھکو گذرے بڑے بڑے
صدمے مین نے اُٹھائے جس زمانے مین ہمنے شرکت کی ہے صرف ملکہ مہرخ و نافرمان و
سرخ موے کاکل کشا شریک خواجہ عمرو ہوئی تھین اُسوقت کی لڑائی ایک کھیل معلوم ہوتی تھی
بقول افراسیاب جادو کہ یہ لوگ لڑکون کا گھروندہ بناکر میرے سامنے آئے ہین کوئی وزیر
بنگیا کوئی بادشاہ ہوا اسکے غرور کا خداوند کریم نے یہ انجام دکھایا کہ ہملوگون کے ہاتھ سے
بھاگ کر افراسیاب جادو ایسا شخص قلعہ بند ہوا سامنے مقابلے کو نہین آتا مثل چوٹٹون کے
بالا ے گنبد سے اترا اور اُتر کر کام کرتا ہے یہ اُسی غرور کا بدلہ ملا ہے وہ کیا کرتا ہے اگر یہ لوگ
ہزار برس لڑینگے آفتاب عالمتاب ہوش ربا کو زوال نہوگا مگر اس حاکم حقیقی قوی و توانا نے
یہ روز سیاہ اُسکو دکھایا مگر ہمارا حال بقول سعدی شیرازی رونے کے قابل ہے شعر
امید بستہ برآمد ولے چہ فائدہ زانکہ + امید نیست کہ عمر گذشتہ باز آید + وقت عیش و عشرت
آیا ہمارا گل حیات مرجھایا شل بوے گل حسرت دیاس لیکر پردۂ دنیا سے چلے نام بہار ہے نہ
پھولے نہ پھلے سامان عیش عشرت کا ہمنے ندیکھا باغبان بھی رونے لگا کہا اے ملکہ حقیقت
مین جس روز لشکر قاف ثانی سلیمانی کا داخلہ ہوگا عجب روز سعید بہتر از عید ہوگا کل ممالک
طلسم ہوشربا سے خراج آئیگا ناظم قرار پائینگے پانچہزار پانچ سو چہین سردار جوانان گلعذار
باغ طلسم ہوشربا مین مہکتے ہوے نظر آئینگے بارگاہ سلیمانی کا دستاد ہوناتمنے تو اے بہار جاکر بہ
کوہ عقیق گلزار سلیمانی بہار لشکر صاحبقران دیکھی سب کے نام سے ماہر ہوئین بارگاہ مین
جلوہ فرما رہین صحبت شہنشاہ گیتی ستان مین باریاب ہوئین ہم زیارت سے محروم رہے قائم و
نوراللہ ہر مع چند سردارون کے آئے ہین ان شیرون کے قدم سے کیا لشکر مین برکت ہر طرف
دشکر مین سامان شوکت و لیاقت ہے نہ کہ کل سرداران صاحبقران و فرزندان جوان و
شاہ گیتی ستان جس وقت تشریف اس مقام پر لائینگے دشمنون کے کلیجے الجا ئینگے
افسوس صد افسوس اس جلسے مین ہم نہ ہونگے باغ ہوش ربا مین بڑے میلے ہونگے ہم
گوشہ تنگ و تاریک مین تنہا ہونگے سرخ موے کاکل کشا نے پریشان ہوکر جواب دیا

اے باغبان والاشان گوشۂ قبر کسکو میسر ہوگا ایسے مقام پر قتل ہوتے ہین کہ یہان کوئی دفن کرنے
بھی نہ آئیگا لاش اس مقام ویران سے کون اُٹھائیگا جو منظور قضا و قدر کو تھا وہ ہوا حسرت و یاس لیکر چلے
وہ جلسے جنہ دیکھے مصیبتین اُٹھائین جفائین سہین جب وقت بہار آیا بہار عمر خزان ہوئی سب
سردار بیقرار ہوکر روتے دلکو اپنے پروردگار سے رجوع کر رہے ہین ٹھنڈی سانسین بھر رہے
ہین برق و ضرغام و چالاک پکار رہے ہین کہ اے بے نیازان سرداران صف شکن کو موت سے
اتنی مہلت ملے کہ قتل افراسیاب دیکھ لین مرنا تو ایکدن ضرور ہے اس مقام حسرت و یاس پر قلب
ناصبور ہے برق گریان بیقراری پران بھون کی ہنستی ہے کبھی کہتی ہے کسکو تم سب پکارتے ہو
تمھارا خدای نادیدہ کہان ہے تملو گونکے برابر کون بیوقوف ہے تمھاری کتابون مین لکھا ہو کہ زمین سے
آسمان تک پانچ سے برس کا راستہ ہے ایک آسمان سے دوسرے آسمان کا بھی بُعد قرار پایا عرش اعلی
پر مقام خدای نادیدہ قرار دیتے ہو وہانتک آواز کیونکر جائیگی اطاعت افراسیاب قبول کرو سامری
جمشید کی خدائی کو برحق جانو وعدہ کرتی ہون کہ تمھاری خطائین معاف کرادونگی اب میرے
ہاتھ سے بچنا تمھارا دشوار ہے یہ سُنکر باغبان تڑپ گیا کہا او برق گریان ہمارے حال پر
ہنستی ہے معاذاللہ بیدا اگر منوائے یہ ہنستی ہے وہ حاضر و ناظر ہے بعد زمین و افلاک کیسا جو ہمارے
دل مین ہے اُس راز سے وہ بے نیاز ماہر ہے ہماری راحت و مصیبت سب اُسپر ظاہر ہے دیکھو کس
وقت مدد ہوتی ہے برق گریان اور باغبان سے تکرار ہونے لگی باغبان کہتا ہے تو ہمارے
قتل پر قادر نہین ہے وہ کہتی ہے اب اگر تمام عالم ملکر آئے تو بھی تمھاری رہائی غیر ممکن ہے برق قہر
غضب سے جلاد دنگی اب زندہ نہ چھوڑونگی یہ کہکر جلادون سے اشارہ کیا جلدان زبان درازونکو
قتل کرو جلاد خنجر برہنہ لیکر بڑھے تیرے حکم کے منتظر تھے کہ کنج باغ سے آواز آئی اے خیرخواہ
دولت لے صاحب شوکت و لیاقت کیا کہنا ہے بیشتر سے مجھکو آگاہ نہ کیا ورنہ مجھ لحہ کا انتظام کرتا
پلٹ کے برق گریان نے دیکھا خود شہنشاہ طلسم ہوشربا افراسیاب جادو تاج سر پر ایک
رومال سے خون تازہ ٹپکتا ہوا اسمین سر کسی کا بندھا ہوا تیغہ خون آلود ہاتھ مین قیافت
ظاہر ہے کہ ابھی کسیکو قتل کیا رومال سے باندھ لیا برق گریان نے جھک کر سلام کیا کہا اے
شہنشاہ یہ کسکا سر ہے افراسیاب نے اُس سر کو دھڑ سے زمین پر ڈالدیا برق گریان نے دیکھا شہنشاہ

لاچین کا سر ہے لشکر اسد کا کلان افسر ہی پوچھا اے شہنشاہ اس پیرزمین گیر کو کیونکر پایا کہا ای برق گریان
مین نے سنگول جادو کو روانہ کیا ضرغام نے راہ مین اسکو گرفتار کر لیا مین اوراق سامری
دیکھکر گنبد سے برلے حفاظت اترا اس خیال مین کہ جاکر تم سب کو آگاہ کرون اس بڈھے نے
راہ مین مجھکو گھیرا مین تو اب آمادہ ہو چکا کہ جسکو پاؤنگا فوراً قتل کرونگا مین نے لڑکر اس کا سر
کاٹ لیا راہ مین مجھکو بطور ستارہ شناسی ثابت ہوا کہ برق خاطف و برق خندان دونون
قتل ہوگئین صرف برق گریان باقی ہے قتل مین سردارون کے تساہل کر رہی ہو اسوقت اگر پہونچا
مبارک ہو کہ لڑائی مین نے فتح کی لشکر آسد مین کھلبلی پڑی ہے سب ساحر بھاگے جاتے مین ملکہ
بلقیس بتی ہونے کو کہتی ہے صرف یہ چار پانچ جوان رہجائینگے مثل اسد و بدیع الزمان و
نور الدہر و قاسم و غضنفر یہ کس کس سے لڑینگے بڑے بڑے پہلوان مین نے بلائے ہین وہ ان سبکو اب
گھیر کر مارلینگے مین نے وہ گنبد بنایا اگر سامری جمشید بھی ہوتے گنبد تک نہ آسکتے آٹھ پہر
تیر تلوار خنجر شمشیر نیزہ و دسر برسا کرتے ہین وقت آخر مین نے یہ کارنمایان کیا مگر سب سردار
میرے تعاقب مین آتے ہونگے جلد ان سبکو قتل کرو میرے ساتھ گنبد عجائب مین چلو برق گریان
قدمون سے لپٹ کر رونے لگی کہا حضور خانمان تباہ ہوگیا کوئی سرپرست نرہا
افراسیاب نے کہا مین تجھکو اپنا نائب قرار دونگا آج شب کو بڑی لڑائی پڑیگی۔ برق گریان
خوش ہوگئی باغبان و بہار وغیرہ اس سے تو آگاہ نہ تھے سر لاچین دیکھکر تڑپ گئے عیار بھی
بلکتے تھے ہر ایک کا یہی قول تھا بڑا شہنشاہ عالی جاہ مارا گیا اب لڑائی کا فتح ہونا بہت دشوار ہے
کاش کے نابینا ہوتے سر اس افسر عالیجاہ کا نہ دیکھتے اسوقت لشکر مین کیا ہنگامہ ہوگا بیشک بلقیس
اپنی جان دیگی برق گریان قدمون کو بوسہ دیکر اٹھی افراسیاب نے کہا اے برق گریان
دیکھو وہ ابر یاقوتی اٹھا کوکب روشن ضمیر وغیرہ سب سردار آتے ہین جیسے ہی
برق گریان پلٹی افراسیاب تیغہ خون آلود لیے کھڑا ہے نعرہ کیا اور برق گریان قدرت
پروردگار کو دیکھا پیدا کرنے والے پر طعن کرتی تھی منم صاحب بندہ گران نظر کردہ بزرگان
مہتر قران عالیشان وہی تیغہ مارا برق گریان کے دو ٹکڑے ہوئے جھپٹ کے بہار و باغبان
کی زبان سے سوزن لیا عیارون پر سے بھی سحر اترا جادوگرنیان دوڑین باغبان و بہار نے

کچھ نخل کے پتے کچھ شاخین توڑ کر سحر کرنا شروع کیا شُخ مو بھی لڑنے لگی شکیل نے وہ گدے مارے
تمام جادوگرنیان فریاد فریاد کرتی تھین بعد عرصہ دراز آواز آئی کُشتی مرا نام صن برق گریان بود
ساتھ والیان اسکی سب بھاگین تینون عیار یہ سب سردار تینون برقون کے سر کاٹ کر ساتھ
لیے ہوئے طرف لشکر اسلام کے چلے صرصر شمشیر زن نے جاکر افراسیاب جادو کو خبر دی کہ اے
شہنشاہ سنگول جادو پر بھی کچھ افتاد پڑی کسیکو بھیجکر دریافت کرائیے عیارون نے وہان جاکر اپنا
قبضہ کیا مجھکو بھی قران نے پکڑ لیا تمھارے شہنشاہ کیونکر جان بچے آٹھ پہر یہ سب مکار اسی فکر
مین پھرا کرتے ہین کیا کیا جاے یہان سب طرح غفلت ہے آپ تساہل کرتے ہین بڑی قباحت
ہے افراسیاب جادو نے کہا اے صرصر شمشیر زن مجھے اب کسی کی مروت باقی نہین ہے
ما بدولت آٹھ پہر سحر خوانی مین مصروف رہتے ہین پچاس برس طلسم ہوشربا مین سلطنت کی
ما بدولت ایسے نہین ہین کہ یکایک کوئی قتل کرے تمام لشکرون کا خاتمہ کرون گا میرا قول کرسی
نشین ہوگا اکیلا طلسم کشا رہ کر عملداری کرے ایک ساحر باقی نہ رہے گا افراسیاب بالاے گنبد
بیٹھا ہے صرصر سے یہی باتین کر رہا ہے کہ دیکھا باغبان وغیرہ و تینون عیار سر رومال مین
باندھے ہوے آکر پہونچے کنیزان بہار ملازمان باغبان پریشان ہو رہے تھے براے استقبال
چلے لشکر اسلام مین خوشی ہونے لگی صبا رفتار نے آکر افراسیاب کو خبر دی آخر حضوران سب
نے ملکر تینون برقون کو مار لیا اب اسوقت بہار و باغبان وغیرہ آتے ہین دربار شہنشاہ
لاچین مین صلاحین ہو رہی ہین حضور کا بڑا خوف سب پر غالب ہے آج طلسم کشا فرماتے تھے
ایک ہفتہ گذرا کہ ہمنے آرام بالکل ترک کیا شب بھر لشکر مین افراسیاب کا ہنگامہ رہتا ہے
افراسیاب نے کہا مین نے اور بھی تدبیرین کی ہین تم بھی لشکر اسلام مین جاؤ جو جہان ملے
اُسکو وہان قتل کر دیا گرفتار کر کے لے آؤ مین خون کے دریا اب بہاؤن گا افراسیاب تو
اس تدبیر مین ہے پانچون عیار جہان نکلین بیان صبح کا وقت ہے شہنشاہ لاچین و
کوکب روشن ضمیر وغیرہ جلوہ فرما ہین دربار مین خواجہ کے نہ آنیکا سب کو انتظار ہے
اسد و بدیع الزمان فرمارہے ہین خواجہ کا نہ ہونا باعث خرابی ہے اُنکے واسطے دلگیر ہیں
ہے چالاک و برق نے عرض کی کہ جان نثار فکر مین مصروف ہین ان کی ذات پر کون سے انتظام

موقوف ہین اسوقت تمام لشکر سامنے فردکش ہے اسد نے پردے بارگاہ کے اُٹھوا دیے لشکر کو اپنے
دیکھ رہے ہین ہرچند کہ اس ہفتے مین بدعت افراسیاب سے لاکھون ساحر مارے گئے بڑے بڑے
کھیت پڑے اب بھی جہان تک نگاہ کام کرتی ہے دریاے لشکر اسلام موج مار رہا ہے از شرق تا
مغرب از جنوب تا شمال از ماہ تا ماہی فوج شہنشاہی ہر طرف فردکش ہے سحر تیار ہو رہے ہین سب
سردار مسلح اپنے اپنے خیمون مین بیٹھے ہین ایک گوشے پر لشکر شہنشاہ کوکب رد شنشفیر
کوکب و شنشفیر تو بارگاہ مین آئے ہین ملکہ بران شمشیرزن ہجران دیدہ آفت کشیدہ
مع ملکہ اختر و مروارید و شگوفہ وزیرزادی اپنی بارگاہ زربفتی مین جلوہ فرما ہین
بلور جہار دستہائی فوج ظفر موج کو درست کر رہا ہے شہنشاہ لاچین والا تمکین نے دیکھا
ٹکڑہاے ابر مختصر مختصر آسمان پر آنے لگے ہواے سرد چلنے لگی سردی شروع ہوئی شاہزادہ
بدیع و نور الدہر نے بھی خادم کو اشارہ کیا دوشالے لا کر پیش کیے قاسم
وغیرہ نے بے اختیار فرمایا کہ اس وقت اس ہواے سرد نے عجب کیفیت دکھائی
بدیع نے کہا کیا کہین اے فرزند افراسیاب خانہ خراب کی بدعت سے دل پریشان ہو ورنہ
اسوقت تمام صحرا سبز و شاداب آہوان صحرا کی چھالین بھر رہے ہین شکار کا موقع تھا اس
صحراے سبزہ زار مین عجب کیفیت حاصل ہوتی قاسم نے بھی کہا چچا جان تشریف لیے چلتے ہین
ہوشربا مین شکار متعدد ہے یہ سنتے ہی اسد نامدار بھی آمادہ ہوئے شہنشاہ لاچین نے
کہا اے شہریار آپ کی وجہ سے افراسیاب جادو بھاگ جاتا ہے ورنہ اسنے بڑے بڑے سحر
آج کل تیار کیے ہین کہ جنکا دفع ہونا دشوار ہے آپکی وجہ سے اسکا زور نہین چلتا شاہزادہ
اسد نے ارشاد فرمایا وہ تو شب کو آتا ہے دن کو نہ آئیگا ہم پہر دن رہے شکار کھیل کر واپس
آئینگے اموجان کو بھی خواہش شکار ہے خاور شاہ کا قلب بھی براے شکار بیقرار ہے پہر
دو پہر کے بعد واپس آئینگے ہرچند شہنشاہ لاچین و کوکب رد و شنشفیر نے کہا مگر اسد
نے ضرغام کو حکم دیا سامان شکار بہت جلد آراستہ کرو ضرغام نے اُسی وقت تیاری
کی شاہزادہ اسد و نور الدہر و بدیع الزمان و قاسم و غضنفر بن اسد مع چند سرداران
صف شکن کے پشت ہاے مرکب پر سوار ہو کر براے شکار چلے افراسیاب گنبد سے دیکھ رہا ہے

عیار بچیان بھی موجود تھین انھون نے بھی افراسیاب کو خبر پہونچائی کہ طلسم کشا واسطے شکار کے تشریف لیگئے افراسیاب جادو سنکر چپ ہو رہا عیار بچیون سے اتنا کلمہ بھی کہا کہ آج لاچین و کوکب کی بھی قضا ہے ان دونون سرکشون کو ستاؤن کلیجہ میرا ٹھنڈا ہوا اسد تو جا کر مصروف شکار ہوے نور الدہر نے صدہا آہو شکار کیے بدیع الزمان بھی گھوڑا اڑاتے پھرتے ہین قاسم نے طائران ہوائی سے صحرا کو خالی کر دیا ساتھ والے بھی شکار کھیل رہے ہین یہان لاچین و کوکب نے دیکھا کہ وہ ابر جو مختصر آیا تھا وہ بڑھنے لگا ہوا مین خنکی زیادہ ہوئی جا بجا ساحرون نے آگ روشن کی ابر تمام لشکر پہ محیط ہوا لاچین والا تمکین نے نکل کر حکم دیا یہ ابر گندہ بہار گھر آیا ہے اکثر سنا ہے کہ اس طرف برف خونی پڑتی ہے سب صاحب تدبیر کرین موم جامے نکلواؤ بارگاہون پر موم جامے چڑھواؤ یہ سنتے ہی اپنے اپنے لشکر کا سب انتظام کرنے لگے ایک سمت ملکہ بادبان لشکر توسن حصار کی مالک ہین انھون نے اپنے لشکر کی تیاری کی لشکر طلسم نور افشان کا تمام انتظام ملکہ تُران شمشیر زن کرنے لگین بخوبی انتظام نہو نے پایا تھا کہ ابر محیط ہو کر برسنے لگا بجلیان کڑک کڑک کر گرین پانی کا غراٹا ہوا تے تند کا سناٹا لشکر مین عجب طرح کا تلاطم ہوا ہزار ہا مرکب کھل گئے مطلق العنان بھلگے بھلگے پھرتے ہین چشمہ حقیر بُلبلے نہرون کا جوش خروش بڑھا ابر تیرہ و تار سے لشکر مین اندھیرا باران غیر فصل نے کل لشکر کو گھیرا صدائے فریاد بلند ہے شہنشاہ لاچین والا تمکین و ملکہ بلقیس و خود شہنشاہ کوکب روشنضمیر و مہرخ و بہار و باغبان قدرت وغیرہ انتظام کرتے پھرتے ہین صدہا بارگاہین سرنگون خیمے مثل حباب بہتے پھرتے ہین ہزارہا بندگان خدا ڈوبے کوکب روشنضمیر نے بڑھکر شہنشاہ لاچین سے کہا آج کا یہ پانی برس برس کے کل لشکر کو ڈبو دیگا نہین معلوم صحرا مین طلسم کشا پر کیا گذری وہانکی خبر منگانا چاہیے شہنشاہ لاچین و بلقیس نے جواب دیا بارش کی اسقدر طغیانی ہے کہ کشتی حیات بندگان خدا ڈوبا جاتی ہے مگر اپنے اپنے انتظام مین سب مصروف ہین کسکی لیاقت ہو کہ اس دریای آب کو جھیلے دریا مین پہونچے کیونکر خبر ملے عیارونکا نشان نہین معلوم ہوتا چالاک برق کو ہنے طلسم کشا کے ہمراہ کر دیا صرغام شیر دل بھی گیا اسوقت بھائی کو بھائی نہین پہچانتا کس زور و شور سے مینھ برستا ہے ذرا نگاہ اُٹھا کر دیکھیے عالم آب ہے برق کی تڑپ سے دل ہر خورد و کلان کا بیتاب ہے ہر کسی کو یہی معلوم ہوتا

کہ برق تڑپ کر گرے گی خرمن حیات کو جلا دے گی ملکہ بُران شمشیر زن شگوفہ کو ساتھ لیکر بارگاہ سے
باہر نکلین دور سے بلور نے دیکھا جس مقام پر بارگاہ بران ہی وہانپر برف گرنے لگی ملکہ بُران
ایک جانب کھڑی تھین کہ جو بارگاہ گر رہی ہے اُس سے نکل جاؤن دوسری بارگاہ مین اپنے کو آب
بچا دون برف سے حفاظت ہو صدہا برقین اُس مقام پر گرین بلور نے دیکھا اک برق ملکہ
بُران شمشیر زن کے لپٹ گئی بُران ایسی ساحرہ اختر مروارید جوڑے سے نہ نکال سکی اپنے کو
نہ سنبھال سکی شگوفہ نے اُٹھا کر گولا برق پر مارا اک پنجہ کمر مین شگوفہ کے بھی پڑا ملکہ اختر نے
دور سے دیکھا تمام لباس بھیگا ہوا اپنی جان سے بیزار چہار سمت سے کنیزونکی فریاد ساحرونکی
داد بیداد اُس ہنگامہ مین بران و شگوفہ کو برق لپٹی ہوئی طرف آسمان کے لیے جاتی ہے ملکہ
اختر نے موتیونکا مالا گلے سے اُتارا سحر کر کے مالا مارا موتی لوٹے کچھ تاثیر نہ ہوئی اُسی برق سے
ایک پنجہ گرا اُسنے اختر کو بھی اُٹھا لیا کئی سے کنیزان ملکہ بران نے بھی بڑھ بڑھ کر سحر کیے جسنے
سحر کیا اُسپر برق گری یا سیل برف کی گری ہزارہا زیر برف دبے صدہا کو برقین گر کر اُٹھا لیگئین
ملکہ بران شمشیر زن و اختر مروارید و مصاحبان بران کو برقین لپٹ کر اُٹھا لیگئین دمبدم
برقون مین تڑپ زیادہ ہوتی جاتی ہے برف گرنے کی طغیانی طنابین ٹوٹین خیمے گرے
بارگاہین سرنگون عجب طرح کا تلاطم ہے ملازمون نے بڑھ کر کوکب روشنضمیر سے کہا
دیکھیے حضور بارگاہین سب پامال ہوئین ملکہ بران شمشیر زن و اختر مروارید کو پنجے گر کر
اُٹھا لے گئے شہنشاہ لاچین کو مصاحبون نے خبر سنائی کہ حضور علاوہ برف گرنے کے دوسری
قیامت ہے کہ برقین گر کر سردارون کو اُٹھائے لیے جاتی ہین اہالیان لشکر طلسم نور افشان
کئی سے سردار ابر مین غائب ہوئے برق لامع کیسے زور مار رہی ہے کڑک کڑک کے
گرتی ہے ابر مین کمی نہین بارش مین بھی نہین دمبدم ابر محیط ہوتا جاتا ہے صدائے رعد سے قلب
تھراتا ہے شہنشاہ لاچین و کوکب روشنضمیر حیران و پریشان کھڑے ہین کہ باغبان قدرت
سامنے آ کہا اے شہنشاہ ابر گندہ بہار کا گمان نہ کیجے یہ کسی ساحر نے شعبدۂ سحر کیا ہے مگر بڑا
کوئی زبردست ہے کہ جسکے سحر نے تلاطم ڈالدیا جہانتک نگاہ کام کرتی ہے دریا موج مار رہا ہی
آپ بڑھکر سحر کیجیے دیکھیے افراسیاب جادو احاطے سے باہر نہین آتا بالائے گنبد بیٹھا ہوا ہنس

رہا ہے عیار بیچارے بھی بھاگ کر احاطے میں چلی گئیں کوئی ملازم **افراسیاب** احاطے سے باہر نہیں آتا ہا تو میں نہیں بتا سکتا مگر پردہ ابر میں کوئی ساحر آیا ہے لاکھوں اہالیان لشکر ڈوب چکے ہیں خیمہ گر پناہ ملنا دشوار ہے **شہنشاہ لاچین و کوکب روشن ضمیر** اسباب سحر لیکر بڑھے پانی مہلت نہیں دیتا اسم سحر یاد نہیں آتا بہ مشکل دو چار سحر کیے گولے ترنج نارنج ابر پر مارے مگر کچھ تاثیر نہ ہوئی **ملکہ بلقیس** نے کہا حضور یہ غیب کا پانی ہے سحر کوئی کہاں تک کر سکتا ہے دیکھیے نیچے تمام صحرا دھواں دھار ہے زمین سے پانی ابل رہا ہے بھاگنے والے کہاں بھاگ کر جائیں یہ سنکر **باغبان قدرت** نے کہا میری تو رائے یہی ہے سحر کامل کیجیے پانی پر آگ برسائیے ورنہ یہ برف سب کو ٹھنڈا کریگی جسوقت سے یہ ابر شروع ہوا میں نے سحر کر کرکے اپنے کو بچایا برف اسقدر پڑی ہے کہ صدہا پہاڑ بنگئے کہنے سے **باغبان قدرت** کے **ملکہ بلقیس** نے بڑھکر کئی گولے اس ابر تیرہ و تار میں مارے **باغبان قدرت** یہ کہکر ہٹا تھا کہ حضور میں بارگاہ میں تو اٹھوالوں چند قدم گیا تھا کہ دیکھا **معمار قدرت** ایک چشمے میں ڈوب رہا ہے اتنا بڑا ساحر زبردست ہر چند چاہتا ہے سنبھلوں نہیں سنبھل سکتا غوطے کھا رہا ہے **باغبان** نے جھپٹکر **معمار قدرت** کا ہاتھ پکڑ لیا چاہا کہ چشمے سے نکال لوں چشمے سے دو نہنگ پیدا ہوئے ایک نے **باغبان** کو لیا اور ایک **معمار قدرت** کو نگل گیا اسی چشمے میں غائب ہوئے چند ساحروں نے یہ شکل پڑھکر **ملکہ بلقیس شہنشاہ لاچین و کوکب روشن ضمیر** سے اطلاع کی کہ حضور یا تو برف و برق کی آفت تھی یا نئی بلا نازل ہوئی کہ جھیلوں سے نہنگ نکلے **باغبان و معمار** کو نگل گئے **برق لامع** سحر کر کے بلند ہوئی تھی ابر میں جا کر غائب ہوئی دیکھیے **رعد و برق** کو بھی کوئی اٹھالے گیا **افراسیاب** خانہ خراب نے جو بالائے گنبد سے یہ ہنگامہ دیکھا **حیرت جادو** سے کہا دیکھو اے **حیرت** اب وقت انتقام یہی ہے یہ کہکر گنبد سے ترنا بجائی اشارہ تھا کہ لشکر ہمارا تیار ہو اندر احاطے کے لشکر بیشمار فوج کش ہے تیس لاکھ ساحران غدار **سامری جمشید** کا نام لیتے ہوئے اسباب سحر ہاتھ میں احاطے سے لینا لینا کہکر نکلے **افراسیاب** خانہ خراب تیغ برق تاب کھینچ کر گنبد سے کودا اسوقت یہ نہ ثابت ہوتا تھا دن ہے کہ رات چہار جانب اندھیرا برف گر رہی ہے پانی زور شور سے برس رہا ہے ہوائے تند کے جھونکے اس آفت میں

افراسیاب بیس لاکھ فوج لیکر گیا لاچین والا تمکین و ملکہ بلقیس و کوکب روشنضمیر آمادہ مرگ و مہیاے
قضا ہوکر سحر افراسیاب خانہ خراب دفع کرنے لگے پانی کے غراٹے نے ہوش اڑا دیے ہین ہر طرف سے
دریاے قہار موج مار رہا ہے افراسیاب کی شورش قتل اہل اسلام مین کوشش ایک مقام پر افراسیاب
نے سحر کیا آگ برسنے لگی ہرچند شہنشاہ لاچین و ملکہ بلقیس ثانی دفع سحر کرتے ہین عجیب
طرح کی بات ہے سحر افراسیاب خانہ خراب مین کمی نہین ہوتی ہے آتش فروزی مین بہی ہوتی ہے
بارش آب باران کو ترقی برقین گر رہی ہین اب تو سلسلہ بندھ گیا جب برق گری کسی سردار کو اٹھا لیگئی
ہرچند شہنشاہ لاچین و ملکہ بلقیس ثانی روکتے ہین مگر جو سردار اٹھکر گیا ابر مین غائب ہوگیا
بڑے بڑے سردار نامدار ساحر وغیر ساحر ابر مین غائب ہوے ایک مقام پر بڑھکر کوکب روشنضمیر
نے سحر کیا گولا ابر کے مارا گولا قریب ابر جاکر پھٹا ابر سے ایک سنہرا پنجہ پیدا ہوا اسنے گولے
کو توڑا ایک زنجیر طلائی پیدا ہوئی جسم مین کوکب کے آکر لپٹی صاف معلوم ہوتا تھا کہ جسم مین
کوکب روشنضمیر کے ماران سیاہ لپٹے ہوے طرف آسمان کے لیے جاتے ہین زبان بند ہو گئی
چہرہ زرد ہوگیا ہرچند اپنے کو سنبھالتا ہے زور کرکے کئی حلقہ ہاے زنجیر توڑے ایک حلقہ ٹوٹا
دس حلقے بنکر تیار ہوے اس حال عبرت مآل کو دیکھکر تمام لشکر مین قیامت تھی کہ یا رب یہ کس
ظالم کا سحر ہے کہ کوکب روشنضمیر ایسا بادشاہ عالیجاہ یون مبتلاے طوق و زنجیر ہے یہ تو کسی
بڑے کامل کی تدبیر ہے وہ زنجیرین کوکب روشنضمیر کو طرف ابر کے لیے جاتی ہین کسی مقام پر
کوکب تڑپا پھڑکا زور کیے گیا زنجیر مین غل ہے سلسلہ زنجیر سے توسل ہے سرداروں پر جو برقین
گرین وہ چشم زدن مین ابر مین جاکر غائب ہوے کوکب روشنضمیر کو عرصہ ہوگیا یہ رکتا ہوا
جاتا ہے رہائی غیر ممکن زنجیرین طولانی ہوگئین برف گر رہی ہے اسوقت پانی کا زور زیادہ ہوا
یہ حالت دیکھکر ملکہ بلقیس ثانی نے چرخ مارکر ارادہ کیا کہ کوکب روشنضمیر کو روک لون
تا با آسمان نہ جانے دون جب قریب پہونچین افراسیاب جادو نے سحر کیا للکارا ارے
خبردار قریب ہمارے گنہگار کے نہ جانا ملکہ بلقیس ثانی نے اس طرف کچھ جواب نہ دیا اور بڑی
دلیری کے ساتھ کوکب روشنضمیر کے رہا کرنے کی فکر کی سحر افراسیاب سے خنجر گرا کہ ملکہ کا
شانہ نشانہ ہوا صدمے سے اسکے ملکہ پلٹ آئین کوکب روشنضمیر کو زنجیرین لیکر قریب ابر پہونچین

قریب تھا کہ شہنشاہ کوکب روشن ضمیر ابر میں چھپ جاے افراسیاب خانہ خراب کا خوشیاں کرتا وہ
اچھل رہا ہے ہر مرتبہ یہی قول ہے کہ وہ مار آستین مسلمان میرے قتل کے درپے تھے اپنے اپنے مقام پر لکھ دیا ذکر
قتل افراسیاب پر نہ لکھا ذکر قتل مسلمانان سب ستارہ شناس مرگئے کتابیں سب جھوٹی نکلیں آج ہی کل کا
خاتمہ کر دیا کیا اُس بڈھے کو زندہ چھوڑ جاؤں گا کلمات مہلات افراسیاب پر قیامت برپا ہی ہر طرف
یہی ہنگامہ ہے خداوندا اس تباہی سے لشکر کو بچائے بہار و باغبان و برق و برق لامع رعد
وغیرہ سب کیا ہو گئے کسی بڑے ظالم کا ابر سحر ہے یہ سب تارے اس ابر میں غرق ہوا جاتے ہیں
اب ماہ آسمان طلسم نور افشان پر زوال ہے شہنشاہ کوکب روشن ضمیر ایسے بادشاہ عالیجاہ کا یہ حال ہی
زنجیریں جسم میں لپٹی ہوئی ابر میں غائب ہوا جاتا ہے شہنشاہ لاچین والا تمکین کو بھی نتہا کا انتشار
ہو مگر مجبور و لاچار ہے کچھ زور نہیں چلتا ابر بھی اب قریب رہگیا کہ وہ زنجیریں کشاں کشاں شہنشاہ
کوکب روشن ضمیر کو ابر میں لیجائیں ابر سے اب سنہرے پنجے پیدا ہونے لگے جسم میں کوکب کے لپٹ گئے یہ قیامت
برپا تھی کہ طرف طلسم نور افشان کے آفتاب عالمتاب فسون گری ماہ اوج سحر و ساحری صاحب
شوکت و شان شہنشاہ نور افشان بڑے زور و شور سے پیدا ہوا اس قیامت کو دیکھکر نعرہ کیا
اے شہنشاہ لاچین غضب کیا ایسے وقت کشاکش میں طلسم کشا کو کیوں لشکر سے نکلنے دیا یہ سحر
جو مکر کرکے آیا ہے جادو بد کیش قہر ساحری باران ابر سوار لقب بہت بڑا بے ادب کس دھوکے
میں آیا ابر برسا کے قیامت برپا کی آپ سب صاحب ملکہ افراسیاب جادو کو روکیں میں اس ابر سوار
کو لیتا ہوں یہ کہکر نور افشان اڑتا ہوا قریب کوکب روشن ضمیر کے پہونچا ایک سنہرا پنجہ قریب
نور افشان آیا نور افشان نے سحر کیا وہ پنجہ جل بھن کر خاک ہو گیا شہنشاہ نور افشان نے
ایسی جلدی اور پھرتی سے اپنے تئیں قریب شہنشاہ کوکب روشن ضمیر کے پہونچایا جیسے برق
تڑپ کر گرتی ہے آنکھیں سب کی جھپک گئیں کوکب روشن ضمیر کو ہاتھوں پر سنبھالا زنجیروں کو
توڑ کر پھینک دیا شیشہ آب دیدہ سحر ہاتھ میں تھا چلو میں لیکر اُس پانی کا چھینٹا منھ پر شہنشاہ
کوکب روشن ضمیر کے دیا اور کہا کہ اے فرزند ارجمند ہوشیار ہو جب آب دمیدہ سحر کا نور افشان
نے منھ پر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر کے چھینٹا دیا تب ہوش و حواس کوکب کے درست ہوئے
ہوش میں آتے ہی کوکب نے کہا استاد آپ ہٹ جائیے زیادہ تکلیف نہ فرمائیے نور افشان نے

نیچے لشکر ابر پر گولا مارا پانی چہار طرف برس رہا ہے برف کی سلیں کی سلیں بڑے زور شور سے گر رہی ہیں
معاذ اللہ پناہ بذات خدا عجب سامان قیامت برپا ہے اسی ہنگامے میں **نورافشان** نے پکار کر کہا
ارے یارو جلد جا کر طلسم کشا کو خبر کرو وہ صاحب لوح فتاح طلسم آجائے تو یہ ساری مشکل ایک دم
میں آسان ہو جائے دریائے جرأت کی طغیانی ہو چکی ہے پر ابرار عبادت گذار کے بھی اسقدر برف
گری تھی کہ دروازہ خیمے کا بند ہو گیا تھا جب کہ شہنشاہ **نورافشان** صاحب عزوشان نے آکر اپنے
شاگرد شہنشاہ کوکب روشن ضمیر کو رہا کیا اور دو چار گولے سحر کے ہر طرف پھینکے اور شعلے بھڑکے
تب ابرار عبادت گذار اپنی بارگاہ عالیجاہ سے نکلے نکلتے ہی شہنشاہ عالیجاہ بادشاہ قدیم طلسم
ہوشربا لاچین والا تمکین سے متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا کہ اے بادشاہ عالیجاہ مقام تعجب ہے کہ
سحر اسقدر طغیانی پر ہو آپکو خبر نہ ہوئی یہ کیا معرکہ ہے وہ سحر کرو کہ ابر دفع ہو میں بھی عالم غفلت میں تھا
یہ باران ابر سوار ہمیشہ قبر سامری پر جا دب کشی کرتا رہا وہاں کے تحفہ جات اسکو دستیاب ہوئے
اسنے آتے ہی قیامت برپا کردی یہ فرما کر ابرار نے ایک نقش لکھا اسکو اپنے داہنے ہاتھ میں لیکر طرف
آسمان کے دکھلایا ایک آفتاب عالمتاب چمکا اسکی ضو سے ابر ٹکڑے ٹکڑے ہوا اہالیان لشکر بھی دوڑنے
سے نیچے ابرار تو آفتاب چمکا کے اپنے خیمے میں جا بیٹھے عمل خوانی کرنے لگے **نورافشان جادو**
سحر کرتا ہوا تا بہ ابر پہونچا کوکب روشن ضمیر برق بنکر تڑپا ابر کو ٹکڑے ٹکڑے کیا نورافشان جادو
نے جا کر گولے مارے ادھر آفتاب عمل ابرار عبادت گذار چمکا **افراسیاب** خانہ خراب کے ہاتھ
پاؤں میں رعشہ آگیا جب شہنشاہ صاحب عزوشان **نورافشان** برسر ابر پہونچا دیکھا ایک جادوگر
تین لاکھ فوج کی جمعیت سے سینگ کی کمانیں سینک کے تیر لیے ہوئے پردۂ ابر میں مخفی ہے اب
نورافشان کو دیکھتے ہی اسقدر تیر پڑے کہ جسم **نورافشان** تیروں سے مشبک ہو گیا تمام جسم
غربال بنگیا اس حال زار میں بھی **نورافشان** نے جا کر مقابلہ کیا ادھر سے **افراسیاب جادو** بھی
سحر کرتا ہوا قریب ابر پہونچا باران ابر سوار کو آواز دی لے خیرخواہ دولت یہ پیر زمین گیر جانے
نہ پائے تو نے لڑائی کا خاتمہ کر دیا تھا اس بڈھے نے آکر سب کو آگاہ کیا سوتوں کو جگایا ورنہ کوئی
آگاہ نہ ہوتا پردۂ بارش میں سبکا خاتمہ ہو جاتا ادھر سے تو باران ابر سوار چلا ادھر سے **افراسیاب**
جادو نے تلواریں برسائیں لیکن شہنشاہ **نورافشان** صاحب شوکت وشان نے گولے مار کر

اتنا دنیا کو روشن کر دیا کہ عیار جو جا بجا بیہوش پڑے تھے ہوش مین آئے شکارگاہ کی طرف بھاگے ابرار
عبادت گذار نے بھی حکم دیا طلسم کشا کو جا کر خبر کرو برق دچالاک اُس وقت پہونچے ہین
کر اسد نامدار شکار کھیل کر پلٹے ہین چاہتے ہین کہ داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہون کہ عیارون نے
آکر فریاد کی کہ اے شہریار جلد چلیے یہ سنتے ہی اسد نامدار سوار ہوے نوح گلسے اُسکی مہر کیا بھی
عکس ڈالتے ہوے گھوڑے کو اُڑاتے ہوے چلے یہان جب نورافشان انتہا کا زخمی ہوا
اور باران ابر سوار ابر سے نکل پڑا جسم نورافشان پر تیر چلنے لگے انتہا کا زخمی ہوا کوکب روشن ضمیر
نے برق بنکر بہت سے ملازم اوسکے مارے زخم تو سر پر پہلے ہی آچکا تھا گو شئہ ابر مین تمام سردار
جو غائب ہوے تھے اُنھین دیکھا کہ بیہوش پڑے ہین نورافشان نے قصد کیا کہ جا کر اُنکو
رہا کرون باران ابر سوار نے گرز آتشین پھینک مارا شانے پر نورافشان کے پڑا شانہ
نورافشان کا نشانہ ہوا لڑکھڑا کر طرف زمین کے چلا لشکر مین غل ہوا نورافشان نے زخم کاری
کھایا شہنشاہ کوکب روشن ضمیر نے بڑھکر اپنے اُستاد کو سنبھالا دیکھا کہ ہاتھ بیکار ہو چکا ہے
نورافشان نے کہا اے نور نظر اب مجھے نہ سنبھالو مین بران کو تو رہا کر دون یہ سب چاند کے
ٹکڑے میرے سامنے ابر سحر مین مخفی ہوے اُس حال زار مین کہ بایان ہاتھ نورافشان کا بیکار
ہوا داہنے ہاتھ سے سحر کرتا ہوا ابر کو تختہ تختہ کیا ایک سیاہ رو اُس مقام پر نگہبان تھا جلدی سے
نورافشان نے جا کر اُسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے آواز آئی کشتی مرا نام مین موج خیز
جادو بود اُس ساحر کا لاشہ جو گرا برف وغیرہ بالکل غائب ہوئی یا تو سب طرف عالم آب تھا
چشمے اُبل رہے تھے پانی موج مار رہا تھا کونون سے آب بحر کا جوش تھا یا جا بجا خاک اُڑنے لگی د
طغیانی آب کی موقوف ہوئی باران ابر سوار نے جو دیکھا کہ نورافشان نے جا کر موج جادو
کو مارا بران وغیرہ کو رہا کیا سب ساحر بھی چھوٹے مگر حال یہ ہے کہ سب خاموش بہا کا گل سا
چہرہ کھلایا ہوا سحر نہین کر سکتی سرخ مو کاکل کشا حیران و پریشان اکثر ساحر اس حال
مین کہ بات کا جواب نہین دیتے ملکہ بران شمشیر زن وغیرہ نورافشان جادو کے گرد قصد ہوا
نورافشان جادو کا کہ اِن سبکو لیجا کر زمین پر بہ خیر و عافیت اُتار دون یہ بھی واضح رہے ناظرین
والا تمکین پر ہے کہ آفتاب علم ابرار عبادت گذار بھی چمک رہا ہوا اپنے خیمے مین بیٹھے ہوے اسماء الہی

بخضوع وخشوع پڑھ رہے ہیں جب ستک دی تابش وحرارت آفتاب میں زیادہ ہوتی ہی باران ابرسوار نے چہار جانب سے شہنشاہ نورافشان کو گھیرا حربہ ہاے سحر پڑنے لگے شہنشاہ نورافشان صاحب شوکت وشان ملکہ بران شمشیر زن وغیرہ کو بچاتے ہوے جو سحران ساحران کا آتا ہی خنجر وشمشیر وتیر اپنے سینے پر پیے ملکہ بران شمشیر زن وغیرہ کو بچاتے. بچاتے سر سے پاتک تمہا کارخمی ہوا جسوقت زمین پر لا کر ملکہ بران شمشیر زن وغیرہ کو شہنشاہ نورافشان جادو نے پہونچایا اسقدر خون جاری ہوا کہ نورافشان جادو مین طاقت کھڑے ہونے کی نہ تھی کوکب سے کہا اے نورنظر واے پارہ جگر فرزند ارجمند خدا تجھکو زندہ وسلامت وباکرامت رکھے انجام بخیر ہو اس ملعون ومردود سے بست سمجھ بوجھ کے لڑنا اے نورنظر مجھ سے تو اب سحر نہین ہوسکتا نام تو اسکا باران ابرسوار ہے مگر سحر نے اسکے کلیجہ جلادیا دیدار طلسم کشا کے اسوقت مشتاق ہین باران ابرسوار بھی تین لاکھ فوج کو لیکر زمین پر آیا شہنشاہ لاچین والا تمکین وملکہ بلقیس ثانی بھی سحر کررہے ہین یہ بیچیا جب حملہ کرتا ہے دوچار کو پامال کرکے نکل جاتا ہے تین لاکھ ساحر برابر سحر کرنے مین مصروف ہین دونون مین یہ ہنگامہ برپا رہا لاکھون بندگان خدا مطیعان شہنشاہ لاچین والا تمکین وملکہ بلقیس ثانی ہاتھ سے باران ابرسوار کے سیار گلشن جنان ہوے شہنشاہ نورافشان سایہ مین نخل کے کھڑا جھوم رہا ہے جسم تمام فوارا بنا ہوا تیر ہاے سحر سے ہر عضو بدن چھنا ہوا قوت نشست وبرخاست باقی نہین رہی ساحر قدیم صاحب جراءت وشوکت ہی اس حال مین بھی ہاتھ چلاتا ہے کہ آسمان سے ابر سوسنی نمایان ہوا سبنے دیکھا کہ دو شاہزادیان آفتاب جمال خورشید مثال طاؤسان زرین بال پرسوار چہرون پر خاک ملے ہوے نمایان ہوئین آتے ہی اُن دونون نے نعرہ کیے ستم آفتاب گوہر دندان وہلال گوہر دندان قہر شہنشاہ صاحب عزوشان نورافشان مین تصویر نورافشان کو ایسے حال مین دیکھکر آتے ہین نورافشان کو آتے ہی یہ دونون ہاے باباجان کہکر لپٹ گئین ہوا دار پر سوار کیا چاہا کہ لیکر نکل جائین شہنشاہ نورافشان نے کہا اے نورنظر میری ریاضت کا باغبان قضا وقدر نے پھل عطا کیا کہ اس ساحر خرس طینت کے ہاتھ سے تمام جسم مشبک ہو اب مین دوچار گھڑی کا مہمان ہون قصد ہی کہ دیدار فرحت آثار طلسم کشا سے مشرف ہولون ہوس قدمبوسی صاحبقران دل مین ہی سب حسرتین پوری

ہوئیں سات سے برس کی عمر پروردگار نے عطا فرمائی تمام عمر تو باطل پرستی میں کٹی خدا خواجہ عمرو بن امیہ
ضمری کو اس کار نیک کی جزائے خیر عطا فرمائے کہ انھوں نے آکر ہم سب کو راہ حقیقت دکھلا دی شکر ہے اُس
خالق کون و مکان کا کہ جسنے ایک لفظ کن سے کونین کو خلق کیا کہ اس دار فانی سے طرف ملک جاودانی
کے پاک اور صاف ہو کر چلے مجھکو اب اسی مقام پر رہنے دو تم لڑائی میں مصروف ہو اپنے آقا ولی نعمت
شہنشاہ عالیجاہ کوکب روشنضمیر کا ساتھ دو وہ بہت بڑا کار رستانہ کر رہا ہے کہ تن تنہا اتنے بڑے
لشکر سے لڑ رہا ہے ملکہ بران شمشیر زن دختر شہنشاہ مبتلائے سحر ہے اختر مروارید کے بھی ہوش
درست نہیں ہیں باغبان وہ بہار بھی ابتک خاموش ہیں یہ سنکر آفتاب و ہلال گاتیان باندھکر
تیغہائے ہلالی نیام انتقام سے لیکر نکلیں لشکر افراسیاب و ابر پر جا پڑیں مثل برق جہندہ چمکنے لگیں
ابر سوار نے ان دونوں کو بھی زخمی اپنے سحر سے کیا دونوں شاہزادیوں نے اپنے اپنے سروں کے
زخم باندھے اس جنگ میں مصر العجائب و سحر الغرائب بھی انتہا کے زخمی ہوئے افراسیاب
خانہ خراب بدذات اور ابر سوار وہ وہ سحر کر رہے ہیں کہ زمین تھرا جاتی ہے انکے سحر کی کوئی تاب
نہیں لا سکتا ہے تھوڑا سا دن باقی تھا دیکھا سب نے سامنے سے صحرا کے گرد اڑی دامن غبار صحرا
پھٹا تھا کہ آفتاب عالمتاب آسمان جرات و ہمت و یکتاز میدان جلالت و شجاعت ماہ اوج شرافت
ولیاقت درۃ التاج شہریاری گوہر بے بہائے بحر کامگاری جوان حجازی اسد بن کرب
غازی بصد شان و شوکت و جلالت و ہمت اُس میدان کارزار میں آکر پہونچا نظر اٹھا کر دیکھا
تو عجب قیامت اپنے لشکر ظفر اثر پر ہے ایک ہوادار پر نور افشان پڑا ہوا تمامی اہالیان طلسم
نور افشان گرد اس نحیف و ضعیف پیر زمین گیر کے بیٹھے بیٹ رہے ہیں شہنشاہ لاچین
و ملکہ بلقیس ثانی و شہنشاہ کوکب روشنضمیر بھی زخمی ہیں ابر سوار کے سحر کا ہنگامہ ہے ابرار
عبادت گذار بھی اپنے خیمے سے نکل آئے ہیں نقوش لکھ لکھکر آفتاب علم کی صنو بڑھاتے ہیں
افراسیاب و ابر سوار پامال کرتے پھرتے ہیں اسد نے آتے ہی نعرہ کیا یکبار نور افشانی
کھینچکر جا پڑا اشارے سے لاچین کے لوح کو گردش دی ہزاروں ساحر نابینا ہوئے بانی کا تو اب
بالکل نشان بھی نام کو نہ معلوم ہوتا تھا بہار برق کی معدوم ہوئی اسد جنگ رستمانہ کرتے ہوئے
اسوقت قریب ابر سوار پہونچے کہ اُسنے سحر کر کے لشکر بدیع الزمان و قاسم کو مجبور کیا تھا ساحر و نکو

ہمراہ لیکر جا پڑا تھا تیغہ سحر کھینچکر بدیع الزمان پر چلا کہ طلسم کشا کے ماموں کو قتل کرون اسد نے
نعرہ کرکے لوح کو چمکایا گھوڑے کو کوڑا کیا گھوڑا طرارہ بھر کے سرون کو ساحرون کے ٹھکراتا ہوا
جا پڑا ابر سوار اک کرگدن مست پر سوار تیغہ ناب کھینچے ہوئے لڑ رہا تھا جمال جہان آرا اسد نامدار کو
دیکھ کر حیران جمال و محو دیدار ہوا اپنے کمال کے زور مین آواز دی اے طلسم کشا مین چوب کش
قبر سامری ہون آتش قہر مین جلا دونگا اسد نے آکر نکادرماری گلہائے سپر مثل گل آتشبازی
شررافشان ابر سوار نے تیغہ مارا اسد نے تیغہ نور افشانی کو چمکایا افراسیاب جادو نے جو دور سے
یہ ماجرا دیکھا کہ ابر سوار طلسم کشا پر جا پڑا وار تلوار کے کر رہا ہے پکار کر آواز دی اے برادر
اپنے کو بچا یہ صاحب لوح کو مہرہ ہے اسکے سامنے سحر تاثیر نکرے گا لڑتا بھڑتا نکل جا اسد زیر تیغ
اسکو رکھ چکا ہے شیر کے قبضے سے نکلکر روباہ کہان جا سکتا ہے قصد کیا تھا کہ سحر کرکے نکل
جاوے اسد نے ہاتھ مارا ابر سوار نے سپر سحر کو اٹھایا تیغہ نور افشانی تڑپ کر گرا سپر سحر کٹ گئی
یا تو قبضہ سپر پر تیغہ نور افشانی چمکا تھا یا زیر تنگ جاکر تلوار نے بوسہ دیا مرتے ہی ابر سوار کے
اندھی سیاہ اٹھی آواز گیرودار آنے لگی بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من باران ابر سوار
بود افراسیاب نے جو دیکھا کہ اسد نامدار نے یہ جرأت کی ابر سوار کو مارا ہزارہا ساتھ والے بھی
اسکے مارے گئے اسکے مرتے ہی ملکہ بران شمشیر زن و بہار و باغبان وغیرہ کے بھی ہوش اب
درست ہوے سحر کرنے پر چالاک و چست ہوئے اور اب اسد نے میری جانب رخ کیا خائف
و ترسان ہوکر طرف گنبد کے بھاگا لڑتا بھڑتا جلسے مین آکر بالائے گنبد پہونچا جو سایہ مین اس
گنبد کے پہونچا تلوار تیر خنجر برسنے لگے شہنشاہ لاجین نے آواز دے کر سب کو روکا یارو [illegible]
نہ جائے سب سرداران نامی نے اسد غازی کو گھیر لیا اسد نے تلوار کو نیام انتقام مین کیا
کہ دیکھا سامنے سے شہنشاہ کوکب روشنضمیر سراپا زخمدار انتہا کا بیقرار چشمہ چشم سے قلزم محیط
سوز زن قلب بہجوم غم و محن اسد سے آکر کہا اے شہریار جلد چلئے استاد آپ کی قدم بوسی کے
مشتاق ہین انکا وقت آخر ہے سیار گلشن جنان ہونے کی تدبیر ہے اسد و بدیع و نوراالدہر
روتے ہوئے دوڑے آفتاب و ہلال نے شہنشاہ نور افشان کو اٹھاکر بارگاہ زربفتی تر مین
پہونچایا نور افشان جادو دونون بیٹونکو وصیت کر رہا ہے کہ ای نور نظر افسوس ہے دیدار فرحت آثار

خواجہ صاحبقران سے محروم رہے انکی خدمت عالی مرتبت فیض منزلت سراپا برکت مین ہمارا آداب تسلیمات پہونچانا اور دیکھو خبردار ہمیشہ انکی خدمت گذاری مین مصروف رہنا دونون صاحبزادیان نورافشان کی رو رہی ہین سرداران طلسم نورافشان گھیرے ہوئے نورافشان کو بیٹھے ہین کہ شاہزادۂ ذوی الاقتدار یعنی اسد نامدار اکر بیٹھ نورافشان نے تعظیم کا ارادہ کیا بستر خواب سے اٹھنے کی طاقت نہ تھی اسد نے کہا اے شہنشاہ نورافشان وقت تعظیم و تکریم نہین ہے ہم خوب جانتے ہین کہ تم ہمارے قدردان اور رتبہ شناس ہو یہ فرماکر قریب بیٹھ گئے نورافشان جادو نے دامن اسد نامدار کا تھام لیا کہا اے شہریار ہزار شکر ہے کہ زیر سایہ دامن دولت میرا خاتمہ بخیر ہوا شیطان راہزن دین و ایمان نہین ہونے پایا اسوقت اخیر مین میرے آپ ایسے بزرگ جمع ہین گواہ کرتا ہون کہ میرا اعتقاد کامل ہے کہ پروردگار یکہ و تنہا ہے وحدہ لاشریک ہے اسکا کوئی شریک نہین ہے اب وقت آخر یہ کلمہ پڑھاتے یہ کہکر کوکب و جمشید و بران اور جملہ سرداریچپا رتین کھڑے ہین نورافشان سب کو ایک ایک کو سمجھانا کہ یاد دتم سب میرے مہربان ہو خوشی کرو کہ میرا انجام بخیر ہوا تمام عمر مین نے باطل پرستی مین بسر کی اب وقت آخر انجام بخیر ہوا ایسا مرتبہ کسکو ملتا ہے مگر یار و دنیا عجب مقام ہے سات سے برس کی عمر حق سبحانہ و تعالی نے عنایت فرمائی مگر پلک جھپکانے مین وہ سات سے برس کٹ گئے بقول آتش مغفور شعر واے نادانی بوقت مرگ یہ ثابت ہوا + خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا + اسد نامدار نے کلمہ طیبہ بفصاحت و بلاغت ارشاد فرمایا شہنشاہ نورافشان صاحب عز و شان نے سب کو گواہ کرکے کلمہ طیبہ زبان پر جاری کیا کوکب روشنضمیر کو بلایا کہا اے نور نظر دنیا مقام عبرت ہے بجائے عشرت ہمیشہ تمھارے طلسم کی حکومت کی اگر کوئی ہمکو قید کرتا تم خراج نورافشان دیکر ہمکو چھڑاتے مگر اس مالک نے بلایا ہے کہ جو حاکم قضا و قدر ہے کوئی ہمکو روک نہین سکتا جہانتک ہوسکے سلطنت و قوت و طاقت پر غرور نکرنا افراسیاب جادو نے غرور مین اپنا ملک و مال تباہ کرایا کسی طرح راہ راست پر نہ آیا خواجہ عمرو جو برائے جستجو گئے ہین وہ نہنگ بحر عیاری گوہر مراد لیکر آئینگے وقت قتل بھی اب افراسیاب خانہ خراب کا قریب آگیا ہفتے عشرے مین افراسیاب جادو مارا جائیگا ظلم

وبدعت سرحد طلسم ہوش ربا سے کم ہوگا لیکن اے کوکب چند باتین ہماری خیال مین رکھنا انجام
خود پرستی بد ہے جس وقت صاحبقران زمان تشریف لائین ان کلمات حسرت آیات کو میرے گوش ہوش
سے سنو گوہر بے بہائے کلام زیب گوش حق نیوش کرو کسی وقت احکام صاحبقران زمان سے
کسیوجہ سے گردن تابی نکرنا ایک مقدمۂ راز و نیاز ہے اسکے اظہار مین قلب ناصبور ہے
مگر اتنا خوب سمجھ لو کہ خواجۂ عمرو کی موت کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین ہے بس جب بانی بنائے عالم
نے انکی عمر کو طول عطا فرمایا درخواست کو انکی قبول کیا جو ارادہ خواجہ صاحب کرینگے بتایید پروردگار
پورا ہوگا جو بات کرنا اپنے پیش خود سمجھ لینا مرتبہ خواجہ صاحب کو ہر وقت خیال مین رکھنا
ہر چند کہ اے نور نظر واے پارۂ جگر میرے جو کلک قدرت نے صفحہ تقدیر پر ثبت کیا وہ ضرور
ہوگا اسمین فرق اصلا مر مو نہوگا وہ ضرور پیش آئی ہے ناحق کی حیرانی و پریشانی ہے اوسکے اسباب
ضرور جمع ہو جاتے ہین اسوقت عقل مین فتور ہوتا ہے ندیمون کو بھی سمجھانے مین قصور ہوتا ہے
مگر ہم نے تمکو مثل فرزندون کے آغوش تمنا مین پرورش کیا ہے اسوجہ سے ایسے کلمات تمسے ہم نے
بیان کیے ہمتو مثل بوے گل گلزار جہان سے حسرت قدم بوسی صاحبقران لیکر جاتے ہین
اپنے ملک و مال کی بتوجہ حفاظت کرنا کوکب روشنضمیر نے رو کر دونون ہاتھ اپنے گلے مین
نور افشان کے ڈالدیے کہا استاد اصل تو یہ ہے آج مین یتیم ہوا مہر پدری کا مزا آپ سے
ملا میری محبت مین آپ نے جان دی لیکن براے خدا وہ مقدمۂ راز و نیاز کیا ہے خواجہ کو تو مین
اپنا قوت بازو زینت پہلو سمجھتا ہون مراتب کو بھی انکے بخوبی پہچانتا ہون صاف صاف ظاہر کیجیے
راز مخفی سے مجھے ماہر کیجیے نور افشان نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچی کہا اے کوکب اسکے ظاہر
کرنے مین باعث خرابی ہے مین نے علم ستارہ شناسی کو خوب حاصل کیا اگر مین ظاہر کرونگا مقدمہ
خاص فتح طلسم ہوشربا مین خلل پڑیگا طلسم کشا کی مشقت حد پر پہونچی پندرہ سال انھون نے
اس ملک مین شمشیر زنی کی صرف اس امر کا خیال رکھنا کہ یہ تحفہ جات جو گنبد مین افراسیاب
جادو نے لٹکائے ہین اگر طائران وہم و خیال ساحران نامی گرامی جو کامل و اکمل ہین
سالہا سال اس فکر مین سر مارین اسکی کوشش پر نہ پہونچین خواجہ کو باسانی یہ مطلب حاصل
ہو جائیگا اور آج یہ بھی سب صاحبون سے آگاہ کرتا ہون اے اسد نامدار و اے فرزندان

صاحبقران صاحبان شوکت وشان عالی وقار ہین آپکو خوشخبری سُناتا ہون کہ لقاسے وہ عقیق گلزار
سلیمانی چھوٹا اثنائے راہ مین کسی مقام پر مقابلہ پڑا ہی کسی ساحر جلیل نے لقا کو دامن پناہ دیا ہی وہ بھی
شکست فاش کھائیگا لشکر ظفر اثر صاحبقران عین وقت پر آئیگا صاحبقران عالیشان کو بڑی
بڑی سختیان درپیش ہین ایک نئی اقلیم مین سب صاحبونکا گذر ہوگا مثل لقا اس اقلیم مین ممکن نہین
ہے یہ حکم اس حقیر کا آپ لوگ یاد رکھین بلکہ لکھ رکھیے کہ جس ملک مین یہ مغرور خدائی کرتا تھا
اُسی سرحد مین قتل بھی ہوگا خاک کد خاک کھینچتی ہی بڑے بڑے صدمات بڑے بڑے تفکرات ہر روز
طرح طرح کے صاحبقران کو اس کافر کی ذات سے پہونچینگے اُسوقت مین یہ بچیا مارا جائیگا بعد قتل
ہونے اس بچیا کے زمرد شاہ باختری صاحبقرانی کا بھی انتقال ہوگا اور کسی اولوالعزم
کا زمانہ آئیگا کل فرزندان صاحبقران وسرداران صاحبقران بعد قتل لقا آپسمین جدا ہونگے
جفاہائے کامل اُٹھائینگے ہفت اقلیم مین غدر ہوگا باطل پرستیان بڑھ جائینگی عرصہ دراز تک اُن
کافرونکا زور رہیگا اُسی خدا کا بیٹا دعوی خدائی کریگا لاکھون بندگان خدا کا خون اُسکی بدولت
سے بہیگا صاحبقران کو چک کے ہاتھ سے اُس بیدین کی قضا ہی سالہاسال انقلاب رہیگا
رفیق قدیم صاحبقران لندھور بن سعدان نابینا ہونگے سبھی انجام بخیر ہی بدیع الزمان نے
بڑھکر کہا اے شہنشاہ نورافشان صاحبقران اصغر کا نام تو بتاؤ وہ ہمارے خاندان سے
ہی یا کسی دوسرے قبیلے کا فرد ہے فرزندان صاحبقران تو کسی غیر کی اطاعت کبھی نہ
قبول کرینگے یہ بھی باعث خرابی ہی اس حال پرملال کو سُنکر دل کو نہایت بیتابی ہی پھر نورافشان
نے کہا اے شہریار یہ مقدمات راز و نیاز ہین مشیت رب اکبرین سے ہین انکا صاف صاف
ظاہر کرنا مناسب وقت نہین ہی آپ لوگون کا اعتقاد نہایت درست ہی کسی کا یہ مصرع
خاص اسی مضمون کے واسطے نہایت درست ہی مصرع حال غیبی کس نمیداند بجز پروردگار
پروردگار عالم کو ستارون کی تاثیر بھی بدلنے کا اختیار ہی بندہ حقیر مجبور ولاچار ہی اب طائر روح
قفس جسم سے قصد پرواز رکھتا ہی یہ کہکر نورافشان خاموش ہوا رنگ رو متغیر ہونے لگا
شہنشاہ کوکب روشن ضمیر بچھاڑین کھاتا تھا ملکہ بران شمشیر زن سر ٹکرا رہی ہین تمام
شہزادیان موسے مشکین پریشان کرکے بیٹھ رہی ہین نورافشان نے قدموپر اسد نامدار کے

ہاتھ رکھا شل ہوے گل گلشن عالم سے سبکبار ہوکر اُٹھا یہ مرتبہ نورافشان جادو کو حاصل ہوا
کہ کشاکش موت نہوئی پلک جھپکنے مین روح قالب سے نکل گئی اُسوقت ایک عجیب طرح کا شور
گریہ و زاری بلند تھا اسد نامدار بھی بہت بیقرار ہوے بدیع الزمان گردلشکر شکن بہت ہی مضطر
و بیقرار ہوے قاسم و غضنفر بھی کمال اشکبار ہوے کلمات حسرت آیات سب نے اپنی
اپنی زبانون سے جاری کیے نورافشان کے انتقال سے ہر شخص کا یہی قول تھا آج رونق طلسم
نورافشان موقوف ہوئی بڑا کامل اکمل آج پردۂ دنیا سے اُٹھ گیا زمانہ تجربۂ بلا مین کیا کیا کارنمایان
کیے ہر مقام پر مصروف جنگ رہا افراسیاب جادو کو اسکے عجائب و غرائب نے دنگ کر دیا
کوکب بڑا حیران ہی کبھی ملکہ بران شمشیرزن سے پوچھتا ہی کیون نورِ نظر کیون اے پارۂ جگر
تمنے بھی کسیقدر علم ستارہ شناسی مین دخل دیا ہی اور حاصل کیا بھلا مجھے باعث ملال صاحب
عز و شان ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران گیتی ستان و مہر سپہر عیاری آفتاب عالمتاب مکاری
و غداری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سے کیا ہوگا یہ کلام حسرت التیام اپنے پدر عالیمقام سے سُنکر
ملکہ بران شمشیرزن کانپ گئی یہی خوف ہے کہ ایسا نہو مقدمۂ راز عشق ایرج نوجوان
پر نگاہ پڑے یا کوئی کہدے تو ابھی افراسیاب سے کوکب ملجاے ملکہ بران شمشیرزن نے جواب
دیا ای والد نامدار اُستاد نے جہان سب کچھ کہا یہ کلمات بھی آپکے سمجھانے کو کہدیے کہ خواجہ و
صاحبقران کے خلاف نہ کیجیے گا کوکب روشنضمیر نے شاہزادہ اسد غازی سے عرض کی
اے شہریار اپنے خیرخواہ کی لاش اُٹھوایے قریب قصر نورافشان ایک مقام ہی کہ اُستاد نے وہان پر
نشان اپنی قبر کا بنا دیا ہے لازم ہی کہ اُسی مقام پر لیجا کر اُستاد کو دفن کرین شاہزادہ اسد غازی
و بدیع الزمان گردلشکر شکن و قاسم و غضنفر و نور الدہر و تمام عیاران نامی و گرامی بلاشہ
نورافشان صاحب شوکت و عز و شان کو اُٹھا کر بڑے اہتمام سے قریب قصر نورافشانی
کے لائے آفتاب گوہر دندان و ہلال گوہر دندان دختران شہنشاہ نورافشان بہت
بیقرار تھین بعد دفن نورافشان شاہزادہ اسد نوجوان نے ان دونون شاہزادیون کو خلعت
ماتم پرسی کا دیا انھین دونون کو حاکم وہان کا قرار دیا بخوف بدعت افراسیاب جادو بتعجیل واپس
اپنے لشکر مین آئے ہی نہ گئے ہ کہ جسوقت افراسیاب خانہ خراب کسی سردار کو غافل پاتا ہی گیند سے کڑک کر

اُسکو قتل کرکے چلا جاتا ہی شاہزادہ اسد غازی نے آکر خوب بندوبست کیا شہنشاہ عالیجاہ ماہ جبین ملکہ
بلقیس ثانی و شہنشاہ کوکب روشنضمیر صاحب عزت و توقیر رات دن انتظام کرتے ہین ہان
صاحبقران زمان پر یہ معرکہ گذرا کہ کلنگ آتشخوار جب لقا کو دامن پناہ دیا لقا تقدیر حق
بگھارنے لگا قصد ہوا کہ خدائی کو رواج دے کلنگ آتشخوار بدل و جان مصروف خاطرداری رہا
تین دن تک خوب اسنے لقا کی دعوت و ضیافت کی ابھی بخوبی طرح آسودہ نہونے پائے تھے کہ دفعۃ
وسواس و خناس سامنے سے آکر نمودار ہوے خبر دی یا خداوند ہوشیار ہو جایئے آمد لشکر
ثانی سلیمان صاحب شوکت و عزوشان زلزلۂ قاف امیر حمزہ صاحبقران گیتی ستان شروع
ہو گئی بختیارک نے کہا ای کلنگ آتشخوار وہ اژدہا ہے ہفت سر آتا ہی ابھی کچھ مہلت ہی ہم اب
نکل جایئن اپنے کو پاس افراسیاب جادو کے پہونچایئن ایسا نہو یہان گھر جایئن لشکر حمزہ مین
گرفتار ہو جایئن نکل جانے کی مہلت نہ پایئن بر سر کوہ عقیق گلزار سلیمانی صاحبقران زمان
و سرداران صاحبقران نے ہاتھ سے ساحران ہوش ربا کے بڑے بڑے صدمات اُٹھائے ہین یہانتک
سب لڑتے بھڑتے آگے ہین کلنگ آتشخوار نے کہا ملک جی اسقدر نہ گھبرایئے کیا حمزہ کے ساتھ بہت
جادوگر ہین علم سحر و ساحری مین بڑے صاحب ہنر ہین بختیارک نے کہا سحر و ساحری کو وہ لوگ
برا جانتے ہین ایک جادوگر برائے نام بھی لشکر صاحبقران مین نہین ہی کلنگ آتشخوار نے کہا
غیر ساحر کی کیا حقیقت ہی ایک سحر مین سبکو مٹا دونگا طبقے زمین کے ہلا دونگا بختیارک نے کہا
ظاہر ہین تو بہت آسان ہی ادنی سی اُنکی اقبالمندی یہ ہی کہ سحر تمھارے افراسیاب کا خود بخود
باطل ہوا عقاب فلک سیر کو کسنے مارا کہ اسم اعظم صاحبقران کھل گیا کلنگ نے کہا
مین مثل عقاب کے نہین ہون یہ کہکر واسطے لقا کے بیرون بارگاہ سائبان زربفتی آراستہ کرایا
لقا بدبخت تخت پر آجبک کر بیٹھا کلنگ آتشخوار نے دنگل شوکت پر اپنے کو جلوہ گر کیا بیٹھا ہوا
دیکھ رہا ہے ادھر لاؔ پہلوان عادی حسب عادت بارگاہ سلیمانی کا اٹھالا لیکر پہونچے چالیس ہزار
قزاق چالیس ہجائی اٹھارہ سی شتر و قطار پر اٹھالا بارگاہ کا لدا ہوا بڑھتے ہی زور و شور سے پہلوان
عادی آکر پہونچا بارگاہ سلیمانی آکر استادہ ہوئی کلنگ آتشخوار نے بختیارک سے پوچھا ملک جی کیا
یہی صاحبقران ہے بختیارک نے جواب دیا ابھی میر حمزہ صاحبقران کہان پیشتر لشکر

صاحبقران آتاہی کلنگ آتشخوار نے کہا ای ملکہ جی جاکر بارگاہ چھین لون قدرت کو اس بارگاہ مین
لیجاکے بٹھادون بختیار کنے نے کہا تمکو اختیار ہی بس یہ بجیا اپنے مقام سے اُٹھا ساحرونکو حربہ ہاے سحر سے
آراستہ ہونیکا حکم دیا تمام ساحر حکم پاتے ہی حربہ ہاے سحر سے مسلح و مکمل ہوگئے یہ بجیا بھی حربہ ہاے سحر ہاتھ
مین لیکر طرف پہلوان بہادری کے چلا یہان پہلوان عادی تخت شدادی کاندھے پر رکھے ہوے
ٹہل رہا ہی کہ قاسم تنگ رو اجل عیار نے بڑھکر خبر دی ای شہریار ہوشیار ہو جائیے کلنگ آتشخوار
مع فوج ساحران غدار بارگاہ چھینے آتاہی عادی جست کر کے پشت مرکب کوہ ہامون نبرد پر سوار ہوا دونی
ترکی کو بجایا چالیس ہزار تیر کمان سحر رہا ہوے جادوگرون کے سینون پر پڑے پشت کو توڑکر پار گذرے
ایک حربہ تیرون کا کیا دوبارہ نیزے اُٹھاکر ساحرون پر جا پڑے نیزہ مارا اور چھوڑ دیا چالیس ہزار
ساحر یون مارے اب تلوارین کھینچکر برس پڑے عادی نے ڈیڑھ لاکھ ساحر تین حملون مین
قتل کیے لشکر کلنگ آتشخوار مین تمام ساحرون نے صداے فریاد بلند کرنا شروع کی آتشخوار
نے بڑھکر سحر کیا اسکے ساتھ والے بھی سحر کرنے لگے عادی وغیرہ بیکار ہوئے تھے کہ صحرا سے گرد
اڑی نعرہ ہوا باشید اے کفاران بجیا و اے نابکاران پردغا منم دارا ے ہند لندھور بن سعدان
جانشین ثانی سلیمان زلزلہ قاف صاحب شوکت و عز و شان امیر حمزہ صاحبقران گیتی ستان
یہ نعرہ کر کے لندھور نو لاکھ ہندیون سے لشکر کفاران پر گرے لاکھ ساحر داخل جہنم کیے آتشخوار نے
سحر کر کے ہندیونکو بھی بیکار کیا ہی تھا کہ اور گرد عظیم صحرا سے بلند ہوئی سناناے نیزہ چلنے لگین
مالک اژدر صاحب نیزہ دوسر غلام نبی و جاکر حیدر اسی ہزار نیزہ داران عرب آکر گرا جسپر
نیزہ پڑا سینے کو توڑکر پار گذرا کلنگ آتشخوار کے ہوش اڑگئے چاہتا ہے بڑھکر اب سحر کرے
کہ نعرہ ہوا منم خاقان ابن خاقان بہرام گرد بن خاقان چین رفیق قدیم زلزلہ قاف ثانی سلیمان
صاحب شوکت و شان ریش تراشندہ کفاران و سر برندہ جادوگران امیر حمزہ صاحبقران
زمان بہرام پہونچا ہی کہ اور گرد سامنے سے بلند ہوئی نعرہ ہوا منم جمہور جہان سوز شہنشاہ تبرزن
پسر خواندہ حمزہ صف شکن فوج اہالیان طرطوس لیکر گرا ایک طرف سے نعرہ ہوا منم
رستم سرزمین مغرب فرامرز عادو مغربی اب تو سردارون کا تانتا بندھ گیا جہانگان بن حمزہ اور
شاہزادہ شیر افگن و اسفندیار شاہ گیلانی و شاہزادہ سعد و فرزندان صاحبقران فوجین لیکر گرے

ایک طرف سے نعرہ ہوا منم رستم پیلتن و پیلکن کشندہ قویل ہندی و دو ویل ہندی آمد فوج
صاحبقران دیکھکر کلنگ آتشخوار کے ہوش اُڑ گئے عین گرمی جنگ ہی کر طبل سکندری پر چوب
پڑی پشت افتقر دیوزاد پر زلزلہ قاف شالی سلیمان آفتاب عربستان مع سرداران تہمتن و تہور شعاران
شمشیر زن تخت سلیمانی پر بادشاہ مجاہ سعد بن قباد گرد سات سو تاجداران عالی و قار صاحبقران نے جواگر دیکھا
کر ساحرون نے لشکر کو ہمارے پامال کیا اسم اعظم پڑھتے ہوے بڑھے ایک طرف سے جاہر بن عمر تمام پیک
اسکی پشت پر کمندین بازو و بند بندی ہوئی جواہر نے جو دور سے دیکھا کہ ساحرون سے مقابلہ ہے
پکار کر آواز دی اے عیاران طرار و خنجر گذاران با وقار ہوشیار رہو جادو ساحرون سے مقابلہ ہوا تو
تو جواہر نے کہا عیارون نے دو دو حقہ ہاے آتشبازی بقصد حیلہ سازی تو بڑے سے نکالے اُنکو
داغ کر پھینکا ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک بچے کے حقہ ہاے آتشبازی جو چلے آگ برسنے لگی ساحر
بختیارک کو گالیان دیتے تھے آپس مین کہتے تھے یہ شیطان کہتا تھا مسلمانون کے ساتھ ساحر
نہین ہین حمزہ کے ساتھ والے کس قیامت کا سحر کرتے ہین ایک ہی حربہ مین آگ برسا دی
تمام صحرا آتش بہار ہو گیا یہ آگ کسی طرح رُکتی نہین ہی ہر چند سحر کرتے ہین مگر وہ آتش ترقی ہی پر
ہوتی جاتی ہی صاحبقران زمان نے جو اسم اعظم پڑھا تاثیر سحر بھی موقوف ہوئی آتشخوار نے
اپنی آنکھون سے دیکھا کہ ایک جوان شیر صولت سب کے آگے بڑھا ہوا اس زور و شور سے لڑ رہا
ہے ہزارہا آگ کے شعلے اُسپر گرتے ہین خنجر گرے تلوارین گرین اُس جوان پر تاثیر نہین ہوتی
کلنگ آتشخوار نے کہا حمزہ صاحبقران بڑا پکا سحر کرتا ہے وہ جو آگ برساتے ہین وہ اُسکے
شاگرد ہین تیغ سحر کھینچ کر بڑھا کہتا تھا یہ تیغ ساختہ سامری ہی اسکے جوہرون مین افسونگری بھری
ہی اسکے کاٹ سے کوئی نہ بچیگا دو چار سوارون پیادون کو قتل کر کے قریب حمزہ صاحبقران
کے پہونچا بختیارک چیخ مار رہا ہی اسے کلنگ آتشخوار حمزہ صاحبقران کے سامنے جانے کا
ارادہ بھی نکر ارے کیا ستم کرتا ہے واپس آ حمزہ صاحبقران پر سحر تاثیر نہین کرتا وہ صاحب
اسم اعظم سپہ سالار قدرت جوان با شوکت قاتل ساحران ہی حمزہ عالی وقار
لقب کیون مفت مین جان دیتا ہی کلنگ آتشخوار نے کہا ملک جی تمھین نے ہمکو دھوکا دیا
کیونکہ کہتے تھے حمزہ صاحبقران کے ساتھ جادوگر نہین ہین لاکھون ساحر آتش مزاجی دکھا رہے ہین

آگ برسا رہے ہین کس کس سے جان بچایئن اگر ہمکو پہلے آگاہ کرتے تو ہم ایسا سحر بناتے کہ یہ لوگ ہمارے قریب نہ آسکتے تمہارے کہنے سے دھوکے مین رہے کہ غیر ساحرون کا مار لینا کتنی بڑی بات ہی ابھی مین حمزہ جادو کو قتل کرونگا بختیارک ہان ہان کرتا رہگیا لفظ حمزہ جادو پر خدا وندبھی بہت ہنسے کہہ اٹھو او بیچارہ ساحر نہین ہی بادولت کا سپہ سالار صاحب جاہ ووقار اسقدر ہمکو عزیز ہی کہ اسکے ہاتھ سے شکست کھاتے ہین اُسکا جاہ ووقار بڑھاتے ہین ملک موروثی اسی کی محبت مین چھوڑا بہشت ودوزخ سے منھ موڑا اُسکے سامنے نہ جانا اُسکی تلوار مین سبکا خون سپر کیا ہی اُسکو قتل کرنے جاتا ہی کیا سودا ہوا ہی کلنگ آتشخوار نے لقا کو بھی جواب نہ دیا تیغۂ سحر کا صاحبقران پر وار کیا امیر حمزہ صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر تیغۂ عقرب سلیمانی کو اُٹھا دیا تلوار کو تلوار پر روکا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا اسنے اپنے سحر کے زور مین سپر فولادی کو اٹھا دیا تیغہ تڑپ کر گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوے سر کو کاٹ کر مع گینڈے چار ٹکڑے کیے مرنے سے کلنگ آتشخوار کے آگ برسی بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من کلنگ آتشخوار بود لقا و بختیارک تو آمادہ ہو چکے تھے ضیغم ہون آشام بدانجام اٹھالا بارگاہ جہان نما کا لدواچکا خزانہ آتشخوار بھی لے لیا ساحر تو ہزارون ساتھ ہین اب اس بیچار نے ہوش رُبا کا راستہ لیا پتا دریافت کر لیا تھا کہ افراسیاب جادو کس مقام پر ہی اُسی جانب بھاگ گیا بعد اس بیچا لقا کے نکل جانے کے صاحبقران زمان کو دریافت ہوا کہ لقا پاس افراسیاب خانہ خراب کے گیا ہادی کو اسیوقت حکم دیا کہ تم بھی بارگاہین ہماری اُٹھواؤ یہ حکم پاتے ہی اٹھاے بارگاہون کے لدگئے صرف اسقدر صاحبقران ٹھہرے کہ نئی وردیان سب کو تقسیم ہوئین لندھور والا کو حکم ہوا سردار فرداً فرداً آراستہ ہو کر چلین ہر ایک شاہ و شہریار و تاجدار کا لشکر الگ الگ بہ تکلف تمام بکیفیت مالاکلام رداروی کرکے بڑھے خود ہمراہ بادشاہ کے سوار ہوے امیر حمزہ صاحبقران گیتی ستان باشوکت وشان بڑھ گئے بادشاہ نے حکم دیا کہ حضور بھی نئی وردیان تاجدارون کو عنایت فرمادین بادشاہ کو باد بہار مین شگفتگی حاصل ہے فیروزہ بن عمرو نے عرض کی حضور پرچہ ہاے اخبار گذر چکے کہ اسد نامدار نے مرحلہ جات طلسمی بھی فتح کیے اب افراسیاب خانہ خراب سے آخر کے مقابلہ مین کیا تعجب ہے کہ عین گرمی جنگمین

جاکر آپ شریک ہون بادشاہ حجاہ نے خوش ہوکر فرمایا دلکو ملکہ بہار کی ملاقات کی بڑی آرزو ہی اپنا
تو یہ حال پُر ملال ہی کہ جسکی کیفیت کا بیان کرنا محال ہی گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل نظم

ما گرفتاران عشق از جہان آسودہ ایم
مستے داریم کز کون و مکان آسودہ ایم
اضطرابی در پریشانی بظاہری کنم
شکر للہ کز جفای ہمگنان آسودہ ایم

پائے تا سر لذت دیم زبان آسودہ ایم
گلشن باخرم از خونابہ چشم دل است
ورنہ از استغنائے ہمت نہان آسودہ ایم

بزمگاہ ما غمستانست بادہ خون دل
از جفائے صرصر باد خزان آسودہ ایم
اگرچہ بار زنجیر مخفی روید از آواز غم

جسم خاکی تو یہان ہی روح باغ یاد بہار مین عندلیب خوشنوا کی
زمزمہ سرائی کررہی ہی ای فیروزہ بن عمرو جواہر بن عمرو سے کہدو کہ ہرکارون کو فوراً روانہ کرین اثنائے
راہ مین ہمکو خبر ملے کہ لڑائی کا کیا طور ہی میخانے ہوش رُبا مین ساقیان اسلام کا دور ہی فیروزہ نے
کہا حضور جملہ عیار سردار بھی یہی چاہتے ہین کہ پر پرواز پیدا کرین بہ تعجیل جاکر اسد نامدار سے ملاقات کرین
یہ خبر مفصل مل چکی کہ لوزالدہر و قاسم لڑ بھڑ کر وہان پہونچ گئے ایسے وقت مین جاکر شریک
ہوسکے طلسم کشا کو بڑی ضرورت تھی افراسیاب جادو نے کنارے دریائے نیل کے
صفین باندھی تھین ان شیرون کے جانے سے وہ صفین ٹوٹین اسد نامدار کے جاکر سب
صاحب شریک ہوے قاسم و بدیع الزمان گردلشکر شکن ہمچشمی کرکے خوب لڑے اب افراسیاب
جادو بھی بڑی بڑی لڑائیان لڑرہا ہے اتنا بڑا ساحر زبردست ہی کہ سوائے اسد نامدار کے کسی سے منہ
نہین پھیرتا ایک سحر مین آپ کے لشکر کا کیا حال کیا تھا حضور یہ آجتک ثابت ہوا کہ اسم اعظم حمزہ
صاحبقران کیونکر کھلا بادشاہ نے فرمایا خواجہ عمرو نے اُسے مارا ہوگا یا اسد نامدار کا نجہ قابض ہو گیا
ہوگا یہ ارشاد فرماکے بادشاہ نے جواہر بن عمرو کو حکم دیا پرچہ اخبار نویسی کو روز
دو ہزار اخبار نویس نکلین خبرین ہوشربا کی دمبدم ہمکو پہونچین بلکہ عیار پہلے بڑھ جائین اگرچہ کسی
طرح کی مشکل درپیش ہو یا اسد نامدار کو پس و پیش ہو عیاری کرکے شراکت کرین اگر وہان
ساحرون کا بلوہ زیادہ ہو صاحبقران کو خبر دین یہ فرماکر تخت زرین پر سوار ہوے مگر چال
یہ ہے گرد مصاحبان دمساز رفیقان جانباز پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے جب بادشاہ کو
متردد پاتے ہین ذکر بہار کرکے شگفتہ کرتے ہین بادشاہ فرماتے ہین اے سردارن نامی اب تو
فراق ملکہ بہار مین اپنی یہ کیفیت ہی سر پر کوہ فرقت ہی بموجب مضمون اشعار دلفگار نظم

پھرتی ہین موج بنکر وہ خانہ بلغ تن مین
ساغر نے موج مے کی لیکر زبان دہن مین
دور جہان مین دیکھا شب یہ لطف تیرا
شبنم یہ دوسرا کدن پڑ جائیگی چمن مین
پیری کی ہے یہ آمد یا زلزلہ ہے کوئی
جلوہ تمھارا دیکھا جسنے ہر انجمن مین
چشم سیہ کے چلتے دل زلف مین پھنسیگا
ہونے کو ہرن یہ کالے لیجائینگا وطن مین
ترچھی نظر جو اُسکی ہو جاتی ہے سیدھی
دم بھر جو صورت گل ہنستا ہے اس چمن مین

بو ہو کے بس گئے ہین عاشق کے پیرہن مین
ایک عیب بھی لحد مین اس سے چھپا نہ اپنا
بدلی گئی ہے پگڑی ہر شیخ و برہمن مین
جب اُس صنم کو پوچھا کافر نہ منھ سے بولا
ایک ایک دانت اپنا ہلنے لگا دہن مین
پروے مین میرے دلکی کھتی ہے تیری الفت
آہو لگا کے اسکو لیجائے گا ختن مین
اُس گل نے ہاتھ جب سے تابوت مین لگایا
کچھ فرق نہ جاتا کافر کے بانکپن مین

کیا کیا مزے لیے ہین ساقی کی انجمن مین
دھبا لگا عفن کا کیا دامن کفن مین
بلبل کی اشکباری دکھلائیگی تماشا
بُت بنکے بیٹھنے کی عادت ہے برہمن مین
ذرے زمین کے ہون یا آسمان کے تارے
ہے جلوہ گر زلیخا یوسف کے پیرہن مین
کی ہے مری رفاقت غربت مین کیسی کیسی
کیا پھول ہو گیا ہے مردہ مرا کفن مین
روتا ہے شکل شبنم وہ اے جلال برسون

اس سوز و گداز سے بادشاہ جمجاہ عالیجاہ نے یہ اشعار پڑھے سب مصاحبون کی آنکھون سے آنسو ٹپکنے لگے عرض کی کہ شہریار حقیقت مین آپ نے عشق ملکہ بہار گلعذار مین بڑے بڑے صدمے اُٹھائے سالہا سال کی فرقت سہی آپنے رستم کا کام کیا ورنہ ضبط کرنا دشوار تھا بہار کو بھی فی الواقعی سرکار ابد قرار سے دلی محبت ہے ہر ایک اسی انتظار مین ہو گا کہ صاحبقران طلسم ہوش رُبا مین آئین لقا تو بھاگ کر نکلگیا بادشاہ جمجاہ نے تاجدارون اور عیارون کو نئی وردیان تقسیم کین اس شوکت و شان سے تعاقب مین زمرد شاہ باختری کی چلی لقا بھی رواروی کرتا ہوا چلا جاتا ہے جہان ٹھہرنے کا قصد کیا وسواس و خناس نے بڑھکر خبر دی یا خداوند صاحبقران زمان چلے آتے ہین اہالیان دیہات و قریات اپنے اپنے قصبون سے نکل آتے ہین وہانسے تو اشتیاق مین چلے ہین کہ قدرت کی زیارت سے مشرف ہون جب باہر آتے ہین صورت نحس لقا کی دیکھکر پھبتیان کہتے ہین کوئی بڑا ناریج کہتا ہے کوئی غول بیابانی کہتا ہے شداد ثانی ہے اس بیحیانے کیون دعویٰ خدائی کیا ہاتھ سے مسلمانون کے بھاگتا پھرتا ہے ہم تو جانتے تھے جاگتی جوت کا خداوند ہے صاحب کرامات ہو گا یہ تو خود بھاگتا ہے بندون کی کیا مدد کریگا خود بلا مین مبتلا ہے کسکی بلا رد کریگا بعض بد اعتقادون نے آکر قدمبوسی کی سامان دعوت لیکر آئے لقا بیحیا گینڈے سے اُترا چند ساعت ٹھہرا کھانا بھی زہر مار نہ کرنے پایا تھا کہ وسواس خناس

دوڑتے ہوئے آئے ہانپتے کانپتے ہوئے چیخنے لگے یا خداوند بھاگیے غضب ہوا صاحبقران زمان آپہونچے گوش برآواز ہو جیسے طبل سکندری کی صدا آتی ہو وہانسے بھی اُٹھکر بھاگتا ہو لقا تو اسیطرح اُفتان و خیزان منزلین طی کرتا ہوا جاتا ہو صاحبقران زمان منزل بمنزل بہ تکلف تمام قریات و دیہات کو اسلام آباد کرتے ہوئے چلے آتے ہین جس مقام پر پہونچے وہان کے تعلقدار زمیندار آکر قدمبوس ہوئے صاحبقران زمان نے انکو سرفراز کیا جسنے سرکشی کی وہ مارا گیا قریات و دیہات مین صاحبقران کی دھوم ہے صاحبقران بڑے منصف عادل ہین جرأت و لیاقت مین بھی کامل ہین ان دونون لشکرون کا داخلہ قریب گنبد افراسیاب عرض کیا جائیگا یہ بھی تحریر کر چکا ہون کہ انجم آتشبار جادو ایرج نوجوان سے شکست کھا کے بھاگا ہے اسکے تعاقب مین یہ جلیل بھی منزلین طی کرتا ہوا یاد مین ملکہ بران شمشیرزن کے یہ اشعار بیتابانہ و مضطربانہ با صد گریہ وزاری و نالہ و بیقراری مصنف کر زبان پر جاری ہیے نظم

منزل قدس جسے کہتے ہین گھر کسکا ہے
چشم بد دور سویا یار کے گھر کسکا ہے
برق سنتے ہین جسے ہو دل مضطر کسکا
بوجھتے مجھسے ہین داغی یہ ثمر کسکا ہے
کس سے بیعت ہو مجھے غیر ید اللہ قمر

جسکے دربان فرشتے ہین وہ در کسکا ہے
دل کھچے سینے مین اگر فائدہ ہو شوق سر لو
ابر کہتے ہین جسے دیدہ تر کسکا ہے
جا نکلے یہ روان دل ہو کہ جان عاشق
بندہ بے دست خدا دست نگر کسکا ہے

جلوہ رخ سے جو ہو رشک وہ برج قمر
نفع ہوتا ہو تمہارا تو ضرر کسکا ہے
داغ دیکر دل پُرداغ کو یون بھول گئے
کوچ کسکا ہو خدا جانے سفر کسکا ہے

اس سوز و گداز سے اشعار پڑھتے ہوئے اپنی محبوب مطلوب کی یاد مین یہ بھی جاتے ہین ان کا بھی داخلہ وقت پر تحریر کیا جائے گا

دو کلمہ داستان حیرت بیان مصیبت عنوان عیاری خواجہ عمر کہ جستجو مین تحفہ جات کے نکلے ہین وقت پر پہونچنا اور گنبد کا گرنا جنگ مغلوبہ افراسیاب جادو سے عین وقت پر پہونچنا صاحبقران و ایرج کا کوکب روشنضمیر پر ظاہر ہونا عشق ایرج زبران اور دشمن ہونا مسلمانون کا عجب داستان حیرت عنوان ہے ناظرین کو دیکھنے سے لطف حاصل ہوگا چند اشعار قمر بطور یادگار غزل

چار دن مین خزان یہ گلشن ہے
شاخ گل پر مرا نشیمن ہے

چند روزہ گلون کا جو بن ہے
ہے بلا دور سر بلندون سے

بلبل خوش نصیب ہون صیاد
سیر بستان خزان سے ایمن ہے

خط کے آتے ہی حسن کو ہی زوال
دیر سے خم ہماری گردن ہی
سیر کرنے عدم کو جاتے ہین
کتنا کوتاہ تیرا دامن ہی
یار کا یار ہی رقیب قمر
دوست کا دوست اُسکا دشمن ہی

عارضی عارضون کا جوبن ہی
غیرتِ برجِ مہ ہی خانۂ یار
در پہ حاضر اجل کا توسن ہی
پیرہن کی جنون مین تاب کہان

جلد تلوار کھینچ اے قاتل
رشک کوکب ہر ایک روزن ہی
ہاتھ آتا نہین میرے ای وصل
روح کو بار جامۂ تن ہی

چہرہ غواصان دریا پر بلاے مضامین آبدار و شناوران بحر زخار داستان قیامت آثار بعد جوش و خروش کشتی کلک کو دریائے بے کنار فکر مین یون روان کرتے ہین **شعر مصنف** نہنگان دریائے جرأت نشان ہا چنین غوطہ زدہ دیم داستان کہ مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری سر کو بسلحران جہان عیار زلزلۂ قاف ثانی سلیمان تحریر کر چکا ہون کہ نہایت پریشانی مین لاچین وغیرہ سے صلاح کر کے نکلے تھے کہ ان تحفہ جات تیر و تبر کا کیونکر دفعیہ ہو بعد خواجہ کے یہ قیامتین برپا ہوئین انتقال نور افشان قتل چند سرداران افراسیاب کا دم بدم جوش و خروش بڑھتا جاتا ہی خواب و خور اہالیان لشکر اسد نامدار پر حرام ہی اسد آٹھ پہر مسلح رہتے ہین جب نعرہ افراسیاب کی آواز آئی یہ خیمے سے لوح چمکاتے ہوے نکلے انکو دیکھکر افراسیاب جادو بھاگتا ہی مگر کوئی وقت و ساعت ایسا نہین ہی کہ طلسم کشا کو چین لینے دے کبھی ابرار عیادت گذار نقوش چمکا دیتے ہین اُسکی ضو سے بھی گھبراتا ہے بالائے گنبد چلا جاتا ہی اسد کو اپنے قریب نہین آنے دیتا سحر کیا اور نکل گیا کبھی کوئی قتل ہوا کسی کا خیمہ جل گیا کبھی برف برسا دی کبھی آگ لگا دی اہالیان طلسم نور افشان غم مین نور افشان کے بیتاب و بیقرار کوکب چپ ہو گیا ہر وقت بران سے یہی کہا کرتا ہی ای نور نظر اُستاد نے صاف صاف نہ بتایا وہ کون سی بات ہی کہ خواجہ اور صاحبقران سے مجھسے سوء مزاجی واقع ہو مین تو نادیدہ صاحبقران کی محبت مین چور ہون خواجہ عمرو تشریف لائے اُنکی بھی خدمت کی مجھے خواجہ عمرو سے برائی کی امید نہین بران جواب دیتی ہین لے والد نامدار ناحق کا انتشار ہی بزرگ آپ کے خیر خواہ تھے وقت احتضار تھا جو ذہن مین آیا کہدیا خدا نخواستہ خواجہ آپکی محبت کا دم بھرتے ہین آپ آٹھ پہر مصروف جانبازی ہین پیری مین ایسے رفیق شفیق نے انھین سب کے

واسطے جان دی نورافشان جادو کس دھوم سے آکر رہے محبت خواجہ مین یہ ہوا یسی ایسی کیا نا انصافی ہوکہ آپ سے اور خواجہ عمرو و صاحبقران سے خدانخواستہ کسی قسم کا ملال ہو اور آپکے احسان کو نہ پسند فرماتے مین ہان کچھ در اندازآگ لگاتے مین تو مجبوری ہی اور لاچاری ورنہ صاحبقران زمان سے حقیقت امر تو یہ ہے ہمارے ساتھ وہ کیا جو حق سرداری تھا آپ نے جب بیقرار ہوکر عرضی لکھی اپنے پوتے ایرج نوجوان کو برائے مقابلہ جہانگیر روانہ کردیا اور دیکھیے سرداری و وفاداری اسے کہتے ہین خود بھی تشریف لائے جہانگیر سے مقابلہ کیا آخرکار جہانگیر کو زیر کرکے اپنے ہمراہ لیگئے اس روز کی مغلوبہ مین بھلا کسکو زندگی کی امید تھی سب اپنی اپنی جان سے ہاتھ دھوئے ہوئے تھے صاحبقران زمان نے اسم اعظم پڑھکر سب بلاؤن کو دفع کیا اسطرح جو ملکہ بُرّان شمشیرزن کوکب روشنضمیر کو بجھادیتی ہے کوکب خاموش ہوجاتا ہی آٹھ پہر لشکر مین کمر بندی ہی لشکر کی پامالی مین روز بروز ترقی ہی اسد نامدار بیقرار ہوکر برق و چالاک وغیرہ سے کہنے لگا یارو برائے خدا جاکر خواجہ کو تلاش کرو ایسا نہو کسی بلا مین خواجہ صاحب پھنس گئے ہون یہ سنکر برق و چالاک و جانسوز و ضرغام و مہتر قران سب کے سب تلاش مین خواجہ عمرو بن امیہ کے فرداً فرداً چلے لیکن خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ایک ہفتہ تمام صحرا مین سرگردان رہے کہین نشان نہ پایا ایک دن تھک کر ایک نخل کے سایہ مین بیٹھے ایک گوشے کی شکل سے بیٹھے ہوئے خواب مین راتون کو خوابہائے پریشان بھی دیکھتے ہین امیر حمزہ صاحبقران نامدار کے فراق مین بھی دن ان کا بیقراری بیقراری بنیل سے نکالی اپنے آقا کی یاد مین نئے طور سے یہ اشعار پڑھے نظم

کس حسن چو یار ماندارد
دست آئینہ دار ماندارد
بے نور بود گر آفتاب است
خورشید عیار ماندارد
با بلبل باغ آرزو ئیم
این بیشہ شکار ماندارد
خوبان ز نظارۂ برہنند

زلفے چو نگار ماندارد
پژمردہ گلش ز خاک روید
چشمے کہ غبار ماندارد
قاصد کہ بہ نامہ میکند فخر
این باغ بہار ماندارد
چون غنچۂ گل شگفتہ باشد
این ضابطہ یار ماندارد

آئینۂ راز غیب پاک ست
ابرے کہ بہار ماندارد
مالورد و چشم آفتابم
مکتوب دیار ماندارد
تا آب کنیم زہرۂ شیر
ہر دل کہ غبار ماندارد
در کشور حسن اعتبارے

جز نقش و نگار ما نا ارد
با این ہمہ زور رستم ہند
طالع سرو کار ما ندارد

در باغ بہشت عندلیبے
دستی چہ چہار ماندارد

صوتے چو ہزار ماندارد
خاموش ز گفتگوے معنی

اس بیقراری مین خواجہ نے یہ اشعار گائے خود بھی مبہوت ہوگئے گانے مین تو انکے سوز و گداز تھا ہی طائران صحرا آکر اُس نخل کی شاخون پہ بیٹھے آہوان صحرا کُرچھالین بھرتے ہوے سامنے آکر ٹھہرے بہ نگاہ حسرت چہرے کو عمرو کے دیکھ رہے ہین آنکھون سے اشک حسرت جاری گانے پر عمرو کے بیقراری شیر بھی ڈکار لیکر نکل آئے زیادہ گانے کا اشتیاق ہے پہلو مین تو آہو کھڑا ہے شکار نہین کرتا باز کے پہلو مین عصفور کو جگہ ہے وہ گانے مین عمرو کے سوز و گداز ہے کہ باز بھی شکار سے باز ہے بعض طائرون نے پرسے پر ملا کر سر پر عمرو کے سایہ کیا ہے عمرو سلیمان وقت بنا ہوا نے بجا رہا ہے قضاے کار اس حوالی مین ایک باغ ہے ملکہ گلزار جادو معشوقہ آفتاب فلک سیر اسکا حال تحریر کیا جائیگا گلزار اپنے باغ مین بیٹھی ہوئی ہے علم موسیقی مین خود بھی کامل و اکمل ہے کنیزین ہزار دو ہزار حاضر ہین یہ کہکر تخت پر سوار ہوئی کہ اسوقت دل گھبراتا ہے چلکر سیر صحرا کرین چند کنیزونکو ساتھ لیا تخت اُڑاتی ہوئی جاتی ہے کہ کان مین آواز آئی کوئی کامل نئے طور سے یہ غزل گا رہا ہے غزل

کھینچ لایا جذب دل انکو مرے مدفن کے پاس
کچھ سمجھ ہی کے بٹھایا ہے ہمین دشمن کے پاس
وائے ناکامی پہونچون یار تک اس قدر تک
ہمنے دیکھا ہے ہمارا حال اک ہمدم کے پاس
دور ہی سے دیکھ لون صیاد اپنا آشیان
سر پٹکتی ہے نگاہ شوق جس روزن کے پاس
وہ نہین آتا تو اسکی چال کی فتنے تو ہین
دور جا بیٹھے مگر کر آئے قاتل ہمکو پاس

پھر بھی اُڑ کر خاک جا سکتی نہین دامن کے پاس
کسکے غار رہگذر نے اختلاط اس سے کیا
دور یون اُس سے رہون جو ہو رگ گردن کے پاس
دلمین ہین کچھ رنگ یان کچھ تری مستی کے داغ
ایکدن جاکر قفس رکھدے در گلشن کے پاس
جذب مقناطیس دکھلادے کبھی اے شوق دل
کوئی آنکلے انھین بین کے مری گردن کے پاس

دوستی در پردہ کی ہے اسنے اہل بزم مین
چاک ہو کر جیب بھی آنکو ہے اس کے پاس
لیگئی میری بغل سے دلکو دزدیدہ نگاہ
تختہ لالے کا کھلا ہے تختۂ سوسن کے پاس
دیکھے چشم فلک اسکو نہ کوئے یار مین
تیغ قاتل کھنچکے آجائے مری گردن کے پاس
وصل کی شب بھی ہے انکو شرم تجھ سے جلال

ملکہ گلزار کے کان مین جو یہ آواز آئی چونکہ واقف کار علم موسیقی تھی تڑپ گئی کنیزون سے کہا بڑا کامل و اکمل کوئی نے بجا رہا ہے کس لطف سے غزل گا رہا ہے یہ کہکر اپنے تخت اپنا جانب تخت بڑھایا سر آسمان سے دیکھا ایک گویا نحیف و ضعیف اگلی وضع زیر نخل بیٹھا ہوا دہن سے لئے نے بجا رہا ہے طائران صحرا آہوان وحشی تسخیر ہو کر سن رہے ہین

شیر سر دشمن رہے ہین گلزار نے کہا ان گویے کو لیچلو باغ مین چلکر گانا سنینگے یہ گویا اعلی درجہ کا کامل و
اکمل ہے دیکھو کیا گیا نا مین رہا ہے جسکے سننے سے دل بیقرار ہو رہا ہے چرند پرند تک اسکے گانے مین مدہوش ہین
خواجہ عمرو تو بیخبر بیٹھے ہین گلزار نے ایک کنیز کو اشارہ کیا وہ کنیز سحر کرتی ہوئی زمین پر بابر خواجہ کے
آئی کمر مین خواجہ صاحب کی پنجہ دیکر اُٹھالیا عالم بیہوشی مین تخت پر ڈالکر اپنے باغ مین لائی
خود مسند پر بیٹھی کنیزین جمع ہوئین اب خواجہ کو ہوشیار کیا خواجہ کی جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک باغ بہشت
آئین مین پایا ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین مسند ناز پر جلوہ گر ہے گرد کنیزان نامور بیٹھی مسکرا رہی
ہین خواجہ سمجھ گئے کمال باعث زوال ہوتا ہے گانا سنکر تمکو اُٹھا لائی ہے خواجہ اُٹھکے ہیہودعا مین دینے لگے
سامری و جمشید چراغ حسن و کمال روشن رکھے یہان مجھکو کون لایا ہے ملکہ گلزار نے پوچھا
اجی بڑے میان جی تمھارا نام کیا ہے خواجہ نے کہا آپکے گھر کا منگتا ہون جسدن سے جابجا
اہل اسلام کی عملداری ہوئی ہم لوگون پر زوال آیا در در بھیک مانگتے ہین آپ لوگ ہمارے
قدردان تھے ہماری قدر کرتے تھے ہمکو گھر سے کہین نکلنے نہین دیتے تھے گھر بیٹھے جابجا سے تنخواہین
مقرر تھین جورو بچے پرورش پاتے تھے اب ہم پر تباہی آئی کچھ دنون تک جو کچھ پونجی جمع تھی اپنی
وضع کو گھر بیٹھے نباہے گئے آپ لوگونکا نام بنائے گئے جب فاقون کی نوبت پہونچی گھر سے نکل پڑے
رونا بلکنا بچونکا نہ دیکھا گیا دیہات قریات مین جو کچھ جس کسی نے دن بھر مین دیدیا رات کو ہم آسے
جورو بچون مین لیگئے بال بچونکو کھلایا پلایا صبح کو پھر نکل پڑے اب اسی صورت سے اپنی بسر اوقات
ہوتی ہے اس مقام پر مجھکو کون لایا بال بچے میرے میری یاد مین تڑپ رہے ہین بھوک کے مارے بلکین گے
انکے تئین اب روز رزق کون پہونچائیگا خبر انکے اچھے برے کی کون لیگا مسلمان کسی کو ایک پیسا نہین
دیتے سامری پرستون کی عبادت مین گانا شامل ہے اس پیر غلام کو استاد نے لوازم سکھے ہین میرے
بزرگونکو ہمیشہ اس کمال پر ناز رہا بادشاہون کی خدمت مین ہمیشہ حاضر رہے ہین اب جس طرف
جاتے ہین عملداری مسلمانون کی پاتے ہین وہ فقیر کو بھیک بھی نہین دیتے جواب بھی دینا دشوار
لفظ سے دینے سے بیزار یہ فرمایئے مین یہان کیونکر آیا ملکہ گلزار نے کہا اے استاد سنو از نہ گھبراؤ ہمکو
بھی کسیقدر اس فن مین دخل ہے بڑے بڑے کاملین اس باغ مین آئے تمھارا گانا سنکر ہمکو پسند
آیا تمکو اُٹھا لائے جو کچھ مانگو گے دینگے تمکو سرفراز کرینگے خواجہ نے پوچھا اے ملکہ عالم آپ شہنشاہ طلسم

ہوش رُبا کی ملازم ہین آج کل سُنا ہو کہ طلسم کشا نے مرحلہ جات بھی فتح کیے افراسیاب جادو سے
مقابلہ پڑا ہوا اُس بادشاہ جلیل کو جان بچانا دشوار ہوا افسوس ہزار افسوس کہ اب بالکل باعث
ہماری بربادی کا ہوا جس قریے گانون مین ہمارا گذر ہوا ہو دیکھا کہ اہالیان دیہات و قریات فوجین
اپنے اپنے ہمراہ لیکر براے مدد شہنشاہ جاتے ہین مُلک تو جا بجا خالی پڑے ہین آپ نہین
تشریف لیگئین گلزار نے کہا استاد بھلا ایسی بھی بات ہو کونسا ایسا نمکخوار ہوگا جو اسوقت مین
شرکت شہنشاہ نکرے ہمارے سبب سی لڑائی قائم ہو ورنہ ابتک افراسیاب جادو قتل
ہوگیا ہوتا ہمارے باپ شہنشاہ صاحب جاہ و جلال چرخ افسونگری کے ماہ کمال آفتاب
فلک سیر اس اقلیم کے حاکم ہین اپنے قلعے مین تشریف رکھتے ہین خود شہنشاہ ہوش ربا
تشریف لائے تھے تیر و کمان تلوار گرز سنان نیزہ بزرگون نے ہمارے شاہ کے اسی دن کی واسطے
تیار کر رکھے تھے کہ جس مقام پہ پیدا تھیا لٹکا دیے جائین اسکے سایہ مین کوئی نہ آسکے اسقدر تیر و
تلوار بہت کہ اگر دس کرور ہون چشم زدن مین قتل ہو جائین دشمن امان نہ پائین اب شہنشاہ
آفتاب فلک سیر کو نامہ لکھا تھا اُنھون نے سات لاکھ کا لشکر تیار کیا ہے اور مجھکو بھی نامہ لکھا
ہو کہ ملکہ عالم تیار رہنا ہم لشکر ساحران لیکر بڑے کر و فر سے آتے ہین ہمارے تحفہ جات نایاب
کام کر رہے ہین خود بھی جنگ مین شریک جنگ ہون امروز فردا آئین گے ہم بھی اپنے شوہر کے
ساتھ جائینگے سحر عمدہ عمدہ تیار ہوے ہین ملکہ بلقیس سے مقابلہ کرونگی شوہر ہمارے
قتل لاچین کا وعدہ کر چکے ہین شہنشاہ نے بھی تحریر فرمایا تھا کہ ان زن و شوہر نے انتہا کا
ناک مین دم کر رکھا ہو اگر یہ قتل ہو جائین اسد نامدار کو ایسی مشکل ہو کہ بار سحر نہ اُٹھا سکے اُسکے
ساتھ والے اسکے عزیز دار سب بیکار ہین یعنے شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن قاسم
و نورالدہر و غضنفران مین کوئی ایک لفظ بھی سحر کا نہین جانتا غیر ساحر و نکو دھوکا دینا
کتنی بڑی بات ہو خواجہ یہ حال سُنکر خاموش ہوے ملکہ گلزار نے صحبت آراستہ کی کنیزونکو
بھی ملکہ کی علم موسیقی مین بڑا دخل ہے ساز لیکر بیٹھین چہار جانب سے خواجہ صاحب کو گھیر لیا
کوئی کہتی ہو استاد غزل گائیے کوئی کہتی ہو غزل ایسی استاد سے خیال سُنو ٹھمری کیا چیز ہے
او خیلا تجھکو کیا تمیز ہو ان لوگون سے خیالی ترانہ سُنو کہ کمال کا حال کھلے گلزار نے بھی یک لوڑا

اشرفیونکا منگاکر کہا اُستاد یہ تمھاری رونمائی ہی ہم تمھارے شاگرد بھی ہونگے اب تو سامان سفر درپیش ہی
مقابلہ طلسم کشا کا پس و پیش ہی آفتاب فلک سیر سے تمھاری ملاقات کرائینگے وہ بڑے قدر دان
اس فن کے ہین تمھاری بہت بڑی قدر کرین گے لاکھون روپیہ انعام مین دینگے جسدن افراسیاب
اس لڑائی کو فتح کریگا ہمارے شہنشاہ آفتاب فلک سیر نائب قرار پائینگے افراسیاب کا قول
ہی کہ وقت پر بیرے سوائے آفتاب فلک سیر کے کوئی کام نہ آیا ان تحفہ جات نے میری
جان بچائی اب چلکر سر میدان بھی لڑین گے دن تو باتون مین گذرا رات کو ملکہ گلزار نے
سامان روشنی کا کیا تمام درخت بادلے سے منڈھے گئے تھا ٹھر بندی ہوئی قفس بھرے طائران
خوش الحان درختون مین لٹکے ہوے وسط باغ مین فرش مشجر کا بچھایا گیا ملکہ گلزار آ بیٹھی
استاد نے نواز کو بھی خلعت مرصع زرین دیکر بٹھایا ساز بھی درست ہوے ملکہ گلزار نے اشارہ
کیا اُستاد اب تو مہربانی فرمایئے جس طرح سے صحرا مین بجا رہے تھے اُسی طرح سے بجایئے
صبح کی صدا اسوقت تک کان مین بھری ہی تمھارا اٹھالانا مجھپر خود شاق ہوا جی چاہتا تھا سنے
جایئے خواجہ نے کہا بہت خوب آپ ایسی قدر دان ملین باغ مین آکر غنچہ آرزو کھلا مین سب
صاحبون کو خوب راضی کرونگا لیکن کیون اے ملکہ عالم آپکے شوہر صاحب نے جو یہ تحفہ جات افراسیاب
جادو کو دیے اگر شہنشاہ اسکی قدر نکرین آپ کے شوہر صاحب نے کوئی دفعیہ بھی رکھا ہے
گلزار نے تھرا کر کہا اُستاد واسطے سامری جمشید کا دفعیہ کا نام نہ لیجیے یہ تحفہ جات خاص ہمارے
شوہر کے بزرگون نے پہلوے سامری مین بیٹھکر تیار کیے ایسی بات کوئی منھ سے نہین
نکال سکتا جان و آبرو کا خوف ہی ایسی اشیا نادیدہ ہمارے شوہر کے پاس تھے خود
افراسیاب جادو براے قدمبوسی آئے ہمارے شوہر سے وعدہ کیا کہ بعد فتح تم کو تمامی
طلسم ہوشربا کا حاکم کرونگا جو تحفہ جات تمھارے بزرگون نے بنائے ہین وہ ہم کو مرحمت کرو
ہمارے شہنشاہ عالیجاہ ندیتے تھے افراسیاب جادو نے اقرار لکھ دیے ایس مین
عہد و پیمان ہوے اسکو کوئی دفع نہین کر سکتا خواجہ نے چاہا کچھ اور پوچھون گلزار نے بنگاہ
قہر و غضب طرف خواجہ کے دیکھا کہا او نواز دیوان باتون کا ذکر نکر ہمارے شہنشاہ کی
جان کا مقدمہ ہی کچھ ہمارے سامنے بیٹھکر گاؤ ایسے تیور سے ملکہ گلزار نے کہا خواجہ کو خوف ہوا کہ

اب کی اگر پوچھون ساحرہ ہی نازک مزاج آفتاب فلک سیر کی زوجہ ایسا نہو گرفتار کرے خاموش تو ہو رہے دلکو بیقراری سوچے اب اور تدبیر کرنا چاہیے زکمر سے نکالی ساز بھی سب ملے ہوے رات کا سناٹا روشنی کی تیاری دیوار ہاے باغ پر گلکاری یہ اشعار جگر سوز خواجہ عمرو نے شروع کیے قطعہ

تیر نگہ کی انکے خطا کچھ نہ پوچھیے
جو چاہیے دیجیے وہ سزا کچھ نہ پوچھیے
حسرت نکالیےگا کوئی دقت ذبح کیا
حاجت نہین کسی سے پتا کچھ نہ پوچھیے
پوچھا علاج درد جگر جس طبیب سے
جھگڑا پڑا ہی نزع مین کیا کچھ نہ پوچھیے
بیکار نزع مین ہی عیادت مریض کی
بے پردہ کسکو دیکھ لیا کچھ نہ پوچھیے
ناگفتنی معاملہ عشق ہے جلال

تما کا تھا کسکو کسلیے لگا کچھ نہ پوچھیے
پوچھی جو مین نے لذت درد فراق یار
اب کاٹیے بھی جلد گلا کچھ نہ پوچھیے
قاتل جو ہنس پڑا تو یہ بولے دہان زخم
اُسنے کہا اجل کی دوا کچھ نہ پوچھیے
واللہ جان کنی مین بسر کی شب فراق
اب سطرح ہی بفضل خدا کچھ نہ پوچھیے
پوچھا جو مین زبانسے خطا پڑھکر کیا کہا
جو کچھ سلوک اسنے کیا کچھ نہ پوچھیے

عاشق ہون دل لگانیکی تعذیر مین سکو
دل نے تڑپ کر دی یہ صدا کچھ نہ پوچھیے
کہتا ہی دل کہ چلیے بتا دون مین کوئے یار
واللہ اس نمک کا مزا کچھ نہ پوچھیے
دل سوئے یار سوئے عدم کھینچتی ہی جان
کسطرح یہ بہار گیا کچھ نہ پوچھیے
کہتی ہی آنکھ کیا کہون مین کچھ نہ پوچھیے
قاصد نے یہ جواب دیا کچھ نہ پوچھیے

ان اشعار کو جو اُستاد ذی نواز سنے گایا ملکہ گلزار اور اہالیان جلسہ تعریف و تحسین کر رہے ہین صداے آہ آہ اور واہ واہ بلند ہی خواجہ نے گاتے گاتے ہاتھ کو روکا گانا موقوف کیا گلزار نے کہا کیون اُستاد گاتے گاتے کیون رُک گئے آج صبح تک گائیے بھیرویں گاکر موقوف کیجیے گا اسوقت دو پہر سے شب تجاوز کر چکی ہی دو چار چیزین بہاگ کی گائیے خواجہ نے کہا ملکہ بے نمک کی صحبت شراب کباب کا بالکل چرچا نہین گلزار نے کہا اُستاد اسکا بھی شوق ہی عمرو نے کہا ہم لوگون کی خمر لگتی ہی دایہ نے عوض دودھ کے پہلے شراب پلائی دخت رز ہماری کھلائی ہی بنت العنب دائی ہی ابھی آپنے کمال ہی کیا دیکھا مجھے بھی اب منظور ہوا آپ ایسا قدردان ستیاب ہوا اسطرح کے کمال ظاہر کرون اب خوب حضور کو راضی کرون گا ملکہ گلزار نے کہا اُستاد اس گانے سے زیادہ کیا کمال ہے خواجہ نے کہا اے ملکہ عالم مین ساقی گری خوب کرتا ہون جب ساقی ہوتا ہون کوئی باقی نہین رہتا حضور سر سے شراب پلاؤن ہاتھ سے بتاؤن پاؤن سے ناچون کیا مجال ہی جو ایک قطرہ بھی شراب کا ہل کر گر جاے میرے سپرد میخانہ کیجیے ملکہ بہت خوش ہوئی کنجی میخانہ کی خواجہ کو دی خواجہ صاحب میخانے مین آئے شراب کو خراب کیا

بیہوشی ملاکر محفل مین لائے پہلے جام بھرکر سر پر رکھا گلزار کے سامنے خوب گت ناچ گلزار بہت خوش
ہوئی اپنی کنیزون سے کہنے لگی دیکھو تو واہ واہ کیا کہنا اُستاد نے نواز کس خوبصورتی کے ساتھ
سر پر جام رکھے ہوے ناچ رہے ہین۔ یہ کہکر ملکہ گلزار نے بہت کچھ انعام دیا خواجہ نے
بڑھ کر لے لیا سر جھکاکر کہا ایسی قدر دان کو سر سے شراب پلانا چاہیے ملکہ نے موتیونکا مالا گلے سے
اُتار کر خواجہ کو پہنا دیا جام بے اندیشۂ انجام پی گئی اب تو خواجہ نے دور شروع کیا مصاحبین اشارے
کر رہی ہین ہمکو بھی جام اُستاد دینا خواجہ فرماتے ہین صاحبو گھبراؤ نہین جلدی نہ کرو مین جب جاتی بت
ہون کیسکو باقی نہین رکھتا ہون بارہ سے کنیزون کو خواجہ نے شراب پلائی اب رات چار
گھڑی باقی ہے ملکہ نے نشے کے جوش مین سر اپنا مسند پر رکھا سر مسند پر رکھنے کے ساتھ ہی بیہوش ہو گئین
کنیزین گھبراکر اُٹھنے لگین جو اُٹھی گویا جہان سے اُٹھی گری اور بیہوش ہوئی جب سب کنیزین بیہوش
ہو چکین اب خواجہ صاحب نے قصد کیا کہ ملکہ کو قتل کرون محفل کو لوٹ لون سوچنے لگے گلشن عیاری
رنگاہ ڈالی گلہاے رنگا رنگ مکر و غدر نخل ہاے تازہ فکر عالی کے جمنہاے طولانی تدبیر لا ثانی کا
وک گلزار بخزان نظر آیا باغ فکر سے گلہاے مضامین چنا ایک پھول کی رنگ و بو پسند آئی مراد یہ تھی کہ
اسکو قتل نکرو مراد نہ حاصل ہوگی یہ سوچ کر گلزار کو اُٹھایا نذر زنبیل کیا آواز دی دلوا جان اسکو احتیاط
رکھیے اسپر کوئی زوال نہ آنے پائے ابھی بڑا مطلب ہے منھ سے پکار کر کہدیا اے خبردار اس سے
نوکری نہ ڈھلوانا ورنہ قیمت مین فرق آجائیگا ہمارے آقاے نامدار کے لشکر کی آمد ہے سرداران
خوش مزاج حسن پرستون کے سر کے تاج اڑتے پھرتے آئین گے بڑی قدر سے اسکو خریدینگے
یہ کہکر رنگ روغن عیاری کا نکالا آئینہ سامنے رکھ لیا گلزار جادو کی شکل بنکر تیار ہوے تہی
دن کے جاگے ہوے بھی تھے صحرا مین سرگردان رہے دوشالا تان چھپر کھٹ پر آرام فرمایا
بوقت صبح نسیم سحری چلی پہلے سب سے نرگس کی آنکھ کھلی سوسن غل مچاتی ہوئی اُٹھی
غنچہ دہن نہایت کم سخن شمشاد اکڑنے لگی آپس مین صلاح ہوئی آج ملکہ بہت سوئین
بیدار کرو کنیزان ماہ رخسار نے آکر قدمون سے آنکھین ملین تلوے سہلاے خواجہ
آنکھین ملتے ہوے اُٹھے سب نے دیکھا ملکہ نہایت بدمزاج ہین غصے مین فرمایا کیون او شفتلو
تم سب نے ملکر میرے گویے کو کیا کیا میراثی نواز کہان گیا سب نے کہا حضور دور شراب سقدر ہوا نشے مین

ہم سب سو گئے بازاری گویا آپ نے اُسکی اسقدر قدردانی کی کئی توڑے اشرفیونکے دیے بس وہ نگوڑا
پھول گیا اُسکے حوصلے سے زیادہ ملا ملکہ نے کہا تلاش کرو اگر میرا نوازندہ نہ ملے گا مین اپنی جان دونگی تم
سبھون کو قتل کر دونگی یہ کہکر رونا شروع کیا کنیزین تصدق و نثار ہوئین خواجہ یعنی ملکہ نقلی نے کہا
او نرگس تیری آنکھین پھوڑ دونگی بی سنبل کے جھونٹے نوچونگی بی شمشاد کا سر قلم کرا دونگی سبھون کی
منت و خوشآمد بیکار ہے اب مجھے چین نہ آئیگا کنیزین دوڑین تمام باغ مین ڈھونڈھتی پھرتی ہین تمام
قصر چھان ڈالے ملکہ پاؤن لٹکائے پلنگ پر بیٹھی ہین چیخین مار مار کر روتی ہین کہتی ہین تم ہی سبھون نے
میرے گویے کو کھویا کسیکو خیال نہ رہا مین کمبخت کیون سوئی مثل مشہور ہے جو جاگے سو پاوے
جو سوے سو کھووے ایسا گوہر بے بہا مجھے دستیاب ہوا تم سبھون کی غفلت نے اُسکو ضائع
کیا مین رات ہی کو دیکھتی تھی بی نرگس اُسے گھور رہی تھین بی شمشاد اکڑتی تھین بی
سنبل اُلجھن کی باتین نکالتی تھین وہ ڈر گیا کہ ایسا نہو صبح کو مجھپر کوئی آفت آئے مین نے تو
اُس سے وعدہ کیا تھا کہ مین تجھے نوکر رکھونگی اپنے وارث کو اسکا گانا سنواتی میرے شہنشاہ
کیسے خوش ہوتے افراسیاب جادو اٹھارہ سو ملک کا بادشاہ ہے ایسا گویا اُنکو بھی ملنا محال ہوگا
بی حیرت کو سُنکر حیرت ہوتی ملکہ کے بلکنے سے باغ مین ہنگامہ خواصین کہتی ہین حضور اشرفیان
گٹھرین رکھکر آئیگا آپ ایسا قدردان کہان پائیگا رات بھر مین نہال کر دیا دامن مدعا زر و جواہر سے
بھر دیا ملکہ کہتی ہین تم نے اُسکا مال چھین لیا اُسکو ڈرایا دھمکایا گویے تو بڑے ڈرپوک ہوتے ہین
خوف جان سے چلا گیا اب یہی بہتر ہے کہ اُسکو حاضر کرو یہ کہکر عمرو نے نیمچہ کھینچا چاہا کہ گلے پر رکھے شمشاد
دوڑکے لپٹنے لگی عمرو نے ایک نیمچہ مارا شمشاد کے دو ٹکڑے ہوئے اسی طرح دو چار کنیزون کو
قتل کیا اب تو باغ مین ہنگامہ ہوا کنیزین بھاگ گئین ملکہ کونے مین پیر لٹکائے بیٹھی تھین پھر کنیزین
دوڑکر لپٹ گئین کہنے لگین صدقے جاؤن قربان جاؤن واری جاؤن ایسا غضب نہ کیجیے
ملکہ کہتی ہین کہ میرے گویے کو کون لے گیا اُسکو خبر کر دین اپنی جان دیتی ہون تم لوگ کیون
دخل دیتے ہو یا تو میرے گویے کو مجھے ملا دو یا مجھے اپنی حالت پر رہنے دو اسی طرح جان
کھونے دو مین اپنی جان دیے بغیر نہین رہونگی اگر تم لوگون کو میری جان کا خیال ہے
تو میرے گویے کو مجھے لا دو تو خیر نہین تو تم سب کے سب میری جان سے ہاتھ دھو و ملکہ کی اس

کیفیت سے باغ مین عجب ہنگامہ برپا ہی کوئی منت کر رہا ہی کوئی کنیز عقلمند و علٰحدہ کرتی ہے کہ حضور بارہ دری
مین تشریف لیچلین مین آپکے گوے کو تلاش کر کے لاتی ہون یہ ذکر تھا کہ نوبت نقارے کی آواز کان
مین آئی اک ابر سحر تڑپتا ہوا بیرون باغ ظاہر ہوا شمسین ہزاردن برقین تڑپ رہی ہین چند کنیزین
دوڑی ہوئی آئین عرض کی واری آپ کے شوہر عاشق صادق آفتاب فلک سیر تشریف
لاتے ہین لشکر بیحد ہمراہ ہی مدد کو افراسیاب کی جا دینگے وہ فوج قاہرہ ہے کہ اگر کرور مسلمان
ہون گے ایک دن مین قتل ہو جاینگے ملکہ نقلی نے کہا حرامزادیو مجھے اُسکے نام سے ڈراتی ہو
آیا ہے تو آنے دو مین تو اپنی جان دینے پر آمادہ ہون مجھے عاشق و معشوق سے
کیا مطلب تم لوگون سے جھکر عاشق و معشوقی کرے گا مین اُسکو زندہ صورت نہ دکھلاؤنگی
کھکر چاہا کہ کنوئین مین گرپڑون کنیزین لپٹ گئین چند نے دوڑکر آفتاب فلک سیر کو خبر کی
کہ اُسکا تخت قریب باغ پہونچا ہی ساٹھ لاکھ فوج ہمراہ ہی بڑے بڑے ساحران عدار گرد کھڑے ہوے ہین
ساتھ والون سے کہہ رہا ہی آج شب کو اسی مقام پر رہینگے بوقت سحر طرف افراسیاب کے
چلین گے لشکر صحرا مین اُتر رہا ہی آفتاب ٹھہرا ہوا ہی حیران کہ آج کیا ہی ملکہ عالم لینے نہین آئین کہتا ہے
کہ نہین معلوم آج میری معشوقہ کا مزاج کیسا ہی معشوق عاشق خصال ہے کوس بھر پیشتر مجھکو
لینے کو آتی تھین آج نہین معلوم کیا گذرا سرداروں سے کہہ رہا ہی صاحبو وہ تو میرے نام پر جان
دیتی ہین سامری جمشید خیر کرین میرے فراق مین پریشان رہتی ہین بڑی بڑی جفائین سہتی
ہین آج اتنا بڑا لشکر آیا نوبت نقارے بھی بجے اُسکے بھی شور و غل کی آواز کان مین ملکہ کے نہین
پہونچی یہ ذکر تھا کہ چند کنیزین روتی پیٹتی آکر پہونچین عرض کی اے شہنشاہ جلد چلیے دیر کیجیے گا تو ملکہ عالم کو
زندہ نہ پایئے گا آفتاب کا چہرہ زرد ہو گیا کہا صاحبو مفصل بیان کرو کنیزون نے تمام کیفیت
عرض کی کہ حضور جنگل سے ایک گویے کو اُٹھا کر لائین حقیقت مین وہ بڑا ہی کامل و اکمل
تھا رات بھر اُسکا گانا سنا وہ دھوکا دیکر کہین چلا گیا ملکہ نے کئی کنیزون کو بھی قتل کیا اپنی جان
دینے پر آمادہ ہین کنوئین مین پیر لٹکائے ہوے بیٹھی ہین چاہتی ہین اپنے تئین کنوئین مین
گرادون آفتاب فلک سیر سُنکر دوڑا کہا ملکہ کے مزاج مین بڑی جہالت ہی مین سوگو نہ پہ مکن
کردونگا یہ کہتا ہوا آفتاب فلک سیر اندر باغ کے آیا دیکھا کہ رنگ باغ دگرگون ہو رہا ہے

ملکہ گلزار جادو کے کنیزین لپٹی ہوئی اِین کنوئین مین پر لٹکے بیٹھی ہے **آفتاب** کو دیکھکر اور زیادہ پیٹنا شروع کیا بال نوچنے لگی سرکو پٹکنے لگی کنیزون سے کہا مجھے چھوڑ دو مین اپنی جان دونگی اس ناقدرے کی بھی صورت نہ دیکھونگی اسکے ساتھ مین ناحق مین نے اپنی زندگی کو ضایع کیا **آفتاب فلک سیر** نے دوڑکر ہاتھ تھام لیا عمرو نے کہا تو میرے قریب نہ آنا تو ہی نے میری جان لی گویا گیا یا پوش سے گیا تو سراسر بے مہر ہی بالکل مجھسے تجھے محبت نہین ہی مین نے ناحق اپنی اوقات ضایع کی **آفتاب فلک سیر** ملکہ کی منتین کرنے لگا ہاتھ جوڑنے لگا گودی مین ملکہ کو اٹھا لیا گلے سے لگا لیا پیار کرنے لگا منت کہتا ہی ملکہ مین نے کیا خطا کی اگر تم کہو تو آسمان سے تارے توڑ لاؤن آنکھین اپنی تمہارے تلوون کے نیچے بچھاؤن جب بہت سی منت سماجت **آفتاب فلک سیر** نے کی تو ملکہ نقلی نے کہا تو خوب اس بات کو جانتا ہی بڑے بڑے شاہان جلیل بلکہ خود **افراسیاب** جادو اتنا بڑا شہنشاہ طلسم ہوش ربا جو اٹھارہ سے ملک کا حاکم میرا خواہان ہو مگر مجھے تیرے نام سے محبت تھی تیرے گھر بیٹھ گئی اپنی جوانی خاک مین ملائی تجھکو میری قدر نہوئی **آفتاب فلک سیر** نے کہا ملکہ آخر مجھسے کیا خطا ہوئی مین نے کیا ناقدری کی ملکہ نقلی نے کہا اس سے بڑھکر کیا بیقدری ہوگی تو نے تحفہ جات **افراسیاب** کو دیدیے ہم سے بالکل ذکر بھی نہ کیا بس ہمکو دشمن جانا دشمن کا زندہ رہنا کیا ضرور ہے مین تجھپر اپنی جان دونگی **آفتاب** نے کہا ملکہ یہ تو ناحق کا غصہ ہی گویے کی جھار مجھپر اُترتی ہوا اتنا بڑا بادشاہ طلسم ہوش ربا بیقرار ہوکر میرے پاس آیا ایک تو یہ خطاے فاش ہوئی کہ تمام مرحلہ جات شکست ہوے بربادی ہوش ربا کے بندوبست ہوئے ہم براے مدد شہنشاہ نہ گئے جب خود شہنشاہ آگئے اور انھون نے یہ کلمہ فرمایا کہ مجھے قلعہ بند ہونا پڑیگا تحفہ جات اپنے بزرگون کے ہمین دیدو کہ ہم اپنی حفاظت کرین اُسوقت مجھکو مناسب نہ تھا کہ مین تساہل کرتا عمرو نے کہا تو نے مجھسے چھپایا اب مین اپنی جان دونگی ان حرامزادیون لونڈیون نے زبردستی مجھکو روک لیا ورنہ مین نے ابتک کب کی اپنی جان دی ہوتی مجھ دشمن کو تو زندہ نہ پاتا جنازہ اٹھا اٹھتا مگر تو وہ جلاد ہی کہ تجھکو کچھ افسوس نہوتا دشمن کا گھر مین رہنا بہتر نہین ہے مین تجھکو زہر دونگی سنگھیا دونگی **طلسم کشا** کو بلاکر اُسکے ہاتھ سے قتل کراؤنگی **آفتاب فلک سیر** جب اُترکر یہان آیا ہی تو ایک صندوقچہ بغل مین دباے ہوے آیا ہی جب گفتگو انتہا پر پہونچی تو ملکہ نقلی نے کہا یہ صندوقچہ کیسا تو

بغل مین دبای دبا سے پھرتا ہی لیکن کوئی راز کی بات ہو تو مجھکو نہ تبلانا جہانتک ہوسکے چھپانا تو کہانتک
جاگیگا جسوقت سکو غفلت مین پاونگی کنوئین مین گر کر اپنی جان دونگی جلدی تبلا کہ اس صندوقچہ مین کیا ہی
آفتاب نے کہا ملکہ عالم تمسے کس بات کا پردہ ہی ناحق جہالت مین اپنی جان ہلاک کرتی ہو مین نے تمھارے
واسطے زوجہ اصلی کو چھوڑا برسون کبھی گھر نہین جاتا روپیہ مال خزانہ سب تمھارے قبضے مین ہی عمرو ڈکھا رونے
لگا آگ لگے تو نے مجھکو دشمن جانا مجھکو یہ بڑا قلق ہی آفتاب فلک سیر نے کہا ملکہ اس صندوقچے مین تمام طلسم
ہوشربا کی جان ہی عمرو نے کہا پھر جان کا حال مجھسے نہ کہنا ورنہ مین طلسم کشا سے ملجاؤنگی آفتاب نے کہا
ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان یہ صرف تمھارا خیال خام و تصور نا تمام ہی عمرو نے کہا صندوقچے کو
تو کھول مین تو دیکھون اسمین کیا چیز ہی خالی باتین بناتا ہی بڑا بدتمیز ہی رات ساری اسی جھگڑے فساد مین
گذری آفتاب فلک سیر چاہتا ہی صندوقچے کا حال نہ کہون ایسا نہو عورت ہی کسی کے سامنے ذکر کردے
تو غضب ہو جاے عمرو نے الماس کی انگوٹھی اُتار کر ہاتھ مین لی صبح ہوتے ہی تلوار کھینچکر گلے پر رکھی بال
نوچ ڈالے طمانچے منھ پر مارے کنیزون سے کہا صاحبو دیکھتی ہو یہ دشمن زبردستی میری جان لیتا ہی اگر مین
دشمن ہوتی راز دل کا اسکو چھپاتا اگر مین دشمن ہون تو میرا مرجانا بہتر ہی اگر اپنا عاشق صادق جانتا ہی
صندوقچہ کیون نہین کھولتا اب تو کنیزین بھی چاؤن چاؤن کرنے لگین کہتی ہین میان آفتاب صاحب
ایسی چاہنے والی عورت آپکو نہ ملیگی آٹھ پہر آپ ہی کا ذکر کیا کرتی ہین ہمیشہ نذر دنیاز سامری کی مانی جاتی
ہی کہ میرا وارث بخیر و عافیت رہے آپ اُسنے راز کو عزیز کرتے ہین واسطہ سامری جمشید کا اس صندوقچے کو
کھولو کہین جھگڑا ٹے رات ساری بے آب و دانہ گذری آفتاب فلک سیر کہتا ہی میری منزل کھوٹی
ہوتی ہی افراسیاب کے کئی نامے آئے سبکا یہی مضمون تھا کہ ای قوت بازو جلد آکر شرارت کرو مسلمانون کا
چہار طرف بلوہ ہی مگر افراسیاب نے بھی قیامتین برپا کی ہین کل کے نامے مین بھی یہی تحریر تھا کہ نور افشان
مارا گیا طلسم نور افشان مین قیامت برپا ہی یہ کہکے ہاتھ باندھنے لگا کہ ای ملکہ عالم چلو سوار ہو یہ راز چلکر
سامنے افراسیاب کے تبلاؤنگا حال قتل نور افشان سُنکر عمرو کا کلیجہ پھٹ گیا سر زمین پر دے مارا کہا او
ناقدرے اب میرا جنازہ لیکر جا مین زندہ نہ جاؤنگی یہ کہکر چیخین مار کے رونا شروع کیا چہار سمت سے آفتاب
فلک سیر پر ساحرون کا بلوہ ہی کہ صاحب تم کیسے جلاد ہو کیا صندوقچے مین تمھاری جان بند ہی کھلتے
ہی طائر ہی کہ اُڑجائیگا آفتاب مجبور ہوا قلب تو کانپ رہا ہی کلید اپنے جوڑے سے نکالی بمشکل صندوقچہ کھولا

عمرو نے دیکھا اُسمین ایک آئینہ جلبی ہی کہ جسکو دیکھکر آنکھین روشن ہوتی ہین آفتاب نے کہا او ملکہ دیکھا فرت
یہی آئینہ ہی عمرو نے بیٹے پکڑ کر کہا او کمبخت اس آئینے کی کیا صورت ہی یہ تو بتلا کہ کسکام کا ہی یہ کہکر آئینہ اُٹھالیا
ڈوپٹے کے اندر چھپا یا کہا مین اسکو بتون سے کچل ڈالونگی آفتاب فلک سیر نے کہا ای شہنشاہ خیلی
آئینہ کا حال صاف صاف یہ ہی کہ افراسیاب نے جو تحفہ جات مجھسے لیکر بر سر گنبد لٹکائے ہین اگر کوئی جاکر اس
آئینے کو گنبد کے سامنے چمکا دے وہ تیر و کمان تلوار و خنجر و گرز وغیرہ جل جائینگے بناء گنبد بھی اس آئینے پر
موقوف ہی گنبد گر پڑے گا اسواسطے مین اس راز کو چھپاتا ہون افراسیاب کی جانبری کی یہی صورت ہی
عمرو نے بغل سے نکالکر سامنے ڈالدیا کہا او بیحیا خواہ صندوقچے مین رکھ یا اپنے کلیجے مین چھپالے مین اس
آئینے کو لیکر کیا کرونگی فقط بات کی ضد تھی اتنا تو مجھکو ثابت ہوا کہ تو اپنا دشمن مجھکو نہین جانتا اب مین بھی تمھارے
ساتھ چلونگی دو چار سحر ایسے تیار کیے ہین کہ افراسیاب بھی خوش ہوا اپنے مقام پر بڑی حیرت شرمندہ ہون
کہ زوجۂ آفتاب فلک سیر نے آکر کیا کارنمایان کیا یہ کہکر آفتاب کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا میری
عقل مین فتور تھا ناحق دل ناصبور تمھارات سحر میان سے لڑائی رہی آئینہ تیرے صندوقچے مین
موجود ہے اسکو اپنے کلیجے مین رکھو فوج تیار کرو مین بھی تمھارے ساتھ چلنے پر تیار ہون مین
اپنے وارث کو اکیلا نہ جانے دونگی تمھارے ساتھ ساتھ چلونگی آفتاب کا خوشی سے چہرہ سرخ ہوگیا
کہا ای جان جہان یہ آئینہ خاص بنایا ہوا سامری و جمشید کا ہے علاوہ دفع ہونے تحفہ جات کے دفع
گنبد کے برباد ہونے کے جسکے پاس ہوگا اُسپر کسیکا سحر تاثیر نہ کریگا عمرو نے کہا اب میرے سامنے اسکے
اوصاف نہ بیان کرو اس صندوقچے کی دل و جان سے حفاظت کرو اسوقت مین شرکت واجبی لازم ہی
نورافشان نیا شخص مارا گیا لشکر طلسم کشا مین بڑا تلاطم ہوگا مین ٹوک کر بی بلقیس پر جا پڑونگی چلے گھر
ان زن و شوہر ہی کو مارنا چاہیے آفتاب فلک سیر پر یہ حال آئینہ کھلا کہ ملکہ نے چند ساعت آئینے
کو اپنے پاس رکھا پھر اسیطرح بامانت واپس دیا اُسکو کیا معلوم کہ آئینے پر کیا گذری خوشی خوشی فسران
فوج کو بلا کر حکم دیا جلد لشکر تیار کرو منزل نہ کھوٹی ہو ملکۂ عالم بھی ہمراہ چلینگی اب منزلین بڑے لطف سے
بسر ہونگی اُسیوقت ساٹھ لاکھ کا لشکر تیار ہوا دو ہزار کنیزین ملکہ گلزار کی ایک تخت پر آفتاب سوار
ہوا خواجہ نے کنیزون کو حکم دیا اپنے سحر سے تخت تیار کرو مین نے قسم کھائی ہی کہ کسی مقام پر سحر نکرونگی سامنے
افراسیاب کے جلکر سیطرح کا سحر کرونگی دو ہزار جادوگرنیان آئین خواجہ تخت پر سوار ہوے

کنیزون نے سحر سے تخت اُڑایا ساٹھ لاکھ کا لشکر پشت پر اس کر و فر سے خواجہ ساتھ آفتاب فلک سیر کے
تخت اُڑاتے ہوئے چلے یہان لشکرِ افراسیاب نے جب نور افشان کا انتقال ہوا یہان لشکرِ اسد پر افراسیاب
نے آب و دانہ حرام کر دیا رات بھر آفتین برپا کرتا ہی ذرا طلایہ پر غفلت ہوئی کوئی آپڑا دو چار کو قتل کیا جب
ساحر ظاہر ہوئے بالائے گنبد پہونچ گیا اسد وغیرہ ہر وقت مسلح رہتے ہین اسد غازی صبح کو دربار مین
جلوہ فرما ہین شب بھر قیامت رہی افراسیاب جادو نے پانچون عیار بچیون کو بلایا نشان ملک کا
آفتاب فلک سیر کے بتایا ایک ایک نامہ پانچون عیار بچیون کو دیا کہا فرداً فرداً اپنے کو پہونچاؤ یہ نامہ بکر زبانی
بھی کہنا اے آفتاب فلک سیر مین نے طلسم کشا کو تنگ کر دیا خواب خور سب حرام ہے
اب تمھارے آنے پر لڑائی کا انجام ہے آرزو ہے کہ تمھارے آنے پر ایک لڑائی ایسی لڑون کہ
ان بھون کے دانت کھٹے کر دون عیار بچیان الگ الگ چلین برق فرنگی وغیرہ بھی تلاش مین
اپنے اُستاد کی نکلے ہین شمیمہ نقب زن معشوقۂ برق صحرا مین کھڑی سوچ رہی ہی کہ کس راہ
سے جاؤن اپنے کو تا بہ ملک آفتاب فلک سیر پہونچاؤن کہ برق فرنگی سامنے سے پہونچا برق
نے دیکھتے ہی دونو ہاتھ باندھے کہ اے جان جہان فدای آرام دل مشتاقان اب دل مین صبر و جبر
نہین باقی ہوا اپنا اب یہ حال ہی فرد یا تن رسد بہ جانان یا جان ز تن برآید ٭ دست از طلب ندارم تا کار
من برآید ٭ شمیمہ نقب زن نے کہا کچھ دیوانہ ہوا ہی کیون شامتین آئی ہین شمیمہ نے نیچہ کھینچا برق
فرنگی سر جھکا کر آگے بڑھا کہا مین تیرا ملال نہین چاہتا مین ہاتھ حمائل گردن کرون تو نیچہ لگا مگر کنگرہ
قدسو پر گرے تسکین قلب ہو جائے شمیمہ نے نیچہ مارا برق فرنگی آڑا ہو گیا شمیمہ بڑھ بڑھ پڑی برق
نے لڑتے لڑتے ایک مقام پر جھکائی دیکر حباب مار دیا شمیمہ نقب زن گری برق لپٹ گیا بوسے
لینے لگا چاہتا ہی پشتارہ باندھے کہ بھاگون کہ صبا رفتار کمند انداز پیدا ہوئی دیکھا کہ برق جاری
عیار بچی کی مشکین باندھا چاہتا ہی وہین سے نعرہ کیا ادھر سے گیا کرتا ہی برق نے پلٹ کر سلام کیا کہا
خلیفا تم اپنے چھوٹون کو تم گستاخ نہ کرو بہتر قران ہمارے بزرگ ہین اب انشاء اللہ بعقوم ستہ شادیان
ہونگی ہم خدمتگذاری مین مصروف رہینگے صبا رفتار برق پر برس پڑی برق صبا رفتار
سے لڑنے لگا صبا رفتار نے لڑتے لڑتے شمیمہ نقب زن پر حباب دافع دار دے بیہوشی اڑا دیا
شمیمہ بھی ہوشیار ہوئی دونون نے ملکر برق فرنگی کو گھیرا اب برق فرنگی گھبرایا کہ ان دونون سے

کیونکر جان بچاؤن حلقہ ہائے کمند چل رہے ہین دونون چاہتی ہین کہ برق فرنگی کو گرفتار کرلین برق بھی شعلہ جوالہ بنا ہوا تڑپ رہا ہو اپنے قریب نہین آنے دیتا دونون جانب سے دونون عیار بچیان پھر رہی ہین برق اپنے کو بچاتا ہو کہ صحرا سے گرد اڑی شرارہ سنگ انداز بھی آگر ہو نچی تین عیار بچیان ایک برق فرنگی چاہتی ہین گرفتار کرکے لیجائین برق گھبرایا دست دعا بدرگاہ مجیب الدعوات بلند کیے کہ پروردگار ان عیار بچیون کے ہاتھ سے مجھکو بچالے دعا تمام نہوئی تھی کہ مہتر قران نامدار کہ درہ کوہ مین بیٹھے ہوے دل سے باتین کر رہے تھے کہ اے قران نہین معلوم کہ استاد پر کیا گذری اس سوچ مین تھے کہ برق فرنگی کی صدا کان مین آئی درہ کوہ سے سر نکالکر دیکھا تین عیار بچیون نے برق فرنگی کو گھیرا ہو برق اب لڑتے لڑتے بھاگا ان تینون عیار بچیون نے پیچھا کیا سب سے آگے صبا رفتار کمند انداز جیسے ہی درہ کوہ کے قریب ملی صبا رفتار ہو نچین قصد کیا کہ برق کو بکڑلون حلقہ کمند مارا برق فرنگی حلقون کو طے کرکے نکلا صبا رفتار جھپٹی مہتر قران نے درہ کوہ سے نکلکر صبا رفتار کا ہاتھ پکڑلیا کہا اے جان جہان دآرام دل مشتاقان برق کو کیون ستاتی ہو صبا رفتار نے چاہا کچھ کلام کرے قران نے حباب مارا صبا رفتار بیہوش ہوئی قران درہ کوہ مین سے نکلکر پشتارہ باندھکر لے بھاگے شرارہ سنگ انداز نے پیچھا کیا مہتر ضرغام شیر دل شاخ نخل پر بیٹھے ہوے یہ ہنگامہ دیکھ رہے تھے بغور ملاحظہ کیا کہ مہتر قران اپنی معشوقہ کو گرفتار کرکے لیگئے شرارہ سنگ انداز تعاقب مین برق کی آتی ہے ضرغام شاخ نخل سے کودے شرارہ سنگ انداز پر غفلت مین حلقہ کمند مارا وہ ارے کہکر پلٹی ضرغام نے شرارہ کو گرفتار کیا شمیمہ نقب زن دوڑی کہ مین برق کو پکڑلون حلقہ ہائے کمند مارے برق نے پلٹکر دیکھا خلیفہ صاحب صبا رفتار کو لیگئے ضرغام نے اپنی منظور نظر شرارہ کو جکڑ کر لیا مین رہجاؤن جیسے ہی شمیمہ نے حلقہ ہائے کمند مارے برق نے حلقہ ہائے کمند جسم مین لیے شمیمہ بھی گرفتار کیا برق نے گلے پر ہاتھ رکھ لیا تھا حباب شمیمہ کو مارا پشتارہ اپنی معشوقہ کا برق فرنگی نے بھی باندھا چاہتا ہے لیکر چلا کہ ادھر سے مہر شمشیر زن آتی تھی مہتر قران وضرغام شیر دل صبا رفتار وشرارہ کو لیکر چلے گئے کہ اب برق فرنگی شمیمہ نقب زن کو لیجاتا تھا کہ صرصر نے للکارا خبردار او بھوت سے عیار بچی ہماری کو چھوڑدے برق فرنگی نے چاہا بھاگے مہر تیغ کھینچکر سد راہ ہوئی برق پشتارہ شمیمہ کا لگائے ہوئے صرصر کو جواب دے رہا ہے حربے روکتا جاتا ہے قضائے کار ایک جادوگر موراق جادو ملازم افراسیاب کا

سیر کرنیکو نکلا جو آسمان سے یہ معرکہ دیکھا تمام طلسم مین مشہور ہی کہ عیارون نے غدر ڈالدیا خیال مین آیا کہ اس
دقواق جادو وان عیارونکو لینا چاہیے دل سے سوچ کر ہوا سے اُترا پشت نخل پر آکر کھڑا ہوا الماس کے
دانے جھولی سے نکالے طرف برق کے پھینکے برق کے پاؤن زمین نے تھام لیے اب دقواق نے اپنے کو
ظاہر کیا صرصر نے پلٹ کر دیکھا ملازم افراسیاب ہی کہا ای خیرخواہ شہنشاہ اس عیار کو گرفتار کرکے خدمتمین
شہنشاہ کی بھیجئیے صرصر نے چاہا مین نکل جاؤن دقواق سمجھا یہ بھی کوئی عیار ہی دو ہتھڑ مارا صرصر بھی گری
دقواق خنجر کھینچ کر چلا برق نے پکار کر کہا ای خیرخواہ شہنشاہ عورت کی شکل بنکر شاگرد عمرو کا آیا ہی اسکا سر
کاٹ لو صرصر نے پکار کر کہا ای دقواق خبردار ایسی حرکت نکرنا مین شہنشاہ کی کنیز ہون یہ برق فرنگی
شاگرد عمرو کا موجود ہی اسکا سر کاٹ لو یا گرفتار کرکے خدمت مین شہنشاہ کی بھیجدو وہان حال کھل جائیگا
برق فرنگی صرصر کو کہتا ہی صرصر برق کو کہتی ہی دقواق حیران ہی کہ مین کسکو جھوٹا سمجھون کسکو سچا سمجھون حیران
و پریشان مضطر کھڑا دیکھ رہا ہی برق کی عیاریونکی باتین صرصر کی ایسی لگاتین ہر مرتبہ دقواق خنجر کھینچکر بڑھتا ہی پھر
رک جاتا ہی برق اپنی پکار دیجاتا ہی ای دقواق یہ عورت نہین ہی رنگ و روغن سے عیاری کی صورت بنائی
ہی صرصر کہتی ہی ای دقواق قسم ہی سامری و جمشید کی مین صرصر شمشیر زن ہون یہ برق فرنگی عیار لشکر
عمرو کا ہی سب اسکی صورت پہچانتے ہین اگر اسکا سر لیجائیگا افراسیاب سرفراز کریگا یہ باتین ہو رہی تھین کہ ابر
گرد اُٹھی خواجہ عمرو بشکل گلزار تخت پر سوار گرد کنیزان ماہ رخسار ایک تخت پر آفتاب فلک سیر بہت سے
بڑے ساحر اسکے ساتھ ہین جیسے ہی اسکی نگاہ پڑی کہ برق کے پاؤن زمین نے تھامے ہین پشتارہ شمیمہ کا
دوش پر صرصر شمشیر زن بھی زمین پر پریشان کھڑی ہی عمرو نے کہا اسے بھی گرفتار کرلو چارطرف سے ساحر
ٹوٹ پڑے ہاتھون ہاتھ صرصر کو گرفتار کرلیا ہرچند یہ چیخی چلائی کہ مین شہنشاہ کی کنیز ہون عمرو نے آفتاب
سے کہا صاحب یہ دقواق بھی مجھے جعلساز معلوم ہوتا ہی ذرا گرفتار کر تو لو آفتاب نے سحر کیا
دقواق جادو کو تسکین تھی کہ مین ملازم شہنشاہ افراسیاب کا ہون مجھے کون گرفتار کر سکتا ہی
جیسے ہی آفتاب فلک سیر نے سحر کیا اسنے دفع کردیا آفتاب فلک سیر کو غصہ آیا کہا او نالائق تو نے
ہمارے سحر کو دفع کردیا تجھکو بھی یہ لیاقت ہم سے بچی دقواق جادو نے کہا مین آپ کے ساتھ سامنے
افراسیاب کے چلتا ہون آپ مجھپر سحر نکیجیے عمرو نے اشارہ کیا صاحب تمھارے مزاج مین فرق آتا ہی
یہ سب عیارون کی جعلسازیان شعبدے بازیان ہین یہ کبھی مرد بنتے ہین کبھی عورت بنتے ہین باپ کے سامنے

فرزند نبکر جائین عاشق کو معشوق نبکر مٹائین صاحب یہ چالین نہ یارے مین تو تمھارے لحاظ سے سحر نہین
کرتی آفتاب فلک سیر نے معشوق کے کہنے سے گولا اٹھا کر مار دیا وقواق جادو کا سر پھٹا آواز آئی کشتی م
نام مین وقواق جادو بود اب برق فرنگی وصرصر شمشیر زن کو جادوگر سامنے خواجہ کے لائے برق فرنگی
نے بخوبی پہچانا دیکھا کہ ہمارے استاد بشکل ملکہ گلزار تخت پر سوار ہین تمام جادوگرون کو حکم احکام جاری ہے
برق فرنگی نے دہائی دی اے ملکہ عالم فریاد ہے مین عیار ہون شہنشاہ کی ہون عیارون نے مجھے گھیرا ہے حکم
دیجیے تو منھ دھو کر صورت اصلی دکھادون عمرو نے کہا اچھا سچ بتا کہ تو کون ہے پشتارے مین کسکو باندھا ہے کہا
اے شہنشاہ بغل مین صبا رفتار کمند انداز ہون پشتارے مین میرے برق عیار ہے شاگردون مین عمرو کے
بڑا مکار و غدار ہے یہ کہکر درہ کوہ مین گھس گیا صبا رفتار بنکر خود آیا شمیمہ کو برق بنا لایا عمرو نے
بہت تعریف کی کہا تم ان دونون کی شکلین باندھکر لیجاؤ شہنشاہ جو مناسب جانینگے ویسا حکم دینگے
برق فرنگی نے خوشی خوشی صرصر و شمیمہ کا پشتارہ باندھا سلام کرکے دعائین دیتا ہوا طرف اپنے لشکر کے
روانہ ہوا خواجہ عمرو بعد کرو فر بشکل گلزار تخت اڑاتے ہوئے برائے ملاقات افراسیاب چلے
آفتاب فلک سیر نام پر ملکہ کے جان دیتا ہے سمجھ گیا جو کچھ ملکہ گلزار نے کہا اس راز سے واقف ہونگی مگر ملکہ
مہرخ سحر چشم وغیرہ اپنی بارگاہ مین جلوہ فرما ہین کہ مہتر قران صبا رفتار کا پشتارہ لیکر آئے ضرغام
شرارہ سنگ انداز کو لایا بعد چند ساعت برق فرنگی شمیمہ وصرصر کو لیکر آیا ملکہ مہرخ سے برق نے
تمام کیفیت بیان کی کہ حضور ہوشیار ہو جائین ایک لشکر قاہرہ ایک ساحر زبردست لئے ہوئے آتا ہے ہمارے
شاہ اسکی معشوقہ کی شکل بر تخت پر سوار تشریف لاتے ہین وقواق جادو کو قتل کرایا ہمکو ہاتھ سے اس
کے بچایا شمیمہ وصرصر کو کہا لیجاؤ صبح و شام مین اسکا داخلہ ہوا چاہتا ہے بہار گلعذار نے گھبرا کے کہا کہ
مہتر والا گہر یہ بھی ثابت ہوا کہ ساحر کون ہے برق فرنگی نے کہا مین نے اپنی جان کو غنیمت جانا کچھ دریافت
نہین کرنے پایا یہ جانتا ہون کہ وہ ساحر نہایت زبردست معلوم ہوتا ہے فوج بھی بیحد و بیحساب ہے
خیر خواہ افراسیاب ہے ملکہ مہرخ نے حکم دیا صرصر و صبا رفتار و شمیمہ و شرارہ کو ایک خیمے مین بطور
نظر بندون کے رکھو جالسنوز بن قران نے یہ خبر سنی نہایت پریشان ہوا کہ افسوس ہے میری معشوقہ
پکڑی گئی کیونکر تلاش کرون آخر صبا رفتار کی شکل بنکر طرف لشکر حیرت کے چلا ادھر شاہین جنگل کشا
آئی تھی صبا رفتار کو جاتے ہوئے دیکھا پکار کر آواز دی ملکہ آج صبح سے کہاں تھین جالسنوز نے

جواب دیا آٹھ پہر لشکر مہرخ مین رہتی ہون یہی فکر ہی کہ اسد کو گرفتار کرون اسوقت ایک تدبیر سوجھی
ہی کہ اسد کو گرفتار کرون شاہین جنگل کشا یہ سنتے ہی قریب آئی جالسوز نے کہا دیکھو وہ اسد بلند
شکار کھیل رہا ہی شاہین پلٹ کر دیکھنے لگی جالسوز نے حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالدیے حباب
مار کے بیہوش کیا پشتارہ باندھکر اپنے لشکر مین لایا مہرخ کے سامنے بطور نذر پیش کیا مہرخ نے ان
پانچون عیارپچیون کو نظربند رکھا یہ ساحرون پر تاکید ہی کہ خبردار انکی حفاظت مین فرق نہو ملکہ مہرخ نے صرصر کو
بلاکر پوچھا صرصر نے جواب دیا بیشک آجکل ہوشربا پر قبضہ ہوگیا ہم پابند احکام حیرت و افراسیاب ہین اگر
وہ قتل ہوے اسوقت مین سمجھا جاویگا خواہ اطاعت کرینگے خواہ جان دینگے ملکہ مہرخ نے ان کو
نظربند رکھا عیار پھر تلاش مین نکلے یہ پانچون عیارپچیان بلاے روزگار آٹھ پہر اسی فکر مین ہین کہ ہم
نگہبانون کو دھوکا دیکر نکل جائین نتیجہ تابیض نہین ہوتا مگر افراسیاب باغ دلگشا مین بیٹھے بیٹھے سوچا
کہ اے افراسیاب سردارون کے قتل کرنے سے کچھ فائدہ نہین ہوتا اور لشکر کا بار و حشم کم نہین ہوتا وہ
تدبیر کرنا چاہیے کہ یہ سب خود اپنے اپنے گلے کاٹ کر مرجائین اگر آج کوئی تدبیر بن پڑے تو اسد کو گرفتار
کرکے قتل کر ڈالو جبتک طلسم کشا کا سر قلم نہوگا لشکر کا زور کم نہوگا باغیون کا مجمع درہم برہم نہوگا پس اسی سے
یہی بہتر ہی کہ طلسم کشا کو کسی تدبیر سے قتل کرے افراسیاب کی یہ کیفیت ہی اور لشکر اسد کی یہ کیفیت
ہی کہ ڈر سے افراسیاب کے سب کو آب و خور حرام ہی اور عیار لشکر مین نہین ہین راتون کو جاکر درہ ہاے
کوہ مین یا کسی قریہ قصبے مین بشکل فقیر یا کسی گداگر کی صورت بنکر پڑے رہتے ہین تا مست کی جفا سہتے ہین
وقتاً فوقتاً لشکر اسلام مین بطور فقیر آتا سردارون سے ملنا حال پوچھنا پھر چلے جاتا یہ سبب
تحفہ جات کے مٹانے کی فکر مین جنگل جنگل سرگردان رہتے ہین کبھی کبھی لشکر اسلام مین بھی
آجاتے ہین مگر حال اسد غازی کا سنیے کہ انکا دل بیٹھے بیٹھے گھبرایا دربارگاہ پر ٹہلنے لگے سردارونکو
بلایا اور کہا کہ آج میرا دل بہت گھبراتا ہی نہین معلوم نانا جان پر کیا گذری اور لشکر کی کیا کیفیت ہی افراسیاب
ساحرونکو برابر روانہ کرتا ہی یہ نہین معلوم اب کس ساحر کو روانہ کیا ہی اٹھارہ برس کا زمانہ ہوا کہ مین نے اپنی
والدہ ماجدہ کو نہین دیکھا دیکھیے میری زندگی وفا کرے یا نہ کرے کیونکہ افراسیاب نے اس بدذات پر کمر
باندھی ہی کہ مثل چورون کے راتون کو آتا ہی اور میرے سردارون کو قتل کرجاتا ہی اب میرا دل بہت گھبراتا ہی
یہ کہکر اٹھے اور ملکہ مہجبین کے خیمے مین گئے مہجبین نے پوچھا کہ اے شہریار کیا حال ہی دشمنون کے رنج مین گرفتار

ملال ہی اسد غازی نے کہا کہ ای ملکۂ عالم کیا کہون میرا دل بہت گھبراتا ہی نہین معلوم کیا واردات ہونی ہی یہ
کہکر اُٹھے اپنی بارگاہ مین آئے چھپر کھٹ پر دوشالہ تانکر آرام کیا تیغۂ نورافشانی پہلو مین رکھا لوح گلے مین تھی
سی تردد مین نیند آگئی حاجب و دربان بھی اپنے اپنے عہدون پر مستعد ہین لیکن انکو بھی کچھ غنودگی سی
آتی جاتی ہی افراسیاب نے دیکھا سناٹا ہوگیا حاضرباش و ناظرباش کی صدا بالکل نہین آتی لشکر اسد
مین سناٹا ہوگیا ہی یہ اپنے گنبد سے اترا قریب بارگاہ اسد نامدار کے آیا اور ایک سحر کیا کہ ہوائے سرد عیسیٰ دم
مسیح نفس چلی صبح قریب ہی حاجب و دربان سو گئے پردہ بارگاہ کا اُٹھا کے افراسیاب اندر
بارگاہ کے آیا دیکھا اسد چھپر کھٹ پر آرام کر رہے ہین شمعہائے مومی و کافوری روشن ہین لوح اسد
کے سینے پر مثل ستارۂ سحری چمک رہی ہی تیغہ نورافشانی پہلو مین رکھا ہوا ہے اسکے خیال مین آیا کہ پہلے تیغہ
نورافشانی کو اُٹھانا چاہیے یہ سوچکر تیغۂ نورافشانی کو اُٹھا لیا جھولی سے مقراض نکالکر ڈورا لوح کا کاٹا لوح
کو اُٹھاکر جھولی مین رکھا اسد نامدار کی کمر مین پنجہ دیا اور ایک پرچہ بدین مضمون چھپر کھٹ پر ڈال دیا کہ
ای اہالیان لشکر اسلام آگاہ ہو کہ تمھارے سردار کو مین لیے جاتا ہون اسطرح سے قتل کرونگا کہ مرغان ہوا
اور ماہیان دریا کو رحم آجائے لیکن مجکو نہ رحم آئے تم لوگونکو ایک ہفتے کی مہلت دیتا ہون بہتر یہ ہے کہ
آپسمین مشورہ کرکے میرے شریک ہو جاؤ نابدولت سب کے گناہ معاف کر دینگے ورنہ اسیطرح تڑپا تڑپا کر
سب کو قتل کرونگا آجتک مین نے کچھ خیال نہین کیا جب مین چاہتا قتل کر ڈالتا تم لوگونکا قتل کرنا میرے
اختیار مین تھا اب مین خود لڑنے پر مستعد ہوا ہون یہ پرچہ اسنے چھپر کھٹ پر ڈالدیا اور سنر پنجہ بارگاہ کا چاک
کرکے نکل گیا زیر گنبد پہونچا اسد غازی تو بسبب سحر کے بیہوش ہین اسنے سر جنبہ گردن سے کھینچکر پھینکدیا اور
ملکہ حیرت سے جا کر بیان کیا کہ ای حیرت جادو دیکھا تمنے نابدولت کا اختیار مین تم سے اکثر کہا کرتا
تھا کہ لونڈی غلامون کو جب چاہونگا قتل کر ڈالونگا آج اسد کو مین نے قتل کیا زیر گنبد لاش
اسکی پڑی ہی اگرچہ لونڈی غلام آئے انھون نے خطا معاف کرائی اور نابدولت کے قدمونکو بوسہ دیا
تو خطا معاف کر دونگا ورنہ انکے بھی قتل کی تدبیر ہو جائیگی انکا قتل کرنا میرے سامنے کچھ مشکل نہین
اسد نامدار کا قتل البتہ مشکل تھا کہ وہ صاحب لوح تھا یقین ہی کہ یہ آپ اپنے گلے کاٹ کے
مر جائینگے یہ تو شادان و فرحان ملکہ حیرت جادو سے یہ باتین کر رہا ہی تلنائے کار مہتر ضرغام شیردل
پھرتا ہوا سردارونکی خبر لیتا ہوا حاجب و دربان کو ہوشیار کرتا ہوا قریب بارگاہ اسد نامدار کے آیا سناٹا دیکھا

اسکا دل گھبرایا دیکھا حاجب و دربان سب بیہوش و مدہوش پڑے ہین کسیکو ہوش نہین ہو پردہ بارگاہ کا اُٹھا ہوا ہی یہ گھبرا کر اندر بارگاہ کے آیا دیکھا چھپرکھٹ پر اسد غازی نہین ہین یہ سمجھا کہ شاید کوئی عیار بیچی ہوگئی مگر پیتر اُسیکا نہ پایا اور زیادہ پریشان ہوا قریب چھپرکھٹ کے آیا دیکھا سینے ایک پرچہ کاغذ کا پڑا ہوا ہی پرچہ کو اُٹھا کر پڑھا پڑھتے ہی سر پیٹ لیا گریبان چاک کیا روتا پیٹتا دربارگاہ بدیع الزمان پر آیا صبح کا وقت ہی شہزادہ بدیع الزمان واسطے نماز کے اُٹھے ہین کہ دیکھا ضرغام روتا چلا آتا چلا آتا ہی بیتاب ہوکر شہزادہ بدیع الزمان نے پوچھا ای ضرغام خیر تو ہی اسنے کہا کہ ای شہریار کیا عرض کرون افراسیاب آقائے نامدار کو غفلت مین اُٹھا لیگیا اور یہ پرچہ چھپرکھٹ پر ڈال گیا نہین معلوم قتل کیا یا قید کیا بدیع الزمان نے ضرغام کے ہاتھ سے پرچہ لیکر پڑھا پڑھتے ہی منھ پر طمانچے مارنے لگے چاہا کہ اپنے تئین ہلاک کرون سردارون نے جو یہ سنا دوڑے دیکھا بدیع الزمان اپنے تئین ہلاک کیا چاہتے ہین خنجر گلے پر رکھ لیا ہی سردار لپٹ گئے خنجر ہاتھ سے لے لیا نورالدہر و غضنفر وغیرہ کو خبر ہوئی اُنھون نے بھی چاہا کہ اپنے کو ہلاک کرین قصہ پاک کرین بدیع الزمان کہتے ہین کہ مین صاحبقران زمان کو کیا منھ دکھاؤنگا جسوقت زبیدہ شیر گیر میرا دامن پکڑ لیگی کہ بھیا میرے شیر کو تمنے کیا کیا مین کیا جواب دونگا یہ خبر وحشت اثر محلات مین پہونچی گھبرا کے مہجبین نے دلآرام وزیرزادی سے کہا ای دلآرام یہ کیسا ہنگامۂ عظیم برپا ہے یہ سُنکر دلآرام وزیرزادی گئی اور روتی پیٹتی ہوئی آئی عرض کی حضور کیا عرض کرون ایسی خبر وحشت اثر سُنی ہی کہ کلیجا منھ کو آتا ہی بدیع الزمان و نورالدہر وغیرہ اپنے کو ہلاک کر رہے ہین ہمارے آقائے نامدار کو افراسیاب اُٹھا لیگیا اور قتل کیا زیر گنبد لاش پڑی ہے یہ سنتے ہی ملکہ مہجبین بیقرار ہوکر سر پیٹنے لگین انکی صدا سُنکر سب شہزادیان نکل آئین ملکہ مہجبین و لالان خونقبا و ملکہ لعل وغیرہ اسقدر روئین کہ روتے روتے بیہوش ہوگئین کنیزین چیخین مار کر رونے لگین ہائے آقا ہائے آقا کی صدا بلند ہوئی ملکہ مہجبین نے یہ اشعار عبرت آثار پڑھے نظم

پھر نوا سنجی مرغان خوش آہنگ کہان
جنسے اکدم کی جدائی نہ گوارا تھی ہمین
وہ جدا ہو گئے فرقت کا تھا جنکی گمان
سامنے چشم تصور کے ہین وہ تصویرین

یاد کرتے ہے تو پیدا ہوا کیا کیا دیکھا
ایسے بچھڑے کہ نہین صفحۂ ہستی پہ نشان
آہ وہ آنکھین جو تھین برق بلا خرمن صبر
رات دن پیش نظر ہین وہ لب و چشم و دہان

چار دن دیکھ سے تو شگفت گلستان جہان
کیسے کیسے گل خندان ہوئے تہ خاک نہان
فلک تفرقہ پرداز کی کج بازی سے
بند ہین طاقت گردش نہین جو چشم بتان
ہائے وہ لب جو نہ خالی تھے تبسم سے کبھی

سسکیاں ہونٹ کی اب تار نہیں آنے کی عیان
نہ کسی چیز کی پروا نہ وہ شوخی نہ وہ ناز
ہائے کیا گور کی تاریکی میں ہوگا خفقان
نہ غم شادی دنیا نہ تمیز بد و نیک
دست و پا بے حرکت پیکر بے تاب و توان

نہ رخسار مکدر رہیں تر آغشتہ بخاک
نہ وہ ہنسنا نہ کیسے لیے فریاد و فغان
نہ جہاں پرتو خورشید نہ تحریک صبا
بستر نرم کی خواہش نہ تلاش لب نان
کوئی مونس نہیں ہمدم نہیں ہمراز نہیں

نہ ہیں وہ ناوک مژگان نہ وہ ابرو کی کمان
کبھی ہو جاتی تھی گل شمع تو گھبراتی تھی
نہ جہاں اختر تابندہ نہ ماہ تابان
بند لب آنکھیں مندی لف رخ آغشتہ بخاک
طاقت نطق کہاں سانس بھی دمساز نہیں

ملکہ مہ جبین نے گہنا اُتار اُتار کر پھینکنا شروع کیا لالان خونقبا سے فرماتی ہین بہن راج سہاگ کیا
اب تو فقیر بنکر قبر پر بیٹھنگے اشک حسرت کا چھڑکاؤ کرینگے داغ دل کے پھول چڑھا ئینگے نتھ اور چوڑیان بڑھا ڈالی
ہین اُنکے بین سے کلیجہ پھٹتا ہے کنیزون کو منع کرتی ہین کہ ہم رانڈون کے سایہ سے احتراز کرو ہماری قریب
نہ آؤ ملکہ مہرخ سے کہا کہ اے زمانی امان مین یہ چاہتی ہون کہ تھوڑا سا فرش رواہ کرون کچھ روشنی کا سامان ہو جائے
اور ایک مکان زیر زمین بن جائے جو کوئی دیکھے یہ کہے کہ طلسم کشا کی قبر ہے کچھ خادم کچھ خدمتگار بھی ہون
ملکہ مہرخ نے کہا اے ملکہ عالم وہان شاہ و گدا ایک صورت ہین اگر یہ نہو تو انصاف مین فرق آجائے اسوقت
ایک حکایت مجکو یاد آئی کہ سکندر ہفت اقلیم کا بادشاہ تھا اور مان اُسکی سکندر کو بہت چاہتی تھی جب
وہ بیمار ہوا اور حال اُسکا غیر ہوا اپنے دل مین سوچا کہ مین تو نہ بچونگا راہی ملک عدم ہونگا واسطے تسکین
اپنی والدہ ماجدہ کے یہ چند کلمے بطور وصیت کے کہے کہ اے والدہ مکرمہ بعد میرے فاتحہ کا کھانا اُس شخص کو
دینا کہ جسکا کوئی عزیز و اقارب نہ مرا ہو اور میری قبر پر آپ آئیے گا جو کچھ حال مجھپر گذریگا مین آپ سے بیان کرونگا
چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بعد دو تین روز کے سکندر نے انتقال کیا بعد گریہ وزاری کے وصیت اپنے فرزند
دلبند کی یاد آئی اور بموجب کہنے سکندر کے کھانا بہت عمدہ عمدہ پکوا کر فاتحہ دلوایا کھانا لیکر کوچہ
بکوچہ پھری جس شخص سے اُس ضعیفہ نے کہا کہ صاحبو تم مین کوئی ایسا ہے کہ جسکا کوئی عزیز و اقارب نہ
مرا ہو یہ سنکر کسی نے کہا کہ ہمارے دو بیٹے مرے کسی نے کہا کہ ہمارا شوہر مر گیا کسی نے جواب دیا کہ ہمارا
بھائی مر گیا یہ جو سب نے کہا ضعیفہ سنکر خاموش ہوئی خیال مین آیا کہ قبر سکندر پر چلنا چاہیے غرضکہ
یہ ضعیفہ قبرستان مین پہونچی و رو کر کہنے لگی کہ اے سکندر تو نے وصیت کی تھی مین کوچہ بکوچہ پھری مگر
کوئی شخص ایسا نہ ملا کہ جسکو مین کھانا دیتی گورستان سے آواز آئی کہ اے ضعیفہ کس سکندر کو پوچھتی ہے یہان
سیکڑون بلکہ ہزار دن سکندر زیر زمین دفن ہین اُسوقت اُسکو معلوم ہوا کہ میرا ہی سکندر نہین مرا

سیکڑون سکندر زیر زمین دفن ہین جب اسکو تسکین ہوئی اور یہ خمسہ پڑھتی ہوئی وہانسے روانہ ہوئی مخمس

گئے کل سوے گورستان جو ہم باختہ حالی تھے
یہ دو مصرع لکھے دیکھا بمضمون خیالی تھے
مقابر جتنے دیکھے ہمنے خشت پائمالی سے تھے
مہیا گرچہ سب سامان ملکی اور مالی تھے
سکندر جب گیا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے

وہ ضعیفہ مایوس ہوکر اپنے گھر پھر آئی مطلب اس نقل سے یہ تھا کہ اے ملکہ مہ جبین وہان کسی چیز کی خواہش نہین
نہ مسند شاہی کی ضرورت ہی نہ بوریاے بے ریا کام آتا ہی جو کچھ کام آتے ہین تو اپنے اعمال نیک۔ کام آتے ہین دو
بی بی وہ تو اولاد مین خلیل الرحمن کی ہین یہ سنکر ملکہ مہ جبین نے کہا کہ اے زنانی امان وہ شہریار میں نے
سنا ہی کہ قبر مین منکر نکیر آتے ہین سوال وجواب کرتے ہین انکے ہاتھون مین گرز آتشین ہوتے ہین صورت
انکی خوفناک ہی مجکو خوف معلوم ہوتا ہی کہ ایسا نہو انسے بھی بگڑ جائین اگرچہ مین انکے پاس ہوتی سمجھاتی کہ
شہریار غصہ نہ کیجیے جو کچھ یہ سوال کرین اسکا جواب باصواب دیجیے اب وہ وہان تنہا ہونگے ملکہ مہ جبین
کے بین سنکر بدیع الزمان کا کلیجہ شق ہونے لگا کہا یارو مین تو جاتا ہون اپنے شیر دلیر کا لاشہ تو اٹھا لاؤن
لاش کو طرف لشکر اسلام کے روانہ کردو مین لڑبھڑ کر اپنی جان دون بدیع الزمان چلنے پر آمادہ ہوے
تھے کہ شہنشاہ لاچین بھی اٹھے کہا اے شہریار یہ پیر زمین گیر بھی آپکے ہمراہ ہی انشاء اللہ تعالیٰ زمین کے
ہلا دونگا افراسیاب کی کیا حقیقت ہی اگر اجل میری لیے جاتی ہی تو مین مجبور لاچار ہون مرضی مولے
ازہمہ اولے غضنفر بن اسد بھی بیقرار ہوکر اٹھے ہاے بابا جان کی صدا بلند ہی اور کہتے ہین کہ مین اپنے
بابا جان کے خون کا معاوضہ افراسیاب سے لونگا نور الدہر نے کہا مین جاکر گنبد کو اڑا دونگا یہ خون بابا
بالا نہ جائیگا بحول وقوت آہی رنگ لائیگا سردارون نے بصورت کفن اپنے لباس کو پہنا خاک
منھ پر ملی آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہوکر چلنے پر تیار ہوے دیکھا ایک تتق گرد کا بلند ہوا سامنے سے
خواجہ عمرو بدحواس و سراسیمہ چلے آتے ہین بدیع الزمان دوڑ کر لپٹ گئے کہ اے عمو نامدار بڑا غضب
ہوا اسد غازی کو افراسیاب نے قتل کر ڈالا ہم لوگ اپنی جان دینے جاتے ہین عمرو نے کہا
صاف صاف کہو کیونکر مارے گیا کس طرح قتل کیا بدیع الزمان نے ایک آہ سرد دل پر درد
سے کھینچی کہا بوقت شب اسد اپنی بارگاہ مین آرام کرتے تھے افراسیاب غافل پاکر اٹھا لیگیا
داغ تازہ دبیر دے گیا ہماری آنکھون کے سامنے جب وہ تصویر آتی ہی روح قالب سے نکل جاتی ہی۔

خواجہ عمرو نے کہا خوب ہوا کہتے جھکتے بارگاہ مہ جبین مین پہونچے ملکہ مہ جبین و لالان خونقبا وغیرہ نے جو
خواجہ کو دیکھا دوڑ کر لپٹ گئین کہ ای نانا جان ہم اپنے وارث سے چھٹ گئے افراسیاب نے ہمارا راج سہاگ
لوٹ لیا اسد غازی کو قتل کیا اسطرح جو خواجہ نے ان شہزادیون اور کنیز و نکو روتے پیٹتے دیکھا کلیجہ
منھ کو آگیا خواجہ بھی بے اختیار رونے لگے سمجھایا کہ ای مہ جبین بیٹا اچھا ہوا تم بھی جاکر اپنے باپ سے
لو ملک آباد کرا دُ چین کرو کسی بادشاہ عالیجاہ کے ساتھ تمھارا باپ شادی بھی کردیگا اسد تو
ایک مجاور زادے کا نواسہ تھا طلسم مین آکے یہ جاہ و حشم پیدا کیا تھا مین بھی جا کے اپنے آقائے نامدار سے
لونگا کہدونگا کہ مین نے تمھارے نواسے کو ہر چند منع کیا لیکن اُسنے نہ مانا آخر کو اپنی جان دی اتنے بڑے
بادشاہ عالیجاہ سے روز مقابلہ اسکا یہ انجام ہوا کہ آج کام تمام ہوا اب تمکو اختیار ہے چاہو معاوضہ
خون کا لو یا نہ لو مجھسے کچھ نہین ہوسکتا یہ کہکے خواجہ باہر تشریف لائے اہل لشکر سے کہا یار و جان دینے
پر آمادہ ہو مگر کچھ تدبیر ایسی نہین کرسکتے کہ اسد زندہ ہو جاے شہنشاہ لاچین نے کہا کہ خواجہ وہ
تدبیر کونسی ہی کوئی آجتک مر کے بھی زندہ ہوا ہی کہا ہان کچھ خرچ کیجیے تو زندہ بھی ہوسکتا ہی لاچین نے
کہا خواجہ کیا صرف ہوگا عمرو نے کہا مین یہ نہین جانتا جو جس سے ہوسکے وہ دے مگر جب لیاقت
زندہ کرا دینا میرا کام ہی رشوت دینا تمھارا کام ہی ابھی ملک الموت راہ مین ہونگے مین جلتے ہی راہ مین انکو لونگا
اور جو کچھ سب صاحب دینگے وہ لیجا کر پیش کرونگا منت و سماجت مین کرونگا کہ صاحب چند روز کیواسطے اسد کو
چھوڑ دیجیے وہ بیچارہ غریب ایک قزاق کا پوتا مجاور زادہ خانہ کعبہ کا نواسہ اسکے لیجانے سے کیا حاصل ہوگا
لشکر مین بڑے بڑے سردار ہین اُن مین جسکو پسند کیجیے لیجائیے لاچین نے کہا خواجہ لاکھ روپیہ تو مین
دیتا ہون بدیع الزمان نے کہا قلعہ خورشید نگار کا ایکسال کا خراج میرے بھی لیکے ہو سکتا ہی خواجہ نے
غضنفر بن اسد سے کہا کہ تمھارے تو باپ تھے تم کیا دوگے غضنفر نے کہا چھوٹے نانا جان لاکھ
روپیہ مین بھی حاضر کرتا ہون غرضکہ اسی طرح سب سرداروں سے روپیہ جمع کرایا کہا صاحبو اب
دیر نہ کیجیے خواجہ نے ایک چادر بچھا دیا سردارون نے حسب لیاقت روپیہ جمع کر دیا ملکہ مہ جبین وغیرہ کی
صندوقچہ جواہرات کے بھیجے لشکر کے سب سپاہیون کو خواجہ نے بلوایا کہا تم لوگ ایک ایک ماہ کی تنخواہ دو مدت
گذری کہ تم بھی نمک کھاتے ہو اسد غازی کے صدقے مین چین کرتے ہو تم لوگون نے بھی صدہا
روپیہ لوٹ کے رکھا ہی جب خواجہ نے کل روپیہ جمع کرا لیا کہا میرا راہ خرچ آگیا مین خانہ کعبہ جاتا ہون

تم جانو تمھارا کام جانے یہ کہکر چلا کہ روپیہ کو نذر زنبیل کرون بدیع الزمان نے دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا کہا یہ
روپیہ اسواسطے نہین ہی کہ آپ خانہ کعبہ کو جایئے اسد نامدار کو ہم سے ملایئے خواجہ نے کہا کبھی تمھارے باپ نے
بھی روپیہ دیا ہی یہ سب سرداروں نے مجکو راہ خرچ دیا ہی خواجہ نے جب دیکھا کہ یہ لوگ نہین مانتے روپیہ کو
دیکھکر مُنھ مین پانی بھر آیا کہا مجکو آپ سب صاحب چھوڑ دیجیے مین ملک الموت کو جاکر سمجھا دُونگا خانہ کعبہ
نہ جاؤنگا بدیع الزمان وغیرہ نے کہا کہ آپ کو اختیار ہی خواجہ ہنسنے لگے کہا کہ اسد کو دیتا ہون یہ کہکر خواجہ
نے اسد کو زنبیل سے نکالا کہا لیجیے یہ اسد حاضر ہین مین لے آیا مگر بڑی کوشش سے ملک الموت نے اسد کو
دیا جب مین نے کہا کہ اسکی جوان جوان بیبیان ہین آنکا رونا مجھسے نہین دیکھا جاتا میری خاطر سے آپ کو
دیا واضح رائے ناظرین والا مقام ہو کہ خواجہ عمرو بشکل ملکہ گلزار جادو معشوقہ آفتاب بدخوبنے ہوئے
اپنے خیمے مین آرام کر رہے تھے خواب مین بزرگان دین کو دیکھا وہ فرماتے ہین کہ عمرو تم یہان آرام سے بیٹھو ہو
وہان لشکر کا خاتمہ ہوا چاہتا ہی افراسیاب اس فکر مین ہی کہ طلسم کشا کو قتل کرون اور سرداران لشکر اسلام
کے خون مین ہاتھ بھرون تم سے جسطرح ہو سکے اسد کی خبر لو خواجہ کی گھبرا کے آنکھ کھلی دل سے کہا کیا تدبیر
کرون یہان کسکو اپنی شکل بناکر بٹھاؤن فوراً خیال آیا ایک کنیز کو اپنی شکل بناکر پلنگ پر لٹایا اور باسامان
عیاری سے آراستہ ہو کر روانہ ہوئے ایسا گھبرا کر عمرو چلا کہ کنوان کھلا تھا خندق کو پھاندتا ہوا چند قدم ہوا اگر
بڑھا ہوا اسوقت آکر پہونچا کہ اسد غازی اپنی بارگاہ مین آرام کر رہے تھے حاجب دربان اونگھ رہے
تھے بارگاہ مین آکر سناٹا دیکھا اسد کو اُٹھا کر نذر زنبیل کیا اور زنبیل سے ایک گنہگار کو نکال کر اسد کی
شکل بنا کے لٹا دیا تھا شیشے کی نوک گلے مین ڈالی تیغہ بغل مین رکھدیا خواجہ عمرو تو اسد کو لیکر چلے گیے
افراسیاب نے طلسم کشا کے دھوکے مین اُس گنہگار کو قتل کیا تھا یہان لشکر مین اسد کے ملنے سے نوبت
ونقارے بجنے لگے افراسیاب نے اسد کو جو دیکھا کہا لو ملکہ غضب ہوا یہ اسد بھی نقلی تھا خواجہ عمرو
بشکل گلزار جادو ساتھ آفتاب کے آتے ہین بروقت تشریف آوری خواجہ کا حال بخوبی ظاہر ہوگا لیکن
افراسیاب جادو گنبد مین بیٹھا ہی لشکر اسلام کو تاک رہا ہی قضا ے کار ملکہ اسطرح جادو ثانی ملکہ مارالی زمین کن کیا
بارگاہ سے اپنی نکلی ہی قصد ہی کوئی فکر کرون فوج کو دیکھکر انگشت تحیر دندان تفکر سے کاٹ رہی ہی
کہ اسے اسرار کیا تدبیر کرون اسد غازی کو گود مین لیکر تا بہ گنبد پہونچا دُون اسد نامدار کا گنبد مین تحلہ
دشوار ہی یہ سوچ رہی ہی کہ افراسیاب کی اسرار پر نگاہ پڑی حیرت کے مُنھ سے بھی نکل گیا

کہ اے شہنشاہ شب رہائی اسد نامدار اسنے حضور کو بڑا دھوکا دیا کنیز کو خوب یاد ہے کہ شب بھرا سے کتاب
سامری نہین دیکھنے دی یہی باعث خرابی ہوا اب بھی لشکر اسلام مین بڑے بڑے کام کرتی ہے اسرار جادو
نام ہے بھید طلسم کا بتانا اسی کا کام ہے اگر یہ قتل ہو جاے بڑا مطلب نکلے کئی مرتبہ مین نے قصد کیا کہ اس نمک حرام
بدانجام پر جا پڑون لیکن یہی خوف ہوا کہ ساحرہ زبردست جہاندیدہ و کارآزمودہ ہے ایسا نہو میرا سحر کام نکرے
کسی بلا مین پھنس جاؤن لیکن آج دل گواہی دیتا ہے اسپر جا پڑیے اسکو پکڑ کر یہ ملک عدم دکھایے یا میرے سامنے
گرفتار کرکے لایئے سزاے معقول دون قتل کرکر دل اپنا ٹھنڈا کرون اے شہنشاہ اسکی تدبیر کرنا چاہیے
افراسیاب نے کہا مین ابھی اسکو لایا افراسیاب نے فوراً کمر باندھی تیغہ برق تما ہاتھ مین لیا گوے ترنج نارنج
ماش ریگ دانے اٹھا کر جیب مین رکھے خیمہ اسرار جادو کا تاکا گنبد سے اترا طرف اسرار جادو کے چلا اسرار
جادو غافل کھڑی ہے کہ پہلو سے نعرہ ہوا اے اسرار ہوشیار ہو جبتک اسرار پلٹے افراسیاب نے گولا مارا
اسرار نے اپنے کو بچایا ماران زمین کن بارگاہ مین بیٹھی تھی ہنگامہ سنکر نکل پکارا کہ آپ نے ہمارا کہنا نہ
مانا یہ کہتی ہوئی نکل آئی نانی نواسیان افراسیاب پر سحر کرنے لگین افراسیاب ہر مرتبہ چاہتا ہے کہ
اسرار کی گردن پکڑ لون بالاے گنبد کشان کشان لیجاؤن کبھی چاہتا ہے ماران کو زندہ نگل جاؤن دونون
شعلہ جوالہ تڑپ تڑپ کے افراسیاب پر سحر کر رہی ہین کبھی غرق زمین ہو جاتی ہین کبھی ستارہ بنکر آسمان
پر چمکین کئی سو کنیز دیکھو افراسیاب نے مارا اسرار و ماران نے اپنے کو بچایا ہرکارون نے بڑھکر ملکہ مہرخ
کو خبر دی کہ ماران زمین کن و ملکہ اسرار جادو سے افراسیاب لڑ رہا ہے ملکہ مہرخ گھبرا کر اٹھین اسوقت
آکر پہونچین افراسیاب نے چار سو سرداران نامی کو دیکھا حربہ ہاے سحر ہاتھ مین براے مدد اسرار و ماران چلے آ
ہین دل مین کہتا ہے ابتو مین آپہونچا اگر بدون قتل کئے واپس ہوا تو لونڈیان غلام ہنسین گے ملازمان بدوقت
مچہاونے کہین گے یا سامری و جمشید کہکر ایک نعرہ کوہ شگاف کیا قیامت کی سحر کرنے لگا کبھی آگ برسائی
کبھی طبقے زمین کے ہلائے حقیقت مین ساحر عیار بلاے روزگار سحر مین کامل و اکمل خبیثات کا سردار
اول خوب خوب مر رہا ہے ایک سحر ایسا کیا کہ جھونکے ہواے گرم کے چلے سرداران مذکور جو براے مدد ماران
و اسرار چلے تھے قریب انکے نہ آسکے دام ہواے گرم مین پھنس گئے دو سہی کی سحر کرتے ہین مگر افراسیاب
کب مانتا ہے ایک ایک کو حقیر جانتا ہے یہی چاہتا ہے کسی نامی کو قتل کرون تب بالاے گنبد جاؤن
حیرت نے جو افراسیاب کو یکہ و تنہا دیکھا پکار کر آواز دی اے شہنشاہ اپنے کو بچایے دیکھیے

سب بلوہ کرکے آتے ہین افراسیاب نے جو دیکھا سب کنیزین بلوہ کرکے آتی ہین یہ قول ہے آج افراسیاب
کو چہار طرف سے گھیر لو حیرت جادو با فوج قاہرہ چلی تھی کہ جا کر شراکت کرون آسمان سے برق چمکی دیکھا سب نے
ایک ساحر سیہ فام اژدر مہیب پر سوار پشت پر ڈیڑھ لاکھ ساحران غدار نعرے کرتا ہوا منہ اژدر سوار فیل پیکر سے
شہنشاہ مین آ پہونچا یہ کہتے ہی ساٹھ ہزار ساحرون سے لشکر یاران و اسرار پر آگرا اسرار لڑتی ہوئی بڑھی بہار
نے آکر گلدستہ مارا اژدر سوار کو اپنے سحر پہ بڑا ناز ہے سحر کرتا ہوا آتا ہے چاہتا ہے ملکہ مہرخ وغیرہ کو قتل کرون ملکہ
بہار پر جو نگاہ پڑی ایسکو افراسیاب سے دعوی قرابت بھی ہے پکار کر آواز دی کیون ملکہ بہار آکر یہ کیا کیا
تم نے مسلمانون کی شراکت کی مابدولت کو خبرین پہونچین یقین نہ آتا تھا آج آنکھون سے دیکھا آکر
شہنشاہ کے قدمون پر گر دین خطا معاف کرا دونگا سنتے ہی بہار کو جوش آیا رنگ چہرے کا سرخ
ہوگیا گلدستہ اٹھا کر مارا اژدر اخیال یہ ہے ملعون ہمکو کیا سمجھا ہیگا غصے مین آواز دی اے گل اندام جلد حاضر
ہو سب نے دیکھا زمین شق ہوئی ایک کنیز گلدستہ لیے ہوے حاضر ہوئی ہاتھ مین ملکہ بہار کر دیا ملکہ
بہار نے گلدستہ پھینکا پھول برسنے لگے ہواے سرد چلی ملکہ اسرار جادو نے جو دیکھا کہ سحر بہار کا چلا
اژدر سوار فیل پیکر جھومتا ہے پھول اٹھا اٹھا کے سونگھتا ہے ملکہ بہار کو بہ نگاہ محبت دیکھ رہا ہے ملکہ
اسرار نے پکار کر آواز دی اے بہار کیا کہنا قریب تھا یہ اژدر سوار جھوم کر بڑھے کہ افراسیاب نے دیکھا
اژدر سوار کلمات عشق آمیز کہا چاہتا ہے افراسیاب نے سحر کیا شعلہ ہاے آتش گرے پھول سحر بہار کے
جلنے لگے صدہا درخت جلکر گرے طائر زمزمہ سرائی بھوے پرون سے چنگاریان نکلین بہار تو پیچھے ہٹی اژدر
سوار نے بڑھکر سحر کیا منظور ہوا بہار کو جا کر اٹھا لون ملکہ اسرار جادو نے للکارا او بے حیا کہان جاتا ہے یہ
پلٹ پڑا تازیانہ ملمع آتشین کا اژدر پر مارا اژدر نے ایک چیخ ماری اسرار کی آنکھون کے نیچے
اندھیرا آیا ہر چند قصد کیا اپنے کو سنبھالون نہ سنبھل سکی زمین پر گری اژدر نے دم کھینچا ملکہ اسرار
جادو شل کاہ زمین پر لوٹتی ہوئی سمت دہن اژدر چلی دوسرے یاران زمین کن نے دیکھا
تڑپ کر آسمان پر بلند ہوئی برق بنکر اسکے اژدر پر گری اژدر کے دو ٹکڑے ہوے ساحر کود کر الگ
ہوگیا اژدہا جلنے لگا افراسیاب نے جو یہ زبردستی یاران زمین کن کی دیکھی قہر و غضب مین طرف
یاران زمین کن کے چلا اس عرصے مین اسرار جادو کے ہوش درست ہوے پلٹ کر سحر کیا
افراسیاب پر آگ برسنے لگی افراسیاب نے غصے مین آواز دی اے مہران ستارہ چشم اسرار کو لینا دیکھا سب نے

آسمان پر ایک بجلی چمکی ایک ساحر نوجوان کم سن تاج سر پر رکھے ہوئے آنکھیں مثل ستارے کے چمکتی ہوئیں
پکارتا ہوا کہ شہنشاہ غلام حاضر ہو کیا حکم ہوتا ہی افراسیاب نے کہا کہ اسرار جادو کو لینا اسکو پہونچا کر ماران میں کی
کی تدبیر کرنا یہ کہکر افراسیاب نے منھ پھیرا ساحر ستارہ چشم بصد قہر و خشم اسرار پر گرا اسرار جادو کی پلک جھپکی
ستارہ چشم نے پنجہ کمر میں دیا لیکر طرف آسمان کے چلا ماران زمین کن نے دیکھا ستارہ چشم
میری نانی کو لیے جاتا ہے بیقرار ہو کر دستک دی کچھ خون طرف آسمان کے پھینکا آواز دی ای ملکہ عالم
اسکو لینا سبکی نگاہ اسی جانب اُٹھی کہ اسرار ایسی ساحرہ پنجہ ستارہ چشم میں دبی ہوئی جاتی ہو کچھ نہیں کر سکتی
ماران زمین کن نے دو چار سحر کرکے آواز دی اے برقان رعد آواز ستارہ چشم نہ جانے
پائے دیکھا سب نے سامنے پہاڑ تھا وہ شق ہوا ایک طفل دوازدہ سالہ عقاب سحر پر سوار پکارتا ہوا کہ ای ملکہ عالم
غلام کو کیا حکم ہوتا ہی ماران زمین کن نے کہا یہ ستارہ چشم نہ جانے پائے یہ سنتے ہی اُسنے عقاب کو
بڑھایا قریب ستارہ چشم کے پہونچا پہلے کچھ اشارہ کیا پھر کہا اے ستارہ چشم ملکہ ماران زمین کن
یاد فرماتی ہیں ستارہ چشم فوراً پلٹا ساتھ ساتھ اُس خوش آواز کے چلا آتا ہے افراسیاب نے
آواز دی ارے یہاں آکر کیا کرے گا افراسیاب جادو نے دو گوسے مارے اس خوش آواز نے
ہنس ہنسکر دفع کر دیے اسرار کو ہاتھ سے ستارہ چشم کے لیا اُسکو کشاں کشاں سامنے ملکہ ماران زمین کن
کے لایا ماران زمین کن نے چٹکی خاک کی اُٹھا کر سر مو پر ستارہ چشم کے ڈالدی ثابت ہوا تو وہ بارود
میں چنگاری آگ کی پڑی برنگ سرو چراغان جلنے لگا ہر سر مو ہر بُن مو سے شعلہ آتش نکلنے لگا ہای ستارہ چشم
کہکر اژدر سوار لپکا اس سے لپٹنے لگا شعلے اسپر بھی گرے یہ دونوں جلکر خاک ہوئے آندھی سیاہ اُٹھی برف
باری و سنگ باری ہوئی بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من ستارہ چشم جادو و اژدر سوار فیل
پیکر بود افراسیاب کو بہت شاق ہوا اسرار جادو چونکہ سحر میں ستارہ چشم کے مبتلا ہوئی تھی
ہوش درست ہونے پائے تھے کہ پشت سے افراسیاب جادو پہونچ گیا آواز دی او نمک حرام میری سامنے
میرے رفیقان جانباز کو قتل کرایا پلٹ کر ملکہ اسرار نے افراسیاب کو پنجہ مارا افراسیاب نے کچھ زبان سے
کہا شعلہ بھڑکا وہ ہاتھ پر ملکہ اسرار جادو کے گرا کہ آبلہ پڑ گیا اسرار نے چاہا سحر کرے دن افراسیاب نے
جھولی سے نکالکر گولا مار دیا اسرار کا سر پھٹ گیا گوے سحر کے ترنج ترنج شعبدہ بازی کی دیکر ٹلنے لگا
ا ہو مردہ ہو کہ کسی حال میں پلک نہ جھپکے اس حال پر ملال میں افراسیاب سحر کرتا ہی لڑائی میں مصروف ہی

ہو آج بعد کئی دن کے اسد نامدار بارگاہ ملکہ لالان خونقبا مین تشریف لیگئے تھے بیٹھکر چند باتین بھی کرنے نہ پائے تھے کہ کنیزون نے غل مچاکر آواز دی ای شہریار بڑا غضب ہوا نہین معلوم اسمین کیا بھید تھا کہ اسرار جادو ہاتھ سے افراسیاب کے قتل ہوئین یہ سنکر اسد غازی تیغۂ نورافشانی کے قبضے پر ہاتھ رکھکر اپنے مقام سے اُٹھے برق وغیرہ بھی حاضر ہوے عرض کی ای شہریار آج افراسیاب نے غضب کیا اسرار جادو قتل ہوئی طبقے زمین کے ہلا رہا ہی بلقیس و لاچین سے سحر ہو رہے ہین کیسے سحر گو افراسیاب نہین مانتا معین ومددگار ہزار در ہزار چلے آتے ہین آج بھی کئی ساحر نامی گرامی مارے گئے اب بھی اُسی مقام پر اڑا ہوا ہی سحر کر رہا ہی اسد نامدار فوراً پشت مرکب پر سوار ہوے افراسیاب مصروف جنگ ہی لاشہ ملکہ اسرار تڑپ رہا ہی ملکہ ماران زمین کن نے کئی مرتبہ قصد کیا بڑھکر اپنی جان دون بیچ مین اور ساحر آجاتے ہین شہنشاہ لاچین بڑھکر اپنے ملازمونکو بچاتے ہین بلقیس نے بڑھ بڑھ کر سحر کیے افراسیاب کسی سے نہین خوف کرتا کہ پہلو سے نعرۂ شیر کی آواز آئی زمین تھرائی نعرہ اسد غازی

اسد شہسوارم کہ در روز جنگ
اسد شیردل ابن صاحبقران

بدرم دل شیر و چرم پلنگ
چو تیغ بلے برکشم از غلاف

شہنشاہ نام آور و کامران
تزلزل فتد در میان مصاف

افراسیاب نے جیسے ہی نعرۂ اسد کی صدا سُنی ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا یہ جو ساحران مذکور بھی رہ گئے برائے مدد افراسیاب آئے تھے لڑ بھڑ کر مرے سیدھے جہنم مین پہونچے اُنکے ساتھ کے ساحر ساتھ جانبازی وسرفروشی کے لڑ رہے ہین یہی چاہتے ہین قدم نہ ہٹائین جسطرح ہو سکے طلسم کشا کو مارین دیکھا افراسیاب نے کہ اسد کے آتے ہی فوجون مین برہمی ہوئی علم سرنگون ہوئے خون کے دریا بہے ایک پہلوان سلیم تیغزن نامے کہ از در سوار کے ساتھ آیا تھا بڑے زور وشور سے شمشیرزنی کر رہا ہی افراسیاب نے اشارہ کیا ای سلیم تیغزن طلسم کشا صحیح وسالم نہ رہنے پائے بڑھکر قتل کر یہ چلا اسد غازی غول پر ساحران غدار کے لڑ رہے تھے کہ پہلو سے آواز آئی ای طلسم کشا آگے نہ بڑھنا منم سلیم تیغزن افسر میرا اژدر سوار مارا گیا مجھے کیا افسوس ہی سر پہ میرے افراسیاب جادو بادشاہ طلسم ہوش ربا کا سایہ رہے یہ کہتا ہوا طرف اسد غازی کے چلا وسط لشکر مین آکر مقابلہ پڑا خبردار خبردار کہکر سلیم تیغزن نے نیزہ مارا اسد نے نیزے کو نیزے کی سنان پہ لیا نیزہ چلنے لگا اسد نے سا تو ین آن مین نیزہ سلیم کا ہوائی کیا سلیم نے غصے مین آکر قبضے پر ہاتھ ڈالا ادھر سمند مرکب اُڑائے ہوئے گل گلزار خلیل الرحمن شاہزادہ لندھور

بن بدیع الزمان آتے ہین دیکھا اسد پر ایک جوان خونخوار نے تیغہ کھینچا ہی بیقرار ہو کر جا پڑے بیچ مین
آگئے سر سامنے کیا منظور یہ تھا کہ اسد غازی ہٹ جائین سینہ سپر کرکے آواز دی اوجیا تو کیون رک گیا
اُسنے خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا سلیم کی تلوار ٹکر کر گری سپر کٹی خود بھی
کٹا کسیقدر سر شہزادے کا زخمی ہوا اسد نے بیچ مین گھوڑا ڈالدیا کہا بھائی ہٹو مجھے رو سیاہ کراؤگے ماموں
کو مین کیا منھ دکھاؤنگا تم تو بھائی میرے مہمان ہو یہ کہکر سلیم کے سامنے آگئے اُسنے وہی تیغہ خون آلودہ
نامدار کے لگایا اسد نے چونکہ نورالدہر کو زخمی دیکھا آنکھونکے نیچے اندھیرا آگیا فوراً ہاتھ بچا کے کلائی پکڑ کر ڈالا
دور سے نورالدہر و بدیع الزمان تعریفین کررہے ہین اسد نامدار نے تلوار چھینکر سلیم کی پھینکدی
طاؤس لشکر شکن دوسرا سپہ سالار لڑتا ہوا آتا تھا اُسنے دیکھا طلسم کشا نے سلیم کے قبضے پر قبضہ کیا ہو
اُسنے بھی ہاتھ تلوار کا اسد پر مارا اسد نے بائین ہاتھ سے اسکی تلوار لی لشکرون مین غریو ہوا واہ رے
طلسم کشا کیا زور و طاقت ہی کیا سطوت و صولت ہی کیا ہمت و سخاوت ہی ماشاءاللہ کیا کہنا دونون
جوانان فیل پیکر کو اٹھایا کچھ جان کا خوف نکیا دونونکی تلوارین چھینکر پھینکدین دونون کی کمر مین ہاتھ ڈال نعرہ
تکبیر کرکے قاش زین سے اٹھالیا اُن دونون نے بنگاہ یاس طرف افراسیاب کے دیکھا اسد نے دونونکو اٹھاکر
طرف آسمان کی پھینکا بر وقت اترنے کے دونونکو ہاتھ مارا دونونکے دو ٹکڑے ہوئے لشکرون مین غریو ہوا
ابراہیم نے بڑھ کر ہاتھ چوم لیے سب سردار تعریفین کرنے لگے ان دونون سردارونکو مار کر اسد نامدار
تلوار کھینچے ہوئے طرف افراسیاب جادو کے پلٹے یہی ارادہ ہی افراسیاب کا کہ مین رڑ بڑھ کے نکل جاؤن
کہ صحرا سے گرد اڑی لکہ ہاے ابر سرخ و سبز ظاہر ہوئے افراسیاب نے ہرکارون سے اشارہ کیا جلد خبر لاؤ
ہرکارے دوڑے ہوے گئے اُسوقت یہی مشہور ہی کہ آفتاب فلک سیر آتا ہی ساتھ لاکھ فوج ہمراہ
ملعونون کا ارادہ ہی کہ گھیر کر اسد غازی کو مارلین اس تیر دیر پر نتیجہ قابل نہین ہوتا افراسیاب نے کلاہ فخر کو آسمان پر
پہونچایا سردارونکو حکم دیا ہمارے سردار خوشخو زینت پہلو کو استقبال کرکے لاؤ افراسیاب تیغہ کھینچے ہو
ایکطرف کھڑا ہی انتظار مین آفتاب فلک سیر کے دامنہ گرد شگافتہ ہوا دیکھا سب نے آفتاب فلک سیر
تخت پر سوار دوسرا تخت اُسپر ملکہ گلزار دو ہزار کنیزین گھیرے ہوئے اسوقت یہ باعث
ہوا ہی کہ فوجین لڑتی ہوئی زیر گنبد آگئیں وہان سے تیر تفنگ تلوار خنجر برس رہے ہین ہزارہا ملازمان
ناچین مارے گئے کوکب روشنضمیر ایک پہلو پر آکر ٹھہرا ہے ہزارہا گولا گنبد پر مارا کچھ تاثیر

ہوئی جو تیر و تلوار برستے ہین اُنکو چاہتے ہین سحر سے کاٹون سحر سے بھی نہین کٹتین کسی پر برسے تیر ٹرا سینے کو
توڑکر پار گذر گیا گرز ہزارہا برسے خود سرونکے سر پھٹے تلوارین اپنے جوہر دکھاتی ہین تیغ تیر ٹکر ملازمان لاجین پر
آتی ہین یہی تدبیر افراسیاب نے کی ہی کہ آج زیر گنبد سبکا خاتمہ کردون گھبرا کر زیر گنبد لاکر جنگ ڈالی ہے
سایے مین اسکے جو پہونچا مارا گیا کوکبہ لاچار ہوکر فوج افراسیاب پر دباؤ ڈالا فوج افراسیاب جو سایے
مین گنبد کے آتی ہی آنچ ضرر نہین پہونچتا ملازمان لاجین پر تیغ و تبر برستے ہین لشکر مین صداے فریاد بلند
ہر خورد و کلان درد مند ملکہ گلزار اپنے تخت پر سوار ہو کر اٹھین آفتاب فلک سیر نے پکار کے پوچھا کیون
ملکہ خیر تو ہی گلزار نے پکار کر آواز دی صاحب تم جنگ مین مصروف ہو مین بھی کچھ کام کرون آفتاب فلک
سیر پہلوانونکو ترغیب دیتا ہوا طرف طلسم کشا کے چلا یہ بھی خوب جانتا ہی کہ جبتک طلسم کشا نہ قتل ہوگا
تب تک فتح ہونا لڑائی کا غیر ممکن اسواسطے بڑے بڑے پہلوانونکو ساتھ لایا ہی اُن سبکو یہی حکم ہی
گھیر کر طلسم کشا کو مارو افراسیاب ایک ایک کو سرفراز کریگا تمھاری محنت بارآور کریگا خیر خواہان دولت
نے ساتھ چھوڑا وہ خیر خواہان دولت کہان گئے جو آٹھ پہر اپنے دم شمشیر پر رکھتے تھے یہ وقت کسیکو
یاد نہ تھا اسوقت جو کد و کاوش کریگا افراسیاب اُسکا ممنون رہیگا افراسیاب نے بھی حکم دیا کئی سو پہلوان
کئی ہزار اُنکے ساتھ والے علمہاے زنگاری سے بھرے ہوے لڑتے بھڑتے طرف طلسم کشا کے چلے
افراسیاب کو یہی کد ہی گھیر کر سبکو زیر گنبد لایا ہی جب اشارہ کرتا ہی تیرون کی بارش ہوتی ہی لاجین و
بلقیس نے جان بنی لگادی خوب کاٹ کاٹ کر پھینکا کچھ تاثیر نہین ہوتی گلزار نقلی نے کنیزون سے کہا
تخت ہمارا اُڑا کر برابر گنبد کے لیچلو ہم ایک ایسا سحر کرینگے کہ گرز سر پر طلسم کشا کے برسین گے طلسم کشا کو جان
بچانا مشکل ہوگا تخت اُڑتا ہوا جاتا ہی اسوقت گھمسان کی لڑائی ہورہی ہی ہر ایک کو یہ خواہش ہی کہ
لڑائی فتح کرین مال و اسباب لوٹین طلسم کشا نے بہت کچھ جمع کیا ہی اس امید پر جان دیتے دیتے ہین
حیرت جادو مصروف اہتمام جنگ ہی اسباب سحر افراسیاب کو پہونچاتی ہی خود بھی سحر کے شعبدے
دکھاتی ہی جب افراسیاب کا ہاتھ سحر سے خالی ہوجاتا ہی حیرت جادو اشیاے سحر لاکر پہونچاتی ہی ساحرون
سے آکر کہتی ہی آج رنگ لڑائی کا بیرنگ ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی کہ آسمانہ سناٹا ہوا حیرت نے سر اٹھا کر
دیکھا گلزار جادو تاج سر پر رکھے ہوے دوپٹہ ڈھلکا ہوا دو ہزار کنیزین سحر کرتی ہوئی تخت اڑتا
ہوا برابر گنبد جاتا ہی حیرت نے پکار کر کہا بوا گلزار وہان جاکر بنا گل پھولے گا گلزار نے مسکرا کر

آواز دی بوا تم کیا جانو اسقدر تمنے شکستیں ہاتھ سے طلسم کشا کے کھائین فتح لڑائی کی تمکو امید نرہی مین
ابھی جاکر قیامت برپا کرونگی حیرت جادو نے کہا اے گلزار اپنے پہلوانان صف شکن کو ترغیب دو اسد کو گھیرلین
جب طلسم کشا پر کوئی زوال آئیگا تب فتح جنگ کی صورت ہوگی گلزار نے کہا ہمنے سب سامان کرلیے -
بے فتح کیے میدان کارزار سے نہ پلٹینگے آج روز اختتام جنگ ہے کئی مہینے ہم جو حاضر خدمت نہوئے یہی
تدبیرین کررہے تھے لشکر سامری و جمشید کہ سب سامان بن پڑے عین وقت پر آکر پہونچے سبکا حوصلہ نکل چکا
بڑے بڑے شاہان جلیل نے اس میدانمین آکر سحر کیے پہلوان بھی لڑے اب کیفیت ظاہر ہوگی یہ کہکر
گلزار اور زیادہ بلند ہوئی آئینہ تو بدلکر لے لیا ہے جب باغ مین خواجہ نے صندوقچہ کھلوایا تھا آئینہ اپنے
ہاتھ مین لیا بدلکر صندوقچہ مین رکھدیا اصلی اپنے پاس رکھا ہے اس خیال مین کہ اے عمرو اپنے کو تا بہ گنبد پہونچائی
دل سے باتین کرتا ہوا قلب تھرا رہا ہے ایسا نہو افراسیاب آگاہ ہوجائے افراسیاب بھی دور سے نگران ہے
جستجو پر گلزار کی مثل آئینہ حیران ہے گلزار نقلی تخت کو اڑاتی ہوئی مشرق مین پہونچی جنوب و شمال کو
طے کرتی ہوئی طرف گنبد کے جاتی ہے تمام ہمراہیان افراسیاب دیکھ رہے ہین کہ ملکہ گلزار قریب گنبد
پہونچ چکی ہے اسوقت جنگ مغلوبہ مین نہایت گھمسان ہے ملازمان افراسیاب ہمراہیان لاچین سے بڑھکر
زور و شور سے لڑرہے ہین لاکھون لاشہ گر گیا اسد نامدار گرد و کا قتل کر رہے ہین گنبد سے نیزہ و تیر و تلوار برس
رہے ہین جو جیسر پر آ پڑا سر اڑ گیا کسیکا ہاتھ کٹا کسیکا سر زخمی ہوا لشکر دشمن مین ہنگامہ برپا ہے مگر افراسیاب دریاے خون
مین نہایا ہوا اسد کے سامنے سے تو ہٹ جاتا ہے باقی پرے پامال کررہا ہے جس مقام پر جا پڑا ایسے غضب کا
سحر کیا آگ برسائی برق چمکائی جب وہ حربے برسنے سے کچھ رک گئے ہین تو افراسیاب جادو یا سامری
و جمشید کا نعرہ کرکے اشارہ کرتا ہے ترقی برسنے تیر و تفنگ کی زیادہ ہوتی ہے لاکھون لاشہ پڑا تڑپ
رہا ہے یکایک گلزار سامنے اس گنبد کے جاکر پہونچی آئینہ کمر سے نکالا آفتاب فلک سیر بھی تخت سے اپنے دیکھ
رہا ہے خوشی خوشی افراسیاب سے کہتا ہے اے شہنشاہ ملکہ گلزار کو آپ سے بڑی محبت ہے دیکھیے بر سر گنبد
جاکر لشکر لاچین پر بھی آگ برسائیگی افراسیاب کے منھ سے نکلا کہ آفتاب فلک سیر آئینہ تو اپنے
پاس احتیاط سے رکھا ہے آفتاب نے کہا حضور آٹھ پہر صندوقچے مین بند ہے کسیکو آج تک چھونے نہین
دیا راز کہنا کیسا افراسیاب کہتا ہے اے خیر خواہ دولت ہم خوب جانتے ہین زن و شوہر کو بربادی
ہوشربا کا خیال ہے یکایک دیکھا گلزار کا تخت تھراتا ہوا مقابلے مین گنبد کے پہونچا ملحوظ خاطر

ناظرین رہے کہ سات درجے اُس گنبد کے ہین بارہ چودہ لاکھ ساحران درجون مین برہم آرا ہین
وہین سے بیٹھے بیٹھے سحر کیا کرتے ہین گھنٹے و ناقوس بج رہے ہین اُنھین درجون مین خزانہ بھی ہی عمرو نے قریب
آکے آئینہ نکالا گنبد کو دکھایا سب نے دیکھا ایک برق جہندہ چمکی وہ حربے جو لٹکے تھے یعنے تیر و کمان و تلوار و نیزہ
وغیرہ برق اُن سب پر گری وہ حربے جلے گنبد لہرایا عکس سے اُس آئینے کے زمین پر گرا بنائے دیوار ظلم و ستم
منہدم ہوئی لاکھون جادوگر پامال ہوئے افراسیاب بہانسے چکارے یار و ساربان زادے کو مار لوا و
آفتاب فلک سیر یہ آئینہ اُس ظالم نے کیونکر پایا تو تو کہتا تھا صندوقچہ مین بند ہے آفتاب نے مُنھ بیٹا چہرہ زرد ہو گیا
عمرو گلیم اوڑھ کر غائب ہوا اپنے نام کا نعرہ کردیا اُلٹا ہوا عمرو نے آئینہ سامری و جمشید کا چمکا کے گنبد کو گرایا
ہزارون کے سر پھٹے لاکھون روپیہ کا مال دبا فوج کے پیر اُٹھے شہنشاہ لاچین و بلقیس نے دباؤ ڈالا
افراسیاب اُسی پیچ درپیچ سے لڑ رہا ہی آفتاب فلک سیر بھی جانبازی کر رہا ہی عین گرمی جنگ ہی
یہ بھی ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ شہنشاہ کوکب روشنضمیر و ملکہ برّان شمشیرزن بہ نگاہ حسرت دیکھ رہی ہین
کوکب بڑے زور و شور سے سحر کرنے مین مصروف ہی کہ صحراے گرد اڑی انجم آتشبار مع چار لاکھ فوج سے
بھاگا ہوا بدحواس گرمی جنگ مین آکر پہونچا افراسیاب نے پوچھا اے انجم آتشبار خیر تو ہی تجھسے کہان
مقابلہ پڑا اُسنے کہا حضور میرے تعاقب مین نبیرہ حمزہ با فوج قاہرہ آتا ہی ہر مقام پر مین نے قصد کیا روکون
ایسے شیر دلیر اُسکے ساتھ ہین اگر دریاے آتش ہوا اُسکو بھی طی کر رہی ہین میرے تعاقب مین پچھاڑی آتے ہین انجم آتشبار
کہ رہا تھا اتنا تو ہوا کہ اُسکے آنے سے لڑائی پھر جم کر ہونے لگی بھاگ کے آیا ہی فوج تو ساتھ موجود ہی جسقدر ساتھ
آئی تھی تیغ ناریج پھینکنے لگی زمین تھرائی ابھی انجم آتشبار نہین ٹھہرنے پایا ہی کہ دیکھا گرد عظیم صحرا سے بلند
ہوئی سب سر اُٹھا کر دیکھنے لگے ایک جوان دیو کے برابر قد و قامت گینڈے پر سوار تاج سر پر بیداردہ
بال بڑے بڑے اُڑتے ہوئے کئی ہزار سردار چہار جانب سے گھیرے ہوئے پشت پر فوج ساحر و غیر ساحر
بیشمار رگاوزمین بار نہین سنبھال سکتی ایک ساحر بھی بڑے قد و قامت کا دریاے سحر مین غوطہ مارے
ہوئے لشکر ساحران جاتا ہوا ایک جانب سے آکر پہونچا جو سب سے آگے بڑھا ہوا ہی اُسنے نعرہ کیا اے
بندگان من ہوشیار ہو جاؤ منم خداوند زمرد شاہ باختری آج دریاے قہاری جوش مین ہی قدرت
اپنے دست حق پرست سے لڑین گے دوسری طرف نعرہ ہوا منم کلنگ آتشخوار بائیس لاکھ فوج
سے شکست کھا کے بھاگا ہی ایسا نامرد کون ہوگا سحر و ساحری مین یکتا فوج بھی پشت پر لاد لایا اس نے

جو آتے ہی گولے تہ و تیغ تاراج لشکر اسد نامدار پر مارے دو تین لاکھ ساحران نامی مر کر گرے یا تو گنبد کے گرنے
سے اسقدر فوج افراسیاب مین ہراس تھا کہ قدم سب کے اُٹھا چاہتے تھے اس لشکر کے آنے سے پیر جم گئے
بھاگتے بھاگتے پھر جم گئے سرداران اسد غازی یعنی مہرخ و بہار و باغبان قدرت وغیرہ ان کو ایک
مہینہ کامل گذرا رات بھر جاگتے ہین جسدن سے افراسیاب گنبد مین بطور قلعہ بند داخل ہوا ہر رات دو چار
سرداران نامی کو قتل کر جاتا ہی شب بھر ہنگامہ قیامت برپا رہتا ہی یہ سب زخمدار بھی ہین دوسرے یہ کہ
افراسیاب نے طلسم ہوشربا مین چالیس برس سلطنت کی تمام تحفہ جات اسکے پاس موجود ہین انکو بھی صرف
کررہا ہے کلنگ آتشخوار و انجم آتشبار با فوج قاہرہ آکر پہونچے اور لڑائی مین مصروف ہوئے وہا
شکست کھائی تھی اب سوچے کہ سامنے افراسیاب کے جرات دکھائین لقا کو بھی دیکھکر گھبرائے ہین کہ
جاگتی جوت کا خداوند ہمارے سامنے موجود ہے تقدیرین بدلیگا دشمن کو مٹا دیگا اپنے بندگان خاص کو
خداوند بچائینگے آج ضرور کرامت خداوندی دکھائینگے ایسے ایسے خیالات مین یہ بھیا بھڑ بڑے جم کے
سحر کرنے لگے سب آگے بڑھا ہوا لشکر طلسم نور افشان کوکب بڑی جانبازی سے مقابلہ کر رہا ہی جو
افسر جس طرف سے بڑھا کسی کو کوکب نے مارا کسی کو ملکہ بران نے قتل کیا اختر کا موتیونکا مالا
چل رہا ہے مروارید کی سحر نگاہی لشکر ہوش ربا کی تباہی جمشید بن کوکب کے انگشترہائے جمشیدی
چل رہی ہین ملازمان کوکب بڑے زور و شور سے مصروف جنگ و جدل ہین لشکر افراسیاب مین
بڑے بڑے عمل ہین لقا پر جسکی نگاہ پڑی بے اختیار ہنسا کہا لو یارو عین وقت پر جاگتی جوت کے
خداوند آکے آتے ہی زندگی دشوار ہو گئی بر سر کوہ عقیق بھی تقدیرہا سے خلاف کیا کرتے تھے ایسی تقدیرات
خلاف کین کہ اہالیان طلسم ہوشربا کو کہین بیٹھنے کا ٹھکانا نہ رہا ملک و مال چھوڑا شہنشاہ نے قلعہ بنایا تھا کہ اسمین
کوئی نہ آسکتا تھا ساربان زادے نے نہین معلوم آفتاب فلک سیر سے آپکو کیونکر لیا تم ہی چمکا دیا
سالہا سال کی شفقت خاک مین ملی اب دیکھین آج قدرت کیا دکھاتی ہین زبانسے تو یہی فرما رہی ہین کہ کل
مسلمانون کو غارت کردونگا اگر آج قدرت نے کمی کی اعتقادات مین فتور آجائیگا قدرت کو بھی کہین
ٹھہرنے کا ٹھکانا نہ ملیگا اگر بروقت آبادی طلسم ہوش ربا تشریف لاتی قدرت بھی لطف اُٹھاتے قدرت
ایسے وقت مین تشریف لائے کہ افراسیاب اپنی جان سے بیزار ہی جو مقام سکونت قرار دیا تھا وہ گنبد
بھی پامال ہوا ہر طرف ہنگامہ گیرودار بلند نقیبان خودپسند آوازین دے رہی ہین تمام سنجالی

باختری مشتری حصاری جو اس لڑائی میں آکر شریک ہوئے ہیں خوب جگر شمشیرزنی کر رہی ہیں
ہر ایک کا یہی قول ہے آج ہوشربا میں جرأت دکھاؤ افراسیاب کی عملداری پھر قایم ہو ادھر شاہزادہ بدیع الزمان
و نورالدہر و قاسم اسد نامدار کے ساتھ مصروف شمشیرزنی ہیں مہرخ و بہار بڑھکر ترغیب دیتی ہیں کہ اے
شہریار اپنے کو لڑ بھڑ کر تا بہ افراسیاب پہونچائیے خواجہ عمرو نے بڑا کار نمایاں کیا کہ تحفہ جات کو بشایا ورنہ
میدان کارزار میں ٹھہرنا دشوار تھا اس زور و شور سے سحر چل رہا ہے کہ آفتاب فلک سیر یہ بھی دریافت کر سکا
کہ بیری معشوقہ پر کیا افتاد پڑی کیونکر آئینہ تبدیل ہوا یہ تو اتش بدحواسی میں کنیزوں سے گھبرا گھبرا کے کہتا ہے ارے
صاحبو ملکہ پر کیا افتاد پڑی عمرو عیار وہاں تک کیونکر پہونچا اور قبضہ ملکہ پر کیا کنیزیں کہتی ہیں ابھی شہریار یہ بھی
نہیں ثابت ہوا کہ سارباں زادہ کب آیا ملکہ کو کیا کیا اگر ہم آگاہ ہوتے بجائی بوٹیاں کاٹ کر کھاتے یہ
ہماری مالک پر کیا گذری کہاں قید کیا سنتے ہیں کہ عیار مکار بردہ فروشی کرتے ہیں بڑے بڑے ساحروں
کی بہو بیٹیاں یہ لوگ نکال لائے کوئی ان کمبختوں کا دامنگیر نہ ہوا حوصلے بڑھتے جاتے ہیں عین گرمی جنگ میں
ہر خرد و کلاں درد مند ہے کہ ایک گرد داہنے سے ایک بائیں سے بڑے زور و شور سے اٹھی کہ روئے آفتاب
کو چھپا دیا یہ بھی ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ دو دن لڑتے ہوئے افراسیاب کو گذرے تھے لقا بھاگ
پہونچا ایک شب اور گذری تھی کہ یہ دونوں گردیں زور و شور سے اٹھیں کہ سب حیران ہو کر دیکھنے لگے
بائیں پر سے جو گرد اٹھی تھی دیکھا آگے آگے سات سو علم نشان سات لاکھ فوج کے علم ہائے زرنگاری کے پھریرے
تعریف الٰہی و نعت رسالت پناہی مرقوم آمد فوج کی دھوم آگے آگے بعدہٗ سپہ سالاری شاہزادہ
صیقل آئینہ دار ایک جانب ملکہ انجم ماہ رخسار ایک جانب عاشق زار صیقل ملکہ ماہ عالم افروز تخت
زریں پر ملکہ شیشہ مینوش قلب فوج میں نقد روح رواں قاسم عالیشان شہزادہ کا برج نوجوان
نبیرۂ صاحبقران پشت کرۂ بن اشقر پر سوار کئی منزل سے لڑتے بھڑتے چلے آتے ہیں عارض انور غبار
آلود خود زریں پر ذرہ ہائے ریگ چمک رہے ہیں عیار عاقل و کامل شاہ اور خمیر دل رکاب سعادت انتساب
پر ہاتھ رکھے ہوئے مثل گلدستہ کے آراستہ و پیراستہ با نہائے عیاری ذات پر درست نہایت چالاک و چست
شاگرد و بیشہ پشت برنجہ ہوئے ایک جانب قیلم زنگی و فیلم زنگی و عنتر صبا و عوجان دریا باری و سام
بن عوجان و میعاد و عاد رشک دراز گردن یہ سب پہلوانان بے نظیر تیغے ہاتھ میں علم بصد
شوکت و حشم عقب میں اپنے آقا کے آمادۂ حرب پیکار و در رکاب گھوڑوں پر سوار راہ کے لڑتے بھڑتے

ہر منزل پر معرکے پڑے تختے خون کے لباس پر جے ہوئے چھینٹوں سے خون کی داس افشانی جرأت و شوکت
مین لاثانی بڑے زور و شور سے تلوار چل رہی ہے ان سب لوگوں نے بھی آکر لڑائی شروع کی دوسری گرد عظیم جو بلند ہوئی
تھی داہنے جانب سے اُس طرف بھی سب کی نگاہ پڑی ہے افراسیاب جادو تو مثل برق کے چمک رہا ہے حیرت نے آج
کئی مرتبہ عیار بچوں کو یاد کیا کنیزون نے کہا حضور کل سے اُنکا نشان نہین ملتا واسطے خبر کے گئی تھین واپس
نہ آئین حیرت نے کہا شاید گرفتار ہو گئیں وزیرزادیوں نے کہا حضور وہ کسی سے پایہ کم کا نہین رکھتین
عیارون سے اکثر لڑین جب عمرو کی عیاری کا جواب دیا صرصر ہی نے ہمیشہ اسد پر دست اندازی کی کئی مرتبہ
پکڑ لائی انجام بخیر نہو تو وہ کیا کرے یہ تو ظاہر ہے کہ پانچون عیار بچیو پر عیار عاشق تھے کیا عجب ہے
گرفتار کر کے لیگئے ہون مگر وہ اپنے کو رہا کرینگی یہ لڑائی کسی طرح فتح ہو یہ ذکر تھا کہ طبل سکندری پر چوب
پڑی نقارخانہ سلیمانی کی بھی آواز آئی پلٹ کے افراسیاب نے دیکھا جل گیا کہنے لگا مین نے سب کو مبتلائے
سحر کیا تھا سلمانوں کو کسنے چھڑایا عقاب فلک سیر کیسا کامل و اکمل جادوگر تھا اُسی مقام پر مارا گیا نہین
معلوم اُسکا نشان کسنے بتایا صاحبو مین نے تو اُسکو حکم دیدیا تھا کہ زمین پر نہ آنا وسط سما پر رہنا یہ بڑے
تعجب کی بات ہے ہمین سُننے کی تاب نہین کون مفصل حال بیان کرے یہ دونون لشکر کیونکر بچے حمزہ
کا اسم اعظم کیونکر چھوٹا عقاب فلک سیر بھی مارا گیا مجاور قبر سامری پر بھی زوال آیا سرداروں نے
کہا حضور حمزہ آیا ہے تو آنے دیجیے اُسکو بھی گھیر کر مارین گے بڑے بڑے پہلوان آپکے یہان آگئے ہین
دیکھیے منہراس گرہ پیشانی حاکم صحرائے فیلان ابھی تین لاکھ فوج سے آیا ہے اُسکو حکم دیجیے کہ حمزہ کو
روک لے افراسیاب نے آواز دی اے منہراس لشکر حمزہ کو روک لے حمزہ آگے نہ بڑھنے پائے مین
نے سُنا ہے کہ حمزہ بڑا جبری بہادر ہے تیرے قد و قامت کے سامنے ایک پشہ ہے منہراس گرہ پیشانی
جھوم کر چلا گرز گران سنگ چودہ سو من کا ہاتھ مین تین لاکھ فوج پشت پر علمہائے سیاہ کے پھریرے
کھلے ہوئے بصد جوش و خروش کنارے پر لشکر کے پرے باندھے قول یہ تھا کہ لشکر حمزہ کو بڑھنے نہ دونگا
جسنے منہراس کو دیکھا ہوش اُڑ گئے دور سے نگاہ پڑی جسنے شان و شوکت منہراس گرہ پیشانی کو دیکھا یہی قول
تھا یار و جس پر یہ جا پڑے گا اُسکے حرب دست سے بچنا دشوار ہے اُدھر سے دارائے ہند لندھور بن
سعدان جانشین حمزہ صاحبقران فیل ہیمونہ مبارک پر سوار نو لاکھ ہندی پشت پر کیسے کیسے شیر
و جوانان ماہر خسار نہایت و صفدرانہ تیغ چمکاتے ہوئے عقب میں اپنے آقا کے چلے آتے ہین یکایک

لشکر میں غریو بلند ہوا ہنگامۂ عظیم برپا ہوا لندھور نے سر اٹھا کر ایک خوک پیکر کو دیکھا کہ گرز گران سنگ کو ہاتھ
میں لیے گرز زنی کرتا پھرتا ہے جب گرز کو جنبش دی چار چار کے دس دس کے سر پھٹ گئے کوئی گرز کا بار نہیں اٹھا سکتا
اور یہ مغرور کھڑا ہوا للکار رہا ہے خبردار یلو ولشکر اسلام بڑھنے نہ پائے اس فوج کا کوئی سردار میرے ہاتھ سے نہ بچیگا
ایک پلٹن ایک رسالے کو اسنے بھگایا ہزارہا لاشہ اس مقام پر گر گیا منہراس گرہ پیشانی بدعت کرتا ہوا آتا ہے لندھور
کو شاق ہوا فیل میمونہ کو بڑھایا دور سے نعرہ کیا نعرۂ لندھور + جزیرہ ہائے دریا را گرفتم تا بہندستان ہا گر نام
نمیدانی منم لندھور بن سعدان + ادھر منہراس گرہ پیشانی کیا غرایا بڑھا ہاتھ اٹھاتا ہے ہمسے مقابلہ کر منہراس
کو جو لندھور نے ٹوکا یہ مغرور پلٹ پڑا لندھور نے بھی فیل بڑھایا اسکا گینڈا بڑھا سپر میں لڑنے لگے ہاتھی
سپر مثل آتشبازی شرر افشان منہراس نے خبردار خبردار کہکر گرز دو دستی بر سر لندھور مارا لندھور نے گرز جرأت
و مردی کو برائے حفاظت سر اٹھا دیا گرز نا گرز پر پڑا فرو تراق عمودان چنان خاستہ کہ بگذشت زین طاق آسمان
دل زمین شق ہوا لندھور بن سعدان تتق گرد میں چھپ گیا دور سے صاحبقران نے یہ معرکہ دیکھا
کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا فرمایا پروردگار میرے جانشین کو بچانا الیاس ہندی عیار دوڑا کہ اپنے آقا کی خبر لون
اور یہاں منہراس نے گینڈے کو پیچھے ہٹا آواز دی زدم و پست کردم جانشین حمزہ کا کام تمام کیا میدان
کارزار میں نام کیا منم منہراس گرہ پیشانی الیاس ہندی بیتاب ہو گیا دوڑ کر دل گرد میں گھسا دیکھا
لندھور دل گرد میں مخفی ہیں کڑیاں زرہ کی ٹوٹیں ہاتھی جھوم رہا ہے صاف ظاہر ہے کہ صدمہ کامل پہونچا مگر
لندھور کے ہاتھ اُسی طرح قائم ہیں ستون قصر جرأت پابند طریقۂ شوکت ہمت میں فرق نہیں آیا مگر آنکھیں بند
الیاس نے دوڑ کر چھینٹا پانی کا دیا لندھور نے آنکھ کھولی الیاس نے کہا اے آقائے نامدار مولائے قدر شناس و شہنشاہ
فلک اساس ہوشیار ہو جیئے حریف لاف گزاف کرتا ہے آپکے واسطے آقا نہایت بیقرار ہیں جب دو تین چھینٹے پانی کے
الیاس نے منہ پر لندھور بن سعدان کے لگائے تب اس نہنگ بحر جرأت نے آنکھ کھولی الیاس ہندی نے دیکھا آنکھیں
لندھور کی سرخ ہو رہی ہیں پوچھا آقا خیر تو ہے لندھور نے کہا الحمد للہ یہ کہکر فیل کو بڑھایا آواز دی اے منہراس
گرہ پیشانی فرد تو ضربے زدی ضرب من نوش کن + ہمہ شادی از دل فراموش کن + صاحبقران نے
جو دور سے دیکھا آج ہمارے جانشین کو بڑا صدمہ ہے گرز دو دستی لیکر بڑھے امیر نے آواز دی کہ داد اللہ
مروت شرط ہے لندھور نے ایسا صدمہ اٹھایا تھا کچھ جواب نہ دیا گرز خردی و مردی بڑھایا دو دستی منہراس کو
مار دیا منہراس نے گرز کو اٹھایا چار طرف سے سپاہیوں نے آواز دی یا خداوند تقدیر عجب اپنے بندے کو

ہاتھ سے دشمن کے بچا لیجیے لقا حیران دیکھ رہا ہی کچھ مُنھ سے نہین کہتا تمام اہالیان لشکر مثل تصویر حیران گرز اُگر پڑا جگر زمین ہول سے شق ہو گیا گرد اُڑی لندھور نے ہاتھی کو ہٹا کر فرمایا دیکھو تو اس خود سر پہ کیا گذری عیاران نقادل گرد مین گھس پڑے ہاتھو نسے ٹٹولنے لگے جب نشان نہ ملا چھاگل سے نکالکر پانی گرد پر پھینکا گرد بیٹھی اب بغور ملاحظہ کیا گرز لندھور کا پڑا منہراس کا ہاتھ کا پنا گرز چھوٹا دونون گرز سر پر آئے سر گردن زمین گردن سینے مین تمام جسم گینڈے مین گینڈہ و سوار اتحاد قلبی رکھتے تھے آپسمین ایک ہو گئے اہالیان فوج منہراس نے گریبان پھاڑ ڈالے فوج لندھور پر جا پڑے ہندیان جنگ آزما مشتاق جنگ بیدرنگ ایک ایک دریائے جرأت کا نہنگ عادل شیر دل و فاضل شیر دل پہلوان اورنگ پہلون گونگ و گوجر ملک دکھنی و فرخ شاہ دولت آبادی تلوارین کھینچ کر لشکر منہراس گرہ پیشانی پر جا پڑے دونون لشکر مل گئے تلوارین چلنے لگین جوانان ہندوستان لڑے بھڑے بلوے کی لڑائی کے اشنا دم بھو مین اُن سب نے لشکر منہراس مین کھلبلی ڈالدی علم فوج کو بھی قلم کیا افراسیاب نے بڑھکر آواز دی سالوس کرگدن سوار کو بھی اشارہ کرو لشکر لندھور کو مارے ساحر دوڑے یہ کنارے پر لڑ رہا تھا جیسے ہی جاکر ساحرون نے کہا سالوس مثل ابر کے گڑگڑایا کہا میرے بھائی منہراس کو کسنے مارا میرے سامنے قتل کرتا مثل کرپاس کہنہ چیر کر پھینک دیتا جھنکارتا ہوا بڑھا لوگون نے بڑھکر عرض کی آپ زیادہ غصہ نکیجیے بڑھکر خون کا بدلہ لیجیے سالوس کرگدن سوار لاف و گزاف کرتا ہوا لندھور کے ہاتھی کے قریب پہونچا للکارا کہ او ہندی کہان جاتا ہی تونے اُس جوان کو مارا کہ جس جوان کا مشرق و مغرب مین مثل نہ تھا مگر تیری قضا میرے ہاتھ سے ہی یہ کہکر گرز مارا لندھور بن سعدان نے گرز پر روکا خبردار کہکر ایسا ہی دو دستی گرز مار دیا یہ بھی پلا تھا ہو کر رہگیا دوسرے پہلو سی نعرہ ہوا منم مالک اژدر صاحب نیزہ دوسر غلام نبی و جاکر حیدر شیر بیشہ عربستان ملازم امیر حمزہ صاحبقران مالک نے آکر دیکھا کہ لندھور بن سعدان نے تجبر اد کر دیا ہندیون نے تمام میدان لاشون سے پٹ دیا ہندیون کی شمشیر زنی دریائے خون مین غوطے مارے ہوئے فردیان ہاتھ مین نیمچے ہلا لی چمکاتے ہوئے سب جوان نازک مزاج تیغ زنون کے سر کے تاج جھوم جھوم کر لڑ رہے ہین مالک بھی اسی ہزار نیزہ داران عرب کو ترغیب دیکر آج افراسیاب پر جا پڑا اب دیکھنے والے دیکھ رہے ہین کہ آمد مسلمانان کا تار بندھ گیا افراسیاب کی طرف بھی پہلوانون کی آمد ہو رہی ہے جو پہلوان

آیا لاکھ دو لاکھ کی جمعیت سے پہونچا کسی پہلوان کو افراسیاب نے فوج ہندوستان پر اشارہ کر دیا کہ ان کو
مار لو مالک بھی دریاے فوج میں غوطہ زن ہوا کہ تیری گرد اڑی رستم نے دیکھا سردار قدیم امیر خاقان ابن
الخاقان بہرام گرد بن خاقان چین ساٹھ ہزار جوانان چین ہمراہ رکاب تلوارین کھینچے ہوئے آگے جو
دیکھا کہ مالک و لندھور آئے ہیں مصروف جنگ ہوگئے میدان کارزار کو جوانوں نے ہلادیا خون کا دریا اس دشت
ریگستان مین بہادیا مگر یہ بہرام نے دیکھا کہ چار پانچ منزل کے گردے مین وہ حجرہ ہے جو احاطہ افراسیاب
نے بنایا تھا گنبد کے گرنے سے وہ احاطہ توپامال ہوا اب وہ سب صحرا مقام جنگ جدال ہوا اس اقلیم مین
ملک الموت کا عمل ہے نقیبوں نے پڑھکر وہ اشعار عبرت آمیز پڑھے جس سے جوانوں کے دل بھر آئے ہر چند کہ افراسیاب
ہٹتا چلا آتا ہے جس مقام پر گنبد گرا تھا وہاں سے پانچ کوس ہٹ آیا ہے مگر بد دلی آتی ہے ہر کس کا یہی قول ہے یاد رہے
یہ لڑائی یادگار ہے اب کد و کاوش سر بسر بیکار ہے مرحلہ جات طلسمی شکست ہوئے بھاگنے کے بندوبست
ہوئے کیسے آج طبیعت بڑے ہمراہیان طلسم کشا خوب لڑے افراسیاب نے کئی مرتبہ پکار کے
کہا ارے عیار بچیوں کا پتہ نہیں معلوم ہوتا جلد جاکر بیشہ سردار خواران مین خبر کرد شاہور حرامی بہت
زبردست ہے اس بچیانے اکثر ہی لکھا کہ طلسم کشا کا بیڑا سامنا کرادیجیے مین خبر بھاگ کر کہتا جاؤں گا اس
سے جاکر کہو کہ شہنشاہ نے فرمایا ہے مین نے تجھکو جاگیر و منصب یا قبیلہ سردار خواران کا افسر کیا کبھی کوئی تکلیف
نہین دی کسی جنگ مین تجھکو نہین بھیجا بہتر یہ ہے اس وقت آکر شریک ہو ملکہ حیرت جادو بھی لڑائی مین
مصروف ہے اسنے بڑھکر جواب دیا اے شہنشاہ عیار بچیان دو دن سے غائب ہین شاید قید ہوگئین کسی اور کو
بھیجے ایک جادوگر سیادش کرگدن سوار سامنے کھڑا ہوا تھا حیرت نے کہا بیشہ سردار خواران
مین جاکر شاہور کو اپنے ساتھ لا یہ ساحر گینڈا پھیر کر صف سے نکلا جو حیرت نے نشان دیا تھا اس
پتے پر پہونچا دیکھا ایک صحراے ریگستان جنگل کلک کہ انسان کا گذر دشوار ایک جوان کو دیکھا کہ بیچ جنگل مین بیٹھا
مثل فیل مست نعرہ مار رہا ہے سیادش ٹھہر گیا لوگوں سے پوچھا شاہور سردار خوار کہاں ہے لوگوں نے
کہا اے شخص دیکھتا نہین بیچ جنگل مین مثل دیو مست بیٹھا جھوم رہا ہے اسکی جرأت نے راستہ
بند کر دیا تاجر بھی اس طرف نہین آتے بڑے بڑے قافلے لوٹ لیے شاہور سردار خوار حرامی
اسکا لقب ہے بڑا پہلوان بے ادب ہے سیادش ڈرتا ہوا سامنے پہونچا دیکھا سامنے اسکے
گینڈے ہاتھی مرے ہوئے پڑے ہین انھین کا گوشت بھونکر کھا رہا ہے کلک کا جنگل قریب ہے

گویا ہاتھی کالک کے جنگل سے نکلا اسنے یہین سے بیٹھے بیٹھے ہاتھ بڑھایا ہاتھی کو کھینچ لایا چیر پھاڑ کر بھونا بھلسا
کھا گیا سیاوش نے پیغام افراسیاب کا کہا اُس مردار خوار نے ایک چیخ ماری کہ تمام صحرا تھرا گیا ملازم اسکی
جو چار لاکھ جوان اسی طرح کے بیحیا نامرد نمکحرام جمع ہو گئے ہین دوڑے ہوئے آئے پوچھا اے افسر کیا ہے آپ
نے کیون نعرہ کیا اس مردار خوار نے کہا تم نے سُنا افراسیاب نے ہمکو پھر مدد طلب کیا ہے یہ کام ہم سے
نہو سکیگا افراسیاب کو اگر ہمارے لڑوانے کی غرض ہے طلسم کشا کو یہان لیکر آئے ہم اس کام کے نہین کہ
کہین جاوین جو ہمارا لقب ہے اُس حرف کی یہ خواہش ہے کہ جسکا کھائین اُسکی خیر خواہی کرین دشمن اُسکا
اگر ہمارے سامنے آجاے تو البتہ تباہی کرین ہم سُن چکے کہ شہنشاہ کا ملک و مال تباہ ہوا ہمارا کوئی کیا کر سکیگا
تمام اقلیم مین طلسم کشا اپنی عملداری کریگا جب ہمارے بیشے مین آئیگا ہم اُسکو بھی چیر پھاڑ کر کھا جائینگے
آپ ہی سب مسلمان بھاگ جاینگے ایسی بے اعتدالی کی باتین اس بیحیا نے کین کہ یہ جوان پلٹا
جا کر افراسیاب سے خبر کرون وہان میدان کارزار مین معرکہ یہ ہوا بعد آنے بہرام کے سردارونکا آنا
بندھا اگر تیت سیر گردان و نعمان بن منذر و منظر شاہ یمنی و عامر شاہ رودباری و سیف
ذوالیدین و طوق حران گرد و ابوالمحجن گرد یہ دونون بھائی علمدار لشکر اسلام علم اژدہا پیکر کی
پھریرا بغل مین دبی ہوئی جہان ہوا چلی شکنون مین ہوا بھری اُس پیکر بیجان سے یا صاحبقران یا عیار صاحبقران
کی آواز آتی ہے خراٹے کی صدا سے زمین تھراتی ہے انکے بعد شاہان ہفت ملک بڑے زور و شور سے آئے
شاہان قلعہ جات قفل گز نیستانی و جمشید نیستانی و خسرو طالب البحری و عبد الجبار حلبی
و عبد القہار حلبی و شاہان قلعہ پنج مغرب مثقال شاہ مغربی و قارن قاد مغربی یہ سب
جوانان شیر دل مادہ حرب پیکار شیر دل شیر سوار ٹہرے کر و فر سے آکر بیچ میدان جنگ مین جو دیکھا
کہ تلوار چل رہی ہے یہ بھی شریک ہوئے تلوار کھینچ کر بیخوف لڑنے لگے اور گرد عظیم اٹھی جمعہ جانسوز و شہنشاہ تبرزن
مع جوانان ... بڑے زور و شور سے آکر گرانجشم اسکا رتم سرزمین مغرب قرامرز عاد مغربی باپ
اسکا ہلال زرین تاج کل فوج مغرب ہمراہ بہادرستان مغرب کے بیٹے کا شیر صاحبقران کا پسر
خوانده جری دلیر آتے ہی لڑائی مین مصروف ہوا ان سرداران نامی کے پہونچنے کے بعد فرزندان صاحبقران
کی آمد ہوئی زمین تھرائی شاہزادہ اسفندیار شاہ گیلانی کے نعرے کی آواز آئی ایک جانب
سے مظفر رو شکست شکن شاہزادہ بہیرا قبلن بارہ ہزار جوانان سے آکر لڑائی مین مصروف ہو نے

افراسیاب ایک بلندی پر کھڑا ہوا معاملہ حیرت افزا دیکھ رہا ہے کس مزے سے نجے ہوئے سرداران صف شکن وفرزندان صاحبقران وسرداران نوجوان آکر پہونچے ایک جانب سے دیکھا علمہائے بلند پھریرے کھلے ہوئے جوانان شیر اندام شمشیر زنان خوش انجام بڑھتے ہوئے چلے آتے ہیں ایک جوان آفتاب جمال رستم میدان کارزار سہراب دشت انگیز و دار خرامان خرامان چلا آتا ہے ہمت دکھاتا ہے اس جوان نے بڑھکر نعرہ کیا منم رستم سلین وپیلین کشندہ گیتان فرنگی برہم زن تخت وتاج مرزوق شاہ فرزند صاحبقران علمشاہ نوجوان ایک جانب جاکر یہ بھی لڑنے لگے افراسیاب دیکھ رہا ہے تین پہر میں یہ جوانان صف شکن کر پہونچے ہیں آتے ہی زمین ہلادی اپنے سینے کو سنان نیزے سے ملادیا چاہتے ہیں لڑ بھڑ کر مرنی شرخ رو ہوکر پردۂ دنیا سے اُٹھیں یکایک آواز طرقوا بلند ہوئی کئی ہزار چوبداروں نے بڑھکر آوازیں لگائیں آفتاب آسمان عرستان زلزلہ قاف ثانی سلیمان تشریف لاتے ہیں اے جوانان صف شکن اے یلان تیغزن ہوشیار کہ صاحبقران زمان کی سواری قریب آچکی سب دیکھنے لگے طبل سکندری پر چوب پڑی نقارخانہ سلیمانی بجا خواجہ عمرو نے جو اپنے آقا کو آتے ہوئے دیکھا گنبد کوہ مثا کے ایک گوشے میں مصروف جنگ وجدل تھے کچھ ہیانیان کاٹتے پھرتے تھے اپنے آقا کی جو آمد دیکھی جیسے عاشق واسطے معشوق کے بیقرار ہوکر دوڑتا ہے عمرو فوراً صف سے نکلکر چالاک وبرق وجانسوز وضرغام کو ہمراہ لیکر طرف صاحبقران کے چلا اُدھر سے جواہر بن عمرو وشعبان خنجر گذار وگلباد عراقی وکباد عراقی ومہتر ترک خطائی اور ابو الفتح اصفہانی وعمران خطائی وغیرہ لڑتے بھڑتے چلے آتے تھے جواہر نے اپنے والد نامدار کو جو آتے ہوئے دیکھا پیرے باندھکر سلام کیا عیاروں نے حقہائے آتشبازی داغنے سلنگین لگائیں گرد پھرے دعائیں دیتے تھے عمرو نے بھی ایک ایک کو گلے سے لگایا فرمایا ای فرزندو ماشاء اللہ بڑے کام کیے کوہ عقیق پر خونام کیے آج آفتاب قیامت کا دن ہے اپنے آقا کا ساتھ نہ چھوڑو انتظام سے غافل نہو جواہر نے بڑھکر عرض کی حضور کے تصدق سے سب تدبیریں کرلی ہیں یہ ذکر تھا کہ صاحبقران اسکندر دیوزاد کو اُڑاتے ہوئے تخت شہزادۂ سعد بن قباد والا نژاد بہ فر فریدونی وبہ حشمت جمشیدی گرد تاجداران جلیل خود مردان عالم کے کفیل جیسے ہی میدان جنگ گاہ میں پہونچے تخت کو خالی کیا پشت مرکب خنگ سیاہ قیطاس پر سوار ہوئے سات سو تاجداران جلیل گرد آئے صاحبقران کو آکر جملہ سرداروں نے گھیرا صاحبقران فرما رہے ہیں جواہر بن عمرو کو بلادیہ جاگ مغلوبیی سے بڑھکر

ہرکارون نے عرض کی ای شہریار اسد نامدار سے چار شبانہ روز برابر گذرے ہین کہ ایک طرح سے
جنگ ہورہی ہی نامرد قدم نہین ہٹاتے خوب زور و شور سے تلوار چل رہی ہی حضور ملاحظہ فرمائین کہ دور تک
فوجین ہین خدا اسد نامدار کو فتحیاب کرے یہ سُنکر صاحبقران زمان نے اشقر کو بڑھایا کہ سامنے سے بونڈلا
گرد کا اُٹھا دیکھا مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری باے شاطری مارتے ہوے گرد تمام عیار ایک
طرف برق فرنگی و مہتر قران و چالنوز بن قران و ضرغام شیردل و مہتر چالاک بن عمرو
خواجہ کے ساتھ ساتھ امیر باتوقیر نے اپنے یار وفادار کو جو بعد عرصہ دراز دیکھا دریاے خون مین نہایا ہوا
او اس عالم یاس ولا فتان و خیزان پکار کر آواز دی فرد از کجا میرسی ای ہدہد فرخندہ قدم + باد قربان سر
حلقہ مرغان ارم + خواجہ تمہارے دیکھنے کو ترس گئے آکر ہمارے سینے سے لپٹ جاؤ عمرو یہ کہتا ہوا دوڑا
ای آقاے عمرو واے قدردان عمرو خدا تمکو سلامت و باکرامت رکھے آج کیا روز سعید مبارک ہے
اور روز عید ہے کہ مین نے آفتاب جمال کی زیارت کی صاحبقران پشت اشقر سے کود پڑے عمرو نے
جا جا قدمون کو بوسہ دے صاحبقران نے سر اٹھا کر سینے سے لگایا عاشق و معشوق خوب لپٹ کر
روئے کہ ملازمان جانباز نے آکر خبر دی حضور لڑتے ہوے قریب بیشۂ مردار خواران آگئے ہرکارون نے
افراسیاب کو خبر دی تھی کہ شاہو مردار خوار حرامی کہتا ہی مین اپنے مقام سے نہ اُٹھونگا یہان بیٹھے بیٹھے
جو کچھ کہیے بجا لاؤن ہماری قوم مین کسیکا احسان نہین مانتے ہین دشمن کو حقیر جانتے ہین خود اُٹھکر قتل
کرنے جائین شکار خود بیشے مین ہمارے آجائیگا آپ ہٹتے ہوئے یہانتک چلے آئیے افراسیاب نے
بلندی سے دیکھا حقیقت مین ملازم ہمارے ہٹتے ہوئے قریب صحراے مردار خواران آگئے سر اٹھا کر دیکھا
شاہو مردار خوار حرامی بیچ جنگل مین بیٹھا ہوا شراب پی رہا ہی تمام قبیلہ جمع ہین تین لاکھ مردار خوار
گرد اُسکے بیٹھے ہوئے لاف و گزاف کر رہے ہین کہتے ہین ای افسر مردار خواران و کفیل تلجاران جو
آپ فرمائینگے وہ ہم سب بجا لائینگے افراسیاب نے چلا کر آواز دی اے شاہو حرامی مردان ہوشربا
کی بدنامی ہوتی ہے طلسم کشا لڑتا ہوا تیرے جنگل کے قریب آگیا اب تجھے اُٹھنے مین کیا تامل ہے یہ
سنتے ہی وہ ملعون اپنے مقام سے اُٹھا فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوا کئی ہزار من کی چوبدست دست نحس مین
اٹھائی چیخ ماری سب نے دیکھا کہ اُس بیحیا نے چوبدست کو گردش دی جس کسیکو ہوا لگ گئی اُسکا
پیٹ گیا تین لاکھ مردار خوارون کو ساتھ لیکر لڑتا ہوا چلا اس زور و شور نے لشکر صاحبقران پر

آکر گرا تین لاکھ کا بلوہ بڑے بڑے قد کے جوان حربے ہاتھون مین بے پناہ جوان مطلقت دارجی ہین اگر کسیکو
پٹ گئے تو چیر پھاڑ کے پھینکدیا حربے بڑے بڑے بعضونکے ہاتھ مین حربہ ہائے آہنی بعضونکے ہاتھ مین چھرا کی
چوبدستین تلوارین بڑی بڑی گرز گران برگ نیزے سرتیز پیدل بلوہ کرکے آپڑے جس مقام پر فوج عراق و
اصفہان کو مندویل اصفہانی وشہنشاہ عراقی وشہریار عراقی کھڑے ہوئے لڑا رہے تھے
کہ ایک جوان دیو خصال چوبدست آہنی سے لڑتا ہوا فوج عراق و اصفہان کو پامال کر رہا ہی کوئی اسکے منہ پر
نہین چڑھ سکتا مندویل اصفہانی بڑے دعوی کا جوان تھا جاکر لڑا زخمی ہو بھاییون نے مندویل کو ہودا
پر ڈال لیا لیکر پیچھے ہٹے مردار خوار بڑھے لندھور بن سعدان مالک کو ترغیب دیکر فوج پر مردار خوارونکی
جا پڑا تلوار چلنے لگی اہالیان ہندوستان تلوار کے دھنی ایک ایک کو دعوی صف شکنی بڑے بڑے تجربہ کار
بغض وحسد تیر شمشیر سے کاٹ کر ڈالدیے بڑے بڑے قد کے جوان پامال ہوئے یہ لڑ بھڑ کر نہال ہوئے
صبا ہوائے محبت مین ان جوانان سرو قد کے اٹکھیلیونکی چال چل رہی ہی غنچون نے صفت مین ان جوانان
جانباز کی زبان کھولی گلونکے چہرے خوشی سے سرخ ہین مگر شاہور مردار خوار کسیکو نہین مانتا اسی طرح
لڑتا ہوا جاتا ہی دور سے نگاہ پڑی بہرام کی کہ مندویل اصفہانی اس مردار خوار کے ہاتھ سے انتہا کا
زخمی ہوا ہزارہا عراقی مارے گئے عراقیون کی تر کی تمام تھی بدلگامیان بھولے خیال مین تھا طرارے
بھر کے نکل جائین مردار خوارون نے بلوہ کیا ہی اہالیان اصفہان کو گھیر لیا بہرام نعرہ کرکے جا پڑا
للکارا او نامرد کونی زخمی کا پیچھا کرتا ہی شاہور مردار خوار نے دیکھا کہ ایک جوان چینی بطور نکتہ چینی بدعوی
خود بینی للکارتا ہوا آتا ہی شاہور پلٹ پڑا بہرام نے آتے ہی ہاتھ تلوار کا مارا شاہور مردار خوار نے
داستانہ مار دیا تیغہ بہرام کا ٹوٹا پہلے ہی شکست تھی شاہور نے چنگل مارا یہ بچا غول صحرائی ناخن بڑھے
ہوئے ضرب ناخن سے گوشت پوست فگار ہوا ناخن اس بچا کا جاکر استخوان پر ٹھہرا ہڈیونپر صدمہ
پہونچا کمر مین بہرام کی ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا چرخ دیتا ہوا چلا اب لشکر مین غل ہوا کہ بہرام کو شاہور مردار
خوار حرامی نے گرفتار کر لیا تمام چینیون نے بلوہ کیا چاہتے تھے اپنے افسر کو چھین لین ہرچند
بلوہ کرکے جاتے تھے مردار خوارون کے ہاتھون سے شکست کھاتے تھے ہزارہا چینیون نے اپنی
جان دی اپنے آقا کو رہا نکرا سکے کئی پہلوان صاحب زور و طاقت اسکے سامنے پہونچے جسپر اُسنے حربہ آہنی
مارا کسیکا سر پھٹ گیا کسی کا ہاتھ ٹوٹا کوئی ضرب دست سے اُس مردار خوار کی پامال ہوا صدہا پہلوان نامی

قتل ہوئے جملہ مُردار خوار بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہین قضاے کار آفتاب آسمان عربستان زلزلۂ قاف تانی سلیمان حمزہ صاحبقران جس مقام پر لڑ رہے تھے شعبان خنجر گذار نے بڑھکر خبر دی اے آقاے نامدار اے مولاے قدر شناس افراسیاب لڑتا ہوا بیشۂ مُردار خواران مین آگیا غلام بھی اس مطلب کو سمجھ گئے بہرام کو افسر مُردار خواران نے گرفتار کیا عراقی و اصفہانی بہت سے قتل ہوئے پہلوانون نے جان دی یہ سُنکر امیر باتوقیر کا چہرہ غصے سے سرخ ہوگیا تیغۂ سہراب یل کے قبضے پر ہاتھ رکھا واضح راے ناظرین والاتمکین ہوکہ تیغۂ سہراب یل صاحبقران کو راہ پردۂ قاف مین ملا تھا یعنی سہراب نے خواب مین آکر یہ کہا کہ اے شہریار عالم شباب مین مین نے یہ تیغہ آراستہ کیا تھا مشہور ہی کہ باپ کو زیر کر لیا زندگی نے وفا نہ کی دھوکے مین دشمنون نے مجکو میرے باپ کے ہاتھ سے قتل کرا دیا یہ تیغہ پردۂ قاف مین حضور کے کام آئیگا دیو کشی مین ایسا تیغہ برق مثال چاہیے اسوقت جو صاحبقران نے سُنا کہ اس بیشے کے جوان بڑے قدآور ہین اس سبب سے تیغہ سُہراب یل کو کھینچا لڑتے ہوئے چلے نقیبان خوش آواز یہ اشعار عبرت آثار پڑھ رہے ہین نظم

چون قلم فکر من بہ صفحۂ دہر
ہر در دِ سر خمار گذاشت
چشم گریان من مرا ہر دم
بیجا برکفِ نگار گذاشت
اے دریغا کہ دست بُردِ اجل
تربیت کردنِ بہار گذاشت
پایم اندیشہ از میان برداشت
نکتۂ چند یادگار گذاشت
دل ز آشوب زین جہان بگریخت
خلفِ تازہ در کنارہ گذاشت
آتش یاس روزگار مرا
لوح من بر سر مزار گذاشت
یاس آخر بکام دل نشکست
غم و محنت بروزگار گذاشت
ہا بسے معنی ز فکر در خشم کرد
داغ بر روے اعتبار گذاشت
درد دوری و داغ مجبوری
داغ بر سینۂ فگار گذاشت
ابر باران بزعم باد خزان
شب امید را بروز شکست

اسطرح کے اشعار نقباے بلند آواز بصد سوز و گداز پڑھ رہے ہین مردان عالم پر عبرت طاری عالم بیقراری چاہتے ہین لڑ بھڑ کر مرجائین صفحۂ دہر پر نام باقی رہے صاحبقران نے دور سے ملاحظہ کیا کہ وہ عفریت خونخوار شاہ مُردار خوار مع تین لاکھ فوج کے لڑ بھڑ کر صفون کو درہم و برہم کر رہا ہی عراقی و اصفہانیون مین قیامت برپا ہے کہ صدہا پہلوان مارے گئے دعوی داران خون کو یہی منظور ہی کہ اپنے بزرگون کے خون کا بدلا لین مگر مُردار خوار ون سے نتیجہ قابض نہین ہوتا صاحبقران نے پہلو سے نعرہ کیا اور یہ کیا مردان عالم کے ساتھ مکر کرتا ہی بہرام وہ جوان ہے اسکے نہیب شمشیر سے بہرام فلک کا پتلی چھوڑ دی

دیکھ وہ زخمی ہو کر بیہوش ہو گیا یہ کیا شیوۂ نامردی ہی یہ نعرہ کر کے نیمچہ سہراب یل کے قبضے پر ہاتھ ڈالا
فوج مردارخواران پر جا گرے بادشاہ حمجاہ بھی اُسی مقام پر پہونچے خوب تلوار چلی اُس حیا نے بہرام کو نہ چھوڑا
یہی چاہتا ہی کہ لڑ بھڑ کر بھون سے نکل جاؤن صاحبقران جو آ کر گرے جس مردارخوار نے وار کیا صاحبقران
نے روک کر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے کئی سو مردارخوار بلکہ کئی ہزار صاحبقران نامدار پر آ گرے
اُس مقام پر تلوار چلنے لگی تمام صحرا لالہ زار بنگیا صاحبقران جم کر اُس مقام پر لڑے نیمچہ سہراب یل بڑے
لطف سے چلا جب امیر باتوقیر نے کئی نعرے کیے اب شاہور مردارخوار پلٹ پڑا بہرام کو چرخ دیکر
زمین پر مارا اُسکے ملازمون نے بہرام کو اُٹھا لیا صاحبقران گھوڑے کو ٹھکرا کر قریب شاہور
مردارخوار پہونچے شاہور نے وہی چوبدست چرخ دیکر سر پر صاحبقران کے لگائی امیر کو خوف
ہوا ایسا نہو میرا مرکب بینظیر مارا جائے گھوڑے سے کود پڑے شاہور مردارخوار حرامی اسنے
سائے مین چوبدست کے لیا صاحبقران نے بیچ مین ہاتھ مارا چوبدست کٹی شاہور بھی غصے
مین کود پڑا پیدل پا کر صاحبقران کو لپٹ گیا امیر سے کشتی ہونے لگی تمام ملازمان صاحبقران و
ساکنان بیشۂ آدم خواران اُس مقام پر آ کر مصروف جنگ ہوے دور سے لندھور بن سعدان نے
دیکھا اُدھر سے نگاہ پڑی شاہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ سرفتنۂ ملک باختر پہلوان تہمتن بدیع الزمان
گرد لشکر شکن و نورالدہر بن بدیع الزمان یہ دونون باپ بیٹے لڑتے ہوے اُس مقام پر آ گئے
امیر و شاہور سے کشتی ہو رہی ہے دو رویہ صفین جمی ہوئی گھمسان کی تلوار چل رہی ہی یہ دونون
تیر بھی لڑائی مین مصروف ہوے یہی چاہتے ہین کہ صاحبقران کو بچائین فوج مردارخواران کو شامت
نگر امیر باتوقیر لڑتے لڑتے شاہور مردارخوار کو لے دوڑے مردارخوارون نے بھی تنہا کا بلوہ کیا ہی چاہتے
ہین اپنے افسر کو بچائین صاحبقران کے ایک طرف نورالدہر ایک طرف بدیع الزمان
جس مردارخوار نے قصد کیا کہ صاحبقران پر ہاتھ مارون نورالدہر نے سینہ سپر کر دیا کبھی بدیع الزمان
آگے بڑھ گئے اسطرح صاحبقران کو بچا رہے ہین صاحبقران سترہ اٹھارہ قدم ریل کر شاہور
مردارخوار کو لاتے ہر مقام پر چاہتا ہی کہ زمین مین پانون گاڑ دون صاحبقران جب ہاتھ
مارتا ہین طبقہ زمین کا اُسکے پانون کے نیچے سے نکل جاتا ہی وہ بڑا وقت ہی کہ زمین بھی پانون کے
نیچے سے نکلی جاتی ہے طالع کی برگشتگی تباہی دکھاتی ہی شہسوار عرصۂ یکتازی اسد بن کرب غازی کا

خدا نگہبان و محافظ ہی جب کوئی پہلوان یا ساحر آیا پہلے انہین کو گھیرا ہر خورد و کلان کا یہی قصد ہی کہ اسد نامدار کو
گھیر کر ماریں افراسیاب بھی غل مچا رہا ہی کہ جو طلسم کشا کو قتل کریگا میں اسکی زر و جواہر سے بھر دونگا اس آن زر و سیم
ساحر و غیر ساحر جان دیئے دیتے ہین اسد نامدار ایک طور سے لڑ رہا ہی دور سے جو دیکھا کہ فوج کا جدا حال ہی
پہلو بدل پلٹ کر فرمایا ارے یارو دیکھو تو ضرغام کہان ہی ملازم ڈھونڈھ کر ضرغام کو لائے ضرغام نے آکر
خبر دی کہ لے شہریار آپ کے نانا جان مع جملہ پہلوانان عالیشان کوہ عقیق سے یہانتک لڑتے ہوئے
آئے ہر منزل و ہر مقام پر تلوار چلی کسی منزل پر راحت نہین ملی یہان ایک بیشہ مردارخواران مشہور ہی فرقہ
مردارخواران کا افسر شاہور مردارخوار انتہا کا زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست اس ترکیب سے لڑا
کہ بہت سے عراقی و چینی اُسکے ہاتھ سے قتل ہوئے آپکے نانا جان نے اُس نامرد کی گردن لی کشتی ہو رہی ہی
بڑے قیامت کی اُس مقام پر تلوار چلی اسد نامدار بیقرار ہو گیا کہ نانا جان کا وقت پیری ہی ایسا نہو کہ
دشمنون پر کوئی آفت آ پڑے صندلان صندلی پوش کی جانب دیکھکر فرمایا اے صندلان تم نے سُنا
نانا جان شاہور مردارخوار پر جا پڑے اس اقلیم مین اسکی جرأت کے شہرے ہین کوئی اُسکے مقابلے
مین نہین جاسکتا یقین ہے صاحبقران نے زیر کیا ہو بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہین صندلان
لڑتا ہوا بڑھا ایک جانب ابراہیم بن مالک وغیرہ برائے حفاظت اسد غازی لڑتے ہوئے اُسکے بیچ
مین اسد نامدار لڑتے ہوئے جاتے ہین ناگاہ دیکھا کہ اُس مقام پر افراسیاب نے فوج کو ترغیب دی سحر
بھی خوب ہو رہا ہے آسمان سے آگ برس رہی ہی شاہور مردارخوار و صاحبقران سے کشتی ہو رہی ہے
تمام جنگل مردارخواروں سے بھرا ہوا ہی بدیع الزمان و نور الدہر شمشیر زنی کر رہے ہین خود زخمی
ہوئے ہین مگر قریب صاحبقران کے کسی مردارخوار کو نہین آنے دیتے زمین کانپ رہی ہے
دریائے خون جاری جادوگرون نے آگ برسائی اپنی سحر ساحری دکھائی پہلوان بھی چمک چمک کے
لڑ رہے ہین اُس گرمی جنگ مین صاحبقران دور تک ریل کر اُسکو لائے وہان لاکر جھٹکا مارا کہ دونون
گھٹنے شاہور مردارخوار کے اشنا بزمین ہوئے صاحبقران نے کمر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا پہلے ہی
زور مین جا بہ گھٹنہ دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا فوجون مین غل ہوا کہ
حمزۂ عرب نے پہاڑ کو ہاتھ پر اُٹھا لیا یارو یہ کسکی مجال تھی کہ شاہور کو دست حق پرست پر اُٹھائے
سر میدان جرأت دکھائے بے اختیار افراسیاب کے منہ سے واہ نکل گئی صاحبقران نے

بچرخ دیگر زمین پر مارا کود کر چھاتی پر سوار ہوئے بدیع الزمان و نور الدہر گرد صاحبقران کے پھر رہے
ہین یہی خیال ہی ایسا نہو کوئی قبلہ و کعبہ پر آپڑے شیرانہ نہنگانہ رستمانہ ہر ایک کافر پر تیور ڈال رہے ہین اس
جوش و خروش مین جھوم رہے ہین کہ کوئی قریب نہ آنے پائے صاحبقران ذکندہ نژاد نو دبا کو فرمایا حلالہ
در شناختن پروردگار جسے گوئی شا ہو مُردار خوار نے جواب سخت دیا مردار خوار مشہور بہ حرامی بچا کی
ناکامی صاحبقران زمان نے بشوکت تمام و بقوت مالاکلام سر کھینچکر پھینکدیا بڑے بڑے پہلوان اس جراءت
پر صاحبقران کی حیران آپس مین صلاحین کرکے الامان الامان پکارنے لگے بڑھ کر شریک ہوئے
اہالیان بیشۂ مُردار خوار بھاگے بھاگے پھرتے ہین انکی اطاعت کون منظور کرے جو دل مین افسر کے
غرور تھا کہ جبکا نمک کھایا ہی اُسکی مدد کو نہ جائین یہان حریف لڑتا بھڑتا آئے تو لڑین جب یہان افراسیاب
بھاگ کر بھی بچا تب وہ مغرور لڑا آخر واصل جہنم ہوا صاحبقران اُسکو مار کر پشت اشقر پر سوار ہوئے نعرہ
کرکے جا پڑے شیرانہ نہنگانہ لڑرہے ہین اُستادان سخنور نے تحریر کیا ہی کہ از قلعۂ توسن حصار تا برآمدہ
سحر و دامنہ دریاے نیل و مقام گنبد عجائب یہ سب مقامات فوج افراسیاب سے بھرے ہوئے ہین
تلوار چل رہی ہے خون کے دریا جاری زمردشاہ باختری کہ دعوی خدائی کرتا ہی گینڈے پر سوار لڑرہا
ہی بختیارک کو بڑی ہوس تھی کہ لڑائی افراسیاب کی دیکھون اتنا بڑا ساحر طبقات زمین ہلا دیتا
ہوگا حقیقت مین افراسیاب بڑے زور و شور سے لڑرہا ہی صاحبقران اسم اعظم باآواز بلند پڑھ رہے
ہین اسد نامدار صاحب لوح طلسم لوح کو گردش دیتے جاتے ہین مہرے کو بھی چمکاتے ہین شگافہ
گیرودار بلند ہے تاثیر سحر افراسیاب کم نہین ہوتی کبھی اسم اعظم سے باطل ہوا جہان پر طلسم کشا
جنگ کر رہے ہین اُس طرف تو افراسیاب رُخ بھی نہین کرتا الگ الگ پھرتا ہی چرخ و بہار وغیرہ
کو تنگ کیا کبھی قصد کرتا ہی کہ ملکہ مہ جبین کو قتل کر دون ملکہ مہ جبین کا قتل کرنا کیا آسان ہی کل سرداران
و غیر ساحر تخت ملکہ مہ جبین الماس پوش کو گھیرے ہوئے جنگ کر رہے ہین ہر وقت و ہر ساعت یہی
اشارے ہین کہ اپنے بادشاہ کو دست زبردست دشمن سے بچاؤ ایسا نہو ملکۂ عالم کو چشم زخم پہونچا سے
سب سے زیادہ شاہزادہ شکیل ہیدیل کو خیال ہی کہ ایسا نہو میری بھاوجی پر دست اندازی کرے
یا خدانخواستہ افراسیاب خانہ خراب آپنہر جا پڑے کیا فخر خدا نے ہمین دیا کہ صاحبقران زمان کے
رشتہ دار کہلائے اسی صاحبزادی کے دم سے سب عزت و شان ہے افراسیاب نے کئی مرتبہ قصد

سامنے تخت کے لڑائی پڑی افراسیاب کو نہین اُنے دیا سرداران مذکور نے سینہ سپر کردیا آج چالیس
منزل کے گرد مین بھر ہو رہا ہی تلوار چل رہی ہی لشکر صاحبقران زمان و لشکر زمرد شاہ باختری لشکر
افراسیاب لشکر آفتاب فلک سیر لشکر کلنک آتشبار یہ سب لشکر ایک مقام پر جمع ہو گئے ہین علاوہ اسکے
مشہور تھا کہ خاتمے کی لڑائی ہی افراسیاب اُس گنبد مین مثل قلعہ بند تھا سب تابعدارون کو نامہ پہونچا تھا کہ
اسوقت مین آنا واجب و لازم ہی سب خراج گذار بھی جمع ہو چکے تھے اُس زمانے مین اگر خواجہ عمرو آئینہ دکھایا
تحفہ جات کو جلایا گنبد کو گرایا افراسیاب بچگیا کہ یہ زیر گنبد پڑا رہا تھا ورنہ جو لوگ گنبد پر جمع تھے گنبد کے گرنے سے
ہزارون کے سر پھٹے لاکھون پامال ہوے جسوقت صاحبقران نے شاہو مُردار خوار کو مارا اُسکے
ساتھ والے بھاگ کر درہ ہاے کوہ مین مخفی ہوے ہمراہیان افراسیاب نے پھر فرار پر قرار کیا جابجا
بیشون مین تلوار چلی ہر ایک مقام کے ساحر آپڑے فریقین سے لڑتے بھڑتے نکلے ہاتھ سے اہل اسلام کے
مارے گئے رعد و برق و برق لامع کنارے کنارے لشکر مین لڑتے ہوے چلے آتے ہین جہان
کسی نئے ساحر نے آکر رنگ جمایا یہ لوگ جا پڑے لڑبھڑ کر اُسکا کام تمام کیا لیکن تمام پر حیرت افراسیاب
کے ساحر جان دے رہے ہین افراسیاب ہٹتا چلا آتا ہی جیسے کوئی کسیکو لگا کر لیجاتا ہی بیشہ مردار خواران
سے نکلکر ایک صحرا مین آکر پہونچے گھڑی دو گھڑی وہان سحر ہوا جب افراسیاب کا قدم نہ تھم سکا اُس میدان
سے بھی بھاگا خواجہ عمرو نے دور سے دیکھا ایک پھاٹک عظیم الشان شمسہ مثل آفتاب کے چمک رہا ہی دیوارون
پر مینت کاری پھولون کی گلکاری صدہا پتلیان سونے کی دیوارون پر کھڑی ہوئی ہین افراسیاب
کو آتے ہوے دیکھکر پکار اُٹھی ہین اے شہنشاہ خیر تو ہی آپ سے کون لڑسکتا ہی کنیزین مدد کو آئین افراسیاب
یہ سُنکر سامنے باغ سیب کے آیا اتنا پکار کر کہا کہ دروازہ کھولدو ملکہ گل افشان جادو کو خبر کردو
اور یہ بھی اطلاع دو کہ باغ سیب پامال ہوگا مسلمانون کا قدم باغ سیب مین آئیگا درختون کو آنا
اِن سبکا بار شاخ ہر ایک شمشیر آبدار سائے مین دیوار کے یہ لوگ پہونچ چکے طلسم کشا کو دعوی طلسم کشائی
ہی لوح اُسکے پاس موجود ہی جلد اسکی تدبیر کرو ورنہ روح سامری کو صدمہ پہونچے گا دیکھا سب نے دروازہ
کھلا اندر سے باغ کے ہزارہا طائران زمزمہ سرا ظاہر ہوکر آسمان پر جاکر ڈوبے لیٹین جھولون کی آنے
لگین طائرون نے بلند ہوکر زمزمہ سرائی کی کچھ آوازین ہیبت ناک تی تھین یکایک باغ سے
ایک ابر تیرہ و تار اُٹھا تمام میدان کو اُس ابر نے گھیر لیا باغ سیب سبکی نظرون سے مخفی ہوگیا

اندھیرا چھایا ابر سے پھول برسنے لگے جسپر وہ پھول گرا جلگیا جھوکونی ہوا کی عجب تاثیر دکھائی ہزارہا نابینا ہوگئے
لگے طائر جو آوازین لگاتے تھے اُنکی آواز سے گونگے بہرے ہونے لگے طائرون نے اس سوز و گداز سے آوازین
لگائین گویا صور اسرافیل پھکا صدہا تاثیردار یعنے جسکے کانین آواز پہونچی نابینا ہوکے ٹکرانے لگا اُس
ابر سیاہ نے آگ برسائی کبھی ہوائے گرم چلی کبھی طائرون نے آواز دیکر اپنا رنگ جمایا ابر پر سیاہ پانی کے
قطرون نے تاثیر آگ برسائی ہزارہا ملازمان اسد جلے پڑے کے پڑے بیہوش ہوکر گرے اب اِس ہنگامی مین
افراسیاب نہین معلوم ہوتا کبھی طائرون کی آواز آتی ہی کبھی آندھی سیاہ چلی کبھی پھول برسے اِن سب چیزون
سے آفت برپا ہی شہنشاہ لاچین و بلقیس ایک گوشے پر کھڑے سحر کررہے ہین دور سے دیکھا تین لاکھ
ساحر ٹکرا کر مرے کنیزان ملکہ بلقیس جل جلکر گرنے لگین لاچین نے یہ دیکھتے ہی ضرغام کو آواز دی جب
ضرغام شیردل قریب آیا تو کہا اے ضرغام تمام لشکر ابھی تباہ ہوجائیگا افراسیاب کا قول کرسی نشین ہوا
چاہتا ہے وہ ہمیشہ یہی کہتا تھا کہ طلسم کشا اکیلا عملداری کریگا وہ قیامتین برپا کرون عجائب و غرائب سحر
دکھلاؤن طبقات زمین ہلادون ہر ایک دشمن کو آتش شعبدہ سے جلادون آج وہی رنگ ظاہر ہوا کہ ہر ایک شخص کو
زندگی دشوار ہوئی افسوس یہ ہی کہ ہم عرصۂ دراز تک قید رہے دشمنونکی صید رہے تجھے تک بچاؤن زلیلے
یہ بھی ہمارا کمال ہی یا صاحبقران کا اقبال ہی کہ ایسے مقام عجائب و غرائب مین سحر کررہے ہین جان بچے تو بڑی
بات ہی یہ مقام عجائب و غرائب نہین ظہور سحر سامری و جمشید کی کرامات ہی کوئی زبان بند کیے دیتا ہی کان کے
پردے شق ہوے جاتے ہین ہوش و حواس مین اختلال سر شوریدہ سے ظہور وبال رگین مار سیاہ بنتی ہین
اپنے اعضا اسوقت دشمنی کررہے ہین دیکھین فلک کیا دکھاے حقیقت مین مقام باغ سیب ہی ایک ایک
نخل یہانکا آسیب ہی ساتھ والے زندہ نہ بچینگے ہوائے گرم چل رہی ہی اے ضرغام شیردل جاکر طلسم کشا سے کہو کہ
جلد لوح کو ملاحظہ کیجیے اپنے کو باغ سیب مین پہونچائیے جو لوح خبر دے وہ کیجیے یہ بھی عرض کرنا اے شہریار
جفائے طلسم کشائی آپ کو اُٹھانا ہی اپنے غمخوارون کو بچانا ہی آجتک خواجہ عمرو نے ہر مقام پر عیاریان
کین ساحرون کو شکستین دین آپ کو مخفی کرتے رہے اب آج جرأت صاحبقرانی دکھائیے اپنے
غلامان قدیم پر نظر شفقت فرمائیے اب آپ ہی کی جرأت کا کام ہی ہر ایک نامی و گرامی یہان گمنام ہے
آپ ہمارے سرپرست ہین ساحر یہانکے بادۂ کبر و نخوت سے مست ہین اُنکا قتل و قمع ملاحظہ لوح
پر موقوف ہی غلام بھی سحر خوانی مین مصروف ہی بدون حکم لوح تمام لشکر تباہی مین پڑجائیگا ضرغام شیردل

آفغان وخیزان قریب اسد نامدار آیا اسد غازی کو بڑی ہوس ہی کہ مین جا کر ناناجان سے ملون لندھور
وغیرہ سے ملاقات ہو اسی خیال مین رستہ بڑھتا جاتا ہی فوجین اسقدر حائل ہین کہ تا بہ لشکر صاحبقران پہونچ
نہین سکتے جوانان شیردل کے نعرون کی صدائین سُن لین یہی باعث تقویت ہوا روح کو راحت قلب کو
قوت جسکی صدا کان مین آئی دل تردد منزل نے تسکین پائی جو جو سرداران صف شکن انکے ساتھ مصروف جنگ ہین انکو
فرماتے ہین کیون بھائیو ہمارے ناناجان کی شوکت و جرأت کو دیکھا داداجان بھی یکہ پہلوان ہین ضرغام نے
آتے ہی قدمونکو بوسہ دیا کہا ای شہریار تین لاکھ ساحر آپکے لشکر کا مارا گیا باغ سیب کا دروازہ کھل گیا مشہور ہے
کہ اسمین لاکھون بلائین ہین شہنشاہ لاچین نے فرمایا ہی آپ لوح کو ملاحظہ کرین اپنے کو باغ سیب مین پہنچا کر
جو لوح حکم دے بموجب اسکے کاربند ہون اسد نامدار نے لوح کو ملاحظہ فرمایا نوشتہ دیکھکر طرف باغ سیب کے چلے
قریب دروازے کے پہونچے تھے کہ جھونکے ہوائے گرم کے چلنے لگے دیوارون سے شعلے نکلنے لگے طائرون نے بلند
ہو کر آواز دی ای طلسم کشا یہ باغ سیب ہے ہر گوشے مین آسیب ہی یہان آنیکا ارادہ نہ کرنا غیر سامری پرست
نے کبھی اس باغ مین قدم نہ رکھا سامری و جمشید کے حکم کی قید ہے اس باغ مین قدم رکھنے والا
مثل طائر صید ہے ایک سمت سے عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کرکے یہ اشعار آبدار بصد
سوز و گداز پڑھنے لگین نظم

تیرہ بختون سے فروغ ظاہری رہتا ہے دور
پاسبان روشن کرے گو جا بجا نہین چراغ
نور کی امید روشنی سے ہے آغوش مین

باعث بے رونقی ہی جابجا ویرانہ مین چراغ
کسنے دیکھا دامن شام غریبان مین چراغ
کچھ ہمین مطلب نہین گر پاسبان بیرحم ہے
الفلک [illegible] ہمین بھی نزع کے لگن چراغ

اسلیے روشن نہین کرتے بیابان مین چراغ
اٹھگیا عاشق کا لاشہ آج جھگڑا مٹ گیا
آہ کے شعلون سے جل جائینگے ویرانہ مین چراغ

اسطرح طائرون نے زمزمہ سرائی کی کہ اسد
غازی کے ہوش اُڑ گئے علاوہ طائرون کی زمزمہ سرائی کے چند نازنینان حور وش نے دروازہ باغ کا کھول دیا
اسد نے دیکھا ایک باغ رشک ارم نخلہای سر کشیدہ ناندون مین چمنی کے پھولون کے نخل چیدہ چیدہ ہوائے سرد
عیسیٰ دم مسیح نفس ہوائے آمد بہار مین اٹکھیلیان کر رہی ہے دم محبت کا باغبان قضا و قدر کے بھرتے ہی چشمے
جوش صفا سے اُبل پڑے فوارے کیفیت باغ دیکھکر اچھل پڑے سرو برلب جو بصد رعنائی قمریونکی صدائے
کوکو بصد زیبائی صد ہا قفس ہائے رنگین اُسمین طائران زمردین منقار چہکا دے جا رہے ہین قصر ہای نایاب زلف
سنبل کو پیچ و تاب سوسن کی زباندرازی نرگس کی دیدہ بازی جوانان چمن اکڑ رہے ہین نرگس شہلا
مین ڈورے پڑ رہے ہین اُن نازنینان مہ جبین نے اپنے گلشن حسن کی بھی سیر کرائی بہار باغ بھی اسد کو

دکھائی طائرون نے بھی زمزمہ سرائی کی اسد غازی کو بھی محویت حاصل ہوئی ہر سمت سی نازنینان حوروش پکار رہی ہین ای طلسم کُشا ہر ایک پریزاد سحر چشم سرو قد تیری عاشق زار ہی کوئی پکارتی ہی ای شیر بیشہ سفا جقر انی ای زینت اورنگ جہانبانی او عاشق معشوق کش و صاحب بیداد او ہماری جان کے جلاد اس گلشن بیخزان کو تماشا کرو ذرا ہمسے آنکھ ملا سرکشی نہ دکھا ہم نمونہ سامری و جمشید ہین ہماری رعنائی و زیبائی مین بڑے بھید ہین اُن شعبدہ بازان طلسم عجائب نے خاص ہمکو تیرے واسطے پیدا کیا تیرے جمال بیمثال پر شیدا کیا تم پر مرتے ہین اپنے کو مطعون و بدنام کرتے ہین یہ کہکر مصنف کا ایک مطلع اور دو شعر باآواز بلند ایک نازنین خود پسند نے پڑھے

نظم

وہ ملین ہتے ہین پر دل سی کام نہین
مکین کو خاک یقین لامکان کی خبر

مین پانون سر پا کسطرح دل کی خبر
یہ کیا غضب ہے مکین کو نہین مکان کی خبر

ہمیں جو تم کو دل اداے دل ملی جہان کی خبر
لحد مین روح نے جسم گلی کو چھوڑ دیا

وہی نازنین بہ ناز و ادا کہتی ہو او سفاک دیبا کہ مین جان دیتی ہون اسطرح جو اُن شعبدہ بازون نے حسن و جمال اپنے اسد کو دکھاے اشعار بھی پڑھے کبھی ابرو ہلائی کبھی مسکرا دو نو ہاتھ اٹھائے یا تو لوح کو دیکھتے ہوے تا بہ در باغ آئے تھے یا لوح کا دیکھنا موقوف کیا سیر مین باغ کی مصروف ہوگئے طائرون کے اشعار سُننے لگے وہ نازنینان مہ جبین تن تن کے اپنا جمال بیمثال دکھاتی ہین اسد غازی کو اشارون سے بلاتی ہین کوئی ہنسکر کہتی ہی ہماری شہزادی کی شوہر تشریف لائے ہین ایک نے پکار کر آواز دی میان سسرال مین آئے ہو حجاب کرنا چاہیے یہ کیا خونخوار صورت بنائی ہی تلوار کھینچے ہوے ہاتھ مین بدمزاجی بات بات مین یہان سالے سُسرون سے لڑوگے کسیکی کیا مجال جو تمکو بہ نگاہ کج دیکھ سکے ہم بھی چاہتی ہین اپنی بی بی کا حال دریافت کرین ہماری شاہزادیکا مزاج کیسا ہی میکے مین کب تشریف لائینگی اپنی لونڈیون کو نہ یاد فرمائینگی بعض نامہر خساران شوخ و شنگ صورت زیبا دکھا کر اشارے بازی کرتی ہین بعض کہتی ہین ای طلسم کُشا یہ سب نازنینان مہ جبین تجھپر مرتی ہین ایک نے کہا ارے دیوانی ہی سُنتے آجتک کسی مرنیوالے کو نہ دیکھا الٰہی مین سے تو ہم بھاگتے ہین خود کیا جان دینگے جو جری بہادر ہین وہ نام پر مرینگے اس طرح ان نازنینان مہ جبین نے عشوہ و ادا سے کلام کیے اسد غازی کو باتین کرنے کی رغبت ہوئی اُنکے نام پوچھے ہین کوئی خاموش ہو رہتی ہی کوئی ہنسکر کہتی ہی میرا غنچہ دہن نام ہی دلبری میرا کام ہی الغرض اس طور سے اُن سب نے کلام کیے اسد کا اشتیاق بڑھتا جاتا ہی ایک ایک سے یہی کلام ہے صاحبو ہم بھی تمھارے مشتاق ہوکر آئے ہین ایک نازنین اُن مین سی چھپٹ کر بڑھی صورت سو ملکہ مہ جبین کی بہت

مشاہد تھی یہ کہتی ہوئی آئی ہر فرو بیا بیا کہ ترا تنگ در کنار کشم + تبنگ آمدہ ام چند انتظار کشم + اگر بر سر و چشم من نشینی + نازت بکشم کہ نازنینی + اسد جواب دیتے ہیں اسی مضمون میں مجکو مصنف صاحب کا شعر یاد آگیا شعر گر بر سر و چشم من بیائی + بر قلب بنم کہ کیمیائی + یہ جو باتیں اس نازنین سے اسد غازی نے کیں اور گلعذاران سرو قد جو سامنے کھڑی ہیں وہ سب ہمنشین سب نے پکار کر آواز دی ای طلسم کشا تیری محبت کا کیا اعتبار ایسا نہو کوئی کان میں پھونک دی ہمارے دشمن ہو جاؤ اگر ہمسے محبت دلی ہے یہ جو تختی تمہارے گلے میں پڑی ہے جی چاہے تو ہمین دید و بہت جلد واپس کرینگے اسد غازی نے محو ہوکر بوئے گل بھی سونگھی ہے طائر دن نے بھی زمزمہ سرائی کی باغ کی ہوا کھائی موج بوے گل زنجیر بنکر پاؤن میں پڑی حلقہ در باغ گردن کے واسطے طوق گلوگیر ہے ہوا کے بھی جھونکون سے صدا آتی ہے اس جوان شوقین کے گرفتار کر لینے کی خوب تدبیر ہے اسد نے لوح طلسمی پر ہاتھ ڈالا منظور یہ ہے کہ لوح اُتار کر اس ماہ جبین حور پیکر کو دیدون معشوق خو تنخو طرحدار طرار فرار گلعذار ماہر خسار ایسی معشوقہ دلفریب سے انکار کرنا سراسر تقاضائے بیمروتی ہے ادھر سے تو وہ نازنین آتی ہے ادھر سے اسد نامدار لوح دینے کو جاتے ہیں باغ سیب کی ہوا کھاتے ہیں رنگ دل متغیر ہوگیا یہ بھی عرض کر چکا ہوں کہ کل لشکر پر پھول برس رہے ہیں ہزاروں بیہوش ہوکر گرے ہزاروں قطرات آب سے جلے باغبان و بہار وغیرہ کوسے اُٹھا اُٹھا کر اس ابر تیرہ و تار پر مارتے ہیں کسیطرح ابر پر تاثیر نہین ہوتی مار پھولون کی بڑھتی جاتی ہے ایک جانب صاحبقران زبان آور رہے ہیں سبب اسم اعظم کے اثر تاثیر ابر نہین ہے اسد نے ہاتھ بڑھا کر قصد کیا کہ اُس نازنین ماہر خسار کو لوح حوالے کر دون اور یہ اشعار بھی اُس محویت میں پڑھنے لگے نظم

پانو نہیں اپنے میں لیتا ہوں زنجیر فراق
رسم در راہ شہر فرقت کے ہیں سب بیچ اگر
ہوگیا ہے کیا لب معشوق یہ تیر فراق
ملک غم کی اپنے سب تحصیل مجکو بخشدی

دیکھا ای ناصح اسے کہتے ہیں تاثیر فراق
خضر کو رستہ بتا دیتے ہیں رہ گیر فراق
شکل مجنون ہو کے آوارہ پھرینگے دشت میں
ای قمر ملتی ہے کسکو ایسی جاگیر فراق

نقشہ وحشت دکھاتی ہے جو تصویر فراق
خواب وصلت میں جو دیکھوں پاؤں تعبیر فراق
ترکش سینہ سے اے قاتل نکلتا ہی نہیں
اب کسی جنگل میں جا بیٹھینگے رہگیر فراق

ان معشوقان طناز نے اسد غیر دل کو مبہوت کر دیا خانۂ دل غم و الم سے بھر دیا یہی خیال ہے جو معشوق کہے وہی کرو یہ تختی بے بساط معشوق پریچہرہ کو حوالے کر دو معشوق پری نژاد کا راضی رہنا سلطنت کونین ہے روح کو راحت دلکو چین ہے عاشق کو کج ادائی مناسب نہین ایسی ایسی باتیں سوچکر بہ باعث محویت سحر لوح دینے چلے تھے کہ ایک ق چکی

آواز آئی ای طلسم کشا کیا غضب کرتے ہو ہوا سے باغ سیب نے قلب لٹ دیا ذرا ہوش مین آ ڈلوح کو سینے سے مس کرد اسد نے بتعجیل جیسے کسیکو ہوش آتا ہو فوراً لوح پر نگاہ ڈالی نوشتہ پایا ای فتاح طلسم خدا ہوشیار این عجائبات یہ مقام باغ سیب ہی گل افشان جادو سحر کر رہی ہی موجب حکم لوح جاکر باغ سیب کو پامال کردا گر لوح کہین قبضے مین افراسیاب کے گئی ایک پہر بھر مین سبکو گھیر کر قتل کریگا اپنے کو بچا ؤ ہوش مین آ ؤ اسد نے جیسے ہی یہ احکام اسم حاشیہ لوح پر پڑھا تاثیر سحر قلب سے دفع ہوئی پیچھے ہٹے جو نازنین لوح مانگتی ہوئی آئی تھی لوح اُسکو نہ دکھا دی اُسے چیخ ماری ہر سر مو سے شعلے نکلنے لگے اعضا اُسکے مثل ہیمہ خشک جلنے لگے زمین پر گری آواز دی ای طلسم کشا بڑا دھوکا کیا تیری محبت کا کیا اعتبار ایک ہوائے گرم چلی وہ نازنین جلی آواز آئی گشتی مرا نام من غنچہ جادو بود اسد نامدار نے پلٹ کر پھر لوح کو دیکھا اسم حاشیہ پڑھا آسمان پر سناٹا ہوا ایک طائر منقار کھولے ہوئے سامنے اسد غازی کے آیا آواز دی ای طلسم کشا ہمنے تمھارے مددگار کو بچانا دیکھا اسکو بچا نا یہ کہکر طائر زمین پر آیا اسد بحکم لوح اُسکی پشت پر سوار ہوئے وہ مثل مرغ نظر آڑتا ہوا چلا اسد نے دیکھا پہلو مین باغ سیب کے ایک کوہ فلک شکوہ ہی اسپر ایک ساحر بصورت مہیب سیہ فام ملکہ عجائب جادو معشوقہ قباد کو گرفتار کرکے لایا ہی زبان مین سوزن دے چکا ہی اب قتل کیا چاہتا ہے اسد نے یہین سے نعرہ کیا تلوار کھینچکر جا پڑے اُسنے للکارا او طلسم کشا اس گیسو بریدہ نے تجکو مقامات راز دنیا تعلیم کیے صندل جادو کو قتل کرایا درد سر مٹایا تا بہ در بند مہر و ماہ پہونچایا مرحلجات پر مدد کی زمہر یر قتل ہوا ورنہ این مقامات پر رسائی دشوار تھی ہمیشہ ہم راز داران طلسم حیران و سرگردان تھے آپس مین یہی چرچے رہے کہ کیونکر طلسم کشا مقامات مخفی پر پہونچا صندل کیونکر قتل ہوئی مرحلہ جات مقامات زمہریر بھی باسانی فتح ہو گئے اسوقت اس مکارہ نے لوح طلسمی کو بچایا ورنہ تجکو مبہوت کر چکے تھے بعد حصول لوح طلسمی یون قتل کرتے کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال زار پر روتے جلادان طلسم تجھے قتل کرکے منفعل ہوتے اس ظالم نے ایسے وقت مین بھی خیر خواہی کی تجکو ہوشیار کر دیا ہماری شفقت کو خاک مین ملا دیا یہ گوشہ باغ سیب ہی باغی کو پناہ نہ ملیگی اپنے حال زار پر روتی ہی زمین ہوشربا مین تخم بدعت بوتی ہی اسکو قتل کرین ہمارا مالک افراسیاب جادو خوش ہو آج روح سامری پر صدمے گذر رہے ہین لاکھون بندگان سامری مر رہے ہین اسکو قتل کرین تیری بھی تدبیر کرینگے یہانسے زندہ بچ کے جانا دشوار کدو کاوش بیکار یہ حال مصیبت مآل جو اسد نامدار نے دیکھا بیتاب ہو گیا اُسی جانب نعرہ کرکے بڑھا وہ ساحر سیہ رو

تیرہ درون سحر کرنے لگا اسد غازی نے لوح کو سامنے کیا سحر باطل ہوا سحر دفع کرتے ہوئے پہاڑ پر پہونچے جبکہ
سحر کی تاثیر نہ کی تیغہ سحر کھینچکر قریب طلسم کشا آیا ہاتھ تلوار کا مارا اسد نے لوح کو سامنے کر دیا صنوبر جادو نابینا ہوگیا
اسد نے اوپر سے ہاتھ مارا صنوبر کے دو ٹکڑے ہوئے سارا کرنا بھولا آواز آئی کشتی مرا نامم من صنوبر
جادو بود مرتے ہی صنوبر جادو کے اسد نے زبان سے ملکہ عجائب جادو کی سوزن لیا ممانی امان کہکر
گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا مین امیدوار ہون سو بجائے ہیرو لشکر کی سلطنت قبول کرین آپکو منظم کرون شہزادے
سے عرض کرنا کہ نانا جان بھی لڑتے بھڑتے با فوج قاہرہ آگئے انشاء اللہ تعالی ہوشربا مین سریر جہانبانی پر
شہریار کے فرزند دلبند سعد بن قباد جلوہ فرما ہونگے اگر حضور قبول کرین تو سعادت دارین حصول ہو
ملکہ عجائب نے کہا ای فرزند مین عرض کرونگی منظور دعا کا انکو اختیار ہے ای فرزند اب ہوشیار ہو گل افشان جادو
داروغہ باغ سیب نے تماشین برپا کی ہین اسکی جلد فکر کرو ایسکے سحر کی کوئی برداشت نہ کر سکیگا ایسا ہولا چین
و بلقیس پر زوال آئے مہرخ و بہار کی کیا حقیقت ہے جو اس سے مقابلہ کر سکین ہو جب احکام لوح جلد
اپنے کو بچاؤ ای نور نظر ای افسر لشکر یہ وہ مقام ہے جہان افراسیاب بھی مؤدب ہوکر آتا تھا سامری و
جمشید نے اس باغ کو سیرگاہ اپنا قرار دیا ہے ہمیشہ اسمین خبیثات کا مجمع رہا قدرت پروردگار کہ اس باغ پر بہار مین
یزدان پرستون کا گذر ہوا اگر مرحلہ جات فتح نہوے ہوتے میری کیا مجال تھی کہ مین تمکو اگر بچالی پھولون نے ہنس
ہنسکر تم ایسے شیر دل صاحب لوح کو دام رنگ گل مین پھنسایا نرگس شہلا نے دیدہ بازی کا رنگ جمایا اگر مین پہونچتی وہ
نازنین ظاہر مین بیزبان سمن اندام غنچہ جادو نام کیسے فقرے بناتی ہوئی آئی تھی تم اپنے ہوش مین نہ تھے
پلک جھپکنے کی دیر تھی جب یہ حال مصیبت مآل دیکھا میرے دلکو کیونکر آرام آتا شہریار ہمیشہ فرمایا کرتے ہین
خدا فرزند کرب کو مظفر و منصور کرے برق بن ہنگر جنگی شکر ہے کہ وقت پر پہونچی لوح طلسمی بچی لیکن اس صنوبر
نے فوراً مجکو گرفتار کر لیا قتل پر آمادہ تھا خوب وقت پر پہونچے خبردار خبردار بہت ہوشیار رہنا لوح کو
دم بدم سینے سے بھی مس کرو ملاحظہ مین بھی مصروف رہو ذرا بھی غفلت کروگے بلائے ناگہانی
مین پھنسوگے یہ کہکر ملکہ عجائب جادو چرخ مارکر نکل گئین اسد نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا سر کوہ
پر ایک چشمہ ہے اپنے کو اسمین گرادو مقام باغ سیب مین پہونچوگے اسد نے اپنے کو چشمے مین گرادیا
یہان لشکر مین تلاطم ہے ہر ایک کا ہوش گم ہے آسمان سے جو پھول برس رہے ہین سب ساحر دن نے
مار کر سحر کیے پھول برسنا موقوف نہوے لشکر مین صدائے فریاد بلند ہے صاحبقران نے اسم اعظم پڑھ رہے ہین

ایک جانب افراسیاب مصروف جنگ ہو اسد غازی کی جو آنکھ کھلی اپنے کو چمنستان باغ سیب مین
پایا دیکھا ایک قصر عالی کھلا ہوا ہی صد ہا تپلیان سنہری کتابین چھوٹی چھوٹی ہاتھ مین لیے پڑھ رہی ہین جیسے کہ آ
اُن تپلیون نے طلسم کشا کو دیکھا ایک نے کہا برادہ آگئے ایک نے کہا پھر کیا کرین ایک نے کہا جان بچاؤ ایک نے
کہا خدمت سامری مین جلینگے ایک نے کہا آتش رشک و حسد مین جلینگے ایک نے کہا اپنی افسرہ کو بلاؤ ملکہ
گل افشان سے مدد طلب کرو شاید وہ اگر کوئی تدبیر کرین طلسم کشا کے خون سے ہاتھ بھرین ایک نے کہا بوا
گھیر لو یہ کہکر دو سو تپلیان دوڑین ترسول چھوٹے چھوٹے ہاتھ مین تھے چہار جانب سے اسد غازی پر حملے
ہونے لگے اسد نے لوح جو چمکائی کوئی نابینا ہو کر گری کسیکا سر پھٹ گیا کسیکا ہاتھ ٹوٹا کوئی چیخین مارنے
لگی کسیکے مُنھ سے دھوان نکلا عکس لوح سے چار سو تپلیان جلکر خاک ہوئین یہان شہنشاہ لاچین نے
کوکب روشن ضمیر وغیرہ نے دیکھا کہ یا تو آسمان سے پھول برس رہے تھے جس پر پھول گرا وہ جلکیا برسین بجلی
رہی تھین رعد کی بھی گرج تھی برق بھی چمکتی تھی تپلیان جو یہان جلین آگ برسنا موقوف ہوا اب جلا چین
نے گولا مارا ابر پھٹا دیکھا ایک جادوگرنی بھاری لباس پہنے ہوے طاؤس زرین بال پر سوار سحر کر رہی ہے
ملکہ بلقیس وغیرہ نے للکارا بہار چرخ مار کر بلند ہوئی برق ملامع کڑک کر چلی رعد و برق نے بھی قصد کیا
گل افشان نے پھول اُٹھا کر پھینکے جس پر پھول گرا برق چلی سر اُسکا زخمی ہوا سب سردار زخمی ہو کر کٹ رہے
ہوے کوئی جادوگر گل افشان تک نہ جا سکا یہان جب طلسم کشا نے تپلیون کو جلایا ایک طاؤس
ٹہلتا ہوا سامنے آیا مثل انسان کے گویا ہوا اے طلسم کشا آپ میری پشت پر سوار ہو جیے مین آپکو
سامنے گل افشان جادو کے لیچلون اسد نے لوح کو دیکھا جو کچھ طاؤس کہتا تھا وہی لوح مین بھی درج
تھا گویا احوال راز طاؤس کو معلوم تھا اسد غازی پشت طاؤس پر سوار ہوے لوح زیب گلو مہر زیب
کمر بصد کر و فر طاؤس آڑاتے ہوے چلے یہان گل افشان جادو نے آسمان سے سحر کر کے منتشر اُڑ
کر دیا جو ساحر کڑک کر اُسکے سامنے آیا اُسنے سحر کیا کوئی زخمی ہوا کسیکا سر پھٹا کوئی پھولونکی بو سونگھ
کر مست ہو کے سر پٹکنے لگا عجب قیامت برپا ہے لاچین وغیرہ گل افشان کے سامنے
نہین پہونچ سکتے جب سحر کر کے بلند ہوتے ہین گل افشان سحر کرتی ہے جھونکے ہوا کے گرم سے
جل رہے ہین اُسکے قریب کوئی نہین پہونچتا فخر دنا نہ کر رہی افراسیاب سے کہتی ہے ای شہنشاہ آپنے مجکو
پہلے کیون نہ بلایا ان کی کیا حقیقت تھی دم بھر مین سب کو پامال کرتی انکا بُرا حال کرتی آپنے

لونڈی غلاموں کے حوصلے بڑھائے افراسیاب کہتا ہے کیا میں اب کسی سے کم ہوں خالی طلسم کشا علاوہ ری
کریگا رفقا اُسکے زندہ نہ بچینگے کہ گل افشان نے دیکھا آسمان پر زلزلہ ہوا دیکھا طلسم کشا ایک طاؤس پر
سوار لوح طلسمی گلے میں ابر برعکس لوح کا پڑا ابر لخت لخت ہوگیا طائر جو زمزمہ سرائی کرتے تھے ضو سے لوح کی
وہ بھی جلنے لگے گل افشان گھبرا گئی حیرت یہ تھی کہ طلسم کشا طاؤس پر کیونکر سوار ہوکر آیا یہ لوگ سحر و ساحری
سے ناواقف ہیں گل افشان آگ برسانے لگی اسد غازی نے لوح کو دکھایا آگ بیکار ہوئی بلکہ وہی شعلہ
آتش پلٹ کر اُسی کے طاؤس پر گرے طاؤس آتشبازی بنگیا گل افشان کود کر الگ ہوئی اسد نامدار نے
لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اے طلسم کشا جب گل افشان جادو کا طاؤس جلے پھر اُسکو مہلت نہ دے خیال
کرکے دیکھو پیشانی پر اُسکی ایک خال سفید ہے اسپر تیر مارو تل بھر کا فرق نہو ورنہ یہ تیر تمھارے کلیجے پر پڑیگا پشت
کو توڑکر پار گذر جائیگا گل افشان جادو نگہبان باغ سیب ہے اگر یہ بچکر نکل گئی بڑا فساد برپا کریگی اسد نے فوراً
کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر بجر کمان میں پیوست کیا قتل گل افشان کا بندوبست کیا سیمرغ کمان
کا کرگس طائر تیر پر کھولکر چلا دامنے ہا میں جاتا تھا قضا و قدر نے خاص پیشانی پر پہونچایا گدی کو توڑ کر پار گذرا
بجائے خون شعلہ ہائے آتش جسم سے اُس ناریہ کے نکلے لاشہ جلکر گل افشان کا زمین پر گرا آواز آئی کشتی
مرا نام میں گل افشان جادو داروغہ باغ سیب ہوں مرنے سے اسکے لشکر میں حیرت کے تلاطم ہوا باغ سیب
میں آگ لگ گئی دیوارین گرین قصر جلنے لگے جلکر گرنے سے باغ سیب کے لاکھوں جادوگر پامال
ہوے ملازمان مہرخ بھی جو لڑتے ہوے قریب دیوار پہونچ گئے تھے وہ بھی وہانسے نکل نہ سکے اندھیرا
دشت ہولناک میں چھایا پہاڑ ٹکراتے تھے غبار رزم و زمین سے بلند ہوا ایک پہلو سے گرد عظیم بلند ہوئی
جدھر انجم آتشبار لڑ رہا تھا سب دیکھنے لگے دیکھا سبز بارہ سو علم نشان بارہ لاکھ فوج کا علم ہائے زنگاری
کے پھریرے کھلے ہوے چار سو نقارہ نقرئی و طلائی بجتا ہوا شہزادۂ صیقل آئینہ دار ایک جانب
ملکہ ماہ عالم افروز و ملکہ انجم ماہرخسار تخت پر ملکہ شیشہ مینوش ایک جانب نیلم زنگی و فیلم زنگی و عنظر
صبا و عوجان دریا باری و سام بن عوجان دریا باری و میعاد و عاد رشاب دراز گردن
وغیرہ پرے جمے ہوے قلب سپاہ میں نقد روح روان قاسم عالیشان شہزادۂ ایرج نوجوان
بصد عظم و شان نمایان ہوا پشت کرہ بن اشقر پر سوار شیرانہ نعرہ کیا نعرۂ شہزادہ ایرج نامدار

منم ایرج آن آفتاب منیر | کہ صاحبقرانم و آفاق گیر
منم صاحب شوکت و عز و جاه

صنم آفتاب سپہر کمال	صنم گوہر بحر جاہ و جلال	دلبر و قوی پنجہ انجم سیاہ

انجم آتشبار کو جو ایرج نوجوان نے لڑتے ہوئے دیکھا آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا یہ بچیا بھاگ
یہان پہونچا اسد نامدار کے جو نعرے کی صدا سنی نور الدہر کو لڑتے ہوئے دیکھا ایرج عالیجناب باغ علی غ
دلکو غم سے فارغ ایک جانب دیکھا آفتاب حسن جمال نیر درخشان برج آسمان کمال گوہر بے بہائے دریائے
لیاقت در صدف بحر ذخار سخاوت و ہمت صفدر و صف شکن ملکہ بران شمشیر زن مجمع فوج افراسیاب
مین کس زور و شور سے لڑ رہی ہے گرد کنیزان ہمراز و مصاحبان دمساز ایرج نے جو دور سے آفتاب
جمال معشوق خوشخصال کو دیکھا دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل بدعت سنگ عشق
سے ٹوٹا یہ اشعار عاشقانہ بے اختیار پڑھنے لگا اشعار

ہر کجا غوغای عشقت بلبل و پروانہ ایم
ہمہ و ہمدم غمت بودہ بباطن ما دم
تا کہ در بزم طرب دور کش پیمانہ ایم

نیست جز محراب ابروی تو دل را قبلۂ
از دل با این رفیق مہربان ہم خانہ ایم
نیست گر ہمو این فیض را بالکت مباش

ما اگر مستیم وگر ہشیار وگر دیوانہ ایم
گر امام کعبہ وگر راہب بتخانہ ایم
این خمار آلودگی تا کی برون آید ز سر
اختفا چون گنج پنہان در بن ویرانہ ایم

ملکہ انجم ماہر خسارہ و ملکہ شیشہ مینوش نے بھی جو جمال بے مثال ملکہ بران شمشیر زن کو دیکھا بھرا
شہزادیونکی باتو بالا کو غم عشق آگیا آپس مین اشارے ہین کہ سبحان اللہ حقیقت مین نظر شہزادۂ والا قدر مین کیسے
حسن کی عزت ہو چکا ایسا معشوق باشوکت ہوئے شہزادیان شرمگین حجاب سے پسینے آگئے ایرج نامدار لشکر کو بڑا
صیقل آئینہ وار کہ پروانۂ شمع جمال شاہزادۂ والا قدر ہی بڑھ کر لڑنے لگا انجم آتشبار کو للکارا کہ او نامرد وہان سے بھاگا
یہان تک پہونچا ہم قبر تک تیرا ساتھ چھوڑینگے وہ بچیا پلٹ کر لڑنے لگا لڑتا بھڑتا صیقل قریب اُسکے
پہونچا انجم آتشبار نے بڑے بڑے سحر کیے ستارہ انجم کا گردش مین آچکا تھا پلٹ کر اپنے فوج والونکو اشارہ
کیا ارے انکو مار لو یہ جانے نپائین دونون فوجین مل گئین صیقل نے مار کر لوگون کو منتشر کر دیا ایرج نے
پہلوان ٹوک ٹوک کر مارے دلکو جوش ہوا کہ لڑائی سے مہلت پاؤن معشوق کے قریب پہونچون ملکہ بران سے
تو کچھ کلام کرون برسون کا ہجران دیدہ آفت کشیدہ ہون کبھی نعرۂ اسد کی صدا سنکر دل بیتاب ہوتا ہے کہ جاکر
اپنے دلوالے سے ملاقات کرون کبھی قصد ہوتا ہے کہ بڑے قبلۂ و کعبہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن سے
قدمبوسی حاصل کرون بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہے کئی پہلوانون کو چیر چیر کر پھینکدیا شیرانہ نہنگانہ
بصد جوش و خروش شیر بیشۂ غادر سیاہ بصد عز و جاہ لڑتا ہوا چلا آتا ہے ہر چند کہ انتہا کا ضبط کیا ہے

دلوار جنون دلیر جوش و خروش سے بے اختیار زبان سے نکل گیا نظم

مرا ملجا وہ اُس بت کی جو منّت پر کمر باندھے
پھڑک کر مر رہے صیاد کو کیا خوب رحم آیا
نظر آتے نہیں تم کیا تصور چشم تر باندھے
شگفتہ ہوتے ہوتے رہ گئے غنچے گلستان میں
قیامت ہی گرہ میں بات کو وہ زلف اگر باندھے
بہت چھپ چھپ کے راتوں کو دل خود کام جاتا ہے
اسی گوشے میں بنا آشیان مرغ نظر باندھے
مرے خط کو دل بیتاب ہے میرے نہ کہ مجھے
مسافر کو رہا کا سامان کرے رخت سفر باندھے

نمانا بیقراری نے کہ خط جا جا جواب آتا
قفس کی کھولدی کھڑکی مگر کس کس کے پر باندھے
تڑپنے دو نگا دلکو کوئے دلبر میں تا کون گا
قبا کی بند کس گل پیرہن نے کھولکر باندھے
نگاہ مست کی خنجر نزاکت کی لگا و ڈالا ہے
سمجھکر دزد وہ مشکین بخ زلف خیرہ سر باندھے
امید و بیم میں رکھا ہی صیاد ستمگر نے
نکلجائیگا مٹھی پر کمر میں نامہ بر باندھے

عدم کچھ دور عاشق سے نہیں ہمت اگر باندھے
روانہ ہوگیا دل نامہ پر جبتک کمر باندھے
کسے دیکھے کوئی اک طوفان خیز حائل ہے
غضب میں جان پر جا جو یہ سخت کمر باندھے
نہ جا بل ٹرے جیسکی طرف سے اُسکی برہ میں
ٹپک نکلے شراب انگور اگر زخم جگر باندھے
جگہ بہتر نہیں ہی روزن دیوار جانان سے
ادھر کھولے پر پرواز بلبل کو ادھر باندھے
بجگا کہ صبح پیری ای جلال آواز دیتی ہے

اس جوش و خروش میں یہ اشعار عبرت خیز محبت آثار بیقرار ہو کر پڑھے ملکہ بران کے چہرے پر ہوائیاں اُڑنے لگیں اشارے سے منع کیا اَی شہریار وقت ربط و ضبط ہی چلا کر اشعار نہ پڑھیے قبلہ و کعبہ جنگ میں مصروف ہیں لیا ہنوش نہین مین تو سر تھیلی پر رکھے ہوے کھڑی ہون آپ کے دشمنون کے ساتھ نہیں معلوم کیا قیامت برپا کریگا زبان سے تو ایرج کو یہ سمجھایا لیکن دل بیتاب نے شور مچایا ضبط نہو سکا بہ آواز بلند یہ اشعار پڑھکر شہزادہ ایرج کو سنائے اشعار

ابتدا ہی سے محبت کے تری جوش ہیں ہم
حال کھل جائے اگر یار نہ روپوش رہے
بار احباب پہ لاشہ نہ ہوا شکر خدا
در جنت یونہیں کھولے ہوا آغوش رہے
اتنے کم ہوگئے ہم تیری نظر میں ساقی
مین بھی بیہوش ہا آپ بھی مدہوش رہے
ایسا دیوانہ ہوا مین کہ ہو وہ مضطر
دیکھ مُدت تری محفل میں جو خاموش رہے
زور و شور ہی جنون کی بھی کم ہو جلال

ہوش جبسے دو زسے آیا ہمین بیہوش رہے
فاتحہ پڑھنے کبھی قبر ہی پر آجانا
ہم بھی غفلت سے بچے وہ بھی سُبکدوش رہے
مددای ولولہ گریہ رلاتا ہی وہ شوخ
ایک پیالے کے بھی قابل نہ قدح نوش رہے
حشر مین یاد کیے جائینگے سب سے پہلے
ہوش یون کھوئے کہ انکے نہ بجا ہوش رہے
تمنے صورت ہی دکھائی نہ سنائی آواز
باغ مین لالہ و گل کے جو یہی جوش رہے

ایک عالم کو نہ موسیٰ کیطرح ہوش رہا
یاد تجکو اگر اے وعدہ فراموش رہے
مین جو محشر سے پھرا کوچۂ جانان کو چلا
اشک بھی اُمڈے رہیں خونکا بھی جوش رہے
دل وارفتہ کی کچھ سدھ نہ رہی وصل کی شب
غم نہیں ہی جو یہان تجکو فراموش رہے
بات کرنے ہی کا انداز ہمین بھول گیا
ہمہ تن چشم رہے ہم ہمہ تن گوش رہے
ملکہ بران نے جو یہ اشعار پڑھے

اشک حسرت آنکھوں سے جاری ہے ملکہ شگوفہ سحر ساز وزیرزادی ہیشہ کی رازدار پہلو مین حاضر ہوئی اُسنے ہاتھ باندھکر
عرض کی واری حضور نے انکو منع کیا کہ شعر جلا کر پڑھو آپ پناہ درد دل یون ظاہر کرتی ہین ذرا ضبط فرمایئے ایسا نہو
مقدمہ طشت ازبام افتادہ ہو آپ مزاج سے اپنے قبلہ و کعبہ کے بخوبی ماہر ہین ابھی لڑائی بگڑ جائیگی کوکب
افراسیاب کے شریک ہو جائیگا دل تو دیکھیے کوکب نے زمین و آسمان ہلا دیا ہر مقام پر اسد کے ساتھ خیر خواہی
کر رہے ہین تعلیم کرتے جاتے ہین اور کچھ تحریر نہین صرف خاموش ہو رہے ہین تو افراسیاب غالب آجای کیسے کیسے
سحر کر رہا ہے باغ سیب فتح ہونیکا مقام تھا حوالی باغ سیب سے ابتک اشیائے سحر پیدا ہو رہی ہین صدہا
درختون سے پتے شعلے بنکر گرے اکثر ساحر وغیرہ ساحر جلے یہان تو یہ باتین ہین ادہر ایرج و ملکہ بران سے انکھین مل رہی
ہین نہ انھین بطن نہ انھین ضبط ادہر جوش ادھر خروش وہ طالب دیدار اسکو بھی انتشار صیقل
وغیرہ لڑ رہے ہین انجم آتشبار نے لشکر ایرج پر خوب خوب دباؤ ڈالے صیقل نے دفع کیے آگ برس رہی
ہے انجم آتشبار لڑتا ہوا چلا جب سحر کرتا ہے سرداران ایرج کے پانؤن زمین تھام لیتی ہے شہزادہ صیقل
آئینہ دار سحر کرکے بچاتا ہے سحر اتارتا ہے کبھی ماہرخسار سحر اُتارتی ہین ملکہ ماہ عالم افروز عاشق
جمال صیقل بڑے لطف سے لڑ رہی ہے صیقل پر کسی نے سحر کیا ماہ عالم افروز نے بڑھکر وہ سحر اتارا
انجم آتشبار لڑتا ہوا قریب آگیا ماہ عالم افروز نے گولا مارا انجم آتشبار نے خالی دیکر برق چمکائی کارد سحر
کھینچ ماری سینہ بے کینہ ملکہ ماہ عالم افروز پر کارد پڑی پشت کو توڑکر پار گذری صیقل نے جو لاشہ معشوقہ کا دیکھا
آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا تیغ کھینچکر لڑتا بھڑتا قریب انجم آتشبار پہونچا صیقل پر بھی اُسنے ہاتھ مارا صیقل
آئینہ دار پر حال سحر آئینہ ہو چکا تھا سنکر سحر کو دفع کیا فرمایا او نامرد کیا تو نے عورت پر ہاتھ اٹھایا کچھ تجھے رحم
نہ آیا اب کچھ جرات دکھا اُسنے تیغہ مارا صیقل آئینہ دار نے سپر سحر پر کاٹا اُچھا دے سے ہاتھ نکالکر غصہ
تو انتہا کا تھا ایسی معشوقہ کا لاشہ سامنے پھڑک رہا ہے سر کو بنا کر کمر پر ہاتھ مارا اُس نامرد کے قتل خیار تر دو ٹکڑے
ہوئے فوج تو اُسکی پراگندہ ہو رہی تھی مرنے سے اُسکے ساتھ والون نے فرار پر قرار کیا
آواز آئی کشتی مرا نام من انجم آتشبار بود افراسیاب نے دیکھا اتنا بڑا ساحر صیقل کے ہاتھ سے
مارا گیا دل سے کہتا ہے اے افراسیاب ان سب سرداروں نے آسمین وعدے کر کے تجھے دریائے
نیل پر اگر ہو پہنچے آج کی لڑائی مین تو جملہ سردار جمع ہو گئے آمد ایرج کی مجکو خبر نہوئی ورنہ یہانتک آنے
بھی نہ دیتا فوج بھیجکر راہ مین روکتا خراج گزاران شہنشاہی نے کی دیر پر یزدان اس جوان کے

ہاتھوں سے فتح ہوا اور ہمکو خبر نہ ملی اُسی مقام پر فوجین روانہ کرتا ایرج کو وہانسے بڑھنے نہ دیتے یہ کہتا ہوا سحر کرتا ہوا
جاتا ہی آفتاب فلک سیر اپنی معشوقہ کے لیے انتہا کا بیتاب ہی آگ برساتا ہی بڑھکر کہا اے شہنشاہ جان
دینگے مگر میدان کارزار سے یون نہ پلٹینگے مین لٹ گیا حضور کو احوال معلوم ہوا نہین معلوم کسطرح ساربان زادہ
باغ گلزار مین پہونچا نہین معلوم اُسکو بیہوش کرکے کہان ڈالدیا یا قتل کیا مجکو دھوکا دیکر آئینہ بدل لیا
تحفہ جات بھیجے مین نے لشکر حمزہ کو برباد کیا ہی دیکھیے آگ برسادی حمزہ کی بھی تدبیر کرونگا آپ جلد سحر کرین مجکو
مہلت ملے ذرا دم لینے پاؤن اسم اعظم حمزہ کا بند کردون ایک طرف افراسیاب جادو لڑتا پھرتا چلا
آفتاب فلک سیر اپنا جلال دکھاتا تھا اب قریب باغ سیب خونین دریا بہ گئے قصر جلے نخل جھلسے نگہبان
و محافظ مارے گئے اب بھی جابجا سے ساحر نکل آتے ہین گلہائے عجائب و غرائب سے باغ سیب معمور تھا
ہزارہا بلائین اب بھی نازل ہو رہی ہین صاحبقران بھی اپنے مقام پر فرماتے ہین کہ اسد غازی صاحب
لوح ہی مین اسم اعظم پڑھ رہا ہون اُسپر یہ کیفیت ہی کہ ساحر و نکار و نہین گھٹتا چار جانب سے چلے آتے
ہین صدہا جادوگر اس جنگ مین آگئے ابتک سب کو یہی گمان ہی کہ سلطنت افراسیاب کو بچالینگے افراسیاب
بھی کارہائے نمایان کر رہا ہے لشکرون کے ستھراؤ کردیے قلعہ توسن حصار سے تابہ باغ سیب خونین
دریا بہ گئے آفتاب فلک سیر سے صلاح کرکے افراسیاب جادو سحر کرتا ہوا جاتا ہی ایک مقام پر
اُسنے دیکھا باغ بحران گلہائے رنگا رنگ معشوقان سرو قد جوانان خورشید خد مصروف جنگ ہین آگے
کوکب روشن ضمیر ایک جانب جمشید بن کوکب ایک جانب ملکہ شمشیر زن ایک سمت خورشید
روشن رائے وزیر اعظم ایک جانب ملکہ اختر ایک جانب مروارید گلنار پوش پہلو بہ پہلو سحر کرتے ہین
بحر العجائب و مصر الغرائب ایک غول پر جا پڑے ہین جوانان طلسم نور افشان نے جھنڈے
گاڑدیے رنگ لڑائی کے بگاڑدیے افراسیاب نے جوانان سبکی رعنائی و زیبائی دیکھی پکار کر آواز دی
او کوکب بہت پچھتائیگا طلسم ہوشربا کے برباد ہونے سے کیا ہاتھ آئیگا اہل اسلام
تمھاری بھی فکر کرینگے کان پکڑکے نکالدینگے کوکب ہنس پڑا کہا آپکی مہربانی افراسیاب کوکب
سے سحر ہونے لگا ایک مقام پر دو تین لاکھ جادوگر ہمراہیان آفتاب فلک سیر مصروف جنگ
تھے مہران جادو آفتاب کا بھائی تین لاکھ کا افسر تھا اُسنے آکر بحر العجائب و مصر الغرائب کو
بھی گھیرا ہی یہ دونون شاہزادے شیر صولت رستم ہیبت مہران جادو کے لشکر سے مصروف جنگ مین

ان شیران دشت نبرد کی جرأت سے کفاران بیحیا تنگ ہین کیا سر فروش ہین نشۂ بادۂ جرأت کے جوش مین شہزادۂ
سحر العجائب و مصر الغرائب نے کبھی کسی معرکے سے قدم نہین ہٹایا آج بھی وہی جرأت و لیاقت ہے
پرسے کے پرسے درہم و برہم کر دیے افراسیاب نے جو مہران جادو پر نعرہ کیا مراد یہ تھی کہ شاہزادۂ
سحر العجائب و مصر الغرائب کو گرفتار کرکے کشان کشان میرے پاس لاؤ ان دونون نے مجکو بڑے
صدمے دیے مہران جادو نے فوج کو ترغیب دی کئی ہزار آدمی ہمراہیان سحر العجائب سحر ان
سب کے مارے گئے کوکب روشن ضمیر نے جو دور سے دیکھا کہ دونون عنوار میرے زخمی ہین ایسا نہو بلود
سحر کے ساحر انکو گرفتار کر لین کوکب اس غول پر جا پڑا کئی گولے فولادی جیب سے نکالے فوج مہران پر
مارے ناظرین پر ظاہر ہے کہ سحر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر بادشاہ طلسم نور افشان ہم پلۂ افراسیاب
چہرے پر قہر و عتاب اس زناٹے سے گولے چلے کہ زمین کے طبقے ہل گئے کوئی آتش سحر سے جلا کوئی تپ
سحر سے ٹھنڈا ہوا کسی پر بجلی گری کوئی دیوانہ وار وحشی مثال سر ٹکرانے لگا کوئی بدحواس ہوکر چلانے لگا
الغرض کہ فوج مہران کو شکست دی مہران نے چاہا فوج کو لیکر ہٹون اسوقت افراسیاب سحر کرتا ہوا
آیا کوکب کو دیکھکر چلایا او کوکب کیون شامت آئی ہے آج میرے سامنے سے ہٹ جا یہ روز اختتام
طلسم ہوشربا ہے آج اظہار کمالات کا مزا ہے میرے ہاتھوں سے زندہ نہ بچوگے آج مین نے عجائب و غرائب
سحر ختم کیے ابھی بڑے بڑے کمال باقی ہین کیلا اسد غازی علمداری کریگا تم مین سے کوئی زندہ نہ بچیگا ایسے ایسے
کلمات مہملات کہکر کوکب پر سحر کیا آگ برسنے لگی کوکب نے باران سحر برسایا اپنے کو آتش سحر سے
بچایا ساحرون سے ساحر لڑ رہے ہین ملکہ بران شمشیر زن علیحدہ جنگ مین مصروف ہین شگوفہ
سحر ساز وزیر زادی خبر لشکر ایرج باہو نجا رہی ہے کہ دیکھیے حضور شہزادے کے لشکر مین حالت ہے
ماہ عالم افروز معشوقہ صیقل آئینہ دار کی قتل ہوئی صیقل نے اس بیحیا کو بڑے زور و شور سے قتل کیا ہر مرتبہ
ملکہ بران گھبراتی ہین دل دھڑک رہا ہے کلیجہ پھڑک رہا ہے اپنی حسرت پر افسوس ہے کہ بعد مدت
مدید و عہد بعید معشوق کا اس طلسم مین داخلہ ہوا استقبال کرنا کیسا کلام نہین کر سکے کوکب نے جس
مقام پر دیکھا کہ ایرج کی فوج پر بلوہ زیادہ ہے کوکب نے جاکر سحر کرکے ملازمان شہزادہ ایرج کو بچایا
ایرج نے کوکب کو سلام بھی کیا کوکب نے دعا دی سرداروں سے تعریف جرأت ملی ایرج کر رہا ہے
کبھی بلور کو حکم دیا نبیرۂ صاحبقران کا خیال رکھنا ایسا نہو انپر کوئی سانحہ گذر جائے

میں صاحبقران زمان کو کیا مُنھ دکھاؤنگا یہ وہی شیر دلیر ہیں کہ کس زور و شور سے آکر جہانگیر والا تدبیر سے
لڑے کمیں کمی نہیں کی اے بلور تجکو یاد ہوگا کہ ایک دیوانہ آگیا تھا اُسکو افراسیاب نے اشارہ کردیا تھا اُس
بیچارے غفلت میں ہاتھ چوبدست کا مار دیا تھا اس شیر دلیر کا شانہ شکست ہوا تھا مگر اے بلور جوش خون اسے کہتے ہیں
کہ جہانگیر کو یہ فعل ایسا شاق ہوا کہ دیوانے مجھول کو چیر کر پھینک دیا افراسیاب کو بھی مارنے کو وہ چلا تھا
رفقا نے روک لیا افراسیاب نے قسمیں کھائیں کہ میں نے دیوانے کو نہیں بلایا آپ ہی آگیا اشارہ بھی
نہیں کیا ایسی نامردی مجھسے ہوئی اے بلور یہ وہی شیر بیشہ صاحبقرانی ہے ہزاروں مجھے فکریں ہیں ہر مرتبہ
اسی جانب خیال رہے اس کیفیت میں افراسیاب جا دو سے مقابلہ پڑا افراسیاب نے دو چار گولے مارے
لشکر کوکب میں تہلکہ پڑگیا آگ برسی دو چار بر قیں کوکب پر گریں زخم بھی کھائے مگر اس بہادر کو کچھ
خیال نہیں زخم کھائے ہیں مگر لڑائی میں مصروف ہے کہ افراسیاب نے آکر للکارا اے کوکب غضب کیا اب
بھی محبت اہل اسلام سے ہاتھ نہیں اُٹھاتا تحفہ جات ہمارے شاہ ہا ہے کبھی کہتا ہے یار و بلوہ کر کے
کوکب کو گھیر و کوکب نے لاکھوں کو قتل کیا سب کا خون اس نامرد کے سر ہے حقیقت میں افراسیاب
آج کسیکو نہیں مانتا جس غول پر جا پڑا اُستھراؤ کر کے ہٹا کوکب و افراسیاب سے سحر ہو رہی ہیں کہ پہلو
سے شیر کے نعرے کی آواز آئی شہسوار عرصۂ یکتا تازی اسد بن کرب غازی تیغۂ لولانشانی کے قبضے
پر ہاتھ لڑتا بھڑتا چلا آتا ہے افراسیاب نے قصد کیا کہ پھر کر سامنے سے اسد کے نکل جاؤں اسد
غازی لڑتا ہوا سامنے افراسیاب کے پہونچا کوکب نے پلٹ کر سرداران سے کہا اے فرزند یہ وقت جانبازی
ہے اسد غازی کے پیچھے سے افراسیاب کو نکلنے نہ دو گھیر کر سامنے کر دو سب سرداروں کو یہ ترغیب دیکر
کوکب سحر پر پرواز پیدا کیے ایک پہلو پر ملکہ بُران آئیں ایکطرف بلور پہونچا افراسیاب لانگے سحر دفع
کرنے میں مصروف ہے کل سرداروں نے اُسی مقام پر آکر بلوہ کیا ملکہ مہرخ و بہار نے بھی اپنے
سرداروں کو اشارہ کیا کہ افراسیاب کو گھیر لو رعد و برق و برق لامع و معمار و باغبان سحر کرتے
ہوئے آئے افراسیاب جب چاہتا ہے بلند ہو کر آسمان پر جاؤں کبھی کوکب نے ستارہ چمکایا کبھی
ملکہ اختر نے مروارید پھینکا افراسیاب جب چاہتا ہے منھ سے شعلۂ آتش چھوڑتا ہے اختر و مروارید سے دیوان
بجھاتا ہے ایک مرتبہ آگ برسا کے کوکب پر جا پڑا بڑے بڑے سرداران کوکب کو زخمی کیا وزیر کو چاہا کہ
گرفتار کر لوں خورشید روشن رائے لڑتا ہوا سامنے کوکب کے آیا کہا اے شہریار یہ بلائے بد ہے

دیکھیے افراسیاب کیا کیا سحر کر رہا ہے اپنے کو بچائے ملک و مال اُسکا مٹ چکا جان دینے پر آمادہ ہے مرنیوالے
سے ڈرنا چاہیے حقیقت میں ملاحظہ فرمایئے آج جو جو عجائب و غرائب سحر افراسیاب نے صرف
کیے کبھی غلام کی نگاہ سے نہ گذرے تھے ہم نے بھی حضور کی آنکھیں دیکھی ہیں کوئی شعبدہ سحر ایسا نہیں
جو ہماری نگاہ سے گذرا نہیں اگر افراسیاب مغرور نہوتا بہرام فلک بھی اس سے آنکھ نہ ملا سکتا تھا اپنے
غرور میں تباہ ہوا اب اسوقت انجام کو بھر کر رہا ہے اسکی کچھ تدبیر کیجیے کوکب نے کہا سوائے طلسم کشا کے
کسیکو نہیں مانیگا خورشید روشن رائے بڑھکر قریب اسد نامدار آیا عرض کی اے شہریار افراسیاب
جادو کو سرداران طلسم نور افشاں نے گھیر لیا ہے اگر اسوقت حضور لڑتے بھڑتے اُس مقام پر آجائیں تو
کیا عجب ہے کہ خدا اپنا فضل شریک کرے اس جلاد صاحب بیداد کی سرکشی مٹے یہ سُنکر شیر بیشہ کبریا جعفر ثانی
لڑتا بھڑتا اُسی جانب چلا دوسرے گل گلزار خلیل الرحمٰن نور دیدہ مومنان و مسلمان شہزادہ
نور الدہر بن بدیع الزمان نے جو اسد پر ہجوم فوج ساحران دیکھا قلب تھرا گیا سب سرداروں کو
یہی انتشار ہے کہ اس لڑائی کا فتح ہونا نہایت دشوار ہے افراسیاب جادو کبھی زمین
پر کبھی آسمان پر کیونکر اُسپر پنجہ قابض ہو ضرغام نے بڑھکر نور الدہر و بدیع الزمان سے عرض کی
اے شہزادگان والا قدر آج چار شبانہ روز گذرے اسد غازی بے آب و دانہ اس میدان کارزار میں
لڑ رہا ہے دم لینے کی مہلت نہیں ملی اسوقت فوج افراسیاب کا ہجوم ہے ساحروں نے یہی قصد کیا ہے
کہ طلسم کشا کو گھیر کر مار لیں اسوقت اپنے فرزند کا ساتھ دیجیے یہ سُنکر بدیع الزمان نے بھالا سنبھالا
نور الدہر نے بڑی جانی قاسم نوجوان بلارک فراسیابی کے قبضے پر ہاتھ ڈالکر جا پڑے ایکطرف سے
غضنفر نے دباؤ ڈالا الوق ترکی بجا کر لڑتا بھڑتا چلا ان جوانان مذکور نے جو حملہ کر کے چلے کیے لکھا ہے کہ چار لاکھ ساحر
اس مقام پر افراسیاب کا مارا گیا خون کے دریا بہے ساحروں کو بھاگنے کا راستہ نہیں ملتا لاجین
و ملکہ بلقیس بلائے آسمان آ کر چلے جب افراسیاب قصد کرتا ہے کہ میں چلکر بالائے آسمان
جاؤں لاجین و بلقیس و کوکب وغیرہ تیغ و ناچخ گولے فولاد کے گچھے پیکان کے یوں پھینکتے ہیں کہ
آگ برس جاتی ہے زمین تھراتی ہے زبان نیر و کلہ عمود سے الامان الامان کی آواز آتی ہے
اس شور و شر میں افراسیاب نے جاکر کوکب پر سحر کیا کوکب نے جواب دیا لیکن سحر افراسیاب
سے برق چکی کوکب نے او چھا زخم کھایا کوکب نے قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا للکار دیا

کہ او نامرد سامنے آکر مقابلہ کر دور سے کیا سحر کرتا ہی افراسیاب جادو طرف کوکب کے چلا کہ مین سر کوکب
کا کاٹ لون کوکب مرد سپاہی ہو پیچھے ہٹنے کو عیب جانتا ہی ایک ہی مقام پر تھم گیا ملادمان افراسیاب
کو جواب دینے لگا کہ پہلو سے نعرۂ شیر کی آواز آئی باشید لے کفاران بیحیا دای نمکحرامان بردغا منم یکہ تاز میدان
سخاوت آفتاب آسمان شوکت ماہ چرخ جلالت نیر درخشان برج ہمت صاحب جاہ و وقار
فرزند دلبند کرب نامدار قاتل ساحران نظر کردہ بزرگان ہنر بردشت جانبانی شاہزادہ اسد بن
کرب غازی اس زور و شور سے اسد نے آکر نعرہ کیا علم لشکر کفار سرنگون سرکشون کا کلیجہ خون گھوڑون کی
ٹاپین تھمنے سوارون کو ٹیک کر بھاگے اسوقت کی شمشیر زنی کیا گذارش کرون ایک سمت نور الدہر
بن بدیع الزمان نے تیغ خارا شگاف سلیمانی کو چمکایا بدیع الزمان گرد لشکر شکن نے تیغۂ طلسم طہمورس دیو بند کو
جلوہ دیا قاسم کی پلارک کھنچی غضنفر کا تیغۂ روئین شگاف چمکا ملکہ بہار و باغبان وغیرہ نے اسماق سحر
اڑا دیئے ہزارہا گلدستے مارے ہوائے سحر نے اپنی ہوا باندھی پھول برس رہے ہین کبھی چند گلعذاران
ماہ پیکر ملکہ بہار سے پیدا ہوتی ہین افراسیاب سے آنکھ ملا کر ہنستی ہین کبھی آوازے کستی ہین
کہ واہ رے مردودے بھاگتا پھرتا ہی شرم نہین آتی جگر لے ہم سب تیری لڑائی دیکھنے آئے ہین دیکھ
سحر بہار نے کیا گل کھلائے ہین او نامرد وقت حجاب ہی باغ عالم مین رنگ انقلاب ہی ایسے کلمات سنکر
افراسیاب پر محویت بھی طاری ہی سحر بہار کا رنگ جمنا باغبان کا ہوا پر تھمنا بلقیس و لاچین کے
سحر رعد و برق و برق لامع کی تڑپ جب اس طرح افراسیاب گھبرا گیا گھبراتا ہی کہ کدھر جاؤن کیونکر جان
بچاؤن اسی وجہ سے افراسیاب چمک کر بالائے آسمان نہین جاسکتا اگر قصد کرتا ہی لاچین
کوکب و بلقیس روکتے ہین جانبازی کر رہے ہین ایک مقام پر افراسیاب نے کچھ منہ سے
دھوان چھوڑا مردود کے دھوئین نے صدہا کو نابینا کر دیا اسوقت اسد نے لوح کو چمکا دیا دھوئین رکے
دھوئین اڑ گئے آتش سحر ٹھنڈی ہوئی یہ انکے فرزند ہین جسپر پروردگار نے آتش کو گلزار کیا آتش سحر کو
مانتے ہین خود آتشخو شعلہ مزاج تیغۂ نور افشانی چمکاتے ہوے لوح کو گردش قتال افراسیاب کی کوشش
پلٹ کے افراسیاب نے اسد نامدار کو دیکھا تیغہ کا وار کیا اسد بھی اپنی جان سے بیزار ہو رہا ہے
مردا سیر کا سر پر نہ کھینچا تیغۂ نور افشانی کو آگے کر دیا جھناٹے کی صدا بلند ہوئی اسد غازی نے
الجھا دے سے ہاتھ کو نکالا آواز دی او افراسیاب ہوشیار ہو جا فرد تو ضرب بے ندی ضرب

سن نوش کن ؎ ہمہ شادی از دل فراموش کن ؎ دیگرے در مجنون گذشت نوبت ماست ؎ ہر کرا پنج روز
نوبت اوست ؎ نعرۂ شیرانہ کرکے ہاتھ تیغۂ نور افشانی کا مارا خوف لاچین و بلقیس و کوکب سے افراسیاب
بلند نہو سکا خوف تھا یہ لوگ لپٹ جائینگے غرق زمین بھی نہو سکا چہار سمت سے جلوہ ہے کہین طلسم رنگی زمزمہ
سرائی کہین سحر بہار کی رعنائی کہین رعد کی گرج برق کی چمک سُرخ ہونے سحر سے اندھیرا کیا ایک ایک قدم
بر صدہا سحر ہے اس تردد مین سپر سحر کو اُٹھا دیا لوح کا عکس پڑا تیغۂ نور افشانی چمک کر گرا ابر سحر کے پرزے اُڑ گئے
شب سپر کٹی تیغۂ نور افشانی مثل ہلال شب اول چمکا سپر کو کاٹ کر تیغے نے تاج غرور سر افراسیاب کو
کاٹا سر افسردہ سرد نیم ہوا جسمین نخوت کا مقام تھا اپنے غرور سے ناکام تھا تا جگر گاہ تیغۂ نور افشانی پہونچا
افراسیاب آہ کا نعرہ کرکے گرا اُسوقت کی کیا کیفیت تحریر کرون ایک غبار سیاہ بلند ہوا ہزارہا طائر
نخلستان سے اُڑے طاؤس پرون سے سر پیٹنے لگے صدہا مکان گرے دریا کھولکر خشک ہوئے چشمونکا
پانی آبلا منزلون تک تاثیر قتل افراسیاب پہونچی بعد عرصۂ دراز آواز آئی کشتی ہرا نام من افراسیاب جادو
شہنشاہ طلسم ہوش ربا بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم یہ آواز سنکر حیرت گھبرا گئی
بڑے بڑے بادشاہ جو لڑ رہے تھے دُہائی دیتے ہوئے کوئی لاچین سے ملا کسی نے ملکہ بلقیس کے قدمون
سر رکھا کوئی خورشید روشن رائے سے جا ملا تلاطم تھا دریائے فوج مین تہلکہ تھا ملکہ حیرت چلی کہ مین جا کر
اسد پر گردن یا لاش اپنے شوہر کی اُٹھا دُن چشم سے قلزم غیظ موجزن موئے مشکین کھلے ہوئے دونون
مٹھیون مین ماش کے دانے بھرے ہوئے جدھر جا پڑی ہزارونکو جلا دیا وہ صورت ہیبت ناک غم مین
اپنے شوہر کے چست و چالاک اس زور و شور سے لڑی ہر ایک کو یہی خیال تھا کہ شاید افراسیاب مر کر
زندہ ہو گیا آتش سحر کا برسنا بت پرستون کا واسطے پانی کے ترسنا وہ رنگ ہے کہ قلم دو زبان سے انشا سیاہ
شکستے ہین قرطاس پر حرف مثل طائر نیم بسمل تڑپتے ہین حیرت نے بیچ فوج مین جھک کر ایسے سحر کیے
کہ بہار و باغبان و رعد و برق و برق لامع وغیرہ کو زخمی کیا کئی سو سردار نامی قتل کیے لیکن
ملکہ بلقیس ثانی دام سحر لیے ہوئے بڑے کر و فر سے اُسی مقام پر پہونچین اول سحر کے کچھ طائر اُڑائے
کہ حیرت سحر بھولی مثل تصویر تصور خاموش ہو کر رہ گئی تھی کہ ملکہ بلقیس نے پشت پر سے آکر دام سحر
مین حیرت کو گرفتار کر لیا ساتھ ہزار کنیزان ہمراہی حیرت بھی گرفتار ہوئین استادان سخنور
نے اس داستان حیرت بیان کو اس طور سے تحریر فرمایا ہے ناظرین والا مقام بہ نگاہ غور ملاحظہ فرمائین

مصنف طلسم ہوشربا نے ہم نہین جانتے کیا سوچا تھا افراسیاب کو قتل کرا کے چھوڑ دیا یہ حقیر اذل کونین بے ہنر منشی احمد حسین قمر عرض رسا ہی کہ کیفیت طلسم نور افشان ظاہر ہوئیہ ہنگامہ گرم تھا یعنی اتنے بڑے بادشاہ کا مارا جانا طائر غل مچاتے ہین لاکھون ساحر بھاگی جاتے ہین لاکھون نوجا دریلائی ہوش سبکے پراگندہ ہین کہ کیا کرین کدھر جائین بعض کو مال و اسباب کا خیال بعض کو نقد جان کا ملال افتاب فلک سیر نے جو لاشہ افراسیاب خاک و خون مین غلطان دیکھا اور یہ بھی سکو ثابت ہوا کہ حیرت گرفتار ہو گئی اب تیغ شمشیر صاحبقران سے کسیکا قدم نہین تھم سکتا ہرچند یہ غل مچاتا ہی ارے یارو اپنے مالک کے خون کا بدلا لو بھاگو نہین وقت دارو گیر ہی طلسم کشا کے قتل کی تدبیر ہی ترغیب دیتا ہوا بڑھا اندھیرا تو سب طرف چھایا ہوا ہے ہر خورد و کلان گھبرایا ہوا ہی مگر حریق آتش اشتیاق ہجران دیدہ آفت کشیدہ گرفتار دام رنج و محن ملکہ بران شمشیر زن بعد قتل افراسیاب بحر کرتی ہوئی آسمان سے اتری قریب لشکر ایرج نوجوان پہونچی دل مین جوش محبت ایرج بھرا ہی افتاب فلک سیر کا بھائی مہران جادو حسبت کے سحر کرتا ہوا قریب لشکر ایرج کے آیا انکے ساتھ والون نے تیر اندازی کی مہران کے بہت لوگ مارے مہران سحر کرتا ہوا سامنے ایرج نوجوان کے پہونچا ایرج نے چاہا تلوار کھینچکر اسپر جا پڑے دن اپنے یا ساحری کہکر سحر کیا چند سرداران ایرج گھوڑون سے گرے مہران جادو نے دو چار کو قتل بھی کیا غصہ مین لڑتا ہوا آ ایرج نے دیکھا میرے سردار دیکھو اس ملعون نے مار ا نعرہ کرکے جا پڑنے مہران جلا ہوا تھا اسنے گولا اٹھا کر مارا خون بھی اپنا کاٹ کر پھینکا جہانتک ہوسکا انتہا کا سحر کیا آخر ایرج کا گھوڑا ارکا کرہ بن تسقر کے پاؤن زمین نے تھام لیے اپنے مقام سے ہٹ نہین سکتا مہران تلوار کھینچکر چلا آواز دی یارو ایکے تو طلسم کشا کے کلیجے پر داغ پڑے اسکے عزیز قریب کو قتل کردون عمر بھر یاد کرے یہ کہتا ہوا بڑھا سرداروں نے اپنے کو اسپر گرا دیا جو قریب آیا اسنے ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوئے صیقل آئینہ دار و انجم با ہر خسار و غیرہ نے دور سے دیکھا چلاتے ہین اپنے کو قریب پہونچا ئین اسنے سحر سے اندھیرا کر دیا میدان کو عجایب سحر سے بھر دیا جب یہ چاہتا ہے کہ بین ایرج کا سر کاٹون کوئی سردار اپنا گلا دم شمشیر پر رکھدیتا ہی کوئی نعرہ کرتا ہی کہ او ظالم کیا کرتا ہی فقیر بیشہ جرات پر ہاتھ نہ اٹھانا اس دلیر کے قریب جانا اس حسرت و یاس میں ایرج نوجوان نے جو سر اٹھایا ملکہ بران شمشیر زن سے آنکھ ملی اس بیکسی و بے بسی مین یہ اشعار پڑھے اشعار

ای ضیا خورشید تابان را ز ماہ روی تو ‖ دی مہ عید اسیران گوشہ ابروی تو
دیدہ معنی بصورت کردہ روشن چو شمع ‖

توتیای دیدہ ہر کس گرد خاک کوئے تو
صبح عیش عاشقان چون ماتم شب شد سیاہ
یک جہان دل گشتہ مانند سر یک موی تو

دشت صحرای قیامت کرد شکل نو بہار
تا نہادہ زلف شکین روی خود بر روی تو
با شہیدان غمت کار مسیحا میکند

ریخت از بس خون مردم نرگس جادوی تو
از غم عشق تو یکدل در جہان آزاد نیست
می وزد ہر گہ نسیم صبحدم در کوی تو

اس حسرت سے یہ اشعار ایرج نوجوان نے پڑھے اور ہاتھ اٹھا کر فرمایا لو جان جہان رخصت ہو سلامت
دیدار کے مشتاق تھے روح نہ تڑپے گی قبر روشن شد از وصال تو شبہائے تار ما چو صبح قیامت ست چراغ مزار ما
گاہے ماہے قبر پر ضرور آنا عاشق کی قبر پر فاتحہ پڑھ جانا ثبران کا دل بیقرار ہو گیا تاب نہ باقی رہی یہ بھی دیکھا
کہ اگر دیر کرونگی شاہزادہ قتل ہو جائیگا دونوں پیار کر عرق زمین ہوئی گھوڑے کے برابر شہزادے کے
ہو بجی جوش محبت میں یہ خیال نہ رہا کہ کوئی مجکو دیکھیگا رکاب پر ہاتھ رکھدیا یہ اشعار قدمون پر سر
رکھکر پڑھنے لگی نظم

چون حسن ملاحت تو ہمہ رانمکین ساخت
سودای غم عشق تو خاک بسرم کرد
عشق تو برآورد ز خلوتکدہ عشقم
این خواب کہ شرمندہ ز فیض سحرم کرد
رفتم بمراد دل تدبیر زرفتم
تا ثیر مناجات چنین در بدرم کرد

این درد غم عشق تو خون جگرم کرد
چون نالہ صاحب نظران با اثرم کرد
بیحوصلگی باعث بیماری من شد
در کوچہ و بازار جہان جلوہ گرم کرد
آخر نشد آری جگر تشنہ لبی رفت
زان روز کہ تقدیر مرا ہمسفرم کرد

دین آتش شوقت چو صبا در بدرم کرد
روز یکہ محبت بہ سر داغ جنون داشت
دین دار دے بہ ... نیم سحرم کرد
یک شب بمرادم نرسانید باخبر
این گریہ کہ صد جلوہ غبار نظرم کرد
افتاد مرا راز دل آخر بہ زبان ہا

اس حسرت و یاس سے دونوں نے یہ اشعار پڑھے اور آنکھوں سے
دونوں کی آنسو جاری ہوئے ثبران نے جھپٹ کر انگوٹھی انگلی سے اتار کر ایرج نوجوان کے ہاتھ میں دی
مسکرا کر کہا جب مہران آپکے قریب آئے انگوٹھی دستگیری کریگی کھینچ مارنا خدا آپکو بچائیگا وہ ناری جلجائیگا
آپ تو الگ کھڑی ہو کر دیکھنے لگی ایرج نوجوان نے اس پریشانی میں کہ چند سردار بھی قتل ہو چکے ہیں
آپ خود نوبت بجان وکار دبرا ستخوان تھے اپنے مقدمے میں بہت حیران تھے کبھی ظلم زنگی لڑکھڑا کی
گر کبھی فیلم وعنتر صبارفتار پر آفت آئی کبھی دریائے سحر کا موجہ بلند ہوا کبھی باران سحر ساحران
برسا کبھی نکلے ابر سیاہ کڑکڑاتے ہوئے اٹھے کہ رعد کی گرج برق کی چمک جھومر پڑتے ہوئے
موسم بہار کی کیفیت طائران زمزمہ سرا کی اور صورت کبھی کسی طرف پھول برسے ہوائے سرد چلی
غنچے چٹکے پھول مست ہو کر پھولے شاخ ہائے نخل نے ہاتھ بڑھائے پتوں نے تالیاں بجاکے دیوانہ کیا

کبھی بلبلیں یہ اشعار پڑھتی ہیں نظم
الفت گل کا نتیجہ تھا یہی کیا ای فلک

آج بیٹا بیٹے رہا ہو خوش ہو بلبل ہائے غمین
لوگ کہتے ہیں کہ بلبل کا ہوا قتل ہائے غمین

شاخہائے گل لٹکاتی ہیں رنگ ہائے غمین
جسم سے ہر شخص کے چنگاریاں نکل رہی

ہیں ہڈیاں مثل شمع کافوری جل رہی ہیں انگوٹھی کو ہاتھ میں لیا فوراً قلب کو تسکین دی اضافہ ہوا کہ انگشتری معشوق نے ہاتھوں ہاتھ دستگیری کی روح کو راحت قلب کو قوت ملے اختیار پکار اٹھے ای جانجہان و ای آرام دل مشتاقان ای لیلائے ملک رعنائی و ای سلمائے شہر پرآشوب زیبائی کیونکر دلکو اشتیاق ہو فراق ایسے محبوب کا کسطرح شاق ہو ایسی نعمت کون کسکو دیتا ہی اب تو یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی وارث اورنگ سلطانی بجرأت و شوکت صفوں کو درہم و برہم کرتا ہوا جس صف پر پہونچا ساحر کو قتل کیا اپنے سردار کو بچایا مالدار ساحر بسبب انگشتر ایرج نے قتل کیے ساحروں سے منہ نہیں پھیرا ہزارہا ساحروں نے ہر مقام پر گھیرا شیر صولت مقام پر گھر گیا بڑے بڑے زبردست جادوگروں کو مار لیا پہلوانوں کو للکار لیا انکے سردار بھی جو سحر میں پھنسے ہوئے تھے مہلت پاتے ہی لڑائی میں مصروف ہوئے اب ان شیروں کے منہ کون چڑھے کسکی لیاقت ہی کہ آگے بڑھے قضائے کار اتفاقات روزگار مہران غدار بے مہر ستارہ چشم بڑے زور و شور سے سحر کر رہا تھا ہزارہا بیگناہ اس مرتد کے ہاتھ سے مارے گئے تیغہ بدعت ہاتھ میں خدا جانے کی خوشی نہ مرنے کا الم براے مدد آفتاب فلک سیر آیا ہی یہی چاہتا ہی کہ کوئی ایسا کار نمایاں کرو کہ کسی افسر مسلمانانکو مٹاؤں ہم دونوں بھائی ملکہ سلطنت طلسم ہوش ربا کریں اگر افراسیاب گیا تو حیرت گرفتار ہوئی اب وقت جانبازی و سرفروشی ہی اپنے ساحروں کو ترغیب دیتا ہوا سحر کر رہا ہے ہر ایک سے کہتا ہی بھائیو کانٹے طلسم ہوشربا کے مٹ چکے اب ٹھٹھر کے باغ ہوشربا پر قبضہ کرو تڑسے چین ہو سنگے یہ بھی سمجھ لو کہ مسلمانوں میں کوئی ساحر نہیں ہے فقط صاحب قبال ہیں کچھ جی داری کرو قدم مردی بجاؤ یا سبکو پکڑ لو یا قتل کر ڈالو آج تو بزرگو نکا نام روشن ہو سلطنت ہوشربا ملک و مال جاہ و جلال سب کچھ موجود ہے ہاں یار و وقت جرأت و شوکت ہی غیر ساحروں کی کیا حقیقت ہے تیغہ سحر کھینچے ہوئے ایرج کو تاکتا ہوا جاتا ہی ادھر سے شیر بیشۂ قاسم ملک سخاوت کا حاتم یاد میں اپنے معشوق کی لڑتا ہوا آتا ہی کہ مہران جادو تیغہ کھینچے ہوئے قریب پہونچا چاہتا ہی ٹانگ پکڑ کے ایرج نوجوان کو کھینچ لوں ایرج نے وہ انگشتر کھینچ ماری مہران کا سر پھٹ گیا آہ کا نعرہ کر کے زمین پر گرا آفتاب فلک سیر نے جو آسمان سے یہ معاملہ دیکھا کہ میرا بھائی ہاتھ سے ایرج نوجوان

کے مارا گیا سحر کرتا ہوا فوج ایرج پر آپڑا صیقل آئینہ دار دیوانہ وار وحشی مثال یاد مین اپنے معشوق
محبوب کے بیتاب و بیقرار زبان پر یہ اشعار عبرت آثار جاری ہین نظم

در ناز استغنائی تو ہر روز روز بیشو دگی
مجنون بنظر دارم نہان صد داغ لیلی جگر
ای مرغ خوشخوان کجان مجو داغ دل آسودگی

افسردہ میسازد مرا طرز تغافلہای تو
باشد از آن چشم مرا اشکی بجوی آلودگی
محتفی ز عصیان نامہ ام گردید چون گیسوی سیہ

ای صورت زیبا ہی تو آئینۂ آسودگی
ای بیوفا تا کی توان ورزید فرسودگی
ہر گل کہ بینی در چمن بسر دہان داغ دلی
ای رو سیہ شرمندہ شو دیگر ازین آلودگی

ماہ عالم افروز ایسی معشوقہ آنکھون کے آگے سے اٹھ گئی دیوانہ وار لڑ رہا ہو کون کسکی خبر لے سردار سرداروں سے ساحر
ساحرون سے مصروف جنگ وجدل ہین آفتاب فلک سیر کڑک کڑک کر کرنے لگا جسنے جس مقام پر ہو کا اسکو
زخمی کیا کسیکی کمر مین پنجہ دیکر اٹھا کر پھینکا استخوان چور چور ہوے کسی پر برق بنکر گرا لاشون سے زمین مملو کر دی
ہر مقام پر لڑتا پھرتا پہونچتا ہی سحر کر رہا ہی زمین میدان کارزار کی سحر سے ہلا دی ہنگامہ گیر و دار بلند
دو تین سحر آفتاب فلک سیر نے ایسے کیے کہ لشکر ایرج مین اندھیرا چھا گیا ہر خرد و بزرگ کا قالب تھرا گیا
عین گرمی جنگ مین آفتاب فلک سیر نے ایرج نوجوان پر سحر کیا کہ انکے ہاتھ پاؤن پھر بیکار ہوے
اور یہ بیچارہ تیغ کھینچکر قتل کرنے کو چلا راہ مین کئی ساحرون نے روکا انکو بھی اسنے قتل کیا اب چاہتا ہی کہ
اپنے بھائی کے خون کا بدلا لون کبھی یاد مین اپنے قوت بازو کے چیخین مارتا ہی ہائے برادر جان برابر تجنے تجہ
شباب سے پھل نہ پایا قضا گھیر کر اس مجمع مین لائی ایسے چاہنے والے بھائی کہان ملینگے جاگتی جوت کے خداوند
لقای خود پسند کا دامنگیر ہونگا یہی مشہور ہے جب قدرت بالائے قیطول پہونچین گے صدمات سفر سے مہلت پائینگے
جسقدر بندے انکے انکی محبت مین از باختر تا ہو شربا مارے گئے ہین انکو زندہ کرینگے ای بھائی اس
ہوس مین طبقات زمین ہلا دونگا قدرت کو جسطرح ہو سکیگا تا بہ باختر پہونچاؤنگا سب سے پہلے
تمھین کو زندہ کراؤنگا اگر کچھ عذر کیا گریبان قدرت اور بندے کا ہاتھ ہو بہت ضد کرونگا تیری جدائی
مجھپر شاق ہی دیدۂ دل اس صورت زیبا کا مشتاق ہے ای بھائی برائے سامری و جمشید صدا
تو سناؤ تمھاری جدائی نے بہت پریشان کیا سحر بھولا جاتا ہون دلبر درد داغ ہین فراق محبوب
ساربان زادے نے نہین معلوم میری معشوقہ کو کیا کیا کب ممکن ہی کہ دلکو صبر آئے از روی ستارہ شناسی
کے ثابت ہوا کہ وہ معشوق آفتاب جمال خورشید مثال معشوقۂ عاشق مزاج حسینان جہان کی
سر کا تاج ابھی تک زندہ ہی خانۂ حیات معمور ہے اس سبب سے قلب کو سرور ہی دنیا کی خاک چھانون

عمرو کو گرفتار کرون جب اُسکی جانب بنگی ضرور بتایا بتائیگا اتنوا انتہا کا بیقرار ہون اسی خیال مین مصروف جنگ مگر زندگی سے تنگ اپنا خون کاٹ کے ایک ترنج پڑا فولاد کا گولا بھی جیب سے نکالا قصد ہوا کہ دونون چیزین سحر کی پھینکون کہ ایرج نوجوان جل جاے دل تردد منزل تسکین پاے دوسرے اس سحر کا تیار ہونا باغبان قدرت نے دیکھا وزیر افراسیاب ساحر بھی لاجواب صاحب علم دکمال سرداران صاحبقران کا خیال ٹبرھ کر اپنا سینہ سپر کر دیا بڑے زور مار کر اس ترنج و فولادی گولے کو کاٹا ایسا سحر پڑھا کہ ٹکڑے اُسکی فوج پر گرے کئی ہزار ساحر جل جل کے خاک ہوے تیغہ سحر کھینچکر دوڑا آفتاب فلک سیر گھبرایا چاہا آسمان پر پہونچین کہ برق لامع کڑک کر گری کئی ہزار ساحر جلکے خاک ہوے اُس ظالم نے اپنے کو بہت بہت بچایا لیکن سر خود سر کا زخمی ہوا وہی خون اُسنے اچھالا برق لامع دور جا کر چلی مگر لوندین خون کی گرد ایرج نوجوان کے گرین اس سے یہ تاثیر پیدا ہوئی کہ گرہ بن اشقر کے پاؤن زمین نے تمام لیے ہاتھ بھی لڑنے سے رکا اُسوقت ایرج نوجوان کی حیرانی و پریشانی دو دوسرے ملکہ بران نے دیکھی تاب صبر و جبر باقی نرہی اختر مرداریہ جوڑے سے نکالا آہ کا نعرہ کر کے جا پڑین قریب آفتاب فلک سیر کے پہونچکر اختر مرداریہ کھینچ مارا پہلو پر آفتاب فلک سیر کے پڑا اُسکے مرنے سے صدا مین ہیب آئین انتہا کا ہنگامہ ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من آفتاب فلک سیر بود دو مرتبہ جو ملکہ بران نے دونون جادوگرون کو بتیابی مین سر میدان مارا دونون ساحران پر دست تصفیہ کار ایرج نے جو اُس مصیبت سے رہائی پائی بے اختیار ایرج نے متوجہ ہو کر آواز دی ای شہنشاہ اقلیم خوبی ای سرو حدیقہ محبوبی ای عندلیب خوشنواے گلشن مودت ای رنگ و بوے گل گلدستہ محبت اب تاب صبر و جبر باقی نہین ہے بقول زیب النسا اشعار

کہ نام تو نتوان برد بر زبان گستاخ
بغیر قوت بازوے عشق قدرت نیست
کہ عندلیب نباشد بہ گلرخان گستاخ
تو یوسفی چہ یوسف کہ صد زبان تکسیر
بدر گہ کہ دربان نیست پاسبان گستاخ

طواف کعبہ و بتخانہ از بہر دل کردم
کہ مرغ روح نشیند بر آشیان گستاخ
چہ حکمت است ندانم کہ با سپہر بلند
بہ ناز حسن تو کردند نقد جان گستاخ

بجلوہ نام تو آریم بر زبان گستاخ
درون خانہ نباشد چو میہمان گستاخ
شب وصال نگہدار دیدہ پاس ادب
ستارگان ہمہ محجوب آسمان گستاخ
محال عقل بود عرض حال خود مخفی

ایرج نوجوان نے جو چاہا کہ یہ اشعار پڑھے ملکہ بران شمشیر زن نے انگلی دانت کے نیچے دبائی اشارہ کیا کہ آپ یہ کیا غضب کرتے ہین ایرج نے اشارے کو بران کے نہ مانا

گھوڑے کو بڑھا کر اسی طرف چلے یہ بھی زبان سے نکل گیا کہ ملکۂ عالم اب تاب صبر و جبر باقی نہیں ہے کہ ملکہ بران تو
ہان ہان کرتی رہ گئی شہنشاہ کوکب روشن ضمیر شیرانہ مصروف جنگ تھا بران کو جاتی ہوئے دیکھا ایک
نخل کی آڑ پکڑ کے دیکھنے لگا کہ یہ کہان جاتی ہے پہلے تو کوکب نے یہ دیکھا کہ بران نے انگوٹھا ایرج کو دیکر مہران
کو قتل کرا دیا پھر آفتاب فلک سیر کو خود ملکہ بران نے قتل کیا آنکھوں کے نیچے کوکب کے اندھیرا آ گیا یہ حرکات
و سکنات اشعار عاشقانہ پڑھنا اشارے کنایے ہونا لفظاً لفظاً دیکھا اب کوکب کے قلب کو تاب نہ رہی
جھولی مین ہاتھ ڈالکر ایک پتلی سنہری نکالی اُسکو سامنے کھڑا کر کے دو دانے ماش کے مارے پوچھا سچ بتا یہ کیا
معرکہ ہے اُسنے سر جھکا کر کہا یہ عشق و عاشقی مدت سے ہے اسمین دخل نہ دیجیے ورنہ خرابی ہے طلسم آئینہ مین ملکہ
بران جاکر مائل ہوئی ہے اکثر نامہ و پیام رہے اب ہجران دیدہ و آفت کشیدہ ہین تاب صبر و جبر نہی کیونکر
ممکن تھا کہ ایرج قتل ہو بجز ان دیکھا کرین کوکب نے یہ سنکر پتلی کو ایک طمانچہ مارا اُسکا تو سر اُڑ گیا بہ نگاہ
قہر و غضب طرف لشکر ایرج کے دیکھا اب اُسوقت فتح تو ہو چکی ہے قتل افراسیاب کا ہنگامہ ہے کچھ ساحر
جابجا اُلجھے ہوئے ہین لاشہ افراسیاب کا تڑپ رہا ہے حیرت گرفتار ہوئی مرج و بہار سکتے مین ہے
کوکب نے زانو پر ہاتھ مارا دل سے کہا بڑا غضب ہوا ہے کوکب مین نے بڑے دوست صادق کو قتل کیا
یہ مسلمان بڑے نالائق ہین بہنے تو انکی یہ خاطر کی عمرو کو اپنے گھر مین جگہ دی عمرو کی عیاری کو زور
دیا ہاے افراسیاب کو مین نے کیون قتل کرایا دین قدیم بھی ترک ہوا فائدہ ممکن نہوا اب ان مسلمانون
کے غرور اور بڑھینگے ایسے کلمات حسرت آیات کہکر اپنی چھاتی پر دو تین گھونسے مارے نگاہ اُٹھا کر جو
دیکھا لشکر ایرج مین صیقل آئینہ دار بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہے کسی ساحر و غیر ساحر کو قریب
ایرج نوجوان نہین آنے دیتا جو آیا اُسکو بڑھکر گولا مارا اُسکا سر پھٹ گیا کوکب نے غصے مین گولا اُٹھا کر
جو مارا صیقل آئینہ دار کے سر پر پڑا صیقل بیچارہ اس سے آگاہ نہ تھا سر پھٹ گیا بیقرار ہو کے
گرا اب تو کوکب نے جب گولا اُٹھا کر مارا برق گری دو سو جوان لشکر ایرج کے پامال ہوئے ہاتھ
چمکا دیا انجم ماہ رخسار کا سر اُڑ گیا گولا مار دیا تخت ملکہ شیشہ سنوبر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا دو تین حملے
کوکب نے کیے تھے کئی سو سرداران نامی لاکھ ڈیڑھ لاکھ اہالیان فوج قتل ہوئے خون کے دریا بہ گئے پھر غصے مین
چلا بران شمشیر زن دور سے دیکھ رہی تھین حیران ہوئین کہ یہ کیا ظلم ہے لشکر شہزادہ ایرج
غارت ہوا جاتا ہے چلی کہ جاکر کچھ تدبیر کرون کہ کوکب نے دور سے دیکھا بران شمشیر زن

دیوانہ وار وحشی شمال طرف لشکر ایرج کے جاتی ہو سنہری تیلی سارا حال کہہ گئی غصے مین آکر ایک دوہتڑ مارا
زمین شق ہوئی بران سماگئی کسیکو معلوم نہوا کہ ملکہ بران شمشیر زن پر کیا گذری سب حیران ہین کہ یہ کیا معرکہ ہے اصل
مطلب کو کوئی نہ سمجھا قضائی کار مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو نامدار
ایک جانب سے یہ معرکہ دیکھ رہے تھے قتل مہران کی صورت دیکھی آفتاب فلک سیر بھی انھین کے سامنے مارا گیا
اتنا صرف دھوکا ہوا کہ عمرو نے صاحبقران سے جاکر دو باتین کین اب جو پلٹا یہ قیامت دیکھی کہ لشکر ایرج
پر آگ برس رہی ہے ہزارہا شعلے بھڑک کر گرے ہین کبھی پتھر برستے ہین کبھی تیر گرتے ہین ساحر کوئی لشکر مین
باقی نہ رہا عمرو حیران ہو کہ افراسیاب مارا گیا حیرت جادوگر فتار ہوئی آفتاب و مہران قتل ہو چکے
یہ کیا معرکہ ہے لشکر ایرج پر کیسی قیامت برپا کی اور وہ آفت ہے کہ جس سے بہت دشوار ہے چشم زدن
مین دس دس ہزار بیکار ہوئے برق چمک رہی ہے زمین سے دھوان نکل رہا ہے جسکی وجہ سے ہزارہا نابینا ہو گئے
آگ بھی برس رہی ہے جھونکون نے ہوا کے سیکڑون خیمے تباہ کیے عمرو گھبرایا کہ خدا خیر کرے دیکھتا بھالتا
تو غور دیکھا کہ لشکر ایرج معرض زوال مین ہے دور سے نگاہ اٹھا کر جو دیکھا بخوبی ثابت ہوا کہ
کوکب لشکر ایرج کو مٹا رہا ہے عمرو کے ہوش پراگندہ ہو گئے یقین کامل ہوا کہ آج کچھ رنگ کوکب
نے دیکھ لیا بران کا بھی نشان نہین معلوم ہوتا تھرتھری پانؤن مین عمرو کے رعشہ آگیا قلب تھرا گیا کنارے
آکر رنگ روغن عیاری کا نکالا خورشید روشن رائے وزیر اعظم کوکب بنا اسکی شکل بنکر قریب
کوکب کے آیا دیکھا غصے سے کوکب کا چہرہ گلنار ابروے خمدار پر بل شکل برق چمک رہا ہے لشکر ایرج
کو مٹا رہا ہے عمرو بشکل وزیر قریب آیا بہ ادب تمام سلام کیا کہا اے شہنشاہ خیر تو ہے آپ کس پر بگڑ کر رہے
ہین آپ تو ایرج نوجوان نبیرہ صاحبقران کو بہت عزیز رکھتے تھے آج یہ کیا معرکہ ہے مجھے
مفصل فرمائیے کسی طرح دلدہی کر کے عمرو نے کوکب سے پوچھا کوکب غصے مین بھرا ہوا تھا مثل
بید کانپنے لگا کہا اے وزیر اعظم اے دستور معظم کیا کہون جو کچھ دلپر صدمہ ہے جی چاہتا ہے اپنا گلا کاٹ کر
مر جاؤن بڑے شخص کو مین نے قتل کرایا افراسیاب جادو ایسا شخص مار لیا مین نے بران کو ایرج
سے کلام کرتے دیکھا بران کو تو مین نے خاک مین ملا دیا سب مسلمانون کو ابھی قتل کرتا ہون یہی
دل کو میرے یقین کامل ہے کہ میرے ہاتھ سے کوئی زندہ نہ بچے گا مین نے یہ احسان کیے انکا بدلا یہ ہوا کہ
میری آبروریزی ہوئی اپنے کلیجے پر تو چھری پھیر لی ایرج نوجوان کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا دو حملون مین

سب لشکر تباہ کر دونگا ساحر تو مین نے کوئی ایرج کے لشکر مین باقی نہین چھوڑا اب غیر ساحر رہنگے دیوانہ بنا تا
ہون ایک بحر مین سر ٹکرا کے مر جائینگے اور ای خورشید ایک امر کا مین نے اور خیال کیا کہ مذہب کوئی اچھا نہین ہو
مین نے تو خود پرستی اختیار کی لات پرستی بھی بڑی سامری پرستی کا بھی امتحان ہوا مسلمانونکو بھی دیکھ
لیا مین اپنی صورت کو آپ سجدہ کرونگا اسی کا نام خود پرستی ہی عمرو نے چاہا کچھ کلام کرے دن کوکب بگڑا ہوا جھوڑا
ہی کلمہ منھ سے جاری گولا اٹھایا ہی سحر کرنے پر آمادہ ہی یہ بھی کہتا ہی کہ ای خورشید مین پھر بھر مین لشکر
حمزہ کو غارت کر دونگا مہرخ و بہار کی کیا حقیقت ہی اگر مین طلسم کشا کی شراکت نہ کرتا افراسیاب
قتل نہو سکتا اب اپنے فعل پر انتہا کا نادم ہون کہ مین نے یہ کیا کیا کہ افراسیاب ایسے بادشاہ کو
مار ڈالا اپنا ملک و مال بھی تباہ کرایا خاک لطف حاصل ہوا عمرو کی کیا حقیقت ہی وہ ایک عیار تین روپیہ کا پیادہ
ہی مینے اسکو عیار بنایا ورنہ اُسکی یہ لیاقت تھی کہ افراسیاب سے مقابلہ کرتا مینے ہر مقام پر اُسکی مدد کی
قید سے چھڑایا طلسم نور افشان مین آکر اُسنے یہ مرتبہ پایا ورنہ اُسے کون پوچھتا تھا میرے مقدمے
مین دخل دیگا تو بہت ذلیل ہوگا یہ کہکر کوکب نے چاہا کہ گولا اٹھا کر لشکر ایرج پر مارے عمرو نے کہا
ای شہنشاہ ہونٹھ آپکے خشک ہو رہے ہین کوکب کے منہ سے نکلگیا کہ ای وزیر اعظم غصے مین پیاس
بہت ہوتی ہے کہین سے تھوڑا پانی لاؤ عمرو نے کہا حاضر فوراً کہا دے آکر جام جمیل سے لبریز کیا
دوا ر بیہوشی ملا کر کوکب کے سامنے لایا کوکب غصے مین کانپ رہا ہی پانی لیکر پی لیا پیتے ہی بہرا یا عمرو
نے کوکب کو بسہولیت ہاتھون ہاتھ لیا بیہوشی کی دماغ پر چڑھائی زنبیل مین داخل کیا آپ رنگ
روغن عیاری کا لگا کر بصورت کوکب روشنضمیر تیار ہوا اپنے سردارون کو آواز دی جمشید و بلعود و
خورشید وغیرہ سب قریب آئے مرنے سے افراسیاب کے فتح تو ہو ہی چکی تھی ہزار دو ہزار ساحر جا بجا
اُلجھے ہوے لڑ رہے تھے آنکو بڑھکر مہرخ و بہار نے مار لیا صدا فریاد و الغیاث کی بلند ہے سرکش
تو مارے گئے سپاہی جو باقی رہے اُنھون نے بدل اطاعت قبول کی کوئی لاچین سے کے
قدمون پر گرا کسی کی سفارش مہرخ و بہار نے کی کوئی تا بہ صاحبقران پہونچا ناظرین سمجھ لین
لڑائی کا اختتام ہوا صاحبقران زمان بصد شوکت و شان آکر اسد غامد الدین سے ملے
بدیع الزمان کو گلے لگا کر خوب روے بدیع الزمان نے نور الدہر کو لاکر قدمون پر امیر باتوقیر
کے گرادیا نور الدہر نے حرز ہیکل بطور نذر پیشکش کی تمام کیفیت اُسکی بیان کر دی صاحبقران

زمان نے وجد مین آکر فرمایا قدرت پروردگار ہی میرا دوست صادق محب واثق عمرو عیار کہان ہی محفوظ خدا
ناظرین والا مقام ہو کہ جب ساحر بھاگ گئے لڑائی فتح ہوئی زمردشاہ باختری ایک جانب لڑرہا ہی اُسکے
ساتھ تمام سپاہی باختری مصروف جنگ ہین صاحبقران زمان لڑتے ہوے اُس مقام پر آئے منظور یہ تھا کہ
گرفتار کرون کہ چارجانب سے سرداران تہمتن و جوانان صف شکن نے لقاکو گھیر لیا ہی لقا بدحواس عالم یاس
سواے من چہ تقدیر کردم کے اور کچھ بن نہین پڑتا کبھی بختیارک کو پکارتا ہی اے شیطان من چہ تقدیر کردم
بختیارک کہتا ہی تقدیر پلٹ گئی ایسے بدنصیب ہو کہ تمہارے بدبختے بدبختے افراسیاب ایسا شخص مارا
گیا اب تقدیر گر نہ کیجیے میجاؤ ویران مین چلکر چھپیے یہان کوئی مقام دامن پناہ نہین معلوم ہوتا ہی
بھائی صاحب تمہارے نمرودشاہ شکاکی شہر شکاکیہ مین دعوئی خدائی کرکے بیٹھے ہین مشہور ہی کہ اُنکی
خدائی کا اوج ہی سب انتہا فوج ہی اُس طرف چلیے یہان سے نکلنا دشوار پایا جاتا ہی سرداران حمزہ بڑے
غصے مین لڑرہے ہین تکلیفین بھی اُن لوگون نے بڑی اُٹھائی ہین یا خداوندا ایک ہوس مجھکو رہ گئی کہ
مین زمانہ سلطنت افراسیاب مین نہ ہوتا اتنا بڑا ساحر زبردست کہ جسکے سحر کا کوئی جواب دینے والا
نہ تھا یہین اپنی تدبیر سے لڑوا تا صرف ایک سحر اُسکا مین نے دیکھا کہ زبان ہلانے مین اسم اعظم صاحبقران
بھی بند کر لیا قصر دودمہ بھی اُس مردود نے بنا دیا ابر سحر بھی بن گیا جسدن وہ مٹا ہم سمجھ گئے کہ زوال دولت
افراسیاب ہوا ہمارے بدبختے بدبختے وہ جہنم واصل ہوے ہم آپ حیران ہین کہ کہان جائین اپنے
بھائی صاحب کو پکار دیے لقا نے کہا وہ نمرود مردود ایک بندۂ حقیر ہے اُس بیچارے کے مٹانے کی بھی
تدبیر ہے کبھی اُسکے یہان لیجا لیکر بچاؤنگا تقدیر نو کرکے حمزہ کو مٹاؤنگا بختیارک حیران ہے کہ آج
مجمع سرداران تہمتن سے کیونکر بچینگے عیاران خواجہ عمرو و پہلوانان نامور بہ جرأت و شوکت لڑتے
ہوئے قریب آگئے ہین ہمارے ساتھ والے سینہ سپر نہین کرتے کون قدرت کو بچانے یہ آپس مین ذکر
تھا کہ نعرہ ہوا مین بھرائی آواز آئی نعرۂ صاحبقران

بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام
امیر عرب ضیغم روزگار
یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام
بن کافران از جہان پاک کرد
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

سرداران صاحبقران کو بھی جوش
چلے آتے ہین طریقے سے معلوم ہوتا ہے اس جنگ مغلوبہ کو ایک ہفتے سے زیادہ گذرا اہل اسلام ایک
طور سے لڑرہے ہین اس حال پر ملال مین بھی ہر شخص کا یہی قول ہی جانین مٹائین لقاکو گرفتار کرین

اسد نامدار نے طلسم ہوشربا ایسا طلسم فتح کیا ہم بھی آج اس منافق کو گرفتار کرین آپس مین صلاحین کرتے ہوئے
دم جرأت کا بھرتے ہوے ایک سمت سے صدای نعرہ بادشاہ جمجاہ آئی سات سو تاجدار بصد جاہ و وقار شمشیرزنی
کرتے ہوے چلے آتے ہین اب لقا پریشان ہوا خود دعوی خدائی کرتا ہی دعا کس سے مانگے دل مین نجومی
قائل ہی دل سے کہتا ہی اے بے نیاز جو کچھ ہون مین اپنے کو خوب جانتا ہون تو قوی و توانا ہے ہاتھ سے
ان لوگون کے مجکو بچا لے دل سے یہ باتین کرتا ہی سب کے ستانے کو دم یکتائی کا بھرتا ہی جب دیکھا بالکل ہجوم قریب
آگئے تخت سے کود کر گردن مست پر سوار ہوا ضیغم خون آشام و زنگال خون آشام
وغیرہ لقا کے پاس ہین یہ تابہ جنم ساتھ چھوٹ سکینگے یکایک آسمان پر ایک ابر تیرہ و تار ظاہر ہوا بجلیان چمک کر
زمین پر گرین صدہا سنہرے پنجے گرے یہ جو بیدست و پا ہورہے تھے اپنے حالات مصیبت مآل پر
رو رہے تھے سنہرے پنجون نے دستگیری کی کوئی سو پنجے گرے لقا ضیغم و بختیارک و فرامرز نابکار فرزندان
نوشیروان وغیرہ کو اٹھا لیا پریدین یہ سب چھپ گئے پھر ایک صدای مہیب آئی کہ باشندگان سلیمانی اپنے
بندونکو خداوند خورشید روشن تن نے طلب فرمایا ہی ہر چند کہ لقا مغرور ہے نشہ بادہ نخوت سے جو ہم
قدرت حضرت اسکے حال پر رحم فرمائینگے ملک موروثی اسکو مرحمت ہوگا خبردار اس اقلیم مین آنے کا ارادہ
نہ کرنا ورنہ سزا سے کامل ہوگی یہ آواز دیتا ہوا وہ ابر تیرہ و تار نگاہون سے ہر ایک کی غائب ہوا ملازمان
لقا سمجھ گئے کہ قدرت کو کوئی ساحر لے گیا انھون نے باتون مین دریافت کیا معلوم ہوا سرحد
خورشید نگار مین لقا سے ملاقات ہوگی دامن صحرا کو مثل دامن مادر جانکر کوہ و دشت و بیابان کا راستہ لیا
رات بھر یہی ہنگامہ رہا بوقت سحر ادھر سے صاحبقران ایک جانب سے اسد نوجوان آپس مین آکر ملے
ایک سے ایک بغلگیر ہوا کوکب نقلی بھی ساتھ ساتھ ہین کسیکو اس مقدمے کی خبر نہین ہی ملازمان
کوکب سب یہی جانتے ہین کہ ہمارے شہنشاہ عالیجاہ چلے آتے ہین شہنشاہ لاچین و ملکہ بلقیس ثانی
و ملکہ مہرخ و ملکہ بہار و باغبان وغیرہ نہال بحال مثل گل خندان خوشی سے باغ باغ غم سے فراغ
جب اس لڑائی مین کافر بھاگ گئے صاحبقران زمان نے لندھور سے بلا کے فرمایا ای دارائے ہند
تمام اس ملک مین ساحر موجود ہین زبانی عیارون کی بھی ثابت ہوا کہ شہنشاہ لاچین و ملکہ بلقیس
ثانی و کوکب روشن ضمیر و جملہ سرداران اسد سب ساحران نامی ہین پس بارگاہ سلیمانی کا
استادہ ہونا موقوف رہے کہ اس بارگاہ آسمان جاہ مین ساحر نہین آسکتا بس بارگاہ حشامی و بارگاہ

سلیمان بن طلحا د بارگاہ طہمورس دیو بند و بارگاہ افراسیابی ان سبکو لاکر فوراً استاد کرد شاہزادہ بدیع
وغیرہ نے یہ بارگاہیں استاد کرائیں پانچ چھ بارگاہیں کہ جو نامی و گرامی لشکر میں ہیں ایک ایک کر کے استاد
کرائیں مہتم اسکے لندھور و مالک وغیرہ بارگاہ سلیمانی میں ناموس کے داخل ہونیکا حکم ہوا محافے اُترنے
لگے صاحبقران داخل بارگاہ حشامی ہوے منتظمان لشکر ظفر اثر سرداران نامور لشکروں کو اُتروا رہے ہیں چار پہر
میں انتظام کامل ہوا سب عیاران نامی لشکر میں آوازیں لگا گئے کہ آج شب کو سب صاحب اپنے اپنے مقام
پر آرام فرمائیں سرداروں کی زخم و زیان کیجائیں بوقت سحر بارگاہ حشامی میں دربار عام ہوگا اشتہار چسپان
ہوگئے سارے لشکر میں ڈھنڈھورے پٹے اسد نامدار نے بھی اپنے سرداروں کو زخم و زری کا حکم دیا حضوری
صاحبقران کا وعدہ لے لیا قضائے کار خواجہ عمرو برامیہ نامدار کہ کوکب و شنغمیر نے ہوے ہیں جمشید وغیرہ کو
ساتھ لیکر بارگاہ طلسم نور افشان میں آئے سب کا علاج ہونے لگا ہزارہا ملازم بیہوش ہیں ہر چند کہ اسد
کو اپنے سرداروں کے زخمی ہونے کا بڑا قلق ہی خوف ہی کہ ایسا نہو شدت زخمداری سے ہلاک
ہوں ملازمان پر تاکید ہی کہ جملہ سرداروں کا خیال رکھنا جس شے کی ضرورت ہو خزانہ شاہی سے
اُس شب کو یہی انتظام رہا خواجہ عمرو کو بڑا تردد ہی کہ دیکھیے صبح کو کیا ہو ایرج نامدار کا کہ انکے ساحر
کوکب نے مار ڈالے لشکر بہت تباہ ہوا ایرج نوجوان کو ثابت نہیں ہوا جب لشکر پلٹے یہ بھی صاحبقران
کے ساتھ اپنے عیار طرار شاپور شیر دل سے کہتے ہوئے کہ ای یار وفادار نہیں معلوم ملکہ بران پر
کیا گذری مہران جادو کو میرے ہاتھ سے قتل کرایا آفتاب فلک سیر کو خود مارا کس جرأت
سے لڑی پھر حال نہ معلوم ہوا کہ اُنپر کیا گذری شاپور نے عرض کی اپنے والد ماجد کے ساتھ
صبح کو دربار میں تشریف لائینگی ایرج نے فرمایا اے مہر والا گھر ہم کیا کہیں دلکو تسکین نہیں ہے اور جو لگی
بیقراری بڑھ گئی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آتا ہے خود بخود دل گھبراتا ہے دینا کو اب یہ حال ہی اشعار

بے گل روئے تو نخواہم زندہ جان خویشتن
کردہ ام از زلفِ مشکین پاسبان خویشتن
گر برآید جان ز تن مہرت نمی آید برون
گر برون آرم ز دل راز نہان خویشتن

غیر گل بلبل نخواہد آشیانِ خویشتن
بر رہ لعلم گوئی اجابت را بامید دعا
دادہ ام چون مغز جان در استخوان خویشتن
ہمچو مخفی ہیچکس در عاشقی بازی نیافت

نیست باد صبح را در گلشن حسن تو راہ
ساختم جانا نام تو در زبان خویشتن
اشک چون ریزد ز چشم در کنار آرزو
باختہ در رند اول خانمان خویشتن

شاپور نے عرض کی اے شہریار ہزار ہا تین پہر کی آپ نے کاٹی ایک شب کی جفا اور باقی ہی بجلد تو حالی

جامع المتفرقین کل بچھڑے ہوؤنکو ملائیگا ہندسہ پنج والم خانہ نقش نامرادی سے مٹ جائیگا ایرج نے
فرمایا اے شاپور شیر دل وہ راتین جو گذرین قلب پر یہ سوز وگداز نہ تھا آج تو عجیب کیفیت ہے لاکھ لاکھ دلکو
سمجھاتا ہون نہین سمجھتا پھر کیا تدبیر کرون ذرا اتنا تو دریافت کرو کہ ملکہ بران شمشیر زن اپنے والد نامدار کے ساتھ
گئین شاپور نے کہا حضور جملہ سرداروں کو مین نے دیکھا اب یافت کرنے کی کیا ضرورت ہے بمشکل شاپور سمجھاکر
ایرج کو بارگاہ مین لایا نیلم وفیلم وغیرہ بھی آگئے ایرج نوجوان اپنی بارگاہ مین آگر بیٹھے اخبار نویس نے
پرچہ لاکر پیش کیا کہ بعد ختم لڑائی نہین معلوم یہ بلائے آسمانی کیسی تھی کہ جملہ ساحر حضور کے لشکر کے بہار
گلشن جنان ہوسے چاند کے ٹکڑے یکایک آنکھون سے نہان ہوسے ایرج نامدار صیقل وغیرہ کے
واسطے بہت روے خیر خواہان دولت نے سمجھایا کہ حضور یہ سرداران نامی بڑے صاحب نصیب تھے
اُس جنگ مین اگر لڑتے کہ سالہا سال اس جنگ کا ذکر رہے گا افراسیاب جادو مرتے مرتے ایسا لڑا
کہ طبقے زمین کے ہلا دیے یہ نہ ثابت ہوا کہ آپ کے ساحر کسکے ہاتھ سے مارے گئے ایرج نے فرمایا دریافت کر کے
اپنے سردارونکا بدلا لونگا شاپور وغیرہ نے زخم دوزی کی ایرج اتنے لکے زخمی تھے سردارون نے عرض
کی اب حضور آرام فرمائین کئی شبانہ روز حضور کو جنگ کرتے گذرے ایرج نوجوان نے فرمایا
آرام تو ہمارے واسطے اکسیر ہو گیا چین وآرام کیسا جو تقدیر دکھائیگی وہ دیکھینگے ہمارے دل کو
اطمینان نہین ہے رات بڑھتی جاتی ہے حسرت ویاس کی ترقی ہے اے یاران ہمدم کیا اپنا حال دل
کہون اگر سامنا ہوتا تو اپنے دل کی کیفیت اس طرح کہتا **نظم**

رنگ گلشن مجھے حیرت ہے ہوا ہو کیونکر
ایک ارمان ہے یہ بھی دل پُر ارمان کا
یوں کھلا دے فلک اُلٹتے ہین جگنو کیونکر
کشتۂ چشم کی تربت پہ کبھی آجاؤ
رام ہو جاتے تھے مجنون سے آہو کیونکر
ہم تو عشق اُنکا چھپائینگے مگر دیکھتے ہین
بو چھپتے پھرتے ہین چھپتی ہے کوئی خو کیونکر
عبث اب کشمکش دام رہا کرتی ہے

دیکھو ان سے دزد یدہ ہوتا ہون پہلو کیونکر
نکلے ماتم مین مرے آپکا آنسو کیونکر
جستجو دلکی سکھاتی ہے کہ اس سے یہ کہو
اسکے مشتاق ہین ہم چڑھتے ہین ابرو کیونکر
ساتھ ہی اپنے تغیر مجھے ہو جاتا ہے
الفت غیر کی چھپتی ہے وہان تو کیونکر
حشر کرتا ہے تری نیند کا انداز بنا
اُڑنے دینگے مجھے ٹوٹے ہوئے بازو کیونکر

جلوہ گر تھا ابھی محفل مین چھپا تو کیونکر
ضبط پر بحر مین رہتا نہین قابو کیونکر
کیا اندھیرا ہے کہ آنکھونکو ہے حسرت شب بھر
دیکھین عارض پہ بکھر جاتے ہین گیسو کیونکر
دل وحشی سے محبت تری آنکھونکی
غیر ہر چند کے غیر ہین ہم تو کیونکر
عادت بوسہ نے کھلوائی ہے منہ کی ایسی
نیم خواب آنکھ جگا دیتی ہے جادو کیونکر
دل تو سینے مین نہتا پھر نہین معلوم جلال

بیگیا ڈھونڈھکے وہ ناوک دلجو نکر

یہ اشعار پڑھکر ایرج نوجوان محبت ملکہ بران شمشیر زن یاد کرکے خوب روئے سب انکے رازدار جمع ہین سمجھانے لگے آفتاب تو کوئی محل تردد نہین ہو خدا خواجہ عمرو کو سلامت رکھے وہ بڑی کوشش کرینگے کوئی بات خلاف انکی راے کے کرنا مناسب نہین ہے اب کل صبحکو دربار مین سب حالات کھلینگے سلطنت طلسم ہوشربا لاچین و بلقیس کو تفویض ہوگی شہنشاہ کوکب روشن ضمیر بھی حقدار ہین حضرو صاحبقران زمان نصف طلسم ہوشربا شریک طلسم نور افشان کرینگے اور راے شہریار اگر یہ امر جاری قرار پایا کہ شادی حضور کے ساتھ ملکہ بران شمشیر زن کی ہوئی تو امیر خوشی مین تمام ممالک طلسم ہوشربا کوکب کو دیدینگے دربار ایرج مین یہ صلاحین ہو رہی ہین خواجہ نے یہ رات بارگاہ کوکب مین بسر کی ترٹپ ترٹپ کے سحر کی ناگاہ شہنشاہ ماہ تابان مع فوج ثابت سیارگان اقلیم فلک سے آمادہ سفر ہوکر داخل منزل مغرب ہوا شہنشاہ زرین پوش آفتاب عالمتاب بعد گرد فر تخت فلک زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا فوج ضیاء کی عملداری ہوئی ظلمت شب کافور بیاض سحر نے چہرہ نورانی دکھایا یہان بارگاہ صاحبقران مین سب کی آمد ہے سبکو اسی حال مین چھوڑیے

دو کلمہ داستان شوکت بیان بعد قتل افراسیاب دربار مین صاحبقران زمان کے بیعوت کوکب تشریف لانا خواجہ عمرو کا اور صاحبقران سے حال نزاع کوکب بیان کرنا صاحبقران زمان کا کوکب کو تخت پر جگہ دیکر تقریب کرنا کہ ای برادر ایرج نامدار کو بہ فرزندی قبول کرو اور کوکب روشن ضمیر کا برہم ہوکر طرف اپنے طلسم کے جانا شروع فساد کوکب ایرج سے خلاف مزاج صاحبقران و دیگر حالات متعلق داستان ہذا عاقی نامہ تصنیف

کجائی تو اے ساقی سیمتن
گل باغ خوبی و رشک چمن
بیا اے مہ آسمان کمال
بیا اے خردمند فرخ خصال
بیا قوت روح من جان من
چراغ شبستان ایمان من
بیا سرو بستان عیش و سرور
شہ دلبران ماہوش رشک حور
نہال قدش سرو گلزار من
رخش جوہر نقد بازار من
بیا راحت روح و غمخوار من
بہ پہلوے من جای دلدار من
قمر ساقی مہوش لاجواب
بہ بزم محبت کند اجتناب
زبار فراقش کمان گشتہ ام
مشبک دلم شد زتیر الم
منم قمری سرو گلزار یار
زطوق گلوئیم شدہ اشکار
منم عندلیب گلستان حسن
توئی سرو نوخیز بستان حسن
کنم یاد ہر دم گل روے تو

پریشان کند یاد گیسوے تو
قم داستانِ جلالت بیان
منور کن بزم عشرت فزا
منم شہسوارِ کمیت قلم
منم خازن مخزنِ علم و فن
گہے ذکر معشوق عشوہ طراز
بگیرم ز عشاق صبر و شکیب
گہے جراٰت ایرج نوجوان
کہ او زد بہ رکوکب با خرد

سمنبر سمن بود آرام من
نویسم بصد لطف ای سامعان
منم مست صہبائے جام بیان
منم رستم زال جاہ و حشم
ہمہ قصہ ہائے جلالت نشان
گہے محفل سوز و گہ رنگ ساز
گہے ذکر کوکب جوش و خروش
گہے حال برانِ افسون نشان
بہ تصنیف و تحریر این داستان

بود حلقۂ زلف او دام من
ہمین شاہد دلبر و دلربا
منم ساقی محفل دلستان
منم گوہر بحر شعر و سخن
بآئین دلچسپ کردم بیان
نویسم یکے قصۂ دلفریب
گہے حال عیار قنطورہ پوش
گہے جنگ ناہید با خرد مند
قمر صرف شد خون دل بیگمان

بہرہ بہردان منازل سحر و ساحری و قطع کنندگان مراحل فسونگری اس راہ پرہول کو یون طے کرتے ہین شعر مصنف طرازندۂ داستانِ لطیف ۔ رقم سنجِ این بیانِ لطیف ہو واضح رائے ناظرین والامقام ہو کہ اِس داستان شوکت بیان کی تصنیف و تحریر مین بہت خون جگر کھایا مگر شکر ہے کہ انجام بخیر ہوا نوبت کوکب از خواجہ عمرو بہ تہذیب رتبہ شناسی دیگر داستانہاے رنگین ذکر خدائی خورشید روشن تن کہ بڑا ساحر زبردست ہی علم نیرنج و شعبدے مین ایسا رنگ جمایا تھا انکو بیٹھا بڑے بڑے ساحر آکر اُسکو سجدہ کرتے ہین کیفیت بھی اُسکے دربار کی مفصل عرض کرونگا ایک نیا شعبدہ اُسنے یہ بنایا ہو کہ جن لوگون نے دعوئے خدائی کیا اور ذلیل ہو کر ہاتھ سے صاحبقران کے مارے گئے اب وہ بشکل اصلی دربار مین اُس شعبدہ باز کے موجد ہین ہر مرتبہ کہتے ہین کہ ہمنے یار دو دعویٰ بیجا کیا بعد مرنے کے ہمپر ظاہر ہوا کہ خدائی خداوندا خورشید روشن تن کی بحق ہے جس شخص کا اس دربار مین جاتا ہے مسخر ہو کر اُسکو سجدہ کرنے مین فرق نہین کرتا کیا عجب ہی کہ نقاشنے بھی جا کر سجدہ کیا ہو کل حالات دقت پر تحریر ہونگے عجب داستانہا رنگین و مقامات فصاحت آئین تحریر ہوئے ہین کہ جنکے ملاحظے سے ناظرین سلیم کی طبیعت شگفتہ ہو جائیگی اصل مراد یہ ہی کہ شب بھر لشکر و کمین تیاریان رہین معشوق خوبرو پر صدمہ گذرا ایرج نے بھی وہ رات تڑپ تڑپ کر کاٹی بوقت سحر جملہ رفقا و عیار با وفا کو ساتھ لیکر ایرج نوجوان چلے ایک جانب سے بدیع الزمان و نور الدہر داخل ہوئے اسفند یار پشت پر انکے مستعد سو

سردار و تاجدار مثل مہرخ و بہار و رعد و برق و برق لامع و معمار قدرت و باغبان قدرت وغیرہ
سب سردار ساتھ اسد کے چلے سرداران نامی کو بڑی خوشی ہی کہ اب سبکو عہد سے ملینگے غنچۂ آرزو کھلیگے
سب سے زیادہ ملکہ بہار ملکۂ رہین ہر چند کہ لڑائی فتح ہوئی ملکہ حیرت کے واسطے بُرا تردد تہی اسد نامدار
سے عرض کی کہ حضور کو کنیز کا خیال رہے شوہر اسکا مارا گیا شہنشاہ لاچین کے احکام کا خیال نفرمائیگا
انکو سلطنت کا خیال تھا وہ ملی حیرت کے ساتھ کدکرینگے ہمنے بھی ابتدائے جانبازی کی ہمارے بھی
حقوق سرکار دولت مدار پر ہین اُسکا معاوضہ یہی ہی کہ گستاخی پر حیرت کی تصور نہ فرمایئے گا اسد
غازی نے جواب دیا ای ملکۂ بہار بخدا ہمکو خود خیال ہی افراسیاب کے قتل ہونیکا ملال ہے
ہمین یہ منظور تھا کہ افراسیاب ہماری اطاعت کرے ہم لاچین سے اسکی صفائی کرادین ہی سابق
کے انتظام طلسم ہوشربا مین رہین اپنے غرور مین افراسیاب نے ٹھانا اپنی جان دی تم خود قید خانے
مین جاؤ حیرت کو سمجھا رکھو جب صاحبقران زمان طلب کرین اُنکے سامنے اسلام سے انکار نکرنا اگر
داتا جان نے حکم دیدیا میری کیا مجال ہی کہ مین دخل دیسکون بہار نے دیکھا راہ مین قید خانہ حیرت کا ہے
اسد کے ساتھ سے ٹھہر گئی قید خانے مین جاکر پہونچی دیکھا حیرت جادو ہتھکڑیان بیڑیان پہنے بیٹھی ہے
شوہر کیواسطے رو رہی ہی ملکہ بہار ہمشیرہ صاحبہ کہکر لپٹ گئین ملکہ حیرت نے منھ پھیر لیا کہا بوا بہار
جاؤ دشمن بارغ باغ ہوئے تم سب غم سے فارغ ہوئے ہمارے باغ پُر بہار مین خزان آئی تمھارے گلشن
مین بہار آئی جو کچھ تمھارے خیال مین آئے وہ کرو ہمکو نہ سمجھاؤ جب چھوٹینگے اسد کو قتل کرینگے ورنہ ہم کو
قتل کرین ہر چند بہار نے ملکہ حیرت کو سمجھایا اسنے جواب خلاف دیے بہار سمجھی ابھی شوہر کے مرنے کا
غم ہے دو چار روز کے بعد مزاج درست ہوگا یقین ہی مان جائیگی یہ سوچکر ملکہ بہار قید خانے سے چلی
آئین یہان وہ وقت ہی کہ بادشاہ جمجاہ سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہین صاحبقران زمان و تکل آصفی پر
جملہ سردار تاجدار عیار اپنے اپنے مقام پر بوجہ احسن آکر بیٹھے ہین امیر دمبدم فرماتے ہین کیون ای
جواہر بن عمرو ہمارا یار وفادار کہان ہی کیون میری آنکھون سے نہان ہی جواہر عرض کرتا ہی کیا گذارش
کرون جب اوّل حضور تشریف لائے اُسوقت والد نامدار مصروف جنگ تھے پرچۂ اخبار ہمکو بھی پہونچا
کہ اُسی وقت آفتاب فلک سیر کی زوجہ کی شکل بنکر سحر افراسیاب کو مٹایا لڑائیان ہونے لگین
پھر نہ معلوم ہوا کہان تشریف لیگئے یہ ذکر تھا کہ چوبدارون نے بڑھکر عرض کی کو کبۂ روشنضمیر

در دولت پر آئے ہین چاہتے ہین باریاب ہون صاحبقران زمان نے تاجدارونکو حکم دیا کہ سب صاحب
کوکب روشنضمیر کو استقبال کرکے ہماری بارگاہ مین لائین مالک و لندھور وغیرہ گئے
کوکب روشنضمیر کو استقبال کرکے اندر بارگاہ صاحبقران کے لائے کوکب نے آکر سلام کیا
پایۂ تخت کو بوسہ دینے کے حیلے سے کان مین صاحبقران کے کہا اے شہریار مین نے کوکب کو عیاری
سے پکڑ لیا وہ میری زنبیل مین ہے اب اسکو نکالکر تخت پر بٹھاتا ہون آپ بڑے لطف سے پیش آئیگا
عمرو نے یہ راز بھی امیر با توقیر سے کہدیا کہ ایرج نوجوان مدت سے ملکۂ بہاران شمشیر زن پر مائل ہے
کوکب پر حال عشق کھل گیا اپنی دختر پر اسنے کچھ سحر کیا کہتا تو یہی ہے کہ قتل کر ڈالا آپ کے پوتے
صاحب کا حال ابتر ہے ایسا نہو سر دربار کچھ کلام ہو اسکا خیال رکھیے گا امیر با توقیر کو یہ حال
سُنکر سناٹا آگیا خواجہ سے کہا کہ کوکب نے بڑے کارہاے نمایان کئے بڑے افسوس کی بات ہے اگر وہ نہ قبول
کریگا مین کلام سخت نکرونگا اپنے بیٹے بیٹی کے مقدمے مین ہر ایک کے مان باپ کو اختیار ہے یہ کہکر
صاحبقران خاموش ہو رہے عمرو کو بڑا تردد ہے کہ دیکھیے اس مقدمے مین کیا ہوتا ہے جب سب
دربار جمع ہو چکا جملہ تاجداران جنیل و سرداران جمیل با تجمل ایک سو پچاس سردار صاحبقران
کے آج دربار اس لطف سے آراستہ ہوا اگر جمشید جم ہوتا شمع انجمن محفل کا پروانہ بنتا ایک
جانب اسد نامدار انکے سترہ سو سرداران عالیوقار سب جلسہ آراستہ ہو چکا خواجہ عمرو نے تخت
یاقوتی براے کوکب آراستہ کیا اہالیان طلسم نور افشان و اہالیان طلسم ہوشربا یہی جانتے ہین کہ
شہنشاہ کوکب روشنضمیر انتظام کر رہے ہین خواجہ عمرو نے تخت بچھا کر تمام سامان سحر سپہر
شمشیر تخت پر آراستہ کردیا کوکب کو کوئی مجبوری نرہے اب زنبیل سے کوکب کو نکالا تاج پہنا کر ہوشیار
کیا کوکب نے بیدار ہوکر دربار دیکھا ہوش حواس اُڑ گئے خاموش ہوکر سر جھکا لیا عمرو نے
آگے بڑھکر عرض کی اے برادر بجان برابر میری خطا معاف کرنا تلوار اُٹھا کر ہاتھوں مین کوکب کے دی کہا
اے برادر اُسوقت یہی مناسب تھا کہ تم کو سامنے سے ہٹا لیا کوکب اور زیادہ برہم ہوا کچھ جواب نہ دیا
فرزندان صاحبقران اپنے اپنے مقام پر جلوہ فرما ہین ایرج نوجوان کے پہلو مین انکے والد نامدار
قاسم نوجوان ایک جانب شاہزادہ جہانگیر بن صاحبقران کہ جنے طلسم نور افشان مین جاکر
بڑی بڑی قیامتین برپا کین حقیر کے نزدیک تو یہ مناسب ہے کہ شاہزادہ جہانگیر جب صاحبقران

زمان سے ظاہر ہوا اور ثابت ہو گیا کہ یہ ماہ اوج صاحبقرانی ہی اور صاحبقران بارگاہ سلیمانی مین
لیکر آئے ارشاد فرمایا ای فرزند دلبند ہماری بارگاہ مین صف دست راست و صف دست چپ قرار دیا ہی داہنی
جانب دارا ہے ہند لندہور بن سعدان بھائیون مین تمہارے شہزادہ بدیع الزمان اسی جانب بیٹھے ہین
صف دست چپ مین مالک اژدر صاحب نعرہ دمدمہ غلام نبی حیدر بھائی تمہارے رستم پیلتن علمشاہ
نوجوان بھتیجے تمہارے قاسم عالیشان و شاہزادہ ایرج نوجوان وغیرہ اس جانب جلوہ فرما ہین جو
مقام پسند خاطر ہو اس طرف بیٹھو شاہزادہ جہانگیر نے بخوشی دست چپ مین بیٹھنا قبول کیا بڑی دھوم سے
یہ طلسم نور افشان مین رہ چکے ہین گل حیات کوکب و لوح طلسم نور افشان وغیرہ سب حاصل کر چکے
تھے اکثر معرکے بھی شکست ہو سے ادا اس بیان سے یہ ہی کہ شاہزادہ ایرج کے طرفدار ہین یہ کیفیت جو
سُنی ہی کہ کوکب کو عشق ملکہ بران و شہزادہ ایرج کا ناگوار ہوا برائے خوشنودی ایرج نوجوان و قاسم
و علمشاہ نوجوان ذی گل ہلے زرین پر بیٹھے جھوم رہے ہین کہ اگر کوکب انکار کرے تو اُسکی چھاتی پر
چڑھ بیٹھیں شہزادہ جہانگیر دلاتدبیر کا قول ہی زدہ را می توان زد مین وہی جہانگیر ہون کہ جسکے ہاتھ سے
میدان کو شکست کھا کے بھاگے پھرتے تھے کوکب نے بڑی بڑی کوشش کی ہمارے پیر و مرشد خواجہ عمرو
بن امیہ نامدار سے بڑی بڑی جانبازی کی اتنی بڑی عیاری شہر انجم حصار مین جاکر کی کہ جواب اُسکا عہدہ شبر سے
طلسم مین قدرت سے ہو ادرنہ کار کہ جب خواجہ نے مجکو اور چالاک کو خواجہ سید موے ظلماتی بنکر گرفتار
کیا کوکب سے ذات قیصریہ سے روانہ کر دیا مین نے راہ مین رہائی پائی اصل مین راستہ طلسم
نور افشان کا وہی تھا یعنی مجھ جاکر گل حیات کوکب بھی حاصل کر لیا بڑے بڑے معرکے پڑے کس
کس مقام پر شین رہ سے تیلہ و کعبہ سے جاکر جان بچالی لوح طلسم نور افشان وغیرہ خود حوالے کر دی
ایکی مرتبہ اس سے زیادہ خرابی ہو گی دیکھین کیا جواب دیتے ہین بہتری اُنکی اسی مین ہی کہ فرزند دلبند
ہمارے ایرج نوجوان کو فرزندی مین بدل و جان قبول کرین ورنہ بہت پچھتائینگے قاسم نوجوان بھی
تیغہ بلارک افراسیاب پر ہاتھ رکھے ہوے فرماتے ہین کہ اگر کوکب شادی نہ کرینگے بہت پچھتائینگے
لاکے مال پر نظر کئے ہین علمشاہ نوجوان کو بھی یوستے کا خیال ہی مگر بسبب رعب و داب
صاحبقرانی شب جوانان دست چپ خاموش ہین ورنہ ان سبکو محبت ایرج کے جوش ہین
جب دربار کا سمعہ ہو چکا کوکب روشنضمیر تخت یاقوتی پر جلوہ فرما ہین خواجہ عمرو نے تمام کیفیت

ظاہر کر دی کوکب بد مزاج قبضے پر ہاتھ رکھے ہوئے بیٹھا ہے صاحبقران زمان نے باواز بلند فرمایا اے شہنشاہ لاجین فر ای ملکہ بلقیس ثانی آپ لوگ مستحق سلطنت طلسم ہوشربا ہیں لیکن مقدمہ ملکہ حیرت میں ہمکو بھی حیرت ہے جیسا آپ لوگ فرمائیں اُس طرح کاربند ہوں نام حیرت سنکر ملکہ بہار اسقدر روئیں کہ دامن قمیص گریبان تر ہوگیا رومال سے ہاتھ باندھکر سامنے بادشاہ جمجاہ کے کھڑی ہوئیں عرض کی مقدمے میں اُس کنیز گنہگار کے جس طرح عرض کروں قبول فرمایا جاوے اصل کیفیت یہ ہے کہ افراسیاب جادو بڑے ناز و نعم سے شادی کرکے لایا کل طلسم ہوشربا کا حاکم کر دیا انتظام وغیرہ انتظام کا تمکین کو اختیار رہا کبھی صورت رنج و ملال نہیں دیکھی اٹھارہ سو ملک کے شاہ و شہریار زادیاں آکر حاضر خدمت ہوتی تھیں اُن سب پر حکومت و دولت دیاقت شوہر کا جادو پیار رہا کیا کوئی پوچھنے والا نہیں یایکایک رنج و الم کا آسمان اُسپر پھٹ پڑا ملک قبضے سے نکل گئے شوہر قتل ہوا اب آج کل اسکی بات کا کیا اعتبار ہے شہریار انصاف کریں آئندہ انچہ رائے مولی انہمہ اولی میں بھی خیرخواہ دولت ہوں جو شرف مجکو حاصل ہے سب صاحب بخوبی آگاہ ہیں عرض کرنے کی ضرورت نہیں جو مناسب ہو اُس بدبخت کے بارے میں تجویز کیا جائے اصل تو یہی ہے کہ لائق سوختنی و گردن زدنی ہے بات بھر سمجھانے سے گذرا محبت سامری و جمشید اُسکے دل سے نہیں نکلتی ہے جواب دیتی ہے کہ مجکو صاحبقران قتل کریں کسی طرح مجکو زندگی منظور نہیں ہے ہمارا کسی طرح تصور نہیں ہے بادشاہ جمجاہ نے مسکرا کر فرمایا اے ملکہ بہار تمھاری جملہ عرض معروض قبول ہے ملکہ بہار نے عرض کی حضور انصاف شرط ہے شوہر اسکا ہمہ داں ہمہ گیر سیر میدان مارا گیا سلطنت پر زوال آیا لیکا یک وہ کنیز بکر اطاعت قبول کریگی ابھی دس پانچ دن تامل فرمایا جائے ضرور غاشیہ حکم کو دوش ہوش پر رکھکر مثل کنیزان حلقہ بگوش حاضر خدمت فیضدرجت ہوگی آج حاضری اُسکی دربار میں موقوف رہی بادشاہ نے کہنا ملکہ بہار گلعذار کا قبول کیا ملکہ حیرت جادو کو نہ بلوایا طرف صاحبقران زمان کے بادشاہ جمجاہ متوجہ ہوئے عرض کی جس طرح خواجہ عمرو نے فرمایا ہے جو مناسب وقت ہو اُسکی تدبیر فرمائیے صاحبقران زمان نے ایک آہ کی اور اُس نوجوان کا ہاتھ تھامکے سامنے کوکب روشن ضمیر کے لائے کہا ای برادر ریحان بہار کوکب نامور تمھارے احسان سے ہم عہدہ برآ نہیں ہو سکتے تمنے محبت اسد و خواجہ عمرو میں اپنے ممالک تباہ کئے ہر مقام پر لڑے سینہ سپر ہے

بڑے بڑے سحر کے پڑے شکر ہے پروردگار کا کہ افراسیاب جادو واصل جہنم ہوا ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے
نور نظر پارہ جگر کو بہ فرزندی قبول کرو کوکب یہ کلمہ سنکر نہایت درہم و برہم ہوا بخوف امیر بات تو پھیر کچھ جواب
ندے سکا سر جھکا کر یہ جواب دیا کہ اے شہریار یہ مقدمات شادی و غمی ہیں عزیز و اقارب کی رائے شریک ہوتی ہے
بزرگوں سے پرسش واجب و لازم ہے اب تو میں رخصت ہوتا ہوں بذریعہ تحریر جواب حاضر ہوگا کوکب کو
یہی منظور ہے کہ اس دربار سے بحیلہ نکل جاؤں اگر امیر مجکو روکیں تو ابھی تلوار کھینچوں اسوقت خاص
میں صاحبقران صاحب اسم اعظم و شہنشاہ لاچین وغیرہ ساحران زبردست دربار دُربار میں موجود
ہیں فساد عظیم ہوگا خیال انجام بھی ضرور ہے ربط و ضبط منظور رہے شاید میں اپنے مطلب باطن کو ظاہر کروں
کسی وجہ سے گرفتار ہو جاؤں ساربان زادہ بھی موجود ہے بعد یہاں سے نکل جانے کے جو مزاج میں آئیگا
وہ کرینگے یہ تو بخوبی دل میں ہے کہ خون مسلمانان سے ہاتھ بھرینگے میری دشمنی مثل افراسیاب نہیں
ہے جس امر کا خیال کرونگا فوراً وہی انتظام ہوگا ان لوگوں کے مٹانے میں نام ہوگا ایسی ایسی باتیں
دل سے کہتے کوکب اپنے مقام سے اٹھا صاحبقران و اسد نامدار سے بخلق و مروت رخصت
ہوا بارگاہ صاحبقران سے نکل کر پشت مرکب پر سوار ہوا کل لشکر کو اپنے ساتھ لیا جب لشکر
صاحبقران سے کوکب نکل آیا تب ایک مقام پر اتر پڑا ساتھ والوں سے کہا صاحبو تمنے دیکھا انجام فتح
طلسم ہوشربا کیسا ہوا آج سر دربار صاحبقران نے ہم سے یہ سوال کیا کہ ایرج کو بہ فرزندی قبول کرو
میں نے وہاں جواب دینا مناسب نہ جانا بہ کیفیت تمام نکل آیا اب سب سے لڑونگا معاوضہ خون
افراسیاب لونگا یہی بات سنکے کور رہا یعنی کہ کوکب نے اپنے کلیجے پر چھری پھیری بیٹی کی شادی
فرزند صاحبقران سے قبول نہ کی اصل تو یہ ہے کہ عمرو کو عمرو بنایا اس مرتبہ اعلیٰ پر پہونچایا
جہاں کہیں پکڑا گیا ہم برائے رہائی پہونچے بڑے بڑے اس پاجی پر احسان کیے اگر کوئی کہے
کہ اسنے عشاق سبزہ رنگ کو مارا بہران بدنصیب کو جلایا اسمیں میری بھی مدد شریک تھی
جو بڑی چیز ہے اوراق جمشیدی میں نے بنا کر دیئے تھے ورنہ کبھی عشاق دھوکا نہ کھاتا ساربان
زادے کو ملک عدم میں پہونچاتا بس عشاق کے بھی قاتل ہمیں ٹھہرے اسکی کیا فکر ایسے
نالایق کا کیا ذکر اب سب حال عیاری و مکاری کھل جائیگا یہ باتیں جو کوکب نے کہیں سرداروں نے
کوکب کو غصے میں پایا سوائے بجا و درست کے کوئی کچھ نہ کہہ سکا بلکہ بخوشامد یہ کہا کہ جو حضور نے تجویز کیا ہے

وہی مناسب و انسب ہی بیشک ساربان زادہ بڑا بے ادب ہی لڑائی مین حضور کو پکڑ لیا ہم لوگونکو ذلت ثابت
ہوا ورنہ مزا چکھاتے سرکاٹ کرلاتے آخر کوکب نے ایک خط صاحبقران زمان کو لکھا مضمون یہ تھا کہ اے
شہریار زمین نے سراسر خلاف کیا اپنے ہم مذہب کو قتل کرایا اپنی بیٹی کو آتش قہر و غضب سے پھونک دیا امین
کسیکو کیا دخل ہی اب مجھ سے ایسا سوال نہ کیجیے گا مجھے اپنے ملک و مال کا اختیار ہی اگر میرے طلسم کی
جانب کوئی صاحب رُخ کرینگے تو بہت پچھتائینگے بہت سے فقرات اس طرح کے کوکب نے لکھکر ایک
ساحر کو نامہ دیا کہ یہ ہاتھوں مین صاحبقران کے دینا صاحبقران نہایت عادل و منصف ہین جواب باصواب
دینگے اگر ارادہ لشکر کشی کرین مین سب طرح حاضر ہون مجھے افراسیاب جانین ایک دن مین میدان
برپا کرونگا عمرو کی کیا لیاقت ہی طلسم ہوشربا مین ہم نے بات بنائی میرے ملک کی جانب جو صاحب
آنے کا قصد کرینگے سرکار کے خدمت مین روانہ کرونگا مقام افسوس ہے ہمارے ساتھ آپ
لوگون نے کوئی احسان نہ کیا مین ہمیشہ سے کہتا تھا مجھے ہوس طلسم ہوشربا نہین ہے میرا
طلسم نورافشان کیا کم تھا اب بھی ہفت اقلیم مین میری سلطنت کا جواب دینے والا نہین
ہے اگر لشکر کشی کرونگا گاؤ زمین تھرائے صدائے نعرۂ مایدولت سے رستم کا کلیجہ پھٹ جائے سامنے
میرے زال بیر زال سام کو سرسام زیان حیران و پریشان سہراب بیقرار و بیتاب گرز نگ بحر
دکھاؤن طبقات زمین کو آسمان پر پہونچاؤن اگر علم ستارہ شناسی بیاؤن دوازدہ برج ہفت
کواکب کا حال بتاؤن پس مجھسے مقابلہ کا قصد نہ کیجیے گا ایسے ایسے مہملات فقرات بہت طولانی نامہ لکھا
ایک ساحر کو دیا وہ ساحر نامہ بلشکر صاحبقران مین آیا ذکر دربار تحریر کرنا واجب لازم ہی شہزادہ ایرج
نوجوان کے کلیجے پر چھریان پھر رہی ہین جسوقت سے کوکب روشنضمیر دربار سے نکلگیا ایرج و
قاسم بل کر رہے ہین ایرج نوجوان نے اپنے سردارون سے بلبلا کے کہا دادا جان کے خیال
سے ہم کچھ نہ کہہ سکے ورنہ اس مغرور کو جانے نہ دیتے نہین معلوم ملکہ عالم کے ساتھ کسطرح پیش آیا قاسم
منھ پھیر کر دم بخود رہے ہین اگر حقیقت مین کوکب نے شادی کرنے مین عذر کیا طلسم نورافشان کو درہم و
برہم کر دینگے شہزادہ جہانگیر نے جواب دیا ای نورنظر نہ گھبراؤ مین وہی جہانگیر ہون کہ افراسیاب کی
مدد کو گیا تھا گل حیات کوکب و لوح طلسم نورافشان حاصل کیا کوکب بھاگتا پھرتا تھا ذرا
بھی سرکشی کریگا پھر جا کر لوح طلسمی سے لونگا قبلہ و کعبہ کے خیال سے لوح طلسمی واپس کی اب بدون فتح

واپس نہونگا ایرج نوجوان بھی جھوم رہا ہی قبضۂ شمشیر چوم رہا ہی کہ مردے نے بڑھ کر عرض کی نامہ دار
فرستادہ کوکب در دولت پر حاضر ہی خواجہ عمرو بھی اپنے مقام پر خاموش بیٹھے ہین بڑا تردد یہ ہی کہ دیکھیے کیا ہوتا
ہے صاحبقران نے نامہ دار کو طلب کیا اُسنے آکر نامہ دست حق پرست مین صاحبقران زمان کو دیا
سیف ذوالیدین کو حکم ہوا انھون نے باآواز بلند نامے کو پڑھا صاحبقران نے سُن سُنکر
سر ہلایا ارشاد فرمایا صاحبو یہ بڑے غضب کی بات ہی وہ اپنی بیٹی کی شادی نہین کرتا جبھی اُسنے
اپنے اوپر اختیار کیا اپنے کلیجے پر چھری پھیری اپنی بیٹی کو قتل کیا خواہ قید رکھا ہو کسیکو کیا دخل ہی ہمارے
لشکر سے جو کوئی صاحب طرف کوکب کے جانیکا قصد کرینگے ہمین بہت شاق ہوگا ہم کسی طرح کوکب سے
مقابلہ کرنے پر راضی نہین ہین حقیقت مین وہ ہمارا محسن ہی اسد پر احسان کیا وہ بارِ احسان سب صاحبو پر
پہونچا حقیقت مین وہ اگر شریک نہوتا فتاحی طلسم ہوشربا دشوار تھی مین نے اخبار مین مفصل دیکھا
کہ خواجہ عمرو بلاوجہ اسکے ملک مین گئے اُسنے انکے ناز اٹھائے وزیرون و شاہزادونکو برائے استقبال
بھیجا باغ مرواریدین بڑے دھوم سے دعوت کی بڑے بڑے ایلچی افراسیاب نے بھیجے مراد یہ
تھی کہ عمرو کو ہمین حوالے کردو اُسنے سبکو جواب صاف دیے کہ وہ میرا مہمان عزیز ہی ایسا مہمل سوال
کرنیوالا بدتمیز ہے غرضکہ ہر طرح جواب ہاے سخت دیے مددین ہمراہ کین اپنے سردار افراسیاب
سے لڑوائے اکثر ہاہیان فوج اُسکے قتل بھی ہوئے ہمراہی سے منھ نہین موڑا یہ کہکے طرف خواجہ
متوجہ ہوے کہا کیون خواجہ تمنے مضمون نامۂ کوکب سُنا عمرو نے سر جھکا لیا کہا اے شہریار کیا عرض کرون
ہر گھڑی آسمان نیرنگ کجباز شعبدہ ساز نئے رنگ سے سنگ تفرقہ پھینکتا ہی مین بھی کسطرح نہین
چاہتا کہ کوکب سے فساد ہو مگر دو چار الفاظ اُسنے ایسے لکھے ہین کہ جسکی وجہ سے دل چاہتا ہی
کہ انکی تنبیہ و تہدید بوجہ احسن ہوجاے جیسا کہ حضور موفور السرور نے اول مین ارشاد فرمایا بخدا
بر حق ہی وہ میرا غالب یہ حقیر اُسکا عاشق ہے اس اعزاز و اکرام سے اُسنے مجکو طلسم نورافشان
مین بلایا جو ناز کیا بسر و چشم اٹھایا مین بھی ہر مقدمے مین جان اپنی نثار کرتا رہا جب عشاق سنہ رنگ
نے ملک بران شمشیر زن کو کشتۂ سحر کیا اول حضور کو معلوم ہوگا کہ براے معمار قدرت اسی بیردی
مین گھس پڑا دزیر کو ملک جہاندار شاہ کے مارا اُسکی نانی نے مجکو پکڑ لیا مین قید ہوکر بر سر کوہ
عقیق گلزار سلیمانی سامنے لقا کے پہونچا خدا نے رہا کرایا پھر ہوشربا مین آکر لعبد کرد ز

بشکل ملکہ حیرت بر سر گنبد سحر عشاق کو جا کر دھوکا دیا بعنایت پروردگار اُس سے گر گیا زان ڈپدہ کو
مارا شہنشاہ کوکب کا ہمیشہ یہ قول تھا کہ خواجہ جو تم نے کام کیا عہد بشر سے نہو سکتا آج ایسا مغرور ہوا
کہ مذہب پر بھی طعن کرتا ہے صاف صاف لکھا ہے کہ مذہب لات و منات ناپسند تھا آپ خلاف
تہذیب ہونے سے مذہب اہل اسلام بھی ناپسند ہوا جب صاحبان مذہب اچھے نہیں ہیں تو مذہب
بھی خلاف ہوا صاحبقران نے فرمایا یہ بھی غصہ بیکار ہے مثل مشہور ہے موسیٰ بدین خود عیسیٰ بدین
خود ہدایت کرنا ہمارا کام ہے سخن ناشنوا کا بد انجام ہے ہم کسی مقدمے میں کوکب کے دخل نہیں سے خوب
ہمیں ظاہر ہوا کہ وہ مرد سپاہی ہے صاحب غیرت ہے ایسے کلمات فرما کر صاحبقران نے حکم دیا کہ دریافت
کرو زمرد شاہ باختری کہاں گیا ہمیں اُسکی تلاش ہے جو اُسکو دامن پناہ دیگا ہم وہاں ضرور
جائینگے عمرو نے عرض کی ہرکارے گئے ہوئے ہیں جہاں لقا کا نشان پائینگے مفصل خبر لیکر آئینگے
ہمیشہ سے یہی دستور ہے کہ شاگرد میرے نامیان و تومیان وغیرہ لشکر لقا کے ہمراہ رہتے
ہیں جب لقا بھاگ کر جاتا ہے جو شاہ و شہریار یا پہلوان نامدار یا ساحر غدار اُس بھگوڑے کو دامن
پناہ دیتا ہے یہ لوگ خبریں مفصل دریافت کرکے حاضر خدمت ہوتے ہیں مگر ایکی مرتبہ نیا معاملہ
ہوا کہ نتیجہ طلسم سحر اُس نے [illegible] اُٹھا کر لے گئے وہ جو سیسان تیز رو بہ جستجو سے تمام خبریں مفصل
دریافت کرکے آئینگے جسنے دامن پناہ دیا ہوگا اُسکا نام و نشان بھی دریافت کر لائینگے لیکن احتیاطاً اور بھی
تدبیر کیجاتی ہے یہ کہکر عمرو نے اُسی وقت ہرکاروں کو حکم دیا جلد دریافت کرو کہ لقا کس ملک میں گیا۔
اور کسنے دامن پناہ دیا ہرکارے چلے ایرج نوجوان کو بسبب غصے کے نہیں سوجھتا سرداروں
سے کہہ رہا ہے کہ دادا جان نے کیا خوب فرمایا ہماری معشوق کو اُسنے قتل کیا یا قید کر لیا ہم دخل نہیں
کیا متین ہو کر بیٹھ رہینگے چپکے بھی فرماتے ہیں کہ زور صاحبقرانی دکھاتے ہیں دادا جان بلا وجہ آپے
باہر ہوئے جاتے ہیں ابھی ہاتھ مرد میدان کے تلوار چھین لوں بزرگی خوردی رکھی رہ جائے
مگر جہنم سے ڈرتے ہیں میرے مقابلہ کا مزا ابتک زبان پر ہوگا نشان ضرب دست گرز ابتک موجود ہے
اشقر کے دو دانت ٹوٹے خون کے دریا بہے پھر آخر میں یہی خیال آیا کہ صاحبقران صاحب اسم اعظم
محتسم و محتشم ہیں اپنے کو زیر کرا دیا ابھی جواب صاف دوں تو کیفیت معلوم ہو خیر شکر خدا کہ
خیال تہذیب ہے عمرو ایسا ادیب ہے دل پر ہجوم غم دلانا جہنم کا خیال دل گھبراتا ہے [illegible] کوتاہی ہر [illegible]

جو یہ چُپکے سے کہا مالک نے ہاتھ باندھے کہا اے شہریار برائے خدا خاموش رہیے سرِ دربار کچھ نہ کہیے جو آپکے ذہن میں ہے بسم اللہ وہ کیجیے گا اسوقت کچھ نہ فرمایئے ایرج بیٹھا ہوا بل کر رہا ہے جنبش ابرو خیالِ معشوقہ خونخوار آنکھوں میں آنسو کبھی درد پہلو مالک کے سمجھانے سے خاموش دل میں محبت بران کا جوش اب دربار میں جی نہیں لگتا دل چاہتا ہے اسیوقت فساد برپا کرون لڑتا بھڑتا تا بہ طلسم نور افشان جاؤن کوکب صاحب بیداد کو سزا دون یا اپنا گلا کاٹ کر مرجاؤن دن بھر ایرج نے بہ مشکل بسر کی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوے غصے مین خاصہ بھی نوش نہ کیا حقیقت مین جوان آتشخو شعلہ مزاج شام کو اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا سب سردار جمع ہین شاپور قیرفل نے دست بستہ عرض کی مین حضور کو بہت پریشان پاتا ہون آئینۂ رخسار پر گردِ ملال ہے آخر حضور کو کیا خیال ہے ایرج کی آنکھوں سے اشکِ حسرت جاری ہوے فرمایا اے شاپور مصرع دلے برباد گرفتاری ما پندرہ سال اس خیال مین بسر کیے کہ طلسم ہوشربا فتح ہو پردہ دوئی درمیان سے اُٹھے اب فلک نے یہ سامان دکھایا کہ وہ ظالم جلاد صاحب بیداد کہتا ہے کہ اُس ماہ اوج آسمان حسن و جمال کو قتل کیا ہم اُسے زندہ نہ چھوڑین گے اسی وقت سامان لشکر کشی ہو جسکو دادا جان کا خوف ہو وہ ہمارے ساتھ نہ چلے اپنا تو یہ حال ہے اشعار

دردِ بے درمانِ خود را چارہ ازی میکنم
در حریمِ کعبہ باشد تا نماز من درست
شغل طفلان بر سرِ رہ خاکبازی میکنم

عیدگاہِ محنت و سیار باغ و گلشنم
جامۂ خود را بخونِ دل نمازی میکنم
بیخبرم داغِ فراق مے سفر و تم نقدِ جان

در وفا چون شمع ماہم جانگدازی میکنم
باد جود بے پری ہا شاہبازی میکنم
میکنم ویران بدستِ خود بنائے عمرِ خود
مخفیا وقتِ سفر شد کارسازی میکنم

ایرج نے بیقرار ہوکر جو یہ اشعار پڑھے تمام سرداران نامی تلوارین ٹیک کر اُٹھے عرض کی حضور ہمین صاحبقران سے کیا کام ہے ہم تو حضور کے خدمتگذار ہین جس مقام پر حکم ہو سر کاٹ کر سامنے پیش کرین ایرج نے سر جھکا لیا شاپور بھی قطورہ ہائے زر بفتی سے آراستہ ہوکر سامنے آیا عرض کی بسم اللہ حضور سوار ہون ایرج اُس شب تیرہ و تار مین مع بارہ ہزار سوار چار سو سردار الصمد جاہ و قار تلاش سچوا مین چل نکلے ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا جہاندار شاہ کا بیٹا کہ حاکم بیابان گلرنیم ہے اسنے جو خبر پائی کہ صاحبقران زمان میرے ملک سے قریب آکر فروکش ہوئے ہین اسی وقت کشتیان نذر کی لیکر حاضر خدمت فیضدرجت ہوا صاحبقران نے مشتاق جادو کی بڑی خاطر کی یہ بھی ملحوظ خاطر ناظرین رہے

کہ اب اسد نامدار نے لوح طلسمی خزانے مین داخل کردی لاچین و بلقیس کو برائے انتظام ہوشربا
مین چھوڑا مگر یہ سب سردار بقدمۂ کوکب گوش برآواز ہین کہ دیکھیں انجام کار کیا ہو فساد عظیم کوکب سے
ہوگا اب سب سے زیادہ بہار کو انتشار ہے مہرخ وغیرہ بھی امیر کے ساتھ ہین مشتاق فرزند جہاندار
صاحبقران کو پایان گلریز مین لایا بڑی دھوم سے دعوت کی صاحبقران نے لقا کا حال
پوچھا بڑے بڑے بزرگ واقفکاران اقلیم جو حاضر تھے انھون نے عرض کی ای شہریار ایک بیابان موسوم ہے
خورشید روشن تن کہ اُسکے عجائب و غرائب کے اس اقلیم مین شہرے ہین بیابان سے تابہ خورشید نگار
بعد عظیم ہے اہالیان دربند اُسکی جانب سے راہ مین حکومت کرتے ہین آجتک کوئی اُس اقلیم مین
نہین گیا اسطرف کا قصد حضور نکرین دربند اول ہر جانیکو ہانکام جان عالم ہے پہلے وہی ویکگان فتح و شکست خدا
جانے امیر نے فرمایا اے فرزند جان لقا جائیگا مین اپنے کو پہونچاؤنگا عہد کرچکا ہون مشتاق نے عرض کی
کہ اے شہریار قصور رہا سے معقول جو ہمارے شہر مین تعمیر ہین آنکو ملاحظہ فرمایئے صاحبقران بخاطر
اس جوان کے سیر و شکار مین مصروف ہین کہ ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا مگر کوکب بقہر و غضب آگے
داخل قصر جمشیدی ہوا دربار مین بیٹھکر یہ کلمہ کہا کہ ہمارے سردار سپاہی عزیز دار سب آگاہ ہوجائین کہ جس کسیکا میل
مسلمانون سے ثابت ہوگا گھربار اُسکا ضبط کیا جائیگا اس غصے مین یہ کلمات کوکب نے کہے کہ مجلس و حشم
وغیرہ بھاگ کر جا بجا چھپین بدعت کوکب ہر ایک کو ناگوار ہے ایک مقدمہ در لحوظ خاطر ناظرین ہے کہ
جب کوکب لشکر اسلام سے چلا آیا قصر جمشیدی مین آکر ہرکارے روانہ کیے طائران سحر کو حکم دیا کہ دربار
مین صاحبقران کے جو ذکر ہو لفظاً لفظاً بیان کرو کوئی امر مجھ سے پوشیدہ نرہے اول طائر سحر نے آکر
کہا اے شہنشاہ صاحبقران نے تو انصاف فرمایا تمھارے آتے ہی امیر نے حکم دیدیا کہ جو کوئی قصد طلسم
نور افشان کریگا قتل ہوجائیگا مین دخل ندونگا انتہای لڑائی پڑیگی جب کوکب کو یہ خبر سنی صاحبقران
کی بڑی تعریف کی دوبارہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ سرداران دست چپ بہت بگڑے ہوے ہین
فساد برپا کرین گے کوکب نے کہا مین اُنکی حقیقت نہین سمجھتا یہ ذکر تھا کہ پھر ہرکارے حاضر ہوے عرض کی
کہ اے شہنشاہ ایرج نوجوان آپکے طلسم پر بارادۂ جنگ و جدل آتا ہے تا بہ بیابان لالہ زار پہونچ چکا ہے
یہ سنتے ہی کوکب نے نشے مین شراب کے آواز دی مخمور جہار سر کو بلاؤ سب نے دیکھا ایک جوان ایک سر
انسان کا ایک سر کرگدن ایک سر شیر ایک سر اژدہن زرد رنگ آتش فشان پہ سوار تازیانہ مار آتشین کا

اتھیں پشت پر چالیس ہزار اژدر سوار ہیں کرد فرسے آکر سامنے کوکب کے پہونچا کوکب نے کہا اے مخمور بیابان لالہ زار میں سبزہ صاحبقران آچکا ہے جلد اپنے کو وہاں پہونچاؤ اژدرون سے انکے ساتھ والوں کو کھلوا لو خبردار کوئی زندہ باقی نرہے یہ سُنتے ہی مخمور جہار سر بصد کر و فر سمت بیابان لالہ زار پہونچا مگر وہ حریق آتش اشتیاق وغریق لجۂ فراق اسیر طرۂ گیسو و ذبیح خنجر ابرو مبتلائے زندان مصیبت آوارۂ دشت مودت مجنون نجد خارستان بے بسی فراق محبوب میں بیقرار قصد ہے کہ طلسم نور افشان پر جا پڑوں بڑی خرابی یہ ہے کہ کوئی مونس و ہمدم ہمراہ نہیں رسم و راہ سے یہاں کے آگاہ نہیں سیدھا راستہ کون بتائے گریان و نالان رہ نوردی کرتے ہوئے ٹھنڈی سانسیں بھرتے ہوئے ایک صحرائے سبزہ زار میں گذر ہوا بہار صحرا دیکھ کر دل بھر آیا قلب تھرایا یہ اشعار برنج و مصیبت پڑھا

ہو کر پڑھے نظم

وہ گل ہوں جیب میں آتی ہے جس سے بو تیری	جہاں سے کھو گئی آنکھ تو جستجو تیری	کہیں کا دل کو نہ رکھے گی آرزو تیری
کمال مجھ سے ہوئی مجھوب آرزو تیری	وہ خار الجھے ہیں دامن سے بھی جیب تیری	تمام ہوا جو نکلی بھی وصل میں دل کی
تلاش یار میں مرگ بھی گئی ہے جلالی	کمال خشک تھا ئیغ یار حلق اپنا	دعا میں ہر کے بچا لی ہے آبرو تیری
	بھٹکتی پھرتی ہے ابتک کو بکو تیری	

کلام میں ایرج کے وہ سوز و گداز تھا جو سامنے انکھوں کے موجود ہو ہر کسی کو یہی افسوس رہتا ہے کہ ہمارا آقا جفائے فراق سہتا ہے ایسا نہو دشمنوں کی تالب سے روح نکل جائے ای شہریار ضبط فرمایئے ایرج کچھ جواب نہیں دیتے قبضۂ تیغہ دودم سکندری کے اوپر ہاتھ ہے قصد ہے کہ پر پرواز پیدا کر کے دن قصر میں کوکب کے اپنے کو پہونچاؤں اس قیدی زندان مصیبت کو کیونکر چھڑاؤں شاپور سمجھاتا ہے کہ اے شہریار نہ گھبرایئے انشاء اللہ گوہر مدعا حاصل ہوگا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی آگے آگے ایک جوان اژدر سوار پشت پر بھی اسی صورت کی بارہ سو سواران غدار قلابہ آتشیں چھوڑتے ہوئے اسی جانب آتے ہیں نعرہ ہوا ہوشیار باش ای ونبیرۂ حمزہ غضب کیا سرحد کوکب روشنضمیر میں چلا آیا اب یہاں سے زندہ بچکر جانا دشوار ہے ایرج نوجوان نے گھوڑا بڑھایا تمام سرداران نامی نے قبضے پر ہاتھ رکھا مخمور جہار سر سمجھا تھا یہ لوگ ساحر ہونگے اژدران آتش فشان کو اشارہ کیا کچھ سحر بھی کر دیا جو سردار آگے بڑھا اژدہا اُسکو نگل گیا تھوڑے ہی عرصے میں سب سرداروں کو اژدھے نگل گئے جس اژدھے پر مخمور جہار سر سوار ہے اس اژدھے کو اسنے اشارہ کیا جب ایرج کی جانب بڑھتا ہے ملکۂ بُران شمشیر زن کی دی ہوئی انگوٹھی ایرج کے

پاس موجود ہی وہ جو چکی اژدر نے منھ پھیرا محمور جہار سر نے پھر سحر کیا غم مین اپنے ہزارون کی
ایرج نوجوان کی آنکھون مین اندھیرا آگیا دم بھر مین سردار غائب ہوگئے تلوار کھینچ کر گھوڑے سے کود پڑا
محمور جہار سر نے سحر سے اژدر بنا کر پھینکا ایرج نے اُس اژدہے کو چیر کر پھینک دیا محمور جہار سر کئی سحر جیسے
سبب انگوٹھی کے تاثیر نہوئی لیکن یہ حرز بردست ہی ایرج کو بڑھنے نہین دیتا کبھی اژدر بنا کر سامنے
پھینکتا ہی کبھی شیر بنایا کبھی ذنیل بجائی جنگل سے فیل آیا ایرج پر حملے کرنے لگا ایرج نے کسی کی گردن
مروڑی کسی کو چیر کر پھینک دیا جب کئی جانور مارے محمور جہار سر گھبرایا چاہتا ہی پرواز پیدا کر کے
چلا جاؤن غیرت بھی دامنگیر ہے شہنشاہ کوکب روشنضمیر سے وعدہ کرکے آیا ہو کہ مین سب کو گرفتار
کرکے لاؤنگا صرف انگوٹھی ایرج کے پاس ہی کہ جسپر سحر تاثیر نہین کرتا اب محمور نے قصد کیا کہ مین سحر سے
دریافت کرون کیا سبب ہی جو اس جوان پر سحر تاثیر نہین کرتا بارہ سو جوانون کو اژدہے نگل گئے سب اسکے
اتبک محفوظ ہو دس پانچ شیر و کرگدن سحر کے بنا کر ایرج نوجوان کے سامنے پھینک دیئے کہ یہ
جوان اپنے مقابلے مین مصروف رہے مین کنارے جا کر دریافت کرون یہی اسنے کیا ایرج تو اُن
جانورون سے لڑنے لگا جسپر عکس انگشتر ڈال دیا وہ جل گیا کسی کو چیر کر پھینک دیا کسی پر ہاتھ تلوار کا مارا محمور جہار سر
گوشے مین تلجس اژدہے پر سوار تھا اُس سے اُتر مٹی کی آواز دی کیا سبب ہے کہ سحر بھائی تاثیر نہین کرتا اُسکے
منہ سے یہی نکلا کہ معشوقہ نے تحفہ دیدیا ہی وہی دستگیری کر رہا ہی جب انگشتر قبضے سے نکل جائے تب
سحر کی تاثیر ہو محمور جہار سر خاموش ہوا ایرج نوجوان اُن شیر و کرگدن کو مار کر حیران کھڑا تھا کہ اب کیا
کرون وہ جادوگر سامنے سے چلا گیا ہی آکر پھر سحر کریگا جس نخل کے سائے مین کھڑے تھے اُسکی
بیچ سے ایک جادوگرنی مگر نہایت حسین لرزان و ترسان گھبرائی ہوئی پیدا ہوئی پکار کر آواز دی ای شہریار
ای نبیرہ صاحبقران عالی وقار یہ پرچہ کاغذ کا حاضر ہے اسکو پڑھکر بہت جلد کام کیجیے محمور جہار سر
انگوٹھی لینے کو سحر تیار کر رہا ہی بندگان عالی کو بہت ستائیگا ایرج نے پلٹ کر دیکھا وہ نازنین تو پھر غرق
زمین ہوگئی پرچہ کاغذ کا پایا اسکو اُٹھا کر پڑھا تحریر تھا اے شہریار غلام مدت سے حضور کی غلامی
کا مشتاق تھا اس کاغذ کے ساتھ ایک مروارید بے بہا بھی حاضر ہے جس وقت محمور جہار سر
صحرا سے سحر تیار کرکے آئے بندگان عالی کا قصد کرے یہ موتی سر اصلی جانستان کا ہی اُس کی طرف
پھینک مارئیے گا قدرت پروردگار ملاحظہ فرمائیے گا ایرج نوجوان نے وہ موتی اور کاغذ قبضے مین کیا یہ تو

مطمئن ہو کر کھڑے ہیں مخمور چہار سر یوسے دریافت کرکے چلا کہ اب انگوٹھی چھین لونگا نجبہ ہار اقابض ہونگا کچھ اور سحر تیار کرتا ہوا سامنے ایرج کے آکر پہونچا قصد کیا ماش کے دانے اٹھا کر پھینکوں ایرج نوجوان نے وہی مرواریدبے بہا کہ جو غیب سے ممکن ہوا اٹھا کر سر مخمور چہار سر پر کھینچ مارا مخمور چہار سر نے ایک چیخ ماری کہ او ظالم یہ فعل تجکو کسنے تعلیم کیا فوراً شعلہ بھڑک کر گرا سر بھی پھٹ گیا لاشہ جلنے لگا اسی کے جسم سے شعلہ ہائے آتش نکلے جلہ اژدر سوار جلکر خاک ہوئے آواز آئی کشتی مرا نام من مخمور چہار سر بود سب اژدر سوار جل گئے ہمراہیان ایرج کو ہوش آیا شاپور شیر دل بھی بیہوش پڑا تھا پوچھا اے شہریار کیونکر جانبری ہوئی ایرج نے کہا اے شاپور کچھ عقل کام نہین کرتی معین و مددگار حقیقی نے فضل اپنا شریک حال کیا جس نخل کے نیچے ایرج کھڑے تھے جب اژدر سوار جلے اور مخمور چہار سر کا سر پھٹا نخل گرا ایک مختصر سا قصر ظاہر ہوا وہی نازنین جسنے مروارید و کا غذ ایرج کو دیا تھا دیکھا دروازہ پر اُس قصر کے کھڑی رو رہی ہے ایرج نوجوان نے فرمایا کیون ای نازنین باعث گریہ کیا ہے وہ نازنین دوڑ کر قدمون سے لپٹ گئی عرض کی اس لونڈی کو مروارید جادو کہتے ہین باپ میرا اخضر جادو کہ نابینا اس مکان میں قید ہے کوکب نے آنکھون میں اُس بزرگ کے نیل کی سلائیان پھروادین اس مخمور چہار سر کی نگہبانی میں قید ہے اس قفل کو توڑ کر حضور اپنے غلام کو رہا کرین جگر مخمور کی دھونی دیجائے تو غلام آپکا بینا ہو ایرج نے قفل توڑا دروازہ کھولا دیکھا حقیقت میں ایک مرد بزرگ بحال ابتر نابینا سر جھکائے مسلسل و مطوق بیٹھا ہے جیسے ہی دروازہ کھلا آواز دی کیا آقائے نامدار ایرج نوجوان آپہونچے اُٹھ کر قدمون سے لپٹ گیا ایرج نے شاپور کو حکم دیا جگر مخمور لاکر جلایا اُسکی دھونی سے اخضر کی آنکھیں روشن ہوئین عرض کی اے شہریار سابق میں لوح میرے پاس تھی کوکب کو بدگمانی ہوئی بلا وجہ میری آنکھون میں سلائیان پھروادین اب مین حضور کو مقام لوح تک لیجاؤنگا بینا ہوتے ہی ملک اخضر نے اپنی دختر مروارید سے کہا ای نور نظر جلد فوج ساحرون کی آراستہ کرو بتعجیل تمام شاہزادے کو لے نکلو جسوقت کوکب کو دریافت ہوگا اسکا انتظام ضرور کریگا خدا اپنا فضل شریک حال کرے دریائے ابلق سے حضور اُتر جائین تو پھر غلام رہبری کرکے مقامات معقول پر پہونچا ئے مروارید جادو فوج ساحران لینے گئی ملک اخضر نے اُسی قصر مین ایرج نوجوان کو فرو کش کیا گرد سرداران نامدار آکر بیٹھے شب بھر سامان دعوت مہیا رہا بوقت سحر

مروارید جادو مع ساٹھ ہزار فوج ساحران آکر پہونچی سکو لاکر قدموںپر گرواد یا ایرج نے دیکھا سب
طرح کا سامان سفر تیار ہی بارگاہیں خیمے مع ملازمان کارگذار کے حاضر ہین دوسرے دن ایرج
نوجوان نے بہدایت ملک اخضر و مروارید جادو طرف دریاے ابلق کے کوچ کیا قطع منازل
وطے مراحل کرتے ہوے جاتے ہین مگر حال ایرج نوجوان کا بہت ہی بلطف ہی راتین تڑپ تڑپ کے
گذرتی ہین دن پہاڑ ہو جاتا ہی شاپور و مروارید و اخضر ہر وقت خدمت مین حاضر ہین اخضر
سمجھاتا ہی کہ اے شہریار کوکب نے جھوٹھ کہا ملکہ کو قتل نہین کر سکتا کہین قید کیا ہے انشاءاللہ
نشان مل جائیگا غلام حضور کو تا بہ قصر جمشیدی پہونچاے گا ہر منزل پر اخضر سمجھاتا ہوا ساتھ
ایرج نوجوان کے بہ خیر خواہی حاضر ہی پانچ منزلین طے کی تھین کہ سامنے سے ایک دریاے
تھار سواج نظر آیا کہ جسمین ہزارہا نہنگ و گھڑیال تشادری کر رہے ہین موجہ بلند کنارہ معلوم
نہین ہوتا ہی جیسے ہی ایرج قریب پہونچے موجہ دریاے تھار بلند ہوا لشکر پر آکے گرا لشکر ایرج
تباہ ہونے لگا مچھلیان دریاے تھار سے پیدا ہوئین صدہا کو نگل گئین صدہا کو جلا دیا ہنگامہ
برپا ہی کہ اخضر جادو جھپٹ کر قریب ایرج نوجوان آیا عرض کی حضور آپ اپنے زمانے کے
صاحبقران ہین یہ پرچہ کاغذ کا ملاحظہ فرمائیے شاید کوئی صورت نجات کی ظاہر ہو یہ کہکر خاموش
ہوے کاغذ شاہزادے کے ہاتھ مین دیا ایرج نے ملاحظہ کیا اسمین مرقوم ہی کہ اے شیر بیشہ
صاحبقرانی اے گوہر آبدار بحر جرأت لاثانی اپنے کو بہت جلد بالاے کوہ پہونچائیے ماہیان کلان
دریاے ظاہر ہو کر لشکر کو تباہ کرینگی خیال کر کے ملاحظہ فرمائیے ایک ساحرہ ماہی اسکا نام ہی نگہبان
دریاے ابلق وہی ایک مچھلی پر سوار ہو کر سحر کریگی اسپر گر تیر مارا ماہیان سحر کو قتل کیا اگر تیر نے
خطا کی تیر پلٹ کر سینے پر پڑیگا کوئی صورت رہائی نہین ہی ایرج نے اخضر سے تمام کیفیت بیان کی
اخضر نے پلٹ کر مروارید جادو سے کہا اے نور نظر اپنے کو بالاے آسمان پہونچا و ستارہ بنکر تجکو مین سحر
کرتا ہون شاہزادہ بھی قدر انداز بے بدل ہی کیا عجب ہی کہ ہم تم سب ملکر ماہی سحر کی ماہیت کو پہونچین
ایرج نوجوان فوراً پشت مرکب سے کود کر بر سر کوہ تشریف لاے اخضر نے بھی ماش کے دانے
پڑھ پڑھ کے دریاے ابلق مین پھینکے مروارید جادو بعد جوش و خروش چمک کر وسط آسمان پر آئی
وہان سے سحر کرنے لگی ایرج نے جو کاغذ مین اسم لکھا ہوا تھا پڑھ پڑھ کر دستک دی یا تو دریا سے

ساحر ظاہر ہوتے تھے کہ یکایک وسط میں سے دریا شق ہوا دیکھا ایک ساحرہ بشکل مہیب ایک ماہی
سیاہ پر سوار بال سر کے کھلے ہوئے پانی میں اسطرح لہراتے ہیں گویا چشمے میں ماران سیاہ شناوری
کر رہے ہیں جیسے ہی اس ساحرہ کو ایرج نوجوان نے دیکھا مشتاق تواسے امر کے ہوئے کہ تعجیل اسکو
قتل کرون مگر ماہی سحر برق جہندہ ہے کبھی غوطہ مار کر غرق ہوئی کبھی پردے میں موجۂ دریا کے ظاہر
ہوئی ہر مرتبہ ایرج قصد کرتے ہیں کہ یہ ظاہر ہو تو میں تیر مارون ماہی سحر نے لشکر ایرج میں تلاطم
ڈال دیا جسپر منھ سے حباب چھوڑ دیا وہ حباب لب دریا تھا کسی پر کڑک کر گری اُس کے دو
ٹکڑے ہوئے ساتھ اُس کے چند مچھلیان اس طرح پر ساتھ ہین مثل ماہیان بے آب تڑپ رہی ہین
کہ جن پر قبضہ ہونا دشوار ایرج نے بیقرار ہو کر دعا کی اخضر و مرواریدنے بھی سحر کیا ملک اخضر نے
جسم کا اپنے خون کاٹ کاٹ کر پھینکا تب ماہی سیاہ رنگ دریا میں قائم ہوئی ایرج نے بخوبی
دیکھا مرواریدنے بھی آسمان سے آواز دی ای شہریار اتنی مہلت کو غنیمت جانئے ابکی جو غائب
ہو گی تو ظاہر ہونا دشوار ہو گا ایرج نے دیکھا حقیقت میں ماہیان سحر ماہی سیاہ پر سوار دریا میں
شناوری کر رہی ہے بہ تعجیل تمام کمان کیانی دوش سے اتاری تین بھال کا تیر بجر کمان میں پیوست
کیا سینۂ پر کینہ اُس ملعونہ کا تاکا پرچے میں اسم بھی لکھا تھا وہ بھی پڑھا برکت سے اسم کے تیر جا کر
سینہ پر کینہ پر ماہی سحر کے پار انشت کو توڑ کر پار گذرا اخضر نے بھی آسمان سے خوب سحر کیے آگ برسنے
لگی دریا میں تلاطم ہوا نہنگان خون آشام کے ہوش گم کنارے کنارے کنوئیں پیدا ہوئے دریا غائب
ہونے لگا بعد عرصۂ دراز ایرج نوجوان نے دیکھا دریا غائب ہوا اخضر سحر کرتا ہوا قریب شاہزادے کے
آیا آ کر مبارکباد دی کہا ای شہریار خدا نے فضل بنا شریک کیا ماہیان سحر قتل ہوئی اب حضور
جلد نکل چلیں کو کب کو خبر پہونچتے ہی غضب ہو جائیگا خود بھی ساحر زبردست ہے وہیں سے بیٹھے بیٹھے
انتظام کر سکتا ہے لوح حضور کو دستیاب ہو تب قلب ناصبور کو تسکین حاصل ہو ملکہ مرواریدجادو
بھی طاؤس زرین بال پر سوار طاؤس اڑاتی ہوئی قریب آئی آ کر قدمونکو بوسہ دیا کہا بیشک
آپ صاحب اقبال ہین بارہ ہزار سوار کا لشکر ایرج کا ساٹھ ہزار ہمراہیان اخضر و مروارید
ان سبکو یہ کیفیت تمام آراستہ کیا علمہای زر نگاری کے پھریرے کھلے نوبت نقارے بجاتے ہوئے
چلے دس کوس کا راستہ طے کیا تھا دیکھا ایک کوہ فلک شکوہ قریب اُس پہاڑ کے صدہا فیلان مست

جھوم رہے ہین جیسے ہی لشکر ایرج ظاہر ہوا وہ فیل سو نڈین اُٹھا کے لشکر ایرج پر آکر گرے صدہا کو روند ڈالا ہر کس و ناکس کو پامال کیا ایرج نوجوان گھبرایا تلوار کھینچکر لشکر فیلان مست پر جا پڑا جسکے ہاتھ مارا اُس کے دو ٹکڑے کیے اسطرح شاہزادہ لڑتا بھرتا اُن فیلان جنگی سے جاتا ہوا ہا یہان لشکر ہزار دون پامال ہوے ایرج نے صف فیلان مین تہلکہ ڈال دیا اخضر و مروارید تڑپ تڑپ کر سحر کر رہے ہین برقین گرتی ہین جسپر برق گری ہاتھی کے دو ٹکڑے کیے جسوقت لاشہ فیل زمین پر گرا ایک کے دو بن جاتے ہین لشکر ایرج کو اور زیادہ پامال کرنے مین مصروف ہین ایرج نوجوان نے بیقرار ہو کر دعا کی مروارید بھی رونے لگی کہتی ہے اے شہریار پروردگار آپ کو مظفر و منصور کرے اب اگر کوکب ہمکو پائیگا یقین ہے قتل کریگا بلا وجہ دشمن ہوا تھا اب تو باعث شراکت بھی ظاہر ہوا پروردگار جلد مدد کرے یہ بھی سب لوگ دیکھ رہے ہین کہ بیچ مین اُن فیلان جنگی کے ایک فیل کلان منھ سے شعلہ ہاے آتش چھوڑتا ہوا آتا ہے اسپر کسیکا سحر تاثیر نہین کرتا اخضر نے بھی خوب خوب گولے اُسپر مارے مروارید نے بھی برقین چمکائین شعبدہ بازیان سحر کی دکھائین کسی سحر نے جا کر اُسپر تاثیر نہ کی لشکر ایرج مین صداے فریاد و الامان بلند ہوئی ایرج نے بھی بیتاب ہو کر ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیے پکار اُٹھا اے خالق بے نیاز اے مالک کارساز دشمنون کے ہاتھ سے بچاے نہین معلوم اُس دست و پا شکستہ پر کیا گذری ہوگی کیونکر وہان تک پہونچون قید خانے مین کیسی گھبراتی ہو گی مقامات سحر کی حری و کوچہ سحر سے نابلد ہین تو مدد کرے تو سب آسان ہے تیری ذات پر تکیہ کر کے نکل آیا ہون نظم

ناامید و یاس را بچیدہ با ہم دیدہ ایم — صبح شادی را طلوع از شام ماتم دیدہ ایم
نیست دل آزردہ گر شد طالع ما ششدری — نقش ہر دو طاس را در چہرہ ہم دیدہ ایم
سبزۂ ما کے شود سیراب کے گردد بلند — تا کہ در باغ ہوس از اشک شبنم دیدہ ایم
وا بروے خندہ مثل غنچہ و گل بستہ ایم — اشک حسرت تا روان بر روی آدم دیدہ ایم
دست و پا بیہودہ ای دل بہر آسایش مزن — کین مطالب را برون از دور عالم دیدہ ایم
کے در آید در نظر مخفی لباس عافیت — تا کہ نقش بوریا را مسند جم دیدہ ایم

کبھی شاہزادہ پکارتا ہے اے رحیم اے کریم بندگان خدا کو آفت سحر سے بچا لے۔ قطعہ

تو آن رفیع مکانی کہ ساکنان فلک	بر آستان تو دارند میل دربانی
چہ احتیاج بہ پیش تو حال دل گفتن	کہ حال خستہ دلان را تو خوب می دانی

بلک کر جو ایرج نوجوان نے دعا کی مردارید و اخضر بھی تڑپے ساتھ والون کو فتح سے یاس ہوئی دل کو اپنے پیدا کرنے والے سے رجوع کیا یقین کامل ہوا ان جانوران صحرائی پر فتح پانا دشوار ہے ظاہر مین صدہا قتل ہوئے لاشہ کسی کا زمین پر نہ پایا اس شعبدے کو بھی دیکھ کر سب گھبرائے کہ صدہا ہاتھی قتل کیے ایک کا بھی لاشہ نہین معلوم ہوتا اس عجائب و غرائب کو بھی دیکھا اخضر روتا ہوا قریب آیا عرض کی اے شہریار ان فیلان صحرائی کا افسر کوہان فیل سر جادو ہے آج تک انھون نے کبھی کسی سے شکست نہین کھائی حضور نے اس طرف کی کس سے ہدایت پائی ایرج نے آنکھون مین آنسو بھر کر فرمایا مین ہجران دیدہ آفت کشیدہ آوارہ دشت ادبار مصیبت و محبت مین گرفتار یاد معشوق گلعذار مین ادھر نکل آیا ہون حضرت عشق جنکو آٹھ پہر یہی فکر ہے کسیکو جلا دین کسیکو دام مصیبت مین پھنسا دین کسی نوجوان پر جفا پڑے کوئی دشت نجد مین سر ٹپک کے مرے کوئی سختی اٹھا کر کوہکنی کرے کوئی جان شیرین دے اس کوچہ مین عیش و آرام ناممکن بموجب مضمون نظم

قدرت خدا کی درد بنے غمگسار دل	تو چھین نہ دل کو صبر و شکیب و قرار دل
ہر غمزہ اس حسین کا ہے امیدوار دل	اک دل ہمارے پاس ہے سو خواستگار دل
گردون نے میری خاک سے بھی یہ کیا سلوک	رکھا بنا کے باد صبا کا غبار دل
پہونچا وہ کوے یار مین تو رہ گیا یہین	قاصد ہزار جان گرامی نثار دل
کہتا ہون تنگ آ گئے یہ پروردگار سے	دل کیون دیا اگر نہ رہا اختیار دل
بے یار ہے یہ شکل احبا تو اک طرف	دل مجھکو ناگوار ہے مین ناگوار دل
تیور درست صبح شب ہجر بھی نہین	اللہ رے انتشار حواس اضطرار دل
نخچیر ہے وہی کہ جو کھائے نگہ کا تیر	صیاد ہے وہی کہ جو کھیلے شکار دل
کب آئے دیکھیے دل وارفتہ ہوش مین	مدت سے ہے جدا کی ہمین انتظار دل

اس طرح یہ اشعار ایرج نوجوان نے پڑھے کہ اخضر و مردارید بیتاب ہو کر رونے لگے کہا

حضور آپ کے سوز و گداز نے دل کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ایرج سے کہا اے برادر بارہ برس انتظار کیا
جب وقت وصل آیا تب فلک نے یہ سنگ تفرقہ پھینکا کہ اس جلا دنے کسی مقام پر قید کر دیا
خضر و مروارید جانبازی کر کے بڑھے کہ ہم کوہان فیل سر پر سحر کریں ان دونون نے
گولے نکالے ماش کے دانون پر اسم پڑھنے لگے جیسے ہی اس سحر کو پھینکا ماش کے دانے
اُلٹے پلٹے لشکر والون پر گرے کسی کا سر پھٹ گیا کوئی مثل ہیزم خشک جلنے لگا کسی کے جسم
سے دھوان نکلنے لگا کوئی دیوانہ وار سر پٹکتا تھا خضر و مروارید اپنے سحر سے آپ بیکار
ہوئے مروارید نے پکار کر آواز دی اے شہریار نونڈی تو بیکار ہوئی ایرج طرف مروارید کے
پلٹے دیکھا حقیقت مین مروارید کی زبان بند دل در دمند جھولی جل گئی زمین مین پڑی تڑپ
رہی ہے دوسری جانب سے آواز آئی غلام بھی نثار ہوا دیکھا خضر زخمی ہو کر زمین پر گرا ساتھ
والے بھی بیتاب ہو کر گرے اب اکیلے ایرج نوجوان باقی رہے بہ سبب انگوٹھی کے
انکے پاس سحر کوہان فیل سر کا نہین آتا تیغہ دودم سکندری ایرج نوجوان کھینچے ہوئے زیر نخل
ڈٹا ہوا کھڑا ہے جو ساحر قریب آیا اسکو ہاتھ مارا اس کے دو ٹکڑے ہوے کسیکو تھپڑ مار دیا اب
کوہان فیل سر بھی غل مچا رہا ہے ارے یارو اس جوان کے پاس کوئی تحفہ ہے ساحر بھی یہی جواب
دیتے ہین ای شہریار ہتنے کئی طور سے سحر کیا ہمارا سحر انکے پاس تک نہین جاتا کوہان فیل سر نے
ہنسکر کہا صاحبو نہ گھبراؤ مین ابھی دریافت کر دونگا صدہا برس سے یہ صحرا ہمارے قبضے مین ہے
کسی ساحر و غیر ساحر کی مجال نہوئی کہ اس صحرائے پر آشوب مین قدم رکھے یہ جوان آفت کا مارا
اجل نے اسکا دامن تھامکر یہانتک لاکر پہونچایا اب مین اسکو قتل کرتا ہون اتنا دریافت کرلون
کیا چیز اس کے پاس ہے کہ جسکی وجہ سے سحر تاثیر نہین کرتا یہ کہکر کوہان فیلسر نے ایک دستک دی کہ
اے طائر سحر سامری جلد بتلا کہ اس جوان کے پاس کیا تحفہ ہے یہ صدا دیتے ہی ایک طائر آسمان پر
پیدا ہوا اس نے آواز دی ای کوہان فیل سر خزانہ طلسم نوزافشانی سے انگشتری سامری
بران شمشیر زن نے لیکر اس جوان کو دیدی اسیوجہ سے اسکا سحر تاثیر نہین کرتا یہ سنتے ہی کوہان
فیل سر نے پڑھکر سحر کیا ایک آندھی سیاہ اُٹھی ایرج نوجوان حیران و پریشان سایہ مین
ایک نخل کے کھڑے ہین آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا جھونکون سے ہوا کے زمین تھرائی ہوکی ہوا

بندھی برباد ہونے کا سامان ہوا قریب تھا پانون زمین سے اُٹھ جائین کچھ طائر سر پر آگر
لہرائے کہ وہ منقارین کھول کر کچھ کلمات حسرت کہتے ہین چاہتے ہین انگوٹھی ہاتھ سے شاہزادی کے
لیلین منقار سے جسم نازک فگار کرین اُس بیکسی مین شاہزادے نے دل کو اپنے
پیدا کرنے والے سے رجوع کیا فوراً تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا زمین شق ہوئی ایرج نوجوان نے دیکھا
ملکہ مجلس جادو مضطر و پریشان چوٹیان کھلی ہوئی رنگ رو متغیر کلاہ سر پر ندارد کرتا پھٹا ہوا
یہ بھی ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے جسوقت سے کوکب نے یہ مشہور کیا کہ مین نے برّان
شمشیر زن کو مار ڈالا یہ بھی تخت پر بیٹھکر کہا کہ جو اس مقدمے مین شریک ہے اس کا نام مٹا دونگا
دار پر کھینچونگا اُسی دن سے ملکہ اختر و مروارید گلنار پوش و مجلس جادو و شگوفہ سحر ساز وغیرہ
بھاگ کر نکلی ہین کوئی بخوف جان و آبرو سامنے کوکب کے نہین جاتا یہی چرچا ہے کہ جس جلاد نے
ایسی بیٹی صاحب شوکت ولیاقت کو مار ڈالا اُس سے ڈرنا چاہیے پس مجلس جادو نے سحر نکالا لرزان
ترسان حیران و پریشان آواز دی اے شہریار اپنی جان دیکر یہان تک آئی ہون قصر ہاے عالی ہمسے
چھین لیے گئے جنگلون مین ماری ماری پھرتی ہون خدا حضور کو مظفر و منصور کرے تا یہ طلسم
نور افشان براے سرکوبی کوکب پہونچائے اپنی چھوٹے دادا جان شاہزادہ جہانگیر والا تدبیر کو
طلب فرمایے کہ اُس شیر کے خوف سے کوکب کا آب و دانہ ترک ہوگیا تھا بھاگے بھاگے پھرتے
تھے وہ آتے ہی قیامت برپا کردینگے یہ انگشتری حاضر ہے کوہان فیل سر پر پھینک ماریے
اس سے یہ قتل ہوگا جس مقام پر ہمارا دخل ہو سکیگا جان دے کر اپنے کو پہونچائین گے خدا وہ دن
کرے کہ ملکہ عالم کو رہا کیجیے ہمارا یہ ارادہ ہے کہ اس بدعت کی خبر نانی امان کو پہونچائین وہ میان
کوکب کی سرکوبی کرینگی بی حناے گلگون پوش نے جو اپنا رنگ جمایا ہے اُنکی شان و شوکت
خاک مین ملائینگی انگوٹھی دیکر مجلس تو اُسیطرح غرق زمین ہوئی ایرج نوجوان نے اُس انگشتری کو
ہاتھ مین جیسے ہی لیا جسم مین قوت آگئی کوہان فیل سحر کرتا ہوا قریب پہونچ گیا تھا جیسے ہی
نگینہ انگوٹھی کا چمکا آنکھون مین اُس خود سر کے اندھیرا آیا اتنا تو اس نے پکار کر آواز دی اے بڑے بڑے
لوگ شریک ہین کوکب دیوانہ ہوا ہے ایرج نے بھی دیکھا کہ زد پر آچکا ہے مجلس نے بھی یہی ہدایت
کی تھی انگوٹھی کو پھینک مارا سر پر اس مغرور خود سر کے پڑی گویا تودۂ بارود مین چنگاری آگ کی

ڈالدی حلقۂ انگشتری طوق گلوگیر نگینہ اسکا اختر تقدیر چشم زدن مین جلکر خاک ہوا خاک سے اُس
کے شعلہ ہاے آتش نکلے ملازمون پر گرے بارہ ہزار ساحر جل کر خاک ہوے بعد عرصۂ دراز
آواز آئی کشتی مرا نام من کوہان فیلسر بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم
تمام سرداران ایرج نوجوان کو ہوش آیا مروارید و اخضر پر سے سحر اترا دوڑ کر دونون
قدمون پہ شاہزادے کے لپٹے اخضر عرض کرتا تھا ای شہریار آپ کا اقبال یاور ہے طالع مددگار
ہی حقیقت مین آپ صاحب جاہ و وقار ہین کیا عجب ہی کہ لڑتے بھڑتے تا بہ طلسم نور افشان
پہونچین ایرج نے کہا ای ملک اخضر تا بہ طلسم نور افشان رسائی کیا دشوار ہی نہین معلوم کوکب اپنے
ذہن مین کیا سمجھا ہی سب سحر سازی رکھی رہجائیگی جب تیغ بید ریع مردان عالم کھنچی سحر و جادو
کچھ سامنے نہ آئیگا کوکب کو بھاگتے راستہ نہ ملیگا اُسنے تو ہمارے کلیجے پر چھری پھیرنے کا قصد کیا
ہمسے نہو سکیگا کہ اُنکے قتل پر کمر باندھین جسوقت وہ عذر کرینگے تیغہ نیام انتقام مین کرلین کے عذر اُنکا
قبول کر لینگے اسی مقام پر فرو کش ہوی مگر کوکب روشنضمیر غصے مین کانپتا رنگ رو متغیر جلسے مین
دیکھتا ہی سب امیران سلطنت و وزیران اُبہت جابجا جا کر چھپے ہین خوف سے کوئی سامنے
نہین آتا ہین بدتمیزی سے ہر ایک یہی کہتا ہی کہ جب ایسی بیٹی کو اُس ظالم نے قتل کر ڈالا تو ہمین
قتل کرتے کیا شرمائیگا اپنی جان بچانا واجب و لازم ہی یہ بھی واضح رہے کہ ملکہ مروارید گلنار
پوش جمال بے مثال شاہزادہ خاور سیاہ پر عاشق ہی ملکہ اختر شاہزادہ جہانگیر والا تدبیر پر
مائل ہوئی تھی بہ سبب خوف کے اظہار عشق نہ کر سکی وہ آتش کانون سینہ مین مخفی ہے جوش
محبت ہران مین اپنی جان کا خیال قلب پر ہجوم غم و ملال چین کیسا آرام کہان کا بھاگی بھاگی
پھرتی ہین ہر ایک کا ذکر وقت پر آئیگا دربار مین کوکب بیٹھا ہوا بلبلا رہا ہی کہتا ہی مین نے بران کو
قتل کر ڈالا جو کوئی اس مقدمہ مین دخل دیگا اُس کے قبیلے تک کو مٹا دونگا خورشید روشن رای
وزیر اعظم حاضر ہی قلب تو اُسکا بھی کانپ رہا ہی کچھ دخل نہین دیسکتا ہان ہان کہہ رہا ہے کچھ
طائران صحرائی ذ فیلین مار کر جل گئے کوکب نے کہا ای خورشید روشن رای مابدولت نے
مخمور جہار سر کو بھیجا تھا کچھ احوال نہ معلوم ہوا کہ اسپر کیا گذری اگر مخمور جہار سر قتل ہوا آگے بڑھکر
دریاے ابلق ہی جہان کا حاکم و ناظم کوہان فیلسر ہے وہ نہین آگے بڑھنے دیگا یقین ہی سر ایرج

آتا ہو مجھکو بھی انتہا کا ملال ہے خدمت مین صاحبقران کے بھیجدونگا مجھکو بھی ان لوگون سے
افراسیاب جادو جانتا ہے ای خورشید روشن راے مین نے بڑا غضب کیا افراسیاب جادو کو
قتل کرایا ساربان زادہ تین روپیہ کا پیادہ اسکو شہنشاہ عیاران بنایا اب عیاری کرے گا تو
احوال اسکو معلوم ہوگا میرے ملک کی جانب رخ کرکے تو سوئی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر شور گریہ و زاری
بلند ہوا دیکھا چند ساحر آکر حاضر ہوے عرض کی ای شہریار ایرج نوجوان لڑتا بھڑتا دریاے ابلق سے
گذر گیا کوہان ابلق سوار مارا گیا غلامان جانباز کی سمجھ مین نہین آیا اول تو یہ قیامت ہوئی کہ
ملک اخضر و مرواریہ دختر اخضر اُس جوان کے شریک ہوئی مخمور چار سر انھین کی ہدایت سے
مارا گیا ہدایت کرکے تا بہ دریاے ابلق لائی کوہان فیل سر نے بڑی جانبازی کی سب لشکر کو ایرج
کے بیکار کیا تھا اب قتل کرنے چلا تھا یکایک کوئی شی اُس جوان نے پھینک ماری کوہان فیلسر جلکر
لشکر پر بھی اُس کے آفت برپا ہوئی چشم زدن مین کل کا خاتمہ ہوا ہم چند کس جان بچا کر نکل آئے
قریب دریاے ابلق وہ جوان فروکش ہے بارگاہ آسمان جاہ استاد صاحب غور کیا فقط الساحل اب
جو صلاح ہو کہ آپ کی طلسم نور افشان پر لشکر کشی کرکے آتا ہے کوئی ساحر ہمراہ نہین ہے یہ سنکر کوکب
روشن ضمیر غصے مین کانپا طرف خورشید روشن راے کے دیکھا کہا ای وزیر اعظم جو کچھ ہمین خیال تھا سب
ظاہر ہوا لیکن مین افراسیاب نہین ہون طبق زمین کے اُلٹ دونگا مین اُسکو ساربان زادیکا مشتاق
ہون میرے ملک مین قدم رکھے تو ایسا ذلیل کرون کہ عمر بھر یاد کرے افراسیاب نے اُس ساربان زادے
کو بہت منہ چڑھایا تھا عیاری کی لیاقت وہ نہین رکھتا مین ابھی انتظام کرتا ہون یہ کہکر
دستک دی ایک جادوگر اڑتا ہوا سامنے آیا عرض کی ای شہنشاہ کیا حکم ہوتا ہے کوکب نے کہا ای
حیران جادو آئینہ سحر سامری لیکر اپنے کو قریب دریاے ابلق پہونچا نبیرۂ حمزہ مع اخضر و مرواریہ
اُس مقام پر فروکش ہے ای برادر جانی آئینہ دکھا کر اُن سبکو دیوانہ کردو اور ہمسے آکر مفصل خبر کہو
حیران جادو نے پرواز پیدا کرکے اُڑا تھوڑے عرصے مین ایک آئینہ لیے ہوے آیا کہا ای شہنشاہ قصر سے
آئینہ نکال لیا اب غلام جاتا ہے ایک نگاہ مین سبکو دیوانہ بناتا ہے یہ کہکر حیران جادو طاؤس پر سوار
ہوا طرف دریاے ابلق کے چلا یہان شاہزادہ ایرج نوجوان بعد قتل کوہان فیل سر
بارگاہ مین داخل ہوے رفیقان جانباز خدمت فیضدرجت مین حاضر ہوئی اخضر و مرواریہ

برای خیر خواہی عرض کرتے ہین اے شہریار اب زیادہ تامل مناسب نہین ہی خدا فضل کرے کل بوقت سحر طرف طلسم نور افشان کے کوچ کر دیجیے ایرج نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی فرمایا اے یاران ہمدم اے جلالت شعاران رستم شیم دیکھیں تقدیر کیا دکھاتی ہے نہین معلوم اس ظالم نے اُس عندلیب بینوائے گلشن حسن و جمال کو کہان قید کیا کیونکر پتہ ملے اتنا تو البتہ کہنے والے نے کہا کہ قتل نہین کیا قید کیا ہی ہم آفت زدون کی تسلی کو یہ مشہور کر دیا دشمن کے مُنھ مین خاک اگر قتل کرتا ہمارا کلیجہ پھٹ جاتا یہ صدمہ نہ اُٹھا سکتے یقین کامل ہی کہ اس محبوب جانی یار جادوانی کو کہین قید کیا شاید عنایت سے پروردگار کی پتہ ملے ہوائے عیش و عشرت سے غنچہ آرزو کھلے اے خضر و مروا ہے یہ دُہمدم یہی فکر ہے کہ ہمیں جو کچھ گذرے وہ گذر جائے اُس پروردۂ ناز و نعم پر کبھی رنج و غم نہو ہم تو حامل رنج و بلا ہین دام مصیبت و محنت مین مبتلا ہین۔ نظم۔

دارم بر آب دیدہ ہمہ شست و شوی دل
گشتم چنان ضعیف کہ در تن نشان نیافت
سر برزند چو شعلہ راہ نگوی دل
جانان بہ بزم بادہ و ہنگامہ با رقیب

از بس ز درد محنت و ہجران گریستم
چند آنکہ کرد یک غنت جستجوی دل
بس مرغ دل بگریہ ہجر تو خون گرفت
مخفی ز درد عشق ہمہ گفتگوے دل

در خون نشستہ ام ہمہ از آرزوی دل
یک قطرہ خون نماند مرا در سبوی دل
سوزد ہزار خرمن جانم بیک نفس
خواہم کہ روی دیدہ گذارم بروی دل

یہ اشعار پڑھکر ایرج نے ٹھنڈی سانس کھینچی مُنھ سے دھوان نکلنے لگا شاپور شیر دل شمع جمال کے پروانہ دار تصدق ہو کر عرض کرنے لگا آقا برای خدا اس قدر مایوس نہو جیے جامع المتفرقین رب العالمین ایک دن پردۂ ہجر اُٹھائیگا معشوق خوبرو سے ملائیگا رنج و ملال کے دن گذر جائین گے اسقدر نہ گھبرائے شاپور سمجھا رہا ہی ایرج فرماتے ہین اے شاپور اب نصیحت سے یہ آگ نہ بجھیگی کوے محبوب کی رہبری کرو اب وقت دستگیری ہی شاپور نے کہا حضور اسقدر تو عرض کر سکتا ہون کہ ضرور نشان ملیگا حضور اس جنگ سے مظفر و منصور واپس ہونگے قبلہ و کعبہ بھی ضرور تشریف لائین گے انھون نے آپ کو پرورش کیا اُن کے دل کو تاب آئیگی ایرج نوجوان نے فرمایا خدا آنکو سلامت رکھے ضرور سرفراز کرین گے یہ ذکر تھا کہ آسمان برق چمکی آواز آئی با شیدا و سلامان منم حیران جادو فرستادۂ شہنشاہ کوکب روشنضمیر کیا تمنے اس ملک کو بھی سرحد طلسم ہوشربا سمجھا بلا تکلف چلے آئے حکم ہی شہنشاہ کا کہ ہماری سرحد سے نکل جاؤ اگر رہنا منظور ہو تو شہنشاہ کوکب روشنضمیر کی اطاعت کرو سرداران ایرج نے سر اُٹھا کر دیکھا ایک ساحر

غدار مرکب پر سوار للکارتا ہوا آتا ہی اُسیوقت غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار تلوارین ٹیک ٹیک کر اپنے مقام سے اُٹھے مگر تمام عیاری سے معمور معلوم ہوتا ہی وہ جادوگر زمین پر اُترا آئینہ چمکانے لگا جس پر عکس پڑا دیوانہ ہوگیا بعض نے گریبان چاک کیا کوئی پہاڑ سے سر ٹکرانے لگا ایرج نوجوان نے جو یہ معاملہ دیکھا تیغ دودم سکندری پر ہاتھ ڈالا نعرہ کیا نعرۂ ایرج سہ منم ایرج آن آفتاب منیر کہ صاحبقرانم و آفاق گیر + چو تیغ یلی برکشم از غلاف + تزلزل فتد در میان مصاف + کرہ بن اشقر کو بڑھانا چاہا کہ حیران جادو پر جا پڑون حال روشن نہ تھا حیران جادو نے بڑھکر شاہزادہ ایرج نوجوان کو آئینہ معائنہ کرادیا آئینہ مین تصویر دلپذیر معشوق نظر آئی دیکھتے ہی ایک چیخ ماری گریبان چاک کیا خاک منھ پر ملی یہ اشعار آبدار یاد ھین ملکہ بران شمشیرزن کے پڑھنا شروع کیے غزل

وہ ظاہر مین گو منھ چھپائے ہوے ہین
یہ انداز آنکے بتائے ہوے ہین
وہ عاشق تھی ہم یاد فا حشر مین بھی
ذرا آپ مین ہم جو آئے ہوے ہین
دیے تم کو ہمین تھی جو داغ دیکھو
بہت جنگل سر کٹائے ہوے ہین

وہ ہر چند خلوت مین آئے ہوے ہین
نگاہون مین لیکن سمائے ہوے ہین
نہ نکلیگی اُف لاکھ آزار دے تو
منھ سے نہ نکلا ستائے ہوے ہین
یہ کہتا ہے دل اُنکی نیچی نظر سے
کلیجے سے اُنکو لگائے ہوے ہین

لگاوٹ کی نظرین چھپائے ہوے ہین
ہر اک بات پر مجھ سے روٹھو مراد ل
تر درد کے آزمائے ہوے ہین
کوئی بدگمان پوچھتا ہی کہان تھے
ترے خاک مین ہم ملائے ہوے ہین
انگیا مین جلال اٹھتے جوبن کی آگی

تمام سرداران ایرج نوجوان گریان و نالان ہا ہو کی صدا مین لگتے سر ٹکراتے پھرتے ہین کبھی لڑکھڑا کر گرتے ہین کبھی آہوان صحرا کو دیکھ کر دوڑتے ہین آوازین دیتے ہین اے آہوان صحرا ہماری غزال رمیدہ کی بھی کچھ خبر ہی تلاش مین اُس غزال صحرائے حسن و جمال کے آوارہ دشت ادبار تلوے خار صحرا سے خار خار ہر کس اسیطرح کے کلمات زبان سے کہتا ہی جنگل مین مارے مارے پھرنے لگے شاپور شیردل فرزند خواجہ عمرو انتہا کا عقیل و فہیم آئینہ دیکھتے ہی غبار الم دل پر چھایا اس عقیل پر بھی آئینہ ہوا کہ صحرا مین جاکر آہوان صحرا کے ساتھ بسر کیجے اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا ایک جانب جاتا ہی غزل موافق مضمون ہذا مصنفہ عطا گاتا ہوا سمت صحرائے ہولناک چلتا ہی

بڑا اندیشہ ہی دیکھین کدھر فرقت مین جاتی ہین
ابھی تو آسمان تک یہ مثال تیر جاتے ہین

خدا بیلی بلاتا ہی کہ وہ پہلے بلاتے ہین
اب آگے دیکھیے نالے کہان پہلے لگاتے ہین

فرشتون ہٹ کے بیٹھو گنبد گردون گراتے ہین ٭ کسی کے عشق مین نالے کی طاقت آزماتے ہین

سوئے گور غریبان سیر کو جسدم وہ جاتے ہین ٭ صدا قبرون سے آتی ہے کہ مردے کو جلاتے ہین

ہمارے مرنیکا صدمہ نکر ناچین سے رہنا ٭ بہت نازک طبیعت ہو تمھین سمجھائے جاتے ہین

ہمین کیا چودھوین کا چاند یہ گردون دکھائیگا ٭ ہم ایسے طشت مین تو اک حسین کا منھ دکھاتے ہین

ابھی روکا تھا ان اشکون کو پھر باہر نکل آئے ٭ یہ لڑکے کیا کسی کی بات کو خاطر مین لاتے ہین

جہان تھا بیٹھنا مشکل وہان سے اٹھنا مشکل ہے ٭ جب اٹھتا ہون انگوٹھے سے مرا دامن دباتے ہین

عجب اس عاشقی کا الٹا پلٹا کارخانہ ہے ٭ ہمین ہین روٹھتے ان سے ہمین الٹا مناتے ہین

خدا حافظ تو رہنا انکی اس نازک کلائی کا ٭ کہ دست نازنین سے وہ مرا لاشہ اٹھاتے ہین

مسلمان بنکے آئینگے جو کافر زہر کھائینگے ٭ سنا ہے مصحف رخ سے وہ زلفونکو ہٹاتے ہین

گلے کٹتے ہین لاکھون ہی عطا قیمجون ہوتا ہے ٭ مسی لب پر لگا کر جب کبھی وہ پان کھاتے ہین

بعد اس غزل گانے کے ایک مطلع مصنف کا پڑھا مطلع خاک اڑاتا جو ترا بادیہ پیما آیا ٭ غل ہوا شہر مین جنگل سے بگولا آیا ٭ ہر طرف سے ایسی ایسی آوازین آتی ہین بارہ ہزار جوانان شیردل کو دیوانہ کرکے حیران جادو طرف کوکب روشنضمیر کے روانہ ہوا یہان کوکب روشنضمیر انتظار مین حیران جادو کے بیٹھا ہے کہ یہ مغرور آکر پہونچا عرض کی اے شہنشاہ حسب ارشاد فیض بنیاد ہمراہیان ایرج نوجوان کو دیوانہ کردیا انگوٹھی جو اس جوان کے ہاتھ مین تھی خود اس نے اتار کر پھینک دی اب دیوانہ وار وحشی شمال صحرائے ہولناک مین مارا مارا پھرتا ہے جیتا ہے اسکا ہوش مین آنا دشوار ہے یہ سنکر کوکب روشنضمیر بہت خفا ہوا کہا وہ ساحران دیوانہ مزاج تھے مجھے کیا غرض ہے کہ باعث انکے قتل کا دریافت کرون کوکب نے خوشی مین آکر اپنے ہاتھ سے نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ یا صاحبقران زمان وای خواجہ عمرو ایرج کو تو مین نے صحرای ابلق مین دیوانہ کردیا امروز فردا مین اپنے کو وہ خود ہلاک کرینگے سر خدمت مین حاضر ہوگا ساری سرکشی نکل جائیگی نامہ لکھکر شبرنگ جادو مصاحب خاص تھا اسکو حکم دیا یہ نامہ جاکر ہاتھ مین صاحبقران کے دینا خبردار کسی سے خوف نکرنا اگر تمھارا کوئی ایک موی جسم کم کریگا تو ساری لشکر کو آٹھ دن اے شبرنگ جادو صاحبقران زمان بڑی عقیل و فہیم ہین میری مقدمہ مین یہی ارشاد فرمایا کہ ہم تمسے مقابلہ نہین کرسکتے ساحربان زادگے

بھی دخل نہ پا خوشامد مین مصروف رہا وہ ایک مکار و غدار ہی جانتا تھا کہ کوکب جملہ عیارونکا سردار
ہی اب ادھر کبھی رخ نکریگا اگر اِس جانب کا رخ کریگا مجھ پر کیا عیاری کر سکتا ہی مین مثل افراسیاب کے
غافل نہین ہون مذہب مین تو مین نے خود پرستی کی خوب کھل گیا کہ کوئی مذہب معقول نہین ہی ہر کس
اپنی ذات کا خود خداوند ہی بخوبی شبرنگ کو سمجھا دیا شبرنگ دو تین سو ساحران نامی اپنی ساتھ لیکر تیری
جاہ و حشم سی لشکر صاحبقران مین داخل ہوا روشن چوکی بجتی ہوئی لشکر صاحبقران سر حد بیابان
گلریز مین فروکش ہی فرزند جہاندار شاہ مصروف خدمتگزاری تمام لشکر آباد رعایا دلشاد بارگاہ مین سرداران
نامی کے استادہ ہین کل اقلیم کے شاہزادے وزرا امرا مصروف عیش و نشاط ہر مقام پر نواح ہو رہا ہر
لشکر ہندوستان بارخ بجز ان فوج عربستان نمونہ قہر صاحبقران کے حاضر ہین سب ملکی ہرکارے
دمبدم خبر پہونچاتے ہین گلباد عراقی نے کان مین خواجہ عمرو کے آکر خبر کہی ایلچی کوکب روشنضمیر کا
شبرنگ جادو آتا ہی خواجہ نے اسیوقت چند سردارون کو اشارہ کیا کہ صاحبقران سے ذکر
نکرو جاکر خدمت و استقبال مین مصروف ہو آپ آکر ایک بارگاہ نہایت عمدہ بتکلف استادہ کرائی
عیاران نامی چند سرداران گرامی آکر حاضر خدمت ہوے خواجہ تاج پہنکر مسند پر
بیٹھے تاج سر پر لباس فاخرہ زیب جسم انور علاوہ عیارون کے تاجداران جلیل حاضر خدمت ہین
اس عظم و شان سے خواجہ نے شبرنگ جادو کو اپنی بارگاہ مین بلوایا شبرنگ جو بارگاہ مین آیا
دیکھا خواجہ عمرو مقام صدر پر جلوہ فرما ہین وزیر و مشیر سرداران جلیل سب خدمت مین حاضر ہین
نہین معلوم کیا باعث ہوا کہ عمرو ایسے عیار سی اور کوکب نامدار سے سوء مزاجی ہوئی یہ دل مین پشیمان
ہوا شبرنگ جادو آکر کرسی پر بیٹھا شبرنگ سمجھا کہ لشکر صاحبقران کا اسی طریقے سے ہو گا بادشاہ
جلیل ہین ہر ایک کو اپنی سامنے نہ بلاتے ہونگی خواجہ عمرو کو کل امورات کا اختیار ہو گا یہ سوچ کر
شبرنگ نے عرض کی ای شہنشاہ اوج عیاری مین نامہ آپکے بھائی صاحب کا لیکر آیا ہون عمرو
اٹھ کھڑا ہوا ہاتھ دونون پھیلا دیے عرض کی لاؤ نامہ میری سر پر رکھو میرے بھائی نے تحریر
فرمایا ہی یہ سنتے ہی اور عیار مثل گلباد و شبرنگ وغیرہ ایلچی کے ساتھ والون کی خدمتگزاری مین
مصروف ہوے ایک ایک سے آگے آنکھین بچھا دین کل سامان عیش و نشاط مہیا ہے خواجہ عمرو
طرف شبرنگ کے متوجہ ہوے پوچھا ای برادر ہمارے بھائی صاحب کا مزاج کیسا ہے

شبرنگ نے کہا ہر وقت آپکو یاد کرتے ہین خواجہ نے کہا مجھکو بہت جدائی شاق ہوئی مین حاضر
خدمت ہونگا مین اپنی عنایت فرماسے عذر کرلونگا شبرنگ جادو نے شفقت و عنایت خواجہ کی
دیکھکر نامہ پیش کیا خواجہ نے نامے کو پڑھا شبرنگ جادو سی کہا آج شب کو تشریف رکھیے بڑے
لطف سی دربار آراستہ ہوگا اگر تمھاری خوشی ہو گی دربار مین صاحبقران کی چلنا ورنہ مین
جواب تمکو لادونگا شبرنگ تو دربار مین عمرو کے رہا عمرو مضمون نامے سے جب آگاہ ہوگیا دل
بیقرار ہوا خیال مین آیا کہ ای عمرو اسوقت تو حمزہ نے یہ کہدیا ہی کہ کوئی ایرج کے مقدمے مین
دخل ندے جب اُسپر زوال آئیگا سرپیٹے گا جان دیگا جو منظور ہے وہ تو فکر خواجہ کرہی چکے ہین
شب کو نامے کو پڑھا طرف سی صاحبقران کے جواب لکھا مضمون جواب یہ تھا کہ ای برادر ہمین
تمسے کسی طرح فساد منظور نہین ہی تم اسکو سزائے کامل دو قتل کرو ہمین کیا دخل ہے ہم تمھاری سنگین
کہہ چکے کہ جو تم سی سرکشی کرے اسکو سزائے کامل دو ہمکو اطلاع ہو ہم ایسا انتظام کرین بہت سی
خوشامدین جواب مین لکھکر نامہ پاس رکھا شب بھر سامان دعوت ضیافت برای شبرنگ مہیا
رہا صبح کو وہ نامہ شبرنگ کو دیا جملہ خدمتگارونکی بھی خاطر مدارات رہی جس طور سے منظور ہوا
خواجہ نے شبرنگ کو باعزاز و اکرام رخصت کیا زبانی بھی بہت کچھ کہدیا کہ بھائی صاحب سے
ہمارا عذر کرنا کہدینا کہ درانداز ون نے بہت کچھ چاہا مگر شکر ہی پروردگار کا کہ ہمارے دل مین
تمھاری جانب سی اور تمھارے دل مین ہماری جانب سی کسیطرح کا رنج و ملال نہین آسنے باہر
عیاران و خواجہ عمرو شبرنگ کو دور تک پہونچانے آئے اسکو رخصت کیا تخت پر سوار ہوکے
شبرنگ جادو طرف طلسم نورافشان کے روانہ ہوا خواجہ بھی کسیوجہ سے شاید ہمراہ گئی ہون
یا نہ گئی ہون اسکا حال ناظرین والا تمکین پر ظاہر ہوگا کوکب روشنضمیر قصر جمشیدی مین تخت پر
جلوہ فرما ہین پہلو مین ملکہ حنا گلگون پوش چند سردار حاضر خدمت ہین کہ شبرنگ جادو آکر
پہونچا جواب نامہ ہاتھ مین کوکب کے دیا کوکب بہت خوش ہوئی نامہ کو پڑھکر فرمایا دیکھو صاحبقران
زمان نے کیا کیا عذر لکھا جاتے ہین کہ ایسے بادشاہ عالی جاہ سے فساد کرنے مین خرابی ہے مجھے بھی
یہی منظور ہی کہ جو مجھ سے سرکشی نکرے اُس کے مقدمے مین دخل ندون عمرو کبھی میرے ملک کیجانب
متوجہ کرکے نہین سوئیگا نامہ پڑھکر کوکب تو ان باتون مین مصروف ہوئے شبرنگ سامنے موجود ہے

حال اختیارات خواجہ عمرو بیان کر رہا ہو کہ لشکر مین صاحبقران کو عمرو کو سبطرح کا اختیار ہی
کوئی عمرو کے مقدمے مین دخل نہین دیتا کوکب نے کہا وہ کلید عقل صاحبقران ہی عمرو کے
برابر کوئی سردار جانباز سرفروش نہین ہی عمرو خیرخواہ دولت صاحبقران بہ ہمہ زن لشکر نوشیروان
چند سردار ایسے دراندازدربار کوکب مین آج کل جمع ہوے ہین کہ طرفین صاحبقران و عمرو کو بہکاتے
ہین چاہتے ہین فساد برپا کرا مین لشکر کشی ہو عمرو آکر عیاریان کرے ہمارے شہنشاہ سرکاٹ کر عمرو کی
خدمت صاحبقران مین بھیجین کوکب کا بھی مزاج الٹا ہوا ہی مغرور تخت پر شمکین آئینہ اپنے آگے
رکھکر اپنی صورت کو آپ سجدہ کرتا ہی جسقدر رااہالیان دربار حاضر ہوتے ہین آپنر حکم ہی کہ ہمکو آکر سجدہ
کرو سردار مجبور ہو لاچار آکر سجدہ کرتے ہین دربار مین وہ رعنائی وزیبائی کہان چند کس خوشامدین
کرنیوالے سامنے حاضر ہین کوکب نشے مین شراب کے بلبلا رہا ہی قصر جمشیدی مقام فرحت افزا
ہر گوشہ آباد وہانکر رہنے والے دل شاد شبرنگ سے کوکب بیٹھا باتین کر رہا ہے کہ پہلو سے
قصر جمشیدی کے ایک بجلی چمکی آواز آئی منم فرستادہ مرجان جادو کوکب نے جو سر اُٹھا کر دیکھا
ایک پریزاد دُر در گوش مرصع پوش چہرہ آفتاب عالمتاب آسمان حسن و جمال ابروی خمدار
رشک ہلال آنکھین نرگس شہلا کو آنکھین دکھانیوالی بلکہ نرگس شہلا شرمائے غزال صحرائی آنکھ
نہ ملائے یاقوت احمر کے برابر سیر مبنت کاری جال مین قیامت حسینان عالم سے خوبصورت ایک صندوقچہ
ہاتھ مین کہتی ہوئی کہ ای شہنشاہ طلسم نور افشان مرجان جادو ذلقا کو دامن پناہ دیا ہو مگر تمھاری
رای کریا بند ہین کہ اگر شہنشاہ نور افشان فرمائینگے تو لڑ بھڑ کر لقا کو تابہ باختر پہونچا دینگے کوکب
صورت زیبا اُس نازنین کی دیکھکر حیران جمال و محو دیدار ہی آجتک ایسی صورت زیبا نگاہ سے نہین
گذری حسن پر ملکہ حنا رگلگون پوش کے بڑا ناز ہی لیکن اسوقت جو کوکب نے بہ نگاہ غور دیکھا ذرہ و
آفتاب کا فرق ہی خرامان خرامان برعنائی وزیبائی قریب تخت کوکب روشنضمیر حاضر ہوئی مثل ہلال
شب اول برائے تسلیم خم ہوئی کوکب بہ نگاہ حیرت آئینہ جمال کو دیکھ رہا ہو دل کو محویت یہی جی
چاہتا ہی کہ اُٹھکر اِس محبوب جانی کے گرد پھرون پردۂ چشم مین چھپالون کرسی بچھی تھی کوکب نے
اشارہ کیا وہ معشوق حور مثال بصد ناز و کرشمہ کرسی پر آکر بیٹھی نامہ اپنے پاس سے نکال کر کوکب کو
دیا کوکب نے کھولا طرفین مرجان جادو کی مرقوم تھا کہ ای شہنشاہ باکرم صاحب شوکت و حشم

ہکو آپکی رائے کے خلاف کوئی امر منظور نہین ہی لقا شکست خوردہ اس اقلیم مین بھاگا ہاتھو سے مسلمانون کے بچا لیا اب اگر تمہاری خوشی ہو اہل اسلام سے مقابلہ کرین ورنہ رخصت کردین کوکب اس تحریر پر بہت خوش ہوا آخر مین لکھا تھا ای بادشاہ عالیجاہ ایک تحفہ ہمنے معرفت اس پریزاد کے تمہارے واسطے روانہ کیا ہی اُسکو ضرور ملاحظہ کرنا لائق تمہارے دیکھنے کے ہے کوکب نے نامہ پڑھا دل مین تو یہی ہوس ہی کہ عمر بھر اسی سے باتین کر رہون کہا کیون صاحب ہماری دوست نے کچھ تحفہ روانہ کیا ہی اُسکی ہم بہت مشتاق ہین چند دن سے درماندون نے کچھ فساد برپا کرائے ورنہ سرداران نورافشان تا بہ قلعہ مرجانیہ جاتے تھے وہان وا سے یہان آتے تھے فلک نے انقلاب دکھلایا اب اُسیطرح سی یکجہتی ہو جائیگی اُس پریزاد نے بغل سے ایک صندوقچہ نکالا کوکب کی تخت پر رکھدیا کلید لگی ہوئی ہی ورا امرا اسکو اشتیاق کہ دیکھین مرجان جادو نے ہماری بادشاہ کیواسطے کیا تحفہ دیا کوکب ہنس ہنس کر اُس پریزاد سے باتین کر رہے ہین دل مین یہی ہی کہ اسکو نہ جانے دین خیال یہ ہی کہ جناب گلگون پوش کے خلاف نہو جب جمال جہان آرا پر نگاہ پڑتی ہی آنکھ سے آنکھ لڑتی ہی ہوش و حواس پراگندہ ہو جاتے ہین وہ مہ جبین نہایت طرار و فرار عقیل و فہیم صاحب سلیقہ کلام شایستہ طریقے مین رسائی باتون مین رعنائی ہونٹھون مین مسیحائی سیم تن غنچہ دہن سنبل مو خال ہندو چشم جادو فریبندہ کو لب انگبین + نمک بر دل خستگان ریختی دیگر یار کی چشم سخن گوش سے یہ کہدی کوئی + بھول جانا نہ کسی کے دل خاموش کی یاد دیگر ہٹ گئی عارض پر نور سی اس کے جو نقاب + کھنچ گئی چاک گریبان سحر کی تصویر ہن کے تپلی مین نگہ آنکھ مین تپلی ہو کر + پھرتی ہی یار کی شمشیر و سپر کی تصویر + وہ صورت زیبا برچھی نگاہ رخسار چاند کے ٹکڑے خال عارض ستارے بیساختہ کوکب کے منھ سے نکل گیا نظم

تمکو خوش چشم تو دیکھی ہین غزالون مین	پتلیان ہین کہ پریزاد پری خانون مین	اور سب طوق بگردن ہین ہین حلقہ بگوش
اک نمودار ہو بندہ تری دیوانون مین	وہ پری مجمع عشاق مین استاد نہین	شمع ہی قمریون مین شمع ہی پروانون مین
دید حاجتی کی ہین مشتاق ہماری آنکھین	ہو حیرت عوض بلبلہ ہو پیمانون مین	پر وہ حیرت ہی تری بزم مین سکتا سبکا
رکھو ہاتھو پہ ذرا بھی جو گریبانون مین		

کوکب روشن ضمیر کی یہ کیفیت ہوئی مثل آئینہ حیران بصورت زلف پریشان حیران جمال محو دیدار آنکھین مشتاق جمال جان اپنی نثار کرون دل کو یہ خیال ہاتھ

بڑھتے ہین کہ بلائین لون رعب حسن پکارتا ہو کہ دعائین دون بمشکل ضبط کر کے کوکب نے کہا
ای ماہ آسمان کمال ای خورشید فلک جاہ وجلال اے سرو نوخاستہ باغ خوبی نام نامی کا مشتاق
ہون کیونکر آنے کا اتفاق ہوا دل تردد منزل کلام کرنے کا نہایت مشتاق ہوا اُس آفت جان نے
مسکرا کے غنچہ دہن وا کیا نئی بات ہو غنچے سے پھول جھڑنے لگے بوئے گل کلام نے اہالیان صحبت کو
مست کر دیا معلوم ہوتا تھا کہ گلشن قصر جمشیدی مین عندلیب خوشنوا زمزمہ سرائی کر رہی ہین یہ
جواب دیا کہ ای شہنشاہ باحشم ای صاحب چتر و علم مرجان جادو بندہ خداوند خورشید روشن تن
حاکم دربند اول خورشید نگار ہے کہ آپ سے محبت قلبی و دوستی قدیمی رکھتا ہی یہ صندوقچہ بطور تحفہ برائے
ملاحظہ سرکار معرفت اس کنیز خاص و خدمتگذار با اختصاص کے روانہ کیا ہو جا سوسان رہبندگے
یہ بھی خبر پہونچائی تھی کہ اہل اسلام نے آپکے ساتھ کچھ بے اعتدالی کی مہر و وفا آپس کی ترک ہوئی
علوم سحر و ساحری سے یہ صندوقچہ معمور ہی اسکو جو حضور ملاحظہ فرمائین گے اور خدمت مین
موجود رہیگا کوئی عیار طرار مکار سامنے نہ آسکیگا ہر کس و ناکس کی یہ جرأت نہوگی کہ سرکار سے
کلام کر سکے کلام دروغ کو پیشگاہ سرکار فروغ نہوگا اسکا ملاحظہ فرمانا واجب و لازم ہو اس
فصاحت و بلاغت سے ان کلمات کو اس ماہ رخسار نے ادا کیا کوکب بیقرار ہو گیا سر جھکا کر
جواب دیا کوئی مسلمانون سے باعث ملال نہین ہی جو گذرا اُسکا ذکر کیا ایسی مہملات کی فکر کیا
حقیقت مین یہ فرقہ مسلمانان قابل ملاقات شاہان عالم نہین ہے مجکو بڑا افسوس ہے کہ
مین نے کد و کاوش کر کے اقلیم ہوش ربا پر اُن لوگون کا قبضہ کرا دیا جب قصد ہو گا مٹا دیا
جائیگا پہلے تو اپنے گھر کا انتظام واجب و لازم ہے اُس پری زاد نے کہا شہنشاہ باختر کا بھی یہی خیال ہو
تا بہ بیابان گلریز یہ سرکش پہونچ چکے ہین اب انتظام بوجہ احسن ہو جائیگا بھاگ کر راستہ نہ ملیگا دعوی
خون افراسیاب بھی منظور ہو ہمارا بادشاہ شہنشاہ عالیجاہ صاحب توسن وا سپاہ عیار سرا ہم ایسے
خدمتگذار ہزار در ہزار حاضر ہین شہنشاہ کو کچھ پروا نہین آپکی حفاظت بھی ضرور کرینگے اس صندوقچہ کے
ملاحظہ سے اتحاد و یکجہتی ثابت ہو گا کوکب شنفیدن باتونکو سنکر وجد کرنے لگا باتین سلیقہ رعنائی زیبائی
فصاحت و بلاغت کو فر غلام در دولت پر مقرر ہی کوکب پھڑک جاتا ہی سراپا کو بھی بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہی
صاف دل کہتا ہی کہ رب اکبر نے کلک قدرت سے صفحہ قدرت پر کیا تصویر دلپذیر کھینچی ہے

بلکہ صاف تو یہ ہو فرد نقاش چون شمائل آن ماہ می کشد + نوبت بزلف چون برسد آہ می کشد
دیگر مانی چو نقش آن بت بدمست می کشد + چون میرسد بہ ساعد او دست میکشد + نقاش کیا
تصویر کھینچےگا یقین تو یہ ہو کہ مانی و بہزاد آہ کھینچے کشاکش مین رہتے تصویر کشی مین جفا یئن
سہتے خود صورت تصویر خاموش ہوتے تصویر کشی مین چیخین مار کر روتے کوکب نے صندوقچہ لیکر
تخت پر رکھ لیا نگاہ چہرۂ بے نظیر سے نہین ہٹتی حنائے گلگون پوش بھی صورت زیبا دیکھکر
خاموش نقیب حسن دور باش کہہ رہا ہو نگاہ نامحرم کو قریب نہین آنے دیتا اُس پریزاد نے مسکرا کر
کہا مین تو ابھی چند ساعت حاضر ہون بعد ملاحظہ عجائب و غرائب آپکو بھی جواب تحریر فرمانا ہوگا کوکب
نے کہا تمھارے نام سے آگاہ ہوئے اُس مہ جبین نے سر جھکا کر کہا مجکو محبوب دلفریب کہتے ہین کوکب نے
کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا کہا حقیقت مین نام بھی سمجھ کر رکھا ہو دل چاہتا ہو تم سے باتین ہی کیا کرین
اُس آرام جان فتنۂ دوران نے مسکرا کر کہا مین تو ابھی چند ساعت خدمت مین حاضر ہون کلام کیجیے گا
ملک مرجان کو آپکے ساتھ محبت قلبی مقدمہ تھبتی حاصل ہو اگر آپ تحریر کرینگے کہ محبوب دلفریب
ہمارے ملک مین رہے ضرور بھیجدینگے مین بھی ملازمت کیمیا خاصیت کی عرصۂ دراز سے مشتاق
ہون یہ کہکر کلید بھی صندوقچے کی کوکب کے ہاتھ مین دی عجائب و غرائب کا اشتیاق کیا یہ
بھی کہدیا کہ عجائب و غرائب نیرنگبازی سے یہ صندوقچہ معمور ہو ملاحظہ کرنا ضرور ہو کوکب نے
ڈھکنا ہٹایا اک تڑاقہ ہوا صندوقچے سے دھوان نکلا تمام مکان کوکب کا دھوءین سے مملو ہوگیا فوراً
کوکب کو اور حاضرین وقت کو چھینک آئی بیہوش ہوکر گرے اُس پریزاد نے چمک کر نعرہ کیا
باش اے کوکب مغرور منم شہنشاہ اقلیم عیاری ہنر بردشت طراری مہتر مہتران خواجہ عمرو نامدار یہ کہکر
عمرو نے بارگاہ دانیال استادہ کرلی شراب کباب موجود تھی مصروف عیش ہوا اُس بارگاہ
کرامت مین سبکو بند کرلیا ارادہ ہوا کوکب کی چھاتی پر چڑھکر زبان مین سوزن دون یکایک
آسمان پر سناٹا ہوا قہقہہ کی آواز آئی جیسے کوئی کسی پر مضحکہ کرتا ہو آواز آئی کہ واہ خواجہ عقل
کے ناخون لو پیر نابالغ ہو عیاری ابھی سیکھو مین نادان نہ تھا کہ بلا تکلف تخت پر بیٹھا رہتا دیکھو لو
مین تو یہان موجود ہون وہ کوکب میرا ایک غلام حقیر ہے خواہ قتل کرو خواہ بخشو بلکہ قتل
ہی کر ڈالو تمھارا کلیجہ ٹھنڈا ہو عمرو نے جو سر اُٹھا کر دیکھا کوکب روشنضمیر تاج یاقوتی

سر پر لباس پر زر زیب جسم انور بڑی جاہ وحشم سے ہوا پر ٹھہرا رہا ہے عمرو کے ہوش اڑ گئے صورت
یہ ہوئی تھی کہ شبرنگ ایلچی کے ساتھ خدمتگار بنکر عمرو یہان آیا یہ سامان دیکھ کر عیاری کرگذرا اب
جو کوکب نے آسمان سے یہ آواز دی اور یہ بھی سمجھایا کہ خواجہ اس غلام کے قتل کرنے سے کیا
فائدہ ہوگا ہماری تمھارے مقابلے مین حفاظت جان وآبرو کا ضرور خیال رہے تمھارے
احسانات کو ہمنے فراموش نہین کیا لیکن بے اعتدالی ایرج نے قلب الٹ دیا ضبط نہو سکا جب تک
دس بیس لاکھ کی خونریزی نہوگی تب تک جانبین کے دلکو چین نہ آئیگا خواجہ نے سر جھکالیا
سوچنے لگا کہ کوکب سچ کہتا ہی غلام کے قتل کرنے سے کیا نفع ہی بات مین بھی فرق آئیگا رنج وملال
آپس کا بڑھ جائیگا یہ سوچ کر کہا کہ ای شہنشاہ غلام آپکا حاضر ہی ہم جس واسطے آئے ہین وہ بھی
آپکو بخوبی معلوم ہوگا کوکب نے کہا مین کسی بات کا خوف نہین کرتا جہانتک بن پڑیگا مین بھی
تمکو قتل نکرونگا تمھاری عیاری مجھکو دیکھنا ہی عمرو نے کہا ای کوکب نامنصف سب کچھ دیکھ
چکے اب بھی دیکھ لوگے اب مین بے تمکو گرفتار کیے کیا چلا جاؤنگا بہت ہوشیار رہیے گا کوکب نے
کہا مین ہوشیار ہون خواجہ نے بارگاہ دانیال کو کھینچا کوکب نے بلندی سے آواز دی اب برج
مروارید مین چلکر ٹھہریے برای خدمتگذاری کنیزین ملازم ہوجائین گے ہر طرح کی آپکو خبر بھی دیتا
رہونگا آپکے آقا کا بھی مجکو خیال ہی اُنکے انصاف پر دل وجد کر رہا ہی یہ صاحبزادے جو طلسم
نورافشان کی سرحد مین آئی انھون نے کچھ لطف اُٹھائے ہین کچھ اور اُٹھائینگے عمرو نے
کہا ای کوکب بہتری اسمین ہی کہ ایرج کو دیوانہ پن سے صحت دو اپنے اوپر رحم کرو تمھارا نامہ مین نے
صاحبقران کے سامنے پیش نہین ہونے دیا ورنہ قیامت ہوتی کوکب نے کہا خواجہ مین آپ
لوگون سے میل تو نکرونگا انجام مین دیکھا جائیگا اُسیوقت خواجہ عمرو ان سبھون کو چھوڑکر تخت پر
سوار ہوکر برج مروارید مین پہنچے دیکھا وہ مکان فرش فروش سے آراستہ ہی کنیزین غلام
حاضر تھی استقبال کرکے خواجہ کو قصر مین داخل کیا خواجہ کو اس مقدمے مین بڑی حیرت ہی کہ ای عمرو
یہ مین نے کیا کیا کیون جلدی چھوڑ دیا ضرور دھوکا پڑا یہان کوکب روشنضمیر نے بیٹھکر ایک نامہ لکھا
غلام کو دیا کہ جاکر عمرو کو دیکر چلے آنا عمرو اسی سوچ مین برج مروارید مین بیٹھا ہی کہ غلام نے آکر نامہ دیا غلام
تو چلا گیا عمرو نے نامہ کھولکر پڑھا کوکب کی مہربانی تحریر سے محبت ظاہر ہے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ چند

ساتھ والون نے کوکب کو بہت گرمایا ہی یہی باعث عفو کا ہے صاف مرقوم تھا کہ خواجہ تمنے بڑا کمال کیا تھا اصل مین مجکو گرفتار کیا مین نے اپنا غلام اسرار جادو مقرر کر رکھا تھا کہ اگر مین کسی بلا مین پھنسون میری صورت بنا کر دکھلانا اُس نے وہی کیا تمنے بڑا دھوکا کھایا میرے اقبال نے مجکو بچایا اب کیا مجال ہے کہ مجھ پر دست انداز ہو سکو وہین بیٹھے تڑپا کرو اب مین اپنا انتظام کرونگا بڑے بڑے فقرے کوکب نے لکھے تھی عمر و پڑھکر خاموش ہوا دل مین کہتا ہی اسکا تردد کیا مثل مشہور ہے مشتی کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود باید زد جو پروردگار کو منظور ہوگا وہ ہوگا تردد و انتشار بیکار ہے نامہ دار کو خلعت دیکر رخصت کیا آپ بیٹھکر سوچنے لگا کوکب قصر جمشیدی مین ہین خواجہ برج مرواریدمین انکو اس حال مین چھوڑا ان کا ذکر وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان لشکر صاحبقران و لشکر لقا مرجان جادو کا لقا کو روانہ کرنا طرف اپنے خداوند کے اور خود وعدہ کرنا کہ ہم صاحبقران سے سمجھ لین گے شمیم عیار کو روانہ کرنا براے گرفتاری صاحبقران وقت پر پہونچنا خواجہ کا بہدایت کوکب خمسہ موافق مضمون مقام

تکلف چھوڑ کر عزم سفر اب دل مین ٹھانا ہی — مقدم اُسکو آنا ہے مقرر ہمکو جانا ہی
خدا جانے قضا کسوقت آئے کیا ٹھکانا ہی — اجل سر پر کھڑی ہی خواب غفلت مین زمانا ہی
چھپر کھٹ کے عوض لازم جنازہ کا اُٹھانا ہے

یہ شوخی اور طراری بلا ہی کیا ٹھکانا ہی — کرے پامال عالم کو یہ اُس نے دلمین ٹھانا ہی
ضرور اس شہسوار عرصۂ خوبی کو آنا ہی — غبار ہستئ عاشق جو آج اُسکو اُڑانا ہی
سمند ناز کو گردن کا ڈورا تا زیانا ہے

خود آرائی کا دلمین قصد اُس گلرو نے ٹھانا ہی — دھڑی ہی دیکھیے کس کس کا اُسکو خون بہانا ہی
دل عالم غرض ہر رنگ سے اُسکو لبھانا ہی — لب گلرنگ پر مسی لگانے کا بہانا ہی
اسی برگ گل لالہ کو نافرمان ہیمنانا ہے

خرد کچھ کام کرتی ہی نہین اسرار عالم مین — ہمیشہ حکم جاری ہے نیا سرکار عالم مین
بنایا سنگ گل گلشن بازار عالم مین — نکالتا ہی جو ہر گل زرکیف گلزار عالم مین

خدا جانے زمین مین دفن یہ کسکا خزانا ہو

فنا لازم وجود حادث کل کو ہے اے ہمدم
خدا کی ذات واجب ہے فقط حادث ہے عالم
پھر دسا کسکو ہے مہمان ہے دنیا مین بنی آدم
اشارہ آمد و رفت نفس کا ہے یہی ہر دم

جہان مین دم جو آیا ہے مقرر اسکو جانا ہے

سراسر کندہ نقش رشک ہے دل کے نگینے پر
کمر باندھی ہوی وہ فتنہ گر ہے میرے کینے پر
وہ واقف ہے یہین تھی ہون حنا کی خون پینے پر
رکھا ہے ہاتھ شفقت کا جو اسنے میرے سینے پر

اسے اب آتش رنگ حنا سے دل جلانا ہے

زمانہ مین عموماً یون تو شاعر ہین سبھی ناسخ
سخن تا سیر ہے تو ربط رعنا سے ابھی ناسخ
مقابل ہو کسی سے حال کھلتا ہے تبھی ناسخ
کمی ہوتی نہین نقد سخن کی یان کبھی ناسخ

ازل سے اپنے قابو مین معانی کا خزانا ہے

چیرہ اشہب تیز گام زبان کو میدان مدعا مین یون جولان کرتے ہین شعر مرصع خیال سخن آفرین، سخن را بگرسی نشاند این چنین + زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان حوالی بیابان گلریز مین فروکش ہین جہاندار شاہ کی فرزند نے بڑی دھوم سے سامان دعوت کیا عرض کرتا ہے لقا کو حاکمان دربند خورشید روشن تن کیلئے حضور کا اسطرف جانا مناسب نہین ہے صاحبقران فرماتے ہین میرا عہد ہے جہان لقا جائیگا ضرور اسکو پہونچا دونگا یہان مرجان جادو ساحر زبردست حاکم دربند مرجانیہ نے سامان دعوت لقا کیا کہا اے شہنشاہ باختر آپ خدمت خداوند مین تشریف لیجائین حمزہ کو مع فرزندان حمزہ ہم گرفتار کر کے روانہ کرینگے ہر چند بختیارک نے کہا ہمارا ٹھہرنا مناسب نہین ہے ہم بھی سامان جنگ دیکھین مرجان نے شاہان لقا کو روانہ کیا اس اقلیم کا ذکر وقت وساعت پر تحریر ہوگا مرجان جادو نے بعد روانہ کرنے لقا کے ایک عیار شمیم خاک ریز کو بلا کر تمام کیفیت بیان کی اور کہا دولت دنیا سے نہال کر دونگا حمزہ صاحبقران کو گرفتار کر لا کئی سو بیک بجیون کو ساتھ لیکر شمیم خاک ریز طرف لشکر صاحبقران کے چلا یہان صاحبقران زبان سے مشتاق جادو نے ذکر کیا کہ حوالی بیابان گلریز نہایت مقام سرسبز و شاداب ہے شکار متعدد و چشمہ ہاے آب روان طائران زمزمہ سرا صاحبقران

مشتاق ہوے حکم دیا سامان شکار تیار ہو فوراً اسباب شکار مہیا ہوا سرداران نامی کو ہمراہ لے کر
شکارگاہ مین تشریف لاؤ صحراے سبزہ زار مین فرد کش ہوے دن بھر شکار ہوتا ہے شام کو
بارگاہ مین آرام فرماتے ہین ایکدن شکار کھیلتے ہوے صحراے سبزہ زار سے نکل کر قریب ایک
درۂ کوہ کے پہونچے دیکھا ایک درویش جگر ریش لباس شنجرف پہنے ہوے کئی سو شاگرد بیٹھا ہوا عبادت
خدا مین مصروف صاحبقران زمان پشت مرکب سے اُترے مع سرداران نامی جلیسوں کے
قریب اُس مرد بزرگ کے پہونچے اُس نے پکار کر آواز دی یا صاحبقران زمان آداب و تسلیمات
ہم فقرا کا قبول ہو امیر نے جواب دیکر ساتھ والون سے کہا درویش صاحب کمال معلوم ہوتا ہے
ہر ایک نے سر جھکا لیا عرض کی جو مزاج مین سرکار کے آئے وہی مناسب ہے بسم اللہ تکلیف
فرمایئے وہ درویش استقبال کرکے صاحبقران کو مع سرداران نامی باغ مین لایا مگر نہایت
فصیح و بلیغ ہے کلام مین تاثیر فقرات دلپذیر باغ کی سیر کرتے ہوے بارہ دری مین داخل ہوے
دیکھا اُس مقام پر سامان شاہانہ مہیا ہے فرش مشجر کرسیان جواہر نگار دنگل عمدہ وہ درویش
دست بستہ عرض کر رہے ہین حضور تشریف رکھین میری خوش نصیبی کہ مین قدمبوسی سے مشرف ہوا
صاحبقران فرماتے ہین مین آپ کی ملاقات سے سرفراز ہوا اٹھارہ برس پردۂ قاف مین بڑے
بڑے عابد و زاہد نگاہ سے گذرے مگر آپ نے اس صحرا مین باغ آراستہ کرایا درویش
نے کہا بابا مراد یہ ہے کہ بندگان خدا کو آرام پہونچے اکثر شاہان جلیل سردار و رئیس اس حوالی
مین آتے تھے پانی نہ ملنے سے تکلیف اُٹھاتے تھے فقیر نے مشقت کرکے یہ باغ آراستہ
کیا آپ کے قدوم میمنت لزوم سے منور و روشن ہوگا یہ کہکر درویش خود دوڑ کر اندر بارہ دری
کے آیا کرسیان موافق مرتبے کے ہر ایک کے واسطے بچھائین مشتاق ہو کر کھڑا ہوا
کہہ رہا ہے کہ سرفراز فرمایئے صاحبقران خود منکسر مزاج ہین چاہتے ہین کسیکو کبھی آزار نہ پہونچے
اس درویش کو راضی کرکے یہان لیے چلین دل مین یہ ہے کہ فرزند جہاندار شاہ سے کہکر
اسکی جاگیر مقرر کرا دین لیکن صاحبقران زمان جہاندیدہ کار آزمودہ ملکون ملکون پھرے
بڑے بڑے عیارون نے اکثر عیاریان کین ساحرون کے پکڑنے مین مبتلا ہوے بہ نگاہ
حیرت فقیر کو دیکھ رہے ہین ہر مرتبہ وہ فقیر باغ مین دوڑ کر جاتا ہے اشیاے نادرہ

میوی وغیرہ چنتا جاتا ہر اکثر کئی مرتبہ سرداران صاحبقران زمان کے سامنے میوے پیش
کیے صاحبقران زمان اشارے سے فارغ ہوے کہ نئے مقام پر آنے کا اتفاق ہوا اس
درویش کو کبھی نہین دیکھا یکایک کسی شے کے کھانے کا قصد نکردہ فقیر سب کا افسر ہر ان
باتون کو صاحبقران زمان کی سمجھ کر عرض کرتا ہی بابا فقیر بھی نہین چاہتا کہ آپ کچھ نوش فرمائیے
چند ساعت تشریف رکھیے آپ کے ساتھ کے عیار بھی آتے ہونگے انکی معرفت ہر شے طلب فرمائیے گا
صاحبقران زمان کو یہ بات بہت پسند آئی حقیقت مین مہتر قران و گلباد وغیرہ
عیاران لشکر اسلام صاحبقران زمان کے ساتھ آئے ہین یقین ہے تعاقب مین صاحبقران زمان
کے آتے ہونگے امیر با توقیر کو بھی ان سب لوگونکا انتظار ہوا اور دل مین چپکے چپکے کو رہے ہین
کہ ہماری عیار آجائین تو شاہ صاحب سے بہ اطمینان کلی بیٹھکر باتین کرین ایسا نہو باعث
خرابی ہو یہی تیور دیکھکر درویش نے کہا بابا صاحب تمھاری عیار آجائین تب کچھ نوش کرنا احتیاط
واجب و لازم ہی جبتک تشریف رکھیے آپکا کھڑا رہنا فقیر پر انتہا سے زیادہ شاق گذرتا ہے یہ درویش
بنیوا آپکی قدمبوسی کا عرصہ بعید مدت مدید سے مشتاق تھا آج دل کی آرزو پوری ہوئی یہ سب
سردار مع لندھور و مالک و نور الدہر مع صاحبقران زمان سات سردار تھین بارہ دری مین درویش
کے ساتھ آئے ہین کرسیان بچھی ہین دنگل کلان پر صاحبقران زمان کرسیون پر مع چھوٹوں
سردار کے آکر بیٹھے ہین جیسے صاحبقران زمان نے دنگل پر ہاتھ رکھا کرسیون کے
اور دنگل کے پایہ شکست ہوکر انمین سے بیہوشی اڑی سب سردار بیہوش ہوکر گرے یکایک
درویش نے نعرہ کیا منم تمیم خاک ریز مہتر موسیقار اپنے شاگرد رشید کو ساتھ لایا تھا موسیقار
نے جھپٹ کر بستارہ نور الدہر اٹھایا بیشتر نکل گیا تمیم جادو نے اب سب سردار ونکو مع صاحبقران
زمان کے ہمراہ لیا باغ سے نکلکر روانہ ہوگیا مہتر قران و ابو الفتح اصفہانی وغیرہ تعاقب مین
اپنے آقائے نامدار و الا اقتدار کے چلے آتے ہین جب خواجہ عمرو گئے تھے تب مہتر قران سے
کہہ گئے تھے کہ آقاے نامدار ذی اقتدار کا خیال رکھنا مہتر قران کو بڑا تردد ہی کہ ایسا نہو کوئی افتاد
پڑے کہ استاد اکر فرمائین گے میری نہونے سے یہ آفت برپا ہوئی اس خیال مین پھرتے پھراتے آکر
اسی باغ مین پہونچے گھوڑے اپنے سردارون کے کوتل پائے باغ کے اندر آئے بارہ دری

مین سامان بیہوشی مہیا دیکھا خیال کیا کہ کوئی عقلمند عیار تھا ذنگل کرسی سے بیہوشی اُڑ رہی دیدہ
صاحبقران زمان دھوکا کھانیوالے نہ تھے فوراً رنگ و روغن عیاری کا لگا کر شکل فقیر
تیار ہو کر جستجو مین صاحبقران زمان کے چلا نقش پا دیکھتا ہوا جاتا ہے مہتر موسیقار
شاگرد شمیم پیشتارہ نور الدہر کا لیکر آگے بڑھ گیا شمیم جادو کو اپنی عیاری پر بڑا ناز ہے ٹھہرتا ہوا جاتا ہے
وہی فقیر کی شکل پر ہو حق کرتا تسبیح جپتا ہوا بھبوت تمام جسم مین ملے ہوئے ایک سوختہ ہاتھ مین لئے
ہوئے ایک کنوئین پر آکر ٹھہرا مہتر قران بھی پہونچے شمیم جادو سے فقیر ڈنکی بڑی خاطر کی کہا
داتا آپ لوگ کہان سے آتے ہین قران نے بھی اسیطرح سے جواب دیا شمیم جادو نے جھولی سے
پھول نکالکر کہا یہ بابا فقیرون کا تحفہ ہے مہتر قران نے پھول لے ابوالفتح وغیرہ نے لئے یہی پھول سونگھنے
لگے قران نے انکو بدل کر سونگھا وہ سب سونگھتے ہی بیہوش ہو گئے شمیم جادو سمجھا یہ بھی
بیہوش ہوگا نعرہ کرکے جھپٹا کہ سبکو گرفتار کرے ادھر قران بغدہ پکڑ کے جا پڑا قران کے ساتھ والے
بیہوش پڑے ہین اُسکے ساتھ والے چالیس عیار پیشتارہ صاحبقران زمان کا وہین چھپا دیا قران کو
گھیر لیا قران نے بھی بغدہ کھینچ اپنے نام کا نعرہ کیا اکیلا قران سبکو جواب دے رہا ہے
شمیم جادو آواز دے رہا ہے کہ یارو اس کا بیٹے کو پکڑ لو مین نے ذکر سنا تھا کہ جان بخش خواجہ عمرو
مشہور ہے اسی نے خواجہ عمرو کو استاد بنا کے بٹھالا ہے جو کچھ عیارون مین اسی کی ذات سے ہے اسیکی
عیاری کرامات ہے قران بڑے زور شور سے لڑ رہا ہے شمیم جادو کو تنگ کر دیا ہے کئی عیار قتل کیے
ابھی جو عیار بیہوش پڑے ہین انکو بھی بچا رہا ہے اپنے ساتھ والون مین کسیکو قتل نہین ہونے دیا
ہر چند شمیم جادو قصد کرتا ہے کہ جو بیہوش پڑے ہین انمین سے ایک آدھے کو قتل کر ڈالن
مہتر قران اُن عیارونکی گرد پھر رہا ہے جسطرح شمع کے گرد پروانے پھرتے ہین اس لطف سے
جنگ کر رہا ہے کہ شمیم جادو اپنے سامنے کسیکو موجود نہین جانتا بہت عیاری کا دعویٰ الامان
الامان کر رہا ہے حکم دے رہا ہے کہ گرفتار کر لو یہ نہ بچنے پاوے اگر یہ زندہ نکل جائیگا فساد برپا کرے گا
شاگرد گھبرا کر کہتے ہین آپ استاد ہین مقابلہ کیجیے ہم تو اپنی لیاقت بجرئیات صرف کر چکے آپ استاد
ہین بڑھکر مقابلہ کیجیے سر کاٹیے یہان تو یہ رنگ ہین خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری برج مروارید مین
بیٹھے ہین مگر گھبرا رہے ہین کبھی دل مین خیال آتا ہے کہ آقا ہمارا کسی کا کہنا نہ مانین گے صرجان

سے مقابلے مین جا پہنچے وہ ساحر زبردست ہو ایسا نہو میرے مالک پر کوئی چشم زخم ہو پہنچے یہان کوکب کو بھی ان مقدمات کا خیال ہے خواجہ عمرو کی عیاری کا ایسا دھوکا کھایا ہے کہ ہر وقت مرائت واقعہ مین بیٹھے رہتے ہین حال صاحبقران پر نگاہ پڑی کوکب روشنضمیر بالکل بیتاب ہوگیا خیال آیا اتنے بڑے رئیس اعلیٰ کو گرفتار کر کے عیار لیے جاتا ہی بڑے افسوس کی بات ہی فوراً ایک پرچہ خواجہ عمرو کو لکھا مضمون پرچہ یہ تھا کہ خواجہ عمرو ہم تمپر احسان کرتے ہین سب کے اوپر عیاری کر کے شمیم جادو صاحبقران زمان کو لیے جاتا ہے تمھارے شاگرد قران نے روکا ہی کئی سے بیک بجون سے لڑ رہا ہی جلد اپنے کو اُس جگہ پہونچاؤ اور جس طرح چاہو نکل جاؤ مین دخل ندونگا جب تک پلٹ کے نہ آؤ گے ایرج نوجوان کو بھی نہ قتل کرونگا یہ جو پرچہ شہنشاہ کوکب روشنضمیر کا پاس خواجہ عمرو کے پہونچا گھبرا گیا صاحبقران زمان سے خواجہ عمرو بڑی محبت رکھتا ہی فوراً لباس عیاری ذات پر آراستہ کیا تخت زبرجدی پر سوار ہوا تخت مثل ہوا کے اُڑتا ہوا طرف سے قصر جمشیدی کے چلا شہنشاہ کوکب روشنضمیر قصر جمشیدی مین رونق افروز ہی ایک ساحر کہ محراب جادو اُس کا نام ہی نہایت بد باطن مقدمہ خواجہ عمرو مین کوکب روشنضمیر کو اُس نے بہت سمجھایا آٹھ پہر کہا کرتا ہی اے شہنشاہ کوکب روشنضمیر مجھے حکم دیجئے مین خواجہ عمرو کا سر کاٹ لون اکثر اوقات شہنشاہ کوکب نے اس ملعون کو جواب سخت بھی دیے کہ اے محراب جادو مجھے خواجہ عمرو کی چشم نمائی منظور ہی اگر خواجہ عمرو بگڑ جاتا ہی بہرام فلک کے سنبھالے سے نہ سنبھلا تدبیر سے اسکو گرفتار کرونگا تو اس مقدمہ مین بالکل دخل ندے مگر یہ نہین مانتا آٹھ پہر یہی باتین کیا کرتا ہی اس وقت شہنشاہ کوکب روشنضمیر تخت پر جلوہ فرما ہین دنگل پر محراب جادو بیٹھا ہے کہ سب نے دیکھا خواجہ عمرو لباس زرین پہنے ہوے تخت اُڑاتے ہوے چلے آتے ہین محراب جادو نے کہا اے شہنشاہ کوکب برق نگر گردن ساربان زادے کے دو ٹکڑے کر دون اے شہنشاہ کوکب اسی کی ذات کا سارا فساد ہی اگر یہ ایرج نوجوان کو روک دیتا تو کبھی وہ آنے کا ارادہ نکرتے اس سے کچھ دخل ندیا اے شہنشاہ کوکب یہ ساربان زادہ تین روپیہ کا پیادہ یہی چاہتا ہی کہ بادشاہون مین فساد رہی مین لوٹتا مارتا پھرون بس اب لڑائی ختم ہوئی تھی اس نے

کمالاؤ یہ جھگڑا لگادون ابھی سب فساد مٹے جاتے ہین کوکب ہان ہان کرتا رہگیا محراب جادو
کوتاب نہ رہی اپنے نزدیک سمجھا مالک کی خیرخواہی ہی سحر کرکے بلند ہوا برق بنکر عمرو پر گرا
عمرو کے دو ٹکڑے ہوے لاشہ زمین پر گرا کوکب غصے مین روتا ہوا اُٹھا کہا او بیحیا یہ تونے کیا کیا
مین قتل عمرو پر قادر نہ تھا مین نے تو خود اسکو اطلاع کردی کہ تیرا آقا گرفتار ہوگیا اُس نے مجھ پر
احسان کامل کیا کیونکہ گرفتار کرلیا تھا نہ مانتا نہ چھوڑتا انصاف شرط ہی جھپٹ کے کوکب روشنضمیر نے
محراب جادو کی گردن پکڑی عمرو کا لاشہ جو دیکھتا ہی کلیجہ پھٹا جاتا ہی خورشید روشن رای
کہتا ہی اے محراب تونے بڑا غضب کیا لوای شوکت صاحبقرانی گرا صاحبقران و فرزندان
صاحبقران سب اسکے خون کا دعوی کرینگے جان بچانا مشکل ہوگی بیٹے اسکی عیاری مین بلاے
روزگار ہین اسطرف قصر جمشیدی مین یہی الم ٹھے محراب نے غضب کیا عمرو کو مار ڈالا کوکب روشنضمیر
تو یہ حال ہی کہ آنکھونکے نیچے اندھیرا ہی ٹھکڑاتا ہوا اپنی مقام سے اُٹھا محراب کی گردن مڑوڑکر مشکین
باندھین ستون سے باندھا تیغہ کھینچکر کھڑا ہوا کہا کیون او نامرد ہمنے تجکو حکم دیا تھا کہ تو خواجہ عمرو کو
قتل کر تو نے کس کے کہنے سے یہ کام کیا تجکو کس نے حکم دیا محراب جادو کے منہ سے بات نہین نکلتی کانپ
رہا ہی کوکب کو انتہا کا غصہ ہی قبضے پر ہاتھ ڈالکر کہا ای محراب تیرا سر کاٹکر کنگورے پر قلعہ کے رکھونگا لاش تیری
تشہیر ہوگی تجھ ایسے بیحیا کی ذلت کی یہی تدبیر ہے ہر وقت خواجہ عمرو و امیر حمزہ صاحبقران کی بلائیان
ہمسے بیان کیا کرتا ہی ہم سُنکر خاموش ہو رہتی ہین یہ تونے بڑا غضب کیا کوئی ملازم وزیر و امیر
محراب جادو کی شفاعت نہین کرسکتا کوکب خود تیغہ لیے ہوے کھڑا ہی محراب خاموش کچھ جواب
نہین دیسکتا قریب ہی کہ کوکب روشنضمیر جھپٹ کر ہاتھ مارے کہ محراب جادو کے دو ٹکڑے ہون خورشید
روشن رای وزیر اعظم نے اتنا کہا کہ ای شہریار گیا اسکی قتل کرنے سی عمرو زندہ ہوجائیگا کوکب نے کچھ جواب
ندیا تیغہ برق تاب کھینچکر بڑھا محراب کی منہ سے بے اختیار یہ نکل گیا کہ ای حلال مشکلات عالم و اسے
دستگیر مصیبت رنج والا اسوقت سخت و صعب مین میری مدد کر دامن مدعا گل از ذوی بحر قطعہ
تو آن رفیع مکانی کہ ساکنان فلک + بر آستان تو دارند میل دربانی + چہ احتیاج بہ پیش تو داد دل گفتن
کہ حال خستہ دلان را تو خوب میدانی + یہ قطعہ پڑھا کبھی دل سی کہتا ہی ہای مین نے بڑا غضب کیا امیر عیار
طرار کو قتل کرڈالا کہ جس نے اس کفر آباد کو اسلام آباد بنایا لاکھون بندگان خدا فیض عمرو سی مسلمان ہوے

اصل یہ ہی کہ رہروان منازل جہالت پر اس مقدس کے احسان ہو رہے مدت سے دل مین تھا کہ
خواجہ عمرو سے ملاقات کر کے مناظرہ کرون اگر قائل ہوجاؤن دم وحدانیت کا بھرون اسوقت
طمع دنیا سے اندھا ہوگیا تھا ایسے کیا حرکت کر گذرا ای خدای نادیدہ اگر تیرا مذہب برحق ہی میری
جان بچ جای تو مین اس مذہب کو اختیار کرون یہ کہکر محراب رو رہا ہی بعد لمحہ کوکب پھر تیغہ کھینچکر
چلا محراب دعا مانگ رہا ہی کہ پہلو سے نعرہ ہوا ای شہنشاہ اسکی کیا خطا ہی پروردگار اپنے بندون کو
بچا لیتا ہی کوکب نے جو پلٹ کر دیکھا مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار
خواجہ عمرو نامدار سامنے سے چلے آتے ہین دوڑکر کوکب کا ہاتھ پکڑ لیا کہا ای برادر بس اسکی کیا خطا ہی
تمھارا خیر خواہ ہی مجکو تمھارا دشمن جانکر اُس نے قتل کیا اُلٹی بات یہ کہ تم بھی اُس سے آزردہ ہوا اسکو قید کر
رہا کرو خلعت ملنا چاہیے یہ کہکر عمرو نے محراب کی زبان سے سوزن نکال لیا محراب کے قیدی رہا کر دیا
محراب دل و جان سے عمرو کی عیاری کا عاشق ہوا اطاعت دین اسلام بھی قبول کی کوکب سے کہا
ای شہنشاہ اب کبھی غلام سے ایسی حرکت نہوگی بقول شیخ سعدی علیہ الرحمۃ شعر خلاف رای
سلطان رای جستن + بخون خویش باشد دست شستن + مجکو کسی مقدمہ مین کیا دخل ہی جو حکم حضور
ہوگا بجا لاؤنگا عمرو کے قدمون پر بھی گرا آنکھین تلوون سے ملین چپکے سے یہ بھی کہا جو کچھ غلام سے خیر خواہی ہو سکیگی
بجا لاؤنگا عمرو نے کچھ جواب نہ دیا کوکب سے رخصت ہوا کوکب نے سب مقام جنگ قران کے نشان
بتلا دیے کہا اپنی تیغون جلد پہونچاؤ خواجہ عمرو فوراً تخت پر سوار ہوا کوکب نے بروقت روانگی خواجہ سے
یہ بھی کہا کہ مجکو محراب جادو کی بد باطنی کا خیال تھا مین نے اور شخص کو عمرو بنا کے بٹھا دیا تھا مین علیحدہ
ہوگیا شکر ہی کہ خدا نے اپنا فضل کیا اب جو صورت خواجہ عمرو کو منظور ہوئی وہ صورت بنکر تیار ہوا تخت
پر سوار ہوا جہان خیمہ قران اتری ہین اسطرف روانہ ہوا یہان قران یکہ و تنہا سب عیارون کو
جواب دے رہا ہی اور تنہا گردن کو بچاتا ہی لڑائی کا رنگ یہ ہی کہ قران بجرات و شوکت مصروف جنگ
ہین کہ آسمان سے نعرہ ہوا او کا ہے کیا کرتا ہی منہ تصویر سامری حکم خداوند ہی کہ مسلمانونکو جلد غارت کرو
بھاگو ورنہ تمکو جہنم مین پھینک دونگا قران نے پلٹ کر دیکھا کہ یہ کیا بلا ہی نگاہ پڑی ایک شخص عجیب الخلقت یعنی
دیکھ سر مین صد ہا آنکھین صورت ہیبت ناک ایک جامہ زیب جسم جو ہر مرتبہ رنگ بدلتا ہی کبھی سرخ کبھی
سبز کبھی سیاہ حقیقت مین ایسے لباس پر کرامت کا اشتباہ منہ سے شعلہ ہاے آتش نکلتے ہی آواز

ہیبت ناک ضعیفی مین چست و چالاک بیباک خشمناک ہین سے للکارتا ہوا تخت کو اُٹھا لیچلا شمیم
کی تعریفین ہین قران پر غصہ مسلمانونکی بُرائی قران نے چاہا بغدہ کپڑے کے جا پڑے دن یہ شخص مہیب
بھی تخت سے کودا قران پر جھپٹ کے جا پڑا قران نے چاہا بغدہ مارون عمرو نے خال چشم دکھا
قران کے ہوش اُڑ گئے شبیہ سامری نے کمر سے تسمہ کھولا طرف شمیم خاکریز کے پھینکا اور آواز
دی ای مقبول بارگاہ سامری و جمشید اس تسمے سے کاہے کی مشکین باندھ لے شمیم خاکریز
خوش ہوگیا وجد کرنے لگا دوڑ کر تسمہ اُٹھایا جیسے ہی شمیم نے تسمے کو ہاتھ مین اُٹھایا تڑاق سے تسمہ
ٹوٹا اس مین سے دھوان نکلا شمیم بیہوش ہو کے گرا اب عمرو نے نعرہ کیا منم مہر سپہر عیاری و قطب
فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار دیکھ او شمیم یون گرفتار کرتے ہین
شمیم گرا خواجہ نے چاہا دوڑ کر اسکی مشکین باندھون کہ ظلمات جادو کا نعرہ ہوا مرجان نے اسکو
ساتھ کر دیا تھا کہ اگر شمیم پر کوئی افتاد پڑے تو اسکو بچانا ظلمات نے آتے ہی سحر کیا سب کے
ہاتھ پاؤن بیکار ہونے لگے ہر چند کہ قران نہایت چست و چالاک ہی جب عمرو نے شمیم خاکریز کو
بیہوش کیا قران اس خیال مین تھا کہ ہمراہیان شمیم کو قتل کرین شتابہ اُٹھالین جیسے ہی نعرہ
کی آواز آئی مہتر قران نے بغدہ سنبھال کر جست کی کہ نکل جاؤن سحر سے اپنے کو بچاؤن بچاس قدم
پر جا کر گرا مگر سحر چل چکا تھا پاؤن زمین نے تھام لیے بغدہ ہاتھ سے گرا عمرو بھی لڑکھڑایا تو شمیم
کی مشکین باندھنے چلا تھا منہ کے بھل زمین پر گرا ظلمات جادو سیاہ رو بدخو گوشہ صحرا سے
للکارتی ہوئی ظاہر ہوئی کہ او عمرو تجکو پہچانا ہمارے مالک کا اقبال کہ مین عین وقت پر پہونچی
تجھ ایسے مکار پر قبضہ کیا حقیقت مین مرجان جادو ہمارے شاہ نے سچ فرمایا کہ عمرو چھلاوا ہی
چشم زدن مین مشرق سے مغرب پہونچتا ہی آج اسکا ظہور ہوا لیکن تیری عقل کا قصور ہوا ایسی ایسے
کلمات مہملات کہکر نیمچہ کھینچا برائے قتل عمرو و قران چلی اسوقت عمرو و قران کی بیقراری و
اشکباری موت کا سامنا کوئی معین نہ مددگار صحراے ہول خیز وحشت انگیز سامنے جلاد خونریز پھر
بلک بلک کی دعائین کرنے لگے اے معین و مددگار موت و زیست کا تجکو اختیار ہی بندہ عاجز ہیچ کد
ولاچار ہی اس ظالم کی بدعت سے بچالے ای معبود امان دے کیسے کیسے مقام پر تو نے بچایا افراسیاب
ایسے ساحر کو تدبیر سے اس حقیر کی قتل کرایا اسوقت بیکسی و بیبسی مین سوائے تیرے کس سے عرض کرین

اس عبد ذلیل کے قتل ہونے سے اہل اسلام پر زوال آجائیگا اہلیان دربند خورشید نگار کا زور بڑھیگا بچپن سے تو نے ناز برداری کی کیسے مقام سخت و صعب میں مدد کی جو بلا آئی تو ہی نے رد کی اس وقت اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے اسطرح بلبلا کر جو عمرو نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر ہو بہجا غنچہ آرزو شگفتہ ہوا باد مراد چلی باغبان قضا و قدر نے رحم کیا کہ صحرا سے پھولوں کی پٹیں آئین نعرہ ہوا ہنہم ملکہ بہار گلعذار و ظلمات کیا کرتی ہے پہونچتی پہونچتی گلدستہ مارا ظلمات نے سحر کو دفع کیا بہار و ظلمات سے سحر چلنے لگا دو تین سحر رفع دفع ہو رہے تھے ایک مقام پر بہار نے کار سحر جھولی سے نکالی اسم سحر کا پڑھکر ظلمات پر پھینکی ظلمات نے چاہا بچوں پچھو بھی ہٹی آگ برسائی ہزار طرح جان بچائی سحر بہار نر کا سینہ پر کینہ پر کارد سحر پڑی مہرۂ پشت کو توڑکر پار گذری آواز آئی کُشتی مرا نام سن ظلمات جادو بود پرستاروں پر خواجہ نے اپنا قبضہ کیا اب جو دیکھا نور الدہر کو اس مجمع میں نہ پایا عمرو کو بڑا قلق ہوا امیر باتوقیر سے کہا آپ لشکر میں چلیے میں جاکر فکر نور الدہر کرد ان ایسا نہو اُس شیر پر کوئی زوال آجاے تو بڑا غضب ہو ہر چند صاحبقران زمان نے فرمایا کہ خواجہ ذرا تامل کرو خبر منگالی جائیگی عمرو کے دلکو تاب نہ آئی بانہاد عیاری سے آراستہ ہوکر تلاش میں شاہزادہ نورالدہر جن بدیع الزماں کی روانہ ہوا صاحبقران ولند ھور و مہتر قران طرف لشکر کے چلے عمرو کیواسطے بیقرار کہ دیکھیں پرایے ملک میں جاکر کیا گذری حالات سے یہانتک ابھی بخوبی آگاہ نہیں ہو خواجہ عمرو نے شمیم عیار کو گرفتار کیا تھا اسکو بیہوش کرکے لشکر میں لائے صاحبقران زمان سے کہا میں براے تدبیر نورالدہر جاتا ہوں ہر چند صاحبقران نے منع کیا عمرو نے نانا شمیم کو اپنی شکل بنایا آپ بشکل شمیم بنکر تیار ہوئی پرستارہ لگا کر سمت دربند مرجانیہ چلے یہاں مرجان جادو تخت پر بیٹھا ہو اوسان اول ذکر کر چکا ہوں کہ نقاب کو اُس نے روانہ کر دیا عرضی بھی یہاں سے بھیجی بعدہ موسیقار پرستارہ شہزادہ نورالدہر لیکر آیا نورالدہر کو بھی اُس نے روانہ کر دیا کہا کہ اگر مناسب وقت ہو قدرت نورالدہر سے اپنی کو سجدہ کرا میں ہم یہاں جاتے ہم کر دینگے پرستارہ نورالدہر اُدھر روانہ ہو چکا تھا کہ ہرکاروں نے خبر دی اے شہریار مہتر شمیم لشکر مسلمانان میں گیا عمرو ایسے عیار کو گرفتار کیا ہر پرستارہ لیکر آتا ہو مرجان ہنسا کہا اچھا آنے دو یہ ذکر تھا کہ دیکھا مہتر شمیم تسیمم کر دین اٹھاے ہو پرستارہ عمرو کا لیکر آیا مرجان بہت خوش ہوا کہا لیجاکر قید کر دو ہم حکم قتل و علام قتل کا دیگے خواجہ عمرو تو اس فکر میں ہیں کہ ہم دربار لوٹ لیں مرجان نے اُسیوقت نامہ ساحر کو دیا یہی مضمون

تھا کہ عمرو میری یہان قید ہی جو اسمین راز ہو تحریر فرمایئے غلام کو آگاہ کیجیے نامہ دار مرجان کا
چلا کچھ حال بکرآل خورشید روشن تن کا بھی تحریر کرنا واجب لازم ہوا اسکی کیفیت یہ ہی کہ سونیکے
تخت پر بیٹھا ہی جو تصویرین خدائی کر چکی ہین مثل اس کے کہ زبرجد شاہ خدائی کرتا تھا ہاتھ سی
صاحبقران کے مارا گیا وہ دربار مین خورشید روشن تن کے موجود ہی آواز دی رہا ہی کہ یارو
میری خدائی جھوٹی تھی جب مین مسبب الاسباب کے خدائی کے جہنم مین پھینکا گیا مین نے اطاعت خداوند
خورشید روشن تن دل و جان سی کی تب آرام ملا اسیطرح لات و منات کی تصویرین جابجا رکھی
ہین وہ اپنی ردو قدح بیان کر رہے ہین دربار مین اسکی ایک ہنگامہ برپا ہی خورشید روشن تن
اپنے مرتبے کو دیکھکر پھولا جاتا ہی یکایک خبر گذری کہ خداوند بجدہ ہزار ملک باختر از دست خدا پرستان
ہزیمت خوردہ بامید کفالت آیا ہے خورشید روشن تن نے حکم دیا سب خداوند باطل برائے
استقبال جائین لقا ادھر سے جاتا تھا کہ دیکھا اُس نے زبرجد شاہ پشت مرکب پر سوار میرا استقبال کو
آیا ہی حیران ہوکر دیکھنے لگا زبرجد شاہ مرکب سی کودا پایۂ تخت لقا سے لپٹ گیا کہا ای بھائی توبہ کرو
خدائی کا دعوی مکرنا ہم آغاز و انجام دیکھ چکے اب ہماری دل مین کیا فتور آئیگا لقا کو زبرجد شاہ نے
سمجھا کر اپنے ساتھ لیا بڑہکر وفرد سے قلعہ مین لاکر لقا کو پہونچایا لقا نے دیکھا رعایا دلشاد شہر آباد ہر
طرف دیر بنے ہین انمین تصویرین خورشید روشن تن کی رکھی ہین پوجے پاٹ ہو رہی ہین ہر مقام پر یہی
ذکر ہے کہ خداوند باطل آتا ہے اگر خداوند اصلی ہوتا اپنی بندونکی ہاتھ سی شکست نہ کھاتا ہمارا خدا خداوند خورشید
روشن تن کیا کیا عجائب و غرائب دکھلاتا ہی سب باتون پر قادر ہی کرامات خدائی سے ماہر ہی بختیارک
ان مقدمات کو سنکر حیران ہو رہا ہے قلعہ خورشید نگار مین آکر جو داخلہ کیا شہر نہایت آباد
جابجا دیر بنے ہوے ہین تصویر خورشید روشن تن کی باتین کر رہی ہی خلقت کا جابجا انبوہ ہے
لقا کی دیکھکر سب ہنس رہی ہین بختیارک کو پہلو مین دیکھکر پوچھتے ہین یہ مرد مضحک وضع کون ہے
لوگون نے جو کہا شیطان شہر والے خوب ہنسے چہار طرف سے ڈھیلے مارنے لگے کوٹھون پر رنڈیان الی ہوا
دیتی ہین او لنگوٹے شیطان تجھے خدا غارت کرے تو سب کو بہکاتا ہی جیسا تیرا خدا جھوٹا اسیطرح تو بھی
جھوٹا ہی ناحق کا فساد برپا کرتا ہی ہمارے خداوند تجھے جہنم مین بھجوا دینگے لقا پر تو ہر طرف سے
لعن طعن ہو رہی ہی بڑے بڑے رئیس اسی پکارتے ہین واہ بے جھوٹے خدائی کا دعوی کر لیا پشت کا

احوال نہ دریافت ہوا لقا اپنا منھ چھپائے ہوئے بختیارک بھی کہتا ہے یا خداوند خاموش رہیے اس قدر ڈھیلے پڑے ہین بعض کے سرون سے خون جاری جس گلی سے نکلتے ہین رک کے تالیان بجاتے ہین ہر کوچہ و برزن مین غل ہی آگو آیا ہی اسکو قدرت اپنی شہر مین نہ آنے دین لقا ساتھ والون کو اشارہ کرتا ہے جلدی نکل چلو رہبری کرکے در دولت شاہی پر پہونچین دیکھا ہزارہا گھوڑے پالکی نالکی سواری کے کینڈے چوبدار وغیرہ دست بستہ کھڑے ہین اہتمام ہو رہا ہے کوئی لقا کے استقبال کو نہ آیا لقا رکا تھا کہ بختیارک نے کہا استقبال کی کیا ضرورت ہی اسکا انتظار کرنا عین حماقت ہی آپ تو بامید کفالت آئے ہین بختیارک تو کلید عقل لقا ہی شیطنت مین بھی یکتا ہی لقا قریب پردے کے آیا دیکھا پردہ کھنچا ہوا درگہ سالار زنگل شوکت پر قرق زنجیر سنہری لگی ہی درگہ سالار اپنے مقام سے اُٹھا لقا کو سلام کرکے کہا جائیے اندر تشریف لیجائیے لقا بہت خوش ہوا پردہ اُٹھا کر اندر گئے بختیارک فرامرز نابکار فرزند نوشیروان و ضیغم خون آشام و یاقوت شاہ یہ سب لقا کے ساتھ ہین بارگاہ مین آکر دیکھا بہت بڑی بارگاہ ہی چالیس ہزار زنگل و میز و کرسیان ایک تخت سونے کا اُسپر ایک شخص تاج سر پر رکھے ہوے بڑے رعب و دبدبے سی خاموش بیٹھا ہی ایک جانب بختیارک نی دیکھا خداوند گوسالہ یعنی سونے کی گائے ایک جانب خداوند بینار نشین ایک جانب بی بی دم خبیثہ جسکو خواجہ عمرو نے مارا تھا ایک جانب پتلے لات و منات کے ایک جانب زبرجد شاہ ایک جانب فرعون شاہ بیٹھے ہوے دنگلہاے زرین پر باتین کر رہے ہین لقا کو دیکھ کر سب اُٹھ کھڑے ہوی جنھون نے دعوی خدائی کیا تھا پکارنے لگے ای زمرد شاہ باختری ہمارے تمھاری پیدا کرنے والی سامنے موجود ہین زندگی مین ہم سبکی آنکھون پر پردے پڑے رہی بعد مرنے کے جہنم مین پھینکے گئے تب حال سرکشی کھلا جہنم مین جلتے تھی ہڈیون سے شعلہ ہاے آتش نکلتے تھی بعد عرصہ دراز فرشتون نے ہمکو سمجھایا تب راہ پر آئے تب جسم مین ہماری روحین پھونکی گئین اب یہ مرتبہ حاصل ہی کہ مصاحبان قدرت کہلاتے ہین مزے آڑاتے ہین تمکو زندہ دیدار نصیب ہوا تخت قدرت سی قریب ہوا یہ سنتے ہی لقا تھرا گیا زبرجد شاہ چونکہ اسکا بھائی ہی راہ سے سمجھاتا ہوا آیا ہی لقا نے فوراً جھپٹ کر سجدہ کیا قدمون سے لپٹ گیا کہا یا خداوند من چہ تقدیر کردم نوے ہزار برس پیشتر مین نے یہی تقدیر کی تھی کہ دربار مین آپ کے آؤنگا راہ۔ من بڑے صدمات اُٹھائے من چہ تقدیر کردم اسپر وزرا امرا سب

ہنسنے لگے خورشید روشن تن نے کہا کون بے ادب تجکو جہنم مین بھجوا دون بختیارک دُہائی دینے لگا زبرجد شاہ نے بڑھکر عرض کی حضور یہ الفاظ اسکی زبان پر چڑھے ہین انکا خیال نہ فرمایئے اور یاقوت شاہ وغیرہ بھی قدمون سے لپٹ گئے ہر ایک نے یہی کہا مین تصدق گردم برخفا نہ ہوجیے رفتہ رفتہ چھوڑ دیگا تب خورشید نے اشارہ کیا دنگل زرین بیٹھنے کو ملا لقا بیٹھا ہی کہ خورشید روشن تن نے لقا سے پوچھا یہ شخص زرد رو زرد مو کون ہی لقا نے کہا یہ شیطان درگاہ خداوندی ہے خورشید نے کہا ہماری سرکار مین سب کچھ تھا شیطان کی خواہش تھی ہمنے بھی اسکو عہدہ شیطنت دیا سولہ من سونے کا طوق ہے اس کے گلے مین ڈالا جائے بختیارک نے فریاد کی یا خداوندا مین بار رکی تانبا سکونگا اس قیمت کا طوق مرحمت ہو خورشید روشن تن نے کہا ای وندا سچ کہتا ہی جواہر کا طوق لعنت آیا بختیارک کو یہان بھی عہدہ شیطنت ملا جب طوق لعنت گلے مین پڑ چکا پھر تو یہ بھی پھبتیان سکنے لگا اگر کسی نے کچھ اعتراض کیا تو صاف جواب دیتا ہی خداوند نے اس شخص کو شیطان بنایا شیطان کو کوئی نہین روک سکتا جی مین کہتا ہی ای بختیارک خوب سکا رنگ بندھا ہوا ہی یہ کہ ابھی تمام ہونے پایا تھا کہ مہتر موسیقار تیتارہ نور الدہر نامدار لیکر پہونچا خورشید روشن تن کے سامنے سب کیفیت بیان کی بختیارک تو یہی کہتا ہے کہ یا خداوند نور الدہر کو قتل کیجیے خورشید روشن تن نے جھڑک دیا کہا کیا بیہودہ بکتا ہی اس بندی نے کیا خطا کی ہی کوئی گناہ بھی نہین سرزد ہوا یہ ہمارے سپہ سالار قدرت کا پوتا ہے اس سے ہم اسکو لڑوائینگے یہ شکین باندھیگا حکم دیا کہ قصر مرواریدین لیجاؤ ایک قصر عمدہ مین لایا نور الدہر کو پہونچایا شاہزادہ ہوشیار ہوا مکان نہایت آراستہ و پیراستہ ہی ملازم حاضر ہین خدمتگذاری نور الدہر کی کر رہے ہین کنیزیان سلام کی لائی عرض کی ای شہریار آپکا جی چاہی دربار خداوندی مین چلیے وہ سب وزرا امرا نور الدہر کو سمجھاتی ہوی دربار مین لائی جو ذکر کرچکا ہون اسیطرح پر دربار آراستہ ہی نور الدہر نے بطریق اسلام سلام کیا لوگ بگڑنے لگے خورشید نے سبکو منع کیا کہا یہ ہمارے مرتبے کا پہچاننے والا ہے ابھی تجلی آگاہ نہین ہوا یہ کہکر قریب بلایا لقا نے چہرے سے الٹ کر آواز دی ای بندۂ خاص الخواص اس جانب دیکھو جیسے ہی نور الدہر کی نگاہ اس کے چہرہ نحس پر پڑی چیخ مار کر روئے سجدے کے واسطے جھکنے کہتے تھے یا خداوندا اب مین سنے بیچارہ حمزہ نے مجبور گشتہ کر رکھا تھا اسقدر روئے یقین تھا کہ روح قالب سے نکل جائے سامنے

کیون یہی جا کو ہین غیر عداوت ٹھہری
شمع لوکب خاک پہ عاشق کی کرم کرتا ہی
یہ بھی در پردہ ہماری ہی شکایت ٹھہری

بزم جانان مین مجھو دیکھ کر جلتی ہی جو شمع
آندھی آئی تو نہ وہ بھی کوئی ساعت ٹھہری
وصل مین چھوڑ دیا سب نے اکیلا مجھکو

رات بھر سامنے کیون سوختہ قسمت ٹھہری
بخت کا مجھ سے گلہ سن کے کوئی کہتا ہے
ای جلالؔ آج نہ دلمین کوئی حسرت ٹھہری

خواجہ عمرو یہ غزل گا رہے تھے کہ بہلول نے آتے ہی مرجان کے ہاتھ مین نامہ خداوند دیا مرجان دیکھ کر بہت درہم و برہم ہوا عمرو کو دیکھ کر للکارا کہ او ساربان زادے یہ اقلیم خدای خداوند خورشید روشن تن ہی یہان مجال نہین کہ کوئی مکر و فریب کرے یہ سنتے ہی عمرو نے چاہا کہ نکل جاؤن مرجان پہلے ہی سحر کر چکا تھا زمین نے پانون تھام لیے رنگ روغن اڑ گیا بہلول تو حکم دیکر چلا گیا مرجان نے مہتر تمیم کو رہا کیا تمیم نے تمام کیفیت اپنی بیان کی مرجان نے عمرو پر سحر کیا عمرو ایک طوطی زرین بال بنکر طیار ہوا مرجان نے ایک دستک دی خواجہ عمرو اڑتے ہوئے چلے دیوار پر بیٹھکر چہکارین مارنے لگے وزرا امرا مرجان کی تعریفین کر رہے ہین مرجان نے کہا وہ تدبیر کرون کہ ساربان زادے کو اس حال مین بھی چین نہ ملے یہ کہکر اُس نے سحر سے ایک بہری بنائی پیچھے طوطی زرین بال کے چھوڑ دی خواجہ عمرو اسکو دیکھ کر بھاگے واضح رائے ناظرین ہو کہ یہ فصل دیوالی کی ہی اکثر ساحر اپنے اپنے مقام سے سحر جگانے کے واسطے صحرا صحرا پھرتے ہین اپنے اپنے مکان سے نکل کر صحرا مین سحر کو زور دیتے ہین چنانچہ خورشید نگار کا رہنے والا سام صحرا نشین ایک صحرا مین آکر ٹھہرا دیکھا صحرائے سبز و ریز نواح دلکشا چشمے لبریز ڈبرے موج خیز جانور نغمہ سرائی کرتے ہین ہرن ہر طرف کلیلین بھرتے ہین یہ صحرا اسکو بہت پسند آیا زیر درخت چنار آکر اُس نے قیام کیا زمین پر چوکا دیا جھولی سے سامان بھینٹ نکالا اور آٹا ماش کا نکال کر بچہ خوک کو ذبح کیا اُس کے خون مین آٹے کو گوندھ کر اُس نے چند پتلے بنائے اپنر سیندور کے ٹیکے دیے رائی سرسون وغیرہ سامنے رکھی اور آگ کو روشن کیا گوگل کی دھونی دی نارسنگھ بھیرون لونا چاری کو پکارا یتنا یتنالی دم خشنبیہ کو بھی للکارا گولا آراستہ کیا اپر سیندور کے ٹیکے دیے کبھی ابر بنایا یہ تماشا دیکھا کہ اسمین سے پتھر برسے کبھی شعلہ ہائے آتش نکلے اسکو مٹایا کبھی سحر کیا کہ جنگل سے شیر و فیل دھڑکے مار مار کے نکلے یہ اس طرح سے سحر کر رہا ہی کبھی گلدستہ مارا کہ جانور نغمہ سرائی کرنے لگے کبھی آسمان سے پھول برسنے لگے کبھی چمن طولانی بنائے دم بھر مین خاک مین ملائے یہ تو سحر تیار کرنے مین مصروف ہی اب دو کلمے خواجہ عمرو نامدار کے عرض کیے جاتے ہین کہ یہ افتان و خیزان حیران و پریشان

ڈرے بہری کے مارے مارے پھرتے ہین لیکن دم لینے کی مہلت نہین ملتی وقت بسیرے کے کسی جانور کا گھونسلا دیکھا اُسمین اپنے کو چھپایا وہان فلک کجرفتار گردون غدار نے نیا تماشا دکھایا کہ گھونسلے مین اس جانور کے انڈے گر لیے لالچ مین آکر چونچ اور پنجے مین دبائے کہ اتنے مین وہ بہری پھر قریب آگئی یہ گھبرا کے پرپرواز کر کے بھاگے گھبراہٹ مین وہ انڈے چھوٹ گئے بہت افسوس کیا اکثر جانور انکو خوش رنگ دیکھکر قریب آتے ہین جب اپنا ہمجنس نہین پاتے ہین ستاتے ہین منقارون سے انکے جسم کو فگار کرتے ہین یہ گھبرا کے وہان سے بھی بھاگے چیلون کے گھونسلے مین آئے دیکھا نتھ بالیان سونے کی رکھی ہین خوش ہو کر اسکو چونچ مین دبلتے ہین جب بہری قریب آگئی گھبرا کے بھاگے وہ بالیان وغیرہ بھی گر گئین روتے پیٹتے اس طور سے پرواز کنان افتان وخیزان بہری کے خوف سے قریب درخت چنار پہونچے جہان سام صحرا نشین ماہ نے بحر کو زور دی ہاے آکر اس درخت چنار پر قیام کیا اپنی مصیبت آقا کی فرقت یاد کر کے روئی اور خیال کیا کہ افسوس صد ہزار افسوس اس فلک کجرفتار گردون غدار نے کہان پھنسایا آقا نامدار سے جدائی ہوئی ہوس تو یہ تھی کہ بعد فتح طلسم ہوشربا آقا کو لے کر خانہ کعبہ جائینگے لیکن فلک تفرقہ ساز نے نہ چاہا یہ رنگ دکھایا کہ معشوقون سے چھڑایا اسی خیال مین دل بھر آیا تصویر خیالی ملکہ سرو سیمتن کی جو پیش نظر ہوئی دل مین بیقراری اشک حسرت آنکھون سے جاری یاد مین ملکہ سرو سیمتن کی یہ نغمہ سرائی شروع کی۔

غزل

جان گھبرا کے چلی تن سے آجاؤ جی
گھر کسی محرم کا اک گوشے مین ہو ایسی جگہ
دیکھئے کیا ہو مری صورت تم اسکو لاؤ جی
پھوٹ گئیں آنکھیں تمھاری اب چتون ہی نہین
خیر ہم اے حضرت دل اپنی مت گھبراؤ جی
ضبط اب لی ہارا بزم مین لی یک یک سی
جاؤ گھر کی راہ لو یان چھاؤنی مت چھاؤ جی
نیند بھی اب گئی آنکھون سے یارب کیا کہین
ہو سکے تو اے سیان جراحت اسے ملاؤ جی

دم ٹھہرتا ہی نہین تن مین یہ نقشہ ہو گیا
یا تمھین بلوائین ہم یا ہمکو تم بلواؤ جی
اور تو باتون کا شکوہ کیا کرو نہین تم سے پر
سیر کو جاتے تمکو اچھا مجھے تم ہنساؤ جی
یان ہر اک آنسو سمندر کیطرح ماریگا جوش
اسکو ٹھہر دیکھ کہتا ہوا اسے جھٹلاؤ جی
وہ ملاقات اب کہان جو بے تکلف سکو ہم
یہ بھی ہو سکتی نہین ٹک خواب مین تو آؤ جی

کب تلک ہم راہ دیکھین شکل اب دکھلاؤ جی
دھوپ کیسی ہو تمھین کچھ ملنے کا تم ٹھہراؤ جی
دم کا ہون مہمان ہم اب سر پر میرے ہمدم
بات کیون کرتے نہین یہ آج تو فرماؤ جی
کچھ تو کر لو عرض حال آج اے مسیحا تم دوا
سیر دریا کو مجھے مت چھوڑ کر تم جاؤ جی
تھر ہو یہ اسکا کہنا اپنے در پر مجھکو دیکھ
بارہا کہتے ہو لو آؤ گلے لگ جاؤ جی
اک نہ اک دن حال کھولونگا یہ دل ہے بر ملا

یہ نغمہ سرائی طوطی زرین بال کی دیکھ کر سام صحرا نشین بحر بھولا بے اختیار

طوطی کی طرف دیکھنے لگا اور چمکار طوطی ہاتھ پر اُس کے بیٹھی اور قہقہہ مارا یہ خوش ہو لیجا ہا اُس نے کہ ہاتھ
پر بٹھاؤن ایکسناٹا ہوا ایک پری لہراتی ہوئی آتی ہے جیسے ہی پری کو دیکھا طوطی سہمی اور سوسن کے گریبان مین چھپنے لگی پری
نے چاہا کہ پنجہ مین دبا کر پرواز کرون کہ اُس نے ڈانٹا طوطی نے اڑ کر پرواز کی اُسکو غصہ آیا اور سامنے جو
گلدستہ رکھا تھا اس نے مارا کہ اسکو سحر سے بیکار کرون جیسے گلدستہ مارا پری گر کر صورت اصلی پر ہوئی
گلدستۂ سحر کو دفع کیا نعرہ کر کے جا پڑی سام صحرانشین سمجھا کہ مقرر یہ طوطی کوئی نازنین زہرہ جبین ہے یہ
پری عاشق ہے ساتھ لیے لیے پھرتا ہے لیکن وہ نازنین اس سے نفرت کرتی ہے ہائے غضب ہوا اگر مین جانتا تو پہلے
سے اسکو انسان بناتا پری جو صورت اصلی پر ہو کر پکاری کہ او مکار جعلساز غضب کیا کہ ہمارا راستہ کھولا
کیا سام تو جلا ہوا تھا اس نے گولا مارا پری نے روکا دو تین سحر آپس مین ہوئے پری کو غصہ آیا پکاری منم ملازم
مرجان جادو اور بدن چاک کر کے ایک کارد سحر نکالی خون مین تر کر کے وہ کارد سام پر ماری لاکھ
سام سنبھلا لیکن وہ کارد سینۂ پر کینہ پر پڑی پشت کو توڑ کے پار گزری آندھی سیاہ اٹھی پھر تدبیر بھولے
بعد عرصہ در ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من سام صحرانشین بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب
خود نرسیدیم اتنی مہلت جو خواجہ نے پائی ایک سمت نکل گئے یہان اندھیرا ہوا اور یہ پری نکر تعاقب
مین طوطی کے پھر روانہ ہوئی جہان طوطی جا کر بیٹھی دم بھر مین پری بھی آ کر پہونچتی ہے چاہتی ہے پنجہ انکھ پر مارین ناگاہ نگین
پکڑ کر چیر ڈالون خواجہ پھر چیخ مار کر بھاگتے ہین ہمین دم نہین لے سکتے آب و دانہ بھی حرام بے قرار بچین
پنجہ نکالا اور پری آ پہونچی اس زور و شور سے آتی ہے کہ زمین ہلجاتی ہے پھر خواجہ بھاگ جاتے ہین کئی دن بے
آب و دانہ گذری کبھی پتون مین چھپے کبھی شاخون پر بسر بردہ کرتی ہین پری ڈھونڈھتی ہوئی آجاتی ہے
چار دن اسی مصیبت مین عمرو پر گذرے کہ پنجہ نکالا دشوار ہے چھٹے دن بھاگ کر قریب ایک باغ کے پہونچے باغ کو
دیکھکر روح کو تازگی ہوئی اندر باغ کے آئے درختون پر بیٹھے حوض پر اترے کہ کان مین گانے کی آواز
آئی جھانک کر دیکھا بارہ دری مین جلسہ آراستہ ہے بیچ مین ایک نازنین تاجدار گرد گانے والیان
مصاحبین ساز بج رہا ہے خواجہ نے جو یہ ہنگامہ دیکھا دل بھر آیا بیتاب ہو کر کاندھے پر اس صاحب خانہ کے
جا بیٹھے زمزمہ سرائی کرنے لگے اب تو مصاحبو مین ہلڑ ہوا ملکہ مضراب جادو ملاحظہ فرمایئے خلق
آپ کا کہ طائر بھی تسخیر ہوتے ہین مضراب جادو بہت خوش ہوئی چمکار کے گود مین اٹھا لیا اشارہ کیا
کہ ساز بجاؤ ساز جو بجے طوطی تال پر سم پر زمزمہ سرائی کر رہی ہے ناچتی بھی جاتی ہے کنیزین مصاحبین خود

ملکہ مضراب یہ سمجھی ہے مرجان کی وجد کر رہی تھی کہتی تھی کیون صاحبو کیا کسی نے اسکو تعلیم کیا ہے جب
اہالیان محفل گانے پر طوطی زرین بال کے محو ہو رہی ہین کہ سب نے دیکھا ایک فراٹے کی آواز آئی سر اُٹھا کر دیکھا
ایک بہری بڑے زور و شور سے اسی جانب آتی ہے طوطی زرین بال کو جو دیکھا قصد کیا کہ کندے باندھ کر
ٹوٹ پڑون کنیزین چلائین واری اس بہری سے طوطی کو بچائیے دیکھیے کس زور و شور سے آتی ہے
مضراب نے دور دور کہا وہ بہری نڈر کی ہر مرتبہ یہی قصد کرتی ہے کہ طوطی کو اُٹھا لون پنجون مین دبا کر
چیر کر پھینک دون مضراب ساحرہ کمسن کو طوطی سے محبت ہو گئی طوطی بھی دو پٹے مین چھپتی ہے پائچون
مین گھسی جاتی ہے بہری نے جب کئی مرتبہ جھپٹ جھپٹ کے قصد کیا مضراب نے غصہ مین جھولی سے
ماش کا دانہ نکالا جیسے ہی بہری کندے باندھکر چلی مضراب نے غصہ مین ماش کا دانہ مارا بہری
کے سر پہ پڑا سر پھٹ گیا آہ کی آواز آئی تڑپ تڑپ کے جان دی وہ بہری گونگی بہری ہو کر مری جب
بہری مری علامت مرنے کی برپا ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من نسترن جادو لبود برائے اطلاع ناظرین
مصنف گزارش کرتا ہے کہ بعد فتح طلسم ہوش ربا فتنہ نور افشان تصنیف کرے گا مجملاً
تمہید یہ ہے کہ صلب ایرج واز بطن ملکہ بران شاہزادہ سکندر زرین علم واز صلب اسد
و بطن ملکہ مہ جبین شاہزادہ ضیغم شیر شکار واز صلب بادشاہ و بطن ملکہ بہار شاہزادہ عالیجاہ
سرو سہی قبا واز صلب نور الدہر و بطن ملکہ مخمور شاہزادہ مہران جوان بخت پیدا ہونگے
بران پر ایک بادشاہ بہمن سیاہ قبا کا بیٹا تہار فیل زور عاشق ہوگا اسی فتورات میں مدارج
در نور افشان و شوکت این ہر شاہزادگان و دشمنی بہمن سے کوکب و بران کا طلسم باطن
نور افشان مین گرنا ہر چہار شاہزادگان کا ارادہ فتاحی کر کے قید ہونا و فتاحی کل طلسم از دست
صاحبقران و عیاری ہائے عمرو بطور نو کہ سامعین ہوشربا کو فراموش کرین گے مضراب
نسترن کو قتل کر کے گھبرائی کہ یہ کیا معرکہ تھا کنیزون نے بڑھکر عرض کی واری خداوند خیر کرین طوطی بھی
زمین پر لوٹ رہی ہے بعد دم بھر کے خواجہ نے اصلی صورت پیدا کی کنیزین چیخین ڈر کر بھاگنے
لگین مضراب نے کہا ای شخص تو کون ہے یہ کیا معرکہ ہے کس نے جانور بنایا ہے عمرو نے کہا مین گویا ہون شہنشاہ
مرجان نے یہ حال کیا مضراب نے تسکین دی کہا نام تمھارا کیا ہے عمرو نے کہا میرا نام چھچھو خیالیہ مشہور ہے ہر چند
خواجہ نے چاہا کہ مین دم دیکر نکل جاؤن ممکن نہ ہوا مضراب جادو نے خوب سخت انتظام کیا ہے کیسی

مجال نہین کہ خلاف مزاج مضراب جادو کر سکے اس حال مین خواجہ نے دو چار غزلین گائین
مضراب اور زیادہ خوش ہوئی عمرو بیٹھے ہین مگر گھبرا رہے ہین کچھ بن نہین پڑتا اسی تردد مین
دن کسی قدر باقی تھا کہ آسمان پر برق چمکی مضراب جادو نے عقب مین بہری کے بہلول کو
بھی روانہ کر دیا تھا کہ اے بہلول خیال رکھنا یہ ظالم ہماری سرحد سے بچ جانے پائے خواجہ عمرو اسی وجہ
سے حیران بیٹھے ہین مضراب تسکین دیتی ہے کہ میان جھجو خان نہ گھبراؤ تم ہماری جان کے ساتھ ہو یہ ذکر
تھا کہ بہلول جادو آ کر پہونچی کہا ملکہ مضراب ہم تو خبردار ہین اس ساربان زادے کو اپنے گھر
مین کیون جگہ دی یہ دشمن خداوند ہے آپ کے ماموں جان کے دربار مین تمیم عیار کی شکل بنکر آیا
بہری بنا کر نسترن کو ساتھ کر دیا تھا وہ بھی قتل ہوئی اب کیا بخیطا بنا ہوا آپ کی خدمت مین حاضر ہے
ابھی چھوٹ جائیگا لاکھون کو قتل کر ڈالے ہین اسکو لیجاؤن صاحبزادی تمھاری صحبت مین اس ہکار کا
رہنا بہتر نہین ہے مضراب گانے پر مائل ہو چکی ہے کہا بوا بہلول غصہ نہ کرو آج کے دن معاف
رکھو نئی غزلین جو اس نے گائی ہین ہم لکھوا لین پھر تم لیجانا بہلول سمجھی کہ یہ شاہ کی بھانجی ہے آج کی شب
تامل کرو کل سمجھا جائیگا لیکن یہ اس نے ضرور کہدیا کہ بحفاظت رکھیگا ورنہ پچھتائیگا بہلول سمجھا کر چلی گئی
مضراب نے جلسہ آراستہ کیا عمرو بیٹھ کر خوب گایا اپنی بیکسی پر اسقدر رویا کہ ہچکی لگ گئی
مضراب نے کہا کیون روتے ہو عمرو نے کہا اے ملکۂ عالم آفتاب لب بام چراغ سحری ہون
کیونکر نہ روؤن اس حسرت سے عمرو نے کہا مضراب نے کہا خواجہ نہ گھبراؤ تمھاری جان کے
ساتھ میری جان ہے جہانتک ہو سکیگا بچاؤنگی خواجہ خاموش ہو رہے دوسرے دن بوقت سحر
خواجہ جان توڑ کے گا رہے ہین مضراب جادو کا دماغ تر صحبت مین رنگ بندھا ہوا ہے کہ
بہلول جادو آ کر پہونچی عمرو کو جو صحبت مین دیکھا جل گئی وہین سے للکارا او چھوکری تو نے ہمارا
کہنا نہ مانا دشمن کو صحبت مین جگہ دی مین نے رات کو ذکر نہین کیا اگر مرجان سے ذکر آیا تمھارے
باغ کو آتش بہار بنا دیتا اب مین سر کاٹ کر اسکا لیجاؤنگی مضراب منت کرتی ہے دائی اماں میری
خطا معاف کرو تم بڑی بوڑھی ہو کل مین اسے حوالہ کر دونگی اب تو بہلول بہت بگڑی ایک کنیز نے
بڑھکر بہلول سے کہا ہم تم نوکر ہین یہ مرجان کی نور نظر پارۂ جگر ایک قیدی گنہگار کے واسطے اس
قدر بگڑتی ہو اسکا انجام بخیر نہ ہوگا بہلول نے غصے مین کنیز کو ایک طمانچہ مارا جسکی خاک کی سر پر

اس کے ڈالدی کنیز جل کر خاک ہوئی جب تو مضراب نے غصہ مین آواز دی اس حرامزادی کا سر کاٹ لو
کنیزین طرف بہلول کے چلین بہلول نے سحر کرنا شروع کیا ایسے دو تین گولے مارے پانچ سات
کنیزون کے سر پھٹے خواجہ تو کود کر کنارے ہوے گلیم اوڑھ لی مضراب نے دوڑ کر بہلول پر برق چمکائی
بہلول کا سر زخمی ہوا زخم کھاتے ہی اس نے ایک گولا جھولی سے نکال کر اپنے خون سے گولے کو
رنگین کیا مضراب پر مارا مضراب نے سحر کر کے گولے کو کاٹا گولے سے دھوان نکلا کنیزین بیہوش
ہو گئین مضراب نے اپنے کو بہت بہت روکا نہ رک سکی لڑکھڑا کے گری بیہوش ہو گئی بہلول چہار
جانب دیکھنے لگی کہ ساربان زادہ کدھر گیا جب کہین عمرو کو نہ پایا تیغ کھینچ کر چلی کہ مضراب کا سر کاٹ
لون کنیزین بھی سب بیہوش پڑی ہین دو چار بھاگ کر چمنستان مین چھپین بہلول اکڑتی ہوئی جاتی
ہے کہ مضراب کا سر کاٹون اس وقت باغ مین تلاطم کنیزون کے ہوش گم بہلول
مثل شعلۂ جوالہ کلمات سخت و سست کہتی ہوئی مضراب کے قتل کو جاتی ہے
کہ پہلو سے آواز آئی بوا بہلول مجھے بچالو اس موئے بدمانس کو گرفتار کرو پلٹ کے بہلول نے
دیکھا ایک حبشن گھبرائی ہوئی آتی ہے سر زخمی کان سے خون جاری پوچھا اری کیا ہوا کہا حضور
وہی تا بنیا بھاگ کر اس قصر مین گیا مین نے چاہا گرفتار کر لون اس نے مجکو تیغ ماری اب درد سے بیتاب ہون
یہ کہکر جست کی برابر بہلول کے آئی بہلول نے کہا وہ ساربان زادہ کہان گیا حبشن نے کہا بوا میرے
ساتھ چلو بتا دون بہلول ساتھ ہوئی حبشن دوڑی ہوئی جاتی ہے بوا جلدی آؤ وہ دیکھو زرعہ
نخلستان مین بیٹھا ہے سحر کر کے گرفتار کرو بہلول نے کہا کہان حبشن نے کہا حضور وہ سامنے موجود
ہے بہلول ادھر پلٹی حبشن نے حلقے کمند کے ڈالدیے نعرہ کیا منم قاتل ساحران مہر سپہر عیاری و
قطب فلک خنجر گذاری میرے ہاتھ سے بچ کے کہان جائے گی حباب مارکے خنجر بھی مار دیا بہلول کا
شکم چاک قصہ پاک مضراب جادو کو ہوش آیا دوڑ کر عمرو کے قدمون سے لپٹ گئی کہا خواجہ تمنے
جان بچالی دیکھو آواز آرہی ہے کشتی مرا نام من بہلول جادو بود مگر اب غضب ہوا اے شہنشاہ
اوج عیاری جس وقت مرجان جادو کو خبر ہو گی کہ نسترن و بہلول باغ مضراب
مین قتل ہوئین فوراً لشکر لے کر چڑھ آئے گا اس کے لشکر کو کون جواب دے سکتا ہے عمرو نے کہا ملکہ
میرے ساتھ نکل چلو مضراب نے کہا مین حاضر ہون ایسا نہو جان جائے عمرو نے کہا نکل چلو اب ٹھہرنا

مناسب نہین ہے ہر کنیز کا یہی قول ہو خواجہ نے بڑا کمال کیا بہلول ایسی گرگ باران دیدہ کو مارا اسکا
قتل ہونا دشوار تھا مضراب نے کنیزون کو حکم دیا مکانات کو کھولو اسباب نکالو کوئی شے رہ نہ جاسکے
ہمنے اطاعت دین اسلام کی اختیار کی ایسا نہو کوئی آکے دراندازی کرے جلکر امیر کو بھی سمجھائین گے
کہ حضور یہان سے پلٹ جائین ہوشربا مقام نہایت آباد ہے یہ مقام ویران جا بجا دیہاتی و
قریاتی رہتے ہین کنیزین دوڑکر مکان کھولنے لگین بڑھکر آوازدی واری دیکھیے وہ ابر سیاہ اُٹھا
شاید کوئی آتا ہو حقیقت مین اسرم جادو شوہر بہلول جادو کا اڑا ہوا آسمان پر جاتا تھا علامت
اُس کے مرنیکی سُنکر پلٹ پڑا دل سے کہتا ہو میری زوجہ کو کس نے مارا اسوقت آکر آسمان پر جمکا ہو کر
مضراب جادو تخت پر سوار ہوئی ہے کنیزین اسباب نکال رہی ہین خواجہ عمرو ایک جانب کھڑے
ترغیب دے رہے ہین کہ صاحبو جلدی کرو اسرم جلگیا وہین سے للکارا کیون بی مضراب میری
زوجہ نے کیا خطا کی تھی کہ اسکو قتل کرایا سارا فتور اس ساربان زادہ کا ہوا ے مضراب تمکو مناسب
نہ تھا یہ کہکر اس نے وہین سے گولا مارا کئی کنیزون کے سر پھٹے درخت جلنے لگے باغ کی دیوارین گرین
مضراب نے بمشکل اُس سحر کو اُتارا اسرم تو برس پڑا زوجہ کا لاشہ دیکھ کر بدحواس ہو گیا
دونون پیر اکر زمین پر جمائے مضراب سے سحر چلنے لگا کبھی اگ برسی دریا موج مار رہا ہے
بہت سی کنیزین ڈوبین مضراب ہر چند چاہتی ہے اپنی مصاحبون کو بچاؤن جوش و خروش
سحر اسرم کا بڑھتا جاتا ہو مضراب کا بھی سر زخمی ہوا ایک مقام پر اسرم تیغہ خون آلود لیکر چلا گالیان
دیتا ہوا طرف مضراب کے جاتا ہو پکار رہا ہے کیون بی مضراب سحر ما بدولت کا دیکھا آگ لگا دونگا
معاوضہ خون زوجہ مین سب کو قتل کرونگا وہ مفت مین بخطا ماری گئی مضراب کی آنکھین پتھرائی
ہوئین زمین پر تڑپ رہی ہین ہر چند چاہتی ہے کہ اُٹھون سحر اسرم دفع نہین ہوتا سرد ی دربار لی
ہو کبھی نگاہ یاس سے طرف آسمان کے دیکھا زبان تو ہل نہ سکتی تھی مراد یہ تھی اے خالق لیل و نہار اے
پروردگار ہاتھ سے اس ظالم کے بچالے آنکھون سے آنسو جاری ہوے چاہا اسرم سنے کہ بڑھ کر
مضراب کا سر کاٹون کہ آواز آئی اے خیر خواہ دولت بڑا کام کیا ہم خود آپہونچے اسرم سنے پلٹ کی
دیکھا مرجان جادو تاج سر پر رکھے ہوے چلا آتا ہے اسرم نے سلام کیا مرجان نے کچھ جواب نہ دیا
اسرم قریب آیا کہ قدمون کو بوسہ دون مرجان نے خنجر مارا کہ سر اسرم کا اڑگیا یا تو سب کنیزین

بیہوش پڑی تھین یا اپنے اپنے مقام سے اٹھین مضراب کو بھی ہوش آیا خواجہ عمرو کے گرد پھری کہا حقیقت مین اب کوئی بچنے کی صورت نہ تھی آپ نے کیا کار نمایان کیا بخیہ بدعت جلاد سے بچایا عمرو نے کہا ای مضراب اب نکل چلو تمھارے پاس فوج و لشکر نہین ہے ایسا نہ ہو مرجان کو خبر پہونچے کون جواب دے سکیگا ملکہ مضراب جادو بھی گھبرائی ہوئی تھی اسیوقت کنیزون کو حکم دیا اسباب نکلنے لگا تخت ہاے سحر تیار ہوے اسباب لادا گیا خواجہ عمرو کو بھی تخت پر سوار کیا ملکہ مضراب جادو کو ساتھ لیکر لشکر مین آئے یہان صاحبقران کو انتشار تھا کہ نہین معلوم میرے یار وفادار پر کیا گذری ہر چند کہ بہار نے خبر دی تھی مگر نہایت تردد تھا اب ساحرون نے آکر خبر دی کہ خواجہ عمرو مع چند ساحرون کے تشریف لاتے ہین باغبان وغیرہ واسطے استقبال کے آئے خواجہ عمرو نے ملکہ مضراب جادو کو لاکر صاحبقران کے قدمون پر گرا دیا تمام کیفیت بیان کی مضراب کو خلعت فاخرہ ملا اُس نے بھی صاحبقران سے یہی عرض کی کہ کنیز کے نزدیک بھی یہی بہتر ہے کہ حضور ملکت پڑے ہین اُس ملک کی جانب جانا بہتر نہین ہے صاحبقران نے فرمایا اے مضراب جادو عیارون نے سات سردارون کو گرفتار کیا تھا ہم سب تو بچ گئے نورالدہر کو عیار لے گیا نہین معلوم اُس شیر بیشۂ جرأت پر کیا گذری اُس طرف کی خبر نہین ملتی مضراب نے کہا حضور ہم نے بھی وہانکا حال مفصل نہین سُنا کیسا اخبار کو زور دیا گیا جب کوئی تاجر آیا تب احوال مفصل کھلا ہرکارے عاجز رہتے ہین صاحبقران نے سر جھکا لیا یہ ذکر تھا کہ چند ساحرون نے آکر صاحبقران زمان سے عرض کی کہ حضور محمل سلسلہ بند بھائی ملکہ حیرت جادو کا آیا ہے امیدوار ہے کہ قدمبوسی سے مشرف ہو ا صاحبقران نے سامنے اپنے بلوایا دیکھا ایک تاجدار جلیل چند مصاحب ہمراہ آکے صاحبقران کے قدمون کو بوسہ دیا صاحبقران نے نہایت لطف سے سرفراز فرمایا جب محل زمرۂ سرداران نامی مین آکر بیٹھا ساقی بزم کو حکم ہوا دو ایک جام بھی اس نے پیے دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا اُٹھکر دست بستہ عرض کی ای شہنشاہ گیتی ستان لے والی تاج دنیا غلام کو احوال معلوم ہوا کہ حیرت جادو سرکشی کرتی ہے ملکہ بہار ایسی سرپرست موجود ہین اس نے ابھی تک نہین مانا مین چاہتا ہون حضور اُسکو میرے سامنے بلوائین مین سمجھا کر اسکو قدمون پر گرا دون اب سرکشی اسکی سراسر بیکار ہے حفاظت آبرو کا سرکار کو اختیار ہے صاحبقران نے فرمایا ای شہزادہ والا قدر مجھے مقدر

مین ملکہ حیرت کے نہایت افسوس ہو کہ افراسیاب لڑ بھڑ کر مر گیا جب تک اسد کو لوح نملی تھی
اسکا دعوی بجا نہ تھا حقیقت مین وہ ایسا ہی ساحر زبردست تھا کوئی اسکا مقابلہ نکر سکتا تھا غرور نے
اسکو پست کیا لیکن ملکہ حیرت مذہب اسلام اختیار کرین طلسم ہوش رُبا کی حکومت اُنھین کے لیے
ہی شہنشاہ لاچین و ملکہ بلقیس ثانی کو برای انتظام چھوڑا ہی وہ مرد بزرگ خود دنیا سے برخاستہ
خاطر ہی ملکہ بلقیس کو بھی یہی منظور ہی کہ سلطنت جسکو چاہیے اسکو دیجیے ہم زمرۂ غلامان شہنشاہی مین
محسوب رہین کوکب روشنضمیر سے سوا مزاجی ہوئی اُنھون نے ہماری محبت سے ہاتھ اُٹھایا ورنہ کل
سلطنت انکو ملتی محل سلسلہ بند دعائین دینے لگا عرض کرنے لگا حضور کو صاحبان حق کا بڑا خیال ہو دربار
مین جگہ ملی اسوقت ملکہ بہار کی بیقراری گھبرانا کبھی مہرخ و باغبان سے اشارے کرنا کہ دیکھو صاحب
صاحبقران زمان ملکہ حیرت کو بلاتے ہین محل سلسلہ بند نے کوئی دام مکر نہ پھیلایا ہو لونڈی کو بڑا
خوف ہو رعب صاحبقرانی سے کوئی سامنے صاحبقران کے کہہ نہ سکا صاحبقران نے ارشاد فرمایا
ملکہ حیرت جادو کو لاؤ چند کنیزین گئین حیرت جادو کو لیکر آئین زبان مین اسکی سوزن ہتکڑیان
وغیرہ تو ہلکی صاحبقران زمان نے جسم پر آراستہ کرائی ہین کنیزین خدمت کیواسطے مقرر کی تھین حیرت
دربار مین آئی صاحبقران کو سلام نہ کیا صاحبقران نے اسکا بھی کچھ خیال نکیا کرسی بیٹھنے کو ملی خود
زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا اے ملکہ حیرت تمھارے شوہر نے بوجہ جہالت جان دی آگاہ تھا کہ
طلسم کشا کو لوح مل گئی سحر تاثیر نہ کریگا اطاعت نہ کی ایز سحر پہ ناز رہا آخرکار قتل ہوا غرور کا یہ نتیجہ ہوا
ہی حیرت نے کچھ جواب نہ دیا سر جھکائے بیٹھی رہی ملکہ بہار کو تو بڑا خیال ہو تاب نہ باقی رہی بیقرار ہو کر
اُٹھ کھڑی ہوئی پکار کر کہا ہمشیرہ ہماری گستاخی معاف کرنا ہم براے محبت سمجھاتے ہین عرصۂ دراز
تک بہار کلمات محبت آمیز کہا کی ملکہ حیرت نے کچھ جواب نہ دیا ملکہ بہار کو بہ نگاہ قہر دیکھا اشارہ
یہ تھا کہ مین ہرگز دین اسلام قبول نہ کرونگی جن لوگون نے مل کر میرے شوہر کو قتل کیا ہے انکو قتل
کیے نہ چھوڑونگی قریب تھا کہ صاحبقران کو غصہ آئے اتنا فقط فرمایا تھا کہ ذوالنخار عیاری کو بلاؤ
محل سلسلہ بند اُٹھ کھڑا ہوا دست بستہ عرض کی حضور کچھ نہ فرمائین غلام قاعدے سے سمجھا کر
قدمون پر گروا دیگا اور سب صاحبون کے سمجھانے کو وہ نہ قبول کرینگی صاحبقران نے فرمایا اچھا تم
سمجھاؤ ہمین کسیطرح حیرت کا قتل منظور نہین ہی اگر سراسر ہمارے کہنے کے خلاف کرینگی سمجھ کر حکم دیا جائیگا

محل قریب حیرت کے آیا مہرخ و بہار سے بھی یہی اشارہ کیا کہ آپ لوگ الگ بیٹھیں اس تدبیر کی محل
نے انتظام کیا کنارے بیٹھکر حیرت کو سمجھانا شروع کیا سب دیکھ رہے ہیں بہار کو بڑی خوشی ہے ایک طرف
دنگل شوکت پر اسد نامدار بھی جلوہ فرما ہیں بوجہ ملکہ بہار گلعذار بادشاہ حجاہ کو بھی حال خیرت مآل
حیرت پر توجہ ہے کئی مرتبہ فرما چکے کہ ای حیرت اپنے کو کیوں برباد کرتی ہے اس دربار میں کوئی
تیرا دشمن نہیں ہی محفوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ سب سے زیادہ چالاک بن عمرو بیقرار ہی جی
چاہتا ہی قدموں پر سر رکھوں گرد پھروں حیرت کو سمجھاؤں محل کے واسطے چالاک نے بھی
انتظام کر دیا کہ ہر کس و ناکس اس جلسے میں نہ آنے پائی بھائی بہن صلاح کر رہے ہیں محل نے
اول اشاروں میں حیرت سے دریافت کیا کہ تمھیں کیا منظور ہے حیرت نے اشارہ کیا اے
برادر میں جان دینے پر آمادہ ہوں کیسطرح اطاعت کرنا نہیں چاہتی تو زبان سے میری سوزن
نکال دی دیکھ تو اہل سلام کو کیا مزہ دکھاتی ہوں محل قریب تو بیٹھا ہی تھا یہ کسی کو گمان تھا بس
اس نے ہاتھ بڑھاکر زبان سے ملکہ کی سوزن کو نکال لیا سوزن کا زبان سے نکلنا تھا کہ حیرت غل برپا کرکی
محل سلسلہ بند نے جھولی بحر کی حیرت کو دیدی مہرخ و بہار اٹھنے لگیں حیرت کا سحر ہی اکثر ذکر
کر چکا ہوں کہ حیرت جب بال کھول دیتی ہے حریف کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آجاتا ہی کنیزیں بھی
اسکی لڑنے لگیں حیرت نے جو بال کھول کر سحر کیا کئی سے سردار بیہوش ہوے صاحبقران نے
باواز بلند اسم اعظم الٰہی پڑھا اس آواز سے حیرت گھبرائی ورنہ قصد تھا کہ آج اس بارگاہ میں خون
کے دریا بہادوں امیر نے جو بہ فصاحت و بلاغت اسم اعظم پڑھا زبان میں حیرت کی لکنت آنے لگی ڈری
کہ ایسا نہو صاحبقران لڑتے بھڑتے میرے پاس آجائیں بس اس نے جھٹ کر ایک سحر کیا بادشاہ
لشکر اسلام سعد بن قباد والا مقام و اسد نامدار پر پتھر مارا دونوں کی کمر میں پنجہ دیکر بلند ہوئی
چلتے چلتے بھی ایک گولا مار دیا کہ تمام بارگاہ میں اندھیرا چھا گیا اس تاریکی میں حیرت لڑتی بھڑتی
اپنے ساتھیوں کو نکال لیگئی محل سلسلہ بند باہر نکلا اسکی فوج ایک قاعدے سے جمی ہوئی تھی
انھوں نے بھی سحر کیا عرصہ دراز تک تلوار چلی بیرون بارگاہ لاکھوں آدمیوں کا کھیت ہوا حیرت
و محل سب بچے ہوے لڑ رہے تھے جب صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوے باہر آئے تب
حیرت جادو گھبرائی محل سے کہا ہمشیرہ نکل چلو ایک داغ تو قلب پر صاحبقران کے

رکھو حیرت و محل رلتے بھڑتے نکل گئے ایک صحرا مین لاکر لشکر اُتارا اسد و بادشاہ کو تو قید کیا محل
اس لائق نہین کہ حیرت سے کچھ صلاح کرے حیرت نے اپنے طریقے سے انتظام کیا یہان بعد نکلنے
حیرت کے صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر اندھیرے کو دفع کیا بہار و باغبان وغیرہ کو
ہوش آیا معلوم ہوا کہ اسد و بادشاہ کو حیرت لیگئی بہار و باغبان آمادہ تھے کہ ہم جاکر اپنی
جان دین اپنے افسر کو رہا کرکے لائین صاحبقران نے انکو منع کیا ہرکارون کو حکم ہوا مفصل جاکر
خبر لاؤ ہرکارے چلے عیاران اسلام کو یہی منظور ہوا اپنی جان دین عیاری کرین اسد کو رہا
کرکے لائین حیرت جادو صحرا مین آکر اُتری مگر متردد و متوحش ہے کنیزون سے کہتی ہے ایسا نہو
بہار لشکر ساحران لیکر آپڑے تو مشکل ہوگی یہین اُنکے لشکر کا بارنا اُٹھا سونگی لڑبھڑکر مرجاؤنگی ایسا
نہو کہ قید کرلین مین اسد و بادشاہ کو قتل کرکے نکلجاؤن میرے واسطے کسی مقام پر کسی شی کی کمی نہین
ہے اس فکر مین تھی کہ آسمان سے برق چمکی دیکھا ایک طائر ہفت رنگ بصد رعنائی و زیبائی قبہ بارگاہ
پر آکے حیرت کی بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا جھک جھک کر جمال حیرت کو دیکھ رہا ہے حیرت نے اسم
سحر پڑھکر ہاتھ اُٹھایا طرف طائر کے دیکھا وہ طائر ہاتھ پر حیرت کے آکے بیٹھا یہی مطلب تھا حیرت
نے جو خیال کرکے دیکھا گلے مین طائر کے ایک نامہ بندھا ہوا ہے حیرت نے نامہ کو کھولا طرف سے
خداوند روشن تن کے مرقوم ہے کہ اے خاتون محل شہنشاہ طلسم ہوشربا شوہر نے تمھارے
غرور مین جان دی ہمارا تو کبھی نام بھی نہ لیا جو کچھ گذرا وہ تو گذرا اب تمکو مناسب ہے کہ سرفرازنامہ
کو دیکھتے ہی ہمارے پاس آکر حاضر ہو ہم معاوضۂ خون افراسیاب مسلمانون سے لینگے طلسم
ہوش ربا مین پھر تمھاری سلطنت قائم کردینگے بفور ملاحظہ نامۂ ہذا ملکہ حیرت جادو کو خواہش
ہوئی کہ طرف خورشید نگار کے چلین اکثر زبانی افراسیاب کی حالات خداے روشن تن سنے
تھے وزیرون نے بھی سمجھایا کہ وہین تشریف لیچلیے حقیقت مین اگر مسلمان ادھر کا ارادہ کرینگے زندہ
نہ بچین گے حیرت نے بادشاہ و اسد کو اژدہون پر سوار کرلیا لشکر حیرت سا اس کے ساتھ جمع ہوگیا بڑے زور
و شور سے بجمعیت فوج بیشمار سمت خورشید نگار روانہ ہوئی ذکر اسکا وقت پر تحریر ہوگا ہرکارون نے
یہ خبر مفصل دریافت کرکے صاحبقران کو اطلاع دی امیر با توقیر نے بھی حکم دیا کہ لشکر ہمارا تیار ہو
لشکر صاحبقران زمان مین بھی تیاری ہونے لگی دیکھیے کس وقت کوچ کرین ذکر وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمۂ داستان حیرت بیان عاشق و معشوق یعنی ایرج مصیبت نصیب و بران
گرفتار دام حبیب مدد مجلس سے رہا ہونا ایرج کا سحر حیران جادو سے اور دستیاب
ہونا نشان ملکہ بران کا بہ عیاری خواجہ عمرو و مقابلہ ملکہ ناہید مرصع پوش زوجہ
کوکب از لشکر کوکب و قتل حنای گلگون پوش از دست ناہید مرصع پوش و حالات
عیاری خواجہ عمرو بطرز نو کہ ناظرین اس داستان عجائب بیان کو ملاحظہ فرما کر
لطف کامل اُٹھائیں گے و دیگر حالات متعلق داستان ہذا ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا ساغر آفتاب
جو احباب تھے سخت دشمن ہوے
چلا ی توسن کلک عبرت طراز
دکھاتے ہیں کیا رنگ لیل و نہار
شب وصل عاشق کا دل شاد تھا
ہوئی ہجر جانان میں حالت تباہ
دل غمزدہ پر ہجوم الم
کوئی ہم سے پوچھے کہ کیونکر کٹیں
فلک نے دکھایا نشیب و فراز
گرفتار دام مصیبت ہوا
وہ محبوب گل پیرہن سیمتن
نہ مونس نہ ہمدم نہ غمخوار ہی
تڑپتا ہے وہ سرو گلزار ناز
مصیبت سی ہوگی رہ عشق طے
تصور میں محبوب کے صبح و شام
کہ مرتا ہو فرقت میں آفت نصیب
منم عندلیب گل روے تو

ہے میخانۂ دہر میں انقلاب
غضب ہی کہ سب فوت مطلب ہوا
دکھادی جہان کا نشیب و فراز
کبھی شام ہجران کا ہو سامنا
غم و رنج فرقت سے آزاد تھا
ہوئیں دلکو عاشق کے بیتابیان
رفاقت کو حاضر ہی اندوہ و غم
زمانہ جو وصلت کا آیا قریب
کھلا دشمنوں پر محبت کا راز
گلوں نے گریبان کیے غم سی چاک
گل باغ خوبی و غنچہ دہن
پکارے کسی کو ن اہا ب قریب
چھڑا قید سے اسکو ای کارساز
لڑائی کی اُفتاد جھیلے ہوے
تڑپ کر یہ کرتا ہے ہر دم کلام
کجائی تو اے دلبر دلبران
پریشان کند یاد گیسوے تو

جو تھے راہبر آہ رہزن ہوے
کہ دشمن مرا اب تو کوکب ہوا
کبھی ہی خزان اور کبھی ہی بہار
کبھی اک شب وصل عشرت فزا
سحر نے دکھایا جو روے سیاہ
مگر اڑانے لگیں ہوش ہچکیان
جوانی کی راتیں تڑپ کر کٹیں
یہ سوے کہ جاگے نہ اپنے نصیب
وہ آہوے صحرا سے مہر و وفا
اڑاتی تھی باد صبا سر پہ خاک
قفس میں وہ بلبل گرفتار ہے
مصاحب ہی رنج فراق حبیب
ادھر عاشق زار بیتاب ہی
وہ عاشق بھی ہر جان پہ کھیلی ہوی
دکھا اپنی صورت مجھے اے حبیب
زہے رونق محفل عاشقان
منم کشتۂ تیغ ابروے تو

صنم مائل چشم جادوی تو
ستم رنج فرقت گوارا نہین

صنم قمری سرو دلجوی تو
فلک کی جفا سے تو چارہ نہین

بہشت برین گلشن کوے تو

چہرہ سیاہان طلسم عجائب و غرائب تحریر و سامعان مژدہ رہائی معشوق لپذیر حالات مصیبت آیات ہجران دیدہ و آفت کشیدہ عاشق و معشوق بصد محبت و شفقت یون تحریر فرماتے ہین شعر

درین زیر نہ پردۂ آسمان
درین پردہ آواز نالم چو نے

مغنی فغانے کہ آمد بجان
باحوال حیم یا باحوال کے

سابق مین تحریر ہوا کہ گرفتار دام محنت و مصیبت آوارہ وادی غربت نوبت بجان و کارد باستخوان شاہزادۂ ایرج نوجوان نے دریاے ابلق سے گذر کیا تھا کہ حیران جادو نے آکر دیوانہ بنایا کوکب کو تو اطمینان ہوا حیران جادو کو اپنی صحبت مین رکھا یہ خیال ہوا کہ جب تک حیران قتل نہ ہوگا قفس رنج و مصیبت سے وہ عندلیب گلزار صاحبقرانی رہائی نہ پائے گا ایسے ایسے خیال خام و تصور ناتمام ذہن مین رہی عنایت بے نہایت رب اکبر کو بھولا یہ نہ سمجھا کہ اُس حافظ حقیقی و مالک تحقیقی کو سب طرح کا اختیار ہے قیدیون کو مصیبت سے چھڑاتا ہی نا امیدون کی اُمید برلاتا ہی سیہ بختان شب فراق رو سفید اپنی خود پرستی پر مغرور عقل و شعور سے دور پیدا کرنیوالے کو فراموش کیا نہ لات پرستی کا خیال نہ قائل خدائی خداے لایزالی بلکہ اس فکر مین ہی کہ صاحبقران زمان اب مجھ سی دب گئے اگر میری ملک کی جانب رُخ کرتے ایکدن مین تمام لشکر کو تباہ کرتا لیکن نقد روح روان قاسم عالیشان شہزادۂ ایرج نوجوان بحر حیران مین مبتلا ہی کل لشکر و ملکہ مرواریدو ملک اخضر وغیرہ دیوانہ وار وحشی مثال گرداس شیر بیشۂ صاحبقرانی کے اس صحراے ہول خیز و وحشت انگیز مین مارے مارے پھرتے ہین نہ یار ہے نہ مددگار ہے نہ مونس ہے نہ غمگسار ہے کبھی کہین بیٹھ گئی اگر دل چاہا جھیلون مین پانی بھرا ہے موج مین آکر پی لیا کون دلدہی کرے کون آب و دانہ پہونچاے ایک نخل کے سایے مین مبہوت لب بر مہر سکوت گرفتار دام رنج و محن دل مین یاد ملکہ پران شمشیر زن گریبان چاک چہرے پر خاک یہ اشعار آبدار مخفی زبان پر جاری نظم

زلف چو زنگار ماندارد
پژمردہ گل از خاک رویم
چشمے کہ غبار ماندارد

آئینہ ماز عیب پاک است
ابرے کہ بہار ماندارد
مانور دو چشم آفتابم

کس حسن چو یار ماندارد
دست آئینہ دار ماندارد
بے نور بود ز آفتابت
خورشید عیار ماندارد

قاصد کہ بنامہ ئے کند فخر
این باغ بہار ما ندارد
خوبان زنظارہ برنجند
جز نقش و نگار ما ندارد
خاموش زگفتگوے مخفی
مکتوب دیار ما ندارد
رنگ از اثر حیا نہ گیرد
این ضابطہ یار ما ندارد
در باغ بہشت عندلیبے
طالع سر و کار ما ندارد
ما بلبل باغ آرزوئیم
دستے کہ نگار ما ندارد
در کشور حسن اعتبارے
صوتے چو ہزار ما ندارد

جوش محبت بران مین شہزادہ یہ اشعار پڑھ رہا ہے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے دل مین محبوب کی یاد شغل آہ و فریاد و بیتابی بیقراری دمبدم ترقی پر آہ و زاری یکایک زمین شق ہوئی ملکہ مجلس جادو لرزان و ترسان بال پریشان آنکھون مین حلقے دوڑکر قدمون سے ایرج نوجوان کے لپٹ گئی خوب چیخین مارکر روئی دیدہ سحر لائی تھی اُس سے ایرج کا منھ دھولا یا سحر اُتارا ایرج چیخین مارکر رویا مجلس قبل دیکھ کر روتی تھی ایرج فرزند ارجمند کہکر چیخین مارکر روتے تھے ضبط کرکے ایرج نے فرمایا اے نور نظر حال مصیبت مآل ملکہ بران شمشیر زن ظاہر کر کیونکہ ہم یہان تک مشکل پہونچے کوئی رہبر نہین کہ نشان منزل بتائے یا رہبری کرے اب تو زندگی سے تنگ جان سے بہ تنگ یہ سنکر مجلس خود رونے لگی کہا اے شہریار جبرزدے کو کینہ ملکہ بران کے ساتھ وہ بدعت کی کہ جس نے قلب سبکا ہلادیا یہ کنیز و ملکہ اختر و مرواریدہ و جمشید یہ سب ملکر جستجوے ملکہ بران مین مصروف ہین اب کل حالات آپکی طلسم کشائی پر موقوف ہین ان سب صاحبون کی صلاح سے آپکو سمجھانے آئی ہون یا سم پڑھیے کہ حیران جادو کے سحر کی تاثیر آپ پر سے دفع ہو بعد اُس کے عبادتخانہ آراستہ کیجیے آرزوے فتح طلسم نور افشان مین مصروف ہوجیے نہین معلوم اس ظالم سنگدل نے ملکہ بران کو کہان قید کیا کہین نشان نہین ملتا جیب دباویگا احوال ظاہر ہو جائیگا یہ سنکر ایرج نے فرمایا اے مجلس مین کوہ کنی کرنے کو موجود ہون یاد مین اُس محبوب مطلوب کے یہ نوبت پہونچی ہے آٹھ پہر یہی دعا ہے نظم

دی جسکو عشق صبر بھی دے ذوالجلال آپ
دل ہی کو اضطراب جدائی اچھال دے
دلکو کریگی جاکے خیرات عشق مین
اک رات دل جانکو یہ عیش وصال دے
کر رحم بھی عطا جسے حسن و جمال دے
اے شوق باغ ہو گیا کے قفس بھی
شاید یہی فراق کی آفت کو ٹال دے
پھر چاہے آسمان جہنم مین ڈالدے
اپنا تو بام یار پہ ہوتا نہین گذر
اب جھونٹی کی راہ کوئی تو نکال دے
آزردہ بیدلون کو کریگا یہ سحر کیا

دل ہی بیان نہین ہی جو کوئی ملال دے
میری سیاہ کاریون پر کیا بعید ہی
مقدور ای جنون جو خدا ابکی سال دے
تلوون سے دور خار بیابان ہوے تو کیا
شمشیر یا عدو کے گردن مین ڈال دے

زاہد شراب ناب سے کرتا ہی اجتناب
روز جزا گواہی اگر بال بال دے
قاضی کا خوف ہی نہ ہمین محتسب کا ڈر
اک مجالس ولین اہی کوئی اسکو نکال دے
لغزش جہان ہو پاؤن کہو یا علی جلال

اللہ ہی تمیز حرام و حلال دے
مجنون کا عرس کیجیے فصل بہار مین
چھایا ہوا ہی ابر شراب کلال دے
تا آل کر ہم جو روٹھ چلے یہ نہ ہوسکا
نیام وہ ہو گرتے ہوے کو سنبھال دے

مجلس کی یہ باتین سنکر ایرج اسقدر روئے کہ دامن و گریبان تر ہو گئے کہا شہریار آپ تو عبادت کر کے اول لوح طلسم نرگس حاصل کیجیے ہم لوگ جاکر ملکہ ناہید مرصع پوش سے فریاد کرتے ہین دو طرف سے فساد برپا ہو تب جاکر یہ جلاد صاحب بیداد مانیگا مجلس نے ایک اسم بھی ایرج کو تعلیم کیا سارے لشکر کو آب دیدہ سحر سے اچھا کیا ایرج نوجوان لشکر کو ساتھ لے کر ایک گوشے مین آکر فروکش ہوے عبادت خانہ آراستہ کرایا مصروف دعا ہوے انکا حال لکھا جائیگا یہ تو عرض کر چکا کہ کوکب کو طرف سے ایرج نوجوان کے اطمینان ہی کہ جبتک حیران قتل نہوگا صحت نپائینگے لیکن لشکر اسلام مین صاحبقران فرماچکے تھے کہ کوئی ایرج کا ساتھ نہ دے مگر شہزادہ خاور سیاہ باب کا دل ہی جب معلوم ہوا کہ میرا نور نظر آوارہ ہوکر نکل گیا سیارہ سے کہا شب کو پانچہزار جوان تیار رہین ہم جستجو مین اپنی فرزند کی جائینگے انشاء اللہ کوکب کو سزا دینگے بڑا مغرور ہی کہ میرے فرزند کو بفرزندی نہ قبول کیا جا ہی تخت الٹ دونگا شب کو بدون اطلاع صاحبقران پشت مرکب پر سوار ہو مع پانچ ہزار جوانان شیر دل و عیار سیارہ بن عمرو توکلت علی اللہ شب تیرہ و تار مین چل نکلے صبح کو یہ خبر سماک یلطاقی نے علمشاہ نوجوان کو پہونچائی یہ سنکر علمشاہ غصے مین کانپنے لگے سماک سے فرمایا قبلہ و کعبہ کو اختیار ہی خواہ لشکر مین نہ ہمکو آنے دین یا نہ آنے دین یہ نہین ممکن ہے کہ بیٹا پوتا و لونڈن جان دینے پر آمادہ ہو کر گئے ہین ہم بھی رات کو آج ہی جائینگے سماک کچھ کہ نہ سکا رات کو یہ بھی جستجو سے طلسم نور افشان مین چل نکلے مہتر چابک نے دوسرے دن یہ خبر شاہزادہ جہانگیر سے کہی جہانگیر نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا کہا وہی کوکب ہی یا کوئی اور جو ہماری ہاتھ سے بھاگا بھاگا پھرتا تھا جاتے ہی قیامت برپا کرونگا یہ فرما کر رات کو جستجو مین بھائی بھتیجے و فرزند قاسم کی بعد گرد فر مہتر چابک کو ہمراہ لیکر چل نکلے سب کے احوال الگ الگ تحریر کرونگا چار پہر رات

گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا بارگاہ سلیمانی مین آکر صاحبقران جلوہ فرما ہوئے جواسیسان لشکر
اسلام نے پرچۂ اخبار صاحبقران کے ہاتھ مین دیا صاحبقران نے پڑھا معلوم ہوا جہانگیر وعلمشاہ
وخاور سیاہ برائے تلاش ایرج نوجوان گئے صاحبقران نے فرمایا ان جوانون نے ہمارے حکم
کے خلاف کیا حقیقت یہ ہے کہ کوکب مرد مردانہ شیر فرزانہ سحر وساحری مین بھی زبردست ہے یہ
نوجوان اسکی سرحد مین بھی نہ پہونچ سکین گے یہ فرماکر فرزندون کے واسطے بیتاب ہوئے خواجہ عمرو
کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا خواجہ تم جاؤ ان جوانون کو پھیر لاؤ اگر کوئی سرکشی کرے تو میرا نام لینا اس پر
بھی واپس نہون تو مین اور تدبیر کرون خواجہ عمرو تو اسیوقت باتناے عیاری سے آراستہ ہو کے
تلاش مین ان شیرون دلیرون کے چلے عمرو کو انتہا کی بیقراری ہے کہ ایسا نہو فرزندان صاحبقران
کسی مصیبت مین پھنس جائین کوکب کو بھی انتہا کا غصہ ہے اگر خدانخواستہ انکا موئے جسم میلا ہوا
تو مین صاحبقران کو کیا منھ دکھاؤنگا بعد جانے خواجہ عمرو کے رعد وبرق وباغبان وبہار وغیرہ
سات ساحران زبردست آپسمین صلاح کرتے تھے یہ مشورہ ہوا کہ حیرت جادو ہمارے آقا اسد
بادشاہ لشکر اسلام کو لیکر طرف خورشید نگار کے جاتی ہے چلکر راہ مین اسکو روکین پاکر اس سے
مقابلہ کرین یہ سوچکر ساتون ساحر تلاش مین ان سرداران نامی وپہلوانان گرامی کے روانہ ہوئے
وقت پر انکا بھی ذکر تحریر ہوگا اول شاہزادۂ خاور سیاہ کا ذکر ہوتا ہے کہ اپنے فرزند کی تلاش مین
نکلے تھے قطع منازل وطے مراحل کرکے قریب دربند اژدر یہ پہونچے اژدر جادو طرف سے کوکب کے
حاکم ہے خبر ہوئی کہ نبیرۂ صاحبقران بتلاش ایرج نوجوان کہ جسکے سبب سے ہمارے بادشاہ کو ملال ہے
اسکی قلمرو مین یہ نکلا ہے اژدر جادو اسیوقت بارہ ہزار ساحرون سے باہر اپنے شہر کے آیا ڈانڈے پر
آکے صف باندھی ایک ساحر کو اشارہ کیا وہ گھوڑے پر سوار ہو کے سامنے لشکر قاسم کے آیا پکار کر
آواز دی اے ملازمان نبیرۂ حمزہ اپنے آقا کو سمجھاؤ لشکر کو لیکر پلٹ جائین یہ سرحد شہنشاہ کوکب
روشن ضمیر ہے شاہزادۂ ملک قاسم آتشخو شعلہ مزاج نے یہ صدا سنکر قبضۂ تیغ پلارک افراسیابی پر
ہاتھ ڈالا سپارہ بن عمرو رکاب سے لپٹا ہوا ہے عرض کی کہ اے شہریار ملک ساحران غدار ہے
سمجھ کر مقابلہ کیجے اسوقت ہٹ چلیے آیندہ غلام تدبیر کریگا قاسم کب مانتے بن شبرنگ زہرہ جبین
سلیمانی ایسا مرکب ذرا جو گدگدایا صف لشکر دشمن پر جا پڑا تلوار چلنے لگی دو چار ہزار مارے

ساحرون نے بھی قتل کیے اژدر نے سحر کیا کہ سب گرفتار ہونے لگے کوئی گھوڑے سے گرا کسی کے دل
مین ہیبت آئی کسی کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ کر گری کسیکو مرکب لے کر بھاگا دور جا کر گرا دیا یہ حرکات
و سکنات سیارہ نے دیکھے کہ اب جادوگر سنبھلا گولے مارتا ہوا آتا ہے ہزار ہا کو پامال کیا فرزند خواجہ
عمرو ہے سمجھا کہ غضب ہو جائے گا چشم زدن مین لشکر شکست کھائیگا کچھ تدبیر کرنا واجب و لازم
ہی یہ سوچکر کنارے آیا زنگ و روغن عیاری کا لگا کر ساحر کی شکل بنکر تیار ہوا اژدر جادو کے ساحرون
مین مل گیا جست و خیز کرتا ہوا قریب اژدر جادو پہونچا پکار کر آواز دی اے شہنشاہ اژدر یہ آپکے
سحر نے کیا لطف دکھایا ہزارون مسلمانون کو دیوانہ بنایا گھوڑون سے گر رہے ہین پیدلون کی تباہی
سوارونکا عجب حال ہی ایسا خوبصورت سحر آپ کرتے ہین خود بخود لڑنے والے مرتے ہین دیکھیے
ہوا گرم چل رہی ہی کیا لطف کا سحر کیا لیکن دیکھیے لوگ مشہور کرتے ہین کہ مسلمان سحر نہین جانتے
بڑے بڑے جادوگر ساتھ ہین وہ دیکھیے ایک اُنکے ساتھ کا سحر بنا رہا ہی نخل مین گل بوٹے لگا رہا ہے
اس نے پلٹ کر کہا اُس ساحر کو بلا لے مین تدبیر بتلا دون چشم زدن مین ہزار ہا گل بوٹے تیار ہو جائین
وہ پھول دشمن کے گلے کا ہار ہو جائے سیارہ نے کہا ملاحظہ فرمایئے بنانیوالا بھول گیا درخت مین بڑا
شاخانہ نکلا یہ سنکر اژدر پلٹا اتنا منھ سے نکلا کیا سحر بنایا منھ کا پھیرنا سیارہ قریب تو پہونچ ہی چکا تھا
برابر کمر کے آکر خنجر مارا توڑ کر دوسرے پہلو کو پار گذرا اژدر جادو لڑکھڑا کے زمین پر گرا ملازمان قاسم نے
سحر سے رہائی پائی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من اژدر جادو بود یہ جو آواز ساحرونکا کی نہین
پہونچی گھبرا گئے آخر صلاح ہوئی فرزند صاحبقران کی اطاعت کرو چہار جانب سے صدائے الامان بلند
ہوئی بصد ملال ہی ہاتھ باندھکر دوڑے قدمون پر قاسم کے آکے گرے نصرت سے سیارہ بن عمرو
کی دربند تسخیر ہوا شاہزادے کو ساتھ لیکر اندر قلعہ کے آئے قاسم نے یہان بیٹھکر واسطے خبر
ایرج نوجوان کے ساحرون کو روانہ کیا تاکید کر دی کہ جس مقام پر لشکر ہمارے فرزند کا ملے یہ مژدہ
دینا کہ دربند اژدریہ فتح ہوا ہم فوج لیکر آتے ہین قاسم نے دربند اژدریہ پر انتظام کیا واسطے ایرج
نوجوان کے گوش بر آواز ہین شہزادہ جہانگیر والا تدبیر نہایت غصے مین لشکر سے نکلے تھے مہتر چالاک
صبا رفتار عیار انکا ہمراہ ہے نہایت تیز طرار بلائے روزگار اشارون مین عیاری کرتا ہی اسکو
خبر معلوم ہوئی کہ سرحد اقلیم کو کب مین اگر پہونچے دربند ہبران کو کہ یہانکا حاکم ہبران جادو ہی

مگر بڑے بڑے ساحران زبردست اس کے ہمراہ ہین یہ سُنکر چالاک نے جہانگیر کو ایک درۂ کوہ مین ٹھہرایا
کہا اے شہریار مین آگے بڑھکر دریافت کرون کہ اس ملک کا حاکم کون ہی ساحر بنکر چلا راہ مین ایک
ساحر سے پوچھا یہان کسکی عملداری ہی اس نے کہا بیران جادو خراج گذار شہنشاہ کوکب تین کوس
پر قلعہ ہی یہ سُنکر مہتر چالاک صبا رفتار درۂ کوہ مین آیا نامہ طرف سے کوکب کے تحریر فرمایا
بصورت نامہ دار طرف قلعہ کے چلا شہر برابانہ مین آیا شہر کی سیر کرتا ہوا در دولت پر پہونچا درگہ سالار
نے خبر کی اندر جاکر بادشاہ کو سلام کیا پایۂ تخت کو بوسہ دیا دست بستہ عرض کی حضور کنارے چلین
تنہائی مین کچھ عرض کرنا ہی بیران اُٹھ کھڑا ہوا چالاک اسکو ساتھ لیکر کنارے آیا باتون مین لگاکر
بیہوش کیا اسکو تو صندوق مین بند کردیا بیران کی صورت بنکر بارگاہ مین آیا تخت پر بیٹھا کہا یارو
شہنشاہ کوکب نے کہلا بھیجا ہی کہ جہانگیر بن صاحبقران آتا ہی خبردار اس سے مقابلہ نکرنا چلکر استقبال
کرکے لاؤ سامان ضیافت آراستہ کرو منیران سلطنت نے عرض کی غلامون کو کیا عذر ہی مصاحبون
کو بھیجکر جہانگیر کو بلوایا قلعہ سے نکلکر استقبال کیا غرض کی ای شہریار قلعہ مین تشریف لے چلیے ہمارے
شہنشاہ کا حکم ہے براے اطاعت حاضر ہین جب قلعہ مین لائے شہزادۂ جہانگیر کو بارگاہ مین
جگہ دی سرداران ہمراہی ڈنگل ہاے زرین پر آکر بیٹھے اب چالاک نے بیران کو ہوشیار کیا
اُسکو آگاہ کردیا کہ ای بیران ہم نے تجکو گرفتار کیا قلعہ مین عملداری ہو گئی اگر منظور ہوتا قتل کرڈالتے
کسی کو خبر بھی نہ ہوتی اسطرح سمجھایا کہ بیران جادو کے قلب کو سرور ہوا زنگ کفر آئینۂ دل سے
دور ہوا بدل وجان اطاعت شہزادۂ جہانگیر والاتدبیر قبول کی اس دربند پر جہانگیر اگر
قائم ہوے شاگردان چالاک براے خبر ایرج نوجوان روانہ ہوے مگر رستم بیلتن علمشاہ
نوجوان قریب دربند فیلانیہ پہونچے فیلان جادو ملازم کوکب ساحر زبردست ہی فوج
ساحران ہمراہ لیکر قلعہ سے نکلا سحر کرنے لشکر علمشاہ پر چار تیر چلنے لگے علمشاہ نے دیکھا فیلان
سحر کرتا ہوا آتا ہی اشارے مین اس کے ہزارون بیہوش ہوے رستم نے کمان کیانی دوش سے اُتاری
گوشے سے ملاحظہ کرنے لگے علمشاہ نے فیلان کو تاکا فیلان نے ایک مقام پر کھڑے ہوکر دو چار
سحر کیے کئی ہزار آدمی ہمراہیان رستم مارے گئے ایک طرف گنبدہ ٹھہرا کر سحر کرتا ہوا چلا
علمشاہ نے قربان سے کمان ترکش سے تین بھال کا تیر بہرہ کمان مین پیوست کیا سینہ پر کینہ

فیلان کوتا کا سیر کمان کا کڑہ کا سینے پر فیلان کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا فیلان جادو مارا گیا
افسر جو مارا گیا اہالیان فوج پر علمشاہ کا دباؤ پڑا تیر اندازیان کین نعرۂ مردان عالم سے زمین تھرائی
خوف سی جادو ہلنے لگی امیر دو زیر الامان کہتے ہوے دوڑے قدمون کو علمشاہ کے بوسہ دیا رستم
نے ایک ایک رئیس کو گلے لگایا سوال اسلام کیا اہالیان قلعہ فیلانیہ مطیع الاسلام ہوے عرض
کی ای شہریار غلامان جانباز اگر کلمہ پڑھین گے تاثیر سحر ہماری زبان سے جاتی رہے گی دشمنون کی کار کرد
مقابلہ در پیش ہی وقت پر ہم بھی ساتھ رہین سیارہ نے بھی اس بات کو پسند کیا واضح رای ناظرین
والا مقام رہی کہ شاہزادہ لشکار سیاہ و جہانگیر عالیجاہ و شہزادۂ علمشاہ تینون تیر برائے مدد ایرج
نکلے تھے ایک ایک شہر تینون نے فتح کیا تینون شہر کوکب روشن ضمیر کے ایک وقت مین فتح
ہوئے تینون شہزادون نے اپنے اپنے مقام سے ہرکارے برائے خبر ایرج روانہ کیے کہ دیکھو ہمارا
فرزند کہان ہے خبر کے مشتاق گوش بر آواز کہ مفصل حال دریافت ہو تو لشکر کشی کر کے قصر جمشیدی
پر جا پڑین یہ سردار تو اس انتظار مین ہین ایرج نوجوان کو ملکہ مجلس جادو رہا کر گئی تھی ایک اسم
بھی تعلیم کیا عرض کی ای شہریار آپ عبادت خانہ آراستہ کرین دیکھی غیب سے کیا حکم ہوتا ہے
ایرج نوجوان فراق بران شمشیر زن مین بیقرار یہ دل چاہتا ہے کہ اگر دریاے آتش ہو
تو اسمین پھاند پڑین دریای آہن جھیلون فوراً جان پر کھیلون پس وضو کر کے بہ خضوع و خشوع
مصروف دعا ہوے مراد یہ تھی کہ اے خالق کارساز و اے رب بے نیاز گوہر مراد دینا بیچ فتح
طلسم نور افشان بآسانی ہو جاے اپنے محبوب جانی یار جادوانی کو زندہ پاؤن کوشش کر کے
اس گرفتار دام مصیبت کو چھڑاؤن دعا کرتے کرتے رات قلیل باقی تھی کہ غش طاری ہوا دیدۂ ظاہری
بند ہوی دیدۂ باطنی وا تھے ایک مرد مقدس نے عالم خواب مین وصیت کی کہ بوقت سحر یہ اسم پڑھنا
ایک نیل مرغ آسمان سے اترے گا اُس سے کہنا ہمین باغ بزرگ مین پہونچا دے بوقت سحر ایرج نامور
نے ساتھ والون سے سب کیفیت بیان کی شاپور شیر دل سے کہا لشکر کو تم اسی مقام پر اتار دو
ہم بموجب ہدایت بزرگان دین تلاش باغ بزرگ مین جاتے ہین اہالیان لشکر دعائین دینے لگی
ایرج سب سی رخصت ہوی ایک گوشے مین آکر اسم تعلیم کردۂ مرد مقدس شروع کیا بعد چند ساعت
نیل مرغ اڑتا ہوا آسمان سے آیا جیسے ہی وہ قریب پہونچا زمین پر اُترا ٹہلنے لگا ایرج نے کہا ای مرغ

طلسمی ہکو باغ بزرگ میں پہونچا دے فیل مرغ نے سینہ زمین پر رکھدیا مراد یہ تھی کہ میری پشت پر
سوار ہوجیے ایرج نوجوان بشارت پاچکا تھا بسم اللہ کرکے پشت طائر فیل مرغ پر سوار ہوا فیل مرغ
بلند ہوا اسقدر بلند ہوا کہ قریب کہکشان فلک کے پہونچا تموج ہوا سے غش طاری ہوتا ہے شہزادہ کا
ضبط کررہا ہے پشت مرغ پر ہاتھ رکھا مرغ مائل بہ پستی ہوا باغ میں لاکر اُتارا دیکھا باغ وسیع قصرہای عمدہ
چمنہای طولانی طائران زمزمہ سرا اس باغ پرجوش بہار ہر پھول سے نیرنگی آشکار شہزادہ سیر کرتا ہوا یاد
گل رخسار بران میں سیر پھولوں کی کب پسند آتی ہے یاد قد محبوب میں سرو گلشن کو دیکھ کر طبیعت گھبراتی
ہے آنکھیں اُسی گلعذار کو ڈھونڈھتی ہیں جب خیال آتا ہے قلب اُلٹ جاتا ہے روز قتل افراسیاب
ملکہ بران شمشیر زن کا بیقرار ہوکر آنا شاہزادے کو بچانا لیکایک پھر غائب ہوجانا اُس یاد میں دل پر
چھریان چل رہی ہیں بہار باغ خار معلوم ہوتی ہے رعنائی گلشن تخم معصیت کشت دل میں بوتی
ہے یہ اشعار بیقرار ہوکر ایرج نوجوان نے پڑھے اشعار آبدار

کرا اسیر ان حسینا را سر گرفتاری ہست
نیست گر زلف ترا سبحۂ اسلام بدست
کہ نہان تاب بہر موی گرفتاری ہست
تشنہ لب نیست کسی در رہ این دشت در چہ باک
گرمی معرکۂ مجمع بازاری ہست

باغبان دست ستم باز کشا ز چیدن گل
بر کمر حسن ترا رشتۂ زناری ہست
عیب مجنون مکن ای مدعی کہ از عشق جنون
شرتی ہست بہر جا دل بیماری ہست
نقد جان چند فروشی بتفاخر مخفی

در چمن باز نگر نرگس بیماری ہست
کہ نہان در کف گل انجمن طلائی ہست
مشو آشفتہ ز آشفتگی طرۂ زلف
عاشق دل شدہ را گرمی بازاری ہست
نیست گر ہیچ دگر حاصل سوای عشق
این متاعی است کہ در ہر سر بازاری ہست

طبیعت کو جو زیادہ قلق ہوا دہ اسما تعلیم کردہ بزرگان دین پڑھے قلب کو تسکین حاصل ہوئی گویا کسی نے کان میں
آکر کہدیا کہ اے آوارۂ دشت محبت واے سرگشتۂ صحراے صعوبت کرم کریم کارساز پر دل کو مطمئن کر کہ جستجو سے
معشوق کی یہ تدبیر ہے وہی پیش آتی ہے جو نوشتۂ تقدیر ہے ایرج نوجوان خراماں خراماں چمنہاے باغ
کو طے کرکے قریب بارہ دری پہونچے تسبیح خوانی کی آواز آئی کوئی عابد مطیع حکم رب اکبر بصد خضوع و
خشوع حمد الٰہی میں مصروف ہے اُس صداے فرح افزا کے گوش زد ہونے سے بیتابی دل
موقوف ہے خوشی خوشی شہزادہ اندر بارہ دری کے آیا دیکھا وہ قصر جنت نشان چھت پردوں سے
آراستہ بخورات جا بجا روشن ایک تخت سنگ مرمر سفید کا وسط بارہ دری میں بچھا ہے اُس پر ایک مرد
بزرگ باریش سفید بیٹھا ہوا ہے کو تسبیح خدا میں تحلیل کررہا ہے دم یکتائی کا پروردگار کی بھر رہا ہے

جیسے ہی ایرج نوجوان کو آتے ہوے دیکھا آغوش تمنا بصد شوق وا کر کے اپنے مقام سے اٹھا اور کہا
کہ ای شیر بیشۂ جرات و ہمت وای یکہ تاز میدان جلالت ہم عرصۂ دراز سے مشتاق ہیں فرد بیا بیا
کہ ترا تنگ در کنار کشم ＊ بہ تنگ آمدہ ام چند انتظار کشم ＊ اس فصاحت و بلاغت سے اس مرد
بزرگ نے کلام کیا تو ایرج نوجوان مثل غنچۂ گل منقبض تھا یا ہوا سے کلام فرحت انجام سے مثل
گل شگفتہ ہوا قریب مرد بزرگ کے جب آیا اس نے کھڑے ہو کر عرض کی اے شہریار دل طلسم نرگس فتح
ہوگا تب اہالیان طلسم نور افشان کی آنکھیں کھلیں گی بعد فتح طلسم نرگس انشاء اللہ تعالیٰ طلسم
نور افشان شروع ہوگا بسم اللہ یہ انگشتر جاقوت شکل میں دستگیری کریگی اسکو دست حق پرست
میں لیجے سامنے جس قصر کا دروازہ دکھلا ہے اسکی اندر تشریف لیجا ہے جو کچھ ملاحظہ فرمائیگا اس
انگشتر سے مقدمات سخت و صعب حل ہونگے ایرج نے دیکھا کوٹھری میں ایک صندوق کلان
رکھا ہی بجای قفل مار سیاہ لپٹا ہوا ہی ایرج نے وہی انگوٹھی سانپ کی جیسے ہی سایہ انگوٹھی کا مار سیاہ
پر پڑا سارا بل نکل گیا تڑپ کر زمین پر گرا ایک زنگی سیاہ رو تیغ کھینچ کھڑا ہوا ایرج پر حملہ کیا ایرج نے
کلائی پر ہاتھ ڈالدیا زنگی لیٹ پڑا کوے پر شور کر رہا اندھیرا ہو گیا آواز آئی کنتی مرا نام من سیارہ بود بود
بود ایرج نے فوراً صندوق کھولا دیکھا ایک تختی الماس کی حروف زبر یاقوت احمر کے پیشانی پر لکھا ہی طلسم نرگس
ایرج بہت خوش ہوئے لوح کو نیکو سمجھے نہیں ڈالا بیٹھتے ہوے باہر تشریف لاے نکل کر وضو کیا لوح کو ملاحظہ
فرما رہے تھے کہ داؤد جنی جس نے انگشتر دی تھی آکر سلام کیا عرض کی ای شہریار مبارک ہو لوح طلسم نرگس
حاصل ہوئی اب فتاحی میں مصروف ہو جیے یہ تو ظاہر ہے مضمون مصرع سے مجبور انسان کی معلوم
ہوتی ہی مصرع حال غنچی کس نمیداند بجز پروردگار ہے نہیں معلوم آئندہ کیا ہو یہ غلام عرض کرتا ہے
کہ بعد فتح طلسم نرگس جملہ امورات کا حال کھلیگا تا بہ طلسم نور افشان جانا پڑیگا یہ بھی قرینے سے معلوم
ہوتا ہی آپ کے بزرگ معین و مددگار عالی طلسم میں آگئے ہیں آن سب صاحبوں کا بھی قصد ہی کہ طلسم
نور افشان فتح کریں یہ سب امورات آپ کی ذات پر موقوف ہیں لہٰذا بھی کوئی معین شرکت کری
کہ جس سے پشت مضبوط ہو ایرج نے فرمایا اے داؤد جنی میں اپنے پروردگار کی مدد چاہتا ہوں
داؤد نے بہت بہت سمجھا دیا کہا ای شہریار اہالیان طلسم اب آپکے ساتھ مکر کرینگے اپنی تدبیروں سے لوح لینے
کا قصد کرینگے ایرج نے کہا کچھ اسکا افسوس نہیں ہی وہ حاکم حقیقی و مالک تحقیقی ہر مقام پہ معین و مددگار

ہونا خداے عالم کی مدد سے بیڑا پار ہے داؤد جنی رخصت ہوا بہت کچھ سمجھا گیا ایرج نے لوح کو دیکھا
تحریر تھا سامنے کوہ فلک شکوہ ہے وہان کا حاکم شگاف جادو ہے اُسکی مکر مین نہ آنا ایرج نوجوان آگے
بڑھے جیسے ہی قریب اس پہاڑ کے پہونچے رونیکی آواز آئی دیکھا زن حسین رومال سے ہاتھ بندھے ہوئے
ملول و حزین دوڑ کر سامنے ایرج کے آئی عرض کی اے شہریار میرے حال پر رحم کیجیے ہای چند ساعت
مجکو لوح دیجیے داؤد جنی نے مجھکو بھیجا ہے آپ کو بہت تکلیف ہوگی جا بجا بڑے بڑے ساحر دکین گے
مین آپ کو بران شمشیر زن کو دکھادون پہلے اپنی معشوقہ کو رہا کر لیجیے ایسا نہو آپ ساحرون کو قتل
کرین کوئی ساحر بغاوت مین ملکہ بران کو قتل کر ڈالے پھر آپ کیا کرینگے جیسے ہی اُس زن حسینہ
نے یہ کہا ایرج کو سمجھانا داؤد جنی کا یاد آیا فرمایا کہ او زن مکارہ تو مجھکو دھوکا دیتی ہے اگر دوستی منظور
ہے مقام قید ملکہ بران تعلیم کر ہم بڑھ بھڑ کے رہا کرلین گے باتین کرتے ایرج نے لوح پر نگاہ ڈالی مرقوم
تھا اے فتاح طلسم تہ شگاف جادو یہی ہے جلد اسکو قتل کرو اگر نکل جائیگی فساد برپا کریگی ایرج نوجوان
نے کہا اے خیرخواہ تو لوح مانگتی تھی لے یہ کہکر لوح کو چمکایا ضو سے اسکی شگاف جادو کی روشنی زائل
ہوئی نابینا ہو کر ٹٹولنے لگی وہ صورت بھی جو سحر سے بنائی تھی ایرج نے دیکھا ایک زن کریہ منظر ضعیف
ولاغر لباس سیاہ پہنے ہوئے ایرج نے آواز دی او لکاتا اپنی صورت تو دیکھ اب جو اُس نے لباس سیاہ
اپنے جسم مین پایا چاہا سحر کرکے نکل جاؤن غلطاک مار کر پرواز پیدا کیے بہ تعجیل سو پچاس گز بلند ہوئی
ایرج نے کمان کیانی دوش سے لی تیر بہرہ کمان مین پیوست کیا تاک کر مارا سینہ پرکینہ پر پڑا مہرہ پشت
کو توڑ کر پار گذرا آواز آئی کشتی مرا نام من شگاف جادو بود بعد مرنے اس ساحرہ کے لوح کو ملاحظہ کیا
بارہ دری سے نکلے لوح نے خبر دی سامنے جو حوض آب شفاف سے مملو ہے اے طلسم کشا اُس
مین کودنے سے تیری آبرو ہے نہایت لوح کی خبرداری کرنا کہین دھوکا نہ کھانا اگر لوح قبضے سے نکل
گئی پھر دستیاب نہوگی ایرج نے بہ تعجیل اپنے کو چشمے تک پہونچایا جوش جرأت مین پھاند پڑے بعد چند
ساعت پاؤن زمین سے آشنا ہوئے دیکھا ایک باغ مختصر ہے ایک نخل سرو مین قفس آہنی لٹکا ہے
اسمین قمری مصروف کوکو طوق محبت بہ گلو جیسے ہی قمری نے اس سرو نوخاستہ باغ جرأت کو آتے
ہوئے دیکھا تڑپ کر تیلیان قفس کی توڑین نکلی اپنے تئین سر پر ایرج نوجوان کے پہونچایا ہیہات و افسوس
کہکر گرد سر اُس افسر کے چرخ مارنے لگی ایرج نے لوح کو دیکھا مرقوم تھا اے فتاح طلسم واہ سیاراین

عجائب اگر قمری قفس توڑکر نکلے گردسر آیکے چرخ مارے سات چرخ تمام نہ ہونے پائین ورنہ پتھر کے ہوکر رہجاؤ گے ایرج نے جو خیال کیا تو صاف ظاہر ہوا پانؤن مین قوت کم مزاج برہم لوح پر نگاہ ڈالنے سے طبیعت بگڑتی ہی ہوا اس چمن کی اٹکھیلیان کرتی ادہم سے لڑتی ہی اسم حاشیہ لوح کو بتعجیل پڑھا تھا پانؤن مین طاقت آئی قمری پانچ چرخ لگا چکی تھی کہ ایرج نوجوان نے بتعجیل لوح کو دست حق پرست مین لیکر بلند کیا جیسے ہی عکس لوح کا قمری پر پڑا لڑ کھڑا کر زمین پر گری ایرج نے دوڑ کر ہاتھ تلوار کا مارا دو ٹکڑے ہوئے تمام باغ مین اندھیرا ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من مرغاب جادو بود بعد عرصہ دراز روشنی ہوئی ایک ساحرہ سیہ فام کا لاشہ پڑا ہی لاحول پڑھی پھر لوح کو ملاحظہ کیا۔ تاکید تھی کہ فتح اس طلسمات کو حفاظت لوح کی واجب لازم ہے لوح ملاحظ فرما رہے تھی کہ دیکھا اژدہان خونخوار پھنکارین مارتے ہوئے آکر پہونچی ایرج نوجوان پر حملہ آور ہوے ایرج نے لوح کو گردش دی جس اژدھے پر عکس پڑا نابینا ہوا سر ٹکرا کر مرا جسنے ایرج پر حملہ کیا بحکم لوح اسکو چیر کر پھینکدیا جب کئی سو اژدرون کو ایرج نے مارا کئی سو نابینا ہوئے کبھی اندھیرا کبھی روشنی کبھی کچھ شیر صحرا سے پیدا ہوے اس شیر بیشہ جرأت پر حملہ کیا بحکم لوح اسکو چیر کر پھینک دیا جب کئی سو اژدرون کو ایرج نے مارا کئی سو نابینا ہوے کسکی مجال ہی جو انکے سامنے مکر و غدر کر سکے لوح خبر دیتی جاتی ہی جب کوئی معاملہ درپیش ہوا لوح طلسم کو ملاحظہ فرمایا احکام نکلے بموجب اسکی کاربند ہوے ساحر دیکھکر بھاگ جاتے ہین لصور تہا نے عجیب مکر پھر آتی ہین ڈرادیہ ہی کہ لینا لینا کہکر ڈراتے ہین یہ شیر بیشہ صاحبقرانی جری بہادر صف شکن شیر و پلنگ سے کب ڈرتی ہین با شمشیر برہنہ مصروف جنگ لاشون کے انبار خون کے دریا بہ رہی ہین جانوران درندہ صحرا سے چلے آتے ہین چاہتی ہین زرہ وغیرہ نوچکر پھینکدین ایرج نوجوان کو دلولہ ہے دل سے کہ رہا ہے پر پرواز پیدا کرون زمین کو سر سے کھودون آپکو تا قید بران پہونچاؤن نہین معلوم اُس ظالم جلاد نے کیونکر قید کیا خود تو یہی مشہور کرتا ہے کہ مین نے قتل کر ڈالا چھاتی پر چڑھ بیٹھون تب بے حیا سے یہ دریافت کرون کہ ملکہ عالم نے تیری کیا خطا کی ہمارے چھوٹے دادا جان نے تمام طلسم نور افشان کو درہم برہم کر دیا تھا جمالی تبادہ نے آکر اُس شیر کو زیر کیا لوح واپس دی ابتک تو قصر جمشیدی کو الٹ دیا ہوتا اُسکا بدلا اُس ظالم سے لیا پروردگار ملکہ کی جان کو بچائے ہمکو اس مقام تک جامع المتفرقین پہونچائے اس سوچ مین شہزادہ لڑ رہا ہے کہ آسمان سے نعرہ ہوا منہ گلرنگ جادو ارے یارو طلسم کشا کو گھیر کر مار لو یہ جو اُس

ساحر نے آواز دی گوشہ ہائے صحرا سے بہت سے زنگی تیغہ ہائے برہنہ کھینچے ایرج پر آ پڑے ایرج نے تیغۂ دودم اسکندری پر ہاتھ ڈالا جسکو ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوئے چند عرصہ میں کئی سو زنگی مارے پلٹ کے جو دیکھا کوئی لاشہ زمین پر نہ پایا خون کا قطرہ بھی زمین پر نہیں سرخ دھبہ بھی نہیں کلائیوں پر ورم آنے لگا دل گھبرانے لگا کہ آسمان پر سناٹا ہوا داؤد حبشی نے آواز دی ای طلسم کشا آپ بے قاعدہ لڑ رہے ہیں لوح کو دیکھ کر لڑیے جو حکم دے اس کے پابند ہوجئے گلرنگ جادو نے جو داؤد حبشی کو دیکھا کہ طلسم کشا کو ہوشیار کرتا ہے آواز دی او داؤد حبشی تجھکو کیا نفع ہوا ہا لیان طلسم سے دشمنی کرتا ہے چاہا تھا داؤد نے کچھ جواب دے کہ ہزار ہا ساحر آ کر داؤد سے لپٹ گئے ایرج کے کان میں آواز آئی اے شہریار مجھکو بچائیے پلٹ کے جو دیکھا جا رہے ساحر داؤد کو پٹ گئے ہیں زخمی کر کے کشاں کشاں لیے جاتے ہیں داؤد پکارتا ہے اے شہریار میری خبر لیجیے ایرج نے بموجب حکم لوح اسم جا شیشہ پڑھ کر دستکدی لوح بھی چمکائی وہ ساحر جو داؤد کو گرفتار کر کے لیچلے تھے نابینا ہو کر زمین پر گر رہے لوح نے خبر دی گلرنگ کو قتل کرنا چاہیے جبتک گلرنگ قتل نہو گا یہ مرحلہ فتح نہو گا لیکن دو کلمہ داستان حیرت بیان ملک اخضر جادو و ملکہ مروارید و فیلم زنگی و فیلم زنگی و عنتر و صبا و شاپور وغیرہ بیان ہوتے ہیں کہ یہ ہمراہیان ایرج نوجوان صحرا سے ہو کر نیمین فرو کش تھے آج بیٹھے بیٹھے گھبرانے شاپور نے کہا ای ملک اخضر نہیں معلوم آقا سے نامور پر کیا گذری کسیکو خبر کے واسطے بھیجیں کہ ملکہ مروارید نے کہا ای مقہر والا گہر کان میں اس شیر کے نعرے کی آواز آتی ہے اب جو شاپور نے کان لگا کر سنا بیشک نعرۂ ایرج کی آواز آ رہی ہے طریقے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قریب نخلستان شہزادہ لڑ رہا ہے سبھوں نے کمریں باندھیں اخضر کو تخت پر سوار کیا مروارید طاؤس زریں بال پر بیٹھی بر کل لشکر ساحر غیر ساحر آواز نعرۂ آقا کی سنتے ہوئے چلے اپنے مقام سے جسقدر ربوۂ ظاہر ہوتا تھا اسی قدر اب بھی معلوم ہوتا ہے اس مقدمہ میں حیران کہ خداوندیہ کیا معرکہ ہے شاپور و اخضر و فیلم و فیلم نے بھی نعرے کیے ایرج کے بھی کان میں آواز آئی حیران ہو کر چہار جانب دیکھا کہ میرے سرداران تہمتن کے نعرے کی آواز آتی ہے مگر کوئی معلوم نہیں ہوتا ایرج کو تعجب ہوا مقدمۂ سحر و ساحری عجائب افسونگری ہے کچھ سلطان نے میری دھوکا دینے کو آواز سنائی ہے اسی طرح شہزادہ مصروف جنگ ہا یہ لوح میں دیکھ چکا تھا کہ بدون قتل گلرنگ ان اژدروں کا اختتام نہو گا سر اٹھا کر دیکھا ایک جادوگرنی درخت کی پتوں میں

اپنے کو چھپائے ہوئے ماش کے دانے زمین پر پھینک رہی ہے اسی کے سحر کی یہ تاثیر ہے کہ ساحر تیر و تفنگ
و حربہ ہائے سحر سے ایرج نوجوان پر حملہ آور ہوتے ہیں بسبب لوح کے یہ محفوظ ہیں ایرج نے قربان
سے کمان ترکش سے تیر لیکر بہ کمان میں پیوست کیا گلرنگ کے سینہ پر کینہ کو تاکا جب سیسر کمان کا کڑکا
گلرنگ سہمی سمجھی تھی کہ میں گوشہ میں ہوں کون مجھکو پائیگا یہان لوح نے نشان بتلایا بہت جلدی
پر پرواز پیدا کر کے قصد ہوا کہ نکل جاؤں وہ تیر قضا تھا سینہ پر کینہ پر چڑھا پشت کو توڑ کر پار گذرا آندھی سیاہ
اٹھی شعلے بھڑک کر ساحروں پر گرنے لگے آتش سوزان سے ہزار ہا جادوگر جلے جن ساحروں نے
داؤد کو گرفتار کیا تھا وہ بھی جلکر خاک ہوئے آواز آئی کشتی مرا نام من گلرنگ جادو بود اب داؤد قریب
شہزادہ والا قدر آیا بوسہ قدموں کو دیا صفت جرأت کرنے لگا کہا ای شہریار آپ نے اس مرحلہ بیجا وجہ
تکلیف اٹھائی کسیطرح کا کوئی امر پیش آئے لوح کو ملاحظہ فرمائیے بدون ملاحظہ لوح کسی سے ملاقات
نہ کیجیے دوست کو دوست نہ جانیے میں حاضر ہوں ملاحظہ فرمائیے ایسا نہو کوئی میری ہی شکل بن کر
چلا آئے بمقدمہ حفاظت لوح داؤد جنی نے دیر تک ایرج نوجوان کو سمجھایا سامنے دامنہ کوہ کے لڑائی
تھی جسوقت گلرنگ قتل ہوئی وہ پہاڑ تھرایا بیچ سے شق ہوا شعلے نکلے اتنا بڑا پہاڑ جلکر خاک ہوا داؤد
نے سر اٹھا کر دیکھا کہا ای شہریار قلعہ نرگس پر آپ آگئے میں تو اب ٹھہر نہیں سکتا بیچ میں مرحلہ جات
کا بعد تھا یقین ہے کہ آپ کے سردار بھی آپ سے آ ملیں نرگس جادو لشکر لے کر آئے گی اگر خدا نے فضل
کیا اور یہ قلعہ بھی آپ کے قبضے میں آیا تو طلسم نرگس فتح ہوا آئندہ فکر لوح طلسم نور افشان ہوگی وہ
بھی دستیاب ہو جائیگی غلام رخصت ہوتا ہے ابھی حضور کو جنگ در پیش ہے غلام سے ٹھہرنے میں
پس و پیش ہے داؤد تو غرق زمین ہو کر غائب ہوا ایرج نوجوان نے دیکھا پہاڑ تو بالکل غائب ہوا
درخت جو سامنے واقع تھے وہ بھی جلکر گرے ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ پھاٹک کھلا ہوا ہزار ہا ساحر
لینا لینا کرتے ہوئے اندر سے قلعہ کے آتے ہیں ایرج نے قبضہ پر ہاتھ ڈال نعرہ کر کے چلے تھے کہ پشت سے
گرد اڑی دیکھا ملک اخضر و دختر بلند اختر اخضر ملکہ مروارید جادو و نیلم و فیلم وغیرہ اب سب
ظاہر ہوئے ایرج نے بھی انکو دیکھا ان سبکی بھی نگاہ پڑی کہ ہمارا آقا دریائے خون میں غوطہ مارے
ہوئے تیغ بکف سایہ نخل میں کھڑا ہے اور لشکر ساحران برائے مقابلہ آقائے نامدار بلوہ کیے ہوئے
آتا ہے یہ بھی سب حربہ ہائے سحر سنبھالکر بڑھے شاپور نے کہا اول ہر کیب پہونچا آقا دریائے خون میں

سناٹے ہوئے ہین صاف ظاہر ہی کہ کسی سے مقابلہ پڑا ساحرون نے مرکب باد رفتار لاکر خدمت مین
ایرج عالی وقار کے پہونچایا اخضر سحر کرکے بلند ہوا مروارید نے موتیون کا مالا گلے سے اتارا پڑھ کر پھر
کیا آگ برسنے لگی سرداران تہمتن جوانان صف شکن تلوارین کھینچکر مجمع ساحران پر جا پڑے ہرچند کہ سامنے
ساحرون کے جراءت کچھ کام نہین کرتی جب سحر اسکا چل گیا تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی گھوڑے نے
بدلگامی کی مگر ایسے جیدار ہین مرتے جاتے ہین قدم آگے ہی بڑھتا جاتا ہی اگر انکا ہاتھ پڑ گیا ساحر کی گردن
مڑوڑ ڈالی چیر کر پھینک دیا قبضہ مارا کسی کو لپٹ گئے اگر اسکا سحر چل گیا یہ بیکار ہوئے اگر انکا پنجہ قابض
ہوا ساحر کو مار لیا ہنگامہ گیر ودار بلند ہوا ایرج نوجوان لوح چمکاتے ہوئے جس غول پر جا پڑے
درہم برہم کر دیا افسردون کو آگ کر بارا مرنے کی ساحرون کے صدائین آتی ہین آندھیان اٹھتی ہین آسمان سے
آگ کا برسنا زمین کا تپنا اس گرمی جنگ مین ایرج کو یہ مہلت نہ ملی لوح نہ ملاحظہ فرما سکے بجرأت شوکت
لڑ رہے ہین انکے سردارون نے بھی جان لڑادی جس غول پر جا پڑے درہم وبرہم کر دیا خود جانی فوج
مین سے سو بچاس کو کم کر دیا مگر ایرج نوجوان نے دیکھا ایک جادوگر کی تخت پر سوار ساحرون کو ترغیب جنگ
دے رہی ہے اس کے حکم پر سب لڑتے ہین ظاہر ہوتا ہی یہی ان سب کی افسر ہے اسکو قتل کرین تو فتح ہو لوح
پر نگاہ نہین ڈالی پشت مرکب پر بیٹھی جانی گھوڑے کی پشت پر ہاتھ رکھا کرہ بن اشقر ایسا مرکب طرارے بھرتا
ہوا چلا ایرج نوجوان ہنگانہ و پلنگانہ جنگ کرتے ہوئے طرف اس ساحرہ کے جاتے ہین وہ پکار
رہی ہی یارو طلسم کشا کو مار لو مجھ تک نہ آنے دو ورنہ اس جوان سے جان بچنا دشوار ہے جب یہ ترغیب
دیتی ہی فوجون مین ساحرون کو جوش آجاتا ہی ایرج نوجوان پر دست انداز نہین ہو سکتے دم شمشیر
پر گلا رکھتے ہین موت کا مزہ چکھتے ہین کئی ہزار ملازمان ایرج بھی قتل ہوئے اور ساحر بھی بہت سے
مارے گئے ایک جادوگر پایہ تخت پر ہاتھ رکھے کھڑا ہے کہتا جاتا ہی اے ملکہ نرگس جادو طلسم کشا بڑا بہادر ہی ملکہ
نرگس نے کہا تونے سچ کہا دریاے جراءت کا ہے بہادر ہی جسطرح ہو سکے گرفتار کرلو ساحر بلوہ کرکے
بڑھے ایرج نے بھی نعرہ کیا وہ ساحر جو پایہ تخت پر ہاتھ رکھے کھڑا تھا پایہ تخت کو چھوڑ کر نیزہ ہلاتا ہوا یکایک
ایرج پر جا پڑا اس تخت نشین نے بھی فوج کو اشارہ کر دیا اس مقام پر جھکڑ تلوار چلی قریب تھا کہ نوک
مژگان سے کارزار ہو جراءت ایرج پر کمانون نے اپنے گوبازو سے تہمتن پر اس شیر کے قربان کیا
تیر سہمے ہوئے ترکشون مین چھپے تھے معلوم ہوتا تھا تیر بھی دردمند ہین یا قفس مین طائر پر بند ہین

زبان تیر دکلہ عمود سے صدائے آفرین آتی تھی علم سرو قد برائے تعظیم اٹھے نیزوں جو نوک کی بیٹھے تھو سرنگون
ہوئی تلواریں ٹوٹ کر زمین پر گرین صدہا ساحر بے لڑے بھاگے ایرج نے گھوڑے کو بڑھایا تیغہ
برق تاب کو چمکایا ادھر سے سرداران ایرج نے بھی جانبازی کی وہ ساحر جو پایہ تخت چھوڑ کر آیا
تھا منجملہ غزال جادو لشکر ایرج پر جا پڑا ایرج پر بہت آنکھیں نکالیں گیدڑ بھبکیاں دکھائیں یہ نور نگاہ
صاحبقران غزال چشم شیر جسم ایسوں کو کب مانتے ہیں اس نے قریب آکر تلوار کا ہاتھ مارا لوح تو شہزادے
کے گلے میں ہی اسکی چمک سے ساحر نابینا ہوئے جاتے ہیں غزال جادو نے گھبرا کر پلک جھپکائی ایرج نے
سر کو بتا کر کمر پر ہاتھ مارا غزال کے دو ٹکڑے ہوئے آواز آئی کشتی مرا نام من غزال جادو
بود اب تو نرگس جادو غزال کے غم میں تڑپ تڑپ کے لڑنے لگی فوج کو بھی بہت ترغیب دی
ساحروں نے تیر برسائے ایرج نے دو چار زخم کھائے سب سردار پریشان چاہتے ہیں بڑھکر اپنے
آقا پر سینہ سپر کریں ساحر کسیکو ٹھہرنے نہیں دیتے افسر نے اشارہ کیا کہ طلسم کشا کو گھیر کر مار لو مروارید
واخضر پشتی بانی کرتے ہوئے لڑ رہے ہیں بہت ساحر اس مقام پر مارے گئے نرگس نے جب دیکھا جو سحر
میں نے کیا بسبب لوح کے باطل ہوا مایوس ہو کر چلی کہ نکل جاؤں ایرج نے تیر مارا کہ یہ بھی گری آواز آئی
کشتی مرا نام من نرگس جادو بود مرتے ہی اس کے ساحر بھاگنے لگے افسران اعلیٰ دہائی دیتے ہوئے
دوڑے کوئی قریب ملکہ مروارید کے آیا کہا ہماری سفارش کیجئے کسی نے ملک اخضر کے قدموں کو
بوسہ دیا فریاد کی ہماری خطا طلسم کشا سے معاف کرائیے اخضر نے بڑھکر سرداروں کو قدموں پر
ایرج نوجوان کے گرایا صدائے فریاد والغیاث بلند ہوئی ایرج نے خود تلوار کو نیام انتقام میں
کر لیا تمام ساحروں نے اطاعت کی شاپور نے بڑھکر عرض کی اے شہریار حضور نے لوح کو ملاحظہ
کیا ایرج نے کہا سب کام لوح کو دیکھکر کیے جن جادوگروں سے لڑائی پڑی گلنار جادو قتل ہوئی
لوح کو دیکھا تھا بحکم لوح اسکو قتل کیا داؤد جنی آیا تھا وہ بھی بخوبی تعلیم کر گیا اے شاپور شیر دل
طلسم نرگس اسی قلعہ تک تھا ملکہ مجلس و ملکہ اختر وغیرہ یہ سب بدعتاکوک سے بھاگ گئی تھی نی
ہیں ہوا بران کی خدمت میں برائے فریاد گئی ہیں ادھر سے وہ سب فساد برپا کریں گے ادھر میں
لوح طلسم نور افشاں کی فکر کروں گا یقین ہے کہ کب گھبرا جائے اگر وہ آکر عذر کریگا میں کچھ نہ کہونگا
دادا جان اسکے بہت خلاف ہوا انکی رائے یہ نہ تھی کہ لشکر کشی کرو شاپور نے کہا ای شہریار صاحبقران

کے مزاج میں سلسر انصاف ہے انکی مراد یہ تھی کہ کوکب اپنی بیٹی کی شادی نہیں کرتا کیا چارہ ہو یہ کیا معلوم کہ سالہا سال کے ہجران دیدہ و آفت کشیدہ ملین گے بہ عنایت باغبان قضا و قدر غنچہ آرزو کھلین گے اے شاپور کیا اپنی کیفیت کہوں اپنا تو یہ حال ہے بقول رعنا نظم

زندگی بھر ہی رہی وصل کی حسرت مجھکو
یاد میں زلف پریشاں کی پریشان ہوں میں
کوی جانان سے نظر آتی ہے رحلت مجھکو
سر جھکائے در جانان پہ پڑا رہتا ہوں
کھینچ لائی ہے یہان بھی تری الفت مجھکو
قطع امید ہوئی یار سے یہ اے رعنا

دشمن و دوست ہیں نظروں میں مری نوک کے
روی جانانہ کے تصور میں ہے حیرت مجھکو
دل پھنسا زلف میں یاد رخ پر نور کہاں
دخل اغیار سے آتی ہے ندامت مجھکو
خاکساری ہے مرے حق میں مقرر اکسیر
عمر گذری ہے کہ ہے صدمۂ فرقت مجھکو

نہ ملی گردش ایام سے فرصت مجھکو
آنسی ہے دار و مداران سے مروت مجھکو
غیر کا دخل ہوا اب مرا جینا معلوم
لیگئی رنگ حلب سے مری قسمت مجھکو
چھوڑکر ملک عدم اسلیے کب آیا ہوں
ہاتھ آئی ہے مقدر سے یہ دولت مجھکو

اے شاپور دیکھیں اب تقدیر کیا دکھائے جلد خدا انا یہ یار جانی و محبوب جادوانی پہونچائے شاپور عرض کرتا ہے انشاء اللہ زمانہ بہت قریب ہے دیکھیے یہ ساحر تو مسلم بھی کہتے چلے آتے ہیں کہ ہم نے دل و جان سے اس خبر کی اطاعت کی اب سب بادشاہ اسی قلعہ میں جمع ہونگے کوکب سے مصالحہ کرا دین گے نام پر مصالحہ کے ایرج مثل گل شگفتہ ہو جاتا ہے فرماتے ہیں کہ اے شاپور یہ تو ظاہر ہے کہ یہ سب اس کے ملازمان قدیم ہیں جو زبانی کوکب سے سنا ہوگا وہی یہ بیچارے ذکر کرتے ہیں یقین ہے اسی قلعہ میں پیغام آئیگا اے شاپور میری تو جان بھی نام پر بران سکے نثار ہے کہان تک صبر کروں اب تو دل پر اختیار نہیں نظم

عاشقی نالہ زیبا دی آہیران کردن
کاوش دیدہ مکن گریہ کہ در راہ طلب
باید از شمع ترا شمع شہیدان کردن

نیست اندیشہ ام از کوتہی عمر دسے
نامبارک بود آزار رفیقان کردن
کار مخفی شدہ و تیغ جفایت در کار

چند خوناب دل از دیدہ بدامان کردن
بایدم زادرہ ہجر تو سامان کردن
خون پروانہ نہ بس ریختہ بر سر بزم
بیگنہ چند توان قصد اسیران کردن

شاپور نے کہا حضور صبر تو ضرور ہے اپنا چارہ کیا اختیار نہیں اگر آپ اپنے ہوش گم کر دین گے یہ لڑائیاں یہ کد و کاوش بمقدمہ فتاحی طلسم کون کریگا یہ کام بڑی ہوشیاری کے ہیں ماشاء اللہ یہاں تک کس لطف سے آپ درجے بجز نے آئے اسیطرح ہوش و حواس اپنے درست کیجیے قتل ساحران پر کمر چست کیجیے جب فتح ہو جائیگی مال طلسمی نکالین گے کوکب کو ضرورت پڑیگی کہ آپ سے میل کرے ہمارے والد ماجد خواجہ عمرو بھی ضرور تشریف لائینگے بے انکے تشریف لائے انجام جنگ نہ ہوگا وہ کوکب کو بھی سمجھا دینگے

یہ باتین کرتے ہوے داخل قلعہ ہوے قصر شاہی مین اُسکے تخت بچھا تھا امرا و وزرا نے عرض کی حضور تخت پر قدم رنجہ فرمائین ایرج نوجوان نے کہا یہ ہمارا دستور نہین جو وارث سلطنت ہو اُسکو لاؤ وزیرون نے کہا حضور یہان کوئی دعویدار سلطنت نہین ہی وزرا امیران رسالدار حاضر ہین ایرج نے کہا تخت غاشیہ ڈالدو جب دعویدار دستیاب ہوگا اسکو تخت نشین کرینگے تخت پر غاشیہ پڑگیا ذیل ہاے زرین آکر بچھے تمام سردار آکر بیٹھے باتین کر رہے ہین کہ ایرج کے کان مین کراہنے کی آواز آئی کوئی دردرسیدہ آفت کا مارا مبتلاے بلا بصد بیقراری تڑپ تڑپ کے یہ اشعار پڑھ رہا ہی **نظم**

ہمچو مرغان چمن نالہ پریشان کردم
برگرفتم دل امید ز بیگانہ و خویش
بیگاہ نظر از دیدہ گلستان کردم
جذبہ عشق رسانید بسرم محمل دشت
نرخ این جنس بہ بازار خود ارزان کردم

جیب دل چاک زدم بسکہ ز سودای جہان
مشکلات دل خود را ہمہ آسان کردم
کاوش داغ کہن بسکہ بہ ناخن کردم
من بیصبری خود رو بہ بیابان کردم

شب بیاد تو گل اشک بدامان کردم
دست قدرت ہمگی صرف گریبان کردم
خون دل بسکہ بہ رخسار نگہ افشاندم
پنجہ دست چو سرپنجہ مرجان کردم
جان گرانمایہ متاع است ولیکن مخفی

ایرج نے جو یہ صداے دردناک سنی کلیجہ تھام لیا گھبرا کر فرمایا یار و یہ کس دردرسیدہ کی آواز ہی کیا صدا مین سوز و گداز ہی وزرا نے عرض کی غلامون کو مفصل حال نہین معلوم ہی نرگس جادو کے مزاج مین ظلم بہت تھا اکثر تاجر راہگیر بیخطا گرفتار کیے انکو قید کر دیا پھر برسون خبر نہ لی اکثر تڑپ تڑپ کے مر گئے انھین مین سے کوئی جوان مرد یا عورت غربت زدہ مصیبت کا مارا رو رہا ہوگا ایرج نے کہا اسکو کھولو ایک وزیر نے کنجی لا کر دی جتنے عرصے مین کلید آئی اُتنے ہی عرصے مین وہ صدائین دردناک بصد سوز و گداز آئین کہ شہزادہ ایرج نوجوان کی آنکھون سے آنسو جاری کلید لے کر بہ تعجیل قفل کھولا اندر گئے دیکھا ایک تخت ٹوٹا ہوا اُسپر وہی حریق آتش اشتیاق و غریق لجہ فراق اسیر طرہ گیسو و ذبیح خنجر ابرو گرفتار محبس رنج و مصیبت آوارہ کوہ سرگشتہ صحراے محنت و آفت مورد صد رنج و محن ملکہ بران شمشیر زن کہ ماران سیاہ جسم مین لپٹے ہوے آنکھون مین حلقے چہرہ زرد لب پر آہ سرد کراہنے مین درد سرنگون آنکھون سے آنسو جاری کبھی سر ٹکراتی ہے کبھی تنہائی سے گھبراتی ہے یہ حال پر ملال دیکھ کر قریب تھا کہ طائر روح قفس جسم خاکی سے پرواز کرے ہاے جان جہان و آرام دل مشتاقان کہہ کر شہزادے نے قصد کیا جاکے لپٹ جاوُن ملکہ بران نے سر اُٹھا کر فرمایا اے شہریار خبردار ایک میرے قریب آنیکا ارادہ نہ کیجیے گا آپکی بیتابی میرے لیے خرابی ہی روح قالب سے نکل جائیگی آپ دور رہین نزدیک

نہ آئین قاعدے کے خلاف ہو اول لوح طلسمی میرے پاس بھجوا دیجیے مین جسم سے مس کرون قید ٹوٹے ورنہ روح قالب سے نکل جائیگی اسطرح سمجھا کر کہا ایرج نے لوح کو گلے سے اتار معشوق پر نہ جفا دیکھی کتاب نہ ہو جی چاہتا ہو سر کاٹ کر اُس کے قدمون پر ڈالدون بعد مدت مدید اس حال پر ملال مین دیکھا اس پردہ نشین ناز و نعم نے میرے واسطے کیا کیا مصیبت اُٹھائی لوح طلسمی گلے سے اتارس نہ کسی سے پوچھا نہ صلاح لی دل کیا ہو جان بھی نثار کروں ایرج نوجوان نے جیسے ہی لوح گلے سے اُتاری چاہا پھینکوں بران نے کہا رومال مین لپیٹ کے پھینکیے اسکا عکس مجھ پر نہ پڑے ایرج نے بموجب فرمائے ملکہ بران کے لوح کو رومال مین لپیٹا اتنے عرصے مین شاپور پہونچا دیکھا ایرج لوح پھینکا چاہتے ہین شاپور نے کہا اے شہریار آپ کیا کرتے ہین لوح مدعی پہلے سمجھ تو لیجیے لوح خبر دے گی ایرج نے خیال بھی نہ کیا کہ شاپور کیا بکتا ہے رومال مین لوح کو لپیٹ کر پھینکدیا شاپور نے تو اپنا مُنھ پیٹ لیا کہا ہائے آقا بڑا غضب کیا لوح جو تخت پر گری شاپور نے دیکھا ملکہ بران نقلی نے اُٹھا کر لوح کو جھولی مین رکھا پکار کر آواز دی باش اے طلسم کشا منم ملکہ غزلیق جادو دیکھ لوح لیلیا لیتے ہین ہزارون ہمارے عزیزون کو قتل کیا اب ہمارے پنجہ بدعت سے کیونکر بچے گا شاپور سے آنکھ ملا کر کہا بھلا او مکار غدار تو نے تو بہت منع کیا مگر ہمارا فقرہ خالی جاتا ہی ایرج تلوار کھینچکر جھپٹے غزلیق جادو نے اشارہ کیا تلوار ہاتھ سے چھوٹ پڑی شاپور نے چاہا جست کر کے نکل جاؤن غزلیق نے چند قطرے پانی کے پھینکے شاپور بھی گرا اُٹھتے اُٹھتے باران سحر برسانے لگی جسپر قطرہ پڑا بیہوش ہو کے گرا ملک اخضر و مروارید اُٹھے تھے کہ لڑین لیکن مکان سحر بند جو تصد کیا اُلٹا ہوا غزلیق جادو کے رفقا جا بجا گوشہ مین موجود تھے نکل کر سحر کرنے لگے کسی نے دو تہمڑ مار دیا زمین ہلی جا بجا غار پیدا ہوئے ہزارہا بندگان خدا اُن غارون مین گرے زمین بند ہو گئی ہر چند ہمراہیان ایرج نے کد و کاوش کی نکل نہ سکے پہر بھر کے عرصہ مین سب کو گرفتار کر لیا سردارون کو آواز دی ایرج و شاپور و ملک اخضر و مروارید کو مسلسل کر کے الگ کر لیا عام کے واسطے ایک رسن کو حکم دیا سبکو گرفتار کر کے قید خانے مین بھیجا لوح اپنے قبضے مین کی اسی وقت ایک عرضی اپنے ہاتھ سے لکھی مضمون یہ تھا کہ اے شہنشاہ کوکب روشن ضمیر آپ کے اقبال سے مین قلعہ بیابان پر پہونچی سر حد طلسم نرگس کو فتح نہ ہونے دیا اسی قلعہ پر روک لیا سبکو گرفتار کیا لوح قبضے مین آئی اب جسطرح ارشاد ہو اس طرح سے کر حاضر ہون یہان کوکب مقدمۂ ایرج سے مطمئن تھا کہ جبتک حیران جادو نہ مارا جائیگا ہوش نہ آئیگا اول اسکو خبر گذری کہ ایرج

کے والد نامدار قاسم عالیوقار لڑتے بھڑتے آگے شہر پر قبضہ کیا دوسرے دن جہانگیر کی خبر آئی تیسرے
دن علمشاہ کی کیفیت سُنی یہ بھی وقائع گذرے یہ تینون شیرون نے ایک وقت مین تینون قلعہ فتح کرلیے
یہ سنکر کوکب کو سناٹا آگیا ایک مقدمہ اور واضح رہے ناظرین والا مقام رہے کہ معمار قدرت جس دن سے
جہاندار شاہ مارا گیا یہ اُس دن سے کوکب ہی کے ہمراہ رہتا تھا اب جب کوکب چلا آیا معمار بھی ساتھ آیا
پہلو مین بیٹھا ہی کہتا جاتا ہی اے شہنشاہ مین جاؤن علمشاہ وجہانگیر و قاسم کا سر کاٹ لاؤن یا زندہ
گرفتار کردن کوکب نے ابھی کچھ حکم نہ دیا تھا کہ آسمان پر برق چمکی سب نے دیکھا ایک جادوگر ہاتھ مین نامہ لیے
ہوئے مبارک مبارک کہتا ہوا آتا ہی زمین پر اُترکر پایہ تخت کو بوسہ دیا نامہ غرلیق جادو پیش کیا کوکب
نے نامہ ہاتھ مین معمار کے دیا کوکب معمار کی بہت تعریف کرتا ہی ہر مقدمہ مین دلدہی کرتا ہی کہ اسکو یہ معلوم
نہو کہ ہمارا آقا سر پر نہین ہی دل شکنی ہونے پائے معمار نے باآواز بلند نامہ پڑھا سب سے زیادہ معمار
خوش ہوتا ہی کہا حضور دیکھیے مسلمانون نے سرکشی کی خوب سزا پائی مین جاؤن جاکر سب کو قتل کردن
کوکب نے کہا مین تمہین کہین بلواتا ہون معمار بہت تڑپا کہا حضور مجھے روانہ کیجیے یہان تو یہ رنگ ہی معمار کو
کوکب نے تو روکا ایک نامہ غرلیق کو لکھا کہ قاسم وعلمشاہ وجہانگیر کو بھی گرفتار کرکے لیتی آؤ اسی ساحر
کو یہ نامہ دیدیا معمار سے کہا غرلیق جادو بڑی زبردست ساحرہ ہی وہ سب طرح کا انتظام کرسکتی ہی تمہاری
کسی کی احتیاج نہین ہی غرلیق اپنے مقام پر بیٹھی ہی کہ نامہ کوکب آیا غرلیق کے ہوش اڑ گئے غرلیق دریای
حیرت ہوئی دل سے کہتی تھی مسلمانون نے کچھ جان کا خوف نہ کیا تین قلعہ فتح کرلیے اسی وقت افسرون
کو بلایا کہا جلدی فوج تیار ہو تین قلعہ قبضہ سے شہنشاہ کے نکل گئے افسر اس کے کمرین باندھکر تیار ہوے
غرلیق اپنی ہوش مین کا ہیکو ہی اُسی وقت سوار ہوئی طرف علمشاہ کے چلی علمشاہ انتظار مین بیٹھے ہین
سمک یلطاقی عیار انتظام مین مصروف ہی پہلے خبر لی کہ ایرج طلسم شکست کرتا ہوا جاتا ہی اب ہرکارے
روتے ہوے آتے کہا استاد بڑا غضب ہوا طلسم کشا گرفتار ہوگئے دوسرے ہرکارے نے آکر خبر دی
غرلیق جادو آپکے مقابلے کو آتی ہے ایرج کی قید بھی اسی کے ہمراہ ہی علمشاہ کب مانتے ہین غصے مین اُٹھے
تیغہ کپتان فرنگی کے قبضے پر ہاتھ ڈالا اپنے مقام سے اُٹھے سردار اُنکے آلا گرد فرنگی وہالا گرد فرنگی
وغیرہ عرض کرنے لگے ہم آپ کو نہ جانے دینگے علمشاہ نے کہا اے برادران تاج وتخت کیسا ہمارے
کلیجے پر چھری پھر گئی نور نظر پارہ جگر قید ہوا اُسنا تم نے کس جوش وخروش سے پہونچا بڑی بڑی ساحرونکو

کرسے لاچار ہوا یہ کہکر چلے سمک نے ہر چند کہا اے آقائے نامدار آپ تو جہاندیدہ و کار آزمودہ ہین آپ سے
نہ بنیگی چند ساعت توقف فرمایئے مین بھی اسکی مشکین باندھ لاؤنگا علمشاہ نے نہ مانا ادہان قاسم و جہانگیر
نے بھی یہ خبر سُنی کہ ایرج قید ہوے علمشاہ پر ساحر چڑھ گئے یہ بھی دونون شیر پشت ہاے مرکب پر
سوار ہوکر قلعہ سے نکلے کہ ایک طرف سے گرد عظیم اُڑی سمک واسطے خبر کے چلا ساحرون نے آکر عرض
کی آپ کے بھائی صاحب شاہزادہ جہانگیر اور آپکے نور نظر قاسم خبر سُنکر آگئے علمشاہ نے زانون پر ہاتھ
مارا کہ تقدیر مین اور داغ لکھا تھا ہنوز یہ کلام تمام نہونے پایا تھا کہ سامنے سے دامنہ گرد کا تھا شگافتہ ہوا آگے آگے
جہانگیر والاتدبیر ایک طرف قاسم والاحشم پشت پر فوجین جیسے ہی غرلیق نے آمد فوج جہانگیر و قاسم
دیکھی وہ تین گولے اول سمت فوج علمشاہ پھینکے پھر لشکر جہانگیر و قاسم پر نگاہ ڈالی ابر سیاہ برسایا
کوئی اس ابر کو روک نہین سکتا چہار جانب سے صدای ہا ہو بلند ہوئی سالکین بخوف ہوکے جا پڑے
جو بیہوش ہوا اُسیر سحر کرکے ابر پر ڈال لیا خود غرلیق جادو جوش مین دوڑی دوڑی پھرتی اپنی
ذات سے جہانگیر و قاسم اپنے اصلی مقام پر کھڑے لڑ رہے ہین جو ساحر سامنے آیا تیر مار دیا جو بھاگا دوڑ کر
سائیسون نے اسکی گردن مشکین باندھکر قتل کیا ہزارہا بندگان خدا مارے گئے مگر یہ سردار جانباز
و سرفروش نشہ جرأت کا جوش قدم نہین ہٹاتے بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہین عیارون نے قصد کیا کہ
ساحرون کو گرفتار کرلین ساحر دم نہین لینے دیتے آگ برسا دی پانی برسایا گرد اڑ رہی ہے آندھی سیاہ
اُٹھی سیکڑون بہادر ٹکرا کے مرے ملکہ غرلیق دوڑ دوڑ کر سحر کرتی ہے اول علمشاہ پر سحر کیا انکے ہاتھ پانون
بیکار ہوئے سردارون سے کہا انکو گرفتار کرلو رستم جگر گرفتار ہوے آل اگر دو مالا گرد ٹوٹ پڑے دس
پانچ کو مارنے پائے تھے کہ جھونکے ہوا کے چلے گھوڑون نے بدلگامی کی ساحرون نے سحر کرکے ان سب کو
بیہوش کیا گرفتار ہوے ہر طرف سامان سحر غرلیق جادو بلاے روزگار شہزادہ جہانگیر و قاسم نوجوان
و علمشاہ عالیشان سب سرداران نامی کو جو ہا ی سحر سے نابلد ایک سحر مین دو دو سو بیہوش ہوے دو پہر کے
عرصے مین غرلیق نے سب کو گرفتار کرلیا کل قیدیان بلا کو اپنے ساتھ لیکر قلعہ بیابان پر آئی جہان ایرج
لوح لی تھی ان سب نوجوانون کو قریب درۂ کوہ کے اُتارا شب بھر مین سامان روانگی مہیا ہوا یعنی ایک
سحر بنایا اسپر قاسم و علمشاہ و شہزادہ جہانگیر و ایرج نوجوان و سرداران نامی و پہلوانان گرامی
کو ابر پر سوار کیا لوح اپنے پاس رکھی ایک ابر پر آپ سوار ہوئی اپنے ساتھ کی کنیزون کو سوار کرلیا نوبت نقارے

بجاتی ہوئی ابر سحر اڑاتی ہوئی طرف قصر جمشیدی کے چلی ملکہ ناہید مرصع پوش زوجہ کوکب قلعہ
مرصع نگار مین بالاے قصر رفیع مسند آراستہ اوسپر ملکہ جلوہ فرما ہین وزیرزادی گلگونہ گلگون پوش
کرسی پر بیٹھی ہی گرد مصاحبان ہمدم با اخلاص واضح ناظرین ہو ہرچند کہ کوکب سے بگاڑ ہی زوجہ
کو ناگوار ہی کہ کوئی میرے شوہر کو برا نہ کہے اسوقت بھی یہی ذکر در پیش ہی کہ کوکب افراسیاب سے
مقابلے پر ہی ہین طلسم کشا کے دوست صادق کہلاتے ہین مدت سے کچھ احوال نہ معلوم ہوا کہ کیا کیفیت
ہوئی کنیزون نے عرض کی کہ حضور عجب طرح کی خبر وحشت اثر سنی ہی کہ اسکو زبان پر نہین لا سکتے یہ مشہور
تھا کہ افراسیاب مارا گیا سلطنت شہنشاہ لاچین کو ملی مگر ابھی کچھ فساد ہو رہے ہین نہین معلوم
اب باعث مقابلہ و مجادلہ کیا ہی یہ بھی خبر مشہور ہوئی تھی کہ ہمارے شہنشاہ سے کچھ سوء مزاجی ہوئی
کیسی سے دبتے نہین انکے بڑے مرتبے ہین اگر کوئی مقابلہ قاعدے سے کرے تو اپر غالب آئے ملکہ
ناہید مرصع پوش فرماتی ہین کیون گلگونہ تاجر بن جلیل جسکو ہم نے لاکھون روپیہ دیکر ملک ملک
روانہ کیا صرف اس آرزو پر کہ ہماری بران کا دولہا پیدا کرو مگر صاحب حسب نسب لائق صف شکن
شیر زن جری بہادر اگر اس کے خلاف ہوگا تو ہم شادی نہ کرینگے گلگونہ نے کہا حضور شہنشاہ نی بران سے
قرارنامہ لکھوا لیا ہی کہ عمر بھر شادی کا نام نہ لینا ملکہ ناہید نے کہا بیٹے کا انکو اختیار ہی بران کی مقدمے
مین انھین کیا دخل ہی ہم نے تصویرین منگائی ہین انکو نکلواو شاید کوئی شیر دلیر ہمکو پسند آئے تو اوسکی
نسبت قرار دین اسمین کوئی دخل نہین دیکتا یہ ذکر تھا کہ آسمان سے لکہ ابر سیاہ پیدا ہوا بہت بڑا
وسیع اسمین رعد کی گرج برق کی چمک اندر اوس کے ہزارہا ساحر نوبت نقاری بجتی ہوئی ملکہ ناہید نے فرمایا
اے گلگونہ دریافت تو کرو یہ ابر کیسا ہی خون بھی برستا معلوم ہوتا ہی شاید کہین لڑائی پڑی گلگونہ نے
عرض کی مین ابھی دریافت کیے دیتی ہون یہ کہکر گلگونہ چلی بلند ہو کر غزیق سے ملاقات کی کہا اے
غزیق ملکہ عالم ارشاد فرماتی ہین کہ ان گنہگارون کو یہان ٹھہراو ہم بھی دیکھین کہ یہ کون لوگ ہین اگر ہمارے
شوہر کے دشمن ہین تو ہم انکو ضرور قتل کرینگے غزیق جادو نے جھلا کر جواب دیا کہ ہم خلاف حکم
شہنشاہ نہین کرسکتے گلگونہ گلگون پوش نے سمجھایا کہا اے غزیق جادو زن شوہر کا بگاڑ کیا تم
لوگ اسمین دخل نہ دو ملکہ کو بھی اپنا مالک جانو ملکہ اگر انکے بگاڑ ہوگا زن و شوہر کے مقدمہ مین کون دخل
دیکتا ہی غزیق نے کہا ہرگز ہم قیدیون کو نہ ٹھہرائینگے ملکہ ناہید نے جو یہ سنا کہ غزیق جادو ہمارے کہنے سے

قیدیون کو ہمارے پاس نہین لاتی سحر کرکے ابر کو روک دیا غزلوق نے ہر چند زور کیا کہ ابر کو نکال لیجاوٗن ابر
نے جنبش نہ کی جب تو غزلوق گھبرائی ایک عرضی اُس نے شہنشاہ کوکب روشن ضمیر کو لکھی کہ اے شہنشاہ
آپکی زوجہ نے قیدیون کو روک لیا ہی کیا ارشاد ہوتا ہی اگر فرمایئے تو لڑ بھڑ کر چلی آؤن بڑا غضب کی
بات ہی کہ وہ سرکشی کرتی ہین ہم بخوف آپ کے جواب نہین دیسکتے اگر حکم قطعی تحریر فرمایئے تو ہم بے شک
لڑ کے لے آوین کسکی مجال ہی جو ہمکو روکے آپ کے حکم کے منتظر ہین یہان کوکب روشن ضمیر قصر جمشیدی مین
موجود ہی بڑے تردد مین بران کے ساتھ جو کچھ کر گذرا اسکا خیال عمرو سے بگاڑ کا ملال معمار قدرت و
بلور باشوکت خدمت مین حاضر ہین یہی ذکر ہو رہا ہی کہ تین در بند ایک وقت مین فتح ہوئے دیکھیے انجام کیا
ہوتا ہی اس خیال مین تھے کہ نامہ غزلوق کا آکر پہونچا کوکب کو نامہ پڑھا حال سرکشی ملکہ ناہید ظاہر کر دیا مگر یہ بھی
بیان کیا کہ ملکہ عالم فرماتی ہین مین قیدیونکو دیکھکر ابھی رخصت کر دونگی کوکب معمار کی جانب متوجہ ہوا کہا
اے معمار تم پاس ملکہ کے جاؤ بتکلفات کلام سے سمجھا دو کہ اسمین دخل دینا مناسب نہین ہی قیدیون کو تم
دیکھکر کیا کرو گی معمار قدرت سو ساحرون کو اپنے ساتھ لیکر چلا بعد جانے معمار کے بلور کو حکم دیا کہ تم بھی اپنے کو
پہونچاؤ اگر زبردستی قیدیون کے لینے کا ارادہ کرین مقابلہ کرنا مگر سمجھ لینا ہمارے حکم مین فرق نہ آنے پر
اور وہ بھی زوجہ خاص ہی اسکی ذلت سر بازار نہین چاہتے ہین بلور یہان سے چلا راہ مین جا کر معمار کو روکا کہا
اے معمار اسوقت کوکب نے غصے مین تمکو حکم دیا زن و شوہر کا مقدمہ ہے ہم ملازم قدیم ہین ہمارا ہی جا کر
سمجھانا بہتر ہوگا معمار کو یہ کلمہ ناگوار ہوا دل مین سوچا کہ اے معمار قدرت کیا بلور کا مرتبہ مجھسے زیادہ ہی
تمام اموات بیابان گلریز میری راے پر موقوف تھے یہ مرد سپہ سالار ہی یہ سوچکر معمار نے چپکے چپکے سحر کیا
یعنی بلور کو ایک برج سحر بنا کر بند کر دیا یہ واضح رہے کہ بلور غفلت مین تھا ورنہ بلور ایسا نہین ہے کہ سحر مین
معمار کے پھنس جاتا معمار نے چپکے چپکے سحر کیا بلور آگاہ نہونے پایا معمار تو عمارت بنانے مین کامل
و اکمل ہی ایسے تکلف سے برج بنا لیا بلور کو آگاہ نہونے دیا بہر نوع معمار نے بلور کو برج سحر مین بند کیا
اور آپ در دولت ملکہ ناہید پر آیا کہلا بھیجا کہ معمار در دولت پر حاضر ہے امیدوار باریابی ہی ناہید
غصے مین بیٹھی ہین کہ معمار آکر پہونچا سلام کیا پایۂ تخت کو بوسہ دیکر عرض کی شہنشاہ نے ارشاد فرمایا ہی
قیدیون کے مقدمے مین دخل نہ دیجیے بڑی کوشش سے دستیاب ہوئے ہین ملکہ نے فرمایا کہ اے معمار تجھکو
ایسی باتین مناسب نہین ہین تو جا کر کہدے اب مجھے بھی ضد ہوئی مین قیدیون کو ضرور دیکھونگی کیا ہم کو

اپنا دشمن جانتا ہی معمار بل کرتا ہوا چلا کہ جا کر اب آگ لگاؤن کوکب سے کہکر فوج لیکر آؤن زبردستی
انکی سرحد سے گذر جائین ہرگز یہ قیدیون کو نہ دیکھنے پائین تیسری ڈیوڑھی معمار نے طی کی ہو کہ دیکھا ایک خواجہ سرا
شملہ سر پر اونچی کمر باندھے ہوے خوشرو خوش تقریر کھڑے ہوے ٹہل رہے ہین معمار کو غصے مین دیکھکر ہاتھ
پکڑ لیا کہا کیون اے سپہ سالار کیا باعث انتشار ہے اس فصاحت و بلاغت سے خواجہ سرا نے معمار
سے پوچھا معمار ہنستا ہوا خواجہ سرا صاحب سے باتین کرتا ہوا ڈیوڑھی سے نکلا پوچھا کیون معمار صاحب
ہم نے سنا ملکہ کو بڑا گھمنڈ ہو شوہر سے سرکشی کرتی ہین ذلیل ہونگی اگر کوکب نے خنا کے ساتھ شادی
کر لی انکو کیا باعث اعتراض ہے ناحق کا اغماز ہو اس طرح خواجہ سرا نے ملکہ ناہید کی بُرائیان کین
کہ معمار نے سب حال دل کا کہدیا یہ بھی کہا کہ حقیقت مین اب مین جا کر آگ لگاؤنگا انکو قیدیون کی دیکھنے
سے کیا کام ابھی کوکب دشمن اگر قلعہ مرصع حصار کو پھونک دیگا آج تک اس نے دخل
نہین دیا اب فساد عظیم ہوگا خواجہ سرا باتین کرتا ہوا معمار کے ساتھ ہو لیا کہتا ہی اے سپہ سالار جہاندار تم
سے تمنے بڑے بڑے کار نمایان کیے جس کے ساتھ ہوے اُس کے ساتھ ہوے باتین کرتے کرتے ایک
گلوری نکالکر معمار کو کھلائی معمار کو بیہوش کیا واضح رہے ناظرین والا مقام ہو خواجہ سرا بنکر خواجہ عمرو
در دولت ملکہ ناہید پر آئے تھے اس فکر مین تھے کہ ایرج نوجوان وغیرہ کی رہائی کی فکر کرون اب دیکھا کہ فساد
برپا ہوا چاہتا ہی معمار جا کر آگ لگائیگا معمار کو بیہوش کر کے زنبیل مین ڈال لیا آپ بشکل معمار طرف
کوکب کے چلے سوچتے ہوے کہ اے عمرو کچھ کام کرنا چاہیے یہان ملکہ ناہید نے ابر سحر کو عندلیق سے
روک دیا تھا فرماتی ہی تمھین دیکھون کوکب کیا کرتا ہی یہ بھی واضح رہے کہ ملکہ ناہید نے ابھی قتل براق کی خبر
نہین پائی یہ تو صرف اپنی بات کے خیال مین فرمایا ہی کہ ہم قیدیون کو دیکھین گے یہ نہین معلوم کہ یہ قیدی
کون ہین اتنا ناگوار گذرا ہی کہ کوکب کا نوکر ہمارا حکم نمانے بڑے افسوس کی بات ہے اس غصے مین
کانپ رہی ہین کہ ملکہ مجلس جادو حیران و پریشان افتان و خیزان بھوکی پیاسی روتی ہوئی سامنے ملکہ
ناہید کے آکر پہونچی ناہید نے پوچھا مجلس خیر تو ہی یہ سنتے ہی مجلس چیخین مار کر رونے لگی کہا نانی اماں
آپ کیا حال پوچھتی ہین کوکب نے ہمکو لوٹ لیا ملکہ ناہید نے کہا بی صاف صاف کہو مجلس نے
زمین پر ایک ٹکر ماری کہا جرم لگا کر ملکہ براق کو کہتا ہی مین نے قتل کیا نشان نہین ملتا بمقدمہ شادی
یہ تاکید ہے کہ بیٹی کی شادی نہ کرون گا مین عقب مین ان سب کے آتی تھی آپ کی عنایت سے

قیدیون کو مین نے نکال لیا ایک مکان مین لاکر رکھا ہی کہ آپ کے حکم مین فرق نہ آئے یہ ذکر تھا اور ملکہ ناہید
واسطے بران کے زار زار رو رہی ہین فرماتی ہین میری نور نظر کے ساتھ کیا سلوک کیا پندرہ برس کی میری
شفقت خاک مین ملائی چاند سے چہرے پر سہرہ نہ دیکھا اگر کوکب نے یہ کیا کہ میری کمائی کو مٹایا میرے
چاند کے ٹکڑے کو خاک مین ملایا مین بھی جاکر قیامتین برپا کرونگی اُنکی آنکھون کے سامنے بی حنا کا خون
بہاونگی اسی شفتل نے میرے گھر مین فساد ڈلوایا ورنہ یہ آفتین برپا نہ ہوتین ہان بیٹا مجلس ایک کام کرو
غزلق جادو کو قتل کرکے لوح چھین لو جو کچھ ہوگا ہم سمجھ لینگے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ اختر حمایت کے
سامنے آئی کہا حضور مین نے غزلق کو مارا لوح طلسمی چھین لی اب جو کچھ ہوگا دیکھا جائیگا ملکہ نے مجلس اختر کو
کرسیون پر جگہ دی کہا قیدیون کو سامنے لاؤ تقضائے کار ایک مقدمہ کا تحریر کرنا واجب و لازم ہی ایسے ایسے
مقامات پر مصنف کو انتہا کا ملال ہوتا ہے عدم تحریر چہار جلد کا خیال ہوتا ہے نہین معلوم اُن چہار جلد
مین یہ ذکر آیا یا نہین آیا سالہا سال کا جھگڑا تحریر ہوا یا نہین ہوا اب ناظرین لفظاً لفظاً ملاحظہ فرمائین
مصنف عرض کرتا ہے اوس دفتر سے ایک لفظ کو واسطہ نہین مصنف اول ہوشربا نے ان داستانون پر
توجہ نہ فرمائی حقیر پر تقصیر کو اس طور سے ترتیب کرنا منظور ہوا تحریر ہے ان داستانونکی قلب کو سرد
ہوا جب ملکہ ناہید و کوکب سے فساد بڑھا رنگ محبت حنا سے گلگون پوش پر جم گیا کوکب نے
یہ بھی مشہور کیا کہ مین بران کی شادی نہ کرونگا تب ملکہ ناہید نے اپنے مقام پر شنکر کہا کیا مجال ہے
جو کسی کی کہ ہمارے بیٹی کے مقدمے مین دخل دے لیکن یہ چاہتی ہون کہ شوہر بران کا صاحب
حسب و نسب حامل علم و ادب عقیل و فہیم صف شکن تیغ زن شہنشاہ اقلیم خوبی سرو خاستہ باغ محبوبی ہو
مین فوراً شادی کردونگی کسی سے تاجرین جلیل بلائے لاکھون روپے انکو گھر سے دئے حکم ہوا جاکر تجارت کرو
شاہان جلیل کی تصویرین ہمارے پاس بھیجو جسکی معرفت تصویر زوج بران ملے گی دولت دنیا سے اسکو
مالا مال کردینگے تاجر ملک بہ ملک پھرنے لگے ہر مقام سے تصویرین آئین جو تصویر پہونچی گلگونہ گلگون
پوش وزیر زادی نے عرض کی فلان سوداگر نے تصویر بھیجی ملکہ نے حکم دیا صندوق جنین کو کسی جلسہ
مین ملاحظہ کرینگے حکم مناسب دینگے ایک تاجر جلیل موسوم بہ خورشید تاجر پھرتا ہوا اسی جستجو میں بر سرکوہ
عقیق گلزار سلیمانی پہونچا یہ بھی اس سوداگر نے خبر پائی تھی کہ وہان لشکر تھا کہ جو خداوند ایجاد
ہزار ملک باختر سے ہے اور لشکر دیگر تھا جو فرمان زمان والی قاف بھی اسی مقام پر اُترے ہین

بڑے بڑے حسین وجمیل فہیم وعقیل صف شکن تیغ زن وہان جمع ہین چلکر وہان سے تصویرین لائین یہان
غارون مین کہان مارے مارے پھرتے ہین یہ سوچتا ہوا بہ سرکوہ عقیق پہونچا خورشید تاجر نے اپنے
مقام پر خبر پائی کہ طبل جنگی بجا ہی لشکرون سے مقابلے پڑینگے مردان عالم کل میدان مین آکر لڑینگے ہر ایک
خورد وکلان از پیر تا جوان یہان ضرور آئیگا اس سوچ مین رات بسر کی جب ستارہ سحری چمکا
دونون لشکر میدان کارزار مین آکر جمع صفین آراستہ ہوئین تاجر مصورونکو ساتھ لیکر آگیا تب آکر ٹھہرا
بوقت سحر شہزادہ ایرج نامور پشت کرہ بن اشقر پر سوار نیزہ ہلاتا ہوا گھوڑا چمکاتا ہوا مقابلہ فولاد مین
آ پسمین مقابلہ ہونے نہ پایا تھا کہ تاجر نے مصورون سے کہا جلد اس جوان کی تصویر کھینچو نقاشان خوش خیال
نے تصویر اسی طور سے کھینچی جسطرح سے گھوڑے پر سوار آتے تھے ناگاہ لشکر لقا سے ایک فیل مست
چھوٹا گرد اس کے نیزہ دار پیدل سوار تدبیر سے روکتے ہوے چلے آتے ہین جب سامنے ایرج کے
فیل مست پہونچا سوارون نے آواز دی ای جوان ہٹ جا خداوند کے کارخانہ کا فیل مست ہو گیا ہے
ایرج نوجوان نے جواب بھی نہ دیا جب وہ فیل قریب پہونچا یہ شیر زہ بعد کر و فرشت مرکب سے پھاند
پڑا ہاتھی نے بھسونڈا بڑھایا ایرج نے دونون ہاتھ دیدیے ہاتھی نے اپنے نزدیک دونون ہاتھ سونڈ
مین لپیٹے جب لپیٹنے سے فارغ ہوا ایرج نے اتنے عرصے مین سونڈ کو بقوت تمام تھامنا فیل سے
اپنے جانب کھینچا ایرج نے نعرہ کرکے ہکہ مارا مع زنجیرے گردن ہاتھی کی گھسیٹ لی چرخ کھاکر ہاتھی گرا
ایرج نوجوان نعرہ کرتا ہوا دریاے خون مین نہایا ہوا لشکر لقا پر اسی جوش و خروش مین جا پڑا
فولاد خشت زن گینڈے کو اڑاتا ہوا قریب ایرج نوجوان پہونچا وہان تاجر نے نقاش سے آواز
دی ای برادر ایک تصویر بمقدمہ فیل کھینچ لے سرمو فرق نہ ہو مصور نے ایک تصویر اس طور سے کھینچی کہ ایرج
نوجوان نے سر فیل کا کھینچ لیا مگر یہان فولاد خشت زن خشت ہاے آہنی جھولی مین بھرے ہوے وار
کرتا ہوا چلا ایرج نے ان خشت ہاے آہنی کو تلوار سے قلم کیا آخر مین وہ خود مقابلے کو آگیا لات گھونسا
کرکے برس پڑا کبھی نیزہ مارا کبھی تلوار کا وار کیا یہ شیر بیشۂ صفا جیقرالی بخوف وار اسکے روک ہٹ
مصور کامل نے یہ تصویر بھی لفظاً لفظاً کھینچی یعنی بعد ہاتھی کے مارنے کے اتنے بڑے پہلوان سے مقابلہ ستم
ہوتا تو خوف جان سے خائف و ترسان ہوکر سوراخ مور ومار تلاش کرتا یہ خیر دلیر اسی تیور سے
مصروف جنگ دریاے جرأت کا نہنگ سات طور سے مصور نے نقشہ کھینچا جب اس پہلوان نے فولاد

خشت زن کو بھی مارا جنگ مغلوبہ ہوئی اتنے بڑے کارہائے نمایان کیے بھڑتے بھڑتے صفوں کو برہم و درہم کرتے ہوئے قریب تخت لقا پہونچ وہ تاجر جلیل پہاڑ پر چڑھ گیا مصور کو ساتھ لیا اس شوکت کا نقشہ کھچوا رہا ہو جہان یہ تھم کر گھڑی دو گھڑی لڑے خون کے دریا جاری ہوئے دو چار اور مارے اسی طور سے تاجر نے تصویر کھچوائی ایرج نوجوان لڑتے بھڑتے تا بہ تخت لقا پہونچ گئے لقا نے من چہ تقدیر کردم کہہ کے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے دستانہ مارا تیغہ لقا کا بیٹ بڑا کمر مین لقا کی ہاتھ ڈالدیا بڑی جیداری کرکے اٹھایا کوہی ٹوٹ پڑے دو پہر کامل تلوار چلی آخر کو لقا شکست کھا کے ہٹ گیا اس جنگ مین ایرج نے لقا کو دست حق پرست پر بلند کیا سب نے اس تماشہ کو دیکھا اس طرح کے سات نقشے تاجر نے بصد جاہ و جلال پیش کیے تھے وہ صندوق مین رکھے ہین اسوقت یہ بھی ذکر نکالا کر مرقع نکلوائے وہ مرقع کارگذاران شاہی نے پیش کیے ملکہ ملاحظہ فرما رہی ہین کہ ملازمان ملکہ ناہید ایرج و جہانگیر و علمشاہ و قاسم کو لیکر آئے بیچ مین ایرج نوجوان ایک طرف قاسم ایک سمت علمشاہ عالی شان ایک جانب جہانگیر والا تدبیر ملکہ ناہید نے سر اٹھا کر جمال جہان آرائے ایرج نوجوان کو دیکھا ملکہ ناہید آئینہ دار حیران مثل سنبل پریشان سراپا کو شاہزادے کے دیکھکر دنگ ہو گئین تاجر بھی خدمت مین حاضر ہے تمام کیفیت جرأت ایرج کی ظاہر کرتا جاتا ہے کہتا ہے کہ حضور ایسا بہادر میری نگاہ سے نہین گذرا حسب نسب مین نبیرہ صاحبقران جرأت مین برہمزن لشکر کافران مان اس شیر کی ملکہ گیتی افروز دختر خداوند زمردشاہ باختری یعنی نور جلیدہ خالص باپ تیر بسیہ رتبہ خود صاحب شوکت و حشم ملکہ ناہید نے بھی سر اٹھا کر دیکھا جمال ایرج نوجوان دیکھ کر عاشق ہو گئین اتنا کلمہ منھ سے نکلا کیون صاحبزادے کو کہنے آپ کی کیا خطا کی یہ کلمہ سنکر ایرج کا دل غم و الم سے بھرا ہوا تھا آنکھون سے دریا جاری ہوا آہ سرد دل پر درد سے بھر کر جواب دیا شہنشاہ با انصاف اشعار مخفی ۔

آن راز کہ از روز ازل در دل ما بود
کین زمزمہ عشق بپے باد صبا بود
آن روز کہ پر خون جگر شد دل مینا
این گرمی ہنگامہ بتخانہ کجا بود
میخانہ تہی گشت نشد گرم دماغم

رازیکہ دل گنجینہ اسرار خدا بود
زان پیش کہ فرہاد نگاہ ذرہ سرخارا
این نشہ جہان در اثر ساز و نوا بود
آن روز کہ در پردہ نجلوہ گری بود
گو نشہ آن بادہ کہ بے روی ریا بود

از گل نہ اثر بود نہ از نالہ بلبل
از تیشہ او در جگر کوہ صدا بود
روزی کہ بنائے حرم کعبہ نہادند
نظارگی جلوہ او دیدہ ما بود
رندان کہ بمستی سر مینا بشکستند

این فتنہ ہمہ در سر ہر بیرو پیلا بود خواہ سے ملکۂ عالم ہم کس سے شکایت کریں گرفتار دام مصیبت مبتلائے
قفس رنج و محنت اب آپ ہمارے قتل کا حکم دیجیے ہم اس کشاکش سے مہلت پائیں بقول میر جلال اشعار

بے مہر تم نہیں نہ سہی آسمان سہی
نازک ہمارا دل نہ سہی ناتوان سہی
حاضر ہوں رہگیا ہو اگر کوئی امتحان
کچھ چپکے چپکے شکوۂ آہ و فغان سہی
میں مر گیا ہوں اور نہیں تمکو اعتبار
احباب پر گران ہے جو مردہ گران سہی
لیتا ہے دلمیں کوئی تو پوشیدہ چٹکیاں
تم لاکھ اے جلال مرے راز دان سہی

میں خود ہی اپنے حال پہ نامہربان سہی
کچھ ہو رہیگا داور محشر کے سامنے
کشتہ نہ مجکو جانیے میں نیمجان سہی
قاصد عوض پیام زبانی کے یار تک
اچھا اگر یقین نہ آیا گمان سہی
ہم تو سُنا رہے ہیں مصیبت فراق کی
بیدرد تو نہیں سہی در و نہان سہی

ممکن نہیں کہ ہو متحمل عتاب کا
سُنتے نہیں بیان مری چھا دہان سہی
اے دل تجھے جو مانع آہ و فغان ہے ضبط
لیجا سکے جواب کی ہماری زبان سہی
دنیا سے تو اُٹھا میں سبکدوش لاکھ شکر
تم داستان سمجھ کے سنو داستان سہی
اسکو نہیں ثباتی کا جوسے گیا ہے دل

اس سوز و گداز سے یہ اشعار ایرج نوجوان نے رو رو کر پڑھے کہ
ملکہ ناہید بیتاب ہو گئیں تصویریں جو شوکت و شان سے دیکھیں دل سے محبت پیدا ہوئی ان شیرون کو
دیکھا رستم پیلتن علمشاہ نوجوان و جہانگیر بن صاحبقران و قاسم صف شکن پشت پر سرداران تہمتن
زنجیرین ہلا رہے ہین بس بیتاب ہو کر گلگونہ وزیرزادی کو بلایا کہا سنو صاحب مین نے ایرج
نوجوان کو دامادی قبول کیا ایسے صاحبان حسب و نسب کہان ملینگے جنکی زور و طاقت کے جھنڈے
گڑے ہوے ہین دیوبند دیوکش صاحبان لیاقت و سخاوت و جرات و شوکت انکے بندۂ درگاہ ہین صاحب عز و جاہ
ہین باحتیاط الگ قصر مین ٹھہراؤ گلگونہ گلگون پوش نے دست بستہ عرض کی حضور جس دن سے
یہ تصویر دلپذیر تاجران جلیل لے کر آئے تھے اُسیدن حضور نے زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا تھا
کہ اس نسبت کو ہمنے بدل و جان قبول کیا امورات مالی و ملکی سے مہلت نہ ہوئی ورنہ فرمان لکھا گیا
تھا کہ اس شیر کے بزرگون کو اطلاع دیجائے کہ ہم توانین شایان جسطرح نسبت کرتے ہین اُس
طرح وہان سے تحریر رقعہ وغیرہ قرار دیجائے پھر اسکا انجام نہین ہوا ملکہ ناہید نے فرمایا ہمنے بدل و
جان قبول کیا جو ہمنے کہا تھا وہی اب بھی کہتے ہین صاف ظاہر ہوا کہ کوکب سے مقابلہ پڑیگا ہم لوگ
طلسم نرگس اس شیر کو دیکر برائے فتحی طلسم روانہ کرینگے ہم بھی بدل و جان اعانت کرینگے اے
وزیرزادی آج تک ہمنے بمقدمہ لجنائے گلگون پوش اس وجہ سے صبر کیا کہ صاحبان لیاقت

نہ کہین کہ زوجہ و شوہر سے بلا وجہ بگڑی اب شہنشاہ نے اسکا بدلہ یہ کیا کہ ہمارے کلیجہ پر چھری پھیری اگر انھون نے بران کو مار ڈالا تو ہم بھی اپنی جان دینگے ملک و مال بھی تباہ کر آئینگے سب سردار قصر عالی مین جا چکے ہین ایرج نوجوان سامنے ملکہ ناہید کے ٹھہر گئے تھے یہ کلمات جرأت آیات جو زبان سے ملکہ ناہید کے نکلے ایرج نے جواب دیا اے مادر مہربان آپ تکلیف نفرمائین فقط اپنے غلام کو حکم دین انشاءاللہ اگر قصر جمشیدی نہ الٹ دیا تو نام اپنا ایرج نوجوان نہ پایا غزلق جادو دھوکے سے مجھ کو پکڑ لائی دریاے ابلق وغیرہ فتح کرتا ہوا تا بہ قلعہ نرگس پہونچا کوہان فیل سر وغیرہ میرے ہی ہاتھ سے مارے گئے لوح تو بعد جستجوے بسیار دستیاب ہوئی ہے ایرج یہ کہتے جاتے ہین اور یاد مین بران کی رنگ زرد متغیر ہاتھ پاؤن مین رعشہ کلام زبان سے نہین نکلتا اسوقت زبان پر ملکہ ناہید کے کلمات حسرت آیات ایرج نوجوان ہر سمت شور گریہ و زاری بلند ہے ہر کس و ناکس دردمند ہے ہر ایک یہی کہتا ہے کہ صاحبو ایسے عاشقان صادق صاحبان جرأت و شوکت نگاہ سے نہین گذرے حقیقت مین جو ارادہ کر کے چلے اسکو پورا کیا کنیزون نے عرض کی حضور وہ شیر دلیر فرزند صاحبقران فتاح طلسم نور افشان بھی اپنی فرزند کی مدد کو آئے ہین یعنی جہانگیر ذوالاقتدار کے والد نامدار انکے جد عالی تبار مگر شوکت جہانگیر تو اہالیان طلسم نور افشان دیکھ چکے ہین کہ نام سے جہانگیر کے کوکب بھاگے بھاگے پھرتے تھے اگر صاحبقران نہ آتے چند روز مین اختتام طلسم نور افشان تھا صاحبقران آکر بجرأت زیر کر لیگئے کوئی دم نہ مار سکا وہی اب بھی ساتھ ہین ایرج نے سر جھکا کر کہا حضور مین مدد پروردگار کی چاہتا ہون شیری بزرگ ہین تکلیف فرمائین انکی خوشی مین سواے خدا کے کسی سے طالب مدد نہونگا ملکہ نے کہا اچھا آپ اپنے بزرگون کے ہمراہ تشریف رکھیے ہم نے درویشان طلسم کو طلب کیا ہے ان سے صلاح کر لین اسکے بعد لشکر کشی کو خواہ مخواہ آپ سے کہا جائیگا کہ بسم اللہ فتاحی طلسم مین مصروف ہو جیے یہ بخوبی ظاہر ہو گیا کہ اس مقدمے مین صلاح ہونگی وزیرزادی نے باحتیاط تمام ان شاہزادگان والا مقام کو قصر عالی مین ٹھہرایا ملکہ نے درویشان طلسم کو طلب کیا جب درویش آئے ملکہ نے تمام کیفیت اور کوکب کی بدعت سامنے ان بزرگون کے بیان کی درویشان طلسم کو بہت ناگوار ہوا ملکہ ناہید سے کہا بی بی تم نہ گھبراؤ ہم دعا کرنے کو موجود ہین معبود کے دروازے کے کتے ہین ضرور ہماری دعا قبول کرے گا اور یہ بھی دعا گو عرض کرتے ہین کہ یہ شیر دلیر نبیرہ صاحبقران روح روان قاسم عالیشان جس امر کا قصد کریگا طرف سے مالک

حقیقی کے ضرور مدد ہوگی ہر ایکطرحکی بلا رد ہوگی درد لیشان طلسم نے ملکہ کو بہت تسکین دی اور یہ بھی کہدیا کہ
ملکہ بران شمشیر زن اس شیر کی پہلونشین ہوگی یہ نسبت بہ مشیت پروردگار قرار پائی دربار مین ملکہ ناہید
کے یہ صلاحین ہورہی ہین دو کلمہ داستان عیاری خواجہ عمرو تحریر کرنا واجب ولازم ہے ذکر کیا تھا کہ
معمار قدرت کو خواجہ نے گرفتار کر لیا تھا بشکل معمار دربار کوکب نامدار مین آئے کوکب نے کہا ای
شہنشاہ مین نے ہر چند سمجھایا ملکہ ناہید نہین مانتی اور ایک نکتہ ہی اسکو عرض نہین کرسکتا کوکب نے
گھبراکر کہا ای معمار وہ کیا بات ہی عمرو نے چباکر بات کو ہیر پھیر کے اسطرح بیان کیا کہ جسکی مراد یہ ثابت ہوتی
تھی کہ ملکہ ناہید علمشاہ پر عاشق ہوئین یہ جبا جو کوکب کے ذہن مین آیا قبضے پر ہاتھ ڈالا غصے مین تھرایا کہا ای
معمار ابتک تو مین نے بران کو قید رکھا تھا اب مین قتل کردا ونگا معمار نقلی نے کہا حضور یہی مناسب ہے
نبیرۂ حمزہ کو ناز ہی کہ ہم یہانتک لڑتے بھڑتے آئے سرحد طلسم نرگس کو طی کر لیا اسیطرح تا بہ طلسم
نور افشان پہونچین گے جہانگیر بھی آگئے ہین باپ انکے شہزادہ خاور سیاہ بھی آئے یقین ہی لشکر اسلام سے
تار بندھ جائے صاحبقران زمان بھی تشریف لائین یہ لڑائی اب بہت سخت ہوگی یہ ذکر تھا کہ ملازمان غرق
روتے پیٹتے آئے کہا ای شہنشاہ غرق جادو کو مار ڈالا لوح لے لی مجلس و اختر سب وہین موجود ہین ملکہ
ناہید کی شراکت پر آمادہ ہوے آیرج کہتا ہے مین طلسم فتح کرونگا جہانگیر کہتے ہین ایک دن مین
اپنے کو تا بہ گل حیات کوکب پہونچاؤنگا پھر لوح طلسمی حاصل کرونگا یہ حالات سنکر کوکب قہر و غضب
مین اپنے مقام سے اُٹھا یہ تو تحریر ہوچکا کہ سب خیر خواہون نے کوکب کا ساتھ چھوڑ دیا یہ مقدمہ ترک مذہب
سب کو ناگوار ہے یہ جو کوکب نے کیا کہ خود پرستی کرنے لگا ہر ایک کا یہی قول ہے کہ ایسے بادشاہ مغرور کا
ہونا بہتر نہین ہے ایسا غرور ہوا اپنے کو سجدہ کراتا ہے اس غصے مین کوکب اٹھا کسی نے نہ روکا کوکب
یہ کہتا ہوا چلا کہ اے معمار مین ابھی جاکر بران کو قتل کرتا ہون جسکو جس مقام پہ پاؤنگا مار ڈالونگا
مین اب انکے جادو کو بڑھنے نہ دونگا معمار کا ہاتھ تھام لیا معمار نقلی اور آتش افروزی کر رہا ہے دمبدم
عرض کرتا ہے حضور کو سب طرح کا اختیار ہے آپ سے کون مقابلہ کرسکتا ہے وہ زمانہ اور تھا کہ جہانگیر
نے طلسم کشائی کی اب کیا مجال ہے کہ قدم بڑھا سکین ہم انکے بھی لشکر کی کوچین کاٹ ڈالین گے تا بہ طلسم
نور افشان نجانے دینگے معمار نقلی کوکب کو بھڑکاتا ہوا خلاف رائے بتلاتا ہوا ایک جانب لیچلا راہ
مین دلدہی کرکے پوچھا کیون شہنشاہ بران کو آپنے قتل کیا یا زندہ رکھا کوکب نے کہا اے زینت پہلوای سردار

تو تخو جبر وزر افراسیاب قتل ہوا اور یہ جوان جنیرۂ صاحبقران لڑتا ہوا آیا یہ کمبخت بھی مہینوں سے ہمارے ہی میرے سامنے اس نے ایرج کی مدد کی اے یار وفا دار دلکو میرے تاب نہ باقی رہی مین نے سحر کرکے بران کو باغ بہارین مین پھینک دیا مگر اصل یہی ہے کہ مین نے ابھی تک قتل نہین کیا یہ ضرور خیال تھا کہ یہ لڑتا بھرتا آئیگا اُسوقت مین سمجھا جائیگا یہ خیال نہ تھا کہ اغوائے دراندازان سے ناہید بھی شریک ہوجائیگی مجھکو اسکا خوف نہیں ہے ایک سحر مین زمین و آسمان کے طبقے ہلا دونگا بڑا اسب کو بھروسہ عمرو کا ہے اسکا جی چھڑا دونگا یہ بھی سب صاحب یاد رکھین کہ عمرو کی قضا میرے ہاتھ ہے جسدن قصد کرونگا لشکر مین حمزہ کے گھس جاؤنگا گردن پکڑکے ساربان زادے کو لے آؤنگا دیکھون تو کون روکتا ہی اسیوجہ سے حمزہ نے دخل نہین دیا حمزہ مرد جہاندیدہ و کار آزمودہ سمجھ گیا کہ کوکب جان بری دشوار ہے سحر اسکا بلائے روزگار ہی اسوجہ سے انھون نے کہدیا کہ مین ایرج و عمرو کا شریک نہین ہون کیونکر ہوسکتا ہی کہ عمرو قتل ہو اور حمزہ کو صدمہ نہ پہونچے معمار نقلی بجا و درست کہتا ہوا ساتھ ساتھ چلا آتا ہی کبھی عرض کرتا ہی ای شہنشاہ آپسے کون مقابلہ کرسکتا ہے آپنے عمرو کو آبرو دی ہر مقام پر شرکت کی تیغ دیے کا پیادہ مارا مارا پھرتا تھا آپنے سر چڑھاکر آبرو عطا کی افراسیاب سے لڑوایا آپکے سبب سے اس نے نام پایا کیا مکار تھا آپنے بادشاہ جلیل بنا دیا جب افراسیاب نے اسکو گرفتار کرلیا آپ نے فوراً مدد کی لڑ بھڑکے چھڑا لائے کوکب کہتا ہی ای معمار مین نے بڑا غضب کیا افراسیاب ایسے سردار کو قتل کرا دیا کیا پھل پایا اب الٹی بغاوت ہوئی کوکب کہتا ہی میرا کوئی کیا کرسکتا ہی معمار و کوکب باتین کرتے ہوئے ایک صحرائے سبزہ زار مین پہونچے دور سے دیکھا دروازہ باغ کا بند ہی قفل آہنین آراستہ کوکب نے کہا اے معمار اسی باغ کا باغ بہارین نام ہی قید خانۂ بزرگان خوش انجام ہے آہنین کا قیدی کبھی رہا نہین ہوا اب مین چاہتا ہون قتل کر ڈالون کہ قصہ پاک ہوجائے معمار نے آستینین چڑھائین تیغہ کھینچ لیا کوکب سے کہا بس حضور آپ تو اپنے ملک کے بادشاہ ہین جو مزاج مین آئے وہ کیجئے ایک چھوکری کے واسطے بدنامی نہ لیجئے سر کاٹ کے انکا دربار مین بی ناہید کے روانہ کردیا جائے ہوش اڑ جائینگے یقین ہے بے لڑے بھڑے اصلاح کے پیام ہونگے اپنی زوجہ کی خطا معاف کر دیجئے گا ایرج وغیرہ بچارے کیا ہین صاحبقران بھی آپسے نہ لڑ سکینگے تبلائیے حضور مین جاکر بران کو قتل کرون آپ ادھر کنارے رہئے شاید بوجہ مہر پدری ہاتھ نہ اٹھے اسوقت کوکب نے ہاتھ سے ایک انگوٹھی اتار کر معمار نقلی کو دی

کہا ای معمار حقیقت مین میرا ہاتھ نہ اُٹھیگا اِس انگوٹھی کا جب عکس ڈالوگے تب ہوش مین آئیگی تمام رگ و ریشہ مین اسکا سحر سخت سے معمور کر دیا ہے لاکھ فریاد کرے نہ ماننا سر کاٹ لینا معمار نقلی انگوٹھی ہاتھ مین لے کر چلا کوکب روشنضمیر ایک نخل کے سایے مین سر جھکائے کھڑا ہے معمار قدرت نقلی قریب درِ باغ پہونچا عکس انگشتری کا ڈالا قفل ٹوٹ کر گرا دروازہ کھلا عمرو گھبرایا ہوا اندر آیا دل مین کہتا ہی جان اپنی جاے پاپوش سی لیکن ملکہ مہران شمشیر زن کو رہا کرین یہ بھی ذکر رہجائیگا کہ کوکب کی بیٹی کی عمرو نے جان بچالی اگر خدانخواستہ یہ قتل ہوجائے تو باغ بہار ابراہیمی مین خزان آئے خدانخواستہ جب ایرج نے جان دی تو قاسم و علمشاہ کب زندہ رہین گے صاحبقران زمان کو بھی ملال ہوگا اپنے فرزندون کا خیال ہوگا یہ سوچتا ہوا عمرو بن امیہ ضمری قریب بارہ دری کے پہونچا کراہنے کی آواز آئی آہ آہ کی صدا تھی جس سے دل کانپا کلیجہ منھ کو آیا قلب تھرایا کوئی دردرسیدہ کہتا ہے اے فلک کجرفتار واے گردون غدار ہمارے ساتھ یہ بے مہری کہان تک گردش دکھائیگا باغ عالم سے شل ہوئی گل برباد ہوے آرام پنایا فلک نے کیا ظلم دکھایا نہین معلوم اس سوختۂ آتش دوری و افروختۂ شعلۂ مہجوری پہ کیا گذری افسوس ہماری خبر نہ لی انکی وفاداری سے یہ امید نہ تھی **نظم**

رلائیگا یونہین گر خون ہمین غم یار جانی کا
مری آنکھون مین ساقی نشہ ہے کوثر کے پانی کا
شبا بھر مین یہ دم کیا اس تیغ ابرو نے
کہ عالم سا دی بارہ سے پہر کا ملالی کا
غنیمت جان اس خورشید طلعت کا وصال اک دن
ہم ناتوان ہین یار نزاکت پسند ہے
گردش ذرا تھمی ہے جو آج آپنے بخت کی
گنتی ہے کھینچنے سے یہ طرفہ کمند ہے
پھرتا ہے دل مین مضطربانہ ادھر اُدھر
دیکھین تری نگاہ کی کیسی پسند ہے
جلوہ دکھا رہی ہے وہ کچھ تیری آرزو
نہ دے گا آسمان شیشہ شراب ارغوانی کا
ہنسے دیتا ہے ہر زخم بدن میرا جہان قاتل
فلک سے خوب پھل ہمکو ملا باغ جوانی کا
جہاز زندگانی ایکدم مین تا عدم پہونچا
بھروسہ کیا ہے اے دل آسمان کی مہربانی کا
مایوس ہر طرف سے دل دردمند ہے
مضطر ہے آسمان کہ مرا کام بند ہے
پوچھی امید بستہ سے فرقت کی شب دعا
خود درد عشق میں کس طرح دردمند ہے
کثرت تھی اہل دید کی محشر مین قبل حشر
سر جان سے نثار دل استمند ہے
لہو نظر دیتین ہر ساغر شراب ارغوانی کا
اثر دل مین ہے دستہ کیا قبای زعفرانی کا
سنہری رنگ کیا چولی سی اسکا پھوٹ نکلا ہے
مقرر ہو نہین تو قاتل آب خنجر کی روانی کا
بگڑے گی کیونکر جو رستم آمد و شد راہ بند ہے
دو بھر مجھے بھی یار کو بھی ناپسند ہے
ہوتا ہے آہ کرنے سے کم رشتۂ حیات
باب قبول آج کھلا ہے کہ بند ہے
شیشے سے دل گرا آئینہ گھر سے نکل گیا
ہم نے سنا ابھی سے وہان راہ بند ہے
ڈرتے ہین کوئی یار مین دلپر لگے نہ تیر

ہم کو یہان ہوا ہے بھی خوف و گزند ہے
کیسا یہ وصل یار کا مرہم تھا ای جلال

نالہ مرا غبار ہے صحرائے عشق کا
پہلے سے داغ حسرت درمان دجند ہی

جتنا ملا ہے خاک مین اتنا بلند ہے
دیکھین پھر بھی زندگی مین اس تیر

بیشہ جرات نہنگ دریائے ہمت کا دیدار نصیب ہوا یا اسی خیال مین پردۂ دنیا سے جائین یار فراق سر پر اٹھائین
یہ تو یقین کامل ہے کہ آنکو ہمارا خیال ضرور ہو جس زمانے مین ہاتھ سے **عشاق سبزہ رنگ** کے کشتہ سحر ہوئی
کیفیت اپنے عاشق صادق کی سنکر روئے ضبط جو کیا علیل ہو گئے جب وہ بچیا بار آگیا تب صحت پائی اے
شہریار اب کنیز کا خیال نہ فرمائیے گا ضبط کرنا واجب و لازم ہے کنیز ملک عدم کی عازم ہی **نظم**

مرہم زخم محبت غیر آہ و نالہ نیست
از تپ گرم محبت بر بدم تبخالہ نیست

ای در لیغا نالہ نار مراد نبالہ نیست

سوختم پروانہ دار از آتش عشقت ہنوز

یہ صدائے دردناک مصیبت خیز عبرت انگیز جو خواجہ نے سُنی دل بے قرار
ہو گیا کلیجہ تھام لیا انگوٹھی چمکاتے ہوئے اندر بارہ دری کے آئے دیکھا ایک کٹہرا آہنی اسکے اندر ایک سوختا
بخت مسلسل و مطوق ماران سیاہ جسم پر لپٹے ہوئے تمام جسم مین صدہا آبلے جب آہ کرتی ہے زمین تھرا جاتی
ہے قریب تھا کہ **عمرو** کا کلیجہ پھٹ جائے روے زیبا کو دیکھ کر نہ پہچان سکا ایک چیخ مار کے آواز دی اے
سرد باغ الفت اے قمری نخل مودت نام تیرا کیا ہے قید کرنے والے نے کیون قید کیا کیا خطا سرزد ہوئی اس
گرفتار زندان مصیبت مسلسل رنج و صعوبت نے ایک آہ کھینچی کہ منھ سے دھوان نکلنے لگا جواب دیا کہ افسوس
صد افسوس آپنے اپنی کنیز کو نہ پہچانا کیا حال زار ہمارا ہو گیا آپ کیونکر یہان تک پہونچے ہماری تو
یہ کیفیت ہے **اشعار**

در طریق عاشقی بسیار درست از ادب
در درون کعبہ میباید بہ زنار آمدن
در محبت ترک جان و ترک دین شرط است و شرط

عاشقے باید بکوے یار بیمار آمدن
عندلیبان بے اجازت سوے گلزار آمدن
عاشقی یعنی کہ کنج محنت و اندوہ و غم
نیست **مخفی** کار ہر کس از سر دار آمدن

داغہا چون لالہ بر دل دیدہ خونبار آمدن
نیست آسان پنجہ بر زلف پریدیان زدن
نے بسیر باغ رفتن نے بہ گلزار آمدن

ان اشعار عبرت آثار کو سنکر **عمرو** کا
کلیجہ منھ کو آیا حسرت پر چیخین مار کر رونے لگا قریب آکر کہا برائے خدا نام اپنا ظاہر کرو مین واسطے رہائی گرفتار
دام مصیبت کے آیا ہون تلاش کرنا واجب و لازم ہے اسوقت تو اُس مہ جبین نے چیخ مار کر جواب دیا اے
ہمنامدار اپنی کنیز بے تمیز گرفتار محبس رنج و محن ملکہ بران **شمشیر زن** کو نہین پہچانا اس کنیز کو **کوکب روشن ضمیر**
نے یہ بدعت اس مقام پر قید کیا آپ دوانہ ترک ہوا راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کے کٹتی ہین کیا
تقدیر کے بگاڑ ہوے دن فرقت کے پہاڑ ہوے خواجہ **عمرو** نے انگشتر کا سایہ ڈالا

بتھکڑیان بیڑیان کٹ گرین اب عمرو مبہوت ہو رہا ہے ہر اعضای جسم سے انگشتری کو مس کیا ماران سیاہ سر کو اس قید مصیبت سے رہائی پائی لیکن عمرو نے بہ تعجیل تمام حباب بیہوشی ملکہ بران کے منھ پر مارا بران بیہوش ہوئی عمرو نے اٹھا کر زنبیل مین رکھا ایک کنیز کو زنبیل سے نکالا رنگ روغن عیاری کا لگا کر اسکو بران بنایا اسیطرح زنجیرون مین باندھا وہان سحر سے آبلے تھے یہان عیاری سے آبلے بنائے اسیطرح مسلسل بھی کر لیا کشان کشان کھینچتے ہوئے باغ سے باہر لائے دور سے کوکب نے دیکھا کہ میرا یار وفادار یعنی معمار۔ بران کو کشان کشان باہر لایا معمار نقلی نے پکار کر پوچھا ای شہنشاہ یہ مسلمانون کی دوستی سے نہین ہاتھ اٹھاتی کلمات سخت و سست کہتی ہے مسلمانون کے نام پر جان دیتی ہے بہت سمجھایا کہتی ہے چھوٹون گی تو لوٹونگی کوکب کے منھ سے بے اختیار نکل گیا کہ اے معمار سر کاٹ لے عمرو نے تیغہ برق مثال کمر سے کھینچا پھر آواز دی اد بران دیکھ شہنشاہ کیا فرماتے ہین اری ان سے جدا ہو کر جیتی نہ بچیگی بران نقلی نے جواب سخت دیا جب تو عمرو نے جھپٹ کر ہاتھ مارا سر کٹکر بران کا زمین پر گرا عمرو نے رومال مین سر لیا لا کر قدمون پر کوکب کے ڈالدیا آنکھون کے نیچے تو کوکب کے اندھیرا آگیا ظاہر مین کہا یہ سر دربار مین ملکہ ناہید کے بھیجدو قصر جمشیدی مین بھی زمین تھرا گئی جس نے سر بران دیکھا اسکا یہی قول تھا یار و گھر کوکب کا برباد ہوا اپنے کو ناہید بھی ہلاک کریگی کوکب کو جسوقت یہ ردے زیبا یاد آئیگا جان دینے پہ آمادہ ہوگا اسوقت غصے مین قتل کا حکم دیدیا یار و انجام اسکا بد ہے کوکب نے کچھ خیال نہ کیا ایک خوان مین وہ سر نقلی رکھوا کر ایک کنیز کو حکم دیا دربار ملکہ ناہید مرصع پوش مین یہ سر رکھ آ وہ ساحر چلا۔ یہان وہ وقت ہے کہ ملکہ ناہید سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہین ایک سمت دنگل پر رستم پیلتن دبیلکن علمشاہ نوجوان ایک جانب جہانگیر والا تدبیر ایک سمت قاسم صف شکن قریب پایہ تخت ملکہ عالم یکہ تاز میدان جلالت و رستم صولت سہراب میدان شوکت و لیاقت صاحب ہمت و سخاوت چہرہ آفتاب تابان شہزادہ ایرج نوجوان دنگل یاقوت نگار پہ ہاتھ باندھ کر عرض کرتا ہے کہ مادر مہربان اب مجھکو رخصت کیجئے مین جاکر ان کو تلاش کرون ملکہ ناہید باغ باغ ہو جاتی ہین کہ ایسا خویش پروردگار نے مرحمت فرمایا مادر مہربان جو کہتا ہے منھ سے پھول گرتے ہین اس حسن کے دربار آراستہ ہے اہالیان قلعہ مرصع حصار کہتے ہین اس شوکت و شان پہ کبھی ہم نے دربار ملکہ کا نہین دیکھا تھا یکا یک اس جادوگر نے آکر خوان دروازے پر رکھکر آپ بھاگا یہ جو خبر ملکہ فریادی ہی تو ملال ہو کہا دیکھو اس خوان مین کیا ہے

بغیر یہ کوکب روشن ضمیر نے بجلاب کسی نے بڑھکر خوان کھولا یہ اسرار ظاہر ہوا سر ملکہ بران شمشیر زن
خون تازہ گلوے بریدہ سے جاری آنکھیں حسرت آلود کھلی ہوئیں جس نے یہ حال دیکھا پیٹنے لگا ملکہ ناہید نے
دیکھکر اپنے کو تخت سے گرا دیا ایرج نوجوان نے تلوار کھینچی کہ اپنا گلا کاٹ لون کسی نے ہاتھ تھا بنا گرکر بیہوش
ہوے ہر طرف سے دو ہتھڑ چلنے لگا لشکر مین یہ خبر مشہور ہوئی جس نے سُنا بیقرار ہوکر آیا ملکہ ناہید کا
تو عجب حال ہو گیا ہے یارو کوکب نے کلیجے پر خنجر پھیر دیا مین کہان جاؤن کیونکر اپنی عمر بسر کردن یہ کہکر
طرف ایرج نوجوان کے دیکھا کہا اے شیر بیشۂ جرأت جو تم سے ہو سکے وہ کرو یہ سُنتے ہی ایرج
نوجوان نے سلاح ذات پر آراستہ کیے علمشاہ نوجوان نے تیغ کیانی کے قبضے پر ہاتھ ڈالا قاسم خاور
سیاہ نے فرمایا انشاء اللہ دیکھو تو کوکب کیسی گذرتی ہے لشکر مین قرنا ہوئی کمر بندی ہونے لگی ہر کس کا
یہی قول ہے بڑی قیامت کی لڑائی ہوگی بعضے کہتے ہین کوکب کیا کسی شے مین کم ہے جب ایرج سے مقابلہ
پڑیگا حیران جمال و محو دیدار ہو جائیگا ان جوانون پر لیکا یک تجبر قابض ہونا دشوار ہے فتاح طلسمات انکا
لقب ہر لوا ہے شوکت انکا از پردۂ دنیا تا بہ قاف پہونچا دادا نے انکے دیو عفریت کو مارا ایرج نوجوان
کا تو عجیب حال ہے جہانگیر والا تدبیر نے آکر کہا اے نور نظر کیون گھبراتے ہو مین وہی جہانگیر ہون کہ میان
کوکب کو بھاگتے ہوے نہ راستہ ملتا تھا اب بھی وہی کیفیت ہوگی ان سردارون کے عیار کمندین آراستہ
کیے ہوئے جنگ پر آمادہ علمشاہ نے آکر ملکہ ناہید مرصع پوش کو تخت پر سوار کیا نوبت نقارے
بجاتے ہوے قصر مرصع حصار سے باہر نکلے اسوقت ہرکارون نے آکر خبر دی کہ کوکب بھی سامان
جنگ کرنے مین مصروف ہے علمشاہ نے کہا اس کے سامان کا کسکو خوف ہے ملکہ ناہید نے لوح طلسمی
گلے مین ایرج کے ڈالی کہ یہی فتاح مرحلہ جات ہے موتیون کے مالے کچھ نورتن وغیرہ بازو پیزان سبکے
بندھوا دیے کہ ہر کس و ناکس کا سحر تاثیر نہ کرے اس طرح ان سب کو آراستہ کر کے طرف قصر جمشیدی
کے چلین راہ کے دیکھنے والے عبرت کرتے تھے ہر ایک کا یہی قول تھا یارو یہ لشکر جس جگہ جاکر لڑے گا خون
کے دریا بہا دے گا ایسے شیر کبھی نگاہ سے نہین گذرے صاحبان لیاقت و جرات نہنگ بحر
سخاوت ملکہ ناہید مرصع پوش ایسی ساحرہ علاوہ ملکہ ناہید کے سترہ سے جادوگرنیان
سب مسلح و مکمل اسطرح سے جاتے ہین کہ جو جادوگر سر ملکہ بران شمشیر زن لے کر آیا تھا اس نے اس فوج
قاہرہ کو دیکھا سر پر پاؤن رکھکر بھاگا آ کے کوکب سے اطلاع کی کہا حضور سر بران کے پہونچتے ہی

قیامت برپا ہوگئی وہ سب بھی خونخواری کرکے آتے ہیں ایرج کے پاس لوح طلسم **نرگس** موجود ہے سحر تاثیر نہ کریگا **کوکب** نے یہ جو معاملہ سُنا غصے میں کانپنے لگا یہ بھی تیغ لیکر اٹھا آواز دی لشکر تیار کرو کمر بندی ہونے لگی ہر شخص یہی جانتا ہے زن و شوہر کا مقابلہ کیا دم بھر میں صلح ہوجائیگی **قصر جمشیدی** سے لشکر لیکر **کوکب** نکلا ہے ملکہ **خنائے گلگون پوش** بھی طاؤس زرین بال پر سوار یہ بھی کہتی تھی صاحبو زوجہ کو اسقدر فساد کرنا شوہر سے مناسب نہ تھا سزا پائیگی **کوکب** سبکو مار ڈالے گا کبھی ملکہ **خنا** طاؤس بڑھاکر قریب **تخت کوکب** کے آتی ہے کہتی ہے کیوں صاحب یہ کیسی آپ کی زوجۂ خاص ہے دشمنوں کو ساتھ لے لیا آپ کی دشمنی پر کمر باندھی لوح فرزند حمزہ کو حوالہ کردی ایسی زوجہ کو طلاق دیجئے اقلیم سے نکلوایئے منہ نہ دیکھئے جس طرح میں نے آپ کے ساتھ بسر کی وہ انکو مناسب تھا آپ آج سزا ضرور دیجئے ورنہ حوصلہ بڑھتا جائیگا **کوکب** تو غصے میں کچھ جواب نہیں دیتا لشکر چلا آتا ہے کوس بھر **قصر جمشیدی** سے آگے بڑھے تھے کہ گرد عظیم بلند ہوئی بارہ نشان بارہ لاکھ فوج نکے جس سے ظہور دشمن ثابت ہوتا ہے علمہائے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے علمدار بڑھے ہوئے یہ ایک جانب نکل گئے اب جو دیکھا نقد روح روان **قاسم** عالیشان شہزادہ **ایرج نوجوان** ایک جانب **قاسم و جہانگیر** سرداران قدیم پشت پر ملکہ **ناہید** مرصع پوش سریر جہانی پر اسباب تکلفات پر آراستہ پھولی بائیں ہاتھ پر گرد کنیزان زرین پوش لشکر بیشمار جیسے ہی **کوکب** کو **ایرج نوجوان** نے دیکھا دہنی قبضے پر ہاتھ ڈال نعرہ کیا **نعرہ ایرج**

ملک ایرج آن آفتاب منیر
تزلزل فتد در میان مصاف
کیست **علمشاہ** جو رستم لقب
ادھر سے **قاسم** نے نعرہ کیا **نعرۂ قاسم**
ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ
ہمہ باختر شد بزیر نگین

کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر
ادھر سے رستم نے نعرہ کیا **نعرۂ رستم**
علمشاہ رومی شہ فیل زور
آفتاب مشرق زمین پروری
زنم تیغ برابر و نیزہ بماہ

جو تیغ یلے برکشم از غلاف
ارشد اولاد امیر عرب
کہ بر تخت مرزدق افگندہ شور
شہسوار لال پوش خاوری
ز آب دم تیغ شستم زمین

جہانگیر نے بھی نعرہ کیا منم فرزند رشید **صاحبقران جہانگیر**

عالیشان بہ شیر جو تلواریں کھینچکر **کوکب** کے لشکر پر گرے ہر طرف کی صدا بگیر و بہ بند و بہ کش بلند ہوئی **علمشاہ** نے جسکو بڑھکر ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوئے **قاسم** نے بڑھکر بڑے بڑے ساحر مارے **ایرج** تو صاحب لوح ہیں سحر انپر تاثیر نہیں کرتا جس غول پر جا پڑے شیرانہ نہنگانہ لڑے پرے کے پرے

دو ہمہ برہم کردیے جنگ شہزادہ جہانگیر سے زمین تھراتی ہے ہر خرد و کلان کی زبان سے آواز الامان
الامان آتی ہے یہ شیر بیشہ **صاحبقرانی** اہالیان طلسم **نور افشان** کی سرکوبی کرچکا ہے جس غول مین
انکے نعرہ کی آواز آئی افسر یہ کہتے ہوے بھاگتے ہین شیر بیشہ **صاحبقران** باتوقیر شہزادۂ **جہانگیر**
والا تدبیر آپہونچا یارو بھاگو اس شیر سے جان بچاؤ اب تو انکے بڑے بھائی بھی ساتھ ہین جب یکہ و تنہا آئے تھے
گل حیات **کوکب** لے لیا لوح حاصل کی ملک فتح کئے مرحلے توڑے اب شیر کے ہاتھ سے کیونکر بچین گے بڑے بھائی
ان کے **علمشاہ نوجوان** ساتھ ہین بھتیجا **قاسم** ایسا پوتا **ایرج نوجوان** جس نے دریاے **ابلق** کو
طے کیا **مخمور چہار سرد کوہان فیلسر** کو مار اقلعہ **نرگس** تک عملداری ہوئی ایسے نام **جہانگیر** سے
لرزان و ترسان ہین کہ انکے سامنے سر نہین کرتے ملکہ **ناہید مرصع پوش** نے یہ بھی کیا ہے علمشاہ کے
بازو پر ایک اک تحفہ جات **سامری** سے باندھ دیا ہے کہ ہر کس و ناکس کا سحر تاثیر نہ کرے **قاسم** کے گلے
مین موتیون کا مالا پہنا دیا ہے شہزادۂ **جہانگیر** کے گلے مین ہیکل پہنا دی ہے **ایرج نوجوان** نے تو
زمین الٹ دی ملکہ **ناہید مرصع پوش** بصد خروش **کوکب روشن ضمیر** کے لشکر پر جا پڑین ملکہ
مجلس و ملکہ **مروارید** ملکہ اختر و شہزادۂ **جمشید** قتل ہونے سے ملکہ **بران شمشیر زن** کے یہ سب
کوکب سے پھر گئے کچھ خوف نہ کیا سامنے **کوکب** کے سحر کرنے لگے ملکہ **مجلس** اسطرح کڑاک کڑک کر گری بارگاہون
مین آگ لگا دی ملکہ **اختر** نے یاد مین ملکہ **بران شمشیر زن** کی ایسا ایسے موتیون کے مالے مارے کہ ہزار ہا
کے سر پھٹے **شگوفہ سحر ساز** وزیرزادی کہ یہ تو عاشق جمال ملکہ **بران** تھی پیٹتی ہوئی جا پڑی سرداران
نامی لڑتے بھی جاتے ہین **کوکب** کو آواز دیتے ہین کہ او جلاد صاحب بیداد اس ماہتاب پر تیرا کیونکر ہاتھ اٹھا
کس جرم پر قتل کیا زبردستی تو نے جرم عشق شہزادۂ **ایرج نوجوان** رکھدیا کجا **ایرج نوجوان** کجا ملکہ
بران شمشیر زن آہین بعد عظیم ملکہ بران ایسی عقیل و فہیم اگر شاید ایسا ہو بھی تو کیا معیوب تھا ایسے
صاحبان حسب و نسب کسے ملتے ہین انکی مادر مہربان تصویر دلپذیر ایرج پسند فرما چکی ہین ایسے چاند کے
ٹکڑے کو تو نے مٹا دیا تجھ ایسے جلاد صاحب بیداد سے امید داد رکھنا بالکل بیکار ہے اُس وقت غصے مین
یہ حرکت **کوکب** سمجھانے سے **معمار قدرت** کے کر اٹھا اب شرمندہ ہے کہ مین نے کیا کیا کیون حکم دیا لیکن
اب جان بچانا واجب و لازم ہے ہر خرد و کلان از پیر تا جوان یہی چاہتے ہین کہ **کوکب** کو
قتل کرین ملکہ **اختر** و ملکہ **مجلس** و **شگوفہ** و **جمشید** بن **کوکب** اُن سبھون سنیے آگے

کوکب روشن ضمیر کو گھیرا ہر سمت سے کوکب پر آگ برس رہی ہے کسی نے تلوارین گرائین کسی نے آب دریا
بنایا کسی نے خنجر برسا دیے کسی کے سحر سے گرز گر رہے ہین ملکہ مجلس نے وہ سحر کیا کہ ہوائے
تند چلی یہ تو سحر کرنے مین آندھی ہے سحر کی ہوا باندھ دی غبار ہائے زرد اُٹھے لکہ ہائے ابر سیاہ آسمان
سے گرنے لگے کہین ہوائے سرد چلی ہزارون ٹھنڈے ہوے کہین ابر سحر گر اس سے تلوارین برسین
لاکھون کے سر اُڑ گئے سرِ لازمان کوکب کے مثل برگ خزان دیدہ ہوائے تند سحر مین اُڑتے پھرتے ہین
بڑے بڑے ساحر خوف نعرۂ شیران دشت بزدے مُنھ کے بل گرتے ہین حنائے گلگون پوش
کوکب کے ساتھ یہ بھی سوار ہوئی ترغیب قتل بران مین یہ بھی شریک تھی نعرۂ ناہید سے گھبرا رہی
ہے ملکہ ناہید مرصع پوش کے پاس تحفہ جات طلسمی بھی موجود ہین زوجہ کوکب روشن ضمیر
علم سحر مین بنظیر حنا کو جو طاؤس زرین بال پر دیکھا یہ بھی کان مین آواز پہونچی ملکہ ناہید کی
کہ اچھا ہوا ملکہ بُران قتل ہوئی اب میرے یہان اولاد ہوگی سلطنت طلسم نور افشان اسکو ملیگی
یہ بھی کنیزون نے خبر پہونچائی کہ معمار قدرت و ملکہ حنائی رائے سے بُران قتل ہوئی ملکہ
ناہید مرصع پوش نے طاؤس زرین بال اپنا طرف حنا کے اوڑایا کوکب پر تو آفت برپا
ہے جتنے ساحران خرد و بزرگ ہین سبکا یہی قصد ہے کہ کوکب کو قتل کرین سر میدان اسکی آبرو لین پہلا کام
تو ملکہ مجلس نے یہی کیا کہ برق بن بنکر اسطرح گری کہ تاج اوڑا دیا محتاج کر دیا ہوائے سحر نے طبقات زمین ہلائے
کوکب تو صرف حنا کی متوجہ نہو سکا رنگ فق ہے حنا متغیر ہوا ملکہ ناہید نے دو تین ڈانٹا کیون او شفتہ بُل
بران کو تو نے قتل کرایا گھر ہمارا اُجاڑا شوہر کو میرے لیکر بیٹھی بیٹے دخل نہ دیا اس دخل دینے کا نتیجہ ہوا حنا نے
ایک گولا طرف ملکہ ناہید کے بھی پھینکدیا ناہید نے گولے پر نگاہ قہر و غضب ڈالدی گولا کھٹکر اوٹا پلٹا زمین پر گرا
کئی سے ساحر وکے سر پھٹ گئے چند ساحر جو مارے گئے ہنگامہ برپا ہوا ملکہ ناہید نے دونون ہاتھ جھکائے دس
برقین گرین وہ برقین اہتمام کرتی پھرتی ہین جو ساحر یا ساحرہ قریب حنا برائے مدد آئے وہ بھی پسپا
ہو جائے دور نگی دہر کی نجات نپائے ہر چند حنا نے آگ برسائی ملکہ ناہید نے کچھ نہ مانا ملکہ دفع کرتی
ہوئی یہ کہکر بڑھین اری تجھکو بھی یہ لیاقت ہوئی ہمارے سامنے زبان کھولتی ہے بہتر یہی ہے کہ رومال سے
ہاتھ باندھکر قدمون پر گر شاید رحم آجائے تو نے آسمان طلسم نور افشان کا چاند غروب کرایا رحم تجھپر
واجب نہین ہے مگر شاہان جلیل ہین عجز کرنے والون کے کفیل ہین جلاد نے حکم دیا تو نے ترغیب دی ہاے

میری بران حسرت دیا س لیکر دنیا سے اوٹھی تصویر اوسکی آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی ایسے باپ جلاد
صاحب بیداد کی خدا صورت نہ دکھاے مین توان شیران دشت نبرد کو ساتھ لیکر آئی ہون یہی سرکوبی
کرینگے میری تو سوت ہی تیری میرے ہی ہاتھ سی موت ہی جب ملکہ ناہید یہ کہتی ہوئی بڑھین لاکھون
ملازمان حناے گلگون پوش قتل ہوے یہ ہنگامہ برپا تھا اسوقت تو زمین تھرا رہی ہی نعرۂ ناہید
کی صدا ہر کس و ناکس کے کان مین آ رہی ہے ملکہ حنای گلگون پوش نے بھی خون برسایا ملکہ مجلس نے
بھی مدد کی خود بھی ملکہ ناہید بلاے روزگار ہے سحر و ساحری مین یکہ تاز میدان کارزار ہے ہزارون ساحر
مارے ایک مقام پر ملکہ حنا نے سحر کیا ابر خونی آکر برسا سو یا دو سو کنیزان ملکہ ناہید مرصع پوش جلکر
گرین ہا ہو کی صدا بلند ہی ملکۂ ناہید نے اسوقت ایک دستکے کی ہاتھ سے برقین چمک کر ابر خونی پر
گرین ابر لخت لخت ہوا ملکہ پلٹ کر لشکر حریف پر گرا وہ بھی تو سحر نہایت عمدہ ہے حنا نے جو سحر کیا تعلیم کردہ
شہنشاہ کوکب روشنضمیر تھا ابر خونی برسانیسے یہی مطلب تھا کہ اسکو کوئی دفع نکر سکے بہر نوع ملکہ ناہید
مرصع پوش نے ابر سیاہ گرا کر اندھیرا کیا کیسکے سحر کی برق نہ چمکنے دی روز روشن سبکی آنکھون
مین تیرہ و تار ہوا اوسوقت رعد کی گرج برق کی تڑپ آندھی سیاہ چل رہی ہی ہواے تند نے ہزار ہا
نخل گرا دیے سحر ملکہ ناہید نے ہزارون ساحر خاک مین ملا دیے طاؤس زرین بال کو بڑھا کر چلین
حنا نے جو سحر کیا رنگ جما چاہا چیخ مار کر بھاگون ملکہ ناہید نے طاؤس سحر طاؤس ملا دیا نگاہ سحر آگین
برق تڑپ کر گری طاؤس کے دو ٹکڑے ہوے حنا نے چاہا پیچھے ہٹون اپنے کو زمین پر گرادون کسیطرح ظالم
اظلم کے ہاتھ سی نجات پاؤن ملکہ ناہید نے سب طرح کا انتظام کر لیا تھا زمین پر حنا نہ جاسکی دود آسیا ے
چرخ کے پیسا گھبرا کر طرف کوکب کے چلی ملکہ ناہید مرصع پوش قریب پہونچ چکی تھین بال پکڑ کر
کھینچتی ہوئی لے چلین تمام عالم نے دیکھا کہ سبحان اللہ آج سحر ملکہ ناہید مثل آفتاب روشن ہوا رنگ
حنا مٹا یا بال پکڑے ہوے لیے جاتی ہین تمام لشکر مین کوکب کے غلغلہ برپا ہے کہ یارو دیکھو زوجۂ
اصلی کو غصہ ہی بی حنا گرفتار ہوئین اب کچھ زور نہین چلتا دراندازی کر کے اسکی بیٹی کو قتل کرایا آخر
مزہ پایا صدہا کنیزون نے قصد کیا کہ ملکہ ناہید سے حنا کو چھڑا لین کڑک کڑک کر گرین ملکہ ناہید
نے کسی پر نگاہ ڈالی چھری چل گئی اوسکے کلیجے کو توڑ کر نکل گئی کبھی ابروے خمدار ہلائے دو خنجر بران گرے
دشمنون کے سر کٹے کبھی اُف کر دی شعلے بھڑکے اس سے بھی بہت ناری جلے ملکہ ناہید مرصع پوش

نے حنا کو نہ چھوڑا جب غل زیادہ ہوا ہر ایک کی زبان پر یہی جاری تھا یار و دہ دیکھو عقاب نے کنجشک
کو شکار کیا یہ شہزادی والاقدر ہے وہ ایک شہر کی مالک ہے یہ زوجہ خاص صاحب جاہ و جلال ماہ آسمان
کمال وہ تو ایک ذرہ حقیر نگاہ مہر کوکب سے ستارہ جسکا تھا وہ بھی آج خاک مین ملا کوکب نے پلٹ کر
دیکھا کہ حنائے گلگون پوش کو ملکہ ناہید مرصع پوش نے اس ذلت سے گرفتار کیا کہ بال
پکڑے ہوئے جوتیان مارتی ہوئی لئے جاتی ہے سحر کرکے زبان اوسکی بند کردی ہے ہر چند کہ کوکب
پر بلائین نازل تھین سحر ملکہ اختر و ملکہ مجلس جادو کی وہ گلفشانی شگوفہ نے کوکب کو پریشان
کیا ہے یہ رنگ جو دیکھا کہ معشوقۂ دلجو حنائے خوش خو ظالم کے پنجۂ بدعت مین پھنسی طمانچے پر طمانچے ہین کشان
کشان لے جاتی ہے وہین سے للکارا او ناہید کیا غضب کرتی ہے عمر بھر دشمن رہونگا یہ ستم نہ معاف
کرونگا ملکہ ناہید نے جو دیکھا کہ کوکب چلا سحر اختر سے نکلا مجلس نے روکا شگوفہ نے پھول برسائے
سب کے سحر دفع کرتا ہوا قصد تھا کہ قریب ملکہ ناہید پہونچے دو چار کلمات سخت و سست بھی کہے پہلو
مین شہزادہ جمشید بن کوکب کھڑا رو رہا تھا آنکھ کھولکر یہ معرکہ دیکھا کہ باپ کی عقل پہ پتھر پڑے
کہ ہماری مان کو سر میدان سخت و سست کہتا ہے اتنا تو پکار کر کہا کہ قبلہ و کعبہ واہ کیا کمال کیا ایک شغل کے
واسطے ہماری والدہ ماجدہ کو ایسے کلمات سخت کہے صاحب آپکو خیال حفظ مراتب نہین تو آپکی خدمتگاری
ادب و قاعدہ سب بیکار یہ کہکر جمشید جھپٹا دور سے گولا سر پر کوکب کے مارا ابر کے بیٹے کا
سحر دوسرا ہوتا تو سر پھٹ جاتا کوکب نے جان تو بچائی مگر سر مین درد ہونے لگا کوکب تو طرف
جمشید کے متوجہ ہوا اتنے عرصہ مین ملکہ ناہید مرصع پوش کشان کشان سائے مین نخل
کے حنا کو لیکر آئین گلگونہ گلگون پوش کو آواز دی گلگونہ بیٹی دست بستہ عرض کی
کیا ارشاد ہے ملکہ ناہید مرصع پوش نے اشارہ کیا جلاد کو بلاؤ یہ سنکر ایک کنیز تیغ کھینچکر چلی
ملکہ ناہید نے کہا سر کاٹ دے کنیز نے بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا سر حنا کا کٹ کر زمین پر گرا اندھیرا ہو گیا
بیرون نے غل مچایا بعد عرصۂ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من ملکہ حنائے گلگون پوش بود افسوس
مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم مرنے کی اسکے علامت کوکب نے سنی اسکی آنکھون مین اندھیرا
آگیا حنا پر لپٹتا تھا ہائے جان جہان کہکر دو اب اختیاری مین منہ سے یہ نکل گیا اشعار

اے الفت بجان و دل ہمارے	برنگ سیم نظر نہ کردی	رفتی دمراخبر نہ کردی

تنہا ہمین چھوڑ کر سدھارے ؀ کبھی مجبور ہو کر آواز دیتا ہے ایجان جہان دلے آرام دل مشتاقان عاشق کو اپنے رونیکو چھوڑا ہماری محبت سی منہ موڑا یہ کہتا ہوا لاش پر حنا کی گر اسر اوٹھا کر چھاتی سی لگا لیا آواز دی اب لڑکر مین کیا کرونگا فقیر بنکر قبر سامری پر بیٹھونگا سلطنت ترک کی یہ کہکر کوکب لاشہ حنا اوٹھا کر ایک جانب چل نکلا ایسا گھبرا گیا سحر بھی نہ کر سکا یا جوش محبت حنا مین سحر نہ یاد آیا ادھر جرات رستم و قاسم و جہانگیر نے فوج کے پیر اوٹھا دیے بڑے بڑے پہلوان بھگا دیے ان شیر دلون کی شمشیر زنی کی کوئی تاب نہ لاسکا کوئی سرکش سر نہ اوٹھا سکا ہزارہا علم کٹے ہوے زمین پر پڑے تھے خیمے جلے مکان گر پڑے کوکب نے دو کرلاشہ حنای گلگون پوش اوٹھایا ملکہ ناہید نے بیقرار ہو کر لاشہ ملکہ بران شمشیر زن گود مین لیا خنجر کھینچا تھا کہ اپنی جان دون گلگونہ گلگون پوش وزیرزادی دوڑ کر لپٹ گئی کہتی تھی اے داری خدا آپ کو سلامت رکھے خون کا بدلا دشمنون سی لیجیے خنجر چھوڑ دیا آگے آگے ملکہ ناہید گرد شہزادیان قریب وزیرزادیان دو دہتڑ چلتا ہو کہ ملکہ بران کی صدا بلند ناہید کے رونے پر کلیجہ پھٹتا ہی جب پکارتی ہی کیون بٹیا بران دائی کو یاد نہ کروگی تنہا ملک عدم مین جاؤ گی اپنی خدمتگزار کو بھی ساتھ لو ہمین اس دہر خراب آباد مین نہ چھوڑو جمشید بن کوکب کا عجب حال ہی ہائے ہمشیرہ کہکر بلکتا ہی کبھی آواز دیتا ہی بس مین تو تم کو اپنا سر پرست جانتا تھا کبھی مینے دعوی سلطنت نہین کیا دشمن جلاد کا کیونکر ہاتھ اوٹھا اس حال زار سے روتے پیٹتے قلعہ مرصع حصار مین پہونچے ملکہ ناہید نے بے گو گرا دیا یہ نوا ایرج نوجوان علمشاہ و قاسم و جہانگیر کے لحاظ سی خاموش تھا شل شمع محفل اشک بہ رہے تھے یا لاش پر جو نگاہ پڑی تاب صبر و جبر نہ باقی رہی ہائے ملکہ عالم کہکر اپنی کو گرا یا تلوار جو ہاتھ مین آگئی چاہا گلا کاٹ لون جمشید بن کوکب لپٹ گیا تھا بھائی صاحب اپنی کو سنبھالو تم صف شکن تیغ زن ہو ابھی خون ہمشیرہ کا بدلا نہین ہوا تمھارے ہی دست زبردست کی معاوضہ ہوگا ہم دست و پا شکستہ کیا کر سکین گے رو رو کے جان دینگے ایرج نوجوان نے جو جمشید کو اپنے تربت بانشانی ملکہ بران سمجھ کر ہاتھ گلے مین ڈال دیے بدحواسی مین بزرگون کا بھی خیال نہ رہا چیخین مار کر رو دیا **اشعار**

درد اکہ غمم زحد برون شد	فریاد کہ درد من فزون شد	دیوانۂ عشق رفتہ رفتہ
در مکتب عشق ذو فنون شد	در خرمن عمر من زد آتش	ہر آہ کہ از دلم برون شد
در سینہ دل بنود جز نام	دانم ہم زجفای چرخ دون شد	از گم شدگان عشق بودم

آمد غم عشق در ہمون شد
از کوشش وسعی حاصلے نیست
دل بردن من برت شگون شد
مردم ز غم و نگفتمت حال
تا با تو مراشود خبر دار

سودائے جنون ز عقل پوشید
چون کوکب طالعت زبون شد
رسوائے من بوادی عشق
در محنت انتظار چون شد

این کاسہ سر کہ سرنگون شد
بگرفت غمے کہ مرغ دل را
قانون ضوابط جنون شد
بنشینم وصبر راکنم یار

لیکن اے ایرج نوجوان صبر کیونکر کرون دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشہ دل سنگ بدعت سے ٹوٹا اے برادر مجھ ننگ عشق کا زندہ رہنا بہتر نہین ہے ادھر قاسم نے تلوار کھینچی کہ برابر کا فرزند جان دیتا ہے مین بھی اپنے کو ہلاک کرون علمشاہ جہانگیر بھی آمادہ ہوئے آپسمین اشارے ہین کہ حقیقت مین جان دینے مین آبرو ہے لڑائی مین بہت سعی کی تلوار سے ہماری قضا نہ تھی افسوس یہ مصیبتین دیکھنا تھین اب سوائے جان دینے کے چارہ نہین دربار مین عجب قیامت ہے اگر مفصل تحریر کرون دوسرا ہوشربا تیار ہو قضائے کار مہر سپہر عیاری وقطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار بشکل معمار قدرت بران نقلی کا سر کاٹ کر دربار کوکب مین آئے تھے کہ اسی وقت ملکہ ناہید وشہزادہ ایرج وغیرہ آپڑے حنا کا خون بہایا اوسی غم مین کوکب نے شکست کھائی قصد ہوا تھا کہ جاکر ملکہ ناہید وغیرہ سے اطلاع کرین کہ بعنایت پروردگار مین ملکہ بران کو چھڑا لایا کوکب کو دھوکا دیا عمرو راہ مین تھا کہ یہان تلوار چل گئی جو کچھ تحریر کیا لاکھون کا کھیت پڑا لاکھون ملازمان کوکب ہزار ہا ہمراہیان ملکہ ناہید میدان کارزار مین قتل ہوئے اب خواجہ اوسوقت دربار ملکہ ناہید مین آکر پہونچے قریب تھا کہ ایرج وغیرہ اپنی جان دین لاشہ بران نقلی بیچ مین پڑا ہے دو پتھر چل رہا ہے ایک کو ایک تھامتا ہے اسوقت عمرو پہونچا کہ ملکہ ناہید بھی خنجر کھینچکر اوٹھی ہے اپنے کو ہلاک کیا چاہتی ہے کہ خواجہ عمرو نے پکار کر آواز دی اے بادشاہ قلعہ مرصع حصار اے صاحب جاہ ووقار یہ حقیر عمرو عیار خدمتگزار ملکہ بران نامدار بلکہ عاشق جمال باکمال دیا کہ زندانخانہ مصیبت سے رہا کر لایا یہ تو ایک لونڈی گنہگار تھی جسکا لاشہ ہے یہ جو خواجہ عمرو نے کہا اس سرکا منہ بھی دکھلا دیا حال سے لوگ آگاہ ہوگئے اسوقت کی خوشی کا کیا بیان ہو سارے لشکر مین صدائے مبارکباد بلند ہوئی یہ بھی خواجہ عمرو نے ملکہ ناہید مرصع پوش سے کہدیا کہ ملکہ بران شمشیرزن میرے پاس باحتیاط موجود ہے کچھ تردد نہ کیجیے ایرج نوجوان کو بھی مطمئن کیا یہ مژدہ خوشخبری سب مشتاقون کے گوش زد ہوا ملکہ ناہید نے بڑھکر کہا اے شہنشاہ اوج عیاری ہم

بھی مشتاق ہین کہ ایک نگاہ ملکہ بران کو دیکھ لین خواجہ عمرو نے بُران کو زنبیل سے نکالا ناہید
نے خواجہ کو بہت کچھ دیا اور پکار کر آواز دی سب شاہ و شہریار وزیر و سرداران نامدار آگاہ ہوجائین
کہ ہمنے اپنی دختر بلند اختر ملکہ بران شمشیر زن کو ساتھ شہزادہ ایرج نوجوان نبیرۂ صاحبقران
فرزند قاسم عالیشان کے منسوب کیا ابھی ترنج خوشبوی سینے پر ایرج نوجوان کے لاکر لگادیا تو
شہزادہ ایرج اگر دو عیار مین آئے ہوے بیلے پھیلے بیٹھے ہوے جان دینے پر آمادہ تھے یا خوشی سے چہرہ سرخ
ہوگیا قاسم خاور سپاہ و علمشاہ عالیجاہ نے ایرج نوجوان کو گلے سے لگا لیا جہانگیر والا تدبیر ملکہ
ناہید کی تعریفین کررہے ہین ملکہ ناہید مرصع پوش سمدھی سمدھی کر کے کلام کرتی ہین لاکھون روپیہ غربا
مساکین کو تقسیم ہونے لگا ملکہ بُران کو ایک قصر مین لاکر داخل کیا انیسین جلیسین ہمدم ہمرازین آکر حاضر خدمت
ہوئین باغ ویران مین بہار آئی یہان تو خوشیان ہونے لگین عمرو معمار قدرت کو لیکر کنارے
آیا یہ بھی خواجہ عمرو کو خیال ہی کہ معمار ہمیشہ سے میرا دوست صادق محب واثق ہے ابتدا مین اسی کے واسطے
بیابان گلریز مین گیا اپنی جان کا پاس نہ کیا جانبازی کر کے رہا کرایا مین معمار سے راز دل کیون چھپاؤن
یہ سوچکر خواجہ ایک گوشے مین آئے معمار قدرت کو زنبیل سے نکالا خواجہ نے عناب دافع بیہوشی
مار کر ہوشیار کیا معمار عمرو کو دیکھکر گڑگڑانے لگا خواجہ عمرو نے کہا ای برادر معمار قدرت دیکھ
انصاف کرو بڑا انقلاب پڑ گیا تھا اگر کوکب ملکہ بُران کو قتل کر ڈالتا تو یہاں سے تا کوہ عقیق گلزار
سلیمانی و تا خانہ کعبہ کسیکی تلوار نیام انتقام مین نہ جاتی اتنا خون سر کھینچتا ایک معاوضہ خون ملکہ بُران
مین لاکھون کی جان جاتی خدا نے فضل اپنا شریک حال کیا مین تمھاری شکل بنکر پہونچا انگوٹھی کوکب
سے روسحر کی مانگ لی تمھاری صورت بنکر ملکہ بُران کو رہا کرلیا اب عنایت پروردگار سے
نسبت شہزادہ ایرج نوجوان ملکہ بُران شمشیر زن پختہ ہوگئی جملہ سردار یہان موجود ہین
سامان شادی بھی ہوگا تم بھی ملکہ ناہید کے شریک رہو بلکہ تمہین تو خاص ہماری ذات سے
مطلب ہے کوکب سے بھی کسی وجہ سے صفائی ہوجائیگی طبیعت تسکین پائیگی یہ سب باتین سنکر معمار
کے دل ہی دل مین پیچ و تاب ہوا اسکو بہت ناگوار گذرا دلسے اپنے کہتا ہے یہ اس مکار نے کیا کیا
میری شکل مین جال پھیلایا افسوس صد ہزار افسوس کہ کوکب کی معشوقہ قتل ہوئی دل سے کہتا ہے
اے معمار قدرت مجھے عمرو سے کیا کام بیٹے تو سب کچھ محبت کوکب مین کیا جب اسی کا یہ

دشمن ہے مجھے اس سے کیا کام آدمی جہاندیدہ و کار آزمودہ ہے سوچ سمجھ کر خاموش ہو رہا ظاہر میں یہی کہا آپ
ہمارے مالک ہیں جو مناسب وقت تھا وہ آپنے کیا مجھے بھی قدموں پر ملکہ ناہید کے گرا دیجئے عمرو
جب معمار کو لیکر خدمت ناہید میں آیا ناہید نے بخلعت سرفراز کیا اور فرمایا کہ اے معمار قدرت
تمہارے سبب سے ہمکو راحت ملی ہم تم کو افسر کلان قرار دینگے معمار بہت خوب بہت خوب کہکر خاموش ہو رہا
دلمیں شعلے اس ناری کے بھڑک رہے ہیں دلسے ہر مرتبہ یہی کلام ہے کہ ای معمار قدرت اس
ساربان زادے کو سزا کامل دینا چاہیے ظاہر میں کاروبار میں مصروف ہوا باطن میں گرفتاری خواجہ عمرو
کی فکر ہے قضاے کار خواجہ عمرو کو اسکا خیال نہ رہا شب کو کام کرتا ہوا ایک کوشے میں آیا سوچ رہا تھا
کہ کوکب اور ملکہ ناہید سے کیونکر ملاپ کراؤں معمار تو فکر میں تھا کنارے آکر ایک ماش کا دانہ
پھینک مارا خواجہ عمرو بیہوش ہوکر گرے معمار نے پشتارہ اوٹھا لیا خیال میں ہی کہ اس ساربان زادے کو سامنے
کوکب کے بذلت و رسوائی قتل کرونگا اس تین روپیہ کے پیادے نے اپنا ایسا زور باندھ لیا کہ جو دل میں آیا کہ
وہی کر گذرتا ہے ادھر سے معمار قدرت قید خواجہ عمرو کی لیے جاتا ہے لیکن حال خیریت مآل عنایت پروردگار
سماعت فرمایئے سابق میں تحریر ہو چکا ہے کہ جب عمرو طرف سے قصر جمشیدی کے اپنا تخت اوڑاتا ہوا
جاتا تھا مہراب جادو مصاحب کوکب کے کہ عمرو عیار نے تدبیر کر رکھی تھی ایک گنہگار
کو اپنی صورت بنا کر تخت پر بٹھا دیا تھا آپ گلیم اوڑھکر کنارے ہو گئے مہراب جادو تڑپ کر گرا عمرو نقلی کے
دو ٹکڑے ہوئے کوکب ہاں ہاں کرکے اٹھا مہراب کی مشکیں باندھیں چاہا جرم قتل عمرو میں مہراب
کو بھی قتل کرے عمرو نے اپنے کو ظاہر کر دیا کوکب نے کہکر مہراب کو بچا لیا مہراب دل سے مطیع عمرو کا ہوا تھا دلمیں
وجد کرتا تھا کہ اگر خواجہ عمرو مجھکو نہ بچاتے کوکب قتل کرتا خواجہ میرے جان بخش محسن ہیں اس لڑائی میں
کوکب کی یہ بھی تباہ ہوا اب وہاں سے چلا ہے اسی خیال میں کہ خواجہ عمرو نامدار کو ڈھونڈھوں ایرج
نوجوان و علمشاہ عالیشان کا ساتھ دوں ادھر تو معمار قدرت جاتا ہے ادھر سے مہراب جادو
دلسے باتیں کرتا ہوا عمرو کی محبت کا دم بھرتا ہوا چلا آتا ہے راہ میں معمار سے ملاقات ہوئی مہراب نے
بڑھکر معمار کو سلام کیا پوچھا لے سپہ سالار اقلیم بیابان گرد تم دیکھا تمنے ہمارے بادشاہ کی کیا تباہی
ہوئی دربدری اور ایک حماقت ہر کہ بادشاہ بنا ایسا کردہ کیا ہی اور قیصر میرا دل کی فقیر بنکر بیٹھے ہیں معمار نے
کہا اے مہراب اب ہم سب تدبیر کرینگے جسنے خاتمہ کر دیا ساربان زادہ جو کالید عقل جملہ مسلمانان ہے

اسکو مینے پکڑ لیا ظالم نے غضب کیا میری صورت بنکر ملکہ بُران کو رہا کیا مجھکو بہت ناگوار ہوا مین نے عقل
سے تدبیر کی اب عمرو کو لیے جاتا ہون یہ سنکر محراب محبت عمرو مین بیقرار ہوگیا یہ تو خوب سمجھ چکا ہے کہ
خواجہ عمرو نے میری جان بخشی کی جو اپنی جان بچا نے اوسکی خدمتگذاری کرنا خالی از لطف نہین ہے یہ سوچکر اوسنے
سحر غائب کیا بڑے حسن تدبیر سے عمرو کو تو لیتارے سے نکال لیا ایسا مضحکہ کردیا کہ وقت پر میان معمار بھی
یاد کرین معمار قدرت سے محراب جادو نے کہدیا کہ آپ خدمت مین کوکب کی چلیے ہم بھی لشکر جمع کر کے
آتے ہین کوکب کا ساتھ دینگے معمار اپنے نزدیک عمرو کو لیے ہوے طرف کوکب کے چلے محراب خواجہ عمرو
کو رہا کر کے طرف لشکر ملکہ ناہید مرصع پوش کے چلا یہان بوقت سحر مہتر شاپور شیر دل و سیارہ
بن عمرو و مہتر سمک ملطاقی و مہتر چابک صبا رفتار وغیرہ آگاہ ہوے کہ خواجہ عمرو کو معمار چُرا کے
لیگیا یہ خبر جو ملکہ ناہید مرصع پوش نے سنی نہایت برہم ہوئین فرمایا اس مزدور کی شامت آئی ہے اسکو
مقدمات سلطنت مین کیا دخل ہے تمام دربار جمع ہوا ہے ملکہ مجلس جادو جھلا کر اوٹھی کہا نانی امان بھی
ابھی لاتی ہون ایک طرف سے ملکہ اختر جمک کر اوٹھی خود ملکہ بران کا قصد ہے کہ مین براے رہائی خواجہ
عمرو جاؤن لبسبب پاس و لحاظ مان کے اپنے مقام سے نہ اوٹھی مگر شگوفہ سحر ساز و اینسان جانباز و
مصاحبان ہمراز سب اپنے اپنے مقام سے اوٹھین اسباب سحر سے آراستہ ہوکر چلی تھین کہ راہ مین معمار
کو مارین خواجہ عمرو کو رہا کر کے لائین کہ سامنے سے سب نے دیکھا محراب جادو خوشی خوشی آتا ہے سبکو
دیکھکر سمجھ گیا کہ یہ لوگ تلاش خواجہ عمرو مین نکلے ہین پکار کر آواز دی اے سرداران نامی نہ گھبراؤ جستجوی
شاہ عیاران مین نہ جاؤ لبطور جنگ زرگری گرفتار کر لایا جب میان معمار کوکب کے سامنے جاکر قید
کھولینگے تب اونکی آبرو بڑھیگی سب سردار خوشی خوشی محراب جادو کو ساتھ لیکر سمت قلعہ مرصع
حصار بصد شوکت و وقار واپس ہوے یہان معمار قدرت عمرو نقلی کو لیے ہوے نہایت خوشدل
سے کہتا ہے مینے لڑائی کا خاتمہ کر دیا اس ساربان زادے نے غضب کیا تھا کوکب ایسے دوست کو ملال دیا
یہان کوکب روشن ضمیر لاشہ حنا لیے ہوے ایک قلعہ ہے کہ اوسکو نیرنگ کہتے ہین برج بہار مین
اوس مین تعمیر کیا ہے نہایت مقام فرح افزا ہے اوس برج مین آکر کوکب نے لاشہ حنا دفن کیا قبر پر
فقیر بنکر بیٹھا تاج و تخت ترک کیا دمبدم دریاے اشک چشمۂ چشم سے جاری آٹھ پہر بیقراری
یاد مین اس محبوب جانی یار جادوانی کے تڑپ تڑپ کے یہ اشعار مصیبت آثار پڑھتا ہے **اشعار**

مخلصی کیا ہی کہ مرغ روح قید تن مین ہے
کوئی آنکھون مین تڑپتا ہی کوئی دامن مین ہے
بعد مردن دیکھنا دیوانگی کا میری اوج
وہ جو لیمیرے قتل کا کینہ دل دشمن مین ہے
بعد میرے آرزو مین خاک سے پیدا ہوئین
میرے زخمون کا تماشا دیکھتے جوبن مین ہے
گل ہوا جب غنچہ شرم نوعروسی پھر کہان
اشک کا خرمن لگا ہے گوشہ دامن مین ہے
اتحاد و یکسوئی نے کردیا روشن ضمیر
ہوئیگا پژمردہ جو گل ہر کے گلشن مین ہے

جان بدن مین ہے بدن آغوش پیراہن مین ہے
انقلاب ایسا دکھا ای لطف قاتل آج تو
ماہ نو ہوگا دہی طوق آج جو گردن مین ہے
گدگدی ہونے لگی پائی نگاہ یار مین
میرا لاشہ صورت دل سینہ مدفن مین ہے
زخم کے دامن مین القاتل چھپیگا شرم سے
شاہد روپوش ہے جبتک کہ پیراہن مین ہے
ملگئی یہ خاک کیسے حسرت پابوس مین
کھلگیا صناع اسپہ جو شکوہ دل بدظن مین ہے

رو رہا ہے دہی بے اختیار اضطرار اشک پر
زخم مین آئے جو ڈورا دیدہ سوزن مین ہے
خاطر صافی مین تیری طرح سے آئیگا
فرش نظارہ جو اپنا دیدہ روشن مین ہے
خون روئے وہ عمر بھر اغیار صورت دیکھ کر
چشم کیصورت جو حلقہ جوہر آہن مین ہے
بجھ گئی پر بھی یہ نخل شمع دیکھو صبح تک
اک بگولا سا مری گرد رم تو سن مین ہے
باغ ہستی کی ہوا سے سیر کیا پھر اے نسیم

کوئی دقت کوکب کو غم جنا مین آرام نہین آنکھون کے سامنے تصویر خیالی پھرتی ہی جوش درد فراق سی یہ بھی خیال نہین کہ دشمنون کے خون کا بدلا لون ناگاہ دیکھا کہ معمار خوشی خوشی بشارہ لگائے ہوے دماغ عرش اعلے پر اکر سامنے **کوکب روشن ضمیر** کے پہونچا گرد قلعہ کچھ لشکر بھی آکر جمع ہو چکا ہے **کوکب** کسیکو اپنے پاس نہین آنے دیتا گیروے کپڑے پہنے ہوے یکہ و تنہا قبر پر بیٹھا رہا ہے لیکن **معمار قدرت** قریب آیا معمار کو دیکھتے ہی **کوکب** نے کہا اے دوست صادق محب واثق دیکھا تمنے ہماری زوجہ نے ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا بس بو یا دشمنون کو اپنے گھر مین جگہ دی میرے کلیجے پر چھری پھیری **معمار قدرت** نے کہا حضور مینے مسلمانون کے لشکر کو نابینا کردیا آپکو یہ بھی خبر ہے کہ ملکہ **بران** رہا ہو گئی **کوکب** نے گھبرا کر کہا اے معمار رہائی **بران** کیسی معمار نے کہا آپکو کچھ خبر ہے کہ کیا مکر کئے سارباں زادہ میری شکل بنکر آپکے سامنے آیا آپنے کچھ خیال نہ کیا انگوٹھی دیکر نشان قید تبلایا اسنے ایک کنیز کو قتل کرکے **بران** کو اپنے قبضے مین کیا اب **قلعہ مرصع حصار** پر شادی کی تیاریان ہین **علمشاہ وجہانگیر وقاسم** سمدھی کہلاتے ہین نسبت پختہ ہو گئی مانجھے کی تیاری ہو رہی ہے سارباں زادے نے بڑی خوشی کی ہے **بی ناہید** سے بھائی چارہ ہوا ہے بڑی حجاد مین غلام کو جب سارباں زادے نے زنبیل سے نکالا اور یہ سب معرکہ بیان کیا کہ مین تمہاری شکل بنکر **بران** کو چھڑا لایا اے شہنشاہ باتوقیر اے محب بے ریا اید وست پر صفا مجھے **مہرخ و بہار** سے کیا کام تھا سارباں آدمی کے

تو نام سے بھی آگاہ نہ تھا آپکے سبب سے مینے اون سب کا پاس کیا اپنا گھر برباد کیا مالک قتل ہوا یہ سب
جبر آپ کی خاطر سے کیے جب اونسے آپسے دشمنی کی فوراً مینے شب کو اوسے گرفتار کیا وہ باجی
موجود ہے بنام عمرو شکر کوکب جلگیا کہا لاؤ تو اوس ساربان زادے کو لے معمار قدرت تمنے
بڑا کام کیا معمار نے فوراً بہ اشارہ عمرو کا سامنے کوکب کے ڈالدیا کوکب غصے مین بھرا ہوا تھا اپنے ہاتھ
سے عمرو کو قتل کیا لاشہ پھینک دیا سر کنگرہ برج پر رکھدیا حال شادی شکر سیت بر ہم ہی کہتا ہے شادی
ہونے دونگا دلھن دولھا دونکو دریائے خون مین نہلادونگا مین لشکر لیکر چلتا ہون لیکن اے معمار مین اوٹھتا
ہون دل میرا بیٹھا جاتا ہے معمار نے کہا آپ تشریف رکھیے مین جاکر گنہگارونکا انتظام کرتا ہون یہ کہکر معمار
نے کمر باندھی اسباب سحر جسم پر آراستہ کیا کوکب نے کہا اے معمار قدرت تمہارا جانا مناسب نہین ہے
وہان بڑے بڑے ساحر جمع ہین ایک ایک بلائے روزگار کامل و اکمل اونسے لڑنا دشوار ہے وہان
وہ لوگ جمع ہین جنھون نے ملک افراسیاب کو قتل کرایا معمار کہتا ہے اے شہنشاہ زمین تلے اوپر کردونگا
میدان کارزار لاشون سے بھر دونگا یہ ذکر تھا آسمان پر نوبت و نقارے کی صدا آئی وزرا امرا در قلعہ پر
جو حاضر ہین اونھون نے آکر عرض کی نمکخواران شاہی کو اس شکست کی خبر پہونچی لہذا سرمست چرخ زن
و نسیم و قسیم مع فوج قاہرہ برائے خدمتگزاری شہنشاہ حاضر ہوے ہین چاہتے ہین کہ حکم محکم شہنشاہ
پائین جاکر دشمنون کو مٹائین کوکب نے کہا سرمست چرخ زن کو ہمارے سامنے بلالو سرمست اکڑتا
ہوا سامنے کوکب کے آیا کوکب نے تمام کیفیت بیان کی سرمست چرخ زن نے کہا مین سب کو
گرفتار کر لاؤنگا اوسیوقت سرمست چرخ زن و نسیم و قسیم ساٹھ ہزار فوج لیکر طرف قلعہ مرصع حصار
کے روانہ ہوا یہان رہائی سے ملکہ بران شمشیر زن کی ملکہ ناہید مرصع پوش نے جشن کی بنا کی ہے خیمہ ہائے زربفتی
جابجا استادہ ہین ایک قصر عالی مین ملکہ بران نے داخلہ کیا ملکہ مجلس جادو شگوفہ سحر ساز و ملکہ [illegible]
وغیرہ خدمت مین ملکہ بران کی ہر وقت حاضر رہتی ہین خبر جشن جو مشہور ہوئی شہزادگان
ملکہ ناہید آتے جاتے ہین حضوری سے مشرف ہو رہے ہین خواجہ عمرو بھی دربار مین موجود ہین [illegible] نے ملکہ ناہید
مرصع پوش کے جلسہ نے نوازی آراستہ بروقت درباران شیران دشت نبرد یعنی علمشاہ و جہانگیر
وغیرہ کا تشریف لانا ہر مرتبہ ملکہ ناہید برائے استقبال شہزادگان والا قدر تا بدرگاہ تشریف
لیجاتی ہین فرزند صاحبقران کو بڑے عظم و شان سے دربار مین لیکر آتی ہین محفل عیش

آراستہ ہی فوجین دامن قلعہ مرصع حصار مین فروکش ہین کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے ہاتھ اوٹھاکر دعا وثنا بادشاہی بجالائے **نظم**

گل اقبال تو دایم شگفتہ	الٰہی بخت تو بیدار بادا	ترا دولت ہمیشہ یار بادا
	بچشم دشمنانت خار بادا	شاہا ز کرم بر من درویش نگر
بر حال من خستہ و درویش نگر	ہر چند نیم لایق بخشایش تو	بر من منگر بر کرم خویش نگر

دست بستہ عرض کی غلام قلعہ **نیرنگ** سے آتے ہین شہنشاہ **کوکب روشن ضمیر** نے جاکر قبر ملکہ حنا نبائی فقیر ہوکر قبر پہ بیٹھے **معمار قدرت** خواجہ **عمرو** کو لیکر پہونچا دشمنون کو خواجہ کے قتل کیا کوکب کو بڑی خوشی ہی **معمار قدرت** مصاحب سرفراز خدمتگزار ہمراز ہر وقت خدمت مین حاضر ہے آجکل مصاحبت اُنکی گرم ہے ہمدم مبدم بہکاتا ہے اور **سرمست چرخ زن** و **نسیم** و **قسیم** کو آپکے مقابلے مین روانہ کیا ہے ملکہ **ناہید** نے فرمایا کچھ پروا نہین ہی **گلگونہ** **گلگون پوش** وزیر زادی کو حکم ہوا فوج ہماری بقاعدہ لشکرکشی مقابلے مین **سرمست چرخ زن** کے لیجاکر اتارو **ایرج نوجوان** و **قاسم عالیشان** نے اوٹھنے کا ارادہ کیا ملکہ **ناہید** نے کہا آپ لوگ تکلیف نہ فرمائین آپکی تلوار وقت پر کھنچیگی یہ لوگ توڑ کے **گلگونہ** نے آتے ہی قرناکرائی لشکر کو لیکر بیرون قلعہ مقابلہ **سرمست چرخ زن** مین لاکر اوتارا **سرمست** کو خبر ہوئی کہ وزیرزادی کو ملکہ **ناہید** نے مع فوج بھیجا اپنے مقام پر ہنسا کہتا ہی کل ہی قلعہ خالی کراؤنگا گھر گھر شکست دونگا **سرمست چرخ زن** نے اسیوقت طبل جنگی بجوایا ملکہ **ناہید مرصع پوش** شام کے دربار مین خود تشریف لائین ہمراہی کل سرداران تہمتن بصد عز و جاہ آکر جلوہ فرما ہوئین کہ ہرکارون نے خبر دی کہ **سرمست چرخ زن** نے طبل جنگی بجوا دیا ملکہ نے فرمایا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی وتائید ربانی طبل جنگی بجے ملحوظ خاطر ناظرین والامقام رہے کہ یہان تو دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے طیاری مین جنگ کی جملہ سردار مصروف ہین مقابلے انکے وقت پر موقوف ہین دو کلمے داستان ظفر اثر **صاحبقران** بیان کرتے ہین خواجہ **عمرو** نے **صاحبقران** زمان کو یہان آپکی اطلاع نہین کی یہ کہکر چلے آئے کہ **علمشاہ** وغیرہ کو پھیر لاؤن **نورالدہر** وغیرہ کے غائب ہونے کا خبر تردد ہی لشکر بجا بجا فروکش ہین شہنشاہ **لاچین** کی بارگاہ الگ ہے جسمین کل ساحر آکر جلوہ فرما ہوتے ہین دربار مین امیر توقیر کے سرداران صف شکن جمع ہوتے ہین جب خواجہ کو کئی دن گذرے دربار **لاچین** مین چرچا ہوا **بہار** سنگبر اکر کہا اے یارو یہ بڑے غضب کی بات ہی کہ ہر نیک و بد مین خواجہ ہمارے شریک رہے

خواجہ عمرو تو نام ایرج نوجوان کے عاشق ہین صاحبقران منع فرماتے ہین کہ ایرج کا بالکل ذکر نہ کرو
یہ مقدمہ کیونکر طے ہوگا ملکہ مہرخ سحر چشم نے کہا ہمین پیروی حکم خواجہ عمرو ضرور ہے شہنشاہ لاچین اگر
ہمین صاحبقران زبان پوچھین کچھ حیلہ کر دیجیے گا ہم خدمت مین خواجہ عمرو کی جاتے ہین آپکی عقلمندی
یہ ہے کہ ہمارے حال کی صاحبقران کو خبر نہ ہونے پائے لاچین تو سنکر سُن ہوگیا کچھ جواب دیسکا ملکہ بہار و
باغبان قدرت و رعد و برق و برق لامع پانچ سردار اسیوقت دربار شہنشاہ لاچین سے
اوٹھے طاوسان زرین بال پر سوار ہوکر سمت قلعہ مرصع حصار روانہ ہوے طاؤسونکو اوڑائے ہوئے
چلے آتے ہین یہان ملکہ ناہید مرصع پوش نے بہررات گئے دربار برخاست کیا سرداران نامی اپنے اپنے
مقام پر آئے سرمست چرخ زن کو جنگ فتح کرنیکی بڑی فکر ہے دربار مین سحر تیار کرنیکا ذکر ہے چار پہررات
گذر کر ستارہ سحری آسمان پر چمکا دونون لشکر میدان کارزار کی طرف چلے ملکہ ناہید سریر جہانبانی پر پہلومین
گلگونہ گلگون پوش وزیرزادی پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے ایک سمت علمشاہ و جہانگیر ایک
جانب قاسم و ایرج ایسے سردار بے نظیر خواجہ عمرو بھی دیکھتے بھالتے چلے آتے ہین سرمست چرخ زن
اپنے لشکر کی صفین آراستہ کر رہا ہے نقیبون نے بڑھکر نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے ملکہ ناہید کا خود
ارادہ ہے کہ میدان مین جاکر سرمست کو للکارون پہلے اسی نامرد کو پکارون سرمست کو یہ دریافت نہین ہے
کہ ملکہ ناہید مرصع پوش خود مقابلہ کرینگی ہرکارون نے آکر عرض کی آپ کس خواب خرگوش مین ہین
ملکہ ناہید کا قصد ہے کہ بدولت و اقبال مقابلہ کرین سرمست نے کہا جو کوکب کا دشمن ہو وہ ہمارا رہزن ہے
ہمین کسی سے عذر نہین ہے یکا یک آسمان پر برق چمکی پھولون کی لپٹین آئین سب دیکھنے لگے دیکھا سرداران اسلام
باغبان و بہار و رعد و برق لامع مع چند کنیزان ماہر خسار و ساحران نامدار عین وقت
پر آکر پہونچے ملکہ ناہید کو بہار نے آکر سلام کیا ناہید نے شگفتہ ہوکر بہار کو گلے سے لگالیا فرمایا اے
بہار تمنے کیون تکلیف کی عرض کی یہ فرمایئے ہمارے استاد ذالانزاد کہان ہین خواجہ عمرو سامنے آئے ملکہ
بہار لپٹ گئین باغبان گرد پھرنے لگا عمرو نے حال لشکر پوچھا کہ ابھی مرجان سے مقابلہ نہین پڑا
ملکہ بہار نے کہا ہمارے سامنے کوئی لڑنے کو ادھر سے نہین آیا یقین ہے مقابلہ پڑے عمرو نے کہا یہ ممکن
نہین ہے ہمارے پہونچنے تک لڑائی موقوف رہیگی باغبان نے کہا خواجہ اس اقلیم کے ساحر بہت
زبردست ہین یقین ہے گھمسان کی لڑائی پڑے مرجان بڑے زور و شور سے لڑے

یہان یہ ذکر تھا کہ سرمست چرخ زن نے جو دیکھا میدان آراستہ ہو چکے مرکب پرند اپنا بڑھا کر میدان کارزار مین آیا سحر کے عجائب غرائب دکھانے لگا مرکب کو روک کر آواز دی لے فرقہ خدا پرستان جس کو تمنا مرگ کی ہو نکل کر ہمسے مقابلہ کرے اور لے ملکہ ناہید صبح پوش بہتر یہ ہے زن وشوہر کا فساد مناسب نہین مین صفائی کرا دونگا ملکہ ناہید نے آواز دی او بے حیا تو صفائی اپنے گھر کی کر ہمارے مقدمہ مین کیا صفائی کرائیگا ایک لونڈی باندی بڑھکر چلی تھی اسکو قتل کیا اگر کوکب کو اوسکے خون کا دعوی ہے ضرور مقابلہ کرینگے یہ ذکر تھا یعنے ملکہ ناہید جواب دیتی ہین سرمست چرخ زن عذر بھی کرتا ہے کہ حضور غصہ نہ کرین اصلاح ہونا بہتر ہے لڑائی مین ہزار طرح کی خرابی ہے ہم لوگ جیسے انکے نوکر ویسے آپکے نمکخوار کیونکر عرض کرین کہ بے ادبی ہوگی مگر حکم سے شہنشاہ کے آئے ہین ملکہ ناہید نے منھ پھیر لیا کہا کیا بیہودہ بکتا ہے سرمست نے چاہا اب گھوڑے کو بڑھاؤن وسط میدان مین جاؤن مبارزطلبی کرون کہ صحرا سے گرد اوڑی سب دیکھنے لگے کون آتا ہے دیکھا سردار صاحب شوکت ولیاقت معمار قدرت مرکب باد رفتار پر سوار گھوڑا اڑائے ہوئے آتا ہے ایک فرمان ہاتھ مین اوسپر مہر کوکب روشنضمیر سرمست چرخ زن تو آگاہ ہے کہ آج کل معمار نے بڑی خیرخواہی کی ہے کوکب کو بڑی خاطر منظور ہے جھک جھک کر سلام کرنے لگا پکار کر پوچھا اے شیر بیشہ جرات لے معمار قدرت تمہارا کیونکر آنیکا اتفاق ہوا معمار قدرت گھوڑا بڑھا کر قریب آیا فرمان کوکب کا سرمست کے ہاتھ مین دیا سرمست نے فرمان آنکھون سے لگایا سر پر رکھا پڑھا چند فقرات لکھے تھے یہی مضمون تھا کہ اے سرمست چرخ زن جس تدبیر سے معمار قدرت کہے اوس طرح مقابلہ کرنا یہ خیرخواہ دولت صاحب شوکت وہمت ہے یعنی معمار قدرت جس طرح کہے اوس طرح مقابلہ کرنا سرمست گھوڑے سے کود پڑا کہا لے پہلوان دوران اے گرسانسپ جہان شہنشاہ نے تحریر فرمایا ہے جس طرح آپ حکم دین اسی طرح مقابلہ کرون معمار نے کہا اے برادر تم خود صاحب لیاقت ہو جس طرح مناسب جانو اوس طرح مقابلہ کرو معمار قدرت نے سرمست کا ہاتھ تھام لیا نخلستان کی جانب باتین کرتے ہوئے چلے باغبان وبہار وغیرہ دیکھ رہے ہین نسیم وقسیم کی مجال نہ تھی کہ حکم مین معمار کے دخل دے سکتے جب قریب نخلستان کے سرمست کو لیکر معمار نقلی پہونچا کہا ٹھہر جاؤ ایک سحر شہنشاہ کوکب روشنضمیر کا دیا ہوا ہم تم کو تعلیم کرین ایکہی سحر مین لشکر باغبان پامال ہو سب مر کر مرین سرمست نے کہا جو مناسب وقت ہو معمار نے

جھولی سے ایک سرخ ڈبا نکالا کہا اسمین طائر سحر بند ہے پر پرواز رکھتا ہے یہ نہ سمجھنا کہ طایر پر بند ہر دہ طائر
کچھ ایسی تعلیم کریگا یا اوڑکر آواز دیگا سب کے سر ہیٹ جائینگے جو بچینگے وہ قدمون کو بوسہ دینگے سرمست
چرخ زن نہال بحال وجد کر رہا ہے دلمین یہ خیال کہ کوکب کو میری بڑی خاطر مدنظر ہے معرفت معمار کے
سحر روانہ کیا معمار نے کہا ڈبہ کھولو اس سحر کو اختیار مین کرو کوکب روشنضمیر بادشاہ طلسم
نور افشان بڑے بڑے کمال اسکے پاس ہین جب تو ہین یہ سحر دیکر بھیجا ہم تو اوسکے مطیع و معتقد ہین لا بالیا کہ
لشکر صاحب ظلم و بیداد ہین سرمست چرخ زن نے چاہا اس ڈبے کو کھولے ڈبہ نہین کھلتا کہا اے
معمار یہ ڈبا کھلتا نہین معمار قدرت نے کہا زور کرکے کھولو جیسے ہی سرمست نے زور کیا سرپوش
ہٹا ڈبے مین سے دھوان نکلا ارے کرکے سرمست چرخ زن لہرایا نعرہ ہوا باش او بچہ مہر سپہر
عیاری و ہنر بردشت طراری ماہ آسمان مکاری آفتاب عالمتاب چرخ خنجر گزاری شاہ عیاران عیار
خواجہ عمرو بن امیہ نامدار لپٹ کر خنجر مارا سرمست چرخ زن کا شکم چاک قصہ پاک آواز آئی کشتی
مرا نام من سرمست چرخ زن بود علامت اسکے مرنے کی جو سنی گھبرا گئے لینا لینا کہکر دوڑے سے
نسیم و قسیم فوج کو لیکر آپڑے خواجہ تو گلیم اوڑھکر چلدیے ادھر سے ملکہ مرصع پوش نے فوج کو
حکم دیا ملکہ ناہید عیاری پر خاجہ عمرو کی بھڑک گئین گلگونہ وزیر زادی سے کہتی ہین صاف یہ ہے کہ
خواجہ عمرو نے طلسم ہوش ربا کو فتح کیا سرمست چرخ زن کو سحر کرنے کی حسرت رہگئی کیا جھٹ پٹ
قتل کیا بہار گلعذار جو کھڑی تھین یہ بھی جا پڑین برق لامع کڑک کر گری رعد نے چیخ ماری مان رعد
کی برق بھی تڑپنے لگی عمرو نے دور سے دیکھا کہ ملکہ ناہید مرصع پوش نے قیامت کا سحر کیا
چند دانے ماش کے نکالکر طرف آسمان کے پھینکے کچھ دستکی سی کالے کالے جوان زنگی بچے معلوم ہوتے
تھے تیغ لیکر دشمنو پر جا پڑے ہزارہا کو مار کر ڈالدیا کبھی ابر سحر سے گرا یا کبھی نخل سحر بنا یا نخل سے
پتے گرے ان پتون سے ہزاردن جل گئے کبھی پھول گرے صد ہا بو سے مست ہوکر سر ٹکرانے لگے غنچہ چٹکے
طفلان غنچہ کی آواز سے ہزارہا دیوانے ہوگئے کچھ گونگے بہرے مرے دو تہ جم کرگئے تھے نسیم و قسیم بھی
زخمی ہوگئے افسر مارے گئے خون کے دریا بہے آخر تاب نہ لاسکے نسیم و قسیم شکست کھاکر بھاگا
ملکہ بہار نے چاہا پیچھا کرین ملکہ ناہید مرصع پوش نے منع کیا ملکہ بہار کا ہاتھ تھام لیا
کہا ملکہ جانے دو ان غلامون کا پیچھا کرنا مناسب نہین ہے لفتح و ظفر ملے مال و اسباب

سب لشکر نسیم و قسیم کا لوٹ لیا لاشہ سرمست چرخ زن کا کوئی اوٹھا نہ سکا اوسی طرح جنگل مین پڑا ہے
جب لشکر جا چکا اور ملکہ ناہید مرصع پوش چلین خواجہ عمرو نے اپنے کو ظاہر کیا ملکہ ناہید نے تحنت سے
کود کر ہاتھ خواجہ کا تھام لیا کہا خواجہ ماشاء اللہ کیا جھٹ پٹ آپنے اس ساحر کو مار لیا آپ کی عنایت ہے
تو ساحر زبان بھی نہ ہلانے پائینگے دشمن شکست کھائینگے یہ ہرکارون نے مجھکو خبر دی کہ اب لشکر گرد قلعہ
کوکب جمع ہو رہا ہے کیا تعجب ہے انہ خود بھی لشکر کے ساتھ آوین خواجہ عمرو نے کہا اگر وہ آئینگے تو رنج و ملال
اٹھائینگے گر ملکۂ عالم بخدا مین کوکب کی جان و آبرو کا دشمن نہین ہون کوکب ہمارے درپے آزار ہوگئے
کہ معمار قدرت جو گرفتار کرکے لیگیا انھون نے غصے مین فوراً قتل ہی کر ڈالا اگر محراب جادو ہم کو
نہ بچا لاتا کوکب نے قتل کر ڈالا تھا وہ حافظ حقیقی مالک تحقیقی ہر حال مین نگہبان ہے ملکہ ناہید نے کہا
خواجہ کوکب نے رنج عظیم اوٹھایا کہ پہلی ہی لڑائی مین حنا پامال ہوئی اس قدر وہ اسکی محبت مین مبہوت ہے
کہ ہمارے اعزاز و اکرام کو بالکل بھولا ان فوجون کے بھیجنے سے یہی مراد ہے کہ ہمکو قتل کرین یا ان
کو چھین کر لیجائین قلعہ مرصع حصار پامال ہو ہم کو نکال دین ہم صحرا مین ٹھوکرین کھاتے پھرین ملازم انکے
اگر غلاری کرین خواجہ عمرو نے کہا ملکہ یہ دشوار ہے عنایت پروردگار شریک حال ہے جو کوکب چاہینگے نہین
ہوگا جو پروردگار نے چاہا ہے اوسیکا ظہور ہے اور ہوگا بارگاہ مین آکر بصد لطف داخل ہوئے
پہلو سے قلعہ مرصع حصار مین ایک قصر تعمیر ہے اسمین ملکہ جان شمشیر زن مع اپنی ساتھ والیون کے داخل
ہین ملکہ اختر و ملکہ مجلس بھی خدمت مین جاتی ہین یہان کوکب روشنضمیر سرمست چرخ زن
کو بھیجکر باطمینان بیٹھا ہے یقین کامل ہے کہ جاتے ہی سرمست چرخ زن لشکرون کو درہم برہم
کردیگا سحر مین اسکا سامنا کوئی نہ کر سکیگا یہ ذکر تھا کہ نسیم و قسیم بھاگے ہوئے آتے ہی قدمون سے
لپٹ گئے عرض کی لے شہریار عمرو کے آگے سحر و ساحری کی کیا حقیقت ہے آپ کا سردار
نامدار سرمست جان نثار بڑے رعب و دبدبے سے باغیون کے مقابلے مین پہونچا کچھ
خوف نہ کیا طبل جنگی بجوا دیا بوقت سحر لشکر میدان کارزار مین جمے سرمست چرخ زن لے
میدان مین کھڑے ہوکر سمجھانا شروع کیا یہ بھی تو خوف تھا کہ حضور کی حرم محترم سے مقابلہ ہے
اس وجہ سے سمجھا رہا تھا چاہتا تھا اصلاح ہوجائے دیکھا کہ معمار قدرت پہونچا
جیسے ہی اونھون نے نام معمار کا لیا معمار قدرت تو خدمت کوکب مین حاضر ہے بول اوٹھا

بھائیو مین خدمت شہنشاہ سے جدا ابھی نہین ہو السنیم وقسیم نے کہا وہ عمرو تھا تمھاری شکل بنکر آیا باتین
کرتا ہوا کنارے لیگیا دم دیکر خنجر مار دیا ہم لوگ جا پڑے مقابلہ نہ کرسکے آخر شکست کھاکے بھاگے اگر عمرو
ایسا شخص ہی کہ ہر کس کی صورت بنکر چلا آئیگا جو جائیگا شکست کھائیگا کوکب نے کہا عمرو کی بھی تدبیر ہو جائیگی
مناسب یہ ہے کہ بروقت میدان داری کسیکا اعتبار نہ کرو ورق سامری پاس رکھو جب اس مین دیکھ لو
تب مقابلہ کرو ہم ایسی تدبیر کر دینگے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر ایک لکۂ ابر گلنار ظاہر ہوا پھول برستے ہوئے ہوائے
سرد چل رہی ہے آمد سے اوس ابر کی صحرا پر بہار درخت وجد مین تھے اوس ابر کو دیکھکر کوکب شگفتہ ہوا کہا
اے السنیم وقسیم اب عمرو عیاری نکر سکیگا دیوانہ ہوکر سر ٹکرائیگا میری بہار رنگین نزہت باغات طلسم
نور افشان آپہونچی ایسکے دم سے باغات کی رعنائی وزیبائی ہے خبر جنگ سنکر آئی ہے وزرا امرا
برائے استقبال گئے ابر قریب آکر شق ہوا معمار قدرت وغیرہ کی نگاہ پڑی دیکھا کہ ایک نازنین
چہاردہ سالہ حسن مین بیمثال ابروے خمدار فخر کمان ہلال عارض انور رشک قمر قد دلجو سرو روان
بوستان حسن وناز ہمراہ رکاب مثل کنیزان وغلام عشوہ وناز چال مین اٹھکھیلیان نگاہین ترچھی [illegible]
برچھیان دریائے زیور مین غوطہ زن پری پیکر رشک چمن آنکھین نرگس شہلائے حدیقۂ دلبری پستان ثمر باغ
افسونگری رعنائی زیبائی لب اعجاز نما۔ بس مسیحائی دریا مین پھولون کے غوطہ مارا ہے صاف ظاہر ہوتا ہے
رنگ گل اس رشک چمن پہ بار ہے ہر پھول پھولکر گلے کا ہار ہے کوکب بیساختہ کہہ اوٹھا اے بہار رنگین
اے رشک قمر ماہ جبین اسوقت تیرے آنے سے فرحت تازہ وسرور بے اندازہ حاصل ہوا اے بہار رنگین
تمنے سنا دشمنون نے ہمکو بڑا رنج وملال پہونچایا سب تو بھاگ کر جائینگے تماشا دیکھنے والے ذرا بھی کڑی
پڑیگی چلے جائینگے بی ناہید مرصع پوش کی شامت ہے انکے گوش ہوش مین نیند غفلت ہے
بڑا فسادی مکار جعلساز شعبدہ بازون کا استاد حاکم اقلیم بیداد یعنے عمرو عیار جاکر انکے شریک
ہوا انھون نے بھی اسکا ساتھ دیا یہ نہ سمجھین کہ عیار ہے ذرا بھی سختی پڑیگی بھاگ جائیگا انکے ملک ومال کی
تباہی ہے سرمست چرخ زن کو بھیجے روانہ کیا تھا عمرو نے بی ناہید کو اپنا کمال دکھایا معمار
کی شکل بنکر اوسے مار لیا السنیم وقسیم ابھی شکست کھاکر آئے ہین بہار باغ طلسم ہوش ربا
بھی تشریف لائی ہین نام بہار طلسم ہوش ربا سنکر بہار رنگین پھول گئی کہا اے شہنشاہ
کنیز کو روانہ کیجے ہم بھی دیکھین کیونکر عیاری ہوتی ہے آپکے اقبال سے سب کو دیوانہ کرکے

خدمت مین حاضر کردن تار رگ گل سے سبکی نشگین باندھ لاؤن اس طرح بہار رنگین نے سامنے کوکب کے لاف وگزاف کیے کوکب نے چار لاکھ کا لشکر بڑے بڑے ساحران نامور بہار رنگین کے ہمراہ کیے خلعت رخصت دیکر فرمایا جلد اپنے کو قلعہ مرصع حصار پر پہونچاؤ وہ لوگ معین ہوئے یا مین یہ بات سنتے ہی بہار رنگین طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی بارہ ہزار کنیزان گلگون پوش شامل لشکر بہار اسکا بھی لشکر ہے بہار رنگین کو اپنے سحر پہ اتنا تھا کا ناز ہے ساحران عالم مین سرفراز ہی بڑے زور وشور سے لشکر کو لیکر چلی چلتے چلتے کوکب نے یہ کہدیا کہ اے بہار رنگین تیرے دام سحر سے حقیقت مین کوئی نہ نکل سکیگا عیاری سے اپنے کو بچانا اور اق سامری دمبدم دیکھنا انتہا یہ کہ اگر مین بھی تمھارے سامنے آؤن بدون ملاحظہ اوراق سامری مجھ سے کلام نہ کرنا اگر عیاری سے اپنے کو بچایا تمھارا سحر مین کوئی ہم نبرد نہین ہی جنگ مغلوبہ مین ناہید جادو بھی تمھارے دام سحر مین وہ پھنسے گی تمھارے باغ سحر سے نکلنا دشوار ہی بہار رنگین سامنے دست بستہ کھڑی ہے کہا کہ حضور کی پرورش کنیز کو خود آرزو سے ملکہ بہار بھی آپ کے اقبال سے آج کیفیت کھلجائیگی بڑی دھوم سے لشکر لیکر چلی یہان دربار مین ملکہ ناہید مرصع پوش کے یہی چرچے ہین کہ کوکب نے جنگ آغاز کردی خواجہ عمرو فرماتے ہین ملکہ ناہید سامان لشکر کشی کرو ایرج نوجوان واسطے فتاحی طلسم کے جائی جتنی نسبت اس لوح سے باقی ہی یہ تو پوری ہی بعد اسکے لوح طلسم نور افشان بھی تلاش ہو جائیگی مجلس واختر کہتی ہین ہم رہبری کرینگے مرحلہ پر پہونچینگے لوح طلسم نور افشان کی فکر ہوگی گل حیات کوکب تک لیجا سکینگے خواجہ عمرو نے کہا اب کوکب کو مہلت نہ دیجائے ایرج مین فقیر بنے بیٹھے ہین ایک ہی جنگ ایسی ہی کہ اونکے جی چھوٹ گئے غنیم حنائے گلگون پوش نے اونکو رنگ شادی ملکہ ناہید مرصع پوش نے فرمایا اسی شفق کی محبت مین ملک مال اپنا برباد کرادیا ورنہ میرے اسکے کیون بگڑتی بنتے تو خود بھی کہا تھا کہ حنا کے ساتھ تمھاری شادی کردون مگر شہنشاہ اولوالعزم ہو حقیر کے گھر پر نہ جاؤ وہ اونکے خلاف ہوا اب جو خدا کو منظور ہو یہ ذکر تھا کہ ہرکارون نے آکر بعد دعا کے عرض کی کہ پھر فوج دریا موج آپہونچی بہار رنگین کو شہنشاہ نے روانہ فرمایا یہ سنتے ہی ملکہ ناہید مرصع پوش نے حکم دیا گلگونہ گلگون پوش کو بلاؤ جب گلگون حاضر ہوئی حکم ہوا لشکر بہار رنگین کے مقابلہ مین لیجا لگے آتار رواسی وقت کمر بندی ہونے لگی سب بیشتر نقد روح رواں قاسم عالیشان شہزادہ ایرج نوجوان اٹھے ایکجانب رستم پیلتن علمشاہ

نوجوان و بہادر نگیرین صاحبقران قاسم صف شکن مع سرداران تیغ زن اٹھے پانچ کوس آگے بڑھکر
بارگاہ استادہ ہوئی ملکہ بہار کو بھی اشتیاق ہوا اپنی بارگاہ الگ استادہ کرائی گرد چمنہائے طولانی کنیزان
رنگین پوشین مصروف انتظام دن قلیل باقی تھا کہ سب نے دیکھا صحرائے خارستان پہ بہار ہونے لگی
نخل وجد مین آئی پتون نے کیفیت زمزمہ سنجانی دکھائی طایران زمزمہ سرا درختون پر زمزمہ سرائی کرنے
لگے سب نے دیکھا بعد تھوڑے عرصے کے ملکہ بہار رنگین مع لشکر بلشیارہ نسیم و قسیم انتظام کرتے ہوئے
بہار رنگین طاؤس زرین بال پر سوار کنیزین دف و دائرے بجاتی ہوئی زیور رنگین پھولون کے لدی
ہوئی باجے بجتے ہوئے لکہ ہائے ابر گلنار سرون پر آراستہ لشکر بڑے کر و فر سے برعنائی و زیبائی آکر
فروکش ہوا بہار رنگین نے سب کو بہ نگاہ حقارت دیکھا جب ملکہ بہار سے نگاہ ملی کہا او صاحب بہار
طلسم ہوشربا بھی موجود ہین دونون طلسمون کی بہارین ایک مقام پر آئین ابھی خزان ٹھوکرین کھاتی
گلشن دنیا سے نکل جائیگی بہار رنگین یہ کہتی ہوئی اپنی بارگاہ مین آئی چند ساعت تامل کیا مسکراکر
کنیزون سے فرمایا طبل جنگ بجے اسیوقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی ہرکارون نے آکر ملکہ
ناہید مرصع پوش سے خبر کی یہ بھی ظاہر ہوا کہ بہار رنگین کو بڑے ناز سے کوکب نے روانہ کیا ہے
برائے سدباب عیاری اوراق سامری کے ملاحظہ مین ہر وقت مصروف ہے اسکا دھوکا کھانا وقت
پر موقوف ہے ملکہ ناہید نے خواجہ عمرو سے کہا طبل جنگی جواب مین بجے مگر آپ تکلیف فرمانیکا قصد
نہ کیجیے طایران سحر نے مجکو خبر دی کہ کوکب نے اوسکو سمجھا دیا کیا عجب ہے کہ عین وقت پر اور سردار
بھی اس طرف روانہ کرے کوکب روشن ضمیر کو بہار رنگین کا بڑا پاس ہے ساحرہ یہ ہمیشہ سے زبردست
ہے باغات طلسم نور افشان کی منتظم کوکب کی ہے اسکا بڑا خیال ہے مشہور ہے کہ بہار رنگین سحر مین صاحب کمال
ہے یہان یہ ذکر تھا کہ بہار رنگین نے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے ملکہ ناہید مرصع پوش کو خبر
پہونچائی ملکہ ناہید نے خواجہ سے متوجہ ہوکر فرمایا خواجہ عمرو نے بھی نوازش طبل کا حکم دیا دونون
لشکرون مین تیاریان ہونے لگین جب دربار برخاست ہوا تو ملکہ بہار گلعذار نے خواجہ عمرو سے کہا
اے شہنشاہ عیاران اصل یہی کیفیت ہے کہ یہ ساحرہ بڑی زبردست ہے جہانتک ہو سکے اسکے سامنے
برائے عیاری نجایئے گا شب کو مین سحر تیار کرتی تھی کنیزون نے مجھکو خبر دی کہ کوکب نے اوسکو تاکید کردی
ہے کہ اپنے کو عیاری سے خواجہ عمرو کی بچانا وہ ہر وقت اوراق سامری دیکھیگی شب کو بھی یہی انتظام تھا کہ

سحر تیار کرنے مین اگر کوئی کنیز اوسکی آجاتی تھی تو اوسکو گمان ہوتا تھا کوئی عیار نہ چلا آئی تجھکو خواجہ تمسے
دعوی مہر و محبت ہی اپنی بہتری واجب و لازم ہے خواجہ عمرو نے کہا ای بہار گلعذار خدا تمکو سلامت رکھے
کیونکر دل قبول کریگا اگر تمپر کوئی رنج و ملال ہوا خدا تمکو غالب کرے دیر تک ملکہ بہار خواجہ عمرو سے
یہی کہا کی کہ عیاری نکرنا عمرو نے کہا وقت پر دیکھا جائیگا چار پہر رات گذر کر گل صد برگ آفتاب گلشن فلک
نیلی مین کھلا برگ سیارگان شاخ کہکشان سے مرجھا کر گر گئے باد خزان چلی شاخ سحر نہ پھولی نہ پھلی
بیاض سحر نے چہرہ دکھایا نسیم سحری کا دور ہوا طائر آشیانون سے نکل کر مصروف حمد رب اکبر ہوئے
لشکرون مین کمربندی ہوئی صبح کی وردی بجی صداے مرغان سحر آنے لگی نوبتین بجین نقارون پر چوب پڑی
ملکہ ناہید سوار ہوئین تمام سرداران نامی گرامی بصد شوکت و شان وارد میدان کارزار ہوئے
ملکہ بہار جادو مع اپنی کنیزان گلگون پوش آگے بڑھکر ٹھہرین کہ بہار رنگین کی آمد ہوئی بڑے
ناز و انداز سے ایک تخت پر سوار گرد گلدستہ ہاے سحر ایک ٹکڑا ابر آسمان پر اس سے بھی پھول برستے
ہوے کبھی مینہ برسا کبھی ہوا سرد چلی اس کر و فر سے بہار رنگین فرستادہ کوکب وارد میدان کارزار
ہوئی دونون لشکرون مین صفین جمین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کھڑکتے یا تو طبل جو بوق
بج رہا تھا نقارون پر چوب پڑی تھی صداے نقباے بلند آواز سے ہر شخص کو دہشت خوف و عبرت
سے سناٹا ہوا ہر ایک کا یہی کلام ہے کہ بہار و خزان باغ جہان مین بے ثبات ہین باد سحری کو گلشن پر
بہار مین ناحق کے خیالات ہین جو ہوسکے دنیا مین رنگ جمانا بیکار مثل بوے گل ہر خرد و کلان غنچہ و گل آمادہ
سفر ہین ایسے ایسے اشعار پڑھکر دلون کو غم و الم سے بھر دیا دونون لشکرون کو خاموش کر دیا
بہار رنگین نے طاؤس اپنا بڑھایا خواجہ عمرو ایک گوشے سے خیال کر رہے ہین کہ بہار رنگین نے اپنا
طاؤس جو صف سے نکالا جس نخل کے سایے مین کھڑی ہوئی وہ نخل جھوم لیتے سر سبز و شاداب
ہوے صاف ظاہر تھا کہ سامان انقلاب ہوے گلگون نے آنکھین کھولین غنچہ گل مسکرایے شاخہاے نخل ہاتھ
بڑھاتی تھین کہ سر پر بہار رنگین کے سایہ کرین بہار رنگین نے مسکرا کر نخل کو اشارہ کیا تب وہ اپنے
مقام پر تھا بہار رنگین طاؤس کو اوڑا کر میدان کارزار مین بیچ بیچ رنگ سحر جمانے لگی پھول اس کے
لکہ ہاے ابر آکر قایم ہوے ہواے سرد چلی بہار رنگین نے غنچہ دہن وا کیا غنچے سے پھول نکلنے
لگے گل کلام مثیل کیے صدا دی ای ساکنان باغ مرقع بہار اپنی جمعیت پر ناز نہ کرنا

ایک دن مین یہ مجمع درہم وبرہم ہوگا بی بہار صاحب کی مین مشتاق ہون ملنے بھی عمر بھر ریاض کیا سحر
رنگین مین کمال ہوا بہار رنگین سامنے کوکب روشن ضمیر بادشاہ طلسم نور افشان کے لقب پایا
یہ کہکر مسکرائی پھول برسے ملکۂ بہار نے طاؤس اپنا بڑھایا سامنے ملکۂ ناہید کے آکر دست بستہ عرض
کی اے سرو خراماں بوستان سلطنت والے نخل سرسبز و شاداب حدیقۂ لیاقت اگر ارشاد ہو جا کر بی
بہار رنگین کو جواب دون یا تو اوسکی مشکین باندھکر لاؤن حلقۂ اطاعت کان مین ڈالون
یا یہ عندلیب چمنستان خیر خواہی اپنی جان کو آپ پر نثار کرے ملکۂ ناہید مرصع پوش نے تخت
اپنا رکھوا دیا ملکۂ بہار نے چاہا کہ میدان مین جاؤن ملکۂ ناہید نے خلعت فاخرہ منگوا کر مرحمت فرمایا
خواجہ عمرو نے بھی اپنے کو ظاہر کیا کہا کہ ملکۂ بہار تم مقابلہ کرو عین گرمی جنگ مین مین بھی اپنے کو
پہونچاؤنگا بہار و باغبان نے منع کیا کہ خواجہ ایسا ارادہ نہ کرنا آج بہار کا رنگ دیکھیے سب
خاموش ہوے بہار نے تخت سے گلدستہ لیا بڑھکر طرف بہار ہوش ربا کی گلدستہ مارا ملکۂ بہار نے مسکرا کر
برق گرائی گلدستہ جلا پھول خاک ہو کر رہ گئے غنچے مسکرانے نہ پائے اسی طرح دو چار گلدستے چلے بہار
رنگین نے بھی کمال دکھائے بہار ہوش ربا بھی ہنستی جاتی ہی بہار رنگین نے سحر تازہ بنانے کا قصد کیا
ہی کہ سنبل نام اوسکی مصاحب خاص ہی بصد پیچ و تاب دوڑی ہوئی آتی ہی یہ کہتی ہوئی کہ اے ملکۂ
عالم دیکھیے کنیز کیا لائی اس سحر کو ملاحظہ کیجیے لونڈی نے رات بھر مشقت کر کے تیار کیا حضور یہ خالی
نہ جائیگا بہار رنگین نے پلٹ کر آواز دی کہ اوساربان زادے مجھے پہچانا پھر بدھی پھینکی بہار گلعذار
نے بار اوس بدھی کا اپنے سر پر لیا یعنی کاکل کا ہار بنایا سنبل بھاگ کر نکل گئی بہار رنگین نے ہنسکر کہا کیون ہوا
بہار اسی خار صحرائی عیاری کی بھروسے پر میدان جنگ مین آئی ہو سنبل بگڑو ذرا جب اوسنے آواز دی ہم
جب ہی سمجھ گئے تمنے بچا لیا اگر پھول بہار پڑ جاتا جلکر خاک ہوتا تمنے بڑی جانبازی کی بہار نے کہا اے
بہار رنگین یہ عیار ہین اسی طرح عیاری کرتے ہین افراسیاب کی عیار بچیان ہمیشہ عیاری کرتی تھین
اپنے کو بچا لیا کبھی اونکو قتل کرنیکا ارادہ نہ کیا بہار رنگین نے جواب دیا خیر ملکہ ابکی مرتبہ سامنے آئیگا تو مزا
اوٹھائیگا پھر آسمین سحر ہونے لگے ہوائین ٹھنڈی چل رہی ہین اپنی اپنی سحر کے رنگ جماتی ہین سب نے
دیکھا صحرا سے ایک ساحر مہیب بشکل عجیب و غریب پکارتا ہوا آتا ہے ملکہ بہار رنگین سبحان اللہ کیا سحر شگفتہ
کیا شہنشاہ کوکب روشن ضمیر نے یہ نامہ بھیجا ہے ملاحظہ فرما لیجیے پھر مقابلہ کا آپ کو اختیار ہے علین

گرمی جنگ مین بہار رنگین نے ساحر کو آتے ہوئے دیکھا اس قدر عیاری کا اسکو خیال ہو گو کہ نے بھی سمجھا دیا ہے
کہ جیسے ہی ساحر مہیب نے آواز دی بہار رنگین نے جھولی سے ورق ساحری نکالا دیکھکر مسکرائی آواز دی
آئیے تشریف لائیے اس طرح جو بہار رنگین نے پکار کر کہا وہ ساحر طرف جنگل کے بھاگ کر چلا گیا.
طرف بہار رنگین کے نہ آیا بہار رنگین نے کہا واہ رے عیار بالکل بے غیرت ہے کیا عیاری کرے گا
قضا دامنگیر ہے جسوقت ارادہ کرون گی آتش قہر و غضب مین پھونک دونگی ملکہ بہار اپنے مددگار کو منع کرو
میرے سامنے اُن کی عیاری مکاری نہ چلے گی بہار نے کچھ جواب نہ دیا سحر آپس مین چلنے لگے ایک مقام پر
ملکہ بہار گلعذار گلدستہ ہاتھ مین لیکر بہ حسین نگہت گل اندام پھینکر گلدستہ مارا بہار رنگین پر پھول برسنے لگے
چمنہائے طولانی بنکر تیار ہوئے طائرون نے زمزمہ سرائی کی بہار رنگین جھومی چہرہ سرخ ہوا کنیزون کا غلغلہ
تھا ملکہ عالم اپنے کو بچائیے بہار نے کچھ جواب نہ دیا گھڑی بھر کامل خاموش کھڑی رہی طائران زمزمہ سرا
نے گھیر لیا جس طائر سے بحث کرنے کا ارادہ کرتی تھی زبان نہ کھلتی تھی رنگ رو متغیر چہرہ اوداس
عالم یاس بہار جادو نے نیچہ کھینچا قریب بہار رنگین کے پہونچتے پیترہ بدل کر آواز دی اے ملکہ عالم
بچیے بہار رنگین کے ہوش درست نہ ہوئے بہار ہوشربا نے نیچہ مارا نخل صحرا سے ایک طائر نکلا اس نے
گلا دم شمشیر پر رکھدیا طائر کا سر کٹا خون کی چھینٹین جسم بہار ہوش ربا پر پڑین بدن مین آبلے پڑگئے
اسوقت بہار رنگین نے چھڑی پھولون کی ہاتھ مین تھی بہار پر مار دی بہار ہوش ربا نے سر آگے
کردیا اُس چھڑی نے تلوار کا کام کیا مثل برق تڑپ کر سر پر گری دو ٹکڑے ہوئے صحرائے پر آشوب مین
ہوائے گرم چلی صدائے ہا ہو بلند ہوئی ہزار ہا نخل جلا چمنہائے سحر پامال ہوئے طائرون نے پرون سے
سر پیٹے تھوڑی دیر لاشہ بہار ہوش ربا کا تڑپا بیخ نخل شق ہوئی سب نے دیکھا یا تو صحرا مین ویرانہ مین
ظاہر ہوتا تھا یا ہوائے سرد چلی گرم ہوا موقوف ہوئی غنچے مسکرائے پھول ہنسے صبا دو گلچین گوشہ گیر ہوئے
اُڑن چمن ہائے طولانی مین نہ آسکتے تھے سب نے دیکھا ملکہ بہار ایک تاج زمردنگار سر پر پہنے ہوئے
آڑی ترچھی بدھیان گلے مین مسکرا کر بہار رنگین کو سلام کیا کہا کیون بہار رنگین دیکھا یہ کہکے
بدھی گلے سے اُتاری بہار رنگین پر پھینک ماری بہار رنگین اُف اُف کرکے پیچھے ہٹی اپنی جھولی سے
کارد سحر نکالی پکار کر آواز دی کہ اے بہار آج تمھارا رشتہ گلدستہ حیات قطع ہو چکا ہے دیکھون
کہانتک کمال دکھاتی ہو بس اس سحر پر خاتمہ ہے یہ کہکر کارد سحر سے اپنا ہاتھ قلم کیا قلم کرکے طرف آسمان کے

پھینکا ابر سیاہ ظاہر ہوا آواز اُس سے آتی تھی اے بہار رنگین یہ کیا غضب کیا اپنا ہاتھ کاٹ ڈالا
اب تمام اہالیان دنیا پھک جائینگے ان غریبونکی کون دستگیری کریگا یہ صدائے دردناک آئی حقیقت
مین اس سحر بہار رنگین نے ایسی تاثیر کی کہ ملکہ ناہید کے لشکر مین تلوار چلی پلٹ کر بہار ہوش ربا نے
دیکھا ہزارون کے سر کٹکر گر پڑے ابر سیاہ سے چنگاریان گرنے لگین جس پر شعلہ گرا جل گیا آگ کی ترقی
ہوئی شعلہ ہائے آتش نے سر کھینچا ہر چند بہار ہوشربا سحر کرتی ہے تاثیر نہین ہوتی گرمی بڑھتی جاتی ہے
باغبان قدرت نے بھی باران سحر برسانے کی تدبیر کی آگ نہ بجھی گرمی کی ترقی ہے ابر تیرہ و تار محیط ہوتا
جاتا ہے لشکر مین ملکہ ناہید کے بے اعتدالی ہزارہا ساحر و غیر ساحر بیتاب سارے لشکر مین
انقلاب آگ برس رہی ہے زمین سے بجائے غبار کے دھوان نکلتا ہے ہر نخل چمن مثل چنار ہوائے گرم
سے جلتا ہے ملکہ ناہید نے خود سحر کیے پانی برسا آگ نہ بجھی بلکہ اگر کوئی سحر کرتا ہے اپنے نزدیک خواہش
ہے دمبدم یہی کاہش ہے سحر کرکے آگ کو بجھائین اہالیان لشکر کو اپنے بچائین اُسکی ضد ہوتی ہے کہ
آگ ترقی پر ہو جاتی ہے بلکہ باغبان نے بڑھکر ملکہ ناہید سے کہا حضور اس کا دفعیہ کیجیے اور
زیادہ ترقی ہوگی بہار رنگین کا سحر بہار ہوشربا دفع کر چکی سب نے دیکھا بہار ہوشربا گرمی آتش سے
پریشان تھی گل سا چہرہ مرجھایا ہوا چہرہ اوداس عالم یاس مین لکو بکلی شاخ تمنا نہ پھولی نہ پھلی ایک نخل کے سائے
مین آکر دستک دی دستک دیتے ہی زمین شق ہوئی ایک نازنین اس صورت سے پیدا ہوئی ایک حوض
طلائی نہایت مختصر ہاتھ مین خود بھی معلوم ہوتا ہے نہا کر آئی ہے وہ حوض طلائی لا کر ملکہ بہار گلعذار کو
دیا جھک کر سلام کیا بہار نے پوچھا کیون گلگونہ اتنی کیون دیر لگائی ہمارے باغ بہار مین خزان آئی
بی بہار رنگین نے بڑی گرم مزاجی دکھائی تجھکو تو ہمسے دعوی محبت ہے آج کیا کیفیت ہے کیا ہمسے کوئی
صدمہ پہونچا اُس نے دست بستہ عرض کی اے گل گلزار خوبی اے سرو نو خاستہ حدیقہ محبوبی اے سرو خرامان
گلشن دلفریبی اے شاخ نہال چمنستان رنگین مزاجی یہ سحر بڑی قیامت کا ہے کنیز نے عرصہ دراز مین
یہ حوض آب ترتیب پایا اب دریا دلی دکھائیے آبرو بچائیے یہ کہکر وہ کنیز تو غائب ہوئی ملکہ بہار نے اوس
حوض طلائی کو ہاتھ مین لیکر آواز دی اے بہار رنگین اب سنبھلنا دفعیہ ہو گیا یہ کہکر حوض کو طرف آسمان
کے پھینکا قطرات آب جو حوض سے بلند ہوئے ابر سیاہ پر جا کر پڑے ابر کو لخته لخته کیا ہوائے سرد چلی آمد ابر
آب نے تاثیر گرمی کی مٹائی برسنے لگا چشم زدن مین ابر آتش فشان ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گرا

گرمی صحرا کی بالکل موقوف بوجہ احسن ہوائے سرد چلنے لگی جب ابر آتش فشان بہار ہوشربا نے ہٹایا
بہار رنگین کو غصہ آیا تیغچہ کھینچکر جا پڑی بہار ہوشربا نے تیغچہ تیغچہ پر روکا آبگینون کی وار چلنے تلوارون
سے شعلے نکلے جھناٹے کی آواز بلند دیکھنے والے دردمند دونون نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین
آمادۂ خونریزی فراخ مین دونون کے تیزی کی تیغچے جب بہار رنگین نے لگائے بہار ہوشربا نے روکے
ایک مقام پر بہار ہوشربا قہقہہ مارکر ہنسی خندۂ دندان نما سے برق گری بہار رنگین کی پلک جھپکی ادھر
سے ملکہ بہار نے تیغچہ مارا سر بہار رنگین کا زخمی ہوا زخمی ہوکر اُس نے سحر کیا چند شیران صحرا پیدا
ہوئے اُنھون نے بہار ہوش ربا کو گھیر لیا بہار شیرون سے لڑنے لگی بہار رنگین کو آواز
دی یہ کیا بیکار شعبدہ ہے ایسا سحر تو میری لونڈیان بھی نہین کرتین مین ابھی ان کو بھگا دون گی
بہار رنگین نے ایک دستک دی شیرون نے زور بڑا دھڑکے مارکر بہار پر جا پڑے بہار گلعذار
پیچھے ہٹتی ہے عالم کمال یہ ہے کہ اپنے قریب نہین آنے دیتی بہار رنگین کھڑی ہنس رہی ہے مگر تحریر کرتا ہون
کہ خواجہ عمرو جو صورت بنکر سامنے بہار رنگین کے آئے اس نے پہچان لیا دور ہی سے آواز دی
او ساربان زادے مین نے تجھکو پہچانا تیری شامت مین آئی ہین خواجہ عمرو لاچار ہوکر بھاگ گئے سات مرتبہ
سات طرح کی صورتین بدل کر آئے بہار رنگین پر رنگ نہ جما اب خواجہ نے گوشہ سے دیکھا کہ بہار رنگین
نے سحر کامل کیا اب لشکر نہ بچے گا بہار ہوش ربا کے ہاتھ سے سر جو زخمی ہوا ہے وہی قطرات
خون چلو مین لیکر منہ پر ملتی ہے کبھی طرف لشکر اسلام کے پھینکتی ہے اون قطرات خون سے کبھی برق
چمکی سو پچاس کے سر کاٹ کر نکل گئی کبھی تیر چلے کبھی گولے برسے لشکر ملکہ ناہید مرصع پوش مین انتہا کا تلاطم
بہار ہوش ربا کے ہوش گم سر زخمی کرکے پچھتائی اس سر سے آگاہ نہ تھی سراسر خطا کی لیکن یہ بھی
سردار ہے شیرون نے دباو ڈالا ان کو تو بہار نے قتل کیا خون کی آگ نہین رکتی اُس وقت خواجہ عمرو
نے ایک گوشے مین آکر زنبیل سے رنگ و روغن عیاری کا نکالا کوکب روشن ضمیر کی شکل بنکر تیار
ہوئے منڈھی حضرت دانیال کی نکالی بطور چھتری کے اوپر سر کے لگالی ستون اُس کے تخت
زبرجدی پر قایم کیے اسی طرح سے تخت اوڑاتے ہوئے چلے یہان بہار رنگین تباہی لشکر اسلام
سے مثل گل شگفتہ نعرے کر رہی ہے بی بہار اب لشکر کو بچاؤ اس شعبدے سے بچنا دشوار ہے
اب کد و کاوش بیکار ہے حقیقت مین ملکہ بہار بہت پریشان ہوئی دم بدم یہی ملتجی تھی کہ میرے

سبب سے لشکر تباہ ہوتا ہے ہزارہا بندگان خدا پامال ہوئے ہم یہ انجام نہ سمجھے تھے اس ملعونہ نے
غضب کیا بہار طلسم نور افشان بہار طلسم ہوشربا پر غالب آئی میری وجہ سے تمام اہالیان
لشکر مبتلائے بلا ہوئے ہرچند سحر کرتی ہے مدعائے دلی حاصل نہین ہوتا انتشار بڑھتا جاتا ہے ہوائے سحر
بہار رنگین سے دل گھبراتا ہے نخلستان کیجانب سے ایک برق چمکی روشنی معلوم ہوئی آواز آئی اے
بہار رنگین کیا کہنا تیرے کمال کو دیکھکر دل باغ باغ ہوا کلیجہ باغیون کا داغ داغ ہوا کیا سحر تیار کیا
قلب مین اون کے کانٹا کھٹکتا ہے باغبان ایسا کامل اکمل مثل مرغ بسمل پھڑکتا ہے پلٹ کے
بہار رنگین نے دیکھا تخت اوڑتا ہوا چلا آتا ہے ایک زربفتی چھتری نہایت آراستہ وپیراستہ اوسکے سایے
مین شہنشاہ کوکب روشن ضمیر جلوہ فرما تعریفین کرتے ہوئے تشریف لاتے ہین بہار رنگین
کی جیسے ہی نگاہ پڑی پہچان گئی کہ ساربان زادہ اس صورت سے آتا ہے دل مین سوچی کئی مرتبہ
یہ گوڑا آیا مینے ڈانٹا یہ بھاگ گیا ابکی آنے دو اپنے جال مین آپ پھنسے یہ سوچکر جھک کر سلام کیا آواز
دی اے شہنشاہ گیتی ستان آپ کی پرورش ذرہ نوازی لونڈی نے خاتمہ کر دیا آتش سحر مین سب جلا
چاہتے ہین مبدم سحر کو زور دونگی انگارے برسین گے دشمن جلینگے اب بچین گے کوکب نقلی نے آواز دی
تجکو اپنا نائب بناؤن گا سارے طلسم نور افشان کا حاکم کر دونگا باغیون پر مین بھی سحر کر دونگا ملکہ ناہید
مرصع پوش تو آمد کوکب دیکھکر گھبرا گئین گلگونہ گلگون پوش وزیر زادی سے گھبرا کر کہا لو صاحب
غضب ہوا خود شہنشاہ آتے ہین بادشاہ طلسم نور افشان اون کے سحر کو کون روک سکے گا اوس
روز تو شکست کئی وجہ سے کھائی تھی وجہ اول تو یہ ہے کہ غم مین حنا کے بیقرار ہو گیا رنگ سحر نہ جم سکا
دوسری وجہ یہ بھی اختر ومجلس وجمشید نے عین وقت پر اپنا حال ظاہر کیا قریب سے جا کر برس پڑے
برابر کے سحر کرنے والے اودھر غم حنا مین کلیجہ خون ہو چکا تھا پیر اوٹھ گئے ورنہ کوکب روشن ضمیر ایسا بادشاہ
عالیجاہ نہین ہے کہ ہر ایک کا اوس پر پنجہ قابض ہو سحر ساحری مین طاق علم وکمال مین شہرہ آفاق آتے ہی
برس پڑے گا طبقات زمین ہلا دے گا اب بہار رنگین کا اور قوت ہوگی اور بھی خراج گزار جل چکے
ہونگے باغبان قدرت نے مسکرا کر کہا ملکہ نہ گھبراؤ مجھے کچھ اور رنگ معلوم ہوتا ہے آج ہمارے
شہنشاہ عیاران سات مرتبہ بصورت ہائے غیر مکرر تشریف لائے مطلب حاصل نہوا ہر مرتبہ پہچان لیے
گئے کیا عجب ہے کہ وہی تشریف لائے ہون یہ بہت دشوار ہے کہ پہچھکے دیکھے سختی علین بیشہ

خواجہ کام آتے ہیں یقین کامل ہے بصورت کوکب وہی تشریف لاتے ہیں باغبان قدرت یکرہا ہے
ملکہ ناہید مرصع پوش شوہر کو دیکھکر گھبرائی ہیں گلگونہ گلگون پوش سے کہتی ہیں اے گلگونہ میں سحر
نکرونگی تخت میرا ہٹالو تم جاکر غدر کرو گلگونہ نے کہا حضور اب غدر کیسا لڑینگے مرینگے جان دینگے غدر
نکرینگے یہاں تو یہ ذکر ہے کوکب نقلی تخت اوڑاتا ہوا صحرا سے چلا آتا ہے بہار رنگین نیچہ کھینچے ہوئے
دانے ماش کے ہاتھہ میں یہی خیال ہے اقبالمندی ہماری کہ یوں آگیا ایسے کا گرفتار ہونا دشوار
تھا گھس کر نیچہ ماروں تخت پر چڑھکر سر کاٹ لوں یہ سوچکر آگے بڑھی نیچہ ہلالی تولتی ہوئی ڈورا
کھولتی ہوئی جب قریب تخت پہونچی کہا او ساربان زادے کیا تجھکو زندہ چھوڑونگی یا میرے ہاتھہ سے کیونکر
بچیگا عمرو ہاتھہ باندھکر کھڑا ہو گیا کہا ملکہ معاف کرو توبہ کرتا ہوں اب کبھی صورت نہ بدلونگا کہاں بھاگ کے
جاؤں کہاں چھپوں اہل اسلام نے مجھکو تباہ کیا ایسے ہمہ دان ہمہ گیر کے سامنے بھیجا عمرو نے تو ہچک کر
یہ کہا بہار رنگین نے تخت پر قدم رکھا ہاتھہ بڑھاکر چاہا گردن مروڑوں بارگاہ دانیال کے ستون پر
ہاتھہ پڑا چاہا گردن لوں جیسے ہی جسم بارگاہ دانیالی سے مس ہوا سر تلے ٹانگیں اوپر پیر طناب میں
بندھ گئے عمرو نے نعرہ کیا سب خوش ہو گئے عمرو نے تخت زمین پر اوتارا زبان میں بہار رنگین
کے سوزن دیا مروڑ کر مشکیں باندھیں بڑی کدوکاوش سے اس کو پایا ہے ایسا نہو نیچے سے نکل جائے
تخت زمین پر آیا بہار و باغبان سبحان اللہ کہتے ہوئے دوڑے خواجہ عمرو نے بہار
طلسم ہوشربا سے پوچھا میں نے اس کو پکڑ لیا یہ آتش سحر کب تک شعلہ ور رہے گی ملکہ بہار نے کہا
خواجہ سحر اس نے ایسا کیا کہ ہمسے نہیں دفع ہو سکا یا تو یہ خود دفع کرے یا اسکے قتل ہونے پر مٹے خواجہ
عمرو نے کہا اے بہار گلعذار خدا کی قدرت کہ ایک فصل میں دو طرح کی بہار یہ اقبالمندی اسد نامدار ہی
میرا دل نہیں چاہتا کہ میں اسکو قتل کروں بہار نے کہا خواجہ ساحرہ تو بڑی نامی وگرامی ہے
منظور نظر کوکب روشن ضمیر خواجہ عمرو نے یہ سنکر بہار رنگین کو ستون سے باندھا تازیانہ حضرت اسحاق
کا نکالا بہار رنگین کو ہوشیار کیا بہار رنگین نے آنکھیں کھول کر دیکھا چار جانب سرداران
اسلام مجھکو گھیرے ہوئے سمجھائے ہیں سحر سے میرے آگ برس رہی ہے ہزارہا ساحر جلے صدا فریاد کی
آتی ہے عمرو کو کھڑا لیے کھڑا ہے گھبرا گئی کہ میں کیونکر گرفتار ہوئی سحر نہ کرنے پائی دل کی دل ہی میں ہی
عمرو نے کہا کہ اے بہار رنگین قدرت پروردگار کا تماشا دیکھا تجھکو ہمارے قبضے میں کرا دیا جب ہم سامنے

ظاہر ہوئے تو نے بیشک بچانا تھا اس خیال پر آپڑی کہ عمرو کو قتل کرون لیکن ہمارے خدائے نادیدہ
نے تجھکو گرفتار کرایا ہمکو قتل نہ کر سکی قضا میری تیرے ہاتھ سے نہ تھی اب بہتر یہ ہے کہ بہاریہ ائے عالم
کی پیروی کر گلشن دنیا کو باغبان ازل نے کس رنگینی سے آراستہ و پیراستہ کیا بہار رنگین تجھکو نام
مرحمت ہوا اب صورت خزان دیکھنے کا محل آیا باغ حیات مین تیرے ہوا خلاف جلی مناسب یہ ہے
کہ پیروی احکام باغبان قضا و قدر مین مصروف ہو اگر اتبک تجھکو قتل کر ڈالتا کون خبر لینے والا تھا ملکہ
ناہید مرصع پوش نے بھی اوٹھکر فرمایا کہ اے بہار رنگین ہمارے حق ہونے پر تو بھی گواہ ہے حنائے
گلگون پوش نے سالہا سال رنگ جمایا شوہر کو ہمارے ہمسے چھوڑایا یہان تک حکم صادر ہوا کہ
جمشید و تبران مان سے نہ ملین سالہا سال اپنی اولاد کو ہمنے نہین دیکھا اگر اوسشخص قتل کو ہمنے قتل کر ڈالا
تم صاحبونکو کیون ناگوار ہوا وزرا امرا شہزادیان سب یہان کے سردار بہار رنگین سے صورت آشنا ہین
خواجہ عمرو نے بھی بجہ کلمہ فرمایا کہ اگر اطاعت ملکہ ناہید کی نکرے گی فوراً قتل کرونگا ہر ایک کو ناگوار ہے
حسن و جمال و سن و سال پر رحم آتا ہے کہ ایسا گل رنگین گلشن دنیا سے اُٹھ جائے غنچۂ آرزو مرجھائے
مقام تاسف ہے بہار رنگین کے تو ہوش باختہ ہو چکے تھے سب ساتھ والون نے جو سمجھایا زنگ کفر
آئینۂ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا اشارہ کیا کہ یہ کنیز اطاعت کرنے کو حاضر ہے ملکہ ناہید
مرصع پوش نے زبان سے سوزن نکالا بہار رنگین قدمون پر ملکہ ناہید کے گری بدل و جان اطاعت
کی بہار رنگین نے اپنے سحر کو دفع کیا لشکر جو سامنے موجود تھا بہار رنگین نے جاکر آواز دی مین تو
حقدار کی شریک ہوئی یہ مقدمہ فساد زن و شوہر ہے غیرون کو کیا دخل اگر وہ اپنی بیٹی کی شادی کرتی
ہین کیا خلاف ہوا شہنشاہ کوکب و شسنضمیر کو ناگوار ہے ایسے پیوند کسے ملتے ہین اہالیان لشکر
غصے مین بہار رنگین پر آپڑے ملکہ ناہید نے سردارون کو حکم دیا بہار رنگین کی شرکت کرو
ان نالائقون کو مار لو مار کر سب ساحرون کو بھگا دیا ہزار ہا کو قتل کیا کوکب و شسنضمیر اسی قلعۂ آہن
مین قیر رضا کی فقیر بنکر بیٹھا ہے ایک ابر چہار جانب گھرا ہے کہ چند ساحر دوڑے ہوئے آئے تمام کیفیت
بہار رنگین کی بیان کی کوکب کو بہت ناگوار ہوا غصے مین کہا جس وقت اپنے مقام سے اٹھ کھڑا ہونگا
بوٹیان کاٹ کے سب کی پھینک دونگا بہار رنگین کے شریک ہونے سے میرا کیا نقصان ہے ان سبھون کی
قضا دامنگیر ہے سازبانج ادہ یہ فساد برپا کر رہا ہے اگر مزاج مین آگے یہین سے بیٹھے بیٹھے سب کو مٹا دون

کوکب تو اس حال مین ہے لیکن بعد شریک ہونے بہار رنگین کے ملکہ ناہید مرصع پوش نے انجمن
مشاورت کو منعقد کیا شمع رائے روشن ہوئی صلاحین ہونے لگین ملکہ ناہید نے فرمایا صاحبو یہ بھی
باعث خرابی ہے جس روز کوکب قصد کریگا اوسکے سحر کا بار کوئی نہ سنبھال سکیگا اب مناسب یہ ہے کہ
سامان لشکر کشی ہو دشمن کو مہلت نہ ملے زور نہ پکڑنے پائے سب کی صلاح یہی ہوئی ملکہ ناہید کو
تخت پر سوار کیا ایرج نوجوان کو بسبب ہونے لوح طلسم نرگس کے مقدمۃ الجیش یعنی ہر اول
لشکر بعدہ صاحبقرانی نعلشاہ و قاسم و جہانگیر و ملکہ بہار و باغبان دلخور سرخ چشم
وغیرہ جملہ سرداران نامی رائے سے خواجہ عمرو کی لشکرون کو ترتیب دیکر طرف قلعہ آہن حصار نرگس
سے چلے بعد قطع منازل و طی مراحل سامنے قلعہ آہن کے پہونچے دیکھا کہ کوکب نے ابرہائے سحر اس طور
سے حائل کیے ہین کہ اون تک کوئی پہونچ نہ سکے ابر سیاہ مین بجلی چمک رہی ہے رعد کی گرج دل ہلاتی
ہے سایۂ ابر سے ہٹا کر لشکر ملکہ ناہید نے اوتارا کوکب اسی طرح لباس شنجرفی پہنے ہوئے بیٹھا دیکھا کیا
بلکہ جب لشکر فرودکش ہونے لگے تو کوکب نے ابر کیجانب اشارہ کیا منہ سے پنجے ابر سے گرے
کئی سے سرداران لشکر ملکہ ناہید کو اوٹھا کر لے گئے سامنے ایک برج مین کوکب نے اون کو قید کیا
یہ حال دیکھکر ایرج کو انتہا کا غصہ آیا چاہا کہ تلوار کھینچکر قلعہ پر جا پڑون خواجہ عمرو مانع ہوئے ابر کے
سایہ سے ہٹ کر فرودکش ہوئے بارگاہ استادہ ہوئی ملکہ ناہید مع اپنے وزرا بارگاہ آسمان جاہ مین
جلوہ فرما ہوئین صحبت رقص و سرود آراستہ ہے شیران دشت نبرد دنگلون پر جھوم رہے ہین ملکہ
ناہید مرصع پوش نے خواجہ سے کہا آپنے سرکشی کو کوکب کی ملاحظہ کیا اتنے سرداروں کو اوس نے لیکر
قید کر لیے عمرو نے کہا مینے تو یہ چاہا تھا کہ کسی طور سے میری رسائی ہو مین سر اپنا قدمون پر
کوکب کے رکھون عرض کرون کہ اے برادر یہ سر حاضر ہے شاید اوس کو رحم آجائے مصالحہ ہوئین
فساد کا بڑھنا نہین چاہتا زوال دولت کوکب بھی ہونا نا منظور اپنے سرداران کا گرفتار ہونا
انتہا کا ناگوار ہوا بسم اللہ طبل جنگی بجے تقدم کا ہمکو خیال ہے کہ ہماری جانب سے پیش قدمی نہ ہو
یہ ذکر تھا کہ ہرکارون نے عرض کی حضور قلعہ تو معلوم نہین ہوتا ابرہائے سیاہ و سرخ حائل ہین اتنا
غلامون کو دریافت ہوا کہ نقارۂ رزمی کی صدا آرہی ہے عمرو نے حکم دیا ہم بھی اسی کے مشتاق تھے
بسم اللہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی طبل جنگی بجے نقارۂ رزمی پر چوب پڑی تیاریان

ہونے نگین رات کو بہار و باغبان واسطے طلایہ کے اُٹھے ابر سیاہ سے اکثر برقین گرین کئی سردار مارے
گئے کئی کو پنجے اوٹھا کے لے گئے بوقت سحر اس سرکشی کی خبر بھی عمرو نے سُنی دل عمرو کا برائے کوکب بیقرار
ہے یہی دل مین ہے کہ جس طرح بنے بران اور ایرج کی شادی کوکب خوشی سے کرے زن و شوہر مین
میل ہو جائے ورنہ بڑی خونریزی ہوگی بوقت سحر لشکر کو آراستہ کرکے سایۂ ابر سے ہٹے ہوے لشکر لاکر
جمائے اسقدر پردہ ہائے ابر کوکب نے حائل کیے ہین کہ اہالیان لشکر ملکہ ناہید کوکب کو دیکھ نہین سکتے
بعض وقت چشمک زنی برق سے اتنا ثابت ہوتا ہے کہ کوکب سنہری ابر مین شنجرفی لباس پہنے ہوئے
بھبھوت چہرے پر ملا ہوا ہیرا اگی ہاتھ مین آنسو بہ رہے ہین جب آمد لشکر کوکب نے دیکھی ایک
طایر ابر سے نکل کر کڑکا طائر نے آواز دی اے فرقۂ خدا پرستان جسکی قضا دامنگیر ہو میدان کارزار
مین نکلے تو احوال سرکشی کھلے ملکہ مخمور سرخ چشم نے طاؤس زرین بال کو صف سے نکالا آکر
ملکہ ناہید کو سلام کیا ملکہ ناہید نے فرمایا اے مخمور تمکو خدا کے سپرد کیا مخمور طاؤس کو اوڑاتی
ہوئی زیر ابر پہونچی کنٹھے سے دانہ یاقوت احمر کا نکالا اسم سحر پڑھکر ابر پر پھینکا کئی پردہ ہائے
ابر ٹوٹے پردہ ہائے ابر مین ساحر مخفی تھے وہ سحر کرتے ہوے مخمور پر آپڑے مخمور نے کئی ساحر
قتل کیے جب دانہ یاقوت احمر کا مارا ابر کو توڑ کر نکل گیا برقین چمکین آگ بھی برسی ہوائے گرم
چلی مخمور کسی حال مین نہ رکی قصد ہوا ابر کو توڑ کر سامنے کوکب کے پہونچون کئی پردہ ہائے سحر اپنے
کمال سے توڑے سامنے کوکب کے آکے جکی ابکی نیمچہ ہلالی کھینچا کہ ابر سحر درقلعہ دفع کرکے کوکب
سے مقابلہ کرون آگ جا بجا برساؤن یہ سوچ کر طاؤس زرین بال کو چمکایا چاہتی تھی کہ دانۂ یاقوت احمر
کے مارے ابر مین جنبش ہوئی ایک برق تڑپ کر مخمور پر گری مخمور کے دو ٹکڑے ہوے سنہرے پنجے لشکر
اسلام پر گرنے لگے صدہا کو اٹھا لے گئے ملکہ ناہید نے بڑھکر سحر کیا کہ بیچ مین لکہ ابر حائل
ہو گیا کہ پنجون کا گرنا موقوف ہوا لاشہ مخمور دیکھکر سب کے کلیجے پھٹ گئے سب سے زیادہ اپنا حال
ایرج نے ابتر کیا ملکہ ناہید مرصع پوش نے سمجھا دیا کہ اے نور نظر یہ کشتہ سحر ہے جس برج مین
اور سب سردار قید ہین اس مین مخمور بھی مقید ہوئی سردارون کو سمجھا کر لشکر پھر رنجیدہ کبیدہ
آکر بارگاہ مین داخل ہوئے پھر طرف سے کوکب کے صدائے طبل جنگ آئی طائر نے چمک کے پھر
آواز دی کہ اے فرقۂ خدا پرستان اپنی جان بچاؤ شہنشاہ کوکب تمہارے حال زار پر

رحم کرتے ہین ورنہ بہت پچھتاؤ گے بحسرت و یاس مارے جاؤ گے ملکہ ناہید مرصع پوش نے بھی
طبل جنگی بجوایا چار پہر رات تیاری ہوئی صبح کو لشکر آ کر جمے باغبان قدرت ملکہ مخمور کے واسطے
بیقرار ہو کر نکلا ملکہ ناہید سے اجازت لی خواجہ بھی قریب تخت ملکہ ناہید موجود تھے عمرو نے خود
حکم دیا کہ بسم اللہ باغبان گھوڑے کو اڑا کر میدان کارزار مین آیا کئی سحر ایسے کیے کہ زمین کانپی ابر سے
طائر مارے ٹپکنے کو برق کے مٹایا ہر مرتبہ قصد کرتا ہے کہ ابر کو توڑ کر نکل جاؤن جھونکا ہوائے گرم کا چلتا
ہے طاؤس زرین بال سحر قدم نہین ہٹاتا سحر بگڑے جاتے ہین باغبان نے نیمچہ کھینچا کہ مثل برق لپک کر
ابر کو توڑ کر نکلون کہ ابر سیاہ سے ایک برق چمکی باغبان پر گری اپنے کو تو باغبان نے بچایا گھوڑے
کے دو ٹکڑے ہوئے اسباب سحر جھولی سے گرا مجبور ہو کر چرخ مارتا ہوا قریب ابر جا کر گولا مارا ذناٹے
کی صدا آئی زمین تھرائی تلوارین باغبان پر برسنے لگین کئی تلوارون کو توڑا ایک نیمچہ ہلالی چمک کر
اس طرح گرا جیسے کسی سپکیت نے ہاتھ تلوار کا مارا باغبان کے دو ٹکڑے ہوئے باغبان کے
مرنے سے صدہا جوان ابر پر جا پڑے کچھ نفع نہ ہوا کئی سے جوان مارے گئے ملکہ ناہید مرصع پوش
نے آواز دی خواجہ طبل امان بجوا دیجیے ہر چند عمرو قصد کرتا ہے کہ طبل امان بجوا کر لشکر کو واپس
کرون محبت باغبان قدرت مین کوئی نہین مانتا ابر پر خود جا پڑتے ہین کسی کے دو ٹکڑے ہوئے
کسی پر مثل چنگاری کے گرا اوس وقت ملکہ ناہید کو عالم یاس ملکہ بران شمشیر زن کو ایک بارگاہ مین
چھپایا ہے کنیزون نے جو ملکہ بران کو خبر پہونچائی ملکہ سر پیٹنے لگین فرمایا غضب ہوا ہماری وجہ سے
بڑا سردار مارا گیا مخمور کے مرنے کی خبر جس وقت مشتہر ہوگی نور الدہر عاشق صادق ہے فوراً جان دیگا
لشکر مین بڑی خرابی ہوگی کون کس کس کو سمجھائے ہر چند کہ سب کشتہ سحر ہین اوسکے قبضے مین تو ہین اگر قصد
کرے تو قتل کر ڈالے یہ ملکہ ناہید نے بے اختیار سامنے کل سردارون کے ظاہر کیا کہ آپ لوگ بیقرار نہون
مین اپنی رہائی کی تدبیر کرونگی یہ کہکر خود تخت کو اپنے بڑھایا چار عقاب بزرگ تخت مین کسے ہوئے عقاب
جو بڑھے کئی ہزار کنیزون نے بلوہ کیا گولے ترنج مارتی ہوئی چلین مگر اونکا سحر نہین تاثیر کرتا ابر سے جو سحر گرایا
ہزار قتل ہوا یا زخمی ہو کر پیچھے ہٹا الیان فوج ہزارہا مارے گئے غل بلند ہے لکہائے ابر سیاہ گرتے ہے
مین طائر گرد ابر پھر رہے ہین برق تڑپ کر گرتی ہے بے جلائے نہین ٹلتی ملکہ ناہید نے کاغذی سپرین
کاٹ کے علمشاہ و قاسم و جہانگیر و ایرج کے سر پر برائے حفاظت حائل کردین جو برق گرے سپر او سکو روک لے

یہ صورت حفاظت نکالی ہے مگر سحر کسی کا ابر سحر پر تاثیر نہین کرتا اوس بیتابی و بیقراری مین ملکہ ناہید نے
ہاتھہ اوٹھا کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا ایک ابر آتش فشان طرف سے طلسم ہوشربا کے بڑے
زور و شور سے اٹھا سب دیکھنے لگے ابر آکر شق ہوا ابر مین سے شہنشاہ لاچین گرد سرداران خیر خواہان
دولت کمر ہمت چست باندھے ہوئے گرد تخت کے چلے آتے ہین ایک سمت سے ملکہ بلقیس ثانی
و ملکہ بادبان و ناہید تمکین ہر ایک سردار نہایت شوکت و شان سے آکر پہونچا لاچین نے آکر جو یہ
قیامت دیکھی عمرو بڑھکر صف سے نکلا تمام کیفیت لاچین سے ظاہر کی لاچین نے افسوس کر کے کہا
خواجہ مین نہین چاہتا کہ کوکب سے بگاڑ رہے کوئی صورت ایسی ہو کہ یہ فساد مٹے یہ کہکر طاوس بڑھایا
پہلے تو ایسا سحر کیا کہ آگ برسنا موقوف ہوئی برق جو چکی لشکر پر نہ گری یہ انتظام کر کے جھولی سے ماش کا آٹا
نکالا ایک طائر بشکل عقاب بنایا اوس پر سحر کر کے کہا اپنے کو پاس کوکب کے پہونچا یہ نامہ پڑھوا کے جواب
لا طائر کڑکتا ہوا ابرہائے سحر کو توڑ کر سامنے کوکب کے پہونچا زمزمہ سرائی کرنے لگا کوکب نے پہچانا کہ طائر
فرستادہ شہنشاہ لاچین ہے گلے سے نامہ لیکر پڑھا بعد القاب شاہانہ مرقوم تھا کہ اے قوت بازو
اے شہنشاہ خوشخو سقام تعجب ہے کہ تمنے افراسیاب کو قتل کیا اب اہل اسلام کو آباد کرو عورت پر غصہ کرنا
بیکار ہے ناہید تمھاری تابعدار ہے ہمارے پاس چلے آؤ ہم مصالحہ کرا دین گے کوکب نے پڑھکر چاک کر ڈالا
اپنی طرف سے جواب لکھا کہ شہنشاہ لاچین والا تمکین اہل اسلام نے مجکو بڑا داغ دیا مین فرزندان حمزہ کو
مع بُران قتل کرونگا تم لاکھ سفارش کرو مین صلاح پر راضی نہین اگر مجکو خوش کرنا چاہتے ہو ناہید و
بہران و ایرج کا سر کاٹ کر میرے پاس روانہ کرو شاید کسی طرح کا رحم آجائے ایسے واہیات کلمات
لکھکر طائر کے گلے مین نامہ ڈالدیا طائر کڑک کر چلا جیسے ہی سامنے لاچین کے طائر پہونچا لاچین نے
بے پڑھے فرمایا کوکب نے جواب باصفا دیا اوسکو منظور رہے یہ کہکر لشکر کو واپس کیا بجلی جو برسے گرتے تھے
وہ سحر کر کے روک دیے یہ پکار کر کہا کہ اے شہنشاہ کوکب معلوم ہوا زوال دولت تیرا قریب ہے ہماری
نیک بات کو بد جانا یہ بھی سودائے خام ہے صاحبقران زمان کیونکر اپنے فرزند کی شرکت نکرین گے
زمین و آسمان تھرائین گے لشکر کو پلٹا یا آکر داخل لشکر ہوئے کہا صاحبو مین برائے چند ساعت سحر تیار کرنے
جاتا ہون یہ کہکر لاچین والا تمکین عقاب بلند پرواز پر سوار ہو کر ایک جانب چلے خواجہ کا ہاتھ تھام
لیا کنارے آکر کہا خواجہ مین واسطے تدبیر کے جاتا ہون اس ابر سحر کا دفیعہ لاتا ہون جہان تک

ہو سکے گا آکر اس ابرو غیرہ کو مٹاؤن گا ہر چند خواجہ عمرو نے چاہا کہ اس وقت کلام کرون لاچین نے
گردن پکڑ کے طایران سحر کی مروڑ ڈالی عقاب پر سوار ہو کر ایک جانب چل نکلا اون کا حال وقت پر
تحریر ہوگا چلتے چلتے خواجہ سے یہ ضرور کہا کہ خواجہ کوکب نے ایک عمل شروع کیا ہے اگر وہ پورا ہو گیا تو
کل ایک بھی زندہ نہ بچے گا خواجہ اسکی تدبیر واجب ہے کوکب عمل نہ تمام کرنے پائے خواجہ کو بخوبی سمجھا کر
لاچین تو چلا گیا خواجہ عمرو فکر مین مصروف ہوئے کوکب روشن ضمیر غصے مین بیٹھا ہوا کانپ رہا ہے کہ دیکھا
آسمان پر برق چمکی ایک تخت ظاہر ہوا یا تو بلند تھا اب کوکب دیکھنے لگا دیکھا خداوند جمشید
تاج یاقوتی سر پر لباس پر تکلف در بر خوشبو کی لپٹین آرہی ہین کوکب کھڑا ہو گیا نعرہ ہوا منم خداوند
جمشید لے کوکب بندون نے میرے تجھکو بہت ستایا کیون گھبراتا ہے کوکب برائے تعظیم
اوٹھا خداوند نے منع کیا اور کہا دیکھ ہم خود آپہونچے یہ کہکر تخت سے کود ے کوکب کا سر سینے سے
لگا لیا کہا دیکھا تخت پہ کون پڑا ہے کوکب نے سر اوٹھا کر دیکھا شہنشاہ لاچین و الائکین و ایرج نوجوان
مشکین بندھی ہوئی مسلسل و مطوق تخت پر پڑے کراہ رہے ہین یہ سنکر کوکب روشن ضمیر نہال ہوا خداوند نے
کہا لے ان کو قتل کر دار پر کھینچ دے دوسری جانب کہا نگاہ اوٹھا کے دیکھ ناہید و بران بھی بندھی پڑی
ایک طرف عمرو کی مشکین بندھی ہین بیہوش و مدہوش پڑا ہے بران کو دیکھکر کوکب بہت جلایا نیمچہ ہلالی
کھینچکر چلا کہ سر کاٹون خداوند جمشید نے اور زیادہ ترغیب دی بران شمشیرزن و ملکہ ناہید مرصع پوش
و شہزادہ ایرج نوجوان و شہنشاہ لاچین و خواجہ عمرو ان سب کو تھوڑی دیر مین کھڑے کھڑے قتل
کرا یا کہا او کوکب دیوانے جن سردارون کو تو نے قید کیا ان کو ہمارے سامنے لا سب کو جہنم
مین پھینکدین یہ لوگ زندہ رہین گے تو پھر فساد برپا کرین گے او احمق نادان تو نے ہمارے نام کا عمل پڑھا
ہم خود چلے آئے کل یہ سب تیرے مقابلے سے بھاگ جائینگے خبردار توبہ کر تو نے دین چھوڑ کر اول
خدائے نادیدہ کی پرستاری کی اب خود پرستی کرتا ہے دم یکتائی کا بھرتا ہے کوکب نے ہاتھ باندھے
کہ اب کبھی ایسی خطا نہ ہوگی خداوند جمشید نے ایک ٹھوکر ماری گلابیان سرنگون ہوئین قرابے
لوٹے اون قیدیون کو جا کر کوکب خوشی خوشی سامنے خداوند جمشید کے لایا خداوند نے کہا اے
کوکب روشن ضمیر منہ پھیر لو بلکہ آنکھین بند کر لو ہم ان کو جہنم مین بھیجوا دین فرشتگان عذاب آتے
ہین تم اون کے دیکھنے کی تاب لا سکو گے لاچین و بران و ناہید و ایرج کے قتل کرنے سے

اعتقاد تو مضبوط ہو چکا ہے کوکب روشن ضمیر آنکھیں بند کر کے بیٹھا بعد چند ساعت کے آنکھیں کھولیں
دیکھا سب سرداران مذکور کے سر کٹے پڑے ہیں لاشے تڑپ رہے ہیں نہال ہو گیا خداوند جمشید کے
گرد پھرا تصدق ہوا نثار ہوا عرض کی یا خداوند یہ فرمائیے لڑائی کب فتح ہو گی خداوند جمشید قہقہہ مار کر
ہنسے کہا ارے احمق نادان بے وقوف جاہل اجہل یہ سب قتل ہوئے تجکو آنکھوں سے نہیں سوجھتا
اب کون تیرا ہم نبرد باقی رہا ہم تدبیر کرینگے کہ صاحبقران زمان طلسم ہوشربا چھوڑ کے چلے جائینگے
تمسے مقابلہ کو نہ آئینگے یا ان کی بھی فکر ہو جائے گی لیکن توبہ کر خود پرستی کرنے کا قصد نہ کرنا تمام جد و آبا
تیرے اسی مذہب کے پابند رہے سلطنت طلسم نور افشان میں اسی وجہ سے خلل پڑا افراسیاب
جادو اسی غرور میں واصل جہنم ہوا ساربان زادہ خداوند جمشید و سامری بنکر دربار میں
افراسیاب کے رہا اوس کے دیدۂ دل وانہ ہوئے آخر کار واصل جہنم ہوا وہی حال تیرا بھی ہوگا
کوکب توبہ توبہ کر رہا ہے لاچین وناہید کے قتل ہونے سے خوب اعتقاد بڑھ گیا ہے قدموں سے
لپٹا ہوا حال دل بیان کر رہا ہے کہ یا خداوند توبہ کرتا ہوں اب کبھی ایسی حرکت ناشایستہ نہ کرونگا
خوب رضامند ہوا قدرت نے فرمایا اے کوکب کل طبل جنگی بجوا کر میدان کارزار میں آنا کل اپنے
بندوں کو تسخیر کرا دینگے تجکو سوار کر کے ہمراہ اپنے لیجائینگے تخت طلسم نور افشان پر قائم کیا جائے گا
اب کبھی تیرے ملک میں انقلاب نہوگا کوکب نے قدموں کو بوسہ دیا گرد پھرا تصدق ہوا نثار ہوا خداوند نے
پرورش کا وعدہ کیا کوکب روشن ضمیر نے کئی لاکھ روپیہ کا موتیوں کا مالا کئی کنٹھے یاقوت احمر کے بطور
نذر حاضر کیے خداوند نے دست شفقت پشت پر رکھا سب کے لاشے زیر قلعہ پھینک دیے خداوند جمشید
نے کوکب کا لباس تبدیل کرایا تاج پہنایا لباس فقیری تبدیل کرایا یہ بھی سمجھا دیا کہ ایک عورت کے واسطے
تو نے سلطنت ترک کی خبردار اب اس کا غم نہ کرنا تو بادشاہ عالیجاہ ہے ایک عورت کا غم لیکر بیٹھیگا یہ مناسب
نہیں ہے کوکب نے توبہ کی کہ عورت کا غم نہ کرونگا حنا کا کبھی نام بھی نہ لونگا خداوند جمشید یہ کہکر کوکب
سے رخصت ہوئے کوکب تخت پر آکر بیٹھا وزرا امرا نے نذر دی پھر سلطنت درست ہوئی نوبت
نقارے بجنے لگے کوکب خوش بیٹھا ہے تیاری لشکر کا حکم دیا وزرا سے بلا کر کہا صبح کو دھاوا
کر کے جا پڑونگا سب کو قتل کرونگا یہاں شہنشاہ لاچین وغیرہ بارگاہ میں جلوہ فرما ہیں ملکہ ناہید
مرصع پوش فرما رہی ہیں آج شام سے خواجہ عمرو کا نشان نہیں ملتا اے شہنشاہ

لاچین کوکب نے عمل خوانی شروع کی ہے اگر وہ ختم ہوگئی کوئی اُس سے مقابلہ نہ کر سکے گا بادشاہ طلسم نور افشان ہے ہزار ہا تحفہ جات اوس کے پاس موجود ہین شہنشاہ لاچین نے کہا اے ملکۂ عالم خواجہ عمرو اسی فکر مین گئے ہین کیا عجب ہے کہ با مقصد واپس آئین اگر اون کی عیاری چلگئی تو ضرور عمل خوانی موقوف کرائین گے نہین تو واپس آئین گے پہر رات باقی تھی کہ قلعہ کوکب سے نوبت نقارے کی آواز آئی فوجین قلعہ آہن حصار سے باہر نکلین علمہائے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے ساحرون کے غول کے غول عنٹ کے عنٹ اشیائے سحر ہاتھ مین پرے جمائے ہوئے بالائے قلعہ آہن حصار روشنی ہوئی دیکھا برج کلان مین کوکب نے جلوس فرمایا تاج سر پر رکھے بیٹھا ہے نذرین گذر رہی ہین مبارک سلامت کی صدائین بلند ملکہ ناہید نے فرمایا اس وقت کوکب کو کیا خوشی حاصل ہوئی واضح رائے ناظرین والا تمکین ہو شہنشاہ لاچین جو واسطے تیار کرنے سحر کے گئے تھے شکست ابر کا سحر تیار کر کے لائے اس وقت وہ بھی آئے آکے یہ حال دیکھا کہ قلعہ آہن حصار مین بڑی خوشی ہے انتہا کی روشنی ہوئی ہے فوجین ساحرون کی باہر آئی ہین کوکب کے سامنے ناچ ہو رہا ہے چرند و پرند کو حکم دیا جلد دریافت کر کے خبر لاؤ ہرکارے چشم زدن مین واپس آئے کہا اے شہنشاہ عجب طرح کا معاملہ ہے حضور کا سر و ملکہ مرصع پوش کا سر انور و سر خواجہ عمرو و سر باغبان و مخمور وغیرہ زیر قلعہ پڑے ہین لاشون کے پاؤن مین رسی باندھکر اہالیان لشکر کوکب کھینچتے پھرتے ہین طبل جنگی بھی بجا ہے فوجون مین ہلڑ ہو رہا ہے کہ افسر قتل ہوئے فوج کو چل کر قتل کرین یا بلوہ کر کے بھگا دین شہنشاہ کوکب لباس فاخرہ پہنکر قلعہ سے اُترے ہین بارگاہ زربفتی استادہ ہے آج تو ناچ بھی ہو رہا ہے طبل جنگی کو بھی حکم دیا ہے یہ سنکر شہنشاہ لاچین ہنسے کہا ہمارے اُستاد نے جاکر کوئی عیاری کی ملکہ ناہید مرصع پوش نے پوچھا اے شہنشاہ لاچین یہ کیا معرکہ ہے لاچین نے جواب دیا ملکۂ عالم خواجہ عمرو کا عدیل و نظیر نہین ہے مینے ان کو خبر دی تھی کہ کوکب مصروف عمل خوانی ہے اوسکے تمام ہونے مین باعث پریشانی ہے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ نے جاکر کوکب کو دھوکا دیا سب سردارون کو قتل کر ڈالا اے ملکۂ عالم میرا اتھارا ابھی تو سر کٹا پڑا ہے سب افسر قتل ہوئے سراسر غدر ہوا اس قہر سے کون آگاہ ہے ناہید مرصع پوش بھی بہت خوش ہوئین یہ ذکر تھا کہ خبر پہونچی خواجہ عمرو تشریف لائے ملکہ ناہید برائے استقبال بارگاہ سے نکلین خواجہ عمرو کو لے کر

اندر بارگاہ کے آئین لاچین نے حال پوچھا خواجہ عمرو نے کہا عمل خوانی موقوف کرائی زمرہ فقرا سے
نکالا کوکب کو شہنشاہ بنایا کل بڑے زور و شور سے لڑے گا شہنشاہ لاچین نے کہا کچھ مقام تردد
نہین ہے اوس کے سحر و ساحری کا دفعیہ کیا جائے گا جن سردارون کو خواجہ لائے تھے اون سب کو زنبیل
سے نکالا لاچین نے پوچھا اے شہنشاہ اقلیم عیاری جو قتل ہوئے یہ کون لوگ تھے خواجہ عمرو نے کہا کہ
کوکب کے لشکر کے سردار ہین اب صبح کو شہنشاہ آگاہ ہونگے یہان دربار مین تو یہ ذکر ہے کوکب بارگاہ
زرنفتی مین بیٹھا ہوا بلبلا رہا ہے کہتا ہے خداوند جمشید سب خداوندون سے بہتر و برتر ہین بلکہ
خداوندون کے افسر ہین بڑے وقت مین وہی کام آتے ہین ظاہر مین تشریف لاتے ہین تمام ساحر کہہ رہے
ہین اے شہنشاہ آپ کا اعتقاد قوی ہے بڑے لطف سے آپنے عملداری کی مسلمانون کا ساتھ دیا مذہب
اصلی کو نہین چھوڑا کوکب کہہ رہا ہے کہ کل افسر مسلمانان قتل ہوئے اوس وقت مین قدرت سے کہہ نہ سکا مخمور
و بہار کا حقیقت مین مجھے بھی قلق ہوا عین شباب مین معشوقان خوشخو حسین مہ جبین مگر وہ لایق اسی کے
تھین لاکھ سمجھاتے عمرو کا وہ ساتھ نہ چھوڑتین ساربان زادہ بھی بصد حسرت و یاس قتل ہوا ساکنان
قلعہ آہن حصار بھی ازبس حیران ہین کہ اتنے سردار کیونکر قتل ہوئے جو کوئی پوچھتا ہے تو کوکب ہنسکر
جواب دیتے ہین یہ معاملات راز خداوندی ہین ان کو نہ پوچھو صبح کو ظاہر ہو جائے گا طلسم ہوشربا پر چل کر
عملداری کرو ہرچند کہ خرد مرد معقول ہے اوس نے ان باغیون کی شراکت نہ کی لیکن جب حال قتل عمرو سنے گا
سر دھنے گا یہ رفیق قدیم بلکہ مصاحب ندیم جان لشکر اسلام ہین ہر فرد لشکر پر اسکے احسان ہین جملہ سردار لشکر کی
کرین گے اس کا مجھے کیا خوف ہے مین سب کیلیے موجود ہون مینے خداوند جمشید سے صاحبقران کی
شکایت نہین کی وہ سب کو گرفتار کرا دیتے اب اگر سرکشی کرین گے بہت پچھتائینگے مین بھی چاہتا ہون کو ان کو
سمجھا دون وہ باغ پر بہار نہ مٹاؤن اتنی رات انھین باتون مین بسر ہوئی صدائے مرغ سحر آئی نسیم
سحری چلی طایرون نے صفت باغبان حقیقی اپنی اپنی زبانون مین کی چار جانب سے صدا آئی سحر ہوئی لو سحر ہوئی
کوکب نے تمام اسباب سحر ذات پر آراستہ و پیراستہ کیا مرکب پرند پر سوار ہوا چند قدم چلا تھا کہ جن آراستہ
پشت پر کچھ سردار کچھ ساحر بیشمار بڑے بڑے ساحران غدار اشیائے سحر ہاتھ مین لیے ہوئے خوشی
خوشی طرف میدان کارزار کے چلے تھے کہ علمداران لشکر لاچین و ملکہ ناہید مرصع پوش بڑی
شد و مد سے نمایان ہوئے اب کوکب گھبرا کے دیکھنے لگا آگے آگے باغبان قدرت

بصد صولت و شوکت ایک جانب بہار رنگین ایک جانب ملکہ بہار گلعذار و مخمور سرخ چشم جملہ سردار
شہنشاہ لاچین تخت پر ملکہ ناہید و لاچین کا تخت ملا ہوا علم شاہ و قاسم و جہانگیر و ایرج
نوجوان فوجون کو آراستہ کرتے ہوئے عقب مین سرداران تہمتن و جوانان صف شکن یہ حال پر ملال
دیکھکر کوکب کا چہرہ زرد ہوگیا گھبرا کر کہا یا رب یہ کیا غضب ہوا سب سردار زندہ ہین شب کو
چار سو سردار میرے سامنے قتل ہوئے وزرا امرا نے کہا اے شہنشاہ اتنے ہی سردار ہمارے لشکر سے غائب
ہین کہ میدان سالدار بڑے بڑے ساحران غدار رات سے اون کا پتہ نہین ہے کوکب نے کہا مین کسی کا
خواہان نہین ہون مجکو تو اس مقدمہ مین بڑی حیرت ہے کہ یہ سرداران نامی کیونکر بچے اس غصے مین گھوڑا
بڑھائے ہوئے میدان کارزار مین پہونچا کل لشکر اسلام بھی آکر جا بجا صفین آراستہ ہونے لگین جب صفین
جم چکین نقبائے بلند آواز جانبین سے نکلے اشعار عبرت آمیز پڑھکر ہٹے تھے کہ کوکب نے مرکب باد رفتار
کو بڑھایا میدان کارزار مین آکر آواز دی اے فرقۂ خدا پرستان جس کو تمنا مرگ کی ہو نکلے
ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا خداوند جمشید وعدہ کر گئے ہین پہلوئے تخت شہنشاہ لاچین سے آواز آئی
اے برادر بجان برابر منم مہر سپہر عیاری کیون رات کو کیا معرکہ گذرا اپنے سردار ہم لے آئے
تم ابھی تک اوسی انتظار مین ہو بولے کوکب ہمارا کہنا مانو ناہید سے مل جاؤ بڑا تمھین ہمارے
پہچان لینے پر دعویٰ تھا شب کو نہ پہچان لیا اگرچہ چاہتا تمھاری بھی گردن لیتا مشکین باندھکر لے آتا
اے کوکب مجکو تمھارا بڑا خیال ہے اب سرکشی بہتر نہین ہے ناہید نے کوئی خطا نہین کی نسبت ملکہ
بران کی نبیرہ صاحبقران سے قرار پائی ایرج صاحب حسب و نسب بطن سے ملکہ گیتی افروز کے
صلب شہزادہ قاسم غادر سیاہ سے جسکی جرأت و شوکت تمام عالم پر ظاہر ہے فتح طلسمات سیلح ممالک بحر و بر
ایسا خویش کس کو ملتا ہے یہ سنکر کوکب اور زیادہ جھلایا کہا او ساربان زادے تجھ سے سمجھونگا آیندہ کیا
عیاری کرے گا عمرو نے کہا اے کوکب بات بات مین عیاری ہوگی کوکب نے کہا کیا مجال خوب آپس مین رد و قدح
ہوئی شہنشاہ لاچین نے کہا خواجہ اس سے کیا فائدہ وہ بات کیجیے جس سے کچھ مراد حاصل ہو تسکین دل ہو
کوکب نے کہا کسی کو مقابلہ کو بھیجو جس کی قضا ہو وہ آئے شہنشاہ لاچین خوش آئین نے مرکب
برق قدم کو مہمیز کیا تین ٹھیکون مین گھوڑا میدان مین پہونچا کوکب نے جھولی سے گولا نکالا شہنشاہ
لاچین پر پھینکا لگا ابر سیاہ بڑے زور و شور سے پہلوئے قلعہ سے پیدا ہوا لاچین کو ابر نے گھیرا

آگ برسی تلوارین گرین لاچین نے مرکب کو چھوڑکر جست کی برق جہندہ بنکر ابر سیاہ پر گرا ابر کے ٹکڑے
اوڑا دیے بارش شمشیر موقوف ہوئی دن روشن ہوا کوکب نے سب کو برعنائی و زیبائی پایا تلوار کھینچکر لاچین
پر چلا اہالیان لشکر کو آواز دی ہان یارو گھیر کر اس پیر زمین گیر کو مار لو بارہ لاکھ فوج نشان زنگاری
کھولے ہوئے ادھر سے برائے مدد لاچین ملکہ ناہید مرصع پوش چلین باغبان قدرت و بہار گلعذار
و رعد و برق و برق لامع اشیائے سحر ہاتھ مین لیکر لشکر کوکب پر جا پڑے طبقے زمین کے
ہلا دیے ادھر سے نعرہ علم شاہ کی صدا بلند ہوئی ملکہ ناہید و لاچین نے سحر سے حفاظت کی تدبیرین
کر دی ہین کسی کو موتیون کا مالا دیا کسی کو کنٹھا یاقوت احمر کا کسی کے بازو پر راکھ باندھا گیا کہ لکے دُکے
کی خیر منائے ہر کس کا سحر تاثیر نکرے اتنی مہلت جوان سرداران تہمتن نے پائی صفون کو درہم و برہم
کر دیا ہزارون ساحر بڑھ بڑھکر مارے لاچین و کوکب سے بڑے بڑے سحر ہوئے کوکب تو قصد کرتا ہے کہ
مین ملکہ ناہید مرصع پوش پر جا پڑون لاچین کوکب کو روک لیتا ہے ہر مرتبہ للکارتا ہے کہ اے
کوکب غریب عورت پر کیا جاتا ہے ہمسے مقابلہ کر قضائے کار ایک جانب سے کوکب شمشیر زنی کرتا ہوا
آتا ہے دو چار ہزار جوان مارے افسرون کو ٹوکا کہ پہلو سے نعرہ شیر کی آواز آئی نعرہ ایرج
نوجوان . ملک ایرج آفتاب منیر کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر جو تیغ لیے برکشم از غلاف
تزلزل فتد درمیان مصاف . پلٹ کر جو کوکب نے ایرج نوجوان کو آتے ہوئے دیکھا صاف ظاہر ہے
کہ ایک شیر ببر بپھرا ہوا آتا ہے جس صف پر آیا افسر کو تاک کر مارا الوح گلے مین پڑی ہوئی مجلس جادو
کنارے کنارے ایرج کو ترغیب دیتی ہوئی کبھی عرض کرتی ہے میمنہ کی خبر لیجیے کبھی میسرہ کا اشارہ
کرتی ہے اگر کسی ساحر نے یہ کیا کہ پشت پر سے ایرج کے آیا مجلس کڑک کر اس پر گری اوسکے ٹکڑے
کیے پشتی بانی کرتی ہوئی آتی ہے اون کے سرداران نامی بھی جان لڑا رہے ہین خوب خوب لڑے
کوکب غصے مین ایرج پر جا پڑا ایرج نے بھی اودھر رُخ کیا قلب فوج مین آکر تنگا ور چلی سات قدم
مرکب کوکب کا تین قدم مرکب ایرج کا ہٹا بھالے سنبھال کر دونون آپس مین مصروف جنگ ہوئے
دس بیس طعن نیزہ جانستان کی رد و قدح نہوئی تھی کہ دور سے شہنشاہ لاچین نے دیکھا اسباب سحر
منتخب کر کے ہاتھ مین لیا دو تین گولے لشکر کوکب پر مارے لشکر کوکب مین آگ لگ گئی ہزارہا ساحر
مر کر گرے فریاد کی صدا بلند ہوئی یہان ایرج نوجوان نے نیزہ کا مٹھا تھپیڑا مار دیا نیزہ ہاتھ سے

کوکب روشن ضمیر کے نکلا قبضے پر ہاتھ ڈالا مگر لاچین کے سحر نے دل ہلا دیا کوکب مہلت نہین پاتا
کسی طرف سے بہار کا گلدستہ چلا باغبان نے پھولون کا گیند امارا بہار رنگین نے بھی سحر کیے چند نخل سحر
بنائے اودھر سے جو کوکب کا گذر ہوا نخلستان کی ہوا کھائی طبیعت گھبرائی سحر فراموش ہونے لگا
بیہوشی کا ہوش حیرت کا جوش غصے مین خاموش اہالیان فوج جو پیچھے ہٹے کوکب نے پکار کے آواز
دی کہ یارو وقت جانبازی و سرفروشی ہے آج بے لاچین کو قتل کیے نہ پلٹون گا سردار گھبرا کے
جواب دیتے ہین پہلے اپنی جان تو بچائیے دیکھیے ایرج نامور نے مجمع ساحران کو متفرق کر دیا ایرج و
کوکب سے تلوار چلی بسبب لوح کے سحر کوکب ہر مرتبہ باطل ہوا ایک مقام پر لوح چمکی کوکب کی
آنکھ جھپکی ایرج نے اوپر سے ہاتھ مارا تیغہ دو دم سکندری کاٹ مین بے نظیر جوان شیر گیر کوکب نے
گرد اسپر کا اوٹھایا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سپر کو کاٹ کر تاج کو کاٹا سر کوکب زخمی ہوا کوکب نے
داستانہ مارا تیغہ سر سے نکلا چادر خون کی چہرے پر آ وہی حال مین ناہید نے اس طرح کا سحر کیا کہ
آسمان سے آگ برسی شعلہ ہائے آتش نے وہ گرمی دکھائی کہ اہالیان لشکر کوکب کو تاب نہ آئی
جسم پر آبلے پڑگئے ہزارہا ساحر منھ کے بھل گرے ہزارہا کے کاسئہ سر چور ہوئے ہزارہا دیوانہ وار سر
ٹکراتے پھرتے تھے ایک طرف سے لاچین کا بھی سحر ہوا بہار نے گلدستہ مارا مخمور سرخ چشم نے
کنٹھا یاقوت احمر کا پھینکا سب طرف سے سحر جو ہوئے قدم کوکب کے اُٹھ گئے فوج بدحواس ہو کر بھاگی
پلٹ کر جو کوکب نے دیکھا فوج کے قدم اوٹھ گئے علم فوج سرنگون جوش دریائے خون ہزارہا لاشہ پڑا تڑپتا
ہے سرکشون کے سر مثل کاسئہ گدائی ٹھوکرین کھاتے پھرتے ہین ہاتھ پانون کٹے پڑے ہین میدان تمام
خون سے لال بڑے بڑے افسر اس جنگ مین مارے گئے ایرج لوح چمکاتے ہوئے چلے آتے ہین
کوکب کا کچھ زور نہ چلا جراءت ایرج دیکھکر گھبرا گیا شکست فاش کھائی لشکر منتشر ہوا اوس وقت
کوکب مرکب شکین پر ندا ڈرا کر ایک جانب نکل گیا بارگاہین لٹین خیمے وغیرہ لنیے قبضے مین لیے ہزارہا
ملازمان کوکب گرفتار رہوئے ہزارہا نے بڑھکر قدمون کو ملکہ ناہید کے بوسہ دیا یہی غرض تھی کہ ہماری
خطا معاف فرمائیے بعض کا یہ قول تھا صاحب زن وشوہر کی لڑائی مین ہمکو کیا دخل ہے جو کچھ مناسب
جانا وہ کیا فساد کرنے والے ذلیل ورسوا ہون گے لاچین وغیرہ بہ فتح و ظفر پلٹے بارگاہ مین
استادہ ہوئین سب سرداران نامی وشہزادگان گرامی مصروف عیش ونشاط ہوئے خواجہ

عمرو نے یہ فرمایا اے ملکہ ناہید ابھی اطمینان نہین ہے ہرکارے روانہ کرو کہ دریافت کرکے خبر لائین کوکب
کہان جاکر ٹھہرا ہے اگر وہ طلسم باطن نور افشان مین چلا گیا کس کی مجال ہے کہ وہان پہونچے لہذا ایرج
طلسم نور افشان کی فکر کرنا پڑے گی ایرج نوجوان صاحب اقبال ہے اوس کے واسطے عبادت خانہ
آراستہ ہوگا غیب سے مدد طلب کیجائے وہ جستجو کرے گا بدون حصول لوح طلسم نور افشان مطلب اصلی
حاصل نہ ہوگا اگر طرف طلسم کے نہین گیا کسی شہر پر ٹھہرا کسی سرکش کو طلب کیا اوس وقت مین یہ
تدبیر ہے کہ فوراً چلکر گھیر نا چاہیے بموجب قول بزرگان مصرع دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد اگر جمعیت
بڑھ گئی فتح جنگ کوکب مشکل ہوگی سب صاحبون نے ملاحظہ فرمایا کوکب کسی سے نہین دبا ہے
برابر لڑا ایرج ہی کے ہاتھ سے زخمی ہوا سب نے اس صلاح کو پسند کیا شہنشاہ لاچین نے طایران سحر
ملکہ ناہید مرصع پوش نے ہرکارے واقف کار ساحر رازدار برائے خبر کوکب روانہ کیے سب کو
انتظار ہے کہ ہرکارے خبر لیکر آئین تو لشکر تیار کیے جائین سامان جنگ ضرور ہے معرکہ ہائے عظیم پڑینگے
خواجہ فرماتے ہین مزاج سے کوکب کے کوئی آگاہ نہین ہے مینے مزاج کو اوسکے خوب سمجھ لیا ہے غصہ اوسکے
مزاج کا ابھی تک نہین اترا جب تک گوشمالی قرار واقعی نہ ہوگی تب تک راضی نہ ہونگے جو اون کی خواہش
ہے وہی ہوجائے گا ابھی تک تو یہی گھمنڈ ہے کہ مینے عمرو کو عیار بنایا میری مدد سے عمرو عیاری کرتا ہے
جب دماغ سے یہ سودا نکل جائے گا تب راہ پر آئے گا مین جان و آبروئے کوکب کا دشمن نہین ہون
یہ سودا جو اوسکے دماغ مین بھرا ہے کہ مذہب سب برے ہین خود پرستی کرون یہی میرے اونکے دشمنی
ہے وحدانیت رب اکبر کا انشاء اللہ قائل کرادونگا راہ راست بتاونگا یہان تو یہ تدبیرین ہین
گرفتاری کوکب کی تقریرین ہین مگر کوکب روشن ضمیر بیقرار و اشکبار و زخمدار شکست خوردہ کچھ مشیران
سلطنت و وزیران مملکت ہمراہ ہین ہو ورتک اوسی مرکب پر آیا جب سر سے خون بہت جاری ہوا
ہاتھ پانون مین رعشہ آیا خیر خواہان دولت نے تخت پر سوار کر لیا بے سر و پا راہ طے کرتے ہوئے چلے آتے
ہین قریب ایک کوہ فلک شکوہ کے پہونچے وہ مقام نہایت سرسبز و شاداب تھا طایران زمزمہ سرا
پھولون سے جنگل ہرا بھرا چشمہ ہائے آب صاف و شفاف زور بارہے ہین ملازمون نے عرض کی حکم ہو تو دو چار
گھڑی اس مقام فرح افزا مین ٹھہرین زخم دوزی کرکے پھر آگے بڑھین گے کوکب نے منظور کیا بر سر کوہ فلک شکوہ
ملازمون نے فرش بچھایا مسند آراستہ کرکے کوکب کو بٹھایا زانو پر سر رکھکر زخم دوزی

کرنے لگے کوکب کو جب آرام پہونچتا ہے تو اوٹھ بیٹھتا ہے آخر سب نے یہ صلاح کی کہ شہنشاہ کو لیکر قصر جمشیدی
مین چلیں کوکب نے آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی کہا یارو قصر جمشیدی کجا وہ مقام جنت نظیر ہمسے چھوٹا
ساکنان قرب و جوار کہینگے شہنشاہ شکست کھا کر آئے مجھسے ایسے کلمات نہ سُنے جائینگے مین اور
کسی مقام پر جا کر ٹھہرونگا یکہ و تنہا جا کر لڑونگا بدون قتل عمرو مجھکو آرام نہ آئے گا یہ کہکر کوکب کی
آنکھون سے آنسو جاری ہوئے بہت رویا ساتھ والے سمجھانے لگے کہ اے شہنشاہ ابھی ایسا ڈٹ کر
لڑینگے فوج دشمن درہم و برہم کر دینگے سب سے زیادہ ملکہ ناہید مرصع پوش کو سزا دینا چاہیے شہنشاہ کی نہ وجہ
خاص ہو کر دشمنون کا ساتھ دیا کوکب نے کہا یہ امورات گردش فلکی ہین مینے عمرو کی عیاری
کو نہ پہچانا ورنہ اوسی مقام پر خاتمہ تھا وہ سردارون کو چھوڑائے گیا مینے دہوکا کھایا ایرج
نوجوان کے ہاتھ سے شکست ہوئی یہ کہکے کوکب نے قصد کیا کہ تخت پر سوار ہو کر کسی جانب روانہ ہو
کہ گوشہ صحرا سے ایک ٹکڑا ابر برقی پیدا ہوا صاف ثابت ہوتا تھا دریائے خون موج مارتا ہوا آتا ہے
سامنے اس پہاڑ کے آکر وہ ابر ٹھہرا کوکب نے کچھ اشارہ کیا ابر شق ہوا سب نے دیکھا ایک تاجدار تخت
طاؤسی پر سوار تاج بے بہا سر پر قبائے قلم کار زیب جسم دریائے سحر مین غوطہ مارے ہوئے ابرون
پر بل جیسے ہی کوکب کو دیکھا بے اختیار پکار کر آواز دی اے نور نظر اے پارہ جگر اس پہاڑ پر کیونکر آنے کا
اتفاق ہوا اوس ساحر بزرگ نے جو یہ کہا کوکب نے دوڑ کر اوستاد کہکر گلے مین ہاتھ ڈالدیے چیخین مارکر
رویا اس ساحر نے کہا برادر بجان برابر کا مزاج کیسا ہے بھائی صاحب کا ہمیشہ یہی قول تھا کہ اگر کوکب
روشن ضمیر پر کوئی نگاہ کج ڈالے اوسکی آنکھین نکال لون یہ جو اوس تاجدار نے کہا دل تو کوکب کا
بھرا ہوا تھا ہی شکست خوردہ رنج و ملال اوٹھائے ہوئے گلے مین ہاتھ ڈال کے لپٹ گیا اسطرح کوکب
بیقرار ہو کے رویا جیسے کوئی مصیبت زدہ اپنے بزرگون کے سامنے بیقرار ہوتا ہے شدت گریہ سے طاقت
کلام نہ تھی ہچکی لگی ہوئی وہ تاجدار ہر مرتبہ کہتا ہے اے فرزند حال تو کہو کیا گذری یکہ و تنہا وزرا امرا اسباب
شوکت کوئی شئے ہمراہ نہین ہے خدمتگاران شاہی مورد فیوض نامتناہی بطور خیر خواہی کوئی اسوقت
ہمراہ نہین صورت تیری دیکھکر کلیجہ پھٹتا ہے صرف مینے بھائی صاحب کی خیر و عافیت پوچھی اس پر تم اسقدر
مکدر و دردمند ہوے اے نور نظر اگر کوئی رنج و ملال پہونچا ہو تو صاف بیان کرو مثل بھائی صاحب کے مین تمکو
سمجھتا ہون اپنا احوال بیان کرنے مین مجھ سے کسی طرح کا تکلف نکرو کوکب نے دامن اوس بزرگ کا تھانیا

کہا چھوٹے اوستاد کیا گذارش کرون فلک تفرقہ پرداز گردون کجباز نے عجب کجرفتاری دکھائی اگر زبان سے
کہتا ہون قلب اُلٹا جاتا ہے اگر راز چھپاؤن آتش مصیبت استخوان کو جلاتی ہے مفصل حال کہتے ہوئے
شرم آتی ہے بقول شاعر فرد چگویم از سر و سامان خود عمریست چون کاکل ۰ سینہ بختم پریشان روزگارم
خانہ بردوشم ۰ عقل کو زوال ہوا مذہب مین فتور پڑا دوست دشمن ہوئے راہبر رہزن ہوئے معشوق
خوبرو پہلو نشین ماہ تمکین افسر خوبان جہان حور خصال پری تمثال سیار گلشن جنان ہوئے جس کے
فراق مین جی چاہتا ہے مثل مجنون قبر پر جاکر فقیر بنکر بیٹھون فرہاد وار پہاڑ سے سر ٹکرا کر جان شیرین دون
لطف زندگی نہ رہا اس زمانے مین وہ ظلم سہا کہ جس کو بیان نہین کر سکتا اوس تاجدار نے کہا اے
کوکب بس تاویل ہو چکی مفصل حال بیان کرو اوسکی تدبیر کرین کوکب نے ٹھنڈی سانس کھینچکر ابتدائے
حالات خواجہ عمرو ۰ داخلہ خواجہ کا طلسم نور افشان مین اعزاز و اکرام کرنا بلور چار دست کو برائے
مدد روانہ کرنا سحر افراسیاب کا شکست ہونا پے در پے مقابلے افراسیاب کے گنبد نور سے چھوٹنا اسد نامدار
کا ڈرانا افراسیاب جادو سے وحالات شکست رہائے خونروان و ذکر قتل عشاق سبزہ رنگ
و فخر ظلمانی و حضران سبز پوش وغیرہ بیان کرکے ذکر قتل برہمن روئین تن و ذکر قتل نور افشان
از بدعت افراسیاب بیان کرتا جاتا ہے اور روتا ہے آخر مین فساد ہونا صاحبقران سے بمقدمہ عشق
ایرج نوجوان و بران شمشیر زن باغی ہونا ملکہ ناہید مرصع پوش کا و قتل ہونا حنا کا فقیر ہو کر بیٹھنا
قلعہ آہن حصار مین چڑھکر آنا ایرج وغیرہ کا و عیاری خواجہ عمرو ۰ و رہائی جملہ سرداران شکست فاش
ہونا ہاتھ سے لاچین وغیرہ کے اس طرح کوکب نے سامنے اون بزرگ کے بیان کیا کہ وہ بھی بیقرار ہو کر
رو رہے ہین کوکب بھی اشکون سے منہ دہو رہے ہین حال قتل نور افشان سنکر اون بزرگ نے کہا اے
فرزند ارجمند اے راحت جان دل دردمند علاوہ قتل ہونے بھائی صاحب کے مجھے تمہارا ملال کسی طرح گوارا
نہین ہے تم سے بڑی خطائے فاش ہوئی غیر مذہب کے شریک ہوئے اپنے ہم مذہب کی سلطنت
کو مٹایا یہ اوسی کا پھل پایا کہ یکہ و تنہا تباہ پھر رہے ہو لاچین کی کیا حقیقت ہے بہار وغیرہ
سحر کیا جانین ناہید مرصع پوش چھوکری ہے لوگون کے بہکانے سے محبت مین بیٹی کی دوڑ پڑی
اے کوکب تو نے خود ناہید کو اپنا دشمن بنایا بھائی صاحب نے بھی مجھکو اطلاع نہ کی مین زندہ
رہون اور نور افشان قتل ہو جائے خون اوس بزرگ کا بالا بالا نجائے گا خون نور افشان

بیچ

رنگ لائے گا کوکب سر جھکائے ہوئے سوائے بجا و درست کے کچھ جواب نہین دیتا محشر جادو برادر نورافشان
ہر مرتبہ آہ کر کے زانو پر ہاتھ مارتا ہے ہائے برادر نورافشان تمنے کیون جان دی ہمکو اطلاع بھی نہ کی
اتفاق سے اس وقت برائے سیر نکل آیا مین تو لے فرزند ترک دنیا کر چکا سب سامان عیش و جشن معطل
ہوئے نام سے بھائی صاحب کی روح کو راحت قلب کو قوت تھی یہ بھی خوب گمان غالب تھا کہ طلسم
نورافشان مین براحت و آرام رہتے ہین خوب دریافت تھا کہ کوکب نازبردار ہے سب طرح
پر خاطر کرتا ہے ان امورات کا خیال بھی نہ تھا وہ رابطہ و ضابطہ تھے اوس زمانے مین صد ہا خط
خیر و عافیت کے آئے افراسیاب کا ذکر بھی نہین لکھا یہ بھی کبھی نہ تحریر فرمایا کہ اے برادر ہماری خبر
لینا طلسم نورافشان مین فساد در پیش ہے ہاکس طرح کا پیس و پیش ہے میرے سامنے افراسیاب کی
مجال تھی کہ سرکشی کرتا قدمون پر لاکر بھائی صاحب کے گرا دیتا خیر اے کوکب انچہ گذشت گذشت جو کچھ تمنے
کیا بہت اچھا کیا اگر فرزند سے کوئی خطا ہوا وس کا علاج کیا سوائے اسکے کہ اوسکا انتظام کرین دشمنون سے
بدلا لین اے فرزند بتاؤ کہ لاچین وغیرہ کہان ہین کوکب نے کہا قلعہ آہن سے شکست کھائی سب سردارون
نے ملکہ بھیر سحر کیا مجلس و اختر و جمشید وغیرہ سب میرے دشمن ہوگئے یہان تک ممکن تھا لڑا آخر
شکست فاش ہوئی طلسم باطن پر جانے کی تلاش ہوئی یہ بھی آپ سے گذارش کرون کہ دہنہ طلسم
نرگس فتح ہوا ایرج نوجوان کے پاس لوح موجود ہے طلسم نورافشان کی خبر نہ دے گی سحر اوس جوان
پر تاثیر نہین کرتا لوح حفاظت کرتی ہے فرزندان حمزہ سب صاحب اقبال ہین حاکم اقلیم جاہ و جلال ہین
اگر قصد کرینگے تو لوح طلسم نورافشان کا ملنا اون کے نزدیک کچھ مشکل نہین ہے یہ نو نبیرہ حمزہ ہے جسنے
طلسم نرگس کو فتح کیا شاہزادہ جہانگیر والا تدبیر دادا اس جوان کا فرزند حمزہ صاحبقران زمان
کو افراسیاب لیکر آیا تھا اوس نے لوح طلسم نورافشان لی اپنا رنگ طلسم مین جمایا گل حیات کوکب
حاصل کیا مرحلہ جات شکست ہوئے بڑے بڑے ساحر اوس شیر کے ہاتھ سے قتل ہوگئے سالہا سال
میرے طلسم پر لڑا وہ بھی اپنے فرزند کی مدد کو آیا ہے رستم بیلتن علمشاہ نوجوان فرزند رشید صاحبقران
بھی برائے مدد ایرج نوجوان آگئے ہین قاسم خاور سیاہ و والد ایرج نوجوان بھی موجود ہین ان سب
جوانون نے ایک مرتبہ بلوہ کر دیا ان سب کے عیار مکار غدار تعلیم کردہ عمرو نابدار اس طور اپنے سردارون
کو لے کر آئے ساحرون کو بیکار کر دیا وہ سب ہمراہ ملکہ ناہید مرصع پوش موجود ہین

یقین ہے ہرکارے میری خبر کے لیے روانہ کیے ہونگے ساربان زادہ تین دن سے کا پیادہ ضرور تدبیر کریگا لیکن اوستاد والانزاد کیا عرض کرون عمرو قوم کا تو رذیل ہے مگر قول کا پابند ہے قلعہ مین خداوند جمشید بنکر آیا صریح مینے دھوکا کھایا اگر عمرو چاہتا مجھے گرفتار کر لیتا لیکن اوس نے تساہل کیا قصر جمشیدی مین بھی مینے دھوکا کھایا تھا مگر دھوکا کھا کر مینے عمرو کو دھوکا دیا ساربان زادے کے کلیجے پر سانپ لوٹتا ہوگا اب اوس کی مکاری مجھپر نہ چلیگی اب مین ہوشیار ہوگیا ایک بات کا اور خیال ہے جب میرے اوسکے ملاپ تھا تو یہ باتین ہوا کرتی تھین مینے کئی مرتبہ کہا کہ اے عمرو اگر کوئی وقت ایسا ہو کہ ہمارے تمھارے فساد ہو جائے جان و آبرو کا خیال رہے اسکے خلاف نہو اوستاد والانزاد اوس ساربان زادے نے تو یہی کیا مین بھی چاہتا ہون احسان اوسکی گردن پر رکھون تمام عالم مین مشہور ہو کہ عمرو آزاد کردہ شہنشاہ کوکب روشن ضمیر ہے عمر بھر یاد رکھے کہ بادشاہ طلسم نور افشان ایسا رئیس جلیل تھا کہ بندہ احسان بنا کر چھوڑ دیا محشر جادو ہنسا کہا اے نور نظر عیار کی یہ لیاقت ہے کہ ہم لوگون سے آنکھ چار کرے افراسیاب جادو عالم غفلت مین رہتا تھا آٹھ پہر شراب و کباب اوس کا دھوکا کھانا کیا مشکل تھا اب خاص اسی امر پر کمر باندھو امورات ضروری کو خیال رکھو جب تک اون کا خاتمہ نہولے کسی کار ضروری مین مصروف نہونا میرے ساتھ میرے باغ مین چلو باغ لالہ زار جہان ہمیشہ خونریزی رہی موج ہوا تیغ بران ہر برگ خنجر درخشان ہر نخل نیزہ خم شاخ خم کمان آہ عندلیب نغمہ سرا تیر دلدوز چشمے سے حباب آنکھین نکالین گے مرا کب باد صبا کے جھونکے مسلمانون کو پامال کر ڈالین گے سایے سے اوس کی دیوارون کے بچنا دشوار ہے سایۂ جنات کا اعتبار ہے اب تم تنہا کیا کروگے یہان کیون بیٹھے ہو چلو باغ لالہ زار بربار گاہ مین استاد کرائین ملازمان خیرخواہ برائے خدمتگزاری آئین مقامات جنگ بھی قرار دین اون کے ہرکارے واسطے خبر کے آتے ہونگے جا کر خبر پہونچائین کوکب نے کہا میرے ساتھ والے منتشر ہوئے ہین وہ بھی آتے ہونگے یہ ذکر تھا کہ محشر و کوکب نے دیکھا معمار قدرت یکہ و تنہا بدحواس زخمدار بیقرار اسباب سحر نذار د ڈھونڈھتا ہوا کوکب کو چلا آتا ہے کوکب نے معمار قدرت کو آواز دی اے برادر ہمارے پاس آؤ اوس نے پلٹ کر آواز دی اے شہنشاہ حاضر ہوا معمار نے آتے ہی اول کوکب کے قدمون کو بوسہ دیا اشارے سے پوچھا اے شہنشاہ یہ کون بزرگ ہین کوکب روشن ضمیر نے کہا اے معمار قدرت جب وقت زوال دولت آتا ہے

انسان اپنے دوست کو دشمن بناتا ہے یہ میرے والد نامدار عم عالی وقار نور افشان جادو کے
چھوٹے بھائی محشر جادو و شہنشاہ خوشخو ہمہ دان ہمہ گیر حاکم اقلیم تدبیر آج تک میری عقل کو زوال ہے!
کہ بیٹے اونکو خبر نہ کی آج یہ میری راہ پر آئے قلعۂ آہن حصار سے شکست کھا کے ادھر آیا اوستاد سے
ملاقات ہوئی تمام کیفیت مینے بیان کی اوستاد فرماتے ہین ایک دن مین لڑائی فتح کر دونگا تم ترتیب فوج کرو
معمار قدرت نے کہا اے شہنشاہ اس وقت شدت گرمی سے غلامون کا عجب حال ہے شب کو اوسی مقام
پر آرام فرمایئے بوقت سحر لشکر بعد کرو فر تیار ہوگا یہان سے سوار ہو کر چلیے گا اہل اسلام بھی آمادہ بیٹھے
ہونگے جس مقام پر آپ کی خبر پائین گے فوراً پہونچین گے ان کو یہی منظور ہے کہ لاچین وغیرہ آپ سے مقابلہ کرین
یہ سنکر اوسی وقت محشر جادو نے ایک تخت یاقوتی سحر سے آراستہ کیا کوکب روشنضمیر کو اپنے پاس
بٹھایا معمار قدرت نے پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالدیا اور جملہ سردار آکر جمع ہوئے محشر جادو نے
سحر سے بیرقین تیار کین اژدہائے آتش فشان پیدا ہوئے علمہائے لشکر اونکے دہن مین دیے علمہائے
لشکر وہ اژدر دہن مین دبائے ہوئے آگے بڑھے کئی ہزار نقارے بجے اس شوکت و شان سے
کوکب روشنضمیر کو محشر جادو ساتھ لیکر طرف اپنے باغ پر بہار کے چلا راہ مین تسکین دیتا ہوا کہ
اے کوکب مین سب کو گرفتار کرادونگا ایک ہفتے مین یہان سے تا بسرحد طلسم نور افشان اہل اسلام
کو ٹھہرنے نہ دونگا اگر بعد اون کے اختتام کے صاحبقران قصد کرینگے ان کی بھی تدبیر ہوجائے گی اب تو فی الحال
ان باغیون کا انتظام واجب و لازم ہے یہ بخوبی ظاہر ہے بموجب مضمون مصرع کار خود کردہ را انسزا نیست
بران و ناہید کی خطا معاف کرنا کوکب نے کہا استادان سب نے ایسے مجکو صدمات پہونچائے
ہین دل ہی میرا خوب جانتا ہے اب ان کا قتل ہی کرنا مناسب ہے. ناہید کی تو صورت سے بیزار ہون کہ
اوس نے میرا خیال نہ کیا دشمنون کو امن پناہ دیا ان سب کی شرکت کی فرزندان حمزہ کو اپنے
گھر مین بلالیا مین نے اوسی کے سحر سے شکست کھائی حنائے گلگون پوش کو یاد کرکے
کف افسوس ملتا ہون نام سے ان ظالمون کے جلتا ہون جس روز سے حنا قتل ہوئی کی مینے
فقیر بنا ہوا اوس کی قبر پر بیٹھا رہا آپ نے آج تخت پر بٹھالیا آپکے حکم کو رد نہ کرسکا میرا دنیا سے جی اوٹھ گیا
محشر جادو نے سر کوکب کا سینے سے لگا لیا کہا اے فرزند دنیا مین ایسے اکثر واقعات پیش ہوتے
ہین ترک دنیا بہت دشوار ہے زن و شوہر کا بگاڑ کیا کوکب روشنضمیر نے سرپر

محشر جادو کے ہاتھ رکھدیا کہا اُستاد آپ کے سر کی قسم کھاتا ہون اب مین ہرگز ناہید مرصع پوش
کی خطا نہ معاف کرونگا ان سب کو قتل کرکے سرحد طلسم نور افشان کو اور طور سے آباد کرونگا استاد
شاگرد باتین کرتے ہوئے بعد قطع منازل وطی مراحل قریب اپنے باغ کے محشر جادو نے لاکے کوکب
کو اوتارا پہلوئے باغ مین ایک برج کلان بنا کر تیار کیا اسکی پشت پر لشکر اُتارا برج پر تخت زرین آراستہ
گرد اوس کے میز دنگل کرسیان درست کرائین تخت پر کوکب کو بٹھایا دنگل زرین پر خود آکر بیٹھا
اور سردار اپنے اپنے مقام پر آکر متمکن ہوئے سب سے زیادہ مقرب معمار قدرت ہے پایۂ چہارم تخت پر
کوکب روشنضمیر نے معمار قدرت کو دنگل مرحمت فرمایا دربار آراستہ ہوا محشر جادو نے سامان
عیش و نشاط طلب کیا ساقیان گلعذار جام بادۂ گلنار لیکر حاضر ہوئے دور جام بے اندیشۂ
انجام گردش مین آیا کوکب کا بھی دماغ تر ہے محشر جادو نے بھی کوکب کو سمجھا لیا محفل عیش
مین شریک کیا چند نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین کو اشارہ کردیا کہ ہمارے فرزند کو بہلاؤ
وہ نازنینان شوخ و شنگ خوشرو خوشخو خوش کلام رعنا زیبا لباس ہائے فاخرہ زیب جسم دریائے
جواہر مین غوطہ زن سامنے کوکب روشنضمیر کے حاضر ہین دلربائی کی باتین کررہی ہین دم محبت
کا بھر رہی ہین چار پہر رات عیش جشن مین گذری ستارۂ سحری آسمان پر چمکا طرف صحرا کے
کوکب روشنضمیر و محشر جادو دیکھ رہے ہین ہرکارے زیر برج حاضر ہین پہلوئے برج مین فوجین
فروکش ہین سردار آتے جاتے ہین بارگاہین استاد کرنے کا حکم ملا ہے کہ صحرا سے گرد اُٹھی محشر جادو
دیکھنے لگا سب سے آگے بڑھا ہوا باغبان قدرت مقدمۃ الجیش لشکر بڑے کروفر سے اٹالا
بارگاہ زربفتی کا اژدرہائے آتش فشان پر لدا ہوا اس کے بعد ملکہ بہار رنگین دوسری جانب ملکہ بہار جادو
ایک جانب چند سرداران ملکہ مہرخ سحر خشم مثل رعد و برق و برق لامع وغیرہ ایک جانب برکہائے
بادرفتار پر رستم پیلتن و جہانگیر صف شکن قاسم نامدار و ایرج عالی وقار بصد صولت و شوکت ملکۂ
ناہید مرصع پوش تخت پر پہلوئے تخت مین شہنشاہ لاچین نامور لشکر ساحران و غیر ساحران
پشت پر بیحساب سرداران لاجواب بارگاہون کے اٹالے لدے ہوئے اس کروفر سے لشکر ظفر اثر
آکر پہونچا ہرکارون نے ملکۂ ناہید مرصع پوش کو خبر دی کہ محشر جادو کوکب روشنضمیر کو
ساتھ لیکر اپنے باغ پر آیا ہے یہ برج تو بنایا ہے پشت پر اسکی لشکر ہے کوکب سے وعدہ کرچکا ہے

کہ مین سب کو گرفتار کر دونگا نام محشر جادو کا سنکر ملکہ ناہید مرصع پوش تو کانپ گئین لاچین نے
فرمایا اے ملکۂ عالم نہ گھبراؤ انشاء اللہ میدان کارزار مین دریائے خون بہین گے کیا ہم تھا ہوش رہین گے
بر وقت جنگ دیکھا جائے گا اسی وقت بارگاہ مین استادہ ہوئین سب سرداران نامی و پہلوانان گرامی داخل
بارگاہ آسمان جاہ ہوئے لاچین خوش آئین نے شہزادۂ ایرج نوجوان کو تسکین دی ہے کہ حضور
متردد و متوحش نہون ذرا کوکب سے مہلت ملے تو حضور کا بھی غنچۂ آرزو کھلے ملکہ ناہید مرصع پوش سے
صلاح پختہ ہو چکی ہے ایرج نوجوان نام شادی کا سنکر باغ باغ ہو جاتے ہین کبھی فرماتے ہین اگر مجکو
حکم ہو مین ابھی برج پر چڑھ جاؤن تخت محشر الٹ دون سامنے محشر کے قیامت برپا کرون لاچین
سمجھا رہا ہے کہ حضور جلدی نکرین یہ ذکر تھا کہ صدائے طبل جنگ کان مین آئی ملکہ ناہید مرصع پوش نے
سر اوٹھا کر پوچھا دریافت تو کرو یہ صدائے نقارہ کیسی ہے کہ سامنے سے چرند و پرند آکر حاضر ہوئے بعد دعا
ثنائے بادشاہی کے عرض کی محشر جادو نے طبل جنگ بجوایا ہے صبح کو میدان کارزار مین آتش افروزی
کرے گا محشر کو اپنے سحر و ساحری پر بڑا ناز ہے شہنشاہ لاچین نے فرمایا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی
وبتائید ربانی طبل جنگی بجے کچھ تردد و انتشار نہین حافظ حقیقی و مالک تحقیقی سر پرست ہے پیدا کرنے والا حافظ
ونگہبان ہے محشر جادو کو اور کچھ گمان ہے لشکر اسلام مین بھی طبل جنگی بجا خواجہ عمرو بھی موجود ہین شہنشاہ
لاچین خوش آئین نے ایرج نوجوان سے کہا اے شہریار لوح سے ہوشیار رہیے گا محشر جادو ضرور فکر
کرے گا یہ کہکر طبل جنگی بجوایا دربار برخاست کیا اپنے اپنے مقام پر آکر مصروف آرام ہوئے لشکرون مین
تیاریان ہونے لگین عمرو نے جو نگاہ اوٹھا کے دیکھا جہان تک نگاہ کام کرتی ہے لشکر ہی لشکر معلوم ہوتا ہے
خواجہ عمرو کو خیال ہوا چلکر کچھ عیاری کرون اگر کوکب پر پنجہ قابض ہو جائے اوسکی وجہ سے اوسے
ملوا دون یہ سوچ کر خواجہ عمرو طرف لشکر محشر جادو کے چلے ایرج نوجوان جو بارگاہ سے اوٹھے
چھپرکھٹ پر آکر گرے اب آئین صبر کی نہین کلتین شہزادہ چھپرکھٹ پر پڑا تڑپ رہا ہے تصویر خیالی ملکہ
بران شمشیر زن کی آنکھون کے سامنے پھر رہی ہے تھا یوہ شیر دل بھی پاس نہین ہے بدبین کوکب
روشن ضمیر محشر جادو کی وہ بھی بلا ہے اکیلا خیمہ جو ایرج نوجوان نے دیکھا دل گھبرایا معشوق با وفا کا
خیال آیا دل سے باتین ہونے لگین تصویر ہاتھ مین بیقراری بات بات مین گویا معشوق کے روبرو شکایت ہجر کی
ہو رہی ہے کبھی بیقرار ہو کے کہتا ہے کیون صاحب ہائے تمھارے یہ کب تک فراق رہے گا آرزو ہے کہ گھڑی

دو گھڑی کو سرفراز کرو کچھ حال دل بیان کرین ہم مجبور و لاچار ہین تمھاری دید کے امیدوار ہین دیکھین یہ پردۂ حجاب کبتک اوٹھے کب تک ہجر کی مصیبت جھیلین کیونکر نہ جان پر کھیلین اپنی تو یہ کیفیت ہے **نظم**

قدرت خدا کی درد ہے غمگسار دل
آئی دل جلائے یار جسے سوخواستگار دل
پہونچادہ تجکے یار مین تو رہگیا یہین
دل کیون دیا اگر نہ دیا اختیار دل
بسمل ہے یہ نکل اجا تو یک طرف
سینے کو جانتے ہین ہمارے مزار دل
نخجیر ہے وہی کہ جو کھائے نگہ کا تیر
مدت سے ہے جلال ہین انتظار دل

اچھین لیکو صبر و شکیب و قرار دل
گردون نے میری خاک سے بھی کیا سلوک
قاصد ہزار جان گرامی نثار دل
اس مین نمانون لاکھ مین دوستی کا دم
دل مجکو ناگوار ہے مین ناگوار دل
تیور درست صبح شب ہجر بھی نہین
صیاد ہے وہی کہ جو کھیلے شکار دل

ہر غمزدا وس حسین کا ہے امیدوار دل
رکھا نہ کے باد صبا کا غبار دل
کہتا ہون تنگ آکے یہ پروردگار سے
آیا ہے بزم یار سے کیا اعتبار دل
رہتے ہین یاد کر دل مردہ کو حشر مین
اللہ رے اضطرار جو اس مضطرار دل
کب آ کے دیکھے دل رفتہ ہوش مین

بیقراری مین شہزادہ شعر پڑھ رہا ہے کبھی اوٹھا کبھی بیٹھا تصویر ہاتھ مین کبھی اوٹھکر صحن بارگاہ مین ٹہلا کبھی شمار ثابت و سیارگان یا د زلف عنبرین مین نہایت پریشان یہی خیال ہے کہ کوکب نے ملکہ بران کو بڑے صدمات پہونچائے ہم ابتک غوض نہ لے سکے لے فلک کیا تدبیر کرون کیونکر اوس یار جانی و محبوب جاودانی تک پہونچون بیچ مین کوئی پیامبر نہین کہ اوس کی معرفت نامہ و پیام بھیجون سخت متردد و متوحش ہون بقول نیر **اشعار**

آنے کا سے لیے تو بھر عیادت قاتل
عمر اپنی آہی اندوہ والم مین گذری
کیا ہے منظور تجھے میری شہادت قاتل
خون عاشق کا یہ ٹپکا ہے نہین سینہ دل
آگئی یاد تجھے مہر نبوت قاتل
عشق ابرو کا تھا ہم دامن خنجر مین چھپے
آگئی یاد مجھے تیری شرارت قاتل

جیتے جی خوبان مین بدنام زمانے مین ہوا
عشق مین ہمنے نہ پائی کبھی راحت قاتل
قتل کر جنبش ابرو سے تو رکھدے خنجر
دے رہی ہے تری پیشانی شہادت قاتل
بگینہ شمع کا کٹوا ایہے گلگیر سے سر
ہاہ لب من تجھے پائی وہین آفت قاتل
قتل سے ہاتھ اوٹھا آکے گلے سے ملجا

ہے بہت غیر مری ہجر مین حالت قاتل
گر نہین مرگ نہ تشہیر تو میت قاتل
مہندی ہاتھون مین جو تو ملکے یہان آیا ہے
منع کرتی ہے تری دیکھ نزاکت قاتل
کیسے تکبیر گلا میرا جو کاٹا تو نے
بزم عشرت مین ہے کی تونے عدالت قاتل
برق کو چرخ پہ جس وقت چمکتے دیکھا
نیر زار یہ کراب تو عنایت قاتل

شہزادہ ایرج نوجوان کبھی تڑپتا ہے کبھی بھڑکتا ہے کبھی صحن بارگاہ مین کبھی چھپر کھٹ پر کبھی ہاتھ گریبان کی جانب بڑھا دیا کبھی قصد کیا کہ اپنے کو تا در محبوب پہونچاؤن کیونکر جا کر حکایت و شکایت کرون آنکھون مین

آنسو بھرے ہوئے چھپر کھٹ پر آ کر بیٹھا ہی تھا کہ گوشۂ بارگاہ سے شگوفہ سحر ساز وزیرزادی ملکہ بران کی نمایاں
ہوئی اکثر پیغام لیکر آتی ہے ایرج نوجوان جانتے ہیں کہ ملکہ بران شمشیرزن کی رازدار ہے دیکھتے ہی
شگوفہ سحر ساز کو کھڑے ہو گئے مثل گل شگفتہ ہو گئے شگوفہ نے جھک کر سلام کیا نامہ بہری ملکہ بران
ہاتھ میں تھا ساتھ ادب کے پیش کیا ایرج کا جی چاہتا ہے کہ شگوفہ کے گرد پھیروں نامہ دیکھکر بے اختیار
پکار اوٹھا فرد ؎ قاصد رسید و نامہ رسید و خبر رسید ؎ در حیرتم کہ جان بکدامی کنم نثار ؎ اے شگوفہ سحر ساز کیا
وقت سعید ہے بلکہ بہتر از روز عید ہے میں اسوقت نہایت مضطر و بیقرار تھا کچھ کیفیت مزاج ملکہ عالی بیان
کرو کہ حال فرحت مآل سنکر روح کو راحت قلب کو فرحت ہوتی ہے شگوفہ سحر ساز نے ہنسکر کہا حضور
اون کا آپ سے زیادہ حال بتر ہے اس وقت وہ بھی مضطر و بیقرار تھیں میں نے دلدہی کر کے پوچھا رو رو کر فرمایا
کہ اے شگوفہ در در رسیدہ کا کیا حال پوچھتی ہے بقول نیر ۔ سر پہ اک روز نئی چرخ سے آفت آئی ؎
شب فرقت جو گئی صبح قیامت آئی ؎ کوکب نے کس مصیبت میں قید کیا جینے کی امید نہ تھی خدا
خواجہ عمرو کو سلامت رکھے اونھوں نے کد و کاوش کر کے اپنی لونڈی کو چھوڑایا محبت نامہ بہار الشعرا و
تک پہونچا دے ملکہ نے نامہ لکھا بڑی مشکل سے کنیز نے اپنے کو آپ تک پہونچایا راہ میں
صدہا در اندازہیں ہر چند کہ ملکہ ناہید مرصع پوش بدل اس تقریب کو منظور فرما چکیں لیکن پھر بھی
ہزار طرح کا خیال ہے در اندازدر اندازی کرتے ہیں چاہتے ہیں کوئی عیب ظاہر ہو تقریب کو
موقوف کریں خانہ آبادی ہونے دیں ایرج نوجوان نے کہا اے شگوفہ یہ تو اب غیر ممکن ہے
کہ یہ شادی نہ ہو اگر ملکہ ناہید مرصع پوش پھر جائیں شمشیرزنی کر کے لیں ملکہ بران شمشیرزن
کو سمجھا دینا عاشق ناشاد کی طرف سے کہنا کہ طبقات زمین طلسم نور افشاں ہلا دونگا یہ سمجھ لونگا کہ خیال
کوکب کے اور ایک حریف پیدا ہوا اڑینگے شگوفہ نے کہا نہیں واری ملکہ ناہید مرصع پوش اپنی بات
پر قائم رہیں گی اون کو اپنی بات کا بڑا خیال ہے کبھی کوکب کی شراکت نکرینگی جو کہا وہ کیا آج بھی یہی ذکر تھا
کہ ذرا بھی مہلت ہو تو سامان شادی مہیا کریں گلگونہ گلگوں پوش وزیرزادی تیاری کر رہی ہے
یہ کہکر شگوفہ بیٹھ گئی ایرج نامدار نے نامہ کھول کر پڑھا حکایتیں شکایتیں حالات سختی شب فراق دیدار
فرحت آثار کا اشتیاق ایک ایک کلمہ تیر ناوک تھا جسکی سماعت سے کلیجہ مشبک تھا ایرج نوجوان نے
نامہ پڑھکر سر پر رکھا آنکھوں سے لگایا کلیجے پر رکھ لیا چھالا زخم جگر کا قرار دیا فی الحقیقت

ایرج نوجوان کے نامہ پڑھنے سے بند قبا چٹ چٹ ٹوٹ گئے دل باغ باغ غنچۂ خاطر شگفتہ شگوفہ نے
کہا اے شہریار لوح طلسم نرگس آپکے پاس موجود ہے ایرج نے کہا ہان لوح عرصۂ دراز سے میرے
پاس ہے شگوفہ نے کہا اے شہریار ذرا لوح طلسمی مجھے دیجیے دشمنون نے مشہور کیا ہے کہ لوح طلسمی بدل لی
ایک کنیز نے ملکۂ عالم کو خبر دی کہ لوح طلسمی مختشر جادو نے کسی طایر کو بھیجکر چرا لی ہین دیکھون تو تسکین
ہو مین بخوبی اصل و نقل کو پہچانتی ہون ایرج نے بخوف و بیم لوح گلے سے اوتار کر ہاتھ مین شگوفہ کے دیکر
کہا اسی مین ہماری جان ہے شگوفہ نے لوح کو ہاتھ مین لیا بہ نگاہ غور دیکھنے لگی دیکھتے دیکھتے لوح کو
رومال مین لپیٹا جھولی مین رکھا پیچھے ہٹی ایرج نے گھبرا کر کہا اے شگوفہ سحر ساز کیا ملکۂ عالم نے
طلب کی ہے شگوفہ نے کہا او جوان دیوانہ ہوا ہے تقدیر کو بیٹھکر رویا کر کوکب کی عقل پر پتھر پڑے
تھے کہ تم ایسون نے چند مرحلے شکست کیے منم کنیز مختشر جادو گلرنگ آفت خیز میرا نام ہے عیاری
مکاری جعلسازی میرا کام ہے شہنشاہ نے میرے حکم دیا کہ اے گلرنگ آفت خیز جا کر لوح تو لا حکم ساری
جمشید لوح بوجہ احسن دستیاب ہوئی یہ کہکے پر پرواز پیدا کرکے مع لوح طلسمی نکل گئی اوسوقت شہزادہ ایرج
کی بیقراری آہ و زاری حیرانی و پریشانی کبھی گریبان کبھی نالان اپنی حماقت پر پریشان کبھی کہتا ہے کہ اے
ایرج یہ کیا ہوا افسوس ہے کہ دوست دشمن کو نہ پہچانا طبل جنگی بج چکا ہے بوقت سحر مقابلہ پڑے گا ہم
لڑنے سے معذور رہے شاہزادہ اسی حال زار مین بیقرار تھا کہ شاپور شیر دل پھرتا ہوا اپنے آقا کی
بارگاہ کے قریب آیا طریقے سے معلوم ہوا کہ شہزادہ بیدار ہے اندر آ کے دیکھا شہزادہ کف افسوس مل رہا
ہے شاپور نے گھبرا کر عرض کی حضور خیر تو ہے ایرج نوجوان نے تمام کیفیت بیان کی گلرنگ
آفت خیز کنیز مختشر جادو کی بشکل شگوفہ سحر ساز آئی لوح طلسم نرگس آنکھون کے سامنے سے لیگئی
ہمسے کچھ نہ بن پڑا بادۂ محبوب مین مبہوت تھے نکلا سانپ نے رنگ کھائے شاپور شیر دل نے کہا مین ابھی
تلاش مین جاتا ہون اے شہریار اپنی حفاظت کیجیے گا جنگ طلسم ہوشربا مین کیسے کیسے رفیقان جانباز
مارے گئے ساحر کا نام باقی نہ رہا غلام دروازے پر پہلوانون کا پہرہ مقرر کرتا ہے کوئی اپنا بیگانہ نہ آنے
پائے ایرج نے کہا اے شاپور تمھین اختیار ہے لوح ہمارے ہاتھ سے گئی شاپور شیر دل ایرج
نوجوان کو سمجھا کر بیرون بارگاہ آیا دیکھا کہ خواجہ عمرو بھی تشریف لائے ہین خواجہ عمرو نے
شاپور سے پوچھا اے فرزند کس حال مین ہو شاپور نے تمام کیفیت بیان کی اور کہا

حضور لوح قبضہ سے گئی ایک ساحرہ مکارہ بشکل شگوفہ سحر ساز آئی شہزادے نے لوح دیدی عمرو نے
کف افسوس ملے شاپور و خواجہ عمرو باتین کر رہے تھے کہ ملکہ ناہید مرصع پوش اپنی بارگاہ مین
بیٹھے بیٹھے گھبرائین بیقرار ہوکر باہر نکل آئین دیکھا خواجہ عمرو و شاپور شیر دل باتین کر رہے ہین ملکہ ناہید نے
پوچھا اے شہنشاہ اقلیم عیاری آپنے غضب کیا ہماری ذہن مین یہ بات ہے کہ سحر و ساحری کیا چیز ہے
مکر و غدر سے خوب کام نکلتا ہے اُدہر کے سب ساحر آٹھ پہر اسی کام مین مصروف ہین کہ کسیکو دہوکا دین
چار طرح ایک کو قتل کرین عمرو نے کہا ملکہ بڑا غضب ہو محشر جادو کی کنیز موسوم بگلرنگ آفت خیز آئی
دم دیکر لوح ایرج نوجوان سے لے گئی ابھی شاپور شیر دل نے مجھکو خبر دی ہے اب کیا تدبیر کرون
ملکہ ناہید مرصع پوش کے ساتھ سترہ ہزار کنیزین نکل آئی تھین یہ خبر جو شہنشاہ لاچین والا تمکین
و علمشاہ نوجوان و قاسم عالیشان و شہزادہ ایرج نوجوان و جہانگیر والا تدبیر سب سرداران
نامی و افسران گرامی بارگاہون سے نکل آئے ہر ایک نے گھبرا کر یہی کہا محشر جادو نے بڑا دہوکا دیا ہے
لوح ہونے سے بڑی تقویت تھی کوکب کے قتل ہونے کی اسی سے تقویت تھی بادشاہ طلسم پر کوئی دست انداز
نہین ہو سکتا ایرج کے سامنے شوکت نامی کا قصد نکرتا اب سب سے مقابلہ ہوگا طلایہ پر باغبان قدرت
سوجو دکھایہ بھی خبر وحشت اثر سنکر اسی مقام پر آیا ملکہ بہار گلعذار بھی آئین برق لامع بھی
پہونچی مراد یہ ہے کہ جملہ سرداران نامی و ساحران گرامی اس ساحرہ کو تلاش کرین کہ لوح لیکر
کہان گئی ایرج نوجوان سے شہنشاہ لاچین و ملکہ ناہید مرصع پوش نے حال پوچھا کہ اے شہزادے
لوح طلسمی ایسی چیز غیر شخص کو کیون دیدی مقدمہ راز معشوق ہے ایرج نوجوان خاموش بات کا
جواب نہین دیتے کیونکر اپنی زبان سے کہین کہ شگوفہ وزیرزادی بران کی صورت بنکر آئی نیا گل کھلا
سب اپنی اپنی کہتے ہین ایرج بصورت تصویر خاموش جب سب نے نہایت پریشان کیا ایرج نے مجبور
ہوکر جواب دیا صاحبو مین کیا بتاؤن آنیوالا دوست کی صورت پر آیا جب تو ہمنے لوح دیدی
دہوکا کھایا آپ لوگ کیون پریشان ہوتے ہین ہمارا تکیہ پروردگار پر ہے جس طرح لوح سابق مین
حاصل ہوئی اسیطرح اب پھر لوح دستیاب ہوگی اگر قضا قریب ہے سب فکر و تردد بیکار ہے بندہ
مجبور و لاچار ہے یہ ذکر تھا کہ پہلو سے برج سے ایک دہوان پیدا ہوا جس برج کے لب پر لشکر محشر جادو
اترا ہے اسی کے پہلو سے دود غلیظ ظاہر ہوکر بلند ہوتا جاتا ہے اہالیان لشکر ملکہ ناہید کو یہ ثابت

ہوا کہ دیو خونخوار نے دھوئین سے سر نکالا خائف ہو کر خود بخود بھاگنے لگے جو لشکر ظفر اثر ملکہ ناہید سے
بھاگ کر نکلا اسی دھوئین سے ایک برق چمک کر اس بھاگنے والے پر اسطرح گری کہ وہ بیہوش
ہو کر گرا چند ساعت بیہوش رہا بعد چشم زدن غل مچاتا ہوا اُٹھا کہ یارو مجکو بچاؤ میرے استخوان
جلتے ہین ہر ایک عضو بدن سے شعلے نکل رہے ہین یہ کہتا ہوا کسی چشمے کے قریب پہونچا جوش طپش
قلب سے پانی مین پھاند پڑا اپنا ہ پانی مشکل ہوئی آبرو بھی گئی جان کا ضرر تھا پانی مین گر کر ٹھنڈا
ہوا اسیطرح ہزارہا بندگان خدا ہلاک ہوے وہ دھوان یہانتک بلند ہوا کہ تمام لشکر ملکہ ناہید
مرصع پوش و شہنشاہ لاچین کو گھیر لیا مثل ابر سیاہ دود غلیظ سے رعد کی گرج برق کی چمک
ظاہر ہونے لگی یہ سب سرداران نامی و پہلوانان گرامی شہزادہ ایرج والاقدر سے حال گم ہونے لوح کا
دریافت کر رہی تھی صداے فریاد جو لشکر سے بلند ہوئی اور چند و پند ہر کارے دوڑے ہوے
سامنے ملکہ ناہید کے گھبراے ہوے آئے لشکر مین بھگدڑ پڑ گئی عرض کی ای شہنشاہ عالیجاہ
ہزارہا ملازم آپکے لشکر کے پانی مین گر کر ہلاک ہوے اگر تدبیر معقول نہو گی تھوڑی ہی عرصے
مین سب لشکر تباہ ہو جاے گا ملاحظہ فرمائے تمام لشکر مین تلاطم ہے ہوش ہر ایک کا گم ہے اکثر نے
سحر بھی کیا اُس سے کچھ نفع نہوا اب شہنشاہ لاچین وغیرہ نے دیکھا کہ لشکر مین تو قیامت برپا
ہو گئی ابر محیط ہو کر لہرا رہا ہے ہر خورد و کلان صورت مہیب دیکھکر گھبرا رہا ہے شہنشاہ لاچین نے
بیقرار ہو کر کہا ای ملکہ ناہید مرصع پوش واے باغبان قدرت و ملکہ بہار گلعذار وغیرہ اسکی
جلد تدبیر کرو یہ سحر محشر جادو کا ہے اگر تساہل کیا قیامت برپا ہو گی اس بلاے ناگہانی سے نکلنا
دشوار ہے دیکھو تو کیسا ابر دھوان دھار ہے یہ سُنتے ہی بہار و باغبان بڑھے باغبان نے
کہا اے ملکہ بہار ٹھہر جاؤ مین پہلے بڑھ کے سحر کرتا ہون یہ ابر دھوان دھار دیکھکر ملکہ ناہید تو
بالکل مدہوش دریاے حیرت در جوش فرما رہی ہین ای شہنشاہ لاچین یہ سحر محشر جادو برادر
نور افشان جادو کا ہے وہ ظالم اسم بامسمے ہے بہت صاحب شوکت و لیاقت سحر اسکا نمونہ قیامت
ہم لوگون نے غفلت کی اسنے غفلت مین سحر تیار کر لیا دیکھئے ابر محیط ہوتا جاتا ہے صورت دیکھکر
گھبراتا ہے باغبان کو ملکہ ناہید مرصع پوش منع کرتی رہین باغبان قدرت نے
اپنا سحر قدیم یعنی گیند پھول نکالا اسنے سحر پڑھکر طرف ابر کے پھینکا ابر سے ایک شعلہ چمکا

اُسنے گیند کو جلادیا جلکر خاک سر باغبان پر گری باغبان غش کھاکر گرا بیہوش و مدہوش ہوگیا
ملکہ بہار نے جو باغبان کا یہ حال دیکھا چاہا سحر کرکے باغبان کو سنبھالون بیہوش نہ ہونے دون
ممکن نہوا بہار نے گلدستہ مارا پنجہ نگارین خورشید نما مین گلدستہ لیا سحر رنگین پڑھا گلدستہ پھینکا
گلدستہ طرف ابر کے چلا فورًا ابر سے ایک نازنین گلگون پوش غارتگر ہوش گلبدن سرو قد غنچہ دہن پیدا
ہوئی مسکراکر گلدستہ کو ہاتھ مین تھام لیا سامری و جمشید کا نام لیا وہی گلدستہ طرف بہار کے
پھینکا اب گلدستہ کا رنگ ہی اور تھا بوی خوش نہ آئی چنگاریان نکلین وہ بہار پر پڑین اسی نازنین نے
قریب آکر ایک آئینہ بہار کو دکھادیا پکار کر آوازدی جاے غور ہے دیکھو صاحب صورت ہی ورہے
بہار نے جو آئینہ کو معائنہ کیا لڑکھڑاکر گری ایڑیان رگڑنے لگی بیہوش ہوئی برق لامع نے جو یہ رنگ
دیکھا کہ بہار و باغبان بیہوش ہوے بہت سے نوجوان ساحر رفیقان باغبان مسحور ہوکے کنیزان
بہار بھی گرین برق لامع تڑپ کر طرف ابر کے چلی زلفین عنبرین کو ہلاتی ہوئی یہی قصد ہی کہ
ابر سیاہ پر حربہ کرون ٹکڑے اُڑادون اندر سے ابر کے آواز آئی یہ کون بے ادب ہے برق لامع نے
دیکھا یہ کون آواز دیتا ہے سر اُٹھاتے ہی وہی نازنین گلگون پوش سایہ ابر مین لہرا رہی تھی
برق لامع کو تڑپتے دیکھا صدا دی او برق لامع کیون شامت آئی ہی یہ کہکر کچھ خاک اڑادی
برق لامع کی بھی قلب پر کچھ غبار الم چھایا مثل بہار و باغبان انکو بھی غش آیا ایک ایک ساحر جانباز
جانبازی و سرفروشی مین سرفراز اتو تار بندھ گیا ملازمان بہار و باغبان و برق لامع اپنے
افسرون کا یہ حال دیکھکر ابر سیاہ پر جا پڑتے ہین قریب ابر پہنچے وہی نازنین گلگون پوش کسیکو
دیکھکر مسکرا دیتی ہی کسیکو دیکھکر خاک اُڑا دیتی ہے کسیکو آئینہ دکھایا ابر تک جانے نہین دیتی
راہ مین روک لیتی ہے کئی سو ساحر اسکے سحر سے بیہوش ہوے ملکہ ناہید مرصع پوش نے کہا حضور
سمجھکر سحر کرو اس بلاے آسمانی سے بچنا دشوار ہے وہ ملعون بڑا مکار و غدار ہے لاچین نے کہا
ملکہ عالم تامل کیجئے مین فورًا تدبیر کرتا ہون یہ کہکر شہنشاہ لاچین نے جھولی سے گولا نکالا اسم سحر
پڑھکر ابر سیاہ کے مارا اوس نازنین نے چاہا بڑھ کر گولے کو روکون گولے سے ایک شعلہ سر بر
اس غدر کے گرا مثل ہیمہ خشک سے جلنے لگی وہ جلکر زمین پر گری عجب طرح کا سناٹا ہوا ملکہ ناہید نے
بڑھکر کہا اے شہنشاہ اپنے کو بچاؤ حالات سے اس سحر کے مین آگاہ ہون جسقدر اس کی تدبیر

ہوگی اسیقدر باعث خرابی ہی اسیوجہ سے مجکو بیتابی ہی شہنشاہ لاچین نے خیال نکیا اور بھی ایک
گولا پھینکا دونون گولے جاکر ابر سیاہ پر پڑے توڑ کر ابر سیاہ کو پار نکل گئے ابر مین دو روزن
پیدا ہوے اوس روزن سے دھوان نکلا ترقی ہونے لگی کچھ دو چار پتلے دھوئین سے پیدا ہوے
وہ دھوان جسکی آنکھ تک پہونچا نابینا ہوکر زمین پر گرا فریاد فریاد کی صدا بلند کی وہ پتلے قریب
لاچین پہونچے کسی نے آئینہ دکھایا کسی نے پھول سونگھایا لاچین ایسا عقیل و فہیم کچھ نکر سکا زبان
تک نہ ہلی گر کر بیہوش ہوا تاجداران جلیل و رفیقان بے عدیل بیقرار ہو کر دوڑے چاہا کہ اپنے بادشاہ
پر قبضہ کرین ممکن نہوا دود غلیظ ترقی پر ہے اسی سبب سے نابینا ہو کر گر رہے ہین برج کلانسی کوکب روشن ضمیر
بیٹھا دیکھ رہا ہے طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ محشر جادو نے چھپ کر یہ سحر کیا کوکب نے وعدہ کر لیا ہوگا کہ جب
شہنشاہ لاچین بیہوش ہو چکے کوکب نے بھی گولے سحر کے پھینکنا شروع کر دیے جو گولا جہان پھٹا صدہا
صد ہا بیہوش ہوے دھوئین سے بھی گرتے جاتے ہین ملکہ گلگونہ گلگون پوش وزیرزادی نے ملکہ
ناہید مرصع پوش کی کہ سحر مین طاق بلکہ شہرہ آفاق ہے عرض کی ملکہ عالم یہ سب
انتظام آپکے واسطے ہو رہا ہے ابھی تک خیر ہی جہانتک ہو سکے نکل چلیے جب آپ قلعہ مرصع حصار
سے کوچ کر کے چلی تھین خیرخواہ قدیم قیصر ستارہ شناس حاضر ہوا تھا اوسنے یہی عرض کی تھی کہ
اس لڑائی مین ملکہ عالم کو صدمۂ عظیم پہونچے گا قول اُس ستارہ شناس کا کرسی نشین ہوا
ملازمان جانباز مبتلاے بلا ہو چکے باقی جسقدر ہین اُنکی بھی یہی کیفیت ہی نابینا ہوتے جاتے
ہین کہ ناہید مرصع پوش نے کہا خاص میرے واسطے یہ سب سرداران نامی و پہلوانان گرامی
مبتلاے بلا ہوے ہین اُنکو چھوڑ کر چلی جاؤن یہ مجھ سے نہوگا ملکہ گلگونہ گلگون پوش خیال کر کے
دیکھو روح روان قاسم عالیشان شہزادہ ایرج نوجوان کس عالم یاس مین کھڑا ہوا ہی شہزادہ
علمشاہ پر بھی بلائین نازل ہین مین تو صاحب اُنکو نہین چھوڑ سکتی آپ سب صاحب جو مناسب
جانین وہ کرین مین یہان سے نہ جاؤنگی مجکو بھی یقین ہوا سحر محشر نے قیامت برپا کی اب دفع ہونا
دشوار ہے اسکا رنج و ملال کیا بربادی کا خیال کیا اس شعر کے مضمون پر مدار ہے شعر یا تن رسد
بجانان یا جان ز تن برآید ؛ دست از طلب ندارم تا کار من برآید ؛ بڑے افسوس کی بات ہے
کہ جسقدر ہمنے خیال کیا تردد بڑھتا جاتا ہے یہ معرکہ دیکھکر کچھ بن نہین پڑتا یہ باتین ہو رہی تھین کہ

آن بر سے مینھ برسنے لگا قطرات آب نے سم کی کیفیت پیدا کی جس پر قطرہ پڑا بیہوش ہو کے گرا ڈیریان گرنے لگا ہزارون نے تڑپ تڑپ کر جان دی لاکھون بیہوش ہوئے اب کسی ساحر مین کلام کرنے کی طاقت نہ رہی خیر خواہان دولت صاحبان لیاقت میدان کارزار سے قدم نہین ہٹاتے ہر چند کہ بخوبی آگاہ ہوئے کہ ہمارا سحر تاثیر نہین کرتا ہے مرنے کو فوز عظیم جانتے ہین قدم میدان کارزار مین گاڑ دیتے ہین سمجھ لیا کہ کھیت مین سر سبز رہین ہین جشمون کی طعن نہ سہین خواجہ عمرو کا حال ایرج نوجوان پوچھ رہے تھے یکایک ابر سیاہ محیط ہوا رعد کی گرج برق کی چمک ہوا کا زور پانی کا شور خیمے اڑنے لگے بارگاہین سرنگون ہونے لگین عمرو ایسا جہاندیدہ و کار آزمودہ فتح شکست تباہی کے بند و بست سب کچھ دیکھے ہوئے یکایک جو یہ بلا نازل ہوئی نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن جدھر سر اٹھا کر دیکھا صدہا اپنے لشکر والون کو بیہوش پایا باغبان و بہار کے گرنے سے ہاتھ پانون مین رعشہ آیا یہ بھی یقین کامل ہوا کہ اگر بھاگ کر نکلون گا مبتلائے سحر ہو کر گرونگا بڑا خیال یہ تھا کہ ملکہ ناہید مرصع پوش سحر کر کے نکلین گی مین اون کے پایہ تخت سے لپٹ کر نکل جاؤن گا جب برق و باد کو ترقی ہوئی یقین کامل ہوا کہ اب نکلنا ناممکن ہے اور ملکہ ناہید کو بھی خیال کر کے دیکھا ملکہ ناہید نے بھی بڑے بڑے سحر کیے کچھ تاثیر نہ ہوئی ابر نہ ٹوٹا اس قدر دھوئین کی ترقی ہوئی کہ ملکہ ناہید مرصع پوش بھی بیہوش ہو کر گرین اس وقت عمرو نے جلدی مین اتنا کام کیا کہ ملکہ ناہید کو اوٹھا کر زنبیل مین رکھ لیا آپ روغن عیاری کا نکالا صورت ملکہ ناہید بنکر تیار ہوئے تخت پر پڑ رہے خیال یہ کیا کہ جیسا کچھ انتظام ہوگا دیکھا جائے گا تمام لشکر اس دھوئین سے بیہوش ہوا کوئی خورد و کلان باقی نہ رہا کہ اس بلا مین مبتلا نہوا ہو خواجہ عمرو پڑے دیکھ رہے ہین کہ اب وہ ابر سیاہ شق ہوا محشر جادو ایک عقاب پر سوار ابر سے ظاہر ہوا ایرج سے کوکب روشنضمیر اترا آکر محشر جادو کے قدمون کو بوسہ دیا محشر جادو نے کوکب کو گلے سے لگا لیا کہا دیکھو اے فرزند سحر اس کو کہتے ہین کوئی بچکر نہ نکلا شہنشاہ لاچین اپنے سحر پر بڑا ناز رکھتا تھا میرے سحر کے آگے کچھ بھی نہو سکا اے فرزند ازبسکہ شاہان طلسم عجائب و غرائب طلسم پر مغرور رہتے ہین بیرون طلسم ہزارون جفائین سہتے ہین علاوہ ازین لاچین سا لہا سال قید رہا تحفہ جات اسکے قبضے مین نہ رہے افراسیاب نے تنگ حرامی کی اس کا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات تھی بہار و باغبان کس شمار مین ہین کوکب روشنضمیر خوش ہو گیا استاد استاد

کھکے گرد پھرنے لگا معمار بھی موجود ہے اس وقت معمار قدرت نے یہ سمجھایا کہ اے شہنشاہ پاس عصمت وعفت ناموس واجب لازم ہے آپ تنہا بیٹھکر دربار کیجیے کوکب نے کہا اے معمار قدرت اس بدنصیب نے ایسا صدمہ عظیم پہونچایا یعنی حنائے گلگون پوش کو میرے سامنے قتل کیا آنکھون کے نیچے تصویر خیالی اس محبوب جانی حنا رجا ودانی کی پھرتی ہے دل یہی چاہتا ہے کہ کوہ و دشت و بیابان مین سر ٹکراکر مرجاؤن اے معمار قدرت اے صادق دوست اپنی کیفیت یہ ہے اپنے حال بغیبت نہ از خود عبرت ہے نظم

کسی کے عشق مین کوئی نہ مبتلا ہو کبھی
کسی کا دل نہ کسی شخص سے لگا ہو کبھی
کوئی نہ بحر محبت کا آشنا ہو کبھی
مریض عشق کا کوئی نہ اے خدا ہو کبھی

کسی کا دل نہ الٰہی غم و الم مین رہے
کوئی نہ گیسوئے جانان کے پیچ و خم مین رہے

کوئی جہان مین نہ بیمار ہو محبت کا
یہ وہ مرض ہے کہ عیسیٰ سے ہو نہ جسکی دوا
بتون کے عشق مین رسوائیان ہین حد سے سوا
قسم خدا کی یہ مطلع کسی نے سچ ہے کہا

یہ عشق وہ ہے کہ خنجر کو دم مین آب کرے
لگائے دل وہی جس کو خدا خراب کرے

عزیزو ہان یہ فن عاشقی برا ہے کمال
جسے ہو عشق کسی کا اسی سے پوچھو حال
نہ پوچھو دل پہ گذرتی ہے اپنے کیا مہ و سال
ہمیشہ رہتا ہے معشوق ہی کا رنج و ملال

اسی کے دھیان ہی مین وہ مدام رہتا ہے
اسی کا لب پہ شب و روز نام رہتا ہے

خدا کے واسطے بولو تو اپنے منھ سے ذرا
تمھاری چپ نے تو گویا مجھے ہے قتل کیا
ملاؤ آنکھ نہ مجھسے چھپو برائے خدا
کوئی زمانے مین ہوگا نہ بے وفا تمسا

کچھ اب تلک نہین معلوم دل کا حال تمھین
ہمارا دم ہے نکلتا نہین خیال تمھین

یہ کلمہ سخت امانت نے یار سے جو سنا
ہوا الم دل حسرت زدہ کو حد سے سوا
جھکائے شرم سے گردن وہان سے گھر کو گیا
نہ مین نے قصد کیا پھر کسی سے الفت کا

کسی حسین کو دل اپنا نہ پھر دیا میں نے
نہ نام عشق کا بار دگر لیا میں نے

یہ مسدس پڑھکر کوکب بہت رویا معمار نے کہا اے شہریار خدا پامال ہوئی ناہید زوجہ خاص صاحب عصمت وعفت خدمت میں حاضر رہیں گی کوکب نے اک آہ کی کہا اے یار وفادار اے مونس غمگسار رنگ حنا قلب پر جم گیا یاد نہیں بھولتی معشوق عاشق خصال صاحب حسن وجمال کس کس وفاداری کو یاد کروں کس طرح دل کو سمجھاؤں اس یاد کا فراموش ہونا دشوار ہے یکایک فلک نے داغ تازہ دکھایا اشعار

نالاں ہر طرح سے دل دردمند ہے
گشتی ہے کھینچنے سے یہ طرفہ کمند ہے
پوچھے امید بستہ سے فرقت کی شب کا حال
خود در دشمنی ہیر کی طرح دردمند ہے
سینہ کی غم میں ہو اسے یار کا انتظار
جینے سے تنگ ابھی سے زبان یار ادبند ہے
نالہ مرا غبار ہے صحرائے عشق کا
سو جان سے نثار دل مستمند ہے

کیونکر ہو ہم آہ و شعلہ را دلبند ہے
دو جو مجھے کبھی یار کو بھی ناپسند ہے
گردش ذرا کمی ہے جو آج اپنے بخت کی
یارب قبول آج کھلا ہے کہ بند ہے
سینے سے دل کا آئینہ گھر سے نکل پڑا
دست سبو و گردن مینا بلند ہے
ڈرتے ہیں کوئے یار میں لیر لگنے نہ تیر
جتنا ملا ہے خاک میں اتنا بلند ہے
کیا وصل یار کا ہی مرہم تھا اے جلال

ہم ناتوان ہیں یار نزاکت پسند ہے
ہوتا ہے آہ کرنے سے کم رشتۂ حیات
مضطر ہے آسمان کہ مرا کام بند ہے
پھرتا ہے دل میں مضطربانہ ادھر ادھر
دیکھیں تری نگاہ کی کیسی پسند ہے
کثرت سے تابل بد کی محشر میں قبل حشر
ہمکو یہاں ہوا ہے کبھی خوف گزند ہے
جلوے دکھا رہی ہے وہ کچھ تیری آرزو
پہلے سے داغ حسرت دیدار دردمند ہے

اس سوز وگداز سے یہ اشعار کوکب نے پڑھے کہ معمار بھی رونے لگا کہا حضور انتظام سلطنت کیجیے عشق وعاشقی کا نام نہ لیجیے کوکب نے کہا اے معمار ہر چند ضبط کرتا ہوں دل نہیں مانتا اس داغ کا دھبہ دامن قلب سے چھوٹنا دشوار ہے سلطنت کا بھی انتہا کا خیال ہے ان سب باغیوں میں سار بان زیادہ بگڑ گیا ہے بالکل گیا معمار نے کہا میں نے عمرو کو نہیں دیکھا لیکن یقین کامل ہے کہ ناہید کے ساتھ ہمراہ آیا ہوگا کہاں جائے گا کل تخت سلیمانی آراستہ کیا جائے گا ایک وقت میں سب کا دلیل یا جھا جائے گا موافق حقیقت سزا تجویز ہوگی تمام سرداران کوکب جمع ہیں صدائے مبارکباد بلند ہے خراماں خراماں برج میں اگر پہونچے محشر آرائے ہوش میں نہیں ہر ایک سرداروں سے کہہ رہا ہے ساحران استاد ہوا کے جلاد صاحب بیداد موجود رہیں ایک ایک کو قتل کرونگا ان سب کے خون سے ہاتھ مجروح نگا

سرداران کوکب جنکے عزیز دار قتل ہوئے ہین وہ ترغیب دے رہے ہین کہ اے شہنشاہ ہم سب کو بدلا اپنے عزیزون کے خون کا لینا ہے رات ہی سے میدان خونی کی تیاری ہوجائے گی دلون مین داغ ہین دیکھین جہانگیر کیسی شوکت دکھاتے ہین ہزارہا ملک ویران ہوا آپ کے استاد محشر جادو کا سب پر احسان ہے محشر جادو نے برائے رفع ملال کوکب طائفے وغیرہ طلب کیے ناچ گانا ہونے لگا معمار قدرت و محشر جادو کو منظور ہے کہ رنج و ملال کوکب کا دفع ہو امورات مالی و ملکی کا انتظام رہے بڑی بڑی بربادیان ہوئین کوکب بھی ان سب کو تسکین دے رہا ہے چار پہر رات اسی ہنگامے مین بسر ہوئی جلاد فلک نے تیغۂ مہر کو حمائل کرکے خنجر بران آفتاب قبضے مین لیا فوج ضیاء و شعاع ہمراہ بصد قہر و عتاب میدان خونی چرخ نیلی و چرخ زبرجدی مین جلوہ فرما ہوا ادھر کوکب لباس سرخ پہن کر تخت پر آکر مائل بیداد ہوا تمام اسباب سیاست حاضر ہے ایک جانب جلادان خرس طینت سیمون خصلت خنجر ہائے برہنہ ہاتھ مین بدعت بات بات مین شلنگین لگا رہے ہین یہ شعر زبان پر جاری فرد سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست ؛ چرخ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست ؛ ایک جانب ارین استاد ہین آرہ کش تسمہ کش چشم کش اسباب سیاست لیے ہوئے حاضر ہین آمادہ خونریزی معمار قدرت بصد رعب و صولت سامنے کوکب روشن ضمیر کے دست بستہ حاضر ہوا محشر جادو دنگل زرین پر بیٹھا ہوا کوکب کو ترغیب دے رہا ہے کوکب نے بقہر و غضب تمام معمار کو حکم دیا کہ اے خیر خواہ دولت فرداً فرداً ان باغیان پر جفا کو ہمارے سامنے لاؤ ، معمار قدرت جلا کوکب کے اشارہ ہی کا منتظر تھا تیغہ تولتا ہوا دوڑا کھولتا ہوا اوس برج سے اترا نگاہ اوٹھا کر دیکھا جہان تک نگاہ کام کرتی ہے تمام سرداران زبردست بادۂ جرات سے مست بیہوش و مدہوش پڑے ہوئے ہین ایسا محشر جادو نے سحر کیا بھائی کو بھائی کی خبر نہین خاک و خون مین آلودہ ہے اس خرابی کا دل پر اثر نہین یہ تک معمار بھی رو دیا بے اختیار اس حالت اضطرار کو دیکھکر یہ اشعار پڑھنا شروع کیے شعر کیا ہوئے اسکندر و فغفور دار اکیقباد ؛ جو غرور و کبر سے بھرتے تھے اٹھلاتے ہوئے ؛ چشم عبرت کھول کر دیکھو جلائے آسمان ؛ ایسا باران ظلم کا دیکھا ہے برساتے ہوئے ؛ دل کہتا ہے اے معمار قدرت یہ وہ سردار تہتن ہین یہ وہ افسران صف شکن ہین کہ کبھی کسی سے پلک نہین جھپکتی آج بیہوش پڑے ہین کوئی خبر لینے والا نہین ہے

سوچتا ہوا اول قریب باغبان قدرت آیا زبان مین سوزن دے کر بصد قہر و عتاب اوٹھایا کہ اے
جوان چل تجکو شہنشاہ کوکب نے یاد فرمایا ہے وقت سزا و جزا آیا ہے اختتام زمانہ سرکشی ہوا کیون
اے باغبان سلطنت افراسیاب کو مٹا کر چین نہ آیا دیکھو فلک نے کیا رنگ دکھایا باغبان نے
بہ نگاہ حسرت معمار کو دیکھا کشان کشان لیے جاتا ہے پوچھا اے معمار ہمارا دربار کہان سمجھا جائے گا
معمار نے کہا اے باغبان شہنشاہ کوکب روشن ضمیر تخت انتظام پر جلوہ فرما ہین باغبان نے سر
جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا ناگاہ پردہ بارگاہ کا اوٹھا نگاہ پڑی باغبان کی کوکب لباس گلنار پہنے
ہوئے للکار رہا ہے باغبان نے کچھ خوف نہ کیا بطریق اہل اسلام سلام بھی ادا کیا کوکب نے
بہ نگاہ قہر و غضب دیکھکر کہا کیون او باغبان تجکو کچھ مابدولت کا خوف نہ آیا باغبان نے ضبط
کر کے جواب دیا اے کوکب یہ تیرا کیا حال ہوا اور رفیقان قدیم کدھر گئے کوکب نے کہا اب
سب احوال کھلجائے گا الگ لیجا کر اس گنہگار کو بٹھاؤ نام اس کا فرد گنہگاران مین درج کرو دوسرے
گنہگار کو لاؤ معمار نے باغبان کو الگ بٹھایا کسی کمیدان رسالدار کو پھر کشان کشان لایا اسی طرح
دربار مین سمجھاتا ہے معمار نے ایک مکان مقرر کر دیا وہان لاکر بٹھال دیتا ہے تار بندھا ہوا ہے
جب ایرج نوجوان کو بلایا شاہزادہ مسلسل و مطوق جھومتا ہوا سامنے کوکب کے پہونچا پکار کر
آواز دی کہ سلام من درین مجلس و درین مجمع بر کسے باد کہ بداند و بشناسد کہ خدا ایک است و
دین پیغمبر خدا بر حق کوکب کے اعتقاد مین فتور آچکا ہے خود پرستی کا قصد کیا بقہر و غضب جواب
دیا کہ او نبیرہ حمزہ جاہ و جلال مابدولت کا دیکھا بہتر یہ ہے کہ مابدولت کو سجدہ کر ایرج نے منھ
پھیر لیا کوکب نے اشارہ کیا سامنے سے ہٹاؤ اور جوانان صف شکن کو لاؤ تین پہر دن معمار قدرت
کو اسی آمد و رفت مین گذرا کہ معمار قدرت میدان کارزار مین جاتا ہے وہان سے ایک
جوان کو سامنے کوکب کے لاتا ہے دربار مین آیا اور حکم ہوا ایک قصر مین ٹھہراؤ یہی ہو رہا ہے
پہر دن پچھلا باقی رہگیا کوکب نے حکم دیا اے معمار ناہید مرصع پوش کو اتنے کوڑے مارونگا کہ
کھال گرادونگا مابدولت سے بغاوت کی معمار جھومتا ہوا چلا اس مقام پر آیا جہان ملکہ ناہید نقلی بیہوش پڑی
ہین پکار کر آواز دی اے ناہید چل تیرا شوہر تجکو یاد فرماتا ہے ناہید روتی ہوئی اوٹھی دوڑ کر قدمون سے
معمار کے لپٹ گئی معمار کو خوف خدا آیا کہا کیون اے ملکہ عالم یہ وقت آپ کو یاد نہ تھا کوکب

روشنضمیر بادشاہ طلسم نور افشان ہے اس کے ساتھ یون بغاوت کی انجام یہ ہوا ناہید نقلی نے
ہاتھ باندھ کر کہا اے معمار مسلمانون نے چار جانب سے گھیر لیا آمادہ حرب و پیکار کیا عورت کی عقل
ناقص کوئی مشیر و ندیم ایسا نہ تھا کہ جس کو خدمت مین اپنے شوہر کے روانہ کرتی اب تمھارا یہ احسان ہے
کہ مجکو سر دربار عام نہ لیجاؤ تخلیہ مین مجکو لے چلکر شہزادہ بہجر جاکر کوکب کو سمجھاؤ اس بات پر آمادہ کر دو
کہ اپنے ہاتھ سے قتل کرے میرا شوہر ہے جس طرح سے بن پڑے گا خطا معاف کراؤنگی سر اطاعت قدمون پر
جھکا دونگی عذر بھی کرونگی آیندہ بقول آتش جو کچھ ذہن مین آئے فرد اگر بخشے زہے رحمت
نہ بخشے تو شکایت کیا ، سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے ، معمار کو رحم آگیا حال مصیبت مآل
ملکہ ناہید کا دیکھکر خود بھی رو دیا ملکہ ناہید کو لیکر ایک قصر تنہا مین آیا وہان ناہید کو چھوڑ کر پاس
کوکب کے آیا کہا اے شہنشاہ تشریف لے چلیے جب کوکب اپنے مقام سے اوٹھا کہا کیون معمار
اس گیسو بریدہ کو دربار عام مین کیون نہ لایا کہ بذلت حکم قتل دون بلکہ اپنے ہاتھ سے سزا دون
معمار نے عذر کیا کہ اے شہنشاہ عالم شاہ و قاسم و جہانگیر و ایرج وغیرہ گنہگاران سرکاری موجود
ہین جس طرح دل مین سرکار کے آئے اس طرح قتل کرین جو مناسب ہو سزا دین کوئی منع کرنے والا ہے
یہ گنہگار اسی کے لائق ہین بلکہ بر سر صاحبقران لشکر کشی کیجیے انکو بھی چلکر گرفتار کرین نام مسلمانان
صفحہ ہستی سے مٹا دین لیکن ملکہ ناہید کی خطا کہنے سے غلام کے معاف فرمائی جائے اغوائے
دشمنان سے ایسی سرکشی سرزد ہوئی یہ مجال نہ تھی کہ حضور کے مقابلے مین اس طرح آنے کا قصد
کرتی یہ سب باتین سمجھا کر لائے کوکب جب اس قصر مین آیا دیکھا ناہید محجوب شرمسار بیقرار
و اشکبار سر جھکائے ہوئے بیٹھی ہے کوکب سمجھا تھا مجکو دیکھتے ہی عذر کرے گی قدمون پر
گرے گی کوکب تو اور ہی خیال مین تھا جیسے ناہید سے چار آنکھین ہوئین کوکب نے للکارا کیون
او گیسو بریدہ تونے ہمارے دشمنون کا ساتھ دیا با بدولت کا کچھ خیال نہ کیا دیکھا انجام لیا ہوا ایک
سحر مین اوستاد و لاثر ادنے سب کو بیہوش کر لیا تیور بدل کر یہ جو کوکب نے کہا تو ناہید مثل
شعلہ جوالہ اپنے مقام سے بھڑک کر اوٹھی کہا او موئے نگوڑے کیون بیہودہ بکتا ہے اگر تیرے اوس
پیر نابالغ نے سحر کیا اور مین گرفتار ہوئی تیرے سامنے آئی اس پر ناز کرتا ہے مین ہرگز تیری
اطاعت نکرونگی مین نے ایرج نوجوان سے ملکہ بران کو منسوب کیا میری دختر بلند اختر ہے

جو کچھ کیا خوب کیا جو تجھ سے ہو سکے قصور نکر یہ سنکر کوکب غصہ مین کانپا معمار نے پہلے ہی تدبیر کی
تھی سلاح جسم سے کوکب کے دور کر دیے تھے کوئی چیز پاس کوکب کے باقی نتھی ناہید یہ کلمات
سخت کہتی ہوئی اوٹھی ایرج کا یہ جبت نام لیا علمشاہ وغیرہ کو اپنا مددگار بنایا کوکب کے سامنے سر
جھکایا کوکب کو بہت غصہ آیا جھپٹ کر چلا جب قریب ناہید پہونچا خنجر بلالی کمر مین ناہید کے
لگا ہوا تھا اس وقت ایسے کلمات ناہید نے کوکب کو کہے کہ کوکب سے صبر نہ ہو سکا چار جانب
نگاہ اوٹھا کر دیکھا نیزہ تلوار خنجر اپنے پاس نہ پایا ناہید کی کمر مین جو خنجر لگا تھا کوکب نے بڑھ کر
وہی نکال لیا نیام پر ہاتھ رکھکر چاہا کہ کھینچون معلوم ہوا کہ نیام سخت ہے یا تلوار مین زنگ آگیا
ہے غصے مین آکر کوکب نے زور کرکے تلوار کو کھینچا خنجر تو کھنچ آیا نیام سے اُسکے دھوان نکلکر دماغ
مین کوکب کے پہونچا صرف ارے کی آواز دی اور لڑکھڑا کر گرتے ہی بیہوش ہوا ناہید نقلی نے
آواز دی منم مہر سپہر عیاری وقطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار مکان
تو تنہا تھا خواجہ عمرو کوکب کو بیہوش تو کر ہی چکے تھے بیہوشی کی پٹی دماغ پر چڑھا دی اوٹھا کر
نذر زنبیل کیا خود کوکب بنکر قصر سے باہر نکلے باتون مین لگا کر معمار قدرت کو بھی بیہوش کیا وہان
سے ٹہلتے ہوئے اوس دربار عام مین تشریف لائے جہان محشر جادو موجود تھا ترغیب
قتل مسلمانان کر رہا تھا دم مکاری کا بھر رہا تھا کوکب کو جو آتے ہوئے دیکھا اُٹھ کھڑا ہوا
پوچھا کیون فرزند ناہید کا کیا انجام کیا کوکب نے کہا عرض کرون گا اوستاد ابھی بڑے جھگڑے
باقی ہین اوسی کی ذات کے یہ سارے فساد ہین یہ کہکے باتون مین لگایا آپ آکر تخت پر جلوہ فرما
ہوئے محشر کو ذلگل دیا باتین کرتے کرتے ساقی سے اشارہ کیا اس نے جام دیا عمرو نے بیہوشی
ملائی محشر سے کہا اس کو تو نوش فرمائیے محشر جادو نے بلا تکلف جام لے لیا انجام سے باہر نہ تھا
خوشی خوشی پی گیا پیتے ہی گھبرایا اپنے مقام سے اوٹھا کہا اے فرزند میرا عجب حال ہے یہ شراب کیسی تھی عمرو
نے کہا شراب تو نوشیدنی تھی ٹہلیے جسم کو ہوا لگے محشر اپنے مقام سے اوٹھا اوٹھتے اوٹھتے لڑکھڑا کر گرا
بیہوش ہوا عمرو نے اوس کی زبان مین سوزن دیا ایک قصر تنہا مین لاکر محشر کو ایک ستون سے
باندھا کوکب کو تو پہلے ہی نذر زنبیل کر چکے ہین معمار قدرت بھی قبضہ مین آچکا ہے اب خواجہ نے
اپنی صورت اصلی بنائی تازیانہ حضرت اسحاق کا ہاتھ مین لیا محشر جادو کو ہوشیار کیا محشر کی

جو آنکھ کھلی یہ قیامت دیکھی اپنے کو مجبور و لاچار پایا رسیون سے بندھا ہوا زبان مین سوزن کوڑا ہاتھہ مین لیے ہوئے نہنگ بحر عیاری ہزبر دشت طراری قلعہ گیر بے جنگ سر کوب ساحران جہان شاطر زلزلہ قاف ثانی سلیمانی طرار خنجر گزار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار بقہر و غضب تمام فرمارہے ہین او بیحیا تونے دیکھا مین نے کوکب کو بھی قبضہ مین کیا اوسکا بھی ستارہ گردش مین آیا معمار مکان بنا ہوا بہتر ہے کہ سامری و جمشید پر لعنت کر دیکھہ اس وحدہ لاشریک نے مجھہ مور ضعیف مشت استخوان کو تجھہ ایسے پیل دمان پر غالب کرایا وحدانیت کا قائل ہو مذہب باطل پرستی پر نہ مائل ہو محشر سے یہ باتین ہورہی تھین عمرو نے چار آنکھین کین اور کہا یہ بیحیا بڑا ساحر آبرودار ہے ہر روز نور افشان پہلو نشین سامری جمشید ہمیشہ بڑے بڑے ساحران جلیل اس مغرور کی صحبت مین رہے ہین عمرو کو جوش و خروش مین اس مغرور متکبر نے دیکھا ہاتھہ پاؤن مین رعشہ آگیا قلب تھرا گیا پریشان چہار جانب نگران بصورت آئینہ حیران لرزان ترسان لیکن مردود ازلی ہے زنگ کفر آئینہ دل سے دور نہ ہوا کلمات ہدایت آیات خواجہ عمرو سے اوس کو سرور نہوا نگاہ خشمگین عمرو پر ڈالی مراد یہ تھی کہ او عمرو جو تجھہ سے ہوسکے قصور نہ کر ہمسے یہ نہ ہوگا کہ پونے دو سو خدا اون کو چھوڑین دین جدو آبا سے منھہ موڑین لاکھون جان ہماری نام سامری و جمشید پہ نثار ہے ہم ایسون کو تیرا سمجھانا بالکل بیکار ہے یہ جو عمرو پر ظاہر ہوا یہ بیحیا انکار کرتا ہے پیشانی بھی اسکی سیاہ ہے مسلمان نہوگا بموجب مضمون فرد گلیم بخت کسانیکہ بافتند سیاہ ؛ بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد یہ خیال کر کے کوڑا مارا گوشت پوست اڑنے لگا اس طرح کا اس بیحیا نے ایک نعرۂ آہ کیا کہ اپنی آگ مین آپ جل کر خاک ہوا ناری جہنمی کا قصہ پاک مرنے سے اس کے زمین و آسمان متزلزل و متحرک ہوا ارکان اس کے سحر کے جو بنائے ہوئے تھے وہ جلے باغ مین اس باغی کے آگ لگ گئی تمام سرداران نامی کو ہوش آیا لاچین نے اوٹھتے ہی رستم سے کہا حضور خواجہ عمرو نے کچھہ کام کیا ورنہ محشر تو قیامت برپا کرچکا تھا اسی پردے مین اس مکار نے سحر کیا کہ ہم خبردار بھی نہ ہونے پائے ورنہ دفع کرتے پہلے تو اوس نے فکر کر کے شاہزادہ ایرج نوجوان سے لوح لی اسی وقت یہ سحر ظاہر ہوا ابر دھوان دھار نے تمام عالم کو گھیر لیا الحمد للہ انجام بخیر ہوا یہ کہتے ہوئے چلے سب سردار ہمراہ ہین یکایک سب نے دیکھا قصر بلند سے خواجہ عمرو ہنستے ہوئے باہر آتے ہین لاچین نے

بڑھکر پوچھا اے شہنشاہ عیاران اے سر حلقۂ خنجر گذاران حقیقت مین کیا کارنمایان کیا عمرو نے کہا
اے لاچین مجھے بڑی مشکل ہے اب دیکھون فلک کجرفتار کیا دکھائے خدا اپنا فضل کرے کہ عیاری
ہماری راس آئے سب سردار خواجہ عمرو کو دعائین دینے لگے کہ اے یاور غریبان ولے وا درمن
بیکسان اصل تو یہ ہے کہ طلسمات ساحران کے آپ فتاح ہین منازل عجائب وغرائب کے حضور سیاح
ہین بڑا کارنمایان کیا ایسے ظالم مکار وغدار پر قبضہ کر لیا عمرو نے کہا یارو دعا کرو کہ کوکب روشن ضمیر کا
مزاج اصلاح پر آئے ایسا نہو پھر بگڑ جائے مجھے اس کا قتل کرنا منظور نہین ہے ایسے یاران ہمدم
صاحبان شوکت وحشم کس کو ملتے ہین ہماری محبت مین اوس نے بڑے بڑے رنج والم اوٹھائے ملک اپنے
برباد کرائے ثابت قدم کوی محبت رہا مین کیونکر اوس کا مٹنا گوارا کرون اوس نے نامے جو مجکو اسطرح کے
لکھے وہ وقت انتشار تھا دوستان صادق سے اگر کوئی رنج وملال پہونچے اس کا یاد رکھنا مروت سے
بعید ہے سب نے سر جھکائے کوئی جواب نہ دے سکا لاچین نے بھی یہی کہا اے شہنشاہ عیاران اے
تاجدار خنجر گذاران کسی کو آپ کی رائے مین دخل نہین ہے جو مناسب وقت ہو وہ کیجیے عمرو نے
لاچین سے صلاح کر کے ایک قصر عالی خالی کر دیا ناہید مرصع پوش زوجہ کوکب کو لباس فاخرہ پہناکر
زنبیل سے نکال کر ایک طرف بٹھایا کوکب کو سریر جہانبانی پر جگہ دی سپر وشمشیر برہنہ سامنے
رکھی تاج وغیرہ اسباب شوکت شاہی سے آراستہ کر دیا کہ اپنے کو مجبور ولاچار نہ سمجھے ایرج کو بھی
ایک جانب بٹھا دیا کسی غیر کو اس مکان مین دخل نہین ہے اب کوکب کو ہوشیار کیا اپنے ہاتھ
بھی رومال سے باندھے اب جو کوکب کی آنکھ کھلی یہ سامان دیکھا کہ عمرو ہاتھ باندھے ہوئے
زار زار مثل ابر نوبہار رو رہا ہے زبان پر یہ کلمات حسرت آیات جاری بصد بیقراری کہ اے
برادر بجان برابر اے شہنشاہ طلسم نور افشان اے آسمان جود وسخا کے ماہتابان میری خطا معاف
فرمایئے اگر برائے انصاف تصور فرمایئے تو مین نے آپ کی حفاظت آبرو ولیاقت کی آپ نے معمار ایسے
بدباطن کو مقرر کیا کہ سرداران کو ہمارے سامنے لاؤ وہ جملہ ساحرہ وغیر ساحران کو بذلت ورسوائی
آپ کے سامنے لایا آپ نے سو دو سو کو قتل کیا باقی کو گوشے مین نگاہ رکھا اسی طرح بمقدمہ صاحب عصمت
وعفت ملکہ ناہید مرصع پوش کو حکم عام دیدیا کہ کشان کشان دربار مین لاؤ کیون برادر
غصہ مین تمکو خیال نہ رہا کہ زوجہ سر دربار جو آئے گی کس کی آبروریزی ہے اے برادر مین نے اس کو

خیال کیا زوجہ کو تمھاری زنبیل میں چھپایا اسی کی شکل بنکر تمھارے سامنے آیا مختصر جادو زاسل جہنم ہوا سامنے بیجا کا لاشہ پڑا ہے اے برادر جو ہمارے تمھارے وعدہ تھا وہ پورا ہوا یہ تکلف کی عیاری ہوئی حفظ آبرو کا خیال رہا سب طرح خدا کا فضل رہا ورنہ یہ تیغ بید ریغ ہے گردن از مو باریک اس حقیر پر تقصیر کو قتل کیجیے اس واسطے بھائی چارہ نہ کیا تھا میں اپنی جان دونگا تمھاری ذلت گوارا نہ کرونگا اس طرح سے بفصاحت و بلاغت عمرو نے سامنے کوکب کے تقریر کی کوکب بھی بیقرار ہو کر رونے لگا آبرو کا جو خیال آیا کہ اے کوکب میں نے غضب کیا تھا کہ زوجہ خاص کو سر دربار بلوایا حقیقت میں عمرو نے جان و آبرو کی حفاظت کی اگر اس کو سر دربار قتل کرتا تمام عالم میں مطعون ہوجاتا یہ بات ضرور مشہور خاص و عام ہوتی کہ کوکب نے اپنی زوجہ کو سر دربار قتل کیا منظور اتھی شاید کوئی عیب فاش ہوا اگر میں اپنے کو قتل بھی کر ڈالتا یہ بدنامی نہ مٹتی ایسے ایسے خیالات جو دل میں آئے عمرو نے کوکب پر بھی طعن کی کہ کیوں بھائی خود پرستی کیا چیز ہے وحدانیت پروردگار میں دخل دینے والا بالکل بدتمیز ہے بس یہی اعتقاد ٹھیک ہے کہ وہ وحدہ لاشریک ہے یہ کہکر عمرو نے زبان سے سوزن بلاتکلف نکال لیا دریائے محبت کوکب نے جوش مارا خواجہ کے گلے میں ہاتھ ڈالکر بہت رویا ناہید مرصع پوش کے ہاتھ کھولے خطا معاف کی ایرج نوجوان کو گلے سے لگالیا سر جھکا کر کہا اے شہریار مقام فخر و افتخار ہے کہ جس کے آپ خویش کہلائیں جہانگیر و علمشاہ و قاسم سے سمدھی صاحب کہکر طلا ترنج خوشبوئی ایرج نوجوان کے سینہ پر لگایا نسبت پختہ قرار دی گئی صدائے مبارکباد بلند ہوئی عمرو نے معمار قدرت کو بھی نکالا معمار قدرت کی جو آنکھ کھلی وہ دربار دیکھا کہ شہنشاہ عیاران کرسی جواہر پر جلوہ فرما ہیں شہنشاہ کوکب روشنضمیر بصد جاہ و توقیر تخت پر جلوہ افگن ایک جانب شہنشاہ لاچین والاتمکین علمشاہ نوجوان و قاسم عالیشان و جہانگیر دالاندبیر شیر بیشہ صاحبقرانی یہ سب دلیر صد ہا شاہان اولوالعزم و ساحران نامی سب جمع ہیں دنگ ہو گیا ہوش و حواس پراگندہ حیران ہو کر دیکھنے لگا کہ ان قیدیان مجلس مصیبت بلا نے کیونکر رہائی پائی عمرو نے معمار قدرت کی طرف دیکھکر فرمایا اے دوست جانباز دلِ محب دمساز بہتر یہ ہے کہ دین وحدانیت پر قائم رہو شہنشاہ کوکب نے جو دین تبدیل کیا تھا منفعل ہوئے ہمارے ان کے صفائی ہوگئی یہ سنکر معمار اٹھکر قدموں سے عمرو کے لپٹ گیا یہ بھی دیکھا کہ

صدائے مبارکباد و سلامت باد سے گوش گردون کر ہو رہا ہے ہر خورد و کلان خوش و خرم دلون سے
دور رنج و الم ساقی بچے حاضر ہین جام بادۂ ارغوانی گردش مین ہر ایک نازنین مہ جبین جشن مین
اپنے لاثانی رقص ہو رہا ہے کہ زہرۂ فلک کو رشک زہرہ فلک کو خواہش ہے کہ بازار محفل عیش منزل کی
مشتری ہون دائرہ ماہتابان رقاص ثابت و سیارگان صدائے ہو شا ہوش و نوشا نوش بلند اس
محفل عیش و نشاط مین سب حق پسند مستار مبہوت ہو کر قدمون سے خواجہ کے لپٹ گیا کہا خواجہ کیا کہنا
تمھاری ذات سے چراغ دین اسلام روشن ہے شیطان دشمن ایمان اس راہ پر خطر مین ہر وقت
رہزن ہے صدق دل سے مطیع اسلام ہوا سب کا بخیر انجام ہوا کوکب نے کہا اے شاہنشاہ عیاران لشکر
زلزلہ قاف ثانی سلیمان کس مقام پر فروکش ہے طبیعت نہایت مشوش ہے اسی وقت عمرو نے تمام
کیفیت رہا ہونے حیرت جادو کی بیان کی اور یہ بھی ظاہر کیا کہ حیرت بادشاہ کو گرفتار کر کے
لے گئی ہے اس کی فکر واجب و لازم ہے ملازمان صاحبقران تلاش کر رہے ہو گئے ہین اس طرف
چلا آیا شکر ہے کہ بیان کا انجام بخیر ہوا ملکہ ناہید مرصع پوش تخت سے کھڑی ہو گئی کوکب
سے متوجہ ہو کر کہا کہ اے شاہنشاہ گیتی ستان آپ حالات خدائی خورشید روشن تن
سے بخوبی ماہر ہین کہ اوس کے شعبدے تیار ہو گئے در بند جا بجا آراستہ ہین حاکم مقرر ہین اسکے
ملک تک رسائی نہایت دشوار ہے صاحبقران زمان آگاہ نہین ہین جان دینے پر قصد
کرینگے بلا مین مبتلا ہو جائین گے وہ شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت مکر و فریب کو کیا جانین
اس وقت مین واجب لازم ہے کہ چلکر اپنے آقا کی شراکت کرین بخوبی سمجھائین کہ اوس شعبدہ باز کے
اقلیم مین جانے کا قصد نہ کیجیے اگر مانین جانبازی کر کے رہبری کرنا بہتر ہے کوکب کو یہ بات بہت
پسند آئی اسی وقت دربار کو برخاست کیا خواجہ سے کہا آپ رفیق کامل صاحبقران زمان کے
ہین در بند مرجان پر عیار موجود ہے ایسا نہ ہو صاحبقران زمان پر عیاری کرے آپ اپنے کو
جلد پہونچائیے خیر خواہان سلطنت بھی انتظام ممالک سے مہلت کر کے حاضر ہوتے ہین خواجہ عمرو
گھبرا کر اپنے مقام سے اٹھے سب واقف کارون نے یہی کہا کہ وہ بڑا شعبدہ باز ہے اسکو اپنے سحر و
ساحری پر نہایت ناز ہے جہان تک ہو سکے صاحبقران کو جا کر روکیے کہ لقا کا پیچھا کرین جب اقلیم
خورشید روشن تن سے باہر نکلے سمجھ لیجیے مقابلہ کیجیے عمرو نے کہا اے یاران ہمدم حمزہ شیر دلیر

ہے جو کہتا ہے وہ کرتا ہے تعاقب لقا چھوٹنا غیر ممکن ہے جہان لقا جائے گا اگر دریا آتش ہو یا قلعہ سرکش ہو صاحبقران زمان وہان ضرور جائین گے بڑے بڑے ملک مٹے معرکۂ عظیم پڑے غازی خوب خوب لڑے پروردگار نے فتح و نصرت نصیب غازیان کی ہر مقام پر امید زیست نہ تھی اسی طرح ان ممالک پر بھی لڑائی پڑے گی کوکب نے کہا خواجہ بڑی مشکل ہے آج تک کوئی حال افسون گری سے اس مکار کے آگاہ نہین ہوا ہر شخص یہی کہتا ہے اس کی خدائی کی کیا بات ہے خداوند خورشید روشن تن صاحب کرامات ہے اس طرح کی آپس مین صلاحین ہوئین کوکب نے کان مین بھی خواجہ کے سمجھایا بہار و باغبان کو بھی آگاہ کیا شہنشاہ لاچین نے بھی یہی کہا ماشاء اللہ اپنے کو وقت پر پہونچائے گا اسی وقت شہنشاہ لاچین مع سرداران جلالت آئین اندرون طلسم ہوشربا کے روانہ ہو گئے کوکب بصد شان و تجمل طرف طلسم نور افشان کے گئے خواجہ عمرو ملکہ بران و ناہید سے رخصت ہو کر مع علم شاہ و قاسم و جہانگیر و ایرج و جملہ سرداران تہمتن و دلیران صف شکن بصد شان و شوکت طرف لشکر صاحبقران زمان کے روانہ ہوئے ان سب کو راہ مین چھوڑیئے حالات جلالت آیات ان سب کے وقت پر تحریر کیے جا دین گے

دو کلمہ داستان حیرت بیان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان از دربند مرجان تا قلعہ خورشید نگار کہ خورشید روشن تن نے لقا کو دامن پناہ دیا ہے و ذکر دربندہائے خورشید نگار و عیاریان خواجہ عمرو کی بطرز نو ساحران غدار پر و دیگر حالات متعلق داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

کہان ہے مرے ساقی سیمتن — کہ برخاست ہوتی ہے اب انجمن — نئی پھر طلسمات کی سیر ہے
تجھے رند مشرب سے کیون بیر ہے — چل اے توسن کلک جادو رقم — طرارے بھرے گا کمیت قلم
سواران مضمون کی ٹیری جمے — استارون مین جا کر فلک پر تھمے — عجب رنگ پر آگئی داستان
کہ ہین بر سر جنگ صاحبقران — مضامین کی فوجین بھی تیار ہین — وہ سب فتنۂ دہر خونخوار ہین
خدا ایسے کافر پہ دے گا ظفر — دکھائے گا وہ شعبدے کے ہنر — کہین کس طرح یہ نہین شعبدے
کہین سحر ہے اور کہین شعبدے — مین جادو کے دربند آراستہ — رہے لشکر عزم پیراستہ
عنایات خالق کے سامان ہون — کہ مکار میدان مین بیجان ہون — چمکنے لگی تیغ خارا شگاف

تو میدان بدعت ہو سب پاک صاف	خدائی کا دعویٰ ہے مغرور کو	یہی ملک بڑھ بڑھ کے تسخیر ہو
لکھوں ذکر خواجہ بعبد شد و مد	نئی فکر و فقرے کی ہردم ہے کد	دکھائین گی پھر لطف عیاریان
عمرو کی ہون تحریر طراریان	قمر نیر کلک ہے اوج پر	فروغ مضامین ہے رشک قمر
نشان مضامین کے جھنڈے گڑے	رواج سخن کے بھی سکے پڑے	لکھا حال کفار کے غدر کا
خزانہ لٹایا گیا فکر کا	ہوا اختتام سوال و جواب	لکھی ساتوین جلد بھی لاجواب
مسلسل مرتب ہراک داستان	بیان دلکو مرغوب شیرین زبان	ہراک جا پہ حفظ مراتب رہا
فصاحت بلاغت کا دریا بہا	کہین جوش طبع رسا کم نہین	مزاج ایک صورت پہ ہردم نہین

راقمان اخبار عزت آثار ساحری و مہمیز کنندگان مراکب افسون گری حالات عجائب و غرائب منازل ملک خورشید روشن تن کلک اعجاز رقم سے یون زیب قرطاس فرماتے ہین شعر مرجع خیال سخن آفرین ۔ سخن رابکرسی نشاند این چنین ۔ سابق مین حالات حیرت سمات صاحبقران زمان تحریر کیے تھے کہ مرجان جادو نے عیار کو بھیجا تھا خواجہ سب کو رہا کرلائے یہ تو ناظرین کو بخوبی یاد ہوگا کہ شاہزادہ نورالدہر نے کئی قیدی سامنے خورشید روشن تن کے بھیجے تھے اُس ملعون کا شعبدہ یہ ہے کہ جو سامنے اُس کے پہونچا تسخیر ہوکر اوسکو سجدہ کیا وہی حال نورالدہر پر بھی گذرا کہ جاتے ہی اوس ملعون ازلی کو سجدہ کیا یہ سالار قدرت لقب بلا دیکھیے کب مقابلے مین صاحبقران کے آئین بیان صاحبقران نے فراق نورالدہر مین یا دبادشاہ اسد سے بیقرار ہوکر کوچ کیا بعد قطع مراحل و طے منازل قریب در بند مرجانیہ پہونچے ہرکارون نے یہ خبر وحشت اثر مرجان جادو سے کہی مرجان نے شمیم عیار کو بلایا کہا اے شمیم حمزہ بڑا پہلوان زبردست ہے ہمارے شہر کے قریب آ پہونچا شمیم نے کہا سرکار نہ گھبرائین مین ابھی جاکر اسکی خدمت گذاری کرونگا یہ کہکے بصورت اصلی طرف لشکر صاحبقران کے چلا صاحبقران زمان نے خواجہ عمرو کو برائے خبر خیریت و دریافت حال اسد و بادشاہ روانہ کیا تھا ابھی تک خواجہ واپس نہین آئے اسی تردد مین بصلاح مشیران سلطنت واسطے شکار کے صحرا مین تشریف لائے ہین چند سردار ہمراہ ہین کہ ہرکارے نے عرض کی شمیم عیار در دولت پہ حاضر ہے امیدوار باریابی ہے یہ سنکر صاحبقران نے سامنے بلوایا شمیم نے آتے ہی ہاتھ اوٹھا کر دعائے جان درازی کی عرض کی پروردگار نگاہ بد سے دشمنون کے

حضور کو محفوظ رکھے سابق مین غلام حاضر ہوا تھا سرکار کے ساتھ بے ادبی کی چرالے گیا خواجہ عمرو نے
جا کر رہا کیا غلام کو بہت خیال رہا عالم خواب مین بزرگان دین تشریف لائے تماشا کے بہشت و
دوزخ دکھایا شکر ہے کہ غلام حلقہ بگوش بنا زنگ کفر آئینہ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا غلام
بصدق مسلمان ہوا صاحبقران بہت خوش ہوئے خلعت اس کو مرحمت کیا خدمت صاحبقران
زمان مین حاضر رہا شب کو مہلت پائی صاحبقران کو دیکھا کہ پڑے ہوئے سوتے ہین بہ عیاری
قریب پہونچا کانٹے سے دو شالہ ہٹایا کفچہ مین داروئے بیہوشی رکھکر بیہوش کیا رات ہی کو پشتارہ
باندھکر لے بھاگا صبح کو عیار سردار بیقرار ہوئے اسی حال زار مین گریان و نالان لشکر مین آئے ہر ایک کو
تردد ہے یہی چرچے ہین جا بجا کہ صاحبقران کو تسنیم عیار چرالے گیا بعض عیارون نے قصد کیا کہ
جا کر تدبیر کرین ایسا نہو مرجان جادو صاحبقران کو قتل کر ڈالے اس خیال مین تدبیرین ہو رہی
ہین دو کلمہ داستان حیرت عنوان ملکہ حیرت جادو کے ذکر ہوتے ہین کہ بادشاہ واسد کو دربار صاحبقران
زمان سے لیکر آئی تھی اب قصد ہوا کہ معاوضہ خون افراسیاب مین قتل کرون دارین استاد کرائین
جلاد طلب ہوئے بادشاہ واسد کو زیر تیغ بٹھایا قضائے کار ملکہ مروارید گلنار پوش دختر
سہیل سنگ رو ضمیر بھتیجی کوکب کی شہر سہلیہ مین مصروف عیش و نشاط تھی کنیزون نے اوس کو خبر
پہونچائی کہ افراسیاب جادو واصل جہنم ہوا خوشی خوشی ملکہ مروارید تخت پر سوار ہو کر چلی یہ واضح
رہے کہ شاہزادہ بہادر سیاہ پر یہ عاشق ہے کنیزون سے خبر پوچھتی ہوئی طاؤس کو اڑائے ہوئے آتی
ہے نگاہ اُٹھا کر جو دیکھا بادشاہ لشکر اسلام واسد خوش انجام زیر تیغ بیٹھے ہین کلیجہ تھرا گیا پسینا آگیا
دریافت کرایا معلوم ہوا کہ حیرت ان شیرون کو گرفتار کر کے لائی ہے قصد ہے کہ قتل کرون مروارید
آمادہ مرگ مثال ئے قضا ہو کر آ پڑی لڑتی بھڑتی قریب پہونچکر بادشاہ واسد کو اپنے قبضے مین کیا حیرت
جادو سے سحر ہونے لگے کنیزان مروارید بھی لڑ رہی ہین سحر کرنے مین مصروف ہین حیرت جادو نے
پکار کر کہدیا کہ اے مروارید تجکو جانے نہ دونگی مروارید سے سحر ہونے لگے زمین تھرا رہی ہے تحمل جلے
آسمان سے آگ بھی برسی دریائے آب بھی موج مار رہا ہے مروارید گلنار پوش سب کو جواب دیتی
ہے یہی بڑا خوف ہے کہ بادشاہ واسد کو ہوادار پر سوار کر لیا ایسا نہو ان کے دشمنون پر کوئی آزار
پہونچے تو ساری مشقت بیکار ہو جائے بس سینہ سپر کیے ہوئے لڑ رہی ہے انتہا کا خیال

ہے قلب پر ہجوم غم و ملال بڑھ بڑھ گئی سوتیون کے مالے مارے صدہا کے سر جیسے ہزار ہا کو دیوانہ کرکے
مارا حیرت جادو اس فکر مین ہے کہ جس طرح بنے مرواریدہ کو گرفتار کرون بادشاہ و اسد کو
چھین لون اہالیان فوج پر بھی نعرے کر رہی ہے کہ خبردار یہ گیسو بریدہ جانے نہ پائے غضب کیا
میرے قیدیون کو چھین لیا جس سحر پر حیرت کو ناز ہے یعنی سر کھول کر تاریکی مین اپنے ہمسر کو مار لیتی
ہے آج بھی اُس نے سامری و جمشید کا نام لیا چاہتی تھی سر کھول دون مروارید نے جھپٹ کر دستگنی ی
برق چمک کر سر پر حیرت جادو کے گری سر حیرت کا زخمی ہوا چار طرف سے کنیزان ملکہ مروارید
کو گھیرا مروارید نے ایسے سحر کیے کہ لکۂ ابر آسمان پر آیا اُس مین سے برقین چمکین چھریان کٹاریان
برسین کئی ہزار کنیزان حیرت واصل جہنم ہوئین مروارید نے اُس وقت کو غنیمت جانا کہ
لڑ بھڑ کر نکل جاؤن یہ سوچ کر ایک گولہ آہن کا جھولی سے نکالا لشکر حیرت پر پھینکا وہ جاکر
پھٹا اس قدر اندھیرا ہوا کہ ملازمان حیرت سر ٹکرانے لگے اوس عرصے مین ملکہ مروارید لڑتی
بھڑتی نکل گئی ملازمان حیرت کے رہ گئے نہ رُکی حیرت جادو زخم کو باندھکر جب سنبھلی معلوم
ہوا کہ مروارید لڑ بھڑ کر نکل گئی اب تعاقب کرنا بیکار ہے نامہ تو اوس کے پاس خورشید روشن تن
کا آہی چکا ہے صاف صاف مرقوم ہے کہ اے حیرت ہمارے پاس آؤ ہم معاوضہ خون افراسیاب لینگے
پس حیرت جادو لاچار و مجبور حالت زخم داری مین یہ سوچی کہ اب یہان ٹھہرنا بہتر نہین ہے اسی عالم
مین بعد جنگ کے طرف خورشید نگار چلی بعد قطع منازل و طے مراحل جب قریب قلعہ خورشید نگار
پہونچی ہرکارون نے خبر خورشید روشن تن کو پہونچائی خورشید روشن تن نے لقا وغیرہ کو حکم دیا کہ
ہماری بندی خاص اطاعت گذار با اختصاص کو باعزاز و اکرام لاؤ بڑے بڑے شاہان جلیل
مثل زمرد شاہ باختری و بختیارک وغیرہ برائے استقبال آئے ملکہ حیرت جادو کو بڑی کیفیت
سے داخل قلعہ کیا ہر کوچہ و برزن مین ہڑ ہے کہ شاہزادی طلسم ہوشربا و زوجہ افراسیاب دختر
حیات جادو برائے ملاقات خداوند خورشید تشریف لائی ہین تمام اہالیان شہر برائے تماشہ
آئے سواری حیرت جادو ہر مقام پر ٹھہرتی جس نے جمال بیمثال کو دیکھا وجد کرتا تھا حیرت جادو
راہ کو طے کرکے دربار خورشید مین پہونچی وہی کیفیت ہے جو خدائیان کرچکے ہین اور ہاتھ سے
صاحبقران کے شکستین کھائین وہ سب دربار مین خورشید کے موجود ہین اُنھین سے یہ سرگرم سخن

ہے وہ بیچارا اپنی خرابی کے حال بیان کرتے ہین بعد اوس کے دم خدائی کا بھرتے ہین کسی نے قدمون
کو بوسہ دیا کوئی کبھی بصدق دل نثار ہوا کوئی کہتا ہے یا خداوند بعد مرنے کے آپ کی خدائی کا حال
کھلا تو خدائے برحق ہے خورشید مسکرا کر جھوم رہا ہے ہر ایک کو یہی جواب دیتا ہے تم لوگ اب
دل سے مطیع ہوئے قدرت نے پردہ ہائے حجاب تمھاری آنکھون سے اوٹھا دیئے حیرت جادو نے
بھی آکر سجدہ کیا دیکھا اوس نے ایک جانب نور الدہر بن بدیع الزمان بعہدہ سپہ سالاری ڈنگل پر
جلوہ فرما ہین خبر سنی کسی لاکھ فوج کا افسر کیا ہے عرض کر رہے ہین اگر خداوند حکم دین جا کر لشکر حمزہ سے
مقابلہ کرون خورشید جواب دیتا ہے اے سپہ سالار قدرت ابھی موقع تمھارے جانے کا نہین جب
قدرت مناسب جانین گے حکم دینگے جاتے ہی حمزہ پر غالب آؤ گے ایک طرف حیرت کو بھی بیٹھنے
کی جگہ ملی نسل حیرت کے صدہا تاجدار بیٹھے ہین دربار خورشید روشن تن کی تو یہ کیفیت ہے وقت
بیان کا ذکر تحریر ہوگا لیکن ملکہ مروارید گلنار پوش بادشاہ و اسد کو لیکر بعد سہل و آسان اوسی وقت
لشکر اسلام مین پہونچی کہ بیبلے وغیرہ چند مصاحب صاحبقران کے غائب ہونے کی خبر لے کر آئے
ہین بیان کر رہے ہین کہ شمیم عیار مکر سے آیا مکار نے بیان کیا کہ مین خواب مین مسلمان ہوا صاحبقران
زمان نام بر اہل اسلام کے خوش ہوئے فوراً اوسکو لشکر مین جگہ دی قابو پا کر آقائے نامدار کو لے گیا
ہم سب کو داغ دے گیا یہ سنکر لشکر مین تلاطم ہوا ہر کس کا یہی قول ہے کہ اگر خواجہ عمرو ہوتے تو کبھی
وہ خدمت مین صاحبقران کے نہ آنے پاتا ایک شہنشاہ اقلیم عیاری کے نہ ہونے سے یہ خرابی
در پیش ہوئی یہ ذکر تھا کہ خواجہ عمرو مقدمات کوکب سے فراغت حاصل کر کے تشریف لائے
آتے ہی یہ کیفیت سنی کہا یارو نہ گھبراو سابق مین یہی بیچا آیا تھا عیاری اوس نے کی مین بھی برابر
پہونچا اب بھی وہ پروردگار مشکل آسان کرے گا خواجہ عمرو کے کہنے سے سب کو تسکین ہوئی اوسی وقت
آسمان پر برق چمکی ملکہ مروارید گلنار پوش نے بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد و اسد نامدار کو
قید حیرت سے رہا کیا تھا لیکر پہونچی تمام سرداران نامی و تاجداران گرامی دوڑ پڑے بادشاہ جمجاہ کے
آنے کی بڑی خوشی کی گویا عید ہوگئی سب سے زیادہ اسد نامدار کے آنے کی خوشی کی خوف تھا کہ
سعادو حنہ خون افراسیاب مین قتل نہ کر ڈالے خدا نے صحیح و سالم اوس شیر کو پہونچایا لشکر مین
نوبت نقارے بجنے لگے جب بادشاہ جمجاہ تخت پر آکر متمکن ہوئے خواجہ عمرو سے حال طلسم

نورافشان دریافت کیا خواجہ عمرو نے تمام کیفیت ایرج نوجوان وبغاوت کوکب وشراکت ملکہ ناہید مرصع پوش لفظاً لفظاً بیان کردی عرض کی آپ کے اقبال سے ایرج و قاسم وغیرہ بھی بفتح وفیروزی تشریف لاتے ہین شہنشاہ لاچین اپنے سردارون کو ساتھ لیکر طرف طلسم ہوشربا کے تشریف لے گئے اے شاہنشاہ گیتی ستان تمام اہالیان طلسم ہوشربا کو شادی اسد نامدار کا بڑا اشتیاق ہے ملکہ مہ جبین الماس پوش دختر افراسیاب و ملکہ لالان خونقبا نور نگاہ شاہنشاہ داؤد مقبول بارگاہ معبود کہ اہالیان طلسم ہوشربا اوس کو اپنا خداوند جانتے تھے ملکہ ناہید مرصع پوش اوس کا بھی مرتبہ ملکہ مہ جبین سے کم نہین ہے ملکہ لعل سخندان دختر ملک احضر پوش لیاقت سحر مین واقف کاران طلسم نے اوس شاہزادی کو جملہ سرداران نامی پر شرف دیا ہے کہ سحر وساحری مین اوس کا کوئی مقابلہ نہین کرسکتا یہ سب شادیان درپیش ہین ہزار طرح کے پس وپیش ہین انشاء اللہ کوکب نے بھی وعدہ کیا ہے بعد ہلت سعدات خورشید روشن تن یہ بھی تقریب ہوگی خدا چاہے گا تو جیسی شادی صاحبقران زمان کی ملکہ مہر نگار سے ہوئی تھی کہ جسمین شاہان ہفت اقلیم جمع ہوئے تھے سامنے اس شادی کے وہ نگاہون سے گرجائے گی بادشاہ حمجاہ نے فرمایا آپنے وعدہ کوکب کا تو نصیر سے بخوبی کرالیا اب کوئی جملہ تو نہین باقی رہا خواجہ عمرو نے کہا حضور آپ کے اقبال سے بگوش ہالی قبول کرایا بعد مدت زن وشوہر مین ملاپ ہوا کوکب نام زوجہ کا دشمن تھا اتنی بڑی سرکوبی ہوئی کہ خنائے گلگون پوش قتل ہوگئی ایسا اوس کا غم ہوا کہ کوکب نے تاج وتخت ترک کیا تھا فقیر بنکر بیٹھ رہا تھا زن وشوہر مین ملاپ کرایا وقایع گذرے گا تو حضور ملاحظہ فرمائین گے ہر مقام پر حفظ مراتب کا خیال رہا کوکب کے دل کو رضامند کیا دشمنون کو دردمند کیا بادشاہ خبر فرحت افزا سنکر بہت خوش ہوئے فرمایا خواجہ نے بڑا کار نمایان کیا مجکو بڑا تردد تھا یقین تھا کہ شہنشاہ کوکب سے فساد دیر تک رہے اور صاحبقران زمان کو بھی جانا پڑے صاحبقران زمان کو انکار کہ مین اس مقدمہ مین شریک نہون خدا نے اون کی بات رکھ لی مگر خواجہ اب تدبیر صاحبقران زمان واجب ولازم ہے یہ بھی خبر ہم سن چکے کہ نورالدہر دربار مین خورشید روشن تن کے پہونچے اوس شعبدہ باز جعلساز کو سجدہ کیا تعجب ہے کہ لشکر لیکر ہمارے مقابلے کو آئین یہ فرماکر بادشاہ حمجاہ کی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوئے عمرو نے پایۂ تخت کو بوسہ دیا کہا کچھ حضور تردد نکرین غلام

ابھی جاکر فکر کرتا ہے خدا چاہے گا تو اپنے آقا کو لیکر آؤن گا یہ کہکر عمرو ایک گوشے مین آیا رنگ روغن عیاری
کا لگایا ایک بڈھے آتشباز کی شکل بنکر تیار ہوا خیمہ سے نکلے کسی کو دریافت نہ ہوا کہ خواجہ عمرو
کہان گئے عمرو راہ کو طے کر کے قلعہ مرجانیہ مین پہونچا در دولت مرجان جادو پر آیا درگہ سالار سے
کہا کہ جاکر شہنشاہ مرجان سے کہو کہ آتش خو شعلہ مزاج خداوند لقا کا آتش باز در دولت پر
حاضر ہے درگہ سالار نے جاکر مرجان سے کہا مرجان نے کہا بلالو شمیم عیار بھی خدمت مین مرجان
کے حاضر تھا صاحبقران کو قید کیا صلاح ہو رہی ہے کہ قید صاحبقران طرف خورشید نگار کے روانہ
کردین اُس وقت آتش باز کی خبر پہونچی کہا بلالو سب کو اشتیاق بھی ہوا دیکھا سامنے ایک شخص نحیف
وضعیف کمر مین خم ہاتھ کی لپیٹی ہوئی پگڑی سر پر آتے ہی جھک کر سلام کیا مرجان وضع کو دیکھکر
ہنسا پوچھا بڑے میان صاحب تمھارا کیا نام ہے کہا حضور غلام کو فتنہ آتش خو کہتے ہین خداوند لقا
کی خدمت مین رہا قیطولات خداوندی پر آتش بازی چھوڑتا تھا کہا قدرت نے جو جہنم بنوایا ہے ہماری
آتش بازی کا ایک پھول ہے ہمارے تشریف لانے سے بندگان خداوند کو سعادت حصول ہے کچھ نمونہ
دکھاؤن چھچھوندر چھوڑون شمیم نے مرجان سے اشارہ کیا اس بڈھے کی بات سے فریب ثابت
ہوتا ہے مرجان ہان ہان کرتا رہا عمرو نے چھچھوندر نکال کر چھوڑ ہی دی چھچھوندر دوڑی دھوان
بلند ہوا تمام اہالیان دربار بیہوش ہوئے خواجہ نے مرجان و شمیم کو اُٹھا لیا نذر زنبیل کیا اوسی
صورت پر دربار سے نکل گئے درگہ سالار نے پوچھا میان آتش باز صاحب کہو کچھ کام ملا عمرو نے
کہا سارا مطلب ہوگیا شادی کا کام تمین کو ملا کرے گا یہ کہکر طرف لشکر کے روانہ ہوئے بعد عرصہ
دراز ملازمان شاہی نے دربار مین دیکھا بادشاہ و عیار ندارد کل سنسے بہت سے دوڑے دوڑے
پھرتے ہین کچھ لوگ اُلٹے لٹکے ہین فریاد کر رہے ہین وہ سب کل سے اُنکی جانب دوڑے باہر سے
جو آگئے تھے وہ گھبرا کر بھاگے عرصہ دراز تک ہلڑ رہا بھائی کو بھائی باپ کو بیٹا نہ پہچانتا تھا ہر شخص
دوست کو دشمن جانتا تھا جب پہلوان اندر آئے وزرا و امرا کو ہوشیار کیا اب ہلڑ ہوا کہ
بادشاہ و عیار کو کوئی لے گیا وزرا نے ہرکارے روانہ کیے کہ لشکر اسلام مین دریافت کرو
شاید یہ کام عمرو عیار کا ہو یہان خواجہ عمرو شمیم و مرجان کو لے کر لشکر ظفر اثر مین آئے یہ
تو ناظرین پر واضح رہے کہ ابھی لشکر صاحبقران کا زمان بیابان گریز مین تھا اب عمرو نے حکم

دیا پہلوان عادی نے اٹالا بارگاہ سلیمانی کا بار کرایا بادشاہ حجاہ مع سرداران نامی و پہلوانان
گرامی طرف قلعہ مرجانیہ کے چلے یہاں وزیران سلطنت مرجان کے منتظر تھے کہ خبر پہونچی لشکر مسلمانان
آتا ہے بسبب مالک کے نہونے کے گھبرا تو گئے مگر لشکر ساحران ہمراہ لیکر مقابلہ مین ٹھہرے آمد لشکر
اسلام شروع ہوئی اولاً اول پہلوان عادی مع چالیس بھائی و چالیس ہزار قزاق اٹالا بارگاہ
سلیمانی کا لیے ہوئے بڑے زور شور سے آکر پہونچے بعد اُس کے شاہان ہفت ملک الیان عراق اصفہان
بادشاہ ہندوستان جانشین صاحبقران لندھور بن سعدان مع فوج عربستان مالک اژدر بعد کئی
دن کے سر . . شہریار مع سات سے تاجداران عالی وقار بعید عزو افتخار آکر فروکش ہوئے خیمے بارگاہین
استادہ ہو . . . بازارین آراستہ ہونے لگین وزیران مرجان نے جب دیکھا کہ بارگاہین استادہ
ہوچکین ایک وزیر صاحب تدبیر جو کہ غیر ساحر تھا بارگاہ سلیمانی مین سامنے بادشاہ حجاہ کے
حاضر ہوا عرض کی اے شہنشاہ گیتی ستان صاحبقران زمان ہمارے قبضے مین ہین مرجان و تمیم کو
خواجہ عمرو گرفتار کر لائے اگر مناسب وقت ہو ہمارے سردار کو قید سے رہا کیجیے اپنے سردار کو ہمسے لیجیے
بادشاہ حجاہ یہ سنکر خوش ہوگئے ساحرون نے اسی بھروسے پر پیغام دیا ہے کہ لشکر مین صاحبقران کے
سب غیر ساحر ہین جب وقت چاہین گرفتار کرین گے بادشاہ نے فرمایا ہمین دل و جان سے منظور ہے
صاحبقران زمان کو بلوائیے مرجان و تمیم کو پہلے لیجائیے اسی وقت مرجان و تمیم کو بلوا کر وزیر
کے سپرد کر دیا اوس نے بھی اُسی وقت صاحبقران زمان کو بلوا دیا مرجان و تمیم خوش فعلیان کرتے
ہوئے طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوئے مرجان نے کہا تمیم مسلمانون نے تراد نکو کا کھانا کھایا مجھ سے
بادشاہ کو رہا کر دیا کل مین سب کو گرفتار کر لون گا اے تمیم جب مین قید خانے مین گیا تب مجھکو معلوم ہوا
اہل اسلام سحر کو معیوب جانتے ہین ان کا گرفتار کر لینا کتنی بڑی بات ہے نام سامری و جمشید مین کرامات ہے
تمیم بھی خوش ہے یہان صاحبقران زمان کا بارگاہ مین داخلہ ہوا نوبت نقارے بجنے لگے مرجان
جادو اپنی بارگاہ مین جا کر تخت پر بیٹھا وزرا سے کہتا تھا مین نے سب مسلمانون کو بیوقوف بنایا
ایک غلام میرا کل لشکر پر غالب آجائے گا یہ کہکر حکم دیا طبل جنگی بجے اُسی وقت ساحرون نے
خوشی خوشی طبل جنگی بجوایا ساحرون مین بڑے بڑے ذکر ہو رہے ہین کہ اہل اسلام بڑے بیوقوف
ہین سحر مین دخل نہین رکھتے اور ہم لوگون کے مقابلے مین آگئے ہین کہتے ہین کیون یارو طلسم

ہوشربا کیونکر فتح ہوا جو بڑے عقیل و فہیم تھے انھون نے کہا اے بھائی اسکا تعجب کیا کرتے ہو جس قدر ملازمان افراسیاب ساحران لاجواب تھے وہ شریک اہل اسلام ہوگئے اکیلا افراسیاب کیا کرتا آخر ہار گیا یہان سب ساحران نامی وگرامی موجود ہین جب کوئی سحر کا جواب دینے والا نہو گا ایک ساحر کافی ہے لشکر مین مرجان کے تو بڑی خوشی ہو رہی ہے گویا لڑائی فتح کر لی تمام ساحر تیاری سحر مین صروف ہین صاحبقران زمان بارگاہ مین جلوہ فرما تھے کہ جاسوسان لشکر اسلام حاضر ہوئے ہاتھ اٹھا کر دعا و ثنائے بادشاہی بجالائے قطعہ شکر خدا کہ گوہر اقبال دور فتح • دریائے دولت تو سعادت نثار کرد دولت عنان ملک بدست تو باز داد • اقبال بر سمند مرادت سوار کرد • شہریار عالم کی عمر دراز ہو مرجان نے طبل جنگی بجوایا صبح کو میدان کارزار مین شعبدہ ہائے سحر ظاہر کرے گا اپنی نیرنگ بازی مین ناز رکھتا ہے کہتا ہے مسلمانون کو بڑا دعوٰی کا دیا صاحبقران زمان نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا صاحبقران زمان نے بعد فراغ نماز سحر سلاح جنگی جسم انور پر آراستہ کیے مقبل نے آکر عرض کی بادشاہ جمجاہ برآمد ہوئے میدان کارزار مین لشکر کفار آگیا حضور کا سب کو انتظار ہے صاحبقران زمان نے تسبیح کو بوسہ دے کر سجادے پر رکھا ولایتی ٹیک کر اٹھے لالٹینون کی روشنی مین باہر تشریف لائے طرف جلوخانہ شاہی کے چلے ماہتابان کو جو دیکھا کل سرداران بھتن مثل ثابت و سیارگان گرد آگئے صاحبقران مع کل سرداران نامی و شاہان گرامی در دولت شہنشاہی پر پہونچے تخت شہنشاہی جلوخانے مین بچھ چکا ہے کہ صاحبقران زمان پہونچے صاحبقران نے سلام کیا بادشاہ نے ہاتھ سینے پر رکھا اشارہ تھا کہ جگہ حضور کی ہمارے دل مین ہے بعدہ صاحبقران جملہ سرداران کا سلام لیتے ہوئے سواری شہنشاہ کی چلی ادھر سے دیکھا آمد لشکر ساحران غدار اژدر سوار فیل سوار مرجان جادو تخت پر اسباب سحر جسم پر آراستہ وزیر و امیر تخت کو گھیرے ہوئے اس سج دہج سے مرجان جادو میدان کارزار مین آکر پہونچا مونچھون پر تاؤ پھیر رہا ہے اس خیال سے کہ آج سب کو گرفتار کر کے خدمت خداوند مین روانہ کردون گا لاشہ ہائے دشمنان سے میدان کارزار بھر دونگا دونون لشکر میدان کارزار مین آکر جمے صفین آراستہ ہوئین نقیب نقابت کر رہے ہین کہ مرجان جادو تخت سے اترا صحرا کی جانب ایک گولا پھینکا آواز

دی اے نقابدار بہادر آج تمھاری ضرورت ہے وقت جلالت وشوکت ہے مرجان نے جو یہ پکار کر کہا صحرا
گرد اڑی سب نے دیکھا ایک نقابدار مرصع پوش پشت مرکب پر سوار نیزہ ہلاتا ہوا گھوڑا اچکاتا ہوا میدان
مین آکر پہونچا دو گھڑی کامل نیزہ ہلایا جب خوب غرق عرق ہو چکا مرکب کو روک کر آواز دی
اے فرقۂ خداپرستان جس کو تمنا مرگ کی ہو نکلے اور ہمسے مقابلہ کرے کیفیت سرکشی کھُلے یہ
مقامات خدائی خداوند خورشید روشن تن ہین یہان ظلم وبدعت کسی پر جائز نہین ہے
ابھی تک خیر ہے پلٹ جاؤ ہم لوگ متعرض نہون گے ملک طلسم ہوشربا اسکو نہ سمجھنا اس طرح جو اُس
نقابدار نے لاف وگذاف کیا شاہزادہ جمہور جانسوز طرطوس بہادر شہنشاہ تبرزن پسر خواندہ
صاحبقران جو صف دست چپ مین کھڑا تھا مرکب کو ٹھکرا کر سامنے بادشاہ کے آیا عرض کی اے
شہریار اجازت میدان عطا فرمائیے بادشاہ نے فرمایا اے شیر بیشۂ جرات اے نہنگ دریائے شوکت
یہ تو ظاہر ہے کہ یہ نقابدار ساحر ہے اُس کے سامنے زور کا کیا کام اور علازمان صاحبقران
مقابلہ کرین تم تماشہ دیکھو جمہور نے عرض کی اب تو غلام نے قصد کیا غلام اور شہنشاہ کی بدنامی ہے
لاچار ہو کر بادشاہ نے جام کلہ عفریت طلب فرمایا جمہور کو مرحمت ہوا جمہور پی کر پشت مرکب پر سوار ہوا
صاحبقران کو سلام کر کے طرف میدان کارزار کے چلا نقابدار نے جو جمہور کو آتے ہوئے دیکھا
اپنے قریب بھی نہ آنے دیا چند دانے ماش کے پھینکے مرکب جمہور کا بدلگامی کرنے لگا ہرچند جمہور
نے بڑی بجائی گھوڑے کو قیام نہ ہوا آخر جمہور پشت مرکب سے گرا صدمہ سے بیہوش ہو گیا
اُس نقابدار سفلوک نے چاہا اُس حال پر ملال مین اُس بہادر کا سر کاٹ لون رستم سرزمین
مغرب فرامرز نژاد مغربی ہم چشم جمہور کو تاب نہ رہی گھوڑے کو چمکا کر آواز دی او نامرد کیا کرتا ہے
یہ کہکے بیچ مین گھوڑا ڈال دیا جمہور کو پشت پر کیا اپنا سینہ سپر کر دیا اُس بیحیا نے ماش کے دانے
پھینکے فرامرز کا مرکب بھی بدلگامی کرنے لگا ہرچند اُس بہادر نے کوڑے مارے باگ پر ہاتھ ڈالکے
جھٹکے دیے مرکب رام نہوا ناچار و مجبور گھوڑے سے گرے برابر جمہور کے یہ بھی بیہوش ہو گئے استادان
سخنور نے تحریر فرمایا ہے کہ اسی طرح فرداً فرداً پانچ سردار مقابلہ نقابدار مین آکے نقابدار نے جب
ماش کے دانے پھینکے مجبور ہو کر مرکب سے گرے بیہوش ہو گئے جب یہ قصد کرتا ہے کہ قتل کرون کوئی
سردار آپڑتا ہے اپنا سینہ سپر کر کے سردار مذکور کو بچاتا ہے سحر سے کسی کا زور نہین چلتا جب

پانچ سات جوان پشتہائے مرکب سے گرے ہاتھ پانون بیکار ہوئے لیکن نقابدار بھی کسی پر حملہ
نہین کر سکا سرداران نامی کا تانتا بندھ گیا ایک مقام پر چلاکر نقابدار نے آواز دی لے فرقۂ
خدا پرستان کن لوگون کو میرے مقابلے مین بھیجتے ہو کہ جن سے مزا شجاعت کا نہین ملتا کوئی ایسا
بہادر میرے مقابلے مین آئے کہ کچھ لطف جرأت ملے غنچہ آرزو کھلے یہ جو اس ملعون نے پکار کر کہا زلزل
قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالی شان نے مرکب اشقر دیوزاد کو پرے سے نکالا گھوڑا
طرارہ بھر کر چلا کلائیان مارتا ہوا دم سے چنور کرتا ہوا فرد مصنف فرد شبدیز فکر بھول گیا ڈھنگ چال کا
ہے مانگ کہکشان کی دہانہ ہلال کا ۔ القصہ تین ٹھیکون مین مرکب خوش رفتار تمسل صبا
قریب نقابدار آکر پہونچا نقابدار کچھ چھو چھکا کرنے مین مشغول تھا امیر نے اسم اعظم پڑھا مطلق تاثیر
نہوئی آکر صاحبقران تیغ لگا درزن ہو کر دبر دکر دیا نقابدار کی رنگت زرد ہوگئی سراپا کو صاحبقران کے
دیکھا کہ چہرہ آفتاب عالمتاب چہرے پر عتاب تیغ آبدار حمائل سپر فولادی رشک قرص قمر دوش پر کمان
کیانی جس سے صاف ثابت تھا کہ ماہ تابان برج قوس مین آگیا ہزار تیر کا ترکش مثل دم طاؤس
نقابدار حیران جمال محو دیدار صاحبقران عالی وقار چپکے چپکے سحر بھی پڑھ رہا ہے صاحبقران کا
مرکب اسی طرح قائم ہے جب خود بدلگامی کرتا ہے صاحبقران اسم اعظم پڑھکر پشت پر اشقر کے دست
حق پرست رکھ دیتے ہین اسی وجہ سے گھوڑا اپنے مقام پر قائم ہے اتنے نقابدار گھبرایا وہ نیزہ تو ہاتھ مین
نشان مکر و غدر کا تھا لاچار ہو کر وار کیا صاحبقران نے سنان نیزہ کو بچا کر گلوگاہ پر ہاتھ ڈال دیا
نیزہ چھین کر پھینکا گویا طفل کے ہاتھ سے چھین کے پھینک دیا مکار گھبرایا بمجبوری و لاچاری قبضے
پر ہاتھ ڈالا بر سر صاحبقران وار کیا امیر نے تھپکی ماری تیغہ بیٹھا پڑا کلائی پر ہاتھ ڈال دیا
تلوار چھین لی چاہا بھاگ جاؤن قضا سے مہلت کب ملتی ہے امیر نے تلوار کا خبردار کہکر ہاتھ مارا
روسیاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغۂ برق تاب تڑپ کر گرا ابر سپر کے ٹکڑے نے آواز دی سپر کو کاٹ کر
وہی تیغہ برق مثال سر پر اُس خود سر کے گرا مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے ۔ بجائے خون کے شعلہائے
آتش جسم سے نکلے لاشہ جلنے لگا ہر کس نے دیکھا سنگ باری برف باری ہونے لگی بعد عرصہ دراز
آواز آئی کشتی مرا نام مقیم جادو بود ۔ صاحبقران زمان نے مبارز طلبی کی کہ اے مرجان جادو
اور کسی ساحر کو بھیج اب کس کی مجال ہے کہ مقابلے مین صاحبقران کے آئے مرجان جادو گھبرایا چار جانب

حیران دیکھ رہا تھا قصد تھا کہ کسی ساحر کو بھیجوں کسی ساحر کا حوصلہ نہ پڑتا تھا صاحبقران کا قصد ہوا
کہ صاحب لشکر پر جا پڑون مرجان جادو کا سر لاؤن کہ صحرا سے گرد اڑی لکہ ہائے ابر سرخ و
سفید بھی نمایان ہوئے جملہ سردار تاجدار خیر خواہان دولت اوسی جانب دیکھنے لگے آگے آگے
بلور چہار دست پشت مرکب پر سوار نشان لشکر کوکب بغل مین پشت پر تین لاکھ ساحر دغیر ساحر
نہایت تکلف سے آراستہ و پیراستہ بڑے شوکت سے لشکر آتا ہے کوکب مرکب باد رفتار پر بصد کر و فر
تاج شہریاری بر سر و چار قب شہنشاہی در بر مرکب پرند مشکین زیر ران صاحب شوکت و شان
گرد سرداران نوجوان اس طور سے جو آمد کوکب روشن ضمیر کی ہوئی صاحبقران زمان نے حکم دیا کہ
ہمارے دوست صادق کا استقبال کر کے لاؤ سرداران نامی تاجداران جلیل برائے استقبال
کوکب بڑھے بکیفیت تمام اوس خوش انجام کو استقبال کر کے لائے صاحبقران گھوڑے سے کودے
کوکب نے چاہا قدمون کو بوسہ دون صاحبقران بہ لطف بغلگیر ہوئے کیفیت کوکب نے قلعہ
مرجانیہ کی پوچھی صاحبقران نے تمام حال بیان کیا کوکب نے عرض کی حضور تساہل فرمائین
مین ابھی میدان کارزار مین جا کر مرجان کو للکارتا ہون اگر میرے مقابلہ مین نہ آئے گا خود ہی
لشکر پر جا پڑونگا انشاء اللہ باقبال حضور آج ہی یہ قلعہ قبضے مین آئے گا یہ نامرد بھاگ جائے گا
صاحبقران نے کوکب کو اجازت کارزار دی مرجان کو ہرکارون نے خبر دی کہ کوکب کا قصد ہے
کہ میدان کارزار مین آئے تمکو للکارے مرجان گھبرایا طبل امان بجوا کر بیٹھا صاحبقران زمان نے بھی
کوکب کو واپس کیا کوکب نے عرض کی ساحران غدار سے مقابلہ ہے حضور جا کر آرام فرمائین غلام اُن سے
سمجھ لے گا یہ کہکے اپنی بارگاہ مقابلہ لشکر مرجان مین استادہ کرائی منظور یہی ہے کہ مین ہی مرجان سے مقابلہ کرون
لشکر اسلام کو ساحرون سے نہ لڑنے دون مرجان جادو جو لپٹ کر آیا آمد کوکب دیکھکر ہوش اُڑے
ہوئے وزیرون کو جمع کیا صلاح ہونے لگی مرجان کہتا ہے کوکب روشن ضمیر بادشاہ طلسم نور افشان ہے
اس کو کون جواب دے سکے گا سحر مین طاق شہرۂ آفاق افراسیاب اس کا ہمنبرد تھا اسکو مسلمانون نے
پا کر قتل کیا اگر کوکب لشکر مین رہے گا ہمارا بالکل زور نہ چلے گا یہ کہکے طرف حکیم عیار کے متوجہ ہوا
کہا اے مہتر والاگہر تمنے تو کار نمایان کیا تھا ہمنے حقیقت کو صاحبقران کی نہ سمجھا حوالے کر دیا
صاحبقران صاحب آدم اعظم و محتشم اُن پر پنجہ کسی ساحر کا قابض نہ ہو گا کوکب و صاحبقران

کی تدبیر ہو جاوے باقی لشکر سے ہم سمجھ لینگے شمیم اسی وقت اوٹھا کہا حضور نہ گھبرائین غلام جاکر کوکب
روشنضمیر کو لاتا ہے یہ کہکر نکل گیا کوکب روشنضمیر نے لشکر اپنا صحرائے سبزہ زار مین فروکش کیا ہے گویا
لشکر اسلام مین کل آدمی سینہ سپر بوقت سحر بارگاہ سے نکل کر کرسی پر بیٹھا گرد چند مصاحب گانے کی
آواز کان مین آئی کوکب نے کہا کوئی واقف کار نئے طور سے نے نوازی کر رہا ہے صدا پر دل کھنچا ہے یہ
کہکر اپنے مقام سے اُٹھے دیکھا درخت کے سایہ مین ایک جوگی نوجوان حسین خوبصورت کس لطف
سے نے نوازی کر رہا ہے کوکب کو نہایت گانا اس کا پسند آیا ملازمون سے کہا اسکو بارگاہ
مین لے چلو کوکب آن کر بارگاہ مین بیٹھے ملازم جوگی کو لیکر آئے کوکب نے ملازمون سے
کہا جاکر صاحبقران زمان سے بھی عرض کرو کہ آج نے نواز حاضر ہوا ہے حضور بھی آکر سماعت
فرماوین صاحبقران کا مزاج تو بے تکلف ہے خبر سنتے ہی چلے آئے کوکب نے تعظیم کی مقام صدر پر جگہ
دی کہا اے برادر اب چلکر نے بجاؤ جوگی کہہ رہا ہے ایسے قدردانون کی خدمت مین حاضر ہوا ہون کمال اپنا
دکھاؤن گا اے شہریار غلام پر ایک معرکہ گذرا کہ اسکی یاد مین راتون کو نیند نہین آتی صاحبقران نے
فرمایا جوگی صاحب وہ کیا معرکہ ہے عرض کی فلان صحرائے ہول خیز مین صدہا جانوران درندہ و گزندہ
رہتے ہین ایک مار سیاہ افعی کامل وہان رہتا تھا ہمارے بزرگون نے جاکر چاہا اُسے گرفتار کرین مگر
نہو سکا آخر اُسی موذی کا وار چل گیا اون لوگون کا کام تمام ہوا بزرگون نے ہمارے طلاق لکھدی
کہ ہماری اولاد مین جو خورد و کلان اوس افعی کو گرفتار کریگا اوس نے بہت احسان کیا اگر وہان کد و کوشش
نہ کی تو ہماری قوم سے نہین ہے غلام کو بڑی غیرت آئی غلام نے جاکر چالیس دن مشقت کی اُس موذی کو
گرفتار کیا راتون کو خواب پریشان دیکھتا ہون امیدوار ہون کہ اسوقت غلام موذی کو یہان لائے
حضور سے زیادہ جری بہادر کون ہے تلوار سے دو ٹکڑے کیجیے کہ غلام آپ کا کشاکش سے نجات پائے
صاحبقران نے فرمایا فوراً لاؤ جوگی باہر بارگاہ کے آیا ایک لوٹا کورہ اوپر اُس کے کپڑا بندھا ہوا لیکر
سامنے صاحبقران کے آیا نے بجاتے بجاتے لوٹا کھول دیا ایک مار سیاہ مثل برق تڑپ کر لوٹے سے
نکلا بارگاہ مین دوڑنے لگا کبھی کوکب کی جانب رخ کیا وہ نے نواز جوگی ہر مرتبہ عرض کرتا ہے کہ
شہریار اپنے کو بچایئے صاحبقران کرسی پر جلوہ فرما ہین کہ مار سیاہ جھپٹ کر قریب صاحبقران کے آیا صاحبقران
نے تلوار کھینچ ماری مار سیاہ نے حملہ کیا صاحبقران نے خالی دے کر ہاتھ مارا مار سیاہ کے دو ٹکڑے ہوئے

ادھر تو وہ مرا اسی مقام سے دھوان نکلا تمام خیمہ دھوین سے معمور ہو گیا صاحبقران بارگاہ سے کوکب کی اُٹھے چاہا نکل جاوٗن دود غلیظ دماغ مین پہونچا بیہوش ہو کر گرے کوکب گھبرا کر اوٹھا یہ بھی دھوین کی تاثیر سے بیہوش ہوا جتنے بارگاہ مین ادنی و اعلیٰ حاضر تھے سب بیہوش ہوئے شمیم نے صاحبقران و کوکب کو اُٹھایا سراچہ چاک کر کے جنگل کا راستہ لیا مرجان جادو مع اپنے سردارون کے اسکی انتظار مین تھا جب شمیم ان دونون سردارون کو سامنے اسکے لایا مرجان نے کہا یارو بڑے بڑے ساحر آگئے ہین مین ان سب سے مقابلہ نہ کر سکونگا ان دونون صاحبون کو لیکر خدمت مین خداوند خورشید روشن تن کے چلون قدرت جیسا مناسب جانینگے ویسا کرینگے اس صلاح کو سب نے منظور کیا اوسی وقت تخت تیار کیے مال و اسباب بھی لادا ایک تخت پر کوکب و صاحبقران کو سوار کیا طرف قلعہ خورشید نگار کے لیچلا یہان بوقت سحر اہالیان لشکر باخبر ہوئے بارگاہ مین آکر دیکھا صاحبقران و کوکب کو نہ پایا سب کو تردد ہوا باغبان و بہار و رعد و برق لامع نے عرض کی کہ غلام جاتے ہین انشاء اللہ راہ مین ملینگے آگے زبانی ہرکارون کے دریافت ہوا تھا کہ مرجان جادو بالا علان صاحبقران و کوکب کو لے گیا یہ چار سردار بادشاہ عالی وقار سے رخصت ہو کر چلے مرجان دس بارہ کوس امیر و کوکب کو لیکر نکلا تھا کہ آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا منم باغبان قدرت و رعد و برق بڑے زور شور سے آکر پہونچے لشکر مرجان کو قتل کرنا شروع کیا خواجہ عمرو بھی چل چکے تھے عین وقت پر پہونچے شمیم عیار کو گھیرا تلوار چلنے لگی اس کے بھی ساتھ عیار ہین خواجہ عمرو کے پہونچتے ہی مہتر برق فرنگی و ابوالفتح اصفہانی و عمران خطائی و ضرغام خطائی وغیرہ شاگرد خواجہ بھی آپہونچے عیارون مین تلوار چلنے لگی رعد و برق نے قیامت برپا کی برق لامع تڑپ تڑپ کر خوب لڑی یہ وہ سردار ہین کہ جو افراسیاب سے لڑے بڑے بڑے معرکے بڑے اس لشکر کی کیا حقیقت ہے دم بھر مین ستھراؤ کر دیا مرجان جادو بھاگتا پھرتا ہے خواجہ عمرو نے لڑتے لڑتے عیارون کو مارا شمیم کو للکارا وہ بھی پلٹ پڑا عمرو و شمیم سے خنجر چلنے لگا خواجہ نے دیکھا کسی مقام پر یہ کمی نہین کرتا بلکہ چھیکا نا دشوار کر دیا شمیم نے ایک مقام پر حلقہ ہائے کمند خواجہ عمرو پر مارے عمرو نے جست کر کے حلقہ ہائے کمند سے اپنے کو بچایا دور جا کر گرے جھپٹ کر حلقہ ہائے کمند شمیم کو لگائے شمیم بھی طرار و فرار مکار و غدار ہے صاف حلقہ سے نکل گیا پھر بھر کا ملی

دونون مین ردوقدح ہوئی ایک مقام پر شمیم نے سایہ مین تلوار کے خواجہ کو لیا خواجہ پیچھے ہٹتے جاتے ہین شمیم سایہ مین تلوار کے عمرو کو لیے ہوئے چاہتا ہے کہ عمرو رُکے تو مین ہاتھ مارون خواجہ نے فرمایا کہ اے صاحب بغدہ گران لے فرزند مہتر قران اس بیحیا کا سر کاٹ لے شمیم سمجھا کہ میرے قریب کوئی آگیا گھبرا کے پلٹا پلک جھپکتے ہی عمرو نے حلقہ ہائے کمند مارے پورے پڑے گردن و کمر مین پھنسی ہوئے جھٹکا مارا شمیم منھ کے بل گرا عمرو نے حباب مار کر بیہوش کیا شاگردان شمیم نے بلوہ کیا یہی قصد ہے کر لینے اوستاد کی قید چھین لین شاگردان شمیم نے جان لڑائی چاہتے ہین پشتارہ عمرو کو نہ اوٹھانے دین مہتر موسیقار اس کا شاگرد رشید جو سابق مین شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کو پکڑا کر لے گیا یہ ذکر بھی تحریر کر چکا ہون کہ خورشید روشن تن نے یہ قاعدہ قرار دیا ہے کہ جس مذہب کا پرستار اس شعبدہ باز کے سامنے آتا ہے مطیع ہوکر اس خود سر کے سامنے برائے سجدہ سر جھکاتا ہے یہی نورالدہر کے لیے بھی ہوا جب سامنے پہونچے اور اوس بیحیا نے نقاب چہرہ سے الٹی نورالدہر نے سجدہ کیا بارگاہ خورشید مین دنگل زرین ملا پہلوان قدرت لقب ہوا خود سامنے خورشید کے دست بستہ عرض کی کہ ہمکو فوج ملے تو جا کر صاحبقران کو روکین فوج ملی اور نورالدہر روانہ بھی ہو چکے جب مقابلہ صاحبقران مین پہونچین گے مفصل تحریر کرونگا بہر نوع مہتر موسیقار اسی وقت مع چالیس پیک بچون کے آکر پہونچا حباب دافع دارو بیہوشی مار کر اوستاد کو ہوشیار کیا شمیم گھبرا گیا رعد و برق وغیرہ نے لشکر مرجان کو درہم و برہم کر دیا عیارون نے شاگردان شمیم کو قتل کیا خرابی یہ ہے کہ خواجہ عمرو مع چند عیارون کے دوڑ پڑے پیچھے اُسیوقت آکر لڑے موسیقار نے عیارون پر تاکید کی یار و عمرو زندہ نکل کر نہ جانے پائے عیارون نے خواجہ کو گھیر لیا عمرو بھی بڑے زور شور سے لڑ رہا ہے اب مہتر موسیقار و شمیم چار طرف سے خواجہ کو گھیرے ہوئے چاہتے ہین کہ گرفتار کر لین عمرو جان لڑائے ہوئے لڑ رہا ہے عیارون کا زیادہ بلوہ ہوا ہے اب خواجہ کو تردد لاحق حال ہے لئے گرفتار ہو جانے کا بڑا خیال ہے کہ صحرا سے گرد اٹھی دیکھا صاحب بغدہ گران نظر کردہ بزرگان مہتر قران آکر پہونچے دیکھا اوستاد گھیرے ہوئے لڑتے ہین زخمی بھی ہو چکے ہین آتے ہی نعرہ کیا بغدہ پکڑ کر جا پڑے موسیقار نے بڑھکر مہتر قران پر وار کیا قران نے وہی بغدہ سامنے کر دیا موسیقار کی تلوار ٹوٹ گئی اوپر سے

قران نے بغدہ مارا اُس روسیاہ نے گھبرا کر سپر کو چہرے کی پناہ کیا بغدہ سپر سے کٹ کٹا ہے سپر
کاٹ کر سر پر گرا سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے شمیم نے جو دیکھا برابر کا عیار مارا گیا ہوش اُڑ گئے چاہا کہ
قران کے سامنے سے بھاگ کر نکل جاؤن قران نے بڑھ کے روکا آواز دی کہ اے شمیم صاحب کہان
جاتے ہو شمیم نے چاہا کہ ہٹکر نکل جاؤن قران نے گردن شمیم کی پکڑی وہ چیخا عمرو سے آنکھہ ملا کر کہا
اوستاد الامان پنجہ سے شیر نر کے بچایئے مین بصدق دل مسلمان ہوتا ہون عمرو نے آواز دی اے
قران ہمارے سر کی قسم قتل نہ کرنا مہتر قران کنشان کنشان سامنے خواجہ کے لائے شمیم قدمون
سے عمرو کے لپٹ گیا کہا کلمہ طیبہ تعلیم فرمایئے غلام کو حلقہ بگوش بنایئے قران نے کہا اوستاد یہ مکار و
جلساز ہے عمرو نے کہا کہ اے نور نظر وہ وقت گذر گیا اب اس کے قلب پر تاثیر ہوئی دیکھو پیشانی
روشن ہے جب شمیم دل سے اطاعت کر چکا خواجہ نے پلٹ کر دیکھا رعد و برق نے صفین الٹ دین
مرجان بھاگتا پھرتا ہے ایک مقام پر مرجان نے چاہا چمک کر نکل جاؤن برق لامع آسمان پر
تڑپ رہی ہے دیکھا مرجان لشکر ساحران سے الگ ہو کر سایہ مین ایک درخت کے آکر ٹھہرا ہے
پر پرواز پیدا کر چکا ہے کندے تول رہا ہے چاہتا ہے جان بچا کر نکل جاؤن برق لامع وہین سے
تڑپ کر گری دو ٹکڑے کر کے آسمان پر چمکی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا بعد عرصہ دراز آواز آئی کہ کشتی مرا
نام من مرجان جادو بود ہالیان فوج کچھ بھاگے کچھ زخمی ہوئے کچھ گرفتار کیے گئے صدائے
الامان بلند ہوئی صاحبقران نے تلوار کو نیام مین کیا ساحر بھی ڈر کے جو افسران نامی باقی رہے تھے
وہ مشرف بخدمت ہوئے صاحبقران نے ان سب کو ہمراہ لیا خواجہ عمرو نے عرض کی اب حضور
جلد لشکر مین چلین اُسی وقت صاحبقران نے کوچ کر دیا بادشاہ کو آکر ہرکارون نے خبر دی اے
شہریار مبارک ہو مرجان مارا گیا مرجانا اس کو منظور تھا صاحبقران و کوکب کو لے کر بھاگ گا تھا
آپ کے ملازمان جانباز نے راہ مین روکا خبث ناری جہنم داخل ہوا بعض سے یہ ثمر حاصل ہوا یہ سنکر
تمام سردار نامی خود بادشاہ عالیجاہ برائے استقبال صاحبقران چلے راہ مین صاحبقران سے ملاقات
ہوئی بڑے اعزاز و اکرام سے لشکر مین داخل ہوئے صاحبقران آکر بارگاہ سلیمانی مین بیٹھے تھے
کہ ہرکارون نے آکر خبر کہی نور الدہر بن بدیع الزمان تین لاکھہ فوج کی جمعیت سے برائے
مقابلہ سرکار دولتمدار آپہونچے یہ سنکر صاحبقران کو سناٹا آگیا فرمایا بڑے افسوس کی بات ہے

اس شیر کا رنگ کیا ہے کس ارادے پر آیا ہے خوب اون بیحیاؤن نے ٹھکانا پایا ہے یہ کہتے ہوئے بیرون
بارگاہ نکل آئے دیکھا گرد عظیم بلند ہے نورالدہر بن بدیع الزمان کو دیکھا پشت مرکب اسپ پریوش
پر سوار خود گوہر نگار بر سر زرہ گوہر نگار زیب جسم انور تیغۂ خارا شگاف سلیمانی حمائل سپر فولادی
فراخ دامن پر ہزار تیر و ترکش مثل دم طاؤس پشت پر پرے فوج کے جمے ہوئے تین لاکھ جوانان
زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست آمالے بارگاہ کے لدے ہوئے اس شوکت و شان سے
شیر دلیر آکر پہونچا لشکر ظفر اثر صاحبقران کو دیکھکر نہایت برہم ہوا لشکر کو مقابلے پر اتار ا بل
کرتا ہوا داخل بارگاہ ہوا دور سے صاحبقران کو دیکھا مگر سلام نہ کیا صاحبقران کو بڑا
افسوس ہے لندھور سے فرمایا اے جانشین من نورالدہر سے مجکو یہ امید نہ تھی لندھور نے
عرض کی کیا گذارش کرون یہ تو حضور بخوبی آگاہ ہین کہ یہ شیر دلیر سعادتمند حق پسند ہمیشہ سے
منکسر مزاج مردان عالم کے سر کا تاج کبھی حضور سے چار آنکھہ کر کے کلام نہین کیا نہین معلوم یہ
کیا معرکہ ہے غلام سمجھا کے لے آئے گا جو کچھ اس مین فریب ہوگا کھل جائے گا سب سے زیادہ
بدیع الزمان شرمندہ سر جھکائے ہوئے فرماتے ہین جو موی جسم غلامان صاحبقران کا دشمن ہے
ہم اوس کے قاتل ہین بیٹا کیسا اہالیان دست چپ یعنی قاسم نوجوان مالک سے کہہ رہے ہین اے
پہلوان دوران اے گرشاسپ جہان جہلا کا اعتقاد کیا کسی نے کچھ سمجھا لیا باغی ہو گئے سپہ سالار
بن کے آئے ہین مقدمہ مذہب مین ہم کسی کا پاس نکرین گے کل برق شمشیر میدان کارزار مین چمکیگی
یقین تو یہی ہے کہ ہمارے سامنے سر نہ اوٹھائے رومال سے ہاتھہ باندھکر حاضر ہو اگر خلاف کرے گا
سزا پائے گا اہالیان دست راست پر فلک ٹوٹ پڑا آپس مین خشمگین ہو رہے ہین کہ کل صبح کو دیکھین
فلک کیا دکھائے یہان تو یہ ذکر ہے وہان نورالدین بدیع الزمان نے نشہ مین آکر حکم دیا
طبل جنگی بجے نقارۂ رزمی گڑگڑایا ہرکارون نے آکر صاحبقران کو خبر پہونچائی صاحبقران
کانپنے لگے غصے مین فرمایا ہمارے لشکر مین بھی عنایت خدا سے طبل جنگ بجے یہان بھی طبل جنگی پر چوب
پڑی لشکرون مین خبر پہونچی تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر
چمکا واضح رہے کہ بدیع الزمان رات بھر بیرون بارگاہ رہے اس خیال سے کہ اگر مہلت پاؤن تو
جاکر اس جوانا مرگ کو سمجھاؤن کہ اونالایق تو ہمارے قبلہ و کعبہ پر لشکر کشی کر کے آیا ہے ہم سے دہ

کیا گلا کرے گا اس شغل مین بدیع الزمان نے رات بسر کی جب قصد کیا کہ بارگاہ نورالدہر مین جاوٴن
رفقا نے منع کیا کہ حضور پرائی بارگاہ مین جانا بہتر نہین ہے مگر غصہ مین رات بھر نیند نہین آئی ٹہل
ٹہل کر بسر کی غصہ کم نہین ہوتا تھا کبھی کبھی محبت کی یادین گوشے مین کھڑے ہو کر روتے ہین یہی خیال
ہے کہ لے بدیع الزمان اگر اس نالایق کے ہاتھ سے ایک ہوئے جسم بھی قبلہ وکعبہ کا کم ہو تمام سرداران
نامی بوٹیان کاٹ کر پھینک دین گے یہ سوچ رہے ہین کہ ستارۂ سحری چمکا مرغ سحری کی آواز آئی پلٹنون
مین وردی بجی بدیع الزمان مع رفقا طرف بارگاہ بادشاہ جمجاہ کے چلے رفقا مجبور و لاچار ہمراہ
جلو خانۂ شاہنشاہی مین پہونچے صدہا سردار جمع ہو چکے یہ ذکر ہے سب سے زیادہ بادشاہ کو
بڑی فکر ہے کہ ایسا نہو نورالدہر صاحبقران کو للکارین صاحبقران ایسی ضعیفی مین آتش خو
شعلہ مزاج ہین ان کے دم قدم سے سکہ جرات کے رواج ہین جلو خانہ مین پہونچے بادشاہ کو سلام
کیا بادشاہ نے دیکھا رنگ روئے منور متغیر و متحیر ہے بادشاہ نے سر سینہ سے لگایا فرمایا آپ
کیون پریشان ہین مین مفصل خبر منگواچکا ہون کہ نورالدہر اپنے ہوش مین نہین ہے ہم جا کر
خود سمجھائین گے بہلا کر اپنے شیر کو لے آئین گے یہان تک ونے پیٹنے کی صدا بلند ہوئی بادشاہ نے
فرمایا خیر تو ہے جواہر بن عمرو دوڑا چشم زدن مین پلٹ کر آیا دیکھا سب نے مقبل سر برہنہ
خاک اڑاتا ہوا پائے تخت شہنشاہی سے آکر لپٹ گیا عرض کی حضور ہم اپنے آقا سے چھوٹ گئے
اس صحرائے سبزہ زار مین آکر لٹ گئے غلام صاحبقران کو جگانے گیا جاگے دیکھا کہ صاحبقران
پلنگ پر نہین ہین بادشاہ کے ہوش اڑ گئے فرمایا دیکھو تو یہ کس نے کام کیا صاف ظاہر ہے کہ
نورالدہر نے چرو الیا ہرکارے عیار چلے بعض جلدی گئے اور چشم زدن مین واپس آئے
اور خبر دی کہ حضور دربار نورالدہر مین بالکل اس کا ذکر نہین ہے مسلح ہو کر میدان کارزار مین
وہ آیا چاہتے ہین یہی ارادہ ہے کہ صاحبقران سے مقابلہ کرین بادشاہ نے حکم دیا کہ لشکر کل میدان
کارزار مین چلے لندھور بن سعدان لشکر کو درست کرتے ہوئے آتے ہین صاحبقران کے نہ ہونے
سے صفین صف ماتم پرے درہم برہم اس حال پر ملال سے میدان کارزار مین پہونچے پہلوان
عادی نے بڑھکر میمنہ میسرہ کو آراستہ کیا ادھر نورالدہر بن بدیع الزمان چالیس قدم
آگے بڑھکر بمرتبہ سالاری کھڑے ہوئے صفوف آرائی کو دیکھ رہے ہین جب صفین آراستہ

ہو چکین سب نے دیکھا کہ نورالدہر نے مرکب پرے سے نکالا اپنے سردارون سے رخصت ہوئے سب سے
پکار کر آواز دی کہ خداوند خورشید روشن تن کے سپرد کیا نورالدہر دوبارہ پشت مرکب پر سوار ہوئے
گھوڑے کو اُڑا کر چلے میدان کارزار مین آکر سلح شوری دکھلانے لگے جب مرکب خوب غرق ہوا
گھوڑے کو روکا لشکر اسلام کو دیکھا تیز تیز بدنظر ستیز پکار کر آواز دی جس کو تمنا مرگ کی ہو نکلے اور آکر
مقابلہ کرے دارائے ہند لندھور بن سعدان نے فیل مست صف سے نکالا ہاتھی جھومتا ہوا چلا
سونڈ اوٹھا کے اپنے راکب کو چھپا تا ہے کبھی بن جاتا ہے نورالدہر نے لندھور کو آتے ہوئے دیکھا واسطے
ننگ و ر کے جا پڑے مستک پر او جھر سپر کی لگائی چند قدم ہاتھی مرکب تھپیڑ کھا کر دس بارہ قدم پیچھے
ہٹ گیا لندھور نے فرمایا اے نور نگاہ بدیع الزمان ہمیشہ تو کبھی اتنی کج خلقی سے آپ پیش نہین
آئے آج کیا کیفیت ہے ہم ہمیشہ سے خیر خواہ جانباز ہین نورالدہر نے کہا اے دارائے ہند یہ میدان
کارزار ہے حجاب کی کیا بات بہتر یہ ہے کہ خداوند خورشید روشن تن کو سجدہ کرو ہمکو دادا جان نے کشاکش
مین پریشان کیا کوئی کسی کی قبر مین ساتھ نہ جائے گا یہ سنکر لندھور نے منھ پھیر لیا کچھ جواب دے سکے تیر
دلدوز تھا کہ کلیجے پر پڑا آنا تو جواب دیا تم فرزند فراموش راہ دین اسلام ہو ایسے کلمات کہنا زیبا نہین ہین
نورالدہر نے کہا کیون سب کتابون مین جاہ وجلال خداوند تحریر ہے لندھور نے کچھ جواب نہ دیا کہا
اے شیر بیشۂ صاحبقرانی بس زبان بند کرو تمھارا سوال لائق جواب نہین ہے نورالدہر نے نیزہ مارا دونون
لشکر نگران بصورت آئینہ حیران یہان نیزہ چل رہا ہے ایک مقام پر نورالدہر نے نیزہ کا ٹھوکا تھپیڑ مارا
تکان سے دونون پرے ٹوٹے لندھور نے قبضہ پر ہاتھ جھپٹ کر مارا نورالدہر نے بازو بچا کر
کلائی پر ہاتھ ڈال دیا لندھور بھی لپٹ پڑے زمین پر کود کے کشتی ہونے لگی دونون لشکر
دیکھ رہے ہین نورالدہر چک چک کے لڑ رہے ہین پہر دن باقی ہے کبھی نورالدہر ریل کر لیجاتے
ہین کبھی لندھور پلٹے پانون گاڑ دیے دو دو گھڑی ایک ایک مقام پر اٹک کر لڑے اس قدر پسینہ
نکلتا ہے کہ تیلے بن جاتے ہین ایک مقام پر لندھور بن سعدان ریل کر لے چلے پانچ چھ قدم
ہٹے کہ جرأت کا خیال آیا نورالدہر پلٹ پڑے لندھور کو لے چلے لندھور نے چاہا نہ ہٹون دونون
مونڈھے پکڑے چاہا ریل کر لے دوڑون نورالدہر کا قصد ہوا نہ ہٹون یہی کلمہ زبان سے فرمایا کہ اب ہم
پیچھے نہ ہٹین گے اسی مقام پر کشاکش کے زور ہوئے لندھور بن سعدان نے قدم آگے

بڑھا کے وہان پر موش خانہ تھا دونون پیر موش خانہ مین جا رہے نورالدہر نے ہکہ مارا کولہ لندھور کا
اوتر گیا نورالدہر نے کچھ خیال نہ کیا اسی طرح لندھور کی مشکین باندھ لین ہرچند کہ پہلوانون نے
غل مچایا اے جوان کیا کرتا ہے لندھور کا کولہ اوتر گیا کوئی صید زبون پر ہاتھ ڈالتا ہے
نورالدہر نے کچھ جواب نہ دیا لندھور کو گرفتار کرکے لے گیا بادشاہزادہ بہادر سیاد وغیرہ رنجیدہ
وکبیدہ پلٹے آپس مین کہتے ہوئے چلیے خبر لینا واجب ولازم ہے بڑھکر دریافت کرین عیار خبر کے واسطے
چلے نورالدہر جو لندھور کو لیکر اپنی بارگاہ مین آئے کولا بھلایا لندھور کو غش آیا مسلسل و
مطوق کرا کے قیدخانہ مین بھیجدیا ہرکارے یہ خبر لے کے خدمت مین بادشاہ لشکر اسلام کی آئے
بادشاہ سے تمام کیفیت بیان کی نورالدہر نے لندھور کو قیدخانے مین قید کیا ہے شام کو پھر
طبل جنگی بجوائے گا بادشاہ نے فرمایا تن بہ تقدیر رضینا بقضاء اللہ جو خواہش الٰہی افسوس ہے
کہ صاحبقران لشکر مین نہین ہین ورنہ بہت قیامت ہوتی یہ ذکر تھا کہ پھر صدائے طبل جنگ
بیدرنگ بادشاہ جمجاہ کے کان مین آئی سر اوٹھا کر فرمایا یہ نقارہ کیسا بجا غرض کی کہ ہرکارے
گئے ہوئے ہین خبر دریافت کرکے حاضر ہون گے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے حاضر ہوئے ہاتھ
اٹھا کر دعا دی شعر راحت جانبا زصوت نغمہ پرداز تو باد ٭ گوش دل پر لذت از آواز دمساز
تو باد ٭ شہریار عالم کی عمر دراز ہو نورالدہر نے پھر طبل جنگی بجوایا آج تو اپنے مقام پر یہ کہتا
تھا کہ اہل اسلام کو دم نہ لینے دونگا صاحبقران کو کیون چھپایا اس قدر سرداران لشکر کے قتل
کرونگا کہ اُن چھپے ہوئے کو طلب کرین بادشاہ نے فرمایا خدا مالک ہے یہان بھی طبل جنگی بجا
تیاریان ہونے لگین لشکر اسلام مین نام پر نورالدہر کے وہ ہنگامہ ہے ہر مقام پر یہی ذکر ہو رہا
ہے کہ پوتا صاحبقران کا مرتد ہو گیا برائے مقابلہ آیا ہے لندھور کو گرفتار کیا بدیع الزمان
زار زار روتے پھرتے ہین جو کوئی نورالدہر کو برا کہتا ہے دل بیقرار ہو جاتا ہے مگر مجبور ولاچار کچھ بن
نہین پڑتا اس سوچ مین سر جھکائے بارگاہ اپنی مین بیٹھے ہین امیہ بن عمرو عیار خدمت مین حاضر
ہے سمجھا رہا ہے کہ حضور کیون ملول ہوتے ہین یہ مقدمہ سحر و ساحری ہے باعث عجائبات افسونگری
ہے یہ تیر اپنے ہوش مین نہین ہے بدیع الزمان فرماتے ہین لے امیہ دشمنون کو تو پہلو ملا خدانخواستہ
اگر اُس نے اس حال پرملال مین کسی کو چشم زخم پہونچایا عمر بھر بدنامی رہے گی اسی ہنگامہ مین وہ

چار پہر رات بھی بسر ہوئی دونون لشکر میدان کارزار مین پہونچے صاحبقران زمان کا پتہ نہین
صفین آراستہ ہوئین نقیب نقابت کر چکے نورالدہر نے مرکب بطور روز اول میدان کارزار مین نکالا
سلیح غوری کرکے آواز دی جس کو تمنا مرگ کی ہو میرے مقابلے مین نکلے بدیع الزمان نے قصد کیا
تھا کہ صعت دست چپ کے علم جلوہ گری پر آئے دیکھا کہ شاہزادہ خاور سپاہ نے مرکب شبرنگ زہرہ جبین
سیمانی کو مہمیز کیا بادشاہ لشکر اسلام سے اجازت خواہ ہوئے بادشاہ نے متردد ہوکر فرمایا اے
فرزند تمھارا جانا مناسب نہین ہے قاسم نے عرض کی آج اس بیحیا کی قضا میرے ہاتھ سے ہے ہرچند کر
اسکو قتل کرکے اپنے کو بھی ہلاک کرونگا صدمہ فراق نورالدہر مجھ سے نہ اوٹھے گا بادشاہ بھی ان
کلمات کو سنکر آبدیدہ ہوئے مجبور ہوکر اجازت دی قاسم جیسے ہی سامنے نورالدہر کے پہونچے بعد
تگاور کلمات جہالت درمیان مین آئے نیزے چلنے لگے نیزے سے مطلب حاصل نہ ہوا تلوارین
پھینک دین گرز چلے آخر نوبت کشتی کی آئی پہرون رہے قاسم کا کولا بھی اُتر گیا قاسم کو بھی
نورالدہر گرفتار کرکے لے گیا بادشاہ رنجیدہ کبیدہ بیٹھے نورالدہر نے بارگاہ مین سرداران
ہمراہی سے صلاح کی کہ ان دونون جوانون کو خدمت مین خداوند کے بھیجدیجیے نورالدہر نے اس
رائے کو پسند کرکے کاؤس فیل سر نامی ایک پہلوان تھا لندھور اور قاسم کو مسلسل و
مطوق کرکے ہمراہ کاؤس کے تیس ہزار جوان جنگی کرکے طرف قلعہ خورشید روانہ کردیا یہ خبر
ہرکارون نے بادشاہ لشکر اسلام کو پہونچائی سنکر بادشاہ گھبرا گئے بدیع الزمان اور
طہماس کو اوسی وقت بادشاہ نے عقب مین کاؤس فیل سر کے برائے رہائی لندھور و قاسم کے
روانہ کردیا دو کلمہ داستان صاحبقران زمان کے گذارش ہوتے ہین اشتیاق جنگ نورالدہر مین
جو آرام فرمایا ایک بادشاہ ہے شاداب حیلہ گر بعلم کہانت اوس نے دریافت کیا کہ زوال دولت
ہمارا ہاتھ سے حمزہ صاحبقران کے ہوگا عیار بھیجکر صاحبقران کو چُروا منگوایا جب عیار لے کر
آیا قید خانہ مین قید کرنے کا حکم دیا تمام شہر مین مشتہر ہوا کہ کل صاحبقران قتل ہون گے اور
صاحبقران قید خانے مین سر جھکائے بیٹھے ہین دل مین یہ خیال کہ نورالدہر نے لشکر پر کیا
قیامت برپا کی ہوگی اس بادشاہ نے کیون ہمکو گرفتار کرایا نہین معلوم اوس کی مراد کیا ہے
دروازہ شکایت کا بند قریب کوئی مونس نہ غمگسار سر جھکائے بیٹھے ہین اور یہ رباعی پڑھی نظم

اے آنکہ بملک خویش پایندہ توئی
یکتا ہی خدایا کہ کشایندہ توئی
وز دامن شب صبح نمایندہ توئی
کار من بیچارہ قوی بستہ شدہ

القصہ شب تیرہ و تار مین بیٹھے دعائین کرتے ہین دو پہر سے
شب تجاوز کر چکی ہے کہ صاحبقران نے دیکھا دروازہ قیدخانہ کا کھلا گویا در فتح و ظفر وا ہوا
ایک سیاہ پوش کو دیکھا کہ اُس نے نگہبانون کو بیہوش کیا سب کے سر کاٹ ڈالے چند نازنینان زہرہ جبین
اُس کے ساتھ خرامان خرامان وہ نقابدار سیاہ پوش قریب صاحبقران آیا نقاب کو چہرۂ بےنظیر
سے ہٹایا صاحبقران کی نگاہ پڑی ایک نازنین مہ جبین صاحب جاہ و تمکین اپنے کو آراستہ کرکے
آئی ہے لیکن خائف و ترسان رنگ رو متغیر تھرائی ہوئی عرق عرق صاحبقران اوس حور تمثال کو
دیکھکر مائل ہوئے اُس نے بیٹھکر ہتھکڑیان بیڑیان کاٹین کنیزون نے ظاہر کیا کہ ملکہ گلزار دختر
شاداب حیلہ گر جب حضور کی قید دربار شاہی مین آئی ہماری ملکہ کو آپکے حال زار پر رحم آیا یہ بھی
خبر سُنی کہ دشمنون کا ارادہ ہے کہ وقت سحر قتل کرین اس واسطے ملکہ نے عیاری کرکے نگہبانون کو قتل کیا
یہان بخیر و عافیت تمام پہونچین صاحبقران نے فرمایا تم اپنے باغ مین چلو مین شاداب حیلہ گر کو
مسلمان کرکے آتا ہون ملکہ گلزار بیقرار ہو کر رونے لگی کہا اے شہریار اوّل تو شب تیرہ و تار
دربار شاداب مین بڑے بڑے پہلوانان نامدار آمادہ حرب و پیکار ہین ایسا نہ ہو دشمنون کو
وہان سے نکلنا مشکل پڑے کنیزین بھی قدمون سے صاحبقران کے لپٹ گئین عرض کی کہ اے
شہریار ملکہ بڑی مشقت کرکے یہان تک پہونچین آپکی دل شکنی نہ کیجیے ورنہ طائر روح قفس جسم خاکی
سے تڑپ کر نکل جائیگا صاحبقران لاچار ملکہ کو ساتھ لیکر قیدخانے سے باہر نکلے ملکہ نقاب ڈالے
ہوئے ہمراہ ہے چند کوچے طے کیے ہین شاداب حیلہ گر خود برائے حفاظت شہر چند سوار و پیدل
ساتھ حاضر ہوشیار باش کہتا ہوا چلا آتا ہے دور سے دیکھا سیاہ پوش آتے ہین کنیزان گلزار نے
کہا اے شہریار اسی گوشے مین مخفی ہو جیے خود بادشاہ آتا ہے جب اس راہ سے نکل جائیگا
حضور بھی چلین گے صاحبقران نے فرمایا اب تمنے ہمکو بدنام کرنے کا ارادہ کیا یہانتک تمہارا کہنا
مانا قیدخانے سے تمہارے ساتھ چلے آئے اب تامل کرو مین اس مکار کو کیا جواب دونگا ضرور اس سے
پوچھنا ہے کہ ہمارے گرفتار کرانے کا کیا باعث ہوا کیا ہمنے خطا کی یہ فرماکر ملکہ کو پشت پر لیا آپنے سپر
لیکے بڑھے اس کے ملازمون نے آواز دی کون آتا ہے صاحبقران زمان نے جوش غضب مین آکر

جواب دیا کہ تو نے اپنے داماد کو نہین پہچانا سنم زلزلہ قاف ثانی سلیمان وہ تیرے سردار موجود ہین
ان کو حکم دے کہ آکر گرفتار کرلین شاداب نے سوارون سے اشارہ کیا چارون طرف سے لینا لینا کا
ہلڑ ہوا صاحبقران نعرہ کرکے جا پڑے ملکہ گلزار بھی تیر اندازی کر رہی ہے شہر مین ہلڑ ہوا جسنے
سُنا آیا دیکھا صاحبقران شیرانہ نہنگانہ لڑ رہے ہین چند معشوقان پری چہرہ گوشے سے تیر پھینک رہی
ہین مگر امیر نے کئی سے جوان مار کر ڈال دیے شاداب حیلہ گر کو للکار رہے ہین اے شاداب حیلہ گر
ہمنے تیری خطا معاف کی ہے کہو تو نے عیار بھیجکر چروا منگایا شاداب جواب دیتا ہے جب اریکھیجون گا
احوال کھلجائے گا صاحبقران لڑتے ہوئے قریب شاداب پہونچے نیمچے کا وار کیا چار طرف سے
تلوار پڑ رہی ہے صاحبقران ہمہ تن چشم بنے ہوئے ہین وار ہر ایک کا روکتے ہین یہ تو یقین کامل
ہے کہ جنگ مغلوبہ سے بچنا دشوار ہے بڑھکر سینہ سپر کردیا جب شاداب نے ہاتھ مارا کچھ خوف
نہ کیا کلائی پر ہاتھ ڈال دیا کئی زخم کھائے شاداب کی تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈال کے
بقوت صاحبقرانی اُٹھا لیا آواز دی الامان فرمایا امان بشرط ایمان عرض کی تازندہ ایم بندہ ایم
جب تک زندہ ہون غلامی سے گردن تابی نکرون گا یقین کامل ہوا کہ مذہب آپ کا صحیح ہے
صاحبقران نے ہاتھ رکھدیا شاداب حیلہ گر کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا ملکہ گلزار کو
محافے مین سوار کرلیا آخر داخل دار الامارۃ شاہی ہوئے صاحبقران نے آکر شاداب کو تخت پر
جگہ دی آپ دنگل زرین پر جلوہ فرما ہوئے تبکدے وغیرہ کھد رہے ہین مسجدون کی بنا ہوئی
ہر طرف سے صدائے اذان آتی ہے کہ ہر کارون نے آکر خبر دی کہ اے شہریار کاؤس فیل سر
فرستادہ نور الدہر قید لندھور و قاسم لیے جاتا ہے صاحبقران تلوار ٹیک کر اُٹھے زبانی
ہر کارون کے یہ بھی دریافت ہوا کہ نور الدہر نے ان دونون کو گرفتار کرکے روانہ کیا خود لشکر
سے مصروف جنگ ہے نہین معلوم اس عرصہ مین کیا معرکہ گذرا جو ایسے پہلوان گرفتار ہوئے
صاحبقران نے فرمایا دریافت ہوجائے گا یہ کہکر مرکب پر سوار ہوئے پانچہزار جوانان صف شکن
امیر کے ہمراہ ہوئے آکر کاؤس فیل سر کو روکا تلوار چلنے لگی لندھور و قاسم کی راہ کی تابش
و حرارت سے یہ نوبت پہونچی کہ چہرے سیاہ ہوگئے ہین تپ محرقہ مین مبتلا اُٹھتے ہین تو دل بیٹھا
جاتا ہے قلب تھراتا ہے اپنے آقائے نامدار مولائے قدر شناس کے جو نعرہ کی آواز سُنی

باغ باغ ہو گئے صاحبقران کو دور سے دیکھا کاؤس فیل سر گھبرا گیا ہے صاحبقران نے
آتے ہی پرے درہم و برہم کر دیے اُسوقت کاؤس نے یہ تدبیر کی لندھور بن سعدان کو جلدی
سے بیہوش کروایا عیار سے کہا کہ مین لڑائی کو حمزہ کی دیکھتا ہون عیار بہ ستارہ لندھور کا
لے بھاگا کسی کو خبر نہین ہوئی اب اس نے قصد کیا کہ اسی طرح قاسم کو بھی روانہ کر دون قاسم نے
خانہ زور مین آکر قید توڑ ڈالی نعرہ کر کے جا پڑا صاحبقران نے جو آواز قاسم کی سنی صاحبقران زمان صدائے
قاسم پر جنگ رستمانہ کرتے ہوئے پہونچے دیکھا شیر بیشۂ رستم قاسم ذیحشم نے قید توڑ کر ایک سردار زبردست
کو مار اگھوڑا اوس کا لیا مصروف جنگ ہین فوج کا بلوہ ہے صاحبقران نے اُس مقام پر آکے شمشیر زنی کی
قاسم نے کئی زخم کھائے زخم کھا کر اور زیادہ شوکت و شان سے لڑائی مین مصروف ہے فوج سے
کاؤس فیل سر نے گینڈے کو مہمیز کیا زخمدار دیکھ کر طرف شاہزادۂ خاور سیاہ چلا نعرہ کرتا ہوا کہ
او نبیرۂ حمزہ تو نے غضب کیا قید مردان عالم کو توڑا اب تجکو زندہ نہ چھوڑون گا قاسم صدائے نعرۂ
کاؤس سنکر بیٹھا تھا کہ سالوس برادر کاؤس قوی تن دیو خصال گینڈے کو جھکا کے قریب آیا
خبردار خبردار کہکے وار کیا ہر چند کہ جسم قاسم تیرون سے چھنا ہے مگر ہمہ تن چشم بنا ہے تلوار کو سالوس کی
تلوار پر کاٹتھا وار کو اُس کے رد کیا جب وہ تلوار کا وار کر چکا قاسم نے نعرہ کیا بیت تو ضرب زدی ضرب
من نوش کن ٭ ہمہ شادی از دل فراموش کن ٭ دیگر دور مجنون گذشت نوبت ماست ٭ ہر کرا پنجروز
نوبت اوست ٭ تیغۂ برق تاب کو جھکا کے ہاتھ مارا سالوس وسیاہ نے گردہ سپر کا اُٹھا دیا برق شمشیر
نے سحاب سپر کے ٹکڑے اُڑائے یا تو قبہ سپر پر چمکی تھی یا زیر تنگ بوسہ دیا سالوس مع
دیو سک کے مع گینڈے کے چار ٹکڑے ہوئے زنگ کا فرون کے کٹ گئے غریو ہوا کہ سالوس مارا
گیا یہ جو کاؤس نے دیکھا کہ قوت بازو مارا گیا قلب تھرایا لاف و گذاف کرتا ہوا طرف قاسم کے
چلا نامرد نے پشت پر سے آکر ہاتھ مارا چمک جو تلوار کی قاسم نے دیکھی گھبرا کے منھ پھیر دیا تیغہ کاؤس کا
چل چکا تھا سر اس افسر کا بخوبی زخمی ہوا قاسم کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا سر جھکایا کاؤس
نے چاہا سر کاٹ لون صاحبقران نے جو دور سے دیکھا کہ زخمداری مین کاؤس قاسم کا سر
کاٹا چاہتا ہے وہین سے نعرہ کیا او نامرد کیا کرتا ہے منم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان تلوارین مارتے ہوئے
افسران فوج کو للکارتے ہوئے بڑھے علم فوج کو قلم کیا صفون کو درہم و برہم کیا لڑ بھڑ کر اپنے کو

قریب کاؤس کے پہونچا قاسم کو نشیت پر لیا سینہ سپر کر دیا کاؤس نے وہی شمشیر خون آلود صاحبقران
پر لگائی ہرچند کہ زخمی ہونے سے قاسم کے انتہا کا غصہ کیا کہ اوس نے قاسم کو بہ نامردی زخمی کیا
مگر بہ جوش جرات بارہ بجائے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈال دیا تلوار کاؤس کی چھین لی زنجیر کمر مین
ہاتھ ڈال کے بزور صاحبقرانی اوٹھا لیا ہمراہیان صاحبقران بھی اوس مقام پر جم کے لڑے
خوب معرکے پڑے امیر نے اوس کی مشکین باندھین فوج کو شکست دی ہمراہیان کاؤس بھاگ گئے
امیر بفتح و فیروزی اوسی مقام پر فروکش ہوئے افسوس ہے کہ لندھور کا نشان نہ ملا کاؤس
کو بلا کر سمجھایا وہ بصدق مسلمان ہوا حجاب سے سر جھکا لیا عرض کی اے شہریار یہ خطائے فاش ہوئی
کہ جب حضور کے نعرے کی آواز آئی تو لندھور بن سعدان کو مین نے بدست عیار سمت
قلعہ خورشید روانہ کر دیا اب غلام کو خلق حضور دیکھکر نہایت حجاب ہوا خدا اون کو سجدے سے
اوس مکار کے بچائے جو مذہب والا اوسکے سامنے جاتا ہے تسخیر ہو کر ضرور خورشید روشن تن کو
سجدہ کرتا ہے امیر نے فرمایا مین نے اپنے جانشین کو خدا کے سپرد کیا وہ حافظ حقیقی مالک تحقیقی
ان کی حفاظت کرے گا یہ فرما کر صاحبقران نے طرف اوسی لشکر کے کوچ کیا یہان لندھور بن
سعدان کو عیار لیکر خدمت خورشید مین پہونچا اس شعبدہ باز نے سامنے اپنے بلوایا چہرۂ
نحس اپنا دکھلایا فوراً لندھور نے سجدہ کیا لاکھ فوج ہمراہ سیمبر کے خورشید نے کی لندھور
بھی قطع منازل و طے مراحل کرکے پاس نور الدہر کے پہونچے نور الدہر لندھور کو استقبال کرکے
اپنی بارگاہ مین لائے لندھور نے اپنے نام پر طبل جنگی بجوایا یہان بادشاہ لشکر اسلام بارگاہ
سلیمانی مین جلوہ فرما ہین ذکر صاحبقران درپیش ہے صاحبقران کے غائب ہونے کا پس و پیش
ہے نور الدہر ہر روز طبل جنگی بجواتے ہین دو چار سرداروں کو زخمی کرکے پلٹ جاتے ہین،
چالیس پچاس سردار زخمی ہو چکے ہین خواجہ عمرو سے بادشاہ فرما رہے ہین خواجہ برائے خدا
کوئی تدبیر کرو جستجوئے صاحبقران کی تقریر کرو عمرو بھی متردد و متحیر ہے جواب دیا اے شہریار
عالی وقار غائب ہونا صاحبقران کا موافق مشیت پروردگار ہوا اگر صاحبقران باقبال اس
زمانے مین ہوتے یہ بدعتین نور الدہر کی دیکھتے کیا تعجب تھا کہ بیک ضرب تیغۂ عقرب سلیمانی
نور الدہر کے دو ٹکڑے کرتے بعد قتل کلیجہ پر ہاتھ دھرتے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے آکر حاضر ہوئے

بعد دعا و ثنائے شاہی عرض کی بندگان عالی پر ظاہر ہو کہ مثل نور الدہر لندھور باغی ہو کر آئے
مثل شیر و شکر آپس مین ملے ہوئے محبت خورشید روشن تن مین مبہوت بیٹھے ہین اُس مرتد
کی خدائی کا دم بھرتے ہین لندھور بن سعدان نے اپنے نام پر طبل جنگی بجوایا کل ان کا ارادہ ہے
کہ ملکر معرکہ آرائے نبرد ہون نور الدہر سے صلاحین ہو رہی ہین کہ ایک دن ہم میدان داری
کرین ایک دن تم لڑو آپس مین عہد و اثق کرکے طبل جنگی بجوا دیا بادشاہ جمجاہ نے ٹھنڈی سانس
بھری فرمایا اے سرداران نامی اے پہلوانان گرامی مقام افسوس ہے نور الدہر تک تو یہ خیال تھا
کہ وہ سب کے چھوٹے ہین اگر گستاخیان کین کیا مضائقہ اب بزرگ سے مقابلہ کرنا ہے کا فرزندان صاحبقران
اس عالی وقار کو عم نامدار کہتے ہین مقام عبرت ہے پوتے صاحبقران کے اور ہم بھی دادا جان کہتے
ہین جس کو جد کہین اوس سے مقابلے کی جد و کد کرین مصیبت مین وہ ہماری مدد کرین انقلاب فلکی
جو دکھائے گا دیکھنا پڑے گا ایسے ایسے کلمات حسرت آیات فرما کر حکم دیا چھوٹے دادا جان
خواجہ عمرو نامدار طبل جنگی بجوائیے مقابلہ کرنا پڑے گا جو پروردگار کو منظور ہو کیا چارہ ہے خواجہ عمرو
اوٹھے نقارخانہ سکندری مین آکر حکم دیا نقارۂ سکندری پر چوب پڑی تمام لشکر مین مشہور ہوا کہ
کل لندھور بن سعدان سے مقابلہ ہے سرداران ہندوستان خاموش ارشیون پریزاد و فرہاد خان
یک ضربی فرزندان لندھور کو عبرت کا جوش اپنے باپ کی حال سنکر کٹے جاتے ہین بادشاہت شرماتے ہین
بادشاہ نے دونون کو کلیجہ سے لگایا ارشاد فرمایا آپ کیون منفعل ہوتے ہین بیوجہ بیقرار ہو کر روتے
ہین نہین معلوم خورشید روشن تن نے کیا شعبدہ دکھایا کہ لندھور ایسا عاشق جمال صاحبقران
یون باغی ہوا طریقہ سے ظاہر ہے کہ وہ اپنے ہوش مین نہین ہین پروردگار انجام بخیر کرے بادشاہ یہ فرماتے
ہین کہ خواجہ عمرو نقارخانے سے واپس آئے عرض کی حضور طبل جنگی بج گیا تیاریان ہو رہی ہین
سب سرداران نامی صلاحین کر رہے ہین کہ کل نور الدہر کے ٹکڑے ٹکڑے اڑائین گے ہرگز لڑائی سے
منھ نہ موڑین گے ہمارے شہنشاہ کو کلمات سخت و سست کہتا ہے مذہب مین فرق ڈالا بادشاہ نے
کہا اے شہنشاہ عیاران آپ سنتے ہین کہ لشکر مین کیا انقلاب ہے اس لشکر مین ایک ایک
بجرأت و شوکت لاجواب ہے اگر سب نے ملکر ساتھ کیا لندھور و نور الدہر کو گھیر لیا خدانخواستہ
ان دونون سردارون پر کوئی افتاد پڑی یا موئے جسم کم ہوا صاحبقران ضرور دامنگیر ہونگے

ارشاد فرمائین گے وہ لوگ اپنے ہوش مین نہ تھے اون پرکیون دست اندازی کی میرے قوت بازو سے
لڑائی پڑی ہمارے قوت بازو کو قتل کیا کچھ خوف نہ آیا مین کیا جواب دونگا برائے خدا اس کی کچھ تدبیر
کیجیے عمرو نے کہا بھلا مقدمات پہلوانان مین نحیف وضعیف کیا دخل دے سکتا ہے آپ بادشاہ
لشکر مین جاکر روکیے مین اگر سامنے جاؤن ایک طمانچہ اون کا پڑجائے سر مجھ غریب کا میدان
مین لوٹتا پھرے علاوہ ازین بموجب مصرعہ پراگندہ روزی پراگندہ دل بد بادشاہ نے اگر
اس لڑائی مین دخل دیا ہمارے سردارون کو بچایا اصل یہ ہے کہ لندھور اور نورالدہر سے
کوئی مقابلہ نہین کرسکتا انتہا کے زبردست بادۂ جرأت سے مست انکی بھی حفاظت ہو تو آپکی خدمتگذاری
کرین عمرو نے کہا اے شہریار روپیہ بڑی چیز ہے اسکی نہ قدر کرنے والا نہایت بدتمیز ہے اگر آپ لاکھ دو لاکھ
روپیہ صرف کرین لشکر کی بھی حفاظت ہو وہ بھی بچ جائین یہ سنکر بادشاہ نے دس ہزار روپیہ منگا کر پیش
کیے عرض کی جد عالی تبار یہ تحفہ حقیر تو حاضر ہے برائے خدا تا آنے صاحبقران کے اس خور کا انتظام کیجیے
کہ مین محجوب نہ ہون خواجہ عمرو نے روپے اُٹھا لیے کہا اس قدر تو صرف ہو جائے گا مگر آپکے ارشاد فیض بنیاد
سے گردن تابی کرنا مناسب نہین ہے جہان تک قرض ملے گا آپکی محبت مین صرف کرینگے بادشاہ تو
خاموش ہوئے خواجہ عمرو بیرون بارگاہ آئے چالاک قران کو بلایا کچھ آپس مین سرگوشی ہوئی بہت خوب
کہکے چالاک چلا گیا قران بھی اہتمام ارشاد اُستاد مین مصروف ہوئے فرہاد خان یک ضربی
بارگاہ شاہی سے اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آئے بیقرار ہوکر رونے لگے سرداران ہندوستان سے کہا کیون
بھائیو تمنے دیکھا قبلہ وکعبہ نے ہمکو خوب محجوب کیا ہم کسی کو مقابلے مین اپنے بزرگ کے نہ جانے
دین گے عذر کرین گے اگر قبلہ وکعبہ نے قبول کیا سبحان اللہ عین مراد ہے ورنہ ہم تو اُن پر کیا وار کرین
کہ جہنم نصیب ہون سر قدمون پر رکھکر کٹوا دین گے تمام سرداران ہندوستان باتون پر فرہاد خان
کی رو رہے ہین ہر ایک کا یہ قول ہے عرب ہم پر ہنستے ہونگے آوازے کستے ہون گے دشمنون کی
بن پڑی یارو آمادۂ مرگ ومہیائے قضا رہو خفائے بدعت گردش فلکی سہو تمام رات لشکر
ہندوستان مین تیاریان رہین جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا سب سرداران نامدار مسلح ہوکر
در دولت شہنشاہی پر آئے بادشاہ بھی آج سویرے سے برآمد ہوئے دیکھا اہالیان ہندوستان
رنجیدہ کبیدہ قبضہ ہائے شمشیر پر ہاتھ رکھے ہوئے جھوم رہے ہین قبضہ ہائے شمشیر چوم رہے ہین

جرات کا جوش رعب شاہی سے خاموش بادشاہ نے وزیران سلطنت سے ارشاد فرمایا دیکھو
یارو اہالیان ہندوستان کو بغاوت لندھور کا بڑا قلق ہے جملہ سردار شہنشاہ کے ساتھ ہیں پایہ تخت
پر ہاتھ رکھے ہوئے کہ سامنے سے گرد عظیم بلند ہوئی لندھور نور الدہر مرکب ہائے بادرفتار پر سوار
زیر سایہ علم گلنار کہ جس کے پھریرے پر تعریف خداوند خورشید روشن تن مرقوم آمد فوج کی پشت
پر تین لاکھ غریو کرتے ہوئے نیزے ہلاتے ہوئے دور کالے مرکب اڑاتے ہوئے اس شوکت و
شان سے دونوں جوان آکر میدان کارزار میں پہونچے دونوں جوان بڑھکر بعدہ سپہ سالاری کھڑے
ہوئے صفیں جمنے لگیں جب صفوف قتال و جدال آراستہ ہو چکیں کرکیت کڑکے کہکر دو قدم ہٹے صفوف
افواج پر مثل صف مژگان سناٹا آیا طبل و بوق بجنا موقوف ہوا لندھور بن سعدان نے مرکب اپنا
صف سے نکالا نور الدہر چاہتے تھے کہ میدان کارزار میں جاؤں لندھور سے بخوشا مد
اجازت لی نور الدہر نے جواب دیا کہ خداوند خورشید روشن تن کے سپرد کیا اہالیان دشت چیپا
ہنس رہے ہیں ایرج کا ارادہ ہے کہ میں مقابلہ میں جاؤں ہندی ہاتھی خود کو مثل کرپاس کسنا کر جیر کر
نہ پھینکدوں تو اپنا نام ایرج نوجوان نہ پایا جس طرح جد عالی تبار نے میدان چرن کوہ میں سج
فیل میمونہ اٹھایا تھا اسی طرح اگر نہ اٹھایا تو کچھ کام نہ کیا وہ کشتی گیر زادہ ہیبت شمشیر مردان عالم سے
کوسوں بھاگے گا لندھور نے میدان میں پہونچکر نعرہ کیا اے فرقہ خدا پرستان جس کو تمنا مرگ کی
ہو ہمارے مقابلہ میں آئے اگر جان عزیز ہو خداوند خورشید روشن تن کو سجدہ کرے ادھر ایرج
آمادہ تھے کہ فرہاد خان یک ضربی نے اپنے گینڈے کو صف سے نکالا چوب دست گران سنگ
کاندھے پر بصد کر و فر بادشاہ سے آکر اجازت خواہ ہوا بادشاہ نے فرمایا اے فرزند ہم تم کو باپ سے
لڑنے کی کیونکر اجازت دیں فرہاد نے کہا حضور میری کیا مجال ہے کہ قبلہ و کعبہ پر ہاتھ اوٹھاؤں
بلا حساب و کتاب جہنم میں جاؤں میں سمجھانے جاتا ہوں اور سمجھا کر خدمت شہنشاہی میں لاؤں گا
بہت غلام کا پاس کرتے ہیں اگر نہ مانیں گے تو سر نذر کروں گا لاچار بادشاہ نے اجازت دی فرہاد خان
گینڈے کو اوڑا کے سامنے لندھور کے آیا جھک کر سلام کیا لندھور نے کہا اے جوانان مرگ
میرے مقابلہ میں آیا ہے حمزہ نے تجکو تباہ کیا خدائے نادیدہ کو سجدہ کرا یا خداوند خورشید روشن تن
کی خدائی برحق ہے پردہ حجاب آنکھوں سے اوٹھا دیا مضمون حق و ناحق دکھا دیا قدرت

قدر شناس فلک اساس کو میرے ساتھ چل کے سجدہ کر عہدہ ہائے جلیل ملینگے جتنے بادشاہان مذہب باطل
ہین سب خدمت مین حاضر رہتے ہین ایسے خداوندان کو سجدہ نکرین فرہادخان نے ہنس کر جواب دیا
آپ ایسے کلمات مہملات نفرمایئن چپل کے بادشاہ سے خطا معاف کرایئے اسمین سعادت کونین ہے دنیا
وعقبیٰ دونون مین ہنگہ ہے خورشید روشن تن کوئی شعبدہ باز یا جلساز ساحر ہوگا اس پر لعنت کیجیے
یہ سنتے ہی لندھور نے قبضۂ تیغۂ دودم ہندی پر ہاتھ ڈالا کہا او نالایق ہمارے سامنے خداوند کو
برا کہتا ہے سر کاٹ کر تیرا خدمت خداوند مین بھجواؤن گا فرہادخان نے سر جھکا دیا کہا یہ سر حاضر ہے
غصہ کرنے کی کیا بات ہے آپکے ہاتھ سے قتل ہونے مین میری نجات ہے فرہادخان نے تو سر جھکا لیا
لندھور نے ہاتھ ماردیا سر فرہادخان کا بخوبی زخمی ہوا ہندیون نے جو یہ بدعت دیکھی تلوارین
کھینچکر لندھور پر جا پڑے ہر سردار کا یہ قول تھا کہ لندھور نے غضب کیا سر جھکانے
پر ہاتھ مارا ایسی کوئی ناانصافی نہین کرتا نورالدہر نے جو دیکھا کہ لندھور پر فوج اسلام نے
بلوہ کر دیا نعرہ کرکے مع فوج یہ بھی جا پڑے بادشاہ نے تخت بڑھایا جملہ سرداران تہمتن دلاوران
صف شکن فوج لندھور و نورالدہر پر جا پڑے ایرج نے بڑھکر علم فوج قلم کیا پرون کو درہم و برہم
کیا لندھور نے پلٹ کر دیکھا کہ ایرج نوجوان بصد شوکت و شان لڑتا بھڑتا آتا ہے پلٹ کر آواز
دی او تاجرزادے کرپاس فروش بازاری ہمسے مقابلہ کر تین روپیہ کے پیادون کو کیا قتل
کرتا ہے ایرج نوجوان خود آتش خو شعلہ فراج صاحبان جرأت کے سر کا تاج ٹوکتے ہی پلٹ پڑا
لندھور نے تھمنا مشکل کیا ہاتھ تلوار کا مارا اوس نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ لندھور کب
رکتا ہے سپر کٹی سر زخمی ہوا ایرج نے واستانہ مارا تیغہ سر سے نکل گیا چادر خون چہرۂ زیبا پر لندھور
نے قصد کیا سر کاٹ لون سرداران ایرج نے جانبازی کی نیلم زنگی و تیلم زنگی و میعاد عاد
رشک دراز گرد وغیرہ سینہ سپر کرکے لندھور پر جا پڑے اپنے آقا کو بچایا انکے کو زخمی کرایا دور سے ہنگام
رستم پیلتن و پیل کون کشندہ قویل ہندی و دویل ہندی و کشندہ کپتان فرنگی یعنی علمشاہ نوجوان نے
ایرج کو زخمی دیکھکر آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا وہین سے للکارا او ہندی بہتی خور زور
مردان عالم کو بھول گیا وہی علمشاہ ہون کہ مع ہاتھی تجکو اوٹھایا تھا میرے نور نظر کو میری
آنکھون کے سامنے زخمی کیا یہ کہکے مرکب اشتر بالا کبود فرنگی کو اوڑایا طنبورہ بجا گھوڑے بھی

بڑھے صفون کو درہم و برہم کرتے ہوئے چلے نورالدہر نے جو علم شاہ کو آتے ہوئے دیکھا پہلو سے
نعرہ کیا کہ حضور مجھسے مقابلہ کیجیے ادھر آپ کہان جاتے ہین کیا اوس ضعیف کو جرأت دکھاتے
ہین جوانون سے آنکھ چار کیجیے علم شاہ کو جو نورالدہر نے ٹوکا مثل شعلہ جوالہ پلٹ پڑے
آواز دی او چھوکرے تجکو بھی یہ لیاقت ہوئی آج تجکو بے قتل کیے نہ چھوڑون گا مگر ہائے بھائی
بدیع الزمان کو کیا منھ دکھاؤن گا فرمائین گے میرے کلیجہ پر چھری پھیر دی رستم کی آنکھون سے
آنسو جاری تیغہ کپتان فرنگی دست زبردست مین کھنچا ہوا جو سردار سامنے آیا علف شمشیر آبدار
ہوا ہر ایک سرکش بیکار ہوا عمرو نے جو یہ معرکہ دور سے دیکھا گھبرا گیا سوچا کہ اگر علم شاہ اور
نورالدہر سے مقابلہ ہوا وہ اپنے زمانے کا رستم صاحب شوکت و حشم ہے نورالدہر کو مار ڈالے گا
یہ سوچ کر چالاک کو آواز دی کئی ہزار عیار سمٹ کر آئے عمرو نے کہا یارو جو شب کو صلاح کی تھی
اوس کا ظہور ہو دل بادشاہ لشکر اسلام کا مسرور ہو یہ سنتے ہی کئی ہزار بیک بچون کو چالاک
لیکر چلا ایک کمیدان سے اشارہ کیا نورالدہر کو بڑھکر ٹوک دے جب وہ تیرے مقابلے مین
آکے وار کرنا لگا کر طرف نخلستان کے لاؤ مین کمندون مین گرفتار کر لون کمیدان نے یہی کیا
سیاہہ دکھا کر بھاگا نورالدہر نے اوس کا پیچھا کیا جب قریب نخلستان کے پہونچے چار سے حلقہ
چار جانب سے نورالدہر پر پڑا بندھ کر گرے از روے بلوے کے ان کو گرفتار کر لیا ادھر جواہرین
عمرو نے یہی فقرہ لندھور کے ساتھ کیا جب دونون افسر گرفتار ہوئے عیار ان کو لے بھاگے
فوراً مطوق و مسلسل کر کے قیدخانے مین بھیجا لشکر کو قتل کرنا شروع کیا عین گرمی جنگ مین
صاحبقران زمان مع قاسم نوجوان و قدح شاداب حلیہ گر وکاؤس فیل سر آکر پہونچے
غلوبہ دیکھکر شریک جنگ ہوئے بدیع الطماس جو تلاش قاسم گئے تھے وہ خبر سنکر آگئے ہمراہیان
نورالدہر و لندھور خوب قتل ہوئے آخر شکست فاش کھاکر بھاگے سمت خورشید نگار روانہ
ہوکے دربار خورشید مین اس تمام کیفیت کو بیان کیا کہ مسلمانون نے عاجز ہو کر لندھور و
نورالدہر کو بعیاری پکڑ لیا خورشید روشن تن کو جلال آیا کہا سپہ سالاران ! بدولت کو کون
گرفتار کر سکتا ہے فلان قصر مین آرام فرماتے ہین بختیارک کو اشارہ ہوا جاکے بیدار کر دو
بختیارک ان شعبدون کو دیکھکر بہت حیران ہے جس قصر کا خورشید نے پتہ دیا تھا اوس مین جاکر

دیکھا دونون شیر پڑے سورہے ہین بختیارک نے بیدار کیا نورالدہر و لندھور آنکھین ملتے
ہوئے اُٹھے بختیارک نے کہا چلو خداوند یاد فرماتے ہین نورالدہر و لندھور دربار خورشید
مین آئے دونون نے سجدے کیے خورشید نے خلعت دیے ارشاد فرمایا اے سپہ سالاران مابدولت
اب تم دربار مین حاضر رہو قدرت اون کی تدبیر کرلین گے یہ کہکے کچھ فکر کرنے لگا یہان سے صاحبقران
لڑائی فتح کرکے بارگاہ سلیمانی مین داخل ہوئے دل کو بخوبی اطمینان ہے کہ نورالدہر و لندھور
دونون قیدخانے مین قید ہین صبح کو تنبیہہ و تہدید کیجائے گی سردارون کی زخم دوزیان کرکے دربار
برخاست کیا بوقت سحر دربار مین تشریف لائے سب سردار جمع ہوئے سب سے زیادہ بدیع الزمان
بیقرار عرض کی قیدیان بلا کو طلب فرمایئے صاحبقران نے حکم دیا بہرام قیدخانہ مین آیا دیکھا
دونون جوان منھ لپیٹے ہوئے رورہے ہین بہرام زنجیر تھام کر باحتیاط تمام دونون کو دربار
مین لایا دیکھا دونون منھ لپیٹے ہوئے ہین صاحبقران نے پکار کر فرمایا اے نورالدہر و لندھور
محجوب نہو منھ کھولو دونون نے چہرے اپنے کھولے تمام اہالیان دربار نے دیکھا لندھور و نورالدہر
کہان جمہور و فرامرز عاد مغربی مسلسل و مطوق سامنے کھڑے ہین رورو کر کہا غلامون نے
کیا خطا کی صاحبقران نہایت محجوب ہوئے جلد ہتھکڑیان و بیڑیان کٹوائیں اوس وقت
دربار مین کوکب روشن ضمیر بھی موجود تھے اوٹھکر قدمون پر صاحبقران کے گرپڑا کہا اے شہریار
اس بیحیا کا آپ نے شعبدہ دیکھا لندھور و نورالدہر کو نکال لے گیا برائے خدا اس اقلیم مین
جانے کا ارادہ نہ کیجیے صاحبقران نے فرمایا اے یار وفادار ایک پارۂ جگر دوسرا رفیق نامور یہ
دونون شیر نر جاکر مبتلائے بلا ہوئے نہین معلوم اُن پر کیا گذرتی ہوگی کیونکر ممکن ہے کہ اس طرف
جانے سے باز آؤن جو منظور پروردگار ہوگا وہی ہوگا ہرچند اوس نے شعبدے کامل دکھائے مگر یہ
حقیر پرتقصیر اپنے ارادے سے باز نہین آئے گا اے کوکب نامور ایک زمانہ وہ تھا کہ بیحیا زمرد شاہ
باختری نے دعوی خدائی کیے اور قیطولات پر رہتا تھا ایک کروڑ اسی لاکھ سوار پیدل کی چھاؤنی
رہتی تھی خود گنبد گیتی نما مین رہتا تھا بقول شخصے ہوا سے باتین کرتا تھا اس بیحیا کی صورت نحس
دیکھنا محال تھا کیا قیامت تھی کہ بعد سال بھر کے حشر برپا کرتا تھا اپنے معتقدون کو قیطول سے
صورت دکھانے آتا تھا جاہ و جلال اس کا دیکھکر بہرام فلک تھراتا تھا گمان یہ تھا کہ جو ہم اس سے

مقابلہ کرین گے اس فوج دریا موج کے سامنے کیونکر تھمین گے بارہ سال کامل ملک باختر پر لڑائی
بڑی عنایت خدا سے اس کو شکست دی ملک بانک بھاگا اُن مقامون پر پہونچا کہ جہان طائر وہم
و خیال کبھی گذر نہ تھا مثل زبرجد نگار و ملک فرعونیہ و غلطی آباد مین عہد کر چکا تھا کہ بدون قتل
لقا واپس نہ ہون گا اون مقامات پر پہونچ گیا اور توانائی رب اکبر سے وہ ملک تسخیر ہوئے
جب یہ ہزار شکل چرخ گردان مین گیا ہے اے برادر اس ملعون کے عجائب و غرائب قابل بیان
نہین ہین قریب تھا کہ میرے اعتقاد مین فتور آئے مگر پروردگار نے مدد کی شیطان رہزن
دین و ایمان نہ ہونے پایا اوس پر بھی غالب ہوا بیس برس ہوشربا مین لڑائی رہی یہان بھی
پروردگار نے مظفر و منصور کیا غیر ممکن ہے کہ تعاقب لقا مین نہ جاؤن یہ شعر ہر وقت ورد زبان ہے
شعر یا تن رسد بجانان یا جان ز تن برآید ٭ دست از طلب ندارم تا کار من برآید ٭ جس دن
اوس کو قتل کرونگا ترک دنیا کر کے خانہ کعبہ مین جا کر مصروف خدمت گذاری پیغمبر آخر الزمان ہونگا
اگر اسی راہ مین قضا ہے بندہ مجبور و لاچار ہے اختیار مشیت پروردگار کو ہے کوکب نے سر جھکا لیا کوکب
نے عرض کی کہ اے شہریار غلام اس اقلیم کے حالات سے آگاہ نہین ہے اس طرف کبھی آنے کا
بھی اتفاق نہین ہوا غلام خدمت فیض درجت مین حاضر ہے بسم اللہ حضور نے بہت بجا سے
ارشاد فرمایا کہ ایسے شیران دشت نبرد جا کر اس نامرد کے دام تزویر مین پھنس گئے کیونکر ہو سکتا
ہے کہ ہم زیادہ عرض کرین بسم اللہ سامان لشکر کشی ہو صاحبقران نے بلوا کر پہلوان
بادی کو حکم دیا کہ اٹھالا بارگاہ سلیمانی باجے اسی وقت بحکم صاحبقران عالی نشان لشکر
بصد کر و فر تیار ہوا فرد ۔ لداپیش خیمہ بصد دھوم دھام ٭ کہ الجھا پڑی بر سر روم و شام ٭
کوکب نے بھی لشکر ساحران کو آراستہ کیا ملکہ بہار و مخمور و باغبان وغیرہ بھی ہمراہ ہین ان
سب نے اپنے اپنے لشکر مین بکیفیت تمام آراستگی کی اثنا دریافت ہوا کہ دس منزل کے بعد ایک
قبیلہ ہے کہ خورشید روشن تن نے اوس کو سرکش لقب دیا ہے بہزاد سرکش و فولاد و جبادہ
لقمان وغیرہ بارہ بھائی کوئی سپہ سالار کوئی بادشاہ کوئی وزیر آپس مین قرار پایا ہے انھین کی
عملداری ہے مشہور ہے کہ وہ کسی کو طرف ملک خورشید نگار کے نہین جانے دیتے راہ مین روک لیتے ہین
بڑے بڑے دھوکے دیتے ہین صاحبقران نے فرمایا مجکو خورشید نگار جانا واجب و لازم ہے

چور وکے گا اوس کو جواب دین گے بعد قطع منازل و طے مراحل لشکر صاحبقران کا صحرائے سبزہ زار نواح دلکشا مین آیا کہ وہ جنگل نمونہ قدرت پروردگار تھا چار جانب عمل موسم بہار تھا گوڑیالا کھلا ہوا جانوران ہوائی بصد رعنائی مصروف زمزمہ سرائی ہوا کا اعتدال ہر شاخ نخل رشک ہلال ہر برگ غیرت آفتاب زلف سنبل کا پیچ و تاب نرگس شہلا کی دیکھ بحال آنکھون کی گردش غیرت چشمان غزال بہار مثل گلدستہ کے آراستہ طائران زمزمہ سرا بزبان بیزبانی صنعت باغبان قضا و قدر مین مصروف اُس دشت مینوسواد مین خیرخواہان دولت نے بارگاہ سلیمانی کو استادہ کرایا جب فروکش ہو چکے تو دور سے دیکھا غیر فصل مین آسمان پر ایک ابر چھایا ہے ابر سیاہ برق سے چشمک زنی کرتا ہے نقارہ رعد نوازش مین برق تڑپنے کی کوشش مین ایک جانب آکر لشکر کوکب وجملہ ساحران فروکش ہوا جملہ سرداران نامی و پہلوانان گرامی اپنی اپنی بارگاہون مین داخل ہوئے سفر کے لطف حاصل ہوئے ایک خدمتگار نے آکر رستم سرزمین مغرب فرامرز عاد مغربی کو کہا کہ اے شہریار یہان سے تھوڑی دور پر ایک جانب ایک دیر کلان بنا ہوا ہے قریب اوس دیر کے آٹھ پہر ایک میلہ رہتا ہے بڑی بڑی دور سے تاجران جلیل لاکھون روپیہ کا مال لے کر آتے ہین نفع کثیر اُٹھاتے ہین بعض نے اس مقام پر گھر بنوالیے ہین سالہا سال رہتے ہین ایک جانب ایک غار عظیم الشان ہے ایک آتشکدہ روشن ہے ہزارہا من لکڑیان اس مین پڑتی ہین نہین معلوم اوس آتش فروزی سے کیا مراد ہے سامنے دیر کے جاکر پوجاپاٹ کرتے ہین فرامرز عاد مغربی یہ خبر سنکر میلہ کا مشتاق ہوا یہ بھی گمان غالب ہے کہ آج ہی صاحبقران آکر اُترے ہین بارگاہ سلیمانی مین دربار شاہی نہ ہوگا برائے چند ساعت جاکر یہ میلہ بھی دیکھ آئیے یہ بھی ثابت ہو جائے گا یہان کا کون حاکم و ناظم ہے لشکر شہنشاہی اقلیم خورشید نگار کا عازم ہے ابھی تو وہ مقام بہت دور ہے برائے لندھور و نور الدہر قلب ناصبور ہے پروردگار وہ بھی دن دکھائے کہ وہ شیر دام مکر سے اوس دنیا منفعت کے رہا ہو کر ہم سب سے آملین غنچہ آرزو کھلین یا شاید پھر وہ ملعون ان شیرون سے ہمارا مقابلہ کرائے چند مصاحب ہمراہ ہین سہیل عیار بھی ساتھ ہوا مسلح و مکمل ہو کر میلے کی سیر کو چلے سہیل عاد مغربی عیار نے بطور قاعدہ عرض کی کہ حضور غیر اقلیم مین تشریف لائے صاحبقران زمان سے دریافت کر لیجیے شاید کوئی افتاد پڑے یا کوئی میلے مین آنے کو روکے حضور کو تاب

نہ ہوگی فساد بڑھ جائے صاحبقران زمان کے خلاف فرامرز نے کہا مین تو ابھی واپس آؤن گا
دربار کے وقت تک پہونچ جاؤن گا یکایک مرکب کو مہمیز کیا جب صحرائے سبزہ زار سے نکلے
دیکھا حقیقت مین کئی فرسخ کے گرد مین میلہ آراستہ و پیراستہ ہے صراف بزاز جوہری بازار نہایت
قاعدے سے درست دوکاندار چالاک و چست بازار کھلے ہوئے دوکاندار خرید و فروخت پر تلے
ہوئے کٹورا کھنک رہا ہے گرم بازاری دلالون کی بول چال ہر خورد و کلان خوش حال ایک جانب
میکدے آراستہ ہین پیر مغان بصد شوکت و شان ذیشان مسند پر ساقی بچے جام ہائے
بادہ گلرنگ بصد ناز و ادا ہاتھ مین لیے صدائین لگا رہے ہین شعر شراب شوق سے مست اور رنگیلے
رہے سر کی قسم اک جام پی لے * فرد ساقیا وہ برانڈی اب ڈھلکا دے کہ آگ اُترتا ہو جس کی بوتل کا دہ
اُن ساقیان گلرخسار نے جس سے نگاہ فتیلی چار کی مست بادہ محبت ہو کر جلسے مین آ بیٹھا لاؤ لاؤ
کرنے لگا ایک ہی جام مین مست ہو کر ناچ رہا ہے کوئی گاتا ہے نشے مین شراب کے تانین لگاتا ہے
کوئی لڑکھڑا کر گرا ساقی کا نام لیکر سنبھلا ہنگامہ عظیم برپا ہے جام ارغوانی گردش مین صدائے
ہو شا ہوش و نوشا نوش بلند مست و بدمست ہر خود پسند دور شراب کا ہنگامہ دختر رز کا
ایک ایک سے لڑنا برانڈی سے جس نے منھ لگایا اوس کی شامت آئی کیا بیسوا ہے پہلے مزہ
دکھاتی ہے پھر اپنے طالب کو جوتیان کھلواتی ہے ایک جانب طرے جڑ رہے ہین کونڈی سونٹے
کی پکار سبز بختون کی للکار سبزی گھٹ رہی ہے یہ شعر آبدار کسی جوان سبز بخت کا نظم کیا ہوا دمبدم
پڑھتے ہین فرد جب سے ہوا ہے عشق کسی سبزہ رنگ کا * چھوٹی شراب شرخ ہوا شوق بھنگ کا * ایک جانب
بھنگڑیون کی دوکانین پالین استاد ہین معشوقان پری چہرہ فن دلربائی مین اُستاد ہین عاشقان
دمساز دل مین سوز و گداز تخت پر آ بیٹھے دو گنڈے پھینکے آواز دی جانجہان پیڑو پری کی پلانا
کوئی ٹرہ سا لچھان کا جماؤ سوکھی نہ سُناؤ ایک جانب ڈھانک کے بگل جل رہے ہین چلم بھرنے والا
آتش محبت کا جلا ہوا ساقن کا عاشق قدیم پہلے مال کھلایا مفلس ہو کر چلمین بھرنے لگا اوس نے
پھونک کر آگ جمائی سنہرہ حقہ سرخ نیچہ ساقن نے نو میان کہکر حقہ دیا پینے والے نے مسکرا کر جواب دیا
پیاری ذرا منھ تو لگا دو جوانون کو نشہ ہو ساقن نے بڑی خاطر کی روز کے آنے والے ہین تو
منھ لگا دیا ورنہ یہ کب منھ لگاتی ہین دمباز شعبدہ باز جوان کے ہاتھ مین جو حقہ آیا اکڑ گئے دم پڑا

یہ شعر پڑھا شعر نہ آزاہد کے دم مین کھینچ دم چرسون کا رندون مین ؛ پیارے دم ہی بھر کا فرق ہے مردے وزندون مین ؛ دیگر نہ آزاہد کے دم مین تو اگر کچھ دھن کا پکا ہے و بہشت اک باغ ہے دوزخ بھی اک شرعی دھڑکا ہے ؛ جوانون کے دم پڑ رہے ہین ساقن سے نگاہین ملا کر اکڑ رہے ہین پینے ایک جانب بیٹھے رند پینے والے نے جب حقہ بڑھایا ان کا ہاتھ پڑا صدہا دم لگائے نشہ نہین ہوتا اُس مین چرچا ہے کہ سردم مارتے تو نشہ ہوتا تکہ تکہ لڑا کے چلم بھر دائی ایکی تو بھائی سردم لگائین ایک جانب گانجہ پینے والے گانجہ کی کلی نکالے ہتھیلی پر ملکر تیار کیا ہتھیلی پر سرخ دھبہ روسیاہی کا نشان کھانسی کھڑے سے حیران پریشان دم لگانے مین کھانسی چلی آتی ہے دوسرے نے کہا کیون راجہ مہرا گا ؛ کیا کہتا ہے اُس نے جواب دیا ہم ہمیشہ کے رازدار ہین گانجہ کے یہ نقش و نگار ہین دمیدم یہی کہتا ہے ارے پینے والے کیون جفا سہتا ہے کھانسی کرون کھڑا کرون نہ مرے تو مین کیا کرون ایک جانب خیمہ ہائے زرنگار بہ تکلف تمام آراستہ ہین اون مین کسبیان خوش ترو تماش بینون کی زینت پہلو پھولون کے زیور مین لدی ہوئی عروس شب اول بنی ہوئی مجرے ہو رہے ہین جوانان خوش رو کا جماؤ ایک شوخ دیدہ خوش مزاج تماش بینون کا سرتاج نشۂ شباب سے مست خود بین و خود پرست جو صحبت مین آیا دام زلف عنبرین مین پھنسا اس دام سے نکلنا دشوار ہے عاشقان صادق مجبور و لاچار فرامرز عاد مغربی محو تماشا سیر بازارون کی کرتا ہوا یہ بھی دیکھا کہ ایک جانب صحرا مین آگ روشن ہے صدہا جوان اپنے کو اوس آگ مین گرا رہے ہین عذاب جہنم اپنی گردن پر لیتے ہین فرامرز نے سامنے دیکھا ایک دیر کلان بنا ہوا ہے سر دیر پر ہزارہا تصویرین سنگ و خشت کی بنی ہوئی ہین اندر دیر کے ایک تخت کلان اوس تخت پر ایک سونے کا پتلہ گرد صدہا گھنٹہ نواز ناقوس نواز بجا کر بھجن صفت خورشید روشن تن مین گا رہے ہین مجاور اوس دیر کا ایک تاجدار موسوم بہ بیداد سرکش در دیر پر ٹہل رہا ہے جیسے ہی فرامرز کو دیکھا نعرہ کیا اے رستم سرزمین مغرب اپنی عمر کو ضائع کیا حمزہ کے بہکانے سے مسلمان ہوا آج تیری تقدیر نے مدد کی زیارت تصویر خداوند روشن تن کی میسر ہوئی یا تو سجدہ کر لیکن قلب تیرا صاف نہین ہے آلائش دنیوی مین مبتلا ہے دام مکر مسلمانان مین پھنسا ہے آگ مین اپنے کو گرا دے کہ نجاست جل جائے طیب و طاہر ہو کر خدمت خداوندین حاضر ہو قدرت دوبارہ پتلہ بنا کر روح پاک صاف پھونکین گے

خبردار تامل و تساہل نہ کرنا پھر ایسا موقع ہاتھ نہ آئے گا تا روز قیامت پچتائے گا ہدایت کرنا اپنا کام ہے بیداد سرکش نام ہے خداوند روشن تن نے برائے گم گشتگان وادی ضلالت ہم کو اس مقام پر مقرر کیا چشم بصیرت وا کر آگ کی جانب نگاہ اوٹھا کر دیکھ جمال خداوندی نظر آئے گا ظاہر مین جل جائے گا باطن مین مرتبہ طہارت پائے گا اس بیچانے اس طور سے یہ کلمات حسرت آیات کہے فرامرز نے بہ نگاہ حسرت طرف اوس آگ کے دیکھا نہین معلوم اس آتش خو شعلہ مزاج کو کیا معلوم ہوا فریاد کرتا ہوا مع چندر فقا اوس آگ کی جانب دوڑا جب قریب آگ کے گھوڑا پہونچا گرمی سے آگ کی مرکب تڑپنے لگا فرامرز نے غصے مین کوڑا مارا مرکب تڑپ کر آگ مین پھاند پڑا رفقانے بھی ہائے آقا کہکر اپنے کو آگ مین گرا دیا چند شعلہ ہائے آتش بلند ہوئے یہ جوانان شیردل جل کر خاک ہوئے سہیل عیار عرصہ دراز تک مصیبت پر اپنے آقا کی رویا پھر خاک اوڑاتا ہوا طرف لشکر کے چلا قضائے کار جمہور جانگہوز طرطوس بہادر شاہنشاہ تیرزن پسر خواندہ صاحبقران ہم چشم فرامرز نوجوان اپنی بارگاہ سے نکل کر سیر صحرا دیکھ رہا ہے رونے کی آواز کان مین آئی دیکھا سہیل عیار خاک اوڑاتا ہوا آتا ہے اس قدر بیتاب ہوکر روتا ہے کہ دل سنگ سلب ہوتا ہے جمہور نے بڑھکر پوچھا اے سہیل خیر تو ہے تجکو انتہا کا بیقرار پاتا ہون تیرے رونے سے بہت گھبراتا ہون جلد بیان کر آقا آقا کہکے روتا ہے اوس شیر بیشہ جرأت پر کیا گذری سہیل نے رو رو کر تمام کیفیت بیان کی اے شہریار مین نے یہ تاثیر کبھی کسی کی زبان مین نہ دیکھی تھی اس طرح اس بیچانے کہا پھر کس ساکر آگ مین جا رہا مصاحبون نے منھ رفاقت سے نہ موڑا سات مصاحبون نے بھی ساتھ دیا سب جل کر خاک ہوئے یہ سنکر جمہور بیقرار ہو گیا ہائے بھائی کہکر پشت مرکب پر سوار ہوا یہ بھی ملک طرطوس کا شاہزادہ ہے بارہ چودہ رفقا ساتھ ہوئے شہریار شہریار کہتے ہوئے چلے جمہور پلٹ کر جواب بھی نہین دیتا گھوڑے کو زیادہ مہمیز کیا سہیل گھبرا گیا اپنے آقا کے بھی غم کو بھول گیا قصد تھا کہ خدمت صاحبقران مین جاؤن اس احوال مصیبت مآل کو بیان کرون اب نہ جا سکا تعاقب مین جمہور کے چلا جمہور جوشان خروشان ہائے بھائی ہائے بھائی کہتا ہوا اس میلہ مین پہونچا میلہ دیکھنا کیسا دیر کی جانب غصے مین چلا قصد یہ ہے کہ تخت اوس ملعون کا جا کر الٹ دون اس بیداد سرکش کو مٹا دون ادسی جوش و خروش مین سامنے دیر کے پہونچا بیداد سرکش نے دیکھتے ہی

آوازدی اے جوان رعنا اس شیر کو دین مین کر موافق اس مضمون کے کاربند ہو شعر اے دوست
بر جنازۂ دشمن چو بگذری ؛ شادی مکن کہ بر تو ہمین ماجرا رود ؛ اپنے کو پاس اپنے بھائی کے پہونچا طبیب و
ظاہر ہو جایہ دن کس کو نصیب ہوتا ہے کیون اسکے واسطے روتا ہے اس کو بڑا مرتبہ اعلیٰ ملا خدمت
خداوند مین پہونچا خبردار عرصہ نہ کرو ورنہ پچھتائے گا وقت گذر جائے گا اس طرح اس بھائی نے کہا کہ جمہور جی
مبہوت ہوا یا تو پر ارادہ تھا کہ جاکر تخت اُلٹ دون دیر کو پست کرون نامردون کو شکست دون
صدائے بیداد سرکش سے آنکھین سرخ و بولا مین گھبرایا ہوا کچھ جواب نہ دے سکا طرف آگ کے
گھوڑے کو پھیر کر چلا گھوڑے پر کوڑے مارتا ہوا سہیل نے پہلو سے آواز دی اے پہلوان دوران
آپ معاوضہ خون فرامرز لینے آئے تھے طرف آگ کے کہان جاتے ہین آگ کا کام جلا دینا ہے
پلٹ پڑیئے چل کر اپنے آقا صاحبقران سے اطلاع کیجیے کاشکے کسی سے لڑ بھڑ کے جان دیتے یہ بیکار
آگ مین گر کے مرنا یہ کیسی خرابی ہے ہرچند سہیل نے بکار امنت و خوشامد کی اور صاحبقران کی قسم
بھی دی جمہور نے سہیل کو جھڑک دیا اور زیادہ گھوڑے کو مہمیز کیا سہیل دور ہٹا بہ نگاہ حسرت دیکھا
کیا کہ جمہور مع بارہ مصاحبون کے اس دریائے آتش سوزان مین گر گیا چونکہ یہ مقام میلے کا
قریب تھا سلطان بخت مغربی و قارون مغربی و عبدالقہار حلبی و عبدالجبار حلبی وغیرہ
چالیس سردار جو خبر میلے کی سنکر گیا سامنے دیر کے پہونچا بیداد سرکش نے ترغیب دی وہ
کلمات پر تاثیر ہین جس کو اس نے پکار کر آواز دی فوراً جاکر آگ مین گر گیا صاحبقران زمان کو ہرکارون
نے یہ خبر پہونچائی کہ آپ کے چالیس سردار آگ مین جاکر گر گئے اسی وقت بارگاہ شاہی مین
کوکب روشن ضمیر بھی موجود تھے تھرّا کر کہا اے شہریار مین نے عرض کیا دیکھیے شعبدے
و نیرنجات ظاہر ہوئے ہین عرض کرتا ہون بخوف انتشار شاہنشاہی عرض کیا تھا اب
اطلاع دیتا ہون جس روز سے غلام یہان آیا علم کہانت بالکل فراموش ہو گیا حضور اسم اعظم
یاد کرین کیا تعجب ہے کہ اسم بھی بند ہو گیا ہو صاحبقران زمان نے جو خیال کیا اسم اعظم بھی
بالکل فراموش تھا بہ اشارہ کوکب سے کہا حقیقت مین اسم اعظم فراموش ہوا اگر مین ظاہر
کرونگا تو اہالیان لشکر کو انتشار ہوگا کوکب نے سر جھکا لیا کہا اے شہریار خدا اسی ہاتھ سے اس
بے حیا کے لشکر کو محفوظ رکھے ہر طرح کے مقدمات بطور نجوم دریافت کیے جاتے ہین اسی پہ

ہمکو ناز تھا وہ یکایک قبضے سے نکل گیا دیکھیے اس بیچارے کیا گذرتی ہے امیر نے فرمایا ہم اب تک
نہ سمجھے تھے کہ یہ در بند خورشید نگار ہے اب برائے قبیلہ سرکشان تنبیہ و تہدید ضرور ہے کوئی
بات کا صاحبقران زمان کی جواب نہ دے سکا امیر منشی سیف ذو الیدین کو بلایا حکم دیا
ایک نامہ بہ مضمون خوب بعبارت مرغوب برائے تنبیہ و تہدید قبیلہ سرکشان تحریر کر کے
کل صبح کے دربار مین حاضر کرو سیف ذو الیدین نے بموجب ارشاد فیض بنیاد نامہ بطریق قدیم
تحریر کر کے بوقت دربار حاضر کیا صاحبقران نے ملاحظہ فرما کر جو الفاظ کہ خلاف شان تھے وہ کاٹ دیے
کچھ الفاظ اپنے قلم فیض رقم سے درج فرمائے سیف نے اوس کو اب صاف کیا مقبل وفادار کو
حکم دیا مقبل نے چوکی وسط بارگاہ شاہی مین بچھا دی سپر و شمشیر و خلعت سلیمانی و جام کلۂ عفریت
پُر از شربت نبات بڑا پان کا لا کر رکھدیا نامہ بھی اوسی چوکی پر رکھا گیا کوکب خاموش ہین اس
مقدمہ مین صاحبقران سے عرض نہین کر سکتا مزاج صاحبقران سے بھی آگاہ ہو چکا کہ ہر مقدمہ
مین اپنے قواعد کو مقدم کرتے ہین پکار کر آواز دی اے غازیان دیندار و اے مجاہدین تہور شعار
از طرف قبیلہ سرکشان بدعت شروع ہو گئی ہے چالیس سردار میرے جا کر آگ مین گر گئے
لشکر مین منادی کرا دی کہ اب کوئی سپر کو لشکر سے نہ نکلے اوس شعبدہ باز کی تنبیہ کو یہ نامہ تیار
کیا گیا ہے چاہتا ہون کہ ایک شیر نر یہ نامہ فیض شمامہ سلطان گیتی ستان کا بارگاہ بیداد سرکش
مین لیجائے قواعد سے میرے نامہ کے سب صاحب بخوبی واقف ہین کہ نامہ افسر کے ہاتھ مین
دیا جائے کسی طرح تحریر شاہنشاہی ذلیل نہ ہونے پائے زرنثار ہو تعظیم و تکریم نامہ ضرور ہے
جواب باصواب لیکر آئے ساحر و غیر ساحر دربار صاحبقران مین جمع ہین سب نے سر جھکا لیا
آپس مین اشارے کر رہے ہین صاحبقران یہ کیا کرتے ہین ایسا صاحب عجائب و غرائب
یہان کا حاکم ہے وہ استقبال وغیرہ کا ہے کو کرے گا جس نے علم نجوم کوکب و ام اعظم صاحبقران
کے لڑکے بچے بند کر لیا نہین معلوم کس طور سے پیش آئے پس جانا مناسب وقت نہین ہے
صاحبقران نے پھر آواز دی کسی ساحر و غیر ساحر نے کچھ جواب نہ دیا بلکہ گھبرا کر سر جھکا لیا تیسری
مرتبہ صاحبقران نے بغیظ و غضب تمام آواز دی اے سرداران صف شکن و اے تہور شعاران
تیغ زن آپ لوگ خوب آگاہ ہین کہ مین نے اسی دن کے لیے عہدۂ سلطنت نہین قبول کیا

زے مین سپاہیون کا کام کرتا ہون اپنی حقیقت خوب پہچانتا ہون اپنے کو تین روپے کے پیادے
سے کمتر جانتا ہون یہ نامہ طرف سے سعد بن قباد کے ہے خود شاہنشاہ کا نامہ دار بن کے
جاؤن گا انشاء اللہ جواب باصواب لاؤن گا آپ لوگون کے واسطے اس مین بھی باعث حجاب ہوگا
لوگ کہین گے کوئی سردار لشکر مین صاحبقران کے ایسا نہ تھا کہ برسم ایلچی گری نامہ لیکر آتا اب
یہ حقیر آوازہ نہ دے گا یہ فرماکر قبضہ عقرب سلیمانی پر ہاتھ ڈالا قصد ہوا کہ دنگل آصفی سے اٹھیں اُسوقت
تقدیر رو رواں قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان یہ سوچ کر اپنے دنگل سے اٹھا کہ اے
ایرج وقت جانبازی و سرفروشی ہے اتنے بڑے دربار مین نام کر و اس کار مشکل کا سرانجام کرو
دنگل سے اوٹھکر جام نوش کیا بیڑا اوٹھایا خلعت زیب جسم کیا پکار کر آواز دی اے جد عالی تبار آپ
تکلیف نفرمائین اس خدمت کو غلام بجا لائے گا سر ہیچ کے کام کرنا دشوار ہے سر قدم اقدس پر نثار ہے علمشاہ
و قاسم کلیجہ تھام کر رہ گئے کچھ نہ کہہ سکے ایرج نے ایک شب کی مہلت لی شب بھر مین تیاری کی تمام
ایرج کو وردیان بانٹین صاحبقران مع جملہ سرداران نامی ایک بلندی پر آکر بیٹھے ہین آمد
ایرج کا انتظار کر رہے ہین کہ سامنے سے دیکھا ایرج نوجوان دریائے سلاح مین غوطہ مارے ہوئے
پہلو مین ثیلم زنگی و ثیلم زنگی و عوجان دریا باری و سام بن عوجان دریا باری وغیرہ چار سے
سرداران پشت پر بارہ ہزار سواران جرار دریائے سلاح مین غوطہ زن بر عب و دبدبہ آراستہ و پیراستہ
روشن چوکی بجتی ہوئی نقارخانہ نوازش مین اس شوکت و شان سے نمایان ہوا آکر گھوڑے سے
کود اسب بزرگون کو سلام کیا شوکت دیکھ لی ایرج دیکھکر سب نے دعای جان درازی دی کوکب روشن ضمیر
کہ عاشق جمال ایرج نوجوان ہے بہران تمشیر زن سے نسبت پختہ ہوچکی ہے بیقرار ہوکر
اپنے مقام سے اوٹھا جوش و محبت مین فرزند نیک کے گلے سے لگا لیا اپنے گلے سے موتیون کا مالا اوتارا
گلے مین ایرج کے پہنا دیا خلعت رخصتی سرکار شاہنشاہی سے مرحمت ہوا ایرج نے آستینین
چڑھائین دامن گردان کر پشت کر ہی الغرض یہ سوار ہو صاف ثابت ہوتا تھا کہ برج بہمن ماہتابان گرد
ہجوم سیارگان یا دو لطابرات سیکے ہوئے جاتا ہے ہر شخص دعائین دے رہا ہے ہر خورد و کلان
اور صاحب جمال کا خریدار ہوکر کہتا ہے کہ اے پروردگار اس شیر دلیر کو چشم زخم سے بچانا بخیر و عافیت
اس کا جمال دکھانا کوکب نے تو کلیجہ تھام لیا علمشاہ و قاسم قریب کر گئے کچھ صاحبقران زبان سے

نہ کہہ سکے کہ ہم بھی اپنے فرزند کے ساتھ جائین اسی طرح خوشی خوشی گھوڑا اوڑاتا ہوا نظرون سے
سے کے مخفی ہوا صاحبقران رنجیدہ و کبیدہ اٹھکر بارگاہ خاصی مین آئے ایرج کو رخصت تو دیدی
مگر دل پر ہجوم لشکر اندوہ و الم و گرفتار محبس مصیبت و غم ذنگل پر ایرج کے سناٹا پڑا ہے سب سردار
خاموش دریائے حیرت و عبرت کا جوش یہی چرچا ہے کہ اس ظالم اظلم شعبدہ باز سے پروردگار اس
شیر کو بچائے صاحبقران نے ہرکارون کو حکم دیا دمبدم کی خبر پہونچاؤ عیارون کی ڈاک بیٹھ گئی مگر ایرج
نوجوان بصد شوکت و شان گھوڑا دوڑاتا ہوا مسافت کو طے کرکے قریب قلعہ سرکشان پہونچا بیداد سرکش
دہزاد و فولاد و شداد و نعمان وغیرہ اپنی بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ ہرکارون نے آکر خبر دی
کہ شاہزادہ ایرج نوجوان کو صاحبقران زمان نے برسم ایلچی گری روانہ کیا ہے ایلچی قلعہ مین
داخل ہو چکا بصد کر و فر ظلم بیداد کرتا ہوا آتا ہے جو نخل راہ مین ملے قلم کیے جھنڈے بازارون کے
گروا دیے نعمان سرکش نے کہا اے برادر بیداد اگر حکم ہو تو جاکر ایلچی کو روکین ہم کیا کسی سے پایہ
کمی کار رکھتے ہین ہمارے قلعہ مین یہ ظلم جو بیداد نخل کیون قلم کیے جھنڈے تمام بازارون کے
سرنگون ہوگئے بیداد نے کہا اے برادر نعمان شاہان اولوالعزم نے یہ طریقہ رکھا ہے کتابون مین
جا بجا یہ لکھدیا ہے کہ ایلچی را زوال نیست ایلچی کو با عزاز تمام استقبال کرکے ہمارے دربار مین لاؤ
خبردار کسی طرح کا ایلچی کو ملال نہ پہونچے ہم صاحب ایلچی سے سمجھ لین گے نعمان و فولاد و شداد
تینون بھائی واسطے استقبال ایرج نوجوان کے چلے ایرج عالیشان چوک مین پہونچا ہے کہ یہ سرداران
مذکور پہونچے آتے ہی ایرج کو سلام کیا نہایت تکلف سے رکاب کو بوسہ دیا کہا ہمارے
بھائی صاحب بیداد سرکش حضور کے قدوم میمنت لزوم کے مشتاق ہین ایرج ان کے خلق و
اخلاق سے نہایت محجوب ہوا تینون بھائیون نے چار جانب سے گھیر لیا یہ لطف و کیفیت و با آبرو سے
تمام اس خوش انجام کو طرف دربار شاہی کے لیکر چلے جب ایرج قریب بارگاہ پہونچے بیداد سرکش
کہ سب سلطنت کرتا ہے تا در بارگاہ ایرج نوجوان کے لینے کو آیا اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ مین پہونچایا
ایرج کو دیکھکر سب سردار اپنے مقام سے اٹھے قریب پایہ چہارم تخت ذنگل یاقوت احمر چہار رکھا تھا
ایرج کو اوس ذنگل پر جگہ دی اس قدر ادب کیا کہ خود تخت پر نہ بیٹھا فوراً ساقی بچون کو طلب کیا
ساقی بچون نے جام لاکر پیش کیا ایرج نے الٹا ہاتھ مارا کہ جام زمین پر گر کر چور چور ہوا بیداد نے عرض

کی کیون اے شہریار کیا خلاف گذرا ایرج نے کہا ہم کافر کی شراب پئین گے بیداد نے کہا
حضور کو اختیار ہے مین نے بطور مدارات پیش کیا اب ظاہر ہو باعث تشریف آوری کیا ہوا
ایرج نے پکار کر آواز دی منم نامہ دار و منم نامہ دار سلطان گیتی ستان کا نامہ لیکر آیا ہون بیداد نے
عرض کی بسر و چشم نامہ مرحمت فرمایئے ایرج نے کہا اس نامہ کے ساتھ چند شرطین ہین بیداد نے عرض
کی ارشاد ارشاد ایرج نے کہا شرط اول یہ ہے کہ ایک پیسے سے لاکھ روپیہ تک جو کچھ تمکو میسر ہو
نامہ شہنشاہی پر نثار کر دو یہ سنتے ہی بیداد سرکش نے وزرا کو حکم دیا پندرہ کشتیان پر از جواہر نفیس
لاکر سامنے حاضر کین عرض کی یہ برائے تصدق نامہ شاہنشاہی حاضر ہین ایرج نے کہا مین کیا اس
محتاج ہون غربا فقرا کو تقسیم کر دو بیداد نے دست بستہ عرض کی یہ حق و مال خواجہ عمرو کا ہے بیرون
قلعہ فلان نخل کے سایہ مین بشکل خدمتگار کھڑے ہین یہ کشتیان اُن کے پاس پہونچانا چاہیے ایرج
حیران ہوگیا کہ اس کو کیونکر معلوم ہوگیا حقیقت مین خواجہ بخوف نیرنج بازی قلعہ مین نہین آئے بیرون
قلعہ زیر نخل کھڑے ہین دیکھا دو پہلوانان تاجدار پندرہ کشتیان جواہرات کی مزدورون کے سر پر لیے
ہوئے آتے ہین خواجہ عمرو پریشان ہوئے اوس وزیر نے آکر جھک کے سلام کیا عرض کی اے شہنشاہ
اقلیم عیاری یہ حق آپ کا حاضر ہے عمرو نے کشتیان دیکھکر جواب دیا یار و عمرو کہان ہین وزیر نے
عرض کی حضور ہی تو ہین اور حضور کیون انکار کرتے ہین صرف یہ کشتیان لیجیے خواجہ نے کہا خوشی
تمھاری وہ سب کشتیان مع تورے پوش لیکر نذر زنبیل کر لین آپ اور نخل کے نیچے جا کر کھڑے ہوئے
وزیر نے جا کر بیداد سے خبر کی حضور کشتیان خواجہ کو دیدین بیداد نے پوچھا شرط ثانی ارشاد ہو ایرج
نے کہا برائے تعظیم نامہ اوٹھو بیداد اوٹھ کھڑا ہوا نامہ کو سلام بھی کیا تعظیم بھی کی اب ایرج نے نامہ نکال کر
بیداد کے ہاتھ مین دیا مگر تاکید کہدیا اے بیداد سرکش یہ کاغذ کہنہ ہے اس پر زور نکرنا سر اسکے
ساتھ ہے بیداد نے کہا اے شہریار ہم نادان نہین ہین جواب با صواب دین گے یہ کہکر نامہ لیا میر منشی
سے کہا پڑھو میر منشی نے بآواز بلند نامہ پڑھا اول تعریف الٰہی و نعت رسالت پناہی اسکے بعد مرقوم ہے
اے قبیلہ سرکشان چور ہمارا زمردشاہ باختری تمھارے خداوند کے ملک مین جا کر چھپا ہے بہتر یہ ہے
کہ اس کو بلا کر ہمارے حوالے کر دو ورنہ مثل لقا اگر تم کو بھی دربدر خاک بسر نہ کیا تو نام اپنا زلزلہ
قاف ثانی سلیمان بنایا ہوگا بہتر یہ ہے کہ غاشیہ حکم کو دوش ہوش پر رکھکر مانند چاکران کمترین

خدمت فیضدرجت مین حاضر ہو خورشید روشن تن پر لعنت کر و شعبدہ بازی پر نازنہ کرنا چند
سردار جو میرے تمھارے شعبدہ بازی سحر سازی سے جا کر آگ مین گر گئے اُن کو تم سے لون گا نظم

دو شعلہ زیک تیغ دارم بجنگ		یکے نور صلح و دوم نار جنگ		ترا ہر چہ بایست کردن بیالم

حکایت برین ختم شد والسلام

بیداد نے جو یہ مضمون نامہ سنا سر ہلایا کیا کہا اے شہریار ہمین
جنگ و صلح کا اختیار نہین کس کی ایسی آنکھ ہے کہ خداوند کو دیکھ سکے مگر تصویر خداوند جمشید دیر مین
رکھی ہے اسکے پاس تشریف لیچلیے سب امورات نیک و بد کا جواب ملتا ہے ایرج نے بسم اللہ کہکر
کہا چلیے اگر کچھ خلاف کلام کرے گا ایک قبضہ مارونگا کہ سر پھٹ جائے گا بیداد سرکش نے کہا وہ
خداوند آپ اون کے پیارے بندے جو مناسب جانین گے کرین گے بیداد سرکش ایرج نوجوان کے
ہمراہ ہوا اوس مقام پر آیا جہان دیر تعمیر ہے وہ سنہرا پتلا جو تخت پر بیٹھا ہے بڑا خوش تقریر ہے جیسے ہی
ایرج کو دیکھا پکار کر آواز دی اے بندۂ خاص الخاص ہمنے تیرے دادا کو یہ مرتبہ دیا کہ لوائے شوکت
اُس کا از پردۂ دنیا تا بہ قاف پہونچا تیرے ہاتھ سے باختر تسخیر کرایا اس عرصہ مین سردار ایرج قریب آگئے
دیکھا ایرج خاموش کھڑے ہین تصویر سونے کی باتین کر رہی ہے جب اوس نے کئی مرتبہ آواز دی اے
ایرج سجدہ کر ایرج کہہ رہے ہین مین تو خداوند جمشید پر لعنت کرتا ہون مین اپنے خدائے حقیقی
مالک تحقیقی کا بندہ ہون کیا بیہودہ بکتا ہے بہتر یہ ہے کہ اپنی ہرزہ گوئی سے باز آ جمشید پر لعنت کر
تصویر سے بقہر و غضب آواز آئی ایرج سرکشی نہ کر انصاف کرنا واجب و لازم ہے کوکب نے جو تجکو
موتیون کا مالا دیا ہے اس سے پوچھ لے دیکھ کیا کہتا ہے یکایک ایرج نے موتیون کے مالے پر
نگاہ ڈالی موتی ٹوٹے زمین پر گرے ہر دانے سے آواز آتی ہے ایرج نوجوان خدائی خداوند
جمشید کی برحق ہے دیکھ ہمکو قدرت نے شکم صدف مین جگہ دی آبرو مرحمت ہوئی زینت تاج
شاہان عالم ہوے عنایت خداوند سے محترم و محتشم ہوئے جب دانہائے مروارید سے یہ آواز آنے
لگی ایرج نے اون سب دانون کو پاؤن سے مل ڈالا تصویر نے آواز دی اے ایرج تیری
سپر نے گواہی دی یکایک ایرج نے دیکھا گلہائے سپر مثل گلہائے آتش بازی شرر فشان ہوئے
نئے گل کھلے گویا پھولون نے آنکھین کھولین اوس روسیاہ نے بھی صدا دی اے بہادر تیری
پشت پناہ ہون ظاہر مین روسیاہ ہون لیکن خدائی خداوند جمشید کی برحق ہے جلد خداوند کو سجدہ کر کیون

اپنی عمر ضایع کرتا ہے ایرج نے سپر اُتار کر پھینک دی تصویر نے پکار کر کہا اے ایرج ان اشیاء بے زبان کی کیا خطا ہے تیرے سردار قدیم نیلم و فیلم کیا سمجھاتے ہیں ایرج طرف نیلم کے پلٹا دست بستہ عرض کی آپ ہمارے مالک ہیں اور جرأت و شوکت کے مالک ہیں خداوند جمشید کو سجدہ کیجیے ہم تو معتقد مذہب خداوند جمشید ہوئے آپ بھی سجدہ کریں سرکشی نفع نہ دے گی ایرج نوجوان تیغ پکڑ کر طرف نیلم کے جھپٹا آواز دی او مرتد کیا بکتا ہے نیلم نے کہا زبان سنبھالیے ورنہ آپ کو مشکل پڑے گی ایرج نے کہا کیا تیری حقیقت ہے جمشید لایق لعنت ہے یہ سنکر وہ بہت جھلائے آواز دی اے ایرج تجکو ہمارا پاس ادب نہیں اے نیلم اسکو سزا دے نیلم تیغ کھینچکر ایرج پر آیا ایرج نے روک کر ہاتھ مارا نیلم کے دو ٹکڑے ہوئے بڑھکر فیلم نے بھی کہا حضور بُرا کیون مانتے ہیں خدائی خداوند جمشید کی برحق ہے ایرج نے جواب دیا کہ او بداعتقاد میں جمشید پر لعنت کرتا ہون فیلم بھی لڑنے کو بڑھا کچھ ہاتھ تلوار کے ایرج پر مارے ایرج نے روک کر ہاتھ مار اکر فیلم کا خاتمہ ہوا اسی طرح جب ایرج اپنے پانچ چار سردار قتل کر چکے لاشے ان کے زمین پر تڑپے تصویر نے آواز دی کہ اے ایرج نوجوان اے نبیرہ صاحبقران اے شیر بیشہ عربستان ان بیخطاؤن کو کیون قتل کیا کلمہ حق کہنے والون کو گنہگار بتاتے ہو دین حق کبھی مخفی نہ ہوگا دیکھو تمھارے ترکش مین کیا آواز آتی ہے زبان سے کیا صدا نکلتی ہے خم کمان سے یہی مراد ہے ہر شے پیدا کرنے والے کی مطیع و فرمانبردار ہے ایرج نے پلٹکر طرف ترکش کے دیکھا ترکش بھی سرکش ہوا تیر بھی بدعت پرست ہوئے یا تو گوشہ مین سہمے ہوئے بیٹھے تھے یا یکایک چلانے لگے زاغ کمان نے بھی صدا دی کہ خدائی خداوند جمشید کی برحق ہے ایرج نے تیر و کمان کو توڑ ڈالا تصویر نے آواز دی کیون اسقدر سرکشی کرتا ہے دیکھو گرز بھی اس سر سے آگاہ ہے سرکشی نکرے گا کلمہ حق کہے گا سرزنش نکرو مذہب حق کے پابند رہو تصویر نے جو یہ کہا گرز بھی صدا دینے لگا اے افسر سرا سر خلاف کرتے ہو خداوند جمشید کی خدائی مٹانا بہتر نہیں ہے ایرج نے گرز کو بھی پھینکا اُسوقت کی ایرج کی لاچاری و مجبوری سردارون کے لاشے پھڑک رہے ہین اپنے رفیقان قدیم اپنے ہاتھ سے قتل کیے سلاح بار جسم ہوئے زبان نیزہ اور کلہ عمود سے آواز آئی گرز نے سرکشی دکھائی تبر سے بھی آواز آتی ہے خدائی خداوند جمشید کی برحق ہے ایرج دیوانہ وار وحشی مثال ہر چیز کو جسم سے جدا کرکے پھینکتا ہے دوسری شے آواز دیتی ہے ہوش و حواس نادرست کوئی نہ مونس نہ ہمدم دل پر ہجوم غم و الم تیغ خون آلودہ ہاتھ مین

مجبوری لاچاری بات بات مین اپنی بات کا کوئی پختہ جواب دینے والا نہین دوستون کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا دشمنون کا دور ہے کبھی کہتا ہے اے فلک جائے غور ہے تصویر نے آواز دی اے جوان دین حق کی جانب کیون نہین مائل ہوتا کیا اپنے کو ذلیل و رسوا کرے گا دین حق مین یہ تکرار جس تلوار پر تجکو ناز ہے جس سے بیگناہون کو قتل کیا اگر وہ بھی گواہی دے تلوار بھی تیری جوہر اصلی دکھلائے اے ایرج نوجوان سابق مین تو آفتاب پرست تھا پھر تو نے حمزہ کے دین کا اعتقاد کیا سامنے خداوند حقیقی کے پہونچا اب کیون ہر بات مین انکار کرتا ہے دیکھ تلوار کیا کہتی ہے جو زیور تیرے جسم مین ہے ان سب چیزون کو خداوند نے پیدا کیا کیونکر یہ گواہی نہ دین اے جوان تجکو ناحق حیرت ہے سجدہ کر اے زیور جسم ایرج نوجوان تم حقیقت خدائی خداوند جمشید مین کیون نہین جواب دیتے اپنے اعضائے خبلی سے بجتے پاؤن کے طریقہ سے صاف پایا جاتا ہے کہ رہروی خداوند راہ جمشید راہ راست ہے سالکان مسالک فہم و فراست اس کے خواستگار ہین تجھ ایسے مغرور منکر بیکار ہین ایرج نے سُنا کہ پاؤن سے یہی صدا آئی اے رہبر راہ طریقت وا ے راز دان منازل حقیقت مقدسہ راہ راست مین کیون تکرار کرتا ہے ہم کو خداوند نے تیرے قبضہ مین کر دیا لیکن رہروی راہ نیک کی ضرور کرین گے ماننا نہ ماننا تیرے اختیار ہے ایرج نوجوان کو اب کچھ نہ بن پڑا بدحواس ہو کر چار جانب دیکھا کسی مونس و ہمدم کو اپنے قریب نہ پایا وہی تیغ خون آلودہ جو ہاتھ مین تھا فرزند فراش راہ دین اسلام جوان خوش انجام مذہب باطل کی رہبری کی جو اپنے اعضا سے آواز آئی وہ تلوار اپنے گلے پر رکھ لی تیغہ بران دست زبردست ایرج نوجوان نے گھاٹ سے گلے پر رکھا جو تلوار کھینچی تلوار نے گھاٹ نہ کی سر شاہزادہ کا کٹ گیا صرف تسمہ لگا رہا وہ اوج صاحبقرانی کا لاشہ تڑپ کر زمین پر گرا آنکھین حسرت آلود کھلی ہوئین جوانی کا دم نکلنا ایڑیان رگڑنا زمین مین گڑھے پڑ گئے کشاکش مین ہاتھ زمین پر دے مارے انگلیون سے قطرے خون کے جاری ہوئے بیداد سر کش نے شاپور وغیرہ جو ساتھ تھے اُن سے گھبرا کر کہا دیکھو صاحبو شاہزادہ نے زبردستی اپنی جان دی تصویر قدرت نے کرامات حقیقت کو ظاہر کر دیا ہدایت راہ نیک سا کی کی اعضا نے تھا لے گواہی دی سجدہ نہ کرنے کا تمکو اختیار تھا در حقیقت حقیت مذہب خداوندی بوجہ احسن ظاہر ہوئی جان کر اپنی جان دی شاپور نے گریبان چاک کیا

سرداران باقی ماندہ سر ٹکرانے لگے بیداد سرکش نے ایک پلنگ معقول منگوایا اس پر لاشہ ایرج کا ڈال لیا مکار خود بھی سر برہنہ پاپیادہ ساتھ ہوا کہتا ہوا چلا یار و اس جوان نے بے وجہ جان دی میری خطا نہیں ہے یہاں صاحبقران زمان مع علمشاہ و قاسم و کوکب وجملہ سرداران نامی بارگاہ خشاہی مین جلوہ فرما ہین ہرکارون نے دمبدم کی خبر پہونچائی یہ بھی خبر ملی تھی کہ ایرج نوجوان بڑی شان وشوکت سے قلعہ سرکشان مین پہونچا برادران بیداد سرکش باعزاز و اکرام تمام ایرج کو استقبال کرکے اپنی بارگاہ مین لے گئے کشتیان جواہرات کی خواجہ عمرو کو دین تعظیم و تکریم بجالایا آخر مین خبر ملی کہ آپ اپنے ساتھ دیر مین لے گیا ہے اسقدر تو خبر صاحبقران کو مل چکی تھی کوکب بیٹھے بیٹھے گھبرایا رنگ مذروی قاسم خود بخود متغیر ہوا علمشاہ وقاسم تو کچھ نہ کہہ سکے کوکب گھبرا کر اٹھا سامنے صاحبقران کے روتا ہوا آیا عرض کی اے شہریار خدا ایرج نوجوان کو بخیر و عافیت لائے اس وقت غلام کا دل بہت گھبراتا ہے کلیجہ منھ کو آتا ہے جی چاہتا ہے خود برائے خبر جاؤن اپنی حماقت پر روتا ہون علمشاہ و قاسم سے منفعل ہوتا ہون مین ہمراہ رکاب اس عالیجناب کے کیون نہ گیا جو معرکہ گذرتا اپنی آنکھون سے ملاحظہ کرتا شاید کہ دفعیہ ممکن ہوتا ہر چند کہ یہ ابر تیرہ و تار جو سر پر کھنچا ہے یہ رنگ اسی۔ نے دکھایا ہے کہ مین علم کہانت کو بھولا حضور کو اسم اعظم بھولا نہیں معلوم وہ دیر کیسا ہے کیسے کیسے جوانان عقیل وفہیم جا کر آگ مین گرے اس تیر آتش خو شعلہ مزاج پر ان مکارون کی شعبدہ بازی مین کیا گذری ہوگی اگر حضور حکم دین تو یہ غلام برائے خبر جائے اس شاہزادہ کو بخیر و عافیت اپنے ساتھ لے کر آئے صاحبقران نے فرمایا اے کوکب بخدا میرے قلب کا بھی عجیب حال ہے جی چاہتا ہے چیخین مار کر روؤن تصویر اسکی آنکھون کے نیچے پھر رہی ہے یا تو علمشاہ وقاسم خاموش بیٹھے تھے صاحبقران کے کلمات حسرت آیات پر یہ بھی زار زار رونے لگے جملہ فرزندان صاحبقران روتے ہوئے اپنے اپنے مقام سے اٹھے ہر کس کا یہی قول تھا کہ غلامون کو حکم ہو برائے تلاش ایرج نوجوان جائین ہم لوگون کے کلیجے پھٹے جاتے ہین صاحبقران ایک ایک کو سمجھا رہے ہین حال تو اپنا بھی ابتر ہے پارہ جگر کا داغ لیکن صابر و ضابط ہین ایک ایک کو تسکین دے رہے ہین فرماتے ہین دمبدم کہ صاحبو نہ گھبراؤ وہ جامع المتفرقین پھر اوس تیر کو ہمسے ملائے گا تم لوگ جا کر کیا کروگے وہ حافظ حقیقی اسکے ساتھ ہے ہر مقام پر وہی حفاظت کرتا ہے یہ ذکر تھا کہ صدائے

گریہ وزاری کان مین آئی زمین لشکر اسلام تھرائی تمام سردار گھبرا کر باہر نکل آئے دیکھا لاشہ
ایرج نوجوان ایک چارپائی پر شاپور وغیرہ گریبان چاک منھ پر خاک ہائے ایرج کی صدا بلند ہر
خورد و کلان دردمند بیداد سرکش بھی ساتھ ساتھ ہے صاحبقران تو مثل آئینہ حیران ہو گئے
کرہ بن اشقر گھوڑا ایرج کا سمون سے خاک اڑاتا ہوا ایال کے بال کھلے ہوئے جس طرح زن سوگوار
بال کھولتی ہے زبان حال مین روتا ہوا آنکھون سے دو نہرین اشکون کی جاری ہین بیداد سرکش نے
بڑھکر عرض کی اے شہریار غلام مجبور و لاچار ہے شہزادے نے بجہالت اپنے کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا
ہمارے سردارون مین کسی نے ان پر ہاتھ نہین اٹھایا کوکب گریبان پھاڑ کر دوڑا ارے
یارو اس جلساز شعبدہ باز کو تس کرد آفتاب آسمان جرات غروب ہوا ہم لٹ گئے
برآن بیوہ ہوئی گل سے چہرے پر سہرا نہ دیکھا مین اس بدنصیب کو کیا کہکے سمجھاؤن گا وہ
خبر سنتے ہی تڑپ تڑپ کر مرجائے گی بیداد سرکش یہ سنتے ہی بھاگا طرف اپنے لشکر کے چلا گیا
یہان قاسم و علمشاہ دوڑ کر لاشہ ایرج سے لپٹے قاسم پکارتے تھے اے نور نظر پارۂ جگر باپ کو
ساتھ نہ لیا علمشاہ نے خود سرپے مارا تیغہ کپتان کھینچ کر گلے پر رکھ لیا سردار ہاتھون سے
لپٹ گئے بمشکل تیغہ چھین لیا علمشاہ و قاسم ایرج کی لاش کو نہین چھوڑتے قاسم کا قول ہے
مین اپنے ماہ تابان کو پیوند خاک نہونے دون گا نازک مزاج تنہائی مین گھبرائے گا باپ
پہلو مین حاضر رہے کوکب نے اپنا بہت حال ابتر کیا بہار و باغبان سر پیٹ رہے ہین
ہر ایک کا حال تباہ بدیع الزمان نے اپنے تئین زمین پر گرایا خاک منھ پر ملکر فرماتے ہین
اے نور نظر نور الدہر پر تو افتاد پڑی اس نے جاکر خورشید کو سجدہ کیا مین تمکو دیکھکے جیتا تھا
تسکین تھی کہ اگر نور نظر نہین ہے پارۂ جگر قوت بازو زینت پہلو تو موجود ہے اب مین کیا کہہ کے
سمجھاؤن ہلڑ ہوا کہ محلات محل نکل آئی ہین ملکہ گیتی افروز کے رونے سے کلیجے پھٹتے تھے جب ہائے
فرزند کہکے پکارتی تھین خواصون کے موئے مشکین زلف عنبرین کھلے دو پہر چل رہا تھا کون کس کو
سمجھائے کیا کہکر بہلائے شیر جوان کا لاشہ سامنے پڑا ہے غیرون کا کلیجہ پھٹتا ہے مقبل نے
بڑھکر قناتین استادہ کرائین ناظر غل مچا رہے ہین یارو آنکھین بند کرو شاہزادیان نکل آئین
بیبیان قناتون سے سر ٹکرانے لگین عمرو نے جو یہ ہنگامہ قیامت خیز دیکھا خود بھی رو رہا ہے

عمرو پر سب سے زیادہ ہجوم غم والم ہے کہ بچپن سے شہزادہ کو پرورش کیا کل فنون تعلیم کرکے صاحبقران بنایا مرتبۂ اعلی پر پہونچایا مگر ضبط کرکے مشیران سلطنت ووزیران سیاست کو جمع کیا کہا بجا ہے یہ موت کسی کو نہ چھوڑے گی اگر ہزار برس جیے بھی تو فنا آخر فنا حمزہ روتے روتے اپنی جان دیدے گا وائے برحال قاسم و علمشاہ جملہ فرزندان صاحبقران کی جان بچنا دشوار ہے ہر جوان و پیر بیقرار اشکبار ہے اب سامان دفن و کفن مین مصروف ہو سب گور و کوماہ اوج صاحبقرانی کو پیوند خاک کرو تاجداران جلیل نے بموجب فہمایش خواجہ عمرو شاہانہ ممکن کیا علمشاہ و قاسم کو بمشکل پاس سے ہٹایا سامنے صحرائے سبزہ زار مین قبر تیار ہوئی علمشاہ و قاسم نے لباس جرأت ترک کیے شنجرفی پیراہن پہن کر بصورت فقرا قبر ایرج پر بیٹھے ہر چند صاحبقران نے سمجھایا ان دونون نے یہی جواب دیا یہان بیٹھنے مین باعث تسکین ہے شاید ہمارا فرزند رات کو ہم کو بیتاب ہوکر پکارے جواب تو دینگے قبر اس ناشاد نامراد کی تنہا نہ چھوڑین گے لاچار ہوکر صاحبقران کو سب واپس لائے علمشاہ و قاسم کے ساتھ رفیقان جانبازبھی فقیر بنکر بیٹھے قبر ایرج کے ایک میلہ ہوگیا سب دیکھ رہے ہین کوکب کا عجیب حال ہے باغبان و بہار بغلون مین ہاتھ دیے کوکب کا یہی قول ہے یارو دوسرا داغ بھی مجکو درپیش ہے انتہا کا یس و پیش ہے جسوقت یہ خبر وحشت اثر پہونچے گی بہاران سر ٹکرا کر جان دیدے گی بارگاہ شاہی مین فرش سیاہ بچھایا گیا جملہ سردار بیقرار و اشکبار آکر بیٹھے صاحبقران کے بین سے کلیجہ پھٹتا ہے ہر شخص رو رہا ہے یکایک اسد غازی نے آکر عرض کی بیداد سرکش نے اپنے بھائی فولاد کو برسم ایلچی بھیجا ہے دردولت پر حاضر ہے چاہتا ہے خدمت مین حاضر ہوکر کچھ عرض کرون صاحبقران نے آنسو پونچھکر فرمایا یارو ایلچی کو کیون روکا ہے دیکھین یہ بد انجام کیا پیغام لایا ہے فولاد سرکش اندر آیا پایۂ تخت بادشاہی کو بوسہ دیا نامہ پیش کیا میر منشی نے باواز بلند پڑھا یہ مضمون مرقوم تھا طرف سے بیداد سرکش کے یا صاحبقران زمان یہ مقام خدائی خداوند جمشید ہے یہان کی کرامات مین بھید ہے ایرج نے ناحق اپنی جان دی سردار آپ کے زبردستی برائے تماشا آئے آگ مین گر کر جلے ہم بالکل نخطا ہین خداوند آپ سے خفا ہین اب آپ ہماری عملداری سے چلے جائیے یا آمادۂ حرب و پیکار ہوجیئے صاحبقران تو فرط غم والم سے مثل تصویر خاموش ہین کوکب و بہار

وباغبان وغیرہ نے بقہر وغضب تمام جواب دیا اور ایلچی اُس سرکردۂ سرکشان سے جاکر کہنا
کہ بے فتح کیے ہوئے تیرے ملک کو نہ جائین گے جو تجھ سے ہوسکے قصور و کوتاہی نہ کر غم ایرج مین ابھی
جان سے تنگ ہین ہم خود آمادۂ جنگ ہین یہ سُنکر فولاد سرکش بارگاہ صاحبقران سے نکلا
جاکر بیداد سرکش کو جواب دیا اُسی وقت اُس نے لشکر تیار کیا مقابلہ مین آکر صاحبقران کے اُترا
بارگاہ مین بیٹھکر شراب خواری کرنے لگا بیداد سرکش تخت سلطنت پر گیارہ جائی دنگل ہائے
زرین پر بیٹھے ہوئے جھوم رہے ہین ایک ایک اپنے کو رستم واسفندیار جانتا ہے نشے مین بیداد
نے آکر حکم دیا طبل جنگی بجے کل مسلمانون کو اس سرحد سے ہٹادو حکم خداوند جمشید
نازل ہوچکا کہ مسلمانون کو ہماری سرحد سے ہٹادو اوسی وقت طبل جنگی پر چوب پڑی نامیان
خبری و تومیان خبری جواسیسان لشکر اسلام جو برائے خبر حاضر تھے خبرین دریافت کرکے بھاگے
بارگاہ حشامی مین آکر حاضر ہوئے ہاتھ اوٹھاکر دعا و ثنائے بادشاہی بجالائے فرد باد جو حکم ازل
جاہ تو بے انقلاب ۔ باد جو عمر ابد عز تو بے انتہا ۔ شہریار عالم کی عمر دراز ہو بیداد سرکش نے لشکر
تیار کرایا اُس نے طبل جنگی بجوایا کل ارادہ ہے کہ نکل کر معرکہ آرائے نبرد ہو یہ سُنکر صاحبقران نے
اُس مصیبت والم مین ضبط کرکے فرمایا یہ بیچارے قابو پرست رین ہم تو مبتلائے غم والم ہین
اُس نے اسی وقت ہین طبل جنگی بجوایا خوب شعبدہ نکالا کوکب روتا ہوا اپنے مقام سے اوٹھا
کہا اے شہریار جملہ نمکخواران شاہی جان دینے پر آمادہ ہین انشاء اللہ کل وہ تلوار چلے گی کہ سرکشون
کے دانت کھٹے ہونگے اور لاشون سے میدان کارزار بھر دین گے اے شہنشاہ اقلیم عیاری بسم اللہ
نوازش طبل کو حکم دیجیے خون اوس شیر دلیر کا بالا بالا نہ جائے گا بحول و قوت الٰہی یہ خون رنگ
لائے گا عمرو روتا ہوا اپنے مقام سے اوٹھا نقارخانۂ سکندری مین آیا غم ایرج مین سب
مقام ویران پڑے ہین قلابہ چینی و کبابہ چینی داروغۂ نقارخانۂ سکندری روتے ہوئے
اوٹھے خواجہ کے قدمون کو بوسہ دے کے خوب روئے کہا اے شہنشاہ عیاران یکایک یہ کیسی ہوائے
خزان گلزار ابراہیمی پر چلی لندھور و نور الدہر خورشید نگار مین موجود ہین اطاعت اُس مکار کی
کی نہین معلوم اُن پر کیا گذری سیاہ جالنیس سرداران تحت صف شکن تیغ زن جاکر آگ مین
گر گئے ایرج نوجوان ایسے شیر کا لاشہ آنکھون سے دیکھا کیا سکے دل کو بہلائین ہمارے

افسر اعلی صاحبقران زمان کیسے بلک بلک کر روتے ہین شاہزادیون کی آوازین سُنکر کلیجون کے ٹکڑے ہوتے ہین عمرو نے دونون کو گلے سے لگایا کہا یارو دیکھو انجام کیا ہوتا ہے کون ہنستا ہے کون روتا ہے فتح وظفر کی دعا کرو پروردگار اس مشکل کو آسان کرے گا فرد مشکلے نیست کہ آسان نشود ٭ مرد باید کہ ہراسان نشود ٭ یہ کہکر نقارۂ سکندری پر چوب لگائی سات سو نقارہ بجا تمام لشکر مین مشہور ہوا کہ کل بیداد سرکش سے مقابلہ ہے اوس نامراد نے طبل جنگی بجوایا ہے لشکرون مین تیاریان ہونے لگین لشکر اسلام مین ہر خیمہ سے رونے کی آواز آتی ہے ان چالیس سردارون کے رفیق جو آگ مین گر کر جلے سوزش فراق مین اپنے آقا کی جل رہے ہین کلیجون سے شعلے نکل رہے ہین لشکر ایرج و کوکب مین تو قیامت برپا ہے کوکب سر برہنہ اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا یہ کہکے روتا ہے یارو میرا گھر لٹ گیا اپنے فرزند نوجوان سے چھٹ گیا اے نور نظر مین نے تمکو بہت آزردہ کیا تمھاری قدر نہ جانی ساحر واسطے قتل کے بھیجے ہجران دیدہ فراق کشیدہ پردہ دنیا سے گئے جب دیدۂ دل کھلے لنجر وافتخار ہر ایک سے بیان کرتا تھا کہ ایرج عالی وقار ایسا خوش مجکو ملا باغ جہان مین غنچۂ آرزو کھلا صیاد فلک نے ناشاد و نامراد رکھا بلبل و گل کو ایک مقام پر نہ دیکھا شمع و پروانہ کی صحبت رعنائی دیکھنا تقدیر مین نہ تھا جس وقت نسبت پختہ قرار دی دل بحال ہوا شجر آرزو نہال ہوا یہ سوچا تھا کہ جب یہ بخت جان مرے گا بائین پر جنازے کے جمشید ہوگا داہنے جانب میرا شیر زنامی نامور ایرج نوجوان صاحب شوکت وشان سر برہنہ ساتھ ہوگا روح کو راحت ہوگی رستم و قاسم ایسے سمدھی جنازے کو کاندھا دین گے تا بقبر پہونچائین گے قبر مین پہونچتے ہی اعمال قبیح سے نجات پائین گے یہ سعادت دارین ہماری تقدیر مین نہ تھی یارو جاکر اوس بدنصیب کو خبر کرو یعنی تران سے جاکر کہو کہ تیرا وارث مارا گیا دل سے دعا کرتا ہون کہ اُس کا بھی جلد انتقال ہو پائنتی شاہزادے کی اُس کمبخت کو بھی دفن کرون فاتحہ پڑھکر کہون اے شیر بیشۂ صاحبقرانی یہ کنیز برائے خدمت گذاری حاضر ہے یقین ہے دونون عاشقان صادق کی روح کو راحت ہو برسون کے چھوٹے ہوئے عدم مین ملین نامرادون کے غنچۂ آرزو کھلین جمشید بن کوکب پہلو مین باپ کے بیٹھا ہوا خاک اوڑا رہا ہے کہتا ہے اے والد نامدار مجھسے شہریار نے وعدہ کیا تھا کہ تجکو فنون سپاہگری تعلیم کرونگا

رفیقون مین شریک ہونا فنون سپاہگری بہت جلد تعلیم فرماتے راہ جرات وشوکت دکھاتے اکثر
فرمایا کہ سحر وساحری ہمارا اکرنا ہم پر شاق ہے اس سے توبہ کرو اب کون تاکید توبہ کرنے کی کرے گا
وائے بر حال قاسم نوجوان علمشاہ عالیشان فقیر بنکر قبر پر بیٹھے اون کے دلون کو کیونکر
صبر آئے جس وقت یہ خبر وحشت اثر مادر مہربان ملکہ ناہید مرصع پوش کو پہونچے گی اُنھون نے
لاکھون روپیہ خرچ کرکے تصویر ایرج نوجوان کو عقیق گلزار سلیمانی سے منگوائی تھی پسند کرکے
داماد بنایا تھا تڑپ تڑپ کے مرجائین گی فرمایا کرتی تھین میرا داماد حسین وجمیل صاحب شوکت و
لیاقت ہو بیٹی سے خوبصورت ہو جب یہ جھگڑا فیصلہ ہوا تو مجھ بدبخت کو گلے سے لگا کر یہ فرمایا کہ اے
فرزند بہنوئی تمکو جری بہادر صف شکن تیغزن ملا تم سحر وساحری مین طاق وہ جرات وشوکت
مین شہرۂ آفاق مین بڑی صاحب نصیب ہون فرزند تجھ ایسا داماد عالمگیر حسن مین رشک ماہ منیر
اب بہار باغ طلسم نورافشان دیکھکر شاہان اُولوالعزم رستم خصال صاحبان حسن وجمال بہ تنگ
کرشمے ہائے نظر کھا گئی باغ پر بہار طلسم نورافشان مین خزان آگئی بلور چہار دست وغیرہ دمبدم
سمجھاتے ہین خود خاک اُڑاتے ہین آپس مین یہی ذکر ہے یار و بیان واقعی یہی ہے جو شاہزادہ جمشید بن
کوکب نے فرمایا طلسم نورافشان برباد ہوا اگر اس زمانے مین کوئی حریف سُن پائے طلسم نورافشان
پر چڑھ آئے ہم سب کو رقت کا جوش سحر وساحری فراموش سوائے بھاگنے کے کیا بن پڑے گا کل لشکر
بیداد سرکش سے کون لڑے گا بیحیا نے عجب شعبدہ دکھایا اُس صاحب غیرت پر سحر کردیا سوائے
جان دینے کے اُن کو کچھ نہ بن پڑا ہوگا یارو نجومیون کو بلاؤ رمالون کو طلب کرو حکم لگائین کہ خانۂ حیات
باقی ہے یا مٹ گیا ہمارے آقا کوکب پر دریا غم والم کا جوش مارتا ہے علم کہانت بالکل فراموش ہو
گیا کہئے جمشید و کوکب کو بلا مین مصیبت مین پہاڑون سے سر ٹکرائین ہر طرف سے یہی آوازین
آتی ہین اتنے بڑے لشکر مین سناٹا پڑا ہے دوکانین بند خریدار دردمند جنس غم والم کی ارزانی
عیش وعشرت کی گرانی خواب وآرام نایاب تاجران جلیل بیقرار وبیتاب اندھیری رات لیلائے شب نے
غم لشکر اسلام مین زلف عنبرین کھول دین ظلمت کی علمداری ہے ماہتابان سعد و نجم
ثوابت وسیار گان کی غیر مفہوم زمین وآسمان مین اندھیرا ہے لشکر تاریکی نے رونق عالم کو
گھیرا ہے ماہ تابان مثل تابۂ آہنی سیاہ پراگندہ لشکر شاہنشاہ انجم سیاہ خیمہ بارگاہ مین نہین استادہ ہین

زمین نے بھی رونے کو منھ پر دامن ڈالا ہے ہر ایک ستون رکن غم والم طنابین مثل زلف درہم
وبرہم عجب طرح کی اندھیری رات ہے تاریکی پردۂ ظلمات جس کے سامنے مات ہے جلاد فلک آمادہ
ظلم وبیداد طلائے پرشور نالۂ وفریاد اس حیرانی مین رات بسر ہوئی ہے لشکر بیداد سرکش مین
ہوم خلنے آراستہ خود بیداد سرکش اپنی بارگاہ سے نکلکر کبھی قریب پر جاتا ہے کبھی جاکے اُس آتش
سوزان کو سحر کرکے بھڑکاتا ہے انقلاب لشکر اسلام کی اُسکو خبرین مل رہی ہین خوشی مین پھولا ہوا
مغرور اپنے سحر پر پھولا ہوا ہرکارے خبرین پہونچا رہے ہین کہ کوکب وباغبان وبہار وغیرہ بدحواس
ہین سحر کیا کرسکین گے خزانہ علم نجوم سے کوکب محتاج ہونگے اب حال آئندہ وگذشتہ نہین دیکھ سکتے جنھین
مرآت واقعہ مین تمام حال نیک وبد آئینہ ہوتا تھا اُس آئینہ خیالی پر غبار آیا بیداد سرکش کہتا ہی
بحکم خداوند جمشید کل سب کو مٹادونگا لشکر صاحبقران کو مار کر بھگادونگا قضا ان سب کی
آئی ہے ایک نمونہ قدرت ہے مسلمانون کو خوف نہ آیا نگہداشت لشکر کی کرتا ہوا دم سحر وساحری کا
بھرتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا تیاری سحر کرنے لگا بارہ بھائی قوت بازو وزینت پہلو اسباب سحر وساحری
سے درست انتظام سحر کررہا ہے ناگاہ لشکر سلطان انجم سیاہ نے شکست فاش کھائی فوج ثابت
وسیارگان کو ہمراہ لیکر قلعۂ مغرب مین محصور ہوا شاہنشاہ زرین پوش بصد جوش وخروش
سایۂ علم زرنگار ضیاء شعاع مین تیغۂ مہر حمائل کرکے توسن فلک پر سوار ہوا آمادۂ حرب و
پیکار ہوا عمل شاہنشاہ ظلمات اوٹھ گیا سکۂ خورشید نور مہر تابان نے رواج پایا ملک ظلمات سے
خراج لیا لشکر صاحبقران مین صدائے اذان بلند ہوئی اُسی حال پُر ملال مین صاحبقران
مسجد کے پاس مین تشریف لائے لشکر مین کمر بندی ہوئی کوکب بھی اپنے رفقا کو ساتھ لے کر
دار ومیدان کارزار ہوا ملکہ مہرخ وبہار وباغبان رنجیدہ کبیدہ اپنی اپنی بارگاہ سے نکلے
صاحبقران بعد نماز سحر مصروف دعا ہین عرض کررہے ہین اے خالق کارساز ولے رب بے نیاز
ہاتھ سے ان شعبدہ بازون کے بچانا تو نے بچپن سے میری نازبرداری کی ہر مقام پر مظفر ومنصور
ہوا ان مکارون سے تو آبرو بچائے گا چہرۂ زیبائے نصرت دکھائے گا امیر دعا کررہے تھے کہ
مقبل نے آکر عرض کی کہ فوجین ساحرون کی میدان کارزار مین پہونچگئین سرداران تہمتن جوانان
صف شکن مسلح ہوکر در دولت شاہنشاہی پر حاضر ہوچکے حضور کا انتظار ہے صاحبقران نے

تسبیح کو بوسہ دے کر سجادہ پر رکھا مقبل نے صندوق سلاح سنجوگ لاکر سامنے حاضر کیا امیر نے
تحفہ جات بزرگان تن پر آراستہ کیے لالٹینون کی روشنی مین سمت جلوخانہ شاہنشاہی چلے
آکر دیکھا سب سردار حاضر ہین چوبدار برآمد ہونے کی سعد بن قباد کی خبر دے رہے ہین
امیر نے پھر دریافت کیا معلوم ہوا بادشاہ اسلام جامہ خانے مین پوشاک زیب جسم کر کے
برآمد ہوا چاہتے ہین امیر انتظار مین تھے کہ عنبس محل کی ڈیوڑھی کا پردہ رخ پر کھنچا
بادشاہ عالیجاہ بفر فریدونی وبہ حشمت جمشیدی برآمد ہوئے اولاد اولی صاحبقران کا مجرا
ہوا سب سردارون کا مجرا و سلام لیتے ہوئے بادشاہ عالیجاہ سمت میدان کارزار چلے
آکر دیکھا کوکب پہلے سے میدان کارزار مین حاضر ہین غم ایرج نوجوان مین آنکھین سوجی
ہوئی چہرہ اوداس عالم یاس حیران حیران چہار جانب دیکھ رہے ہین بہار و باغبان بھی اسباب
سحر سے آراستہ ہوکر آمادہ کھڑے ہین برائے تسلیم سلطان گیتی ستان پرے باندھکر خم ہوئے
قلب سپاہ مین تخت شاہنشاہی مثل دل کے قائم ہوا امیر چالیس قدم آگے بڑھکر زیر سایہ
علم اژدہا پیکر برتبہ صاحبقرانی ٹھہرے میدان آراستہ ہوا سقون نے آب پاشی کی
تبردارون نے جو نخل کہ حائل نظر تھے کاٹ کر پھینک دیے ابر نے سقائی کی باد نے فراشی کی
میدان مثل آئینہ کے تیار ہوا نقیبون نے اشعار جرأت آمیز پڑھے دونون صفون پر سناٹا
آیا بیداد سرکش نے اپنے بھائی نعمان سرکش کو اشارہ کیا گھوڑے کو جھکاکر طرف
میدان کارزار کے چلا میدان مین آکر آواز دی اے فرقۂ خدا پرستان جس کو تمنائے مرگ ہو
نکلے یہ مقام خداوندی خداوند جمشید ہے ظلم و بدعت کسی پہ جائز نہین رکھا یہ جو نعمان سرکش
نے آواز دی باغبان قدرت نے مرکب اپنا نکالا بادشاہ اسلام سے اجازت طلب کی
بادشاہ نے فرمایا اے باغبان پہلوانان لشکر مقابلہ کرین گے تم اپنی صف پر ٹھہرو باغبان نے
دست بستہ عرض کی اب خیر خواہ دولت قصد کر چکا ہے علاوہ اسکے یہ قبیلۂ سرکشان سب ساحر ہین
اپنے کو پہلوان بنایا ہے یہ بھی سراسر دھوکا ہے غلام جاکر سزائے کامل دے گا آیا حضور پر ظاہر نہین ہے
زمانہ حیات افراسیاب مین اس اقلیم کا حال ہی ظاہر نہین ہوا ورنہ یہان کے حالات سے ہم ضرور
آگاہ ہوتے اتنا سنتے تھے کہ خورشید روشن تن نے دعوی خدائی کیا ہے ور بند اپنے

ملک کے بہ تکلف تیار کیے وہ اب ظاہر ہوا حقیقت مین یہ شخص بڑا مکار ہے اس مقام پر مشہور
ہوا کہ کوئی جمشید جادو و ساحر ہے اُس نے یہان دعوی الوہیت کیا ہے یہ شعبدے اسکے ہین آپکے
پہلوان بخطا آتش سوزان مین جا پہنسے ایرج نے عاجز ہوکر اپنا گلا کاٹ ڈالا انشاءاللہ حالات
کھلین گے بادشاہ حمجاہ نے ٹھنڈی سانس کھینچی فرمایا اے باغبان قدرت اے صاحب شوکت و
لیاقت غم مین ایرج نوجوان کے تمام لشکر مین تہلکہ پڑا ہے ایک ایک کے دل پر ہجوم غم والم ہے
لقب بھر شاہزادیون کے رونے کی آوازین آتی ہین اُنکی ہان کے بین نخراش سُننے نہین جاتے
بسم اللہ خدا اُنکو مظفر و منصور کرے یہ سنکر باغبان قدرت دوبارہ پشت مرکب پر سوار ہوا نعمان سرکش
مبارز طلبی کر رہا تھا باغبان کو دیکھکر بڑھا نیزہ چمکانے لگا باغبان نے آواز دی یہ شعبدے
کرنا کیا ضرور ہین اے نعمان سحر کر اس پردہ کرنے سے کیا نفع ہے تمام عالم پر ظاہر ہے کہ تو
آقلیم خورشید نگار مین بڑا ساحر ہے ہم لوگ ساکنان طلسم ہوشربا ہین سامنے اہل اسلام کے یہ
شعبدے کرو ہم تمھارے مقابلے مین آئے ہین امتحان سحر چاہتے ہین یہ سنکر نعمان سرکش نے
طرف اپنے بھائی بیداد سرکش کے دیکھا پکار کر آواز دی بھائی صاحب باغبان قدرت برائے
مقابلہ آئے ہین ہم سے سحر مین مقابلہ چاہتے ہین کسی ساحر کو اُن کے مقابلے مین بھجوائیے گم گشتہ
وادی مذہب کو ہدایت کر دیہ سنکر بیداد سرکش نے پکار کر آواز دی اے باغبان دیکھ سامنے
آگ روشن ہے جلوہ ظہور خداوندی خداوند جمشید کا نمونہ ہے نگاہ اُٹھا کے دیکھ دنیا ناپایدار ہے
اس سرکشی کا کیا اعتبار ہے اپنے کو آگ مین گرادے نجاست دنیا سے اپنے کو پاک کر محبت
خداوند مین اپنے کو جلاکر خاک کر یہی خاک اکسیر ہے جو اس راہ مین جلے اُن کی بڑی توقیر ہے
ایسے کلمات حسرت آیات مذمت دنیا مین اور صفت جمشید مین بیداد سرکش نے کہے
سب نے دیکھا باغبان یا تو آمادہ حرب و پیکار ہوگیا تھا یا خود بخود آنکھون سے آنسو جاری ہوئے
اُس آتش شعلہ کی جانب دیکھکر گھوڑے کو ہمیز کرکے چلا ملکہ بہار وغیرہ سب نے آواز بھی دی
اے باغبان کہان جاتا ہے زوجہ باغبان ملکہ گلچین تنکے چننے لگی بہت چیخی چلائی اے
وارث میرے کہان جاتا ہے ہرچند سب چیخے باغبان نے پلٹ کر کسی کو جواب بھی نہ دیا گھوڑے کو
اُڑا کے آگ مین اپنے کو گرا دیا سالہا سال سے وہ آگ روشن ہے ہزارہا من لکڑیان روز پڑتی ہین مثل

خس بے بس ہوکر چلا آواز بھی نہ آئی گلچین جادو بیتابانہ بال کھول کر سحر کرتی ہوئی چلی ترنج اٹھا کر نعمان سرکش پر پھینکا نعمان نے آواز دی یا خداوند جمشید بچانا وہ ترنج پھٹ کر راہ میں گر پڑا گلچین نے جوش غم میں نعمان پر آگ برسائی کئی سحر کیے نعمان تک سحر نہ پہونچا بیداد نے آواز دی اے گلچین تیرا شوہر تجھے بلاتا ہے کیوں اس قدر گھبرا گئی دیکھ شوہر تیرا کس مرتبے پر پہونچا باغ لالہ زار میں بیٹھا ہے پاس باغبان کے گلچین کا ہونا ضرور ہے دیکھ اس باغ میں صیاد نہیں بلبلوں پر ظلم و بیداد نہیں جیسے ہی گلچین نے طرف آگ کے دیکھا مبہوت ہو کر یہ کہتی ہوئی دوڑی صاحب میں آپہونچی تمکو تو بڑے مرتبے ملے غنچۂ آرزو کھلے جوش و خروش میں جاکر یہ بھی آگ میں گر پڑی اب تو صفوف ساحران سے تار بندھ گیا ساحر یکتا ملکہ سرخ موئے کا کل کشا پریشان ہوکر آگ میں جا گری کنیزیں و رفقا ساحران مذکور کے جا پڑے جس نے آگ کی جانب دیکھا شعلہ جوالہ بن گیا اُفت اُفت کرتا ہوا جا پڑا رفیقان کوکب بھی جا گرے جو آگ میں پہونچا جلکر خاک ہوا چشم زدن میں قصہ پاک ہوا یہ حال مصیبت مآل جو کوکب نے دیکھا غصے سے چہرہ گلنار بیتاب و بیقرار نعرہ کیا خبردار کوئی آگے نہ بڑھے او جعلساز شعبدے باز میں آپہونچا اپنے صحت والوں پر تو کچھ اشارہ کیا آگ جھکی آنکھیں ان سب کی جھپکیں یا تو طرف آگ کے جاتے تھے یا رُکے کوکب نے مرکب پر کوڑا کیا نعمان پر جا پڑا بیداد چیخا کہا اے شہنشاہ اوپر دیکھو کوکب نے خیال بھی نہ کیا جب نعمان کے قریب پہونچا آواز دی کیوں او مکار تو فنون سیاہگری کا جواب ہے نعمان نے کوکب کو دیکھکر بھالا سنبھالا اشتلم آہ عاشقان و کاکل معشوقان پیچ و تاب دیتا ہوا سینہ بے کینہ کوکب کو تاکا کوکب کی آنکھوں میں اندھیرا آگیا شعبدہ آتش سوزان دیکھکر کلیجہ جل رہا تھا ہر اعضائے جسم سے شعلۂ آتش نکل رہا تھا سنان نیزہ کو بچا کر گلوگاہ پر ہاتھ ڈال دیا نیزہ چھین کر پھینکا اُس نے تلوار کا وار کیا کوکب نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لی مرکب کو مرکب سے ملا دیا کمر زنجیر میں ہاتھ ڈال کر نعمان سلیے ایمان کو قاش زین سے اٹھا لیا چرخ دے کر زمین پر مارا چھاتی پر بیٹھکر مشکیں باندھیں لے لیے ملازم کو آواز دی ملازم کوکب کشتان کشتان نعمان کو لے گیا قید خانے میں پہونچایا کوکب فیروز بخت مرکب پر سوار ہوا آواز دی او بیداد و جلاد اور کسی کو میرے مقابلے میں بھیج شیر بیشہ رزمگاہ میں آیا

بدون نثار معقول واپس نہ ہوگا بیداد کا بھائی فولاد سرکش برائے مقابلہ کوکب آیا پہلے نیزہ
چلا کوکب نے بہ فنون سپاہگری کے گزرانیں کا ہوائی کیا تلوار چھین لی چھاتی پر چڑھ کر مشکین
باندھین ملازم کو حوالے کیا پھر مبارز طلبی کی چار بھائی بیداد سرکش کے فرداً فرداً مقابلہ
کوکب مین آئے کوکب نے بہ فنون سپاہگری چارون کی مشکین باندھین چار کے مقابلہ مین شام
ہوگئی بیداد نے گھبرا کر طبل امان بجوادیا پکار کر آواز دی اے شہنشاہ طلسم نورافشان ابکی
میدان داری مین سمجھا جائے گا کوکب نے آواز دی او نامرد تو مقابلے مین مردان عالم کے نہ آیا
چار قوت بازو تیل ماش ہوئے بیداد نے کچھ جواب نہ دیا لشکر کو لیکر پلٹ گیا کوکب غصے مین
مجبور کانپتا ہوا پلٹا بادشاہ نے کوکب کو بیچ مین لیا زر نثار کرتے ہوئے پلٹے صاحبقران بھی
فرماتے ہوئے آئے کوکب سے کہا ایسے ایسے ساحران نامی آتش سوزان مین جا پڑے نہین معلوم
اس مین کیا شعبدہ ہے کوکب نے عرض کی اے شہریار ہوس رہگئی کہ یہ بیداد جلاد مقابلے مین نہ آیا
اگر آتا تو حال کھلتا انشاء اللہ اگر یہ غلام آپ کا زندہ ہے تو سب کیفیتین دریافت ہوجائین گی کیا کہین
اتنو رات ہوگئی صبح کو بارگاہ حشامی مین ان چارون سے سر دربار سمجھونگا اگر اطاعت نہ کرین گے
قتل کر دونگا کچھ تو دل کو تسکین ہو خون ایرج نوجوان رنگ لائے گا غلام لڑتا ہوا آتا یہ خورشید نگار
جائے گا دن بھر میدان داری رہی تھی صاحبقران نے بہت جلد دربار برخاست کیا سب سردار
اپنے اپنے خیمون مین گئے بوقت سحر بادشاہ اسلام و صاحبقران زمان دربار مین تشریف لائے
کوکب بھی حاضر ہوا دربار سرداران نامی و ساحران گرامی سے معمور ہوگیا کوکب نے حکم دیا ان قیدیان
بلاکر قیدخانے سے لاؤ جملہ سردار نگران ہین کہ دیکھیے برادران بیداد کیا جواب دیتے ہین وہ تو خدائی
خداوند جمشید کے قائل ہین علم افسونگری مین بھی کامل ہین کاہے کو اطاعت دین اسلام کرینگے سرداران
کوکب کہتے ہین اگر وہ اطاعت نکرین گے تو کوکب نے جو کہا ہے وہی کریگا ان نامردون کے خون سے
ہاتھ بھرے گا داروغہ زندان خانہ جو قیدخانے مین گیا جاکر دیکھا نعمان و فولاد تو نہین ہین چار
ملازمان کوکب مسلسل و مطوق بیٹھے ہوئے رو رہے ہین داروغہ سے کہتے مین ہمنے کیا خطا کی کہ ہمارے
مالک نے ہمکو قید کیا داروغہ حیران و پریشان ان چارون کو لیکر بارگاہ مین آیا کوکب اپنے ملازمون کو
دیکھکر حیران ہوگیا کہ مین نے نعمان و فولاد کو گرفتار کیا تھا میرے سردار کیونکر قید ہوئے وہ سردار

فریاد کرنے لگے کیون اے سردار ہمسے کیا خطا ہوئی رات بھر بھوکے پیاسے قید رہے کوکب نے
محجوب ہوکر سر جھکالیا جواب کا موقع نہ تھا آہن گرون کو حکم دیا قید کٹوادی عذر بھی کیا کہ بھائیو
معاف کرو نہین معلوم یہ کیا معرکہ ہوا وہ چارون روتے اور شور کرتے ہوئے باہر آئے جب بیرون
بارگاہ آچکے تو ملازمان صاحبقران نے دیکھا کہ ملازمان کوکب نہین ہین وہی نعمان مع فولاد وغیرہ
کھڑے ہوئے موچھون پر تاؤ دے رہے ہین کہتے ہین صاحبو ہم بندۂ خداوند جمشید ہین ہم کو کون گرفتار
کرسکتا ہے کس آسانی سے اپنے کو رہا کرالیا یہ کہکے پرپرواز پیدا کیے سب کے سامنے اڑکر نکل گئے
ملازمون نے یہ حال بارگاہ مین آکر کوکب و صاحبقران سے کہا کوکب نے شرماکر سر جھکالیا کہا
اے شہریار بڑا دھوکا کھایا ان مکارون نے غلام کو طفل مکتب بنایا یہ کہکر دنگل سے اٹھا آنکھون مین
آنسو بھرے سامنے صاحبقران کے آیا عرض کی اے شہریار غلام کو بمقدمہ حضور تردد تھا بدون
سامان جلدی مین چلا آیا تحفہ جات طلسمی بھی نہ لیے آخر یہ دھوکے کھائے ایک ہفتہ کے واسطے
غلام رخصت ہوتا ہے انشاء اللہ آکر ان سب سے سمجھ لون گا میرے ہاتھ سے کہان جائین گے اب میرا
ٹھہرنا باعث خرابی ہے اس وجہ سے دل کو بیتابی ہے ہرچند صاحبقران نے روکا کوکب نے عرض کی
غلام ٹھہرے گا مجھے حجاب ہوتا ہے اور جہان تک ہوسکے حضور اپنے کو مقابلے سے ان سرکشون کے
بچائین یقین تو ہے کہ وہ طبل جنگی نہ بجوائین صاحبقران نے فرمایا اے برادر تم طریقے سے لشکر اسلام
کے بخوبی واقف ہو ہم تو اپنی طرف سے طبل جنگی نہ بجوائین گے اگر انھون نے قصد کیا طبل جنگی
بجوایا پھر ہمکو چارہ نہین ہے کوکب نے عرض کی غلام ایک ہفتہ سے زیادہ نہ ٹھہرے گا جسم فنا کی
جاتا ہے روح کو یہین چھوڑے جاتا ہون حضور کے اسم اعظم بند ہونے سے بہت گھبراتا ہون اسیوقت
کوکب نے لشکر اپنا آراستہ کیا جمشید وغیرہ کو ساتھ لیکر گریان و نالان حیران و پریشان طرف
طلسم نور افشان کے روانہ ہوا ذکر اُس کا وقت پر تحریر ہوگا بعد جانے کوکب کے لشکر مین سناٹا
ہوگیا بادشاہ جمجاہ طرف خواجہ کے متوجہ ہوئے فرمایا اے سرپرست لشکر اسلام اے شاطر خوش انجام
آپ نے یہ حالات ملاحظہ کیے کہ کوکب ایسا بادشاہ عالیجاہ شنید و سرکشان سے عاجز ہو کر چلا گیا
اُس کو کچھ نہ بن پڑا ہم ہمیشہ عنایت پروردگار پر تکیہ کرتے ہین بیداد سرکش مع لشکر
مقابلے مین فروکش ہے اگر اُس نے طبل جنگی بجوایا یہ ناممکن ہے کہ ہم جواب نہ دین کیفیت یہ ہے

کہ ان بیحیاؤن کے سامنے جوانان شمشیرزن بیکار ساحر مجبور و لاچار ہین اسم اعظم صاحبقران کا بند ہو چکا
ایسا نہو کوئی اور خرابی درپیش ہو آپ کو بھی فکر کرنا واجب لازم ہے اگر زادراہ کی ضرورت ہو حاضر
کیا جائے سرداران ایرج اٹھ کھڑے ہوئے قدمون سے خواجہ کے لپٹ گئے کہا بقدر لیاقت
ہم سب حاضر ہین مرو نے کہا اپنی زبان سے کہنے مین دل نہین بھرتا لا کے سامنے موجود کرو
ہم برائے جانبازی قرضدارون کو سمجھا کر جائین سرداران ایرج نے فوراً توڑے منگوا کر
رکھے مبلغ خطیر جمع ہو گیا پچاس ہزار بادشاہ نے بھی پیشکش کیے صاحبقران نے بھی فرمایا
خواجہ ہم بھی خدمتگذاری کرین گے عمرو اسی وقت بانہائے عیاری سے آراستہ ہوئے روپیہ
اٹھا کر نذر زنبیل کیا صاحبقران کے قدمون سے لپٹ کر خوب رویا عرض کیا آقائے نامدار
آپ حال سے سرفروش کے بخوبی واقف ہین کہ کسی وقت فکر سے غافل نہین رہتا جیسے سرحد
سرکشان مین آیا چار جانب کوشش کی کوئی صورت بہبودی کی ظاہر نہوئی نہین معلوم یہ ملعون
جمشید جادو کون ہے کچھ نشان نہین ملتا اب غلام خدمت شہنشاہ سے رخصت ہو کر برائے
تلاش جاتا ہے یا جان دون گا یا مقام اُس جمشید شعبدہ باز کا بتاؤنگا اسطرح بیقرار ہو کر خواجہ
نے یہ کلمات حسرت و یاس سامنے صاحبقران کے بیان کیے غم ایرج مین تو امیر اشکبار رہتے تھے
دل بھر آیا فرمایا اے یار وفادار اے مونس غمگسار بخدا مجکو تمھاری جدائی انتہا کی ناگوار ہے ہرچند
اسم اعظم بند ہونے سے یہ حقیر مجبور و لاچار ہے مگر بعد میرے اگر تم موجود ہوگے ناموس میرے تباہ و
برباد نہون گے اُن کی سرپرستی کر کے اُن کو خانہ کعبہ مین پہونچا دینا حرم محترم کے تصدق مین اُنکی بھی
حرمت بچ جائے گی تمام کفاران بیحیا بعد میرے آمادۂ جنگ ہون گے تم جانبازی کر کے اُن دستہ
پاشکستہ کو بچانا ایسا یہ مقام پُر از شعبدہ و نیرنگ تھا کہ کوکب ایسا بادشاہ عالیجاہ تنگ ہو کر
چلا گیا یقین ہے کہ یہی صحرا ہمارا مشہد و مقتل ہے تمھاری جدائی سے میرا دل ترددِ منزل انتہا کا
بیکل ہے عمرو نے کہا اے آقائے نامدار و مولائے قدرشناس خدا وہ روز سیاہ مجکو نہ دکھائے
عمرو پہلے تصدق ہو جائے اُسوقت آقا و رفیق کی جدائی پر تمام اہالیان دربار رو رہے تھے
صاف کلمات حسرت آیات عمرو سے ثابت ہوتا تھا کہ جان دینے جاتا ہے بادشاہ کے آنسوؤن
سے رومال تر ہو رہے ہین سب بصد حسرت رو رہے ہین امیر دمبدم فرماتے ہین خواجہ تم

اس وقت مین ہم سے جدا نہ ہو دیکھو پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے وہ معین و مددگار و سرپرست ہے
پیدا کرنے والا سب کا زبردست ہے بخدا خوب ہوا کہ تو کب چلا گیا مین اپنے خدا سے عنایت کا
طلبگار ہون عمرو نے کہا اے شہریار جستجو واجب و لازم ہے مین تدبیر تو کرون کچھ نشان ملیگا امیر
نے بڑی مشکل سے خواجہ کو رخصت کیا عمرو باہنائے عیاری سے آراستہ ہو کر نکلا صحرا مین آوارہ
پھر رہا ہے کہین نشان نہین ملتا کئی دن چہار جانب پھرا ایک دن پھرتا ہوا قریب ایک باغ
کے پہونچا کچھ کنیزین دروازے پر غمگین کھڑی کہہ رہی ہین دیکھیے آج ہماری ملکہ نازک بدن پر
کیا گذرتی ہے خداوند طالب وصل ہے کسن ایک مرتبہ سامنے گئی تھین صورت مہیب دیکھکر بیہوش
ہو گئین وہی خوف دل مین بھرا ہے عمرو نے ایک کنیز کو بیہوش کیا اُسی کی صورت بنکر باغ
مین آیا مگر حیران تھا کہ مین نے اس کا نام نہ دریافت کیا باغ مین آکر دیکھا نہایت سرسبز و شاداب
زلف سنبل کو پیچ و تاب نرگس شہلا کی نگاہ بازی گلہائے رنگارنگ کی شعبدہ بازی چمن ہائے
طولانی ہر نخل رعنائی و زیبائی مین لاثانی عمرو سیر کرتا ہوا وسط باغ مین آیا دیکھا ایک چبوترا
سنگ مرمر کا اُس پر فرش معقول مسند ناز پر ایک طاؤس طناز ماہ رخسار گلعذار کبک رفتار شیرین گفتار
سرو بوستان باغ خوبی غنچہ حدیقۂ محبوبی دریائے جواہر مین غوطہ زن معشوق پرفن رشک چمن
گرد کنیزان زرین پوش سمجھا رہی ہین حضور خداوند آپکے مشتاق ہین آج بعد عرصۂ دراز وعدہ ہوا
گلرنگ جادو کہہ گئی ہین کہ لباس وغیرہ سے آراستہ رہین مین لینے کو آؤنگی اپنے ساتھ لیجاؤنگی
حضور اب وقت آمد گلرنگ قریب ہے آپ کیون اسقدر ملول ہوتی ہین کیون اس قدر بیقرار
ہو کر روتی ہین یہ حالات کھڑے ہو کر خواجہ نے سُنے کہ ایک کنیز نے عمرو کے کاندھے پر ہاتھ
رکھ کے کہا اے نرگس تیرہ دیدہ بازی ہر ایک سے آنکھ لڑانا ترک نہین ہوتا کھڑی ہوئی
گھور گھور کے دیکھ رہی ہے نگاہ نہین ٹھہرتی تو بھی ملکہ کو سمجھا کس پر آنکھین نکالتی ہے بات کو
اشارون سے ٹالتی ہے کیا تو نے کسی سے نین مٹکا کیا ہے کیون شرماتی ہے بات بات مین
آنکھین دکھاتی ہے عمرو نے کہا بوا اسمٰعیل تم کیون پریشان ہو میری عین خوشی ہے کہ
ملکہ عالم خدمت خداوند مین جائین آرزوئے دلی خداوند کی پوری ہو ہم سب کو عہدہ ہائے
جلیل ملین غنچہ آرزو کھلین تم لوگ واسطے ایک دم کے ہٹ جاؤ مین ملکہ کو بخوبی سمجھا دون عنایت

خداوند جمشید سے خوشی خوشی خدمت خداوند مین جائین ذرا بارہ دری مین تشریف لے چلیے مین کچھ
عرض کرونگی بی گلرنگ آئین گی مین اُن کو سمجھالون گی آج آپکا جانا نہو گا ہم ٹال لینگے باتون مین مطلب
نکال لین گے یہ سنکر نازک بدن خوشی خوشی ساتھ ملکہ کے اُٹھین بارہ دری مین عمرو نے لاکر
مسند پر بٹھایا کہا واری آپ کیون گھبراتی ہین ہم آپکے ساتھ چلین گے کیا خداوند کھا جائین گے دیکھین
کیا کرتے ہین نازک بدن نے کہا بوا نرگس مین کیا تم سے کہون جب کو خداوند جمشید کہتے ہین بھروا
بوڑھا ریچھ ہے وہ صورت مہیب ہے کہ مجکو غش آگیا بات نکر سکی اب اس کے نام سے میرا دم نکلتا ہے
عمرو نے گلوری کھلا کر نازک بدن کو بیہوش کر کے نذر زنبیل کر لیا کہا دادا جان اسکو اچھی طرح
رکھیے گا کسی سردار کے ہاتھ فروخت کر لین گے فوراً رنگ و روغن عیاری کا نکال کر بصورت نازک بدن
تیار ہوئے بارہ دری سے ہنستے ہوئے نکلے مصاحبون نے پوچھا حضور نرگس کہان گئی کہا اُس چھنال کا
حال نہ پوچھو کسی دھگڑے کے پاس گئی ہوگی اب تبلاؤ کہ گلرنگ کے آنے مین کیا دیر ہے آج ضرور
خدمت خداوند جمشید مین جاؤن گی وہ تو میرے دادا معلوم ہوتے ہین پوتی کو ساتھ لیکر سوئین گے
مین جانے کو موجود ہون اب مجکو بھی یہ اشتیاق ہے کہ دیکھون خداوند کیا کرتے ہین سب کنیزین
یہ باتین سنکر بہت خوش ہوئین دو پہر سے شب تجاوز کر چکی تھی کہ آسمان پر برق چمکی عمرو نے
دیکھا ایک ساحرہ تخت پر سوار آکر اُتری کنیزون نے کہا حضور بی گلرنگ آئین عمرو نے کہا کہ
بلاؤ ہمین خدمت خداوند جمشید مین لیچلین یہ کلام سنکر کنیزین خوش ہو گئین بڑھکر گلرنگ سے
کہا لو مبارک ملکہ رضامند ہین گلرنگ نے کہا یہ خداوند کی قدرت نمائی ہے ایک اشارے مین
دل کو پھیر دیا مسلمانون پر کیا بلا نازل کی کوکب ایسا بادشاہ طلسم نور افشان محجوب ہو کر
بھاگا بیداد سرکش کو حکم مل گیا کہ ایک ہفتہ کی مسلمانون کو مہلت دو ایک دن طبل جنگی بجوا کر
سب کا خاتمہ کرو مسلمان مثل باختر وغیرہ اس ملک کو بھی سمجھتے تھے صاحبقران جو سب کے افسر
ہین اُن کا اسم اعظم بند ہو گیا بہت سے سردار آگ مین جلے یہ باتین کرتی ہوئی قریب خواجہ کے آئی
خواجہ گلرنگ سے لپٹ کر رونے لگے کہا میری اچھی بوا اتنا کام کرنا کہ مجکو خدمت خداوند مین
اکیلا نہ چھوڑنا گلرنگ نے کہا واری مین ساتھ ہون قدرت کو بھی بخوبی سمجھا دیا سب نے
کہا کہ بوا یہ ظاہر کا رونا پیٹنا تھا چودھوان سال شروع ہے مرد کی خواہش رکھتی ہین دیکھو

کیسی خوشی خوشی تشریف لیگئیں راہ مین عمرو نے گلرنگ سے حالات پوچھے کیون ہوا سرداران حمزہ جو آگ مین جل گئے ایک پوتا حمزہ کا ایسا عاجز ہوا سنتے ہین اُس نے اپنا گلا کاٹ لیا یہ سب سردار زندہ ہین یا اصل مین مرگئے گلرنگ نے کہا حضور یہ شعبدۂ سحر ساحری ہے ابھی یہ کسی کی مجال نہین ہے کہ ان کو قتل کرے بیگناہون کے خون سے ہاتھ بھرے کشتۂ سحر ہین اب خداوند سحر تیار کر رہے ہین اسی ہفتہ مین ان سب کا خاتمہ ہوگا اب قدرت نے بیداد سرکش سے کہلا بھیجا ہے کہ جلد تیاری کرو قبیلہ سرکستان ہین بعد ایک ہفتہ کے بلوہ کرکے لشکر مسلمانان پر جائینگے قدرت ابر سحر کرین گے قدرت کے سحر کی بناہ نہین ایک ہی سحر مین اس قدر آگ زمین و آسمان سے برسے گی کہ جان بچانا سب کو مشکل ہوگا عمرو نے پوچھا کیون ہوا گلرنگ قلعہ خورشید نگار مین خداوند خورشید روشن تن ہین یہ خداوند جمشید کون ہین گلرنگ نے کہا حضور یہ مقدمات راز و نیاز ہین وہ خداوند کلان یہ چھوٹے خداوند کہلاتے ہین ان قبائل سرکستان پر خدائی خداوند جمشید ہے قدرت کلان کا حکم آگیا کہ خبردار مسلمان یہان تک نہ آنے پائین یہ دربند ہائے قلعۂ خورشید نگار ہین حقیقت مین اب مسلمانان تا بہ قلعہ خورشید نگار نہ جاسکین گے راہ مین ایک طلسم بندھا ہے کیا مجال کہ کوئی وہان سے گذر سکے اس جمشید سے نجات پانا دشوار ہے سب حالات سحر کے باتون مین دریافت کیے مگر گلرنگ بھی سمجھا رہی ہے کہ بی بی آج خداوند سے شرم نہ کرنا قدرت بہت مشتاق ہین یہان کی سلطنت آپ کو ملے گی ہمارا بھی مرتبہ بڑھے گا تمام کنیزین آپ کی مراتب اعلیٰ سے سرفراز ہونگی عمرو اچھا اچھا کہتا تھا مگر دل دھڑک رہا ہے کہ دیکھیے تقدیر کیا دکھاتی ہے بڑے ظالم کا سامنا ہے خدا آبرو بچائے دل سے یہ باتین کرتے ہوئے گلرنگ سے ڈرے کہ یہ بھی ساحرہ زبردست ہے ایسا نہو کسی وجہ سے پہچان لے تو غضب ہو جائے آقائے نامدار کو اس حال مین چھوڑا ہے کہ کلیجے کے ٹکڑے ہوتے ہین اے معبود حقیقی اب تو اہل اسلام کے حال پر طائران ہوا رو رہے ہین مجکو مظفر و منصور کرنا اسی تردد مین ان باتون مین راستہ طے ہوا بلندی پر ایک قصر عالی دکھلائی دیا کہ معلق ہوا پر وہ قصر ہے سر پر قصر کے دہی ابر تیرہ و تار گھرا ہوا ہے کہ جو لشکر اسلام پر سایہ فگن ہے دروازے پر قصر کے گلرنگ نے تخت اتارا عمرو نے دیکھا چند جادوگرنیان کہ یہ منظر کھڑی ہین گلرنگ کو دیکھکر آواز دی کیون بی گلرنگ

ملکہ نازکبدن کو بھی لائین آج قدرت انتہا کے مشتاق ہین کل سامان عیش ونشاط مہیا
ہے گلرنگ نے کہا قدرت تسخیر فرما چکے تھے انھین کی تسخیر کی برکت ہے ورنہ ایسا آہوئے وحشی کا رام
ہونا نہایت دشوار تھا جادوگرنیون نے بھی عمرو کو گھیر لیا بلائین لینے لگین کہتی ہین اے ملکہ عالم
تمھارے بڑے مرتبے ہین قدرت مشتاق بیٹھے ہین تمھاری یاد مین اشعار عاشقانہ پڑھ رہے
ہین عمرو ان سب کے ساتھ سر جھکائے ہوئے گھونگھٹ نکالے ہوئے اندر باغ کے داخل ہوا دیکھا باغ
مین سامان روشنی لالٹینین مثل قطرہ ہائے نور لٹک رہی ہین جوانان چمن بادلہ پوش نہرون
مین آبداری کا جوش وخروش حُسنِ تبسم حباب بھی انتظار مین ہے عمرو سامان باغ دیکھکر اور بھی زیادہ
حیران ہوا روش پٹری پر نگاہ کرتا ہوا وسط باغ مین پہونچا وہان ایک چبوترہ سنگ مرمر کا
فرش زربفتی سے آراستہ مسند پر ایک ساحر ضعیف ونحیف کریہ منظر مکاری حیلہ سازی چہرے سے
ہویدا بیٹھا ہے بی ملکہ نازکبدن کو جو آتے ہوئے دیکھا جوش اشتیاق مین اٹھ کھڑا ہوا استقبال
کرکے باعزاز واکرام تمام مسند پر لاکر جگہ دی عمرو نے اس گھونگھٹ سے ظالم کو دیکھا قلب کانپ گیا
اس ساحر نے گلرنگ سے کہا اے مشیر قدرت آج قدرت بہت خوش ہوئے ہماری معشوقہ دلفریب
کو بخوبی سمجھا کے لائین گلرنگ نے دست بستہ عرض کی ملکہ خود جمال خداوندی کے دیکھنے
کی مشتاق تھین اس لفظ پر وہ ساحر بہت خوش ہوا کہا ہم اپنی معشوقہ کو اس سرحد کا
بادشاہ بنائین گے نائب قدرت خطاب دینگے جب یہ تخت پر جلوہ فرما ہونگی ہمارے بندے ان کو
بھی سجدہ کرین گے ایسے ایسے کلمات خوش آمد آمیز بہت سے کہے گلرنگ سے کہا اے مشیر قدرت
ہمنے اپنے بندگان خاص یعنی قبیلہ سرکشان سے ایک ہفتے کا وعدہ کیا کہ کوئی مسلمان
تمھاری سرحد مین نہ باقی رہے گا گوشہ باغ مین جو قصر عالی آراستہ ہے اُس مین تمام سامان
مہیا رکھو اسی ہفتہ مین خاتمہ کیا جائے بندگان باغی مین سے کوئی نجات نہ پائے ہر چند کہ حمزہ
عرب ہمارا سپہ سالار قدرت ہے ہمنے اُس کے ہاتھ سے بڑے بڑے کام لیے جن جن بیجاؤن نے
دعوی خدائی کیا تھا وہ مقامات اُسی کے دست زبردست سے فتح کرالیے اب جب مرتبہ علی پر پہونچا
مغرور ہوگیا اس کے بدلے اور حمزۂ ثانی خلق فرمائین گے اُسکو صاحبقران بنائین گے اس کی
صاحبقرانی کا خاتمہ منظور ہے اس وقت تو آرزوئے وصل ملکہ نازکبدن مین دل ناصبور ہے

یہ کہکے قرابۂ شراب کا کھینچ کہ نوجوان جہان آرام دل مشتاقان **قدرت** نے عمدہ شراب خاص
تمہارے واسطے منگائی ہے **عمرو** نے شرما کر جواب دیا **خداوند** مین تو کئی دن سے مشتاق تھی کہ خدمت
مین اپنی دادا جان کے جاؤن دیدار فرحت آثار سے مشرف ہون صورت **قدرت** کی دیکھکر اور اشتیاق
بڑھ گیا حجاب بھی دل سے دور ہوا خود بخود قلب کو سرور ہوا امیدوار ہون کہ یہ سب کنیزین حاضر
رہین اپنی **معشوقہ** کے ہاتھ سے شراب پئین نذر مانی تھی کہ خدمت مین **خداوند** کے جا کر نام پر
سامری و جمشید کے سب کو شراب پلاؤن گی **جمشید** نے چاہا گلے مین ہاتھ ڈال دے **عمرو**
نے ریش تھام کر ایک طمانچہ مارا کہا او ظالم جلاد نشے مین شراب کے گلے پر چھری پھیر دینا
مین آمادہ مرگ مہیائے قضا ہو کر آئی ہون میری نذر تو پوری ہونے دے دور شراب ہو پھر
تجھے اختیار ہے بھولی بھولی باتین جو **عمرو** نے کین **جمشید** اور زیادہ بیقرار ہوا **عمرو** بھی گھبرایا
ہوا ہے اپنے آقا کی **مصیبت** نگاہ مین کل لشکر کو بیتاب چھوڑ کر آیا ذرا گھونگھٹ اولٹ دیا ماہ چہرہ
جمال باکمال کی ضو سے محفل مین روشنی ہو گئی سراپا پر معشوقہ کے جمشید کی نگاہ پڑی حسین
مہ جبین طرار و فراز ناز و کرشمہ دست بستہ خدمت مین حاضر بھولی بھولی صورت کچھ شرم کچھ حجاب کچھ
خوف سے بیتاب مگر **عمرو** نے دل پر پتھر رکھکر قرابہ شراب کا نزدیک اپنے کھینچ گھائی سے پڑیا بیہوشی
کی قرابے مین ڈال دی جام لبریز کیا کہا بوا **گلرنگ** تم بھی پیو کئی گلابیان اُنکے آگے ہٹا دین ایک
جام بلورین لبریز کر کے **جمشید** کے سامنے پیش کیا پنجہ نگارین خورشید نما پر جو اُس نے جام آفتاب
دیکھا بیتاب ہو کر ہاتھ بڑھا دیے لبون سے لگا کر جام وہ بد انجام پی گیا **گلرنگ** و جملہ کنیزین
بھی پینے لگین چند عرصے مین سب نے شراب پی **عمرو** نے **جمشید** کو کئی جام پلائے جو جام دیا وہ خوش
خوشی پی گیا تھوڑے ہی عرصہ مین رنگ محفل دگرگون ہوا کنیزین رنگ لائین بیٹھے بیٹھے
گھبرائین کوئی اُٹھ کے ناچنے لگی کوئی ہنستی ہوئی یہ کہکے اٹھی بوا **نرگس** دیکھو آج
بی **سنبل** کے چھوٹے نوجون کی زلفین بنا کر ہمکو بانکپن دکھاتی ہے **نرگس** آنکھ
لڑانے مین شرماتی ہے یہ کہتی ہوئی دوڑی چمن مین جا کر بیہوش ہوئی کوئی تالیان بجانے لگی کوئی
روئی کوئی اُسی دھن مین ہنستی ہوئی اُٹھی گر کر بیہوش ہوئی بی **گلرنگ** سب کی افسر
صاحب ربط و ضبط نشے کے جوش مین اُنھین کہا یا **خداوند** اب کیا دیر ہے معشوق خوبرو

خوشخو عاشق خصال صاحب حسن و جمال پہلو میں ہے ہم الگ جاکر بیٹھیں یہ کہکے چاہتی تھی کہ اٹھ کھڑی ہو
گری عمرو نے کہا یا خداوند یہ کنیزان بے تمیز آپ کو بہت عزیز ہیں صحبت قدرت میں ہنگامہ
مچادیا یہ کہکے دور جا بیٹھی کہ اب مجھکو گود میں اٹھا لیجا ئیے جمشید بلبلا کر اٹھا بیہوشی تاثیر کر چکی
تھی اٹھتے اٹھتے دل بیٹھ گیا لڑکھڑا کے گرا گرتے ہی بیہوش ہوا عمرو نے جو یہ معرکہ دیکھا گھبرایا ہوا
تھا خنجر کمر سے کھینچا کہ اس بچیا کا سر کاٹ لوں نعرہ کر کے چلا جیسے قصد ہوا کہ خنجر ماردن اس ظالم کو
واصل جہنم کر دوں ابر سیاہ جو آسمان پر گھر اٹھا آفت آسمانی تھی عمرو کو کیا خبر تھی فوراً ابر سے
ایک برق چمکی نعرہ ہوا کہ اے ظالم کیا کرتا ہے منم محیط ابر نشین عمرو نے چاہا کود کر بھاگوں اسنے
گرتے گرتے ایک آواز دی عمرو کے پاؤں زمین نے تھام لیے اس نے باران سحر برسایا
جس قطرہ پڑا وہ ہوشیار ہوا جمشید جو بیدار ہوا اس نیش کو اپنی ڈھونڈنے لگا کہا اے میری معشوقہ
کو کیا کیا عمرو نے کہا یا خداوند میں وہی نازک بدن ہوں دیکھیے اس ساحر نے
زبردستی مجکو مبتلا سے سحر کیا پاؤں زمین نے تھام لیئے اسی نے آپ کو بیہوش کیا تھا مجپر تہمت
رکھتا ہے اسطرح گڑگڑا کے عمرو نے باتیں کیں صورت تو ابھی تبدیل نہیں ہوئی تھی جمشید بغیظ
و غضب تمام طرف محیط ابر نشین کے متوجہ ہو گیا کیوں اے بچیا خلیہ قدرت میں تو کیوں آیا محیط
نے کہا یا خداوند یہ نازنین آپکا سر کاٹنے چلی تھی ابر میں سے دیکھا آکر اسکو گرفتار کیا یہ کہکر محیط نے
عمرو کے منھ پر ہاتھ پھیرا ایک شعلہ جرگا رنگ روغن عیاری کا جل گیا صورت اصلی ظاہر ہوئی
گلرنگ بھی سر پیٹنے لگی جمشید نے کہا کیوں ای گلرنگ ہمنے تمکو پیشتر ہی خبر دی تھی کہ ساربان زادہ
ضرور آئیگا اگر ہمنے انتظام نکیا ہوتا تو اس ظالم نے اپنا کام کر لیا تھا قدرت کے سامنے
مکاری کب چل سکتی ہے یہ کہکے غصے میں اٹھا کہا او ساربان زادے جلد بتلا میری معشوقہ کو کیا کیا
عمرو نے کہا یا خداوند میں بھوکا تھا کھا گیا ابھی ہضم نہیں ہوئی پانی اگر آپ مجھکو سرفراز کریں
اور رہا کر دیں تو آپکی معشوقہ نازک بدن کو دیدوں گلرنگ نے کہا یا خداوند رہا کر دیجیے اپنی
معشوقہ کو اس سے لے لیجے جمشید نے کہا ای گلرنگ یہ وہ شخص ہے کہ جسنے ساحران عالم کو
مارا قدرت کا اقبال ہے جو یہ آگے اسطرح پھنسا افراسیاب نے اسی غفلت میں طلسم ہوش ربا کو
برباد کرایا جب اسکو گرفتار کر لیا قید رکھا اسکو کوئی قید نہیں رکھ سکتا میں اسکو قتل کر دونگا جو اسکو قید

سر ریگا یہ اسکو قتل کرکے نکل جائیگا عظلیٰ آباد ایسا ملک اس ظالم نے برباد کیا ہوشربا پر اسی کی وجہ
سے زوال آیا کوکب کو اپنا غلام بنا لیا یہ جان لشکر حمزہ ہی اگر اسکا قدم درمیان مین ہوگا لشکر حمزہ
کا مٹنا کیا مشکل ہے حمزہ پھر تھوڑا ہی دبا ؤ پڑا چالیس سردار آگ مین جلے ایرج نے گلا کاٹا یہ پتا
لگاکر مجھ تک آیہو نچا اگر مین ایسا ہوشیار نہوتا خاتمہ کر دیا تھا جلد جلاد کو بلاؤ ابھی مابدولت
اسکو قتل کرائینگے اسکا قید رکھنا بہتر نہین ہے یہ سنکر عمرو بیقرار ہوا پکار کر آواز دی یا خداوند
مین آپکو سجدہ کرتا ہون آپکا مذہب اختیار کرکے حمزہ کو پکڑ لاؤنگا آپ ایسا کامل و اکمل میری
نگاہ سے نہین گذرا مین اسی تلاش مین رہتا تھا کہ کوئی کامل و اکمل ملے تو مین دل و جان سے
اسکی اطاعت کرون حمزہ ناقدر ہے صرف تین روپیہ مہینہ دیتا ہے قدرت میری قدر دانی کرینگے
ایک دن مین لشکر حمزہ کو مٹا دون سبکو پکڑ لاؤن قدرت میرے حال پر رحم کرین رہا کر دین
معشوقہ بھی قدرت کی لے آؤنگا ابھی مین نے اسکو فروخت نہین کیا ہے صرف رہن رکھا ہے
روپیہ مع سود کے ادا اس ایسی بہت سی معشوقین حاضر کرونگا یہ تو خاص میرا کام ہے جسکو لگاؤ ڈالے
اسکو لاکر حاضر کردون ان باتون کو سنکر جمشید جادو قہقہہ مار کر ہنسا کہا او مکار حیلہ ساز شعبدہ باز
سات سو برس کا مابدولت کا سن ہے سامری و جمشید مرے سامنے طفل مکتب تھے میرے
سامنے فریب کی باتین کرتا ہے ان فقرون کو کوکب مانتا ہون ابھی تجکو قتل کرونگا ہر چند عمرو چیخا چلایا
جمشید کو فقرے دیے اس ظالم نے کچھ نمانا آواز دی ارے جلاد حاضر ہو اسی ابر سیاہ سے ایک
ساحر مہیب بہ شکل عجیب و غریب خنجر برہنہ ہاتھ مین لیے ہوئے ظاہر ہوا جمشید نے کہا اے
اژدر سیاہ رو جلد اس سار بان زادے کو قتل کر سر کاٹ کر ہمارے سامنے لا اژدر سیارہ
نے عمرو کا ہاتھ پکڑ کے کھینچا کشان کشان لیکر ابر سیاہ مین غائب ہوا بعد چند ساعت سب نے
دیکھا وہی ساحر عمرو کا سر لیے ہوئے ہے گلوے بریدہ سے قطرہ ہاے خون تازہ ٹپک رہے ہین آنکھین
حسرت آلود کھلی ہوئی ہین جمشید نے کہا ایک خوان مین سر یہ رکھ کر بارگاہ حمزہ مین لیجا کر کہنا
او حمزہ تیرے قوت بازو کو قدرت نے قتل کیا اسی ہفتے مین تم سب کا یہی حال کرونگا اس
ساحر نے سر عمرو خوان مین رکھا لیکر طرف لشکر صاحبقران کے روانہ ہوا محفل جمشید درہم
و برہم اپنی معشوقہ ناز کیمدان کا غم اسی ابر سیاہ مین جاکر غائب ہوا سحر خوانی کرنے لگا یہان

صاحبقران زمان بارگاہ حشامی مین جلوہ فرما ہین جو سردار کہ موجود ہین خدمت مین حاضر ہوئے
مگر بارگاہ مین سناٹا صاحبقران نے بیٹھے بیٹھے فرمایا یارو کئی دن کا زمانہ گذرا میرا یار وفادار پلٹ
کر نہین آیا بڑی حسرت مین رخصت ہو کر گیا تھا اوسکے طرز کلام سے ثابت ہوتا تھا کہ بڑے کسی
مقام سخت پر جاتا ہی مین نے کبھی اپنے یار وفادار کو اسقدر مایوس نہ دیکھا تھا خدا بخیر و عافیت اوسکو
لا کر مجھسے ملائے دل پر درد منزل خود بخود بیتاب ہی خدانخواستہ عمرو پر کوئی افتاد پڑی کسکو بھیجون کون اوسکی
خبر لائے عیارون نے عرض کی حضور متردد و متفکر نہون غلام فوراً مفصل خبر لیکر آئینگے تمام
جنگلون کی خاک چھانین گے اپنے پیر و مرشد کو تلاش کر کے لائینگے مہتر ابو الفتح اصفہانی
و عمران خطائی و مہتر ترک خطائی و برق فرنگی وغیرہ چالیس پیک بچے تنظور ہائے
زربفتی و پٹیا ہائے سقرلاتی سے آراستہ ہوئے حلقہ ہائی کمند بازوون پر لپیٹے قصد ہوا کہ برائے خبر خواجہ
روانہ ہون صاحبقران کی بیتابی کم نہین ہوتی بادشاہ حمزہ کا بھی خود بخود رومال تر ہو رہا ہی
خورد و کلان از میر تا جوان ادنی اعلی سب بیقرار و اشکبار ہین اوس پریشانی مین وہ ساحر خوان سر عمرو
لیکر بارگاہ حشامی مین پہونچا خوان و نوشتہ رکھکر بھاگا پکار کر آواز دی یہ تحفہ قدرت نے
برائے مسلمانان بھیجا ہے اس سر سے کوئی آگاہ نہین افسر سمجھ جائیگا وہ تو اڑ کر چلا گیا یہان
دروازے پر ہاہا ہوا صاحبقران زمان سے بڑھکر خادمون نے عرض کی اسے شہریار ایک
ساحر آیا تھا ایک خوان و نوشتہ رکھکر چلا گیا ہی نہین معلوم اسمین کیا ہے صاحبقران نے
کہا خدا خیر کرے اوس خوان کو جلد میرے سامنے لاؤ ملازمان جانباز خوان کو اندر لائے جیسے ہی
تورے پوش ہٹایا سر عمرو دیکھا ہائے یار وفادار کہکر صاحبقران گر پڑے پکار کر آواز دی
کیون صاحب میرا دل بے سبب بیقرار نہ تھا ایک روح دو جسم تھے یہ صدمہ اوپر گذرا کیونکر میرے
دل کو بیقراری نہوتی روح بے چین تھی کیون خواجہ ہمارے تمہارے یہ وعدہ نہ تھا ہمکو
تمنے ساتھ نہ لیا سفر ملک عدم مین بہت جلدی کی بادشاہ نے اپنے کو تخت سے گرا دیا تاج پھینکا
فرماتے تھے یارو آج تاج سر اسلام گر گیا رونق دین اسلام ہٹی ہر مصیبت مین یہی کام
آتے تھے اہالیان لشکر کو بدعت سے بچاتے تھے اب ساحرون پر کون عیاری کرے گا
ایک سحر مین لشکر مٹ جائیگا عیار پچھاڑین کھا رہے ہین اٹھارہ فرزند پکار رہے ہین قبلہ و کعبہ

نے غلاموں کو یتیم کیا اب ہماری کون سرپرستی کریگا شاگرد جان دینے پر آمادہ جملہ سرداران
عیار بیقرار اشکبار لشکر مین تلاطم صاحبقران زبان بیقرار ہوکر روئے سر عمرو لیکر چھاتی سے لگایا
روتے روتے بیہوش ہو گئے بارگاہ مین غل ہوا کہ یار وصاحبقران نے سفر ملک عدم اختیار کیا خواجہ کا
ساتھ دیا دونون آپس مین عاشق و معشوق تھے فراق نہ گوارا ہوا سنتے ہی بادشاہ روتے ہوئے قریب صاحبقران
آئے پکارکر آواز دی جد عالی تبار آپ میر قافلہ ہین کل کاروان کو ساتھ لیجیے ہم کسکے بھروسے پر زندگی
کرین فرزندان خواجہ بزرجمہر نے بڑھکر نبض پر ہاتھ رکھا کہا یارو برای خدا خاموش رہو خاک تمسب کے
دہن مین صاحبقران کو غش آگیا ہے گلاب کیوڑا لاؤ اسیوقت گلاب کیوڑہ بید مشک چہرہ اقدس
پر چھڑکا گیا صاحبقران کو ہوش آیا دیکھا بارگاہ مین قیامت برپا ہے ہر ایک خورد وکلان رورہا ہے
زوجات عمرو جلہ سے نکل آئین تھوڑیان بڑھا رہی ہین آگ برستی ہے کلیجہ پھٹا جاتا ہے شاہزادیون کو منع کرتی
ہین ہم رانڈون کی سایہ سے احتراز کرو ہمارے قریب آؤ ہم اپنے وارث کی قبر پر فقیر ہوکر بیٹھین گے اشک
حسرت سے چھڑکا و کرینگے داغ کے پھول چڑھائین گے یہ حالات مصیبت آیات جو صاحبقران نے
دیکھے سردارون کی جانب دیکھکر فرمایا ارے نامردو مثل عورتون کے کیا باتین کرتے ہو کوئی تم مین
ایسا نہیں ہے جسکی عمرو نے جان بخشی نہ کی ہو چلو کر اسکے خون کا بدلہ لو لشکر بیداد سرکش کو
پامال کر دو لڑ بھڑ کر اپنی جانین دو جان دیکر اپنے یار وفادار سے ملو راہ خارستان دنیا کو طے
کر کے ملک عدم مین پہنچو یہ کہکر مقبل کی جانب متوجہ ہوئے فرمایا او نالایق جلد سیرا اشقر
تیار کر صندوق سلاح لا مقبل نے صندوق سلاح لاکر حاضر کیا تھرائے ہوئے ہاتھون سے صاحبقران
نے زرہ وغیرہ کو زیب جسم کیا تیغہ صمصام و قمقام تیغہ سہراب یل تیغہ عقرب سلیمانی کو تبضے مین کیا رڈ کرتے
ہوئے چلے یہ خبر مشتہر ہوئی کہ صاحبقران لشکر بیداد سرکش کو قتل کرنے جاتے ہین لشکر مین
کمر بندی ہونے لگی تمام سردار تیار ہو گئے نقارہ سکندری پر چوب پڑی تاجداران جاہل نے
بمشکل بادشاہ کو تخت پر سوار کیا صاحبقران آگے بڑھے سب سردار سر برہنہ خاک اڑاتے
ہوئے ساتھ ہو لئے نقارخانہ سلیمانی گڑگڑا رہا ہر کارے لشکر بیداد سرکش کے جو لشکر اسلام
مین موجود رہتے تھے یہ حال دیکھکر بھاگے بیداد سرکش اپنی بارگاہ مین مع بارہ
بھائیون کے بیٹھا ہے یہی ذکر ہو رہا ہے کہ یارون لشکر تیار رہے اسی ہفتے مین طبل قہاری بجے گا

کوئی مسلمان زندہ نہ بچیگا قدرت فرما چکے ہین اب اُن سرکشون کا زندہ رہنا بہتر نہین ہے تقدیر
مضبوط فرما چکے ہین یہ ذکر تھا کہ نقارہ سکندری کی آواز کان مین آئی زمین تھرائی بہار نے کہا
یا سید خبر تو لو کیسی صدائین مختلف آتی ہین بے وقت نقارہ کیون بجا کچھ قدرت نے تقدیر کی
مسلمانون کے بچنے کی بالا بالا تدبیر کی یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی اے
شہریار بڑا غضب ہوا سنتے ہین عمرو نے جا کر قدرت پر عیاری کی قدرت نے عمرو کو کاٹ کر
بھیجدیا عمرو تو جان لشکر اسلام تھا سب سردار تاجدار عیار مع لشکر جرار برای معاوضۂ خون آمادہ
حرب و پیکار ہو کر آئے ہین عمرو کیواسطے سب جان دینگے اپنا خون اپنی گردن پر لینگے بہار گھبرا گیا
ہر چند جانتا ہے کہ لشکر صاحبقران مین اب کوئی ساحر نہین ہے مگر نعرہ سرداران تہمتن سے زمین
تھرا رہی ہے فوراً حکم دیا بہار ابھی لشکر تیار ہو تمام ساحر اپنے اپنے مقام سے اٹھے جھولیان سنبھالی
لگے بازیطقرون پر سوار ہونے لگے اژدرہان آتش فشان پر سوار ہوئے تازیانہ ہاے
مار آتشین ہاتھ مین لیے ہوئے یا خداوند جمشید کی صدائین بلند ہونے لگین بہار
اپنے بھائیون کو ساتھ لیکر بارگاہ سے نکلا مرکب ہاے بادرفتار پر سوار ہوئے قصد ہوا تھا
کہ بڑھین لشکر اسلام پر جا پڑین کہ شیر بیشۂ عربستان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران
ہمسر عالی شان کے نعرے کی آواز آئی صداے صاحبقران سے نخل تھرائے طائران آشیانون
سے اتر پڑے شاہزادہ سعد بن قباد والا نژاد بادشاہ لشکر اسلام نے بھی بڑھ کر نعرہ کیا نعرہ
بادشاہ لشکر اسلام سے منم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس و جم +
چراغ شبستان صاحبقران + فرزند تاج و تخت کیان + منم سعد فرزند قباد شاہ
شہنشاہ اسلام و عالم پناہ + ایک جانب سے نعرہ ہوا فرزند صاحبقران
بیمثل و یکتا شاہزادہ داراب کشورکشا نعرہ سے شہنشاہ داراب کشورکشا + یل نامور شیر
دشت وغا + جملہ سرداران نامی و پہلوانان گرامی اس زور شور سے نعرہ کر کر فوج لشکر ہزیمت اثر
سرکشان پر گر پڑے تہلکہ پڑ گیا سرکشون کے سر مثل کاسۂ گدائی ٹھوکرین کھاتے ہین ہر
شخص غم خواجہ مین سفیر اشکبار ہاے خواجہ کی صدا بلند ساحرون سے لپٹ لپٹ
پڑے جانبازی سے لڑتے تھے ہر ایک کو ہوس ہے بہ تعجیل تمام لڑ بھڑ کر جان دینا

خدمت مین خواجہ کی پہونچین ایسا ہم سب کا شفیق صاحبقران کا رفیق قدیم مارا جائے ہم
معاوضۂ خون نہ لے سکین جاے حیف ہے بیکسون کا سردار ہے ہماری سبب سے عیاران نامی
فرزندان خواجہ وشاگردان نامدار حقہ ہاے آتش بازی لیکر گرد لشکر کفار مین آگ لگا دی
کمندین ہاتھ مین نیمچہ کھینچے ہوئے طرار و فرار کمندین چل رہی ہین سیارہ بن عمرو مہتر سماک
یلطاقی عیاران قاسم و علمشاہ بحال تباہ اپنے آقا کی ساتھ فقیر بنے ہوئے بیٹھے تھے جھپٹ کر
علمشاہ وقاسم سے عرض کی اے شہریار فقیر بنکر بیٹھنے سے کیا فائدہ ہمارے قبلہ وکعبہ کو جمشید
ملعون نے قتل کیا کل سردار سب عیار مع صاحبقران نامدار آمادۂ مرگ مہیاے قضا ہوکر لشکر کفار پر جا چکے
صاحبقران یہی فرما گئے ہین کہ مین اب زندہ واپس نہ آؤنگا بسبب حضور کے ہم بھی نہین گئے
چل کر معاوضۂ خون ایرج نوجوان لیجیے ان نامردون کو شکست دیجیے یہ سنکر یہ بھی دونون
شیر قبضون پر ہاتھ ڈالکر اُٹھے یہ کہتے ہوئے کہ اے عیاران نامدار ہم اس مژدۂ جان بخش کے خواہان
تھے کہ رطبہ کر رہی ملک علام ہون اپنے فرزند کے پاس پہونچین شکر ہے کہ حیلہ کامل ملا غنچۂ
آرزو کھلا انکے ساتھ ان کے رفقا بھی فقیر بنکر بیٹھے تھے سب ہو حق کرتے ہوئے اور نعرے کرکے
قاسم و علمشاہ بھی لشکر سرکشان پر گرے تیغہ برق تاب گیتیان فرنگی چمکا قاسم
نے یلارک افراسیاب کھینچی صفون کو درہم وبرہم کر دیا تمام میدان کارزار لاشہ ہاے
سرکشان سے بھر دیا قبائل سرکشان صورتین پہلوانون کی اصل مین ساحر ہین فنون سحر وساحری
سے بخوبی ماہر ہین وہ بھی حملۂ اہل اسلام سے ایسے ہوئے کہ کئی لاکھ ساحر واصل جہنم ہو چکے
بیدار وبنا نعرہ کیا اے بندگان خداوند جمشید شمشیر زنی مین صف شکنی مین یہ شیران
دشت نبرد ہین غیر ساحر انکی پابوس کی گرد ہین دیکھو نہیب شمشیر سے ان دلیرون کی
آفتاب پرستون کے رنگ زرد ہین گرم مزاجون کے بدن سرد ہین شعلۂ شمشیر سے لاکھون ٹھنڈے
ہوئے سنبھل کر سحر کرو اس معرکۂ عظیم کو جھیلو گھمسان کی لڑائی ہے جان پر کھیلو بیدار نے بلدہ
بھائیون کو صف جنگ سے الگ کیا ترنج ونارنج چلنے لگے نخل سحر اجلنے لگے سناٹا سناٹا ہوا
پیکان تیر لگا کر پھینکے تیرون کی بوچھار ہوئی ساحرون مین لینا لینا کی پکار مچی یا تو اہل اسلام بچے
ہوئے لڑ رہے تھے بیہوش ہوکر گرنے لگے گھوڑون نے بدلگامیان کین سوارون کو پٹک

پٹک کر بھاگنے لگے بیداد سرکش نے کئی گولے آسمان پہ پھینکے دریا سحر کی طغیانی کشتی حیات
مسلمانان طوفانی آگ برسی جھونکے ہوائے گرم کے چلے گیرودار کی صدا بلند ہوئی یہ بارہ ساحر
نامی گولے تیغ نا بیخ پٹھے پیکان کے رائی کے دانے سرسون کے دانے پھینک رہے ہین آتش سحر
شعلہ دار یہ تو ناظرین پر واضح ہے کہ صاحبقران زمان کا اسم اعظم بند ہوچکا ہے فقط حرز
ہیکل کے سبب سے لڑائی مین مصروف ہین یا تو صاحبقران قلب فوج مین جمے ہوئے لڑ رہے
تھے پلٹ کر دیکھا برے بنے پڑے پامال سردار جابجا گرے گھوڑے دوڑتے پھرتے ہین
سوار بیچارے زمین مین گرتے ہین نہ ہاتھ مین طاقت نہ آنکھون مین بصارت دل بیقرار
آنکھین اشکبار ساحر بڑھتے چلے آتے ہین سرکشی دکھاتے ہین بڑے بڑے خیردل الٹ روباہ صفتون سے
نہین لڑ سکتے قدم فوج کے اٹھے لیکن پاؤن مین طاقت رفتار نہین زبان مین گفتار کی
قوت نہین تلوار قبضے سے نکل جاتی ہے کمانون مین خم خنجر بیدم سنان ہائے نیزہ کی سرکشی ہو فوت
تیر سے گوشہ گیر ہوئے زاغ کمان الامان الامان چلاتے ہین چشم زرہ خون سے معمور قلب
ناصبور صفین درہم و برہم نشان ہائے لشکر پر ہجوم غم والم صاحبقران یہ حال پر ملال لشکر
ظفر اثر دیکھکر گھبرائے دیکھا سب ساحر آمادۂ خونریزی بیداد سرکش کی تیزی بارہ بھائی
سرکشی کامل کر رہے ہین بڑھ بڑھ کر لڑ رہے ہین ہزارہا بندگان خدا بے کس و بیکس ہو کر سیاح
گلشن جنان ہوئے مرتے مرتے بھی ساحر کو مار لیا اپنے حریف کو نہین چھوڑا مثلاً ساحر نے سر کیا
گھوڑے سے گرے ہاتھ بڑھا کر اسکی بھی ٹانگ پکڑی ہاتھ قابو مین تھے جب ساحر منھ کے بھل
زمین پر گرا پنجہ لی گردن پہ رکھ کے زور کیا انگلیان گردن مین اتر گئین جب زور نہ چلا تو دانتون
سے بوٹیان کاٹ کر پھینک دین اپنے حریف کا بعد شوکت و جرأت کام تمام کیا مرتے
مرتے بھی نام کیا ساحرون کے مرنے کی آوازین آتی ہین بیر غل مچاتے ہین افسران
فوج گھبرا اٹھے ہین یہی ذکر ہے کہ یارو یہ اہل اسلام بڑے غضب کے ہین لاکھون ساحرون
کو مار اکس پھرتی سے لڑے لاکھون جمشید پرست مارے گئے جلد سحر کر کے انکی
تلوارون پر قبضہ کر دو ہاتھون کو بیکار کر دو سب کا افسر حمزہ نامور قلب فوج مین شمشیر زنی
کر رہا ہے بڑے بڑے ساحرون کو تاک تاک کے مارا کسی نے سرکشون کو للکارا بیداد

نے خود بڑھکر صاحبقران پر سحر کیا کئی گولے ٹھنکر گرے بہ سبب حرز ہیکل تاثیر نہوئی بیداد
گھوڑے سے کود ا اپنے بیرون سے دریافت کرنے لگا خداوند جمشید اسم اعظم بند کرچکے
اب کیا باعث ہے کہ سحر ہمارا تاثیر نہین کرتا بیرون نے جواب دیا ہماری تدبیرین بیکار ہین ایک جیغہ
اس نوجوان کے گلے مین ہے اسکے سبب سے ہم قریب نہین جاسکتے یہ سنکر بیداد سرکش
سحر کرکے غائب ہوا صاحبقران تخت شاہنشاہی کے قریب شمشیر زنی مین مصروف ہین کسیکو قریب
بادشاہ کے نہین آنے دیتے پروانہ وار گرد تخت بادشاہی پھر رہے ہین سر ساحرون کے دفتہ دفتہ
زمین پر گر رہے ہین کہ دیکھا مقبل وفادار غلام صاحبقران عالی وقار شمشیر زنی کرتا ہوا
آتا ہے کئی ساحرون کو سامنے صاحبقران کے مارا جھپٹ کر آواز دی ای شہریار گردون وقار
آپکا تمام لشکر دام سحر مین پھنس گیا سردار و عیار بیکار ہوئے غلام بھی مجبور و لاچار ہوا تمن بیچ مین
ساحرون کے بھاگ کر آیا ہون ایک خبر وحشت اثر سنی ساحر کہہ رہے ہین کہ جیغہ حرز ہیکل بدل لی یہ غلام
ناکام حرز ہیکل کو دیکھنا چاہتا ہے جہانتک ہوسکے حضور حفاظت کرین یہ کہتا ہوا مقبل قریب
آیا رو رو کر کہا اے خداوند حرز ہیکل مجھکو دیجئے تاثیر سحر ساحران سے کلیجہ جل رہا ہے ہر ایک لمحہ کا
جسم سے شعلہ نکل رہا ہے غلام کی جان بچ جائے مقبل نقلی جو بلک کر رویا صاحبقران کا دل کٹ گیا
حرز ہیکل گلے سے اتاری مقبل کے ہاتھ مین دیدی فرمایا جلد سینے سے مس کر مقبل نقلی
نے جیسے ہی حرز ہیکل کو پایا رومال مین لپیٹ کر نعرہ کیا باش او حمزہ منم بیداد سرکش
دیکھ او حمزہ یون آکر تحفہ سحر چھین لیتے ہین ادھر حرز ہیکل جسم سے صاحبقران
کے جدا ہوئی بیداد نے پلٹ کر سحر بھی کیا صاحبقران بیہوش پشت اشقر سے زمین پر گرے
ساحرون نے بلوہ کیا کہ صاحبقران کو پکڑ لین سات سو تاجدار گرد تخت بادشاہ عالی وقار
شمشیر زنی کر رہے تھے فوراً گھوڑون سے کود ے صاحبقران کو گود مین اٹھایا تخت شاہنشاہی
پر ڈالدیا صاحبقران مثل مردے کے پڑے ہین صاف ظاہر ہے کہ دم توڑ رہے ہین تاجدارون
مین شور گریہ وزاری بلند ساحرون کو قریب نہین آنے دیتے ہلڑ سنکر مقبل وفادار
غلام صاحبقران مع اپنے تیراندازون کے لڑتا ہوا اس مقام پر پہونچا دیکھا کہ ساحرون
کا بادشاہ پر بلوہ ہے چاہتے ہین کہ صاحبقران کو پکڑ لین تاجداران لشکر اسلام اپنی جان دے رہے ہین مقبل

گھوڑے سے کود اکچھ آواز دی بارہ ہزار تیر انداز غلامان جانباز گھوڑوں سے کود ے کمان ہائے کیانی
کاندھے سے اتارین گھٹنے زمین پر ٹیک دیے بارہ ہزار تیر ایک مرتبہ چلے خطا کار واصل جہنم ہوئے
دو تین ڈیوڑھین ایسی مارین کہ ساحر چلاتے ہوئے بھاگے پلے پر جا کر ٹھہرے بید ادنے
دور سے جو دیکھا کر تیر اندازون نے صاحبقران و بادشاہ کو بچایا ہے عقاب تیر پر کھول کر
گر رہے ہین وہین سے گھوڑے کو بڑھا کر چلا نعمان نے چھوٹے بھائی سے کہا بڑھکر ان تیر اندازون کو
پکار دے نعمان ٹھوبجو کرتا ہوا طرف مقبل کے چلا اب مقبل گھبرایا بادشاہ سے کہا ای شیر نر نعمان
سرکش ساحر زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست مجھپر سحر کرنے آتا ہے حضور ہم بارہ ہزار غلام اپنی جان دیکر
اسکو چند ساعت روکتے ہین آپ صاحبقران کو لیکر نکل جائیے اگر وہ بچا گرفتار کر لیگا بادشاہ نے
آنکھون مین آنسو بھر کر فرمایا ای مقبل وفادار ای یار غمخوار دل نہین قبول کرتا کہ مین افسر ہو کر قدم میدان کارزار
سے ہٹاؤن ای مقبل گلزار اربرابھی پر خزان آئی تقدیر نے یہ کیفیت دکھائی اگر پشت دکھا کر بار ی گئے
جرأت مین بھی فرق آیا یہی مشہور ہوگا بادشاہ نے قدم میدان کارزار سے ہٹایا ساحر آج ہمارا تعاقب
نہ چھوڑینگے ان کے اقلیم ہے کیونکر نکل جائین ای برادر کمان جان بچا کر جائین اگر قلعۂ آہن مین پہنچینگے وہان بھی جان
نہ بچیگی اگر قضا نہین آئی بموجب مضمون شعر کوئی کچھ نہین کر سکتا **شعر** اگر تیغ عالم بہ جنبد زجای ؛ نہ بُرد رگے تا نخواہد
خدای ؛ ای مقبل موت سے کہان کوئی بھاگ جائیگا اب لڑ بھڑ کر مر جائینگے تاجدارون نے عرض کی
ای شہر یار انتہا کی مصیبت ہو چکی بعد رنج راحت ہے وقت حل مصیبت ہے اپنے پیدا کرنیوالے سے رجوع کیجیے
بادشاہ نے اُس عالم اضطراب مین بیقرار ہو کر دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے تاج سر سے
اتارا محتاج بدرگاہ رب بے نیاز ہو کر عرض کی ای کریم کارساز ای رب اکبر حاکم بحر و بر صانع شمس و قمر بندون
پر اپنے رحم کر **نظم** تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب ؛ دعاے کند من کنم مستجاب ؛
چو عاجز رباشندہ دانم ترا ؛ درین عاجزی چون نخوانم ترا ؛ سب سردار و عیار مبتلاے بلا تھے
ہاتھ اُٹھا کر دل سے رجوع ہوگئی باب حاجت واتھا فوراً دعا قبول ہوئی سعادت حصول ہوئی بدعت ساحران
اُس حاول کو پسند نہ آئی ظلم وجور کہ بیچارون کو قتل کر رہے تھے سردار سحر مین مبتلا ساحر نے آکر خنجر مار دیا جرأت
صف شکنی نے دستگیری کی پاؤن سے ثابت قدمی مثل نقش پا جدا ہوئی اس مصیبت مین تھے یک بیک
دعا کی طرف سے طلسم نور افشان کے ابر زر فشانی پیدا ہوا جسمین رعد کی گرج برق کی چمک ابر لہراتا

ہوا چمکا چشم زدن میں قریب آیا سب نے دیکھا مرکب باد رفتار پر صاحب جاہ و توقیر شہنشاہ کوکب
روشن ضمیر بارہ ہزار جوانان زرین پوش بصد جوش و خروش مرکب اڑاتے ہوئے آتے ہیں آگے فوج کے
بلور چہار دست گھوڑے کو بڑھاتا ہوا نیزہ ہلاتا ہوا وارد وہی میں چلا آتا ہے ہرکاروں نے بڑھکر
یہ خبر کوکب سے کہی کہ شہریار جلد اپنے تئیں پہونچائیے لشکر اسلام کا خاتمہ ہوا چاہتا ہے تمام سردار عیار مبتلائے سحر
ہو چکے خواجہ نے جاکر عیاری کی تھی جمشید ملعون نے بجبر و ظلم خواجہ کو قتل کیا اسی غم کے جوش میں
سب سردار فوج کے سرکشان پر جا پڑے ہیں ساحروں نے زمین کو الٹ پلٹ کر دیا دیکھیے سحر چل رہے ہیں
نخل صحرا مثل نخل چنار جل رہے ہیں یہ خبر جو کوکب نے سنی گریبان چاک کیا خاک منہ پر ملی آواز منہ سے
نہ نکلتی تھی جوش جرأت میں گھوڑے کو بڑھایا نعرہ کیا نعرہ کوکب

منم رائج سکۂ ساحری
منم گوہر بحر جاہ و جلال
قوی دست و بازو در رستم تشم

منم صاحب شوکت و عز و جاہ
منم آفتاب سپہر کمال
شہنشاہ کوکب شہ بے نظیر

منم مالک ملک افسون گری
دلیر قوی پنجہ انجم سپاہ
جلالت شعار و فریدون حشم
ملقب بالقاب روشن ضمیر

تیغ برق تاب کھینچکر لشکر شقاوت اثر پر جا پڑا نعمان سرکش کہ قریب تخت شاہی پہونچ چکا تھا چاہتا
تھا کہ صاحبقران کو گرفتار کرے اور بادشاہ پر سحر کرے کوکب نے گھوڑے کو کڑا کیا کہا او بیحیا میں
آپہونچا خبردار سحر نہ کر نامردان عالم سے آنکھیں چار کر ہمیں وار کر غیر ساحر دیکھکر بت بھولا اپنی حقیقت
کو بھولا نعمان نے پلٹ کر کوکب کو دیکھا برس پڑا کئی سحر کیے کوکب نے اشاروں سے دفع کر دیے اسنے
تلوار کا وار کیا کوکب کو انتہا کا غصہ تھا بازو بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کر پھینک دی
کلائی پکڑکر بصد شوکت ایک طمانچہ مارا سر خود سر کا جنبر گردن سے اڑ گیا لاش کو پھونک دیا بارہ ہزار
جوان زرین پوش جلو داران کوکب آئینہ رو گوے ترنج ترنج چلنے لگے تلوار کی جھنکار شعلہ ہائے آتش کی
گرمی سے تمام صحرا دھواں دھار کوکب نعمان کو مار کر آگے بڑھا جمشید کے کان میں آواز آئی
کشتہ مرا نام من نعمان سرکش بود بیتاب ہوکر بازو بچا مر کہا یارو قوت بازو مارا گیا یہ کہہ رہا تھا کہ سامنے
سے نعرہ ہوا منم شہنشاہ کوکب کوکب نے بڑھکر وہی گولا کھینچ مارا اسکا دل گردہ تھا جو اس گولے کو در کے
فولاد کے سینہ پر کینہ پر پڑا توڑ کر پشت کے پار نکل گیا فولاد کی بھی مرنے کی آواز آئی صلا دنے بڑھکر زنجیر ساحری
شہنشاہ کوکب نے زنجیر چھین لی اس زنجیر کو جھکا دیا زنجیر آہنی نے مار سیاہ بنکر

حداد کو ڈس لیا جو سحر جسنے کوکب پر کیا اُسیکا ستارا گردش مین آیا بڑھکر اُسکو لوکا بہ یک ضرب
شمشیر دو پر کالے کیے قتل شیر غضبناک جست و چالاک جمع رو باہون پر جا پڑا ہر ایک مقام پر چکر
ڈرا پرے کے پرے درہم و برہم کر دیے زمین تھرا اُٹھی طائر آشیان سے اُڑے ابر زر افشانی سر پر
سایہ فگن پشت پر جوانان شمشیر زن کوکب نے پانچ بھائی بیداد کے مارے جب بڑھا سردار ہی کو
قتل کیا وہ ابر سیاہ جو ہمیشہ سے سایہ فگن ہے اُس ابر سے آگ برسنے لگی چند ہمراہیان
کوکب جلے بلور نے پکار کر آواز دی اے شہنشاہ گیتی ستان اول ابر سیاہ کی خبر لیجیے
اسمین کوئی بڑا مکار و حیلہ ساز ہے آتش سحر نے آگ لگا دی کوکب نے سر اُٹھا کر دیکھا ابر سیاہ کی
سب طرح کی بلائین نازل ہو رہی ہین کبھی آگ برسی کبھی تلوارین گرین خنجر برسے تیرون کی بوچھار
عجائبات ابر سیاہ کے بڑھتے جاتے ہین یہ حال حیرت مآل جو شہنشاہ کوکب روشنضمیر نے دیکھا نعرہ
شیرانہ کیا او نامردین تے تجھکو پہچانا اُسی مقام پر آتا ہون اب یہ حقیر اُس حال مین نہین ہے
پہلے حال شعبدہ ہر سرحد سے ناواقف تھے یہ کہکر کوکب روشنضمیر پشت مرکب سے جدا ہو مثل برق
تڑپتا ہوا اُسپر جا پڑا اُس ابر سے گولے چلے تیر برسے کوکب نے اشارون سے برقین چمکائین تیر قلم
کیے خنجر توڑے تلوارون کو بیدم کیا ابر سے شیر نکلا جھپٹ کر کوکب نے گھونسا مارا شیر کا سر پھٹ گیا
فیل مست چنگھاڑ مار کر باہر آیا کوکب نے بڑھکر ہاتھی کی گردن کھینچ لی صدہا بلائین ابر سے نکلین
کوکب ہوا پر قائم جنگ رستمانہ کر رہا ہے کئی سے زنگی قتل کیے تیر مارے جیب سے گولا نکالا
اسم سحر کا بڑھکر ابر پر مار دیا ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا دیکھا اسی ابر مین شیشہ اسم اعظم صاحبقران
لٹک رہا ہے کوکب نے قبضہ مار کر شیشہ توڑا فوراً اسمین سے اسم اعظم چھوٹا طائر جو اسمین
پھڑک رہا ہے اُسنے تڑپ کر جان دی یہان صاحبقران کو ہوش آیا اُٹھتے اُٹھتے
جرأت کا جوش آیا تیغ عقرب کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا پشت اشقر پر سوار ہوئے اسم اعظم
پڑھتے ہوئے جا پڑے سردارون کے جسم مین جان آئی سحر کشان سے نجات پائی زمین پر تو صاحبقران
جنگ رستمانہ کرنے لگے وہین کوکب ابر کو توڑ کر چاہتا ہے بالکل ابر کو مٹا دون اس پار سے اُس پار
گذر جاؤن محیط ابر نشین اس ابر کا مالک ہے وہ تیغہ پکڑ کے اپنے مقام سے اٹھا خبردار کہکر کوکب
پر جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے کوکب پر مارے کوکب نے وار اُسکے رد کیے بڑی قد و قامت کا ساحر ہے

زور کے ناز مین کوکب لپٹ گیا کوکب نے کولے پر لاد کر مارا چھاتی پر چڑھ کر محیط ابر نشین کا سر کھینچ لیا محیط کے مرنے سے آندھی سیاہ اُٹھی سنگ باری برف باری ہوئی بعد عرصہ دراز آواز آئی کر کشتی مرا نام من محیط ابر نشین بود اب کوکب نے دیکھا دوسرا ابر حائل ہے اُس ابر پر کوکب جا چڑھا اس ابر سے بھی صد ہا برقین گرین کوکب نے برقین قلم کین گلوٹھا جیب کر دانہ یاقوت احمر کا نکالا ابر مسخ پر مار دیا ابر ٹکڑے ٹکڑے ہوا دیکھا ایک ساحر نحیف وضعیف کریہ منظر تخت پر بیٹھا سحر کر رہا ہے قفس خواجہ عمرو اسی تخت پر رکھا ہی کوکب کے ہاتھ مین رعشہ آگیا للکارا او شعبدہ باز حیلہ ساز کیا ان غیر ساحرون پر جبر کیا ہے مقابلہ کر منم خداوند جمشید کہکر وہ ساحر اُٹھا گولا سحر کا اُٹھا کر کوکب پر مارا کوکب نے گولے کو موم کر دیا اُسنے خنجر پھینک مارا کوکب نے اشارہ کیا ایک پتھر گرا خنجر کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اب جمشید گھبرایا قصد کیا سحر کرتا ہوا نکل جاؤن کوکب نے بڑھکر قفس عمرو پر قبضہ کیا عمرو نے دیکھا کوکب دریای خون مین نہایا ہوا تیغہ برق مثال ہاتھ مین کھڑا ہوا لڑ رہا ہے تمام جسم سے اشیاے سحر پیدا ہو رہے ہین جمشید پر پرواز پیدا کر کے اُڑا ابر جو حائل تھا وہ موقوف ہوا سب نے زیر ابر سے دیکھا خداوند جمشید بھاگے جاتے ہین کوکب کو پشت دکھاتے ہین کوکب نے للکارا او نامرد کہان جائیگا دست زبردست غلام صاحبقران سے نجات نپائیگا کوکب بھی سحر کر کے برابر پہونچا اُسنے جھولی پر ہاتھ ڈال کر آتش کے دانے نکالے کوکب پر پھینکے ہزارہا آگ کے شعلے کوکب پر گرے کوکب نے باران سحر برسا کر اُس آگ کو بجھایا جمشید نے تاج اپنا پھینک مارا سر برہنہ ہوکر محتاج ہوا لکۂ ابر سیاہ کوکب پر گرا کوکب نے مثل برق تڑپ تڑپ کر اُس ابر کو بھی توڑا مثل آفتاب تابان اُس لکۂ ابر سیاہ کی چمککر نکلا استادان سخنور نے اس داستان حیرت عنوان کو یون تحریر فرمایا ہے کہ دوسرے ابر سے بھی کوکب پر ہزارہا بلائین نازل ہوئین کبھی شعلۂ آتش اسقدر گرے کہ کوکب ایسے آتش خو شعلہ مزاج نے دریاے آتش مین غوطہ مارا کھڑے ہوکر باران سحر برسایا آگ کے دریا کو مٹایا دریاے آتش کو مہلت نپائی تھی کہ دریاے آب نے جوش مارا یہ نہنگ بحر سحر و ساحری چمک کر گرا دریاے آب کو بھی مٹایا تھا کہ زنگیان آدم خوار نے آکر گھیرا بہ بھر کامل اُن سے تلوار چلی کوکب نے ہزارہا کو نوک ٹوک کے مار اگر دلاشون کا انبار ہو گیا زیر ابر صاحبقران زمان جنگ

رستا نہ کر رہے ہیں تب صدائے گیر و دار آسمان سے آتی تھی سب اسطرف متوجہ ہو جاتے تھے دیکھ رہے
ہیں کہ کوکب آج اس زور شور سے جنگ کر رہا ہے کہ کبھی ہوش ربا میں ایسے معرکے نہ پڑے تھے ساحر
اس شوکت و شان سے کسی مقام پر نہ لڑے تھے کبھی آفتاب نیکے چمکا کبھی برق جہندہ تھا کبھی
شمشیر زنی کبھی لیاقت تھمتنی زنگیوں کے غول سے ڈٹکر نکلا فیلان جنگی نے آکر گھیرا شیروں کو چیر کر
پھینکا تب قریب ابر دیگر دریائے خون میں نہایا ہوا پہونچا جیب سے گولا نکال کر اسی ابر سیاہ
پر مارا ابر شکست ہوا اب مقابلہ جمشید کا بندوبست ہوا دیکھا سب نے ایک ساحر کریہ منظر
خود سرا ایک تخت پر بیٹھا ہوا اکر خوانی میں مصروف ہے ماش کے تیلے بنے ہوئے تخت پر رکھے ہیں انکو کوکب
پر پھینک رہا ہے کوکب نے جو اُس رو سیاہ کو دیکھا نعرہ کیا او مکار کب تک مخفی ہوکر سحر کرے گا فرد ان عالم
کے سامنے آ ہمکو شعبدہ بازی دکھاتا ہے وہ معین و مددگار رہبر ہے ابر لشمین تیرا اور اصل جہنم ہوا اب
تجھے سامنا ہے یہ دیکھتے ہی جمشید اپنے مقام سے اُٹھا آواز دی او کوکب کیوں تیری قضا دامنگیر
ہوئی ہے منم خداوند جمشید جلد سجدہ کر کوکب نے کہا میں تو تجھپر لعنت کرتا ہوں جمشید نے
منقل آتش پھینک ماری ایک دریا آگ کا لہرا کر کوکب کے گرد آگیا صاحبقران وغیرہ نے دیکھا کوکب
کا لباس جلنے لگا ہر چند قصد کرتا ہے کہ باران سحر برساوں چمک کر دریائے آتش سے نکل جاوں جمشید
اپنا خون جسم کاٹ کاٹ کر پھینک رہا ہے شعلہ ہائے آتش کی دمبدم ترقی ہے انتشار میں کوکب
نے ایک دستک دی نعرہ کیا کہ دریائے نور افشاں جلد اپنے کو مجھ تک پہونچا شیشہ آب دمعید سحر
لیکر آسمان پر برق چمکی ایک سنہرا تیلا آسمان سے شیشہ آب نایاب لئے ہوئے پیدا ہوا قریب سر
کوکب اُسنے آتے ہی شیشہ توڑا آواز دی اے شہنشاہ طلسم نور افشاں ہوشیار ہو جائیے ایک چھینٹا
پانی کا منہ پر دیا وہ شعلہ ہائے آتش جو جسم پر لپٹے ہوئے تھے بجھے ہوش درست ہوئے سحر کرکے
آگ کو مٹایا تیغ برق مثال بعد جاہ و جلال کھینچکر جمشید پر جا پڑا جمشید نے تاج سر کا پھینک مارا
کہا او کوکب یہ تاج لائق مہر قدرت ہے آئین سرا سر کرامت ہے صاحبقران
نیر ابر سے ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ ہزارہا طائران پرندے نے آکر عقاب طلسم نور افشاں کو گھیر منقار
و پنجہ ہائے آہنی سے چاہتے ہیں تمام جسم کو فگار کر دیں زرہ کی کڑیاں نوچ کے پھینکدیں اب
کوکب طائروں پر سحر کر رہا ہے طائروں کو چیر چیر کر پھینکدیا مگر وہ

کم نہین ہوتے بڑھتے جاتے ہین سرکشی دکھاتے ہین پھر کوکب نے بقہر و غضب تمام آواز دی کہ اے
شہنشاہ طلسم نور افشان جلد اپنے کو پہونچا یہ آواز سُنکر ان طائرون کے ہوش اُڑنے کہ آسمان پھٹا
ہوا ایک باز بلند پرواز اُڑتا ہوا آیا منقار مثل سنان پنجہ ہاے فولادی اُن طائرون پر آکے گرا
جسکو پکڑ لیا اُسکو چیر کر پھینک دیا طائران سحر جمشید اُسپر جب حملہ کرتے ہین تڑپ کے بلند
ہو جاتا ہے اپنے کو اُنکے پنجہ بدعت سے بچاتا ہے چار چار کو منقار مین لیا مگر غربال کرتا ہے جسکو
پکڑ لیا چیر کر پھینک دیا کوکب نے بھی آتش کے دانے مار کر صدہا طائرون کو جلایا پھر پھر مینا ون
طائرون کو مٹایا جب طائرون کا خاتمہ ہوا باز بھی اڑتا ہوا نکل گیا اب کوکب نے پھر قبضہ پر ہاتھ ڈالا
جمشید سے تلوار چلی بلاے روزگار ہے اسکے سحر مین عجائب و غرائب شعبدہ بازی ظاہر ہوتے ہین
کوکب کو دفع کرنا دشوار ہوتا ہے آج وہ شوکت نمائی کی کہ ہر ایک خورد و بزرگ تعریف کر رہا
ہے یہان صاحبقران نے مجمع سرکشان کو متفرق کر دیا جمشید ہر مرتبہ قصد کرتا ہے کہ اُدھر کے نکل جاؤن
کوکب سد راہ جمشید ہے ہر مرتبہ یہی نعرہ کرکے سامنا کرتا ہے کہ او بھگوڑے کہان جاتا ہے
تو خداوند بن کے بیٹھا ہے انھین شعبدون پر ناز تھا غیر ساحرون پر شیر تھا اب کیون بھاگتا
ہے آخر سب طرح کے سحر کرکے جمشید مغرور عاجز ہوا مقابلے مین کوکب کے آیا تیغ سحر کا وار کیا
کوکب نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا تیغ جمشید نے سپر کو کاٹا کوکب نے سحر کرکے سر اپنا بچایا
تیغ برق تاب کو چمکا کے نعرہ کیا منم شہنشاہ کوکب روشن ضمیر چمک کے برق شمشیر گری اُسنے ہر چند
سحر کیے تیغ کوکب نے سحر کو کاٹا سر پر تیغہ پہونچا تھا کہ جمشید نے اپنے کو زمین پر گرا دیا پرواز پیدا
کرکے اُڑا کوکب نے سپر کو کاٹا گردن کی سرکش کو مہلت نہ دی جمشید لاچار ہو کر لپٹ پڑا کوکب نے
ایک طمانچہ مارا کہ منھ اسکا پھر گیا کوسے برلاد کے مارا دھم سے گرا کوکب نے چھاتی پر چڑھ کے سر اُسکا
کھینچ لیا تمام زمانہ تاریک ہو گیا آندھی سیاہ اُٹھی شور غل مچاتے تھے ہنگامہ عظیم برپا ہوا بعد عرصہ
دراز کے آواز آئی کُشتی مرا نام من جمشید جادو بود صاحبقران لڑتے ہوئے قریب تخت
بیداد کے پہونچ چکے تھے کہ کوکب نے سر جمشید لا کر نذر دیا خواجہ عمرو کو خبر ہی نکلا صاحبقران
نے بہ محبت کوکب کو گلے سے لگا لیا فرمایا اے برادر آج کس زور و شور سے جنگ کی ہے کوکب نے
دست بستہ عرض کی اے شہریار آپ کا اقبال ہے کہ یہ بیچا جمشید جادو مارا گیا ورنہ اسنے ایسے

شعبدے بناے تھے کہ جنکا ملنا دشوار تھا اب بیداد سرکش باقی ہے آتش اسیطرح شعلہ ور ہے شاید
یہ اسی ناری کا سحر ہے یہ باتیں صاحبقران کوکب سے کر رہے تھے کہ بیداد نے بڑھکر سحر کیا کہ لشکر صاحبقران
پر آگ برسنے لگی کوکب نے باران سحر برسایا مگر اُس آگ پر تاثیر نہ ہوئی کوکب نے بڑھکر
عرض کی حضور اسم اعظم پڑھکر دم کریں امیر نے اسم اعظم الٰہی کو ورد زبان کیا بآواز بلند پڑھا تب
وہ شعلے کم ہوئے صاحبقران طرف بیداد سرکش کے لڑتے ہوئے چلے راہ مین سرداران لشکر
روکنے لگے جو مقابلے مین آیا علف شمشیر آبدار ہوا صفین درہم وبرہم کرکے قریب بیداد پہونچے
اُسنے خوب آگ صاحبقران پر برسائی اژدر آتش فشان بنائے وہ اژدر قلابہ آتشین چھوڑتے
ہوئے قریب صاحبقران آئے جو اژدر قریب صاحبقران آیا امیر نے کلۂ اژدر مین ہاتھ ڈالکر
چیرا اور پھینک دیا بعض پر اسم اعظم دم کیا اژدہا جلکر رہگیا اب بیداد نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا
کئی وار صاحبقران پر کیے امیر نے سپر پر وار روکے آخر نعرہ کیا بیداد جلاد ضرب مردان
عالم تو قبول کرے سرکشی کرنے لگا خبردار باش کہکے ہاتھ تیغہ سہراب یل کا مارا اُسنے سپر سحر فولادی کو چہرے
کی پناہ کیا تیغہ دلکش کب رکتا ہے چمک کے گرا اسم اعظم بھی ورد زبان ہے برق شمشیر نے اسکے سپر کو باطل کیا
خود سرکٹا بیداد نے اپنے کو پشت مرکب سے گرادیا گھوڑا مارا گیا تڑپ کر پرواز پیدا کی قصد ہوا کہ
طرف خورشید نگار کے نکلجاوے سردارون نے آواز دی ای شہریار یہ ملعون آگ برساتا ہوا جاتا ہے صاحبقران
نے فلش سے کمان کیانی تاتاری ترکش سے تیر تین بھال کا نکالا اسم اعظم دم کرکے تیر مارا سینہ پرکینہ پر بیداد کے پڑا
مہرۂ پشت کو توڑکر پار گذر اجائے خون شعلہ ہاے آتش جسم سے ناری کے نکلے لاشہ جلتا ہوا زمین پر گرا
اندھیرا ہوگیا سنگ باری برف باری ہونے لگی بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من بیداد سرکش
بود اب سردارون نے دیکھا کہ جس مقام پر آگ روشن تھی وہ آگ بجھی دیکھا ایک مکان کہنہ بنا ہے اسمین
جملہ سردار بہار و باغبان و تمہور و فراہرز وغیرہ بیہوش پڑے ہین ایک جانب ایرج
نوجوان کو بھی دیکھا کوکب نے جاکر سبکو بیدار کیا ایرج سے لپٹ کر کوکب خوب رویا قاسم عالمشاہ
نے آکر مثل جان آغوش مین لیا بعد رہائی سرداران مذکور اُسیطرح صاحبقران معہ لشکر ظفر اثر
داخل قلعہ سرکشان ہوے اہالیان شہر براے استقبال حاضر ہوئے امیر نے سب کو بصد
شفقت سرفراز کیا وہ دیر کلان جسمین تصویر تھی اسکو کھدوا ڈالا مسجد دن کی تیاری ہوئی

بادشاہ داخل قصر شاہی ہوئے تخت سلیمانی بچھایا جملہ سرداران تہمتن اپنے اپنے مقام پر آ کے متمکن ہوئے اس فتح کی بڑی خوشی ہوئی کہ نگاہ امیر کی دنگل لندھور و نورالدہر پر پڑی کہ غاشیہ پڑا اسے بے اختیار آہ کر کے فرمایا کہ بخدا اس فتح سے غنچہ خاطر شگفتہ نہوا جانشین میرا صاحب شوکت و شان لندھور بن سعدان قلعہ خورشید نگار مین جاکر مبتلائے بلا ہوا دام مکر مین اس شعبدہ باز کے پھنسا نورالدہر نامور بھی اسی آفت مین ہین کیونکر دل کو چین ہو خواجہ اپنے پہلوان عادی کو طلب کر دبارگاہ سلیمانی کو لدوا کر سمت قلعہ خورشید نگار روانہ ہون یہ سنتے ہی شہنشاہ کوکب روشن ضمیر بیتاب ہوکر اٹھا عرض کی حضور ابھی نجات پائی ہے ان سرداران تہمتن سے ملنے کی امید نہ تھی جب حضور حوالی سرکشان مین آئے مین بھی بلا تکلف چلا آیا علم نجوم فراموش ہوا اسم اعظم بند ہوگیا جمشید ملعون بڑا زبردست تھا مین حضور سے رخصت ہوکر قصر جمشیدی مین پہونچا جب علم نجوم قبضے مین آیا تب یہ لڑائی فتح ہوئی غلام اس اقلیم کے حال سے بالکل بیخبر ہے ابھی سنتا ہون راہ مین کوئی طلسم ہے گذرنا دشوار ہوگا ایک مہینہ اس قلعہ سرکشان مین تشریف رکھیے مین حال راہ دریافت کرون اگر ساحر یہان کے تابہ قلعہ خورشید نگار جائین غیر ساحر کا بھی گذر ہو تب حضور کا سفر ہو مین بھی عرض کرونگا صاحبقران نے فرمایا اے برادر مین تکیہ پروردگار پر رکھتا ہون سب طلسم سحر اسکے نام نامی سے باطل ہوتا ہے دختر لیرمیر لندھور و نورالدہر جاکر اسکے شریک ہوئے انکے قلب پر کیا گذری کہ اس بچیا کو سجدہ کیا مختیارک ایسا شیطان وہان موجود ہے اگر وہ ان شیرونکو قتل کر ڈالے تو وہان کوئی روکنے والا ہو میرا جانا واجب لازم ہے مین ضرور جاونگا کوکب نے سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیسکا بہار و باغبان نے بھی یہی کہا ہم لوگ حال سے اس سرحد کے آگاہ نہین ہین صاحبقران نے فرمایا کہ ہر حال مین سے خدا آگاہ ہے اسکا اسم اقدس تیغ و تیر و پشت و پناہ ہے ہر چند سب سردارون نے سمجھایا صاحبقران نے نہ مانا برائے روانگی صاحبقران نے حکم دیا پہلوان عادی اٹھا لا بارگاہ کا لیکر سرحد سرکشان سے نکلے ایک منزل آگے بڑھ کے دوسرے دن صاحبقران بدولت و اقبال مع بادشاہ جمجاہ وغیرہ قلعہ سے نکلے پانچ کوس پرآ کے مقام کیا واضح رہے کہ پہلوان عادی مع بارگاہ سلیمانی ایک منزل آگے بڑھ گئے ہین صاحبقران کو قلعہ سرکشان سے منزل

اول ہے بلکہ ابھی جس مقام پر فروکش ہوئی ہیں نشان سرکشان ثابت ہوتے ہیں چونکہ سرداران
ساحر ساتھ ہیں دربار بارگاہ حشامی میں ہوتا ہی پہر رات گئے تک دربار آراستہ رہا بادشاہ جمجاہ
فرماتے رہے حضور جبر عادی کی منگوائیے وہ بارگاہ سلیمانی لیکر ایک منزل آگے بڑھ گئے ہیں کوکب
نے بھی کئی مرتبہ کہا اے شہریار راستے پُر آشوب ہیں اگر حضور حکم فرمائیں تو میں جاکر بارگاہ سلیمانی
کی خبر لوں امیر نے فرمایا قاسم تنگ رو اہلی عادی کا عیار ساتھ ہے جو کچھ خبر نیک
بد ہوگی ضرور پہونچائیگا وقت پر سمجھا جائیگا یہ فرماکر دربار برخاست کیا سب سردار اپنی اپنی
بارگاہ میں گئے صاحبقران اپنے مقام پر آئے خواجہ اس وجہ سے غافل ہیں کہ اب یہان
کوئی ہم نبرد نہیں ہے اپنے خیمہ میں جاکر آرام فرمایا اہالیان طلایہ بھی غافل ہے اسی خیال
پر کہ اہالیان قبیلہ سرکش سب مارے گئے اب یہان کوئی مقابلہ میں نہیں ہے بوقت شب
بادشاہ لشکر اسلام جو بارگاہ میں تشریف لائے مقبل وفادار روتا ہوا آیا عرض کی بستر خواب سے
صاحبقران غائب ہوے یہ حال مصیبت مآل سنکر تمام سرداران کو سناٹا آگیا ہر ایک
خورد و بزرگ گھبرا گیا بادشاہ نے فرمایا خواجہ عمرو کو بلاؤ خواجہ رنجیدہ کبیدہ بارگاہ میں آئے
بادشاہ نے فرمایا ای شہنشاہ اقلیم عیاری بڑے تعجب کی بات ہے آپ نے سراسر چشم پوشی کی
حفاظت میں مصروف نہوئے آپ خوب جانتے ہیں صاحبقران کے ہزار دشمن لاکھوں
رہزن آپ کو کیونکر چین پڑا بارگاہ برخاست ہوتے ہی آرام فرمایا اہالیان طلایہ پر بھی تاکید
نہیں کرتے عمرو نے جواب دیا اے شہنشاہ گیتی ستان یہ حقیر پر تقصیر کسیوقت غافل
نہیں رہتا شب کو کچھ خود بخود پردہ ہائے غفلت پڑے کہ یہ افتاد ہوئی مگر مجبور ولاچار ہوں کون
دشمن مکر میں تھا میں نے مقام جاکر دیکھا پتہ اعیار کا ہے کسی ساحر کا یہ کام نہیں ہے بادشاہ
نے فرمایا ہماری تو منزل کھوٹی ہوئی یہ بھی قاعدہ جد عالی تبار کا ہے کہ جو قصد کیا اُس سے واپس
نہیں ہوئے ہم کل اٹالہ بارگاہ کا ضرور روانہ کرینگے عمرو نے کہا حضور پر واجب ولازم ہے کہ
اسی مقام پر فروکش ہوں جبتک غلام صاحبقران کو تلاش کرکے واپس نہ آئے جبتک یہان
سے کوچ کرنے کا قصد نہ کیجئے بادشاہ نے جواب دیا خواجہ تم الیسا کلمہ ارشاد فرماتے ہو قاعدہ
میں دادا جان کے فرق آئیگا میں اٹالہ بارگاہ کا کل ضرور روانہ کرونگا خواجہ تو اُسیوقت تلاش

مین صاحبقران کی روانہ ہوے بادشاہ نے فرامرز عاد مغربی کو حکم دیا کہ بارگاہ حشامی لیکر
بڑھو تا بہ تلو خورشید نگار منزل بمنزل چلو لشکر ایک منزل پیچھے ہے فرامرز بارگاہ آسمان جاہ کا
اٹھا لیے ہوئے پانچ کوس آگے بڑھا ایک صحراے سبزہ زار طے کیا بیچ مین صحرا کے ایک شوالہ کہنہ یعنی خشتین
جا بجا سے گری ہوئین سب دیکھکر یہ سمجھے کہ عرصۂ دراز کا یہ شوالہ بنا ہوا ہے لیکن پتھر کے جانور مثل
عقاب باز و لبط و قمری و فیل و شیر و فرس وغیرہ بے حد بنے ہوئے ہین جیسے فرامرز سامنے
اُس شوالے کے پہونچا باز بلند جو پتھر کا بنا ہوا تھا وہ باز اپنے مقام سے مثل طائر اصلی اُڑا اور
آواز دی اے فرقہ مسلمانان وای قبیلہ سرکشان یہ راستہ بند ہے یہان سے پلٹ جاؤ کسی نے
جواب نہ دیا اُسیطرح بڑھے جب سایہ مین شوالے کے پہونچے شیر وغیرہ بصورت اصلی ہوکر لشکر
پر گرے صدہا کو کھا گئے ہر چند اُنپر تلوارون کے حربے کیے مگر کچھ تاثیر نہوئی ایک طائر فرامرز
کو بھی اُٹھا لیگیا ایک طائر کلان تڑپ کر گرا بارگاہ حشامی کو منقار مین دبالیا بلند ہو کر غائب
ہو گیا غیب جانورون نے دو چار ہزار بندگان خدا کو ہلاک کیا مغربیون کا کچھ زور نہ چلا تیر
تلوار کا کام نہ تھا اُن جانورون پر حربے کیے کچھ تاثیر نہوئی آخر شکست کھا کی جو باقی رہ گیے تھے
بھاگے خدمت شاہ مین آئے تمام کیفیت عرض کی کوکب روشنضمیر نے حال مصیبت مآل لشکر سنا
کہا پھر بچپانے اسی طور سے راستہ روکا بسم اللہ حضور لشکر تیار کر کے چلین غلام آپکا سمجھ لیگا بطور
علم کہانت ثابت ہوا کہ کسی ساحر کو اُسنے اس بیجدے مین روانہ کیا یہ اُسکا شعبدہ ہے بادشاہ
مع مکمل لشکر شوالے کے سامنے آکر فروکش ہوے کوکب ٹہلتا ہوا لشکر سے نکلا سامنے دیر کے
آکر آواز دی ای طائران سحر اپنے افسر کو آگاہ کردو کوکب روشنضمیر کہتا ہے کہ یہ شعبدہ بازیان
جرأت کے خلاف ہین لشکر لیکر ہمارے مقابلے مین آؤ سر میدان مقابلہ ہو ورنہ حقیر غلام صاحبقران
شب کو طبل جنگی بجوائیگا بوقت سحر اس دیر کی خیر نہوگی مثل حرف غلط اس شوالے کو صفحۂ صحرا سے
مٹادونگا ہمکو اسطرح جنگ کرتے ہوئے تا بہ تلو خورشید نگار جانا منظور ہے بیچ مین ہرگز نہ
رُکینگے کوکب نے کئی مرتبہ آواز دی کچھ طائرون نے جواب نہ دیا کوکب پلٹ آیا شب
کو طبل جنگی اپنے نام پر بجوایا شب بھر تیاریان رہین بوقت سحر کوکب نامور اسباب سحر سے
آراستہ ہو کر سامنے دیر کے گیا ماش کے دانے پھینکنا شروع کیے وہ طائر اُن دانون کو نگل جاتے ہین

کوکب تو کھڑا ہوا شولے پر سحر کر رہا ہے ساتھ والے کوکب کے بھی پڑے ہیں جانور اصلی ہوکر زمین
پر گرتے ہیں یہاں تو یہ رنگ ہے دو کلمہ داستان صاحبقران کے ذکر کرنا واجب و لازم ہے کہ
شاداب حیلہ گر کا بھائی حاکم قلعہ سرخابیہ سرخاب حیلہ گر اپنے قلعہ میں بیٹھا تھا کہ اُسکو خبر ہوئی
کہ میرے بھائی کو صاحبقران نے مسلمان کیا اپنے ساتھ لیگئے خود ہم سردار ہیں عیار ہی بانہ ہائے
عیاری جسم پر آراستہ کرکے اُٹھا اور فقا سے کہا کہ میں ابھی جاکر حمزہ کو لاتا ہوں قتل کرکے سر خدمت
خداوند خورشید روشن تن میں روانہ کردونگا جاکر اُسنے شب کو نقب لگائی صاحبقران
کو گرفتار کر لایا مسلسل و مطوق کرکے ہوشیار کیا کہا یا صاحبقران خداوند خورشید روشن تن
کو سجدہ کیجئے امیر نے لعنت کی اُسنے جلاد کو طلب کیا وہ وقت ہے کہ جلاد نے گردن پر کھینچے کا خط
کھینچا حکم پوچھ رہا ہے سرخاب نے حکم اول دیا قریب ہے کہ حکم ثانی دے کہ عمرو بھی تلاش کرتا ہوا بالصورت
مبدل بارگاہ سرخاب میں پہونچا دیکھا صاحبقران زیر تیغ بیٹھے ہیں گھبرا گیا کہ کیا تدبیر کروں
ایک گوشہ میں آکر ٹھہرا جیسے ہی سرخاب نے جلاد کو حکم دیا جلاد نے خنجر مارا ایک پتھر سر پر جلاد کے پڑا اُسکا
سر پھٹ گیا سرخاب نے دیکھا جلاد کا سر پھٹا ہوا ہے صاحبقران اُسیطرح بیٹھے ہیں دیکھکر گھبرا گیا آواز دی
اور جلاد کو بلایا دیکھا سامنے سے ایک جلاد تیغہ برہنہ کھینچے ہوئے سامنے آیا کہا اے شہنشاہ سمجھکر حکم دیجئے
میں فوراً قتل کردونگا مسلمانوں کی نام کا دشمن ہوں سرخاب نے اشارہ کیا جلاد دبل کرتا ہوا سامنے
صاحبقران کے آیا بائیں آنکھ کا تل دکھایا اشارہ کیا اے شہریار ہوشیار ہو جائیے غلام آپکا
آپہونچا صاحبقران خوش ہوگئے عمرو نے ہتھکڑی پر ہاتھ مارا ہتھکڑی کٹتے ہی صاحبقران نے
قید توڑی عمرو نے نیمچہ ہاتھ میں دیا صاحبقران اُٹھے تلوار چلنے لگی عمرو نے چند حقہ ہائے آتشبازی
مارے بارگاہ میں اندھیرا ہوگیا صاحبقران لڑتے ہوئے قریب سرخاب پہونچے اُسنے
ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تلوار چھین لی کمر میں ہاتھ ڈال کے سرخاب کو اُٹھا لیا سرخاب
نے آواز دی الامان امیر نے فرمایا امان بشرط ایمان سرخاب کلمہ پڑھ کر بصدق مسلمان ہوا
امیر نے سرخاب کو تخت پر بٹھایا آپ فرش گل زرین پر جلوہ فرما ہوئے عین گرمی صحبت میں سرخاب
نے عرض کی اے شہریار لشکر آپکا دیر کہنہ پر روکا گیا کل صبح کو جنگ ہوگی بطلیموس جادو وہان
کا منتظم ہے بڑی بڑی تدبیر سے روکے گا آپکے لشکر کو تا بہ خورشید نگار جانے نہ دیگا

یہ سنکر صاحبقران نے رات ہی کو تیاری کی طرف اپنے لشکر کے چلے سرخاب برائے رہبری ہمراہ
دس ہزار فوج بھی ساتھ ہے رات بھر رہبری کی بوقت سحر اسوقت آکر پہونچے کہ لشکر تمام صف
آرا ہے کوکب روشن ضمیر کھڑا ہوا دیر کہنہ پر سحر کر رہا ہے دیر سے طائر گر رہے ہیں صدہا بندگان
خدا کو ہلاک کیا غیلان جنگی شیران صحرائی اُسی دیر کہنہ سے نکلے ہیں دھڑ دکی مارتے پھرتے ہیں جسپر جا پڑے
اسکو چیر کر پھینک دیا بادشاہ پریشان ہیں ہر چند کہ کوکب اپنے کو بچاتا ہے لشکر پر زوال کدھر
کدھر روکے ہر سمت سے جانوروں نے بلوہ کیا ہے بادشاہ نے بیتاب ہوکر دعا کی صحرائی گرد اڑتی
دیکھا سب نے آفتاب عالمتاب آسمان عربستان زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر
عالی شان بصد جاہ و حشم آکر پہونچے دیکھا کہ لشکر پر آفت برپا ہے ہزارہا لاشہ تڑپ رہا ہے کوکب
سینہ سپر کئے ہوئے مصروف جنگ ہے بلوہ سے جانوروں کے تنگ ہے یہ حال دیکھکر صاحبقران
گھوڑے سے کودے گرز سام بن نریمان دست زبردست میں لیا اسم اعظم پڑھتے ہوئے طرف
دیر کے چلے جس جانور کے کان میں صدائے اسم اعظم پہونچی جلکر خاک ہوا کوکب کو بھی مہلت ملی مگر
صاحبقران لڑتے بھڑتے جنگ رستمانہ کرتے ہوئے قریب دیر کے پہونچے اسم اعظم پڑھ کر دیر پر
گرز مارا تڑاقے کی آواز ہوئی اڑا اڑا کر قصر ظلم و بدعت گرا آواز بلند جو اسم اعظم پڑھا ایک دناٹا ہوا
زمین تھرائی پہلوئے دیر سے آواز آئی منم بطلیموس جادو خبردار اے حمزہ آگے نہ بڑھنا آتش قہر و غضب
میں پھونک دونگا دور سے سب نے دیکھا مکان کے گرتے ہی ایک ساحر قوی تن تیغ سحر ہاتھ
میں لیے ہوئے صاحبقران پر وار کرنے لگا ہزارہا شعلہ ہائے آتش صاحبقران پر گرے برکت
اسم اعظم سے باطل ہوئے ایک مقام پر امیر نے الجہاد سے ہاتھ نکالا قریب پہونچکر تیغۂ عقرب سلیمانی
کا وار کیا اُس روسیاہ نے اسم سحر پڑھکر سپر فولادی کو اٹھایا سپر فولادی کے دو ٹکڑے ہوئے
بطلیموس نے چاہا نکل جاؤں اب کب پناہ ملتی ہے تیغۂ برق مثال تڑپ کر گرا یا تو قبہ سپر پر
چمکتا تھا یا زمین میں آکر بوسہ دیا بطلیموس کے دو ٹکڑے ہوئے اندھیرا ہو گیا نخل صحرا جلے مکان ہا
کہنہ جو تھے وہ بھی گرے بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من بطلیموس جادو بود
سب نے دیکھا بارگاہ حشمی اُسی صحرا میں پڑی ہے سردار جو غائب ہوے تھے اُسی
صحرا میں بخیر و عافیت ملے غنچہ آرزو کھلے شب کو بارگاہ اُسی مقام پر استادہ ہوئی

سرخاب حیلہ گر نے عرض کی اے شہریار اب درمیان مین کوئی کانٹا نہین ہے اب جو یہان سے
کوچ کیجے گا سامنے قلعہ خورشید نگار کے پہونچیے گا اب اُس نیرنگ و شعبدہ باز سے مقابلہ ہی بہت سمجھ کے
حضور لشکر کشی کرین اپنے بزرگون سے ہمنے سنا کئی سو برس سے یہ خدائی کرتا ہے سوا حضور کے کوئی اس راہ پُرخطر
سے نہین گذرا جو لشکر لیکر آیا تباہ و برباد ہوا ہمنے آج تک یہ نہین دیکھا کہ کوئی تا بہ قلعہ خورشید
نگار پہونچے حضور بھی تامل فرمائین اُس شعبدہ باز کے مقابلے مین نجائین امیر نے آنکھون مین
آنسو بھر کر فرمایا ای خیر خواہان دولت و اے سرداران باشوکت مین نے عہد کیا ہے کہ جب تک لقا
کو قتل نہ کرونگا اس غول صحرائے ضلالت کا پیچھا نچھوڑونگا وہ ملعون وہان پہونچ گیا علاوہ اسکے
دو شیر دلیر لندھور و نورالدہر اُسکے دربار مین موجود مین یہ بھی خبر معلوم ہے کہ ان
دونون نے اُسکو سجدہ کیا اُسکے شعبدے نے ایسے اُنکے قلب اُلٹ دیے کہ لشکر اسلام کے مقابلے پر دل
و جان سے آمادہ ہین یقین ہے کہ جب خورشید روشن تن قتل ہو تب وہ ہوش مین آئین کیونکر اسلحہ نہ
بجاؤن سرخاب نے سر جھکا لیا صاحبقران نے حکم دیا ایک ہفتہ لشکر اسی مقام پر رہے جملہ سرداران
ہفتے مین اپنے اپنے لشکر آراستہ کر کے فرداً فرداً بقاعدہ قدیم بر سر خورشید روشن تن لشکر
کشی کرین پروردگار معین و مددگار ہے اس قاعدہ سے بعد ہفتہ لشکر صاحبقران سمت قلعہ خورشید نگار
بعد جاہ و وقار چلا یہان خورشید روشن تن مکار پرفن اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا خدائی کر رہا
ہے جملہ خداوند باطل زبرجد شاہ و فرعون و گوسالہ سخنور ودم خبیثہ وغیرہ
دنگلون پر بیٹھے ہوے تعریف خورشید مین مصروف ہین لقا کو تاج و تخت ملا ہی بختیارک
کو عہدہ شیطنت طوق لعنت مرحمت ہوا ایک جانب لندھور و نورالدہر دنگل ہائے سپہ سالاری
پر مسلح دکھا بیٹھے ہوئے جھوم رہے ہین قبضہ شمشیر چوم رہے ہین ہر مرتبہ یہی عرض کرتے ہین یا خداوند
ہم کو حکم ہو جائے لشکر حمزہ کو روکین اول ہرکارون نے آکر قتل جمشید جادو کی خبر پہونچائی بختیارک
نے کہا مبارک مبارک یا خداوند قبلہ سرکشان کی سرکوبی خوب ہوئی تب سب سرکش مارے گئے
صاحبقران زمان زرکین گے یا خداوند اپنی فکر کیجیے خورشید روشن تن نے کہا کیا
مجال ہے جو میری سرحد مین آسکین یہ ذکر تھا کہ دوبارا خبر پہونچی کہ بطلیموس جادو بھی واصل
جہنم ہوا لشکر صاحبقران کا آراستہ ہو کر طرف خورشید نگار کے روانہ ہو چکا یقین ہے

کل سے آمد لشکر شروع ہو جائے بختیارک اُچھل پڑا کہا لو خداوند راستہ پاک ہو گیا لشکر آپکے سپہ سالار
قدرت کا کل سے آکر داخلہ کریگا اب خورشید روشن تن متردد ہوا لندھور و نورالدہر
نے دست بستہ عرض کی ہمیں حکم ہو جاکر لشکر حمزہ کو روکیں اسیوقت خورشید روشن تن نے
لقا کو خلعت نیابت سے سرفراز کیا حکم ہوا اے سپہ سالاران قدرت ہمراہ ہمارے نائب کے جاکر بیرون
قلعہ اترو قدرت بھی وقت پر تشریف لائیں گے اسیوقت زمرد شاہ باختری تخت پر سوار ہوا
لندھور و نورالدہر بطور سپہ سالار ہمراہ لشکر باختری ہوکر بیرون قلعہ چلے دو کوس آگے بڑھ کر فروکش
ہوئے خورشید روشن تن نے حکم دیا جب آمد لشکر سپہ سالار قدرت ما بدولت شروع ہو
قدرت کو خبر ملے قدرت بھی نزول اجلال و ورود اقبال فرمائینگے بختیارک خوشی خوشی لقا
کے ساتھ سوار ہوا بارہ لاکھ سوار پیدل فوج کے دل کے دل نوبت نقاری بجاتے ہوئے بیرون قلعہ اترے
شب کو خورشید روشن تن نے خداوند باطل کو حکم دیا کہ صبح کو سب تیار ہو کر در دولت پر
حاضر ہوں قدرت کے سوار ہونے کی شب کو تیاریاں ہوئیں صبح کو یہ غول صحرائے بدعت دیکھتا زمیدان
جہالت اس شان و شوکت سے سوار ہوا سو ہاتھی زنجیرہ بند کیے گئے اُسپر تخت کسا ہوا گرداگرد لات منات
وغیرہ مکاری کی باتیں کرتے ہوئے اسکی خدائی کا دم بھرتے ہوئے ایک بنگلہ مرصع کار آراستہ
رقص ہوتا ہوا پشت پر بائیس لاکھ فوج دریا موج علم ہائے سیاہ پھریرے کھلے ہوئے ان پھریروں
پر اسی مغرور کی تعریف مرقوم آہ فوج کی دھوم اس کر و فر سے بیرون قلعہ آیا لندھور و
نورالدہر واسطے استقبال کے آئے لقا نے بھی آکر پایہ تخت کو بوسہ دیا خود سر نے واسطے
سجدے کے سر جھکایا خلعت لعنت سے سرفراز ہوا لقا کو اپنے تقرب پر ناز ہوا ایک سلنبدی
پر تخت اسکا بچھایا گیا بختیارک پہلو میں بعہدۂ شیطنت صحرا سے گرد اڑی پہلوان
عادی کوہ ہامون نوز دپر سوار چالیس بھائی یمین و یسار چالیس ہزار قزاق پشت پر
اٹھارہ سو شتر و قاطر پر نالہ بارگاہ سلیمانی کا لدا ہوا بوق ترکی بجتا ہوا اس کر و فر سے جو عادی
آکر پہونچا بارگاہ استادہ کرنے میں مصروف ہوا خورشید روشن تن نے کہا یہی قدرت
کا سپہ سالار برہم زن لشکر کفار ہے بختیارک نے کہا قدرت نے پیدا کیا صورت نہیں پہچانتے
خورشید نے کہا عرصہ دراز سے قدرت نے نہیں دیکھا یاد نہیں رہا بختیارک نے کہا یہی حمزہ

کہاں یہ مقدمۃ الجیش لشکر حمزہ ہے یہ ذکر تھا کہ اور گردین بلند ہوئین شاہان ہفت ملک عبد القہار
جلبی و عبد الجبار حلبی قارن قہار مغربی و سلطان بخت مغربی و جمشید شاہ طلب البحر و
خسرو نیستانی وغیرہ چالیس تاجدار دس ہزار سوران جرار کی جمعیت سے آکر پہونچے بختیارک ایک
ایک کا نام بتاتا جاتا ہے جب شام ہو جاتی ہے آمد موقوف ہوتی ہے جو جس مقام پہ ہے اسی جگہ فرد کش ہوا
خورشید شام کو برج بارگاہ مین آتا ہے جلسہ عیش جمتا ہے بختیارک جو گھبرا گھبرا کر کہتا ہے کہ یا خداوند
ابھی حمزہ عرب بعد ہفتہ یا عشرہ پہونچیگا یہ ملازمان حمزہ آئے ہین ابھی فرزندان و سرداران نامی
نہین پہونچے لشکر حمزہ جب آکر فرد کش ہوگا گاؤ زمین بار نہ اُٹھا سکے گی کوہ و دشت تھرا اُٹھینگے شیران
صحرا کو غش آجائیگے خورشید روشن تن بیقرار ہے ظاہر تین پر اُسے تسکین ہمراہیان خود کہتا ہے قدرت
ایک تقدیر مین سب کو غارت کر دینگے دوسرے دن پھر آکر بیٹھا چشم براہ انتظار آمد فوج دیکھکر
مضطر و بیقرار ہو گیا ناگاہ گرد عظیم بلند ہوئی شاہان عراق و صفہان مندیل اصفہانی و مہلیل جنگ عراقی و
شہنشاہ عراقی وغیرہ تین لاکھ فوج کی جمعیت سے آکر پہونچے انکی آمد سے شام ہوگئی خورشید تابان
بھی داخل بارگاہ مغرب ہوا خورشید روشن تن پھر آکر بیٹھا اول جانشین صاحبقران نامور مالک
اژدر صاحب نیزہ و دستر غلام نبی و چاکر حیدر بعد کر و فر مع اسّی ہزار نیزہ داران عرب آکر پہونچا
تمام میدان عربون سے معمور ہو گیا انکے بعد شاہزادہ اسفندیار شاہ گیلانی و چوگان بن
حمزہ و شیر افگن و سعد طوبی وغیرہ فرزندان صاحبقران آکر پہونچے دو ہفتہ آمد مین انکی
گذرے بعد بیس دن کے گرد اڑی کہ تمام صحرا زمرد نگار ہو گیا انجم گرد رستم شکوہ سر فتنہ ملک
باختر بدیع الزمان نامور مع سرداران شیر پیکر داخل ہوئے انکے بعد تمام صحرا گلنار ہوا
شاہزادہ ملک قاسم شیر بیشہ رستم بعد شوکت و حشم پہونچے اور ایک گرد اُڑی تنبورے کی آواز
آئی بگل بجا رستم پلتین علمشاہ نوجوان بعد شوکت و شان مع فوج فرنگستان آکر پہونچے انکے بعد
گرد عظیم بلند ہوئی ہزبر بیشہ عربستان زلزلہ قاف ثانی سلیمان امیر عالی شان حمزہ صاحبقران
تخت پر بادشاہ عالیجاہ گرد سات سو تاجدار نشست پر فوج بشیار علمہای سرخ و سفید کھلی ہوئی نقارخانہ
سکندری و نقارخانہ سلیمانی نوازش مین تمام صحرای قلعہ خورشید نگار فوج ظفر موج صاحبقران
سے مملو ہو گیا حقیقت مین گاؤ زمین بار نہ سنبھال سکتی تھی بارگاہین جا بجا استادہ ہوئین

خورشید روشن تن ساحر پرفن غصے مین آیا اپنے مقام سے اٹھا بارگاہ مین آکر بیٹھا جملہ خداوند
باطل تعریف و توصیف مین مصروف بختیارک نے کہا یا خداوند آمد پہ سالار قدرت کی دیکھی
یہ جتنے آپکے قریب بیٹھے ہوئے باتین بنا رہے ہین ان سب نے سامان شان خدائی آراستہ کیے تھے
اسی شیر دلیر نے جاکر سب سے رنگ مٹائے بھاگتے راستہ نہ ملتا تھا ملک و مال پر قبضہ کر لیا آخرش
بھاگ کر کس درجہ مین آپ تک پہونچا تو خود خدا بنے تھے اب آپ کے بندے قرار پائے صفت و توصیف مین
آپکی مصروف ہین اب وقت زوال خورشید نگار بھی قریب آیا اپنے بندۂ خاص الخاص کو آپنے دیکھا
خورشید روشن تن نے کہا او بچیا قدرت زبان نہ ہلا ئینگے طائران صحرا نہنگان دریا وحشیان
دشت انکا علاج کرینگے ملک جی ملاحظہ کرنا یہ مقام مثل باختر ذرا نگار نہین ہے دیکھنا کیا کیفیت
ہوگی عین گرمی صحبت مین نور الدہر بن بدیع الزمان اپنے دنگل شوکت سے اٹھے دست بستہ عرض
کی یا خداوند سرکشی ان مسلمانون کی بہیر شاق ہے آپکا سپہ سالار انکے مقابلہ کا مشتاق ہے ہمارے
نام پر طبل جنگی بجوائیے صبح کو تماشہ ملاحظہ فرمائیے فرزند حمزہ بدیع الزمان کو اپنی جرأت پر بڑا
ناز ہے آپ کے سامنے مشکین باندھونگا خورشید روشن تن نے اسیوقت نام پر نور الدہر کے
طبل جنگی بجوایا جاسوسان لشکر اسلام جو حاضر تھے خبرین لیکر بارگاہ صاحبقران مین آئے بعد دعا کے
عرض کی حضور غضب ہوا نور الدہر کے نام پر طبل جنگی بجگیا کل وہ شیر صولت میدان مین آکر اپنے
والد نامدار کو للکاریگا دیکھین فلک کیا دکھائے یہ سنکر سب کو سناٹا آگیا بدیع الزمان نے قبضے پر
ہاتھ رکھکر فرمایا مین ہرگز اُس بچیا کا پاس نکرونگا وہ مرتد ہوگیا اُسکا قتل واجب و لازم ہے صاحبقران
نے آنکھون مین آنسو بھر کر فرمایا خواجہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی طبل
جنگی بجے خواجہ نے اسیوقت اٹھکر نقار خانہ سکندری پر چوب لگائی تمام لشکر مین شہرہ
ہوا کل شاہزادہ نور الدہر و بدیع الزمان سے مقابلہ ہے ہر شخص کو یہ حال پر ملال
سنکر تردد ہوا ہر شخص یہی کہتا تھا اس شیر بیشہ جرأت سے کون مقابلہ کریگا بڑا غضب یہ ہے
کہ کل وہ اپنے والد نامدار سے نکل کر سر میدان مقابلہ کریگا اور بدیع الزمان بھی جری بہادر
صف شکن تیغ زن خدانخواستہ دونون مین اگر ایک کو بھی چشم زخم پہونچیگا تو صاحبقران کو
کمال صدمہ ہوگا تڑپ و بیقراری کثرت نالہ و زاری سے دل کا بُرا حال ہوگا دیکھین

فلک تفرقہ پرداز گردون شعبدہ باز کیا رنگ دکھاتا ہے نئی بات ہے کہ باپ کو بیٹے سے لڑواتا ہے دونون
نہنگ بحر جرأت ہزبر دشت جلالت دونون حسن مین بےنظیر چہرے رشک ماہ منیر صاحب جاہ و توقیر
بدیع الزمان کو یہ غصہ ہے کہ میرے فرزند نے کچھ خیال نہ کیا اُس شعبدہ باز کو سجدہ کیا تمام سرداران
ایرج قاسم علمشاہ ہنستے ہین باتون مین آوازے کستے ہین ایرج کو اب اور زیادہ گھمنڈ ہوا ملک
یران سے نسبت قرار پائی اُنکے خسر صاحب میان کوکب روشن ضمیر سحر سے اُسکا ساتھ دینگے اپنی لشکر کشی
پر بڑا ناز کیا ہے آخر مین لشکر لیکر آئے وہ بھی اپنے مقام پر ذکر کر رہے ہین کہ نورالدہر سے مقابلہ
کرینگے بدیع الزمان فرماتے ہین یہ مین کیونکر گوارا کرون کہ ایرج جاکر نورالدہر سے لڑے
یہ نور نظر وہ پارۂ جگر رنج دونون مین ایک کا گوارا نہین ایرج سے زیادہ کوئی ہمارا پیارا نہین
اگر نورالدہر مارا گیا کچھ افسوس نہوگا کلیجے پر ضرور چُھری چلے گی داغ فرزند اُٹھائینگے اگر خدانخواستہ
ایرج ہاتھ سے نورالدہر کے مارا گیا بھائی رستم فرمائینگے میرے شیر کو قتل کرایا بدیع الزمان کو
افسوس نہ آیا صاحبو مجھکو سب طرح مشکل ہے ترقی پریشانی دل ہے اسی ہنگامہ مین چار پہر رات بسر ہوئی
جب شہنشاہ زرین پوش بصد جوش و خروش تخت زبرجدی فلک نیلی پر جلوہ فرما ہوا شہنشاہ انجم سیاہ نے
فرار پر قرار کیا قلعہ مغرب مین جاکر چھپا فوج ظلمت کو ہزیمت آفتاب عالمتاب کی شوکت و جلالت ہوئی
لشکر صاحبقران مین صدائے اذان بلند ہوئی فوج خورشید روشن تن مین پوجے پاٹ ہونے لگی
گھنٹہ و ناقوس بجے یہ بیچیا بدعوی خدائی بصد رعنائی و زیبائی تخت پر سوار ہوا ایک جانب
زمردشاہ باختری و نورالدہر دلبند حور نے پایہ تخت پر خورشید کے ہاتھ رکھا
پشت پر باسٹھ لاکھ فوج گویا سمندر کی موج تلاطم مین آئی صاف سمندر کا جزر و مد معلوم ہوتا ہے لوہے کی
دیوارین میدان مین آکر قائم ہوئین میدان درست ہوا ہر ایک بہادر لڑنے پر چالاک و چست ہوا نقیبون
نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کمر کھینچے نورالدہر بن بدیع الزمان نے مرکب باد رفتار کو چمکایا سامنے
خورشید روشن تن کے آیا دست بستہ عرض کی یا خداوند اجازت میدان دیجے خورشید نے دست
نحس پشت پر رکھا کہا اے سپہ سالار قدرت تجھکو اپنے بد قوت کے سپرد کیا اب نورالدہر نے بڑی
جمائی مرکب اسپ پری پوش زیر ران سوار صاحب شوکت و حشمت تجہز خارا شگاف سلیمانی زیب کمر
گھوڑا طرارے بھرتا ہوا اس شوکت و شان سے جو نورالدہر صف کفار سے نکلا سرداران نورالدہر

مین صدائے گریہ وزاری بلند تھی سب سے زیادہ ہزیر بیشہ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن و صفدر
طہماس بن عنقویل دیو بردر بیقرار تھا کہ عاشق جمال شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان
بے قبضہ ساطور پر ہاتھ رکھے ہوئے دربار کی طرف سر دست چپ کے جو صدائین طعن و تشنیع کی آتی ہین
انتہا کا طہماس کو ناگوار ہے ہر مرتبہ یہی چاہتا ہے کہ جو کوئی میرے آقا کو برا کہے اوسپر جا پڑے دن
لیکن مجبور ولاچار نور الدہر نے میدان مین آکر اسپ تازی پر چوگان بازی نیزہ بازی خوب
دکھلائی مرکب کو روک کر آواز دی اے فرقہ خدا پرستان یا تو آکر خداوند خورشید روشن تن
کو سجدہ کرو دیکھو سب مذہبون سے خداوند موجود ہین قدرت کی تعریفین کر رہے ہین اگر تم کو منظور
نہین ہے تو کسیکو برائے مقابلہ بھیجو یہ پورا کلمہ زبان سے نور الدہر کے نہ نکلا تھا کہ بدیع الزمان
نے مرکب کو صف سے نکالا ہر چند صاحبقران بیتاب ہوگئے بدیع الزمان بھی قریب تخت بادشاہی
پہونچے بادشاہ نے تخت رکھوا دیا فرمایا کہ عم نامدار مین آپ کو نجانے دونگا بدیع الزمان نے
عرض کی میرا جانا مناسب ہے اگر کوئی سردار اس جوان مرگ کے ہاتھ سے مارا گیا تو مین بدنام ہو جاؤنگا
مین ہی اسکا سر اوتارونگا یہ بھی خوب حضور آگاہ ہین کہ طہماس ایسے جوان کو اپنے برسر آزار کوہ گنبد
دھڑکا کر دیا ایرج نوجوان کو طہماس پر بڑا ناز تھا کئی مرتبہ اسکی مشکین باندھین لقا آزار کوہ
سے بھاگا ایک دن مین اس بدبخت نے تین قلعہ فتح کیے لقا کو دامنہ مشتری حصار مین پکڑ لیا
بارہ کوس تک دست زبردست پر چرخ دیتا ہوا لیگیا اس موذی کو کون جواب دے سکیگا اگر مین
مارا بھی گیا تو حضور پر تصدق ہوا یہی مشہور ہوگا ایک غلام شاہنشاہی قتل ہوگیا بعد میرے برادران
نامدار سرداران باوقار ہمارے خون کا بدلا لینگے یہ کہکر بدیع الزمان پایہ تخت شہنشاہی سے
لپٹ گئے خوب روئے بادشاہ کو کچھ نہ بن پڑا لاچار ہو کر اجازت دی بدیع الزمان پشت
گلگون باختری پر سوار ہوئے صاحبقران چالیس قدم آگے بڑھے ہوئے بمرتبہ صاحبقرانی
کھڑے تھے آکر بدیع الزمان نے سلام کیا صاحبقران نے گھوڑے سے اوتر کر گلے سے
بدیع الزمان کو لگا لیا بازو تھام کر دعائے فتح و ظفر پڑھی فرمایا اے نور نظر خدا تم کو مظفر و
منصور کرے اتنا دیکھ لو کہ دہ محبت مین اس شعبدہ باز کے چور ہے اب نصیحت سے یہ آگ بجھ گی
دیکھون فلک کیا دکھاتا ہے بدیع الزمان باپ سے لپٹ کر روئے عرض کی

حضور نہ گھبرائین اس مرتد کا سر لاتا ہون جسنے مذہب حقیقی کو چھوڑا اسکے لیے افسوس کیا کل انشاء اللہ
ہندی بچی خورسی کھونگا دیکھئے حضور کے سامنے پایۂ تخت خورشید پر ہاتھ رکھے ہوئے جھوم رہا ہے
آمادۂ حرب وپیکار ہے لقا نے اجازت نہ دلوائی اس وجہ سے مجبور ولاچار ہے صاحبقران نے ہاتھون
کو اٹھاکر دعا کی پروردگار دونون کی حفاظت کیجیو انیے بیٹے۔ بارگاہ مین ان دونون شیرون کو بکیفیت
تمام دیکھون بدیع الزمان سلام کرکے طرف میدان کارزار کے چلے نورالدہر نے جو باپ کو آتے ہوئے
دیکھا بارادہ جنگ دو مرکب بڑھایا بدیع الزمان نے بھی دوش سے گردہ سپر کا لیا جنگاور مین
نورالدہر کا مرکب چار قدم بدیع الزمان کا تین قدم ہٹا اب آنکھین چار
ہوئین نورالدہر نے سلام بھی نہ کیا کہا مین حضور کا خیرخواہ ہون چلکر خورشید کو سجدہ کیجیے نہایت
قدرشناس ہے ہمارے ہاتھ سے کوئی کار نمایان نہین ہوا مگر قدرت نے سپہ سالار کل لشکر کا کیا یہ
کلمات مہملات سنکر بدیع الزمان کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا فرمایا او نالائق کیا بیہودہ
بکتا ہے اس شعبدہ باز پر ہم لعنت کرتے ہین یہ بھی اسنے ایک شعبدہ بنایا بصورت لات منات چند پتلے
بناکر اسنے اپنی صفت کراتا ہے جاہلون کے سامنے اپنا مرتبہ بڑھاتا ہے یہ میدان کارزار ہے کچھ زور
بازو دکھا نورالدہر نے غصہ مین نیزہ مارا بدیع الزمان نے سنان نیزہ پر روکا دونون
جوانون مین نیزہ چلنے لگا فنون سپاہ گری مین دونون طاق ضرب وحرب مین شہرۂ آفاق دونون
لشکر بہ نگاہ حسرت نگران صاحبقران بصورت آئینہ حیران جانبین سے تعریفین ہو رہی ہین پہر بھر کامل
نیزہ چلا نیزے شکست ہوئے تیغہائے برق مثال کھینچی جب نورالدہر نے ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران
نے یاحفیظ کہکر کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا بدیع الزمان نے تلوار کو روکا ہاتھ تیغۂ طہمورس دیو کا مارا
امیر دعائین کر رہے ہین نہایت بیتاب یہی قول ہے ای حافظ حقیقی ای مالک تحقیقی ان دونون کو بچا بے
اپنی قدرت نمائی کر پہر بھر کامل تلوار چلی بدیع الزمان نے ایک مقام پر باڑھ بچا کے کلائی پر
نورالدہر کے ہاتھ ڈال دیا نورالدہر نے گریبان مین ہاتھ ڈالا جھٹکے جو شیرون کے چلے گھوڑون
نے سینہ ٹیک دے سردارون نے بڑھکر آواز دی ای بہادر گھوڑون سے اُترکر مقابلہ کرو بے زبان
مرجائینگے بدیع ونورالدہر گھوڑون سے کودے بایان ہاتھ تھام کر بدیع کے کاندھے
پر نورالدہر نے ہاتھ دکھا بدیع کو یہ معلوم ہوا پہاڑ کسی نے گردن پر رکھدیا بدیع نے

بھی دست زبردست کاندھے پر نورالدہر کے رکھا نورالدہر کو معلوم ہوا گردن پر آسمان پھٹ پڑا
زمین و آسمان کا فرق تھا کشتی ہونے لگی بدیع الزمان بھی کشتی میں عدیل و بے نظیر ہیں لیکن نورالدہر
پر پنجہ نہیں قابض ہوتا پر یار کا فرزند نوجوان زیرک طور سے لڑ رہا ہے صاحبقران کو نہایت تردد ہے
دن بھر اسی زور شور سے کشتی ہوئی کسی نے کسی کو نہیں کی جب دن قلیل باقی رہا ریل پیل کے زور ہونے لگے
اگر نورالدہر بدیع کو پانچ قدم ریل کے لیجاتے تو بدیع چھ قدم پر ریل کر لاتے کسیقدر زیادتی ہوچکی
نورالدہر نے غصے میں خنجر پر ہاتھ ڈالا کہا والدنا مدارا لامر فوق الادب ایسا خنجر مارونگا کہ آنتیں نکل
آئینگی بدیع نے بھی خنجر کھینچا کہا ادعا نامرگ ہیں اسطرح بھی موجود ہوں جب دونوں نے خنجر کھینچے
صاحبقران بیتاب ہوگئے نعرہ کر کے جھپٹے ادھر سے لقا نے صنیغم وغیرہ کو بھیجا صاحبقران
نے بیچ میں آکر دونوں کو روکا فرمایا کیا جہالت ہے نورالدہر نے جو صاحبقران کو دیکھا
سلام نہ کیا بدیع الزمان کو بہت ناگوار ہوا کہا او نالایق حضور کو سلام نہ کیا اسقدر مغرور ہوگیا
صاحبقران سے عرض کی آپ الگ ہو جائیں میں اس نالایق کی مشکیں باندھکر لاؤنگا
نورالدہر نے کہا میں کل لشکر کو جواب دونگا ادھر صنیغم خون آشام نے آکر نورالدہر کو روکا کہا
قدرت فرماتے ہیں پلٹ آؤ کل سمجھا جائیگا نورالدہر نہ مانتے تھے خود لقا تخت سے اترکر آیا نورالدہر
کو سمجھایا اپنے ساتھ لیکر پلٹا ادھر صاحبقران نے بدیع الزمان کو بھی اشیر کو بلاتے ہوئے لشکر میں
لائے بروقت رخصت خورشید روشن تن نے حکم دیا ان مسلمانوں کو تنبیہ اور طور سے ہوگی ایک
ہفتے کی ہم نے مہلت دی آپس میں صلاح کر کے سجدہ کر لینگے ورنہ زمین و آسمان انکا دشمن ہو جائیگا ایسے
ایسے کلمات مہملات کہتا ہوا نورالدہر و لندھور کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ میں آیا مصروف عیش
ونشاط ہوا یہاں صاحبقران مع جملہ سرداران تہمتن بارگاہ عشائی میں تشریف لائے شعبدہ بازی
خورشید سے حیران پریشان ہیں کہ ہرکاروں نے آکر خبر دی خورشید روشن تن
نے ایک ہفتہ جنگ موقوف رہنے کا حکم دیا ہے بعد ایک ہفتے کے طبل جنگی بجیگا صاحبقران
نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچی فرمایا دیکھوں فلک شعبدہ باز اس زمین پر کیا گردش دکھاتا ہے
کوکب روشن ضمیر بھی خاموش بیٹھا ہے نورالدہر کے مبہوت ہونے کا ذکر ہوا بدیع الزمان نے کہا اگر قبلہ
و کعبہ مجھکو واپس لاتے میں اس نالایق کو ضرور قتل کرتا بالکل اُسنے ادب قاعدے کو فراموش

کیا برائے تسلیم صاحبقران نہ جھکا گوکہنے کہا ای شیر بیشہ صاحبقرانی یہ مقدمات سحر ساحری
ہیں نورالدہر ایسا سعادتمند برائے تسلیم نہ جھکے بس اپنے ہوش میں نہیں ہے حکایت و شکایت بیکار ہے
غلام تدبیریں کر رہا ہے ابھی تک یہاں کے حال کو نہیں سمجھا یہ تو سب کو ظاہر ہوا کہ ایک ہفتہ جنگ
نہ ہوگی شاپور شیر دل نے ایرج نوجوان کو خبر دی کہ یہاں سے تین کوس پر صحرائے سبزہ زار
ہے وہاں بحساب شکار ہے صاحبقران سے مہلت لیجے جنگ بھی موقوف ہے چلکر شکار کھیلے ایرج
کو شوق شکار ہوا دست بستہ دنگل سے اٹھے صاحبقران کے سامنے آکر کھڑے ہوئے صاحبقران
سے عرض کی کہ کل صبح کو غلام کو واسطے شکار کے حکم دیا جائے صاحبقران نے فرمایا کہ
ایسے دشمن کا سامنا ہے کیونکر واسطے شکار کے حکم دیا جائے عرض کی ابھی خبر پائی ہے کہ یہاں
سے تھوڑی دور پر شکار بیشمار صحرا سبزہ زار ہے بہت جلد واپس آونگا صاحبقران جانتے ہیں
کہ یہ آتش خو شعلہ مزاج پہلوانوں کے سر کا تاج ہے اگر مہلت نہ دونگا ملول و حزین ہوگا مجبوری فرمایا
دور جانیکا ارادہ نہ کرنا عرض کی غلام دن بھر صحرا میں رہیگا بہت جلد واپس آئیگا ایرج کو رخصت
دیکر صاحبقران دربار برخاست کیا ایرج نے نیلم و فیلم کو حکم دیدیا بوقت سحر سامان شکار مہیا رہے
نماز بھی چلکر صحرا میں پڑھینگے کارگذاروں نے رات ہی کو سامان شکار مہیا کیا بوقت سحر ایرج
نامور لیثت کرہ بن اشقر پر سوار ہوئے چند سرداران کو ساتھ لیکر واسطے شکار کے صحرا میں آئے
نماز پڑھی اب شکارگاہ میں تشریف لائے دیکھا صحرای سبزہ زار ایک جانب کوہ فلک فتاد دامن
صحرا گلہائے رنگا رنگ سے مملو گلہائے خودرو کی خوشبو جابجا طائران زمزمہ سنج نخل گل پر عندلیبان
خوش نوا بر سرو لب جو قمریان کی کوکو نہروں میں آب صاف و شفاف ہر ایک موج مثل شمشیر خارا
شگاف حباب لب جو رشک چشمان خوبرو زلف سنبل کو پیچ و تاب موئے مشکین مہوشان کا جواب
ایک جانب نرگس شہلا مصروف تماشائے صحرائے پرفضا طائران نغمہ سرا بزبان بے زبانی
تعریف باغبان قضا و قدر میں مصروف جوش محبت شمشاد و صنوبر میں قمریوں کی کوکو موقوف
شاخ گل پہ بلبلیں پھول کر بیٹھیں غنچہ منقار سے گلریزیاں کر رہی ہیں دم محبت جوانان چمن کا
بھر رہی ہیں ہر نخل پر صدہا طائر شاہزادہ یہ سیر دیکھکر نہایت شگفتہ ہوا کمان کیانی کو
دوش سے اتارا تیر کو بجر کمان میں پیوستہ کیا ایک طاؤس کو تاک کر تیر مارا

تیر جا کر سینہ پر طاؤس کے پڑا وہ طاؤس تیر کھا کر بلند ہوا افسوس ہیہات کی آواز دی شاپور دور سے
دیکھ رہا ہے کہ طاؤس کے آواز دیتے ہی درۂ کوہ سے صدہا عقاب و باز بلند پرواز وغیرہ تڑپتے ہوئے
نکلے آواز سے طائران کے گردبھی انتہا کی اُٹھی صحرا میں تاریکی ہوگئی بعد چشم زدن جو روشنی
ہوئی دیکھا شاپور نے ایرج نوجوان پشت مرکب پر نہیں ہے گھوڑا کوتل کھڑا ہوا سموں سے خاک
اُڑا رہا ہے اب سرداروں پر وہ طائر تڑپ تڑپ کر گرنے لگے جس پر جو طائر گرا کمر میں پنجہ دیا سردار
کو اُٹھا کر درۂ کوہ میں لیگیا تھوڑے ہی عرصہ میں جملہ سرداران کو اُٹھا کر طائر لیگئے شاپور کے ہوش
اُڑے بدحواس ہو کر بھاگا پہلے قرادل بھی منتشر ہوئے افتاں وخیزاں با حال پریشان طرف
لشکر کے چلے صبح کے وقت گوشۂ لشکر صاحبقران پر بارگاہ بہار و باغبان آراستہ تھی لپنے
اپنے خیمہ سے نکلکر سمت بارگاہ حشامی جاتے تھے کہ صحرا سے رونے کی آواز آئی باغبان نے پلٹ کر
دیکھا مہتر شاپور شیردل وچند طلایہ دار ان ایرج حیران و پریشان بھاگے ہوئے آتے ہیں باغبان
نے بڑھکر پوچھا کیوں مہتر شاپور خیر تو ہے شاپور نے تمام کیفیت صحرا کی بیان کی کہا ای باغبان ہم
صحرائے سبزہ زار میں جا کر لٹ گئے اپنے آقا سے چھٹ گئے شکار بھی نکرنے پائے کہ خود شکار ہوئے
بہار نے کہا ای باغبان اس سرحد تک کی کیفیت ظاہر ہونا بہت دشوار ہے اُس شعبدہ باز نے کل
سرمیدان کہا کہ مسلمانوں کی تنبیہ اور طور سے ہوگی وہ شعبدہ ظاہر ہوا ہے ابھی جا کر گرفتار ہوں
بلکہ شاپور کو روکا کہ صاحبقران کو خبر نکرے یہ مقدمہ سحر وساحری ہے جو سردار وہاں جائیگا مبتلا ے
بلا ہوگا باغبان تو اسباب سحر درست کرنے لگا مگر بہار و مخمور طاؤسان زرین بال پر سوار ہو کر
چلیں چہرے غصے سے گلنار عقب میں مخمور آگے آگے بہار مخمور نے کہا اے بہار جادو
سمجھ کے سحر کرنا جب ہمارا شاہزادہ والا قدر شیر صولت رستم شوکت لینے والد نامدار سے لڑکر
پلٹا تھا اُس شعبدہ باز نے یہ کلمہ باآواز بلند کہا تھا کہ ان مسلمانوں کی اور طور سے تدبیر کیجائیگی
وہی سحر وساحری شروع ہوئی معلوم ہوتا ہے یہ صحرا جسمیں جا کر ایرج نوجوان پھنسے شعبدہ بازی
سے مملو ہے مقام افسوس ہے کہ یہاں کا حال بخوبی نہ دریافت ہونے پایا حالات طلسم ہوش ربا و
افراسیاب ایسے ظالم سے سالہا سال لڑے یہاں کا حال اگر معلوم ہوتا تو اس مکار کو لطف ملتا
سالہا سال سے یہ ملک آباد در بندوں کے سحر دیکھے کوکب ایسے بادشاہ مجبور ہوگئے تھے لاچار تھے

بہار نے پلٹ کر جواب دیا اے مخمور فلک درپے آزار ہی کوشش ہماری بیکار رہی افراسیاب ایسا شخص مارا گیا اُسکے بعد بھی چین نہ ملا آخر اُسنے جو دعوے خدائی کیا ہی کوئی تو ایسا بھروسا ہے اپنو جاتے ہین سب حال کھل جائیگا یہ کہتی ہوئی بہار اُسیوقت صحرا مین پہونچی کہ صدہا سرداران ایرج کو طائر اُٹھا لیگئے اندر سے درہ کوہ کے برقین چمک رہی ہین بہت سے سرداران ایرج غائب ملازم قتل بھی ہوئے وہ طائران صحرا تڑپ تڑپ کے گر رہے ہین کوئی عکس سے طائر کی گر گیا کسی کے پرون نے کام خنجر بُران کا کیا اسی طور سے گرا کہ سوار کے دو ٹکڑے ہوئے پیدل بھاگ کر جان بچاتے ہین بعض گوشون سے طائرون پر تیر اندازی کر رہے ہین تیرون سے طائر زخمی ہوئے بہار نے جو نگاہ دیکھا گلدستۂ سحر جھولی سے نکالا غنچہ دہن واکیا بقصد رنگینی اس مصرعہ کو پڑھا گلدستہ مارا ایک طائر نے گلدستہ پر طمانچہ مارا گلدستہ چھٹا پھولون سے شعلہ ہائے آتش نکلے کئی طائر بھی جلے گلدستہ بھی جلکر خاک ہوا رنگ سحر بہار نہ جما تین بار گلدستے بہار نے مارے چالیس پچاس طائر جلکر خاک ہوئے مخمور نے دیکھا ایک آندھی سیاہ درہ کوہ سے اُٹھی تمام صحرا پُر غبار ہو گیا بہار کا دم گھٹنے لگا قصد کیا پر پرواز پیدا کرکے نکل جاؤن الگ سے سحر کرون اُس غبار سے ایک طاؤس زرین بال پیدا ہوا بہار پر گرا ہر چند بہار نے اپنے کو بچایا چاہا سحر کرکے طاؤس کو جلادون طاؤس نے پنجہ کمر مین بہار کے دیا بہار بیہوش ہو گئی اُٹھا کر بہار کو درہ کوہ مین لیگیا مخمور حال بہار دیکھکر بیتاب ہو گئی پڑھکر دانہ یاقوت احمر کا مارا سحر سے ایک مرغ زرین پیدا کیا اُس مرغ نے ہزارہا طائر چیر کے پھینک دیے پھر آندھی اُٹھی وہی طاؤس جو بہار کو لیگیا تھا ہیہات افسوس کہتا ہوا درہ کوہ سے نکلا مرغ زرین سحر مخمور پر جا پڑا ایک پر مارا کہ وہ مرغ جلگیا اب تڑپ کر مخمور پر گرا اس زور شور سے آواز ہیہات دی کہ مخمور بھی بیہوش ہو گئی طاؤس نے آکر مخمور کو اُٹھا لیا درہ کوہ مین لیگیا باغبان قدرت آکے پہونچا اُسنے بھی سحر کرکے تیر برسائے بہت سے نخل کانٹے طائر مارے ایک باز تڑپتا ہوا درہ کوہ سے نکلا خبردار خبردار کہتا پہنچا باغبان کو بھی غش آیا باز باغبان کو بھی اُٹھا کر لیگیا باغبان و بہار و مخمور کے ساتھ والے سحر کرکے لڑنے لگے طائرون پر کسی کا دام سحر نہ پڑا صدہا کو اُٹھا لیگئے یہ خبر ہرکارون نے کوکب روشن ضمیر کو پہونچائی یہ حال پُر ملال سُنکر

کوکب بیقرار ہوگیا فوراً پشت مرکب پر سوار ہوا اُسوقت آکر پہونچا کہ ملازمان ایرج کا تو نشان بھی
نہین ملتا ملازمان باغبان سحر کررہے ہین درہ کوہ سے طائر نکلکے اونکو اوٹھالیجاتے ہین پس
کوکب کمر ہمت چست باندھکر پشت مرکب سے کودا ایک گولا مارا کہ تمام صحرا آتش بہار ہوگیا سب
طائر زمزمہ سرائی بھولا آتش سحر کوکب سے ہزارون جلکر خاک ہوئے نخل کٹ کٹ کرگرے بہ تیغ چمکین رعد گرجا
خود بھی ہاتھ مین تیغہ کھینچکر جانوران پرند و گزند کو قتل کرنے لگا یہ خبر ہلکارون نے صاحبقران
زمان کو پہونچائی امیر سوار ہوکر چلے بادشاہ بھی تخت پر سوار ہوئے عمرو رکاب صاحبقران سے
لپٹا ہوا فریاد کررہا ہی کہ ای شہریار رزہ صحرا سحر و ساحری سے معمور معلوم ہوتا ہی ایرج تو غیر ساحر تھا مگر
مخمور و بہار و باغبان تو ساحران کامل و اکمل تھے سنتا ہون اونکی بھی وہی صورت ہوئی باز و
عقاب درۂ کوہ سے پیدا ہوتے ہین ہزارہا کو اوٹھا کر لیگئے بہار نے کوئی طریقہ اُٹھا نہین رکھا لیکن
کچھ زور نہ چلا حضور اسوقت دہائی صاحبقران نے فرمایا عمر تو جاکر اپنی جان بچا در مین اپنے کو بچاؤن
تماشہ بھی دیکھنے نہ جاؤن یہ فرماتے ہوئے اسیوقت پہونچے دیکھا کہ کوکب روشن ضمیر اُس صحرا مین
مثل شعلۂ جوالہ طائرون سے لڑ رہا ہی تمام صحرا کو جلا کر خاک کر دیا ہی دامنۂ کوہ لاشہ ہائے طائران
سے بھر دیا ہی تیغہ برق مثال ہاتھ مین برای ایرج نوجوان بیقرار ہا ہے فرزند کہکے نعرے مار
رہا ہی طائرونکو للکار رہا ہی لڑتا بھڑتا بر سر کوہ پہونچا اسقدر گولے مارے کہ تمام پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے
ہوگیا پہاڑ کی درخت بھی کاٹے طائر ہزارون مارے گئے مگر تانتا طائرون کا کم نہین ہوتا زرہ و
لباس کوکب منقارون سے نوچکر پھینک دیا دم شمشیر پر خود گلے رکھتے ہین خود موت کا مزہ چکھتے ہین
صاحبقران ملاحظہ کررہے ہین کہ بر سر کوہ فلک شکوہ کوکب دریاے خون مین نہایا ہوا لباس کل
تمام پارہ پارہ جسم تمام چھنا ہوا منقار طائران کی ضرب سے تمام جسم فوارہ بنا ہوا لیکن جرات
مین کوکب کے فرق نہین جس طائر کو پکڑ پایا چیر کر پھینک دیا کسی کو تلوار سے قتل کیا کسی
پر نگاہ قہر ڈالی برق چمک کر گری طائرون کے سر کٹکر زمین پر گرے پھر بھی کامل کوکب روشن ضمیر اُس
پہاڑ پر لڑا طائرون کا نکلنا موقوف نہین ہوتا صاحبقران زمان ملاحظہ فرما رہے ہین کہ کوکب
مجمع طائران سے مثل برق تڑپ کر بلند ہوا چند قدم بلند ہوکر سر جھکایا کڑک کر پہاڑ پر گرا یہ سمجھ لیا کہ
ان طائرون کا بنانی والا اندر پہاڑ کے بیٹھا ہو گا جب اُسکو جاکر مارونگا تب یہ بلا دفع ہوگی کسی درجے

اس پہاڑ کی تھے کوکب نے ٹکریں مار کر یہ سختی اُن درجوں کو مٹایا اتنی بڑی مصیبت اُٹھا کر درجے توتوڑے
اسقدر زخم داری ہے کہ جھومتا ہوا اندر درۂ کوہ کے گرا فرط زخم داری سے اسقدر خون جسم سے بہا کہ
چہرہ سفید ہوگیا ظاہر ہے کہ خون جسم میں باقی نہیں رہا جسوقت کوکب درۂ کوہ میں پہونچا درجہ ہائے
کوہ تو گر چکے تھے دور سے صاحبقران بھی دیکھ رہے ہیں اندر درۂ کوہ کے جہاں پر کوکب جا کر گرا ایک قبر
بنی ہوئی ہے اُس سے طائر نکل رہے تھے کوکب نے تعویذ قبر پر قبضہ مار النعرہ شیرانہ کیا او نام چھپا ہوا تم
کرتا ہے باہر نکلکر مقابلہ کرو ہم بھی دیکھیں کیسا بہادر ہے قبضۂ شمشیر جو غصہ میں تعویذ قبر پر مارا ایک
جھناٹا ہوا تعویذ قبر پھٹا ایک سنہرا پتلا قبر سے نکلا اس نے زور سے ایک آواز دی کہ تمام صحرا تھرا گیا کوکب
ایسے شیر دل کو غش آگیا الٹا گرا پتلے نے کمر میں پنجہ دیا کوکب کو لیکر غرق زمین ہوا گوشۂ قبر سے دھواں
نکلا تمام صحرا تاریک ہوگیا دو گھڑی کامل اس جنگل میں غبار بلند رہا صدائیں مختلف آئیں بعد عرصہ
دراز روشنی ہوئی اسوقت صاحبقران نے دیکھا وہ پہاڑ وہ قبر وہ صحرا وہ لاشہای طائران سب غائب ہوگئے صرف
ایک صحرائے ویران لق و دق میدان جسمیں نہ انسان نہ حیوان بونڈ گرد کے اُڑ رہے ہیں جنگل تپ رہا ہے
اژدرہا بجا رہی ہیں شدت تشنگی سے لوٹ رہے ہیں دھوپ تھراتی ہوئی معلوم ہوتی ہے جسکی تپ سے پہاڑ کر
ذرۂ ریگ رواں بن گیا صاف ظاہر تھا چنگاری نے جسم کو جلا دیا یہ حال جو صاحبقران نے دیکھا کہ مقام تبدیل
ہوگیا اب پریشان ہوئے بادشاہ تخت سے کود کے صاحبقران سے لپٹ گئے کہا ای جد عالی تبار برائے
خدا پلٹ چلیے یہاں کس سے مقابلہ کیجیےگا بالکل مقام تبدیل ہوگیا حقیقت میں صاحبقران بھی حیران
ہیں کہ کس سے مقابلہ کروں کسکو ٹوکوں کسکو بڑھکر روکوں بادشاہ بھی دامن نہیں چھوڑتے عمرو بھی کہتا ہے
حضور واپس ہوں یہ نیا مقام ہے کہ سب علامتیں تبدیل ہوگئیں انشاءاللہ میں فکر کرونگا خالی اس
جنگل میں سر ٹکرانے سے کیا فائدہ جملہ سردار بھی یہی کہہ رہے ہیں صاحبقران کو کچھ نہ بن پڑا مجبور لاچار آنکھوں میں
آنسو بھرے ہوئے پلٹے بارگاہ حشامی میں داخل ہوئے وہ دن سارا تڑپ تڑپ کر کاٹا ہر طرف سے
برائے ایرج رونے کی آواز آتی ہے لشکر کوکب میں ہنگامہ بلند ہے برائے مخمور و بہار کنیزیں درد مند
یہ خبریں ہرکاروں نے خورشید روشن تن سے جاکر کہیں قہقہہ مار کر ہنسا کہا اسکے
بندگان من قدرت کو ہماری دیکھا اب قدرت کی نگاہ مسلمانوں سے پھری سب انکی سا
دشمنی کرینگے ذرۂ ریگ بیابان ستارہای آسمان ان سب پر آنکھیں نکالینگے بختیارک نے کہا

خداوند حمزہ صاحب اسم اعظم قاتل ساحران عالم ہیں اب جسدن طبل جنگی بجیگا نورالدہر ولندھور میدان میں
جائینگے حمزہ سامنے آکر اسم اعظم پڑھ دیگا سحر اتر جائیگا یہی جوان تلواریں کھینچکر آپ پر ٹوٹ پڑینگے اس
زور شور سے لڑینگے کہ جان بچانا دشوار ہوگا پرے کے پرے الٹ دینگے حمزہ خود لڑتا بھڑتا بارگاہ میں گھس آئیگا اسکی تیغ
برق رفتار سے کون پناہ پائیگا یہ سنکر خورشید بہت ہنسا کہا او شیطان بے ایمان تو ہماری عملداری کو شہر باختر سمجھا ہے
حمزہ کا علاج بھی خود بخود ہو جائیگا یہ طائران صحرا نہنگان دریا حمزہ کا بھی علاج کر لینگے آدمی کے ہاتھ اسکی
دشمن ہو جائینگے مسلمان شکست فاش کھائینگے قدرت زرتشت کی حمزہ کے تقدیر کردی اور حمزہ کے قتل کا
انسی کے ہاتھ سے انتظام کرائینگے یہ سپہ سالار مغرور ہو گیا اسکا غارت کرنا منظور ہے ہرکاروں نے یہ خبریں
صاحبقران کے سامنے آکر بیان کیں امیر نے فرمایا بیہودہ بکتا ہے اس ملعون کی کیا حقیقت ہے پروردگار
مالک و مختار ہے بندہ مجبور ولاچار ہے الغرض باتوں میں دن تمام ہوا کوتوال فلک فوج ثوابت سیارگان کو ہمراہ
لیکر واسطے طلایہ کے اٹھا انتظام فلک نیلی میں مصروف ہوا یہاں صاحبقران زمان دربار میں جلوہ فرما ہیں کہ
پہلوان عادی نے آکر سرخ کاغذ ہاتھ میں صاحبقران کے دیا امیر نے اوس پر صاد کرکے فرمایا آج طلایہ لشکر اسلام اس
حقیر سے متعلق ہے مقبل سے کہو مرکب تیار کرے جملہ سرداران تہمتن جان نثاران صف شکن اپنے مقام سے
اٹھے عرض کی اے بابا عمر عیاران دادرس بیکسان یہ اقلیم پر آشوب ہے ساحر شعبدہ باز کا سامنا حضور برائے
طلایہ تشریف نہ لیجائیں یہ انتظام غلامان خوش انجام بوجہ احسن کر لینگے صاحبقران نے فرمایا البتہ سال بھر سے
یہ خدمت میرے متعلق ہے میں بھی خدمت اپنی اہالیان لشکر سلطنت سے بہتر جانتا ہوں ہرچند سرداروں نے
سمجھایا صاحبقران نے نہ مانا چند ملازمان بہرام و ہمر جبیل خادمان مقبل وفاداران خواجہ کو ہمراہ
لیکر برائے انتظام طلایہ تشریف لائے جا بجا انتظام کیا پھرتے پھرتے ایک گوشے پر تشریف لائے واضح رہے
ناظرین والا مقام ہو کہ افسر طلایہ پر واجب ہے اس طور سے انتظام کرے کہ لشکر حریف شبخون نہ مار سکے لشکر
میں چوری نہو یہ سب انتظام متعلق سر طلایہ ہیں ہر مقام پر صاحبقران نے سوار پیدل برائے انتظام
چھوڑ دیے پھرتے ہوئے کنارے لشکر پر آئے عمرو ساتھ ہیں دیکھا سامنے دریا ہے لشکر حریف موج
مار رہا ہے حاضر باش کی صدائیں بلند سپاہی باخبر ہیں سنتری حصاری ہمراہیان لقا مغرور و متکبر
بربادی لشکر اسلام کی جو خبریں سنی ہیں خوش بیٹھے ہیں ضیغم خون آشام خالوے قدرت لقای بد انجام
تین لاکھ سوار سے طلایہ پھر رہا ہے قصد کرتا ہے کہ لشکر صاحبقران پر جا پڑوں مسیر طلایہ سے

بڑھ کر لڑون صاحبقران زمان کو جو دیکھا گھبرا کر پیچھے ہٹا حوصلہ پست ہوا عرصہ دراز تک صاحبقران
سامنے لشکر لقا کی کھڑے رہے اسی خیال سے کہ شاید نامرد بے ادبی کرے جب صاحبقران نے دیکھا
کہ ضیغم طلایہ لیکر ہٹ گیا پشت اشقر سے اُترے ٹہلتے ہوئے پہلوے لشکر پر سایہ نخل مین آکر ٹھہرے
خواجہ اسوقت تک ساتھ ہین امیر کے کان مین رونے کی آواز آئی بلک کر کوئی روتا ہے پکار
رہا ہے او ظالم مجھکو قتل نکرنا دیدار فرحت آثار بزرگان کا مشتاق ہون افسوس کسی نے خبر
ہمارے جد عالی تبار صاحبقران نامدار کو نہ پہونچائی کہ وہ آکر اس جلاد صاحب بیداد سے ہمکو
بچاتے افسوس بیکس و بے بس ہوکر قتل ہوتے ہین اپنی تنہائی پر روتے ہین صاحبقران نے فرمایا
خواجہ یہ کس دردمند کی آواز ہے کلام حسرت انجام مین کیا سوز و گداز ہے صاف ایرج نوجوان کی آواز آتی ہے
تڑپ تڑپ کر میرا نام لیتا ہے عمرو نے کہا اے شہریار القول کوکب وغیرہ یہ تمام صحرا سحر و ساحری سے مملو
ہین وقت شب ہے اس آواز کا خیال نفرمایئے بلکہ لشکر مین صاحبقران اپنے مقام سے نہ اٹھے کہ پھر آواز آئی
ہاے کون جا کر میرے دادا جان سے میری خبر کہے کہ غلام آپکا قتل ہوتا ہے کسی نے قاسم نوجوان کو بھی آگاہ نہ کیا ستم ہے کہ
نے بھی خبر نہ لی ع وای بر باد گرفتاری ما * اتو صاحبقران بیتاب ہو گئے کہا خواجہ صاف ایرج کی آواز
ہے بلای ناگہانی مین وہ شیر مبتلا ہے بزرگون کا نام لیکر پکار رہا ہے یہ کہکر صاحبقران دوڑے سامنے ایک چاہ
کہنہ بنا ہوا ہے اوسی چاہ سے یوسف قاسم کی آواز آتی ہے عمرو تو الگ ٹھہرا رہا صاحبقران اسب گردان
پر اُس چاہ کی جڑھ گئے جھک کر دیکھا ایرج نوجوان روح روان قاسم عالیشان مسلسل و مطوق چت پڑا ہے
ایک جلاد خنجر برہنہ کھینچے ہوے قصد کرتا ہے کہ سر کاٹ لون ایرج ملک یہی دم شمشیر پر ہاتھ رکھ دیتا ہے کہ او ظالم
چند ساعت کی مہلت دے خنجر روک لے مین چاہتا ہون اپنے بزرگون کو یاد کر دون اپنے جد کو فریاد کرون وہ جلاد کہتا
ہے او جوان خاموش علیک اخضر جادو نے حکم دیا ہے سر کاٹ کر تیرا پاس بادشاہ طلسم اختریہ کے لیجاؤنگا خلعت
انعام و جاگیر پاؤنگا یہ آفت جو صاحبقران نے دیکھی آنکھونکے نیچے اندھیرا آگیا عمرو دور سے پکار رہا ہے
یا صاحبقران برای خدا پلٹ آیئے اس شعبدے پر خیال نفرمایئے ہاتھ سے صاحبقران کے دامن صبر
چھوٹ گیا شیشہ دل سنگ بدعت سے اُس جلاد کے ٹوٹ گیا نعرہ کرکے پھاند پڑے عمرو نے دیکھا جب صاحبقران
پھاندے اُس کنوین سے بھڑک کر شعلہ ہاے آتش نکلے صدای مہیب آئی زمین تھرائی وہ کنوان وہ مقام نظر سے
ناپدید ہوا عمرو اشقر کوتل لیکر طرف لشکر اسلام کی بھاگا یہان بادشاہ لشکر اسلام نے خواب پریشان دیکھا روتے ہوئے

بارگاہ مین تشریف لائی فرما رہی ہین کہ یار وو دا جان کی خبر لاؤ عیارون نے قصد کیا ہی کہ جائین دریائی لشکر
مین تلاطم ہوا ہای صاحبقران کی آواز آئی گھبرا کے باہر نکل آئے دیکھا خواجہ مرکب صاحبقران
کی باگ تھامی ہوئی روتی ہوئی آتے ہین جسنے حال پر ملال سُنا گریبان چاک کیا خاک منھ پر ملی ہائے
صاحبقران کی صدا بلند کی بادشاہ نے بڑھکر فرمایا خواجہ برای خدا مفصل حال بیان کرو جلد آئی تباہ کیا
سانحہ گذرا مینے رات کو خواب پریشان دیکھا صبح سے گھبرا رہا ہون عمرو نے منھ پیٹ لیا تمام کیفیت رو رو کر
بیان کی کہ وہ یوسف کنعان جرات چاہ مین گر کر غائب ہوا فلک نے ہمکو لوٹ لیا ہر چند ہمنے منع کیا نہین
معلوم کیا سانحہ دیکھا کہ چاہ سے کنوین مین بھاند پڑے بعد تھوڑی دیر کے وہ کنواں بھی غائب ہو گیا مین
بدنصیب اپنے آقا کو کھو آیا یہ خبر وحشت اثر جو عمرو نے بیان کی سردارون کے کلیجے پھٹ گئے بادشاہ نے
تاج زمین پر دے مارا خواتین عظمہ محل سے نکلنے لگین مقبل نے بڑھکر آواز دی یارو آنکھین بند کر دو
بیبیان محل اپنی قناتین استادہ ہونے لگین تمام سردار سر پیٹ رہے ہین ہنگامہ عظیم برپا ہوا عمرو نے بڑھکر
بادشاہ کو سنبھالا عرض کی ای شہریار برای خدا اپنے کو سنبھالیے ایسا نہو تمام لشکر متفرق ہو جائے وہ بجیا
دبا کو ڈالے ابھی لشکر تمام ہو جائیگا بمشکل بادشاہ کو سنبھالا بارگاہ مین لا کر پہونچا جملہ عیار جملہ سردار بارگاہ مین
حاضر ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ ہم جا کر صاحبقران کو تلاش کرین بادشاہ جمجاہ طرف خواجہ کے متوجہ
ہوے کہا آپ ہمین کیا سمجھاتے ہین بدون آپکی کوشش کے مطلب حاصل نہو گا طریقے سے ظاہر ہو کہ دہنہ کسی طلسم
تھا کو کب ایسا بادشاہ عالیجاہ کس زور شور سے لڑا آخر مبتلای بلا ہوا سوا علامت طلسم کے ساحر کی یہ مجال نہ تھی
کہ ان سا صاحب اولوالعزم کو گرفتار کر لیتا عمرو نے کہا ای شہریار غلام کو دل کو کب قرار مگر مفلسی کی محبت بھی
بیکار رہی اس جستجو مین ہزارہا روپیہ کا صرف ہی بدون زر جستجو کیا کرون بادشاہ نے اسیوقت لاکھ روپیہ منگا کر
سامنے خواجہ کے پیش کیے بہرام وغیرہ نے کہا ہم بھی خدمتگذاری کرینگے عمرو نے کہا جو کچھ کرنا ہو خزانے سے
نکالیے مین سب کے وعن تیار رہون تلاش کر کے صاحبقران کو لاؤن یہ تو مجھے خوب یقین ہی کہ سب صاحب
عنایت کرینگے خدمتگار سائیس ایک ایک مہینہ کی تنخواہ دینگے جو جن صاحب کو منظور ہوا کر پیش کرین
نقد حرمتہ قرضہ فضیحتہ صاحبقران کے واسطے سب نے خواجہ کو روپیہ دیا بیحساب روپیہ جمع ہوا
بادشاہ کو مطمئن کر کے خواجہ جستجوے صاحبقران مین روانہ ہوے پہلے تو عمرو لشکر لقا مین
آیا خیال ہوا بختیارک اس راز سے آگاہ ہو گا آخر بشکل چوبدار بنے ہوئے خیمے مین بختیارک کے آئے

بختیارک کا بہنوئی لگا کہا اُستاد مجھے بھی حال صاحبقران سُنکر رنج ہوا عمرو نے خنجر نکالکر بختیارک کو دکھایا
کہا ماں جی سچ بتلاؤ کہ صاحبقران زمان کو کون لیگیا بختیارک نے قسمین کھائین کہ مجھے یہان کے رازو
نیاز مین دخل نہین ہی عمرو نے دیکھا اسکی کلام سے بوے صداقت آتی ہی یہ بھی ظاہر ہوا کہ خورشید روشن تن
نے اسکو اپنا رازدار نہین کیا بارگاہ خورشید مین بصورت مبدل آئے کہ شاید کوئی کچھ ذکر کرے ہرکارون نے
جو خورشید سے خبر کہی اُسنے سُنکر یہی جواب دیا وہ طائر نہین فرشتے تھے ان سبکو اوٹھا کر لیگئے عمرو عرصہ دراز
تک ٹھہرا پر کچھ ذکر صاحبقران نہ آیا لاچار اسکی بارگاہ سے بھی نکلا سارے لشکر کو چھانا ہر ایک سے بصورت
بدلکر پوچھا کسی نے کچھ نشان نہ بتلایا مجبور لاچار حیران و سرگردان طرف صحرا کے چلا اکثر دیہات و قریات
مین دیکھا وہان بھی پتا نہ پایا خورشید روشن تن کی خدائی کے معتقد ملے ہر مقام پر دیر بنے ہین تصویر
خورشید روشن تن کو سجدہ کرتے ہین تین دن کامل عمرو دوڑ دوڑ پھرا کچھ نشان اپنے آقاے نامدار کا نہ پایا بہت
لاچار ہوئے صورت تبدیل کر کے ایک گویے کی صورت بنکر تیار ہوا عالم یاس مین صحرا کے سبزہ زار مین
بیٹھکر یاد مین اپنے آقا کے لے نوازی کرنے لگا اشعار فراق و الفاظ اشتیاق کبھی بیقراری کبھی اشکباری ہی
خیال ہی کہ کیونکر خواجہ بے جو مین بدون حصول گوہر مراد لشکر مین جاونگا سردارونکے کلیجے پھٹ جاینگے
ناموس بیتاب ہو کر محلات سے نکل آئینگی حقیقت مین کیفیت لشکر بھی عرض کرنا واجب و لازم ہی کہ جب زمانہ
ایک ہفتے کا گذرا خورشید روشن تن نے طبل جنگی بجوایا نورالدہر جو میدان مین آئے فرامرز عاد مغربی
نے مقابلہ کیا دو دن کی کشتی مین نورالدہر فرامرز کو باندھکر لیگئے جب خورشید روشن تن کا
سامنا ہوا فرامرز نے سجدہ کیا ایک دن نورالدہر میدان داری کرتے ہین ایک دن
لندھور جسکو زیر کر کے لیگئے اوسنے خورشید روشن تن کو سجدہ کیا بادشاہ یہ خبرین سُنکر
نہایت مکدر ہوتے ہین تنہائی مین بیقرار ہو کر روتے ہین سُنکر یہ بدعت خواجہ کی وہ کیفیت کہ چار
پانچ دن تمام دیہات قصبات مین تلاش کر چکا آپ گویا بنا ہوا تانین مار رہا ہی آنکھوں مین آنسو بھرے ہوئے
چشمہ چشم سے دریاے اشک موجزن دل بیقرار آنکھین اشکبار یہی سوچ ہی کہ ہمارے آقاے نامدار پر کیا گذری کس سے
پوچھون کہان جاؤن سر ٹکرا ٹکرا کے جان دون اسوقت اس جوش و خروش مین عمرو نے لے نوازی کی کہ
طائران صحرا مست ہوگئے آہوان صحرا کے چھالین بھرتے ہوئے جھاڑیون سے نکلے نے کی آواز سُنکر مست ہو کر ٹھہر گئے چوکڑی
بھولے طائران ہوا آشیانون سے پھڑک پھڑک کر گر رہے ہین پر نکالا عمرو کے سر پر سایہ کیا ہے یہ

سلیمان وقت بنا ہوا نے بجا رہا ہے رنگ بندھا ہوا ہے قضا ہی کار و زیر طلسم آخر یہ ایک نازنین مہ جبین خجستہ شیرو خوش خو نام نامی برہمن کج ابرو خال و چشم جادو واس حسن و جمال پہ سحاب الم دلپذیر چھایا ہوا وہ مہتاب آسمان سحر مین طاق حسن مین شہرہ آفاق تخت پر سوار ہو کر دلکو بہلاتی ہوئی جاتی ہے کہ کان مین نئی طرح سے صدا آئی کوئی شخص خوش آواز بصد سوز و گداز اشعار عاشقانہ گا رہا ہے نظم مصنف موافق مضمون مقام ہذا۔

طفلی ہی سے ہم تو ثناخوان محبت
دکھلا دو ہمین سرو گلستان محبت
پیراہن ہستی بھی مبدل کیا ہمنے
ہے ورد زبان مصرعہ دیوان محبت

مکتب مین پڑھا کرتے تھے دیوان محبت
اک دام مین پھنسا دکر اک طوق بگردن
چھوٹا نہ مگر ہاتھ سے دامان محبت

کہتی ہین کہ کھینچو دل پر داغ سے تم آہ
قمری و عنادل ہین اسیران محبت
یاد ابروی دلدار کی رہتی ہے قمر کو

برہمن کج ابرو کا یمین جو یہ آواز آئی دل تو غم والم سے بھرا ہی طرف صدا کی متوجہ ہوئی تخت اوڑاتی ہوئی اس مقام پر آئی کہ عمرو بیٹھا نغمہ نوازی کر رہا ہے ٹھنڈی سانسین بھر رہا ہے اسقدر اپنے آقا کی یاد مین رو رہا ہے کہ دامن و گریبان آنسوؤن سے تر ہے زمین و آسمان کی کسکو خبر ہے تصور خیالی سے باتین کر رہا ہے کبھی تڑپتا کبھی پھڑکتا کبھی غزل کبھی ٹھمری گاتی برہمن بیقرار ہو گئی تخت ہوا پر ٹھہرا رہا ہے گانے کی آواز پر آنکھون سے آنسو بھی نکل آئے آخر خیال مین آیا اس گانے والے کو باغ مین اٹھا کر اپنی بیچلین ل کھولکر اسکا گانا سنین ایک بجہ سحر کا بنا کر پھینکا وہ بجہ کمر مین عمرو کی پڑا اسطرح جھٹکا دیکر اٹھایا کہ عمرو متوجہ ہوا سے بیہوش ہو گیا برہمن نے عمرو کو تخت پر ڈال لیا اپنی باغ مین لیکر آئی آپ بصد ناز و انداز مسند پر بیٹھی گرد چند کنیزان ہمراہ عمرو کو ہوشیار کیا عمرو کی جو آنکھ کھلی صورت زیبا برہمن دیکھکر گھبرا گیا دعائین دینے لگا پوچھا کیون حضور یہ پیر غلام یہان کیونکر آیا برہمن نے بفصاحت جواب دیا اے شخص نہ گھبرا کہ مجکو تیرا گانا پسند آیا اپنے باغ مین تجکو اٹھا لائی جو تو مانگے گا دونگی گانا تیرا دل کھولکر سنونگی نام تیرا کیا ہے عمرو نے کہا مجکو نر تانگ نواز کہتے ہین میان تان سین صاحب کا نواسا ہون خوب آپکو راضی کرونگا تیور سے عمرو کو یہ بھی دریافت ہوا کہ ضرور کسی پر مائل ہے کسی کی تیغ ابرو کی گھائل ہے بربات مین ٹھنڈی سانسین بھرتی ہے عمرو نے نام پوچھا برہمن کج ابرو نام بتایا عمرو نے یہ سمجھ لیا کہ عاشقانہ اشعار اسکو پسند ہین یقین ہے کہ کسیکی محبت مین دردمند ہے یہ مطلع و شعر عاشقانہ مصنف صاحب کا پڑھا نظم

بہار آئی ہے پھر داغ غم ابھر آئے
عدم مین روح فقط ہے کہان تن و داغ
سمجھ چکے تھے کہ اب زخم دل کے بھر آئے
لحد کو اپنا خزانہ سپرد کر آئے

اس مضمون پر برہمن اسقدر روئی کہ ہچکی لگ گئی عمرو نے کورک کر قدمونکو بوسہ دیا بدل ہی
پوچھا ای شاہنشاہ خوبی ای سرو باغ محبوبی امیدوار ہون کہ مفصل حال بتائیے کیا تعجب ہے کہ اس
درد کا علاج کرون اسطرح جو عمرو نے پوچھا برہمن کا دل تو بھرا ہوا تھا آنچل دوپٹہ کا منھ پر رکھکر
بہت روئی کہا ای نو نواز میرا درد لا علاج ای یہ درد ہماری جان لیگا عمرو نے کہا ایسا نفرمائیے جو درد ہے
اسکا علاج بھی پیدا کرنیوالے نے مقرر فرمایا ہی مین جان و دل سے کوشش کرونگا حضور نہ چھپائین مفصل
ارشاد فرمائین عملوگ گھر گھر جاتے ہین ہر ایک مزاج سے واقفیت رکھتے ہین ضرور آپکا گوہر مدعا تلاش
کرینگے اسطرح جو عمرو نے کہا برہمن کو باتون سے عمرو کی لطف ملا کہا ای نو نواز عجب طرح کا معرکہ ہے
یہ سرزمین طلسم اختر یہ مشہور ہے ملکہ اختر جادو اس طلسم کی بادشاہ ہین مین اوسکی وزیر ہون خورشید
روشن تن کا نام نبام ملکہ اختر جادو آیا کہ مسلمان لشکر کشی کر کے قریب قلعہ آگئے تدبیر و تقریر سے اونکو
روکو اول علامت طلسم پر برج نوجوان ایک جوان آیا طائرون نے اسکو پکڑ لیا اوسکی جستجو مین بہرجے
ساحر آئے علامت طلسم پر مبتلا ہوئے پھر تاکید ہوئی کہ صاحبقران صاحب اسم اعظم الہی آن او
سحر تاثیر نکریگا اونکو کسی مکر سے گرفتار کرو ملکہ اختر نے ایسے مکار کو بھیجا کہ اُس نے صاحبقران کو
بھی بغفلت دام مکر مین پھنسایا اونے نواز جسوقت قید صاحبقران دربار اختر مین آئی مین بد نصیب
وہان موجود تھی اونکی شان و شوکت دیکھکر عاشق ہوئی وہ آفتاب لب بام چراغ سحری ہو رہے
ہین کل صبح کو ملکہ اونکو قلعہ طلسمی مین قتل کریگی اسوجہ سے مین بیقرار اشکبار ہون کہ ہای وہ ماہ آسمان
جاہ و جلال غروب ہو جائیگا اور تو مجھسے کیا ہو سکتا ہی تڑپ تڑپکے اپنی جان دونگی صرف اسی شب
کی مہلت ہے سحر کو صبح ہو جائیگی ملکہ برہمن نے جو رو رو کے یہ سب احوال بیان کیا عمرو نے اپنے
کو ظاہر کر دیا کہا ای ملکہ عالم مین اوس شہریار کا عیار ہون اسی جستجو مین مارا مارا پھرتا ہون اب
مجھکو اپنے ساتھ بارگاہ اختر مین لے چلیے خوب ثابت ہوا کہ اختر کا ستارہ گردش مین ہی کسی تدبیر سے
اسکو گرفتار کرونگا صورت رہائی صاحبقران پیدا ہوگئی جب عمرو نے صورت اصلی برہمن
کو دکھائی برہمن کو تقویت ہوئی یہ تو بزرگون سے سُن چکی ہین کہ عمرو کشندہ ساحران عالم
ہے کہا اچھا خواجہ میری کنیز کی صورت بنکر تیار ہو جیے وقت بہت تنگ ہے اسقدر رات
آ چکی ہے دیکھیے کیونکر طلسم اختر یہ مین پہونچین اگر صبح ہو گئی تو پھر کیا ہو سکیگا عمرو نے کہا اگر

دو گھڑی پیشتر بھی آپ پہونچیں صحبت مین پہونچی پہونچتے عیاری کرونگا برہمن نے کہا دیکھوں تقدیر کیا دکھاتی ہے خواجہ عمرو نرگس خواص کی صورت بنکر تیار ہوے برہمن نے تخت سحر آراستہ کیا خواجہ عمرو کو پہلو مین بٹھلا لیا تخت کو اڑا کر طرف طلسم اختریہ کے چلی عمرو راہ مین سمجھاتا ہی کہ ملکہ ہوش و حواس درست رکھو دربار مین اختر کے شراب پر میرا انتظام کرادیجیو کا جس ڈھنگ مین پہلو ملیگا فوراً عیاری کرونگا برہمن راہ مین گھبراتی ہے کہتی ہے خواجہ رات بہت کم رہگئی دمبدم سحر کو زور دیتی ہی چاہتی ہی بہت جلد چھپانیبادے قلعہ طلسم اختریہ مین پہونچ جاؤن کیونکہ صاحبقران کو چھڑاؤن عمرو تسکین دیتا ہے تا بہ قلعہ نہ پہونچی تھی کہ ستارہ سحری آسمان پر چمکا برہمن نے کہا لو خواجہ عمرو غضب ہوگیا تم مین ہمارے گریبان سحر چاک ہوا خواجہ عمرو بھی پریشان ہوا مگر دل مضبوط کر کے کہا ای ملکہ برہمن وہ اپنے زمانے کے صاحبقران ہین ایسی سختیان اکثر پڑتی ہین کوئی سبب پروردگار نکالیگا برہمن کے منھ پر ہوائیان اڑنے لگین اوسوقت قلعہ طلسمی مین آکر پہونچی دیکھا بخوبی صبح ہوگئی میدان خونی کی تیاری ہوچکی ہے فوجین جمع ہورہی ہین جلاد آستین چڑھائے استادہ ہین برہمن مجبور معہ خواجہ عمرو ایک طرف آکر ٹھہری کہ نقارے پر چوب پڑی ملکہ اختر جادو تخت پر سوار گرد ہزارہا ساحران غدار بڑے کروفر سے آپہونچی برہمن نے جھک کر سلام کیا ملکہ اختر جادو نے آگر پوچھا کیون برہمن کہان تھین مزاج کیسا ہے آج تو تم بعد کئی دن کے تشریف لائین برہمن نے کہا کنیز علیل ہے سر مین خلل رہتا ہے آج سے خبر سنی کہ دشمن قتل کیا جائیگا باغی سزا پائیگا کنیز حاضر ہوئی اختر نے پکار کر حکم دیا حمزہ کو قید خانہ سے لاؤ اب برہمن نے خواجہ عمرو سے اشارہ کیا کیون ای شاہنشاہ عیاران اب سر میدان شراب کباب کہان خواجہ عمرو نے مجبور ہو کر جواب دیا اب حضور کچھ نہین ہوسکتا اگر جلسے مین ملکہ اختر جادو ہوتی مین کوئی فکر کرتا یہان عیاری ناممکن ہے پروردگار کوئی سامان کریگا برہمن نے کہا خواجہ عمرو آپ تخت سے اوتر جائیے مجھسے نہ دیکھا جائیگا کہ جلاد اوس افسر کا سر کاٹے انشاءاللہ دشمنون کا تڑپتے ہوے زمین پر دیکھون نہ بھی جانتی ہون کہ ملکہ اختر جادو پر قلعہ طلسمی مین غالب آؤنگی اونکے ساتھ دم شمشیر پر گلا رکھدونگی جو تمسے ہوسکے وہ کرنا ہمسے صبر نہ ہوسکیگا برہمن نے یہ کہکر خواجہ عمرو کو تخت سے اُتار دیا

آپ تخت اُڑاتی ہوئی قریب تخت اختر جادو آکر ٹھہری دل ہی خیال ہو کہ جب صاحبقران کو قتل
کا حکم دیگی مین اختر پہ سحر کر کے جا پڑونگی جان دیکر لڑونگی ابرو کن پربل واسطے صاحبقران
کے پیل اختر کہہ رہی ہے صاحبقران کو جلد لاؤ اب دیر نہ لگاؤ جلاد بھی میدان خونی مین
شلگگین لگا رہے ہین ہر سمت سے یہی صدا ہے قیدی کو قید خانہ سے لاؤ یکایک برہمن نے دیکھا
داروغہ زندان خانہ سر پیٹتا ہوا سامنے ملکہ کے آیا عرض کی حضور بڑا غضب ہوا قیدخانے سے
قیدی غائب ہوا یہ سنتے ہی ملکہ اختر جادو کے ہوش اُڑ گئے گھبرا کر کہا ارے یارو ایسا کون
دشمن لگا ہوا تھا یا حمزہ کے ساتھ آیا قلعہ طلسمی مین آکر یہ دراندازی کی حکم دیا افلاک جادو
ہمارے کوتوال کو بلاؤ جب کوتوال حاضر ہوا فرمایا ای افلاک جادو کاہنان طلسم نے اس
جوان کو فتاح طلسم اختریہ قرار دیا ہے کتاب مین اسکا نقشہ کھینچا ہے واقف کاردن کی حسب نسب
بھی لکھا ہے اسکا غائب ہونا باعث خرابی ہے خیال حکم خداوندین دل کو بیتابی ہے یہ ذکر تھا کہ افلاک
جادو کوتوال قلعہ طلسمی کا حاضر ہوا ملکہ اختر جادو نے کہا افلاک جادو تمنے سنا قیدی غائب ہوا
یہ مجال کسی کی نہین ہے کہ قیدی قلعہ طلسم سے باہر لیجائے کسی رئیس و امیر کا پاس نکرنا اگر میری گھر مین
پتہ ملے فوراً تلاشی لو ہر ایک مقام مین جاؤ جلد پتہ لگاؤ یہ سنکر افلاک جادو واسطے تلاش کے چلا
برہمن کج ابرو گھبرا گئی کہ یہ معرکہ کیا ہوا قیدخانے سے اوس شیر بیشۂ جرأت کو کون لیگیا خود ملکہ
اختر سے عرض کی حضور بڑے تردد کا مقام ہے سب منجم بھی کہتے تھے کہ یہ جوان جرأت مین یکتا طلسم
اختریہ کا طلسم کشا ہے کون ایسا دشمن ہے جو ایسے شخص کو لیگیا یہ تو خوب ہم آگاہ ہین اگر یہ جوان
زندہ بچ گیا اہالیان طلسم اختریہ کی خیر نہین ہے حکم ہو تو مین جا کی تلاش کرون ملکہ اختر سمجھی کہ
یہ خیر خواہ دولت ہے اسیوجہ سے پریشان ہو رہی ہے فرمایا ای برہمن ہماری کہنے کی کیا
ضرورت ہے تمھاری سلطنت جو مناسب ہو وہ انتظام کرو اس جوان کو بڑی جستجو سے گرفتار کیا
اگر تم نکرتے دس لاکھ ساحر اسپر دست انداز نہو سکتے صاحب اسم اعظم محترم و محتشم برہمن کے خود
دل کو لگی ہوئی ہے کہا حضور کنیز خوب آگاہ ہے مین بدل وجان کوشش کرونگی یہ کہکے طاؤس
کو اُڑایا قلب دھڑک رہا ہے کلیجہ بھڑک رہا ہے عمرو کا بھی خیال برہمن کو نہ رہا اُسکے
تخت سے پہلے ہی اُتر چکے تھے برہمن اُدھر گئی مجمع ساحران متفرق ہوا عمرو

بھی ایک جانب حیران و پریشان جلادل سے باتین کرتا ہوا کہ آقا میرا صاحب اقبال ہے کوئی اور
دوست جدید پیدا ہوا قید خانے سے آکر ہیگیا کہان تلاش کرون ہم کوچہ بکوچہ مارے مارے پھرتے
ہین وہ کسی پری طلعت کے پہلو مین بیٹھے ہونگے یہ بھی دلکو یقین کامل ہے اگر برہین نشان پائینگی
ضرور راز چھپائنگی دن بھر عمرو کو پھرتے ہوئے گذرا شام کو قریب ایک باغ کے پہونچا دروازہ اوس
باغ کا بند تھا عمرو پشت باغ پر آیا گانے کی بھی آواز کان مین آئی خیال ہوا کہین
شاید اسی باغ مین ہمارا سرو خرامان جرأت ہو کئی دن سے اوس گل کی بو ہمارے دماغ مین نہین آئی
ہے یہ سوچ کی دیوار باغ پر کمند پھینکی دیوار پر چڑھے دیکھا ایک نازنین حور پیکر سمن بر خوش رو خوش خو
کمسن غنچہ دہن رشک چمن حسن مین بے نظیر چہرہ رشک ماہ منیر مسند تازہ پر مثل طاؤس ملنا رجلوہ
فرما پہلو مین زلزلہ قاف ثانی سلیمان یہی باتین ہو رہی ہین کہ صاحبقران فرماتے ہین اے
ملکہ ماہ پرور تمنے احسان کیا کہ ہمکو قید خانہ سے نکال لائین ہم مخفی ہوکر نہین رہ سکتے ضرور
ہمارا حال کھلے گا لہذا ہم صبح کو بارگاہ اختر جادو مین جائینگے انشاء اللہ تخت دسکا الٹ دونگا
اگر قضا لیکر آئی ہے کیا اختیار جو مشیت پروردگار ہو ملکہ ماہ پرور دختر اختر
کہ رہی ہے ملین تو نجانے دونگی یہ قلعہ طلسمی ہے ملنے بڑی کوشش کی کہ کنیزونکو بھیجکر آپکو منگالیا یہ بھی ملنے
خبر پائی ہزارہا ساحرہ آپکی تلاش مین نکلے ہین آپ بارہ دری سے بھی باہر نہ نکلیے مثل بوے گل اسی
باغ مین مخفی رہیے مین لوح طلسمی تلاش کرونگی تب آپکو جانے کا حکم دونگی یہ جو عمرو نے سنا
صاحبقران کو اس شان و شوکت سے دیکھا جل گیا دیوار سے نیچے اتر کر پہلو سے
ملکہ ماہ پرور مین ملکہ کوکبہ وزیرزادی ماہ پرور مثل ستارہ بہ پہلوے ماہ جلوہ فرما ہے وہ بھی
تائید کلام ملکہ کر رہی ہے کہتی ہے اے شہریار حقیقت مین ملکہ بجا ارشاد فرماتی ہین سامنے
ساحران طلسم کے کچھ آپ کا زور نہ چلیگا اختر جادو بادشاہ طلسم ہے چشم زدن مین گرفتار
کرینگی اسم اعظم کا بند کر لینا اوسکے نزدیک بہت آسان ہے صاحبقران فرماتے ہین
مین نہ رکونگا کل ضرور بارگاہ اختر مین جاؤنگا خواجہ کوکبہ پر مائل ہے گلعذار ڈومنی
گا رہی تھی وہ براے رفع حاجت اوٹھی خواجہ نے اوسکو بیہوش کرکے زنبیل کیا اوسکی
صورت بنکے محفل ملکہ اختر مین آئے خوب گایا ملکہ نے فرمایا اے گلعذار آج تو تم نے

بیقرار کر دیا خواجہ نے کہا اپنے صاحبقران کو منع کیجیے مجکو گھور کے دیکھتے ہین منتین کرتے ہین لو ابھی
ہاتھ جوڑتے تھے مین ایسونکو منھ بھی نہین لگاتی ملکہ ماہ پرور کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا صاحب
سبحان اللہ یہ آپکو کیا خیال ہوا مثل مشہور ہے ڈومنی کا یار سدا خوار یہ شغل ہمارے سامنے چرب
زبانی کرتی ہے آپ ایسے نہوتے تو ہم یہ باتین کاہیکو سنتے بزرگون نے سچ کہا ہے مرد کا کچھ
اعتبار نہین ہے صاحبقران نے قبضہ پر ہاتھ ڈالکر فرمایا گلعذار تیری شامتین آئی ہین ملنے
تیرے جانب نگاہ اوٹھا کے بھی نہین دیکھا عمرو نے کہا بس سپاہگری نہ دکھایئے کل رات
میرے پاؤن دبایا کیے پیتے منھ بھی نہین لگایا بی ملکہ ماہ پرور صاحب کیا مجھسے کچھ اچھی ہین
میرا حسن نمکین کلام شیرین یہ تو چربی کا تپلا ہے لوبی کو کبھی بلائین لیتی ہین کہتی ہین مجکو گانا
سکھا دے کو کبھی جھلا کر اوٹھی ابتو محفل مین ہنگامہ ہوا کوئی کہتی ہے بوا میری گٹھری غائب ہو گئی
ایک کہتی ہے میرا پاندان کیا ہوا ایک نے کہا کسی نے ازاربند سے اشرفیان کاٹ لین یہ سنکر
صاحبقران نے گلعذار کا ہاتھ تھام لیا کہا سچ بتلا تو کون ہے عمرو چیخا کہا
ماہ پرور مجکو بچایئے دیکھیے میرا بوسہ لیتے ہین ہے ہے سینہ پر ہاتھ رکھدیا مین اپنی جان
دونگی برادری والون کو خبر کرونگی ملکہ کہتی ہے حضور اسکا ہاتھ چھوڑ دیجیے یہ زبردستی کیسی مین
اپنی جان دونگی میری تقدیر مین ڈومنی سوت لکھی تھی امیر نے کہا ملکہ تمھین معلوم نہین ہے
یہ وزیر مکار میرا عمرو عیار ہے ملکہ نے کہا واہ سبحان اللہ یہ خوب بات بنائی اپنی شرمندگی
مٹائی میری گلعذار کو عمرو عیار بناتے ہین امیر نے فرمایا خواجہ اپنے کو ظاہر کرو عورت
ناقص العقل رو رو کے اپنی جان دیتی ہے عمرو نے کہا رونمائی منگوایئے امیر نے فرمایا ملکہ دو
کشتیان جواہرات کی جلد منگواؤ ابھی احوال ظاہر ہو جائیگا سب کنیزین حیران ہین کہ یہ کیا معرکہ ہے
ملکہ نے کشتیان بھی منگوا کر رکھین کہا لیجیے صاحب سوت کو کشتیان دیجیے ہم جھوٹے کو تا بمنزل
بیو بنجائینگے امیر نے فرمایا خواجہ صاحب یہ کشتیان حاضر ہین اب تو صورت زیبا طلعت جہان آرا دکھاؤ
عمرو نے جست کی اہالیان جلسہ کی نگاہ پڑی کہ ایک شخص عجیب الخلقت نوگزا پیادہ مضحک وضع کنیزین
چیخین مار کر بھاگین غل ہوا ارے بدمانس چل مانس مٹھا دیو مرجیہ جن کہان سے آیا امیر نے سبکو
تجھر فنکا کہ یہ میرا بھائی ہے ملکہ نے کہا سبحان اللہ خوب آپکے بھائی آئے ہمکو تو یہ بات نہ بھائی میری

گلعذار کو کیا کیا عمرو نے کہا حاضر ہو ملکہ تمھاری تقدیر پھوٹ گئی یہ مجاور زادہ خانہ کعبہ حرم شاہزادی
اسکو کہان پہلو مین جگہ دی امیر نے کہا خواجہ میرے پاس کچھ یہان موجود نہین ہی عمرو نے کہا آپ
ہمیشہ محتاج رہتے ہین ملکہ کے کپڑے اتار کر دیدو ہم رہن رکھ لینگے اب محفل مین خوشی ہونے لگی عمرو نے
گلعذار کو زنبیل سے نکال کر دیا امیر نے ملکہ سے اشارہ کیا خواجہ سے نے نوازی سنو اس علم مین یہ فرید عصر ہی
ملکہ نے کہا بھیا تمھاری نے کی بہت صفت سنی ہی ہم بھی مشتاق ہین عمرو نے نے نکال بصد سوز و گداز
اسطرح اشعار عاشقانہ گائے تمام اہالیان محفل تعریفین کر رہے ہین عمرو جب کوکبہ سے اشارہ
کرتا ہی یہ جھلا کر منھ پھیر لیتی ہی عمرو نے کہا ملکہ ماہ پرور اپنی وزیرزادی کو روکیے مجھپر عاشق
ہوئی ہین منتین کرتی ہین کوکبہ نے منھ پیٹ لیا کہا واری خدا غارت کرے جو مینے اس نگوڑے
جل مالنس کی جانب دیکھا بھی ہو امیر نے ملکہ کو سمجھایا کہ اپنی وزیرزادی کو راضی کر دو ورنہ عمرو ہزار
طرح سے ذلیل کریگا ملکہ نے جو کوکبہ سے کہا کوکبہ نے منھ پیٹ لیا کہا کیون واری یہ نگوڑا باڑی کا فقیر
سکا اٹھائی گیرہ صورت مین بد مالنس میری تقدیر مین لکھا تھا امیر نے فرمایا ای کوکبہ یہ خیال نکرو اسکا
لقب بھی سر بریدہ سجادہ گران وریش تراشندہ کافران ہی لشکر ظفر اثر کا لوای شوکت ہی اگر یہ نہوتا
لشکر کا مقابلہ ساحران مین ٹھہرنا دشوار تھا اسنے بڑے بڑے کار نمایان کیے طلسم ہوشربا اسی کی
جستجو سے فتح ہوا میرا یار وفادار معین و مددگار ہی کوکبہ لاچار گالی پر مائل ہو چکی ہی سر جھکا کر خاموش
ہوئی خواجہ اوچک کر اسکے پہلو مین جا بیٹھے فرمایا مین اپنی بی بی کے پہلو مین بیٹھونگا کوکبہ نے
ایک دو ہتھڑ مارا نگوڑے کچھ تجکو شرم بھی نہین ہے عمرو نے کہا میان بی بی مین شرم کا ہیکی جلسہ
مین ہنگامہ عیش و نشاط عمرو کی نے نوازی معشوقہ سے حیلہ سازی مگر صاحبقران فرما رہے
ہین مین کل ضرور دربار مین ملکہ اختر کی جاؤنگا ماہ پرور نے خواجہ سے اشارہ کیا آپ صاحبقران
کو باتون مین روکیے مین اپنی مان سے جاکر حال پوچھ دریافت کرون عمرو نے کہا بہت بہتر ہی
ملکہ ماہ پرور تو حیلہ سے طاؤس پر سوار ہو کر طرف اپنی والدہ ماجدہ کے چلی یہان خواجہ
خدمت صاحبقران مین حاضر ہین صحن باغ مین جلسہ عیش و نشاط ہے افلاک جادو کوتوال
قلعہ طلسمی تلاش مین صاحبقران کے پھر رہا ہی اسوقت کہ سحر سے افلاک جادو آسمان
پر اڑا ہوا جاتا تھا ملکہ اختر کی ادہر تاکید بھی بہت ہی ادہی باغ کیجانب سے اڑتا ہوا

گذرا گانے کی آواز جو کان مین آئی طرف باغ کے دیکھا نگاہ پڑی وہاں قیدی مسند پر گرد کنیزان ملکہ
ماہ پرور یہ تو واضح رہے کہ ملکہ ماہ پرور جستجوے لوح مین گئی ہوئی ہے افلاک جادو نے جو یہ
معاملہ دیکھا اپنے ساتھ والون کو آواز دی باغ کو آکر گھیر عمرو نے جلدی مین کوکبہ کو اُٹھا کر نذر
زنبیل کیا گلیم اوڑھ کر الگ ہوے امیر تیغہ عقرب سلیمانی کے قبضے پر ہاتھ ڈالکر اسم اعظم پڑھتے
ہوے بیرون باغ آئے لشکر ساحران پر جا پڑے سحر کسی کا تاثر نہین کرتا جسنے سحر کیا برکت سے
اسم اعظم کے وہ سحر باطل ہوا ساحر بھاگے بھاگے پھرتے ہین افلاک آوازین دے رہا ہے یارو بلوہ
کر کے طلسم کشا کو گرفتار کر لو ساحر جھپٹ جھپٹ کر آتے ہین صاحبقران شیر بیشہ عربستان ان روباہ
صفتونکو کب مانتے ہین جس غول پر جا پڑے درہم و برہم کر دیا افسرونکو تاک تاک کے مارا افلاک
جادو حیران ہے ساتھ والون سے کہتا ہے مشہور تھا کہ مسلمان سحر نہین جانتے حمزہ جادو
تو بڑا ساحر زبردست ہے کسی کا سحر تو اوسکے قریب بھی نہین جاتا بڑے بڑے افسران نامی مارے
گئے خود بھی بڑھ بڑھ کے سحر کرتا ہے جو سحر قریب صاحبقران پہونچا بیکار ہو کے اُلٹا پلٹا کسی
اور ساحر کے سینے پر پڑا توڑ کر سینہ پر کینہ کے پار گذرا صدہا ساحر اسیطرح مارے صاحبقران
لڑتے ہوئے قریب افلاک جادو پہونچے للکارا او نامردان بیچارے غربا کو کیون قتل
کراتا ہے خود مقابلے مین نہین آتا افلاک بہت شرمایا نعرہ صاحبقران سے ناری گرمایا تیغہ
سحر کھینچ کے جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر تیغہ عقرب سلیمانی پر گا اُٹھا بڑھکر
نعرہ کیا خبردار ہو جا یہ کہکر ہاتھ مارا اُسنے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار نے سپر کے دو ٹکڑے کیے
افلاک کو مع گینڈے کے کاٹا تیغہ بہتا نخ زمین کا بوسہ لیا مرتے ہی افلاک کے اندھیرا ہو گیا
زمین تھرائی آواز آئی کشتی مرا نام مین افلاک جادو لود ساتھ والے بھاگنے لگے بمشکل لاشہ افلاک
اُٹھایا لیکر بھاگے بہت سے او جھی ہوے ہین چاہتی ہین کہ اکثر کے خون کا بدلہ لین ملکہ اختر جادو
بارگاہ مین بیٹھی تھی یہی کہہ رہی ہے کہ یارو ابھی تک طلسم کشا کا نشان نہین ملا ساحر کہہ رہی ہین جستجو تمام قلعہ کو
چھان ڈالا یکایک ساحرون نے آکر خبر دی کہ افلاک جادو کو تو اول قلعہ نے حمزہ کو باغ مین ملکہ ماہ پرور
کے گھیرا ہے اختر نے کہا ماہ پرور تو محل مین ہے کسی کنیز کے لگاؤ سے وہان پہونچا ہو گا میری بیٹی صاحب
عصمت و عفت ہے یہ ذکر تھا کہ چند ساحر لاشہ افلاک لیکر آئے عرض کی طلسم کشا باغ

ماہ پرور سے لڑتا ہوا نکلا کوتوال صاحب کو قتل کیا ساحرون کے روکے سے وہ نہین رکتا ہزارہا
ساحر مارے گئے یہ سنکر اختر جادو اپنے مقام سے اٹھی کہتی ہوئی افلاک نے ناحق جان دی حمزہ
صاحب اسم اعظم ہے جب تک اسم اعظم نہ بند ہوگا گرفتار ہونا دشوار ہے ہم خود جائینگے گرفتار کر کے لائینگے لیکن
ماہ پرور کے باغ مین کیونکر پہونچا ماہ پرور تو صبح سے محل مین ہے یہ کہکے سوار ہوئی کئی لاکھ ساحرون
کو ساتھ لیکے چلی اسوقت پہونچی کہ صاحبقران کسیقدر زخمی بھی ہوئے ہین شیرانہ ساحرون سے لڑرہے ہین
اختر نے ساحرون کو اشارہ کیا سحر نکرو تیر و نیزہ و شمشیر سے لڑو مین تدبیر کرونگی یہ کہکے تخت سے کودی
جھولی سے ماش کا آٹا نکالا اپنے خون سے اوسکو گوندھا ایک طائر بنایا اور سحر کیا کہ وہ زمزمہ سرائی
کرنے لگا اختر نے اوسکو طرف صاحبقران کے چھوڑا صاحبقران مصروف جنگ ہین کہ وہ طائر
قریب صاحبقران آیا گرد سر صاحبقران چرخ مارنے لگا زفیل دی سات چرخ مارکر طائر طرف
اختر کے بھاگا صاحبقران کو اسم اعظم فراموش ہوا اختر نے طائر کو ایک شیشے مین بند کرلیا اور شیشے
کو جھولی مین رکھا اب جو سحر کیا صاحبقران گھوڑے سے گرے گرتے گرتے بھی کئی ساحر مارے از رسے
بلوے کے صاحبقران کو گرفتار کرلیا ار ابے پر ڈالکر لیچلی سلاسل و مطوق بھی کرلیا ساحرون نے کہا
ای ملکہ عالم اس شخص کو قید نہ کیجیے بڑا صاحب اقبال ہے اسکا قتل کرنا محال ہے اختر نے کہا مین
نادان نہین ہون حقیقت مین اوسکے دوست زمین سے پیدا ہوتے ہین اسی مقام سے حکم کیا جلد میدان
خونی کی تیاری کرو جلادون کو بلاؤ دارین استادہ ہون میدان خونی کی تیاری ہونے لگی خود اختر جادو
یہ کہکر اپنے قصر مین گئی کہ سر کاٹکر طلسم کشا کا جلد لاؤ مین خدمت خداوند خورشید روشن تن
مین روانہ کردون مگر نامہ خداوند کی آئے کہ اسیر حمزہ کا جلد روانہ کرو یہان یہ افتاد بڑی ہے
قدرت نے خبر کی مین بڑی محجوب تھی یہ کہکر اختر جادو تو قصر مین نے گئی مصاحبون نے تیاری میدان
خونی کی جلاد حاضر ہوے صاحبقران کو زیر تیغ بٹھایا قریب ہے کہ صاحبقران کو قتل کرین
کہ حریق آتش اشتیاق غریق لجہ فراق تو گرفتار طرہ گیسو ذبیح خنجر ابرو معشوقہ خوش رو دخو شخو
ملکہ برہمن کج ابرو چہار جانب تلاش کرکے اپنے مقام پر آئی بیٹھی رو رہی ہی کہ کنیزون نے خبر دی
حضور صاحبقران باغ مین ملکہ ماہ پرور کے ملے افلاک کو توال مارا گیا ملکہ اختر نے جاکر خود
گرفتار کیا میدان خونی کی تیاری ہو چکی ہے انکو زیر تیغ بٹھایا ہے یہ سنتے ہی ملکہ برہمن گھبرا گئی

تمام اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا طاؤس پر سوار ہو کر چلی اسوقت پہونچی کہ اختر تو قصر مین جا چکی صاحبقران
زیر تیغ بیٹھے ہین صاحبان اختر جمع ہین حکم قتل کی دیر ہے۔ برہمن کا کلیجہ پھٹ گیا جلدی مین یہی سوجھی کہا
صاحبو غضب کرتے ہو طلسم کشا کو اندر قلعہ کے قتل کرنا مناسب نہین ہی کتاب سامری مین صاف صاف
لکھا ہی کہ جہان مسلمان کا خون گریگا وہ زمین آباد نہو گی جب قلعہ طلسمی برباد ہوا ہم لوگ کہان رہینگے ہم
اس مقام پر قتل ہونے دینگے بیرون قلعہ طلسمی لیجا کر قتل کرینگے رہنے مین برہمن سب سے زیادہ ہے
بات بھی سب کی خیر خواہی کی کہی مضمون کتاب سامری و جمشید سنا کر ڈرایا دھمکایا سب نے سر جھکایا
بعض نے کہا ملکہ بجا ارشاد فرماتی ہین بس برہمن تخت اپنا قریب صاحبقران لائی پنجہ کمر مین ڈالکر تخت
پر صاحبقران کو ڈال لیا یہ کہتی ہوئی چلی کہ ہم اس ظالم کو لیجا کر کسی جنگل ویران مین قتل کرینگے برہمن
تو صاحبقران کو یہ کہتی ہوئی لیگئی الغرض جب ملکہ اختر جادو قصر سے باہر آئی سب نے کیفیت بیان کی کہ
ملکہ برہمن کج ابرو طلسم کشا کو اٹھا کر بیرون قلعہ لیگئی یہ سنتے ہی ملکہ غصے مین کانپنے لگی کہا صاحبو
تمنے کیون لیجانے دیا طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ گیسو بریدہ حمزہ پر عاشق ہوئی یہ کہکر عقاب جادو
سپاہ سالار کو بلایا تین لاکھ جادوگر ساتھ کیے کہا جلد اپنے کو پہونچاؤ برہمن کو گرفتار کرکے لاؤ عقاب جادو
تین لاکھ ساحرون کو ہمراہ لیکر بجستجوے ملکہ برہمن کج ابرو و حمزہ صاحبقران چلا برہمن کج ابرو
صاحبقران کو قلعہ سے لیکر نکلی مگر پریشان و بدحواس جسوقت اسنے صاحبقران کو سحر سے بیہوش
کیا اور لیکر چلنے لگی تو صاحبقران نے یہ فرمایا تھا کہ ای یار غمخوار مجھکو طلسم سے باہر نہ لیجانا ہماری قاعدے کے
خلاف ہی جس مقام پر آئین وسکو بدون اسلام آباد کیے نکل جائین اگر ایسا کروگی تو بہت پچھتاؤ گی ہمکو زندہ
نہ پاؤگی برہمن کو یہ بھی خیال ہے اختر جادو کا بھی ملال ہی کہ وہ بادشاہ طلسم اختر یہ ہی وہ ضرور
ساحرون کو براے تلاش بھیجے گی پس کہان تک بھاگونگی اگر کسی نے گرفتار کرلیا تو سب کے پہلے صاحبقران
قتل ہو جائین گے اسم اعظم انکا بند ہی لرزان ترسان حیران و مضطر قریب درہ کوہ کے پہونچی صاحبقران
کو اندر درہ کوہ کے چھپایا طرف قلعہ طلسمی کے دیکھ رہی ہی اگر ساحران معلوم ہوئی سمجھی کہ ساحر میری تلاش
مین چلے ہین وہی آتی ہیں اور زیادہ گھبرائی صاحبقران کو درہ کوہ مین چھپایا ہے سحر کرتے درہ
کوہ کو مخفی کیا دوسری جانب جو کوہ کے درہ تھا اسطرف ٹہلنے لگی دیکھا ایک گنبد بنا ہوا ہی اسکے
دروازے پر فولاد جادو نامی بہت سے جادوگرون کو ساتھ لیے بیٹھا ہی بنا دست برہمن ترا بھی

ظاہر ہوئی تھی سب جانتے ہین کہ برہمن قسیں زیر ملکہ اختر جادو شاہ کی زینت پہلو ہی برہمن نے بڑھکر
پوچھا ای فولاد جادو اس گنبد مین کیا ہی کس شے کی نگہبانی کر رہی ہو فولاد نے جھکر سلام کیا کہا ای
وزیر اعظم دستور معظم گنہگار خداوند کوکب روشن ضمیر اسی گنبد مین ہی اسکے مقدمہ مین خداوند کو لکھا گیا کہ قید
کرین یا سر کاٹکر روانہ کیا جاے ابھی تک جواب نہین آیا برہمن نے کہا اسکے قتل کا حکم آگیا ہم
ابھی سر کاٹکر لیجائینگے یہی کہتی ہوئی پنجہ کھینچ کے اندر گھسی آگر ہی کوکب کو سلام کیا کہا ای شہنشاہ
نامدار مین حمزہ عالی وقار کو رہا کرا ای لاکی درہ کوہ مین چھپا یا ہی لاکھون جادوگر میری تلاش مین آئی ہین
کوکب نے اشارہ کیا کہ زبان سے سوزن تو نکالو مین سب سمجھ لونگا برہمن نے زبان کو کب سے سوزن نکالی
علامت طلسم پر کوکب گرفتار ہوا تھا اسکے سحر کون برداشت کرسکتا ہی اوٹھتے ہی سحر کرنے لگا اشارے
مین سیکڑون کو مارا فولاد کی فوج سے لڑنے لگا پھر سنگریزے اٹھا کر پھینکے پتھر برسنے لگے ہزار ہا کے
سر پھٹے برہمن بھی سحر کرہی ہی صدہا کو اوسنے بھی مارا کوکب لڑتا بھڑتا قریب فولاد پہونچا فولاد
نے بڑے بڑے سحر کوکب پر کیے کوکب نے اشارہ دمین دفع کردیے جب قریب پہونچا اوسنے ہاتھ تلوار کا
مارا کوکب نے روک کے ہاتھ مارا فولاد کے دو ٹکڑے ہوے مرنے کی صدائین بلند ہوئین عقاب جادو
جو بحکم اختر معہ تین لاکھ ساحرون کے چلا تھا صداے گیرودار سنکر اسوقت پہونچا کہ کوکب فولاد
کو قتل کرچکا ہے ساتھ والے اوسکے عذر کررہے ہین برہمن نے سمجھا کے سب کو قدمون پر کوکب کے
گرادیا کئی ہزار ساحر مطیع الاسلام ہوے عقاب نے جو یہ معرکہ دیکھا کوکب و برہمن کو آکے
گھیرا کوکب نعرہ کرکے فوج عقاب کو شکار کرنے لگا برہمن نے سحر کرکے زمین ہلادی آگ برسائی
کوکب روشن ضمیر بصد جاہ و توقیر سحر کرتا ہوا قریب عقاب پہونچا لاشہ فولاد دیکھکر عقاب کے ہوش
تو اڑگئے ہین سحر کوکب پر کیے کوکب نے خاک اٹھا کر پھینکی ایک گنبد بنکر تیار ہوا دل پر عقاب کے
غبار الم چھایا پکارا اوٹھا اے شہنشاہ مین اطاعت کرتا ہون برہمن نے بڑھکر سفارش کی
کوکب نے وہ سحر دفع کیا عقاب دوڑکر قدمون پر کوکب کے گرا بدل و جان اطاعت
دین اسلام قبول کی فوج کو آواز دی جسکو اطاعت دین اسلام کرنا ہو وہ میرے ساتھ رہے
ورنہ خدمت مین اختر کے جاے مینے خورشید روشن تن پر لعنت کی دس بارہ ہزار
سیہ قلب تو اوسیوقت نکل گئے باقی سب نے اطاعت کی اب کوکب و برہمن و عقاب قریب

درہ کوہ آئے خوشی خوشی صاحبقران کو ہوشیار کیا مرکب باد رفتار پر سوار کر لیا امیر نے فر
مین طرف قلعہ اختریہ کے چلونگا انشاء اللہ اسی طرح قلعہ بھی فتح ہوگا برہمن نے سمجھایا کہ اے شہ
بدون حصول لوح قلعہ طلسمی نہ فتح ہوگا طرف اپنے لشکر کے چلیے امیر نے فرمایا بدون فتح طلسم لشکر مین نجا
کوکب نے بھی ترغیب دی کہ حضور چلین انشاء اللہ قلعہ اختریہ کو الٹ دونگا اب برہمن کو تخت پر س
کیا صاحبقران مرکب باد رفتار پر جلو مین شہنشاہ کوکب روشن ضمیر پشت پر فوج ساحران بسمت
اختریہ اس جاہ و حشم سے چلے لیکن وہ کلمہ داستان اُس ہجران دیدہ آفت کشیدہ ملکہ ماہ پرو
گذارش ہوتے ہین جسکے باغ مین سے صاحبقران گرفتار ہوئے تھے یہ محل مین پاس اختر کے آئی تھ
خبر مشہور ہوئی کہ برہمن کج ابرو صاحبقران کو لیکر نکل گئی دوسرے دن یہ خبر ملی کہ برہمن نے
فولاد جادو کو قتل کیا کوکب رہا ہوا صاحبقران و کوکب برہمن مع فوج ساحران طرف
اختریہ کی آتے ہین اختر نے کہا کیا مجال ہے کہ میرے قلعہ تک آ سکین تدبیر حفاظت لوح واجب لازم
ماہ پرور تو فراق صاحبقران مین بیمار ہو گئی آٹھ پہر رویا کرتی ہے اختر نے جو اُسکا حال پو
گلے سے لگایا کہ کیون بی بی باعث تمھاری بیقراری کا کیا ہے ماہ پرور نے کہا اے مادر مہربان مین بلا و
بدنام ہوئی کوئی کنیز میری یا وزیرزادی عاشق ہوکر صاحبقران کو میرے باغ مین لیگئی دشمن
بدنام کرتے ہین اگر مجکو دریافت ہوتا سر کاٹ کر خدمت مین حضور کے لاتی مقام افسوس ہے کہ میر
ہوئی ماں کے قتل کرانیکا ارادہ کیا دشمن کو اپنے گھر مین رکھا ایسے بدنام کا مر جانا ہی بہتر ہے اختر
بہت بہت سمجھایا مگر علالت ماہ پرور بڑھتی جاتی ہے آب و دانہ ترک ہوتا جاتا ہے ترقی غم و الم ہر قد
یہی کہتی ہے مجھ ایسی بدنصیب کا مر جانا ہی بہتر ہے اختر روزانہ بڑی فہمایش آتی ہے حال ماہ پرور کا ابتر ہوا
لیکن صاحبقران زمان مع لشکر طرف قلعہ اختریہ کے آتے تھے راہ مین ایک قلعہ ملا صاحبقران نے برہمن سے
پوچھا اس قلعہ کا کیا نام ہے برہمن نے کہا اے شہریار مین یہان کے حال سے واقف نہین ہون کبھی اسطر
آنیکا اتفاق نہین ہوا ایک دروازہ قلعہ کا کھلا ایک ساحر تخت پر سوار مع بارہ ہزار ساحران غدار قل
سے نکلا ایک ساحر کو حکم دیا کہ جا کر ان سب کو منع کرو کہ ہماری سرحد سے لشکر پھیر لیجاؤ اس طرف سے ہم
ہو نگے یہ سُنکر کوکب تیغ کھینچکر حملہ کرتا ہوا اُس فوج ہزیمت موج پر جا پڑا ہزار دو ساحر قتل کیے او
شاہ ذبت کدہ کا وش کی آگ برسائی دریائے سحر بہا دو کوکب نے چشم زدن مین مٹائی جنگ کرتا ہوا قریب

اُس تاجدار کے پہونچا کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا گرفتار کر کے سامنے صاحبقران کے لایا صاحبقران
نے سوال اسلام کیا اور نام پوچھا وہ قدمون سے صاحبقران کی لپٹ گیا مفتاح جادو اپنا نام بتایا کہا
مین دل و جان سے اطاعت کرتا ہون جب لاسنے ظاہر مین اطاعت کی صاحبقران نے حکم رہائی دیا مفتاح
نے عرض کی امیدوار ہون غریب خانہ کو قدوم میمنت لزوم سے منور و روشن فرمایئے دعوت غلام کی قبول کیجیے
صاحبقران کو لیکر معہ کوکب برہمن وغیرہ اپنے قلعہ مین آیا جلسہ عیش و نشاط آراستہ کیا خدمتگزاری
مین مصروف ہوا عین گرمی صحبت مین عرض کی کہ یہ غلام جدید براہ خیرخواہی عرض کرتا ہی کہ قلعہ طلسمی بدون
حصول لوح فتح نہوگا چندے حضور اسی مقام پر تشریف رکھین مین مقام لوح بھی بتاؤنگا صاحبقران
نے فرمایا اے مفتاح جادو ہم تکیہ پروردگار پر رکھتے ہین وہ مسبب الاسباب نشان لوح بھی تعلیم فرمائیگا
مجکو بہت جلدی ہی میرا لشکر مقابلہ خورشید روشن تن مین فروکش ہی لندھور و نورالدہر دونون جوان
زبردست خورشید کی شریک ہو گئی ہین اگر وہ طبل بجا کر میدان مین آئی ہونگی اوس سے کون مقابلہ کر سکتا ہی نہین
معلوم اتنی عرصہ مین کیا گذری ہو حقیقت مین خورشید روشن تن بڑا ساحر زبردست ہی بادشاہ کے
لشکر پر ہجوم لشکر غم و ملال ہوگا سرداروں کی بدعت سے لندھور و نورالدہر کا کیا حال ہوگا ایک ایک لمحہ
برابر ایک سال کے گذرتا ہی خواجہ عمرو کا بھی احوال نہ معلوم ہوا قلعہ طلسمی مین بجستجوئی تمام وہ رفیق خوش
انجام پہونچ گیا تھا نہین معلوم اوسپر کیا گذری برہمن مجکو یہان مت لائی اے برادر بہتر ہے کہ بہ تعجیل
تمام رہبری کر کے ہمکو سامنے قلعہ اختر کے پہونچا دو پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی مفتاح جادو خاموش
ہو رہا ہی کہا غلام نے براہ خیرخواہی عرض کیا غلام بدل و جان ساتھ ہی صاحبقران خلق پر
مفتاح کی بہت خوش ہین بذات خود سامان دعوت مین مصروف ہین ساقی بچے حاضر ہین جام مئے ارغوانی
گردش مین صدای ہوشیار ہوش و نوشا نوش بلند ہی مفتاح نے جب دیکھا کہ صاحبقران و کوکب برہمن
وغیرہ بدل مصروف تماشای رقص و سرود ہین تب اس مکار نے شراب مین بیہوشی ملائی بکمال جام بکف
مین لیکر سامنے صاحبقران کے آیا عرض کی یہ جام محبت بھی نوش فرمایئے کہ سرفرازی حاصل ہو صاحبقران
تو اوسکو صاف باطن سمجھی تھے بے اندیشہ انجام جام نوش فرمایا اسی طرح کوکب برہمن کو بھی شراب پلائی
کھانے مین بیہوشی ملائی اب اطمینان سے بیٹھا بات قلیل باقی تھی کہ بیہوشی نے تاثیر کی صاحبقران
گھبرا کر اپنی مقام سے اٹھے لڑکھڑا کر گرے بیہوش ہوئے کوکب برہمن حضور حضور کہکر اپنے مقام سے

اُٹھ اُٹھ کر گر گر پڑے بیہوش ہوے مفتاح نے ذررا کو آواز دی صاحبقران کو قید خانہ میں سلسل
کیا کوکب برہمن کی دہان میں سوزن دیے ساتھ والونکو بھی گرفتار کر لیا ان سبکو قید خانہ میں رکھا ایک
عرضی واسطے ملکہ اختر جادو کے تحریر کی مضمون یہ تھا کہ ای شہنشاہ طلسم اختر یہ حمزہ و کوکب بادشاہ
طلسم نور افشان و ملکہ برہمن کج ابرو وزیر زادی لشکر سا حران لیکر آپکی جانب آ رہے تھے اس خیر
دولت نے اون سے مقابلہ کیا ان ظالمون پر کون غالب آ سکتا آخر کو یہ کمترین گرفتار ہوا دشمنون کی دعوت کرنا پڑی
عداوت کر کے سبکو گرفتار کر لیا میرے قلعہ مین سب قید ہین اگر حکم ہو تو زندہ روانہ کر دون ورنہ سر کاٹ کر بھیجون
اختر جادو اس نامہ کو دیکھکے خوش ہو گئی اسی نامہ کو لیے ہوے محل مین آئی ماہ پرور غم فراق صاحبقران
مین بیمار پڑی ہی کنیزون نے ہلڑ پایا لو بی بی مبارک ہو دشمن قید ہو گئے خود طلسم کشا پکڑا گیا بی برہمن
ابرو عاشق صادق کہ حمزہ کو قلعہ سے بھاگین جوش محبت مین فولاد کو قتل کر دیا کوکب کو قید سے چھڑایا
طلسم کشا کو صاحب لشکر بنایا مفتاح جادو نے بڑا کمال کیا دشمنون کو بسہل و آسانی پکڑ لیا اب دشمن
سزا پاینگے صبح و شام مین اب سبھون کے سر آئینگے ماہ پرور جو بستر علالت پر پڑی تھی زار زار مثل ابر
نوبہار روتی تھی یہ صدا ئین جو کان مین آئین کہ صاحبقران گرفتار ہو گئے اک آہ کر کے بیہوش ہو گئی
کنیزون مین شور گریہ و زاری بلند ہوا اب تو سانس دیکھی جاتی ہے کوئی کہتی ہے نبض نہین ملتی کوئی
کہتی ہی آنکھون مین حلقے پڑ گئے کھلائی سر پیٹ رہی ہے کہتی ہے مین نے اس چودہ برس مین اپنی جان ملا
دو بیٹیان مرن مین اُنکو دیکھنے بھی نہ گئی آج چودہ برس کی محنت خاک مین ملتی ہے ہونٹ ناخن بھی
نیلے ہو گئے اس ہنگامہ مین اختر جادو عرضی مفتاح کی لیے ہوے پہونچی دیکھا کہ محل محل ماتم بپا ہے
ہر ایک قلب پر ہجوم غم و الم ہی اختر نے جا کے دیکھا بیٹی کی آنکھین بند قلب سے آہ آہ کی صدا آتی ہی اختر
گھبرا گئی کہا صاحبو حکیمون کو بلاؤ کوئی ملا سیانا لاؤ مین لٹتی ہون اپنی نور نظر سے چھٹتی ہون ہماری بچی تو
غیرت مین جان دی کنیزین بتانیان حمزہ کو چرا کر میری بچی کے باغ مین لیگئین یہ غیرت دار حال
حال سنکر پریشان ہوئی گھل گھل کے اپنی جان دی جب اختر بہت روئی تو ماہ پرور نے آنکھین
کھولین اختر نے کہا بی بی تمکو کون بدنام کرتا ہے دشمن گرفتار ہو گئے اس مقدمہ کا اب کوئی ذکر
بھی نکریگا یہ سنکر ماہ پرور نے بنگاہ حسرت طرف اختر کے دیکھا صرف اتنا منہہ سے نکلا کہ مین تو اپنی
جان دونگی میری زندگی مین یہ بدنامی نہ مٹے گی یہ کہکے پھر بیہوش ہو گئی حکما آنے لگے ہر چند دوائیان

دین کچھ تاثیر نہوئی ایک کنیز نے بڑھکر عرض کی دروازی پر محل کے ایک حکیم آئے ہین بقراط کو نواسہ جالینوس
کی بھائی نیم حکیم خطرۂ جان عامل بھی ہین وہ فرماتے ہین آسیب کا خلل ہے ابھی اتار دینگے اختر نے کہا بلا دُ
دیکھا سب نے حکیم صاحب بڑے کروفر سے تشریف لائے دو بھان کا عمامہ سر پہ لگی وضع ایک ایک کلی کا
جامہ شرعی پاجامہ ریش اقدس یکمشت چہار انگشت چند کتابین بغل مین ماہ پرور کو دیکھتے ہی خوب ہنسے
فرمایا یہ برم راکس کا بل سے بھاگ کر یہان آیا آپ سب صاحب ہٹ جائین مین ابھی انکی گردن لیتا ہون
مگر ملکہ اختر صاحب ایک بات کی بڑی کھوٹ ہوئی اس محل مین کسی مسلمان کی کوئی شے رکھی ہی اسکی
وجہ سے زیادہ خرابی ہی اختر نے کہا اور تو کوئی شے نہین ہی طاق پر شیشۂ اسم اعظم رکھا ہی حکیم صاحب نے
کہا اسکی بھی فکر ہو جائیگی آپ لوگ باہر جائین ابھی اس ظالم کی فکر کیے لیتا ہون جب سب ہٹ گئے اور
تنہائی ہوئی عمرو نے شانہ تھام کر آواز دی ملکہ عالم آنکھین کھولو مین ہون عمرو عیار انشاء اللہ صاحبقران
بھی رہا ہو جائینگے ملکہ نے نام صاحبقران سنکر آنکھ کھولدی عمرو نے صورت اصلی دکھائی ملکہ لپٹ گئی خوا
سے ملکر خوب روئی کہا بھیا صاحبقران قلعہ مفتاح پر قید ہو گئے عمرو نے کہا ملکہ نہ گھبراؤ مین تدبیر کرونگا
عطر بیہوشی سنگھا کی ملکہ کو تو نذر زنبیل کیا شیشہ اسم اعظم بھی قبضے مین کر لیا ماہ پرور کی شکل بنکر چھپر کھٹ
پر لیٹے کنیز کو پکارا ای ہمکو سینے اکیلا چھوڑ دیا لو یہ بوڑھا حکیم زمین مین اتر گیا کنیزین و اختر آواز سنکے
دوڑین آکر دیکھا ملکہ بصحت بیٹھی ہے حکیم صاحب غائب ہو گئے اختر نے گلے سے لگا لیا پوچھا بی بی کیسا مزاج
ہے عرض کی مین تو سوتی تھی یہ بڈھا حکیم جو آیا تھا زمین مین اتر گیا ملکہ اختر نے کہا ہمین حکیم سے
کیا کام ہی بڑا عامل زبردست تھا آسیب کو اتار کے لیگیا اب ماہ پرور اٹھ کے دربار مین آئی ماں کے
ساتھ خوشی خوشی تخت پر بیٹھی اختر نے وہ نامہ مفتاح کا پڑھا ماہ پرور سنتے ہی خوش ہو گئی
کہا اے مادر مہربان آج شب کو خوشی کا جلسہ آراستہ رہی کل صبح کو وہان چل کے سبکو قتل کرین دشمنونکو
قلعہ طلسمی مین بلانے سے کیا فائدہ اختر نے اس رائے کو پسند کیا جلسہ عیش و نشاط آراستہ ہوا تمام امر
ورؤسا جمع ہین رات کو عمرو نے تقریب شراب مین بیہوش کیا اختر جیسے ہی بیہوش ہو کر گری
جوڑے سے اسکے ایک ڈبیہ نکلی عمرو نے بعجلت تمام اوس ڈبیا کو زنبیل مین رکھ لیا یہ خیال ہوا کہ
کسی خزانے وغیرہ کا اسمین نشان ہوگا اب قصد ہوا اختر کو اٹھا کے نذر زنبیل کرون قضا ہی کار
افلاک کوتوال کا بھائی سفاک جادو عہدہ کوتوالی پر مامور ہوا تھا ٹہلتا یہ پھرتے

پھرتے خیال ہوا بارگاہ مین جاکر دیکھون کیا رنگ ہے اوسوقت پہونچا کہ عمرو سب کے کپڑے اوتار رہا تھا چاہتا ہے کہ اختر کو اوٹھا کر نذر زنبیل کرون کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم سفاک جادو وادسار بان زادے مین نے پہچانا عمرو نے جست کرکے گلیم اوڑھلی سفاک زمین پر آیا باران سحر برسا کے اختر کو ہوشیار کیا اختر بیٹی کے واسطے رونے لگی سب کنیزین بھی بیدار ہوئین ہر ایک کا یہ قول ہے کیا شعبدہ تھا ہماری بی بی کو کون لیگیا سب طرف ڈھونڈھنے لگی دیکھا ماہ پرور زیر تخت برہنہ بیہوش پڑی ہے کنیزون نے بلند کیا اختر نے بھی آکے دیکھا کہا صاحبو میری بیٹی کو خداوند روشن تن نے بچایا لباس پہنا کے ہوشیار کیا ماہ پرور روتی ہوئی اوٹھی کہا مادر مہربان جب تک طلسم کشا زندہ رہیگا ایسی بلا مین نازل ہونگی ابھی سوار ہوکر چلیے سب کے سر کاٹ کے لائین خدمت خداوند مین روانہ کردین جھگڑا پاک ہو اختر اوسیوقت سوار ہوئی ماہ پرور کہ کے پہلو مین آبیٹھی کہ حمزہ کو مین اپنے ہاتھ سے قتل کرونگی بی بہن کی ناک چوٹی کاٹ لونگی طلسم کشا کی بڑی عاشق صادق ہے مزہ اوٹھائیگی کوئی عذر سماعت نہوگا اس سامان سے طرف قلعہ مفتاح کی نوبت نقارہ بجاتی ہوئی چلی مفتاح کو خبر ہوئی ملکہ اختر برائے قتل سلمانان آتی ہین واسطے استقبال کے نکلا ملکہ اختر نے قلعہ مین داخلہ کیا مفتاح اپنی جرأت کا حال عرض کرتا ہوا چلا آتا ہے کہتا ہے حضور جرأت سے سحر مین بہر غالب ہونا دشوار ہے مینے حیلہ دعوت مین گرفتار کیا کوکب کو بڑی احتیاط سے قید کیا ہے اگر زبان سے سوزن نکلجاے اوسکا بار سحر کوئی کھا کے بادشاہ طلسم نور افشان زمین کے طبقے ہلا دیتا ہے اختر نے کہا اب سب کی سرکشی کھل جائیگی جب قریب قید خانہ پہونچی مفتاح نے کہا حضور اسی مکان مین مینے باغیون کو قید کیا ہے بس ملکہ ماہ پرور تیغ کھینچکر چلی اختر نے کہا بی بی تکلیف نکرو دشمن کو جلاد قتل کرینگے ماہ پرور نے کہا مین ان کے واسطے بدنام ہوئی ہر ایک کا یہی قول ہے کہ ماہ پرور نے قید خانہ سے حمزہ کو چھڑوا منگا یا اتبو سبکو یقین کامل ہوگا جب تک اپنے ہاتھ سے قتل نکرونگی یہ بدنامی نہ مٹیگی یہ کہکر تیغ چمکایا کہا جو کوئی میرے پاس آئیگا تیغ مار دونگی لوگ ہٹے کہ لاڈلی بیٹی اگر تیغ ماردی ہم کیا کرین ماہ پرور نقلی جھپٹ کر قید خانے مین آئی شیشہ اسم اعظم توڑا کوکب کی دہان سے سوزن نکال کر نعرہ کیا منم مہر سپہر عیاری دقطب فلک خنجر گذاری جیسے ہی شیشہ ٹوٹا صاحبقران کے ہاتھ پانون درست ہوئے چالاک جست ہوئے قید آہن کو مثل تار عنکبوت توڑ کر پھینکدیا کوکب کی زبان سے جو سوزن نکلا اوٹھنے اوٹھتے دہ سحر کیا

کر آگ برسنے لگی اختر نے دیکھا صاحبقران و کوکب برہمن قیدخانے سے لڑتے ہوئے نکلے ماہ پرور کا تو نشان بھی نہیں ایک شخص دُبلا پتلا تا چیا پہلوئے صاحبقران میں حقہ آتش بازی ہاتھ میں نعرہ کرتا ہوا آتا ہے اہالیان فوج کو بھی صاحبقران نے رہا کیا تمام قلعہ میں ہنگامہ ہوا قیدی چھوٹ گئے بی ماہ پرور نے قیامت برپا کی کوئی کہتا ہے عمرو ملکہ کی صورت بنکر آیا مکار نے یہ شعبدہ دکھایا مفتاح جادو بھی حیران ہوگیا اختر بادشاہ طلسم اختر بیخوف لڑ رہی ہے جانتی ہے کہ بدون فتح طلسم کوئی مجکو قتل نہیں کر سکتا صاحبقران نے باآواز بلند اسم اعظم بھی پڑھا سیکڑوں ساحر اپنے حربوں سے بیدم ہوسکھا سب ور ہم و برہم مفتاح لڑتا ہوا قریب کوکب پہونچا کوکب نے سحر کیا کہ مفتاح کی روشنی مٹی شمع حیات گل ہونے لگی زبان میں لکنت دوڑ کر قدموں سے کوکب کے لپٹ گیا عرض کی اے شہنشاہ الامان اب صدق دل سے مسلمان ہوتا ہوں یہاں صاحبقران لڑنے چلے اختر کو جو پیدل دیکھا گھوڑے سے کود پڑے اُسنے کئی سحر کیے بسبب اسم اعظم کے تاثیر نہوئی امیر قریب اختر پہونچے یہ بھی اختر کو خوب یقین ہے کہ بدون لوح میں قتل نہیں ہوسکتی بیخوف ہاتھ تلوار کا مارا امیر پر صدہا تلوارین گرین خنجر برسے امیر نے اسم اعظم پڑھکے ہاتھ مارا اختر نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ عقرب بیچ سپر کے دو ٹکڑے کیے سر بھی اختر کا زخمی ہوا اختر نے اپنے کو زمین پر گرا دیا پر پرواز پیدا کر کے اڑی ساحروں کو آواز دی یارو نکل آؤ عمر بھر بھی طلسم کشا جھکیگا تو لوح دستیاب نہوگی اور تدبیر کر کے پکڑ لینگے ساتھ والے اسکے جو مرنے سے بچے تھے تڑپ تڑپ کے نکل گئے کوکب نے چاہا اختر پر جا پڑوں ستارہ نکلے اختر کو روکوں برہمن نے دامن تھام لیا کہا اے بادشاہ اُسکا پیچھا نہ کیجیے آپ بادشاہ طلسم اختر ہے بدون حصول لوح قتل ہونا دشوار ہے کوکب رک گیا اختر نکل گئی یہاں قلعہ مفتاح صاحبقران نے تسخیر فرمایا مفتاح صدق دل سے مسلمان ہوا صاحبقران نے فرمایا سامان لشکر کشی کرو اختر زندہ نکل گئی برہمن نے دست بستہ عرض کی کہ اے شہنشاہ گیتی ستان قلعہ طلسمی پر حضور کا قبضہ نہیں ہوسکتا اول فکر لوح واجب و لازم ہے امیر نے فرمایا لوح کیونکر ملے برہمن نے کہا میں کل حالات سے اس اقلیم کے آگاہ ہوں لیکن یہ نہیں جانتی کہ لوح طلسمی کہاں ہے قتل اختر سے ہاتھ اوٹھائیے امیر نے فرمایا یہ غیر ممکن ہے میرا فرزند ایرج نوجوان ابھی تو وہاں قید ہے کیونکر ممکن ہے کہ اسکی فکر نکروں وہ مسبب الاسباب ہے کوئی سبب ایسا پیدا کریگا کہ لوح کبھی

ہاتھ آئیگی یہ حقیقت بھی کھل جائیگی یہ سُنکر برہمن تو چپ ہوئی عمرو نے عرض کیا کہ یا صاحبقران
ایک ڈبیا جوڑے سے ملکہ اختر کے پائی ہو مگر ہزار روپیہ خرچ کرکے ہاتھ آئی ہے ڈبیا تو حاضر کرتا ہون اگر اسمین
گوہر مقصود نکل آئے تو جو روپیہ میرا خرچ ہوا ہے وہ ملجائے امیر نے ہنسکر فرمایا کہ خواجہ روپیہ یہان
تمہارا ہے عمرو نے عرض کی آپ ہمیشہ مفلس رہتے ہین یہ کہکر وہ ڈبیہ زنبیل سے نکالکر امیر کو دی
امیر نے اوسے کھولا اسمین سے ایک پرچہ کاغذ نکلا اوس کاغذ پر یہ لکھا تھا کہ اگر کوئی شخص قصد
کرے کہ طلسم اختر یہ فتح ہو اول حاصل ہونا لوح کا واجب لازم ہے دریاے نیرنگ کے قریب
جاے کنارے پر بیٹھ کے اس اسم اعظم کو ورد زبان کرے بعد تلاطم امواج دریا سے ایک جلو قوی
جسم کہ جسم اوسکا مثل برق کے چمکتا ہوگا ماہی کلان پر سوار ہوکر آئیگا اوس سے پکار کر کہے کہ اے
نہنگ دریانشین ملکہ اختر جادو بادشاہ طلسم نے ہمکو بھیجا ہے لوح ہمکو حوالے کرو یقین ہے کہ نہنگ
دریانشین لوح سپرد کرے بعد حصول لوح جو کچھ لوح مین نوشتہ نکلے فتاح طلسم اوس تحریر کا پابند رہے
یہ جو مضمون صاحبقران نے پڑھا مثل گل شگفتہ ہوے فرمایا کیون اے برہمن ظہور قدرت رب اکبر
دیکھا اسیوجہ سے اختر کو ناز ہے کہ لوح طلسم اختر یہ حصول ہونا ممکن نہین ہے رہبر کامل نے رہبری کی
یہ فرمایا کوکب و برہمن وغیرہ کو قلعہ مفتاح پر عمرو مثل ہمزاد ساتھ ہے ہرچند صاحبقران نے فرمایا
خواجہ دیکھو یہی تحریر ہے صاف صاف تقریر ہے کہ طلسم کشا کنارے دریاے نیرنگ یکہ و تنہا جائے
عمرو نے کہا مین آپکی نظرون سے نہان رہونگا مفتاح سے راستہ دریاے نیرنگ کا دریافت کرکے
پانچ کوس راستہ طے کیا تھا کہ پانی کے غرانے کی آواز آئی صاحبقران نے دیکھا کہ ایک دریا
نہایت زخار لطمہ سنج آفت زا ایک موج اوسکی مثل اوج فلک شکوہ بلند گرداب اوسکے محیط
بلا ہر موج تیغہ برق زا کنارہ اوسکا عدم سے ملا ہوا ہے ہر ایک حباب نظر چشم دیو خونخوار دریاے
دار مچھلیان اوبھرتی ہین جابجا نہنگان خون آشام مگر منھ کھولے ہوے دیکھکر دریا کو خوف طاری
ہوتا ہے صاحبقران ایسے نہنگ بحر جرات تھے کچھ خائف نہوے قریب کنارے کے بیٹھکر اُس
اسم کو ورد زبان کیا دفعتہً ہی دریا مین تلاطم پیدا ہوا دیکھا ایک نہنگ خونخوار اوسپر ایک ساحر غدار سوار
تمام جسم مثل برق کے چمکتا ہوا کہ نگاہ نہین ٹھہرتی کنارے دریا آکر ٹھہرا کہا کیون اے جوان منہ نہنگ دریانشین
میری ماہیت سے آگاہ نہین ہے از ماہ تا ماہی میری عملداری ہے مجکو کیون طلب کیا ہے صاحبقران نے فرمایا اے

نہنگ دریانشین ملکہ اختر نے مجکو بھیجا ہی جو تحفہ تیرے پاس ہے حوالے کر ملکہ اختر جادو نے حکم دیا ہی کہ تو دریا ہی مین
رہنا یہ کلام سنتے ہی وہ ساحر مثل برق کے گرد گرد آیا کہا او حمزہ مین تیرا دھوکا نہ کھاؤنگا مین نے زندگی مین تحفہ
ندونگا یہ کہکے منہ سے ایک حباب چھوڑا کہ گرد صاحبقران کے ہزارہا شعلہ ہاے آتش بھڑکنے لگے غبار بھی
بلند ہوا نہنگ نے چاہا اپنے کو دریا مین گرادے پہلو مین عمرو کھڑا تھا صاحبقران کا جو یہ حال دیکھا
حلقہای کمند صفہا پر اصفا جھٹکر مار کر نعرہ کیا یا صاحبقران اسم اعظم پڑھیے وہ حلقے جو گردن مین
نہنگ کے پڑے صاحبقران نے بھی اسم اعظم پڑھا شعلہ ہای آتش ہر طرف کے فرو ہوے ساحر منھ کے بل زمین
پر گرا امیر نے تیغ عقرب کا مارا نہنگ دریانشین کے دو ٹکڑے ہوے اوسی تاریکی مین صاحبقران نے
وہ جو تختی مثل برق کے گلے مین نہنگ کے چمک رہی تھی اوتار لی وہ صندوقچی تھی تڑپ تڑپ کے نہنگ کا
کام تمام ہوا امیر نے الگ آکر صندوقچی کھولی لوح طلسم اختر یہ اسمین سے نکلی صاحبقران نے اوسکو
گلے مین ڈالا چشمہ آب پر آکے وضو کیا لوح کو ملاحظہ فرمایا اوسمین تحریر تھا اے فتاح طلسم و سیاح
این عجائبات اگر پروردگار فضل کرے کہ لوح طلسمی نہنگ دریانشین سے حاصل ہو طرف مشرق کے روانہ
ہونا چاہیے صاحبقران چند قدم چلے کہ صحراے ریگستان مین گذر ہوا بیچ صحرا مین ایک میل فولادی
میل پر ایک پتلی تیر و کمان ہاتھ مین آواز دے رہی ہے اے آیندہ و روندہ خبردار اس طرف آنیکا ارادہ
نکرنا اگر لاکھ جان لیکر آئیگا ایک سلامت نلیجائیگا صاحبقران جب قریب پہونچے اوس پتلے
نے تیر مارا امیر نے تیر اوس خطا کار کا قرولی سے قلم کیا پتلی نے تار باندھدیا تیرونکی بوچھار کردی
سات تیر صاحبقران نے قلم کیے خیال جو کرتے ہین جو جو تیر قلم کیے پاؤن پر گرا پاپی جاتی ہی طبیعت
خودبخود گھبراتی ہے صاحبقران نے جلدی مین لوح کو دیکھا اوسمین نوشتہ پایا ای فتاح طلسم اگر
میل کے سامنے پہونچا اتنی مہلت نہ دینا کہ وہ تیر کو بحکم کمان سے رہا کرے اگر چودہ تیر اوسنے مارے
اور تو نے بہ سپاہ گری قلم کیے تھکا ہو کر رہجائیگا پھر اس بلا سے نجات نہ پائیگا خیال کر کے دیکھو پیشانی پر
پتلی کے ایک خال سیاہ ہی اگر تیر انداز بے نظیر ہو اوسی خال پر تیر مارے تل بھر کا فرق نہ ہو اگر خال سیاہ پر تیر نہ لگا
پلٹ کر وہی تیر تمھارا کام تمام کریگا صاحبقران نے بہ تعجیل تمام کمان کیانی دوش سے اوتاری خال سیاہ
کو تاک کر تیر مارا ایسی بیشتر نی تھی پیشانی کے تل پر پڑا مہرہ سر کو توڑ کر پار گذرا پتلی میل سے گری اندھیرا
ہو گیا آواز آئی کشتی مرا نام من سوفار جادو بود لوح مین حکم نکلا اس میل کو اکھیڑ ڈالو

دہنہ نقب ظاہر ہوگا اُسمین داخلہ کرو عمرو گلیم اوڑھے ہوئے دور کھڑا تھا اپنے کو ظاہر کیا قریب
صاحبقران کے آکر عرض کی اے شہریار خدا نے بڑا فضل کیا امیر نے فرمایا خواجہ مجھے
بڑی خطا ہوئی تھی اب تم رخصت ہو مجھپر ہدایت لوح ہے مین اب نقب مین جاؤنگا
تمھارا میرے ساتھ جانا مناسب نہین ہے مقدمہ طلسمی ہے عمرو بہت خوب کہکے پیچھے ہٹا
دس قدم امیر سے جدا ہوا تھا امیر قریب میل پہونچے ہین قصد ہے کہ میل کو اُکھیڑ دین
کہ کان مین آواز آئی آقا مجکو بچائیے امیر نے پلٹ کر دیکھا پہلوے کوہ سے اک گینڈا پیدا ہوا اوسنے
خواجہ عمرو کو اُٹھا لیا لیے ہوئے بھاگا جاتا ہے عمرو غل مچاتا ہے کہ آقا مجکو بچائیے صاحبقران
تیر و کمان لیکر دوڑے چاہا اپنے کو قریب کر گینڈے کے پہونچاؤن اپنے یار وفادار کو بچاؤن اُتنی جلدی وہ
گینڈا بھاگا برق تھی کہ سامنے سے تڑپ کر نکل گئی کسی جھاڑی مین جا کر مختفی ہوا صاحبقران بہت
پریشان ہوئے تمام صحرا کو چھانا کہین نشان نہ ملا لوح پر جو نگاہ پڑی صاف مرقوم تھا اے طلسم کشا اگر کوئی
رفیق تیرا غائب ہوا تردد نکر صحیح و سالم ملاقات ہوگی اب معاملہ اصلی مین متوجہ ہونا واجب و لازم ہے
صاحبقران طرف میل کے چلے قریب میل پہونچے بقوت صاحبقرانی میل فولادی کو اُکھیڑا اندر سے
ایک دھوان نکلا آواز مہیب آئی زمین تھرائی دیکھا ایک اژدر منھ پھیلائے بیٹھا ہے صاحبقران
نے لوح مین ملاحظہ کیا لکھا تھا یہ اسم اعظم پڑھکر دہن اژدر مین پھاند پڑو صاحبقران بسم اللہ
کہکے دہن اژدر مین پھاندے افتان و خیزان زمین پر پاؤن قایم ہوئے دیکھا صحرای سبزہ زار نواح دلکشا
ایکطرف سے رونے کی آواز آتی ہے پلٹ کے دیکھا زیر شجر لاشہ ایک نوجوان کا پڑا ہے ایک ضعیفہ بلک بلک
کے بین کر رہی ہے جیسے غم مین جوان بیٹے کے بیتاب بیقرار ہو صاحبقران کا کلیجہ منھ کو آگیا الفاظ
بین سے اوسکے قلب تھرا گیا قریب اوسکے آئے وہ خود اوٹھ کھڑی ہوئی کہا ایجوان مین ضعیفہ خدا پرست
اس قریہ مین رہتی ہون سب لات پرست و منات پرست ہین میرا نوجوان بیٹا مرا اون سب
دشمنان خدا نے لاشہ میرے فرزند کا یہان مجکو دیا کوئی شریک نہین ہوتا کوئی بندہ خدا میرے
ساتھ شریک ہوکر اسکو دفن کرادے تو بڑا ثواب حاصل ہو مین غریب کہان جاؤن اس جوانی
مین کوسون منزلون یزدان پرست کا نام نہین اس طرح بلک کر یہ کلمات اُس ضعیفہ نے کہے کہ
صاحبقران آبدیدہ ہوئے فرمایا اے ضعیفہ مین بدون دفن کیے اس جوان کے قدم نہ بڑھاؤنگا

کہ مین یزدان پرست ہون مگر مین یکہ و تنہا جملہ سامان کیونکر کرسکتا ہون ضعیفہ نے کہا تین شخص اس
قریہ مین اور مسلمان ہین مین اونکو بھی لائی ہون مگر تیرے چہرے سے آثار جلالت ہویدا ہین تیری
شراکت سے اس غریب محتاج کا لاشہ دفن ہوجائیگا یہ کہکر وہ ضعیفہ طرف قریہ کے چلی صاحبقران اسی
مقام پر ٹھہر گئے ضعیفہ نے تھوڑی دور جاکر آواز دی آؤ تم لوگ بھی شراکت کرو جن بزرگ کی خواہش
تھی اس بحمل نے شراکت کی ضعیفہ کے ساتھ آئے چارپائی لاکر رکھی اوس ضعیفہ نے بلک کر کہا آپ
اس غریب کے لاشے کو چارپائی پر رکھدیجیے پھر کاندھا دیکر تکیہ تک پہونچا دو صاحبقران نہایت
رحم دل ہین آستینین چڑھاکر بڑھے کہ جنازہ اُٹھاکر چارپائی پر رکھون گلی مین جو لوح پڑی تھی جھکنے
ہین صاحبقران کے اوسکو جنبش ہوئی نگاہ حروف پر پڑی صاف مرقوم تھا کہ ای طلسم کشا خبردار اس
مکار کے جنازے کو ہاتھ نہ لگانا نہین تو مردہ زندہ ہوجائیگا اور تو مثل اسکے مردہ ہوجائیگا یہ ضعیفہ زال
جادو دام مکر مین پھنساتی ہو یہ مضمون دیکھکر صاحبقران رُکے کسیقدر پیچھے ہٹے تھے کہ لوح کو اچھی طرح ملاحظہ
کردن کہ ضعیفہ نے ایک چیخ ماری اے عفریت صحرائی اس قاتل ساحران کو لینا لوح صاحبقران بخوبی نہ
دیکھنے پائے تھے کہ گوشہ صحرا سے ایک دیو مہیب چوب دست گران سنگ کاندھے پر رکھے ہوئے اتنی جلدی
آیا کہ صاحبقران کو سنبھلنا مشکل ہوگیا آتے ہی صاحبقران پر ایک وار کیا امیر نے جلدی مین
تیغ عقرب سلیمانی کو نیام انتقام سے کھینچا وار اوسکا خالی دیکر کمر پر ایک ہاتھ مارا کہ دیو کے دو ٹکڑے
ہوئے لاشہ دیو کا زمین پر پڑا امیر نے پلٹ کر دیکھا وہ ضعیفہ وہ مردہ وہ تینون کس غائب ہوگئی دیو کے جو
دو ٹکڑے ہوئے دو دیو بنکر تیار ہوگئے دونون نے دو طرف سے وار کیا صاحبقران نے پھر ایک
کو مارا اوسیطرح ایک کے دو اور دو کے چار اور چار کے آٹھ بڑھنے لگے تھوڑے ہی عرصہ مین سارا
جنگل دیوان خونخوار سے مملو ہوگیا بسبب لوح حرباد کی جسم پر صاحبقران کے نہین آتے
غل مچاکے سلنگلین لگا رہے ہین وار اون نابکار دیکے زمین پر پڑتے ہین ہر مرتبہ زمین تھراتی ہے
نخل تھرا گر رہے ہین اونسے بچنا دشوار ہے صاحبقران لڑتے لڑتے تھکے اپنے کو بچاتی ہین جب
تمام جنگل اون دیوان خونخوار سے مملو ہوگیا صاحبقران لڑتے لڑتے تھکے کلائیون پر ورم
آگیا سوچے کہ یا امیر بدون ملاحظہ لوح دیو کو قتل کیا خلاف مقدمہ طلسم واقع ہوا لوح ملاحظہ
کرنا واجب و لازم ہے یہ سوچ کر جست کی ایک گوشے مین آکے لوح کو ملاحظہ کیا مرقوم تھا ای فتاح

طلسم اگر دیو آوے تو خبردار اسکو قتل نکرنا صرف لوح اوسکے سامنے کر دینا اگر دھوکا کھایا اور دیو کو قتل کیا تو تمام صحرا عفریتان خونخوار سے مملو ہو گا یہ باعث سحر زال جادو ہی نخل جنار پر بشکل عقاب وہ بھر کر رہی ہی عمر بھر اگر قتل کرو گے یہ مجمع کم نہو گا خیال کر کے دیکھو اس عقاب کے سینہ پر ایک خال سفید ہی وہی طلسمیت کا بھید ہی تیر تاک کر سینہ پر عقاب کے مارو اگر یہ سفید پر تیر نہ پڑا پلٹ کے تمہارا کام تمام کریگا تو وہ دل پر صدمہ پہونچیگا صاحبقران نے کمان کیانی دوش سے اتاری دیو امیر کو پلک جھپکانے کی مہلت نہین دیتے امیر نے بچستی و چالاکی جیسے ہی کمان کو کھینچا سیسر کمان کا کڑکا وہ عقاب بصید بیتاب نخل جنار سے چیخ مار کر اوڑا امیر نے اوسی حالت مین تیر مار دیا بمشیت قضا و قدر وہ تیر دلدوز اوسی سفید نشان پر پڑا کہ توڑ کر پشت کو پار گذرا بجاے خون جسم سے شعلہ آتش نکلے دیوان خونخوار پر پڑے مثل ہیزم خشک سب جلنے لگے تھوڑے ہی عرصہ مین دیو جلکر خاک ہوے آواز آئی کشتی مرا نام من ذال جادو بود صرف اوسی ضعیفہ کا لاشہ پڑا ہے لاشہ ہای دیوان خود سر کا نشان بھی نہ تھا عجائب و غرائب طلسم پر صاحبقران کو نہایت حیرت ہوئی اس مرحلہ ذال کو فتح کر کے بہدایت لوح ایک جانب چلے لیکن اختر جادو جو ہاتھ سے صاحبقران کے قلعہ مفتاح سے زخمی ہو کے بھاگی تھی حیران و پریشان چلی آتی ہے راہ مین جس قریہ کے حاکم نے سنا کہ ملکہ عالم شکست خوردہ آتی ہین اپنے قریہ سے نکل آیا اپنے مقام پر لا کر اختر کو اوتارا سامان دعوت مہیا کیا دو دن کے عرصہ مین دس بیس ہزار ساحران غدار ہمراہ اختر جادو کے جمع ہو گئے راہ مین خبر فتح مرحلہ جات بھی سنی اور زیادہ گھبرائی کہتی ہی صاحبو کیا تدبیر کرو ن طلسم کشا کے پاس لوح بھی موجود ہی دشمنون نے شریک ہو کر طلسم کشا کو زور دیا قلعہ طلسمی مین بھی باطمینان نہ بیٹھنے دینگے طلسم کشا وہان بھی پہونچیگا لوح سب نشان بھی بتلا دیگی پریشان ہو کر جو اختر جادو نے مجمع عام مین یہ بیان کیا اورنگ جادو ایک ساحر بیٹھا ہوا تھا اوسنے عرض کی ای ملکہ عالم اب اس بلا کا دفع ہونا دشوار ہے طلسم کشا صاحب شوکت و لیاقت ہے ساحران مرحلہ جات نے بڑی بڑی تدبیرین کین طلسم کشا نے دھوکا نہین کھایا ذال جادو نے اتنا بڑا مکر پھیلا تھا طلسم کشا نہ پھنسا دو پہر کامل دیوان خونخوار سے لڑا معرکہ عظیم پڑا طلسم کشا کے تیور پر بل نہین آیا آخر بحکم لوح ذال کو مارا غلام براہ خیر خواہی عرض کرتا ہے کہ یہان سے قریب باغ ہے ساحران علامت نیر حمزہ ایرج نوجوان کو گرفتار

گرفتار کرکے لائے تھے آجتک مع اپنے سرداروں کے اوسی باغ مین قید ہے اون سبکو قتل کیجیے ایرج کا سر
خوان مین رکھکر پاس طلسم کشا کے بھیجیے اپنے فرزند نوجوان کا سر دیکھکر بیتاب ہوجائیگا اوس حال مین جلکر
طلسم کشا کو گھیرے سحر نہ کرینگے نیزہ و تلوار سے لڑینگے کیا عجب ہے کہ طلسم کشا گرفتار ہوجاے یہ صلاح اختر
کو بہت پسند آئی چالیس ہزار ساحرون کو ہمراہ لیکر طرف اوسی باغ کی متوجہ ہوئی در باغ پر آکر اوتری
وہان کے نگہبانون کو بلایا کہا جلد میدان خونی کی تیاری کرو اسی صحرا مین ان سبکو قتل کرونگی باغ مین
میدان خونی کی تیاری ہونے لگی دارین استادہ ہوئین کئی سو جلاد صاحب بیداد آکر جمع ہوئے اختر جادو
ٹہل رہی ہے کہ آسمان سے برق چمکی بیابان جادو عمرو کو بغچہ مین باندھے ہوئے اوسوقت آکر پہونچی اختر
کو سلام کیا کہا حضور طلسم کشا پر تو دست انداز نہو سکا اس ظالم کو گنڈا نیکے سے بھاگا اختر بہت
خوش ہوئی سب ساتھ والون نے بھی کہا حضور یہ شخص جان لشکر اسلام ہے ہر مقام پر حمزہ کو بچایا
بڑے بڑے ملک اسنے تباہ کیے نامی جادوگر اسی کے ہاتھ سے مارے گئے اسکا سر اگر سامنے حمزہ کے
جائیگا سر ٹپک ٹپک کے جان دیگا بیابان جادو نے بڑا کام کیا ایسے شخص کو گرفتار کرکے لایا اختر
کو صلاح سب کی پسند آئی اور زنگ سے کہا ایرج وغیرہ کو بھی قیدخانہ سے لاؤ عمرو کو بھی قید آہن مین
سلاسل کیا اور زنگ جادو بارہ دری مین آیا ایرج نوجوان مع اپنے سردارون کے اسی
مقام پر قید تھا اور زنگ نے سر زنجیر کو تھاما کشان کشان سب کو قصر سے باہر لایا ایرج نے
خواجہ عمرو کو قید آہن مین دیکھا بیتاب ہوگیا کہا چھوٹے دادا جان آپ اس بلا مین کیونکر پھنسے
عمرو کی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے کہا اے نور نظر خدا نے سب سامان فتح طلسم مہیا کیا
صاحبقران نے لوح طلسمی پائی مرحلہ جات فتح کیے مجکو راہ مین بیابان جادو نے گرفتار
کیا مین تو رہا ہوا جاتا تھا تمھاری بدنصیبی سے ساتھ قتل کا ہوا ایرج نے آنکھون مین
پانی بھر کر جواب دیا میری تو عزت و آبرو و لیاقت و صاحبقرانی آپ کے تصدق مین ہوئی
اسوقت دل کو تقویت ہوگئی کیا عجب ہے کہ رہائی بھی حاصل ہو سب طرح تسکین دلائی
عمرو نے کہا اے فرزند اختر جادو بھی شکست فاش کھاکر آئی ہے صاحبقران کے ہاتھ
سے ذلت اوٹھائی ہرگز یہ قتل سے نہ باز آئیگی ملازمان اختر کہتے ہین کہ اے ملکہ عالم آپ کا
اقبال یاور ہے نجم بخت اوج گیر ہے اب تو زنگ نے عمرو کے قتل کی تدبیر کی ہے

اگر یہ شخص قتل ہوا حمزہ تڑپ تڑپ کے جان دیگا بچپنے کا یار وفادار مونس غمگسار عیار طرار مشہور
ہے کہ ہزار مقام پر حمزہ کفن پوش ہوا تھا لیکن اوسنے جستجو کرکے بچایا ہر ایک مہم مین سینہ سپر کرکے
بچایا یہ شخص قتل ہوتا ہے حمزہ کیونکر زندہ رہیگا جسوقت سر عمرو کا حمزہ کے پاس پہونچے گا دم
سر پٹک کے مرجائیگا اُسوقت فوج اختر مین ایک ہنگامہ ہے ہر خورد و کلان کا یہی قول ہے کہ عمرو
اور ایرج کو جلد قتل کیجئے ایرج کے قتل مین تامل نہ کیجئے یہ بڑا شکار دستیاب ہوا کسیکو یہ دن نصیب نہوا
افراسیاب جادو اتنا بڑا بادشاہ طلسم ہوش ربا سحر و ساحری مین یکتا و بےمثل ہمیشہ اسی آرزو
مین رہا کہ عمرو کو قتل نکر سکا زوال دولت ہوگیا اختر جادو کہتی ہے خداوند ردشن تن نے
آج تقدیر برجستہ کی یہ ایسا شخص ہمارے قبضے مین دیا اب دیر کرنا مناسب نہین ہے دارین استادہ ہوگئین
جلاد سنگین لگاذ لگے نیلم زنگی و فیلم زنگی وغیرہ بارہ سرداران ایرج نوجوان گرفتار پنجۂ تقدیر مین
سب کو کشان کشان لاکر زیر تیغ بٹھایا بمقدمہ ایرج و عمرو یہ صلاح ہوئی کہ انکو دار پر کھینچو تیر باران
کرو یہ صلاح بھی اختر جادو نے پسند کی ایک ساحر خبیث طینت سے اشارہ کیا وہ ملعون کشان کشان
ایرج کو زیر دار لایا ایکنے عمرو کو لیا زنجیر پاؤن مین دونون کے باندھی یہ سردار بر سر دار سرنگون
لٹک گئے اختر جادو نے ساحرون کو آواز دی خبرداران لوگون کے قتل مین سحر شریک نکرنا
بڑے بڑے ساحر انکے شریک ہین کشتہ سحر کو زندہ کر لینگے قلعہ مفتاح پر کوکب ایسا بادشاہ فروکش ہے
سنتے ہی دوڑ پڑیگا بہران شمشیر زن کو اس جوان کے ساتھ منسوب کیا ہے کوکب کا داماد ہے
جب قبیلہ سرکشان نے ایرج کو قتل کرایا کوکب نے معاوضہ خون ایرج نوجوان مین لاکھون ساحر
مارے تیر و کمان لاؤ تیر اندازون نے کمانین سیدھی کین بارہ ہزار تیر انداز قتل ایرج و عمرو
پر مستعد ہوئے نامرد چلاتے تھے جلد مسلمانون کو قتل کرو نیلم و فیلم بہین کے ایرج نوجوان کے
ساتھ ہین سرداران قدیم شیر دم نمانے آقائے نامدار کو جو اس حال پر ملال مین دیکھا بیتاب ہوگئے
پکارتے تھے او اختر پہلے ہمکو قتل کر ہمارے آقائے نامدار کی خون سے ہاتھ نہ بھر ہم نمکخوار دوست
ملک ایرج عاشق جمال باکمال شاہزادہ والاقدر ہین یہ آسمان صاحبقرانی کے بدر ہین سردارون
مین گریہ و زاری بلند ہر چند کہ عمرو بھی سرنگون لٹکا ہے حال پر ملال ایرج نوجوان دیکھکر کلیجہ
منھ کو آگیا کم سنی سے گود یون مین پالا زمانے کا صاحبقران بنایا اُس نور نظر پر جو نگاہ پڑی عمرو

بہت بیتاب ہوا بے اختیار منھ سے نکل گیا ای شیر بیشۂ قاسم عالی شان خدا آپکو اس مصیبت سے بچائے
کاشکے مین کور ہوتا تمھاری اس مصیبت کو نہ دیکھتا یہ بھی گردش فلک کی ہی جو تم ہمارے سامنے قتل
ہوتے ہو اور ہمسے کچھ نہین ہو سکتا کاشکے مین خود بھی قتل ہو جاؤن اگر شاید زندہ بچ گیا میری صادق
نے مجھسے وعدہ کیا ہی جبتک اُس بڑی چیز کو تین مرتبہ منھ سے نہ مانگونگا میرے قریب وہ نہین آسکتی
حمزہ کو کیا منھ دکھاؤنگا کیسا شرماؤنگا ایرج نوجوان اُس حال مین جواب دیتا ہی خدا آپکو سلامت
رکھے نام لشکر اسلام آپکے دم سے روشن ہے ہم ایسے اگر دس ہزار قتل ہو جائین آفتاب لشکر کو زوال
نہوگا آپ کے دم سے جاہ و جلال لشکر ہے آپکا زندہ رہنا بہتر ہے اُدھر نیلم و فیلم کی فریاد جلادان خرس
طینت کی بیداد کنیزان اختر بھی ایرج پر رو رہی ہین آپسمین اشارے ہین کہ کیا شیر دلیر ہے حسن
مین بمثال ابرو غیرت ہلال صاحب جاہ و جلال مشہور ہے کہ یہ جوان صاحب حسب و نسب خداوند
لقا کا نواسہ صاحبقران کا پوتا جرأت و ہمت مین یکتا حقیقت مین لشکر حمزہ مین تلاطم پڑ جائیگا
مان باپ اوسکے اپنے گلے کاٹ لینگے ایک کے ساتھ دو چار ہزار کی جان جائیگی ایرج و عمرو و نیلم
و فیلم وغیرہ سب بیتاب ہوکے دعا کی اختر نے کمان کیانی اپنے ہاتھ مین اُٹھائی بارہ ہزار لیث
ہوگئے یا ظلم بارہ ہزار عقاب بیتر پر کھول کے چلے قریب تھا کہ سینون پران مصیبت زدون کے پڑین سینہ ہای
بے کینہ کو توڑکر پار گذرین بقدرت پروردگار آسمان پیرون کو ماہ تابان نمایان ہوا چودھوین رات
کا ماہ کامل عکس سے اوسکے تمام باغ روشن ہو گیا طائر زمزمہ سرائی کرنے لگے نخل وجد مین آئے اُس ماہ تابان
سے ایک برق چمکی تیرون پر سایہ پڑا وہ تیر اولٹے پلٹے جن خطا کارون نے تیر چھوڑے تھے اونھین کے سینون پر
پڑے مہرۂ پشت کو توڑکر پار گذرے بارہ ہزار جوان بے دم ہوے اختر تو ضرب تیر سے بچی اُسکے قریب
تیر پہونچکر جل گیا اور جلد بارہ ہزار ساحر گر گر زمین پر تڑپے اپنے تیرون سے آپ شکار ہوے اونکے
مرنے کی صدائین بلند ہوئین ماہ تابان سے چند پنجہ سنہرے مثل برق کے چمکتے ہوے پیدا ہوے ایک
پنجہ نے عمرو کی دستگیری کی دار سے اوتارا الگ کھڑا کر دیا چند پنجہ تڑپ کر گرے ایرج کو چھڑایا
نیلم و فیلم کو بچایا مرکب بھی ایرج کا کسی نے قریب پہونچا دیا تیغہ بھی اپنا اپنے قریب پایا پشت
مرکب پر سوار ہوکر نعرہ کیا عمرو نے بھی حقہ آتشبازی مارا نیلم و فیلم وغیرہ چھوٹتے ہوے اوٹھے
چند ساحرون کو چیر کر پھینکدیا اپنے آقا کے ساتھ ہو کر لڑنے لگے تلوارین اوٹھالین سوارون کو

مار کر گھوڑے سے لیے اُس ماہ تابان سے شعلۂ آتش گر رہے ہین تیر برسے تلوارین گرین ہزارہا بلائین لشکر
اختر پر نازل ہوئین کہ جسکا دفع کرنا اختر کو دشوار ہوا شورش جوانان صف شکن قید سے چھوٹتے ہی مصروف
جنگ ہوئے وہ ماہ تابان کبھی بلند ہوجاتا ہے کبھی اُس چاند سے لشکر اختر پر چرخ مارا ابالیان لشکر اختر
کے ستارے گردش مین آئے جملہ طرح کی اشیا سے سحر ماہ تابان سے پیدا ہورہی ہین اختر نو بادشاہ طلسم اختریہ
ہے نہایت حیران ہوئی کہ کیا یہ عمر کہے پردے مین اس چاند کے کون ساحر شعبدہ باز نیرنگ ساز ہے کہ
جسنے آتے ہی یہ قیامتین برپا کردین ساحر زبردست ہے حاکم طلسم نے جوڑے سے ایک گولا فولادی
نکالا پیشانی پر اپنے ایک نشتر مارا قطرات خون اُس گولے پر چھیڑ کے سب طرح کے سحر پڑھ کے آواز دی
یا خداوند خورشید روشن تن یہ کیا بلائین نازل ہورہی ہین مدد کیجیے ایسے ایسے کلمات کہکر گولا
اختر نے چاند پر مارا وہ نالہ ہوا زمین کانپی چاند کے دو ٹکڑے ہوئے اندر سے چاند کے آفتاب عالم تاب
حسن و جمال نیر تابان برج کمال صف شکن یعنی ملکہ بران شمشیر زن طاؤس زرین بال پر سوار نیچہ ہلالی ہاتھ
مین سحر بات بات مین جب غنچۂ دہن کو وا کیا پھول برسے ہزارون باغی جلے اگر ہاتھ ہلا دیا برق
چمکی خرمن حیات ساحران کو جلا کے خاک کیا اگر ابروے خمدار پر بل پڑگیا خنجر آبدار کبھی تلوارین
گرائین برقین چمکائین استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہے باعث آنے ملکہ بران شمشیر زن کا یہ ہوا
کہ جب قلعہ مرصع حصار پر انتہا کا معرکہ پڑا تھا خواجہ عمرو و کوکب سے صفائی ہوئی بالاعلان کوکب نے
ملکہ بران کو ایرج سے منسوب کیا بران کو قلعہ مرصع حصار پر چھوڑا تھا ناہید مرصع پوش
اپنی زوجہ سے یہ کہتا تھا کہ اب بران کا محل سے نکلنا بہتر نہیں ہے مذہب صاحبقران مین بڑے
مستورات پردہ پوشی کی تاکید ہے تم برائے فتح صاحبقران دعا کرو ہم برائے جانبازی بخدمت
صاحبقران جاتے ہین بروقت رخصت ملکہ ناہید نے بصد حسرت دامن کوکب کا تھام کر کہا اسے
شہنشاہ کنیز کو جدائی حضور کی بہت شاق ہے کوئی تدبیر ایسی تبلائیے کہ مین حالات خیریت آیات حضور سے
آگاہ ہوا کرون کوکب نے وہ آئینہ جسکا مرات واقعہ نام ہے اپنی زوجہ ناہید کو دیدیا سمجھایا تھا کہ جب
ہمارا حال دیکھنا منظور ہو اس آئینہ کو دیکھنا طرح طرح سے صورت واقعہ آئینہ ہوگی یہان لڑائی مین جب وہ زمانہ
گذرا بران شمشیر زن راتون کو فراق ایرج مین رویا کرتی ہیں اکثر شگوفہ وزیرزادی کو برای خبر بھیجا جس زمانہ
مین مقابلہ بیداد سرکش ایرج نے اپنے کو قتل کیا تھا وہ خبر جو بران کو پہونچی کئی دن تک کھانا

نہ کھایا آٹھ پہر روتی تھی یہ خبر وحشت اثر ناہید نے بھی سُنی بران کو آ کر گلے سے لگایا مرأت واقعہ دکھایا
اُسمین جملہ حالات واقعہ آئینہ ہوئے یعنی وہ قتل ایرج شعیدہ ساحران تھا کوکب نے جا کر اُن سبکو مارا
جو داستان حیرت بیان بتفصیل تحریر کر چکا ہون اس زمانے مین جو بران فراق ایرج مین گھبرائی مان
سے چھپکر قصر مرأت مین آئی آئینہ مین یہ حال دیکھا کہ ایرج و خواجہ کو اختر نے دار پر کھینچا ہے
تاب نہ آئی مخفی ہو کر چلی یہ ماہتابان آسمان حسن و جمال چادر مین چھپکر آئی منظور تھا رہا کر کے چلی آؤنگی
حال میرا ظاہر ہونے پائیگا یہان آ کر بطور نمود ایرج کو رہا کیا خواجہ کو بھی چھڑایا دل نے نہ مانا کہ
ترکیب کر نکل جاؤن دیکھا کہ لاکھون ساحر و نکال ایرج پر یلوا ہے کوئی شے دفع سحر کی اُنکے پاس نہین ہے جگر
لڑنے لگی ساٹھ ستر ہزار ساحر مارے جب اختر نے وہ گولا مارا تب اور اُس نے ایرج و عمرو نے بران
اس شوکت و شان سے دیکھا عاشق و معشوق سے چار آنکھین ہوئین تیر مژگان نے دونون کے دلون
کو فگار کیا مدت کے ہجران دیدہ آفت کشیدہ ایرج کے ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا قلب تھرا گیا قریب
تھا غش کھا کے پشت مرکب سے گرین بران کے بھی صدف چشم سے گوہر بے بہا اشک جاری
ہوئے جون جون ساحر بلوہ کر کے ایرج پر آتے ہین بران بڑھکر سینہ سپر کر لیتی ہے ساحرون کا بلوہ
کسی نے آگ برسائی کسی نے ابر سحر بنا کر اپنی آبرو بڑھائی کسی سمت سے گولا چلا کسی نے ترنج
و نارنج پھینکے ماش کے دانے بھی چل رہے ہین آتش سحر سے نخل صحرا جل رہے ہین بران کبھی
باران سحر برساتی ہین کبھی آتش برسائی ابر سحر ساحران مٹاتی ہین گولون کو ہاتھو نپر روکا ترنج کارد
سحر سے کاٹے ایک سو ہزار سو دے اختر جادو چاہتی ہے بران کو کسیطرح گرفتار کرے یون بران کو بخوف
گرفتاری ایرج زمین پر اترنا پڑا طاؤس زرین بال پر سوار نیچہ ہلالی ہاتھ مین کبھی مجمع ساحران
درہم و برہم کیا کبھی بڑھکر ایرج کو سحر ساحران سے بچایا آپس کے اشارے کنایے اگر ایرج
کسی سحر مین پھنس گئے مرکب چلتے چلتے رکا سحر ہو کر ایک مقام پر ٹھہرے بران نے بڑھکر اُسی ساحر کو
تاک کر مارا جسکے سحر مین یہ مبتلا تھے اُسکے مرتے ہی گھوڑے نے طرارہ بھرا صف ساحران کو پامال کرنے
لگے برق شمشیر چمکا کر خواجہ عمرو نامدار کبھی گلیم اوڑھ کر ہٹ جاتی ہین کبھی ایرج پر بلوہ دیکھا گلیم سے
اُتاری حقہ آتشبازی داغ دیا کسی ساحر کو ٹوک کر خنجر مارا کبھی حلقہ کمند چلا کبھی حباب بیہوشی مار دیا یہ تو میں لکھ چکا
ہون کہ گلیم اوڑھ کر کسیکو قتل نہین کر سکتے صاحبقران سے عنہ ہی جسقدر تحفہ جات بزرگان پاس ہین اُس سے

اپنی جان بچاتی ہین گلیم اُوڑھکر چھپ جاتی ہین جب گلیم اوتار کر بڑھ کسی نے خواجہ کو دیکھ لیا سحر کیا لڑکھڑا کر
خواجہ گری گھبرا کر آواز دی ای نور نظر بران مجھو بچانا بران نے پلٹ کر دیکھا خواجہ سحر مین ساحر کے بقبضے
اُس ساحر کو جھپٹ سے مارا بہر نوع خواجہ کو بچایا خواجہ تعریفین کر رہی ہین ای نور نظر ماشاءاللہ کیا وقت پر
مدد کی نہین معلوم ہمارے آقای نامدار صاحبقران پر فتح مرحلہ جات طلسمی مین کیا گذری یہ اختر جادو
بادشاہ طلسم ہے اسکا قتل تو ہاتھ سے طلسم کشائی ہوگا بی اپنی کو بچا کر نکل جاؤ بران نما شارہ سی تو چھ
عمر نامدار یہ تو فرمائیے قبلہ و کعبہ کہان ہین میری ہٹتے ہی آپ سب صاحب گرفتار ہو جاینگے کوئی ساحر بھی
تو آپکے ساتھ نہین ہے کیونکر بڑھ بڑھ کر نکل جاؤن عمرو نے بمشکل ہے کو قریب ملکہ بران کی بیو بچایا تمام
کیفیت بیان کی یہ ذکر کر دیا کہ کوکب روشن ضمیر بھی اس طلسم مین قید ہوئے تھے اُنھون نے رہائی پائی جا بجا
خوب خوب لڑی اب بھی مفتاح پر ہین یا شاید صاحبقران کی ہمراہ ہونگی اسیطرح یہان قید ہو کر آئے تھے
مجکو بھی ایک ساحر یہان گرفتار کر کے لایا اختر نے ارادہ قتل کا کیا تھا تمنے آکی رہا کیا کیونکر کہون کہ تم
جمکر لڑو یا نکل جاؤ دونون طرح خرابی ہی بران نے کہا خواجہ انشاءاللہ تعالی مین اس لڑائی کو فتح کر کے
جاؤنگی اب تمھاری سمجھانے سے بخوبی ظاہر ہوا کہ آپکی ہمراہ کوئی ساحر نہین ہے یہ تو مجھکو بھی معلوم ہوا
کہ مرحلہ جات فتح ہوئے چند باقی ہونگے مرات و واقعہ دیکھلا ئی تھی آپ اپنی کو مخفی کیے ہوئے مین طرف اختر کی
جاتی ہون عمرو تو گلیم اوڑھکر کنارے ہوا بران شمشیر زن لڑتی ہوئی طرف اختر جادو کی چلی بڑے بڑے
ساحران نامی صفوں کو مارتی لڑ بھڑ کر اپنی کو سامنے اختر جادو کی پہونچایا للکار کر آواز دی اختر جادو
غیر ساحر و نیر بڑے شور و شور سے جاتی ہی ہمسے مقابلہ کر کہ لطف سحر و ساحری ملے اختر بھی بادشاہ طلسم
اختر یہ سنتے ہی طرف بران کی پلٹ پڑی آپسمین سحر ہونے لگے جب اختر نے سحر کیا بران پر آگ برسی
بران نے گولا اٹھا کر مارا آگ بجھی اختر پر برق گری اختر نے اپنے کو برق سحر سے بچایا لکہ ابر سیاہ
بران پر گرایا بران اُس ابر کو توڑ کر نکلی شکل ستارہ سحری چمک کر سحر کیا اختر پر تلوارین گرین اس سنگدل
نے پتھر برسا کر تلوارون کو توڑا سطح کی سحر جو آپسمین ہے وہ سحر پلٹ کر لشکر اختر پر گرتے ہین ہزارہا آگ
سے جلی ہزارہا پانی سے ٹھنڈے ہوئے پتھرون سے ہزارہا کی سر پھٹے لشکر اختر مین فریاد الغیاث کی صدا بلند ہے
خورد و کلان دردمند اختر نے دیکھا ان سحرون مین بڑا ہی لشکر پامال ہوتا ہو بران اپنی کو بچا رہی ہی اختر نے تیغچہ
کھینچا سر ہاتھون مین لی نحر کرتی ہوئی طرف بران کی چلی جو سحر بران پر کیا بران نے بہونچتا اُس سحر کو دفع کیا تھا تیغ

اُسکے ارادے کو سمجھتی نیمچہ ہلالی نیام انتقام سے کھینچا شیرانہ ننگانہ اختر پر جا پڑی دونو نمین نیمچہ چلنے لگا نیمچون سے شعلہ ہاے آتش نکل رہے ہین گرد کی ساحر جل رہے ہین جب آسیمین چند دار چلے دونون لڑنے والے برابر رہے بران شمشیر زن جلدی کرکے کمر کو بتا کر سر پہ اختر کے آئی اختر گھبرائی بران نے اختر کو سایہ مین تلوار کے لیا اختر ہٹتی جاتی ہے اپنے کو بران کے وار سے بچاتی ہے بران ہر مقام پر قصد کرتی ہے کہ نیمچہ ماردن سر اس خود سر کا اڑجاے اختر بد حواس عالم یاس ہالیان لشکر بھی مثل زلف پریشان بصورت آئینہ حیران ہر طرف یہی غل ہو کہ بران اختر پر غالب ہے سر تو زخمی ہو چکا اب ایک ہاتھ مار کے سر اُڑا دیگی جب اختر کو مار لیا ہلوگ کیا مقابلہ کر سکینگے اتنے بڑے لشکر کو یکہ و تنہا نے جواب دیا جو حال سے آگاہ ہین وہ کہتے ہین یہ دختر گوکب نامدار ہے ہوش ربا مین قیامتین برپا کین بڑے بڑے ساحرون سے اُسکی آبروی طلسم ہوش ربا اسی نے مٹائی پل پر یزدان توڑا دریاے خون روان خشک کیا اس معرکہ کی کیا حقیقت ہے یہ ہمیشہ سے صاحب فتح ہے ایرج و عمرو بھی دیکھ رہے ہین عمرو نے تو گلیم اوڑھ لی ہے ایرج نوجوان دعا مین مانگتے ہین الٰہی پروردگار بران کو مظفر و منصور کرنا اختر جب دشمن تمام ہمتی اور بران نے تعاقب نچھوڑا ہر قدم پر یہی خوف ہے کہ نیمچہ پڑیگا سر نہ بچیگا اوس بد حواسی مین یاد آیا کہ ڈبیا خاک قبر جمشید کی کمر مین تھی جب بران نیمچہ کھینچے ہوئی قریب آئی اختر نے وہ ڈبیا کمر سے نکالی ساحرہ نے خاک اُڑادی اُس خاک کی تو یہی تاثیر ہے فوراً غبار الم دیر چھایا لڑکھڑا کے گری بیہوش ہو گئی اختر نے زبان مین بران کی سوزن دیا کنیزان اختر نے بران کو اُٹھایا تخت پر ڈال لیا لشکر مین غلغلہ ہوا اختر نے بران کو پکڑ لیا بران کے گرفتار ہوتے ہی اختر سحر کرتی ہوئی چلی سردارون کی کیا حقیقت تھی جسپر ماش کا دانہ پھینک دیا وہ گر کے بیہوش ہوا کنیزان اختر اسکو مطوق و مسلسل کر رہے ہین خواجہ تو ایک ساحر کی شکل بنکر نکل گئے کسی درہ کوہ پر جا کر پھر تدبیر مین مصروف ہین ایرج شمشیر زنی کرتے ہوئے آتے تھے کہ اختر نے للکارا ایک ماش کا دانہ پھینک دیا ہاتھ پانون ایرج کے بیکار ہوگئے تلوار ہاتھ سے چھوٹی گھوڑے سے گرے اختر نے اشارہ کیا پلا زمون نے آکر ایرج کو بھی مسلسل و مطوق کر لیا خواجہ تو گلیم اوڑھ کے نکل گئے اور سب سردار گرفتار نیمچہ تقدیر ہوئے اختر نے جو سر اُٹھا کر دیکھا نہ اوپا ساحر دست زبردست بران شمشیر زن سے واصل جہنم ہوئے بری کی برہم و برہم ہوئے ہوش و حواس اُڑگئے کہ

دیکھو صاحبو مسلمانوں کی مدد آسمان سے پیدا ہوتی ہے دختر کوکب یکہ و تنہا آئی اگر اسکے ساتھ والی بھی ہوتے کون بار
سحر اوٹھا سکتا اسپر آئی ہوئے سحر الجبرات سے کون آنکھ ملا سکتا ہے سرداروں نے عرض کی خداوند خورشید روشن تن
نے بڑی مہربانی فرمائی کسطرح امید فتح نہ تھی آپنے بڑا کار نمایان کیا اتنی بڑی ساحرہ کو بڑھکر پکڑا اب
بہتر یہ ہے کہ ان سبکو جلد قتل کیجیے تیا ہل مناسب نہیں ہے ان کا باپ کوکب ہے اسی طلسم مین موجود ہے اسکا بار
کون اوٹھائیگا بیٹی داماد کو رہا کر کے لیجائیگا اختر نے حکم دیا بہت جلد میدان خونی کی تیاری کرو اس ہنگامہ
مین صدہا جلاد قتل ہوے وارین خنجر گون تھین عہدہ داری پر استادہ ہونے لگین جلاد طلب ہوئے جو قتل ہونے سے بچے
تیاری قتل اسیر ان مین مصروف ہین کرسیان جواہر نگار آگئین اختر جادو غصے مین خاموش فرنگل یاقوتی پر
آکے بیٹھی گرد ساحرات آکر جمع ہے دیکھیں باغ مین یہ لڑائی ہوئی ہزارہا نخل جلے چمن پامال ہوا چند نخل کلان جو
باقی ہین ایک نخل کے سایہ مین اختر بیٹھی ہے پامالی باغ پر افسوس کر رہی ہے کہ سر نخل سے دف نانے کی آواز
ہوئی کچھ شعلہ آتش بھڑک کر گرے آواز آئی منم فرستادہ خداوند خورشید روشن تن اختر نے سر اوٹھا کر دیکھا
ایک نازنین نہایت حسین مہ جبین سحر قامت چہرہ آفتاب قیامت آنکھین دیدہ لیل و نہار کو آنکھ دکھانیوالی جسم
پر بحالی لباس فاخرہ زیب جسم از زیور سے بہتر دریای جواہر مین غوطہ زن محبوب پرفن یون نخل سے اتری
صاف ظاہر ہوتا تھا کہ مثل ستارہ گری وہ رشک پری آسمان سے اتری ہے اختر نام خداوند کے کھڑی ہو گئی
مصاحبان اختر دیکھنے لگین جمال جہان آرا اوسکا دیکھکر مبہوت ہو گئین ہر خورد و کلان کا یہی قول تھا کہ کیا حسن و جمال ہے
خاص خدا سے گذار خداوند قدرت نے اپنے ہاتھ سے اسکو بنایا ہوگا مرتبہ تقرب پایا ہوگا اس نازنین نے
آتے ہی اختر کو سلام کیا اختر نے مسکرا کر پوچھا ای سرو حدیقہ حسن و جمال ای آفتاب آسمان کمال نام نامی
تیرا کیا ہے کیونکر آنیکا اتفاق ہوا وہ نازنین ہنسی کہا مجھکو سرو ناز کہتے ہین جو تمپر گذری قدرت نے
زمین سے بیٹھے بیٹھے ملاحظہ کیا معلوم ہوا کہ بران نے ہزارہا بندگان مغضوب کو قتل کیا ای اختر یہ سمجھنا
کہ طلسم اختر یہ مین آشوب ہے مشیت قدرت مین کسکو دخل ہے قدرت نے فرمایا جو لوگ کہ ہمکو دل سے نہین
یاد کرتے تھے ہمنے اونکی سرکوبی کے لیے ان بندگان خونی کو ذہن مقرر فرمایا ہے کہ ان سبکی سرکوبی ہو کہ ہمکو مصیبت
مین یاد کرین سواے ہمارے کسی سے نہ فریاد کرین اون سبکو قدرت زندہ کرینگے تمہارے ہی ہاتھ سے
یہ کرامت ظاہر ہو کہ خورد و کلان بزرگی خداوندی کی ظاہر ہوں تخلیہ مین جلو سحر تعلیم کرین حکم خداوند
ہم تمکو سمجھا دین پانی پر دم کر کے ان سب پر چھڑکین ایسی کرامت ظاہر ہو کہ وہ سب زندہ

ہوجائیں اختر خوش ہوگئی کہا اے سرو ناز قدرت نے سرفراز فرمایا اکنیزونکو حکم دیا ایک خیمہ استادہ کرو جتنے
عزیز مرے تھے وہ گرد سرو ناز کے پھر رہے ہیں کہ بی بی عزیزوں کے نام بتاتی ہیں کوئی کہتا ہے میرا جوان بیٹا مارا گیا
کوئی کہتا ہے بھائی قتل ہوا سرو ناز سبکو تسکین دے رہی ہے صاحبو نہ گھبراؤ تھوڑی دیر میں سبکا علاج ہوا
جاتا ہے یہ کہکے اختر کا ہاتھ تھام لیا سرو ناز خرامان خرامان خوش رفتاری دکھاتی مسکراتی ہوئی تنہا
اختر کو اس خیمہ میں لے گھسی اختر خوش ہے کہ میں اب سب مردونکو زندہ کر دونگی جو لوگ مجھسے بنی ہیں انکو مردہ
رہنے دونگی سرو ناز نے کہا منقل آتش منگاؤ سب کام اپنے ہاتھ سے کرواے اختر تمہارے بڑے
مرتبہ ہیں موت زیست کا تمہارے ہاتھ اختیار ہوگا جسکو چاہو زندہ کرو جسپر خفا ہو اسکو مردہ کرو
اختر پھولے نہیں سماتی بہ تعجیل آگ لا کے روشن کی سرو ناز نے اپنی رسے لوبان نکالا کہا ملکہ اختر
اس لوبان کو آگ پر ڈالو بہ نگاہ غور دیکھتی رہو اس آگ سے ایک پریزاد آتش خو شعلہ مزاج حسینوں
سرکا تاج پیدا ہوگی ایک شیشہ نایاب تمکو دیگی اس سے مطلب حاصل ہوگا اختر نے خوشی خوشی
لوبان آگ پر ڈالا بہ نگاہ غور اسکی جانب دیکھ رہی ہے آگ سے دھواں نکل کے دماغ میں پہونچا اور
کھڑے کھڑے غش کھا کے گر کے بیہوش ہوئی نعرہ ہوا منم سر برندہ جادوگران دریش تراشندہ کافران عیار طرار
خواجہ عمرو نامدار نیمچہ برق شان کھینچکر عمرو چلا کہ اختر کو قتل کردوں اتنا بڑا عقلمند یہ نہ سمجھا کہ یہ
بادشاہ طلسم میرے ہاتھ سے کیونکر قتل ہوگی جھپٹ کر نیمچہ مارا فوراً زمین شق ہوئی ایک خاتون لادی تیلی زمین
سے نکلی فوراً عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا او ساربان زادے کیا کرتا ہے ایک ہاتھ منھ پر عمرو کے پھیر دیا رنگ
روغن چہرے کا اڑ گیا بصورت اصلی ہوگئے اب وس تیلی نے اختر کو بیدار کیا جیسے ہی اختر کی آنکھ
کھلی گھبرا گئی تیلی نے کہا حضور یہ آپکو قتل کرتا تھا میں نے آکر بچایا اختر نے عمرو کی مشکیں باندھیں کشان
کشان لیکر خیمہ سے نکلی تمام ساحر دیکھی ہوش اڑ گئے بلڑا ہوا کنیز خداوند کی شکل بنکر عمرو آیا ملکہ کو بیہوش
کیا تھا ہماری ملکہ نے پہلے ہی انتظام کر رکھا تھا ورنہ مار لیا ہوتا برج ویران جو قید میں تھے
بہ نگاہ حسرت و یاس اشارے کر رہے تھے اب سمجھا کہ عمرو بھی گرفتار ہوا بران سے بے اختیار
آہ کی کہا اے شہریار قسمت ہی ہمکو لیکر آئی تھی خواجہ نے جھٹ پٹ عیاری کی ہماری بدنصیبی کہ
وہ بھی گرفتار ہوئے اب بچنے کی کون صورت ہے اختر نے لا کر عمرو کو بھی انکے قید میں بٹھایا پکار کر حکم
دیا جلد جلادوں کو بلاؤ اس ظالم نے مجھکو مار لیا ہوتا قدرت نے کیا شرف مرحمت فرمایا ہیں نگہبان

نے میرے مجکو بچایا اب انکے قتل مین دیر نکرو جلاد جمع ہوئے سر پر عمرو و ایرج و بران کی تلوارین
کھینچکر کھڑی ہوئی یہ گرفتاران محبس رنج والم رب کریم سے دعامین کر رہی ہین و کلمہ داستان امیر حمزہ
صاحبقران سے چند مرحلے فتح کر کے چلے تھے کہ درہ کوہ سے ایک ساحر کریہ منظر فربہ پیکر سیہ فام بد انجام تیغہ کھینچے ہوئے
ہوا نکلا او طلسم کشا تو نے اہالیان مرحلہ کو مارا انکی شعبدہ بازی بہ سبب لوح کے کام آئی مین
شعبدہ باز و حیلہ ساز نہین ہون بزور بازو تجکو قتل کرونگا یہ کہکر اتنی جلدی آیا کہ صاحبقران لوح
نہ دیکھ سکے وار تلوار کی کرنے لگا برس پڑا ہر چند چاہتے ہین صاحبقران وار کرین مہلت نہین دیتا
دس پانچ ہاتھ مارے صاحبقران نے وار خالی دیے عاجز ہوگئے ہر وار مین یہی خیال ہوتا ہے
کہ تلوار پڑی دو ٹکڑے ہوگئے آخر جب روکتے روکتے عاجز ہوئے تیغہ سہراب یل نیام انتقام سے
کھینچا وہ ساحر مہیب مثل برچھایا ہوا ہی جیسے ہی وہ جھپٹ کر ہاتھ مارا صاحبقران نے تاک کر
ہاتھ پر اسکے تلوار لگائی بجلی کی چوٹ پڑی کہنی سے کٹ کے ہاتھ اسکا گرا اب وہ بچا بھاگا صاحبقران
کو نہایت غصہ تھا تلوار کھینچے ہوئے اسکے تعاقب مین چلے آگے وہ بھاگا ہوا جاتا ہے صاحبقران
تعاقب مین نعرے کرتے ہوئے چلے بقدرت پروردگار گھبرا گئے نہ کہ یہ ساحر جب پلٹ کے دیکھتا ہے حمزہ پیچھا
نہین چھوڑتا پھر بھاگتا ہے جس باغ مین سب قتل ہو رہی ہین دروازے پر اسی باغ کے یہ باغی بھی
زخمدار ہو بخوف صاحبقران اسی باغ مین گھس گیا اختر جادو وان سبکو قتل کا حکم دے رہی ہے کہ
فریاد فریاد کی آواز آئی دیکھا شبرنگ سیاہ رو ہاتھ کٹا ہوا پرنالہ خون کا بہتا ہوا آتا ہے اختر نے
پوچھا ارے شبرنگ کیا ہوا چاہتا ہے حال بیان کرے کہ شیر کی نعرے کی آواز آئی زمین تھرائی
دیکھا صاحبقران زمان تیغہ کھینچے ہوئے تعاقب مین شبرنگ کے آکر پہونچے شبرنگ نے چاہا کہ ٹکرہ بھاگون
صاحبقران نے بڑھکر لوح چمکائی شبرنگ کی آنکھون مین اندھیرا آیا چمک سے لوح کے ٹھہرکا امیر نے
قریب آکر ہاتھ مارا شبرنگ کے دو ٹکڑے ہوئے آندھی سیاہ اٹھی آواز آئی کہ کشتی مرا نام مین
شبرنگ سیاہ رو ہو واسی اندھیرے مین پلٹ کر دیکھا بران شمشیرزن کی زبان مین سوزن یا جلاد
سر پر تلوار کھینچے کھڑا ہے ایک طرف عمرو ایرج وغیرہ مسلسل و مطوق ہین سب کے سر پر جلاد تلوارین کھینچے
ہوئے کھڑے ہین امیر جلادون پر تلوار کھینچکر جا پڑے بران کی زبان سے سوزن نکالا ایرج
وغیرہ کے اوپر عکس لوح کا ڈالا بران نے رہا ہوتے ہی بہت سے سنگریزے مٹھی مین

اُٹھائے ساحرون پر جیسے تیغے پھر برسنے لگے ہزارہا کے سر پھٹے ایرج نے قید توڑی خواجہ عمرو رہا ہوئے
امیر نے جلادون کو مارا وارین ملکہ کین بران کو جوڑتے دیکھا آنکھین چار ہوئین بران پر پرواز پیدا
کر کے بلند ہوئی ایرج نے بہ نگاہ یاس دیکھا یہ بھی بران کو یقین کامل ہوا کہ صاحبقران کے
پاس لوح طلسمی موجود ہی علاوہ لوح کے صاحب اسم اعظم ہین ان پر کیا سحر تاثیر کریگا ایرج
کب کوئی قتل کر سکیگا لڑتی بھڑتی سحر کرتی ہوئی نکل گئی صاحبقران نے لوح کو گردش دی
عمرو نے بھی حقہ ہائے آتشبازی داغے ایرج نے بھی تیر و تفنگ سے کئی ساحر مارے نیلم و فیلم بھی
لڑرہے ہین لوح طلسمی جو چلی ساحر نابینا ہونے لگے نہیب شمشیر صاحبقران سے مُنہ کے بل زمین
پر گرے سحر کرنا بھولے کتنے کی موت مارے گئے اختر گھبرائی ہوئی ہے کہ طلسم کشا یہانتک کیونکر
پہونچے ایک دفعہ زخمی ہوچکی ہے دور سے سحر کر رہی ہے قریب نہین آتی دیکھ رہی ہے کہ صاحب لوح
صاحبقران ایک طرف مصروف جنگ جدل ہین کبھی ایرج کو بچایا کبھی ہمراہیان
ایرج پر سینہ سپر کردیا خواجہ عمرو گلیم اوڑھے ہوئے تماشہ دیکھ رہے ہین جب کوئی بڑا ساحر مرکر گرتا جھپٹ کر
اسکے قریب پہونچے لباس اُتار لیا لاشہ ساحر کا برہنہ رہگیا دیکھنے والے حیران ہین لاشے ساحرونکے
برہنہ کیونکر ہوجاتے ہین ہزارہا ننگ خاندان ننگے پڑے ہوئے ہین اختر نے سحر کرکے زمین کو ہلادیا مگر
صاحبقران پر سحر تاثیر نہین کرتا امیر اسی فکر مین صفونکو درہم و برہم کررہے ہین ہزارہا ساحر
مارے گئے جاتے ہین لڑتا ہوا قریب اختر کے پہونچون اختر قریب نہین آتی بھاگی بھاگی پھرتی ہے پکار
پکار کر کہتی ہے ارے حمزہ کو مارو ایک شخص کو گرفتار نہین کرسکتے بعضے جلے ہوئے جواب دیتے ہین تم آپ جاکے
ہوئے شیر کو کیونکر گرفتار کرین ہمارا پنجہ قابو نہین ہوتا کس جرات و شوکت سے صاحبقران لڑ رہے
ہین پشت و پہلو سے ہوشیار بڑی بڑی مقامات پر جنگ مغلوبہ بڑی صف لشکر دشمن سے لگا دلاوری کی داد دی
جب صف دشمن پر پہونچے افسرون کو تاک تاک کر مارا صفونکو بے سردار کردیا دم بھر مین میدان کارزار
لاشون سے بھر دیا ہنگامہ قیامت برپا ہے شیر بیشہ عربستان کس لطف سے لڑ رہے ہین آخرش کو درہم برہم
کرکے قریب اختر کے پہونچے تھے کئی افسران زبردست جو سامنے اختر کے علف شمشیر آبدار ہوئے لاشے
اُلٹے تڑپے اختر گھبرائی تخت پر سوار ہوکر بھاگی نعرہ کیا یارو پکڑو نکلی جب یہ جوان قلعہ
طلسمی مین آئیگا سمجھا جائیگا وہ علامتہائے سخت صعب ہین کہ ارسطو بھی تنگ ہوگا یہ کہتی ہوئی

نکل گئی عقب مین اسکی ہزار ساحرہ بھی جل مرین باغ کی فتح ہو گئی ایرج کو صاحبقران نے گلے سے
لگایا عمرو سے تمام کیفیت پوچھی کہ خواجہ تم یہان آکر کیونکر بچے عمرو نے تمام حال مصیبت مآل اپنا بیان
کیا اس باغ مین اور ہزارہا بندگان قید تھے انکو امیر نے رہا کیا اس باغ ہی کے دروازے پر بارگاہ
استادہ کرائی اس باغ مین اسباب بھی بہت کچھ نکلا بارہ ہزار جوانان بیگناہ شاہ و شہریار زادے قید تھے
وہ سب دائرۂ اسلام مین آئے بفتح و ظفر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئے ایرج وغیرہ کی زخم دوزی
کی بعد فراغ نماز مغرب مین بصلاح خواجہ عمرو لوح طلسمی کو ملاحظہ فرمایا صاف صاف مرقوم تھا کہ
اے فتاح طلسم اسی سیارا ین عجائبات مرحلے تو فتح ہوئے اب فتح قلعہ طلسمی باقی ہے اسی جنگ مین کوئی
تحفہ بھی کامل دستیاب ہوگا کہ جسکی بزرگی سے خورشید روشن تن بیتاب ہوگا صاحبقران نے
سرداران ایرج سے فرمایا صبح کو لشکر تیار رکھنا اسی کو قلعہ طلسم اختریہ پر پہونچا یئن بخیر و عافیت تمام لشکر مین
پہونچکر یہ نہین معلوم لشکر پر کیا گذری نور الدہر فرزند حضور نے قیامت برپا کی ہو گی اکثر ہرکارہان خبر مطیع اسلام
ہوئے انکی زبانی دریافت ہوا کہ لشکر مین آپکی بڑا تلاطم ہے روز طبل جنگی بجتا ہے نبرد ہوتی ہے نور الدہر میدان کارزار مین
نکلتے ہین جس سردار کو گرفتار کرکے لیجاتے ہین سامنے خورشید روشن تن کے جا کر وہ سجدہ کرتا ہے فرامرز عاد
مغربی و محمود بہرام و عبدل اصفہانی وغیرہ کو دو دو دن مین لڑکے نور الدہر فرزند حضور نے زیر کیا ہے
یہ سبب اطاعت خورشید کے حاضر رہتے ہین بلکہ ترغیب جنگ کہتے ہین یا خداوند مغلوبہ کا حکم دیکر کہ بادشاہ
لشکر اسلام کو مع طلائے ان بارگاہ وغیرہ چھین لین فرقہ باغیان کا سامنے رہنا مناسب نہین ہے خورشید خود بھی
مائل کرتا ہے ان سبکو یہ جواب دیتا ہے اے بندگان من قدرت چاہتی ہین کہ بندگان منصوبا یسین صلاح کرکے
بخوشی چلے آئین ورنہ تم سبکو حکم دونگا کہ سبکو گرفتار کرکے لے آؤ بادشاہ لشکر اسلام آج کل بڑی مصیبت
مین ہین دن بھر میدان کارزار مین رہتے ہین شب کو جفائے انتظام سہتے ہین یہ خبر وحشت اثر
سنکر صاحبقران بہت بیقرار ہوئے فرمایا کہ خواجہ تمنے یہ حال مصیبت مآل سنا میرا جی چاہتا ہے
کہ راتہی کو کوچ کرون قلعہ طلسم اختریہ کو فتح کرتا ہوا اپنی لشکر مین پہونچون یہ تو میرے دل کو
یقین تھا کہ خورشید روشن تن بڑا شعبدہ باز ہے نہایت مکار و جعلساز ہے جن سردار و مکاران صاحبون نے
نام لیا اگر وہ سب شریک ہو گئے ہونگے تو بادشاہ کا کیا حال ہوا ہوگا یہ سرداران صف شکن جوانان
تیغ زن جان نثار اسلام جب بلوہ کرینگے کون جواب دیگا بروقت نماز صبح لشکر تیار کرنا کہ ہم بتعجیل تمام

مہم قلعہ طلسمی سے فراغت کرکے اپنے کو لشکر میں پہونچا مین عمرو بھی یہ خبرین سن کے بیتاب ہوگیا وہ شب صاحبقران
نے تڑپ تڑپ کے بسر کی بوقت سحر سلاح جنگی سے آراستہ ہوکر یہ بارہ ہزار جوان جو ہمراہ این بارگاہ بھی بلی دائی
قصد ہوا کہ بڑھین کہ صحراے گرد آڑی فولاد رو یئن تن معہ تین لاکھ فوج فرستادہ خورشید بڑے زور شور سے
آکر پہونچا مقابلے مین صاحبقران کے اُترا صاحبقران سے کہلا بھیجا کہ مین بحکم خداوند آپ کے
روکنے کو آیا ہون یا اطاعت کیجیے یا آمادہ حرب وپیکار ہوجیے صاحبقران مجبور لاچار
واسطے بادشاہ کے اشکبار و بیقرار مقابلے مین فولاد رو یئن تن کے اُترے دن تڑپ تڑپ کے تمام
ہوا شام کو فولاد بدانجام نے طبل جنگی بجوایا صاحبقران کو ہرکاروں نے خبر دی میر نے بھی جواب مین نوازش
طبل کو حکم دیا رات تیاری مین بسر ہوئی صبح کو مقابلہ فولاد مین آئے فولاد معہ تین لاکھ فوج بڑے کروفر سے
میدان مین آکر پہونچا صفوف قتال وجدال آراستہ و پیراستہ ہوئین نقیب شعار عبرت آمیز پڑھ کے
ہٹے فولاد گینڈے کو ٹھکرا کے میدان کارزار مین آیا لاف و گزاف کرکے آواز دی جسکو تمنا مرگ
کی ہو یا بدولت کے مقابلہ مین آئے روح روان قاسم عالی شان شاہزادہ ایرج مستعد
جنگ ہوے امیر صاحبقران نے گلے سے لگایا اور بعد شفقت فرمایا اے نور نظر تمنے سنا کہ لشکر پر
کیا بدعت ہوئی کہ سب ہمارے سرداران نامدار خورشید مکار کے شریک ہوگئے زبانی ان لوگون کے احوال
معلوم ہوا مین چاہتا ہون جنگ کو طول نہو بتعجیل تمام اس فولاد بدانجام سے مہلت حاصل کرون اپنے
لشکر مین پہونچون دیکھون تقدیر کیا دکھاتی ہے رہ رہ کے طبیعت گھبراتی ہے تم حفاظت لشکر کیجیے اس
رو یئن تن سے مین مقابلہ کرون بعنایت پروردگار بہت جلد شکست دون ایرج نے دست بستہ عرض
کی کہ غلام کے ہوتے مناسب نہین ہے کہ حضور ہر کس و ناکس سے مقابلہ کرین یا ب مین قصد کرچکا
انشاء اللہ تعالےٰ بہت جلدی کرونگا ناچار صاحبقران نے اجازت دی ایرج نوجوان مرکب
باد رفتار کو اُڑا کر سامنے فولاد رو یئن تن کے آئے بعد پرسش نام و نسب
نیزہ چلنے لگا صاحبقران ملاحظہ فرما رہے ہین کہ ایرج نوجوان تعلیم کردہ
مہتر مہتران بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہے یہی چاہتا ہے کہ بہت جلد
نیزہ لگا لون ممکن نہین ہوتا دو گھڑی کامل نیزہ چلا ایک ہنگام پر
ایرج نے نیزہ اسکا ہوائی کیا فولاد رو یئن تن نے تلوار کھینچی ایرج پر ہاتھ

مارا ایرج نے تلوار کو تلوار پر روکا سر کو بچا کے کمر پر ہاتھ مارا فولاد رویین تن نے بجنون تلوار کو سپر
پر لیا چونکہ رویین تن ہے تلوار نے تاثیر نہ کی صاحبقران ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ ایرج نوجوان نے کمر کو بچا
سر پر ہاتھ مارا سر کو بچایا جھکائی دیکے شانے پر ہاتھ مار دیا بخوف وہ بچیا اپنے جسم پر تلوار کے وار
لے رہا ہے بیغرت کا جسم نہیں کٹتا جب پانچ سات وار کر کے عاجز ہوا بازو کو بچا کے کلائی پر ہاتھ
ڈال دیا قصد کیا تلوار چھین لوں مگر یہیں ہاتھ دیکے اٹھا لوں فولاد لپٹ پڑا دونوں جوان
زمین پر کودے کشتی ہونے لگی صاحبقران ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ ایرج نے کشتی میں فولاد
رویین تن کو دنگ کر دیا وہ بھی جانبازی کر رہا ہے کسی پر کمی نہیں کرتا تمام دن کشتی میں تمام
ہوا دن قلیل باقی رہ گیا ایرج نے ہر مرتبہ فولاد رویین تن کو ریل کے لے دوڑتا ہے چاہتا ہے
زیر کروں مشکیں باندھ لوں وہ بھی رویین تن پہلوان زبردست ایک مقام پر فولاد رویین
تن ایرج صف شکن کو ریل کر کے دو تین پانچ یا سات قدم تک لایا وہاں پر فولاد نے ایرج
نے چاہا ریل کر کے دوڑ دوں فولاد نے بھی رک کر زور کیا ایرج نے دونوں بازوں بڑھائے بازو
ہوش خانہ تھا ایرج کا کولا اتر گیا صدمہ سے شاہزادہ بیہوش ہوا اُس نامرد نے کچھ خیال نہ کیا
ایرج کو باندھ لیا یہ کہتا ہوا پلٹا اسکو جا کر قتل کر دوں کل حمزہ سے بھی سر میدان سمجھونگا
مع اپنے لشکر کے پلٹ گیا صاحبقران رنجیدہ اپنی بارگاہ میں آئے خواجہ عمرو سے فرمایا
خواجہ جا کر ایرج کی خبر لاؤ وہ کہہ گیا ہے کہ میں قتل کر دونگا ایسا نہو آفتاب آسمان قاسم نوجوان
بسر... وال آئے تو میں کیا منہ دکھاؤنگا عمرو نے ہرکارے بھی روانہ کیے بیقرار ہو کر خود بھی واسطے خبر
کے چلا یہاں فولاد نے آتے ہی ایرج کو مسلسل و مطوق کیا پہلوانوں سے کہا اس جوان کو
کولا چڑھاؤ صبح سر دربار سمجھیں گے اگر تصویر خداوند خورشید روشن تن کو سجدہ کیا جان بخشی ہوگی
ورنہ ابھی قتل کر دونگا پہلوانان فولاد ایرج کو مسلسل کر کے سامنے فولاد کے لائے ایرج نے بطریق
اسلام سلام کیا فولاد بہت بگڑا کہا او مسلمان بد دولت کی سامنے نام خدائی نادیدہ لیتا ہے میں نے
تجکو کیونکر زیر کیا ایرج نے کہا او مکار میرا کولا اتر گیا تو گرفتار کر کے لے آیا کیا منہ لیکے سوال
مذہب کرتا ہے فولاد نے کہا اندر زیر کرنا کسے کہتے ہیں میرے زور سے کولا اترا اگر اطاعت نہ کریگا
ضرور قتل کرونگا ایرج نے کہا او نامرد تیری کیا مجال ہے میں تو خورشید روشن تن پر لعنت

کرتا ہون جو پہلوان سر زنجیر تھامے ہوئے کھڑا تھا فولاد نے کہا کہ اس زبان دراز کو سزا نہین دیتا
اُس بیحیا نے زنجیر پر جھٹکا مارا کہا کیون او بدزبان خاموش نہین رہتا بمقدور قدرت کلمات سخت کہتا
ہی ایرج کو نہایت غصہ آیا زنجیر تھام کر ایک جھٹکا مارا وہ منھ کی بھل زمین پر آیا ایرج نے ہتکڑی ماری
کہ سر اُسکا پھٹ گیا لینا لینا کا غل ہوا ایرج نے غصہ مین قید توڑ ڈالی ایک پہلوان کو مار کر تلوار لی
نعرہ کرکے لڑنے لگا فولاد بھی اپنے مقام سے اُٹھا آواز دی اس سرکش کو مار لو ایرج سر برہنہ
پا پیادہ فولادیون سے مصروف جنگ ہے لاش پر لاش گرا دی ہی تلاش ہے کہ بڑھکر فولاد کو مار دون چہار
جانب سے ایرج پر بلوہ ہے خیر پیشہ صاحبقرانی بڑے شوکت شان سے جنگ کر رہا ہی ہرکارے لشکر اسلام
کے جو بارگاہ فولاد مین برائے خبر آئے تھے یہ حال پر ملال دیکھکر بھاگے افتان و خیزان حیران و
پریشان سامنے صاحبقران کے آئے عرض کی حضور جلد سوار ہون ایرج نے بارگاہ فولاد مین قید
توڑ ڈالی اُس یکہ و تنہا پر تین لاکھ فوج کا بلوہ ہی ایسا نہو کہ دشمن اُنکے قتل ہو جائین یہ خبر وحشت اثر
سُنکر صاحبقران بیتاب ہو گئے قبضہ تھام لیا قبضۂ تیغ عقرب سلیمانی پر ہاتھ ڈالا آہ کا نعرہ کرکے
پشت مرکب پر سوار ہوئے سرداران ایرج نوجوان یہ حال اپنے آقا کا سنکر بہ تعجیل اُٹھے طرف لشکر کفار
چلے یہان ایرج نوجوان لڑتا بھڑتا بیرون بارگاہ فولاد آیا لشکر فولاد مین قرنا ہولی تین لاکھ
نامرد تیار ہوئے مگر بند ی ہو گئی ایرج اُس مجمع روباہ مین شیر لڑ رہا ہی فولاد روئین تن گینڈے
پر سوار حیرت سے دیکھ رہا ہی تعریفین کرتا ہی ساتھ والون سے کہتا ہی کیون او نامردو یہ جوان
یکہ و تنہا تین لاکھ فوج سے مصروف جنگ ہے کیا یہ نہین ہو سکتا کہ اکیلے کو گرفتار کرو یہ آرزو ہے
کہ یہ زندہ گرفتار ہو اپنا رفیق بناؤن اپنے لشکر کا بادشاہ کرون یہ ذکر تھا کہ نعرہ صاحبقرانی کی آواز
آئی عیلم زنگی و فیلم زنگی وغیرہ تلوارین کھینچے ہوئے پہونچے اپنے آقا کو جو مجمع فوج مین گھرا ہوا دیکھا اپنے
سپر کر دئیے صاحبقران لڑتے بھڑتے طرف فولاد روئین تن کے چلے اتنی مہلت
جو ایرج نے پائی کئی مرکب مارے گئے سوارون کو مار کر پھر گھوڑا لیا سر پر
خود نہین زرہ بھی جسم مین نہین ہے چہار طرف سے تلوارین پڑ رہی ہین ایرج ہمہ تن چشم
بنا ہوا اُسی آن بان سے لڑ رہا ہے جس پہلوان نے بڑھکر تلوار کاٹی بےتکلف جا پڑا اُسنے
ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے ہاتھ مروڑ کے تلوار چھین لی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈیکر اوس خود سر کو

قاش زمین سے اٹھایا ہاتھ پر تول کر طرف آسمان کے پھینکا جو رنگ ہوائی قلم کیا فولاد روئین تن
ایرج صف شکن کی جراَت پر ہر مرتبہ جھوم جاتا ہی خود تعریفین کر رہا ہی اسی حسرت مین ہی کہ اس جوان
زیر کرکے اپنا رفیق بناؤن پسران حمزہ کو ایسا مین نجانتا تھا جامہ جراَت و شوکت مین لیاقت انکے جسم کیواسطے
قطع ہوا صفت جراَت ایرج مین مصروف تھا کہ صفین باہم درہم ہوئین دیکھا صاحبقران مان کسر
زور شور سے آگے لڑے پہلوانون نے راستے دیدیے بھگدڑ پڑ گئی نعرہ خیبر کی صدا اُسکر روباہ بھاگنے سے
فولاد کے ہوش اڑ گئے کہ یوتا تیغ زن داصف شکن جراَت مین کوئی انکا ہم نبرد نہین ہی دل سے یاد
کرتا ہوا یہ حوصلہ تو نہ پڑا کہ صاحبقران کے مقابلے مین جائے ایرج کو تنہا پاکر جا پڑا جانتا ہے کہ یہ تیغ
دو چار زخم بھی کھا چکا ہی خود زرہ بھی سر پر نہین ہے خبردار خبردار کہکر قریب پہونچا ہاتھ تلوار کا مارا ایرج
نوجوان جان چکا ہی کہ یہ پہلوان روئین تن ہی تلوار کو نہین مانتا سینہ سپر کرکے کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا
ہاتھ مروڑ کے تلوار چھین لی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کے قاش زین سے فولاد روئین تن کو اٹھا لیا
سر پر چرخ دیتے ہوئے سامنے صاحبقران کے لائے صاحبقران نے فرمایا ای نور نظر اسکو
چھوڑ دو یقین ہے اپنی حرکات پر منفعل ہوا ایرج نے چھوڑ دیا فولاد قدمون پر
گرا اور کہا کہ خورشید روشن تن نے یہ کہکر مجھکو بھیجا تھا کہ حمزہ مرحلہ جات
طلسم اختر یہ فتح کرتا ہوا آتا ہے تم جاکر گرفتار کر لاؤ ساحرون کا سحر بہ سبب لوح کے
تاثیر نہین کرتا یہ بھی وہ جانتا تھا کہ مین جس لڑائی پر گیا اُسکو فتح کیا تلوار میرے جسم پر
تاثیر نہین کرتی مگر اس شیر دلیر نے مجھکو بہ مردی زیر کیا آرزوے دلی ہے کہ غلام کو حلقہ
بگوش بنایئے کلمہ طیبہ زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایئے عمر بھر غلامی سے گردن تابی نکرونگا
صاحبقران نے کلمہ پڑھایا فولاد روئین تن بصدق مسلمان ہوا اہالیان فوج سے پکار
کر آواز دی مین نے خورشید روشن تن پر لعنت کی اطاعت صاحبقران صدق دل سے
قبول ہوئی سعادت دارین حصول ہوئی جسکو میرا ساتھ دینا منظور ہو میرے پاس چلا آئے ورنہ
اُس شعبدہ باز کے پاس جائے کئی ہزار ساحر آپسمین کہنے لگے فولاد روئین تن نے بُرا کیا
خداوند خورشید روشن تن ایسی بلا نازل کرینگے کہ ان سبکو جان بچانا مشکل ہوگا جو خداوند
خورشید روشن تن کو سجدہ کرے وہ اطاعت خدائے نادیدہ کیون کرے تمام مسلمان شریک

خداوند ہو رہے ہیں کئی سر پہلوانان صاحبقران نے قدرت کو سجدہ کیا اب بادشاہ اسلام کے ساتھ
چند سردار چند تاجدار باقی رہگئے ہیں دو چار دن میں طبل قہاری بجیگا بادشاہ بھی بدل و جان اطاعت
کرینگے فولاد مسلمان ہوگیا بہت برا کیا چند کس تو یہ کہتے ہوئے نکل گئے باقی سپاہ اسپان فولاد
نے بدل و جان اطاعت کی صاحبقران تو بارگاہ میں چلے آئے ایرج نوجوان و فولاد رد مین تن
و خواجہ عمرو انتظام لشکر میں مصروف ہیں اپنے سرداران زخمی کو اٹھوا رہے ہیں کہ آسمان سے
ابر سیاہ پیدا ہوا سر لشکر پر آکے وہ ابر پھٹا ایک ساحرہ آگرا آگے پشت پر چالیس جادوگر
اُس ساحرہ کے ساتھ تھے اُس نے کہا [illegible] سرہنگ جادو فرستادہ خداوند خورشید روشن تن اور فولاد
رد مین تن قدرت نے تجھکو اسی واسطے بھیجا تھا کہ مسلمان ہوجا قدرت نے طلب فرمایا ہے سامنے
قدرت کے تیرا کیا حال ہوگی اس شور سے وہ ساحرہ گرجی کہ زمین تھراگئی عمرو ایسا تیز رفتار
بھاگ نہ سکا گرتے گرتے [illegible] کیا ایرج [illegible] فولاد رد مین تن و عمرو عیار کو گرفتار کر لیا
لشکر میں ہلڑ ہوا صاحبقران دوڑے ایک ساحرہ نے ایرج و عمرو و فولاد کو پکڑ لیا
[illegible] جاتی ہے لشکر صاحبقران دوڑے بیرون بارگاہ آکر دیکھا کچھ لوگ بیہوش ہوگئے چند کم
سر گئے [illegible] سرہنگ آکر مثل برق گرا ان تینوں کو لیکر نکل گئی صاحبقران حیران
و پریشان فرماتے ہیں وائے قسمت میں سینہ دیتا دیکھوں اس معرکہ میں کیا ہوتا ہے صدمہ پر صدمہ نے
صدمے پہونچے ہیں ایرج و عمرو کو ساحرہ لیگئی اب ان کو کہاں تلاش کروں لشکر کا وہ حال
پر ملال سُنا نہ روئے رفتن نہ راہ ماندن یہ فرماکر اسی وقت لشکر تیار کیا بہ ہدایت لوح سمت
قلعہ طلسمی دو منزلہ کرتے ہوئے چلے سرہنگ جادو و ایرج عمرو و فولاد کو تخت پر ڈال کر
پچھلی دس کوس راستہ طے کیا تھا کہ صحرا سے گرد اڑی لکہ ابر بھی نمایاں ہوا مہر شاد جادو ملازم
خورشید روشن تن شکار کھیلنے صحرا میں گئی تھی وہاں قاسم نوجوان جستجو میں اپنے فرزند کی
پھر رہے تھے مہر شاد جادو نے عاشق ہو کر صحرا میں گرفتار کر لیا ہر منزل پر [illegible] ہے اس امید پر
کہ اس جوان سے وصل حاصل کروں سرہنگ کو جاتے ہوئے دیکھا پوچھا بوا کہاں سے آئی
ہو سرہنگ نے تمام کیفیت بیان کی کہ قدرت نے برائے گرفتاری فولاد رد مین تن بھیجا تھا
میں نے جاکر عمرو و ایرج و فولاد کو گرفتار کر لیا تم کہاں سے آئی ہو مہر شاد نے کہا بوا

مین شکار کھیلنے گئی تھی صحرا مین جاکر خود شکار ہوئی نبیرۂ حمزہ قاسم نوجوان مصروف نظارہ تھا اس
ظالم پر مائل ہوئی روز اس ظالم کو سمجھاتی ہون نہین مانتا آج تم بھی چلکر جا سو باغ مین اترو ایک
ہی جگہ ہم تم سب ٹھہرین اس سرکش کو سمجھاؤ شاید یہ آجاوے جسقدر رام ہو اگر سامنے قدرت کی لیجاؤنگی
بلا تکلف سجدہ کریگا وہان ہنگامہ عظیم برپا ہے چارسو سرداران حمزہ نے قدرت کو سجدہ کیا اب
قدرت نے ایک ہفتہ کی بادشاہ کو مہلت دی کہ علاج کرکے سجدہ کروا بس دن طبل جنگی بجے گا کوئی
مسلمان زندہ نہ بچے گا یہ کہکے سرشار جادو نے سرہنگ کو اپنے ساتھ لیا دم مین صحرا مین
سرشار کا باغ تھا اندر باغ کے اتری سرہنگ نے ایک کوٹھری مین عمرو ایرج و فولاد کو
مسلسل کرکے قید کردیا کنیزونکو حکم دیا جلسہ عیش و نشاط آراستہ کرو شراب و کباب مہیا ہو قاسم
کو سمجھاؤ میرا وصل قبول کرے ورنہ صبح کو قتل کرونگی مین نے بڑے صدمے اٹھائے اب مصیبت شب فراق نہین
اٹھا سکتی جلسہ تو فوراً آراستہ ہوا کنیزان سرشار قاسم نامدار کو سمجھا رہی ہین اے جوان ایسے
معشوق کو قبول نہین کرتا ابھی پوری جوان بھی نہین ہے آپ سے بھی کم سن ہین دولت کونین
تیرے واسطے مہیا کرینگی سحر تعلیم فرمائینگی کوئی دنیا مین تجھسے آنکھ نملا سکیگا زور تو اصلی ہے سحر بھی سیکھ
لینا پہلوانان عالم کو شکست دینا مشیر قدرت خداوند کملاق ہین جب قدرت کو معلوم ہوگا
کہ ملکہ سرشار کا یہ جوان شوہر ہے سب پہلوانان حمزہ کا یہ سالار کرینگے اب مسلمانونپر زوال ہے
صرف ایک جنگ اور باقی ہے قاسم ان کنیزون کو گالیان دیتا ہے شگوفہ نامی کنیز سرہنگ پھرتی ہوئی
قریب اُس کوٹھری کے آئی جہان خواجہ قید مین تھے عمرو نے اشارہ سے شگوفہ کو بلایا کہا بوا ادھر آیا کرو
آو شگوفہ ہنستی ہوئی قریب آئی کہا او طلیتے تو کس جرم پر قید ہوا اترنیکے لائق تو تو نہین ہے عمرو نے
کہا بوا مین باورچی کا نوکر ہون دیگ شوربون مین کچھ پکانے کا حکم علاوہ ٹیڑھی کھیر تھی گویا میرے قید کی تدبیر
تھی کھیر جل گئی اب ملکہ سرہنگ اسکی قیمت مانگتی ہین فرماتی ہین تجھے قتل کرونگی حضور مین محتاج نہین
ہون کون ایسا مرد آدمی ہوگا کہ جسکے پاس دو چار ہزار کا اثاثہ نہو مجھے بھی ضد ہے انھون نے میری اشرفیان
دیکھ پائین پیتی ہین ذرا دم کا گھیتین لون اب صبح کو تلاشی لینگی میری اشرفیان تم لیے پاس رہنے دو
جب رہائی پاونگا تمسے لیلونگا آدھا تم لینا سب لینے کا ارادہ کرنا شگوفہ ہنس پڑی کہا کیون ای
نگوڑے دوگے تو ہمارے ساتھ سنو این تاہی مین تیری اشرفیان اپنے بازو مین بند کرکے رکھونگی جسوقت

مانگیگا میں فوراً دیدونگی یہ کہکے بی شگوفہ بیٹھ گئیں دل سے کہتی ہیں قیدی کے بات کی کون سماعت کریگا
مفت کا مال ملتا ہی کہا ارے لا کتنی اشرفیاں ہیں میں نے بھی ذکر سنا تھا کہ دگ شو کی اشرفیاں
چھین لینگے محتاج کی گردن میں ہاتھ دینگے عمرو نے کہا ہو اور اسے تھیلی نکال دو ہاتھ ہت الدین
آئیں تو اشرفیاں نکال دوں شگوفہ سوچی ہیں سحر جانتی ہوں یہ عمر ہے آگ کی کیا ان دیکھا ہاتھ کھڑی
نکالی ہنستی بھی جاتی ہیں باتوں میں دم بھی دیے جاتی ہیں فرماتی ہیں ارے دگ شو گھبرا نا نہیں میں اشرفیاں
لیکر کیا کرونگی اگر تو قتل ہو جائیگا تیرے گھر بھیج دونگی سفارش کرکے تجکو قید سے بھی چھڑوا دونگی
مجھے تیرے حال پر رحم آگیا جب عمرو کی ہتکڑی نکلی کہا دیکھو لو اے شگوفہ تمہاری ساتھ
والیاں ادھر دیکھ رہی ہیں شگوفہ بھی عمرو نے حلقہ ہائے کمند گلے میں ڈال دیے حباب
بیہوشی مار کر بیہوش کیا اپنی ہتکڑیاں بیڑیاں بی شگوفہ کو پہنائیں گلے میں کمند حلقوں نہیں دیا
بہ شکل شگوفہ ہنستے ہوئے باہر نکلے دیکھا جلسہ شراب و کباب آراستہ ہے سرشار و سرہنگ
مسند پر بیٹھی ہیں کنیزیں قاسم کو سمجھا رہی ہیں بہ سبب پریشانی سرشار و درد شراب بھی معطل
ہے شگوفہ ہنستی ہوئی سامنے سرشار کے آئی کہا کیوں والی یہ ظالم شاہزادہ قاسم آپکو نہیں
قبول کرتا ہیں ابھی راضی کیے دیتی ہوں سب کو ہٹا لیجیے میں راضی کرکے قدموں پر گرا دونگی سرشار نے
خوش ہو کے کہا اے شگوفہ تیرا بڑا احسان ہو گا تین راتیں مجھپر تڑپ تڑپ کے گذری ہیں آب و
دانہ ترک رہا اسی واسطے لو اسرہنگ کو بھی ہٹا لیا کہ لطف سے جلسہ آراستہ ہے کنیزیں
سب ہٹ گئیں بی شگوفہ نقلی نے آکر قاسم کا ہاتھ تھاما کہا کیوں رے مردوے تو کیا
جوان ہے ملکہ سرشار ایسی معشوقہ کو نہیں قبول کرتا میاں بڑا مرتبہ پاؤ گے سرشار کے شوہر
بدمست کہلاؤ گے قدرت طرہ بے تمیزی عطا فرمائیگی کل پہلوانوں کا سردار بنائیں گے قاسم
جھلا کر جواب دیا کہ کیا بیہودہ بکتی ہے ہم روز اول جواب دے چکے کیوں نہیں قتل کرتی خورشید
روشن تن کون مسخرا ہے انشاء اللہ اسکو بھی قتل کرینگے اسکی بربادی کا وقت قریب یا لشکر اسلام سے
مقابلہ کیا مثل لقا کی یہ بھی دربدر خاک بسر ہو گا عمرو نے باتیں انکے دل کی دیکھا کہا او لونڈے بیوقوف
سمجھا کیا ہے کسی ساحرہ کو جاہ و جلال دکھانا سر سر حماقت ہے میں آپ ہو گیا صرف زبانی کہدو کہ میں
راضی ہوں جو ملکہ شگوفہ فرمائینگی وہی کرونگا میں ابھی ان سبکی گردنیں اڑونگا تمہارا فرزند ایرج نامدار

بھی قید ہے قاسم نے حجاب سے سر جھکا کر کہا چھوٹے دادا جان یہ کلمات میری زبان سے تو نہ نکلیں گے
خواجہ عمرو ہنستے ہوئے سامنے سرشار کے آئے کہا واہ بی سرشار وہ خود تمہارے نام پر جان دیتا
ہے صاحب حسب و نسب نبیرۂ صاحبقران ابتدا سے بدعت کرنا شروع کر دیا وہ بھی مرد ہے ضد ہو گئی
اب بلا کر اوسکو پہلو میں بٹھاؤ شراب کباب کا چرچا کرو ناچ گانا بھی ہو فوراً راضی بھی ہو جائیگا سرشار چپ
ہو گئی قید سحر سے قاسم کو رہا کیا مسند پر جگہ دی ساقیان سیمین ساق مطربان خوش آواز جام و سبو
لیکر حاضر ہوئے شگوفہ خود بیٹھ گئی کہا ادری ایک غزل میں گاؤں شراب بھی میں ہی پلاؤں
پھر لطف حاصل ہو یہ کہکر بی شگوفہ بیچ صحبت میں بیٹھیں بایاں چھیڑا سیدھا سیدھا ٹھیکہ
بجانے لگیں گنگنا کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

تو بھی کسی پہ گر کبھی آئے کیا تو ٹوٹ کر
پہلا ہی دن تھا ہو گئے ترک میکشی
آباد تھے دل کو کیا مجھکو لوٹ کر
کیا جانو دل کا حال کہ فرقت میں ہو گئے
گویا کہ لے گیا کوئی محفل کو لوٹ کر
اشکوں کو آنسو نکلا کنا فراق میں
بے کیف تھا کہ دل کی کیاری گئی پھوٹکر
کس بلبل دیکھا بھی تھا گلشن میں باغبان
تو اسکو داستان سمجھ سچ کو جھوٹ کر

مہندی تھا میرا خون کہ نہ ہو جاتا رائیگاں
کیا کیا پڑا ہوا ہمکو مینھ لوٹ لوٹ کر
حیرت ہے میرے اختر بخت سیاہ کو
بہتر ہے آبلے میرے سینے میں پھوٹ کر
بیداد پر تری بھی اک اضطراب ہے
آنکھوں میں پھر گیا کوئی الماس کوٹ کے
مژگان یار کی تیری دل میں ٹوٹ کر
وہ دن تو ہو کہ مرغ قفس میں چھوٹ کر

مدت کے بعد منہ سے لگی ہے جو چھوٹ کر
اک غنچہ پھر ہاتھ سے قاتل کے چھوٹ کر
خنجر تلوار لیکے دیا داغ آرزو
کیونکر گہن سے چاند نکلتا ہے چھوٹ کر
ساقی کو جانتے ہیں قدح تھا نہ بوتلیں
جھگڑا نہ تھا لگا رہے پھر سانس ٹوٹ کر
آنکھیں نہیں قلم کے نقط اشک نا مدہ
نشتر کی نوک لگی آخر جان میں ٹوٹ کر
تحسین سرگذشت جوانی کہی کہ حال

اس لطف سے یہ غزل گائی سرشار مست جام محبت مبہوت ہو گئی
محفل میں صدائے احسنت و آفرین بلند ہے سرشار نے خود کہا شگوفہ آج تو تو نے نیا گل کھلایا
خوب گانا سنایا شراب کا انتظام بھی ہے تجھی کو دیا پلاؤ گلابیاں کنیزو محفل میں لاؤ بہت خوب
کہکے خواجہ اٹھے میخانہ میں خوشی خوشی پہونچے شراب میں بیہوشی ملائی ساغر تقسیم کرنا شروع
کیا یہ چوبکار کے کہا حکم ملکہ سرشار جادو ہے آج سب جی بھر کے شراب پئیں مالک کے انعام کی تاثیر
ظاہر ہو ساتھ والے سرہنگ و سرشار کے ودھی گلابیاں قرابے بوتلیں تقسیم ہونے
لگے ملازمان سرہنگ و سرشار پینے لگے پیتے ہی تاثیر نمک سرکاری ظاہر ہوئی کوئی چھین

مین بڑا لوٹ رہا ہی کوئی لڑکھڑا کے گرا جو بڑے ربط و ضابط تھے وہ چپ بیٹھے ہین اِس فکر مین کہ نشہ زیادہ
ہوا اپنے گھر مین جاکر سو رہین محویت مین اُٹھے دھن مین نشے کی جاتے ہین راہ مین گانے کے عادی
ہین کوئی ٹھمری کسی رنڈی کی سنی ہوئی یاد آئی گاتی ہوئی چلے جب مقام گنگری کا آیا تان ماری
لڑکھڑا کے گرے ارے کہکے بیہوش سارے باغ مین ملازمان سرشار دوڑتے پھرتے ہین چمن
ان نشے بازون سے بھرے ہوئے دو کہین گرے چار کہین گرے خواجہ نے چالیس
گلابیان مئے ارغوانی سے معمور کین سلیقہ سے کشتی مین لگائین محفل مین لیکر آئے سرشار خوش
ہوگئی کہا دیکھو شگوفہ کس سلیقہ سے شراب لائی ہی اب عمرو نے چند اشعار مضمون شراب کے
گائے جام بھر کے ہاتھ مین قاسم کے دیا کہا صاحب مجھے کیون اشارے کرتے ہو اپنے ہاتھ سے
معشوقہ کو پلاؤ قاسم نے اشارہ کیا مین تو اس ملعونہ کو اپنے ہاتھ سے نہ پلاؤنگا عمرو نے اشارے
سے کہا ابھی سب مکر ظاہر کردونگا مین تو اچھل کود کر نکل جاؤنگا تمھاری گردن لیگی پھر جان بچیگی
قاسم ڈر گئے یہ خواجہ عمرو چالاک عیار ہین لاچار جام ہاتھ مین لیا لیکر پی گئے خواجہ عمرو
زہر مار کر رہے ہین سرشار نے کہا ائی شگوفہ بڑی دلگی باز نہ ہو آج تو تمنے بڑا احسان کیا دوسرا
جام عمرو نے سرہنگ کو دیا قاسم سے کہا اب معشوقہ کو خلوت مین لیجاؤ یہان ہم بھی نکلے لاچار ہو کر
قاسم اُٹھے سرشار پہلے ہی جاکر خلوت مین بیٹھین خیال ہی کہ اب معشوق خود تنہا آتا ہی جام بادۂ وصل سے
سیراب ہونگی کہ قاسم پہونچے عمرو نے جلسہ مین سب کو شراب پلائی وہان قاسم نے تاغذ یعنی خنجر سرشار
کے ایک گھونسا مارا کہ سرشار کا سر جھکگیا یہان سرہنگ وغیرہ لڑکھڑا کر گرے عمرو نے جب
لپکر کو اُٹھا لیے سرہنگ کو قتل کیا اسباب محفل کا لوٹ رہا ہو صندوقچہ کو برہنہ کرکے ڈالدیا مرنے
سے ان جادوگرون کے ایرج و فولاد کو بھی ہوش آیا خرابی یہ ہی کہ بعد سرشار کے اندھیرا ہوگیا
ہوا ایرج نے نکل کر قاسم کو دیکھا باپ کو سلام کیا قاسم نے گلے سے لگا لیا صبح ہوچکی تھی بعد
ہنگامہ عظیم آواز آئی کشتی مرا نام من سرہنگ سرشار بود صدہا بندگان خدا اینجا
اس باغ مین قید تھے انکو بھی ایرج و قاسم نے رہا کیا عمرو نے تمام باغ لوٹ لیا نقش بوریا
بھی نہ چھوڑا یہان کے قیدیون کو ساتھ لیا خواجہ عمرو ایرج و قاسم و فولاد و فرحان و
شادان طرف لشکر اسلام کے چلے عمرو نے زبانی سرشار کے بربادی لشکر کی جو خبر سنی

تھی اب زبانی قاسم کو بھی دریافت ہوا کہ بادشاہ اسلام و کرب اسد و مقبل وغیرہ چند سردار
خدمت بادشاہ مین باقی رہگئے ہین لور الدہر و لند ھور نے ہزارہا کو زیر کیا جبکو زیر کرکے سامنے خورشید
لیگئے اُس نے اُس شعبدہ باز کو سجدہ کیا ایک ہفتہ کی اُس بیحیائی مہلت دی تھی کہ اندر اس ہفتے کے صلاح
و مشورہ کرکے شرکت کرو لشکر لقا اجتک زوروں پر ہے ہر روز یہی قصد کرتے ہین کہ بادشاہ کو گرفتار
کرلین شابور و چالاک شاطران لشکر اسلام بادشاہ کو سمجھا کر پھیر لیجاتے ہین ابو الفتح
اندر بارگاہ خورشید روشن تن کے بیٹھے ہین چاہتے ہین کہ خدمت ساقی گری مین مشغول
ہوں اعوان و انصار اور خورشید سب ایکمرتبہ پکار اُٹھے یا خداوند یہ ابو الفتح اصفہانی
بھانجہ عمرو کا ساقی بنکر آیا ہے اسنے شراب مین بیہوشی ملا لی آپ نوش نہ فرمایئے گا
بس خورشید نے غصے مین طرف ابو الفتح اصفہانی کے دیکھا اور کہا کیوں اے بندہ مغضوب حضرت
کے سامنے یہ عیاری کی جلد سجدہ کر اجتک اپنے خداوند کو نہین پہچانا ابو الفتح نے اُسیوقت خورشید
روشن تن کو سجدہ کیا اسیطرح چالیس عیار بھی اُسکے شریک ہو گئے ہین رات کو لشکر لقا کی حفاظت
کرتے ہین اگر یہان سے کوئی عیار لشکر کفار مین جاتا ہے وہ بھاگکر دوڑتے ہین کہ ان کو گرفتار کرلین
چالاک و شابور کد و کاوش کر رہے ہین کہ ہمارا انکے سامنے کچھ زور نہ چلیگا حالات مصیبت
آیات لشکر اسلام جو عمرو نے زبانی قاسم کے سُنے ہوش اُڑ گئے حیران تھا کہ یار و اسکا انجام
کیا ہو گا مگر اب جلد چلو لشکر مین چلکر شریک مصیبت بادشاہ ہوں قاسم نے حال صاحبقران
پوچھا عمرو نے تمام کیفیت فتح طلسم اختریہ کی بیان کی یہ بھی کہا کہ اب یقین ہے صاحبقران پہلے
قلعہ طلسمی پر جاینگے اختر شکست کھا کے گئی ہے اسطرح کی صلاحین کرکے طرف لشکر اسلام کے چلے
دیکھئے کس وقت پہونچین آپ حال خیریت مآل صاحبقران تحریر ہوتا ہے جب صاحبقران کو
معلوم ہوا کہ عمرو و ایرج و فولاد کو کوئی ساحرہ گرفتار کر لیگئی صاحبقران لشکر ساحران و
غیر ساحران ہمراہ لیکر طرف قلعہ طلسمی کے چلے ہر منزل پر یہی خبرین ملتی ہین کہ لشکر اسلام پر زوال
ہے ہمارے ہی سردار شریک خورشید روشن تن ہوکر میدان کارزار مین آتے ہین افسرون کو
گرفتار کرکے لیجاتے ہین ہر مرتبہ یہی قصد ہوتا ہے کہ طرف قلعہ طلسمی کے بجاؤں اپنے کو لشکر اسلام مین
پہونچاؤں ساتھ والوں نے عرض کی حضور بعد نماز صبح لوح طلسم اختریہ کو ملاحظہ فرمائین دیکھئے

کیا نوشتہ ملتا ہو صاحبقران نے نماز سحر بصدق خضوع و خشوع ادا کی یہی دعا کی کہ اے مالک بے نیاز اے
رب کارساز انجام بخیر ہو تو نے ہمیشہ میرا نام اٹھایا مرتبہ صاحبقرانی پر پہونچایا حالات مصیبت آیات لشکر
اسلام سنکر بہت بیتاب ہوں کچھ دعائیں پڑھیں بعد اسکے لوح ملاحظہ کی تحریر تھا کہ اے فتاح طلسم آئے
سیارا ین عجائبات جب مرحلہ جات فتح ہوں بہتر یہی ہے کہ اول جا کر قلعہ طلسم کو فتح کرو سب مصیبتیں آسان
ہونگی فتح قلعہ طلسم اختریہ سے کوئی تحفہ بھی دستیاب ہوگا کہ جس سے حال کیفیت قتل
خورشید روشن تن کا ظاہر ہوگا یہ مضمون بلاغت مشحون جو صاحبقران نے لوح میں ملاحظہ کیا
خوش ہو کر ساتھ والوں سے کہا میں نے بادشاہ اسلام کو خدا کے سپرد کیا فتح کرنا قلعہ طلسم اختریہ
واجب و لازم ہے اب وہ منزل کرتے ہوئے صاحبقران چلے ہر کاردوں نے یہ سب خبریں اختر
جادو کو پہونچائیں حال آمد صاحبقران سنکر گھبرا گئی جس دن سے شکست کھا کے آئی بڑے بڑے
ساحروں کو جمع کیا مرحلہ جات سے بھی ساحر بھاگ کر آئے ہیں ہر وقت یہی صلاح ہے کہ صاحبقران میں
فلاح ہو کہ طلسم کشا قلعہ تک نہ آنے پائے کوئی جا کر راہ میں روکے لوح اسکے پاس موجود ہے
جو کچھ بناوٹگی لوح طلسم کشا کو خبر دیگی اسکے ساتھ کوکب روشن ضمیر و برہمن کج ابرو بھی ہونگے یہی
ذکر تھا کہ چند ساحر بشکل عقاب و طاؤس آئے کہ پہونچے صورتیں اصلی بنکر عرض کی بالائے قلعہ تشریف لیچلیے
ملاحظہ فرمائیے طلسم کشا مع فوج ظفر موج آپہونچا اختر جادو بالائے قلعہ آئی گرد قلعہ کے سحر کیا
شعلہ ہائے آتش نے قلعہ کو گھیر لیا خندق میں بہت سے فیل و شیر و خرس وغیرہ ماش کے پتلے کے
بنا کے پھینکے سب نے دیکھا صدہا شیر و گرگ حفاظت قلعہ کر رہے ہیں یہ سامان کر کے اختر
تخت پر بیٹھی وزیر امیر گرد چار سو ساحران زبردست تدبیریں کر رہے ہیں کہ دفعتاً صحرائے
گرد آلودی اختر نے دیکھا آگے آگے سو علم نشان لاکھ سواران جرار کا اُن پر تعریف
الٰہی مرقوم آمد فوج کی دھوم علمدار سامنے سے نکل گئے ساحروں نے دیکھا آفتاب آسمان
عربستان زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر گیتی ستان پشت مرکب باد رفتار
پر سوار لوح طلسمی مثل جرم قمر گلے میں چمک رہی ہے پشت پر فوج ظفر موج اس کروفر
سے صاحبقران آکر پہونچے قلعہ طلسمی کو ملاحظہ فرمایا کہ گرد قلعہ کے آگ جل رہی ہے صدہا
شیر و پلنگ وغیرہ خندق سے منہ نکالے بیٹھے ہیں فیلان مست گرد پھر رہے ہیں اگر

اگر کوئی طائر اُدھر آتا ہے گرمی شعلہ ہائے آتش سے جل جاتا ہے انسان کیسا ہوا کا بھی گذر نہ تھا شعلہ ہائے
آتش سے مفر نہیں صاحبقران نے حکم دیا بارگاہ استادہ ہوئی سپاہ تھکے ماندے اُترے خیمہ استادہ ہوئے
بازار ہیں آراستہ و پیراستہ یہ فرما کر بارگاہ میں آئے کہ کل انشاء اللہ سواری قلعہ کو ہوگی ناگاہ حضرت نے دیکھا
اور ایک گرد عظیم اُٹھی لگا ہے ابر گلنار کر کے ساحران پریشان ہو کر حضرت دیکھنے لگی وہ گرد گلنار
قریب لشکر صاحبقران عالی وقار آکر شق ہوا دیکھا کوکب روشن ضمیر تخت زرین پر سوار طاؤس
زرین بال پر تلے برہمن کج ادر و اسباب سحر جسم پر آراستہ نشست پر ساتھ ہزار ساحران زبردست
بادہ جرأت سے مست پرے باندھے ہوئے آتے ہیں کوکب و برہمن نے نوبتی لا کر لشکر اتارا
صاحبقران نے چند سردار برائے استقبال کوکب و برہمن بھیجے برہمن و کوکب اندر
بارگاہ کے آئے قدم اقدس صاحبقران کو بوسہ دیا کرسی ہائے جواہر نگار پر آکے متمکن
ہوئے صاحبقران نے تمام کیفیت مرحلہ جات بیان کی حال غائب ہونے ایرج کا جو کوکب نے
سنا بہت ملول ہوا عرض کی اگر ارشاد فیض بنیاد ہو تو میں جا کر اُس خیر سیر کو تلاش کروں صاحبقران
نے فرمایا اے برادر وفا کیش گرفتار در بے آزار ہو میرا یار وفادار عمرو بھی مجھ سے جدا ہوا تمام ساحران عالم
اُسکے نام کے دشمن ہیں حالات لشکر ایسے تھے کہ جس سے دل بیقرار ہو گیا جی چاہتا ہے پر پرواز پیدا
کروں اپنے کو خدمت بادشاہ عالی جاہ میں پہونچاؤں مگر لوح نے خبر دی ہے کہ فتح طلسم اختر یہ ہے
تستان قتل خورشید روشن تن بھی ملیگا کل میں صبح کو انشاء اللہ بہ ہدایت لوح قلعہ میں داخل ہونگا یہ
ذکر تھا کہ ہرکاروں نے عرض کی ایرج نوجوان و قاسم عالیشان و فولاد رویین تن و خواجہ عمرو
مع پانچ ہزار جوانوں کے آتے ہیں صاحبقران نام عمرو سنکر مثل گل شگفتہ ہو گئے اپنے مقام سے
اُٹھے کوکب و برہمن بھی ساتھ ہوئے بیرون بارگاہ آکر ٹھہرے کہ خواجہ عمرو سامنے سے نمایاں
ہوئے امیر نے بے اختیار دونوں ہاتھ پھیلا دیے پکار اُٹھے بیت از کجا میرسی ای ہمہ تن
خندہ قدم ؛ باد قربان سرت حلقۂ غلامان ارم + عمرو اپنے آقا کو دوڑ کر لپٹ گیا ایام مہاجرت
یاد کر کے چیخیں مار کر رویا کہ قاسم و ایرج بھی مع فولاد آکر پہونچے صاحبقران سب کو ہنسی خوشی
لیکر بارگاہ میں آئے کوکب آنے سے ایرج کے نہایت شاد ہوا قاسم نے رو رو کر حال لشکر کا گذرا
صاحبقران سے بیان کیا کہا حضور میرے سامنے تک چار سو سردار چالیس عیار خورشید کے

شریک ہو چکے تھے ہر روز لشکر لقا بہ شیطنت بختیارک یہی قصد کرتا تھا کہ بادشاہ کو گھیر کے گرفتار
کرلیں خورشید روشن تن نے آٹھ دن کی مہلت دی تھی میں اُسی بیقراری میں بہ جستجوے ایرج حیلہ
شکار صحرا میں آیا سرشار مجھکو اٹھا لائی اب نہیں معلوم اس عرصے میں لشکر ظفر اثر پر کیا گذری میرے سامنے عم
نامدار شاہزادہ بدیع الزمان بمقابلہ لندھور بن سعدان نکلے انتہا کی معرکے پڑے دو شبانہ
روز کشتی رہی آخر عم نامدار کا کولا اُتر گیا اُس ہندی بیدولت نے کچھ خیال نہ کیا نامردانہ عم نامدار
کو میرے سامنے گرفتار کرکے لیگیا دوسرے دن اُنھوں نے بھی سجدہ کیا پھر میدان کارزار میں
نکلے جو گان حضور کے فرزند کو دو دن لڑکر گرفتار کرکے لیگئے میری آبرو پروردگار نے بسبب گرفتار
ہونے کے بچالی اب اے شہریار عم نامدار و لندھور و نور الدہر نے آپس میں عہد کرلیا ہے ایک ایک دن
میدان میں نکلکر ملازمان شاہنشاہی سے سرگرم کارزار ہوتے ہیں ان شیران دشت نبرد سے کون
مقابلہ کرسکے جو گیا یا علف شمشیر آبدار ہوا یا کشتی میں باندھکر لیگئے اب نہیں معلوم کیا بدعتیں ایمن
بادشاہ نوبت بجان و کارد باستخوان متردد و پریشان اکثر میدان کارزار میں نکلے انقلاب
فلکی اپنے نمکخواروں سے لڑنا پڑا اکثر کو زخمی بھی کیا آخر کار کیا کریں اقبال انکا بہت یاور ہے کہ
جب میدان کارزار میں نکلے بفتح و ظفر واپس ہوئے اب حضور جلد چلنے کی تدبیر کریں بیان حال
پُر ملال قاسم نوجوان پر بارگاہ صاحبقران میں شور گریہ و زاری بلند کوکب صاحبقران
و عمرو دردمند کوکب اپنے مقام سے اُٹھا کہا یہ سب مقدمات سحر و ساحری ہیں حضور فتح قلعہ
طلسم اختریہ میں مصروف ہوں میں جاکر اُس حیلہ ساز شعبدہ باز سے سمجھ لونگا سر میدان جاکر شکست
دونگا ملکہ برہمن گنج ابرو نے دامن کوکب کا تھام لیا کہا ای شہنشاہ طلسم نور افشان
میں نے اپنے بزرگوں سے سُنا ہے کہ خورشید روشن تن نے کوئی تحفہ نایاب اپنی جان کی
حفاظت کا بناکر اسی قلعہ طلسمی میں رکھا ہے جبتک یہ قلعہ فتح نہوگا دست انداز ہونا خورشید
روشن تن پر نا ممکن ہے اسی وجہ سے وہ مغرور و متکبر مطمئن ہے برہمن نے یہ بھی کہا کہ آپکا موجود
رہنا یہاں بہت بہتر ہے جب قلعہ طلسمی پر صاحبقران جائینگے لاکھوں ساحر و غیر ساحر صاحبقران
کو روکنے آئینگے لہذا ہمارا آپکا ہونا بہت ضرور ہے صاحبقران طریقہ سپاہگری کو ختم فرمائینگے یہان کام
مکاری و جعلسازی و شعبدہ بازی کا ہے ہم اور آپ جب موجود ہونگے سب کام بخوبی انصرام ہونگے صاحبقران

کو ہدایت کرتے رہیں گے کوکب یہ سُنکر خاموش ہوا ملکہ اختر جادو و آمد لشکر صاحبقران سُنکر اپنی
بارگاہ میں آئی مگر رو پریشان سر جھکا کر بیٹھی کہ ہرکارے آئے عرض کی اے ملکہ عالم صبح کو طلسم کشا
ضرور بہ ہدایت لوح طلسمی قلعہ پر حملہ کرے گا کون اسکو روک سکے گا جبری بہادر محترم و محتشم صاحب
اسم اعظم لوح قبضے میں ایسے جوان بے نظیر صاحب توقیر سے مقابلہ کرنا اپنے خون سے ہاتھ
بھرنا ہے آپ کی وزیر اعظم ساحرہ خوش خو ملکہ برہمن رخ ابرو حیلہ تدبیرین بتانے کو موجود ہیں
کوکب نے برسر قلعہ خورشید نگار بمقابلہ قدرت جانے کا قصد کیا تھا برہمن نے روک لیا کہ قلعہ
فتح ہوئے تو ہم تم سب ساتھ ملکر چلینگے اختر نے یہ خبر سُنکر زانو پر ہاتھ مارا کہا اے ستارہ شناسان
حالات طلسم اختری اے نجم درخشان برج افسونگری صرف یہی رات درمیان ہے جو انتظام کرنا
ہو کرلو صبح کو قلعہ پر قیامت ہوگی یہ جو گھبرا کر اختر جادو نے کہا ایک ساحر جلیل ملکہ اختر کا کفیل شاہور
رموزدان کل قلعہ اختریہ کا منتظم ہے حکم سے خورشید روشن تن کے خزانہ وغیرہ بھی اسکے سپرد تھا اٹھا
اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ اے ملکہ عالم نہ گھبرائیے میں جاکر سب تدبیر کیے لیتا ہوں کوکب و
برہمن ہمارا کیا کر سکتے ہیں یہ اپنے گھر کا اسکو اختیار ہے صرف فکر طلسم کشائی کرنا واجب و لازم
ہے اگر خداوند روشن تن نے اپنا فضل شریک حال کیا تو میں لوح سمیت طلسم کشا کو لاتا ہوں
شاہور رموزدان نے اسباب سحر اپنے جسم پر آراستہ کیا سحر کرکے چلا اختر سے یہ کہدیا گوش بر آواز
رہیے گا شاید کوکب وغیرہ میرا تعاقب کریں تو ہزار مرد مع لشکر آجائیگا ملکہ اختر نے کہا بدل چاہتی
آج تو خواب و خور حرام ہے شب بھر جاگ کر بسر کرینگے ہرکارے بھی مقرر کردیے ہیں اگر ضرورت ہوئی
میں خود اپنے کو پہونچاؤں گی تم سب کی حفاظت کے واسطے یہ کام کرتے ہو قدرت نے بھی
فرمایا تھا کہ شاہور رموزدان جان و روح طلسم اختریہ ہے اگر اسپر کوئی افتاد پڑی بربادی
قلعہ طلسم خورشید نگار رہی شاہور رموزدان ہمارا رازدار تھا ہر سب کو مطمئن کرکے روانہ ہوا
یہان بارگاہ میں صاحبقران نے جب دربار برخاست کیا ملکہ برہمن رخ ابرو بیرون بارگاہ آئی
اشارے سے کوکب و خواجہ کو بلایا کہا اے شاہنشاہ اقلیم عیاری اس شب کو قلعہ اختریہ میں نہایت
برپا ہوگی سب یہی تدبیرین کر رہے ہونگے جسطرح بنے طلسم کشا کو گرفتار کرو قلعہ کو بربادی سے بچاؤ ہزارہا
ساحر و غیر ساحر اس فکر میں آ بیٹھینگے لہذا اچھا نہ ہوگا صاحبقران کی حفاظت کرنا واجب و لازم ہے

صاحبقران نے خاصہ تناول فرماکر آرام کیا ہے ای شہنشاہ کوکب تم دربارگاہ بیٹھو مین بشکل طاؤس قبہ بارگاہ پر جاکر ٹھہرتی ہون اگر کوئی آسمان سے طائر وغیرہ نکلا آئیگا مین روک لون اگر بیرون بارگاہ سے کوئی آئے آپ خیال رکھین خواجہ خدمت صاحبقران مین حاضر ہین ہماری جانب سے دست بستہ عرض کرین کہ آج کی شب حضور آرام نفرمائین عمرو نے بھی قبول کیا ملکہ برہمن طاؤس بنکر قبہ بارگاہ پر جا بیٹھی کوکب دربارگاہ پر متمکن ہوئے خواجہ عمرو اندر بارگاہ کے آئے صاحبقران زمان کو جگایا کہا اے شہریار خیرخواہان دولت کی یہ صلاح ہے کہ آج شب کو آرام نفرمائین جاگ کر بسر کرین دشمن آپ کی تلاش مین آئینگے لوح لینے کی فکر مین ہوا ہی مین بھی خود مین حاضر ہون صاحبقران مسند پر بیٹھے کتاب تاریخ اٹھائی ملاحظہ فرمانے لگے خواجہ عمرو کبھی باہر جاتے ہین کوکب کو ہوشیار کیا کبھی برہمن کو پکارا چارجانب لشکر مین سب جاگ رہے ہین صدائے حاضر باش و ناظر باش بلند ہے اگر کوئی طائر پرند بھی اڑکر نکلتا ہے تیر مار کر گرا دیتے ہین خواجہ عمرو جب کئی مرتبہ باہر آئے خیال ہوا مقبل وفادار طلایہ پر ہے ذرا اسکی بھی خبر لون کوکب سے کہگئے اندر کا خیال رکھنا اسوقت تک برہمن بھی جاگتی تھی عمرو برائے ملاقات مقبل گیا ہوا ہے سحر جو چلی برہمن نے قبہ بارگاہ پر سر رکھدیا سوگئی صاحبقران بیٹھے ہین کہ فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا پہلوے بارگاہ سے ایک شعلہ بھڑکا صاحبقران نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا لوح کو سنبھالا دیکھا ملکہ اختر جادو تاج سر مدار واقتان و خیزان حیران و پریشان رومال سے ہاتھ باندھے ہوئے روتی ہوئی چلی آتی ہے دوڑ کر قدمون پر صاحبقران کے گر پڑی کہا شہریار کی جلالت و ریاست مثل آفتاب تمام عالم مین روشن ہے یہ کنیز جنگ سے عاجز ہوئی بدل و جان اطاعت اختیار کرتی ہون مطیع اسلام ہونگی دین باطل پرستی سے انکار کیا خزانہ طلسمی بھی حاضر ہے لیجیے لونڈی کی جان بخشی کیجیے لیکن امیدوار ہون کہ سلطنت قلعہ طلسم اختر یہ مجکو ملے لونڈی بجائے صاحبقران نے فرمایا ای ملکہ اختر ہم تاج بخش ہین تاج ستین نہین اگر تم بصدق مسلمان ہوتی ہو تمھارے سامنے سلطنت کی کون لیاقت رکھتا ہے ملکہ برہمن گنج ابر و سے مین نے وعدہ کیا تھا اسکو مین اور ملک کی سلطنت دونگا مین بدل و جان تمھاری خطا معاف کی اختر قدمون سے لپٹ گئی کہا حضور لونڈی کو یقین نہین آتا تمام وزرا امرا بھی کہتے ہین کہ ملکہ برہمن گنج ابر و طلسم کشا پر عاشق ہین سلطنت انکو ملیگی اگر حضور

پرورش فرماتے ہین براہ خدا مین عرض کرتی ہون کہ لوح طلسمی مجکو مرحمت فرمایئین مین نے لا مرا
کو دکھاؤن صبح ہوتے ہو آخر انہ طلسمی لیکر خدمت مین آؤن صاحبقران نے فوراً لوح طلسمی گلے سے
اُتار کر اختر نقلی کو دیدی فرمایا لو ہمنے تمھاری خطا معاف کی اختر نے لوح رومال مین لپیٹی پیچھے ہٹی مٹھی مین
ایک جانور تھا اُسکو چھوڑ دیا کہا یا صاحبقران ہوشیار ہو جیے منم شاہور موزدان اُس طائر نے گرد
صاحبقران چرخ مارا زبان مین صاحبقران کے لکنت آئی لڑکھڑا کے زمین پر گرے شاہور نے
چاہا کہ صاحبقران کو بھی اُٹھا لون دھماکے کی آواز کان مین کوکب کے پہونچی پردہ اُٹھا کے
دیکھا ایک ساحر سیہ فام صاحبقران کو اُٹھایا چاہتا ہی نعرہ کیا منم شہنشاہ کوکب روشنضمیر اور آہ
کیا کرتا ہی شاہور کی مٹھی مین دوسرا طائر تھا وہ کوکب پر چھوڑا کوکب پر تلوارین برسنے لگین
جبتک کوکب سحر کو دفع کرے شاہور نے دونون بالون زمین پر مارے غرق ہو کر غائب ہوا برہمن
کچھ ابر وکی آنکھ کھلی دیکھا صاحبقران بیہوش پڑے ہین کوکب پر آگ برس رہی ہی برہمن گھبرا کر گری
اور صاحبقران کو زبردستی بیدار کیا امیر نے فرمایا شاہور موزوان ایک ساحر تھا شکل
اختر اگر لوح طلسم لیگیا کوکب نے اتنے عرصے مین سحر کو دفع کیا صاحبقران کا رنگ رخ متغیر ہی اسم اعظم
بھی فراموش سا ہی حیرت و غیرت کا جوش برہمن کوکب چلے کہ گھس کر قلعہ مین شاہور کو مار ینگے مگر خواجہ عمرو
مقبل سے باتین کر رہے تھے کہ ہر کارے نے آکر خبر دی کہ ای شہنشاہ اقلیم عیاری غضب ہوا شاہور
موزدان بصورت اختر آکر لوح لیگیا کوکب برہمن تعاقب مین جاتے ہین تمام لشکر مین قرنا ہو گی
کمربندی ہو رہی ہی عمرو دوڑا قریب کوکب برہمن آیا کہا ای شہنشاہ کوکب چند ساعت ٹھہر جایئے
مین جاکر لوح کی تدبیر کرون تم لوگ قلعہ طلسمی مین نہ جا سکو گے مین جب پلٹ کے آؤن تب قدم آگے بڑھا
جاکر صاحبقران کی حفاظت کرو کوکب برہمن لاچار ہو کر پلٹے عمرو بانہ ہائے عیاری سے آراستہ
ہو کر فکر مین شاہور موزدان کے چلے شاہور خوشی خوشی لوح لیے ہوئے نقب سحر کا طے ہوا لشکر
لشکر صاحبقران کے نکلا لوح کو رومال مین لپیٹ کر جھولی مین رکھا طرف قلعہ طلسمی کے چلا کوئی آدھ
کوس راستہ طے کیا تھا کہ طرف سے قلعہ طلسمی کے گرد اڑی شاہور نے دیکھا ملکہ اختر بیاد و تاج
سر پر رکھے بدحواس دوڑی ہوئی آتی ہی شاہور نے دیکھتے ہی جھک کر سلام کیا کہا اے ملکہ مبارک
ہو کل ہالیان قلعہ طلسمی کی مین نے جان بخشی کی لوح طلسمی چھین لایا چاہا تھا مین نے

کہ طلسم کشا کو بھی اٹھا لون کو کب آ گیا مین سحر کرکے نکل آیا اختر نے کہا ای شاہور تو نے کار نمایان کیا مگر لشکر حمزہ مین کمر بندی ہو رہی ہی کوکب برہمن کج ابرو آیا چاہتے ہین لوح طلسمی مجھو دیجئے مین جا کر خزانہ مین رکھون یہ سب ساحر بلوہ کرکے آئینگے تو سکو روکنا مین جا کر خداوند کو خبر کردون فرزندان حمزہ جو خورشید پرست ہوئی ہین انکو لا کر حمزہ سے لڑوا دون ابھی حمزہ پر غالب آ جائینگے شاہور نے کہا بہت مناسب سوچا لوح جھولی سے نکالی بلا تکلف ملکہ اختر کو دیدی اختر نے اپنی طرف لشکر صاحبقران کی چلی شاہور نے ملکہ سے کہا ملکہ ادھر کہان جاتی ہو ملکہ اختر نے نعرہ کیا باشرادو بچیا اختر کا ستارہ گردش مین آیا منم مہر سپہر عیاری قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو نامدار دیکھو یون لوح کو لیتے ہین ہم ایسے گدہون کو دھوکا دیتے ہین شاہور سر پیٹتا ہوا دوڑا جھولی سے گولا نکالکر مارا عمرو نے لوح کو سامنے کر دیا گولا پھٹکے گر پڑا عمرو لوح چمکاتا ہوا جاتا ہی شاہور چلاتا ہی دوڑ کر عمرو کو پکڑ لونا سبب لوح کی سحر اثر نہین کرتا تھا ہور تعاقب نہین چھوڑتا یہان کوکب نے آکر صاحبقران کو اٹھایا امیر کو پشت مرکب پر سوار کیا کوکب برہمن ساتھ ہو کر چلے صاحبقران فرماتے ہین ای کوکب جسم مین کہان طاقت قلب پر فتور حیرت برہمن کج ابرو گھبرا کر آگے بڑھی دیکھا خواجہ عمرو بھاگی ہوئی آتے ہین شاہور سحر کرتا ہوا چلا آتا ہی ہر مرتبہ آواز دیتا ہی او ساربان زادی لوح کو پھینک دے ورنہ مار ڈالونگا زندہ نچھوڑونگا یہ کہکے جب وہ سحر کرتا ہی خواجہ عمرو لوح کو چمکا دیتے ہین سحر اسکا باطل ہوتا ہی برہمن نے جو یہ دیکھا آواز دی خواجہ نگھبرانا مین آ پہونچی صاحبقران بھی تشریف لاتے ہین یہ کہکر برہمن نے بڑھکر سحر کیا گولا جا کر پھٹا شاہور پر آگ برسنے لگی شاہور نے نعرہ کیا او برہمن تو نے بڑی نمکحرامی کی عمرو کو پکڑ لا خداوند سے تیری خطا معاف کرا دونگا برہمن نے آواز دی او ملعون تیرا خداوند کیا ہی مین تیرے خداوند پر لعنت کرتی ہون یہ ذکر تھا کہ صاحبقران بھی آ پہونچے عمرو نے دوڑ کر لوح دست حق پرست صاحبقران مین دی لوح جو امیر کے ہاتھ مین آئی رنگ وجو متغیر تھا وہ سب موقوف ہوا سب تردد جاتا رہا نعرہ کرکے بڑھے شاہور بھاگا ملکہ اختر جادو غضب بھر جاگی ہی ہر کاری پر آئے خبر مقرر کر دیے تھے پہلے ایک ساحر نے آکر خبر دی تھی کہ شاہور رموز دان کسی تدبیر سے لشکر صاحبقران مین پہونچا لوح بھی طلسم کشا سے لے لی لشکر حمزہ مین ہنگامہ ہے کمر بندی ہو رہی ہی چونکہ طلسم کشا بیکار ہی سب رفیق جانباز و مصاحب عزیز از جان دینے پر آمادہ ہین لشکر کو لیکر آیا ہی چاہتے ہین سب

ملکہ اپنی جان دینگے یا یکایک خبر پہونچی کہ شاہور بھاگا ہوا آتا ہے نعرہ صاحبقران کی وہ صدا آئی
اختر سوار ہوئی سب ساحر گھبرا گئے تمام ساحران غدار جو گوش بر آواز تھے اپنے مقام سے چلے یہ مشہور
ہوگیا کہ شاہور سے بڑا کار نمایاں کیا تھا عمرو نے عیاری کرکے پھر لوح لے لی اب لوح طلسم کشا کو
دستیاب ہوئی اب نہ بچیگا اندر قلعہ کے تلوار چلیگی نہیب شمشیر صاحبقران زمان سے زمین کانپی در و دیوار کی
الامان الامان کی آواز آئی کئی لاکھ ساحر جو قلعہ سے باہر نکل آئے تھے دیکھا شاہور گھبرایا ہوا آتا ہے ساحروں کو
دیکھکر آواز دی یارو شیر بیشہ عربستان زلزلہ قاف ثانی سلیمان میرے تعاقب میں آتے ہیں بڑھکر گھیر لو
مجھ تک نہ آنے دو اگر یہ بدولت قتل ہوئے پھر یہاں سے تا خورشید نگار بربادی ہے یہ کہکر چاہا نکل جاؤں کہ
عقاب اوج آسمان جلالت یکہ تاز میدان جرأت صفدر وصف شکن صاحبقران تیغ زن
مثل شیر مجمع روباہ پر آکر گرے بریدہ درہم و برہم چہار جانب سے کفاران خرس صفت غولان صحرائے وقاحت
نے انبوہ کرکے اس شیر دلیر کو گھیر لیا حربہائے سحر کرنے لگے صاحبقران بجرأت شوکت رکنے لگے کہ سامنے سے
دوسرا نعرہ ہوا آفتاب آسمان شوکت شان ماہ چرخ طلسم نور افشاں صاحب توقیر شہنشاہ کوکب
روشن ضمیر آئے اس فوج ہزیمت موج پر گرا ایک ایک سحر میں دو دو ہزار کو سلایا صاحبقران نے اتنی جو مہلت
پائی لڑتے بھڑتے قریب شاہور پہونچے اسنے بہت سے سحر کیے واضح ہو کہ خواجہ بھی رکاب سعادت
انتساب صاحبقران سے لپٹے ہوئے موجود ہیں ہر مرتبہ آواز دیتے جاتے ہیں کہ اے شہریار روح سے ہوشیار رہئے
صاحبقران روح کو گردش دیتے جاتے ہیں شاہور نے جب دیکھا سحر اثر نہیں کرتا تیغہ کمر سے کھینچا
صاحبقران پر لپکا ادھر امیر با توقیر نے تیغہ عقرب سلیمانی کو اٹھایا لوح کو چمکایا شاہور کی پلک جھپکی
اوپر سے صاحبقران نے ہاتھ مارا اسنے سپر سحر کو اٹھایا تیغہ عقرب جھک کر گرا شاہور کے دو ٹکڑے ہوگئے
جب اسکا سر کٹکے زمین پر گرا بہت بڑا جوڑا بندھا ہوا تھا عمرو نے دیکھا وہ بال جو وہاں جان تھی کھل گئے
ایک ڈبیا اسمیں سے زمین پر گری صاحبقران نے فرمایا خواجہ لینا کیا اس درج میں کوئی گوہر
بے بہا ہوگا لڑتی بھڑتی ملکہ بہار ہمن رخ ابر دھی پہونچی پکار کر آواز دی خواجہ یہ تحفہ نایاب ہے اسکا نام ہوش
رموز دان نام تھا عمرو نے اس ڈبیا کو اٹھایا سامنے صاحبقران کے کھولا ایک گوہر سرخ رنگ مثل
یاقوت چمکتا ہوا نکلا ساتھ اسکے ایک پرچہ کاغذ بھی تھا صاحبقران نے عکس لوح ڈالکر اسکو پڑھا طرف سے
کاہشان طلسم کے مرقوم تھا کہ اے فتاح طلسم اختر یا اگر شاہور رنجور تیرے ہاتھ سے قتل ہو تو یہ گوہر بے بہا

روح روان خورشید روشن تن ہی جو کوئی اُسپر وار دیگا سینہ کو توڑ کر پار گذر جائیگا علاوہ اس صورت کے
اگر تمام عالم جمع ہوکر چاہے کہ خورشید روشن تن کو قتل کرین تو ممکن نہوگا صاحبقران خوش ہوگئے وہ
تحفہ نایاب یعنی گوہر خوش آب برہمن کج ابرو کی سپرد کیا اختر جادو نے جو آکر لاشہ شاہور تڑپتے ہوئے
دیکھا بیتاب ہوگئی اور یہ بھی خبر ملی کہ شاہور کے جوڑے سے ایک ڈبیا گری اُسمین گوہر بے بہا تھا وہ
پاس ملکہ برہمن کج ابرو کے موجود ہی بد حواس ہوگئی ساحران قلعہ کو آواز دی لو ما جو تباہی خورشید نگار
کی صورت ظاہر ہوگئی قدرت پر بھی زوال آیا جہانتک ہوسکے لڑ بھڑ کے برہمن کو گرفتار کرو وہ تحفہ چھین لو
خود بھی تڑپ تڑپ کے لڑنے لگی اُدھر سے کوکب نے شمشیر شعلہ جوالہ بنا ہوا تیغہ برق تاب لیے ہوئے صفوںمیں ساحران
کی لڑ رہا ہے برہمن بھی سرداران زبردست کو قتل کر رہی ہو صاحبقران قلب لشکر مین بصد سطوت و صولت
مصروف جہاد ہین خواجہ گلیم اوڑھے ہوئے زیر شکم مرکب جب بیٹھتی ہین کوئی ساحر جلیل مارا گیا لاشہ اُسکا
زمین پر گرا خواجہ نے گلیم سر سے اُتاری کمر اوسکی ٹٹولی اگر کمر سے کچھ نکلا تو خوش ہوگئے ورنہ فرمایا اوڑھی عمر بھر
نوکری کی ہمارے واسطے کچھ نرکھا چھلا کر لباس اُتار لیا ہزار ہا لاشے برہنہ پڑی ہین کبھی بخوف ساحران گلیم اوڑھ لی
صرف دو ہاتھ لاشونکو ٹٹولتے پھرتے ہین ساحر دیکھ گھبراتے ہین کہ یہ ہاتھ کیسے ہین اگر کوئی قریب آیا گلیم اُتار کر
ظاہر ہوئے حباب مار دیا وہ لڑکھڑا کر گرا خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک جب اختر جادو نے دیکھا کہ لڑائی کا
انتظام بگڑا صاحبقران لڑتے ہوئے قریب خندق پہونچ چکے وہ جو شیر و گرگ پلنگ وغیرہ سحر سے بنائے تھے
عکس لوح سے وہ سب معدوم ہوئے ساحر بھاگنے لگے اب کسیکا قدم نہین جمتا ساتھ والونکی یہی صلاح
دی حضور نکل چلیے اب پاس خداوندگی اپنے کو پہونچائیے شاید کچھ قدرت نمائی کرین اپنے بندونکو بچالین
طلسم کشا پر زور نہین چلتا اکیلا لاکھون سے لڑ رہا ہے کوکب نے بھی ستھراؤ کر دیا برہمن نے لاشون سے میدان
بھر دیا سرداران صاحبقران ہر ایک غول مین لڑ رہے ہین اگر ایرج و قاسم کسی کے سحر مین مبتلا ہوئے برہمن
نے بڑھکر سحر کو دفع کیا کوکب نے بچالیا اُن شیرون کی تیغ زنی صف شکنی جب صاحبقران قریب خندق
کے پہونچے شعلہ ہاے آتش تو عکس لوح سے بجھ گئے ہین ساحرون نے دروازہ بند کر لیا صاحبقران
پشت مرکب سے کود گرز سام بن نریمان در قلعہ پر مارا بھاٹک گرا اُسی دروازے کا خندق پر پل تختہ
بنایا اب تمام سردار قلعہ مین داخل ہوئے اختر جادو بھاگی لاکھون ساحر اسکی عقب مین ہین صاحبقران
نے دیکھا اختر جادو جاتی ہی امیر نے برہمن سے فرمایا ای برہمن تم قادہ کا انتظام کرو مین تعاقب مین

اسکے جاتا ہون حال بربادی لشکر سُن چکا ہون ایک ایک لمحہ مجھیر شاق ہی چشم انتظار دیدار فرحت آثار بادشاہ اسلام کی مشتاق ہی برہمن نے عرض کی لونڈی کا ہمراہ ہونا اس جنگ مین ضرور ہی اس تحفہ نایاب کا انتظام اس کنیز کے ہاتھ سے ہوگا ایسا نہو کوئی آفت پڑے صاحبقران تومرکب کو پھیر کر قلعہ سے نکلے اہلیان قلعہ فریاد الامان کی صدائین دینے لگے برہمن نے جلدی مین انکو امان دی انھین ساحرون سے ایک حرکلات منتظم قرار دیا پکار کر آواز دی انشاء اللہ بعد فتح جنگ خورشید روشن تن یہان کا انتظام کیا جائیگا ضردار بعد جانے صاحبقران عالی وقار کے اگر کوئی انتظام مین فرق آئیگا مرکار شاہنشاہی سے سزاے معقول پائیگا پیچھے صاحبقران کے یہ بھی چلی کو کبھی اس حال مین پلٹ پڑے ایرج و قاسم وغیرہ بھی ہمراہ ہوئے بارگاہین وغیرہ کارگذارون نے لدوالین آگے آگے اختر بھاگی ہوئی جاتی ہی عقب مین صاحبقران مع فوج ظفر موج جاتے ہین انکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا اب مصنف کو ذکر لشکر اسلام و بادشاہ خوش انجام تحریر کرنا واجب لازم ہی استادان سخنور نے اس داستان شوکت بیان کو اسطرح تحریر فرمایا ہی کہ بادشاہ جمجاہ مقابلہ خورشید روشن تن مین فروکش ہین جا بجا بتون مین نشان فتح نور الدہر دلبند ہو طرف سے خورشید روشن تن کے طبل جنگی بجا کر میدان کارزار میں آکر سرداران صاحبقران کو بزور بازو گرفتار کر کے لیجاتے ہین جب خورشید روشن تن نے سامنے طلب کیا اور اس نے صورت نحس دکھائی نہین معلوم مردان عالم کے دل پر کیا گذرتی ہی تو بہ تعجب کرتے ہوئے قدمون سے اس مغرور کے لپٹ جاتے ہین صدہا سردارون نے اسیطرح سجدہ کیا دو ہفتے مین چار سردار مثل جمہور و فرامرز و بہرام وغیرہ خورشید روشن تن کے شریک ہوئے چالیس عیار بھی مطیع ہوئے خورشید روشن تن نے سر میدان پکار کر آواز دی اے بادشاہ اسلام قدرت ایک ہفتے کی مہلت دیتی ہین اس عرصہ مین صلاح کر کے قدرت کو سجدہ کرو ورنہ اگلی مرتبہ جو طبل جنگی بجیگا سبکا خاتمہ ہی قدرت بدون فتح واپس نہونگے ایک ہفتہ کی مہلت دیکر خورشید پلٹ گیا اپنی بارگاہ مین جاکر بیٹھا ایک طرف تخت پر زمرد شاہ باختری بعہدہ نیابت پھولا ہوا بیٹھا ہی پہلو مین بختیارک شیطنت کر رہا ہی چار سو سرداران صاحبقران بیٹھے ہوئے جھوم رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی یا خداوند اب مہلت دیجئے طبل جنگی بجوائیے بادشاہ کو پکڑ کر لاتے ہین سر حد خورشید نگار سے ہٹا دین بختیارک بھی شیطنت کر رہا ہی کہ یا خداوند بندگان توجہ فرماتے ہین قبول کیجئے خورشید نے کہا قدرت اپنے قول سے

سپچے ہین انہوانکو مہلت دے چکے بعد ایک ہفتہ کے سمجھا جائیگا حمزہ وکوکب کو تو ہمنے غارت کر دیا
یہ آپسمین صلاح کر کے اطاعت کرینگے بختیارک نے کہا یا خداوند یہ مسلمان ایسے ثابت قدم ہین اگر
انکے گلون پر خنجر پھیرینگے سر بھی سبکے کٹ کے زمین پر گر ینگے لفظ اطاعت زبان سے نہ کہین گے
انتہائے مصیبت کا وقت پہونچا ہمنے ہر مقام پر یہ دیکھا جب انتہائے مصیبت پر ہوتی ہی انکا خدا
نادیدہ انکی مدد کرتا ہی آپ فرماتے ہین حمزہ غارت ہوا میرا یہ اعتقاد ہے کہ وہ بڑی شوکت و شان سے
آئیگا قدرت کو جان بچانا دشوار ہوگی خورشید نے کہا او بد اعتقاد یہ سب سرداران حمزہ کس خوشی
سے خدمت قدرت مین حاضر ہین عیار بھی جو مکاری آئے شریک ہوگئے اب چند کس بادشاہ کے ساتھ
باقی ہین جسوقت گرفتار ہوکر آئین گے بخوشی سجدہ کرینگے بارگاہ سلیمانی وغیرہ بطور نذر لائین گے اپنے بندۂ حق
بدعت منظور نہین ہی بارگاہ خورشید مین تو یہ ہنگامہ ہوا بادشاہ اسلام جو پلٹ کر بارگاہ مین آئے نگاہ اٹھا
کے دیکھا چارسو دنگلون پر غاشیہ پڑا ہے بارگاہ فلک اشتباہ مین سناٹا ہی وہ سردار جو کبھی بارگاہ مین نہ
آتے تھے شل کمیدان رسالدار برائے رونق بارگاہ مین آ بیٹھے ہین دنگل صاحبقران خالی ہے شاہ زادہ
وچالاک سر جھکائے ہوئے شرمائے ہوئے اپنی عہدو نبر قائم کہ مشیران سلطنت وزیران ابھتے نے عرض
کی اہی شہنشاہ گیتی ستان ایام مہلت گذر رہے ہین جو ہمارے سردار تھے جنپر جانبازی کے اعتبار
تھے انکو لندھور و لوز الدہر گرفتار کر کے لیگئے اُن سبنے خورشید کو سجدہ کیا وہی خورشید
کو ترغیب دے رہے ہین کہ جلد طبل جنگی بجوائیے ہم لشکر کو تباہ کر دین غلامان شاہنشاہی ساتھ حضور
کے لڑینگے مرینگے مگر ناموس کو رکھنا لشکر مین اب مناسب نہین ہی انکو طرف خانہ کعبہ کے روانہ کر دیجیے
صاحبقران دکوکب کسی ایسی بلا مین پھنسے کہ ابتک کچھ حال نہ معلوم ہوا خواجہ عمرو برائے تلاش
صاحبقران گئے وہ بھی واپس آئے نہین معلوم ان سب پر کیا گذری آج شب کو طبل جنگی
بجیگا ناموس کی فکر کر کے مرنے پر کمر باندھین مرد اسیواسطے ہین کہ لڑین ناموس کا نکل جانا بہت
بہتر ہے بادشاہ نے سر اُٹھا کر دیکھا سرداران صف شکن مین سوا کرب نامدار و اسد عالی وقار کے
کوئی موجود نہین ہے بادشاہ نے کرب غازی سے فرمایا ای کرب نامدار مقدمہ ناموس مین تم کوشش
کر و سبکو ساتھ لیکر طرف ملک اختر کے چلے جاؤ ان دست و پا شکستہ کو قلعہ ذوالامان حصار مین پہونچاؤ
وہان شاہ سلیمان عنبری منظفر بن ضیغم خون آشام موجود ہین سب ایک ہی مقام پر

ہوجائین یا ان سبکو خانۂ کعبہ مین پہونچادو سوائے تمھارے یہ خدمت کسکے سپرد کرین یہ سُنکر کرب و
اسد چیخین مارکے روئے عرض کی ای شہریار خدا آپکو سلامت رکھے اسوقت سخت مین ہم آپکا ساتھ
چھوڑین لندھور و نورالدہر کا اتبک ہمنے بہت پاس کیا ہمیشہ میدان کارزار مین اُنھون سے
انکار کیا اُنسے یا یہ کمی کا رکھتے ہین اس خیال سے نہ نکلے کہ اگر ہمنے اُنکو مارا خدا صحیح و سلامت لائے
صاحبقران کو کیا منھ دکھلائینگے اگر ہم زیر ہوئے یا مارے گئے تو ہتک شاہنشاہی ہوئی اب
تساہل نکرینگے بہ دشمنی اُنسے لڑین گے قدمون سے جدا ہونا نا ممکن ہے بادشاہ نے فرمایا خواجہ عمرو
کے نہونے سے یہ ساری خرابیان ہوئین اگر وہ موجود ہوتے کوئی تدبیر دفع شر کی کرتے یہ جو بادشاہ
نے فرمایا چالاک و شاپور بہت بیتاب ہوئے آپسمین اشارے ہوئے دیکھو صاحبو ہم کیسی کیسی جانبازی
کر رہے ہین اُنھو پر خواجہ کا ہی ذکر ہے اے برادر چالاک اب جستجو مین نکلین جسطرح سے
بنے اس خورشید روشن تن کو مارین اپنے شاہنشاہ کو بچائین بڑا غضب ہوگا اسد
و کرب سرداران عالیشان نظر کردہ بزرگان ہین اگر میدان کارزار مین نکلینگے یہ تو بخوبی یقین
کامل ہے کہ پشت انکی کوئی زمین سے نہ لگا سکیگا کیا عجب ہے کہ انکے ہاتھ سے لندھور یا نورالدہر
مارے جائین یہ بھی ہم خوب سمجھتے ہین گر اُن شیرون مین سے کوئی مارا گیا صاحبقران کے کلیجے پر
چھری پھری لندھور جانشین نورالدہر نورنظر صاحب تاج و نگین کرب و اسد برکت لشکر خدا
ان سبکو بچائے شاپور و چالاک مین صلاحین ہوئین شاپور نے کہا ای برادر چالاک تم لشکر مین
رہو مین جاکر تدبیر کرون اگر تم بھی چلدو گے چالیس عیار بھی وہان شریک ہو گئے ہین ابوالفتح
و عمران بھانجے خواجہ عمرو کے چالیسون کے افسر ہین ہمارے لشکر مین بصورت مبدل آتے ہین
چاہتے ہین کہ بادشاہ اسلام کو چرا کے لیجائین تم اُنکی حفاظت کرو چالاک لشکر مین رہا شاپور
تیر دل طرف لشکر کفار کے چست و چالاک ہوکر چلا کہ حال عیاری اسکا وقت پر تحریر ہوگا بادشاہ
جمجاہ نے ہر چند سردارون سے کہا کہ ناموس کو لیکر نکل جاؤ ان دست و پا شکستہ کو تباہی
و بربادی سے بچاؤ کسی نے قبول نکیا بادشاہ لاچار ہوئے متردد بیٹھے ہین زمانہ مہلت کا
گذرا نورالدہر و لندھور و بہرام وغیرہ نے عرض کی یا خداوند طبل جنگی بجوائیے زمانہ مہلت کا
گذر گیا بادشاہ اسلام نے خواہش صلاح نکی بختیارک بھی آتش افروزی کرنے لگا کہا

یا خداوند یہ بندگان بے ادب کبھی نہ مانیں گے خورشید نے جو سرداران صاحبقران کو آمادۂ حرب و پیکار پایا حکم دیا طبل قہاری پر چوب پڑے اب کل قدرت بدون فتح واپس نہونگے اُسیوقت سات سو نقارے پر چوب پڑی زمین تھرا گئی جو اسیسان لشکر اسلام نامیان خبری لوتمیان خبری و سرہنگ کئی وابوطاہر خونریز لشکر کفار مین موجود تھے خبرین لیکر بھاگے سامنے بادشاہ کی آکر پہونچے زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اُٹھا کر دعا دی فرد تا جہان باشد خدا این مکان معمور باد + ساختہ چون بیت معمور از حوادث دور باد + شاہنشاہ گیتی ستان کا آفتاب اقبال تابان و درخشان رہے دوست شاد دشمن پامال ہمیشہ ترقی پر جاہ و جلال ہو آج خورشید دشمن نے طبل قہاری بجوایا جا بسی سردار ہمارے لشکر کے بدل و جان آمادہ ہین کہ بندگان حضور کو آزار پہونچائیں غلاموں نے کبھی ایسا جوش و خروش نہ دیکھا تھا جو اسکے نمکخوار قدیم ہین تنسے زیادہ جلدی کر رہے ہین یہ خبر وحشت اثر سنکر بادشاہ جمجاہ نے بے اختیار آہ کی فرمایا کیا فلک نے گردش دکھائی دوست دشمن کا ہیر رہزن صاحبقران کا نشان نشین مین سخت جان لڑ بھڑ کر جان دونگا کہ تباہی بربادی لشکر اسلام کی آنکھوں سے نہ دیکھوں شہسوار عرصۂ تازی اسد بن کرب غازی نے دنگل سے اُٹھکر عرض کی اب حضور فکر نہ کرین طبل جنگی کو حکم دین کل صبح کو میدان کارزار مین خون کے دریا بہین گے کہانتک غلامان جانباز خاموش رہینگے بادشاہ نے بہ مجبوری حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے چالاک بن عمرو نقارخانۂ سکندری و نقارخانۂ سلیمانی مین آیا حکم دیا طبل جنگی پر چوب پڑے صاف ظاہر تھا کہ نقارے چوبون سے سر پیٹتے ہین جھانجھ کو رنج و الم کی جھانجھ کف افسوس ملتے ہین قرنا بیدم صداے دہل سے ظہور رنج و الم لشکر مین ہلڑ ہو گیا لوہارو کل گلزار ابراہیمی ریختہ آن لشکی یہ مصیبت ہمسے نہ دیکھی جائیگی ہزار ہا نامرد حیلہ کر کے بھاگنے لگے یہ کہتے ہوئے نکل گئے کہ وقت پر آجائینگے لڑنے بھڑنے والے سلاح درست کر رہے ہین یہی قول ہے کہ مرنا اپنے آقا کے ساتھ جوہر جرأت ہی میدان کارزار مین قدم نہ ہٹے اسی مین شوکت ہی شام سے لشکر مین سناٹا ہو گیا ہین بند تاجر و دردمند مال اسباب لادے ہوئے بھاگے جاتے ہین لشکر ظفر اثر مین انتشار ایک ایک بیقرار لشکر کفار مین بھی چرچے ہین کہ صبح کو مال و اسباب مسلمانان لوٹ لینگے لڑ بھڑ کر شکست دینگے مسلمانون نے بڑا مال جمع کیا ہی اہالیان لشکر لقا سنجاذی باختری مثل فیلان مست جھومتے پھرتے ہین

یا خداوند خورشید روشن تن کی صدائین بلند مغرور خودپسند بہرام وغیرہ طلایہ دے رہے ہین آجکی رات ہی سے جنگ آغاز کرین ابوالفتح اصفہانی وعمران خطائی عیار وزگانسر ہین باینہا عیاری سے آراستہ لشکر خورشید مین پھر رہے ہین آپسمین یہی صلاح ہی کہ چلکر بادشاہ پر عیاری کرین ابوالفتح نے یہان ایک لاکھ چوراسی ہزار یک بجہا سب بادشاہ کی حفاظت مین مصروف ہین کیا فرزند عمرو بیوقوف ہین گرد بارگاہ بادشاہ اسلام ہزارہا عیار پھر رہے ہین وہان تک جانا دشوار ہے شاپور خیردل بصورت مبلل لشکر خورشید مین آیا ہوا ہی باتین ابوالفتح وعمران کی سنکر اپنے دل سے کہتا ہے ایسا کبھی انقلاب نہوا تھا نہین معلوم انکے دل پر کیا گذرتی ہے خورشید روشن تن نے سبکے قلب الٹ دیے کیا شعبدہ کمال پر ہے آفتاب علم خورشید جلال یہ ہی شاپور پھرتے پھرتے قریب بارگاہ فرامرز عاد مغربی پہونچا خدمتگار کی شکل نبکر اندر گیا دیکھا فرامرز اپنے خیمہ مین بیٹھا ہوا کہہ رہا ہی مین صبح کو میدان کارزار مین نکلکر سعد بن قباد کو للکارونگا اے جوانان مغربی کل توتم بھی میدان مین نام کرو کوئی ایسا کام کرو کہ قدرت تمسے راضی ہون شاپور نے دیکھا خاصہ آنے لگا خدمتگار بنا ہوا کھڑا تھا حاضر حاضر کہکے دوڑا خوان سرے مزدورون کے اُتروائے کھانے مین بیہوشی ملانے لگا سب کھانے کو آغشتہ بدارو بیہوشی کیا آپ کنارے ٹھہرا سب کھانا کھاکے بیہوش ہوئے شاپور نے فرامرز کے دماغ پر پٹی دارو بیہوشی کی چڑھائی اُسکو تو ایک صندوق مین بند کر دیا آپ بشکل فرامرز عاد مغربی دوشالہ تان کر سو رہا جب ستارہ سحری چمکا لشکر تیار ہوئے شاپور بشکل فرامرز مغربیون کو ساتھ لیکر بعید کرو فر خیمے سے نکلا دیکھا سواری خورشید روشن تن کی آتی ہی آج تو بڑے جاہ وحشم سے تخت پر سوار گرد سرداران صاحبقران عالی وقار شاپور بھی اُن سب مین ملکر ساتھ ہولیا لشکر لقا بھی سلاح جنگ سے آراستہ تخت بڑھائے ہوئے چلا آتا ہے بختیارک کی خوشیان کہتا ہے یا خداوند باختر تقدیر معقول ہوئی اب فتح حصول ہوئی لیکن آج میرے کان مین صدا ہاے ماتم آتی ہین مسلمانون پر جلد کی مصیبت ہو چکی ای ضیغم خود آج شام اپنی بارگاہ اپنا خزانہ الگ رکھنا اگر کوئی افتاد پڑے بسہولیت نکل چلنا ضیغم کہتا ہے ملک جی اب شہر باختر مین چلینگے اپنا ملک قلیم آباد کرینگے بختیارک نے کہا یہ دل کو یقین نہین مسلمانون کا خدا ناددیدہ بڑا زبردست ہی عین وقت پر مدد ہوتی ہی

باخبر چھوٹے ہوئے مدت گذری پھر نصیب نہ ہوا کہ اُس ملک مین جاتے قیطولات آباد ہوئی ضیغم کہتا ہی
آج مسلمانون کے جان بری کی کوئی صورت نہین ہے کل سرداران حمزہ سب اسی پر آمادہ ہین کہ لشکر شکست
دین کیونکر بادشاہ بچین گے سب کافر بلبلاتے میدان کارزار مین پہونچے دیکھا بادشاہ لشکر اسلام
تخت سلیمانی پر اسد وکرب پایہ تخت پر ہاتھ ڈالے ہوئے گرد ان کے قراق بوق ترکی
بجتا ہوا تمام لشکر بے سردار کے صفین صف ماتم ہر خورد وکلان کے قلب پر ہجوم غم والم آمادۂ مرگ و
مہیاے قضا جس پلٹن رسالے مین ہزار ہزار جوان تھے دو دو سو رہ گئے پرے کے پرے خالی پڑے ہین
بارگاہین سب سرنگون بازارین اُجاڑ اس پریشانی سے آکر میدان کارزار مین پہونچے صفین جمنے
لگین کفار کا لشکر بے حساب سرداران لاجواب آمادہ ہو کر آئے ہین لندھور و نور الدہر نے کل کی
افسری پائی سلاح جنگ سے آراستہ ہین جلدی ہے کہ میدان کارزار مین جائین قدرت کی جانبازی
دکھائین نقیبون نے بڑھ کر نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے لندھور بن سعدان نے ہاتھی کو
ہولا دیا فوراً سامنے خورشید روشن تن کے آیا دست بستہ عرض کی یا خداوند اجازت میدان
دیجئے ایکطرف سے نور الدہر گھوڑا جھکا کر آئے بہرام و جمہور و مندویل صفہانی وغیرہ بھی
تخت سے لپٹے ہوئے کھڑے ہین اجازت میدان دیجئے سب کا یہی ارادہ ہی کہ ہم میدان کارزار مین جائین
بادشاہ کو پکڑ لائین بختیارک کہہ رہا ہی یا خداوند آج ذرا سمجھ بوجھ کر اجازت دیجئے دو شیر دہان بھی
بپھرے ہوئے کھڑے ہین آج قیامت کی تلوار چلیگی کتاب سامری مین دیکھ چکا ہون آج ساعت بد ہے
ہنگامہ عظیم برپا ہوگا اسقدر خون ریزی ہوگی کہ خون کے دریا بہ جائینگے فتح و شکست کا حال قدرت
جانین خورشید روشن تن نے کہا قدرت آج فتح کی تقدیر مضبوط کر چکے ہین بختیارک نے
کہا قدرت کی تقدیر پر شیطان کی تدبیر ہمیشہ غالب ہوتی ہے یقین کامل ہے کہ حمزہ آیا چاہتا ہے
خورشید روشن تن نے کہا حمزہ کو تو فرشتون نے جہنم مین پھینک دیا بختیارک کہتا ہے آج یا خداوند
خیر نہین ہے خورشید نے غصے مین منہ پھیر لیا سب سردارون کو روکا نور الدہر کو اجازت دی
کہا اے سپہ سالار قدرت اے صاحب شوکت و لیاقت جا کر سبکی مشکین باندھ کر لا دو آج مغلوب بھی خوب
دھوم سے ہین نور الدہر نے کہا آپکا نمک خوار اکیلا کافی ہے کسکو میری مدد کو نہ بھیجیگا لشکر پر جا پڑونگا بادشاہ کو
گرفتار کرکے لاؤنگا ایسی لاف و گذاف کرکے نور الدہر نے اسپ پر پوش کو صف سے نکالا

مرکب طرارے بھرتا ہوا چلاتین گھیکون مین میدان کارزار مین پہونچا سلح شوری دکھا کے آواز دی
اے فرقہ خداپرستان قدرت ذوتمکو ایک ہفتے کی مہلت دی تمنے غنیمت نہ جانا سوال اصلاح نہ کیا
قدرت خطا معاف کرتے اب خطا معاف نہوگی جبکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے پورا کلمہ زبان سے
نورالدہر کے نہ نکلا تھا کہ صاحب جتر و علم محترم و محتشم جوان غازی اسد بن کرب غازی نے
مرکب باد رفتار کو صف سے نکالا سامنے تخت شاہنشاہی کی آکر مرکب کو دڑا دست بستہ عرض کی
شاہنشاہ اجازت میدان دیجئے اب آج نورالدہر کا پاس نہ کرونگا آج کلمات مہملات کہہ راہی زبان
قلم کرونگا یا تو میری قضا لئے جاتی ہو یا بھائی صاحب کی میرے ہاتھ سے قضا ہی لطف قرابت کا خاتمہ ہے
جو حضور کا دشمن ہے ہمارا بھی رہزن ہی آج لطف مقابلہ اُٹھیگا دیکھنے والے دیکھ لینگے کہ آپکے غلام نے کیا
بادشاہ بے اختیار رونے لگے کہا ای اسد نامدار شیر بیشہ کرب عالی وقار تم ایسے جری بہادر ہو مگر یہ
جوانان شیر دل ہوش مین نہین ہین بہت سمجھ کے مقابلہ کرنا اسد نے کہا کہ یہ بھی سب صاحب خوب
جانتے ہین کہ شاہزادہ نورالدہر کو مجھ سے بڑی محبت ہی یقین ہے میری سمجھانے سے مان جائینگے یہ
کہکے دوبارہ پشت مرکب پر سوار ہوا بادشاہ نے فرمایا تمکو خدا کے سپرد کیا اسد مرکب کو اڑا کر چلا جب
سامنے نورالدہر کے پہونچے اسد نے بجوش آمد جاکر نورالدہر کو سلام کیا کہا اے برادر بجان برابر
تم فراش راہ دین اسلام کے فرزند بدیع صف شکن کے دلبند تمنے اس شعبدہ باز کو سجدہ کیا
اپنے پیدا کرنیوالے کو بھولے بادشاہ اسلام کے قتل پر کمر باندھ کے آئے ہو توبہ کرو بادشاہ سے
چلکر خطا معاف کراؤ نورالدہر نے کہا ای برادر اسد نامدار مجھے تمسے انتہا کی محبت ہی اگر سو فرزند میرے
ہوتے سبکو تم پر نثار کرتا خداوند خورشید روشن تن خداوند حقیقی ہی چلکر سجدہ کرو دیکھو کیا سرفرازی
حاصل ہوتی ہے خداوند مہربان بحد رشناس فلک ساس ایسے خداوند کو نہین پہچانتے پردہ غفلت
تمہاری آنکھون پر پڑے ہین اسد نے کہا ای برادر یہ ملعون ساحر شعبدہ باز ہی تمکو دام مکر مین پھنسایا
اسپر لعنت کرو یہ جو اسد نے غصے سے کہا نورالدہر کا چہرہ سرخ ہوگیا کہا اسد بس زبان بند کرو
ورنہ زبان کاٹ لونگا زبان درازی کی سزا دونگا یہ کہکے نیزہ مارا اسد نے نیزے کی سنان پر لیا نیزہ
چلنے لگا دونون لشکر نگران ہین کہ دو شیر جنگ نیزہ بازی مین مصروف ہین اسد نے
نورالدہر کو دنگ کر دیا ہے نیزہ کسی کا نہ نکلا آخر سنان و سنان بیکار ہوئی نیزہ کو ٹپک کر قبضے

شمشیر پر ہاتھ پڑے بادشاہ نے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا دعا کرنے لگے ای خالق کارساز ای مالک بے نیاز دونون
شیرون کو چشم زخم سے بچانا دونون منظور نظر صاحبقران ہین ایک نور نظر دوسرا زینت لشکر تو معین و
مددگار ہی دونون شیرون کے لئے دل بیقرار ہی یہان اسد و نور الدہر سے تلوار چل رہی ہی جب تیغ خارا شگاف
سلیمانی دست زبردست نور الدہر سے چلا سبکو یقین کامل ہوا اسد شیر دل مارا گیا اسد نے بہر کردار کورو کا
اسنے غصے مین تیغ نور افشانی کھینچا ہی جب نور الدہر پر ہاتھ لگایا القا اور رخ تیار ک بدحواس ہو جاتے
ہین بدیع الزمان گردلشکر شکن صف لشکر خورشید پر نظر ی ہوئے کانپے ہی ہین چاہتے ہین آکر سینہ سپر
کردون اسد غازی کو قتل کردن کچھ زور نہین چلتا القا سے کہتے ہین ای شہنشاہ باختر آپ خداوند
سے عرض کرکے نور الدہر کو بلوا لیجئے آج میری شمشیر زنی دیکھئے نور الدہر اسد کا پاس کرتا ہے مین
ابتک قتل کر چکا ہوتا سر لیکر خدمت مین آتا یہان اسد نامدار نے جلدی کرکے ہاتھ تیغ نور افشانی کا مارا
سر نور الدہر زخمی ہوا خون جو سر نور الدہر سے جاری ہوا چہرہ گلنار ہوگیا بدیع کی آنکھون مین اندھیرا
آگیا ضبط نہو سکا نعرہ کرکے طرف اسد کے چلے یہان اسد نے جو نور الدہر کو زخمی دیکھا دوسرا
وار کیا ہاتھ روک لیا نور الدہر زخم باندھ رہے ہین بدیع الزمان کو کرب نے آتے دیکھا بہت
ناگوار ہوا مرکب صف سے بڑھا دیا للکارا کہ او کشتی گیر شرم نہ آئی بیٹا زخمی ہوا باپ دوڑ پڑے
مجھسے مقابلہ کرو ہر چند کہ اسد شیر دل تم سب کے واسطے کافی ہی یہ کہکر سامنے بدیع الزمان کے پہونچے ان
دونون مین تلوار چلنے لگی کرب غازی نے بدیع الزمان کو زخمی کیا اب تو بہرام وغیرہ لینا لینا کہکے
دوڑ پڑے بادشاہ جمجاہ نے دیکھا خورشید روشن تن نے کل فوج کو اشارہ کردیا القا بھی آمادہ
ہو رہا تھا تمام سنجانی باختریون کو حکم دیا کہ سب ملکر مسلمانون کو مارلو تمام اہالیان باختر و سنجان
و ساکنان قلعہ خورشید نگار فوجین بیشمار لینا لینا کہکے جا پڑے ادھر سے بھی غازیان دیندار و
مجاہدان تہور شعار برابر بڑھے اسد و کرب پہونچے مشکل زیادہ یہ ہے کفارون کو تو اسد
و کرب نے زیر تیغ رکھ لیا مگر فرزندان صاحبقران سرداران نوجوان مثل چوگان بن حمزہ و
شیر افگن و اسفندیار شاہ گیلانی و بہرام و جمہور وغیرہ برابر کے صف شکن قدیم تیغ زن جو آ
پڑے چار چار سردار ایک سے لڑے اسد کو چوگان بن حمزہ نے ہاتھ مارا اسد نے ایک کا
وار روکا تھا کہ بہرام نے پشت سے ہاتھ ماردیا اسد نامدار زخمی ہوا کرب نے جو دور سے دیکھا

کہ اسد کو چند سرداروں نے گھیرا ہے چار طرف سے تلواریں پڑ رہی ہیں وہ شیر خشم ہمہ تن چشم ہوا ہے جسم تمام
تیروں سے چھنا ہوا ہے سبکو جواب دے رہا ہی قزاق اسد نامدار اٹھارہ امیرزادی مثل ابراہیم
بن مالک و علقمہ بن جمہور و عادان بن عادی و قبیل بن مقبل وغیرہ جان اپنی دے رہے ہیں
سنان نیزہ سے سینے ملا دیے دم شمشیر پر گلے رکھے موت کے مزے چکھے مجمع سرداران سے لڑ بھڑ کے
اسد کو نکالا اسقدر یہ شیر زخمی ہوا قریب تھا گھوڑے سے گرے قزاقوں نے گود میں اٹھا لیا
ہوادار پر سوار کیا لڑتے ہوئے لے نکلے کرب نامدار پشت پر انکے سب سردار مثل فلاح پلنگینہ پوش و
ملک فریاز نگی و فاخر تاجدار وغیرہ شیرانہ ہنگامہ جنگ میں مصروف اسد کو جو اس حال پُر ملال میں
دیکھا صفوں میں گھس پڑے کرب نامدار بھی مع ان سرداران عالی وقار کی انتہا کو زخمی ہوے
مقبل وفادار مع بارہ ہزار تیر اندازوں کے اس بلوۂ عظیم کو دیکھکر ایک گوشے سے تیر اندازی کر رہا
ہے ہزاروں کو زخمی کر کے گرا دیا ہے بدیع الزمان کی نگاہ پڑی کہ اس گوشے سے تیر آ رہے ہیں ہزار ہا
خطا شعار گھوڑوں سے گر کے واصل جہنم ہوے پری کے پرے درہم و برہم ہوئے یہ تو لشکر اسلام کے
راہ دار ہیں جمہور سے اشارہ کیا جا کر تیر اندازوں کو روکو بڑھ کر مقبل کو لو کو لندھور جمہور تیر اندازوں
پر جا پڑے مقبل کو لندھور نے زخمی کیا چاہا سر باٹ لوں بادشاہ لشکر اسلام کوشش کر
رہے ہیں لشکر لقا پر جا کے گرے تھے ضیغم و زنگال کو زخمی کیا تھا قصد ہوا تھا کہ ساہر جا پڑوں کہ فریاد
کی آواز آئی دیکھا مقبل کو لندھور قتل کیا چاہتا ہے مگر مقبل وفادار غلام صاحبقران عالی وقار
سینہ سپر کیے ہوے لندھور ایسے سردار سے مصروف جنگ ہے سر زخمی ہوا شانہ نشانہ ہو گیا ہی چاہتا ہے
لڑ بھڑ کے جان دوں قدم میدان سے نہ ہٹاؤں بادشاہ کو انتہا کا ناگوار ہوا نعرہ کر کے لندھور پر جا
پڑے فرمایا او بندی بے دولت یہ بیچارہ تیرے مقابلے کی لائق ہی ہم سے آنکھ چار کر لندھور نے پلٹ کر بادشاہ
پر ہاتھ مارا بادشاہ نے وار لندھور کا سپر پر کاٹا نعرہ تکبیر کر کے تیغ قمقام کا وار کیا لندھور نے سپر کو
اٹھایا تیغ قمقام نے سپر کے دو ٹکڑے کیے پھر سر لندھور سراسر زخمی ہوا فرہاد خاں یک قصر بی بدر
ارشیون پرزاد پسران لندھور نے جو باپ کو زخمی دیکھا یہ خورشید روشن تن کو سجدہ کر کے
ہیں بادشاہ پر دونوں جا پڑے ایک جانب سے عادل شیر دل و فاضل شیر دل و پہلوان اور رنگ
و پہلوان گورنگ بڑھے ان سب نے بادشاہ عالی وقار والا اقتدار کو زخمی کیا جب

خورشید روشن تن ترغیب دیکر آواز دیتا ہے ای بندگان خاص الخاص کوئی مسلمان زندہ نہ بچے اسکی آواز سے جوش وخروش سرداروں کا بڑھ جاتا ہے گویا اسکی آواز کے عاشق ہین چالاک نے جو دیکھا ایک ایک سردار پر دس دس ملازمان خورشید آپڑے خون کے دریا بہ گئے بادشاہ انتہا کے زخمی ہوئے مگر اب قدم نہین جمتا اپنے عیارون کو ساتھ لیکر صفون مین گھس گئے حقہ ہاے آتشبازی داغے بادشاہ کو گھوڑے سے اُتار لیا ہوادار پر سوار کیا جن سردارون کو انتہا کا زخمی پایا اُن کو اٹھایا بہ تعجیل محافون مین ناموس کو سوار کیا بارگاہ مین خزانہ نہ اُٹھ سکا کفار لوٹنے لگے اب تمام عیاران نامی سرداران زخمدار کو لئے ہوئے چاہتے ہین نکل جائین فوج لقا و لشکر خورشید روشن تن گھیر اڈالے ہوئے ہین چاہتے ہین انکو نکلنے نہ دین بختیارک یہی غل مچا رہا ہے اے باختر لو ایسار و زسعید پھر ممکن نہ ہو گا دشمنون کو گھیر کر مار لو اگر یہ سب زخمی ہو کر نکل جائین گے جانباز و سرفروش ہین پھر آکر لڑ نیگے تمام باختری آج بڑی جرات کر رہے ہین جھپٹ جھپٹ کے روکتے ہین خورشید روشن تن کچھ ہاتھ بھی ہلاتا جاتا ہے مخفی جو ساحر ساتھ ہین وہ سحر بھی کر رہے ہین ہاتھ ہلانے سے خورشید کے علامات سحر کے ظاہر ہوتے ہین کبھی زمین سے غبار بلند ہوا جوانان شیر دل کے دلون پر غبار غم والم ہوا کسی طرح پاؤن نہین جمتے کبھی ہوا ے گرم چلتی ہیکہ منہ جھلسے جاتے ہین یہ شعبدہ باز مخفی سحر بھی کر رہا ہے عبد الجبار حلبی عبد القہار حلبی و نعمان بن منظر و منظر شاہ یمنی و پیر فرخاری وغیرہ بوڑھے شیر کہ جنکا لڑنا صاحبقران کبھی گوارا نہ کرتے تھے وہ سب کمر ہمت چست باندھے ہوئے زخم کھا رہے ہین بادشاہ کو بچا رہے ہین بار فوج نہین رکتا دس بیس قدم ہٹتے ہین جہان کفار نے نرغہ کیا غیرت دامن پکڑتی ہے پلٹ پڑتے ہین اسی طرح لشکر صاحبقران شکست خوردہ حیران و پریشان بڑا چھوٹا ناموس صاحبقرانی کو بھی محافون مین سوار کیا ہے چاہتے ہین ہم لڑین مرین کوئی کنیز بھی نہ رہ جاے بڑی حقارت ہے اگر شاید زندہ رہے تو صاحبقران کو کیا منہ دکھائینگے ایسی شکست فاش کبھی لشکر اسلام پر نہین ہوئی تھی اپنے ہی ساتھ والون سے لڑائی پڑی ہے اسوجہ سے قدم نہین رکتے بدیع الزمان مع بہرام و نور الدہر و لند صور و جمہور وغیرہ بجانبازی مصروف جنگ ہین خورشید روشن تن نے ایسے سحر کئے اپنے بیگانے ہوگئے پانچ کوس کے گرد مین برق شمشیر چمک رہی ہے دریاے خون کی طغیانی زخم جان ارزان و لال اجل درکار ملک الموت بیکار کئی لاکھ کا کھیت پڑا جہانتک نگاہ کام کرتی ہے

لاشہ ہائے جوانان صف شکن پڑے ہین فوج خورشید کی کثرت سحر و ساحری کی جودت بادشاہ ہر
مرتبہ اپنے کو ہوادار سے گرا دیتے ہین فرماتے ہین ای چالاک مین کھیت سے قدم نہ ہٹاؤنگا برائے خدا تم
ناموس کو لیکر نکل جاؤ مجھکو اسی مقام پر چھوڑ دو دیکھو تو غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار کس لطف سے
لڑے ہین جہان ہمارے ایک جوان کا لاشہ ہے گرد اُسکے دس لاشے پڑے ہین میرا بھی لاشہ ان
سب کے بیچ مین ہو دیکھنے والے کہین کہ بادشاہ نے اپنے رفیقون کا ساتھ نہین چھوڑا چالاک رو رو کر
عرض کرتا ہون حضور سحر نے سب کے قدم اُٹھا دیے ظاہر مین وہ ملعون سحر نہین کرتا باطن مین شعبدہ بازی
حیلہ سازی سے باز نہین آتا کیونکر آپکو چھوڑ کر چلے جائین سب تاجدار بادشاہ کو لیکر ٹھہر گئے بیکسی پر
بادشاہ کی کلیجے پھٹے سب نے تاج سرون سے اُتارے مالک ملک کی دعا کی نظم

تو آن رفیع مکانے کہ ساکنان فلک	بر آستان تو دارند میل دربانی	دیگر	چہ احتیاج بہ پیش تو راز دل گفتن
کہ حال خستہ دلان را تو خوب میدانی	شاہا کریمی و رحیمی و غفور		دست ما گیر کہ درماندہ و بی بال و پریم

مصیبت انتہا پر ہو چکی تھی بیقرار ہو کر جو سب نے ہاتھ اٹھائے بخضوع و خشوع دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا
دیکھا سب نے کہ صحرا سے گرد اڑی پھر پھریرے علمہائے زنگاری کے کھلے ہوئے نوبت نقارہ کی بھی آواز آئی
گھٹا ہے کچھ ابر سرخ و سفید بھی نمایان ہوئے سب اُسی جانب دیکھنے لگے دیکھا ایک جانب سے آفتاب
عربستان زلزلہ قاف ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران دوسری طرف سے ملکہ اختر جادو
بادشاہ طلسم اختریہ زخمدار بیقرار خستہ و شکستہ تاج و تخت ندارد بھاگی ہوئی چلی آتی ہے وہین سے آواز
دیتی ہے یا خداوند خورشید روشن تن غضب ہوا طلسم اختریہ کا ستارہ گردش مین آیا طلسم فتح
ہو گیا کل مرحلہ جات شکستہ ہوئے بربادی کے بند و بست ہوئے شاہ ہوشمندان بھی مارا گیا اختر
کو دیکھکر خورشید کا چہرہ زرد ہو گیا چاہتا تھا کہ کچھ کہے اختر نے چاہا بھاگ کر قریب تخت خداوند
جاؤن کہ صاحبقران نعرہ کر کے مرکب سے کود پڑے اختر نے ترسول مارا امیر نے کلائی
پکڑ کے ایک مکا مارا اختر منہ کے بھل زمین پر گری چاہتی تھی سحر کر کے تڑپ کر نکل جاؤن لوح
طلسمی کا عکس جو ازبان بند دل دردمند امیر نے غصے مین مثل کرباس کہنہ اختر کو چیر کر پھینکدیا تمام
میدان تاریک ہو گیا صدائین مہیب آنے لگین بعد عرصہ دراز صدا آئی کشتی مرا نام من اختر جادو
بود اب جو میدان مین روشنی ہوئی صاحبقران نے اپنے لشکر کو اس حال خراب مین دیکھا محافون مین

ناموس فریاد کر رہی ہین بادشاہ انتہا کے زخمدار دریاے خون جاری ہی زمین کانپ رہی ہے گلشن ابر ایمی
پر خزان تمام اہالیان لشکر حیران و پریشان فوج کفار کے ریلے تیغہ عقرب کھینچ کے پشت اشقر پر سوار ہوے
غصّے مین کفار پر جا پڑے ایک طرف سے ارج نوجوان و قاسم عالیشان کا نعرہ ہوا ایک جانب
سے شہنشاہ کوکب روشن ضمیر مرکب مشکین پرند پر سوار پشت پر ساحران نامدار ایک جانب طاؤس
زرین بال پر ساحرہ خوشخو ملکہ برہمن کج ابرو اب جو کوکب نے سحر کیا آگ برسی لاکھون ناری جل گئے
مگر صاحبقران نے لندھور و نور الدہر وغیرہ کو جو گرم جنگ دیکھا اپنے جملہ سردار اُسی
جانب پائے صاحبقران کو بھی دیکھکر خائف ہوے خورشید نے جو گرمایا سب بلوا کر کے طرف
صاحبقران کے بھی چلے امیر نے اسم اعظم بھی با آواز بلند پڑھا اُن سردارون پر لوح کا بھی
عکس ڈالا اُنکے حرکات و سکنات مین فرق نہ آیا غصے مین صاحبقران نے دو چار کو زخمی بھی کیا
برہمن کج ابرو جھپٹ کر قریب صاحبقران آئی عرض کی ای شہریاران بیچارون پر غصہ کیجے
یہ اپنے ہوش مین نہین ہین جبتک خورشید روشن تن زندہ ہے بھائی کو بھائی باپ کو بیٹا قتل کریگا وہ
موتی اب مین خورشید پر مارتی ہون ورنہ یہ سب بیچارے لڑ بھڑ کر جان دینگے یہ کہکر ملکہ برہمن ایک
بلندی پر آئی ڈبیا سے اُس موتی کو نکالا خورشید کی جو نگاہ اُس مروارید بے بہا پر پڑی شل بید کانپا
سمجھا اب قضا آئی ہوش و حواس باختہ ہوے برہمن نے پکار کر آواز دی او شعبدہ باز قدرت کا رب
کو دیکھا بہت دنون خدائی کی اب حق و ناحق ظاہر ہوا اپنی بداعمالی سے ماہر ہوا بہتر یہ ہے کہ
سرداران صاحبقران پر سے سحر اُتار لے امیر کی قدمبوسی کر دہ رئیس جلیل ہین خطا معاف کر دینگے
دامن مدعا گل آرزو سے بھر دینگے اب ملحوظ خاطر ناظرین والامقام ہو کہ ہاتھ مین ملکہ برہمن کے وہ
مروارید بے بہا ہے جسکو بیشتر تحریر کر چکا ہون کہ عیار عاقل و کامل مہتر شاپور شیر دل بصورت فرامرز
عاد مغربی پایہ تخت خورشید روشن تن سے لیٹا کھڑا ہے برہمن کج ابرو نے بموجب ارشاد
صاحبقران جو کلمات کہے خورشید نے جواب دیا ای ملکہ برہمن ٹھہر جا ابھی مروارید ادھر نہ پھینکنا
مین کچھ شرطین کہونگا اگر صاحبقران قبول کرینگے تو جواب باصواب دیا جائیگا مابدولت کسی بات
مین عاجز نہین ہین اب بھی لشکر کو پامال کر سکتے ہین جن سردارون نے مابدولت کی اطاعت کی ہے
ہمیشہ اسی مذہب مین رہینگے چشم انصاف کھول کے دیکھ چکا ہون باعث یہ ہے کہ صاحبقران نامدار

نے برہمن کج ابرو کو سمجھا دیا تھا کہ ہمارے مذہب مین ہدایت کرنے کا طریقہ یہ کوئی حجت نہ
باقی رہے یہ کوچہ جہاد ہے کلام بزرگان دین بخوبی مجھے یاد ہے اسوجہ سے برہمن بخوف ارشاد امیر
خورشید کو سمجھا رہی ہے موتی ہاتھ پر رکھکر خورشید کو دکھایا اور بفصاحت و بلاغت سمجھایا خورشید
راہ پر نہ آیا وہی جواب مہملات دیتا ہے کہتا ہے مین خود خداوند ہون کسکو سجدہ کرون یہ فیصلہ ممکن ہے کہ
میری سرحد سے صاحبقران چلے جائین سردار انکے ساتھ کردونگا میری اقلیم پر دست انداز ہون
میرے مذہب سے تعرض نکرین دام کلام مین خورشید روشن تن رفیع ملکہ برہمن کج ابرو کو پھنسایا ہی باتون
کو طول دیتا ہے کبھی ہان کبھی نہین لڑائی سے سب رک گئی ہین ان باتون کو بگوش ہوش سن رہی ہین
برہمن نے وہ گوہر بے بہا اچھالا اور کہا او مرتد تو نمانے گا دیکھ تیری خدائی کا حال کھلا جاتا ہے جیسے ہی
برہمن نے مروارید اچھالا آسمان سے ایک عقاب پیدا ہوا اُس مروارید کو منقار مین دبایا صورت
تبدیل ہوئی سب نے دیکھا ایک ساحر سیہ فام موتی ہاتھ مین لئے ہوئے یہ کہکے بھاگا کہ منم عقاب
جادو دیکھا او برہمن اس طول سے یہ مراد تھی اپنے خداوند کو بچایا موتی لے لیا تڑپ کے وہ
جادوگر برابر خورشید کے پہونچا اُسوقت ایک غریو لشکر مین بلند ہوا کہ دیکھو یارو کیا غضب ہو گیا
برہمن کے ہوش اڑ گئے کہ مین نے یہ کیا حرکت کی صاحبقران زمان تیغہ عقرب کھینچکر بڑھے کوکب نے
اُس ساحر پر گولہ مارا وہ ساحر یعنی عقاب جادو قریب تخت خورشید جا کر گرا تھا کوکب کا گولہ
جو اُسکے قریب آیا اُسی موتی کو اُسنے چمکا دیا گولہ تو کوکب کا باطل ہوا کسیقدر تاریکی ہو گئی یہ تاثیر
سحر کوکب تھی مگر عرض کر چکا ہون کہ مہتر شاپور شیر دل بشکل فرامرز عاد مغربی پایہ تخت
خورشید سے لپٹا کھڑا ہے جیسے ہی عقاب برابر تخت کے گرا اندھیرا بھی کسیقدر سحر کوکب سے ہوا عقاب
نے ہاتھ بڑھایا کہ موتی خورشید کو دون شاپور نے بچستی و چالاکی چودہ حلقے کمند کے عقاب پر مارے
یہ ادھر کہکے پلٹا شاپور نے لپٹ کی کوکھ پر خنجر مارا عقاب کا شکم چاک قصہ پاک ہزارون جادوگر شاپور
پر چلے شاپور نے وہ موتی اٹھاتے ہی خورشید کی پیشانی پر کھینچ مارا جو تحریر پیشانی تھی پیش آئی
خورشید کا سر پھٹ گیا آندھی سیاہ اٹھی ہزار ہا مکان گرے اشیاے ساختہ سحر خورشید ہٹنے لگی اندھیرا
چھا گیا سنگ باری برف باری ہونے لگی لندھور و نورالدہر وغیرہ جو سحر مین خورشید کے مبتلا تھے
مرنے سے خورشید کے بیہوش ہو ہو کے زمین پر گرے بختیارک نے جو یہ معاملہ

دیکھا غل مچاتا تھا کہ ارے یارو یہ سرداران حمزہ جو بیہوش ہو کر گرے ہین انھین مار لو اب ہوشیار
ہون گے قیامتین برپا کر دینگے ضیغم و زنکال وغیرہ مطیعان خورشید ساحر و غیر ساحر چلے کہ
نور الدہر وغیرہ کو مار لین برہمن کج ابرو کہ اپنے فعل پر نادم تھی اُن بیچارون کو بچانے لگی شمع
پروانہ ایک ایک کے گرد پھرتی تھی آواز دیتی تھی یا صاحبقران زمان اپنے سردارون کو آکر بچائیے مرنے
سے خورشید کے یہ سب بیہوش ہو گئے ہین قاسم و کرب و اسد تلوارین کھینچ کھینچکر چلے لاش پر لاش
گرا دی کسی سردار کو قتل نہین ہونے دیا پہلے سب کے شہزادہ بدیع الزمان کو ہوش آیا اپنے کو اس
حال پُر ملال مین پایا بازو پر بُت بندھے ہین گلے مین تصویر خورشید روشن تن کی پڑی ہے گھبرا کے
فرمایا ہم کس حال مین ہین پہلو سے آواز آئی قبلہ و کعبہ غلام بھی اس حال مین ہے نور الدہر کا عیار
شبرنگ بن عمرو لڑتا بھڑتا وہان پہونچا پکار کر آواز دی ای شہریار آپ نے خورشید روشن تن
کو سجدہ کیا تھا اپنے بھائیون کو زخمی کیا صد ہا سرداران صاحبقران پر دست انداز ہوئے ہر چند
کہ وہ شعبدہ باز مارا گیا واصل جہنم ہوا بائیس لاکھ فوج اُسکی مصروف جنگ ہے لقا نے قیامتین برپا کین
اب اپنے کو سنبھالیے یہ جو حال مصیبت مآل ان شیرون نے سُنا قصد ہوا کہ اپنے گلے کاٹ ڈالین
جوش جرات مین تلوارین کھینچ کھینچکر لشکر خورشید پر جا پڑے لاکھون ساحران عذاب سحر کر رہے ہین
ایک تقریر مین بہار و باغبان وغیرہ تھے مرنے سے خورشید کے رہا ہوئے تحریر کر چکا ہون کہ
یہ سب طائرون کے ہاتھ سے گرفتار ہوئے تھے اب جو ہوش آیا صدائے گیر و دار سُنی ہزار ہا
نخل جل رہے ہین زمین سے شعلہ ہائے آتش نکل رہے ہین آندھیان سیاہ اُٹھین پانی تالابون
کا کھول رہا ہے مچھلیان ریتی پر تڑپتی ہین مرنے سے خورشید کے ہزار ہا طائر زاغ و زغن زمین سے پیدا ہو
صدائے ہیہات و افسوس دے رہے ہین زمین سے بلند ہوئے پرون سے سر پیٹا ہائے خورشید
روشن تن کی آواز دی جلکر خاک ہوے بختیارک نے دیکھا بادشاہ لشکر اسلام لڑتے ہوئے
طرف لقا کے آتے ہین لندھور و بدیع الزمان و نور الدہر و بہرام وغیرہ جو سحر خورشید
مین تھے اُنھون نے پرے کے پرے درہم و برہم کئے تھے ساکھے سے لڑے کہتے ہوئے جاتے ہین آج لقا
کو پکڑ لو یہ بیچا جانے نپائے اسی کی ذات سے سارے فساد برپا ہوتے ہین ضیغم وغیرہ صدائے نعرہ
شیران دشت نبرد جو سُنے بھاگنے لگے ساحران خورشید جمع ہو کر جم کر لڑے بہار و باغبان وغیرہ رہا

ہوتے ہی جو میدان میں آئے لشکر کفار پر آگ برسا دی جس غول پر جا گرے جلا کر خاک کیا بہار کے
گلدستے چلے آسمان سے پھول برسے ہزار ہا دیوانے ہو گئے باغبان قدرت نے تلواریں برسائیں
دو صورتیں اس مقام پر تحریر کرنا واجب و لازم ہیں ایک کیفیت تو یہ ہے کہ لقا شکست کھا کے بھاگ
اگر منظور رہو کہ بعد طلسم ہوشربا صندلی نامہ تحریر کیا جاوے یا بیان کرنا منظور رہو تو صورت یہ ہے
کہ لقا خورشید نگار پر گرفتار ہو جانے ساتھ والے اسکے بھاگ جاتے ہیں لقا دیا قوت شاہ
و بختیارک و صنیغم و زنگال و فرامرز نابکار فرزند نوشیروان عالی وقار یہ چند کس گرفتار ہوتے
ہیں بعد ختم جنگ صاحبقران بفتح و فیروزی داخل قلعہ خورشید نگار ہوئے خزانہ بحساب دستیاب
ہوا بارگاہ خاص اسوجہ سے استادہ ہوئی کہ کولب روشن ضمیر وغیرہ بھی حاضر دربار ہیں دوسرے
دن امیر با توقیر بارگاہ میں آکر جلوہ فرما ہوئے ایک جملہ اور بھی گذارش کرنا واجب و لازم ہے مادر ایرج
نوجوان ملکہ گیتی افروز دختر لقا دختر کلان مہر افروز فی الحال لشکر میں آئی ہوئی ہیں لقا کے
گرفتار ہونے کی جو خبر سنی محبت سے باپ کی بیقرار ہو گئیں ملکہ گیتی افروز نے ایرج نوجوان کو محل میں
بلایا کہا ای فرزند نانا تمہارے گرفتار ہوئے صاحبقران کیساتھ بڑی بڑی برائیاں کیں ہم کس منھ
سے سفارش کریں لیکن تم پارہ جگر صاحبقران ہو اگر ہو سکے تو ایک شب کے واسطے صاحبقران
سے عرض کر کے باپ کو ہمارے محل میں لاؤ ہم بھی سمجھائیں شاید راہ پر آئیں خودسری سے باز آئیں اپنے
کو خداوند نہ کہوائیں معبود حقیقی کے قائل ہوں پیدا کرنے والے پر مائل ہوں اگر مسلمان ہو جائیں
صاحبقران وعدہ کرتے ہیں سلطنت ملک باختر بلا تکلف مرحمت فرمائینگے ای فرزند اس مقدمہ میں
کوشش کرنا واجب و لازم ہے ایرج نے کہا میں بسر و چشم عرض کرونگا یہ وعدہ کر کے ایرج محل سے برآمد
ہوئے یہاں جسوقت صاحبقران نے لقا کو بارگاہ میں بلایا یہ تقدیریں کھجارتا ہوا آیا ہر چند کہ صاحبقران
نے سمجھایا لقا نہ مانا تب صاحبقران نے ذوالخمار عادی جلاد لشکر کو حکم دیا جلد اسکا سر کاٹ
کے لاؤ بختیارک تو دہائی دے رہا ہے کہ حضور میں ہمیشہ سے مسلمان ہوں لقا کے دادا پر لعنت
ہے لات و منات کی کیا حقیقت ہے ذوالخمار عادی لقا کو کشاں کشاں لیکر بیرون بارگاہ آیا
اسوقت لشکر میں ایک غریو ہے کہ یارو یہ وہی لقا ہے کہ جسکی سال بھر کے بعد زیارت ہوتی تھی بہشت و
دوزخ بنائی تھی اٹھارہ سو ملک کا مالک تھا آرہ کبر و غرور کا سالک تھا دیکھو آج مقام عبرت ہے

کس ذلت و رسوائی سے قتل ہوتا ہے چشم زدن میں فلک انقلاب کھاتا ہے ملک زمان بیٹ جاتا ہے فرد
منہ دل بریں دیر ناپائیدار ٭ ز سعدی ہمیں یک سخن یاد دار ٭ کوئی روتا ہے کوئی ہنستا ہے کوئی
لقا پر آوازے کستا ہے کہ کیوں او مغرور تیری خدائی کہاں گئی اب بھی بہتر ہے کہ خدا کو سجدہ کر
امیر با توقیر خطا معاف کر دینگے دامن مدعا گل آرزو سے بھر دینگے لقا کسیطرح نہیں مانتا جبوقت ذوالخمار
عادی نے تاج سر لقا سے اتار لباس کو جسم سے دور کیا ہر شخص بیقرار و اشکبار تھا لقا اپنی ہی کہے
جاتا ہے ابھی لقا دبر کر کے سب کو غارت کر دونگا قدرت کے قہر و غضب سے نہیں ڈرتے قدرت نے
اپنے کو قید کرا دیا ابھی اسباب قہر خداوندی جوش میں آئیگا آسمان کو حکم دوں پھٹ پڑے زمین سب کو نگل جائے
نخل صحرا اثر و ریگ تنگ سب کو کھا جائیں زمین متزلزل و متحرک ہو قدرت کو اب بھی رحم آتا ہے
ان بیہودہ باتوں پر لقا کی سب ہنستے ہیں کہتے ہیں بھیا بھگوڑا ملک باختر سے یہاں تک بھاگ کے
آیا سوائے مکر کے کوئی معجزہ نہ دیکھا وہ ہیہات بکتا ہے اب آج زندہ نہ بچے گا سر اس خود سر کا شہر
باختر تک جائیگا وہیں اس بیحیا نے خدائی کی آخر بد انجام ہوا قریب تھا کہ ذوالخمار عادی لقا
کو قتل کرے کہ نقد روح روان قاسم عالیشان شہزادہ ایرج نوجوان محل سے برآمد ہوئے
دربار گاہ سلیمانیہ پر ہنگامہ دیکھا شاپور شیردل سے پوچھا کیا ہو کہ ہے شاپور نے عرض کی کہ زمرد شاہ
باختری صاحبقران کے حکم سے قتل ہوتا ہے صرف حکم ثانی کی دیر ہے ایرج نوجوان ٹھہر گیا
آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے اس مقام پر آیا جہاں ذوالخمار عادی لقا کو قتل کیا چاہتا ہے ذوالخمار
سے کہا چند ساعت ٹھہر جاؤ میں جا کر دادا جان سے کچھ عرض کرونگا ذوالخمار نے تامل کیا ایرج
نوجوان اندر بارگاہ کے حاضر ہوا اسوقت دربار صاحبقران معمور ہے کل سرداران نامی ساحران
گرامی دربار میں حاضر ہیں ایرج آکر سامنے صاحبقران کے تسلیم کر کے خاموش کھڑے ہوئے
صاحبقران نے بکشادہ پیشانی فرمایا اے نور نظر کچھ کہا چاہتے ہو کہو بیان کرو کل حاجتیں تمھاری
روا ہیں بلکہ بدل و جان قبول ہیں ایرج نے عرض کی کہ مقدی میں لقا کا نیازمند عرض پیرا ہے ایکشب
کی مہلت لقا کو دے ہالیان دست راست مسکرائے ایک نے کہا دیکھو بھئی نواسے کے خون نے
جوش مارا آخر نسبے کو نانا کا خیال آگیا بسبب رعب و داب صاحبقرانی کے ایرج کچھ بول نہ سکا
بہ نگاہ قہر طرف نورالدہر کے دیکھ کر رہ گیا اسوقت کے طعن و تشنیع قاسم کو بھی ناگوار ہوئے

محل کلام صاحبقران کے سامنے نہ تھا دلون مین ملال بڑھے صاحبقران نے فرمایا اے فرزندم خوب
آگاہ ہو چھتیس برس مجکو اسکے تعاقب مین گذرے لکھو کھا بندگان خدا اسکی بدعت سے عیار گلشن جنان
ہوئے اکثر یہ گرفتار ہوا مین نے اسکو رہا کردیا اس مقام کی بھی بہتیری بدعتین دیکھین کہ خورشید
ایسا معین جو اسنے پایا اپنے آپ سے باہر ہوگیا بدعت پر کمر باندھی خاتمہ مین لشکر کیا باقی تھا
اگر طلسم اختر یہ فتح کرکے مین نہ آتا سب سردار شعبدے مین گرفتار تھے بھائی نے بھائی کو قتل کیا باپ
کو بیٹے نے قتل کیا ان شیرون کی جرأت کا کون بار اُٹھا سکتا تھا پروردگار نے مجکو وقت پر پہونچایا
تم سب صاحبون نے ملکہ لقا کو گرفتار کیا ایسا نہو کہ میرے قبضے سے نکل جائے بس شرط یہ ہے کہ شب کو
اُسے سمجھانا اگر پروردگار کو سجدہ کرے زندہ رہے ورنہ سر کاٹ کے دربار مین لانا ایرج نے پایۂ تخت
شاہنشاہی کو بوسہ دیکر عہد واثق کیا کہ شب کو غلام اسے سامنے والدہ ماجدہ کے لیجائیگا وہ باپ
کے دیکھنے کی بہت مشتاق ہین اگر اسنے پروردگار کو بوحدانیت مانا مژدۂ خوشخبری لیکر آؤنگا اگر
نمانے گا خود قتل کرونگا صاحبقران نے حکم دیا ایرج کو اختیار ہے ایرج نے آکر لقا کو طوق و زنجیر سے رہا کیا
شکوہ ایک بارگاہ الگ استادہ کرائی آہین ملکہ گیتی افروز جہان افروز و مہر افروز و ملکہ گوہر ملک
وغیرہ جسقدر شہزادیان متعلقین لقا عقد مین شہزادگان والا قدر کے آئی ہین وہ سب اُس بارگاہ مین
داخل ہوئین ایرج لقا کو لباس فاخرہ پہنا کے جیسے ہی اُس بارگاہ مین لیکر آئے ملکہ گیتی افروز جہان افروز
دخترون نے جو بعد مدت مدید اپنے باپ کو دیکھا دوڑکر لپٹ گئین چیخین مار کر رونے لگین کہا کیون
اے والد نامدار آپکو پروردگار نے ایرج ایسا نواسا عطا فرمایا کہ جو جہانگیر مشہور ہے جدائی کرکے آپنے
کیا مزا پایا صاحبقران کے ساتھ کیا کیا انکے خدا نے اُنکو بچایا اب بھی اُنھون نے یہ جلالت
فرمائی کہ ایک شب کی مہلت دی برائے خدا سرکشی سے باز آیئے پیدا کرنے والے کو پہچانیے
صاحبقران زمان کل باختر کی حکومت دینگے فرزندان صاحبقران آپ کے تابعدار رہین گے
سب پر حکم احکام رہیگا جو کوئی حریف آپ پر سرکشی کریگا یہی سب شیر دلیر جانبازی کرینگے کسی کی
مجال ہوگی جو آپ سے آنکھ ملائے صاحبقران کا یہی قول ہے کہ اگر لقا مسلمان ہو تمام اقلیم ہائے
مفتوحہ کی سلطنت دیکر خانہ کعبہ مین جاؤن آپکو سب طرح کا اختیار رہیگا دختران لقا نے جو اسطرح
رو رو کے سمجھایا ایرج نے بھی دلائل وحدانیت مین کلام کیا لقا بھی خوب رویا بے اختیار پکار اُٹھا مین نے

نوے ہزار برس پیشتر یہی تقدیر کی تھی کہ تو چکیدگان قدرت کے سمجھانے سے مسلمان ہوجاویگا یا تو سب رو رہے تھے اس کلام مہمل کو سنکر بے اختیار ہنس پڑے ایرج نے کہا ہی شہنشاہ زبان کو اپنی سنبھالیے تقدیر کرنا چھوڑیے لقانے کہا اہی فرزند یہ تو میرا روزمرہ ہوگیا اسوقت تمھارے سمجھانے سے زنگ کفر آئینۂ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا کلمۂ طیبہ تعلیم کرو مین صدق دل سے مسلمان ہوتا ہون شہزادہ ایرج نے خوشی خوشی بفصاحت و بلاغت کلمۂ طیبہ تعلیم کیا لقا کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا اگر یہ کہا کہ بختیارک رفیق صحبت ہی وہ خدمت مین میری رہیگا تو دل بہلے گا رات کو بڑی دھوم سے خوت کی بوقت سحر خدمت صاحبقران مین آکر عرض کی پروردگار نے فضل کیا لقانے کلمہ پڑھا یہ سنکر صاحبقران نہایت خوش ہوئے ایرج نے بمقدمۂ بختیارک سفارش کی عمرو نے صاحبقران سے عرض کی اگر آپ چاہتے ہین کہ آئندہ کو فساد ہو بختیارک کو قتل کیجیے یہ شیطان لقا کو پھر بہکائیگا ایرج کو عمرو کا کہنا ناگوار ہوا کہا حضور بختیارک کی کیا حقیقت ہی وہ بصدق دل سے مسلمان ہوئے بختیارک بھی سمجھا دیا جائیگا وہ تو خود بھی کلمہ پڑھ چکا عمرو خاموش ہو رہا کہ ایرج کے خلاف ہوتا ہی استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہی کہ بختیارک و یاقوت شاہ و مصاحبان لقا جسقدر قید تھے سب رہا کیے گیے ایک بارگاہ الگ بلکہ بارگاہ گیتی نما واسطے لقا کے استادہ کرائی گئی کہ آرمین فی الحال لقا رہی صاحبقران نے فرمایا ملک باختر مین چلکر بڑی دھوم سے لقا کا جلوس کرونگا اسکو تخت پر بٹھاکر خود پایۂ تخت کو کاندھا دونگا بڑی سعادت مجھکو حاصل ہوئی کہ لقا ایسا شخص میرے ہاتھ سے مسلمان ہوا ابھی تو مجھکو ایک مقدمہ اہم درپیش ہی طلسم ہوش ربا مین چلکر اسد و بدیع وغیرہ کی شادی کرنا منظور ہی ایرج کی شادی ساتھ ملکہ سران شمشیر زن کے و شادی مہ جبین دلآرام ہمراہ اسد نامدار و شادی بدیع الزمان ہمراہ ملکہ تصویر دختر شہزادہ ان شہزادیون نے ساتھ میرے فرزندون کے بڑی بڑی جفائین اٹھائین ہین دھوم سے یہ شادیان ہونگی کہ تمام شاہان ہوش ربا و خراج گذاران طلسم نور افشان اس شادی مین شریک ہون بعد اسکے طرف ملک باختر کے چلنا ہوگا گز سکہ نام پر شہنشاہ لقا کے جاری کراکے مین خانہ کعبہ مین جاؤن خدمتگذاری جناب پیغمبر آخر الزمان مین مصروف ہون انھین کے تصدق سے انجام صاحبقرانی بتکلف تمام ہوا اگلی مشیران سلطنت و وزیران ہبت نے ارشاد فیض بنیاد صاحبقران کو بدل و جان قبول کیا مرسلے

پہلوان عادی کو بلا کر حکم دیا اٹھالا بارگاہ کا طرف طلسم ہوشربا کے چلے شہنشاہ لاچین کو یہ کہہ کے
رخصت کیا کہ آپ جلکر تیاری آب و آزوقے کی کیجیے شادی ملکہ بہار کے ساتھ بادشاہ کی ہوگی مخمور
کی شادی ساتھ نور الدہر کے ان شہزادیوں کو اپنے ساتھ لیتے جایئے ابھی جنگ خورشید میں ملکہ
حیرت ہاتھ سے کوکب کے قتل ہوئیں ہنگامہ مغلوبین کسیکو خیال ہوا مرنے سے خورشید روشن تن
کے ہنگامہ قیامت بپا تھا بعد کئی دن کے لاشہ ملکہ حیرت جادو کا ملا اسیوجہ سے جنگ میں ذکر آیا
پس طرف سے بہار و مخمور کے ای شہنشاہ لاچین تم کو سامان کرنا پڑیگا لاچین نے قدموں کو بوسہ
دیکر کہا زہے سعادت کہ یہ شادی میرے ہاتھ سے انصرام پائے شہنشاہ لاچین خوشی خوشی مخمور و بہار
و ملکہ حسین و لالان خونقباد و ملکہ ناہید دختر توسن و ملکہ تصویر دختر شرارہ و ملکہ بہرخ
وغیرہ کو اپنے ساتھ لیکر خوشی خوشی طرف طلسم ہوش ربا کے روانہ ہوا کوکب و شمشیر یہ کہکر رخصت
ہوا کہ قلعہ فتح حصار پر غلام جاتا ہے آپکی کنیز ملکہ برّان و مادر برّان بھی مقام پر ہیں وہین
سے غلام بھی سامان شادی کریگا یہ نجوں عیار بچیاں ملکہ صرصر و صبا رفتار وغیرہ لشکر میں قید
تھیں انھوں نے بھی صدق دل سے کلمہ پڑھا عمرو و قران و برق جانسوز و ضرغام کے ساتھ نسبتیں
پختہ ہوئیں امیر نے فرمایا شادی اسد میں یہ عقد ہونگے جب کوکب لاچین جا چکے بلحاظ خاطر ناظرین الا
مقام رہے کہ برق ابھی تک اسیطرح صاحبقران کے ساتھ ہے صاحبقران زمان نے سیف و الیدین
عالم لشکر کو حکم دیا ہے کہ لقا کو قواعد دین اسلام تعلیم کریں سلیف بارگاہ لقا ہر شب کو آتے نماز
وغیرہ سکھاتے ہیں صاحبقران کو منظور ہے کہ چند عرصے میں لقا قواعد اسلام سے بخوبی آگاہ ہو جائے
اصول و فروع بھی تعلیم ہوں تب باختر میں جا کے اسکو تخت نشین کروں صاحبقران کو لقا کے مسلمان
ہونے کی بڑی خوشی ہے لکھا ہے کہ ملکہ برہمن کج ابرو و ماہ پرور دختر افتر جادو جنکا نشان دے
چکا ہوں کہ خواجہ عمرو نے ماہ پرور کو زنبیل میں رکھ لیا تھا اب ماہ پرور کو بھی نکالا برہمن نے بھی سحر سے
توبہ کی صاحبقران نے ملکہ ماہ پرور و برہمن سے عقد کیا قلعہ خورشید نگار کی سلطنت بنام ملکہ ماہ
پرور مقرر ہوئی ملکہ برہمن منتظم امورات سلطنت قرار پائیں اس سے مہلت کرکے اٹھا بارگاہ سلیمانی
کا لدا بقر فرید و نی و بہ حشمت جمشیدی شادان و فرحان طرف طلسم ہوشربا کے چلے یہاں شہنشاہ
لاچین نے سامان شادی مہیا کیا ادھر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر بھی گوش برآواز ہیں کہ صاحبقران

باغ سیب میں جو جشن ہوں تو بڑی دھوم سے بالجمار ورنہ کروں بس ان کا ذکر قاعدے سے تحریر ہوگا

دو کلمۂ داستان عشرت عنوان شادی اسد نامدار ہمراہ ملکہ مہ جبین گلعذار دختر افراسیاب وملکہ لالان خون قبا دختر شہنشاہ داؤد مرحوم مغفور و ملکہ ناہید تمکین دختر شہنشاہ توسن و شادی بادشاہ اسلام ہمراہ ملکہ بہار گلعذار و شادی مخمور ہمراہ شہزادہ نورالدہر و شادی ایرج نوجوان ہمراہ ملکہ برّان شمشیر زن دختر کوکب صف شکن و عقد صرصر وغیرہ ہمراہ عیاران اسلام و تفرقہ صحبت بروز عقد خواجہ عمرو و دیگر حالات متعلق داستان ہذا ساقی نامہ مصنف قمر

پلا ساقیا جام صہبائے عیش
دکھائے فلک نے بڑے انقلاب
کبھی گنبدِ نور میں قید تھے
اندھیرے کے صدمے اٹھایا کیے
رہا مدتوں دورِ افراسیاب
عنایت سے انکی ہوئی جنگ سر
قمر اب تو ناحق پس و پیش ہے
زمین خلق میں خانہ آبادیان
گلستان عشرت برومند ہے
ہوا خار گلچین کو سبزہ اگر
چمن میں بھی شادی کی ہے دھوم دھام
جوانان گلزار کے ہیں نکھار
صبا آکے گلشن میں اترا گئی
اسد شیر دل ہوتے ہیں کتخدا
ہے بزمِ طرب جلد آراستہ
ہے دولہا اسد شیر صف شکن

کہ ہو میکدے میں بھی غوغائے عیش
ترے عشق میں ساقی مہ جبین
اگر صیاد و گلچین کے ہم صید تھے
کبھی جوش زن تھا دریائے نیل
ہوا سرکشی سے وہ ظالم خراب
بس اب ساقیا عیش کا دور ہے
کہ شادی کا مضمون درپیش ہے
سما شادیوں کا جو تحریر ہو
رہ عیش کرتی ہے بلبل کو طے
لکھو داستانِ مرصع رقم
صبا نے کیا فرش کا انتظام
سر سرو قمری کے ہیں چہچہے
کیا بلبلوں نے بہار آگئی
قمر حال شادی کا تحریر ہو
عروسان مضمون ہیں پیراستہ
ایرج اور برّان والا حشم

رہے ہجر ساقی میں برسوں خراب
رہے سالہا سال اندوہگین
کبھی کوہ ظلمات میں بند تھے
ہوئی فتح دریا کی آخر سبیل
قمر شکر خلاق شمس و قمر
ہوئی منزل سخت دشوار طے
اسد شیر دل کی جو ہوں شادیان
سخن کا مزا لطف تقریر ہو
نہال تمنا میں آیا ثمر
کہ سامان شادی کے ہونگے بہم
زمین چمن ہے زمرد نگار
طیوران گلزار کے قہقہے
یہ گاتی ہے بلبل بہ ناز و ادا
فرح بخش و دلچسپ تقریر ہو
دلہن مہ جبین حوروش ہیں تین
یہ معشوق عاشق بھی ہونگے بہم

بہت ہجر کے رنج جھیلا کیے
شب رنج و غم کی سحر ہو گئی
اک جام مے ہوش ربا دے ساقی
چھوٹی ہوئی پھر منہ سے لگا دے ساقی
دکھلا دو ہوس شراب ایسی دو رہیں کہ
بکھرے کہ مزے زبان لوٹے ساقی

سدا جان پر اپنی کھیلا کیے
الٰہی یہ آباد و شادان رہیں
اندوہ دو عالم جو بھلاوے ساقی
ساقی مے لالہ فام سے بھر ساغر
یہ شیشہ پکارتا ہے ساغر ساغر
ہونٹوں سے لگا دے تو وہ جام لبریز

خوشی دل کو مد نظر ہو گئی
سدا عیش و عشرت کے سامان رہیں
للہ انڈیل جلد شیشے سے شراب
خالی ہوں سبو بلا برابر ساغر
لا بادۂ ناب توبہ ٹوٹے ساقی
ہر چند جدا کروں نہ چھوٹے ساقی

نغمہ سنجان شاخسار بوستان عشرت و شادی و آراستہ کنندگان حجلۂ عروسی و دامادی حالات مسرت آیات کتخدائی اسد و مہ جبین و بران دایرج وغیرہ کلک جواہر سلک سے یوں زیب قرطاس ضیا اساس فرماتے ہیں

شعر

مرصع نگاران شیریں سخن
چنین دادہ ترتیب این انجمن

کہ صاحبقران زمان بعد قطع منازل و طے مراحل قریب باغ سیب پہونچے شہنشاہ لاچین نے اتنے عرصہ میں قصر ہائے باغ سیب بصد رعنائی آراستہ کیے تھے کہ ہرکارے آکر حاضر ہوئے ہاتھ اٹھا کر خوشی میں یہ دعا دی

نظم

خندہ زن باشد گل امید تو
عیش دائم ساقی محفل بباد

اوج گیرد مہر اقبالت شہا
تازہ باغ آرزوئے دل بباد
آسمان شوکت و شان و شکوہ

ماہ چرخ دولتت کامل بباد
مطرب بزم ترا باشد طرب
تختگاہت اے قمر منزل بباد

اے شہنشاہ گیتی ستان مبارک ہو کہ صاحبقران زمان بصد شوکت و شان آ پہونچے لاچین و بلقیس ثانی مع اٹھارہ سو تاجداران جلیل برائے استقبال صاحبقران زمان آئے بڑی دھوم سے صاحبقران کا باغ سیب عیش گاہ افراسیاب میں داخلہ ہوا بروقت قتل افراسیاب باغ سیب لٹ گیا تھا شہنشاہ لاچین نے بڑے تکلف سے اس باغ کو پھر آراستہ و پیراستہ کیا بارگاہ سلیمانی وسط باغ مذکور میں استادہ ہوئی ملکہ بلقیس ثانی نے برائے ملکہ مہ جبین و بہار و خمور و للان نو نقبا و ملکہ ناہید بہ تکلف تمام حجلۂ عروسی آراستہ کیا تین جوڑے زعفرانی کشتی جواہر نگار میں ہمراہ شاہزادگان ماہ رخسار کے روانہ کیے صاحبقران بارگاہ میں انتظار کر رہی ہیں بادشاہ جمجاہ سریر جہانبانی پر ہیں کہ خبر پہونچی ملکہ بلقیس ثانی تین جوڑے زعفرانی لیکر آتی ہیں ایک محل خاص برائے ناموس شہنشاہی ترتیب دیا گیا ہے مادر بادشاہ جمجاہ ملکہ ماہ مغربی دختر سکندر

بن سہیکلان و مادر نور الدہر بن بدیع الزمان ملکہ گوہر ملک دختر بلند اختر گنجاب و مادر اسد نامدار ملکہ زبیدۂ شیر گیر دختر صاحبقران عالیجناب بہ تخت پر ساٹھ ستر ہزار دعا جان زعفران پوش بصد جوش و خروش انتظار ملکہ بلقیس میں صحن محفل میں استادہ ہیں کہ ملکہ بلقیس مع کشتیون کے داخل محل ہوئیں مسندھنوں میں چھڑیاں اور زعفرانی رنگ کی پچکاریاں چلنے لگیں ڈومنیوں نے یہ اشعار بصد ناز و ادا شروع کیے

اشعار

یونہیں قہقہۂ عشرت آٹھوں پہر ہو
الٰہی یونہیں گذرے عہد دولت
یونہیں بہتا رہے دریائے انعام

ہمیشہ ہوں یہی بزم طرب خیز
یونہیں برپا رہے بزم مسرت
رہے آفاق میں تا چرخ ہفتم
رواں یونہیں یہ کشتی خلعت

نظر آئیں یہی سامان عشرت
یونہیں جلسوں میں روز و شب بسر ہوں
بلند آوازۂ جود و سخاوت

ہلڑ ہوا بادشاہ جمجاہ نور الدہر و اسد نامدار کو محل میں بلاؤ تینوں شاہزادگان والا قدر آسمان جاہ و جلال کے بدر محل میں برمحل تشریف لائے چوکیاں یاقوت نگار مرصع کار بچھائی گئیں تینوں شیر اُن چوکیوں پر آکر جلوہ فرما ہوئے اول بادشاہ کو یہ تقریب بہار گلعذار زعفرانی جوڑا پہنایا بعدہٗ نور الدہر کو بہ نسبت مخمور سرخ چشم و اسد نامدار کو بہ عروسی ملکہ مہ جبین خوش سیر کنگنے ہاتھوں میں مثل ستارۂ سحری تین لاکھ جوڑا زعفرانی اسی وقت تقسیم ہوا جہاں تک نگاہ کام کرتی تھی چمنستان زعفران زار بصد کیفیت و بہار آراستہ تھے صدائے مبارک و سلامت بلند ملکہ بلقیس کو ملکہ ماہ مغربی نے بہت بھاری خلعت مرحمت فرمایا و ہمراہیان لاچین کو بارگاہ سلیمانی میں خلعتہائے فاخرہ ملے غنچہ ہائے آرزو کھلے اب درمیان میں کیفیت حنابندی و رسم ساچق بصد تکلف جانبین سے قرار پائی تیاری برات صاحبقران کی طرف سے ہونے لگی بادشاہ اسلام کو تخت سلیمانی پر سوار کیا فیل میمونہ مبارک سپید اسد نامدار کو دوسرا مست کنجل ہاتھی اسیر نور الدہر بن بدیع الزمان مرکب ہائے باد رفتار پر جملہ سردار نامدار و فرزندان عالی وقار گلنار جوڑے زیب جسم باغ لالہ زار کھلا ہوا اس دھوم سے سواری مثل باد بہاری طرف دولت سرائے لاچین کے چلی یہاں لاچین نے در قلعہ ہوش رُبا کئی منزل تک بارگاہیں استادہ کرائی ہیں باغ رواں بصد شوکت و شان کئی منزل تک آراستہ و پیراستہ ہیں نرگس شہلا کی دیدہ بازی بی سنبل کی گیسو بنا کر جلسازی سوسن نے لبوں پر مسی کی دھڑی جمائی سرو گلزار کو برائے تماشا دوڑنے کی ہوس ہوئی برگ ہائے نخل سے ثابت و سیارگان کا سمان

ہر شاخ مثل کہکشان اشعار
ہر ایک گل مین ہی کیفیت اک گلستان کی
زمین کے بر مین ہی پیراہن زمردگون
زمین پہ جھڑتے ہین شمس و قمر سے نور کے پھول
لبھا رہا ہی دل خضر سبزۂ ناموں
حسد سے اشک بہے ہر برگ کی زبان سے بلند
وفور سبزہ و ریحان سے بوستان مخزون
وہ جوش موسم گل ہی کہ غنچے ہین گل رخ
گلو نکو باغ مین سودا ہی بوی گل کا جنون
یہ قرب لالہ و سوسن سے حسن ظاہر ہے
ارادہ سبزہ سے طوطی کا ہی چہک کے اٹھون

بہار پیرہن عجائب نگار کن فیکون
ہر ایک مرغ ہی طاؤس و ابو قلمون
گل شگفتہ نسرین ہی صبح روشن رو
چراغ دار گل افشان ہین انجم گردون
حباب ہین کہ گل نسترن شگفتہ ہین
برای سجدہ ہر اک شاخ سرنگون ہے نگون
جگہ چمن مین نہ بازار گل فروشون نہین
زمین پہ چشم عنادل سے گرکے قطرۂ خون
شمیم غنچہ جو لیلی صفت ہی پردہ نشین
گری کلاہ ربیع خزان یہ بہار گل شبخون

شگفتہ ہین چمن صنع صانع بیچون
فلک ہی جسم مین فیروزئی قبا پہنے
بہار تختۂ سوسن ہی شام تیرہ درون
پسند خاطر رضوان ہی لالہ کو ہی
برنگ تختہ گلشن ہی دامن جیحون
شجر ہین بار کش محنت گل و اشجار
شگفتگی گل و غنچہ ہی یہ حد سے فزون
یہ جیب پھاڑتے ہین پھاندتی ہی وہ دیوار
تو عندلیب ہی خود رفتہ صورت مجنون
عجب نہین ہی زبان کھولدے جو طایر رنگ

الغرض باغ جنت نشان مین آکر برات اتری ہی ہزارہا قلعہ آتش بازی کا دغا بازیجا گے چند عرصے مین آگ برسی صبائے عنبر بیز نے آگ کا بھی دل ٹھنڈا کیا عندلیبان خوش نوا مصروف زمزمہ سرائی گلچین و باغبان مین لڑائی سوسن صد زبان بہار پیرائے ازل کی صفت مین تر زبان صبا نشۂ محبت سے لڑکھڑاتی ہی مینائے شجر سے سرنگرانی ہی ہر ایک گل کا کوزہ شراب شبنم سے معمور کیفیت انتظار مین پرسرور بارگاہ آسمان جاہ مین ہر طرف ہوا قاضی صاحب کو بلاؤ بڑے بیٹھے خواجہ بزرجمہر کے عمامہ وغیرہ باندھ کے اس امید پر بیٹھے ہین کہ عقد پڑھنے کو ہم بلائے جائینگے آج انعام و اکرام اسقدر پائینگے کہ دولت دنیا سے نہال ہوجائینگے ناگاہ ایک خدمتگار قبول صورت جوڑا گلنار پہنے ہوئے دوڑا ہوا آیا عرض کی حکیم صاحب جلد چلیے بادشاہ اسد و نورالدہر کا جل کے عقد پڑھیے حکیم صاحب کھڑے ہوگئے اور بڑھنے لگے خدمتگار نے کہا آج روز شادی ہی آپ کا منھ سفید ہی اسمین کیا بعید ہی صاحبقران کے خلاف ہوگا میرے ہاتھ سے گلوری کھائیے حکیم صاحب نے منھ کھول دیا خدمتگار نے گلوری کھلائی کہا اب چلیے حکیم صاحب نے گھبراکر کہا مجھے تو پائخانے کی ضرورت ہی خدمتگار نے کہا سبحان اللہ بر وقت شکار کتیا ہگاسی جائیے تشریف لیجائیے پائخانہ پھر آئیے دیر ہوتی ہی حکیم صاحب اندر گئے خدمتگار سمجھ گیا اب یہ لعبد کئی

دن کے مہلت پائیں گے دروازے کی زنجیر چڑھا دی یہ خواجہ عمرو ہیں حکیم صاحب کو گلوری میں جمال گوٹے دیے مطمئن ہو گئے کہ اب وہ تشریف نہ لا ئینگے رنگ روغن عیاری کا نکالا خواجہ بزرگ امید کی شکل بنکر بڑے دانوں کا کنٹھا ہاتھ میں کھٹ کھٹ کرتے ہوئے چلے راہ میں جو بیدار ملے کہا حکیم صاحب جلد چلیے برائے عقد دیر ہوتی ہے خواجہ آکر بارگاہ میں پہونچے اول عقد بادشاہ گنجا پڑھا اور ٹیکا کر لاکھوں روپیہ لیے جب وقت عقد نور الدہر آیا بدیع الزمان کا دامن پکڑا بدیع الزمان نے بھی بہت کچھ دیا تقریب شادی ملکہ مہ جبین میں ملکہ لالان خونقباد ملکہ ناہید سے بھی اسد کا عقد ہوا جو جو معشوقین اسد غازی کی اس طلسم میں قرار پائیں ملکہ خورشید روشن جمال خیر تلند اختر حکیم روشن رائے حکیم نے بہت ترقی چاہی شروط لکھائے صاحب قران نے انکا اعزاز و اکرام دیکھ کر سب کچھ منظور کیا خواجہ تو عقد پڑھ کے کشتیاں جواہرات کی لیکر چلے گئے اب شہنشاہ لاچین بلقیس نے سب طرح کا انتظام کیا کہ دل شکنی نہو ایک طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ ملکہ اسرار جادو مان ملکہ مخمور کی اس شادی میں شریک ہوئی کئی ملک جہیز میں دیے بہار و مہ جبین کی طرف سے لاچین بلقیس نے سب طرح کا انتظام کیا اس برات میں شاہان طلسم نور افشان بھی شریک رہے ملکہ زبیدہ شیر گیر ملکہ مہ جبین الماس پوش کو لیکر محافے میں سوار ہوئیں اس شوکت و شان سے برات واپس ہوئی شہدے غل مچاتے ہوئے یہ عرب لاکھوں روپیہ کا مال لے چلے ابھی تو اس طرح برات طلسم نور افشان میں جائے گی لاکھوں روپیے صاحبقران نے تقسیم فرمائے مگر شہدے کب مانتے ہیں صاحبقران نے اشرفیوں کے چھرے جو پھینکے عمرو کے منھ میں پانی بھر آیا رنگ و روغن عیاری کا نکالا شہدے کی شکل بنکر تیار ہوئے ایک گاڑھے کی چادر دو کونے گلے میں باندھے اور دو ہاتھ میں لیکر آوازہ داری پھینک متھا جو صاحبقران نے اشرفیوں کا پھینکا جھپٹ خواجہ نے کی سب شہدوں سے دو گز بلند ہوکر اشرفیاں روک لیں زمین میں ایک نہ گرنے پائی شہدے بیچارے منھ دیکھکے رہ گئے ایک شہدا اچپا نارومی دروازے کے نیچے کا رہنے والا اُسنے دور سے تاکا ساتھ والوں سے کہا یار یہ دُبلا تا نتیا ابھی کا ہم میں آکر ملا ہے ذرا اسکی خدمت تو کر دو دیکھو کیسا جھپٹ و خیز کرتا ہے راتوں کو دیواریں پھاندتا ہوگا شہد و تکو دھوکا دیتے آیا ہے کئی مرتبہ اشرفیاں لیکیں خواجہ نے جھپٹ کر کے روک لیں شہدے

محروم رہے تیسری مرتبہ جو مٹھا اشرفیون کا چلا خواجہ نے حسبت کی ایک شہدے نے جھپٹ
کر ٹانگ لی خواجہ نے اشرفیان منھ مین رکھ لین شہدے نے منھ مین انگلیان ڈالدین یقین تھا کہ
گلے چیر ڈالے شہدے کی بدعت پر خواجہ گھبرا گئے شہدے نے گلے چیر کے اشرفیان لین پریشان
ہوکر اس مجمع سے نکلے آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے باچھون سے خون ٹپکتا ہوا قریب مرکب
صاحبقران آئے صاحبقران نے پوچھا خیر تو ہے عمرو نے کہا اے آقائے نامدار مین گر پڑا
منھ مین چوٹ لگی صاحبقران ہنسے فرمایا خواجہ تمھین مناسب نہین مین نے دیکھا تھا تم شہدون مین
ملے ہوئے اشرفیان لوٹ رہے تھے تمھین کس بات کی کمی ہے عمرو نے کہا حمزہ تو میرا حال کیا جانے
مجھپر کیا گذرتی ہے قرضدارون نے حیران کیا خیال مین آیا کہ کچھ سود وغیرہ پہونچ جائے اصل
کا پہونچنا تو دشوار ہے اس شادی مین بہت کچھ میرا صرف ہوا امیر یا تو قیر نے کئی توڑے
اشرفیون کے دامن مین انڈیل دیئے خواجہ صاحبقران کو دعائین دینے لگے عرض کی
آقا خدا تم کو سلامت رکھے اس مہینے کا سود ادا ہوا اُسی طرح جیسے تھے بادشاہ عالی جاہ کو
تاجداران جلیل گھیرے ہوئے گرد اسد نامدار تمام سرداران طلسم ہوشربا داور الدہر بن
بدیع الزمان سرداران نوجوان ہزبر بیشہ کلنگان طہماس بن عنقویل دیو پیرو صدران
ماہ منظر و دراج در در گوش واشکاش کشیدہ رو و ضرباب خان و بیجن خان وغیرہ
گلنار جوڑے پہنے ہوئے عجیب روز سعید بلکہ بہتر از روز عید لقا بھی اس برات مین تخت پر سوار
ہمراہ ہے بختیارک یہ عیش و شادی دیکھ کر جل رہا ہے دل سے کہتا ہے افسوس صد ہزار افسوس
مسلمانون کو یہ عیش و شادی ہماری بربادی کیونکر لقا کو لے نکلون عیش و فرحت مین خلل ڈالون
آتش رشک سے جل رہا ہے اس دھوم سے شاہزادیون کو بیاہ کر لائے حجلۂ عروسی مین
عروسان ماہ رخسار کا داخلہ ہوا ملکہ حسین و بہار و مخمور دُلھن بنی ہوئی جب محل مین داخل
ہوئین صاحبقران زمان نے خواجہ سے فرمایا کہ مخمور بہار سے جاکر پوچھو کہ تم نے کلمہ پڑھا
مطیع اسلام ہوئین ہمارے مذہب مین پردہ پوشی کا حکم ہے باہر نکلنا تمھارا ممکن ہوگا شہنشاہ
لاچین و ملکہ بلقیس نے بڑھ کر عرض کی جس شب کو تقریب مانجھے کی ہوئی اُس شب کو یہ حقیر
و ملکہ بہار و جملہ ساحران طلسم ہوش ربا نے کلمہ طیبہ پڑھا ہم سب سچے تائب

ہوئے یہ سنکر عمرو کو سناٹا آگیا کہا ای شہنشاہ لاچین یہ تمنے کیا کیا تمام دنیا اس طلسم کی دشمن شاہان اقلیم بیان کی عملداری کے خواہان ہین تمھارا زمانہ پیرانہ سالی یہ خبر جو اڑے گی پہلوان گردن کش خروج کرینگے کوکب روشن ضمیر نے کہا اے شہنشاہ عیاران شہنشاہ داؤد نے اس منزل سخت و صعب کو سر سے طے کیا اپنی جان دی پر عہد شکنی نہ کی ورنہ صورت نگار کی حقیقت تھی کہ شہنشاہ داؤد پر غالب آتی وہ رہرو جادۂ وحدانیت و عاشق صادق رب اکبر بہ منوچہر جان نے پر آمادہ ہوا توبہ شکنی نہ کی بجرات اپنی جان دی یہ بھی ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام ہو کہ ملکہ حیرت جادو کے قتل کا ذکر مصنف نے بالتصریح نہین کیا مراد یہ ہو کہ جب خورشید روشن تن مارا گیا حیرت جادو ساحرہ زبردست ہو لڑ بھڑ کر نکل گئی محمل سلسلہ بند جو آیا تھا بھائی اسکا ملکہ حیرت کو دم دیکر رہا کرا لایا تھا پس لاشہ وغیرہ بھی خورشید نگار پر نہین ملا یہ طرف پردۂ ظلمات کے روانہ ہو گئی ہو اب پردۂ ظلمات مین رہتی ہو طلسم فتنہ نور افشان جو حقیر نے بعد فتح طلسم ہوشربا تصنیف کیا ہو یہ نام بھی کسی کے گوش زد نہ ہوا ہوگا خلاصہ مضمون بلاغت مشحون اس طلسم بے مثال کا التماس مصنف مین بخدمت ناظرین تحریر کرونگا پس عمرو نے بھی یہی کہا کہ ای شہنشاہ لاچین زندگی مین حیرت کی تمنے سحر سے کیون توبہ کی وہ زوجۂ افراسیاب ساحرۂ لاجواب جس مقام پر ٹھہرے گی لاکھون ساحر اسکی شرکت کرینگے دعوئی خون شوہر کرکے ضرور آئیگی لاچین نے کہا وہ حافظ حقیقی مالک ہو آپ لوگ کل ا ہالیان لشکر صاحب قران ساحرون کے ہاتھ سے کیونکر بچتے ہین اسقدر ساحر قتل کیے کہ ساحر کش مشہور ہوے سوائے تائید پروردگار کے کیا ہے اسی طرح وہ حافظ حقیقی ہاتھ سے ساحرون کے بچائیگا اب تاویل نہ فرمائیے غلام توبہ کر چکا تمام ساحر تائب ہوے صاحبقران نے فرمایا خواجہ جو راہ راست پر ہو اُس کو گمراہ کرنے ہو اے شہنشاہ تمنے خوب کیا جب تیر کوئی خروج کریگا تم فوراً ہمکو لکھنا فرزند ہمارے یا ہم خود آکر پہونچینگے بہر نوع شب کو بادشاہ حمجاہ و نور الدہر والا قدر و اسد خوش سیر نے اپنی اپنی معشوقہ پریچہرہ سے گوہر مراد حاصل کیا بہار و مخمور و منہ جبین حاملہ ہوئین کہ نام ان شیران دشت نبرد کے خلاصہ فتنہ طلسم نور افشان مین گذارش کرونگا ان سب کے ذکر طلسم مذکور مین آئینگے کوئی جلیل یا تاجر کفیل اس امر کا خواہان ہوگا اور معاوضہ معقول قرار پائیگا تو یہ حقیر پُرتقصیر ہدیہ لاجواب

بھی پیشکش مشتاقان والا مقام کریگا ہر نوع شہنشاہ کوکب روشن ضمیر شادی اسد سے رخصت ہوئے بمقدمۂ ایرج نوجوان کہہ گئے کہ غلام جاکر مانجھار روانہ کرتا ہی اب علمشاہ نوجوان و قاسم عالیشان کل سرداران دست چپ نے سامان عیش ترتیب دیا بارگاہ ہشامی و بارگاہ چہل ستون کہ قاسم نے تومن سے حاصل کی تھی یہ بارگاہیں استادہ ہوئیں قاسم نے درخزانہ طلسم افراسیابی کھلوا دیا سرداران قاسم عیار وغیرہ سرداران رستم آلا گرد و مالاگرد و نیلم و فیلم وغیرہ سرداران ایرج یہ سب صاحب مصروف ترتیب صحبت جشن ہین اس شادی کے منتظم خواجہ عمرو ہین علمشاہ و قاسم نے دست بستہ عرض کی کہ حضور کی گذارش ذات والا صفات سے یہ شادی قرار پائی آپکی شرکت بوجہ احسن واجب و لازم ہی عمرو نے ساتون مہتر چودہ سرہنگون کو مقرر فرمایا کہ ایسے طور سے شادی کا انتظام ہو کہ تا بہ طلسم نور افشان سترہ سو سردار جملہ عیاران نامدار کنارۂ لشکر پر منتظر کھڑے رہین خبر ملی ہی کہ مانجھا شہنشاہ کوکب نے بڑی دھوم سے روانہ کیا خورشید روشن رائے وزیر اعظم و جمشید بن کوکب و جملہ شاہان طلسم نور افشان مانجھا لیکر منزل بمنزل آتے ہین آج قریب شام داخلہ ہوگا یہ ذکر تھا کہ ہرکارے زعفران پوش دوڑے ہوئے آئے عرض کی خورشید روشن رائے وغیرہ آپہونچے وہ دیکھیے علمہائے زعفرانی کے پھریرے چمکے کوکب نے بڑے سامان سے مانجھا روانہ کیا راہ مین اس قدر روپیہ لٹایا کہ تمام اہالیان قریات غنی ہوگئے خواجہ برائے استقبال خود آگے بڑھے سات سو تاجداران جلیل ملازمان کوکب ہمراہ آئے ہین زنانی سواری مین ملکہ گلگونہ گلگون پوش وزیرزادی ملکہ ناہید کی شہزادیون کو ساتھ لیکر آئی ہی علمشاہ و قاسم و خود صاحبقران و بادشاہ عالیشان بذات خود اہتمام مین مصروف ہین نہایت لطف سے جلسہ آراستہ ہوا ایرج نوجوان زعفرانی جوڑہ پہنکے محل سے باہر آئے بارگاہ چہل ستون سلیمانی مین کہ نہایت تکلف سے آراستہ ہی بخواہش عمرو صاحبقران نے تخت سلیمانی پر یہ فرماکر جگہ دی کہ نوشاہ کا یہ مقام ہی کئی سو طایفان ہند موجود تھے اس بزم فرحت افزا مین صدائے مبارکباد بلند ہوئی اشعار

برپا ہی بزم عیش و طرب دیکھیے جہان
سینوں میں دلکو وجد ہی مانند صوفیان

کرتی ہیں رقص دیدۂ مردم میں پتلیان
اہل زمین کے سامنے جوش سرور ہی

باہر ہیں اپنے جامے سے رد حین میان جسم
پھرتا ہی ناچتا ہوا طاؤس آسمان

کاتی ہے زہرہ محفل انجم میں چرخ پر
عشرت کدہ ہوئے زمیں پر ہے جو مکان
ہیں جیحچہ زن طائر نقش و نگار بھی
دم بھر رہے ہیں عشق مجازی کا قمریان
معشوق کا وصال ہے عاشق ہیں شادکام
بلبل ہے گل کی بو محبت سے شادمان
میخوار ہے کہ زاہد پرہیزگار ہے
قاضی پکارتا ہے چلیں مے کے جام یان

ہر دائرہ لیے ہوئے خورشید دف زبان
دیوار قہقہہ در و دیوار ہے ہر اک
کھولی ہے اپنی بلبل تصویر نے زبان
ہر اک قدم یہ نالۂ و فریاد کے عوض
معشوق اختلاط میں مانند جسم و جان
کیف مے مسرت عیش و نشاط سے
دونوں تلاش کرتے ہیں خمار کی دکان
یہ موسم سرور نہ پھر ہاتھ آئے گا

جو گھر ہے باغ گھر نظر آتا ہے آج کل
پیدا صدائے خندۂ عشرت ہے ہر زمان
جائے فغان چمن میں غزلخوان ہیں بلبلیں
صرف ترانہ میں جرس و زنگ کاروان
پروانہ گرم جوشیوں سے شمع کی ہے خوش
ہر ہوشیار مست ہے ہر پیر ہے جوان
ترغیب بادہ نوشوں کو دیتا ہے محتسب
یہ وقت یہ زمانہ یہ ہنگام پھر کہاں

اس لطف سے یہ محفل آراستہ ہوئی کہ دست راست والوں کو رشک ہوا کہ خواجہ نے ایرج نوجوان کو پیرورش فرمایا بذات خود اہتمام میں مصروف ہیں بعد اس صحبت عیش و نشاط کے تیاری ہوئی کہ برات اس تکلف سے آراستہ ہو کہ کبھی ایسے سامان اس تکلف سے نہ ہوئے ہوں خواجہ کے انتظام کاروبار عیاران خوش انجام سات لاکھ جوانان گلگون پوش مرکب با ساز و یراق مرصع کار پھول بے شمار ایرج کو اسی طرح تخت سلیمانی پر سوار کیا قاسم نے جوش محبت میں پایۂ تخت پر ہاتھ رکھدیا نور الدہر و بدیع الزمان بھاری سہرا سنبھالے ہوئے دولہا ماہ رخسار زیور گل کی بہار سہرہ زرتار کا جو چہرۂ زیبا پر آراستہ ہوا ہمثال انتخاب گویا خطوط شعاعی ہیں آفتاب صاحبقران زمان بصد عظم و شان پشت اشقر دیوزاد پر سوار تمام سرداران ایرج نامدار کمریں کسے ہوئے ہر مقام پر قلعہ آتشبازی چھوٹتے ہوئے اس تکلف سے منزلیں طے ہو رہی ہیں جس مقام پر شب کو اتر پڑے زمیندار غنی ہو گئے اتنے بڑے لشکر میں گدا کی صدا نہیں کوکب روشن ضمیر نے قصر جمشیدی کو مثل عروس شب اول آراستہ کیا ہے جمشید نے آکر خبر دی کہ حضور اس تکلف سے قاسم وغیرہ نے محفل آراستہ کی ہے کہ روح جمشید پروانہ شمع محفل ہے و چراغ تابان و درخشان مثل ماہ کامل ناچ وغیرہ کا وہ سامان تھا کہ مشتری دل و جان سے خریدار زہرہ بصد رعنائی آئینہ وار فرش عرش تھا کرسیان جواہر نگار جھاڑ کنول بایکل سامان محفل انتخاب و لاجواب بے والد نامدار صاحبقران عالی وقار بڑی دھوم سے برات لیکر آتے ہیں خمسہ بارگاہ دیکھ کر ماہ و مہر شرماتے ہیں حضور بھی اس محفل عیش و سرور کو بہ تکلف تمام آراستہ

کہ رہین آپ کے بھائی صاحب خواجہ عمرو کو اس شادی کے تکلف مین بڑی کوشش ہو چاہتے ہین اس شادی
مین ایسا سامان ہو کہ دیکھنے والے کیفیت شادی اسد نامدار کو فراموش کرین کوکب نے بہ تکلف تمام قصر
جمشیدی کو آراستہ کر دیا شیشہ آلات سے پہلو و جواب کو بھر دیا شمع ہاے مومی و کافوری پروانہ جنکی
روح مجنون و فرہاد دہر پیر و جوان و شاد شاہان طلسم مثل چاکران کمترین انتظار آمد برات مین ایستاد
ہین رقاصان پری چہرہ فن دلربائی مین استاد ہین جب صاحبقران زمان داخل قلعہ جمشید نگار ہوئے
گلی کوچہ تماشائیون سے معمور آراستگی قصر بے قصور کو ٹھونپر شہزادیان مصروف تماشا چلمنین زرنگار
اُس پردے مین نازنینان ماہ رخسار غربا نے اپنے کوٹھون پر چارپائیان کھڑی کی ہین اپنے ڈوپٹے
اُس پر ڈالدیے تماشا برات کا دیکھنے مین مصروف کسی خوش چشم نے دوسرے کی بغل سے سر نکال دیا
کسی نے بسبب کشاکش کاندھے پر کسی کے سر رکھا اہل نظر نے جو سر اُٹھا کر دیکھا ہر قصر ہمہ تن چشم
ہوا ہے اُس مقام پر صاحبقران نے اسقدر روپیہ لٹایا جب چہرہ اشرفیون کا پھینکا مکان ہائے
غربا مین جا کر گرین خوشی سے اہالیان خانہ لوٹ رہے ہین ہر گھر سے دعاؤن کی آواز آتی ہے
خداوند دولہا دولھن سلامت رہین صاحبقران اسی طرح پوتے کی چھٹی کرنے تشریف لائین
خواجہ عمرو بیٹھے بھرتے ہین یا صاحبقران اسقدر روپیہ لٹاتے ہیے یہ سب تمھدے چوری بازاری
لوٹمین گے گانجہ پئین گے جوا کھیلین گے تمکو عذاب ہوگا مجکو دیجیے مین خانہ کعبہ مین بھیجدون بڑا ثواب
ہوگا امیر جواب نہین دیتے اس دھوم دھام سے راہ شہر کو طے کر کے قریب قصر جمشیدی
پہونچے تاجداران کوکب استقبال کر کے نوشاہ پر مروارید بے بہا لٹاتے ہوئے قصر جمشیدی
مین لائے صاحبقران زمان نے آراستگی قصر جمشیدی کو ملاحظہ فرمایا آئینے قد آدم کارگذاران
کوکب نے آراستہ و پیراستہ کیے ہین آئینون کی عجب شوکت و شان روح سکندر حیران رقاصان
پری طلعت جوانان باشوکت ہزارہا مہ جبین ماہ رخسار براے تماشا محل سے نکل آئین ہین پرے
جمائے دیدار فرحت آثار نوشاہ دیکھ رہی ہین باغ بہجزان کہون یا اُن ماہ جبینان ماہ رخسار
کو ثابت و سیارگان سے مثال دون نظم

منظور ہے کچھ انجمن بزم کا بیان
دیکھا ہو گا خواب مین جمشید نے یہ جشن
وہ انجمن ہو دیکھ کے انسان کے ہوش اُڑین
پریان کہین کہ بزم سلیمان ہے گمان

بنجاز بان شمع اب ہے کلک و زبان
جلسے ہوئے ہین ایسے کبھی زیر آسمان
گرد اہل بزم بیچ مین نوشاہ جلوہ گر

ہالے میں ماہتاب سپہر شکوہ و شان
رامش گر اک طرف تو تماشا گر ہیں اک طرف
جیسے چمن میں نغمہ سرا مرغ بوستان
رنگین ادا وگل بدن و گرم و شوخ و شنگ
شوخی نہ حور میں نہ پری میں یہ گرمیان
چھت کا اشارہ ہی کہ سپہر بریں ہون مین
رتبہ نگار خانہ چین کو نہین جہان
ایک ایک جھاڑ سرو گلستان نور ہے

اک سمت شور بربط و چنگ و رباب و عود
کوئی غزل سرا ہے کوئی ہے قصیدہ خوان
کیا بولیان زہرہ ادا کا بیان ہو
چنچل تمہر ہی آفت ہوش و بلائے جان
شان و شکوہ قصر معلے ہے دیدنی
ایما یہ ہر ستون کا ہے ہون میں کہکشان
پرتو میں برق طور کے آئینہ ہائے صاف
ایک اک کنول ہے غیرت گلدستۂ جنان

اک سو بلند صوت دل آویز مطربان
یون چھچھون میں چار طرف ہی یہ انجمن
اندازہ و لغریب جہان تازہ جالستان
شرما کے جلنے برق وہ بجلی و بیقرار
عرش احتشام طور تجلی فلک نشان
ایسا سجا گیا ہے ہر ایک درجہ نور کا
پردے ہیں چشم حور کے پردے یہ زرفشان
یہ آراستگی قصر جمشیدی دیکھ کے

صاحبقران نے بڑی تعریف کی زنانی ڈیوڑھی پر جاکر سواریان ملکہ گیتی افروز وغیرہ کی اُتریں ملکہ ناہید مرصع پوش مادر بیران نے ان سب کا استقبال کیا ڈومنیان گالیان گا رہی ہیں شہر و قریات کی سندین انعام میں دی گئیں ملکہ ناہید نے جوان بیبیون کو دیکھا ملکہ مہر گہر تاجدار دختر نوشیروان عالی وقار زوجہ خاص صاحبقران فلک وقار و ملکہ گردیہ بانو شہزادی ملکہ آرد بیل و بدیع الزمان و ملکہ رابعہ زر لفت اطلس پوش شہزادی ملک روم اور علمشاہ نوجوان و ملکہ خورشید خاوری شہزادی خاور مادر قاسم نامور و ملکہ گوہر ملک مادر نور الدہر ان سب بیبیون کو دیکھ کر ملکہ ناہید نے کلاہ فخر کو آسمان پر پہونچایا تمام شہزادیان طلسم نور افشان کی جمال جہان آرا کو دیکھ کر شرما گئیں ایک ایک کا چہرہ آفتاب عالمتاب قد سرو باغ رعنائی خال چہرہ عارض زیبا سیارۂ آسمان کمال جبین ماہ حسن خوبی چشم فتان نرگس شہلائے باغ محبوبی ہونٹوں میں مسیحائی کلام معجز نظام میں دلربائی ملکہ ناہید مرصع پوش ایک ایک شہزادی کی خاک پا کو طوطیائے چشم بناتی ہر جاہ و جلال حسن و جمال پر قربان جاتی ہے لاکر مسند ناز پر ایک ایک بی بی کو پہونچایا واسطے ملکہ مہر گہر تاجدار کے تخت زرین بچھایا ملکہ گردیہ بانو دنگل صاحبقرانی پر آکر متمکن ہوئیں پایہ تخت چہارم پر دنگل ملکہ زبیدہ شیر گیر دختر صاحبقران مادر اسد نوجوان اور تمام سرداروں کی بیبیان بصد رعنائی و زیبائی آئیں اپنے مقام پر آکر متمکن ہوئیں ملکہ ناہید باغ باغ کہ آج یہ بیبیان میرے محل میں جلوہ فرما ہوئیں تیار ے تیرے منزل میں ہیں بیرون محل قاضی قاضی کا ماشر ہا عمر دنے قاضی کو جال گہتے دیے محل میں تشریف لائے ملکہ ہوا

قاضی صاحب تشریف لاتے ہین ملکہ بران کو حجلۂ عروسی مین شگوفہ سوسازگو مین لیکر بیٹھی ہی ملکہ ناہید
بیٹی کے قریب قاضی صاحب نے پکار کر پوچھا شہزادۂ ایرج نوجوان فرزند قاسم عالیشان کئی ملک بطور
مہر مقرر ہوئے کہ فتح کیے ہوئے اُس شیر بیشۂ جرأت کے ہین اُنکے ساتھ تمھارا عقد پڑھا جاوے
قبول ہی ملکہ بران ہون مین فرماتین کوکب نے اس شادی مین ملکہ صرصر وصبا رفتار کو بھی بلایا ہی
وہ حجلۂ عروسی مین اسوقت موجود ہین یہ وعدے ہو چکے کہ بعد شادی ایرج نوجوان پانچوں کے
عقد پانچون عیارون کے ساتھ ہونگے بعد فتح طلسم ہوشربا یہ پانچون مسلمان ہوئی حجلۂ عروسی سے
صرصر نے قاضی صاحب کی آواز سنی شگوفہ سحر ساز و زرنگار وی سے کہا یہ آواز تو سار بان فلکی ہی
شگوفہ نے کہا بوا صرصر چپ رہو قاضی صاحب بڑے نمازی پرہیزگار سب جگہ یہی عقد پڑھتے جاتے ہیں یہ وقت
ایسی باتون کا نہین ہی صرصر نے جھانک کر جو دیکھا نگاہ سے نگاہ ملگئی خواجہ سمجھے کہ پہچان گئی پکار کر کہا یہ عورت
کون گستاخ تھی جھانک کر دیکھتی ہی ہماری نامحرم پر نگاہ پڑی ہمپر کفارہ صدحیف ہوا الغرض محبت
کوکب بھی محل مین چلے آئے صرصر نے کوکب کو بلا کر کان مین کہا یہ قاضی صاحب جو کھڑے ہین عمر وعیار
قاضی کی شکل بنکر چلا آیا ہی کوکب نے آکر عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا کہا خواجہ صاحب یہ کیا حرکت ہی عمرو نے کہا
یہ تو میرا عہدہ ہی صرصر کے کہنے سے محل مین ہلڑ ہو گیا مکان پر قاضی کے لوگ جا کر پہونچے ہر چند پکارا کچھ
آواز نہ آئی بعد عرصۂ دراز لونڈی نے آکر کہا قاضی صاحب کو دست پر دست آرہے ہین کوکب نے
آکر صاحب قران سے کہا صاحبقران نے کہا وہ ہر جگہ سب کا عقد پڑھتا ہی ہر جگہ قاضی صاحب
کو جال گوٹے دیے جاتے ہین مین خود عقد ملکہ بران پڑھونگا ان جھپجھوق قہقہون مین عقد ملکہ بران
ساتھ ایرج نوجوان کے پڑھا گیا ساتھ ملکہ شگوفہ کے عقد شاپور شیر دل ہوا بڑی دھوم سے
کوکب روشن ضمیر نے برات کو رخصت کیا علاوہ اسباب ظاہری کئی سو ملک کوکب نے نام
پر بیٹی کے لکھے بیاہ کر ملکہ بران کو صاحبقران زمان لیچلے ملکہ ناہید کا لپٹ لپٹ کے
بیٹی سے رونا شہزادیون سے وداع ہونا جہیز کا نکلنا ستارے آسمان پر جھلملا رہے ہین ڈومنیون
نے جو اشعار عبرت آثار بمضمون رخصت دختر بالحان درد ناک گائے صاحبان اولاد کے دل بھر آئے
ہر خورد و کلان گریان و نالان شادی مین غم کا سامان ایرج نے دلہن گردان کر آغوش تمنا مین عروس
ماہ پیکر کو اٹھا کر بصد اشتیاق محافۂ زرین مین پہونچایا برج محافے مین ماہ تابان کا داخلہ ہوا

تا بہ سر قلعہ جمشیدی کوکب خود بایہ محافہ و خنجر پہ ہاتھ رکھے ہوئے بہ فخر و افتخار آیا جب در قلعہ پر پہونچے
صاحبقران گھوڑے سے کود ے فرمایا ای برادر بسم اللہ رخصت ہو کوکب قدمون سے صاحبقران
کے لپٹ کر رو یا عرض کی کہ یہ کنیز و اسطے ہاتھ دُھلانے کے حاضر ہے حضور کو گواہ کرتا ہون کہ شب
کو غلام نے و ملکہ ناہید و بہّران و جملہ ساحران طلسم نور افشان نے دعائے توبہ پڑھی جملہ سپاہ
سحر اپنے شہر سے عینک اُدیے قصر ہاے عجائب و غرائب سحر مٹا دیے غلام بصدق دل
کلمہ طیبہ پڑھ کر دائرۂ اسلام مین آیا یہ کنیز حضور کی ملکہ بہران شہر نور افشان کی چشم و چراغ
ہے مان کو اسکی جدائی مین تاب نہ آئیگی صاحبقران نے فرمایا ای کوکب پروردگار نے تجھ کو
مقامات جہاد سے بخیر و عافیت مہلت دی جملہ واجبات کو پورا کیا اب صرف صحبت عقد خواجہ عمرو
باقی ہے انشاء اللہ آکر اسمین بھی شریک ہو جیے ایرج نوجوان کو براے چند سے قلعہ صبح نگار پر
چھوڑونگا تمھاری دلشکنی مجکو گوارا نہین ہے اُس مجمع عام مین جو یہ باتین ہوئین ہر خرد و کلان کو یہ بھی
دریافت ہوا کہ اہالیان طلسم ہوش ربا و شاہان طلسم نور افشان نے سحر کو یک قلم ترک کیا
بصدق مسلمان ہوئے امیر نے کوکب کو رخصت کیا برات کو بہ تکلف لیکر داخل باغ سیب ہوے
ایرج و بہران سالہا سال کے ہجران دیدہ شب کو ایک مقام پر ہوئے دفتر حکایت و شکایت کے
کھلے ایرج نے گوہر مراد اُس صدف بحر خوبی سے حاصل کیا شگوفہ کا وصل شاپور شیر دل سے ہوا
ملحوظ خاطر رہے کہ ملکہ بہران و شگوفہ حاملہ ہوئین سکندر زرین بطن سے ملکہ بہران کے و بہتر جمال
صبا رفتار بطن سے ملکہ شگوفہ کے پیدا ہونگے کہ انھین کے ضمن سے طلسم فتنہ نور افشان بیان ہوگا
اور خلاصہ مضمون آخر مین درج کرونگا ابھی تک لقاان سب صحبتون مین شریک ہے اکثر بختیارک نے
بھکایا لقا نے ابھی نہین مانا

دو کلمہ داستان حیرت بیان جلسہ عقد خواجہ عمرو ہمراہ ملکہ صرصر و ہمراہ قران صبا
رفتار کمند انداز و ہمراہ برق شمیمہ لقب زن و ہمراہ جانسوز بن قران شرارہ سنگ
انداز و ہمراہ ضرغام شاہین جنگل کشا آراستہ ہونا اشتیاق ہین صاحبقران کا خواجہ
سے نے نوازی کرانا عین گرمی صحبت ہین مرجان جادو کنیز افراسیاب کا

جوگن بنکے آنا اور عمرو کو اٹھا لیجانا و عیاری ملکہ صرصر شمشیرزن و رہائی خواجہ عمرو و ذکر جدا ہونا لقا کا لشکر صاحبقران سے جانا طرف غزوبہ باختر کے و انتظام صاحبقرانی کا موقوف رہنا بسبب روانہ ہونے ایرج کے سمت غزوبہ و حالات متعلق داستان ہذا غزل

مانگ لیجاتے وہ دل آنکھ بدلتے جاتے
کوے جاناں میں ذرا خود تو سنبھلتے جاتے
سامنے یار کے مرنے کی ہوس بھی ہو موت
کرتے پامال بھی وہ ہاتھ بھی ملتے جاتے
حسرتو نکا دل سوزاں میں یہ کیسا ہے ہجوم
ہم وہ آفت نہیں ٹالے سے جو ٹلتے جاتے
گل گلابی ہو اگر آج یہ ہو جائے سرخ
کٹتے جاتے پر پرواز نکلتے جاتے
کہتی ہے وحشت دل زیر کفن عاشق سے
پہلوے غیر میں پہلو وہ بدلتے جاتے

بیوفائی کے بھی انداز نکلتے جاتے
اشک حسرت ہمیں اے عشق بنایا ہوتا
دم نکلتے میں کچھ ارمان نکلتے جاتے
وادی عشق میں چلنے کا تکلف کیا تھا
بزم میں آکے یہ پروانے تو جلتے جاتے
داغ ہمکو دیے جاتا تری محفل میں فلک
روز کچھ رنگ مرے اشک بدلتے جاتے
پوچھ لیتے جو تم اک مرتبہ روز آکے مزاج
ناخن ٹھہرے تھے اگر ہاتھ تو چلتے جاتے
شمع سوزاں تھا اہل محبت میں جلال

تجھکو کیا خاک سنبھالینگے خرد صبر و قرار
کہ شب و روز غم یار میں ڈھلتے جاتے
خاک میں ملکے تو کچھ دلکو دکھاتا تھا اثر
آرہے جادون کے اگر سر پہ چلتے جاتے
شکوہ کرتا ہوں تو کہتے ہیں یہ ایام فراق
جبتک اس باغ میں تھے پھولتے پھلتے جاتے
شوق گلشن کے یہ معنی تھے کہ اے مرغ قفس
نہ سنبھلتے تھے جو بیمار سنبھلتے جاتے
میں تو کچھ قائل تنہائی دل جب ہوتا
گرد دامن سے بجھاتا تو یہ جلتے جاتے

مرقع خیال سخن آفرین ٭ سخن رابہ کرسی نشاند اینچنین ٭ عیار طرار کلک خادار تحریر عقد عیاران لشکر اسلام میں صفحات رنگین قرطاس کو بانہاے عیاری سطور سے یون آراستہ کرتا ہے کہ بعد ان شادیون کے صاحبقران زمان نے جملہ سرداران تہمتن کو حکم دیا کہ آپ سب صاحب طرف سے ملکہ صرصر وغیرہ کے انجمن عشرت آراستہ کریں ان پانچون عیارون نے عشق میں ان پانچون معشوقان و فاکیش کے سالہا سال ایتیں ہجر کی کاٹیں شکر ہے کہ وصال صبح نے چہرۂ زیبا دکھایا بادشاہ اسلام نے جملہ عیارون کو گلنار جوڑے مرحمت فرماے دروازے خزانون کے کھل گئے یہ محفل عیش خاص بارگاہ حشامی میں آراستہ ہوئی بادشاہ تخت سلیمانی پر متمکن جملہ سردار و عیار بارگاہ مذکور میں جلوہ فرما ہیں خواجہ عمرو و مہتر قران و مہتر برق و جانسوز و ضرغام لباس ہاے عروسی پہنکر بارگاہ میں حاضر ہوے صاحبقران نے فرمایا خواجہ سب کے عقد تمہیں قاضی بن کے پڑھے

قاصدیوں کو جال گونٹے دیے آج ہم عقد پڑھینگے کچھ دلوائیے عمرو نے کہا آقا کو نہین زیبندہ ہی کہ غلام سے جھگڑا کرین مین ایک مرد غریب بد نصیب مثل مشہور ہی دولھا کے گھوڑی کی شکر دلھن کے کنوین کا پانی یہ مثل بیان ٹھیک ہی یہ فرما کر اپنی زنبیل سے ایک ٹوٹا ہوا آبخورہ ایک تاشا جیسے چنید بازار سامنے امیر کے پیش کیا کہا بسم اللہ عقد پڑھیے دیر نہ کیجیے بادشاہ نے فرمایا ای شہریار بھلا خواجہ سے کیا ملتا ہی لیکن عوض منھ میٹھا کرنے کے آج نے نوازی کرین سب سردار جملہ عیار اس وقت حاضر ہین ایسا جلسہ معقول کسی شادی مین قرار نہ پایا ہوگا خوش ہو کر خواجہ کو دین عمرو نے منھ پھیلا دیا کہا مین گویا ہون دولھا کہین گا تاہی برق تڑپ کر قریب آیا کہا اُستاد آج سب سردار دینے پر آمادہ ہین نے نوازی فرمائیے عمرو نے برق کو جھڑک دیا میرے سے اشارہ کیا آپ مالک ہین آپ سے کیا عذر ہی مگر دُلھن کے سامنے میری حقارت ہوگی صرصر وغیرہ ایک خیمے مین دُلھن بنی بیٹھی ہین فہمیمہ نقب زن معشوقہ برق مثل شعلہ جوالہ ہنستی ہوئی نکل آئی کہا استاد گائیے اُستانی صرصر آپ کے گانے ہی پر عاشق ہین اب میرے فرداً فرداً نکاح پڑھے عیار بچیان بھی بارگاہ مین آکر بیٹھین جلسہ عیش آراستہ ہی اشتیاق نے نوازی مین خواجہ کی تمام اہالیان لشکر نے بارگاہ سلیمانی کو گھیر لیا ہی خواجہ دولھا بنے ہوئے بیچ بارگاہ مین تنے ہوئے بیٹھے ہین زنبیل سے نے نکالی نئی طور سے آج نے بجائی یہ غزل گائی

غزل

برباد ہو کے ہوتے شہرہ آفاق چمن کا
سر پر ہر ایک کے ہر شمشیر بیان کفن کا
کیا زخم خوبصورت تیری خدنگ کے ہین
دل پھاڑتا ہی میرا اب کے پیرہن کا
اچھی طرح دبانا مجکو فشار تربت
ادنی عمل ملیگا تو بھی ہی لاکھ من کا
صبر و توان طاقت ہین وقف کوہ لعنت
دامن گرا ہوا ہی ہر خار بھی چمن کا
جو غم رہے زمین مین کیسے شہید تیرے
بدخواہ شیخ کا ہو دشمن نہ برہمن کا

چرچا کہان نہ پھیلا آبادی دلھن کا
لایا عدم سے شوق دیدار یار ہم کو
عالم دکھا رہے ہین معشوق کے دہن کا
رکھے خدا سلامت ناخون کا اپنے دل کے
راحت طلب بہت تھا ہر استخوان بدن کا
او بت نقاب اُٹھا دے صورت ذرا دکھا دے
لوٹی بہار ہم ولت حصہ ہی راہزن کا
لپٹے لحد سے جب ہم بوئے عروس آئی
میلا ہوا نہ قاتل رویان کبھی کفن کا

دربار دیدنی ہی سفاک تیغ زن کا
باعث ہوا یہی کچھ بربادی وطن کا
یہ مشق خرق عادت دیوانگی مین ہو چکی
ایک ایک آبلہ ہی یارو نگین انجمن کا
سب مجرمون پہ ہون اللہ کو کرم ہے
منظور فیصلہ ہی گر شیخ و برہمن کا
گل کا تو عشق کیسا وہ عندلیب ہون مین
مٹی کو اسکی سمجھے یہ عطر ہی دلھن کا
وہ رکھو جلال الدین بے نکاح ہی جو شرب

اس غزل نے وہ رنگ جمایا ہر خورد و کلان کی زبان سے صدا اے

واہ وا بلبندِ عاشقان چہرہ زیبائے معشوقان پری رخسار بیقرار و دردمند صاحبقران بھی آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے موتیون کے مالے و کنٹھے یاقوت احمر کے اُتار اُتار کر عمرو کو دے رہے ہین بارگاہ مین اُسوقت روپیہ برس رہا ہے عمرو کی جانبازی بصد سوز و گداز نے نوازی صرصر و صبا رفتار بھی کرسیون پر بیٹھی ہین جسن مین انتخاب عیاری مین لاجواب چشمۂ چشم سے دریا بہہ رہے ہین یہ ہنگامہ عیش و نشاط برپا تھا کہ یکایک پردہ بارگاہ حشامی کا اٹھا ایک برق چمکی کہ سب کی پلک جھپک گئی اب جو آنکھین ملکر دیکھا ایک جوگن سمتین رشک چمن پوشاک شنجرفی زیب بدن سمرنیان موتیون کی ہاتھون مین لیٹی ہوئین کنڈل زمرد نگار زیب گوش عکس جو اُسکا عارض انور پر پڑتا تھا تو جن کی سرسبز و شاداب عارض رشک گلاب ہ جبین پہ نگین حور بیکر سمنبر ماہتاب عارض انور پلکین تیر دلدوز چہرۂ زیبا مہر افروز بھبوت موتیون کا عارض انور پر ملا ہوا قیامت قد بالا آنکھین نرگس شہلا دیدۂ غزال سے کیا مثال مضمون آنکھین چُراتا ہے دزدیدہ نگاہی سے دل بیتاب ہوا جاتا ہے اس سج دھج سے وہ جوگن پرفن بارگاہ مین آئی ہر شخص نے بہ نگاہ محبت دیکھا اُس معشوق طرار نے بیچ بارگاہ مین آکر دونون ہاتھ اُٹھائے صاف ظاہر تھا کہ شمع کافوری روشن مسکرا کر صاحبقران کی جانب اشارہ کرکے یہ اشعار دعائیہ پڑھے

اشعار

یہ مہر و ماہ یہ لیل و نہار ہین جبتک	فلک کو تا حرکت ہے زمین کو ہے سکون	رہین کواکب اقبال و جاہ اوج پذیر
رہے تعلّی شان و شکوہ روز افزون	جو تیرے دوست ہین ہر جا وہ آبرو پائین	عدو جو ہین وہ جہان جائین ہین ذلیل و زبون
بلند رتبہ ہون سرکار کے ترقی خواہ	ہمیشہ پست رہین حاسدان بخت نگون	کریم کارساز ہے جسکو تا روز قیامت

قائم رکھے یہ کنیز بھی خبر شادی خواجہ شنکر شریک صحبت ہوئی عمرو بھی اُس جوگن کے آتے ہی محو مطلق ہو گئے گلچینی گلشن جمال کی کرنے لگے ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بھرنے لگے امیر نے کرسی کی جانب اشارہ کیا وہ زہرۂ فلک حسن و جمال کرسی پر جلوہ فرما ہو کر طرف خواجہ کے متوجہ ہوئی کہا کیون شہنشاہ عیاران ہم مخل صحبت ہوئے آپ نے گانا موقوف کیا ہم مشتاق نے نوازی ہو کر آئے حقیقت مین آپ فن علم موسیقی مین کامل ہین ہم بھی چند اشعار سنین عمرو دیوانہ وار وحشی مثال خاموش بیٹھا ہوا صورت جوگن کی دیکھ رہا ہے صاحبقران نے فرمایا خواجہ مہمان عزیز کی خاطر ضرور ہے عمرو نے اشارہ کیا اے آقائے نامدار مین اسیر طرۂ گیسو و ذبیح خنجر ابرو ہون تیر مژگان اس قاتل عالم کی تودۂ دل پر لب معشوق

ہوئی ہوش و حواس نادرست مزاج خفیف و سست بادشاہ نے کہا خواجہ ربط و ضبط کو کام فرمایئے عمرو نے بمجبوری نے کو اٹھایا یہ غزل عاشقانہ نے مین بجائی

غزل

گئے وہ گھر سے تو اغیار کے دلو نہیں رہے
تڑپنے والوں سے ہکو تڑپ کی داد ملی
کہ جنگلوں میں پھرے یہ وہ محفلو نہیں رہے
نہ ساتھ چھوٹا صعوبات ہجر میں اے دل
جو ہوشیار تھے محسوب غافلو نہیں رہے
نہ ساتھ وادیٔ غربت نے تا وطن چھوڑا
یہی کرے کہ کدورت نہ دو دلو نہیں رہے
ہلال یار کہیں آ کے جلوہ گر نہ ہوا

ہم تو لونگے جو ارمان تھے دلو نہیں رہے
فریب اٹھائے کوئی دم جو بسملو نہیں رہے
اٹھائے تیغ سے ہم کیا ڈرینگے عاشق ہیں
وہ دوست ہے جو مددگار مشکلو نہیں رہے
خدا کے فضل میں دخل ہے کچھ نہ سمجھے ہم
بڑے رفیق تھے کانٹے کہ آبلو نہیں رہے
لہو لگا کے کبھی مل گئے شہیدوں میں
امیدوار ہی مشتاق محفلو نہیں رہے

ہم انکو ڈھونڈھتے جلسوں میں محفلوں میں رہے
گذر گئی شب وصل اور ہم گلوں میں رہے
یہی تھا لیلی و مجنون کے عشق کا شہرہ
ستمگروں میں کٹی عمر قاتلوں میں رہے
وہاں گئے گئے ذی ہوش ہمسے دیوانے
ہمیشہ بیٹھ کے نادان غافلوں میں رہے
فلک صفائی کا باعث تو ہو جو وصل نہ دے
کبھی شریک ترے نیم بسملوں میں رہے

وہ جوگن بھی گانے پر خواجہ عمرو کے جھوم رہی ہے عمرو بھی جمال بےمثال پر عاشق ہے نگاہ سے نگاہ ملی ہوئی غزلیں ٹھمریاں گا رہا ہے جب وہ ظالم مسکرا دیتی ہے برق گراتی ہے کہ خرمن ہوش و حواس کھو دیتی ہے عمرو واہ واہ کر رہا ہے دو گھڑی کامل اس زور شور سے گایا کہ اتنے بڑے لشکر میں سناٹا آگیا کون ایسا ہے کہ اس بارگاہ میں نہیں ہے چونکہ صاحبقران نے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ بعد اختتام جلسہ عقد عمرو میں لقا کو ساتھ لیکر طرف ملک باختر کے جاؤنگا وہاں اسکی سلطنت قائم کرکے انشاء اللہ ممالک فرزندون اور سردارون کو تقسیم کرکے طرف خانہ کعبہ کے جاؤنگا شہنشاہ لاچین و کوکب جملہ شاہان طلسم ہوشربا و طلسم نور افشان سرجوڑے ہیں بعد عرصہ دراز عمرو کو روکا جوگن انگڑائی لیکر اٹھی خواجہ سے آنکھ ملا کر کہا کیون خواجہ تم نے عیاریاں مکاریاں کرکے افراسیاب کو قتل کرایا افراسیاب کے مرنے کی شادیان ہو رہی ہین چلو میرے ساتھ اٹھو منم ملکہ مرجان جادو کنیز افراسیاب مقام افسوس ہے کہ حیرت بیوہ ہوکر طرف پردہ ظلمات کے گئی ہمکو اب خبر ہوئی او ساربان زادے تو ہی بانی فساد ہے یہ کہکے مثل برق تڑپی عمرو کی کمر میں پنجہ ڈیکرے اڑی کوکب و لاچین سب بیٹھے ہین منہ دیکھکر رہ گئے کوکب نے چاہا زبان پر کلمہ دیگر بریر و ازبید اکردن تو یہ جو یاد آئی سر جھکا کر رہ گیا لاچین بھی منہ دیکھکر رہ گیا صاحبقران نے چاہا اٹھون اتنے عرصہ میں وہ قندیل فلک ہو گئی کوکب نے منہ پیٹ لیا کہا اے شہریار غضب ہوا

یہ مرجان جادو کنیزان افراسیاب مین سے ہو ملک فرعونیہ مین اسنے پرورش پائی سابق مین
طلسم نور افشان مین بھی ملازم رہی پھر افراسیاب نے خطا معاف کردی خدمت مین ملکہ حیرت
کے یہی قریب دریاے قلزم ایک جزیرہ ہو وہان یہ رہتی ہی خبر بربادی ہوشربا سنکر آئی ہو اے شہریار
خدا انجام ہمارا بخیر کرے اسوقت گستاخی اس ملعونہ کی دیکھکر جوش آیا تھا کہ سحر کرکے اسکو مار لین مگر
خیال خوف پروردگار آگیا عمر بھر تو کمال سحر یاد کیے اب تائب ہو کے بیٹھے ورنہ اس کنیز بدتمیز کی یہ
لیاقت تھی ہمارے سامنے سے خواجہ کو لے جاتی دیکھیے کس تدبیر سے آئی بڑا دھوکا دیا اب سب عیار
آمادہ ہوے کہ جاکر تلاش کرین شہنشاہ لاچین نے فرمایا اے شاگردان خواجہ عمرو واے فرزند خوش
سیر ملعونہ قوم کی لونڈی افراسیاب کی حرم بھی ہو بربادی ہوشربا کا انتہا کا اس کو قلق ہوا خوف
آتا ہو کہ خواجہ کو جاتے ہی قتل نکرے سمت دریاے قلزم نہین جاے گی کوئی مقام مین قریب
ہی تجویز کیا ہوگا ہم لوگ تو بالکل بیکار ہوئے یہ خبر وحشت اثر محل مین پہونچی ملکہ مخمور و ملکہ بہار
بھی روتی ہوئی قریب دردولت تشریف لائین خبر گرفتاری خواجہ عمرو بدست مرجان جادو سنکر
بہت گھبرائین یہی فرماتی تھین کہ ہم لوگون کی گوشہ نشینی کا حال سنکر وہ آئی یہ حوصلہ ہوا کہ خاص بارگاہ سے
خواجہ کو لیگئی اگر یہ خبر اسکو نہ معلوم ہوتی کہ سب صاحب تائب ہو کے ایک لونڈی کی یہ کلیجہ تھا کہ دربار مین آکر
خواجہ کو لیجاتی بیان تو سب متردد و متوحش ہوئے لیکن چالاک فوراً چالیس بیک بچون کو ساتھ لیکر بھاگا
ایک صحرا مین آکر دیکھا بارگاہ ایستادہ ہو چارسو جادوگرنیان اتری ہوئی ہین چالاک نے ابوالفتح سے کہا
بڑھکر دریافت تو کرو یہ کسکا لشکر ہی کیا عجب ہی کہ وہی مرجان جادو ہو ابوالفتح ایک فقیر کی صورت بنکر
سپہ تک پہنچا جادوگرنیان پھر رہی تھین انھون نے پکار کر آواز دی شاہ صاحب بس لشکر مین غیر کو آنے کا حکم نہین ہمکو
آپکے حال پر رحم آتا ہو کوتوال صاحب آ نکلینگے تو ایک گولا مار دینگے کئی غربا دھوکے مین عیار ہونکے مارے گئے ملکہ
مرجان پہلو نشین افراسیاب بمعاوضہ خون لینے کو آئی ہین بانی فساد عمرو کو پکڑ لیا اب یہ فکر ہو کہ طلسم کشا
اسد عالیجناب تو آل افراسیاب کو گرفتار کرکے لائین تو ان دونو کو ساتھ قتل کرین آج شبکو ملکہ عالی جائین گی
طلسم کشا کو بھی اٹھا لائین گی ابوالفتح یہ حال سنکر پاس چالاک کے آیا کہا ای برادر حقیقت مین مرجان
جادو فوج کش ہی مگر لشکر مین فقیر کے آنے کا بھی حکم نہین ہو یہ سنکر چالاک نے کچھ سوچکر ساتھ والون سے
اشارہ کیا ملازمون کی صورت بنکر تیار ہوا اشارے کی دیر تھی سب عیار معقول چالاک تو خاص میدار کی

صورت بنکر تیار ہوا یہ سب سپاہی اور خدمتگار کی صورت بنے چالاک ایک ٹٹو کمین کرکے اُسپر سوار
ہوا ڈھال ٹیکہ درست دھوتی چست انگوچھا سر پر لپیٹے ہوئے مرزائی دھری ہوئی نیچے کاڑھا اور نین سکھ
اس دھج سے سب کو ساتھ لیکر طرف لشکر مرجان کے چلا ایک پاسی آگے آگے ساتھ اُسنے بڑھکر آواز دی
ہمارے ٹھاکر صاحب کی سرحد مین کون اُترا ہی کھیت اگر پامال ہونگے تو نقصان دینا پڑیگا کوتوال
لشکر سہیل جادو آگے بڑھا پکار کر آواز دی ملکہ مرجان جادو خاتون محل شہنشاہ برائے انتقام
تشریف لائی ہین ٹھاکر صاحب نے پاسی سے فرمایا اُسنے کہدیا تسے اُٹھ جائین افراسیاب مارا گیا عملداری
شہنشاہ لاچین کی ہی غیر مذہب والے کو یہان اُترنے کا حکم نہین گھنٹ وناقوس یہان نہین بجتے اہل
اسلام کی منادی ہی ساتھ والون کو حکم دیا ابھی خیمہ و بارگاہ اکھڑوا دو سپاہیون نے بڑھکر ایک یا دو خیمے
گرا دیے دوکانداروں کو بھی حکم دیا جلد دوکانین اُٹھاؤ ہمارا گاؤن ضبط ہو جائیگا غرض جو ہلا مرجان جادو
خیمے سے نکل آئی دیکھا ایک زمیندار نوجوان اہتمام اُٹھانے کا کر رہا ہی مرجان نے قریب آکر ہاتھ تھام
لیا کہا ٹھاکر صاحب آپنے بھی نمک افراسیاب کا کھایا ہی آج یہ بے اعتدالی کہ ہم برائے انتقام خون
شہنشاہ اس مقام پر ہین ایک ہفتے مین خاتمہ کر دینگے ملکہ حیرت جادو طرف پردۂ ظلمات کے چلی گئی ہین
انکو بلا کر عملداری کرائی جائیگی لاچین و کوکب وغیرہ سحر سے تائب ہوئے مسلمان سحر کو جبرا جانتے ہین
غیر ساحرون کا مُنا کتنی بڑی بات ہی ایک سحر مین سب تنکے چنتے پھرینگے صرف ایک جوان ہی اُس کی فکر
واجب و لازم ہی کہ اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا یعنی صاحبقران صاحب اسم اعظم ہین اُنکے اسم
اعظم بند کرنے کی تدبیر اسی ہفتے مین ہو جائیگی ٹھاکر صاحب ایک ہفتہ اس راز کو چھپایئے پھر اسی طرح
سامری پرستون کی عملداری ہو گی مسلمان علاج کو نہ ملیگا مرجان نے جو لفصاحت یہ جملہ بیان کیا
زمیندار بیت رو یا کہا اے شہنشاہ ساحران وائے خاصہ خلاصہ سامری پرستان جی چاہتا ہی تمھاری
بلائین لے لون خبر فرحت اثر سنائی قلب کو قوت روح کو راحت حاصل ہوئی لیکن عیارون کا بھی
انتظام کیا مشہور ہی جہان کوئی عیار قید ہوا عیار بصورت ہائے مبدل ہو رہتے ہین بھائی کے
سامنے بھائی باپ کے سامنے بیٹا بنکر آتے ہین مرجان نے کہا میرے لشکر مین کوئی نہین آسکتا
زمیندار نے کہا حضور ہم بھی یہی چاہتے ہین کہ چراغ مذہب بزرگان روشن ہو مسلمانون
کا نام نہ لیا جاے لاچار ہو کر علاقہ بچایا جو کچھ مسلمانون نے کہلا یا کہدیا اگر آپ کو تقویت کامل ہی کہ ہم مسلمانون

پر غالب ہو جائینگے نصف طلسم ہوشربا ابھی آمادہ ہو کر شریک ہوتا ہی ہم بھی خدمت گذاری
مین موجود ہین آج دعوت ہم غریبون کی قبول کیجیے ماش جو کی روٹی نوش فرمائیے دس لاکھ جوان
گنوار جمع کر دینگے ہم لوگ جان کے خوف سے مسلمان ہو گئے دل وجان سے نام سامری وجمشید پر نثار ہین
سب طرحکا ہم سے عہد لیجیے مسلمانون کو شکست دیجیے یہ سنکر مرجان بہت خوش ہوئی زمیندار کو اپنی بارگاہ
مین لے کر آئی کہا تھا کہ صاحب ہم جزیرۂ دریاے قلزم سے بے سامانی مین چلے آئے اگر ہمارے آب و
آذوقہ کا سامان کر دو بادشاہون کو لیکر ہم سے ملا دو اسی ہفتے مین کل کا خاتمہ ہو اسی سبب سے
ابھی عمرو کو قتل نہین کیا ماش کے آٹے کا پتلا بصورت حمزہ تیار کیا ہی آج شب بھر جاگ کر اسم
اعظم حمزہ بند کرونگی زمیندار نے پلٹ کر حکم دیا کہ ہمارے گاؤن سے شراب وغیرہ لاؤ ٹھکرائن سے کہنا
کر کچھ پکایا ہو تو جلد بھیجو اب عملداری سامری وجمشید کی ہوا چاہتی ہی یہ سنکر چالیسون عیار گئے تھوڑے
ہی عرصے مین شراب وکباب کھانا دیہاتی طریقے کا مٹی کے ظرف سنگہتا پکا ہوا چھوٹی جوار کی روٹیان
لاکر موجود کین چالاک نے اپنے ہاتھ سے دسترخوان بچھایا شراب کے لوٹے لاکر رکھے چالیس مصاحب
مرجان کی آکے شریک ہوئین چالاک نے جام بھر کر کہا ملکہ آپ تو نوش فرمائیے ساتھ والیون نے
بھی ضد کی اور ایک ایک نوالہ ہاتھ مین لیا مرجان نے جام لیکر انگڑائی لی کہا یا سامری وجمشید
یہ کہتے ہی مرجان کے قبہ بارگاہ سے ایک طائر پیدا ہوا دیکھتے ہی طائر کو عیارون کے ہوش اڑ گئے
طائر نے تڑپ کر آواز دی اے مرجان خبردار شراب نہ پینا کھانا بھی نہ کھانا ساتھ والے بھی کھانا نہ
کھائین عیارون سے اپنی جان بچانا چالاک بن عمرو اپنے شاگردون کو لے کر آیا ہی تم کو دام مکر
مین پھنسایا چاہتا ہی یہ کہکر طائر جل گیا مرجان نے آواز دی ان سب کو لینا کچھ سحر پڑھ کر ایک
دوہتڑ مارا چالاک نے خنجر کھینچا تھا خنجر ہاتھ سے گر گیا پانون اسکے زمین نے تھام لیے کوئی عیار منھ کے
بل گرا کوئی مثل مرغ نیم بسمل لوٹنے لگا ابو الفتح وعمران نے جلدی مین حقہ آتشبازی داغا اندھیرا
ہوا تاریکی مین دو چار جادوگرنیون کو مار کر یہ توڑتے بھڑتے نکل گئے باقی سب گرفتار ہوے ملکہ مرجان
نے کہا دیکھو صاحبو جو مین نے یہ انتظام نہ کیا ہوتا تو ان سبھون نے مار لیا ہوتا خبردار لشکر مین کوئی غیر آنے پائے
سہیل جادو نے اسیوقت انتظام کیا مرجان جادو سحر طیار کرنے لگی اس تدبیر مین ہی کہ ایک
ابر سحر ایسا تیار کرون اسی سے آگ برساؤن ایک دن مین کل لشکر کو پھونک دون مین

دن مین تدبیر بند کرنے اسم اعظم کی ہوگی جس خیمے مین خواجہ قید تھے دیکھا میان چالاک بھی بندھے
چلے آتے ہین خواجہ عمرو بیقرار ہو گئے کہا اے نور نظر بے سمجھے بوجھے چلے آئے چالاک نے عرض کی
حضور مار لیا تھا اُس نے طائر سحر تیار کیا ہوا اُس طائر نے سب حال کہدیا عمرو و چالاک تو بے قرار ہین
لیکن ابوالفتح و عمران لشکر اسلام مین آئے سامنے صاحبقران کے آکر تمام کیفیت بیان کی اور
عیارون نے قصد کیا صرصر مستعد ہوئی خیمے سے نکلی کہا اے شہریار کیا مین نے عیاری عمرو ہی کے واسطے
سیکھی تھی میرا شوہر قید مین ہے تمام زوجات عمرو سوتین میری کہین گی کہ یہ بنر قدمی ایسی آئی کہ ہمارے
وارث کو قید کرایا لونڈی ابھی جاکر اُسکا سر لاتی ہے حقیقت مین وہ ساحرہ بڑی زبردست ہوا فراسیاب
نے اپنے عہد دولت مین جزیرہ دریاے قلزم کا اُسکو بادشاہ کیا تھا مین جاکر سمجھ لون گی ہر چند
صاحبقران نے منع کیا فرمایا اے صرصر اب تم پر پردہ پوشی واجب و لازم ہے تمھارا باہر نکلنا
مناسب نہین ہے یہ تو عیار تھے گرفتار ہونا انکا شرف ہے اگر خدا نخواستہ تم گرفتار ہوئین تو عمرو
کو صدمہ عظیم ہوگا ابھی تک تو عنایت پروردگار سے اسم اعظم مجکو یاد ہے مین خود جاکر قتل کرونگا
زبانی ابوالفتح کی معلوم ہوا کہ وہ تدبیر اسم اعظم مین مصروف ہے قتل اُسکا میری ذات پر موقوف
ہے عیارون نے بھی جانا صرصر کا قبول نہ کیا لاچار خاموش ہو رہی دو پہر رات گئے چارون عیار بچیون
کو جگایا کچھ چپکے چپکے اُنکو تعلیم کیا چارون ساتھ ہوئین باہنا ے عیاری ذات پر آراستہ کئے شب تیرہ
تار مین خیمے سے نکلین صرصر نے تو آکر صاحبقران کو بیہوش کیا صبا رفتار نے اسد کو لیا شمیمہ
نقب زن نے بدیع الزمان کو لیا شرارہ سنگ انداز نے علمشاہ کو لیا شرارہ بانو جہان
شاہین نے قاسم کو گرفتار کیا پانچون عیار بچیان پانچون سردارون کو لیکر راہی کوہ طرف لشکر
مرجان کے روانہ ہوئین یہان مرجان جادو کو اسقدر خیال ہوا کہ خود لشکر کی حفاظت
کر رہی ہے قلیل رات باقی تھی کہ صحرا سے گرد اُڑی مرجان نے سہیل سے کہا دیکھو تو کون آتا ہے
سہیل نے بڑھ کر دیکھا ملکہ صرصر و صبا رفتار وغیرہ پانچون عیار بچیان شتارہ بدوش مثل
باد صرصر اُڑی ہوئی آتی ہین صرصر نے ساحر کو دیکھکر اپنی ہوا باندھی پکار کر آواز دی ملکہ مرجان
زوجہ شہنشاہ کو خبر کرو کہ ہم بیکس و بیبس ہوکر لشکر سلطانان مین پھنس گئے اب دگا ربایا ہم نے
بھی اپنا کینہ دیرینہ ظاہر کیا پانچ سردار جو رکن لشکر اسلام تھے اُنکو گرفتار کر لائے مرجان کے

کان مین جو یہ آواز گئی جھپٹ کر کنارے پر لشکر کے آئی کہا ای صرصر کسکو لائی صرصر نے کہا صاحبقران
و اسد نوجوان قاتل شہنشاہ و علمشاہ و بدیع و قاسم انکو گرفتار کر لائی لیکن ای مرجان اسیوقت
اس شب تیرہ و تار مین ان سب کو قتل کرو طرف پردہ ظلمات کے کل چلو یہان رہنا مناسب نہین
ہی صبح ہوتے ہی کل لشکر آپڑے گا دل کے دل بادل فوج کے آئینگے ابہی غفلت مین
شہنشاہ مارے گئے اے مرجان دس سیر لکڑیان بھی صندل کی نہین ممکن ہوئین کہ لاشہ تو
شہنشاہ کا جلادیا جاتا کوئی گریہ کرم کرنے والا بھی نہ باقی رہا جلد آہنگر کو بلاؤ شیر نر کو گرفتار کرکے
لائی ہون ہوشیار ہوتے ہی قیامتین برپا کرینگے ان کمندہاے ریشمی کی کیا حقیقت ہی ای مرجان
اگر قتل مین تامل کیا بہت پچھتاوگی کتے کی موت قتل ہوجاوگی مرجان و سہیل و کنیزان مرجان نے صرصر
وغیرہ کو گھیر لیا بارگاہ مین لیکر آئین کنیزان مرجان بھی کہتی ہین واری صرصر بہت درست کہتی ہین
انکے قتل مین عرصہ نہ کیجیے مرجان نے کہا عمرو کو بھی لاؤ خواجہ عمرو مع چالاک زنجیرون مین بندھے
ہوئے بارگاہ مرجان مین آئے دیکھا صاحبقران و اسد و علمشاہ و بدیع و قاسم کو ہتکڑیان
پہنائی جاتی ہین صرصر نے ڈانٹا او ساربان زادے ہمارے ساتھ شادی کرتا تھا اب شادی ہوئی یا خانہ
بربادی ہوئی معاوضہ خون شہنشاہ لیا یہ کہکے طرف عمرو کے جھپٹی کہ سر کاٹ لون مرجان نے کہا اے
صرصر تم تامل کرو مین ابھی جلادونکو بلاتی ہون یہ کہکے ہاتھ پکڑ لیا صرصر تڑپتی ہی کہ مجھے چھوڑ دین
اپنے ہاتھ سے قتل کرتی ہون میرے دل مین شعلۂ آتش بھڑک رہے ہین اپنے شہنشاہ کے لاشے کو زمین
مین پڑے دیکھا اپنی مالک حیرت کو برباد و تباہ پایا لاچار ہو کر طرف پردۂ ظلمات کے چلی گئین دیکھو
ای مرجان لشکر حمزہ مثل مور و ملخ ہی عیار بھی دوڑین گے طبقے زمین کے اڑادین گے اتنے عرصے
مین آہنگرون نے صاحبقران وغیرہ کو مسلسل و مطوق کیا ستارہ سحری چمک چکا ہی جیسے ہی
صاحبقران بیدار ہوے سامنے مرجان کو دیکھا اپنے کو مسلسل و مطوق پایا مرجان کہہ
رہی ہی جلادون کو بلاؤ صرصر نیمچہ کھینچ کے اٹھی کہا ارے نادان جلاد کیسا ہی ہمنے تلوار کسدن کے
لیے باندھی ہی یہ کہتی ہوئی صاحبقران پر جا پڑی ہتھکڑی پر صاحبقران کے نیمچہ مار دیا کہا ای
شہریار قید توڑ کر گھٹے منم ملکہ صرصر شمشیر زن جیسے ہی ہتھکڑی کٹی صاحبقران شارون کو صرصر
کے سمجھ گئے ہتھے خانہ زور مین آکر قید کو توڑ کر پھینکدیا صبا رفتار نے بڑھکر عمرو کی قید کاٹی خیمہ

نے بڑھکر اسد کو رہا کیا شرارہ و شاہین نے علمشاہ و بدیع الزمان و قاسم وغیرہ کی
ہتکڑیان کاٹین ان شیرون نے بھی قید مثل تار عنکبوت توڑکر پھینک دی صاحبقران زنجیر کو چرخ دیتے
ہوئے طرف مرجان کے بڑھے جسکے سر پر دوانہ زنجیر پڑا سر اُسکا پھٹ گیا عمرو نے اُٹھتے اُٹھتے حقہ
آتشبازی داغا عیارون کی کمندین چلین حباب مارے صاحبقران زمان قریب مرجان پہونچے
اُس نے سحر کر کے گولا مارا امیر نے اسم اعظم پڑھا سحر باطل ہوا مرجان نے دو چار سحر کیے بسبب
اسم اعظم بیکار ہوئے مرجان نے چاہا پرواز پیدا کر کے نکل جاؤن صرصر نے غضب کیا ہاے
مین نہ سمجھی اس مکارہ نے مکر کیا تڑپکر اُڑی امیر نے ٹانگ پکڑلی چرخ دیکر زمین پر مارا کہ سر مرجان
کے ہزار ٹکڑے ہوئے عمرو نے حقہ آتشبازی سے جادوگرنیون کے منھ جھلس دیے اب امیر
تلوار کھینچکر جادوگرنیون پر جا پڑے اسد بھی لڑنے لگے وہان صبح کو لشکر مین ہنگامہ ہوا کہ کوئی
صاحبقران و اسد و قاسم و بدیع و علمشاہ کو اٹھالے گیا پانچون عیار بچیون کو بھی خیمے مین
نہ پایا سب کو یقین کامل ہوا کہ عیار بچیون نے یہ حرکت کی اُسی وقت بادشاہ سوار ہوے تمام
سردار ساتھ چلے اسوقت پہونچے کہ آندھیان سیاہ اُٹھین آواز آرہی ہے کشتی مرا نام من ملکہ مرجان جادو
بود مال و اسباب سب لوٹ لیا صاحبقران مع صرصر وغیرہ بفتح و فیروزی آتے ہین بادشاہ نے
آکر صاحبقران و اسد وغیرہ کو مرکبون پر سوار کیا یہ بھی ظاہر ہوا کہ ملکہ صرصر نے عیاری کر کے
مرجان جادو کو مارا خواجہ عمرو ایک ایک سے کہتے ہین صاحبو تم میری زوجہ کے آزاد کردہ
ہو قدمون کو اُسکے بوسہ دو روپیہ تصدق کرو میری بی بی نے سب کی جان بچائی کیا خوب عیاری
کی امیر نے پانچون عیار بچیون کو محافے مین سوار کیا بڑی شوکت و شان سے لشکر مین آئے
جلسۂ عقد خواجہ عمرو و درہم و برہم ہوا تھا بادشاہ نے فرمایا اہتمام جلسۂ عقد عمرو تمھو نے
پایا شکر ہے پروردگار نے سب کی جان بچائی کارگذارون کو حکم دیا روشنی کا سامان کرو جملہ
سردارون نے سامان جشن مہیا کیا بارگاہین آراستہ ہوئین بادشاہ نے دروازہ خزانے
کا کھلوا دیا ہے حکم ہے جسکو ممکن نہ ہو وہ خزانہ سرکاری سے لے لین سلامتی کی صاحبقران
کے روشنی دیکھتے جایئے اس شب کو لشکر مین ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہے خبر کر چکا ہون
کہ صاحبقران نے سیف ذوالیدین عالم لشکر کو لقا پر مقرر کیا ہے کہ عقاید دین

اسلام تعلیم کرین - سب جشن عالم نے آکر لقا کو نماز پڑھوائی جب سلیف رخصت ہو کر گئے
لقا کے واسطے تاج وتخت مقرر ہی یہ بدبخت تخت پر آکر بیٹھا ایک جانب بختیارک ایک جانب
فرامرز نابکار پسر نوشیروان عالی وقار ایک جانب یاقوت ولاہوت وجنیغم وغیرہ سب
سردار ومصاحب لقا کے اپنے اپنے مقام پر بیٹھے لقا نے دو چار جام شراب کے پیئے بے اختیار اسکے
منھ سے نکل گیا بندگان من چہ تقدیر کردم بختیارک نے لقا کی پشت پر ایک دوہتڑ مار کہا او لقا
بڑا بے حیا ہے اب بھی تقدیر کرنے سے باز نہین آتا تیری تقدیر مین آگ لگی اب تو جو تڑا اچھالتے ہو
زمین پر پیشانی رگڑتے ہو یا تو خداوند بنے بیٹھے سجدہ کیے کرتے ہو او لقا تجکو غیرت نہ آئی چلو بھر پانی مین
ڈوب مر یہ سنکر لقا رونے لگا کہا ای بختیارک آخر مین کیا کرون از ملک باختر تا بہ خورشید نگار لڑتا
بھڑتا آیا حمزہ پر غالب نہ ہوا کوئی معین ومددگار باقی نہ رہا آخر کہان جاؤن لاچار ہو کر مسلمان ہو گیا
بختیارک نے کہا یا خداوند لاچاری اب بھی نہین ہی آپکا بدل وجان مطیع ملک دودہ زنگی جوان
یکرنگی سترہ لاکھ فوج کا مالک کل غروبیہ باختر اسکے قبضہ مین ہی چار سو بیٹے دو داماد پوتے رکھتا ہی
ایک ایک پہلوان خود بھی یادگار رستم واسفندیار زہی بشمشیر سے اسکی ممالک بھراتے ہین فیلان
مست کو اس کے نام سے غش آتے ہین آپکی خدائی مانتا ہی کئی مرتبہ اس کا نامہ آیا ہے یہی مضمون
تھا کہ اگر خداوند سرحد غروبیہ مین تشریف لے آئین ایک ہفتے مین مسلمانون کا خاتمہ کرون آجکی شب بیات
بھی ہی تمام سرداران صاحبقران وعیاران لشکر مصروف عیش ونشاط ہین اہالیان فوج آپ کے
آگئے رات ہی کو نکل چلیے لقا کے قلب پر غبار کفر چھایا سامان اپنی خدائی کا یاد آیا شب تیرہ وتار
مین روسیاہ سوار ہوا بارگاہ گیتی نما لدوائی بسبب جلسہ فرحت وعیش کے کوئی معترض نہو لقا صحیح و
سلامت طرف غروبیہ کے روانہ ہوا اس کا ذکر تو دفتر صندلی نامہ مین تحریر ہوتا ہی اگر کوئی قدردان
تحریر کرائے گا تو حقیر لکھے گا مگر لشکر اسلام مین تین شبانہ روز جلسہ عیش ونشاط ہیا رہا تیسرے دن
صاحبقران نے جب اس جلسہ سے فراغت پائی بارگاہ سلیمانی مین آکر جلوہ فرما ہوئے جملہ سرداران
نامی وپہلوانان گرامی جمع ہین صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ تیاری کرو لشکر ظفر اثر ہمارا
شہر باختر مین چلے لقا کی سلطنت قائم کر کے ہم طرف خانہ کعبہ کے جائین شکر ہی کہ بخیر وعافیت
جہاد سے مہلت پائی اب خدمت گذاری مین حضرت رسول مقبول کی مصروف ہون گے

یہ کلام فیض انجام ابھی تمام نہوا تھا کہ ہرکارے آکر حاضر ہوئے ہاتھ اٹھا کر دعا و ثنائے بادشاہی بجالائے

بند

عید این غسل تو نوروز مبارک باشد
دلبر انجمن افروز مبارک باشد
شادی تازۂ نوروز مبارک باشد
تو جشن طرب اندوز مبارک باشد
مدد طالع فیروز مبارک باشد
بہ عدو نالۂ جانسوز مبارک باشد

شہریار عالم کی عمر دراز ہو شب کو زمرد شاہ باختری بہ اغوائے بختیارک بارگاہ و خزانہ اپنا لیکر
طرف غزوبیہ باختر کے روانہ ہوئے یہ سنتے ہی صاحبقران کو بہت ناگوار ہوا طرف ایرج کے
متوجہ ہوکر فرمایا ای فرزند سنا آخر لقانے فرار یہ قرار کیا یہ مرتد یہ قلب کبھی مسلمان ہوگا ہم نے جہاد کا
انجام کیا تھا تم نے پھر ہمارے پیچھے یہ جھگڑا لگا دیا اہالیان دست راست کھنکارے کوئی ہنسا کسی نے آواز ہ
کسا کسی نے کہا نواسے نے اپنے نانا کی جان بچائی کیا برا کیا یہ کلمات طعن آمیز جو سرداران دست راست نے
کہے ایرج کو انتہا کا ناگوار ہوا اسوقت دربار میں بیٹھنا ناگوار ہوا رعب صاحبقرانی مانع سر جھکا لیا
کسیکو جواب نہیں دیا اور تو کچھ بن نہ پڑا ایک ناخن اپنی ناک میں مار کر نکسیر پھوٹی خون جاری ہوا کسی
سردار کی نگاہ پڑی پکار کر کہا ای شہریار دیکھیے آپ کی ناک سے خون جاری ہے اٹھکر پاک کیجیے اس حیلہ سے
ایرج اٹھکر بیرون بارگاہ آئے خون پاک کیا اور کرہ بن اشقر کو تیار کیا شاپور نے کہا حضور کیا قصد ہے
ایرج نے کہا ای شاپور خبردار کسی سے اطلاع نہ کرنا میں طرف غزوبیہ کے جاتا ہوں جب تک لقا
کی مشکیں باندھ کے نہ لاؤنگا واپس نہ آؤنگا ہر چند شاپور نے چاہا میں بھی ساتھ دوں نیلم و فیلم
وغیرہ بھی آئے چاہا کہ ہم ساتھ چلیں ایرج نے کسی کو ساتھ نہ لیا ہر ایک کو یہی جواب دیا کہ تمھارے ساتھ
چلنے میں ہماری نہایت ہتک ہے بکہ و تنہا جاکر اس ملحد کو سزا نہ دی تو میرا نام ایرج نوجوان نہ پایا
سرداران دربار نے مجھکو تشنیع دی اہالیان دست راست ہنستے ہیں دہی لوگ ہیں کو نہیب شمشیر
سے ہماری ہمیشہ بھاگتے پھرے کبھی منھ پر نہیں چڑھے اس مقدمے میں ہنستے ہیں کہتے ہیں کہ اپنے نانا کو
بھگا دیا میں اس بے حیا کا کیا پاس کرتا جو ملعون دعوی خدائی کرے والدہ ماجدہ کے فرمانے نے مجھکو
مجبور کیا اب میرا جانا واجب و لازم ہے آپ لوگ دخل نہ دیں یہ کہکر طرف غزوبیہ کے پشت مرکب پر سوا
ہوکر روانہ ہوا دربار میں بیٹھے بیٹھے نورالدہر نے دیکھا کہ ایرج نوجوان حیلے سے باہر نکل گیا
کسی حیلہ سے یہ بھی باہر نکلے خبر نگ سے پوچھا یہ کرپاس فروش بازاری کدھر گیا شبرنگ نے فرشتا کی آج ایرج کو

بڑا غصہ تھا یکہ و تنہا پیچھے لقا کے گیا ہو نورالدہر نے بھی اُسی وقت اسپ بر پوش پہ سوار ہو کر بہ جستجوے
زمرد شاہ باختری یہ بھی چلے ہیں بر بیشہ کلنگان طہماس بن عنقول دیو پیرو کہ عاشق جمال
شہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان ہے دربار جو اس شیر سے خالی پایا گھبرا کے باہر نکلا دیکھا شبرنگ
کھڑا رو رہا ہے طہماس نے پوچھا کیون یار وفادار خیر تو ہے شبرنگ نے کہا اے سردار والا قدر شہزادہ
یکہ و تنہا طرف غروبیہ کے گیا ہے کسیکو ساتھ نہین لیا کلیجہ تڑپ رہا ہے سنا ہے شہر غروبیہ مین سترہ
لاکھ فوج ہے اور دو دہ زنگی جوان دیو خصال عفریت مثال اپنے سامنے بہرام فلک کو ذلیل جانتا ہے اس
مغرور نے لقا کو دامن پناہ دیا طہماس نے کہا شہزادہ خواہ آزردہ ہو یا خوش ہو مین ضرور جاونگا یہ کہکر
ساطور ہفت صد منی کاندھے پر رکھکر گینڈے پر سوار ہو فیل مست کی طرح جھومتا ہوا چلا داراب
کشورکشا بارگاہ مین بیٹھا تھا فتاح کستوری نے خبر دی ایرج و نورالدہر تعاقب لقا مین گئے یہ سپہ
سالار دست راست ہین واسطے نورالدہر کے بیقرار ہو کر نکلے انکے پیچھے اسد تاجدار بعد ان کے طرفدار
ایرج نوجوان خورشید بن ہاشم تیغزن یہ بھی چلے یہ پانچون جوان عقب لقا مین جاتے ہین صاحبقران
کو انتہا کا ملال تھا کہ افسوس لقا میرے قبضے سے نکل گیا اب پھر جا کر فساد برپا کریگا لاکھون بندگان
خدا کی خونریزی ہو گی اب جو سر اٹھا کر ایرج و نورالدہر و داراب و خورشید و اسد و طہماس کو
دربار مین نہ پایا طرف خواجہ کے متوجہ ہوئے پوچھا کیون خواجہ یہ نوجوان کہان گئے خواجہ تو بولنے نہ پائے
مگر قاسم آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے وہان سے اٹھے عرض کی اے جد عالی تبار حضور جانتے ہین کہ غلام آپ کا
ایرج نوجوان آتش خو شعلہ مزاج حضور نے ایک بات کہی جو مناسب جانا ارشاد فرمایا ان دست
راست والون نے آوازے کسے وہ یکہ و تنہا غیرت مین روانہ ہو گیا یہ لوگ ہاہنس ہنس کے اسکی جان لین گے
کسی سے کچھ نہ ہو سکے گا وہ یکہ و تنہا بارگاہ لقا مین گھس جائے گا اب عقب مین تماشا دیکھنے میان
نورالدہر و اسد و داراب و طہماس بھی گئے ہین صرف خورشید سپہ سالاران دست چپ مین
گیا اسکی جرأت مثل آفتاب کے روشن ہے وہ صفدر و صف شکن ہے غلام حضور کے خوف سے نہین گیا ورنہ
اپنے فرزند کے ساتھ جاتا یہ بھی خبر مل چکی کہ لقا کے ساتھ فوج فراوان دو دہ زنگی مغرور متکبر
دیکھیے آج وہان کیا گذرے صاحبقران نے قاسم کو گلے سے لگا لیا غصے مین فرمایا یہ نوجوان مجکو اپنی
جرأت دکھاتے ہین کیا تعاقب لقا ترک کرونگا یہ ظاہر ہے کہ پھر فساد عظیم ہوا ہمارا جانا موقوف تھا

خواجہ عمرو جلد جاؤ جسطرح بنے ان جوانون کو پھیر لاؤ تا کہ غزوبیہ نہ جانے پائین کہنا صاحبو میرے ساتھ
چلو اپنی جرأت دکھانا تجھہ پیر زمین گیر پر رحم کرو تم ہی لوگ مقابلہ کروگے مجکو تم سب صاحبون نے صاحبقران
بنایا ہی مگر خواجہ یہ خیال رہے کہ اگر وہ نوجوان نہ مانین کچھ سرکشی کرین فوراً مجکو اطلاع دینا مین خود جاکر
اُن صاحبونکو پھیرونگا خواجہ عمرو اسیوقت حسب ارشاد فیض بنیاد صاحبقران بہ جستجوے ایرج وغیرہ
با بنہاے عیاری سے آراستہ ہوکر روانہ ہوئے یہان ایرج نوجوان کرہ بن اشقر پہ سوار غصے مین اڑاے
ہوئے مرکب کو جاتا ہی منہ پھیر کے دیکھ رہا ہی یہ بھی لقین ہی کہ کشتی گیر زادہ ضرور آئے گا اسد دیوانہ
بھی اپنے کو ضرور پہونچائے گا دھوپ زیادہ تھی ایک نخل کے سایہ مین آکر ٹھہرا سیر کو چہرے کی پناہ
کیا کہ پشت سے گرد اری دیکھا نورالدہر پکارتے ہوئے آتے ہین ای برادر ٹھہر جاؤ ہم بھی آپہونچے ایرج
کو بہت غصہ تھا جواب نہ دیا نورالدہر پکار کے ٹھہرے کہ فرداً فرداً کرکے طہماس و داراب و
خورشید سب کے لعبد اسد بھی آکر پہونچے اسد کو دیکھ کر سب گھبراے اسد نے کہا صاحبو بھلا ایرج
نوجوان تو اپنے نانا کے پاس جاتا ہی تم سب لوگ کیون آئے ہم اپنے بھائی کے ساتھ جائین گے
وہ اپنے ننھیال جاتا ہی لڑائی بھڑائی کیسی دعوتین کھائین گے آپ لوگ پلٹ جائیے ہم اپنے بھائی کا
ساتھ نہ چھوڑینگے ایرج نے غصے مین کہا او دیوانے تجھسے کلام نہ کیا کر کیسا نانا مین اُس بھیائی کو مشکین
باندھ کر لاؤنگا مجکو اُسنے ذلیل کیا مین نے تو مرتد کی جان بچائی یہ بدلہ کیا کہ دین اسلام سے برگشتہ ہوا آپ
لوگ پلٹ جائیے مین نہ واپس ہونگا بارگاہ دودہ زنگی مین جاکر خون کے دریا بہاؤنگا اسد نے کہا
آپ غصہ نہ کرین اب یہ بتائیے کہ خاص بارگاہ دودہ زنگی مین چلنا منظور ہی یا صرف نانا جان
کو یہ شعبدہ دکھانا ہی شاہراہ پر کھڑے ہوئے اسی امید پر کہ کوئی آکر ہمکو پھیرنے چلئے چھوٹے
نانا خواجہ عمرو ضرور آئینگے کان پکڑ کر سکو پھیر لیجائینگے صحرا کی جانب چلو آبادی کو چھوڑ دیجئے راے
اسد کی سب کو پسند آئی ایرج نے مرکب طرف خارستان کے بڑھایا پہاڑ و بن راستہ لیا جدھر نشان بھی
آبادی کا دیکھا اس راہ کو ترک کیا صحراہاے سنسان ویران میدان ملنے لگے نیر اعظم بلند ہوا تابش و
حرارت بڑھی بونڈرے گرد کے اُٹھنے لگے کانٹون کا جنگل دھوپ سے ہر ایک بیکل اس صحراے
آتش خیز مین آب نایاب سوائے چشمہ آفتاب کے دوسرے چشمے کا نام نہین صحراے لق و دق وادی
بیکنار یہ سب جوان پرورده صد ناز و نعم چہرے حرارت نیر اعظم سے سونلا گئے گھوڑون نے پیاس سے

زبانیں نکال دین جھونکے ہوائے گرم کے چل رہے ہین توج ہوا سے شعلۂ آتش نکل رہے ہین سب بیتاب
و بے قرار جستجوئے آب مین ہر سمت پیاپے نگاہ کو دوڑاتے ہین اُس دھوپ مین دوڑ دھوپ کر رہے
ہین گرمی مین ٹھنڈی سانسین بھر رہے ہین خس خانۂ مژگان سے ایک نگاہ نہین نکلتا دور سے دیکھا
کہ شاید دریا موج مار رہا ہے گھوڑے بڑھا کر پہونچے دیکھا موجۂ ریگ رواں ہے صرف جھیل کا گمان
ہے یہ جوانان صفدر و صف شکن دھوپ مین دن بھر پریشان رہے شدت تشنگی سے نوبت بجان و کارد
بر استخوان قریب تھا کہ روحین جسم سے نکل جائین اعضا شدت حرارت نیر اعظم سے جلجائین جب دن
قلیل باقی رہا دور سے ایک چہار دیواری باغ کی معلوم ہوئی جب قریب پہونچے دیکھا دیوارین انتہا کی
بلند ہین دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہوا لیکن عقل سے دریافت ہوتا ہے کہ دیوارین پتھر
کی اسقدر بلند و مرتفع بنانے والے نے کیونکر بنائین ہزار ہزار من کی سلین اتنی بلندی پر کیونکر
پہونچائین اسد نے کہا یہ مقام دیوان قاق ہے اس باغ مین چلنا باعث خرابی ہوگا نور الدہر وغیرہ
بھوک پیاس سے بیتاب ہو رہے تھے نیر اعظم بھی غروب ہوچکا ہے گھوڑون سے کود کر بلا تکلف اُس باغ مین
آئے چونکہ وقت شب تھا ڈھونڈھا کوئی چشمۂ آب نہ پایا درخت بہت بڑے بڑے سطح طریقے سے چمن بندی
ہوتی ہے وہ بھی صورت بنائی بسبب تاریکی کے کچھ ممکن نہوا ثمرہائے باغ پر بھی دست انداز نہ ہو سکے
چشمۂ آب بھی دستیاب نہوا انتہا کے تھکے ماندے تھے بارہ دری مین آکر سب نے کمرین کھولین گھوڑون
کو باغ مین چھوڑ دیا سر رکھتے ہی یہ جوان سو گئے طہماس کہ عاشق جمال نور الدہر ہے اسکو خیال ہوا
کہ حقیقت مین یہ مقام پُر آشوب ہے کیا عجب ہے کہ مسکن دیوان و غولان ہو محبت مین فرزندان امیر
کی اُٹھ بیٹھا ساطور کاندھے پر رکھکر اندھیری رات مین گرد بارہ دری کے پھرنے لگا جب چار پہر رات
گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا طہماس نے سب شہزادون کو برائے نماز جگایا غرض سب اُٹھے جستجوے
آب مین کہ وضو کرنا منظور تھا باغ مین چہار جانب دیکھنے لگے کوئی چشمۂ آب نہ ملا ایک گوشے مین ایک
کنوان پختہ نظر آیا طہماس نے کہا سوائے اس چاہ کے باغ مین پانی نہین ہے میرے پاس لوٹا برنجی
و ڈوری موجود ہے پانی بھرتا ہون طہماس نے لوٹا پانی کا کنوئین مین ڈالا پانی کھینچا لوٹے کو سب نے
دیکھا تاثیر آب سے چاندی کا ہوگیا سب حیران کہ یہ کیا ماجرا ہے وضو کرتے مین جو پانی زمین پر گرا مٹی
زمین چاندی کی ہوگئی اسد نے جو یہ ماجرا دیکھا پانی کے لوٹے بھر بھر کے زمین مین ڈالنا

شروع کیے چاندی کے پترے لیکر قوس مین رکھے نور الدہر نے منع کیا کہ اے برادر یہ کیا کرتے ہو اسد
نے کہا وقت پر کام آینگے کنوئین پر سے سب صاحب اُترے دیکھا نخل بلند و مرتفع ہین میوہ ہاے
گوناگون سے شاخین معمور چونکہ سب شہزادے بھوکے تھے شاخ ہاے بلند پر ہاتھ نہین پہنچتا تھا طہماس
نے بڑھ کر ساطور سے نخل ہاے میوہ قلم کیے یہ طریقہ سب کو پسند آیا ہر ایک شیر دلیر نے دو دو چار چار
درخت جڑ سے اکھیڑ لیے اب تو سب صاحب میوے چننے لگے ایک جانب خورشید بن ہاشم ایک
نخل کو زور کر کے گرا رہے ہین درخت بہت بڑا تھا بیخ سے نہ اکھڑ سکا تلوارین کھینچ کر شاخین
قلم کین اُن شاخون سے میوہ چن رہے ہین کہ آسمان پر سناٹا ہوا ایک دیو کو دیکھا ارشمشاد کاندھے
پر غل مچاتا ہوا آتا ہے باشید اے آدم زادان تم کو کچھ خوف نہ آیا ہمارے باغ مین بیخوف قدم رکھا
درخت بھی پامال کیے سبھون نے دیکھا برابر خورشید کے زمین پر وہ دیو آیا خورشید کو سنبھلنے نہ دیا
وار ارشمشاد کا کیا خورشید نے جلدی مین اُس وار کو خالی دیا اسد نے پکار کر آواز دی واہ
بھائی خوب جان بچائی بھاگو ورنہ وہ دیو کھا جائیگا خورشید کو کہنے سے اسد کے بڑا غصہ آیا اب جو اُس نے
وار ارشمشاد کا کیا اس سردار نے وار پر ہاتھ ڈالدیا اور چھین کر پھینکدی دیو لپٹ پڑا موے جسم دیو سے
خورشید کا جسم فگار ہونے لگا لباس و زرہ پارہ پارہ خورشید نے شاخ پر دیو کے ہاتھ ڈالا القوت صاحبقرانی
جھٹکا جو مارا شاخ دیو کی ٹوٹی دیو نے چیخ ماری خورشید کے ہاتھ سے دیو چھوٹا پرنالہ خون کا بہتا ہوا بھاگا
یہ کہکے کہ دیکھو تو کیا بلا تم سب کے سر پر لاتا ہون دیو یہ کہتا ہوا نکل گیا خورشید بن ہاشم شاخ دیو کے
خون سے نہایا ہوا پلٹا اسد نے کہا واہ بھائی کیا کمال کیا خوب دیو سے جان بچائی خورشید نے جھلا کر
جواب دیا او دیوانے تجھے کسیطرح بھی چین ہے اگر ہٹ گئے تو تو نے کہا بھاگ کر جان بچاؤ شاخ اُسکی
ٹوٹی وہ بھاگ گیا میری اسمین کیا نامردی ہے اسد نے کہا جملہ دستہ چپے بڑے عقلمند بنے بڑے مکر سے لڑتے
ہین اپنی جان بچانے کی فکر مین رہتے ہین پھر اپنے کو بہادر بھی کہتے ہین سب باتو نپر اسد کی ہنس رہے
ہین خورشید نے جو بہت غصہ کیا ایرج نے خورشید کو گلے سے لگایا کہا بھائی تم اس کے لڑواتے کے
کہنے کا خیال نہ کرو یہ وہ ظالم ہے گرما کر لڑوا دے لشکرون کو تباہ کرائے اسکے سامنے ہم کیا جرات
دکھائین وہی بھگوڑا ہے کہ ہمارے ہاتھون سے بھاگا بھاگا پھرتا تھا آج بڑا بہادر بنگیا اسد نے کہا
او کریاس فروش بازاری راتون کو نیند نہ آتی تھی کیسے کیسے شب خون مارے اپنی زندگی سے تم بیزار تھے

ایک بات مین مین بڑی تعریف کرتا ہون معشوق پرخوب لڑ بھڑ کر قبضہ کیا ایرج نوجوان تحسین کرنے لگا
کہ اسد برائے خدا یہ ذکر نہ کیا کرو خداوند اس مرتد لقا کو جہنم مین بھیجے کہ مجکو اس بلا مین پھنسایا
ہے پروردگار نے تجھکو بچایا اسد نے کہا نانا کو خوب بچا کے جھگا دیا تمھاری جراتون کے سکے ہین ان باتون
پر اسد کی ایرج جھلا تا ہے نورالدہر وغیرہ ہنس رہے ہین کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا آگے آگے وہ دیو
شاخ شکستہ ایک تخت پر ایک جوان کمسن سوار جا رہا ہے وہ اُس تخت کو اُٹھائے ہوئے وہ جوان کمسن
جو تخت پر سوار ہے اسکی قطع یہ ہے موے سر و موے جسم اسقدر بڑھے ہین کہ ستر جسم ہے بالکل برہنہ ایک
چوب دست فولادی کاندھے پر جب موے سر عارض انور سے ہٹ جاتے ہین صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ابر سیاہ
سے آفتاب عالمتاب ظاہر ہوا چہرہ مثل ماہ روشن خال سبز ورگ ہاشمی چہرۂ زیبا پر نشانی اولاد صاحب
قران کی ظاہر و باہر قد سرو باغ دولت و اقبال نہایت حسین و صاحب جمال سطوت و جلال جرأت
و کمال مثل جاکران کمترین دست بستہ ہمراہ اقلیم ہیبت و شوکت کا شہنشاہ لیکن دیوانہ پن چہرے
سے ہویدا و آشکار ہے وہ دیو شاخ شکستہ ان جوانون کی جانب اشارے کرتا ہوا آتا ہے جس طرح
دیو کی بات سمجھ مین نہین آتی اسی طرح اس جوان کی زبان بھی نہین سمجھ مین آتی جب تخت سر باغ
پر ہو نجا وہی جوان دیوانہ مثال تخت سے کود پڑا چوب دست فولادی کو چرخ دیتا ہوا خورشید پر
جا پڑا اتنی جلدی خورشید پر چوب دست کا وار کیا کہ خورشید کو سنبھلنا دشوار ہوا جلدی مین سپر کو
چہرے کی پناہ کیا چوب دست گران سنگ جو سپر پر پڑی تڑاقے کی آواز ہوئی سپر روگردان ہو گئی
خورشید پر یہ روشن ہوا کہ آنکھون کے نیچے اندھیرا آ گیا معلوم ہوا کلائیان ٹوٹ گئین چرخ کھا کر خورشید
گرے ایک ضرب چوب دست مین بیہوش ہو گئے اُس بلاے سیاہ نے چاہا دوسری چوب دست
خورشید پر لگاوُن طہماس الیاجوان خبردار خبردار کہکے جا پڑا نعرہ کیا او دیوانے مجہول کیا کرتا ہے
اُس جوان نے وہی چوب دست فولادی چرخ دیکر طہماس پر ماری مثل خورشید طہماس بھی چرخ
کھا کر گرا بیہوش ہوا اداراب جا پڑے انکی بھی یہی صورت ہوئی نورالدہر و ایرج ان دونون پر
بھی ایک ایک چوب دست ماردی سب کی یہی کیفیت ہوئی اسد نوجوان نظر کردہ بزرگان خیال
حضرت آل دیکھکر غصے مین سرخ ہو گیا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آ گیا ایسے ایسے سرداران صف شکن قوت
بازو زینت مجلس بیہوش پڑے ہین ایک ایک ضرب چوب دست مین پست ہوئے کیونکر

کیونکہ

ہوش درست رہین خون قرابت کا جوش فرو کیا او بلاے سیاہ خبردار ان جوانان شیردل پر دست انداز
نہ ہونا یہ کہکے اسد نامدار مثل شیر غرین جھپٹا وہ جوان چوب دست کو چرخ دے رہا ہی اسد جو غصے مین
جھپٹے راہ مین ایک سنگ کلان پڑا تھا اسکی ٹھوکر لگی نعلین شکست ہوئی پانون پر وہ صدمہ عظیم
پہونچا کہ پانون سے خون جاری ہوا اس صدمہ سے اسد گر کر بیہوش ہوا اسکی چوب دست چرخ دینے
مین ایک نخل کلان پر پڑی وہ نخل زمین پر گرا پرزے اڑ گئے اب یہ سب زمین پر پڑے ہوئے تڑپ
رہے ہین آنکھین کھلی ہین ایک سے ایک کو شرم باقی نرہی سب پر ایک حال گذرا اسد بھی یہی
سمجھا کہ مین بھی ضرب چوب دست سے گرا آنکھین کھلی ہین مگر اٹھ نہین سکتا خوف جان سے کہ اب یہ دیوانہ
ایک ایک چوب دست مار کر سب کا خاتمہ کر دیگا تہ دل سے دعا کر رہے ہین اور وہ دیوانہ بلاے
سیاہ چوبدست فولادی کو چرخ دیتا ہوا بڑھا اسوقت اُن سبھون کی بیتابی کہ اے پروردگار اس
بلاے سیاہ سے کیونکر بچین تو حامی و مددگار ہی بندہ ہر وقت مجبور و لاچار ہی بلاے سیاہ نے چاہا کہ
ان سبھون کو پامال کرون بقدرت پروردگار نقابدار زرین پوش جسکے سر پر باز سفید سایہ فگن
رہتا ہی اسوقت تخت پر سوار برائے صید و شکار جاتا ہی خود تخت پر عیار طرار گس انی کرتا ہوا علماے
زرنگار کے پھریرے کھلے ہوئے باز سفید سر پر سایہ فگن جسطرح گرد شمع انجمن پروانہ پھرتا ہی چیخ مار رہا ہی
عیار کی نگاہ پڑ گئی کہا اے شہریار دیکھیے ایرج نور الدہر وغیرہ بیہوش پڑے ہین بلاے سیاہ انکا کام
تمام کیا چاہتی ہی نقابدار زرین پوش نے جو یہ معاملہ حیرت افزا دیکھا دل بیقرار ہو گیا فوراً تخت
سے کودا نعرہ کیا خبردار دست خود را نگہدار کہ مین آپہونچا نقارے جو بجے علماے زرنگار کے پھریرے
ہوا مین اڑے اس جوان دیوانہ مزاج نے کبھی یہ آواز نہ سنی تھی نقلین ٹھہرا گیا دونون ہاتھ آنکھون پر
رکھے طرف تخت کے بھاگا دیوزادون سے آکر لپٹ گیا تھر تھر کانپ رہا ہی کبھی طرف علماے زرنگار
کے دیکھتا ہی چیخین مارتا ہی ہر چند دیوزادون نے قصد کیا کہ مقابلے مین نقابدار زرین پوش کے
جھیجین اس بلائے سیاہ نے کسی طرح قصد نکیا تخت پر پڑا ہی آخر دیوزاد تھمت اس بلاے سیاہ کا لیکر
بھاگے نقابدار نے کئی نعرے کیے دیوزاد نہ ٹھہرے تخت کو لیکر بھاگے نقابدار تو نہایت سلیس ہی
اسی باغ مین فرش قالین بچھوایا ان شیران دشت نبرد کو آکر اٹھایا سب جوان حجاب سے سر
جھکائے ہوئے دلون مین کہتے ہین ایک ایک ضرب دست چوب مین ہم بیہوش ہوے نقابدار

نے جوان سب کو محجوب پایا لاکر مقام صدر پر سب کو بٹھایا کہا اے شہزادگان والا قدر آپ سب جوانان
بے عدیل لشکر اسلام کے کفیل یقین کامل ہے کہ یہ کوئی ساحر تھا ورنہ آپ صاحبوں پر کیا دست انداز ہو سکتا
ایک بڑا افسوس ہے کہ جب موے سر اسکے چہرۂ زیبا سے ہٹ جاتے ہین چہرۂ آفتاب عالمتاب علاوہ حسن
وجمال نشانیان اولاد صاحبقران کی چہرے سے اس بلاے سیاہ کے ظاہر و باہر ہین نہین
معلوم اس پردے مین کیا راز ہے آپ سب صاحبون کا محجوب ہونا سراسر بیکار ہے دیوانہ پن بھی اسکا
آشکار ہے صداے نوبت و نقارے سے خائف و ترسان ہوکر بھاگا مین نے جرأت سے اسکو نہین بھگایا
معلوم ہوتا تھا کہ کبھی اس نے ان باجون کی آواز نہین سُنی اس طرح فصاحت و بلاغت سے نقابدار
نے کلام کر کے ان جوانون کو شگفتہ کیا عیار نے شراب و کباب لاکر پیش کیے دو چار جام ان شیر دلون نے پیے
دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوئے اب نقابدار زرین پوش طرف نورالدہر کے متوجہ ہو کہا اے
شیر بیشۂ صاحبقرانی اے جوان لاثانی افسوس ہے کہ ہم عرصہ دراز سے آتے ہین جا بجا لڑائیون
مین شریک ہوے صاحبقران زمان سے بعجز عرض کیا کہ یا بہانے صاحبقرانی مجکو رخصت ہو ن لقا
سے سمجھ لونگا ایک ہفتے مین اسکو شکست دونگا صاحبقران نے ہر مرتبہ یہی جواب دیا کہ جو مجکو زیر کرے باستثناے
صاحبقرانی ادب مجکو مانع ہے کہ مین سر میدان اس بزرگ سے کیا مقابلہ کرون حال اپنا ظاہر کرنا منظور
نہین ہے بزرگان دین کے حکم سے مین نے خروج کیا پردۂ قاف مین بھی چند طلسم توڑ کر قہقہا سے حشتی کو بھی کئی
مرتبہ شکست دی جسوقت آپ لوگون سے ملاقات ہو تو آپ صاحبقران کو سمجھا مین سر میدان مجھسے لڑین
اور کسی طرح کا امتحان قرار پائے آپ صاحبون مین جن کو صاحبقران بتائین ان سے امتحان ہو
جانے نورالدہر و ایرج نے تو کچھ جواب نہ دیا لیکن شہسوار عرصہ یکہ تازی اسد بن
کرب غازی نے قبضے پر ہاتھ رکھ کر کہا اے نقابدار بہادر مجھ سے کمزور زیادہ کوئی
لشکر مین نہین ہے سب مین ذلیل و حقیر ہون میرے آپ کے اسوقت مقابلہ ہو ابھی حال کھل جائیگا
نقابدار نے کہا اے اسد تم نظر کردۂ بزرگان دین ہو میری کیا مجال ہے کہ تمھاری بات کا
جواب دون یا مقابلہ کرون مین یہ کمان لایا ہون روزمرہ اسی سے شکار کھیلتا ہون ہر وقت میرے
صرف مین ہے یہ صاحبقران زمان کو دیجیے گا کہ تنہائی مین اسکو کھینچین شاید اسی امتحان پر اکتفا کرین
سر میدان مقابلہ نہ ہو الیسار عب و دبدبہ نقابدار کا تھا کہ سب خاموش ہو رہے نورالدہر نے بعد

کو اشارے سے منع کیا کمان کو اپنے پاس رکھ لیا نقابدار تو پھر اسی طرح تخت پر سوار ہوا ستر ہزار
دیوان قاف بارہ چودہ ہزار جوانان صف شکن ہمراہ نوبت و نقارے بجتے ہوئے طرف شکارگاہ کے
روانہ ہو گیا بعد جانے نقابدار کے یہ سب جوان مقدمہ بلاے سیاہ میں حیران و پریشان لینے اپنے
مرکب پر سوار ہو کر باغ سے نکلے رہرو منزل مقصود ہوئے کوس بھر راستہ طے کیا تھا کہ ایک دریا ملا
کشتی موجود تھی ملاح کو ایک مشت زر دیا کہا جلد ہمیں پار پہونچا اسد نے کہا یارو جلد چلو انیسا نہ ہو
خواجہ عمرو آتے ہوں انکے سامنے کچھ نہ بن پڑے گا سب کو پھیر لے جائینگے تین حصے دریا کو کشتی نے طے کیا
تھا کہ کنارے سے نعرہ خواجہ کی آواز آئی سب نے دیکھا گھاٹ پر کھڑے ہوئے خواجہ غل مچاتے ہیں او ملاح کشتی
پھیر خبردار آگے نہ بڑھانا ایرج نے ملاح سے کہا جلد کشتی کو بڑھا ملاح نے کشتی کو بڑھایا عمرو نے پکار
کر آواز دی او جوانمرگو تم سب کی قضا آئی ہے حمزہ نے اپنے سر کی قسم دے کر بھیجا ہے کہ سب
کو پھیر لاؤ میں بڑھنے نہ دونگا کسی نے جواب بھی نہ دیا جب عمرو نے دیکھا ملاح بہ تعجیل کشتی
لیے جاتا ہے ایرج وغیرہ ہنس رہے ہیں ملاح سے کہتے ہیں جلد چلو کشتی سے اتر کر بھاگیں عمرو
نے جو یہ معاملہ دیکھا آواز دی کہ او نالائقو آتا ہوں یہ کہکر جست کی گردن پر ملاح کے جا کر
قائم ہوئے ملاح گھبرایا کہ یہ جل مانس کہاں سے آیا گھگھیان گھگھیان کہہ کے ہاتھ جوڑے عمرو نے
منھ کھول کے کہا کہ کھا جاؤں ہاتھ میں اسکے چاندی کے کڑے تھے خواجہ نے اس سے اتروا لیے کاندھے
پر سے جست کر کے خشکی میں آئے کوڑا لیکر کھڑے ہوئے جو کشتی سے اترا دو کوڑے مارے فرمایا او
جوانمرگو حمزہ وہاں تڑپ رہا ہے تم یہاں چلے آئے اسد پر جیسے ہی کوڑا اٹھایا اسد نے کہا
نانا جان میں انکے ساتھ نہیں آیا میں آپ کیواسطے چاندی لینے آیا تھا فوراً سو تیر نکال کر جلد حاضر
کیے عمرو نے اسد کو گلے سے لگا لیا کہا تو نظر کردہ بزرگان جوان خوش آئین ہے مگر یہ نور نظر یہ کفران
کہاں ہے جانکے پانی میں یہ تاثیر ہے پانی کا ہے کو اکسیر ہے اسد نے کہا میں دیکھ آیا ہوں آپ کو لے چلونگا
عمرو نے سب سے کہا یارو تمنے برا کیا بدون حکم صاحبقران چلے آئے صاحبقران نے اپنے سر
کی قسم دی ہے کہ ان سب کو واپس لاؤ ہمارے ہمراہ چلنا بلکہ صاحبقران کوچ کر کے بہت جلد تشریف
لاتے ہیں اب میں آگے نہ بڑھنے دونگا سب نے طرف ایرج کے اشارہ کیا کہ ہم ان کے تعاقب میں آئے
عمرو نے ایرج کو بھی سمجھایا کہ اے فرزند صاحبقران کے خلاف ہوگا اب پلٹ چلو ہمراہ صاحبقران

لشکر کشتی مین شریک ہو وہان چلکر شوکت نمائی کرو میدان کارزار مین لڑو بھڑو سب اسپر راضی ہوئے
کہ ہم حکم صاحبقران کے خلاف نہ کرینگے آپ کے ہمراہ واپس چلین گے اب شام قریب ہے دریا سے اُترنے
مین تکلیف ہوگی کشتی بھی اُس پار جاچکی شب بھر اسی صحرا مین زیر نخل بسر کرین صبحکو آپ کے ہمراہ چلین
اس رائے کو سب نے پسند کیا خواجہ بھی اسوجہ سے راضی ہوئے کہ دریا سے ڈرتے ہین زیر نخل فرش بچھایا
صلاح یہ قرار پائی کہ سب سوئین ایک جوان پہرا دے تعداد زمانہ پہرہ قرار دے لیا عمرو نے سب کے واسطے
فکر کھانے کی کی اول شب نورالدہر نے پہرا دیا داراب کو جگایا داراب کے بعد خورشید نے
پہرا دیا بعد خورشید کے طہماس اُٹھے بعد طہماس کے اسد غازی بعد اسد نامدار سب کے
آخر مین نوبت ایرج نوجوان کی آئی جب ایرج اُٹھ کے بیٹھے مرکب تو ساز و یراق سے تیار ہے
ایرج سوچا کہ صاحبقران مجھپر بگڑے اور حقیقت مین زہر دشاہ باختری میرے ہی ذات
سے بجاپائی اس فساد کا مین ہوا یہ سب صاحب میری پیروی مین آئے مین جو پلٹ جاؤنگا بھی سب سرداران
دست راست ہنسین گے آوازے کسین گے کہ بڑے بہادر بن کے گئے تھے بدون گرفتاری لقا واپس آئے
آخر کچھ ہوا مین شرمندہ ہونگا محتشمون کو کیا جواب دونگا مجکو دربار لقا مین جانا واجب و لازم ہے ایسے
جانے مین سراسر خرابی ہے یا چلکر اپنی جان دو یا لقا کی مشکین باندھکر سامنے صاحبقران کے لاؤ
ورنہ ہمیشہ شرمندہ رہونگا یہ سوچکر ایرج نوجوان نے سلاح جسم پر آراستہ کیئے کرہ بن اشقر کی پشت
پر سوار ہوئے یکہ و تنہا طرف ملک عزو بیہ باختر کے چل نکلے دل مین یہی خیال ہے کہ اے ایرج یکہ و تنہا
بارگاہ لقا مین جاکر شمشیر زنی کرون یا نوجوان دون یا اس خود سر کی مشکین باندھکر لاؤن جب ہی
بدنامی مٹے گی ورنہ دشمن ہمیشہ ذکر کرینگے رو برو کہتے ہین کہ اپنے نانا کو بچایا کیا وقت بد تھا کہ جو ایسے
نالائق کی سفارش کی اُس ملحد نے دین اسلام کا بھی پاس نہ کیا مسلمان ہو کر مرتد ہو گیا جان دینا واجب و
لازم ہے یہ دل سے باتین کرتا ہوا ایرج نوجوان بہ جستجوئے لقا جاتا ہے یہان بوقت سحر خواجہ عمرو جو
بیدار ہوئے ایرج کو مع مرکب نہ پایا نورالدہر نے کہا کیون دادا جان آپ نے دیکھا ہم تو آپکے حکم کے
پیرو ہین ایرج نے بانکپن دکھایا یکہ و تنہا چلے گئے اب جو جاکر یہ کرپاس فرش بازاری کچھ کام کرینگا
تو دربار مین بیٹھکر بلبلائے گا اب ہمکو بھی حکم دیجیے کہ اپنے کو دربار دودہ زنگی مین ہونچا مین اُسکی
مدد کرین اسکو بھی خیال ہو کہ ہمارے معین و مددگار آگئے عمرو نے کہا آپ لوگ یہ خیال نہ کرین

مین جاکر ایرج کو واپس لاؤنگا تا بہ بارگاہ دودھ زنگی نہ جانے دونگا اگر یکہ و تنہا گھس گیا
خدانخواستہ اُسپر کوئی اُفتاد پڑی تو باعث خرابی ہوگا صاحبقران زمان فرمائینگے کہ مینے ایرج کو
کیون جانے دیا یقین ہے لشکر صاحبقران بھی آتا ہے میرے سامنے اُٹالا بارگاہ کا روانہ کر چکے تھے کئی
منزلین طے ہو چکی ہونگی بشوکت ولیاقت تشریف لائینگے مگر خبردار تم لوگ اس مقام سے جنبش نکرنا خدا
چاہتا ہے تو مین ہمراہ لیکر ایرج کو آتا ہون نورالدہر وغیرہ کو بخوبی سمجھا کر عمرو نے بابنائے عیاری
ذات بہ آراستہ کیے طرف ملک غروبیہ کے چلا مثل بادصرصر اڑا ہوا آتا ہے ایکدن اور ایک شب عمرو
تلاش کرتا ہوا ایرج کو چلا گیا کہین راہ مین ایرج کو نہ پایا عمرو سوچا کہ راستے کے خلاف ہوا ایرج
اور جانب سے گیا یقین ہے شہر غروبیہ مین ملاقات ہو خدا اُس شیر کی جان بچائے صبح ہوتے ہوتے عمرو
نے گرد پاپوش در قلعہ غروبیہ پر جھاڑی دیکھا شہر رفیع و وسیع چالیس پھاٹک شہر کے ہر دروازے پر
فوجین زنگیون کی فروکش ہین بائیس لاکھ فوج کی جابجا چھاؤنی ہے عمرو داخل شہر ہوا تو جو آنے لقا کے ہر
مقام پر جا و سجانی باختری ہمراہیان لقا بھی ایک جانب اُترے ہوئے ہین عمرو شہر کو دیکھتا بھالتا
چلا آتا ہے حقیقت مین شہر آباد رعایا دلشاد رئیسون کی سواریان چلی جاتی ہین بازار کھلے ہوئے دوکاندار
خرید و فروخت پر تلے ہوئے کمرون پر کسبیان لباسہاے فاخرہ پہنے ہوئے بیٹھی ہین ملازمان لقا
خوشی خوشی پھر رہے ہین نئے نئے شہر مین آئے خاطرین لطف سے ہو رہی ہین جس جانب ملازمان لقا
نکل جاتے ہین اہالیان شہر آنکھین بچھاتے ہین ہر ایک کا یہی قول ہے کہ یہ لوگ خداوند کیساتھ والے
ہین ان کے بڑے مرتبے ہین آٹھ پہر زیارت خداوند کرتے ہونگے جو جی چاہا تقدیر کرالی عمرو دیکھتا
بھالتا بشکل خدمتگار در دولت دودھ زنگی پر آکے پہونچا دیکھا حاجب و دربان گھوڑے ہاتھی
پالکی نالکی چوب دار لیساول درگہ سالار ایک زنگی سیہ رو دروازے پر بیٹھا ہے فرف زنجیر سنہری آراستہ
عمرو چند عرصہ ٹھہر رہا جب دیکھا خادم و خدمتگار و چوب دار اندر جاتے آتے ہین عمرو بھی حاضر حاضر
کہکے اندر بارگاہ کے داخل ہوا آکر دیکھا لقا تخت پر تخت پر تلخ نکبت پر سر بلو مین بختیارک و یاقوت تنا
و ضیغم وغیرہ اپنے مقام پر بیٹھے ہین ایک دنگل پر ملک دودھ زنگی دیو خصال عفریت مثال
بیٹھا ہوا جھوم رہا ہے چار سو بیٹے رستم خان بن دودھ و سہراب خان و افراسیاب خان
وغیرہ دنگل ہاے زرین پر بصد کبر و غرور ایک جانب داماد و پوتے تمام دربار دودھ و فرزندون سے بھرا ہوا ہے

ایک ایک مغرور متکبر پہلوان زبردست لقا بیٹھا تقدیرین بگھار رہا ہی عمرو ستون کی آڑ پکڑ کے کھڑا
ہوا دیکھ رہا ہی دربار دودہ کو دیکھ کر ہوش اڑ گئے دل سے کہتا ہی خدا انکی شر سے فرزندان و سرداران
صاحبقران کو بچائے یکایک دودہ زنگی طرف لقا کے متوجہ ہوا عرض کی یا خداوندیہ کون قوم
ہی جو قدرت سے سرکشی کرتے ہین مین ان کے حالات کا بہت مشتاق ہون لقا طرف بختیارک
کے متوجہ ہوا کہا یہ شیطان درگاہ خداوندی بخوبی حال سلمانان سے ماہر ہی سب حال عرض کریگا
اپنے مقام سے بختیارک اٹھا حال صاحبقران سامنے دودہ زنگی کے بیان کرنے لگا کہا
اے پیغمبر خداوندیہ صاحبزادے فرزند نوشیروان فرمان روا بکار جو بیٹھے ہین حمزہ ان کے باپ کا
ملازم ہوا انکی بہن مہر نگار کو نکال لیگیا باعث بربادی نسل کیان بی مہر نگار صاحب ہوئین
نوشیروان نے بڑی بڑی کدو کاوش کی تمام ملک قبضے سے نکل گئے جب وہ عاجز ہوئے تو ان
صاحبزادون نے خروج کیا ملک بملک پھرے ہر مقام پر شکست کھائی حمزہ کا دن بدن جلال بڑھتا گیا
قدرت نے ان سبکو سرپر چڑھایا انکی خاطر سے ملک موروثی ترک کیا اب حمزہ کے اٹھارہ فرزندان نامدار
ایک ایک صف شکن تیغ زن یا خنجر ار یا پچنو پچین سردار یا دشاہ جلیل ہوا اب اسکے کون مقابل ہو سکتا ہی
لیکن غلام کے نزدیک اگر ایک بلا لشکر حمزہ مین نہو ایک تدبیر مین سبکو غارت کرون بھائی کو بھائی سے
لڑوا دون لیکن بقول شخصے ہر فرعونے را موسیٰ اسکے سامنے میری کچھ نہین چلتی دودہ نے پوچھا
وہ بڑا کوئی بادشاہ عالیجاہ ہی بختیارک نے کہا بادشاہان جلیل انکے در دولت پر جبہ سائی کی آرزو
رکھتے ہین دودہ زنگی نے کہا کوئی بڑا پہلوان زبردست ہی بختیارک نے کہا جسپر انکی نظر توجہ ہو
اسکو پہلوان بنا دین صدہا پہلوانون کو تعلیم کر دیا دودہ نے کہا آخر کوئی حکیم ہی بختیارک نے جواب
دیا بقراط جالینوس اُن کی شاگردی کی امید رکھتے ہین دودہ نے کہا ملک جی ہی کیا وہ دیو ہی بختیارک
نے کہا دیو انکے غلامان حلقہ بگوش دیو سپید دیکر تے ہین دیو بھی اس ظالم سے ڈرتے ہین دودہ نے
گھبرا کر کہا آخر جن یا پری ہی بختیارک نے تھرا کر کہا جن اسکے سایہ سے بھاگتا ہی پریون کو شیشہ کلام
مین بند کرتے ہین کشندۂ ساحران لعنت ریش قدرت تراش لی ہوشربا الیا طلسم برباد کر دیا
افراسیاب سر ٹیک ٹیک کے مرگیا ہمارے پیرو مرشد کا کچھ نہ کرسکا دودہ نے کہا میرا اشتیاق بڑھتا
جاتا ہی اے شیطان صاف صاف نہین بتلاتا اس شخص کا نام لے بختیارک نے کہا اُن کے

نام مین یہ تاثیر ہو جہان پہلی مرتبہ نام لیا خواہ مشرق یا مغرب مین ہون انکو خبر ہوجاتی ہو کہ فلان محفل مین ہمارا نام لیا گیا جہان دوبارہ نام لیا اُس محفل کیجانب وہ شخص منہ کر کے بیٹھتا ہو تیسرے مرتبہ کے نام لینے سے وہ ظالم اُس صحبت مین آجاتا ہو اُسکا صحبت مین آنا ہی غضب خداوندی ہو کسی کا تاج نذارد کسی کا اسباب لٹا کوئی بے سر ہوا کسی پر جوتیان پڑین دودہ نے کہا ملک جی دربار مین ابدولت کے کسی کی مجال ہو کہ بے ادبی سے قدم رکھے یا بہ نگاہ کج دیکھ سکے مسخرہ پن نہ کرو نام بتاؤ یہان کسی کی مجال نہین ہو کہ دربار مین ابدولت کے قدم رکھے پہلوان عالم برائے قدمبوسی حاضر ہوتے ہین یہ ملک غرو بیہ باختر خارستان وکوہستان ہمارا میری برق شمشیر نے سرکشون کو جلا کر خاک کیا رہا بھر ڈکر اس اقلیم کو پاک کیا جلد نام بتاؤ اشتیاق بڑھتا جاتا ہو بختیارک نے کہا نام نہ لونگا ایک قطعہ اہل زبان کا سناتا ہون اُسکے مضمون کو سمجھکر خاموش ہو رہیئے زیادہ تکرار نہ کیجیے وہ یہ ہو قطعہ دانی کہ زہر ازدہان مار بدزدد ❊ خال از رخ زنگی بہ شب تار بدزدد ❊ پاپوش روندوز بیک دوندہ ❊ نعل از قدم اشتر رہوار بہ خندد ❊ دودہ نے کہا بڑا چور ہو بختیارک ... اچور دن کا افسر جعلسازون کا ہو دودہ نے کہا ملک جی اب نام تو بہت مسخرا پن نہ کرو میرے دربار مین کسی کی مجال نہین ہو کہ بے ادبی کر سکے بختیارک مؤدب کھڑا ہوا کہا اے پہلوان دوران اے رستم زمان ہوشیار ہو جائیے مین نام لیتا ہون دودہ نے کہا کیا قلعہ فتح ہوگا کہا فقط حی قلعہ آسان ہو نام لینا دشوار ہو بختیارک نے کہا آپکے حکم سے نام لیتا ہون دودہ نے کہا برائے خدا نام لیجیے در حد اشتیاق ہو بختیارک نے چارون کونون پر بارگاہ کے سلام کیا ایک ایک خدمتگار کو جھک جھک کے دیکھتا ہو دودہ حیران کہ یہ دیوانہ کیا حرکتین کر رہا ہو کہا ارے جلد نام لے بختیارک نے کہا ذرا بگوش ہوش متوجہ ہو جیسے شاید آپنے سنا ہو سرہنگ سرہنگان لبساط بنی آدم مولانا ے معظم ومکرم مع الفضل والکرم دوندہ بے درنگ قلعہ گیر بے جنگ یعنی کہ جناب فطرت مآب شیخ الاصحاب جب یہان تک بختیارک ہو چکا دودہ زنگی نے کہا ملک جی یہ نام لیتے ہو یا کتاب طولانی پڑھ رہے ہو بختیارک نے کہا ساتھ جلنے کا نام ہو ایک لوٹا ہوتا مجکو یاد ہو شہنشاہ اقلیم عیاری وہزبردست طراری ہنگ بجر خنجر گذاری تاجدار ممالک مکاری وغداری عیار نامدار طرار وفرار خنجر گذار عمرو بن امیہ نامدار دودہ زنگی بے اختیار ہنس پڑا کہا ملک جی ایک ساربان زادے کے نام کو تمنے اسقدر طول دیا تمنے ابھی تک عیار نہین

دیکھا وہ ساربان زادہ عیاری کیا جانے جیسا مین جری بہادر سردار ہون ویسا ہی میرا عیار بھی ہے یہ کہہ کر
حکم دیا شب آہنگ صبا رفتار کو جلد بلاؤ ملک جی دیکھین کہ عیار ایسے ہوتے ہین فوراً حکم ہوا
خواجہ عمرو ستون کی آڑ مین یہ باتین سنکر ہنس رہے ہین دل سے کہتے ہین کھوٹا بیٹا کھوٹا پیسا وقت پر
کام آتا ہے ہمارا دباؤ تو کافرون پر ڈال رہا ہے یکایک دربار گاہ پر بلڑ ہوا سب نے دیکھا ایک عیار قنطورہ
زر لفتی و پتیا یے ستر لاتی سے آراستہ کلاہ زرین بر سر نہایت چست و چالاک طرار و بیباک پانچ ہزار
عیار پشت پر اس کروفر سے آکر بارگاہ مین پہونچا دودہ زنگی نے کہا اے شب آہنگ ملک جی
عمرو عیار کی بڑی تعریف کرتے ہین شب آہنگ نے کہا حضور بہت بجا ہے عمرو کی عیاریان ہم ہون
نے دیکھی سنی مین غلام کے حال سے بخوبی ماہر نہین ہین امتحان ہو تو یقین آئے ہان ملک جی
فرمایئے حمزہ کو گرفتار کر لاؤن یا عمرو کی مشکین باندھون راہ مین جا کے دست برد کر دون
بختیارک نے کہا آپ عمرو کو گرفتار کر لایئے صاحبقران سے ہم سمجھ لینگے ایک تدبیر مین سبکو مٹا دینگے
شب آہنگ نے کہا ابھی جاتا ہون عمرو کی مشکین باندھکر لاتا ہون اُسیوقت پایہ تخت خداوندی
کو بوسہ دیا بہانہ عیاری سے آراستہ ہوکر یہ کہکے چلا کہ مین عمرو کو پکڑنے جاتا ہون یہ کہکر روانہ
ہو گیا عمرو گھبرایا کہ یہ تو بڑا تیز معلوم ہوتا ہے مین تو اس مقام پر ہون ایسا نہو لشکر مین جا کر میرے رفقا
پر دست انداز ہو وہان کسیکو خبر نہین ہے اب چلنا چاہیے یا وہ وہان گیا مین اس دربار کو لوٹ لون اسی فکر
مین عمرو کھڑا تھا کہ کیا تدبیر کرون دربار مین انبار تنگ جاؤن کہ دربار گاہ پر بلڑ ہوا نعرہ شیر کی آواز
آئی زمین تھرائی دیکھا عمرو نے نقد روح روان قاسم عالیشان شہزادہ ایرج نوجوان درگہ
سالار کو مار کر مع مرکب بارگاہ مین گھس آیا لقا کو جو تخت پر بیٹھے دیکھا پکار کر آواز دی او بےحیا نامرد تو نے
مجکو سامنے مردان عالم کے شرمندہ کیا ورنہ ابتک لاشہ بھی سڑ گیا ہوتا او دودہ چور میرا تیری بارگاہ
مین آیا ہے بہتری اسی مین ہے کہ مشکین باندھ کر میرے حوالے کر ورنہ تجھ اور دربار کو خون سے لال کر دونگا
بدون اسکی مشکین باندھے نہ پلٹونگا ایرج نے جو یہ کلام کہا دودہ نے دیکھا یہ جوان خداوند کو چور
کہتا ہے پہلوانون کو آواز دی اس جوان بےادب کو لینا چہار جانب سے زنگیان سیاہ دو تیر و دردن
لینا لینا کہکے اُٹھے ایرج کو نہایت غصہ تھا پشت مرکب کرہ بن شغرے کو دبا تیغہ دودم سکندری
نیام انتقام سے کھینچا پیدل لڑتا ہوا طرف تخت لقا کے چلا چہار طرف سے ایرج پر تلوارین پڑنے

لگیں لیکن ایرج نوجوان شیرانہ لڑتا ہوا جاتا ہے یہی قصد ہے کہ جان دوں مگر اپنے کو قریب تخت لقا
پہونچاؤں لڑتا بھڑتا اسکو لیجاؤں جس زنگی نے ہاتھ اُٹھایا ایرج نے ہاتھ مار اُسکے دو ٹکڑے
ہوئے کسی پر قبضہ مار دیا کسی کو اوجھڑ سپر کی دی بڑے بڑے پہلوان زبردست زنگیان دیو خصال
عفریت مثال ہاتھ سے اس صاحب جاہ وجلال کے واصل جہنم ہوئے عمرو کا کلیجہ منھ کو آگیا دل بھرا
گیا حیران ہے کہ اس معرکۂ عظیم سے اس شیر کی کیونکر جانبری ہوگی اگر ایک پہلوان مارا گیا چار اُسی مقام پر
موجود تھے عمرو نے دیکھا ایرج لڑتا بھڑتا سینہ سپر کیے ہوئے بات کا خیال قریب تخت لقا پہونچا
اور للکارا کہ او مرتد اُٹھ اسی مین بہتر ہے کہ میرے ساتھ چل خطا تیری معاف کرا دونگا ورنہ بذلت
تیری مشکیں باندھ کے سامنے دادا جان کے لیجاؤنگا لقا نے جو دیکھا ایرج قریب آگیا ضیغم و
زنگال بے زخم کھائے بھاگے لقا نے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج تو جان دینے پر آمادہ ہے بار بچا کے
کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کے پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈالدیا اُٹھالیا کل اہالیان دربار نے دیکھا
کہ ایرج نوجوان نے بصد شوکت و لیاقت لقا ایسے دیو خصال کو دست حق پرست پر بلند کیا لڑتا
ہوا لے کے چلا اُسوقت دودکہ زنگی آوازین دے رہا ہے یارو جانے نہ دو خداوند کو بد ذات لیے جاتا ہے
بڑے شرم کی بات ہے کہ اس مجمع عام سے گرفتار کر کے لیجائے جان بازی کر کے اس جوان کو قتل
کرو اگر نکلجائیگا بڑی بدنامی ہے اسوقت جملہ سرداران دودکہ زنگی کا ایرج پر بلوہ تھا ایرج
نوجوان نہنگانہ و شیرانہ جنگ کر رہا ہے سب کا فر بھی یہی چاہتے ہیں جسطرح بنے اپنے خداوند کو چھڑالیں
ایرج چاہتا ہے لڑبھڑ کر قریب اپنے مرکب کے پہونچ جاؤں تو البتہ لڑتا بھڑتا نکل جاؤں آخر یہانتک
تلوارین پڑین کہ کمر زنجیر پر لقا کے ہاتھ پڑا اور زنجیر کٹی لقا گرا چہار طرف سے کافر ٹوٹ پڑے
اور ہاتھوں ہاتھ لقا کو لے بھاگے عمرو کا کلیجہ پھٹ گیا کئی مرتبہ تیغچہ کھینچ کے جا پڑا اکثر زنگیوں کو قتل
کیا ایرج کو بھی ثابت ہو گیا کہ خواجہ عمرو موجود ہیں کئی مرتبہ عمرو نے آنکھ ملائی اشارہ کیا کہ اے نور نظر
اپنے کو اس مجمع سے نکالو جو تم نے کہا تھا وہ کر چکے خوب نام کیا بڑا کام کیا ایرج نے کہا آپ کی پرورش
کا باعث ہے اس دربار مین آج موت لیکر آئی ہے غلام زندہ نہ پلٹے گا لقا دستیاب ہو کے چھوٹ
گیا استادان سخنور نے اس داستان شوکت بیان کو بصد شد و مد تحریر فرمایا ہے کہ ماہ آسمان قاسم
نوجوان کو لڑتے میں دن تمام ہوا آفتاب عالم تاب بہیبت شمشیر شہزادۂ والا قدر سے کاشانۂ

مغرب مین جا کے چھپا شاہ زنگبار مع فوج ثابت وسیارگان سپہر نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا ایرج نوجوان
اسی شد و مد سے لڑ رہا ہے چار پہر رات بھی کٹی ایرج اسی طرح مصروف جنگ ہے حقیقت مین یہ شیر دریائے
جرات کا نہنگ ہے بوقت سحر عمرو تو گلیم اوڑھ کے کنارے ہو گیا مگر انتہا کا قلق ہے دل سے باتین
کر رہا ہے کہ افسوس صد ہزار افسوس مین نور الدہر کو ناحق روک آیا اگر وہ پانچون شیر اس
جنگ مین آکر شریک ہوتے اسکو نکال لیجاتے اب کیونکر جاؤن کہان سے اس کے واسطے مددگار لاؤن
قضائے کار اب بعد آٹھ پہر کے ایرج پر انتہا کا وقت تنگ کہ محراب زنگی داماد دودہ زنگی خنجر برق
مثال کھینچکر ہٹو بچو کہتا ہوا بڑھا قریب ایرج آیا ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے دم شمشیر پر او جھڑ ماری
کہ تلوار محراب کی ٹوٹ گئی نامرد کو شکست حاصل ہوئی اوپر سے ایرج نے ہاتھ مارا محراب نے سپر پھیلا دی
کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ برق تاب ایرج جو تڑپ کر گرا سپر لیکے محراب زمین پر گرا ایرج نے محراب
کو سایے مین تلوار کے لیا اگر ہاتھ مار دے تو سر محراب اڑ جائے محراب نے عاجز ہو کے
دونون ہاتھ اٹھا دیے ایرج کو رحم آیا کہ گرے ہوئے کو قتل کرنا شیوہ مردان عالم کا نہین
ہے ہاتھ روک لیا فرمایا ای محراب اٹھ جو بہادر مجبور ہو اس کو قتل کرنا ہمارا کام نہین ہے اور سپر و
شمشیر لا اب میرے تیرے مقابلہ ہو محراب اٹھکر بھاگا اور سپر و شمشیر لایا جب قریب ایرج ہو چکا
ایرج نے للکارا ای محراب ہوشیار ہو جا محراب نے آواز دی مین تو غلام حلقہ بگوش ہوا آپ تو میرے
جان بخش ہین بھگوڑے لقا پر لعنت کی یہ کہکے گرد ایرج پروانہ وار پھرنے لگا ہر مرتبہ یہی نعرہ تھا اللہ
جان آپ کے قدمون پر نثار ہے لکھا ہے کہ چالیس رفیق محراب کے شریک ہو کر لڑنے لگے ایرج نے
انکی تسکین پائی شدہ ہائے تحت الحنک پھاڑ کے زخمہائے سر باندھے ہے وہان زخم سے الامان الامان
کی آواز آتی تھی دودہ نے جو دیکھا کہ داماد میرا ایرج کو بچاتا ہے حکم دیا اس کا بھی سر کاٹ لو تمام
کفار نے بلوہ کیا چالیس رفقا کی کیا حقیقت تھی فوج نے جو بلوہ کیا وہ بیچارے لڑ بھڑ کر سیر گلشن جنان
ہوئے محراب زخموں مین چور چور ہو کر زمین پر گرا آواز دی ای شہریار غلام نثار ہوا ایرج بیقرار ہو کر
جھپٹا کہ مین اپنے رفیق کو بچاؤن ملازمان دودہ نے بلوہ کر کے محراب کو اٹھا لیا دودہ نے حکم
دیا اسکو شفا خانے مین لیجاؤ علاج کرو جب صحت پائے گا تو سمجھیا کا گو بر پلا کے اپنے مذہب مین
کر لینگے نمانے تو قتل ہو گا ایرج کو گرفتار ہونا محراب زنگی کا نہایت شاق ہوا لڑتا بھڑتا ہوا بڑھا کہ

مین رفیق کو چھڑا دون وہ اپہر گذرنے ہین اس دربار کفر مدار مین لڑتے ہوئے قبضۂ شمشیر ہاتھ مین جم گیا تمام
جسم تیرون سے چھنا ہوا ہر اعضا فوارہ بنا ہوا سر و پشت و پہلو زخمی لڑتے لڑتے آخر زمانہ گذرا پانون
ڈگمگاتے ہوئے غش چلے آتے ہین لڑتا بھڑتا جو بڑھا چہار جانب سے تیر چلے ایک زنگی نے بڑھکر نیزہ
مارا شانہ ایرج کا نشانہ ہوا استخوان کو توڑ کر سنان نیزہ گذر گئی ایرج نے ہکہ مارا سنان نیزہ
ٹوٹ کر شانے مین رہ گئی ایرج نے اسکو کھینچا فوارہ خون کا جاری ہوا ایک بجیانے بڑھکر ہاتھ تلوار کا
مارا زخم سر بھی چوپارہ ہوا ایرج لڑکھڑا کر زمین پر گرا افراط زخمداری سے غش آگیا دو دہ زنگی
نے اشارہ کیا اسکا سر کاٹ لو چند نامرد بڑھے اب تو عمرو کو تاب نہ باقی رہی گلیم اتار کر نعرہ کیا نعرہ عمرو

عمرم که کلاه از سر قیصر ببرم	رنگ از رخ محتسب بدر اختر ببرم	در محفل خسروان چو گردم ساقی
تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم	اب مختیار ک نے دیکھا عمرو ایک گوشے سے ظاہر ہوا ہے زنگی	

نے چاہا تھا کہ سر کاٹ لون عمرو نے سر سے گوپھن کھولا سوا پانچ سیر کا سنگ تراشیدہ و خراشیدہ
لگا گوپھن مین رکھکر مارا کہ سر اُس خود سر کا اڑ گیا عمرو گرد ایرج کے پھرنے لگا سنگ اندازی کرتا
ہے چاہتا ہے ذرا زنگیان سیاہ رو رکین تو مین جا کے ایرج کو اٹھا لون صاحبقران فرمائین گے
خواجہ تمھارے سامنے میرا نور نظر قتل ہو گیا تم نے کوئی تدبیر بچانے کی نہ کی ہائے کیونکر شیر کو بچاؤن
علاوہ خیال صاحبقران عمرو نے بچپن سے ایرج کو مثل فرزندون کے پرورش کیا فنون سپاہ گری
تعلیم فرمائے صاحبقران بنایا مرتبۂ اعلیٰ پر پہونچایا دل اندر سے ٹکڑے ہوا جاتا ہے دس بارہ زنگی عمرو
نے مارے کسی کو قریب ایرج آنے نہین دیتا چاند کا ٹکڑا زمین پر پڑا ہے لوٹ رہا ہے جو ہوا ایرج نے آنکھ کھول کر
دیکھا کہ خواجہ میرے گرد پھر رہے ہین پکار کر آواز دی جد عالی تبار آپ میرے واسطے کد و کوشش نہ کیجے
جسطرح ہو سکے نکل جایئے والد ماجد سے آداب و تسلیمات عرض کر دیجیے گا جد عالی تبار امیر نامدار سے
عرض کیجیے گا کہ غلام آپکا بارگاہ دو دہ زنگی مین بیکس و بے بس ہو کر مارا گیا یقین کامل ہے بزرگ
ہمارے دعوی خون کرینگے رفقا بھی لڑین گے مرینگے خدا نخواستہ اگر آپ پر کوئی چشم زخم آیا رکن
بارگاہ صاحبقران گر جائیگا ہم ایسے ہزارون خدمت گذار ہین آپ جان لشکر صاحبقران عالی قدر
ہین عمرو ان کلمات حسرت آیات ایرج پر چیخین مار کر رو دیا کہا اے نور نظر دل نہین مانتا کہ تمکو چھوڑ کے
چلا جاؤن تم نے آج وہ کام کیا اگر رستم و اسفندیار ہوتے حلقۂ غلامی کان مین ڈالتے جو تمنے زبان سے کہا

تھا وہ کیا اکیلے آکر لقا کو اُٹھا لیا مجمع سے نہ نکل سکے دودہ زنگی نے غصے مین آواز دی ارے او
نامرد اس عیار کا سر کاٹ تو چہار طرف سے زنگی بلوہ کر کے چلے اب عمرو گھبرایا خنجر بھی مار رہا ہی زنگیون
کو للکار رہا ہی دل کو طرف پروردگار کے رجوع کیا کہ ای مسبب الاسباب اس شیر کو بچانا مجکو سامنے
صاحبقران کے زرد رو نکرنا بیقرار ہو کر جو عمرو نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا ایک پنجہ چلکر
گرا ایرج کو دربار سے دودہ زنگی کے اُٹھائے گیا اب عمرو ایک جانب بھاگا یہ تو ظاہر ہی کہ نہین معلوم
دشمن لے گیا یا دوست بہر نوع اسوقت تو جان بچی وہ حافظ حقیقی وہان بھی دشمن سے بچائے گا
عمرو لڑتا بھڑتا جلو خانے مین آیا ایک زنگی کو دیکھا گھوڑا ایرج کا لیے جاتا ہی عمرو کا دل بیقرار
ہوگیا جھپٹ کر اُس سیاہرو کو خنجر مارا وہ تو تڑپ کر گرا عمرو جست کر کے لیت کرہ بن اشقر پر سوار ہوا
کرہ کی بھی آنکھ سے آنسو جاری تھے عمرو نے زبان جنی مین کہا ای مرکب اصیل آقا تیرا زندہ ہی بیقرار نہو
مجکو مجمع کا فران سے نکال لے چل یہ جو عمرو نے زبان جنی مین کہا کرہ بن اشقر نے کنوتیان بدلین طرارے
بھرنے لگا ہر چند زنگیون نے گھوڑے دوڑائے گرد کو بھی نہ پہونچے عمرو مرکب اڑاتا ہوا نکلگیا یہان اسد
و نور الدہر وغیرہ بخوف عمرو اُسی صحرائے ویران مین زیر نخل بیٹھے ہین بھوکے پیاسے سب نے کہا اگر
یہان سے چلے جائین تو خواجہ کے خلاف ہوگا صاحبقران زمان نے اپنے سر کی قسم دیکے بھیجا ہی
کھانے کی کیا تدبیر ہو اسد نے کہا اسی واسطے پیشہ قزاقی سالہا سال کرے تب نام سپاہ گری کا لے
تم سب شاہزادے ہو بھوکے پیاسے مرجاؤ گے ہم ابھی تدبیر کر کے لاتے ہین یہ کہکر اسد غازی
اُٹھے سامنے ایک قریہ تھا اسمین جا کر زمیندار کو آواز دی زمیندار نکل آیا جمال باکمال دیکھکر
حیران ہو گیا کہا حضور کیا حکم ہوتا ہی اسد نے مشت زر نکال کر دیا کہا ایک بکرا اسقدر چانول ایک
دیگچہ برائے چند ساعت ہمکو ضرور ہی زمیندار نے خوشی خوشی بڑا دیگچہ گھر سے نکالا چانول استعمالی دو
بکرے نہایت معقول سر پر مزدور کے لدوا کر اسد کے ساتھ کئے یہان سب منتظر تھے دیکھا اسد مع
سامان آکر پہونچے سب خوش ہو گئے اسد نے مزدور سے چولھا بنوایا بکرے ذبح کیے پلاؤ پکنے لگا
لکڑیان گیلی ہین آگ نہین سلگتی کبھی نور الدہر پھونکتے ہین کبھی داراب قریب آتے ہین یہ
شہزادگان والاقدر کبھی ایسا اتفاق کا ہے کو ہوا تھا بھوک کی بیتابی مین چہرے سرخ آنکھون
سے آنسو جاری عارض تمتمائے ہوئے پسینے پسینے سب اپنی جان سے بیزار ہین یکا یک سامنے سے ایک

فقیر پیدا ہوا جب قریب آیا کہا اے شہزادگان والا قدر آپ لوگون پر یہ جفا امیدوار ہون کہ نام نامی سے
آگاہ فرمایئے طہماس نے سب کے نام بتائے اب تو فقیر بیٹھ گیا کہا دانا یہ فقیر بینوا خدمتگذاری کرے سب کو
غنیمت ہو گیا فقیر نے سلیقہ سے بٹھکر لکڑیان لگائین نمک اپنے پاس سے ملایا تھوڑی دیر مین پلاؤ تیار
ہوا دیگچہ اُتار کے سامنے رکھا داراب نے کہا کوئی ظرف نہین کاہے مین کھائین اسد نے کہا سیاہیون
کے لیے سب سامان مہیا ہے یہ کہکے نخل سے پتے توڑے اُنکو لاکر پھیلا دیا تکون سے گا نٹھ کر تیری بنائی اُسپر
پلاؤ اُنڈیل دیا کوئی چیچے مین کھا رہا ہے کسی نے تیری پر نکالا اسد کو دعائین دے رہے ہین تواضع
فرما رہے ہین ظاہر مین تو اسد دیوانہ ہے اسکی وجہ سے کھانا نصیب ہوا فقیر مگس رانی کر رہا ہے چھاگل
مین پانی لایا شہزادون کو پلایا سب جوانان صف شکن جب سیر ہو کر اُٹھے آنکھون کے نیچے
اندھیرا آیا لڑکھڑا کے گرے بیہوش ہوئے فقیر نے پیر نے آواز دی منم شب آہنگ عیار رفتار
عیار دو دہ زنگی گذارش کر چکا ہون بختیارک سے وعدہ کرکے چلا تھا اس صحرا مین آکر ان
شیرون کو پایا خیال مین آیا مقدمہ تقدیر خداوندی ہے کہ ارکین لشکر حمزہ بلا کد و کاوش مل گئے
جب سب بیہوش ہوئے اب سوچا کہ کسکو لیجاؤن کسکو چھوڑون سب بےمثل و بےنظیر ہین آسمان صاحب
قران کے ماہ منیر ہین آخر مین سوچا کہ ان سب کو نہ لیجا سکون گا سب کے سر کاٹ لو بختیارک کو بھی معلوم
ہو کہ ایک ہی عیاری مین لشکر حمزہ کا خاتمہ کر دیا تلوار کھینچکر چلا چلے قصد ہوا کہ اسد ہی کا سر
کاٹون یہ جوان سب مین مغرور و مکرم ہے قضائے کار یہ بھی قصد کرکے چلا ہے کہ صحرا سے گرد اُڑی
عمرو کرہ بن اشقر پر سوار آکر پہونچا دور سے دیکھا شب آہنگ عیار رفتار جوانان عالی وقار
کا سر کاٹا چاہتا ہے بیقرار ہو کر نعرہ کیا او بیحیا کیا کرتا ہے منم مہر سپہر عیاری و ہزبر دشت طراری عمرو
چونکہ دور تھا گو بعین کو جرخ دیکر کہا او شب آہنگ ایک کالجھی اگر وے جسم میلا ہوا سر اور بڑا ہونگا یہ کہکر عمرو نے
پتھر مارا شب آہنگ کو خوف جان ہوا جست کرکے الگ ہوا عمرو ولجست مرکب سے کودا خنجر کھینچ کر
شب آہنگ پر جا پڑا آپسمین خنجہ چلنے لگا شب آہنگ بھی بلائے روزگار ہے چوٹ نہین کھاتا
آنکھین لڑی ہوئین چھوٹ کے ہاتھ چل رہے ہین ایک مقام پر شب آہنگ نے بیجا کر پالٹ
کا ہاتھ مارا عمرو نے جست کی خنجہ تو خالی دیا شاخ نخل سر پر پڑی عمرو تیورا کے زمین پر
گرا شب آہنگ نے داروے بیہوشی اُڑا دی عمرو بیہوش ہوا اب شب آہنگ

صبار رفتار نے عمرو کو ایک نخل سے باندھا ہوشیار کیا کہا کیون ساربان زادے عیاری اسکا نام
ہی اب تمھارا ابھی سر کاٹ کے لیجاؤنگا عمرو نے کہا ای شب آہنگ مین نے تجھ ایسا عیار نہین دیکھا
مجھے کھولدے مین تیرا شاگرد ہوتا ہون شب آہنگ نے کہا او ساربان زادے مجھکو دھوکا دیتا
ہی یہ کہکے خنجر کھینچکے چلا کہ عمرو کا سر کاٹ لون اب عمرو بیقرار ہوا دعائین مانگنے لگا قضائے کار
نقابدار زرین پوش مع اپنے عیار کے صحرا مین شکار کھیل رہا تھا دور سے عیار کی نگاہ پڑی
کہا ای شہریار غضب ہوا عمرو کو کوئی عیار قتل کرتا ہی قریب پہونچ چکا ہی نقابدار نے جو پلٹ کر دیکھا
دور سے نعرۂ شیرانہ کیا خبردار او مکار کیا کرتا ہی شب آہنگ نے کہا نقابدار کوس بھر پر ہی جبتک
یہان پہونچے گا عمرو کا تو سر کاٹ لون نقابدار نے آواز دی او ملعون مجھکو دور سمجھا ہی کمان کیانی
دوش سے اتاری تیر چلے مین جوڑا سیسر کمان کا کڑکا شب آہنگ سہما چلا کے بھاگا گوشۂ صحرا
مین ایک نخل تھا بھاگ کر اسکی آڑ مین چھپا نقابدار نے تیر مارا بیخ نخل کو توڑ کر پار گذر گیا
شب آہنگ یہ زور بازو دیکھکر بھاگا عیار نقابدار نے پیچھا کیا شب آہنگ نے جی کا سمجھا کہ
جسکا سردار ایسا زبردست ہی عیار بھی بلائے روزگار ہوگا عیار مثل برق جہندہ جھپٹا شب آہنگ
بخوف جان صحرائے خارستان مین گھس گیا عیار نے حقۂ آتشبازی مار دیا جنگل مین آگ لگ گئی شب آہنگ
الامان الامان کرتا ہوا بھاگا دامن و گریبان کو بجھاتا ہوا منھ بھی نامرد کا جھلسا جنگل تمام
جنگل سے نکل کر بھاگا عیار پلٹا آواز دی او نامرد مین بھی تو اکیلا تھا مقابلے مین ٹھہرا شب آہنگ
نے پلٹ کر جواب بھی نہ دیا دل سے کہتا ہوا چلا کہ ان مسلمانون کی مدد غیب سے ہوتی ہی نہین معلوم یہ
نقابدار مفلوک کون ہی کس زور شور سے تیر مارا بیخ نخل کو توڑ کر پار گذر گیا یہ کیا بھید ہی کہ سر پر
سایہ فگن باز سفید ہی عیار نے آکر خواجہ کو کھولا کہا اس منھ پر دعوی عیاری ایک عیار نے مشکین
باندھ دین کچھ نہ ہو سکا زنبیل وغیرہ مجھکو حوالے کیجیے میرا آقائے نامدار نقابدار عالی مقدار با بہانے
صاحبقران نامدار لے گا مین زنبیل وغیرہ کا خواستگار ہون عمرو نے کہا ای عیار طرار مین بیچارہ
غریب محتاج زنبیل کیا چیز ہی اگر گلیم کا خواہان ہو ایک کملی خرید دون مجھ ایسے فاقہ کش سے
کلام کرنا بیکار ہی البتہ احسان تمھارا فرزندان صاحبقران پر ہو نقابدار نے عیار کو منع کیا کہ
بزرگون سے ایسے کلام کرنا مناسب نہین ہی ای خواجہ میری جانب سے صاحبقران زمان کو

آداب و تسلیمات عرض کرنا جہانتک ہوسکے سمجھانا کہ یہ غلام بے ادبی کرنا نہین چاہتا ہی سر میدان میرے
آپکے مقابلہ ہو کوئی امتحان قرار پاجاے عمرو نے کہا ای نقابدار بہادر حمزہ سخن ناشنو ہے میرا کہنا نہ مانے
گا مین عرض کرون جملہ فرزندان حمزہ بانہاے مذکور کے خواہان ہوے حمزہ نے لڑبھڑ کر سب کو
زیر کیا انین کسیر صاحبقران کو گمان ہوا ایک ایک کو دو دو مرتبہ زیر کیا دارا ے ہند لندھور بن
سعدان نے ملک برہما مین بے زیر ہوے اطاعت کری تھی ہمیشہ بلبلاتے تھے کہ مین صاحبقران سے
زیر نہین ہو علمشاہ کو بڑا گھمنڈ تھا قویل ہندی و ویل ہندی کو مار کر اپنے ہوش مین نہ تھے
ہر روز یہی کہا کرتے تھے کہ مجھ ایسا جسکا فرزند ہو وہ جا کر خانہ کعبہ مین نہ بیٹھ رہے بانہاے صاحبقرانی
ہم کو حوالے کر دین ہم جنگ نوشیروان کو سمجھ لینگے سنتے سنتے حمزہ عاجز ہوا جسطرح سے بن پڑا
لشکر سے جدا ہوا اپنے کو ملک عدن مین پہونچایا دیوانہ سعد کرکنگ عدنی بنکر سب کو زیر کیا رستم
کی بھی مشکین باندھین لندھور کے گرز کھاے جس فن مین جسکو ناز تھا اسی فن مین اسکو زیر کیا مالک کا
نیزہ نکالا کیونکر عرض کرون کہ حمزہ بدون مقابلہ وہ اشیاے نادرہ کہ جسکو ساٹھ برس جہاد کر کے
حاصل کیا یون بآسانی حوالے کر دین نقابدار نے فرش بچھوایا نورالدہر وغیرہ بھی ہوشیار ہوے
بار احسان نقابدار سے سر جھکے جاتے ہین جلالت نقابدار دیکھکر سب گھبراتے ہین دل کہتا ہی کہ ہم
سب کا افسر رعب و دبدبہ ہی سطوت صولت کلام فصاحت بلاغت چند ساعت بیٹھکر ان سب کی
دعوت بہ لطف و تمام کی سامان جابجا ہمراہ ہی ستر لاکھ دیوان قاف ساتھ رہتے ہین بارہ ہزار
سرداران صف شکن بارگاہ زر لفتی جسمین کئی سو ستون کلل بجواہر بنہایت رعنائی و زیبائی اس بارگاہ
فلک اشتباہ مین ان شیران دشت نبرد کو لاکر داخل کیا سب سے زیادہ اسد نامدار کی خاطر کی ہی
ہاتھ آنکھون سے لگاے اسد بگڑے جاتے ہین نقابدار کا یہ جواب ہی کہ مین آپ سے مقابلہ نہین کرسکتا
ساقی بیچے آکر حاضر ہوے دیوزاد بھی خدمت مین حاضر ہین نقابدار جب بانہاے صاحبقرانی
کا ذکر کرتا ہی اور تو سب شرما کے سر جھکا لیتے ہین مگر اسد نامدار جواب دیتے ہین کہ ای نقابدار
بہادر ہم نے تم کو آگاہ کیا اگر نانا جان سے جنگ منظور ہی حقیر ابھی موجود ہی جسطرح مزاج چاہے آئیے
امتحان کر لیجیے دو مرتبہ مدد کی اگر احسان جتلانے آئے ہو جو کچھ حکم ہو اسکی اجرت حاضر کرین
نقابدار نے کہا وہ بھی متبرک ہی اب جلسہ آراستہ ہوا نقابدار خود اٹھکر اشیاے

نادرہ ایک ایک کے آگے پیش کر رہا ہے پردہ ہائے بارگاہ اٹھے ہوئے دیوزاد اترے ہوئے ہین کل
سرداران نقابدار خدمتگذاری مین ان سب کی مصروف ہین بلکہ نقابدار پوچھ رہا ہے کہ ای
شہزادہ نورالدہر ہماری کمان تمنے خدمت مین صاحبقران کی بہو نجائی جو باغ مین اس
بلاے سیاہ کے ہم نے پیش کی تھی نورالدہر نے جواب دیا کہ جب سے ابھی تک لشکر مین جانے کی
نوبت نہین آئی یہ ذکر تھا کہ لشکر نقابدار مین ایک غل بلند ہوا بارگاہ سرنگون ہزارہا دیوزاد کے سر
کٹ کٹ گرنے لگے صداہاے مہیب کان مین آئین بگیر و بہ بند کی آوازین بلند ہوئین نقابدار نے گھبرا کر
کہا ای شاطر دریافت تو کر یہ کیا معرکہ ہے کیسا ہنگامہ ہے عیار گیا چشم زدن مین پلٹ کر آیا عرض کی ای
شہنشاہ گیتی ستان سہراب بن قہقہا سہ چشمی بارہ لاکھ فوج پردہ ظلمات سے جمع کر کے براے
مقابلہ ملکہ قریشیہ جاتا تھا آپ کے ہاتھ سے کئی مرتبہ شکست کھائی تھی یہ خبر جو اسکو دریافت ہوئی
کہ لشکر نقابدار زرین پوش فروکش ہے غفلت مین آپکے لشکر مین آپڑا چونکہ سب کمرین کھول چکے
تھے کئی لاکھ نرہ ہاے دیو مارے گئے لشکر بد سامان خستہ ہے یہ سنتے ہی غصے سے نقابدار
کا چہرہ سرخ ہوا قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا القہر و غضب تمام اٹھا نورالدہر وغیرہ سے کہا آپ صاحب
مصروف صحبت عیش ہیے مین اسکو سزا دیکر حاضر ہوتا ہون ان شیرون نے جواب دیا آپ ہمارے
محسن ہین کیونکر ممکن ہے کہ ہم جلسۂ عیش مین بیٹھین ہم بھی آپ کے ساتھ ہین نقابدار تو نکلتے ہی مرکب
سہ چشمی پر سوار ہوکر مصروف جنگ ہوا داراب و خورشید و نورالدہر و اسد و طہماس
بھی گھوڑون پر سوار ہوکر معرکہ جنگ مین آئے دیکھا کہ سہراب بن قہقہا نے قیامتین برپا کی ہین
دو سو گز کا قد و قامت چوب دست آہنی جسمین سات زنجیرین ہر ایک زنجیر مین سو سو من کا پتھر نصب
کیا ہے اسی حربے کو چقماق چادر کہتے ہین جب اسکو گردش دیتا ہے دس دس دیوزادون کے
سر پھٹ جاتے ہین خوف سے دیوزاد اسکے مقابلے مین نہین آتے ہین بارہ لاکھ لشکر جنگی غفلت
مین جو آپڑا سنبھلتے سنبھلتے کئی لاکھ دیو مارے گئے لشکر مین نقابدار کے خون کے دریا بہے
نقابدار نے آتے ہی نعرہ شیرانہ کیا سہراب بن قہقہا کو للکارا او ملعون بھگوڑے روسیاہ ہمیشہ
بھاگ کر پردۂ ظلمات مین چلا جاتا ہے ہمیشہ سرکشی دکھاتا ہے اگر ہم سے مقابلہ کر ہمیشہ غفلت کا جویا
رہتا ہے وہ باپ تیرا قہقہا ہماری جنگ کو ہنسی سمجھا تھا کئی مرتبہ لشکر کشی کر کے آیا شکستین

کہا مین تجکو حوصلہ باقی ہی یہ کہکر با شمشیر برہنہ لشکر دیوان پر جا پڑا بارہ ہزار سرداران نقابدار جوانان
زرہ پوش بصد جوش وخروش جا کر گرے لڑنے لگے نورالدہر و داراب وغیرہ بھی تلوارین کھینچ کر
آ پڑے ہر چند چاہتے ہین کراپنے کو قریب نقابدار پہونچائین ممکن نہین ہوتا نقابدار نے جاتے ہی
دریاے فوج مین غوطہ مارا اُس دریاے قہار فوج دیوان مین شناوری کر رہا ہی یہ لوگ دیو بند
دیوکش ہین صدہا مرتبہ پردہٗ قاف مین جا کر لڑے دیوان قاف سے معرکہ پڑے مگر طرز جنگ نقابدار
دنیا سے نرالا ہی اول تو مقدمہٗ عجائب وغرائب یہ ہی کہ باز سفید سر پر سایہ فگن جس طرف نقابدار
جاتا ہی مثل ہمزاد ہمراہ یا حسب طرح شمع کے گرد پروانہ پھرتا ہی چرخ مار رہا ہی نقابدار جس دیو پر
جا پڑا دیو نے حربہ کیا نقابدار بہادر گھوڑے سے کودا حربہ کو اُس کے رو کا جھپٹ کر ہاتھ
مارا کمرگاہ پر تلوار پڑی دیو خونخوار مثل خیار تر دو ٹکڑے ہوا اگر دیو کی بیاض گردن پر ہاتھ
مارا تو اُس کا فر کو صفحہٗ ہستی سے مٹا دیا اگر کوئی لپٹ پڑا کولے پر لادکر اسکو مارا چھاتی پر چڑھکر
اُسکا سر کھینچ لیا نورالدہر و اسد حیران طرز جنگ نقابدار ہین جس مقام پر زیادہ مجمع دیکھتا
ہی صفین درہم برہم کرتا ہوا اُس غول مین اپنے کو پہونچاتا ہی مجمع دیوان متفرق کیا افسرون کو
تاک تاک کے مارا اسی فکر مین ہی کہ جا کر سہراب بن قہقہا کو مارون کسی کا حوصلہ نہین پڑتا کہ
اُس عفریت خونخوار کے مقابلے مین جاے جس مقام پر چقماق جادو لیکر جم گیا اُس حربۂ بے پناہ
کو گردش کی سو دو سو کے سر پھٹ گئے وہ چو دست گران سنگ زنجیرہاے آہنی اُسمین نصیب
سو سو من کے پتھر اُٹھین لگے ہین جسپر پتھر پڑا کسی کا سر پھٹا کسی کا ہاتھ ٹوٹا کسی کے استخوان کے
ٹکڑے ہوئے ہر صف مین یہی غلغلہ ہی کہ سہراب بن قہقہا نے پرے کے پرے درہم و برہم
کردیے میدان لاشہاے دیوان سے بھردئے اس عفات مین وہ بے حیا آ پڑا تھا کہ سنبھلنا
اس لڑائی کا دشوار تھا مگر نقابدار عالیمقدار اس زور سے جا کر گرا کہ دیوزادون کو بھاگنا
مشکل پڑ گیا اگر چاہتے ہین کہ بھاگ کر نکل جائین تو دیوان ملازمان نقابدار کلھاڑے زاغنول
آرہ ہاے لشت نہنگ ہاتھون مین لیے ہوئے ہوا پر اُڑ رہے ہین اول مین تو ہزارون مارے گئے اب
نقابدار نے جنگ رستمانہ کر کے لڑائی کو سنبھالا اپنے افسر کی رستمی دیکھ کر یہ بھی سب سنبھلے ہین
جتنے بھاگنے کا قصد کیا جھپٹ کر اُس کا سر کاٹ لیا سہراب بن قہقہا جنگ نقابدار دیکھکر

لرزان و ترسان چاہتا ہے بھاگ کر نکل جاؤن نقابدار کا مقابلہ نکرون نورالدہر کا قصد ہے کہ
جان دون مگر بڑھکر سہراب بن قہقہا سے لڑون اسد و داراب بھی اسی فکر مین ہین کہ سہراب سے
لڑین نقابدار کو شوکت دکھائین مگر جنگ نقابدار سے سب عاجز ہین جس صف پر پہونچا ہنگامہ ڈال دیا
دو دو دیوزادون کو ٹکر اٹکرا کے مارا جب جاتا ہے افسر کو تاک لیتا ہے دو بہر کامل تلوار چلی قلب لشکر مین
سہراب مصروف جنگ تھا گرد اسکے ہزار ہا لاشے پڑے ہوے چقماق چادر کی گردش قتل دیون
کی کوشش کر سامنے سے نعرہ نقابدار زرین پوش ہوا ملازمان سہراب بھی اسی مقام پر جم گئے
ہین اپنے افسر کے ساتھ لڑ رہے ہین ایک جانب سے اسد نامدار کا نعرہ ہوا ایک جانب سے شہزادہ
نورالدہر بن بدیع الزمان پہلو مین ہزبر بیشہ کانگان صاحب ساطور گران طہماس بن عنقوکی
دیو پیر و ساطور ہفت صد منی سے جنگ کرتا ہوا آتا ہے یہی قصد ہے کہ نورالدہر کو قریب سہراب
بن قہقہا پہونچائین ہمارے آقا کے ہاتھ سے یہ عفریت خونخوار واصل جہنم ہو ایک جانب سے
اسد نامدار کا بھی یہی قصد ہے کہ بڑھ کر اسکو مارون داراب کشور کشا نے سینہ سپر کر دیا لاش پر
لاش گرا دی اسوقت اس مقام پر انتہا کی شمشیر زنی و صف شکنی ہوئی سہراب کے حواس پراگندہ
کہ فرزندان حمزہ قیامت کے ہین دیوان قاف سے بےخوف لڑ رہے ہین زخمہاے کاری سرون پر کھائے
میدان کارزار سے قدم نہ ہٹاے بڑھتے ہی چلے آتے ہین نقابدار تک کوئی نہین پہونچا ہے
قلب فوج مین زور شور سے لڑا دل فوج کے ہلا دیے لعرے پر نعرہ کرتا ہوا دم جرأت کا بھرتا ہوا
قریب سہراب بن قہقہا پہونچا نورالدہر و اسد و داراب اسکی فوج مین الجھ گئے ہر چند
قصد کرتے ہین کہ اس بلوے سے نکلین لوہے کی دیوارین ہین دیوار ہاے سنگ شکست ہونا دشوار
ہر چند جوانان صف شکن نے جانبازی و سرفروشی کی اسد نامدار نے کئی افسران نامی مارے
مگر قریب نقابدار نہ پہونچ سکے نقابدار جب قریب سہراب بن قہقہا پہونچ چکا کیفیت مرکب
سے جستی سے کود پڑا للکارا او نامرد تو پیدل ہے مین بھی پیدل ہو کے مقابلہ کرونگا اس شوکت
نمائی پر ان جوانان صف شکن کے ہوش اڑ گئے دیکھ رہے ہین کہ آستین وبال کیے ہوے بجرأت و
شوکت سہراب بن قہقہا کو للکار رہا ہے اس حربے بے پناہ کو اس نامرد نے گردش دی مٹا دینے
کی کوشش کی جب نقابدار پر سہراب نے حربہ ہا کیا فوج دیوان مین الامان الامان کا غل تھا۔

نورالدہر وغیرہ دعائین کر رہے ہین کہ ای مالک بے نیاز رب کارساز نقابدار کو اس حربے بے پناہ سے
بچانا لیکن نقابدار نے گرداسپر کا سر پر کھینچا زیر گلہائے سپر غنچہ ہو کر بڑھا جب حربہ سہراب کا
چل گیا نقابدار نے ہاتھ تلوار کا مارا دو زنجیرین قلم کین دو پتھر گران سنگ مثل برج کوہ کنکر کرے
جیسے پتھر پڑا اُسکا سر پھٹ گیا نقابدار نعرہ کرکے مثل برق چمکا ہر ایک خرد وکلان نے دیکھا کہ نقابدار
نے دو زنجیرین کس زور شور سے کاٹین کہ کافرون کے رنگ کٹ گئے سہراب نے پھر بڑھکر حملہ
کیا نقابدار اسی طرح تیغ برق تاب کھینچکر بڑھا تین حملون مین ساتون زنجیرین کاٹین غل ہوا
کہ ساتون زنجیرین قلم ہوئین اب صرف چوب دست ہاتھ مین سہراب کے رہ گئی چرخ دیتا ہوا سہراب
بڑھا نقابدار نے اُسی طرح گرد اسپر کا سر پر کھینچا نورالدہر و اسد کو تاب نہ باقی رہی پکار کر
آواز دی اے نقابدار ہم سب تیری جرأت کے قائل ہوئے تو نے سنا ہوگا صاحبقران
اعظم نے اپنے قانون مین تحریر فرمایا ہے کہ دیو کے حربے کو خالی دینا چاہیئے مناسب نہین ہے کہ حربہ
دیو کو روکے صاحبقران زمان اٹھارہ برس پردہ قاف مین لڑے چھتیس پردے فتح کیئے
تحریر فرماتے ہین کہ مین نے دیو کے حربے کو نہین روکا ای نقابدار برائے خدا اپنے کو بچا پہاڑ کا روکنا
مناسب نہین ہے نقابدار کو شوکت نمائی منظور ہے کسی کے کلام نصیحت انجام کا جواب نہ دیا پلٹ کے
بھی ادھر نہ دیکھا اسی طرح گرد اسپر کا کھینچے ہوئے سامنے سہراب کے کھڑا رہا سہراب نے
بقوت تمام وہ چوب دست سر پر نقابدار کے لگائی نقابدار نے اس پہاڑ کو سپر پر روکا تڑاقے
کی آواز ہوئی کہ زمین تھرا گئی تتق گرد بلند ہوا معلوم ہوا کہ نقابدار پر کیا گذری مگر سہراب
نے چیخ کر آواز دی زوم وپست کردم مارا اور تمام کیا اب اگر خاک چھانو گے ہڈی بھی نقابدار
کی نہ ملے گی نورالدہر و اسد مثل تصویر تصور خاموش دل مین محبت نقابدار کا جوش
تھی ہر ایک کا قول ہے کہ جوش جرأت نے نقابدار کی جان لی عیار نقابدار نے جو یہ معاملہ
حیرت افزا دیکھا چیخ مار کر رویا چھاگل مین پانی لیکر دل گرد مین گھس پڑا گرد کے
چرخ مارا پانی کے چھینٹے دیئے گرد بیٹھی سب نے دیکھا نقابدار اُسی طرح کھڑا ہوا ہے غرب چوبدست
سہراب سے تا بزانو غرق زمین ہو گیا زور بازو مین فرق نہین آیا گلہائے سپر جھائے سپر
رو گردان سیاہی اُتر گئی عیار نے منہ پر نقابدار کے پانی کا چھینٹا مارا عرض کی آقائے نامدار

ومولائے قدرشناس اگر آپ زندہ ہین تو آواز دیجیے حریف لاف وگزاف کر رہا ہے جب دو چار چھینٹے
عیار نے لگائے نقابدار بہادر نے آنکھ کھولدی دیکھا فرزندان صاحبقران تعریفین کر رہے ہین
اسد نے بڑھکر آواز دی اے نقابدار بہادر کیا کار نمایان کیا نام جرأت رستم و اسفندیار صفحۂ
ہستی سے مثل حرف غلط مٹا دیا حقیقت مین تیرا کوئی نظیر نہین ہے اس زور کا ذکر حضور صاحبقران
سے کرینگے نقابدار طبقۂ زمین کا لیکر نکلا للکارتا ہوا طرف سہراب کے بڑھا سہراب نے بھی وار
کیا نقابدار نے آڑے کھڑے ہو کر کلیچہ چوبدست پر ہاتھ ڈالدیا بقوت تمام جھٹکا مارا انگلیون سے
تو قطرے خون کے ٹپکے تیور پر بل نہین آیا چوبدست چھینکر سہراب کی پھینک دی سہراب
نقابدار سے لپٹ پڑا دیکھا سب نے نقابدار اُس کوہ پیکر سے کشتی لڑنے لگا گرد ملازمان
سہراب قصد کرتے ہین کہ نقابدار کو مار لین نور الدہر و اسد و داراب تلوارین کھینچکر گرد
آگئے لاشون کے انبار کر دیے نقابدار کشتی لڑنے مین دیکھ رہا ہے شبرنگ نامی دیو سپہ سالار سہراب
زاغنول لیکر جھپٹا قصد کیا پشت نقابدار پر زاغنول ماردون اسد نامدار نے جو دور سے دیکھا بیتاب
ہو کر جھپٹ کر کلائی پر دیو شبرنگ کی ہاتھ ڈالدیا دیو شبرنگ لپٹ پڑا اسد سے کشتی ہونے
لگی بہت جھٹ پٹ اسد نے اُسکا سر کھینچ لیا ایک افسر کو نور الدہر نے مارا ایک داراب کے ہاتھ
سے قتل ہوا ایک پر طہماس نے ساطور مارا تا بہ جگرگاہ دیو ساطور پہونچا ایک کو خورشید بن
ہاشم نے للکار لیا ان شیرون نے بڑھ بڑھکر افسرون کو مار مار لیا اتنی مہلت جو نقابدار
نے پائی سہراب بن قہقہا سے ہنس ہنس کر لڑ رہا تھا ریل کرے دوڑا بارہ قدم ریل کر سہراب
کو لایا بلکہ مارا دونون گھٹنے اُس دیو خونخوار کے آشنائے زمین ہوئے جوش نشۂ بادۂ جرأت
سے کمر مین اُس دیو خود سر کے ہاتھ ڈالا زور کر کے پہاڑ کرے اوٹھا کر پایا زرہ کی ٹوٹین قریب تھا
کنپٹیان شق ہون انگلیون سے قطرے خون کے ٹپکے مگر جرأت مین فرق نہ آیا اتنے بڑے عفریت
خونخوار کو چرخ دیکے زمین پر مارا کود کر چھاتی پر سوار ہوا صاف ثابت تھا کہ ستارۂ سحری پہاڑ پر
چمک رہا ہے کندھا زانو سے دبا کر فرمایا او سہراب خانہ خراب شناخت میری پروردگار کی کیا
کہتا ہے سہراب نے کہا او نقابدار سر میدان ذلیل کیا لاکھ جان خداوند اس الشیاطین پر
نثار ہین یہ سنتے ہی نقابدار کو غصہ آیا چھاتی سے اٹھا ایک پانون دونون پانون سے دبایا

ایک کو دونون ہاتھون سے تھامنا جھٹکہ مارا سامنے نورالدہر وغیرہ کے مثل کرپاس کہنہ چیر کر
پھینک دیا لشکر دیوان مین غریو ہوا نورالدہر وغیرہ کے ہوش اُڑ گئے سہراب بن قہقہا
کو مار کر نقابدار اٹھا پھر فوج دیوان پر تلوار کھینچ کر جا پڑا اتنا بڑا کام کرکے پھر لڑائی مین مصروف
ہوا فوج سہراب کو شکست دی آخر ملازمان سہراب تاب جنگ نقابدار نہ لاسکے بمشکل لاشہ
سہراب اٹھایا روتے پیٹتے خاک اُڑاتے طرف پردہ ظلمات کے اس فکر مین چلے کہ قہقہا سے
جاکر حال قتل سہراب بیان کرین تین کوس تک نقابدار نے پیچھا کیا عمرو نے اپنے کو گوشہ صحرا سے
ظاہر کرکے دامن نقابدار کا تھام لیا کہا اے بہادر ماشاءاللہ کیا کار نمایاں کیا کسی نے ورشور
سے اس دیو خودسر کو مارا نورالدہر وغیرہ بھی دریاے خون مین نہلائے ہوئے تھے نقابدار نے
بخلق و مروت بفصاحت و بلاغت ان سب کی تعریف کی کہا یہ لڑائی آپ صاحبون کی وجہ سے
فتح ہوئی ورنہ قتل سہراب نہایت دشوار تھا آپ سب صاحبون نے حقیر کی مدد کی بیقابو
پرست غفلت مین آپڑا پردہ قاف مین کئی مرتبہ شکست کھا چکا تھا اے شیران دشت نبرد کل
اہالیان قاف کو تنبیہ و تہدید کی کچھ مسلمان ہوئے کچھ مارے گئے قہقہا کے بچنے کا یہ باعث ہے
جب شکست کھاتا ہے دہنہ کوہ ظلمات مین چلا جاتا ہے وہان رسائی ممکن نہین اسوجہ سے رک
جاتے ہین ہمیشہ میری فکر مین رہتا تھا لشکر کو یہان غفلت مین پایا نامرد بیقابو پرست آگھسا خدا نے
اپنا فضل شریک حال کیا آپ سب مین و مددگار موجود تھے اسوجہ سے یہ لڑائی فتح ہوئی نورالدہر
وغیرہ ان کلمات عجز آیات پر اور زیادہ شرمندہ ہین حجاب سے سر جھکا کر یہ جواب دیا اے نقابدار بہادر آپ کا
زور و جرأت مین مثل نہین ہے یہ لڑائی اس طور سے واقع ہوئی تھی کہ اسکا سنبھلنا دشوار تھا نقابدار
نے کہا مین رخصت ہوتا ہون کارہاے ضروری پردہ قاف مین درپیش ہین سرکشون نے سر اٹھایا ہے انکی
تنبیہ واجب لازم ہے یہ کہکر نقابدار نے آواز دی سترہ لاکھ دیوان قاف پرے جماکر سامنے آئے
تخت یاقوتی پر نقابدار سوار ہوا کئی ہزار گز کا سائبان زربفت دیوزادون نے سر پر کھینچا پریزادے
زرین سب کے ہاتھ مین نقارہ ہاے نقرہ و طلائی بجتے ہوئے باز سفید سر پر سایہ فگن پہلو مین عیار
برمغن اس شوکت و شان سے نقابدار مع لشکر جرار روانہ ہوگیا اب نورالدہر وغیرہ سے جو
عمرو نے احوال جرأت ایرج نوجوان یکہ و تنہا دمار دودہ مین گھس جانا لقا کو دست

زبردست پر اُٹھانا دوشبانہ روز ہنگامۂ گرم رہنا لفظاً لفظاً سامنے اسد وغیرہ کے بیان کیا یہ بھی
کہا کہ جب وہ شیر دلیر بعد دوشبانہ روز زخمون مین چور چور ہوکر بارد ودہ مین گرا ایک پنجہ آسمان سے
آیا ظاہر تو دستگیری کی ایرج کو اس حال مین اُٹھا لیگیا نہین معلوم دوست تھا یا دشمن مین مرکب پر
اُسکے سوار ہوکے نکل آیا پروردگار اُس شیر بیشۂ جرات کو دشمن سے بچائے صحیح و سالم اُسکی صورت
دکھائے اسد و نورالدہر وغیرہ حال ایرج سنکر بہت پریشان ہوئے کہتے تھے خواجہ ہم آپکے خوف
سے رک گئے ورنہ ساتھ اُس تاجزادے کے بارگاہ مین دودہ کے جاتے کیا تعجب تھا کہ لقا کو گرفتار
کرلاتے عمرو نے کہا اے سرداران صف شکن خدا اپنا فضل شریک کرے ملک عزوبیہ باخبر پہلوانان
زبردست سے معمور ہے خود دودۂ زنگی نہایت صاحب زور و طاقت ہے اُسکی شمشیرزنی کی ملک عزوبیہ
مین دھوم ہے سترہ لاکھ فوج چار سو بیٹے داماد فن سپاہ گری مین استاد ایک ایک دیو خصال عفریت
مثال زبردست و خودپسند ہے اس جنگ ایرج مین دودۂ زنگی نے دخل بھی نہ دیا اسد کمال
ملول ہوا کہتا ہے نانا جان آپنے ایرج کو تلاش کیا ہوتا ہم تو آپ کے حکم سے اس صحرا مین بے
آب و دانہ رہے سامان کھانے کا بڑی مشکل سے ممکن کیا شب آہنگ نے آکر بصورت فقیر
عیاری کی آپ وقت پر پہونچے نقابدار نے بڑا کام کیا ورنہ سب اسکے ہاتھ سے مارے جاتے
یہ ذکر تھا کہ طبل سکندری پر چوب پڑی صاحبقران زمان با فوج قاہرہ و جملہ سرداران تہمتن آکر
پہونچے ان سب سرداروں نے بڑھ کر صاحبقران کو سلام کیا امیر نے ان سب کو دریائے خون
مین جو نہائے ہوئے دیکھا کرہ بن اشقر کو کوتل پایا گھبرا گئے سبب زخمداری و باعث ہونے
ایرج دریافت فرمایا عمرو نے تمام کیفیت جنگ ایرج و حال عیاری شب آہنگ و آمد
نقابدار زرین پوش و احوال جنگ سہراب بن تہمتن از اول تا آخر بیان کیا قاسم و علمشاہ
حال ایرج سنکر بہت ملول ہوئے بلکہ قاسم نے قصد کیا کہ مین جستجو مین اپنے فرزند کے جاؤن نیلم
زنگی و فیلم زنگی و عنتر صیاد غول جان دریا باری و سام بن غول جان و میعاد عاد رشک دراز گردن بھی
آمادہ ہوئے کہ اپنے آقا کی تلاش مین جائین دودۂ زنگی سے انتقام لین صاحبقران کو جو
یہ کیفیت معلوم ہوئی سب کو روکا اسی صحرائے سبزہ زار مین بارگاہ سلیمانی استادہ ہوئی
تمام لشکر اترا قاسم علمشاہ یہ خبر سنکر بیقرار تھے کہ ایرج کو کوئی اٹھا لے گیا ہے سے

فرزندان بزرجمہر کو بلایا بیقرار ہو کر فرمایا آپ قرعہ پھینکیں ملاحظہ کریں کہ ایرج کو کون اٹھا لیگیا خواجہ
زادون نے سوا اپنا عقد زمین کو لیا تختہ متعلق پر قرعہ تفکر کو پھینکا عرض کی پروردگار حال غیب تو خدا ہی جانتا
ہے زائچہ کھینچ کر ثابت کرینگے بعد عرصہ دراز خوشی خوشی سر اٹھایا عرض کی اے شہریار یہ تو ثابت ہوا کہ دشمن
لے گیا مگر بخیر و خوبی سرحد غروبیہ باختر مین ملاقات ہوگی عمرو نے شان و شوکت دودۂ زنگی بطرح
بیان کی صاحبقران نے حکم دیا ایک ہفتہ اسی مقام پر قیام کرین اور نئی وردیان تقسیم ہون بقاعدۂ
قدیم بر سر غروبیہ باختر لشکر کشی ہوگی خواجہ زادون کو خلعت ہوا سب آگاہ ہین کہ قول مین خواجہ زادون
کے کبھی فرق نہین ہوتا اطراف سے ایرج کے سبھونکو تسکین ہوئی کمیدان و جمعدارون نے تمام لشکر مین
پکار دیا کہ ایک ہفتہ لشکر کا یہان قیام ہوگا لندھور و مالک نے پانچ ہزار چین سردارون کو حکم دیا کہ لشکر
بقاعدۂ قدیم آراستہ ہوگا بر سر غروبیہ باختر لشکر کشی ہو ایک ہفتہ مین کل سامان درست ہوا
بروز جمعہ بعد نماز صاحبقران زمان نے پہلوان عادی کو حکم دیا اٹھالا بارگاہ کا سمت غروبیہ
باختر روانہ ہو بعد جانے پہلوان عادی کے شاہان عراق و اصفہان مندویل اصفہانی و
مہلیل جنگ عراقی وغیرہ لشکر عراق و اصفہان لے کر روانہ ہوئے انکے بعد شاہان ہفت ملک
عبد الجبار حلبی و عبد القہار حلبی و قارن قار مغربی و سلطان بخت مغربی وغیرہ اپنی
اپنی فوجین لیکر بصد شان و شوکت روانہ ہوئے انکے بعد قاسم و بدیع الزمان و نور الدہر و خورشید بن
ہاشم تیغ زن و داراب کشور کشا و اسفندیار شاہ گیلانی و چوگان بن حمزہ و شیرویہ و رستم بن
علمشاہ نوجوان جملہ فرزندان صاحبقران بصد شان و شوکت سمت غروبیہ باختر چلے انکے بعد لندھور
و مالک فوج گران لے کر چلے بعد سب کے بادشاہ سوار ہوئے و صاحبقران باقبال بلیۂ تخت شہنشاہی
پر ہاتھ رکھے ہوئے نقار خانۂ سکندری و نقار خانۂ سلیمانی بجتا ہوا ایکطرف خواجہ عمرو بصد کرو فر چودہ
سو سنگ و ساٹھ مہتر ایک لاکھ چور اسی ہزار ریک بچہ باہنا سے عیاری سے آراستہ اس شان و شوکت
جاہ و حشم سے بترتیب سرداران لشکر صاحبقران زمان طرف غروبیہ باختر کے روانہ ہوئے

الحمد للہ والمنۃ کہ اس مقام پر یہ فسانۂ عجیب اختتام پذیر ہوا

تمام شد